

تورج نامہ

جلد دوم

دفتر ہفتم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ تو سب حضرات واقف ہین کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرت نے ان داستانون کو سنا یا دیکھا ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ برسون ان داستانونکو سنو اور پھر تمام نہون۔ آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانونکو تصنیف فرمایا اور انکی تدوین مین کیسی عرق ریزی کی اس داستان عزیز الوجود اور رہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین۔

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ جلد	ششم	صندلی نامہ	۱ جلد
سوم	بالا باختر	۱ جلد	ہفتم	تورج نامہ	۲ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	۱ جلد

ان داستانون مین سے پوری ساتون جلدین طلسم ہوشربا کی طبع ہوکر ملاحظہ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش قدردانان طبع بکرر کی نوبت آئی باقی اور جلدین بھی طبع ہوکر ہدیہ ناظرین عالیمقام ہوئی ہین۔ اب واضح ہو کہ تورجنامہ جو دو جلدون پر مشتمل ہے اور جسمین نہایت عمدہ و نایاب داستانین اور طلسم و عیاریان وغیرہ مندرج ہین انکی

جلد دوم

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل سرسبد گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین داستان گو نے حسب الحکم جناب فیضمآب سرآمد تاجران دیار و امصار رئیس الاتبار معدن جود و کرم جناب بابو پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ تالیفِ ترجمہ اردو مین نہایت فصاحت و بلاغت و تناسب الفاظ و بندش عمدہ کے ساتھ فرمایا ہے

باراول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۰ع

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست بمطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنہین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی اور اُسکے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرج ذیل ہی -	

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد	نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲	۵	طلسم ہوش ربا	۷
۲	کوچک باختر	۱	۶	صندلی نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۷	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۸	لعل نامہ	۲

ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربار و نیز داستان گویون کے حُسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ ہی چونکہ شئی نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا جس کی قیمت درج ذیل ہی -

نام کتاب	قیمت
۱- نوشیروان نامہ جلد اول -	عا ر پ
۲ 〃 جلد دوم -	عا ر پ
۳- ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم جدید الطبع	للعہ ر پ
۴- کوچک باختر -	عا ر پ
۵- بالا باختر -	عا ر پ
۶- ایرج نامہ جلد اول -	عا ر پ
۷- 〃 جلد دوم -	عا ر پ
۸- طلسم ہوش ربا جلد اول -	عا ر
۹- 〃 جلد دوم -	عا ر
۱۰- طلسم ہوش ربا جلد سوم -	عا ر
۱۱- 〃 جلد چہارم -	سے ر
۱۲- 〃 جلد پنجم کا حصۂ اول -	عا سہر
۱۳- 〃 حصۂ دوم -	عا سہر
۱۴- 〃 جلد ششم -	سے ۸ر
۱۵- 〃 جلد ہفتم -	سے ر
۱۶- بقیۂ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفۂ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر -	عہ ۱۲ر پ
۱۷- ایضاً حصۂ دوم -	عا ر پ
۱۸- صندلی نامہ دفتر ششم -	عا ر پ
۱۹- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ	سے ر پ
۲۰- لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم -	عا سہر پ
۲۱- ایضاً - جلد دوم -	عا ۱۲ر پ
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول - جسکی خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہی -	سے ر پ
۲- 〃 جلد دوم -	سے ۸ر پ
۳- 〃 جلد سوم -	للعہ ر پ
کامل جلد یکمشت - ہر سہ جلد کے لیے -	لعہ ر پ
طلسم ہفت پیکر مصنفۂ منشی احمد حسین صاحب قمر جلد اول -	عہ ۸ر پ
۲- 〃 جلد دوم -	عہ ۱۲ر پ
۳- 〃 جلد سوم -	سے ر پ
طلسم خیال سکندری - جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین قمر -	عا ر پ
قصہ ٹھگ در سہ حصہ -	عہ ۷ر پ
پیر نابالغ در دو حصہ -	عہ ر پ

فہرست نفس کتاب تورج نامہ جلد دوم۔ دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ صاحبقران



تورج نامہ

جلد دوم

دفتر ہفتم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ تو سب حضرات واقف ہین کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرت نے ان داستانون کو سُنا یا دیکھا ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ برسون ان داستانونکو سنو اور پھر تمام نہون۔ آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانونکو تصنیف فرمایا اور اُنکی تدوین مین کیسی عرق ریزی کی اس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین۔

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ جلد	ششم	صندلی نامہ	۱ جلد
سوم	بالا باختر	۱ جلد	ہفتم	تورج نامہ	۲ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	۱ جلد

ان داستانون مین سے پوری ساتون جلدین طلسم ہوشربا کی طبع ہو کر بلاحظہ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش قدر دانان طبع مکرر کی نوبت آئی باقی اور جلدین بھی طبع ہو کر ہدیہ ناظرین عالیمقام ہوئی ہین۔ اب واضح ہو کہ تورج نامہ جو دو جلدون پر مشتمل ہے اور جسمین نہایت عمدہ و نایاب داستانین اور طلسم و عیاریان وغیرہ مندرج ہین اصلی

جلد دوم

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل سرسبد گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین داستان گو نے حسب الحکم جناب فیضمآب سرآمد تاجران دیار و امصار رئیس الاتبار معدن جود و کرم جناب بابو پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ تالیف ترجمہ اردو مین نہایت فصاحت و بلاغت تناسب الفاظ و بندش [illegible] عمدہ کے ساتھ [illegible]

باراول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۰ع



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام حکیم طلسمات کن — کہ دو حرف ہین ہین ہزارون سخن
وہی کارساز دو جہان آفرین — وہ ہے نامدار دلستان آفرین
اسی کن سے پیدا ہوئے کائنات — یہی کن ہے وجہ وجود و حیات
یہی کاف آیا ہے تاثیر مین — یہی نون داخل ہے تنویر مین
اسے کہتے ہین سب کریم و کبیر — وہ ہے ناصر و حامی و بے نظیر
یہ دو حرف ہین باعث دو جہان — نہین سکے ہین معنی کیون و مکان
اسی کاف سے نکلی گو کہین — یہی نون ہے داخل نیر ین
اسی نون سے نور پیدا ہوا — اسی کاف سے کل ہو پیدا ہوا

واقعی تعریف ایسے خلاق بے نظیر کی احاطہ تحریر سے باہر ہے اور ثنا اس پروردگار صغیر و کبیر کی رسائی عقل کل سے فزون تر ہے کہ جسنے دو حرفون سے دو عالم کو پیدا کیا اور ایک لفظ کن سے دفتر جہان کو ترتیب دیا بموجب

نظم

نہ تھے ماہ و ماہی نہ ارض و سما — بجز ذات باری نہین کچھ تھا
نہ تھے رطب و نہ یابس نہ بحر و نہ بر — نہ سرد و نہ گرم و نہ خشک و نہ تر
نہ تھے نقش بندی دست قضا — کہ اک لفظ کن سے یہ سب ہو گیا
ہوئے ایسے ظاہر سفید و سیاہ — رہے تا ابد رنگ شام و پگاہ
ہوئے باہم اضداد مین یہ تپاک — کہان آب و آتش کہان باد و خاک
اثر یہ ہوا دون کو گرمی دیا — مقدر کو اسیر بھی حادی کیا
ہوا جبکہ آراستہ یہ طلسم — بانواع پیدا ہوئے جان و جسم
نہ باطن نہ ظاہر نہ ظلمت نہ نور — نہ وادی ایمن نہ تھا کوہ طور
کسی شی کی ہستی نہ تھی بیش و کم — عدم تھا مگر تھا نہ نام عدم
نشیب و فراز و زمین و زمان — نجوم و سپہر و مکین و مکان
خدا گانہ ظاہر ہوئے پھر اثر — کہ پیدا ہوئے دشت و در بحر و بر
خوشا قدرت خالق پاک ذات — بنائیون طلسم حیات و ممات
کہ جب ایک عنصر بھی ہو بیش و کم — تو ہو ہستے اہل عالم عدم
پری و ملائک جن و انس و حور — چرند و پرند و وحوش و طیور

غرضکہ کیا لوح اور کیا قلم تمام طلسم عالم پروردگار دو جہان خلاق انس و جان نے ایک لفظ کن سے پیدا کیا۔ پس جس وقت بحر دنیا سے ناپیدا کنار و بحر زخار طوفان خیز و موج انگیز ہوا ہر جہاز و کشتی کو بلندی و پستی نظر آنے لگی اور باد تند جاہلیت اور ہوائے مخالف ناواقفیت کے جوش و خروش سے بہتر کشتیان تباہ ہو کر متفرق طور سے بہین پس لازم ہوا خداوند عالم کو کہ ایسے ناخدا کو بھیجے کہ جو ان تباہ کشتیون کو راہ پر لائے اور ساحل عرفان پر لگائے۔

نعت سرور کائنات باعث کل موجودات معنی لولاک لما خلقت الافلاک رسول پاک احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین

وہ خضر راہ طریقت ناخدائے کشتی امت شفیع روز جزا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ تھے کہ جنھون نے بحکم کارساز

رب بے نیاز اس طوفان آب و گرداب بلا سے بچانے کے لیے بادبان ہدایت کو کھولا اور ارشاد فرمایا کہ جو کوئی میرے بتائے ہوئے راستے پر اپنی کشتی امید کو لگائے گا اسکا بیڑا پار ہو جائے گا پس جسنے پیروی جہاز نبوت کی اختیار کی وہ طوفان کفر و ضلالت سے بچا اور جسنے روگردانی کی وہ غرق بحر ناکامیابی ہوا ہزار ہزار شکر ہی اُس کریم و کارساز رب بے نیاز کا کہ جسنے ایسا نبی ہمکو عنایت فرمایا کہ اُسکی راہبری نے گمراہی سے بچایا ـ

نظم

جہان میں [illegible] کہ وجہ خلقت دنیا ｜ بچا دینگے عذاب حشر کے طوفان سے [illegible]
[illegible] ن ہی بھیجا
پکارا انجمن یہ ہے جسے محبوب ہون کہ [illegible] امید ہیں ｜ یہ جسکے ناخدا ہون پار اُس کشتی کا ہو بیڑا
اسی پر آرزو اب مدح احمد ختم کرتا ہون ｜ وہ رونق بخش نقش کاف و نون ہیں احمد مرسل
وسیلہ ہو گیا پیدا گنہگارون کی بخشش کا ｜ کوئی [illegible] کہ جسکو اُنکے کیا جانے
سبب کیا کیا تھا جسم پاک کے سایہ نہونے کا

مطلع

لطافت جسم کی تیرے بیان کس منہ سے ہو شاہا ｜ یہ باعث تھا کہ بے سایہ کیا اللہ نے پیدا
نظر آتا بھلا پھر عکس کیونکر جسم اطہر کا ｜ اسی باعث سے بے سایہ محمد کو کیا پیدا
زمین پر پاؤن رکھنا عار تھا اُسکو جو دنیا مین ｜ قدم رکھتے زمین پر جبکہ سایہ نے نہین رکھا
جو خود یکتا ہو محبوب اُسکا پھر کیونکر نہ یکتا ہو ｜ بجائے عکس بانی [illegible] نے سایہ کو کھینچا
مجسم کر دیا ہی نور کو اللہ نے گویا ｜ بھلا محبوب کی فرقت خدا کو کب گوارا تھی
ہویدا ہی کہ سایہ کا نہین ہونا کوئی سایا ｜ جہان مین رحمۃ للعالمین تھی ذات حضرت کی
پری بنکر ہوا سے فخر مین لیس اُڑ گیا سایا ｜ قلوب مومنین کے جذب کامل کا اثر یہ ہی
[illegible] کی لو جو تھی سایہ سے بھی شہ کو بری رکھا ｜ جہان مین بہتر از نسل آدم ذات ہی تیری
مجسم کر کے شاید سایہ کو آفاق مین بھیجا ｜ قطعہ خدا کو کب یہ تھا منظور کا فر جائین دوزخ مین
وہ دوزخ مین نہ جاتا سایہ ایکا پڑتا ｜ فلک پر آنکھ کی تیلی بنایا اُسکو حورون نے
دلون مین بنکے تصویر تصور رہ گیا سایا ｜ اگر جانا کہ تصویر ہمیں آرزو کھینچون

الغرض ایسے ہی خالق یکتا رسول بے ہمتا رونق آسمان و زمین رحمۃ للعالمین کے واسطے کوئی خلیفہ و جانشین بھی ہونا ضرور تھا کہ جو بعد اُسکے گروہ اُمت کا پیشوا گمکردہ راہون کا رہنما ہو کر راہ طریقت بتاتا ـ

منقبت شیر خدا وصی مصطفے غالب کل غالب مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام

علی کا مرتبہ اللہ اکبر ｜ خدا نے تیغ دی احمد نے دختر ｜ کیا مدح و ثنا اُس وصی رسول مجتبی کی ہو کہ جسکے بارے مین خود رسول اللہ فرماتے ہین کہ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا ـ یعنے مین شہر علم ہون اور علی دروازہ اُسکا ہی اور رسائی شہر مین بغیر دروازے کے ناممکن ہی اور پھر اک مقام پر ارشاد کرتے ہین دامن مراد کو ہم گنہگارون کے گوہر مقصد سے بھرتے ہین ـ کہ اگر تمام اشجار بجائے قلم ہون اور تمام دریا بجائے دوات ہون اور صفحہ ہستی [illegible] تحریر ہون جب بھی وصف علی مرتضی کا احاطہ تحریر سے باہر ہی ـ

رباعی

کیا کہیے کہ کیا سمجھے ہین کیا کہتے ہین ｜ اللہ کی شان ہی علی کا رتبہ
[illegible] ｜ [illegible]

ایسے معجز نما دست خدا کی جو کچھ تعریف کیجیے کم ہی ـ نظم

عرش سے جسکی سواری بعث وہ عالی نسب ｜ مطلع روشن سناتا ہون وہ اب آئی زبان
ابر نیسان سخاوت سے پر از گوہر صدف ｜ استحالہ کو کاسہ سے ہو تیرے حکم سے
جسکے دربان جہار م علیی گردون جناب ｜ ماہ جس سے داغ بر دل مہر کو جس سے حجاب
تیرے [illegible] کشت حسرت سیراب ｜ عالم لقوتی مین رجعت کرکے آئے آفتاب
[illegible]
[illegible]
شمس اقبال وہ ہے جسکے باج [illegible] ｜ دنکو ساطع ماہ تابان شب کو طالع آفتاب
ہی یقین خود لشہ سے اپنے کہے ہی اجتناب ｜ لافتی الا علی کا حق نے خود بھیجا خطاب

عرض مولف

سیر کنندگان بوستان بیان و گلچینان گلستان این داستان کی خدمت بابرکت مین یہ اذل کو مین شیخ تصدق حسین

عرض رسا ہے کہ الحمد للہ والمنۃ کہ اس حقیر نے بقدردانی رئیس والاتبار منشی نول کشور نامدار ترجمۂ ہفت دفتر داستان امیر حمزہ صاحبقران کا بفضل ایزد منان لکھوایا منجملہ ان دفاتر کے جلد دوم نوریج نامہ باقی رہگئی تھی کہ منشی صاحب ممدوح نے اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی لیکن اُنکے جانشین و مسند گزین عزت و شان گوہر یکتائے بحر جود و سخا جوہر بیش بہائے معدن لطف و عطا منبع جود و کرم مظہر فیض اتم قدر افزائے اہل کمال رئیس عدیم المثال مسند نشین ایوان رفعت و مرتبت زینت افزائے بزم قدر و منزلت امیر عالی وقار فخر تاجران دیار و امصار جناب بابو پراگ نرائن صاحب دام دولتہ و حشمتہ نے بھی اپنی قدردانی سے اس گوشہ نشین و عزلت گزین کو پھر وہی قدر منزلت عطا فرمائی کہ شکریہ اُسکا اس ہیچمدان سے ادا نہیں ہو سکتا چنانچہ امتثالاً للحکم یہ ذرۂ بیمقدار اس جلد کا ترجمہ بھی لکھکر ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہے امید کہ اپنی قدردانی سے اگر پسند خاطر ہو تو اس عاصی کو دعائے خیر سے یاد فرمائیگا اور اگر کہیں لغزش ہو تو دامن عفو سے چھپائیگا

آغاز داستان و ساقی نامہ

ساقی جو شراب کچھ ہو باقی — گر شیشہ و جام کو اٹھا تی
ہاں نوشانوش کا ہو پھر غل — پھر رند چھکیں ہو توبہ کا قل
پھر دل میں امنگ صفدری ہے — پھر ولولۂ بہادری ہے
جو لوگ ہیں اپنی انجمن کے — مشتاق ہیں ساغر سخن کے
پھر ابر فلک پہ دیکھ چھایا — پھر رنگ بہار نے جمایا
توفیق جو دور آسمان دے — اک جام شراب ارغوان دے
ہاں شیشہ سے شیشہ کو لڑا دے — اور جام سے جام کو بھڑا دے
پھر ذکر کہن کو لب پہ لاؤں — باقی ہے جو کچھ وہ کہہ سناؤں

راہبران وادی خوش بیانی و سالکان مسالک نکتہ دانی جویندگان جادہ سخن و یابندگان گوہر این داستان کہن جواہر بیش بہائے کلام کو سلک بیان میں اس طرح پروتے ہیں کہ جس وقت صلصال بن دوال بن دیلو بن شمامہ جادو کو حمزہ صاحبقران ثانی نے اسیر کر کے مبتلائے غل و زنجیر کیا اور قلنجال بن صلصال کو شاہزادہ زمان بدیع الملک نوجوان نے گرفتار کیا اور لعل بن نوریج کو مقابلہ امیر ثانی سے پنجہ اٹھا کر لے گیا اور پیروزین ہمرمز کو بھی پنجہ لے گیا اہل اسلام نے لشکر کفار پر حملہ کر کے سبکو پراگندہ کر دیا کہ فوج بے سردار کب لڑ سکتی تھی اسی مقام پر جلد اول نوریج نامہ کی ختم ہوئی ہے واسطے یاددہانی سامعین باتمکین و ناظرین حقیقت آئین کے پتے دیکر آغاز داستان کی جاتی ہے کہ امیر کشورگیر صاحب جبار شمشیر زیب صولت جہانبانی یعنی جناب حمزہ ثانی تو بعد فتح و فیروزی مصروف عیش و نشاط مشغول طرب و انبساط ہوتے ہیں اور شاہزادۂ نامور بدیع الزمان دلاور ملکہ خردسیہ پر بمقابلہ لشکر کیمخت شاہ شجر پرست قیام پذیر ہیں اور کرلوس بھی بعد بربادی قلعہ طرف خردسیہ کے جا چکا ہے اور ملکہ آفاق معشوقہ شاہزادہ گوہر کلاہ قلعہ کام شہنگ میں ہیں۔ اور شہنشاہ گوہر کلاہ بھی مع کیخسرو و نیجاہ طرف ملک خردسیہ کے روانہ ہوئے ہیں اور شاہزادہ رستم ثانی مع فضل بن رستم کے شہر صندل پر چلے ہیں اب انشاء اللہ ذکر ہر ایک داستان کا اُسکے موقع پہ کیا جائیگا لیکن اول صاحب سطوت جہانبانی جناب حمزہ ثانی کا احوال گذارش کیا جاتا ہے کہ جس وقت جشن فتح و فیروزی سے فراغت حاصل ہوئی تسکین خاطر تردد منزل ہوئی ارشاد فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف شہر صندل کے روانہ ہو حسب الارشاد فیض بنیاد مسند آرائے بزم صاحبقرانی یعنی جناب حمزہ ثانی اسی وقت انتظام سفر ہونے لگا بعد تیاری تیسرے روز امیر کشورگیر نے طرف شہر صندل کے کوچ کیا طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے حسب اتفاق اک صحرائے پر فضا و وادی خوشنما میں پہونچے فرمایا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ایک دو روز اسی بیابان کی سیر کریں اُسی وقت خیمے برپا ہو گئے چھولداریاں استادہ ہو گئیں

مردان دلاور اپنے مرکبون سے اتر اتر کر جا ے قیام واستراحت ڈھونڈھنے لگے مرکبون کے ہنہنانے کی آواز بلند ہوئی اس آبادی سے نشان جنگل کی دوچند ہوئی وہ صحرا عجب بہار دکھانے لگا گویا جنگل مین منگل نظر آنے لگا غرضکہ تمام بہادران نامدار و دلاوران تہور شعار نے شب تو براحت و آرام بسر کی صبح کو بعد فراغت فریضہ سحری جسوقت مہر منور کی جلوہ گری ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے خواب راحت سے بیدار ہو کر آنکھون کو ملنے لگے طائران صحرائی کے زمزمہ سرائی عجیب سمان دکھاتی تھی کہ نالہ عندلیب کو نظرون سے گراتی تھی شعر وہ وقت سحر اور ٹھنڈی ہوا وہ گلہاے صحرا کی طرفہ فضا ہر ایک صفدر و دلاور حمد و ثناے خلاق اکبر کرتا ہوا خدمت بابرکت مین حمزہ صاحبقران ثانی کے حاضر ہو کر مجراگاہ پر سے مجرا کر کے اپنے اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہونے لگے ایک آن واحد مین تمام دربار سرداروں سے مملو ہو گیا جانب دست راست لندھور ثانی فرامرز ثانی بدیع الملک دلاور داراب نامور وغیرہ بائین جانب مالک ثانی جمہور ثانی ہاشم تیغ زن خورشید صف شکن وغیرہ بیٹھے ہین ذکر شاہزادہ رستم ثانی کا ہو رہا ہے امیر با توقیر فرما رہے ہین کہ مین نے سنا ہے عزم انکا طرف شہر صندل کے ہے اسی وجہ سے مین نے بھی اسی طرف کا عزم کیا ہے کہ وہ خفا ہو کر چلا گیا تھا مین آ سے منالاؤن اور نگران حال رہون یہی ذکر تھا کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی سامنے سے پیدا ہوئی بعد دعا و ثناے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ اس وقت اس صحرا مین عجب تماشا نظر آیا کہ جسکے دیکھنے سے دل حیرت مین آیا ابھی ایک ہرن چر رہا تھا کہ ایسا آہو یقین ہے چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اگر رفتار اسکی دیکھیے تو آہوے فلک چوکڑی بھولے تمام جسم اسکا کامنی اسپر خیر عنبری و سرخ و سبز گل پڑے ہوے دو شاخین سر پر مثل یاقوت سرخ کے درخشان اور ایک شاخ بیچ مین مثل کلغی کے زرد سبز کی معلوم ہوتی ہے عقب مین اسکے چالیس ہرن اور مثل تابعدارون فرمانبردارون کے گردنین ڈالے ہوے ساتھ ہین اور اسی صحرا مین سب آہو مصروف چرا ہین باقی خیر و عافیت ہے یہ سنکر تمام اہالیان دربار و امیران نامدار و بادشاہان اسلام شہنشاہ ذوالاکرام سب کو تعجب ہوا لیکن امیر نے فرمایا کہ واقع مین یہ آہو اس لائق تھا کہ تحفہ خانہ شاہی مین رہتا کوئی دلاور ایسا ہے کہ زندہ اس آہو کو گرفتار کر کے لائے ہنوز سخن ورد زبان تھا کہ صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان اپنے دنگل شوکت پر سے کود پڑے اور دست ادب بستہ عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا یہ کہکر اسی وقت بارگاہ سے نکلکر پشت مرکب پر بیٹھکر پتہ اس صحرا کا پوچھ کر کہ جہان ہرن چر رہے تھے روانہ ہوئے بعد طے ہونے راہ کے جب قریب اس صحراے پرفضا کے پہونچے دیکھا ایک جانب چشمہ شیرین و لطیف خوشگوار ہے ایک طرف بہار صحرا و سبزہ زار ہے ہرن چوکڑیان بھر رہے ہین ایک ہرن نہایت خوشنما کہ جسکا پتہ ہرکارون کی زبانی سنا تھا دیکھا کہ جست و خیز کرتا طرف چشمے کے چلا جاتا ہے شاہزادے نے اس آہو کے پیچھے گھوڑا اڑا لا کمند کو ہاتھ مین سنبھالا لیکن اس وحشی نے جو آواز سم مرکب کی سنی کان کھڑے کیے پلٹ کر دیکھا تو چین نظر اس شہریار والا تبار پہ پڑی راہ فرار اختیار کی ادھر شاہزادے نے تعاقب کیا جاتے جاتے کئی کوس نکل گئے جب شاہزادہ بدیع الملک کمند مارتا ہے آہو دام مین آتے تو معلوم ہوتا ہے لیکن نکل جاتے نہین معلوم ہوتا بدیع الملک کو غصہ آیا کہ عجب طرح کی بات ہے کہ ہر مرتبہ صید دام مین آکر نکل جاتا ہے اب اسے تھکا کر گرفتار کرونگا یہ بات دل مین ٹھانکر گھوڑے کی باگ اٹھائے ہوئے برابر چلے جاتے ہین کہ دیکھا سامنے ایک باغ کے چار دیواری معلوم ہوتی ہے بس فوراً وہ آہو جست کر کے داخل باغ ہوا ساتھ ہی آپ نے بھی گھوڑے کو ایڑ کی وہ توسن صبا رفتار برق شعار اب جو

چاروں تتلیاں جوڑ کر اڑتا ہی تو دیوار باغ پھاند کر داخل باغ ہو گیا اب جو بدیع الملک خیال کرتے ہین تو کہین راہ نظر نہین آتا لیکن گلزار ہی کہ شان پروردگار ہی کہین گلون کی بہار کہین نغمہ ہزار ہی گیاہ پر فرش مخمل کا گمان ہوتا ہی نرگس بیدار ہی سبزہ سوتا ہی طرہ سنبل پر جو قطرات شبنم جم گئے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطہ قدرت نے شاہد باغ کے بالون مین موتی پروے ہین گلون نے آب شبنم سے چہرے دھوئے ہین مسی نے لب سوسن پر رنگ جمایا ہی ڈالیون کو کثرت گل نے خمیدہ کر کے عروس بنایا ہی بدیع الملک نے دل مین خیال کیا کہ پروردگار کیا مین بہک کر بہشت شداد مین نکل آیا ہون کیونکہ دنیا مین ایسا باغ آجتک نہین دیکھا غرضکہ تعریف پروردگار مین بالب جنبان سیر کنان چلے جاتے ہین کہ دیکھا بیچ مین ایک بارہ دری مرصع کار جواہر نگار غیرت کاخ چرخ اخضری رشک فلک نیلوفری تعمیر ہی آگے اسکے اک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہوا اسپر شامیانہ زربفتی کھنچا ہوا اور ایک نازنین ماہ جبین مہر تمکین در در گوش مرصع پوش گلشن بوستان محبوبی دُر دریاے خوبی بموجب شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ✝ جوانی کی راتین مرادون کے دن ✝ ایک مسند زرین پر بصد کرشمہ و ناز و ہزاران امتیاز گاؤ سے لگی بیٹھی ہی اور چند کنیزان حور جمال پری خصال مثل مصاحبون کے سامنے دست ادب بستہ فرو کش ہین شاہزادہ بدیع الملک صورت اس آفت ہوش کی دیکھتے ہی از خود رفتہ ہو گیا تاب کلام طاقت قیام نہ باقی رہی غزل حسب مقام ہذا

مسی آلودہ لب دونون ہین یا سوسن یہ سوسن ہی
دم نظارہ شرم آلودہ نظرین چھپکے بیٹھی ہین
نہین سنگ لحد گویا کہ یہ مدفن یہ مدفن ہی

کسی نا آشنا سے ملکے یون بیٹھو نہ محفل مین
یہ دوہری اوٹ مژگان کی ہی یا چلمن یہ چلمن ہی
انھین زلفین بنانے سے نہین اے آرزو فرصت

ستمگار آفت جوانی پھر آئی جوبن پہ جوبن ہی
کبھی زانو یہ زانو ہی کبھی دامن یہ دامن ہی
ہوا اٹھا دل بھی مردہ ساتھ میرے سیج فرقت سے
طبیعت کی شب وعدہ یہان الجھن یہ الجھن ہی

لیکن اس نازنین نے جو اک جوان حسین کو سامنے سے آتے دیکھا اودہی کنارہ دوپٹہ کا آنچل چہرہ پر رکھا اور ادا سے دلفریب کے ساتھ پکاری کہ ارے یہ کون مرد وا میرے باغ مین گھس آیا ہی جلد اسے گرفتار کرو یہ کہنا تھا کہ وہ عورتین جو گرد و پیش بیٹھی تھین دوپٹے سنبھال سنبھال کر اٹھین اور اس اسیر دام محبت پر مثل کمند کے دوپٹے مارنے لگین شاہزادہ بدیع الملک دیکھکر بہت ہنسے اور فرمایا کہ ای ملکہ آفاق ای تمناے دل مشتاق مین تو اسیر دام الفت و گرفتار کمند حسرت ہو ہی چکا ہون بموجب شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ✝ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے ✝ بھلا یہ عورتین مجھے کیا گرفتار کر سکتی ہین ہان اگر تم اپنے ہاتھ سے مجھے اسیر عقل و زنجیر کرو تو خود یہ گردن طوق آہن کی مشتاق اور ان پاؤن کو بیڑیون کی فرقت شاق ہی یہ کہکر دونون ہاتھ آگے بڑھا دیے اور فرمایا کہ ای ملکہ جہان آرام دل مشتاقان آئیے اور ہتھکڑی انمین ڈال دیجیے اسیر عقل و زنجیر کیجیے واقع مین کہ عاشقون کا یہی زیور ہی بموجب شعر کہتے ہین جسکو ذلت وہ عشق مین ہی عزت ✝ کیا شان عاشقی کی گر کو ملکو نہ نکلے ✝ جب ہمنے وادی الفت و دشت محبت مین قدم رکھا تو ہر طرح کی سختی اٹھائینگے اور ناز برداری سے نہ باز آئینگے اس طرح کے کلمات محبت آیات جو شاہزادہ زبان بدیع الملک نوجوان نے کہے ایکبار وہ دلبر طناز بصد کرشمہ و ناز اپنے مقام سے اٹھکر چلی جب قریب شاہزادے کے پہونچی سر اپا کو دیکھا ہزار جان سے تو یہ خود شیفتہ و فریفتہ ہو چکی تھی تاب ضبط نہ رہی ہنس کر پکاری کہ ای محبوب جانی وای یار جاودانی یہ ہاتھ اس قابل ہین کہ ہماری گردن مین حمائل ہون قطع ہون وہ ہاتھ جو انمین ہتھکڑی ڈالنے کا ارادہ کرین یہ کہکر ہاتھ شہزادے کا اپنی گردن مین حمائل کیا لا کر مسند پر بٹھایا باتین راز و نیاز کی ہونے لگین کہ اک مرتبہ نازنین کچھ جھجکی اور شاہزادے کے سینہ بے کینہ پر جو نگاہ اسکی پڑی تو دیکھا کہ ایک ہیکل نہایت خوشنما شاہزادے کے گلے مین پڑی ہی اور کچھ اسپر کندہ بھی ہی یہ سوچ کر اک خواص کو پکاری کہ او سمن برا ری میری لاڈ کی روتی ہو گی ذرا اسے

لے آیا بدیع الملک نے کہا کیا تم کبھی کسیکے ناموس مین داخل ہو جب صاحب اولاد ہو تو شوہر بھی تمھارا ضرور ہوگا اسنے
اک غمزے کے ساتھ جواب دیا کہ دور پار جہائین پھوٹین ابھی اس بندی کا کوارا پنڈا ہی شادی تک نہین ہوئی کسی مرد
کی نظر تک اس روے درخشان پر نہین پڑی ہی اتنے مین وہ خواص ایک گلہری کا بچہ لیے ہوے آئی کہ پٹہ طلائی
اسکی گردن مین پڑا ہوا کلابتونی ڈوری لگی ہوئی ہاتھ سے اس خواص کے لیکر وہ نازنین اس بچہ کو پیار کرنے لگی
بعد اسکے بدیع الملک کی گود مین ڈال دیا اور کہا کہ لو اپنی بیٹی کو تم بھی پیار کرو اب بدیع الملک سمجھے کہ اسکو
بیٹی کہتی ہی خاموش ہو رہے لیکن اس گلہری کے بچے نے گود مین آتے ہی شوخیان کرنا شروع کردین کہ کبھی ہاتھ
کبھی شانے پر کبھی سر پر کبھی گردن پر دوڑنا شروع کیا اور دوڑ ہی ہیکل کی کاٹ دی اسطرح کہ شاہزادے کو خبر
بھی نہوئی اور ایک نشہ سا آنکھون مین بدیع الملک کے چھا گیا اور اب وہ بچہ گلہری کا چل چلایا گویا اپنی
زبان مین اسنے کہا کہ مین جس کام پر مامور تھا وہ کام تمام ہوا یہ نازنین اسکے چل چلانے پر بدیع الملک سے
بولی کہ واہ صاحب یہ تمنے کیا کیا کہ میری لڑکی رونے لگی بس لاؤ میری بچی کو مجھے دیدو یہ کہکر گلہری کا بچہ
بدیع الملک سے لیا اور اس خواص کے سپرد کر کے کہا کہ جا اسکی کھلائی کو دے آ کہ وہ بہلائے وہ خواص تو
اس بچے کو لیکر ادھر روانہ ہوئی یہان پھر اختلاط ہونے لگا خواصون نے جو یہ رنگ دیکھا اٹھ اٹھ کر کوئی پیشاب کوئی
پاخانہ کے بہانے روانہ ہوئین لیکن اس نازنین نے جام شراب بھر کر سامنے بدیع الملک کے پیش کیا اور
کہا کہ اس جام محبت کو پیو اور ہمیشہ نشہ محبت سے سرشار رہو شاہزادے کو یہ بھی مطلق خیال نہوا کہ استفسار
مذہب تو کر لین وہ جام بے اندیشہ انجام ہونٹون سے لگا کر یہ شعر پڑھا ۔ گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ۔ اور اس ساغر کو پی گئے بعد اسکے جام لبریز کر کے دیا وہ نازنین پی گئی اب
نشہ شراب نے دونون کی آنکھون کو سرخ کر دیا محفل کا رنگ بدل دیا کچھ جوش جوانی کچھ ولولہ شوق کچھ نشہ شراب
سبنے ملکر از خود رفتہ کر دیا باہین گردنون مین پڑ گئین اسی عالم بیخودی مین اکبار اس نازنین نے منہ قریب منہ کے لاکر
بوسہ لینے کا قصد کیا اب منہ جو اسکا کھلا یہ معلوم ہوا کہ دروازہ سنڈاس کا وا ہو گیا شاہزادہ لاحول پڑھ کر پیچھے سرکا
دماغ پھٹنے لگا فرمایا ہائین قحبہ تو کون ہی مجھے تو ساحرہ معلوم ہوتی ہی اسنے کہا پھر ساحرہ ہونے مین کیا مضائقہ ہی
فرمایا ہم لوگ ساحرہ کی طرف توجہ نہین کرتے تیرے منہ سے غلیظ کی بو آتی ہی یہ تیری بدکرداری تیری گندہ دہنی
کا باعث ہی اسنے کہا کہ اگر تو وصل میرا نہ قبول کریگا تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مزا موت کا پیلے گا فرمایا
او لکاتہ تیری وصال سے انتقال بہتر ہی یہ کہکر ایک طمانچہ مارا کہ یہ معلوم ہوا سر گردن سے اڑ گیا بس ایک مرتبہ
دو ہتھڑ زمین پر گیر کہکے جو مارا زمین نے پاؤن پکڑ لیے بدیع الملک نے چاہا کہ تلوار مارون وہ لکاتہ کود کر دور جا کھڑی
ہوئی انھون نے دوڑنے کا ارادہ کیا لیکن ممکن نہوا دیکھا کہ زمین پاؤن پکڑے ہوے ہی نظر سینہ پر جو کی دیکھا
کہ ہیکل نہین ہی اب یہ اسرار ان پر کھلا کہ معلوم ہوتا ہی وہ گلہری کا بچہ بھی سحر کا تھا کہ ہیکل رد سحر کی گلے سے اتار لیگیا
فرمایا خیر او قحبہ اگر تو نے ہیکل کا انتظام کر لیا تو کچھ پروا نہین مین صاحب اسم اعظم بھی ہون وہ ہنسی اور کہا کہ پھر
اسم اعظم پڑھتے کیون نہین بدیع الملک اب جو خیال کرتے ہین تو اسم اعظم بھی فراموش ہی کوئی حرف نہین یاد
آتا پھر اس ساحرہ نے کہا کہ دیکھ اب بھی کہنا میرا مان لے وصل میرا قبول کر ارے مین وہ ہون کہ بڑے بڑے
حسینان جہان مجھپر مرتے ہین اور دم دیتے ہین کہین مجھ ایسی کم سن محبوبہ کسی کو نصیب ہوتی ہی لوگ تمنا مین مرتے
ہین اور مین منہ بھی نہین لگاتی رخ بھی نہین کرتی یہ تیرے نصیب کی خوبی تھی کہ میرا دل تجھپر آگیا جو اس طرح کی

منت اور سماجت کرتی ہون فرمایا او ملعونہ یہ سارا حسن و جمال تیرا سحر کا ہی اور تو یقیناً کوئی پرانی بیسوا معلوم ہوتی ہی
کہنے لگی کہ تو صورت اصلی میری دیکھے گا یہ کہکر زمین پر غلطاک ماری اب جو بدیع الملک نے دیکھا تو اک بڑھیا
کہ نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت سارے بال سر کے سفید اور بیچ سر مین گنج ہی فرمایا قحبہ سن تیرا کیا ہوگا
ہنس کر بولی کہ سن میرا کیا ہی ابھی کوئی بونے تیرہ سو برس کا سن ہی بدیع الملک نے تیر کمان مین جوڑا
اور چاہا کہ مارون بس اسی وقت جو یہ لکاتہ اک اسم سحر پڑھ کر پھونکتے ہی دیکھا تو کمان ٹوٹ گئی تیر خمیدہ ہو کر مثل
کمان کے ہوگیا اور پکاری کہ او اجل رسیدہ معلوم ہوتا ہی کہ تیری قضا دامن گیر ہی یہ کہکر تلوار کھینچی اور منھ ملکہ خونخوارہ
جادو کا نعرہ کرکے جھپٹی چاہتی تھی کہ سر بدیع الملک پر وار کرے مگر شاہزادے نے بلک کر دعا کی کہ اے پروردگار
دو جہان اے خالق انس و جان اس حالت تنہائی مین کہ نہ یار ہے نہ مددگار ہے مین اک کافرہ کے ہاتھ سے مارا جاتا ہون
کون غسل دیگا کون کفن پہنا کر دفن کریگا مٹی میری مفت خراب ہوگی تو اپنے بندہ گنہگار کی مدد کر اور اگر پیمانہ عمر میرا
لبریز ہو چکا ہی تو خیر کچھ پروا نہین مگر تو گواہ رہنا کہ مین حق پر ہون اور فعل حرام سے بچنا قبول کرتا ہون جان دینا گوارا
ہی مگر خلاف شریعت کرنا منظور نہین ہنوز دعا ناتمام تھی کہ دریاے اجابت جوش مین آیا دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور
نعرہ ہوا کہ منم ادلوس ثانی او قحبہ کیا کرتی ہی خبردار اجل تیری سر پر آپہونچی وہ لکاتہ یعنی خونخوار جادو ادلوس
کی طرف متوجہ ہوئی اور پکاری کہ او اجل رسیدہ تو کہان سے آیا خبردار خبردار یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا اور اک
ترنج سحر ادلوس پر مارا ادلوس پھر غرق زمین ہوگیا ترنج خالی گیا ابکی ادلوس پشت خونخوار جادو کی طرف
نکلا اور اک پتھر کا منجنیق مین رکھ کر جو مارتا ہی کئی سو من کا پتھر تھا یہ تو جن بچہ ہی ایسے اتنے بڑے پتھر کا اٹھا
لینا کب دشوار معلوم ہوتا تھا لیکن وہ سنگ گران جو سر پر خونخوار جادو کے پڑا ایک سر کے ہزار سر ہوگئے
بھیجا پاش پاش ہوگیا لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا یکایک تمام باغ مین آگ لگ گئی وہ باغ باغ آتش بازی ہو
جلنے لگا جو درخت سیب و رمان لگے تھے مانند انار آتش بازی کے شعلہ افشان ہوے چکوترے مثل گولون کے
پھٹنے لگے اور انمین سے شرر نکل نکل کر اڑنے لگے دیوار باغ قلعۂ آتش بہار ہوگئی سرو مانند سرو آتشبازی کے
چھوٹنے لگے آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا جب روح نجس اس ساحرہ کے جسم سے نکلی آواز آئی کہ
کشتی مرا نام من خونخوار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا تو نہ وہ
باغ ہی نہ گلزار ہی نہ غنچہ و گل نہ نرگس و سنبل نہ سبزہ پامال اک مقام ہو نظر آتا ہی کہ دل دہلا جاتا ہی بموجب شعر
نظر آتا تھا کوئی دھنے نہ بائین ✽ صدا آتی تھی دشت سے سائین سائین ✽ لاش ایک ساحرہ کی یہ نظر کی پڑی
ہی ادلوس ثانی ہاتھ باندھے کھڑا ہی وہ کنیزین جو مصاحبین اس لکاتہ کی تھین ہاتھ باندھے ہوئے سامنے شاہزادہ
بدیع الملک کے حاضر ہوئین اور عرض کی کہ اے شہریار والا تبار آپ کے قدم کی برکت سے ہماری رہائی ہوئی
کسی نے کہا کہ مین بیٹی ہون بادشاہ حلب کی کسی نے کہا مین بہن ہون فلان بادشاہ کی کسی نے کہا مین زوجہ ہون فلان
شہریار کی یہ لکاتہ ہم سب کو بزور سحر پکڑ لائی تھی اور مثل کنیزون کے ہمسے کام لیتی تھی شاہزادے نے ادلوس کے
ہاتھون سب کو انکے ملک مین پہونچوا دیا انکے عزیزون سے ملوا دیا اور آپ شکریہ پروردگار بجا لاکر اک
طرف چل نکلا ادلوس یہ کہکر رخصت ہوا کہ غلام کا بہت خیال رکھیے گا اور وقتاً فوقتاً حضور کی خدمت مین حاضر ہوگا
اب بدیع الملک تو اس صحراے ہوش خیز وادی بلا انگیز مین گم کردہ راہ ہو کر تباہ و برباد پھرتے ہین کہ انکا
حال وقت پر گذارش کیا جائے گا لیکن یہان سے

چند کلمے داستان شوکت بیان روح وروان ایرج نوجوان صفدر و دلاور سے لیکے رستم ثانی نامور کے بیان ہوتے ہیں

کہ قید سحر سے چھوٹنے کے بعد فضل بن رستم اور شبرنگ عیار کو ہمراہ لیئے طرف شہر صندل کے چلے جاتے ہیں
بعد طی مراحل و قطع منازل قریب ایک شہر کے پہونچے کئی دن کے تھکے ہوے تھے آپ اسی جا قیام کیا
شبرنگ کو واسطے تلاش آب و طعام و دریافت حال شہر کے روانہ کیا کہ یہ کون سا شہر ہی حاکم یہان کا کون ہی
طریقہ ان لوگون کا کیا ہی شبرنگ یا سے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا جس وقت داخل شہر ہوا دیکھا کہ شہر مین ایک
غلغلہ ہی ہنگامہ عظیم برپا ہی ادھر کے لوگ ادھر بھاگے جاتے ہین ادھر کے لوگ اس طرف آتے ہین بعضے آپس مین
باتین کرتے ہین کہ افسوس والی ہمارا ہوشیار تیغزن شہر مین موجود نہین ہی اور غنیم قلعہ پر چڑھ آیا ہی کوئی امید فتح ہونے
کی نہین معلوم ہوتی ہی دیکھیئے کیا انجام ہوتا ہی شبرنگ سب کیفیت مفصل دریافت کر گئے کچھ آب و طعام خرید لے
واپس آیا پہلے خبر نہ بیان کی کیونکہ حال سے رستم ثانی کے خوب آگاہ تھا کہ اگر خبر غدر شہر کی بیان کردونگا تو یہ شہزادہ
خاصہ بھی نہ تناول فرمائے گا اور ضرور بہر مدد جائے گا جب کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی اس وقت شبرنگ
نے عرض کی کہ اے شہریار اس ملک پر تباہی آیا چاہتی ہی والی ملک کہین سیر و شکار کے واسطے گیا ہوا ہی اور غنیم ملک پر
چڑھ آیا ہی قریب ہی کہ وہ داخل قلعہ ہو اور شہر مین غدر ہو جائے رستم ثانی نے کہا پہلے تو نے مجھسے نہ کہا یہ کونسا نامرد ہی
کہ والی ملک موجود نہین اور ملک پر چڑھ آیا ہی ابھی جا کر سزا سے معقول دیتا ہون یہ کہکر تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوا
عیار نے رکاب تھامی فضل بن رستم نے پھر پودا پاک کا لیا جس وقت سامنے قلعے کے پہونچے دیکھا کہ اک گبر بلند
قامت قوم عاد سے معلوم ہوتا ہی قریب قلعہ کے پہونچ چکا ہی اور قلعہ پر سے توپ گولہ کی مار ہو رہی تھی مگر وہ دیو خصال
ایک نہین مانتا دا ہہنے ہاتھ مین گرز گران سر بائین ہاتھ مین سپر ہی برابر گولون کو خالی دیتا ہوا رد کرتا ہوا چلا جاتا ہی
اور لب خندق پہونچ چکا ہی قریب ہی کہ پھاٹک قلعہ کا توڑے اور اہل قلعہ مین ہلچل مچی ہوئی ہی بس یہ حال دیکھکر
تاب نرہی اور رستم ثانی نے نہایت تیزی سے اپنے تئین پہونچا کر نعرہ کیا کہ باش اے کبر نابکار کہان جاتا ہی خبردار
ہو جا کہ اجل تیری سر پر آپہونچی ہی یہ آواز جو نعرہ شیرانہ کی کان مین ہیکلان عاد کے پہونچی وہین سے کر گردن کو
پھیرا اور نعرہ کیا کہ باش اے خیرہ سر تو کون ہی کہ پرائے معاملہ مین دخل دینے آیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیری تجھے
کھینچ لائی ہی فرمایا اے نامرد تجھے شرم نہین آتی ہی کہ والی ملک موجود نہین اور تو نے قلعہ پر چڑھائی کر دی مین طرف
شہر صندل کے جاتا تھا راہ مین تیرا حال سنا کہ تو نے ہشیار تیغزن کے قلعہ پر چڑھائی کی ہی اور وہ کہین گیا ہوا ہی
مین نے دل سے کہا کہ اس جھگڑے کو بھی فیصل کرتے چلو ہیکلان عاد نے کہا تو کیا دوست ہی ہشیار تیغزن
کا رستم ثانی نے جواب دیا کہ واللہ مین اسکی صورت سے بھی آگاہ نہین لیکن تیری نامردی پر مجھکو غصہ آیا
جب مین نے یہ قصد کیا ہیکلان عاد نے کہا کہ تو اپنے تئین بڑا بہادر گنتا ہی لا حربہ بہادری کا فرمایا ہم لوگ
اہل اسلام سے ہین پیش دستی نہین کرتے پہلے تو اپنا حربہ کر لے جب پروردگار تیری ضرب سے بچائیگا تو ہم اپنا بھی
وار کرینگے یہ سنکر ہیکلان عاد نے کہا کہ اب تو تیرا قتل اور بھی مجھپر واجب ہوا کہ تو مسلمان ہی اور خبردار خبردار کہا وہی گرز
جو ہاتھ مین اٹھائے ہوئے تھا چرخ دیکر سر پر رستم ثانی کے مارا شاہزادے نے گلہ گرز کو پکڑ لیا اور اس زور سے
جھٹکا مارا کہ ہیکلان عاد اوندھے منھ عیال مرکب پر جھک گیا اور دستہ گرز کا بے اختیار ہاتھ سے چھوٹ گیا رستم
ثانی نے گرز چھین کر پھینک دیا بس اسنے شرمندہ ہو کر گریبان مین ہاتھ ڈالا رستم ثانی نے بھی اسکا گریبان

پکڑا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لائے بیٹھ گئے دونون پہلوان گھوڑون سے کود پڑے مصروف تلاش
ہوئے کشتی ہونے لگی دیکھنے والے کہتے تھے کہ واقع مین انسان اور دیو کا مقابلہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے لیکن اہل قلعہ اسنے
سے رستم ثانی کے نہایت خوش ہوے اور آپس مین کہنے لگے کہ واہ کیسا بہادر ہے کہ دوسرون کے واسطے اپنی جان پر
کھیلے ہوے ہے اسکا تو کبھی نام بھی نہ سنا تھا خدا اسے بچاے اور ہمارے حال پر ترس کھائے لیکن یہان جھوڑ انکا کشتی
کا بندھا ہوا تھا جو پیچ کہ ہیکلان عاد باندھتا تھا اسے رستم ثانی رد کرتا تھا اور جو پیچ شاہزادہ کرتا تھا اسکا جواب ہیکلان
دیتا تھا کہ اک مقام پر ہیکلان نے دونون بازو پکڑ کر سر سینہ سے ملا کر اب جو زور کیا تو پانچ قدم رستم کو پیٹ پا کرکے
لے گیا جھٹکا جو مارتا ہے تو بایان گھٹنا زمین سے چھو گیا بس اب رستم کو غیظ آ گیا گھٹنا تو زمین سے لگ ہی چکا تھا
داہنے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اسے ٹکے ہوے گھٹنے کے سہارے سے اب جو ہکا
مارا فوراً اٹھا لیا سر سے بلند کرکے چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر فرمایا کیا کہتا ہے شناخت
مین پروردگار عالم کے اسنے جواب دیا کہ ہزار جانین میری نام پر لات اعلے و منات معلے کے نثار ہین اور غل و شور کیا
کہ ارے کیا دیکھتے ہو مارو تو اس سرکش کو کہ مجھے ہلاک کیا چاہتا ہے یہ سنتے ہی تمام فوج ہیکلان عاد کی دوڑ پڑی ادھر
فضل بن رستم اور شیر نگ بھی تلوارین کھینچ کھینچ کر جھپٹ پڑے لیکن رستم ثانی نے یہ چالاکی تمام ایک پاؤن ہیکلان
کا پاؤن کے نیچے دبا دیا دوسرا پاؤن ہاتھ مین مضبوط تھام کر ٹنکا مارا کہ سر سے تا بقدم دو حصہ چیر کر پھینک دیا اور بیٹھ کر
پشت مرکب پر تلوار کھینچکر مصروف جنگ ہوا اہل قلعہ نے دیکھا کہ جسکا کھٹکا تھا اسے اس دلیر نے مار لیا اور اس
فوج سے تو ہم بھی لڑ سکتے ہین چلکر اسنے مددگار کی مدد کرنا چاہیے یہ خیال کرکے دروازہ قلعہ کا کھولکر سب نکل پڑے
تلوارین کھینچ کھینچ کر آ پڑے تلوار چلنے لگی لیکن رستم ثانی نے آن واحد مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے
جسپر ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہو گئے ادھر فضل بن رستم نے ہنگامہ برپا کر دیا ہے ادھر قلعہ سے نکلکر
لشکر ہوشیار شاہ آ پڑا ہے بھلا فوج بے سردار کیا لڑ سکتی تھی آخرکار راہ فرار اختیار کی آن واحد مین میدان صاف ہو گیا
وزیر ہوشیار شاہ ہوشمند روشن رائے نے آکر رکاب سعادت انتساب رستم ثانی کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ اے شہریار
آپ قلعے مین تشریف لے چلین دعوت قبول فرمائین قریب ہے والی ملک ہمارا یعنی ہوشیار شاہ تیغزن آتا ہو کیونکہ
مین نے عیار کو واسطے خبر کے روانہ کر دیا تھا کہ غنیم چڑھ آیا ہے لیکن فتح اس لڑائی کی حضور کے نام تھی اگر وہ سلطان والا
شان حضور کو دیکھے گا تو نہایت ممنون احسان ہوگا کہ آپنے ملک اسکا بچا لیا ورنہ یہ عادی ضرور اتنک قلعہ لے چکا ہوتا
رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ تمھارا ہوتا اور خود عرض کرتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا اور اب اسکی عدم موجودگی مین
اسکے قلعہ مین جانا اور مہمان ہونا مین بہتر نہین سمجھتا کیونکہ جب صاحب خانہ نہین تو مہمانی کیسی بس یہی کافی ہے کہ اگر وہ
شخص یعنے ہوشیار تیغزن بہادر پرست ہے تو احسان مانے گا اور نادیدہ دوست ہو جائے گا ہماری طرف سے
اسے سلام کہدینا ہم رخصت ہوتے ہین جب ہوشمند روشن رائے نے دیکھا کہ کسی طرح یہ دلیر نہ رکے گا تو عرض کی کہ
آخر حضور کہان تشریف لے جائینگے فرمایا میرا قصد شہر صندل پر جانے کا ہے ہوشمند نے کہا کس غرض سے فرمایا ملک گیری
کے ارادے سے اسنے عرض کی کہ لشکر کہان ہے فرمایا لشکر ہمارا حمایت پروردگار یا یہ تیغ آبدار ہے یہ کلمہ سنکر ہوشمند کے
ہوش اڑ گئے عرض کیا کہ حضور کی بہادری مین کوئی شک نہین آپ رستم وقت ہین کوئی آپکا مقابلہ نہین کر سکتا لیکن اے
شہریار یہ تو خیال فرمائیے کہ ملک فتح کرنے کا عزم اور تنہا فرمایا ہمنے اسی طرح اکثر ملک فتح کیے ہین ابھی یہ تقریر نا تمام
تھی کہ جانب صحرا سے ننق گرد و غبار کا بلند ہوا سب دیکھنے لگے ہوشمند نے کہا لیجیے ہوشیار تیغزن آ پہونچے

کہ دیکھا آن واحد مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس سوار آگئے اُنکے اک مرد جرار مرکب باد رفتار پر
بیٹھا ہوا نمایان ہوئے ہوشمند واسطے استقبال کے روانہ ہوا اور تمام کیفیت ہیکلان عادی کی اور مدد کرنا رستم
ثانی کا بیان کیا ہوشیار شاہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایسے ایسے لوگ بھی خداوند عالم نے پیدا کیے ہین اور وہین سے
شاہزادہ رستم ثانی پر سلام کیا لیکن جس وقت آنکھ ہوشیار شاہ کی رستم ثانی سے دوچار ہوئی زہرہ آب ہوگیا
اور دل مین کہا کہ یہ شیر نیستک رستم وقت ہی دل سے غلام ہوا ہاتھ باندہ عرض کی ای شہریار مین حضور کا نہایت ممنون
احسان ہوا اب یہ ملک گویا آپ ہی نے عطا فرمایا ورنہ میرے ہاتھ سے تو جا چکا تھا جب تک مین آتا آتا وہ عادی
ملک پر قبضہ کرلیتا پھر میرے اُسکے جنگ ہوتی لیکن جنگ دو سردار د کیا معلوم کون فتحیاب ہوتا کسکو شکست ہوتی
لیکن اب امیدوار ہون کہ جہان آپنے یہ احسان فرمایا کہ ملک میرا بچایا وہان اتنی عرض اور پذیرا ہو کہ دعوت بھی اس
احسان مند کی قبول فرمایئے رستم ثانی نے کہا ای برادر یہ تو ممنون ہونے کی بات نہین ہی آدمی سے آدمی کا کام نکل جاتا ہی
اگرچہ میرے تمھارے ملاقات تک نہ تھی لیکن جس وقت مین نے خبر پائی کہ فوج بے سردار پر اسنے چڑھائی کی ہی مجھسے
نہ دیکھا گیا اور بقوت پروردگار مین نے اُسکو واصل جہنم کیا اور ای ہوشیار شاہ برا ماننے کی بات نہین ہی ہم لوگ
خداپرست ہین ہر گروہ کو اپنے گروہ کے سوا کافر جانتے ہین اور ہمین آب و طعام کافر کے گھر کا کھانا درست نہین ہی تاوقتیکہ
وہ اسلام نہ قبول کرے اُسنے عرض کیا کہ جو آپ کا مذہب ہی وہی برحق ہی مین ابھی مسلمان ہوتا ہون فرمایا مین اس
قبول کرنے کو کب قبول کرتا ہون تاوقتیکہ میرے تمھارے کبھی آزمایش نہو جاے اسنے عرض کی کہ میرا دل و جگر یہ نہین ہی
کہ مین آپ سے مقابلہ کرسکون دوسرے جو اپنا محسن ہو اُس سے لڑنا یہ فعل بھی تو خلاف شرافت ہی رستم نے کہا
بغیر اسکے مین دعوت نہین قبول کرسکتا اسنے مجبور ہوکر عرض کیا کہ بہت خوب مین طبل بجواتا ہون لیکن اس مقابلہ کو
یہ تصور فرمایئے گا کہ حکم بجالاتا ہون یہ کہکر رخصت ہوکر قلعہ مین آیا اور ایک نقارخانہ کچھ فوج چند خیمہ واسطے شاہزادہ
رستم ثانی کے روانہ کیے الغرض شام کے ہوتے ہی کوس حربی نوازش مین آیا جگر آسمان و زمین دہشت سے
تھرایا جس وقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور نقاب سیاہ روے فلک نیلوفری سے
سرکی شاہزادہ رستم ثانی خواب سے بیدار ہوے فریضۂ سحری کو ادا کرکے میدان کارزار کی راہ لی داہنے
جانب فضل بن رستم پشت پر شبرنگ عیار عقب مین فوج ہوشیار شاہ جو واسطے زینت میدان کے
آئی تھی صف آرا ہوکر میدان مین قیام کیا اُس طرف ہوشیار شاہ کرگدن مست پر سوار چند سرداران نامی و
پہلوانان گرامی چالیس نفر جو ہر وقت اُسکے ہمراہ رکاب رہتے ہین ساتھ ساتھ پشت پر فوج بیشمار میدان مین
آکر قایم ہوا لیکن یہ خبر جو پھیلی کہ ہوشیار تیغزن سے اور پہلوان زمان رستم ثانی نوجوان سے مقابلہ ہی تو
اک عالم جمع ہی کہ تماشا دو شیرون کی لڑائی کا دیکھنا چاہیے لیکن بعد آراستگی صفوف سپاہ بیلدارون نے میدان
کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی شروع کی نقیب بہ نسب دیگر نکل گئے تھے کہ ہوشیار تیغزن نے دست ادب
بستہ عرض کی کہ ای نور دیدہ صاحبقرانی ای رستم ثانی کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا آؤ ہمین ست میدان ہمین سمت گوے
ہمارے تمھارے زور کی سب کے سامنے آزمایش ہوجاے اسنے عرض کیا کہ حاضر اور مرکب کو جھکا کر میدان مین
آیا ادھر سے رستم ثانی نے مرکب اپنا نکالا باہم دیگر سامنا ہوا رستم نے کہا اب عرصہ کیا ہی وار کر ہوشیار تیغزن نے
کہا کیونکر ہاتھ اپنے محسن پر اٹھاؤن رستم ثانی نے کہا کہ تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے مثل دشمنون کے
مقابلہ کر مین موم نہین ہون اور اگر کمی کریگا قسم بخدا ے عزوجل کہ مین کسی طرح کی کوتاہی تیرے قتل مین نکرونگا

اب ہوشیار تیغ زن نے نیزہ سنبھالا اور پکارا کہ ای شہریار اگر قسم دیتے ہین تو سنبھلیے یہ کہکر نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے پر روکا طعنین چلنے لگین جو بند ہوشیار تیغ زن باندھتا تھا رستم ثانی کھول دیتے تھے جو بند یہ
باندھتے تھے وہ کھول دیتا تھا یہانتک کہ ردوبدل ہوتے ہوتے ستر طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ رستم ثانی نے خیال کیا
کہ بہت طول کھینچا وہ کشتی گیر بچہ اگر سن لے گا تو طعن کریگا بس ایک مقام پر چھیڑ پر چھیڑ کو مارا اور نیزہ ہوشیار کا
مثل کاکل محبوب کے اپنے نیزے مین لپیٹ کر اب جو جھٹکا مارا دیکھا ہوشیار نے کہ ہاتھ شانے سے اکھڑا جاتا
ہی نیزے کو چھوڑ دیا نہایت خفیف ہوا لیکن چونکہ بہادر پرست تھا شاہزادے کے ہنر جنگ و زور بازو کی تعریف
کی رستم نے کہا وقت تعریف نہین ہی وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ اور کوئی حربہ کرو ہوشیار نے عمود
گران سنگ کو سنبھالا کہ جو سات سو من کی ضرب تھی سر پر چرخ دیکر چلاتا تھا کہ رستم نے آواز دی ای ہوشیار تجھے قسم ہی
اپنے مذہب کی کہ دودستی ضرب کر اور کسی طرح کی کوتاہی نکرنا اسنے دوبارہ گرز کو چرخ دیکر دودستی ضرب رستم
ثانی پر لگائی شاہزادہ دلاور نے کلۂ گرز پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ گرز بھی ہاتھ سے اسکے نکل گیا اب ہوشیار
نے تلوار سنبھالی اور کہا ای رستم زمان مجھکو ہوشیار تیغ زن کہتے ہین خبردار کیے دیتا ہون فرمایا کچھ پروا نہین مجھکو
بھی رستم صف شکن کہتے ہین یہ کہکر انھون نے بھی تیغہ سنبھالا سپر کو ہتھوا سا لگی تلوار چلنے ایک مقام پر ہوشیار نے
سر تاکر کمر کا وار کیا رستم نے اس پھرتی سے ہاتھ اسکا بچا کہ ہنکٹی ماری کہ تلوار اسکی قبضہ کے پاس سے کٹکر دور
جاگری بس اسنے قبضہ ہاتھ سے پھینک دیا اور گھوڑے سے کود پڑا رستم ثانی بھی گھوڑے سے اتر پڑے ہاتھ گریبانون
مین پڑ گئے کشتی ہونے لگی زور پہلے کشمکش کے ہوا کیے بعد اسکے پیچون کی نوبت آئی دیکھنے والے داد مردی و مردانگی
دے رہے ہین ہوشیار بھی نہایت پہلوان زبردست ہی جب رستم پکڑلاتے ہین صاف نکل جاتا ہی جب یہ پکڑلاتا
ہی رستم بھی نکل جاتے ہین یہانتک کہ شام ہوگئی روشنی آگئی پہلوانان نامدار میدان کارزار مین اپنی اپنی کرسیان و پلنگ
منگوا منگوا کر بیٹھے جاتے ہین سب کی لڑائی ہوئی ہین کہ دو شیر باہم گتھے ہوئے ہین دیکھیئے انجام کیا ہوتا ہی یہان تک
کہ صبح ہوگئی دن بھر مین بھی فیصلہ نہوا پھر شام ہوگئی اسی عالم مین اب تیسرا دن ہی کہ ہوشیار شاہ نے کہا ای
شہریار یہ زور آخر ہی یہ کہکر دونون بازو رستم ثانی کے ہاتھ سے مضبوط تھام کر سر سینہ سے لاکر زور کیا کہ پانچ قدم دوڑا لیگیا
اب جو جھٹکا مارتا ہی پایان گھٹنا زمین سے آشنا ہوگیا اب کہان تاب تھی دیہن سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر وہی گھٹنا ٹیک کر جو ہمکا
مارا زمین سے اٹھالیا سر سے بلند کرکے پھر آہستہ سے زمین پر رکھ دیا ہر طرف سے آواز تحسین و مرحبا بلند ہوئی ہوشیار
شاہ ایک تو پہلے ہی ممنون احسان ہوچکا تھا اب بندہ بیدام ہوگیا عرض کی جو آپ کے مذہب مین آئے وہ کیا کیے رستم
ثانی نے کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا ہوشیار شاہ از سر صدق مسلمان ہوا شاہزادے سے عرض کی اب تو دعوت اس غلام کی
قبول فرمایئے گا فرمایا ایسا مضائقہ نہین ہی غرضکہ ہوشیار شاہ رستم ثانی کو شہر ہوشیاریہ مین تمام شہر مین آئینہ بندی
کا حکم دیا بڑی دھوم سے چالیس روز کا جشن کیا شاہزادے کی دعوت و مدارات مین مصروف رہا مندرون کو منہدم
کراکر مسجدون کی بنا ڈالی گئی بعد فراغت جشن شاہزادے نے ہوشیار شاہ سے ارشاد کیا کہ اب مجھے نہ روکو کیونکہ
قصد میرا فتح شہر صندل کا ہی کہ اک بزرگ مجھے خواب مین بشارت دے گئے ہین ہوشیار شاہ نے عرض کی کہ مین
بھی ہمراہ رکاب ہون لیکن ای رستم زمان شہر صندل ایسا مقام نہین ہی کہ آپ اسے بزور بازو فتح کر لیجیے کیونکہ وہ
آباد کردہ ابلیس خود پسند کا ہی وہ اک گبر نابکار ساحر غدار ہی اگر پہلوانان نامی و گرامی کو آپ نے زیر کیا تو ساحرون
سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا فرمایا کچھ پروا نہین خدا ے ما بزرگ است اگر پروردگار برحق میرا حامی و مددگار ہی تو انشاءاللہ

دیکھ لینا کہ کیونکر شہر صندل کو فتح کرتا ہوں ہوشیار شاہ نے بعد کچھ دیر سکوت کرنے کے عرض کی کہ طلسم صندل کی رہنے والی بنفشہ جادو نام میری دوست صادق ہے اس سے حضور کو بہت مدد ملتی رہیگی لیکن آج سے تیسرے روز یہاں سے کوچ کا قصد فرمائیے تو بہتر ہے کہ میں لشکر اپنا تیار کر لوں فرمایا کچھ مضائقہ نہیں ہے لیکن جب تیسرا روز ہوا اور تمام لشکر تیار ہوا نقارہ کوچ بجا اثالہ بارگاہ کا لدنے لگا رستم ثانی مع ہوشیار شاہ و ہوشمند روشن رائے بارگاہ میں فروکش تھے کہ دیکھا ایک برق سی چمکی اب جو خیال کیا تو ایک ناگنی تڑپ کر آسمان سے گری اور آن واحد میں قد اپنا اسنے دراز کیا اور رستم ثانی کو مع دنگل لپیٹ کر مثل برق جہندہ برو سے ہوا چلی گئی کہ راز اسکا وقت پر بیان کیا جائے گا لیکن یہ حادثہ گذرنے کے بعد ہوشیار شاہ نے تاج زمین پر پھینک دیا فضل و شبرنگ نے گریبان پھاڑا خاک سر پر ڈالی حال اپنا تباہ کیا تمام شہر میں اک غوغا ہو گیا فضل و شبرنگ چاہتے تھے کہ آپ کو ہلاک کریں کہ وزیر ہوشمند نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ پروردگار سے دعا کرو خودکشی کرنے سے کچھ حاصل نہو گا مجھے علم نجوم سے دریافت ہوتا ہے کہ خانہ حیات برقرار ہے بعد چند روز سختی اٹھانے کے شاہزادے سے ملاقات ہو گی اب ان سبکو تو چند سے نوحہ و ماتم میں چھوڑیے لیکن حباب جادو جو شاہزادے کو ناگن بنکر اٹھا لائی اسنے صحرائے مجبوبیہ میں ایک دریا سے سحر تیار کیا اندر اسکے ایک گنبد بنا رکھا ہے کہ اسے گنبد حباب کہتے ہیں خود اکثر نہنگ بنی ہوئی پھرا کرتی ہے رستم ثانی کو اسی گنبد حباب میں لا کر اتارا آپ غلطاں مار کر اک نازنین کی صورت بنی رستم ثانی نے کہا تو کون ہے مجھے یہاں کیوں اٹھا لائی اسنے جواب دیا تو فتاح طلسم صندل ہے اس وجہ سے تجھے قتل کرنے لائی ہوں رستم ثانی نے کہا تجھے کیا سلسلہ طلسم صندل سے ہے حباب جادو نے جواب دیا کہ میں بھی اک ملازم صندل جادو کی ہوں آج کی تاریخ میں دربار شہنشاہ صندل جادو میں حاضر تھی کہ معتمد کتابدار وزیر صندل جادو نے روزنامچہ پیش کیا اسمیں تحریر تھا کہ ملک ہوشیاریہ میں فتاح طلسم آ پہونچا اور اس ملک کو اسنے اپنے قبضہ میں کیا اب ارادہ اس طرف کا رکھتا ہے اور بانیان طلسم لکھ گئے ہیں کہ اسی سال میں طلسم صندل برباد ہو گا اور صورت و سیرت طلسم کشا کی سب کچھ لکھ دی تھی وہ سب علامتیں تجھ میں پائی جاتی ہیں لہذا مجھکو حکم ہوا کہ جا اور طلسم کشا کو گنبد حباب میں مقید کر یا قتل کر کے سر طلسم کشا کا حاضر کر فرمایا کہ پھر کیا ارادہ ہے اسنے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان قطع ہوں وہ ہاتھ جو بہ ارادہ قتل تجھپر اٹھیں لیکن اس شرط پر کہ تو وصل میرا قبول کر اگر تجھ ایسا معشوق بغل میں ہو تو خاک ہے سلطنت شہر صندل پر ایک گوشہ تنہائی زندگی بسر کرنے کو کافی ہے شاہزادے نے فرمایا کیا تجھے یاد رتی ہے قحبہ تو ساحرہ ہے میں کبھی وصل تیرا قبول نکرونگا اسنے کہا وصل میرا قبول نکریگا تو قتل کرونگی فرمایا مرنا بہتر ہے اس فعل بد سے حباب جادو کو غصہ آیا کہا تو نمانے گا اور تلوار کھینچکر سر پر آ کھڑی ہوئی لیکن پھر ہاتھ تھرا یا دل بھر آیا کہ ایسے جوان حسین کو اگر قتل کیا تو بجز پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ چند سے قید رکھو آخر کار عاجز ہو کر آپ ہی قبول کریگا یہ سوچکر خنجر نیام میں کیا اور اک قفس آہنین میں بند کر کے زیر گنبد پر لٹکا دیا ۔

اب چند کلمے داستان عبرت نشان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان سے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ جب بعد داؤد لوس ثانی خونخوار جادو کے پنجہ سے چھوٹے دو کلمات اعلی اللہ حق لکھے تمام دن چلے لیکن حد سفر کیا تمام نہوئی شام ہو گئی زمین پوش زمین پر بچھا کر تکیہ پروردگار پر کر کے سو رہے صبح کو پھر چلے پھر شام ہو گئی نہ ہوا

کسی شہر کا معلوم نہوا اب بھوک پیاس کی شدت رہروی کی حرارت عجب حال پُرملال ہی مگر شکر رب ذوالجلال کرکے
ایک نخل کے نیچے قیام کیا وہ درخت میوہ دار تھا کچھ پھل توڑ کر کھائے قریب ایک چشمہ معلوم ہوا اسمین سے پانی
پیا وضو کرکے نماز پڑھی جب صبح ہوئی پھر چلے اب آج تیسرا روز ہی گھوڑے کا بھی عجب حال ہی کہ بغیر دانے کے صرف
گیاہ پر بسر ہوتی ہی بدیع الملک اپنے حال پرملال پر اشعار عبرت آمیز پڑھتے آگے بڑھتے جاتے ہین شعر
بخ کے کانٹون سے چلیگی ہمسے یہ تدبیر پا ❊ گو گھر و تلوؤن مین نکلے واہ ری تقدیر پا ❊ کبھی درگاہ احدیت مین
عرض کرتے ہین کہ ای کارساز ای رب بے نیاز کیا تقدیر مین اس بندہ عاصی کے یہی تھا کہ اس صحرائے لق و دق مین
ٹھوکرین کھا کھا کے ہلاک ہوجاے خیر جو کچھ تیری مشیت مین آئے افسوس کہ نہ وہ دوست ہین نہ وہ عزیز ہین نہ ندیم ہین
نہ یاران قدیم ہین کہ اگر قضا کا سامنا ہوا تو وصیت تک سے محروم رہے اور بھلا لاش کو دفن و کفن کون دیگا ہان اگر باد صبا
کچھ ترس کھائیگی تو بجاے کفن گرد کی چادر اُڑھائے گی اور قبر کی یہ صورت ہوگی بموجب شعر ❊ ہمیں اس کرب سے تڑپا کہ زمین ہو گئی شق
تیرے کشتے نے جگہ ڈھونڈھ لی تربت کیلیے ❊ خیر کچھ پروا نہین ہی جو تیری مرضی شعر - سر ہمی ہیچم ز شمشیر حبیب ❊ ہرچہ
آید بہ سرمن یا نصیب ❊ ابھی یہ کلمات حسرت آیات درگاہ قاضی الحاجات مین بہ حد اتمام نہ پہونچے تھے کہ جانب مشرق
سواد شہر معلوم ہوا شاہزادے نے جلد جلد قدم آگے بڑھائے شکر یہ پروردگار بجالاے جس وقت دروازہ شہرپناہ
سے گذر کر داخل شہر ہوے دیکھا تمام شہر مین اک کہرام مچا ہوا ہی ہر خرد و بزرگ روتا ہی منہ اشکون سے دھوتا ہی
گریبان تا بہ دامن چاک ہی بالون پر خاک ہی ایک آیندہ و روندہ اُس طرف سے پوچھا کہ یہ شہر کیون مصروف
ماتم و محو غم و الم ہی لوگون نے کہا کہ اس ملک کا بادشاہ یعنی ملک محسوب شاہ کہ ایک فرزند جوان رکھتا تھا
حسب اتفاق وہ براے شکار گیا اس شہر سے چوبیس کوس پر اک کوہ واقع ہی کہ وہ مسکن ہی اک دیو کا حسب اتفاق
شاہزادہ لپک کر اس طرف نکل گیا اس دیو نے فرزند محسوب شاہ یعنی ملک احساب کو پکڑ لیا اور اک قفس
مین بند کر رکھا ہی محسوب شاہ نے جب بہت آہ و زاری کی تو یہ فیصلہ ہوا کہ اگر تو بیس انسان روز میرے کھانے کے
واسطے بھیجے جائیگا تو مین اسے نہ کھاؤنگا صرف قید رکھونگا اور اگر کسی روز ایک نفر کی بھی کمی ہوگی تو بعوض اسکے
اسی کو کھا لونگا اسی وجہ سے یہ شور نوحہ و ماتم اس شہر مین بلند ہی ہر دل دردمند ہی شاہزادے نے فرمایا اگر بادشاہ
سے ملاقات کرنا چاہے تو کیونکر ہو اس راہرو نے کہا کہ آج کل دربار عام ہی جسکا جی چاہے جائے کسی کی ممانعت
نہین ہی غرضکہ بدیع الملک پتا ایوان شاہی کا پوچھکر داخل ایوان ہوے دیکھا کہ شاہ بستر خاک پر تکیہ کیے بیٹھا
ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین حکما و ندما گرد و پیش مجمع ہی نجومی و رمال حاضر ہین پانسے پھینک رہے ہین زائچہ
کھینچ رہے ہین کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ کہتا ہی بامید موہوم کسی قدر شاہ کا دل بہلا ہوا ہی کہ اکبار بدیع الملک نے پہونچکر سلام
کیا بادشاہ نے جواب سلام دیا بدیع الملک نے کہا ای شاہ اگر کوئی تیرے فرزند کو تجھسے ملا دے تو عوض اسکا
تو کیا کریگا بادشاہ نے کہا تا زندگی اطاعت و فرمانبرداری بدیع الملک نے کہا خلاف عہد تو نہوگا محسوب شاہ
نے کہا مجھے اسکی رہائی کا یقین ہو تو مین کچھ کہون کسمین اتنی طاقت ہی کہ انسان ہوکر اسے دیو کے پنجہ سے چھڑا دیگا
بدیع الملک نے کہا پروردگار بڑا قوی و توانا ہی کہ اسنے ہزارہا انسان ایسے پیدا کردیے ہین کہ دیو کی حقیقت نہین
سمجھتے ای محسوب شاہ فقط تو ایک آدمی جاننے والا اس مقام کا کہ جہان وہ دیو رہتا ہی میرے ساتھ کردے
یا اس دیو کو مار کر تیرے فرزند کو تجھسے ملاؤنگا یا اپنی جان بھی کھو دونگا بادشاہ یہ کلام سنکر بولا کہ ای شخص اگر تو اتنی بڑی
ہمت کرتا ہی کہ میرے واسطے اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہی تو مین بھی تیرا ساتھ نچھوڑون گا یہ کہکر اسی وقت حکم دیا

کہ فوج ہماری تیار ہو کہ ہم طرف کوہ ثمیل نما کے اپنے فرزند کو چھڑانے جائینگے بدیع الملک نے کچھ دیر استراحت کی جب فوج
تیار ہو چکی چوبدار نے آکر عرض کی لشکر تیار ہے اُسی وقت محسوب شاہ مع حکیم دانشور وزیر کے سوار ہوا بدیع الملک
کو ہمراہ لیا اور طرف کوہ فیل نما کے روانہ ہوا لیکن حکیم دانشور نے راہ مین بدیع الملک سے کہا کہ اے پہلوان
زمان یہ تو ہاتھ پاؤن کی توانائی سے ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ تو مرد قوی و بہادر ہے اور لشکر تیرا جرأت بہادری پر دال ہے
لیکن یہ سامنے جو صحرا ہے نخل معلوم ہوتا ہے اس تمام صحرا مین بڑے بڑے درخت شمشاد کے لگے ہوئے تھے تمام
درخت اُس دیو نے اُکھیڑ اُکھیڑ کر دارین بنا کر کوہ پر رکھ چھوڑے ہین اور وہی حربہ اُسکا ہے تم متحمل ہو سکو گے پہلے
آزمایش اپنے زور کی کر لینا چاہیے یون لڑنا خلاف عقل ہے یہ سُنتا تھا کہ بدیع الملک نے دیکھا سامنے ایک
نخل شمشاد معلوم ہوتا ہے بس دوڑ کر تنہ اُس درخت کا کوئی مین لیکر ہنکا مارا کہ زمین سے اُکھیڑ کر پھینک دیا
محسوب شاہ یہ قوت دیکھکر ٹھہر گیا اور کہا کہ بیشک یہ اس دیو سے مقابلہ کر سکتا ہے اب فتح و شکست پروردگار
کے اختیار مین ہے اور حکیم دانشور نے بھی بہت تعریف کی لیکن بعد طی مراحل و قطع منازل جس وقت
قریب کوہ فیل نما کے پہونچے دیکھا تو زیر کوہ اک اور کوہ ہے خیال جو کیا تو معلوم ہوا کہ دیو سو رہا ہے حکیم
دانشور اور محسوب شاہ نے کہا اے پہلوان زمان تو بڑا با اقبال معلوم ہوتا ہے کہ دیو سو رہا ہے جلد کام اسکا
تمام کر بدیع الملک نے کہا یہ ہرگز نہو گا کہ مین عالت خواب مین اُسے قتل کرون یہ فعل شان مردی کے
خلاف ہے یہ کہکر للکارا اُس دیو کو کہ او اجل رسیدہ ہوشیار کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا وعدہ تیرا برابر آپہونچا ہے
یہ آواز جو کان مین دیو شمعون کے پہونچی آنکھین کھول دین اُٹھ بیٹھا بدیع الملک کو دیکھا سمجھا کہ بادشاہ
نے جو لوگ میرے کھانے کے واسطے معین کیے ہین وہی سب آئے ہین یہ جانتا ہے کہ اب زندہ تو بچنے کا نہین
پھر اُس اپنے دل کی نکال رہا ہے پکارا اے لقمہ چرب و خوش گوار مین نہایت تیرا مشتاق تھا آ میرے منہ مین
کو دیکھ دانت تک نہ لگاؤنگا یونہین پلپلا پلپلا کر کھا جاؤنگا یہ کہکر آنکھین بند کر لین اور دہن جو مثل غار عمیق
کے تھا وا کیا بدیع الملک نے اک سنگ گران اُٹھا کر اُسکے منہ مین ڈال دیا اب جو دیو دانت مارتا ہے تو
پتھر پر پڑے دیو نے گھبرا کے آنکھین کھول دین دیکھا وہ انسان سامنے کھڑا ہے بس پتھر تو منہ سے نکال کر پھینک
دیا اور غصہ سے پکارا کہ او مردم سیاہ سفید دندان تو نہ مانے گا اور ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ بدیع الملک کو اُٹھا کر منہ
مین رکھ لون بس بدیع الملک نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو سامنے آ رہا اب جو اک گھونسا مغز پر اُسکے مارا تو
سارا ہاتھ سر مین در آیا بھیجا پاش پاش ہو گیا دیو گھن چکر ہو گیا آتشبازی کا دیو معلوم ہونے لگا غرضکہ پھڑک
پھڑک کر واصل جہنم ہوا محسوب شاہ پہلے تو ڈرا تھا کہ بڑا جاہل یہ انسان ہے کہ حریف کو غافل پا کر چھوڑ دیا اگر
دیو کے ہاتھ سے یہ مارا گیا تو آج ہی ہم سبکا بھی مع احساب شاہ خاتمہ ہے دیو کسی کو زندہ نچھوڑے گا لیکن جب
دیو کو بدیع الملک نے اس آن بان سے مارا کہ دیکھنے والے وجد کرنے لگے احساب شاہ شکر
خدا بجا لایا بدیع الملک نے قفس سے اُسکو رہا کیا لا کر محسوب شاہ کے سپرد کیا سب خوش و خرم
شادیانے بجاتے ہوئے صحرا سے پلٹے محسوب شاہ نے بدیع الملک اور اپنے فرزند پر سے تا ایوان شاہی
زر لٹایا اور اپنے پاس تخت پر بٹھایا وہ لباس غم مبدل بخوشی ہوا جشن کی تیاری ہونے لگی محسوب شاہ نے کہا
کہ اب یہ تخت سلطنت حاضر ہے بدیع الملک نے کہا مجھے سلطنت کی خواہش نہین تمھارا ملک تمھین مبارک
رہے لیکن چونکہ تمھاری سلطنت مین ایک دولت کی کمی ہے لہذا مین چاہتا ہون کہ تم اُس دولت سے بھی

غنی ہوجاؤ محسوب شاہ نے کہا وہ کون سی دولت ہی بدیع الملک نے جواب دیا وہ دولت دولت اسلام ہی کہ اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو دولت عقبیٰ بھی ملے اور یہ دولت دنیا کوئی چیز نہین ہی جب دنیا کو خود ثبات نہین تو دولت دنیا کو کب ثبات ہوسکتا ہی بموجب شعر رہیگی غنچے مین رنگت نہ گل مین بو باقی ٭ یہ سب مٹینگے تجھی پر رہیگا تو باقی ٭ سوائے ذات پروردگار کسی کو بقا نہین ہی القصہ کچھ ایسے کلمات عبرت انگیز شاہزادہ بدیع الملک نے زبان پر جاری کیئے اور ثنائے پروردگار کرکے خوف دوزخ دلاکر نعمات جنت کا متمنی بنایا کہ محسوب شاہ و حکیم دانشور و احساب بن محسوب از سر صدق مسلمان ہوئے اور تمام فوج و رعایا پر وعظ و پند کرکے سبکو مسلمان بنایا مندر منہدم ہوئے مسجدون کی بنا پڑی جن گلیون مین سنکھ پھنکا کرتے تھے آج اُن مین سے اللہ اکبر کی صدا چلی آتی ہی محسوب شاہ نے چالیس روز کا جشن کیا جب فراغت حاصل ہوئی بدیع الملک نے رخصت چاہی اُسنے عرض کی کہ اے شہریار اب کس طرف کا ارادہ ہی فرمایا دل سے تو قصد شہر صندل کا ہی آگے گردش تقدیر جدھر چاہے لیجائے محسوب شاہ مع فرزند و وزیر تھوڑی سپاہ ہمراہ لیکر پہونچانے چلے شہر سے نکلکر صحرا مین پہونچے جب صحرا کو بھی طے کیا ایک دریا نظر آیا دیکھا کنارے دریا کے ایک مرد فقیر با حالت تغیر بیٹھا ہوا ہی آنکھون سے ایک ندی آنسوون کی جاری چہرے پر اثر رنج و الم طاری ہی چہرے کی زردی سے دق کے آثار ہویدا آنکھون کے حلقون سے حسرت دیدار پیدا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فرقت مین کسی محبوب جانی یار جاودانی کے اُسنے اپنی حالت خراب کی ہی ایک چھپر یا اس طرح کی پڑی ہوئی ہی جس سے صاف ہویدا ہی کہ لوگون نے ترس کھاکر دھوپ اور اوس سے بچنے کے واسطے ڈال دی ہی بدیع الملک نے پوچھا کہ یہ درویش کون ہی اور کیسے یہان بیٹھا ہی احساب بن محسوب نے جواب دیا کہ اے شہریار ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ یہ درویش سوداگر گرانمایہ تھا اُسنے کئی لاکھ روپیہ کو اک تصویر مول لی تھی حسب اتفاق اس شہر کی طرف آتا تھا کہ دریا مین تلاطم پیدا ہوا ایک نہنگ نے دُم ماری کہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا وہ صندوق کہ جسمین وہ تصویر تھی نہنگ اُسے نگل کر غائب ہوگیا یہ ایک تختے پر بہتا ہوا کنارے پر نکلا جبسے یہین رہتا ہی اور غم مین اُسی تصویر کے رات دن رویا کرتا ہی ہر چند اِسے سمجھایا کوئی نصیحت کارگر نہوئی بدیع الملک نے کہا کچھ معلوم ہی کہ وہ تصویر کسکی تھی احساب بن محسوب نے کہا کہ نام اُس محبوب کا نہین بتاتا کہ جسکی تصویر تھی بدیع الملک نے کہا اب آگے بڑھنا مجھپر حرام ہی جبتک کہ کام اُس درویش کا انجام کو نہ پہونچیگا یہان سے نجاؤنگا یہ فرماکر اُسی جا اُتر پڑے خیمہ برپا ہوا پاس اُس درویش کے آئے حال پوچھا کچھ جواب نہ پایا فرمایا خیر ہم خود تدبیر کر لینگے یہ فرماکر حکم دیا کہ چھولداری علیحدہ استادہ ہو حسب الحکم اُسی وقت سب سے علیحدہ اک بارگی برپا ہوئی شاہزادہ بعد فراغت امور ضروری اُس بارگی مین آیا وضو کیا فریضہ کو ادا کرکے دو رکعت نماز حاجت پڑھی اور درگاہ احدیت مین مصروف مناجات ہوئے کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان اے کارساز عالم اے بے نیاز اکرم بحق نبی الورا بحق اشرف انبیا بحق حیدر کرار غیر فرار بحرمت صدیقہ کبریٰ دختر محمد مصطفےٰ بہ تصدق جمیع معصومین صلواۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین اس مرد غریب پر رحم کر کہ اسکے حال زار پر ترس آتا ہی دل اُسکی جوانی پر دکھا جاتا ہی اس بندۂ خاکسار کو باعث اسکے رفع رنج و ملال کا متعین فرماوے کیا عجب ہی کہ جب اُمید اسکی بر آئے تو گمراہی کفر سے راہ پر آئے یہی دعا کرتے کرتے آنکھ لگ گئی دیکھا بدیع الملک نے کہ زلزلہ قاف کوچک سلیمان یعنی جناب حمزہ صاحبقران عالیشان تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ اے فرزند تو متردد نہو یہ دریا دریائے سحر ہی مقام سکونت حباب جادو یہی ہی اور بھتیجا تیرا رستم ثانی بھی یہین قید ہی تجھے لازم ہی

کہ جسوقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہو دریا مین پھاند پڑ تجھے ایک نہنگ نگل جائیگا وہی حباب جادو ہو بس تامل نکرنا فوراً خنجر سے شکم اُس نہنگ کا چاک کر ڈالنا اُسکے مرتے ہی آن واحد مین دریا نیست و نابود ہو جائیگا صاف میدان نظر آئیگا بدیع الملک چاہتے تھے کچھ اور پوچھون کہ امیر نظرون سے پنہان ہو گئے آنکھ کھل گئی دیکھا کہ تمام خیمہ معطر ہو رہا ہی خوشبوے مشک و عنبر و عود پھیلی ہوئی ہی اُسی وقت سجدہ شکر بجا لاے وقت نماز سحر کا قریب تھا اُٹھ کر وضو کر کے فریضہ سحری کو ادا کیا تسبیح پڑھتے ہوے باہر نکلے محبوب شاہ اور احباب بن محبوب وغیرہ سے ملاقات ہوئی کیفیت خواب بیان کی اور ذوقت کے منتظر ہو کر بیٹھے جس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت آیا بدیع الملک دریا مین پھاند پڑے دیکھا تو واقع مین ایک نہنگ پیدا ہوا اور بدیع الملک کو نگل گیا گو حال خواب کا محبوب شاہ وغیرہ سُن چکے تھے لیکن بسبب بشریت اور شاہزادے کی محبت کے دل مضطرب ہو گیا مگر بدیع الملک نے شکم نہنگ مین ہوتے ہی خنجر مارا کہ پیٹ اُسکا چاک ہوا بس نہنگ کا مرنا تھا کہ دریا ستلاتم ہوا پانی کے بدلے خاک اُڑتے نظر آنے لگی مچھلیان پرکالۂ آتش بن بن کر جل گئین جب وہ شور و غوغا برطرف ہوا دیکھا کہ لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہی کہ سن کوئی ساڑھے نو سو برس کا ہوگا پیر اُسکے غل مچا رہے ہین کہ کشتی مرا نام بن حباب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم باقی میدان نظر آتا ہی پانی کا کہین نام و نشان تک نہین ایک طرف قفس آہن مین رستم ثانی بیٹھے ہین ایک جانب ایک صندوق رکھا ہوا ہی بدیع الملک قریب قفس رستم ثانی کے آئے رستم ثانی نے جو صورت بدیع الملک کی دیکھی دل مین کہا افسوس رہائی بھی ہوئی تو کسکے ہاتھ سے کہ اس رہائی سے قید بہتر تھی اور اس جانبری سے مرنا خوب تر تھا شرمندہ ہو کر گردن جھکالی سلام تک نہ کیا بدیع الملک نے کہا کیون اے رستم کس دریاے مصیبت سے تجھے نکالا ورنہ کشتی عمر طوفانی ہوا چاہتی تھی دیکھ ہم اپنے ملازمون کا کسقدر خیال رکھتے ہین کہ یہان آکر تجھے رہا کیا رستم ثانی نے کہا مجھے تو میرا حال تک نہ معلوم ہوگا یہ بھی اتفاق کی بات تھی کہ تو آیا نہین معلوم کس کام کے لیے آیا تھا یہان تقدیر نے مجھے ذلیل کروایا خیر ابھی تک تو کوئی پروا نہین کہ بہت تھوڑا زمانہ ہوا جو مین تجھے دام مصیبت سے رہا کر چکا ہون یہ اُسکا عوض ہو گیا مگر ہان پروردگار آیندہ تیرے احسان سے بچائے یہ کہکر قفس آہن کو توڑ کر باہر نکلے اب بدیع الملک اُس صندوق کی طرف متوجہ ہوے اتنے مین محبوب شاہ وغیرہ بھی قریب آ گئے کیونکہ اب دریا تو حائل نہین ہی غرضکہ صندوق اُٹھوا کر رستم ثانی کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے وہان آئے کہ جہان وہ درویش بدنصیب بیٹھا تھا صندوق اُسکے سپرد کیا اور فرمایا لے اب تو تمنا تیری برآئی درویش قدمون سے لپٹ گیا اور کہا کہ بندہ بے دام ہون فرمایا اے سوداگر یہ سب شان و شوکت ہماری بہ برکت دین اسلام ہی تجھے لازم ہی کہ تو بھی اس مذہب کو اختیار کر کیونکہ پروردگار عالم نے مراد تیری پوری کی سوداگر از سر صدق مسلمان ہوا لیکن دل جو شوق مین اُس تصویر کے بیتاب تھا کہ جسکی یاد نے اسے ساکت کر دیا تھا جلدی سے صندوق کھولکر نکالی مگر جیسے ہی نظر اُسکی اُس تصویر پر پڑی اک آہ سرد کھینچی اور گر پڑا محبوب شاہ وغیرہ نے ہرچند آواز دی جواب نہ آیا دیکھا تو نبضین ساقط ہین چہرے پر پسینہ موت کا جاری ہی بدیع الملک نے اُس تازہ مسلمان کے واسطے نہایت افسوس کیا اور اُسے دفن کرا دیا اب اُس تصویر کو خود اُٹھا کر دیکھا کنارے پر لکھا تھا کہ آفت جان و ہوش ملکہ نوبہار گوہر پوش دختر ملک صندلان شاہ بدیع الملک کی بھی یہ حالت ہوئی کہ دیکھتے ہی اُس تصویر کی تاب و توان نے رخصت مانگی چہرہ پر آثار عشق ظاہر ہونے لگے
رستم ثانی نے ... [illegible] ... دیکھا کہا اچھا کیا خوش ... [illegible] ... ہوا ایک ... [illegible]

ہی ہم پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ تمھاری قسمت کی ہی بھلا سوداگر بیچارے کی ایسی تقدیر کہان آخرکار جان بحق
تسلیم ہو گیا بدیع الملک نے کہا ای مرد عزیز جیسی تیری نیت ہی تو اسی طرح مجکو بھی تصور کرتا ہی واللہ اگر وہ سوداگر
زندہ رہتا بھی تو ملکہ نوبہار گوہرپوش کو جہان سے نبتالا کر اُسی کے سپرد کرتا رستم نے کہا خیر وہ زندہ ہی کیون
رہتا تمھاری نظر ایسی تھوڑی تھی کہ اُسے زندہ رہنے دیتی اور اب تو کوئی کھٹکا نہین ہی بدیع الملک نے
کہا مین بخوشی تمھین دیتا ہون رستم ثانی نے کہا یہ مردے کا مال آپ ہی کو مبارک رہے مین باز آیا تصویر کی تو یہ
نحوست تھی کہ پہلے مال و دولت اُس بیچارے کا تباہ ہوا بعد کو جان گئی صاحب تصویر کیا سبز قدم ہوگا خدا اپنی پناہ
مین رکھے بدیع الملک نے رستم ثانی سے کہا کہ اب قصد کیا ہی رستم نے جواب دیا کہ آپ کو میرے قصد سے
کیا مطلب ہی میرا جہان جی چاہیگا چلا جاؤنگا میرا تمھارا کون ساتھ بدیع الملک نے گلے سے لگایا اور کہا ای رستم جو ملال
تمھارے دل مین ہو اب اُس سے درگذر کرو بہتر ہی کہ ہم بہت دنون کے چھوٹے ہوئے ملے ہین چند روز تو ساتھ
رہین جو کام ہو ہم تم ملکر کرین تو اور جلد انجام کو پہونچیگا بموجب شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد
انبوہ را ٭ غرضکہ چچا بھتیجون مین صفائی ہوئی رستم نے کہا میرا قصد ہی کہ شہر صندل پر چڑھائی کرون لشکر میرا ملک
ہوشیاریہ مین تیار ہی مین سامان کوچ کر چکا تھا کہ حباب جادو مجھے لے آئی ہی وہان فضل و شبرنگ کی نہین معلوم
کیا حالت ہوگی بدیع الملک نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا غرضکہ ایک روز قیام کیا دوسرے روز رستم و بدیع الملک
مع احساب بن محسوب تھوڑا سا لشکر ہمراہ لیکر طرف ملک ہوشیاریہ کے روانہ ہوے اور محسوب شاہ کو
براے انتظام ملک مین چھوڑا دیکھیئے اب یہ کس وقت شہر ہوشیاریہ مین پہونچتے ہین لیکن صاحب صولت
جہانبانی جناب حمزہ ثانی بعد روانہ ہونے شاہزادہ بدیع الملک کے منتظر بیٹھے ہین کہ شاہزادہ براے
گرفتاری آہو گیا ہوا ہی بخیر و عافیت آئے تو آگے چلنے کا ارادہ کیا جائے لیکن جب تین چار روز گذر گئے اور
کچھ خبر بدیع الملک کی نہ معلوم ہوئی امیر کو نہایت تردد ہوا ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا مگر کچھ پتا
نہ ملا آخرکار مجبور و ناچار ہو کر سپرد بپروردگار کرکے طرف شہر صندل کے تن تنہا امداد واحد کوچ کیا

اب دو کلمہ داستان فرحت بیان ضحاک جادو و ملک سفیان شاہ کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جو شکست خوردہ ہزیمت بردہ ہاتھ سے بدیع الملک کے بھاگا حوالی شہر صندل مین آکر قیام کیا بعد کچھ روز
کے خبر پہونچی کہ شہر ہوشیاریہ رستم ثانی نے لے لیا اور اہل شہر مع بادشاہ مسلمان ہوے بس اُسی وقت شہر
صندل کی طرف مع فوج ساحران روانہ ہوا یہان قلعہ ہوشیاریہ مین ماتم رستم ثانی کا برپا ہی تمام شہر سیاہ پوش
ہی کہ دیکھا جانب آسمان سے لکہاے ابر رنگ برنگ نظر آتے جس وقت وہ ابر قریب پہونچے دیکھا کہ ہزارہا
ساحر کوئی باز کوئی بہری کوئی قرقرے پر سوار ترسول پیچ سولی بلند ڈہرو بجتے ہوے ناقوس پھونکتے ہوے دو ساحر
ایک تخت سحر پر سوار سرون پر رکھے تاج جواہر نگار بلاے بد آفت کے پرکالے جھولیان مغرق کاندھون پر
ڈالے جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہی دونون بادشاہ اِس لشکر کے ہین آن واحد مین بالاے ہوا سے اُتر کر
زمین پر آئے کہ تمام صحراے ہوشیاریہ مملو ہو گیا ہرکارون نے آکر ملک ہوشیار تیغ زن کو خبر دی کہ ضحاک شاہ
جادو اور ملک سفیان جادو دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آئے ہین قصد مقابلہ رکھتے ہین ہوشیار شاہ یہ سُنکر
بہت گھبرایا اور ہوشمند روشن راے اور فضل بن رستم سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے ہوشمند و فضل نے
بالاتفاق کہا کہ معلوم ہوتا ہی پیمانہ عمر ہم سبکا لبریز ہو چکا ہی پہلی بداقبالی وہ تھی کہ شاہزادہ رستم ثانی کا سایہ ہمارے

سر سے اُٹھ گیا اب جو آفت نہ آئے وہ تھوڑی ہے لیکن اگر اجل ہی آچکی ہے تو کیا چارہ ہے یہ وہ وقت ہے کہ ہمت کو نہ ہارنا
چاہیے پروردگار عالم کو پکارنا چاہیے اگر مدد غیب ہو تو سبحان اللہ فہو المراد اور اگر مارے گئے تو یاد پروردگار مین
دم نکلا انجام بخیر ہوا ہنوز یہی باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار نے آکر عرض کی ایلچی ملک ضحاک شاہ جادو کا اجازت
آنے کی مانگتا ہے فضل نے کہا آنے دو جسوقت ساحر اندر آیا کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی نے جام شراب حسب دستور
روزگار پیش کیا سرخنگ جادو نے دو ایک جام پیئے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا منم نامہ دار
دشمن نامہ دار ہوشیار شاہ نے نامہ اسکے ہاتھ سے لیکر دبیر کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے مالک ہوشیار
تیغزن ہمنے سنا ہے کہ تمنے پرستش لات اعلی و منات معلی کی ترک کی اور خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا دین قدیم کو
چھوڑ کر مذہب جدید اختیار کیا بس بہتر یہ ہے کہ پھر اپنے مذہب قدیم پر آؤ دوستی سے ان خدا پرستون کے ہاتھ
اُٹھاؤ ورنہ قسم ہے سامری و جمشید کی کہ ایک آن واحد مین شہر ہوشیاریہ کو غارت کر دونگا اور تجھے اس طرح
مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے جس وقت مضمون نامے کا تمام ہوا ہوشیار
شاہ نے ہوشمند روشن راے کی طرف دیکھا ہوشمند نے کہا اے شہریار جواب نامے کا یہی لکھ دیجیے کہ اب ہم
محکوم دوسرے شخص کے ہین اور شہریار ہمارا گم ہے جس وقت وہ آئیگا اُس وقت چاہے آغاز جنگ کرنا چاہے
صلح کر لینا جیسا اُسے منظور ہوگا ویسا جواب وہ لکھیگا ہم اُسکے صدمے مین بیٹھے ہین ہم مین تاب کلام قوت
انتقام کچھ نہین ہے اور مذہب لات اعلی پر تو ہمنے بیشک لات ماردی اب یہ ذکر بیکار ہے کیونکہ مثل مشہور ہے چھوڑے
گاؤن کا ناتا کیا پاؤن کی اُتری ہوئی پاپوش پھر نہین پہنی جاتی ہوشیار شاہ نے اسی مضمون کا نامہ لکھواکر نامہ دار
کے سپرد کیا نامہ دار رخصت ہوا اور جواب لیے ہوئے پاس ضحاک جادو کے پہونچا لیکن ضحاک جادو نے
جو مضمون نامے کا پڑھا نہایت برہم ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی بجے معاً نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور
آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر ہوشیار تیغزن کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین خدائے ما بزرگ است ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا کہ دل آسمان و زمین
کا تھرایا تیاری حرب و پیکار ہونے لگی وہان لشکر کفار مین ساحران بدکردار جا بجا چوکے دیے دیکر اپنے
اپنے سحر جگانے لگے ہر طرف شور یا سامری یا جمشید بلند ہوا اگیاریان روشن ہوئین ڈیرو بجنے لگے ادھر
اہل اسلام مین یاحی و یا قدیر کا غلغلہ برپا رہا ایک سے ایک گلے ملتا تھا کہ بھائیون کل ان کافران بیحیا سے
مقابلہ ہے وہ ساحر ہم غیر ساحر دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے سوا پروردگار کے اس وقت بد مین کوئی مددگار نظر
نہین آتا اس طرح باہم رخصت ہوتے تھے اپنے اپنے حال زار پر روتے تھے ایک ایک سے وصیت کرتا تھا
کہ اگر تمھین پروردگار اس شور و شر سے بچائے راہ نجات ہاتھ آئے تو شاہزادہ رستم ثانی سے ہماری تسلیم
کہنا اور کہنا کہ غلام آپکا کام آیا بعض دلاور ایسے بھی تھے کہ اُنپر مطلق ہراس طاری نہ تھا تلوارون پر صیقل
کرتے تھے چلہ کمان کو چست و درست کرتے تھے نیزون اور تیرون کے بھالون کو زنگ سے صاف کرکے
کہتے تھے کہ انشاء اللہ بقوت پروردگار کل ان ساحرون کی گردنین ہین اور ہماری تلوارین ہین غرضکہ اسی
ہنگام مین سپر شب چہرہ گردون سے ہٹی و نور تیغ سحر سے وہ تیرگی کٹی شاہنشاہ خاور بصد کر و فر چرخ اخضر پر
تاج مرصع برسر چار قب شاہنشاہی دربر نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیے ہوئے نمودار ہوا غازیان دیندار و دلاوران
تہور شعار مرکبون پر سوار ہو ہو کر جانب میدان کارزار متوجہ ہوے اُدھر کفار بد انجام ناواقف حلال و حرام آکر

صف آرا ہوے کہ آگے آگے تخت جواہر نگار مرصع کار پر ضحاک جادو اور سفیان جادو بیٹھے ہین اور جانوران سحر پر
تمام ساحر سوار جس وقت نقیب نہیب دیکر نکل گئے ضحاک جادو نے جانب دست راست دیکھا پس اشارہ
پاتا تھا کہ تلاطم جادو نے اپنے فیل سحر کو آگے بڑھایا میدان کارزار مین آیا اور پکارا باش ای گروہ خداپرستان
جسکو تمنا سے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے اس طرف سے طفیل تیرزن نے ہمت مردانہ کی اور
ہوشیار شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور وار تیر کا کیا تلاطم جادو نے انگلی سے اشارہ کیا دیکھا کہ تیر از خود
دور ہوکے زمین پر گر پڑا طفیل نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا چاہتا تھا کہ وار کرے تلاطم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر
پھونکا ہاتھ پاؤن سے حس و حرکت بالکل جاتی رہی اور طفیل بیہوش ہوکر زمین پر گرا تلاطم جادو نے کمند سحر
سے باندھ کر اپنے لشکر مین بھیج دیا اسنے پھر مبارز طلب کیا لیکن فضل بن رستم نے جو دیکھا تو شبرنگ
بن عمر کا کہین پتا نہین معلوم ہوتا انھین تردد ہوا کہ کہین کوئی ساحر تو نہین گرفتار کرے گیا غرضکہ بعد گرفتاری
طفیل تیرزن اب کسی کی جرأت نہین پڑتی کہ میدان مین نکلے پس اسنے آواز دی کہ ای فرقہ خداپرستان
اگر تم نہین آتے ہو تو مین خود آتا ہون یہ سخن سن کے فضل کو تاب نہ رہی اور مرکب کو دوڑا کر سامنے تلاطم
جادو کے آئے اور کہا کیا جھک مارتا ہے لا حربہ بہادری کا تلاطم جادو ہنسا اور کہا ابھی تو نے حال نہین دیکھا
طفیل کا کہ مین نے یہ طفیل ساحر ہی و جمشید اسے کیونکر گرفتار کیا تو بھی ہوس اپنی نکال لے فضل نے کہا
ہم ہٹ دستی نہ کرینگے تلاطم جادو نے کمند سحر مار کر انھین بھی گرفتار کر لیا اب قصد ہے ہوشیار تیغ زن کا کہ خود اسکے
مقابلہ کو نکلون کیونکہ جب ہر طرح مرنا ٹھہرا تو میدان کارزار کی موت گوشۂ عافیت کی قضا سے بہتر ہے بس دیکھا
تو آسمان پر اک بجلی چمکی اور جھک کر اب جو گرتی ہے تو تلاطم جادو کے دو ٹکڑے ہوے اور نعرہ ہوا منم محروق
جادو ضحاک جادو نے جو دیکھا کہ محروق نے آکر تلاطم جادو کو مارا یہ بھی پکارا کہ او محروق غضب کیا تو نے کہ
ایسے زبردست کو مارا لیکن تو اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائے گا یہ کہتا ہوا تخت سحر سے اتر کر مرکب سحر پر
سوار ہوا اور بمقابلہ محروق جادو آکر ترنج سحر مارا کہ سینہ پر محروق کے پڑا لیکن محروق نے ایسا اسم سحر پڑھ کر
پھونکا کہ یہ معلوم ہوا کہ ایک پھول سینہ پر لگا اور کچھ مطلق اثر نہوا بعد اسکے محروق نے گولہ سحر کا مارا ضحاک جادو
نے خالی دیا اب اسیطرح رد و بدل ہو رہی ہے دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین اہل اسلام محروق پر آفرین کر رہے
ہین اور درگاہ پروردگار مین دعا کرتے ہین کہ خداوندا یہ مددگار ابھی تازہ وارد ہے جسے ہم پہچانتے بھی نہین ہین تو اسکی
مدد کر لیکن محروق اور ضحاک مین رد و بدل ہوتے ہوتے ایک مرتبہ ضحاک جادو نے غلطک مار کر صورت اپنی
مار سیاہ کی بنائی اور چلا طرف محروق کے محروق جادو نے بھی صورت اپنی سانپ کی بنائی اب پھر دونون گتھ گئے
کوئی کسی پر غالب نہوا پھر غلطکین لگا کر بصورت اصلی لڑنے لگے طمانچہ چلنے لگا اسی حالت مین شام ہوگئی طبل بازگشت
بجا دونون لشکر میدان سے پھرے محروق و ضحاک بھی جدا ہوئے ہوشیار شاہ محروق پر سے زر نثار کرتا ہوا
پھر داخل بارگاہ ہوا سب نے لباس رزم دور کیا پوشاک بزم پہنی دنگلون پر بیٹھے محروق جادو کا حال ہوشیار شاہ
نے پوچھا محروق نے بیان کیا کہ مین فرستادہ شاہزادہ بدیع الملک ہون پاس شہریار رستم ثانی نامدار کے
جاتا تھا یہان آکر یہ حال دیکھا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ سب مطیعان رستم ثانی مین سے ہین اس وجہ
سے مین نے اعانت آپ کی اپنے اوپر واجب جانی ہوشیار شاہ نہایت خوش ہوا اور شکریہ ادا کیا لیکن
گرفتاری فضل بن رستم و طفیل تیرزن اپنے سردار کی وجہ سے سخت تردد مین تھا ہوشمند روشن رای سے

کہا کہ شبرنگ بن عمر کا کل سے پتا نہین خدا جانے اُنپر کیا گذری اگر شاہزادہ رستم ثانی سے ملاقات ہوگی تو مین کیا جواب دونگا ہنوز یہی ذکر تھا کہ دروازہ بارگاہ سے شبرنگ بن عمر مع فضل بن رستم و طفیل تیرزن پہونچا ہوشیار شاہ کو سلام کیا ہوشیار شاہ نے پوچھا اے طرۂ دستار عیاری آپ کہان تھے شبرنگ نے کہا ساحر مجھے خوب پہچانتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ سربرندہ جادوگران کا بیٹا ہے اسنے بھی سیکڑون ساحر کو مارا ہے وہ پہلے میری فکر کرتے اس وجہ سے آمد ساحران کی علامت دیکھکر مین پہلے ہی صحرا مین جاکر پوشیدہ ہو رہا اور شب کو عیاری کرکے داروغۂ زندان کو مار کر ان دونون صاحبون کو رہا کیا اور اب میرا ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے مین جاتا ہون یہ کہکر شبرنگ پھر چلا گیا فضل بن رستم و طفیل تیرزن اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے پھر خبر نقارہ رزمی کی پہونچی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا جوانان آزمودہ کار اسلحہ حرب و ضرب درست کرنے لگے کفار سحر جگانے مین مصروف ہوے لیکن ضحاک شاہ کو خبر پہونچی کہ کوئی شخص داروغۂ زندان کو مار کر دونون اسیرون کو رہا کر لیگیا اسنے کہا خیر کچھ پروا نہین صبح کو میدان حرب مین پھر گرفتار کر لونگا بلکہ آج کل گرفتار نکرونگا سوا قتل کے مگر یہ کام کسی عیار کا معلوم ہوتا ہے ہوشیاری مقدم ہے بس اسنے اُسی وقت ایک اسم سحر کا پڑھ کر رائی سرسون کے دانون پر دم کیا اور گرد خیمہ کے چھڑکوا دیا کہ کوئی عیار نہ آسکے اور اگیاری روشن کرکے سحر جگانے مین مصروف ہوا شبرنگ نے ہرچند کوشش کی کہ آج شب کو ضحاک کا خاتمہ کر دون کسی طرح ممکن نہوا آخرکار جانب صحرا نکل گیا یہان طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خیمہ سیاہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے فوج کفار سے سنکھ کی صدا بلند ہوئی لشکر اسلام مین آواز اللہ اکبر سے شان اسلام دوچند ہوئی غرضکہ دونون لشکر میدان جدال و قتال مین آکر صف آرا ہوے نقیبون نے نہیب دی کہ اے بہادران نامدار و اے دلاوران تہورشعار یہی روز نام و ننگ ہے ہر شخص پر عرصہ زلیست کا تنگ ہے اپنے اپنے بزرگون کا نام روشن کرو اور ذکر رستم و سام کا مثل حرف غلط کے اس صفحہ ہستی سے مٹا دو اے دلاورو اگر آج مر گئے تو قیامت تک نام رہا اور جو بھاگ کر بچ بھی گیا وہ ابد تک ناکام رہا بموجب شعر رستم رہا نہ مین یہ نہ بہرام رہگیا ✤ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ✤ نقیب یہ نہیب دیکر ہٹے تھے کہ ہر بہادر کے دل مین ولولہ جانبازی دونا ہوگیا خون رگون مین دوڑنے لگا ضحاک شاہ نے مرکب سحر کو اشارہ کیا کہ وہ چمک کر میدان مین آیا اُسنے نعرہ کیا کہ اے محروق جادوخیر کل تو میرے ہاتھ سے بچ کر نکل گیا آج کہان جائیگا آ یہی میدان ہے یہی گو ہے محروق ہوشیار شاہ کے سامنے اجازت طلب کر رہا تھا کہ دیکھا جانب صحرا سے تتق گرد خفیف سا بلند ہوا سب دیکھنے لگے جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر زبردست فیل مست پر سوار جھولی سحر کی لگی ہوئی سوراخ خرطوم سے شرارے گرتے ہوتے چلا آتا ہے ہر ایک اس خیال مین تھا کہ یہ کون ہے اور کسکی طرف سے برائے مدد آتا ہے لیکن جس وقت وہ ساحر قریب پہونچا نعرہ کیا کہ منم سرجوش جادو فرستادہ خداوند افلاک انپر سب گھبرائے کہ یہ خداوند افلاک کون ہین اور یہ کس واسطے آیا ہے کیا پیغام خداوند کا لایا ہے ضحاک جادو نے کہا کہ یہ نام تو آج سُنا اے برادر سرجوش جادو یہ کون سے خداوند ہین اور کہان ہین سرجوش نے کہا میرے قریب آ تو بتاؤن اور خداوند سے آگاہ کرون ضحاک جادو قریب آیا سرجوش جادو نے ایک تصویر نکالکر ہاتھ مین ضحاک کے دی اور کہا دیکھ زیارت کر خداوند کی ضحاک نے دیکھا کہ تمام تصویر گرد سے بھری ہوئی ہے کہا اے سرجوش تو مقرب خداوند ہوکر اسقدر بے تمیز ہے کہ تصویر خداوند پر خاک جمی ہوئی ہے اس بے احتیاطی سے تونے رکھا سرجوش نے کہا کہ بیوقوف گرد سفر کو مین کیونکر

روکتا خداوند نے خود کیون اِس خاک کو اپنی تصویر تک آنے دیا اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے خداوند کو ہر مخلوق
سے محبت ہی کہ خاک تک سے دل مین کدورت نہین رکھتے ہین الحاصل ضحاک جادو نے اُس گرد کو پھونکا کہ تصویر
صاف دکھائی دے لیکن وہ خاک جو اُڑکر اُسکے مُنھ پر آتی ہی اک چکر سا آیا اور چھینک مار کر بیہوش ہوگیا سبز جوش
جادو نے نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمر دباش او خرہ سر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی یہ کہکر وار تیغۂ آبدار
کا سر نحس ضحاک نابکار پر کیا کہ اک سر کے دو ہوگئے لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا آندھی چلی خاک اُڑی ہیرون نے
اُسکے شور کیا کہ کشتی مرا نام من ضحاک جادو بود لیکن کفار نے جو یہ رنگ دیکھا تمام ساحر یورش کرکے طرف شبرنگ
کے چلے شبرنگ بھاگا مگر ملک سفیان شاہ جادو نے تعاقب کیا اور کہا او نا عیار بلا کا فریب کیا تو نے اور ایسے
ساحر زبردست کو مارا کہ جسکا نظیر نہ تھا لیکن محروق جادو نے جو سفیان کو شبرنگ کی طرف آتے دیکھا وہین سے
مرکب سحر کو چمکا کر سامنے سفیان کے آیا سفیان نے ترنج سحر مارا محروق خالی دیکر بلند ہوا اور وہین سے جو برق بنکر گرتا
ہی سفیان کے دو ٹکڑے ہوے لیکن اور بھی ساحر آپڑے تھے اُنسے جنگ ہونے لگی ادھر سے محروق کے
ساحر بھی آپڑے ہنگامۂ دار و گیر برپا ہوا ترنج و نارنج چل رہے تھے قیامت کبرٰی برپا تھی ساحرون کے مرنے سے آندھیان
چل رہی تھین ہر غل مچا رہے تھے کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود لیکن فوج بے سردار کہان تک لڑے آخر
پاؤن لشکر کفار کے اُٹھ گئے اور فرار برقرار لیا ضحاک جادو کے دو بھائی کہ نام ایک کا ماران جادو اور
دوسرے کا ثعبان جادو تھا چلتے وقت ایک نے ہوشیار شاہ کو اور دوسرے نے شبرنگ بن عمر کو اُٹھا لیا
اور گریزان ہوئے یہان طبل شادمانی بجا سب خوش ہوئے کہ پروردگار نے فتح عطا کی مگر اب جو خیال کرتے ہین
تو بادشاہ لشکر کا کہین نشان نہین ملتا نہ شبرنگ بن عمر نظر آتا ہی سب سر پیٹنے لگے وہ خوشی پھر مبدل بغم ہو گئی واقع
مین کہ دنیا مین ابھی شادی تھی ابھی غم ہوگیا ایک ساعت بھی رنگ زمانہ کو قیام نہین کبھی دن کبھی رات کبھی صبح کبھی شام
ہر دل کبھی شادکام کبھی ناکام ہی یہ سب تو پھر مصروف ماتم ہوتے ہین لیکن اب ماران جادو اور ثعبان جادو کا حال
گزارش کیا جاتا ہی کہ عقاب بنکر پنجون مین دبا کر ہوشیار شاہ اور شبرنگ بن عمر وے اُڑی تھی آتے آسے قریب اک
کوہ کے اُترے اور بصورت انسان بنکر باہم مشورت کی کہ نہایت دل دکھایا ہی ان خدا پرستون نے لہذا بہتر و لازم یہ ہی
کہ اِن دونون کے کباب لگانا چاہیے لگی دل کی بجھانا چاہیے کہ جگر غم مین ضحاک جادو کے بھن رہا ہی دھوان دلمین اُٹھ رہا ہی
یہ مشورہ کرکے جھولیون سے سیخین آہنین نکالین اور چقماق سے آگ روشن کی نمک مرچ چھری کٹاری وغیرہ نکال کر
سب سامان درست کیا ہنوز ذبح نہین کرنے پائے تھے کہ دیکھا پشت کی جانب سے اک درویش نظر آیا اور پکارا
بابا بھلا کر بھلا ہوگا ماران جادو اور ثعبان جادو نے کہا شاہ جی یہان ہم تمکو کیا دین ہمتو خود اپنی مصیبت مین مبتلا ہین
کہ بھائی ہمارا ضحاک جادو ان مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا لشکر نے شکست کھائی ہمسے جب کچھ تدبیر نہ بن پڑی تو ان
دونون کو کہ ایک بیٹا عمرو کا قاتل ضحاک اور دوسرا بادشاہ لشکر ملک ہوشیار شاہ ہی انکو ہم گرفتار کر لائے اب کباب
انکے بناکر کھائینگے فقیر نے جواب دیا کہ بابا مجھے بھی و اجل ثواب کر دکیون اس نعمت عظمٰی سے محروم رکھتے ہو سامری
کی قسم ان خدا پرستون کو تو کچا چبا کے بھوننا کیسا انھون نے سیکڑون خداوندیان برباد کر دین ہین ماران و ثعبان
نے کہا آؤ پھر کیا ہی تم تو ہمارے ہم مشرب معلوم ہوتے ہو شاہ جی نے کہا بابا تم ہٹو کیون تکلیف کرو اپنی زحمت
اُٹھائے ہوے آئے ہو لاؤ مین کباب لگا دون یہ کہکر لکڑیان پھونکنا شروع کیا اور ماران و ثعبان کی آنکھ بچاکر
ایک لکڑی اپنی جھولی سے نکالکر آگ مین ڈال دی کہ اُسکے جلنے سے عجب طرح کی خوشبو پیدا ہوئی اور دھوان پیچیدہ ہوکر

چلا ماران وثعبان نے کہا یہ خوشبو کیسی آتی ہی شاہ جی نے جواب دیا کہ بابا یہ جنگل کا واسطہ ہی یہان سب طرح کی
لکڑیان ہوتی ہین ہر قسم کے درخت لگے ہین تمھین تعجب کس بات کا ہی کہ دیکھا یکایک دونون جادوگر جھومے اور
جھوم کر چھینک ماری بیہوش ہو کر گرے اسوقت فقیر نے نعرہ کیا کہ باش او خرمساخان منم لعل بن مرجان غلام
شاہزادۂ بدیع الملک کے گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی اور کھینچکر خنجر دونون کو ذبح کر ڈالا
انکا مرنا تھا کہ شور وغوغا بلند ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ثعبان جادو و ماران جادو بود حیف مردیم وجان
دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جس وقت روح نجس ان کافرون کے جسم سے نکل گئی اور خاک اڑنا موقوف
ہوئی بہر غل مچا کر سر اپنا پیٹ کر چلے گئے لعل بن مرجان نے ہوشیار شاہ اور شبرنگ بن عمرو کو کہ تموج ہوا
سے بیہوش ہو گئے تھے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مزاج پوچھا ہوشیار شاہ تو سمجھا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہین
آنکھیں بند کر لین لیکن شبرنگ بن عمرو نے لعل کو پہچانا کہا ای برادر تم کہان لعل نے بیان کیا کہ ہم تلاش
مین اپنے شہریار بدیع الملک نامدار کے نکلے تھے کہ وہ شکارگاہ سے غائب ہو گئے ہین اب خبر پائی تھی کہ
ملک محسوبیہ سے اپنے بھتیجے رستم ثانی کو چھڑا کر طرف شہر ہوشیاریہ کے جاتے ہین ہم آنکی خدمت مین جاتے
تھے راہ مین یہ معرکہ دیکھا کہ دو ساحر دو آدمیون کو لا کر کباب لگانے کا قصد کر رہے ہین خیال ہوا کہ مبادا کوئی
مسلمان ہو وہی ہوا کہ تم ان کافرون کے پنجہ مین نظر آئے شبرنگ کو حال رستم ثانی کا سنکر تسکین ہوئی اور
لعل بن مرجان سے کہا کہ چلو ہم بھی چلتے ہین اب ہوشیار شاہ کے بھی ہوش وحواس درست ہوئے
یہ بھی ہمراہ ہوا خدمت مین رستم ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک کے روانہ ہوئے راہ مین آمد لشکر کے آثار
ہویدا ہوئے بڑھ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ فوج ظفر موج شاہزادہ بدیع الملک کی ہی ایک مقام پر ٹھہر کر
انتظار کیا جس وقت چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار کے گذر گئے تو سوار و پیادے چلنے لگے بعد اسکے
بڑی دھوم دھام سے سواری شاہزادون کی نمودار ہوئی اس طرح کہ ایک مرکب پر بدیع الملک سوار دوسرے
گھوڑے پر رستم ثانی نامدار ایک توسن پر احساب بن محسوب نہایت ادب سے باگ گھوڑے کی روکے ہوئے
لیکن نظر رستم ثانی کی جو اس طرف پڑی کہ جدھر ہوشیار شاہ مع شبرنگ بن عمرو ولعل بن مرجان کھڑے
تھے ہوشیار شاہ نے جلدی سے سلام کیا دونون عیار بھی بہر تسلیم خم ہوئے رستم نے گھوڑے کو روکا
پوچھا تم لوگ یہان کہان کیا ملک ہوشیاریہ بہت قریب ہی ہم سمجھتے تھے کہ خبر آمد سنکر یہ برائے استقبال آیا ہی
ہوشیار شاہ نے عرض کی ای شہریار نامدار آپ کی فرقت ہماری بداقبالی کی علامت تھی جو جو مصیبت ہم پر گذری
وہ اس قابل نہین ہی کہ اس وقت بیان ہو سکے خیر اب تشریف لے چلئے تو عرض کرونگا چونکہ ہوشیار شاہ
پیدل تھا رستم ثانی نے مرکب عنایت کیا ہوشیار شاہ بھی سوار ہو کر ساتھ ہوا بدیع الملک نے پوچھا
کہ یہ کون شخص ہی رستم نے کہا میرا دوست ہی ملک ہوشیار تیغ زن اسی کا نام ہی بادشاہ شہر ہوشیاریہ ہی جہان آپ
چلتے ہین ہوشیار شاہ نے بدیع الملک کو بھی سلام کیا رستم ثانی سے اشارے مین پوچھا کہ یہ کون ہین
رستم نے کہا میرے چچا ہوتے ہین لعل بن مرجان وشبرنگ بھی قدمبوس ہوئے بدیع الملک نے
کیفیت لعل پوچھی اور حال حمزہ صاحبقران ثانی کا دریافت کیا اسنے عرض کیا کہ بعد حضور کے تشریف
لے جانے کے نہایت تردد رہا آخر کار امیر نامدار آپ کو حوالہ پروردگار کر کے طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے ہین
غلام تلاش مین آتا تھا کہ راہ مین دو ساحرون کو مار کر ان دونون کو رہا کیا اور تقدیر نے آپ کا دیدار دکھا دیا

شہر نگ وہوشیار شاہ نے لعل کا شکریہ ادا کیا غرضکہ اب سب ملکہ شہر ہوشیاریہ کے قریب پہونچے یہ خبر ہوشمند روشن رائے کو ہوئی مع لشکر کے برائے استقبال شہر سے باہر آیا اور قدمبوسی دونون شاہزادون کی حاصل کی فضل بن رستم اور محروق جادو سے بھی ملاقات ہوئی چندے قیام رہا کہ زحمت سفر اُٹھائے ہوئے آئے تھے ہوشیار شاہ نے بڑی دھوم سے مع لشکر دعوت کی ایک مہینہ صحبت رقص و غنا رہی بعد اسکے طرف ملک صندل کے راہی ہوئے کہ حال انکا وقت پر گذارش کیا جائے گا

اب دو کلمے داستان شجاعت نشان شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان کے گذارش کیے جاتے ہین

یہ کہ لشکر انکا بمقابلہ پریساے فرنگی و کیمخت شاہ شجر پرست آترا ہوا ہے اور کیمخت شاہ بخوف بدیع الزمان قلعہ خرو سیہ پر سے واپس آ کر یہ تہیہ کیے بیٹھا ہے کہ پہلے اس خدا پرست سے سمجھ لینا چاہیے بعد اسکے اہل فرنگ کا علاج کیا جائے گا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ زنی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ لشکر شجر پرستان مین طبل جنگی بجا ہے بدیع الزمان نے حکم دیا کہ یہان بھی کوس حربی بجے حسب الحکم ادھر بھی نقارہ جنگی نوازش مین آیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی مردان ازمودہ سلاح سنجوگ درست کر ہمت کو چست کرنے لگے یہان تک کہ وقت آمد شہنشاہ خاور کا ہوا فوج انجم پسپا ہو کر دامن کہکشان مین پنہان ہوئی اور علم زرفشان نصرت عنوان آفتاب جہانتاب نے بلند کیا ماہ کو چادر نورین پنہان کر کے درد مند کیا فوج اسلام کے جوان فریضہ سحری سے فارغ ہو ہو کر شاہزادۂ بدیع الزمان کی خدمت مین تسلیمین بجا لائے وہ بہادر دلاور یعنے بدیع الزمان نامور مرکب گلگون باختری پر سوار طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوا دیکھا کہ شجر پرستون نے بھی صف آرائی کی ہے کیمخت شاہ تخت پر بیٹھا ہے آگے آگے بہرام تیغزن و قرطاس بن افلاک مرکبون پر سوار آلات حرب و ضرب سے درست کر ہمت چست باندھے ہوئے کھڑے ہین یکایک دونون لشکرون سے نکلکر بیلدارون نے زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد و غبار کو ہٹا دیا جس وقت میدان جنگ تیار ہو چکا اور نقیب بھی نہیب دیکر نکل گئے بہرام تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے کیمخت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کیمخت شاہ نے کہا اے نہال تمنائے پدر تجھکو خداوند نخل سپرد کے سپرد کیا بہرام سلام کر کے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوا پہلے خوب سلح شوری کی سرا پا میدان کو دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جب خوب پسینہ مین غرق ہو گیا اک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ او پسر حمزہ مین نے سنا ہے کہ تجھے لوگ سرفتنہ ملک باختر کہتے ہین تونے بڑے بڑے کار نمایان کیے ہین دیکھون تو کیسا بہادر دلاور ہے کہ سامنے میری تیغزنی کے تھم جاتا ہے آ ہی گو ہے یہ میدان ہے بس یہ کلمہ ہنوز زبان سے نکلکر تمام ہونے پایا تھا کہ بدیع الزمان نے باگ کو گلگون باختری کی جنبش دی اور مرکب نے طرارہ بھرا اُدھر سے بہرام بقصد نیزہ زنی چلا جب دونون برابر پہونچے سینہ سے سینہ سپر سے سپر لڑی تڑاقہ ہوا مرکب بہرام کا سات قدم بڑھا اور گھوڑا بدیع الزمان کا حسب عادت پانچ قدم پیچھے ہٹا بہرام نے نیزے کا وار کیا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین بند بند ٹوٹنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو اژدر زبانین نکالکر باہم گتھ گئے ہین لیکن کوئی چالیس طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ بدیع الزمان نے ایک مقام پر سنان کو سنان پر گانٹھ کر جو جھٹکا مارا اس سے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکل گیا بہرام کو خفت ہوئی تیغ آبدار

نیام سے کھینچ لی اور خبردار خبردار کہکر سر بدیع الزمان پر وار کیا بدیع الزمان نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا
بہرام بھی تیغ زنی مین اپنا جواب نہین رکھتا ہے اسقدر تلوار چلی کہ پہر بھر کامل ہنگامہ جنگ باہم گرم رہا لیکن شاہزادہ
انجم گروہ رستم شکوہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے اک بار جھپٹ کر جو سر پر بہرام کے وار کیا
اسنے پھر برابر سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کی لیکن تلوار جو پڑتی ہے سپر کو مثل قرص پنیر کاٹتی ہوئی خود سے گذرتی
ہوئی سر پر پہونچی جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اتر گئی بہرام نے جلدی سے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن
چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے بہرام پر غشی طاری ہوئی بدیع الزمان نے آواز دی کہ لیجاؤ اس کو ہم لوگ
زخمی کو قتل نہین کرتے لوگ آکر بہرام کو لے گئے مگر یہ رنگ دیکھکر کیمخت شاہ کی آنکھون مین جہان تیرہ و تار
ہو گیا پکارا ارے کیا دیکھتے ہو اس خدا پرست کو مار لو غضب کیا اسنے کہ فرزند دلبند کو اس شخص کے زخمی
کیا بس یہ سننا تھا کہ تمام لشکر بدیع الزمان پر چلا ادھر سے شاہزادے کے لوگ بھی آپڑے جنگ مغلوبہ
برپا ہوئی تلوار چلنے لگی شجر پر ستون کے نخل حیات پر خزان آئی سپرون کے پھول کمھلائے تلوارون کے
پھل بے آب نظر آئے کشت حیات پامال خون سے مثل گل ارغوان لال موج ہوائے شمشیر بدیع الزمان سے
یہ حالت تھی کہ سر مثل ثمر خزان دیدہ ہر نخل تن سے کٹ کٹکر گر رہے تھے عین گرمی جنگ مین قرطاس بن
افلاک کا اور بدیع الزمان کا سامنا ہوا قرطاس نے وار تیغہ آبدار کا کیا بدیع الزمان نے سپر کو ہاتھ سے
چھوڑ دیا کہ علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا دھار تلوار کی بچا کر چاہتے تھے کہ بند دست پر ہاتھ ڈال دون حسب
اتفاق پاؤن گھوڑے کا موش خانہ مین جا رہا اور گھوڑے نے سکندری کھائی تلوار قرطاس کے سر آئی
جبتک سنبھلین سنبھلین قرطاس جھٹکا جو مارتا ہے تیغہ تا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی اسی عالم
زخم داری مین خبردار خبر کہکر اب جو اک ہاتھ تیغہ طہمورث دیوبند کا مارا قرطاس نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا مگر اس تلوار سے کہان پناہ ملتی ہے سپر کو کاٹ کر خود کو دو کر کے سر سے تا دو ابرو اتر آئی اسنے بھی
دستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے تو غشی طاری ہوئی گھوڑے کی
گردن مین ہاتھ ڈال دیے گھوڑا قرطاس کو لے نکلا ادھر بدیع الزمان کی بھی یہی حالت ہوئی کہ سنبھلنے کی
طاقت نہ رہی مرکب گلگون باختری نے جو یہ کیفیت دیکھی یہ بھی اپنے سوار کو لیکر نکل گیا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت
بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اب تجسس و تفحص سرداران کا ہونے لگا عیار کیمخت شاہ مہتر لعلان
نے کہا کہ قرطاس بن افلاک کا پتا نہین ملتا نہ زندون مین نہ مردون مین نہ زخمیون مین کیمخت شاہ نے حکم دیا
کہ تلاش کرو اور عیار واسطے جستجو کے چہار طرف روانہ ہوئے ادھر لشکر اسلام مین شاہزادۂ انجم گروہ کی تلاش
ہونے لگی لیکن کہین پتہ نہ ملا آخرکار یہان سے بھی عیار برائے جستجو روانہ ہوئے اول ذکر کیا جاتا ہے مہتر لعلان کا
کہ یہ جستجو مین قرطاس بن افلاک کی نکلا تھا جاتے جاتے قریب ایک جھیل کے پہونچا دیکھا کہ اک مرکب کوتل
کھڑا ہوا ہے اور سوار نیچے پڑا ہے جلدی سے قریب آیا غور کر کے جو دیکھا تو بدیع الزمان دلاور ہین اسنے دل مین
کہا کہ یہ تو اور بھی بہتر ہوا بس اسی وقت پشتارہ باندھ کر سیدھا خدمت مین کیمخت شاہ کی روانہ ہوا لیکن امیہ پلتن
جو تلاش بدیع الزمان مین چلا تھا اسنے اک درخت کے نیچے ایک مرکب کو استادہ دیکھا اپنے مالک کو سمجھکر قریب
آیا تو قرطاس بن افلاک کو پایا غنیمت سمجھا کہ دشمن کو چھوڑ دینا اچھا نہین اسے لشکر اسلام کے سپرد کرنا چاہیے
پھر شاہزادہ بدیع الزمان کی تلاش کر لیجاسکے گی پشتارہ قرطاس کا پشت پر لگا کر یہ بھی چل نکلا حسب اتفاق ادھر

اور عیاران لشکر کفار جو براے جستجوے قرطاس نکلے تھے اور اُسطرف سے آتے تھے دیکھا کہ ایک عیار لپشتارہ بدوش
چلا آتا ہی سمجھے کہ مہتر لعلان ہوگا قریب آکر جو دیکھا تو امیہ کو پایا قریب سوا سو کے سب عیار تھے امیہ کو گھیر لیا
کمندین پکڑ پکڑ کے اور خنجر کھینچ کھینچ کر چلے امیہ نے دیکھا کہ چارون طرف سے تو گھر گیا ہی اور اتنا بڑا بوجھ اٹھائے
ہوئے ہی اس بار گران کو پھینک چلا اُسنے شہریار کی تلاش کر بس لپشتارہ قرطاس کا پھینک دیا اور خنجر
کھینچکر مصروف جنگ ہوا دو چار کو مارا ایک آدھ کو زخمی کیا لیکن نکلنے کا رستہ نہ پایا بس اسنے دو ایک حقے آتشبازی
کے مارے کہ دھوان اُنکا جو پھیلا تیرگی چھائی بس ایک طرف سے لڑتا ہوا نکل گیا جب وہ دھوان برطرف ہوا
عیارون نے دیکھا کہ لپشتارہ زمین پر رکھا ہوا ہی اور امیہ کا کہین پتا نہین غنیمت سمجھے کہ جان بچی لپشتارہ اٹھا کر روانہ
ہوے اول مہتر لعلان لپشتارہ بدیع الزمان کا لیے ہوئے پاس کیمخت شاہ شجر پرست کے پہونچا عرض کیا اہ
شہریار آپ کے اقبال سے دشمن ہاتھ آگیا اب براے تلاش قرطاس جاتا ہون ہنوز لپشتارہ رکھکر یہ چلنے نپایا تھا کہ
سب عیار لپشتارہ قرطاس کا لیے ہوئے پہونچے اور تمام ماجرا بیان کیا کہ اُسکو اُمیّہ سلیتن لیے جاتا تھا ہم لڑکر
چھین لائے کہ وہ تنہا لپشتارہ چھوڑکر بھاگ گیا اُسنے بھی بہتون کو اُسنے مار کتنون کو زخمی کیا کیمخت شاہ نہایت خوش
ہوا اور سب کو خلعت عنایت کیے مہتر لعلان کا مرتبہ افزون کیا بعد اسکے بدیع الزمان کو اسیر غل و زنجیر کراکر زندان
خانہ مین بھیج دیا اور ایک جراح کو واسطے علاج کے معین کیا دل مین اسکے یہ تھا کہ بدیع الزمان اگر خداوند نخل سرسبز
پر ایمان لایا تو بہت قوت رواج دین مین حاصل ہوجائے گی لیکن مہتر لعلان کے دل مین یہ خلش پیدا ہوئی کہ امیّہ ضرور
بدیع الزمان کو رہا کر کے لے جائے گا اسنے کیمخت شاہ سے کہا کہ اے شہریار اگر آپ چاہتے ہین کہ پسر حمزہ آپکی
قید سے نچھوٹے تو جبتک اُسکا عیار گرفتار نہوگا اُس وقت تک امن پانا دشوار ہی کیمخت شاہ نے کہا پھر تو ہی کوئی فکر
کر مہتر لعلان نے کہا کہ بہت خوب اور اسنے ایک شاگرد کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا اور صورت اپنی بشکل بدیع الزمان
بنائی اور شاگرد کو اپنے کہ نام اُسکا مہتر تندرو تھا اپنی صورت سے مشابہ کیا اور حلقہاے کمند اپنے ہاتھ مین لیکر کہا تو میرا
لپشتارہ باندھ کر لیچل جہان تجھکو اُمیّہ ملے وہین مجھے پھینک کر بھاگنا مہتر تندرو نے لپشتارہ لعلان کا اپنی پشت پر لگایا اور
چلا جاتے جاتے دیکھا کہ ایک شخص نخل سایہ دار کے نیچے بیٹھے سے خون پونچھ رہا ہی وہ امیہ سلیتن تھا امیہ نے جو دیکھا
کہ اک عیار لپشتارہ بدوش جاتا ہی سمجھا کہ ضرور یہ لپشتارہ بدیع الزمان کا ہوگا وہین سے نتیجہ عیاری کھینچکر چھپٹا پکارا
باش او خیرہ سر کہان جاتا ہی مہتر تندرو کہ جو بشکل مہتر لعلان بنا ہوا تھا لپشتارہ پھینک کر بھاگا اُسکو تو لپشتارے سے
غرض تھی جیسے ہی چاہا کہ جھک کر لپشتارہ اُٹھاؤن کہ مہتر لعلان نے کمند ماری کہ ساتون حلقے امیّہ کی گردن مین پڑے
یہ بھی تو عمرو کا بیٹا ہی فن عیاری مین جواب نہین رکھتا ہی فوراً حباب بیہوشی مارا کہ ادھر تو یہ خود کمند مین اُلجھکر گرا اُدھر
مہتر لعلان بھی چھینک مار کر بیہوش ہوا لیکن چونکہ امیہ حلقہاے کمند مین اُلجھا ہوا تھا دود بیہوشی سے بچ نہ سکا
اتنا حربہ اپنے اوپر سے کام کر گیا کہ حباب بیہوشی جو پھٹے اور دھوان بلند ہوا امیّہ خود بھی اُلجھکر گرا دونون بیہوش
ہوگئے مہتر تندرو نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ تدبیر اُستاد کی پورے طور سے کارگر ہوئی جھپٹ کر قریب آیا لعلان
کو ہوشیار کیا امیّہ کو تھوڑی بیہوشی اور سنگھادی مہتر لعلان نے گلے سے لگایا اور کہا اے تندرو کیا کام کیا تو نے
لپشتارہ باندھ کر امیہ کا پشت پر لگا کر چلے اور لاکر سامنے کیمخت شاہ شجر پرست کے ڈال دیا اور کہا اب کوئی
کھٹکا نہین ہی امیہ کو بھی اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانہ مین بھیج دیا بہرام و قرطاس کا علاج ہونے لگا جب بعد آٹھ
روز کے صحت حاصل ہوئی پوچھا اسنے حال بدیع الزمان کا کیمخت شاہ نے کہا وہ قید ہی ہمارے پاس بہرام نے کہا

بلوائیے اسکو کیمخت شاہ نے بدیع الزمان کو طلب کیا داروغہ زندان قید شاہزادے کو لیے ہوئے حاضر ہوا
بدیع الزمان نے کہا جو کوئی پروردگار عالم کو خدائے برحق جانتا ہو اور جناب محمد مصطفے کو رسول مطلق مانتا ہو سلام ہی
پر اُس شخص پر کیمخت شاہ نے کہا او خدا پرست ابھی بل تیرا نہین نکلا اس حال پر لال ہے کہ اگر چاہے تو اک زن
ضعیف تجھکو قتل کرڈالے مگر پھر تو وہی بے ادبانہ کلام کیے جاتا ہی بہتر یہ ہی کہ خداوند زحل سر سبز کو سجدہ کر تو مین
تجھکو بڑا مرتبہ عطا کرون اور اپنا سپہ سالار قرار دون اور اگر خلاف اسکے کریگا تو مفت ذلیل و خوار طوق و زنجیر مین گرفتار
اک زندان تاریک مین عمر بھر پڑا رہیگا یا اگر مابدولت و اقبال کو زیادہ غصہ آیا تو مفت مارا جائیگا بدیع الزمان نے
فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہی کیا مجھکو کسی نے بھروہی زیر کیا ہی جو مین ڈرون اور بہادر مرنے سے نہین ڈرتے مین قید ہونے
کو محض تصور کرتے ہین طوق و زنجیر زیور مردانگی ہی اور اگر پروردگار عالم بہتر و برحق ہی تو دیکھ لینا کہ پھر اک روز رہا
ہو جاینگے کیمخت شاہ نے کہا یہ نمانیگا اسے لے جاؤ اور قید رکھو اور بہرام سے کہا کہ جاؤ اور لشکر کو خدا پرستون
کے تباہ و برباد کرو بہرام اسی وقت طبل جنگ بجوا کر دولاکھ سوار کی جمعیت سے لشکر اسلام پر حملہ آور ہوا بیچارے
بے گناہ قتل ہونے لگے ایک تو سردار کے قید ہو جانے سے یون ہی دل شکستہ ہو رہے تھے اب جو یہ آفت
ناگہانی بلائے آسمانی سر پر آپڑی جان بچانا دشوار ہو گیا جسکا جدھر منھ پڑا وہ ادھر بھاگ نکلا ساری جمعیت پراگندہ
ہو گئی مال و اسباب خیمے ڈیرے سب چھوٹ گئے کفار نے غارت پر کمر باندھی لوٹنا شروع کیا جب سب مال و
اسباب اہل اسلام کا قبضہ مین آیا طبل شادمانی بجاتے ہوئے پلٹے کیمخت شاہ نے اپنے فرزند پر سے زر نثار کیا
بدیع الزمان کو زندان مین یہ خبر پہونچی بہت روئے اپنے رفقاء قدیم و سپاہ کی تباہی کا نہایت صدمہ ہوا خدا کو
یاد کرکے خاموش ہو رہے لیکن بہرام تیغ زن جس وقت داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اتار ہی لباس بزم پہن کر
بیٹھا طائفے حاضر ہوئے شغل رقص و غنا ہونے لگا جام بادۂ گلرنگ گردش مین آیا جس وقت بہرام نے دو چار جام
پیے اور دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی کل ان فرنگیون کا بھی قصہ پاک
کرونگا حسب الحکم اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لیکر پرسیاسے
فرنگی کے پاس آئے بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کیا کہ کل قصد ہی بہرام تیغ زن کا کہ قلعہ پر یورش کرکے غارت کرے
ملک پرسیاسا نہایت پریشان ہوا لیکن نجومی اُسکو خبر دے چکے تھے کہ کل کا دن اس قلعہ کے فتح کا نہین ہی جو حریف
آئے گا بے نیل مقصود واپس جائیگا پرسیاسے فرنگی نے بھی طبل بجوایا اہل قلعہ مین بندوبست جنگ ہونے لگا ماہتے
کا متوالا کر ٹھک کا پولا بارود کی ہانڈیا تیل کا کڑھاؤ سب چیزین تیار ہوئین گولہ اندازون نے توپون کو جرا جرا کر صاف
کیا نہایت انتظام سے منتظر وقت بیٹھے کہ یکایک رنگ فلک دگرگون ہوا سیاہی مانند ابر کے پھٹ کر طرف
مغرب کے چلی روشنی مہر جہانتاب کی مانند برق کے پھیلنے لگی شفق صبح نے رنگ کشت و خون ظاہر کیا بہرام
تیغ زن مرکب پر سوار ہو کر مع فوج ظفر موج میدان مین آیا اور پلٹ کر کیمخت شاہ سے کہا کہ دیکھیے یون
قلعہ لے لیتے ہین یہ کہکر گرز ایک ہاتھ مین سنبھالا دوسرے مین سپر کو ہتھوا سا اد گھوڑے کو ایڑ کی مرکب
تڑپ کر مانند برق جہندہ کے چلا پلٹ کر فوج کو منع کیا کہ خبردار کوئی اس طرف آنے کا قصد نکرے لیکن اہل قلعہ نے
جو اسکو آتے دیکھا مار گولے توپ کی ہونے لگی فرنگیون نے اتنے گولے مارے کہ تمام صحرا گرد دھوئیں سے تاریک
کر دیا لیکن بہرام تیغ زن گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہی مطلق خوف و ہراس نہین ہی گولا سامنے آیا اسے سپر پہ
گرز سے اُسی طرف پھیر دیا جو ذرا اپنے جانب ورا ہوا آیا تو بائین جانب ہٹ کر خالی دیا اگر بائین جانب سے

نکلا تو داہنی جانب سمٹ کر بچے اسی حالت سے لڑتا بھڑتا برلب خندق جا پہونچا گولون کی زد سے نکل گیا اور
آواز دی ای نصرا ینواب کہان جاؤ گے بچکر میرے ہاتھ سے اور چاہتا تھا کہ مرکب اڑا کر دروازہ قلعہ پر پہونچکر
پھاٹک قلعہ کا توڑ ڈالے کہ اہل قلعہ نے دعا کی کہ پروردگارا بچا ہاتھ سے اس شجر پرست کے کہ یکایک از
پردہ بیابان گردے برخاست نگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ
بہرام نے باگ مرکب کی روکی اور دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہی یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے
دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا پیدا ہوا اور ایک جوان قوی ہیکل مرکب تیز رفتار پر سوار نمایان ہوا لیکن اسنے
جو دیکھا کہ قلعہ پر یورش ہی بس وہین سے مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور للکارا کہ باش او خیرہ سر کہان جاتا ہی
ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا تجھے شرم نہین آتی کہ فوج بے سردار پر حملہ آور ہوتا ہی بہرام نے باگ مرکب
کی پھیری اور کہا تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی تجھے اس مقدمے مین کیا دخل ہی کر توس نے نعرہ کیا کہ آگاہ باش
کہ منم کر توس بن قربوس تیر زن مین ایک غلام ہون شہریار عالی وقار کا بہرام نے کہا تجھے بھی قضا کھینچ لائی ہی
یہ کہکر جھپٹ کر نیزے کا وار کیا کر توس نے بھی نیزے کو نیزے پر لیا طعن پر طعن چلنے لگی یہانتک نیزہ بازی ہوئی
کہ سنانین بیکار ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی جب چھڑین بھی ٹوٹ گئین ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوارون
کے قبضون پر ہاتھ ڈال دیے بہرام نے آواز دی کہ ای کر توس یہ نیزہ بازی یا اور کسی حربے کی لڑائی نہو اب
تلوار کا سامنا ہی ذرا آنکھ نہ جھپکے کر توس نے کہا کیون نہین وار کرتا دیکھون تو تو کیسا تیغ زن ہی بہرام نے وار تیغ
آبدار کا کیا کر توس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار جو بہرام کی پڑتی ہی تو واقعی مثل برق چمک کر سپر کو
مثل قرص پنیر کاٹ کر خود پر بیٹھی جھٹکا جو مارتا ہی تا دو ابرو اتر گئی کر توس نے دستانہ مارا تیغ چھٹا کر سر سے
نکلا چادر خون کی باہر آئی لیکن جس وقت کر توس آکر بہرام کے مقابل ہوا ہی تو پر سیساے فرنگی نے اپنے
مددگار کو دیکھکر دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا تھا اور مع لشکر یہ بھی باہر آگیا تھا اسنے جو یہ رنگ دیکھا کہ کر توس ہاتھ
سے بہرام کے زخمی ہوا پکارا کہ ارے مارو اس سرکش کو جانے نہ پائے ادھر تو کر توس کی فوج آپڑی اس طرف
سے پر سیساے فرنگی کا لشکر آگرا یہ رنگ دیکھکر کیمخت شاہ نے بھی اپنے لشکر کو حکم کیا شجر پرست بھی جھپٹ
پڑے لگی تلوار چلنے ہنگامہ گیرودار برپا ہوا چہار طرف تیغون کی بجلیان چمک رہی ہین سرون کے ابر چھا رہے ہین
بارش سرون کی ہو رہی ہی عجب قیامت کبریٰ برپا ہی کر توس نے بھی اپنا زخم سر باندھا تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
لڑنے لگا یہ بھی پہلوان زبردست ہی ہزارہا شجر پرستون کے نخل حیات کو اسنے قطع کیا کتنون کی کشت حسرت شمشیر
شعلہ بار سے اسکی جل کر خاک سیاہ ہو گئی اور بہرام تیغ زن نے تو واقع مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیے میدان کو بھر دیا اسی عالم مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے پر سیساے
فرنگی نے کر توس بن قربوس سے ملاقات کی اور اسکو اپنے ہمراہ لیے ہوے داخل قلعہ ہوا اور پھر دروازہ قلعہ کا
بند کر لیا ادھر بہرام پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا کیمخت شاہ کی یہ حالت ہی
کہ بیٹے کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہی زر نثار کرتا ہوا میدان سے لایا ہی طائفہ حاضر ہوئے ہین مجرے ہو رہے
ہین ساقی کو حکم ملا ہی جام بادۂ گلرنگ کو گردش ہی قرطاس بن افلاک اتنا بڑا سردار ہو کر خود تعریفین
بہرام کی کر رہا ہی یکایک اسنے جو دو چار جام پیے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل
جنگی آج یہ فرنگی بسبب کر توس تیر زن کے بچ گئے کل کہان جائینگے میرے ہاتھ سے غرضکہ اسی وقت حسب الحکم

بہرام کوس حربی نوازش مین آیا یہ خبر وحشت اثر سنکر اہل قلعہ کا دل بھر آیا بمجبوری ہر سیلسبا ے فرنگی نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات لشکر کیمخت شاہ مین طلایہ کا گشت پھرا کیا سپاہی آلات حرب وضرب کی درستی وسبکی مین مصروف رہے جب وقت اسپ نیلی فلک پر خورشید درخشان نیزہ خط شعاعی ہاتھ مین لیے ہوئے نمودار ہوا تمام عالم خواب غفلت سے بیدار ہوا بہرام تیغ زن نے آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کیے رخ میدان کارزار کا کیا ساتھ ساتھ قرطاس بن افلاک لشت پر کیمخت شاہ فوج گران لیے ہوئے اب یہ تو قلعہ فرنگ پر دھاوا کرتا ہی دیکھیے نتیجہ کیا ہو

اب وہ کلمے داستان شوکت بیان شہریار بن ہر سیلسبا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت اسنے عشق ملکہ حاجرہ دختر نیک اختر جناب حمزہ ثانی کا ظاہر کیا اور شہنشاہ گوہر کلاہ برہم ہوئے اور کہا کہ نکل جا ہماری بارگاہ سے اسی مین خیریت ہی بس اُسی وقت شہریار بارگاہ سے باہر آیا اور اُس دشت ہول خیز صحراے وحشت انگیز ایک طرف کا راستہ لیا کبھی اپنے حال زار پر روتا ہی کبھی یاد مین ملکہ حاجرہ کے اشکبار ہوتا ہی کبھی یہ شعر ورد زبان ہوتا ہی شعر پج کے کانٹون سے چلے گی ہمسے یہ بیتا با گوکھرو تلوون مین نکلے واہ رے تقدیر پا ؛ جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچا دیکھا ایک فقیر دھونی رمائے بیٹھا ہی شہریار نے شاہ صاحب کو سلام کیا فقیر نے کہا بابا سلامت رہو کہان سے آنا ہوتا ہی یہ وادی وحشتناک ہی تم کہان یہ تو درندون کا مسکن وحبشیون کا مدفن فقیرون کا سجادہ دیوانگان محبت کا جادہ ہی شہریار نے اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے آثار عشق چہرہ پر طاری ہوے کہا شاہ صاحب کیا دیوانون کے سر پر سینگ ہوتا ہی جسکی حرکتین دیوانے پن کی ہوئین وہی دیوانہ ہی مین بھی اک بادیہ پیماے محبت ورہ نورد الفت ہون کیا اپنا حال زار بیان کرون ملک چھوٹا مال چھوٹا کوہ الم شیشۂ دل پر ٹوٹا اضطراب شوق نے متاع تاب وتوان کو لوٹا بموجب شعر۔ جہان مین آئے تو دل سے بھی ہاتھ اُٹھا کے چلے ؛ یہ عشق کرکے ملا پھل کہ کچھ گنوا کے چلے ؛ شاہ جی نے کہا آخر نام اُس محبوب جانی یار جاودانی کا کیا ہی شہریار نے کہا ملکہ حاجرہ دختر جناب حمزہ صاحبقران ثانی شاہ جی نے کہا اچھا مین ایک تعویذ دیتا ہون کہ وہ ابھی اسی جگہ آتی جاتی ہین شہریار خوش ہو گیا اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم شاہ صاحب نے ایک تعویذ لاکر دیا اور کہا کہ اسے زمین پر رکھکر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے دباؤ اور ایک پڑیا دی کہ یہ بخور اسکا ہی سامنے اگیاری روشن ہی اسے سلگاتے جاؤ شہریار تعویذ وبخور فقیر سے لیکر قریب اگیاری کے آیا تعویذ کو انگوٹھے سے دبایا پڑیا بخور کی اگیاری مین ڈال دی بخور جلنے لگا ایک عجیب خوشبو پھیلی کہ شہریار جھومنے لگا فقیر نے نعرہ کیا کہ باش او فرنگی بچے تیرا بھی یہ منہ ہی کہ تو نام ہماری خوزادی ملکہ حاجرہ کا اس بے ادبی سے لے منم رضوان بن عمر شہریار گھبرا کر اُٹھا اور طرف رضوان کے دوڑنے کا قصد کیا لیکن ہوا جو لگتی ہی تڑاق سے چھینک آتی سر تلے ٹانگین اوپر بیہوش ہو کر گرا رضوان نے جلدی سے چادر عیاری مین پشتارہ اسکا باندھا اور چل نکلا چونکہ یہ سب عیار لشکر اسلام سے براے تلاش بدیع الملک نکلے ہین اور متفرق طور سے شہر صندل کی طرف جاتے ہین رضوان نے اس صحرا مین آکر شہریار کو دیکھا گرفتار کر لیا لیکن رضوان پاسے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی جاتے جاتے قریب ایک دریا کے پہونچا پیاسا تھا پشتارہ کاندھے سے اُتار کر زمین پر رکھا آب ساحل پر گیا ہاتھ منہ دھو پانی پیا قضاے کار اتفاقات روزگار کہ فیروزہ دیوانہ جو بعد زخمی ہونے نقابدار گوہر پوش کے

چھوٹ کر چلا تھا اپنے شہریار کو تلاش کرتا روان دوان نہایت پریشان چلا آتا تھا قریب اُسی دریا کے پہونچا دیکھا کہ اک شخص بصورت فقیر منھ ہاتھ دھو رہا ہے بعد ایک مدت کے جو اپنے ہمجنس کو دیکھا قریب آیا سلام کیا رضوان نے جواب سلام دیا پوچھا اے شخص تو کون ہے اور کہان سے آتا ہے فیروزہ نے تمام ماجرا بیان کیا رضوان نے دل مین کہا کہ یک نہ شد دو شد خوب گذری کی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ۔ اگر ظاہر ہوگیا کہ تو پشتارہ شہریار کا لیے ہے تو یہ دیوانہ ابھی مار ڈالیگا اسے بھی کسی ترکیب سے بیہوش کرنا چاہیے یہ ہنوز اسی فکر مین تھا کہ دیکھا سامنے سے دریا مین اک کشتی بہتی چلی آتی ہے چند نازنین مہ جبین نہایت حسین دُر در گوش مرصع پوش دریا سے جواہر مین غوطہ مارے سوار ہین ڈونگین دریا مین پڑی ہوئی ہین آپس مین ایک دوسرے کو ستاتی ہوئی چہلین کرتی ہوئی ادھر کوئی مچھلی پھنسی سب دوڑ پڑتی ہین ایک دوسرے سے چھینتی ہے اسی چھینا چھپٹی مین کوئی مچھلی مرجاتی ہے کوئی تڑپ کر پھر اُسی دریا مین جا رہتی ہے اور ایک آفت جان دشمن دین و ایمان جو اُن سب کے افسر معلوم ہوتی ہے ایک ایک پر خفا ہوتی ہے کبھی تازیانہ لیکر اٹھتی ہے اور کہتی ہے کہ ارے حرامزادیون کچھ ہمارا بھی پاس و لحاظ نہین ہم اپنے حال مین مبتلا ہین تمھین یہ خرمستیان سوجھتی ہین نگاہون سے اُس ماہ جبین کے حسرت چتون سے آثار محبت ہویدا ہین ماتھے کی شکن دل کی اُلجھن پر دال ہے ہاتھ پاؤن سرد دل مین درد رضوان بن عمرو اور فیروزہ دیوانہ اُس پریوش کی یہ ادائے دلکش دیکھکر تصویر حیرت ہو کر رہگئے لیکن نظر اُس نازنین کی جو ان دونون پر پڑی بس فوراً ایک پرچہ جیب سے نکالکر دیکھا اور ایک سہیلی سے کہا کہ دیکھ خیال جو علامتین اور مقام کہ ہمارے محبوب جانی اور یار جادوانی سے ملنے کی ووانے تحریر کر کے دی تھین وہ یہی ہین لیکن خیر نام بھی پوچھ لو کہ یہ دونون کون ہین اُس سہیلی نے پکار کر آواز دی کہ نام تم دونون کے کیا ہین ہماری ملکہ پوچھتی ہین فیروزہ نے پکار کر کہا کہ مین رفیق شہریار فیروزہ دیوانہ ہون اور رضوان بن عمرو نے اپنا نام اصلی نہ بتایا اور کہا کہ مین تو فقیر ہون مجھکو سلطان صحرانورد کہتے ہین اسی جنگل مین رہتا ہون بس یہ سننا تھا کہ وہ نازنین قہقہہ مار کر ہنسی اور پکاری کہ او سارہ بان بچے تو مجھسے بھی فریب کی باتین کرتا ہے ارے تو عمرو کا بیٹا ہے نام تیرا رضوان ہے باش او رز دمکار کہان جاتا ہے بچکر میرے ہاتھ سے منھ ملکہ بہار گلپوش جادوار کے غضب کیا تھا تو نے کہ جسکی فرقت مین ہم اشک بہاتے ہین خون جگر کھاتے ہین تو اُسے قید کر کے لیچلا ہے رضوان بھاگا بہار گلپوش نے جھولی سے تین پنجے طلائی نکال کر پھینکے کہ مثل برق سے کڑک کڑک کر چلے ایک رضوان پر گرا ایک نے پشتارہ شہریار کا لیا ایک فیروزہ دیوانہ کو اُٹھا لیچلا تینون پنجے جب اُن تینون آدمیون کو سامنے ملکہ بہار گلپوش کے لائے ملکہ نے رضوان کو تو اسیر سحر کر کے اک سہیلی کے سپرد کیا اور پشتارہ شہریار کا کھول کر ہوشیار کیا اور پکاری کہ او بیوفا او محبوب دلربا ہم تو یون تیری محبت مین اپنا گھر بار چھوڑ کر دریا دریا تباہ پھرین اور تو دوسرون کے واسطے دشت و صحرا کی خاک چھانے شہریار نے قصد کیا تھا کہ کچھ کہے کہ فیروزہ دیوانہ نے آنکھ کے اشارے منع کیا اور کہا اے شہریار یہ موقع ایسا ہے کہ آپ بھی اظہار محبت کیجیے آگے بڑھ کر دیکھا جائیگا کیونکہ اس وقت یہ محسنہ ہے کہ دشمن کے پنجہ سے اُسنے چھڑایا ہے شہریار نے موافق رائے فیروزہ کے خود بھی اشتیاق ظاہر کیا ملکہ بہار گلپوش نے کہا مین نے خاصکر تیرے واسطے جو باغ تیار کیا ہے وہان لیے چلتی ہون یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھ کر دم کیا کہ دیکھا ایک بار کشتی نے چرخ مارا اور غرق دریا ہوگئی اب جو آنکھ کھلتی ہے تو اپنے کو ایک باغ فرحت افزا جان دلکشا مین پایا کہ بہار باغ جنت اُسکے سامنے مانند اک گلدستہ پژمردہ کے نظر آئے اور بہشت شداد رشک سے خار کھائے

وہ بلبلون کی نغمہ سرائی وہ طوطیون کی خوشنوائی وہ کلیون کا مثل آغوش تمنا کھلنا وہ ڈالیون کا فرط مسرت سے جھوم جھوم کر گلے ملنا وہ ہر نخل کی شادابی وہ بیلون کی خوش آبی جو انگور ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ شیشۂ بلور یا جام دل ناصبور بادۂ مسرت سے پُر ہی ہر قطرہ شبنم آب و تاب مین مثل دُر ہی لب سوسن پر رنگ مسی ہویدا نرگس پر چشم نظارہ شیدا غرضکہ دونون عاشق و معشوق مع فیروزہ دیوانہ و رضوان بن عمر اور کچھ خواصین ملکہ کی یہ سب سیر کنان بالب خندان قریب اک قصر جواہر نگار حیرت کاخ چرخ اخضری رشک وہ فلک نیلوفری کے پہونچے دیکھا کہ مسند لگی ہوئی ہی اور شامیانہ کارچوبی کھنچا ہوا ہی سامان عیش و طرب مہیا ہی کچھ گائین بیٹھی سازنہ ملا رہی ہین اک نازنین ماہ جبین بقصد ساقی گری صراحی جواہر نگار جام مرصع کار ہاتھ مین لیے منتظر کھڑی ہی ملکہ مع شہریار کے مسند پر جلوہ گر ہوئی فیروزہ دیوانہ ادب سے ہاتھ باندہ کر سامنے بیٹھا اور کنیزین گرد و پیش آ کر جمع ہوئین جام شراب ناب گردش مین آیا ابر مسرت دلون پر چھایا رضوان بن عمرو کو بہار گلپوش نے سنبلان جادو کے سپرد کیا اور کہا اسے لیجا کر قتل کر یا مقید رکھ تجھے اختیار ہی سنبلان جادو رضوان کو لیکر اپنے حجرے مین آئی اور کہا ای رضوان سُنا تو نے کہ ملکہ نے تیری نسبت کیا حکم فرمایا ہی لیکن مجھے تیرے شباب اور اپنی جوانی دونون پر رحم آتا ہی مین تجھے قتل تو نکرون گی بلکہ اگر تو بھی مجھے خوش کریگا تو تیری الفت کا دم بھرون گی کیونکہ جیسے مین نے ملکہ بہار گلپوش کی نوکری کی مرد کی صورت کو ترس گئی آپ تو مزے کرتی ہی جسے چاہتی ہی پکڑ لاتی ہی اپنا منہ کالا کرواتی ہی ہم لوگ بھی آخر دل رکھتے ہین مگر ہمین کسی سے بات تک نہین کرنے دیتی ہی رضوان نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی ہم بھی عاشق مزاج ہین مرنے پر مرتے ہین بیوی راہ چلتے پر کوئی نہین مرتا لیکن مجھے قید سحر تو دفع کرو سنبلان جادو نے ایک اسم سحر پڑھ کر پھونکا کہ وہ طوق و زنجیر ہتکڑی بیڑی مانند تار عنکبوت کے ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئین سنبلان جادو لپٹنے لگی رضوان نے کہا ملکہ تم کتنی بے مزا ہوا رے ایک آدھ جام شراب کا پیو اور میرے پاس بہت ہی عمدہ عطر عنبر ہی اس سے لباس کو بساؤ پھر لذت وصل بھی اٹھانا کہ چوگنا لطف ہوگا سنبلان نے کہا اچھا اور علیحدہ ہوئی رضوان نے جیب سے ایک شیشی نکالی کہ سرخ کاغذ اُسکے منہ پر بندھا ہوا تھا سنبلان جادو سے کہا کہ یہ عطر خاص حمزہ صاحبقران ثانی کے لگانے کا ہی مین نے چُرالیا تھا سنبلان جادو نے خوش ہو کر شیشی ہاتھ مین لی اور کاگ اُسکا کھولا ناک کے قریب لا کر سونگھا اور پکاری اوموے یہ عنبر کا عطر ہی یا سنڈاس کی کیچڑ اسمین بھری ہوئی ہی رضوان نے کہا حرامزادی تو اسی عطر کے لائق ہی سنبلان پکاری ادمروے یا تو یہ محبت آمیز باتین کرتا تھا یا یہ چلی کٹی کرنے لگا رضوان نے کہا کیا بغیر مارے ہوے تجھے چھوڑتا بھی ہون یہ سننا تھا کہ سنبلان جادو جھلا کر اُٹھی تاز یانہ سحر ہاتھ مین اٹھایا پکاری کہ شامتین تو نہین آئی ہین لیکن اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گری رضوان نے خنجر کھینچا چاہا کہ مار ڈالون ساتھی اُسکے یہ خیال آیا کہ یہ ساحرہ ہی اسکے مرنے سے علامتین ضرور ظاہر ہونگی پھر تو گرفتار ہو جائے گا بلکہ ابکی مرتبہ وہ اکاتہ یعنے بہار گلپوش جادو تجھے زندہ بھی نچھوڑے گی بس فوراً زبان پر اسکے نکلہ سوزن کر دیا اور دونون ہاتھ پس پشت باندہ کر ایک گڑھا کھود کر وہین زندہ توپ دیا اور آپ اُسی کی شکل بنکر حجرے سے نکلا اور سوچا کہ تو چلاکس واسطے تھا اور یہان کن کن بلاؤن مین پھنسا تجھے شہریار کی گرفتاری سے کیا مطلب تم چلکر بدیع الملک کا پتہ لگاؤ یہ خیال کر کے باغ سے نکل کر راہی ہوا یہان صحبت راز و نیاز گرم ہی ملکہ جام بھر بھر کر شہریار کو دیتی ہی شہریار کا انکار ملکہ کا اصرار عجب لطف دے رہا ہی بموجب شعر انکار میکشی نے مجھے کیا مزا دیا ✦ چھاتی پر آ سینے چڑھ کے خم ہی پلا دیا ✦ کبھی شہریار

جام بھر کر دیتا ہی ملکہ لبون سے لگا کر یہ شعر پڑھتی ہی۔ کیونکر نہ پیون مین کہ یہ ہی جام محبت ✤ دے زہر بھی معشوق تو منھ موڑ نہین سکتا ✤ عجب لطف اور عجب سامان ہی بموجب شعر مے و معشوق و مغنی و گلستان و بہار ✤ جمع سامان مسرت ہین سبھی خاطر خواہ ✤ آنکھین نشہ سے سرخ ہو چلی ہین اودھر اک پری جمال نے یہ غزل جو شروع کی ہی تو سمان بندھا ہوی غزل

آنکھ جبتک ہی کھلی وا باب میخانہ رہے
یون نگہ بدلو کہ باقی نا زمستانہ رہے
باتین قاصد کی خوش آئین پند ناصح ناگوار
عہد جب ٹوٹے تو سالم خاک پیمانہ رہے
خاک کردے کاش ہمکو غیرت رشک رقیب
عشق کا چرچا جہان ہو اپنا افسانہ رہے
خوف پامالی ہی سبزہ کی طرح اس بزم مین
شمع اگر روشن کرے گر سوز پروانہ رہے
اے ہجوم یاس میری بیکسی کی شرم کر
ہان در مسجد سے ملحق باب میخانہ رہے
آہ لیلے کی اگر رسم وفا جاری کرے
شمع روشن ہو تو کیونکر دور پروانہ رہے
آرزو وحشت ہی میری بسکہ تنہائی پسند

پھر لی زاہد نے جبتک نظر گردش مین نہ تھا
صورت مجنون انا لیلی پکارے عشق مین
دوست سے ہو دشمنی دشمن سے یارانہ رہے
انقلاب جوش وحشت کی بھی دنیا ہی نئی
غیر کا شیدا وہ ہو دل جسکا دیوانہ رہے
ہی جفاکاری مین تیری جانفزائی کو کسی
لطف کیا ہی جب چمن مین ہو کے بیگانہ رہے
مثل گوہر گر قناعت ہو تو ہی رزق اسا ہے
اتنی بستی دل مین ہو اور گھر مین ویرانہ رہے
جان لیتی ہی یہ کہکر ہمت دل عشق مین
ہر بگولا نام کا مجنون کے دیوانہ رہے
لذت دیوانگی کو اسکے دل سے پوچھیے

بیرخی پردے کی ہو ظاہر مین یارانہ رہے
ہی یہ ہشیاری کہ اپنا آپ دیوانہ رہے
میکشی توبہ شکن ہی پند واعظ دلشکن
وحشت مین بستی بسے اور گھر مین ویرانہ رہے
بات اتنی ہی جو مرتے ہین ہم اہل وفا
شمع کی صورت جلے دل آنکھ پروانہ رہے
دل ہو مائل اپنی جانب آنکھ خود بینی کرے
آب ہو دانے مین پنہان آب مین دانہ رہے
جانیوالے آٹھ وقت کچھ تو بھٹکینگے ادھر
کام وہ کر جا کہ بعد مرگ افسانہ رہے
آتش دیدار سے بڑھنے لگی گرمی شوق
ہو جسکی جذوی پر نا نجانا نہ رہے

مین رہون یا مر اسا یہ ایک دیوانہ رہے ✤ غرضکہ وہ نازنین ایسا گا ئی کہ اہل بزم جھومنے لگے ملکہ بھی بیخود ہو کر بار بار شہریار سے لپٹ جاتی تھی رنگ صحبت دگرگون ہوا چاہتا تھا کنیزین بہانہ پاخانہ کے بہانے کھسک کر جانے لگین لیکن فروزہ دیوانہ کو شہریار نے اشارہ کیا کہ تو نہ ہٹنا مجھے دخل اس فحبہ کا منظور نہین یہ ساحرہ ہی سارا رنگ و روغن سحر کا معلوم ہوتا ہی لیکن طرفہ ماجرا سنیے کہ پہلے بہار گلپوش جادو قہرمان دیوانہ پر عاشق تھی اور بخاطر اسی کے طلسم صندل سے آکر یہ باغ تعمیر کیا تھا لیکن جیسے شہریار پر عاشق ہوئی دیوانے سے بیرخی کرنے لگی وہ بھی اس سے خفا رہتا ہی کبھی کبھی چلا آتا ہی حسب اتفاق قہرمان دیوانہ سیر و شکار سے پلٹ کر آتا تھا قریب باغ جو پہونچا آواز سرود و ستار کان مین آئی سمجھا کہ وہ یار جانی محبوب جاودانی باغ مین فروکش ہی اندر باغ کے آیا جب قریب قصر پہونچا دیکھا کہ اک جوان رعنا پہلو مین مسند پر بیٹھا ہی محو اختلاط مصروف انبساط ہی یہ حال دیکھکر آتش رشک و حسد بھڑکی واقعی یہ محبت کا کوچہ بھی کیا برا ہوتا ہے علی الخصوص رشک رقیب کا صدمہ کہ اس سے زیادہ سخت و صعب چیز کون سی ہو گی بموجب شعر غضب ہی رشک کی الفت مین چوٹ آفت یا رب ✤ یہ امر اگر شدنی ہی تو ہو ہمارے بعد دیوانے کی آنکھون مین خون اتر آیا پکارا یا فحش او خیرہ سر تو کون ہی کہ پرائے ناموس سے مصروف راز و نیاز ہی ادھر نظر شہریار کی دیوانے پر پڑی کہ یہ غیر شخص کون چلا آیا دل مین سوچا کہ یہ امر ضرور بیجا ہی لیکن تو بے قصور ہی کہ یہ فحبہ تجھے گرفتار سحر کر کے لے آئی ہی قہرمان سے کہا اے برادر مین خود یہان نہین آیا ہون بلکہ یہ عورت خود مجھے لے آئی مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ تمھارا ناموس ہی قہرمان ملکہ کی طرف مخاطب ہوا کہ کیون صاحب اسی باعث سے تم کئی روز سے اکھڑی اکھڑی رہتی تھین یہ پوشیدہ دوسرون سے دل لگایا ہی کوہ فرتوت ہمپر گرایا ہی ملکہ نے کہا تو نے

کیون میری ایک کنیز کو آوارہ کیا یہ اسکا عوض ہے مثل مشہور ہے کہ تمنے کی رام جنی ہمنے کیا رام جنا پھر اسمین کسی کا کیا
اجارہ ہے شہریار نے کہا او بسوا مین ایسی چھنالون سے دل نہین لگاتا یہ کہکر پہلو سے اُٹھا ملکہ نے دامن
پکڑا کہ یکایک بجلی کڑکی اور نعرہ ہوا کہ منم ابلیس خود پسند او شوخ دیدہ گیسو بریدہ یہ اسی باعث سے تو طلسم
صندل سے بھاگ بھاگ آتی تھی یہان تو نے یہ رنگ پھیلا رکھا ہے ہمین اسکی خبر نہ تھی یہ کہکر گرز زنجیر کا بند
پکڑ کر بہارہ گلپوش کو لیکر سن سے بالاے ہوا روانہ ہو گیا قہرمان دیوانہ نے جو یہ رنگ دیکھا رونے لگا اور
چوبدست گران پکڑ کر شہریار کی طرف چلا کہ تیرے ہی وجہ سے میری معشوق گئی اب باپ اُسکا کاہے کو
آنے دیگا تو ایسا سبز قدم اس باغ مین آیا کہ ساری بہار و رونق اس باغ کی اُٹھ گئی اب مین تجھے کب زندہ
جانے دیتا ہون یہ کہکر وار چوبدست کا شہریار پر کیا چاہتا تھا کہ فیروزہ دیوانہ دوڑ کر دیوانے سے لپٹ پڑا
اور ایک چپت ہاتھ پر اس زور سے ماری کہ دیوانے نے بیتاب ہو کر چوبدست چھوڑ دی اور خود بھی لپٹ
پڑا اور دل مین سوچا کہ یہ بھی کوئی تیرا ہمجنس معلوم ہوتا ہے خوب چپت لگاتا ہے اب شہریار تو الگ کھڑا تماشا
دیکھ رہا ہے اور یہان دیوانون مین چپت چل رہی ہے یہانتک کہ دونون کے جسم سے خون جاری ہوا آدمیون
کی لڑائی نہ ہوئی بندرون کی لڑائی ہو گئی لیکن ایک چپت قہرمان نے فیروزہ کے سینہ پر اس زور سے
لگائی کہ چیخ اُٹھا بس شہریار نے جھپٹ کر ایک ہاتھ زنجیر مین فیروزہ کی ڈالا اور دوسرا ہاتھ قہرمان کی کمر
مین استوار کیا اور جھٹکا دیکر علیحدہ کر دیا فیروزہ سے کہا تو علیحدہ رہ مین اس سے سمجھ لونگا قہرمان شہریار
سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی جب دیوانہ چپت مارنے کا قصد کرتا ہے شہریار گلے پر گھونسا مارتا ہے یہانتک
بہر پہر کی کشتی مین شہریار نے لنگر دیوانے کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کہ چارون شانے
چت گرا کود کر چھاتی پر جا بیٹھا اور کہا کیا کہتا ہے دین نصارا کے بارے مین دیوانہ پکارا تا زندہ ایم بندہ ایم شہریار
سینہ سے اُتر پڑا دیوانہ اُٹھ کر قدمون سے لپٹا شہریار نے دست مرحمت پشت پر رکھا اور فیروزہ سے گلے ملوایا
اب شہریار نے کہا اے قہرمان میرا قصد ہے کہ قلعہ خروسیہ پر جاؤن نہین معلوم بدنامدار ملک پر سیاہ فرنگی پر
کیا گذری کہ مسلمانون کا پرورش تھا اسنے عرض کی غلام بھی ہمراہ ہے غرضکہ شہریار مع ان دونون دیوانون کے باغ
سے باہر آیا قہرمان نے ایک نعرہ ماری کہ تمام صحرا گونج اُٹھا دیکھا کہ ہر چہار طرف سے غول کے غول
دیوانون کے چلے آتے ہین کھڑکھڑاہٹ زنجیرون کی بلند ہے اس دیوانے نے چالیس ہزار اپنے ہمجنس
جمع کیے ہین آن واحد مین سب جمع ہو گئے قہرمان نے شہریار کو اشارہ سے بتا کر کہا کہ مین نے غلامی
اس بہادر کی اختیار کی ہے جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ اسکو اپنا مالک سمجھے سب نے عرض کی کہ جب مالک مطیع ہوا
تو ہمین کیا عذر ہے یہ کہکر سب قدمبوس ہوے شہریار نے ہر ایک کی پشت پر آستین مرحمت جھاڑی اور سبکو
ہمراہ لیکر طرف قلعہ خروسیہ کے روانہ ہوئے دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے

لیکن کچھ چند کلمے بہرام تیغزن کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ طبل بجوا کر قلعہ کی جانب چل چکا ہے اُدھر اہل قلعہ نے بھی خوب انتظام کیا ہے کہ توپ کا منہ الا کر ملک کا بولا بارود کی
ہنڈیا تیل کا کڑھاؤ سب حربے قریب کے تیار ہین کہ اگر بہرام گولون سے بچکر یہان تک پہونچ گیا تو ان
حربون سے کام لینگے گولنداز مہتابین روشن ہاتھون مین لیے توپون پر مستعد ہین کہ یکایک بہرام نے مرکب
کو جھپٹ اور رخ قلعہ کا کیا فوج بھی قریب ایک لاکھ سوار کے ہمراہ چلی جسوقت گولندازون نے دیکھا کہ اب

شجر پرست زد پر آ گئے ہیں تو لوں پر بنی رکھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ جگر زمین شق ہو گیا ہزار ہا شجر پرست اُڑ گئے لیکن
بہت بہرام تیغ زن کے کوئی گولا قضا کا نہ لگا پلٹ کر ساتھ والوں کو منع کیا کہ خبردار اب کوئی اس طرف آنے کا
قصد نہ کرے میں اکیلا اس قلعہ کو فتح کرونگا اور دیکھ لینا کہ اگر میں نے اس قلعہ کو نہ لے لیا تو نام اپنا بہرام تیغ زن
نہ پایا ہوگا یہ کہکر گھوڑا کڑکڑا کر پوراک کا لیا ادھر سے پھر مار توپ گولے کی ہونے لگی لیکن بہرام کی یہ حالت ہے کہ گولوں
کو رد کرتا ہوا خالی دیتا چلا آتا ہے کوئی گولہ قضا کا نہیں لگتا یہاں تک کہ بہرام بر لب خندق جا پہونچا قلعہ پرسے
ماہیکا تیل اُلا کر آگ کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑھاو سب چیزیں پھینکی گئیں لیکن اسنے سب کو رد کیا قصد کرتا ہے
کہ خندق کو پھاند کر پھاٹک کو گرز سے شکست کرون اُدھر فرنگیوں کی یہ حالت کہ بلبلا بلبلا کر دعا کرنا شروع کی
کہ لکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در
زمین پیچیدہ ہوانے بار اگرد کو گردنے مار ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس ہزار دیوانے
زنجیرین کھڑکھڑاتے شور وغل مچاتے پیدا ہوتے آگے آگے شہریار بن پریسیما ایک پہلو مین فیروزہ دیوانہ دوسرے
پہلو مین قہرمان دیوانہ بہرام بھی یہ رنگ دیکھکر ٹھہرا لیکن شہریار نے جو دیکھا کہ بہرام لب خندق کھڑا ہے اہل قلعہ
مضطرب ہو کر مسیح کو پکار رہے ہین بس وہین سے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ باش او نامرد کہان جاتا ہے
خبردار ہوشیار باش کہ منم شہریار بن پریسیما کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی او بچیا فوج
بے سردار پرورش کرنے تجھے شرم نہ آئی بہرام تیغ زن کو بھلا اس لفظ کے سننے کی کب تاب تھی وہین سے
مرکب کو پھیر کر سامنا کیا اور سینۂ شہریار پر نیزہ کا وار کیا شہریار نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگیں انی
سے انی لڑ کر جو شرارے نکلتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو مار سیاہ باہم مصروف جنگ ہین کوئی سانٹھ طعن کی
نوبت آئی ہوگی کہ اک مقام پر شہریار نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا اور مانند کاکل محبوبان پیچیدہ کر کے اب جو جھٹکا مارا
بہرام کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بس خفیف ہو کر تلوار پر ہاتھ ڈالا پکارا او فرنگی غضب کیا تونے کہ نیزہ ہاتھ سے
اُس شخص کے نکال دیا کہ جسکے مقابلے میں بہرام فلک بھی نہ ٹھہر سکے اور تاب مقاومت نہ لائے خیر کچھ پروا نہین
نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر جھپٹ کے
سر شہریار پر وار کیا شہریار نے تلوار کو اُسکی رد کر کے آواز دی + کہ تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن ؎
ہمہ شادی از دل فراموش کن ؎ یہ کہکر جو ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے بھی برابر سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ
کیا لیکن تلوار جو برق ہے تو بھلا کب رکتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹ کر خود پر بیٹھی جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اُتر گئی
بہرام نے دستانہ مارا تلوار تو جھپٹا کر سر سے نکل گئی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی تو بہرام پر غشی طاری
ہوئی سنبھلنے کی طاقت نہ رہی شہریار نے آواز دی کہ بچاؤ کہ ہم ایسے زخمی پر ہاتھ نہین اٹھاتے کہ یہ فعل شان
مردی و مردانگی کے خلاف ہے لوگ آکر بہرام کو لے گئے لیکن قرطاس بن افلاک نے جو یہ حال دیکھا وہین
سے گھوڑا کڑکڑا کر پورا باگ کا لیا پکارا غضب کیا تونے کہ بہرام ایسے شخص کو زخمی کیا لیکن کہان جائیگا بچکر سر سے
ہاتھ سے یہ کہکر تیغ آبدار کا وار اُس بہادر نامدار پر کیا شہریار نے بھی سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن قضا کار
اتفاقات روزگار کہ مرکب نے سکندری کھائی خود سر سے نیچے گرا جبتک سنبھلے سنبھلے تلوار سر پر بیٹھی چار انگل کا زخم
سر مین آیا تھا کہ شہریار نے دستانہ مارا تلوار تو جھپٹا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی مگر وہین سے سنبھل کر
آواز دی کہ کہان جاتا ہے تو بھی تو لیتا جا یہ کہکر جو تلوار ماری قرطاس کو گمان بھی نہ تھا کہ ایسا زخمی حملہ کر بیٹھیگا تلوار جو سر پر

پہونچی

بنیھی خود کو کاٹ کرتا دو ابرو اتر گئی اسنے بھی دستانہ وار تلوار سر سے نکالی کیمخت شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا تمام
فوج کو حکم دیا کہ ارے کیا دیکھتے ہو مارلو اس فرنگی کو غضب کیا اسنے کہ ایسے دو بہادرون کو زخمی کیا کہ جنکا مثل
و نظیر نہ تھا یہ سننا تھا کہ تمام فوج ٹوٹ پڑی اُدھر دیوانون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا زخمی بھی ہوا اور یورش بھی تمام فوج
کا ہوا سکے سب دار ہین اور جو بد بین پکڑ پکڑ کر غل مچاتے زنجیرین کھڑکھڑاتے دوڑے فوج سے غول بدھ ہو گئے ہنگامہ
گیرودار برپا ہوا اہل قلعہ بھی پھاٹک قلعہ کا کھولکر نکل آئے شجر پرستون سے بھڑ پڑے تلوار چلنے لگی دریا خون کا
بہنے لگا سر مانند حباب کے ہر طرف تیرتے پھرتے تھے برق شمشیر کڑاک کڑک کر گر رہی تھی خرمن حیات شجر پرستون کے
جل رہے تھے قہرمان دیوانہ اور فیروزہ دیوانہ نے کشتون کے پشتے لگا دیے جسے جو بدست ماری پر اٹھا
ہو کر رہگیا شہریار بھی زخم سر باندھے ہوئے شجر پرستون کے نخل حیات کو قطع کر رہا تھا کرنوس بن فرنوس
بھی باوجودیکہ زخمی تھا لیکن تلوار کھینچکر آپڑا ہے بے خوف خطر لڑ رہا ہے اس زور شور سے شام تک تلوار چلی کہ
ہزارہا شجر پرست صدہا فرنگی مارے گئے آخر کار شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ ہوئے کیمخت شاہ
اپنی بارگاہ مین آیا بہرام و قرطاس کے زخم سر مین ٹانکے لگے پٹی مرہم کی چڑھائی گئی اُدھر شہر سے برسیپاسے
فرنگی زر نثار کرتا ہوا داخل قلعہ ہوا کرنوس سے ملاقات ہوئی اسکے بھی زخم سر کا علاج ہونے لگا قہرمان دیوانہ
اور فیروزہ دیوانہ نے نہایت تعریف کی اپنے آقا کی اور کہا کہ کیا کام کیا ہے حضور نے یہ آپ ہی کے واسطے تھا کہ حالت
زخمداری مین ایسا ہاتھ مارا کہ اسکو بھی بیکار کر دیا غرضکہ آٹھ روز تک لڑائی بند رہی علاج دونون طرف ہوا کیے لیکن
بعد آٹھ روز کے بہرام و قرطاس نے غسل صحت کیا صحبت عیش برپا ہوئی جام بادۂ ناب گردش مین آیا جس وقت
دماغ بہرام کا گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اسی وقت نقارہ زرینی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گونجی ہرکارون
نے خبر ملک برسیپاسے فرنگی کو پہونچائی کہ لشکر شجر پرستان مین کوس حربی بجا ہے برسیپاسے فرنگی بہت گھبرایا
اور قصد کیا کہ قلعہ مین چلا جاؤن کیونکہ شہریار کا زخم ابھی اچھا نہین ہونے پایا تھا مگر شہریار نے حکم دیا کہ خبردار جنگ
میرے دم مین دم ہے کوئی قلعہ مین جانے کا ارادہ نکرے اگرچہ مین زخمی ہون لیکن کل دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے اور حکم
دیا کہ طبل جنگی ہمارے یہان بھی بجے ہر چند برسیپاسے فرنگی نے سمجھایا لیکن شہریار نے ایک بھی نہ سنی
غرضکہ یہان سے بھی طبل بجا تیاری جنگ ہونے لگی فرنگیون کو نہایت انتشار تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے جسکا
سردار ہی زخمی ہے لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخسارۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے لوگ اپنے اپنے بستر خواب سے اٹھے جیسا جو طریقہ تھا اُس طور سے بندگی معبود کی بجا لائے
کیمخت شاہ مع لشکر میدان کارزار مین آیا داہنی جانب تخت کے بہرام تیغزن بائین جانب قرطاس
بن افلاک اُس طرف تخت پر ملک برسیپاسے فرنگی مرکب پر شہریار سوار اس حالت سے کہ زخم سر بندھا
ہوا ایک طرف کرنوس بن فرنوس اُسکی بھی یہی کیفیت الا فیروزہ و قہرمان یہ دونون دیوانے
زخمی نہ تھے کہ یکایک بہرام تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت کیمخت شاہ کے آیا اجازت
میدان چاہی کیمخت شاہ نے آستین رحمت جھاڑی اور کہا اے فرزند تجھکو سایہ مین دیا خداوند نخل سر سبز کے
بہرام باردگر مرکب پر سوار ہوا باپ کو سلام کیا اور رخ میدان کارزار کا کیا پہلے سراپا میدان کا دکھایا پھر
نیزہ کو زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باش اے قوم دانا اور آگاہ ہو کہ منم بہرام تیغزن یا تو مذہب
شجر پرستی اختیار کرو ورنہ جسکو تمنائے مرگ ہو آئے میرے مقابلے کو اور شہریار کی طرف دیکھکر کہا کہ اس روز

مین تیرے ہاتھ سے زخمی ہو گیا تھا لیکن تو بھی قرطاس کے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ فضل خداوند تخل سر سبد کا ہمارے حال پر ہوا کہ ہم اچھے ہو گئے اور تو اسی حال مین مبتلا ہی یہ سنتا تھا کہ شہریار نے پیچ و تاب کھا کر نکلنے کا قصد کیا تھا کہ فیروزہ دیوانہ نے عرض کی ای آقا سے نامدار ہم غلام کس دن کے لیے ہین یہ کہکر مرکب کی باگ کو جنبش دی گھوڑا تڑپ کر چلا ہنوز فیروزہ قریب بہرام پہونچ کر سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ بہرام نے تیغہ مارا سر فیروزہ کا مجروح ہوا چاہتا تھا بہرام چاہتا تھا کہ کام فیروزہ کا تمام کرے کہ قہرمان دیوانہ جھپٹ پڑا فیروزہ کو اٹھا کر چوبدست ماری بہرام نے چوب اسکے سپر پر روکی اور تیغہ خون آلود مارا کہ سر قہرمان کا بھی زخمی ہوا بہرام قہرمان کو قتل کیا چاہتا تھا کہ شہریار للکارتا ہوا چلا کہ او نامرد کیا کرتا ہی ارے زخمی پہ ہاتھ اٹھاتا ہی وہ احسان فراموش کر گیا کہ مین نے تجھے زخمی کرکے پھر ہاتھ نہ اٹھایا تجھکو چھوڑ دیا تو میرے سامنے میرے رفیق پر یہ بدعت کرتا ہی ابھی شہریار قریب بہرام کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آگے آگے اس گرد کے ایک بونڈلا چرخ مارتا ہوا نمودار ہوا سب نگران تھے یہ کون آتا ہی یکایک قریب پہونچ کر وہ گرد شق ہوئی اور دل گردے سے چالیس ہزار سوار پیدا ہوئے آگے آگے ان سب کے نقابدار گوہرپوش مرکب اسکا ہچپنیان کرتا ہوا لیکن نقابدار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ شہریار زخمی بہرام کے مقابلے کو جاتا ہی وہین سے للکارا کہ باش او بہرام خبردار و ہوشیار باش کہ منم نقابدار گوہرپوش کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی چنانچہ نقابدار زہیب بچا تھا کہ بہرام نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر کاٹا لیکن طعنین چلیے کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے ہوائی کردیا ادھر شہریار نے جو نقابدار کو آتے دیکھا تھا سکتے مین ہو گیا تھا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے فیروزہ سے کہا کہ پہچانا تو نے اس نقابدار کو ہو نہو یہ وہی آفت روزگار دشمن تاب و توان ہو کہ ہم جسکی قید مین تھے افسوس یہ ظلم تھی اسی بہرام نے کیا کہ نقابدار سے لڑا کر اسے زخمی کرتا نہ ہم اسکی قید سے چھوٹتے ارے اس رہائی سے تو وہ قید ہی اچھی تھی کہ دل کو اطمینان تھا کہ ہم آواز تو اسے یار جانی محبوب جاودانی کی سن لیا کرتے تھے فیروزہ نے کہا ہان حضور یہ تو وہی نقابدار معلوم ہوتا ہی لیکن جسوقت کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکالا شہریار نے بیتاب ہو کر تعریف کی کہ صدقے اس زور بازو کے اور نثار اس ولولہ پر لیکن نقابدار نے اعتنا بھی نہ کی کہ کون تعریف کرتا ہی لیکن بہرام نے غصہ مین آکر آواز دی کہ او نقابدار اجل رسیدہ غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکال دیا خبر کچھ ہی وہ ابھی نیزہ بازی حلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین مین وہی بہرام ہون جسکے ہاتھ سے تو ایکبار ہزیمت اٹھا چکا ہی یہ کہکر سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے تلوار اسکی سپر پر روکی اور آواز دی کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تیغ زنی اسکو کہتے ہین اور ملا کر مرکب سے مرکب کو لپٹکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا بہرام نے برابر اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نقابدار کی سپر کو کب مانتی ہی مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیے پیمانہ خود سے مانند شراب تند و تیز کے گذر کر سر پر بیٹھی نقابدار نے جھٹکا جو مارا تا دوابرو آتر گئی بہرام نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی غشی بہرام پر طاری ہوئی ہی طاقت سنبھلنے کی نہ رہی نقابدار نے پکار کر کہا کہ باش ای گروہ شجر پرستان لے جاؤ اس مردہ صد سالہ کو اور بھیجو کسی اور کو ادھر قرطاس بن افلاک نے جو یہ معرکہ دیکھا جھپٹ پڑا اور پھیرا میدان سے

بہرام کو اور آپ مقابل ہوا لیکن شہریار نے آواز دی کہ اے نقابدار گوہر پوش کیا کہنا کیون نہو تو کس خاندان سے ہے اس
وقت مین مجھپر وہ احسان کیا ہے کہ تا زندگی سر تابی نہین کر سکتا بلکہ بہتر یہ ہے کہ مجھے ہر وقت اپنی غلامی مین رکھ تو نے
جان بخشی کی ہے اس سے زیادہ اور احسان کیا ہو سکتا ہے بموجب شعر مسیح کے مجھے احسان سے بجا دینا ÷ تمھین نے
مردہ دیا ہے تمھین دوا دینا ÷ شہریار تو نقابدار کو دیکھکر از خود رفتہ ہو رہا ہے اس راز سے سوا دیوانہ فیروزہ کے دوسرا
آگاہ نہین سب حیرت مین ہین کہ اس وقت شہریار کو کیا ہو گیا ہے لیکن قرطاس بن افلاک جو سامنے نقابدار
کے ہو رہا تھا نعرہ کیا کہ او گوہر پوش غضب کیا تو نے کہ بادشاہ کا چراغ زندگی گل کر دیا ہوتا لیکن کہان جائے گا بچکر
میرے ہاتھ سے یہ کہکر دار تیغہ آبدار کا کیا نقابدار نے آتی تلوار خیال مین کر کے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی جھپٹ
کے بند و بست پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ قرطاس اوندھے منہ عیال مرکب پر آ رہا بس وہین سے دوسرا
ہاتھ زنجیر مین ڈالکر زین سے اٹھا لیا لشکر شہریار و نقابدار مین واہ واہ سبحان اللہ کی صدا بلند ہوئی لیکن کمبخت شاہ
نے جو یہ حال دیکھا چلا آیا کیا دیکھتے ہو ارے مارلو اس نقابدار کو جانے نپاوے غضب کیا اسنے کہ اتنے بڑے
جوان کو یون اٹھا لیا اور کام اسکا تمام کیا چاہتا ہے یہ سننا تھا کہ ساری فوج یلغار کر کے نقابدار کی طرف چلی ادھر
فوج نقابدار آ پڑی تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شہریار نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ مار لو ان شجر پرستون
کو فرنگی بھی تلوارین علم کر کر کے آ پڑے تلوارین بلند ہوئین بادھر کے چلنے سے شجر پرستون کے مانند برگ خزان
دیدہ گرنے لگے جا بجا خون کے تھالے ہو گئے جانون کے لالے پڑ گئے بموجب شعر چقاچاق خنجر بگردون رسید ÷
زمین خون شد و خون بہ جیحون رسید ÷ ہر چہار طرف ڈھالون کا ابر چھایا ہوا تھا خون کا مینہ برس رہا تھا برق شمشیر
کڑک کڑک کر گر رہی تھی جس جگہ بار دُزرہ پوشون کے کٹ کٹ کر گرتے تھے یہی معلوم ہوتا تھا کہ ماہی جال مین
پھڑک رہی ہے کوسون تک زمین پر شفق کا سمان نظر آتا تھا لالہ کوہی کا رنگ شرماتا تھا شجر پرستون نے
جو دیکھا کہ ہر طرف سے آثار شکست معلوم ہوتے ہین اور ابتک قرطاس بن افلاک کی رہائی نہوئی
کہ ہاتھ پر نقابدار کے بلند ہے سینہ ملکہ نقابدار پر یورش کیا مہلیل شجر پرست کہ نہایت زبردست ہے تو جب
نقابدار کے پہونچا اور ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا نقابدار نے بجائے سپر قرطاس کو سامنے کر دیا لیکن ہاتھ
تلوار کا جو کمر پر قرطاس کے پڑتا ہے زنجیر کمر کٹی قرطاس ہاتھ سے نقابدار کے چھوٹکر بھاگا لیکن نقابدار نے
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مہلیل نے بھی اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو پڑتی ہے سپر کو کاٹ کر خود آہنین پر
بیٹھی اس لوہے کو بھی موم کرتی ہوئی خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر صراحی گردن سے مانند قطرہ مے کے گذرتی
ہوئی صندوق سینہ مین دل و جگر کو دو کرتی ہوئی زین پر بیٹھی اور زین سے زمین پر پہونچی ایک ہی ہاتھ مین راکب و مرکب
کے چار ٹکڑے ہوئے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا آسمان تھرایا شجر پرستون نے گھبرا کر طبل امان بجوا دیا نقابدار
نے ہاتھ روکا نگہ ہونٹ کاٹتا ہوا پلٹا بارگاہ برپا کرا کے ٹھہرا ادھر شہریار مع لشکر کے پلٹ کر اپنی فرودگاہ پر آیا
لیکن نقابدار کے واسطے بیتاب تھا کہ کیا کرون خود چلا جاؤن ایسا نہو کہ نقابدار خفا ہو اگر بلواؤن تو وہ کیون
آنے لگا اسے کیا غرض ہے غرضمند تو ہم ہین بموجب شعر کیا غرضمندی بری شے ہے کہ عشق دوست من ÷ ناز بیجا
خواہش دل ہمسے اٹھوانے لگے ÷ آخرکار جرأت کر کے فیروزہ دیوانہ سے کہا کہ تو جا اور میری طرف سے
عرض کرنا کہ اے نقابدار بہادر ہم نہایت مشتاق ہین آپ کی ملاقات کے کہ آپ ہمارے محسن ہین اور ایسے وقت
مین ہم کو آپ نے مدد کی ہے کہ نہ ہم ہین نہ کسی سردار مین ہمارے لڑنے کی طاقت باقی تھی امیدوار ہون دعوت کو دیجیگا

فیروزہ پیام شہریار کا لیکر چلا جس وقت لشکر نقابدار مین پہونچا لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا لیکن عیار نقابدار نے جو فیروزہ
کو آتے دیکھا خدمت مین نقابدار کے آیا وہ وقت ہی کہ نقابدار لباس رزم اتار کر پوشاک بزم پہن رہا ہی کہ
عیار نے پہونچکر عرض کی کہ حضور فیروزہ دیوانہ آتا ہی نقابدار نے سکوت کیا کہ اگر نہ آنے دون تو خلاف مروت
و حمیت عرب ہی اور اگر آنے دیتا ہون تو بدنامی و رسوائی کا خیال ہی کیا کرون کیا نکرون یہ اسی سوچ مین تھا کہ چوبدار نے
پہونچکر عرض کیا کہ حضور فیروزہ دیوانہ حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی نقابدار نے کہا اس سے کہدو کہ ابھی وہین ٹھہرا
رہے اور جلدی سے پوشاک پہنکر اپنے دنگل پر متمکن ہو کر حکم دیا کہ خیر بلا لو دیوانہ فیروزہ کو اور اک کرسی اسکے
واسطے بچھوا دی جس وقت فیروزہ سامنے آیا نہایت ادب سے سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیکر اشارہ کیا
کرسی پر بیٹھنے کو دیوانہ سلام کر کے بیٹھا نقابدار نے کہا کس ارادے سے آنا ہوا فیروزہ نے ہاتھ باندھ کر
عرض کی کہ شہریار نامدار نے عرض کر بھیجا ہی کہ یا تو میری دعوت قبول کیجیے اور مجھکو ممتاز و سرفراز فرمائیے کیونکہ
آپ میرے محسن ہین اور سچ ہی آپ کو نہ خیال ہوتا تو کسکو ہوتا جو میری مدد کو آتا یا مجھے اجازت ہو کہ حاضر خدمت
ہون نقابدار کو سنکر نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ شاید پھر شامتین آئی ہین اس فرنگی بچے کی بھول گیا اس قید کو
اپنی کہدینا ہماری طرف سے کہ ہم تیرے دوست نہین ہین بلکہ دشمن ہین اور ہم وہی ہین کہ جسنے تجھے قید کیا تھا اگر ہم
زخمی نہوتے بہرام کے ہاتھ سے اور لشکر ہمارا نہ تباہ ہوتا تو عمر بھر رہائی ہونا دشوار تھی اور ہم کافر کی دعوت قبول
نہین کرتے اور وہ یہان آنے کا بھی خبردار خبردار قصد نکرے ورنہ اچھا نہوگا مین مطلق اسکا خیال نکرونگا کہ وہ میرے
گھر پر آیا ہی بری طرح پیش آؤنگا اور اے فیروزہ اب کوئی پیام لیکر تو بھی نہ آنا ورنہ ذلت اٹھائیگا اور اندر بارگاہ کے
بھی نہ آنے پائیگا یہ فرما کر فیروزہ کو خلعت دیکر رخصت کیا فیروزہ یہ جواب صاف لیے ہوئے خدمت مین شہریار
کے آیا شہریار فیروزہ کو بھیجکر دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہا تھا ہر چند کہ زخم سر مین ایذا انتہا تھی اور اسی حالت مین
ساتھ نقابدار کے شجر پرستون سے جنگ بھی کر چکا ہی لیکن اس امید پہ کہ دیکھون فیروزہ کیا جواب لاتا ہی
کچھ اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہین تھا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے شعر دیکھین آتے جواب خط کہ نہ آتے*
کون تقدیر کا لکھا جانے + یہ اسی حال مین مبتلا و مبہوت ٹہل رہا تھا کہ سامنے سے فیروزہ دکھائی دیا شہریار دوڑ کر
فیروزہ سے لپٹ گیا اور پوچھا کہ اے ہمراز عاشقان و ہمدم دردمندان کیا کہا اس مطلوب و محبوب نے فیروزہ
نے عرض کی کہ اے شہریار پہلے تو نقابدار بہ خلق پیش آیا لیکن جب مین نے پیام آپ کا بیان کیا تو نہایت برہم
ہو کر فرمایا کہ نہ مین آؤنگا نہ وہ آنے کا قصد کرے اور بلکہ مجھے بھی تاکید کی کہ اب تو بھی نہ آنا ورنہ سزا پائیگا
اور یہ خلعت جو کہ مین پہنے ہون عنایت فرمایا شہریار اس عنایت پہ نقابدار کے بہت خوش ہوا لیکن اپنے
سوال کا جواب جو خلاف طبیعت پایا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا اے فیروزہ مجھے قرار نہ آئیگا
تو پھر جا اور نقابدار سے کہنا کہ اگر میرے آنے سے رسوائی کا خیال ہی تو مجھے صحرا مین ملاقات کیجیے فیروزہ نے
کہا اے شہریار اب مین نہ جاؤنگا کیونکہ نقابدار نہایت برہم ہی اور مجھسے کہہ چکا ہی کہ اب اگر تو آئیگا تو سزاے
معقول پائیگا اے شہریار مین نجاؤنگا کسی اور کو بھیجیے شہریار نے قہرمان دیوانہ سے کہا کہ تو جا اور نقابدار سے
یہ پیام کہنا کہ شہریار چاہتا ہی کہ کسی طرح ہو مجھے ملاقات کیجیے اگر کچھ خیال رسوائی ہو تو صحرا مین ملیے قہرمان
رخصت ہوا اور دروازہ بارگاہ نقابدار پہ آیا چوبدار سے عرض کرا بھیجا کہ قہرمان دیوانہ حاضر ہی چوبدار نے
نقابدار سے عرض کی نقابدار نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ پھر کچھ پیام آیا ہی فیروزہ تو مارے ڈر کے نہ آیا اب اسنے

دوسرے دیوانے کو بھیجا ہی کہا پوچھو اُس سے کہ کیون آیا ہی کیا کام ہی چوبدار نے قہرمان سے کہا کہ نقابدار نے
پوچھا ہی کہ تو کس واسطے آیا ہی اُسنے کہا کہدو کہ عرض دارم نقابدار نے مجبور ہو کر بلا لیا کہ یہ تو اور شخص ہی نہین معلوم
کیون آیا ہی ایسا نہو بدنام کرے کہ نقابدار بڑا بیمروت ہی لیکن قہرمان جو سامنے آیا مجراگاہ پر سے مجرا کیا نقابدار
نے بیٹھنے کی اجازت نہ دی اور پوچھا کہ چہ عرض داری قہرمان نے کہا اے نقابدار بہادر میرا آقاے باوقار شہریار
نامدار نہایت مضطر و بیقرار ہی کہ اگر آپ مجھسے بارگاہ مین نہین مل سکتے تو صحرا مین ملاقات کیجیے بس یہ سننا تھا کہ
نقابدار نے اٹھ کر ایک پتھر مارا کہ دیوانہ چرخ کھا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا حکم دیا نقابدار نے کہ اُسکے دونون
ہاتھ پس پشت سے باندھ دو اور منھ کالا کرکے نکال دو ہماری بارگاہ سے ملازمین نے آکر ویسا ہی کیا قہرمان اسی
حال پر ملال سے خدمت شہریار مین روانہ ہوا وہان شہریار دیوانہ فیروزہ سے کہرہا تھا کہ یقین تو ہی کہ نقابدار نے
صحرا کی ملاقات تو منظور کر لی ہوگی فیروزہ نے عرض کیا کہ خدا ایسا کرے ہمین تو یقین نہین اگر قہرمان ہی بخیر و عافیت
پلٹ کر آجائے تو بڑی بات ہی اسنے مین قہرمان سامنے سے فریادکنان نمودار ہوا شہریار نے دیکھا کہ ایک زنگی
فریادکنان چلا آتا ہی گھبرایا کہ یہ کون شخص ہی جب قہرمان قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ قہرمان ہی لیکن قہرمان چلایا
کہ اے شہریار آپ نے مجھے ذلیل کروایا دیکھیے نقابدار نے میری یہ حالت کی ایک پتھر مارا کہ مین بیہوش ہو گیا
جب ہوش آیا تو ہاتھ اپنے پس پشت سے بندھے ہوے پائے اور چہرہ سیاہ دیکھا شہریار نے کہا اے قہرمان
نقابدار وہ شخص ہی کہ اگر میرا بھی حال کرتا تو بھی مجھے ملال نہوتا یہ کوئی ذلت کی بات نہین عاشقون کے پیامبرون
کی اس سے زیادہ بُری حالت ہوتی ہی قہرمان چپ ہو رہا شہریار نے اسکا منھ دھلایا ہاتھ کھولے لیکن
شجرپرستون مین یہ مشورہ ٹھہرا کہ یہ نقابدار بلاے بے درمان ہی اسکے ہاتھ سے بچنا غیر ممکن ہی شمشیر پردہ پوش
عالم ہی دوسرے پسر حمزہ بدیع الزمان ہماری قید مین ہی شاید کہ نقابدار اُسکے حال سے بیخبر ہی ورنہ بغیر
چھڑالئے بدیع الزمان کے دم نہ لیتا اُسی وقت کمبخت شاہ مع پسر و لشکر طرف ملک صندل کے روانہ
ہوا یہان صبح کو لشکر نقابدار مین خبر پہونچی کہ شجرپرست بھاگ گئے اور قیدی بدیع الزمان کی اُنکے ہمراہ ہی نقابدار
نے پوچھا کس طرف گئے ہین لوگون نے عرض کی کہ طرف شہر صندل کے گئے ہین نقابدار بھی اُسی وقت
کوچ کرکے طرف شہر صندل کے روانہ ہوا یہان شہریار کو رات بھر آہین بھرتے گذری جب صبح ہوتی ہرکارون
نے آکر عرض کی کہ شجرپرست طرف شہر صندل کے گئے اور نقابدار گوہرپوش بھی اُنکی تعاقب مین روانہ
ہوا یہ سُنکر شہریار سن سے ہو گیا کہ افسوس وہ یار جانی و محبوب جاودانی چلا گیا اور ملاقات تک نہ کی سچ ہی
معشوقون کا شیوہ بیوفائی ہی کسی سے دل لگانا جان کا عذاب مین پھسانا ہی لیکن دل لگانا بھی تو کوئی اختیاری
فعل نہین ہی بموجب شعر یہ کام تو خود مطلبی سے نہین ہوتا ٭ نادان ہو تم عشق کسی سے نہین ہوتا ٭ اُسی وقت
حکم دیا کہ ہم بھی شہر صندل پر جائینگے پیش خیمہ ہمارا ابھی روانہ ہو حمزہ ثانی سے بھی وہین فیصلہ ہو جائے گا سنا ہی
کہ امیر بھی اُسی طرف کو روانہ ہوے ہین پرسیلساے فرنگی نے کہا اے فرزند ذرا زخم سر اچھا ہو لے بعد
غسل صحت حاصل کرکے جانا شہریار نے نہ مانا اور کہا بالفعل ہوا فرنگستان کی خراب ہی صحرا کی آب و
ہوا اچھی ہوتی ہی جا بجا قیام کرتے چلے جائینگے راہ مین زخم سر اچھا ہو جائے گا یہ کہکر تیاری کرکے تیسرے روز
شہریار بھی مع کرنوسس تبرزن و شمائل خان و فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ روانہ شہر صندل ہوا لیکن
یہ تو سیر و شکار کرتے چلے آتے ہین دیکھیے کسوقت پہونچتے ہین

اب دو کلمے شہنشاہ گوہر کلاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ کیخسرو نامدار کو ہمراہ لیکر طرف ملک خروسیہ کے چلے تھے سیر و شکار کرتے چلے آتے تھے کہ ایک روز
دیکھا کچھ لوگ سامنے سے خاک اڑاتے چلے آتے ہین جس وقت قریب ہوئے تو شہنشاہ نے پہچانا کہ رفقاے
بدیع الزمان ہین پوچھا خیر تو ہے دادا جان کہان ہین اُنھون نے سب ماجرا مقابلہ بہرام و قرطاس کا
بیان کیا اور رفید ہو جانا بدیع الزمان اور امیہ کا اور شبخون مار کر تباہ کر دینا فوج کو سب ظلم شجر پرستون کے کیے
اُسی وقت شہنشاہ بعجلت تمام طرف خروسیہ کے چلے لیکن راہ چھوڑ کر بسبب عجلت کے بھٹک کر گمراہ ہو
جا رہے تباہ ہو کر کہان کے کہان نکل گئے یہ دشت صحرا مین تباہ پھر رہے تھے کہ دیکھا جانب بیابان سے
تیغ گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے لیکن وہ گرد قریب آ کر جو شق ہوتی ہے تو دیکھا
آگے آگے دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا اور پھریرون پر علمون کے تعریف خداوند نخل سر سبد تحریر ہے ہرکارون نے
عرض کی کہ اے شہنشاہ یہ لشکر کیبخت شاہ شجر پرست کا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ قید آپکے جان نثار گوار
بدیع الزمان نامدار کی ہمراہ ہے اور یہ سب ہاتھ سے ایک نقابدار گوہر پوش کے تنگ آکر بھاگے ہین لیکن
سننا تھا کہ اسی وقت شہنشاہ نے مرکب طلب کیا اور آلات حرب تن پر آراستہ کر کے مع کیخسرو نامدار و
معروف بن اسعد بعزم مقابلہ روانہ ہوے عقب مین اُنکے کچھ وہ لوگ جو لشکر بدیع الزمان کے تباہ
ہو کر آتے تھے باقی کیخسرو کی فوج شہنشاہ کا لشکر سب چلے لیکن اول آتے ہی شہنشاہ نعرہ کر کے گرجے
کہ باش اے گروہ شجر پرستان ہوشیار باشید کہ منم صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
یعنی شہنشاہ گوہر کلاہ ذی شان کہ گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت روی بعد اسکے کیخسرو اور معروف
بن اسعد وغیرہ کے نعرے ہوے شجر پرستون پر صحرا مین تازہ خزان آئی تلوارین مانند باد صرصر کے چلنے لگین نخل
حیات قطع ہونے لگے ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا آن واحد مین آن دلاوران نامدار نے صحرا کو کر دیا کشتون کے پشتے
لاشون کے انبار ہو گئے دو پہر کامل اس زور شور سے تلوار چلی کہ ہزارہا شجر پرست مارے گئے
زمین صحرا جو سبزی سے زمرد مین ہو رہی تھی یاقوت سُرخ کی معلوم ہونے لگی دریا سے خون رواں ہوا مانند
حبابون کے تیرتے نظر آتے تھے لاشین گر گر کر زمین پر پھڑک رہی تھین اک قیامت کبریٰ برپا تھی قریب
تھا کہ پاؤن شجر پرستون کے اُٹھ جائین یہ سب دعائین کر رہے تھے کہ اے خداوند نخل سر سبد بھیج کسی کو ہماری
مدد کے واسطے کہ پھر وقت تنگ ہے جان بچتے نظر نہین آتی کیا ہمارا نخل حیات یہین منقطع ہو گا تیر اجل کا
چلے گا چونکہ ابھی وقت انکی قضا کا نتھا جنکی مرگ کا زمانہ تھا وہ مارے جا چکے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد
برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد و زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے
کہ کسکی کمک آئی یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو و آن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو سو علم
نشانہ دو لاکھ سوار کا پھریرون پر علمون کے تعریف نخل سر سبد تحریر آگے آگے دو گبر شیران صحرائی پر سوار نہایت زبردست
روزگار یہ دونون بھائی واسطے مدد کیبخت شاہ کے طرف خروسیہ کے جاتے تھے کہ نام ایک کا سنجیل ببر سوار
اور دوسرے کا سنجیل ببر سوار ہے راہ مین خبر پائی کہ شجر پرستون اور خدا پرستون سے اس صحرا مین
تلوار چل رہی ہے وہین سے باگین مرکبون کی پھیرین اور رخ میدان کارزار کا کیا تلوارین کھینچ کھینچ کر مع
لشکر آ پڑے یہ سب تازہ دم تھے خدا پرست دو پہر سے لڑ رہے تھے اب جو گرتے ہین تو کشتون کے

سے لشتے لاشون کے انبار لگا دیے میدان جنگ کو لاشون سے بھر دیا ہزار ہا خدا پرست بھی کام آئے شہنشاہ گوہر کلاہ
و کیخسرو نامدار و معروف بن اسد تو بڑی جرأت و بہادری سے کام لے رہے تھے مگر فوج کی یہ حالت تھی کہ جیسے طوفان
مین جہاز ہوتا ہو اب خدا پرستون نے ملک یلک کر دعائین مانگنا شروع کین کہ اے رب بے نیاز و اے مالک کار ساز
یہ جہاز تباہ ہوا چاہتا ہے بیڑا ہمارا پار لگا کسی بندہ خاص کو اپنے واسطے مدد کے پہونچا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ تیر دعا ہدف
اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے دوسرا تتق گرد بلند ہوا دیکھا تو وہ گرد اس تیزی سے چلی آتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے
آندھی آتی ہے آن واحد مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور نقابدار گوہر پوش مع فوج لنبیا رہ پہونچا اور شجر پرستون پر نعرہ
کرکے گرا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی پھر خدا پرستون کی قوت بڑھی لیکن شجر پرستون کا لشکر بہت ہے کہانتک قتل کرین
مرے جاتے مین اور زمین سے پیدا ہوتے جاتے مین زخمون کی بہار ہے تمام صحرا لالہ زار ہے قلاب اس دریاے خون مین
مانند حباب نظر آتا ہے جگر زمین مرکب کے سمون سے تھرتا ہے بہادرون کے ہاتھ مین تلوارون کے قبضے گھائی مین بیٹھے ہین کینون
سے خون جاری ہے رن بول رہا ہے بازار موت گرم ہے جانون کی خریداری ہے ملک الموت دوڑے دوڑے پھرتے ہین
کس کس کی قبض روح کرین ایک ایک بار ہزار ہزار لاشین زمین پر گرتی ہین جن مرکبون کے سوار مارے گئے ہین
وہ کوتل دوڑتے پھرتے ہین اک قیامت کبریٰ برپا ہے حسب اتفاق عین گرمی جنگ مین کہ اب کوئی پہر بھر دن باقی
ہوگا کہ تنجیل ببر سوار کا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کا سامنا ہوا تنجیل پکارا او خدا پرست تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ
اتنے بڑے لشکر مین اس طرح لڑ رہا ہے فوجون کو پسپا کر رہا ہے لیکن میرا نام تنجیل ببر سوار ہے مین شیر صحرائی سے
مرکب کا کام لیتا ہون بہتر یہ ہے کہ اطاعت میری اختیار کرے مین تجھکو اپنی فوج کا سپہ سالار کر دونگا شہنشاہ نے کہا کیا جھک
مارتا ہے اگر تو مجھپر غالب آئے گا تو مین بیشک تیری اطاعت قبول کرونگا مردان دلاور بے آزمائے کسی کو نہین مانتے ہین
یہ سنتا تھا کہ تنجیل نے نیزہ مارا شہنشاہ نے نیزہ اسکا تیغ سے قلم کیا تنجیل نے آواز دی کہ تو بڑا تیز دست معلوم
ہوتا ہے لیکن دیکھون کہ تو اس تیغ آبدار سے کیونکر بچتا ہے یہ کہکر بالشت بھر کا چوڑا تیغہ ساڑھے چار سو من کی ضرب کا
خبردار خبردار کہکر سر شہنشاہ پر وار کیا شہنشاہ نے تلوار کو ضامن دیکر سپر بلند کی تیغہ جو پڑتا ہے سپر کٹی مگر زخم سے خدا نے
بچایا شہنشاہ نے آواز دی کہ بس اسی زور و قوت پر ناز تھا دیکھ تلوار یون لگاتے ہین یہ کہکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا
مارا تنجیل نے بھی برابر اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور تلوار کو بیچ مین ضامن دیا لیکن یہ تلوار شہنشاہ گوہر کلاہ
کی ہے اور غصہ مین آکر ہاتھ مارا ہے بھلا کب رکتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر یا گردہ نان کے دو کرتی ہوئی پھل
تلوار کا قلم کرتی ہوئی خود سنگین پر بیٹھی کوئی چار انگل خود کاٹ کر ٹھہری ہوگی کہ شہنشاہ نے جھٹکا مارا چار انگل کا
زخم سر مین تنجیل کے آیا گھبرا کر دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی بیچ مین
اور لوگ آنے تنجیل کو علیحدہ کیا تنجیل نے اپنا زخم سر باندھا پھر لڑنے لگا ادھر سنجیل برادر تنجیل سے اور
کیخسرو نامدار سے سامنا ہوا سنجیل نے خبردار خبردار کہکر ارہ پشت نہنگ مارا کیخسرو نے ارہ کو تیغ سے
قلم کیا اور ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ سنجیل کا نشانہ ہوا لوگ اسے بھی بچا لے گئے بہرام تیغ زن مین تو حالت
مقابلے کی نہین تھی کیونکہ وہ نقابدار گوہر پوش کے ہاتھ سے زخمی ہو چکا تھا لیکن قرطاس بن افلاک زخمی نہ تھا یہ
سامنے نقابدار گوہر پوش کے آیا اور وار تیغہ آبدار کا کیا نقابدار نے تلوار اسکی رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا یہ بھی
زخمی ہوا ادھر معروف بن اسد لڑتا بھڑتا قریب اس ارابے کے پہونچا کہ جسپر بدیع الزمان مسلسل و مطوق سوار تھے
لوگون کو قتل کرکے پاس بدیع الزمان کے آکر آواز دی کہ مین آپہونچا بدیع الزمان نے خیال کیا کہ بڑے

غضب کی بات ہی کہ یہ چھوکرا آکر قید کا سد تو جو مین دامن آرزو مین اب جو جرح بارہ تے ہین قید آہن کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا معروف نے اپنے کو بتکرا کی بیڑی کاٹ کر رہا کیا یہ بھی لڑنے لگا بدیع الزمان نے وہی آیا یہ پلٹ کر لڑنا شروع کیا ایک آدمی سوار کو مار کر گھوڑا آسمانی جمعہ مین اتنے اسی ہنگامہ گیر و دار مین شاہزادہ رستم شکوہ انجم گروہ پہلوان تہمتن تینے بدیع الزمان گرد لشکر شکن قریب علمدار فوج کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ منم آن پہلوان رستم شکوہ + بدیع الزمان شاہ انجم گروہ + اور تلوار سے علم کو قلم کیا علم فوج کا سرنگون ہونا تھا کہ شجر مہ بستون پر کوہ الم گرا پاؤن لشکر کے اکھڑ گئے پھر کوئی نہ تھم سکا جسکا جدھر رخ پڑا وہ ادھر کو بھاگ نکلا آن واحد مین سناٹا ہو گیا خدا پرست با فتح و فیروزی ایک دوسرے سے ملاقی ہوے نقارہ فتح بجا شہنشاہ گوہر کو بدیع الزمان نے گلے سے لگایا معروف بن اسد کو بہت پیار کیا اور تعریف فرمائی اب سب کے سب با فتح و فیروزی بارگاہ مین آئے نقابدار گوہر پوش ایک طرف مع فوج نکلا چلا گیا ہر چند شہنشاہ وغیرہ نے پکارا اسنے کچھ سماعت نہ کی شہنشاہ تین روز تک اس صحرا مین مقیم رہے بعد تین روز کے کوچ کر کے طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پر بخدمت ناظرین عرض کیا جائیگا

اب دو کلمہ داستان جلالت عنوان زیب و زینت دنگل صاحبقران جناب امیر حمزہ ثانی کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب تین روز تک خبر بدیع الملک کی نہ معلوم ہوئی تو حسب رائے خواجہ زادگان مثل خواجہ دریا دل وغیرہ کے کوچ کر کے طرف شہر صندل کے چلے جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچے شام ہو چکی تھی بارگاہ استادہ ہوئی امیر داخل بارگاہ ہوے سب سردار حسب مراتب معمول اپنے اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہوئے ذکر شاہزادہ رستم ثانی کا ہونے لگا لندھور ثانی نے کہا کیا عرض کیا جائے ہمارے تو وہ مرشد زادے ہین کیا مجال ہی کہ شان مین انکی کچھ کہیں زبان جل جائے لیکن وہ شاہزادہ والا اور بدیع الملک نامور سے ضرور چشمک رکھتے ہین یہانتک کہ اسکے دو لے مین کچھ امیر تیور کا بھی پاس و لحاظ نہین کرتے ہین معلوم کہان ہین اور کس حال مین ہونگے یہ سنتا تھا کہ مالک ثانی کے تیور بد ہوئے کہا اے ہندی بچے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ تو شاہزادہ کے معاملات مین دخل در معقولات کرنے لگا اور وہ بدیع الملک سے جو چشمک رکھتے ہین تو کیا کم ہین کسی طرح خبردار اب کوئی کلمہ بے ادبی کا زبان سے نہ نکالنا لندھور نے کہا اے مرد بے مروت مین نے کیا ایسا کہا کہ تو بگڑا مالک نے جواب دیا کہ تو کیا کہے گا اگر کہے گا تو منہ بگاڑ دیا جائیگا لندھور نے کہا تو منہ بگاڑنے والا نظر آتا ہی مالک نے کہا اگر کچھ تجھے دعوے ہو سمجھ لے مین ہر طرح موجود ہون امیر نے دیکھا کہ ان دونون مین فساد ہوا چاہتا ہی منع فرمایا لیکن یہ دونون آپس مین چشمک رکھتے ہین اس وقت خاموش ہو رہے جب دربار برخاست ہوا اور سردار رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے خیمون کی طرف چلے مالک و لندھور بھی اپنی اپنی بارگاہ مین آئے مالک نے عیار کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ تو امیر کے سامنے بہت چین چین کیا کرتا ہی اگر کچھ دعوی بہادری کا ہو چلا چل اسی کوہ پر جو سامنے معلوم ہوتا ہی میرے تیرے فیصلہ ہو جائے معلوم ہو جائے کہ کون زبردست ہی کون کمزور ہی عیار یہ پیام لیکر لندھور کے خیمے مین آیا لندھور سمجھ گئے کہ کچھ نیا یہ عیار بھیجا گیا چاہتا ہی پوچھا عیار سے کہ کس ارادے سے آنا ہوا عیار نے پیام مالک کا بیان کیا لندھور چپ ہوا کہ اگر انکار کرتا ہون تو یہ عیب اور سر پر چڑھیگا اگر لڑتا ہون تو امیر کے خلاف ہوگا لیکن ناچار ایک بارگاہ کے بیٹھنے والے برابر کا عہدہ انکار کیونکر کر سکتے تھے کہا بہتر ہی مین موجود ہون عیار نے آکر مالک سے بیان کیا اسی وقت مالک ثانی پشت مرکب پر بیٹھکر طرف

کوہ کے روانہ ہوے ادھر لندھور ثانی بھی مرکب پر بیٹھے ادہر طرف کوہ کے چلے جیسے ہی سامنا ہوا مالک نے آواز
دی کہ یہی گو ہی میدان ہو دیکھون تو مین کہ تو کیسا طرفدار بدیع الملک کا ہی اور مجھکو بھی دیکھ کہ مین کیسا طرفدار رستم
ثانی کا ہون وہان بہت تو بڑ بڑایا کرتا ہی لندھور نے کہا بسم اللہ مین موجود ہون کچھ پروا نہین مین خود یہی چاہتا ہون کہ تیر
تبر سے فیصلہ ہو جاتے یہ جھگڑا کسی طرح مٹ جاے مالک نے کہا پھر دیر کیون کرتا ہو اٹھا نیزہ لندھور نے کہا
تو جانتا ہو کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے مالک نے جھلا کر کہا او ہندی ہیتی خور تو مجھے کا دبنا تا ہی آپ
مسلمان بنتا ہو تیری سزا یہی ہو کہ خبر پہلے مین ہی وار کرتا ہون مگر ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہ کہکر نیزہ
مارا لندھور نے نیزے کو نیزے پر کاٹتا لی نیزہ بازی ہونے کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر لگ
نے جھپٹ کر چھر طاری کہ نیزہ مالک نے لندھور کے نیزے کو شل مار سیاہ کے لپیٹا بس اب جو مارا جھٹکا تو
سے نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکل گیا مالک قہقہہ مار کر ہنسے اور لندھور کو خفت ہوئی کیونکہ مالک صاحبقران
نیزہ ہی لیکن لندھور بھی صاحبقران گرز ہی جھٹکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ شکن سی من
کی ضرب اٹھا کر سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر مالک پر وار کیا مالک نے وار لندھور کا اپنے گرز پر روکا لیکن گرز
جو گرز پر پڑتا ہو تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا کمر مرکب کی ٹوٹی مالک کے ہر سر مو سے پسینہ
جاری ہوا غش سا طاری ہوا عیار جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا مالک بیہوش
پڑا ہی لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قایم ہین منہ پر پانی کا چھینٹا دیا مالک کو ہوشیار کیا چاہا مالک نے کہ مرکب
کو نکالون دیکھا تو مرکب گلگی تھا جان باقی نہ تھی بس زمین سے تلوار کھینچکر جھپٹا اور للکارا غضب کیا او ہندی تو نے
کہ میرے مرکب کو مارا کب چھوڑتا ہون تجھکو بغیر مارے گھوڑے کے بدلے تیرا خون کرونگا لندھور نے جو مالک
کو آتے دیکھا مرکب سے کود کر آواز دی کہ یہ نیزہ بازی نہو گرز کا روکنا گرتے ہوتے آسمان کا سنبھالنا ہی لیکن مالک
جو قریب پہونچا پھینک کر سپر تلوار ہاتھ سے لندھور سے لپٹ پڑا لندھور نے بھی سپر تلوار پھینک دی اور
مصروف تلاش ہوا لگی کشتی ہونے اب دونون کے عیار کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے عیار مالک نے کہا واہ ای تھہر کیا
کہتا ہو اٹھا لیجئے لندھور کو عیار لندھور نے کہا او بیہودہ سوا امیر کے کسی کی مجال ہو کہ لنگر لندھور کا توڑے دیکھ
تھوڑی دیر مین معلوم ہوتا ہو کہ کون زیر ہوا اور کون زبر ہوا عیار مالک نے کہا کچھ تجھے دعوی ہو تو تو بھی سمجھ لے عیار
لندھور نے کہا کہ وزیر سے چین شہریار سے چنان جیسے بد دماغ مالک ہوتے ہین ویسے ہی انکو ملازم
بھی ملتے ہین یہ سنتا تھا کہ عیار مالک نے پکارا کہ او بیہودہ زیادہ گوئی کرتا ہو اب ناکون کا نام لینے لگا
اور پتھر مارا کہ پتھر جھجلاتا ہوا شانے پر عیار لندھور کے پڑا تھوڑی چوٹ بھی آئی عیار لندھور نے خنجر کھینچا اور آ پڑا
عیار مالک نے بھی خنجر کھینچا لگی رد و بدل ہونے اودھر تو وہ دونون شیر نیستان شجاعت پلنگ وادی جرأت
مصروف حرب و پیکار تھے اودھر دونون کے ملازم لڑ رہے تھے حسب اتفاق اس طرف سے عمر ثانی جو واسطے
بلاوے کے نکلے تھے چلے آتے تھے دور سے دیکھا کہ زیر کوہ دو آدمیون مین خنجر چل رہا ہو اور کشتی لڑ رہے
ہین سوچے کہ یارب یہ کیا معرکہ ہو یہ تو کچھ آپس کی لڑائی کا تماشا معلوم ہوتا ہو وہین سے للکارا کہ باش خبردار
و ہوشیار باشید کہ منم ماہ منزل عیاری دمہر سپہر خنجر گذاری جانشین خواجہ باوقار عمر ثانی نامدار ہر چند انھون نے
نعرہ کیا لیکن کچھ سماعت عیارون نے نہ کی خواجہ نے قریب آکر ایک ہاتھ سے عیار مالک پر حباب بیہوشی
کھینچ مارے دوسرے ہاتھ سے عیار لندھور پر کہ یہ دونون بیہوش ہوے وہان سے دونون کے

پشتارے باندھ کر خدمت صاحبقران مین حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا کہ یہ اس طرح لڑ رہے تھے مین نے
ہر چند منع کیا نہ مانا آخر مین بیہوش کر کے گرفتار کر لایا لیکن مین افسر عیاران ہون تو افسر پہلوانان ہر جلد چل کر
چھوڑا لندھور و مالک کو ورنہ انجام اچھا نہین معلوم ہوتا امیر اسی وقت مرکب پر سوار ہو کر طرف کوہ کے آئے
دیکھا کہ لندھور و مالک مصروف لڑائی ہین زور و کشمکش کے ہو رہے ہین دمین سے امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر
منم شیر غرندہ کارزار منم حمزۂ نامور نامدار + کیون ای مالک و لندھور یہ کیا حرکت تھی ہمنے یہان منع کیا تم
یہان آکر لڑنے لگے آگے بڑھا ہاتھ کمر زنجیر مین لندھور کے ڈالا اور بائین ہاتھ مین زنجیر کمر مالک کی تھامی دونون
کو علیحدہ کر کے اٹھا لیا پھر زمین پر چھوڑ دیا اور سمجھاتے ہوئے ہمراہ اپنے لیے ہوئے میدان کارزار سے
پھرے خیمے مین آئے رات تھوڑی باقی رہگئی تھی باتون مین ختم ہو گئی یکایک سفیدۂ سحری جانب مشرق سے
نمایان ہوا اور سیاہی شب مانند سرمۂ چشم معشوق بیدار کے کنگر جانب مشرق چلے موذنون نے لشکر اسلام کے
لحن حسن مین اذان کہی امیر نے سجادہ بچھوایا وضو کیا نماز پڑھی لندھور و مالک نے بھی ہمراہ امیر کشور گیر کے
فریضہ سحری کو ادا کیا لیکن عمر ثانی نے عیاران مالک و لندھور کو رہا نہ کیا تھا کیونکہ خواجہ نے پچاس پچاس
روپیہ دونون پر جرمانے کے باندھے تھے فرماتے تھے کہ جرمانہ ادا کرو تو چھوڑون گا ورنہ دو دو سو کوڑے مارونگا
عیار کہتے تھے کہ خواجہ روپیہ ہم کہان سے لائین لیکن جس وقت نماز صبح کا ہنگام ہوا دونون کو ستون سے باندھ کر
آپ نماز پڑھنے چلے انہون نے واویلا اور وامصیبتا کی آواز بلند کی امیر نے پلٹ کر دیکھا عیارون نے کہا
دیکھیے حضور خواجہ نماز بھی نہین پڑھنے دیتے امیر نے فرمایا او دزد مکار ارے یہ کیا حرکت ہے عمر نے کہا
آپ کو میرے امور مین کیا دخل ہے مین انکو سزاے معقول دونگا کہ آئندہ سے ایسی حرکت نکرین آپس مین
نہ لڑین امیر نے فرمایا ارے نماز تو پڑھ لینے دے عمر نے کہا یہ چھوٹ گئے تو پھر انکا ہاتھ آنا دشوار ہے امیر
نے کہا اگر تو نماز کے واسطے انھین نہ چھوڑے گا تو مین خود اٹھ کے کھول دونگا عمر نے کہا مین آپ سے
جرمانہ لے لونگا ورنہ مالک لندھور سے عوض اسکا کرونگا کہ یا جرمانہ لونگا یا باندھ کر دو دو سو کوڑے مارونگا
لیکن مالک و لندھور نے خواجہ سے اشارہ کیا کہ ہم روپیہ دینگے آپ عیارون کو چھوڑ دین اسوقت
خواجہ نے عیارون کو رہا کیا غرضکہ بعد از فراغت فریضۂ سحری امیر با توقیر مع لندھور و مالک خیمہ مین تشریف
فرما تھے جانب صحرا کے پردے بندھے ہوئے ہوائے سرد چلی آتی تھی طیور نغمہ سرائی کرتے ہوئے ادھر سے اڑ کر ادھر
جاتے تھے ادھر سے اڑ کر ادھر آتے تھے کسی طرف کوڑیالا پھولا ہوا تھا کہین لالہ کوہی کی بہار تھی جس سے سرخی
شفق داغدار تھی عجب وقت و عجب سمان تھا کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست
مگر گرد تیرہ و تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے ہر
سب طور آمد لشکر ہے معلوم ہو گیا یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور
دل گرد سے تین سو علم زر فشان کہ پھر ہرے آنکے سرخ سرخ یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا مین آگ لگ گئی
یا یون کہیے کہ وہ بیابان بیابان خیابان ہو گیا اور پھر پھریرون پر علمون کے تعریف خداوند متعال آئینہ رو تحریر آگے آگے
سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے اسی صحرا مین ایک طرف قائم ہوئے اور خیمے ڈیرے
چھولداریان برپا ہونے لگین بعد اسکے آمد لشکر شروع ہوئی اول عباس بلند آواز اپنے کر کہ دولت پر
سوار ایک جانب آتر بعد اسکے ارباس مردم در پہونچا اور بعد اسکے ثمثال مردم در پہونچا کہ یہ بجائی اسکا ہم

یہ تینون سردار ایک ایک لاکھ کے انبوہ لیے بعد ان سب کے گذر جانے کے جلوس شاہی گذرنا شروع ہوا چوبدار برچھی بردار
علم بردار جب یہ سب گذر گئے تو دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت جواہر نگار پر سوار آگے آگے اُس تخت کے ایک پہلوان
تہمتن نہایت زبردست روئین تن رشک بہمن و اسفندیار انتظام کرتا ہوا نمودار ہوا کہ نام اسکا قیلوس بلند بالا ہے
اور افسر جنرل فوج کا جس طرف کہ بارگاہ شاہی برپا ہوئی تھی اُس جگہ تخت ٹھہرا بادشاہ داخل بارگاہ ہوا لشکری
واسطے ٹھہرنے کے گئے ہوئے تھے آکر خدمت امیر باتوقیر مین عرض رسا ہوئے کہ ارغوان شاہ بن لعلان شاہ
شہر لعلانیہ سے طرف کوہ بیضا کے جاتا ہے سنا ہے کہ وہان مبتلا ہے باقی خیر و عافیت لیکن امیر نے قیلوس بلند بالا
کو دیکھکر بہت پسند فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ دیکھو کوئی لندھور ثانی کیا اچھا جوان ہے لندھور نے بھی اسکے
دست و بازو و صدر و سینہ کی تعریف کی تھی لیکن ارغوان شاہ نے جو دیکھا کہ ایک لشکر گران اور بھی اس
صحرا مین مقیم ہے اپنے عیار مہتر سوفار سے کہا کہ جا اور خبر لا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور عزم کس طرف کا رکھتا ہے مہتر سوفار
مانند تیر آبدار آیا اور خبر دریافت کرکے ارغوان شاہ کی خدمت مین گیا اور عرض کیا کہ وہ جو اک مدت سے نام صاحبقران
زمان امیر حمزہ عالی شان کا سنتے آتے تھے یہ لشکر اُنکا ہے ارغوان شاہ کو قدمبوسی صاحبقران کا نہایت اشتیاق
ہوا اور قیماس بلند آواز کی طرف دیکھکر کہا کہ تو جا اور خدمت امیر باتوقیر مین میری طرف سے عرض کرنا کہ مجھے نہایت
اشتیاق ہے آپ کی زیارت کا لیکن کیونکر نصیب ہو اور جواب اسکا حمزہ ثانی نامدار سے لا قیماس اُسی وقت روانہ
ہوا جس وقت قریب لشکر اسلام پہونچا اور ہرکارون نے خبر امیر کو دی کہ قیماس آتا ہے اب وہ وقت ہے کہ امیر بارگاہ
مین تشریف رکھتے ہین مجمع سب سردارون کا ہے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہین کہ یکایک قیماس داخل
بارگاہ ہوا بادشاہی مجرا کیا امیر کو تسلیم بجا لایا اور کچھ ٹھٹکا امیر نے اشارہ سے ڈنگل پر بیٹھنے کو فرمایا کہ قبل سے خبر
آمد سنکر اُسکے واسطے فرش مکلف بچھوا دیا گیا تھا یہ سلام کرکے ڈنگل پر بیٹھا ساقی کو حکم ملا اُسنے جام شراب پیش
کیا قیماس نے ایک آدھ جام پیا پوچھا امیر باتوقیر نے کہ کس ارادے سے آنا ہوا اُسنے عرض کی کہ بادشاہ
ہمارا مالک ارغوان شاہ حاکم شہر لعلانیہ حضور کی زیارت کا نہایت مشتاق ہے مجھکو اسی واسطے بھیجا ہے کہ یہ تمنائے
دلی کیونکر پوری ہو امیر نے فرمایا جس طرح اُنکی خوشی ہو مجھے منظور ہے مین خود چلون اسنے عرض کیا یہ مین کیونکر
عرض کرون مبادا مجھپر عتاب آئے کہ تونے اتنے بڑے عالی جاہ کو کیون تکلیف دی امیر نے فرمایا کہ اچھا سہ پہر
کو ہمسے شکار پر ملاقات ہوگی اور خلعت قیماس کو عطا کرکے رخصت کیا قیماس سخاوت و مروت امیر کی تعریف
کرتا ہوا ارغوان شاہ کی خدمت مین پہونچا اور کہا اے شاہ کیا تعریف ہوسکے حمیت و مروت صاحبقران کی
یہ عزت کی اور یہ حرمت کی اور خلعت عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین خود چلون مین یہ سوچا کہ مبادا آپ کے خلاف مزاج ہو
کہ کیون تکلیف دی تونے اتنے بڑے شخص کو لہذا اب ارشاد فرمایا ہے کہ سہ پہر کو ہمسے شکار پر ملاقات ہوگی ارغوان
شاہ نہایت خوش ہوا اور منتظر وقت ہوکر بیٹھا ادھر بعد جانے قیماس کے صاحبقران نے بادشاہ کی طرف
دیکھکر ارشاد کیا کہ یہ بادشاہ نہایت خلیق معلوم ہوتا ہے اور پہلوان بھی اچھے اچھے ساتھ ہین بادشاہ نے بھی تائید
قول کی غرضکہ جب وقت سہ پہر کا ہوا امیر نے لندھور و مالک و مقبول بن مقبل کو ہمراہ لیا اور طرف صحرا کے روانہ
ہوئے دیکھا کہ سامنے سے ایک ہرن بھاگا چلا آتا ہے مقبول تیر کمان مین پیوستہ کرکے چاہتا تھا کہ مارے ساتھ
گرد اُڑی اور قیماس بلند آواز پیدا ہوا امیر نے مقبول کو منع کیا لیکن قیماس نے جو امیر کو دیکھا تسلیم بجا لایا اور
صید کو چھوڑ کر واپس گیا ارغوان شاہ سے عرض کیا کہ وہ سامنے جو چند درخت شمشاد معلوم ہوتے ہین امیر کشور گیر

مع تین سرداروں کے وہان کھڑے ہین چلیے ارغوان شاہ کے ہمراہ بھی قیلوس بلندبالا ارجاس فرزم درا اور تمثال
فرزم در تینون سردار ہین غرضکہ ارغوان شاہ مع سردارون کے نمودار ہوا امیر نے لندھور و مالک و مقبول کو
واسطے استقبال کے بھیجا سب سردار استقبال کر کے لائے دیکھا امیر نے ارغوان شاہ کو عمر ثانی سے فرمایا کہ گو
یہ ابھی کافر ہی لیکن مرد معقول معلوم ہوتا ہی خواجہ نے کہا ہان حمزہ بشرہ تو اسکا روشن ہی لیکن یہ ارجاس و تمثال دونون
سرور جو ہین یہ مفسدہ پروانہ معلوم ہوتے ہین استنے مین ارغوان شاہ قریب امیر کے آیا سلام کیا امیر نے مزاج پرسی
کی اسنے عرض کیا کہ حضور راستے کی ملاقات ابھی کوئی ملاقات ہی حضور نے مجھے وہین حاضر ہونے کی کیون نہ اجازت
دی امیر نے فرمایا ای برادر حمزہ ایک مرد فقیر ہی کیا ضرورت تھی کہ وہ کسی بادشاہ سے نوک کی لیتا اور اپنے گھر پر
بلاتا مین خود آنے کو تو موجود تھا یہ فرما کر کہا چلو اور ہمراہ ارغوان شاہ کے اسکی بارگاہ مین آئے ارغوان شاہ
سامنے امیر کے تخت پر نہ بیٹھتا تھا امیر نے خود ہاتھ پکڑ کر اسکو تخت پر بٹھلایا آپ ذلگل شوکت پر متمکن ہوئے سردار
امیر کے لندھور ثانی مالک ثانی مقبول بن مقبل زبردست امیر بیٹھے عمر پشت پر کھڑے ہو کر مروجہ حسابی کرنے لگا
پوچھا ارغوان شاہ نے کہ قصد آپ کا کس طرف جانے کا ہی امیر نے فرمایا میرا ارادہ ہی کہ طرف شہر صندل کے
جاؤن کیونکہ مجھے ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ رستم ثانی نے اور بدیع الملک باہم طرف شہر صندل کے چلے ہین
اور وہ دونون آتشخو ہین لہذا دیکھیے کیا انجام کار ہو دشمنون کا ملک اور باہم کا نفاق اچھی بات نہین ہی ارغوان شاہ نے
عرض کیا کہ مین بھی اُسی طرف جاتا ہون راستے مین شہر صندل کے ایک صحراے عجیب و غریب واقع ہی وسط صحرا مین
ایک دریا ہی اور وسط دریا مین اک کوہ سفید ہی اسی وجہ سے لوگ اُسی کوہ بیضا کہتے ہین بعد سال بھر کے وہان میلا ہوتا
ہی ہم سب جایا کرتے ہین اور اُسی طرف سے راستہ شہر صندل کا ہی اب امیر نے حال اُس کوہ کا پوچھا کہ مالک وہان کا
کون ہی اور یہ میلا کون کرتا ہی ارغوان شاہ نے عرض کی کہ اک خداوند ہی کہ نام اُسکا فہم سمیتن ہی وہ اُس کوہ پر مقیم ہی
سال بھر تک خاموش مانند تصویر کے بیٹھا رہتا ہی او ربعد سال بھر کے اُس روز کہ جو دن میلے کا مقرر ہی گویا ہوتا ہی
جو لوگ دور دور سے آتے ہین وہ اپنی اپنی تقدیر بدلواتے ہین دعائین مانگتے ہین جو جو حالات پوچھنا ہوتے ہین
دریافت کرتے ہین امیر نے یہ سُنکر لاحول بھیجی اور فرمایا کہ تم لوگ کیسے پست عقیدت ہو نہین معلوم کونسا ساحر ہی اسنے
تمھین بہکا دیا ہی دانا اور آگاہ ہو کہ پروردگار یکتا کسی کو نظر نہین آتا وہ ایک ہی دوسرا اُسکا شریک نہین اُسکو کسی نے
پیدا نہین کیا ہی اور اُسنے سبکو پیدا کیا ہی ارغوان شاہ نے عرض کیا کہ یا امیر اگر آپ اُس طرف تشریف لیجائینگے
تو یقین ہی کہ خداے نادیدہ کی پرستش چھوڑ دینگے وہ عجیب طرح کا خداوند ہی امیر نے فرمایا بخداے عزوجل واجب
ہوا مجھپر پہلے کوہ بیضا کو غارت کرون اور اُس مرتد کو کہ جو خداوند بنکر بیٹھا ہی سزاے معقول دون ارغوان شاہ
نے عرض کیا کہ شیر ملبشہ شجاعت آپ کے دلاوری کا کیا کہنا مگر وہ ایسا مقام نہین ہی کہ جہان زور بازو سے کام نکلے
اور اگر واقع مین فہم سمیتن کا راز آپ فاش کرینگے اُسکی خداوندی کو مٹا دینگے تو مین ضرور دین اسلام اختیار
کرونگا یہ وعدہ امیر سے اور ارغوان شاہ سے ہوا بعد اسکے امیر رخصت ہوے ارغوان شاہ مع سرداران
عالیجاہ تا حد لشکر امیر پہونچانے آیا بعد اُسکے رخصت ہوا امیر نے آکر سب حال کوہ بیضا کا بادشاہ اسلام سے
بیان کیا لیکن جب دوسرا دن ہوا حکم دیا ارغوان شاہ نے کہ پیش خیمہ ہمارا طرف کوہ بیضا کے روانہ ہو تیاری ہونے
لگی کہ یکایک پردہ بیابان سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا سب نگران تھے کہ یکایک وہ گرد برطرف ہوئی اور دل گرد سے
تین چار لاکھ فوج کی جمعیت نظر آئی آگے آگے علم کے پھریرہ ہرے پر چھینٹین خون کی پڑی ہوئی سپاہی تلوارین علم کیے ہوئے

پس پشت مڑ مڑ کر دیکھتے ہوئے چار پہلوان مرکبون پر سوار زخم سر بندھے ہوئے تخت پر اک بادشاہ ہمرہ ہین
کو واسطے خبر کے روانہ کیا بعد کچھ دیر کے اُسنے آکر عرض کی کہ کیمخت شاہ شجر برست ہاتھ سے نقابدار گوہرپوش
وشہنشاہ گوہرپوش کے شکست کھا کر بھاگا آتا ہے اسکا لشکر ہے تین روز سے بھاگتے چلے آتے ہین کہین قیام نہین کیا ہے
ادھر امیر کو حال کیمخت کی خبر پہونچی لیکن امیر نام نقابدار سُنکر متعجب تھے کہ یہ کون شخص ہے مگر کیمخت شاہ
نے جو دیکھا کہ یہان بھی لشکر پڑے ہوئے ہین مہتر نعلان سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کس کس کی فوج پڑی ہے
نعلان نے بعد دریافت عرض کیا کہ وہ لشکر جو کوہ کی طرف ہے سرگروہ مسلمانان حمزہ ثانی عالیشان کا ہے اور دوسری
طرف جو شمال کی جانب اُتری ہوئی ہے وہ آپکے دوست صادق یار موافق ملک ارغوان شاہ کی ہے کیمخت شاہ
ڈرا تھا کہ یہان بھی وہی آفت ہے کہ لشکر حمزہ اترا ہوا ہے اس صحرا سے بھی گریز کرنا چاہیے لیکن چونکہ ارغوان شاہ سے اور
کیمخت شاہ سے دوستی تھی یہ حال کیمخت شاہ کا دیکھکر ارغوان شاہ نے اپنے سردارون کو بھیجا کہ جا کر کیمخت شاہ
کو یہان لے آؤ اور کہنا کہ تم کچھ اندیشہ لشکر امیر سے نہ کرو امیر ایک مرد بامروت وحمیت ہین خود دلشکستی نکرینگے
اور اگر خلاف اسکے ہوا تو مین تمھارا شریک ہون بلکہ تم یہ ہزیمت اُٹھاتے ہوئے آتے ہو میرے سردار مقابلہ کرینگے
سرداران ارغوان شاہ مثل قلیوس بابند بالا وقیماس بلند آواز وارجاس مردم در وتمثال مردم در گئے اور
کیمخت شاہ کو بہت تسلی اور دلاسا دیکر لے آئے کیمخت شاہ کی جان مین جان آئی ارغوان شاہ بھی دربارگاہ
تک واسطے استقبال کے آیا تھا لیجا کر کیمخت شاہ کو برابر اپنے تخت پر بٹھایا سرداران زخمی مثل بہرام تیغزن پسر
کیمخت شاہ وقرطاس بن افلاک وبخیل ببر سوار وسنجیل ببر سوار ان سب کے زخمون مین ٹانکے دلوائے
پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین سامان دعوت مہیا ہوا آج کا روز تو سب نے بہ آسایش گذارا جب دوسرا دن ہوا تو
ارغوان شاہ نے حال جنگ کا پوچھا کہ یہ اتنے اتنے بڑے سردار کیونکر زخمی ہوے کیا افتاد پڑی کیمخت شاہ
نے سب سرگذشت بیان کی کہ یکایک پھر جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ
نقابدار گوہرپوش چالیس ہزار سوار سے مرکب کو اڑائے چلا آتا ہے کیمخت شاہ کا دل تھرایا کہا ارغوان شاہ
اسنے بہرام کو زخمی کیا ہے اور چند کس سے اتنی بڑی فوج کو شکست دی ہے لیکن نقابدار نے جو دیکھا کہ لشکر
کیمخت شاہ اُترا ہوا ہے قصد کیا کہ روز خون ماردون ساتھ ہی عیار نقابدار نے کہ اسکے منہ پر بھی نقاب پڑی
ہوئی ہے کان مین نقابدار کے کہا کہ سامنے لشکر امیر بھی کوہ کی طرف اُترا ہوا ہے ایسا نہو کہ یہ فعل اُنکے خلاف مزاج
گذرے ایسی جگہ ٹھہرنا بھی مناسب نہین معلوم ہوتا نقابدار گوہرپوش کو راے عیار کی پسند آئی اور جانب
جنوب مرکب کو اُڑائے مع چالیس ہزار سوار کے نکلا چلا گیا لیکن امیر نے جو نقابدار کو جاتے دیکھا جوش نے
رگون مین جوش مارا فرمایا واللہ یہ نقابدار ضرور کوئی یگانہ ہے بیگانہ نہین معلوم ہوتا عمر ثانی سے کہا کہ جاؤ اور اس نقابدار
سے کہو کہ حمزہ مشتاق ملاقات ہے عمرو نے کہا کہ مین نقابدارون سے بہت ڈرتا ہون جب اُنھون نے برقع
بجیائی اوڑھ لیا اور منہ اپنا چھپا لیا پھر کسی کی مروت مین دیکھ حمزہ یہ نقابدار کبھی تجھسے ملاقات نکرے گا
جواب صاف دیدے گا امیر نے کہا میرے سر کی قسم خواجہ تم ضرور جاؤ اور پیغام میرا نقابدار کو پہونچاؤ عمرو
حسب ارشاد صاحبقران روانہ ہوا جب قریب نقابدار پہونچا سلام کیا نقابدار نے کہا کیا ارادہ ہے عمرو نے پیام
امیر کا بیان کیا کہ نہایت مشتاق ہین ملاقات کے نقابدار نے جواب دیا کہ خواجہ جاؤ ہماری طرف سے امیر کو
تسلیم کہنا اور کہنا کہ میری ملاقات کیا چہرہ میرا آپ دیکھ سکتے ہین اور اب انشاء اللہ جس روز صاحبقرانی

آپ سے لونگا اُسی دن ملاقات بھی کرونگا عمر نے یہ سوچکر اصرار کیا کہ اگر نقابدار چلے گا تو حمزہ خوش ہو کر ضرور
انعام عطا کریگا لیکن نقابدار نے عمرو کی خوشامد پر کچھ اعتنا نہ کی بلکہ تیوریان چڑھا کر کہا کہ خواجہ بس اب چلے
چلے جاؤ اسی مین بہتری ہے عمرو نے کہا اگر مین بغیر آپ کے لیے جاؤنگا تو حمزہ نکال دیگا پھر مین کہان مارا مارا پھرونگا اچھا
آپ ہی نوکر رکھ لیجیے مین حمزہ کے پاس بھی نہ جاؤن نقابدار ہنسا اور کہا او دزد مکار مین تجھے خوب جانتا ہون
تو مجھسے بھی فریب آمیز باتین کرتا ہے تیری کیا خطا ہے جو امیر تجھے نکال دینگے یہ کہکر کب آگے بڑھا یا عمر ساتھ ساتھ
چلا نقابدار نے تیر کمان مین پیوستہ کیا کہ تو بچ جائے گا اب آگے بڑھا تو لاشہ زمین پر پھڑکتا نظر آئے گا اب تو خواجہ
سر پہ پاؤن رکھکے بھاگے نقابدار اُدھر روانہ ہوا عمرو نے خدمت امیر مین آکر عرض کیا کہ حمزہ مین نہ کہتا تھا کہ یہ
نقابدار بڑے بیمروت ہوتے ہین اُسنے جواب صاف دیا کہ مین نہ آؤن گا امیر نے فرمایا تو نے کچھ سازش کری
ہوگی نقابدار سے عمرو نے کہا لیجیے یک نشد دو شد دو ہان وہ تیر مارے دیتا تھا یہان یہ برہم ہوتے ہین کیا حمزہ
وہ کہہ گیا ہے کہ جس دن صاحبقرانی چھینونگا اُس دن ملاقات کرونگا اور میری صورت امیر دیکھ نہین سکتے
پھر اس ملاقات سے کیا فائدہ امیر چپ ہو رہے کہ یکایک اور تتق گرد جانب صحرا سے بلند ہوا پھر ہرکارے
دونون طرف سے واسطے خبر دریافت کرنے کے روانہ ہوئے جب وامق گرد وغبار چاک ہوا اول گرد سے
علمہائے سبز نظر آئے کہ پھریرے پر ہر علم کی تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی ہرکارون نے خبر دی
امیر کو کہ یہ لشکر شہنشاہ گوہر کلاہ کا آتا ہے اور شاہزادہ کیخسرو دلشیان وبدیع الزمان دلاور بھی ہمراہ ہین امیر نے سرداران
کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور شاہان ہفت کشور برائے استقبال گئے آدھر شہنشاہ کو خبر ہوئی کہ اس صحرا
مین لشکر امیر اُترا ہوا ہے یہ بھی اشتیاق قدمبوس مین اپنی فوج کو تیام دیکر طرف لشکر امیر کے روانہ ہوئے راہ مین سرداران
سے ملاقات ہوئی خدمت بابرکت حمزہ صاحبقران ثانی مین حاضر ہوئے لشکر انکا لشکر امیر سے آکر ملحق ہوا اور
کیخسرو شاہ نے حال شہنشاہ گوہر کلاہ کا یعنے راہ مین چھین لینا قید بدیع الزمان کی سب بیان کیا آمدین
شہنشاہ گوہر کلاہ کے شام ہوگئی تھی جب صبح ہوئی بادشاہ اسلام بارگاہ مین آئے امیر دنگل صاحبقرانی پر تمکین
ہوئے سب سردار آ آکر دنگلون کرسیون پر حسب مراتب بیٹھے ذکر بدیع الملک ورستم ثانی کا ہونے لگا
جس وقت دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمون کی جانب چلنے لگے شہنشاہ گوہر کلاہ نے
امیر عالیجاہ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ حضور سے التماس کرنا ہے مگر تنہائی چاہتا ہون فرمایا امیر نے کہ آؤ اور ہاتھ
شہنشاہ کا پکڑے ہوئے اپنے خیمے مین لائے کہ یکایک پھر جانب صحرا سے تتق گرد عظیم بلند ہوا امیر اس طرف
متوجہ ہو گئے ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے امیر بھی ہاتھ شہنشاہ کا پکڑے ہوئے خیمے سے باہر آکے
جانب گرد دیکھنے لگے کہ دیکھا ہوا نے مارا گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا عجب تماشا دیکھا کہ ایک جانب
دو سو علمہائے سبز دوسری جانب نشانہائے سرخ پھریرون پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم امیر نے
متحیر ہو کر شہنشاہ سے کہا کہ آج تو نیا تماشا نظر آتا ہے کبھی یہ دونون رنگ ہمنے متفق نہین دیکھے اسقدر مین ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ یہ دو لشکر متفق ہین ایک شاہزادہ رستم ثانی اور دوسرا بدیع الملک کا ہے آپس مین بالفعل
نہایت اتفاق ہے طرف شہر صندل کے جاتے ہین امیر نے فرمایا الحمد للہ ایسا کبھی والد ماجد کے زمانے مین بھی نہوا
تھا کہ قاسم اور بدیع الزمان مین میل ہوتا لیکن یہ بھی ایک عنایت ایزدی ہے کہ جو مین دیکھ رہا ہون سرداران کو
واسطے استقبال کے روانہ کیا لیکن وہان شاہزادگان والا تبار بدیع الملک ورستم نامدار نے جو یہ سُنا کہ لشکر

امیر باتوقیر کا اترا ہوا ہی بدیع الملک نے رستم ثانی سے کہا کہ امیر سے ملتے چلنا ضرور ہی کیونکہ صاحبقران بہت
پریشان تھے تمہارے واسطے اور میری بھی انھین خبر نہین ملی تھی کیونکہ مین شکار پر سے غائب ہو گیا تھا دام مین اک
ساحرہ کے پھنس گیا تھا رستم ثانی نے کہا آپ جائیے مین نہین اترونگا ان لوگون سے کنارہ کشی ہی بہتر ہی بدیع الملک
نے کہا اے رستم وہ افسر ہم سب کے ہین کسی وقت سرتابی نہ چاہیے وہ خفا رہین یا خوش رہین رستم نے کہا مین ہرگز
نجاؤنگا بدیع الملک نے کہا اچھا بغیر میرے آئے آگے بڑھنے کا قصد بھی نہ کرنا رستم نے کہا ہان یہ ہوسکتا ہی
بدیع الملک نے کہا قسم کھاؤ رستم نے روح علم شاہ کی قسم کھائی اور رو دیا کہ وہ شیر بیشۂ صفدری نہنگ بحر دلاوری
یاد آ گیا تھا بدیع الملک بھی زار زار مثل ابر نوبہار کے گریان ہوے اور رستم کی تشفی کی گلے لگایا کہ بھئی مرضی
خدا مین کیا چارہ ہی وہ ہمارے تمہارے دونون کے بزرگ تھے اور اے رستم تجھ ایسا پوتا انکا موجود ہی اب خدا
نام کو انکے روشن رکھے یہ کہکر رستم سے رخصت ہو کر چلے راہ مین سرداران سے ملاقات ہوئی مالک ثانی نے
ہاشم تیغ زن قہور بن جمہور وغیرہ نے پوچھا کہ رستم ثانی کہان ہین بدیع الملک نے کہا وہ نہ آئینگے جبتک
امیر خود نہ لینے جائینگے مالک وغیرہ افسردہ ہوے کہ ہمارا شہریار جب نہ آیا تو ہم عبث آئے ہمین کوئی استقبال بدیع الملک
کی ضرورت نہ تھی لیکن لندھور ثانی و اراب کشور کشا نورالدہر وغیرہ بہت خوش ہوئے اور ہمراہ اپنے شاہزادے کو
لیے ہوئے خدمت بابرکت صاحبقران ثانی مین حاضر ہوے بدیع الملک تسلیم بجا لائے شہنشاہ گوہر کلاہ کو
پاس امیر باتوقیر کے دیکھا نہایت خوش ہوئے شہنشاہ نے جھک کر سلام کیا امیر نے بدیع الملک کو گلے
سے لگایا مزاج پوچھا بدیع الملک نے شہنشاہ کو گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا امیر نے پوچھا کہ میرا بگڑا ہوا شیر
یعنے رستم ثانی کہان ہی بدیع الملک نے عرض کیا کہ حضور واقعی مین وہ بہت رنجیدہ ہین اور بغیر حضور کے
تکلیف کیے ہوئے نہ آئین گے جب مین نے قسم دے لی ہی کہ یہان سے جانا نہین جب رکے ہین ورنہ یقین ہی
کہ وہ چلے جاتے امیر نے فرمایا واللہ مین ضرور جاؤنگا اور اپنے روٹھے ہوئے کو خود منا کر لاؤنگا یہ فرما کر اسی وقت
اپنے مرکب سہ چشمی پر بیٹھکر طرف خیمہ رستم کے چلے اب کسکی مجال تھی کہ نجاتا تمام سرداران دست راست و دلاوران
دست چپ ہمراہ امیر کے اٹھ کھڑے ہوئے ایرج نوجوان اس عنایت و شفقت پر امیر کے نہایت مسرور
ہوا لیکن جس وقت قریب خیمہ رستم پہونچے دیکھا کہ کوئی برائے استقبال بھی نہین آیا امیر سمجھے کہ رستم بسبب
رنجیدگی کے نہین آیا اور سردارون کو اس بات کا ملال ہوا کہ جب صاحبقران خود تشریف لائے تو پھر اب
یہ بیرخی رستم کی بالکل خلاف تھی مگر دیکھا کہ سامنے سے ہوشیار شاہ اور احساب بن محسوب نمودار ہوے
فضل بن رستم و شبرنگ بن عمر بھی ہمراہ تھے امیر کو سلام کیا پوچھا صاحبقران نے کہ یہ دونون بادشاہ کہان
کے ہین بدیع الملک نے عرض کیا کہ ایک میرا رفیق اور ایک رستم کا رفیق ہی ملک محسوبیہ و ہوشیاریہ کے
حاکم ہین امیر نے شبرنگ سے پوچھا کہ رستم ثانی کہان ہین مزاج کیسا ہی شبرنگ نے عرض کیا کہ جب سے
شاہزادہ بدیع الملک آپ کی خدمت مین روانہ ہوئے اس وقت سے ایک خیمہ تنہا مین بیٹھے رو رہے ہین
کسی کے آنے کی اجازت نہین ہی اسی وجہ سے حضور کی تشریف آوری کی خبر بھی نہ دے سکے امیر نے فرمایا خیر کوئی
مضائقہ نہین وہ فرزند ہمارا ہی یہ کہکر جس خیمہ مین کہ رستم ثانی تھے امیر تشریف لائے دیکھا کہ واقع مین رستم
زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہا ہی آنسو گریبان تک جاری ہین سر زانوے غم پر خم ہی ابتک رستم کو خبر
نہین کہ کون آیا ہی کہ یکایک امیر نے آواز دی کہ کیون اے رستم مزاج کیسا ہی کیا حالت ہی آواز صاحبقران

جو رستم کے گوش زد ہوئی گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے دیکھا کہ امیر دروازہ خیمہ سے چلے آتے ہین بدیع الملک
ساتھ ساتھ ہین تسلیم بجا لائے اور عرض کیا کہ حضور نے کہان تکلیف فرمائی امیر نے ارشاد کیا کہ آپ کو لینے
آیا ہون کیون رستم تم مجھسے خفا تھے کبھی اب رنج وملال اپنے دل سے دور کرو رستم نے ہاتھ باندھ کر عرض
کی کہ کیا مجال ہی میری کہ مین آپ سے رنجیدہ ہون لیکن آنسو آنکھ سے رستم کے نہین تھمتا فرمایا امیر نے
کہ بابا جوش گریہ کا سبب تو بیان کرو رستم ثانی اور زیادہ بیقرار و اشکبار ہوئے کہ تاب کلام نرہی ایرج کا بھی
دل بھر آیا فرزند کو گلے سے لگایا لیکن بدیع الملک نے امیر سے اشک آنکھون مین بھر کر عرض کی کہ حضور
جب یہ میرے ساتھ آپ کی خدمت مین نہ چلے اور مجھے گمان گذرا کہ ایسا نہو بعد میرے جانے کے کہین چلے
جائین تو مین نے انسے روح علم شاہ کی قسم لی اُس وقت سے انکی یہ حالت ہی مین بھی رو دیا کیا امیر نے بھی
نام اپنے بھائی کا سُنکر اک نعرہ آہ کا مارا تصویر علم شاہ کی نظرون مین پھر گئی سب سردار اُس بہادر نامدار کو یاد
کر کے رونے لگے اک کہرام برپا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی اس گھر سے جنازہ نکلکر گیا ہی اور رستم تو پچھاڑین
کھا رہا تھا لیکن بدیع الزمان جہان ایک نعرہ آہ کا نام علم شاہ لیکر مارتے تھے دہان ساتھ ہی نام قاسم کا
بھی زبان پر جاری ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ اہی موت جسکا ایسا بھتیجا شیر جوان دنیا سے اُٹھ جاے وہ ابتک زندہ
بیٹھا رہے پروردگارا حکم کر ملک الموت کو کہ روح میری بھی قبض کرین کہ اب فرقت قاسم کی مجھے شاق ہی کہا تک
بیان کرون اگر یہ حالت شیون وبکا تحریر کی جاے تو اک دفتر عظیم ہوگا الحاصل جب جوش وقت کم ہوا حمزہ
صاحبقران ثانی رستم کو ہمراہ لیے ہوے بارگاہ مین تشریف لائے لشکر آکے انکے فوج امیر سے آکر ملحق ہوے
اب دربار مملو ہو گیا سب سردار اپنے اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہین بادشاہ اسلام تخت شاہی پر جلوہ گر ہین
آج پھر بارگاہ حشامی رونق پر ہی حسب معمول اپنے وقت پر دربار برخاست ہوا سرداران لشکر اسلام اپنے
خیمون مین آئے کھانا نوش کر کر کے آرام کیا جب صبح ہوئی پھر سب ادب سے فریضہ سحری ادا کر کے خدمت
بادشاہ اسلام مین حاضر ہونے لگے بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہی کہ آج مع سب صاحبون کے
جو کوہ سامنے معلوم ہوتا ہی اُسکی سیر کرون امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی بہت مناسب ہی غرضکہ بادشاہ اسلام
مع سرداران عالی مقام کوہ پر تشریف لائے تخت شاہی وسط دامن کوہ پر رکھا گیا اور سرداروں نامدارون کے
دنگل بھی لا لا کر گرد وپیش اپنے اپنے منصب کے موافق بچھائے گئے عجب وقت وعجب سمان تھا کہ اودی اودی
گھٹائین اُٹھ اُٹھ کر ادھر سے اُدھر چلی جاتی ہین تمازت مہر مطلق نہ تھی ہوائے سرد چل رہی تھی طیور صحرائی
کی خوشنوائی غیرت نغمہ بلبل تھی ایک طرف کوڑیالے کی بہار یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوسون تک تختہ سنگ مرمر بچھا ہوا ہی
کہین لالہ کوہی مانند جام شراب ارغوانی اپنی بہار دکھا رہا تھا سب سردار مع امیر نامدار مصروف سیر تھے کہ دیکھا
جانب مغرب کچھ سیاہی معلوم ہوتی ہی سب اُسی طرف نگران تھے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست
مگر گرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ سر گرد برآسمان رسیدہ وپاے گرد در زمین پیچیدہ اب ہر ایک کو اشتیاق ہی کہ یہ
کون آتا ہی یگانون مین سے تو سب موجود ہین لیکن دیکھنا چاہیے کہ بیگانون مین سے یہ کون شخص ہی کسکا لشکر ہی کہ ہوا نے
مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا نمودار ہوا
کہ ہر علم کے پھریرے پر حمد الٰہی وتعریف مسیحائی مرقوم تھی بعد اسکے لشکر فرنگستان غول کے غول غٹ کے غٹ
پرے کے پرے قشون کے قشون باجے بجاتے ہوئے پاؤن قواعد سے اُٹھاتے ہوئے آ کر ایک طرف

جمع ہونے لگے بعد ان سب کے گذر جانے کے دیکھا کہ سقّے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے
چلے آتے ہین پھر جلوس شاہی گذرنے لگا اس طرح پر جیسی ہوا ہے علم بردار چوبدار ایک نقیب نقابت کرتا ہوا ملک
پرسیلیسائے فرنگی تخت پر اور ایک شہریار نامدار مرکب صبا رفتار پر کج بیٹھا ہے آگے آگے تخت کے پہلو مین ایک
طرف شمائل خان بن حدائل خان وقہرمان دیوانہ دوسری جانب کرتوس بن قرہ لوس وفیروزۂ دیوانہ اس
عظمت وشان سے آکر ایک طرف قائم ہوئے بارگاہ پہلے سے برپا ہوچکی تھی بادشاہ مع سردارون کے اترکر
داخل بارگاہ ہوا ادھر ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ یہ لشکر شہریار بن پرسیلیسا کا ہے طرف شہر صندل کے جاتا تھا
آج کے روز یہین مقام ہوگیا امیر نے شہریار کے بانکپن اور وضع کو دیکھا کہ بہت مشابہ ہے سرداران وسعت حیب
سے لیکن آمد مین ان سب کے شام ہوگئی تھی امیر مع بادشاہ اسلام وسرداران ذوالاکرام کے کوہ سے اترکر جانب
بارگاہ چلے ادھر شہریار جو اپنی بارگاہ مین آیا شب تو بہ آسایش بسر کی جب صبح ہوئی اور دربار ملک پرسیلیسائے
فرنگی کا آراستہ ہوا سردار گرد وپیش آکر جمع ہوئے جام بادہ ناب گردش مین آیا شہریار نے چار جام پیے جب دماغ
اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پرسیلیسائے فرنگی کی طرف دیکھکر پکارا کہ اب آگے جانے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ مطلب
امیر سے تھا وہ یہین موجود ہین اور کیمخت سنجر پرست بھی اسی صحرا مین اترا ہوا ہے ارغوان شاہ بھی مع اپنے
پہلوانون کے قیام پذیر ہے اتنا بڑا مجمع ہے اس سے بہتر کونسا وقت مقابلے کا ہوگا بہتر ہے کہ یہین امیر سے فیصلہ
صاحبقرانی کرلون اور جس وقت مین نے امیر کو زیر کرلیا تو سب مطیع میرے ہوجائین گے ملکہ حاجرہ سے
عقد ہوجانا بھی کوئی امر دشوار نہین ہے پرسیلیسائے فرنگی نے کہا بہتر ہے جب لڑنا ہی ہے تو جیسے کل ویسے آج دیر
کرنے سے کیا فائدہ ہے مگر اے فرزند نامدار اے شہریار میرے نزدیک بہتر ومناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کام ان سنجر
پرستون کا تمام کرکہ تیری شوکت وعظمت دل صاحبقران کو اندیشہ مین ڈالے شہریار نے کہا بہت بہتر اور
اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی کہ گوش گردون کر ہوگئے
جگر زمین مین ہول سے تھرتھری پیدا ہوئی ہرکارے یہ خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے اور بعد دعا وثنائے
شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ فوج فرنگستان مین بحکم شہریار طبل بجا ہے امیر نے فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے
یہان بھی بلفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقار خانہ رعد نشان نوازش مین آیا ادھر فوج ارغوان
شاہ ولشکر کیمخت شاہ مین خبر پہونچی یہان بھی طبل بجا کیونکہ اب سرداران زخمی بھی اچھے ہوچکے ہین اور بہرام
کو بھی مقابلہ شہریار کی پھر ہوس ہوئی ہے لیکن کیمخت شاہ اور ارغوان شاہ مین باہم یہ مشورت ہوئی کہ ہمارا
تمہارا لشکر ایک ہوکر لڑے تو بہت خوب ہے غرضکہ ہر چہار طرف طبل بج رہا ہے تمام صحرا کی یہ حالت ہے کہ گونج
رہا ہے جنگل مین منگل کا سمان نظر آتا ہے بہادران نامدار ودلاوران تہور شعار آلات حرب وضرب کو درست کرون کو
چست کر رہے ہین کہ کل روز نام وننگ ہے عرصہ حیات تنگ ہے بموجب شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ہمیشہ نہ کوئی زندہ رہا ہے نہ رہیگا ہر شخص ایک دن موت کی ایذا ضرور سہیگا پھر
چندروزہ کے لیے مرنے سے منہ چھپانا جان بچانا کیا ضرور ہے مگر وہ لوگ کہ جو کم ہمت تھے ایک ایک کے گلے
ملکر روتا تھا منہ آنسوون سے دھوتا تھا کوئی کہتا تھا اس سپہگری کی نوکری سے باز آئے بھئی آب زندہ جہان
زندہ آپ مردہ جہان مردہ ایسی نوکری کو چھوڑو کہین نکل چلو خدا نے پیدا کیا ہے تو رزق بھی ضرور اتارا ہے کوئی اور
پیشہ کرینگے شکم کو بھرینگے جان ہے تو جہان ہے اگر خدانکرسے مارے گئے تو کوئی جلانے تھوڑی آئیگا الغرض

اسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور علامات سحر ظاہر ہونے لگے نظم موافق مقام ہذا

وہ دور دورہ ہوا ختم رات کا ناگاہ
سفیدۂ سحری شرق سے گرا شبخون
عمل اٹھانے لگا اپنا نور روز افزون
طلوع خسرو خاور ہوا جہان افروز
شکست کھا کے چلی فوج تیرگی سوئے غرب
سحر الٹ کے نکل آئی پردۂ شبگون

واقع مین یہ وقت بھی عجب وقت ہوتا وہ ہوا صبح کی خنکی وہ شمعون کا جھلملانا وہ تارون کا ڈوبتے جانا وہ نہالون کا جھومنا وہ نمازیون کا جھک جھک کر سجدہ گاہون کو چومنا وہ سوئی ہوئی آنکھون کا خمار وہ شب کی لٹی ہوئی بہار آسمان پر بہار شفق چاند کا چہرہ فق باغ مین بلبلون کی نغمہ سرائی۔ طائران صحرا کی طرفہ خوش نوائی۔ نظم بہاریہ

زمین سے دور ہی بیگانہ وار چرخ کہن
گلون نے اوس مین اپنے بھگوئے ہین دامن
ثمر مین سینہ کم سن کی طرح گدرائے
نگاہ کہتی ہے پلکون سے چھوڑ دو چلمن
یہ نامیہ کی ہے قوت کہ جلد سے مانند
نکہت نشان ہے غزل خوانی طیور چمن
بہار مین تہین سبزہ میان صحن چمن
زہے بہار اثر جسکا سنگ مین پہونچا
ابھار پر ہے حسینان باغ کا جوبن
کہین جگہ نہین ملتی گلون کی کثرت سے
بدن مین جزو بدن ہو گئے ہین پیراہن
لگا دے آگ نہ گرمی حسن اس ڈر سے
عقیق تک شجری ہو گیا میان یمن
نظر کا خوف جو افزائش بہار سے ہے
چلا ہے عکس شفق بنکے سوئے چرخ کہن
یہ سب تو خیر مگر زخم عشق پر دل مین

کہانتک تعریف بہار سحر ہو سکے اب وہ وقت ہے کہ لشکر اسلام مین ہر طرف نعرہ اللہ اکبر بلند ہے دل ہر عارف کا خوف معبود دین ورد مند ہے ادھر شجر پرست اپنے طور پر صنم پرست اپنے طریقہ پکارے اپنے مذہب کے موافق مصروف پرستش ہین لیکایک میدان کارزار مین آمد لشکرون کی شروع ہوئی لشکر ارغوان شاہ ایک طرف اس عنوان سے کہ تخت پر ارغوان شاہ و سوار گرد و پیش اپنے اپنے منصب کے موافق سرداران نامی و گرامی مرکبون کی ہیچنیان چتونون کا بانکپن دکھاتے ہوئے آگے تخت کے قیلوس بلند بالا داہنے جانب ارجاس فردم در بائین جانب تمثال فردم در قیماس بلند آواز لشکر کا انتظام کرتا ہوا پرے جماتا ہوا برابر اس لشکر کے شہنشاہ شجر پرست کا اس طرح آگے آگے تخت شاہی کے بہرام تیغ زن لیسر تیمخت شاہ میمنہ فوج پر تجمل ببر سوار میسرہ پر سنجیل ببر سوار قلب و جناح فوج کا بہرام افسر ساقہ و کمینگاہ قرطاس بن افلاک کے حوالے اس عظمت و شان سے نمودار ہوئے ادھر لشکر اسلام کی صفین آراستہ ہونے لگین داہنے جانب فوج لندھور بعد اسکے لشکر بدیع الملک پھر لشکر نور الدہر سپاہ بدیع الزمان و داراب کشور کشا وغیرہ بائین جانب فوج مالک سپاہ رستم ثانی لشکر ایرج نوجوان گروہ قمہور دیو پیر ور و دیگر سرداران نامی و گرامی دونون پھریرے سبز و سرخ ہوا سے اڑتے ہوئے اک عجب سمان دکھاتے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک طرف باغ شمشاد لگا ہوا ہے اور دوسری جانب نخلستان چنار ہے سب سردار اپنے اپنے لشکر سے دس دس قدم آگے بمرتبہ افسری قائم ہوئے صدر مین تخت شاہی چالیس قدم آگے بمرتبہ صاحبقرانی جناب حمزۂ ثانی مرکب سمند پر سوار مقبول بن مقبل جلو مین عمر ثانی رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ دھرے ہوئے سر پر علم اژدہا پیکر کھلا ہوا پھر سرے سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا بلند کہ دیکھا سامنے سے فوج پر سلیبا سے فرنگی نمودار ہوئی اس عنوان سے کہ صدر مین تخت شاہی قائم ہوا داہنے جانب تخت کے فیروزہ دیوانہ و فرمان دیوانہ بائین جانب شمائل خان بن جذائل خان ہندی و کرتوس بن قرہ لوس تیغ زن آگے آگے تخت کے داہنا پہلو دبائے تیس قدم آگے شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار خود سر پر کج رکھا ہوا خود مرکب پر ترچھا بیٹھا ہوا ایر رگا ہوا آ کر قائم ہوا امیر نے بغور سراپا سے شہریار پر نظر کی

کہ عجب آن بان کا جوان ہی خدا کی شان ہی سینہ چوڑا بازو بھرے بھرے شانے گول لیکن جس وقت ہر لشکر کی صفین آراستہ ہو چکین علمدار نکل نکل کر بلندی و پستی زمین کی درستی بقصد تیز دستی کرنے لگے آن واحد مین زمین کو ہموار کر کے مانند آئینہ کے کر دیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیبان بلند آواز نے صدا سنائی کہ اے بہادران تہور شعار و اے دلاوران نامدار یہان روز اظہار مردمی و مردانگی یہی ہی کہ تمام عالم جمع ہی کون اپنے آبا و اجداد کا نام روشن کرتا ہی اور نام رستم و سام کو صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹاتا ہی ایک روز مرنا ضرور ہی یا آج یا کل لیکن تلوار کی موت نام ہی کہ مردون کا یہی کام ہی شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ✝ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ✝ بس جس وقت کہ نقیب نہیب دیکر نکل گئے ہر بہادر و دلاور کی رگون مین خون نے جوش مارا ولولہ شجاعت دونا ہو گیا اول قصد میدان کیا اس شخص نے کہ نام جسکا قرطاس بن افلاک ہی سامنے تخت کیمخت شاہ کے آیا اور اجازت میدان چاہی کیمخت شاہ نے کہا جوا لے کیا تجکو خداوند نخل سرسبز کے جا تجکو خداوند سرسبز کرے قرطاس نے سلام کیا اور بارہ گام مرکب پر بیٹھکر میدان کارزار کا رخ کیا اب سب نگران ہین کہ دیکھیے کسے للکارتا ہی کسے ٹوکتا ہی لیکن قرطاس نے میدان مین آکر خوب سلاح شوری کی سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جس وقت خوب عرق عرق ہو گیا قائم کر کے مرکب کو دم آراستہ کیا اور للکارا کہ باش اے گروہ نصاری جسکو تمنا ہے مرگ اور آرزو ہے قضا ہو نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ شیر بیشہ ہندستان یعنے شمائل خان بن جزائل خان نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت ملکاب سر سیاسے فرنگی کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جوا لے کیا تجکو مسیح گردون سر کے شمائل خان نے سلام کر کے باگ مرکب کی پھیر کر میدان مین آیا اول اگاڑی چلے کہ مرکب برابر سے بہم ہوئے قرطاس نے جھپٹ کر نیزہ مارا شمائل خان نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی دو سو طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ اک مقام پر شمائل خان نے نیزے کو نیزے پر مارا اور مثل کاکل محبوبان کے پیچیدہ کر کے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قرطاس کے نکل گیا زمانہ نگاہون مین تیرہ و تار ہو گیا قرطاس نے جھپٹ کر آرا بے پر سے گرز لیا اور سر پر چرخ دیتا ہوا خبردار خبردار کہتا دوڑا جب قریب پہونچا سر شمائل خان پر وار کیا شمائل خان نے وار گرز کا جو بدست پر زور کا او رخبردار خبردار کہا اپنا وار کیا قرطاس نے بھی گرز کو بلند کیا لیکن چوب شمائل خان کی جو گرز پر پڑی ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تمام صحرا گونج اٹھا گھوڑا قرطاس کا زمین مین سما گیا تیغ گرد و غبار بلند ہوا نعرہ کیا شمائل خان نے کہ زدم و پست کردم لو خبر اس شجر پرست کی کہ گل مراد اسکا پژمردہ ہو گیا نخل حیات پر خزان آئی عیار جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر غبار کے در آیا پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ قرطاس کے ہر بن مو و سر مو سے پسینہ جاری ہی غشی طاری ہی عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا کہ قرطاس کو ہوش آیا چاہا مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا تو مرکب گلی تھا بس وہین سے کود کر گرز کو تو ہاتھ سے پھینک دیا کھینچ کر تیغ آبدار للکارا کہ او ہندی غضب کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مار ڈالا کب چھوڑتا ہون تیرے بھی مرکب کو شمائل خان نے دیکھا کہ یہ مرکب کو بڑی کیا چاہتا ہی کود پڑون گھوڑے سے قرطاس نے جھپٹ کر وار تیغہ آبدار کا کیا شمائل خان نے یہ سمجھکر کہ یہ بجز گم کشتی آتا ہی سپر تلوار ہاتھ سے پھینک دی تھی لیکن اب جو تلوار فولادی پہلوان کی خود پر پڑتی ہی بھلا ایک خود سے کب رکتی ہی خود آہن کو مانند کلاہ کاغذی کے کاٹتی ہوئی سر پر پہونچی اسنے جھٹکا [illegible] تا دو ابرو آ[illegible] شمائل خان نے وا اسفلاہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی شمائل خان پر غشی طاری ہوئی طاقت سنبھلنے کی

نرہی قرطاس یہ سوچا کہ اگر اسے قتل کرتا ہون تو جنگ مغلوبہ ہو جائیگی اس سے بہتر ہی کہ شان مردمی بھی دکھاؤ آواز دی
کہ لیجاؤ اس زخمی کو اب ایسے بودے سردار کو نہ بھیجنا لیکن یہ صدا جو کان مین لندھاوا بن لندھور کے پہونچی رنگ
رو متغیر ہو گیا قصد نکلنے کا کیا حسب اتفاق نظر صاحبقران ثانی کے لندھاوا پر پڑی فرمایا کیون کیا ارادہ ہی لندھاوا
نے عرض کی کہ آپ دیکھتے ہین کہ کیا کلمات لاطائل یہ نامرد اپنی زبان پر جاری کر رہا ہی اسنے شمائل خان کو نہین کہا
بلکہ ہمین کہا کیونکہ ہم اور وہ کہین جدا ہین گو اس وقت شمائل خان گمراہ ہی لیکن ہمارے ہی گوشت پوست سے
تو اسکا گوشت پوست بھی ہی ہم اسے جیسی چاہے ذلت دین لیکن بمقابل دوسرون کے تھوڑی توہین اسکی گوارا
ہوگی کیونکہ جب باپ نے اسکے یعنی جندائیل خان نے زیادہ بے ترکیبیان کرنا شروع کین تو پدر بزرگوار یعنی لندھور
نامدار نے اسکو مع فیل اٹھا کر مارا کہ بخش زمین ہو گیا ہم بھی خود اسے سزا دینگے اگر راہ راست پر نہ آیا دوسرون کا
کہنا کیونکر گوارا ہو سکتا ہی یہ کہکر مرکب کو نکالا چاہتا تھا کہ جا کر قرطاس سے مقابلہ کرون کہ صاحبقران نے اپنے
سر کی قسم دیکر روکا اور فرمایا کہ ای لندھاوا مقابلہ رو برو سے ہی تمھین مناسب نہین ہی کہ نکلو لندھاوا ہونٹ کاٹ کر
رہگیا ادب صاحبقران سے عزم اپنا فسخ کیا لیکن لوگ فوج شہریار کی آکر شمائل خان کو لے گئے شام ہو چکی تھی
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر گئے ادھر شہریار نامدار ادھر بہرام تیغزن باہم چشمکین کرکے رہگئے
کہ وقت مقابلہ کا باقی تھا کمبخت شاہ قرطاس پر سے زر نثار کرتا ہوا پھرا امیر بھی اپنے لشکر کو لیکر واپس
آئے شہریار کے تیور اور بانکپن کی تعریف کرتے ہوئے کہ گو خود مقابلے کو نہ نکلا تھا مگر عزم جنگ اسکا چہرے
سے ہویدا نگاہون سے پیدا تھا ادھر شہریار شمائل خان کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اتاری لباس
بزم پہنا شمائل خان کے زخم سر مین ٹانکے اپنے ہاتھ سے لگا کے پٹی مرہم کی چڑھائی اور اسی طیش مین حکم دیا کہ
بجے طبل جنگی حسب الحکم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبرین لیکر روانہ ہوئے
ان لشکرون مین بھی پھر کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف
ہوا اور خانہ شب سے صبح بر آمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے بہادرون نے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ
کرکے رخ میدان کارزار کا کیا آفتاب نکلتے نکلتے سب فوجین میدان مین صف آرا ہو گئین اس صحرا مین کہ جہان
پرسون شکل انسان نظر نہ آتی تھی آج انبوہ کے انبوہ پرے کے پرے قشون کے قشون غول کے غول
غٹ کے غٹ جمع ہین امیر کشور گیر صاحب چہار شمشیر زیب و زینت صاحبقرانی جناب حمزۂ ثانی کو بھی شہریار
کے مقابلے کا نہایت اشتیاق ہی سب لشکرون سے پہلے لشکر اسلام میدان مین صف آرا ہو گیا ہی کہ دیکھا
سامنے سے فوج شہریار نمودار ہوئی اور شہریار مرکب پر سوار برچھا اڑاتا اعیال مرکب پر رکھا ہوا مرکب شوخیان
کرتا ہوا آکر میدان مین قائم ہوا بہرام تیغزن سے آنکھ لی قصد کیا بہرام نے کہ نکلون مگر قرطاس اجل رسیدہ کہ پیمانہ
عمر اسکا لبریز ہو چکا ہی جام زندگی بھر چکا ہی اس تیزی کے ساتھ صف سے نکلا بہرام کے دل کی ہوس دل ہی مین رہ گئی
اور قرطاس اجازت حرب و پیکار لیکر میدان مین آگیا پکارا کہ او فرنگی بچے کیا تو اپنے ایسے ویسے سردارون کو بھیجکر
انکی جان مفت تلف و برباد کراتا ہی آپ کبتک جان چھپائے بیٹھا رہے گا انجام کار تجھے بھی لڑنا پڑے گا
یا چھپ کر بھاگنا پڑے گا بس یہ سننا تھا کہ آتش قہر و غضب بھڑکی بھلا شہریار سا بہادر دلاور ایسے کلمے کہان
سن سکتا ہی اسی وقت گڑگڑا کر پورا باگ کا لیا بادشاہ سے اجازت تک نہ لی آتے ہی تگاور زن ہوا کہ قرطاس
کو گرد برد کر دیا امیر اسکی اس ہماہمی پر وجد کرنے لگے لیکن قرطاس نے مرکب کو پھیر کر پھر سامنا کیا اور

وار نیزہ خونخوار کا کیا شہریار نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعن چلنے کی نوبت بھی نہ آئی وہین سے پیچیدہ کر کے
جھٹکا مارا کہ تین جگہ سے نیزہ اسکا ٹوٹ گیا ہر چہار طرف سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی قرطاس نے نہایت خفیف
ہو کر گرز کا وار کیا شہریار نے کلہ گرز پر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ گرز چھین کر پھینک دیا شاہزادہ ایرج نوجوان
اس ولولہ پر پھڑک گیا لیکن دیکھا امیر نے کہ رستم ثانی کے تیور بدہین ہر بار قصد کرتا ہی کہ جا پڑون اور کہون
کہ اگر تو گرز مارے تو مین تیز گرز یون ہی ہاتھ مروڑ کر چھین لون لیکن ایرج ہر بار روکتا ہی کہ ای فرزند دیکھا جائیگا
جلدی کسی کام مین اچھی نہین ہوتی دوسرے صاحبقران کے خلاف گذرے گا رستم نے کہا ای پدر بزرگوار آپ
دیکھتے ہین کہ یہ فرنگی بچہ ہر بار پلٹ کر میری طرف دیکھتا ہی ایرج نے کہا کہ اگر وہ ٹوکے تو نکل کھڑے ہونا
پھر کوئی نہ روکے گا لیکن ادھر قرطاس نے آواز دی کہ او فرنگی بڑا تو شہزور معلوم ہوتا ہی کہ اس طرح گرز میرا چھین لیا
اور سامنے مردان عالم کے مجھکو ذلیل کیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی
راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر لپیٹ کر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا شہریار نے آتی تلوار خیال
مین کر کے دھار کو بچا کر نہ دست پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ قرطاس اوندھے منھ عیال مرکب پر آ رہا گھوڑے
لنگرون کی تاب نہ لائے بیٹھ بیٹھ گئے قرطاس سنبھلکر گھوڑے سے کود پڑا شہریار بھی مرکب سے اترا گریبانون
مین ہاتھ پڑ گئے زور کشمکش کے ہونے لگے سردار گھوڑے بڑھا بڑھا کر قریب آ گئے کشتی کا تماشا دیکھنے
لگے پہر بھر کامل کشتی رہی قرطاس نے بھی آج جان لڑا دی ہی کوئی دو گھڑی دن باقی ہوگا کہ شہریار نے لنگر
قرطاس کا توڑ کر سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کہا کیا کہتا ہی دین نصاری کے بارے مین قرطاس نے
کہا ہزار جانین ہون تو نام پر خداوند نخل سر سبد کے نثار ہین اگر تو مجھکو مار ڈالیگا تو ابکی خداوند مجھی
ایسا شہزور پیدا کرے گا کہ مین تیری ہڈیان پسلیان چور کر دونگا یہ سنکر شہریار کو نہایت غصہ آیا اہل اسلام
اسکی لاطائل تقریر پر ہنس پڑے بس شہریار نے ایک پاؤن اسکا ہاتھ مین تھاما اور دوسرا پاؤن اپنے پاؤن
سے دبا کر جو جھٹکا مارا قرطاس کو مانند کاغذ بوسیدہ کے چیر کر پھینک دیا دلاوران لشکر ارغوان شاہ و مجاہدان
لشکر اسلام وجد کرنے لگے پرسیباسے فرنگی تخت پر اچھل پڑا ہر طرف سے شور تحسین و آفرین بلند ہوا
شہریار اسکو مار کر بہرام تیغ زن سے آنکھ ملاتا ہوا پلٹا کیخسرت شاہ ٹھہر گیا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون
لشکر میدان سے پھرے امیر عالی مقام شہریار کے ولولون کی تعریف کرتے ہوئے اپنی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے
شجر پرست لاش قرطاس کی لیکر روتے پیٹتے ہوئے پلٹے اسکو جلایا جو نکا ملک پرسیباسے فرنگی شہریار
پر سے زرنثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا دنگل شوکت پر متمکن ہوا ساقیان
سیمین ساق صراحی جواہر نگار و جام مرصع کار لیے ہوئے حاضر ہوئے پیمانہ کا دور ہوا طائفے حاضر ہو کر مجرا کرنے لگے
کیسی خوشی ہی کہ شہریار نے اتنے بڑے پہلوان کو اتنے عرصے مین زیر کر کے یون چیر کر پھینک دیا شمائل خان
تو زور بازو پر نثار ہو رہا ہی فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ و کولوس بن قربوس ہاتھ چوم رہے ہین تعریفین ہو رہی ہین
لیکن جس وقت شہریار نے دو تین جام پیے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسی وقت
کوس حربی نوازش مین آیا زمین ہلی آسمان تھرایا ہرکارون نے لشکرون مین ہر چہار طرف مثل کیخسرت شاہ و ارغوان
شاہ و سعد بن قباد عالی جاہ کی بارگاہ مین خبر پہونچائی یہان بھی طبل بجے تیاری حرب و پیکار ہونے لگی طلایہ کا
گشت پھرنے لگا ہر طرف ہوشیار و بیدار باش کی صدا بلند ہوئی جوانان آزمودہ کار اول شب سو رہے آخر شب

سے اُٹھ کر صلح سنجوگ درست کرکے کمر دن کو چست کرکے عازم میدان کارزار ہو کر بیٹھے کہ یکایک سپیدۂ سحری
چرخ پر نمودار ہوا انجام عالم مطلع انوار ہوا لشکر اسلام کے نمازی نمازین پڑھ پڑھ کر عازم میدان قتال و
جدال ہوئے ہنوز روشنی نیر اعظم بام فلک سے اتر کر روے زمین پر پہونچی تھی کہ تینون لشکر انبوہ انبوہ گروہ
گروہ کرکے میدان حرب و ضرب مین پہونچ گئے صفین آراستہ ہوگئین ہر ایک کو اشتیاق ہی کہ دیکھیے
آج کس سے مقابلہ ہوتا ہی کہ یکایک سنجیل بہرسوار اپنے شبرنگ کو بڑھا کر سامنے تخت کیمخت شاہ کے آیا اجازت
میدان چاہی کہا جا تجھے بھی سپرد کیا خداوند نقل ہمر سپاہ کے سنجیل سلام کرکے بار دگر پشت مرکب پر بیٹھ کر میدان مین
آیا بعد صلح شوری آواز دی کہ اے شہریار آ یہی گو ہر اور یہی میدان ہی ادھر شہریار گھوڑا اڑا کر سامنے تخت پر سیپاے
فرنگی کے آیا اجازت حرب چاہی پر سیپاے فرنگی نے آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور کہا اے فرزند
ہواے کیا تجھکو خداے الہ اور مسیح عالی جاہ کے شہریار سلام کرکے پشت مرکب پر بیٹھ کر میدان مین آیا اور
پکارا او سنجیل تو کیون آیا نہین دیکھا تو نے کہ قرطاس کس طرح زیر ہو کر مارا گیا سنجیل نے کہا مین قرطاس
نہین ہون شہریار نے کہا اگر تو یہ گھمنڈ کرتا ہی تو اگر اس سے زیادہ ذلیل کرکے تجھے نہ مارا تو نام اپنا شہریار
نہ پایا لا ضرب بہادری کی یہ سنکر سنجیل نے ارہ پشت نہنگ کا وار سر شہریار پر کیا شہریار نے ارہ کو تیغ سے
قلم کیا وہ آدھا ٹکڑا جو ہاتھ مین سنجیل کے باقی رہگیا تھا کھینچ مارا شہریار نے اُسے بھی رد کیا سنجیل نے تیغ آبدار
نیام سے کھینچکر لپٹ کر ہاتھ مارا شہریار نے دھار تلوار کی بچا کر بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا کہ سنجیل آگے کو
جھکا بس دوسرا ہاتھ بند کمر مین ڈالکر زین سے اُٹھا لیا اور کہا کیا کہتا ہی شناخت دین نصاری مین اپنے انکار کیا
شہریار نے اسے اچھال دیا کہ گیارہ ہاتھ بلند ہوا گرتے وقت جو رنگ ہوائی کا ٹا یہ دیکھتا تھا کہ تنجیل ہرسوار
برادر سنجیل کو تاب نرہی وہین سے تلوار کھینچکر جھپٹا اور پکارا غضب کیا تو نے کہ ایسے شیر میدان کارزار کو
یون مارا لیکن کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر قریب شہریار پہونچ تیغ مارا شہریار نے وار اسکا
رد کرکے آواز دی شعر تو ضرب بے زدی ضرب ما نوش کن ۞ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۞ باش خبردار و ہشیار ہو
یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہ کہکر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تنجیل نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا لیکن تلوار
مانند برق چمکی سپر کو مانند گردۂ نان کے دو کرتی ہوئی پہنچا نہ خود سے مثل قطرۂ آب گذرتی ہوئی خود و دو پلغہ عرق چین
زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی زین تک پہونچی زین سے زمین پر پہونچی مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے تنجیل
کا مارا جانا تھا کہ شہر برستون کے ہاتھ پاؤن مین مثل بید کے تھرتھری پڑ گئی کیمخت شاہ طبل بازگشت بجوا کر
میدان سے پھر گیا ادھر لشکر ارغوان شاہ پلٹا ادھر لشکر اسلام اپنی فرودگاہ پر آیا شہریار اپنی بارگاہ مین داخل
ہوا پر سیپاے فرنگی نے کہا کہ کل بہرام اپنی تیغ پاک ہو جاے تو بس حمزہ سے صاحبقرانی کا فیصلہ
بھی کر لینا چاہیے شہریار نے کہا [illegible] وقت ملکہ جاجرہ دختر امیر کی محبت نہایت مشتاق ہی یہ کہکر
یاد ملکہ مین رونے لگا پر سیپاے فرنگی نے اسکا دل بہلنے کے واسطے ایک آدھ طائفہ کو حکم دیا صحبت
رقص و غنا گرم ہوئی اسی ہنگام مین خبر پہونچی کہ آج بہرام تیغزن نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی اُسکا
ارادہ ہی کہ کل خود مقابلہ کرے شہریار نے کہا ہم خود چاہتے ہین کہ جلد فیصلہ ہو جاے کہدو کہ ہمارے یہان بھی
طبل جنگ بے درنگ بجے یہان کوس حمزہ نوازش مین آیا لشکر اسلام مین بھی نقارے گڑگڑانے
ہموجب شعر نقارہ آواز آمد برون ۞ کہ گردون دون است گردون دون ۞ پھر تمام رات تیاری جنگ

مین ابھی صبح کی اور آثار سحر نمودار ہوئے　نظم
لگے ہونے نظرون سے تارے نہان
چھپے نور مین جادۂ کہکشان
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
رخ شمع مائل بزردی ہوا
لباس فلک لاجوردی ہوا
مسیحا نفس تھی نسیم روان
اٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

غرضکہ ہر شخص اپنے مذہب و آئین کے موافق عبادت پروردگار سے فراغت کرکے عازم میدان کارزار ہوا ایک طرف سے فرنگیون کے غول باجے بجاتے ہوئے قواعد سے قدم اٹھاتے ہوئے آکر میدان کارزار مین صف آرا ہونے لگے ایک جانب لشکر ارغوان شاہ پرے کے پرے علما سے سرخ کو جلوہ ملتا ہوا عجب شان و شوکت سے آکر صفوف آرائے میدان قتال ہوئی ایک سمت لشکر شہر پرستان پر پژمردگی چہرون سے عیان دشت کارزار مین صف بندیان کرنے لگے ادھر لشکر اسلام گروہ گروہ چلا آتا ہی آن آن مین تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا آج صاحبقران کو بہت بڑا اشتیاق ہی کہ دیکھا چاہیے بہرام اور شہریار سے کیسی ٹھہرتی ہی کیونکہ سنا ہی بہرام بھی زبردستان روزگار سے ہی لیکن شب کو ارغوان شاہ نے کیمخت شاہ سے کہلا بھیجا تھا کہ بہت صدمہ ہوا تمہارے سردارون کے مارے جانے کا اور شہریار نہایت زبردست روزگار معلوم ہوتا ہی اگر تمہاری رائے ہو تو میرے تمہارے کچھ غیریت نہین ہی یہ لشکر بھی تمہارا ہی کل کے روز قیلوس بلند بالا اس سے مقابلہ کرے کہ اسکو بھی نہایت ولولہ ہی شہریار سے مقابلہ کا کیمخت شاہ نے کہا آپکو اختیار ہی آج کے روز ارغوان شاہ اور کیمخت شاہ ایک ہی تخت پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آئے ہین تخت کے داہنے جانب فوج کیمخت شاہ ہی اور بائین سمت لشکر ارغوان شاہ یہ لوگ اپنی قوت دونی کرکے میدان مین آئے ہین غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلچہ کا رہنما رفتارون سے نکل کر میدان مین آتے اور میدان کارزار کی درستی بعد تیز دستی کرنے لگے ان راہون میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کردیا نقیبان نے بلند آواز سے سرود مستانہ چھیڑ کر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کیے۔ اشعار

نخل ماتم ہی ہر شجر اسکا
پھول کھلا کر ہنسا سحر کو جو گل
جنکا مشہور ہی جہان مین ستم
ابھی دولھا بنے ہوئے تھے جو کل
کہ اٹھائے گئے انھین کے پھول
جو بہار آج ہی خزان ہی وہ کل
شام تک ہو گیا چراغ کا گل
سہرہ پھرتا تھا چتر پہنے تھے تاج
انکے ہمخواب ہی عروس اجل
رہتے تھے جو غبار و گرد سے پاک
کہ ہی عبرت کی جا [illegible]
کتنے ہی باغ ہوگئے جنگل
خاک مین مل گئے سکندر و جم
شامیانہ نہین ہی قبہ پہ آج
ابھی جنکے کھلے نہین تھے پھول
جسم انھین کے ہین اور بستر خاک

کرٹ کیٹون نے کرٹا کہا کہ۔ رومی مصری کیا دری کہرانی سب جوان ۞ آج ڈٹ کر رن بیچ خوب کرو گھمسان ۞ جو تلوارون کے منہ پر جھکے تو شہید کہلاتے ۞ جو جنگ مین جیتا بچے وہ غازی کہا جاتے ۞ شعر بیاہ لاؤ عروس موت کو ۞ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ۞ غرض ایسے سرون مین یہ اشعار آبدار نقیبون کی زبانون پر جاری ہوتے کہ تمام صحرا مین ایک سناٹا پڑ گیا ہر شخص کی آنکھ سے اشک جاری تھے بہادرون کو ولولۂ جنگ نامرد جان سے تنگ اسی عالم مین مرکب اپنا قیلوس بلند بالا نے پرے سے نکالا اور سامنے تخت ارغوان شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی لیکن یہ امر بہرام کے خلاف گذرا کہ طبل مین اپنے نام پر بجوا چکا ہون اور لڑنے یہ نکل کھڑا ہوا لوگ مجھ پر طعنہ زن ہونگے اور حریف بھی بودا سمجھے گا پکار کر آواز دی کہ اے قیلوس تو نے اچھا نہ کیا جو صف سے نکلا کیا تجھے خبر نہ تھی کہ مین نے طبل اپنے نام پر بجوایا ہی قیلوس نے کہا انہین کوئی طعنہ زن

نہین ہو سکتا کیونکہ صرف آپہی کے لشکر مین طبل نہین بجا ہی بلکہ ہر لشکر مین طبل بجا ہی ہر شخص میدان مین نکل سکتا ہی
دوسرے آپ ہی نے کیون نہ جلدی کی مجھسے پیشتر نکل کھڑے ہوتے اور اب تو مین نکل چکا کیخت شاہ کو
خود یہ منظور تھا کہ کسی طرح بہرام نہ مقابلے کو جاے ایسا نہو کہ ہاتھ سے شہریار کے مارا جائے اور چراغ سلطنت گل ہو جائے
تو اور بھی غضب ہو کیونکہ وہ اپنے ایسے سرداروں کو اس ذلت و خواری سے مار چکا ہی کہ جنکا زیر ہونا ممکن نہ تھا
بہرام کو آواز دی کہ اے فرزند اسی کو جانے دو دوست کی خاطر شکنی کرنا نہ چاہیے وہ تمھاری ہی طرف سے تو جاتا ہی
بہرام چپ ہو رہا لیکن قیلوس بلند بالا کہ قد اُسکا گیارہ انچ کا ہی اسی سے اُسکو بلند بالا کا خطاب ملا ہی اجازت
حرب لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا اس زور شور سے دیکھا کہ دشت کارزار تھرایا خوب پسینہ مین غرق
ہو گیا ٹھہر کر ایک مقام ہر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے گروہ نصاری خبردار و ہوشیار باشید کہ منم
قیلوس بلند بالا جسکو تمنا ہے مرگ اور آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سننا تھا کہ کرتوس
بن قرطوس نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بسیپا کے آیا پیادہ ہو کر اجازت میدان
مانگی بسیپا سے فرنگی نے کہا جا تجھکو سپرد کیا پروردگار جہان اور مسیح دوران کے کرتوس بار دگر مرکب پر
بیٹھکر میدان مین آیا قیلوس نے جو کرتوس کو آتے دیکھا مرکب اپنا بعزم جنگآوری جولان کیا اُدھر کرتوس
نے سپر ہاتھ مین سنبھالی اور باگ توسن برق رفتار کی لی یہ معلوم ہوا کہ دو ٹکڑے ابر آکر مل گئے بلکہ دو کوہ گران ٹکرا گئے
کہ سپر سے سپر سینہ سے سینہ مل گیا تڑاقے کی صدا سپرون سے بلند ہوئی مرکب کرتوس کا سات قدم اور گھوڑا قیلوس
کا پانچ قدم پیچھے ہٹا کرتوس نے جھپٹ کر نیزہ مارا قیلوس نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ
معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ آپس مین گتھ گئے طعنین چلتے چلتے کوئی اسی یا پچاسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ قیلوس
نے نیزہ کرتوس کا ہوائی کیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا کرتوس نے زین سے تبر اپنا نکالا اور آواز
دی کہ غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے ہوائی کیا خیر کہان جاے گا بچکر نیزہ بازی خلال بازی تیر بازی راست بازی
کہ جس سے نخل حیات پر خزان آتی ہی یہ کہکر خبردار خبردار کہکر وار تبر کا کیا قیلوس نے برابر اُٹھا کر سپر کو چہرہ
کی پناہ کیا یہ تبر بھی ساڑھے چار سو من کا ہی چار انگل سپر کٹی لیکن قیلوس کو کوئی گزند نہ پہونچا بس وار اُسکا
رد کرکے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کرتوس نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغہ قیلوس کا
جو پڑتا ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوے خود پر پہونچا ہوگا کہ جھٹکا مارا قیلوس نے تا دو ابرو آ گیا و مستانہ مارا کرتوس نے
تیغہ تو بمشکل سر سے نکالا چادر خون کی سر سے پاؤن تک آئی غشی طاری ہوئی نعرہ کیا قیلوس نے کہ لے جاؤ اس زخمی کو
اور بھیجو کسی اور اجل رسیدہ کو یہ سننا تھا کہ قہرمان دیوانہ شہریار سے رخصت طلب کرکے میدان مین آیا کرتوس
کو علیحدہ کرکے آپ سامنا کیا قیلوس پکارا او دیوانے کیا تیری بھی اجل آئی ہی لا ضرب بہادری کے قہرمان
پکارا کہ بڑا گھمنڈ ہی تجھکو اپنی سپہگری کا زخمی ہو جانے سے کوئی طاقت و جرأت بہادر کی نہین جاتی رہتی جو تو طعن
کرتا ہی کرتوس پر بس خبردار و ہوشیار رہنا یہ کہکر چوب دست گران سنگ ماری قیلوس نے اُٹھا کر سپر کو چہرے
کی پناہ کیا لیکن چوب کے پڑتے ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل کر گیا تا تق گرد و غبار بلند ہوا جسکو زمین
پامول سے شق ہو گیا مرکب قیلوس کا گھٹنون تک زمین مین سما گیا دیوانے نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم لیکن
قیلوس بلاے بے درمان آفت جہان ہی فوراً اُسنے مرکب کو زمین سے نکالا اور گرد سے باہر آ کر گرز مارا
دیوانے نے چوب بلند کی لیکن گرز جو پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا مرکب نے دیوانے کے ایک

الپ چیخ ماری اور کمر مرکب کی شکستہ ہوئی تق گرد بلند ہوا اور گرز جو پڑا تو ہاتھ دونون قہرمان کے تھرائے گرز چوب سے
اُچٹ کر شانے پر پڑا کہ شانہ دیوانے کا نشانہ ہوا ضرب شدید پہونچی بیہوش ہوگیا آواز دی قیلوس نے کہ زدم و لیست
کردم تو خبر اسکی عیار قہرمان کا جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مارکر اندر گرد کے آیا تو قہرمان کو بیہوش پایا پانی منھ پر
چھڑکنے لگا لیکن اُدھر فیروزہ دیوانہ ایک قیق مار کر دوڑا کہ او قیلوس غضب کیا تو نے کہ میرے ہمجنس کا
یہ حال کیا کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے اُدھر عیار قہرمان کو میدان سے اٹھا پر لادکر لشکر کے سمت
لیگیا علاج اُسکا ہونے لگا لیکن فیروزہ نے قریب پہونچتے ہی زنجیر ماری قیلوس نے وار اسکا رد کرکے ہاتھ
تلوار کا مارا کہ فیروزہ بھی زخمی ہوا اور پھر نعرہ کیا اُسنے کہ او شہریار کیا گھڑا تماشا دیکھ رہا ہی اور ان بیچارون کو زخمی
کرا رہا ہی آج خود میدان مین نہین آتا کہ داد مردی و مردانگی کی ملے بس یہ سننا تھا کہ شہریار مانند پر کالہ آتش کے مرکب
تڑپا کر سامنے تخت مالک پرسیاسے فرنگی کے آیا اجازت حرب چاہی کہا جا او فرزند سپرد کیا تجھکو پروردگار عالم و سیع
مکرم کے شہریار نے سلام کیا بادگر مرکب پر سوار ہوکر اس تیزی سے گھوڑے کو اڑاکر طرف قیلوس کے چلا کہ جیسے
شیر گرسنہ جانب شکار جاتا ہی امیر عالی وقار حمزۂ ثانی نامدار قیلوس کی جرأت و بہادری کی تعریف فرمارہے تھے
اور بدیع الملک سے کہ رہے تھے کہ بھئی دیکھو کیا اچھا جوان ہی مگر نہین معلوم کسکی قسمت کا ہی کہ شہریار کو جوانی
ہماہی سے قیلوس کی طرف آتے دیکھا فرمایا تھوڑا اچھے نہین ہین اب خبر قیلوس کی نہین معلوم ہوتی اگرچہ وہ بھی سردار
زبردست رونگا ہی مگر شہریار تو اس وقت اس آن بان سے جاتا ہی کہ مجھکو شباب شہزادہ ملک قاسم کا یاد آتا
ہی بالکل اطوار اسکے مثل ہم لوگون کے ہین لیکن شہریار نامدار جس وقت قریب قیلوس پہونچا نعرہ کیا کہ باش
او خیرہ سر آپہونچا ملک الموت تیری جان کا لا ضرب بہادری کی قیلوس نے کہا پہلے تو اپنا حوصلہ نکال لے ورنہ
ہوس ہی باقی رہجائیگی شہریار نے کہا نہین جانتا تو مجھکو کہ مین دعوے صاحبقرانی کا رکھتا ہون ہرگز یہ امرشان
صاحبقرانی سے بعید ہی کہ پیشدستی کرون قیلوس نے کہا تو خبردار رہ یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا اور وار نیزے کا
سینہ بے کینہ پر شہریار کے کیا شہریار نے پھرتی سے کج ہوکر ہاتھ بلند کردیا نیزہ زیر بغل آگیا ہر ایک کو یقین ہوا
کہ نیزہ جگر کے پار ہوگیا اور شہریار مارا گیا قریب تھا کہ پرسیاسے فرنگی تاج سر پر سے پھینک دے اور
اہل فوج گریبان چاک کرین اور لشکر ارغوان شاہ اور شہنشاہ مین شور واہ واہ بلند ہوا تھا لیکن نیزہ جو
شہریار کے زیر بغل آیا بس وہین سے بجلدی تمام داب کر نیزے کو بغل مین اب جو کس کے ہکا مارا بیچ سے
دو ٹکڑے ہوے نیزے کے یہ دیکھنا تھا کہ پرسیاسے فرنگی اچھل پڑا تمام لشکر کے لوگ حسب دستور
فرنگ تالیان بجانے لگے اس حرکت پر امیر کشور گیر مسکرائے لیکن ہمہ شہریار کی نہایت تعریف فرمائی
لشکر ارغوان شاہ کے لوگ حیرت مین آگئے کہ یہ کیا معرکہ ہوا اُنھین یقین ہوچکا تھا کہ شہریار مارا گیا لیکن
قیلوس کہ بڑا زبردست پہلوان ہی افسر ہی کل فوج ملک ارغوان شاہ کا خفیف ہوا اور غصہ مین آکر وار کیا
گرز گران بار کا شہریار نے نہ سپر بلند کی نہ گرز اٹھایا دونون ہاتھ کلۂ گرز مین ڈالکر اس زور سے جھٹکا مارا
کہ قیلوس عیال مرکب پر جھک پڑا اور گرز ہاتھ سے نکل گیا شہریار نے گرز اسکا چھین کر جو پھینکا ستر قدم
کے فاصلہ پر جاکر گرا لیکن قیلوس نے آواز دی کہ او فرنگی بچے غضب کیا تو نے کہ سر میدان مجھکو ذلیل کیا بڑا تو
سرکش معلوم ہوتا ہی کب چھوڑتا ہون تجھکو لے اسے کہ یہ پیغام اجل ہی اور وار تیغہ آبدار کا کیا شہریار نے تلوار کو
سپر نہ کھینچی سپر نہ بلند کی آتی تلوار خیال مین کرکے وار کو بچاکر ہاتھ بند دست پر ڈال دیا زور کشمکش کے ہونے

لگے گریبانون مین ہاتھ پڑ گئے گھوڑون کی جانون پر بنی ہوئی کہ ایسے ایسے کوہ پیکرون کا بوجھ سنبھالے ہوئے لنگر روک رہے تھے شہریار نے خیال کیا کہ یہ پہلوان زبردست معلوم ہوتا ہی اگر کشتی کی نوبت آئی تو ضرور دیر لگیگا پھر آج بہرام کا مقابلہ رہجائیگا یہ سوچ کر عجب گھات کی کہ قصد اپنا گھوڑے سے کودنے کا دکھایا مگر مرکب پر بیٹھا رہا قیلوس سمجھا کہ شہریار گھوڑے سے کودا چاہتا ہی بس ساتھی اسنے بھی زین خالی کیا گھوڑے کی پیٹھ سے جدا ہو چکا تھا شہریار نے وہین لنگر اسکا روکا اور قائم کرکے اب جو ہکا مارا مسن سے اٹھا لیا بس چہار طرف سے ایک غلغلۂ تحسین و مرحبا بلند ہوا سرداران لشکر اسلام اس گھات پر اچھل پڑے اور فرنگیون مین لوٹیا چھلنے لگین لشکر ارغوان شاہ کے پہلوانون کے رنگ اڑ گئے چہرے زرد پڑ گئے ہاتھ پاؤن مین تھرتھری پڑ گئی لیکن شہریار نے قیلوس کو مسرحرح دیگر زمین پر مارا باندھ کر مشکین عیار کی حوالے کیا کہ نام عیار کا متہ طیفور شیر دل ہی اور آپ آواز دی بہرام کو کہ او شتر پرست بس اب زمانہ تیرے پھولنے پھلنے کا گیا باد خزان نے باغ حسرت کو تیری تاک لیا آ ہی گو اور ہی میدان ہی مین چاہتا ہون جلد میرے تیرے فیصلہ ہوجائے تو پھر امیر عالی وقار حمزۂ ثانی نامدار سے داعی صاحبقرانی ہون یہ سنتا تھا کہ بہرام تیغزن نے کرگدن ابلق کو اپنے بڑھایا اور سامنے تخت کیخسرو شاہ کے آیا پیادہ ہو کر سلام کیا ہاتھ باندھ اجازت جنگ چاہی کیخسرو شاہ نے کہا مین اجازت جانے کی ہرگز نہ دونگا دیکھ چکا ہون کہ اس بہادر نے ایسے ایسے دلاورون اور بہادرون کو کس کس آسانی سے زیر کر لیا اور مثل کرپاس کہنہ کے قرطاس سے زبردست کو چیر کر پھینک دیا قیلوس ایسے دیو خصال اہرمن مثال کو یون گرفتار کر لے گیا اگر خدانخواستہ تجھکو کسی طرح کا چشم زخم پہونچا تو چراغ میری سلطنت کا گل ہوجائیگا کہ سوا تیرے دوسرا فرزند نہین رکھتا ہون اور فرزند بھی تجھسا زبردست روزگار بہرام نے جواب دیا کہ ای پدر نامدار خاک ہی ہماری زندگی پر اگر رسوا ہو کر جیئے تمام عالم یہی کہے گا کہ بہرام نے اپنے نام پر طبل بجوایا دوسرون کو لڑوایا اور مارے خوف کے خود مقابلہ نکیا سامنے سے شہریار کے بھاگ گیا مین یہان سے جا کر کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہونگا دوسرے یہ کہ حریف ٹوک رہا ہی بس اب نہ روکیے اور مجھسے ہاتھ اٹھائیے خداوند نخل سر سبد سے مصروف دعا ہو جیسے وہ مجھکو فتح یاب کرین اور اگر پیمانۂ عمر میرا لبریز ہو چکا ہی اور ہاتھ سے اسی کے قضا میری ہی تو کوئی چارہ نہین ورنہ مین بھی ایسا موم نہین ہون یا لقمہ چرب نہین ہون کہ کوئی مجھکو کھا لیگا کیخسرو شاہ نے مجبور ہو کر اجازت دی بہرام بار دگر مرکب پر سوار ہوا رخ میدان کا کیا جس وقت سامنا شہریار کا ہوا العزم لگا ورزنی کرگدن مست کو جولان کیا شہریار نامدار نہایت ہوشیار ہی خود مرکب پر سوار ہی حریف گینڈے پر مرکب اور گینڈے کی تگ و دو کہان چل سکتی ہی داہنی جانب باگ گھوڑے کی دبا دی یہ ادھر نکلا چلا گیا وہ اس طرف نکل گیا پھر پھیر پھیر کر یون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار بہرام نے خبردار خبردار کہکر نیزہ سینہ بے کینہ شہریار پر مارا شہریار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین بند بند کھلنے لگے اور کھٹنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو افعی زبانین نکالے لڑ رہے ہین یا دو مظلومون کی آہین ہم بغل ہو رہی ہین یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ نوبت ڈھالی سے طعن کی پہونچ گئی ہوگی آج کے مقابلے مین بہرام نے بھی کوئی بات اٹھا نہین رکھی ہی سارا فن سپہگری جسقدر جانتا تھا ختم کیے دیتا ہی شہریار بھی انتہا لیتا ہی کہ یہانتک ہی بس اک مقام پر جب ہاتھ بہرام کا سست پڑنے لگا شہریار نے اس پھرتی سے بند باندھا کہ بہرام کو ثبوت بھی نہوا نیزے کو مانند کاکل محبوبان کے پیچیدہ کر کے اس زور سے ہکا مارا کہ اگر بہرام ہاتھ سے چھوڑ نہ

تو یقین ہو کہ ہاتھ شانے سے اُکھڑ جائے نیزہ تو مانند تیر شہاب کے بلند ہوا ہر طرف واہ واہ کی آوازیں بلند ہوئیں امیر
کشور گیر نے بھی تعریف کی کہ شہریار نہایت تیز دست معلوم ہوتا ہے لیکن نیزہ جو ہاتھ سے بہرام کے نکلتا ہے جہان
آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا کہ سامنے ہزاروں بہادروں کے تجھے ذلت ہوئی پکارا اے شہریار غضب کیا تو نے کہ نیزہ
ہاتھ سے اُس شخص کے ہوائی کیا کہ بہرام گردون بھی جسکی دہشت سے زندہ درگور ہونا قبول کرے لیکن مقابلہ کرکے
خیر کہاں جاتا ہے بچکر میرے ہاتھ سے کہاں جائے گا یہ کہکر جھپٹ کر آرابی سے جو بدست گران سنگ آسمان نگیر
پرچہ کوہ گیارہ سوُمن کی ضرب اُٹھا کر سر پر چرخ دیکر شہریار پر وار کیا کہ یہ طمانچہ اجل کا ہے شہریار نے سپر کو اُٹھا کر
چہرے کی پناہ کیا لیکن چوب جو سپر پر پڑی ہے اُف تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو لگ گیا تق گرد و غبار
بلند ہوا کہ شہریار گرد میں چھپ گیا نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری اسنے آواز دی کہ زدم و پست کردم پر سپہسالار فرنگی
نہایت مضطر ہوا اور طیقفور خبرسال کو واسطے خبر کے روانہ کیا طیقفور چھاگل پانی کی ہاتھ میں لیے ہوئے قریب
آیا چھینٹے پانی کے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ شہریار کے ہر سرمو سے پسینہ جاری ہے لیکن ہاتھ مانند ستون
فولادی کے قائم ہیں طیقفور پکارا اے شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے شہریار نے چاہا کہ چوب
کو زمین سے نکالوں دیکھا مرکب گل ہے کمر مرکب کی شکستہ ہے اور جا بجا سے زخمی بھی ہوا ہے لیس دہن سے تیغ کھینچکر جھپٹا
کہ اے بہرام غضب کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مار ڈالا کب چھوڑتا ہوں تجھکو لیکن جس وقت قریب گردن بہرام
کے ہو پہنچا تیغ نیام میں کر لی اور جھککر بسر نشکم کر گردن میں آڑا کر دونوں ہاتھوں سے چاروں پاؤں گینڈے کے
پکڑ کر ہلایا کہ لنگر مرکب کا ٹوٹا پاؤں زمین سے اونچے ہو گئے مع راکب و مرکب اُٹھا لیا اور سے چلا طرف
خندق کے کہ جو اُسی صحرا میں واقع تھی اور قصد کیا دونوں اسی خندق میں کہ زندہ درگور ہو جائے لیکن شہریار کے
اس زور پر فرنگی تالیاں بجانے لگے شجر پر ستون کے چہرے مانند گل پژمردہ کمہلا گئے ارغوان شاہ کے چہرے
کا رنگ اُڑ گیا لشکر اسلام سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی امیر نے انگشت حیرت دانتوں میں دبائی رستم ثانی
نے بے اختیار ہو کر فرمایا کہ واقعی میں کیا قوت دکھائی ہے شہریار نے اتنے میں امیر کشور گیر نے بدیع الملک سے
فرمایا کہ اس وقت مجھکو مجھلے بھائی صاحب یعنے شاہزادہ علم شاہ رومی یاد آ گئے اگرچہ آشنا نہ سہی لیکن شہریار
بھی مرد شہ زور معلوم ہوتا ہے ہر کس و ناکس اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتا یہ کلمہ امیر کی زبانی سنکر شاہزادہ رستم ثانی
لندھاوہ بن لندھور کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ دادا جان نے تمہارے باپ
لندھور بن سعدان کو مع فیل اُٹھا لیا تھا اگرچہ اُس زمانے میں نہیں پیدا ہوا تھا نہ تم پیدا ہوئے تھے لیکن
سنا گیا ہے کہ یہ خبر نہایت صحیح ہے اُسی انداز کا زور اس فرنگی نے بھی کیا ہے تو بھی نام میرا رستم ہے اگر مجھسے مقابلہ ہوا تو
شہریار کو مع مرکب کے اٹھا لونگا بڑا زور اسنے دکھایا ہے لندھاوہ خفیف ہوا لیکن جواب دیا کہ آپنے یہ بھی تو سنا ہوگا
کہ اس وقت میں لندھور ہزبر گوارہ عشق میں ملکہ مہران نیل زور کے بہوت ہو رہے تھے ورنہ ممکن تھا کہ
دنیا پر کوئی بھی اُنکو مع فیل اُٹھا لیتا جس شخص نے سات روز امیر کشور گیر سے زور کیا ہو مجال تھی کسی کی کہ اُسے
مع فیل اُٹھا لیتا وہ اک وقت ہو گیا رستم نے کہا بھئی ہم لوگ تو صاف گو ہیں آپ سے کہتے ہیں ہمیں خوشامد تو
آتی نہیں ہم تو تلوار کی زور سے بادشاہ کے دل میں گھر کرتے ہیں خوشامد سے نہیں دل میں جگہ کرتے یہ انھیں
لوگوں کو مبارک ہو جو خوشامد کے عادی ہیں اگرچہ لندھور عشق ملکہ مہران نیل زور میں چور تھے لیکن شہ سوار کی
گرز اُنہیں پیپال کل اسلحہ پھر لندھور کا لنگر آسمیر طرہ فیل کا بار عظیم کیا عشق نے اس بوجھ کو بھی ہلکا کر دیا تھا لیکن

شہریار نامدار بہرام کو مع کرگدن اٹھائے ہوئے جو طرف خندق کے چلا کوئی بیس قدم لے گیا ہوگا کہ بہرام نے دیکھا جان ہی ہوتی نہین معلوم ہوتی اگر اسنے خندق مین پھینکا تو جانبر ہونا دشوار ہی وہین سے جست کر کے مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر شہریار پر جھپٹ پڑا شہریار نے اسی کرگدن کو بہرام پر کھینچ مارا بہرام نے دیکھا کہ یہ پہاڑ سر پر گرا چاہتا ہی وہی تلوار جو ہاتھ مین اُسکے کھنچی ہوئی تھی ایک ہاتھ مارا کہ کرگدن کے دو ٹکڑے ہوے شہریار نے کہا کیا خوب یہ وہی مثل ہی کہ کون ہاتھی اپنے ہی فوج کو مارے لیکن بہرام مرکب کو اپنے مار کر پشیمان بھی ہوا کہ ایسا کرگدن اب ملنا دشوار ہی لیکن اگر اسے نہ مارتا تو اپنی جان جاتی تھی گرڈ بھرے ہنسیہ کی ہائی ہوئی کہ نہ اگلتے بنے نہ نگلتے اس غصہ اور پشیمانی مین شہریار سے لپٹ پڑا شہریار نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھ دیکھ کر افسران فوج مرکبون کو اڑا اڑا کر قریب آ گئے تماشا دیکھنے لگے ادھر لیمخت شاہ ارغوان شاہ قیماس بلند آوازہ ارجاس مردم در تمثال مردم ور ادھر سر سیلیاسے فرنگی شمائل خان بن جذائل خان فیروزہ دیوانہ قہرمان دیوانہ باوجودیکہ زخم سر پر پٹیان چڑھی ہوئی ہین مگر جا بجا لڑی ہوئی ہین امیر نے جو یہ رنگ دیکھا عمرو سے فرمایا خواجہ جی چاہتا تھا کہ مین بھی قریب سے تماشا اس کشتی کا دیکھون لیکن کیا کہون لڑائی کا فرون سے ہی ایسا نہو وہ لوگ میرے جانے سے کچھ برہم ہون اسمین زیادتی میری سمجھی جاے عمرو نے کہا یا امیر آپکے تشریف لیجانے سے سب خوش ہونگے کوئی برا نہین مانیگا بلکہ پہلوانون کے زور و جرأت کی آپ سے داد ملیگی امیر بھی مع جوانان لشکر اسلام قریب سے آکر تماشا دیکھنے لگے لیکن دونون پہلوان مانند شیر باہم مصروف تلاش تھے جھگڑا کا کشتی کا بندھا ہوا پیچ بندھ رہے تھے زور کشمکش کے ہو رہے تھے اسی حالت مین وہ وقت آ گیا کہ صحراے فلک مین خیمہ سیاہ شب برپا ہوا چراغان انجم کی روشنی پھیلی مشعل ماہ کو جلوہ ملا جتنے سردار تھے ہر فوج کے سب کی چھولداریان نمگیرے آکر استادہ ہونے لگے امیر کشور گیر کا بھی نمگیرہ کارچوبی جواہر نگار آکر استادہ ہوا میدان جنگ مین عجب سمان نظر آتا تھا کہ ادھر سرداران زخمی شہریار کے مانند شمائل خان بن جذائل خان وکرلوس بن قرلوس تیرزن وقہرمان دیوانہ وفیروزہ دیوانہ چھوٹے چھوٹے نمگیرون کے نیچے دنگل بچھائے بیٹھے ہوے ہین بیچ مین تخت ملک سر سیلیاسے فرنگی ادھر ایک تخت پر ارغوان شاہ ولیمخت شاہ پدر بہرام ارجاس مردم در تمثال مردم ور قیماس بلند آوازہ یہ سب سردار قیام ندبیر مین آنکھین لڑ رہی ہین بلکہ جا بجا نین لڑی ہوئی ہین کہ دو افسر فوج لڑ رہے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی امیر کشور گیر صاحب چہار شمشیر زیب و زینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزۂ ثانی ایک نمگیرے کے نیچے شاہزادہ بدیع الملک شہنشاہ گوہر کلاہ لندھور ثانی فرامرز عاد سغری کرب ولاد ر نور الدہر بن بدیع الزمان داراب کشور کشا داہنی جانب بائین سمت رستم ثانی مالک ثانی جمہور پہلوان سوز تیرزن گیتی ونامدار ایرج عالی وقار جمہور دیو پرور یہ کیسے کیسے سردار بیٹھے ہوئے تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین یکایک بہرام نے کہا اے شہریار شب واسطے آسایش کے ہی مین تجھے مہلت دیتا ہون کہ اس وقت جنگ موقوف کرو ہم تم دونون راحت سے بسر کرین صبح کو پھر لڑ لینا شہریار نے کہا اے بہرام مجھے دعوی صاحبقرانی کا ہی اور صاحبقران کا یہ دستور نہین کہ بغیر معاملہ یکسو کیے ہوئے میدان سے پھرین مین نے سنا ہی کہ صاحبقران اول کا بھی یہی دستور تھا اور صاحبقران ثانی جو سامنے دنگل شوکت پر متمکن ہین انکا بھی یہی آئین ہی مین بھی اسی قاعدے کا پابند ہون غرضکہ دونون طرف سے حسب دستور ایک ایک کاسہ شیر آیا دونون پہلوانون نے پیا پھر مصروف تلاش ہوے آن واحد مین زور کر کے سب لپینہ مین نکال دیا

کہانتک بیان کیا جائے کہ شام کو بھی جھگڑا یکسو نہوا اُسی طرح زور صبح تک ہوا کئے صبح کو پھر ایک ایک کاسہ شیر پیا
اور معروف کشتی مین ہوئے یہانتک کہ دن بھی تمام ہوا لیکن وہی حالت ہی کہ شہریار بہرام کو نیچے پکڑ لاتا ہی تو بہرام
زور کرکے نکل جاتا ہی بہرام پکڑ لاتا ہی تو شہریار نکل جاتا ہی کوئی کسی سے دبتا نہین دلاوران نامدار زورون کی داد دے
رہے ہین اسی حالت مین تیسرا دن ہوا اب یہ حالت ہی کہ آنکھین دیکھنے والون کی جاگتے جاگتے ورم کر آئی ہین
جب بہرام زور کرتے کرتے سوجاتا ہی تو شہریار چونکا دیتا ہی کہ ای پہلوان یہ میدان جنگ ہی خوابگاہ نہین ہی ایک
بہرام کے ایک ہاتھ شہریار کا گردن پر زور سے پڑ گیا کہ بہرام کو ناگوار خاطر گذرا بس دونون بازو شہریار
کے مضبوط پکڑ کر سر سینہ سے ملا کر یا خداوند نخل سرسبز کا نعرہ کرکے اب جو زور کرتا ہی پانچ قدم دوڑا لیگیا
اور جھٹکا مارا کہ بایان گھٹنا آشنا بزمین ہو گیا کمر زنجیر کا بند ہاتھین پکڑ کر چاہا اُٹھالون اور ہر کا بار اکو فی البشت پھر زمین
سے بلند کر لیا طیفور شیر دل عیار شہریار نے آواز دی کہ واقع مین جب وقت بد انسان پر آتا ہی تو آسمان و زمین
دشمن ہوجاتے ہین دیکھتا ہون کہ اس وقت زمین آپ کو اُچھالے دیتی ہی پانؤن جمتے نہین وہ لنگر صاحبقرانی
کہان ہی بس یہ آواز جو کان مین شہریار کے پہونچی اور اپنے کو زمین سے بلند پایا غیرت مین آکر جو ہکا مارا بہرام
کے ہاتھ سے چھوٹ کر کمر تک غرق زمین ہو گیا اور وہین سے بازو بہرام کے تھامے سر سینہ سے ملا یا اور مسیح
دوران کا نعرہ کرکے جو زور کرتا ہی تو نو قدم دوڑاتے گیا اور جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے بہرام کے زمین سے آشنا ہوے
بس اب جو ہکا مارتا ہی یہ تو سنے دیکھا کہ گھٹنے بہرام کے زمین سے مل گئے لیکن اب جو خیال کیا تو سر بر بلند
پایا اس پھرتی سے شہریار نے اسکو ہاتھ پر اُٹھایا کہ معلوم نہوا ہر طرف سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی فرنگی
تالیان بجانے لگے نقارہ فتح پر چوب پڑی شہریار نے سر پر چرخ دیکر ارادہ کیا کہ ماردون زمین پر کہ استخوان پارہ
پارہ ہوجائین بہرام نے کہا امان فرمایا بشرط ایمان بہرام نے قبول کیا شہریار نے آہستہ سے زمین پر اُتار دیا اور
کہا کہ ای بہرام پھر جا اپنے لشکر مین کل ہم دربار عام کرینگے تو مع فوج و لشکر آنا پادری صاحب اسپیچ کہین گے اگر
تمھین دین نصاری حق معلوم ہو تو ایمان لانا بہرام نے کہا اگر مین اپنے لشکر مین جاکر آپ سے دغا کرون فرمایا
تو دغا کریگا تو سزا پائے گا پھر خداوند عالم تجکو گرفتار کرا دے گا بہرام شہریار کی اس جرأت و نوازش کا
غلام ہو گیا اور آکر تہنیت شاہ دار غوان شاہ سے ملا شہریار اُدھر اپنے لشکر کی طرف چلا امیر عالی مقام
شہریار کی تعریف کرتے ہوے طرف بارگاہ سلیمانی کے تشریف لائے شب سرداروں نے براحت و آرام
بسر کی جب صبح ہوئی پھر دربار معمور ہوا پادشاہ اسلام تخت پر فروکش ہوئے امیر دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوئے
سب سردار اپنے اپنے منصب کے موافق آکر بیٹھے خواجہ عمرو ثانی کرسی ہدہد پر بیٹھے امیر نے خواجہ سے
فرمایا کہ مین نے سنا ہی کہ آج لشکر شہریار مین جشن کا سامان ہی اور کوئی پادری بطور وعظ و پند اسپیچ کہے گا
کیون خواجہ بارگاہ خیر ہی لیکن قابل دید سیر ہی عمرو نے کہا حمزہ اگر شہریار کو تیرا حال معلوم ہو گیا تو ایک
فساد عظیم برپا ہوگا اور تو ایک نامی شخص ہی تیرا جانا چھپ نہین سکتا امیر نے فرمایا کوئی تدبیر تو بتا عمرو نے کہا
ہان تدبیر ہی لیکن تم لوگ اسے منظور کیون کرنے لگے کہ روپیہ کا صرف ہی بارہ ہزار روپیہ مین ایک روغن
تیار ہوتا ہی کہ جسکے منھ پر مل دیا جائے اگر سانولا رنگ ہی تو گورا ہوجائے گا اگر گورا رنگ ہی تو سانولا ہوجائیگا
امیر نے فرمایا او دزد ابن دزد تو کچھ اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا ہی کیونکہ دوسرا درجہ یہی ہی کچھ تیری طبیعت
کا رنگ کچھ تیرے باپ کا اثر دونی قوت ہوئی تیرا لالچ تجھے ایک دن بہت خراب کرے گا یہ فرما کر

کوڑا پکڑ کر اُٹھے عمرو نے دیکھا تو بڑے ہین کہا حمزہ مین تجھسے ہنستا تھا مین ابھی تدبیر کیے دیتا ہون وہ روغن
میرے پاس تیار ہی سر دست روپیہ تھوڑا صرف ہوگا جب تیرا جی چاہے مجھے دیدینا امیر نے فرمایا واللہ ایک
حبہ ندونگا عمرو نے جلد ہی سے ایک شیشی زنبیل سے نکال کر پیش کی کہ اچھا نہ دو گے تو کیا یہ مال کسکا ہی تیرے
سرکار سے پیدا کیا ہی تیرے ہی کام مین آجائے گا سو جب مشہور کہ عطا ہے تو بہ لقائے تو امیر نے فرمایا کہ احسان
بھی رکھتا ہی اور وہ شیشی ہاتھ سے لے لی جبکہ شام کا وقت ہوا امیر مع عمرو و چند سرداران نامی مثل بدیع الملک
وہ رستم ثانی و نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان و مقبول بن مقبل و معروف بن اسد و شہنشاہ گوہر نگار
وغیرہ اندر خیمہ کے آئے اور وہ روغن سب کے منھ پر ملا دیکھا کہ واقع مین جسکا سانولا رنگ تھا وہ گورا ہوگیا
جسکا گورا رنگ تھا وہ سانولا معلوم ہونے لگا عجب طرح کا روغن تھا اب امیر نے فرمایا کہ چلو لشکر شہریار
مین یہان تو چلنے کے سامان ہین لیکن وہان شہریار نامدار نے بہت بڑا جشن عام کیا ہی گرمی کی فصل ہی شب ماہ
ہی صحرا کی ہوا اور فضا تمام صحرا مین چراغان ہوا ہی درخت تمامی سے منڈھے گئے ہین قندیلین آویزان ہین بادلے
کی جھالرین آفتاب کی کرن کا لطف دکھاتی ہین بلکہ شعاع مہر کو نظرون سے گراتی ہین فرش بارہ کوس تک
ہوا ہی کہ زمین سفید سنگ مرمر کی معلوم ہوتی ہی دس دس مقام پر صحبت رقص و غنا ہی جا بجا مجرے ہو رہے ہین نازنینان
ماہ پیکر زہرہ خصال ناچ رہی ہین مقام صدر پر تخت ملک پر شیشہ ہائے فرنگی کا لگا ہی سردار اُسکے گرد و پیش جمع ہین
شہریار دلگل صاحبقرانی پر متمکن ہی سامنے ایک حور جمال پری تمثال عجب کرشمہ و ناز سے گا رہی ہی دل ہر
دنا کس کا لبھا رہی ہی جام بادۂ گلنار گردش مین ہی ساقیان سیمین ساق جام مرصع کار ہاتھ مین لیے صراحی جواہر نگار
سے مے گلنار انڈیل انڈیل کر دے رہے ہین اور مشتاقان دختر رز آغوش تمنا پھیلائے یہ شعر ورد زبان کرتے
ہین ؎ شعر بہار آئی ہی بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ ؎ رہے لاکھون برس آباد ساقی تیرا میخانہ ؎ اک عجب
عالم ہی ہر طرف آواز نوشا نوش و نوشا نوش کی بلند ہی لیکن یہان سے کچھ حال بہرام تیغزن کا بیان کیا جاتا ہی جو
اسیر پنجہ تقدیر ہو کر ہاتھ سے شہریار کے چھوٹ کر اپنے باپ سے ملا ہی دم محبت شہریار کا بھرتا ہی اور کہتا ہی
کہ ای پدر نامدار مجھے آج تک ایسا شہریار جوانمرد وصف شکن نہین آیا کوئی بھی ایسا کرے گا کہ دشمن کو زیر کرکے پھر
اس طرح چھوڑ دے اسکو ایسا بھروسا اپنے خدا پر ہی جیسی خدا اسکی مدد کرتا ہی بیشک دین اسکا برحق ہی اور زردشت
ہمارا ہیچ ہی کیسا کیسا ہمنے خداوند نخل سر سبز کو پکارا لیکن خداوند تو نخل تصویر ہو کر رہ گئے کچھ خبر ہماری نہ لی معلوم
ہوتا ہی کہ خداوند مین کچھ طاقت ہی نہین واقع مین کہ ایسی شے کو خداوند کہنا بالکل عقل کے خلاف ہی کہ جسکے پھل کھائین
لکڑیان جلائین مین تو اس دین پر لعنت کرتا ہون اور دین شہریار اختیار کرتا ہون جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے
اور ساتھ میرے غلامی شہریار کی اختیار کرے اور جسکو نہ منظور ہو وہ چلا جائے اُسنے مجھے کس مردی سے زیر
کرکے یون چھوڑ دیا اب مین اُسکے قدمون کو کب چھوڑتا ہون یہ کہکر اُسی وقت اُٹھا اور طرف لشکر شہریار کے
چلا سبنے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین کیمخت شاہ بھی ساتھ ہوا ارغوان شاہ بھی برائے سیر جشن شہریار ہمراہ
بہرام روانہ ہوا ہرکارون نے شہریار کو خبر دی شہریار نے شمائل خان بن جدائل خان و قہرمان دیوانہ
وغیرہ دیوانہ سب کو واسطے استقبال کے روانہ کیا یہ سب گئے اور شہریار کی نوازش کا حال بیان کیا بہرام
بہت خوش ہوا اور کیمخت شاہ سے کہا ملاحظہ کیا حضور نے یہ اخلاق و مروت تو صاحبقران مین بھی شاید ہو
لائق صاحبقرانی بھی شہریار ہی اور دیکھ لیجیے گا جس دن سامنا ہوگا اور مقابلہ پڑے گا اُس دن حال معلوم ہوگا

امیر کو ساری صاحبقرانی معلوم ہو جائیگی غرضکہ تعریفین کرتا ہوا داخل جلسہ ہوا شہریار نے جو مقام کہ آپکے واسطے معین کر رکھا تھا وہان جگہ دی کیخسرو شاہ وارغوان شاہ تخت پر بیٹھے سرداران کے مثل قیماس بلند آواز دراجاس هرزم درو تمثال مردم دراپنے دنگلون پر بیٹھے بہرام کا دنگل ان سب سے بالا دست بجوار کھا تھا بہرام اپنے دنگل پر بیٹھا اسی وقت شہریار نے قید قیلوس بلند بالا کی طلب کی اور ہاتھ سے اپنے ہتھکڑیان بیڑیان اسکی کاٹ کر خلعت دیکر اسکے بیٹھنے کو بھی دنگل عنایت کیا قیلوس اس نوازش پر اور بھی بندہ بے دام ہوا اور زیر تو پہلے ہی ہو چکا تھا اب انتظار ہی شہریار کو کہ امیر بالتوقیر بھی شاید آجائین تو اپنے دنگل سے بالا دست چند دنگل اپنے بچھوا رکھے ہین لیکن سر سیپاے فرنگی نے کہا ای فرزند بھلا حمزہ کا یہ دماغ ہی کہ وہ یہان آئے گا ہان بمدد مسیح جس روز تو اسے زیر کرکے لائیگا اس دن وہ بیشک آئیگا لیکن ہرکارون نے خبر امیر کشورگیر کو پہونچائی کہ جلسہ ہو رہا ہی مگر ابھی اسپیچ نہین شروع ہوئی سنا ہی کہ بارہ بجے شب کو اسپیچ ہوگی اور اور دس بج چکے ہین امیر نے سردارون سے فرمایا کہ وہانتک پہونچنے مین بھی کچھ عرصہ ضرور ہی گذرے گا لہذا اب چلنا چاہیے کیونکہ ہمین تو اشتیاق اسپیچ کا ہی عمرو نے کہا بسم اللہ غرضکہ امیر عالی مقام مع سرداران ذوالاکرام بہ لباس معمولی رنگ رو مبدل کیے ہوئے طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوئے جس وقت قریب پہونچے دیکھا کہ جابجا ناچ ہو رہا ہی آواز ساز سے تمام صحرا گونج رہا ہی سمان بندھا ہوا ہی ایک نازنین ماہ جبین یہ غزل گا رہی ہی

غزل

گلا کاٹینگے خود بیٹھے ہین مرنے پر کمر باندھے
نہین جب سلسلہ باقی تو اب رونا ہی کاہیکا
بندھین صیاد کی مشکین اگر بلبل کے پر باندھے
شب فرقت کی تاریکی یہان کم کسطرح ہوتی
لگائے تیر کیا چتون نشانہ کیا نظر باندھے
الٰہی خیر کرنا کس سے بگڑے کسکی موت آئے
لڑائی کو کمر سے خوب کسکر نامہ بر باندھے
چلے اے وصل اے دل ناز برداری کی خواہان ہے
مگر بیٹھے ہین ہم امید پر عزم سفر باندھے

غم دشمن مین گیسو انکے بکھرے تو مین جانون
عبث لڑیان نہ اشکون کی ہماری چشم تر باندھے
نہین ایذا کی وسعت دامن صبر و تحمل مین
سر شام اسنے جب کھولے نہ گیسو تا سحر باندھے
امید قتل پر آئینہ یارب دیر اب کیا ہی
کہ نکلے ہین وہ گھر سے آج شمشیر و سپر باندھے
بڑھی الجھن مین بیتابی تو ٹانکے ٹوٹ جائینگے
وہ آنکھین کھولدینگے ہاتھ کوئی پٹی باندھے

نہ دے خون اپنے سر قاتل نہ شمشیر و سپر باندھے
ابھی سے کیون ہوا لکن اپنی آہ بے اثر باندھے
جہانمین صبر مظلومون کا خالی جا نہین سکتا
نہ بھیلے داغ دل جگر نہ اب زخم جگر باندھے
قرار آکے جا نہین بسمل کو قاتل سوچین جب ہی
کفن پہنے مین بیٹھا ہون کھڑے ہین وہ کمر باندھے
یہ خط عاشق کا ہی سو طرح کی افتادین گذرینگی
سمجھکر آج پٹی زخم دل پر چارہ گر باندھے
طلب کرتا نہین گو آرزو وہ یار بے پروا

اس مزے سے وہ نازنین اس غزل کو گاتی کہ مست کر دیا سب جھومنے لگے امیر کشورگیر مع سرداران با توقیر مثل عوام الناس کے تماشائیون مین ملکر کھڑے ہوئے یہ سب تماشے دیکھ رہے تھے مگر عمرو ثانی انکو عالم محویت مین چھوڑ کر غائب ہو گیا لیکن دیکھا امیر نے کہ بارہ بجے شب کے صحبت رقص و غنا برخاست ہوئی طائفے رخصت ہوئے پادری صاحب کی آمد کا غل ہوا وسط جلسہ مین نہایت بلند کرکے اک تخت نصب کیا گیا اتنے مین دیکھا کہ اک مرد ضعیف باریش سفید لوگ بغلون مین ہاتھ دیے ہوئے سامنے سے نمودار ہوا سر سیپاے فرنگی اور تمام سردار مع شہریار با وقار واسطے پیشوائی کے چلے استقبال کرکے لائے تخت پر بٹھایا پادری صاحب نے کھڑے ہوکر اسپیچ شروع کی پہلے بہت کچھ تعریف پروردگار عالم کی بعد اسکے مدح جناب عیسیٰ اسکے بعد کچھ نصایح بیان کیے ظلم سے ممانعت ترقی قوم کی صورتین کہ یکایک جانب فلک سے روشنی نمودار ہوئی اک برق سی چمکی گھبراکے دیکھنے لگے اک تخت نظر آیا کہ ادہر اسکے ایک مختصر شامیانہ کھینچا ہوا آگے اسکے گیلاس سبز و سرخ روشن اور ایک شخص بڑے قد و قامت کا باریش دراز دبرد

طویل نمودار ہوا جس وقت تخت بالا سے ہوا سے اُتر کر قریب پہونچا اور مرد پیر نے بطور اہل نصاری سلام کیا اور نعرہ کیا کہ منم نائب عیسیٰ ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین تمھارے پیارے مسیح کی طرف سے آیا ہون اور تمھارے واسطے ہدیہ و پیغام لایا ہون فرمایا ہی جناب مسیح نے کہ آج کل تم لوگون سے ہم نہایت خوش ہین کیونکہ تم لوگ رواج دین مین اپنی جانین لڑائے ہوئے ہو اور شہریار کو واسطے صاحبقران کرنے کے مین آیا ہون بانہا سے صاحبقرانی اُسکے واسطے لایا ہون سب متحیر تھے امیر کشور گیر نہایت تعجب مین تھے کہ یارب یہ کیا اسرار ہی رستم ثانی و بدیع الملک وغیرہ سے ارشاد کیا کہ ایسا سحر کہ مدرنامدار کے زمانے مین بھی کبھی نہ گذرا ہوگا لیکن فرنگیون کے عقیدے اور بھی زبردست ہو گئے سب کے سب جناب عیسیٰ کو پکارتے تھے اور شکریہ ادا کرتے تھے لیکن نائب عیسیٰ سے پوچھا کہ اسم عالی حضور کا کیا ہی کہا مجھکو گردان گردون نشین کہتے ہین سب نے عرض کی کہ ہم امیدوار ہین کہ ہدیہ و پیغام جو آپ ہمارے واسطے لائے ہین بیان فرمایئے تاکہ ہم عمل اُسپر کرین یہ سُنکر گردان گردون نشین کھڑے ہو گئے اب تخت اُنکا کوئی چار گز زمین سے بلند بالائے ہوا قایم ہی غرضکہ گردان گردون نشین نے تقریر شروع کی کہ اے مسیح کے ماننے والو تمھارا مسیح آج کل تم سے بہت خوش ہی اور فرماتا ہی کہ اگر اتنی قدر بھی تم ہماری کرتے تو ہم تمھین چھوڑ کر آسمان پر نہ چلے آتے افسوس کہ پہلے تمنے قدر ہماری نہ کی بموجب مشہور کہ قدر نعمت بعد زوال ہ ہم یہان سے تمھارے واسطے خداوند عالم سے دعا کرتے ہین کہ وہ تمھین راہ نیک بتائے شاباش و مرحبا اسی سرگرمی کے ساتھ ترقی دین و ترقی قوم مین تم لوگ مصروف رہو کہ ایک روز انجام اسکا بہت اچھا ہوگا کہ دنیا مین راحت اُٹھاؤ گے عقبیٰ مین آرام پاؤ گے یہ تھوڑی زندگی اپنی غنیمت جانو جو کچھ اس وقت مین ہوجائے وہ غنیمت ہی کیونکہ وقت جاکر پھر ہاتھ نہین آتا دنیا پر نظر کرو کہ جو لوگ تمسے پہلے پیدا ہوئے تھے وہ اب کہان ہین لیکن جن لوگون نے کارہائے نمایان کیے نام اُنکا ابتک زندہ ہی غزل

بت پرستی ہو عبادت کی جگہ
دیدنی ہی انقلاب روزگار
سنگ ہین بڑے مال و دولت کی جگہ
شامیانہ بن کے حسرت چھائی ہی
عالم فانی ہی عبرت کی جگہ

قطعہ

کتنی تصویرین نہین تصویر گل
اب عداوت ہی محبت کی جگہ
مرقد جمشید و کیکاؤس پر
داغ دل ہی شمع تربت کی جگہ

خال کعبہ کا ہی عبرت کی جگہ
عالم صورت ہی سیرت کی جگہ
گنج قارون مین بھرے ہین دیکھ لو
بیکسی ہی جاہ و حشمت کی جگہ
مل گئے مٹی مین لاکھون آرزو

بعد ان اشعار عبرت آثار کے کہا کہ اے شہریار تم کس خواب غفلت مین ہو تمھاری بارگاہ مین اس وقت وہ شخص موجود ہی کہ جسکو ثانی سلیمان لوگ کہتے ہین یعنے امیر کشور گیر صاحب چہار شمشیر زیب و زینت صاحبقرانی یعنے جناب امیر حمزہ ثانی وہ داہنے جانب جو صف تماشائیون کی ہی اُس طرف بلباس معمولی کھڑے ہوئے ہین اور ساتھ اُنکے بدیع الملک و رستم ثانی وغیرہ بھی ہین شہریار متحیر ہو کر طرف امیر باتوقیر کے آیا اور عرض کی کہ حضور تشریف لائے ہین مین نے تو پہلے تشریف آوری کا انتظام کر رکھا تھا ونگل مقام اعلی پر بھجوا دیے تھے بس اب مجھکو ذلیل نہ کیجیے اور ایسے مقام نامناسب پر نہ تشریف رکھیے لیکن امیر نہایت متحیر ہوئے کہ یارب یہ کیا معاملہ ہی یہ کوئی ساحر ہی کہ اسنے مجھے پہچانا یا منجم ہی کون ہی لیکن اُسی حیرت کے عالم مین ونگل شوکت پر مع سرداران ذوالاکرام متمکن ہوئے گردان گردون نشین نے کہا یہ تعجب کا مقام نہین اکثر ذکر آپ کے والد ماجد کا اور نیز تذکرہ آپ کا صحبت جناب عیسیٰ مین رہتا ہی آپ کوئی معمولی لوگون مین تو ہین نہین جسکا پہچاننا دشوار رہا اب مین آپ کو چند ستے اور

دون اک خبر زمانہ پہلے سن لیجیے کہ آپ صاحبقرانی سے معزول کیے گئے اور اب شہریار کی صاحبقرانی کو زمانہ
ہوگا یہ کہکر جانب پشت اشارہ کیا کہ لاؤ دیکھا کہ کشتی ہاتھ پر نمودار ہوئی اسی طرح سات کشتیان گردان گردون
نشین کے ہاتھون پر نمایان ہوتی نظر آئین وہ کشتیان شہریار کو مرحمت ہوئین اور فرمایا کہ اسمین بانہا سے
صاحبقرانی ہین یہ تمکو مسیح کی جانب سے عنایت ہوئے ہین اس وقت بارہ ہزار فرشتے میرے ہمراہ ہین یہ اسباب
انھین کے پاس تھا تم لوگون کو وہ نظر نہین آسکتے کیونکہ جسم انکے لطیف و نورانی ہین اس واقعہ پردازی سے
امیر کو حیرت ہی تصویر بنے بیٹھے ہین لیکن شہریار کی یہ کیفیت ہی کہ پھولے نہین سماتا ہی فرنگیون کے اعتقاد
افزون ہوتے چلے جاتے ہین پرسیسا بے فرنگی منتین اور خوشامدین نائب عیسیٰ کی کر رہا ہی لیکن جس وقت کشتی
پوش ہٹائے گئے دیکھا کہ ایک کشتی مین خود و بلغہ عرقچین زرہ ٹوپ وغیرہ رکھا ہی دوسری کشتی مین داستانے
زرہ موزے وغیرہ ہین تیسری کشتی مین گردہ سپر رکھا ہوا ہی چوتھی کشتی مین شمشیر آبدار پانچوین کشتی مین گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو برچہ کوہ پندرہ سو من کی ضرب چھٹی کشتی مین کمان و ترکش ساتوین کشتی مین خنجر کٹار وغیرہ
یہ سب چیزین ہین اور نام ہر شی پر شہریار کا کندہ ہی گردان گردون نشین نے کہا کہ بھئی بانے تمکو مسیح نے عنایت
فرمائے ہین اور ارشاد کیا ہی کہ انھین کو زیب جسم کر کے امیر ثانی سے مقابلہ کرنا اور ادھر آؤ کہ ہم تمکو نظر کردہ کرین
شہریار دوڑ کر قریب تخت آیا گردان گردون نشین نے دست مرحمت رکھا اور کہا جاؤ اب پشت تمھاری زمین کو نہ
لگے گی شہریار سلام کر کے پھر اپنے دنگل پر آکر بیٹھا اسباب صاحبقرانی رکھوا لیا اور ان کشتیون کو زر و جواہر
سے پر کر کے نائب عیسیٰ کی خدمت مین پیش کیا نائب نے کشتیان لیکر بالائے ہوا غائب کین اور کہا ای فرشتو یہ کشتی جواہر خدمت مسیح مین
پیش کر کے کہدینا کہ یہ نذر ہی اسے آپ قبول فرمائین بعد اسکے ہر شخص نے حسب لیاقت نذر گذراننا شروع کی یعنی پرسیسا بے فرنگی و کمبخت شغاد
بہرام و جملہ سرداران نامی وغیرہ نے آج ارغوان شاہ بھی ایمان لایا اور مذہب صنم پرستی کو مبدل کیا اور نذر گذرانی بعد اسکے معمولی لوگون
نے بھی حسب حیثیت نذر دی جب نذرین گذر چکین تو گردان گردون نشین طرف امیر با توقیر کے مخاطب ہوئے
اور فرمایا بہتر و لازم یہ ہی کہ آپ بھی مذہب اپنا تبدیل کر ڈالیے دیکھیے مذہب عیسوی کیسا مذہب ہی اگر آپ
اس آئین کو جاری کرینگے تو صاحبقرانی آپ کی بھی قائم رہیگی لیکن صاحبقران کوچک کہلائیے گا اور
صاحبقران اعظم شہریار نامدار کہلائے گا یہ کہکر فرمایا کہ ہمارے آپکے مذہب مین کچھ ایسا فرق نہین کیونکہ خدا کو
ہم آپ دونون برحق جانتے ہین لیکن نبی آپ کے اور ہمارے اور ہین مگر ہمارے نبی وہ ہین کہ جو بغیر باپ کے
پیدا ہوئے ہین پس کیسے پاک و طاہر ہوئے آپ کے نبی مین یہ بات نہین ہی امیر نے فرمایا آپ مجھے نصیحت
نہ کیجیے آپ شہریار سے صاحبقرانی میری چھنوا دیجیے مجھے منظور ہی گردان گردون نشین نے کہا افسوس
آپ کے والد ماجد بھی نہایت ہٹ دھرم تھے ویساہی مزاج آپ کا بھی معلوم ہوتا ہی انھون نے بھی شاہ عیاران عیار
بیباک طرار خنجر گذار عمرو بن امیہ نامدار سے شخص سے کہ لقب شاہزادہ ولایت اول کا اسی کے واسطے زیب
تھا بگاڑ کر کیسی کیسی زحمتین اٹھائین اور ایک ادنی سے کافر کی ناک کاٹ لینے پر اسکے ساتھ کیا کیا ظلم کیے
کہ جان کے درپے ہو گئے اگر وہ شخص نہوتا تو صاحبقرانی نہ قائم رہتی اسی طرح آپ کا مزاج بھی نہایت ہٹ دھرمی
کا معلوم ہوتا ہی آپ بھی خواجہ عمرو نامدار کے فرزند دلبند سے اکثر بے ترکیبی کی باتین کیا کرتے ہین کبھی اسکو
دزدابن دزد بناتے ہین اور کبھی ساربان بچہ کہکر یاد فرماتے ہین یہ حرکات آپ کے اچھے نہین ہین بھلا خیال
تو فرمائیے کہ آپ کے جد بزرگوار کون تھے اک مجاور خانہ کعبہ تھے پروردگار عالم نے مرتبہ صاحبقرانی پہونچا دیا

لیکن انسان کو وقت اپنا بھولنا نہ چاہیے لہذا مین پھر نصیحت کرتا ہون کہ آپ بھی اگر عمر ثانی سے بگاڑیئے گا تو
بہت زحمتین اُٹھائیے گا اس تقریر پر شہریار تو وجد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ حضور کرامت کو نائب صاحب کی ملاحظہ
فرما رہے ہین لیکن امیر کے چہرے کا ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا سرداران امیر دست بقبضہ ہوتے دیکھا
امیر نے کہ بارگاہ غیر ہے ایسا نہو کوئی فساد برپا ہو اور بدنامی ہو کہ امیر گھر گھر کے لڑنے آئے ہین یہ سوچکر
اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے گردان گردون نشین مجھے پاس ہے شہریار کا ورنہ اس دریدہ دہنی کا جواب
تجھے دیتا خیر دیکھا جائیگا یہ فرما کر چلے گردان گردون نشین نے ایک پرچہ جیب سے نکالکر دیا اور کہا
خیر اسے اپنی بارگاہ مین پہونچکر ملاحظہ فرمائیے گا امیر نے پرچہ لیکر جیب مین رکھ لیا اور روانہ ہوئے شہریار مع سرداران
نامدار تا دربارگاہ پہونچانے آیا بعد جانے امیر کے گردان گردون نشین بھی نظرون سے غائب ہوگئے لیکن
امیر با توقیر لاحول پڑھتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے منہ ہاتھ دھو کر لباس نفیس پہنکر زرنگار شوکت پر متمکن
ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر فروکش ہوئے ابھی تک وہی سردار داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ہین کہ ہمراہ امیر کے
تھے سوا ایکا تون کے کوئی بیگانہ نہین ہے شہنشاہ گوہرکلاہ نے عرض کیا کہ مین جو اس روز حضور سے کچھ عرض کرنیوالا
تھا اتنے مین لشکر کی آمد شروع ہوگئی وہ تذکرہ رہگیا پھر اتنی فرصت اور تخلیہ کا موقع نہ ملا کہ عرض کرتا امیر نے فرمایا ہان
مجھے بھی یاد آیا بیان کرو شہنشاہ نے عرض کیا کہ شہریار ایک ساحرہ کے پھندے مین گرفتار تھا حسب اتفاق آج
صحرا مین میرا پہونچنا ہوا مین نے اسے رہا کیا اور مارا اس ساحرہ کو جسوقت یہ بارگاہ مین بیٹھا اسنے عجب طرح کا کلمہ منہ
سے نکالا امیر نے فرمایا وہ کیا عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ جاجرہ یا تو کسی صحرا مین واسطے شکار کے تشریف
لے گئین یقین نہین معلوم کیونکر نقاب چہرے سے ہٹ گئی اور اس کمبخت نے دیکھ لیا جبسے عشق کا دم بھرتا ہے
بیٹے اسی سبب سے قتل نہین کیا کہ کچھ نشانیان اسمٰعیل اولاد ابراہیم علیہ السلام کی پائی جاتی ہین لیکن بارگاہ سے
اپنی نکال دیا یہ سنکر رنگ رُوے مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون جلد فیصلہ اس فرنگی بچے سے
ہوجائے لیکن پہلے طبل بجوانا میرے آئین کے خلاف ہے کیا کرون اور کیا نکرون لیکن ہے کوئی ایسا کہ جائے اور
سر اس گیسو بریدہ کا لائے وہ کیون واسطے شکار کے اس بے انتظامی سے گئی کہ اسنے دیکھ لیا بدیع الملک نے
جواب دیا کہ حضور یہ امر جلدی کا نہین دیکھا جائیگا سبھی شاہزادیان سیر و شکار کرتی ہین یہ کہکر بات کو ٹالنے کے
واسطے امیر سے کہا کہ وہ پرچہ جو حضور کو گردان گردون نشین نے دیا تھا ذرا اسے تو ملاحظہ فرمائیے امیر نے
کہا ہان بھئی خوب یاد دلایا اور کاغذ کو جیب سے نکالکر ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا کہ منم خواجہ عمر ثانی کیون حمزہ روپیہ کی
خست کا نتیجہ دیکھا کہ ہم کس مرتبہ پر تھے اور آپ کہان تھے لیکن حمزہ تجھے قسم ہے جناب حمزہ صاحبقران کی کہ
مجھسے خفا نہونا اگر مین ایسا نکرتا تو مجھے اسقدر زر و جواہر کہان سے ملتا تیری جوتیون کے صدقے مین مین نے
اس ترکیب سے پیدا کرلیا امیر اس حرکت پر قہقہہ مار کر ہنسے اور سردارون سے کہا کہ دیکھین حرکتین ہمنے اس دزد کی
کیسا دھوکا دیا ہے ان فرنگیون کو اور کس ترکیب سے اپنا مد بھی کیا روپیہ بھی لیے سب ہنسنے لگے اتنے مین آواز
زنگلہ کی بلند ہوئی دیکھا کہ دروازۂ بارگاہ سے عمر ثانی چلے آتے ہین امیر نے فرمایا او دزد مکار ارے تو آسمان
پر سے اُڑتا ہوا کیونکر آیا کیا تو نے کچھ سحر بھی یاد کرلیا کہا حمزہ تو بھی کیسا بھولا ہوا ہے میرے پاس ہنڈھی حضرت
داؤد علیہ السلام کی ہے وہ ایسے معجزے کی چیز ہے کہ جس ہیئت پر مین چاہتا ہون وہ ہوجاتی ہے اور بالا سے ہوا مانند
تخت سلیمانی کے اُڑتی ہے اور فرشتے کیسے مین ہر کشتی ایک چالاکی کے ساتھ زنبیل سے نکالتا تھا اور نذرین بھی

مع کشتیون کے داخل زنبیل کرتا تھا لیکن کسی پر ظاہر نہین ہوا اپنے ہاتھ کی چالاکی تھی اور حمزہ تو بہت کہا کرتا تھا کہ
تمہارے باپ نے صاحبقران اول کے ساتھ فلان عیاری کی اور فلان کام کیا مین نے کہا مین بھی ایک نمونہ تجھے دکھلاؤن
امیر نے فرمایا واقعی مین خواجہ اول نے بھی ایسی عیاری کبھی نہ کی ہوگی یہان تو یہ رنگ ہی لیکن حال پرسیاے فرنگی
کا سنیئے کہ بعد جلانے گردان گردون نشین کے جلسہ برخاست ہوا بارگاہ آراستہ ہوئی یہ دونون بادشاہ یعنے تیمخت شاہ
شجر پرست وارغوان شاہ بھی ایمان لائے اور شریک ہوئے شہریار کی صاحبقرانی قایم کی گئی بہرام تیغزن
کو شہریار نے بجماعت دیگر سپہ سالار مقرر فرمایا اب فرنگیون کی تگنی قوت ہوئی کہ دو بادشاہ مع سرداران نامدار اور
شریک ہو گئے ہین بڑی جمعیت کثیر ہی غرضکہ جب دوسرا دن ہوا جمشید شہریار نے دربار آراستہ کر کے بانہا سے
صاحبقرانی طلب کیے اور جس وقت سب اسباب سلاح خانے سے آیا شہریار نے تن پر آراستہ کیا لیکن اتنا جملہ
رہگیا تھا کہ جس وقت گردان گردون نشین نے یہ کشتیان اگالی ہین تو ایک کشتی عیار شہریار مہتر طیقفور شیر دل کو بھی
دی تھی کہ اسمین بانہاے عیاری مثل کمند و خنجر و زنبیل و زرنگاہ وغیرہ کے سب چیزین تھین اور کہدیا تھا کہ بعد چند روز کے
اس زنبیل سے مثل زنبیل عمرو کے گلیم عیاری وغیرہ اور جملہ چیزین نکلا کرینگی اور تجھے ہمنے مہتر عیاران کیا کہ تو بھی
عمرو ثانی پر غالب آئیگا فلہذا طیقفور بھی بانہاے تن پر آراستہ کر کے اک کرسی پر بیٹھا ہی لیکن جس وقت کلاہ عیاری
سر پر رکھی عجب سامان نظر آنے لگے کہ ڈیڑھ ہاتھ کی اونچی ٹوپی اور اسمین مور کا پر لگا ہوا گچھ گھنگھرو ٹکے ہوتے طیقفور بھی
ہوفقوان کی طرح کرسی پر بیٹھا اُس وقت ساقیان سیمین ساق حاضر ہوئے اور جام بادۂ ناب گردش مین آیا جس وقت
شہریار نے دوچار جام پیئے اور دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا لکارا تم صاحبقران اعظم بہرام تیغزن نے
عرض کی کہ اسمین شک کیا ہی شہریار نے کہا مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی شخص ایلچی بنکر جائے اور جواب نامہ
امیر ثانی سے لائے یہ کہکر دبیر کی طرف مخاطب ہوا اور فرمایا لکھ نامہ حمزہ صاحبقران ثانی کے نام اس
مضمون کا کہ یا دین عیسوی کو قبول فرمایئے ورنہ مجھسے مقابلہ کیجیے کہ مجھے خود دعوے صاحبقرانی کا ہی کل آپنے
ملاحظہ کیا کہ نائب عیسی تشریف لاکر مجھے نظر کردہ کر گئے اور بانہاے صاحبقرانی عنایت فرما گئے اب کون ایسا ہی
کہ پشت میری زمین کو لگا دے یا فن سپہگری مین کوئی سبقت لیجائے دبیر نے اُسی وقت نامہ لکھکر تیار کیا
شہریار نے مہر اپنی ثبت کی اور اک جام بھروا کر رکھا کہ فوراً بہرام تیغزن بے اندیشہ انجام اپنے دنگل پر سے کود پڑا
ساغر ہونٹون سے لگایا نامہ شہریار سر سے باندھا اور نکل کر بارگاہ سے بارہ ہزار جوان چھانٹے کہ جنگی وردیان سرخ
تھین خاص شہریار دلاور کے اردلی کے لوگ تھے اور عجب عظم و شان سے طرف لشکر امیر کے روانہ ہوا جس وقت
قریب لشکر پہونچا ہرکارے افتان وخیزان خدمت بادشاہ اسلام شہنشاہ ذوالاکرام مین حاضر ہوئے دعا وثنای
شاہی اس طرح بجالائے شعر رہے تا ابد شاہ عالی وقار + باقبال و دولت بعزو وقار بعد اسکے عرض کی کہ بہرام
تیغزن سپہ سالار لشکر شہریار بقصد ایلچی گری آتا ہی امیر نے اُسی وقت بخاطر شہریار ایک دنگل اُسکے واسطے
بچھوادیا اور فرمایا کہ شاہان ہفت ملک براے استقبال جائین اور بحرمت تمام لائین اُسی وقت حسب ارشاد
شاہان ہفت ملک گئے اور بعد عزت بہرام تیغزن کو لائے بہرام نے آکر بادشاہ اسلام کو مجراگاہ پر سے مجرا کیا
امیر کشورگیر کی خدمت مین تسلیم بجالایا حکم ہوا کہ بیٹھو بہرام سلام کر کے دنگل پر متمکن ہوا ساقی کو اشارہ ہوا اُسنے
کئی جام لبریز کر کے دیے بہرام نے امیر کو سلام کر کے پیے صاحبقران نے بخلق تمام مزاج شہریار عالی مقام کا پوچھا
بہرام نے عرض کی کہ اچھے ہین فرمایا کس مقصد وارادے سے اس وقت تمہارا آنا ہوا بہرام نے کہا منشا نامہ دار

نعرہ کیا فرمایا امیر نے کہ لاؤ نامہ اسنے کہا حضور یہ نامہ صاحبقران اعظم کا ہی کل حضور کے سامنے نائب عیسیٰ خطاب
دے گئے ہین چونکہ امیر کو منظور تھا کہ کوئی فساد نہو اور جلد مقابلہ شہریار سے ہو جائے کشتیان جواہر کی منگا کر نامہ
پر سے نثار کرائین اور نامہ لیکر دبیر کو دیا اسنے بآواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ یا امیر کشور گیر یا دین عیسوی کو
اختیار کیجئے یا مجھسے مقابلہ کیجئے امیر نے پشت نامہ پر اپنے ہاتھ سے جواب جنگ لکھا اور بہرام کو خلعت دیکر
رخصت کیا اور عمرو کی طرف مخاطب ہوے کہ او وزیر باریک یہ سبب حوصلے اس فرنگی کے تیری ذات سے بڑھے
ورنہ اسکی بھی یہ لیاقت تھی کہ میرے ساتھ ہمسری کرتا تیری ان حرکات ناشایستہ کا نتیجہ ایک دن بہت خراب ہو گا
جس طرح کہ تیرے باپ نے امیر عالی وقار بدرنامدار کے ساتھ مین بے ترکیبیان کین اور وہ ٹالتے گئے آخرکار
غصہ آگیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ عمرو نے برسون کوہ و بیابان کی ٹھوکرین کھائین صدہا جگہ ذلیل ہوا بھاگتا پھرا آخرکار جب
معذرت کی تو عمدہ برائی ہوئی مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ کہین ایسا نہو کہ وہی نتیجہ تیرا بھی ہو عمرو صاحبقران کو حالت
طیش مین پاکر سامنے سے ٹلکر اپنے خیمہ مین چلا آیا لیکن جس وقت بہرام قریب لشکر شہریار پہونچا اور خبر شہریار
کو ہوئی کہ بہرام جواب نامہ لیکر آتا ہے سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا شمائل خان بن جذائل خان
وکرتوس تیغ زن و دیوانہ قہرمان و دیوانہ فیروزہ وغیرہ سب گئے اور جا کر بہرام کو استقبال کر کے لائے بہرام
نے نامہ سر سے کھولکر ہاتھ مین شہریار کے دیا اور نوازش صاحبقران کی نہایت صفت کی اور خلعت دکھلایا لیکن
شہریار نے جو پشت نامہ پر جواب اپنا جنگ تحریر پایا غیظ و غضب مین آیا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ طیفور
شیر دل نقارخانہ فرنگستانی مین آیا اور حکم شاہی سنایا نقارہ نوازون نے خوب گرما کر نقارون کو چوب لگائی آواز
کوس حربی سے زمین تھرائی ہرکارے لشکر اسلام کے خدمت امیر عالی مقام مین آئے اور دعا و ثناے بادشاہی بجالائے
پھر عرض کیا کہ لشکر بہرام مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہین ہے خداے مانیز رگ است ہمارے یہان بھی
بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی عمرو یہ حکم صاحبقران زمان لیکر نقارخانہ سلیمانی مین آیا قلاب چینی
اور کباب چینی کو حکم شاہی سنایا انھون نے حسب دستور ایک اشرفی خواجہ کے نذر گذرانی عمرو نے اشرفی داخل
زنبیل کی اور اک چوب نقارے پر لگائی بعد اسکے نقارہ نواز بجانے لگے طبل شور مچانے لگے یہ دونون نقارہ نواز
پرستان کے ہین عجب عجب ٹکڑے اور طرح طرح کی گتین انکو یاد ہین ادھر شہنا نوازون نے شہنائیون کو دم دیا
نرم سرون مین بجانا شروع کیا تمام لشکر مین اک غلغلہ ہو گیا کہ کل امیر کشور گیر اور شہریار باتوقیر سے مقابلہ ہے دیکھیے
کیا انجام ہوتا ہے کون ناکام رہتا ہے کسکا کام ہوتا ہے کیونکہ دونون زبردست کسکی فتح ہو کسکی شکست شہریار بھی فوج
بسیار رکھتا ہے امیر کے ساتھ بھی لشکر کثیر ہے اگر جنگ مغلوبہ کی نوبت آگئی تو خوب ہی تلوار چلیگی یہان بارگاہ سلیمانی مین
سردارون کا مجمع ہے امیر و کل صاحبقرانی پرمانند شیر نیستانی کے جھوم رہے ہین بار بار قبضہ شمشیر کو چوم رہے ہین
نہایت اشتیاق ہے کہ اتنی رات کا دھڑکا دل پر شاق ہے بدیع الملک نے عرض کیا کہ اگر ارشاد عالی ہو تو کل پہلے غلام
ہی سامنا کرے تلوار کو اس فرنگی کے خون سے بھرے کبھی رستم ثانی بصد شیرین زبانی یون عرض رسانی کرتے ہین
جام مدعا کو بادۂ تقریر سے بھرتے ہین کہ اگر ارشاد عالی ہو تو کل مین اسکو بتصدق روح جد بزرگوار شاہزادہ علم شاہ نامدار
مرکب اٹھاؤن اسکا زور بل سر میدان سب کے سامنے نکالون امیر باتوقیر ہنسکر ارشاد فرماتے ہین کہ آپ لوگ کیون
گھبراتے ہین اگر فضل ایزدی شامل حال ہے تو شہریار کیا مال ہے گو شہریار میری آنکھون کے سامنے خوب لڑا ہے
مگر اسکو ابھی کسی سخت سے پالا نہین پڑا ہے جس وقت زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی دربار برخاست ہوا

بادشاہ اسلام داخل محل ہوے امیر باتوقیر اپنے آرام گاہ مین آئے اور سردار رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوے بستروں پر لیٹ لیٹ کر عروس خواب سے واصل ہوتے لیکن مقبل وفادار کا یادگار امیر عالی وقار کے خیمہ کے گرد تیر کمان ہاتھ مین لیے پھرنے لگا دریاے محافظت مین تیرنے لگا ہر طرف لشکروں مین طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آواز ہشیار باش کی بلند تھی جوانان آزمودہ کار سلاح حرب و پیکار کی چستی و درستی مین مصروف تھے کوئی تیر ترکش مین بھرتا تھا کوئی چلہ کمان کو درست کرتا تھا کوئی تلوار کی دھار کو دیکھتا تھا کوئی کٹار کو سنبھالتا تھا کوئی زبان نیزہ کو پھیر رہا تھا کوئی حلقہاے کمند کو سلجھاتا تھا مردان دلاور میدان جنگ کا تھا یوں دل کا مارے دہشت کے قافیہ تنگ تھا کہ بکولہ بیٹر کسی کو خیال گریز کوئی آمادہ پیکار کوئی بھاگ جانے پر تیار کسی کو فکر نام و نشان کسی کو کوشش امن و امان کہان تک گذارش کیا جائے کہ اسی کیفیت مین وہ وقت آپہونچا کہ زمانہ شب کا بحلطرف ہونے لگا اظہار صبح ہر طرف ہونے لگا ناگاہ فراش سپہر تیر آمد مہر سنکر دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور بسنکر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدۂ سحری بصد جلوہ گری قبہ چرخ اخضری سے چمکا کہ یکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اپنے چہرے سے بصد آب و تاب مانند نقاب کے بیحجاب ہو کر دور کیا دیکھا کہ تاج زرین بہر وجاہت شاہنشاہی در براس کر و فر سے در مشرق آستان سے ظہور کیا تمام عالم کو نور سے معمور کیا مگر یا ستارہ ہاں آمد مہر درخشان سے بشکل حیران بے سر و سامان روان دوان ہو کر دامن کہکشان مین پنہان ہوا بیت مناسب ہوا گم فلک نیلوفری سے ❖ پھولا گل خورشید نسیم سحری سے ❖ ادھر حمزہ صاحبقران زلہ ربا صفت ثانی سلیمان بعادت معہود بہر طاعت رب ودود اٹھے اور بہر رفیع اجابت مشتاق عبادت وضو بصد آرزو کر کے مسجد کے پاس مین قدیم دستور کے نماز رب بے نیاز پڑھنے لگے کہ اتنے مین عمر ثانی حاضر ہوا التسلیم بجا لایا امیر نے بعد ختم وظائف بصد لطائف گلستان رنگین بیانی کو یون آراستہ و پیراستہ کیا کہ اے ہدہد خجستہ فال و اے طوطی شیرین مقال بادشاہ اسلام کی خبر بزنگ بادصرصر لاؤ حسب الارشاد ہدایت بنیاد درشاہی پر بڑی چالاکی سے پہونچا دربان و محلدار سے جاسوسی و چاپلوسی کرنے لگا کہ ظل الٰہی کے آنے مین کیا دیر ہے کہ تیرا سکے جلوہ بارگاہ سلیمانی اندھیر ہے آخر الامر یہ مژدہ جانفزا سنا کہ اب آپ آتے ہین بہت جلد تشریف لاتے ہین اس خبر فرحت اثر کو سنکر بشیر خدمت امیر مین آیا اور حقیقت حال کو راست راست بے کم و کاست کہہ سنایا

نظم

حمزہ نے جو ہین سنا خبر کو ❖ کہنے لگے مرحبا عمر کو
حاضر جو تھی سلح کی کشتی ❖ سجنے لگا تن وہ بہشتی
داؤدی زرہ گلے مین ڈالی ❖ جنگاہ کی طرز یہ نکالی
خود اسحاق سر پہ رکھا ❖ نور اسکا لبسان مہر چمکا
پھولون مین سپر لسی تنی تھی ❖ سو لشت پہ وہ لگی ہوئی تھی
دست اقدس مین تھا وہ برچھا ❖ کفار کا چشم سیہ تاکا
تلوار لگی ہوئی کمر مین ❖ وہ ڈاب تھی خوشنما نظر مین
دستانے تھے دست خوشنما مین ❖ راگیر راؤن مین موتے ماین
وہ مرکب خوش خرام کیا تھا ❖ چلنے مین غیرت صبا تھا
برجیس اڑاتا تھا وہ فلک سیر ❖ مین کے ذکر سے تھا اک بہر
جلد اسکی تھی صاف شکل فانوس ❖ پاکھر کے گلون سے تھا وہ طاؤس
جس وقت وہ زیب بارگاہ

سلیمانی زینت دنگل صاحبقرانی سلاح حرب و پیکار لگا کر تیار ہوا آمد سرداران عالی مقام کی شروع ہونے لگی ناگاہ سواری لندھور ثانی کی مانند مہر درخشان کے طلوع ہوئی وہ جوان بصد آن بان عازم میدان کارزار اس فیل طویل پر سوار چہرے سے جاہ و جلال آشکارا خواہی مین گرز گرانبار زیب جسم تمام ہتھیار اس وقار سے نمایان ہوا پشت پر فوج ظفر موج مانند بحر زخار بصد وقار آگے آگے فیل مست جسکی بلندی سے

نظم
گو دیست مانند ابر و سحاب جھومتا ہوا
اسکے گج گاہ کی اللہ رے چہرے پہ صفا
اسکے دانتون کو وہ سمجھے جو کوئی ہو زہرہ

شان و شوکت کو کہون کیا مین ترے ہاتھی کی
کہکشان جون شب تار مین عیان ہو فلک
لیکے خرطوم مین زنجیر ہلاے وہ اگر

چرخ پر جون مہ نو ہاتھے پہ یون اسکی کلاب
ہاتھ لیلی نے نکالے ہین سیہ خیمے سے
ملنے کو مجنون کے تن سلسلہ پا کی جھنکار

دانتون پر فیل کے توڑے جواہر نگار چڑھے ہوئے مانند آغوش تمناے دشمن کے واسطے اپنی حد سے بڑھے ہوئے
جس وقت سامنا امیر با توقیر کا ہوا انند ھور تسلیم بجا لایا جانب دست راست حسب دستور قدیم مقام پایا اتنے مین
سواری مانند باد بہاری پہلوان زمان صاحب نیزہ دوزبان رفیق وفادار مالک ثانی نامدار کی بصد عز و وقار
نمایان ہوئی نیزہ عیال مرکب پر کج دھرا ہوا دل ولولہ جنگ سے بھرا ہوا کلاہ کج بانکی سج دھج اور عربی رانا
زیر ران بیقرار جنبیان کرتا تراراسے بھرتا نمودار ہوا نظم صفت اسپ - کس طرح تیزی رفتار دکھاتے رہوار
آنکھ مین وسعت میدان جہان ہو کوتاہ ؞ جتنے عرصے مین اٹھے دیکھنے والے کی نظر ؞ جا کے پھر آتے گئی باتا
خدنگاہ ؞ وہ سبک رو کہ دم صبح جو سبزے پہ چلے ؞ نعل شبنم سے نہ نعل سے شبنم آگاہ ؞ آ گئے آگے مالک
عالی وقار نشست پر ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دار اس شان و شوکت سے بصد تجملات خدمت بابرکت امیر کشور گیر
مین حاضر ہو کر تسلیم کو گردن جھکائی کرم صاحبقرانی سے جانب دست چپ جگہ پائی بعد اسکے روح و
روان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بدیع الملک نوجوان بصد تجمل و شان مانند مہر درخشان
حاضر حضور پر نور ہوے اور اپنے عہدے پر مامور ہوے پھر چشم و چراغ شاہزادہ ایرج نوجوان مہر لعل خفتان
یعنے شاہزادہ رستم ثانی نوجوان بصد شوکت و شان مانند ماہ تابان ہمراہ فوج گران مانند سیارگان ہمراہ لیے
خدمت صاحبقران جہان مین حاضر ہوے اپنے منصب سے باہر ہوے - اسی طرح ہر سردار
نامدار با فوج بسیار بصد عز و وقار خدمت حمزۂ عالی وقار مین حاضر ہوا یگان یگان مانند نور الدہر و بدیع الزمان
و داراب کشور کشا و تورج باخدا فرامرز عاد مغربی شاہزادہ بہارستان عرب سب کے سب عازم حرب
داہنی صف مین ملے اور کیخسرو نامدار ایرج عالی وقار قمہور دلیر و جمہور دلاور بائین صف مین ملحق ہوے
جس وقت اس ماہ برج صاحبقرانی جناب حمزۂ ثانی کے گرد و پیش مجمع غازیان وفاکیش کا ہو گیا جانب
ایوان شاہی طرف دروازۂ جہان پناہی روانہ ہوے ناگاہ تخت بادشاہ عالی جاہ کا بانو کہاریان کاندھون پہ
اٹھائے قدم بڑھاے جانب در روانہ ہوئین یکایک پردا حجی پر کھنچا اور ظل اللہ سعد بن قباد شہریار برامد
ہوے اول سلام امیر با توقیر کا ہوا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا مراد اس سے یہ تھی کہ تمھاری طرف سے
ہمارے دل مین جگہ ہے بعد امیر کے اور سرداروں نے گردنین خم کین آداب شاہی بجا لائے لیکن
کہارون نے دوڑ کر تخت شاہی کاندھون پر لیا کہاریان پھر داخل محل ہو گئین اور شاہ کی سواری مانند باد بہاری
مع صاحبقران نامدار و سرداران والا تبار طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی وسط لشکر مین تخت شاہی
قائم ہوا میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہونے لگا داہنی جانب علمہاے سبزہ کو جلوہ ملا یہ
معلوم ہوا کہ اک باغ تازہ آراستہ ہو گیا بائین جانب نشان ہاے سرخ غیظ و غضب کی علامت مانند
پرکالہاے آتش کے ضو دینے لگے سرداران نامدار و دلاوران تہور شعار توسن ہاے بادر رفتار پر
سوار صفون سے دس دس قدم آگے بمرتبہ سرداری کھڑے ہوے اور امیر ابن امیر صاحب چہار شمشیر
زینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزہ ثانی چالیس قدم لشکر سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی قایم ہوے مع

علم اژدہا پیکر کھلا ہوا آواز یا صاحبقران یا صاحبقران دے رہا ہے عمر ثانی رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہمت ارادہ مالک پر نظر کیے کھڑا ہے اُس طرف لشکر فرنگستان کے جوان عجب آن بان سے باجے بجاتے قدم قواعد سے اُٹھاتے گروہ گروہ جوق جوق انبوہ انبوہ آ آکر صف آرائی کر رہے ہیں شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار ہمراہ عیاطرار میدان گیرودار میں اُسی طرح چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھ کر بمرتبۂ صاحبقرانی استادہ ہوا آج بانہا ہے صاحبقرانی گرانی جسم کو بھلی معلوم ہوتی ہے آج تین لشکروں کا ایک لشکر ہو کر آیا ہے عجب انداز دکھایا ہے کہ وسط فوج میں فوج فرنگستان در تخت ملک برسیا سے فرنگی ہے میمنہ کے سمت لشکر کمبخت شاہ شجر پرست افسر فوج بہرام ساز بدست بادشاہ لشکر کمبخت شاہ ہے میسرہ کی طرف لشکر ارغوان شاہ افسر لشکر قیلوس بلند بالا اور سردار صفوں سے آگے قدم بڑھائے اپنی اپنی فوج کے پرے جمائے کھڑے ہیں شہریار نے کل فوج کی وردیاں اپنی فوج کے توشہ خانہ سے نکلوا کر تقسیم کی ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل فوج فرنگستان کی ہے وہ وردیاں زرق برق جنگی خوبی میں ذرا فرق نہیں عجب بہار دکھاتی ہیں یکایک بیلدار برق رفتار پروں سے نکل نکلکر میدان کی درستی بصد تیز دستی کرنے لگے آن واحد میں صفحہ صحرا کو مانند آئینہ کے ہموار کر دیا سقوں نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا اس آئینہ کو غبار سے پاک کر دکھایا وہ تازی تازی زمین صحرا کی جو جابجا سے کھودی گئی ہے اور آب پاشی ہوئی ہے تو عجب طرح کی سوندھی سوندھی خوشبو نکل رہی ہے نکہت گلہاے صحرا اُس شمیم سے ملاقی ہو کر انبار نکہت بدل رہی ہے جوانان فوج فیروز فرج مست کھڑے جھوم رہے ہیں تلواروں کے قبضوں کو چوم رہے ہیں ناگاہ نقیب نامردوں کے رقیب بہادروں کے قریب قریب آکر یوں نقابت کرنے لگے نظم

نام کر جاؤ جان پر کھیلو
زال باقی نہ اب تہمتن ہی
سیکڑوں کو کیا جنھوں نے ہلاک
تم بھی جا بھڑو لڑاؤ صف شکنو

داد لینا اگر ہے تو لے لو
نہ تو گودرز ہے نہ بہمن ہے
آج سوتے ہیں وہ بڑے نامی
تیغ کی گھاٹ جاؤ تیغ زنو

ہاں یہی ہیگا وادے جنگ
اب نہ رستم جہان میں ہے نہ سام
نہ ہیں گرگین و طوس و گیو جری
گو نہ مدفن نہ شمع مدفن ہے
آج مرنے میں ہے ابد تک نام

عرصۂ روزگار سب پر تنگ
گو رہی تو نہیں کہاں بہرام
مدت عمر ہو گئی سپری
نام مانند مہر روشن ہے
جنگ سے تنگ مرد کا نہیں نام

جس وقت نقیب یہ نہیب دیکر ہٹ گئے جوانان جنگ آزما کی رگوں میں خون شجاعت نے جوش مارا ہر ایک نے آغوش تمنا پھیلا کر عروس اجل کو پکارا شہریار نامدار نے ایک انگڑائی لی کہ دونوں تسمے رکابوں کے ٹوٹ گئے اس ولولے کو دیکھ کر بہادروں کے جی چھوٹ گئے لیکن طیقور شیر دل نے اور ساز لا کر مرکب کو پھر سے آراستہ کیا شہریار گھوڑا اُڑا کر سامنے تخت ملک برسیا سے فرنگی کے آیا پیادہ ہو کر اجازت جنگ چاہی اور عرض کیا کہ آج امیدوار دعا ہوں کیونکہ سامنا اُس شخص کا ہے جسنے تمام عالم کو اپنا مطیع و فرمانبردار کیا ہے بہادروں نے اُسکی اطاعت کا جام پیا ہے آج کے مقابلے میں اگر مسیح نے مدد کی اور امیر کو زیر کیا تو گویا تمام عالم کو اسیر کیا برسیا سے فرنگی نے آستینیں مرحمت پشت پر جھاڑی اور کہا جا اے فرزند شیر دل کیا تجھے پروردگار عالم و مسیح مکرم سے کے تو تو فکر دہ مسیح ہے اب کون تیری پشت زمین کو لگا سکتا ہے کب حمزہ تاب مقاومت لا سکتا ہے شہریار سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر چاہتا ہے کہ میدان میں جا کے ہنر جنگ دکھائے کہ یکایک جانب شمال سے تتق گرد خفیف نمودار ہوا یہ معلوم ہوا کہ بونڈلا گرد کا چرخ مارتا چلا آتا ہے شہریار منتظر ہو کر کھڑا ہو رہا کہ اسے دیکھ لینا چاہیے کون آتا ہے کیا خبر لاتا ہے کہ یکایک آن واحد میں وہ گرد قریب آکر فرو ہوئی اور ایک سانڈنی سوار برق رفتار نظر آیا دیکھا کہ جانب لشکر برسیا سے فرنگی آتا ہے معلوم ہوا کہ کوئی نامہ دار ہے لیکن اُس شتر سوار نے جو شہریار نامدار کو عازم کارزار دیکھا جلدی سے اونٹ کو بڑھا کر

قریب آیا اور پکارا اے شہریار توقف فرمایئے شہریار نے کہا خیر باشد کیا ہے اُسنے پگڑی سے خط نکالکر ہاتھ مین دیا
اور زبانی بھی بیان کیا کہ آپ کے ملک پر شادمان شاہ ملک شادمانیہ کا رہنے والا پانچ لاکھ سوار کی جمعیت
سے چڑھ آیا ہے اپنی حد سے بڑھ آیا ہے ملک پر تباہی آیا چاہتی ہے فوج آپ جو واسطے حفاظت کے چھوڑ گئے
تھی قلعہ بند ہے مسمار فرنگی جو آپ کی طرف سے حاکم تھا لڑکر زخمی ہوا دو پہلوان رستم زمان افراسیاب وقت آسکے
ہمراہ ہین شہریار مع سانڈنی سوار یہ نامہ لیے ہوئے خدمت امیر کشورگیر مین آیا تمام ماجرا کہہ سنایا اور خط بھی دکھایا
صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ اے بہادر اگرچہ مجھے تیرے مقابلہ کا بہت بڑا اشتیاق ہے جانا تیرا اس وقت دل کو
شاق ہے لیکن یہ وقت نہایت نازک ہے کیونکہ قلعہ مین ناموس بھی ہونگے اور معاملہ ناموس کا نہایت نازک ہوتا ہے
اگر حیات مستعار باقی ہے تو انشاء اللہ پھر آزمایش ہو جائیگی اے شہریار تو بھی دوسرے کی ناموس کا بہت خیال
رکھنا یہ نصیحت یاد رہے دشمن جان سے جان کی دشمنی چاہیے ناموس کی بے پردگی آبروریزی کا باعث ہے ان
نصیحتون مین امیر کے جو اشارے تھے یقین ہے کہ ناظرین با تمکین سمجھ گئے ہونگے چونکہ امیر با توقیر پر یہ ظاہر
ہو چکا ہے کہ شہریار نام ملکہ چاچرہ بانو کا بے ادبی کے ساتھ لیا کرتا ہے دم محبت کا بھرتا ہے لہذا صاحبقران نے معاملہ ناموس
کو غیرت دلا کر بیان کیا کہ یہ دل مین پشیمان ہوا غرضکہ شہریار نامدار امیر عالیمقدار سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا
وہ خط ملکہ پریسیما سے فرنگی کو دکھایا اور آپ اُسی وقت کوچ کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ ہوا
امیر کشورگیر بھی مجبور و ناچار میدان کارزار سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ✤✤

اب چند کلمے ملک فرنگی کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد کوچ کرنے شہریار عالی وقار کے یہ خبر شادمان شاہ کو پہونچی کہ ملک فرنگ بالکل خالی ہے فقط ایک سردار
مسمار فرنگی نام چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے واسطے محافظت و انتظام ملک قلعہ مین ہے میدان خالی پا کر سوچا
کہ اس سے بہتر موقع فرنگستان کے لینے کا ہاتھ نہ آئے گا یہ خیال کرکے سہراب منارہ گردن فیل پیکر کو حکم
دیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک فرنگ کے روانہ ہو اگرچاہا خداوند تمثال آئینہ روئے تو ہم بھی پہونچینگے ملکہ اے
سہراب منارہ گردن اگر موقع پایا تو ملک پر قبضہ کر لینا ہمارے آنے کا خیال نکرنا سہراب منارہ گردن یہ
حکم پا کر اُسی وقت تیاری کرکے طرف فرنگستان کے روانہ ہوا تیسرے روز شادمان شاہ نے بھی کوچ
کیا کہ ساتھ اُسکے دو پہلوان زبردست نام ایک کا ہامان میمون چشم اور دوسرے کا شیرزادہ شیرخشم
ہے یہ دونون پہلوان رشک سام بن نریمان ہین کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائے گا لیکن سہراب جو دو لاکھ سوار
کی جمعیت سے پہلے چل چکا ہے صحرا ے فرنگستان مین پہونچا خیمہ برپا کیا مسمار فرنگی کو خبر پہونچی اُسکے پاس
اگرچہ فوج قلیل تھی لیکن یہ بہادر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا جس وقت سہراب منارہ گردن نے دیکھا
کہ یہ فرنگی آمادہ پیکار ہے ایک شخص کو نامہ دیکر روانہ کیا کہ خبر مسمار فرنگی کو ہوئی کہ نامہ دار آتا ہے کہا بلاؤ جس وقت
وہ نامہ دار سامنے آیا مضمون نامہ زبانی بھی کہہ سنایا کہ بہتر یہی امر ہے کہ قلعہ فرنگستان خالی کردو ورنہ مفت مین
جان و مال پر تباہی آئے گی سلطنت بھی جائیگی جان بھی جائیگی مسمار نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کردیا لیکن ایلچی
نے جو نامہ لاکر سہراب کو دیا نہایت برہم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آوازہ نقارے
کی گونجی ہرکارون نے مسمار فرنگی کو خبر دی یہان بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ بمدارات ہونے لگی
تمام رات جوانون کو سلیح جنگ درست کرنے مین گذری لیکن جس وقت سحر کی شب ماتمی سیاہی چشم

معدوم ہوئی اور سفیدۂ سحری بلسان بیاض ید بیضا نمودار ہوا ہر شخص خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے اپنے دین
ومذہب کے موافق عبادت پروردگار بجا لاکر عازم میدان قتال ہوئے آفتاب نکلتے نکلتے فوجین میدان مین صف آرا
ہوگئین بیلدارون نے نکالکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر نشیب و فراز زمین کو برابر کرکے مثل آئینہ کے ہموار کردیا
سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نہیب دینے لگے کہ ہان اے بہادرو دلاورو اسی دن کے
لیے بادشاہ کا نمک کھایا ہے آج وہ وقت آیا ہے کہ چاہیے حق نمک ادا کرو دل مین مالک کے جا کرین نقیب
نقیب یہ نہیب دیکر علیحدہ ہوئے سہراب منارہ گردن فیل پیکر نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور میدان
کارزار مین آکر نعرہ کیا کہ باش اے گروہ نصارے جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے
کو یہ سنکر مسمار فرنگی میدان مین آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی کوئی سو طعن کی نوبت آئی ہوگی
کہ مسمار نے نیزہ سہراب کا ہوائی کیا سہراب نے غصہ مین آکر ایسی ماری کہ سر مسمار کا زخمی ہوا مسمار نے
زخم سر باندھ کر وار تیغہ آبدار کا کیا کہ شانہ سہراب کا بھی نشانہ ہوا دونون طرف کے لشکر دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ
ہوگئی تلوار چلنے لگی واقع مین عجب تاثیر ہے زمین قلعہ فرنگ کی کہ خون انسان کی پیاسی رہتی ہے کتنی میدان
داریان ابھی ہوچکی ہین کسقدر کشت و خون ہوچکا ہے کہ لہو تک اچھی طرح نہ سوکھا ہوگا لیکن فوج سہراب
کی تعداد دو لاکھ کی ہے اور فوج مسمار فرنگی کی کل چالیس ہزار شکست ہوا چاہتی تھی کہ حسب اتفاق پشت لشکر
مسمار کی جانب سے ایک آندھی اٹھی کہ آن واحد مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا فوج سہراب کی آنکھون مین خاک
سے گھر گیا کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا فرنگیون کی بن پڑی تھوڑا سا فاصلہ دیکر تیر و تبر پر دھر لیا جو تیر جاتا تھا وہ دو دو تین
تین کو گرا دیتا تھا ایک تو کمان کا زور دوسرے ہوا کی قوت توڑ تیر کا ہوگیا تھا سہراب کے لشکری جو
تیر مارتے تھے ہوا کی تیزی سے وہ تیر پلٹ پڑتے تھے آپ نشانۂ اجل ہوتے اپنے وار اپنے ہی اوپر
چل رہے تھے رن مہتاب مین روشن نہو سکتی تھین کہ تاریکی کو برطرف کرتین پہر کامل جنگ رہی جس وقت وہ آندھی
برطرف ہوئی دیکھا تو ہزارہا آدمی فوج سہراب کے مارے گئے ہین اور دو چار سو لشکر مسمار کے بھی قتل ہوئے
بلکہ یہ کشتے وہ ہین جو قبل آندھی کے مارے گئے تھے بعد آندھی آنے کے ایک متنفس بھی فوج مسمار کا ہلاک نہین ہوا
چونکہ سردار فوج دونون طرف کے زخمی تھے طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے مسمار فرنگی شکر پروردگار
کرتا ہوا اپنے خیمے مین داخل ہوا زخم سر مین ٹانکے لگائے گئے پٹی مرہم کی چڑھی وہان سہراب منارہ گردن میدان
سے لاشے اٹھواتے اٹھواتے پریشان ہوگیا شام ہوگئی لیکن لاشین نصف سے زیادہ باقی رہگئین شام کو یہ بھی
داخل خیمہ ہوا علاج سر مین مصروف ہوا جب دوسرا دن ہوا پھر دن بھر لاشین اٹھائین اب لڑائی موقوف ہے
کیونکہ دونون کے سر زخمی ہین تیسرے روز مسمار فرنگی علیحدہ خیمہ سے ایک کرسی مین بیٹھا سیر صحرا کر رہا ہے کہ جانب بیابان
سے تیرہ گرد عظیم بلند ہوا مسمار سمجھا کہ پھر کوئی آندھی آتی ہے لیکن وہ جس وقت گرد قریب پہونچی ہوا نے مارا گرد کو
گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ پھریرے پھریرے پر ہر علم
کے تعریف خداوند متعال آئینہ رو تحریر تھی عقب مین فوج جرار پیچھے پیدل آگے سوار تخت پر ایک بادشاہ عالیجاہ
آگے آگے دو پہلوان مرکبون پر سوار گھوڑے ہوا سے سرد سے جنگل کی ہچکیان کرتے ترارے بھرتے
نمودار ہوئے سوار مرکبون کو چمکاتے سنوارتے چلے آتے ہین ہرکارے دونون لشکرون سے واسطے
خبر کے روانہ ہوتے تھے مسمار کو ہی سے آکر بیان کیا کہ بادشاہ ملک شادمانیہ ملک شادمان شاہ

چار لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہے اور قصد اسکا قلعہ فرنگ کے لے لینے کا ہے سہراب منارہ گردن جس سے
جنگ ہو چکی ہے یہ اسی کا ملازم ہے یہ سنتا تھا کہ سمار فرنگی نہایت پریشان ہوا اور سانڈنی سوار کو تو خط دیکر طرف
شہریار کے روانہ کیا آپ اسی وقت مع فوج داخل قلعہ ہوا اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا توپخانہ کا انتظام درست
چست کیا اور اہل فوج سے کہا کہ تم سب پریشان نہونا کیونکہ مین نامہ شہریار عالی وقار کو لکھ چکا ہون تا انتظار اسکے
جانین لڑاؤ ملک و ناموس کو بچاؤ کہ یہی دن نمک حلالی کا ہے لیکن سہراب کو جو یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ آگیا نہایت
خوش ہو کر واسطے استقبال کے روانہ ہوا بارگاہ شاہی تو پہلے ہی سے آکر استادہ ہو چکی تھی شادمان شاہ
مع فوج آکر صحرا مین اترا دونون پہلوان ساتھ ساتھ داخل بارگاہ ہوا اور فوج و لشکر کے لوگ بھی اتر اتر کر مرکبون
سے قیام پذیر ہوے آن واحد مین تمام صحرا مملو ہو گیا لیکن سہراب نے حال جنگ شادمان شاہ سے بیان
کیا کہ اے شہریار مین نے آتے ہی سمار فرنگی سے مقابلہ کر کے اسے زخمی کیا لیکن نہین معلوم کیا ستارہ میرا
گردش مین تھا کہ مین بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا جنگ مغلوبہ ہو گئی اور ایک آندھی تو ایسی آئی کہ جسنے
خاک ہوا اور اپنی ساری محنت ہماری مٹی مین مل گئی فلک نے یہ غبار ہمین سے نکالا ہوا کا رخ ایسا برا پڑا کہ انکے
تیر ہمپر پڑتے تھے ہمارے تیر خطا کرتے تھے بلکہ اپنا وار اپنا ہی جسم تاکتا تھا انجام کار ایک لاکھ سوار کام آئے
کہ دو روز فقط لاشین اٹھانے مین گذرے شادمان شاہ نہایت برہم ہوا کہ تو نے اتنی فوج کٹوا دی اور طبل
امان نہ بجوایا سہراب نے آنکھ نیچی کر لی کہ بیشک غلطی ہوئی لیکن ہامان میمون چشم گراز دندان نے کہا خیر
کچھ پروا نہین حکم دیجیے کہ بجے طبل جنگی کل خالی کرا لونگا اس قلعہ کو بموجب حکم ہامان کوس حربی پر چوب لگی اور
آواز نقارے کی گونجی ہرکارے خبر لیکر قلعہ مین آئے اہل قلعہ کو ارادہ ہامان سے آگاہ کیا سمار فرنگی
نے بھی بمجبوری حکم دیا طبل جنگ کو ادھر بھی طبل جنگی بجا اور آواز نقارون کی بلند ہوئی تیاری جنگ ہونیلگی
اہل قلعہ نے بھی نہایت بند و بست کیا مانجے کا حقوالا کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑھاو سب چیزین تیار
کین کہ یکایک زمانہ شب کا گذرا فوج انجم شکست خوردہ افتان و خیزان قلعہ نیلی حصار فلک مین پنہان
ہوئی شہنشاہ خاور کا عمل ہوا روشنی پھیلی شادمان شاہ مع فوج و سپاہ عازم میدان کارزار ہوا جس وقت
سامنے قلعہ کے پہونچا ہامان نے اجازت لی اور رخ قلعہ کا کیا چالیس ہزار سوار ساتھ اسکے چلے جس وقت
اہل قلعہ نے دیکھا کہ دھاوا ہو گیا اور ایک گینڈا گردن مست پر سوار عقب مین چالیس ہزار سوار لیے آتا ہے گولندازون
نے نشانہ باندھا اور توپونپر قائم ہوے جس وقت دیکھا کہ اب دشمن زد پر آ گئے ہین بس فوراً توپون
کو آگ بتائی بوسنے دو سو توپون کا فیر ہوا یہ معلوم ہوا کہ طبقہ زمین اڑ گیا یا آسمان پھٹ پڑا یہ قلعہ فرنگستان
نہایت مستحکم بنا ہوا ہے باقاعدہ انتظام ہے وہ چالیس ہزار سوار معلوم بھی نہوے کہ کیا ہو گئے دھوین سے
میدان تیرہ و تار ہو گیا تھا جس وقت روشنی ہوئی دیکھا کہ زمین جا بجا سے شق ہو گئی ہے درخت جھلس کر رہ گئے ہین
خاک مانند خاکستر گرم ہو رہی ہے لاشون کے چیتھڑے اڑ گئے کہین ران کہین سر کہین ہاتھ کہین دھڑ کٹے
ہوے پڑے ہین اہل قلعہ نے نقارہ فتح بجانے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا ہامان میمون چشم دگراز دندان لب
خندق پر کھڑا نعرہ زن ہے اس ملعون کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا سب آفتون سے بچا قلعہ پر سے قریب کے حربے
بھی پھینکے مانجے کا حقوالا کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑاہ سب چیزین پھینکی گئین مگر ہامان سب خم بون
کو رد کر کے [illegible] قلعہ کا توڑ دن گرز ہاتھ مین اسکے بلند ہے لیکن دل اہل قلعہ کا دردمند ہے

دعائین مانگ رہے ہین کہ اے پروردگار جہان بتصدق مسیح ذی شان اس آفت ناگہانی سے نجات دے اس وقت
ہم لوگ بے وارث ووالی ہورہے ہین ناموس شاہی بھی اسی قلعہ مین ہے ہنوز سخن ناتمام تھا کہ از پردۂ بیابان
گردے برخواست مگر گرد تیرہ وخیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دپاسے گرد وزمین پیچیدہ آتے آتے
ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار
سوار کا پھریرون پر جنکے حمد الٰہی مدحت مسیحائی تحریر تھی آگے آگے ایک جوان مرکب پری پیکر پر سوار نمودار
ہوا ہامان سمجھا تھا کہ یہ کون آتا ہے لیکن اس بہادر نے جو دیکھا کہ ایک گبر قلعہ لیا چاہتا ہے ملک فرنگ پر قبضہ
کیا چاہتا ہے وہین سے نعرہ کیا کہ باش خبردار وہوشیار باشید کہ منم شہریار نامدار تمکے گذاریم کہ از دست من زندہ
وسلامت روی یہ کہکر وہین سے مرکب کی باگ لی اور رخ میدان کارزار کا کیا ادھر اہل قلعہ مین جان آئی لالی
رخون پر چھائی نقارۂ شادمانی بجنے لگا لیکن شہریار نے ہامان کا سامنا کیا اور کہا او بودے فوج بے سردار پر
حملہ کرتا ہے تجھے شرم نہین آتی ہامان نے کہا کیون اپنا ملک چھوڑ کر تو کہین جاتا ہے بادشاہون اور بہادرون کا
شیوہ ملک گیری ہے جب ہمین ملک لیتا ہے تو ہم تیرے آنے کا رستہ کہانتک دیکھین اب تو آگیا ہے تو دیر کیون
کرتا ہے لاضرب بہادری کے شہریار نے کہا مین صاحبقران ہون پیشدستی کرنا میرا شیوہ نہین جب خدا تیرے
حربہ سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سننا تھا کہ ہامان نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا شہریار نیزہ اسکا نیزے
کا نٹنے لگا نیزہ بازی ہوئی اتنی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شہریار نے نیزہ ہامان کا ہوائی کیا نیزہ تو مانند تیر شہاب
کے بلند ہوا لیکن ہامان کی آنکھون مین جہان تیرہ وتار ہوگیا پکارا غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی کیا
کہان جائیگا بچکر اس تلوار سے یہ کہکر بلا کر مرکب کو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا شہریار نے آتے تلوار خیال مین کر کے دھال
بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا ہامان نے چاہا جھٹکا دیکر چھڑاوے ممکن نہوا زور ہونے لگے گریبانون مین ہاتھ پڑ گئے
گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے ہامان نے تلوار ہاتھ سے چھوڑ دامن زرہ کا گردان کر شہریار سے
لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی شیرزادے شیر خشم وسہراب منارہ گردن وشادمان شاہ قریب آگئے تماشا کشتی کا
دیکھنے لگے ادھر فیروزہ دیوانہ کہ ہمراہ شہریار کے آیا تھا قریب آگیا اہل قلعہ بھی پھاٹک قلعہ کا کھولکر نکل آئے
چھوٹے چھوٹے ٹنگیرے استادہ ہوگئے سردارون کے ڈنگل بچھ گئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہان یہ
دونون جوان مصروف تلاش ہین زور کشمکش کے ہو رہے ہین پیچ بندہ رہے ہین اسی حالت مین وہ وقت بہم
پہونچا کہ بادشاہ خاور برائے ملک گیری باختر روانہ ہوا اور ماہ تابان نے ملک شرق پر قبضہ کیا طائرانے
اپنے آشیانون مین مقیم ہوئے ہامان نے شہریار سے کہا کہ اے بہادر وقت شب واسطے راحت کے ہے مین
تجھے مہلت دیتا ہون شب کو بعیش وآرام بسر کر صبح کو سمجھا جائیگا شہریار نے جواب دیا کہ میرا یہ آئین نہین
کہ بغیر معاملہ یکسو کیے میدان سے پھرون کیونکہ مین نے طریقے صاحبقرانی کے اختیار کیے ہین بلکہ چلا آتا ہون مقابلہ
صاحبقران ثانی سے افسوس کہ انسے مقابلہ تیرے ہی بدولت رہگیا یہ کہکر زور کرنے لگا ہامان نے کہا کہ تو
اپنے کو بڑا شہزور سمجھتا ہے دوسرا کیا معدوم ہے یہ کہکر ہامان بھی جم جم کر زور کرنے لگا جھگڑا کشتی کا بندھا ہوا ہے جانبین
سردارون کی لڑائی ہوئی ہے کہانتک بیان کیا جاوے کہ شب کو بھی فیصلہ نہوا اسی عالم مین دوسرا دن ہوا دیکھا تو وہی
عالم ہے کہ اگر شہریار پکڑ لاتا ہے ہامان کو تو ہامان نکل جاتا ہے اور اگر ہامان پکڑ لاتا ہے شہریار کو تو شہریار گرفتار ہو جاتا ہے
اسی عالم مین دوپہر دن آیا ہوگا کہ ایک مقام پر ہامان نے سر سینہ مین دیکر دونون بازو شہریار کے مضبوط

تھامے اور یا خداوند تمثال کہکر زور کیا چار قدم دوڑا لے گیا ہتکا مارا کہ پایان گھٹنا آشنا بزمین ہوگیا چاہا کہ اٹھا لون
ممکن نہوا بلکہ شہریار نے لنگر جو مارا تو کمر تک غرق زمین ہوگیا اور وہین سے بازو ہامان کے مضبوط تھامے اور
سر سینہ سے ملا دیا کڑکڑا کر زور کیا دس قدم دوڑا لے گیا اب جو ہتکا مارا دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوئے ہی تھے
کہ پھر جو نظر کی سر پر بلند پایا واقع مین کہ یہ زور شہریار ہی کے واسطے ہی کہ اس پھرتی سے پہلوان کو اٹھا لیتا ہی کہ
معلوم نہین ہوتا غرضکہ سر سے بلند کر کے چرخ دیکر چاہتا ہی زمین پر مارون کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہوجائین
کہ ہامان پکارا امان فرمایا بشرط ایمان اسنے قبول کیا شہریار نے چھوڑ دیا اور میدان سے پھرا ہامان کو ساتھ
لے لیا لیکن شادمان شاہ نہایت پریشان کہ اتنا بڑا سردار زیر ہوگیا اور تجسے پھر گیا انجام اچھا نہین معلوم ہوتا اسوقت
داخل بارگاہ ہوا مگر شیر زائی شیر خشم نے کہبت بڑا جوان ہی کوئی حقیقت اپنی سامنے ہامان کے نہین سمجھتا حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ میرے نام پر کل اس فرنگی سے مین مقابلہ کرونگا دیکھون مجھسے یہ کیونکر لڑتا ہی اسی وقت کوس حربی پر چوب
پڑی اور آواز نقارے کی گرجی شہریار نامدار ہامان کو اپنے ساتھ لیے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا شہسوار
فرنگی نے قدمبوسی حاصل کی تمام ماجرا سے جنگ زخمی ہونا اپنا ہاتھ سے سہراب منارہ گردن کے اور پھر زخمی
کرنا اسکو بھی سب بیان کیا اور آنا آندھی کا بن پڑنا جنگ پھر آمد شادمان شاہ سے بخیال ناموس قلعہ بند ہونا
سب کہا شہریار نے آفرین کی ہامان کی پوشاک اترائی حمام کرا کر خلعت مرحمت کیا ہامان میمون چشم بندہ بے دام
ہوا کہ یکایک خبر کوس حربی کی پہونچی شہریار نے کہا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے انشاء اللہ کل اور جو کوئی نکلیگا
اسے بھی دیکھ بھال لینگے ہامان نے کہا اے شہریار نامدار شیر زائی شیر خشم واقع مین زبردست جوان ہی ماسوا
اسکے ایک حربہ باندھتا ہی جسکا نام دز ظلم رکھا ہی خود اسی کا ایجاد ہی کمندین گرز تیر خنجر کٹار یہ چیزین سب لگی ہوئی ہین ایک
نہ ایک چیز ضرور جسم انسان کو صدمہ پہونچا کر بیکار کر دیتی ہی ذرا بہت ہوشیاری سے مقابلہ کیجیے گا شہریار نے کہا
اے برادر اگر پروردگار عالم کو میری حیات رکھنا ہی تو وہ مجھے بچائے گا اور مین امید کرتا ہون کہ ضرور فتحیاب ہونگا کیونکہ
ابھی مجھے بڑے بڑے مرحلے جھیلنا ہین نائب مسیح میرے پاس آکر مجھے بانہاے صاحبقرانی دے گئے ہین اور
نظر کردہ کر گئے ہین یہ کہکر سب ماجرا گردان گردون نشین کا بیان کیا اور طبل بجا بمقابلہ امیر سب کہہ سنایا ہامان
کا اعتقاد مذہب کی جانب اور بھی پختہ ہوا غرضکہ طبل جنگ بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا سامان پیکار ہر طرف ہوا
جھونکے نسیم بہار کے چلے غنچۂ دل بہادرون کے کھلے آلات حرب و ضرب تنون پر آراستہ کر کے میدان
کارزار مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ دیکھا مرکب اپنا شیر زائی
شیر خشم نے پرے سے نکالا سامنے تخت شادمان شاہ کے آیا اجازت حرب چاہی کہا جا تجھکو سپرد کیا خداوند
تمثال آئینہ رو کے شیر زائی شیر خشم نے سلام کیا رخ طرف میدان انتقام کیا جس وقت بیچ دشت مین پہونچا سراپا
میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جب خوب پسینہ مین عرق عرق ہوگیا روک کر ایک مقام پر مرکب کو دم کو آہستہ
کر کے نیزہ زمین پر گاڑ کے نعرہ کیا کہ باش اے گروہ نصاری خبردار و ہوشیار باشید کہ منم شیرزا ے شیر خشم
جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ شہریار نے مرکب اپنا جولان کیا اور
سامنے شیرزا کے آیا چونکہ شیر زائی شیر خشم کرگدن پر سوار ہوتا ہی اور گھوڑے اور گینڈے سے لگاو رہنین
چلتی ہی باگین ترچھی کر کر کے نکل گئے پھیر پھیر کر مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا شیرزا پکارا اے شہریار
مجھے رحم آتا ہی تیرے حسن و شباب پر اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی افسوس ہوگا لہذا بہتر یہ ہی کہ دین تمثالیہ اختیار کر

مین تجھسے تعرض نکرونگا بلکہ شادمان شاہ کو بھی بیان سے پھیر لیجاؤنگا شہریار نے کہا ای پہلوان مین نہین سمجھ سکتا
کہ تمثال آئینہ رو کون گیدی ہی مین پروردگار عالم کو برحق سمجھتا ہون اور یہ میدان کارزار ہی نصیحت و وعظ و پند نہین ہی
لاحربہ بہادری کا دیر کیون کرتا ہی شیرزاد نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہی جو ایسی باتین کرتا ہی
خیر تیرے اسے یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہ کہکر نیزے کا وار سینہ بے کینہ شہریار پر کیا شہریار نے نیزے کو نیزے پر
روکا طعنین چلنے لگین سنان سے سنان جو لڑجاتی تھی تو شرارے نکلتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ لڑتے مین
من اُگلتے جاتے ہین شیرزاد بھی نہایت ہوشیار ہی جو بند شہریار باندھتا ہی اُسے کھول دیتا ہی اور جو بند شیرزاد
باندھتا ہی اُسے شہریار کھولتا ہی کہانتک گزارش کیا جاے کہ نوبت ڈیڑھ سو طعن کی آگئی طبقور شیر دل
عیار شہریار نے پکارا کہ ای آقاے نامدار بڑی دیر ہو گئی یہ آپ اس وقت کہان ہین بس یہ سُنا تھا کہ شہریار نے غیرت مین
آکر اک بند اس پھرتی سے باندھا کہ سمجھ مین شیرزاد کے نہ آیا اب جو دیکھا تو مانند تیر شہاب نیزہ ہوا پر ہی لشکر شہریار مین
واہ واہ کی صدا بلند ہونا شیرزاد شیر خشم کو غصہ آگیا اور وہی چادر ظلم جسکا ذکر ہو چکا ہی شہریار پر ماری شہریار
نے دیکھا کہ یہ حربہ سپر سے رد ہونے کا نہین ہی جست کرکے زین مرکب کو خالی کیا لیکن چادر آکر مرکب پر پڑی
کہین خنجر کہین کٹار کہین تلوار کہین تیر اور گرز سر مرکب پر پڑا گھوڑا تو اُسی وقت پھڑک کر تمام ہو گیا لیکن شہریار کو
مرکب کے مارے جانے کا صدمہ ہوا تلوار کھینچکر جھپٹا کہ اُستے کر گردن کو بھی پڑ کر ڈالون شیرزاد نے جو یہ ارادہ شہریار
کا دیکھا مرکب سے کود کر دامن زرہ گردان کر مصروف تلاش ہوا شہریار بھی تلوار ہاتھ سے پھینک کر لپٹ پڑا
لگی کشتی ہونے سرداران فوج جھپٹ جھپٹ کر قریب آگئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے ہامان شکر پروردگار
بجالایا کہ اب شہریار سمجھ لیگا جس حربے سے بچنا مشکل تھا تو اُسکی شہریار نے رد کیا اب کیا ہی یہانتک کہ اسی
کشتی مین ڈھائی روز کا عرصہ گذر گیا بس اک مقام پر شیرزاد نے جو زور کیا پانچ قدم دوڑا لے گیا شہریار کو
مگر پھر کچھ نہو سکا ایسی زمین پکڑی شہریار نے کہ ایک گام نہ سرکا جب شیرزاد زور کرکے تھکا شہریار نے
کہا اب میری باری ہی لے خبردار و ہوشیار رہنا یہ کہکر بازو پکڑ کے سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا تو قدم لیا
کیا جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوگئے اب جو دیکھا سر بر بلند پایا سر پر چرخ دیگر آواز دی کہ کیا کہتا
ہی مذہب کے بارے مین شیرزاد نے کہا تا زندہ ایم بندہ ایم شہریار نے جھٹکے سے زمین پر اُتار دیا اور ہمراہ
لیکر نقارہ خوشی بجاتا ہوا میدان سے پھرا ہامان ہم بغل ہوا شیرزاد سے کہا الحمدللہ کہ ہم تم دونون اب بھی ایک ہی
بارگاہ مین ہین لیکن شادمان شاہ ناشاد و نامراد میدان جنگ سے اپنی بارگاہ مین آیا اور سہراب ستارہ
گردن کو بلوایا جب وہ سامنے آیا پوچھا کہ اب زخم سرتیر کیسا ہی سہراب نے کہا اچھا ہون شادمان شاہ
نے کہا اگر کل تو مقابلہ کرے تو کیسا سہراب نے کہا نمک بادشاہ کا کھاتا ہون جانبازی کا پیشہ کیا ہی عذر
کیا ہی مگر اتنا سمجھ لیجیے کہ شہریار سے عہدہ برا ہونا مشکل ہی جب ایسے دو پہلوانون کو کہ رکن سلطنت تھے
اُسنے زیر کر لیا تو میری کیا حقیقت ہی ہان کسی مکر و حیلہ سے شہریار کو گرفتار کیجیے تو پھر مین سمجھ لونگا شادمان شاہ کا
عیار مہتر خندان تیز رو سامنے کھڑا تھا ہنسا اور کہا ای شہریار اگر حکم دیجیے تو آج ہی شہریار کو مع آپ کے سرداران
اور اُسکے سردارون کے گرفتار کرلاؤن شادمان شاہ نے کہا اگر یہ کام تو کرے تو پہلے سال کا خراج ملک فرنگ کا مین
تجھی کو دیڈالونگا مہتر خندان نے کہا بہت خوب اور اُسی وقت چند عیارون کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا
مگر جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی خندان نے لباس شب روی تن پر آراستہ کیا سیاہ دوشالے کا جھرمٹ

بارگاہ لشکر شہریار مین داخل ہوا دیکھا کہ طلایہ کا گشت پھر رہا ہی آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہی مہتر خندان نگاہین گشت والون کی بچاتا ہوا تا خیمہ شہریار پہونچا اور پشت پر سے قنات چاک کر کے جھانکا دیکھا کہ ایک آدھ شمع جھلملا رہی ہی اور بفر خواب شہریار بلند ہی پس بخوف وخطر داخل خیمہ ہوا اور لخلخہ عیاری مین بیہوشی لیکر قریب دماغ کے لایا اوپر کی سانس جو کھینچتی ہی تمام بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی پس اُسی وقت اُسنے پشتارہ باندھا اور پشت سے لگا کر بے نکلا صحرا مین آکر اپنے عیارون کے سپرد کیا اور آپ پھر واسطے گرفتاری شیر زرائی شیر خشم و ہامان میمون چشم کے روانہ ہوا یہ دونون ایک ہی خیمہ مین تھے اب اُسنے صورت اپنی شہریار کی بنائی اور در خیمہ پر آیا دربانون نے دیکھا کہ شہریار نامدار ہی اُٹھ اُٹھ کر سلام کیے اور کہا اس وقت کیون تشریف لاتا ہوا پلٹ کر جواب دیا کہ تم لوگون کو ہمارے امور مین کیا دخل ہی سب خاموش ہو رہے کہ افسر کے منھ کون لگے لیکن مہتر خندان بصورت شہریار داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ ہامان اور شیر زرائی دونون سو رہے ہین ہمراہ خندان کے ایک عیار اور بھی پشت خیمہ کی جانب کھڑا ہوا تھا مہتر خندان نے اُسے بھی قنات چاک کر کے اندر بلا لیا اور ان دونون کو بیہوش کر کے پشتارہ بردوش ہو کر لے نکلے صبح قریب تھی کہ اپنے لشکر مین پہونچ گئے بادشاہ کی نیند فکر مین اُڑی ہوئی تھی کہ ہرکارون نے خبر دی حضور مہتر خندان شہریار کو مع ہامان میمون چشم و شیر زرای شیر خشم گرفتار کر لایا فرمایا بلاؤ مہتر خندان تینون پشتارے لیے ہوئے سامنے آیا شادمان شاہ نے کہا اگر انکو ہوش آگیا تو قیامت کبری برپا کرینگے جلد آہنگرون کو بلا کر اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانے مین بھیج دو حسب الحکم ولساہی کیا گیا اب شادمان شاہ نے سہراب منارہ گردن سے کہا کہ یہی وقت ہی قلعہ کے لینے کا پھر وقت پڑیگی اور ہزارون جانین تلف و برباد ہونگی سہراب کرگدن پر سوار ہوا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ کے چلا یہان لوگ آرام سے سو رہے تھے طلایہ کا گشت پھر رہا تھا کسیکو کیا خبر کہ وہان رنگ زمانہ دگرگون ہو گیا گردش فلک دوار بدل گئی جسکا بھروسا تھا وہ دام مصیبت مین پھنس گیا لیکن سہراب منارہ گردن نے پہونچتے ہی شبخون مارا اور لوگ قتل ہونے لگے ادھر ان چالیس ہزار سوارون نے تو کشت وخون شروع کیا سہراب راہ کوٹی کر کے پھاٹک پر پہونچ گیا گرز مار کر دروازے کو شکستہ کیا اتنے مین شادمان شاہ پانچ لاکھ کی جمعیت سے آپڑا کیا حقیقت تھی چند کسی کی کیونکہ چالیس ہزار سوار شہریار کے ہمراہ آئے تھے اور چالیس ہزار سوار مسمار فرنگی کے تھے سب کشتہ ہو گئے جو کچھ بچے وہ بھاگ نکلے لیکن فیروزہ دیوانہ اور مسمار فرنگی یہ دونون گرفتاری سے بچے تھے ہمت مردانہ دکھا رہے تھے مانند شیر آس دریاے فوج کو پھر رہے تھے لیکن فوج شادمان شاہ کے لوگ قلعہ مین داخل ہو گئے کشت وخون کرنا شروع کیا یہ خبر محل مین پہونچی شاہزادیان مرکبون پر سوار ہو ہو کر چور دروازے سے نکلکر طرف صحرا کے راہی ہوئین مسمار فرنگی کا پاؤن طناب مین الجھا اور یہ گرا اوپر سے لوگ ٹوٹ پڑے اتفاق سے وہ غول کمنداندازون کا تھا صد ہا حلقے گلے مین پڑ گئے اور یہ نمک حلال گرفتار ہو گیا فیروزہ دیوانہ لڑتے لڑتے نہایت زخمی ہو گیا مرکب اسکو جانب صحرا لے نکلا کہ اسکا حال وقت پر گذارش کیا جائیگا لیکن یہان شادمان شاہ نے قلعہ پر قبضہ کر کے نقارہ شادمانی بجایا ملک قبضہ مین آیا صبح کو دربار کیا روساء شہر گرفتار ہو ہو کر آنے لگے جو مطیع ہوا وہ بچا جسنے سرتابی کی مارا گیا ایک ہنگامہ برپا ہی واقعی مین کہ جب تقدیر بگڑتی ہی کوئی تدبیر کام نہین دیتی الیاز بردست یا تقدیر یون

اسیر پنجۂ تقدیر ہوجائے کہ ملک غیر کے قبضہ مین فوج پناہ ناموس سرگردان نہایت متردد و متحیر و متفکر و پریشان دشت بیابان کی خاک چھانتے پھرتے ہین لیکن مہتر طیقور کو اور کچھ نہ بن پڑی روتا پیٹتا طرف لشکر ملک پرسیلاے فرنگی کے روانہ ہوا کیونکہ جب شہریار حمزہ صاحبقران نامدار سے رخصت ہوا تھا تو ملک پرسیلاے فرنگی کو مع سرداران نامدار و فوج جرار وہین چھوڑا تھا اور امیر سے عرض کر دیا تھا کہ غلام اس مرحلے کو طے کرکے بہت جلد حاضر ہوگا آپ کسی طرف کا عزم نفرمائین میرے منتظر رہیےگا ہم اور آپ ملکر آگے چلینگے ایک فیروزہ دیوانہ اور چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لے لیے تھے یہان آکر یہ افتاد پڑگئی کہ گرفتار ہوگیا

اب دو کلمے داستان حیرت بیان لشکر امیر عالیشان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ دن رات آرام سے بسر ہوتی ہے نہ کہین آنا ہے نہ جانا ہے کبھی سیر و شکار ہے کبھی شہریار کا انتظار ہے سب یگانے پاس ہین بیگانے کے نام سبزہ تک نہین جیسے پامال کرین اسی عالم مین ایک روز صبح کا وقت ہے منھ ہاتھ دھونے سے فراغت کرکے امیر باتوقیر تنہا کرسی بچھاتے ہوئے بیٹھے ہین سیر صحرا کی کر رہے ہین کہ دیکھا لوگ شور و غوغا کرتے ہوے آتے پوچھا امیر نے کہ خیریت ہے انھون نے عرض کی کہ سوا شر کے خیر کہان آج شب کو صلصال بن دال بن دیوین شمامہ جادو و خلخال بن صلصال دونون زندان خانہ سے غائب ہین ہرچند لوگ خیال کرتے ہین نہ تیر اکسی عیار کا معلوم ہوتا ہے نہ کہین نشان نقب محسوس ہوتا ہے آج اتنا ضرور ہوا تھا کہ ہوا سرد جو چلی تو دربانون کی آنکھ لگ گئی تھی عجب نہین جو کوئی ساحر یا ساحرہ لے گئی ہو امیر نے فرمایا خیر جو ہوا وہ ہوا اب پھر یہ ملعون سرکشی کرینگے یہ دقت اور یہ ایام گرفتاری بہت جلد بھول جائینگے ذرا سی حشمت مین پھول جائینگے وہان لشکر ملک پرسیلاے فرنگی مین انتظار آمد شہریار کا ہے ہر کارے کوسون واسطے خبر کے تباہ رہتے ہین آخرکار طیقور شیر دل روتا پیٹتا پہونچا اور تمام ماجرا بیان کیا پرسیلاے فرنگی نے ایک نامہ لکھوا کر بہرام تیغزن کو دیا کہ تو باریاب خدمت ہو چکا ہے جا اور امیر سے عرض کرنا کہ اب انشاء اللہ کسی اور مقام پر شہریار سے اور آپ سے ملاقات ہوجائیگی اب آپ انتظار نفرمائین کیونکہ وہ رونق بہارستان فرنگ اسیر پنجۂ تقدیر ہوگیا ہم لوگ اسکی رہائی کی فکر مین جاتے ہین اور آپ سے بھی دعا کے امیدوار ہین بہرام اسیوقت یہ نامہ لیے خدمت بابرکت صاحبقران ثانی مین آیا عمرو نے امیر سے اطلاع کی کہ بہرام آتا ہے فرمایا بلاؤ کیونکہ تنہا امیر بیٹھے ہوئے تھے اک کرسی واسطے بہرام کے بچھوادی گئی لیکن جس وقت بہرام سامنے آیا نامہ پرسیلاے فرنگی کا ہاتھ مین دیا امیر نے مضمون پڑھا اور نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ والدین بہادر کا دوست ہون مجھے نہایت صدمہ گرفتاری شہریار کا ہے یہ فرما کر عمرو سے کہا خلعت لاؤ خواجہ نے کشتیان حاضر کین امیر نے دوبارہ بہرام کو مخلع کیا بہرام رخصت ہوا اور خدمت پرسیلاے فرنگی مین آیا نوازش و الطاف امیر کا حال بیان کیا پرسیلاے فرنگی اسی وقت مع کیمنت شاہ و ارغوان شاہ و سرداران ذیجاہ کوچ کرکے طرف ملک فرنگ کے روانہ ہوا کہ حال اسکا بھی وقت پر بخدمت ناظرین گذارش کیا جائیگا

اب چند کلمے داستان صلصال بن دال بن دیوین شمامہ جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب اسکی گرفتاری کی خبر شمامہ جادو کو پہونچی تھی پہلے تو کہا کہ خوب ہوا جو مسخرا گرفتار ہوگیا وہ لایق اسی کے تھا ہمنے اسکو کس ناز و نعمت سے پالا پرورش کیا جب یہ نالایق جوان ہوا تو اورون کو تکنے لگا نہین معلوم کس کس سے دل لگایا ہمکو جلایا واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ شمامہ جادو پر دادی ہے صلصال کی لیکن

باہم سلسلہ آشنائی بھی ہوگیا ہی یہ وجہ اُسکے جلنے کی ہی لیکن ایک روز کچھ جی اُسکا گھبرایا خیال صلصال کا
آیا کہا اے شمامہ جادو معشوق تو ہمیشہ سے جفا کار ہوئے ہین ہمیشہ تخم بیوفائی بونے مین یہ شرط محبت نہین کہ وہ قید مین گرفتار
ہی اس وقت مین تو اُس سے بیزار ہی اگر کوئی افتاد پڑ گئی اور اُسکے دشمنون کو خدا پرستون نے مار ڈالا تو سوا افسوس کے
کچھ نہ ہاتھ آئیگا لہذا اُسے قید سے چھڑا کر اپنے قید مین رکھنا چاہیے مزا وصال کا چکھنا چاہیے اس وقت بد مین
جو تو کام آئیگی تو اُسے اورون کی یاد ضرور بھول جائیگی یہ سوچ کر پر پرواز پیدا کرکے اُڑی اور طرف لشکر امیر
کشور گیر کے روانہ ہوئی جب وقت شب کا ہوا کچھ اسم پڑھکر اُسنے دم کیا کہ ہوا سے سر دچلی دربان
سو گئے تب یہ جا کر صلصال و خلخال کو اُٹھا لائی دونون تموج ہوا سے بیہوش ہوگئے تھے جب مُنھ پر
پانی کے چھینٹے دیے اور دونون ہوش مین آئے شمامہ جادو نے صلصال سے شکوے اور شکایت
کی باتین کرنا شروع کین کہ کیون بے مردود اس وقت بد مین کوئی آشنا تیرے کام نہ آئی جا کر زندان سے
چھڑا نہ لائی صلصال نے سر جھکا لیا اور کہا دادی امان بیشک مجھسے قصور ہوا جو اورون سے دل لگایا اب
مجھسے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی دوسرون کو ما متا تھوڑی تھی کہ کوئی چھڑانے جاتا یہ شفقت اپنے بزرگون ہی پر
ختم ہی غرضکہ شمامہ جادو نے صلصال کو غسل کروایا لباس نفیس پہنوا کر تخلیہ مین لائی اور مصروف
اختلاط ہوئی دونون نے اپنا اپنا منھ کالا کیا جب فراغت ہوئی صلصال رونے لگا اور کہا کہ دیکھا آپنے
کہ کس قدر زوران خدا پرستون کا بڑھ گیا ہی کہ غار افراسیاب کو بھی فتح کر لیا اب ہمارے بیٹھنے کا ٹھکانہ
نہ رہا شمامہ جادو نے کہا تو گھبرا مین تدبیر بتائے دیتی ہون اگر سامری و جمشید چاہینگے تو سب خدا پرست
بہت جلد غارت ہوجائینگے کیونکہ مجھسے اور ابلیس خود پسند سے نہایت ملاقات ہی کہ وہ بادشاہ ہی طلسم
صندل کا اور یہ خدا پرست اُس طرف بھی ضرور جائینگے کیونکہ شہر صندل جو متعلق طلسم ہی ایک مرتبہ شیرویہ
بن حمزہ نے فتح کر لیا تھا اور وہ ملک قبضہ مین خدا پرستون کے آگیا تھا اب پھر اہل طلسم نے اُسکو آباد کیا ہی اُن
کے خدا پرستون کو برباد کیا ہی اُنھون نے خبر حمزہ ثانی کو دی ہوگی یقین ہی کہ چڑھائی ملک صندل پر ہو
تجھے بھی ایک تحفہ بنا دونگی کہ تمام عالم مین کوئی تجھپر غالب نہو سکے تو بھی جا کر ابلیس خود پسند کا شریک ہونا
اور کام ان خدا پرستون کا سر میدان تمام کرنا کہ باعث ناموری ہی اور موجب ثواب ہی سر دست لاجورد شاہ بن
زبرجد شاہ نے خروج کیا ہی ہمراہ اُسکے فوج بسیار ہی اور سرداران زبردست و نامی ہین اور زبرجد شاہ
دختر پر سیلسا پری فرنگی پر عاشق ہی سُنا ہی کہ خدا پرستون نے اُسے لیجا کر قلعہ کام نہنگان مین رکھا ہی لاجورد شاہ
اُس طرف جانے والا ہی مگر کسی کے انتظار مین دشت سنگسار پر کہ یہان سے پندرہ کوس پر ہی مقیم ہی مین
تجھے وہان پہونچائے دیتی ہون وہ تیری بہت عزت کریگا کیونکہ وہ ایک رشتہ سے بھانجا میرا ہوتا ہی اُسکے
باپ زبرجد شاہ سے اور اُس شخص کی بہن ملکہ دمامہ جادو سے تعلق آشنائی تھا لاجورد شاہ مجھکو بہت
مانتا ہی یہ کہکر کچھ سامان مہیا کرکے صلصال کو طرف دشت سنگسار کے روانہ کیا اور کہا دیکھ خبردار
خبردار اب کسی عورت کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھنا ورنہ ابکی مین خود تجھے گرفتار کر رکھونگی اور مین
سر دست چلہ کھینچکر تیرے واسطے ہیکل جمشیدی تیار کرتی ہون اور ہر وقت تیری خبر گیر رہونگی اور ایک نامہ
دیا کہ یہ لاجورد شاہ کو دیدینا غرضکہ آپ تو چاہ بابل مین مقیم رہے اور صلصال طرف دشت سنگسار کے
روانہ ہوا جس وقت قریب لشکر لاجورد شاہ پہونچا ہرکارون نے خبر لاجورد شاہ کو پہونچائی کہ یا خداوند

صلصال بن دال بن ولون شمامہ جادو آتا ہی لاجورد شاہ نے کہا وہ میرا عزیز ہوتا ہی اور سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور صلصال کو استقبال کر کے لائے خان اعظم یعنی صلصال نے لاجورد شاہ کو سلام کیا اور نامہ شمامہ جادو کا دیا لاجورد شاہ نے پوچھا لہ خالہ اماں اچھی تو ہین صلصال نے کہا عنایت خداوند سے بہت اچھی ہین غرضکہ لاجورد شاہ نے خان اعظم کو دنگل عنایت کیا صلصال دنگل پر بیٹھا اب لاجورد شاہ نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ ای فرزند صلصال کو مین تمھارے پاس بھیجتی ہون تم اسکا خیال رکھنا مین تمھارا خیال رکھون گی خداوند سامری تمکو خداوندی مبارک کرے اور ترقی دے باقی دعا لاجورد شاہ نے صلصال سے اہل اسلام کا حال پوچھا صلصال نے کہا بہت سر اٹھایا ہی ان لوگون نے اور سردست طرف کوہ بیضا کے جاتے ہین لاجورد شاہ نے صلصال سے کہا کہ ای خان اعظم میرا قصد ہی کہ پہلے تو قلعہ کام نہنگان پر جاؤن اور ملکہ مہرناز پرور کو اپنے قبضہ قدرت مین لاؤن کیونکہ مر رہا ہون مدت سے اس یار جانی محبوب جاودانی پر بغیر اسکے اب مجھے قرار ایک دم نہین ہی لیکن سردست انتظار ہی خونخوار ستارہ پیشانی کا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ جانب بیابان سے تیغ گرد وغبار بلند ہوا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے لیکن جب وہ گرد قریب آ کر شق ہوئی دیکھا کہ دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا اور پھر ہر دن پر علمون کے تعریف لات اعلی اور مناۃ عظمی مرقوم تھی بعد اسکے دو لاکھ سوار پرے جما ے ہرکارون نے آ کر خبر دی کہ خونخوار ستارہ پیشانی آ پہونچا یہان سے لوگ واسطے استقبال کے روانہ ہوے اور خونخوار کو استقبال کر کے لائے دیکھا صلصال نے کہ بہت بڑا جوان ہی کہ اسکو شباب ملک قہرش بن سوکیا سے طوفانی کا یاد آ گیا جو سردار کہ لقا کی بارگاہ مین ایک تھا ذکر اسکی جنگ کا بالا باختر مین ہو چکا ہی غرضکہ بعد آنے خونخوار ستارہ پیشانی کے تین روز کا جشن کیا لاجورد شاہ نے اسکے بعد طرف قلعہ کام نہنگان کے روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان عبرت عنوان فوج بے افسر لشکر شہریار نامور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ برسیاحے فرنگی دو دو منزلون کے ایک ایک منزل کرتا چلا جاتا ہی کہ کسی طرح جلد پہونچون ایسا نہو کہ دشمن کام شہریار کا تمام کرے لیکن شادمان شاہ خرم وشادان قلعہ مین تخت حکومت پر بیٹھا ہی شہراب منارہ گردن کو خلعت وزارت بھی عنایت ہوا ہی کہ اسی کی دانائی سے قلعہ قبضہ مین آیا مہتر خندان ہنس رہا ہی اور کہتا ہی ای شاہ تیرا اقبال تھا لیکن میرا کمال تھا کہ ان سرکشون کو ہاتھ بھی نہ ہلانے دیا اور گرفتار بلا کر لیا اور شہریار نامدار ذلیل وخوار ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنے ہوئے زندان ستم مین مبتلا ہی کہتا ہی کہ ای رب بے نیاز وای مالک کارساز کونسا ایسا قصور مجھسے ہوا تھا کہ جسکی باعث سے یہ نوبت میری بہم پہونچی کہ نہ مونس نہ غمخوار نہ یار نہ مددگار یہ زندان تیرہ وتار ہی خیر میرے واسطے تو جو کچھ ہوا وہ بہتر ہوا یہ دونون تازہ مہمان یعنی خیرزائی شہر خشم وہامان اپنے دل مین کیا کہتے ہونگے رنج اسیری سہتے ہونگے اب اسوقت بیکسی مین سوا تیرے کون مددگار ہی ناموس شاہی برہین معلوم کیا تباہی آئی کہ سب روان دوان خاک دشت وبیابان کی چھانتے ہونگے واقعی ہین کہ انسان جاہ ومنصب دنیا پر کبھی غرور نکرے اسکا کوئی اعتبار نہین ہی کہ آج اسکے لیے ہی توکل ہمارے لیے ہی ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا غزل حسب مقام ہذا

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تھا کوئی نہین	سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

آئینہ وساغر ہر باہم حیرت مین ہر دل آنکھین پُر نم
جو اونچے مکانون والے سب خاک کے نیچے جاکے چھپے
بیٹھے ہین کہان اہل مسند آغاز وہ کچھ انجام یہ بد
جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا اٹھکھیلیون سے چلتی تھی صبا
ہمشکل جہان معشوق جو تھے سوتے ہین پڑھ مرقد اُسکے
اہ آرزو اسکا فخر نکر گو شعر ہر کافی ناز کسے

یاد آتے ہین اسکندر وجم اب محو تماشا کوئی نہین
رہتے تھے یہان ہر دم جلسے اب دیکھو تو اسجا کوئی نہین
یا بزم طرب یا کنج لحد یا دہ مجمع یا کوئی نہین
اب سنبل وگل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہر اسجا کوئی نہین
یان مرنے والے لاکھون تھے یا رونیوالا کوئی نہین
اُس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ نتیجہ کوئی نہین

واقع مین کہ کہان وہ جاہ وجلال کہان یہ وقت زوال کہ زندان کی تاریکی قبر کا مزا دکھاتی ہر بلکہ کاٹے کھاتی ہر کبھی ہاتھون کی ہتھکڑیون پر نظر ہر کبھی پاؤن کی بیڑیون پہ سر ہر اس حالت مین یاد ملکہ حاجرہ بانو کی اور قہر کرتی ہر زخم محبت پر نمک چھڑکتی ہر بار بار یہی خیال آتا ہر کہ اگر اُس محبوب جانی یار جاودانی کو اِس حال پُرملال کی خبر ہوتی تو ضرور رہائی ہو جاتی کیونکہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہر کہ ایک بار نقابدار گوہر پوش بنکر بہرام سے مقابلہ کیا تھا ہائے افسوس کہ کوئی اتنا بھی نہین کہ جاکر پیغام دے آئے شعر نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے۔ کسے زبیکسی نامی بر د خبر ہے۔ کبھی حالت اضطراب مین یہ اشعار ورد زبان ہوتے تھے نظم

روکے باد صبا سے کہتا تھا
خاک کو بعد مرگ لے جاکر

اے ہوا خواہ عاشق شیدا
کوچۂ یار مین اڑا دینا

مرتے ہین ہم ترے بھروسے پر
مٹگیا کوئی یہ پتا دینا

شہر یار کی یہ حالت ہر مگر شادمان شاہ خرم وشادان اندرون قلعہ حکومت کر رہا ہر دربار آراستہ ہر سہراب منارہ گردن سا پہلوان دنگل شوکت پر متمکن ہر جام بادۂ گلنار کا دور ہر ساقیان سیمین ساق جام بدست صراحی بہ بغل حاضر ہین آواز ہو شاہوش نوشا نوش کی بلند ہر نازنینان زہرہ خصال حور جمال مصروف رقص وغنا ہین کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق آکر پہونچی بعد دعا وثنا بجالانے کے عرض کی کہ بہرام تیغ زن پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے رہائی شہر یار آتا ہر شادمان شاہ نہایت گھبرایا لیکن سہراب منارہ گردن نے عرض کی کہ آپ کیون متردد ہوتے ہین اگر آئے گا تو سواز خم کے کیا پائے گا غرضکہ صحبت عیش وطرب برخاست ہوئی برائے سیر شادمان شاہ اور سہراب آکر فیل دروازے پر بیٹھے کہ دیکھین بہرام کیسا جوان ہر کہ یکایک پردہ بیابان سے تتق گرد عظیم بلند ہوا اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمایان ہوا الحجہ ہر ون پر حمد خدا اور مدح مسیحا تحریر تھی بعد اسکے فوج ولشکر گذرنے لگا آخر مین ایک جوان کو دیکھا کہ کرگدن مست پر سوار برچھا ہاتھ مین عجب آن بان سے ساتھ چلا آتا ہر سہراب بہرام کو دیکھکر تنا اور کہا شادمان شاہ سے کہ اگر اس سے مقابلہ ہوگا تو آپ کو میرے بھی زور وطاقت کا مزا آجائے گا لیکن بہرام جب صحرا مین اُترا بارگاہ برپا کر چکا اندر بارگاہ کے آیا دبیر سے نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے اہالیان قلعہ آگاہ ہو کہ وہ شخص ہون کہ دم بھر مین قلعہ خالی کرا لونگا بہتر ومناسب یہ ہر کہ قید سے شہر یار نامدار کو رہا کرو اور اپنے قصور کی ندامت ظاہر کرو مین سعی کرکے خطا تمہاری معاف کروا دونگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو قسم ہر پروردگار جہان اور مسیح گردون مکان کی کہ آن واحد مین قلعہ لے لونگا اور اس ذلت وخواری سے مارونگا کہ ماہیان دریا ومرغان ہوا تمہارے حال پر گریہ وزاری کرینگے جس وقت دبیر نے یہ نامہ لکھکر تمام کیا بہرام نامہ ہاتھ سے دبیر کے لیکر بیرون بارگاہ آیا اور مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعہ کے

چلا قریب پہونچکر تیر مین باندھ کر پھینکا جس وقت وہ تیر قلعہ مین پہونچا شادمان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا
پوچھا سہراب مناره گردن نے کہ کیا ارادہ ہے سہراب نے عرض کی اول تو مین آس سے مقابلہ کرونگا
جب عہدہ برائی نہوگی تو دیکھا جائیگا شادمان شاہ نے پشت نامہ پر لکھ دیا کہ کیا جھک مارتا ہے اگر کچھ دعوے
شجاعت ہے تو بجوا طبل جنگ اور پھر نامہ تیر مین باندھ کر پھینک دیا بہرام تو منتظر جواب کھڑا ہی ہوا تھا جیسے ہی
تیر آکر گرا اُٹھا کر نامہ پڑھا آگ ہو گیا پلٹ کر بارگاہ مین آیا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل کے روز کام ان
تمثال پرستون کا تمام کرونگا اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی خبر اہل قلعہ کو
ہوئی سہراب نے شادمان شاہ سے کہا کہ آپ قلعہ مین تشریف رکھین مین بیرون قلعہ خیمہ برپا کرتا ہون اگر
لڑائی بن پڑی تو بہتر اگر کچھ لگاڑ پڑا تو آپ کی حفاظت تو رہیگی یہ کہکر اپنے دو لاکھ سوارون سے بیرون قلعہ آیا
اور خیمہ برپا کر کے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت کوس حربی لرزش مین آیا طیاری جنگ ہونے لگی
تمام رات تیاری رہی جس وقت شاہ خاور نے قلعہ نیلی حصار فلک پر علم بٹھایا اور ماہ تابان شکست کھا کر
مع فوج انجم فلک مغرب مین آیا لوگ بیدار ہو ہو کر اپنے طریقے کے موافق عبادت رب پاک نے ات
سے فراغت حاصل کر کے طرف میدان کارزار کے چلے قبل از طلوع مہر میدان فوجون سے مملو ہو گیا بعد
آراستگی صفوف قتال وجدال بلداروں نے نکل نکل کر بلندی و پستی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی
کر کے انتظام گرد و غبار کیا نقیبون نے نہیب دی کہ اے بہادر و صف شکنو بادشاہ آج ہی کے روز کے
واسطے زندگی بھر تمکو نسل اولاد کے پالتے ہین تمکو بھی لائق و لازم ہے کہ آج حق نمک سے ادا ہو جاؤ زندگی
مین غازی ہوے پر شہید کہلاؤ جو مرد ہین وہ نام پر مرتے ہین آپ سر زیر تیغ دھرتے ہین بموجب شعر
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے ✤ اک فقط نام ہی نام باقی ہے ✤ جس وقت نقیب فوج کا دل بڑھا کر ہٹ گئے
جوانان فوج سامنے تلوارون کے ڈٹ گئے کوئی قبضہ شمشیر چومنے لگا کوئی جوش شجاعت مین جھومنے لگا
لیکن بہرام تیغ زن نے کر گدن اپنا جولان کیا خوب بگدھری دکھاتا ہوا وسط میدان مین نیزے کو زمین پر
گاڑا اور رو رگ کر باگ مرکب کی آواز دی کہ او تمثال پرست نامرد ازلی کوئی ایسے بہادرون کے ساتھ ایسا بھی
کرتا ہے کہ اُنکو عیار سے گرفتار کرا کے قید رکھتا ہے لعنت ہے اُس منصب و مال پر جو بے سوائی ہاتھ آئی مردون کا
شیوہ یہ ہے کہ جیسے زیر کیا اُسے اپنا مطیع کیا جس سے زیر ہو گئے اُسکی اطاعت خود اختیار کی ہین جبتک
شہریار سے زیر نہین ہوا تھا کیسے مقابلے مین نے کیے جیسے آسنے نشیب و فراز دنیا مجھے دکھایا
مین بندہ بے دام ہو گیا سہراب پکارا کیا فضول گوئی کرتا ہے دشمن پر قبضہ پا کے چھوڑ دینا بیوقوفون کا کام ہے
کیسا نام اور کیسی بدنامی جسطرح ہو سکے عدو کو پست کرے اپنا کام نکالے بہرام نے کہا تف ہے تجھپر نکل
میدان مین ورنہ مین آتا ہون یہ سنکر سہراب نے بھی کرگدن اپنا صف سے نکالا اور سامنے بہرام
کے آیا اور وار نیزے کا کیا بہرام نے نیزہ اُسکا نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی اسی طعن کی نوبت
آئی ہوگی کہ بہرام نے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے ہوائی کیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا جھٹکر
سارق کا وار کیا یہ عجب طرح کا حربہ ہے کہ دوسری ضرب رکھتا ہے اگر ایک کو روکی دوسری ضرب کام تمام کرتی ہے
ہر چند کہ بہرام نے سپر دن کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن سارق جو پڑتی ہے ایک گولہ تو سپر پر رک گیا
دوسرا گولہ شانے پر بہرام کے پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی لیکن بہرام ہی ایسا

منچلا تھا کہ وہین سے لپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا سہراب نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا پھلا وار بہرام کا
کہین سہراب کی سپر سے رُک سکتا ہے اس تلوار نے کس کس کو نہین زخمی کیا ہے سپر کے مانند گردۂ نان ڈو ٹکڑے
ہوے تلوار کونی چار انگل کاٹ کر رہ گئی تھی کہ بہرام نے جھٹکا مارا تلوار تا دو ابرو اُترگئی سہراب نے دستانہ مار تلوار
تو جھٹنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے غشی طاری ہوئی بہرام نے آواز دی کہ لے جاؤ
اس مردہ صد سالہ کو لوگ سہراب کے دوڑ پڑے ادھر سے فوج بہرام کی آگئی تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیرودار
برپا ہوا سہراب نے بھی زخم سر باندھ کر لڑنا شروع کیا بہرام بھی باوجودیکہ شانے کے درد سے بہت پریشان
تھا بایان ہاتھ بیکار ہو چکا تھا مگر دہنا ہاتھ کہ جسمین قبضہ تلوار کا تھا سالم تھا یہ بھی لڑ رہا تھا جسپر ہاتھ مار دیا
مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے شام تک ہزار ہا آدمی مارے گئے کشتون کے پشتے لگ گئے
تشطین خون کی جاری ہوئین لیکن جس وقت شب نے مانند سپر چہرہ سیاہ اپنا سامنے کیا کہکشان نے
چادر ہلالی اہل فوج کو دامن امن نظر آیا منہ میدان سے پھرایا دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا
لشکر علیحدہ ہو ہو کر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے اُدھر سہراب داخل خیمہ ہوا زخم سر مین ٹانکے دلوائے پٹی
مرہم کی چڑھائی مصروف علاج ہوا اُدھر بہرام تیغزن اپنی بارگاہ مین آیا اور تدارک درد شانہ مین مصروف ہوا
لڑائی بند ہوئی لیکن سہراب نے مہتر خندان سے کہا کہ ای عیار طرار بہرام اگر اچھا ہو کر آیا تو یقین ہے
کہ ضرور قلعہ لے لیگا اور میرے بنائے کچھ نہ بنیگی جسطرح تو نے شہریار کو اسیر دام بلا کیا اُسی طرح بہرام کا
بھی کوئی انتظام کر مہتر خندان اُسی وقت بتلاش گرفتاری بہرام روانہ ہوا جس وقت قریب لشکر بہرام پہونچا
دیکھا کہ طلایہ گاگشت پھر رہا ہے آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہے مہتر خندان لباس شب روی تن پر
آراستہ کیے ہوے سیہ شالے کا ڈھاٹا مارے سیر لشکر کرتا ہوا نگاہبانون کی نظرین بچاتا ہوا قریب خیمہ بہرام
پہونچا پشت خیمہ چاک کر کے دیکھا کہ کچھ شمعین کافوری آہستہ آہستہ جل رہی ہین ایک آبداری بردار بیٹھا اونگھ
رہا ہے مہتر خندان نے پروانہ بیہوشی شمع کی لو پر مارا کہ دود اُسکا منتشر ہوا اور آبداری بردار جھلکیان مار مار کر
بیہوش ہو گئے مہتر خندان اندر خیمہ کے آیا کنجفہ عیاری ہاتھ پر چڑھا کر قریب پٹی بہرام کے لیگیا جس وقت
بہرام نے نفس اندرونی کھینچا بیہوشی کا پورا اثر دماغ مین پہونچا بہرام بیہوش ہوا اُسی وقت اس عیار مکار نے
چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کر پشت سے لگایا باہر خیمہ کے نکلا نگاہین بچاتا ہوا اپنے کو
چھپاتا ہوا راہ لشکر کو طے کر کے نکلا اور اپنے لشکر کی راہ لی حسب اتفاق مہتر طیقور شیردل عیار شہریار
بفکر رہائی اپنے آقا کی طرف قلعہ کے گیا ہوا تھا جب کوئی تدبیر اندرون قلعہ جانے کے نہ بن پڑی
مایوس ہو کر لشکر سہراب کی سیر کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف آتا تھا اُسکو دور سے ایک سیاہی معلوم ہوئی
طیقور نے ایک درخت کی آڑ پکڑ کر غور سے دیکھا کہ یہ کیا شے ہے لیکن مہتر خندان لشکر بہرام کی حد
سے باہر ہو چکا ہے اب بخوف پارے شاطری مارتا چلا جاتا ہے لیکن جب قریب پہونچا طیقور کو محسوس ہوا
کہ کوئی عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے اور آڑ پکڑ کر کھڑا ہو رہا جیسے ہی مہتر خندان پاس سے اُس درخت کے
نکلا کہ جہان طیقور آڑ پکڑے کھڑا تھا جھپٹ کر پشت پر سے حلقے کمند کے مارے کہ گردن مین مہتر خندان
کے پڑے جھٹکا دیا کہ زمین پر گرا اور نعرہ کیا کہ منم طیقور شیردل باش خبردار ہوشیار کیسے لیچلا تھا مہتر خندان
نے دیکھا کہ دام اجل مین گرفتار ہو گیا گلا کمند مین پھنس گیا دہن سے حباب بیہوشی طیقور نے مارے حباب

قریب ناک کے گئے آکر شش ہوے اور بیہوشی طرف دماغ کے چلی طبقور نے فوراً اگ پھول جیب سے نکال کر سونگھ
لیا اور دوسرا منھ پر خندان کے کھینچ مارا اور کہا اے تو بھی سونگھ لیکن وہ گل ناشگفتہ جو منھ پر خندان کے پڑکر چٹکتا
ہی تڑاق سے چھینک آئی اور خندان بصورت گریان مانند شاخ پژمردہ کمھلا کر رہگیا طبقور نے لپشتارہ
کھولا دیکھا تو بہرام تیغزن کا لپشتارہ ہی اسی وقت فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا اور کہا غضب ہوگیا
ہوتا یہ عیار آپ کو بھی لیچلا تھا حسب اتفاق مین اس طرف سے آتا تھا راہ مین اپنا شبہ رفع کرنے کو اسے مین نے
گرفتار کیا یہی عیار آپ کو لیچلا تھا بہرام طبقور سے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ لے چلو اس نابکار کو طبقور
نے لپشتارہ باندھا اور ساتھ بہرام کے راہ لشکر وصحرا کو طے کر کے بارگاہ مین آیا بہرام نے قصد کیا کہ قتل
کرون اس عیار کو کہ یہی اسیر کر کے شہریار نامدار کو بھی لیگیا تھا آج مجھے لیچلا تھا خداوند عالم نے بچایا اگر اس
طرف سے طبقور شیردل نہ آتا ہوتا تو یہ کام اپنا کر چکا تھا لیکن طبقور نے بہرام کو منع کیا اور کہا کہ جب شہریار
کو چھڑا لیجیے گا جب دیکھا جائیگا ایسا نہو کہ اہل قلعہ اسکی قتل کی خبر سنکر اس نامدار شہریار عالی وقار سے بہ بدی
پیش آجائین بہرام کو راے طبقور کی پسند آئی اور مہتر خندان کو خوب کوڑے مار کر سزاے معقول دیکر
زندان خانہ مین بھجوا دیا اور آپ بہ غیظ وغضب حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اگرچہ مین بھی زخمی ہون اور سہراب
بھی زخمی ہی لیکن ابھی تک دونون زندہ ہین اب مین زندہ رہنا سہراب کا اچھا نہین سمجھتا کہ یہ مکار ایک بار دو عیار
کو براے گرفتاری بھیج چکا ہی اب کسی اور کو بھیجے گا یا کوئی اور فتنہ وفساد برپا کریگا یہ سوچ کر طبل کو حکم دیا بموجب
ارشاد کوس حربی نوازش مین آیا لیکن سہراب بھی بہ انتظار مہتر خندان جاگ رہا تھا کہ یکایک جوڑی ہرکارون
کی سامنے سے پیدا ہوئی اور حال گرفتاری مہتر خندان اور غصہ کر کے طبل بجوانا بہرام کا بیان کیا سہراب سوچا
کہ اب انجام اچھا نہوگا بہرام بلاے بد معلوم ہوتا ہی اسی وقت حکم دیا فوج کو کہ قلعہ مین چلے چلو اب یہان جانبری
ہونا دشوار ہی یہ سب کے سب تو بھاگ کر پھاٹک کھلوا کر داخل قلعہ ہوے اور وہان پہونچ کر کوس حربی بجوایا
انتظام قلعہ مین مصروف ہوے لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا وفور نور ہر طرف ہوا جھونکے نسیم بہار
کے چلے دل بہادرون کے مانند گل مراد کھلے بہرام تیغزن مرکب پر سوار ہو کر مع فوج میدان کارزار مین آیا
لیکن میدان مین سناٹا پایا کہا ہائین یہ سب کیا ہوگئے دولا کھ سوار اب ایک متنفس بھی نہین معلوم ہوتا طبقور
شیردل نے کہا کہ رات ہی کو قلعہ مین بھاگ گئے ہونگے بہرام نے کہا قسم ہی نمک شہریار کی کہ اگر سہراب کو
قلعہ مین گھس کر نہ مارا ہوگا تو نام اپنا بہرام نہ پایا ہوگا اور پلٹ کر فوج کو آواز دی کہ خبردار کوئی میرے ساتھ آنے
کا ارادہ نکرے لوگ وہین تھمین لیکن بہرام نے گرز کو ہاتھ مین سنبھالا دامن زرہ کرواسے آستین چڑھا کر رخ
قلعہ کا کیا اور کڑکڑا کر یوده باگ کا لیا وہان سہراب آکر فیل بند دروازے پر بیٹھا تیر کمان اسکے ہاتھ مین ہی گولنداز
توپون پر مسلط ہین انتظام قلعہ کا پورے طور سے درست فقط انتظار حریف کا ہی کہ یکایک سامنے سے
اک بگولہ گرد کا چرخ مارتا ہوا دکھائی دیا جب وہ بونڈلا شق ہوا دیکھا کہ بہرام گردن ابلق پر سوار مانند اژدر خونخوار
چلا آتا ہی جس وقت گولندازون نے دیکھا کہ اب زد پر ہی گولے مارنا شروع کیے قلعہ مانند قلعہ آتشبازی کے
چھوٹنے لگا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا صدہا درخت جو سامنے صحرا کے معلوم ہوتے تھے کسی کا ٹہنا پھٹ
پڑا کوئی جڑ سے اکھڑ گیا دھوان اسقدر پھیلا کہ مانند لکۂ ابر روے آفتاب پر چھا گیا دھوپ معدوم ہوگئی
روشنی صحرا کی مبدل بہ تیرگی ہوگئی دن کے بدلے رات نظر آنے لگی بعد کچھ دیر کے جب وہ دھوان دور ہوا

ذفور نور ہوا دیکھا کہ میدان صاف ہی اہل قلعہ خوش ہوے کہ مار لیا حریف کو یکہ وتنہا کیا کر سکتا تھا مثل مشہور ہی
کہ اکیلا چنا بھاڑ نہین پھوڑتا لیکن بہرام کی جرأت و بہادری کو ملاحظہ کیجیے کہ سب لوگون کو روک کے برلب
خندق جا پہونچا اور للکارا کہ باش خبردار و ہوشیار کہ منم بہرام تیغ زن اب بھی پھاٹک قلعہ کا کھول دو ورنہ یہ سمجھ لو کہ
ملک الموت تمھاری جان کا سر پر آپہونچا ہی نعرہ بہرام کی آواز سنکر اہل قلعہ کا دم نکل گیا لیکن سہراب نے
تیر کمان مین جوڑکر بہرام کا گلا ناکا مگر حسب اتفاق چلہ جو زور سے کھینچا کمان ٹوٹ گئی مگر بہرام خندق پھاند کر زیر
دیوار قلعہ آگیا ادھر سے لوگون نے ملبے کا متوالا کرٹک کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑاہ سب چیزین پھینکی بہرام
نے سب کو خالی دیا رد کیا قریب تھا کہ پھاٹک کو گرز مار کر شکستہ کرے سہراب سے اور تو کچھ نہ بن پڑی
شہریار کو لا کر زیروار بٹھا دیا اور پکار کر آواز دی کہ ای بہرام اگر اندر قلعہ کے آنے کا قصد کیا تو ہم اسے مار ڈالینگے
اب بہرام نے دیکھا کہ واقع مین شہریار نامدار زیروار بیٹھا ہوا ہی خیال کیا کہ ای بہرام جسکے لیے یہ جانفشانی کی
جب وہ مار ڈالا گیا تو کیا حاصل مین سے شہریار کو سلام کیا اور اشارہ سے کہا کہ غلام نے اپنے سے بہت کچھ
تدبیر کی لیکن اب مجبور ہی اور جاتا ہی یہ کہکر قلعہ کی طرف سے روگردانی کی اور رخ اپنے لشکر کا کیا کہ یکایک از
پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ
بہرام نے اپنے لشکر مین آکے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ دیکھو کون آتا ہی ہرکارے گئے اور
مانند پیک خیال خبر لیکر پھرے اور عرض کی کہ ملک پرسیا سے فرنگی پدر نامدار شہریار عالی وقار تشریف
لاتے ہین بہرام براے استقبال روانہ ہوا ادھر اہل قلعہ بھی متردد تھے کہ اب کون آتا ہی کہ یکایک دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نو سو علم نشانہ نولاکھ سوار کا اور پھریرے ہر ہر علم نے تعریف پروردگار و مدح مسیح گردون
وقار تحریر تھی بعد اسکے فوجین نظر آنے لگین فرنگستان کے لوگ کیسی زرق برق وردیان پہنے باجے بجتے
ہوے ادھر لشکر ارغوان شاہ غول کے غول پرے کے پرے غٹ کے غٹ انبوہ کے انبوہ جوق جوق
گروہ گروہ دستے کے دستے آنا شروع ہوے آن واحد مین تمام صحرا مملو ہو گیا بارگاہ برپا ہوئی بہرام نے جاکر
قدم بوسی کی پرسیباے فرنگی مع کیمخت شاہ و ارغوان شاہ و دیگر پہلوانان ذیجاہ داخل بارگاہ ہوے
اور بہرام سے پوچھا کہ تم جو پیشتر سے آئے تھے کیا انتظام کیا بہرام رونے لگا اور تمام ماجرا مقابلہ سہراب کا اور
زخمی ہوکر زخمی کرنا اُسے چُرا لے جانا عیار کا پھر بمدد طبقور چھوٹنا سب حال بیان کیا اور کہا کہ ابھی ابھی مین
قلعہ پر سے پھرا ہوا آتا ہون جب مین خندق کو پھاند کر زیر دیوار پہونچا اور چاہا کہ دروازہ توڑ کر قلعہ مین داخل
ہون اُن نامردون نے شہریار عالی وقار کو زیروار بٹھا دیا مین مجبور ہو کر پلٹ آیا پرسیباے فرنگی نے
بہرام کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اگر اقبال شہریار کا یاور ہے تو چھوٹ جائیگا ورنہ جیسا کچھ پروردگار عالم کو
منظور ہوگا ویسا پیش آئیگا اب لشکر کشی سے کام نہین نکلے گا کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے یہ کہکر شب تو بہ
راحت بسر کی لیکن جب دوسرا دن ہوا پرسیباے فرنگی تخت پر بیٹھا ہوا ارغوان شاہ و کیمخت شاہ بائین
تخت دہنے بائین جانب آکر متمکن ہوے اور سردار مانند شمائل خان بن جذائل خان و کرتوس تیر زن
وفیروزہ دیوانہ وقہرمان دیوانہ وفیلوس بلند بالا وقیماس بلند آوازہ و ارجاس مردم در وتمثال مردم در
وغیرہ بیٹھے ہین بہرام سب سے بالا دست بیٹھا ہوا ہی صلاح رہائی شہریار کی ہو رہی ہی کہ کیا کرنا چاہیے کیونکر
چھڑانا چاہیے اگر یورش کرینگے جس وقت زیر قلعہ پہونچینگے وہ لوگ پھر شہریار کو زیروار بٹھا دینگے بہرام

نے کہا کہ طیقور سے حکم دیجیے اور سختی کیجیے اگر کچھ ہوگی تو اسی سے ہوگی پر سپہسالار فرنگی نے کہا اے طیقور یہ منہ
ہرگز دوست سے مقابلہ کرنے کا ایک تو یہ کہ تیری موجودگی میں عیار آئے اور شہریار کو چرا لے جائے دوسرے یہ کہ
تو کٹھن اور تیر سے کیے کچھ نہو سکا اگر کوئی فکر تو نے آٹھ روز میں نہ نکالی تو تجھے قتل کرونگا طیقور یہ سنکر بہت گھبرایا
اور چند روز کی مہلت لیکر برائے فکر رہائی شہریار روانہ ہوا اور صحرا میں قیام اختیار کیا ہرچند قلعہ میں جانے کی فکر
کرتا تھا لیکن ممکن نہوتا تھا یہاں تک کہ بارہ روز گذر گئے اور اب تین دن باقی ہیں پس اسنے بلبلا کر دعا کی کہ اے
پروردگار عالم واے شیخ مکرم مدد کیجیے کہ اب کوئی چارہ نہیں جان بھی جاتی ہے اور بات میں بھی فرق آتا ہے طیقور
اس حال پر ملال میں ہے کہ حسب اتفاق ادھر سے ایک قافلہ سوداگروں کا آتا تھا پس اسی وقت طیقور
نے رنگ و روغن عیاری منہ پر ملکر لباس نفیس پہنکر صورت اپنی اک نازنین ماہ جبین آفت ہوش کی بنائی
اور اک درخت سے لپٹ کر زار زار مثل ابر نوبہار کے رونا شروع کیا اہل قافلہ جو قریب سے گذرے اور
دیکھا کہ اک زن حور جمال اس صحرائے لق و دق میں اس حال پر ملال سے کھڑی گریہ و زاری نالہ و بیقراری
کر رہی ہے جا کر مالک قافلہ خواجہ تمکین سے بیان کیا اسے بھی اشتیاق ہوا قریب آیا دیکھا کہ واقع میں ایک
ایسی حسین مہ جبین تیرہ چودہ برس کا سن جوش شباب کے دن رشک لیلی ماہ تھا کھڑی اس درد سے رو رہی ہے
کہ صبر امانند تیر کے کلیجوں سے پار ہوتی جاتی ہے خواجہ تمکین نے کہا کہ یارب یہ کیا معاملہ ہے ایسی حسین یہ سن اور یہ
صحرا پوچھا کہ اے زن حور جمال بیان تیرا کیونکر آنا ہوا اور تجھ پر کیا گذری کہ اس طرح زار و قطار رو رہی ہے اس عورت
نے کہا میں فلک رسیدہ کیا حال اپنا بیان کروں میں وہ عورت ہوں کہ کبھی اس چہرے پر نظر سوا اپنے محرموں
کے کسی کی نہ پڑی تھی آج گردش تقدیر نے یہ رنگ دکھایا کہ اہل قافلہ کھڑے ہوئے مجھے دیکھ رہے
ہیں میں دختر ہوں خواجہ اقبال کی لیکن ایسے بد اقبال تھی کہ اس حال خراب کو پہونچی اپنے باپ کے ساتھ
تھی حسب اتفاق اس صحرا میں گذر ہوا قافلے نے مقام کیا شب کے وقت آمد قطاع الطریق کے معلوم ہوئی
میں خوف کے مارے پیچھے ایک درخت کے چھپ رہی لیکن قزاقوں نے آکر تمام قافلہ کا لوٹا کچھ لوگ بھاگ گئے
کچھ مارے گئے میں بد نصیب بچ گئی آج تیسرا روز اس واقعہ کو گذرا ہے یہ کہکر ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئی
خواجہ تمکین کو حالت پر اسکی رحم آیا اسے اٹھوا کر اپنے خیمہ میں لایا منہ پر پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا جب
اس نازنین کو ہوش آیا اپنے کو خواجہ کے خیمے میں پایا خواجہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہا اے خواجہ گو اس وقت
لاوارث ہوں مگر میں بھی آبرودار کی بیٹی ہوں اگر کوئی بے عنوانی میرے ساتھ کروگے تو ابھی اپنی جان دیدونگی
یہ کہکر انگوٹھی الماس کی اسکے ہاتھ میں تھی قریب منہ کے لائی خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے جان جہان آرام
دل مشتاقان اگر تم جان پر کھیلوگی تو میں بھی جان اپنی دیدونگا وہ نازنین بولی کہ پھر مجھے علاقہ منظور ان یہ ہو کہ ہر
رنج والم میرا برطرف ہوگا اور تمہیں زندگی بھر میرا ساتھ دینا ہوگا تو پھر مضائقہ نہیں ہے عقد کر لینا لیکن بہتر
ہے کہ پھر دوسری عورت زندگی میں نہ کرنا ایسا نہو کہ تم لوگوں کی ذات بیوفا ہوتی ہے آنا اپنے مطلب کی خوشامد
کر کے کل بیرخی کرو خواجہ تمکین نے کہا تا زندہ ام بندہ ام غرضکہ خواجہ تمکین نے غسل کروا کر لباس عمدہ اس
عورت کو پہنایا انواع اقسام کے گہنے مرصع کار جواہر نگار اسکے اور وہ عورتیں جو قافلے کے ہمراہ تھیں اسکے
سپرد کیا جب صبح ہوئی کوچ کر کے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ ہوا اسی وقت قریب قلعہ ہو گیا
نامہ تیر میں باندھ کر اندر قلعہ کے پھینکا جب وہ تیر میں قلعہ میں گرا اک لڑکا اٹھا کر شادمان شاہ کے پاس

لے گئے شادمان شاہ نے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ نام میرا خواجہ تمکین ہی ہر سال ملک شادمانیہ مین حاضر ہوا کرتا
تھا اشیاء سوداگری سرکار مین فروخت کیا کرتا تھا امسال جو شہر شادمانیہ گیا سناٹا پایا دریافت کرنے سے معلوم
ہوا کہ حضور یہان تشریف رکھتے ہین لہذا امیدوار باریابی ہون کہ بہت دور و دراز سے اسی امید پر آس لگائے
ہوئے آیا ہون شادمان شاہ نے سہراب منارہ گردن سے کہا کہ تم خود جاؤ اور باہتمام خواجہ تمکین کو اندرون
قلعہ لے آؤ کیونکہ تم دوست دشمن کو خوب پہچانتے ہو دیکھو خواجہ تمکین کے ساتھ مین کوئی غیر نہ چلا آئے سہراب
حسب الحکم شاہی کچھ لوگ ہمراہ لیے ہوئے قلعہ کا دروازہ کھلوا کر باہر آیا خندق جو پر آب تھی اوسپر تختے رکھوا دیے
خواجہ تو منتظر ہی کھڑا ہوا تھا ہمراہ سہراب کے داخل قلعہ ہوا سہراب نے پھر تختے اٹھوا لئے پھاٹک قلعہ کا بند
کروا دیا اور خواجہ کو لیے ہوئے خدمت مین شادمان شاہ کے حاضر ہوا خواجہ تمکین نے سلام کیا کرسی بیٹھنے
کو ملی خواجہ تمکین سلام کرکے بیٹھ گیا پہلے فتح قلعہ فرنگ کی مبارکباد دی بعد اسکے اشیاء تحفہ و نادرہ ہر ملک
کی پیش کین شادمان شاہ نے کل چیزین خرید لین اور کہا کہ خواجہ تمکین بڑی مسافت طی کرکے آئے ہو ایک
آدھ روز قیام کرو پھر چلے جانا خواجہ تمکین بادشاہ کی اس نوازش و عنایت کا بہت شکر گذار ہوا اور اوسی شکریہ
اور خوشی مین عرض کی کہ ایک ایسا تحفہ حضور کے واسطے لایا ہون کہ آپ نہایت خوش ہونگے بادشاہ نے کہا
وہ تحفہ کیا ہی خواجہ تمکین نے عرض کی کہ اک کنیز ہی کہ حسن اوسکا روئے قمر پر خاک ڈالتا ہی چہرہ مہر کو ماند کرتا ہی
بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اوسی وقت دربار برخاست کرکے خلوت مین لایا خواجہ تمکین سے کہا بلواؤ اوس
نازنین کو خواجہ تمکین نے عرض کی کہ ابھی اور اوسی وقت اوس نازنین کو کہ جسے صحرا مین پایا تھا لاکر پیش کیا بادشاہ
صورت اس آفت ہوش کی دیکھکر از خود رفتہ ہو گیا خواجہ تمکین کو بہت کچھ خلعت و انعام عطا کرکے رخصت کیا
ایک مکان خواجہ تمکین کے رہنے کو دیا لیکن آپ اوس نازنین سے گریبان کرنے لگا اوس آفت جان رہزن
دین و ایمان نے کہا کہ ای بادشاہ ابتو مین تیری کنیز ہی مین آ چکی اسقدر تعجیل کیون ہی کچھ تجھے خدا کا بھی خوف
ہی ابھی تو مین آفت کی ماری آئی ہون نہ مین تیری خو بو سے آگاہ نہ تو میری خصلت سے واقف جب چندے
ساتھ رہیگا اور دل ملیگا تو دیکھا جائے گا بموجب شعر ہی اگر منظور راہ و دل تجھکو الفت کا نباہ ہی آشنا
ہونا کسی و یہ آشنا کو دیکھکر ⁂ بادشاہ دل مین سوچا کہ سچ کہتی ہی ابھی اسکا ستانا اچھا نہین کیونکہ سن اسکا
کم ہی ڈرتی ہی ابھی لذت وصل سے آگاہ نہین خیر دیکھا جائیگا ایسا نہو یہ بے مزہ ہو جائے تو پھر کوئی لطف
نہین جبتک دونون جانب اشتیاق نہو کوئی لطف نہین بموجب شعر الفت کا یہ مزا ہی کہ دونون ہون بیقرار
دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی + یہ سوچکر خاموش ہو رہا لیکن جس وقت لیلاے شب نے گیسودن
کو سنوارا اور مشاطہ قدرت نے عروس شام کو زیور انجم سے آراستہ و پیراستہ کیا آئینہ ماہ منور سے دوچار ہو کر شوق
خود بینی و خود نمائی افزون ہوا ۔ دل شادمان شاہ کا اشتیاق وصال مین بیتاب تھا ایک دم فراق اوس
نازنین ماہجبین کا گوارا تھا صبر کا یارا تھا اوتنا وقت گذرنا شاق تھا جبتک شام نہین ہوئی تھی بار بار یہ شعر ورد زبان
ہوتا تھا شعر شام کیا روز جدائی کی نہین ہوتی ہی ⁂ دھوپ جب دیکھیے موجود ہی دیوارون پر غرضکہ شام کیا نظر آئی
کہ امید دل بر آئی خلوت کی آراستگی کا حکم دیا مشاطہ شاہی سے پیراستگی عروس کو ارشاد کیا غرضکہ خلوت آراستہ ہوئی
بادشاہ داخل خلوت ہوا عروس کو آراستہ کرکے لاکر بٹھایا اب شادمان شاہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی اوس
ماہجبین کی یہ حالت ہی کہ سمی جاتی ہی بار بار حیرت زبان پہ لاتی ہی کہ آج تو تم کچھ نئی نئی باتین کر رہے ہو کیا مرد

عورتون کو یون ستاتے ہین مین نگوڑی یہ بھی نہین جانتی کہ دنیا مین ہوتا کیا ہی مرد سے کیونکر بات کرتے ہین لیکن
شادمان شاہ کی یہ حالت ہی کہ اسکی بھولی بھولی باتون پر اور بھی فدا ہوا جاتا ہی اکبار وہ آفت جان دشمن ایمان
بولی کہ مین نے سنا ہی کہ نشہ شراب مین ایذا کم معلوم ہوتی ہی شادمان شاہ نے صراحی ہاتھ مین اُٹھائی جام
بھرنے لگا اور ساغر لبریز کرکے کہا کہ بموجب مضمون شعر شراب شوق سے مت ڈر رنگیلے ✤ خدا زر دے تو گھر مین
چھپ کے پی لے ✤ وہ نازنین بصد کرشمہ و ناز بولی کہ مین تمہارے ہاتھ کی شراب نہ پیونگی اگر تمنے کچھ ملا
دیا ہو شادمان شاہ نے کہا بھلا مین کوئی چیز کیون ملانے لگا کیا تمہارا دشمن ہون نازنین نے کہا اچھا یہ جام
تم پی لو ہم اپنے ہاتھ سے جام بھر کر پینگے یہ کہکر ساغر و صراحی ہاتھ مین لیکر جام بھر کر آپ پیا دوسرا جام لبریز کرکے
شادمان شاہ کو دیا بادشاہ نے بھی ساغر مئے ناب ہونٹون سے لگایا اور یہ شعر زبان پر لایا شعر پیون مین
یا نہ پیون رائے کیا ہی ای واعظ ✤ وہ اپنے ہاتھ سے جام شراب دین جو مجھے ✤ اور جام بے اندیشہ انجام
پی گیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ بیخودی طاری ہوئی اُس نازنین سے لپٹنے لگا وہ ہاتھ جھٹک کر اُٹھی سامنے سے
بھاگی اور کہا کہ تم تو بلا ہوکے پیچھے پڑ گئے مین نگوڑی ان باتون کو کیا جانو شادمان شاہ اُٹھ کر پیچھے دوڑا
اور پکارا شعر ہے چلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا ✤ ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا ✤ لیکن اُٹھنا تھا کہ
دماغ سے چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے ٹانگین اوپر دھم سے گرا نازنین نے پلٹ کر نعرہ کیا کہ باش او
گبر ناہنجار منم مہتر طیفور شیر دل ور پلٹ کر لباس عروسی کو دور کیا شادمان شاہ کے کپڑے اُتارے صورت اپنی
شادمان شاہ کی بنائی اور رنگ و روغن عیاری ملکر شادمان شاہ کو اپنی صورت بنا کر تھوڑی بیہوشی اور دماغ
مین پھونک کر اُسکو وہین چھوڑا آپ تاج مرصع سر پر رکھکر حجرے سے باہر آکر دروازے مین قفل لگا دیا وہانسے
دربار مین آیا اور حکم دیا کہ بلاؤ اُس سوداگر کو کہ کہان سے عورت پکڑ لایا تھا صحرا مین مل گئی تھی یا دریا سے
ہاتھ لگ گئی تھی سوداگر سے لوگون نے جا کر کہا کہ بے سمجھے ہوئے عورت تمنے بادشاہ کے نذر کردی وہ عورت
نہ تھی بلکہ بھوت تھا سوداگر کانپتا ہوا سامنے آیا بادشاہ نے بہت عتاب کیا بعد اُسکے حکم دیا کہ لاؤ قید شہریار کی
شہراب مینارہ گردون ایک جانب دنگل پر بیٹھا ہی لیکن جس وقت قید شہریار کی سامنے آئی کہا کیون او سرکش
ہی خبر کہ تجھے قتل کر ڈالون تیرے سردار یورش کر کرکے قلعہ پر آتے ہین اہل قلعہ کا دل دہلاتے ہین شہریار
ساکت بیٹھا ہی آنکھ اونچی نہین کرتا طیفور اس فکر مین ہی کہ یہ آنکھ اونچی کرے نظر ملے تو مین اشارہ کردون
کہ قید توڑ دے یہانتک کہ اسقدر عرصہ گذرا کہ وہان شادمان شاہ کی بیہوشی دفع ہوئی خلوت مین سامنے آئینہ
لگا ہوا تھا نظر جو آئینہ پر پڑی تو اپنے کو عورت کی شکل پر پایا لباس عروسی زیب جسم دیکھا اُس نازنین کا کہین
پتا نہ پایا چاہا دروازہ کھولکر باہر آؤن دروازہ بند پایا چلانا شروع کیا کہ ارے نمک حرامون وہ عورت نہ تھی معلوم
ہوتا ہی کہ کوئی عیار تھا مجھے عورت کی شکل بنا کر ڈال گیا لوگون نے دیکھا کہ حجرے مین سے کوئی چلا رہا ہی قریب
آئے قفل کھولکر دیکھا تو بادشاہ کو اس حال خراب سے پایا پوچھا یہ کیا معرکہ ہی کہ آپ کہتے ہین مین شادمان شاہ
ہون اور ایک شادمان شاہ دربار کر رہے ہین بادشاہ نے کہا غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ وہ عیار شہریار ہی
اسی حال خراب سے شمشیر بکف طرف دربار کے چلا چوبدار نے شادمان شاہ نقلی سے کہا کہ وہ عورت
دوڑتی آتی ہی اور کہتی ہی کہ مین شادمان شاہ ہون طیفور شیر دل نے دیکھا کہ اب رنگ اچھا نہین ہی
شہراب مینارہ گردن سے کہا کہ روکو جا کر وہین ایسا نہو وہ یہان آجائے تو مجھے پریشان کرے وہ عورت

نہین کوئی بلا ہی سہراب شمشیر بکف اٹھا باہر بارگاہ سے آیا یہان جو طیفور نے میدان صاف پایا پکارا ہی شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ منم مہتر طیفور شیر دل غلام آپ کا آپہونچا اب غضب ہوا چاہتا ہی ایسا نہو کہ یہ راز کھل جاے کہا مین اٹھکر قید کاٹون بس یہ سنتا تھا کہ شہریار نے دامن آرزو مین آکر اب جو چرخ مارا قید آہن کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا وہان شادمان شاہ جو عورت کی صورت بنا ہوا آتا تھا دروازہ بارگاہ پر دربانون نے روکا اور کہا ہم کیونکر سمجھین کہ آپ بادشاہ ہین ایک بادشاہ تو تخت سلطنت پر بیٹھا ہی اور آپ کے آنے کی ممانعت کر رہا ہی بغیر سب سمجھے ہوے ہم آپکو جانے نہ دینگے شادمان شاہ نے پانی منگاکر منہ دھویا تو رنگ درد رخ عیاری دور ہوا کہا وہ عیار ہی اسنے میری یہ شکل بنائی اور آپ میری صورت بنکر دربار کر رہا ہی اب سہراب بھی پہونچ گیا یہ بھی اس راز سے آگاہ ہوا شادمان شاہ نے سہراب سے کہا جلد چلکر کوئی تدبیر کرو ورنہ اگر شہریار قید سے چھوٹ گیا تو کچھ بنائے نہ بنیگی جان بھی جائیگی سلطنت پر بھی تباہی آئیگی سہراب و شادمان شاہ جلدی سے داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ شہریار آرہا ہی سہراب نے نعرہ کیا کہ باش او خیرہ سر غضب کیا تو نے کہ آکر سرکش کو رہا کر دیا آخر کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا شہریار نامدار پر کیا شہریار نے ابھی قید توڑی ہی نہ سپر پاس ہی نہ تلوار نہ لباس جنگ لیکن بجرأت مردانہ مانند شیر فرزانہ ہاتھ بند دست پہ ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار سہراب پر ماری سہراب نے اٹھاکر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن ہاتھ تلوار کا جو پڑتا ہی یا سر پہ جھکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مانند خیار تر اس جسم زبون کے دو ٹکڑے ہوے شادمان شاہ اس جرأت و قوت پر تھرا گیا شہریار نے جھپٹ کر چاہا کہ شادمان شاہ کو بھی مار ڈالے یہ دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور کہا تا زندہ ایم بندہ ایم بلبنگ دین آپکا برحق ہی کہ ایسی قید سے یون چھوٹ جانا بغیر مددِ باری نہین ممکن از سر شوق شادمان شاہ مطیع ہوا شہریار نے قید شیرزائی قیصر خشم اور ہامان میمون حشم کی کاٹی اسی وقت پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا اور ہامان کو براے اطلاع اپنے لشکر مین روانہ کیا یہان پرسیلیا سے فرنگی تخت پر بیٹھا تھا سردار دہنے بائین دنگلون پر زرکش تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ آج پندرھوان روز ہی لیکن طیفور نے کچھ فکر رہائی شہریار نہ کی اور فقرہ دیکر بھاگ گیا اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کی کہ آج پھاٹک قلعہ کا کھلا ہی اور ہامان میمون حشم آتا ہی پرسیلیا سے فرنگی متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی لیکن جو جاننے والے اس بھید کے تھے انھون نے بیان کیا کہ شہریار نامدار نے اس پہلوان کو زیر کیا تھا اور یہ مطیع ہو گیا تھا اسی باعث سے ہمراہ شہریار یہ بھی قید تھا لیکن یہ تعجب ہی کہ کیونکر چھوٹا اتنے مین ہامان دربارگاہ پر پہونچا چوبدار نے آکر عرض کی کہ اجازت باریابی چاہتا ہی پرسیلیا سے فرنگی نے بہرام کی طرف دیکھا بہرام نے کہا بلا تنخیہ معلوم ہوا کہ یہ تو غلام شہریار ہی اور اگر بارادہ فاسد آتا ہوگا تو سمجھا جائیگا چوبدار نے اندر بارگاہ کے بلا لیا ہامان نے آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ مبارک ہو آپکو شہریار نامدار نے رہائی پائی مہتر طیفور شیر دل نے عورت بنکر بادشاہ کو بیہوش کیا اور سب ماجرا بیان کیا اسی وقت اُن مردہ دلون کے چہرون پر بجالی آگئی عارضون پر لالی آگئی پرسیلیا سے فرنگی مع سرداران نامدار و فوج جرار ہامان کے ہمراہ طرف قلعہ کے چلا شہریار آمد خبر ملک پرسیلیا سے فرنگی سنکر بیرون قلعہ تک براے استقبال آیا پرسیلیا سے فرنگی نے شہریار کو گلے سے لگایا اب سب ملکر داخل قلعہ ہوئے دربار آراستہ ہوا نقارۂ شادمانی نوازش مین آیا یہ خبر اڑتی اڑتی صحرا صحرا ملک ملک پہونچی فیروزہ دیوانہ جو زخمی ہو کر نکل گیا تھا اسنے صحرا مین کچھ عورتون کو بھاگتے دیکھا دریافت

کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سب ناموس شاہی سے ہین جنہیں آج یہ تباہی ہی اپنا نام ان عورتون پر ظاہر کر کے ناموس تباہی کو بحفاظت تمام صحرا صحرا لیے پھر اشب کو کہین کسی کوہ پر بسر کر لی بعد چند روز کے جب اسکو خبر ہونچی سبکو لیکر داخل قلعہ ہوا پریسیمات فرنگی تباہی ناموس سے نہایت پریشان تھا لوگ واسطے تفحص کے روانہ کیے تھے کہ قیصر زرہ دلو آنہ پہونچا اب چند روز تک تو یہین قیام رہا بعد کچھ دن کے شہریار نے خبر پائی کہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ مع صماصال بن دال بن دلو بن شمامہ جادو طرف قلعہ کام نہنگان کے جاتا ہی اور غرض اس سے یہ ہی کہ ملکہ مہرناز پری کو اہل قلعہ سے چھین کر قبضہ مین لاوین بس یہ سننا تھا کہ اسی وقت شہریار نے حکم کوچ دیا اور بہرام کو دو لاکھ سوار سے مع خیمہ دیکر طرف قلعہ کام نہنگان کے روانہ کیا کیونکہ ملکہ مہرناز پری وہ ہین ہوتی ہی شہریار کی بیٹی ہی ملکہ پریسیمات فرنگی کی عاشق ہی شہنشاہ گوہر کلاہ پر شہنشاہ نے اسکو قلعہ کام نہنگان مین روانہ کر دیا تھا

لیکن ایک چند کلمے داستان قلعہ کام نہنگ کے بیان ہوتے ہین

کہ جیسے ملکہ قلعہ کام نہنگ مین آئی ہی فراق مین شہنشاہ گوہر کلاہ کے رویا کرتی ہی منہ آنسوؤن سے اپنا ہر وقت دھویا کرتی ہی دن بدن نہایت لاغر مانند بیمار ہوتی جاتی ہی کبھی اشعار عاشقانہ وشکایتانہ زبان پر جاری کرتی ہی کبھی سوز غم آہ پر الم سے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی یہ غزل حسب حال رو رو کر پڑھ رہی ہی غزل

اپنے سے کا رونا کیا ہے
ہونے ہی الفت آئی جی پر
جس سے لیٹے یون عاشق
جاگ کے کٹتی ہین ہجر کی راتین

اب رونے سے ہوتا کیا ہے
آگے دیکھین ہوتا کیا ہے
اس دامن کا دھونا کیا ہے
آنکھ لگی تو سونا کیا ہے

سنگ در اسکا خاک گلی کی
عشق سے کیون باز آئین ہیچ
پھل ہین اچھا عشق کا ایدل
آرزو اپنے جیسے کو کھو بیٹھو

تکیہ کیا ہے بچھونا کیا ہے
دل تو گیا اب کھونا کیا ہے
ایسے شجر کا بونا کیا ہے
سمجھانے سے اب ہونا کیا ہے

یہ تو اس حال پر ملال مین تھی اکثر بام قلعہ پر ٹہلا کرتی تھی سیر صحرا کیا کرتی تھی بہار لالہ زار بغیر یار گلعذار لگا ہوا دن مین خار معلوم ہوتی تھی نغمۂ طائران خوش الحان مانند تیر دلدوز سینہ کے پار ہوتے تھے ایک روز اسی طرح سیر صحرا مین مصروف تھی کہ دیکھا جانب بیابان سے تق گرد وغبار بلند ہوا یہ دل مین خوش ہوئی کہ معلوم ہوتا ہی شہنشاہ تشریف لاتے ہین اسکی وہی حالت ہو رہی تھی بموجب شعر آپ کی باتون کا رہتا ہی مجھے ہر دم خیال جو کوئی لایا صبا کانون مین آئی آپ کی دل سے کہہ رہی ہی کہ مثل مشہور ہی کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہی بھلا انکو بھی ہمارا کبھی تک خیال ہوگا کیونکہ دوئی تردد منزل کو فرقت کا ملال ہوگا لیکن نہنگ طوفانی جو مالک اس قلعہ کا ہی رفیق ہی شہنشاہ گوہر کلاہ کا اسنے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا تھا چونکہ مرد ہوشیار ہی یہ سمجھا کہ نہ معلوم دوست ہو اس پردہ گرد مین یا دشمن ہو خندق پر آب کر دا کر پل تختہ اٹھوا لیے تھے قلعہ کا انتظام درست کر لیا تھا ایکبار ایکایک دامن گرد جو شگافتہ ہوتا ہی تو دیکھا کہ پچیس سو علم نشانہ پچیس لاکھ سوار کا پھریرون پر علمون کے تعریف خداوند لاجورد شاہ مرقوم عقب مین سوار و پیادے نیزے چمکتے ہوے خنجر چمکتے ہوے فوج پر فوج یہ معلوم ہوتا ہی کہ سمندر موجین مارتا چلا آتا ہی نہنگ طوفانی یہ رنگ دیکھکر ٹھہرا گیا اور دعا کرنے لگا کہ خداوندا یہ گبھرہان قیام پذیر ہون کسی اور صحرا مین جا کر ٹھہرین تو بہتر ہی ادھر ملکہ کو جو حال آمد لاجورد شاہ معلوم ہوا وہ خوشی مبدل بہ غم ہوگئی تصویر الم ہوگئی لیکن فوجین آکر صحرا مین اترنا شروع ہوگئین پچیس لاکھ فوج کی آمد آمد مین تمام دن گذرا شام ہوگئی لیکن آمد لشکر کی نہ ختم ہوئی دوسرے روز بھی صبح سے شام تک لشکر آیا کیے

کہانتک گذارش کیا جاے کہ تین روز تک برابر لشکر آیا کیا بعد ان سب کے اب جو دیکھا تو قیطول ہوا
پر اڑتے ہوئے زیر قیطول سرداران نامی وگرامی وپہلوانان نامور مثل صارصال بن دال بن دلیر بن قہقامہ جابر
مرکب پر سوار وخلخال بن صلصال وخونخوار ستارہ پیشانی وقلماق اژدرخوار وفرزیل عقرب چشم وسیلاب
پیل گردان وسیلاب خون آشام وغیرہ اور دیگر پہلوان مرکبون پر سوار قیطول بالا سے ہوا صحرامین قایم
ہوے بارگاہین برپا ہوئین سردار اترنے لگے نہنگ طوفانی نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ
کیا کہ یہ مردود کس ارادے سے یہان ٹھہرا ہی ہرکارے واسطے تفحص کے روانہ ہوے اور بطور دریافت
حال آکر عرض کیا کہ لاجور دشاہ بن زبرجد شاہ اس ارادے سے آیا ہی کہ ملکہ مہرناز پیمدورہ کو اپنے قبضے مین
لائے بس یہ سنتا تھا کہ نہنگ طوفانی بہت گھبرایا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ ایسا کچھ سُنا گیا ہی ہم جان نثار
جانبازی کے واسطے موجود ہین لیکن ایک کی دوا دو دو کی دوا چار کب تک لڑینگے اور کیا کرینگے انجام کار
قلعہ قبضے سے جاتا رہیگا ملکہ سے جس وقت محلدار نے آکر بیان کیا ایک تو اسکا دل خود ہی دھڑکتا تھا
جس وقت محلدار نے یہ ماجرا بیان کیا کہ لاجور دشاہ آپ کی فکر مین آیا ہی ملکہ یہ سُنکر بہت گھبرائی آنکھون مین
آنسو بھر لائی محلدار سے کہا کہ جاکر نہنگ طوفانی سے کہدو کہ کوئی قاصد خدمت مین امیر باتوقیر کے روانہ کرے
کہ اب اس وقت مین اگر آپ خبرگیری نہ کرینگے تو بہت بڑی رسوائی ہوگی بھلا وہ مردود مجھے تو کیا پائے گا
اگر قلعہ مین آگیا تو میرا جنازہ البتہ لیکر جائے گا ہان بعد مرنے کے مٹی میری خراب ہوگی کہ یہ کافر نہ جانے میرا
کیا انجام کرے بلکہ ملکہ نے ایک خط اس مضمون کا اپنے ہاتھ سے لکھکر اس محلدار کو دیا کہ نہنگ سے
کہنا کہ اسے خدمت فیض درجت مین جناب امیر کشورگیر کے روانہ کردے محلدار نے ایک خط لاکر نہنگ
طوفانی کو دیا نہنگ طوفانی نے ایک ناقہ سوار کے ہاتھ وہ خط خدمت مین امیر باتوقیر کے روانہ کردیا
دیکھا چاہیے اب وہ نامہ بر کس وقت وہان پہونچتا ہی لیکن یہان لاجور دشاہ نے سیلاب خون آشام
سے کہا کہ جا اور حاکم قلعہ سے یہ کہہ دینا کہ ملکہ کو لیکر بہت جلد حاضر خدمت خداوندی ہو ورنہ تیری شامت آجائے گی
سزائے معقول پائے گا بیٹھے بٹھائے عذاب مین گرفتار ہوجائے گا مفت مین اپنی جان کو ہاتھ سے کھو دیگا
سیلاب یہ حکم پاتے ہی اُسی وقت طرف قلعہ کے فی الفور روانہ ہوا اس وقت یہ خبر وحشت اثر نہنگ طوفانی
کے کان تک پہونچی اسقدر قلعہ پر آکر آواز دی کہ او شخص تم یہان کس مقصد سے اس طرف آئے ہو دہن
مطلب اپنا مجھسے شتاب بیان کرو سیلاب نے نہنگ طوفانی کو جواب دیا کہ اے شخص تو کیسا بے مروت
وبے حمیت ہی کہ ہم تیرے گھر پر آئے ہین اور تو کہتا ہی کہ دہن سے اپنا مطلب بیان کرو یہان پر نہ آؤ اگر کوئی
راز کی بات ہو تو یون کیونکر اعلان کے ساتھ بیان کی جائے نہنگ طوفانی نے کہا کہ راز اس
شخص سے بیان ہوتا ہی جو دوست اور رازدار اپنا ہو نہ کہ مین تمھاری صورت سے بھی آگاہ نہین میرے تمھارے
کونسی رازداری ہی سیلاب نے کہا اے برادر من دوستی تو پیدا کیے سے پیدا ہوتی ہی یا کوئی ازل سے
دوستی لیکر آتا ہی نہنگ طوفانی نے کہا مجھے تمھاری دوستی کی ضرورت نہین ہی جب سیلاب نے
دیکھا کہ خوشامد سے کام نہین نکلتا ہی پکارا اے نہنگ طوفانی آگاہ ہو کہ خداوند لاجور دشاہ بن زبرجد شاہ نے
کہلا بھیجا ہی کہ ملکہ مہرناز پیمدورہ کو اپنے ہمراہ لیکر خدمت خداوندی مین حاضر ہو تیرا رتبہ خداوند بڑھائے گا ملکہ کو
اپنے تصرف مین لائے گا اور اگر خلاف اسکے کیا تو یہ سمجھ لینا کہ خداوند آن واحد مین تجھکو مٹا دیگا اور اگر

خداوند نے رحیمی سے کام لیا تو ایک ایک غلام اُسکا ایسا ہی کہ دم بھر مین قلعہ چھین لے گا نہنگ طوفانی
نے کہا کیون مردود لعین یہی راز تجھکو بیان کرنا تھا دور ہو یہان سے تو کیا ہی اور تیرا خداوند کیا گیدی ہی وہ وقت بھول گیا
کہ اُسکے باپ زہرجہ شاہ کو امیر نامدار نے کس ذلت وخواری سے مارا حالانکہ صرف اتنی خطا اُسکی تھی کہ لقاے
بے بقا زہرد شاہ کو اُسنے پناہ دی تھی اور کسی طرح کی بے عنوانی امیر کے سامنے نہ کی تھی نہ یہ کہ ملعون اُنکی اولاد
کی ناموس کے ساتھ ایسی بے ادبی اور گستاخی کا ارادہ رکھتا ہی اب اگر امیر نہین تو اُنکا جانشین صاحبقران
ثانی کہ جسنے ہزارون ساحرون کو مار کتنی خداوندیان بگاڑ دین اُس وقت مین دیامہ جادو سی ساحرہ موجود تھی
مگر کس طرح ماری گئی اُسکے ساتھ تو کوئی ویسی ساحرہ یا ساحر بھی نہین معلوم ہوتا کہدینا اپنے خداوند سے کہ اگر خیریت
چاہتا ہی تو چلا جائے یہان سے ورنہ ساری خداوندی تشریف لیجائیگی سیلاب جواب صاف سنکر پلٹ کے
خدمت لاجورد شاہ مین آیا اور تمام ماجرا بیان کیا لاجورد شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فتح اُس
قلعہ کی ہمنے نام سیلاب خون آشام کے تحریر کردی اور یہی تقدیر کی کہ قلعہ ہاتھ سے سیلاب کی
فتح ہو حسب الحکم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی لیکن صداے طبل سنکر اہل
قلعہ دہل گئے بلکہ کا دل دھڑکنے لگا اور کلمات شکایت آمیز شہنشاہ کی نسبت زبان پر جاری ہوئی
بموجب شعر خبر تھی کہ وہ دل لیکے بیوفا ہوگا ٭ یہ اب ہے سوچ کہ یارب مآل کیا ہوگا ٭ کبھی یون کہتی تھی
دوہا - جو مین یہ جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوئے ٭ نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت نہ کریئے کوئے ٭ افسوس
صد ہزار افسوس عجب بیوفا ذات ہی ان مردون کی کہ پہلے محبت بڑھاتے ہین پھر خبر بھی نہین لیتے کہ کیا
گذرتی ہی ایسے ہی موقعون پر عورتون کا پاؤن اونچا نیچا پڑ جاتا ہی مگر خدا نکرے دور پار چھائین پھوئین
یہ اُنھین کو مبارک جو ایسا کرتی ہین کہین اصل نسل کی عورتین بھی ایسی مبتذل باتون کو گوارا کرتی ہین
جان دیتی ہین مگر پردۂ عصمت کو فاش نہین کرتین یہ ہمین لوگون کے جگرے ہین کہ مرتے ہین اور
دم نہین بھرتے ہین یہ تو اس طرح کی شکایت آمیز باتون سے بھڑاس دل کی نکال رہی ہی غم کو ٹال رہی ہی
لیکن نہنگ طوفانی نے یہ انتظام کیا کہ خندق کو پر آب کر چکا تھا پل تختہ اٹھوا لیا تھا توپون کی
درستی کیے ہوئے یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخانہ شب سے صبح برآمد
ہوئی سیلاب خون آشام مرکب پر سوار ہو کر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے طرف قلعہ کے چلا
نہنگ طوفانی آکر فصیل بند دروازے پر بیٹھا گولنداز توپون پر مسلط ہوے دوربین لگاتے ہوے
دیکھ رہے تھے کہ حریف زد پر آئے تو حملہ کرین کہ یکایک سیلاب خون آشام نے یلغار کیا اور سپر و
گرز ہاتھ مین سنبھال کر پویا مرکب کا لیا دیکھا اہل قلعہ نے کہ اب سیلاب خون آشام زد پر آگیا ہی
توپون کو آگ بتائی یہ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان لرز گئے بلکہ زمین ہول سے شق ہو گیا جو سوار زد پر
آ گئے تھے اڑ گئے زمین جا بجا سے شق ہو گئی درخت جل جل کر اکھڑ اکھڑ کر گرے ایک قیامت کبری
برپا ہوئی تمام صحرا مین سواد دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا نہ آسمان اک فلک دخانی قائم ہوا تھا اہل قلعہ سمجھے
کہ مار لیا حریف کو طبل شادیانی بجانے لگے لیکن جب وقت ہوا سے دھوان منتشر ہوا مثل ابر کے پھٹ کر
چہار طرف پھیل گیا تیرگی رفع ہوئی روشنی نظر آئی اب جو دیکھا تو واقع مین یہ حال ہی کہ کفار کے لاشے
جھلسے ہوئے پڑے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ سموم قضا نے آکر ان سبکا ستھراؤ کر دیا ہی مگر اب جو دیکھا تو

سیلاب خون آشام زیر قلعہ کھڑا ہوا نعرے مار رہا ہی یہ حال دیکھکر اہل قلعہ مضطرب ہوے نہنگ
خون آشام کا زہرہ آب ہوگیا زندگی نقش بر آب نظر آنے لگی لیکن نعرہ کیا کہ باش او گبر خبردار آگے بڑھنے کا
قصد نکرنا مین دلہن آگر تجھے سزا پہونچاتا ہون راہ عدم دکھاتا ہون یہ کہکر بہادر دولاور خیرخواہ سرکار قدیمی نمکخوار کمر ہمت
کو مرنے پر چست باندھکر آمادہ پیکار ہوکر چلنے کو تھا کہ یہ خبر ملکہ کو پہونچی کہ کوئی پہلوان سیلاب خون آشام نام
زیر قلعہ آپہونچا ہی اور نہنگ خون آشام بہ ارادہ رزم بیرون قلعہ جاتا ہی ملکہ نے کہلا بھیجا ہی کہ اے نہنگ تو کیون
اپنی جان کھوتا ہی ایک تو کس کس سے لڑے گا انجام مین یہی ہوتا ہی کہ کوئی نہ کوئی قلعہ لے لیگا اس وقت
مجھے اپنی جان دینا ہوگا لہذا جب ہر طرح مرنا ٹھہرا تو جیسے آج مرے ویسے کل اس سے بہتر یہ ہی کہ یہین
رہ جب وہ ملعون قلعہ مین آجائے گا تو مجھکو مردہ پائیگا پھر تجھسے تعرض نکرے گا لاش میری یہان سے لیجائیگا
جس وقت یہ پیام ملکہ انام کا نہنگ طوفانی کو پہونچا اسنے عرض کی کہ حضور درگاہ رب بے نیاز مین دعا
کرین مین اس سے مقابلہ کرون پروردگار مجھکو فتحیاب کریگا اور اگر مارا بھی گیا تو نمک حلال کہلاؤنگا اور
نمکخوار ہوتے کس دن کے لیے ہین آپکے دشمن تو جان دینے پر آمادہ ہون اور مین زندہ بیٹھا رہون کیا منھ
دکھاؤنگا شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا ہان اگر مین مارا جاؤن تو زندہ جاوید ہوجاؤن یہ کہکر دروازہ قلعہ
کا کھولکر خندق کو پھاندکر میدان مین آیا اور سیلاب سے مقابلہ کیا سیلاب نے کہا اے نہنگ بحر شجاعت
ارے کیون مفت جان کھوتا ہی زندگی سے ہاتھ دھوتا ہی اب بھی میرا کہنا مان دوستانہ سمجھاتا ہون کہ اب بھی
اگر تو مع محافہ ملکہ مہرناز پرور در خدمت خداوند مین چلا چل تو مین سعی کرکے خطا تیری معاف کرادونگا اور خداوند
بھی بخاطر ملکہ تجھے سزاے گناہ نہ دیگا بلکہ عوض سزا کے عطا کرے گا سیلاب نے کہا کیا جھکٹ رتا
ہی اور گو کھاتا ہی لاضرب بہادری کی یہ سنتا تھا کہ سیلاب نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیری دامنگیر ہی
اسیر پنجہ تقدیر ہی لے خبردار رہنا یہ کہکر نیزہ سینہ نہنگ پر مارا نہنگ نے نیزے کو نیزے پر
لیا طعنین چلنے لگین ردوبدل ہونے لگی انجام کار نہنگ طوفانی نے بہ برکت اسلام نیزہ ہاتھ سے
سیلاب کے ہوائی کیا یہان تو سیلاب اور نہنگ سے مقابلہ ہو رہا تھا وہان ملکہ مہرناز پرور کی یہ حالت
تھی کہ بال سر کے کھلے ہوئے صحن خانہ مین کھڑی مصروف دعا تھی کہ اے رب پاک ذات برائے
رسول نیک صفات نہنگ طوفانی کو فتحیاب کر کہ اس وقت بیکسی و تنہائی مین ایک یہی معاون نظر آتا ہی
بعد اسکے ہماری بھی باری ہی اگر یہ مارا گیا تو دشمنون کا نرغہ ہوگا مین عورت ذات اپنی عصمت کو سوا جان دینے
کے کیونکر بچا سکون گی بھلا ایسی دعائین کہین خالی جا سکتی ہین وہان نہنگ طوفانی پر سیلاب نے تلوار کا
وار کیا نہنگ نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر اب جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سیلاب نے اٹھا کر سپر کو چہرے
کی پناہ کیا لیکن سپر مانند حلقہ گرداب کے کٹی خون مانند تبخالہ حباب کے شگافتہ ہوا تیغہ سر پر بیٹھا نہنگ نے جھٹکا
مارا کہ تلوار تا دو ابرو اتر گئی سیلاب نے دستانہ مارا تلوار تو کھچا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی چہرے سے باہر
آئی ہی غش طاری ہوا نہنگ دل مین سوچا کہ ایسے ملعون کو چھوڑنا نہ چاہیے اسی حالت مین دوسرا ہاتھ جو کمر کا
مارا سیلاب کے دو ٹکڑے ہوے وہ کچھ لوگ جو اسکی فوج کے تو ان کی زد سے بچ گئے تھے بھاگے
ہوئے گئے لاش اپنے مالک کی اٹھالی تھی روتے پیٹتے خدمت لاجوردشاہ مین پہونچے اور کہا یا خداوند
یہ تو نے کیسی الٹی تقدیر کی کہ سیلاب کی کشتی عمر طوفانی ہوگئی لاجوردشاد نے جو لاش

سیلاب کی دیکھی دل مین تو خفیف ہوا لیکن کہدیا کہ بروز نوروز لے سے ہم پھر اس سے زیادہ زبردست کر کے پیدا
کرینگے اسنے وہان جاکر غرور کیا ہمنے اسے گولون کی زد سے بچایا تا بہ قلعہ پہونچایا لیکن اسنے وہان پہونچکر
تکبر کیا ہمنے اسے غارت کر دیا لے جاؤ اور لاش اسکی کسی دریا مین بہا دو کل سمجھا جائے گا اور اسی وقت
حکم دیا کہ بجے طبل جنگی کل کے روز زبردست خداوند یعنی قلماق اژدرخوار اس قلعہ کو فتح کرے گا حسب الحکم
لاجوردشاہ نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی یہان نہنگ طوفانی جو مار کر سیلاب کو
قلعہ مین آیا اہل قلعہ خوش و خورم بیٹھے تھے ملکہ خبر فتح سنکر سجدہ شکر مین گئی تھی کہ یکایک آواز طبل جنگ
کان مین آئی پروردگار عالم پر توکل کرکے یہان بھی طبل بجوادیا گیا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن لشکر لاجورد
شاہ مین طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آواز بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند تھی کہ جس وقت زلف لیلا سے
شب کمر تک پہونچی فوج مین ایک غدر نظر آیا شبخون کا شور مچا جو سپاہی فوج کے سو رہے تھے اب جو اس
غدر مین ہوشیار ہوئے ہین سپر تلوار ہاتھ مین اٹھالی جو سامنے آگیا اسپر حملہ کر بیٹھے اپنا بیگانہ کچھ سوجھتا
تھا ایک تو سیاہی شب کا پردہ حائل تھا دوسرے نیند کا خمار تیسرے گھبراہٹ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا بیٹے کو
باپ مارے ڈالتا تھا ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا اسی عالم مین تلوار چلتے چلتے وہ وقت آیا کہ پہلوان خاور بکرو فر
تیغ شعاع بصد ارتفاع ہاتھ مین لیے ہوئے نمودار ہوا اور ماہ تابان مع فوج انجم درخشان لرزان و ترسان گوشہ
مغرب مین نہان ہوا جس وقت روشنی پھیلی اور اپنے پرائے کی شناخت ہوئی سپاہیون نے جنگ ہاتھ سے
روکی خیال کرکے جو دیکھا تو کسی کا بھائی کسی کا بیٹا کشتہ ہوا ہے یہ خبر لاجوردشاہ کو دی کہ نہین معلوم آپ کا کونسا
بندہ سرکش آیا جسنے تمام فوج کا یہ نقشہ بنایا لاجوردشاہ بھی حیرت مین آیا کہ یہ کیا معاملہ ہے لیکن قلماق اژدر
خوار کہ اپنے نام پر طبل بجوا چکا تھا صبح کو دو لاکھ سوار کی جمعیت سے طرف قلعہ کے روانہ ہوا خبر نہنگ
طوفانی کو ہوئی کہ آج قلماق اژدرخوار بقصد رزم و پیکار آتا ہے نہنگ نے کہا کچھ پرواہ نہین پروردگار عالم
ہر وقت مین معین و مددگار ہے جبتک یہ نفس چند باقی ہین اور ہاتھ پاؤن کو جنبش ہے اس وقت تک اتنی مجال کسیکی
نہین ہے کہ قلعہ پر قبضہ کرسکے آج پھر وہی انتظام نہنگ نے کیا ہے کہ آپ فیل بند دروازے پر آکر بیٹھا ہے گولنداز
حسب معمول توپون پر مسلط ہین منتظر بیٹھے ہین کہ حریف کا سامنا ہو اور فیر کرین لیکن قلماق اژدرخوار
جانتا ہے کہ پودا آگ کا ہے کہ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب اس طرف نگران ہوئے یکایک ہوا نے
مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار کی جمعیت
سے نمودار ہوا اور نعرہ کیا کہ باش ہو گبر نابکار خبردار و ہوشیار باشید کہ منم نقابدار گوہر پوش کے گذارم
کہ از دست من زندہ و سلامت روی ارے میرے ہوتے تو قلعہ کی طرف جاتا ہے نہین جانتا کہ یہ ناموس ہے شہنشاہ
گوہر کلاہ کا اور قلماق اژدرخوار کا سامنا کیا وہان جو ملکہ مہر ناز پرور نے سنا کہ کوئی نقابدار گوہر پوش
ہماری مدد کے لیے آیا ہے لیکن فوج قلیل اسکے ساتھ ہے مصروف دعا ہوئی کہ خداوندا اس تھوڑی فوج کو
غالب کر اس فوج کثیر پر کہ یہ اس حال پر ملال مین معاون ہوا ہے ہم بیکسون کا لیکن وہان قلماق اژدرخوار
نے کہا کہ او نقابدار مغلوک روزگار تو کہان سے آیا ہے بہتر ہے کہ چلا جا یہان سے ورنہ مفت مارا جائیگا
سوا پشیمانی کے کچھ نہ ہاتھ آئے گا نقابدار نے کہا یہ میدان جنگ ہے صحبت وعظ و پند نہین ہے لا ضرب بہادری
کی قلماق اژدرخوار نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پہ لیا طعنین چلنے لگین بند بند سے

لگے کھٹکے لگے یہ معلوم ہوا کہ وہ واقعی زبانین نکال کر لڑ رہے ہین کوئی انثی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار
نے چھڑ پر چھڑ ماری نیزے سے اپنے قلماق کے برچھے کو پیچیدہ کر کے جو ہکا مارا اس سے نیزہ ہاتھ سے
قلماق کے نکل گیا نیزے کا نکلنا تھا کہ جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا آواز دی کہ غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا
ہوائی کیا لیکن کہان جائے گا بچ کر اس تلوار سے کہ باڑھ اسکی دھار ہی بجز فنا کا اور خبردار خبردار کہکر سر نقابدار پر وار
کیا نقابدار نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر یہ شعر پڑھا شعر تو ضرب بے زوری ضرب ما نوشش کن ٭
ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر وار شمشیر آبدار کا کیا قلماق نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا
لیکن تلوار جو نقابدار کی پڑتی ہی تو سپر کو قلم کر کے خود پر بیٹھی نقابدار نے جھٹکا مارا قلماق نے سر نیچے
کھینچا کوئی دو وا انگل کا زخم سر مین آیا اور تلوار سر سے نکلکر جو گردن مرکب پر آئی ہی سر گھوڑے کا قلم ہوا
راکب و مرکب دونون غلطان زمین پر گرے لوگون نے قلماق کے جو یہ رنگ دیکھا اور بڑی فوج ادھر سے
نقابدار کی آنڈھی تلوار چلنے لگی قلماق کو لوگ اسکے اٹھا کر ہنیں پر ڈال کے لے گئے مرکب سے گرنے مین
گویا اسکا شکست ہو گیا تھا بیہوش تھا لیکن نقابدار نے لوگون کو اسکے قتل کرنا شروع کیا فوج بے سردار
کہان تک لڑتی آخر کو طبل امان بجوا کے میدان سے پھر گئے نقابدار نے خیمہ اپنا برپا کیا اور جانب صحرا
روانہ ہو گیا ملکہ مہرناز پرور نقابدار کو دعائین دے رہی تھی اور شکریہ پروردگار بجا لا رہی تھی لیکن
جب دوسرا سردار بھی اس حال پر ملال سے سامنے لاجوردشاہ کے پہونچا لاجوردشاہ نے کہا کہ کل بابدولت
خود سیر جنگ دیکھین گے اور طرف قلعہ کے چلینگے کہہ دو کہ بجے طبل جنگ اسی وقت کوس حربی نوازش مین
آیا خبر قلعہ مین پہونچی یہان پھر نقارہ توکلت علی اللہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن وقت شب کا ہی دربار
لاجوردشاہ کا آراستہ ہی یہ ملعون بالائے قیطول رہتا ہی اور وہین دربار بھی کرتا ہی مرکب پران معین ہین
کہ وقت دربار ہر سردار کو آکر لیجاتے ہین کہ حال انکا وقت پر ظاہر ہوگا یا یہ کہ قیطول جو ہوا پر معلق ہی اسکا
راز بھی کسی وقت کھل جائے گا لیکن اس وقت بیان کی حاجت نہین ہی لاجوردشاہ تخت خداوندی پر
متمکن ہی داہنے جانب خونخوار ستارہ پیشانی سب سے بالادست دنگل پر متمکن ہی بعد اسکے فرزیل
عقرب چشم سیماب پیل گردان غراب کوہ پیکر مہراب کج گردن بائین جانب مریخ اختر چشم ابریق کماندار
قیطو بتر زن لیکن سب سے بالادست دنگل اس صف مین صلصال بن دال بن دیو بن تسمامہ جادو کا ہی
خلخال بن صلصال پہلو مین اپنے باپ کے بیٹھا ہی لاجوردشاہ نے کہا اے بندگان من وہ بلائے آسمانی جو
شب کو نازل ہوا کرتی ہی کوئی اسکی فکر کرنا ضرور ہی سب نے عرض کیا کہ ہمین جیسا حکم ہو ہم موجود ہین
لیکن خداوند نے وہ بلا اپنے بندون پر کیون مسلط کی ہی لاجوردشاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تم لوگون
کو رموز خداوندی مین کیا دخل ہی تمہین معلوم خداوند کیا بہتری سمجھتا ہی جو برائی دکھاتا ہی سب خاموش ہو رہے
کہ ہمین کیا چاہیے خداوند اپنے بندون سے جیسی چاہے بے ادبی اپنے حق مین کرائے ہم کون لیکن
قشقاش تنگ پیشانی نے کہا کہ خداوند کل تماشا میری لڑائی کا دیکھیے کہ کیونکر قلعہ لیے لیتا ہون غرضکہ
باقی رات کو غنیمت جان کر کہ وقت راحت و آسایش کا ہی لاجوردشاہ نے بھی دربار برخاست کیا خواب
مرگ مین گرفتار ہوا اور سردار بھی اپنے خیمون مین آکر سو رہے جوانان فوج سلیح سنجوگ درست کرنے مین
مصروف ہوئے جب حسن لیلی شب کا کمال پر پہونچا اور سیاہی کاکل نے اسکے تمام عالم کو گلیم سیاہ اڑھائی

ہر طرف تیرگی چھائی شمال کی طرف سے شور ہوا کہ کسی نے شبخون مارا ہی لوگ ایک روز ایسی آفت اُٹھا چکے
تھے کھٹکے مین نیند تک نہ آئی گھبرا گھبرا کر اوٹھے لیکن اسقدر شور و غوغا بلند ہوا کہ لاجوردشاہ کی آنکھ کھل گئی
خواب سے چونک پڑا کہا کیسا یہ غل ہی جو ایک آدباری دار حاضر تھا اُسنے عرض کیا کہ وہی بلا نازل ہوئی ہی
جو کل شب کو نازل ہوئی تھی لاجوردشاہ نے اپنی معشوقہ ملکہ ناہید اختر چشم سے کہا کہ تمنے بھی اسکی کوئی تدبیر
نہ کی ناہید نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور اس سرکش کو لسنرا ہو پنچاتی ہون ناہید اختر چشم خدمت مین زرجید
شاہ پدر لاجوردشاہ کی بھی رہ چکی ہی جبتک وہ زندہ رہا اُس سے ہم بستر ہوا کی بعد لاجوردشاہ
کی خدمت مین آئی یہ پاس لاجوردشاہ کے موجود تھی لیکن بحکم لاجوردشاہ اسی وقت غلغلک مار کر پرواز
پیدا کر کے اُڑی اور طرف لشکر کے روانہ ہوئی اور جس مقام پر ہنگامہ گیر و دار برپا تھا بالاے ہوا قائم
ہو کر دیکھنے لگی کیا دیکھتے ہین کہ اک طفل حسین سر برہنہ بھورے بھورے بال مرکب تیز رو پر سوار سا تھ
اُسکے اُسی سن و سال کے چالیس ہزار لڑکے تمام فوج کو پامال کر رہے ہین وہ لڑکا سبکا افسر معلوم ہوتا ہی
اور منہ اکبر برق رو کا نعرہ کر کے مانند صاعقہ کے کوندتا پھرتا ہی ناہید اختر چشم نے جو صورت اُس
طفل کی دیکھی ہزار جان سے عاشق ہوئی اور سوچی کہ یہ بہتر ہی یا لاجوردشاہ اگر یہ ماہرو وصل تیرا قبول کرے
تو اُس سے بہتر ہی یہ خیال کر کے منتظر بالاے ہوا قائم رہی جب اکبر برق رو نے دیکھا کہ اب لوگ
زیادہ آتے جاتے ہین اور روشنی ہوا چاہتی ہی بوق بھونکی کہ اے یاران بدر رویدجرا کہ ہنگام ردن و گشتن گذشت
یہ کہکر ایک طرف مرکب کو دابا اور اُس فوج کو جو مانند دریا کے موجزن تھی مثل برق کے طے کرتا ہوا
چلا سب لڑکون نے بھی عقب مین اُسکے گھوڑے ڈالے اور بار نے پٹتے صاف نکلے چلے گئے
یہان تو آپس مین تلوار چلنے لگی فوج لاجوردشاہ کے لوگ آپس مین ایک دوسرے کو قتل کر رہے تھے باپ بیٹے
کو حریف سمجھکر تلوار مار دیتا تھا بیٹا باپ کو دشمن جان کر قتل کیے ڈالتا تھا ایک قیامت کبرے برپا تھی لیکن
اکبر برق رو جو فوج سے نکلا طرف ایک صحرا کے چلا یکایک زمین مین زلزلہ پیدا ہوا جا بجا سے زمین شق ہو گئی
سوار مع مرکب زمین مین نصف نصف غرق ہو گئے اکبر برق رو حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ سحر
ناہید کا تھا جسکی تاثیر سے ان لوگون کی یہ حالت ہوئی تھی یعنی ناہید اختر چشم صورت ایک نازنین
ماہ جبین کی بنکر سامنے اکبر برق رو کے آئی اور پکاری او خدا خر یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے ہزارہا بندگان
سامری و جمشید کا خون کیا لشکر لاجوردشاہ مین تہلکہ ڈالدیا ارے تو کون ہی اور کیا عداوت ہی تجھے
اُس سے اکبر برق رو نے جو صورت اس ساحرہ کی دیکھی شیفتہ ہو گیا لیکن پھر خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہی ساری بلا اسی
سحر کی ہو گی یہ صورت اسی کی آئی مین معلوم ہوتی مگر مصلحت وقت جانکر کہا کہ میرے اور لاجوردشاہ کی
تو آبائی عداوت ہی لیکن تمھین سے مجھسے کہان کی عداوت ہی جو تمنے حال میرے رفیقون کا یہ کیا ہی کہ زندہ
درگور ہوے جاتے ہین زمین نگلے لیتی ہی ناہید اختر چشم نے کہا جان من اگر مین اس طرح نہ روکتی تو بھلا
تم یہان ٹھہرنے والے تھے حالانکہ مین بحکم لاجوردشاہ تمھاری گرفتاری و قتل کے واسطے آئی تھی مگر اب
مجھے صورت و سن پر تیرے رحم آتا ہی دل باتون پر تیری لبھا جاتا ہی ہاتھ نہین اُٹھتا اس سے اتنی فرصت
ملی کہ تو مجھسے بات کر رہا ہی اکبر برق رو سوچا کہ تیرے بخشیے بغیر فقرہ کیے رہائی دشوار ہی کہا اے محبوب جانی میری تو
عین خواہش یہ ہی کہ تو مجھے اپنے ہاتھ سے قتل کر خوشا وہ سر جو نذر تیغ دلدار ہو خوشا وہ دل جو فداے یار

ناہید اختر چشم ہنسی اور سحر ان سب پر سے اتار لیا کہا اچھا خیر اب مین جاتی ہون لیکن خبردار اب ایسی حرکت نکرنا اگر ابکی شبخون مارا تو کام تیرا تمام کر دونگی اکبر برق رو نے کہا کہ اگر جاتی ہو تو تم مجھے قتل کرتی جاؤ مجھے بغیر تمھارے اب زندگی دشوار ہی دل شوق ہم آغوشی مین بیقرار ہی ناہید کی تو منا سے دلی یہی تھی لڑکا سمجھ کر نا تجربہ کار جانکر اپنے نزدیک دل لبھا رہی تھی بیرخی جتا جتا کر شوق بڑھا رہی تھی پاس اکبر برق رو کے آئی اور پکاری کہ اگر تو میرا عاشق ہی تو مین بھی تیری عاشق ہون مثل مشہور ہی کہ شعر

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ٭ از روے کینہ کینہ و از روے مہر مہر ٭

لیکن اتنا اقرار تجھسے ضرور لونگی کہ خبردار ایسا کبھی نکرنا کہ میری موجودگی مین کسی دوسری عورت کی طرف تو نظر کرے ورنہ دم بھر مین خاک سیاہ کر دونگی نام و نشان تیرا مثل حرف غلط کے دنیا سے مٹا دونگی اور مجھے دیکھ کہ لاجورد شاہ سے بادشاہ کو کہ جو اس وقت خداوندی کا دعوے رکھتا ہی کتنی بڑی فوج کا مالک کیسے کیسے سردار اس وقت مین اسکے محکوم و تابع فرمان ہین مین ان سب پر لعنت کرکے گویا سلطنت پر لات مارکر تجھ ڈاکو ہلاکو سیہ کار بدکار کا ساتھ دیتی ہون اگر تو میرے موافق رہے گا اور طبیعت کو میری خوش و خورم رکھے گا تو مین قسم کھا کر ساعری و جمشید کی تجھسے کہے دیتی ہون کہ تجھے لاجورد شاہ سے زیادہ صاحب حشمت بنا دونگی اکبر برق رو نے کہا اس نازنین سے بھلا میری کیا شامت ہی کہ تجھ ایسی نازنین ماہ جبین کو چھوڑکر کسی دوسری عورت کی طرف توجہ کرونگا لیکن اے ملکہ بہتر و مناسب وقت یہی ہی کہ وہ کوہ جو سامنے معلوم ہوتا ہی وہین پڑاو میرے لشکر کا ہی بارگاہ بر پا ہی خیمے استادہ ہین وہین تم بھی چلو ناہید نے قبول کیا اور طاؤس کی شکل بنکر ہمراہ اکبر برق رو کے اڑ کر چلی جس وقت اکبر برق رو کوہ پر پہونچا داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر مسند پر بیٹھا ہاتھ ملکہ ناہید اختر چشم جادو کا پکڑکر آغوش تمنا مین کھینچا سب سامان عیش و نشاط مہیا تھے ملکہ جس وقت پہلو مین اکبر برق رو کے بیٹھی شرم سے گردن جھکائے ہوئے تھی اشارہ سے اپنی ہمجولیون سے کہا کہ کشتی مے ہمارے معشوق وفادار کے سامنے لاؤ اور شغل ناو نوش شروع کرو ہمجولیون نے فوراً حکم کے پاتے ہی کشتی مے حاضر کی ملکہ نے کشتی سے ایک کنٹر گلابی اور دو تین جام بلورین اٹھاتے چاہا تھا کہ کاگ کنٹر کا کھولکر جام شراب پر کرے مگر پھر ہاتھ روک لیا اور یہ کہا کہ کچھ اسمین گزک بھی موجود ہی یا نہین اگر نہو تو وہ بھی موجود کر دو اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی حکم دیا کہ کچھ اس وقت جلسہ رقص و سرود کا بھی ہونا چاہیے کیونکہ بہت دنون سے ایسا موقع نہین ملا ہی کہ شغل شراب بھی ہو اور جلسہ رقص و سرود بھی ہو آج بفضل ساعری و جمشید ایسا موقع ہاتھ آیا ہی تو پھر کیون ارمان دلی نہ پورے ہون ہمنشینون نے یہ ارشاد پاتے ہی ایک نازنین مہ جبین حور خصال پری تمثال کو مع سازندون کے سامنے ملکہ کے پیش کیا نازنین دست بستہ آداب بجا لائی ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا کیا اور یہ کہا کہ تمکو اس واسطے تکلیف دی ہی کہ عرصہ سے گانا وغیرہ نہین سنا ہی حسب اتفاق موقع ملا ہی آج اپنے گانے سے ہماری طبیعت کو محظوظ کرو نازنین نے فوراً ہی اپنے سازندون کو حکم دیا کہ بہت جلد ساز درست کرو جلدی سے دو چار چیزین کہین اور چلین کیونکہ رات زیادہ آئی ہی سازندون نے کہا بہت اچھا ابھی ساز درست ہوا جاتا ہی جب سازندون نے درستی ساز کر لی نازنین پیشواز پہنکر گت ناچنے لگی جب دو چار ٹکڑے گت کے ناچ چکی تو نہایت ناز و غمزے سے یہ غزل اسیر کی شروع کی

بجا ہی آنکھون سے گرم آنسو جو شمع کی طرح ڈھل رہے ہین	لگی ہی آگ اپنے دل مین بدن سے شعلے نکل رہے ہین

کنارے دریا پہونچ کے پانی نہین پیا ایک بوند اسیر
ریاض عالم مین جلوہ گر ہی عجیب بیرنگ بے ثباتی
کبھی تو تم بھی نکل کے گھر سے تلاطم بحر اشک دیکھو
کبھی سنبھلتے جو جوش وحشت مین شب کو رستہ تمہارے تخشی
جنازہ میرا گلی مین انکی جو ہو سے ٹھہرا کے آتنا کہنا
کہین کے لقطے اگر کہین مین ہمارے دیوان مین کیا عجب ہی
یقین ہی ہمکو اجل کا لیکن غرض ہی نقل مکان سے اپنے
خیال چاہ ذقن مین پوچھو نہ ہم سے حوال جوش رقت
محیط سے مردمان آبی سفر کرینگے مگر عدم کا
بدن سے سر سے جدا کیا ہی جو آج مقتل مین سر سے سر کو
یقین ہی خفت نشار مین ہو تہ زمین بعد مرگ آن پر
لحد پہ آکر ذرا خبر لو کہ بے قرارون کا حال کیا ہی
تمھاری محفل مین بخت لایا یہان رقیبون کا دخل پایا
خجل ہی گرمی سے تیری محفل کی شمع پروانے کیا بچا مین
نہین ہی تیرا غم جدائی یہ مرگ ہی بہر اہل عالم
سفر سے وہ شمع رو پھر آیا ہو مین مرادین جہان کی حاصل

چڑھی ہی موجون کی ہمسے تیوری حباب آنکھین بدل رہے ہین
ہوا سے ہلتے نہین ہین پتے درخت ہاتھون کو مل رہے ہین
کہ جا بجا پڑ رہی ہین ماندین ہوا سے بینڈ ھے اچھل رہے ہین
تمام صحرا مین روشنی ہی چراغ غولون کے جل رہے ہین
اٹھا ئیو ا لے ہوے ہین ہاندے سو تھکے کاندھا بدل رہے ہین
طیور معنی مین ہی جو الفت ہم یہ دانہ بدل رہے ہین
کڑی ہی منزل جو ہمکو چلنی مکان سے کچھ دور چل رہے ہین
کنوئین ہین دو اپنے دیدہ تر کہ دونون یکسان ابل رہے ہین
حباب ہوتے نہین ہین پیدا یہ آنکے تسمے نکل رہے ہین
ہوے ہین کچھ شاد شاد ایسے کہ تیرے وہ بدل رہے ہین
جہان مین مصحف رخون سے برسون جو لوگ دست بغل رہے ہین
تمام اعضا پڑے ہین بیجس مگر دل انکے اچھل رہے ہین
اگرچہ ہو بیٹھے بہشت مین ہم مگر جہنم مین جل رہے ہین
عرق عرق ہی بدن سے اپنے ہزار آنکھے یہ چھل رہے ہین
وبا ہی پھیلی ہوئی جہان مین گھرون سے مردے نکل رہے ہین
اسیر گھی کے چراغ کیا کیا ہر ایک مسجد مین جل رہے ہین

جب یہ غزل گا چکی اکبر برق رو نے نازنین کے گانے اور بتانے کی بہت کچھ ثنا و صفت بیان کی بلکہ اپنی جیب مین ہاتھ ڈال کر دو تین اشرفیان نکالکر بطور انعام اس نازنین حور طلعت کو عنایت کین ازان بعد ملکہ ناہید کی طرف متوجہ ہوا اور جام شراب اپنے ہاتھ سے لبریز کرکے ناہید کو دیا ناہید نے جام لے لیا اور یہ شعر زبان پر لائی **شعر**
لطف مر گیا بتاؤن اے زاہد ✻ ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین + یہانتک کہ باہم اختلاط بڑھتے بڑھتے اکبر برق رو نے ہاتھ گردن مین ملکہ کے ڈالے اور آغوش مین کھینچا ناہید سمجھی کہ اب یہ نہایت بیچین ہی ناز و نخرے کرنے لگی اور یہ بھی خیال تھا کہ ایسا نہو کوئی آجائے تو اور بدنام ہو جاؤن لیکن اکبر برق رو نے وہی ہاتھ جو گردن مین ناہید کے حمائل تھے گلا پکڑ کر دبایا پہلے تو یہ سمجھی کہ یہ بھی کوئی مساس ہوگا لیکن جب گلا زیادہ دبا تو قصد کیا کہ چلاؤن یا کچھ اسم سحر پڑھون لیکن اکبر برق رو نے مہلت نہ دی اور گلا اس زور سے گھونٹا کہ طائر روح ناہید کا قفس جسم مین پھڑکا جب نکلنے کا راستہ نہ پایا راہ لشب سے نکلکر روانہ ہوا لاشہ زمین پر پھڑک کر رہگیا لیکن مرنے سے اس ساحرہ کے جہان تیرہ و تار ہوگیا آندھی چلی خاک اڑی برق باری و آتشباری ہونے لگی جبر غل مچانے لگے کہ کشتی مرا نام من ناہید اختر چشم جادو لود حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم لیکن جس وقت علامات سحر دور ہوئی نہایت روشنی ہوئی دیکھا کہ لاش ایک نہایت کریہ صورت کی پڑی ہی اور دو دانت بڑے بڑے باہر نکلے ہوے رنگ چہرے کا سیاہ اسپر چیچک کے داغ چار چار انگل بال سر کے بھی سفید سن کوئی ساڑھے سات سو برس کا اکبر برق رو لاش اس مردار کی دیکھکر ڈر گیا کہ اللہ اکبر یہ سن اسکا یہ صورت اصلی اور کیسی بنی ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ گیارہ برس کی ہی غرض کہ لاش اسکی مزبلے پر پھنکوا دی

اور آپ مصروف استراحت ہوا کہ رات بھر کا جاگا اور تھکا ہوا تھا لیکن یہان لشکر لاجورد شاہ مین تلوار چلتے چلتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی گردون سپہر نے چہرہ پر سے گلیم سیاہ کو دور کیا روشنی پھیلی ایک کو ایک کی صورت نظر آئی اب کوئی تو رو رہا ہے کہ اُس شخص نے اپنے چچا کو آپ مار ڈالا کوئی سر پیٹ رہا ہے کہ ہائے بازو ٹوٹ گیا بھائی کا ساتھ چھوٹ گیا ہے کوئی کہتا تھا کہ افسوس دو بیٹون کو اپنے آپ ہلاک کیا سینہ چاک کیا بعض جادو آدمی باہم مصروف جنگ تھے جب ایک کو دوسرے نے پہچانا آواز دی کہ ارے انہون سے لڑتے ہو دشمن کو نہین مارتے یہ اُسے الزام دیتا ہے وہ اسے الزام دیتا ہے کہانتک گذارش کیا جائے کہ سب کے سب فریاد کنان پاس لاجورد شاہ کے چلے یہان لاجورد شاہ بعد جانے ناہید اختر چشم کے منتظر اپنی معشوقہ کا بیٹھا تھا شمع حیات اُسکے سامنے جل رہی تھی جو سحر سے ناہید نے تیار کی تھی کہ اگر شمع جھلملائے تو دلیل بیماری و پریشانی ہے اور گل ہو جائے تو دلیل مرگ ہے اور بھڑک اُٹھے تو علامت غصہ کی ہے لاجورد شاہ مانند پروانہ آنکھ اُس شمع سے ملائے لو لگائے سوز فرقت مین جل رہا ہے اشک بہ رہے تھے دمبدم گھبراتا جاتا تھا کہ دیکھیے کبتک وہ محبوب دلربا آئے کہ یکایک قریب صبح ایک تھپیڑا باد سحر نے مارا کہ شمع گل ہو گئی لاجورد شاہ منہ پیٹنے لگا گریبان کو چاک کر ڈالا خاک اُڑانے لگا سرداروں نے پوچھا یا خداوند آج آپ کا کیا حال ہے کہ وہ حرکتین جو شایان خداوندی سے بعید ہین ظہور مین آئین لاجورد شاہ نے کہا معشوقہ قدرت ہاتھ سے اس خونی کے ماری گئی جسنے دو روز سے لشکر پر میرے شبخون مار رکھے ہین شمع حیات گل ہو گئی وہ لوگ جو فریاد کنان آئے تھے خداوند کی یہ حالت دیکھکر خاموش ہو رہے کہ جب خداوند کو اپنی معشوقہ کے قتل ہونے کا اس قدر صدمہ ہوا لیکن بندگان بے ادب سے کچھ نہ بولے سزا نہ دی آسمان کو نہ حکم کیا کہ پھٹ پڑے زمین کو نہ اجازت دی کہ نگل جائے تو ہم لوگ کس شمار مین ہین لیکن مخاطب ہوا طرف قسقاش تنگ پیشانی کے کہ اب اور بھی دل میرا گھبرائے گا قرار نہ آئے گا کہ ایک مشغلہ تھا وہ بھی جاتا رہا جلد ملکہ جہر ناز پرور کے لانے مین کوشش کر اور جا مین نے تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کی اور نقد فتح اس قلعہ کی تیرے نام کر دی یہ کہکر خود بھی تخت پر سوار ہوا اور کل فوج کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ کے چلا پچیس لاکھ فوج کا یورش یہ معلوم ہوتا ہے کہ سمندر موجین مارتا چلا آتا ہے قلعہ کی حقیقت سامنے اُس فوج کے مثل حباب کے معلوم ہوتی تھی نہنگ طوفانی نے جو یہ معرکہ دیکھا ملکہ سے کہلا بھیجا کہ اب وقت دعا کا ہے لاجورد شاہ کی معشوقہ مار ڈالی گئی اُسی طیش مین مع کل فوج جو بیس لاکھ ہے اس قلعہ کی طرف آتا ہے ملکہ یہ سنتے ہی دہل گئی بال سر کے کھول دیے جام زہر تیار کر کے سامنے رکھ لیا اور درگاہ رب بے نیاز مین یون عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان اس وقت مشکل مین سوا تیرے کون مددگار ہے عورت کے لیے اس سے بدتر کوئی بات نہین ہے کہ ایک کا منہ دیکھکر دوسرے کی صورت دیکھے اگر یہ کافر داخل قلعہ ہوا تو مین خودکشی کرونگی پھر تو مجھے روز قیامت سزائے خودکشی نہ دینا ورنہ حمایت کر میری اور بھیج کسی اپنے بندہ خاص کو جو آکر ایسے وقت مین ہمین اس بلا سے بچائے افسوس صد افسوس کہ ابتک حمزہ صاحبقران ثانی نے بھی میری خبر نہ لی خدا جانے نامہ الفت تک پہونچا یا نہین بموجب شعر یارب تو خیر کرنا قاصد نے دیر کی ہے ؎ یا پیچ پڑ گیا کچھ یا راہ بھیر کی ہے — اور شہنشاہ گوہر کلاہ سے مجھے بڑا تعجب ہے کہ کیا اُنھین خبر نہوئی ہوگی اور اگر خبر نہین پہونچی ہوئی تو کوئی ایسی بھی غفلت اپنی ناموس سے کرتا ہے سچ ہے کہ ذلت اُن مردودون کی بڑی بیوفا ہے یہ تو اس حال پر ملال مین ہے لیکن لاجورد شاہ مع سپاہ میدان جنگاہ مین

آکر قایم ہوا صف بندیان ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب وجناح ساقہ وکمین گاہ آراستہ ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف قتال وجدال قشقاش تنگ پیشانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا زمین عبودیت کو بوسہ دیکر اجازت چاہی لاجورد شاہ نے اجازت دی کہ تجھے سپرد کیا اپنے دست قدرت کی جا اور قلعہ کو فتح کرکے معشوقۂ قدرت کو حاضر کر قشقاش بعد سجدہ کرنے کے مرکب پر بار دگر سوار عازم میدان کارزار ہوا قلعہ پر سے مار گولے کی شروع ہوئی لیکن قشقاش نے گرز گادسر داہنے ہاتھ مین سنبھالا بائین ہاتھ مین گردہ سپر کا لیا عنان مرکب کو چھیڑا جو گولہ سامنے آیا کسی کو گرز مار دیا کسی کو سپر سے رد کیا کسی کو خالی دیا اسیطور سے چلا جاتا ہی لیکن رسّی اسکی دراز تھی کوئی گولہ قضا کا اسکے نہ لگا آن واحد مین میدان کو طی کرکے برلب خندق پہونچ گیا اب اہل قلعہ مضطرب ہوے قصد کیا کہ پھاٹک کھول کر نکل پڑین اس گبرکو روکین جب ہر طرح مرنا ہی تو کونے مین بیٹھکر کیون مرین سر میدان نکلکر نہ جان دین کہ شہید کہلائین دلاورون مین نام ہو لیکن وقت نو اس قلعہ کی فتح کا ابھی نہین ہی دفعۃً جانب بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا یہ معلوم ہوا کہ گرد کیا آتی ہی آندھی آتی ہی سب نگران تھے کہ کون آتا ہی کہ ہوا نے مار اگرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا لوگون نے لاجورد شاہ سے کہا اسی نقابدار نے کل مارا تھا قلماق اژدر خوار کو قشقاش کی زندگی پہلے سے بڑھا دیجئے ایسا نہو کہ مارا جائے ہاتھ سے نقابدار کے لاجورد شاہ نے کہا قدرت تم سے بہتر جانتے ہین ہمنے پہلے ہی عمر اسکی بڑھا دی ہی لیکن نقابدار نے للکارا قشقاش تنگ پیشانی کو کہ او نامرد کہان جاتا ہی ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آپہونچا قشقاش پلٹا اور لکارا کہ او اجل رسیدہ تو کہان سے آجاتا ہی راہ روکنے کے لیے کل تو نے قلماق اژدر خوار کو زخمی کیا آج میرا سدراہ ہوا ہی کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر نیزہ سینہ بکینہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین کوئی نوے طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ قشقاش کے ہاتھ سے ہوائی کیا برچھا تو مانند تیر شہاب کے بلند ہوا لیکن قشقاش نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہو گیا اور کھینچکر تیغہ آبدار دوڑا نقابدار کی طرف نقابدار نے وار اسکا پشت شپر پر روک کے جو ہاتھ کمر کا مارا قشقاش کے دو ٹکڑے ہوئے یہ معلوم ہوا کہ ایک مینار برج سے دور ہو کر گر پڑا بہت بڑے قد کا جوان تھا قشقاش فوج نقابدار مین اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوے لاجورد شاہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا لیکن زرتاش بن قشقاش کو یہ دیکھکر تاب نہ آئی وہین سے تلوار کھینچکر دوڑا اجازت بھی نہ لی کہ آنکھون مین اسکے جہان تیرہ تھا قریب نقابدار پہونچکر نعرہ کیا کہ باش او نقابدار غضب کیا تو نے کہ ایسے رستم وقت افراسیاب زمان کو مارا کہ زیر فلک جسکا نظیر تھا لیکن کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر قریب نقابدار کے پہونچکر تیغہ مارا نقابدار نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ جنیو کا مارا دو ٹکڑے ہوئے لیکن مریخ ستارہ پیشانی بھول گیا اور مرکب اپنا اڑا یا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی پھر ہتے غیرت نے وہی کلمہ کہا کہ سپرد کیا تجکو اپنے دست قدرت کے مریخ بار دگر مرکب پر بیٹھکر آستان عبودیت کو بوسہ دیکر سامنے نقابدار کے آیا اور نعرہ مارا کہ او نقابدار مغلوک روزگار غضب کیا تو نے کہ ایسے ایسے دو جوانون کو مارا لیکن مجھے مثل انکی نہ سمجھا لاضرب بہادری کے حوصلہ اپنا نکال لے ورنہ دل کی دل ہی مین رہجائیگی نقابدار نے کہا کیا جھک مارتا ہی تیری بھی وہی حالت ہوگی جو اُن دونون کی ہوچکی ہی تو دار اپنا کر جب پروردگار ضرب سے تیری بچائیگا تو دیکھا جائیگا۔

نہین جانتا آئین ہم اہل اسلام کا کہ پیش دستی نہین کرتے مرتیخ نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیرے سر پر کھیل رہی
ہی اچھا ہوشیار ہو جا یہ کہنا کہ خبردار کیا تھا اور نیزہ بکینہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزہ اسکا تلوار سے قلم
کیا اتنے ہو اور بھی مرتیخ کو غصہ آگیا اسی وقت ساطور گران اُٹھایا ساڑھے چھ سو من کی ضرب سر پر چرخ دیگر
طرف نقابدار کے چلا کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد سے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد پر آسمان رسیدہ
و پا سے گرد در زمین پیچیدہ دیکھا کہ وہ گرد یہ آئی اور یہ آئی ہوا نے مارا گر دکو گرد سے مارا ہوا کو سب نگران تھے
کہ یہ کون آیا کسکی کمک آئی کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو علم نشانہ بارہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھریرے
ہر علم کے نعت الٰہی مدح مسیحائی تحریر ہرکارے قلعہ کی طرف سے روانہ ہوئے تھے اور لشکر لاجوردشاہ کے لوگ
بھی سکتے ہوئے تھے مانند پیک نظر جا کر پھر سے اور آکر بیان کیا کہ یہ لشکر شہریار ہی مالک پرسیلیاسے فرنگی
بارہ لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہی یہاں تک کہ لشکر ایک جانب صحرا مین قائم ہوا بعد اُسکے تخت مالک
پرسیلیاسے فرنگی کا عجب جاہ و حشمت سے نمودار ہوا کہ تین بادشاہ ملک کیخسرت شاہ و ارغوان شاہ و
شادمان شاہ گرد و پیش باادب آگے آگے جوانان صف شکن و پہلوانان تہمتن مثل بہرام تیغزن و قیلوس
بلند بالا و قیماس بلند آواز دار ہاس مردم در و تمثال مردم در و شمائل خان بن جد ائل خان و کر توس
بن قرہ لوس تبرزن و دیوانہ فیروز و دیوانہ قہرمان یہ سب کے سب سج دھج با بانکپنی کے دکھاتے ہوئے مرکبان
کو چمکاتے ہوئے اکڑتے تبرزنے سواری شاہ کا انتظام کرتے ہوئے آکر قائم ہوئے صفین آراستہ کین
بعد سب کے شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار مانند برق آتشبار گھوڑے کو چمکاتا ہوا نمودار ہوا کیونکہ بیہر
شکار کرتا آتا تھا اس وجہ سے بعد کو نظر آیا لیکن اپنے لشکر کے آگے بمرتبہ افسری و صاحبقرانی آکر قائم ہوا
دیکھا کہ نقابدار گوہرپوش سے اور ایک گبر سے مقابلہ ہو رہا ہی لیکن مرتیخ ستارہ پیشانی نے ساطور سر پر
چرخ دیگر سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ اس طرح کا وار ہی کہ سپر سے
نہین رکتا ساطور کا پھل آکر سپر پر بیٹھا ڈھال کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر تین اُنگل سر مین اُتر گیا
نقابدار نے دستانہ مارا ساطور جھٹکا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی چاہتا ہی مرتیخ کہ دوسرا وار
کر کے کام نقابدار کا تمام کرے شہریار نے کڑکڑا کر پودا باگ کا لیا اور آکر نقابدار کو ہٹا کر سامنا کیا مرتیخ
نے وہی ساطور سر شہریار پر مارا شہریار نے بھی مرکب سے مرکب ملا دیا اور پھل بچا کر دستہ ساطور پر ہاتھ ڈال دیا
اور اس زور سے جھٹکا مارا کہ مرتیخ اوندھے منہ عیال مرکب پر آرہا بس وہین سے بایان ہاتھ کمر مین ڈالکر جو ہکا
مارا زین سے اُٹھالیا اور بالائے ہوا اُچھال دیا گرتے گرتے جو رنگ ہوائی کا تھا یہ رنگ دیکھکر کفار کے
دل تھرا گئے لاجوردشاہ نے کل فوج کو حکم دیا کہ مار لو اسے جانے نہ پائے یہ حکم پانا تھا کہ چھبیس لاکھ فوج
جھرمٹ کر کے شہریار پر چلی یہ رنگ دیکھکر مالک پرسیلیاسے فرنگی نے بھی اپنی فوج کو اشارہ کیا یہان سے
بھی سرداران لشکر مع لشکر تلوارین پکڑ پکڑ کر آپڑے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو دریا موجین مارتے
ہوئے آکر مل گئے اُدھر نقابدار گوہرپوش کے لوگ بھی آپڑے نقابدار نے زخم سر باندھا اور اطراف میں
کیا جس سوار پر ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے اُدھر شہریار باوقار لڑتا جاتا ہی اور عجب طرح
تماشا نقابدار گوہرپوش کی جنگ کا بھی دیکھتا جاتا ہی اور پکار پکار کر نقابدار کی تعریف کرتا ہی کہ اے شخص تو کیسا
خوش نصیب ہی کہ جان جاتا ہی اس مطلوب جانی کا دیدار بھی ضرور نظر آجاتا ہی اگرچہ رتبے نہ پایا پر اُسکے نقاب

پڑی ہوئی ہی لیکن بموجب شعر گو پڑی ہی اُس صنم کے روے تابان پر نقاب ٭ شمع چھپ سکتی نہین ہی پردۂ فانوس مین
لیکن افسوس کہ یہ محبوب جانی تجھے نہین قبول کرتا مگر اہر دل انصاف یہ ہی کہ اگر تجھے بیخودی مین کچھ نہین سوجھتا لیکن
اُسے تو شرم دنیا دامن گیر ہی اتنے بڑے شخص کی دختر ہی کیونکر ایسے امر کو گوارا کر لے مگر ہم کیا کرین کہ یہان
تو اب صدمہ فراق اُٹھ نہین سکتا اس طرح کی دل سے باتین کرتا جاتا ہی اور لڑتا جاتا ہی اُدھر سرداران لشکر شہریار
نے قیامت کبری برپا کر دی ہی ایک طرف شمائل خان بن جنداکل خان کہ جسکو چوبدست گران سنگ تھا
کے ماری ساڑھے گیارہ سو من کی ضرب ہی کس سے رک سکتی ہی جسپر دار ہوا انجش زمین ہو گیا اُدھر کرتوس
بن قرہ لوس تبر زن نخل حیات کفار کو قطع کر رہا ہی اُدھر فیروزہ دیوانہ مانند بلاے بیدرمان کے جس صف پر
جاتا ہی وار کرتا ہی اور خود ہی شور مچاتا ہی اکثر دیوانہ قہرمان سے آنکھ ملاتا ہی کہ اون لڑتے ہین اُدھر قہرمان بھی
جان لڑاتے چوبدست اُٹھاے صفون کو اُلٹ رہا ہی بہرام تیغ زن جسکو شہریار نامدار نے سرداری لشکر کا عہدہ
سپرد کیا ہی تیغ زن تو اسکا لقب ہی ہی تلوار کا دھنی ہی ہر طرف مانند شیر ببر کے جھپٹ جھپٹ کر جاتا ہی جسکی کمر پر ہاتھ
مارا دو ٹکڑے ہوے جسکے سر پر ہاتھ مارا مع توسن چار ٹکڑے کیے داد مردی و مردانگی دنیا چلاتا ہی تازہ شیر ببر
شہریار کے مانند ہامان ہیمون حشم و شتر زاے شیر خشم کہ یہ دونون بہادر وہ لا ولد بھی جانین لڑا رہے ہین لاشین
گرا رہے ہین اُدھر ارغوان شاہ کے سردار زبردست روزگار مانند قیماس بلند آواز دقیلوس بلند بالا دارجا
مردم ورد تمثال مردم در جدا لڑ رہے ہین اک قیامت برپا ہی ہنگامہ دار و گیر بلند ہی خون کی ندیان بہہ رہی ہین سر
مانند حبابون کے تیر رہے ہین تلوارین مانند موج بحر فنا کے کشتی حیات کو طوفانی کر رہی ہین سیر حق مین اہل
رسیدون کے گرداب بلا ہو گئی ہی نیزے زبانین نکالے امان امان پکار رہے ہین تیرون کے چلنے مین سناٹے
کی آواز پیدا ہی خوف جان ہویدا ہی عمود گران سر خرض سر گرانی ظاہر کر کے گردنین ڈالے دیتے ہین غرضکہ
عجب اُلجھن مین پڑی ہی آپ دام تحیر مین پھنسی ہوئی ہی ہر طرف کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہین لیکن
عین گرمی جنگ مین فرزیل عقرب چشم اور شہریار نامدار کا سامنا ہو گیا فرزیل نے کہا او سرکش تو جو تمام فوج
کو پامال کر رہا ہی تو اس لقابدار کا کون ہی جو اُسکی طرف سے لڑنے آیا شہریار نے کہا ہم لوگ محسن کُش نہین ہین
احسان مانتے ہین بموجب شعر جسنے کچھ احسان کیا اک بوجھ ہم پر رکھ دیا ٭ سر سے تنکا کیا اُتارا ہم پہ چھپر رکھ دیا
بڑے حیف کی بات ہی کہ لقابدار نامدار تو ہماری طرف سے مقابلہ کرے اور زخمی ہو ہم اُسکی مدد نہ کرین یہ
لڑائی تو اصل مین ہماری ہی فرزیل نے کہا پھر تیرا فخر ہی اگر مین تیری خدمت خداوند مین آئے بس یہ سنتا تھا
کہ شہریار کو تاب نہ رہی اس وقت آئین صاحبقرانی کا بھی دھیان نہ رہا جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا سر فرزیل پر مارا کہ او
بے ادب ہمارے سامنے یہ گستاخانہ کلام کیا جھک مارتا ہی وہ تیرا خداوند کیا گیدی ہی فرزیل نے تلوار شہریار
کی سپر پر رد کی اور اپنا وار کیا شہریار نے اُسکی تلوار پر تلوار ماری کہ تیغہ اسکا قلم ہوا گویا سر کفر خم ہوا فرزیل
نے وہ ٹکڑا جو ہاتھ مین اسکے تھا منہ پر شہریار کے کھینچ مارا شہریار نے خالی دیا اور جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا
فرزیل نے سپر بندی کی تلوار نے شہریار کی سپر کو مانند ترنج نیمہ کے کاٹ کر خود پر بیٹھی اُدھر تو شہریار نامدار نے جھٹکا
مارا اُدھر فرزیل نے سر اپنا پیچھے کو کھینچا سر مین بھی زخم آیا اور تلوار سر سے نکل کر تیمال مرکب پر آئی مرکب کی گردن
قلم ہوئی مرکب تو چرخ مار کر مانند مرکب آتشبازی کے ہو گیا اور فرزیل بھی زخم سر سے بچا لیکن ہوا مرکب ترکیب غلطان
بیچارا زمین پر گرے لوگ بیچ مین آکر حائل ہو گئے فرزیل کو تو بچا لیا لیکن بیچ مین لاکھ فوج لاجورد شاہ کی بارہ

لاکھ فوج ملک پرسیباے فرنگی کی لاشون سے میدان جنگ پٹ گیا گھوڑون کے گھٹنون گھٹنون خون تھا لاشے پھڑک رہے تھے ملک الموت کا انتظار تک رہے تھے بازار موت گرم تھا جانون کی خریداری تھی آن واحد مین دو دو ہزار لاش گرتی تھی ملک الموت میدان جنگ مین دوڑتی پھرتے تھے کس کس کی قبض روح کرتے کہانتک گذارش کیا جائے کہ اسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ کاہ کستان نے دامن ہلایا نقارچیون نے طبل بازان بجایا بادشاہ خاور مع سپاہ نوخیمہ سیاہ مغرب مین پوشیدہ ہوا اور ماہ تابان مع فوج انجم سبزہ زار فلک نیلی پر قیام پذیر ہوا دونون لشکر علحدہ ہوے لاجورد شاہ نہایت پریشان وحیران فیطول پر چلا آیا سپاہ اپنی فرودگاہ پر آئی شہریار نامدار مع جملہ فوج وسرداران صحرا مین آکر بارگاہ برپا کرکے رونق افروز ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنا اب خیال آیا کہ نہین معلوم نقابدار گوہر پوش کہین چلا گیا ہی طیفور شیر دل سے کہا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ نقابدار گوہر پوش کدھر چلا گیا ہی طیفور نے بعد دریافت حال آکر عرض کیا کہ نقابدار گوہر پوش مع لشکر بعد ختم جنگ طرف شمال کے روانہ ہوگیا شہریار نے آہ کا نعرہ مارا دونون طرف کی لاشین تین روز تک اُٹھا کین اسقدر لوگ مارے گئے تھے انھین تو اسی حال مین چھوڑ کے ہیے

اب چند کلمے داستان جلالت عنوان لشکر صاحبقران عالی شان گذارش کیے جاتے ہین

کہ بعد روانگی پرسیباے فرنگی جانب بہارستان فرنگ قصد ہوا امیر لشکر گیر کا کہ طرف کوہ بیضا کے روانہ ہون کیونکہ زبانی ارغوان شاہ کے حال وہان کا سنکر اشتیاق پیدا ہوا تھا لیکن بسبب علالت شاہزادہ بدیع الملک چندے اور قیام کیا کہ شاہزادہ بدیع الملک کو تپ لاحق ہوگئی تھی بعد ایک ماہ کے غسل سے فراغت حاصل کی صحت کا جشن ہوا اب مصمم قصد ہوا امیر کا کہ کوچ کرین دربار آراستہ ہی بادشاہ اسلام تخت پر متمکن ہین امیر باتوقیر دنگل صاحبقرانی پر رونق افروز ہین سرداران دست راست وچپ کا دو جانب مجمع ہی کہ یکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک ناقہ سوار حاضر ہی باریابی کا امیدوار ہی کسی کا خط لایا ہی امیر نے فرمایا کہ بلالو ناقہ سوار نے آکر سلام کیا خط پگڑی سے نکالکر دیا امیر نے پڑھا ملکہ مہرناز پرور کی طرف سے تحریر تھا کہ مین قلعہ کام نہنگ مین محصور ہوگئی ہون لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ روسیاہ نے آکر قلعہ کا محاصرہ کیا ہی اگر حضور کو اس کنیز کی خبر لینا ہی تو جلد تشریف لائیے ورنہ وہ مجھکو زندہ تو کیا لے جائیگا ہان جنازہ میرا البتہ لے جائے گا مٹی میری خراب ہوگی دفن وکفن بھی نصیب نہوگا خط کو دیکھکر امیر نے جام کلہ عفر بیت رکھا اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی سردار طرف قلعہ کام نہنگ کے جائے کہ لاجورد شاہ نے خدا پرستون کو پریشان کر رکھا ہی بس قلعہ کام نہنگ کا نام سننا تھا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے دنگل شوکت پر سے کود پڑے اور جام کو پی کر طرف قلعہ کے اسی وقت روانہ ہوے فقط عیار سے لشکر مین اطلاع کرا دی اور تنہا لشت مرکب پر بیٹھکر پودا باگ کا لیا لیکن بعد روانہ ہونے شہنشاہ گوہر کلاہ کے امیر باتوقیر نے دوسرا جام رکھوایا اور فرمایا کہ ابھی مجھے اطمینان نہین ہوا کیونکہ اُس کافر کے ساتھ فوج کثیر ہوگی ایک شہنشاہ گوہر کلاہ کس کس سے لڑین گے لہذا مین چاہتا ہون کہ کوئی اور بھی جائے آپکی بدیع الملک نے دنگل خالی کیا اور جام کو چکھکر عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجالائے گا آپ کا فضل کو بہتر ہو جائے گا امیر نے فرمایا امانت پروردگار مین دیا بدیع الملک سلام کرکے بیرون بارگاہ آئے اور لشکر کا انتظام کرکے طرف قلعہ کے روانہ ہوے پھر امیر نے تیسرا جام رکھوایا اور ارشاد فرمایا کہ اب بھی مجھے تسکین نہین ہوئی مین چاہتا ہون کہ کوئی اور جائے یہ سننا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی اپنے دنگل سے اُٹھے

اور جام کو حلیم کر باہر آئے لشکر اپنا لیکر طرف قلعہ کام ہنگ کے روانہ ہوے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

اب چند سے کلمے داستان عبرت بیان جناب امیر حمزہ عالی شان صاحبقران اول کے بیان ہوتے ہین

کہ جو ترک جاہ و حشمت کرکے خانہ کعبہ کو چلے گئے ہین عبادت خدا مین زندگی بسر کر رہے ہین واضح رائے ناظرین
با تمکین ہو کہ یہ وہ داستانین ہین جنکی ہوا بھی نہین لگی ہے اور یہ اٹھا رکھی گئی تھین واسطے قدر دانان سخن سنج و عالی
دماغ کے اس محل پر گذارش کی جاتی ہین اور یقین ہے کہ نہ سنی نہین ہونگی کہ امیر با توقیر نے لہذا قاف ثانی سلیمان
جناب امیر حمزہ عالی شان نے گوشہ نشینی اختیار کی ہے دنیا کو ترک کیا ہے رات دن عبادت پروردگار مین
مصروف رہتے ہین حسب اتفاق یہ خبر فولاد حبشی و بہزاد حبشی کو پہونچی کہ امیر نے دنیا کو ترک کیا اور
آکر خانہ کعبہ مین گوشہ نشین ہوے ہین اب نہ وہ فوج ہمراہ ہے نہ سردار ہین نہ اسلحہ ہے نہ ہتھیار ہین بالکل بے دست
و پا ہو کر بیٹھے ہین ان دونون نے باہم صلاح کی کہ اس سے بہتر موقع انکے قتل کا نہ ہاتھ آئیگا اور سبب
کینہ یہ تھا کہ باپ ان دونون کا شداد حبشی کہ جب اسنے چڑھائی کی ہے خانہ کعبہ پر اور قصد کیا ہے کہ ڈھاوے
بنیاد خانہ کعبہ کو اور مجاوران مکہ نے آکر اطلاع دی تھی امیر کو کہ یا صاحبقران آکر خبر لیجیے ورنہ بنیاد خانہ
کعبہ نیست و نابود ہوا چاہتی ہے تو امیر با توقیر نے آکر بڑے عظم و شان سے مارا تھا شداد حبشی کو اب سو وقت
دونون بیٹون نے اسکے موقع پایا باہم صلاح کرکے ایک نامہ اس مضمون کا امیر کشور گیر کو لکھا کہ ای حمزہ
ہوشیار رہنا ہم آتے ہین یہ نہ کہنا کہ آگاہ نکیا تھا تو نے مارا ہمارے پدر نامدار یعنی شداد شاہ کو ہمین اسکا
خون تجھسے لینا ہے اور ایلچی کو یہ نامہ دیکر روانہ کیا یہان امیر با توقیر حسب اتفاق ایک باغ خرما مین
تشریف رکھتے تھے عمرو حاضر خدمت تھا امیر باتین حسرت آمیز کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ کیون
خواجہ اب تو وہ باتین خواب معلوم ہوتی ہین کہان ملکہ آسمان پری کہان دیو خر جنگ کا مقابلہ کہان دولت
صاحبقرانی کہان ہمہ کشور ستانی ای عمرو اس وقت تو ہم تم باتین کر رہے ہین کل یہ بھی نہوگا اک گوشہ تنہائی
ہوگا بجائے روشنی تیرگی قبر ہوگی ہان نام ہمارا تمھارا البتہ زندہ رہیگا ذکر کیا کرینگے جن گذشتگان کے حال زار
پر ہم تم نوحہ و فغان کرتے اسی طرح ہمارے تمھارے حال پر ملال پر اور لوگ نوحہ دیا کرینگے ابھی کل کی
بات ہے کہ ملکہ مہر نگار کہ جنکی تصویر آنکھون کے سامنے پھرتی ہے زیر خاک کس سن مین نہان ہوگئین یا قباد
شہریار کہ کل کیا جاہ و حشم تھا تخت و تاج فوج و علم تھا آج تنہا زیر خاک سو رہے ہین عمرو کا دل بھر آیا رونے
لگا امیر کشور گیر بھی گریان اور دونون باہم اس تکیہ پر آئے کہ جہان تربت ملکہ مہر نگار کی تھی اور مرقد
قباد شہریار کا تھا فاتحہ پڑھکر تربت پر روئے یکایک سامنے سے ایک ناقہ سوار نظر آیا امیر نے فرمایا خواجہ
یہ تو کسی کا قاصد معلوم ہوتا ہے عمرو نے کہا حمزہ ہوگا لیکن وہ سانڈنی سوار پاس امیر کے آیا پوچھا حمزہ
صاحبقران کہان ہین امیر نے فرمایا کیون تجکو کیا کام ہے حمزہ سے اسنے جواب دیا کہ خط لایا ہون امیر نے
فرمایا لاؤ کسکا خط ہے حمزہ میرا ہی نام ہے اسنے خط نکالکر دیا امیر نے لفافہ چاک کرکے پڑھا وہی مضمون تحریر تھا
جسے سابق مین عرض کر چکا ہون کہ ہوشیار ہو جاؤ ہم عوض خون شداد لینے آتے ہین امیر نے عمرو سے فرمایا
کہ خواجہ کیا جواب اسکا تحریر کرون عمرو نے کہا حمزہ جیسا تو نے کیا ہے ویسا تیرے سامنے پیش آرہا ہے نہ تو لوگون کو
مارتا پیٹتا نہ یہ انجام ہوتا کہ اب گوشے مین بیٹھنا بھی دشوار ہوگیا ہے امیر نے جواب تحریر فرمایا کہ مین اب ضعیف ہو

گوشہ تنہائی اختیار کی اگر کچھ تحسین جرات و بہادری کا دعویٰ ہے تو اس وقت فرزند دلبند میرا صاحبقران ثانی
امیر سے عہدے پر ہے جا کر اس سے مقابلہ کرو حمزہ مین اب تاب مقاومت نہین ہے لیکن وہ نامہ جس وقت
فولاد حلبشی اور بہزاد حلبشی کو پہونچا پھر انھون نے جواب لکھا کہ شداد حلبشی کو جسنے قتل کیا ہمین تو اسی سے
عوض خون شداد کا لینا ہے خواہ تم ہو خواہ کوئی ہو ہمین کسی کی صاحبقرانی سے بحث نہین ہے پھر ہم کہے دیتے ہین
کہ خبردار رہنا آج خانہ کعبہ کی بنیاد کو ہم مٹائینگے جب ہی تو اسی بنا پر ہمنے شداد کو قتل کیا تھا اب ہم اسی ارادے
سے آئے ہین ہمین بھی رد کو یہ خط اس وقت امیر کے پاس پہونچا کہ صاحبقران زمان اہل مکہ سے ہم صحبت
تھے لوگ جمع تھے جس وقت خط امیر نے پڑھا اور اہل مکہ آگاہ ہوے انھون نے کہا کہ حمزہ تمھاری ذات
سے یقین ہے کہ اب خانہ کعبہ مین بھی نہ رہنے پائینگے کاش تم یہان سے کہین اور چلے جاؤ امیر نے فرمایا اگر
پروردگار عالم کو خانہ کعبہ کا رکھنا منظور ہے تو کسی کو واسطے مدد کے بھیجے گا قاصد سے کہا اسے اختیار ہے لیکن بعد
جانے نامہ بر کے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم جلد طرف ہندوستان کے کوچ کرو اور ہمارے دوست صادق
لندھور بن سعدان گرد سے کہو کہ حمزہ پر وقت سخت آگیا ہے لگے تمسے ہوسکے تو اے لندھور اس وقت مین
خبر لو حمزہ کو اپنے مرنے کا غم نہین ہے نہ حمزہ موت سے ڈرتا ہے لیکن خیال اتنا ہے کہ مٹی برباد ہو اور بنا سے خانہ کعبہ نہ ٹوٹ
جائے سوا اسکے اور کوئی اندیشہ اپنی جان کا نہین ہے عمرو اسی وقت رخصت ہو کر روانہ ہوا لیکن لندھور کا حال سنیے
کہ جبسے لندھور قدوم میمنت لزوم صاحبقران سے جدا ہوے اور بود و باش اپنے وطن قدیم کی اختیار
کی اکثر یاد صاحبقران مین رویا کرتے تھے ایک روز باغ مین بیٹھے تھے دل نہایت گھبرا رہا تھا خود بخود کلیجہ منھ کو
آرہا تھا کہ یکایک نعمان ہزارہ نے آکر عرض کی کہ خواجہ نامدار عمرو بن امیہ با وقار تشریف لاتے ہین لندھور
خبر سنکر اٹھ کھڑے ہوے اور براے پیشوائی دروازہ باغ تک آئے عمرو سے ملاقات ہوئی لندھور
گلے سے خواجہ کے لپٹ گئے اور رونے لگے عمرو بھی رونے لگا وہ روزمرہ کی صحبتین یاد آئین آنکھین ڈبڈبا آئین
لندھور نے کہا خواجہ ہمارے قبلہ و کعبہ پیر و مرشد جناب حمزہ صاحبقران کا مزاج مبارک کیسا ہے عمرو نے
کہا اے دارا ے ہند کیا پوچھتے ہو حال حمزہ کا آپ تو ترک جاہ و حشمت کا تعب خود بخود اکثر جی گھبراتا ہے وہ جلسے
احباب یاد آتا ہے اسپر طرہ یہ کہ فلک ایک کونے مین بھی امن سے بیٹھنے نہین دیتا ہے اب فولاد حلبشی اور
بہزاد حلبشی کا یورش ہے خانۂ کعبہ پر حمزہ نے ناچار ہو کر تمھین کہلا بھیجا ہے کہ اس وقت مین آکر اس غریب کے شریک
حال ہو اور نامہ صاحبقران ہاتھ مین لندھور کے دیا لندھور نے نامہ صاحبقران کو آنکھون سے لگایا
سر پر رکھا مضمون نامہ وہی تھا جو ذکر ہو چکا ہے لندھور نے اسی وقت آراستگی لشکر کا حکم دیا اور تیاری کر کے طرف
خانہ کعبہ کے روانہ ہوے دیکھیے کس وقت پہونچتے ہین لیکن یہان امیر با توقیر عمرو کو بھیج کر بیتاب رہے اور بار بار
فلک کو دیکھکر فرماتے تھے کہ افسوس مین کہان ہون وہ یار وفادار کدھر ہے وہ بیٹے جو تے کہ جو ہر وقت جان نثاری
کو ساتھ ساتھ رہتے تھے کہان ہے بارگاہ سلیمانی کس طرف ہے اساسہ صاحبقرانی کسکو ثروت بعد مرگ جاتی ہے
ہم زندگی ہی سے معزول ہوگئے خیر اب وہ منصب و جاہ و نشان و سپاہ جسکے لیے ہے خدا اسے مبارک کرے
ایک روز امیر قبر ملکہ مہر نگار و مرقد قباد و شہریار کے درمیان بیٹھے ہوے بہ نگاہ حسرت گاہ اس تربت کو گاہ اس
مرقد کو دیکھتے تھے کہ افسوس تمنے چند روز بھی ہمارا ساتھ نہ دیا ہم بھی تو اس سراے فانی مین مسافر تھے ہمیشہ رہنے کو نہین
آئے تھے مگر تمنے ہمسے منھ موڑا آخر زمانہ فرقت کا گزر گیا اب انشاء اللہ بہت ہی جلد ہم بھی آکر تمسے ملاقی ہوتے ہین

ایسی ایسی باتین کر کے امیر اسقدر روئے کہ غش کر گئے لیکن جب ہوش آیا اپنے کو زندہ پایا اُس زندگی کو بدتر از موت
جانا بموجب مصرع ع جینے کی کیا خوشی جسے مرنے کا غم نہین + امیر باتوقیر اس حال پُر ملال مین تھے کہ یکایک از
پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ
ہوا اُسنے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو فیل مانند نخل بلند جھومتے
ہوے سونڈون پر انکے سنگین چرخی چڑھی ہوے پٹے ہین نہایت تیار نمودار ہوے اور دیکھا کہ رُخ اُن سب
فیلون کا خانۂ کعبہ کی طرف ہی امیر سیلے تو نہایت متردد ہوے کہ جو مقام قبلہ گاہ جہان کا ہی اُسکے ساتھ یہ بے ادبی
ہیلن ساتھ ہی خیال گذرا کہ حمزہ جسکے نام سے یہ گھر منسوب ہی کیا اُسکو خیال ہوگا اب تمام اہل مکہ مین ایک غدر
کے آثار نمودار ہوے بعض زیادہ منچلے جانین دینے پر آمادہ ہوے کہ ہم ان ہاتھیون سے باب سے لڑینگے
اپنی زندگی مین خانہ کعبہ کو نہ گرنے دینگے امیر نے بالحاح وزاری جناب باری مین مناجات شروع کی کہ اے
کس بیکسان واے والی غریبان آج حرمت تیرے گھر کی برباد ہوا چاہتی ہی بھیج کسی فرشتہ مقرب کو کہ اس
بلا کو دفع کرے یا کوئی بلا ان فیلون اور کافرون پر نازل کر کہ یہ سبکے سب اتنے بڑے امر عظیم پر
کمر باندھ کر آئے ہین آیندہ تجھے اختیار ہی جو تیری مصلحت ہو کسی کو تیری مشیت مین دخل نہین ہی ہنوز سخن ناتمام
تھا کہ دوسری جانب سے ایک اور گرد عظیم بلند ہوئی اور آن واحد مین دامن گرد شگافتہ ہوا پندرہ سو
فیل جنگی نظر آئے عقب مین اُنکے اور سوار و پیادے ادھر جو بارہ سو فیل فولاد حبشی کے آئے تھے
اُن فیلون کو دیکھکر چلے فولاد حبشی نے للکارا کہ ہان جانے نپاوے اُدھر نعرہ ہوا نعرہ جزیرہ ہاے
دریابار گرفتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + لندھور کا نعرہ سُنکر امیر کشورگیر
خوش ہوگئے ادھر فیل لندھور کے فولاد حبشی کے فیلون پر آپڑے بیٹے کے ہاتھ چلنے لگے دو ہزار
سات سو ہاتھیون کی لڑائی ہوتی یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا مین ہزارہا کوہ ٹکرا رہے ہین وہ صحرا جنگلی بن نظر آتا ہی
کسی ہاتھی کی سونڈ کسی کی مستک پر زخم آیا کسی کا پاؤن قلم ہو گیا ہاتھیون مین سونڈین چل رہی ہین کبھی ایسی
لڑائی زیر فلک کاہے کو ہوئی ہوگی تمام صحراے مکہ کی زمین خون سے لال ہوگئی ہزارون کے کشت حسرت
پامال ہوگئی گویا دریاے خون مین کوہ نمودار ہوے ہین اُدھر تو یہ ہاتھی لڑ رہے ہین اُدھر فولاد حبشی
نے للکارا کہ او ہندی تو یہان بھی آپہونچا لڑائی اصل مین حمزہ سے تھی تو دخل در معقولات کی طرح بیچ مین کود
پڑا لندھور نے جواب دیا کہ ہم غلام صاحبقران ہین اور غلام کس دن اور کس وقت کے لیے ہوتے
ہین فولاد نے کہا اگر ایسا کرتے ہین تو سزا ابھی پاتے ہین فولاد حبشی بھی پندرہ سو من کی چوبدست مانند
اولاد صاحبقران کے باندھتا ہی فیل اپنا طرف فیل لندھور کے بڑھایا اور چلایا کہ لا ضرب بہادری کی لندھور
نے کہا تو جانتا ہی کہ اہل اسلام پیش دستی نہین کرتے ہین جس وقت خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو سمجھا جائیگا
فولاد نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ اجل نے تیرا گریبان تھام لیا ہی خیر اگر تو وار نہین کرتا تو مین وار کرتا ہون یہ کہکر
وہی چوبدست جو ہاتھ مین اُسکے بلند تھی سر پر چرخ دیکر سر لندھور پر وار کیا لندھور نے گرز کو اپنی اُٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا لیکن چوب جو آکر گرز پر پڑتی ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد بلند ہوا لیکن
چوب کلہ عمود پر سے جو اُچٹتی ہی تو فیل لندھور کے مستک پر پڑی سر پاش پاش ہوگیا ہاتھی نے چرخ
مارا اور مانند فیل آتشبازی گھومنے ہو گیا لندھور بن سعدان اک زمانا دیکھے ہوے ہی سیکڑون لڑائیان

جھیلے ہوے ہی جلدی سے جست کرکے زمین پر آسئے فیل لندھور نو جھکر گھاکر زمین پر گرا اور فوراً اسی وقت تمام ہو گیا لیکن لندھور نے جھپٹ کر فیل فولاد جلشی کے شکم مین سر ڈال دیا اور دونون پانون کو ہاتھون کا سہارا دیکر جسم کو سادہ کرکے جو ہکا مارا مع فیل اُٹھا لیا امیر یہ زور دیکھکر لندھور کا وجد کرنے لگے اور فرمایا کہ واہ اے برادر کیون نہو اور عمرو سے کہا کہ اس وقت لندھور نے علمشاہ کو یاد دلوادیا کیون خواجہ میری اولاد مین اسکے سوا کا کوئی بھی ہے عمرو نے کہا حمزہ بیشک علمشاہ رستم وقت تھا اور لندھور نے بھی آج ویسا ہی زور دکھا دیا کہ اتنے بڑے جوان کو مع فیل اُٹھا لیا جسکا گرز پندرہ سو من کا مثل تیر سے وغیرہ کے ہی لیکن لندھور نے جو فولاد کو اُٹھایا طرف ایک خندق کے لیکر چلے اور سر پر پھرا کر زور سے دے مارا کہ راکب نیچے مرکب اوپر فولاد جلشی کی پسلیان چورا ہو گئین فوج لندھور مین آواز اللہ و اکبر بلند ہوئی فوج فولاد کی دردمند ہوئی لندھور فولاد کو مار کر پلٹے لیکن واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ فیل لندھور جو مارا گیا ہی کوئی دوسرا فیل تھا فیل میمون مبارک نہ تھا لیکن بہزاد جلشی نے جو دیکھا کہ بھائی اُس شخص کا اس ذلت و خواری سے مارا گیا دل مین خیال کیا کہ جسنے مع فیل اتنے بڑے جوان کو اُٹھا لیا اسکے آگے تیری کیا حقیقت ہی بھاگ چل مگر ساتھ ہی اسکے شیطان نے اغوا کیا کہ اے بہزاد حیف کی جا ہی کہ جسکا شیر سا بھائی یون آنکھون کے سامنے مارا جائے وہ حریف کو زندہ چھوڑ کر چلا جائے مگر بانی اس لڑائی کا حمزہ ہی اسی کا کام نہ تمام کر دے یہ دل مین خیال کرکے امیر کشور گیر کی طرف چلا عمرو نے کہا حمزہ سنبھل اب خیر نہین معلوم ہوتی امیر نے فرمایا خواجہ سرجہ باد اباد آخر مین کیا سنبھلون اور کیا کرون عمرو نے کہا بھاگ جا جلدی سے مین لندھور کو آواز دیتا ہون وہ اسکا بھی کام تمام کر دیگا امیر نے فرمایا او ساربان نیچے ارے مین بھاگ جاؤن سامنے سے عمرو نے کہا میان تم تو خفا ہوتے ہو مین اسی مارے کوئی صلاح تمکو نہین بتاتا ہون چاہے مانو چاہے نہ مانو مین تو یہ سمجھتا ہون کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ لیکن بہزاد جلشی قریب امیر با توقیر کے آگیا اب امیر کھڑے کس شان سے ہین کہ کفش پاؤن مین تسبیح ہاتھ مین ڈھیلا پاجامہ لانبا کرتا سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی کچھ وظائف پڑھ رہے ہین بہزاد نے قریب پہونچتے ہی کہا او عرب تیری بدولت دنیا مین کیا کیا فسادات برپا ہوے تو نے کتنے شہر اُجاڑے کتنی بستیان برباد کر دین اب تسبیح لیکر خانہ کعبہ مین آکے بیٹھا ہی وہی مثل ہی کہ نو سو چوہے کھاکے بلی حج کو چلی مگر مین کب چھوڑتا ہون تمھین یہ کہکر تیغہ مارا امیر کے پاس نہ سپر ہی نہ خود ہی نہ تلوار نہ زرہ نہ بکتر نہ چار آئینہ حیران و ششدر ہو کر وہ حریب جو ہاتھ مین لیے ہوے تھے بلند کر دی بھلا اتنے بڑے جوان کی تیغ کہین لکڑی سے رکتی ہی لکڑی مانند خیار تر باریک کے دو کرکے سر پر بیٹھی تا دو ابرو اُتر گئی امیر نے کلائیان مارین تلوار تو سر سے نکلی مگر ہاتھ بھی مجروح ہوے اب بہزاد نے چاہا تھا کہ پلٹ کر ایک ہاتھ اور مارون اور کام امیر کا تمام کرون کہ سامنے سے لندھور نے دیکھا اور پکار کر نعرہ کیا کہ او بہزاد او تیرہ روزگار کیا غضب کرتا ہی مین آپہونچا بہزاد نے دیکھا کہ اب تیری جان کی تو خیریت نہین ہی تو اسے کیون زندہ چھوڑ یہ تصور کرکے صاحبقران پر دوسرا وار کیا امیر نے دھار تلوار کی بچا کر اسی زخمی کلائی سے کلائی بہزاد کی تھام لی یہ معلوم ہوا بہزاد کو کہ ہاتھ پنجۂ اجل مین آگیا ہر چند جھٹکے مارے کچھ نہو سکا بس امیر جوش تدبیر نے ایک تھپڑ مارا یہ معلوم ہوا بہزاد کو کہ ملک الموت نے طمانچہ مارا عجب نقشہ ہو گیا بہزاد کا کہ آگے کا منھ پیچھے ہو گیا گردن گھوم گئی پھڑک کر مر گیا امیر نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لندھور نے آواز

دی کہ ماشاء اللہ اس زور و جرأت کے صدقے ایسے نہوتے تو صاحبقرانی کیا کر سکتے تھے امیر نے فرمایا میرا
زور کیا اور مین کیا ہی لندھور جس آن بان سے تمنے فولاد حبشی کو مارا ہی میرا ہی دل جانتا ہی کہ وہ جوان
نہایت زبردست تھا اور اسے تو مین نے ایک تھپڑ مار دیا قضا کھی اُسکی مر گیا لیکن وہ فیل جو باہم گتھے ہوے
تھے بھسونڈے چل رہے تھے سیکڑوں کشتہ ہوے لندھور کے فیل نہایت تیار تھے آخرکار فوج فولاد
کی فیلون نے شکست کھائی اور بھاگے عقب مین ہاتھیون کے سوار اُنکے پیچھے پیدل تھے فیل
سوارون پر جا رہے سوار پیدلون کو پامال کرنے لگے یہان وہ مثل اصل ہوگئی کہ کون ہاتھی اپنی فوج کو مارے
قاعدہ ہاتھی کا یہ ہوتا ہی کہ جب یہ لڑائی سے بھاگتا ہی تو لڑوانے والے کا دشمن ہوجاتا ہی سواران فوج کو چیر چیر کر
پھینکنا شروع کیا یہ رنگ دیکھکر باقی سوار باگین پھیر پھیر کر بھاگے پیدل بیچارے کچلنے لگے فوج لندھور
کے لوگ تماشا دیکھ رہے تھے اور ہنس رہے تھے بلکہ اپنے فیلون کو للکار دیا تھا یہ اور بھی پسپا
کرتے چلے جاتے تھے کہانتک گذارش کیا جاے کہ جسنے جدھر کا رُخ کیا پھر بایٹ کر نہ دیکھا کہ کون آتا ہی
یا ہم کہان جاتے ہین انجام کار آن واحد مین تمام صحرا صاف ہوگیا البتہ کشتے لشکر کفار کے پڑے ہوے
تھے کوئی اتنا بھی نتھا کہ اُن لاشون کو دفن کرتا یا اُٹھا لیجاتا امیر کشورگیر نے ترس کھاکر فرمایا کہ اگرچہ یہ سب
کافر تھے لیکن لاشین انکی دفن کرو اور تین چار روز تک فقط لاشین اُٹھا کین کیونکہ انسانون
کے علاوہ فیل اسقدر مارے گئے تھے کہ سرزمین صحرا کوہستان معلوم ہونے لگی تھی الغرض بعد
فتح و فیروزی امیر کشورگیر نے لندھور بن سعدان کی دعوت کی لیکن یہ دعوت عجب طرح کی پاک دعوت
تھی کہ نہ تو شغل سرود و ستارہ صحبت رقص و غناء دورہ شراب ناب کیونکہ حوالی خانہ کعبہ مین اُترے ہوے
تھے تیسرے روز وہ جشن عام تو موقوف ہوا لیکن لندھور اور امیر کہ ایک مدت کے چھوٹے ہوے
ملے تھے ایک تو لندھور کا خود جانے کو جی نہ چاہتا تھا دوسرے امیر کے اصرار سے نہ گئے لیکن ایک
چالیس ہزار جوان رہنے دیے باقی فوج کو طرف ہندوستان کے روانہ کردیا کہ تم چلو بعد کچھ روز کے
جب قبلہ و کعبہ بخوشی اجازت دینگے تو مین بھی آؤنگا لشکر لندھور طرف ہندوستان کے روانہ ہوا لیکن
ایک روز امیر بالوقیر مع عمرو و لندھور ٹہلتے ہوے طرف صحرا کے گئے کیونکہ جی گھبرا رہا تھا باتین
کرتے چلے جاتے ہین گذشتہ باتین یاد آرہی ہین کبھی ذکر زمانہ نوشیروان ملک العادل کسریٰ کا ہوتا ہی
حالات عشق ملکہ مہرنگار یاد آئے امیر آنکھون مین آنسو بھر لائے ہین فرماتے ہین کہ آہ آج وہ جسم نازک
زیر خاک پنہان ہی کبھی مصر کے پرستان کے حال مقابلہ دیو قصہ عشق آسمان پری کا مذکور ہوتا ہی فرقت کا
داغ تازہ ہوتا ہی کہ یکایک سامنے سے ایک سانڈنی سوار نمایان ہوا اور قریب امیر کے آکر سلام
کیا پوچھا امیر نے کہ کہان سے آتا ہوا اُسنے عرض کیا کہ ایلچی ہون ملکہ گلشن آرا بانو کا ملک یونان
سے آتا ہون اور ایک خط پگڑی سے نکال کر امیر باتوقیر کو دیا صاحبقران نے لفافے کو چاک کیا خط
کو پڑھا تحریر تھا کہ یا امیر شباب تو جس طرح گذرا خیر شکر ہی خدا کا آپ کو ہر روز نئے نئے محلات کرنے سے
کام تھا ہماری خبر کیون لیتے خیر نشانی آپ کی فرزند ارجمند آپ کا عمرو بن حمزہ کبھی کبھی صورت اپنی دکھا جاتا تھا
خیر و عافیت آپ کی سُنا جاتا تھا اب تم بھی ضعیف ہوے ہمارا بھی وقت آخر ہوا اب یہ تمنا ہی کہ مٹی میری
تمہارے ہاتھ سے سوارت ہوجاے پائینتی ملکہ مہرنگار کے مجھے بھی دفن کردینا کہ اگر کبھی پھر فاتحہ

پڑھنے کو آدگے تو شہر ماتمی اس قبر پر بھی فاتحہ پڑھ دو گے زندگی بھر تو جدائی مین گذری اب وقت آخر ہے
یہ نفس چند تمہارے ہی خدمت مین گذر جائین تو بہت خوب ہے شعر تمھین لحد مین آثار وتمھین پڑھو تلقین
کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جاتے یہ مضمون نامہ پڑھکر امیر آنکھون مین آنسو بھر لاے لندھور نے
پوچھا کیون حضور خیر و عافیت تو ہے امیر نے فرمایا ہان خیریت ہے ملکہ گلشن آرا بانو اور عمرو بن حمزہ کے
کچھ ایسے کلمات حسرت آیات اس خط مین لکھے تھے کہ میرا دل بھر آیا تاب ضبط نہ لایا لندھور نے عرض
کی کہ پھر جیسا ارشاد ہو اگر فرماسیے تو یہ خادم جائے اور اپنے خوزادے کو لے آئے امیر نے ابھی کچھ فرمایا نہ
تھا اور ہنوز سخن در دہان تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا آمد لشکر کے طور ظاہر ہوے امیر
لندھور عمرو سب دیکھنے لگے کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پہلوان عادی چالیس ہزار سوار
کی جمعیت سے پہونچے قدمبوسی امیر کی حاصل کی فرمایا امیر نے کہ کیونکر آنا ہوا عادی نے کہا بھائی مین نے
سُنا تھا کہ شداد حبشی کے دونون بیٹے تمپر لشکر کشی کرتے آئے ہین اسی وجہ سے مین نے یہ تھوڑی سی
فوج ساتھ لے لی تھی امیر نے ہنسکر فرمایا کہ ہان وہ دونون آئے تو ضرور تھے مگر اب گئے عادی نے
کہا کیا بھاگ گئے امیر نے فرمایا ایسا بھاگے کہ سرحد دنیا سے نکل گئے عادی نے کہا الحمد للہ لیکن
میرا آنا ہیچ ہوا امیر نے فرمایا ہیچ کیون ہوا ہمنے تمکو دیکھا تمنے ہمکو دیکھا غرضکہ امیر کشور گیر لندھور
اور پہلوان عادی اور رناقہ سوار سب کو ہمراہ لیے ہوے صحرا سے پھرے اک باغ مین بارگاہ لندھور کی
نصب تھی وہین قیام پذیر ہوے اور روز تک پہلوان عادی کی دعوت رہی مدت کے بعد یہ امیر کی خدمت
مین آئے اور برادر امیر کہلاتے ہین کھانا تکلف کا انکے واسطے تیار ہوتا ہے اور نہایت افراط کے ساتھ
لیکن یہ استنے بڑے کھانے والے ہین جو کچھ سامنے آیا کبھی پھر کر نہین گیا عمرو نے کہا حمزہ اب کیہ میں قحط
ہوا چاہتا ہے بھائی صاحب آپ سے کیا آئے کہ ٹڈی دل آگیا مجھے یہ ڈر ہے کہ کہین یہ ہمین تمھین نہ کھالین
امیر نے فرمایا خواجہ چپ رہو ایسا نہو عادی سُنلے گا تو دل مین ناراض ہوگا کہ ہمتو برادے جانبازی آئے اور
حمزہ کو چار دن کھانا کھلانا بھی شاق گذرا عمرو نے کہا بس ایک دن کا مہمان دو دن کا پشیمان تیسرے دن کا
بے ایمان لیکن عمرو نے کہا حمزہ وہ شتر سوار جواب نامہ طلب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ملکہ گلشن آرا بانو نے
کہا تھا کہ جلد آنا ایسا نہو وہ مجھسے ناراض ہون یہ باتین اس طرح کہین کہ پہلوان عادی نے بھی سنین کہا بھائی
حمزہ اگر حکم ہو تو مین جاکر ملکہ کو لے آؤن امیر نے گردن نیچی کر لی اور کہا بھائی کیونکر کہون کہ تم جاؤ مگر مجبور ہون
کہ کوئی اور جانے والا بھی نہین ہے لندھور ہین تو انسے دو گھڑی فیراغم غلط ہوتا ہے پہلوان عادی نے
کہا بھائی اور ہم کس کام کے ہین جا بے تاسعت ہے کہ غیر تو جائین اور ہم نجائین یہ ناموس کا مقدمہ ہے غیر کے
جانے سے میرا جانا ہر طرح بہتر ہے امیر نے فرمایا اختیار ہے پہلوان عادی اسی وقت اٹھ کھڑے ہوے امیر
نے عادی کو گلے سے لگایا پہلوان عادی رخصت ہوے اور اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر طرف ملک
یونان کے روانہ ہوے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر ملکہ گلشن آرا بانو کو ہوئی لوگون کو برائے استقبال
عادی بھیجا لوگ پہلوان عادی کو استقبال کر کے قلعہ مین لائے اوٹ درمیان مین لاکر رکھا گیا اُس طرف
اوٹ کے ملکہ گلشن آرا بیٹھی اُدھر پہلوان عادی گردن نیچی کر کے نہایت ادب سے بیٹھے اور ملکہ کی خدمت مین
تسلیم بجالائے ملکہ نے دعا کی اور مزاج پوچھا صاحبقران کی خیر و عافیت دریافت کی عادی نے سب حال بیان

کیا کہ اس طرح دو حبشی بچے کئی لاکھ سوار سے جرار آئے تھے لیکن بھائی نے میرے مارا ان سرکشون کو ملکہ مین بھی اٹل
مین بڑے مدد آیا تھا لیکن اُس وقت پہونچا کہ لڑائی فتح ہو چکی تھی اب بفضلہ کوئی اندیشہ نہین ہی اور مین تحسین لینے
آیا ہون ملکہ نے کئی روز عادی کی دعوت بڑی دھوم دھام سے کی عادی نے عمدہ عمدہ کھانے کھا کر ملکہ کی
بہت تعریف کی کہ واقع مین جب تم ایسی لائق تحسین تو خدا نے اولاد مین بھی تاثیر دی تمہارا فرزند ارجمند یعنی عمر بن حمزہ
بھی ایسا لائق ہی کہ امیر کی اولاد مین کوئی آسکے مقابلے کا کسی طرح نہین وہ جس وقت چاہتا امیر سے صاحبقرانی
چھین لیتا مگر کبھی ہوس بھی نہ ہوئی ملکہ نے کہا بھائی مین کیا ہون مجھے نصیب کیا ہی ہان وہ لڑکا بیشک تم لوگون
کی تعلیم کے اثر سے بہت نیک ہوا یہ خوش نصیبی میری اور امیر کی دونون کی تھی الحاصل محافہ تیار ہوا اور ملکہ
محافہ مین سوار ہوئین چند کنیزین کہاریان ہمراہ لین اور ہمراہ پہلوان عادی کے روانہ ہوئین عادی طی مراحل
و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب خانہ کعبہ پہونچ گئے کوئی دس کوس کا فاصلہ باقی رہگیا
ہوگا کہ شام ہو گئی تھی پہلوان عادی نے خیمہ برپا کیا اُسی صحرا مین اُتر پڑے ایک خیمہ مین ملکہ گلشن آرا بانو کو
اُتارا رات آرام سے بسر کی جب وہ وقت آیا کہ ماہ شب زندہ دار عبادت پروردگار سے فراغت کرکے آرامگاہ مغرب
مین پنہان ہوا اور سلطان خاور بصد کروفر تخت گاہ مشرق سے نمایان ہوا پہلوان عادی فریضۂ سحری کو ادا
کرکے سمت کو بعزم خانہ کعبہ چست باندھنے لگے لشکر مین تیاری کوچ ہونے لگی کوس رحلت بجا قافلہ تیار
ہوا ملکہ گلشن آرا بانو نہایت مسرور و دلشاد ہین کہ اب یقین ہی کہ بہت جلد امیر با توقیر سے ملاقات حاصل
ہوگی تسکین دل تردد منزل ہوگی ملکہ کی وہ حالت ہی کہ اگر خانہ کعبہ سامنے بھی نظر آجاے تو اُسکی نگاہ جیتی اور آگے
بڑھ جاے بموجب شعر مین گم کردہ رہ شوق کی بیخودی کا ہ کہین بڑھ گیا اپنی منزل سے آگے ہنوز قافلہ چلنے
نہین پایا ہی کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ وپاے
گرد در زمین پیچیدہ پہلوان عادی نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ دیکھو کون ہی کس طرف جاتا ہی
کہان سے آتا ہی ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے اُن و احد مین آکر گذارش حال کی کہ کوہ ہان کوہ سر
پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے ہمراہ ہے ہولاجور دشاہ بن زبرجد شاہ جاتا تھا اُسنے خبر پائی کہ ناموس امیر
با توقیر طرف خانہ کعبہ کے جاتا ہی تو بعزم بربادی اس طرف پھر پڑا ہی پہلوان عادی یہ سُنکر بہت گھبرائے کہ میرے
پاس فوج کم ہی مرنے کا تو غم نہین لیکن یہ مقدمہ ناموس امیر کا ہی درگاہ معبود مین عرض کی کہ پروردگارا اسی
آخر وقت مین جب بال سفید ہو چکے تو ایسا نہو کہ منہ مین کالک لگے آبرو تیرے ہاتھ ہی اور سامان جو تھا تریب
محافہ ملکہ کے آکر بیان کیا ملکہ نے کہا ای برادر اس وقت سپاہ گری سے زیادہ کام نہ لینا اُس سے بمنت کہنا
کہ ہمین چلے جانے دے اگر وہ اسپر بھی سد راہ ہو تو پھر خدا جو کچھ دکھائے لڑے تڑا لینا جاے تو جانے دینا
اس سے تم مطمئن رہو کہ مجھے اس بڑھوتی دقت مین وہ کیا لے جائیگا مین جام زہر تیار رکھتی ہون اگر خدانخواستہ
لڑائی کا رنگ دگرگون دیکھون گی تو جام تلخ انجام زہر پی لونگی اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کر دونگی مجھے معلوم
تھا کہ قضا کھینچکر اس صحرا مین لائی ہی آثار ایسے ہی معلوم ہوتے ہین کہ میری موت بھی قتل ملکہ مہرنگار کے ہوگی
مگر کچھ غم نہین کیونکہ یہ خوش نصیبی عورت کی ہی کہ مرد کے سامنے دنیا سے اُٹھ جاے لیکن ای بھائی عادی بہتر ہو
یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسیکو براے اطلاع پاس امیر کے روانہ کرو پہلوان عادی نے کہا بہتر اور اسی وقت ایک سانڈنی
نہایت تیز چھانٹ کر ایک شخص کو نامہ دیکر خدمت امیر مین روانہ کردیا وہ سانڈنی سوار ناقہ کو مانند باد صرصر کے اُڑاتے

ہوے چلا جاتا ہی لیکن کہانتک جلدی کرے کیونکہ پہونچے پہر پہر دن آگیا ہوگا کہ ناقہ سوار خدمت امیر نامدار مین
پہونچا امیر نے پوچھا کہ خیر و عافیت اسنے عرض کی کہ حضور عافیت کہان ہی پہلوان عادی محافہ ملکہ گلشن
آرا بانو کا لیے ہوے آتے تھے قریب پہونچ چکے تھے کہ اودھر سے کوئی ملعون کوہان کوہ سپر ہی برابر لشکر بدر
لاجورد شاہ جاتا تھا راہ مین حال سواری ملکہ زنجاہ کا سنکر پلٹ پڑا پہلوان عادی معہ محافہ ملکہ گھر گئے مین کچھ
براے اعانت روانہ فرمائیے امیر نہایت متردد ہوے اور لندہور کی طرف دیکھا لندہور نے عرض کی کہ ابھی
خادم جاتا ہی اور اس ملعون کو سزا پہونچاتا ہی یہ کہکر انھین چالیس ہزار جوانون سے جو رکھ لیے تھے طرف صحراے
جنگ کے روانہ ہوے لیکن یہان پہلوان عادی نے یہ انتظام کیا کہ چالیس ہزار سوار اپنے اس طرح تقسیم کیے
تھے کہ دس ہزار جانب پشت محافہ ملکہ متعین فرمائے تھے اور دس ہزار اس پہلو مین دس ہزار اس پہلو مین دس
ہزار سوار سے خود آگے محافہ ملکہ کے کھڑے ہو رہے لیکن ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے پانسو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوا اور پھر پھرون پر علمون کے تعریف زبرجد شاہ و
لاجورد شاہ تحریر تھی اور ایک گبر نا ہنجار کرگدن سیاہ پر سوار چوبدست گران سنگ باندھے ہوے نمودار ہوا
لیکن جس وقت قریب پہونچا پہلوان عادی کو دیکھا یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک دیو سامنے کھڑا ہی دل مین خائف
ہوا کہ اسنے بڑے قد کا جوان کمر کا اتنا بڑا گھیر ہی کہ تنہ درخت بلند سے زیادہ معلوم ہوتا ہی لیکن کوہان کوہ سپر بھی
بہت بڑا سردار ہی کہ پانچ لاکھ سوار پر تنہا حکومت کرتا ہی عادی نے جو اسکو دیکھا للکارا کہ پلٹ جا اسی طرف ادھر
کہان آتا ہی نہین جانتا کہ ناموس اس شخص کا میرے ہمراہ ہی کہ نام جسکا حلقہ نگین گوش گردن کشان صاحب گرز
سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ عالی شان ہی کوہان کوہ سپر نے کہا مین اسی لیے تو آیا ہون کہ نام
و ناموس کو اسکے رسواے عالم کرون اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہی تو محافہ ملکہ کا میرے حوالے کر تو جہان چاہے چلا جا
عادی نے کہا کیا جھک مارتا ہی اب ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا ورنہ اس دریدہ دہنی کی سزا پائیگا کہ گلے پھاڑ ڈالے
جائینگے کوہان کوہ سپر ہنسا اور کہا یہی چند نفر جو تیرے ہمراہ ہین انھین کے بھروسے پر کہتا ہی انھین ہلا بھی
تو فوج کا نہ رک سکیگا پہلے ہی حملے مین پامال ہو جائینگے پہلوان عادی نے باوصفیکہ نہ اجازت امیر یا توقیر ہی
نہ آئین اہل اسلام ہی کہ پیش دستی کرین یہ خیال کرکے کہ تم ضعیف ہوے کیا معلوم اسکے حربہ سے جانبری ہو یا نہو
تو دل کی ہوس دل ہی مین رہجائیگی تباہی کی صورت نظر آئیگی یا یہ سمجھے کہ ناموس امیر کی نسبت بے ادبانہ کلام نہ سن سکے کہ
پیش دستی کا قصد کیا اور اٹھا کر لخت شدادی سر کوہان کوہ سپر پر وار کیا کوہان نے لخت کو خالی دیا اور چوبدست
کا وار سر عادی پر کیا عادی نے سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن چوب جو پڑتی ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
شعلہ فلک کو نکل گیا حتی گرد و غبار بلند ہوا کہ عادی اسمین نہان ہو گئے کوہان نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم
ساتھ والے پہلوان عادی کے یہ سمجھے کہ عادی مارے گئے سب کے سب تلوارین کھینچ کر دوڑ پڑے
ادھر سے کوہان کوہ سپر نے اپنی فوج کو اشارہ کیا کوہان کی فوج مانند دریا کے امڈ کر چلی اور چار طرف سے محاصرہ
کر لیا کوہان نے چوبدست ہاتھ سے چھوڑی تلوار کھینچی کیونکہ جنگ مغلوبہ مین ایسے حربون سے کم کام لیا جاتا ہی
لڑنا شروع کیا وہ لوگ جو گرد محافہ کے متعین تھے جانین لڑانے لگے ہر چند کہ کہا چالیس ہزار اور کہا پانچ لاکھ
ریلے مین فوج کے دیے جاتے تھے لیکن جانین لڑاتے داد مردی و مردانگی دیرہے تھے ناموس آقا کا خیال
اپنی عزت کا پاس خوف رسوائی کا ملال لیکن پہلوان عادی ضرب چوبدست سے بیہوش ہو گئے عیار نے

بجلدی تمام آگر باقی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا مرکب عادی کا غرق زمین تھا چاہا کہ زمین سے نکالوں ممکن نہوا
اُسے وہین چھوڑا تلوار کھینچکر چلے لڑنا شروع کیا بڑی مصیبت یہ تھی کہ اور مرکب تھے انکو سواری بھی نہین دلسکتا تھا
کہ کسی سوار کو مار کر اسکا مرکب لے لیتے پیدل لڑ رہے تھے لیکن دیکھا عادی نے کہ کوہان کوہ سر قریب محافہ
ملکہ پہونچ گیا ہی وہین سے للکارا کہ باش او بے ادب کہان جاتا ہی ادھر آ کہ ابھی حریف تیرا زندہ ہی کوہان پلٹا
اور کہا اگر زندہ ہو تو اب تجھے مار کے ڈالتے ہین یہ کہکر وار تیغ آبدار کا کیا عادی نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی
پناہ کیا لیکن تلوار کوہان کی پڑتے ہی سپر کو کاٹ کر خود و بیٹھی کوئی چار اُنگل کا زخم سر مین آیا عادی نے دستانہ
مارا تلوار ترچھا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی عادی کے ہوش و حواس درست
نہ رہے لیکن واہ ری جرأت زخم سر بھی نہ باندھا اسی عالم مین ہاتھ تلوار کا کوہان پر مارا کوہان جوان زبردست ہی
نہایت ہوشیار عادی زخم سر سے بچو اس ایک تو ہاتھ ہی بہکا ہوا پڑا تھا کوہان نے وار خالی دیا آج حقیقت مین
کہ پہلوان عادی وہ جرأتین دکھا رہے ہین کہ روح رستم و سام بھی اگر نگران حال ہوتی تو پھڑک جاتی شباب
کا نقلت اس ضعیفی کی جنگ نے نظرون سے گرادیا ہی بموجب شعر جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہی +
بھڑکتا ہی چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہی پہلوان عادی کو یقین مرگ تو ہو ہی چکا تھا لیکن یہ فکر تھی کہ کسی طرح
قریب محافہ ملکہ کے پہونچ جاؤن تاکہ یہ چرچا رہے کہ عادی نے جان دی مگر آستان آقا کو نچھوڑا عزت ناموس
امیر کی مرتے دم تک بچائی دی تمنائے دلی بار بار آواز دیتی تھی شعر دم نکلتا ہی ہو نچکر تیرے در پر نکلے +
دل مین اک بات رہی جاتی ہی کیونکر نکلے لیکن اسی رد و بدل مین عادی نے اپنے کو قریب محافہ ملکہ گلشن آرا بانو
کے پہونچایا ملکہ بھی چلمن سے یہ سب حال معائنہ کر رہی تھی جام زہر ہاتھ مین لیے منتظر وقت بیٹھی تھی لیکن خون جو
سر سے پہلوان عادی کے زیادہ نکل گیا ضعیفی کا زمانہ ہی ہو کے ایام تھین غش طاری ہو گیا بس کوہان کوہ سر
کو موقع ہاتھ آگیا جھپٹ کر جو ایک ہاتھ جنیو کا مارا عادی سے سپر بھی نہ اٹھ سکی اتنے جلدے جوان کا ہاتھ
پورا بیٹھا بدھی زخم کی گلے مین پڑی گویا باشتیاق عروس مرگ دولہا بنے تھے کوہان بیدرد نے جھپٹ کر ہاتھ
وہین سے دوسرا ہاتھ جھنڈار سے کا مارا کہ کام عادی کا تمام ہوا لاش زمین پر گری ملکہ نے یہ رنگ دیکھکر
انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور جام زہر ہونٹون سے لگا کر درگاہ رب بے نیاز مین عرض کی کہ ای پروردگار عالم تو گواہ
و شاہد رہنا کہ مین بہ پاس آبرو مجبور ہو کر جان دیتی ہون یہ گناہ خودکشی مجھپر نہو اور دین اسلام پر اب تک مین قایم ہون
افسوس کہ دیدار آخر بھی نصیب نہوا کہ اس وقت مین صورت امیر با توقیر کی ایک بار دیکھ لیتی ہیر ابھی واقعہ
ملکہ پھر لگا رہے مل گیا نہ آس فرزند ارجمند کو ایک نظر دیکھ سکی یہ اشارہ عمرو بن حمزہ یونانی کی طرف تھا
نر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اور جام زہر نوش کر لیا دہان بعد مارے جانے پہلوان عادی کے لشکر کا دل ٹوٹ
گیا گیا حقیقت تھی چالیس ہزار سوار کی لیکن ایسے قدم جمائے تھے کہ جبتک دم مین دم رہا اور ہاتھ پاؤن قابو
مین رہے کسی کو تا بہ محافہ آنے نہ دیا چند کس باقی ہین اور کوہان کوہ سر قریب محافہ کے پہونچ چکا ہی چاہتا ہی
کہ پردہ اُٹھائے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد قریب ہو کر
شق ہوئی اور نعرہ ہوا کہ جزیرہ ہائے ورا را گرفتم تا بہ ہندستان ۔ اگر نامم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان +
گھبرا کر کوہان کوہ سر نے دیکھا کہ یہ کون آگیا وہین سے باگ کر گردن کی پھیری اور لندھور کا سامنا کیا
لندھور نے دیکھا کہ خدا پرست ہزار ہا کٹے ہوئے پڑے ہین اور گرد رنگین محافہ کے کفار کا مجمع ہی

نعرہ کیا خبردار او بے ادب مین آپہونچا لیکن کوہان کوہ سر نے جو بدست اٹھا کر لندھور پر ماری لندھور نے گرز کو بلند
کیا تڑاقے کی صدا ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہوگیا لیکن کوئی گزند لندھور کو نہ پہونچا بس وہین سے خبردار
خبردار کہکر سترہ سو من کی ضرب اُٹھا کر نعرہ کیا شعر تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن ما ہمہ شادی از اوّل فراموش کن
یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ سترہ سو من کی ضرب اُٹھا کر سر پر چرخ دیگر کوہان کوہ سر پر
وار کیا کوہان نے بھی اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا بھلا گرز لندھور کہین سپر سے رکتا ہی اب جو گرز پڑا تڑاقے
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ہاتھ دونون سخت اُسکے شعلہ فلک کو نکل گیا تھا گرد و غبار بلند ہوا جگر زمین کا ہول و
ہیبت سے شق ہوا لنگر گرز کا نہ سنبھلا ہاتھ شانون سے نکل گئے گرز مع سپر خود پر آیا خود سر مین سر
گردن مین گردن سینے مین سینہ شکم مین شکم رانون مین رانین مرکب مین مرکب زمین مین سب آمیز ہو کر
خون کا تھال تھالہ ہو کر رہگیا لندھور نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم لو خبر اس مردہ صد سالہ کی لیجاؤ لاش کو
اسکی اور ایک کونے مین صف ماتم بچھا کر روؤ یہ سنکر تمام فوج دوڑ پڑی لندھور پر لندھور کے ساتھ
والے بھی آلڑے اگرچہ ساتھ لندھور کے بھی کل چالیس ہزار سوار ہین مگر اکثر زبردست سرداران سلطان
دہلی ایک طرف تلوار کھینچکر دس ہزار سوار سے جا پڑے اہرمن ماڑوار ایک سمت مع دس ہزار سوار
کے مصروف جنگ ہونے ریون راے اودے لور کسی سمت لڑنے لگے یہ تمام پہلوانان ہندوستان
جو تلوارین کھینچ کھینچ کر گرتے ہین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے لندھور نے جسے گرز مارا پخش زمین کردیا
اگرچہ وہ پانچ لاکھ تھے لیکن لندھور کے ساتھ والون نے ایک پہر بھر کے عرصے مین تعداد اُنکی نصف کے
درجہ پر پہونچادی آخرکار تاب مقاومت نہ لاتے جسنے جدھر کا رخ کیا پھر پلٹ کر نہ دیکھا لاش تک اپنے
سردار کی نہ اُٹھائی میدان صاف ہوگیا اب لندھور طرف محافے کے چلے کہ ملکہ کی مزاج پرسی کرنا چاہیے
قریب محافہ پہونچے تھے کہ لاش پہلوان عادی کی نظر پڑی لندھور نے اپنے کو فیل پر سے گرا دیا اور لاش
سے لپٹ کر بہت روئے اب طرف محافہ ملکہ کے چلے وہ ایک آدکنیز جو ہمراہ ملکہ آئی تھی محافے کے پاس
اُسے پچھاڑین کھاتے دیکھا پوچھا لندھور نے کہ کچھ بیان تو کرو اُسنے عرض کی کہ بعد قتل ہونے پہلوان
عادی کے جب دیکھا ملکہ نے کہ اب کوہان کوہ سر قریب محافہ کے آگیا ہی بس جام زہر کہ پہلے سے تیار کر رکھا
تھا کلمہ شہادت پڑھ کر نوش کر گئین لندھور نے یہ سنکر گریبان چاک کیا پچھاڑین کھانے لگا یہ حالت
لندھور کی دیکھکر سب ساتھ والے بھی ماتم مین شریک ہوے لیکن بعض اُن لوگون نے کہ جو ساتھ
لندھور کے نہایت ہوشیار تھے عرض کی کہ حضور میت کے دفن مین عرصہ ہوگا یہان سے یہ لاشین پاس
امیر کے لیچلیے دفن و کفن سے فراغت کرکے خوب سا رو لیجیے گا لندھور نے منظور کیا لاش پہلوان
عادی کی اُٹھوالی اور مسلمانون کو گنج شہیدان کے طور پر دفن کردیا اور محافہ ملکہ کا اُٹھوا کر طرف خانہ کعبہ کے
روانہ ہوئے لیکن بعد جانے لندھور کے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کچھ خود بخود دل بھرا آتا ہی جی چاہتا ہی
کہ چیخین مار کر روؤن خدا انجام بخیر کرے عمرو نے کہا حمزہ تجھے اختلاج قلب کا مرض ہوگیا ہی اس عارضہ کا
یہی خاصہ ہی امیر نے فرمایا خواجہ یہ وقت تمسخر نہین ہی تم بھی جاؤ اور قبل پہونچنے لندھور کے مجھے
خیر و عافیت سے آگاہ کرنا عمرو حسب ارشاد فیض بنیاد صاحبقران والا نژاد کے روانہ ہوچکا تھا اُس وقت
پہونچا کہ لندھور پچھاڑین کھا رہے تھے سمجھ گیا کہ ملکہ نے انتقال کیا گھوڑے سے پاے شاطری مارتا ہوا

شن شن کرتا امیر بانو قیر کی خدمت مین آیا امیر نے فرمایا خیریت تو ہے عمرو نے کہا حمزہ اب سوا قہر کے خیر کہان ہے ہر
پہلوان عادی ہاتھ سے کوہان کے مارے گئے اور ملکہ نے جام زہر پی کر جان دی لندھور نے جاکر کوہان
کو مارا فوج کو اسکی شکست دی اب لاشون کو لیے ہوئے آتے ہین اگر کچھ دیر پیشتر بھی لندھور پہونچ جاتے
تو یہ سانحے نہ پیش آتے امیر نے فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون خواجہ کیا لندھور قضا کو بھی روک لیتے امیر اور
عمرو مصروف شیون و بکا ہوئے اہل مکہ نے آکر گھیر لیا اور ہمراہ امیر کے ماتم مین شریک ہوئے اتنے مین لندھور
بن سعدان گرد مع لاش پہلوان عادی و جنازہ ملکہ گلشن آرا بانو پہونچے بیچ مین محافہ ملکہ کا رکھا ہوا تھا گرد
ہجوم اہل مکہ کا تھا اور لوگ مصروف ماتم داری تھے صاحبقران کو روتے روتے غش آگیا تھا عمرو و امیر مبارک
امیر زانو پر لیے ہوئے ہوا دامن کی دیتا جاتا تھا کبھی گلاب منہ پہ چھڑکتا تھا بعد کچھ دیر کے صاحبقران ان
عالی شان کو ہوش آیا عمرو نے سمجھایا کہ حمزہ رونے پیٹنے سے کچھ حاصل نہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ انھین دفن
و کفن کر کے قرآن انکے نام پڑھو کہ ثواب روح کو پہونچے منزل قبر و برزخ آسان ہو امیر نے جگہ قبر ملکہ
گلشن آرا بانو کی پہلوے ملکہ مہر نگار مین متعین فرمائی اور سامان دفن ہونے لگا لیکن کچھ لوگ بعد مارے
جانے پہلوان عادی کے بھاگ کر طرف قلعہ تنگ رواحل کے گئے تھے انھون نے قلعہ مین عادی
کے بھائیون کو اطلاع کی کہ پہلوان عادی شہید ہوے وہ لوگ اسی وقت مع سپاہ چل کھڑے ہوئے اور
اس صحرا مین گئے کہ جہان جنگ ہوئی تھی جب وہان کسیکو نپایا لاشین کفار کی پڑی ہوئی دیکھین پلٹ کر طرف
خانہ کعبہ کے گئے یہ وہ وقت تھا کہ امیر نے پہلوان عادی کے لیے قبر کھدواکر دفن کا ارادہ کیا تھا کہ ذوالخمار
عاد و بحر عاد وغیرہ چالیسون بھائی عادی کے پہونچے اور کہا یا امیر اگر اجازت ہو تو ہم لاش اپنے بھائی کی
لیکر طرف قلعہ کے کوچ کرین اور جو قدیمی ہڑواڑہ ہمارے خاندان کی ہے وہین دفن کرین امیر نے ہرچند
اُنسے کہا کہ انھون نے تا زندگی میرا ساتھ دیا مین چاہتا ہون کہ مرنے پر بھی ہم اور وہ بجد اہون لیکن بھائیون
نے عادی کے منظور نکیا ناچار امیر نے لاش عادی کی انکے سپرد کر کے رخصت کر دیا بھائی عادی کے
لاش لیکر روتے پیٹتے قلعہ تنگ رواحل مین آئے اور دفن کیا یہان امیر نے ملکہ گلشن آرا بانو کو دفن

کیا اب یہ تو سوگ مین یہان بیٹھے ہین ۔

اب چند کلمے داستان قلعہ کام ہنگ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بعد جنگ مغلوبہ چونکہ بہت بڑا کشت و خون ہوا تھا تین چار روز تک لاشین میدان سے اٹھائین اور
نقارہ دار گوہر پوش بسبب زخمی ہونے کے چلا گیا اکبر برق رو بعد مارے جانے ناہید اختر چشم جادو کے لاش اسکی
مزملے پر پھکوا کر یہ بھی فکر مین بیٹھا ہے کہ اگر موقع ملے تو ملکہ کو لیکر طرف لشکر اسلام کے راہی ہون شہریار نامدار
اس خیال مین ہے کہ کسی طرح قلعہ کو فتح کر کے بہن کو اپنی طرف فرنگستان کے روانہ کرون لیکن بعد تین چار روز
کے جب لاشین اٹھنے سے فراغت حاصل ہوئی شہریار نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی
چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی کہ آج شہریار نے طبل جنگ بجوایا ہے کل اسکا
ارادہ ہے کہ قلعہ پہ دھاوا کرے یہان بھی طبل بجا لیکن اب ملکہ مہر ناز بہ ورا اور بھی متردد ہوئی کہ اسکا آنا غیر
کے آنے سے بدتر ہے ایک تو یہ کہ مین آنکھ کیونکر چار کرون گی دوسرے یہ کہ اگر بجبر کسی کے ساتھ عقد کر دے تو
کیا میرا بس ہے اگرچہ ہر طرح سوا جان دینے کے چارہ نہین ہے لیکن اس طرح کی موت پشیمانی اور ذلت کا ہونا ہے

ہر مجبور وناچار درگاہ پروردگار مین دعا کرنے لگی اور کیا بس تھا وہان لاجوردشاہ کو معلوم ہوا کہ کل شہریار قلعہ پر
دھاوا کریگا یہ نہایت غصہ مین آیا کہ یک لخت دو شد ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے پہلے ہمارے اور شہریار کے
کے فیصلہ ہوجائے پھر دیکھا جائیگا اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہر طرف تیاری
جنگ ہونے لگی جوانان آزمودہ کار دلاوران تہورشعار سلاح سنجوگ درست کرنے لگے یہانتک کہ تمام رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی اور وہ وقت ہونچا کہ شہنشاہ خاور بصد کر و فر تاج زرین بسر دھرے قبائے شاہنشاہی دربر
کیے ہوئے جانب مشرق آسمان سے برامد ہوا اور رونق بخش تخت گاہ چرخ زبرجد ہوا انجم مارے خوف کے تاب دید
نہ لاسکے آنکھین اپنی اپنی بند کرکے نظرون سے پنہان ہوگئے ذرے مانند قسمت اہل زر کے درخشان ہوگئے
اہل قلعہ درست وچست ہوکر بیٹھے نہنگ طوفانی تیر کمان ہاتھ مین لیے آکر فیل بند دروازے پر متمکن ہوا
گولنداز توپون پر مسلط ہوئے منتظر بیٹھے ہین کہ حریف زد پر آئے اور توپون کو آگ بتائین ادھر لشکر شہریار نامدار
میدان کارزار مین آکر صف آرا ہونے لگا ایک جانب لاجوردشاہ بن زبرجد شاہ مع لشکر وسپاہ میدان جنگاہ مین آکر
قائم ہوا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال بیلدار برق رفتار نکلے اور میدان جنگ کی درستی بصد تیز دستی کرکے چلے
گئے میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کردیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا وہ تازی تازی مٹی کھدی
ہوئی اسپر پانی جو چھڑکا گیا تو عجب طرح کی سوندھی سوندھی خوشبو پھیلی کہ دماغ کو معطر کردیا نقیبان بلند آواز غازیون
کے ہمراہ سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کر اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے ہر شخص چاہتا تھا کہ ہمین میدان مین نکلکر نام کرین
کہ یکایک بہرام تیغ زن نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت ملکہ پریسیا سے فرنگی کے آیا
اجازت چاہی کہا جا تجھکو سپرد کیا پروردگار عالم اور مسیح مکرم کے بہرام نے سلام کیا اور یاروگر مرکب پر سوار ہوکر
میدان مین آیا سراپا میدان کا دیکھا جب خوب پسینہ مین غرق ہوگیا ٹھیرکر اک مقام پر گاڑ کر نیزے کو دم آراستہ
کیا اور آواز دی کہ باش ای گروہ کفار آگاہ ہو کہ مین برائے فتح قلعہ کام نہنگ جاتا ہون اگر کسی کو سد راہ ہونا ہو تو
آئے اور مجھسے مقابلہ کرے اور اگر قلعہ سے اُسکو کوئی بحث نہو تو تماشا میری جنگ کا دیکھے کہ کیونکر قلعہ کو لیے لیتا ہون
بس یہ سنتا تھا کہ لاجوردشاہ نے اپنے لشکر کے سردارون کی طرف دیکھا کہ یکایک عفریت زحل پیشانی اپنے
کرگدن مست کو اُڑاکر سامنے تخت لاجوردشاہ کے آیا اور سخن اجازت خواہی زبان پر لایا لاجوردشاہ نے کہا
جا تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کے عفریت یاروگر مرکب پر سوار ہوا اور عازم میدان کارزار ہوا بہرام نے جو اسکو
بعزم مقابلہ آتے دیکھا کہا تجھکو کیا بحث ہے قلعہ کے باب مین جو تو مجھسے مقابلہ کرنے نکلا عفریت نے کہا او بیخبر تو نہین
نہین جانتا کہ معشوقہ قدرت ملکہ مہرناز پرور اس قلعہ مین ہے یہ حق ہمارا ہے کہ قلعہ کو فتح کرین اور ملکہ کو قبضے مین کرکے
خداوند کی نذر کرین تجھکو کیا منصب ہے جو تو اس ارادے سے چلا ہے بہرام پکارا کیا جھک مارتا ہے خبردار اب
نام ملکہ کا زبان پر نہ جاری کرنا ورنہ اس دریدہ دہنی کے عوض مین کلے پھاڑ ڈالے جائینگے منہ کی کھائے گا
تیرا خداوند کیا گیدی ہے اور تو کیا خرنا شخص ہے ملکہ مہرناز پرور بہن ہے اُس شخص کی کہ جسکو سرکار مسیح سے
صاحبقران اعظم کا خطاب ملا ہے تو اُسکا نام اس بے ادبی سے لیتا ہے یہ منصب ہمارا ہی ہے کہ اُسے خدا پرستون
کے پھندے سے چھڑائین کہ ہم اُسکے بھائی کے نمکخوار ہین عفریت نے کہا غضب کیا تو نے کہ خداوند کو گیدی
کہا کہان جائیگا بچکر غضب خداوند سے اور اُٹھا کر ارادہ لبنت نہنگ سر بہرام پر وار کیا بہرام نے اُٹھاکر سپر کو چہرے
کی پناہ کیا تلوار کو بیچ مین ضامن دیا لیکن ارہ جو پڑتا ہے یہ حربہ سپر سے نہین رکتا اگر تلوار بیچ مین ضامن ہوتی تو

بہرام کا کام تمام کر چکا تھا لیکن کسیقدر اُنگلیان بہرام کے بائین ہاتھ کی زخمی ہوئین بہرام نے وار اسکا رد کرکے جھپٹ کر
تلوار ماری عفریت نے بھی اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا بہرام تیغ زن کے لقب سے ملقب ہوا ہی سپر کو تلوار نے
اسکی مانند قرص پنیر بگردہ نان کے دو کیا خود کو مانند کاسہ کاغذی کے دو کرکے تا دو ابرو اتر گئی جبتک عفریت
دستانہ مارے مارے بہرام نے جھٹکا جو مارا تلوار تا جگرگاہ اتر گئی عفریت تڑپ کر زمین پر گرا اور واصل جہنم ہوا
بہرام نے نعرہ کیا اور کہا جسے تمنا ے مرگ ہو آئے میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ افراط بن نقر لیط فیل پیکر
لاجورد شاہ سے اجازت لیکر مقابل بہرام ہوا اور پکارا کہ تو عفریت کو مار کر بڑا ناز کرتا ہی لاف بہادری کی
بہرام نے کہا تو اتنا حوصلہ نکال کے بڑے غرور سے سامنے آیا ہی ایسا نہو کہ دل کی دل ہی مین رہجائے
یہ تلوار رہنماے دشت عدم ہی آب اسکی کف مار کا اثر رکھتی ہی افراط فیل پیکر نے کہا مین بھی یہی خیال کرتا ہون
کہ ایسا نہو تجھے تمنا رہجائے کہ مین نے وار نہ کیا ورنہ مین ابھی اسے مار لیتا بہرام نے کہا تو اپنی تمنا نکال میرے
حوصلے کو دیکھ دستے ہین جب تیرا وار رد کرونگا تو ولولہ اپنے وار کرنے کا ہوگا ابھی مجھے تیرے حرب کا اشتیاق
ہی افراط نے نیزہ سینہ بہرام پر مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مارِ
طویل قد آپس مین مصروف ملاش ہین تا دیر نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخرکار نیزے ہاتھ سے پھینک پھینک
دیے کہ سنانین ٹہنیان بیکار ہوگئین تب نوبت گرز کی پہونچی افراط نے گرز اپنا بہرام پر مارا کہ گیارہ سو من
کی ضرب تھی بہرام نے چوبدست کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن گرز جو چوب پر پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا بہرام گوڈین نہان ہو گیا افراط نے نعرہ کیا کہ زدم وبستم کردم عیار بہرام مہتر
لعلان پانی کی چھاگل ہاتھ مین لیے قریب آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے آیا دیکھا کہ بہرام کے ہر بن مو
سے پسینہ جاری ہی حالت بیخودی طاری ہی لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہین لعلان نے منھ پر
پانی کا چھینٹا دیا گھبرا کر بہرام نے آنکھین کھول دین عیار نے کہا اے شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ حریف لاف وگزاف
کر رہا ہی بہرام نے چاہا مرکب کو زمین سے نکالون مرکب گل تھا جان اسمین باقی نہ تھی بہرام وہین سے کود کر
مرکب سے علیحدہ ہو کر تلوار کھینچ کر چلا کہ مرکب کو افراط کے سپے کردون افراط بزدی تمام گھوڑے سے کود
پڑا اور پکارا اے بہرام گھوڑے کی کیا خطا ہی ارے سیر اغصہ اُسپر نکالتا ہی مین تو موجود ہون یہ کہکر مرکب سے
کود پڑا بہرام نے چوبدست گران سنگ گیارہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سر افراط پر مارا افراط نے
اُٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا لیکن چوب جو پڑی ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر
زمین ہول سے شق ہوگیا افراط تا بہ کمر زمین مین سما گیا بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم وبستم کردم عیاران لشکر کفار
نے گرد کو پانی چھڑک کر ہٹایا دیکھا تو جو حالت ضرب افراط سے بہرام کی ہوئی تھی وہی صورت حرب
بہرام سے افراط کی بھی ہوگئی عیار نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا افراط کو ہوش آیا حریف کو نعرہ زن پایا پاس
گرز کو ہاتھ سے پھینک کر بہرام سے لپٹ پڑا بہرام نے بھی چوب ہاتھ سے علیحدہ کی اور کربیان مین افراط
کے ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھکر سرداران لشکر لاجورد شاہ وشہریار عالی مقدار مع دلاوران نامدار
کے آکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہان یہ دونون مصروف تلاش تھے زور کشمکش ہو رہے تھے کبھی افراط
بہرام کو کھینچے پکڑ لاتا ہی بہرام صاف نکل جاتا ہی کبھی بہرام افراط کو پکڑ لاتا ہی تو وہ بھی دم بھر نیچے ہین بیٹھتا
صاف نکل جاتا ہی کبھی بہرام افراط کو پکڑ لاتا ہی تو وہ بھی دم بھر نیچے نہین بیٹھتا صاف نکل جاتا ہی جھر اٹھا

کشتی کا بند صاحبا ہوا ہے چونکہ بند ہنجون کے ختم ہو رہے ہین اسی عالم مین وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے گیسوؤن کو بکھرایا
اور خم قسیں روز مین خیمہ سیاہ برپا کیا دونون لشکرون سے واسطے سرداران فوج کے راوٹیان نمگیر سے
استادہ ہوگئے وہین سب سامان عیش ونشاط مہیا ہوگیا لیکن بہرام وافراط مین لخلخطے مین ایک حالت ہی
کہ نہ یہ اسپر غالب ہوتا ہے نہ وہ اسپر غالب آتا ہے الحاصل شب گذری فیصلہ ہنوا دن بھر زور رہے پھر کوئی نتیجہ
نہ نکلا دوسری رات ہوئی یہانتک کہ تیسرا دن ہوا اب یہ کیفیت ہے دونون کی کہ لڑکھڑا رہے ہین کبھی افراط
بہرام کو تین چار قدم دوڑا لیگیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑکر جھٹکا مارا ایک گھٹنا زمین سے آشنا ہوگیا کبھی بہرام افراط
کو دوڑا لیگیا اور ہکا مارا وہی صورت اسکی بھی ہوئی نیند کے جھونکے آرہے ہین سنبھل سنبھل کے لڑرہے ہین لہذا
گذارش کیا جاتا ہے کہ دیکھا افراط نے یہ معاملہ یکسو ہنوگا بس ایک گھونسا بہرام کی کوکھ پر مارا کہ بہرام بیہوش ہوگیا
چاہتا تھا افراط کہ بہرام کو باندھ کر لیجاوے کہ شہریار کو دیڑا اور ایک تھپڑ افراط کو مارا کہ نامردی کی لڑائی
لڑتا ہے بہرام کو علیحدہ کردیا افراط کو یہ معلوم ہوا کہ سر دھڑ سے اڑگیا حواس بجا نرہے لیکن پہلوانان
لاجورد شاہ شہریار پر آپڑے کہ جنگ دوسرے سے تھی تو کون دخل دینے والا تھا ادھر سے شہریار
کے لوگ آپڑے جنگ مغلوبہ ہوگئی چونکہ لشکر کسی قدر فاصلہ سے رہتے ہین یہ وہ سردار جو کشتی کا تماشا دیکھ
رہے تھے اٹھ اٹھ کر لڑنے لگے شمائل خان بن جذائل خان کا قلماق اژدرخوار کا سامنا ہوا قلماق نے میل
فولادی شمائل خان پر مارا شمائل خان نے اٹھا سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن میل جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا
بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا میل جو سپر پر سے پھسل کے گرتا ہے تو شانہ شمائل خان کا نشانہ ہوا ہاتھ جھول
گیا مگر شمائل خان نے بھی داہنے ہاتھ سے گرز مارا کہ قلماق نے گرز میل پر روکا لیکن تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی ہاتھ قلماق کے ٹھہرا گرز آہستہ کر میل پر سے قلماق کے کاندھے پر گرا ایک ہاتھ اسکا بھی جھول
گیا دونون زخمی ہوئے ادھر فرزیل عقرب چشم اور کرتوس تبرزن کا سامنا ہوا فرزیل نے ساطور مارا کرتوس
نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا یہ حربہ سپر سے کب رکتا ہے مانند گروہ مان کے ڈھال کو دو کرکے خود بیٹھا
فرزیل نے جھٹکا تارا کہ سر کرتوس کا زخمی ہوا اسی عالم زخمداری مین کرتوس نے وار تبر کا کیا کہ سپر فرزیل
کو دو کرکے سر فرزیل کا زخمی کیا فرزیل نے دستانہ مارا تبر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے
دونون کو غشی طاری ہوئی جھومنے لگے سیماب پیل گردان نے گولہ فولادی منجنیق مین رکھ کر چرخ دیکر جو مارا
[illegible] ہوا سر پر قیلوس بلند بالا کے پڑا سر قیلوس کا زخمی ہوا یہ حربہ دور کا تھا قیلوس نے تیر چلہ کمان مین جوڑ
کے جو مارا بازو سیماب کا زخمی ہوا یہ دونون بھی بیکار ہوگئے مریخ اختر چشم نے تلوار تہماس بلند آواز پر ماری
قیماس نے سپر اٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو سر مین دھنس گئی قیماس نے دستانہ مارا سر سے نکلی
اور جھنجھلا ہاتھ تیغہ آبدار کا اس چالاکی سے مارا کہ سپر آشفتہ دی مریخ کا بھی زخمی ہوا امندویل فیل گردن نے
ہامان میمون چشم کو ٹوکا ہامان نے اوپشت ہنگا را امندویل نے چاہا خالی دون لیکن ادھا سا زخم ران پر آیا
پلٹ کر اسنے بھی ساریق ماری کہ کولا میمون کا بھی شکستہ ہوا شیرزاد تیغ خشم سے اور پلنگ شیرسر سے سامنا
ہوا پلنگ نے نیزہ مارا کہ زرہ کو شیرزاد کی توڑکر نکل گیا چاہا پلنگ نے کہ اٹھا لون شیرزاد تیغ خشم نے بڑی جرات سے کام
لیا کہ تلوار سے نیزے کو قلم کرکے وار تلوار کا کیا کہ سر پلنگ کا مجروح ہوا قیراط آدم خوار نے جو فیروزہ دیوانہ کو دیکھا جھپٹکر
چنگل سینہ فیروزہ پر مارا کہ زرہ کو نوچ لیگیا سینہ زخمی ہوا ناخون مین گوشت تک کھنچ کر چلا گیا فیروزہ نے ایک قہق

ماری اور جھپٹ کر چکت ماری کہ گوشت شانے کا قیراط کے اُڑا لیگیا قہرمان دیوانہ سے اور ہومان دیوانہ
سے سامنا ہوا ہومان نے قہرمان کا منہ چڑھا دیا قہرمان نے ہومان کا منہ چڑھایا ہومان دوڑ کر قہرمان
سے لپٹ پڑا اور چکت شانے پر ماری قہرمان نے ہومان کو کاٹنا شروع کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سگ دیوانہ
مصروف جنگ ہین ارجاسپ مردم در سے اور مقصود مردم در سے مقابلہ ہوا جنگل جلنے لگے کہانتک گذارش کیا جائے
کہ کل سردار شہریار کے اور اکثر سردار لاجوردشاہ کے زخمی ہوے یہ رنگ دیکھکر لاجوردشاہ نے فوج کو اشارہ کیا
کہ بارہ یوان فرنگیوں کو جانے نپائین فوج لاجوردشاہ مانند سمندر کے موج مار کر چلی اُدھر بر سیپاسے فرنگی
نے اپنے لشکر کو حکم دیا اودھر سے بھی لوگ باجے جنگی بجاتے ہوے شان فواعد دکھاتے ہوے چلے پہلے
تو اپنی اپنی طرف کے سرداروں کو میدان سے اُٹھایا کہ کوئی غش مین تھا کوئی نیم بسمل تھا کسی کا سر زخمی کسی کا شانہ
نشانہ بعد اُسکے باہم مصروف جنگ و پیکار ہوے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو دریاے زخار موجین مار کر ہمکنار
ہو گئے کہین تیغ زنون مین شور بگیر و بزن بلند تھا کوئی فتح یاب کوئی دردمند تھا ہر ایک کا دم بند تھا نابین مانند جادہ راہ
عدم کے نمایان تھین چمک خرمن جان کے واسطے برق جہندہ کی تاثیر رکھتی تھی جرأت کا یہ پھل تھا کہ سر تنون
سے اُڑ اُڑ کر مانند ثمر پختہ گر رہے تھے آب آہن مین کشتی عمر طوفانی ہوئی تھی لیکن کشیدہ خاطری کج ادائی
کسی طرح بچاتی تھی کیسکا تیر انداز فاصلہ دیتے ہوے روح ارجن کو شرمندہ کر رہے تھے جسم کو ترکش سمجھ کر تیر بھر رہے
تھے آواز تیر سے صداے فنا فنا چلی آتی تھی کمانون کی کڑک سے زمین تھراتی تھی کوئی کسی طرف سہما ہوا تھا
کوئی کہین گوشہ عافیت ڈھونڈھ رہا تھا کہ اب کسی معبد گاہ مین بیٹھکر چلہ کشی کرینگے مگر نوکری فوج مین ہم
نکرینگے کیسجا نیزہ باز عجب عجب انداز سے لڑ رہے تھے لڑائی کو طول دے رکھا تھا جنگ سے ہاتھ
نہ کھینچتے تھے ایک ایک اپنے کو گیو و گودرز سے کم نہ جانتا تھا اُس غول مین نریمان کا سمان نظر آتا تھا ان
لوگون کی موت بھی پروردگار نے عجب طرح کی مُعین کی تھی کہ نہ زمین مین نہ آسمان مین بالاے ہوا پھڑک
پھڑک مرتے تھے لاش زمین پر شتاب آتی تھی گویا موت اُنکو نشیب و فراز دنیا دکھاتی تھی گرز بازون مین زردم
و لپست کر دم کے نعرے بلند تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ کٹ رہے ہین آسمان پھٹ رہے ہین ہر طرف تڑاقے کی
صدا بلند مرکبون کے دل دردمند کسی طرف تبر بردار ایک دوسرے کی نخل حیات کو قطع کر رہے تھے جہنم
کو ان کندون سے بھر رہے تھے کسی جانب کمند انداز حیل ساز باہم اُلجھے ہوے تھے تقدیر کے دام مین پھنس
گئے تھے طائر روح قفس جسم مین زیست سے بیزار ایک دوسرے سے ہوشیار رہتا کہانتک بیان کیا جاے
اتنی بڑی فوج کی لڑائی آن واحد مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو گئے ندیان خون کی بہ گیئن کتنون
کی تمنائین دلون مین رہگئین ملک الموت کو قبض روح کرنے مین کیا کیا دقت پڑ رہی تھی علین گرمی جنگ مین
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادوگر کا اور شہریار کا سامنا ہوا صلصال نے کہا او طفل بہت سر اٹھایا ہے
تونے بہتر ہے کہ پھر جا میدان جنگ سے یہ معلوم ہوا کہ ہان تو جری اور بہادر ہے لیکن ابھی ناتجربہ کار ہے سب سردار
تیرے زخمی ہو چکے لیکن طبل بازگشت نہین بجواتا شہریار نے کہا تیرے لشکر کے سردار بھی تو زخمی ہین تو ہی طبل
امان بجوادے صلصال نے کہا چھوٹا منہ بڑی بات ہم تیرے مقابلے مین طبل امان بجوائین گے شہریار نے کہا
اگر طبل نہین بجواتا تو لا ضرب بہادری کی معلوم ہوا کہ تیری قضا دامنگیر ہے شہریار نے کہا نہین جانتا تو مجھکو کہ مین
صاحبقران اعظم ہون اور یہ امر شان صاحبقرانی کے خلاف ہے کہ مین پیشدستی کرون صلصال نے کہا مجھکو بھی خدا نے شون

کی ہوا لگ گئی خیر ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور نیزہ سینہ شہریار پر مارا شہریار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے
لگین بر دو بدل ہونے لگی نہد بند ھنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانین نکالے لڑ رہے ہین یا دو تیر شہاب برابر سے
چلے ہین کہانتک بیان کرون کوئی تین سو طعن کی نوبت پہونچ گئی ہوگی کہ طیفور شیر دل نے آواز دی کہ اے شہریار بس اسی منھ پر
دعوی صاحبقران اعظم ہونیکا ہے کہ ہاتھ سے اک گبر کے نیزہ ابتک نہ ہوائی کیا شہریار کو غیرت آئی خون شجاعت نے
جوش مارا آواز دی کہ او صلصال اب ہوشیار رہنا یہ کہکر ایک بند اس پھرتی سے باندھا کہ صلصال کی سمجھ مین نہ آیا نیزہ مانند تیر
شہاب کے سن سے نکل گیا لشکر شہریار مین واہ واہ کی صدا بلند ہوئی صلصال نہایت خفیف ہوا اور پکارا کہ نیزہ بازی
خلال بازی گرز بازی جمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا
شہریار پر کیا شہریار نے پشت شمشیر پر تلوار صلصال کی روک کر اپنا وار کیا صلصال نے بھی وار شہریار کا رد کیا
تین چار ہاتھ چلنے پائے تھے کہ لڑکر دونو نیچے گر پڑے اور صلصال و شہریار کو اُٹھا لے گئے شام ہو چکی تھی طبل
امان بجا دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے پریسا فرنگی مع سرداران زخمی داخل بارگاہ ہوا
زخمیون کے ٹانکے لگوائے جانے لگے علاج ہونے لگا لیکن شہریار کے غائب ہوجانے سے سخت تردد تھا عیارون
کو واسطے تفحص کے روانہ کیا اُدھر لاجورد شاہ مع اہل سپاہ پلٹا آپ بالائے قیطول گیا سردارون کا معالجہ شروع
ہوا لیکن وہ جو شہریار و صلصال کو اُٹھا کر لے گئے تھے ایک صحرا مین اُتارا دونون تموج ہوا سے بیہوش ہوگئے
تھے جسوقت ہوائے سرد صحرا کی لگی ہوش آیا ایک نے دوسرے کو دیکھا پھر لڑنے کا قصد کیا تھا کہ نعرے کی صدا پیدا
ہوئی کہ ہنم ملکہ شمامہ جادو دونون نے گھبرا کر شمامہ کی طرف دیکھا شہریار نے تو نہایت غصہ سے کہا تو کون ہے اور
کیون یہان اُٹھا لائی لیکن صلصال نہایت خوش ہوا شمامہ نے شہریار سے کہا کہ اے صاحبقران اعظم یہ ہمنے
مانا کہ تم صاحبقران ہو اور امیر ثانی سے بھی زور و طاقت مین چاہے زیادہ کیون نہو لیکن مثل مشہور ہے کہ اکیلا
چنا بھاڑ نہین پھوڑتا ہے حمزہ کو پھر دیکھو کہ کبھی خود بھی مقابلہ کر لیتے ہین ورنہ اور سردار لڑا کرتے ہین کسیکو تجلیق
تابع کیا کسی کو بزور صاحبقرانی فرمانبردار کیا یہانتک کہ اتنی بڑی ثروت پیدا کی کہ اب اگر کوئی اُنکے مقابلہ کو جانے
ٹھہرتا ہے تم دونون ابھی نہ لڑو بلکہ پہلے خداپرستون سے لڑکر ملکہ کو چھین لو بعد اسکے آپس مین سمجھ لینا یہ نہین خیال
کرتے ہو کہ اب وہ ناموس امیر مین داخل ہو چکی ہے جس وقت یہ خبر پہونچی کہ قلعہ کام نہنگ پر یورش ہے تمام خداپرست
تو ہین ہونگے اُنسے جان بچانا دشوار ہو جائیگی نہ کہ آپس مین لڑکر اور اپنی اپنی قوت کو گھٹا دیتے ہو خبردار اب
آپس مین لڑنے کا قصد نکرنا یہ صلاح شمامہ جادو کی شہریار کو بھی پسند آئی اور صلصال نے بھی قبول کیا لیکن شہریار
نے کہا کہ مین نے تو قلعہ پر یورش کرنے کو طبل بجوایا تھا لاجورد شاہ خود سد راہ ہوا شمامہ جادو نے کہا آپنے
بہت بڑی غلطی کی اب مین خود جاکر اُسکو سمجھاتی ہون اور تم اپنے لشکر مین جاکر سرداران زخمی کا علاج کرکے تیار رہو
یا جسطرح ہو ملکہ کو قبضہ مین لاؤ ورنہ یہ خوب سمجھ رکھو کہ حال اس جنگ کا شہرت از بام ہو گیا ہے یقین ہے کہ حمزہ ثانی تک خبر پہونچ
گئی ہوگی خداپرست چل چکے ہونگے راستے ہی مین ہونگے یہ کہکر کچھ اسم سحر دم کرکے دستک دی کہ اک مرکب سحر پیدا ہوا شہریار
سے کہا کہ اپنے لشکر مین جاؤ یہ مرکب ہمین پہونچا دیگا شہریار تو سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے آیا شمامہ جادو صلصال کو
لیکر طرف لشکر لاجورد شاہ کے روانہ ہوئی یہان لاجورد شاہ تخت پر بیٹھا ہے عجب تخلیہ ہے کسی کے آنے کی اجازت
نہین ہے چار جادوگرنیان سامنے حاضر ہین خنجر دار و مدار سامان خداوندی کا ہے نام ایک کا نوسن جادو ہے کہ جو مرکب پر
بٹھکر سردارون کو بالائے قیطول لائی ہے اور نام دوسری کا گرد و نجادو ہے کہ جسکے سحر سے قیطول اُڑکر

چلتے ہین اور نام تیسرے کا حسام جادو اور چوتھی کا صمصام جادو ہے کہ یہ دونون حسن انتظام پر متعین ہین بروقت مقابلہ
لشکر امیر گذارش کیا جائیگا لاجورد شاہ اُن ساحرون سے ساعات نیک دکھلوا رہا ہے کہ کس وقت جنگ آغاز
کرون جو فتح پاؤن کہ یکایک اک برق چمکی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو دیکھا تو شمامہ جادو مع صلصال
تخت سحر پر سوار موجود ہے لاجورد شاہ نے کہا اے خالہ سے قدرت تسلیم شمامہ ہنسی اور دعا دیکر کہا کہ جس طرح تیرے
باپ کے دماغ مین خلل تھا اُسی طرح اب تجھکو بھی خبط ہو گیا ہے ارے بیوقوف ابھی خداوندی کرنے کے طریقے تو سیکھ
پایہ کہ ہم خداوند ہم خداوند پکارنا شروع کر دیا لاجورد شاہ نے کہا پھر جیسا آپ فرمائین شمامہ جادو نے کہا کہ مین نے
شہریار کو سمجھا دیا ہے اب وہ تمسے نہین لڑیگا اگر آپنے قلعہ پر حملہ کیا تھا تو تمھین سد راہ ہونے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ وہ
استحقاق اُسکی سزا و جزا کا رکھتا ہے کہ ملکہ بہن ہے اُسکی اگر تمھین عشق چرّایا ہوا تھا تو اتنا صبر کرلی اور پھندے سے خدا پرستون
کے نکل آتی پھر دیکھا جاتا اگر شہریار کے قبضہ مین وہ آجاتی تو کوئی رشک کی جگہہ بھی نہین تھی کسی طرح کی بدگمانی بھی
نہین ہو سکتی تھی کہ شہریار بھائی اُسکا اور ملکہ بہن اُسکی ہے ملکہ یقین ہے کہ تیری یہ جاہ و حشمت کہ دعوی خداوندی کا کرتا ہے تو
پیغام اپنا بھیجتا تو باپ اُسکا خود بخوشی منظور کر لیتا لاجورد شاہ نے کہا خالا جان بیشک مجھسے غلطی ہوئی اب مین بھی
تقدیر کرتا ہون کہ جیسا آپ ارشاد کرتے ہین شہریار سے ہرگز مزاحم نہونگا بعد اُسکے شمامہ جادو نے وہ ہیکل جو
واسطے صلصال کے تیار کی تھی گلے مین صلصال کے پہنا دی اور کہا کہ بس اب اطمینان رکھ نہ تلوار تجھپر اثر کریگی
نہ تو کسی سے زیر ہوگا مگر خبردار جہانتک ہو سکے گھات سے لڑنا اس ہیکل سے بہت ہوشیار رہنا بعد اسکے کہا کہ اب
مین طرف چاہ بابل کے جاتی ہون کہ دن مجھپر سخت ہین اور اُسی وقت بیٹھے بیٹھے نظرون سے غائب ہو گئی واضح
راے ناظرین ہو کہ یہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ ہے جہان دمامہ جادو نے امیر سے مقابلہ کیا تھا جسکا ذکر ایرج نامہ
جلد دوم مین ہو چکا ہے اور ایک لاجورد شاہ بن لاہوت شاہ بن زمرد شاہ ہے جسے زمرد ثانی بھی کہتے ہین وہ لقاے
نے لقا کا لوتا ہے لیکن شہریار نامدار جو مرکب پر سوار اپنے لشکر مین پہونچا خبر اہل لشکر کو ہوئی کہ آقا ہمارا آتا ہے
واسطے استقبال کے گئے اور شہریار کو پیشوائی کرکے بارگاہ مین لائے شہریار دنگل پر بیٹھا ملک پرسیسا سے
فرنگی نے پوچھا کہ اے فرزند تم کہان گئے تھے شہریار نے سارا حال شمامہ جادو کا بیان کیا اور کہا کہ اب لاجورد شاہ
در انداز نہوگا کل مین دھاوا کرکے ملکہ کو لے آؤنگا لیکن مہتر طیفور شیردل سامنے حاضر تھا عرض کی کہ اے شہریار اگر
مجھے حکم ہو تو جا کر ملکہ کو چرا لاؤن سارا جھگڑا فیصل ہو جاے شہریار نے کہا تجھے اختیار ہے مہتر طیفور شیردل
اُسی وقت با نہانے عیاری تن پر آراستہ کرکے طرف قلعہ کام نہنگ کے روانہ ہوا لیکن یہان ملکہ مہر ناز پرور نے
نہنگ طوفانی کو طلب کیا اور کہا اے نہنگ ابھی تاب تو پروردگار عالم نے بچایا کہ جسنے قلعہ پر دھاوا کیا
ایک بلاے آسمانی اُسپر نازل ہوئی لیکن اب دل میرا زیادہ دھڑک رہا ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے
اور نامہ بر اتبک جو اب خط پاس سے امیر حمزہ ثانی کے لیکر نہین پھرا انہین معلوم راہ مین کیا اتفاق گذری
ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ خط پہونچتا اور امیر نہ تشریف لاتے یا کسی کو براے مدد روانہ کرتے لہذا میرے نزدیک
بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور کو خط کو دیکر روانہ کرو نہنگ نے عرض کی کہ بہت خوب اور اُسی وقت
ایک خط ملکہ کی جانب سے تحریر کرکے پاس امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے چور دروازے سے روانہ کیا
نامہ بر خط پگڑی مین باندھ کر قلعہ سے نکلکر چلا حسب اتفاق جس راستے سے یہ قاصد چلا ہے اُسی طرف مہتر طیفور
شیردل بھی اس فکر مین ٹہل رہا تھا کہ کیا کرون کیونکر قلعہ مین جاؤن کہ یکایک جانب قلعہ سے ایک سانڈنی سوار کو آتے دیکھا

سمجھا کہ کچھ اسرار ضرور ہی ایک درخت پر جو اثناے راہ مین واقع تھا چڑھ گیا اور منتظر بیٹھا جیسے ہی ناقہ سوار زیر درخت
ہو کر گذرا طیفور نے حلقہ کمند گلے مین اُسکے ڈال دیا ناقہ سوار بیگناہ بیچارہ گھبرایا کہ یہ آسمان پر سے کسنے پھانسی لٹکائی
گلا اسکا گھٹنے لگا ادھر طیفور نے ایک سرا کمند کا درخت مین باندھ دیا ایک سرا گردن مین ناقہ سوار کی پھنسا اونٹ
اسکا نہایت اصیل تھا فوراً رک گیا طیفور نے شتر پر تازیانہ مارا کہ وہ بلبلا کر بھاگا شتر سوار لٹک کر رہ گیا دم بھر مین پھڑک کر
مرگیا اب طیفور نے سرا کمند کا جو درخت سے بندھا ہوا تھا کھول دیا کہ لاش اُس بیگناہ کی زمین پر گری آپ بھی درخت
پر سے اُترا اور پگڑی سے شتر سوار کی خط نکالا کھولکر پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یا حمزہ صاحبقران ثانی بڑے تعجب کی
بات ہو کہ اب یہ کنیز ناموس مین شہنشاہ کیوان کلاہ کے داخل ہو چکی ہو اگر کسی طرح کی توہین میری ہوئی تو میری آبرو
ریزی آپکی آبرو ریزی ہو یہان مجھپر کفار کا نرغہ ہو علاوہ اسکے نجائی میرا شہریار بھی برابر قلعہ پر دھاوے کر رہا ہو یہ تو
کہیے شان پروردگار تھی کہ وہان لشکر لاجورد شاہ اور لشکر شہریار مین جنگ ہونے لگی ورنہ ابتک نہین معلوم
کیا انجام ہوتا اگر کوئی داخل قلعہ ہو جاتا تو مین ابتک ملک ہستی سے جانب عدم کوچ کر گئی ہوتی ایک عریضہ
قبل اسکے روانہ کر چکی ہون نہین معلوم حضور کو پہونچا یا نہین پہونچا مضمون نامہ دیکھکر طیفور شیردل نے صورت
اپنی اُس ناقہ سوار کی بنائی اور مکر دل مین تجویز کر کے طرف قلعہ کے آیا رومال ہلایا نگہبان جو دروازے کے متعین
ہین اس امر پر جو کوئی یہان سے جاے تاوقتیکہ پلٹ کر نہ آئے وہ دیکھتے رہتے ہین دیکھا نگہبانون نے کہ ابھی
ناقہ سوار گیا تھا ابھی پھر پلٹ آیا یہ کیا معاملہ ہو دروازہ کھولکر اسکو بلا لیا جس وقت قاصد نقلی اندر قلعہ کے گیا نہنگ
طوفانی سے کہا کہ راہ مین قزاقون نے اونٹ میرا چھین لیا بمشکل اُنسے جان بچا کر مین واپس آیا ہون اب میرا
قصد ہو کہ جب تھوڑی رات باقی رہے گی اُس وقت یہان سے جاؤن نہنگ طوفانی نے کہا بہتر ہو قاصد نقلی نے
وہین قیام کیا لیکن جس وقت زلف لیلاے شب کمر سے بھی گذر گئی طیفور شیردل جو بشکل قاصد بنا ہوا تھا اپنی
جگہ سے اٹھا اور طرف دولتسراے ملکہ مہر ناز پرور کے چلا دیکھا کہ لوگ سو رہے ہین ہر طرف نفیر خواب بلند ہو گلیون
مین سناٹا ہو کوئی آئندہ و رونده نہین معلوم ہوتا طیفور راہ طے کر کے جب قریب محل پہونچا ادھر اُدھر دیکھکر دیوار پر
کمند ماری اور چڑھ کر سلسلہ کمند سے اندر محل کے اُترا ایک کونے مین چھپکر کھڑا ہو رہا حسب اتفاق سامنے
سے ایک کنیز بڑبڑاتی چلی آتی تھی کہ ہم باز آئے ایسی نوکری سے کہ نہ دن چین ہو نہ رات آرام ان امیرون کے
یہی کارخانے ہین کہ رات دن جاگا کرتے ہین نہ انکو نیند آتی ہو نہ بھوک لگتی ہو ہم لوگ محنت مشقت اسی
لیے کرتے ہین کہ دو گھڑی آرام سے بیٹھین بی بی ہماری تمام رات جاگا کرتی ہین اپنے ساتھ اورون کو بھی جگاتی
ہین اس طرح کی باتین کرتی ہوئی ہوا سے لڑتی چلی آتی تھی طیفور نے جو اُسکو دیکھا آڑ مین ہو رہا جیسے ہی
وہ عورت نکلتی ہوئی پہلو سے کر کے سامنے آگیا اُسنے ایک چیخ ماری بس طیفور نے جلدی سے آنکھون حباب منھ پر
کھینچ مارا ہے وہ بڑھیا تو بیہوش ہوئی لیکن اسکی چیخ کی آواز جو ملکہ کے کان مین پہونچی خواصون سے کہا
کہ دیکھو تو شاید صنوبر ڈر گئی اور باری وارین جو حاضر تھین یہ سنکر دوڑین یہان طیفور نے جلدی سے اُس عورت
کو تو ایک کونے مین ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت بنکر زمین مین اس انداز سے لیٹ رہا کہ جو دیکھے یہ سمجھے
کہ بیہوش ہو لیکن وہ عورتین جو دوڑی ہوئی آئین دیکھا کہ ساتھ والی زمین مین پڑی ہو بوا صنوبر بوا صنوبر کہکے
کئی بار پکارا کچھ جواب نہ آیا خواصون نے باہم یہ صلاح کی کہ اسے سامنے ملکہ کے لیچلو یہ مشورہ کر کے اٹھا کر صنوبر نقلی
کو سامنے ملکہ کے لائین دیکھا ملکہ نے کہ دانت بیٹھ گئے ہین صنوبر بیہوش پڑی ہوئی ہو یہ حال دیکھکر حکم دیا کہ

کیوڑہ گلاب اسکے منہ پر چھڑکو کہ اسے ہوش آئے اب کوئی کنیز کیوڑے کا قرابہ لیے چلی آتی منہ پر کیوڑا چھڑک رہی ہی
کوئی لخلخہ سنگھا رہی ہی کوئی بازو کسکر باندھتی ہی بعد کچھ دیر کے ایک مرتبہ صنوبر نے کروٹ لی اور آنکھ کھولکر دیکھا
ملکہ نے پوچھا ہوا صنوبر کیسی ہو یہ کیا کیفیت ہوئی صنوبر نے جلدی سے پھر آنکھین بند کرلین پھر ملکہ نے پکارا آ
کیا ڈرتی ہی مین تیرے پاس بیٹھی ہون اور تو نے آنکھین کھولکر پھر بند کرلین اب صنوبر نے ملکہ کو دیکھا جلدی
سے اٹھکر بیٹھی ملکہ نے پوچھا کہ یہ تجھپر کیا حالت گذری تو نے کچھ دیکھا تو نہین صنوبر نے کہا بی بی کیا کہون
جلسے ہی مین مولسری کے درخت کے نیچے پہونچی مین بہت دنون سے سنتی تھی کہ اس درخت پر کچھ آسیب ہی رات
زیادہ گئی تھی دیکھا مین نے کہ ایک مرد کالا کالا دو دانت بڑے بڑے آگے نکلے ہوے درخت تلے ننگا
ناچ رہا ہی بس مین نے ایک چیخ ماری پھر مجھے نہین خبر کہ کیا ہوا ملکہ نے کہا دیکھو تلاش کرو کہ وہ کون ہی عورتون
نے عرض کیا کہ بی بی یہ رات کا وقت درخت کا معاملہ اس طرح کی باتون مین نہین پڑتے ہین اسی مین لوگو پر سایہ
ہوجاتا ہی ہمارا تو وہان جاتے دل ٹھیرتا ہی خدا بچائے خدا جانے کیا اسرار کون آسیب تھا خاموش ہو رہیے ملکہ بھی
چپ ہو رہی حسب اتفاق شمعون کے گل بڑھے ہوے تھے ملکہ نے کہا صنوبر ذرا گل لیلو صنوبر بولی کہ بہت
خوب اور گلگیر لیکر شمعون کے گل کترنا شروع کیے اور نگاہین بچا بچا کر پروانہ بیہوشی اڑائی فتیلہ رفع بیہوشی اپنے
دماغ پر پہلے ہی سے چڑھا لیا تھا اب جو پروانے جلتے ہین اور دھوان انکا منتشر ہوتا ہی ہر ایک پر غلبہ نیند کا
طاری ہوا سمہ تو گاؤ پر سر رکھکے پہلے ہی سے سوگئی بعد کو اور سب خواصین بھی لیٹ رہین اب دیکھا طیقور نے
کہ میدان صاف ہی بس اسی وقت پشتارہ ملکہ مہرناز پرور کا پشت سے لگایا اور کمند مار کر دیوار پر چڑھا اور تڑاق کر
دیوار محل سے چلا آتے آتے قریب اس چور دروازے کے پہونچا دیکھا کہ دربان بیٹھے اونگھ رہے ہین دروازے
مین قفل دیا ہوا ہی طیقور نے رخ ہوا کا دیکھکر تھوڑی بیہوشی اڑائی کہ وہ دربان اور بھی بیہوش ہوگئے آپ
وہان سے قریب آیا اور قفل کو توڑ کر دروازہ کھولکر مع پشتارہ ملکہ کے صاف نکلا چلا گیا کوئی چار گھڑی رات
باقی ہوگی کہ لشکر مین اپنے پہونچ گیا اب اسنے یہ خیال کیا کہ اگر سامنے شہریار کے لیے جاتا ہون تو ایسا
نہو وہ غصہ مین آکر ملکہ کو قتل کر ڈالے اس سے بہتر یہ ہی کہ پاس ملک برسیبا سے فرنگی کے لیچلون سیدھا
خیمہ ملک برسیبا سے فرنگی مین آیا بادشاہ کو سوتے سے جگایا اور کہا کہ لیجیے یہ دختر بلند اختر آپ کی موجود ہی
ملک برسیبا سے فرنگی نے جو ملکہ مہرناز پرور کو دیکھا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے طیقور میری یہ راے
ہی کہ اسکو اسی وقت اسیر کرکے چند سردار تھوڑی فوج ساتھ کرکے طرف فرنگستان کے روانہ کردون
طیقور نے عرض کیا کہ راے شہریار کی بھی لے لیجیے ایسا نہو کوئی پیچ پڑے تو الزام آپ کے سر رہیگا
ایسی حالت مین دوسرے کی راے شریک کرلینا مناسب ہی برسیبا نے حکم دیا کہ اچھا جاکر شہریار کو بلا لو
طیقور اسی وقت خوابگاہ شہریار مین آیا پاؤن دبا کر جگایا جب شہریار خواب غفلت سے ہوشیار ہوا طیقور
کو پاؤن دباتے دیکھا پوچھا اس وقت تو یہان کہان طیقور نے عرض کیا اے شہریار آپ کو آپ کے والد
ماجد بلاتے ہین اور مین آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ مہرناز پرور کو لے آیا شہریار اسی وقت ساتھ ہمراہ طیقور کے
خیمہ ملک برسیبا مین آیا باپ کو سلام کیا اور تلوار کھینچکر طرف ملکہ کے دوڑا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ یہ کیا حرکت
تھی تبھی ملک برسیبا سے فرنگی نے ہاتھ شہریار کا پکڑ لیا اور کہا اے فرزند اسکی سزا یہی کافی ہی کہ اسے مقید
کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے بھیجدیا جاے کیونکہ اگرچہ یہ ساتھ شہنشاہ گوہر کلاہ کے بھاگ گئی تھی

مگر ابھی تک کوئی فرق عصمت مین اُسکی نہین آیا ہو کیونکہ ان مسلمانون کا قاعدہ ہو کہ جبتک عقد نہین کر لیتے ہین کسی کی
آبرو نہین لیتے ہین شہریار بابت کے لحاظ سے خاموش ہو رہا اور اسی وقت جو چوبان شہزادہ طوق اسیری ملکہ کے
واسطے ہوا رکھا تھا ملکہ کو پہنا کر ایک محافہ مین بٹھا کر ارجاسپ مردم در اور شغال مردم در کو دو لاکھ سوار کی جمعیت
سے ساتھ کیا کہ اسی قلعہ بہارستان فرنگ مین پہونچ کر ملکہ کی حال خبر گیری مسلمانون کا ہو یا اور کوئی غنیم جرم
آئے تو ہمین اطلاع کرنا کیونکہ یہان رکھنا اسکا اب مناسب نہین ہو اسمین قرار داد ہر شاہ مین رہو جمشید شاہ اسکی
فکر مین ہو کہ ادھر مسلمان آتے ہونگے ارجاسپ مردم در اور شغال مردم در اسی وقت کوچ کرکے طرف قلعہ
بہارستان فرنگ کے روانہ ہوئے کہ انکا حال وقت پر گذارش کیا جائیگا لیکن اول حال قلعہ کا بیان کیا جاتا ہو کہ جب
وہ وقت آیا کہ روشنی ستارون کی کم ہونے لگی چہرہ مہتاب حجاب آفتاب کا تاب ہوا [illegible] بدل فراق لیلی شب مین
عازم گوشہ مغرب ہوا چراغ نفس ہر سحر کا اند شعلہ آہ بے اثر بھڑک کر خاموش ہو رہے نسیم
صبح گاہی نے سوتے ہوؤن کو جھنجھوڑ کر جگانا شروع کیا آفتاب دریچے جانب مشرق آسمان سے طلوع کیا اہل
قلعہ ہوشیار ہوئے نماز صبح سے فراغت کی وہ کنیزین ملکہ کی جو بیہوش پڑی ہوئی تھین اثر بیہوشی رفع ہونے کی
وجہ سے چونکین ایک نے دوسری کو دیکھا اور کہا کہ واہ بیوی کیسی بیہوش سوئی ہو لڑکی ہی بہوئی خالہ جی کا گھر ہوا
ابھی ملکہ اُٹھ بیٹھین اور تمکو سوتے دیکھ لیتی لڑکی بگڑ گئی اسنے جل کر جواب دیا کہ ہین تو کیسی ہو ہم کیا جاگ رہی تھین
ایک آدمی نے ملکہ کی مسہری کی طرف دیکھا ناک پر انگلی رکھ کر حیرت کی آواز کہا کہ لو بوا لو ہو غضب ہوا معلوم
ہوتا ہو ملکہ حوائج ضروری سے فراغت کرنے اکیلے چلی گئین دیکھو مسہری پر کہان ہین تو سچ تو ہو ایک ہم سے
سب سوگئے آج ملکہ بہت خفا ہونگی خدا انھین زندہ و سالم رکھے کہ ہماری تکلیف کا خیال کیا کسی کو جگایا نہین ایسے
مالک ہونے کا ہے کو ہین مگر جب مالک ایسا خیال کرے تو پھر نوکرون کو بھی اسکا خیال ویسا ہی کرنا چاہیے آپ نے
کہا کہ چلو خیر جو ہوا وہ ہوا دیکھو تو ملکہ ہین کہان ہاتھ منہ دھلائین اگر پھر آنکے دل مین کدورت ہوگی تو رفع ہوجائیگی
کوئی لوٹا لیکر بیت الخلا کی طرف دوڑی کسی نے سنگار دان جلدی سے لاکر تخت پر رکھا کوئی مسند بچھانا جھاڑنے لگی
باسی پھول چن چن کر بستر سے علیحدہ کیے ایک قریب بیت الخلا کے ہو کر بی بی کہکر پکارنے لگی جب کچھ
جواب نہ آیا سمجھی کہ ایسی جگہ چھیڑ چھاڑ بہتر نہین کرتے بات نہین کرتے ہین منتظر ہو کر کھڑی ہو رہی لیکن
ایک دو ادہر ہی تکی کہ جہان صنوبر اصلی بیہوش پڑی تھی اسکا بھی اثر بیہوشی رفع ہو چکا تھا مگر چونکہ سن رسیدہ تھی
ویسی ہی پڑی تھی پکارا کہ بوا صنوبر اے تم یہان کہان پڑی ہو ایسی رات کو تمہین اٹھا کر کسنے کی ہوشیار کیا اس وقت
کہ تم اسی حال سے یہان پڑی ہو کیا تم پھر ڈر گئین ایک بار تو یہ کیفیت گذر ہی چکی تھی تمہین پھر یہان آنا کون
فرض تھا وہ گھبرا کر اٹھی اور کہا کہ مین رات سے یہین پڑی ہون میری کسی نے خبر بھی نہ لی یہان تو سب عورتین
ناقص العقل ہین یہ آپس مین باتین کر رہی ہین اتنا ہوش کسیکو نہین کہ بھلا شاہزادی اکیلی کیا جا سکتی ہو
امیرون کی عادتین خراب ہو جاتی ہین انسے کہان ممکن ہو کہ لوٹا ہاتھ مین لیکر بیت الخلا جائین جب سیکڑون
آدمی خدمت کو موجود ہین تو کیا ایسی پڑی ہو کہ وہ تنہا جائینگی آخر کار یہ پردہ یون فاش ہوا کہ طیقور کمند اپنی دیوار
ہی پر چھوڑتا گیا تھا دوسرے یہ کہ چور دروازہ کے نگہبان جو ہوشیار ہوئے دروازے کو کھلا پایا دوڑے
ہوئے خدمت مین نہنگ طوفانی کے آئے کہ معلوم ہوتا ہو وہ شتر سوار جو رات کو آیا تھا وہ دروازہ کھولکر
چلا گیا اگر ہم لوگ ہوشیار نہ تھے تو جگا لیا ہوتا ایک آدمی نے جو دروازہ محل پر کمند آویزان دیکھی یہ ماجرا بھی

نہنگ طوفانی سے بیان کیا تو نہنگ طوفانی گھبرایا اور کہا حال ملکہ عالم کا تو دریافت کرو قرینے سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ نشتر سوار نہ تھا بلکہ کوئی عیار مکار تھا ایک خدمتگار نے دروازہ محل پر آکر محلدار کو پکارا اور کہا ملکہ سے
کچھ عرض کرنا ہی کہدو نہنگ طوفانی امیدوار باریابی ہی محلدار نے کہا سب عورتین تمام گھر کے جا بجا ڈھونڈھتی پھرتی ہین
کونا کونا ڈھونڈھ مارا لیکن کہین ملکہ کا پتہ نہین لگتا اُس ملازم نے آکر نہنگ طوفانی سے بیان کیا نہنگ کو
یقین ہوا کہ کوئی عیار ملکہ کو چرا لے گیا نہنگ سر پیٹنے لگا کہ افسوس اب مین شہنشاہ گوہر کلاہ کو کیا منھ دکھاؤنگا
اور قصد کیا کہ تلوار کھینچکر اپنے کو ہلاک کرون ایک آدمشیر نے سمجھایا کہ ای نہنگ اس سے کیا حاصل ہوگا کوئی
ملکہ تو ہاتھ نہ لگ جائیگی اس سے بہتر ہی کہ ہرکارون کو واسطے تفحص کے روانہ کرو کہ کون لیگیا ہی کسکے قبضہ مین ہی
اگر شہریار کا عیار لیگیا ہی تو کوئی مضائقہ نہین ہی زیادہ تردد کی جگہ نہین کیونکہ وہ اُسکا بھائی ہی جس وقت شہنشاہ
گوہر کلاہ یا امیر عالی جاہ آئین گے پھر لڑکر چھین لینگے ہان اطلاع دینا خدمت امیر مین ضروری ہی اور اگر
عیار زبرجد شاہ کے گیا ہی تو کمر ہمت کو مرتے برجست باندہ کر نام خدا کا لیکر پچیس لاکھ فوج پر جا پڑو کہ اسی مرنے مین
بھی نام ہی علاوہ اسکے وہ بہن ہی شہریار کی کیا اُسے غیرت نہین ہی جس وقت یہ راز اُسپر ظاہر ہوگا کہ اہالیان قلعہ
کام نہنگ برائے رہائی ملکہ لاجورد شاہ سے لڑ رہے ہین یقین ہی کہ یہ لشکر آ پڑیگا پھر برابر کی جنگ
ہوگی کہ ہم تم موقع پائینگے تو ملکہ کو لیکر اُسی طرف سے خدمت امیر با توقیر مین چلے جائینگے نہنگ طوفانی کو
یہ رائے پسند آئی اور ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کوئی پہر دن چڑھا ہوگا کہ آکر نہنگ طوفانی سے بیان
کیا کہ بطیقور بن شغال عیار شہریار نامدار ملکہ کو چرا لیگیا تھا اب برسیلا نے فرنگی نے اُسکو اسیر کرکے [illegible] زبردست
دو لاکھ فوج کی جمعیت ساتھ کرکے طرف قلعہ کام نہنگ کے روانہ کردی ہین نہنگ طوفانی نے اُسی وقت
چوردروازے کو وا کیا اور مع فوج نکلکر تعاقب مین ارجاس مردم در اور تمثال مردم در کے روانہ ہوا
کہ اب وہین لڑ بھڑ کر یا تو ملکہ کو چھین یا اپنی بھی جان دیدے دیکھیے کس وقت پہونچتا ہی لیکن یہان صبح کو لاجورد شاہ
بن زبرجد شاہ تخت خداوندی پر بیٹھا تھا سرداران زخمی کا علاج ہو رہا تھا کہ ہرکارون نے بعد دعا و ثنا بجا لانے
کے عرض کی کہ رات کو عیار شہریار نے ملکہ کو گرفتار کرلایا اور اب اُسکو اسیر کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے
روانہ کیا ہی یہ سنکر لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ نے صلصال سے کہا کہ ای خان اعظم اگر ان لوگون سے خداپرستون
نے چھین لیا ملکہ کو تو ہاتھ آنا دشوار ہی میری یہ رائے ہوتی ہی کہ مین بھی کسی سردار زبردست کو تعاقب
مین روانہ کرون کہ اگر خداپرست ملکہ کے چھین لینے کا قصد کرین تو وہ کشتنے مقابلہ کرے اور اگر کوئی اور نہو تو یہ سرداران شہریار
لڑکر ملکہ کو چھین لین صلصال نے کہا بہت مناسب ہی میری بھی یہی رائے ہی یہ سنکر لاجورد شاہ نے آواز دی کہ ای بندگان حضرت
جسکو خداوند کا اپنے خوش کرنا منظور ہو اور یہ چاہتا ہو کہ خداوند عمر کو اُسکی دراز کرے تو تقدیر اُسکی بھی اچھی کرے وہ اس کام پر بیک
ہر کمر ہمت کو چست باندھے یہ سنتا تھا کہ خونخوار ابن سحر بلشانی کہ یہ زخمی ہی اور بہت بڑا امیر ہزاری ساڑھے تیرہ سو من کی چوب دست
باندھتا ہی اپنے دنگل سے کود پڑا اور کہا کہ یہ بندہ گنہگار اس خدمت کو بجا لائیگا اور مجھ ایسے خداوند
سے مرتبہ عالی پائیگا اور اُسی وقت آستان عبودیت کو چوم کر توسن تیز ان پر سوار ہوکر قیطول سے
اُترا اپنے لشکر مین آیا اور پانچ لاکھ فوج جرار کی جمعیت سے طرف بہارستان فرنگ کے روا ہوا
کہ دیکھیے یہ کب پہونچتا ہی اُدھر اکبر برق رو کو جو بالائے کوہ مقیم تھا حال ملکہ سے آگاہی ہوئی یہ بھی لیکے
بارہ ہزار قزاقون سے کوچ کرکے چلا ہی

اب یہان سے چند کلمے داستان سطوت بیان شوکت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ عالی شان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر بعد اشتغال ملکہ گلشن آرا بانو اکثر بیٹھے کلام مجید فرقان حمید کی تلاوت کیا کرتے ہین کبھی تو اب آسکا روح ملکہ مہر نگار کو کبھی روح گلشن آرا بانو کو کبھی نام قباد و شہریار کو بخشتے ہین کبھی انجام دنیا پر نظر کر کے رو دیا کرتے ہین لندھور بن سعدان کی یہ حالت ہو کہ واسطے دل بہلانے کے ادھر اُدھر کی باتین کیا کرتے غم امیر کا بانٹتے ہین اکثر کلمہ زبان پر لاتے ہین کہ واقع مین فقیری مین جو لطف ہی بادشاہی مین وہ مزا نہین ہو کہ نہ غم دزد نہ غم کالا میرا جی چاہتا ہو کہ سلطنت ہندوستان پر خاک ڈالون اور ہر وقت خدمت بابرکت مین حاضر رہا کرون امیر فرماتے ہین کہ واقعی ای لندھور اگر غور کر کے دیکھو تو یہ ایک سرا ہو اگر ہزار برس بھی یہان رہے تو پھر ایک روز کوچ کرنا ضرور ہو اگر تمام عمر فرش قاقم و سنجاب زیر قدم رہا ہو تو پھر ایک روز بستر خاک پر لیٹنا ہو اگر ہر وقت صدہا ہزارہا آدمی خدمت و فرمانبرداری رہتے ہین لیکن انجام یہی ہو کہ گوشہ قبر ہوگا اور خود ہونگے جو لوگ ہمسے تمسے پیشتر گذر چکے ہین انپر غور کرو کہ کیسے کیسے جاہ و جلال سے عمر بسر کی لیکن اب نشان قبر پر کوئی فاتحہ پڑھنے بھی نہین جاتا وہ وہ متکبر کہ جنھون نے کبھی خدا کے آگے کبھی سر نہین جھکایا انکو خاک مین ملا ہوا پایا بجوجب شعر پاؤن تھراتے تھے جنکے سلامنے جاتے ہوے ہا کاسہ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے یہان یہی باتین تھین کہ ایکبارہ ہوا سے تند چلی اور ایک ٹکڑا ابر خفیف نظر آیا دیکھا کہ آن واحد مین وہ ٹکڑا ابر کا روے زمین پر آیا اب جو غور سے دیکھا امیر نے تو ایک دیو سر پر مثل گنبد منہہ بہاڑ اک خط ہاتھ مین لیے ہو دیو نے قریب آکر امیر کو سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ ای تندک خیریت تو ہو اس وقت کیونکر آنا ہوا اور مزاج ملکہ کا اسمان پری کا کیسا ہو تندک نے عرض کیا کہ جیسا کچھ ہو اس خط کے ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہو جائیگا امیر نے خط اپنے ہاتھ مین لیا اور لفافے کو چاک کیا بعد القاب و آداب مناسب یہ تحریر تھا کہ ای آدم زاد بے مروت تو تو خانہ کعبہ مین اطمینان سے زندگی بسر کرتا ہو ہم تیرے ساتھ نکاح کرنے کے زندگی بھر کے واسطے مصیبت مین پھنس گئے اپنی ہم قومون سے عداوت مول لی سچ کہا ہو کہ آدمزاد بڑے بے مروت ہوتے ہین تین ماہ کا زمانہ ہوا کہ فرزند تمھارا سلیمان اعظم بیمار ہو عجب طرح کی تپ ہو کہ عبد الرحمن جنی علاج کرتے کرتے عاجز آگئے لیکن کوئی دوا تاثیر نہین دکھاتی بیماری روز بروز ترقی کرتی جاتی ہو اب سوا پروردگار عالم کے کوئی بھروسا نہین ہو ہمتو اس حال پر ملال مین مبتلا ہین اور دیو کرار و فرار پسران گزیت بن تنتقیہ پانچ لاکھ دیوون سے چڑھ آئے ہین قرلیشہ نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوئی اب قریب ہو کہ شکست ملجائے اگر تجھکو کچھ غیرت ناموس ہو تو آکر ہماری خبر لے ورنہ انجام کار یہ معلوم ہوتا ہو کہ ہماری جان کا جانا تمھارے ہاتھ سے بدا ہی خیر جو کچھ تقدیر مین ہو جس وقت امیر مضمون نامہ سے آگاہ ہوے لندھور سے فرمایا کہ دیکھتے ہو اس عورت کی تندمزاجی کہ انداز تحریر سے لگاوٹ ٹپک رہا ہو اور خط پڑھ کر لندھور کو سنایا بعد اسکے فرمایا کہ اس گوشے کو گوشہ عافیت سمجھکر پناہ لی تھی مگر نہین معلوم کہ خاک ہماری کہان کی ہو کہ یہان بھی بیٹھنا نہین ملتا اب ایسے وقت مین کس طرح روگردانی کرون اور کیونکر ہمراہ سے مدد بچاؤن لندھور نے عرض کی کہ حضور بھلا کہین ہوسکتا ہو غیرت کب اس امر کی متقاضی ہو کہ ملکہ اسمان پری ایسی آفت مین مبتلا ہون اور آپ خبر نہ لیں جبکہ حضور نے قرتبہ للیند غیرون کے واسطے جان لڑائی ہو تو یہ معاملہ تو اپنا ہو

اور ناموس کا معاملہ ہے امیر نے فرمایا کہ اے تندک مین چلنے کو موجود ہون لیکن کوئی سواری نہین ہے اسنے عرض کی کہ حضور سواری مین ہمراہ لیتا آیا ہون ہنوز سخن ناتمام تھا کہ جانب فلک سے ایک تخت پیدا ہوا اسکو چار دیو اسکو اٹھائے ہوئے تھے امیر مع لندھور تخت پر بیٹھے لیکن عمرو نے کہا حمزہ مین اپنے فرزند کے ساتھ چلونگا یہ کہکر تندک سے فرمایا کہ بیٹا تو مجھے گردن پر سوار کرلے تندک نے خواجہ کو اپنی گردن پر بٹھایا اور یہ سب طرف پرستان کے روانہ ہوئے دیکھا چاہیے کہ کب پہونچتے ہین —

اب دو سے داستان ارجاس مردم در اور ممتال مردم در کے بیان ہوتے ہین

یہ دونون ملکہ مہر ناز پری ورکی لیکر طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے چلے تھے کوچ اور مقام کرتے ہوئے برابر چلے جاتے تھے ملکہ کی یہ حالت کہ وہ جسم نازک کہ جسکو بسبب فرط نزاکت کے ہوا سے تند ناگوار گذرتی تھی اگر کبھی بے اختیاری کے ساتھ زلف جھونک کھا کر الٹ پڑتی تھی تو اثر اسکا کمر تک پہونچتا تھا کہ کمر بل کھا جاتی تھی بموجب شعر کمر تک جو زلف چلی آگئی * نزاکت پکاری بلا آگئی * آج اسی جسم نازک پر قید کا بار ہے اگرچہ طوق جو گلے مین ملکہ کے ڈالا گیا ہے وہ طوق آہنی نہین ہے نہ خاردار ہے مگر وہ نازک گلا کہ جس سے سرخی خون کی ہویدا از رنگ نزاکت پیدا ہے اس سے اس طوق کا بار بھی کب سنبھل سکتا ہے گردن جھکی ہوئی ملکہ درد گلو کی شکایت پیدا ہو گئی بموجب شعر کہ۔ اسیری عشق کو منظور تھی میری لڑکپن مین * پنہائے طوق منت کے بہانے میری گردن مین * بادہ ہاتھ کہ جسمین اگر کبھی ہار پھولون کے لپٹے لین تو یہ معلوم ہوا کہ سر دست اسیری رسن کا سامنا ہے آج یہ ظلم بہم پہونچا ہے کہ اسمین متکبری ساعت کڑی ہے سخت گھڑی ہے وہ پاؤن جنکو زیور معمولی بھی قید شدید تھی کندن سی نرم چیز حدید معلوم ہوتی تھی آج کچھ وزن بڑھا کر جو بیڑیان پہنا دیگئی ہین تو پاؤن کا پھیلانا اور سمٹنا ناگوار گذرتا ہے بھلا چلنے کو کون کہے ملکہ بار بار جانب فلک دیکھتی ہے اور کہتی ہے کہ حقیقت مین محبت کا انجام یہی ہے نہ کسی سے دل لگاتی نہ جان آفت مین پھنساتی ؔ دوہا جو مین یہ جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوئے * نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت کرے نہ کوے * مگر اب جو کیا وہ کیا جان سے جائینگے مگر الفت سے ہاتھ نہ اٹھائینگے کبھی یاد مین شہنشاہ گو ہر کلاہ کی یہ اشعار حسب حال زبان پر لاتی ہے دل کو سمجھاتی ہے غزل

ظلم آپ سے نہ چرخ ستمگار نے کیا
سایہ ترے مکان کی دیوار نے کیا
مایوس ایسا تھا جو سحر کی اذان سنی
احسان وہ ہم پر آپ کی تلوار نے کیا
دل بھی کشیدہ مجھسے ہے الفت مین آزردہ
جو کچھ کیا وہ میرے دل زار نے کیا
چھوٹے جفائے چرخ سے ستیلے آبلے
اب سجدہ شکر کا ترے بیمار نے کیا
آنکھون مین رک رہا ہے نکلتے نکلتے دم
جنبہ آسیکا میرے طرفدار نے کیا
چلتے ہوئے یہ دھوپ مین آبا تر ہن سے
نشتر کا کام مرہم زنگار نے کیا
سر جسکے بار سے نہ اب اٹھیگا تا بحشر
اچھا سلوک حسرت دیدار نے کیا

اس اس طرح کے اشعار عشق آمیز جنون انگیز دل ہی دل مین پڑھتی ہے اور اپنی بے بسی پر مجبور ہو کر روتی ہے کہ کوئی اتنا بھی نہین کہ اس شہریار عالی وقار سے میرے حال پر ملال کی اطلاع کرے شعر نہ قاصد سے نہ صبا سے نہ مرغ نامہ بری * کسے زبیکسی ما نمی برد خبری * الحاصل طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے ملکہ کو ہمراہ لیے ہوئے یہ دونون سردار ملازمان شہریار طرف ملک فرنگ کے چلے جاتے ہین تاگہان وہ وقت بہم پہونچا کہ قافلہ نور نے دنیا سے کوچ کیا اور کاروان ظلمت نے خیمہ سبز مین آکر آرام کیا فوج انجم سبزہ زار فلک پر قیام پذیر ہوئی ارجاس مردم در و ممتال مردم در نے ایک صحرا مین پہونچکر خیمے برپا کیے رات بہ آسائش تمام بسر کی لیکن جب وہ وقت آیا کہ

ماہ تابان نے خیمہ شب گھڑا اور طرف مغرب کے کوچ کیا ارجاس مردم در اور تمثال مردم در نے بھی فوج کو حکم دیا
کہ پیش خیمہ ہمارا روانہ ہو سب مسلح و مکمل ہو کر عازم سفر ہوئے ہنوز کوس رحلت پر چوب نہین لگی تھی کہ یکایک
پردۂ بیابان سے تتق گرد خفیف بلند ہوا آن واحد مین دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور آواز بوق پیدا ہوئی اور نعرہ
ہوا کہ منم اکبر برق رو پسر اسد دلاور کہ گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ نعرہ کر کے بارہ ہزار
قزاقون سے فوج پر آ پڑے اور آواز دی کہ ای یاران بزنید و بہ بندید و بکشید یہ سننا تھا کہ تمام قزاق لوٹ پڑے
اور قتل کرنا شروع کیا عجب طرح کی لڑائی ان سب کی ہی کہ جہان کسی زبردست سے سامنا پڑا اور انھون نے
بوق کو دم دیا گھوڑا اسکا بد لگام ہوا در اسی جگہ پائی اور تلوار ماری غضب کے گٹھیلے ہین کہ وار خالی ہی نہین
جاتا انکے گھوڑے عادی ہین ایک نہین ہزار بو قلمون تجبین لیکن کنوتی تک نہین بدلتے لیکن عین گرمی جنگ مین
اکبر برق رو کا اور ارجاس مردم در کا سامنا ہوا ارجاس نے تلوار ماری اکبر برق رو نے خالی دیکر تلوار مرکب
ارجاس پر ماری گردن مرکب کی قلم ہوئی اور مرکب نے چرخ مارا مرکب آلشبازی ہوگیا ارجاس مع توسن زمین پر غلطان
و پیچان گرنے گرنے ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے تمثال مردم در نے کہا او دیوانے غضب کیا
تو نے کہ بھائی کو میرے مارا کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر میل فولادی اکبر برق رو پر مارا اکبر نے
وار اسکا بھی خالی دیکر کمر کو بتا کر جو سر کا ہاتھ مارا تلوار تا دو ابرو اتر گئی ارسنے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی
لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی تھی غشی طاری ہوئی لیکن اکبر برق رو بر سر پڑا آن واحد مین کئی زخم
تمثال کے بھی آئے اہل فوج درمیان مین آ گئے مالک کو اپنے بچا لے گئے اب اکبر برق رو طرف محافہ
ملکہ کے چلا کہ کسی طرح لیکر محافہ کو نکل جاؤن لیکن دو لاکھ سوار کا یورش ہی جان بچانا تھا نکل جانا تو ممکن نہین
نہ کہ محافہ کو قبضہ مین کرنا کہان ممکن ہی کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر
گرد برآسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کون آیا اور کسکی مدد کو آیا کہ یکایک ہوائے
مار اگرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا پیدا ہوا
کہ پھریرے پر ہر علم کے تولیف لاجورد شاہ زبرجد شاہ مرقوم تھی آگے آگے فوج کے ایک پہلوان زبردست
گرگدن مست پر سوار برچھا ہاتھ مین تانے ہوئے مرکب کو اڑائے چلا آتا ہی غضب مین فوج دریا موج فرد فرد زوج
زوج گھوڑون پر کوڑے توڑتے چلے آتے ہین لیکن اس گبر نے پہونچتے ہی نعرہ کیا کہ باش ای گروہ خدا پرستان
ہوشیار باشید کہ منم غو خونخوار مریخ پیشانی بڑا ظلم تمنے کر رکھا ہی یہ کہکر تلوار کھینچی اور آ پڑا قزاقون کو قتل کرنا
شروع کیا اس ملعون کو لوہی حکم دیا تھا لاجورد شاہ نے کہ اگر مسلمان آجائین تو انسے مقابلہ کرنا ورنہ فریقون سے
لڑکر ملکہ چھین لانا دیکھا اسنے کہ جنگ مسلمانون سے ہو رہی ہی بس نعرہ کر کے آ پڑا اور لڑنے لگا قضائے کار
اکبر برق رو اور اسکا سامنا ہوگیا اکبر برق رو نے تلوار ماری خونخوار نے وار اکبر کا رد کر کے جو ہاتھ تیغ
آبدار کا مارا اکبر برق رو نے اٹھا کر سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغ خونخوار کا پانچ سو من کی ضرب ہی کہین اس
سپر سے رکتا ہی سپر کو دو کر کے خود پر بیٹھا جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اتر گیا اکبر برق رو نے دستانہ مارا تیغ تو بمشکل
سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی عجب حال ہوا تمام جسم خون سے لال ہوا اب بلک بلک کر
قزاق بچون نے کہ ابھی سب کم سن ہین اور اکبر برق رو بھی بچہ ہی مگر چونکہ شیر کا بچا ہی اس وجہ سے نہین ڈرتا
ہی ہر ایک بیچارہ پڑتا ہی اب وقت سخت جو آ پڑا پروردگار عالم کی طرف رجوع کی اور بلک بلک کر دعا کرتا

شروع کی کہ اے کس بیکسان واے یاور غریبان اے کارساز اے بے نیاز اس وقت مشکل مین مدد کر ہماری ہنوز دعا ناتمام تھی
کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور نہنگ طوفانی چالیس ہزار سوار سے پہونچا دیکھا
کہ اک لڑکا فوج مین گھرا ہوا ہے چند لڑکے اور آسکے ساتھ والے بھی پھنس گئے ہین فوج کے ریلے سے بچنا دشوار
ہوتا ہے نکل نہین سکتے بشرے سے اور وضع سے پہچانا کہ یہ سب خداپرست ہین پس یہ بھی نعرہ کرکے گرا اور لڑنا
شروع کیا اگرچہ اسکے ساتھ بھی چند کس تھے مگر سب تازہ دم تھے کہ اک بار اور تتق گرد بلند ہوا پھر سب نگران
ہوئے کہ اب کسکی کمک آئی لیکن جس وقت گرد برطرف ہوتی دیکھا کہ نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار
سوار کی جمعیت سے آتا ہے نقابدار بھی نعرہ کرکے گرا اور لڑنا شروع کیا اب قریب ایک لاکھ کے مسلمان بھی ہین
اور ساتھ لاکھ کفار کے لوگ ہین جسمین دو لاکھ فرنگی اور پانچ لاکھ لاجوردپرست لیکن گھمسان کی لڑائی ہو رہی
ہے خوب تلوار چل رہی ہے ہر طرف سے آوازین بگیر و بزن کی بلند ہین لیکن بعد روانہ ہونے خونخوار مریخ پیشانی
کے جب خبر شہریار کو ہوئی ہے تو شہریار نے بھی شمایل خان بن خدایل خان کو کہ یہ کم زخمی تھا بلکہ شاید اسکا
قریب بصحت تھا دوسرے روز روانہ کیا تھا کہ اسکا بھی ذکر برقت ہوگا یہان تلوار چل رہی تھی نقابدار گوہرپوش
نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار کر دیے اُدھر نہنگ طوفانی نے آس دریاے آہن مین مانند
شناور کے پیرنا شروع کیا مگر سات لاکھ فوج ہے کہانتک قتل کرین لیکن خونخوار ستارہ پیشانی نے اپنے سپہ سالار کیوان
تیرہ رو سے کہا کہ تو ملکہ کا محافہ لیکر آگے نکل چل مین یہان ان لوگون کو روکے ہوئے ہون کیوان اشارہ خونخوار کا
پاکر تیغ بکف طرف محافہ ملکہ کے چلا پہلے تو لوگون نے فرنگستان کے اسے نہ ٹوکا کیونکہ یہ تو آہن کی طرف سے
بمقابلہ خداپرستان جنگ کر رہا تھا کسی کو کیا خبر تھی کہ یہ اور ارادے سے آتا ہے لیکن جب قریب محافے کے پہونچ گیا
تو ملازمان بمثال مردم در نے روکا کیوان نے دو چار کو قتل کیا اور محافہ ملکہ کا لیکر طرف لشکر لاجوردشاہ کے
چل نکلا یہان سات لاکھ فوج کی جمعیت کسی کو کیا معلوم کہ محافہ ملکہ کا کب نکل گیا سب جنگ کر رہے ہین لو نقابدار
گوہرپوش ہر طرف نظر دوڑاتا ہے مگر کسی طرف پتا نہین پاتا ہے یہان تو سب اس رنگ مین ہین لیکن کیوان محافہ
ملکہ کا لیے ہوئے جاتا ہے اور اُس طرف سے شمایل خان بن خدایل خان آتا ہے تتق گرد جو نظر آیا شمایل خان نے
عیار کو واسطے خبر کے روانہ کیا عیار گیا اور بعد کچھ دیر کے آکر عرض کیا کہ کیوان تیرہ رو محافہ ملکہ کا لیے ہوئے
طرف لشکر لاجوردشاہ کے جاتا ہے بس یہ سنتا تھا کہ اسنے کہا کمک لشد دو شد اور اُسی وقت بڑھ کر سد راہ ہوا
اور پکارا او کیوان کہان جاتا ہے ٹھہر بس اب قدم آگے نہ بڑھانا لا محافہ ملکہ کا میرے حوالے کر اور چلا جا سامنے
سے میرے کیوان پکارا کیا جھک مارتا ہے اگر کچھ دعوے بہادری کا ہے تو محافہ ملکہ کا چھین لے مجھسے یہ کہکر محافہ ملکہ کا
میدان مین رکھوا دیا اور خود مقابل ہوا شمایل خان نے کہا لا ضرب بہادری کی کیوان نے نیزہ مارا شمایل خان
نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین برچھون کے پھلون سے چنگاریان نکلنے لگین کوئی بیاسی طعن کی
نوبت آئی ہوگی کہ شمایل خان نے نیزہ ہاتھ سے کیوان کے ہوائی کیا کیوان پکارا او ہندی غضب کیا تو نے
کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو
حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر گستاخ کر تیغ آبدار سر شمایل خان پر وار کیا شمایل خان نے وار اسکا
رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا کیوان نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغہ لنگردار تھا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے
اور چار انگل کا زخم سر مین آیا کیوان نے دستانہ مارا تیغہ جھنجھنا کر سر سے نکلا غشی طاری ہوئی یہ حال دیکھکر لوگ

کیوان سے گئے ٹوٹ پڑے اپنی جانیں دین لیکن کیوان کو بچایا طاقت کیوان مین لڑنے کی نہتی اسکو ادابی پر ڈال
لیا اور بھاگے ہوئے پاس خونخوار ستارہ پیشانی کے آئے کہ یہ یہان لڑ رہا تھا سب ماجرا بیان کیا اور کہا کہ
جلد چلیے ورنہ رفیق شہریار یہ ملکہ کو لیکر خدمت مین شہریار کے پہونچ جائیگا محافہ اسنے چھین لیا ہی یہ سنتا تھا کہ اسی وقت
خونخوار نے پودا باگ کا لیا اور صفون کو پھاڑتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوا نقابدار گوہر پوش نے دیکھا
کہ یہ کیا معاملہ ہی ضرور اسمین کوئی بھید ہی ساتھ ہی نقابدار نے بھی اپنا گھوڑا اسی طرف اڑایا لیکن اسکو
لشکر سے نکلنے مین کسی قدر عرصہ ہوا کیونکہ سامنے اسکے صفین لشکر کفار کی زیادہ حائل ہین لیکن اول خونخوار
ستارہ پیشانی پہونچا دیکھا کہ شمائل خان محافہ ملکہ کا لیے ہوئے جاتا ہی بس وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار
ہوشیار باش او ہندی کہان جاتا ہی کہ ملک الموت تیری جان کا آپہونچا شمائل خان نے پلٹ کر
آواز دی کہ اگر تو آیا ہی تو کیا کریگا آہمین ست میدان ہمین ست گوے ہی خونخوار نے کہا ای شمائل خان
اگر جان کی خیریت چاہتا ہی تو محافہ ملکہ کا میرے حوالے کر دے اور چلا جا ورنہ نہین جانتا تو مجھکو کہ مین کون ہون
مفت مارا جائیگا میرے ہاتھ سے سوا جان دینے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا شمائل خان نے کہا کیا جھک
مارتا ہی لاضرب بہادری کی خونخوار نے لپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا شمائل خان نے وار خونخوار کا سپر
پر روکا اور تیغ کو درمیان مین حمائل دیا تلوار نے خونخوار کی سپر کو قلم کیا لیکن تیغہ سر کی شمائل خان نے بھی
وار اسکا رو کر کے ہاتھ تلوار کا مارا خونخوار نے وار بچا کر بند دست پکڑ لیا اور جھٹکا مارا شمائل خان نے بھی کمر بن
مین ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے مرکب لنگر دن کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے کشتی ہونے لگی یہ دونون تو
مصروف تلاش تھے لیکن فوج ہمراہ خونخوار کی زیادہ تھی کیوان نے پھر محافے پر قبضہ کیا اور لیکر راہی ہوا
شمائل خان مصروف تلاش تھا ہر چند چاہتا تھا کہ خونخوار سے چھٹکارا پاے سو ہو تو جاکر محافہ چھینون لیکن خونخوار
کہین کم تھوڑے پڑتا ہی اگر شمائل خان اسے چار قدم دوڑاے جاتا ہی تو خونخوار بھی اسی قدر دوڑا
ے جاتا ہی یہ دونون تو یہان لڑ رہے ہین لیکن کیوان ملکہ کو لیے ہوئے چلا جاتا ہی لیکن بعد آنے خونخوار
ستارہ پیشانی کے لشکر مین غل ہو گیا تھا کہ محافہ ملکہ کا یہان نہین ہی سب نے جنگ سے ہاتھ اٹھایا
اور تعاقب مین خونخوار اور نقابدار گوہر پوش کے روانہ ہوئے تھے اول تمثال مردم در قریب پہونچا
دیکھا کہ کیوان محافہ ملکہ کا لیے ہوئے بھاگا تک چلا جاتا ہی نعرہ کیا کہ باش او بے ایمان کہان جاتا ہی بڑا
تو چھل ساز ہی اور تیرا خداوند بھی ایسا ہی کچھ ہی جسنے تجھے اس امر کی اجازت دی کہ پرائے ناموس کو فریب دیکر
لے آ کب چھوڑتا ہون تجھکو کیوان نے پلٹ کر آواز دی کہ معلوم ہوتا ہی قضا تیری تجھکو یہان تک کھینچ
لائی ہی پلٹ جا اسی طرف ورنہ پچھتائیگا تمثال نے کہا کیا جھک مارتا ہی دونون کی یہ حالت ہی کہ زخم سے
تو بند رے ہوئے ہین قابل لڑنے کے نہین ہین مگر مجبور ہو ناچار ایک نے دوسرے پر وار کیا رد و بدل ہونے لگی
یہ تو اس طرف مصروف جنگ ہین کہ ادھر براق سے کود پڑی اور نعرہ نقابدار گوہر پوش کا ہوا نقابدار
نے آتے ہی لوگون کو قتل کرنا شروع کیا تہلکہ ڈال دیا اور قریب محافے کے پہونچ گئے محافہ اپنے ہمراہ لیا اور
طرف صحرا کے چلا تو لوگون نے شور کیا کہ نقابدار محافہ لیے جاتا ہی خونخوار ستارہ پیشانی نے شمائل خان
سے کہا کہ لیجیے ہم تم عبث لڑتے ہین جو ہمارے تمہارے جنگ کی تھی اب وہ دوسرے سے آپڑی
پہلے نقابدار سے فیصلہ کر لینا چاہیے پھر دیکھا جائیگا شمائل خان نے کہا بہتر دونون علحدہ ہو کے

اور طرف نقابدار کے چلے اول شمائل خان قریب نقابدار کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او نقابدار کہان جاتا ہی خبردار وہوشیار کہ مین آپہونچا نقابدار نے پلٹ کر جواب دیا کہ اگر آیا ہی تو کیا کریگا لاضرب بہادری کی شمائل خان نے تلوار ماری نقابدار نے وار شمائل خان کا پشت شمشیر پر روکا اور آواز دی شعر تو ضرب بے زدی ضرب مانوش کن ہمہ شادی ازدل فراموش کن ٭ اور لپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا شمائل خان نے اٹھاکر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو بیچ مین ضامن دیا یہان تو یہ رد و بدل ہو رہی ہی لیکن خونخوار ستارہ پیشانی کو فرصت ملی اسنے آتے ہی لوگون کو نقابدار کے قتل کرنا شروع کیا لڑتا بھڑتا قریب محافہ کے پہونچا اور ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوا ملکہ دل مین کہتی ہی کہ عجب کشمکش مین جان پڑی ہی پروردگار یہ کونسا چکر میری تقدیر کا ہی اس سے تو حکم کر ملک الموت کو کہ آکر قبض روح میری کرلین اُدھر وہ کہار بیچارے جو محافہ ملکہ کا اٹھائے ہوے تھے مصیبت مین مبتلا تھے کہ کبھی اُدھر بھاگنا پڑتا ہی کبھی اُدھر جانا پڑتا ہی جان مصیبت مین ہی جو آتا ہی تلوار دکھاتا ہی اگر حکم کے خلاف کرین تو جان کا دھڑکا ہی لیکن الیہ برق رو بہ زیادہ زخمی ہو چکا تھا اپنے قزاقون سے لشکر طرف ہو کے روانہ ہوا اور نہنگ طوفانی برابر تعاقب مین چلا آتا تھا دیکھا اسنے کہ خونخوار لیے جاتا ہی محافہ ملکہ کا وہین سے نعرہ کیا کہ باش خبردار وہوشیار کہ مین آپہونچا خونخوار نے پلٹ کر دیکھا نہنگ کو پہچانا کہا تو کس دن سے مرد ہو گیا کہ مجھے ٹوکتا ہی اُس وقت کہ ملکہ قلعہ مین تھی واسطے مقابلہ کے نہ نکلا گیا نہنگ طوفانی نے کہا کب تو نے مجھکو ٹوکا تھا اور مین مقابلے کو نہ نکلا تھا وہ وقت نازک تھا ناموس کا معاملہ تھا اگر مین زخمی ہوتا یا مارا جاتا تو ملکہ کی محافظت کون کرتا مین بخیال ناموس صاحبقران قلعہ مین بیٹھا رہا یا تجھسے ڈر گیا تھا خونخوار نے کہا لاضرب بہادری کی دیکھون کہ تو کیسا سپاہی ہی نہنگ نے کہا نہین جانتا ہی اہل اسلام کا کہ پیشدستی نہین کرتے ہین خونخوار نے غصہ مین آکر تلوار ماری نہنگ نے وار اسکا سپر پر روکا لیکن یہ تلوار کہین سپر سے رکنے والی ہی ڈھال کو مانند گردہ نان کے دو کر کے خود پر بیٹھی خونخوار نے جھٹکا مارا تا ابرو اتر گئی نہنگ طوفانی نے دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی لوگ دوڑ پڑے نہنگ کو بچایا خونخوار پھر محافہ ملکہ کا لیکر طرف لشکر لاجورد شاہ کے چلا لیکن یہان نقابدار گوہر پوش اور شمائل خان سے رد و بدل ہو رہی تھی کہ یکایک فوج نے شمائل خان و نقابدار کے غل کیا کہ خونخوار محافہ لیکر بھاگا جاتا ہی شمائل نے نقابدار سے کہا کہ اب لڑنا ہمارا اور آپ کا بیکار ہی جو بنا ے خصومت تھی وہ دوسرے سے اڑ ہی دیکھیے خونخوار محافہ لیے جاتا ہی نقابدار گوہر پوش نے بھی ہاتھ جنگ سے روکا اور دونون طرف خونخوار کے چلے نقابدار و خونخوار سے مقابلہ ہونے لگا شمائل خان کو موقع ہاتھ آیا یہ محافہ لیکر روانہ ہوا پھر خونخوار و نقابدار علیحدہ ہو رہے ہی اسی حالت سے لڑتے بھڑتے چلے جاتے ہین کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے شہنشاہ گوہر کلاہ مع سپاہ میدان جنگاہ مین ہو پہنچے عجب معرکہ دیکھا کہ جب شمائل خان و نقابدار لڑنے لگتے ہین تو اک گبر ہی کہ منم خونخوار ستارہ پیشانی کا نعرہ کر کے محافہ کو لے بھاگتا ہی یہ رنگ دیکھکر دیکھکر دونون اُسکا تعاقب کرتے ہین جب کوئی خونخوار سے مصروف پیکار ہوتا ہی تو دوسرا فرصت پاکر محافہ لیجاتا ہی یہ حال دیکھکر شہنشاہ گوہر کلاہ نے نعرہ کیا کہ باش خبردار وہوشیار کہ مین آپہونچا یہ وہ وقت تھا کہ

انکو بجھوا دین اور ذوالفقار بدار معروف بیکار تھے اور شمائل خان قریب محافہ کے پہونچ گیا تھا شہنشاہ کے نعرے
کی صدا سنکر ٹھہرا لیکن لڑنے سے بچ رہے تھے سب کے سب استعداد قریب اپنا اپنے ہرادہ کے آچکے ہین کہ سواد لشکر
یہان سے معلوم ہوتا ہے اس ہنگامہ کی خبر سنکر شہریار نامدار با فوج لیبار چل چکا ہے اور راجوبرہ شاہ بن زبرجد شاہ
نے بھی اور سرداران کو واسطے کمک کے روانہ کر دیا ہے یہان شہنشاہ گوہر کلاہ اور شمائل
خان کا سامنا ہوا شمائل خان نے تلوار ماری شہنشاہ نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر کو
دو کر کے تلوار جو بیچ مین تھی آسے کسی ذکر کیا خود پر بیٹھا جھٹکا جو مارا تا دوابرو تیغہ اتر گیا شمائل خان نے
سر پیچھے کھینچا تلوار سر سے نکلکر گردن مرکب پر پڑی کہ سر مرکب کا قلم ہوا گھوڑا چرخ کھا کر مرکب آتشبازی ہو گیا
شمائل خان مع مرکب زمین پر غلطان ہوا شہنشاہ گوہر کلاہ نے گھوڑا اپنے ساتھ لیا چلنے کا قصد کیا تھا کہ جانب
صحرا سے یکایک گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور نعرہ ہوا کہ نام
افراط بن لغرلیط ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا ساتھ ہی دوسری گرد اٹھی اور نعرہ بہرام
تیغزن کا ہوا تیسرے گرد اٹھی اور نعرہ فرتوط نیزہ دار کا ہوا چوتھی گرد اٹھی اور نعرہ شہریار نامدار کا ہوا الغرض
بہرام نے جو افراط بن لغرلیط کو دیکھا للکارا کہ باش او گیدی کس ارادے سے آیا ہے جواب دیا کہ تو خوب جانتا
ہوگا جس ارادے سے ایکبار تجھسے جنگ ہو چکی ہے بہرام نے کہا ادھر کہان جاتا ہے اس طرف معلوم ہوا
کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہے جو از خود رفتگی کی باتین کرتا ہے افراط نے کہا بھول گیا اس وقت کو کہ ایک ہی گھونسے
مین کیا حال ہوا تھا تیرا بہرام نے کہا او نامرد اپنی بڑی نامردی کی حرکت کی کہ تو گھونسا مار دیا اور اسکو
سر میدان لغزہ بیان کرتا ہے آنکھ نیچی کر گریبان بیچ منھ ڈال کیا سنا نہوگا تو نے کہ صاحبقران اول کے زمانے
مین جب لندھور رفیق و جانشین امیر تھے اور ملک قہرش بن ملک طوفانی سے ملک سبائیل مین
مقابلہ ہوا ہے سات روز تک کشتی رہی جب لندھور کسی طرح غالب نہو سکے کہ قہرش بھی ثانی لندھور تھا کسی طرح
پایہ کی کاوہ رکھتا تھا یہی حرکت لندھور سے بھی کی تھی جسپر امیر عالی وقار حمزہ صاحبقران نامدار نے لندھور کو
ذلیل کر کے بارگاہ سے نکال دیا تھا اسی حرکت کو تو اچھا جانکر بیان کرتا ہے بس اگر کچھ دعوی مردی و مردانگی
کا ہے تو ضرب بہادری کی افراط نے تلوار ماری بہرام نے وار افراط کا رد کر کے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا
تیغزن تو اسکا لقب ہی ہے دو ہرے ہی چلا ہوا تھا اسکی حرکت سے تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم
کیا خود پر مٹھی جھٹکا مارا کہ تا دوابرو اتر گئی افراط نے دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون
کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی بہرام نے ہاتھ روک کر آواز دی کہ دیکھا تو نے تیغزنی اسکا نام ہے اب
کیا باقی ہے تجھ مین ایک ہاتھ کا اور محتاج ہے لیکن ہم زخمی پر ہاتھ نہین اٹھاتے لوگ افراط کو آ کر سامنے
سے ہٹا لے گئے لیکن فرتوط نیزہ باز نے جو یہ معاملہ دیکھا آڑا بہرام پر اول نیزہ بازی ہوئی فرتوط
نے سنان نیزہ بہرام کے نکال دی بہرام نے غصہ مین آ کر چھپٹ کر پھر ماری کہ نیزہ فرتوط کا بھی بیکار ہوا
انجام کار نوبت تلوار کی پہونچی فرتوط بھی ہاتھ سے بہرام کے زخمی ہوا اب بہرام نے شہنشاہ گوہر کلاہ
کا سامنا کیا اور آواز دی کہ آپ سے بہت بعید یہ امر ہے کہ پرائی بہو بیٹی کو نگاہ بد سے دیکھیے شہنشاہ
گوہر کلاہ نے للکارا کہ او مردود نہین جانتا ہے کہ یہ میری ناموس مین داخل ہو چکی ہے اب تو کس ارادے
سے اسکو لینے آیا ہے بہرام نے کہا مین ملازم شہریار ہون اور ملکہ بہن ہے اسکی ملکہ کو پاس شہریار

کے پہونچاؤنگا شہنشاہ نے کہا کہ اب شہریار کو کیا حق ہے جب عورت سن تمیز کو پہونچی جسکا ہاتھ اُسنے پکڑ لیا
اُسکی ملک ہوگئی اور یہ ہوتا ہی چلا آیا ہے کہ کسی کی بیٹی کسیکا بیٹا ہو نہیں عقد ہوتے ہیں اُسی طرح نسل چلتی ہے
بہرام نے کہا کیا خوب والدین کی رضامندی سے عقد و نکاح ہوتا ہے یا یوں ہی ہو جاتا ہے شہنشاہ نے کہا کہ جس
مطلب ہے وہ راضی ہو ماں باپ کی رضامندی سن طفولیت تک لی جاتی ہے جب انسان جوان ہوا پھر خدا نے
بھی وہ اپنے فعل کا مختار ہے اور اب اگر تو ملکہ کو لے جائے گا تو کیا کرے گا شہریار ملکہ کا اجارہ دار سے گا
وہ اب اُسکے کس کام کی رہی بہرام نے کہا کسی عالی نسب شاہزادے کے ساتھ عقد کر دیا جائیگا یہ سنتا
تھا کہ جہان نظروں میں شہنشاہ گوہر کلاہ کی تیرہ و تار ہو گیا فرمایا بس اب بیہودہ نہ بکنا لا ضرب بہادر کیا
کی دیکھوں کہ تو کیسا ہے اور کیونکر ملکہ کو میرے قبضہ سے لیجاتا ہے بہرام نے وار تیغ آبدار کا کیا شہنشاہ
نے تلوار اُسکی رد کر کے اپنا وار کیا یہاں تو رد و بدل ہونے لگی لیکن اُس طرف نقابدار گوہر لوش اور خونخوار
ستارہ پیشانی سے بڑی دیر سے تلوار چل رہی تھی لیکن کوئی زخمی نہیں ہوتا تھا نہایت ہوشیاری
کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ یکایک تق گرد بلند ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم شہریار عالی وقار عیار نقابدار نے
آواز دی کہ اب کہانتک لڑائی کو طول دیجئے گا مجھے شہریار آپہونچا اب یقین ہے کہ جادوگر کا لشکر صاف نکلا
چلا جائیگا شہنشاہ گوہر کلاہ بہرام سے لڑ رہے ہیں یہ سنتا تھا کہ نقابدار کی رگوں میں خون شجاعت
نے جوش مارا اور خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ سپر اُٹھانا دشوار ہوگئی تیغہ جوہر سپر خونخوار
کے پڑتا ہی تا دو ابرو اُتر گیا خونخوار نے جلدی سے سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر سے نکلکر گردن مرکب پر پڑی
کہ سر مرکب کا قلم ہو گیا گھوڑا چیخ مار کر مرکب آلشا ہی بن گیا خونخوار غلطاں و پیچاں زمین پر آیا شہریار
نے یہ حال خونخوار کا جو دست نقابدار گوہر لوش سے دیکھا اُچھل پڑا اور تعریفیں کرنے لگا جان تازہ
بدن میں آگئی کہ یہ نقابدار وہی آفت ہوش ہے لیکن نقابدار نے فرصت پاکر قریب تخت کے اپنے کو پہونچایا ایک مرکب
ساتھ لے لیا تھا بس بردہ محافہ کا اُٹھا کر ہاتھ ملکہ کا پکڑ کر کھینچا ملکہ پیچھے ہٹنے لگی انہیں معلوم کون
کھینچتا ہے نقابدار نے آواز دی کہ میں فرستادہ ہوں شہنشاہ گوہر کلاہ کا کوئی غیر نہیں ہوں اور کھینچکر
ملکہ کو مرکب پر بٹھایا اور ساتھ اپنے لیکر صفوں کو چیرتا لوگوں کو قتل کرتا صاف نکلا چلا گیا لشکر میں
غل ہوا کہ نقابدار گوہر لوش ملکہ کو لیے جاتا ہے پلٹ کر شہنشاہ گوہر کلاہ نے دیکھا اور سرداران لشکر کفار
زخمی تھے کسمیں اتنی حالت باقی تھی کہ تعاقب نقابدار کا کرتا یہاں شہنشاہ و گوہر کلاہ اور بہرام میں تلوار چل
رہی تھی لیکن عجب طرح کی بات ہوئی کہ شہنشاہ کو بھی ملکہ کے جانے کا کچھ ملال نہیں اور شہریار بھی جانتا ہے
کہ یہ عورت ہے یعنے وہی محبوب جانی یار جاودانی ہے اس سے کیا کھٹکا ہے عورت کے ساتھ اگر عورت
رہے تو کوئی دھبا اُسکی عصمت میں نہیں آسکتا ادھر شہنشاہ کو بھی اطمینان ہوا کہ نقابدار نے بارہا مدد کی
ہے یہ کوئی دوست دیگانہ ہے کہ اسکی حرکتوں سے بوے اولاد ابراہیمی آتی ہے شام ہو چکی تھی شہریار کو
خیال گذرا کہ ایسا نہو بہرام ہاتھ سے شہنشاہ کے زخمی ہو یا مارا جائے جس امر کی خاطر جنگ تھی وہ جھگڑا
فیصل ہی ہو گیا بس اُسیوقت طبل بازگشت بجوادیا بہرام و شہنشاہ نے مقابلہ سے ہاتھ روکا تمثال مردم
اور شمائل خان ہندی اور بہرام آکر شہریار سے ملے تمثال نے حال مارے جانے ارجاسپ کا
بیان کیا شہریار مع سرداران زخمی پلٹ کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور سرداران لاجورد شاہ بن زرجبینا

مثل خونخوار ستارہ پیشانی و کیوان تیرہ رو و افراط بن تفرلیط و فرلوط نیزہ دار یہ سب مع لشکر طرف لشکر لاجورد شاہ کے روانہ ہوئے لیکن شہنشاہ گوہر کلاہ نے یہ خیال کیا کہ یہ معاملہ عورت کا ہی چلکر دیکھنا چاہیے کہ یہ نقابدار لیکر ملکہ کو کہان جاتا ہی اور کس ارادے سے لیگیا ہی لیکن نہنگ طوفانی کہ یہ بھی زخمی تھا آکر شاہزادے کی قدمبوسی حاصل کی اور عرض کی کہ قلعہ مین چلیئے شہنشاہ نے کہا تم جاؤ مین تعاقب مین نقابدار کے جاؤنگا لیکن شہریار کو جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اسی وقت جاتے ہین خیال گذرا کہ ایسا نہو یہ نقابدار گوہر لوش کے سد راہ ہون اور ملکہ کو اُس سے چھین لین مع سرداران لشکر برائے استقبال آیا اور کہا کہ میرا جی چاہتا ہی کہ شب یہین بسر کیجئے صبح کو تشریف لیجائیے گا شہنشاہ گوہر کلاہ نے ہرچند عذر کیا لیکن اصرار شہریار سے مجبور ہوکر ساتھ ہوئے شہریار شہنشاہ کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ خاص مین آیا جائے مناسب پر جگہ دی اور کہا کہ اگر آپ یہ خیال کرتے ہون کہ کوئی غیر شخص ملکہ کو لے گیا ہی تو مین کب گوارا کر سکتا تھا آنکھون سے دیکھا کرتا اور اُسے لے جانے دیتا آپ اطمینان رکھیے کل میرا بھی قصد ہی کہ یہان سے کوچ کرون اور طرف لشکر صاحبقران ثانی کے روانہ ہون شہنشاہ بھی چپ ہو رہے کہ واقع مین اگر ملکہ میری ناموس مین داخل ہی تو اسکی بہن ہی مگر یہ بات حیرت کی تھی کہ نقابدار گوہر لوش مسلمان اور طرفدار اپنا اسے کیونکر اعتبار ہوا بعد اسکے شہریار نے کہا کہ اے شہنشاہ گوہر کلاہ وہ وقت آپ کو یاد ہی جب مین نے آپ کے خیمہ مین نام ملکہ حاجرہ بانو دختر بلند اختر صاحبقران ثانی کا لیا تھا گو آپ سے اور ملکہ حاجرہ سے اتنا قریب کا رشتہ نتھا کہ جسقدر قرابت قریبہ مجھسے اور مہر ناز بیرو رسے ہی لیکن آپنے مجھے بارگاہ مین ٹھہرنے نہ دیا اور اس قدر برخاستہ خاطر تھی کہ یقین ہی اگر مین خود نکل کر نہ چلا جاتا تو وہین کشت و خون کی نوبت آجاتی مجھے بھی اسکی شرم تھی کہ مین احسانمند ہو چکا تھا کہ آپنے مجھے اُس ساحرہ کے دام سے چھڑایا تھا شہنشاہ گوہر کلاہ کو سوا خاموشی کے کوئی جواب نہ بن پڑا بعد کچھ دیر کے شہریار سے کہا کہ اب مین اپنے خیمہ مین جاتا ہون صبح کو انشاء اللہ ہم تم ساتھ یہان سے چلینگے ہرچند شہریار مُصر ہوا کہ یہین آرام فرمائیے لیکن شہنشاہ گوہر کلاہ نے پذیرا نہ کیا اور وہان سے اُٹھکر اپنے لشکر مین آئے شہریار تا در بارگاہ پہونچانے آیا غرضکہ شب تو بہ راحت بسر کی صبح کو شہنشاہ اور شہریار دونون کوچ کرکے طرف لشکر امیر ثانی کے روانہ ہوئے لیکن جس وقت لاجورد شاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ شہریار لشکر امیر با توقیر پر گیا ہی قصد کیا تھا اسنے کہ مین بھی کوچ کرکے بمقابلہ امیر ثانی جاؤن کہ یکایک خبر پہونچی کہ اک نامہ دار حاضر ہی حکم ہوا کہ بلالو جس وقت ایلچی بالائے قیطول گیا بعد آداب خداوندی بجالانے کے نامہ پیش کیا اُسمین تحریر تھا کہ یا خداوندا ابھی آپ کہین تشریف لے جانے کا ارادہ نکیجیے گا مین نے سنا ہی کہ آپ کو معاوضہ کرنا خداوند اول کے خون کا مسلمانون سے منظور ہی تو مین نے بھی قصد کیا کہ چلکر شریک ہون لیکن بسبب چند وجوہ کے ابھی حاضری سے قاصر ہون لہذا گذارش ہی کہ اگر وہین قیام منظور ہو تو مجھے اطلاع ہو کہ مین خود حاضر ہوکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون ورنہ اگر حکمت خداوندی کے خلاف نہو تو اسی شہر کو خداوند اپنے جلدی سے منور و معمور کرے بلکہ خداوند کو یاد ہوگا کہ آپنے اپنا ایک بندہ افلاک روئین تن کہ جو سپہ سالار میرا ہی ایسا پیدا کیا ہی کہ جو کل مسلمانون کے واسطے کافی ہی آج کل وہ اپنے ملک مین گیا ہوا ہی اُسکا بھی انتظار ہی جس وقت اس نامہ سے شنگادہ آہن کلاہ کے لاجورد شاہ آگاہ ہوا اُسی وقت کہا کہ ہمنے تقدیر کوچ کی طرف

ملک شنگاوہ کے اور اسی وقت مع لشکر کے روانہ ہوا

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان جرأت نشان نقابدارہ گوہر پوش کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ کس ہماہمی کے ساتھ لڑکر خونخوار ستارہ پیشانی کو زخمی کر گئے ملکہ مہر ناز پرور کو گھوڑے پر بٹھا کر لے بھاگا ہے لیکن جاتے جاتے لشکر امیر کشور گیر مین داخل ہوا خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی کہ دو نقابدار چالیس ہزار فوج سے آئے ہین فوج کو صحرا مین چھوڑا اور آپ لشکر ظفر اثر مین حضور کے داخل ہو گئے ہین امیر نے فرمایا آنے دو اور کچھ سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اتنے مین ہرکارون نے آکر دوسری خبر دی کہ دونون نقابدارہ کہ ایک گوہر پوش دوسرا یاقوت پوش تھا درانہ محل معلی مین چلے گئے دربانون نے ہرچند روکا نہ مانا ملکہ نے جسکو تھپڑ مار دیا بیہوش ہو گیا یہ سنکر چہرہ امیر کا غصہ سے سرخ ہو گیا اور عقرب سلیمانی پکڑ کر اٹھے کہ یہ کون سے بے ادب نقابدار ہین عمرو ثانی ہمراہ ہوا امیر دروازہ محلسرا پر تشریف لائے دیکھا کہ ایک آدھ دربان بیہوش پڑا ہے کوئی گلے پر ہاتھ دھرے رو رہا ہے گھوڑے نقابدارون کے باہر کھڑے ہین امیر درانہ داخل محل ہوئے لیکن جس وقت نقابدار داخل محل ہوئے تھے تو ایک شور محل مین ہو گیا تھا کہ امیر کی موجودگی مین یہ آفت ہے کہ لوگ گھر مین چلے آتے ہین ملکہ گردیہ بانو و ملکہ زبیدہ شہر گیر تلوارین پکڑ پکڑ کر اٹھین تھین کہ قتل کرین نقابدارونکو لیکن نقابدارون نے برابر سے نقابین چہرونسے دور کین دیکھا ملکہ گردیہ بانو وغیرہ نے کہ ایک تو حاجرہ بانو دختر امیر ثانی ہین اور دوسری کوئی اور نازنین ہے پشیمان ہو کر تلوارین نیامون مین کین حاجرہ بانو کو گلے سے لگایا بلائین لین پوچھا ہائین بیٹی تم کہان تھین اور یہ مہ جبین کون ہے حاجرہ بانو نے سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ یہ ناموس ہے آپکے پوتے شہنشاہ گوہر کلاہ کی بہن شہریار کی دختر ملک پرسیپاسے فرنگی کی شہنشاہ نے اسکو قلعہ کام نہنگ مین بھیج دیا تھا وہان نرغہ ہوا اسکے باپ بھائی کا اور لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ ملعون واسطے خواستگاری کے آیا تھا لیکن پروردگار نے عصمت اسکی اور عزت شہنشاہ کی بچائی مجھسے تدبیر بن آئی کہ جنگ مغلوبہ سے اسکو نکالی گردیہ بانو نے اسکو بھی گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا دونون کو لاکر بٹھایا گرد مجمع ناموس صاحبقران کا ہوا اسی ہنگام مین امیر با تیغ شمشیر بکف ہوتے کہ کہان ہین وہ نقابدار ملکہ گردیہ بانو نے جو امیر کشور گیر کو بغیظ و غضب آتے دیکھا فرمایا بیٹا کچھ خیر ہے مجال تھی کسی نامحرم کی کہ یہان چلا آتا وہ نقابدار تمہاری دختر تھی اور نقابدار ثانی تمہاری بہو معشوقہ شہنشاہ گوہر کلاہ ہے امیر نے حاجرہ بانو کو دیکھا حاجرہ نے سلام کیا گردن نیچی کر لی اور ملکہ مہر ناز پرور نے بھی تسلیم عرض کی اور سر جھکا کر سامنے باادب بیٹھی امیر بھی تشریف فرما ہوئے لیکن حمزہ صاحبقران ثانی نے ملکہ حاجرہ بانو سے تو کچھ نہین کہا الا ملکہ گردیہ بانو سے عرض کی کہ اب یہ چھوکری نکلنے نہ پائے ذرا خیال رکھیے گا کہ میری ناموسی کا باعث ہے ہم لوگ لڑنے بھڑنے کو کیا کم ہین یہ عورت ہو کر ہر جنگ مین شریک ہو جاتی ہے اگر کسی مقام پر پردہ فاش ہو گیا تو کیسی ذلت کی بات ہے اور مہر ناز پرور کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ اب تم اطمینان رکھو انشاء اللہ بہت جلد ہم عقد تمہارا شہنشاہ کے ساتھ کر دینگے ملکہ نے شرم سے اور گردن جھکالی بعد اسکے امیر کشور گیر محل سے برآمد

ہوے دربار شاہی مین آئے اور سب ماجرا بادشاہ اسلام سے بیان فرمایا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ بڑا کار نمایان کیا کہ اتنی بڑی جنگ سے جہنازہ پرور کو لانا اسی شخص کا کام تھا کہ جو لیاقت صاحبقرانی رکھتا ہو غرضکہ اب یہان تو انتظار ہی شہنشاہ گوہر کلاہ و بدیع الملک و رستم ثانی کا کہ یہ آئین تو کوچ طرف کوہ بیضا کے ہو کہ زمانہ ملنے کا قریب رہگیا ہی

لیکن اب چند کلمے شاہزادہ رستم ثانی دلاور کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ کوچ و مقام کرتے ہوے طرف قلعہ کام نہنگ کے چلے جاتے ہین اک صحرا مین پہونچ کر شام ہوگئی اسی جگہ آٹھ پہر بڑے بارگاہ بر پا ہوئی خیمہ کھڑے ہونے لگے چھولداریان استادہ ہوگئین دم بھر مین جنگل مین منگل نظر آنے لگا لیکن عجب طرح کا وہ صحرا تھا کہ کوسون تک کف دست میدان ہی نظر آتا تھا برسون وہان بوے انسان نہ آئی تھی شام کے ہوتے ہی عجب عجب طرح کی ہول خیز آوازین آنے لگین ہوا کا سنناٹا دل کے پار ہوا جاتا تھا ہوشیار شاہ حاضر خدمت تھا عرض کی کہ حضور نہایت پر آشوب یہ صحرا معلوم ہوتا ہی خیر رات تو خدا خیر سے گذارے لیکن صبح کو یہان قیام نفرمائیے گا رستم ثانی نے کہا اے ہوشیار شاہ تم بڑے بودے معلوم ہوتے ہو شہرون کے رہنے کو ایسا ہی جنگل چاہیے ہم جب گھر سے نکلتے ہین موت کو بہت نزدیک زندگی کو اپنے سے دور جانتے ہین بموجب شعر موت کو دور نہ سمجھے وہ بشر عاقل ہی + قبر مین سونا ہی تکیے مین کفن پاس رہے + جب ہر طرح مرنا ہی ایک روز اس دار فانی سے گذرنا ہی تو جیسے آج ویسے کل ہوشیار شاہ کہ نہایت مرد ہوشیار ہی مزاج سے رستم ثانی کے آگاہ ہو چکا ہی کہ اب اگر زیادہ کہونگا تو یہ مہینون یہان سے آگے نہ بڑھینگے خاموش ہو رہا لیکن اب وہ وقت ہوا کہ زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی قریب ہی کہ دربار برخاست ہو کہ شبرنگ نے آکر عرض کی [illegible] شہریار عجب طرح کی بات ہی کہ ایک شخص عجیب الخلقت کھڑا ہوا نعرے مار رہا ہی کہ ہی کوئی ایسا دلاور بہادر کہ مجھسے مقابلہ کرے رستم ثانی نے کہا وہ کون شخص ہی شبرنگ نے کہا یہ نہین معلوم انسان تو نہین کوئی بلا معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ حرکات خلاف عقل ہین کہ کوئی ہمسے مقابلہ کرے کسکو کیا ضرورت مقابلے کی ہی رستم ثانی نے کہا مین چلتا ہون اور مقابلے کا مزا چکھائے دیتا ہون شبرنگ نے عرض کی کہ حضور وہ انسان نہین معلوم ہوتا اس صحرا ہولخیز وحشت انگیز مین کہین برسون بوے انسان نہ آتی ہوگی نہ کہ یہ رات کا وقت یہ سنناٹا ایسا کون اجل رسیدہ ہی جو آئے گا رستم ثانی نے کہا کہ ابتک صحبت نور الدہر کا اثر تجھسے گیا نہین ہی اپنے ساتھ تو دوسرے کے حوصلون کو بھی پست کرتا ہی اگر کوئی دوست یا دشمن آزمایش کرنے آیا ہو اور مین نہ جاؤن وہ یہان سے جاکر مشہور کرے کہ رستم ڈر گیا اور مقابلے کو نہ نکلا اور اگر وہ کوئی آسیب ہی انسان نہین ہی تو میرا کیا کر سکتا ہی مین آسکی جان کے واسطے آسیب بن جاؤنگا لیکن آسے سزا پہونچاؤنگا شبرنگ خاموش ہو رہا لیکن رستم ثانی بارگاہ سے نکل کر باہر آئے مرکب پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے جس وقت حد لشکر کو تمام کیا دیکھا کہ واقع مین ایک شخص کھڑا پکار پکار کر کہہ رہا ہی کہ ہی کوئی جو مجھسے مقابلہ کرے رستم ثانی کو ایسی لفظین سننے کی کب تاب ہی اسی وقت نعرہ کیا کہ آیا مین تیری خدمت گذاری کے لیے یہ کہکر باگ گھوڑے کی لی کوئی دو کوس تک گھوڑا دوڑاے چلے گئے لیکن جب دیکھا اس شخص سے

پندرہ بیس قدم کا فاصلہ ہی دیکھا جب گھوڑے کو اس حیرت مین آکر روکا کہ ہائین مین اِسقدر دور نکل آیا لیکن اُتنی اُتنا ہی فاصلہ اس سے باقی ہی یہ کیا اسرار ہی اور بظاہر یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ یہ بھاگ رہا ہی لیکن ادھر مرکب رستم ثانی کا رکا اور اُسنے آواز دی کہ بس اسی حوصلہ پر آتے تھے مقابلہ کرنے آگے بڑھو تو معلوم ہو رستم ثانی اگرچہ ان کیفیتون کو دیکھکر سمجھ گئے ہین کہ یہ انسان نہین واقع مین کوئی بلا ہی مگر آگے بڑھتے ہی چلے جاتے ہین کہ دیکھون تو یہ کہانتک مجھسے بھاگے گا جہان پا جاؤنگا بغیر مارے نچھوڑونگا لیکن وہ غول صحرائی رستم کو لگائے ہوے اسقدر دور نکل گیا کہ رستم اہل لشکر کی نظرون سے نہان ہو گئے دیکھیے اسکا کیا انجام ہوتا ہی اور رستم ثانی کہان پہونچتے ہین۔

اب چند کلمے داستان جلالت عنوان بدیع الملک کے نوجوان کے بیان سے کہے جاتے ہین

کہ یہ بھی بعد شہنشاہ گوہر کلاہ کے طرف قلعہ کام نہنگ کے چلے تھے طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے راہ مین خبر پائی کہ عیار شہریار مہتر طیقور شیر دل ملکہ مہرناز پرور کو چُرا لے گیا تھا اور پرسیلساے فرنگی نے اُسے قید کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ کیا تھا راہ مین بہت بڑا کشت و خون ہوا آخر کار نقابدار گوہر پوش ملکہ کو لیگیا یہ خبر سنکر بدیع الملک نے خیال کیا کہ اب جانا میرا طرف قلعہ کام نہنگ کے ہیچ ہی اور اُسی وقت طرف لشکر امیر باتوقیر کے مراجعت فرمائی طی مراحل کرتے چلے آتے تھے کہ دیکھا سامنے سے شہرنگ بن عمرو روتا پیٹتا چلا آتا ہی پوچھا بدیع الملک نے کہ کیون روتا ہی شاہزادہ رستم کہان ہین شہرنگ نے تمام ماجرا بیان کیا کہ بعد تشریف لے جانے حضور کے امیر نے اُنکو بھی براے مدد روانہ کیا تھا انجام یہ ہوا کہ راستے مین ایک غول بیابانی لگا نمعلوم کہان لیگیا شاہزادے کا پتہ نہین ہر چند ہمنے تفحص کیا مگر پتہ نہ ملا بدیع الملک نے نہایت افسوس کیا اور کہا وہ شہریار با اقبال ہی حامی اُسکا ہر مقام پر رب ذوالجلال ہی اور شہرنگ کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوے کچھ راہ طی کی تھی کہ لشکر رستم ثانی دکھائی دیا اہل لشکر بھی اپنے آقا کے واسطے پریشان تھے ہوشیار شاہ جدا رو رہا تھا بدیع الملک نے سب کو اپنے ہمراہ لیا اور طرف لشکر امیر کشور گیر کے روانہ ہوے یہان امیر باتوقیر منتظر وقت بیٹھے ہین کہ بدیع الملک و رستم ثانی آلین تو طرف کوہ بیضا کے کوچ ہو کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست یگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ ہرکارون نے آکر خبر امیر کشور گیر کو دی کہ آمد لشکر جرار فوج بسیار کی معلوم ہوتی ہی امیر مع سرداران ذیشان و پہلوانان عالیشان ایک بلندی پر آکر کھڑے ہوے اور گرد کی طرف نگران ہوے یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو علم نشانہ بارہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ سبز پھریرے پر ہر علم کے تعریف خداوند نعمت مسیحا تحریر تھی امیر سمجھ گئے کہ ہونہو یہ لشکر شہریار ہو دوسری جانب دیکھا کہ تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پھریرے علمون کے سبز اور ہر پھریرے پر تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم ہرکارون نے خبر دی کہ یہ فوج شہنشاہ گوہر کلاہ پسر بدیع الملک ذیجاہ کی ہی غرضکہ لشکر شہریار بمقابلہ لشکر امیر اُترنے لگا اور لشکر شہنشاہ گوہر کلاہ آکر لشکر امیر سے ملحق ہوا شہنشاہ نے ملازمت و قدمبوسی امیر باتوقیر کے حاصل کی شام تک لشکر شہریار صحرا مین اُترا کیا جس وقت وہ زمانہ آیا کہ روشنی

دن کی برطرف ہوئی اور تیرگی شب کی دور ہوئی طائر اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوے چونکہ شب واسطے
استراحت کے پروردگار نے پیدا کی ہو امیر باتوقیر بعد دربار برخاست کرنے کے اپنے خوابگاہ کی طرف متوجہ
ہوے جب دوسرا دن ہوا پھر گرد اُڑی سب تماشا دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہو لیکن جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ
ہوا دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الملک نوجوان مع لشکر گران نمودار ہوے اور لشکر رستم ثانی کے لوگون کو بھی
ہمراہ دیکھا کیونکہ علم سبز لشکر بدیع الملک کی علامت اور نشانہاے سرخ فوج رستم کی علامت ہو جسوقت
بدیع الملک آکر لشکر امیر باتوقیر سے ملحق ہوے اور بملازمت صاحبقرانی حاصل کی امیر ثانی نے حال رستم
کا پوچھا کہ کہان ہین بدیع الملک نے سارا ماجرا جو زبانی اہل لشکر کے سُنا تھا بیان کیا امیر کو نہایت تردد ہوا
ارادہ فرما رہے تھے کہ کسی کو براے مدد روانہ کرین لیکن تیسرے روز خبر پہونچی کہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ
تیس لاکھ فوج وسپاہ کی جمعیت سے آتا ہو اور دو سردار آفت روزگار شندگاوہ آہن کلاہ کہ ساڑھے تیرہ سو
من کا میل فولادی باندھتا ہو اور دوسرا افلاک روئین تن کہ تلوار اُسپر اثر نہین کرتی اُسکے ساتھ ہین اور
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو وخلخال بن صلصال بھی ہمراہ ہین اور سُنا گیا ہو کہ صلصال کے پاس
کوئی ہیکل ہو کہ اُسکے سبب سے نہ تلوار اُسکے جسم پر اثر کرتی ہو اور نہ کسی سے زیر ہوتا ہو بوقت مقابلہ خودبخود
قوت حریف کی سلب ہو جاتی ہو امیر نے فرمایا کچھ پروا نہین خداے ما بزرگ است لیکن اب آمد لشکر
لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ شروع ہوگئی اس طرح کہ گرد اُڑی اور بارلیق بن سارلیق ایک لاکھ سوار کی
جمعیت سے پہونچا جاے مناسب دیکھکر خیمہ برپا کیا بعد اسکے دوسری گرد اُڑی اور سیلاب پیل گردان ایک
لاکھ سوار سے پہونچا تیسری گرد اُڑی قزریل عقرب چشم تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا چوتھی گرد اُڑی
اور قلماق اژدرہ خوار تین لاکھ سوار سے پہونچا پانچوین گرد اُڑی افراط بن تفرلط تین لاکھ سوار سے
آکر قایم ہوا چھٹی گرد اُڑی اور مریخ ستارہ چشم چار لاکھ سوار سے پہونچا ساتوین گرد اُڑی مندویل فیل
گردن چار لاکھ سوار سے آیا آٹھوین گرد اُڑی پلنگ شیر سر چار لاکھ سوار سے پہونچا نوین گرد عظیم بلند
ہوئی اور لشکر بسیار نمودار ہوا کہ افسر اُس لشکر کے قیراط آدم خوار مقصود مردم درد وخونخوار مریخ پیشانی
صلصال بن دال وخلخال بن صلصال شندگاوہ آہن کلاہ اور افلاک روئین تن تھے اب تو یہ عالم ہوا
کہ تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا جابجا خیمہ خرگاہ برپا ہونے لگے جوانان فوج اُترنے لگے بعد ان سبکی نہایت
عظم وشان سے دیکھا کہ قیطول اُڑتے چلے آتے ہین اور ایک مرکب بادرفتار دوش صبا پر سوار آگے آگے
قیطولون کے بغیر پر وبال اُڑتا چلا آتا ہو نام اسکا نوشن تقرب رسان ہو کہ جسکو لاجورد شاہ طلب کرتا ہو
یہ مرکب اپنی پشت پر سوار کرکے باآسانی قیطول لے جاتا ہو امیر باتوقیر اسکی آمد دیکھکر نہایت متعجب ہوے
تھے کہ یہ ملعون بڑی شان وشوکت پیدا کرکے آیا ہو لیکن قیطول لاجورد شاہ کے صدر لشکر مین بالاے ہوا
قایم ہوے اب ان سبکو تو اسی حالت مین چھوڑیے

لیکن چند کلمے داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین

کہ دیو تندک نامہ ملکہ آسمان پری اپنے ہمراہ لایا تھا امیر براے مدد طرف پرستان کے روانہ ہوے
بساط پر تشریف فرما تھے پہلو مین دوست قدیم لندھور بن سعدان گرد سارفیق ساتھ تھا جو مقامات

پرستان کے راستے مین ملتے جاتے تھے صاحبقران لندھور کو بتے دیتے جاتے تھے کہ یہ فلان جگہ ہی یہ فلان مقام ہی عمر ہندی کی گردن پر سوار جس وقت پرواز اسکی تیز ہوجاتی ہی خواجہ سلامت کان اینٹھتے ہین کہ آہستہ آہستہ پرواز کرو آخرکار بساط ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران گلستان ارم مین پہونچا خبر ملکہ آسمان پری کو ہوئی برائے استقبال آکر امیر کو لے گئی مسند پر بٹھایا امیر نے حال سلیمان اعظم کا پوچھا آسمان پری نے کہا کہ چلکر دیکھ لیجیے امیر قریب سہری کے آئے دیکھا کہ سلیمان اعظم شدت تپ سے بیہوش ہین ہاتھ جسم پر رکھنا ناگوار گذرتا ہی امیر نے بازو پکڑ کر دعا پڑھی سلیمان بیہوش تھے انتہا کی غفلت طاری تھی وہان سے اُٹھکر پھر امیر با توقیر آکر مسند پر متمکن ہوے آسمان پری نے کہا کہ ای بیمروت ادھر تو ہم اس حال پر ملال مین مبتلا ہون اور تم خبر بھی نہ لو جبسے تمنے شادی ملکہ قریشہ سلطان کی سلیمان ثانی کے ساتھ کر دی اُس وقت سے آسنے لڑنا بھڑنا موقوف کر دیا یہ لڑکا سلیمان اعظم اس حال مین مبتلا ہی سنا ہی کہ دیو گر گرہ دھر مر لبیہرا ان گزمیت بن فقہ بہت قریب آچکے ہین امیر نے فرمایا ای آسمان پری تمنے مجھے ناحق ستایا مین نہ تو صاحبقرانی کو ترک کیا اس وقت جو صاحبقران ہی یعنی فرزند دلبند میرا اُس سے اعانت طلب کی ہوتی آسمان پری نے عرض کیا کہ ہوے کو سلامتی سے سب ہین تمھارے بیٹے پوتے ماشاءاللہ بہت سے ہین مگر مجھے تو تمھین سے سروکار ہی اگر تم ایسا ہی کہتے ہو تو خیر مین نامہ بھیجتی ہون اور اُسیوقت دیو تندک سے حکم کیا کہ تو لشکر حمزہ ثانی مین جاکر یہ نامہ میرا دے آنا بلکہ جواب خط بھی لیتا آنا یہ کہکر نامہ تحریر کیا اور تندک کو دیکر روانہ کیا یہ تو اُس طرف روانہ ہوا لیکن امیر با توقیر قبر شہپال بن شہرخ پدر آسمان پری پر تشریف لاے فاتحہ پڑھا اشکبار ہوے اپنی ضعیفی پر خیال کیا شباب کا زمانہ یاد آیا لندھور سے فرمایا ای دارائے ہند ایک روز یہی انجام سب کے واسطے ہی ابھی کل کی بات ہی کہ ہم تم جوان تھے ولولہ شباب تھا کیسے کیسے کارنمایان بفضل خلاق انس وجان سے کیے کہ وہم مین بھی نہین آسکتے تھے آج یہ کیفیت ہی کہ نہ وہ ولولہ ہی نہ اُمنگ ہی اگر کسی حسین ماہ جبین پر نظر بھی پڑتی ہی تو اپنا سن دیکھکر اُس سے بات کرتے شرم معلوم ہوتی ہی آنکھ ملاتے حجاب آتا ہی یا ایک وہ زمانہ تھا کہ بموجب شعر پردہ در حیا سے خود کچھ نہ ہمین حجاب تھا ؎ عشق کے بعد یہ کھلا ہم وہ نشئہ شباب تھا ؎ یا اب یہ کیفیت ہی کہ جب بالون کی سفیدی پر نظر پڑتی ہی سفیدہ صبح محشر کا آنکھون کے نیچے پھر جاتا ہی دل افکار انجام مین گھر جاتا ہی بموجب شعر ہوے گلشن زیست سے نا اُمید کہ نرگس ہوئی زرد سنبل سفید ؎ لندھور کی یہ کیفیت ہی کہ بیان صاحبقران پر سکوت کا عالم ہی دل پر ہجوم غم ہی عرض کرتے ہین کہ حضور بیان سے چل کر میرا بھی یہی جی چاہتا ہی کہ سلطنت کو ترک کرکے یہ نفس چند گدایانہ طور پر حضور کے ہمراہ عبادت الٰہی مین بسر کرون حقیقت مین کہ یہ جاہ وحشم طبل وعلم دنیا تک ہین قبر مین سوا دو گز کفن کے کوئی شے مال دنیا سے ساتھ نجائیگی لہذا جس چیز کو ثبات نہین اسکی ہوس بیکار ہی حمزہ صاحبقران مع لندھور بن سعدان تو اس حالت عبرت آل مین ہین ؎ ؎

اب دو کلمے داستان ہیبت نشان صاحب صولت جہانبانی جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ لشکر امیر با توقیر کا صحرا مین مقیم ہی ارادہ کوہ بیضا کی طرف چلنے کا ہوا تھا لیکن عجب سخت زمین اس صحرا کی تھی کہ پاؤن پکڑتی تھی جانے نہ دیتی تھی ایک نہ ایک مرحلہ ایسا درپیش ہو جاتا تھا کہ سفر معطل

رہتا تھا ویسا ہی اتفاق گذرا کہ اول تو شہریار بن ملک پر سیاسے فرنگی نے آکر بمقابلہ لشکر امیر فوج کو
اُتارا کہ بموجب مشہور مثل یک نشد دو شد لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ بھی آپہونچا لیکن یہ ملعون عجب شان و شوکت
کے ساتھ آیا ہو کہ تیس لاکھ فوج اسکے ہمراہ ہو سردار نہایت زبردست زبردست ساتھ ہین جنمین ایک ایک
کو یہ دعوی ہو کہ ہم امیر سے مقابلہ کرینگے قیطول اُسکے بالاے ہوا اُڑتے آتے ہین کہ حال ان قیطولون
کا اپنے وقت پر مذکور ہوگا لیکن لاجورد شاہ نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے
بعد دعا و ثناے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ لشکر لاجورد شاہ مین طبل جنگ بجا ہو فرمایا کچھ پروا نہین
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دل زمین
ہول سے تھرایا اُدھر لشکر شہریار نابکار مین بھی طبل جنگ بجا تینون لشکرون مین تیاری ہونے لگی جوانان
آزمودہ کار دلاوران تہور شعار سلاح سنجوگ درست کرنے لگے کوئی تلوار کو سان پر لگا کر باڑھ دیکھ رہا تھا کوئی
نیزے کے پھل کو اور آبدار کر رہا تھا کوئی کمند کے سلجھانے مین اُلجھا ہوا تھا کوئی زرہ کے جال مین پھنسا ہوا
تھا عجب عالم تھا کہ جوانمردون کے چہرون پر بشاشی چھائی ہوئی سُرخی چہرون پر آئی ہوئی تھی کہ کل روز نام و
ننگ ہو ایسی حرب کرنا چاہیے کہ نام رستم و سام صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹ جائے جو بزدلے
تھے وہ چھپ کر پردہ شب کو غنیمت جان کر نکل نکل گئے تھے بعضے بہانے کر کر کے ٹل گئے کہانتک
گذارش کیا جائے کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے صاحبقران ثانی عبادت سبحانی سے فراغت کر کے اسلحہ حرب تن پر آراستہ کرنے لگے
کہ اتنے مین خبر آمد سلطان خاص و عام بادشاہ اسلام کی ہوئی امیر باتوقیر مع سرداران نامی و گرامی بادشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوے سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا بعد امیر کے اور سردارون کے سلام ہوے
بادشاہ آنکھ کے اشارے سے جواب سلام دیتے ہوے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوے صدر مین
تخت شاہی قائم ہوا داہنی جانب فوج دست راست اور اُنکے سردار علمہاے سبز کھلے ہوے بائین
جانب سرداران دست چپ مع فوج ظفر موج اور علمہاے سُرخ جلوہ نما یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک طرف
باغ کھلا ہوا ہو ایک طرف لالہ پھولا ہوا ہو امیر چالیس قدم لشکر سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی مرکب سہ چشمی پر
سوار آکر کھڑے ہوے علم اژدہا پیکر سر پر کھلا اور پھر ہر طرف سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران
پیدا ہوئی اور سردار دس دس قدم صف سے آگے بمرتبہ سرداری قائم ہوے اُدھر دیکھا تو ایک
جانب لشکر لاجورد شاہ صف بندیان کر رہا ہو وسط لشکر مین قیطول بالاے ہوا قائم ہین سردار
صفون کی درستیان کر رہے ہین ایک جانب شہریار باوقار اپنا لشکر آراستہ کر کے آپ بمرتبہ صاحبقرانی
لشکر سے چالیس قدم آگے اپنا مرکب بڑھا کر کھڑا ہوا ہو اسکو دعوے ہو کہ مین صاحبقرانی امیر سے
چھین لونگا مین آپ صاحبقران ہون مہتر طیفور بہتر ول رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہوے
کھڑا ہو کہ یکایک بیلدار برق رفتار صفون سے نکل نکل کر میدان جنگ کی درستی بصد تیز دستی کرنے لگے
اور آن واحد مین جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو مانند آئینہ کے ہموار کر دیا بعد اسکے سقون نے آب پاشی
کر کے گرد کو بٹھایا تازی کھدی ہوئی مٹی پر جو پانی پڑا عجب سوندھی سوندھی خوشبو پھیلی کہ دماغ جان

کو تر و تازہ کر دیا نقیبان بلند آواز ساز ملا ملا کر بزم سُرون مین اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے اشعار

ہین کہان آج رستم و بہرام — جنکا زیر فلک بلند ہی نام

کشتۂ تیغ مرگ ہو گئے آہ — کرتے تھے کلۂ نہنگ جو چاک

ملتی تھی جنکی تیغ سے تنخواہ — دل شگاف اب پڑے ہین زیر خاک

صفدرو آج کام تم بھی کرو — نام کا دن ہی نام تم بھی کرو

اُس وقت نقیب نہیب دیکر نکل گئے بہادرون کی رگون مین خون شجاعت سے جوش مارا تلوارون کے قبضون پر ہاتھ جا پڑے تیغین نیامون سے اُگلنے لگین مرکب تہ ران ہجنبیان کرنے لگے کہ یکایک بارلیق بن بہارلیق مرکب اپنا چمکا کر سامنے قیطول لاجورد شاہ کے آیا گھوڑے سے اُتر کر آستان عبودیت کو بوسہ دیا اجازت چاہی لاجورد شاہ نے کہا جا تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کے بارلیق بار دگر مرکب پر بیٹھا اور رُخ میدان کارزار کا کیا اب اُدھر تو لشکر اسلام منتظر ہی کہ دیکھیے کسے یہ ٹوکتا ہی کسے ارادہ پیکار رکھتا ہی یا فرنگیون سے عزم مقابلہ رکھتا ہی لیکن بارلیق نے میدان مین ہو رُخ کر پہلے خوب سلح شوری کی سرابا میدان کا دکھایا جب خوب پسینہ مین غرق ہو گیا نیزہ زمین پر گاڑ کے ذم کو آراستہ کر کے نہیب دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان جسکو تمنا سے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو اور اگر جان اپنی پیاری ہو تو آکر خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کرے کہ وہ جاگتی جوت کا خداوند ہی جب جی چاہے اپنے خداوند کی زیارت کر لے اب بھی پرستش سے خداے نادیدہ کے باز آؤ تم لوگون کی عجب عقل ہی کہ جسکو دیکھا نہین اسکو خدا مان لیا یہ سُنا تھا لشکر اسلام مین جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ کیخسرو نامدار نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آ گئے اجازت حرب و پیکار چاہی بادشاہ نے فرزند کو نگاہ حسرت سے دیکھا گردن نیچی کر لی اس سے یہ پیدا تھا کہ تمھین تو ایسے مقابلہ جانے کی کیا ضرورت تھی لیکن بمجبوری فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا کیخسرو نامدار مرکب پر سوار متوجہ میدان کارزار ہوے اور للکارا بارلیق کو کیا جھک مارتا تھا نہین جانتا تو اس پروردگار کو کہ جسکو خداے نادیدہ کہتا ہی وہ ایسا ہی کہ کل موجودات کو اُسنے پیدا کیا ہی اُسکو نہین کسی نے پیدا کیا ہی اُسکی شان ہی نرالی ہی ذات اسکی قدیم ہی اور یہ خر ناشخص کہ تو جسکو خداوند خداوند کہکر پکار رہا ہی باپ اسکا جس ذلت و خواری سے مارا گیا تمام عالم پر روشن ہی اگر خداوند تھا تو کوئی قدرت نمائی نہ کی اسی طرح ایک روز لاجورد شاہ بھی کتے کی موت مار ڈالا جائیگا کچھ ہاتھ آئے گا یہ سُنتا تھا کہ بارلیق پکارا او خدا پرست تو بڑا دریدہ دہن معلوم ہوتا ہی لاف بہادری کی کیخسرو پکارے نہین جانتا آئین اہل اسلام کا کہ ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے جب پروردگار تیری حرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سُنکر بارلیق نے نیزے کا وار کیا کیخسرو نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ باہم پیچیدہ ہو گئے طعن پر طعن چلنے لگی بند بند سنے لگے اور کھلنے لگے کوئی پچاسی طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ کیخسرو نامدار نے چھڑ پر چھڑ ماری اور نیزے کو بارلیق کے مانند کاکل محبوبان پیچیدہ کر کے جو ہکا مارا نیزہ مانند تیر شہاب کے سن سے فلک کو نکل گیا بارلیق نیزہ کھر آب خجالت مین غرق ہو گیا لیکن خفیف ہو کر گرز سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سر کیخسرو پر وار کیا کیخسرو نے کلۂ عمود کو مثل خیار تر کے قلم کیا بارلیق پکارا خیر نیزہ بازی گرز بازی خلال بازی حمال بازی تیغ بازی کر است بازی جسکو

حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا سر کیخسرو عالی وقار پر کیا کیخسرو نے وار اسکا پشت شمشیر پر
روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا تیغ راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوگئے اہل فوج لاجوردشاہ تھرا گئے شہریار بن
پرسیسا نے بھی غور سے دیکھا جوانان لشکر اسلام نے تعریف کی لیکن لشکر کفار سے کذاب کوہی نے کر گردن
اپنا نکالا لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا کہا غضب کیا ایسے زبردست کو ایک ضرب مین مار ابڑا تو زبردست
ہی نہین جانتا مجھکو کہ مین کون ہون منم کذاب کوہی کہ گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت روی یہ کہکر ارہ پشت نہنگ کیخسرو نامدار
پر مارا کیخسرو نے ارہ کو بھی تیغ سے قلم کیا اور وار شمشیر کا کیا کذاب نے سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا تلوار کو بیچ مین ضامن دیا لیکن تیغ
کیخسرو کا سپر کو مانند قرص پنیر کے دو کرتا ہوا اپل تلوار کا تراشتا ہوا خود پر پہنچا کذاب ہوشیار ہی مرد جہاندیدہ سرد و گرم زمانہ چشیدہ ہی سر اپنے
پیچھے کھینچا کوئی تین انگل کا زخم سر مین آیا تیغہ سر سے نکلکر گردن مرکب پر بیٹھا گردن گینڈے کی قلم ہوئی مرکب آتشبازی کے
مانند چرخ مارنے لگا راکب و مرکب دونون غلطان پیچان زمین پر آئے کیخسرو نے نعرہ کیا کہ لیجاؤ اسے میدان سے کہ مردے سے
بدتر ہی بھیجو کسی اور کو لوگ لشکر لاجوردشاہ سے آئے اور کذاب کوہی کو زبردستی سے اٹھا لیگئے کہان تک بیان
کیا جائے کہ کیخسرو نے آج کی میدان داری مین سات سردار لشکر کفار کے زخمی کیے اور تین سردار
جان سے مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان جنگ سے پھرے اپنی اپنی فرودگاہ
پر آئے شہریار جدا اپنی فوج و سپاہ کو لیے ہوئے میدان سے پھر داخل بارگاہ ہوا لیکن چونکہ یہ بھی
بہادر پرست ہی تعریف جنگ کیخسرو کی کرتا تھا کہ کیا بہادر ہی اور کس آن بان سے لڑتا ہی ادھر
لاجوردشاہ نے لاشین اپنی فوج والون کی جلوا دین انکے عزیزون کو تسکین دی کہ انکی بروز جشن
خداوندی ان سبکو ہم پھر زندہ کر دینگے اس طرف امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے بادشاہ
فرزند پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے سب سردارون نے پوشاک رزم اتاری لباس
بزم مین کر بیٹھے جام بادۂ ناب گردش مین آیا یکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک دیو سرچھارہ منیم
پہاڑ ٹھہرا ہوا اجازت باریابی مانگ رہا ہی فرمایا امیر نے کہ آنے دو جس وقت دیو اندر بارگاہ کے
آیا دیکھا امیر باتوقیر نے کہ تندک دیو ہی پوچھا کہ خیر و عافیت تو ہی مادر مہربان کا مزاج مبارک کیسا ہی تندک
نے بعد خیر و عافیت بیان کرنے کے عرض کیا کہ یہ نامہ لایا ہون امیر نے نامہ ہاتھ سے دیو کے لیا پڑھا
تحریر تھا کہ ای فرزند دیو کرکرہ اور مرمرہ پسران کزمیت بن قہقہہ کئی لاکھ دیوون سے برائے غارت گلستان ارم
چلے ہین اور بھائی تمھارا سلیمان اعظم نہایت علیل ہی پہلے مین نے اضطراب مین تمھارے باپ کو
بلا بھیجا لیکن وہ جنگ و جدل سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مین نے صاحبقرانی کو ترک کیا اب
حمزۂ ثانی سے کہو لہذا تمکو اطلاع دی گئی امیر ثانی نے نامہ تندک کے ہاتھ مین دیدیا اور کہا کہ میری
طرف سے تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ مین خود یہان لشکر لاجوردشاہ مین گھرا ہوا ہون ادھر شہریار بن پرسیسا
برائے مقابلہ آیا ہوا ہی اور وہ دعوے صاحبقرانی رکھتا ہی رستم ثانی کا کہین پتا نہین اگر اس وقت مین پرستان
چلتا ہون یہان لشکر پر نہین معلوم کیا گذر جائے گی لہذا مین مجبور ہون تندک یہ جواب صاف سنکر دم بھر وہان
نہ ٹکا اور طرف پرستان کے روانہ ہوا لیکن بعد جانے تندک کے یہان پھر خبر آئی کہ لشکر لاجوردشاہ
مین کوس حربی بجا ہی امیر نے فرمایا کہ خدائے ما بزرگ است یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے
طبل جنگی اسی وقت نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا طیاری جنگ و جدال ہونے لگی یہان تک کہ آمد

شہنشاہ خاور سے فوج انجم گریزان ہوئی علم کاہکشان سرنگون نظر آیا سواد شب نے خیمہ سیاہ اپنا اٹھایا
لوگ اپنے اپنے خوابگاہ سے اٹھے اپنے اپنے مذہب و آئین کے موافق عبادت پروردگار سے فراغت
کرکے اسلحہ حرب کو تن پر درست و چست کرکے عازم میدان قتال و جدال ہوے دو گھڑی دن چڑھتے
چڑھتے تمام میدان فوجون سے مملو ہوگیا ایک جانب شہریار نامدار با فوج بسیار و سرداران عالی وقار مانند
شمائل خان بن جذائل خان و بہرام تیغزن و قہرمان دیوانہ و فیروزہ دیوانہ و کرتوس تبرزن و قیماس
بلند آواز و قیلوس بلند بالا و شیرزاد سے شیر چشم و ہامان سیمون چشم عجب عزم و شان سے صف آرای میدان
کارزار ہوئی ایک طرف لشکر لاجورد شاہ کے سرداران ذیجاہ میدان جنگاہ میں صف بندیان کرنے لگے اس طرف
کے داہنے جانب خونخوار مریخ چشم سیماب تند گردان پلنگ شیر سر افراط بن تفرلیط قلماق اژدر خوار
جانب دست چپ مریخ ستارہ چشم مندویل فیل گردن قیراط آدمخوار ہومان دیوانہ مفقود مردم در
دغیرہ افسر فوج شنگاوہ آہن کلاہ ہی اور ساتھ اسکے افلاک روئین تن سا پہلوان تہمتن ہی صلصال و خلخال
پاس لاجورد شاہ کے بالاے قیطول میں اس طرف امیر کشور گیر صاحب چہار شمشیر زینت بارگاہ سلیمانی
جناب حمزہ صاحبقران ثانی مع فوج کثیر جم غفیر صفون کو آراستہ کیے ہوئے منتظر جنگ کھڑے ہین
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ عاد شتر گردن نے کرگدن اپنا
صف سے نکالا اور لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ باشش
اے گروہ خدا پرستان جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو ہنوز سخن در دہان
تھا کہ جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے
مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آئے گھوڑے سے اتر کر اجازت حرب چاہی
فرمایا امانت پروردگار میں دیا ہی بدیع الزمان بار دگر مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان کارزار ہوے
عاد شتر گردن نے جو بدیع الزمان کو آتے دیکھا وہین سے تیر کمان میں جوڑا اور تاک کر سینہ بدیع الزمان
پر مارا بدیع الزمان نے تیر اسکا تیغ سے قلم کیا اور مرکب کو اڑا کر قریب جا پہونچے عاد نے نیزہ مارا
بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی بیاسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بدیع الزمان
نے نیزہ عاد کا ہوائی کیا عاد نے غصے میں آکر وار چوبدست کا کیا بدیع الزمان نے چوب اسکی سپر پر
روکی اور ہاتھ گرز کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوے فوج اسلام سے صداے احسنت و مرحبا بلند ہوئی فوج
کفار کمر شکستہ و دردمند ہوئی لیکن معاد شترلب نے جو یہ حال دیکھا وہین سے تلوار کھینچکر جھپٹا کہ غضب کیا
تونے کہ بھائی کو میرے مارا بازو میرا شکستہ کیا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہتا ہوا قریب بدیع الزمان
کے پہونچا اور وار تیغہ آبدار کا کیا بدیع الزمان نے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ طہمورث دیوبند
کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے یہ حال دیکھکر افراط بن تفرلیط نے رخ میدان کا کیا اور کہا کہ
واقع میں تو بڑا ہی سرکش ہی جو تجھے لوگ سر فتنہ ملک باختر کہتے ہین لیکن کسی سخت سے ابھی سامنا نہین
ہوا ہی یہ کہکر ارادہ پشت نہنگ کا کیا بدیع الزمان نے وار اسکا رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر کو
اٹھایا تلوار سپر کو قلم کرکے خود پر بیٹھی جھنکا جو مارا تا دو ابرو اتر گئی افراط نے دستانہ مارا تلوار کو جھٹکا کر سر سے
نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی تو غشی طاری ہوئی بدیع الزمان نے آواز دی کہ لے جاو اسے

کہ مردے سے بدتر ہی ہم لوگ زخمی سے نہین لڑتے ہین لوگ آکر افراط کو بھی لے گئے غرضکہ بدیع الزمان
نے بھی شام تک چھہ سردار لشکر کفار کے زخمی کیے اور چار جان سے مارے شام کو طبل بازگشت بجا اور
اور تینون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے شہریار اپنی بارگاہ مین گیا بدیع الزمان کی نہایت تعریف کرتا ہوا لیکن
رغبت زیادہ سرداران دست چپ کی طرف ہی لیکن وہان لاجوردشاہ نے توسن تقرب رسان کو حکم دیا
کہ جا اور سرداران لشکر کو یہ خبر افسران فوج کو ہوئی یکے بعد دیگرے حاضر خدمت خداوندی ہونے لگے
یہانتک کہ کل سردار داخل دربار ہوئے لاجوردشاہ تخت خداوندی پر جلوہ افروز ہی افسران فوج گرد
پیش ہین کہ شنگادہ آہن کلاہ نے عرض کی کہ یا خداوند کل کے روز حکم کر دیجیے کہ کوئی میدان جنگ مین
نہ نکلے میرا سپہ سالار افلاک رو دلین تن ان خداپرستون کے واسطے کافی ہی دیکھیے تماشا اُسکی جنگ کا کہ حمزہ
بھی کچھہ نہ کر سکیگا لاجوردشاہ نے کہا مین نے تقدیر کو تیری راے کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت نقارہ زرہی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے عرق مین آلودہ پسینہ مین
عرق گردین لٹے ہوئے خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ کل کے روز کوئی مرد و دافلاک
رو دلین تن ہی کہ وہ مقابلہ کریگا کفار مین نہایت خوشی ہی لاجوردشاہ کہہ رہا ہی کہ مین نے اسکی موت کو پیدا ہی
نہین کیا یہ کسی کے ہاتھ سے مارا نجائے گا بادشاہ اسلام یہ گفتگوے لاطایل لاجوردشاہ کی زبانی ہرکارون
کے سنکر بہت ہنسے اور فرمایا کہ کہدو ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تایید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
نقارہ سلیمانی نوازش مین آیا انکو تو اسی حال مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان عبرت نشان قوت بازو صاحبقرانی عمرو بن حمزہ یونانی کے گزارش کیے جاتے ہین

کہ یہ ہمیشہ صحرا صحرا پھرا کرتے ہین فقیرانہ طور پر زندگی بسر کی جب کوئی وقت سخت امیر کشور گیر پر پڑا اور کسی
عزیز پر دیکھا تو کام آئے ایک صحرا مین مع فوج مقیم تھے دیکھا کہ ایک قافلہ چلا آتا ہی اپنے عیار سے کہا کہ
جاکر دریافت تو کرو کہ یہ کاروان کس طرف سے آتا ہی بہت دنون سے کچھہ خبر قبلہ دین و دنیا کی نہین معلوم ہوئی
عیار نے آکر عرض کی کہ یہ قافلہ مکہ سے آتا ہی عمرو بن حمزہ قریب اُس کاروان کے آئے اور پوچھا کہ آپ
لوگون کو کچھہ حال جناب حمزہ صاحبقران کا بھی معلوم ہی اُن اہل قافلہ نے کہا کہ بالفعل تو امیر با توقیر خانہ کعبہ مین
نہین تشریف رکھتے ہین سنتا ہی کہ پرستان مین گئے ہوے ہین لیکن ہان ابھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ فولاد
حبشی بہزاد حبشی پسران شداد حبشی نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی لیکن لندھور نے آکر دونون کو شکست
دی بعد اُسکے پہلوان عادی محافہ ملکہ گلشن آرا بانو کا لیے ہوے آتے تھے راہ مین کوہان کوہ سے
کوئی کافر تھا کہ عادی ہاتھ سے اُسکے مارے گئے اور ملکہ نے جام زہر نوش کرکے انتقال کیا لندھور آکر
لاشین لے گئے امیر دن رات قبر پر بیٹھے رہتے تھے کبھی کلام شریف پڑھ کر روح کو ثواب بخشتے تھے
کبھی روتے تھے یہ سنتا تھا کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے گریبان کو چاک کیا سر پر خاک ڈالی اور اُسی وقت
کوچ کرکے خانہ کعبہ مین آئے قبر پر فاتحہ پڑھا اور بہت روئے کہ ملکہ گلشن آرا بانو مادر مہربان عمرو بن
حمزہ کی ہین لیکن حسب اتفاق جو دیونند خش جواب نامہ امیر ثانی سے لیکر پھر اتھا اسی طرف سے گذرا سکا
ہوا دیکھا کہ امیر بیٹھے مرقد ملکہ گلشن آرا پر رو رہے ہین تندک یہ سمجھا کہ شاید صاحبقران اسی

خیال سے کہ امیر ثانی نے کسی کو براے مدد روانہ کیا ہو گا آپ رخصت ہو کر چلے آئے ہین اور حمزہ ثانی نے
جواب صاف دیا لہذا امیر کو اطلاع کرتے ہوے چلنا بہتر ہی یہ خیال کر کے بالاے ہوا سے زمین پر آیا سلام کیا
عمرو بن حمزہ نے جو تندک کو دیکھا پوچھا کہ قبلہ و کعبہ خیریت سے تو ہین اب تندک نے بھی پہچانا کہ یہ
فرزند اکبر امیر کے عمرو بن حمزہ یونانی ہین تندک نے عرض کی کہ حضور ہان ابھی تک تو خیریت ہی لیکن آیندہ
دیکھا چاہیے کہ دیوکر کرہ اور مرمرہ پسران گوزیت مین قہقہہ لشکر دیوان لیکر چل چکے ہین ہنوز گلستان ارم
مین پہونچنے نہین پاے ہین ملکہ آسمان پری نے صاحبقران کو بلا بھیجا تھا امیر نے ارشاد کیا کہ مین جنگ
جدل ترک کر چکا صاحبقرانی سے دست بردار ہوا اب جو صاحبقران وقت ہی اُس سے اعانت طلب کرو
تو بہتر ہی ملکہ نے امیر کے فرمانے سے نامہ حمزہ ثانی کو بھیجا اُنھون نے جواب صاف دیا کہ مجھے فرصت
نہین کہ آؤن اور کسی کو مین اس قابل نہین سمجھتا کہ براے مدد روانہ کرون مین نے جو آپ کو دیکھا تو مجھے
حمزہ صاحبقران کا گمان ہوا مین نے اس خیال سے کہ اطلاع کرنا ضروری ہی اپنے کو یہان پہونچایا تو
آپ کو دیکھا عمرو بن حمزہ نے کہا کہ افسوس کچھ حمزہ ثانی کو پاس و لحاظ بزرگون کا نہین جواب لکھتے
ہوے شرم بھی نہ آئی خیر مارا چہ ازین اے تندک تو مجھے خدمت مین مادر مہربان ملکہ آسمان پری کے لیچل
تندک نے عمرو بن حمزہ کو اپنی گردن پر سوار کیا اور طرف پرستان کے روانہ ہوا

لیکن اب حال گلستان ارم کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ بعد جانے تندک کے تیسرے روز خبر پہونچی کہ دیوکر کرہ و مرمرہ پانچ لاکھ دیوون سے حوالی گلستان ارم مین
آپہونچے ہین ملکہ آسمان پری نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ بیرون قلعہ مقیم ہو سیامک سیاہ قبا مع لشکر دیوان
گلستان ارم سے باہر آکر پہونچے خیمہ برپا کیا لیکن کرکرہ اور مرمرہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت
کوس حربی نوازش مین آیا یہان لشکر آسمان پری مین طبل جنگ بیدرنگ بجا تیاری جنگ ہونے لگی دیوون
نے اپنے اپنے حربے درست کرنا شروع کیے کسی نے شاخون پر آہنی پھل شل نیزے کے چڑھائے
کسی نے ارہ پشت نہنگ کے دانت بارہ دار کیے کسی نے وار شمشاد کو ہاتھ مین تولا کوئی میل فولادی
کو جلا دینے لگا کسی نے زنجیر سارلق کی کڑیان درست کین اسی طور سے اپنے اپنے حربے درست
کرنے لگے یہانتک کہ وہ وقت آیا کہ دیو سفید صبح نے زنگی شب کو شکست دی امیر مصروف عبادت
پروردگار ہوے بعد فراغت فریضہ سحری ہمراہ اپنے لندھور بن سعدان گرد کو لیکر رخ میدان کارزار
کا کیا سلیمان اعظم کی تپ بھی آج کسی قدر کم ہوئی ہی یہ بھی ہمراہ بدر عالی جاہ مین لیکن جسوقت امیر با توقیر
اپنے لشکر مین پہونچے دیکھا فوج حریف کی صف آرا ہی صاحبقران نے لندھور کو افسر لشکر قرار دیا
اور سلیمان اعظم کو پہلو مین لیے آپ تماشاے جنگ دیکھنے کے قصد سے کھڑے ہو رہے لیکن
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلدارون نے صفون سے نکلکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر زمین کو ہموار
کیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیب بہادرون کے دوست نامردون کے رقیب بڑون
کے قریب آکر نسب دیگر چلے اُس وقت دیوکر کرہ میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ جسکو تمناے مرگ
و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سنکر سیامک نے امیر سے اجازت جنگ لی اور
سامنے دیوکر کرہ کے آیا کرہ کرہ سیامک کو دیکھکر بہت ہنسا اور کہا کہ تو کیون جان دینے آیا ہی

اُسی آدم زاد لقمہ چرب کو کہ جسکا گوشت نہایت مزے کا ہوگا سیا مک نے کہا کیا جھک مارتا ہی یہ میدان
جنگ ہی بزم تمسخر نہین ہی یہ سُنکر دیو کر کرہ نے ساریق ماری کہ شانہ سیامک کا نشانہ ہوا ہاتھ شانے
سے جھول گیا چاہا دیو کر کرہ نے کہ دوسرا وار کرکے کام اسکا تمام کرون کہ سیاہ قبا جھپٹ پڑا اور آواز دی
کہ کیا کرتا ہی ابھی ملک الموت تیری جان کا مین موجود ہون کر کرہ نے وہی ساریق سیاہ قبا پر ماری اسکا
سر زخمی ہوا چاہتا تھا دیو کر کرہ کہ سر دونون کے کاٹ لون کہ لندھور نے امیر سے اجازت لیکر نعرہ کیا
کہ باش او بد مساق کیا کرتا ہی ادھر آ کر کرہ لندھور کو دیکھکر بہت ہنسا اور کہا او آدمزاد کیا تو دیو دون سے
زیادہ طاقت و قوت رکھتا ہی جو بہ ارادہ جنگ آیا ہی نہین دیکھا تو نے کہ کیا حال کیا مین نے ان دونون کا
بے مین منہ کھولتا ہون تو کود پڑ نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ سلیلا سلیلا کر کھا جاؤنگا بیشک تو لقمہ چرب
ہی یہ کہکر آنکھین بند کرلین اور منہ کھول دیا لندھور نے ایک سنگ گران اُٹھا کر اسکے حلق مین ڈال
دیا دیو نے دانت جو مارا تو پتھر پر پڑا گھبرا کر آنکھین کھول دین لندھور کو سامنے کھڑا پایا لکارا او
آدمزاد تو بڑا مکار معلوم ہوتا ہی لندھور نے آواز دی کہ مردود تو مجھے لقمہ چرب کہتا ہی نہین جانتا کہ مین
لقمہ سخت ہون دیو نے غصہ مین آکر لندھور پر بھی وار ساریق کا کیا لندھور نے ایک گولہ ساریق
کا سپر پر روکا دوسرا تیغ سے قلم کیا بس دیو نے کہا کہ او آدمزاد تو بڑا تیز دست ہی لیکن کہان
جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے باتین خبردار وہوشیار یہ نہ کہتا کہ خبردار نکیا تھا منہ دیو کر کرہ یہ نعرہ کرکے
سر نیچا کیا اور گردن کو بل دیکر طرف لندھور کے اس ارادے سے چلا کہ شاخون پر لندھور کو اُٹھا لون
لندھور نے پیترا بدل کر شاخ کو خالی دیا دیو اپنے زور مین اوندھے منہ زمین پر آیا اب لندھور نے
مہلت پائی شاخ اسکی پکڑلی چاہا دیو نے کہ اُٹھا لون لیکن لندھور نے ایسے پاؤن جمائے زمین پر
کہ ممکن نہوا جو دیو اُٹھا لیتا اُس وقت دیو پریشان ہوا اور قصد کیا کہ شاخ چھڑا کر بھاگون لیکن
شاخ پنجہ اجل مین آچکی ہی تو کیا چلنے لگا یہان تو یہ حالت ہی لیکن دیو مرمرہ نے دیکھا کہ جان میرے
بھائی کی بچتی نہین معلوم ہوتی زمین سے میل فولادی پکڑ کر جھپٹا کہ او آدمزاد بڑا تو سرکش معلوم
ہوتا ہی لیکن امیر یہ حال دیکھکر نہایت مضطرب ہوئے کہ لندھور ایک سے لڑ رہا ہی دوسرے سے
کیونکر مقابلہ کریگا ایسا نہو کہ ہاتھ سے دیو مرمرہ کے مارا جائے کہ یکایک ایک لکہ ابر تا آسمان
پر نمودار ہوا سب نگران تھے کہ یہ ابر بے فصل کا کیسا ہی لیکن وہ لکہ ابر مانند پرکالہ آتش کے زمین پر
آیا اور نعرہ عمرو بن حمزہ یونانی کا ہوا امیر کی جان مین جان آگئی دیو مرمرہ قریب لندھور کے پہونچ
چکا تھا کہ عمرو بن حمزہ نے آواز دی کہ او مردود کہان جاتا ہی ادھر آ کہ حریف تیرا مین ہون دیو مرمرہ
نے کہا کہ او آدم زاد اجل رسیدہ تو کہان سے آگیا یہ کہکر وہی میل فولادی عمرو بن حمزہ پر مارا عمرو
بن حمزہ نے اس خیال سے کہ ایسا نہو گردن میری دیو کے لنگر سے میل کے ٹوٹ جائے میل کو خالی
دیا لیکن جس وقت میل زمین پر پڑا تھا گرد بلند ہوا کہ عمرو بن حمزہ مع تندک گرد مین چھپ گئے
اسکو گمان ہوا کہ عمرو بن حمزہ ہلاک ہوئے دیو مرمرہ نے نعرہ کیا کہ افسوس اے آدمزاد اب
گوشت تیرا کرکرا ہوگیا ہوگا تجھ ایسا لقمہ چرب ہاتھ آکر یون خاک مین مل گیا لیکن امیر نے عمرو کو واسطے
دریافت حال کے روانہ کیا تھا کہ خواجہ دیکھو تو میرے فرزندو پر کیا گذری کہ دھمک سے قریب میل کے

میرا دل دھڑک اٹھا یہ دیو نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی خواجہ برائے تفحص چلے تھے ہنوز راہ مین تھے کہ عمرو بن حمزہ نے گرد سے نکل کر نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست کیا جھک مارتا ہی مین لقمہ سخت ہون لقمہ چرب نہین ہون جیسے تو کھا سکے یہ کہکر دستہ میل پر ہاتھ ڈال دیا زور کشمکش کے ہونے لگے دیکھا دیو نے کہ میرا سر بر ہونا مشکل ہی گردن پھیر کر جانب فوج دیکھا دیو اشارہ پاکر دوڑے یہ حال دیکھکر امیر نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا آپ بھی مجبور ہو کر تلوار کھینچی سلیمان اعظم ہر چند ابھی پورے طور سے اچھے بھی نہین ہوے ہین لیکن تلوار کھینچکر جا پڑے دونون فوجین غڈ بڈ ہو گئین دلیورن مین وار چلنے لگے جو لاش گرتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا پہاڑ پھٹ کر گرا ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند تھی داربن چل رہی تھین کہ خدا کی پناہ آواز تڑاقون کی چلی آتی تھی زمین تھر تھراتی تھی کسی جانب ارہ لشت نہنگ مانند ارہ خزان کے دیوون کے نخل حیات پر کھینچ رہا تھا جو ہاتھ کٹ کر گرتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی شجر بلند کا ٹہنا پھٹ پڑا سر زمین پر جو کٹ کٹ کر گرتے تھے تو لطف کہسار کا حاصل ہوتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین یا ایک مقام پر بہت سے گنبد بنا دیے ہین دریاے خون ہر جانب رواں تھا کشتی عمر ہر ایک کی طوفانی تھی آب شمشیر کی طغیانی سے پانی تلوار کا گلو سے گزر کر غرق کر رہا تھا ایک عجب ہنگامہ قیامت خیز برپا تھا لیکن لندھور اور دیو کر کرہ سے زور ہو رہے تھے دیو ہر چند زور کر رہا تھا لیکن لندھور شاخ اسکی نہ چھوڑتے تھے یکایک دیو کر کرہ لندھور کو سر سے ریل کر لیچلا اور کوئی آٹھ قدم دور ڑا لیگیا ہوگا وہین سے شاخ کو کن دیکر جو جھٹکا مارا لندھور جبتک سنبھلین سنبھلین پاؤن زمین سے اٹھ گئے چاہا دیو نے کہ اٹھا کر لندھور کو لے بھاگون کوئی گز بھر پاؤن زمین سے بلند ہو گئے ہونگے کہ یکایک تڑپ کر اب جو جھٹکا مارا لندھور نے شاخ دیو کی توڑ ہی اور خون سر سے جاری ہوا دیو سامنے سے لندھور کے بھاگا لندھور نے تعاقب کیا لیکن ادھر عمرو بن حمزہ یونانی سے اور دیو مرمرہ سے زور ہو رہے ہین تماشائی تماشا دیکھ رہے ہین آپس مین خوب زور کر رہے ہین عمرو بن حمزہ یونانی نے میل ہاتھ سے دیکے چھین کر پھینک دیا دیو نے چاہا کہ شاخون پر اٹھالون لیکن عمرو بن حمزہ نے اڑ کے ہو کر وار کو خالی دیا جیسے ہی دیو اسکا زور زمین پر آیا جھپٹ کر ایک پاؤن اسکی شاخ پر رکھ دیا اور دوسرا پاؤن زمین پر قائم رکھا اور ہاتھ سے شاخ سر پکڑ کر جو جھٹکا مارا سر سے شاخ کھینچ لے دیو کے زخم سر سے ایک پرنالہ خون کا جاری ہوا دیو چیخ مار کر سامنے سے بھاگا عمرو بن حمزہ نے تعاقب کیا لیکن قضائے کار اتفاقات روزگار ایک آندھی سیاہ جو آتی ہی تمام زمانہ تیرہ و تار ہو گیا چہرہ مہر درخشان نگاہون سے پنہان ہو گیا شب یلدا کا سماں نظر آنے لگا گویا وہ طبقہ ظلمات سے مبدل ہو گیا اب یہ کیفیت ہوئی کہ اپنا پرایا کچھ نہین سوجھتا فوج کر کرہ کے لوگ جدا آپس مین لڑنے لگے اور فوج آسمان پری کے دیو اتنی مصروف جنگ ہوے باپ کو بیٹا بیٹے کو باپ بھائی کو بھائی چچا کو بھتیجا بھتیجے کو چچا مارے ڈالتا ہی عجب ہنگامہ تھا یہی عالم تا دیر رہا جس وقت وہ سیاہی برطرف ہوئی کچھ کچھ روشنی نظر آنے لگی جسنے جدھر کا راستہ صاف دیکھا اسی طرف روانہ ہوا یہانتک کہ فوج کر کرہ کے لوگ روشنی ہوتے ہوتے سب چلے گئے لاشین تک اپنے ساتھ والون کی نہ اٹھائین لیکن امیر با توقیر نے جو خیال کیا تو عمرو بن حمزہ یونانی اور لندھور اور سلیمان اعظم کسی کا پتا نہین ہی اب امیر نہایت متردد ہوے لاشون مین

تلاش کیا کہین پتا نہ ملا متردد و متفکر میدان جنگ سے پھر کر بارگاہ مین آئے اُسیوقت ملکہ آسمان پری نے
عبد الرحمن جنی کو طلب کیا اور کہا کہ نہین معلوم کونسا ستارہ بد ہی پروردگار عالم نے فتحیاب کیا تو اب
یہ آفت پیش آئی کہ لندھور اور سلیمان اعظم اور عمرو بن حمزہ میدان جنگ سے غائب ہو گئے ہین دیکھو تو
کہ کہان گئے اور کسلئے بس یہین عبد الرحمن جنی زائچہ کر کے عرض کیا کہ ابھی تک جانِ حیات برقرار ہی تینون صاحب زندہ ہین
لیکن کسی طلسم مین پھنس گئے ہین اب امیر نے فرمایا کہ یہ خیال کیجیے کہ وہ طلسم کس طرف اور فتاحی اس طلسم کی کسکے نام معلوم ہوتی
ہی عبد الرحمن جنی نے بعد غور و تامل کے عرض کیا کہ یہانسے وہ طلسم جانب شمال ہی اور فتاحی اس طلسم کی شاید کہ اس زمانہ مین آپ ہی
کے نام ہو امیر نے ملکہ سے رخصت طلب کی اور دوسرے روز مع عمرو کوچ کر کے تلاش طلسم و لوح طلسم روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑتے ہین

اب یہان سے چند کلمے داستان جلالت عنوان نبیرہ قاسم دیباچہ یادگار علم شاہ زیب و زینت بارگاہ سلیمانی شاہزادہ رستم ثانی کے بیان کیے جاتے ہین-

رہروان دشت سخن و تحمل بندان این چمن صحرا نوردان رنگین بیانی و سالکان مسالک شیرین زبانی بعد
گم کردہ راہی و تباہی اس طرح جادہ تقریر پر آتے ہین کہ روح روان ایرج نوجوان یعنی رستم ثانی ذیشان
کہ انکو غول صحرائی اپنے ساتھ لگا کرے گیا تھا جاتے جاتے اسقدر دور نکل گئے کہ اہل لشکر کی نظرون سے
پوشیدہ ہو گئے اور لشکر کے قیامگاہ کی انہین خبر نہ رہی جب چند قدم آگے بڑھ کر رکتے تھے وہ غول
پلٹ کر ٹوکتا تھا کہ ڈر گیا بس اسی دل گردے پر میرے مقابلہ کو آیا تھا آگے بڑھ تو معلوم ہو جائے رستم
ثانی غصہ کرتے ہوئے بڑھتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ تمام رات اسی عالم مین گذری جس وقت سفیدہ سحری
کی چرخ اخضری پر جلوہ گر ہوئی سیاہی شب کی مانند زلف پری ابتر ہوئی وہ غول نظرون سے پنہان
ہو گیا رستم ثانی لاحول پڑھنے لگے کہ یہ مین کہان نکل آیا کس قصد سے چلا تھا اور کس آفت مین مبتلا ہو
حیران و سرگردان بیابان در بیابان پھرنے لگے دیکھیے کبتک گردش تقدیر انکو پھراتی ہی اور کس وقت
گردش طالع راہ پر لاتی ہی ٭

لیکن اب یہان سے کچھ حال ملک سلیمانیہ کا تحریر کیا جاتا ہے-

کہ یہ ملک حوالی شہر صندل مین واقع ہی بادشاہ یہان کا سلیمان شاہ ہی ایک پسر اُسکا کہ نام اُسکا شاہین
بن سلیمان ہی نہایت جوان حسین مرد شجاعت آئین ہی حسب اتفاق ایک روز اپنے باپ سے اجازت
شکار لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ اسکو بہت چاہتا تھا کہ ایک ہی فرزند دلبند تھا سپہر سلطنت
کا خورشید آفتاب مطلع امید تھا چند مرد دیرینہ اسکے ہمراہ کر دیتے تھے کہ نشیب فراز دنیا سے آگاہ کرتے
رہین قدم راہ نامناسب کی طرف نہ اٹھنے دین سبب اسکا آگے بڑھ کر سب لوگون پر کھل جائے گا
مقدر کا لکھا ضرور پیش آئے گا غرضکہ شاہین بن سلیمان کچھ فوج و سپاہ ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا
بیرون شہر جا کر جاتے سکونت غزالان دریافت کر کے ایک صحرا مین خیمہ برپا کیا شام ہو گئی تھی شب
تو بہ استراحت بسر کی جس وقت صبح ہوئی قراولون کو ہمراہ لیا مرکب پر سوار صید و شکار کرتا ہوا روانہ
ہوا جاتے جاتے ایک جھیل نظر آئی دیکھا کہ کنارہ آب پر چند آہو مصروف چرا ہین شاہین نے تیر کمان مین
پیوستہ کر کے مارا وہ آہو اسقدر وحشی تھے کہ آواز پر تیر سے ڈر کر مانند تیر کے بھاگے شاہین نے تعاقب کیا
دو چار رفیقون نے ساتھ ہی گھوڑے اڑائے لیکن وہ آہو اس طرح اڑا اڑ چھا بھاگتا چلا جاتا ہی کہ نشانہ

نہین بند ہو سکتا شاہین نے ایک اور تیر مارا تو خالی گیا لیکن وہ آہو آتے آتے قریب ایک عمارت
عالی شان عرش مکان کے پہونچا دیوارین اس عمارت کی نہایت بلند تھین جست کر کے پھاند نہ سکا
لیکن دیکھا کہ بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہی دروازے کے پاٹون پاٹ کھلے ہوے ہین اور دو برجیان
بنی ہوئی ہین کہ اُنپر جوڑا بط دریائی کا بیٹھا ہی وہ آہو مقام امن سمجھ کر چوکڑیان بھرتا ہوا اندر اُسی
پھاٹک کے چلا گیا شاہین خود بھی پیچھے اُس آہو کے چلا ساتھ والون نے منع کیا کہ ای شہریار یہ
مقام مخدوش ہی آٹھوین روز یہ پھاٹک کھلتا ہی دن بھر وا رہتا ہی شام کو دروازہ عمارت سب چیزین غائب
ہو جاتی ہین اور جو کوئی اندر اس دروازے کے جاتا ہی پھر پلٹ کر نہین آتا شاہین نے کہا کیا خوب
سامنے دروازہ کھلا ہوا موجود ہی کوئی روکنے والا نہین یہ بات بالکل خلاف عقل ہی دیکھو ہم ابھی جاتے
ہین اور ابھی چلے آتے ہین یہ کہکر باگ گھوڑے کی لی ہر چند لوگ منع کیا کیے لیکن نمانا جس وقت
قریب پھاٹک کے پہونچا ایک بط اُڑی اور پکاری خبردار ای شخص اندر جانے کا قصد نکرنا ورنہ تا حین حیات
باہر دروازے کے نہ آسکیگا مر کر جنازہ بھی باہر نہ پھینکا جائیگا شاہین نے کچھ سماعت نکی اور روانہ اندر
پھاٹک کے چلا گیا جیسے ہی شاہین داخل دروازہ ہوا دوسری بط اُڑی اور پکاری کہ افسوس صد افسوس
شاہزادہ ملک سلیمانیہ شاہین نام پسر سلیمان شاہ گرفتار ہوا اب رہا ہونا دشوار ہی شام ہو چکی تھی ایک
کڑاکے کی صدا آئی برق سی چمکی آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو آنکھ کھلتی ہی تو نہ وہ عمارت ہی نہ پھاٹک
نہ جوڑا بطون کا ایک بیابان لق و دق میدان ہر طرف سائین سائین کی صدا آرہی ہی وہ لوگ روتے
پیٹتے لشکر شاہین مین آئے اور اہل لشکر سے سب کیفیت بیان کی صدائے شیون و فریاد بلند ہوئی آخرکار
مجبور ہو کر خدمت مین سلیمان شاہ کے روانہ ہوے یہ خبر قبل پہونچنے ان لوگون کے بادشاہ کو پہنچی
تھی اُسنے گریبان اپنا چاک کیا سر پر خاک ڈالی جانب آسمان دیکھا اور کہا اے ہو چھپر ای گردون
دون کہ صرف ایک چراغ میری سلطنت کا تھا اُسے بھی تو نے گل کر دیا ایک گل بھی میرے باغ تمنا کا
کھلا رہنا تجھکو خار گذرا اور قصد کیا سلیمان شاہ نے کہ آپ کو ہلاک کرون وزرا امرا نے منع کیا ہاتھ
پکڑ لیا اور عرض کی کہ جسنے وہ فرزند عطا کیا تھا کیا وہ اور نہین دے سکتا ہی یا اُسی کو نہین ملا دیسکتا ہی ای
شہریار اگر اسے کو دشمنون نے ہلاک کیا اور بعد چند روز کے شاہزادہ گردش تقدیر سے
رہا ہو کر اپنے ملک کی طرف متوجہ ہوا اور یہان اور کا قبضہ پایا تو اُسکے دل پر کیا گذریگی اس سے
بہتر یہی کوئی تدبیر و کوشش کرنا چاہیے بموجب **شعر** مشکلے نیست کہ آسان نشود
مرد باید کہ ہراسان نشود بہت سے شاہزادون شہریارون پر مصیبتین پڑ گئین ہین اور پھر
حافظ حقیقی نے نجات دی ہی کاہنون منجمون کو بلوائیے اُسکے حالات دریافت کیجیے بادشاہ نے کہا
جو کچھ تمسے ہو سکے وہ کرو مین کیا منع کرتا ہون وزیر سلیمان شاہ کا فہیم روشن راے نہایت مرد عاقل ہی اور
کاہن بے نظیر ہی اُسی وقت اپنے بچار کیا بارہ خانے نو ستارون سے حساب لگا کر عرض کی کہ حضور نہ گھبرائین
جانِ حیات شاہزادے کا نہایت مستحکم ہی ہان یہ ضرور ہی کہ قید طلسم مین پھنس گیا ہی بادشاہ نے پوچھا آخر
رہائی کی کوئی صورت فہیم روشن راے نے پھر غور کیا اور کہا کہ بعد بارہ یوم کے ایک شخص تنہا اس شہر مین
وارد ہوگا کہ نہایت خاندان عالی سے ہوگا ہر چند اُس سے نام و نشان پوچھینگے نہ بتائیگا اگر گمان کیا [illegible]

اور اس کمان کو توڑ ڈالیگا اور رؤلام کشتی گیر کو چیر کر پھینک دیگا وہی فتاح طلسم ہی اور رہائی شاہزادے
کی اُسی کے آنے پر موقوف ہی آپ کو چاہیے کہ آج سے پندرھوین روز جو دن اُسکے آنے کا ہی ایک
میلا قرار دیجیے کہ ایک جگہ اکھاڑا ہو وہان کشتیان ہوتی ہون ایک مقام پر وہ کمان رکھوا دیجیے جو ابلے
یہان ہی کہ آج تک کسی سے دو گوشے تک اُسکے نہین کھینچے ہین ایک طرف شغل بھری لکڑی گتکے کا ہو ایک
جانب پٹا ایک سمت بانا ایک مقام پر تیر اندازی کہ اگر وہ ادھر آ نکلے تو یہان اُسکا دل لگے کیونکہ مرد
بہادر ہی اور سپاہی ہون کا ایسی ہی باتون مین دل لگتا ہی بادشاہ کو رائے فہیم کی پسند آئی چارجی کو حکم
ملا کہ فلان روز بادشاہ نے میلا قرار دیا ہی لہذا جس شخص کو جس جس فن مین کمال ہو وہ آ کر اپنا اپنا ہنر
دکھائے حسب لیاقت منصب و انعام پائیگا چارجی نے اُسیوقت چارج دیا شہر بھر مین غل ہو گیا جا بجا
کمالات کی مشق ہونے لگی ہر شخص تیغ ہنر پر جلا دیتا تھا کمالات کو اپنے درجہ ترقی پر پہونچانے کی کوشش مین
مصروف تھا یہانتک کہ جب وہ روز جو انتظار کرتے تھے بمشکل گذرے اور دن میلے کا آیا سا قنون
اور تنبولیون کے تخت سر راہ آ کر سجنے لگے کھلونے والون مٹھائی والون کی دوکانین آراستہ
ہونے لگین کسی جا چرخ کو جا استادہ ہوا یہ میلا عجب انتظام سے قرار پایا ہی کہ چار راستون پر دوکانین
ہر قسم کی آراستہ ہین اور وسط چوک مین صدر قرار پایا ہی یہین تخت شاہی استادہ ہوا ہی نہایت بلند
ایک چبوترہ بنا کر اُسپر تخت رکھا گیا ہی بادشاہ تاج بر سر و چارقب شاہنشاہی دربر کرکے بیٹھا ہی
پہلو مین فہیم روشن رائے ہی اور ملازمان جلیل القدر حسب مراتب گرد و پیش مقام مناسب پر حسب
مراتب کرسیان دنگل بچھائے بیٹھے ہین میلے کا جماؤ ہو رہا ہی کٹورے بجتے اور ڈھول برہمن خوب گھنکھنا رہے ہین

لیکن اب احوال فرخندہ مآل زور بازوے صاحبقرانی شاہزادہ رستم ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی

کنعول کے بہکانے گردش فلک کے ستانے خاک دشت و بیابان چھانتے پھرتے ہین دن بھر صورت
گردباد صحرا مین پھرتے ہین شام کو کسی درخت کے نیچے تھک کر بیٹھ رہتے ہین نہ کوئی مونس ہی نہ غمخوار نہ یار
نہ مددگار فقط سایہ پروردگار بہ باطن و سایہ اشجار بظاہر سر پر ہی جب زیادہ بھوک کا غلبہ ہوتا ہی کچھ پھل جنگلی
درختون کے کھا لیتے ہین پیاس مین کسی چشمے کا پانی پی لیتے ہین شب کو بسبب خوف جانوران گزندہ
و درندہ کے جاگتے جاگتے آنکھین ورم کر آئی ہین پاؤن مین پھرتے پھرتے آبلے پڑ گئے ہین کوئی اتنا
بھی نہین ہی کہ تلوون سے خار کھینچے پاؤن تپک رہے ہین خار کھٹک رہے ہین بموجب شعر
رہ نوردی مین پاؤن جل اُٹھے تھے ✤ آگ چھالون مین ہی کہ پانی ہی ✤ لباس کی یہ حالت ہی کہ مانند
وحشیون کے جفائے خارہاے صحرا سے پارہ پارہ ہو گیا ہی بموجب شعر خار صحرا گو تھے کوتہ تھی مگر ہمت دراز ✤
دشمنون کو یون دیے جھٹکے گریبان لیگئے ✤ ابتدا مین اکثر راتون کو روشنی دیکھکر یہ خیال ہوا کہ شاید قریب کوئی
بستی ہو تلوار ہاتھ مین سنبھالکر چل نکلے جاتے جاتے صبح ہو گئی اب جو خیال کیا تو پھر وہی صحرا ہی
اسی حال پر ملال سے دوان دوان حیران و سرگردان پندرھوین روز قریب ایک قصبہ کے پہونچے دیکھا
تو لوگ وہان کے گھرون سے نکل نکل کر کپڑے بدل بدل کر شہر کی طرف جا رہے ہین ایک آدمی سے پوچھا
کہ آج کوئی دن عید کا ہی یا اور کوئی خوشی کا روز ہی یہ لوگ کہان جاتے ہین اہل قصبہ نے بیان کیا کہ یہان سے

قریب ملک سلیمانیہ ہی وہان کے بادشاہ سلیمان شاہ نے آج بہت بڑا میلا کیا ہی ہم سب لوگ وہین جاتے ہین
کیونکہ اُسکے قلمرو مین بستے ہین بادشاہ کی نہایت تاکید تھی کہ ہماری عملداری مین جسقدر لوگ بستے ہین کوئی
باقی نہ رہجائے کہ جو آکر میلے مین نہ شریک ہو رستم ثانی نے ایک شخص سے کہا کہ ہمین راہ ملک سلیمانیہ
کی معلوم نہین ہی ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہین اُس شخص نے کہ مرد شریف تھا کہا اے شخص تو گرد باد صحرائی
معلوم ہوتا ہی جسم پر خاک اسقدر جمی ہوئی ہی ناخن اور بال بڑھے ہوے ہین اگرچہ تکلیف نہو تو میرا گھر موجود ہی
چلکر غسل کیجیے لباس بدلیے خط بنوائیے میرا کوئی نقصان آپ کے چلنے مین نہین ہی لیکن اس ہیئت سے
جانا میری صلاح نہین کیونکہ وہ میلے کا ہی ہر شخص حسب حیثیت لباس نفیس پہنکر آیا ہوگا آپ جو اس شکل سے
چلینگے تو کوئی ہنسے گا کوئی پھبتی کہے گا آپ کو بُرا معلوم ہوگا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر ہنسینگے
تو کب تو مجھکو کوئی آپ کو تو کچھ نہ کہیگا جیسا سوال ویسا جواب جو ہمکو زبان سے کہیگا ہم اُسے ہاتھ سے جواب
دینگے اب تو یہ شخص گھبرایا کہ اسکے ساتھ چلتے ہین تو یقین ہی کہ جوتیان کھانا پڑینگی یہ مزاج کے بدڈھب
معلوم ہوتے ہین اب اسنے واسطے ڈرانے کے کہا کہ اگر عتاب شاہی ہو کہ تم کیون اس صورت سے
میلے مین آئے تو کیا کیجیے گا فرمایا بادشاہ ہمارا کیا کریگا اگر کوئی کلمہ خلاف شان کہیگا سزا پائیگا اگر دوسرے
کی قتل کی فکر کریگا خود بھی مارا جائے گا ہم لوگ سپاہی ہین جب گھر سے نکلتے ہین موت کو پہلے تین بار پکار
لیتے ہین اس شخص نے سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی کچھ اسکے دماغ مین خلل ہی اسکا ساتھ اچھا نہین ہی سیدھی بات
کا ٹیڑھا جواب دیتے ہین رستم ثانی نے کہا مین خود اب تمھارے ساتھ نہ جاؤنگا مین ایسے بودون
کا ساتھ پسند نہین کرتا کہ بادشاہ کا نام آیا اور ڈر گئے جو مرتا ہی وہ ڈرتا نہین اُسنے کہا بہتر ہی نہایت مناسب
ہی جو آپ کسی اور کے ساتھ یا تنہا تشریف لے جائین غرضکہ رستم ثانی وہان تنہا روانہ ہوے جا بجا پوچھتے
راہ دریافت کرتے داخل شہر سلیمانیہ ہوے دیکھا کہ لوگ جوق جوق گروہ گروہ انبوہ انبوہ چلے آرہے
ہین تمام شہر اور ہر گلی کوچے مین میلا لگا ہوا ہی اِس ناکے سے لیکر اُس ناکے تک دورویہ دوکانین لگی
ہوئی ہین کہین مٹی کے کھلونے بک رہے ہین کمہارون نے عجیب عجیب صنعتین دکھائی ہین جس تصویر
مین خندہ و دندان نمائی ہیئت دکھائی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ واقع مین کوئی ہنس رہا ہی تصویرین منھ سے بولا
چاہتی ہین جس پھل یا پھول کی شبیہ بنا دی ہی اسقدر تازگی اُس سے ظاہر ہی کہ معلوم ہوتا ہی ابھی درخت سے
ٹوٹ کر آیا ہی جس مٹھائی کی تصویر بنائی ہی شیرنی اُس سے ٹپک رہی ہی زبان پر دیکھنے سے ذائقہ آتا ہی
کہین کنجڑون نے عجب تکلف سے دوکان کو سجا ہی ڈالیون مین میوے ترکاریان اس حسن سے لگائی
ہین کہ بغیر خواہش بھی لے لینے کو جی چاہتا ہی مٹھائی والون کے خوانچون پر خریدارون کی یہ کیفیت ہی کہ مانند
مور و مگس گرے پڑتے ہین کسی جانب گنڈیریان کیوڑے سے بسی ہوئی چُن رکھی ہین تمام کوچہ معطر ہو رہا
ہی بیچنے والے عجب عجب لطیفہ پیدا کر رہے ہین باتون مین مزا بھر رہے ہین کوئی کہتا ہی ۔ع دام میٹھے
کہ مال میٹھا ہی کسی طرف سے صدا آتی ہی ع نہ سمجھ نیشکر کہ عمدہ ہے نیشکر ہی کوئی آواز لگاتا ہی مزہ انگور
کا ہی رنگترون مین کسی سمت بارہ گلوری والون کی ہی ساقی کے حقے مہکتے ہوے نیچون پر ہار لپٹے ہے
کھڑے ہین لب معشوق کی صدا لگا رہے ہین بلکہ یون کہیے کہ دھوئین اڑا رہے ہین تماشہ مین ادھر اُدھر
کی سیر کرکے آتے ہین پان کھا جاتے ہین گلوری والیون سے دو چار جگت چل جاتے ہین دلون کے حوصلے باتون

ہین نکل جاتے ہین کسی طرف سنواگون کے تخت آڑے ہوے ہین مقابلے پڑے ہوے ہین لاگون پر لاگین ہورہی ہین ایک نے چھری نکل لی تو دوسرے نے ہیٹ مین تلوار اُتار لی کوئی پانی پیکر خون اُگلتا ہی کوئی آہنین گولہ نگلتا ہی نظر بندیون کے سحر چلنے مین طائر عقل کے پر جلتے ہین دو کانون کی پشت پر جو بعض بعض جا کچھ کچھ جگہ چھوٹی ہوئی ہی وہان چرخ لوجے والون نے انبار نگ جمایا ہی لڑکون کو چکر مین پھنسایا ہی گویا گردش کردون کو اُسی پردے مین ختم کیے دیتے ہین بعض مقام پر مداری سانپ نیوے کا تماشا کر رہے ہین ان دونون موزیون کی لڑائی قابل دید ہی عجب عجب گھاتین ہوتی ہین کوئی جھولی سے انڈا غائب کرکے پھر بلا لیتا ہی کوئی پیسا یہان چھپا کر وہان سے نکالتا ہی کوئی روپیہ نگل کر اشرفی اُگلتا ہی رستم ثانی سیر و تماشا دیکھتے ہوے چوک مین پہونچے کہ جو مقام صدر قرار پایا ہی دیکھا کہ جابجا طوائفین کوٹھون پر انواع کے سنگار کیے ہوے بیٹھی ہین کسی کوٹھے پر تعلیم ہو رہی ہی مجیرے کی کھنک دل کے پار ہوئی جاتی تھی طبلے کی گمک کلیجے کی خبر لاتی ہی سارنگی کے سُر کانون کو اپنی طرف متوجہ کیے لیتے ہین سازندون کی آواز عاشقانہ مزاجون کی طبیعت کو ناساز کیے دیتی ہی گھنگرو کی صدا تو بنا بر مشہور قیامت ہی برپا کرتی ہی بموجب مصرع

گیا سینہ چھن گیا دل بھی چھن جو ہین بولے چھن ترے گھونگرو ☆ کوئی مجرا سننے کے شوق مین کوٹھے پر چڑھا چلا جاتا ہی کوئی کوٹھے سے اُترا آتا ہی کسی جگہ کوئی پری تمثال زہرہ خصال جو ہتر لی صداؤن مین کوئی غزل گا رہی ہی تو کوٹھے کے نیچے ٹھٹ لگ گیا ہی لوگ اڑے ہوے ہین راستہ مسدود ہی کندھے سے کندھا چھل رہا ہی ریلے چل رہے ہین جو لوگ اور بھی آتے جاتے ہین وہ بھی اُسی جگہ جمتے جاتے ہین کان آواز کی طرف لگے ہوے ہین غزل

اور تاثیر پلٹ جاتے ہین کیا ہوتا ہی
تیر خنجر جو گلے مل کے جدا ہوتا ہی
در پر اک بُت کے جبین سا ہین مسلمان ہوکر
کوئی در پردہ زُنّار دلون مین خفا ہوتا ہی
ضبط مین درد جگر کے ہی ترقی ہر دم
وہ جھجک کر جو رے پہلو سے جدا ہوتا ہی
نامۂ شوق کو کو دیتے ہین اُن تک شکوک
کھول کا لال کوئی مودعا ہوتا ہی
اب نہ کہنا کہ کسیکو نہین مرتے دیکھا
شامت آئی ہی کہ پابند وفا ہوتا ہی
بیخود عشق ہو ہمین مست مئے حسن ہین وہ
شرم دینا کی نہ پھر خوف خدا ہوتا ہی

کیا محبت کا جتانا بھی بُرا ہوتا ہی
بات اچھی بھی جو کہیے تو بُرا ہوتا ہی
گھر سے نکلے ہین وہ پھر گیسو ونہین بل کر
جو مقدر کا لکھا ہی وہ ادا ہوتا ہی
اچھے ہوتے ہین کہین تیغ جفون کے گھائل
کچھ جو کہتا ہون زبان سے تو گلا ہوتا ہی
نالے کرتا ہون تو ہوتا ہی پریشان مسیح
کہین مٹتا ہی جو قسمت کا لکھا ہوتا ہی
شکوۂ جور بتان اور گلے ہین زنار
جان پر کھیلنے والا بھی بُرا ہوتا ہی
بڑی منت کی سُنتا ہی کہ بڑھ جائینگے وہ آج
ہوش دونون کو نہین دیکھیے کیا ہوتا ہی

منتین کرتے ہین ہم اور وہ خفا ہوتا ہی
درد فرقت اسی باعث سے سوا ہوتا ہی
دیکھیے کون گرفتار بلا ہوتا ہی
بزم اغیار ہی رسوا نہ کرا ہی نالۂ دل
کونپلین پھوٹتی ہین زخم ہرا ہوتا ہی
درد اُلفت کی چمک ہی کہ تڑپ بجلی کی
ضبط کرتا ہون تو کچھ درد سوا ہوتا ہی
نہ خوشی مین کہین بیمار محبت مر جاے
کہین اُنسیون کا طرفدار خدا ہوتا ہی
دم یہان حسرت یہ پکارا انجام
دیکھیے کون تصدق مین رہا ہوتا ہی
آرزو دیتے ہین جسوقت بیت کوئی فر

یہان سے آگے بڑھکر جو دیکھا تو وہ نازنین جنکی امنگ کا زمانہ ہی ابتدائی شباب ہی نئی جوانی ہی بموجب شعر کیون چلین نہ تیکھے جوانی مین نہ صورت والے ☆ سر اُٹھاتے ہین بہت کچھ نئی دولت والے خود تماشائیون کا شوق بڑھانے کو اپنے کو ہزار طرح سے آراستہ کرکے کرسیون پر آکر بیٹھی ہین تازہ تازہ کرشمے نئی نئی ادائین پیدا کرکے دل لبھا رہی ہین دام مین پھنسا رہی ہین جس کسی آشنا سے آنکھ ملگئی

ادا دکھتی

اشارون مین باتین ہوگئین نگاہون نے زبانون کا کام کیا جو اچھی طبیعت کے لوگ ہین وہ اپنے مذاق کے
موافق چھیڑ چھاڑ کر رہے ہین کسی نے پان مانگا کوئی کسی کو دیکھکر مسکرایا جواب مین کسی نے منھ چڑھا دیا کسی
نے انگوٹھا دکھا دیا کسی کو رے پر کوئی نامی حسین رشک لیلی و شیرین ایک طرف انداز سے تبسم کرشمہ
ناز بیٹھی ہی چاہنے والون کی یہ حالت ہی کہ دل دست نگاہ پر رکھے ہوے کھڑے ہین وہ رخ بھی نہین
کرتے کسی نے شرم دنیا پر خواہش دل کو فوق دے دیا ہی بموجب شعر کہتے ہین جسکو ذلت وہ عشق مین ہی
عزت ✤ کیا شان عاشقی کی گر کو بکو نکلے ✤ کسی نے پاؤن ایسے جمائے ہین کہ یہ دل مین عہد کرلیا ہی
کہ زندگی کا لطف تو اسی جا ہی اب کہان جائین بموجب شعر کوچہ جانان مین جانا ہو گیا ✤ مرنے جینے کا ٹھکانا ہو گیا
پابندی محبت نے پاؤن مین وہ زنجیر ڈالی ہی کہ قید آہن سے بھی سخت ہی دل سے مشورے ہو رہے ہین
زبان پر یہ شعر ہی بدنام نہ ہم نام وفا کر کے اٹھینگے ✤ جیتے ہین تو اب در سے ترے مر کے اٹھینگے ✤ جن لوگون
کو ساتھ بیتابی دل کی کچھ حیا بھی دامنگیر ہی وہ دیکھتے ہوے آنکھین سینکتے ہوے ادھر سے ادھر چلے جاتے
ہین ادھر سے ادھر چلے آتے ہین بموجب شعر جلوہ گہ سے ترے جو لوگ گذر جاتے ہین ✤ بس وہ پھرون
ادھر آتے ہین ادھر جاتے ہین ✤ اگر حسب اتفاق کسی سے آنکھ لگ گئی کلی باغ تمنا کی کھل گئی اب اس امید
کہ شاید پھر ادھر دیکھے پاؤن جما دیتے ہین کبھی بیتابی مین یہ شعر زبان پر آجاتا ہی شعر اور ایک وار
تیغ ابرو کا ✤ اور جھٹکا کمند گیسو کا ✤ لیکن وہ ماہ پیکر التفات بھی نہین کرتی مڑکر بھی نہین دیکھتی کہ کسکی کیا
حالت ہی کسی کو شوق نظارہ کسی کو درد محبت ہی بموجب شعر نہ مڑکر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا ✤ تڑپتے
رہے نیمجان کیسے کیسے ✤ اگر حسب اتفاق آ نکلے کسی شناسا کا مزاج پوچھا بات کی ہزارون کو رشک
کے چھری نے ذبح کر ڈالا چاہے پاک آشنائی کیون نہو لیکن ع عشق است و ہزار بدگمانی ✤ اگر کسی کو
پان دے دیا سیکڑون کا دل خون ہو گیا مشکل اس راہ کو بھی طی کرکے جو آگے بڑھے دیکھا کہ جابجا دوکانون
مین کہین دھوبی اڑے ہوے ہین بھاؤ بہت بڑھے ہوے ہین گھنڈ گار ہے ہین لیکن لہارون
کا ہٹرک کانون کو پریشان کیے دیتا ہی کسی جا کنجڑے کنجڑ سے قصاب وغیرہ اپنے اپنے خیال مین شاہ سدا
رنگ سے بھی کچھ بڑھے ہوے خیالون کے بام بلند پر چڑھے ہوے ہین چوٹین چل رہی ہین طرہ
اور کلغی کی لڑائی ہی غرضکہ چھوٹی قوم والے بھی سب اپنے اپنے رنگ مین مست ہین کسی جگہ بیٹیان حلقے
مین گھیرے ہوے ناچ رہی ہین غزل گانے کا شوق او زبان کچی اشعار کی ٹانگین توڑ رہی ہین لفظون
مین نئی شان طرفہ آن بان پیدا کر رہی ہین انکے سننے والے بھی ویسے ہی ہین وہ اسی پر مرے
جاتے ہین کسی جا نشہ بازون کا مجمع ہی کلوار کی دوکان سبیل ہو گئی ہی جام ارغوانی کا دور ہی اس صحبت
کا رنگ ہی اور ہر کسی کی ورد زبان یہ شعر ہی - بہار آئی ہی بھر دے بادہ گلگون سے پیمانہ ✤ رہے
لاکھون برس آباد ساقی تیرا میخانہ ✤ کوئی کہہ رہا ہی شعر - ساقی بانی شراب دے دے ✤ باقی ساقی
جو کچھ ہو لے لے ✤ جو دو چار آپس کے یار ملکر بیٹھ گئے ہین تو عجب لطف ہی کہ ایک بھر کر دوسرے کو
دیتا ہی وہ تکلف کے ساتھ انکار کرتا ہی وہ پھر اصرار کرتا ہی ع سب جام پی نجائے تو میرا لہو پئے کسی کی
زبان پر جوش مستی کے شوق مین یہ شعر جاری ہی - آئی نہین گھٹا تو نہ آئے پینگے ہم ✤ کوچہ مین مے فروش کے
کمل کو تان کے ✤ غرضکہ آواز نوشا نوش بلند ہی کوئی واسطے تیزی نشہ کے جاتا ہی پی کر

ساغر سے ساغر لڑا دیتا ہی کہ یہ شگون میخوارون کا ہی کوئی جو زیادہ پی کر بہک رہا ہی ساتھ والے اُسے سنبھالے
ہوئے ہین ہر گام پر پاؤن لغزش کرتے ہین نشہ کی دھن مین اگر کسی جا دل لگ گیا کھڑے ہو رہے تو
ہلنے کا نام نہین لیتے لڑکون کی طرح مچل رہے ہین ساتھ والے بعض مرتبہ عاجز آ کر کہہ بیٹھتے ہین کہ
انسان کو اپنے ظرف کے موافق پینا چاہیے جب جی مین بے مزگی ہوئی تو اس پینے کا کیا لطف ہم تو چار بوتلین
پی گئے مگر آجتک ویسے ہی ہین کہ جیسے پی ہی نہین کوئی تیزی نشہ مین جامے سے باہر ہی برہنہ ہو گیا ہی لیکن
بڑبڑا رہا ہی کہ دو پہر دن چڑھین پس رہا ہی اپنی خبر نہین جن نئے شوقینون کی طبیعت یہ رنگ دیکھکر ذرا بگڑی تھی
وہ انجام دیکھ کر گریز کرنے لگے کہ لعنت ہی اس نشہ پر ہوشمندی کو چھوڑ کر بیہوشی اختیار کرنا یہ کونسا فعل
ہی اگر کسی شرابی نے اس کلمے کو سن لیا پلٹ کر جواب دیا شعر لطف مے کیا بتاؤن ای زاہد ٭ ہاے کمبخت
تو نے پی ہی نہین ٭ کوئی کہتا ہی کہ میان ہر وقت در توبہ باز ہی رحمت رب بے نیاز ہی ہم گناہ اپنے پروردگار کا
کرتے ہین وہ غفور الرحیم ہی بخش دیگا بموجب شعر صبر سے زاہد نا فہم نہ میخوارون کا ٭ بخشنے والا ابھی دیکھا ہی
گنہگارون کا ٭ اور اگر یہ بھی نہ سہی تو جب ضعیفی کا زمانہ مرنے کے دن قریب آئین گے توبہ کر لینگے ابھی تو
شام شباب آنکھون مین دنیا اندھیر کیے ہوے ہی رات سے صبح کی فکر یہ ہمارا کام نہین شام کی بات
شام کے ساتھ صبح کی بات صبح کے ہاتھ شعر رات بھر خوب سے پی صبح کو توبہ کر لی ٭ رند کے رند رہے
ہاتھ سے جنت نہ گئی ٭ اس گروہ سے نکل کر جو دیکھا تو وسط چوک مین نہایت مقام وسیع ہی بیچ مین
تخت شاہی استادہ ہی بادشاہ تخت پر جلوہ فرما ہی وزرا امرا حسب مراتب ادب سے بیٹھے ہین سر پر
بادشاہ کے چتر پھر رہا ہی تاج مرصع بر سر چار قب شاہنشاہی در بر لیکن رنگ رو متغیر اور چہار طرف
اگرچہ میدان وسیع ہی لیکن لوگون کی کثرت سے تل بھر جگہ نہین تھالی پھینکو تو سر ہی سر جاے زمین پر
نہ آئے لیکن کسی طرف تڑاتڑ پھری سنکنے کی آوازین بلند ہین کسی جانب کشتی کے خمون کی صدا
آ رہی ہی کہین بانا ہل رہا ہی کہین پٹے کے ہاتھ نکل رہے ہین کہین تیر و تفنگ کے نشانے چل رہے
ہین بادشاہ بار بار فہیم روشن راے سے کہہ رہا ہی کہ ای وزیر خوش تدبیر ابھی تک تو وہ شخص نظر نہ
آیا کہ جسکے واسطے یہ سب سامان مہیا کیا گیا ہی وزیر دست ادب بستہ عرض کر رہا ہی کہ حضور وقت
برابر ہو چکا ہی یقین ہی کہ وہ اس مجمع مین کہین نہ کہین ضرور ہوگا اتنے بڑے انبوہ مین اُسے کیونکر دیکھ سکین
لیکن بھلا زور اسکا یقین ہی کہ کمان کیانی پر ہوگا بہت جلد اب حال اُسکا ظاہر ہوا چاہتا ہی بادشاہ بحسرت
کہتا تھا کہ دیکھیے لیکن رستم ثانی سیر کرتے ہوے ہر مقام کی اس جگہ پہونچے کہ جہان کمان کیانی رکھی ہوئی
تھی گرد کمان کے لوگون کا ہجوم تھا اور وہین ایک بدرہ اشرفیون سے بھرا ہوا رکھا تھا یہ شرط تھی کہ جو کوئی اس
کمان کو کھینچ لے وہ یہ بدرہ اُٹھا لے لوگ جو برسون سے تمرین کر رہے تھے قوتین بڑھا رہے
تھے خاص آج کے روز کے واسطے کہ اگر کمان کو کھینچ لیا تو خلق مین نام ہوگا بادشاہ کی ملازمت
حاصل ہوگی یکے بعد دیگرے کمان پر زور کر رہے تھے لیکن کسی سے ایک گوشہ کھنچکر رہگیا کسی
سے ڈیڑھ گوشہ دو گوشون سے زیادہ کسی سے نہ کھنچتے تھے اور ایک شخص مفلوک الحال کھڑا ہوا کبھی
بنگاہ حسرت اُس بدرے کو اشرفیون کے دیکھتا تھا کبھی ادھر اُدھر تکتا تھا اور کہتا تھا کہ یا اللہ کیا
خواب میرا دروغ ہی مجھسے تو اک بزرگ فرما گئے ہین کہ ایک شخص آکر اس کمان پر زور کریگا اور

کمان کو توڑا اُسے چینیک دیگا بدرہ اشرفیون کا تجھے دیگا تو اپنی لڑکیون کی شادی کردیتا لیکن ابھی تک کوئی ایسا نظر نہین آیا بعض لوگ بازار ہی آسکی پس تقریر سنتے تھے کہ کیا خوب خواب بھی ہوا تو اپنے ہی مطلب کی کہتا ہی کچھ خلل دماغ ہی اول تو کوئی ایسا نظر نہین آتا کہ اس کمان کو کھینچ لے نہ کہ توڑ ڈالنا علاوہ آسکے اگر کمان ٹوٹ بھی گئی تو جو کمان توڑے گا اور زور کرے گا وہ اشرفیان آپ لے لیگا یا تجھے دیدیگا لیکن شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان جو قریب سے اُس شخص کے گذرے اور یہ آوازہ آسکی کان مین گئی دل سے کہا کہ پہلے اس غریب کی حاجت روائی کرنا چاہیئے اور قریب کمان کے گئے لوگون نے جو دیکھا کہ ایک شخص مفلوک روزگار ناخن بڑھے ہوے کپڑے پھٹے ہوے بحال خراب اتنے بڑے ارادے سے آیا ہی کوئی تو ہنسا کسی نے کہا کہ یہ جنگلی کہان سے نکل آیا کوئی خدا ترس بولا کہ میان چپ رہو بری بات ہی کسی پر ہنسنا نہ چاہیے ایسا نہو خدا کو برا معلوم ہو اگرچہ وہ اس حال خراب سے ہی لیکن چہرہ تو دیکھو کہ گرد غبار مین اٹا ہوا ہی لیکن مانند شمع فانوس کے ضو دے رہا ہی چراغ تہ دامان کا لطف دکھا رہا ہی نہین معلوم کیونکر خدائی خراب ہوا بشہرے سے امیرزادہ معلوم ہوتا ہی چاند پر خاک پڑنے سے چھپتا نہین لیکن رستم نے آتے ہی کمان کو ہاتھ مین اُٹھایا اور پیترا بدل کر جو زور کیا ساتون گوشے کھینچ لیئے اور اب جو کن دیکھا کر جھٹکا مارا کمان کے دو ٹکڑے ہوے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی بادشاہ اتفاق سے دوسری طرف متوجہ تھا لیکن کمان کے ٹوٹنے کی صدا جو کان مین گئی پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص گرد و غبار مین آلودہ لباس بوسیدہ جسم مین پہنے بال اور ناخن بڑھے ہوے لیکن نوجوان کھڑا ہوا ہی لوگ آسکے زور بازو کی تعریف کر رہے ہین کمان ٹوٹی پڑی ہی اسنے مین اُس شخص نے ایک اور آدمی کو کہ جو مرد ضعیف پریشان حال تھا قریب بلایا اور کہا یہ توڑہ اشرفیون کا لیجا وہ تو خوشی خوشی توڑہ لیکر دعائین دیتا ہوا روانہ ہوا لیکن بادشاہ سے فہیم روشن رائے نے عرض کی کہ حضور وہ شخص بھی معلوم ہوتا ہی لیکن رستم ثانی وہان سے ہٹکر قریب دوسرے مجمع کے پہونچے کہ جہان کشتیان ہو رہی تھین آوازین خم ٹھونکنے کی پہلوانون کی بلند تھین ظلام بن اظلم کشتی گیر نعرے مار رہا تھا کہ کہان ہی رستم کہان ہین سام بن نریمان کہان ہین تو صاحبقران کدھر ہین علمشاہ نوجوان کہ آئین اور حلقہ غلامی کان مین ڈالین بس یہ سننا تھا کہ رستم ثانی کو کب تاب رہی ہی دادا اور پردادا کا نام کس توہین کے ساتھ سنا دہن سے للکارہ کر آواز دی کہ کیا جھک مارتا ہی مرے ہو دن کا نام لیتا ہی حمزہ صاحبقران کو خدا زندہ و سالم رکھے کہ صاحبقرانی ترک کرکے خانہ کعبہ مین قیام پذیر ہین اگر یہی دعوے تھا تجھے تو آنسے جا کر مقابلہ نکیا کہ حال معلوم ہوتا ظلام پکارا کہ تو بڑا طرفدار بنتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ کے ہاتھ سے پٹا ہی جبھی تو ان کا ماننے والا ہے اگر تجھے کچھ گھمنڈ ہی تو آ زور کر کے اپنی آزمائش کر لے بھلا انکو کب تاب تھی آ کا منہ سے نکلنا تھا کہ کود کر اکھاڑے مین سر پر ظلام کے پہونچ گئے ظلام پکارا کپڑے اُتار چٹ لنگوٹ کس لو جو طریقہ کشتی کا ہی اگر لنگوٹ تمھین نہین میسر ہی تو مین کشتی سے لیکر دیئے دیتا ہون رستم ثانی نے جواب دیا کہ اب تجھی سے چٹ لنگوٹ لینگے تو باندھینگے ظلام بن اظلم نے کہا کہ مین تو دینے کو کہتا ہون رستم ثانی نے کہا پہلوان ہو کر بات کو نہین سمجھتا ہم تیرا چٹ لنگوٹ لینے کو آئے ہین ظلام نے کہا یہ خیالات دل سے دور رکھو ہان خیرات مانگو تو دیتا ہون رستم ثانی نے جھنجھلا کر ایک طمانچہ مارا اگر ظلام خالی نہ دے

تو نہین معلوم کیا انجام ہو لیکن ظلام کو بھی غصہ آگیا کہ یہ تو بڑا تیز دست معلوم ہوتا ہی رستم ثانی سے لپٹ پڑا
زور ہونے لگے لوگ حیران تھے کہ یہ کون شخص ہی ابھی کمان کو قتل کمان تصور کے توڑکر پھینک دیا اب یہ حوصلہ
کیا کہ اتنے بڑے پہلوان سے زبان لڑا کر یون جا بھڑا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی فلک رسیدہ ہی جان سے عاجز ہی
لیکن رستم ثانی نے دیکھا کہ کپڑے پارہ پارہ ہو گئے ہین ایسا نہو کہ برہنگی ہو لوگ ہنسین پس ایک مقام پر
نہین معلوم کیا پیچ کیا کہ ظلام ایسا فیل پیکر قلابازی کھاتا ہوا سینے تک نگین اوپر ہو گئے چاروں شانے چت گرا رستم
ثانی کود کر قلابازی پر سوار ہو گئے اور جسکے سنے کہا کیا کہتا ہی مذہب کے بارے مین اسنے کہا کہ ہزار بار
جانین ہون تو فدا ہون خداوند بہت دور نگ پر اور تصدیق کیا کہ پکار کر سب سے کہدون کہ ارے یارو اسکو
یہ خدا پرست ہی کہ رستم نے منہ دبا دیا مٹی اکھاڑے کی حلق مین ٹھونس دی بعد اسکے ایک ہاتھ ٹھوڑی مین
دیا دوسرا گدی تلے رکھکر جو جھٹکا مارا دھڑ سے سر کھینچ کر پھینک دیا شاگردوں نے ظلام کے رستم پر ہجوم
کیا سب ایک ہی بار لپٹ پڑے لیکن رستم ثانی نے جیسے ڈنڈا مار دیا ڈھکا ڈھل گیا گیا جسکو گھونسا مارا
بیدم ہو گیا جسپر ٹانگ رکھدی ہل نہ سکا آخر کار وہ لوگ جو ظلم سے ظلام کے نہایت تنگ رہتے تھے
ایکا کر کے کود پڑے اور رستم ثانی کی طرف سے شاگردان ظلام کو مارنا شروع کیا کچھ لوگ بیچ مین آگئے
فساد موقوف ہوا عزیز و اقارب ظلام کے لاش اسکی اٹھا کر سامنے بادشاہ کے لائے فریاد کی بادشاہ
سے فہیم روشن رائے نے کہا کہ یہ دوسری علامت ظاہر ہوئی بادشاہ نے ان لوگون سے کہا کہ سرکشی
کی سزا یہی ہی ہم کچھ نہین جانتے وہ لوگ لاش اسکی لیے ہوئے روتے پیٹتے اپنے مکان کی طرف راہی
ہوئے لیکن رستم ثانی قریب مجمع ثالث کے ہوئے کہ جدھر پٹہ ہل رہا ہی ایک شخص تنہا بیچ مین کھڑا پٹے
کے ہاتھ نکال رہا ہی سو آدمی چار طرف سے گھیرے کھڑے ہین چھری گتکے سب کے ہاتھون مین ہین وار پر
وار کر رہے ہین لیکن وہ چوٹ نہین کھاتا جب گھر جاتا ہی سیف کو ٹیک کر مڑ جاتا ہی سیکڑون کو چٹیلا کر دیا ہی
اگر سیف اصلی ہوتی تو کتنون ہی کے سر قلم ہو چکے تھے لکڑی کی بنی ہوئی سیف چڑھی ہی کپڑا اچھا رنگا ہوا
اسپر بندھا ہوا تھا کہ جسپر ہاتھ پڑ جاوے نشان بن جاوے جو چٹیلا ہو جاتا ہی علیحدہ ہو جاتا ہی یہاں تک کہ ان
واحد مین اسنے سبکو زخمی کر کے نعرہ کیا کہ ہی کوئی میرا ثانی لوگ کہنے لگے کہ آپ کا مثل کاہے کو ہی ایک
شاگرد نے کہا کہ اگر آپ دعوے صاحبقرانی کا کرتے تو بجا تھا یقین ہی کہ حمزہ ثانی بھی حج کے بہانے سے
کعبہ مین چھپکر بیٹھ رہتے بس امیر کا نام سنتے ہی رستم ثانی کو طیش آیا کہا او مردود بزرگان دین کا نام
اس بے ادبی سے لیتا ہی کیا اسکو آتا ہی جسپر اسقدر ناز کرتا ہی سیف ہلانے مین اپنے جسم تک سے بیخبر
رہتا ہی ہر جگہ کھلا رہتا ہی جہان چاہے تجھے چوٹ دیجاوے سفاک سیف دست پکارا کہ صاحبزادے
تمہین کیا انسان دوسرے کی بات کا اس وقت جواب دے اور اعتراض کرے جب خود اس سے
اچھا کر کے دکھلا دے اگر مین کھلا رہتا ہون تو قسم ہی تمہین اپنے دین و مذہب کی کہ تلوار سے چوٹ
دے دو اور مین بھی اصلی سیف آہنی سے بڑھ چڑھاتا ہون یہ کہکر سیف آہنی ہاتھ پر چڑھائی اور کہا کہ لے
آئیے اور ہاتھ سیف کے نکالتا ہوا رستم ثانی کی طرف چلا رستم نے وار اسکا پشت شمشیر پر گانٹھ کر دکھایا
بعد اسکے جس جگہ سے کھلا دیکھا جھٹکا دے دیا ہتھیلی مار کر قبضہ سے سیف کو قلم کر دیا ہاتھ سفاک کا کٹ جا
دیا یہ کمال دیکھ کر لوگ وجد کرنے لگے اور سفاک قدمون پر گر پڑا اور پکارا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم واقع

ہیں کہ آپکا مثل و نظیر نہیں ہے یہ مع شاگردوں کے مطلع ہوا فہیم روشن رائے نے بادشاہ سے عرض کی کہ حضور یہ بلیسری علامت ہے لیکن رستم ثانی اب اُس گروہ کی طرف آئے کہ جہاں تیراندازی کی مشق ہو رہی تھی بسبب کثرت کے میدان نہیں تھا کہ سالک میں نشانہ لگایا جائے لہذا ایک ستون بلند گاڑ دیا ہے اُس پر ایک چاند نصب کیا ہے چاند کے اندر ستارے بنائے ہیں لوگ تیر لگا رہے ہیں جو بڑے تیرانداز ہیں اُنکا تیر حلقہ قمر میں سے گذر جاتا ہے لیکن اُس ستارہ پر نہیں پڑتا رستم ثانی نے یہ رنگ دیکھکر دوش سے کمان اُتاری اور تیر ترکش سے کھینچا تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کرکے چھوڑا ستارہ اُڑ گیا ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی فہیم روشن رائے نے بادشاہ سے عرض کی کہ یہ حدمت آخری ہے بلاشک یہ وہی شخص ہے کہ جو آپ کے فرزند کو آپ سے ملائے گا بادشاہ مع وزرا اور اُمرا تخت سے اُٹھا نوکرون سے حکم کیا کہ اس شخص کو ہمارے پاس لے آؤ چوبدار نے آکر رستم ثانی سے عرض کی کہ آپ کو بادشاہ یاد کرتے ہیں جواب دیا کہ بادشاہ مجھے کیا جانتے ہیں کہ میں کون ہوں اور وہ مجھے کیوں یاد کرنے لگا چوبدار نے عرض کی نہیں آپ ہی طلب کرتے ہیں جواب دیا کہ میں بادشاہ کا نوکر نہیں مجھے جانے کی کیا ضرورت کوئی غرض بادشاہ سے نہیں اگر بادشاہ مجھے یاد بھی کرتا تو میں اُسے نہیں یاد کرتا چوبدار نے کہا کہ وہ حاکم یہان کا ہے تمھیں کچھ خوف اُس سے نہیں جواب دیا کہ ہم سوا پروردگار عالم کے کسی سے خوف نہیں کرتے چوبدار پلٹ آیا اور بادشاہ سے آکر عرض کی کہ وہ شخص نہایت متکبر ہے نہیں آتا بادشاہ نے خیال کیا کہ واقع میں غرضمند تو میں ہوں مجھے اُسکے پاس چلنا چاہیئے اُسے میرے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے یہ خیال کرکے بادشاہ خود مع رؤسا و امرا سوار ہو کر چلا انبوہ عظیم تھا جا بہ جا تھی ملازمین شاہی لوگون کو ہٹاتے ہوئے دھکے دیتے ہوئے چلے حسب اتفاق جس غول میں رستم ثانی تھے وہان بھی کشمکش ہوئی چنانچہ ایک شخص نے مفلوک الحال سمجھکر ایک کہنی ماردی اب جو ناگوار طبع ہوا ہی تو جھلا کر تھپڑ مارا کہ منھ پھر گیا کلہ سٹ گیا تڑپ کر دم نکل گیا وہ جوان فوجی تھا ملازم سرکاری کا یہ حال دیکھکر لوگون نے رستم ثانی پر یورش کیا اتنے میں بادشاہ کی سواری قریب آگئی یہ رنگ دیکھکر بادشاہ نے اپنے ملازمون کو منع فرمایا کہ اتنے نہ بولو نہیں جانتے تم کہ یہ کون شخص ہیں لوگ رکے کہ بادشاہ طرفداری کرتا ہے ایسا نہو خلاف طبع بادشاہ ہو پھر عتاب آئے علیحدہ ہو گئے بادشاہ نے رستم ثانی سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ آپ کون صاحب ہیں کہاں سے تشریف لانا ہوا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر اپنی فوج کو حکم دیدیجیئے تو معلوم ہو جائے کہ میں کون ہوں بادشاہ نے کہا یہ میں جانتا ہوں کہ آپ بہادر ہیں لیکن نام نامی و اسم گرامی کیا ہے رستم ثانی نے کہا کہ اس حال پر ملال میں کیا نام و نسب سے اپنے تمھیں آگاہ کروں بموجب اشعار حسب مقام ہذا

اے آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہیں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غم الفت رسیدہ ہوں

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں
بچھڑا ہوں کاروان سے مسافر جریدہ ہوں

ہوں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں
کیا پوچھتے ہو کہ کون ہوں سودا [illegible]

اس وقت بادشاہ تخت پر سے اُتر پڑا اور قریب رستم ثانی کے آکر دست ادب بستہ عرض کیا کہ شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست غرضکہ اُس شیر کو بہلاتا ہوا باتوں میں لگاتا ہوا اپنے ساتھ لیکر طرف ایوان شاہی کے چلا آن واحد میں راہ کو قطع کرکے داخل بارگاہ ہوا اراکین دولت و مشیران مملکت حاضر ہوئے بادشاہ نے رستم ثانی سے کہا کہ بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ غسل فرمائیے لباس بدلیے رستم ثانی نے جواب دیا کہ پہلے آپ یہ

بیان کیجیے کہ آپ مجھے یہان لائے کس واسطے ہین بادشاہ نے پھر پوچھا کہ آپ بھی تو ارشاد فرمائین کہ
آپ کا آنا کہان سے ہوا جواب دیا کہ مین پہلے ہی کہہ چکا کہ تمھین میرے نام و نشان سے کیا کام ہی اپنا
مطلب بیان کرو کیونکہ چہرے پر تمھارے آثار غم ہویدا ہین عنوان پریشانی ہویدا ہین گلے مین ایک رومال
سیاہ جو بندھا ہوا ہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کسیکا غم ہی چشم پرنم ہی بادشاہ نے ایک آہ جگرخراش
کھینچی اور عرض کیا کہ مین اسیر پنجۂ تقدیر کیا اپنا حال پرملال عرض کرون کہ ایک دفتر ماتم ہی لیکن آپ کو دیکھکر سب
غم غلط ہو گیا جی یہی چاہتا ہی کہ اب آپ سے نہ بیان کرون کیونکہ دلو سے آپ کے امکان بشرے سے بھی کچھ
بڑھے ہوے ہین ایسا نہو کہ ایک آفت تو ناگہانی تھی دوسری آفت آسمانی آجاے تمن آپ کے بھی اسی بلا مین
مبتلا ہو جائین رستم ثانی نے کہا اب مجھے بغیر سُنے قرار نہ آئیگا بادشاہ نے اُس عالم مجبوری مین کہا کہ گویم مشکل وگر
نگویم مشکل یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر غم صیاد و فکر باغبان ہی ✚ دو عملے مین ہمارا آشیان ہی رستم ثانی نے
کہا کہ اگر مطلب اپنا نہ بیان کروگے تو مین چلا جاؤنگا کیونکہ پھر میرے یہان لانے کا کیا نتیجہ یہ کہکر اُٹھنے کا قصد
کیا تھا کہ بادشاہ نے مجبور ہو کر عرض کیا کہ مین اکثر نجومیون اور کاہنون کی زبانی سُنا کرتا تھا کہ اس جوار مین کوئی
طلسم ہی کہ نام اُسکا طلسم صندل ہی یہ سمجھتے کہ باعث دفع دردسر ہوگا یہ معلوم تھا کہ موجب درد جگر ہوگا رستم
ثانی نے کہا وہ دردجگر کیا بادشاہ نے بیان کیا کہ میرے شہر سے نکلکر جانب شمال جو صحرا سے وسیع
واقع ہی اُسمین دور پر اک سیاہی مانند قلعہ کے معلوم ہوتی ہی لیکن کبھی کوئی اُس طرف جانے کا ارادہ نہین
کرتا کہ وہ مقام نہایت ہولخیز ہی دن کو ڈر معلوم ہوتا ہی صحرا پھاڑے کھاتا ہی آٹھوین روز ایک دروازہ بلند نمودار
ہوتا ہی پھاٹک خود بخود وا ہو جاتا ہی دن بھر کھلا رہتا ہی بالاے در دو برجیان چھوٹی چھوٹی ہین اُنپر جوڑا بط
دریائی کا بیٹھا رہتا ہی جو کوئی اُس طرف جانے کا قصد کرتا ہی تو اُنمین سے ایک بط منع کرتی ہی کہ اے شخص
اس طرف نہ آ ورنہ آفت مین پھنس جائیگا کہ تا زندگی رہائی نہ پائیگا حسب اتفاق میرا ایک فرزند تھا کہ نام
اُسکا شاہین تاجدار تھا ایک روز مجھسے اجازت صید و شکار لیکر جانب صحرا روانہ ہوا ازبسکہ مزاج اُسکا سپاہیانہ تھا
بلکہ جاہلانہ تھا مین نے چند رفیق دیرینہ اپنے بھی ساتھ کردیے تھے کہ اگر شاہین اُس طرف جاے تو منع کرین
لیکن جب بات سے دل دھڑک جاتا ہی وہ ضرور پیش آتی ہی ایک آہو شاہین تاجدار کو لگا کر اُسی قلعہ کی
طرف لیگیا آہو تو غائب ہو گیا لیکن یہ بدنصیب قریب اُس پھاٹک کے پہونچ چکا تھا رفقا نے منع کیا
کہ اے شہریار یہ اُس طرف نہ جائیے کہ وہ مقام مخدوش ہی والد ماجد نے آپ کے منع فرمایا ہی بلکہ ہمین اسی سے
ساتھ کردیا ہی یہ کلمہ سُنکر اُسے غصہ آگیا کہ مردون کے لیے کہین خدشہ نہین ہی ایک دروازہ کھلا ہوا ہی جسکا جی
چاہے جاے اور چلا آے زیادہ بہین اگر کوئی مزاحم ہوگا اُس سے لڑینگے میرے رفیقون نے کہا کہ ابھی
آپ نشیب و فراز دنیا سے آگاہ نہین ہین آدمی سے لڑتے ہین یا ہوا سے یہان تو یہ گفتگو تھی اُدھر ایک
بط نے آواز دی کہ اے شخص خبردار اس طرف آنے کا قصد نکرنا ورنہ مبتلا سے بلا ہو جائیگا سواے پشیمانی
کچھ ہاتھ نہ آئیگا افسوس کہ اُس جاہل نے نہ مانا اور کہا دیکھو ہم ابھی جاتے ہین اور ابھی چلے آتے ہین
یہ کہکر اندر دروازے کے چلا گیا یکایک دوسری بط نے آواز دی کہ فلان کا بیٹا فلان کا پوتا یہ نام
اسیر پنجۂ تقدیر ہوا جست مین اُس فرزند دلبند کی بعض رفقا اُسکے اور ندامت مین اسکی کہ بادشاہ کو
کیا منھ دکھائینگے میرے رفیقان دیرینہ اندر اُس پھاٹک کے چلے گئے کہ جو کچھ شاہزادے پر گذریگی

وہ پھر بھی گذر گئی لیکن ساتھ نچھوڑینگے کیونکہ اگر بادشاہ پوچھیگا کہ شاہین تاجدار کو کہان چھوڑ آئے تو ہم کیا جواب
دینگے جس وقت تمام ہوئی وہ دروازہ نظرون سے غائب ہو گیا اور پھر کچھ موقوف نہین اس درد مین بہت
سے مبتلا ہین کہ کسیکا بھائی کسیکا بیٹا کسیکا بھتیجا کسیکا عزیز کسیکا دوست جو اندر اُس مکان کے گیا آج تک
پلٹ کر نہ آیا نہ کچھ خبر اسکی معلوم ہوئی کہ وہان پہونچ کر کیا گذری سب زندہ ہین یا مر گئے اور مین تو کس حال
مین ہون لہذا اسی نظر سے مین آپ کو لایا تھا کہ شاید ہم دردمندون کے مسیحائی آپ ہی کے ہاتھ ہو اس
مشکل کو آپ ہی آسان کرین تو کیا عجب ہے کیونکہ مین نے نجومیون اور رمالون کی زبانی سنا تھا کہ فلان روز
فلان وقت اس شکل وشمائل کا ایک شخص اس شہر مین وارد ہوگا اور کمان کیانی کو شکستہ کریگا ظلام
بن اظلم سے پہلوان کو مار لیگا سفاک سیف دست کو زیر نبرد کریگا اور جو جو علامتین بتائی ہین سب آپ مین
پائی گئین کسی بات مین ذرا سا فرق نہین نکلا لہذا اب امیدوار ہون کہ آپ غسل فرمائین پوشاک بدلین
رستم ثانی نے کہا کہ میرے تمہارے مذہب کا فرق ہے مین ہر چیز تمہارے یہان کی نجس وحرام جانتا ہون
اب بہتر ومناسب یہ ہے کہ یا میرے ساتھ چلکر وہ قلعہ مجھے دکھا دو یا پتا بتا دو کہ مین جا کر فکر رہائی شاہین تاجدار
کی کرون شاید کہ پروردگار عالم کو رہائی اُسکی میرے ہی ہاتھ سے منظور ہو بموجب مصرعہ شاید کہ ہمین بیضہ
برآید پر و بال ط بادشاہ نے کہا اے مسیحائے دردمندان ابھی پانچ روز اُس دن کے باقی ہین کہ جس روز
وہ پھاٹک کھلتا ہے کیا آپ پانچ روز اسی حال پر ملال سے رہینگے مجھے نہایت شاق ہوگا اور مین مطیع
اسلام ہا کہ مسلمان ہوتا ہون اگر آپ مجھے نجس سمجھتے ہین تو ظاہر کر لیجیے رستم ثانی نے کہا ہمارا یہ آئین نہین ہے
کہ بغیر زیر کیے ہوسے یا مطلب بر آری کیے ہوئے کسی کو مسلمان کرین یہ جو لوگ کرتے ہین خدا انھین کو
مبارک کرے بادشاہ نے پھر کہا کہ اچھا مین مطیع اسلام ہوتا ہون جس وقت آپ مطلب دلی میرا پورا کیجیے گا
اُسی وقت سہی لیکن مین دل سے مسلمان ہو چکا انجام کار رستم ثانی نے یہی خیال کیا کہ پندرہ روز کی مسافت
اُٹھاتے ہوئے چلے آتے ہو ابھی پانچ روز اس قلعہ کے کھلنے مین باقی ہین پھر وہان جا کر نہین معلوم کیا گذرے
اس حالت سے کبتک رہو گے یہ خیال کر کے نئے لباس کی طیاری کو حکم دیا اور کنارہ دریا پر آ کر غسل
کر کے لباس پہنا اور پھر آ کر ایوان شاہی مین بیٹھے اب جس شخص نے صورت دیکھی یہ معلوم ہوا کہ آفتاب
نکل آیا بھلا انکے حسن وجمال کا کیا پوچھنا ہے الغرض اب انتظار اُس روز کا ہونے لگا کہ جس دن دروازہ قلعہ
کا نمودار ہوتا ہے لیکن جب وہ رات آئی کہ جسکے دوسرے روز طرف قلعہ کے چلنا ہوگا رستم ثانی کو اشتیاق
مین نیند نہ آئی تمام رات اختر شماری مین گذری ہر بار صحن مین آکر سفیدہ سحری کو دیکھتے تھے کبھی ادھر اُدھر
ٹہلنے لگتے تھے یہانتک کہ بمشکل وہ رات آخر ہوئی اور سفیدی مشرق سے ظاہر ہوئی تمام صحبت سیارگان
گلشن آسمان برہم ہوئی یعنی کمن جادر کی جھلک سے یک بیک چمک چمک کے پردۂ اطلس زرنگار فلک
مین منھ چھپانے لگے اور مانند شمع سحری کے جھلملانے لگے جھونکے نسیم عنبر شمیم کے باغ جنت النعیم سے
آنے لگے ہر دماغ جان کو بسانے لگے شعر جھونکا جو درختون کو لگا سیر دہوا کا ٭ مرغان چمن کرنے لگے ذکر خدا کا
شاہزادہ رستم ثانی دلاور نے فریضہ سحری کو ادا کیا ہنوز محو وظایف تھے کہ اتنے مین سلیمان شاہ حاضر ہوا
رستم ثانی نے جس وقت اوراد و وظائف سے فراغت پائی سلیمان شاہ نے عرض کیا کہ سواری تیار ہے اگر
مناسب ہو تو سویرے سے چلے چلیے کیونکہ فصل گرمی کی ہے اگر دن چڑھ جائے گا تو تمازت آفتاب

نہایت پریشان کریگی رستم ثانی نے کہا بہتر ہی سلیمان شاہ نے پلٹ کر دیکھا ملازمان والبتہ نے عرض کی کہ
سواری کی تیاری پیشتر سے ہی مرکب پیشتر سے مثل پری کے آراستہ کھڑا ہی شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ سلیمان شاہ
کے اُس ہلکی ہلکی سحر درروشنی مین چلے جو بسبب تھوڑی تھوڑی سیاہی شب باقی ہونے کے ساتھ لیسلی تھی تا
دربارگاہ آئے دیکھا کہ مرکب دروازے پر کھڑا ہوا ہنہنا رہا ہی رستم ثانی نے جلدی سے گھوڑے کو
ہمرکاب کیا شعر ہوا سوار جو وہ شہسوار گھوڑے پر ٭ قدم قدم پہ صبا تھی نثار گھوڑے پر ٭ اُدھر سلیمان شاہ
اپنے مرکب پر بیٹھا تمام اراکین سلطنت و مشیران مملکت و منجمان بلند خیال ہمراہ رکاب ہوے فوج و لشکر کو بھی
ہمراہ لے لیا تھا علاوہ سپاہ کے یہ خبر جو منتشر ہوئی تھی کہ ایک شخص نہیں معلوم کہان سے آیا ہی اور وہ بالدہ
فاتح طلسم صندل جاتا ہی جوق جوق گروہ گروہ لوگ شہر کے ساتھ چلے سواری مثل باد بہاری روانہ ہوئی کوئی
دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے شہر سے نکلکر اُس صحرا و سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا بیابان ہی
بیابان کیا ہی کو رشک گلستان ہی ہر جگہ پر نہالان شمشاد برابر سے لگے ہوے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ معشوقان طناز
بصد کرشمہ و ناز صف باندھے کھڑے ہین کسی جا درختان صنوبر کا غنچہ ہی گویا چند سبز پوشون نے اپنی بزم الگ
آراستہ کی ہی کسی جانب کو سوسن تک کوڑیالا اس طرح پھولا ہوا ہی کہ زمین سفید ہو رہی ہی چاندنی کا فرش بچھا ہوا
معلوم ہوتا ہی کہین سبزہ لہلہا رہا ہی دل لبھا رہا ہی کہین لالہ کو ہی رنگ لایا ہی گویا روح فرہاد نے بھیس بدلکر
داغ دل دکھایا ہی وہ نہالان صحرائی کہ جو نظر سے کم گزرے ہین عجب عجب طرح کے پھول اُنمین کھلے ہوے
ہین خوشبو سب پھولون سے علیحدہ مشام جان معطر کرتی ہی طبیعت مین جنون خیزی بھرتی ہی طیور صحرائی
دنیا سے نرالے زمزمہ پیرائی دل مین عاشق مزاجون کے گدگداہٹ پیدا کرتی تھی نخل بند قدرت نے
اُس صحرا کو مثل باغ کے آراستہ کیا تھا راہ صحرا طے کرتے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے ایک قلعہ نمودار ہوا
دیکھا کہ پھاٹک کھلا ہوا ہی کوئی نہ آدمی نہ پریزاد نہ وحوش نہ طیور سوائے اُن دو لعبتون کے کہ جو برجون پر ادبر
پھاٹک کے بیٹھی ہوئی ہین سلیمان شاہ نے رستم ثانی سے کہا کہ وہ مقام خطرناک یہی ہی رستم ثانی نے کہا
کہ مین جاتا ہون سلیمان شاہ نے عرض کیا کہ برائے خدا آخر کوئی تدبیر کوئی فکر یا یوہین رستم ثانی نے جواب
دیا کہ اب وہین جا کر فکر کرینگے سلیمان شاہ رونے لگا اور کہا اس وقت تک آپنے اپنا نام نامی و اسم گرامی
بھی نہ ظاہر کیا شاہزادہ رستم کو بھی یہ خیال گذرا کہ واسطے طلسم کا ہی کیا جانے کیا معرکہ پڑے کون کون
سی اُفتادین پیش آئین کہا اے سلیمان شاہ تونے نام حمزہ ثانی کا سُنا ہی سلیمان شاہ نے کہا کہ تمام عالم
جانتا ہی کہ وہ صاحبقران ہین پھر پوچھا کہ علمشاہ نوجوان سے بھی آگاہ ہی آپنے عرض کیا وہ ثانی صاحبقران
تھے اگر دعوے صاحبقرانی کا کرتے تو بہت بجا تھا فرمایا کہ ہان وہ سپاہی منش تھے اُنھین جاہ و منصب سے
غرض نہ تھی خیر اتنا مین بتائے دیتا ہون کہ مین بیٹا ہون ایرج نوجوان روح دردان قاسم بلند مکان پسر
علمشاہ نوجوان کا تونے شاید میرا بھی نام سُنا ہوگا سلیمان شاہ نے کہا آپ کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین
کہا خیر اگر ہمارے یگانون مین سے کوئی اس طرف کبھی آ نکلے تو کہدینا کہ رستم ثانی طلسم صندل مین ہی اور تم
چالیس روز تک یہان میرا انتظار کرنا یا تو مین تمسے آکر ملونگا ورنہ یہ سمجھ لینا کہ رستم بھی مارا گیا یہ فرماکر سلیمان شاہ
کی بہت کچھ تسلی کی اور فرمایا پروردگار عالم سبکا محافظ ہی اگر رہائی تمھارے فرزند کی میرے ہی ہاتھون ہی
تو انشاء اللہ بہت جلد تم اُس سے ملوگے ورنہ جو تقدیر کا لکھا یہ فرماکر باگ توسن برق رفتار کی ہی سلیمان شاہ

نگاہ حسرت رستم ثانی کی طرف دیکھ رہا ہے لیکن رستم ثانی جس وقت پھاٹک کے قریب پہونچے دیکھا ایک
بط نے آواز دی کہ اے شخص کہاں آتا ہے دیکھ پلٹ جا ورنہ گرفتار بلا ہو جائے گا کچھ ہاتھ نہ آئیگا رستم ثانی
نے کہا کیا جھک مارتی ہے گرفتار بلا تو ہوگی ہم طلسم کو توڑینگے بط قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا بہت سے اس محلات میں
ادھر آئے لیکن آج تک پھنسے ہوئے ہیں جو چھڑانے آیا وہ بھی اسیر ہوا رستم ثانی ایک ساعت نہیں کرتے
آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں ایک بط نے دوسری سے کہا او دیکھتی ہو نگوڑے کو کہ ڈرتا ہی نہیں چلا ہی
آتا ہے اُسنے اپنی بولی میں یہ جواب دیا کہ جو آگ کھائے گا وہ انگارے ہگے گا جو ہمارا کام تھا وہ ہمنے کیا بتا دیا
کہ ادھر نہ آؤ نہیں مانتا گرفتار بلا ہوگا رستم کے کان میں جو آواز گئی للکارا کہ او حرامزادی نگوڑی تو تیرے
ہوتے سوتے ابھی تیر مارونگا کہ پھڑک کر رہ جائیگی بط پکاری بڑے تیر انداز معلوم ہوتے ہو ایسی خطا
نہ کرنا ورنہ مفت لٹنا نہ تیر قضا ہو گئے یا کسی گوشہ میں اسیری کی جانکنی کرنا ہوگی رستم ثانی نے کہا تو بڑی
دریدہ دہن معلوم ہوتی ہے حجت بازبان کرتی ہے جبتک سزا نہ پائیگی نہ مانیگی یہ فرما کر تیر ترکش سے
کھینچا اور چلہ کمان میں پیوستہ کر کے مارا لیکن جیسے ہی تیر قریب پہونچا بط نے منقار کھولکر اُف کی ایک شعلہ نکلا
سر تیر جل گیا سلیمان شاہ تو یہ رنگ دیکھکر گھبرا گیا فہیم روشن راے سے کہا دیکھتے ہو کیا بھولی
بھولی باتیں ہیں کہ بط سے لڑ رہے ہیں فہیم نے کہا اے شاہ اس جرأت کو تو ملاحظہ فرمایئے کہ سوا
آگے بڑھنے کے قدم پیچھے نہیں ہٹتا دوسرا ہوتا تو جس وقت بط نے بطور السان گفتگو کی تھی مارے
خوف کے گر پڑتا اور نہ جب تیر جل گیا اور حربہ بھی خالی گیا پھر جرأت آگے بڑھنے کی نہ کرتا یہ بطیں نہیں ہیں
خدا جانے کون بلائیں ہیں لیکن رستم ثانی کو جو غصہ آیا دوسرا تیر مارا وہ بھی جل گیا تیسرا تیر مارا یہانتک
کہ ترکش خالی ہو گیا بط قہقہہ مار کر بولی کہ اب کھو جاؤ اور تیر سے آؤ رستم ثانی نے کہا اب یہاں سے کہاں جائینگے
جبتک اُس کام کو نہ کر لینگے کہ جس لیے آئے ہیں دوسری بط نے آواز دی کہ پھر جس کام کو آئے ہو جاؤ ہمسے
کیوں لڑ رہے ہو ہمیں کیا ہم تمہارے ہی واسطے کہتے تھے آگے بڑھکر معلوم جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ یہ
مردار ہمسے نہ بولتی تو ہم کیوں تیر مارتے مردوں کو ٹوکتی ہے بدشگونی کرتی ہے بط نے کہا کہ پھر تیر مارا تو کیا بنا لیا
رستم ثانی کو اور غصہ آیا اور فرمایا کہ اب تجھے تلوار سے ذبح کرینگے یہ کہکر قریب پھاٹک کے آئے اور قصد
کیا کہ گرز مارکر پھاٹک کو گرا دوں لیکن جیسے ہی دہلیز پر قدم رکھا پھاٹک نظروں سے نہاں ہو گیا پشت
پر دیوار دیکھی ایک صحراے لق و دق نظر آیا یہ تو اس وادی ہولناک میں پھنسے لیکن انکے پھنستے ہی دوسری
بط نے آواز دی کہ افسوس نہ مانا کہنا اور اپنے ہاتھ سے آپکو گرفتار بلا کیا اور سارا حسب نامہ رستم ثانی
کا بیان کر دیا کہ فلاں کا بیٹا فلاں کا پوتا فلاں کا پرپوتا یہ نام اسیر پنجۂ تقدیر ہوا یہاں سلیمان شاہ نے بھی رستم ثانی
کو اندر پھاٹک کے تو قدم رکھتے دیکھا پھر نہ معلوم ہوا کہ رستم کہاں گئے دل میں کہا کہ افسوس یہ بھی جاہل
مزاج معلوم ہوتے ہیں اپنے کو یوں گرفتار بلا کیا کہنا نہ مانا غرضکہ سلیمان شاہ کو حالت
انتظار چھوڑتے ہیں

اور اب خندگی داستان سطوت بیان سلطان سلطانان حلقہ فگن گوش گردن کشان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جناب حمزہ صاحبقران عالی شان کے سماعت فرمایئے

کہ امیر با توقیر بتلاش عمرو بن حمزہ ولندھور و سلیمان اعظم طرف طلسم قلزم کے روانہ ہوئے خواجہ عمرو

بن امیہ حمزہ سا رفیق قدیم ساتھ ہی گو اکثر ایسا ہوا ہی کہ امیر و عمرو تنہا کسی صحرا و کوہ مین تباہ رہے ہین لیکن وہ وقت
اور تھا کہ صاحبقران بھی جوان تھے عمرو بھی جوان تھا اُنکے پاس اساسہ صاحبقرانی اُنکے پاس بانہاے عیاری
سب سامان ہر طرح کے مہیا تھے اب وہ وقت ہی کہ عالم ضعیفی کے ولولے پست گوشہ نشینی کا زمانہ راحت پرستی
کے ایام لیکن گردش گردون سفلہ پرور اب بھی چین سے نہین بیٹھنے دیتی اب امیر اس لایق ہین کہ تنہا صحرا صحرا
پھرین کہانتک بیان کیا جائے کہ قریب پہر دن رہے کے ایک وادی پرہول مین پہونچے دیکھا کہ کوسون
تک درخت نظر نہین آتا زمین پر گیاہ کا نام نہین لیکن توکلت علی اللہ چلے جاتے ہین جاتے جاتے جب وسط صحرا مین پہونچے
دیکھا کہ درمیان مین ایک دریا حائل ہی امیر قریب اُس دریا کے آئے چاہا کہ چلو مین پانی لیکر چہرہ پر ڈالین
جب ہاتھ قریب لائے تو بجاے آب ریگ دیکھی معلوم ہوا کہ یہ دریاے ریگ ہی نہایت تردد و انتشار ہوا
کہ اب کیا کرین کہان جائین بغیر منزل مقصود تک پہونچے لوٹنا آئین صاحبقرانی کے خلاف ہی اور آگے راستہ نہین
دریاے ریگ حائل ہی جائین تو کہان جائین قیام کرین تو کہان کرین کوئی درخت تک نہین ہر طرف کف دست
میدان نظر آتا ہی جو جو وقت شام کا قریب ہوتا جاتا ہی صحرا سائین سائین کرتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ درندون تک کو
اس صحرا نے پھاڑ کھایا ہی اسی حالت مین وہ وقت پہونچا کہ قافلہ انجم نے سبزہ زار فلک پر پہونچکر مقام کیا اور
خیمہ سیاہ شب برپا ہوا مشعل ماہ فروزان ہوئی امیر با توقیر نے عمرو سے فرمایا کہ کیون خواجہ اب کیا کرین
عمرو نے عرض کی کہ آپ جانتے ہین مین کیا بتاؤن کیون اس صحرا مین آئے اپنے ساتھ مجھکو بھی خراب کیا اور
اب وہ سامان بھی میرے پاس کہان کہ جہان بیٹھنے کہا وہین خیمہ ڈیرا کھانا پینا سب کچھ مہیا ہو گیا خدا برا کرے اُس لا شدنی
عمرو ثانی کا کہ میری عمر بھر کی کمائی سب مجھسے لے لی ہاتھ پاؤن میرے کٹ گئے اب اگر کوئی افتاد بھی
میرے دشمنون پر پڑے تو کچھ نہین کر سکتا ہزارون میرے دشمن اور یہ بے سر و سامانی اور اے حمزہ تو تو
بڑھاپے مین کچھ سٹھیا گیا ہی کہ طلسم کشائی کے شوق مین چلا ہی جسپر جیسی پڑیگی جھیل لیگا یہان آپ زندہ
جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ علاوہ اسکے تیری اولاد جہان جائیگی دوست ہو یا دشمن شان و شوکت کے
ساتھ جایا کیے اسیر بلا ہو کر جائے ہر جگہ پروردگار عالم مدد کرتا ہی حافظ حقیقی بچاتا ہی اگر اُنکی تقدیر مین رہائی ہی
خود چھوٹ جائینگے شان و شوکت سے ساتھ آئینگے اگر قسمت مین اسیر رہنا یا قتل ہونا ہی تو آپ جا کر کیا
کر لیجیے گا عمرو بن حمزہ کچھ مجھسے کسی طرح پلہ کمی کا نہین رکھتا لڑنے بھڑنے کو کافی ہی امیر نے فرمایا او بیمروت
و بے حمیت ایک بات کے اتنے جواب سچ ہی یہ طول تقریر نہین اچھی معلوم ہوتی اگر تجھے اپنی جان پیاری
ہی چلا جا عمرو نے کہا تو یہ خوب جانتا ہی کہ مین تجھے تنہا چھوڑ کر نجاؤنگا اسی سے ایسی باتین کرتا ہی امیر نے فرمایا
واللہ مین نہین چاہتا کہ میرے باعث سے تو کسی آفت مین پھنسے مین بخوشی کہتا ہون کہ تو چلا جا عمرو نے کہا حمزہ
زندگی بھر تو ساتھ دیا اب اس بڑھوتی وقت مین کیا چھوڑ دونگا اپنے کو رسواے عالم کرونگا عمرو کی یہی تمنا ہی کہ دنیا
سے بھی ساتھ اُٹھین الحاصل وہ شب کا وقت وہ صحراے لق و دق ہوا کا سناٹا کلیجے کے پار ہوا جاتا تھا لیکن
پروردگار عالم نے ہر جگہ کے سامان نئے رکھے ہین اگر گھر مین واسطے استراحت کے پلنگ اور مسہری ہی تو جنگل
مین بستر خاک ہی کافی ہی اگر سر پر سایہ سقف نہو تو سایہ آسمان ہی بہت ہی گھر مین روشن شمع و چراغ ہوتے ہین
صحرا مین کرم شبتاب یا مشعل ماہ یا چراغ ہاے شعلہ غول بموجب شعر تنظم ہین روشنی کے داد سے وحشت مین غول
نصب ہوئی اور مشعلین لاکھون فروزان ہو گئین امیر با توقیر نے تکیہ معبود بے نیاز پر کرکے تیمم سے نماز مغرب ادا

ادا کی بعد اُسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کے درگاہ الٰہی مین مصروف دعا ہوے کہ اے رب پاک ذات اے خالق
کائنات اے کس بیکسان و اے یار غریبان اس وقت مشکل مین سوا تیرے کون مددگار و معاون ہے جبتک تیرا
حکم ہوا ہفت اقلیم مین صاحبقرانی کی اب حکم تیرا گوشہ نشینی کو ہوا اُس جاہ و منزلت کو ترک کرکے فقیری اختیار
کی لیکن گردش گردون سفلہ پرور اب بھی چین نہین لینے دیتی اس اپنے بندہ عاجز کی مدد کر اور میرے بچھڑے
ہوے دوست لندھور اور دونون فرزندون سے مجھکو ملا دے بیڑا اس دریاے فرقت سے پار
لگا دے یہ دعا کرتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے عمرو لپشت پر کھڑا ہوا آمین کہہ رہا تھا اور آنسو
خواجہ کی آنکھون سے بھی جاری تھے چہرے پر آثار پریشانی طاری تھے جب امیر نے مناجات سے فراغت
پائی سجدے مین گئے و ہنا رخسارہ خاک پر رکھ دیا لیکن جھونکا ہوا سرد کا جو آیا امیر و عمرو دونون سو گئے
اللہ اکبر عجب گردش ہے اس فلک کج رفتار کی یہ وہی صاحبقران ہین کہ جنکے محکوم سرکشان و بادشاہان ہفت
اقلیم ہین آج بستر خاک ہے اور وہ جسم پاک ہے لیکن جب سو گئے تو تمھین خبر نہین کہ زیر سر تکیہ نرم زانوی محبوب ہے
یا سنگ خارا ہے حقیقت مین بموجب مشہور کہ سویا مردا برابر ہے مگر خاک سے اجتناب کرنا اچھا نہین کیونکہ ع
آغاز بہی خاک ہے انجام یہی ہے + ہر متنفس اسی خاک سے پیدا ہوا اور ایک روز پھر خاک ہو جائیگا شعر
خاک کا پتلا بنا اور خاک کی تصویر ہے + خاک مین مل جائیگا اور خاک دامنگیر ہے + لیکن جسوقت امیر عالم رویا
مین پہونچے دیکھا کہ جناب ابراہیم علی نبینا و آلہ و علیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ اے فرزند
تو پریشان نہو کہ اولاد تیری بخیر و عافیت ہے اور تجھسے ملیگی یہ بھی ایک مصلحت ایزدی ہے کیونکہ محمود حبشی کہ
اک مرد با خدا ہے سِن اُسکا کئی سو برس کا ہو چکا ہے اب زمانہ اُسکے انتقال کا قریب ہے اور قسمت مین اُسکی مٹی
تیرے ہاتھ کی بدی ہے اگر یہ افتاد نہ پڑتی تو اس طرف تو کیونکر آ سکتا اور تجھے کیا ضرورت تھی لہذا یہ انگشتری
لے اور اسے پہن کر اسی دریاے ریگ مین کود پڑ منزل مقصود پر تو پہونچ جائیگا اپنے بچھڑے ہوؤن
کو پائیگا چاہتے تھے امیر کچھ اور پوچھین کہ حضرت نظرون سے غائب ہو گئے جس وقت ہنگام سحر قریب ہوا
کاروان انجم نے رخت سفر باندھ کر کوچ طرف مغرب کے کیا خیمہ سیاہ شب اُکھڑا امیر با توقیر خواب سے
بیدار ہوے عمرو کی بھی آنکھ کھلی امیر نے ہاتھ مین انگوٹھی دیکھی تمام صحرا کو معطر پایا عمرو سے خواب بتا
بیان کیا عمرو نے کہا حمزہ انگوٹھی دینے کے بھروسے نہ رہنا ایسا نہو کسی نے دھوکا دیا ہو کیونکہ جب سے تجھے
صاحبقرانی سے سروکار نرہا تو حضرت برا سے مدد کیون آنے لگے اُنکو تیرے بیٹے پوتون کی اعانت
سے کب فرصت ہوگی جو تیری خبر کو آئین اب جو لوگ راہ خدا مین لڑ رہے ہین وہ اُنکی خبر لینگے یا تجھے
پوچھینگے اور افسوس کہ اے حمزہ اگر تو صاحبقرانی کو نہ ترک کرتا تو اب تک تمام عالم مین دین اسلام پھیل گیا ہوتا
بھلا ان چھوکرون سے کیا ہوتا ہے جیسے حمزہ ثانی تیرا فرزند ہوا یا عمرو ثانی خدا اُسکو غارت کرے میرا
بیٹا ہے یہ سب پست ہمت مین خالی زور و طاقت کے بل پر تھوڑی صاحبقرانی ہوتی ہے یا سامان عیاری
کے ہونے سے کیا کوئی عیار ہو جاتا ہے خیر ہرچہ گذشت گذشت اے حمزہ تیرے ہی بدولت میری بھی زنبیل
وگلیم وغیرہ میری زندگی بھر کی کمائی سب گئی اگر تو بانے صاحبقرانی کے نہ دیدیتا تو مین بھی زنبیل وگلیم وغیرہ
کبھی نہ دیتا امیر نے فرمایا اے مرد عزیز یہ سب سامان جبتک ہماری تمھاری تقدیر کے تھے ہمارے تمھارے
پاس رہے اب جنکی قسمت کے ہین اُنکے پاس ہین چند دن لوہو زندگی ہے کسی طرح بسر جائے گی بہتر ہوا

کہ اپنی اپنی حیات مین جو چیز جسکے لایق تھی اُسے سپرد کر چلے یہان اگر مر جاتے تو کیا چھاتی پر رکھکر لیجاتے تشکر
کرو یہ بھی خوش نصیبی ہی کہ اولاد میراث والدین کے لایق ہوئی الحاصل وقت تنگ رہگیا تھا امیر نے مع عمرو تمیم
کے ساتھ فریضۂ سحری کو ادا کیا شکر پروردگار بجا لاے اور قریب دریاے ریگ کے آئے عمرو سے کہا
خواجہ چلتے ہو ہمارے ساتھ عمرو نے کہا مجھے خبط نہین ہی کہ اپنے پاؤن سے قبر مین اُترون زندہ در گور ہون تم
اپنی جان سے تنگ ہو جاؤ مین فاتحہ پڑھے دیتا ہون امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور بسم اللہ کہکر اُس دریا مین کود پڑے
دیکھا عمرو نے کہ امیر غرق ہو گئے عمرو پکارا افسوس کہنا نہ مانا لیکن امیر کے پاؤن جو زمین پر آشنا ہوے
اپنے کو ایک صحراے دلکشا میدان وسیع مین پایا لباس مین کہین خاک کا دھبا تک نہ تھا انگشتری کو ملاحظہ
فرمایا لکھا ہوا تھا کہ دہنی جانب جاؤ ایک حجرہ ملیگا وہان محمود حبشی سے ملاقات ہوگی بس کام انجام کو پہونچ
جائیگا یہ پڑھتے ہی انگوٹھی ہاتھ سے ناپدید ہو گئی امیر داہنے جانب چل نکلے جاتے جاتے وہان پہونچے کہ
جہان وہ حجرہ بنا ہوا تھا دیکھا تو دروازہ حجرے کا کھلا ہی اور ایک مرد پیر تخمین سال باریش سفید بیٹھا ہوا ہی ہاتھ
پاؤن مین بسبب ضعیفی کے رعشہ پیدا ہو گیا ہی امیر کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا السلام علیک یا حمزۂ صاحبقران
عالی شان امیر نے جواب سلام دیا کہ علیک السلام اور اندر حجرے کے تشریف لے گئے محمود حبشی نے مصافحہ کیا
جاے عمدہ پر بٹھایا مزاج پوچھا اور کہا شکر ہی پروردگار عالم کا کہ میری سعادت ہوئی یا امیر مین خدمت مین آپ کے
جد بزرگوار کے رہچکا ہون اُنھون نے ارشاد فرمایا تھا کہ خوشا نصیب تیرے کہ دفن وکفن تیرا میرے فرزند
حمزہ کے ہاتھ سے ہوگا اور فلان زمانہ تیری انتقال کا ہی اور آخر وقت مین تو قیام اپنا طلسم قلزم مین رکھنا
کہ وہین وہ آئیگا امیر نے یہ سُنکر کہ یہ مصاحب خاص میرے جد بزرگوار کا ہی محمود حبشی کے ہاتھ چومے اور کہا خوشا
نصیب میرے تھے کہ مین آپکی زیارت سے مشرف ہوا کہ آپ ہم صحبت ایسے خدا رسیدہ کے ہین مجھے بھی عالم
رویا مین جد نامدار حال سے آپ کے آگاہ کر گئے تھے بعد اُسکے محمود حبشی نے پوچھا کہ آپ کا دوست صادق
یار موافق کہان ہی امیر سمجھ گئے کہ عمرو کو پوچھتے ہین فرمایا وہ بڑا ڈرپوک ہی کنارے دریاے ریگ تک
میرے ساتھ آیا پھر وہین ٹھہر گیا لیکن میری فرقت مین نہین معلوم اُسپر کیا گذر رہی ہوگی بعد اُسکے محمود حبشی نے
احمر حبشی سے کہا کہ ملازم اسکا تھا کہا کہ جاکر قلزم شاہ کو اطلاع کر کہ حمزہ صاحبقران تشریف لاتے ہین احمر
حبشی براے اطلاع روانہ ہوا امیر نے پوچھا کہ میرے دو فرزند اور ایک رفیق میدان جنگ سے غائب ہو گئے
تھے اُنھین کی تلاش مین مین نکلا تھا آپکو کچھ معلوم ہی کہ وہ اسی طلسم مین ہین محمود حبشی نے کہا کہ قلزم شاہ کے
آنے پر یہ معلوم ہو سکتا ہی لیکن احمر حبشی نے قلزم شاہ کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ صاحبقران عالی شان
داخل طلسم ہوے قلزم شاہ نے بحیرت پوچھا کہ کیونکر احمر حبشی نے یہ کہا کہ یہ مین نہین جانتا قلزم شاہ نے طوفان
جادو سے کہا کہ کیا تو نے آیا کیونکر تو نگہبان سرحد طلسم ہی بغیر تیری اجازت کے کوئی آ نہین سکتا
پھر امیر باتوقیر کیونکر داخل طلسم ہوے غرضکہ قلزم شاہ اُسی وقت سوار ہو کر خدمت صاحبقران عالی شان مین
حاضر ہوا تسلیم بجا لایا پہلے یہی عرض کیا کہ حضور یہان کیونکر تشریف لاے امیر باتوقیر ہنسے اور فرمایا کہ اے
قلزم شاہ تو نے رہ ظاہری مسدود کی ہی پر راہ باطنی بھی مسدود کر دی ہی تقدیری معاملات مین کسی کو دخل
نہین ہی میرے مقدر مین یہان تک آنا لکھا تھا مین آگیا خدا نے مجھکو پہونچایا لیکن یہ تو بتاؤ کہ میرے فرزندون
کی بھی کچھ خبر ہی مجھے معلوم ہوا ہی کہ کوئی ساحر تمھارے طلسم کا اُنھین اُٹھا لایا ہی قلزم شاہ نے عرض کی کہ آپ

اطمینان رکھیں آپکا دوست لندھور بن سعدان گرد اور دونون فرزند آپ کے مع دشمنان طلسم مین موجود ہین
دیودن کو مین نے قید کرادیا ہی فرزند و رفیق آپ کے راحت سے ہین امیر نے فرمایا بلاؤ اُنکو قلزم شاہ
نے عرض کی کہ اگر مناسب جانیے تو اس فقیر کے کلبہ احزان کو منور و معمور فرمائیے جہان حضور نے یہانتک
آنے کی زحمت کی اتنی تکلیف اور گوارا فرمائیے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی لیکن پہلے میرے رفیق خاص
یار وفادار عمرو بن امیہ نامدار کو کہ کنارے دریاے ریگ پر مین اُسے چھوڑ آیا ہون بلوالو پھر مین چلونگا
قلزم شاہ نے طوفان جادو کی طرف اشارہ کیا طوفان اُسی وقت بتلاش عمرو روانہ ہوا یہان خواجہ
فرقت صاحبقران زمان مین رو رہے تھے بلک بلک کر دعا کر رہے تھے کہ ای رب پاک ذات ای خالق
کائنات ای حافظ حقیقی وای رب تحقیقی تو حمزہ کا معین و مددگار رہنا میری کیا شامت تھی کہ ساتھ حمزہ کے نہ چلا
گیا اگر خدانخواستہ آسپر کوئی آفت پڑے تو مین یہان سے جاکر خلق کو کیا منہ دکھاؤنگا اُسکی اولاد سے کیونکر
سامنا کرونگا عمر بھر کی محنت و جانبازی خاک مین ملجائیگی سب یہی کہین گے کہ عمرو کو اپنی جان پیاری ہوئی اور
وقت آخر مین صاحبقران کا ساتھ چھوڑ دیا ادہر تو یہ خیالات اُدہر بھوک کی شدت پیاس کا غلبہ نہ یار رہے
نہ مددگار رہے کہ یکایک ایک برق چمکی اور پنجہ کڑک کر گرا کمر زنجیر کا بند پکڑ کر بالاے ہوا لیچلا عمرو چلایا اے
ظالم تو کون ہی تو جسے سمجھا ہی مین وہ نہین ہون ارے دوست دشمن تو پہچان لے اگر تو حمزہ کا دشمن ہی تو مجھے
اُس سے کوئی سروکار نہین اپنے صاحبقرانی کی سیکڑون ساحرون سرکشون کو مارا مین بیچارہ تین روپیہ کا پیادہ
جو کام ملازمون کے ہوا کرتے ہین وہ کیا کیا لیکن پنجہ نے ایک سماعت نہ کی بلکہ اُنکی باتون پر ہر بار آواز
قہقہہ کی آتی تھی عمرو کی جان نکلی جاتی تھی طوفان جادو باتون پر خواجہ کی ہنستا ہوا عمرو کو لیے ہوے سامنے
قلزم شاہ اور صاحبقران ذیجاہ کے آیا خواجہ کو زمین پر اُتارا عمرو بخوف ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا امیر نے
پانی منہ پر چھڑکا اپنے دامن سے ہوا دیکر ہوشیار کیا عمرو نے جو آنکھ کھولی امیر کو دیکھا پھر آنکھ بند کرلی
امیر نے فرمایا او مکار یہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ اب مجھے تیری صورت اچھی نہین معلوم ہوتی تو اپنی اور میری
دونون کی جان کا دشمن ہی آپ بلا مین پھنسا تھا تو مجھکو بھی یہان بلا بھیجا امیر نے فرمایا اُٹھتا ہی یا اچھی طرح
اُٹھاؤن عمرو ڈرا کہ ایسا نہو گھونسا مار دین تو کام ہی تمام ہو جائیگا جلدی سے اُٹھ بیٹھا اور کہا کس ظالم کے
پھندے مین پھنسے کس بیدردی کی نوکری کی لیکن محمود حبشی نے کہا خواجہ سلام علیک مزاج شریف عمرو نے
جواب سلام دیا اور کہا الحمد للہ لیکن مین نے آپ کو نہین پہچانا امیر نے حال محمود حبشی کا بیان کیا کہ یہ ایسے مرد
بزرگ ہین خواجہ نے بھی بڑھکر مصافحہ کیا لیکن امیر سے بہت شکایت کی عمرو نے کہا کہ حمزہ اب وہ طاقت
جوانی کہان گئی کہ جیسے چاہا پنجہ نیکہ چور کی طرح عمرو کو لٹکا لیا ارے کوئی اپنے چاہنے والے اور دوست کو یون ہی
بلاتا ہی قلزم شاہ سمجھا کہ خواجہ کو تکلیف ہوئی طوفان جادو پر نہایت خفا ہوا کہ تعظیم و تکریم کے ساتھ نہ لایا اور
کوڑا لیکر مارنے کو اُٹھا لیکن امیر باتوقیر نے سعی فرمائی اب قلزم شاہ امیر و عمرو و محمود حبشی کو اپنے ہمراہ لیکر
طرف ایوان شاہی کے چلا وہان خبر لندھور و سلیمان اعظم و عمرو بن حمزہ کو ہوئی کہ صاحبقران بھی داخل طلسم
ہوے قلزم شاہ برائے استقبال گیا تھا امیر کو ساتھ لیے ہوے آتا ہی یہ بھی خوش ہو ہو کر برائے استقبال
چلے چند قدم آگے بڑھے ہونگے کہ سواری مانند باد بہاری نمودار ہوئی ان تینون آدمیون نے صاحبقران کو سلام
کیا امیر نے دعا دی غرضکہ قلزم شاہ سبکو ساتھ لیے ہوے قصر شاہی مین آیا مقام اعلی پر امیر کو جگہ دی اور جاسے

مناسب پر لندھور و سلیمان اعظم و عمرو بن حمزہ کو بٹھایا محمود حبشی ایک سمت آکر بیٹھا امیر نے فرمایا اے قلزم
شاہ تمنے ان تینون آدمیون کو کس غرض سے بلوایا ہے قلزم شاہ نے عرض کی کہ غلام مدت سے سنتا آتا تھا کہ
صاحبقران اور نیز آنکی اولاد و رفیقون مین ایسے ایسے زبردست و بہادر ہین کہ دیوون کو مارتے ہین چنانچہ دیو
ہزار دست کا واقعہ دیو خرچنگ آہن شاخ کا قصہ اور آپ کے ہاتھ سے دونون کا مارا جانا یہ سب
مین نے سنا تھا نہایت اشتیاق تھا کہ مین ایسی جنگ کو کیونکر دیکھون فی الحال مجھے خبر پہونچی ہے کہ
گلستان ارم مین دو دیو چڑھ کر آئے ہین اور مقابلہ ہو رہا ہے مینے طوفان جادو سے کہا کہ تو جاکر دیوون کو
مع اولاد امیر اٹھا لا کہ تماشا سے جنگ دیکھون امیر نے فرمایا خود کیون نہ چلے آئے قلزم شاہ نے عرض کی
کہ یہ امر آئین طلسم کے خلاف تھا اہل طلسم کو سوائے سرحد ملک کے حکم نہین کہ بیرون طلسم جائین اور پھر آئین
اس سبب سے یہ قصور سرزد ہوا امیر نے فرمایا کہ پھر تماشا جنگ کا دیکھا قلزم شاہ نے کہا کہ ابھی نہین بیٹھے
دیوون کو قید کرنے کے بہانے شاہزادون سے اپنا قصور بیان کرکے بخشوایا پھر خدمت و ضیافت مین مصروف
رہا امیر نے فرمایا کہ اچھا اب دیکھ لو بلواؤ ان دیوون کو قلزم شاہ نے داروغہ زندان سے کہا کہ لاؤ
قیدیون کو نگہبان زندان اسی وقت دیو کر کرہ اور دیو مرمرہ کو لیکر حاضر ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے خود
اٹھکر ہتھکڑیان بیڑیان حریفون کی کاٹ دین دیو کر کرہ سے رہائی پاتے ہی لندھور پر حملہ کیا لندھور بھی
لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی ادھر سلیمان اعظم دیو مرمرہ پر جا پڑے دیو ان سے لپٹ پڑا لگی کشتی ہونے
امیر نے قلزم شاہ سے کہا کہ تماشا دیکھو اور عمرو بن حمزہ یونانی بھی اپنے برادر خرد کا زور دیکھنے لگے
لیکن کر کرہ نے دیکھا کہ وہی آدمزاد بلائے بے درمان ہے اس سے جانبری دشوار ہے گھونسا لندھور کو مارا
بس گھونسا کھاتے ہی یہ معلوم ہوا لندھور کو کہ پسلیان چور ہو گئین کہان دیو کہان انسان لیکن یہی ایسے
انسان ہین کہ دیوون سے کلہ بکلہ لڑتے ہین بس طیش کھا کر اب جو زور کرتے ہین دیو کو قدم جمانا دشوار
ہو گیا بس آڑے ہو کر جو ہکا مارا دیو پہلو کے بل زمین پر آ رہا لندھور نے آتے ہی چت کر لیا اور
کود کر چھاتی پہ آواز دی کہ او مردود کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے مین دیو نے کہا لاکھ جانین
ہون تو نام پر خداوند ابلیس کے نثار ہین بس لندھور نے ایک ہاتھ زیر زنخدان دیا اور دوسرا ہاتھ جانب قفا دراز
کرکے پیچ دیا اور ہکا مارا کہ دھڑ سے سر کھینچ لیا لاشہ دیو کا زمین پر پھڑکنے لگا قلزم شاہ کے ہاتھ پاؤن
مین تھرتھری پڑ گئی کہ اللہ رے امیر با توقیر نے تعریف کی لندھور اپنے دنگل شوکت پر آکر متمکن ہوئے
ادھر سلیمان اعظم کہ دیو مرمرہ سے مصروف تلاش تھے دیو اور انسان کی لڑائی کیا جب دیو سیدھا ہو جاتا ہے
گردن تو کجا کمر تک بھی ہاتھ نہین پہونچتا اڑنگے لگا کر اسکو گراتے ہین پھر گرفت نہین بن پڑتی دیو نکل جاتا ہے اسکے
موٹے موٹے بازو ہاتھ مین بھی نہین آتے کہ روکین لیکن جیسے ہی انھون نے دیکھا کہ لندھور نے دیو
کر کرہ کو چت کیا اور دھڑ پر سے سر کھینچ لیا ساتھی انھون نے بھی اڑنگا لگا کر دیو کو گرایا اب جو دیو نے
اٹھنے کا قصد کیا شاخ اسکی پکڑ لی ہر چند دیو نے زور کیا نہ شاخ چھوٹی نہ اٹھ سکا بلکہ ایک گھونسا جو گردن پر
مارا دیو ایک چیخ مار کر گر پڑا اسکے چلانے سے یہ معلوم ہوا کہ بہرے کان کے پھٹ گئے سلیمان اعظم نے نعرہ
کیا کہ اب بھی لعنت کر ابلیس پر تو تجھے چھوڑ دون دیو نے کہا مرنا بہتر اور دین تمہارا اختیار کرنا نہین بہتر ہے سلیمان
اعظم نے ایک لات سر پر دیو کے اس زور سے ماری کہ سر پاش پاش ہو گیا اور دیو پھڑک کر مر گیا جسوقت

جسوقت یہ تڑپا تو معلوم ہوا کہ زلزلہ آگیا زمین ہلنے لگی امیر نے فرزند کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا عمرو بن حمزہ نے بھی بھائی کو گلے سے لگا کر بہت تعریف کی کہ کیون نہو شباب کا زور ہے اور بابا ہم تو ضعیف ہوے لیکن سلیمان اعظم چونکہ جانتے ہین کہ یہ طرفدار علمشاہ و قاسم کے ہین جھک کر تسلیم کی اور کہا نہ آپ کی ضعیفی نہ ہمارا شباب آپ ثانی صاحبقران ہین امیر نے بھی فرمایا کہ ای فرزند ہیہات تمنے انصاف کی بات کہی کہ یہ بڑا بھائی تمھارا کسی طرح مجھسے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہے اگر یہ خواستگار صاحبقرانی ہوتا تو حمزہ ثانی کسی طرح اس مرتبہ کو نہین پہونچ سکتے تھے ایک یہ سب سے بڑے ہین دوسرے قوت و جرأت مین بھی سب سے زیادہ ہین لیکن عمرو بن حمزہ نے گردن جھکالی واقع مین اولاد صاحبقران مین سے کوئی ایسا نہین کہ جسنے مقابلہ امیر سے نہ کیا ہو سوا عمرو بن حمزہ کے کہ زندگی مین کبھی باپ سے مقابلہ اور دعوے ہمسری نہین کیا الغرض قلزم شاہ نے لاشین لیدوں کی پھنکوا دین اور اب سامان جشن دعوت صاحبقران کا کیا کہ اگر تفصیل اُسکی لکھی جائے تو ایک دفتر ہو لیکن خلاصہ یہ ہے کہ تمام عہدہ داران طلسم نوبردا سنے لیئے اور تمام طلسم آئینہ بند ہوا عجب ترکیب کا یہ جشن تھا کہ ہر مقام پر ایک تازہ سامان جشن کا تھا اور جو وہان کا افسر تھا وہ مہتمم و منتظم تھا اور ایوان شاہی مین جشن خاص تھا یہ ایوان وسط باغ مین واقع ہے درختون مین قندیلین اسقدر آویزان کی گئی ہین کہ ہر نخل سرو چراغان ہو رہا ہے یا آشیانہ کرمک شبتاب کہیے یا یہ کہ نہال کا ہکشان یا نخل سے تشبیہ دیجیے تنے درختون کے تمامی سے منڈھے گئے ہین سرراہ فرش مخمل و دیبا کا بچھا ہوا ہے وہ نرمی اُسکی کہ پاؤن پڑنے سے آنکھون مین خواب آتا ہے وہ چبوترہ جو آگے قصر کے واقع ہے شامیانہ زردوزی جواہر نگار کھنچا ہوا ہے بیچ مین مسند لگی ہوئی ہے امیر با توقیر مع عمرو بن حمزہ و لندھور و سلیمان اعظم گاؤ سے لگے بیٹھے ہین عمر و لنت پر کھڑا ہوا مرد جنبانی کر رہا ہے قلزم شاہ دست ادب بستہ سامنے حاضر ہے نازنینان پری جمال و حور خصال نصد کرشمہ و ناز آواز مین سُر ملا ملا کر گا رہی ہین سماں دکھا رہی ہین غزل

گنتی پیری ہو ہمین باد شباب آنے کو ہے
غنچۂ نرگس سے طرح کھینچکر گلاب آنے کو ہے
بڑھ کے سوز ہجر ساقی نے اثر دکھلا دیا
بجنے کے دن گئے تمام شباب آنیکو ہے
و مبدم اُٹھتا ہو لا بھید سے خالی نہین
شوخیان کم ہوتی جاتی ہین حجاب آنیکو ہے

زخم کے انگور سے بوے شراب آنیکو ہے
جونک غافل صبح پیری کا نتیجہ ہے زوال
آگ پہونچی تا جگر تو ہے کباب آنیکو ہے
آنکھ بیمار محبت کی ہوئی جاتی ہے بند
مژدہ ای صحرا کوئی خانہ خراب آنیکو ہے
آنکھ بدلی یار نے تقدیر پلٹی آرزو

خون داغ دل بہیگا اشک ہو کر آنکھ سے
دوپہر ہوتی ہے سر پر آفتاب آنیکو ہے
شوخیان اُٹھی گئین بڑھنے لگی زلف سیاہ
موت کی غفلت یہ ہے یا رب کہ خواب آنیکو ہے
عیش کی شب کا گذرنا نشہ کم کا اُتار
پھرتا ہے وہ نگاہین انقلاب آنے کو ہے

جب یہ غزل نازنین گا چکی تو ایلیان محفل سے اُسی نازنین سے فرمایش کی کہ اگر آپکو کوئی غزل اسیر کی یاد ہو تو سنایئے نازنین نے فوراً تعمیل کی اور گنگنا کر نہایت سریلی آواز سے یہ غزل شروع کی اور سازندون نے بھی بہت اچھا ساتھ دیا

سرائے ہستی ہے ای مسافر ضرور کر قصد اب عدم کا
جو ہو ملاقات کی تمنا ادھر کو تو بھی روان ہوا ہے دل
گئے کچھ ایسے نہین پتا ہے جو کوئی ڈھونڈھے کبھی بنا ئے
ہوئے تلف تخت و تاج کیا کیا مٹے زر و مال کیسے کیسے
نہین ہے کوئی مرض سے خالی قمر ہو شب کو کہ مہر دن کو
بدن ہے لاغر جگر فسردہ دماغ ہے خشک دل ہے مُردہ

سحر ہے نزدیک رات ہے کم سحر کا تارا فلک پہ چمکا
سفر سے ممکن نہین ہے پھرنا مسافران رہ عدم کا
غبار رہ بانگ جرس ہو یکسو نشان نہین ایک کے قدم کا
کہان ہے وہ حشمت سکندر نشان دیکھو کہین ہے جم کا
کوئی تپ لرز سے ہے مضطر کوئی ہے مبتلا دق و ورم کا
الٰہی آجائے کوئی جھونکا کہین نسیم مسیح دم کا

اگرچہ ماہ صیام ہے یہ پلا بھی جام شراب ساقی
ابھی تو ہین چند روز روزے کسے بھروسا ہے ایک دم کا

رہ خرابات مین تمھارے طالب ہوئے جو آوارہ ہو گئے آخر
تو سیر دیکھو کہ خاک سے بھی درخت پیدا ہوا قدم کا

وہ طبع عاشق ہین تھا تلون رہا نہ دو دن بھی ایک مذہب
کبھی بنا دیر مین برہمن کبھی مجاور ہوا حرم کا

پکارتا ہون یہ بتکدے مین خدا ہے واحد خدا ہے واحد
جواب دیتے ہے مجکو برہمن یہ منہ ہے تیرے کسی صنم کا

وہ بادہ کش ہون کہ رعب میرا فقط نہین محتسب پہ غالب
جو چھیننے مجھسے جام آئے تو خشک ہوجائے ہاتھ جم کا

نجات دنیا کے مخمصون سے ہمین نہین کوئی دینے والا
دراز عمر حسام قاتل جو آسرا ہے تو آ سکے دم کا

جہان سے جو لوگ اٹھ گئے ہین خبر ہو معلوم انکی کیونکر
کبھی نہ بستی مین پھر کے آیا کوئی مسافر رہ عدم کا

ہوا ہے یہ حال زار اپنا کہ ایک شمہ کبھی جو لکھا
دوات کی آنکھ خون روئی فگار سینہ ہوا قلم کا

جو اپنے ساتھی تھے سب سدھارے کہان ملین وہ کدھر کو ڈھونڈھین
جگر کو دیتا ہے داغ فرقت جو نقش رستے مین ہے قدم کا

ذرا جو تیرا اشارہ پاؤن ابھی تہ تیغ سر جھکاؤن
ہزار جان سے ہون مین تو قاتل مطیع حکم قضا شیم کا

پڑا ہون پیر مغان کے در پر یہان سے جاؤن کہان مین اٹھکر
ملے کوئی خم کہ کوئی ساغر خیال کسکو ہے بیش و کم کا

گذر رہا ہے جو میکدے مین ہے صید کرنے مین کیا تامل
اسیر لطف شراب کی یہ نہین ہے طائر کوئی حرم کا

امیر کی یہ کیفیت ہے کہ کچھ ذکر پیری و شباب و احوال موت ان دونون غزلون مین آگیا ہے اپنی جوانی کو یاد کرتے ہین کہ افسوس ایک وہ بھی زمانہ تھا ایک یہ وقت ہے ایک ایسا زمانہ ہوگا کہ یہ بھی نہ رہیگا کبھی آہ سرد دل پر درد سے بھر کر یہ شعر ورد زبان کرتے ہین شعر گیا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمی عشق اب کہان ہے ؎ ابھی جو اک آہ کی ہے مین نے بجھی ہوئی آگ کا دھوان ہے اتنے مین قلزم شاہ نے عرض کی کہ یہ غلام امیدوار ہے کہ حضور بعض مقامات طلسم کی بھی سیر کرین امیر نے فرمایا بہتر اور اٹھ کھڑے ہوئے ساتھ امیر کے لندھور و عمرو بن حمزہ و سلیمان اعظم وغیرہ سب چلے قلزم شاہ نے سواریان طلب کین یعنے تخت روان آئے ایک ایک سردار ایک ایک تخت پر جلوہ افروز ہوا اور سیر کرتے ہوئے چلے جا بجا عجب عجب سامان دیکھے کسی جا دریا مین لوگ مثل صفحہ خاک کی سطح آب پر بے تکلف پھر رہے ہین کہین خشکی مین نادین تیرتی پھرتی ہین کسی جگہ پانی سے شعلے زبانین نکالے ہوئے زبان حال سے انقلابات دنیا بیان کر رہے ہین کسی مقام پر شعلہ شمع سے فوارے جاری ہین کسی جگہ سقف بے ستون مانند گردون استادہ ہے زیر سقف جلسہ نازنینان و مہ جبینان کا ہے صحبت رقص و غنا ہنگامہ عشرت برپا ہے ایک مقام پر دیکھا کہ اک لکہ ابر سرخ رنگ کا مانند شامیانہ کے سایہ افگن بارش یاقوت کر رہا ہے ایک طرف ابر سبز رنگ کہ ایسا ابر کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا یاقوت سبز برسا رہا ہے کسی ابر سے موتی برس رہے ہین لیکن زمین پر غلطان نظر آتے ہین پھر نہین معلوم کیا ہو جاتے ہین یہان پہونچتے ہی عمرو نے کہا حمزہ اس سے بہتر کوئی مقام نہین ہے اگر ایسے مقام پر سکونت ہو تو لطف زندگی ہے اگرچہ یہ نہین معلوم کہ یہ گوہر و یاقوت اصلی ہین یا نقلی تاہم تسکین خاطر کے واسطے بہت ہین امیر نے فرمایا اے قارون وقت بلکہ رشک قارون ہمیشہ تیری جان مال ہی مین اٹکی رہتی ہے عمرو نے کہا محتاج تو ہو گیا جو کچھ عمر بھر کی کمائی تھی وہ ناشدنی یعنی عمرو ثانی نے لیا میرے پاس اجارہ کیا گیا ہے امیر نے فرمایا آخر اس وقت آخر مین کہ چار دن کی زندگی باقی ہے مال و متاع کیا کریگا مال دنیا اسی واسطے ہوتا ہے کہ انسان اٹھائے اپنے صرف مین لائے عمرو نے کہا حمزہ مال والے کا مال بھی اچھا ہوتا ہے بے مال والے کی عاقبت بھی خراب

ہوتی ہو دو دو دن مردہ پڑا رہتا ہو غرضکہ یہان سے بھی آگے بڑھے دیکھا کہ ایک مینا بلند ہو کلسی پر اسکے ایک طاؤس رقص کر رہا ہو اور ہر دن سے اسکے گلہاے بوقلمون گر رہے ہین اور ہر پھول ایک طرفہ مہک نرالی خوشبو کا ہو اسکے بعد ایک گنبد نظر پڑا کہ بالاے ہوا چرخ مار رہا تھا لیکایک بعد ایک ساعت کے وہ گنبد نظرون سے پنہان ہو گیا پھر بعد کچھ ساعتون کے بالاے ہوا اُسی مقام پر کہ جہان تھا معلوم ہونے لگا کہانتک گذارش کیا جاے کہ تین روز یہ جشن رہا اور تینون دن امیر کو قلزم شاہ نے نئے نئے تماشے مثل اسکے کہ جیسا بیان ہو چکا ہو دکھاے امیر نے بہت تعریف کی کہ تمھارا طلسم تیرنجات سے مملو ہو اور بڑے شکر کی بات یہ ہو کہ تم سب ابرست ہو قلزم شاہ نے عرض کی کہ یا امیر یہ کام تیرنجات قواعد حکمیہ سے ہین میرے طلسم مین جرچا سحر و ساحری کا کم ہو آپ یہ نہ خیال فرمائیگا کہ یہ سب چیزین سحر کی بنی ہوئی ہین بلکہ بانی اس طلسم کے حکما ہین امیر نے اسکی اور زیادہ تعریف کی قلزم شاہ نے عرض کی کہ ایک مقام اس طلسم مین نہایت متبرک ہو کہ اگر اُس جگہ کو آپ دیکھین گے تو نہایت مسرور ہونگے اور صاحبقران کو ہمراہ لیکر ایک احاطہ مین آیا جس وقت امیر داخل احاطہ ہوے دیکھا کہ فرش سفید بچھا ہوا ہو اور ایک صحبت آراستہ ہو امیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ محفل کسکی ہو قلزم شاہ نے عرض کی کہ اسکو بزم خاموشان کہتے ہین اہل صحبت باہم کلام نہین کرتے فقط زبان حال سے باتین ہوتی ہین گویا ایک کا دوسرے سے یہ اشارہ ہو کہ مجبور ہین زبان اختیار مین نہین ہاتھ پاؤن دیکھنے کے ہین کام لینے کے قابل نہین ہان کسی وقت مین مثل اور لوگون کے صاحب قوت لسانی و طاقت بیانی تھے اب تو حس و حرکت جسمانی بھی باقی نہین لیکن جسوقت امیر با توقیر اُس محفل مین پہونچے نہ کسی نے سلام کیا نہ تعظیم دی نہ مزاج پوچھا بلکہ امیر نے انپر سلام کیا جب بھی جواب سلام نہ آیا قلزم شاہ نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ جسمان اصلی نہین ہین بلکہ اجساد نقلی ہین یہ سب تصویرین پتھر کی ہین لیکن مصور انکا ایسا تھا کہ فقط جان ڈالنے کی کمی رہگئی ہو ورنہ وہی صورت وہی ہئیت ہو امیر نے فرمایا یہ تصویرین کن لوگون کی ہین قلزم شاہ نے عرض کی کہ وہ سامنے جو تصویر کلان ہو جناب آدم علیہ السلام کی ہو پہلو مین اُنکے شبیہ حضرت ہابیل ہو برابر اُنکے حضرت شیث کی تصویر ہو بعد اُنکے حضرت نوح یہانتک کہ تین ہزار پیمبرون کی تصویرین ہین اور آگے ہر تصویر کے ایک ایک لوح رکھی ہو کہ اسپر نام صاحب تصویر کا کندہ ہو امیر یہ سُنکر بہت روئے اور انجام پر خیال ہوا کہ افسوس جب ایسے ایسے لوگ خدا رسیدہ نہ رہے تو ہمارا کیا ذکر ہو حقیقت مین کل نفس ذائقۃ الموت سوا ذات معبود کے کسی کو بقا نہین ہو بموجب شعر ذات معبود جاودانی ہو ✤ باقی جو کچھ کہ ہو وہ فانی ہو ✤ امیر اُسی عالم مین اسقدر روئے کہ آنسو گریبان تک جاری ہوے نام پر ہر ہر پیغمبر کے فاتحہ پڑھنا شروع کیا تین روز امیر کو یہین گذرے چوتھے دن احمر جنی گھبرایا ہوا پہونچا اور عرض کی کہ محمود جنی کا غیر حال ہو امیر مع قلزم شاہ و لندھور وعمر بن حمزہ و سلیمان اعظم وغیرہ احاطہ سے باہر آئے اور حجرۂ محمود جنی کی طرف چلے اسنے مین کچھ اور لوگ آئے اور انھون نے عرض کی کہ محمود جنی نے انتقال کیا امیر نے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون اور سامان تجہیز و تکفین کر کے محمود جنی کو دفن کیا تلقین خود پڑھی روئے بعد اسکے قلزم شاہ سے فرمایا کہ اب مجھے گلستان ارم مین پہونچا دو کیونکہ آسمان پری مادر سلیمان اعظم بہت پریشان ہوگی قلزم شاہ نے ایک بساط بسیط منگوا کر امیر کو مع فرزندان و رفیق تخت پر سوار کر کے طوفان جادو سے کہا کہ تو ساتھ جا اور صاحبقران کو بجز و عافیت پہونچا آ طوفان جادو نے بساط کو اشارہ کیا بساط بالاے ہوا اُڑ کر پروانہ ہوا

لیکن یہان گلستان ارم مین بعد جانے امیر کشورگیر کے ملکہ آسمان پری چشم انتظار در کر کے بیٹھی ہی روز عبدالرحمن
جنی طلب ہوتے ہین اُس سے پوچھا جاتا ہی کہ اب امیر مع فرزندان باتوقیر کبتک آئینگے عبدالرحمن جنی عرض
کرتے ہین کہ ملکہ آفاق آپ اطمینان رکھیے صاحبقران اور آپکا فرزند سب خیریت سے ہین دوست کے
گھر مہمان ہین جب دعوت وضیافت سے فرصت ہوگی تو آئینگے اُدھر معشوقہ لندھور یا در ارشیون
دل مین دعائین کرتی ہین کہ پروردگارا شاہزادہ ہندستان کو تیری امان مین دیا ہی توہی ہرجا پہ نگہبان ہی
اُدھر معشوقہ عمرو بلبلا بلبلا کر دعائین کرتی ہی ایک روز ملکہ آسمان پری بالاخانہ پر جلوہ فروز ہین گرد وپیش پریون
کا مجمع ہی باغ حسن کھلا ہوا ہی ملکہ فرشتہ سلطان ہلدمین بیٹھی ہی یکایک جانب آسمان سے ایک ٹکڑا ابر
خفیف نمودار ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی یکایک وہ ابر قریب آیا دیکھا تو امیر باتوقیر مع فرزندان
ورفیقان تخت پر جلوہ افروز ہین ملکہ آسمان پری برائے تعظیم اُٹھ کھڑی ہوئی لیکن تخت امیر نے
زیر بام اُتروا دیا اور آکر آسمان پری سے ملے ملکہ آسمان پری نے بھی خوشی کا جشن کیا لندھور اپنی
معشوقہ سے ملی اور عمرو اپنی معشوقہ سے ملے بعد مدت کے تمنائین نکلین مرادین برآئین دوسرے روز
امیر نے آسمان پری سے کہا کہ اب مجھے خانہ کعبہ پہونچوا دو آسمان پری رونے لگی اور کہا ای آدمزاد بیمروت
ارے کاش اپنی عمر یہین بسر کر جیسے خانہ کعبہ مین رہتے ویسے یہان امیر نے فرمایا اطاعت معبود مین فرق آئیگا
جب ہر وقت تمھارا سامنا رہا تو پھر بندگی بےنیاز کہان اُدھر عمرو اپنی معشوقہ سے ملکر روئے لندھور اپنے
مطلوبہ سے رخصت ہوئے سلیمان اعظم نے امیر سے عرض کی کہ انشاء اللہ غلام بھی حاضر ہوگا غرضکہ وقت
رخصت امیر پرستان مین اک ہنگامہ برپا تھا کہ دیکھئے اب قدوم میمنت لزوم امیر کے پھر بھی کبھی اس طرف
آتے ہین یا نہین امیر نے فرمایا کہ ای آسمان پری اب وقت ہمارا آخر ہی مجھکو کوئی امید زندگی نہین اس نفس کا
کیا اعتبار آیا یا نہ آیا اب وہ حال ہی شعر چراغ صبح گاہے ہی مری زیست ۔ نفس فرقت مین جھونکے ہین ہوا کے
غرضکہ بعد گریہ بسیار امیر رخصت ہوکر مع عمرو و لندھور وعمرو بن حمزہ طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے اور پہونچکر
سرزمین مکہ مین قیام کیا کہ اب انکا حال پھر کسی وقت گذارش کیا جائیگا

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان جلالت عنوان جانشین کوچک سلیمان حمزہ ثانی عالی شان بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان طبل بج رہا ہی لشکر مین ہنگامہ ہی کہ کل کے روز کوئی ملعون افلاک روئین تن ای گروہ مقابلہ کریگا
تیاری جنگ وجدال ہورہی ہی کوئی بہادر جوہر ہائے خذنگ کو دیکھ رہا ہی تلوارون پر صیقلین ہو رہی ہین پھل
برچھیون کے آبدار کیے جا رہے ہین سپریان تیرون کی باڑھ دار کی جا رہی ہین جو قدر انداز نہایت آزمودہ
کار ہین تیرون کے خم نکال نکال کر درست کر رہے ہین لشکرون مین طلایہ کا گشت پھر رہا ہی آواز ہوشیار
باش وبیدار باش کی بلند ہی کہانتک گذارش کیا جائے کہ یکایک زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور وفور
نور ہر طرف ہونے لگا سیاہی شب مانند سپہر کٹنے لگی خطوط شعاع شمشیر آبدار کا کام کر رہے تھے ماہ تابان مع
فوج انجم شکست خوردہ وہزیمت بردہ جانب مغرب روانہ ہوا شاہ خاور مشرق سے تاج زرین برسر
شمشیرہائے خط شعاعی کھینچے ہوئے برآمد ہوا اُدھر اہل اسلام نے جلد جلد فریضہ سحری کو ادا کیا اُدھر
لشکر کفار نے اپنے طور پر پرستش سے فراغت کی اب لشکر جانب میدان روانہ ہوئے دو گھڑی

دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا ایک جانب جناب حمزہ صاحبقران ثانی باشوکت خسروانی
مع لشکر میدان کارزار میں صف آرا ہو کر آپ چالیس قدم مرکب اپنا آگے صفوں سے بڑھا کر بمرتبہ
صاحبقرانی قائم ہوئے داہنی جانب لندھور ثانی با فوج ہندوستانی بدیع الملک اور مع لشکر ظفر اثر
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع لشکر گران اپنی فوج ادہم داران دست
راست مانند بدیع الزمان فرامرز عاد مغربی وارث کشورکشا شہنشاہ گوہر کلاہ توریج نامور کے بدولاور
بائیں سمت مالک ثانی جرات عرب کے نشانے کھینچے نامدار فرزند بادشاہ عالی وقار ایرج نوجوان یادگار
علمشاہ عالی مکان جمہور جہانسوز شمشیر زن بہادر شاہزادہ طرطوس جمہور دیوبند و خورشید تاجدار وغیرہ اپنے اپنے
لشکر کی صفیں آراستہ کر کے منتظر وقت کھڑے ہوئے کہ دیکھا چاہیے افلاک روئین تن کیا جوالا ہے
اور کیا ٹھہرتی ہے ادھر شہریار نامدار مع فوج بسیار کہ اسکو بھی دعوی صاحبقرانی ہے اسیواسطے مالک فرنگ
سے آیا ہے کہ امیر ثانی سے صاحبقرانی لینا چاہیے بڑے جاہ و تجمل سے فوج فرنگ لیے ہوئے بارادہ
جنگ کھڑا ہے وسط لشکر میں تخت مالک پر شیسائے فرنگی کا آگے لشکر کے آپ بمرتبہ صاحبقرانی قائم
طیقور شیر دل سا عیار رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہوئے ادھر لاجورد شاہ بن [illegible] شاہ
مع سپاہ میدان جنگاہ میں آکر قائم ہوا آج یہ ملعون تخت پر سوار ہے نہایت اشتیاق ہے جنگ افلاک روئین
کا سردار لشکر شنگاوہ آئین کلاہ کو کیا ہے فوج ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے ایک ابر محیط چھایا ہوا ہے سمندر موجیں مار رہا
ہے سب سردار صف آرائی میں مصروف ہیں داہنی جانب مریخ ستارہ چشم فرزیل عقرب چشم قلماق اژدہا
خوار افراط بن نفرلیط افسر میمنہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو ہے بائیں جانب خونخوار مریخ
پیشانی مندویل فیل گردن سلابیر پیل گردان تبرلق بن ابریق نفرلیط بن افراط وغیرہ افسر میسرہ خلخال
بن صلصال ہے لیکن جس وقت صفیں آراستہ ہو چکیں بیلداروں نے میدان کو ہموار کیا سقوں نے
آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا آن واحد میں میدان جنگ کو مثل آئینہ کے ہموار کر دکھایا نقیب بہادروں کے
دوست نامردوں کے رقیب پروں کے قریب قریب آکر یوں ہیب دینے لگے کہ ہاں بہادرو یہی روز نام
و ننگ ہے آج دیکھا چاہیے کہ کون نام اپنے باپ دادا کا روشن کر کے نام رستم و سہراب کو صفحہ ہستی سے
مثل حرف غلط کے مٹاتا ہے کون بفتح و فیروزی پھرتا ہے کون کام آتا ہے شعر نام اختر کی طرح دہر میں تابندہ ہے +
تیغ کی موت جو مرجائے وہی زندہ ہے + جس وقت نقیب ہیب دیکر نکلے بہادروں کے خون نے جوش
مارا بے اختیار تلواروں کے قبضوں کی طرف ہاتھ جانے لگے بعضے قدم اپنی حد سے آگے بڑھانے
لگے افسران فوج نے بڑھ بڑھ کر روکا اسی ہنگام میں افلاک روئین تن نے ایک انگڑائی لی اور گردن
کو اپنے اڑا کر سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا مرکب سے اتر کر آستان عبودیت پر پیشانی رگڑی اور
اجازت جنگ چاہی لاجورد شاہ نے کہا میں نے تیری موت نہیں پیدا کی ہے بلکہ تجھی کو ان خدا پرستوں
کے لیے ملک الموت قرار دیا ہے جا اور ہنر اپنا دکھا یہ سننا تھا کہ افلاک روئین تن نہایت شاد ہوا
اور بار دگر مرکب پر بیٹھکر عازم میدان قتال ہوا پہلے خوب سلح شوری کی تیزی کے ہاتھ نکالے جب
پسینہ میں غرق ہو گیا ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کر کے نعرہ کیا کہ باش اے فرقہ خدا پرستان و گروہ
مسلمانان جسکو تمنا سے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو اشنا آگاہ کیے دیتا ہوں

کہ خداوند نے تمہاری موت میرے ہاتھ سے معین کی ہے بہتر و مناسب یہ ہے کہ اب بھی آکر خداوند کو سجدہ کرو ورنہ
ہاتھ سے میرے امان نہ ملیگی یہ سننا تھا کہ نہایت غصہ آیا اُس شخص کو کہ نام جسکا شاہزادہ جمہور جہان سوز
تبر زن ہے مرکب اپنا نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آئے گھوڑے سے اُتر کر دست ادب باندھ کر اجازت
حرب چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے جمہور بار دگر مرکب پر سوار ہوے بادشاہ کو سلام کر کے جانب
میدان کارزار روانہ ہوے افلاک نے جو جمہور کو آتے دیکھا وہین سے مرکب کو بہ ارادہ نگادر زنی دوڑایا
لیکن یہ ملعون کرگدن پر سوار ہے جمہور گھوڑے پر ہین جسوقت دونون قریب پہونچے جمہور نے نگادر کو
خالی دیا کیونکہ گھوڑے اور گینڈے مین نگادر نہین چلتی ہے کرگدن افلاک کے زور مین دور نکلا چلا گیا لیکن
افلاک نے باگ پھیری اور آکر سامنا کیا جمہور کا جمہور نے نعرہ کیا کہ او قرمساق جیسے تو کیا جھاک
مار رہا تھا لا ضرب بہادری کی افلاک نے کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے میری ضرب طمانچہ اجل ہے وار میرا
خالی نہین جاتا جمہور نے کہا ہم لوگ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے جس وقت پروردگار تیری ضرب سے
بچائیگا اُسی وقت اپنا وار کرینگے افلاک نے خبردار خبردار کہکر نیزے کا وار سینہ بیکینہ جمہور نامدار پر کیا
جمہور نے نیزہ افلاک کا نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین بند بند ٹوٹنے لگے اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ دو بجلیان کوندھ رہی ہین سنانین نیزون کی جو لڑجاتی تھین تو چنگاریان نکلنے لگتی تھین سب تماشائی
جنگ دیکھ رہے تھے کوئی ہائی نشست طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر جمہور نے جھڑ پر جھڑ کو مارا نیزہ اپنا
بچاکر نیزہ افلاک کو مانند گیسوے محبوبان کے پیچیدہ کر کے جو ہٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے افلاک کے نکل گیا لشکر
اسلام سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی افلاک نہایت خفیف ہوا اور جھپٹ کر گرز اپنا اراسپے پر سے لیا اور سر پر
چرخ دیکر سر جمہور پر وار کیا جمہور نے گرز اپنا بلند کیا لیکن گرز پر جو بیٹھا ہے تڑ اُتنے کی صدا بلند ہوئی شعلہ
فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوا اتنی گرد بلند ہوا کہ جمہور اُس گرد مین پوشیدہ ہو گئے افلاک نے
نعرہ کیا کہ زدم و لپست کردم جمہور نے جلدی سے مرکب اپنا گرد سے نکالا اور آواز دی ۔ شعر
تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ اور تبر اپنا سنبھالا اور سر افلاک پر
وار کیا افلاک نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تبر جو پڑتا ہے سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا خود کو کاٹا لیکن
سر پر مطلق اثر نہوا افلاک نے کٹی ہوئی سپر ہاتھ سے پھینک دی اور تلوار نیام سے کھینچ لی جمہور سے کہا
کہ یہ موج بحر فنا ہے آب اسکی سم قاتل کا اثر رکھتی ہے کشتی حیات کو طوفانی کر دیتی ہے زندگی سے کنارہ کرنا پڑتا ہے
خبردار رہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور لیکر وار تیغہ آبدار کا کیا جمہور نے دیکھا کہ اس رد و بدل مین سوار
زخمی ہونے کی کوئی نتیجہ نہین ہے کیونکہ یہ مرد دردین تن آہنی بدن ہے مرکب کو داہنی جانب بڑھایا اور قصد کیا کہ بند دست
پکڑ لون جسمین نوبت کشتی کی آجائے پھر زیر کر لینا اسکا مشکل نہین ہے لیکن قضاے کار اتفاقات روزگار یہ
گھوڑے نے سکندری کھائی جمہور عیال مرکب پر آرہے جبتک سنبھالین سنبھالین تیغہ قریب سر پہونچ چکا تھا
خود تیچے گر چکا تھا چار اُنگل کا زخم سر مین آیا وہین سنے وسنانے مارے تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا لیکن چادر
خون کی جو سر سے باہر آتی ہے غشی طاری ہوئی یہ حال جمہور کا دیکھکر فرامرز عاد مغربی شاہزادہ بہارستان مغرب
بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر جھپٹ پڑے افلاک نے قصد کیا تھا کہ سر جمہور کا کاٹ لون جو فرامرز نے
نعرہ کیا کہ او مردود کیا کرتا ہے خبردار دہوشیار باشید کہ منم شاہزادۂ بہارستان مغرب فرامرز عاد مغربی تو

تو کیسا نامرد ہی کہ زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہی ادھر آ ملک الموت تیری جان کا آہو بچا ہی افلاک پکارا اگر آیا ہی تو یہی انجام
تیرا بھی ہوگا بلکہ جو مجھسے مقابلہ کریگا اسکی یہی حالت ہو گی کیونکہ خداوند نے موت کل مسلمانون کی میرے ہاتھ سے
معین کی ہی فرامرز نے پکارا او بیوقوف تیرا خداوند کیا گیدی ہی اور تو کیا مسخرا ہی لاضرب بہادر ہی کی
لیکن عیار جمہور اور رفیقان جمہور آکر جمہور کو میدان جنگ سے پھیر لے گئے یہان افلاک نے فرامرز
پر وار کیا فرامرز نے پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا افلاک نے سر آگے بڑھا دیا تلوار نے فرامرز کی
مطلق اثر نکیا افلاک پکارا دیکھا تو نے خداوند نے میری موت ہی نہین پیدا کی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا فرامرز
نے پھر بڑی جرأت وہمت کے ساتھ وار اسکا رد کیا کئی وار کئی رد و بدل ہوئے دیکھا فرامرز نے
کہ تلوار اس ملعون پر اثر نہین کرتی انجام یہی ہونا ہی کہ آخرکار تو بھی زخمی ہو جائیگا یہ خیال کرکے اسکی جو ہاتھ
تلوار کا افلاک نے مارا فرامرز نے مرکب سے مرکب کو ملا کر چاہا کہ بند دست پکڑ لیں یا دُن گھوڑے کا موت
خانہ مین جا رہا خود سر سے گرا تلوار افلاک کی سر پر پہنچی تا دو ابرو اتر گئی وہین سے دستانہ مارا تلوار توجھنا
کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی تمام پوشاک رنگین ہو گئی عیار انکا جھپٹ کر آیا فرامرز
کو پھیر لیگیا اُدھر لاجورد شاہ نے آوازدی کہ اہ زور قدرت چلے او افلاک رُوئین تن پلٹ گیا لیکن بعد
اسکے واپس جانے کے لشکر کفار سے خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو میدان مین
آیا اور نعرہ کیا کہ باش اہ گروہ خداپرستان جسکو تمنا سے مرگ و آرزو سے قضا ہو وہ میرے مقابلے کو نکلے
یہ سنتا تھا کہ عدیل بن عادی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ
بازی ہوئی عدیل نے نیزہ ہاتھ سے صلصال کے بہ برکت اسلام ہوا کیا صلصال نے کہا نیزہ
بازی تو تم لوگون سے کرنا بیکار ہی لیکن ہان اب سامنا تلوار کا ہی یہ کہکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا عدیل نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ تیغہ لنگردار تھا سپر سے نور کا خود سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اتر گیا عدیل نے
دستانہ مارا تلوار جھنا کر سر سے نکلی بعد عدیل کے قہور بن جمہور نے سامنا کیا انکی بھی وہی حالت ہوئی یہانتک
کہ شام تک سات سردار ہاتھ سے صلصال کے زخمی ہوئے دو سردار جان سے مارے گئے شام کو
طبل بازگشت بجا تینون لشکر میدان حرب گاہ سے پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے لاجورد شاہ
افلاک رُوئین تن اور صلصال پر سے زر نثار کرتا ہوا بالا سے قیطول آیا شہریار نامدار نہایت
بددل کہ یہ افلاک ملعون عجب طرح کا آدمی ہی کہ تلوار اسپر اثر نہین کرتی ملک بر سیسائے فرنگی سے
کہا کہ خداپرستون پر وقت سخت ہی اور یہ اکثر میرے بھی کام آتے ہین میرا جی چاہتا ہی کہ کل مین افلاک سے
مقابلہ کرون اور سر میدان اسکی ٹانگین چیر کر پھینک دون بر سیسائے فرنگی نے کہا کہ تمہین کیا کام ہی ہان
اگر وہ ٹوکے تو بیشک مقابلہ کرنا ضرور ہی شہریار نے کہا میرا دل نہین مانتا کل مین خود اسے ٹوک کر لڑونگا
لیکن ادھر زینت بارگاہ سلیمانی یعنی امیر ثانی جو باچشم گریان و دل بریان بارگاہ سلیمانی مین آئے رفقا جمع
ہوئے امیر نے فرمایا کہ بڑے تردد کی بات ہی کہ تلوار اس ملعون پر اثر نہین کرتی پھر کیا کیا جائے کیسے کیسے
سرداران نامی و پہلوانان گرامی زخمی ہوئے بدیع الملک نے عرض کی کہ انشاء اللہ کل کے روز یہ تابعدار
میدان کارزار مین نکلیگا امیر ثانی نے فرمایا اہ بدیع الملک کیا افلاک کے واسطے شاہزادہ طرطوس بہادر جمہور جہان
سوز تیرزن یا فرامرز عاد مغربی شاہزادۂ بہارستان مغرب نہین کافی تھے مگر اسے کیا کیا جائے کہ حربہ اپنا

کام نہین کرتا ہنوز یہی باتین تھین کہ جوڑی ہرکارون کے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق سامنے سے نمودار
ہوئی اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کیا کہ لشکر لاجوردشاہ مین پھر طبل جنگ بجا ہے امیر
نے فرمایا شعر؎ بہ بینم کہ تا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان ٭ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی طبل
جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا ادھر لشکر شہریار مین بھی کوس عربی بجا تیاری جنگ ہونے
لگی آخرکار طبل جنگ بیدرنگ بجتے بجتے زمانہ شبکا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی ہر شخص
نے اپنے اپنے دین و مذہب کے موافق عبادت الٰہی سے فراغ حاصل کرکے رخ میدان کارزار کا کیا
دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا وہ پیادون کی ہلچل سوارون کی تگ و پو کہ زمین
کو تزلزل آگئے اُس وقت نقیبون کی نقابت سے ہر طرف سناٹا سا ہوگیا اسی ہنگام مین افلاک روئین تن
لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا باش ای گروہ خداپرستان دیکھا تمنے کہ کل کیا حال کیا
تھا مین نے اب بھی دین خداپرستی سے باز آؤ خداوند رحم دل کو نہ ستاؤ ورنہ یہ سمجھ لو کہ مین قہر خداوند ہون
ایک کو بھی زندہ نچھوڑونگا لیکن افلاک نے دیکھا کہ شہریار کے تیور بد معلوم ہوتے ہین مرکب جھینپان کھاتا
ہے اپنے آواز دی کہ مین خاص کسیکا نام نہین لیتا نہ خداپرستون پر ختم نہ فرنگیون پر موقوف ہے جو خداوند
لاجوردشاہ سے خلاف ہو وہ آئے اور سامنا میرا کرے بس یہ سننا تھا کہ شہریار نامدار نے مرکب
کو اڑا لیا سامنے تخت ملک پرسیا کے آیا اجازت جنگ چاہی کہا جا تجھکو امان الٰہی اور شفقت مسیحا مین
دیا شہریار نامدار گرد مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور پکارا کہ باش اے گیدی کیا جھک مارتا ہے لا ضرب
بہادری کے افلاک نے کہا بہتر ہے کہ لاجوردشاہ کو جاکے جوت کا خداوند ہے سامنے موجود ہے سجدہ کر
ورنہ مارا جائیگا نہین دیکھا تو نے کہ کل کیا حال کیا مین نے اہل اسلام کا شہریار نے کہا وہ ملعون جسے
تو خداوند کہتا ہے کیا مسخرہ ہے افلاک کو غصہ آیا کہ ہائین تو خداوند کو مسخرا بناتا ہے جھپٹ کر نیزہ مارا شہریار
نے نیزہ ہاتھ سے افلاک کے بہت تھوڑے عرصے کے گذرنے مین نکال دیا افلاک نے غیظ و
غضب مین آکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہر چہ کوہ سر پہ چرخ دیکر سر شہریار پہ مارا شہریار نے
اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن گرز افلاک کا جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تک
نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا تتق گرد اڑا کر مرکب شہریار کی ٹوٹی افلاک نے نعرہ کیا کہ زدم
وبست کردم لیکن شہریار نے چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا تو مرکب گلی ہوگیا ہے جلدی سے گرد سے
نکلکر آواز دی کہ کرا زدی و کرا بست کردی حریف تیرا مین موجود ہون اور جھپٹکر کر گردن افلاک کے
تسمہ مین سر پکڑا اور دونون ہاتھون سے ٹانگین گینڈے کی پکڑ کر جو زور کیا مع کرگدن اُٹھا لیا اور سر پر
چرخ دیکر زمین پر مارا افلاک گینڈے سے کود کر علحدہ ہوا لیکن مرکب جو زمین پر گرتا ہے ہڈیان چورا
ہوگئین شہریار نے چاہا کہ جھپٹ کر افلاک کو اٹھالون ساتھ ہی اک برق چمکی اور پنجہ جو کڑک کر
گرتا ہے افلاک اٹھا لیگیا شہریار ہاتھ ملکر رہگیا اہل کفار غمگین ہوئے لشکر اسلام مین زور و جرأت
شہریار کی نہایت تعریف ہوئی غرضکہ طبل بازگشت کا بجا تینون لشکر میدان جنگاہ سے اپنے اپنے فرودگاہ
پر آئے اب کفار کو تلاش افلاک روئین تن چھوڑا جاتا ہے ہنوز طبل جنگ بجنا موقوف ہے باقی آئندہ احوال
کسی موقع پر بخدمت ناظرین گذارش کیا جائیگا

لیکن اب کچھ حال تفرقہ اندازی فلک و زوال اہل اسلام کا بیان کیا جاتا ہی

کہ تینون لشکرون کے پڑاو مین بڑی لڑائیان اس صحرا مین واقع ہوئی ہین اگرچہ یہ صحرا آجتک گمنام تھا کوئی نام خاص اسکا نہ تھا لہذا اپنے سے واسطے نام اسکا وادی جنگ مثلث رکھا گیا کیونکہ اکثر تین لشکرون کی جنگ اس صحرا مین رہی ہی قبل اسکے کیمخت شاہ وارغوان شاہ ایک جانب لشکر فرنگستان ایک سمت لشکر اسلام ایک طرف تھا اب بجاے کیمخت شاہ لاجورد شاہ ہی اور دونون لشکر بدستور ہین حسب اتفاق ایک روز شب کا وقت ہی طلائی کے گشت پھر رہے ہین ہر طرف آواز بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند ہی عمرو ثانی واسطے بالاے دوی کے نکلے تھے جاتے جاتے لشکر کی حد سے بہت دور نکل گئے وہ وقت ہی کہ زلف لیلاے شب تابہ کمر پہونچ چکی ہی لیکن شب ماہ کے ہونے کی وجہ سے اچھا خاصہ دن معلوم ہوتا ہی تمام صحرا روشن و منور ہی بعض طائر جنکو مزا زمزمہ سنجی کا ہی آشیانون سے گردنین نکال نکال کر سیر صحرا دیکھکر کبھی چہک اُٹھتے ہین عمرو ثانی کی طبیعت بھی ایسی متوجہ ہی کہ پلٹنے کو جی نہین چاہتا کوسون تک کوڑیالہ عجب بہار دیر رہا ہی یکایک ایک طرف سے آواز ساز کان مین آئی دیکھا کہ کوئی نازنین تیلی آواز سے باریک سرون مین یہ غزل گا رہی ہی

غزل

کہین کیا حال دل سوز محبت کے ستائے ہین
بتون کے غم نے مارا ہی خدا سے لو لگائے ہین

رگڑتے ہم بھی پیشانی بتونکے در پہ آئے ہین
یہ مطلب ہی کہ ایسے خاکین اکثر ملائے ہین
شرارت شرم کی کہتی ہی تڑپے دید کا طالب
کسی قاتل کے جیتے سینے مین در آئے ہین
چھینگے سات پردون مین تو انکو دیکھ لونگا مین
زبان سے اُف نہین کرتے خدا سے لو لگائے ہین
ہواے آہ کا جھونکا چلا ہی جب شب فرقت
کہ ایک اک نازنین کے ہزارون دل لُبھائے ہین
تڑپ اُٹھتے کالے نیک سے باعث یہ کچھ ہو
عوض ہنسنے کے آنکھون مین آنسو بھر آئے ہین
لسی لطف دیتی ہی سوا ہاتھ کیان پینا
کہ جلانے کے لیے ہیران گھنہ پر جھکائے ہین

سنا یہ تھا کہ بتون نے مقدر آزمائے ہین
مثال آبلہ بس پھوٹ بہتے ہین کوئی چھیڑے
تقاضا شوخیون کا ہی جو وہ منھ کو چھپائے ہین
اگرچہ استخوان تک پھنکے ہین اسکی سوزش سے
کہ تیلی کیطرح وہ میری آنکھون مین سمائے ہین
حباب آسا نہین دم کا بھروسا بحر فانی مین
چراغ صبح کی صورت ستارے جھلملائے ہین
اب آگے دیکھیے کیا جوش وحشت حکم دیتا ہی
نمک سی دل مین اُٹھتی ہی جگر پر چوٹ کھائے ہین
نہین کم تیغ کی الفت سے لفت یار جانی کی
وہی جانے ستم معشوق کے جسنے اُٹھائے ہین

وہ میت مجھکو دینے بعد مرنے کے جو آئے ہین
کہ تیرے دلجلے سوز نہانی کے ستائے ہین
کوئی مہمان دل کا ہی کوئی مہمان جگر کا ہی
کہ داغ محبت کو تیرے لیسے لگائے ہین
سنا تھا شمع سے ہمنے کہ جب کی دادلیتی ہی
ہمارے بر فقط باد نفس نے سر اُٹھائے ہین
ہمیشہ سر کھلا اس گیسوے جانان کے پھندے کا
گریبان تک ابھی تو ہاتھ لائے ہین
سمجھا کر دل لگی سننے کو بیٹھے تھے مرا قصہ
وہ خواہان جان کا ہی ہم گلے اسکو لگائے ہین
دریک عمر کوتاہ ہی اہ آرزو شاید

عمرو ثانی اس صدائے دلفریب دشمن صبر و شکیب کی طرف روانہ ہوا جاتے جاتے قریب ایک باغ دلفریب کے پہونچا چارون طرف پھرنا شروع کیا گویا بلا گردان اُس محل کا ہو رہا تھا جب دروازہ باغ نظر آیا دیکھا کہ دربان بیٹھے ہین عمرو ثانی نے خیال کیا کہ اب کیونکر جانا چاہیے پشت باغ کی جانب آیا کمند مار کر دیوار پر پہونچا عجب تماشا دیکھا کہ وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی سنگ مرمر کا اُسی پر یہ محفل طرب آراستہ ہی نازنین جھرمٹ کیے بیٹھی ہین عقد ثریا معلوم ہوتا ہی بیچ مین ایک پری تمثال حور جمال آفت ہوش دُر در گوش مسند پر ایک عجب انداز دلفریب سے بیٹھی ہی گرد و پیش سہیلیون کا مجمع ہی وہ بھی نہایت حسین ماہ جبین چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کے سن خاص جوش شباب کے دن کبھی آپس مین چہلین ہونے لگتی ہین کبھی شغل رقص و غنا ہوتا ہی کوئی شرارت سے کسی پر پھول کھینچ مارتی ہی وہ عجب ناز و نخرے سے تیوری چڑھا کر

منھ بنا کر کہتی ہی کہ ہوا تو کیسی بیدرد ہی دیکھ میرے چوٹ لگی نیل پڑ گیا یہ نگوڑا پھول تھا جیسے کسی نے ڈھیلا مار دیا ملکہ کبھی
اسپر خفا ہوتی ہی کبھی اُسے ڈانٹ دیتی ہی یہ رنگ دیکھکر عمرو ثانی نقش دیوار ہوکر رہگیا سکتے کا عالم تھا پاؤن
تھرا گئے قریب تھا کہ دیوار پر سے گر پڑے لیکن یہ مرد فہمیدہ و ہوشیار عیار طرار یادگار خواجہ عمرو نامدار ہی
آپکو سنبھالا بجودی ہوتا اُسنبھالکر دیوار پر سے اُترا لیکن عقب باغ سمجھا کہ اگر باغ مین اُترتا ہون اور
مبادا کسی نے دیکھ لیا تو بڑا غضب ہو جائیگا پھر کوئی فکر نہ بن پڑیگی لیکن یہ فکر کہ کیونکر شریک جلسہ ہون کسطرح
اس بزم مین جاؤن اسی خیال مین ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تین سو ساٹھ مکر ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر
ہوے انمین سے ایک کو تجویز کر کے رنگ و روغن عیاری نکالکر صورت اپنی ایک نازنین کی بنائی گیروے کپڑے پہنے
کانون مین مندرے ڈالے پیشانی پر قشقہ کھینچا ایک بین اُٹھا کر کاندھے پر رکھی چہرے پر بھبھوت ملا صورت اپنی
اک جوگن کی بنا کر دروازہ باغ کی طرف آکر اُن دربانون سے کہا کہ ملکہ عالم سے اطلاع کردو کہ ایک کلاونت
بیجی حاضر ہی اگر ارشاد ہو تو آکر کچھ ہنر اپنا دکھاے دو چار چیزین سناے دربانون نے جو اس جوگن کو دیکھا
جوانون کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ نقد دل ہاتھون پر رکھ کر پیش کرنے لگے جو لوگ ضعیف تھے اُنھون نے
اپنے اپنے شباب کو یاد کیا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اتنے مین ایک محلدار دروازے پر
آئی جوگن نے محلدار سے کہا کہ ملکہ عالم سے عرض کرو کہ ایک کلاونت بجی حاضر ہی محلدار نے جاکر ملکہ سے
عرض کی حکم ہوا کہ بلا لو جوگن اندر باغ کے گئی جس وقت اُس بزم طرب و انبساط مین پہونچی نظر ملکہ کی اُسپر پڑی
جوگن نے سلام کیا ملکہ نے بیٹھنے کی اجازت دی جوگن مودب ہوکر سامنے بیٹھی قاعدے کی بات ہی کہ
جب کوئی نیا آدمی کسی صحبت بے تکلف مین آجاتا ہی تو اہل صحبت کو تکلف ہوتا ہی وہ نازنین جو آپس مین
شوخیان کر رہی تھین اس جوگن کو دیکھکر سب خاموش ہو کر بیٹھین ہر ایک اس جوگن کو دیکھنے لگی لیکن ملکہ
نے پوچھا نام تمھارا کیا ہی یہان تک کیونکر آنا ہوا اس سن مین کہ ابھی پوری جوان بھی نہین ہو اس جوگ
لینے کی کیا وجہ بیان کیا کہ نام ہمسے گمنامون کا کیا سوا اسکے کہ گرد باد صحرا کہیے لیکن کبھی مان باپ
پیار سے ضحل پکارا کرتے تھے کیونکہ مین بچپن مین شوخ بہت تھی ملکہ نے مسکرا کہا اب جوگن نے آہ سرد
بھری اور یہ غزل درد زبان کی

غزل

نہ پھونکا ابتک اس دشمن کو ای آہ
ذرا اے درد ہٹ جانا یہان سے
جلال اسکی دعا تو پہلے سن لو

کوئی یہ پوچھ دے درد نہان سے
ارے کیا ملگئی تو آسمان سے
جگر مین اُسکے کیا لیتے ہو چٹکی
نہ مانگو اپنی موت اپنی زبان سے

تجھے دل ڈھونڈھ لایا ہی کہان سے
جگہ کرتی ہی یاد دوست دل مین
نکلتی اُف نہو جس ناتوان سے

آنسو آنکھ سے جاری ہوے
چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین لیکن رقت کو ضبط کر کے دل کو سنبھال کر کہنے لگی کہ ای ملکہ آفاق اپنے
میرا حال پوچھ کر دل دکھا دیا تمام زخم کہنہ تازے ہو گئے مین ابھی کیا حال اپنا بیان کرون یہ کنیز دختر ہی
شادان جنگ نواز کی باپ اُس شخص کا حقیقت مین اسم با مسمے تھا اپنی زندگی اُسنے بڑے عیش
عشرت سے بسر کی لیکن مین بدنصیب ایسی پیدا ہوئی کہ نو برس کی تھی کہ باپ مرگیا گیارھوین برس ماں نے
انتقال کیا عزیزون نے مجھے لاوارث جانکر بڑی دقت کی ہر طرف سے عاجز تھی لیکن ملک شعشہ کا
شاہزادہ مجھپر عاشق تھا کیونکہ مین ایک بار اپنی خالہ کے ساتھ اُسکے یہان مجرے کو گئی تھی جبھی سے
وہ مجھپر شیفتہ ہوا تھا اور مین بھی اُسکی عاشق تھی لیکن بسبب کمسنی اور خوف والدین کے اُسکی جرأت نہوئی

کہ کچھ اظہار کرتا آخرکار در پردہ پیغام سلام کر کے ملک سے ہاتھ اُٹھایا ماں باپ کو چھوڑا کچھ مال و اسباب ساتھ لیکر مجھے اپنے ہمراہ لیا اور راہ صحرا اختیار کی چند سے کوہ و بیابان میں بسر کی وہ مجھے دیکھکر جیتا تھا میں اُسے دیکھکر جیتی تھی یہ فلک تفرقہ پرداز کسیکا عیش دیکھ نہیں سکتا اس صحرا میں کچھ قطاع الطریق آگئے اُس شہر یار عالی وقار کو مار ڈالا سب مال و اسباب لوٹ لے گئے میں سخت جان زندہ بچ گئی جبسے اُسی یار جانی کی قبر پر بیٹھی رویا کرتی ہوں اس درد سے جوگن نے یہ حال پُر ملال اپنا بیان کیا کہ ملکہ کا دل بھر آیا اور سہیلیاں رونے لگیں ملکہ نے کہا تو بڑی سحر بیان ہی خبر اے چنچل اس رونے سے کیا حاصل ہی صبر کر اب کچھ اپنا ہنر دکھا جس واسطے تو آئی ہی جوگن نے آنسو اپنے پونچھے اور بین کو چھیڑا یہ غزل گانا شروع کی

تازے وہ کھیر سے ہوگئے ہم تھے فلک نے جو دیے — جسنے کہ ہنس کے بات کی ہم بھی لپٹ کے رو دیے
طالب دل ہی تم تو تجھے طیش جگر بھی کر دیا + — اب کھو چاہتے ہو کیا ایک کے بدلے دو دیے
ہیں نہ وہ ٹھنڈی سانسیں اب اور نہ جلی ہوئی فغان — عشق نے سرد و گرم عشق ایک ہی ہیں سمو دیئے
کونسی ہی وہ سرزمین مزرعۂ یاس جو نہیں — بیٹھ گئے جہاں کہیں دانۂ اشک بو دیے
آپکا رحم آپ پر میرے لیے ستم ہوا — آنسوؤں سے لہو کے داغ تیغ ادا سے دھو دیے
دل جو بھر آیا ہجر میں پی گئے آنسوؤں کو ہم — نکلے جہاں سے جو گھر پھر اُسے جا ڈبو دیے
میرے مسیح دہر کی چارہ گری ستم کی ہی — دیکھا جو ایک آبلہ نیشتر سے کبھی چبھو دیے
ہوش و حواس و عقل و صبر تاب و توان و جان و دل — ہمکو خدا سے جو ملے ہمنے وہ آپ کو دیے
جنکی صفا و آب و تاب مخزن بحر حسن ہے — ساماں بیان میں آرزو آج وہ در پرو دیے

کچھ ایسے سُروں میں یہ غزل وہ نازنین گائی کہ سماں باندھ دیا قریب تھا کہ چشم انجم سے بھی آنسو ٹپک پڑے فلک سا سنگدل بھی پردہ شبنم میں رونے لگا شمعوں پر افسردگی طاری ہوئی کنول جھلملانے لگے کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا آنکھیں چنچل کی طرف لگی ہوئی تھیں کانوں میں سروں کی صدا بھری ہوئی تھی شہر خموشاں کا عالم تھا ہر ایک تصویر گلی ہو رہی تھی چنچل نے بین ہاتھ سے رکھدی ملکہ نے کہا اے چنچل ہماری نوکری کرنیکو جی چاہتا ہی کہ تجھے کوئی آن جدا نکریں کیا خوب تو نے اپنے فن کو حاصل کیا ہی اور کیا اچھا بتلایا چنچل نے سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کی قدردانی ہی ورنہ کنیز کو آتا ہی کیا ہی ابھی کے دن سیکھا تھا یہ کہکر طالب رخصت ہوئی ملکہ نے کہا اے چنچل میرا جی نہیں چاہتا کہ تو جا چنچل نے عرض کیا کہ لونڈی پھر حاضر ہوگی ملکہ نے کہا پھر ہماری نوکری نہ کروگی چنچل نے سکوت کیا اور عرض کی کہ اگر حضور یہیں تشریف رکھیں گی تو کنیز روز حاضر ہوگی ورنہ مجبور ہی ملکہ نے کہا یہ کیا کہا اُس قبر کو زندگی میں نہیں چھوڑ سکتی کہ جسمیں وہ عاشق زار میرا دفن ہی ملکہ نے چلتے وقت بہت کچھ خلعت و انعام عطا فرمایا چنچل کا بھی کب جی چاہتا تھا مگر بخوف امیر ثانی کہ یہ اُسی شخص کا بیٹا ہی جسنے تیرے باپ سے کیسی روگردانی کی تھی ایسا نہو خلاف مزاج ہو جائے تو غضب ہو دل پر جبر کر کے اُس بزم سے اُٹھا اور باغ سے نکلکر چلا ہر چند کہ ہوش و حواس بیجا نہ تھے بموجب شعر لاکھ اُٹھتے ہیں ہم اپنے دل کو سمجھاتے ہوئے پاؤں اُس در سے نہیں اُٹھتا اُدھر آتے ہوئے ؛ کچھ رات باقی تھی کہ داخل لشکر ہوا اپنے خیمے میں جاکر قصد کیا کہ سو رہیے لیکن نیند نہیں آتی ہی بموجب شعر دھیان جنکو کسیکا رہتا ہو + کب

آنکھون مین نیند آتی ہی + کروٹین لیتے لیتے آخر رات وہ بھی تمام ہوگئی صبح کو خدمت امیر باتوقیر مین روانہ
ہوا لیکن امیر باتوقیر نے جو آج صورت عمرو کی دیکھی کہ رنگ چہرے کا فق منہ اُداس آنکھون مین عالم یاس
آثار عشق چہرے پر ہویدا ہین کچھ سمجھے اور فرمایا کہ کبھی آپ کا پتہ نہین ملتا اور اکثر غائب رہتے ہین ہمتو اس
مصیبت مین مبتلا ہین کہ افلاک رویین تن و ملصال سے مقابلے ہو رہے ہین تلوار اُن سخت جانون پر اثر نہین
کرتی سرداران نامی و گرامی زخمی ہو رہے ہین تجھے عشق و عاشقی سوجھی ہی معلوم ہوتا ہی شامت آئی ہی
ای عمرو انجام ان حرکات کا اچھا نہوگا عمرو ثانی نے جواب دیا کہ ای بمروت اول تو ایسا نہین رات کو خبرداری
لشکر مین مصروف رہنا ہوتا ہی جاگنا پڑتا ہی دن کو تیری خدمت مین حاضر رہتا ہون مجھے اتنی فرصت کہان کہ
عشق و عاشقی کرنے جاؤن دوسرے اس صحرا مین معشوق کہان کوئی شہر و دیار نہین تیسرے کیون حمزہ
خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت دل پر کسی کا اختیار ہی عشق کوئی جان کے کرتا ہی جب دل کسی پر گیا
وہی عشق ہی آپ اپنے وقت کو یاد کیجیے کہ جسپر عاشق ہوئے نہ وقعت صاحبقرانی کا خیال رہا نہ مال پر نظر
ہوئی ای حمزہ مجھے خود تیری تندمزاجی سے خوف معلوم ہوتا ہی آج کل ستارہ میرا تیری دشمنی کا آگیا ہی
خدا بخیر و عافیت یہ دن گذار دے تو شکر ہی ورنہ انجام اچھے نہین معلوم ہوتے امیر نے فرمایا خاموش
رہ زیادہ زبان لڑانا اچھا نہین عمرو ڈر کے چپ ہو رہا لیکن وہ دن گذارنا دشوار ہوگیا ہر بار آسمان
کو دیکھتا تھا کبھی آفتاب سے باتین کرتا کہ آج تو نے بھی سیر دنیا مین دل لگا دیا ہی تیرا جی نہین چاہتا کہ مغرب
مین جائے شاید کہ تجھے بھی مجھسے رقابت کرنا منظور ہی اُسی یار جانی کو دیکھکر تیرا جی نہین چاہتا کہ بام فلک کو
چھوڑے کبھی یہ شعر زبان پر آتا تھا ـ شام کیا روز جدائی کی نہین ہوتی ہی + دھوپ جب دیکھیے موجود ہی دیوارون پر
الغرض خدا خدا کر کے دن تمام ہوا اور وہ وقت آیا کہ لیلائے شب نے گیسوؤن کو سنوارا ستارون سے
مانگ بھری چاندنی کی فرکی ماتھے پر لگائی شمع حسن سے جہان کو منور کیا عمرو ثانی منتظر وقت ہی کہ امیر
دربار برخاست کرین تو مین جاؤن حسب اتفاق صاحبقران کے سر مین درد تھا دربار برخاست ہوا
عمرو تا در خیمہ امیر کو پہونچا کر رخصت ہوا اور جلدی سے لباس شب روی تن پر آراستہ کر کے قنطورہ
زربفتی پاتابہ سقرلاتی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر خیمہ سے نکلکر مارے شاطری مارتا ہوا سن سن جانب باغ
امید روانہ ہوا جاتے جاتے جس وقت قریب باغ پہونچا ٹھہر کر ایک مقام پر ادھر اُدھر دیکھ کر صورت اپنی اُسی
جوگن کی سی بنائی بین ہاتھ مین اُٹھائی دروازے کی طرف آکر کہی کہ اطلاع ہووے تو جاؤن ملکہ کو کچھ اُس سے
ایسی محبت ہوگئی ہی کہ پہلے سے دربانون کو حکم دے رکھا تھا کہ خبردار اگر جوگن آئے تو نہ روکنا دربانون
نے اسکے دیکھتے ہی کہا کہ جائیے جائیے آپ کے روکنے کا حکم نہین ہی جوگن داخل باغ ہوئی ملکہ اُسے دیکھکر
بہت خوش ہوئی اور کہا ای جنجل تو بڑی بمروت ہی اس قدر رات گنوا کر آئی جوگن نے عرض کی کہ
خطاوار تو ہون لیکن مجبور تھی کہ آج جمعرات کا دن تھا اُس محبوب کے فاتحہ خوانی مین اتنا وقت صرف ہوگیا
کل سے سویرے آؤن گی ملکہ نے کہا خیر بیٹھو جوگن سلام کر کے بیٹھ گئی آج پھر اُسی طرح صحبت رقص و
غنا برپا ہوئی جوگن نے بین کو چھیڑا اُسے ٹھیک کر کے یہ غزل بجانا شروع کی غزل موافق مضمون ہذا

یارب تجھسے کیا کی پیدا مرا ایک سے یارانہ چھوٹا	احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا بیگانہ چھوٹا
غم نوش جدائی جیسے ہوئے غم کھا کے پلے خون پیکے جیے	کھانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانہ چھوٹا

کس مست سے ساقی آنکھ لڑی بے مے پیے کیفیت ہو گئی
مشرب نہ ہمارا رندی تھا نہ مذہب بادہ پرستی تھا
اک جلوہ قیامت تھا تیرا ایمان اسکا دین اسکا لیا
بیڑی جو تری منت کی بڑھی ہو نہ تھا اثر اسکا اس جا بھی
کل کہتے تھے ہم کچھ حال دلی اُس پر بھی تھی محویت طاری
تھا سوز جدائی تو جیتا تیرے بھی اثر کو دیکھ لیا
اے آرزو اب کیا ذکر اسکا جس دل نے ہمکو چھوڑ دیا

اس ہاتھ سے بوتل چھوٹ پڑی اور اُس سے پیمانہ چھوٹا
جس دن سے چھٹا اک متوالا اُس دن سے میخانہ چھوٹا
زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا ہندو سے بتخانہ نہ چھوٹا
وہ قید جنون اُس نے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا
اُس لطف میں یہ بھی یاد نہیں کس جا سے افسانہ چھوٹا
کیوں آگ میں اپنی جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
اور دن میں ایسا ربط بڑھا مدت کا یارانہ چھوٹا

یہ غزل حسب حال جوگن اس طرح گائی کہ ملکہ شنگ آنکھوں میں بھر لائی زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگی جوگن نے بین ہاتھ سے رکھ دی اور کہا اری آپ کے رونے کا کیا سبب یہ اثر تو اُن لوگوں کے دلوں پر ہوتا ہے جو چوٹ کھائے ہوئے دل لگائے ہوئے ہوتے ہیں آپ کو ابھی نصیب دشمنان کسکا خیال ہے ملکہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اے چنچل مجھے دو ہی روز میں تیری ایسی محبت ہو گئی ہے کہ تجھسے جدا رہنے کو جی نہیں چاہتا چنچل نے کہا پھر یہ ایسی کونسی بات ہے جسکے واسطے آپ روتی ہیں لونڈی ہر وقت حاضر حضور رہیگی دو گھڑی کو چلی جایا کریگی ملکہ نے کہا تم ساتھ میرے چلنے کو نہیں کہتی ہو اور یہاں اب میں رہ نہیں سکتی کیونکہ میرا چچا زاد بھائی یعنی شہریار عالی وقار کہ وہ باپ پر سیما سے فرنگی کا بیٹا ہے اور میں ملک الیسائی فرنگی کی بیٹی ہوں اُس نے حکم کیا ہے کہ کل تم جانب قلعہ بہارستان فرنگ چلی جاؤ یہاں رہنا مناسب نہیں ہوتا ہے مجھے اس بات کا صدمہ ہے چنچل نے کہا اے ملکہ آفاق اگر آپ مجھسے قسم اُس بات کی کھائیں کہ میں تجھے عمر بھر نہ چھوڑونگی اور کسی بات کا تجھسے پردہ نہ رکھونگی تو میں بھی قسم کھاتی ہوں کہ خلاف حکم نکرونگی ملکہ نے کہا اے چنچل قسم ہے پروردگار عالم اور مسیح مکرم کی کہ جو تو کہیگی وہی کرونگی بس یہ سننا تھا کہ چنچل دل میں خوش ہوئی کہ اب تار لیا ہے عرض کی اے ملکہ میں چاہتی ہوں میرے ساتھ تنہائی میں کچھ باتیں ہوں کیونکہ ایک راز اپنا میں اور بیان کرنا چاہتی ہوں اور کسی کے سامنے کہنے کا نہیں ملکہ نے کہا اچھی اور اُسی وقت حکم دیا کہ سب یہاں سے چلی جائیں جسوقت تخلیہ ہو گیا عمرو ثانی قدموں پر ملکہ کے گر پڑا اور عرض کیا کہ اے ملکہ خطا کو میری معاف کرنا میں تمہارا عاشق عمرو ثانی ہوں تمہاری محبت میں یہ صورت بنائی اپنی ورنہ تم تک رسائی ناممکن تھی ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا او مکار عیار غضب کیا تو نے کہ مجھسے قسم لے لی اب میں کیا کروں عمرو ثانی نے ہاتھ منہ پر پھیرا اور صورت اصلی ظاہر کی ملکہ نے صورت عمرو کی دیکھکر گردن نیچی کر لی اور دل میں خیال کیا کہ اگرچہ بہت خوبصورت نہیں ہے لیکن گرما گرم باتیں تو ہیں گا نا بجانا قیامت کا ہے قول ہیلنے کے سب سامان ہیں لیکن یہ شاہزادی یہ ایک عیار مگر عیار بھی کس تحقیق کا ہے دوسرے باپ اسکا سنا ہے کہ شاہزادہ ولایت اول کہتا ہے کہا اے عمرو غضب کیا تو نے یہ بتا کہ میں تجھ تک کیونکر آ سکتی ہوں اور تو میرے پاس کیونکر رہ سکتا ہے اگر ظاہر ہو گیا تو میری بھی رسوائی ہے تیری بھی جان نہیں بچنے کی شہریار فوراً آ کر مار ڈالے گا عمرو نے کہا یہ میرا ذمہ تم اپنی رضامندی ظاہر کرو اور آمادہ رہو اگر حلقہ آہنی میں ہوگی تو نکال لیجاؤنگا اور شہریار مجھے کیا مار سکتا ہے ایک بھائی کب دلاور میرا ایسا ہے کہ صاحبقران بھی اسکا کچھ نہیں کر سکتے شہریار کیا چیز ہے علاوہ اسکے میں خود شہریار کے لیے کیا کم ہوں اگر ایک حباب بیہوشی بار دونگا بیہوش ہو جائیگا رات تھوڑی

رہگئی تھی عمرو ملکہ سے رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور آکر اپنے خیمہ مین لیٹ رہا جس وقت صبح
ہوئی جو وقت صاحبقران کے دربار مین جانے کا تھا عمرو ثانی کچھ پیشتر سے حاضر ہو جاتا تھا آج کچھ وقت اور
گذر گیا لیکن عمرو نہ آیا امیر با توقیر نے مقبول بن مقبل کو بھیجا کہ آج عمرو کیون نہ آیا مقبول بن مقبل نے
آکر دیکھا کہ عمرو سر سے رومال باندھے ہائے ہائے کر رہا ہے جا کر امیر ثانی سے بیان کیا امیر ثانی خاموش
ہو رہے دربار مین آئے ذرنگل شوکت پر متمکن ہوے بادشاہ اسلام نے تخت پر جلوس فرمایا اور سرداران
نامدار حاضر حضور ہو ہو کر اپنی اپنی جا سے معین پر فروکش ہوتے تمام دربار مملو ہے لیکن افلاک رو کمین تن
کے غائب ہونے سے کہ نتیجہ اسکو مقابلہ شہریار سے اٹھا لیگیا ہے طبل جنگ بجنا موقوف ہے جب تک آسکا لگے گا
اس وقت دیکھا جائیگا یہان شہریار باقوار نے ملکہ پرسلیپا سے فرنگی سے کہا کہ بھتیجی آپ کی ملکہ ماہ سیمبر
جو ہمراہ ہو اسکا یہان رکھنا مناسب نہین ہے بہتر یہ ہے کہ اسے جانب فرنگستان روانہ کر دیا جاے مہر ناز پرور
پہونچو گی دیکھا آپنے یہ مقدمہ نا موزون کہا پرسلیپا نے الیپاس فرنگی سے کہا اُسنے عرض
کی کہ آپ میرے بھی بزرگ آپکے بھی بزرگ ہین جیسا مناسب جانیے ویسا کیجیے شہریار نے چند آدمی ساتھ
کر کے ملکہ ماہ سیمبر کو طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ کر دیا یہ خبر منتشر ہوئی اور خواجہ عمرو ثانی کو
پہونچی اسی وقت اٹھکر با لباس عیاری تن پر آراستہ کر کے تنہا روانہ ہوئے وہ لوگ جو محافہ ملکہ کا ہمراہ لیکر
چلتے تھے جابجا ٹھہرتے ہوے قیام کرتے ہوئے چلے آتے تھے خواجہ عمرو ثانی قریب کا رستہ سوچکر صورت
اپنی ایک برہمن کی بنا کر روانہ ہوے چلتے چلتے ایک کنوین پر کہ صحرا مین واقع تھا بیٹھکر پانی بھرا اور نمک سرکاری
اسمین ملا کر منتظر بیٹھے دیکھا کہ سامنے سے لوگ چلے آتے ہین محافہ ملکہ کا ساتھ ہے گرمی کی فصل تھی دن
چڑھ گیا تھا راہ طے کیے آتے تھے تشنگی کا غلبہ ہوا سب آتے ہی پانی پر گرے گھوڑون تک نے خوب پانی پیا
یہان تک کہ ہوا جو لگی سب بیہوش ہو گئے برہمن نے نعرہ کیا کہ منم بادگار دیو الشین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
اور قریب محافہ کے آکر پردہ اٹھایا ملکہ یا تو زار زار رو رہی تھی یا نعرہ عمرو کی آواز سنکر آنسو آنکھون سے
پونچھکر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا ملکہ کیا کہتی ہو ملکہ ماہ سیمبر نے کہا کہ مین موجود ہون عمرو
نے کہا تم تو کسقدر پسینے مین تر ہو رہی ہو یہ کہکر چھینک نیکھپا کی دی ملکہ کی آنکھ بند ہوگئی عمرو نے ملکہ کو
اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور سب کے کپڑے اتار کر برہنہ کر کے آپ طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے جسوقت
اپنے خیمہ مین پہونچے برابر ایک دوسرا خیمہ استادہ کیا ملکہ کو اسی خیمہ مین نکالکر ہوشیار کیا جسوقت آنکھ ملکہ کی
کھلی سب سامان عیش و نشاط طرب و انبساط مہیا تھے اب یہان تو جشن ہو رہے ہین لیکن امیر نے مقبول بن مقبل
سے کہا کہ جاکر دیکھ آؤ کہ عمرو اب کیسا ہے مقبول بن مقبل نے آکر اطلاع کی عمرو نے کہا کہ جاکر حمزہ سے کہدو
کہ میری طبیعت بہت نادرست ہے مین اس وقت نہ آؤنگا مقبول نے جاکر اسی طرح بیان کر دیا امیر کو نہایت غصہ
آیا اور فرمایا کہ بڑا بدمزاج ہوتا جاتا ہے ایسا نہو یہ بھی اپنے باپ کی طرح پریشان ہو لیکن غصہ کو ضبط کر کے خاموش
ہو رہے وہان وہ لوگ جو پانی پی پی کر بیہوش ہوے تھے جب اثر بیہوشی آبنمر سے دفع ہوا آنکھ کھلی ہر ایک
نے اپنے کو برہنہ پایا نہایت پریشان ہوے کہ کیا کرین کدھر جائین صحرا کا واسطہ کسی کے جسم پر کپڑا نہین
ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ اگر ملکہ اس حالت سے دیکھ لیگی تو کیا کہیگی کسی نے کہا کہ پہلے یہ تو دریافت
کرنا چاہیے کہ ملکہ پر کیا گذری ایک آدمی نے کہا کہ ہم تو برہنہ قریب محافہ کے نجا سکینگے خلاف ادب ہے

کہ مالک کے سامنے ننگے جائین اور مالک بھی عورت ہی مرد نہین سخت عتاب ہوگا لیکن ایک آدکھاری جو ملکہ کی ہمراہ
آئی تھی وہ جو ہوشیار ہوتی ہی اپنے اوپر نظر پڑی دیکھا کہ نہ لہنگا ہی نہ دوپٹہ ملکہ کرتی تک ندارد ہی یہ اور سب سے
زیادہ شرمندہ ہونے لگی ادھر سب مرد برہنہ ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے دھرے ہوئے کھڑے ہین ادھر
کہاریون کی یہ کیفیت ہی لیکن انھین کہاریون مین سے ایک آدنے جرأت کی اور قریب محافے کے آکر
پردہ کے چاک مین سے جھانکا منہ پیٹنے لگی کہ ملکہ تو محافہ مین نہین کسی نے کہا کہ وہ برہمن نہین معلوم ہوتا جسنے
ہم سبکو پانی دیا تھا معلوم ہوتا ہی وہ کوئی عیار مکار تھا برہمن نتھا غرضکہ سب کے سب باحال خراب یہان
سے اُٹھے لئے بیرون پلٹے اور طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوئے یہان شہریار ذیگل شوکت بیٹھا ہی ملک
پریسیاے فرنگی تخت شاہی پر متمکن ہی تہمجت شاہ دارغوان شاہ دشادمان شاہ یہ سب کے سب حاضر
ہین سرداران نامی وگرامی مثل بہرام نہعزن شمائل خان بن جندائل خان فیروزہ دیوانہ قہران دیوانہ نہمال
بلند آواز قیلوس بلند بالا شہزادے شبر خشم ہامان ہیمون شم یہ سب کے سب حاضر ہین ذکر ملکہ ماہ سیمبر کا
پرورکا ہو رہا ہی کہ نہین معلوم نقابدار گوہر پوش اسکو کہان لے گیا نہین شہریار کہتا ہی کہ مجھے [illegible]
اطمینان ہی نقابدار سے خوب واقف ہون کہ لیکایک ہرکارون نے آکر اطلاع دی کہ وہ لوگ جو ملکہ
ماہ سیمبر کا لیکر طرف بہارستان فرنگ کے روانہ ہوئے تھے سب برہنہ باحال پریشان آتے ہین
شہریار نے کہا آئین یہ کیا معرکہ ہی کیا کوئی افتاد ملکہ پر بھی پڑی ملکہ ہی یا نہین شہریار اُٹھا تھا کہ اتنا مین وہ سب
فریاد کنان باحال پریشان حاضر ہوئے تمام ماجرا بیان کیا شہریار نے مقتر طیفور شیردل کی طرف دیکھا
اور کہا جلد جاکر دریافت کر کہ یہ فعل کسکا ہی طیفور اُسی وقت روانہ ہوا اول اُسی کنوین پر پہونچا کہ جہان یہ
ماجرا گذرا تھا پھر سے کا نشان دیکھتا ہوا چلا آتے آتے داخل لشکر اسلام ہوا صورت اپنی قریب پہونچکر
تبدیل کر لی تھی فقیر بنا ہوا صدا لگاتا تھا لیکن نظر نشان پا پر آتے آتے قریب خیمہ عمرو ثانی کے پہونچا
دیکھا کہ اس جگہ پتا تمام ہوا ہی دروازہ خیمہ پر صدا لگائی کہ بابا بھلا کر بھلا ہوگا ملکہ نے جو آواز فقیر کی سُنی
عمرو ثانی سے کہا کہ کچھ خیرات کرنا چاہیے پروردگار عالم نے بڑی بلا سے نجات دی ہی اگر شہریار
کو معلوم ہو جاتا تو یہا تنک آنا دشوار تھا عمرو ثانی نے کہا ایسے ایسے فقیر بہت سے پھرا کرتے ہین مین
کس کس کو دیا کرونگا ملکہ نے کہا ای شخص تو بڑا خسیس ہی لے یہ میرا کنگن دیدے یہ کہکر ہاتھ سے
جوڑی کنگن کی اُتار کر دی عمرو نے آنکھ بچا کر اُسے تو داخل زنبیل کر لیا اور ایک نقلی کنگن پیتل کے
زنبیل سے نکالکر طیفور کو دیدیئے طیفور کو ایک سند بھی مل گئی اُسی وقت دعائین دیتا ہوا طرف لشکر شہریار کے
روانہ ہوا جس وقت بارگاہ مین پہونچا تمام ماجرا بیان کیا کہ وہ خیمہ عمرو ثانی مین موجود ہی مین نے فقیر بنکر صدا
لگائی تھی تو یہ جوڑی کنگن کی مجھے دی ہی بس یہ سننا تھا کہ شہریار کو نہایت طیش آیا اور دبیر کی طرف دیکھکر
فرمایا کہ لکھو نامہ امیر ثانی کو دبیر قلم دوات کاغذ لیکر موجود ہوا شہریار نے مضمون بیان کیا کہ یا امیر ثانی بھلا
واقعہ شہنشاہ گوہر کلاہ کا آپکو معلوم ہوگا دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ اب عیار بھی ایسی ایسی جرأت کرنے لگے ہین کہ
شاہزادیون کو لیے جاتے ہین آپ کے دورے مین بڑا ظلم ہو رہا ہی یہی شان صاحبقرانی ہی آپکا نوکر تین روپیہ کا
پیادہ عمرو ثانی اور ملکہ ماہ سیمبر دختر الیاسے فرنگی بھلا کونسی مناسبت ہی وہ بجبر ملکہ کو بیہوش کرکے لیگیا
ہی اُسکے خیمہ مین موجود ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ یا تو اُسے باندھکر مع ملکہ کے میرے پاس روانہ فرمایئے

ورنہ دعوے صاحبقرانی سے باز آئے جوڑیان پہنکر بیٹھے مین خود اسکا تدارک کرونگا دبیر نے نامہ لکھکر تمام
کیا شہریار نے بہرام تیغزن سے کہا کہ تو یہ نامہ لیکر جا بہرام اُسی وقت نامہ سر سے باندھکر خدمت امیر نامی
مین روانہ ہوا یہان خبر امیر باتوقیر کو ہوئی کہ بہرام تیغزن نامہ شہریار لیے ہوے آتا ہی امیر بہت خوش ہوے
کہ معلوم ہوتا ہی قصد مقابلہ ہی میرا خود جی چاہتا ہی کہ جلد میرے اُسکے فیصلہ ہوجاے کیونکہ یہ مرد بہادر ہی اور مین بہادر
دوست ہون حکم دیا کہ کوئی بہرام کو نہ روکے اور پہلے سے ایک دنگل اُسکے واسطے بچھوادیا جس وقت
بہرام داخل بارگاہ ہوا امیر کو سلام کیا صاحبقران نے کرسی پر بیٹھنے کو اشارہ کیا بہرام سلام کرکے کرسی پر
بیٹھا ساقی کو اشارہ ہوا بہرام نے دو چار جام پیے جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا منہم نامہ دار
امیر نے نامہ لیا اور خود پڑھا تو عجب مضمون تھا جو کچھ سمجھے تھے اُسکے بالکل خلاف تھا نہ کہین اشتیاق جنگ
نہ ذکر مقابلہ تمام شکایت عمرو ثانی کی تحریر تھی یہ لکھا ہوا دیکھنا تھا کہ چہرہ امیر کا غصہ سے سرخ ہوگیا مقبول
بن مقبل کی طرف دیکھکر فرمایا کہ جاؤ اور پکڑ لاؤ عمرو کو مقبول اُسی وقت روانہ ہوا اور درِ خیمہ پر آواز دی
کہ ای عمرو امیر نے یاد فرمایا ہی خواجہ یہان مصروف عیش ہین تمام خیمہ کو مثل عروس شب اول کے سجا ہی عجائب
عجائب چیزین زنبیل سے نکالکر رکھی ہین گلدستہ پرستان رکھے ہین کہ طرفہ بہار دیرہے ہین ایکجانب کنول انواع
اقسام کے واسطے جنکی روشنی کے قرینے سے لگے ہوے ہین ایک سمت چھپرکھٹ لگا ہوا ہی ایک جانب چوکہ
تختون کا اُسپر مسند لگی ہوئی ہی ملکہ بھی بیٹھی ہی خود بھی بیٹھے ہین جام محبت گردش مین ہی جیسے ہی آواز مقبول بن
مقبل کی سُنی کچھ نشۂ عشق کچھ نشۂ شراب یہ بھی نہ سمجھ مین آیا کہ کون بلاتا ہی کہا جاکر کہدو کہ مزاج ہمارا
ناساز ہی مقبول نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ شامتین آئی ہین چلتا ہی یا مین آؤن اب تو عمرو گھبرایا کہا تو کون ہی
یہان آنے والا جناب تجھسے کہتے ہین جاکر کہدے مقبول نے آکر بدمزاجی عمرو کی بیان کی امیر اُسی وقت
اُٹھ کھڑے ہوے اور آپ خیمہ عمرو کے دروازے پر آئے پردہ ہٹاکر اندر داخل ہوے دیکھا
کہ عجب لطف ہی خواجہ مسند پر بیٹھے ہین اور ایک نازنین سامنے جلوہ گر ہی باتین چاہ پیار کی ہو رہی ہین عمرو
نے جو صورت امیر کی دیکھی دم نکل گیا لیکن امیر نے آواز دی کہ او دزد ابن دزد او مکار یہ کیا حرکت ہی تو
مجھے رسوائے عالم کریگا تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ شاہزادیون کو نکال لایا اور ہمسے یہ بدماغی کہ بلاتے ہین
اور نہین آتا یہ فرماکر بازو عمرو کا پکڑا اور مقبول بن مقبل کو آواز دی کہ محافہ منگواؤ مقبول نے اسی
وقت محافہ حاضر کیا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ سوار ہو تجھے شرم نہ آئی ٹکے کے پیادے کے ساتھ بھاگ
کر آئی ملکہ کا رنگ فق ہوگیا ناچار محافہ مین بیٹھی امیر نے مشکین عمرو کی باندھین اور ساتھ لیے ہوے
بارگاہ مین آئے اور بہرام کے حوالے کیا اور فرمایا کہ شہریار سے کہنا کہ تم کچھ میرا پاس و لحاظ اس معاملہ
مین نکرنا کیونکہ یہ مقدمہ ناموس کا ہی یہ مجرم تمھارا حاضر ہی چاہے قتل کرو چاہے قید رکھو مجھے کچھ اس سے سروکار
نہین ہی بہرام تو عطاے صاحبقرانی اور مروت امیر پر وجد کرتا تھا لیکن عمرو نے کہا کہ کیون حمزہ یہ ویسی ہی
حرکت ہی جیسے میرے باپ کے ساتھ تمھارے والد ماجد نے کی تھی انجام اسکا اچھا نہوگا مین مجرم کاہے
سے ٹھہرا اگر مین مجرم ہون تو شہنشاہ گوہر کلاہ بھی مجرم ہین اُنھین بھی باندھکر بھیجدو اُسکی تو وہ بہن ہی کہ جسے
بیاہ لائے ہین امیر نے فرمایا بس زیادہ بیہودہ گوئی نہ کر تو اور شہنشاہ گوہر کلاہ برابر نہین ہین تو بھی شاہزادون کی برابری
کرنے لگا اپنی حقیقت کو بھول گیا عمرو ثانی نے کہا دیکھ حمزہ نتیجہ اسکا اچھا نہوگا عمرو کے واسطے

سب پریشان تھے لیکن حکم صاحبقرانی سے کسکا زور چل سکتا تھا وہ بجو دیکھے ہین بہرام عمرو کو لیکر مروت
صاحبقرانی کا شکریہ ادا کرتا ہوا مع محافہ ملکہ ماہ سیمبر طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوا خبر شہریار کو پہونچی
کہ امیر نے خواہ‌مخواہ ملکہ کو بٹھا کر اور عمرو کو اسیر کر کے ہمراہ کر دیا ہی بہرام دونون کو لیے آتا ہی غرضکہ
جس وقت بہرام بارگاہ مین پہونچا عمرو کو پیش کیا شہریار نے کہا کیون خواجہ یہ کیا حرکت تھی اس مروت
صاحبقرانی پر وجد کرنے لگا کہ کیا کہنا عداوت امیر کا کہ ایک حرکت ناشایستہ پر کچھ پاس و لحاظ عمرو کا نکیا
اور وہین ان کو زندان مین بھیج دیا کیا صاحبقران یہ تھوڑی سمجھتے ہونگے کہ مین اسے زندہ چھوڑونگا اور حقیقت مین کبھی
زندہ چھوڑتا لیکن اب مجھے شرم آتی ہی اس بات پر کہ جب امیر نے میرے ساتھ اس مروت کو کام فرمایا
کہ اپنے ایسے رفیق کو مع ملکہ کے بھیج دیا تو مجھے بھی لازم نہین ہی کہ اُسے قتل کرون اور عمرو کو خلعت دیکر چھوڑ
دیا کہا کہ خواجہ اب آئندہ ایسی حرکت نکرنا عمرو نے خلعت تو نہ لیا لیکن بارگاہ سے نکلکر طرف صحرا کے
روانہ ہوا دل مین کہتا تھا کہ آخر وہی حرکت اس عرب نے تیرے ساتھ بھی کی جو امیر اول نے والد نامدار
کے ساتھ کی تھی مگر اب مین شرمندہ احسان شہریار کا ہو چکا ہون یہ فعل ناسزا ہی کہ پھر ملکہ کو لیکر بھاگون
لیکن اے عمرو اب بہتر سب سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ نہ لشکر امیر مین جانہ ملکہ سے سروکار رکھ نام پر اُس آفت
جان و ہوش کے فقیر ہو کر بیٹھ رہ یہی خوب بات ہی یہ دل سے تجویز کرکے ایک جانب روانہ ہوا یہان حال عمرو کی
خبر امیر کو پہونچی کہ شہریار نے خلعت دیکر رہا کیا قتل نہین کیا نہ قید رکھا مگر عمرو نے خلعت نہین لیا امیر اس
حرکت پر شہریار کی بہت خوش ہوے کہ نہایت پاس اسنے کیا میرے نام کا اور عمرو کے بارے مین یہ
بھی نہ پوچھا کہ کہان گیا لیکن شہریار نے الیاسے فرنگی سے کہا کہ شادی اسکی بہرام کے ساتھ کر دیجیے
جبتک یہ کسی کی ناموس مین نہ داخل ہوگی ہزارا آفتین آئینگی اور زن و شوہردار سے یہ خداپرست سروکار
نہین رکھتے ہین الیاسے فرنگی نے کہا تمھین اختیار ہی اُسی وقت بطور اہل فرنگ سامان کرکے
عقد بہرام کا ساتھ ملکہ ماہ سیمبر کے پڑھ دیا گیا زیادہ طول اس شادی کو اس وجہ سے نہین دیا گیا کہ ایسا
ہو اس خبر کے مشتہر ہونے سے کوئی اور آفت پڑے لیکن جسوقت بہرام ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے
اپنی بارگاہ مین آیا نہایت خوش و مسرور ہوا کہ وہ شخص شہریار عالیوقار کا بہنوئی قرار پایا ہی اب جو مرتبہ بارگاہ
شہریار مین میرا ہوگا دوسرے کا نہوگا محلدار نے ملکہ کو محافہ سے اُتارنے کا قصد کیا دیکھا تو جسم
ملکہ کا ٹھنڈا ہو گیا ہی جسم بجس ہی سر پیٹنے لگی بہرام نے پوچھا ہاہین یہ کیا ہوا اُسنے کہا کیا عرض کرون
ملکہ دنیا سے سدھارین بہرام سر پیٹنے لگا یہانتک یہ ہنگامہ بلند ہوا کہ خبر شہریار نامدار کو پہونچی شہریار
گھبرایا ہوا قریب محافے کے آیا پردہ ہٹا کر خود دیکھا تو بجس پڑی ہی شہریار کی آنکھون سے اسکی کمسنی
اور حسن و جمال اور غربت مین جان دیدینے پر آنسو نکل پڑے کہا خیر دفن کر دو لاش اسکی بھیجنے مین
زیادہ رسوائی ہوگی غرضکہ اُسی وقت سامان کرکے جنازہ ملکہ کا اُٹھایا اور لیکر طرف صحرا کے روانہ
ہوے حسب اتفاق عمرو ثانی یاد مین ملکہ ماہ سیمبر کے رو رہا تھا کہ یا اللہ کیا تدبیر کرون کیونکر ملکہ کو پاؤن
کس طرح اُس تک جاؤن کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ روتے پیٹتے ایک جنازہ لیے چلے آتے ہین
عمرو نے کہا خدا خیر کرے اس صحرا مین یہ جنازہ کیسا آتا ہی اور جنازہ بھی کسی صاحب جاہ کا معلوم ہوتا ہی کیونکہ
اوپر شاہانہ نقش‌ونگار کھچا ہوا ہی مشعل مین عود و عنبر سلگ رہا ہی تابوت پر سہرا بندھا ہوا ہی اس سے

یہ پایا جاتا ہی کہ کسی نامراد کی لاش ہی گھبرا کر قریب آیا ایک آدمی سے دریافت کیا کہ یہ کون مرگیا کسکا جنازہ ہی
اُن لوگون نے کہا ہمین حکم نہین ہی کہ حال اس میت کا بیان کرین اب عمرو اور پریشان ہوا سیکڑون خیال
دل مین آنے لگے یہ بھی گمان گذرا کہ ایسا نہو اُسی محبوب جانی یار جادوانی کو شہریار نے قتل کر ڈالا ہو اگر
ایسا ہوا تو قسم ہی پروردگار عالم کی کہ شہریار کو بھی بغیر مارے نچھوڑونگا حمزہ سے تو بگڑ ہی چکی ہی اب
مجھے ڈر کسکا ہی لیکن جنازے کے ہمراہ ہوا لوگون نے جو ایک شخص اجنبی کو دیکھا کہ چلا آتا ہی منع کیا عمرو
نے نہ مانا ایک آدمی نے کہا رہنے بھی دو یہ مرد صحرائی سا معلوم ہوتا ہی یہ اگر جان بھی جائیگا تو کیا غرضکہ غسل و
کفن تو دے ہی چکے تھے جو مقام اسکے دفن کے تجویز ہوا تھا وہان لائے قبر پہلے سے کھدی ہوئی تیار تھی ملکہ کو
سپرد زمین کیا اور پلٹ کر راہی ہوے اب عمرو بھی صورت بدلکر اُسی غول مین مل گیا وہ لوگ آپس مین
کہنے لگے کہ افسوس ماہ سیمبر کے مرنے کے دن نہ تھے ہائے کیا غیرت دار شاہزادی تھی باوجودیکہ اُسکے
دامن عصمت مین کسی طرح کا داغ نہ لگا تھا مگر صرف اتنی بات پر کہ عمرو اُسے بیہوش کرکے لیگیا تھا اپنی جان دیدی
یہ سنکر ایک آدمی نے کہا کہ میان افسوس گھر پر چل کے کرلینا ایسا نہو کوئی غیر سنتا ہو انھون نے جواب
دیا کہ یہان سوا اپنون کے بیگانہ کون ہی ایک آدمی ہوشیار نے کہا در و دیوار ہم گوش دارد بات منہ
سے نکلی اور پرائی ہوئی کسی نے کہا بھلا یہ امر ایسا ہی جو چھپ جائے آج نہین کل کل نہین پرسون ضرور ظاہر
ہو جائیگا بڑے لوگون کے گھر کی بات جلد ہی مشہور ہوتی ہی یہ ہم غریب تھوڑے ہی ہین کہ کوئی انکے کا پوچھنے
والا ہو غرض کہ ان لوگون مین تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن عمرو نے جو سنا کہ ملکہ نے انتقال کیا اور
یہ جنازہ اسکا تھا بس ہائے کا نعرہ مارا اور ایک گھونسہ چھاتی پر اس زور سے مارا کہ بیہوش ہو گیا لوگون نے
دیکھا کہ یہ کون شخص ہمارے غول مین ہی جسنے ہائے کی عمرو صورت مہتر بادرو عیار کی بنا ہوا تھا جو کہ کوکا ملکہ
ماہ سیمبر کا تھا لوگون نے دیکھا کہ مہتر بادرو بیہوش پڑا ہی سمجھے کہ بسبب محبت کے اُسکی یہ حالت ہوئی
اسے انتہا کا رنج ہی اُٹھا لیا اور خیمہ شہریار مین آئے مہتر بادرو نقلی کو پیش کیا شہریار نے جو بادرو
کو دیکھا کہا پہلے اسکو ہوشیار کرو کوئی کیوڑہ لیے چلا آتا ہی کوئی لخلخہ سنگھا رہا ہی مگر بادرو کو ہوش نہین آتا
اُس عالم بیقراری مین نہین معلوم کس جگہ گھونسا پڑ گیا کہ جسکے صدمے سے عمرو بیہوش ہو گیا تھا جسوقت
یہ ہنگامہ بلند ہوا کہ بادرو کے غم مین ملکہ کی یہ حالت ہی یہانتک کہ خبر بادرو اصلی کے کان مین بھی پہنچی
گھبرایا کہ یہ کونسا بادرو ہی دوڑا ہوا آیا شہریار کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اے شہریار بادرو تو مین ہون یہ
میری صورت بنا ہوا کوئی اور شخص ہی شہریار بھی متحیر ہوا کہ یہ دو ایک صورت کے کہان سے پیدا ہو گئے
بادرو سے کہا کہ اسے ہوشیار کر بادرو نے گرم پانی سے منہ دھویا کچھ مفرح لخلخہ سنگھایا کہ عمرو ثانی
کی صورت اصلی بھی نظر آئی اور ہوش بھی آیا جب شہریار نے عمرو کو پہچانا کہا کیون اے شخص ایکبار مین نے
تجھے رہا کیا اب یہ کیا حرکت تھی کہ تو بادرو کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا عمرو ثانی نے کہا اے شہریار اس رہائی
سے قید بہتر تھی کاش تو مجھے قید رکھتا یا قتل کر ڈالتا تو بہتر تھا کہ مجھے یہ روز سیاہ نہ دکھائی دیتا یہ کہکر خنجر
کھینچا اور اپنے سینے پر مارنے کا قصد کیا شہریار نے دیکھا کہ یہ آپ کو ہلاک کیا چاہتا ہی اور رفیق خاص
ہی امیر ثانی کا اگر یہ مر گیا تو امیر کو بڑا صدمہ ہوگا جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ کیا حرکت کرتا ہی اگر تجھے
جان دینا ہی تو اپنے لشکر مین جا کر جان دے یہان مرنا تیرا میری بدنامی کا باعث ہوگا عمرو ثانی نے کہا کہ مین

ہرگز لشکر حمزہ مین نہ جاؤنگا اور نہ اُسے منھ دکھاؤنگا لیکن شہریار نامدار نے عمر وثانی کو اپنے چند رفیقان خاص کے ہمراہ خدمت مین حمزہ ثانی نامدار کے روانہ کیا وہان امیر با توقیر جہان ستان وجہانگیر وتگل شوکت پر متمکن ہین سردارون کا مجمع ہی لندھور ثانی نے عرض کیا کہ حضور کچھ حال خواجہ سلامت کا نہ معلوم ہوا کہ کہان تشریف لے گئے امیر نے فرمایا ای لندھور اگر تم دوست ہو عمرو کے تو نکل جاؤ میری بارگاہ سے ورنہ اب اُسکا ذکر نہ کرنا لندھور ڈر کر خاموش ہو رہے کہ ہمین کیا کام ہی لیکن دل مین سوچے کہ انجام اچھا نہین معلوم ہوتا امیر بگاڑ رہے ہین عمرو ثانی کو ایسا نہو ویسے ہی نتیجے ظہور مین آئین جیسا کچھ امیر اول کے زمانے مین ہو چکا ہی استنے مین خبر انتقال ملکہ ماہ سیمبر کی پہونچی امیر نے فرمایا الحمد للہ ایسی عورتون کا مرجانا ہی بہتر ہی چونکہ خاندانی ہون بعض رحم دلون کو جوانی ملکہ کا افسوس ہوا لیکن پاس امیر سے کچھ نہ کہ سکے جو بعض لوگ زمانہ امیر اول کا دیکھے ہوے تھے اور بلال عمرو وامیر سے آگاہ تھے انھون نے کہا کہ خدا خیر کرے انجام اچھا نہین معلوم ہوتا صاحبقران حد کی ناانصافی کر رہے ہین ایسا نہو عمرو ثانی بھی بگڑ جاے تو قیامت ہوجائیگی ابھی ابھی ملکہ ماہ سیمبر کی بہن مہرناز پرور معشوقہ شہنشاہ گوہر کلاہ ہمراہ نقابدار گوہر لوش سکے ہم اکر داخل ناموس بھی ہوگئی انمین کوئی عیب نہین نکالا گیا اور ماہ سیمبر کے بارے مین فرماتے ہین ایسی عورتون کا مرجانا بہتر ہی جسوقت یہ کلمہ عمرو ثانی کے گوش زد ہوگا تو دل پر اسکے کیا گذریگی محبت ایسی چیز ہی کہ الدین کو تو چھوڑ دیتی ہی نوکری کیا چیز ہی اور عمرو ثانی سا ہر دل عزیز شخص اُسے کیا پروا ہی جہان چلا جائیگا اُسکے واسطے کمی نہین ہی اصل یون ہی کہ رکن صاحبقرانی وہ شخص ہی یہان یہ کیفیت تھی لیکن بہرام تیغزن وفیروز دیوانہ وغیرہ عمرو ثانی کو لیے ہوے آتے حاضر ہوئے چوبدار نے اطلاع کی امیر ثانی نے اپنے سامنے طلب کیا جس وقت بہرام وغیرہ عمرو ثانی کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوے امیر کو سلام کیا اور عرض کی کہ خواجہ آپکو ہلاک کیے ڈالتے تھے لہذا شہریار نامدار نے براے حفاظت ہمکو ساتھ کرکے آپ کی خدمت بابرکت مین روانہ کیا ہی کہ یہ بدنامی ہماری سر نہو اب یہ جانے اور حضور جانین امیر نے فرمایا مرجانے دیا ہوتا مجھے کچھ شکایت شہریار سے نہوتی اور مین نے تو یہ سمجھ کر بھیج دیا تھا کہ شہریار اسے قتل کر ڈالے گا مین نہ جانتا تھا کہ وہ چھوڑ دیگا میرا خیال اس بارے مین مطلق نکما ہوتا مین بر کا ساتھی نہین بہرام وغیرہ تو عمرو ثانی کو سپرد امیر کرکے رخصت ہوے لیکن عمرو ثانی نے کہا کہ یا امیر خون ملکہ ماہ سیمبر کا آپکی گردن پر ہوا اور اگر مین نے جان دیدی ہوتی تو میرا خون بھی آپ ہی پر ہوتا کیونکہ آپ اُسکو مجھسے جدا کرتے تو وہ جان دیتی امیر نے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے کوئی اپنا گلا کاٹے اور خون مجھ پر ہو اُسکا خون اُسی پر ہوا اور تیرا خون بھی تجھی پر ہوتا ایک تو ایسی ایسی نالائق حرکت کرتا ہی دوسرے یہ گستاخی کے کلمات زبان پر لاتا ہی نکل جا یہان سے کہ تو لائق میری بارگاہ کے نہین ہی عمرو ثانی نے کہا او عرب سوسمار خوار ریگ بیابان تمہارہ تو اپنی حقیقت کو بھول گیا آج صاحبقران بنکر بیٹھا ہی دیکھون تو اب کیونکر صاحبقرانی کرتا ہی بہت ہوشیار رہنا اب مجھسے اگر زندہ بچ گیا مین اس صدمے سے تو زندگی تیری بھی دشوار نہ کردی ہو تو نام اپنا عمرو ثانی نہ پایا ہوگا آخر کار وہی کیا تو نے کہ جس بات کا مجھے تیری خصلت وطبیعت سے خوف تھا خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر ڈگمگاتا ہوا روانہ بارگاہ سے طرف صحرا کے روانہ ہوا یہان بعد جانے عمرو ثانی کے تمام لشکر مین کھچڑیان پکنے لگین عیار الگ دبکے ہوے تھے سردار جُدا

پھر ان سمجھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی دشمنون ہی سے کہان نجات تھی کہ امیر نے ایسے دوست کو کہ جو زور جہانگیری
تھا اس ذلت سے نکالکر دشمن بنایا اچھا نکیا بادشاہ اسلام بھی لحاظ امیر عالی مقام سے کچھ نہ فرما سکے لیکن
سبکو قلق ہی کہ افسوس بڑا مددگار لشکر اسلام کا چلا گیا یہ بھی ایک علامت ادبار کی ہی لیکن عمر و جو لشکر امیر
سے نکلا راہ صحرا کی اختیار کی اول قبر پر ملکہ ماہ سیمبر کی آیا تربت کو کلیجے سے لگایا بار بار یہ کلمہ زبان پر
لایا کہ ای ملکہ ہنوز وصل بھی نصیب نہوا تھا کوئی تمنا ے دلی بھی نہ بر آئی تھی کہ ایسی جدائی ہو گئی کہ تا قیامت
ملاقات ہونا غیر ممکن ہی اور بار بار خاک تربت کو سونگھتا تھا اور کہتا تھا کہ اب بھی کیا سوندھی سوندھی بو آتی
ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ بو تمھارے جسم کی اس خاک مین بہت جلد بس گئی عمر و ثانی تو عالم بیقراری مین اس طرح
کے کلمات حسرت آیات زبان پر لاتا تھا اور ملکہ بزبان خاموش وبیان حال یون کہتی تھی شعر جہان سے
حسرت دیدار یار لیکے چلے ٭ چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے ٭ یا یون کہیے شعر پوچھا جا مری تربت سے
گذرنے والے ٭ کیا گذرتی ہی تری جان پہ مرنے والے ٭ یعنی ہمارا حال نہین پوچھے کہ تجھپر کیا گذر گئی اور
کیا گذرتی ہی اپنا رونا رو رہے ہو ہاے وہ آغاز الفت ہماری موت کا بہانہ ہو گیا دل لگانے کا انجام خاک مین
ملنا ٹھہر گیا یاد وہ بزم عشرت تھی کہ مسند پر زر بچھی ہوئی تھی چراغان کا لطف تھا نازنینون کا مجمع شغل رقص و غنا
آج بستر خاک ہی اور ہم ہین تیری قبر ہی اور یہ آنکھین ہین ہجوم بیکسی ہی اور دل ہی خاموشی ہی اور زبان ہی سناٹا ہی
اور کان ہین خیر لے عمر ثانی مقدر مین یہی تھا کہ ہم ناکام مرین کچھ تمھاری شکایت ہی نہ امیر کا گلا ہی لیکن اتنا
خیال رہے کہ اگر کبھی ہوسکے تو اس بدنصیب کو یاد کرنا تو فاتحہ پڑھکر ثواب اس گنہگار کی روح کو
بخش دینا کہ مجھپر سختی مین آسانی ہو گی عمر و ثانی کی یہ حالت ہوئی کہ روتے روتے بیہوش ہو گیا خواب مین
ملکہ کو دیکھا کہ زانو پر سر لیے ہوئے کہتی ہی کہ ای عمر و اب اس جان کھونے سے کیا فائدہ ہوگا دشمن تمھارے بہت
ہین تم اپنے ہوش مین نہین ہو ایسا نہو کہ کوئی عدو بے جانی وقت و موقع پاکر تمھارے دشمنون کو ہلاک کرے
بس بہتر و مناسب یہ ہی کہ صبر کرو دلپر جبر کرو یا ہماری دل سے بھلا دو کسی سے اور دل کو لگا لو عمر و نے کہا
ای ملکہ یہ کلمات تسکین اور موجب اشتعال ہوتے ہین اگر تم ایسی باتین کرو گی تو نہ مرتا ہونگا تو مرجاؤنگا
کیا دل اختیار مین ہی ملکہ نے کہا اگر ہمکو چاہتے ہو تو تمھین قسم ہی ہماری روح کی کہ اپنا حال خراب نکرنا یہ کہکر
نظرون سے غائب ہو گئی عمر و ثانی کی آنکھ کھل گئی جی چاہا کہ خنجر مار کر اپنا بھی کام تمام کرو ہر چند بموجب وصیت
ملکہ صبر کرتا ہی مگر دل نہین مانتا بموجب شعر جب ہوے قابو نور کھے دل کو کیونکر مار کے ٭ دل مین آتا ہی
کہ دیدہ و جان خنجر مار کے الحاصل یہ خیال کیا کہ جبتک اس قبر پر بیٹھے رہو گے غم و الم بڑھتا جائیگا ہر وقت یہی
خیال آئیگا بہتر یہ ہی کہ جسنے تمھارا دل دکھایا اسکو بھی ایذا و صدمے پہونچا یہ خیال کر کے ہوش و حواس درست
کر کے ایک جانب روانہ ہوا جاتے جاتے دور نکل گیا راہ گم کی تمام دن پھرا لیکن کہین سواد کسی شہر
یا قصبہ کا نہ معلوم ہوا رات ہو گئی بخوف درندون کے ایک درخت پر بیٹھکر رات گذاری جس وقت صبح ہوئی
پھر ایک طرف چل نکلے عمر و سا تیز رو لیکن پھر شام ہو گئی اور حد صحرا سے نہ نکلے کہانتک گذارش کیجاے
کہ تین روز یہی حالت رہی چوتھے دن ایک قافلہ سوداگرون کا جانب جنوب سے نمودار ہوا اور دیکھا
کہ لوگ طرف مغرب کے جاتے ہین عمر و غنیمت سمجھکر کہ انسے راہ تو معلوم ہو جائیگی تین دن سے تو اس
صحرا مین تباہ ہین نہ ہمدم نہ خضر راہ ہی درختون کے پھلون پر اوقات بسر ہوتی ہی اب چلکر دریافت

کرنا چاہیے کہ یہ قافلہ کس طرف جاتا ہے اور کہان سے آتا ہے یہ خیال کر کے صورت اپنی اس لحاظ سے تبدیل
کر ڈالی کہ نہین معلوم کسکا قافلہ ہے دشمن ہون یا دوست ہون تو کوئی پہچان نہ سکے صورت اپنی ایک مرد
مسافر کی بنائی لٹیا ڈوری کاندھے پر رکھکر قافلہ مین آئے پوچھا یہ قافلہ کس طرف جائیگا اور مالک
قافلہ کون ہے اُن لوگون نے بیان کیا کہ مالک قافلہ کا نام خواجہ نافع ہے اور ہم سب طرف شہر نونہالیہ
کے جاتے ہین وہ ملک نہایت آباد و شاد ہے کچھ سودا بیچین گے نفع اُٹھا کر اپنے گھر واپس جائین گے
عمرو نے کہا مین بھی شہر نونہالیہ کو جاتا تھا لیکن راستہ بھول گیا تھا بسبب تنہائی کے اور بھی پریشان تھا
اب مین بھی تم سبکے ہمراہ چلا جاؤنگا اُن لوگون نے ترس کھا کر کہا کہ کیا مضائقہ ہے عمرو ثانی بھی قافلہ کے
ساتھ ہو لیا جاتے جاتے جس وقت قافلہ قریب شہر نونہالیہ کے پہونچا ہنوز ناکے تک نہ پہونچنے پائے
تھے کہ شام ہو گئی قافلہ نے مقام کیا اہل قافلہ کھانا پکانے مین مصروف ہوئے کنوان تلاش کرنے لگے
لیکن سب سے پہلے عمرو ثانی کنوین پر پہونچے اور سوا سیر بیہوشی اُس چاہ مین چھوڑ دی کچھ پانی پہلے اپنے
واسطے علحدہ بھر لیا تھا لیکن اہل قافلہ بیچارے اُسی کنوین سے پانی بھر بھر کر لائے پیا بھی کھانا بھی اُسی
سے پکا کر کھایا شبکو اسطرح سوئے کہ کچھ خبر نہ رہی عمرو ثانی نے جتنا مال قافلہ کا تھا لوٹ لیا یہانتک کہ ایک
کپڑا بھی کسی کے جسم پر باقی نہ رکھا اور کچھ رات رہے سے طرف شہر نونہالیہ کے روانہ ہوئے یہان
جسوقت ہوا سے سرد کے جھونکے آئے ہنگام سحر ہوا اثر بیہوشی دماغون سے دور ہوا لوگ بستر خواب سے
اُٹھے خواجہ نافع نے دیکھا کہ جتنے قافلے والے ہین سب برہنہ پڑے ہین آواز دی کہ بےغیرتو یہ کیا
حرکت ہے جسکی آنکھ کھلی اپنے جسم پر کپڑا نہ دیکھا پریشان ہوا سب کو کہتے کہتے خواجہ نافع اپنی طرف جو نگاہ
کرتا ہے کہ وہی حالت اپنی بھی ہے سخت پشیمان ہوا اور دل مین کہتا ہے کہ یہ مین خواب دیکھ رہا ہون یا بیدار ہون
خداوندا یہ کیا معرکہ ہے جو ہے برہنہ نظر آتا ہے اتنے مین ایک آد کو اسباب کا خیال آیا اب جو دیکھا تو اسباب
بھی نہین خیمون کے پردے تک غائب ہین کسی شی کا پتا نہین سب سر پیٹنے لگے خواجہ نافع تو جیتے جی مر گیا
لیکن حیران و سرگردان کیا کرین کیا نکرین طرف شہر کے روانہ ہوئے جسوقت داخل شہر ہوئے تمام شہر مین
ایک غلغلہ ہوا کہ نہین معلوم کہان کے صحرائی شہر مین چلے آئے ہین کہ سب برہنہ ہین کسی کے جسم پر کپڑا ایک نہین
یہ بیچارے مجبور و عاجز کہ پاس پیسہ تک باقی نہ رہا جو اور کپڑا خرید کر ستر چھپاتے آخرکار بادشاہ کو پرچہ لگا کوتوال
شہر کو حکم ملا کہ نکال دو اُن صحرائیون کو ایسا نہو کہ شہر کو لوٹ لین کوتوال لوگون کو لیے ہوئے آیا اور
چاہا کہ ان بیچارون پر بدعت کرے کہ خواجہ نافع نے کہا ہم جانتے تھے کہ بادشاہ اس ملک کا عادل ہے مگر
معلوم ہوا کہ بڑا ظالم ہے یہ نہ پوچھا کہ تم لوگون پر کیا گذر گئی اور آئے کہان سے کوتوال کو خیال ہوا کہ ایسا نہو
بادشاہ کو یہ لوگ بدنام کرین مجھپر عتاب شاہی نازل ہو نوکری بھی جائے پوچھا کہ آخر بیان کرو خواجہ نافع نے
سب کیفیت بیان کی کہ ہم اس طرح سے بادشاہ سے فریاد کرنے آئے ہین کہ آپکے شہر مین آکر ہماری یہ
حالت ہوئی عوض نفع کے نقصان مال و آبرو ہوا کوتوال نے یہ معرکہ بادشاہ سے بیان کیا نونہال شاہ نے
کہا بالکل یہ امر خلاف عقل ہے کہ ایک آدمی تمام قافلہ کو لوٹ لیجائے اور ان سب کو ایسا خواب غفلت آجائے
کہ کوئی ہوشیار نہو اس غفلت کی سزا ایسی تھی جیسا کچھ ہوا نکال دو ان لوگون کو میرے شہر سے کوتوال نے
عرض کی کہ حضور اگرچہ یہ بات نہو لیکن فریاد ان لوگون کی ضرور سننا چاہیے ایسا نہو کہ دوسرے شہر مین جاکر

بدنام کرین نوشہال شاہ کو راسے کوتوال کی پسند آئی اور حکم دیا کہ خیر حسب لیاقت کچھ انکو خزانہ سے دو لوادو کوتوال نے حسب الارشاد پانچ ہزار روپیہ خواجہ نافع کو دلوا دیا خواجہ دعائین دیتا ہوا اپنے گھر کو روانہ ہوا لیکن خواجہ عمرو ثانی جو داخل شہر ہوے تھے دل مین کہتے تھے کہ شگون تو اچھا ہوا ہی کیا عجب ہی کہ اس شہر سے منفعت کثیر حاصل ہو یہ خیال کرتے ہوے شہر کی سیر کرتے چلے جاتے تھے شہر نہایت آباد و شاد تھا کہین کوئی فقیر تک نہین ملتا تھا بازارین نہایت آراستہ مکانات معمولی بھی نہایت بلند و وسیع ہر طرف مثل چوک کے کٹورہ کھنک رہا ہی عمرو ثانی سیر کنان چاندنی چوک کی طرف جو نکلے نہر مین پانی بھرا پایا ہر جوہری کی دوکان پر مثل فلفل سرخ و سبز و زرد کے یاقوت و الماس و پکھراج کے ڈھیر لگے ہوے تھے گہنے جواہر نگار انواع اقسام کے عمرو کو زیور دیکھکر خیال ملکہ دلسمیر کا آیا کہ ہاے اگر وہ محبوبہ جانی زندہ ہوتی تو یہ زیور جو محض الماس نگار ہی لائق اسکے تھا ایک گوشہ مین بیٹھکر رونے لگا لوگون نے پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی کہان سے آیا ہی کیون روتا ہی عمرو ثانی نے جواب دیا شعر کیا پوچھتے ہو یار و مجھ جسم ناتوان کی ہر رگ رگ مین نیش غم ہی کہیے کہان کہان کی ہ کیا تمہین نام و نشان اپنا بتاؤن یہ سمجھ لو کہ ایک مسافر ہون غریب الوطن ہون رہنے کی جگہ تلاش کرتا ہون تلاش روزگار مین نکلا تھا راہ مین ایسی افتاد پڑی کہ جو رو بچے سب مر گئے انھین کے واسطے روتا ہون ایک آدمی نے ترس کھا کے کہا کہ آؤ میان مسافر ہمارے یہان رہو جب روزگار تمھارا کہین لگ جاے پھر اختیار ہی لیکن تمھین دخل کس فن مین ہی خواجہ عمرو ثانی نے بیان کیا کہ جس فن کو کہیے وہی فن دکھاؤن اس شخص نے کہا کہ اپنے بڑے صاحب کمال ہو کر یون ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہو خواجہ عمرو ثانی نے کہا آزمایش کر دیکھیے اس شخص نے کہا خیر چاہے آپ صاحب کمال ہون یا نہون ہمین اس سے تو کچھ سروکار نہین ہی از راہ مسافر نوازی ہم یہ کہتے ہین کہ مکان ہمارا موجود ہی عمرو ثانی اسکے ساتھ ہوے وہ شخص خواجہ کو لیے ہوے اپنے مکان پر آیا دعوت و ضیافت کی خواجہ عمرو نے اس سے پوچھا کہ یہان کا بادشاہ کیسا ہی کیا نام ہی اور آئین و دین یہان کے لوگون کا کیا ہی اس میزبان نے کہا کہ نام یہان کے بادشاہ کا نوشہال شاہ ہی اور ہم سب لوگ خداوند نخل ہر سبز کو مانتے ہین مذہب شجر پرستی رکھتے ہین یہ شہر معبد ہی اور پرستش گاہ ہی شجر پرستون کی عمرو ثانی نے کہا وہ پرستش گاہ کہان ہی اس شخص نے بیان کیا کہ شہر سے نکلکر بہت تھوڑی دور جانب مشرق ایک صحراے دلچسپ ہی ایک کوہ اس صحرا مین واقع ہی اور قلہ کوہ پر ایک قصر بنا ہوا ہی اور اس قصر مین ایک درخت ہی کہ ایسا درخت کسی نے آجتک نہین دیکھا نہ کبھی کوئی پتا اسکا خشک ہو کر گرتا ہی نہ اس درخت مین کبھی نئی کونپل پھوٹتی ہین نہ پھول لگتے ہین نہ پھل آتے ہین مثل نخل تصویر کے ہمیشہ ایک حالت پر رہتا ہی اور بعد ایک ماہ کے تمام خلقت جمع ہو کر جاتی ہی اس درخت مین سے آواز پیدا ہوتی ہی خداوند خود اپنے بندون کو اپنی آواز سناتا ہی کسی کی تقدیر بدلتا ہی کسی کو اولاد دیتا ہی جو مراد مانگو وہ حاصل ہوتی ہی عمرو ثانی یہ سنکر نہایت خوش ہوے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی خبیث اس نخل مین سما گیا ہی اس شخص سے کہا کہ اگرچہ مین بت پرست ہون لیکن یہ مذہب مجھے نہایت عمدہ معلوم ہوتا ہی اگلے میلے مین ہمین بھی لیچلنا اس شخص نے کہا مین ضرور لیچلونگا بعد اسکے عمرو نے پوچھا کہ بادشاہ کے یہان کچھ پہلوانان زبردست بھی ہین اس شخص نے کہا ہان دو سردار ایسے ہین کہ جنکا مثل روے زمین پر نہوگا قد اُنکے دیوون سے زیادہ بلند ہین نام ایک کا عوق بن بروج اور دوسرے کا عنق بن برقش ہی جو

چہر بستین باندھتے ہین کہ وزن جنکا ساڑھے تین ہزار من کا ہی یہ سنکر عمرو ثانی کے ہوش اُڑ گئے اور کہا کہ بھلا
حمزہ کیا مقابلہ کرسکتا ہی اُن سرداروں سے کیونکہ گرز حمزہ کا صرف اُٹھایہ سو من کا ہی بعد اُسکے نام بروج پر
عمرو کو بھی یاد آیا کہ صندلی نامہ مین بروج بن عروج بن اوج بن عنق جو آیا تھا کہ ضرب اُسکی پانچ ہزار من کی تھی جسکی
دھمک سے تمام سردار بیہوش ہو ہو گئے تھے یہ دونون اُسی کے بیٹے معلوم ہوتے ہین دل مین نہایت
خوش ہوا کہ اُسے تو مین نے اپنی حکمت عملی سے مارا اب دیکھون تو کہ انھین کون مارتا ہی یہ خیال کرکے
اُس روز کا منتظر رہا کہ جو روز میلے کا تھا اب عمرو روز برائے سیر ملک تو بہانے سے نکلتے ہین یہ مشغلہ ہی کہ کسی
کے جیب مین اگر کھنکتا روپیہ اشرفی کی دیکھی نکال لیا کسی کی گرہ کاٹی اکثر جی مین آیا کہ شہر کو لوٹ لو مگر ساتھ ہی
یہ خیال ہوا کہ ای عمرو ابھی شجر پرستون سے بڑے بڑے کام لینا ہین ایسا نہو کہ حال تیرا کھل جاے لہذا
بس کھانے بھر کا پیدا کر لینا چاہیے یہ خیال کرکے خاموش ہو رہے یہانتک کہ وہ روز آیا کہ جو دن میلے کا
تھا اُس شخص نے کہا کہ چلئے آج آپکو زیارت خداوندی کرا لائین بلکہ چاہیے تقدیر بدلوا لیجیے گا جتنی
بُرائی مقدر مین ہوگی وہ نکل جائیگی خداوند ایسا خلیق و رحم دل ہی کہ خود اپنے ہر بندے سے باتین کرتا ہی
عمرو ثانی نے کہا کہ چلو مین موجود ہون وہ شخص اُنکو اپنے ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوا دیکھا عمرو نے کہ ہر
گلی کوچہ سے صدہا آدمی اُجلے کپڑے پہنے ہوئے عطر ملے ہوئے چیز بن نذر کی مثل حلوے مٹھائی وغیرہ
کے ہمراہ غول کے غول غٹ کے غٹ چلے جاتے ہین آج کے روز واقع مین کہ تمام شہر خالی ہوا جاتا ہی
لیکن جس وقت عمرو ثانی ساتھ اُس شخص کے بالاے کوہ پہونچے دیکھا کہ مجمع خلائق سے تمام کوہ مملو ہی
گھاٹیان عجب عجب انداز سے بنی ہوئی ہین پہاڑ کو سنگ تراشون نے اس انداز سے تراشا ہی کہ جا بجا
درجے نکالے ہین مکان قائم کیے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ہر سنگ تراش پہاڑ کا شاگرد فرہاد کیا بلکہ اُستاد
فرہاد تھا عمرو اُس کشمکش کو جھیلتے ہوئے سیر کرتے ہوئے طرف قصر کے چلے دیکھا کہ باہر قصر کے
ایک تالاب ہی جو چیزین لوگ نذر کے واسطے لاتے ہین اُسی مین پھینکتے جاتے ہین بعض بسبب کشمکش کے
اندر قصر کے تو جا نہین سکتے دروازے ہی پر سے دعا کرکے پلٹ آتے ہین بعضے تالاب پر نذر چڑھا کر دعا
مانگ کر چلے آتے ہین بعض جو زیادہ حاجتمند ہین جان پر کھیل کے اندر قصر کے جاتے ہین اور اُس درخت
سے یکے بعد دیگرے کلام کرتے ہین حاجت اپنی بیان کرتے ہین عمرو ثانی نے اپنے ہمراہی سے کہا
کہ شور و غل مین خداوند سے کیونکر کلام ہو سکتا ہی اُسنے کہا کہ یہ میلا تین روز رہتا ہی آج کا روز جشن عام کا
ہی کل کا روز اور پرسون کا دن جشن خاص کا ہی کل صرف وہ لوگ مرادین مانگینگے اور نذرین چڑھائینگے کہ جو خداوند
سے یہ اقرار کرتے ہین کہ بعد مراد آنے کے پندرہ برس کا لڑکا حسین نذر چڑھائینگے اور پرسون عورتین آتی
ہین اور ایک عورت باکرہ نہایت حسین تلاش کرکے نذر خداوند کر دی جاتی ہی عمرو ثانی نے کہا وہ عورت
پھر پلٹ کر کبھی آتی ہی اُس شخص نے کہا وہ عورت آتی تو نہین لیکن حال اُسکا معلوم ہوتا رہتا ہی اکثر جو خداوند
سے پوچھا تو آواز آئی کہ وہ عورت ساتھ حورون کی جنت مین کھیل رہی ہی اور لڑکے چن رہی ہی عمرو ثانی
یہ باتین سنکر اس فکر مین ہوئے کہ کسی ترکیب سے اُس خبیث کو مار دیا اپنے قبضہ مین لاؤ تو کام
چلیگا یہ خیال کرکے کہا اچھا ہم بھی کل ہی مراد مانگین گے اور ایک گھاٹی مین آکر قیام کیا وہ دن تمام
ہوا شب ہوئی رات کو چراغان کا انتظام کیا گیا علاوہ قصر و کوہ کے صحرا تک جگہ جگہ کر رہا تھا جنگل مین

منگل ہو رہا تھا درختون مین قندیلین آویزان تھین فرشی کیلاسون سے زمین مین پاؤن رکھنے کی جگہ نہ تھی
جس طرف دیکھو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہی ہر نخل سرو چراغان کی بہار دکھاتا تھا جا بجا صحبت رقص
غنا برپا تھی گانا سننا اس مذہب مین نہایت ثواب ہی رات بھر عجب لطف رہا جس وقت آثار سحر نمودار
ہوے بہار شب پر خزان آئی چراغ بھڑک بھڑک خاموش ہونے لگے ستارے چرخ اخضری پردہ پوش
ہونے لگے گاؤن کے چہرون پر شگفتگی ظاہر ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے جو لوگ رات بھر کے جاگے
ہوئے تھے وہ سو گئے جو سوتے تھے وہ خواب سے چونکے اب دیکھا تو کوئی بارہ چودہ لڑکے کمسن نہایت
حسین زیور سے آراستہ کیے ہوئے کچھ لوگ انکو لائے تھے عمرو ثانی نے دل مین کہا یہ دیکھنا چاہیے کہ انجام
انکا کیا ہوتا ہی لیکن دیکھا کہ ایک مقام پر ایک غار سنا ہوا ہی اگر جھانک کر دیکھو تو اس غار مین روشنی معلوم
ہوتی ہی پاس اس غار کے لوگ ان لڑکون کو لائے دیکھا کہ اس وقت ایک لڑکے کو دو چار آدمی
غار کے لائے اور پکارے یا خداوند فلان منت ہماری پوری ہو مراد بر آئے ہمنے وعدہ کیا تھا کہ ایک حسین
لڑکا چڑھائینگے لہذا یہ نذر قبول کیجیے یہ کہکر اس لڑکے کو اندر غار کے لے گئے عمرو کو اس طفل کے
حال پر نہایت افسوس ہوا اور دل مین خیال کیا کہ بڑا ظلم ہوتا ہی یہان لیکن اس شخص نے کہ جو ساتھ عمرو کے
گیا تھا بیان کیا کہ جو کوئی غار مین گرتا ہی زمین تک نہین پہونچنے پاتا کہ خداوند اسے اپنے دست قدرت
سے روک لیتا ہی اور طرف بہشت کے پھینک دیتا ہی اسی طرح وہ جتنے لڑکے کہ ساتھ آئے تھے بعد دیگرے
سب کو ڈھکیل دیا ہر چند انھون نے شور کیا کہ ہم خداوند پاس جانے سے باز آئے لیکن کسی نے سماعت
نکی اور ان بیگناہون کو زندہ در گور کر دیا عمرو سے اس شخص نے کہا کہ تمھین بھی جو کوئی مراد مانگنا ہو وہ مانگو
کہ یہ دن پھر کہین مہینہ بھر کے بعد آئے گا عمرو نے کہا کہ میرے دل مین کوئی تمنا نہین سب چیزین پوری ہو چکی
ہین لیکن اب جو لوجہ نے کہا کہ کل کے میلے کی سیر کرنا بھی منظور ہی اس شخص نے کہا کل کے روز خاص عورتون
کا میلا ہی کوئی مرد یہان رہ نہین سکتا عمرو نے کہا مین نے مجاوری دروازہ خداوند کی اختیار کی اور دربان
کسی وقت دروازے سے علیحدہ نہین ہوسکتا اسنے کہا ایسا ہوا نہین کہ یہان کسی وقت مین کوئی دربان رکھا
جاتا ہمیشہ دروازہ اس قصر کا خود بخود بند ہو جاتا ہی اور آپ سے آپ کھل جاتا ہی جب دن اسکے کھلنے کا آتا ہی
عمرو نے کہا تم لوگون کو اسمین کیا دخل ہی اگر خداوند ممانعت کرین تو مجھے ہٹا دیتا ورنہ اس دروازے
سے مین اب نہ پلٹونگا بھلا خداوند کا دروازہ چھوڑ کر کسکے در پر جاؤن وہ شخص جو اپنے ہمراہ لایا تھا وہ تو علیحدہ
ہوا کہ یہ شخص کہنا نہین مانتا ایسا نہو قہر خداوندی مین مبتلا ہونا پڑے یا عتاب شاہی آئے کیونکہ یہ ایک
نئی بات کہنے کو کہتا ہی اور عمرو ثانی دروازہ قصر مین آکر بیٹھے وہ لوگ جو نونہال شاہ کی طرف سے
انتظام پر معین تھے انھون نے جو عمرو ثانی کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہا ای شخص تو کون ہی کیا آئین سے یہان
کے ناواقف ہی عمرو ثانی نے کہا مین مسافر ہون اور تازہ شجر پرست ہوا ہون مین دروازہ خداوند کو کبھی نہ
چھوڑونگا انھون نے سمجھایا کہ یہان کا یہ دستور نہین ہی عمرو نے نمانا ان لوگون نے دل مین کہا کہ اگر
یہ اپنے اعتقاد سے بیٹھا ہی تو کوئی مضائقہ نہین لیکن ایک مرد نے کہا کہ اطلاع اسکی خداوند سے کر دینا
ضرور ہی اگر مصلحت ہو رہنے دو اگر ممانعت ہو مار کر ہٹا دو یہ سوچ کر قریب اس نخل کے آئے کہ ذکر
جسکا ہو چکا ہی پکار کر کہا کہ یا خداوند نخل سر سبز ایک بندہ آپ کا دروازے پر آکر بیٹھا ہی اور کہتا ہی

گئین آستان خداوند کو نچھوڑونگا گیا حکم اسکی نسبت ہوتا ہی آیا بار کر اسے نکال دین یا رہنے دین تخل سے
آواز آئی کہ ہم اس بندے سے اپنے نہایت خوش ہین تم لوگ نہین جانتے ہو اگر وہ نہین جاتا تو رہنے
دو ہمنے اسے کلید بردار اپنے مکان کا قرار دیا اُن لوگون نے آکر عمرو ثانی کے ہاتھ چومے آنکھون سے
لگائے باہم ایک دوسرے سے کہتی تھی کہ یہ مقبول بندہ خداوند کا ہی جو بات کسی کے واسطے نہوئی تھی وہ
اُسکے لیے ہوئی غرضکہ وہ دن بھی تمام ہوا شب ہوگئی اب یہ رات بادشاہ کے آنے کی ہی ہر چہار طرف انتظام
ہوا عوام الناس چلے چلے گئے سواری شاہنشاہ کی دھوم ہوئی کوہ سے لیکر تا بہ شہر دو راستہ ٹٹیان گڑین
چراغان کا انتظام ہوا ہر چہار طرف فوجی آدمی مسلح و مکمل ہو کر کھڑے ہوئے ایکایک سواری مانند باد بہاری
نمودار ہوئی دیکھا عمرو ثانی نے کہ ایک بادشاہ تاج بسر و چارقب شاہنشاہی در بر تخت مرصع کار جواہر نگار
پر سوار آگے آگے دو آدمی نہایت بلند قامت انتظام سواری کرتے ہوئے جو بد ہیئتین کاندھون پر
دھرے ہوئے چلے آتے ہین صورتین دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہی عمرو نے دل مین کہا کہ یہی زور
اُس سرکش کا ڈھائین گے غرضکہ بادشاہ جو دروازہ پر آیا دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہی پوچھا یہ کون ہی لوگون
نے بیان کیا کہ اس شخص کو خداوند نے کلید بردار اس قصر کا قرار دیا بادشاہ چپ ہو رہا اور داخل قصر ہوا
وہ دونون پہلوان باہر کھڑے رہے اور وہین سے سجدہ کر کے دعا مانگنے لگے بادشاہ نے آکر دو
گلدستے کہ ایک زمرد اور ایک یاقوت کا تھا اس قصر مین چڑھا دیئے یہی معمول اسکا ہی صدہا گلدستے
قصر مین رکھے ہوئے ہین بادشاہ نے عرض کی کہ یا خداوند کیمخت شاہ بندہ آپ کا جسکو رواج دین کے
واسطے بھیجا تھا نصرانیون مین مل گیا اور اپنا مذہب بھی اُسنے تبدیل کر ڈالا اور بیٹا اُسکا بہرام بھی نصرانی
ہوگیا سُنا ہی کوئی شخص شہریار ہی اُسنے فرنگستان سے خروج کیا ہی اور ملک گیری کرتا چلا آتا ہی اندر
سے آواز آئی کہ چندے صبر کرو ہمین سب حال کیمخت شاہ کا معلوم ہی ہم تمسے بہتر جانتے ہین بادشاہ
خاموش ہو رہا اور نذر وغیرہ چڑھا کر وہان سے پلٹا اور تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا عمرو ثانی نے دل مین کہا
کہ اب معلوم ہوا کیمخت شاہ یہین سے آیا تھا اکثر گلدستون کی طرف دیکھکر منہ مین پانی بھر آتا ہی کہ لاکھون
روپیہ کا مال ہی مگر مصلحت وقت کے خلاف سمجھکر دل کو سمجھاتے ہین طبیعت کو روکتے ہین یہانتک
کہ تیسرا دن ہوا اب دیکھا تو صدہا عورتین چلی آتی ہین تھالیون مین حلوہ بنا ہوا نہایت تکلف کے ساتھ
رکھا ہی کچھ ہار کچھ پھول آ آ کر حلوہ اندر تالاب کے پھینکنا شروع کیا ہار پھول کچھ درخت پر چڑھا دیئے
کچھ تالاب مین ڈال دیئے دعائین مانگنا شروع کین کوئی کہتی ہی کہ یا خداوند مجھے بیٹا دو کوئی کہتی
تھی اس عورت کے مردوے نے سوت کو سر پر لا کر رکھا ہی روٹی نہین دیتا ہی ہمین جلاتا ہی اُسکو
خوش کرتا ہی اُسے تو غارت کر دے کوئی کہتی ہی یا خداوند اس کنیز کی چار لڑکیان ہین اگر اُنکی شادی کا
سامان ہو جائے تو ایک لڑکی مین نذر کر دون آواز آئی کہ کام تیرا ہو جائیگا اور چار لڑکیان نہایت حسین
اُسکے ہمراہ ہین جن مین ایک صورت نہایت مشابہ تھی ملکہ ماہ سیمبر سے عمرو ثانی اُسکو دیکھکر شیفتہ ہوا
دل مین سوچا کہ اگر کسی طور سے یہ ہاتھ لگتی تو کیا اچھی بات تھی اسی طرح تمام عورتین مرادین مان مان کر
چلی گئین وہ دن بھی تمام ہوا شام کے وقت ایک زن جمیلہ کو لیکر کچھ عورتین آئین اور سواری اُسکی وہان
رکھکر چلی گئین دیکھا عمرو نے کہ پہاڑ کی جانب سے کچھ مخنث بالکل برہنہ نمودار ہوئے اور ایک جانب

لیکر چلے عمرو سوچا کہ اگر یون اُنکی تعاقب مین جاتا ہون تو شاید مجکو دیکھ لین جلدی سے گلیم اوڑھ کر ہمراہ ہولیا دیکھا کہ وہ مہنت سواری اُس حسینہ کے ہمراہ لیے ہوے ایک کھو کی طرف چلے اور اسمین اُتر اُتر کر غائب ہوگئے عمرو بھی گلیم عیاری اوڑھے ہوے اندر داخل ہوا دیکھا کہ ایک باغ بنا ہوا ہی اور ایک دیو مہیب تخت پر بیٹھا ہی اُن مہنتون نے اس حسینہ کو لیجا کر اُسکے سامنے پیش کیا اور خود ایک جانب چلے گئے دیو نے اُس مہ جبین کو گلے سے لگایا مصروف اختلاط ہوا یہانتک کہ آمادہ ہوا امر خاص پر بھلا عورت کمسن دیو کی تاب کہان لاسکتی ہی پھڑک پھڑک کر مرگئی جس وقت وہ سرد ہوگئی دیو نے اُسکو کھالیا عمرو گھبرا گیا کہ بڑا ظلم اس ملک مین ہوتا ہی خیر سمجھا جائیگا اور وہان سے پلٹ کر پھر دروازہ قصر پر آکر بیٹھ رہا ایام گذاری کرنا شروع کی یہانتک کہ بعد مہینہ بھر کے پھر وہی روز آیا اُسی طرح میلا لگا نذرین چڑھنے لگین یہانتک کہ تیسرے دن وہی ضعیفہ آئی کہ جسنے لڑکیون کی شادی کی مراد مانی تھی آکر بہت خوش ہوئی سامنے نخل کے سجدہ کیا اور کہا یا خداوند تو نے اپنا وعدہ پورا کیا اب مین اپنا وعدہ پورا کرنے آئی ہون انمین سے جو دختر پسند خاطر ہو اُسے حاضر کرون اندر سے درخت کے آواز آئی کہ سمن اندام کو ہماری خدمت مین روانہ کرو اُسنے جلدی سے تین لڑکیون کو علیحدہ کرکے سمن اندام کو آراستہ کرنا شروع کیا عمرو نے دیکھا یہ وہی ہی جو مشابہ ہی صورت مین ملکہ ماہ سیمبر سے دل مین کہا یہ تو بڑا غضب ہوا چاہتا ہی وہ دیو ملعون اسے بھی کھاے گا اب عمرو نے فکر کی کہ کیا کرنا چاہیے یہانتک کہ جب شام ہوئی سب عورتین چلی چلی گئین فقط سمن اندام رہگئی عمرو نے جلدی سے صورت اپنی سمن اندام کی بنائی اور اُسے بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا آپ اُسکی جگہ پر بیٹھ رہا اتنے مین وہی مہنت پیدا ہوے اور آکر سمن اندام نقلی کو لے چلے سامنے دیو کے لائے اور علیحدہ ہوگئے جس وقت تخلیہ ہوا دیو حسب معمول وہی اختلاط کرنے لگا سمن اندام نے کہا یا خداوند مین ایک تحفہ اپنی طرف سے آپ کے واسطے لیتی آئی ہون دیو نے کہا کیا سمن اندام نقلی نے ایک تشتری جیب سے نکالی اُسمین حلوہ رکھا ہوا تھا کہا یہ مین نے اپنے ہاتھ سے پکایا تھا اس نیت سے کہ اگر خداوند تک پہونچون گی تو یہ نذر مین پیش کرون گی عجب عجب تاثیرین یہ حلوہ رکھتا ہی دیو نے لقمہ چرب سمجھکر کھالیا بس حلوے کا کھانا تھا کہ دیو لگا ناچنے اور کہا کیا چیز تو نے خداوند کو اپنے کھلائی ہی کہ آج تک مین نے نہ کھائی تھی بعد اُسکے پھر اختلاط کرنے لگا سمن اندام سامنے سے بھاگی دیو پیچھے دوڑا بس اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور دیو چرخ کھاکر زمین پر گرا بس اسکا گرنا تھا کہ عمرو نے پلٹے پلٹے جال الیاسی مارا اور دیو کو داخل زنبیل کرلیا اور جلدی سے معجز طلب طلب کیا کہ صورت و قد و قامت میری اُسی دیو کے مانند ہوجاے اُسی وقت عمرو کی وہی ہئیت ہوگئی اتنے مین وہ مہنت جو خدمت مین دیو کی رہتے تھے پلٹ کر حاضر ہوے سمجھ گئے کہ اُس نازنین کو کھالیا ہوگا دیو نے کہا ہمارا ارادہ ہی کہ اب آسمان پر چلے جائین لہذا جو کچھ آجتک نذر خداوند ہوا وہ حاضر کرو کہ سب خزانہ قدرت مین داخل کردیا جاے وہ مہنت گئے اور ڈھو ڈھو کر لانا شروع کیا سوا روپیہ اشرفی جواہر کے اور کیا تھا تین روز تک مال ڈھویا گیا عمرو نے اُٹھا اُٹھا کر داخل زنبیل کرنا شروع کیا یہانتک کہ کل مال داخل زنبیل کرلیا اُسکے بعد وہ طفلان حسین جو واسطے نذر کے لوگ لایا کرتے تھے ایک مکان مین بند کردیے جاتے تھے دو طفل روز حاضر کیے جاتے تھے اُنکے ساتھ بھی

بھی وہ دیو فعل ناجائز کرکے مار ڈالتا تھا بعد اُسکے کھا لیتا تھا حسب معمول منتون نے سامنے عمرو ثانی
کے بھی وہ طفل حاضر کیے عمرو نے وقت تخلیہ اُنکو نذر زنبیل کر لیا وہ منت یہ سمجھے کہ کھا لیا ہوگا یہانتک
بعد ایک ماہ کے پھر وہ روز آیا کہ جس دن خلقت جمع ہوتی تھی اور نذرین گذرتی تھین آج جتنی نذرین
گذرتی ہین غائب ہوتی چلی جاتی ہین یہانتک کہ جب وقت بادشاہ کی آمد کا ہوا اور نونہال شاہ حاضر
ہوا اندر سے درخت کے آواز آئی کہ اے نونہال شاہ تمھین لازم ہے اندر پندرہ یوم کے لشکر درست
کر رکھو کیونکہ اب ہم طرف آسمان کے جاتے ہین آج کے پندرھوین روز نائب ہمارا بیابان جنوب
کی طرف نمودار ہوگا تمھین لازم ہے کہ اُسکی اطاعت کرنا اور جو کچھ وہ کہے اُسپر عمل کرنا اور عبادت بھی
تمہر سے ہمنے اُس وقت تک کے واسطے معاف کی کہ جبتک تمام عالم مین دین ہمارا نہ پھیلا لوگے اول
سب سے پہلے خدا پرستون کا استیصال کرنا نونہال شاہ نے کہا بہت خوب اور اسی وقت وہان سے
پلٹ کر جو شہر مین آیا آراستگی لشکر کا حکم دیدیا تمام شہر مین ایک غل ہوا کہ آج کے پندرھوین روز
نائب خداوند کی زیارت ہوگی یہان تو یہ ہنگامہ برپا ہے تیاری ہو رہی ہے اور انتظار وقت ہے لیکن عمرو
نے گلیم اوڑھ لی اور نظرون سے غائب ہوگئے وہ منت شور مچانے لگے کہ ہائے خداوند وائے
خداوند کون سی ایسی خطا ہمسے ہوئی کہ جسکی وجہ سے ہمپر یہ عتاب ہوا لیکن عمرو نے باہر نکلکر قصر
مین جتنے گلدستے جواہر نگار رکھے تھے جال الیاسی مارکر سبکو نذر زنبیل کیا اور آپ طرف بیابان جنوب
کے روانہ ہوئے لیکن جس وقت وہ دن آیا کہ جسکا پتا شجر پرستون کو خداوند نے دیا تھا اور کہا کہ نائب
ہمارا آئیگا تمام خلقت مع بادشاہ و لشکر کے طرف بیابان جنوب برائے استقبال روانہ ہوئی پہر دن
چڑھتے چڑھتے تمام صحرا مملو ہوگیا اب سبکو انتظار ہے کہ دیکھین نائب خداوند کیونکر تشریف لاتے ہین اور
صورت اُنکی کیسی ہے کہ یکایک جانب ہوا سے ایک حباب سفید اُڑتا ہوا نظر آیا سبکی آنکھین اُسی طرف
لگی ہوئی تھین کہ یکایک وہ حباب بالائے آسمان سے جانب زمین اُترنے لگا اب جو خیال کرکے دیکھا
تو ایک تخت ہے کہ اُسپر ایک مرد پیر بار ریش دراز و سفید بیٹھا ہوا ہے اوپر شامیانہ سفید کھنچا ہوا ہے آگے چند
درختان کوتاہ رکھے ہوئے ہین کوئی درخت نارنگی کا ہے مگر پھل شریفے کے لگے ہوئے ہین کوئی نخل
انار کا ہے اُسمین سیب لگے ہین کوئی شجر سیب کا ہے لیکن انگور پھلے ہوئے ہین سب دیکھکر نہایت
متعجب ہوئے ایک آدمی نے سجدے کو جھکنے کا ارادہ کیا لیکن نائب خداوند نخل پیر سبد نے نعرہ کیا کہ خبردار
سجدہ کرنے کا قصد نہ کرنا یہ خاص واسطے خداوند کے ہے اور مین نائب خداوند ہون ہان نذرین گذرانو
اُسے مین قبول کرونگا اول نذر بادشاہ کی گذری بہت سے جواہر کے بنے ہوئے گلدستے اور طرہ نائب
صاحب نے لیکر زیر بغل لیجا کر آواز دی کہ اے فرشتگان مقرب یہ نذر بادشاہ کی ہے لیجاؤ اور خداوند کی خدمت
مین پہونچا دو وہ گلدستے زیر بغل جاتے تو معلوم ہوئے پھر پتا نہ لگا کہ کیا ہوئے بعد اُسکے اور اُمراو
رؤسا کی نذرین حسب حیثیت گذرنے لگین نائب صاحب نذرین لے لیکر غائب کرتے جاتے ہین
بعد اُسکے عام نذرین گذرنے لگین یہانتک کہ نائب صاحب نے پیسا اور کوڑیان تک نہ چھوڑین جسوقت نذرین گذر چکین
نائب صاحب نے وعظ بیان کرنا شروع کی کہ بندگان خداوند نخل پیر سبد آگاہ ہو کہ یہ ادنی قدرت خداوند کی ہے کہ دیکھو نارنگی کے درخت مین
شریفہ انار کے درخت مین سیب سیب کے درخت مین انگور لگے ہوئے ہین سب کہنے لگے کہ آمنا و صدقنا ہمین یقین ہے

خداوندگی قدرت اس سے بھی بڑھکر ہے اگر خداوند چاہے تو ببول کے درخت مین انناس پیدا ہو بعد اسکے
نائب صاحب نے کہا کہ جانتے ہو مجھے خداوند نے کس واسطے بھیجا ہے سب نے کہا بغیر ارشاد کیے
ہوے کیونکر جانسکتے ہین الا اتنا ضرور سمجھ سکتے ہین کہ ایک یہ بھی خوش نصیبی ہماری ہے جو حضور نے اپنے
قدوم میمنت لزوم سے ہمکو ممتاز و سرفراز فرمایا نائب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حکم خداوند ہے کہ اے بندگان
خوش اعتقاد تم خروج کرو اور دین ہمارا تمام عالم مین رائج کرو اور سب سے اول خدا پرستون کا مستاصل
کرو کہ انھون نے بہت سر اٹھایا ہے اور مجھکو بھیجا ہے کہ تم برائے برکت ساتھ رہو اور نونہال شاہ
کو مژدہ پیغمبری دیا ہے یہ کہکر ایک پھول نقشی نکالکر تاج مین نونہال شاہ کے آویزان کر دیا نونہال
شاہ نہایت خوش ہوا اسکے بعد وہ درخت جو سامنے رکھے ہوے تھے انمین سے ایک پھل توڑکر
نونہال شاہ کو دیا اور کہا اگر اسے کھاوگے تو قیامت تک تمھارے شجر حیات پر خزان نہ آئیگی ہمیشہ
پھولے پھلے رہوگے اور ایک پھل عوق بن برج کو اور ایک پھل عنق بن برج کو دیا اور کہا کہ چلکر
حمزہ سے لڑو اور اس پھل کو کھالو کہ کشت تمنا تمھاری سرسبز ہو اور باغ دفیروزی پھر نونہال شاہ
نے اور عوق بن برج و عنق بن برج نے وہ پھل کھا لیے اور اطمینان ہوا کہ اب ہم کبھی نہ مرینگے
لیکن نونہال شاہ نے نائب صاحب سے کہا کہ کونسا روز کوچ کا معین کیا جاے نائب خداوند
نے کہا کہ اول سامان میری سواری کا کرو یہ سواری جسپر مین بیٹھا ہون یہ خداوند کی جانب سے یہانتک
آنے کو ملی تھی اب یہ سواری تو چلی جائیگی لیکن اور سواری تیار کی جاے اس طور سے کہ ایک تخت
جواہر نگار بنے اور ایک تاج اس انداز کا کہ ہر گوشے پر اسکے ایک ایک گلدستہ قائم کیا جاے
وہ بھی جواہر کا ہو بیچ مین بجاے کلغی ایک درخت زمردی بصورت سرو بناکر لگایا جاے وقت خروج
وہ تاج ہم اپنے سر پر رکھینگے اور اس تخت پر بیٹھینگے حسب الحکم تیاری ہونے لگی ایک
پندرہ روز مین تخت و تاج بنکر تیار ہوا اور وہ تخت و تاج جو سر پر تھا اور وہ تخت جسپر نائب صاحب
تشریف فرما تھے نظرون سے زیر بغل جاکر غائب ہوگیا اعتقاد شجر پرستون کے جو گنے ہوتے چلے جاتے
ہین کہانتک بیان کیا جاے کہ آخر کار نائب صاحب نے نام اپنا بہاران چمن قبا مشہور کیا اور ایک
قبا ساحرہ نکالکر پہنا کہ جسمین بڑے بڑے گلبوٹے زردوزی بنے ہوے تھے اور وہ تاج جو فرمایش کرکے
تیار کرایا تھا سر پر رکھا اور اس تخت پر جلوہ افروز ہوے اور نونہال شاہ کو ساتھ لیکر مع لشکر و سرداران
نامی و گرامی کہ جنکے نام وقت پر بیان کیے جاینگے ہمراہ لیا اور طرف بیابان متلاش کے براے رزم و پیکار
روانہ ہوتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

لیکن اب چند کلمے داستان حیرت بیان حالتین زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحب گرز سام
بن نریمان مہتر ان عالیشان کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد جانے عمرو ثانی کے امیر نے رضوان بن عمرو کو خلعت سرداری دیکر کرسی ہفت ہزار پر بٹھایا
اور فرمایا کہ تمکو چالاک کی بمکلالی کا حال معلوم ہوگا کہ جسوقت پدر نامدار سے اور تمھارے دادا سے
بگڑی تھی تو سب عیار عمرو کی طرف ہوگئے تھے سوا چالاک کے کہ ایک ہی صاحبقران کا شریک رہا
رسیمی ہے تمسے خالی تمکو بھی چاہیے رضوان نے عرض کی کہ انشاءاللہ دیکھ لیجیے گا وہان شہریار نامدار

نے مالک پرسیبا ہے فرنگی سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ جلد میرے اور امیر ثانی سے فیصلہ ہو جائے
تو بہتر ہے کیونکہ اب فراق ملکہ حاجرہ بانو کا مجھ پر شاق ہے دوسرے یہ کہ ملکہ مہر ناز پرور کو نقابدار گوہر پوش
لیگیا ہے اور وہ خدا پرست ہے ایسا نہو وہ اسکو خدا پرستوں کے سپرد کر دے اگر میں نے امیر کو زیر کر لیا
اور وہ میرے مطیع ہوے دین عیسوی اختیار کیا تو بفضل اللہ اس سے کیا بہتر ہے آپکے ساتھ سب یہی
دین اختیار کرینگے پھر ہمیں بھی شہنشاہ گوہر کا اوسکے ساتھ ملکہ کا عقد کر دینے میں کوئی عذر نہو گا اور امیر
کو ملکہ حاجرہ کا عقد ہمارے ساتھ کرنے میں تکلف نہو گا اور اگر میں زیر ہوا جب بھی یہی انجام ہے مرسیبا ہے
فرنگی نے کہا پھر تمھیں اختیار ہے کیوں عرصہ کرتے ہو شہریار نے ایک نامہ امیر کے نام لکھا مضمون
اسکا یہ تھا کہ میں چاہتا ہوں میرے آپکے اب جلد فیصلہ ہو جائے اور وہ نامہ بہرام تیغزن کو دیا بہرام
نامہ لیکر روانہ ہوا یہاں امیر ثانی ذنگل نادعنبر پر فروکش ہیں بادشاہ اسلام کا تخت پر جلوس ہے سرداران
دست راست و چپ اپنے اپنے ذنگل پر بیٹھے ہیں تمام دربار مملو ہے ذکر افلاک روئین تن کا ہو رہا ہے
کہ شہریار نے تو کام اسکا تمام کر دیا ہوتا لیکن ابھی قضا اسکی نہ تھی جو بچ گیا لیکن جیسے چال نہ معلوم ہوا
کہ وہ ملعون کہاں گیا کہ یکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ بہرام تیغزن فرستادہ شہریار صف شکن حاضر ہے امیدوار
باریابی کھڑا ہے امیر نے فرمایا بلاؤ اور ایک ذنگل بہرام کے واسطے بچھوا دیا بہرام نے آکر مجرا گاہ پر سے
مجرا کیا بیٹھنے کو ارشاد ہوا بہرام سلام کر کے ذنگل پر بیٹھ گیا ساقی نے دو چار جام دیئے جب دماغ بہرام
بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا منم نامہ دار امیر نے نامہ بہرام کے ہاتھ سے لیا اور مضمون نامہ پڑھکر
پشت پر اپنے ہاتھ سے جواب جنگ تحریر فرما دیا اور ارشاد کیا کہ میں بھی مقابلہ شہریار کا نہایت مشتاق
ہوں اور بہرام کو خلعت دیکر رخصت فرمایا بہرام خدمت شہریار میں آیا اور نامہ مع جواب پیش کیا شہریار
نے آراستگی لشکر کا حکم دیا اسی وقت تیاری ہونے لگی وردیاں بٹنی سی جانے لگی تحفے سرداروں کے
بدے گئے قواعد ہونے لگی آٹھ روز تیاری رہی جب آٹھواں دن گذر گیا وقت پہنچا کہ مرغ زرین
بال پرواز کناں جانب آشیانہ مغرب روانہ ہوا اور شب زندہ دار آسمانی یعنی ماہ تاباں سجادہ کہکشاں بچھا کر
مشغول عبادت رب بے نیاز ہوا جماعت انجم پیچھے صف بستہ ہوئی یہاں لشکر اسلام میں مغرب کی اذان
ہوئی جابجا نمازیں ہونے لگیں غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار مصروف عبادت پروردگار ہوے
جس وقت بعد نماز اور وظائف سے فراغت ہوئی بارگاہ سلیمانی تخت شاہی پر بادشاہ اسلام کا جلوس ہوا
امیر ذنگل نادعنبر پر فروکش ہوے سردار آ آکر جمع ہونے لگے کہ یکایک ہرکاروں نے آکر دعائے ثنائے
شاہی بجا لاکر عرض کی کہ لشکر شہریار میں طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی
و تائید یزدانی بجے طبل جنگی اسیوقت نکلے عمر رضوان بن عمر نقارخانہ سلیمانی میں آیا اور نقارہ پر چوب
لگائی قلاب حبشی اور کباب حبشی نے نذر دی اور شہنائیوں کے سر بلا بلا کر وقت کے موافق چیزیں بجانا
شروع کیں نقارخانہ سلیمانی نوازش میں آیا ادھر اور لشکروں میں مثل لشکر ایرج و نور الدہر تیغ الملک
و قمر وغیرہ سکے یہاں طبل جنگ بدرنگ بجنے لگا تمام سرداران نامی و گرامی کو اشتیاق ہے شہریار
کے مقابلے کا ہر ایک یہ قصد کر رہا ہے کہ کل ہم مقابلہ کرینگے لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی بادشاہ
اسلام نے بھی دربار برخاست کیا امیر بھی اپنی بارگاہ میں تشریف لے گئے یہاں تک کہ

بجتے بجتے زمانہ شب کا ہر طرف ہونے لگا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی ناگاہ فراش سپہر خبر آمد مہر سے شگر
دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور لیکر فلک نیلو فری پر پہونچا اور سپیدہ سحری بصد جلوہ گری قبہ چرخ اخضری
سے چمکا کہ یکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اشک شبنم سے بصد آب و تاب مانند ہند
نقاب کے بیحجاب ہو کر دور کیا دیکھا کہ تاج زرین بر سر و چار قب شاہنشاہی در بر اس کر و فر سے در مشرق آسمان
سے ظہور کیا تمام عالم ایجاد کو نور سے معمور کیا مگر ماہ تابان آمد مہر درخشان سے بشکل حیران بے سر و سامان
روان دوان ہو کر دامن کہکشان مین پنہان ہوا ادھر کو حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان عبادت
معہود بہر طاعت رب ودود اٹھے بعد رفع اجابت مشتاق عبادت وضو بصد آرزو کر کے مسجد کرپاس مین قدم دھر
کے نماز بصد نیاز پڑھنے لگے بعد از الفراغ زلیفہ سحری محو وظائف تھے کہ آمد سرداران ذیشان کی شروع
ہو گئی لندھور مالک فرامز جمہور بدیع الملک نور الدہر ایرج بدیع الزمان کیخسرو ذیشان وارا ب
کشور کشا قہور دیو پرور سب حاضر ہوئے جس وقت مجمع سردارون کا ہو گیا او جبر ور و ہمینت آمود بادشاہ
اسلام ہوئی امیر مع سرداران باتوقیر خدمت سلطانی مین حاضر ہوئے اول صاحبقران کا سلام ہوا بادشاہ
نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ دل مین جگہ ہی بعد امیر کے اور سردارون کے سلام ہونے بادشاہ جم جاہ آنکھ
کے اشارے سے سب کے سلام لیتے ہوئے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوئے وسط مین تخت
شاہی قائم ہوا صف بندیان ہونے لگین اُدھر آمد لشکر شہریار کی ہوئی پر سپاہ فرنگی بر طنے جاہ وحشم
سے تخت پر سوار آج وردیان تمام لشکر کی نئی ہین تمغے افسرون کے طلائی پھر سے بنے ہین گھوڑون کے
ساز کی جدا تیاری ہی بہرام تیغزن لشکر کا انتظام کرتا ہوا افسری لشکر کا اسے عہدہ ملا ہی سب سردار لشکر کی درستی مین
مصروف ہین ایک جانب شمائل خان بن خدائل خان ایک سمت کرتوس بن قرلوس ایک جانب
قیلوس بلند بالا قیماس بلند آواز ایک طرف شہزادے شیر خشم ایک سمت ہامان میمون حشم ایک طرف
فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ اپنے اپنے دیوانون کا لشکر لیے ہوئے عجب آن بان سے کھڑے ہین کوئی
سر برہنہ ہی کسی کا گریبان چاک ہی ناخن بڑھے ہوئے کوئی آپ سے آپ ہنس رہا ہی کوئی اپنے سایہ سے
لڑ رہا ہی کہ تو میرے ساتھ کہان چلا آتا ہی یہ میدان جنگ ہی ایسا نہو مارا جاے کوئی آپ سے آپ منہ بنا
رہا ہی دوسرون کو ہنسا رہا ہی زنجیرون کی کھڑکھڑاہٹ سے تمام صحرا گونج رہا ہی لیکن قہرمان و فیروزہ ہر وقت
جو صحبت شہریار مین رہتے ہین اسی وجہ سے انمین کسی قدر انسانیت آگئی ہی اپنے ساتھ والون کو
ڈانٹے جاتے ہین منع کرتے جاتے ہین کبھی افسر کے خوف سے چپ ہو رہتے ہین ادھر آنکھ بچی
پھر ایک نے دوسرے کا سر جھڑ جھڑا دیا آستینے ہاتھ سے جو رخ بتا کر دکھا دی ان دیوانون کے لشکر کی
طرف جسکی نظر پڑ جاتی ہی مارے ہنسی کے لوٹ جاتا ہی غرضکہ آن واحد مین ہر طرف صف بندیان لشکر
کی ہو گئین اور صفین مانند تار مسطر کے راست و درست ہو گئین لیکن لاجور شاہ ملعون نے جو سنا
ہی کہ امیر اور شہریار سے مقابلہ ہو گا برائے تماشا یہ بھی آیا ہی ایک جانب لشکر اسکا بھی قائم ہی فیطول
اسکا بالا سے ہوا اڑتا ہوا آیا ہی لیکن بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقبا سے بلند آواز بصد
سوز و گداز سانٹہ ملا ملا کر باریک سرون مین اشعار عبرت آمیز شجاعت انگیز پڑھنے لگے اشعار

یارو ملے فانی ہو رہنے کی جا نہیں ہی	جز درد و رنج و کلفت کچھ بھی ملا نہیں ہی	تربت پہ جا کے دیکھو بہرام و سام کے گھر

جز نام ہڈیوں کا مطلق پتا نہیں ہے | بے جا ہے نیک نامی بدنام چاہے ہوجائے | وہ کونسا بشر ہے جسکی قضا نہیں ہے

کچھ اس نہج میں نقیبوں نے نقابت کی کہ دلاوروں کی رگوں میں خون جوش مارنے لگا تلواریں نیاموں
سے اگلنے لگیں تیوریاں بدلنے لگیں لڑنے جوش شجاعت میں صفوں سے آگے بڑھ آئے افسران
نے روکا کہ ناگاہ لشکر فرنگستان سے کل علم جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار نے بیدوا باگ کا
لیا مرکب کو چمکا کر سامنے تخت ملک پرسیبا سے فرنگی کے آیا گھوڑے سے اترا اجازت حرب چاہی
پرسیبا سے فرنگی نے کہا ای فرزند جا تجھکو امان پروردگار دیکھا نت مسیح عالی وقار ہیں دیا شہریار بار دیگر گھوڑے
پر سوار ہوکر میدان میں آیا پہلے تو بسلسلہ شوری کے نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت پسینے میں
غرق ہوگیا ٹھہر کر ایک مقام پر دم کو آراستہ کرکے نعرہ کیا کہ باش ای گروہ خدا پرستان جسکا جی چاہے آکے
میرے مقابلہ کو یہ سننا تھا کہ جانب دست راست سے علم جلوہ گری پہ آئے اور تورج یزدان پرست
نے مرکب اپنا پرے سے نکالا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اتر کر گھوڑے سے اجازت حرب
چاہی فرمایا سپرد پروردگار کیا تورج بار دیگر مرکب پر بیٹھ کر میدان میں آئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی ڈھائی سو طعن کی نوبت آئی کام نہ نکلا آخرکار سنانیں نیزوں کی بیکار ہوگئیں چھریرے چھٹ
پڑنے لگی نیزوں کے بند بند جدا ہوگئے نیزوں کو بیکار سمجھ کر ہاتھ سے پھینک دیا اور جھپٹ کر شہریار
نے گرز اپنا ارابی پر سے اٹھایا اور نعرہ کیا کہ ای تورج خبردار رہنا یہ طمانچہ اجل کا ہے اس سے بچنا دشوار ہے
یہ کہکر سر پر چرخ دیکر جو مارا تورج نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا کمر مرکب تورج کی ٹوٹی شہریار نے نعرہ کیا کہ زدم دلپست کردم عیار تورج کا
جھپٹ کر آیا گرد کو پانی کے چھینٹے دیکر بٹھایا دیکھا کہ تورج بیہوش کھڑا ہے اور سر سے پیروں ہو کے پسینہ جاری
ہے عیار نے آواز دی کہ ای شہریار یہ میدان جنگ ہے خوابگاہ نہیں ہے آنکھ کھولکر دیکھیے کہ حریف لاف زنی
کر رہا ہے تورج نے آنکھ کھولی چاہا مرکب کو زمین سے نکالے دیکھا کہ گھوڑا مرگیا ہو چکا ہے تورج نے
زین کو خالی کیا اور تلوار کھینچکر جھپٹا کہ مرکب شہریار کو پی کرے شہریار بھی مرکب سے کود پڑا الغرض
تلوار پھینک دی اور شہریار سے لپٹ پڑا شہریار نے بھی گریبان میں ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی افسران
فوج قریب آگئے تماشائے جنگ دیکھنے لگے لیکن یہاں جھگڑا کا کشتی کا بندھا ہوا ہے پیچ ہو رہے ہیں یہانتک
کہ دن تمام ہوگیا رات ہوئی دونوں جانب سے روشنی آئی اور ایک کاسہ دودھ کا آیا دونوں جوانوں
نے پیا اور پھر زور ہونے لگے پہر پہر میں پسینے کے راستے بہا دیا یہانتک کہ پھر صبح ہوگئی اور دونوں
علیحدہ نہوے کوئی دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ قضائے کار اتفاقات روزگار پاؤں تورج کا موش خانہ
میں جا رہا شہریار اسے پا کر کے لیے جاتا تھا لنگر نہ قائم رہ سکا گھٹنے کا جوڑ اکھڑ گیا رنگ تورج کا متغیر
ہوگیا بلکہ صدمے سے بیہوش ہوگیا یہ رنگ دیکھکر شہریار نے تورج کو چھوڑ دیا اور کہا لیجاؤ اسے اہل
اسلام اٹھا کر لائے تورج کو دیکھا کہ گھٹنے کا جوڑ اکھڑ گیا ہے شہریار میدان سے پلٹ کر اپنی فوج
میں آیا طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ادھر امیر باتوقیر تورج کو لیے ہوئے میدان سے
پھرے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے تورج کا تو علاج ہونے لگا اور شہریار نامدار جو میدان جنگ
سے پھرا ایک روز استراحت کی دوسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی

یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو پھر دونون لشکر صف آراے
میدان قتال ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال شہریار نامدار نے باگ مرکب تیز پا کی لی اور
میدان مین آکر نعرہ زن ہوا کہ جو اپنے کو زبردست جانتا ہو وہ نکلے یہ سخن سننا تھا کہ داراب کشورکشا
نے اپنے توسن کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آئے بادب ہو کر اجازت حرب چاہی فرمایا
جاؤ امان پروردگار مین دیا داراب بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آئے بعد از نگاورزنی نوبت
نیزہ بازی کی پہونچی تا دیر نیزہ بازی رہی لیکن مطلب نہ حاصل ہوا سنانین بنانین نیزون کی بیکار ہو گئین
خالی چھڑون کو ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوارین کھینچ لین یہ رنگ دیکھ کر امیر کشورگیر دست
بدعا ہوئے کہ پروردگار بچانا داراب کو شہریار کے ہاتھ سے اور شہریار کو داراب کے وار سے
کیونکہ دونون زبردست ہین اگر شہریار مسلمان ہو گیا بہت بڑا زور دین اسلام کو ہو جائیگا ایک جماعت
کثیر اسلام لائیگی لیکن وہان دونون مین تلوار چل رہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو بجلیان کوندرہی ہین قضائے
کار مرکب داراب نے سکندری کھائی اور تلوار شہریار کی سر پر آ پہونچی سنبھلنا دشوار ہو گیا تیغہ جو
سر پر پڑتا ہی تا دو ابرو اتر گیا داراب نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے
باہر آئی داراب نے زخم سر باندھنے کا قصد کیا شہریار نے کہا مین زخمی سے نہین لڑتا آپ تشریف
لیجائیے جب علاج اپنا کر لیجے گا تو مجھسے پھر مقابلہ کیجئے گا زخمی ہونا بہادر کے واسطے عیب نہین
ہے ادھر بدیع الزمان وغیرہ پہونچ گئے اور داراب کو میدان جنگ سے پھیر لائے شہریار نے
پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ عین الزمان پسر بدیع الزمان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور میدان
مین آئے نیزہ بازی ہوئی شہریار نے نیزہ ہاتھ سے عین الزمان کے نکال دیا بس جہان آنکھون
مین تیرہ و تار ہو گیا جھپٹ کر گرز اپنا اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر مارا شہریار نے گرز عین الزمان کا سپر
پر روکا اور دوسرا ہاتھ کلائی پر اس ارادے سے ڈالا کہ مروڑ کر ہاتھ گرز چھین لون مگر ممکن نہوا زور ہونے
لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون دلیر مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی
کوئی دو پہر کا عرصہ گذرا ہوگا کہ شہریار نے لنگر عین الزمان کا توڑا اور باندھ کر لیگیا بدیع الزمان کو
نہایت صدمہ ہوا غرضکہ پھر طبل جنگ بجا اور صبح کو صف آرائی ہوئی آج نورالزمان نے قصد کیا
بدیع الزمان نے ہرچند منع کیا لیکن نہ مانا آخرکار مثل عین الزمان کے یہ بھی اسیر ہوئے پھر طبل
بجا آج مسیحا بن قاسم نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت
چاہی فرمایا تمھین نکلنے کی کیا ضرورت تھی دیکھتے ہو کہ شہریار نے عین الزمان اور نورالزمان
کا کیا حال کیا عرض کی جو تقدیر مین ہوگا وہ ضرور ہوگا اور اب تو مین نکل چکا اگر مقابلہ نکرونگا تو اور بھی
ذلت کی بات ہے بادشاہ نے مجبور ہو کر فرمایا خیر جاؤ سپرد بپروردگار کیا بس مسیحا بن قاسم مرکب کو چمکا کر سامنے
شہریار کے آئے اور نعرہ کیا کہ لا حرب بہادری کے شہریار نے کہا خدا کی شان یہ بھی پیشدستی
کرسکتے ہین آواز دی کہ تم نہین جانتے مجھکو کہ مین کون ہون مین صاحبقران اعظم مسیحا بن قاسم ہون اور کہا جو
آتا ہے وہ صاحبقرانی ہی کا دعوے کرتا ہوا آتا ہے شہریار نے کہا پھر مجھے شکست ہے آئین دیکھا تمنے
کہ مین نے سرداران امیر کا کیا حال کیا تمکو بھی اسی طرح باندھ لیجاؤنگا بس مسیحا بن قاسم نے کہا کہ پھر کیون

نہین وار کرتا شہریار نے پھر کہا کہ مین پیشدستی نکرونگا کیونکہ مین صاحبقران ہون الحاصل بعد گفتگوے بسیار
نیزہ بازی شروع ہوئی یہانتک کہ شہریار نے نیزہ ہاتھ سے لیس بن قاسم کے ہوائی کیا لیس نیزے کا ہاتھ سے
نکلنا تھا کہ دنیا آنکھون مین تیرہ و تار ہو گئی نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہو گیا کھینچکر تلوار نعرہ کیا کہ خبر نیزہ بازی
خلال بازی گرز بازی جمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر ملا کر
مرکب سے مرکب کو وار تیغ آبدار کا کیا شہریار نے آتی تلوار جیسال مین کر کے جھٹکی دی کہ تلوار اچٹ پڑی
جیب سے نبرد دست پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے انجام کار شہریار نے لیس کو بھی اسیر کیا بعد اسکے
قیس بن قاسم نے مقابلہ کیا وہ بھی اسیر پنجہ تقدیر ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے
اپنے فرودگاہ پر آئے لیکن ایرج کو اپنے دونون بھائیون کی گرفتاری کا نہایت صدمہ ہوا ناچار داخل
بارگاہ ہوئے یہ دل مین تصور کیا کہ کل مین خود نکلکر مقابلہ کرون لیکن وہان شہریار نے اپنی بارگاہ
مین پہونچکر پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہن کر مسند عزت پر جلوہ گر ہوا ناچ دیکھنے لگا جام شراب
ناب کو گردش ہوئی جس وقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی نوازش
مین آیا خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی آج حکم بادشاہ اسلام کا اہل
لشکر کو ہوا ہی کہ کل کے روز جو کوئی براے مقابلہ شہریار نکلے ذرا خوب سمجھ بوجھ کر نکلے کہ وہ رستم وقت
ہی الحاصل طبل بجتے بجتے زمانہ شبکا بر طرف ہوا اور زمانہ شب سے صبح برآمد ہوئی نمازیان دیندار
و مجاہدان ابرار نمازون سے فراغت کر کرکے آلات حرب و ضرب کو پھر درست و چست کر کے عازم
میدان قتال ہوے ادھر کفاران بدکردار یعنی لشکر لاجوردشاہ کے لوگ میدان جنگاہ مین پہونچے
ایک طرف سے سپاہ شہریار فیجاہ نمودار ہوئی بس وقت نقیب نسب دیکر نکل گئے شہریار میدان
مین آیا مبارز طلب کیا آج لشکر اسلام مین سپاہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے علم جلوہ گری پر آئے شہنشاہ
نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب چاہی فرمایا کہ امان الہی و ضمانت
رسالت پناہی مین دیا شہنشاہ نے تسلیم کی بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین تشریف لا ئے بعد تگاور
زنی نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب حل نہوا نیزون کی سنانین نہایت بیکار ہوگئین ڈانڈین ہاتھون سے
ٹیک ٹیک دین شہریار دلاور نے گرز اپنا آرایہ پر سے لیا اور سر پر چرخ دیکر مارا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے اپنا گرز بلند کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہی یہ معلوم ہوتا ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا شعلہ فلک کو نکل
گیا ٹراقے کی صدا مانند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا شہریار نے نعرہ کیا کہ رزم پیشہ کردم عیار شہنشاہ
جھپٹ کر آیا گردگرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا تو شہنشاہ کے ہر بن مو سے پسینہ
جاری ہی لیکن ہاتھ دونون مانند ستون فولادی کے قائم ہین عیار نے سر جھنٹا پانی کا دیا اور آواز دی
کہ ہوشیار ہو جیسے حریف لاف وگزاف کر رہا ہی شہنشاہ نے آنکھ کھولی چاہا مرکب کو زمین سے نکالین
دیکھا تو مرکب گلی ہو چکا ہی کود کر گھوڑے سے تلوار کھینچکر جھپٹے شہریار نے دیکھا کہ شہنشاہ مرکب کو چھوڑ کیا
چاہتے ہین کود کر گھوڑے سے جھپٹا شہنشاہ نے تلوار ہاتھ سے رکھ دی اور گریبان مین ہاتھ ڈال
دیا کشتی ہونے لگی افسران لشکر مرکبون کو بڑھا بڑھا کر قریب آ گئے جابجا دنگل کر سیان بچھ گئے
لوگ تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے مگر یہ دونون مصروف تلاش کے کتے جھڑا کا کشتی کا بندھا ہوا تھا آدھ

زور کشمکش کے ہو رہے تھے یہانتک کہ شام ہوگئی دونون جانب سے روشنی آگئی اور ایک ایک کاسہ
شیر کا دونون نے پیا پھر زور ہونے لگے دم بھرین دودھ پسینہ ہو کر نکل گیا دیکھنے والون کی جانین لڑی ہوئی ہین
کہ دو شیر اس طرح لڑ رہے ہین دیکھیے کسکی فتح ہو کسکی شکست کون غالب آئے کون مغلوب ہو لیکن
تمام رات کشتی رہی مطلب حل نہوا تھا تنک کہ صبح ہوئی پھر ایک ایک کاسہ شیر کا دونون جانب سے آیا دونون
نے پیا اور پھر دست تلاش ہوئے کہانتک بیان کیا جائے کہ چار شبانہ روز کشتی رہی قضاے کار اتفاقات
روزگار پانچوین دن دونون بازو شہریار نے شہنشاہ کے پکڑ کے سر سینہ سے ملا کر زور کیا اور لپیا
کرکے لیٹا تھا شہنشاہ نے ہرچند لنگر قائم کیا لیکن قائم نہ رہ سکے اور پاؤن موش خانہ مین جا رہا کولہ اتر
گیا تھوڑے پر زردی ظاہر ہوئی رنگ رو متغیر ہو گیا ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے شہریار چھوڑ کر علیحدہ ہوا اور
پوچھا کہ مزاج کیسا ہے شہنشاہ نے کہا کچھ نہین اچھا ہون شہریار نے کہا مین نہ مانونگا اُس وقت دیکھا کہ
پاؤن کانپ رہا ہے امیر نے فرمایا اے شہنشاہ یہ کوئی بہادری نہین ہے کہ پاؤن بیکار ہو چکا اور پھر لڑنے
سے باز نہین آتے ہو اور اپنے ہمراہ لیکر میدان سے پھرے اُدھر شہریار مع فوج جرار پھر کر اپنی
بارگاہ مین آیا سردار تعریفین کرتے ہوئے کہ بیشک آپ صاحبقران اعظم ہین اگر چاہا پروردگار
جہان اور مسیح دوران نے تو اسی طرح حمزہ ثانی کو بھی زیر کر لیجیے گا دہان امیر با توقیر شہنشاہ گوہر کلا کو
لیے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئے علاج ہونے لگا شہریار نے اُس روز تو راحت و آرام سے بسر کی
دوسرے دن حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی نوازش مین آیا خبر امیر ثانی کو ہوئی یہان بھی طبل
جنگی بجا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے اور کس کس سے مقابلہ ہوتا

مگر اب یہان سے چند کلمے داستان افلاک روئین تن کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسکو جو پنجہ اٹھا کر لے گیا تھا وہ شمامہ جادو تھی دیکھا اسنے کہ کام افلاک کا تمام ہوا چاہتا ہے پنجہ بنکر
اُٹھا کر لے گئی اور لا کر ایک مقام پر آتارا افلاک تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا ہوشیار کیا افلاک
نے جو سامنے ایک ساحرہ کو دیکھا کہا آپ کون ہین جو ایسے وقت سخت مین کام آئین شمامہ جادو نے
اپنا نام بتایا اور کہا مین نے جبسے تجھے دیکھا ہے تجھپر عاشق ہون اگر تو کام دل میرا برلایا تو ہمیشہ تیری
نگران حال رہونگی اور یون بہت بجا بجا لیا کرونگی افلاک کی طبیعت باوصفیکہ کراہت کرتی تھی لیکن
مجبوری منظور کیا اور شمامہ جادو کے ساتھ منہ کالا کیا شمامہ جادو نے قریب مہینہ بھر کے افلاک
کو مہمان رکھا بعد اسکے افلاک نے کہا کہ اے ملکہ اب مجھے طرف لشکر خداوند کے پہونچا دو نہین معلوم
لشکر پر کیا گذری ہوگی شمامہ جادو نے کہا مجھے سب حال معلوم ہے لڑائی موقوف ہے اور شہریار سے
خدا پرست لڑ رہے ہین لیکن اب جلد فیصلہ ہوا چاہتا ہے افلاک نے کہا کہ اب مجھے جانے دیجیے تو بہتر ہے
شمامہ جادو نے چالیس ہزار سوار ہمراہ کرکے افلاک روئین تن کو طرف بیابان جنگاب مثلث
کے روانہ کیا دیکھیے کس وقت پہونچتا ہے لیکن یہان لشکر امیر مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف
ہوا یعنی شب مانند تیرگی سرمہ چشم معشوق کے وقت صبح برطرف ہوئی اور سفیدہ سحری نے جلوہ گری
کی جھونکے نسیم بہار کے چلے خدا پرستون نے نماز سحر سے فراغ حاصل کرکے اسلحہ جنگ تن پر
آراستہ کیا اسنے مین تخت بادشاہ اسلام کا برآمد ہوا امیر ثانی مع سرداران نامی حاضر خدمت

ایرج نامہ

بادشاہی ہوئے تسلیم بجالائے بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا بعد اسکے اور سردارون کے سلام ہوئے
بادشاہ تو آنکھ کے اشارے سے جواب سلام دیتے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے اور تخت شاہی
مقام صدر مین قائم ہوا امیر لشکر سے آگے چالیس قدم پر بمرتبہ صاحبقرانی آکر قائم ہوئے سر پر علم
اژدھا پیکر سایہ افگن ہے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران سے تمام صحرا گونج رہا ہے اس طرف لشکر شہریارہ
صف آرا ہے ایک جانب لاجوردشاہ مع سپاہ کھڑا ہے تقدیرین الٹی سیدھی بگھار رہا ہے کہ یکایک شہریار نامدار
نے مرکب اپنا نکالا اور پرسیبائے فرنگی سے اجازت لیکر میدان مین آیا پہلے خوب سراپا میدان
کا دکھایا بعد اسکے ایک مقام پر ٹھہرا دم کو آراستہ کیا اتنے مین طیفور شیردل نے دو مست فیل
لاکر چھوڑ دیئے انھون نے آپس مین لڑنا شروع کیا شہریار نے مرکب اپنا جھکایا اور درمیان دونون
ہاتھیون کے آکر دونون کو علحدہ کر دیا نیزہ دارون نے پھر فیلون کو دور لیجا کر چھوڑا اور وہ ایک
دوسرے کی طرف چلے قریب نہ پہونچنے پائے تھے کہ شہریار نے درمیان مین پہونچکر ایک ہاتھ
سے اسے روکا دوسرے ہاتھ سے اسے دونون نے ہاتھ شہریار کے سونڈون مین لپیٹ لیے
اور باہم کھینچنا شروع کیا مگر شہریار کو جنبش بھی نہ ہوئی آخرکار شہریار نامدار نے دونون کے خرطوم
سر دستہ کھینچکر پھینک دین اور فیل پھڑک کر مر گئے ہر طرف سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند
ہوئی اس وقت امیر ثانی سر زور شہریار کا حال کھلا دل مین فرماتے تھے کہ واقع مین بڑا زبردست
ہے کسی سے دبا یہ کمی کا نہین رکھتا ہے قصد کیا تھا صاحبقران نے کہا کہ ممانعت فرماوین کہ کوئی
مقابلہ شہریار کو نہ نکلے لیکن شہریار نے خود بھی خیال کیا کہ امیر کے لشکر مین پانچ ہزار پانچ سو
بچپن تلوریے ہین تو کہانتک لڑیگا برسون گذرین گے اس سے بہتر یہی ہے کہ افسر فوج سے مقابلہ
کرے اگر امیر کو زیر کر لیا تو سبکو زیر کر لیا یہ خیال کرکے نعرہ کیا کہ یا حمزہ صاحبقران مین چاہتا
ہون کہ اب میرے ہی آپ کے مقابلہ ہو جائے کہ حال زور کا کھل جاوے مجھے بھی دعوی صاحبقرانی
کا ہے اور آپ تو صاحبقران مشہور رہی ہین اور کسی سے لڑنا مین نہین چاہتا بس یہ سنتا تھا کہ
رضوان بن عمرو نے جو بجائے عمر ثانی امیر کی رفاقت مین ہے اپنی کلاہ اچھال کر میدان کو قرق کیا
یعنے اب برائے مقابلہ کوئی نہ نکلے تمام لشکر مین چرچا ہوا کہ اب امیر با توقیر خود مقابلہ کرینگے
تمام لشکر کے عالم جلوہ گری پر آئے یکایک امیر اپنے مرکب سہ چشمی کو جھکا کر سامنے تخت شاہی کے
آئے اجازت جنگ چاہی بادشاہ نے آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور فرمایا کہ سپرد بپروردگار
کیا امیر عالی شان نے رخ میدان کارزار کا کیا امیر کو آتے دیکھکر شہریار دلاور بعزم تگاورزنی
جھپٹا ادھر سے امیر نے مرکب کو جولان کیا وسط میدان مین لگاور چلے کہ سپر سے سپر سینہ سے سینہ
مل گیا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی دونون سپرین اس طرح لڑین کہ جیسے دو لکہ ابر ملکر گرج گئے سات
قدم مرکب شہریار کا اور پانچ قدم گھوڑا امیر ثانی کا پسپا ہوا باگون کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا
سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار شہریار نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا رد و بدل ہونے لگی
یعنی بند بندھنے لگے اور کھلنے لگے دونون نیزے بزبان ہیزبان گفتگوے جنگ مین مصروف تھے یہ
معلوم ہوتا تھا کہ دو مار سیاہ باہم لڑ رہے ہین یا آہ دو مظلومون کی تلاش اثر درد از اجابت مین

ٹکرا رہی ہین یا دو تیر شہاب آسمان پر سے برابر زمین پر آئے ہین کہانتک بیان کیا جاے کہ ساڑھے تین
طعن کی نوبت بہم پہونچی آخر کار ایک مقام پر امیر با توقیر نے جھڑ پر جھڑ ماری اور نیزہ شہریار کو اپنے نیزے
سے پیچیدہ کر کے جو جھٹکا مارا قریب تھا کہ نیزہ ہاتھ سے شہریار کے نکل جاے مگر شہریار بھی الیساد لاور ہوشیار تھا
کہ نیزہ ہاتھ سے نچھوڑا مگر سنان نیزہ نکل گئی یہ معلوم ہوا کہ ہین مار سے شعلۂ آتش نکل گیا یا آہ مظلوم سے اثر
جدا ہوا ڈانڈ کو فضول جانکر شہریار نے پھینک دیا اور غیظ و غضب مین آکر گرز گران سنگ آسمان رنگ
ہشت پہلو سرچہ کوہ بندرہ سومن کی ضرب اُٹھا کر سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہتا ہوا جھپٹا اور سر صاحبقران
ذیشان پر وار کیا امیر نے بھی گرز سام بن نریمان کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر گرز شہریار جو گرز پر
پڑتا ہی العظمت للہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا مرکب
غرق زمین ہوگیا امیر کے پسینہ تا بہ سینہ آگیا مگر ہاتھ مانند ستون فولادی کے قایم رہے شہریار نے نعرہ
کیا کہ زدم و پست کردم تو خبر امیر کی دیکھو تو کیا گذری مہتر رضوان بن عمرو جلدی سے قریب گرد کے
آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا تو آنکھین بند ہین صاحبقران کی اور ہر بن مو
سر مو سے پسینہ نکل رہا ہی مگر زبان پر واہ واہ کا کلمہ جاری ہی ضرب شہریار کی تعریف فرما رہے ہین رضوان نے
آواز دی یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہی اُدھر لاجورد شاہ نے کہا
من چہ تقدیر کردم ای بندگان من بشتابید اب مین شہریار کو صاحبقران بناؤنگا اور نقارہ شادمانی کو
حکم دیدیا اُدھر لشکر لاجورد شاہ مین طبل شادمانی بجنے لگا اور غل ہوگیا کہ خداوند کہتا ہی مین نے شہریار کو
امیر پر غالب کیا یعنی امیر مارے گئے لیکن اُدھر تو اہل فرنگ حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہی لڑائی ہہیے
ہی یہ لوگ کیون طبل بجا رہے ہین اِدھر اہل اسلام متحیر تھے کہ کفار مین کس بات کی خوشی ہی لیکن امیر
نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ کرازدی دکرا پست کردی حریف تیرا مین موجود ہون اور گرز سام بن نریمان
اٹھارہ سومن کی ضرب اُٹھا کر آواز دی شعر تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش
کن ٭ یہ فرما کر عمود گران سر کو سر پر چرخ دیکر سر شہریار پر وار کیا شہریار نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی
پناہ کیا لیکن گرز جو امیر کا سر گرز پر پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ پر کوہ پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا
بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا مرکب شہریار کی ٹوٹی پسینے مین غرق
ہوگیا مارے دہشت کے مثل بید کے تھر تھر کانپتا تھا امیر نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم تو خبر اسکی
دیکھو کہ کیا گذری طیفور شیردل جھپٹ کر آیا چھاگل پانی کی ہاتھ مین تھی چھینٹے دیے دیکر گرد کو ہٹایا
دیکھا کہ شہریار آنکھین بند کیے ہوئے بیہوش کھڑا ہی ہر بن مو سر مو سے پسینہ جاری ہی طیفور نے
آواز دی ای شہریار ہوشیار ہو جیے مگر کچھ آواز نہ آئی اُدھر لشکر لاجورد شاہ مین جو طبل شادمانی
بجاتھا اُسکی صدا موقوف ہوگئی لوگ پوچھنے لگے کہ یا خداوند الٰہی جلدی آپنے تقدیر پلٹ دی یہ خبر
بھیجا چلایا کہ خداوند کسی کو خوش کسی کو ناخوش کرتا ہی یہ کھیل ہین قدرت کے تمھین اسمین کیا دخل
ہی سب خاموش ہو رہے بعضے جو اہل فہم سے تھے اُنکے اعتقاد برگشتہ ہوگئے کہ عجب طرح کا گدہا
خداوند ہی ابھی کچھ کہتا ہی ابھی کچھ بکنے لگتا ہی یہ محض خرنا مشخص ہی خاص مسند کا گدہا ہی جو چاہتا ہی بکتا ہی
اہل فرنگ سمجھ گئے کہ لاجورد شاہ ہمارا طرفدار ہی اور اہل اسلام پر بھی راز کھل گیا الحاصل مہتر

طیفور شیر دل نے شہر یار کو پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا پوچھا مزاج کیسا ہی شہر یار نے کہا واقع مین امیر
کی قوت وطاقت کا جواب نہین ہی اور چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالے دیکھا تو مرکب گلی ہو چکا ہی شہر یار نے
زین خالی کیا اور تلوار کھینچکر جھپٹا کہ امیر کے مرکب کو بھی دو ٹکڑے کر ڈالون صاحبقران نے دیکھا کہ یہ ارادہ
فاسد آتا ہی کود پڑے توسن سے شہر یار نے تلوار سپر ہاتھ سے رکھ دی اور امیر سے پٹ پڑا امیر نے بھی
گریبان مین ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی اُدھر سپہ سالار فرنگی مع سرداران نامی و گرامی قریب آگیا تخت
رکھوا دیا خیمہ برپا کروا کر تماشا سے تلاش مین مصروف ہوا اُدھر سرداران امیر با توقیر مع بادشاہ اسلام
پاس سے تماشا دیکھنے لگے جھولداریان اور خیمے استادہ ہوگئے دنگل اور کرسیان بچھ گئین اُدھر لاجورد
شاہ اپنے سردارون سمیت آکر تماشا دیکھنے لگا سبکو یقین ہی کہ اس کشتی کا فیصلہ جلد ہونا دشوار ہی کیونکہ
دو شیران ببر کی جنگ ہی دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہی لیکن وہ دونون شیر گتھے ہوے ہین ہلہ بلہ زور
ہو رہے ہین اگر امیر شہر یار کو پاڑ لاتے ہین تو شہر یار دم بھر نیچے نہین ٹھہرتا صاف نکل آتا ہی اگر شہر یار
امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر بھی صاف نکل جاتے ہین جھگڑا کا جوڑ بندھا ہوا ہی دیکھنے والے وجد کر رہے
ہین آنکھین اور جانین دونون لڑی ہوئی ہین اسی ہنگام مین وہ وقت آکر پہونچا کہ خیمہ سپہر گردون مین چراغان
کواکب کا انتظام ہوا مشعل افروزان ہوئی دونون طرف سے میدان جنگ مین روشنی آئی ایک ایک کاسہ
شیر کا آزما امیر با توقیر و شہر یار نامدار نے دو دو پیا اور پھر زور ہونے لگے دم بھر مین سب دو دو پسینے
ہو گیا دیکھنے والون کی پلک نہین جھپکتی آنکھین لڑی ہوئی ہین اور وہ دونون دلیر مصروف تلاش
ہین اس طرح لڑ رہے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہی ابھی کشتی شروع ہوئی ہی نہ ادھر تیور پر بل ہین نہ اُدھر جبین پر
شکن ہی اسی ہنگام مین صبح ہوگئی دیو سفید سحر زنگی شب پر غالب آیا مگر یہان کشتی کا رنگ بدستور ہی
کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا بالکل بے پروا دونون جنگ آزما لڑ رہے ہین یہانتک کہ یہ دن بھی تمام
ہوا اور وقت شب کا بہم پہونچا کہانتک بیان کیا جائے کہ چھ شبانہ روز کشتی رہی اب ساتوان دن ہی
کشتی ہو رہی ہی مگر دیکھنے والون کی یہ کیفیت ہی کہ آنکھین آشوب کر آئین ہین جاگتے جاگتے عجب
حال ہو گیا ہی ورم چہرے پر آگیا ہی امیر کی یہ کیفیت ہی کہ لڑتے لڑتے پلک سے پلک بند ہوئی
جاتی ہی چھ راتین گذر چکی ہین کہ سوا کاسہ شیر پی لینے کے دم لینے کی فرصت نہین ملی ہی شہر یار آواز دیتا ہی
کہ یا امیر یہ میدان جنگ ہی خوابگاہ نہین ہی ہوشیار ہو جیسے امیر چونک کر پھر زور کرنے لگتے ہین کبھی
شہر یار زور کرتے کرتے کاندھے پر صاحبقران کے سر رکھ کر سو جاتا ہی امیر بازو ہلا کر چونکاتے ہین اور
فرماتے ہین کہ اے شہر یار مجھپر طعنہ زن ہوا تھا اپنی خبر تو لے کہ سویا جاتا ہی یہ میدان رزم و پیکار ہی نہ کہ آغوش مادر
شہر یار چونک کر زور کرنے لگتا ہی بموجب مصرع لوگ سچ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی ہی ٭ دونون
کو خمار شجاعت جدا ہی چھ روز سے برابر جاگ رہے ہین اب ساتوان دن شروع ہوا ہی کوئی دو
گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ شہر یار نامدار نے امیر سے کہا کہ یا امیر یہ روز آخر ہی ہوشیار رہیے گا اور
دونون بازو امیر با توقیر کے استوار تھامے اور سر سینہ سے ملا کر جو زور کرتا ہی سات قدم امیر کو دوڑا
لے گیا جھٹکا جو مارا دہنا گھٹنا امیر کا آشنا زمین ہوگیا بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب جو ہکا مارتا ہی لشکر
صاحبقران کا توڑا کوئی دو بالشت امیر زمین سے بلند ہوے ہونگے کہ لشکر فرنگستان مین طبل

ظفر بجنے لگا لوگ خوش ہوئے کہ شہریار نے امیر کو اٹھا لیا لیکن رضوان بن عمرو پکارا کہ واقعی میں
یا صاحبقران ہر وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا زمین بھی انسان کو چاہتی ہے کہ اپنی پشت پر نہ رہنے دون
سچ ہے آپ ضعیف ہیں حریف جوان ہے اب شہریار امیر کو تا بہ کمر سے آیا ہے چاہتا ہے زور کر کے سر سے
بلند کرکے زمین پر مارون لیکن صاحبقران نے غیرت میں آکر جو لنگر مارا ہاتھ سے شہریار کے چھوٹ کر
کمر تک غرق زمین ہو گئے اب امیر نے بازو شہریار کے تھامے اور سر بہ سینہ سے ملا کر فرمایا کہ میں بھی اب
زور آخر کرتا ہوں اے شہریار ہوشیار ہوجا اگر اس زور میں بھی تمھیں نہ زیر کیا تو بغیر زیر ہوئے تیری
اطاعت اختیار کرتا ہوں شہریار نے کہا بسم اللہ ہوس دل میں نہ باقی رہ جائے اور لنگر قائم کرکے
کھڑا ہوا لیکن امیر نے جو زور کیا لنگر اسکا قایم ہو سکا اور صاحبقران شہریار کو نو قدم دوڑا لیگئے
اور اب جو ہکا مارا دونون گھٹنے آشنا زمین ہوئے بس زمین سے کمر زنجیر کا بند پکڑ نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچکر جو زور کیا تا بہ کمر اٹھا لائے طیفور نے آواز دی اے شہریار دلاور ابھی تک تو امیر کو آپ پر
فوق نہیں ہے کہ کمر تک آپنے بھی اٹھا لیا تھا کمر تک امیر بھی اٹھا لائے ہیں مگر ہان اب آگے
نہ بڑھنے دیجیےگا شہریار نے بلبلا کر لنگر مارا مگر امیر کب چھوڑتے ہیں ہاتھ کو وہین روکا اور فرمایا کہ اچھی
طرح تڑپ لے ہرچند شہریار نے لنگر مارے کچھ نہو سکا اب جو زور کیا امیر با توقیر نے تا بہ سینہ
لائے پھر شہریار تڑپا کہ کسی طرح ہاتھ سے چھوٹ جاؤن ممکن نہوا پھر سے زور میں امیر نے سر سے بلند
کرکے زمین پر مارا اور باندھ کر مشکین رضوان بن عمرو کے سپرد کیا اور بافتح و فیروزی طبل شادمانی بجاتے ہوئے
طرف بارگاہ سلیمانی کے پھرے ادھر سپاہ فرنگی نہایت حیران و پریشان محزون و دردناک اپنی
بارگاہ میں آیا لاجورد شاہ ملعون اپنے لشکر سمیت اپنے فرودگاہ پر گیا امیر نے شہریار کو تو زندان خانے میں
بھیج دیا آپ لباس رزم کو دور کرکے غسل فرمایا خاصہ تناول فرما کر سو رہے جب دوسرا دن ہوا بارگاہ
میں تشریف لائے بادشاہ اسلام تخت پر جلوس فرما ہوئے سردار ونکلون کرسیون پر بیٹھے
جب تمام دربار مملو ہوگیا امیر نے کہا کہ لاؤ شہریار کو داروغہ زندان شہریار کو اسیر غل و زنجیر سامنے
امیر کے لایا پوچھا امیر نے کہ مین نے تمھین کیونکر زیر کیا شہریار نے کہا جسطرح بہادر بہادرون
کو زیر کرتے ہیں فرمایا کیا کہتا ہے مذہب کے بارے میں شہریار نے کہا ایک شرط سے فرمایا وہ کیا
عرض کی کہ اگر شاہزادہ بدیع الملک کو میرے ساتھ تنہائی میں بھیج دیجیے تو عرض کردون امیر نے
بدیع الملک کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جاؤ دیکھو کیا کہتا ہے بدیع الملک شہریار کو لیے ہوئے اپنے
خیمہ میں آئے اور تخلیہ کرکے پوچھا شہریار رونے لگا اور کہا کہ اگر امیر با توقیر اپنی دختر بلند اختر کا عقد میرے
ساتھ کردین تو مجھے بھی کوئی عذر نہیں ہے اور یقین ہے کہ ملکہ حاجرہ بانو میرے ساتھ عقد ہونے مین انکار
نکرینگی کیونکہ انھون نے نقابدار گوہر پوش بنکر اکثر وقت سخت میں میری مدد بھی کی ہے اور شکار پر جاکر
تیر عشق کا شکار ہونا اور سب ماجرا مفصل بیان کیا بدیع الملک نے گردن نیچی کرلی اور دل میں خیال کیا کہ
امیر غیر خاندان والے کے ساتھ عقد کرنا کب منظور کرینگے افسوس کہ شہریار مفت مارا جائیگا کہا اے برادر میں
سعی و کوشش کرونگا مگر امید نہیں کہ امیر ایسے امر کو گوارا کرین کیونکہ تم اس خاندان سے اور اولاد
ابراہیم سے نہیں ہو شہریار نے کہا اگر امیر یہ نہ منظور کرینگے تو مجکو مرجانا گوارا ہے اور یہ داغ اول پر

لیکن زندگی منظور نہین ہو بدیع الملک ذبیحاہ نے آکر تمام ماجرا بیان کیا بس یہ سننا تھا کہ چہرہ
امیر باتوقیر کا غصہ سے سُرخ ہو گیا اور فرمایا کہ اب مین شہریار کو مع حاجرہ بانو کے قتل کرونگا جارچی
سے کہو جارچ دے کہ جیسے بجانا ہو آکر بجا دے کل شہریار قتل ہوگا یہ سننا تھا کہ تمام اہل دربار کے
جسم مین تھرتھری پڑ گئی کہ غضب ہوا امیر کو غصہ آگیا اب شہریار ضرور قتل ہوگا اور ساتھ اُسکے
ملکہ حاجرہ بانو بھی بے قصور قتل ہوگی افسوس ہر شخص دل مین دعا کرنے لگا کہ پروردگارا تو رحم کر حال پر
ملکہ حاجرہ بانو کے لیکن یہ خبر مین دم بدم ملک پریسا سے فرنگی کو پہونچتی رہتی تھین کہ دربار
شہریار کیا ہو رہا ہی جس وقت قتل شہریار کی خبر پہونچی پریسا سے فرنگی رونے لگا پہلوانان صف شکن
آمادہ ہوئے کہ ہم جانین دیںگے اور اپنے آقا کو چڑھ کر چھڑا لائینگے لیکن پریسا سے فرنگی نے کہا
کیا ہو سکتا ہی امیر کی اتنی بڑی فوج جہان پانچ ہزار پانچ سو پچپن افسر ہین اور ایک ایک رستم
زمانہ افراسیاب وقت ہو ہم سب مارے جاؤ گے اور کچھ نہو سکیگا لیکن مہتر طیفور شیر دل نے کہا کہ
ای بادشاہ آج شب کو مین جا کر شہریار کو لے آؤنگا یہ تو اس فکر مین ہو وہان جارچی نے جارچ دیا کہ
کل شہریار قتل ہوگا تمام لشکر اسلام و سپاہ لاجورد شاہ و فوج ملک پریسا سے فرنگی مین تہلکہ
مچ گیا کہ ایسا بہادر قتل ہو جائیگا اب وہ وقت آیا کہ آسمان پر سیاہی شب دوڑنے لگی گویا فلک نے مارے
شرمندگی کے نقاب اپنے چہرے پر ڈالی کہ ایسا بہادر تیرے دور مین قتل ہو جائیگا یا یون کہیے کہ پہلے سے
لیلی شب نے غم مین بال اپنے بکھرا دیے ہر طرف لشکرون مین روشنی ہوئی طلایہ کا گشت پھرنے لگا
آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہوئی شہریار کو پھر زندان خانہ مین بھیج دیا تھا لیکن وہان ملکہ
حاجرہ بانو نے جو خبر شہریار اور اپنے مرنے کی سُنی تھی اُسنے ایک حجرے مین بیٹھ کر بال سر کے
بکھرا دیے اور رونا شروع کیا اور درگاہ رب بے نیاز مین دعا کرنا شروع کی کہ اے بیکسان داد
یاور غریبان مجھکو نہ اپنے قتل ہونے کا غم ہو نہ شہریار کے مرنے کا صدمہ ہو الا اپنی رسوائی کا خیال ہو
جس وقت دنیا مین یہ خبر مشہور ہوگی کہ امیر نے حاجرہ کو قتل کر ڈالا یہ کوئی نہ سمجھیگا کہ شہریار امیر
عاشق تھا تو حاجرہ کی کیا خطا تھی تمام عالم یہی کہیگا کہ حاجرہ بھی اُسپر عاشق ہوگی ورنہ امیر نہ قتل
کرتے پروردگارا تو بہتر و برحق جانتا ہو کہ اب تک میرے دامن عصمت مین کسی طرح کا داغ نہین لگا ہی یہان
ملکہ تو اسی عالم مین ہو وہان مہتر طیفور شیر دل برائے رہائی شہریار لباس شب روی تن پر آراستہ کر کے
چل چکا ہی جس وقت زلف لیلائے شب کمر تک پہونچی طیفور لشکر امیر مین صورت عمر ثانی کی بنکر داخل
ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا ہو اہل لشکر مین جسنے دیکھا کہا ہائین خواجہ آپ کہان تھے عمرو نقلی نے کہا
چپ رہو اگر حمزہ سنیگا پھر نکلوا دیگا یا قتل کر ڈالیگا صحرا صحرا پھرا کرتا ہون لیکن تم لوگون کی محبت
پھر یہان تک کھینچ لائی سبکو دیکھ بھالکر چلا جاؤنگا لوگ چپ ہو رہتے ہین طیفور اس طرح سیر کرتا
ہوا دروازہ زندان پر پہونچا داروغہ زندان نے جو عمرو کو دیکھا کہا خواجہ آپ کے نہونے سے عیار
بہت پریشان ہین سبکا دھیان آپ مین لگا ہوا ہی امیر ثانی سے سب بردل ہو رہے ہین طیفور
نے کہ جو صورت عمرو کی بنا ہوا تھا کہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ دیکھی بیمروتی تمنے اس عرب کی
داروغہ زندان نے کہا خواجہ ہم کیا کہین مالک ہین اُنکو کچھ کہ سکتے ہین عمرو نے کچھ پھل جنگلی جیب سے

لگا کر دیے کہ ابتو انہین پر گذارا ہوتا ہی نہ کسی کے نوکر ہین نہ چاکر ہین اپنے خدا کے ملازم ہین یہی تحفہ ہی یہی ہدیہ ہی
داروغۂ زندان نے کہا کہ سر آنکھون پر ع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست + یہ کہکر عمرو سے وہ پھل لے
لیے عجب طرح کی خوشبو ان پھلون مین سے آتی تھی داروغہ زندان نے ایک ایک پھل اور دربانون
کو بھی تقسیم کر دیا باقی پھل آپ کھا لیے یہ نہ سمجھے کہ ثمر اسکا اچھا نہین ہی سوا تلخ کامی کے کوئی لذت حاصل
نہوگی یکایک ان پھلون نے گرمی کی داروغہ زندان نے کہا خواجہ مزاج ان اثمار کا نہایت گرم معلوم
ہوتا ہی عمرو نے کہا بیشک گرم تو ضرور ہین مگر انتہا کی بجبنی ہی داروغۂ زندان واسطے پانی پینے کے
اُٹھا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چرخ کھا کر زمین پر گرا تو عمرو سنبھالنے کے واسطے دوڑے مگر جو اُٹھا
وہ بیہوش ہوکر گرا شہریار اندر زندان کے آیا فتیلہ عیاری روشن کر کے شہریار کو سلام کیا اور کہا
کہ غلام جان پر کھیل کر آیا ہی چلیئے شہریار نے کہا اے طیفور تو نے بڑی نمکحلالی کی لیکن مین نجاؤنگا اگر
یہان سے نکل کر بھاگ جاؤن تو خلقت خدا کو کیا منھ دکھاؤنگا طیفور نے کہا کل قتل ہوجائیگا شہریار نے
کہا جب ہر طرح ایک دن مرنا ہی تو جیسے آج ویسے کل ماسوا اسکے اگر مین یہان سے بھاگ ہی گیا تو ملکہ
حاجرہ بانو کو کس طرح پاؤنگا لہذا اس زندگی سے موت بہتر کہ اسی کے باپ کے ہاتھ سے مین قتل
ہوتا ہون جس وقت وہ سنینگی انکو یہ تو معلوم ہوگا کہ شہریار ہماری محبت مین مارا گیا جان دی مگر الفت
سے نہ باز آیا اگر مین بھاگ کر چلا گیا تو وہ بھی یہ خیال کرینگی کہ شہریار کو ہمارا خیال نتھا جو یہان سے جان بچا کر
بھاگ گیا اے طیفور اگر کہین ملکہ سے ملاقات ہوجاے تو ہماری طرف سے کہدینا کہ تمہاری محبت
مین شہریار قتل ہوگیا مگر ترک الفت کو گوارا نکیا یہ کہکر رونے لگا طیفور نے دیکھا کہ یہ نجائیگا اور
انجام کار صبح کو قتل ہوجائیگا رومال سے آنسو شہریار کے پوچھنا شروع کیے شہریار نے کہا اے
طیفور عطر اس رومال مین ملا ہوا ہی اور تو اسی سے آنسو پاک کر رہا ہی اگر آنکھ مین ہاتھ لگ گیا تو یہ
آنسو اور بہینگے مگر خوشبو عطر کی جو ناک مین جاتی ہی شہریار چھینک مار کر بیہوش ہوگیا طیفور نے
جلدی سے ہتکڑیان بیڑیان شہریار کی کاٹین اور پشتارہ باندھ کر دوش پر لگایا زندان خانہ سے نکلکر روانہ
ہوا جہان کہین ذرا کھٹکا ہوتا تھا طیفور مع پشتارہ شہریار چھپتا و بچتا چلا جاتا تھا یہانتک کہ جب حد لشکر
سے نکل گیا سیدھا خدمت مین ملک برسیبا سے فرنگی کے آیا اور پشتارہ سامنے رکھ دیا برسیبا
فرنگی نے کہا کھولو پشتارے کو اور ہوشیار کرو شہریار کو جس وقت پشتارہ کھولکر شہریار کو ہوشیار
کیا دیکھا شہریار نے کہ یہ تو مین اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہون جانا کہ خواب دیکھ رہا ہون پھر آنکھ بند کر لی طیفور
نے عرض کی اے شہریار یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہی آپ اپنی بارگاہ مین ہین مین آپکو بیہوش کر کے
لے آیا ہون بس یہ سننا تھا کہ شہریار نے اُٹھکر پہلے ہاتھ طیفور کا پکڑا اور کہا غضب کیا تو نے
کہ مجھکو رسواے عالم کیا امیر یہی سمجھین گے کہ شہریار خوف جان سے بھاگ گیا لہذا تجھکو بھی سزا دلواؤنگا
کہ قصور اسکا ہی میرا نہین ہی یہی مجھکو بیہوش کر کے زندانخانہ سے لیگیا تھا اور خود پھر ہتکڑی بیڑی
پہن لونگا برسیبا سے فرنگی نے سمجھایا اور کہا کہ اے فرزند بغیر تیرے میری زندگی کیونکر ہوگی شہریار
نے کہا ایسا فرزند ننگ خاندان خدا کسی کو نہ دے جب مین زیر ہوگیا امیر سے تو پھر میرا زندہ رہنا
مرجانے سے بدتر ہی آپ سمجھینگے کہ شہریار پیدا ہی نہین ہوا تھا اور مین وصیت کیے جاتا ہون کہ بعد

میرے آپ اطاعت امیر ثانی کی قبول کیجیے گا وہ مرتبہ اعلی کو پہونچاوینگے اور میرے ایمان لانے مین لوگ
یہ کہینگے کہ شہریار بخوف جان مسلمان ہوگیا یہ کہکر ہاتھ طیفور کا پکڑے ہوے پیدل اُسی وقت طرف لشکر
امیر باتوقیر کے روانہ ہوا یہان امیر ثانی جو صبح کو بیدار ہوے فریضہ سحری سے فراغت کرکے خدمت بادشاہ
اسلام مین حاضر ہوے اور بادشاہ کے ساتھ میدان خونی مین تشریف لائے دیکھا کہ چبوترہ ریت کا
بنا ہوا تیار ہے دار مین استادہ ہین جلاد تلوارین برہنہ لیے ہوے استادہ ہین تمام سرداران لشکر اسلام اُسکے عین
ہین جوانی شہریار پر افسوس کر رہے ہین بعضے نرم دل منھ پھیر پھیر کر رو رہے ہین لیکن لشکر ملکہ
پر سیاہ ہے فرنگی سے کوئی بعزم مجادلہ نہین آیا ہے سبکو حیرت تھی کہ افسر لشکر قتل ہو اور کوئی خبر تک نہ لی
بعضے کہتے تھے کہ ہر شخص کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے کس کے واسطے کون مرتا ہے اتنے مین داروغۂ زندان
روتا پیٹتا ہونچا کہ رات کو کوئی عیار خواجہ عمرو ثانی کی صورت بنکر ہمکو بیہوش کرکے شہریار کو لے گیا امیر
کو پہلے تو یہ گمان گذرا کہ معلوم ہوتا ہے یہ کام اُسی وزد ابن وزد کا ہے دوسرے کا یہ جگر نہین ہے جو اسقدر بڑے
لشکر مین آکر ایسا کام کرجاے داروغہ زندان پر عتاب ہوا کہ جب عمرو بصورت اصلی آیا تھا تو تمنے اُسے
کیون نہ گرفتار کیا معلوم ہوتا ہے تم عمرو سے میل رکھتے ہو اُسی وقت داروغۂ زندان کو قید شدید کا حکم
ملا داروغہ بیگناہ قید مین بھیجا گیا اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یا امیر مہتر طیفور شہر ول عیار شہریار
اُسکو رہا کر لیگیا تھا لیکن شہریار ایسا بہادر و دلاور ہے کہ اس حرکت پر اُسنے اپنے عیار کو بھی اسیر کیا اور
اُسے لیے ہوے آتا ہے یکایک سامنے سے شہریار نمودار ہوا اور سامنے امیر کے آکر عرض کی کہ یہ
بیجیا مجھکو بیہوش کرکے زندان سے لیگیا تھا مین خود سے نہین گیا تھا مین اسے بھی لیتا آیا ہون جیسی چاہیے
سزا طیفور کو دیجیے اور آپ جاکر چبوترے پر ریت کے بیٹھ گیا گردن جھکا لی اور کہا حکم دیجیے جلاد کو
کہ مجھے قتل کرے اس جرأت پر شہریار کی سب وجد کرنے لگے امیر کو بھی شرم آئی کہ ایسے بہادر کو
کیا قتل کرون مگر جب خیال ملکہ حاجرہ کا آتا تھا منھ غصہ سے لال ہوجاتا تھا امیر سر جھکائے کھڑے ہین کچھ
بھی بن نہین پڑتا لیکن عیار کو تو امیر نے اُسی وقت رہا کردیا اور فرمایا خبردار اے طیفور اب ایسی حرکت
نکرنا طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران میرا منصب یہی تھا کہ جیسا مین نے کیا اور اب بھی آپ رہا
کردیجیے گا تو مین پھر ایسا ہی کرونگا جہانتک ہوسکیگا اپنے مالک کو بچاؤنگا چاہے آپ قتل کرڈالیے
جب مالک کا وقت آخر ہے تو ہم کس امید پر اپنی زیست مٹائین بہتر ہے کہ طرف ملک عدم کے ساتھ جائین
کہ دیکھنے والون کو یہ افسانہ یاد رہے کہ دنیا مین نمک حلال بھی ہوتے ہین سب نمک حرام ہی نہین
ہوتے ہین یہ کہکر رونے لگا اور شہریار بار بار کہرہا ہے کہ یا امیر اب یہ ذلت وخواری میرے واسطے
کبتک رہیگی کہ گردن جھکائے بیٹھا ہون جلد حکم میرے قتل کا دیجیے امیر کو کچھ بن نہین پڑتا ہے کہ یکایک
جانب آسمان سے کچھ ٹکڑے ابر کے نمودار ہوے اور آواز نقارون کے بجنے کی آئی سب جانب آسمان
دیکھنے لگے یکایک وہ ابر قریب آکر شق ہوے دیکھا کہ سلیمان اعظم مرکب پر سوار اور اک دیو مرکب
کو اُٹھائے ہوے اور بہت سے آدمزاد دیوون پر سوار چلے آتے ہین لیکن سلیمان اعظم
نے امیر باتوقیر کو سلام کیا اور عرض کی کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے کون قتل ہوتا ہے امیر نے ماجرا شہریار کا بیان کیا
سلیمان اعظم جرأت شہریار پر وجد کرنے لگے اور دل مین سوچے کہ اگر یہ بچ گیا تو ہماری صف مین

شہر یک ہوگا اس دل جگر کے لوگ اُسی طرف ہین سبھی کی امیر سے کہ یا صاحبقران میری خاطر سے
آج کا قتل ملتوی رکھنے مین بھی آپکے معاملہ کو سمجھ لون پھر آئندہ حضور کو اختیار ہی کچھ تو امیر بھی اُسکے
قتل مین متردد تھے کچھ سلیمان اعظم کے کہنے کا خیال کیا حکم دیا کہ خیر آج قتل شہریار کا ملتوی رکھو اور شہریار
سے کہا کہ جاؤ اپنے لشکر کو کل دیکھا جائیگا شہریار نے کہا اب مین اپنے لشکر مین کیا جاؤنگا مین لشکر کو
مُنہ دکھانے کے لائق کب ہون ہو جاؤن بہتر ہی کہ پھر مجھکو قید کیجیے امیر نے فرمایا تمھارے قید کرنے کی
کچھ ضرورت نہین ہی شہریار زندان کا پتہ پوچھتا ہوا چلا اور قیدخانہ مین آکر خود ہتھکڑی بیڑی پہن کر بیٹھ رہا
یہان سلیمان اعظم ناموس مین آکے بہنون بھاوجون ماؤن سے ملے چھوٹون نے بندگی کی بڑون نے
پیشانی پر بوسہ دیا گلے سے لگایا بعد دعوت وضیافت سب اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے لیکن آج شب کو
جو امیر ثانی نے آرام فرمایا عالم رویا مین دیکھا کہ جناب ابراہیم علے نبینا وآلہ وعلیہ السلام تشریف لائے
ہین اور فرماتے ہین کہ اے امیر ثانی اے فرزند دلبند شہریار کوئی غیر نہین ہی تمھین سے ہی یہ بیٹا ہی
ایرج نوجوان کا بطن سے ملکہ گوہر تاج کے تمکو تفتیش کے بعد معلوم ہوجائیگا اور نہین دیکھتے ہو
کہ نشانیان ہماری اولاد کی اُسمین موجود ہین اور بعد مسلمان ہونے کے تمکو لازم ہی کہ عقد شہریار کا ملکہ
حاجرہ کے ساتھ کردینا خواب دیکھا امیر کی آنکھ کھل گئی صبح کو بعد از انفراغ فریضہ سحری خدمت بادشاہ مین
آکر سب حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر آپ سچے آپکا خواب سچا لیکن خلقت خدا کیونکر
مانے گی اور خود شہریار کیونکر سمجھیگا کہ مین ایرج کا بیٹا ہون لوگ یہی کہینگے کہ شہریار مرد بہادر تھا امیر
قتل کرنا اُسکا مناسب نہ سمجھے اور اپنے خاندان سے اُسکو ظاہر کرکے دختر کا عقد کردیا امیر نے کہا
پھر کیا تدبیر ہو جو یہ راز افشا ہو بادشاہ اسلام نے کہا سب سردارون کو جمع کرکے رائے لیجیے غرضکہ
اُس وقت پھر یہ ذکر ملتوی رہا جب دربار کا وقت آیا اور سب سردار جمع ہوے دیکھا امیر نے کہ رنگ
رو ایرج نوجوان کا متغیر ہی امیر ہنسے فرمایا کہ بیشک یہ اسی کا بیٹا ہی یہ محبت پدری جوش مار رہی ہی جو
حال ایرج کا دگرگون ہوا جاتا ہی لیکن بادشاہ اسلام کی یہ رائے ہوئی کہ یا امیر جیسا ایرج کے بارے
مین صاحبقران اول نے فرخ بازرگان کے ساتھ کیا تھا ویسا ہی آپ برسیساے فرنگی کے ساتھ
کیجیے تو شاید یہ حال کھُلے امیر کو رائے بادشاہ اسلام کی پسند آئی اور سلیمان اعظم کی طرف دیکھکر فرمایا جو دیو تمھارے
ہمراہ آئے ہین اُنمین سے کسی کو طلب کرو سلیمان اعظم نے تندک کو بلا بھیجا دیو تندک حاضر ہوا امیر
نے فرمایا کہ جاؤ اور برسیساے فرنگی کو بلا لاؤ تندک تو برسیساے فرنگی کے لینے کو روانہ ہوا
یہان امیر نے شہریار کو طلب کیا شہریار حاضر دربار ہوا امیر نے دنگل بیٹھنے کو عنایت فرمایا اور دست
شفقت پشت پر رکھا اور کہا اے شہریار تم آگاہ ہو کہ تو ہم مین سے ہی اور فرزند ہی ایرج نوجوان کا یہ
سُننا تھا کہ شہریار کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور کہا یا امیر یا تو مجھکو قتل کر ڈالیے یا زندان مین پڑا رہنے
دیجیے ایسی ایسی باتین سننے کی مجھے تاب نہین ہی آپ نے مجھے زیر کیا ہی تو کیا گالیان بھی دیجیئے گا بہادر
ایسی باتین نہین سُن سکتے اب ایسا کلمہ نہ ارشاد کیجیے گا امیر نے خواب اپنا بیان فرمایا شہریار نے کہا
آپ سچے آپ کا خواب سچا مین کیونکر یقین جانون باپ میرا برسیساے فرنگی موجود ہی اور آپ فرماتے ہین
اگر تو ایرج کا بیٹا ہی امیر نے فرمایا اے شہریار واللہ تمھاری تشفی کی غرض سے یہ کلمہ مین نے نہین کہا تھا

تم برا نہ مانو اب تا وقتیکہ یہ امر مثل آفتاب کے ہر شخص پر روشن نہو جائیگا مین کچھ نہ کہونگا اور جیسا کچھ ہو نیمبر
بھی ظاہر ہوا جاتا ہے اتنے مین دیو تندک نے پرسیسائے فرنگی کو لاکر حاضر کیا پرسیسائے فرنگی کا بند بند
مارے خوف کے کانپ رہا تھا امیر سے کہا یا صاحبقران مجھکو کس لیے یاد فرمایا ہے امیر نے ارشاد کیا مین نے
تمھین اس واسطے بلوایا ہے کہ سچ سچ حال شہریار کا بیان کرو کہ یہ کسکا بیٹا ہے اور تمنے اسے کیونکر پایا ہے پرسیسائے
فرنگی نے کہا یا صاحبقران بڑے غضب کی بات ہے کہ میرا بیٹا اور یہ آپ مجھی سے پوچھتے ہین کہ یہ
کسکا بیٹا ہے امیر نے فرمایا دیو تندک سے کہ یہ یون نہ بتائیگا اسے لیجا کر بلندی آسمان پر سے پھینکدو
اگر بتانیکا اقرار کرے تو نہ پھینکنا ورنہ اس طرح پھینکنا کہ زمین تک آتے آتے اسکا کام تمام ہوجائے
دیو پرسیسائے فرنگی کو لیکر اڑا پرسیسائے فرنگی نے دیکھا کہ اب اگر راست راست نہین بیان
کرتا ہون تو جان نہین بچتی معلوم ہوتی تندک سے کہا کہ مین سچ سچ بیان کردونگا مجھکو نہ پھینک دیو تندک
پرسیسائے فرنگی کو لیکر پھر زمین پر آیا امیر نے فرمایا بیان کرو پرسیسائے فرنگی نے عرض کی کہ یا
امیر واقع مین فرمانا آپکا بہت درست ہے کہ شہریار میرا فرزند نہین ہے مگر ہزار فرزند ہون تو اسپر سے
نثار ہین مین شکار پر گیا ہوا تھا صحرا مین دیکھا مین نے کہ ایک درخت کے نیچے وہ لڑکے ایک کپڑے
مین لپٹے پڑے ہین مین نے اٹھوا لیا اور ایک پرچہ اسمین لکھا ہوا رکھا تھا کہ یہ لڑکے بہت عالی خاندان کے
ہین جو کوئی انکو پرورش کریگا مرتبہ عالی کو پہونچیگا امیر نے فرمایا وہ رقعہ تمھارے پاس ہے پرسیسائے
فرنگی نے عرض کی کہ یا امیر ہے تو مگر فرنگستان مین ہے امیر نے فرمایا کہ اس دیو کی گردن پر سوار ہوکر جاؤ
اور ابھی وہ پرچہ کاغذ کا اور وہ کپڑا جسمین یہ لڑکے لپٹے ہوئے ملے تھے لاؤ پرسیسائے فرنگی
پشت تندک پر بیٹھ کر طرف فرنگستان کے روانہ ہوا امیر نے شہریار کی طرف دیکھکر فرمایا
کیون اے شہریار اب تم پرسیسائے فرنگی کے بیٹے تو نہین باقی جسکی اولاد ہو اسکا حال بھی رقعہ آنے پر
کھل جائیگا شہریار نے گردن نیچی کرلی لیکن پرسیسائے فرنگی ایوان شاہی مین جاکر اترا لوگون کو
حیرت ہوئی کہ یہ بادشاہ اکیلا آسمان پر سے اترا یہ کیا معاملہ ہے ایک آدمی نے پوچھا پرسیسائے
فرنگی نے کہا اتنی فرصت نہین ہے کہ کچھ بیان کرسکون اور توشخانہ کھلواکر جس صندوق مین کپڑے
شہریار کے رہتے تھے اسمین سے وہ کاغذ وکپڑا پاس لیا اور پھر گردن تندک پر بیٹھ کر خدمت
امیر با تدبیر مین حاضر ہوا اور رقعہ پیش کیا امیر نے خط ملکہ گہرتاج کا پہچانا اور اس رقعہ اور کپڑے کو
محل مین بھیج دیا یہان جس وقت سے قتل شہریار کی خبر پھیلی تھی ملکہ گہرتاج کا کلیجا منھ کو آیا جاتا تھا
خود بخود جی چاہتا تھا کہ روئیے لیکن دم بخود تھی دل مین کہتی تھی کہ پروردگار یہ کیا ماجرا ہے کہ قتل
شہریار کی خبر سے میرے کلیجے کے واسطے ٹھری ہوگئی ہے شہریار تو کوئی عزیز قریب کیا دور کا رشتہ دار
بھی نہین معلوم ہوتا ہے کجا فرنگی زادہ کجا ہم لوگ کہ اتنے مین محلدار رقعہ اور کپڑا لیے ہوئے پہونچی
اور ملکہ گردیہ بانو سے عرض کی کہ یہ کپڑا امیر نے بھیجا ہے اور رقعہ کہ پہچانو کسکا خط ہے پہلے وہ رقعہ ملکہ
گردیہ بانو نے دیکھا پھر اسی طرح سبکے بعد دیگرے دیکھنی ازدرجان افروز وغیرہ سب نے دیکھا اور
انکار کیا کہ ہمارا خط نہین ہے سبکے بعد نوبت ملکہ گہرتاج کی آئی ملکہ گہرتاج اس رقعہ کو دیکھکر رونے لگین
پوچھا ملکہ گردیہ بانو نے کہ کیا سبب تمھارے رونے کا ہے ملکہ گہرتاج نے کہا کہ عجب تشکر پر تہا ہی

پڑی ہے تو مین اور میری وزیرزادی دونون حمل سے تھین پاس آبرو کے واسطے گھوڑون پر بیٹھ بیٹھ کر
طرف صحرا کے نکل گئے تھے راہ مین دو لڑکے پیدا ہوئے دونون کو ایک کپڑے مین لپیٹ اور
یہ رقعہ لکھکر رکھدیا تھا نہین معلوم اُن لڑکون پر کیا گذری محلدار رقعہ لیے ہوئے باہر آئی اور تمام ماجرا
امیر باتوقیر سے بیان کیا اُس وقت امیر نے ہنس کر شہریار سے فرمایا کہ اب تو ظاہر ہوگیا کہ تم
ایرج نوجوان کے فرزند ہو شہریار کب انکار کرسکتا تھا گردن نیچی کرلی ایرج نوجوان کے چہرے پر
بشاشت ظاہر ہوئی تمام اہل دربار خوش ہوئے لیکن امیر نے اُسی وقت شہریار کو حمام بھیجا
غسل کروایا پوشاک بدلوائی ساتھ اپنے لیے ہوئے داخل محل معلی ہوے اور ایک ایک کو
بتاتے ہوے کہ یہ تمھاری پھوپھی یہ ماں یہ دادی یہ پردادی ہین اُدھر مخدرات عصمت و طہارت کو حال
شہریار سے آگاہی ہوئی ایک ایک نے گلے سے لگایا ملکہ گہرتاج سے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ شہریار
فرزند تمھارا ہی ملکہ گہرتاج نہایت خوش ہوئی اور جوش محبت سے سینے مین دودھ اُتر آیا پھر امیر شہریار
کو لیے ہوے دربار مین آئے اور دنگل علم شاہ رومی کا عنایت ہوا شہریار اپنے پردادا کی جگہ پر
بیٹھا اب پرسیپاسے فرنگی سے امیر نے فرمایا کہ اگر تمکو ساتھ شہریار کا دینا ہی تو دین اسلام کو اختیار کرو ورنہ
جہان جا ہے چلے جاؤ پرسیپاسے فرنگی نے عرض کی کہ یا امیر باتوقیر مین شہریار کے ساتھ ہون
لیکن بغیر شہریار کے پچھلے ہوے اہل لشکر مطیع نہونگے اور شہریار بھی اجازت خواہ ہوا کہ اگر حکم
ہو تو اپنے لشکر کو بھی تلقین دین اسلام کرون جو مسلمان ہو اُسے رہنے دون جو نمانے اُسے برطرف
کردون امیر نے فرمایا کہ یہ امر جملہ واجبات سے ہی شہریار اُسی وقت مع پرسیپاسے فرنگی کے طرف
اپنے لشکر کے روانہ ہوا خبر شاہان لشکر اور سرداران فوج کو ہوئی برائے استقبال شہریار آئے
شہریار داخل بارگاہ ہوا اور سب سرداروں سے بیان کیا کہ مین تم سبکو آگاہ کرتا ہون کہ مین نے
دین اسلام اختیار کیا اور پدر نامدار میرے ایرج نوجوان ہین جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین
خداپرستی اختیار کرے ورنہ جہان چاہے چلا جاے اول بہرام تیغزن نے عرض کی اے شہریار
نامدار ہم تو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین آپ کو ہر طرح اپنے سے بہتر سمجھتے ہین جس دین کو
آپ نے اچھا سمجھا وہی دین برحق ہی بعد اُسکے اور سردار مثل کرنوس بن قرنوس ہامان میمون جمشید
دلیر اسے شیر حشم وقیماس بلند آواز وقیلوس بلند بالا وفیروزہ دیوانہ وقہرمان دیوانہ کے سب
ایمان لاے سوا شمائل خان بن جذائل خان کے کہ یہ قبل آنے شہریار کے صرف یہ خبر سنکر کہ شہریار
نے دین اسلام اختیار کیا لشکر سے علیحدہ ہو کر لاجوردشاہ کا شریک ہوگیا بعد اُسکے شہریار نے
ہر سردار سے فرمایا کہ جاؤ اپنے اپنے لشکر مین اور اہل لشکر کو بھی تلقین دین اسلام کرو جو مانے اُسے
رہنے دو جو نمانے اُسے نکال دو حسب الارشاد فیض بنیاد سردارون نے اپنے اپنے اہل لشکر کو
جمع کر کے وعظ و پند کی سبنے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین اور جو لوگ سیہ قلب تھے وہ لشکر سے
نکلکر چلے گئے الحاصل شہریار نامدار مع کل فوج کے مسلمان ہو کر شریک لشکر صاحبقران عالی شان ہوا
لیکن شمائل خان بن جذائل خان جو لشکر شہریار سے علیحدہ ہو کر طرف لشکر کفار کے گیا خبر
لاجوردشاہ کو دی کہ شمائل خان ہندی ٹنڈ صورہ کا کنواسا شہریار سے بگڑکر آتا ہی سردارون کو

واسطے استقبال کے بھیجا لوگ استقبال کرکے شمائل خان کو پاس لاجورد شاہ کے لے گئے لاجورد شاہ نے شمائل خان کی بہت عزت کی شمائل خان نے لاجورد شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائین مین ان خدا پرستون سے مقابلہ کرونگا لاجورد شاہ نے کہا کہ مجھے انتظار افلاک روئین تن کا ہے جس وقت تک کچھ خبر افلاک کی نہین دریافت ہوتی اُسوقت تک لڑائی موقوف رہیگی شمائل خان خاموش ہو رہا اب انکو تو بانتظار افلاک روئین تن چھوڑیے لیکن امیر با توقیر نے بادشاہ اسلام سے مشورت کی کہ اب میرا جی چاہتا ہے کہ عقد حاجرہ بانو کا شہریار کے ساتھ کر دون کیونکہ یہ اسکا عاشق ہے اور یگانہ ہے کوئی بیگانہ نہین اور نکاح ملکہ مہرناز پرور دختر سیسیا سے فرنگی کا شہنشاہ گوہر کلاہ کے ہمراہ اور عقد ملکہ جہان افروز دختر ہرمز بدیع الملک کا قفطے کے ساتھ ایک ہی جشن مین یہ تینون عقد ہوجائین بادشاہ نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے غرضکہ اُسی وقت سے تیاری عقد ہونے لگی شاہزادہ ایرج نوجوان شہریار کو مع لشکر لیکر لشکر امیر سے علیحدہ ہوا اشنا پور شیر دل نے اپنے فرزند طیفور شیر دل کو گلے سے لگایا اور اپنے خیمہ مین لایا اب نصف لشکر تو ایرج نوجوان کے لشکر سے ملحق ہوا جتنے دست چپی تھے سب بیٹے والون کی طرف ہو گئے دست راستی امیر کشورگیر کی طرف رہے چالیس روز کا جشن قرار پایا پہلے مانجھا بڑی دھوم سے امیر کی طرف سے گیا بعد اُسکے ساچق ہوئی مہندی ہوئی اب شب عروسی آئی ایرج نے کل لشکر کی مع بادشاہ اسلام و امیر عالی مقام دعوت کی امیر تو بعد نوش کرنے طعام کے ایرج سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئے اور انتظام رخصتی مین مصروف ہوئے ادھر سرداران لشکر ایرج مثل مالک ثانی ہاشم تیغ زن شجر دلاور شاہزادہ طرطوس بہادر قہور دیو پرور خورشید تاجدار وغیرہ سب طعام دعوت نوش کر کرکے اُس جگہ آئے کہ جہان جلسہ تھا ایکایک طائفون کو حکم ملا صحبت رقص و غنا گرم ہوئی رقاصان پری طلعت ناہید صورت آکر مجرا کرنے لگین ایک نازنین ماہ جبین نے یہ غزل شروع کی

جاتا جو گھر غیر کے آپنے کم کر دیا
اُنس دشمن کو مگر ہمنے بہم کر دیا
محو کچھ ایسے ہوئے راز دلی کہہ گئے
آستین لگادی ایک گ ادر اُسے نم کر دیا
تیغے مرے شوق کی بوسہ مین حد دیکھ لی
کونسی تھی گفتگو بزم کو سم کر دیا

ہمنے بھی کچھ روز سے دور یہ غم کر دیا
پھیر ہمپر چھری اے نفس زندگی
بیخودی شوق نے کیا یہ ستم کر دیا
ملکے مگر آپسے ہم نہ کہین کے رہے
ہونٹھ تو نہ جان آگئی لب جو بہم کر دیا

غم تو ہین تو گے اگر کیون نہ جلیگا جگر
آہ دشمن نے ترے ناک مین دم کر دیا
رکھتی تھی فرقت کی جا گ بدہ [illegible]
حوصلے جب بڑھ چلے ربط کو کم کر دیا
یہ سخن اے آرزو عشق کا مارا ہے تو +

ادھر تو لطف رقص و غنا اُدھر چراغان کی بہار [illegible]ن اور ہمگیرون کے کی سجاوٹ شامیانہ زر تاب پر جشمک زن تھی تمام صحرا کے درختون کو تمامی سے منڈھوایا تھا قندیلین آویزان کی گئیں تھین صحرا جگر جگر کر رہا تھا ہر طرف دور سے دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے چراغان بہار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک آسمان زمین پر اُتر آیا ہے جا بجا طبلون کی گمک مجیرون کی ٹھنک سریلے ساز باریک آواز کے سوز و گداز سے تمام جنگل گونج رہا تھا ہر طرف ایک ہنگامہ عشرت برپا تھا شادی بہت بڑی ہوئی کہ اگر خلاصہ طور سے لکھی جاتی تو ایک دفتر اور ہوتا لیکن مختصر یہ ہے کہ لٹی خزانے طلسم افراسیاب کے جو شاہزادہ لعل خفتان خونریز خاوری یعنی شاہزادہ ملک قاسم سے ورثہ مین ایرج کو ملے تھے وہ صرف رسم ہوئے اور ہمتن علم شاہ صف شکن مرحوم کی دولت کی کمائی بہت کچھ

صرف ہوئی جابجا متفرق جلسے اس انداز سے تھے کہ ہر جلسے مین ایک مرتبے کے لوگ جمع کیے تھے
اور اُسی کے موافق سامان رقص مہیا کیا گیا تھا نیز ایک خیمہ مین بڑے ایک بارہ گاہ مین چھوٹے ایک نمگیرے
کے نیچے برابر والے ایک جانب تاکہ باہم ایک کو دوسرے کا لحاظ ہو القصہ صبح تک یہ جلسہ رہا صبح کو
برات کی تیاری ہوئی شہریار کو دولھا بنایا ہاتھی پر سوار کیا سب براتی ساتھ ہوئے آگے آگے جلوس
باجا بجتا ہوا اطراف مکان عروس کے روانہ ہوئے شہریار کے دل کی یہ حالت ہی کہ مارے خوشی کے
شادی مرگ کی نوبت ہی ولیکن تمناؤن کا ہجوم ہی ارمانون کا مجمع ہی اب شہریار کو معلوم ہوا کہ ملکہ مہرناز پرور
بھی ناموس مین داخل ہی معلوم ہوتا ہی کہ حاجرہ بانو نقابدار گوہر لوش بنکر جو عرصہ کارزار سے نکلی تھین
تو ناموس امیری مین چلی آئی تھین لیکن وہان برات بیٹھنے کے واسطے بارگاہ شاہی آراستہ ہوئی ہی اور
بارگاہ سلیمانی مین عروس ہی عورتون کا مجمع ہی انتظار برات کا ہو رہا ہی سب سردار مثل ملازمون کے کام
کر رہے ہین کہ یکایک آواز بانسری کی بلند ہوئی اور سامنے سے ہاتھی نشان کا نمودار ہوا آگے آگے
توپخانہ بعد اُسکے ماہی مراتب اُسکے بعد فیل آنے کا جو سلسلہ بندھا تو تمام صحرا جنگل بن نظر آنے لگا بعد اُسکے
شتران جلوسی گذرنا شروع ہوے ایک قطار بندھ گئی اُسکے بعد بادبہاری کے گھوڑے کیسے کیسے
لطف سے باجے بجتے ہوے فرنگستان کے لوگ اپنے اپنے کام مین نہایت چست و چالاک بعد اُنکے
گذر جاتے کے جھنڈیان مختلف رنگ کی گذرنا شروع ہوگئین کہانتک بیان کیا جائے کہ آخر مین دولھا کی
سواری گذری براتی بارگاہ شاہی مین تشریف لائے دولھا کو مسند پر بٹھالا خواجہ زادون نے عقد پڑھا
طائفون نے مبارکباد گانا شروع کیا بعد اُسکے ریت رسم کے واسطے دولھا محل معلے مین طلب ہوے
ملکہ مہرناز پرور نے سر پر آنچل ڈالا آج اتنے دنون کے بعد ملکہ کا اور شہریار کا سامنا ہوا شہریار سر
جھکائے بیٹھا ہی رسوم ادا ہو رہی ہین نوبت آرسی مصحف کی آئی اُس وقت دولھن دولھا کا سامنا ہوا
شہریار دل مین کہتا ہی کہ پروردگار اس وقت مین کہان ہو کجا ملکہ حاجرہ بانو کجا مین واقع مین بغیر
دولت اسلام یہ دولت کبھی ملنا ناممکن تھی اُدھر ملکہ حاجرہ بانو شکر پروردگار بجالاتی ہی اور دل مین
کہتی ہی کہ الحمدللہ آبرو بھی رہی اور کام بھی نکلا یہ سب باتین اُسیکی جانب سے ہین غرضکہ دولھا دولھن
کو لیکر باہر آیا محافہ مین سوار کیا برات رخصت ہوئی جہیز امیر نے اسقدر دیا تھا کہ مکان عروس سے
تا بہ مکان نوشاہ مزدورون کی قطار بندھ گئی تھی اسی شب ملکہ حاجرہ حاملہ ہوتی ہی اور لڑکا پیدا ہوتا ہی کہ
ہین ذکر اسکا لعل نامہ مین آتا ہی بعد اُسکے پریسیماے فرنگی نے امیر کشورگیر سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو
ملکہ مہرناز پرور کو مجھے عنایت کردیجیے اور آپ اسی طرح شہنشاہ گوہر کلاہ کو دولھا بنا کر برات لیکر
تشریف لائیے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی اور مہرناز پرور کو پریسیماے فرنگی کے سپرد کیا
دوسری شادی کا انتظام ہوا اور عقد شہنشاہ گوہر کلاہ کا مہرناز پرور کے ساتھ پڑھا گیا مدتون کی
آرزوئین جو دل مین تڑپ رہی تھین بر آئین بعد اُسکے عقد بدیع الملک کا جہان افروز کے ساتھ
ہوا لطیفہ و شیردل کا عقد بھی ملکہ حاجرہ کی وزیرزادی کے ساتھ ہوا یہ سب حاملہ ہوتی ہین اور لڑکے
اُنسے پیدا ہوتے ہین کہ ذکر اُنکا لعل نامہ مین ہوتا ہی جس وقت ان شادیون سے فراغت ہوئی
کفار بدکردار اور بھی جلے یہانتک کہ لاجورد شاہ نے بغیظ و غضب حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت

کوس حربی نوازش مین آیا خبر امیر باتوقیر کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید
ربانی بجے طبل جنگی دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ طبل جنگ بجتے بجتے
زمانہ سبز کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے غازیان دیندار نے
نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اور آلات حرب تن پر کس کے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے اور
کفار بد کردار نے بھی بت پرستی سے فراغت کی اور معرکہ آرائے کارزار ہوئے آفتاب نکلتے نکلتے تمام
صحرا فوجون سے مملو ہو گیا اس طرف امیر کشور گیر مع سرداران باتوقیر و فوج کثیر صف آرائے میدان
کارزار ہین اُس طرف لاجورد شاہ مع سپاہ میدان جنگ مین صفوف آرائے نبرد ہے لیکایک بیلدار برق
رفتار صفون سے نکل کر بلندی و پستی زمین کی درستی کرکے چلے گئے نقیب بہادرون کے دست
نامردون کے رقیب پردون کے قریب قریب آکر سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کر اشعار آبدار عبرت آگین
سپرون مین پڑھنے لگے کہ بہادرون کے خون شجاعت نے جوش مارا اور شمائل خان بن خدا اُلخان
نے فیل اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آکر اجازت میدان چاہی کہا جاؤ تمکو
سپرد کیا خداوند بت بزرگ کے شمائل خان فیل اپنا چمکا کر میدان مین آیا اور بعد صلح شوری بسیار
آواز دی کہ باش اے گروہ خداپرستان تمنے بڑے ظلم پر کمر باندھی صدہا بندون کو نیست و نابود کر دیا ہے
جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو بس یہ سننا تھا کہ لندمعادہ بن
لندھور نے مرکب اپنا جولان کیا اور سامنے تخت بادشاہ کے آئے اجازت چاہی فرمایا جاؤ سپرد بخدا
کیا لندمعادہ سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھ کر چلے تھے کہ لیکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست
مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ آمد لشکر
عظیم کی معلوم ہوتی ہے یہ کون آتا ہے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول
گرد سے نو سو علم نشانہ نو لاکھ سوار کا پیدا ہوا اور پھریرے پر ہر علم کے تعریف خداوند نخل سرسبد
تحریر تھی اور تعریف بہادران چمن قبا لسیطر تھی امیر متحیر تھے کہ یہ خداوند نخل سرسبد کون ہے اور بہادران
چمن قبا کیا چیز ہے لیکن تیمخت شاہ کے اندام مین رعشہ پڑ گیا قریب شہریار دلاور کے آکر عرض کی
کہ اے نامدار بڑا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ لشکر نونہال شاہ ہے شہریار نے کہا پھر کیا ہے تیمخت شاہ
نے عرض کی کہ اسکے ساتھ دو اژدرومان ہین کہ انسان تو کیا دیو بھی مقابلہ انکا نہین کر سکتا کہ ساڑھے
تین ہزار من کی جو بدست باندھتے ہین نام ایک کا عوق بن بروج دوسرے کا عنق بن بروج ہے اور
اوج بن عنق کے پوتے ہین شہریار بھی وہان ضرب ستگر سے شکار ہوا تھا لیکن خدا کو یاد کیا اور کہا اے
تیمخت شاہ پروردگار عالم سے زیادہ کوئی توانا نہین ہے اگر ہم حق پر ہین تو وہ ضرور ہمکو فتح یاب
کریگا لیکن تمام ماجرا آکر خدمت امیر کشورگیر مین عرض کیا امیر نے کہا اے شہریار خدائے ما
بزرگ است لیکن وہ نو لاکھ کا لشکر ایک جانب آکر صف آرا ہوا بعد آمد لشکر کے دیکھا کہ جلوس
سواری گذرنے لگا عیار علم بردار برچھی بردار جب یہ سب نکل گئے تو دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت
جواہر نگار پر سوار ایک بہت بڑا تاج سر پر رکھے ہوئے اور دوسرا بادشاہ آگے دست ادب لیئے
بیٹھا ہے پشت پر کچھ لوگ ایک ایک رومال ہاتھ مین لیے ہوئے [illegible]

ویسے ہوئے کھڑے ہین یہ لوگ جس کام پر معین ہین انشاء اللہ بروقت معلوم ہوجائیگا اور آگے تخت کے
دو جوان انتظام کرتے ہوے کہ قد انکے دیو سے کہین بلند جو بدستین کاندھون پر رکھے ہوے پیادہ پا
چلے آتے ہین کیونکہ مرکب انکے سواری کے لایق دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا ہے اسی لشکر کی آمد مین شام ہوگئی
تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لاجورد شاہ نے جاتے ہی پھر حکم دیدیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا اودھر لشکر امیر مین بھی طبل جنگ بیدر نگ بجا ادھر لشکر
شہجر پرستان مین بھی نقارہ رزمی گڑ گڑایا تینون لشکرون مین تیاری جنگ وجدال ہونے لگی تمام رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو ہر سہ لشکر معرکہ آرائے میدان ہنرد ہوے بعد آراستگی صفوف قتال
وجدال نقیب نہیب دیکر چلے گئے تھے کہ پھر شمائل خان لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
مبارز طلب کیا اس طرف سے لندھاوہ بن لندھور نکلے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تھا کہ
شمائل خان نے گرز مارا لندھاوہ نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تک نکل گیا
مگر مرکب لندھاوہ کی ٹوٹی عیار جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا تو لندھاوہ
بیہوش کھڑے ہین ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے عیار نے گرد کو پانی چھڑک کر بٹھایا لندھاوہ کی آنکھ
کھلی عیار سے کہا کہ دوسرا مرکب لا یہ مرکب بیکار ہوگیا ہے یہ کہکر زین فرس کو خالی کیا عیار گھوڑا لینے کے
واسطے روانہ ہوا لیکن شمائل خان نے جو دیکھا کہ مرکب لندھاوہ کا مارا گیا اور یہ دوسرا گھوڑا اسنے
طلب کیا ہے اتنی بڑی ضرب سے بچ گیا جھپٹ کر دوسرا وار کیا لندھاوہ کا برا حال ہوگیا تابہ کمر غرق زمین
ہوگیا اور گرز جو پھیلتا ہے شانے پر گرا ضرب شدید آئی لندھاوہ بیہوش ہوگئے شمائل خان نے
سر کاٹنے کا قصد کیا تھا کہ ارشیون پہیزاد نے مرکب اپنا جولان کیا آواز دی کہ او ملعون کیا کرتا ہے خبردار
ہوشیار ہوجا کہ مین آپہنچا شمائل خان نے آواز دی کہ آتا ہے تو آ کیا کریگا اور وہی گرز ارشیون پر
مارا ارشیون نے بھی اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا ارشیون کی بھی وہی حالت ہوئی مرکب
مارا گیا گرز پھسل کر ران پر گرا یا ران ارشیون کا بھی مجروح ہوا یہ حال دیکھکر فرہاد خان یک ضربی نے
فیل اپنا نکالا اور سامنے آکر آواز دی کہ باش او خیرہ سر تجھے شرم نہین آتی کہ زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے
شمائل خان نے فرہاد یک ضربی پر وار کیا فرہاد خان نے وار اسکا رد کر کے جو بدست مارا
کہ گرز دو کر دیا لیکن شمائل خان نے لگا کر گرز سے تلوار کھینچی فرہاد خان نے بھی تیغ سنبھالا
رد و بدل ہونے لگی شام تک ان دونون مین تلوار چلی شام کو دونون زخمی ہوے طبل بازگشت بجا
دونون لشکر میدان سے پھرے علاج زخمیون کا ہونے لگا امیر عالی وقار داخل بارگاہ سلیمانی ہوے
کہ پھر خبر طبل جنگ کی پہونچی صبح کو پھر صف آرائی ہوئی آج مریخ ستارہ حشم میدان مین آیا مبارز
طلب کیا لشکر امیر پاتوقیر سے بہرام تیغزن نے مقابلہ کیا مریخ زخمی ہوا کہ یکایک پردہ بیابان سے
تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ یکایک گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ افلاک روئین تن
چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے آتا ہے لیکن افلاک نے جو بہرام کو نعرہ زن دیکھا وہین سے مرکب
کو جھکا کر سامنے آیا اور آواز دی کہ ہمارے ہونے سے تم لوگون نے بڑی آفتین برپا کر رکھی ہین لاف
بہادری کی بہرام نے کہا نہین جانتا تو کہ ہم لوگ خدا پرست ہین ظلم دستی کرنا ہمارا شیوہ نہین افلاک نے

خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی کوتی ستر
طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بہرام نے نیزہ ہاتھ سے افلاک کے ہوائی کیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و
تار ہوگیا کھینچکر تلوار آواز دی کہ خبردار کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی ہی
راست بازی ہے جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر بڑھاکر مرکب کو بہرام پر وار کیا بہرام نے وار اسکا
سپر پر روکا تلوار درمیان مین ضامن دی افلاک کا تیغہ لنگر دار ہی جوان بھی زبردست ہی تیغہ جو پڑتا ہی سپر کو
قلم کیا لیکن پشت شمشیر پر کا انجام کار تین چار وار کی رد و بدل ہوئی افلاک ناپاک روئین تن تھا ہر مرتبہ وار
بہرام کا سر پر روکتا تھا آخر کار بہرام ہاتھ سے افلاک کے زخمی ہوا یہ رنگ دیکھکر قیماس بلند آواز
نعرہ کرکے جھپٹا تمام صحرا آواز سے اسکی گونج گیا لیکن یہ بھی ہاتھ سے افلاک کے زخمی ہوا کہانتک
بیان کیا جاے کہ شام تک بارہ سردار افلاک نے زخمی کیے دو ایک ضعیف جان سے بھی مارے
گئے درجہ شہادت پر پہونچے شام کو طبل بازگشت بجا ہر سہ لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے
لاجورد شاہ افلاک پر سے زر نثار کرتا ہوا پلٹا مین میدان داریون مین افلاک سے شہرا کر دیا
ستر یا بچہتر سردار لشکر اسلام کے زخمی کیے اور پندرہ ایک قریب جان سے مارے گئے امیر با توقیر
نہایت پریشان ہین ہر شخص جنگ افلاک سے پہلو تہی کرتا ہی کہ یہ ملعون روئین تن ہی حربہ اسپر
کارگر نہین ہوتا پھر کیونکر مقابلہ کیجیے اسی انتشار مین پھر خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی امیر نے فرمایا
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل اسی وقت یہان بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین
آیا تیاری جنگ ہونے لگی ناگاہ فلک نے چادر سیاہ شب دور کی اور لباس سفید سحری زیب جسم کیا
بزم سیارگان مین ابتری ہوئی شہنشاہ خاور نیزہ خط شعاعی پنجہ زرین مین لیے ہوئے نمودار ہوا تینون
لشکر میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوے ایک جانب لشکر لاجورد شاہ مثل سمندر کے موجین مارتا ہوا
ایک سمت سیاہ شیحر پرستان اور وہ دونون پہلوان زبردست کہ جنکی صورتین دیکھا دیکھکر زہرے
آب ہوے جاتے تھے ایک طرف لشکر اسلام مع امیر عالی مقام میدان جنگ مین قیام پذیر ہوا
لیکن بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ افلاک روئین تن نے
کرگدن اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا پیادہ پا ہوکر اجازت جنگ مانگی لاجورد
شاہ نے کہا جا سپرد کیا تجکو اپنے پر قدرت کے تیری موت کو خداوند نے پیدا ہی نہین کیا تو ہمیشہ زندہ
رہیگا سب کو قتل کریگا لیکن تو کسی کے ہاتھ سے مارا نجائیگا افلاک کا دل قوی ہی بارد گر مرکب پر
بیٹھکر عازم میدان کارزار ہوا جس وقت بیچ میدان مین پہونچا بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ باشش
اے گروہ خداپرستان جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو ہنوز سخن
وردہان تھا کہ لشکر اسلام مین جانب دست چپ علم سرخ جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار
نے بوداماگ کا لیا سامنے تخت بادشاہی کے آیا اتر کر مرکب سے اجازت جنگ مانگی بادشاہ
نے فرمایا جاو سپرد پروردگار کیا شہریار دلاور بار دگر مرکب پر بیٹھکر بادشاہ کو سلام کرکے میدان مین
بمقابل افلاک روئین تن آیا افلاک نے کہا اے شہریار کیا نہین دیکھا تو نے کہ مین نے
کن کن سردارون کو زخمی کیا کس کس کو جان سے مارا تجھے کچھ خوف اپنی جان کا نہ آیا جو میرے سے

مقابلے کو نکلا شہریار نے کہا کیا بھول گیا اُس وقت کو جب مع کرگدن تجکو اُٹھا لیا تھا اگر پنجہ گرگر نہ لیجاتا
تو معلوم ہوتا تجکو خبر لاضرب بہادری کی افلاک نے نیزہ مارا شہریار نے نیزہ نیزے پر لیا سر طعن مین
نیزہ ہاتھ سے افلاک کے نکال دیا نیزہ تو مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے افلاک کے نکلکر بلند ہوا لیکن
خود نیزہ بسر آب خجالت مین غرق ہو گیا آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست
بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر کھینچکر تلوار سر شہریار پر وار کیا شہریار نے ملاکر مرکب کو
دھار تلوار کی بچاکر ہاتھ بند دست پر ڈال دیا افلاک نے بھی ہاتھ گریبان مین ڈالا زور ہونے لگے
مرکب لنگردون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون دلیر مرکبون سے کود کر عازم کشتی ہوے دستی زبردستی
کھینچنے لگے پیچون کے جھٹ بندہ گئے بہادران لشکر مرکبون کو بڑھا بڑھا کر قریب آ گئے تماشائی جنگ
دیکھنے لگے جب شہریار نامدار افلاک کو پکڑ لاتا ہی افلاک نکل جاتا ہی اور جب افلاک شہریار کو پکڑ
لاتا ہی شہریار نکل جاتا ہی یہانتک کہ دن قریب ختم ہو نچا طیفور شیر دل نے کہا ای شہریار یہ آج کیا ہی بہت
عرصہ ہو گیا بس اُسی وقت شہریار نے دونون ہاتھ افلاک روئین تن کے پکڑ کر جو زور کیا گیارہ قدم
لے گیا ہکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے وہین کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو ہکا مارا سر سے
اُٹھا لیا اور چہرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاردن شانے چت گرا کود کر چھاتی پر آواز دی کہ کیا کہتا ہی شناخت
پروردگار عالم مین افلاک نے کہا اول تو میری موت ہی نہین مین ڈرون تجھسے کیون زیر ہو جانا اور
بات ہی دوسرے اگر ہزار جانین ہون تو تمام پہ اُس خداوند کے نثار ہین کہ جو سامنے کھڑا ہوا تماشا اپنے
بندے کی جانبازی کا دیکھ رہا ہی بس شہریار نامدار نے ایک پاؤن افلاک کا ہاتھ مین تھاما اور دوسرا
پاؤن قدم کے نیچے دبایا اور کہا پکار خداوند کو دیکھون تو کیونکر تیرا خداوند تجھکو بچا لیتا ہی اور آگاہ ہو جا کہ موت
اس طرح آتی ہی یہ کہکر جو زور کیا افلاک روئین تن کو چیر کر پھینک دیا تمام اہل لشکر لاجورد شاہ کانپ
اُٹھے اور شند گاوہ تو سر پیٹنے لگا لیکن شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر
اُدھر شیحر پرست بھی اپنے لشکر سمیت اپنی فرودگاہ پر گئے لاجورد شاہ تو نہایت غمگین و پریشان
اپنی فوج کو لیے ہوے ہی اور امیر باتوقیر شہریار پر سے زر نثار کرتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین
تشریف لاتے اور فرمایا کہ نہین معلوم یہ شیحر پرست کس ارادے سے آئے ہین اور کس سے مقابلہ
کرینگے سرکارون نے آکر عرض کی کہ حضور تو ایسے پائے جاتے ہین کہ لشکر اسلام سے مقابلہ ہو

اب چند کلمے داستان نصرت نشان زینت بارگاہ سلیمانی رستم ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ ملک سلیمانیہ سے واسطے رہائی شاہین بن سلیمان کے چلے تھے جسوقت سرحد طلسم پر ہو نچے
مثل شاہین تمے یہ بھی پھاٹک کے اندر جاتے ہی غائب ہو گئے سلیمان شاہ بانتظار چالیس
یوم صحرا مین مقیم رہے لیکن رستم ثانی جو داخل دروازہ ہوے اب جو دیکھا تو ایک صحرا ہے وسیع
ہر گز کوسون کوئی درخت بلند نظر نہین آتا اور پلٹ کر جو دیکھا تو دروازہ نظرون سے ناپدید ہی بس
اُسی وقت توکلت علی اللہ ایک جانب چل نکلے دیکھا کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ چلا آتا ہی رستم ثانی
نے اسکو تیر مار کر صید کیا دیکھا کہ عقب مین اُسکے ایک جوان زبردست مرکب کو اُڑاتے

مانند بلاے بیدرمان کے چلا آتا ہی رستم ثانی نے بھی باگ اپنے مرکب کی روک لی لیکن اُس جوان
نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باش اوخیرہ سر تو نے میرے اہو کو کیون صید کیا رستم ثانی نے کہا تیر تے
تیر تے خطا کی تھی ہمنے تجھے دکھا دیا کہ یون تیر لگاتے ہین ابھی تجھے تیر لگانا نہین آیا کچھ دنون تحصیل
علم تیر کر یہ سُنکر اُسنے کہا کہ تو بڑا تیر انداز معلوم ہوتا ہی کچھ علم نیزہ و شمشیر مین بھی دخل ہی یا خالی تیر
اندازی ہی آتی ہی رستم ثانی نے کہا جس فن مین جی چاہے آزمایش کر لے اُس جوان نے کہا تو خبردار
ہو جا یہ کہکر نیزہ سینہ بیکینہ رستم ثانی پر مارا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین نی
انی طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ رستم نے نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے ہوائی کیا بس دنیا نگاہون
مین تیرہ و تار ہو گئی جھپٹ کر تلوار ماری رستم ثانی نے وار بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا زور ہونے
لگے گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے کشتی ہونے لگی کوئی دو پہر کامل کشتی رہی
آخرکار رستم نے لنگر اُسکا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت زمین پر گرا
رستم نے آوازدی دیکھا تو نے سزا کو اپنی پہونچا یا ابھی نہین یہ سُننا تھا کہ اُس جوان نے خنجر کھینچکر اپنے
سینہ پر مارنے کا قصد کیا رستم نے دیکھا کہ یہ غیرت دار معلوم ہوتا ہی اپنے کو ہلاک کیا چاہتا ہی جلدی
سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیا کرتا ہی کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی دنیا مین ایسا ہی ہوا کرتا ہی کہ ایک
کو دوسرا زیر کرتا ہی لہذا جو جسکو زیر کرتا ہی اُسے اپنی اطاعت مین رکھتا ہی تو جان اپنی کیون دیتا ہی اُسنے
کہا اے شخص اس ذلت کے جینے سے مرنا بہتر ہی رستم ثانی نے کہا کہ اب تک کیا تو یہ خیال کرتا تھا کہ مجھسے
زیادہ پردہ دنیا پر کوئی زبردست نہین ہی اب اُسنے گردن نیچی کی اور رونے لگا رستم ثانی نے کہا رونے
کا کیا سبب ہی اُس شخص نے بیان کیا کہ مجھپر ایک مصیبت عظیم پڑ گئی ہی جس وقت مجھے اُسکا خیال
آجاتا ہی بیساختہ آنکھون سے آنسو جاری ہو جاتے ہین لیکن تمسے کیا بیان کرون رستم ثانی نے کہا
اے شخص کیا مضائقہ ہی بیان کرنے مین شاید تیرا کام ہمین سے نکل جاے اُسنے کہا میرے چچا
کی بیٹی ملکہ ماہ ناز آفرین نام بچپن سے میرے ساتھ منسوب کر دی گئی تھی جب وہ بھی سن
تمیز کو پہونچی اور مین بھی جوان ہوا ہنوز زمان باپ نے اُسکے رخصت نہین کیا تھا حسب اتفاق
صحن خانہ مین کھڑی ہوئی بال خشک کر رہی تھی کہ یکایک جانب آسمان سے ایک پنجہ گرا اور اُسکو
اُٹھا لیگیا مین اُسی کی فراق مین دن رات رویا کرتا ہون ایک روز مین نے خودکشی کرنے کا قصد
کیا تھا لیکن پھر میرے جی مین آئی کہ آج تمام زمانے کے خداوندون کو پکارون اگر کوئی خداے برحق
بھی ہی تو ضرور سنیگا یہ خیال کر کے لات و منات و لوٹنک لوٹا جھوٹنک جھوٹا دوم خیشا سبکو
پکارا لیکن کچھ نہوا جب تمام زمانے کے خداوندون کو پکار چکا تو آخر مین مسلمانون کے خداے نادیدہ کو
پکارا اُسی ہنگام مین آنکھ میری لگ گئی عالم رویا مین دیکھا مین نے کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہین
اور فرماتے ہین کہ اے اسفندیار صحرائی اطمینان رکھ کہ اسی طلسم مین بہت جلد ایک شخص داخل ہونیوالا
ہی کہ وہ مراد تیری پوری کر دیگا اور اُسی کے ہاتھ سے تو زیر بھی ہوگا اور وہ خاندان حضرت ابراہیم
سے ہوگا نام اُسکا رستم ثانی ہوگا مین نے اُس روز سے پیروی دین اسلام کی اختیار کی تھی اور جو کوئی اسیر
طلسم ہوتا تھا اُس سے مقابلہ کر کے اُسے زیر کرتا تھا جب وہ زیر ہو کر مطیع ہوتا تھا تو اُسکو اپنا

ملازم کر لیتا تھا کیونکہ مین حاکم اس نواح کا ہون مگر افسوس کہ اتبک سب آئے وہ شخص طلسم مین داخل
ہوا کہ جسکا پتا وہ بزرگ دیگئے تھے اور مین تیرے ہاتھ سے ذلیل ہوا یہ سنکر رستم ثانی نے کہا ای
اسفندیار صحرائی مین ہی رستم ثانی ہون اور تو اپنے کو ہلاک نہ کر اپنے امکان بھر مین تیری ناموس کو تجھسے
ملادونگا لیکن یہ بتا کہ نام اس طلسم کا کیا ہی اور لوح اسکی کہان ہی اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ ای
شہریار لوح کا حال مجھے نہین معلوم الا نام اس طلسم کا صندل سے منسوب ہی اور بادشاہ طلسم صندلان شاہ
ہی اور خداوند اس طلسم مین تمثال آئینہ رو ہی رستم ثانی نے کہا کہ کچھ حال شاہین بن سلیمان شاہ
کا بھی تمھین معلوم ہی اسفندیار نے عرض کی کہ وہ اس غلام کا آپ کے مہمان ہی رستم ثانی نے کہا کہ چلو
مجھے اسکے پاس لیچلو اسفندیار صحرائی شاہزادہ رستم ثانی کو لیکر طرف اپنے قصر کے چلا تھا کہ دیکھا سامنے
سے کچھ لوگ چلے آتے ہین اسفندیار کو دیکھا کہ رکاب سعادت انتساب پر رستم ثانی کے ہاتھ
دھرے چلا آتا ہی ان لوگون نے کہا ای افسر ہمارے یہ کیا فعل ہی کہ آج تو مانند محکومون کے ساتھ
اس قیدی تازہ کے چلا آتا ہی اسفندیار نے کہا خاموش رہ خبردار کوئی کلمہ خلاف شان زبان پر نہ جاری ہو
یہ شہریار نامدار زینت بارگاہ سلیمانی زور بازو حمزہ ثانی ہی اسنے مجھے زیر کیا مین مطیع ہوا اور ایک
شاہزادہ کو کہ نہایت بانکے تیور کا تھا دیکھکر رستم ثانی سے عرض کیا کہ یہی شاہین بن سلیمان شاہ ہی
رستم ثانی نے اسفندیار صحرائی سے کہا کہ اصل مین اسی کے لینے کو مین آیا تھا لہذا اب بغیر تمھارے
مشکل آسان کیے لوجانے کا نہین لہذا تمکو مناسب ہی کہ اسے باہر طلسم کے اسکے باپ کے پاس بھیج دو اسفندیار
نے عرض کی کہ ای شہریار یہ امر میرے امکان سے باہر ہی کیونکہ میرا اختیار اسی قدر ہی کہ جو کوئی وارد
طلسم ہو اسے یہان کے نیک و بد سے آگاہ کردون اور اپنے پاس بطور ملازمون کے رکھون مین خود
بھی باہر طلسم کے جا نہین سکتا اور جو شخص کہ داخل طلسم ہو گیا پھر وہ نکل نہین سکتا رستم ثانی نے کہا خیر
تو انشاء اللہ اب اس طلسم کو توڑ ہی کے نکلینگے اسفندیار صحرائی نے شاہزادہ رستم ثانی کی دعوت
بڑی دھوم دھام سے کی اور شاہین بن سلیمان نے بھی ملازمت شاہزادے کی حاصل کی شغل سرود و
شاہد ہونے لگا نازنینان ماہ پیکر حاضر ہوئین مجرا کرنے لگین آواز ساز سے ناہید گردون کے ہوش
اڑے چنگ نوازی بھول گئی برقص مین پاؤن بہکنے لگے بار بار جھک کر جانب زمین چشم تحیر سے
دیکھتی تھی کہ یہ کون گا رہا ہی اور کہان گانا ہو رہا ہی یہان صحبت عیش آراستہ ہی جام شراب ناب
گردش مین ہی اسفندیار صحرائی سا بادشاہ مطیع ہوا ہی تمام بارگاہ مین وہ آراستگی ہی کہ کبھی چشم فلک نے بھی
نہ دیکھی ہوگی جھاڑ اس اس انداز سے روشن ہین کہ جنکو دیکھکر ثریا سے گردون شرماتی ہی چراغان گلستان
مرادش بڑھی جاتی ہی ایک تو تازہ مہمان کی خاطر دوسرے اسفندیار کو بہت بڑی خوشی یہ ہی کہ اب وہ
سمجھا گیا ہی جو دوا سے درد فرقت دیتا ہی ایک حوروش سے فرمایش کر کے یہ غزل گوائی

غزل

ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
اپنے ہاتھون گھر لٹانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
خط انھین لکھکر اگر بھیجا تو مطلع درد کا
دو الکو قاتل کے سمجھانا کوئی تمسے سیکھ جائے

برق مضطر تلملانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
دیکھکر قاتل کو بھر لائے حرارت دل مین خون
درد دل اپنا بتانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
کیا ہوا ذوق مین جون مرد سے ہم آرزو

تیر و پیکان جتنے تھے دلمین وہ سینے سے نکال
سچ تو یون ہی مسکرانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
تیغ تو ادھی بڑی تھی گر پڑے ہم آستانے
لیکن آنکھین تمھین سمجھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

غرضکہ دل تو اسفندیار کا یاد مین ملکہ ماہ ناز آفرین کے بھرا ہوا تھا خوب رویا صبح کو وہ بہار خزان ہوئی رنگ
فلک دگرگون ہوا چراغ جھلملا جھلملا کر خاموش ہو گئے کنول مثل دل عاشق بجھ کر رہ گئے پھول ان بسترون
کے کمھلائے ہوئے تھے کہ جنکو رات بھر کسی گلبدن نے بسایا تھا اب اُس سے فرقت ہو گئی اور وہ
ہجران نصیب عاشق جنون نے تڑپ تڑپ کر شب فرقت بسر کی تھی وہ شکنین بستر کی برابر کر رہی تھی جا بجا
درد آنکھ لگی ہوئی تھی بموجب شعر شب فرقت کے تڑپنے کا پتا دیتا ہے صبح کے وقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا
الغرض جو رات بھر کے جاگے ہوئے تھے سب سو رہے بعد دوپہر کے اُٹھ کر کچھ خاصہ رستم ثانی نے
تناول فرمایا اسفندیار حاضر خدمت ہے اور شاہزادے شہریار زادے مثل شاہین بن سلیمان کے
جو اسیر طلسم ہین حاضر خدمت ہین سب منہ دیکھ رہے ہین کہ شاید ابھی شہریار نامدار کی بدولت رہائی حاصل
ہو جائے لیکن رستم ثانی نے اسفندیار سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص داخل طلسم ہونا چاہے تو کیونکر
جائے اسفندیار نے عرض کی کہ حضور اس ارادے سے باز رہین کیونکہ کوئی شخص زندہ داخل طلسم
نہین ہوتا تا بہ طلسم پہونچتے پہونچتے سوے عدم روانہ ہو جاتا ہے رستم ثانی نے کہا یہ کہا وہ راستہ کونسا ہے اسفندیار
صحرائی نے عرض کیا کہ یہان سے چالیس سو قدم پر ایک حمام جانب جنوب واقع ہے کہ کئی حوض بنے ہوئے
ہین اور برابر ان حوضون کے ایک کنوان ہے اُس کنوین پر دو برجیان چھوٹی چھوٹی بنی ہوئی ہین ادھر
انسان قریب اُس حمام کے پہونچا اور وہ طائر زفیلا ساتھ ہی کنوین اور حوضون سے ایک طغیانی کے
ساتھ پانی اُبلتا ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے بہیا آگئی پھر انسان لاکھ بھاگے لیکن وہ پانی پیچھا نہین چھوڑتا ہے
تاوقتیکہ غرق آب نہ ہو جائے بعد اُسکے ایک نہنگ پیدا ہوتا ہے کہ وہ انسان کو نگل کر اُسی کنوین
مین اُتر جاتا ہے یہ سنکر رستم ثانی نے کہا کہ مین ضرور قریب اس حمام کے چلونگا اور اُس طائر کو تیر سے
مارونگا اسفندیار نے عرض کی اے شہریار مین آپ کو ہرگز راستہ اُدھر کا نہ بتاؤنگا اور نہ جانے دونگا
بغیر کسی تدبیر کے چلے جانا آپکو ہلاکت مین پھنسانا ہے رستم ثانی نے کہا جو کچھ ہو بغیر گئے ہوئے لوح
نہ ملیگی اسفندیار نے عرض کی کہ قربان اس جرأت کے لیکن جب خود تشریف لے گئے تو لوح کیونکر
ملسکتی ہے رستم ثانی نے کہا خدا مالک ہے اسفندیار نے عرض کی ہان خوب یاد آیا اسی صحرا مین ایک
حوض اور بھی ہے کہ بعد مہینہ بھر کے نواح طلسم کے لوگ وہان جاتے ہین کوئی جام زہر بھر کر اُس حوض مین ڈالتا
ہے کوئی ساغر مے اُنڈیل دیتا ہے کوئی کوزہ شربت خالی کر دیتا ہے کوئی کاسہ شیر بھر کر اُس حوض مین انڈیل
دیتا ہے پھر جو شخص اپنا کوزہ بھرتا ہے اُسکے کوزے مین وہی شے بھر آتی ہے کہ جو اُسنے حوض مین انڈیلی تھی
یہ سنکر رستم کو نہایت تعجب ہوا کہا ہم وہان ضرور جاینگے اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ بانیان طلسم بھی
ایک علامت آمد طلسم کشا کی لکھ گئے ہین کہ جس دن یہ طلسمی حوض شکست ہو اور فعل اسکا بدلا وہی روز ورود
طلسم کشا کا ہے لہذا آج سے آٹھوین روز وہ دن ہے سب چلین گے آپ بھی تشریف لے چلیگا رستم نے کہا بہتر
اور منتظر وقت ہو کر بیٹھے یہانتک کہ وہ روز معین آیا اسفندیار صحرائی رستم ثانی کو مع اور مددگارون کے لیے
ہوئے طرف اُس حوض کے روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل جس وقت قریب اُس حوض کے پہونچے دیکھا
کہ خلقت خدا جمع ہے اور بدست جام لبریز کر کر کے اُس حوض مین ڈال رہے ہین یہانتک کہ قریب شام وہ
حوض پر ہو گیا اب جسنے جسنے اپنا کوزہ بھرا ہوا دودھ شربت وغیرہ ڈالا تھا اُسنے جام سے لیا لیکن یہ معلوم ہوا

آج کے روز انجام اچھا نہین ہی زہر وغیرہ جبد انہوسکا ہر چیز مخلوط ہو گئی جشنجام پیا زبان اینٹھ گئی دم بھر مین کام تمام
ہو گیا یہ رنگ دیکھتا تھا کہ نبات جادو جو منتظم اس حوض کا صندلان شاہ کیطرف سے ہی ادھر ادھر دیکھکر اسفندیار
صحرائی کی طرف مخاطب ہوا اور بغیظ وغضب چلایا کہ ای اسفندیار سچ بتا کہ تازہ قیدی کون ہی اسفندیار ڈرا کہ اگر
بتا سے دیتا ہون تو یہ شہریار عالی وقار قید ہوا جاتا ہی اور نہین بتاتا ہون تو مجھپر عتاب بادشاہ طلسم کا آتا ہی گویم مشکل وگر نہ
گویم مشکل لیکن وہ شیر غرندہ نیستان شجاعت یعنی رستم ثانی ذی شوکت خود لکارا کہ باش او قرمساق قیدی کیسا قیدی
تو ہوگا ہم تو آزاد ہین لیکن تازہ وارد اس مقام پر ہین ہین کیا کہتا ہی نبات جادو نے کہا کہ بیشک تو ہی فتاح
طلسم ہی بانیان طلسم یہ بھی لکھ گئے ہین کہ وہ بڑا دلیر وسرکش ہوگا آپکو خود ظاہر کر کے گرفتار کرا دیگا یہ کہکر کچھ
اسم سحر پڑھنا شروع کیا رستم ثانی نے یہ رنگ دیکھکر تلوار کھینچی اور بڑھا بڑے جیسی ہی قریب نبات جادو کے
پہونچے آسے ایک دہماڑ ارگیر کی آواز آئی زمین نے پاؤن پکڑ لیے ہاتھ بے قابو ہو گیا تلوار کھچی رہگئی وار ہوسکا
نبات جادو نے مشکین رستم ثانی کی رسن سحر سے باندھین اور پر پرواز پیدا کر کے رستم کو لیے ہوئے
اڑا ہوا اطراف طلسم کے روانہ ہوا یہان بعد اسکے جانے کے اسفندیار صحرائی بہ افسوس کنان گریہ وزاری
کرتا ہوا پھر کر داخل قلعہ ہوا اور یاد مین شاہزادہ رستم ثانی کے دن رات رویا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ افسوس
اس صاحب اقبال نے اپنی جہالت مین آپکو گرفتار کرایا دام مصیبت مین پھنسایا اب یہان کون ایسا دوست
رفیق ہی کہ جو رہائی کی فکر کریگا سب دشمن بادشاہ طلسم خود عدوے جان ہی یقین ہی کہ ایک آدھ روز مین
قتل ہو جائیگا لاش کو دفن وکفن بھی نصیب نہوگا ادھر شاہین بن سلیمان نے جبسے شاہزادے کو دیکھا
تھا دل کو ڈھارس تھی کہ یہ فتاح طلسم ہی اور تیرا محسن ہی کہ اپنی جان پر کھیل کر تیری رہائی کو آیا ہی
اسکی بھی آس ٹوٹی مانند ماہی بے آب کے تڑپتا تھا ان دردمندون کو تو اس حالت مین چھوڑا جاتا ہی
لیکن اب حال نبات جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ قید شاہزادہ رستم ثانی نامور کی لیے ہوئے اپنے مکان پر
آیا شاہزادے کو قید کیا اور آپ خدمت مین صندلان شاہ کے روانہ ہوا وہان صندلان شاہ تخت حکومت
پر جلوہ افروز ہی گرد وپیش ارکین سلطنت کا مجمع ہی وزرا امرا بہ ادب اپنے اپنے منصب کے موافق جاے
مناسب پر بیٹھے ہین معلم کتابدار ایک کتاب کھولے ہوئے دیکھ رہا ہی اور کہرہا ہی کہ ای بادشاہ یہ سال اس
طلسم پر نہایت سخت ہی فتاح طلسم اس سال مین داخل طلسم ہوگا بلکہ وہ خود بھی بری ساعت سے نکلا ہی داخل
طلسم ہوتے ہی گرفتار ہو جائیگا لیکن اگر زندہ بچکر رہا ہو گیا اور پھر طلسم مین آیا تو مرحلہ شکست کرتا ہوا
بڑے شد ومد سے آئیگا لہذا اگر پہلے ہی گرفتاری مین قتل ہو گیا تو بہتر ہی ورنہ انجام اچھا نہین ہی ہنوز
یہی ذکر تھا کہ نبات جادو پہونچا اور تسلیم بجا لایا صندلان شاہ نے پوچھا ای نبات جادو خیریت ہی
تو اپنی سرحد کو چھوڑ کر ایسے نازک وقت مین کیون آیا کہ برابر کتاب زرنشتی سے ظاہر ہو رہا ہی کہ فتاح
طلسم داخل طلسم ہو چکا ہی اور بعد بطا جادو کے مرحلہ تیرا ہی نبات جادو نے عرض کی کہ ای شاہ تیرے
اقبال سے مین نے فتاح طلسم کو گرفتار کیا اور قید کر آیا ہون اگر حکم ہو تو بیرون طلسم لیجا کر قتل کر ڈالون کیونکہ
رکھنا ایسے شخص کا بہتر نہین ہی مبادا کوئی افتاد پڑے تو پھر ہاتھ آنا اسکا مشکل ہی اور اندر طلسم کے شرط ہی
کہ چالیس روز قید رکھا جاے پھر اسکے قتل کیا جاے صندلان شاہ نے کہا بہت مناسب ہی تو لیجا اور
باہر طلسم کے میدان خونی تیار کر کے آجکے تیسرے روز طلسم کشا کو قتل کر اور ہم اسی روز جشن قرار دینگے

تاکہ ایک عالم قتل طلسم کشا کا تماشا دیکھکر عبرت کرے اور اہل طلسم کی بہت بڑی خوشی کی بات ہی کہ دشمن انکا
قتل ہوگا بنات جادو تو حکم قتل لیکر اُس طرف روانہ ہوا یہان صندلان شاہ جادو نے تصویر طلسم کشا کی مع
پروانہ کے روانہ کی کہ تمام اہالیان طلسم صندل صورت طلسم کشا کی پہچان لین اور مبادا طلسم سے اُس تین روز کے
عرصے مین طلسم کشا رہا ہوجاے تو اُسے جہان پائین گرفتار کر لین اور بروز قتل بیابان خونریز مین حاضر ہوکر
تماشاے قتل دیکھین اُسی وقت ساحر پروانے لیکر طرف عہدہ داران طلسم کے روانہ ہوے کہ چند نام
اس وقت تحریر کیے جاتے ہین باقی بروقت ضرورت چنانچہ ایک نامہ مع تصویر پاس ابلیس عود لپشد کے پہونچا
ایک نامہ پاس جذا ایل دشتک زن کے گیا ایک پروانہ پاس نقاش حیرت نما کے پہونچا ایک خط پاس دیدہ
آسمان شگاف کے پہونچا ایک حکم نامہ پاس ملکہ گم جادو کے پہونچا ایک پروانہ پاس ملکہ خلخال مختر خرام
کے اور اسی طرح متفرق نامے حاکمان ملک و مالکان مراحل کو پہونچے کہ جنکا ذکر انکے وقت پر آئیگا لیکن یہ
سب نامے تقسیم ہونے کے بعد اب تیسرے روز کا انتظار ہی حسب اتفاق ایک تصویر صندلان شاہ نے
اپنے پاس رہنے دی تھی شب کو جو ایوان شاہی مین آکر سویا تصویر گلے سے اُتار کر سرہانے رکھدی
تھی صبح کو بھولکر اُٹھ کھڑا ہوا اور دربار مین چلا آیا حسب اتفاق وہ تصویر ایک پیش خدمت کے ہاتھ لگی ایسے
جوان حسین کی تصویر دیکھکر پاس ملکہ صنم بادلہ پوش دختر کوچک صندلان شاہ کی آئی اور عرض کیا کہ ملکہ دیکھو
تو کیا پیاری صورت ہی اسکی صنم بادلہ پوش نے کہا یہ کسکی تصویر ہی اُسنے عرض کی کہ بی بی مین نہین
جانتی ہون تمھارے والد ماجد کے بستر پر سے پائی ہی اسپر کچھ لکھا ہی دیکھکر پڑھ لو معلوم ہوجائیگا صنم
بادلہ پوش نے بغرض نام پڑھنے کے تصویر ہاتھ مین لی دیکھا تو لکھا ہی کہ یہ تصویر فتاح طلسم رستم ثانی کی
ہی اُدھر تو نام طلسم کشا پر نظر پڑتے ہی دل تھرایا غش آیا کہ یہ باعث بربادی ہمارے ملک کا ہی لیکن ساتھ ہی
صورت زیبا پر جو نظر پڑتی ہی وہ دشمنی مبدل بہ دوستی ہوگئی ہزار جان سے عاشق ہوگئی رنگ رو متغیر ہوا
اُس عورت سے کہا اب کسی سے اس تصویر کا ذکر نہ کرنا اگر بابا جان بھی پوچھین تو نہ بتانا یہ تصویر مجھکو دیدے
اور کچھ اشرفیان اسکو دین تصویر لے لی پاس اپنے چھپالی اتنے مین کچھ سہیلیان دوڑی ہوئی آئین
اور اُنھون نے کہا اے ملکہ آپ کی والدہ ماجدہ نے حکم فرمایا ہی کہ کل طلسم کشا قتل ہوگا لہذا ہم سب کو
خوشی کرنا چاہیے تمھین لازم ہی کہ کوئی سامان تازہ عیش و طرب کا مہیا کرو یہ سننا تھا کہ ملکہ کے چہرے کا
رنگ اُڑ گیا ایک آدنے کہا اے ملکہ عالم مین اس وقت ایک نئی بات دیکھتی ہون کہ اتنی بڑی خوشی کی خبر
سنکر آپ کچھ خوش نہوئین بلکہ رنگ رو متغیر ہوگیا ملکہ نے کہا چپ رہو اور میرے باغ مین آؤ تو بیان کرون
مجھے کچھ اور خیال تھا اتنے مین سامنے سے ملکہ زرینۂ الماس پوش سامنے سے آئی اور کہا کیون بی بی
مزاج کیسا ہی رنگ رو متغیر ہی منھ اُترا ہوا ہی صنم بادلہ پوش نے گردن نیچی کر لی ملکہ نے خود کہا کہ کچھ
تمنے سنا کل فتاح طلسم قتل ہوگا یہی عنایت خداوند تمثال آئینہ رو کی تھی کہ وہ خود اسیر ہوگیا ورنہ بیان
نہایت سخت تھا طلسم پر یہ سنکر اور ملکہ کا چہرہ کمھلا گیا ابتو زرینہ الماس پوش نے پوچھا کہ لڑکی یہ نئی
بات ہی کہ تو خوشی کی خبر سنکر رنجیدہ ہوتی ہی کیا طلسم کشا تیرا کوئی عزیز ہی صنم بادلہ پوش نے عرض کی
کہ اماں جان میری نظر انجام پر ہی جو میری یہ حالت ہوتی جاتی ہی مین نے سنا ہی کہ اگر فتاح طلسم چھوٹ
گیا تو پھر ہاتھ آنا دشوار ہی مجھے اس بات کا اندیشہ ہی کہ کہین ایسا نہو کہ وہ چھوٹ جاے ملکہ زرینہ

نے کہا لڑکی تو کیسی ناداں ہے کیوں فال بد زبان سے نکالتی ہے ہزار سے یہ طلسم صندل ہے یہاں سوا دشمنوں کے اسکا کون دوست ہے جو بچ جائیگا جو پائیگا خون بہائیگا اس سے تو اطمینان رکھو اگر کوئی دوست اسکا یہاں آنے کا قصد بھی کریگا تو بغیر گرفتار ہوے داخل طلسم ہو نہیں سکتا یہ سنکر ملکہ نے کہا تو بہتر ہے میں سے باغ طرب انگیز میں جاتی ہوں اور سامان عیش و طرب مہیا کراتی ہوں یہ کہکر بات کو ٹال کر مع سہیلوں کے طرف باغ طرب انگیز کے روانہ ہوئی جسوقت باغ میں پہونچی ادھر ادھر ٹہلی مگر کہیں دل نہ لگا آخرکار قصر یاقوت نگار میں آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی سہیلیوں نے کہا اے ملکہ عالم کچھ تو بیان کیجیے یہ حالت آپکی کیا ہوئی جاتی ہے ملکہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر ورد زبان کیا شعر فرقت کی سختیوں میں کبھی دے سکا ساتھ پایۂ قابو میں جب نہیں تو کسے اعتبار دل ہو ملکہ سمر دابہ جادو کہ صنم بادلہ پوش کی وزیرزادی ہے نہایت محبت رکھتی ہے بلائیں لیکر بولی کہ اے ملکہ میں صدقے جو مجھسے چھپائے گا تو کس سے کہیے گا یہ عاشقانہ شعر پڑھنا علت سے خالی نہیں ہے کیسپر دل آیا کس محبوب نے بسمل بنایا ملکہ نے کہا کہ اے سمر دابہ واقع میں وہ ایسی کونسی بات میری ہے جو تجھپر پوشیدہ ہے اور کونسی تیری بات ہے جو مجھپر ظاہر نہیں ہے لیکن اپنا حال تو مجموعہ ان اشعار کے ہے جو اکثر اس غزل میں ہیں غزل ✤

چاہیے کا اپنے زخم جگر کے مرہم نمک زنگاری ہے
پونچھ رہے ہیں وہ ہنس ہنس کر قت ہمپر طاری ہے
نالہ و شیون شب کو اگر ہے دن کو آہ و زاری ہے
اشک کو اپنے بوند نہ سمجھو جلتی ہوئی چنگاری ہے
دیکھتا ہوں میں جو یہ الٰہی خواب ہے یا بیداری ہے
صبح نظر آئیگی نہ ہرگز رات یہ ہمپر بھاری ہے
قیس سے رسم چاک گریباں اب تک ہم میں جاری ہے
مرتے ہیں لیکن کہہ نہیں سکتے ہمکو کیا بیماری ہے
آفت جان ہیں اسکی ادائیں صورت جسکی پیاری ہے

چارہ گردوں کی کوشش راحت چرخ کی دل آزاری ہے
حال کہا جائے اب کس سے دل تو بھرا آتا ہے
جو کہ ہیں مارے درد و الم کے غم ہی سے دل بہلاتے ہیں
پانی کو بھی آگ بنایا سوز نہاں کی گرمی نے
وہ میرے گھر میں آتے ہوئے ہیں پوچھ رہے ہیں حالت دل کی
آنکھ میں ہے اندھیر زمانہ یاد مجھے ہے ان زلفوں کی
چھٹتے بچنے کا رجنوں ہیں ایک طریقہ رکھتے ہیں
دل کا دھڑکنا چہرے کی زردی گو نہیں خالی علت سے
آرزو اسکو تم کیا جانو گذری ہے جسپر اس سے پوچھو

جب ملکہ نے یہ اشعار حسب حال بآواز دردناک پڑھے بلساختہ سمر دابہ کی آنکھ سے آنسو گر پڑے ملکہ کے قدموں سے لپٹ گئی اور کہا اگر نہ بتائیے گا تو ابھی اپنے کو ہلاک کر دونگی اس وقت ملکہ صنم بادلہ پوش نے محرم سے تصویر شاہزادۂ رستم ثانی کی نکالکر پیش کی اور کہا اے سمر دابہ کیا پوچھتی ہے جو ہمارا قاتل باعث بربادی سلطنت ہے وہی محبوب جانی بھی ہے سمر دابہ تصویر دیکھکر بیخود ہو گئی کہ کیا کہوں کیا نہ کہوں لیکن عرض کی کہ اے ملکہ تمہیں اس دشمن جانی کو دل دیتے ہوئے کچھ تردد نہوا اور بیقابو ہو بیٹھیں ملکہ نے کہا اسی سے تو میں بیان نہیں کرتی تھی سمر دابہ نے کہا یہ تو ممکن ہے کہ وہ نباتات جادو کی قید میں ہے وہ ہوا میرا کیا کر سکتا ہے ابھی جاکر لے آؤں لیکن یہ راز چھپ نہیں سکتا جسوقت ظاہر ہو گیا تو آپکی رسوائی جدا ہے بادشاہ طلسم الگ دشمن ہو جائیگا میری زندگی تو دشوار ہے مگر مجھے اپنی جان کا خیال نہیں ایسی ایسی لاکھ جانیں آپ پر سے نثار ہیں گوارا ہوتے ہی کس دن کے واسطے ہیں مگر آپکی رسوائی بھی ہو گی اور پھر کوئی نتیجہ نہ نکلیگا طلسم کشا پھر گرفتار ہو کر قتل ہو جائیگا ملکہ صنم بادلہ پوش نے کہا اے سمر دابہ کسی طور سے اسے چھڑا میں اسی پیروں طلسم پہنچوا دونگی نہ طلسم میں ہوگا نہ قتل ہوگا نہ میری رسوائی ہو گی لیکن تو اس طور سے

لاکہ تیرا لانا ظاہر نہو اور اگر ابکی بار طلسم کشا چھوٹ گیا تو پھر گرفتار نہین ہو سکتا مین سُن چکی ہون کہ اگر ابکی بار
وہ چھوٹ کر داخل طلسم ہوا تو مرے حلیے شکست کرتا ہوا آئیگا سہر دابہ نے کہا تو آپ نہ گھبرائین یہ کام میرا آج ہی
شب کو مین اُسے لیے آؤنگی لیکن وقت شب کا ہونے دیجیے ملکہ نے کہا اگرچہ ایک ایک پل
ایک ایک برس ہی مگر مصلحت وقت یہی خیر جیسا تم مناسب جانو یہ کہکر خاموش ہو رہی ملکہ نے واسطے دل بہلانے
کے گائنون کو طلب کیا اور شغل رقص و غنا ہونے لگا نازنین بصد ناز و انداز کوئی غزل کوئی ٹھمری کوئی
ٹپہ کوئی خیال گا رہی ہی لیکن ملکہ کا دل نہین لگتا تھا بار بار صحن خانہ کی طرف دیکھا یہ شعر زبان پر لاتی تھی
شعر شام کیا روز جدائی کی نہین ہوتی ہی ٭ دھوپ جب دیکھیے موجود ہی دیوارون پر ٭ کبھی انگڑائی لیکر
سہر دابہ سے کہتی ہی کہ ان گائنون کو رخصت کرو طبلے کی گمک سے دل دھڑکتا ہی سر مین درد ہوتا ہی
سارنگی کی آواز کانون کے پار ہوئی جاتی ہی کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا سہر دابہ نے گائنون کو کچھ انعام دیکر
رخصت کر دیا اور ملکہ سے کہا اے حور جمال پری تمثال انتظار تو معشوق کا اور یہ پریشان حالی جس وقت وہ
آکر دیکھے گا اور گھر کی حیثیت معمولی روزمرہ کے موافق دیکھیگا تو کیونکر سمجھیگا کہ یہ ہماری عاشق ہین لہذا
بناؤ سنگار کیجیے قصر کو آراستہ کیجیے کچھ ساز و سامان تو مہیا کیجیے کہ ہمین ایک پنتھ دو کاج ہین دل بھی
آپ کا بہلے گا اور معشوق بھی آئیگا تو دیکھکر خوش ہوگا ملکہ نے کہا مجھسے کچھ نہین ہو سکتا تو انتظام کر سہر دابہ
نے اُسی وقت آراستگی باغ و سامان چراغان کا حکم دیا مسند جواہر نگار جو ملکہ نے نئی بنوا کر رکھی تھی نکلوا کر
بچھائی اور ہر بات کو ملکہ کا دل بہلنے کے واسطے مکرر سہ کرر پوچھتی بھی جاتی تھی یہانتک کہ بمشکل وہ وقت آیا
کہ لیلی شب نے گیسوون کو سنوارا ستارون سے مانگ بھری قمر کے چاند ٹیکی ماتھے پر لگائے اطلس
سُرخ شفق کا جوڑا زیب جسم کیا یہان چراغان ہونے لگا ملکہ نے سہر دابہ سے کہا کہ اب سب انتظام
مین کر لونگی تو جا سہر دابہ اُسی وقت پر پرواز پیدا کر کے طرف شہر نبایتہ کے روانہ ہوئی یہان ملکہ آپ خود
انتظام مین مصروف ہی روشنی کروا رہی ہی مسند قرینے سے بچھوائی جب سب ان امور سے فراغت ہوئی تو
آئینہ سامنے رکھکر بالون مین کنگھی کی جوڑا بہت بھاری پہنا مثل عروس شب اول کے آپکو آراستہ کیا
منتظر بیٹھی ہی جانب فلک دیکھ رہی ہی لیکن وہان سہر دابہ جادو جو زندان خانہ نبایتہ پر پہونچی دیکھا کہ نبات
جادو بار بار آتا ہی اور محافظان زندان پر تاکید کرجاتا ہی کہ دیکھو خبردار ہوشیار رہنا کہ یہ شب آخر ہی ایسا نہو
کوئی افتاد پڑے اگر آج شب بھر کی تکلیف گوارا کروگے تو زندگی بھر راحت سے سوؤگے اور اگر آج تمنے
غفلت کی تو تا بہ حیات آرام نہ پاؤگے زندان بان آنکھون مین پانی لگاتے ہین باہم ایک دوسرے کو جگاتے
ہین اول تو خود مارے خوف کے نیند کہان یہ رنگ دیکھکر سہر دابہ جادو نے بالاے ہوا سے ایک اسم
سحر پڑھ کر دم کیا کہ جھونکا ہوا سے سرد کا چلا پاسبانون کی آنکھین بند ہونے لگین نیند پر سے جائین قربان
کر کرنے یہ شعر پڑھ پڑھ کر سو رہے شعر یاد مژگان مین مری آنکھ لگی جاتی ہی ٭ لوگ سچ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی
ہی ٭ دیکھا ملکہ سہر دابہ نے کہ سب اس طرح سو رہے ہین جیسے سانپ سونگھ گیا بس اُسی وقت بالاے
ہوا سے اُتر کر زندانخانہ مین آئی اور ایک اسم پڑھا کہ ہتکڑی بیڑی دست و پا چوم چوم کر علیحدہ ہوگئی بازو رستم
ثانی کا پکڑا اُسی وقت پرواز کر کے بالاے ہوا آئی ساتھ ہی خیال گذرا کہ اے سہر دابہ ملکہ کا معشوق اور
اس طرح مثل چور کے لٹکا ہوا جاسے ملکہ دیکھکر کیا کہیگی اُسیوقت رستم ثانی کو لیے ہوے ایک کوہ پر

آئی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر دستک دی دیکھا کہ چار تنابیان ایک تخت سحر لیے ہوئے زمین سے نکلیں سرد ابہ جادو
نے رستم ثانی کو تخت پر ڈالا اور لیکر طرف باغ کے روانہ ہوئی یہان ملکہ دیدۂ انتظار وا کیے ہوئے دیکھ
رہی ہے سرد ابہ کا انتظار ہے بموجب شعر وقت تکتے ہیں ترے آنے کا ہم ✽ گہ نظر در پہ ہے گہ دیوار پہ ہم ✽
کہ ناگہاں بالائے ہوا سے تخت اترتا ہوا نمودار ہوا ملکہ یا تو مسہری پر پڑی ہوئی تھی کنیزیں گرد و پیش بیٹھی
ہوئی دل بہلا رہی تھیں یا اٹھ بیٹھی اتنے میں تخت نیچے اترا سرد ابہ نے کہا لیجیے آپکا یار جانی محبوب جاودانی
حاضر ہے اور سحر اپنا رستم ثانی پر سے اتار لیا نیند برطرف ہوئی رستم ثانی کی آنکھ کھلی تو عجب عالم دیکھا کہ یا تو
وہ زندان تیرہ تھا یا ایک باغ دلکشا ہے ایک خورشید پری جمال آفت ہوش بادلہ پوش سامنے بیٹھی ہے ایک نازنین
ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہے اور حسین گرد و پیش مجمع کیے ہوئے ہیں رستم نے دل میں خیال کیا کہ میں کہان اور
یہ سامان کہان معلوم ہوتا ہے کہ وقت آخر میں قضا یہ سامان دکھا رہی ہے بیداری نہیں ہے بلکہ عالم رویا کی سیر ہے
یہ سمجھ کر آنکھ بند کر لیں اب صنم بادلہ پوش کو تاب نہ رہی سر زانو پر رکھ لیا اور کہا اے دشمن دین و ایمان اے
آفت جان و تاب و توان یہ خواب نہیں ہے بلکہ عین بیداری ہے تو نے آنکھ کیوں بند کر لی رستم ثانی نے پھر
آنکھ کھولکر دیکھا اب سراپا ناز محبوب پر پایا نظر جو رستم ثانی کی ملکہ صنم بادلہ پوش کے جمال بے مثال پر پڑتی ہے
ہوش باختہ ہوئے سکتے کا عالم ہو گیا ملکہ نے کہا کیوں مزاج کیسا ہے رستم ثانی نے یہ شعر ورد زبان کیا
اور اٹھ بیٹھے شعر خبر آہ کیا تھی اسکی وہی غش کی گھڑی تھی ✽ ہم آہ نہیں جیتی وہ گذری مجھے ہوشیار کرتے ✽ بعد
اسکے پوچھا کہ آپ کون ہیں نام آپ کا کیا ہے ملکہ نے کہا آپ کو میرے نام و نشان سے کیا مطلب ایک خادمہ
ہوں رستم ثانی نے کہا اگر یہ احسان کیا ہے کہ مجھکو اس قید شدید سے بچایا ہے تو نام بھی بتلا دیجیے ملکہ نے کہا
نام بتانے میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن کیا اپنے باپ دادا کا نام رسوا کروں میں بد نصیب ایسی نکلی
کہ اپنے خاندان میں داغ لگایا تجھ ایسے بے خبر شخص دشمن جان پر عاشق ہوئی رستم ثانی نے ہنسکر جواب دیا کہ عاشقوں کا
یہی شیوہ ہے کہ نام بھی نہیں بتلاتے اگر تم عاشق ہماری ہو تو کبتک ہمسے چھپاؤ گی صنم بادلہ پوش نے کہا
بس اتنی عاشق ہوں کہ قتل آپکا گوارا نہوا زندان سے رہا کر دیا اب آپ کو بیرون طلسم بھجوا دیتی
ہوں آپ اپنے گھر کی راہ لیجیے ہم پر جو گذریگی جھیل لینگے لیکن اتنا خیال رہے کہ دل سے اس دور افتادہ
کو نہ بھلائیگا رستم ثانی نے کہا مجھے تو اب بغیر تمہارے ایک آن بھی قرار نہ آئیگا میں تمھیں چھوڑ کر نجاؤنگا
تم کیسی عاشق ہو کہ جدائی میری گوارا کرتی ہو ملکہ نے کہا کہ اگر جدائی تمہاری نہ گوارا کرونگی تو تمہارے
سر تن میں جدائی ہو جائیگی میں رسوائے عالم ہونگی اور آخرکار تجھے بھی جان پر کھیلنا پڑیگا رستم ثانی نے
کہا جبتک نہ بتاؤ گی میں نہ مانونگا اور تلوار کھینچکر اپنی گردن پر رکھ لی اب تو ملکہ سہم گئی مجبور ہو کر کہا اے طلسم کشا
میں دختر ہوں بادشاہ طلسم کی نام میرا صنم بادلہ پوش ہے تصویر تمہاری دیکھکر عاشق ہو گئی سرد ابہ جادو اپنی
وزیرزادی کو بھیجکر تمھیں بلوا لیا اب بہتر و مناسب یہ ہے کہ میں سرد ابہ کو ساتھ کر دیتی ہوں وہ تمھیں ابھی
بیرون طلسم میں پہنچا آئیگی اب اس طلسم کی طرف آنے کا قصد نہ کرنا کہ یہ مقام نہایت سخت ہے ہم تا زندگی تمہاری
یاد میں تڑپینگے تم ہمیں صبر کرو اور ہمیں تو صبر کہاں بموجب شعر قرار در کف آزادگان نگیرد مال ✽ نہ صبر
در دل عاشق نہ آب در غربال ✽ رستم ثانی نے کہا ملکہ عورتوں کے دل سخت ہوتے ہیں مردوں کے
دل ایسے نہیں کہ جس سے محبت کی بغیر اسکے دم بھر بھی قرار ہو اب تم نکالو گی بھی تو میں نجاؤنگا ملکہ نے

کہا حاصل کیا ہوگا یہ راز چھپ سکتا نہین اگر صبح ہوگئی تو معلم کتابدار فوراً بتا دیگا کہ طلسم کشا فلان مقام پر ہے لہذا
تمھارا رہنا کسی طرح یہان بہتر نہین ہے مفت مین میری رسوائی ہوگی تم پھر گرفتار ہوکر قتل ہوجاؤ گے رستم ثانی نے کہا
جب عاشق ہوے تو کیا مرنے سے ڈر جائینگے بموجب مطلع غم ہجر کیون نہو جانگزا کہ وہ دلبر باوفا جان ہے ؎
مین جہان سے منھ کو پھیرے ہون کہ ہے جان اگر تو جہان ہے ۔ ملکہ نے دیکھا کہ یہ کہنا نہ مانیگا سر جھکا لیا کہ دیکھیے
خدا کیا دکھاتا ہے سمردابہ نے کہا اے ملکہ وقت کو غنیمت جانو صبح کو جو ہوگا وہ ہوگا اتنی رات تو راحت سے بسر کرو
یہ کہکر سامان طرب پیش کیا رستم کو پاس ملکہ کے مسند پر بٹھایا جام شراب لبریز کرکے حاضر کیا رستم ثانی نے
کہا مذہب تمھارا کیا ہے ملکہ نے کہا عاشقی رستم ثانی نے ہنسکر فرمایا کہ یہ تو ہم جانتے ہین لیکن قبل اسکے کیا دین و
آئین تھا ملکہ نے کہا اہل طلسم صندل خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتے ہین رستم ثانی نے لاحول پڑھکر
فرمایا کہ یہ کونسا خر بے دم ہے ملکہ نے کہا اے تم خداوند کو ایسا کہتے ہو رستم ثانی نے کہا اگر تم ایسے مسخرے
خداوند کو مانتی ہو تو مین تمھاری محبت سے باز آیا ایسے ایسے بہت سے خداوند پیدا ہوے اور بڑی بڑی
سرکشیان کین صدہا بندگان خدا کو گمراہ کیا انجام کار نیست و نابود ہوگئے اب ہمارا قدم اس طلسم مین آیا ہے دیکھ
لینا کہ اسکی خداوندی کی بھی قلعی کھل جائیگی اور کچھ تعریف پروردگار عالم کی بیان کی کہ ملکہ کے دل سے زنگ
کفر دور ہوا کہا اے شہریار واقعی مین یہ کوئی ساحر زبردست ہے خداوند بن بیٹھا ہے جسطرح سامری و جمشید کی
خداوندی ہوگئی ایسی ہی کچھ خداوندی اسکی بھی ہے جو آپ کے مذہب مین آئے وہ کیا کہے رستم ثانی نے
کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا ملکہ مع سہیلیون کے از سر صدق مسلمان ہوئی جو ساحرہ ہین وہ مطیع اسلام ہوئین اور
عرض کیا کہ ابھی ہم سحر سے توبہ نہین کر سکتے اگر پروردگار عالم وہ دن دکھائیگا کہ خوف ساحران زبردست
کا ہمسے دور ہوگا اس وقت توبہ کر لینگے بہ برکت طلسم صندل مین قدم رستم ثانی کی یہ ظاہر ہوئی کہ ملکہ
مع سہیلیون کے مسلمان ہوئی اب جام بادۂ گلرنگ گردش مین آیا رقاصان پری خصال ناہید جمال مصروف
رقص و غنا ہوئین ایک نازنین پری تمثال نے یہ غزل شروع کی

فرض کیا ہوا آئیگا جان ہی لیکے جائیگا
ہمین کرتا ہے زیست جسکے سہارے ستم
یہ بھی سنا ہے رکھتے ہین تمسے تمنا نہ جائیگا

جاتے ہو تم اگر تو جاؤ دلکو سنبھال لینگے ہم
خود بھی کریگا ناز وہ جو ترے ناز اٹھائیگا
لوگ کہ ہے اپنا ہی ضرر سمجھے ہین کب ہے آزردہ

یار اگر نہ آئیگا ہجر کا غم ستائیگا
دو گے تسلیان اگر پھر نہ قرار آئیگا
پوچھتے ہو مین تو خبر کہتے ہین قصہ فراق
جان ہماری جائیگی بانکپن نجائے گا

اسی ہنگامۂ طرب مین وہ وقت آیا کہ آسمان پر بزم انجم مین برہمی پیدا ہوئی مشعل ماہ کا نور زائل ہوا چراغ
بھڑک بھڑک کر خاموش ہونے لگے شمعین جھلملا جھلملا کر گل ہونے لگین نسیم سحری نے سوتے ہوؤن کو
ٹھوکر مار کر جگایا جاگے ہوؤنکو تھپک تھپک کر سلایا مثنوی وصل دلبر سے جو رہا تھا شاد ۔ اب وہ کمبخت
ہوگیا ناشاد ۔ جی بچا ہجر مین جو مر سکتے ۔ وہ اٹھا شکر حق ادا کرتے ۔ لیکن جون جون سفیدۂ سحری کی جلوہ گری
چرخ اخضری پر ہوتی جاتی تھی رنگ روے ملکہ صنم بادلہ پوش متغیر ہوتا جاتا تھا لیکن سمردابہ جادو
نے بغیر استفسار ملکہ مصلحت وقت جانکر کچھ اسم سحر پڑھکر پھونکا کہ شاہزادہ رستم ثانی ملکہ کے زانو پر سر رکھکر
سو گیا بس اسی وقت اسنے دست ادب بستہ ملکہ سے عرض کی کہ اے شاہزادی یہ وقت صبر ہے دل پر پتھر رکھیے
اور مجھے حکم دیجیے کہ مین طلسم کشا کو باہر طلسم کے پہونچا آؤن صنم بادلہ پوش کا یہ حال ہوا کہ قریب تھا بلبل روح قفس
جسم سے پھڑک کر نکل جائے لیکن مجبور کرتے تو کیا کرتے سر جھکا لیا اور کہا اے سمردابہ اتنا خیال رکھنا کہ ایسا

تھو جب آنکھ اسکی کھلی اور اس صحبت کو نہ پائی تو آپ کو ہلاک کرنیکا قصد کرے سر دابہ نے کہا آپ خاطر جمع
رکھیے ایسا نہوگا یہ کہکر تخت سحر پر رستم ثانی کو ڈالا اور تخت اُڑا کر سن سن کرتی ہوئی ایک راہ پوشیدہ سے
روانہ ہوئی یہان ملکہ نے اپنی غیر حالت کی کبھی بستر کے باسی پھول اُٹھا کر سونگھتی تھی کبھی آنکھون سے لگاتی
تھی کبھی کہتی تھی کہ ابتک بو اس گلبدن کی میرے دماغ مین بسی ہوئی ہر ہاے ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا کچھ اعتبار
گردش فلک و دوار کا نہین ملکہ کا حال بموجب اس شعر کے تھا۔ شعر شب وصال وہ سر رکھ کے جنہ سوئے تھے
تڑپ رہا ہون وہ تکیے گلے لگاتے ہوئے ملکہ کو تو اس حال پُر ملال سے چھوڑا جاتا ہر لیکن اب حال سر دابہ
جادو کا بیان ہوتا ہر کہ یہ رستم ثانی کو لیے ہوے مراحل طلسم سے بچتی ہوئی سن سن تخت اُڑاتی ہوئی سرحد طلسم سے
دور نکلکر قریب اُس کوہ کے آئی کہ جہان لشکر سلیمان شاہ پڑا ہوا ہر رستم ثانی کو بالاے کوہ اُتارا آپ ایک گھاٹی
مین پنہان ہو رہی اور اسم سحر پڑھکر پھونکا کہ ہوا چلی آنکھ شاہزادے کی کھلی اب جو دیکھا تو وہ باغ باغ خیال نظر آتا ہر
کہ تصور کیجیے تو سب کچھ ورنہ کچھ بھی نہین ہر ایک کوہ مانند ہر چار طرف کف دست میدان نظر آتا ہر رستم ثانی
نے ہاے ملکہ کا نعرہ مارا اور کہا افسوس نہین معلوم کس دشمن نے مجھے یہان پھینکا اگر پاؤن تو ابھی ڈالون
دل سے کہا کہ جو یہان لایا ہر ضرور یہین کہین ہوگا یہ خیال کر کے چہار طرف دیکھنے لگا کبھی اُدھر دوڑ جاتا تھا کبھی اس
طرف نکل جاتا تھا جب کسی کو نہ پایا آکر اُسی تخت کو کہ جسپر سوار تھا تلوارون کی ضرب سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
سر دابہ نے یہ رنگ دیکھکر دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہر کہ اگر یہ مجھے پاجاتا تو ضرور مار ڈالتا لیکن رستم ثانی اُسی
وقت کوہ سے اُتر کر سیر صحرا کی کرتے ہوے چلے سر دابہ نے قیام اپنا اُسی کوہ پر اختیار کیا لیکن رستم جو سیر
کنان ہاے واے سکے نعرے مارتے ہوے چلے دیکھا کہ سامنے ایک لشکر معلوم ہوتا ہر خیال کیا کہ کہین
بادشاہ طلسم کا لشکر نہو شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے چلے جس وقت قریب پہونچے تو پہچانا کہ یہ فوج سلیمان
شاہ ہر اُدھر لوگون نے سلیمان شاہ کو خبر دی کہ رستم ثانی نامور آتے ہین سلیمان شاہ براے استقبال آیا سلام
کیا رستم ثانی نے جواب سلام دیا سلیمان شاہ نے دیکھا کہ آنکھیں سُرخ رنگ زرد چہرہ پر پریشانی حضرت عشق
کی نشانی ہویدا ہر عرض کی اے شہریار عالی وقار کہان سے تشریف لانا ہوا کیونکر آنا ہوا طلسم سے کیونکر رہائی
ہوئی رستم ثانی ساتھ سلیمان شاہ کے باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے اور سب ماجرا ملاقات شاہین
اور مقابلہ اسفندیار اور اسیری اپنی پھر رہائی اور حال ملکہ صنم بادلہ پوش کا سب بیان کیا سلیمان شاہ نے
نے کہا اے شہریار سوا آپ کے آجتک کوئی اس بلا مین پھنسکر پھر رہا نہین ہوا رستم ثانی نے کہا اے سلیمان شاہ
انشاءاللہ بقوت پروردگار توانا اس طلسم کو ضرور شکست کرونگا سلیمان شاہ نے عرض کی آخر کوئی راہ کوئی
طریقہ بھی طلسم کشائی کا ہر یا اسی طرح جس طور سے آپ تشریف لے گئے تھے رستم ثانی نے ہنسکر کہا کہ انشاءاللہ دیکھ
لینا اب انکو تو ایک آدھ روز کے واسطے حالت استراحت مین چھوڑا جاتا ہر بعد کو خدمت ناظرین عرض ہوگا
لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان ملکہ صنم بادلہ پوش کے معرض بیان مین لائے جاتے ہین
کہ بعد روانہ ہونے شاہزادہ رستم ثانی اور سر دابہ جادو کے یہ نہایت مضطر و پریشان کبھی مسہری پر پڑ رہتی ہر
کبھی سیر باغ مین مصروف ہوتی ہر ایک ایک گل کے پاس جا کر بیان کرتی ہر کہ مجھے تیرا کھلا کھلا کر ہنسنا اچھا
نہین معلوم ہوتا کیونکہ میرا گل خندان نظرون سے پوشیدہ ہر کبھی بو کسی پھول کی سونگھ کر کہتی تھی کہ وہ خوشبو اور
ہے یہ بو اور ہر بموجب شعر۔ نہ عطر ملنے کو مانع ہون اس سے روز وصال + کہ غیر کی نہ ترے پیرہن سے بو آئے

کبھی زلف سنبل دیکھکر طبیعت کو پیچ و تاب ہوتا تھا وہ زلفین چلیسلی یاد آتی تھین گھٹائین غم کی دل پر چھا جاتی تھین
کبھی یہ شعر ورد زبان ہوتا تھا کہ شعر ترا بوٹا سا قد اے رشک گل جب یاد کرتے ہین + نہالون سے گلے مل ملکے
ہم فریاد کرتے ہین + یہ تو اسی حال پُر ملال مین ہے لیکن وہان وقت صبح ہوتے ہی دیکھا بنات جادو نے کہ
آمد ساحرون کی شروع ہو گئی یکایک ابر زعفرانی فلک پر نمودار ہوا آواز قہقہہ بلند ہوئی یکایک وہ ابر قریب
آکر شق ہوا دیکھا ملکہ کم کم جادو زعفرانی جوڑا پہنے ہوئے جوڑا کج باندھے تخت سحر پر سوار ایک طرہ
مقیشی جوڑے مین لگا ہوا کہ یہی سحر اسکا ہے انشاء اللہ حال اسکا بروقت مقابلہ ظاہر ہو جائیگا پشت پر
چالیس ہزار نازنین دُر درگوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ مارے سبکے گلون مین جوڑے زعفرانی
اس شان و شوکت کے ساتھ ملکہ کم کم جادو آکر ایک جانب خیمہ برپا کرکے ٹھہری بعد اسکے اور ایک ابر
سیاہ رنگ نمودار ہوا اور ابلیس خود پسند مع ملکہ نسیم گلپوش ایک لاکھ ساحران غدار بلاے بد آفت کے
پرکالے جھولیان جھولیان کاندھون پر ڈالے ہوئے ایک جانب صحرا سے خون ریز مین قیام پذیر ہوا
بنات جادو ان سبکے واسطے حسب مراتب اُترنے کی جگہ بتاتا جاتا ہے بعد اسکے اور ایک ابر ہفت رنگ
نمودار ہوا جس وقت وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ نقاش حیرت نما تین لاکھ ساحران غدار کی جمعیت
سے آیا بعد اسکے جلاجل دستک زن بڑے شد و مد سے یکایک ایک ابر طاؤسی پر نمودار ہوا آواز
گرجنے کی پیدا ہول و ہیبت طاری جسوقت یہ ابر شق ہوا ملکہ دبدبہ آسمان شگاف پانچ لاکھ ساحران غدار
سے پہونچی بعد اسکے ملکہ خانخال محشر خرام مانند فتنہ محشر کے نمودار ہوئی اسیطرح اور مالکان دربند و شاہان
ہر ملک متعلق طلسم صندل سب یکے بعد دیگرے آکر پہونچے اب آمد بادشاہ طلسم صندل شاہ جادو کی ہوئی
کہ ابر کے لکے رنگ بدلتے ہوئے ہزار در ہزار ابر برقین چمکتی ہوئی رعد کے گرجنے کی صدا قریب آکر ابر شق
ہوا اور صندل شاہ جادو تاج مرصع سر پر رکھے ہوئے چارقب شاہنشاہی دربر کیے ہوئے فرق فرق ہم صندل شاہ
کا بمقابل اور ساحرون کے ادنی سایہ تھا کہ صندل شاہ چھوٹی سحر کی نہین لگائے تھا بلکہ بروقت ضرورت تمام
اسباب سحر کی خود بخود سامنے اسکے پیدا ہو جاتی ہین اور وزرا امرا گرد و پیش لشکر فراوان بڑے شد و مد
سے آکر پہونچا بارگاہ سحر جو تحفہ جات طلسمی سے ہے برپا ہوئی صندل شاہ داخل بارگاہ ہوا اور کہا بنات جادو
سے کہ لاؤ طلسم کشا کو بنات جادو زندان خانے کی طرف متوجہ ہوا اب جو آکر دیکھتا ہے تو تمام نگہبان سوئے
ہین گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہے ابھی پچھلی رات تک تو مین خود تاکید کر آیا ہون معلوم ہوتا ہے شب بھر جاگے ہونگے
قریب صبح سو گئے ایک آدھ کو ٹھوکر ماردی کہ کم بخت یہ وقت سونے کا ہے لیکن جواب نہ آیا خیال کیا کہ کیا انکو سانپ
سونگھ گیا ہے جو ہوشیار نہین ہوتے یہ ماجرا کیا ہے گھبرا کر زندان خانے مین آیا اب جو دیکھتا ہے تو قیدی کا پتا
نہین سر پیٹ لیا پھر بلشکران نگہبانون کو ہوشیار کرنا چاہا کسی نے جواب نہ دیا وہ ہوشیار کیا ہوتے ملکہ سرفرابہ
جادو کے سحر مین مبتلا تھے وہ جلدی مین سحر اُتارنا بھول گئی تھی اور سرفرابہ جادو کا سحر ایسا ویسا تو تھا
نہین کہ جیسے بنات جادو اُتار سکتا غصہ مین آکر ایک آدھ کو قتل کر ڈالا پھر یہ خیال گذرا کہ یہی بہت تیری
ہے ورنہ عتاب شاہی مین پھنس جائیگا ایک آدھ بیہوش کو اُٹھا لیا سر پیٹتا ہوا سامنے بادشاہ طلسم کے
آکر عرض کی کہ دیکھیے سب نگہبان ایسے سوے ہین کہ کسی طرح جاگتے ہی نہین نہین معلوم کون ظالم انکو سلا کر
طلسم کشا کو لے گیا اور وہ ایسا ہی کوئی زبردست تھا کہ جسنے میرا سحر طلسم کشا پر سے اُتارا یہ سنتا تھا کہ

کہ صندلان شاہ جادو نے کہا دیکھو ہم ابھی پوچھے لیتے ہین جسکا سحر ہے وہ بتائے دیتا ہے یہ کہکر تازیانہ سحر اُٹھایا اور
کچھ اسم سحر پڑھ کر اُس مرد بیہوش پر مارا اور آواز دی کہ گویا ہو تو کسکا سحر ہے دیکھا کہ تازیانہ پڑتے ہی ایک جوان
سیاہ جسم اُسکے نگہبان سے اُٹھا اور آواز آئی کہ اے شاہ جادوان مین سحر ہون ملکہ سمر دابہ جادو دختر چماق
جادو کا جو وزیرزادی آپکی ہے بادشاہ نے پلٹ کر چماق جادو کی طرف دیکھا اور کہا یہ کیا آتش فروزی کی
اسوقت تمہاری چماق نے گردن نیچی کرلی اور دست ادب بستہ عرض کی کہ میرا اسمین کیا قصور اگر ارشاد ہو تو اس
شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو جہان ملے گرفتار کر لاؤن اور خدمت بادشاہی مین لاکر حاضر کرون جہان پناہ کو اختیار ہے
جو سزا چاہے اُسکے واسطے معین کرین بموجب شعر سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب +
لیکن اے شاہ اتنا تو دریافت فرما لیجیے کہ وہ لیکر طلسم کشا کو کہان گئی ہے کہ مجھے تلاش کرنے مین سہولیت
ہو بادشاہ نے پھر ایک تازیانہ مارا اور کہا بتا سمر دابہ کہان گئی ہے اور طلسم کشا کو کس غرض سے لیگئی ہے کیا
اُسپر عاشق ہوئی ہے سحر نے جواب دیا کہ اے شاہ جادوان سمر دابہ بحکم ملکہ صنم بادلہ پوش طلسم کشا کو پہلے
باغ طرب انگیز مین لیگئی بعد اُسکے باہمراہ ملکہ بیرون طلسم چلی گئی اور اب فلان کوہ پر قیام پذیر ہے یہ سنتا تھا کہ
بادشاہ غیرت مین آکر از سرتا پا پسینہ مین غرق ہو گیا لیکن چماق جادو تلاش سمر دابہ روانہ ہوا اور بادشاہ نے
غصے مین آکر سحر ملکہ سمر دابہ کا جلادیا اور اُسیوقت ناظمان طلسم کو رخصت کر کے آپ ایوان شاہی کی طرف غصے مین
روانہ ہوا کہ جاکر صنم بادلہ پوش کو اسی وقت قتل کرون یہ ناظمان طلسم جو یہان سے اپنے اپنے ملک و مراحل
کی طرف چلے دل مین کہا کہ اب خیر طلسم صندل کی نہین معلوم ہوتی غضب ہے کہ دختر بادشاہ اور طلسم کشا پر عاشق
ہو کچھ پاس ننگ و ناموس نہین بموجب مشہور کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے انجام اچھا نہین ہے یہان تو یہ چرچے ہونیلگے
لیکن بادشاہ تازیانہ بکف غصہ مین جو داخل محل ہوتا ہے پوچھا کہ وہ چھوکری شوخ دیدہ گیسو بریدہ کہان ہے
ملکہ زرینہ نے کہا مردوے جو اس ٹھکانے ہین یا نہین میری بچی نے کیا کیا جو تو گیسو بریدہ کہتا ہے خدا
اُسکی زلفون کو دراز کرے اُسکی شام جوانی کو ترقی دے بادشاہ نے کہا تم کیا جانو جو کچھ کرشمے اسنے اپنے
سے بن مین پھیلائے ہین کہ ابھی پوری چودہ برس کی نہین اُسپر یہ حالت او دیہ حوصلے ملکہ نے کہا آخر کچھ کہو
تو سہی بادشاہ نے کہا کیون کیا باعث بربادی طلسم و ملک و مال بھی ہوئی اس کمبخت نے طلسم کشا کو زندانخانہ
سے نکلوا کر پہلے اپنے باغ مین بلایا پھر سمر دابہ جادو کے ہاتھ بیرون طلسم بھجوادیا کہ قتل ہو یہ کیا نہین
جانتی تھی کہ اگر ابکی طلسم کشا چھوٹ گیا تو پھر ہاتھ آنا دشوار ہے بلکہ طلسم کا بچنا مشکل ہے زرینہ نے کہا تو صاحب
غصہ کو تھامو ذرا انسان سمجھ بوجھ کر بات منہ سے نکالتا ہے کوئی بن بیاہی کنواری لڑکی کو اس طرح بھر منہ کہہ
بیٹھتا ہے اگر اولاد اپنی کوئی فعل کرے بھی تو اُسپر خاک ڈالتے ہین اُسے سمجھاتے ہین کہ آیندہ وہ ایسی حرکت
نکرے یا خود ڈھنڈورا پیٹنے لگتے ہین کہو اتنی دیر مین اُسنے کیا کر لیا اگر اُسکے دشمنون کی نیت بد ہوتی تو وہ
ساتھ طلسم کشا کے خود بھی طلسم سے نہ نکل جاتی کچھ نہین یہ ساری باتین سمر دابہ جادو کی ہین وہ ہمیشہ کی چنچل ہے
مجھے اُس چھوکری کے دیدے سے ہمیشہ سے ڈر معلوم ہوتا تھا اسی سبب سے مین اکثر اُسکی ہمنشینی کی روادار نہوتی تھی
لیکن کیا کہون کہ صنم بادلہ پوش کو بھی اُس سے ساتھ کھیلنے کی کچھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ کچھ کہہ نہ سکتی تھی اے بادشاہ
خبردار اب میری بچی کا نام اس طرح نہ لینا اگر دشمنون نے اسکے غیرت مین آکر اپنی لال سی جان کو تلف و برباد
کیا تو کیا ہوگا یا خدا رکھے ملکہ نوبہار گوہر پوش بڑی بہن اسکی ہے یا یہ ایک دختر ہے ایک آنکھ کی روشنی زائل

ہو جائیگی اگر ایسا ہی ہو تو خبر مین دریافت کرونگی نگران حال رہونگی تم جاو طلسم کشا کی کوئی فکر کرو مبادا پہلے گھر ہی مین آگ
لگانے کو چلے کچھ اس طرح کی باتین ملکہ زرینہ نے کہین کہ بادشاہ کو سوا الٹ پلٹ جانے کے کچھ نہ بن پڑی اور دربار
مین آکر حکم دیا کہ کوئی ساحر زبردست بیرون طلسم جا کر سکونت اختیار کرے اور جب طلسم کشا یہان آنے کا قصد
کرے زمین سے گرفتار کرکے قتل کر ڈالے یا اگر فوج و لشکر اسکے ساتھ ہو تو بادولت کو اطلاع دیکر
بیرون طلسم جنگ شروع کر دے تاکہ یہ زمانہ جو نحس ہی ہر طرف ہو یہ سنکر تفتیش جادو و تلاش طلسم کشا بیرون طلسم
روانہ ہوا اسکا حال وقت پر تحریر کیا جائیگا یہان ملکہ زرینہ بعد رخصت کرنے اور غصہ فرو کرنے شاہ طلسم
کے پاس ملکہ صنم بادلہ پوش کے آئی دیکھا کہ ملکہ کے چہرے کا رنگ فق جیسے منھ پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین
ہلکی ہلکی حرارت دھڑکن کی شدت آنکھین متوالی ہوش گم بال پریشان یہ کیفیت دیکھکر ملکہ نے کہا کیون
صنم یہ کیا حالت ہے ملکہ نے جھک کر تسلیم کی اور کہا اماں جان رات سے درد سر مین مبتلا ہون کہیے طلسم کشا
قتل ہوا ملکہ نے کہا لو اور سنو طلسم کشا کو سرداب سے تمہین نے منگوا لیا اب مجھسے پوچھتی ہو ملکہ نے کہا اوئی
اماجان کوئی اور ہوتا تو مین کہتی کہان کا بغض نکالا عداوت ختم کی آپکو کیا جواب دیسکتی ہون طلسم کشا کوئی میرا عزیز
تھا یا مجھے اس سے کیا تعلق تھا مین صورت سے بھی اسکی آگاہ نہین اسکی فریب آمیز باتون نے ملکہ زرینہ
کو بھی دھوکا دیا کہا بچی مین تو پہلے ہی سمجھی تھی لیکن تمہارے والد صاحب ہی کہتے ہوئے گھر مین آئے تھے قتل پر
آمادہ تھے یہ کہ مین نے خفا ہو کر سمجھا بجھا کر پھیرا ہی مین تو پہلے ہی سمجھی تھی کہ کہان میری بچی کہان طلسم کشا لیکن ملکہ
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہا اماں جان اب مجھے زہر دیکر سلا دیجیے مین اس بدنامی سے مرجانا بہتر سمجھتی ہون
غضب خدا کا جب والد ماجد یہ فرمائین تو غیرون کو کہتے ہوئے کیا باک ہوگا مین اس زندگی سے باز آئی رسوائی
عالم ہو کر جی تو کیا خوجی تو کیا ملکہ اس جینے سے مرنا بہتر ہے یہ کہکر خنجر کھینچکر اپنے کو ہلاک کیا چاہتی تھی کہ ملکہ نے
دوڑکر خنجر ہاتھ سے چھین لیا گلے سے لگایا ملکہ اسقدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی ملکہ زرینہ الماس پوش آنسو
پونچھتی جاتی ہے سمجھاتی جاتی تھی لیکن تار اشکون کا نہین ٹوٹتا چنانچہ ملکہ زرینہ نے پوچھا کہ سرداب کہان گئی سہیلیون
نے بیان کیا کہ وہ کل سے گئی ہوئی ہے اسکا پتہ نہین ملکہ سے کہا اب سرداب یہان نہ آنے پائے اور اگر
آئے تو مجھسے اطلاع کرنا مین گرفتار کرکے خدمت بادشاہ مین بھیج دونگی لو صاحب آج کو میری لڑکی کو بدنام
کیا کل کو سچ مچ جیسی وہ آپ آوارہ ہے اسے بھی بدراہ لگائے گی ہین ایسے کی صحبت سے درگذری اور بلکہ
سمجھا بجھا کر اپنے ساتھ لائی ہر وقت نگران حال رہتی تھی لیکن دل کا صنم بادلہ پوش کا خدا ہی حافظ تھا جو خبر
سنتی تھی کہ تلاش سرداب جادو اور رستم ثانی کی ہو رہی ہے دم نکلا جاتا تھا کہ خدا ان دونون کو بچائے

لیکن اب حال شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ بعد دو روز آرام لینے کے انہون نے سلیمان شاہ سے فرمایا کہ ایک راوٹی لشکر سے علحدہ صحرا مین استادہ
کرا دو کہ آج شب کو ہم تنہا اسمین رہینگے حسب الحکم شاہزادہ نوجوان اسی وقت علحدہ لشکر سے بارگی برپا کر دیگئی
جسوقت شام ہوئی رستم ثانی نے غسل کیا وضو سے فراغت کی اور اندر بارگی کے آکر فریضہ مغربین کو ادا کیا
بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر درگاہ رب بے نیاز مین بصد التجا عرض کرنا شروع کیا کہ ای خالق دو جہان مالک
ہر کس بیکسان دادرس بیچارگان شعر ندارم غیر از تو فریاد رس * توئی عاصیان را خطا بخش و بس پروردگارا صدقہ مین
اپنے نبی برحق و وصی مطلق کے میری مدد کر کہ مین طلسم صندل کو فتح کرون اور کفر و ضلالت کو مٹا ڈون دین اسلام کو

جاری کرون لبس استغاثہ کرتے کرتے شاہزادے کی آنکھ لگ گئی دیکھا عالم رویا مین کہ جناب سلیمان علی نبینا
و آلہ وعلیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ اے رستم فتح اس طلسم کی تیرے ہی نام ہی لیکن یہ مکتوب
ہین دیے جاتا ہون موافق اسکے عمل مین لانا یہ فرماکر مع حضرت کا نظرون سے نہان ہوگیا رستم ثانی کی آنکھ جو
کھلتی ہی تمام خیمہ کو خوشبو سے معطر پایا مکتوب رکھے ہوے دیکھا آنکھون سے لگایا پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے رستم
یہان سے دس کوس پر جانب الیسان ایک تکیہ ہی کہ شب کو مردے نکل نکل کر درختون پر بیٹھ کر آپس مین باتین کرتے
ہین اور راز بیان کرتے ہین تو وہان جا جو کچھ اُنسے سنا پھر مکتوب کو دیکھ لینا اور اسکے موافق عمل مین لانا رستم نے مکتوب
لپیٹ کر پاس رکھا اور بارگی سے نکلکر وظیفہ پڑھتے ہوے چلے یہان سلیمان شاہ بھی نماز صبح سے فراغت کرکے
بڑے دیدار رستم ثانی چل چکا تھا راہ مین ملاقات ہوئی رستم ثانی نے کہا کہ اے سلیمان شاہ مجھے پتا لوح طلسم کا مل گیا
اب مین جاتا ہون خدا حافظ اب انشاء اللہ جب لوح ہاتھ آئیگی تو تمسے ملاقات ہوگی یہ کہکر کچھ خاصہ تناول فرمایا اور
پشت مرکب پر بیٹھکر تنہا چل نکلے سلیمان شاہ نے عرض کی اے شہریار آخر کچھ لشکر ہمراہ لیجیے رستم نے کہا کوئی
لشکر و سپاہ کی ضرورت نہین ہی فوج حمایت پروردگار کافی ہی یہ کہکر روانہ ہوے سلیمان شاہ جرات پر شاہزادے
کے وجد کرتا تھا لیکن رستم ثانی طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے قریب اُس تکیہ کے
پہونچے دیکھا کہ بہت بڑا تکیہ ہی کہ حضرت آدم کے وقت کا معلوم ہوتا ہی صدہا قبرین شکستہ اور استخوان بوسیدہ
پڑے ہین اور زبان حال سے بیان کر رہے ہین شعر پاؤن ٹھہرانے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے ٭ کاسۂ سر انکے
ہیں پیچھے ٹھوکرین کھاتے ہوے ٭ ایک مقام ہو نظر آتا ہی ہر قبر پر ایک درخت املی یا برگد یا پیپل وغیرہ کا لگا ہوا ہی وسط
تکیہ مین ایک قبر بہت بڑی ہی اور ایک درخت مولسری کا اُسپر لگا ہوا ہی جابجا درختون پر بوم صحرائی بیٹھے ہین
عجب مقام ہول خیز وحشت انگیز ہی شاہزادہ رستم ثانی نے مرکب کو وہین چھوڑا آپ پیادہ پا ہوکر ایک
درخت کے نیچے آئے جو قبرون سے علحدہ کنارے پر تکیہ کے لگا ہوا تھا مکتوب کو دیکھا اور درخت پر چڑھ کر
بیٹھ رہے ناگاہ روشنی دن کی کافور ہونے لگی اور شب تیرہ کا دور ہوا جانب مغرب سے سیاہی شب سے
مشک افشانی شروع کی بیابان مین ہر طرف سیاہی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا سناٹے سے صحرا کے دل تھرّاتا تھا
یہ شیر نیستان شجاعت پروردگار عالم پر تکیہ کیے بیٹھا ہی کچھ خوف و ہراس نہین ہی عجب مقام ہی کہ اس صحرا مین غول
بیابانی تک مارے خوف کے نہین رہتے کسی درخت پر کرگٹ بتاب بھی نہین معلوم ہوتے سوا آنکھون کے کسی
چیز کی روشنی نہین نظر آتی نگاہ بھی خیرگی کرتی جاتی ہی کہانتک بیان کیا جاے کہ یکایک شام ہوتے ہی
دیکھا کہ برابر قبرین شق ہونا شروع ہوئین اور مردے نکل نکلکر درختون پر مثل بندرونکے چڑھ گئے اور ایک
مردہ بہت بڑا اُسی قبر کلان مین سے نکلکر درخت پر چڑھ کر بیٹھا ادھر اُدھر دیکھکر منمنا کر پکارا کہ آج بو
بشر آتی ہی نہین معلوم کون یہان آیا ہی پھر آپسمین باتین کرنے لگے کوئی کہتا تھا میان بیروا اچھے تو ہو
کوئی کہتا تھا میان وفا تمہارا مزاج کیسا ہی انہین مُردون مین سب طرح کے لوگ ہین بارہ ہزار مردہ ہی
شب کو ایک آبادی اس تکیہ پر معلوم ہوتی ہی دن کو سنسان ہوجاتا ہی لیکن اب ان مردون نے آپسمین اپنے حال
بیان کیے کوئی کہتا تھا کیا کہین ہم فلان ملک کے شاہزادے تھے واسطے شکار کے نکلے تھے لیکن اس صحرا
مین آکر اجل کے شکار ہوے مٹی یہان کی تھی یہان کھینچ لائی کوئی کہتا تھا کہ ہم سوداگر تھے جہاز ہمارا تباہ ہوا
اسی صحرا مین آکر کنارے پر لگا ٹھوکرین کھاتے خاک چھانتے اس صحرا مین آ نکلے یہان موت نصیب ہوئی

افسوس کہ اہل وطن کو ہماری خبر نہین کوئی کہتا تھا ہم تلاش معاش مین نکلے تھے لیکن اس سرزمین نے ہمین تو کھالیا کسی نے
کہا کہ ہم اپنی گذری بس سے کہتین کہ ایک نازنین کے عشق مین مانند مجنون کے خاک چھانتے ہوے بادیہ پیمائی
کرتے ہوئے یہان آئے یہان آکر دست جنون پنجۂ اجل بنکر گریبان گیر ہوا اب روح بھی تاقیامت یاد مین
اس محبوب کے بھٹکا کرےگی اور وہ بھی ہمارے حال سے بیخبر ہی کسیکا بیان تھا کہ ہمین قطاع الطریق نے
مار کر مال و اسباب بھی چھین لیا اور لاشے کو یہین چھوڑ کر چلے گئے الحاصل ہر مردہ اپنی اپنی کیفیت بیان کرتا
تھا رستم ثانی دل مین کہتے تھے کہ یہ نئی دنیا ہی اور نیا تماشا ہی آج تک مردون کو باتین کرتے نہ دیکھا تھا اور نہ
سنا تھا لیکن وہ مردہ کلان چلایا کہ یارو آجتک تو جو گذری وہ گذری اب تو چین سے رہتے ہو دن بھر قبر مین آرام
کرتے ہو رات کو آپس مین ایک دوسرے سے کلام کرکے دل بہلاتے ہو اب بھی اس مرنے پر زندگی کا
مزا حاصل ہی لیکن آج کچھ خود بخود رونگٹے کھڑے ہوتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ وہ دشمن جانی آپہونچا جسکی بدولت قبرین
بھی رہنے نہ پائینگی رستم ثانی نے جلدی سے مکتوب کو ہاتھ مین اٹھایا اب کوئی وقت بارہ بجے شبکا ہی ہلکی
ہلکی چاندنی بھی صحرا مین پھیل چلی ہی ماہ تابان نے فلک پر جلوہ کیا ہی اسی چاندنی مین مکتوب کو پڑھا لکھا تھا کہ ای
رستم ثانی جسوقت یہ مردہ کلان قبرین کو دے تجھین لازم ہی کہ ساتھ ہی آسکے تم بھی قبر مین اسکی کود پڑنا ہرگز ہرگز نہ
چھوڑنا اگر آج یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر تاقیامت یہ قبرین نہ کھلینگی نہ کوئی مردہ باہر آئیگا نہ لوح طلسم ہاتھ آئیگی تجھین
لازم ہی کہ جلدی سے کہ اسے چیر کر پھینک دو اور ران اسکی چاک کرکے لوح نکال لو رستم ثانی مکتوب کو
دیکھ کر درخت پر سے آہستہ آہستہ اترے اور مردون کی نظر بچاتے ہوے اپنے کو چھپاتے ہوے قریب
اسی درخت کلان و قبر دراز کے پہونچے جسپر وہ بڑا مردہ بیٹھا باتین کر رہا تھا رستم ثانی کے پہونچتے ہی اس مردے
نے کہا بھائیو اب ہماری صلاح یہ ہی کہ اپنے اپنے گھر کو آباد کرو زیادہ سیر اچھی نہین ہوتی ایسا نہو جسکا ڈر ہی وہ
آکر ایذا پہونچاے اور ہمین تمھین ستاے ادھر تو اسنے یہ کہا ادھر رستم ثانی نے آواز دی کہ لے آگیا اب کہان ہی جیسے
دماغ پریشان کردیا اتر درخت پر سے نہین تو ٹانگ پکڑ کر کھینچ لونگا مردہ یہ سنکر پکارا او غضب ہوا سچ ہی آمد آمد پہونچا
بھاگو کا غل کرکے دم سے کودا ساتھ ہی اور بھی مردے دھا دھم کودنے لگے اس مردے نے چاہا
کہ قبر مین کودون رستم ثانی نے کمر پکڑی اب یہ چلایا کہ ارے بچا یہ سرکش مارے ڈالتا ہی تمام مردے آکر
لپٹ گئے بہت سے اپنی اپنی قبرون مین یہ کہکر چلے گئے کہ ارے میان آپ زندہ جہان زندہ آپ مرے جہان
مردہ بعض لپٹ پڑے کہ بھئی افسر کی جان کے ساتھ ہماری بھی جان ہی لیکن رستم ثانی نے جسکو گھونسا مار دیا
وہ چیخ مار کر بھاگ گیا عجب طرح کی بات ہی کہ مردے زندے سے لپٹے ہوے ہین پیچھا نہین چھوڑتے آخر رستم
ثانی نے اس مردہ کلان کو نہ چھوڑا یہانتک کہ وہ قبر مین پھاند پڑا ساتھ ہی رستم بھی کودے اور مردے بھاگ
گئے قبرین بند ہوگئین لیکن رستم سے کشتی ہوتے ہوتے آخرکار رستم نے اس مردے کو پچھاڑا اور ایک پاؤن
اپنے قدم کے نیچے دبایا دوسرا پاؤن ہاتھ سے پکڑ کر جبر سے چیر کر پھینک دیا اور ران کو چاک کرکے لوح
نکال لی دیکھا کہ ایک تختی ہیرے کی ہشت پہل ہی لیکن وہ مردہ زندہ ہوکر زمین پر سر پٹکنے لگا آندھی چلی خاک اڑی
وہ قبرین تمام شق ہوگئین درخت اکھڑ اکھڑ کے گرنے لگے جبتک وہ مردہ تڑپا ایسی ہی حالت رہی جب سرد ہوگیا
آواز آئی کہ کشتی مرا نام بن بہمن مرداد خوار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم پیر خاک
اڑا کے غل مچا کر چلے گئے اب جو روشنی ہوتی ہی تو دیکھا کہ نہ قبرین ہین نہ وہ درخت ہین ایک میدان ہی

بجائے ہر قبر کے ایک گڑھا ہی اور کچھ استخوان بوسیدہ ہر گڑھے مین پڑے ہوے ہین اس جادوگر نے بہت سے
مردون کو تابع کیا تھا مثل شیاطین گے یہ سب تھے اب رستم ثانی نے لوح کو دیکھا تو بالکل صاف ہی کچھ خبر نہین
دیتی اُٹھا کر مکتوب کو ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا کہ ای رستم اگر لوح تیرے ہاتھ آئے پس بیکار ہی لوح جبتک تم اسکو
دریاے موج نسیم مین غوطہ نہ دیا جاے اور محافظ دریاے موج نسیم کا اہرمن جادو ہی جسوقت وہ سامنے تیرے
آکر حملہ کرے تجھے لازم ہی تیر و شمشیر سے کام نہ لینا کیونکہ اگر ایک قطرہ خون اُسکا زمین پر گرا تو دوسرا اہرمن
پیدا ہو گا اسی طرح جتنے قطرے خون کے زمین پر گرتے جائینگے اُتنے ہی دیو پیدا ہوتے جائینگے تجھے جان
بچانا دشوار ہو جائیگی پس تجھکو لازم ہی کہ سر اُسکا دھڑ سے کھینچکر پھینک دے یہ حال دیکھکر رستم ثانی نے پتا
دریاے موج نسیم کا دریافت کیا اور ایک سمت چل نکلے اب دیکھیے کہ یہ کس وقت پہونچتے ہین اپنے مقام مقصود پر

اب دو کلمے داستان سرو ابہ جادو کے بخدمت ناظرین بیان کیے جاتے ہین

کہ رستم ثانی کو بالا سے کوہ پہونچا کر آپ پوشیدہ ہو گئی تھی جس وقت رستم ثانی غصہ کر کے کوہ سے اُتر کر
لشکر سلیمان شاہ مین آئے یہان اُسنے خیال کیا کہ ضرور حال تیرا بادشاہ پر کھل گیا ہو گا لہذا اب جانا اندر طلسم
کے بہتر نہین یہ خیال کر کے اسی کوہ پر ایک حصار سحر تیار کر کے قیام پذیر ہوئی کہ دفعتہ اُسکے مخبرون نے خبر
دی کہ ای ملکہ سرو ابہ سحر جواب آپ کا شہنشاہ جادوان ملک صندل شاہ نے جلا دیا ملکہ سرو ابہ جادو
بہت پریشان ہوئی لیکن اسکے بعد بھی غلطہ کشی مین مصروف ہوئی اور چماق جادو وزیر صندلان شاہ باپ ملکہ
سرو ابہ جادو کا جو تلاش اپنی دختر کے چلا تھا ہر چہار طرف ڈھونڈھ مارا کہین پتا نہ پایا کیونکہ ملکہ سرو ابہ جادو
سحر ساحری مین اپنا نظیر نہین رکھتی ہی سحر غائب کر کے نظرون سے پنہان ہو گئی تھی اب جبتک سرمہ
ساحری کوئی آنکھون مین نہ لگاے سرو ابہ جادو کو نہین دیکھ سکتا آخرکار مجبور ہو کر چماق جادو نے طلسم
بے نیل مقصود جانا مناسب نہ سمجھا صحرا مین قیام اُسنے بھی اختیار کیا کہ حال اسکا بھی وقت پر گذارش کیا جائیگا

لیکن پھر حال رستم ثانی کا بیان ہوتا ہی

کہ یہ طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے قریب ایک دریا کے پہونچے دیکھا کہ عجب
طرح کا دریا ہی موجین مختلف الوان کی آتی ہین کوئی سرخ موج آگئی کوئی سبز کوئی زرد و سطح آب قوس قزح
کا رنگ دکھاتا ہی پس چاہا تھا کہ لوح کو غوطہ دین کہ یکایک پشت پر سے آواز آئی کہ باش او خیرہ سر کیا کرتا ہی
خبردار ہوشیار باشید کہ منم اہرمن جادو پلٹ کر دیکھا رستم ثانی نے کہ ایک دیو چلا آتا ہی رستم ثانی نے بھی نعرہ
کیا کہ او گرگ صحرائی کیا جھک مارتا ہی لیکن دیو نے آتے ہی وار شمشاد وار کی رستم ثانی نے وار کو خالی دیا دیو
اپنے زور مین اوندھے منھ زمین پر آ رہا ایک تنق گرد وار کے پڑنے سے بلند ہوا دیو نے آواز دی
کہ افسوس ای آدمزاد گوشت تیرا کر کرا ہو گیا ہو گا اب تیرے کھانے کا مزا جاتا رہا لیکن جیسے ہی دیو اُٹھ گے
کو جھکا رستم ثانی نے شاخ اُسکی پکڑ لی اور آواز دی کہ او مردود کیا بکتا ہی مین حریف تیرا موجود ہون دیو نے دیکھا
کہ شاخ اسنے پکڑ لی ہی زور کرنے لگا چاہتا ہی کہ شاخ پر اُٹھا لون لیکن جب رستم ثانی لنگر مارتے تھے دیو کو یہ
معلوم ہوتا تھا کہ شاخ ٹوٹ گئی یا گردن اُکھڑ گئی جلدی سے سر نیچا کر دیتا تھا رستم ثانی نے تا دیر اُسے خوب او نچا
نیچا دکھایا پینگ چلا کیے انجام کار جب دیو تھکا رستم ثانی نے دونون شاخین اُسکی ہاتھون سے مضبوط تھاما ہر
دونون پیر کاندھون لگا کر نعرہ اللہ اکبر کھینچکر جو ہمکا مارا دھڑ پر سے کھینچکر پھینک دیا بس دیو کا مرنا تھا کہ آندھی چلی خاک اُڑی

بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اہرمن جادو بود حیف مردیم وبمطلب خود نرسیدیم اب دیکھا رستم ثانی
نے کہ لاش ایک مرد کریہ منظر کی پڑی ہی اور دریا لہرین مار رہا ہی جلدی سے لوح کو اسمین غوطہ دیا اور گلے مین
پہن لیا اور ایک جانب توکلت علی اللہ چل کھڑے ہوے جاتے جاتے قریب ایک درہ کوہ کے پہونچے
دیکھا کہ ایک فقیر بیٹھا ہی فقیر نے رستم ثانی کو دیکھتے ہی سوال کیا کہ بابا کچھ خدا کی راہ پر دو رستم ثانی نے جیب سے
کچھ اشرفیان نکالکر فقیر کو دین اُسنے کہا بابا ایسی چیز دے کہ مین تا زندگی کھاؤن اور میرے بال بچے بھی
چین کرین رستم ثانی نے کہا شاہ جی مین خود مسافر ہون جو کچھ میرے پاس تھا حاضر کیا شاہ جی نے کہا جو تیرے پاس ہی وہی لونگا
رستم ثانی نے کہا کیا فقیر نے کہا پہلے اقرار کر تو پھر بیان کرون رستم ثانی نے اقرار کر لیا اب اُس مکار نے کہا کہ یہ تختی جو تیرے گلے
مین پڑی ہی مجھے دے ڈال رستم ثانی نے کہا شاہ صاحب یہ تختی میرے کی نہین ہی نہ آپ کے کام کی ہی فقیر نے کہا مرد کا قول
ایک ہی یا دو تجھے کیا چاہیے میرے کام کی ہو یا نہو مجھے دیدے رستم ثانی نے مجبور ہو کر تختی گلے سے اُتار کر فقیر کو دیدی بس تختی کا
ہاتھ مین آنا تھا کہ اُس فقیر نے نعرہ کیا کہ باش او طلسم کشا غضب کیا تھا تونے کہ لوح طلسمی بھی لے آیا تھا مگر اب کہان
جاتا ہی بچکر میرے ہاتھ سے منم لفتیش جادو یہ کہکر پنجہ بسکر کمر زنجیر رستم ثانی کے پکڑ کر لیچلا وہان سیرابہ جادو بخیال
ملکہ صنم یاد نوش کے بار بار اپنے ہیرون سے کبھی خبر طلسم کبھی خبر رستم کی منگاتی تھی ہیرہ بار بار ہر جگہ کی
خبر دیتے تھے یہانتک کہ لوح ملنے کی خبر بھی دی اب سیرابہ جادو کو اطمینان ہوا لیکن پھر یہ خیال گذرا کہ شاہزادہ
یہان کی راہون سے واقف نہین ہی مبادا کوئی افتاد پڑی تو غضب ہو جائیگا پھر حال دریافت کیا ابکی مرتبہ
ہیرون نے اسکے عجب خبر وحشت انگیز سنائی کہ اے ملکہ لوح چھن گئی اور لفتیش جادو رستم ثانی کو لیے جاتا ہی بس
اُسی وقت پر بروازسد اکر کے لفتیش جادو کے تعاقب مین روانہ ہوئی اُدھر چماق جادو بھی برابر خبر دریافت
کر رہا تھا جس وقت آگاہی ہوئی اسکو کہ لفتیش جادو نے لوح قبضے مین کی رستم ثانی کو پکڑ کر لیچلا ہی یہ بھی
روانہ ہوا تھا لیکن لفتیش جادو رستم ثانی کو لیے ہوے اُڑا چلا جاتا ہی ہنوز داخل طلسم نہین ہونے پایا ہی
کہ یکایک ایک برق چمکی اور چمک کر جو گرتی ہی لفتیش جادو کے دو ٹکڑے ہوے رستم ہاتھ سے
لفتیش کے چھوٹ کر بالانے ہوا سے طرف روے زمین کے چلے تھے کہ ملکہ سیرابہ جادو نے راہ مین
روکا اور زمین پر اُتارا اُدھر لاش لفتیش جادو کی قلابازی کھاتی ہوئی زمین پر گری آندھی چلی خاک اُڑی
ہیرون نے عمل کیا کہ کشتی مرا نام من لفتیش جادو بود جس وقت لاش اسکی زمین پر دیکھا کہ لوح کا پتا نہین ہی
ملکہ سیرابہ نے ہیرون سے پوچھا اُنہون نے بیان کیا کہ اے ملکہ آپ اتنی بڑی ہوشیار ہوکر ایسی نادانی
کی بات کہتی ہین اور سمجھتی نہین کہ اگر لوح اسکے پاس ہوتی تو یہ سحر کر سکتا تھا یا آپکا سحر اسپر کارگر ہوتا ملکہ نے
کہا کہ پھر لوح کہان ہی ہیرون نے کہا کہ یہ مردود لوح کو ایک تالاب مین پھینک آیا تھا اور شاہزادہ رستم ثانی
کو گرفتار کر کے لیچلا تھا اب قریب ہی کہ باپ آپ کے چماق آتش فروز جادو لوح کو تالاب سے نکالین
ملکہ نے رستم ثانی سے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا چاہتا ہی جلد چلیے یہ کہکر تخت سحر پر رستم ثانی کو بٹھایا اور
طرف تالاب کے روانہ ہوئی لیکن وہان چماق جادو نے تالاب مین غوطہ مارا اور لوح کو لیکر ہنوز اُبھرا نہ تھا
کہ سیرابہ جادو نے عرض کی اے شہریار جبتک یہ ساحر تالاب مین ہی اور پانی تالاب کا لوح سے مس ہو چکا ہی
اُسوقت تک اسے سحر فراموش ہی اُدھر یہ تالاب سے نکلا پھر ہاتھ آنا لوح کا دشوار ہی یہ شخص باپ ہی میرا
اور وزیر ہی سلطنت شاہ جادوان ملک صندل شاہ کا سحر و ساحری مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہی لہذا اندر تالاب کے

سکے کو دکر بزور صاحبقرانی اسے زیر کر کے لوح چھین لیجئے رستم ثانی بایماے ملکہ سر دابہ جادو تالاب مین
پھاند پڑی جیسے ہی چماق جادو لوح لیکر اُبھرا رستم ثانی نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا چماق نے گھبرا کر کہا تو کون رستم
ثانی نے کہا ملک الموت چماق جادو نے چاہا ہاتھ چھڑاؤن ممکن نہوا رستم ثانی نے ہاتھ مروڑ کر لوح چھین لی
چماق نے دیکھا کہ اگر اس سے لڑتا ہون تو مفت مارا جاؤنگا کوئی سحر کام نہ دیگا اور دل مین خیال کیا کہ واقعی مین
یہ فتاح طلسم ہی یہ اقبال مندی ہی کہ قید سے چھوٹا لوح قبضے مین کی پھر لوح چھینی پھر اسکے ہاتھ لگ گئی اب اسکی
اطاعت بہتر ہی ادھر رستم ثانی نے تالاب سے نکلکر لوح قبضہ مین کر کے آواز دی کہ اے چماق آلتش فروز بہتر
یہ ہی کہ مطیع اسلام ہو تمثال آئینہ رو پر لعنت کر ورنہ دین و دنیا دونون خراب ہونگی سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
چماق آلتش افروز از سر صدق مطیع اسلام ہوا اب سر دابہ بھی سامنے آئی جھک کر سلام کیا باپ سے
ملی اور عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار مین نے برفاقت ملکہ صنم بادلہ پوش یہ حرکت کی تھی ورنہ اس شہریار کو اپنا
مالک و آقا سمجھتی ہون ادھر رستم ثانی نے کہا کہ اے چماق جادو واقعی مین تمہاری دختر نہایت پارسا ہی مین اسکو
مثل ہمشیر کے سمجھتا ہون چماق آلتش افروز جادو نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار یہ کنیز ہی آپکی
مجھے کسی طرح کا گمان نہین غرضکہ ایک طرف چماق جادو ایک جانب سر دابہ جادو بیچ مین رستم ثانی اب تیا
دریافت کر کے طرف لشکر سلیمان شاہ کے روانہ ہوے جس وقت قریب لشکر پہنچے خبر سلیمان شاہ کو ہوئی
براے استقبال آیا پیشوائی کر کے بارگاہ مین لایا مزاج پرسی کی رستم ثانی نے حال سر دابہ جادو اور چماق
آلتش فروز کا بیان کیا اور کہا اے سلیمان شاہ کل ان بطون کا حال تمپر ظاہر ہو جائیگا کہ دیکھو کیونکر انہین مارتا ہون
لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت بیان لشکر صاحبقران عالی شان کے بیان کیے جاتے ہین
کہ بعد کشتہ ہونے افلاک روئین تن کے امیر کشور گیر طبل شادمانی بجاتے ہوے شہریار نامدار پرسے رفتار کرتے
ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے لیکن کفار بدکردار کے دل تھرا گئے کہ ایسا جوان زبردست وہ دشمن تن
اسفندیار زمین یون مارا گیا تو اب کون مقابلہ کرے یہ تو ماتم مین افلاک کے بیٹھی ہین مگر نونہال شاہ شجر
پرست جو نو لاکھ کی جمعیت سے آیا ہی یا بہاے بہاران چمن قبا اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت
نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے بعد دعا و ثناے
شاہی بجالانے کے عرض کی کہ شجر پرستون کے لشکر مین کوس حربی بجا ہی امیر با توقیر نے فرمایا کہ جسکا خرچ
ہوتا ہی ہمین پر ہوتا ہی خیر کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان
بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ تمام رات تیاری
مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوے بیلدارون نے نکلکر بلندی و پستی زمین کو
برابر کیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر نکل گئے تھے کہ یکا
عوق بن بروج نے سامنے تخت بہاران چمن قبا کے آکر اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جاؤ اور جو ملے اسے
زندہ پکڑ لاؤ خبردار قتل نکرنا یہ سنکر عوق بن بروج میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خدا پرستان یا تو
دین خدا پرستی کو چھوڑو اور مذہب شجر پرستی اختیار کرو اطاعت بہاران چمن قبا نائب خداوند نخل سر سبز کی قبول کرو
یا مجھسے مقابلہ کرو دیکھا امیر کشور گیر نے کہ ایک مینار بلند میدان مین استادہ ہی ملکہ جو بدست اسکی مینار سے کم نہین
ہی انسان تو کیا دیو بھی اتنے بڑے قد کا نہین دیکھا کسی کا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ مقابلہ کو جائے لیکن بہرام تیغزن نے

مرکب اپنا صف سے نکالا آگے تخت شاہی کے آیا اجازت حرب چاہی فرمایا جاؤ سپرد پروردگار کیا بہرام بارد گر
مرکب پر بیٹھ کر سامنے عوق بن بروج کے آیا اور نعرہ کیا کہ لا ضرب بہادری کی عوق ہنسا اور کہا تو اپنا حوصلہ نکال
لے میری ضرب طمانچہ ہے اجل کا بہرام نے کہا تو نہین جانتا کہ اہل اسلام پیش دستی نہین کرتے ہین یہ سنکر عوق
نے چوب ماری بہرام نے چوب کو خالی دیا اور کلائی سے عوق کے لپٹ گیا عوق نے دوسرے ہاتھ
سے اٹھا کر بہرام کو بغل مین داب لیا اور لشکر مین اپنے چلا آیا باندھ کر مشکین عیار کے حوالے کیا بعد اسکے
عنق بن بروج میدان مین آیا اکی مرتبہ کرتوس بن قرنوس نے نکلکر مقابلہ کیا عنق اسے بھی بغل مین
دبا لیگیا آج شام تک سرداران لشکر شہریار گرفتار ہوے عوق و عنق ہر ایک کو اٹھا کر بغل مین دبا ے
لیے چلے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لشکر شہر پرستان مین طبل شادیانی
بجتا ہوا اور خدا پرستون کی سپاہ مین ہر ایک محزون و غمگین امیر بھی نہایت متردد کہ اس روز کی کہان پناہ
ہے کون ان مردودون سے مقابلہ کریگا جو ایسے ایسے زبردستون کو یون اٹھا لیجائین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ ہماری صاحبقرانی کی حد تمام ہو گئی اب سامنا قضا کا ہے لیکن پروردگار عزت سے اٹھا لے
کہ پھر خبر طبل جنگ کی پہونچی لشکر اسلام مین بھی کوس حربی بجایا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن شہریار نامدار کو
نہایت صدمہ ہے کہ سب سردار اسی کے تو اسیر ہوے ہین ارادہ ہے کہ کل کے روز خود مقابلہ کرونگا اور چوب بد
اسکی ہاتھون پر روکونگا یا تو مثل جد نامدار علمشاہ عالی وقار کے ایسے دلورے سے اسکو مارا ہوگا کہ تمام عالم داد
مردی دیگا یا اپنی جان شیرین تلف و برباد ہوگی شہریار یہ عزم بالجزم کیے بیٹھا ہے انتظار صبح مین اسے نیند
نہین آتی ہے بار بار اٹھ کر زیر آسمان آتا ہے ستارون کو خیال کرتا ہے لیکن حسب اتفاق کہ قریب صبح سردی
سی معلوم ہوئی اور اس شدت کی تپ ہو آئی کہ شہریار پر غفلت طاری ہوئی یہان طبل بجتے بجتے زمانہ شبکا
برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے امیر باتوقیر فریضہ سحری کو ادا کر کے خدمت
شاہی مین آئے سب سردار ہمراہ تھے لیکن شہریار نامدار کو جو نہ پایا فرمایا کہ آج شہریار کیون نہ آئے مہتر طیفور
شیر دل حاضر تھا تمام ماجرا علالت شہریار کا بیان کیا امیر خاموش رہے غرضکہ بادشاہ اسلام میدان کارزار مین
تشریف لائے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال عوق پھر میدان مین آیا اور نعرہ کیا آج کے دن ثمود عاد
رفیق نورالدہر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا عوق ثمود عاد کو بھی بغل مین داب کر میدان سے لیے ہوے
چلا گیا اتنا بڑا سردار ہے کہ تین روز مین نورالدہر نے اسے زیر کیا تھا بعد اسکے عاد بن ثمود میدان مین آیا
اسکی بھی وہی حالت ہوئی آج شام تک مین کل سرداران زبردست لشکر نورالدہر کے اسیر بلا ہوے
پھر شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اہل اسلام انتہا کے پریشان ہین آج
نورالدہر کا بھی ارادہ ہوا ہے کہ کل مین مقابلہ کرونگا لیکن چونکہ نیت شب حرام کہلاتی ہے صبح کو انہین بھی تپ
شدید ہو آئی خبر امیر کو پہونچی کہ نورالدہر بھی بتلاے بخار ہین فرمایا پروردگار شفاے عاجل عطا کرے
لیکن آج پھر صف آرائی ہوئی آج عوجان دریا باری اور مرجان دریا باری اور دیلم شباط زنگی اور شباط بن
دیلمان زنگی رفقاے ایرج نوجوان یہ سب اسیر ہوے اور شبکو ایرج بھی علیل ہو گئی کچھ عجب طرح کی آب
وہوا اس صحرا کی خراب ہو گئی ہے کہ سرداران لشکر امیر بیمار ہوتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ سرداران لشکر
بدیع الزمان و سرداران فوج داراب کشور کشا و افسران سپاہ قمہور دیو پرور سات آٹھ روز کے عرصے مین سب

گرفتار بلا ہو گئے اب نہایت انتشار ہی طبل جنگ روز بجتا ہی اور صبح کو سرداران لشکر گرفتار ہو جاتے ہین آج بارھوان
دن ہی کہ حسب اتفاق شب کے وقت عوق بن بروج و عنق بن بروج انکو بھی تپ نے گھیر لیا صبح کو یہ خبر بہاران
چمن قبا کو پہونچی کہ دونون سردار خبردار و مدار بیمار ہو گئے بہاران چمن قبا نے کہا کہ خیر آجکی میدان داری اور
سرداری کرلین شام کو دیکھا جائیگا غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بحکم بہاران چمن قبا لشکر شجر پرستان مین سے
عاد شجر پرست میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قمہور بن جمہور نے نکلکر مقابلہ کیا بعد گفتگو کے ابتدا
نیزہ بازی ہوئی قمہور نے نیزہ ہاتھ سے عاد شجر پرست کے ہوائی کیا عاد نے تلوار ماری قمہور نے وار اسکا رد کر کے
جو ہاتھ مارا سپر و خود کو کاٹ کر تیغہ تا جگر گاہ اتر گیا عاد مارا گیا بعد مرنے عاد کے معاد شجر پرست میدان مین آیا تلوار
ماری قمہور نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ کمر کا مارا معاد شجر پرست کے دو ٹکڑے ہوے لیکن امیر کشورگیر
نے متحیر ہو کر پوچھا کہ آج وہ دونون بلائین کہان ہین زبانی عیارون کے معلوم ہوا کہ وہ دونون بھی بیمار ہین
غرضکہ شام تک قمہور نے سترہ شجر پرست مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے
بہاران چمن قبا نے حکم دیا کہ تاوقتیکہ عوق و عنق غسل صحت نہ کرلین جنگ موقوف رہے لیکن ادھر لشکر لاجورد
شاہ مین یہ مشورہ ہوا کہ اس وقت حالت خداپرستون کی اچھی نہین ہی یہی موقع ہی کہ انکو دم لینے کی فرصت نہ دی جاے اگر
شجر پرستون مین طبل نہین بجا ہی تو ہم بجوادین یہ مشورہ کر کے لاجورد شاہ نے طبل جنگ بیدرنگ بجوادیا ادھر لشکر
اسلام نے خیال کیا تھا کہ جبتک دونون ملعون بیمار ہین اسی وقت تک امن مین رہینگے کہ یکایک آواز
طبل کانون مین پہونچی باہم چرچا کرنے لگے کہ یہ طبل کہان بجا ہی کہ یکایک ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر
لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ مین کوس حربی بجا ہی امیر باتوقیر نے بھی فرمایا کہ جو مرضی پروردگار کہدو کہ یہان بھی
نقارہ رزمی بجے اسی وقت طبل جنگ بجنے لگا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ
آرائے کارزار ہوے ہنوز صف بندیان ہو رہی ہین کوئی میدان مین نہین نکلا ہی کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے
برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ اب کون
آتا ہی یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات
لاکھ سوار کا نمودار ہوا کہ پھریرے آنکے سیاہ تھے اور ہر پھریرے پر تعریف تمثال آئینہ رو تحریر تھی ہرکارے
واسطے خبر کے روانہ ہو چکے تھے آکر عرض کی کہ حام بن دجال ساتھ لاکھ سوار کی جمعیت سے کوئی ملعون تمثال آئینہ رو
دعوی خداوندی کا کرتا ہی اسکا دین رائج کرنے کی غرض سے آتا ہی اور ساتھ اسکے ایک جوان ہی کہ نام اسکا کیوان
بن اکوان چہاردست ہی امیر نے فرمایا کہ اپنا حال آج کل بموجب اشعار انوری ہی قطعہ ہر بلا کز آسمان آید گرچہ
بر دیگران بروا باشد + بر زمین نارسیدہ می پرسد + خانۂ انوری کجا باشد + ضرور ہی کہ پہلا حملہ انکا بھی ہمین پر ہوگا خیر کچھ پروا
نہین خداے ما بزرگ است لیکن حام بن دجال نے آتے ہی ایک جانب لشکر اپنا قائم کیا اور ہرکارون سے
خبر منگائی کہ یہ صف آرائی کن لشکرون مین ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ لاجورد پرست اور خداپرست مصروف
جنگ و جدال ہوا چاہتے ہین اسنے کیوان چہاردست کو اشارہ کیا کیوان مرکب اپنا چمکا کر میدان مین
آیا ادھر لشکر لاجورد شاہ سے قیراط تیغ گردن نکل چکا تھا کیوان نے میدان مین پہونچکر آواز دی کہ منم کیوان
چہاردست نمونہ قدرت خداوند تمثال آئینہ رو باش ای گروہ خداپرستان و ای مجمع شجر پرستان و ای انبوہ لاجورد
پرستان خبردار و ہوشیار ہوجاؤ کہ اب اس خداوند کا دور ہی جو خداوندی اختیار و برحق ہی اور مین فرستادہ

اُسکا واسطے فہمایش تم لوگون کے آیا ہون دیکھو قدرت خداوند کو کہ تم سب کو دو دو ہاتھ دیئے گئے ہین مین اسکا
ایسا پیارا بندہ ہون کہ مجھکو چار ہاتھ عنایت فرمائے تاکہ تم مین سے کوئی میرا مقابلہ نہ کرسکے اور اگر سامنے آئے تو مارا
جائے بس یہ سننا تھا کہ قیر اطرج گردن نے آواز دی کہ تیرے چار ہاتھ ہین تو کیا ہین ہمارے دو ہاتھون مین خداوند
لاجورد شاہ نے اسقدر طاقت دی ہی کہ تیرے چار ہاتھون سے زیادہ ہی یہ کہکر غضب کو جھکا کر سامنے آیا کیوان
پر نیزے کا وار کیا کیوان نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا اور تلوار ماری کہ سر قیر اطرج کا قلم ہوا لاش زمین پر گری
کیوان نے آواز دی کہ اے لاجورد شاہ تو کیسا خداوند ہی کہ تیرے سامنے تیرا بندہ قتل ہوگیا اور تو نہ بچا سکا یہ سننا
تھا کہ خرسیل تنگ پیشانی کو جوش مذہبی ہوا اور کمر گردن اپنا جھکا کر سامنے آیا اور آواز دی کہ ایک سردار کے قتل پر
اسقدر تجھے غرور ہوگیا لا ضرب بہادری کی کیوان ہنسا اور کہا کہ چار چیزین تجھے کیونکر رکھینگی خرسیل نے کہا مین تیری
کوئی ضرب نہ روکونگا اگر خداوند مین کچھ قدرت ہی تو وہ مجھے بچائیگا یہ سنکر کیوان نے چارون چیزین برابر کین کہ
نیزہ سینہ پر مارا گرز سر پر تلوار کمر پر تبر سر گردن پر خرسیل چپکا کھڑا دیکھا کیا کہ نیزہ سینہ سے پار ہوگیا سر چور ہوگیا کمر
کے دو ٹکڑے ہوئے گردن کٹ کر قلم ہوئی کیوان نے نعرہ کیا کہ باطل پرستی کی سزا پائی یہانتک کہ شام تک
لاجورد شاہ کے بارہ سردار کیوان نے جان سے مارے جو اُسکے مقابلے کو گیا زندہ پلٹ کر نہ آیا قریب شام
شنگادہ آہن کلاہ نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت حرب مانگی لاجورد
شاہ نے کہا اے شنگادہ مین تقدیر کرتے آج کے دن ڈرتا ہون بہتر یہ ہی کہ تم اپنا مقابلہ دوسرے دن پر موقوف
رکھو شنگادہ نے کہا خداوند ابتو مین نکل چکا اگر مقابلے سے منہ موڑونگا تو مردان عالم مجھکو کیا کہینگے مین ضرور
کیوان سے مقابلہ کرونگا لاجورد شاہ نے مجبور ہوکر اجازت دی شنگادہ مرکب کو جھکا کر سامنے کیوان
کے آیا آواز دی کہ دیکھون تو چار حربے تو کیونکر کرتا ہی کیوان نے کہا کیا تیری بس شامتین آئی ہین تو
جوان زبردست ہی مجھے حال پر تیرے رحم آتا ہی اے شنگادہ اب بھی باز آ اپنے ارادے سے خداوند تمثال آئینہ
رو کو سجدہ کر مین تجھے اپنے ساتھ لیجلونگا خداوند کی زیارت سے مشرف کرا کے عمر تیری بڑھوا دونگا شنگادہ نے
کہا کیا جھک مارتا ہی غرضکہ بعد گفتگوے بسیار شنگادہ نے تلوار ماری کہ سر کیوان کی قلم ہوئی لیکن تلوار پشت
شمشیر سپر کی کیوان نے خبردار خبردار کہکر چارون وار کیے شنگادہ نے تلوار پشت پر شمشیر کے روکی گرز سپر پر روکا
نیزہ زیر بغل خالی دیا لیکن تبر جو سر کر گردن پر پڑتا ہی سر کر گردن کا قلم ہوا شنگادہ غلطان و پیچان زمین پر گرا تھا
کیوان دوسرا وار کیا چاہتا تھا کہ لوگ فوج لاجورد شاہ کے دوڑ پڑے ادھر حام بن دجال نے اشارہ اپنی فوج
کو کیا تمثال پرست تلوارین کھینچ کھینچ کر آپڑے جنگ مغلوبہ ہوئی شنگادہ کا کولا ٹوٹ گیا تھا اُسے
لوگ اُٹھا لے گئے لیکن اور سردار لشکر لاجورد شاہ کے تلوارین کھینچ کھینچ کر لڑنے لگے ادھر کیوان
چہار دست جابر اجدھر کا رخ کیا ستھراؤ ہوگیا صفین مثل بادل کے پھٹنے لگین اہل اسلام اور شجیر بہت
دور سے تماشا دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے سہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت * الحاصل شام
قریب ہی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ ہوکے لاشین میدان جنگ سے اُٹھائی گئین لاجورد
شاہ شنگادہ آہن کلاہ کو لیے ہوئے میدان سے پھرا مصاحب جرأت شنگادہ کی تعریف کر رہا تھا اور سردار
داد مردی و مردانگی دیرہے تھے لیکن ادھر کیوان چہار دست جو داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس
بزم پہنکر بیٹھا جام شراب ناب گردش مین آیا سامنے رقاصان پری جمال مصروف رقص ہوئین آواز ساز بلند ہوئی

ہوئی جب کیوان نے دو چار جام پیے اور دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل شجر پرستون
کی باری ہو اور پرستون لشکر اسلام سے سمجھونگا موجب حکم اُسی وقت کوس حربی بجا ہرکارون نے خبر بہاران چمن
قبا کو دی کہ کل کے روز آپ کے لشکر سے مقابلہ ہو کیوان کہتا ہو کہ ایک ایک میدان داری ہر لشکر سے
کرونگا اور سبکو سزاے معقول دونگا یہ سنکر بہاران چمن قبا کا جیسہ ڈھیلا ہو گیا لیکن چار و ناچار حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی بجا فوج لاجورد شاہ مین بھی
طبل بجا کیوان نے آتے ہی تہلکہ ڈال دیا ہو شجر پرستون کی تو یہ کیفیت ہو کہ مرجھاے جاتے ہین ہر نفس مانند
باد خزان کے ہو گیا ہو چہرے مانند برگ خزان وثمرہ کے زرد پڑے ہوے ہین غنچۂ خاطر پر پژمردگی
ظاہر ہو شاخ تمنا پھولی پھلی نظر آتی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شبکا برطرف ہوا اور نخل کہکشان پر
آثار پژمردگی ظاہر ہوے انجم مانند گل چاندنی کے مرجھا کر رہگئے سبزہ فلک گلشن انجم سے بیگانہ وار علیحدہ نظر
آنے لگا مطلع صاف ہو گیا ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت رب بے نیاز سے
فراغ حاصل کر کرکے میدان جنگگاہ مین آکر صف آرائیان کرنے لگے آفتاب نکلتے نکلتے تمام میدان فوجون
سے مملو ہو گیا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نیب دیکر نکل گئے تھے کہ کیوان جہار دست حام
بن دجال سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر نونہال شاہ سے سرشاخ بلند بالا میدان مین آیا
کیوان نے کہا تم لوگ سب سے زیادہ بیوقوف ہو کہ درختون کو سجدہ کرتے ہو درخت وہ چیز ہو کہ جیسے ہم بوتے
ہین تو اُگتا ہو جسقدر اُسکی داشت کرتے ہین اُسی قدر وہ پھیلتا ہو پھل اُسکے کھاتے ہین لکڑیان جلاتے
ہین مکان مین لگاتے ہین سرشاخ بلند بالا نے جواب دیا کہ اے شخص اگر درخت نہ پیدا ہوتا تو کوئی دنیا مین زندہ
نہ رہ سکتا جتنی چیزون کے کھانے پر زندگی کا دارومدار ہو مثل گیہون چانول وغیرہ کے کل درخت پیدا ہوتے
ہین پس جو شے باعث زندگی کی ہو وہی ہمارا خدا ہو جب جانین کہ بغیر کھاے پیے کوئی زندہ رہے کیوان نے
کہا کہ تم لوگون کی عقل اوندھی ہو تمسے بحث فضول ہو یہ کیا ضرور ہو کہ جس چیز کو کھا کر ہم زندگی بسر کرتے ہین اُسے
خدا بھی مانین خداوند نے جہان اور اسباب ضروری انسان کے واسطے پیدا کیے ہین وہان درخت کو
بھی پیدا کیا کہ ہم لوگ کھائین اور شکر خداوندی بجالائین پس بہتر و لازم ہو کہ خداوند تمثال کو سجدہ کرو ورنہ
مقابلہ کرو سرشاخ نے تمثال آئینہ رو کو برا بھلا کہا کیوان نے غصہ مین آکر چار دن حربے کیے سرشاخ نے دو
حربون کو رد کیا لیکن دو حربے نہ رک سکے آخرکار ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا کیوان نے پھر نعرہ کیا اور مبارز
طلب کیا اشجار شجر پرست اسکے مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار یہ بھی ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا کہانتک
بیان کیا جاے کہ پندرہ شجر پرست ہاتھ سے کیوان کے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے
پھرا اور آج لشکر خدا پرستان کی طرف دیکھکر کہتا گیا ہو کہ کل باری تم لوگون کی ہو غرضکہ آتے ہی اُسنے طبل
جنگ بجوا دیا اور کچھ پہر رات کرکے آپ سو رہا پھر چارون لشکرون مین رات بھر نقارے بجا کیے صبح کو
چارون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوے کیوان نے نکل کر رخ خداپرستون کی طرف کیا اور آواز دی کہ اے گروہ
خداپرستان تم عجب طرح کا مذہب رکھتے ہو کہ خداے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہو جسکو دیکھا تک نہین ایسی بے نشان
شے کو سجدہ کرنا تمھارا ہی کام ہو بس یا تو تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرو ورنہ مجھسے مقابلہ کرو یہ سننا تھا کہ لڑا آب
باختری رفیق شاہزادہ بدیع الزمان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ اے کیوان

باز آ اس باطل پرستی سے جسکو تو خداوند بتلاتا ہی وہ کوئی ساحر یا شعبدہ باز ہوگا کیوان نے کہا میرا خداوند ایسا ہی کہ اگر
کوئی صورت اُسکی دیکھ لے تو بیہوش ہو جاے تاب نظارہ نہ لائے یہ سنکر ارباب باختری نے کہا کہ اُسنے
اپنے کو طلسم بند کیا ہوگا کیوان نے کہا تم لوگون کا وہم حد سے گذرا ہوا ہی جس کسی مین کوئی کرامات دیکھی اُسے
سحر کہدیا پھر تم بھی سحر یاد کرکے خداوند بن بیٹھو ارباب باختری نے لاحول پڑھا اور کہا کہ ہم لعنت کرتے ہین ایسی
خداوندی پر بس یہ سنا تھا کہ کیوان پر جوش غضب طاری ہوا اور آواز دی کہ تو ہمارے خداوند کو شیطان
بناتا ہی اُسپر لاحول بھیجتا ہی بس اب زیادہ زبان درازی نہ کرنا لا ضرب بہادری کی ارباب باختری نے کہا
ہم لوگ خداپرست پیشہ سستی نہین کرتے جب تیرے حربہ سے پروردگار بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنتا تھا کہ
کیوان نے چارون تلوارین ارباب باختری پر مارین ارباب نے دو تلوارین رد کین ایک خالی دی مگر جو
شمشیر قضا کی تھی وہ کمر پر پڑی کہ ارباب باختری دو ہو کے مرکب سے گرا اور درجۂ شہادت پر فائز ہوا اور
بدیع الزمان اپنے رفیق قدیم کے واسطے روتے بعد ارباب باختری کے درقاے زنجیرہ خوار میدان مین آیا
بڑا جوان زبردست ہی رفیقان خاص بدیع الزمان سے ہی انتہاے جرأت اُسکی یہ ہی کہ ملک سنجان مین
جب بدیع الزمان قلعہ چارباغ مین بہت زخمی ہو گئے تھے گھوڑا میدان جنگ سے اُنکو نکال لیگیا تھا ارباب
نے درقاے زنجیرہ خوار کے قلعہ چارباغ پر یلغر کر دیا تھا درقاے زنجیرہ خوار نے منع کیا جب نہ مانا تو باب
سے لڑا اور اُسے قتل کر ڈالا کہ جب افسر فوج نہین ہی تو اُس سے لڑنا نہ چاہیے بعد اُسکے خود مقابلہ کیا
بدیع الزمان سے زیر ہو کر مطیع ہوا اس بہادر کے جانے سے بدیع الزمان کو نہایت تشویش ہی کہ خدا اُسے
بچاے لیکن درقاے زنجیرہ خوار نے آتے ہی کیوان کو آواز دی کہ او نامرد تو چار حربے رکھتا ہی چار ہاتھ
تیرے ہین ہم لوگ دو ہاتھ رکھتے ہین چار حربے کیونکر ایکبار رد کر سکتے ہین اگر ہان دو ہاتھ سے مقابلہ
کر تو معلوم ہو کیوان نے کہا جب خداوند نے مجھے چار ہاتھ عنایت کیے ہین تو مین دو ہاتھون سے کیون
لڑون حق ناحق بھی ثابت ہو گیا یہ سُنکر درقاے زنجیرہ خوار کو غصہ آیا اور آواز دی کہ او ملعون جسنے
تجھے چار ہاتھ عنایت کیے ہین وہ اور ہی اور جسے تو خداوند کہتا ہی وہ اور ہی کیوان نے کہا بس زیادہ گفتگو
سے کچھ حاصل نہین ہی لے خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر چارون وار درقاے زنجیرہ خوار پر کیے
درقا نے ایک تلوار پشت شمشیر پر روکی ایک سپر پر گانٹھی ایک خالی دی ایک سر کر گردن پر پڑی مرکب
درقا کا مارا گیا درقا غلطان پیچان زمین پر گرا لوگ دوڑ پڑے اور درقاے زنجیرہ خوار کو بچا لے گئے
چوٹ اُسکے آگئی تھی لائق مقابلہ نہ تھا کہانتک بیان کیا جاے کہ شام تک مین بارہ خداپرست درجۂ شہادت
پر فائز ہوے ہین کچھ رفقاے بدیع الزمان کچھ سرداران ایرج نوجوان تھے کیوان شام ہوتے طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھرا اور کہدیا کہ کل پھر باری لاجوردپوشون کی ہی لیکن امیر با توقیر لاشے خداپرستون
کے میدان سے اُٹھوا کر جو بھرے بسکے واسطے بہت افسوس کیا لاشون کو دفن کروا دیا آپ بارگاہ سلیمانی
مین دنگل شوکت پر متمکن ہوے رضوان بن عمرو کرسی ہدہد پر بیٹھا امیر نے فرمایا کہ افسوس یہ وقت سخت ہی
اور بچپن کا دوست عمرو ثانی تک پاس نہین کہ اس وقت آخرین اسے ایک نظر دیکھ لیتے صد حیف نہین
معلوم وہ کن جنگلون مین تباہ ہوگا یہ فرما کر صاحبقران رونے لگے رضوان بن عمرو نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو
والد ماجد کی تلاش کی جاے فرمایا کہان میرا جی چاہتا ہی کہ میرے اُسکے صفائی ہو جاتی پھر چاہے وہ لشکر

مین رہے یا چلا جاے کیونکہ قصد میرا یہی ہے اور انصاف کا مقتضا بھی یہی ہے کہین اپنی خطا اس سے بخشواؤن بعضون
نے عرض کی کہ حضور یہ کیا ارشاد کرتے ہین وہ خود دست بستہ حاضر ہونگے غرضکہ حسب الارشاد عیار اسی وقت
سے تلاش مین روانہ ہوے بعضون نے کہا کہ حضور بغیر آپ کے دیکھے کہین انھین قرار آسکتا ہے جائینگے
کہان یہین کہین ہونگے الحاصل عیار تو تلاش خواجہ عمرو ثانی روانہ ہوے ہین امیر کو دو روز کا اطمینان بھی ہے
کہ اب کل مقابلہ کیوان کا لاجورد پرستون سے ہے یہانتک کہ طبل بجتے بجتے پھر وقت صبح کا نمودار ہوا ستارہ
سحری چمکا روشنی مہر جہانتاب کی ہر چہار طرف پھیلی جوانان صف شکن و پہلوانان تہمتن آلات حرب تن پر درست
چست کرکے وعدہ گاہ مصاف مین آئے صف بندیان ہونے لگین نقیب نسب و یکبر نکل گئے کیوان
چہار دست حامم بن دجال سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ لاجورد پرستان دیکھا
تمنے کہ مجھ اکیلے نے تینون لشکرون کا کیا حال کر دیا کہ تہلکہ برپا ہو گیا لہذا پھر مین سمجھاتا ہون کہ آؤ اور سجدہ کرو خداوند
تمثال آئینہ رو کو یہ کلام سنکر لشکر لاجورد شاہ سے سہمان منارہ گردن نکلا لیکن ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا
مشہدول فیل پیکر نکلا اسکی بھی وہی حالت ہوئی شام تک سترہ سردار مارے گئے کیوان نے فوج کا سنہرا د
کر دیا شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا پھر طبل بجوا دیا دوسرے روز نخل پرستون پر خزان آگئی کئی درخت
قلم ہوے تیغ قضا کا چل گیا میدان رزم مین پھولنا پھلنا نصیب نہوا بہاران حسن قبا بھی نہایت متردد ہین بلکہ تین
ذرہ سے گلیم اوڑھ کر غائب ہو گئے ہین اور فرما گئے ہین کہ مین خداوند سے مدد مانگنے جاتا ہون در پردہ سب تماشے
دیکھ رہے ہین اب تیسرا روز ہوا مقابلہ خدا پرستان کا دن آیا آج بڑے بڑے سردارون نے کہ جو سب یگانے
عصا جیغران کے ہین عزم بالجزم کیا ہے کہ ہم مقابلہ کرینگے چنانچہ جیسے ہی کیوان نے میدان مین پہونچکر نعرہ کیا دیکھا
کہ داہنی صف سے نورالدہر بن بدیع الزمان اور بائین صف سے ایرج نوجوان دونون نے ساتھ ہی مرکب
اپنے جولان کیے سامنے تخت بادشاہی کے پہونچکر مجرا کیا اجازت حرب مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
اب آئین اسلام آپ لوگون نے بدل دیا ہے کہ ایک کے مقابلہ کو دو جاتے ہین ہان سچ ہے وہ چہار دست ہے اسوجہ
سے یہ سنکر نورالدہر نے عرض کی کہ مین صف سے مشورہ کرکے تو نکلا نہ تھا کہ آو بھی ایرج ہم تم سے کیوان
سے مقابلہ کرین یہ مین نہ جانتا تھا کہ میرے ساتھ ہی یہ بھی عزم کرینگے لیکن ایرج نوجوان نے عرض کی کہ کیا مین
آپ کو دیکھکر نکلا ہون میرا خود ارادہ پیشتر سے تھا اور اگر اے شاہ آپ یہ فرماتے ہین کہ وہ چہار دست ہے اسوجہ
سے تم دو آدمی نکلے ہو تو ایک ہاتھ میرا باندھ دیجیے اگر اسکے چار ہاتھ ہین تو مین ایک ہی ہاتھ سے مقابلہ کرونگا
آپ تماشا میری جنگ کا دیکھ لیجئے بادشاہ نے فرمایا اب مین چاہتا ہون کہ آپ دونون صاحبون مین سے کوئی
نہ جاے کوئی اور مقابلہ کریگا شاہزادہ بدیع الملک یہ تماشا دیکھ رہے تھے سمجھے کہ اب ان دونون مین سے
تو کوئی جانے نہ پائیگا ایسا نہو بعد انکے پلٹنے کے کوئی اور نکل پڑے جلدی سے مرکب جھکا کر سامنے تخت شاہی کے
آکر پیادہ پا ہو کر عرض کیا کہ حضور واقع مین یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک کے مقابلے کو دو جائین یا ایک صاحب جائین
ایک نجائین تو جنگو رہ جائیگا اسکے خلاف ہوگا لہذا مین آپ دونون صاحبون کا خورد ہون مجھے اجازت ہو مین مقابلے کو
جاؤن بادشاہ نے راے بدیع الملک کی پسند کی نورالدہر و ایرج کو اپنی صف مین بھیجا بدیع الملک
کو اجازت دی بدیع الملک مرکب کو جھکا کر سامنے کیوان کے آئے اور نعرہ کیا کہ لاضرب بہادری کی کیوان
نے کہا تو کون ہے جو اس ہماہمی کے ساتھ میدان مین آیا تجھے خوف اپنی جان کا نہ آیا بدیع الملک نے آواز

وہی مین ملک الموت تیری جان کا ہون مین وہی شخص ہون کہ جسکے باپ نے تیرے باپ کو مارا تھا اب تو میرا شکار ہو یہ سنکر کیوان نے کہا مجھے خود یہ اشتیاق تھا کہ تجھسے یا تیرے باپ سے مقابلہ ہو تو بہتر ہو کہ عوض اپنے باپ کے خون کا تجھسے لون بدیع الملک نے کہا پھر عرصہ کیون کرتا ہو کیوان نے چارون ضربین بدیع الملک پر کین بدیع الملک نے آڑے ہو کر جو ہاتھ مارا چارون ہاتھ کیوان کے قلم ہو کے بدست ہو کر آواز دی اپنی فوج کو کہ ارے ملعونو اس خدا پرست کو غضب کیا اسنے کہ چارون ہاتھ میرے کاٹ ڈالے اور مجھے نکما کر دیا یہ سنتا تھا کہ تمام فوج دوڑ پڑی ادھر بادشاہ اسلام نے اسنے لشکر کو اشارہ کیا دونون فوجین بخشم پٹ ہو گئین تلوار چلنے لگی شجر پرست اور لاجورد پرست تو پہلے ہی سے قلم ہو کے تھے شکر کیا کہ خوب ہوا یا اگیا دونون لشکر کھڑے تماشا دیکھا کیے اور فوج اسلام سے اور تمثال پرستون سے تلوار چلنے لگی صدائے گیر و بزن بلند ہوئی دریاے خون روان ہوا سر مانند حباب کے تیرتے نظر آنے لگے ہر طرف برق شمشیر کا کوندا لپک رہا تھا ڈھالون کا ابر چھایا ہوا تھا بارش خون ہو رہی تھی بازو ذرہ پوشون کے جو کٹ کٹ کر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیان جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہین کہا تک بیان کیا جاے کہ شام تک تلوار چلی عین گرمی جنگ مین حام بن دجال اور کیخسرو نامدار کا سامنا ہوا حام نے تلوار ماری شاہزادہ کیخسرو نے پشت تیغ شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا خود و بلغہ عرق چین اور زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کہ سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی حام نے طبل امان بجوا دیا دونون لشکر علیحدہ ہوے لیکن حام اسی وقت کوچ کر کے طرف شہر تمثالیہ کے روانہ ہوا لاش کیوان چہار دست کی اٹھالی اور لاشین وہین چھوڑین کسی کو دفن بھی نہین کیا کہ اب کی خداوند سے فریاد کرینگے اور کہینگے کہ اس بندے نے تیرے بہت سے لوگ قتل کیے لیکن کیوان ہاتھ سے بدیع الملک کے مارا گیا تو پھر اسے زندہ کر دے لیکن یہان امیر با توقیر بلشکر بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے تعریف شاہزادہ بدیع الملک کی کرتے ہوے لباس رزم اتاری پوشاک بزم پہنکر بیٹھے کہ پھر خبر پہونچی کہ لشکر شجر پرستان مین طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا جو مرضی پروردگار کہ ہر چند کہ یہان بھی بتفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا لیکن رضوان بن عمرو نے امیر با توقیر سے عرض کی کہ مجھے شبہہ ہوتا ہے کہ یہ بہاران چمن قبا شجر پرستون کے پیر جو بنے ہوے ہین یہ والد ماجد ہین کیونکہ اول تو یہ ملاحظہ فرمائیے کہ جتنے سردار برائے مقابلے گئے سوا اسیر ہونے کے کوئی قتل نہین ہوا اور ابتک قید ہین یہ فعل سواد دست کے دشمن کا نہین ہو سکتا امیر نے فرمایا کہ پھر یہ راز کیونکر افشا ہو رضوان نے عرض کی کہ غلام آج ہی شب کو فکر کرتا ہے یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور برق ثانی اور چالاک ثانی و قران ثانی وغیرہ ان سب عیاران نامی کو جمع کیا اور کہا یہ تو مین نے پہچان لیا کہ بہاران چمن قبا جو بنے ہوے ہین سوا والد ماجد کے کوئی دوسرا نہین ہے لیکن اب انکی گرفتاری کی تدبیر کرنا چاہیے کہ امیر با توقیر سے ملاپ ہو جاے تو بہتر ہے آجکل مزاج صاحبقران کا انکی جانب سے اصلاح پر ہے سب عیارون نے کہ کیا فکر کرنا چاہیے رضوان نے کہا میری یہ راے ہوتی ہے کہ بھائی برق ثانی تمھارے باپ بھی سنا ہے کہ عورت کی عیاری خوب کی لہذا تمکو چاہیے کہ تم معشوقہ ملکہ ماہ سیمبر کی شکل بنو اور ہم سب فرشتے بنین اسکے بعد خواجہ کو دھوکا دیکر گرفتار کرین سبنے اس راے کو پسند کیا کہ واقع مین خواجہ مبہوت ہو رہے ہین ضرور دھوکا کھا جائینگے یہ صلاح کر کے سب عیار جانب صحرا روانہ ہوے اور رنگ و روغن عیاری لگا کر برق ثانی نے صورت اپنی ملکہ ماہ سیمبر

کی نمائی اور قہر سر ملک کے بیٹھا قران ثانی و چالاک ثانی وغیرہ نے صورتین اپنی فرشتون کی بنائین اور رضوان بن
عمرو ایک فرشتے کی شکل بنکر طرف بارگاہ بہاران چمن قبا کے روانہ ہوا جس وقت زلف لیلائے شب تا بہ کمر
پہونچی طبل جنگ بج رہا تھا گشت علایہ کا پھر رہا تھا چہار طرف آواز ہوشیار باش و بیدار باش بلند تھی رضوان
بن عمرو نگاہون سے بچتا ہوا اپنے کو چراتا ہوا تا بہ خیمہ بہاران چمن قبا پہونچا پشت خیمہ کی چاک کرکے دیکھا
کہ کچھ شمعین کافوری روشن ہین بالکل تخلیہ ہی اور بہاران چمن قبا اک تصویر اپنے سینے سے لگائے ہوئے
رو رہے ہین رضوان نے کہا کہ بیشک یہ قبلہ و کعبہ ہین اور تصویر ملکہ ماہ سیمبر کی ہی بس پلٹ کر دروازہ بارگاہ کی طرف
آیا اور رخ ہوا کا دیکھکر بیہوشی اڑائی کہ دربان جھومنے لگے خفیف سی بیہوشی طاری ہوئی رضوان جھککر داخل
خیمہ ہوا اور سامنے ہو کر السلام علیک کی آواز دی بہاران چمن قبا نے گھبرا کر دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت
پر دونون بازو پھیلائے سامنے کھڑا ہی کہا تو کون جواب دیا کہ ہم فرشتہ برزخ پوچھا کہ پھر مین تو زندہ ہون میرے
پاس تمہارا کیا کام ہی جواب دیا کہ ایک پیغام لایا ہون اسکو سنئیے کہا کیا رضوان نے اک رقعہ پیش کیا بہاران چمن قبا اٹھ
بیٹھے رقعہ کو پڑھا ملکہ ماہ سیمبر کی طرف سے لکھا ہوا تھا کہ اے عمرو ثانی جبسے تمسے جدا ہوئی جو کچھ مجھپر گذر گئی سنا ہی
ہوگا قبر مین بھی چین سے اس دل بیقرار نے سونے نہ دیا بموجب شعر نہ جلا کے رو قبر پر رونے والے ۔ اسے
بد لینے لگے کروٹین سونے والے ۔ افسوس کہ تمنے رسم فاتحہ خوانی بھی اٹھا دی اس اندھیری قبر مین ہر وقت
دم گھٹا کرتا ہی تم یہان بہاران چمن قبا بنے بیٹھے ہو ہم ایذائے قبر جھیل رہے ہین بمشکل فرشتگان اعمال سے
اجازت لیکر آج بالائے قبر آئے ہین اگر بموجب مشہور کہ یک نظر دیدن خوش گذرے منظور ہو تو ہمین آکر دیکھ جاؤ
یہ عشق کیا بد بلا ہی عقل پر کیسے پردے ڈال دیتا ہی کہ عمرو ثانی الیاس مرد ہوشیار عیار طرار اور دھوکا کھا گیا یہ سمجھ
مین نہ آیا کہ فرشتگان اعمال کیسے ہین کہین فرشتے سامنے آتے ہین کہا کہ اے فرشتہ اعمال مجھے پاس ملکہ کے
لے چل رضوان نے کہا بہتر ہی اور آیا مین کس لیے ہون چلئے عمرو ثانی ساتھ رضوان کے چلے جسنے پوچھا کہ اے
نائب خداوند آپ کہان جاتے ہین بہاران چمن قبا نے کہا کچھ راز قدرت ہی فرشتہ قدرت میرے پاس آیا ہی
خداوند نخل سیر سپید نے بلایا ہی مین آتا ہون کسی نے کہا کہ ہماری یہان اولاد کیون نہوئی ہماری طرف سے خداوند سے
سعی کیجیے گا کوئی کہتا تھا کہ ہمارے یہان لڑکا ہوتا ہی مگر جیتا نہین بہاران چمن قبا ہر ایک سے کہتے ہوئے
کہ اچھا تم اطمینان رکھو مطلب تمہارا ہوجائیگا ساتھ رضوان بن عمرو کے جو صورت فرشتہ قدرت کی بنا ہوا ہی
صحرا مین قبر پر آئے دیکھا کہ واقع مین ملکہ ماہ سیمبر کفن پہنے ہوئے بیٹھی ہی کچھ فرشتے گرد و پیش جمع ہین کہتے
ہین کہ بس بہت دیر ہوئی اب چلو ملکہ ایک ایک کی منت کرنے لگی کہ کچھ دیر اور انتظار کرلو شاید وہ اب بھی
آجائین یہ رنگ دیکھکر عمرو کا دل بھر آیا دوڑ کر ملکہ سے لپٹکر رونے لگے چالاک ثانی کو دل لگی سوجھی کہا بس
ہٹئیے یہ اجازت نہین ہی کہ ملکہ سے لپٹئے عمرو ثانی ایک ایک کی منت کرتا ہی یہانتک کہ فرشتون نے عمرو ثانی
کو بھی باندھا اور کہا تمہین زندہ درگور کرینگے جو مردے سے لپٹے اسکی یہی سزا ہی عمرو ثانی کہتا ہی کہ مجھے دل
سے منظور ہی اب اس زندگی سے مرنا بہتر ہی مگر ملکہ کی جدائی اب شاق ہی بموجب شعر یہ قصد ہی تجھے مانگون مین
حق سے روز جزا ۔ مزا تو ہو کہین عشق نے اگر خدا میرا ۔ ان باتون پر عمرو کی تاب نہ آئی آخرکار سب عیار ہنس
پڑے اور ہنسی کے نعرے ہوئے ادھر چالاک ثانی نے نام اپنا ظاہر کیا ادھر قران ثانی نے کہا خلیفہ
جی یہ آپکو کیا سوجھی کہ امیر کو ایسے وقت صعب مین چھوڑ کر چلے گئے ادھر ملکہ ماہ سیمبر نے نعرہ کیا کہ ہم برق

ثانی اتو عمرو ثانی کے آئے ہوش گم ہوئے دل مین نہایت شرمندہ ہوئے کہ عیارون نے مجھسے بڑی مکاری
کی کہا یارو دیکھی تمنے نا انصافی امیہ کی سب نے کہا کہ اب امیر کو آپکی فرقت کا نہایت صدمہ ہی
عمرو ثانی نے کہا تو کیا مجھے باندھ کر لے چلوگے سب نے کہا کہ کیا مجال ہمارے آپ افسر ہین لیکن یہ ضرور ہی
کہ جس طرح چلیےگا اسی طرح لے چلینگے عمرو ثانی نے کہا کہ تم لوگون نے سنا ہوگا کہ جب والد ماجد سے اور
صاحبقران اول سے بگڑی ہی تو سب عیار والد ماجد کی طرف تھے مین نے آپ صاحبون کو شکست نہین
دی اکیلے جو بن پڑا وہ کیا اب آپ لوگون کو یہ مناسب نہین ہی کہ مجھے اسیر کر کے اس ذلت وخواری سے
لے چلیے سب نے کہا کہ ہم امیر سے جا کر عرض کرتے ہین کوئی پھر بات اب باقی ہوئی کہ رضوان بو آخر د
خدمت امیر ثانی مین آیا اور عرض کی کہ اقبال صاحبقرانی سے تنہا خواجہ کا لگایا بلکہ عیاری کر کے صحرا مین لے آیا
کیا ہی مگر وہ کہتے ہین کہ جس دربار سے اس ذلت وخواری سے نکالے گئے اب کیا منہ لیکے جائین امیر ثانی نے
فرمایا کہ اپنے دوست کو لینے مین خود چلونگا دریاے عنایت ومروت جوش پر آیا اور ہمراہ رضوان کے صحرا مین
آئے عمرو ثانی نے جو امیر ثانی کو آتے دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹا رونے لگا امیر نے سر سینے سے لگایا
اور خود بھی رونے لگے اور فرمایا کہ خواجہ بھی معاف کرنا مین تمھین نکالکر نہایت پشیمان ہوا عمرو ثانی نے عرض
کی کہ کیا مضائقہ ہی اکثر مالکون کا عتاب ملازمون پر ہو جایا کرتا ہی لیکن اے شہریار آیندہ سے خیال رہے
امیر نے فرمایا خواجہ تمھین مین برادر اپنا قوت بازو سمجھتا ہون کیا بھائیون بھائیون مین سوے مزاجی نہین
ہو جاتی ہی عمرو ثانی نے عرض کی کہ آپ آقا ہین غرضکہ امیر نے عمرو سے کہا کہ اب لشکر مین چلو عمرو ثانی نے
عرض کی کہ اے شہریار اگر ارشاد ہو تو مین اپنا مال واسباب بھی ان شجر پرستون مین سے جا کر لے آؤن ورنہ
جس وقت یہ حال کھلا کہ بہاران چمن قبا عمرو تھا مال میرا ضبط کر لینگے پھر ملنا دشوار ہی امیر ہنسنے لگے اور فرمایا کہ دیکھ
اے عمرو بیٹھ نہ رہنا مجھسے دغا نہ کرنا عمرو ثانی نے عرض کی ماسوا اسکے آپ کے سردار جو قید مین ہین انھین بھی
چھڑانا ہی امیر نے فرمایا بہتر ہی جاؤ غرضکہ امیر تو صحرا سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے عمرو اپنی بارگاہ مین
آیا جال الیاسی مار کر تخت وتاج اور کل سامان شیشہ آلات وغیرہ سب نذر زنبیل کیا زندان خانہ مین جا کر سب سردارون
کو مع ہتکڑی بیڑی نذر زنبیل کر لیا اور نکلکر لشکر سے طرف فوج امیر کشورگیر کے روانہ ہوا یہان امیر منتظر بیٹھے تھے
کہ عمرو آکر پہونچا سردارون کو زنبیل سے نکال نکال کر قید سے رہا کیا ہر ایک نے امیر کو سلام کیا عمرو کو پہچانا
معلوم ہوا کہ بہاران چمن قبا خواجہ سلامت سنتے ہوے تھے امیر نے کہا اے مرد عزیز اتنی بڑی بلا تو نے لا کر
مجھپر چھوڑی ہی کہ جسکا دفعیہ مشکل ہو گیا ہی عمرو نے عرض کی کہ یا امیر یہ لوگ اسی طرف آنے والے تھے مین عیاری
کر کے انکے ساتھ ہو لیا اتنا قصوروار ہون لیکن طبل تو بج ہی رہا تھا طبل بجتے بجتے زمانہ شبکا برطرف ہوا اور
خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے امیر نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا عمرو کو ساتھ
لیے ہوے خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوے بادشاہ نے جو عمرو کو دیکھا متحیر ہو کر فرمایا کہ ہائین خواجہ تم کہان
گئے تھے اور کب آئے عمرو نے عرض کی یہین حاضر تھا لیکن امیر نے ہنسکر فرمایا کہ اے شہنشاہ بہاران چمن قبا آپ ہی
تھے یہ سنکر بادشاہ نے منہ پر رومال رکھا مسکرائے اور فرمایا کہ قیدیون کو کیا کیا عمرو نے عرض کی کہ ساتھ میرے
سب آئے ہین اتنے مین سب سردار بھی یکے بعد دیگرے حاضر حضور فیض گنجور ہونے لگے سردار ایرج کرایرج
سے ملے نورالدہر کے افسران لشکر نورالدہر سے ملے اسی طرح ہر ملازم اپنے اپنے آقا سے ملا اب یہ سب

میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوے وہان صبح کو خبر نونہال شاہ کو ہوئی کہ رات کو بہاران چمن قبا مع تخت و
تاج غائب ہوگئے بارگاہ لٹی پڑی ہی بلکہ قیدی تک زندان سے غائب ہین نونہال شاہ نے کہا معلوم ہوتا ہی
کوئی بے ادبی ہم لوگون سے ہوئی وہ خفا ہو کر خداوند کے پاس چلے گئے لیکن ایک آدشیر وزیر نے
کہا کہ نہین اگر خفا ہو کر جاتے تو قیدیون کو کیون لیجاتے معلوم ہوتا ہی کہ خداوند پاس قیدیون کو لے گئے
ہین اور ہم سبکی طرف سے سعی بھی کرنے گئے ہین کہ آپ کے بندون نے یہ یہ کام کیے جب انکا جی چاہیگا
پھر آجائینگی نونہال شاہ خاموش ہو رہا چونکہ طبل بج چکا تھا صبح کو مع لشکر میدان مین آیا آراستگی صفوف قتال و
جدال ہونے لگی لیکن نظر نونہال شاہ کی عوجان دریا باری مرجان دریا باری وغیرہ پر پڑی متحیر ہو کر کہا کہ یہ
قیدی تو سب آزاد ہین اپنے لشکر مین موجود ہین یہ کیا امر ہی مہتر شمیم اپنے عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو
مہتر شمیم برائے دریافت حال روانہ ہوا یہ خبر پہلے ہی منتشر ہو چکی تھی شمیم نے بعد دریافت جاکر عرض کی کہ بہاران
چمن قبا امیر کا عیار عمرو ثانی تھا وہی سب قیدیون کو لیکر خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہو گیا پہلے کچھ بگڑی ہوئی
تھی اب سنا ہی کہ ملاپ ہو گیا ہی یہ سنکر عوق بن بروج کہ کسیقدر تپ اسکی کم ہوئی تھی بعد بیمار ہونے کے آج
پہلے پہل پھر میدان کارزار مین آیا ہی اسنے کہا کہ کیا پروا ہی مین پھر سبکو اسیر کر لونگا اور نونہال شاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ خداپرستان معلوم ہوا کہ تم لوگ بڑے مکار ہو عیارون سے
دوسرون کو ذلیل کرواتے ہو دیکھو تو کیسا عوض لیتا ہون اس امر کا جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ
نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار نے مرکب
اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت جنگ مانگی فرمایا سپرد بپروردگار کیا لیکن شہریار
کا نکلنا تھا کہ رنگ روایرج نوجوان کا متغیر ہو گیا کہ خدا بچائے اسکی ضرب سے شہریار کو کیونکہ ساڑھے تین ہزار
من کی چوب باندھتا ہی اہل اسلام مصروف دعا ہین لیکن شہریار گھوڑا دوڑا کر سامنے عوق کے آیا آواز دی
کہ باش او گبر لاضرب بہادری کی دیکھون تو مین بھی کہ تیری چوب کیسی ہی عوق نے کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے شہریار
نے کہا اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے ہین یہ سنکر عوق نے چوبدست گران اٹھا کر تین بار سر پر چرخ دیکر وار کیا
شہریار نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا ایرج نوجوان نے خدا کو یاد کیا فلک کو دیکھا سب کے منہ سے
یہی نکلا کہ خدا بچائے لیکن چوبدست جو آکر پڑتی ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول
سے شق ہو گیا شہریار کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دیگیا کمر مرکب کی ٹوٹی شہریار
تا بہ کمر زمین مین غرق ہو گیا بازو کو شکست ہوا ہر ایک یہ سمجھا کہ شہریار مارا گیا طیفور شیر دل جھپٹ کر
قریب گرد کے آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ شہریار
بیہوش ہی رنگ رو متغیر ہی اور حریف بہ ارادہ قتل کھڑا ہی چاہا طیفور نے کہ مالک کو اپنے اٹھا کر میدان سے
پھرے کہ عوق نے چوبدست سیدھی کی طیفور نے حقۂ آتشبازی کھینچ مارا عوق جلا کر بھاگا طیفور شہریار کو
لیے ہوے میدان سے پھرا لشکر امیر مین آیا شہریار کا یہ حال دیکھکے ہر ایک پر انتشار طاری ہوا ایرج نوجوان
کے آنسو نکل آئے ابھی تک بہت سے سردار علیل ہین صرف دو ایک سردار باقی ہین جو میدان جنگ مین
آئے ہین لیکن عوق نے پھر نعرہ کیا کہ ہی کوئی اور ایسا کہ نکلے اور مجھسے مقابلہ کرے کہ یکایک جانب دست راست
کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہنشاہ گوہر کلاہ نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آئے

اجازت حرب مانگی بادشاہ نے فرمایا جاؤ امان الٰہی و ضمانت رسالت پناہی مین دیا شہنشاہ گوہر کلاہ بار دگر پشت مرکب پر
بیٹھ کر سلام کر کے میدان مین آئے عوق نے کہا کہ دیکھا تمنے کیا حال کیا مین نے ایک وار مین شہریار کا شہنشاہ
نے کہا پھر کیا ہوا زخمی ہونا مرد کے واسطے عیب نہین لا ضرب بہادری کی عوق نے انپر بھی چوب ماری شہنشاہ
گوہر کلاہ نے بھی گرز کو چہرے کی پناہ کیا ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ تمام میدان جنگ تھرا گیا شہنشاہ کا دل ہل گیا کلیجہ
پر صدمہ پہونچا بیہوش ہو گئے اسنے آواز دی کہ زدم و بستم کردم عیار جھپٹ کر آیا عوق نے دوسری چوب اٹھائی
اسنے بھی حقہ اتفاقا زمین مارا کہ عوق بھاگا سامنے سے عیار شہنشاہ کو لیکر لشکر مین آیا اب تو یہ کیفیت ہے کہ تمام فوج مین
ایک تہلکہ عظیم برپا ہے ایسے ایسے سردارون کی یہ کیفیت ہوتی جاتی کہ چونکہ صاحبقران نہین سبکا دل ٹوٹ گیا کسیکی جرأت
نہین پڑتی کہ نکلے ایک پھر جانب دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ بدیع الملک نے مرکب اپنا صف سے
نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت مانگی فرمایا اے بدیع الملک دیکھ رہے ہو کہ کیا حال تمہارے فرزند کا ہوا
اور شہریار سا زبردست لیکن ایک ضرب نہ اٹھا سکا بیہوش ہو گیا بدیع الملک نے عرض کی کہ اگر اقبال بادشاہی
اوج پر ہے تو مار ڈالونگا اس ملعون کو اور اگر قضا ہے تو مارا جاؤنگا فرمایا خیر جاؤ سپرد خدا کیا بدیع الملک میدان مین آئے
عوق نے بعد لاف زنی چوب ماری بدیع الملک نے چوب اسکی گرز پر روکی لیکن چوب جو گرز پر پڑتی ہے یہ معلوم ہوا
کہ فلک پھٹ پڑا مرکب بدیع الملک کا مارا گیا ہر بن مو سے منھ سے پسینہ جاری ہوا آنکھین بند ہو گئین شاپور شیر دل
جھپٹ کر آیا پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے بدیع الملک کی آنکھ کھلی نکلکر گرد سے
آواز دی کہ شعر تو ضربے زدی ضرب مانوش کن ÷ ہمہ شادی از دل فراموش کن ÷ یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ پشت
پہلو پر چہ کوہ پندرہ سو من کی ضرب کو سر پر تین بار چرخ دیکر وار کیا بھلا انکا گرز سر عوق تک تو کہان تابکہ بھی نہ پہونچ
عوق نے ہر چند گرز کو چوب پر روکا لیکن گرز جھجھلاتا ہوا آکر پاؤن پر پڑا کہ عوق لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے چوب
ماری بدیع الملک نے پھر گرز زیر دار روکا مگر گھبراہٹ مین گرز جو کج ہوتا ہے چوب گرز سے پھسل کر زمین پر گری
دھماکا ہوا کہ صدمہ قلب پر پہونچا بدیع الملک بیہوش ہو گئے شاپور شیر دل جھپٹ کر آیا بدیع الملک کو چنین مین
ڈالکر لشکر مین لایا ادھر عوق بھی بیکار ہو چکا تھا کہ ضرب شدید عمود بدیع الملک کی اسکے پاؤن مین پہونچی تھی
اتنا کہکر میدان سے پھر گیا کہ بالفعل میرے بھی ضرب آ گئی ہے اب بعد صحت تم سب سے سمجھونگا یہ کہکر میدان
جنگ سے طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ادھر امیر کشور گیر میدان جنگ سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے حکیم کو
طلب کیا علاج شہریار و شہنشاہ بدیع الملک کا ہونے لگا شب کو دربار برخاست ہوا جس وقت صبح ہوئی
بادشاہ اسلام دربار مین آکر تخت پر متمکن ہوئے انتظار صاحبقران نامدار کا ہے لیکن جو وقت حاضری
صاحبقران کا متعین تھا اس سے کئی ساعتین زیادہ گذر گئین لیکن امیر نہ آئے بلکہ سوا چالاک ثانی ولد عمرو
ثانی کے کوئی سردار تک نہین آیا اب بادشاہ کو نہایت تشویش ہوئی عیارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا
چالاک ثانی خدمت امیر با توقیر مین حاضر ہوا دیکھا کہ امیر تپ مین بیہوش ہین عمرو ثانی مروحہ جنبانی کر رہا ہے
مقبول بن مقبیل تلوے سہلا رہا ہے یہ ماجرا چالاک ثانی نے بادشاہ اسلام سے بیان کیا اسی طرح جتنے عیار جس
جس سردار کے خیمہ مین گئے اسکو شدت تپ مین بیہوش پایا عجب طرح کی یہ ہوا چلی کہ دشمن تو یہی سے سامنا
اور ہر سردار پر مرض کا غلبہ نہایت پریشانی ہے متواتر خبرین خدمت شاہی مین چلی آتی ہین کسی عیار نے آکر عرض کی
کہ ہم کرب دلاور کو دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین بالکل ہاتھ پاؤن سرد ہین بدن گرم ہے غفلت طاری ہے

کسی نے آکر بیان کیا کہ ایرج نوجوان تپ محرقہ مین گرفتار ہین کسی نے کہا کہ نور الدہر درد گردہ مین مبتلا ہین اسی طرح
ہر سردار کے مریض ہونے کی خبر آئی بادشاہ اسلام نے دربار خلاف وقت برخاست کر دیا جب وہی لوگ نہین
کہ جنسے دربار ہی تو دربار کیسا عجب طرح کا وقت پریشانی آپڑا ہی کہ پانچ ہزار پانچ سو چھپن تلوریا بیمار ہی اور فوجون کے
ہجوم مین لشکرون کی کثرت ہی کفار باہم مشورہ کر رہے ہین کہ اس سے بڑھکر موقع نہ ملیگا لیکن بادشاہ اسلام
برائے عیادت امیر عالی مقام تشریف لائے اسوقت امیر کو کچھ ہوش آیا ہی بادشاہ نے مزاج پرسی کی امیر
اُٹھ بیٹھے اور عرض کی کہ اقبال شاہی سے اچھا ہون بادشاہ سے فرمایا کہ دشمنون کی چڑھائی اور تمام لشکر کی یہ
حالت آپکی یہ کیفیت اگر لاجورد شاہ یا نونہال شاہ کسی نے طبل جنگ بجوا دیا تو کیا ہوگا کون مقابلہ کریگا امیر
نے فرمایا کہ اگر اقبال حضور کا یاور ہی تو اسی حالت مین مارونگا اور قتل کرونگا کفار کو اور اگر مدت عمر تمام ہوچکی
ہی اور انتہا میری صاحبقرانی کی یہین تک ہی تو خیر جو مرضی پروردگار بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میری یہ رائے ہوتی ہی
کہ ایک نامہ امیر یا تو قمر صاحبقران اول اپنے والد ماجد کو تحریر فرمایئے کہ یہان یہ کیفیت ہی مین اس صاحبقرانی سے
باز آیا بعد آپ کے تشریف لیجانے کے وہ وہ مصیبتین ہمپر پڑرہی ہین کہ بیان سے باہر ہی امیر نے رائے پسند کی اور
دبیر کو بلوا کر اُسی وقت نامہ تحریر کیا اور عمرو ثانی کو دیکر ارشاد کیا کہ خواجہ اگرچہ اُس وقت مین فرقت تمہاری حمزہ
پر نہایت شاق ہی لیکن سوا تمہارے یہ کام دوسرا نہین کرسکتا سُنتا ہی کہ تمہارے والد خواجہ عمرو بن امیہ یادرانے
بیابان جبل الضم کی راہ کو جو انتہا کی مخدوش تھی کوئی سال بھر سے کم مین نہ طی کرسکتا تھا سے ایک ماہ مین اُنھون
نے طی کیا تھا اور نگاد و لنگی گا دسوار سے شرط جیتی تھی لہذا یہ وقت تمہاری تیز روی کے امتحان کا ہی عمرو ثانی
نے عرض کی کہ ای آقائے نامدار مین آنکھون سے یہ خدمت بجالاؤنگا اور نامہ لیکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوے
یہان شام کو کفار نے مشورہ کرکے طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی کہ لشکر لاجورد شاہ مین طبل
جنگ بجا ہی فرمایا کہ رضینا بالقضا اور خود بھی طبل جنگ بجوا دیا اب ساری بارگاہ سلیمانی خالی ہی دنگلون پر سردارون
کی جگہ نمانسے پڑے ہوے ہین ایک سناٹا ہی تخت پر بادشاہ اسلام ہین داہنی جانب تمام صف خالی فقط
لندھور ثانی اپنے دنگل پر بیٹھے ہین بائین جانب کی بھی پوری صف خالی ہی صرف مالک ثانی اپنے دنگل پر
بیٹھے ہین بارہ بجے شب کو دربار برخاست ہوا بادشاہ اسلام آرام گاہ مین تشریف لائے چھپرکھٹ پر لیٹے مگر
نیند کہان آتی ہی انتہائی تشویش ہی اختر شماری کر رہے ہین کروٹین بدل رہے ہین کہ یکایک سفیدہ سحری
نمایان ہوا بادشاہ اسلام نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا تخت شاہی برآمد ہوا دیکھا کہ لندھور و مالک
حاضر ہین بادشاہ اسلام پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردارون مین آج دو سردارون کو لیکر میدان مین تشریف
لائے ہین گو فوج فراوان ہمراہ ہی لیکن کس طرح کہ لشکر نور الدہر ہی مگر سردار لشکر نہین فوج بدیع الزمان ہی
مگر خود بدیع الزمان نہین سپاہ ایرج نوجوان ہی مگر بغیر ایرج دل اہل لشکر کے ٹوٹے ہوتے ہین آج ساری فوج کا
انتظام دو سپہ سالارون پر موقوف ہی اُدھر لاجورد شاہ تخت پر سوار ہوکر میدان مین آیا ہی اسکے ساتھ تیس لاکھ سوار
اور پیادون کی جمعیت شگفتہ آہن کلاہ سا سردار ساتھ صلصال بن دال بن دیوین سمامہ جادو و طمطال بن
صلصال و مریخ ستارہ چشم و خونخوار مریخ ملتانی اور سرداران نامی و گرامی ہمراہ ہین فوج مانند سمندر کے
موجین مارتی ہوئی آکر میدان جنگ مین صف آرا ہوا کہ بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیکر چلے گئے
ہین کہ یکایک مریخ ستارہ چشم کرگدن اپنا بڑھا کر سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت جنگ مانگی

کہا جاؤں مین نے اپنے دست قدرت کے سپرد کیا مریخ ستارہ چشم بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور
نعرہ کیا کہ اے گروہ خداپرستان دیکھا تمنے کہ خداوند نے تمھین کیسی بلائے عظیم مین مبتلا کیا لہذا اب بھی بہتر و مناسب
یہ ہی کہ حاضر خدمت خداوندی ہو کر سجدہ کرو ورنہ اِس مرض سے اول تو نجات پانا دشوار ہی ورنہ میرے ہاتھ
سے مارے جاؤگے یہ سُنا تھا کہ مالک ثانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت
جنگ مانگی بادشاہ نے آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور فرمایا کہ جاؤ سپرد پروردگار عالم کیا حافظ حقیقی تمھین
با فتح و فیروزی واپس لائے مالک ثانی سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر سامنے مریخ کے آیا مریخ نے نیزہ مارا
مالک نے چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے مریخ کے نکالدیا مریخ نے غصہ مین آکر تلوار ماری مالک
نے وار اُسکا سپر پر روکا اور اپنا وار کیا مریخ نے بھی سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار جو مالک کی پڑتی
ہی سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا پیمانہ خود سے گذرتی ہوئی سر پر بیٹھی جھٹکا مارا کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا تلوار
تو جھنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی غشی طاری ہوئی مالک نے آواز دی کہ لیجاؤ اِسے
اور کسی کو بھیجو لوگ مریخ کو آکر لیگئے یہ حال دیکھکر خونخوار مریخ پیشانی لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان
جنگاہ مین آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی مالک نے نیزہ اِسکا ہوائی کیا خونخوار نے تلوار ماری مالک
نے چاہا کہ دھار بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیجیے کہ حسب اتفاق گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ خونخوار کا سر پر بیٹھا
تا دو ابرو اُتر گیا مالک نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکلا لیکن واہ ری جرأت مالک کی کہ وہین سے سنبھلکر
جو تیغہ مارا خونخوار نے بھی سپر بلند کی لیکن یہ سپر مانند گردہ نان کے کٹی اور سر پر خونخوار کے بھی چار اُنگل کا زخم
آیا یہ پہلوان بھی زبردست ہی دستانہ مارا کہ تلوار سر سے نکلی اور جھپٹ کر ہاتھ جنیو کا مارا مالک نے سپر سے وار
اُسکا رد کیا لیکن اوچھا سا زخم آگیا بس وہین سے پلٹ کر کمر کا ہاتھ مارا کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوے لشکر
اِسلام سے آواز اللہ اکبر بلند ہوئی مالک میدان سے پھرے کفار طبل بازگشت بجا کر لاش خونخوار کی لیکر میدان
سے پھر گئے بادشاہ اِسلام مالک پر سے زر نثار کرتے ہوے پلٹے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے کہ پھر خبر
طبل جنگ کی پہونچی یہان بھی کوس حربی بجارات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آکر
صف آرا ہوے آج شنگاوہ آہن کلاہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا فوج اِسلام سے جانشین امیر ثانی یعنی
لندھاوہ بن لندھور بادشاہ اِسلام سے اجازت لیکر مقابل شنگاوہ ہوے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی
لندھاوہ نے نیزہ ہاتھ سے شنگاوہ کے ڈیڑھ سو طعن مین نکالا بس شنگاوہ پر غیظ و غضب طاری ہوا آواز دی
کہ او ہندی غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالدیا مگر مین نے سُنا ہی کہ تو لشکر امیر مین صاحبقران
گرز کہلاتا ہی یہ کہکر گرز گران سنگ سر پر چرخ دیکر وار کیا لندھور ثانی نے گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن
گرز شنگاوہ جو سر گرز لندھاوہ پر پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق
ہو گیا نق گرد بلند ہوا شنگاوہ نہایت زبردست پہلوان ہی بہت بڑا گرز باندھتا ہی نعرہ کیا کہ زوم و لیست
گردم یہ صدا کان مین لندھاوہ کے پہونچی نکلکر گرد سے آواز دی کہ ازدہی و کرالیست کہ دی حریف تیرا مین
موجود ہون یہ سننا تھا کہ جھپٹ کر شنگاوہ نے دوسرا وار کیا لندھاوہ نے پھر گرز پر روکا یہانتک کہ تیسرے
وار مین کمر مرکب لندھاوہ کی شکستہ ہوئی لندھاوہ گھوڑے سے کود کر تلوار کھینچکر جھپٹے کہ مین بھی مرکب کو اِسکے
بیکر ڈالون کہ یکایک شنگاوہ گھوڑے سے کود پڑا لندھاوہ تلوار پھینک کر شنگاوہ سے لپٹ پڑے اگر یہ باتون

مین ہاتھ پڑ گئے کشتی ہونے لگی سرداران فوج کفار قریب سے تماشا دیکھنے لگے ادھر تخت بادشاہ اسلام کا قریب
او گر رکھا گیا کشتی ہو رہی ہی جب شنگاوہ لندھاوہ کو پکڑ لاتا ہی لندھاوہ نکل جاتے ہین اور جب لندھاوہ
شنگاوہ کو پکڑ لاتے ہین یہ بھی صاف نکل جاتا ہی کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا اسی ہنگامہ مین شام ہو گئی دونون
طرف سے دو کاسہ شیر آئے دونون نے پیے روشنی لا لا کر رکھی گئی پھر دونون مصروف تلاش ہوے وہ دودھ
پینے کے واسطے بہا بہا دیا صبح ہو گئی اور فیصلہ نہوا پھر دن تمام ہوا لیکن دونون کی وہی کیفیت ہی کہ اب تیسرا
روز ہی حسب اتفاق لندھاوہ شنگاوہ کو ریلتے ہوے چلے جاتے تھے کہ پانون شنگاوہ کا موشخانہ مین جا رہا
اوپر سے لندھاوہ نے ہکا جو مارا اپنی گھٹنے کی اُکھڑ گئی شنگاوہ کا رخ زرد ہو گیا لندھاوہ نے کہا ای پہلوان
یہ کیا حالت ہی شنگاوہ نے کہا ای لندھاوہ میرا گھٹنا ٹوٹ گیا ہی لندھاوہ نے شنگاوہ کو چھوڑ دیا کفار
شنگاوہ کو اُٹھا کر میدان سے پھرے ادھر بادشاہ باتوقیر و جہانگیر مع لندھاوہ میدان جنگ سے پھر کر داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے وہان کفار شنگاوہ کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین پہونچے لیکن آج صلصال نے کہا کہ
یا خداوند آخر مین کسواسطے ہون کل میرے نام پر طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا
خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا

لیکن اب چند کلمے داستان نصرت بیان صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر باتوقیر مع عمر بن حمزہ یونانی و لندھور و خواجہ عمرو گورستان ملکہ مین بیٹھے ہین قبرون پہ فاتحہ پڑھ
رہے ہین کہ یکایک سامنے سے عمرو ثانی بھی نمودار ہوا امیر کو اور عمرو کو جھک جھک کر مجرا کیا عمر بن
حمزہ اور لندھور کی خدمت مین تسلیم بجا لایا امیر نے پوچھا کہ لشکر مین خیریت تو ہی عمرو ثانی نے نامہ
نکالکر دیا اور عرض کیا کہ اس خط کے دیکھنے سے سب حال حضور پر روشن ہو جائیگا امیر نے نامہ پڑھا تحریر
تھا امیر ثانی کیطرف سے کہ ای قبلۂ دینی و کعبۂ دنیوی واقع مین صاحبقرانی وہ بار عظیم ہی کہ جسکا اُٹھانا آپ
ہی کا کام تھا جب سے آپ خانۂ کعبہ مین جا کر قیام پذیر ہوے انواع اقسام کی مصیبتین درپیش ہوئین سب کو
اس خادم نے انگیز الیکن ایسا وقت کبھی نہ پڑا تھا کہ جو کیفیت آجکل گذر رہی ہی لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ
نے خروج کیا ہی ساتھ اُسکے بہت سے پہلوان اور کئی ساحر بھی ہین لیکن ابھی تک تو جنگ پہلوانون سے ہو رہی
ہی ساحرون کی نوبت نہین آئی ہی ادھر تو مہال شاہ شہر پرست آیا ہوا ہی کہ اُسکے ساتھ دو سردار عوق
بن براج و عنق بن برموج ہین کہ ساڑھے تین ہزار من کی چوبدست باندھتے ہین رستم ثانی کا پتہ نہین
بدیع الملک سا بہادر تاب ضرب نہ لا سکا اور ایک ہی وار روکنے مین بیہوش ہو گیا مجکو تپ نے گھیرا ہی
اور پانچ ہزار پانچسو پچیس سردار بیمار ہین کوئی مقابلہ کرنیوالا نہین ہی اور کفار برابر طبل جنگ بجواے جاتے
ہین لہذا مین اس صاحبقرانی سے باز آیا یا تو آپ آکر عہدۂ صاحبقرانی مجھ سے نکال لیجیے یا کسی کو براے
اعانت روانہ فرمایئے ورنہ ایک ہی آدھ روز مین کام لشکر کا تمام ہوا چاہتا ہی اور دین خدا پرستی نیست و
نابود ہوا چاہتا ہی عوق بن براج و عنق بن برموج کے بھی بیمار ہو جانے کی وجہ سے ذرا امن ہی اگر یہ دونون
ملعون صحت پا گئے تو یقین ہی ایک ہی روز مین آکر عرصۂ حیات کو تنگ کر دینگے یہ نامہ جو امیر نے پڑھا
لندھور اور عمر بن حمزہ اُٹھ کھڑے ہوے کہ یہ غلام کسواسطے ہین امیر نے فرمایا کہ ایسے وقت
مین میرا چلنا ہی ضرور ہی یہ فرما کر صاحبقران عالیشان بھی اُٹھ کھڑے ہوے اور اُسی وقت کوچ کر کے

طرف میدان جنگ کے روانہ ہوئے ساتھ امیر کے کچھ فوج عمر بن حمزہ کی اور کچھ لشکر لندھور کا ہی اب دیکھیے کسوقت پہونچتے ہین

اب چند کلمے شہر صندل کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بعض راویون نے خبر دی ہی کہ یہ شہر صندل وہی ہی جسکو شیرویہ بن حمزہ نے آکر خالی کیا تھا لیکن بعد اسکے جانے صندل شاہ اور رواج پانے دین خدا پرستی کے یہ خبر صندلان شاہ جادو مالک طلسم صندل کو پہونچی اپنے ابلیس خود پسند کو طلب کرکے حکم دیا کہ جاؤ اور شہر صندل کو خدا پرستون سے چھین کر دین تمثالیہ کو رواج دو ابلیس خود پسند بموجب حکم صندلان شاہ ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیکر روانہ ہوا تھا اور آکر حاکم شہر کو اپنے قتل کیا اور خدا پرستون کو وہان سے مار اشہر سے نکالدیا مسجدین ڈھادین بتخانون کی بنا ڈالی کافور شاہ کو یہانکا بادشاہ کیا اور چند ساحرون کو چھوڑکر طرف طلسم صندل کے روانہ ہو گیا تھا لیکن جسوقت داخلہ رستم ثانی کا طلسم صندل مین ہوا اور حالت یہان کی مخدوش ہوئی تو اسنے ایک نامہ گرشاسب گرد کو لکھا کہ تمھین لازم ہی کہ سکونت اپنے قصبہ کی چھوڑکر رہنا شہر صندل مین اختیار کرو کہ حکم بادشاہ کا یہی ہی اور اگر کوئی غنیم چڑھ آئے تو اُس سے مقابلہ کرنا اور ایک نامہ اسی مضمون کا فیروزہ تیغزن کو کہ شہنشاہ مازندران کہلاتا ہی تحریر کیا کہ تم بھی سکونت شہر مازندران کو ترک کرو اور رہنا شہر صندل کا اختیار کرو فیروزہ تیغزن پسر شیرویہ بن حمزہ ہی نہایت زبردست ہی لیکن اسنے پرورش جو کفار مین پائی ہی تو اپنے باپ دادا کے دین و مذہب سے آگاہ نہین ہی اور ایک نامہ سہراب بن لندھور کو تحریر کیا جس زمانے مین دیوتی لندھور پر عاشق ہوئی ہی اور وصل اُس سے ہوا تو سہراب پیدا ہوا اسنے بھی بسبب اسکے کہ پرورش کفار مین پائی ہی یہ بھی کافر ہی ان سب کا حال بروقت گذارش کیا جائیگا اور ایک نامہ ابلیس خود پسند نے بنام لاجورد شاہ و صلصال بن ذال بن دیو بن شمامہ جادو روانہ کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ مین نے سُنا ہی آپ لوگ خدا پرستون سے جنگ کر رہے ہین لہذا بہتر یہ ہی کہ ہم آپ ملکر لڑین تو اور بہتر ہو گا آپ طرف شہر صندل کے چلے آئیے اگر خدا پرستون کو آپ سے دشمنی ہی اور وہ تعاقب کرینگے تو یہان آکر سمجھا جائیگا

اب دیکھا چاہیے کہ یہ نامہ کسوقت پہونچتا ہی

لیکن پھر یہانسے چند کلمے داستان متعلقہ عنوان لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کہ صلصال نے طبل اپنے نام پر بجوایا تھا جب صبح ہوئی اور دونون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نعیب دیکر نکل گئے تھے کہ لشکر کفار سے صلصال نے مرکب اپنا نکالا اور لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا بادشاہ اسلام نہایت متردد تھے کہ اب سوا لندھور جادو کے اور کوئی نہین ہی جو لڑے مالک بھی زخمی ہو چکے ہین مگر ہٹی زخم سر پر چڑھی ہوئی ساتھ بادشاہ کے میدان مین آئے ہین اسطرف سے لندھور ثانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب چاہی فرمایا کہ جاؤ امان پروردگار مین دیا ہی لندھور سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آئے صلصال نے نیزہ مارا لندھور نے چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے صلصال کے نکالدیا صلصال نے خفیف ہو کر آواز دی کہ او ہندی غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی کیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی گرزبازی خلال بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو

حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر سر لندھور پر وار کیا لندھور نے وار صلصال کا پشت شمشیر پر روکا
اور اپنا وار کیا صلصال نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو لندھور کی پڑتی ہی سپر کو مانند گردہ
نان کے دو کرتی ہوئی خود پر بیٹھی جھٹکا مارا خود کٹا لیکن سر پر خط بھی نہ پڑا لندھور متعجب ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی
صلصال نے کٹی ہوئی سپر ہاتھ سے پھینک دی اور دوسرا وار کیا لندھور نے وہ بھی وار رد کر کے
کمر کا ہاتھ مارا کہ پورا پٹکا بند کمر کٹا لیکن جسم پر خط تک نہ پڑا اب تو لندھور کے حواس باختہ ہوے کہ پروردگارا
یہ کیا معاملہ ہی کہا صلصال بھی مثل افلاک کے روئین تن ہو گیا کہ تلوار کام نہین کرتی کہانتک بیان کیا
جائے کہ تا بہ شام جنگ رہی آخر کار لندھور ہاتھ سے صلصال کے زخمی ہوے شام ہو چکی تھی دن
نہ تھا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے بادشاہ داخل بارگاہ سلیمانی ہوے صلصال نے
پہونچتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا پھر دونون طرف
تیاری جنگ ہونے لگی آج بادشاہ اسلام کو نہایت تردد ہی کہ کل کون مقابلہ کریگا لیکن تکیہ پروردگار پر
کر کے دربار برخاست کیا آرام گاہ مین آکر سو رہے جسوقت سیاہی شب دور ہوئی اور سفیدی سحر نمودار
ہوئی وقت نماز سحر تھا بادشاہ اسلام نے نماز سے فراغ حاصل کیا اور میدان کارزار کیطرف روانہ ہوے
یہ خبر امیر کشور گیر کو پہونچی کہ آج تنہا بادشاہ میدان جنگ کو تشریف لیگئے ہین امیر نے اُسی حالت مین
مرکب سہ چشمی اپنا طلب کر کے پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوے یہان صف بندیان ہو رہی ہین کہ امیر
پہونچے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ آپ اس حال سے کیون تشریف لائے فرمایا امیر نے کہ
مین نے سُنا ہی آپ تنہا تشریف لائے ہین اسوجہ سے مین خود چلا آیا لیکن امیر کے پہونچنے کی خبر جو پھیلتی
ہی جتنے سردار مبتلاے تپ تھے سب نے مرکب طلب کیے اور مرکب پر بیٹھ بیٹھکر طرف میدان کارزار کے
روانہ ہوے اب جو دیکھا بادشاہ اسلام نے تو سردار آنے لگے نورالدہر و ایرج و قمہور و تورج
و خورشید یہانتک کہ کوئی ڈیڑھ ہزار سردار جنھین ہوش تھا وہ سب آکر حاضر ہوے اور جنپر غفلت طاری
تھی وہ نہ آئے بادشاہ اسلام ایک ایک کو منع فرماتے ہین کہ ایسی حالت مین میدان جنگ مین آنا خلاف
عقل و مصلحت ہی لیکن کوئی نہین مانتا ہر ایک یہ عرض کرتا ہی کہ اے شاہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہماری زندگی مین
آپ تنہا میدان کارزار مین تشریف لائین اور خود مقابلہ کیجیے عجب تہلکہ برپا تھا کہ یکایک صلصال نے
مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت لاجورد شاہ کے آکر اجازت جنگ مانگی لاجورد شاہ نے
کہا اے خان اعظم اس سے بہتر موقع نہ ملیگا کہ یہ سب مبتلاے بلا ہین کوئی اس لائق نہین ہی کہ مقابلہ کر سکے
جو آئیگا یا گرفتار ہوگا یا مارا جائیگا صلصال بعد اجازت لینے کے میدان مین آیا مبارز طلب کیا اس طرف
شاہزادہ ایرج نوجوان نے مرکب کی باگ لی تمام علم لشکر ایرج نوجوان کے جلوہ گری پر آئے ایرج
گھوڑے کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت جنگ مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے
گرشاسب جہان کیونکر تمھین اجازت دون اس علالت مین کیونکر مقابلہ کروگے دوسرے یہ کہ صلصال
نہین معلوم روئین تن ہو گیا ہی کیا آفت ہی کہ کل کے مقابلہ مین لندھور نے اسکے مارڈالنے مین کسی طرح
کی کوتاہی نہ کی تھی مگر تلوار نے بال بھر بھی نہ کاٹا ہان شاید اگر نوبت کشتی کی آجائے تو کچھ کام چلے ایرج
نے عرض کی کہ انشاء اللہ اقبال شاہی سے جا کر ابھی باندھے لاتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی

نگہبان

نگہبان ہی ایرج نوجوان باردگر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آئے بعزم تگاورزنی مرکب کو جولان کیا ادھر صلصال نے اپنے گھوڑے کی باگ لی سپر سے سپر لڑی یہ معلوم ہوا کہ دو ٹکڑے ابر ملکر گرجنے لگے لیکن مرکب صلصال سات قدم اور مرکب ایرج ساڑھے تین قدم حسب عادت پیچھے ہٹا صلصال نے کہا کہ نیزہ بازی تو تم خداپرستون سے بیکار ہی لیکن ہان تلوار کے گھاٹ سب برابر ہین یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچی اور سر ایرج پر وار کیا ایرج نے وار اُسکا پشت شمشیر پر روک کر ہاتھ تلوار کا مارا صلصال نے سپر کو اُٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار ایرج کی برق تابندہ سی سپر کو دو کر کے بیمانہ خود سے مثل بادہ تند کے گذرتی ہوئی سر پر بیٹھی مگر رک گئی آگے نہ بڑھی ایرج نے جھٹکا مارا تلوار چھین سے نکل آئی مگر خط ایک سر صلصال پر نہ پڑا ایرج نے دل مین خیال کیا کہ اتنا بڑا ہاتھ تلوار کا تو نے مارا اور پھر یہ ملعون بچ گیا زخمی تک نہوا بیشک کوئی اسرار ہی لیکن صلصال نے دوسرا وار کیا ابکی بار ایرج نے دھار تلوار کی بچاکر بند دست پکڑ لیا صلصال نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے گھوڑے لنگرون کی تاب نلا سکے بیٹھ گئے دونون مرکب سے کود پڑے کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھکر افسران فوج گھوڑے دوڑا دوڑا کر قریب آگئے تماشائی زور کشمکش دیکھنے لگے یہان یہ دونون مصروف تلاش ہین جب ایرج نوجوان صلصال کے بازو پکڑکر دوڑا لیجاتا ہی اور جھٹکا مارتا ہی دونون گھٹنے زمین سے ملجاتے ہین مگر جو چاہئے کہ اُٹھالے ممکن نہین بلکہ جتنا ایرج دوڑا لیجاتے ہین اُتنا ہی صلصال بھی دوڑا لیجاتا ہی ایرج کو سنبھلنا دشوار ہو جاتا ہی یہ حال دیکھکر سب متحیر ہین کہ کیا قوت بھی اسکی بڑھ گئی ہی لیکن نظر شاپور شیر دل کی ہیکل پر پڑی سامنے ایرج کے آکر اشارہ کیا کہ ای شہریار ہیکل گلے سے کھینچ لیجیے ایرج سمجھ گیا کہ یہ کچھ فتور اسی ہیکل کا معلوم ہوتا ہی بس اُسی وقت ہیکل پکڑکر جو ہکا مارا ڈورا ہیکل کا ٹوٹ گیا ایرج نے ہیکل نوچ کر پھینک دی اور کمر زنجیر کا بند پکڑکر اب جو ہکا مارا زمین سے اُٹھالیا مگر ساتھ ہی بجلی کڑکی اور کڑک کر ابر جو گرتی ہی صلصال اور ہیکل کو لیے ہوے بالاے ہوا روانہ ہوگئی ایرج دیکھکر رہگیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لیکن اس علالت مین جو آج ان سب نے میدان جنگ مین آنے کی زحمت کی شب کو پھر سب سردار مع امیر ثانی نامدار تپ شدید مین مبتلا ہوگئے بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہین لاجورد شاہ نے تو آج طبل جنگ نہین بجوایا یہ تو بانتظار صلصال بیٹھا ہی لیکن عوق بن بروج نے غسل صحت کیا اور عنق بھائی اسکا بھی اچھا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا تو نہال شاہ سے کہا کہ طبل جنگ بجوائیے اگر چاہا خدا و تجمل سر سبد نے تو کل ہی ان خداپرستون کا کام تمام کر دینگے اُسی وقت نہال شاہ نے طبل جنگ بجوادیا نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ لشکر شجر پرستان مین کوس حربی بجا ہی بادشاہ کیا کرین کیا نکرین مجبور و ناچار تکیہ اعانت پروردگار پر کر کے ارشاد کیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارۂ سلیمانی پر چوب پڑی تیاری جنگ ہونےلگی

لیکن اب دو کلمے داستان صلصال کے بیان ہوتے ہین

کہ اسکو جو پنجہ لیکر اُڑا ایک کوہ پر لاکر اُتارا آنکھ کھلی سامنے سمامہ جادو کو دیکھا کہا واقع مین دادی امان آپ بہت خیال میرا رکھتی ہین اگر اسوقت مین خبر نہ لیتین تو ایرج نے کام میرا تمام کر دیا ہوتا ہیکل اُسنے کھینچ ہی

لی تھی شمامہ جادو نے کہا کہ بیوقوف ایسی چیز کو کوئی اس طرح پہنتا ہی کہ دشمن دیکھے لے زنجیر فولادی مین ہیکل گندھوا کر پہن اور اوپر سے اسکے زرہ چار آئینہ وغیرہ لگا لے کہ ہاتھ دشمن کا نہ پہونچ سکے صلصال نے کہا اب ایسا ہی ہوگا شمامہ جادو نے کہا کہ بہت دن ہوے کہ تو نے وصل سے دل میرا شاد نہین کیا ہی لہذا تین چار روز میرے پاس رہ بعد اسکے چلا جانا اور یہ دو ایک روز تجھ پر سخت بھی ہین اگر جائیگا تو پھر کسی نہ کسی بلا مین مبتلا ہو جائیگا یہ کہکر صلصال کو ہمراہ لیے ہوے چاہ بابل پر آئی اپنے یہان لائی صحبت عیش آراستہ کی جام شراب ناب گردش مین آیا شب کو شمامہ جادو نے صلصال سے منھ کالا کروایا اور بعد تین چار روز کے کچھ لوگ ساتھ کرکے طرف بیابان جنگ مشتعل روانہ کر دیا اب دیکھا چاہیے کہ یہ کسوقت پہونچتا ہی

لیکن پھر داستان جنگ عوق بن عوج بالشکر اسلام بیان کی جاتی ہی

کہ طبل جنگ بج رہا ہی یہانتک کہ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخسارہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے لوگ انگڑائیان لے لیکر اپنے اپنے بستر خواب سے اٹھے اہل اسلام نے نماز سے فراغ حاصل کیا کفار سنکھ پھونکتے ہوے ڈبرو بجاتے ہوے بت پرستی کے رسوم ادا کرکے میدان جنگ مین آئے صف بندیان ہونے لگین ایک طرف لاجورد شاہ مع سرداران ذیجاہ و سپاہ میدان جنگگاہ مین صف آرا ہی ایک سمت نونہال شاہ مع لشکر بسیار و فوج جرار معرکہ آرائے نبرد ہی عوق و عنق ایسے سردار ساتھ ہین کہ جنکے سر آسمان سے ملے ہوے ہین بڑے بڑے پہلوانون کو بغل مین داب کر لے بھاگتے ہین اس طرف صرف بادشاہ اسلام تخت پر ہین اور کوئی سردار گردوپیش نہین ہی ہان فوج تو بے انتہا ساتھ ہی مگر اس قابل کون ہی کہ عوق سے مقابلہ کرے یکایک عوق بن عوج سامنے تخت نونہال شاہ کے آیا اجازت جنگ مانگی نونہال شاہ نے کہا جا تجھے سپرد کیا خداوند نخل سر سبد کے عوق میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ باش ای گروہ خداپرستان خبردار ہوشیار ہو جاؤ کہ آج تم سب کو مٹانے آیا ہون جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلے کو اور جسے خوف جان ہو وہ چلا جائے اور اگر تم نہین آتے ہو تو مین خود آتا ہون یہ کہکر اسنے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ بادشاہ اسلام نے تخت زمین پر رکھوا دیا مرکب طلب کیا آج سردارون کو اتنا ہوش بھی نہین ہی کہ میدان جنگ مین کیا ہو رہا ہی اُدھر مخدرات عصمت مین خبر پہونچی ہی کہ سب سردار مع امیر عالیمقدار بیمار ہین اور دشمنون کی چڑھائی ہی آخر کو مجبور ہو کر بادشاہ اسلام خود برائے مقابلہ جاتے ہین عورتون مین حشر برپا ہی بالون کو کھولے صحن خانہ مین کھڑی دعا کر رہی ہین کہ ای کس بیکسان وای والی غریبان ای دادرس ہماری داد کو پہونچ وہان بادشاہ اسلام مرکب طلب کرکے چاہتے ہین کہ تخت سے اُترکر مرکب پر سوار ہون فوج مین تہلکہ برپا ہی کہ یکایک از پردۂ بیابان گردی برخاست نگہ گردتیرہ و خیرہ سر گردہ بہ آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران ہوے کہ کون آتا ہی کسکی کمک آئی کہ یکایک ہوا نے بار اگر دکو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اسّی علم نشانہ اسّی ہزار سوار کا پیدا ہوا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے لیکن جسوقت علمہائے سبز سرخ قریب آئے دیکھا کہ پھر ہرے پر ہر علم کے تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم ہی اُدھر عیار نے خبر دی کہ عوق میدان مین کھڑا نعرے مار رہا ہی اور لشکر اسلام مین کسی سردار کو اتنا ہوش نہین کہ کچھ سن سکے یا کہ سکے بادشاہ اسلام خود بہ اسے مقابلہ جاتے ہین بس یہ سُنا تھا کہ لندھور نے فیل اپنا بڑھایا یہ فیل میمون مبارک نہین ہی بلکہ کوئی دوسرا

فیل ہر کیونکہ جیسے لندھور امیر سے رخصت ہو کر ہندوستان مین تشریف لیگئے فیل میمون مبارک پر سوار ہونا چھوڑ دیا ادھر خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی امیر کشورگیر صاحب چہار شمشیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالیشان تشریف لائے بادشاہ برائے استقبال کسکو روانہ کرتے صرف شاہان ہفت کشور پیشوائی کو گئے اور امیر کو لیکر خدمت بادشاہ مین آئے لیکن لندھور پہلے ہی ارادہ میدان کا کر چکے تھے سامنے عوق کے آئے اور نعرہ کیا کہ لاضرب بہادری کی عوق نے کہا کہ واقعی مین ہاتھ پانون تیرے اُن سب سے زبردست معلوم ہوتے ہین مگر تو اپنا حوصلہ نکال لے لندھور نے کہا کہ نہین جانتا کہ یہ دستور اہل اسلام کا نہین ہر ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے ہین عوق نے کہا معلوم ہوتا ہر کہ تجھے بھی تیری اجل یہانتک کھینچ لائی تیری تقدیر مین مرنا سب کے ساتھ بد اتھا یہ کہکر چوبدست اُٹھائی اور سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر وار کیا لندھور نے اُٹھاکر گرز کو چہرے کی پناہ کیا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی اور قد و قامت کو عوق کے خیال کیا جی مین کہا کہ خدا بچائے لندھور کو مگر ضرب چوب جو گرز پر پڑتی ہر تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا فیل لندھور کا مارا گیا لندھور نے چوب روک تو لی مگر دھمک سینہ پر پہونچی اور لندھور بیہوش ہو گئے ہاتھ کانپے چوبدست گرز سے پھسل کر کولے پر آئی کولہ لندھور کا شکستہ ہو گیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ دوست کی اپنے خبر لو دیکھو تو کیا حال ہوا لندھور کا اُدھر عوق نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم عمرو روانہ ہوئے اور گرد کے چرخ مارکر اندر گردہ کے در آئے پانی چھڑک کر گرد کو ہٹھا یا لندھور کو بیہوش پایا عمرو نے اُٹھانے کا قصد کیا تھا کہ عوق چوب پکڑ کر جھپٹا عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا عوق بھاگا عمرو نے لندھور کو اُٹھایا لیکن عمرو بن حمزہ یونانی نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ اب مجھے بھی اجازت ہو بادشاہ اسلام نے کہا حافظ حقیقی نگہبان ہر وہی فتحیاب کرے عمرو بن حمزہ مرکب کو چمکاکر میدان مین آئے اور نعرہ کیا کہ لاضرب بہادری کی عوق نے جھپٹکر چوب ماری عمرو بن حمزہ نے برابر پہونچکر دستۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ عوق بن برفج آگے کو جھکا عمرو بن حمزہ نے ایک ایسا پیچ کیا کہ عوق زمین پر گرا بس کو دکر چھاتی پر سر گردن سے کھینچ لیا ہر طرف سے صدائے مرحبا بلند ہوئی سلیمان اعظم کو اس وقت کسی قدر تپ نے مہلت دی تھی کہ یہ بھی میدان مین کھڑے تھے جسوقت دیکھا انھون نے کس جرأت کے ساتھ عمرو بن حمزہ نے عوق کی چوبدست ہاتھون پر روکی اور جست کرکے دھڑ سے سر کھینچ لیا جوش محبت مین دوڑ پڑے لیکن قریب پہونچکر جو دیکھا عمرو بن حمزہ کو خون کی قے آئی اور سر سینہ پہ عوق کے رکھدیا سلیمان اعظم سر پیٹنے لگے لیکن عنق نے جو دیکھا کہ بھائی میرا مارا گیا چوبدست پکڑکر دوڑا کہ کام عمرو بن حمزہ کا تمام کرے وان بلکہ قریب پہونچکر چوبدست اُٹھائی کام عمرو بن حمزہ کا تمام کرے ون کہ سلیمان اعظم قریب کھڑے تھے جھپٹ کر تلوار ماری کہ عنق کے دو ٹکڑے ہوئے لاش جو گری یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا لیکن حال عمرو بن حمزہ کا غیر ہو گیا یہ حال دیکھکر امیر دوڑ پڑے آکر عمرو بن حمزہ کو اُٹھایا دیکھا کہ رمقے جان باقی ہر روتے ہوئے میدان سے پھرے اِدھر نونہال شاہ جرأت عمرو بن حمزہ پر وجد کر رہا تھا یہانتک کہ مع فوج مسلمان ہوا اور آکر شریک اسلام ہوا لیکن عمرو بن حمزہ نے ہاتھون پر جو اتنی بڑی چوبدست روکی گردے پھٹ گئے یہی ایسے بہادر تھے کہ اُسی عالم مین عوق کا زور توڑکر اُسے

لیکے لشکر تک آتے آتے روح جسم سے مفارقت کر گئی امیر نے گریبان چاک کیا بالون پر خاک ڈالی
تمام سردار سر پیٹنے لگے ایک کہرام برپا ہوا سہ پہر کا وقت تھا امیر ثانی کو کسی قدر تخفیف ہوئی تھی تپ
کی شدت کم ہوئی تھی ہوش آیا تھا حال جنگ پوچھ رہے تھے کہ یکایک انتقال عمرو بن حمزہ کی خبر پہونچی
حمزہ ثانی بھی سر پیٹنے لگے گریبان چاک کیا اور کہنے لگے کہ واللہ اگر زور صاحبقرانی تھا تو بڑے بھائی
صاحب مین تھا لائق صاحبقرانی وہی تھے اگر وہ دعوی کرتے تو میری مجال نہ تھی کہ مین صاحبقران
ہوسکتا اسی طرح ہر سردار کے خیمے مین خبر پہونچی سب نے حال اپنا غیر کیا خبر ناموس صاحبقران مین
پہونچی ملکہ گردیہ بانو نے بال سر کے کھولدیے ہاے فرزند ہاے فرزند کہتی ہوئی قریب تھا کہ خیمے سے
نکل پڑین رابعہ اطلس پوش مادر علمشاہ رومی کہتی تھین کہ میرے نزدیک آج علمشاہ نے دنیا سے
رحلت کی مخدرات عالیہ مین ایک کہرام برپا تھا سب سر پیٹ رہے تھے ایک ہنگامہ محشر برپا تھا لاش
عمرو بن حمزہ کی لیے ہوے امیر داخل ناموس ہوے گرد لاش کے ماں بہنون کا مجمع ہوا سب
سر پیٹ رہی ہین انجام کار امیر نے دیکھا اور ایک آدھ ہلاک ہوا چاہتا ہے لاش اٹھائی سب سے
رخصت ہوکر مع خواجہ عمرو اسی وقت طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوے اور آکر پائنتی ملکہ گلشن آرا بانو
مادر عمرو بن حمزہ کے انکو دفن کیا ہر وقت صاحبقران کو سوا رونے کے دوسرا کام نہ تھا فرماتے
تھے کہ اے فرزند ہم جانتے تھے کہ بعد ہمارے تم اپنے چھوٹے بھائی امیر ثانی کے نگران حال رہوگے
اور خوردون کی سرپرستی کروگے یہ نہ سمجھے تھے کہ ہمسے پہلے کوچ کر کے طرف ملک بقا کے چلے جاؤگے
اب امیر کو ماتم عمرو بن حمزہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان بعد جانے لاش عمرو بن حمزہ یونانی
کے چالیس روز تک ماتم برپا رہا تمام سردار مع صاحبقران سیہ پوش رہے صف ماتم بچھی رہی ہنوز
چہلم بھی نہونے پایا تھا کہ لاجوردشاہ ملعون نے یہ صلاح کی کہ اسوقت خدا پرست دل شکستہ ہو رہے
ہین اس سے بہتر وقت نہ ہاتھ لگے گا اور جنکا خوف تھا یعنی امیر وہ خانہ کعبہ کو چلے گئے اسی وقت حکم دیا
کہ طبل جنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ
اسلام کے آئے بعد دعا و ثناے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ پھر لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے اب
امیر ثانی مع جملہ سردارون کے مرض سے صحت حاصل کر چکے ہین مگر ہنوز پرہیز ہر علاج ہوے جاتا ہے
غسل صحت کی نوبت نہین آئی دوسرے غم مین عمرو بن حمزہ کے دل شکستہ ہو رہے ہین یہ خبر وحشت اثر
سنکر بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیدیا کہ ہمارے یہان بھی بقوت خالق توانا طبل جنگ بجے نقارۂ سلیمانی نوازش
مین آیا تیاری جنگ و جدل ہونے لگی جوانان آزمودہ کار سلاح جنگ درست کرنے لگے کوئی تلوار کو
سان پر لگاتا تھا کوئی برچھی کی انی کو آبدار کرتا تھا کوئی تیرون کی کجی دور کرتا تھا کہ نشانہ پر خطا نہ کرین
کوئی چلہ کمان کو درست و چست کر رہا تھا یہی عالم تا صبح رہا جسوقت آثار سحر نمودار ہوے ظلمت
شب دور ہوئی غازیان لشکر اسلام عبادت رب انام سے فراغت حاصل کر کے میدان کارزار مین آئے
صف آرا ہوے ادھر لشکر کفار کے لوگ جوق جوق گروہ گروہ حربگاہ مین آکر صف آرا ہوے جسوقت
نقیب منہیب دیکر نکل گئے آج پھر سنگاوہ آہن کلاہ لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
خوب سلمشوری کی سراپا میدان کا دکھایا جسوقت پسینے مین غرق ہو گیا تھم کر ایک مقام پر نیزے کو زمین

پر گاڑ کر نعرہ کیا کہ ای گروہ خداپرستان جسکو تمنائے مرگ ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سنتا تھا کہ قمہور دیو پرور
مرکب کو چمکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے گھوڑے سے اُتر کر اجازت جنگ مانگی فرمایا جاؤ سپرد پروردگار
کیا قمہور بار دگر مرکب پر بیٹھکر وعدہ گاہ مصاف مین سامنے شنگاوہ کے آئے شنگاوہ نے نیزہ مارا
قمہور نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی کوئی اسی یا پچاسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام
پر قمہور دیو پرور نے چھڑ کو چھڑ پر مارا اور نیزۂ شنگاوہ کو مثل کاکل محبوبان کے پیچیدہ کر کے جو جھٹکا مارا
نیزہ شنگاوہ کے ہاتھ سے نکلکر مانند تیر شہاب کے بلند ہوا شنگاوہ نے غصے مین آکر تلوار ماری قمہور
نے مرکب کو آگے بڑھا کر چاہا کہ ہاتھ بند دست پر ڈالدون کہ قضارے کار گھوڑے نے سکندری کھائی
تیغ شنگاوہ کا سر قمہور پر بیٹھا تا دوابرو اُتر گیا دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکالا لیکن چادر خون کی جو
سر سے باہر آئی ہے غشی طاری ہوئی شنگاوہ نے نعرہ کیا کہ بچو کسی اور کو لوگ آکر قمہور دیو پرور
کو لیگئے شنگاوہ طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا دوسرے روز طبل بجوا کر پھر میدان مین آیا
مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی نکلنے نہ پایا تھا کہ جانب آسمان سے آواز نقارے کی آئی سب
دیکھنے لگے کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ دیکھا ایک مرد کریہ منظر ایک عقاب پر سوار آگے نقارہ رکھا ہوا بجاتا چلا آتا ہے
اور کہتا ہے کہ باش ای گروہ خداپرستان وای فرقۂ لاجورد پرستان خبردار و آگاہ ہو کہ حکم خداوند تمثال
آئینہ رو کا ہے کہ اس بیابان طاہر کو کہ جسے ہمنے واسطے میدان حشر بنانے کے پیدا کیا تھا تم لوگون
نے یہان بھی آکر کشت و خون کر کے اس وادی کو بھی خراب کر دیا لہذا بہتر و لازم یہ ہے کہ خیر آجتک جو ہوا
وہ ہوا اگر اب اپنے ارادے سے باز آؤ اس میدان سے چلے جاؤ بلکہ خداوند نے کوہ بیضا پر میلہ
قرار دیا ہے کہ جو آج کے سترھوین روز ہوگا آکر میلے مین شریک ہو اور پہچانو اپنے خداوند کو کہ آجتک تمھین
نہین معلوم تھا کہ خداوند ہمارا کون ہے تم سب بہکے ہو اور اگر خلاف اسکے کروگے تو سزائے مقتول
پاؤگے یہ نقارہ نواز تو نقارہ پیٹ کر چلا گیا خداپرستون مین چرچا اس بات کا ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہ کون
گبر ہے جسنے دعوی خدائی کا کیا ہے لیکن لاجورد پرست کچھ دل مین ڈرے اور آکر لاجورد شاہ
سے پوچھا کہ کیا راے خداوندی ہے لاجورد شاہ نے کہا تمھین جو حکم ہم دین اُسکے موافق عمل مین لاؤ
جنگ سے نہ باز آؤ تمثال آئینہ رو کیا گیدی ہے جسوقت سامنا ہوگا تو ہماری خداوندی بھلا دونگا دیکھنا
کہ ایک ہی تقدیر ایسی کرونگا کہ برسون اپنی قسمت کو روئیگا بعضون نے تو سجدے کیے کہ واقع مین لو ایسا
ہی خداوند ہے اور بعضون نے دل مین کہا کہ جسوقت دونون خداوند لڑینگے جو غالب آئیگا وہی خداوند
ٹھیک ہے الحاصل کسی نے کچھ سماعت نہ کی یہانتک کہ شنگاوہ آہن کلاہ نے پھر نعرہ کیا کہ ای گروہ
خداپرستان وای فرقۂ مسلمانان ہے کوئی تم مین ایسا جو نکلکر مجھ سے مقابلہ کرے یہ سنتا تھا کہ جانب دست
راست سے داراب کشورکشا نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت
جنگ مانگی فرمایا جاؤ تمکو سپرد پروردگار کیا داراب سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر سامنے شنگاوہ
کے آئے شنگاوہ نے تلوار ماری داراب نے بھی وہی حرکت کی کہ جو قمہور نے کی تھی حسب اتفاق
انکے مرکب نے بھی سکندری کھائی یہ بھی ہاتھ سے شنگاوہ کے زخمی ہوئے شنگاوہ نے پھر مبارز
طلب کیا اب کی مرتبہ شاہزادہ بدیع الملک مرکب کو چمکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے پیادہ ہوکر

اجازت جنگ مانگی فرمایا جاؤ امانت الٰہی مین دیا بدیع الملک بار دگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے شنگاوہ
کے آئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی بدیع الملک نے نیزہ ہاتھ سے شنگاوہ کے نکالدیا شنگاوہ
نے غصے مین آکر تلوار ماری بدیع الملک نے بند دست پکڑ کر جھٹکا مارا زور ہونے لگے شنگاوہ نے
بھی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے بدیع الملک و شنگاوہ
گھوڑون سے کود کر مصروف تلاش ہوے لشکری تماشا دیکھنے کی غرض سے آگے بڑھ آئے یہانتک کہ
شام ہوگئی اور معاملہ یکسو نہوا اب ہر دو جانب سے روشنی آگئی ایک ایک کاسۂ شیر آیا دونون نے پیا پھر
زور ہونے لگے دودھ پسینے کے رستے دم بھر مین نکل گیا سردارون کے لیے چھولداریان کھڑی ہوگئین
دنگل گرد وپیش بچھ گئے سب تماشا کشتی کا دیکھنے لگے ادھر تو بدیع الملک صاحبقران وقت ہین اُدھر
شنگاوہ آہن کلاہ بھی بارگاہ لاجورد شاہ مین ایک ہی پہلوان ہی یہ کب دبتا ہے اگر بدیع الملک
اسے پکڑ لاتے ہین تو فوراً تڑپ کر نکل جاتا ہی اور یہ بھی بدیع الملک کو پکڑ لاتا ہی بدیع الملک کے بھی ہاتھ نکل جاتے
مین دم بھر نیچے نہین ٹھہرتے کہانتک بیان کیا جائے کہ رات تمام ہوگئی دن ہوا پھر دیکھا تو دونون اُسی طرح لڑ
رہے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی زور شروع ہوا ہی وہ دن بھی تمام ہوا رات ہوگئی وہ رات بھی تمام ہو کر دن
ہوا زور ہو رہے ہین اب تیسرا روز ہی لوگون کی جاگتے جاگتے آنکھین سوج گئی ہین شنگاوہ کی یہ کیفیت ہی کہ زور
کرتے کرتے آنکھین بند کر لیتا ہی لڑکھڑانے لگتا ہی بدیع الملک کہتے ہین اے پہلوان یہ خوابگاہ نہین ہی بلکہ حربگاہ ہی
ہوشیار ہو کر زور کر انجام کار کوئی پہر بھر دن باقی ہوگا کہ شنگاوہ آہن کلاہ نے بدیع الملک سے کہا کہ یہ زور
آخر ہی ہوشیار رہنا بدیع الملک نے کہا ہم ہوشیار ہین تو زور کر شنگاوہ نے دونون بازو بدیع الملک
کے پکڑ کر سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا نو قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ پایان گھٹنا زمین سے آشنا ہوگیا کمر زنجیر کا بند
پکڑ کر چاہا کہ لنگر توڑ کر زمین سے اُٹھا لون ممکن نہوا بدیع الملک نے کہا اے شنگاوہ مین بھی زور آخر کرتا ہون
اگر اس زور مین مین نے تجھے نہ اُٹھا لیا تو بغیر زیر ہوے یہ سمجھونگا کہ تو مجھپر غالب ہوا یہ کہکر دونون بازو شنگاوہ
کے پکڑ کر سر سینے سے ملا کر جو بدیع الملک نے زور کیا تیرہ قدم دوڑا لیگئے اور اب جو جھٹکا مارا دونون گھٹنے
زمین سے مل گئے بس وہین سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب جو ہکا مارا سر سے اُٹھا لیا اور آواز دی کہ کیا کہتا ہی
شناخت پروردگار عالم مین شنگاوہ نے کہا بیشک دین آپ کا برحق ہی یہ عجب خداوند ہی کہ سامنے دیکھ رہا ہی
کہ بندہ ہمارا اسیر ہوا جاتا ہی ہماری راہ پر لڑ رہا ہی اور پھر اُسکے کیے کچھ نہین ہو سکتا لہذا یہ ہرگز خداوند نہین ہی
جو آپ کے مذہب مین آئے وہ کیا کہے بدیع الملک نے شنگاوہ کو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اور کہا
کہ اے شنگاوہ جاؤ اپنے لشکر سمیت آنا شنگاوہ نے عرض کی کہ اگر مین گریز کر جاؤن بدیع الملک نے
کہا آپ بدنام و رسوا ہوگے شنگاوہ سلام کر کے رخصت ہوا اور آکر اپنے لشکر کو فوج لاجورد شاہ سے علیحدہ
کر کے صبح کو خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوا جسوقت آمد شنگاوہ کی خبر بادشاہ نے سُنی چند سردارون کو برائے
استقبال روانہ کیا شنگاوہ کو عزت سے بٹھایا امیر ثانی نے کلمہ تلقین فرمایا شنگاوہ مع لشکر از سر صدق مسلمان
ہوا اور اطاعت بدیع الملک کی اختیار کی لیکن لاجورد شاہ کو شریک ہو جانے شنگاوہ کا بہت بڑا ملال ہوا
اور یہ کہکر میدان سے پھر گیا تھا کہ کل نقارہ قہر بجواؤنگا اور اپنی بارگاہ مین جا کر تخلیہ کیا بازو پر سے ایک تعویذ کھولکر
آگ کو دکھایا اُسی وقت ایک دیو سامنے حاضر ہوا اُس سے کہا کہ جا کر ملکہ پر کالہ جادو سے کہنا کہ خوب آپنے

خبر ہماری لی اب اگر آپ کو کچھ محبت اپنے فرزند کی ہی تو براے مدد آج ہی پہونچیے ورنہ میری شان خداوندی مین
فرق آیا چاہتا ہی دیو اُسی وقت روانہ ہوا اور جاکر پر کالہ جادو سے بیان کیا پرکالہ جادو اُسیوقت روانہ
ہوئی اور پوشیدہ آکر بالاے کوہ اُتری اور بچۂ خوک کو جھٹکا کرکے اُسی کے خون سے نہائی پھر کہ دیکر ایک پتلہ
ماش کے آٹے کا تیار کیا اور کچھ اسم سحر پڑھ پڑھ کر دانے رائی سحر سون کے اُسپر مارنا شروع کیے کہ یکایک
اُس پتلے کو جنبش ہوئی اور اُسنے قد مثل انسان کے پیدا کیا اور اُٹھ بیٹھا پرکالہ جادو سے کہاکہ کیا حکم
ہوتا ہی پرکالہ جادو نے کہاکہ صبح کو تو میدان جنگ مین منم قہر خداوند کا نعرہ کرکے جانا اور جو تجھ سے
مقابلہ کرے اُسے گرفتار کرکے لشکر لاجورد شاہ کے سپرد کرنا اور ایک مرکب سحر سے اِس پتلے کو پرکالہ
جادو نے تیار کردیا یہان لشکر اسلام و لشکر کفار مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا و غور نور سحر
ہرطرف ہوا بادشاہ اِسلام مع امیر عالی مقام و سرداران ذوالکرام میدان انتقام مین تشریف لاکر صف آرا
ہوے اُدھر لاجورد شاہ مع سپاہ وعدہ گاہ مصاف مین صف آرا ہوا اہل اسلام انتظار مین ہین کہ دیکھیے براے
مقابلہ کون نکلتا ہی کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد خفیف بلند ہوا جیسے یکہ سوار کی آمد ہوتی ہی یکایک قریب
آکر وہ بگولہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک سوار پیدا ہوا اور نعرہ کیا اُسنے کہ منم قہر خداوند لاجورد
شاہ اگر وہ خداپرستان جنکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو آئے میرے مقابلہ کو یہ سُننا تھا کہ لشکر اسلام
سے عدیل بن عادی اپنا مرکب بڑھاکر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اجازت جنگ چاہی فرمایا جاؤ سپرد
پروردگار کیا عدیل سلام کرکے میدان مین آئے اور نعرہ کیاکہ دیکھون تو کہ تو کیسا قہر خداوند ہی وہ سوار
ہنسا اور کہا تو کیا میرے مقابلے کو آیا ہی امیر سے کہ کہ وہ آئین تو بیشک لطف بھی ہی عدیل نے کہا کیا جھک
مارتا ہی پتلے نے تلوار ماری عدیل نے سپر پر وار اُسکا رد کیا اور اپنا وار کیا اُسنے بند دست پکڑکر جھٹکا مارا
کہ عدیل اوندھے مُنھ عیال مرکب پر جا رہے بس اُس سوار نے دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑکر عدیل
کو قاش زین سے اُٹھاکر بالاے زمین پھینکا اور کود کر توسن سے مشکین باندھکر لشکر لاجورد شاہ کی طرف
لیگیا لوگ آئے سوار نے عدیل کو سپرد کیا اور مرکب پر بیٹھکر پھر نعرہ کیا امیر ثانی وغیرہ سب متحیر تھے کہ ایک
حقیر سا آدمی اتنے بڑے پہلوان زبردست کو کہ یکایک امیر بھی زیر نہین کرسکتے یون اُٹھالیا جیسے کوئی درخت
سے پتا توڑلیتا ہی یہ کون شخص ہی لیکن اب جو اُسنے نعرہ کیا تو معروف بن اسد بادشاہ اِسلام سے اجازت
لیکر میدان مین آیا بعد گفتگوے بسیار کئی تلوارین مارین لیکن سوار پر کچھ اثر نہوا آخرکار بند دست پکڑکر سوار
نے معروف بن اسد کو بھی باندھ لیا یہانتک کہ شام تک بیس دس بارہ سردار لشکر اسلام کے اُسنے گرفتار کیے شام
کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لاجورد شاہ نہایت منم خداوند منم خداوند کے نعرے کرتا
ہوا اُلٹی سیدھی تقدیرین بگھارتا ہوا بالاے قیطول آیا سرداران لشکر امیر کو اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانہ
مین بھیجدیا یہان امیر باتوقیر نہایت پریشان کمال اُداس کہ عجب عجب طرح کی بلاؤن کا سامنا ہوتا ہی داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے اور فرمارہے تھے کہ کوئی خبر لائے کہ یہ سوار کہان رہتا ہی اور کون ہی یہ اسرار سمجھ مین نہین
آتا کہ اکیلا صحرا سے آتا ہی اِسکے ساتھ کچھ فوج بھی ہی یا نہین ہنوز یہی ذکر تھا کہ نقارہ بجنے کی خبر پہونچی یہان بھی
طبل جنگ بیدر رنگ بجا عیار براے تفحص روانہ ہوے صبح کو پلٹ آئے پتہ نہ لگا امیر کشور گیر نے فرمایا کہ اے
عمرو ثانی آج جسوقت میدان داری کرکے یہ سوار جانے لگے اُسوقت اِسکے عقب مین جانا عمرو ثانی نے کہا

صر

که وه اگر مجھے دیکھکر پکڑلے امیر نے فرمایا او مکار تجھے بھی کوئی گرفتار کرسکتا ہی ایسی مکاری کی باتین نکر دیکھ تو کیسا
ظلم ہو رہا ہی کہ کون کونسے سردار کس طرح اپنے اسیر کیے ہین عمرو ثانی نے کہا انشاءاللہ بروقت دیکھا جائیگا
یہان تبل بجتے بجتے پھر صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب
دیکر چلے گئے تھے کہ دیکھا جانب صحرا سے پھر گرد اُڑی اور وہی سوار پیدا ہوا میدان مین آکر پھر منہم تھر خداوند
لاجورد شاہ کا نعرہ کرکے آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان اب بھی اطاعت خداوند اختیار کرو ورنہ سب کو
اسیطرح گرفتار کرلیجاؤنگا آخر مین سب اسیطرح سے قتل کیے جاؤگے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر
گریہ وزاری کرینگے روگردانی اپنے خداوند سے اچھی بات نہین یہ سننا تھا کہ شاہزادہ طرطوس بہادر یعنی
جمہور جانسوز تبرزن بہادر مرکب کو جمکا کر سامنے تخت شاہی کے آئے اجازت جنگ چاہی بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ جاؤ سپرد بپروردگار کیا جمہور سلام کرکے سامنے اُس سوار کے آئے اور نعرہ کیا کہ کیا
بیہودہ بکتا ہی لاف بہادری کی سوار نے نیزہ مارا جمہور نے نیزہ اسکا نیزے سے قلم کیا سوار کو نہایت غصہ
آیا اور جھپٹ کر تلوار ماری جمہور نے تیغہ اسکا تبر پر روکا اور ہاتھ تبر کا مارا سوار نے بند دست پکڑ لیا زور
ہونے لگے مرکب لنگر دونون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون کود پڑے کشتی ہونے لگی یہانتک کہ تا شام
کشتی رہی قریب شام سوار نے لنگر جمہور کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور مشکین باندھکر فوج لاجورد
شاہ کے سپرد کیا اور آپ گھوڑا اُڑا کر جانب صحرا روانہ ہوگیا ساتھ ہی اسکے عمرو ثانی بھی گلیم عیاری اوڑھکر
روانہ ہوئے یہان شام ہوچکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان جنگ سے پھر کر اپنی اپنی فرودگاہ پر
آئے امیر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے نہایت حیرت مین تھے کہ شاہزادہ طرطوس سا پہلوان زبردست
اور یون گرفتار ہو جائے یہ اسرار سمجھ مین نہین آتا کہ کیا معاملہ ہی یہان حسب دستور پھر طبل جنگ بجا لیکن حال
عمرو ثانی کا گذارش کیا جاتا ہی کہ یہ جو عقب مین اُس سوار کے روانہ ہوئے تھے آگے آگے سوار چلا جاتا
ہی پیچھے پیچھے اُسکے عمرو ثانی جاتے ہین یہانتک کہ وہ سوار آستے آستے بالاے کوہ پہونچا دیکھا
عمرو ثانی نے کہ ایک بلاے سیاہ یعنی ایک زن سیاہ فام بڑے بڑے بال چہرے پر سیتلا کے داغ ایک
ہونٹھ کٹا ہوا بیٹھی کچھ پڑھ رہی ہی جیسے ہی یہ سوار سامنے آیا کہا کیا کیا آج تو نے اسنے بیان کیا کہ مین نے
جمہور جہانسوز تبرزن کو گرفتار کیا اُس عورت نے پوچھا بس کہا بس یہ سننا تھا کہ اسے نہایت طیش آیا
اور کہا کہ مردے میدان جنگ مین کھیلنے جاتا ہی یا مقابلہ کرنے اگر ایک ایک دن مین ایک ایک کو گرفتار کریگا
تو پانچہزار پانسو پچپن سرداران لشکر اسلام کتنے دنون مین گرفتار ہونگے خبردار خبردار کل ایسا نہو سوار نے کہا
ای ملکہ وہ شخص نہایت زبردست تھا کشتی مین عرصہ ہوگیا ملکہ نے کہا کہ آہین قوت تیری بڑھا دون یہ کہکر کچھ
اسم سحر دم کرکے بایان انگوٹھا اپنا چاک کیا اور خون حلق مین سوار کے ٹپکا دیا اور کہا خبردار کل دس سردارون
سے کم نہ اسیر کرنا ورنہ جلا کر خاک کر دونگی سوار نے عرض کی کہ بہت خوب اور سامنے گھوڑے سے اُتر کر
بیٹھ گیا عمرو ثانی نے یہ ماجرا دیکھکر ارادہ کیا کہ چلکر امیر ثانی سے بیان کرون پھر خیال کیا کہ اب بغیر مارے
اسکے یہان سے جانا بیکار ہی یہ خیال کرکے صورت اپنی ایک لڑکے کی بنائی اور زیر کوہ اُترکر چلا چلا کر رونا
شروع کیا آواز رونے کی جو پیر کالہ جادو کے کان مین آئی دل اسکا ہل گیا کوہ سے نیچے اُتر کے دیکھا
کہ ایک بچہ کوئی گیارہ برس کا آستین سے آنسو پوچھتا جاتا ہی اور روتا جاتا ہی اسنے آواز دی کہ ارے لڑکے

تو کون ہی اور کیون روتا ہی لڑکے نے کہا کہ ہم اپنے ابا کو یاد کرکے روتے ہین پیر کالہ جادو نے پوچھا باپ
تیرا کیا ہوا کہا مجھے یہین بٹھا کر آپ اسی صحرا مین پانی پینے گئے تھے کھانا میرے پاس رکھتے گئے تھے شام سے
ابھی تک نہین آئے پوچھا تو رہنے والا کہان کا ہی اسنے بیان کیا کہ مین لشکر تیغنگا وہ آہن کلاہ مین تھا باپ
میرا کھانا پکانے مین نوکر تھا تیغنگا مسلمان ہوگیا باپ نے میرے اپنے مذہب قدیم کو نہ ترک کیا نوکری چھوڑ دی
اپنے گھر جاتے تھے شام ہوگئی یہان زیر کوہ قیام کیا پیر کالہ جادو نے کہا کہ اچھا بالاے کوہ تو چل میرے پاس
رہ جب صبح کو تیرا باپ آجائیگا اوسوقت تجھے اوسکے ساتھ کرکے روانہ کر دینگے لڑکے نے کہا بہت خوب اور
پیر کالہ جادو کے ساتھ ہوا پیر کالہ جادو نے دیکھا کہ لڑکا نہایت حسین ہی گوشوارے کانون مین پڑے ہوے
غضب کا حسن دے رہے ہین قیامت کی آب و تاب دکھا رہے ہین جی مین کہا کہ خداوند سامری و جمشید نے
یہ معشوق تیرے واسطے اپنی قدرت سے یہان بھیج دیا ورنہ یہ کہان اور یہ لڑکا کہان اپنے بستر پر لائی پاس
بٹھایا لڑکے کی روتے روتے ہچکی بندھی ہوئی تھی پیر کالہ جادو نے بہت تسلی و تشفی کی اور کہا کہ اگر باپ
تمہارا نہ آئیگا تو تم ہمارے پاس رہنا اسنے کہا جی مین یہی چاہتا بھی تھا ایسا جلاد باپ ہوا تو کیا نہوا تو کیا
کہ اس صحراے ہولناک مین مجھے تنہا چھوڑ کر چلا گیا اگر مجھے کوئی درندہ آکر پھاڑ کھاتا تو کیا ہوتا پیر کالہ
نے کہا سچ ہی تم ہمارے پاس رہو لڑکے نے کہا مجھے بھوک لگی ہی کھانا تو میرے پاس ہی مگر پانی نہین ہی
پیر کالہ جادو نے کہا کہ پانی ہمسے لو اور پانی گھڑے سے انڈیل کر دیا لڑکے نے دسترخوان کھولا اور کہا
ملکہ آپئے نوش فرمائیے پیر کالہ جادو نے کہا جانی تم کھاؤ لڑکے نے کہا جانی کسکو کہتے ہین پیر کالہ ہنسی
اور کہا بڑا تو نادان ہی جانی اولاد کو اور معشوق کو بھی کہتے ہین لڑکے نے کہا تو مین آپ کا کون ہون پیر کالہ جادو
نے کہا تم ہمارے معشوق ہو لڑکے نے کہا معشوق کسے کہتے ہین پیر کالہ نے کہا سوتے وقت بتا دینگے کہ اسے
کہتے ہین لڑکا خاموش ہو رہا پیر کالہ جادو دل مین کہتی ہی کہ کیسا بھولا لڑکا ہی کہ کچھ سمجھتا ہی نہین آجکل
کے لڑکے تو پیدا ہوتے ہی ادھر ادھر ذرا بات کرنے لگے اور سب کچھ اونسے پوچھ لیجیے تو بتا دینگے لیکن لڑکے
نے کہا کہ آپ بھی نوش کیجیے پیر کالہ نے کہا کہ اچھا اور اپنا کھانا ماش کی کھچڑی نکالکر بیٹھی لڑکے نے کہا ہمارے
ساتھ کھائیے پیر کالہ نے کہا یہ کھانا ہم نہین کھاتے ہین ہم لوگ وہ کھانا کھاتے ہین جسمین ماش کی شرکت
ہو لڑکے نے کہا باپ نے اوس شخص کے آج دھوئی ماش کی دال نہایت عمدہ پکائی تھی آپ نوش تو کیجیے
یہ کہکر ایک تشتری دسترخوان سے نکالکر سامنے کی پیر کالہ جادو نے اسکے اصرار پر کچھ کھانا کھالیا اور
پانی پیا بس پانی کا پینا تھا کہ اسے چکر سا آیا سر پکڑ لیا پراتی سے چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا پیر کالہ
جادو دھم سے گری عمرو ثانی نے نعرہ کیا کہ باش اے سردار ہستم عمرو ثانی جانشین ریش تراشندہ کافران
دست برندہ جادوگران اور خنجر لیکر اوسے ذبح کر ڈالا بس مرنا تھا اوسکا کہ آندھی چلی خاک اڑی آتشباری
سنگباری ہونے لگی پیرون نے غل مچایا ادھر اوس ٹیلے مین جو کہ روز میدان جنگ مین جاکر سردارون کو
گرفتار کیا کرتا تھا آگ لگ گئی خود بخود جلکر خاک ہوگیا بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من پیر کالہ جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا عمرو نے کہ لاش اوس
سردار کی پڑی ہوئی ہی عمرو نے سر اوسکا کاٹ ڈالا اور سر لیکر خدمت امیر بالوقیر مین روانہ ہوے
یہان قریب ہی کہ دربار برخاست ہو ذکر ہو رہا ہی امیر ثانی فرما رہے ہین کہ میرا یار وفاشعار تعاقب

مین اُس سوار کے گیا ہوا ہر ابھی تک آیا نہین خدا جانے اُسپر کیا گذری مجھے نہایت تردد ہر کہ یکایک دروازۂ
بارگاہ پر آواز زنگلہ کی بلند ہوئی دیکھا امیر نے کہ عمرو ثانی آتے ہین فرمایا خواجہ کہانسے آتے ہو عرض
کی کہ حمزہ تیرے اقبال سے مارا مین نے یہہ کالہ جادو کو یہ سوار جو رہزن آکر مقابلہ کیا کرتا تھا انشاء اللہ
آج صبح کو نہ آئیگا یہ کہکر سر پر کالہ جادو کا آگے امیر کے ڈالدیا امیر نے اُسی وقت خلعت منگا کر عمرو
کو عنایت فرمایا اور دربار برخاست کر دیا جاکر آرام گاہ مین سو رہے جسوقت صبح ہوئی پھر دونون لشکر معرکہ
آرائے نبرد ہوے صفین آراستہ ہوئین کفار منتظر ہین کہ گرد اُڑیگی اور سوار آئیگا یہ نہین معلوم کہ رات کو موت
اُسپر سوار ہو گئی دشت عدم کیطرف باگ لی تا دیر منتظر رہے جسوقت کوئی نہ آیا لاجوردشاہ نے کہا یہ کیا معرکہ
ہر آواز دی کہ ای قہر خداوند نازل ہو کیون اسقدر دیر لگا رکھی ہر عمرو ثانی نے وہ سر میدان جنگ مین پھینکدیا
اور کہا کہ جو بڑی تیری حمایتی تھی یہ اُسکا سر ہر آج تیرا قہر تیری ہی جان پر ٹوٹیگا لاجوردشاہ نے سر
پر کالہ جادو کا پہچانا آواز دی کہ ارے غضب کیا ان خداپرستون نے کہ اُسے مارا جو قوت خداوندی تھی اور
زور خداوندی اسی کے دم سے تھا یہہ کالہ جادو اُس شخص کی مان تھی اور کبھی کبھی زوجہ کا کام بھی دیجاتی
تھی ارے مارلو انکو جانے نہ پائین یہ سُننا تھا کہ تمام کفار ایک ہی بار یورش کرکے لشکر اسلام کی طرف چلے یہ معلوم
ہوا کہ سمندر موجین مارتا چلا آتا ہر ایکبار چھبیس ہزار تلوارین علم ہو گئین ادھر غازیان اسلام نے بھی تلوارین
کھینچین اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کھینچ کر جا پڑے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو ابر محیط آکر ملگئے برق شمشیر
کا کوندھا لپکنے لگا بارش خون شروع ہوگئی سنگ اندازون نے بارش تگرگ کا لطف دکھادیا ہر طرف دھما دھم
کی آوازین آرہی تھین سیکڑون کے سر پھٹے ہزارون کے ہاتھ ٹوٹے تیر اندازون نے تیرون کا مینھ برسایا
ہر سڑاکے کی صدا بلند ہر جب تیر چلتے ہین زمین پر سایہ ہوجاتا ہر نیزہ بازون مین الگ جنگ ہو رہی ہر انیان
کلیجون کے پار ہو رہی ہین نیزون مین جدا جنگ ہر عرصۂ حیات ہر شخص پر تنگ ہر صدائے بگیر و بزن
بلند ہر دم بدم ہر یکایک جانب بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور صلصال چالیس ہزار سوار سے پہونچا دیکھا
کہ لشکر اسلام سے جنگ ہو رہی ہر یہ بھی نعرہ کرکے گرا مسلمانون کو قتل کرنے لگا یہ بہت بڑی جنگ ہوئی ہر
کہ اگر حال اسکا مفصل لکھا جائے تو نہایت طول ہوگا الحاصل شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر علحدہ
ہوے دونون طرف لاشین اُٹھانا دشوار تھین اسقدر لوگ مارے گئے تھے کہ تین روز تک جنگ موقوف
رہی برابر لاشین اُٹھائین چوتھے روز لاجوردشاہ دربار مین بیٹھا ہوا خداوندی بگھار رہا ہر کہ جانب
آسمان سے ایک کبوتر اُڑتا ہوا آیا گلے مین اُسکے ایک نامہ بندھا ہوا تھا آکر ہاتھ پر لاجوردشاہ کے
بیٹھا لاجوردشاہ نے نامہ گلے سے اُسکے کھولا پڑھا لکھا ہوا تھا کہ ای لاجوردشاہ والی خان اعظم یعنی
صلصال بن دال بن دیو بن تمامہ جادو مین آپ لوگون سے اطلاع کرتا ہون کہ مین نے شہر
صندل کو کہ جسمین خداپرستون کا چند روز سے قبضہ تھا پھر لے لیا ہر اور انتظام تازہ کیا ہر کچھ پہلوان بھی مہیا کیے
ہین اور ساحر تو بہت ہین اب یہ ملک نہایت مستحکم ہر مین نے سُنا ہر کہ آپ لوگ لشکر اسلام سے لڑ رہے ہین
ہماری یہ رائے ہر کہ اب ہم اور آپ شریک ہوکر خداپرستون سے مقابلہ و مجادلہ کرین کینۂ دیرینہ دلون
سے نکالین اہل اسلام کو تہ تیغ تیز کرین کسی خداپرست کو زندہ نہ چھوڑین برائے نام بھی نشان اُنکا باقی نہ رکھین
بالکل صفحۂ دنیا سے نام و نشان ان مسلمانون کا مانند حرف غلط کے مٹادین اور ممالک مقبوضہ و متصرفہ اہل اسلام

کو مانند شہر صندل کے اپنے تصرف مین لائین زمین کو خار و خس اہل اسلام سے جلد تر پاک و صاف کر دین
سیوف آبدار سے خون نجس و ناپاک ان لوگون کا زمین پر گرائین اعضا انکے تیغون سے ٹکڑے ٹکڑے
کرین سر مسلمانون کی تلوارون سے کاٹ کر نیزون پر بلند کر کے شہر بشہر محض اسی واسطے روانہ کرین کہ جملہ
خاص و عام خائف و ترسان ہون اور کوئی مسلمان ہونے کا اور شریک انکے ہونے کا ارادہ نہ کرے لاشے
انکے پائمال سم اسپان کرین کہ بخوبی توہین انکی ہو اور دل ہمارا شادمان ہو یہ وہ مسلمان ہین کہ انھون نے اکثر
خداوندون اور انکے تابعین کو انواع و اقسام کے صدمے پہونچائے ہین اخبار سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے
مذاہب قدیم ان بدذاتون نے مٹائے ہین اب انکو اپنی جمعیت کثیر اور اپنی شجاعت پر از حد ناز ہے اپنے آگے
کسی کی کچھ حقیقت نہین جانتے ہین نہایت سرکشی و خودبینی پر کمر باندھی ہے ظلم و جفا مردمان غیر مذاہب پر
روا رکھا ہے اپنے خداے نادیدہ کی پرستش کو کہتے ہین جو انکے دام فریب مین آکے کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاتا
ہے وہ تو جانبر ہوتا ہے اور جو مسلمان ہونے سے انکار کرتا ہے یہ لوگ اسکو قتل کرتے ہین ذرا بھی رحم نہین
کرتے ہین اور قتل کرنا مردمان غیر مذہب کا ثواب عظیم جانتے ہین جب سے ان ستم شعارون نے جمعیت
و سرکشی کی ہے اس زمانہ سے ابتک ہزارون بلکہ لاکھون مردمان غیر مذہب کو انھون نے تہ تیغ کیا ہے اکثر
چراغ خداوندون کی خدائی کے بجھائے ہین روز بروز اہل اسلام کو ترقی ہوتی جاتی ہے اور مذاہب دیگر کو
ضعف ہوتا جاتا ہے اگر نظر غور سے دیکھیے تو بہت کم مردم مذاہب قدیم پر نظر آتے ہین ہر طرف مجمع اہل اسلام
ہی دکھائی دیتا ہے اگر چندے انکو انکے حال پر چھوڑ دیا جائے اور فکر مٹانے کی نہ کیجائے تو اچھا نہوگا یہ گروہ
روز بروز ترقی پذیر ہوگا دین اسلام ربع مسکون مین جاری ہو جائیگا کوئی مذہب دنیا مین باقی نہ رہیگا
بس ایسے دشمنان جان و ایمان کو مہلت نہ دینی چاہیے قبل اسکے کہ تمامی دنیا اسلام آباد ہو انھین کو نیست و
نابود کر دینا چاہیے عاقل وہ ہے کہ اپنے دشمن سے غافل نہ رہے ہر وقت اسکے ہلاک کرنے کی تدبیر مین
مصروف رہے کبھی عدو کو ذلیل و خوار نہ جانے ڈرتا ہی رہے اور اسکے دفع کرنے کی کوشش کرے بلکہ
حتے الامکان اسے ہلاک ہی کر ڈالے تاکہ بےخوف و خطر و باطمینان خاطر زندگی اپنی بسر کرے ابھی ان
مسلمانون نے تمامی عالم اپنے قبضہ مین نہین کیا ہے اور دین اسلام کو مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے
شمال تک نہین پھیلایا ہے اکثر مردم مذاہب سابقہ اطراف و جوانب مین پائے جاتے ہین ازانجملہ ایک ہم ہین
کہ خداوند تمثال آئینہ رو کو کہ ایک روشن خداوند ہین مانتے ہین اور بدل صاف انکی پرستش کرتے ہین
دوسرے آپ خداوند لاجورد ہین آپکی ذات سے لاجورد پرستی دنیا مین ہے اسی طرح بہت سے مذاہب
اور بھی ہین کہ انکے اظہار حال سے یہ نامہ طولانی ہو جائیگا اور ہم مطالب دلی کی تحریر سے قاصر رہینگے اسوجہ
سے انکا ذکر ترک کیا جاتا ہے اور مدعاے دل لکھا جاتا ہے کہ آپ حضرات صحراے مثلث مین مسلمانون سے
مجادلہ و مقابلہ نہ کرین کیونکہ وہ صحرا نہایت پاک و صاف ہے خداوند تمثال آئینہ رو نے اس صحرا کو
براے مجمع خلائق خلق کیا ہے بےشائبہ نظر میدان حشر تصور کیا ہے ایک روز اسی صحرا مین اپنے تابعین
کو محشور کرینگے ہر ایک کے اعمال نیک و بد پر نظر کرینگے جو بوجہ اعمال بد کے لائق بخشش نہوگا اسے داخل
جہنم کرینگے اور جو شخص نیک اعمال ہوگا اسے داخل بہشت کرینگے لہذا ایسے بیابان طاہر مین خونریزی نہ
کیجیے ہمارے خداوند کو ملال نہ دیجیے باہم دو خداوندون مین اگر فساد ہوگا نہین معلوم کہ انجام کیا ہو کون

خداوند غالب ہو اور کون مغلوب ہو بظاہر ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو قوی ہین وہی غالب ہونگے
ہر چند کہ آپ بھی خداوند لاجورد ہین اور سخت ترین تابعین آپ کے آپ کو بجائے خود مثل جواہر گران
بہا کے جانتے ہین اور قدر منزلت بہت کرتے ہین لیکن آپ آپ ہی ہین اور ہمارے خداوند جو ہین وہ
اور ہی مرتبہ پر فائز ہین پس ہمین منظور نہین کہ اُنمین اور آپ مین باہم ملال ہو وہ بات نہ کیجیے کہ جسمین کشت و
خون ہو سوا اسکے سُنا گیا ہی کہ آپ اہل اسلام سے جنگ مین عاجز ہین بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ایک روز
مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا یا شکست فاش کھا کر کسی طرف بھاگ گیا تو اہل اسلام تعاقب کرینگے جس
طرف جائیگا وہ بھی مانند ملک الموت برائے قبض روح آئینگے اور بغیر قتل کیے باز نہ آئینگے پس مناسب
وقت یہی ہی کہ آپ مع صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو ہمراہی فوج باقی ماندہ جانب شہر صندل
چلے آئیے یا تنہا تشریف لائیے صلصال کو ساتھ نہ لائیے آپ کو اختیار ہی یہان سامان جنگ بہت ہی ساحر
لاتعد ولاتحصیٰ ہین اکثر ایسے ساحران زبردست ہین کہ اگر وہ ایک ادنے سحر کرینگے لشکر اہل اسلام کا نام
ونشان بھی نہ رکھین گے سوا اسکے چند پہلوان نامی و نامور غیر ساحر ایسے یہان ہین کہ رخش رستم و
اسفندیار یا رہین شیر کو روباہ جانتے ہین اور فیل مست کو ایک پشہ تصور کرتے ہین دیو اور جن بھی اُنسے
مقابلہ کر نہین سکتے اہل اسلام اگر آپ کے تعاقب مین یہان آئینگے تو اُن پہلوانون سے کیا مقابلہ کرینگے
اُن بہادرون سے کیا لڑینگے علاوہ پہلوانان مذکور کے فوج ظفر موج ساحرون اور غیر ساحرون کی بیحد ہی
اسباب جنگ وجدال بہت مہیا ہی ہم صرف آپ کے اور اہل اسلام کے یہان آنے کے منتظر ہین جلد تر
اس طرف تشریف لائیے اور جواب نامہ کا تحریر کیجیے تاکہ موافق تحریر سامان کیا جائے خداوند لاجورد
نے جو اس نامہ کو حرف بحرف خود پڑھا پہلے تو دل مین خداوند تمثال آئینہ رو کو سخت سست کہا اور
ابلیس خودپسند کے اس تحریر کرنے پر بہت غصہ آیا کہ اگر صحرائے مثلث مین کشت و خون ہوگا تو ہمارے
خداوند برہم ہونگے اور ایسا ملال ہوگا کہ لڑائی ہوگی ضرور خداوند تمثال غالب ہونگے پھر غصہ کو ضبط کرکے
خیال کیا کہ یقینی ایک روز یہان سے بھاگون گا اہل اسلام سے مقابلہ نہ کر سکونگا پس مصلحت وقت یہی ہی کہ
جانب شہر صندل روانہ ہون بظاہر ابلیس خودپسند کی اطاعت کرون خلاف اُسکے لکھنے کے عمل نہ
کرون باطنا دشمن جان رہون وہان پہونچکر جسوقت قابو پاؤن خداوند تمثال آئینہ رو کو اُٹھا کر بصد
غضب اس طرح زمین پر پٹکون کہ اعضا اُسکے مانند آئینہ کے شکستہ ہو جائین کسی کو صورت تمثال آئینہ رو کی
اچھی نظر آئے میری خداوندی ہر ایک دیکھنے والے پر مانند آئینہ کے روشن ہو جائے یہ نابکار روزشت خو
تمثال آئینہ رو دعوی خدائی کرتا ہی نابدولت کی خداوندی کا قائل نہین ہی ہمارے زمانہ خداوندی مین یہ
حرامزادہ بھی دعوی خدائی کرتا ہی ہماری پرستش کرنے والون کو فکر و تردد مین ڈالتا ہی بجائے خود اپنے تئین
خدا سمجھتا ہی ہمارے قہر و غضب سے نہین ڈرتا ہی ادنی ہوکر اعلے بنتا ہی ہماری برابری کرتا ہی محض نالائق
و نادان ہی کہ ہماری ہمسری کرتا ہی کوئی اہل نظر و منصف آگے نابدولت کے خداوندی کا قائل نہوگا کیونکہ وہ
اونے بمنزلہ ایک شیشہ کم قیمت کے ہی اور مرتبہ نابدولت کا مثل جواہر گران بہا کے زیادہ ہی اور ابلیس خودپسند
بھی ایک شیطان مجسم ہی ہمکو سجدہ نہین کرتا ہی بندہ نافرمان ہی لائق قہر و غضب نابدولت ہی ہم ایک دن اُسپر
بھی قہر و غضب نازل کرینگے بالفعل دشمنی و عداوت کو ظاہر نہ کرینگے یہ خیال کرکے خود ہی اپنے ہاتھ سے جواب

نامہ کا بعد لکھنے القاب کے یہ لکھا کہ نامہ تمہارا ہمکو پہونچا مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی تم بخوبی آگاہ ہو کہ ہم خداوند ہین گو ہمین قدرت ہی کہ ابھی صحراے مثلث مین ان مسلمانون کو اپنے قہر و غضب سے ایک دم مین نیست و نابود کر دین لیکن تمہارے کہنے سے ہم بہت جلد جانب شہر صندل مع فوج و لشکر آتے ہین تمہاری خوشی بدل منظور ہی ورنہ ان مسلمانون کے سامنے سے نہ ہٹتے یہ عبارت لکھکر نامہ کو تمام کیا اور لفافہ مین رکھکر سر نامہ پر اپنی مہر کر کے کبوتر کے حوالے کیا وہ طائر سحر نامہ مذکور منقار مین دبا کر جانب ابلیس خود پسند روانہ ہوا بعد قطع راہ نامہ ابلیس خود پسند کو دیا اُسنے جواب نامہ پر نظر کر کے اور شادمان ہو کے کافور شاہ کو لاجورد شاہ کے اِدھر آنے سے اطلاع دی اور بتاکید حکم کیا کہ جسوقت وہ یہان آئے بعزت و حرمت اُسے دار الامارۂ شاہی مین جگہ دینا اور سردارون کو واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کرنا خود بھی تالب فرش اُسکا استقبال کرنا دعوت و ضیافت مین نہایت تکلف کرنا عجب نہین ہی کہ ہم بھی براے ملاقات لاجورد شاہ آئین اور صندلان شاہ بھی اُس سے ملاقات کرین کافور شاہ بادشاہ شہر صندل نے حکم ابلیس خود پسند نے آگاہ ہو کر ہرکارون کو حکم کیا کہ لاجورد شاہ کے اِدھر آنے سے ہمین آگاہ کرو خبردار غفلت نہ کرنا ہرکارون نے عرض کی کیا مجال خادمون کی کہ حکم بادشاہ بجا نہ لائین یہ کہکر اُسیوقت جانب سرحد شہر صندل روانہ ہوے اُدھر کافور شاہ سامان دعوت و آراستگی عمارات عالیہ مین معروف ہوا یہان تو کافور شاہ سامان ضیافت مین مشغول ہی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لاجورد شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ بعد روانہ کرنے کبوتر مذکور کے فکر مین سر بزانو بیٹھا اہل دربار نے عرض کیا ای خداوند یہ کبوتر کسکا نامہ لیکر آیا تھا کہ آپ نے میر منشی کے حوالہ نہ کیا خود ہی پڑھا اور خود ہی جواب لکھا اور اِسوقت کچھ چہرۂ خداوند پر آثار فکر پائے جاتے ہین آیا کیا تر دد ہی کوئی تقدیر تازہ کرنے کا قصد فرمایا ہی یا کوئی اور سبب ہی اگر مناسب ہو تو ہم بندون پر ظاہر فرمایئے لاجورد شاہ نے اُنسے مخاطب ہو کر کہا ای بندگان خاص من آگاہ ہو کہ وہ نامہ ہمارے ایک بندہ نے ہمکو لکھا تھا اور مضمون اُسکا ایسا تھا کہ ما بدولت نے خود ہی پڑھا اور اپنے دست قدرت سے جواب لکھا محض اِس خیال سے کہ اگر کوئی ہرکارہ لشکر اہل اسلام کا ہمارے دربار دُربار قدرت آثار مین موجود ہو تو وہ راز خداوندی سے آگاہ نہو اور جو اِسوقت ما بدولت کو فکر ہی وہ یہ ہی کہ آج کی شب واسطے ان مسلمانون کے ایسی تقدیر کیجائے کہ کچھ لوگ تو یاد کرین یہ کہکر کچھ آہستہ افسران فوج سے کہا اُنھون نے عرض کیا بہت بہتر لاجورد شاہ نے اہل دربار سے ہم سخن ہو کر دربار برخاست کیا افسران فوج موافق حکم لاجورد شاہ انصرام کار مین مصروف ہوے جب وہ دن گذرا اور زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی لاجورد شاہ اپنی بارگاہ سے مثل سنگ سیاہ نکلا دیکھا کہ افسران فوج مع پانچ لاکھ سوارون کے مسلح مرکبون پر سوار صف آرا ہین یہ دیکھتے ہی خوش ہو کر خود بھی مرکب تیز رو پر سوار ہوا اور جملہ اپنی افسران فوج و سپاہ کو ہمراہ لیکر بارادہ شبخون جانب لشکر گاہ اہل اسلام بعجلہ تعجیل روانہ ہوا اُدھر لشکر اسلام کا یہ حال ہی کہ تمام لشکر اپنے اپنے بستر پر بوجہ خستگی متواتر جنگ و جدال غافل سو رہے ہین اور ہزارہا سوار و پیادہ شدت تپ سے بیہوش پڑے ہین اگر کسی کو کچھ ہوش آتا ہی بے اختیار ایذاے تپ و درد سر سے آہ کرتا ہی اور پھر بیہوش ہو جاتا ہی کوئی مریض تپ لرزہ سے مانند دست رعشہ دار کانپ رہا ہی ہر چند لحاف اوڑھے ہی مگر سردی سے کانپ رہا ہی اور باوازدہ دناک و ضعیف بہ زحمت

کہتا ہی یارو مجھپر رحم کرو کچھ حیات مستعار کا اعتبار نہین ہی آج نہایت تپ شدید ہی بند بند ٹوٹا جاتا ہی سردی
کی کثرت سے سخت ایذا ہی برائے خدا اور کوئی تہ قسم لحاف و رزائی سے مجھ پر ڈال دو یا گرد میرے آگ
کی انگیٹھیان رکھدو تا کہ گرمی سے یہ سردی دفع ہو اور روح کو کچھ راحت ہو کوئی صاحب تپ فریاد و آہ کر
رہا ہی اور ایذائے تپ سے مانند ماہی بے آب کے تڑپ کر بر جوع قلب خدا سے یہ دعا کرتا ہو کہ ای حکیم
مطلق اگر مصلحت ہو تو جلد مجکو شفا دے ورنہ اب ملک الموت یعنے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو جلد حکم کر
کہ وہ میری قبض روح کرین اس قید تکلیف سے رہا کر دین یہ دعا کرتے کرتے غش آجاتا ہی اسی طرح تمام
لشکر مین ہزارہا مردم مبتلائے تپ ہین کراہ رہے ہین فریاد و آہ کر رہے ہین کبھی ہوشیار ہوتے ہین گاہ غافل
ہوتے ہین جو صحیح و تندرست ہین وہ براحت سو رہے ہین جملہ افسران سپاہ بھی شر اعدا اور ظلم فلک جفاجو
سے اس طرح بے اندیشہ و تردد سو رہے ہین کہ کچھ بھی خیال مرگ نہین ہی کوئی سردار شجاعت شعار بادہ نوم
جوانی سے ایسا سرشار ہی کہ مطلق فکر دین و دنیا کی نہین ہی کوئی دلاور اپنی بارگاہ مین بہزار راحت و آرام
ہم آغوش شاہد خواب ہی الغرض اسی طرح تمامی سردار و لشکری اپنے اپنے بستر پر راحت و تکلیف سے لیٹے
ہین آنکھین بند ہین صدائے نفس بلند ہی کہین تو راحت ہی کہین غشی ہی صرف دیوانہ فیروزہ ہوا خواہ شہریار
پسر ایرج ہمراہ پانچسو سوارون کے واسطے حفاظت لشکر کے گرد سپاہ کے پھر رہا ہی سواران ہمراہی باواز
بلند کہہ رہے ہین ای جوانو ہوشیار رہو بہت سونا اچھا نہین ہی خوف دزد و خطر دشمن ضرور ہی مردم ہمراہ دیوانہ
مذکور کے چور مہتابین لیے ہین جا بجا رن مہتابین بھی روشن ہین رات کا وقت ہی ہوائے سرد چل رہی ہی شمع و
چراغ گل ہو رہے ہین تاریکی شب سے ظلمت پردہ ظلمات بھی خجل ہی وہ سناٹا ہی کہ صحرائے مثلث بیابان
جان ستان بلکیا ہی درختان بیابان کی ایسی ہوائے تیز و تند ہی کہ انکی صورت پر خطر سے قلوب شب بیدارون
کے دہلتے ہین ایسی تاریکی شب مین فیروزہ تینون طلایہ لشکر سے کسل مند ہو کر اپنے خیمے کے در پر ایک کرسی
بچھا کر بیٹھا اور اپنے سواران ہمراہی سے کہا جلد ہمارے واسطے کشتی شراب کی لاؤ انمین سے ایک سوار کشتی
بادہ گلنار مع ساغر بلورین دوڑ کر لایا دیوانہ مذکور شراب پینے لگا اور سواران ہمراہی بھی حسب ایماے
دیوانہ مذکور شراب لے آئے اور مصروف بادہ خواری ہوے فیروزہ تیغزن نے اُس سے کہا تم لوگ
شراب پی چکے ہو بیٹھے نہ رہو حفاظت لشکر سے غفلت نہ کرو اُنھون نے عرض کیا ای خداوند نعمت آپ کے
حکم سے تو مجبور ہین ورنہ حفاظت سپاہ کی کیا ضرورت ہی کیونکہ آپ ایسا بہادر یگانۂ آفاق کہ جو فنون جنگ
مین طاق اور شجاعت مین شہرۂ آفاق ہی مسلح کرسی پر جلوہ گر ہی کس اجل رسیدہ کی طاقت ہی کہ اس طرف بخیال
دشمنی نظر کر سکے اور کس دشمن کی یہ مجال ہی کہ اس لشکر کی جانب قدم اُٹھا سکے آپکے رعب سے بڑے
بڑے شجاعان جہان ترسان و لرزان ہین دزد و دیگر دشمن کی کیا حقیقت ہی دیوانہ نے عالم نشۂ شراب مین
خوش ہو کر جواب دیا تم لوگ سچ کہتے ہو کہ اس طرف کوئی دشمن نابکار ارادہ آنے کا نہ کریگا لیکن مقتضاے
عقل یہ ہی کہ دشمن سے غفلت نہ کرے اور عدو سے غافل نہ رہے مناسب یہی ہی کہ پھر اُٹھکر چہار طرف لشکر کے
پھرین بخوبی نگہبانی اس لشکر ظفر اثر کی کرین بادہ کشی مین مصروف نہ رہین مبادا کوئی عیار لشکر عدو سے آئے
اور کسی سردار کو لیجائے یا اور کوئی فتنہ و فساد ہو تو باعث الزام کا ہوگا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی سے
خجالت ہوگی تم سب تو چندان معتوب نہوگے جسقدر کہ ہمپر عتاب شاہی ہوگا یہ کہکر ارادہ کیا تھا کہ کرسی سے

اُٹھکر سواروں کو ہمراہ لیکر برائے تلاپ لشکر روانہ ہو کہ یکایک سامنے سے لاجور دشاہ بجمعیت افواج روسیاہ
تند آندھی کیطرح پیدا ہوا فیروزہ تیغزن نے گھبرا کر کہا یارو دیکھو غضب ہوا دشمن بجمعیت فوج کثیر بارادہ
شبخون شاید اس طرف آتا ہے ہوشیار ہو جاؤ جلد لشکریوں کو جگاؤ آمادہ پیکار ہو جاؤ کسی کو آگے بڑھنے نہ
دو دلیرانہ دشمنوں کو روکو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ ستادہ کرینگے کچھ خوف نہ کرنا مرنے سے ڈرنا
آخر ایک روز مرنا ضرور ہے اجل سے بھاگنا جان بچانا محض نادانی ہے یہ تقریر کر کے کرسی سے چلا اُٹھا سوار
بھی فی الفور سبو و خم و جام کو چھوڑ کر اُٹھے پہلے فیروزہ نے بڑھکر نعرہ کیا کہ کون اجل رسیدہ اس طرف
آتا ہے خبردار ادھر آنے کا ارادہ نہ کرے ورنہ پچھتائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ہنوز فیروزہ دیوانہ یہ کہہ
رہا تھا کہ لاجور دشاہ مع سپاہ آکر لشکر امیر ثانی پر گرا بیچارے لشکریوں کو کہ غافل سو رہے تھے تہ تیغ کرنا
شروع کیا دیوانہ مذکور کو اپنی ہمراہی سواروں کی جمعیت قلیل سے فوج عدو پر حملہ ور ہوا اور قتل
کرنے لگا داد مردی و بہادری کی سواران لشکر اسلام دینے لگے ہرچند فیروزہ تیغزن نے بہت سے
کفار تہ تیغ آبدار کیے لیکن ہجوم سپاہ کم نہوا سواران ہمراہی بھی جنگ میں کام آئے اب لاجور دشاہ
دلیرانہ ہر ایک بارگاہ و خیام پر گرا سواروں اور پیدلوں کو بیخوف قتل کرنے لگا اسوقت کئی ناریوں نے
حکم لاجور دشاہ سے چند خیام و بارگاہ میں آگ لگا دی جب شعلۂ آتش بلند ہوئے اور شور و غل مانند شور
اہل محشر کے بلند ہوا بہادران اہل اسلام خواب سے بیدار ہوئے دیکھا کہ جا بجا خیام جل رہے ہیں غنیم فوج
کثیر لیکر آیا ہے اہل اسلام قتل ہو رہے ہیں یہ حال دیکھکر دلیرانہ بستر خواب سے اُٹھے جلد جلد سلاح تن پر
آراستہ کر کے مرکبوں پر سوار ہو کر انبوہ فوج پر گرے اور شمشیر آبدار سے قتل کرنا شروع کیا اسی طرح شہزادۂ
بدیع الملک اور امیر ثانی اور ایرج اور شہریار پسر ایرج اور بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران
فوج اسلام خواب سے بیدار ہو گئے اور سلاح جنگ جلد تر تن پر آراستہ کر کے اپنی اپنی فوج کے اُن سواروں
اور پیدلوں کو جو بیدار ہو کے مسلح ہوئے تھے اُنھیں کو ہمراہ لیکر روشنی بھی ساتھ نہ لیکر بصد عجلت فوج پر گرے
اور لڑنا شروع کیا اُس تاریکی شب اور گھبراہٹ میں اسد بن کرب نے مع اپنی فوج کی سپاہ شہریار
پسر ایرج نامدار پر حملہ کیا اور اُسکی فوج کو سپاہ دشمن کی تصور کر کے قتل کرنا شروع کیا شہریار نے بھی
دلیرانہ مع اپنی سپاہ کے لڑنے لگا جانبین سے سوار قتل ہونے لگے تلوار چلنے لگی تیر پہلو و جگر کو توڑ توڑ کے گذرنے
لگے گرز گران سر پہلوانوں کے بہادروں کے سروں پر یوں پڑنے لگے گویا پہاڑ سر پر چھٹ پڑا ایسے گرز ہا
گران کی ضرب سے کاسۂ سرہائے دلیران چور چور ہونے لگے مغز سر کا پتہ بھی نہ ملا اُنھار و جمین مقتولوں
کی سوے جنت و جہنم بکثرت چلی جاتی تھیں بسمل فریاد کرتے تھے زخمی خاک پر مانند مرغ بسمل یا ماہی بے آب
کے تڑپتے تھے کوئی زخمی بصد منت حالت تشنگی میں پانی طلب کرتا تھا اس جنگ مغلوبہ میں کوئی اُسے پانی
نہ پلاتا تھا بلکہ شور و غل میں اُسکی آواز بھی کسی کے کان تک نہ پہونچتی تھی کوئی جری نیزہ جگر پر کھائے ہوئے
کلیجے کو ہاتھوں سے پکڑے ہوئے زمین پر طپان تھا اور کہتا تھا افسوس جلد اجل آئی ابھی باغ جوانی
اچھی طرح پھولا پھلا بھی نہ تھا کہ درخت زندگانی پر خزان آئی بعوض ثمر نخل شادمانی پھل نیزہ کا کھایا اسیطرح
زخمیوں میں شور فریاد و آہ قتل گاہ میں بلند تھی کوئی کسی کی فریاد کو نہ پہونچتا تھا بلکہ اُسوقت گھبراہٹ میں
واسطے مقابلۂ دشمن کے سوار اپنے مرکبوں کو آگے بڑھاتے تھے لاشے اُن زخمیوں کے پامال سم اسپان

ہو جاتے تھے پدر اپنے فرزند کو اور پسر اپنے پدر کو تاریکی شب مین اور گھبراہٹ مین قتل کرتا تھا اور لاشہ
پائمال کرتا تھا کچھ افسوس نہ کرتا تھا ایک طرف تیرانداز تیراندازی پر لیس تھے جو غول اُنکے سامنے آتا تھا
اُسپے بارش تیر سے پراگندہ و زخمی کرتے تھے کہین تلوار چلتی تھی برق شمشیر چمکتی تھی کسی انبوہ مین نیزہ دار
سرگرم پیکار تھے لاش پہ لاش گر رہی تھی خونریزی کفار و اہل اسلام کی ہو رہی تھی نعرے کر رہے تھے
نقیبان خوش آواز دلاوران کے دل بڑھا رہے تھے جو لوگ مبتلائے تپ تھے یا غافل سوتے تھے
اُنھین جگا کر کہتے تھے یارو کیا سوتے ہو ہوشیار ہو کوئی دشمن سپاہ لیکر بارادۂ شبخون آیا ہی لشکر اسلام
پر گرا ہی غضب کی لڑائی ہو رہی ہی افسوس صدہا اہل اسلام قتل ہو رہے ہین تمھاری نیند بھی عجب نیند ہی
کہ ایسے ہنگامۂ گیرودار مین فرط خواب سے آنکھ نہین کھلتی ہی یہ تمھارا خواب ہی یا خواب اجل ہی برائے خدا
جلد اُٹھو سلاح زیب تن کرو دشمنون سے لڑو حق نمک اپنے مالک کا ادا کرو اگر مرو بھی تو دنیا سے سرخرو
جاؤ کافرون کے ہاتھ سے قتل ہو شہادت کا رتبہ پاؤ وہ سوار نقیبا کی یہ گفتار سُنکے فی الفور گھبرا کر فرش
خواب سے اُٹھکر زرہ اُلٹی گھبراہٹ مین پہنتے تھے جب زرہ اس طرح پہنی نجاتے تھے بجائے خود کہتے تھے
آج کیا سبب ہی کہ زرہ ہمارے تن پر درست نہین ہی نہایت تنگ ہی پہنی نہین جاتی ہی کیا ہم آجکل فربہ
ہو گئے ہین کہ زرہ تنگ ہو گئی ہی دوسرے سوار اُسکو جواب دیتے ہین تم تو آجکل بوجہ تپ کے لاغر ہو گئے
ہو گئے ہو ذرا غور سے دیکھو کہین زرہ اُلٹی تو نہین ہی کہ بدن مین نہین آتی ہی وہ سوار یہ سُنکے کہتا تھا واقعی
تم سچ کہتے ہو گھبراہٹ مین سیدھی اُلٹی کا خیال نہ رہا اسی طرح اکثر سوار اور پیادے خواب سے بیدار
ہو کر ہتھیار لگاتے تھے جلدی اور گھبراہٹ مین تیر نیام مین اور ترکش مین تلوار رکھتے تھے اکثر صاحبان تپ
باوجود اس شور و غل اور جنگ و جدل کے کثرت و شدت مرض سے بیہوش پڑے تھے اگر کسی کو کچھ بھی
ہوش آتا تھا تو شور و غل سُنکے پوچھتا تھا یارو اسوقت یہ شور و غل کیسا ہی ہم کہان ہین کیا یہ صحرائے محشر ہی
اور آج روز قیامت ہی تمام خلائق جمع ہوئی ہی مردم نفسی نفسی پکار رہے ہین ہر ایک شخص کا حال متغیر ہے
اعمال نیک و بد کا حساب ہو رہا ہی خداوند عالم عدالت فرما رہا ہی خاصان خدا بھی خائف و ترسان ہین اپنی
بخشش کے خواہان ہین دوزخ کس طرف شعلہ زن ہی جنت کدھر ہی ہمارے نبی و پیمبر حضرت ابراہیم
علیہ السلام کہان تشریف رکھتے ہین برائے خدا ہمین اُسی جگہ لیچلو جس جگہ وہ جناب تشریف فرما ہین اگر یہ امر
ممکن نہو تو ہماری طرف سے اُن جناب سے جاکر عرض کرو کہ فلان ابن فلان جو اپکی شریعت پر ثابت قدم
ہی وہ عرض کرتا ہی کہ آج کے روز اس فدوی کو فراموش نہ فرمائیے گا گنا ہگار ہون شفاعت میری
خدا سے ضرور کرکے میرے گناہ عفو کرا کے اپنے ہمراہ جنت مین لیجائیے گا یہ تقریر اُسکی سُنکے لشکری جواب
دیتے تھے ای برادر تمکو تپ شدید ہی شدت مرض سے ہذیان و محض کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہے
ہو ذرا اچھی طرح ہوش مین آؤ آنکھین کھولو حواس درست کرو ممکن ہو تو اُٹھو سلاح جنگ تن پر آراستہ
کرو غنیم فوج کثیر لیکر بارادۂ شبخون آیا ہی لڑائی ہو رہی ہی تلوار بڑے زور سے چل رہی ہی لاش پہ لاش گر
رہی ہی دلاور نعرے کر رہے ہین صدائے بگیر و بزن بلند ہی زخمی کراہ رہے ہین نالہ و فریاد بلند کر رہے
ہین یہی سبب شور و غل کا ہی وہ جو آپ نے فرمایا ہی غلط ہی سمجھین ہم اور تم قیام پذیر ہوئے ہین صحرائے محشر نہین
ہی نہ آج روز قیامت ہی نہ قیامت کی لڑائی ہو رہی ہی دیکھو یہ شب تار باسہ ہی یا روز روشن ہی اگر روز قیامت

ہوتا تو آفتاب بقدر سوا نیزے سرہاے مردم پر آجاتا نتیجہ اُسکا اس طرف ہوتا میزان عدل کھڑی ہوتی
اعمال نیک و بد تولے جاتے کوئی شی مال دنیا سے پاس نہوتی سواے اعمال نیک و بد کے کوئی چیز ساتھ
نہوتی اس طرح تم اپنے بستر پر لیٹے نہوتے اور ہم تمسے اس طرح ہم سخن نہوتے اپنے حال مین خود مبتلا ہوتے
وہ سوار بیمار یہ گفتگو اپنے بیڑے کے سوارون سے سُن کے کہتا تھا خداوند عالم اس تپ کو دفع کرے اسی کے
سبب سے ہمنے ایسے کلام زبان پر جاری کیے اب تمسے معلوم ہوا کہ دشمن بارادہ شبخون آیا ہے لڑائی ہو رہی ہے کیا کہین
ہمسے تو اُٹھا نہین جاتا ہے تم ہمکو کسی طرح اُٹھا کر مرکب پر سوار کرکے اپنے ہمراہ جنگگاہ مین لیچلو آخر تو شدت تپ
سے نوبت بہ ہلاکت ہے دنیا مین چندروز کے مہمان ہین کفار سے لڑکر اُنکے ہاتھ سے قتل ہوجاینگے تو اب
شہادت پائینگے ایذاے مرض سے بچین گے بعد قتل ہوجانے کے دل کو چین روح کو راحت ملیگی تم سب
بھائیون سے امید ہے کہ ہمکو غسل کفن دیکر نماز جنازہ پڑھکر قبر مین دفن کردوگے اور تربت پر فاتحہ پڑھوگے
ثواب اُسکا ہماری روح کو بخشوگے وہ جواب دیتے تھے ہمکو اسوقت اتنی مہلت کہان کہ ہم تم ایسے بیمار کو اُٹھا کر
جنگگاہ مین لیچلین اور یہ امید کسکو ہے کہ اس لڑائی مین دشمنون کے ہاتھ سے نہ مارے جائین گے تم اپنے بستر
پر اسی طرح لیٹے رہو یا خود بھی ہماری طرح مسلح ہوکر میدان جنگ مین آؤ ہم تو جاتے ہین زیادہ ٹھہرنا اور ایسے
وقت مین باتین کرنا خوب نہین ہین اول تو دلیری و شرافت کے خلاف ہے کہ ایسے وقت مین اپنے آقا اور
مالک کے شریک حال نہونا اور نمک حرامی کرنا دوسرے رسالہ دار صاحب کے عتاب کا خیال ہے یہ کہکر
وہ سب سوار تو جاکر شریک جنگ ہوے تھے یہان یہ سوار بیمار نمک حلال بہزار دشواری سر بالش سے
اُٹھاتا تھا بہمت و جرأت بغلون مین ہاتھ دیکر اٹھاتے تھے وہ کانپتے ہوے ہاتھون سے بصد دقت
سلاح جنگ حالت تپ مین تن پر آراستہ کرکے بااعانت سائیس مرکب پر سوار ہوکر جانب نبردگاہ روانہ
ہوتا تھا اسیطور سے ہر ایک بیمار پیادہ و سوار بصد دشواری بستر سے اُٹھ اُٹھکر شریک جنگ ہوتا تھا تاریکی
شب مین جو سامنے آتا تھا نیزہ مارتا تھا اگر وہ ہلاک ہوجاتا تھا تو یہ بیمار دوسرے شخص سے ہم نبرد ہوتا
تھا اور اگر وار اسکا خالی جاتا تھا تو وہ اسکو اپنا دشمن جانکر بضرب شمشیر قتل کرتا تھا چونکہ شب تار ہے اور
ہواے تند و تیز چل رہی ہے اگر روشنی کی بھی جاتی ہے تو بھی ہوا سے مشعلین اور رن ستابین و پنجشاخے وغیرہ
گل ہوجاتے تھے جب اندھیرا ہوجاتا تھا کوئی کسی کو نہ پہچانتا تھا اور حریف اپنا جانکر قتل کرتا تھا ان
نعرون سے معلوم ہوتا تھا کہ اس غول مین اسد بن کرب لڑرہا ہے اور اس انبوہ مین شہریار بن ایرج
اور اُس سمت بہرام تیغزن مصروف جنگ ہے اسی طرح ہر ایک سردار و افسر کے نعرہ شیرانہ سے سننے والون
کو ثابت ہوتا تھا کہ اِدھر فلان بہادر سرگرم نبرد ہے اور بغیر نعرے کے کوئی کسیکو پہچانتا تھا بھائی کو بھائی فرزند پدر کو پدر
فرزند کو حریف اپنا جانکر قتل کرتا تھا لاش پر لاش سر پہ سر مرکب پر مرکب مرکر گر رہے تھے ہر طرف جوے خون روان
تھی دلاور بہادرانہ لڑ رہے تھے چقاچاق خنجر اور جھنکار تلوارون کی اور نالہ و آہ زخمیون کی اور نعرے بہادرون
کے اور کڑکنا کمانون کا اور صداے سم سمندان اور ضربہاے گرز گران اسقدر صحراے مثلث مین بلند تھی کہ تا بہ
گردون دون آواز جاتی تھی یہ جنگ ایسی ہوئی کہ قلم دو زبان مفصل بیان نہین کرسکتا کہ بمقتضاے این ابیات مولف

لکھے کیا قلم اس لڑائی کا حال
اُٹھائے زمین بار دشوار تھا

کرا ایسے ہوے کم جہان مین جدال
نہ تھی کشت و خون سے زمین لالہ گون

ہر اک جاپہ لاشون کا انبار تھا
روان تھا بیابان مین دریاے خون

دو جانب کے اسوار وقت شمار　　ہوئے قتل دو لاکھ اسّی ہزار　　راوی ناقل ہی کہ عین گرمی جنگ

مین یکایک لاجوردشاہ کی سپاہ ہزیمت اثر مین باجے جنگی بجے شور طبل و نقارہ بلند ہوا لاجوردپرست
سمجھے کہ ہمارے افسرون بحکم خداوند ہمسے یہی کہا تھا کہ جب جنگی باجے ہمارے لشکر مین بجین لڑائی موقوف
کرکے تم سب لوگ فلان مقام پر جمع ہونا بس اب تعمیل حکم کرنا ضرور ہی یہ خیال کرکے ہر طرف
سے پیتنے ہر ایک غول اور انبوہ سے نکل نکل کر ایک جگہ جمع ہوئے پھر ہمراہ لاجوردشاہ کے
بوقت آخر شب سوے شہر صندل روانہ ہوئے ہنوز لاجوردشاہ نے تھوڑی راہ طی کی تھی کہ صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بھی مع اپنی سپاہ کے قریب آیا اور لاجوردشاہ سے پوچھا کیا ارادہ
ہی اُسنے کہا حسب الطلب ابلیس خود پسند کے اہل اسلام پر شبخون مار کر سوے شہر صندل جاتا ہون
صلصال نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا یہ کہکر ہمراہ لاجوردشاہ کے چلا اب یہ دونون سگ خوک صحراے
ضلالت و گمراہی طرف شہر صندل کے جاتے ہین انشاءاللہ احوال اُنکا بمقام مناسب لکھا جائیگا۔

لیکن اب حال لشکر امیر ثانی کا رقم کیا جاتا ہی

کہ جب لاجوردشاہ تاریکی شب اور عین گرمی جنگ مین مع فوج جنگاہ سے چلا اُس تاریکی شب اور
لڑائی مین کسی نے اُسے جاتے نہ دیکھا جماعہ مسلمان اُسی طرح مصروف جنگ رہے اور یہی امر ذہن نشین رہا
کہ فوج کفار نے ابھی تک شکست نہین کھائی ہی بہ ثبات قدمی ہمسے مقابلہ کر رہے ہین یہ تصور کرکے اُسیطرح
مشغول جنگ رہے باہم اہل اسلام تا طلوع سحر خوب جنگ آزما ہوئے ہر ایک دلیر و بہادر نے ہزارون
سوارون اور سیکڑون پیادون کو قتل کیا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادیے جب وہ وقت آیا کہ
تاریکی شب کہ اک بلاے سیاہ تھی بدعاے عابدان شب بیداران تمامی جہان سے دفع ہوئی اور سفیدۂ سحر
مانند نور دل عارفان جانب مشرق سے نکل کر فلک پہ نمایان ہوا موذنون نے صداے تکبیر بلند کی اور
مرغان خوش الحان اپنے آشیانون سے نکل کر حمد خدا مین مصروف ہوئے ہر اک طائر خوش الحان نغمہ سرا
ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ ہم آپس مین لڑ رہے ہین فوج حریف کا نام و نشان بھی نہین ہر ہان لشکریان
سپاہ لاجوردشاہ صدہا خاک و خون مین آغشتہ مردہ پڑے ہین یہ دیکھکر ہر ایک نے شرمندہ اور منفعل
ہوکر لڑنے سے ہاتھ روکا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی نے روشنہاے اہل اسلام پر نظر کرکے بہت
افسوس کیا بعد صدمہ و افسوس معلوم ہوا کہ اہل اسلام کفار سے زیادہ تر قتل ہوئے ہین اور بہت سے
دلاور زخمی ہین امیر ثانی نے باپاے بادشاہ لشکر اسلام حکم کیا لاشے ہماری فوج کے جوانون کے
موافق حکم شارع دفن کیے جائین اور چند ہرکارے واسطے تفحص کرنے اِس حال کے ہر طرف جائین کہ لاجوردشاہ
اور صلصال بدآئین و بدافعال یہانسے کسطرف بھاگ کر گئے ہین بمجرد حکم لاشے مردم اہل اسلام کے مقتل سے
اُٹھنے لگے اور کئی ہرکارے چہار سمت روانہ ہوئے بعد روانہ ہونے ہرکارون کے بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر جو زخمی نہ تھے وہ بھی داخل بارگاہ مذکور ہوئے اور جو سوار
اور سردار زخمی تھے حکم امیر سے علاج اُنکا ہونے لگا جراحون نے زخمون کو خون سے صاف کرکے سیدیا
اور پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھا دین یہان تو جراحان سبک دست زخمیون کے علاج مین مصروف ہین
کچھ جراح پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھا چکے ہین اور کچھ چارہ گر سی زخمہاے کاری مین مشغول ہین اُنکو

تو اسی کام مین چھوڑ آجاتا ہے اب حال دربار گہربار ظل اللہ دین پناہ حارث بن سعد کا کہ اب یہی بادشاہ
خروج اسلام ہین لکھا جاتا ہے کہ جب بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور سرداران لشکر
بھی داخل بارگاہ ہوکر اپنے اپنے دنگل پر بصد ادب رعب بادشاہ سے بیٹھے اور دربار بخوبی آراستہ
ہوچکا بادشاہ موصوف نے امیر ثانی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس لڑائی مین بہت سے اہل اسلام کام
آئے افسوس اہل اسلام نے اہل اسلام کو قتل کیا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لاجورد شاہ ہنگام شب
تھوڑے سے اہل اسلام کو قتل کرکے تاریکی شب مین کسی طرف نکل گیا ہم مین سے کسی کو اُسکا جانا معلوم
نہوا اسی وجہ سے باہم لڑا کیے جاے عجب ہے کہ لاجورد شاہ بیحیا و بدکردار نے دعوی خداوندی کرکے
یہ نامردی کی کہ اہل اسلام کو عین خواب مین قتل کیا اور جب اہل اسلام بیدار ہوکر مقابل ہوے تو بھاگ
گیا کچھ شرم نہ آئی امیر ثانی نے بصد ادب عرض کیا وہ ایک بیحیا و نالائق ہے اور نہایت نامرد و بزدل ہے
کہ اُسنے شبخون مارا اگر مرد ہوتا تو ایسا نہ کرتا خیر دیکھا جائیگا ہرکارے واسطے دریافت خبر کے گئے ہین
یقین ہے کہ جلد ہرکارون سے حال اُسکا معلوم ہو یہ عرض کرکے امیر خاموش ہوے بادشاہ لشکر اسلام
نے بوجہ خستہ ہونے کے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین گیا اور راحت
پذیر ہوا بعد کئی روز کے وہ ہرکارے جو براے دریافت خبر روانہ ہوے تھے مفصل خبر دریافت
کرکے اُسوقت دربار گاہ سلیمانی پہ آئے کہ حسب دستور بادشاہ جمجاہ گردون بارگاہ عالم پناہ بارگاہ مذکور
مین تخت پر رونق افزا تھے اور جملہ سرداران سپاہ دنگلون پر بیٹھے تھے بادشاہ موصوف امیر ثانی سے فرما رہے تھے
کہ ابھی تک ہرکارے نہین آئے لاجورد شاہ و سپاہ کی کچھ خبر نہ لائے کہ ناگاہ وہ ہرکارے داخل بارگاہ ہوے
اور پایہ تخت شاہی کو بوسہ دیکے اسطرح دعا و ثناے بادشاہ لشکر اسلام زبان پر لائے کہ موافق **نظم مؤلف**

اے شہ ذیوقار و خوش اقبال　　روز افزون ہو تیرا جاہ و جلال
خوف سے تیرے اے شہ ذیجاہ　　ڈھونڈتے ہین حسود جاے پناہ

حسب الحکم یہ گذارے گئے تھے بعد پرسش بسیار یہ مردم سے معلوم ہوا
کہ لاجورد شاہ خاطی و گمراہ و صلصال بدافعال دونون مع سپاہ جانب شہر صندل گئے ہین اور
یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ ابھی تک داخل شہر صندل نہین ہوے ہین اثناے راہ مین ہین عجب نہین کہ جب
شہر مذکور مین داخل ہون وہان کا حاکم مسمی کافور شاہ کہ نہایت بیدین و بدآئین ہے اور فی زمانہ اُسنے
سپاہ اور پہلوان نامی فراہم کیے ہین ہر وقت بادۂ نخوت سے مست رہتا ہے ان بھگوڑون کے حال پر رحم
کرکے پناہ دے ہرکارے یہ عرض کرکے بارگاہ سلیمانی کے باہر گئے بادشاہ لشکر اسلام نے جانب
امیر ثانی دیکھا امیر نے ایما و مافی الضمیر بادشاہ سے آگاہ ہوکر فی الفور خادمون کو حکم کیا کہ موافق
قاعدۂ لشکر اسلام سر دربار چوکی پر ایک جام شربت سے بھرکر رکھو جب خدام نے حکم کی تعمیل کی امیر نے
جملہ سردارون کی طرف دیکھکر باواز بلند یہ فرمایا کہ اے بہادران ہمیتال و اے دلیران رستم فعال تم سب مین کون
ایسا شجاع و بہادر ہے کہ جانب شہر صندل جائے اور لاجورد شاہ گمراہ کو ہدایت کرکے راہ راست
پر لائے یا سر اُسکا تیغ تیز کرے اِس طرح جاکر ستیز کرے یہ فرماکر خاموش ہوے اول سب بہادرون
سے بدیع الملک نے اپنے دنگل سے اُٹھکر جام کلہ عفریت سے کچھ شربت پیکر عرض کیا یہ خاکسار
جائیگا اور حکم بجا لائیگا امیر ثانی نے فرمایا جاؤ تمکو حوالہ خدا کیا بدیع الملک اجازت حاصل کرکے شادان

وفرحان بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلے اور اپنے افسران لشکر کو حکم دیا جلد ہماری فوج کے جوان مسلح ہون حسب الحکم جلد تر تمام لشکری مسلح ہوکر مرکبون کے قریب آکر کھڑے ہوے جب بدیع الملک اپنے اسپ صبادم پر سوار ہوے جملہ سواران لشکر بھی مرکبون پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب ہوے اور بدیع الملک کے ہمراہ سوے شہر صندل روانہ ہوے جب وہ دن گذرا شب کو بادشاہ لشکر اسلام نے عالم خواب مین دیکھا کہ بدیع الملک بن نورالدہر ہر ایک دریاے خون مین غوطہ کھا رہا ہی یہ خواب پریشان دیکھکر صبح کو بادشاہ موصوف نے سر دربار امیر ثانی سے خواب مذکور بیان کرکے فرمایا کہ ضرور ہی کہ کسی بہادر کو بوسے شرکت و مدد بدیع الملک روانہ کیا جائے امیر ثانی نے اُسی وقت حسب قاعدہ اُسی طور سے سر دربار جام مائل کلاہ عفریت شربت رکھواکر جملہ بہادرون سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا تم مین کون ایسا دلیر ہی کہ واسطے شرکت وخبرگیری بدیع الملک کے جائے اور وہ جس بلا مین مبتلا ہو اُس آفت سے اُسے بچائے اور شریک اُسکا ہوکر اعدا سے مقابلہ کرے یہ کلام امیر ثانی سُنکے شہریار ملقب بہ رستم ثانی پسر ایرج اپنے دنگل سے اُٹھا اور عرض کیا اِس حکم کو مین بجالاؤنگا امیر نے اجازت دی شہریار یعنے رستم ثانی مع اپنی سپاہ کے شربت نوش کرکے اُسی وقت سوے شہر صندل روانہ ہوا بعد گذرنے اُس روز کے پھر شب کو بادشاہ لشکر اسلام نے خواب مین دیکھا کہ شہریار مبتلاے بلا ہی اور کہتا ہی اے بادشاہ لشکر اسلام جلد میری خبر لیجیے یہ خواب ہولناک دیکھکر حارث بن سعد کی آنکھ کھلی نہایت تردد ہوا صبح کو دربار مین آکر امیر ثانی سے خواب مذکور بیان کیا اور کہا ہمکو سخت تشویش ہی کہ فرزند ہمارا ہمکو مبتلاے آفت و بلا نظر آیا ہی اُسکی اعانت کیواسطے کسی سردار کو روانہ کرنا لازم ہی ناظرین پر واضح ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام نے اِس سبب سے شہریار کو اپنا فرزند ظاہر کیا کہ دختر اُنکی اُسے منسوب ہی وہ داماد بادشاہ حارث بن سعد کا ہی الحاصل آدم برسر مطلب امیر ثانی نے فی الفور موافق قاعدہ اُسی طور سے اُسی جام مین جو مانند کلاہ عفریت کے تھا شربت طلب کرکے سر دربار چوکی پر رکھواکر فرمایا اے بہادرو بادشاہ جمجاہ نے اپنے فرزند کو عالم خواب مین مبتلاے بلا دیکھا ہی پس کون تم مین ایسا بہادر ہی کہ پاس اُس صف شکن تیغزن کے جاکر شریک ہوکر اُسکی بلا کو اُس سے دفع کرے ہنوز امیر ثانی یہ فرماکر چپ نہوے تھے کہ سب سے پہلے کرب غازی اپنے دنگل سے اُٹھا اور روبرو جاکر عرض کیا کہ اِس حکم کو یہ فدوی بجالائیگا امیر ثانی نے اجازت دی کرب غازی نے خوش ہوکر جام مندرجۂ بالا سے تھوڑا شربت پیا اور ارادہ جانے کا کیا بادشاہ لشکر اسلام نے جو اپنے داماد کو عالم خواب مین مبتلاے بلا دیکھا دل سینہ مین از حد بیچین تھا اِسوجہ سے امیر ثانی نے باشارۂ ارشاد کیا کہ اِس بہادر سے کہو کہ ہمارا پیش خیمہ لیکر جانب شہر صندل روانہ ہو کیونکہ ہم بھی بعد چند روز کے یہان سے جانب شہر صندل روانہ ہونگے امیر ثانی نے حکم سے کرب کو آگاہ کیا وہ بہادر اٹالہ بارگاہ سلیمانی اور دیگر اسباب چھکڑون پر بار کراکے شربت پی کے اور خلعت رخصت لیکے مع چالیس ہزار قزاقون کے سمت شہر صندل روانہ ہوا بعد جانے کرب غازی کے امیر ثانی و جملہ سرداران صف شکن مع تمامی فوج تیسرے روز ہمراہ رکاب بادشاہ فوج اسلام طرف شہر صندل روانہ ہوے

داستان پہونچنا لاجورد شاہ وصلصال کا قریب شفق کوہ اور پناہ دینا مالک ترسی

حاکم شفق کوہ کا اور لڑنا بدیع الملک سے ساقی نامہ مؤلف

پلا ساقیا بادۂ ارغوان
جسے پڑھکے ناظر کہیں آفرین
جو دیکھے اسے حاسد خود پسند
تو نشہ مین اسکے لبفکر کسال
نہین ہی بجز میکشی دل کو چین
یہان کرتے ہین اب یون نغمہ خوانی

کہ اس وقت لکھنی ہے وہ داستان
بہت خوب لکھی ہے یہ داستان
تو دل اسکا ہو رشک سے دردمند
شفق کوہ کی آج لکھون مین جنگ
مجھے کہتے ہین سب تصدق حسین

جسے سنکے مسرور ہون سامعین
مؤلف ہے اسکا فصاحت بیان
پلادے اگر بادۂ بے مثال
دکھادون طبیعت کا مین اپنی رنگ
سخن سنجان گلزار معانی

کہ جب لاجوردشاہ اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو صحرائے مثلث سے ہنگام شب سوئے شہر صندل روانہ ہوئے تھے خوف بادشاہ لشکر اسلام اور یہ خطر امیر ثانی عالی مقام سے ہوش وحواس بجا نہ تھے بے اختیار دونون نابکار مع فوج گھوڑے دوڑاتے ہوئے بھاگے جاتے تھے اور پیچھے مڑمڑ کر دیکھتے جاتے تھے کہ ہمارے تعاقب مین اہل اسلام تو نہین آتے ہین راوی ناقل ہے کہ اسی خوف وخطر وپریشان خاطری مین چند در چند کوچ ومقام کرکے ایک روز قریب شام ایک ایسے صحرائے سبزہ زار نہایت پُربہار مین پہونچے کہ وہ صحرا ایسا وسیع تھا کہ پیک نظر بھی کسی طرح اُسکو طے نہ کر سکتا تھا اور طائر خیال بھی بہزار کوشش حد اُسکی دریافت نہ کر سکتا تھا منزلون تک کدلیوہ جہان نے اپنی قدرت سے فرش پر فرش سبزۂ شاداب کا کہ رشک فرش زمرد نگار تھا بچھایا تھا اور ایک ادنے نمونہ اپنی قدرت کاملہ کا اپنے بندون کو دکھایا تھا ہوائے سرد اُس سبزہ زار کی ایسی راحت رسان تھی کہ اگر برسون کا بیمار وہان کی ہوا کھائے ایک دن مین بخوبی شفا پائے کہین نہین ہوا اُس سبزہ زار پر بہار کی گویا مسیحا نفس تھی کہ اگر مردون کو وہان کی ہوائے معجز نما کھانا نصیب ہو عجب نہین کہ اپنے اثر جان بخشی سے بحکم خدا اُن اموات کو پھر گلشن ہستی مین ملک عدم سے لائے سبزۂ سرسبز اُس میدان بے پایان کا ایسا آرام دہندہ تھا کہ اگر کوئی بیمار کہ جسکو شدت امراض سے کسی طرح نیند نہ آتی ہو اُس فرش سبزہ پر ایک دم ہی لیٹے تو فوراً نیند آجائے روح آرام پائے اور اگر کسی میت کو درمیان اُس سبزہ زار کے دفن کیا جائے تو شور قیامت نہ جاگے اور صدائے صور اسرافیل علیہ السلام سے بھی اُس میت کے خواب خوش مین ذرا بھی فرق نہ آئے وحوش وطیور اُس صحرا مین مانند ذرۂ ریگ بیابان نظر آتے تھے خصوصاً آہوئے شوخ چشم اپنی انداز رفتار وخوش خرامی سے اور طائران خوش الحان رشک بلبل غزال خوان اس طرح نغمہ سرا تھے کہ دیکھنے اور سننے والونکے دل لبھاتے تھے وہ آہو مردم کو اسیر دام دید کرتے تھے اور اہل سماعت کو وہ طیور مشتاق شنید کرتے تھے قرب سبزہ زار ہر سمت کہین نہرین روان تھین جنکا آب صاف وشیرین خوش صفات تھا نہین نہین پانی اُن نہرون کا رشک آب حیات تھا عجب وہ سبزہ زار خوش وخوب تھا کہ روح کو اُسکا کھلنا بدل مرغوب تھا ایسی بیمثال صحرائے سبزہ زار کی مفصل تعریف کیا لکھی جائے کہ تحریر محال ہے قلم شکستہ بال ہے لیکن مختصر یہ ہے نظم

سبزہ تھا مثل سبزہ زار چمن
غیرت مار زلف پُر افشان
مثل اطفال جو روش ہر سو

اُسکو خوش چشم چر رہے تھے ہرن
بیل بوٹے یہ تھا نیا جوبن
مست تھے جست وخیز مین آہو

گوٹہ پالے کی وصف کیا ہون بیان
دامن دشت پر کڑھی تھی چکن

لاجوردشاہ اور صلصال نے جو ایسے سبزہ زار پربہار پر نظر کی بے اختیار لاجوردشاہ نے صلصال سے کہا کیا خوب یہ سبزہ زار

ہی دل چاہتا ہی کہ آج اسی جگہ مقام کیجیے یہان کی سیر سے کچھ لطف زندگی اُٹھائیے ہر چند کہ مسلمانون سے مقابلہ کرکے وہ صدمے اُٹھائے ہین اور ایسی آبروریزی ہوئی ہی کہ لطف زندگی باقی نرہا ہین خداوند ہوکے بھاگا سامنے بندون کے ذلیل ہوا پہلوان نامی قتل ہوے لشکر تباہ ہوا صدمہ پہ صدمہ اُٹھایا ہی لیکن اس سبزہ زار کی سیر کا مشتاق ہون یہانسے اسوقت آگے نہ جاؤنگا صلصال نے جواب دیا ابھی تک اہل اسلام کی طرف سے خطر ہی یہ کوئی جاے پناہ نہین ہی کہ یہان ہاتھ سے مسلمانون کے قتل نہونگے اِس سبزہ زار کی سیر سے کیا فائدہ ہوگا آگے بڑھیے ابھی دن ہی شب کو کسی دہ کوہ مین پہونچکر قیام کریںگے لاجوردشاہ نے جواب دیا مین تو یہانسے نہ جاؤنگا اگرچہ مسلمان مجھے آکر قتل بھی کرڈالین یہ کہکر مرکب سے کود کر سیر سبزہ زار کی کرنے لگا جب لاجوردشاہ مرکب سے اُترا اُسوقت صلصال وغیرہ جملہ سردار مرکبون سے اُترے جسلدی خیام و بارگاہ برپا کیے سرداران لشکر اسلام کو بھی ارابے سے کشان کشان اُتارا یہ وہ سردار ہین جنکو سوار قہر خداوندی وغیرہ نے وقت مقابلہ اسیر کیا تھا غرض جب خیام و بارگاہ حذام برپا کرچکے لاجوردشاہ مع صلصال داخل بارگاہ ہوا پردے بارگاہ کے اُٹھادیے یہ دونون نابکار کرسیون پر بیٹھکر سیر سبزہ زار کرنے لگے سواران ہمراہی بھی خیام مین اور اکثر فرش سبزہ پر بیٹھکر راحت پذیر ہوے پھر ہر ایک سوار نے پوشاک اور سلاح جنگ تن سے اُتارا ہنوز شام نہوئی تھی لاجوردشاہ مع صلصال سیر کررہا تھا ناگاہ دست راست بہت دور سرخی ایسی نظر آئی کہ جیسے وقت شام جانب مغرب سرخی ہوتی ہی لاجوردشاہ نے اُس سرخی پر نظر کرکے متحیر ہوکر صلصال سے کہا دیکھو تو اس جانب یہ سرخی کیسی ہی گویا شفق ہی اُسنے جواب دیا شاید اسطرف کوہ عقیق سرخ ہی کہ شعاع آفتاب سے سرخی اُس کوہ کی نظر آتی ہی یا کچھ اور ہی یہان تو یہ دونون بادیہ پیماے منازل ضلالت و ہزیمت بارگاہ مین بیٹھے ہوے سیر سبزہ زار کررہے ہین باہم باتین کررہے ہین لشکر اُترا ہی لشکری سامان اکل و شرب کا کررہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال شفق کوہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب یہ دونون نابکار اِس سبزہ زار مین مقیم ہوے تھے حسب اتفاق چند ہرکارے حاکم کوہ شفق کے سبزہ زار مذکور مین براے ہواخوری و بالادوی آئے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ لشکر اُترا ہی بارگاہ و خیام برپا ہین دل مین خیال کیا شاید کوئی بادشاہ براے مقابلہ حاکم کوہ شفق آیا ہی بس لشکر مین چلکر حال پختہ دریافت کرکے اپنے بادشاہ کو آگاہ کرنا چاہیے یہ تدبیر ذہن نشین کرکے داخل لشکر ہوکر سوارون سے پوچھا یہ لشکر کسکا ہی کہانسے آیا ہی کہان جائیگا اُنھون نے تمام حال صحیح صحیح بیان کیا ہرکارے تمام حال سُنکے بصد عجلت راہ طے کرکے اُسوقت کوہ شفق پر پہونچے کہ حاکم کوہ شفق یعنے ماک ترسی دربار مین تخت پر بصد نخوت بیٹھا تھا دربار آراستہ تھا امراو وزرا و گردان قوی تن و سرداران سپاہ علے قدر مراتب بیٹھے تھے حاکم مذکور نے براے بادہ خواری ساقیان خوبرو سے کشتیان شراب ناب کی طلب کی تھین ہنوز ساقیان سیمین ساق کشتیان مے گلرنگ کی نہ لائے تھے ناگاہ وہ ہرکارے افتان و خیزان داخل دربار ہوے پھر پایۂ تخت کو بوسہ دیکے اُن کافرون نے اپنے حاکم الکفر کی اِس طرح ثنا و دعا زبان پر جاری کی کہ بمقتضاے نظم

حامی کفر تیری ذات رہے
اہل اسلام کا رہا بدخواہ

اے شہنشاہ بحر و کوہ شفق
جب تلک دن رہے یہ رات رہے
دین اسلام سے کیا انکار

تجکو جز عیش ہو نہ کوئی متعلق
تو نے طے کی ازل سے کفر کی راہ
بت پرستی مین تو رہا ہشیار

ملک ترسی نے خوش ہوکر پوچھا بیان کرو کیا خبر لائے ہو اُنھون نے عرض کیا خداوند لاجورد شاہ مع سپاہ ہمراہی صلصال بن دال بن دیوبن شمامہ جادو سبزہ زار فرحت افزا مین آکر مقیم ہوے ہین حضور کی عملداری مین تشریف لائے ہین مسلمانون سے رنجیدہ ہوکر یہان آئے ہین ملک ترسی یہ خبر سُنکے نہایت خوش ہوکر وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اِسوقت اِن ہرکارون نے مابدولت کی ثنائے معقول کی ہی اور دعا بھی مابدولت کو بہت خوب دی ہی اور خبر ہمارے خداوند کے آنے کی بھی دی ہی بہت ہمکو خوش کیا ہی لہذا انعام مین اِنکو خلعت و زر کثیر ہمارے خزانۂ عامرہ سے دینا چاہیے وزرا نے فی الفور حکم کی تعمیل کی جب ہرکارے خلعت و انعام پاکر دربار سے چلے گئے ملک ترسی نے اپنے وزرا اور جملہ افسران سپاہ سے مخاطب ہوکر کہا وقت سحر سبزہ زار فرحت افزا مین جاکر ہمارے خداوند کو باعزاز تمام استقبال کرکے یہان لانا خوشا مقدر مابدولت کا کہ خداوند جنکے دیدار کے ہم بہت مشتاق تھے تشریف لائے ہین سب نے عرض کیا جو حکم ہے ہم تمکو ارون کو ہوگا ضرور بجا لائینگے جب وہ شب گذری وزرا اور تمامی افسران سپاہ حسب الحکم حاکم کوہ شفق برائے استقبال لاجورد شاہ روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ اُسوقت سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے کہ لاجورد شاہ نے ارادہ کوچ کا جانب شہر صندل کیا تھا ناگاہ وزرائے حاکم ترسی نے بصد ادب لاجورد شاہ کو سلام کیا اور خداوند اپنا جانکر قدم پر اُسکے سر جھکایا اسی طرح ہر ایک گمراہ نے اُس گمراہ کو سجدہ کیا بعد سجدہ کرنے کے وزرا نے دست بستہ عرض کیا اِسوقت ہمکو ہمارے بادشاہ حاکم شفق کوہ نے حضور کے آنے کی خبر سُنکے برائے استقبال روانہ کیا ہی کیا عجب ہی کہ خود بھی تشریف لائین لاجورد شاہ نے اُنکی تقریر سُنکے دل مین خیال کیا کہ بالفعل کوہ شفق پر جاکر پناہ لینا چاہیے بعد بربادی کوہ شفق سوے شہر صندل عزم کیا جائیگا یہ خیال کرکے وزرا سے کہا مابدولت تو سوے شہر صندل جاتے تھے ہمارے بندۂ خاص وہان بھی ہین لیکن اب نہ جائینگے کیونکہ ملک ترسی بھی ایک ہمارا بندہ خاص ہی اور تم سب بھی مابدولت کو بدل خداوند جانتے ہو یہ کہکر مناتھہ وزرائے مذکور کے طرف شفق کوہ مع صلصال وغیرہ کے روانہ ہوا بعد قطع راہ جب قریب کوہ پہونچا دیکھا عجب کوہ ہی کثرت لالۂ نعمان سے رشک لعل بدخشان ہی دامن کوہ بھی نہایت پر بہار ہی تعریف کوہ مذکور اگر اچھی طرح لکھی جائے تو ناظرین اختصار پسند کو ناگوار ہوگی لہذا باین خیال یہ صفت کوہ شفق مختصر رقم کیجاتی ہی

نظم

لالہ پھولا تھا اور نافرمان
فاختہ کا تھا نالۂ کوکو
آرہی ہی کہین سے صوت ہزار
آرہی تھی کہین ہواے سرد
لیکے آب اُسکی نہر سے رضوان
فرحت افزا بر نگ نغمہ ساز
اک طرف چشم نرگس کہسار
نغمۂ آموز عندلیب جنان
تھا نہ آسمان عجب وہ کوہ
اُسکی لہ کا تھا تابع فرمان
کہین رفتار کبک جلوہ کنان
کہین پھولی ہوئی گلون کی بہار
چشمے اُس کوہ پر تھے وہ پر تاب
سینچتا تھا ریاض باغ جنان
ہر شجر اُسکا نخل گلشن طور
دیدۂ مست کیطرح سرشار
جانور اُسپہ تھے گروہ گروہ
آبشارین تھین وان روان ہر سو
کہین خنیا گری طاؤسان
زعفران کا کہین تھا تختہ زرد
موجزن مثل چشمۂ سیماب
دلربا آب شار کی آواز
ہر ثمر رشک سیب عارض حور
وہ درختون پہ مرغ خوش الحان

ابھی لاجورد شاہ سیر دامن کوہ کر رہا تھا ساکنان شفق کوہ

دست بستہ عرض کر رہے تھے ای خداوند یہ سب جلوہ آپ ہی کی قدرت کا ہی لاجوردشاہ خوش ہو کر
کہتا تھا ای بندگان من سچ کہتے ہو ناگاہ ملک ترسی کوہ شفق سے ہمراہی چند ارکان دولت اُتر کر
قریب لاجوردشاہ برائے استقبال آیا بعد بجالانے شرائط عبودیت کے اور سجدہ کرنے کے لاجوردشاہ کو بصد اعزاز
کوہ شفق پر لیگیا اور اپنی تخت حکومت پر بٹھایا خود بھی گوشۂ تخت پر باادب تمام بیٹھا اہل دربار بھی دربار مین اپنی اپنی جگہہ
پر بیٹھے جب دربار خوب آراستہ ہو گیا ملک ترسی نے ساقیان گلرخسار کو طلب کیا وہ حسب الحکم کشتیان شراب ناب کی
لائے اور پیمانے ملک ترسی لاجوردشاہ کو جام پر جام شراب بھر کر دینے لگے جسوقت لاجوردشاہ کئی جام
شراب کے پی چکا اور علی ہذا القیاس ملک ترسی وغیرہ میکشی سے فارغ ہوے تو لاجوردشاہ کو نشہ شراب کا ہوا ملک ترسی
نے دست بستہ پوچھا ای خداوند اس طرف آپ کے تشریف لانے کا کیا سبب ہوا لاجوردشاہ نے کہا
بادولت کے کچھ بندگان خوابی ہین وہ بادولت سے منکر ہین خدائے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین ہم بنفس
نفیس اُن بندگان جاہل کی ہدایت کو گئے تھے ہرچند اُنکو ہدایت کی لیکن اُنھون نے بادولت کو نہ پہچانا
بادولت آمادۂ جنگ ہوے بادولت کو سخن بد کہے لیکن بادولت کو غصہ آیا بندے جان کر رحم کیا آخر کار
وہ بندگان جاہل اسقدر ایذارسان ہوے کہ بادولت کو اُنسے بظاہر لڑنا پڑا چندے اُنسے خوب
لڑائی ہوئی سوا قدرت نے بادولت کے چند درچند ان اہل اسلام کو جو قوت و شجاعت مین نامبرآوردہ
تھے ایک دم مین گرفتار کر لیا چنانچہ وہ سب ابتک بادولت کے ہمراہ ہین یہ کہکر اُن دلاورون کو طلب کر کے
ملک ترسی کو دکھایا اُنھون نے دربار مین آکر بطریق اہل اسلام اُنکا فردون پر سلام کیا کسی نے جواب نہ
دیا ملک ترسی نے برہم ہو کر کہا جلد ان مسلمانون کو دربار سے لیجاؤ کہ ہمین اُنکی صورتین اور اُنکی آواز
بری معلوم ہوتی ہی بارے اُنکو جسطرح طوق و زنجیر مین گرفتار کیے لائے تھے اُسی طرح دربار سے لیگئے بعد جانے
اُن دلاورون کے ملک ترسی نے پوچھا ای خداوند بعد گرفتار کرنے ان مسلمانون کے پھر کیا ہوا اتجو
لاجوردشاہ نے آنسو بہا کر اور آہ سرد کر کے کہا اب آگے کیا بیان کرین یہ قصہ طویل ہی اور نہایت
پرغم ہی مختصر یہ ہی کہ اہل اسلام نے رنج پر رنج دیے بادولت نے قہر اپنا اُنپر نازل نہ کیا بندگان
جاہل جان کر چھوڑ دیا اور ابتک رحم کیا آخر ہدایت کرنے سے ہاتھ اُٹھا کر اس طرف کا عزم کیا دیکھے
اہل اسلام یہان بھی بادولت کو براحت و آرام رہنے دیتے ہین یا نہین یہ کہکر زار زار رونے لگا
ملک ترسی نے عرض کیا ای خداوند آپ اشکبار نہون آپ کے رحم و کرم نے اہل اسلام کو دلیر کر دیا
ہی اگر یہان اہل اسلام آئینگے تو یہ بندہ خاص آپ کا اُنکو قتل کر ڈالیگا ملک ترسی ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ چند
ہرکارے افتان و خیزان گھبرائے ہوے دربار مین آئے اور مجرا گاہ سے حسب قاعدۂ شرائط آداب
و تسلیم بادشاہی بجا لا کر بعد ادائے ثنا و دعاے ملک ترسی یون عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ فلک جاہ
مقام تعجب ہی کہ ایک شخص مسمی بدیع الملک بجمعیت چالیس ہزار سواران زمردپوش کے دو کوس اس کوہ
فلک شکوہ سے ہٹ کر میدان وسیع مین قیام پذیر ہوا ہی دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہی کہ سردار
مذکور مع اپنے لشکر کے مسلمان ہی اور برائے تعاقب ہمارے خداوند کے آیا ہی ہرکارے یہ خبر دیکر
دربار سے چلے گئے یہان دربار مین لاجوردشاہ بالائے تخت شادمان بیٹھا تھا ہاتھ مین جام شراب
تھا چاہتا تھا کہ شراب پیے ناگاہ ہرکارون سے بدیع الملک کے آنے کی خبر سنکے ایسا خائف و ترسان ہوا

اور اس درجہ خوف سے کانپا کہ ہاتھ سے ساغر می چھوٹ گیا تخت پر گرا ملک ترسی نے پوچھا ای خداوند نام
بدیع الملک سُنکے آپ کے ہاتھ سے جام می کیون گرا لاجورد شاہ نے جواب دیا ای بندۂ خاص ہمارے
آگاہ ہو کہ میکشی ہنگام عیش و راحت اور بوقت شگفتگی دل مناسب ہی نہ ہنگام رنج و ملال چونکہ بدیع الملک
ایک سردار زبردست ہی اور ہمسے منحرف ہی بلکہ بوجہ جاہل ہونے کے ہم ایسے خداوند کا درپے آزار رہی
اُسکے آنے کی خبر سُنکے عیش ما بدولت کا مبدل بہ الم ہو گیا اسوجہ سے جام می ہاتھ سے گرا دیا ہی ملک
ترسی نے عرض کیا ای خداوند آپ تصور کرکے اپنے بدخواہ کو ابھی نیست و نابود کر دیجیے اپنے عیش کو
مبدل بہ غم نکیجیے لاجورد شاہ نے جواب دیا تجکو ہماری مصلحت سے آگاہی نہین ہی ہم خداوند ہین ہمنے
ایسے بھی بندگان جاہل کو پیدا کیا ہی خلاف ہمارے رحم اور خداوندی کے ہی کہ ہم اپنے بندون کو اپنے
قہر و غضب سے ہلاک کرین ہان اسوقت یہ تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے بدیع الملک وغیرہ کو قتل
کرائینگے دنیا مین اس کار نمایان سے عزت و آبرو تیری بڑھائینگے ملک ترسی نے یہ کلام سُنکے از حد
شادمان ہو کر ایک سردار مسمی بہرام فیل پیکر کو حکم کیا کہ اسی وقت اٹالہ ہماری بارگاہ فلک فرسا کا
لیکر جانب بدیع الملک روانہ ہو بعد تیرے جانے کے ہم بھی مع سپاہ بمقابلۂ بدیع الملک آئینگے
سردار مذکور حسب الحکم اٹالہ بارگاہ کا ہمراہ لیکر مع اسی ہزار سوارون کے شفق کوہ سے اُتر کر بمقابلۂ
بدیع الملک آکر قیام پذیر ہوا بدیع الملک نے اُس سردار کو دیکھکر دل مین کہا کہ یہ نابکار بہت قوی
ہیکل سردار ہی دیو قامت فیل پیکر سیاہ رو قوی بازو نظر آتا ہی نہین معلوم کس حاکم کی فوج کا سردار ہی
مجھ سے بیوجہ کیون برسر کاوش ہی مین تو جانب شہر صندل لاجورد شاہ گمراہ کے تعاقب مین جاتا
ہون یہ نالائق کیون لڑنے آیا ہی ابھی بدیع الملک اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ سامنے سے ملک
ترسی اور لاجورد شاہ اور صلصال تخت مرکب پر سوار کئی لاکھ سوارون کی جمعیت سے نظر آئے
جملہ نشان ہاے لشکر ضلالت اثر سیاہ بانئے بدیع الملک نے لاجورد شاہ اور صلصال کو دیکھکر
مسکراکر بے اختیار فرمایا کہ ہم جسکے تعاقب مین جاتے تھے وہ خود ہی ہمراہ اپنے معین کے آتا ہی الحمد للہ
کہ شہر صندل تک نہ گئے تھے کہ گوہر مطلب اثناے راہ مین ہاتھ آیا ہم نہ جانتے تھے کہ اس نابکار نے
یہان کے بادشاہ سے پناہ چاہی ہی اور اُسنے اِسے پناہ دی ہی اور قضا اسکی دامن گیر ہی کیونکہ خود
مقابلے پر آتا ہی خیر آتا ہی تو آئے خداوند عالم ہمارا مددگار ہی ہنوز بدیع الملک زمرد پوشون سے
یہ تقریر کر رہے تھے کہ ملک ترسی اور لاجورد شاہ وغیرہ مقابلۂ لشکر ظفر اثر مین آکر اپنی اپنی بارگاہ
و خیام مین فروکش ہوے جب وہ دن کچھ باقی رہا ایک نامہ ملک ترسی نے بدیع الملک کو اس
مضمون کا لکھا کہ ای بدیع الملک جہالت اچھی نہین ہی اب یہی بہتر و مناسب تمھارے حق مین ہی
کہ اپنے خداوند پیدا کرنیوالے کو یعنے خداوند لاجورد شاہ کو پہچانو خداوند اپنا جانو بس سرکشی ہو چکی
اب سجدہ کرو ہم اقرار کرتے ہین کہ تمھارے قصور ماضی خداوند سے عرض کرکے عفو کرا دینگے اور اگر
خلاف اس تحریر کے کروگے بہت پچتاؤ گے یہانسے زندہ نہ جاؤ گے میرے ہاتھ سے قتل ہوگے
مین وہ بادشاہ قوی بازو ہون کہ اکثر سلاطین جہان مجھ سے خائف و ترسان ہین خداوند لاجورد شاہ
کی عنایت و کرم سے سپاہ بہت رکھتا ہون پہلوان بھی چند ایسے ہین کہ چیدۂ روزگار ہین خزانہ بھی وافر

رکھتا ہون مجھ سے تم کیا لڑوگے ایک ادنے میرے لشکر کا سردار تمھارے قتل کرنیکو کافی ہی غرض ملک ترسی یہ عبارت لکھوا چکا ملفوف کرکے سرنامہ پر اپنی مہر کرکے ایک عیار مسمی صبا قدم کو دیا اور کہا جلد اس نامہ کو بدیع الملک کے پاس لیجا اور جواب اسکا لا وہ حسب الحکم نامہ مذکور بدیع الملک کے پاس لایا اس بہادر نے اُسے پڑھکر جواب مین بعد القاب لکھا کہ ای ملک ترسی آگاہ ہو کہ لاجوردشاہ ہرگز ہرگز لائق پرستش نہین ہی کیونکہ وہ بھی ایک بشر ہی اور کچھ بھی قدرت کسی امر پر نہین رکھتا ہی محتاج و عاجز ہی اگر کچھ قدرت رکھتا تو صحراے مثلث سے بھاگ کر تمھارے دامن پناہ مین آکر نہ چھپتا بس اب اس باب مین ذرا فکر و غور کرو ہمکو اُسکی پرستش کیواسطے کیا کہتے ہو تم بھی اُسکی پرستش نہ کرو کیونکہ وہ مثل شیطان کے بندگان خدا کو بہکاتا ہی خود بھی گمراہ ہی اور دوسرون کو بھی گمراہ کرتا ہی لہذا تمکو مناسب یہی ہی کہ ایسے مردود کو پناہ نہ دو ہمارے حوالے کردو کہ ہم اُسکو قتل کرین اور تم اپنا دین باطل چھوڑو دائرۂ دین اسلام مین آؤ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جہالت سے باز آؤ اپنے معبود حقیقی کی پرستش کرو تاکہ انجام بخیر ہو اور کثرت فوج پر مغرور نہو کہ غرور کرنا اچھا نہین ہی اگر خلاف اسکے کروگے تو بہت پچھتاؤگے تم اور تمھارا تمام لشکر میرے ہاتھ سے قتل ہوگا دیکھو لاجوردشاہ کی پرستش سے باز آؤ میرے کہنے پر عمل کرو اپنے خالق کو پہچانو اُسکی پرستش کرو قابل پرستش اور لائق سجدہ وہ معبود لایزال ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے کون و مکان اور مافیہا کو پیدا کیا ہی کہ بمقتضاے این

نظم

کیا پیدا زمین و آسمان کو
بلند و پست سب اُسنے بنایا
وصال و ہجر بخشا روز و شب کو
دیا سامان شاہانہ کسی کو
مزہ دیتی رہی اندوہنا کی
چھپائے سیکڑون جلوے دکھاکے
فقط عالم مین ہی افسانہ باقی

مہ و خورشید و سایہ کو فلک وار
عدم سے عالم ہستی مین لایا
کیا پیدا انسان ہر بے نشان کا
بنایا خاک و یرانہ کسی کو
دکھائے جلوہ ہاے حسن خوبان
ہٹائین صورتین کیا کیا بناکے
کہین طالب کہین مطلوب ہی وہ

بنایا جسنے کن سے دو جہان کو
سکھایا بے قدم انداز رفتار
جہان مین اہل بینش کے عجب کو
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
بنایا صورت آئینہ حیران
نہ غافل ہی نہ ہی فرزانہ باقی
غرض جس رنگ مین ہی خوب ہی وہ

ای ملک ترسی یہ ادنی قدرت پروردگار تحریر کی ہی وہ بہت بڑا قادر ہی تجکو بکرر لکھا جاتا ہی کہ معبود حقیقی ولایزال کو سجدہ کر لاجوردشاہ پر اور اپنے خداوندون پر لعنت کر ہماری ہدایت قبول کر کہ تیرے حق مین خوب ہی آیندہ تجکو اختیار ہی یہ عبارت بجواب نامہ رقم کرکے عیار مذکور کو نامہ سربمہر دیا وہ لیکر روانہ ہوا اور ملک ترسی کو دیا اُسنے تمام و کمال عبارت پڑھکر از حد غیظ و غضب مین آکر کچھ کلمات ناملائم بدیع الملک کو کہکر حکم کیا ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے ہم صبح کو ان خدا پرستون سے مقابلہ کرکے سب کو تہ تیغ کرینگے حسب الحکم خدام نے طبل جنگ بجایا جب صداے طبل جنگی لشکر حریف مین بلند ہوئی ہرکارون نے خدمت بدیع الملک مین حاضر ہوکر بعد آداب و شرائط فدویت و ثنا و دعا یون عرض کرنے لگے کہ موافق نظم

ہو ہزیمت سدا عدو کو نصیب

ای تو ہی شاہزادۂ ذیجاہ
فتح ہو تجھ سے نیکخو کو نصیب

دے عدو پہ تجھے ظفر اللہ

اسوقت ملک ترسی نابکار نے جواب نامہ سے مطلع ہوکر از حد برہم ہوکر طبل رزمی بجوایا ہی ارادہ اُس بیدین کا یہ ہی کہ ہنگام سحر

میدان کارزار مین آکر خدام و لشکریان حضور سے کارزار و ستیز کرے باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے نے
یہ خبر دے کر چلے گئے ۔۔ ربیع الممالک نے اعانت مددگار انس و جان معبود حقیقی و توانا ۔۔ پھر دعا
کر کے اپنے ملازمون کو حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بامید مددگاری پروردگار عالم نقارۂ رزمی
بجایا جائے خدام نے فی الفور حکم کی تعمیل کی جب دونون لشکرون مین صداے طبل و نقارہ رزمی
بلند ہوئی ہر ایک سپاہی و لشکری کو معلوم ہوا کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین حریفون سے لڑنا ہوگا بس
آلات حرب و ضرب کو صاف و درست کرنے مین مصروف ہوے کسی نے اپنی تلوار پہ صیقل کی کسی
تیرانداز نے اپنی ہر ایک کمان اور تیرون کو درست کیا جو لشکری نمک حلال و جری تھے وہ تو خوش
ہوکر باہم یہ کہہ رہے تھے کہ وقت سحر سامنا دشمنون سے ہوگا بڑھ بڑھ کر لڑینگے اعدا کو دلیرانہ قتل
کرینگے نعرے شیرانہ کرینگے حق نمک اپنے آقا و مالک کا ادا کرینگے جان دیدینگے مگر میدان جنگ سے
قدم پیچھے نہ ہٹائینگے سرخرو ہوکر دنیا سے جائینگے بہادرون کی فرد مین نام اپنے درج کیے جائینگے اگر اعدا
کو بھگا کر زندہ رہین گے تو ہمارا مالک و آقا ہمارے عہدے بڑھائیگا خوش ہوکر انعام دیگا سوا اسکے
تمام لشکر بلکہ دنیا مین بہادر مشہور ہونگے دلیران جہان مین محسوب ہونگے اور جو لوگ لاجوردشاہ
اور مالک ترسی کی سپاہ مین نامرد و بزدل تھے انکا یہ حال تھا کہ جسوقت سے طبل جنگی اور نقارۂ رزمی
دونون لشکرون مین بجے تھے بہت گھبرائے تھے چہرے زرد تھے حواس باختہ تھے خیال جنگ
سے اسقدر خائف تھے کہ دست کانپتے تھے بعضون کو خوف جنگ و کشت و خون سے تپ آگئی تھی
اکثرون کو دست آنے لگے تھے بزدل و نامردون سے کہتے تھے بھائیو ہمکو اس روز بد کا مطلق خیال
نہ تھا ورنہ ہم نوکری نہ کرتے ہرگز فوج مین چہرہ نہ لکھواتے تلوار سپر نہ باندھتے بھیک مانگتے کوئی محنت
و مزدوری کرتے دو چار روپیہ مہینے مین پیدا کرتے اہل و عیال تنگی و پریشان حالی سے بسر کرتے اب
سخت مشکل درپیش ہے ہائے کیا کرین صبح کو میدان جنگ مین جانا ہوگا دشمنون سے سامنا ہوگا مشہور ہے
کہ دشمن دشمنی ضرور کرتا ہے اور کبھی رحم نہین کرتا ہے وہ کاہیکو ہمین چھوڑیگا تیغ و تیر یا اور کسی آلۂ ضرب
سے ہلاک کر ڈالیگا جو روپیے ہمارے تباہ و برباد ہو جائینگے مالک ترسی اور لاجوردشاہ کو کچھ
ہمارے مرجانے اور قتل ہونے کا ملال نہوگا بس ہمتو صاف صاف کہتے ہین کہ صبح تک اس لشکر ہی مین
نہ رہین گے نہ یہان ہونگے نہ میدان جنگ مین جائینگے نہ حریف ہمکو قتل کرینگے نامرد بزدلون کی گفتگو
سنکے کہتے تھے تمہاری راے کو ہم پسند کرتے ہین جو کچھ کہا سچ ہے ہم بھی ایسی ہی خیال کر رہے تھے کیونکہ
ہمنے دس روپیہ کے لالچ سے رسالہ مین نوکری کر لی تھی نہ سمجھ کے ملازمت اختیار کی تھی کہ اپنے
مالک کی طرف سے مالک کے دشمنون سے لڑینگے اگر یہ امر ذہن نشین ہوتا تو کبھی نوکری نہ کرتے کیونکہ
ہمکو آجتک تلوار لگانا بھی نہین آتا اور نہ کبھی کسی نے بتایا نہ خود کسی سے فن سپاہ گری حاصل کیا ہمنے بڑے
ناز و نعمت سے پرورش پائی ہے بزرگون نے سدا ہمارے ناز اٹھائے ہین ہاے اُن بزرگون کی
شفقتین یاد آتی ہین اسقدر ہمکو چاہتے تھے اور اسدرجہ پیار کرتے تھے کہ مکان سے باہر نکلنے نہ دیتے
تھے اور کبھی چاقو چھری قینچی گمیل یہانتک کہ قسم لوہے سے سوئی تک بھی ہمکو نہ دیتے تھے اور نہ کبھی
چاقو وغیرہ کے قریب جانے دیتے تھے اگر کوئی فصد لیتا تھا یا کوئی چوپایہ مانند بھیڑ بکری کے کہین

ذبح کیا جاتا تھا تو وہان ہمکو نہ جانے دیتے تھے تاکہ ہم خون نہ دیکھین وہ زمانہ تو گیا بزرگ بھی مر گئے
اب یہ زمانہ آیا ہی کہ میدان جنگ مین کشتے خاک وخون مین بھرے ہوے دیکھین زخمیون کی فریاد سن کے
تلوار اور نیزہ اُٹھاکر لڑین زخم تلوارون کے اس تن نازک وآرام طلب پر کھائین افسوس ہزار افسوس
کیا انقلاب ہی یہ پیر فلک نہایت ستم شعار ہی اور از حد نیرنگ ساز شعبدہ پرداز ہی کسی کا راحت و
آرام سے بسر کرنا اسے ناگوار ہی ہر دم یہ جفاکار درپی آزار ہی خصوصاً ہم ایسون پر ظلم زیادہ کرتا ہی
جو ناز ونعمت سے پلے ہین حیف اس ستم ایجاد کو یہ منظور نہوا کہ ہم لوگ بیخوف وخطر نوکر رہین تنخواہ
ماہ بماہ پایا کرین پلنگ پر پڑے رہا کرین غذاے مرغن کھایا کرین خیر اگر یہ خوشی فلک کی کوئی اب
ہم تدبیر کرینگے ایسی ہی نوکری اور ڈھونڈھین گے یہان کی نوکری چھوڑ دینگے کیونکہ فلک کو آرام
رسالہ مین ہمارا رہنا منظور نہین ہی اور ہمکو بھی ایسی نوکری منظور نہین ہی جسمین جان جاے ہم اسیوقت
جاتے ہین یہ کہکر وہ تاریکی شب مین سب اُٹھکر چلے بزدل اُنکے ساتھ لشکر سے نکل گئے الحاصل بہادر
لشکر مین رہگئے اور بزدلان نمک حرام پوشیدہ ہوکر بھاگ گئے جب وہ شب بسر ہوئی اور آمد آمد شاہ خاور کیجانب
مشرق سے بہ نیزۂ خطوط شعاع ثابت ہوئی اور ادھر بدیع الملک نماز سحر پڑھکر دعا فتح وظفر کرکے
ہمراہ اپنے لشکر کے جانب نبردگاہ روانہ ہوے اُدھر سے مالک ترسی بہمراہی صلصال ولاجورد
شاہ روسیاہ لشکر کثیر سے عرصۂ کارزار مین آیا جب دونون لشکر میدان مصاف مین آچکے اور دونون
لشکرون سے بیلدار اور بیلچہ بردارون نے نکل کر میدان جنگ کی بلندی وپستی کو دیکھکر زمین کو ہموار
کیا جھاڑی جھنڈی خس وخاشاک نبردگاہ سے دور کرکے چلے گئے اُسوقت بامیاے بدیع الملک
وملک ترسی بعد صف آرائی کے نقباے خوش گفتار اور کڑکیت چیدہ روزگار لشکرون سے نکل کر
درمیان دونون لشکرون کے کھڑے ہوکر جوانان ہر دو لشکر سے مخاطب ہوکر یون کہنے لگے کہ اے
دلاوران چیدہ روزگار واے بہادران شجاعت شعار یہ وقت دلیری کا ہی حریفون کا سامنا ہی دیکھو
خوف جان سے نہ بھاگنا اپنے اور اپنے آبا واجداد کی ذلت وبیعزتی گوارا نہ کرنا اپنے مالک وآقا سے
بیوفائی نہ کرنا نمک حرامی نہ کرنا دلیرانہ دشمنون سے لڑنا ہنگام جنگ قدم پیچھے نہ ہٹانا ورنہ عزت
وآبرو گھٹ جائیگی سر میدان جنگ سامنے دلاورون کے ذلیل ہوگے بھاگ کر کب تک زندہ
رہوگے آخر ایک روز مرنا ہی خیال کرو تمھارے آبا واجداد اور وہ بادشاہان خوش نہاد جنکے حالات
کتب مین موجود ہین اب کہان ہین اور وہ بہادران نامی ونامور کہ جو بیمثل وبے نظیر تھے اسوقت
کہان ہین ہاے اُن سب کو موت سے بس نہ چلا دنیا سے چلے گئے ذکر اُنکی خوبی خوش سیرتی کا ابتک
زبان زد خلق ہی سراے دنیا اک گذرگاہ ہی ہر شخص کو اس دنیا سے گذرنا ہی کوئی زندہ نہ رہیگا ہر مخلوق
کو فنا ہی بس ایسی دنیاے ناپائدار مین رسوا وذلیل ہوکر چندے زندہ رہنا ہرگز قبول نہ کرنا با آبرو
مرجانا گوارا کرنا اگر عاقل ہو تو یہ دل مین خیال نہ کرنا کہ میدان جنگ سے بھاگ کر دنیا مین ضروری بعیش
وآرام مدام رہین گے تمتو کیا ہو جو لوگ نامی ونامور اور اہل زر تھے وہ ہمیشہ زندہ نہ رہے اور ایک
طور پر اُنکی زندگی بسر نہوئی ذرا غور کرو دنیا مقام عبرت ہی ہر شخص کی جدا جدا حالت ہی کہ بمقتضاے این نظم

کوئی آغوش دلبر مین تھی بدہوش | کنارہ قبر سے کوئی ہم آغوش
کوئی ہر بادشہ مصر وختن وکا

کوئی محتاج ہی گور و کفن کا
کسی کے بزم مین ہی شادمانی
کہین تابوت اور ماتم سرا ہی
کسی کے واسطے دفن و کفن ہی
کسی کا جسم مٹی مین دبا ہے
کوئی بے جستجو کے زر لٹائے
شکستہ ہی کسی بیکس کا مدفن
کسی کا فرش ہی دیبا و کمخواب
کسی کو سنگریزون پر ہی آرام
کوئی کرتا ہی سیر باغ و گلزار
کوئی ہی چھانتا خاک بیابان
کوئی وارفتۂ عیش و غنا ہی
کسی کی گود مین ہی لاش فرزند
کوئی ہی خرمی سے قہقہہ زن
نہ چھوڑا کا مگار اسنے نہ ناکام

کہین ہی ساز و برگ غسل صحت
مکان مین ہی کسی کے نوحہ خوانی
کوئی ہاتھون کو کرتا ہی حنابند
کوئی تن طعمۂ زاغ و زغن ہی
کوئی صہبائے عشرت سے ہی مخمور
کوئی کوشش سے بھی اک جو نپائے
شہانی ایک کے تن مین قبا ہی
کوئی کرتا ہی فرش خاک پر خواب
کوئی ہی زندگی سے اپنی خورسند
کسی کی آنکھ مین گلزار ہی خار
کوئی ہی عیش اور عشرت سے دلشاد
کوئی دل رفتہ فقر و فنا ہی
کوئی تخت عروسی پر ہی دلشاد
کسی کا آنسوؤن سے تر ہی دامن
پلایا اسنے سب کو زہر قاتل

کہین ہی غسل میت کی مصیبت
کسی جا تخت کا رخ خوشنما ہی
مشہد مردہ مین ہی کوئی پابند
کسی کے عطر اعضا مین ملا ہے
کوئی ہی زہر غم سے زندہ درگور
کسی کا قصر زرین ہی نشیمن
کہین خاکستری تن پر ردا ہی
کسی کو مسند مخمل سے ہی کام
کوئی ہی اس اجل کا آرزومند
کوئی ہی صحن گلشن مین خرامان
کوئی کرتا ہی غم سے آہ و فریاد
کسیکی گود مین دولہ ہی خورسند
کوئی تابوت پر کرتا ہی فریاد
نہین اسپر بھی اس دنیا مین آرام
چہ نادان و چہ ہشیار و چہ غافل

بس عاقلون کو لازم ہی کہ دنیائے عبرت نشان کو محض جائے عیش و عشرت تصور نہ کرین اور وہ امور زندگانی چندروزہ مین نہ کرین جو باعث ننگ خاندان ہون چونکہ تم سب بہادر بھی شجر عاقل و فہیم ہو ہم امید رکھتے ہین کہ تم ہمارے سخنان پندآمیز کو سنکے ہمارے کہنے پر عمل کروگے آج میدان کارزار مین خوب لڑو گے بھاگنا اور پیچھے ہٹنا کیسا خیال بھی بھاگنے کا نہ کروگے جب نقبا اور کڑکیت جوانان ہر دو لشکر کو اس طرح آمادۂ جنگ کرکے پیچھے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ سخن نقبائے خوش تقریر اور نصیحت کڑکیتون کی سنکے اکثر جوانان ہر دو لشکر کا یہ حال تھا کہ واسطے اظہار بہادری و دلاوری کے زرہ اور بکتر اور آئینہ اپنے تنون سے دور کرکے تلوارین نیامون سے کھینچکر نیام توڑکر پھینک دیے تھے اور بار بار یہ ارادہ کرتے تھے کہ اپنے حریفون پر جا کر گرین اور انکو دلیرانہ تیغ کرین خود بھی انکے وار اپنے سینون پر روکین سر میدان خاص و عام کو اپنی شجاعت دکھائین خصوصاً جوانان زمردپوش برائے جنگ و جدال نہایت بیقرار تھے ہر چند ہمت و شجاعت انکی انکو یہ اشارہ کرتی تھی کہ اب توقف بیکار ہی مثل شیران گرسنہ و غضبناک کے گلۂ اعدائے بزدلان پر جلد تر گر کر بخوبی تمام شکار کرو لیکن رعب بدیع الملک اور قاعدۂ لشکر اسلام انکو روکے تھا اسوجہ سے کوئی زمردپوش لڑنے مین سبقت نہ کرتا تھا اور ہر ایک منتظر اس امر کا تھا کہ لشکر حریف سے کوئی اجل رسیدہ میدان جنگ مین آئے اور مبارز طلب کرے تو ہم بلا توقف اسکے مقابلہ کو جائین ہنوز بہادران موصوف انتظار آمد حریف کر رہے تھے کہ ناگاہ صف لشکر ضلالت اثر ملک ترسی سے ایک سردار نہایت قوی و خونخوار مانند فیل مست یا مثل دیو سیاہ یا بطرز بلائے عظیم نکلا پھر اپنے گینڈے کو روبروے ملک ترسی اور لاجوردشاہ کے لیجا کر گینڈے سے اترکر اجازت میدان جنگ طلب کرنے لگا ملک ترسی

نے کہا ای بہادر ہمنے تجکو اجازت حرب دی جا سر بدیع الملک کا تیغ تیز سے کاٹ کر لے آ اور تمام لشکر کو
اُسکے پراگندہ و تباہ کر دے سردار مذکور نے اجازت جنگ حاصل کر کے جانب لاجوردشاہ دیکھکر دست
بستہ عرض کیا خداوند میرے بارے مین کیا حکم کرتے ہین لاجوردشاہ نے جواب دیا جا میدان مصاف مین
بدیع الملک سے مقابلہ کر ہمنے جو تقدیر تیرے باب مین کی ہی تجپر ظاہر ہو جائیگی سردار مذکور سمجھا یقیناً خداوند
نے میرے بارے مین یہی تقدیر کی ہوگی کہ جملہ زمردپوشون کو قتل کرون بدیع الملک کو تہ تیغ کر کے سر کاٹ
کے لے آؤن یہ تصور کر کے نہایت شادمان ہو کر گینڈے پر سوار ہوا اور میدان جنگ کے درمیان مین آیا گینڈا
کو روک کر جانب لشکر اسلام نظر حقارت سے دیکھنے لگا اُدھر زمردپوشون نے اُسے دیکھکر متحیر ہو کر باہم آہستہ
آہستہ اس طرح تقریر کی کہ یہ حریف نابکار کسقدر قوی الجثہ ہی کہ آجتک ایسا فربہ کسی کو نہین دیکھا پہلوان عادی
ہرچند فربہ تھے مگر وہ بھی اسدرجہ موٹے نہ تھے کسی زمردپوش نے ہنستا ہوا کہا ہمارے نزدیک یہ قسم بشر سے
نہین ہی پردۂ قاف کا دیو سیاہ ہی بے شاخ کا کسی نے کہا یہ جسامت مین مانند فیل مست کے ہی کسی نے کہا یہ
نابکار گینڈے پر اس طرح سوار ہی گویا پہاڑی پر دیو سیاہ ہی کسی نے کہا نہین یہ نسل آدم سے ہی عوج بن عنق
کا یادگار ہی ابھی ہر ایک زمردپوش ایک دوسرے سے ہم کلام تھا کہ اُس سردار ضلالت شعار نے اپنے گینڈے
کو مانند مرکب کے کاوے پر ڈالا اور فنون سپہ گری جوانان لشکر کو دکھانے لگا ادھر بدیع الملک اُس کے
فنون سپہ گری کے عیوب پر نظر کر کے مسکرانے لگے اُدھر لاجوردشاہ وغیرہ بے اختیار تعریف
اُسکے کمال کی کرنے لگے جب سردار مذکور تا دیر فنون سپہ گری دکھا چکا اور ہمہ تن پسینے مین تر ہو چکا گینڈا ابھی خوب
گرما چکا اُسوقت گینڈے کو دو چار قدم اور بڑھا کر مانند فیل مست کے یون چنگھاڑا کہ ای فرقۂ خداپرستان
وای گروہ زمردپوشان تم سب مین جو سیر عدم کا مشتاق ہی وہ آکر مجھ سے مقابلہ کرے مگر کوئی نحیف و ناتوان
نہ آئے کہ ادنے سے لڑنا اپنی عزت کھونا ہی یہ کہکر خاموش ہوا ادھر بدیع الملک نے اپنے مرکب کو سوے
حریف بڑھایا دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُسوقت علمہاے لشکر زمردپوشان کو علمدارون نے جلوہ دیا شہزادہ
بدیع الملک مرکب کو جولان کر کے حریف مذکور کے سامنے پہونچے اُسنے بنظر تند دیکھکر پوچھا ای جوان تیرا کیا
نام ہی تعجب ہی کہ تو میرے مقابلے کو آیا ہی بمنزلہ پشہ ہو کر ارادہ مجھ ایسے فیل زور سے لڑنے کا کیا ہی مجھے تیرے
حال پر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان نازنین ایک میرے ادچھے سے وارین پیوند خاک ہو جائیگا بدیع الملک
نے نعرۂ شیرانہ کر کے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہی مجکو نحیف و ناتوان جانکر رحم نہ کر جس حربہ پر تجکو بہت
ناز ہو وہی حربہ مجھپر کر اگر خداوند عالم مجکو تیری ضرب سے بچائیگا اور اگر میرا نام پوچھتا ہی تو آگاہ ہو کہ نام
میرا بدیع الملک ہی مین فرزند نورالدہر کا ہون دادا میرے مشہور جہان بدیع الزمان گرد لشکرشکن
ہین شجاعت مجکو میراث مین ملی ہی ابھی تو میری قوت و زور سے ماہر نہین ہی مین وہ شجاع ہون کہ فیل کو ہنگام
جنگ ایک پشہ اور شیر نر کو ایک روباہ جانتا ہون تجھ ایسے فربہ اجسام پہلوانون کی میرے روبرو کیا
حقیقت ہی بڑے بڑے نامی و نامورون کو مین نے باعانت خداے کون و مکان قتل کیا ہی مین خود تیرے
حال پر رحم کر کے چاہتا ہون کہ تو میرے ہاتھ سے قتل نہو اگر تو اپنے مذہب باطل سے اجتناب کر کے دین
اسلام اختیار کرے تو مین تجکو پناہ دون سردار مذکور یہ سنکے قہقہہ مار کر مانند دیو قہقہہ کے ہنسا تمام میدان نبرد
اُسکی صداے قہقہہ سے لرز گیا بعد ہنسنے کے اُس سردار نے کہا ای جوان شاید تو دیوانہ ہی جو ایسی باتین

زبان پر لاتا ہی یا میرے حال سے اور نام سے واقف نہین ہی اگر تجکو میرے نام اور میری قوت شجاعت سے
آگاہی نہین ہی تو مین آگاہ کرتا ہون غور سے سن نام میرا بہرام فیل پیکر مشہور جہان ہی شجاعان دنیا میرے
نام سے کانپتے ہین نیزہ میرا سینۂ کوہ مین در آتا ہی تلوار میری سنگ خارا کو بھی مثل موم یا بمنزلہ خیار تر جانتی ہی
گرز میرا وہ گرانبار ہی کہ اگر سر کوہ پر مارون مانند کاسۂ سر مردم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اگر دیو کو طمانچہ
مارون تو اُسے غش آجائے بلکہ صدمہ سے روح اُسکی تن سے نکل جائے اگر قوت بازو سے قوی دکھاؤن کوہ
گران کو ہٹا دون اگر نعرہ کرون شیران دشت و جبال ڈر کر کوسون بھاگ جائین بس مجھ ایسے قوی نامی
پہلوان سے نہ لڑ چل ہمارے خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کر اپنی جوانی پر رحم کر بدیع الملک نے
برہم ہو کر جواب دیا او نابکار تو نہایت دروغگو ہی ہرگز قوی ایسا نہین ہی کہ جیسا تو نے اپنے تئین ظاہر کیا
اور سجدہ کرنے کے بارے مین جو کہا جواب اُسکا یہ ہی کہ مین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرتا ہون اور لاجورد
شاہ پر لعنت کرتا ہون کہ وہ اک بندۂ گمراہ ہی اور بندگان خدا کو گمراہ کرتا ہی تجکو بھی اُسی نے گمراہ کیا ہی بہرام
فیل پیکر نے یہ تقریر سُنکے اور نہایت غضبناک ہو کے نیزہ اُٹھا کر کہا ای جوان ضعیف اعضا و نازک تن ہوشیار
ہو جا کہ اجل تیری آتی ہی یہ کہکر گینڈے کو کاوے پر ڈال کر نیزے کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سینۂ شاہزادہ
بدیع الملک پر مارا اُدھر یہ بہادر بھی ہوشیار ہو چکا تھا اپنے مرکب کو بھی کاوے پہ ڈال چکا تھا نیزہ ہاتھ مین
اُٹھا چکا تھا جب بہرام نے نیزہ لگایا اس دلیر نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر ایسی خوبی و چالاکی
سے روکا کہ تمام زمرد پوش بلکہ منصفان نیزہ دار لشکر عدو بھی تعریف کرنے لگے کہ عجب خوبی سے نیزے کو روکا
ہی بعد روکنے ضرب نیزے کے بدیع الملک نے بھی نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو
اپنے نیزے کی سنان پر روکا سنانین جو باہم لڑین یون شرارے پیدا ہوے کہ گویا دن کو چند ستارے
ٹوٹ کر برستے ہوا نظر آئے اور معدوم ہو گئے بدیع الملک اور بہرام جنگ مین مصروف تھے
جوانان ہر دو لشکر بہ نظر غور دیکھ رہے تھے منصف مزاج داد دیتے تھے جب تا دیر جنگ ہوئی اور چالیس
طعن نیزہ تک نوبت پہونچی بدیع الملک نے بہرام فیل پیکر سے کہا او نابکار ابکی مرتبہ ہوشیار رہنا
ایسا بند نادر باندھونگا کہ سنان نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائیگی صرف ڈانڈ ہاتھ مین رہجائیگی بہرام فیل پیکر
یہ سنکے کہنے لگا مین بڑے بڑے اُستادون سے لڑا ہون سنان نیزہ مین نے اُنکے ہاتھ سے نکالدی ہی
آجتک کسی نے میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نہین نکالی ہی بھلا تم کیا ہو جو میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نکالدوگے
مین ہوشیار ہون تم بند باندھو دیکھنا کس خوبی سے کھولتا ہون کیونکہ فن نیزہ بازی و سپہ گری مین کامل اور
شہرۂ آفاق ہون بدیع الملک نے اُسکی گفتگو سُنکے ایک بند صاحبقرانی باندھا اور مرکب کو کچھ بڑھا کر
ایسی حرکت بزور و قوت بازو دی کہ سنان نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکل کر مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر
گری زمرد پوشون مین شور ثنا بلند ہوا کفار بھی تعریف کرنے لگے لاجورد شاہ وغیرہ دنگ ہو گئے بہرام
فیل پیکر کو خجالت سے پسینہ آگیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہو گیا بعد ایک لمحہ کے برہم ہو کر شاہزادہ
بدیع الملک سے کہنے لگا ای جوان غضب کیا تو نے کہ مجھ ایسے کامل فن کے ہاتھ سے نیزہ نکالدیا خیر مین اسکے
عوض مین تیرے تن نازک سے تیری روح نکالے دیتا ہون یہ کہکے ڈانڈ نیزے کی بقوت تمامتر
بدیع الملک پر لگائی اس بہادر نے ڈانڈ کو ڈانڈ پر روکا اُسنے خجل ہو کر شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کر

تیغ گرانبار نہایت آبدار نیام سے کھینچا اور کہا اے جوان کہنے والون نے کہا ہے کہ نیزہ بازی خلال بازی
تیغ بازی راست بازی شاید اسکا یہ مطلب ہے کہ نیزہ بازی کچھ نہین تلوار خوب ہے کہ ہنگام جنگ دو چار ہاتھ مین حریف
کا رشتۂ حیات قطع کر دیتی ہے برسون کا جھگڑا ایک دم مین فیصلہ کر دیتی ہے بس مین نے اسی خیال سے
تلوار کو کھینچا ہے تیر و گرز وغیرہ سے مجھے ناموقوف رکھا ہے ذرا ہوشیار رہو جاکہ یہ تیغ آبدار گرانبار ہے کہ آجتک کسی
دلیر کے سر پر نہین رکا ہے جب وار کیا ہے سپر کو کاٹ کر خود سے گذر کر کاسۂ سر کی سیر کر کے مانند قطرۂ
آب کے صراحی گردن مین جاکر صندوق سینہ کو اچھی طرح دیکھکر شکم و کمر سے بڑھکر مرکب پر پہونچکر اُسکے
دو ٹکڑے کر کے خاک پر پہونچتا ہے اور زمین مین در آتا ہے حریف کو مع مرکب کے چار ٹکڑے کرتا ہے شہزادۂ
بدیع الملک نے جواب دیا او دروغگو تجکو اپنی نیزہ بازی پر دعویٰ تھا وہ دعویٰ تو باطل ہوا اب یہ دعویٰ
کرتا ہے انشاء اللہ اس دعوے مین بھی سچا نہوگا بہرام فیل پیکر یہ سنکے برہم ہوا اور تیغ گرانبار اُٹھا کر
مرکب کو جانب راست لاکر بقوت تمام سر بدیع الملک پر لگایا ادھر اس شاہزادۂ ذیجاہ نے بفن سپہگری
نہایت چالاکی سے وار تیغ خونریز گرانبار کا سپر فراخ دامن پر روکا اور بہرام سے کہا او نابکار دیکھ یون
وار روکتے ہین ابھی تو کہتا تھا کہ سپر اور رک نہین سکتا کیا جلد تیری غرور نے تجھے ذلیل کیا یہ کہکر خود شمشیر
لگائی اُسنے بھی سپر پر روکی تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی آخر کار بدیع الملک نے تلوار اپنی دست راست
سے دست چپ مین لیکر انتظار اسکا کیا کہ حریف تیغ لگائے جب اُسنے وار کیا اس بہادر نے باڑھ پر
تیغ کی نظر کر کے مرکب کو آگے بڑھا کے تیغ قریب سر آتے ہی اُسکے بند دست پر ہاتھ کو
ڈالدیا بہرام بھی زور کرنے لگا انجام کار شاہزادۂ موصوف نے کلائی اُسکی مروڑ کر تیغ چھین لیا اور
حلقۂ زنجیر کمر بند مین ہاتھ ڈال کر جھٹکا دیا کہ رکابون سے قدم اُسکے جدا ہوئے پھر نعرۂ اللہ اکبر کرکے زین
فرس سے اُسے اُٹھا کر اپنے سر سے بلند کر کے چرخ دیکر پوچھا اے نابکار حالا در شناختن پروردگار عالم چہ
میگوئی اُس بد انجام نے جواب دیا اگر ہزار جانین ہون تو بھی فدائے خداوند لاجورد شاہ کرون مگر
خدائے نادیدہ کو سجدہ نکرون بدیع الملک نے یہ سنکے اُسے اِس زور سے زمین پر ٹپکا کہ اعضا اُسکے
بالکل شکستہ ہوگئے اور روح اُسکی اس افتادگی سخت کے صدمہ سے تن سے نکل کر جانب سقر روانہ ہوگئی اور
بعضے داستان گویان خوش تقریر نے یون بیان کیا ہے کہ بہرام فیل پیکر کو فاش زین سے اُٹھا کہ شہزادۂ
بدیع الملک نے مانند گیند کے سوے فلک اُچھالا جب وہ سوے زمین آنے لگا ایسی شمشیر لگائی کہ
اُسے چو رنگ کیا غرض جسطرح بہرام فیل پیکر مارا گیا زرد پوشون نے بے اختیار بلند آواز سے اپنے
آقا کی تعریف کی جملہ کفار بہرام کے قتل ہونے سے متحیر ہوئے ملک ترسی دنگ ہوگیا تا دیر اُسکو
سکوت رہا بعد ازان محزون ہوکر جانب دست راست دیکھا فی الفور ایک سردار قوی بازو و جرأت
شعار مسمی افسر کج کلاہ زشت خو رو سیاہ دیو صورت گیو قوت پہلوان زبردست لاجورد پرست
صف لشکر سے مانند فیل مست نکل کر روبروے ملک ترسی لاجورد شاہ آیا اور اجازت میدان نبرد کا
خواستگار ہوا ملک ترسی نے کہا اے بہادر شہرۂ آفاق حریف زبردست ہے دیکھا کہ کسطرح بہرام فیل پیکر
کو ہلاک کیا ہے اُسکے ہلاک ہونے سے میسرہ لشکر ہمارا بے رونق و بے زینت ہوگیا ہے تمھین کیا اجازت
دون ایسا نہو کہ میمنۂ لشکر بھی مانند میسرۂ لشکر کے بے قوت و بے افسر کلان ہو جائے تم رونق لشکر ہو تمھین

اجازت جنگ نہ دینگے ہمارے لشکر مین بہت سے دلاور ہین خصوصاً گرگ تیز دندان اسد نعرہ زن
وغیرہ انہین کوئی جاکر بدیع الملک سے مقابلہ کریگا عوض خون بہرام کا اس جوان زمرد پوش سے لیگا
فرخ نے عرض کیا ای بادشاہ جم جاہ تیرے اقبال سے حریف پر فتحیاب ہونگا گو بہرام قوی بازو تھا مگر
مجھسے بدرجہا قوت و سپہ گری مین کم تھا یقین ہی کہ مین حضور کے اقبال اور خداوند کی تقدیر کہنے سے
سر اس بدخواہ کا تن سے کاٹ کر لاؤنگا ملک ترمی نے خداوند کی طرف دیکھا لاجورد نے سر ہلایا
بادشاہ نے کہا اجازت دیدے ہم تقدیر معقول کرینگے جو مناسب ہوگا دیکھا جائیگا ملک ترمی نے لاجورد
کے کہنے سے مجبور ہو کر اُسے اجازت جنگ دی وہ سلام کر کے خلعت رخصت لیکر مرکب دونکا پہ سوار
ہو کر شیرانہ جانب بدیع الملک چلا جب قریب شاہزادہ موصوف پہونچا مرکب کو روک کر بنظر قہر و غضب
بدیع الملک کو دیکھکر دل مین اب کہنے لگا ای فرخ کج کلاہ تو پہلوان زبردست ہو مرکب تیرا نہایت
تنومند ہی مناسب وقت یہ ہی کہ لگاور باہم زور آزمائی کے حیلہ سے اس جوان کو مثل گرد خاک میدان نبرد
کردے یہ فکر کر کے مرکب اپنا بعد گفتگوے بسیار بڑھا کر سپر فولادی مستحکم ہاتھ مین لیکر برائے زور آزمائی
مرکب کو بڑھایا ادھر شاہزادہ بھی ہوشیار ہوا جسوقت باہم دونون سپرین لڑین سب نے دیکھا کہ تین قدم
مرکب فرخ کج کلاہ پسپا ہوا اور گھوڑا بدیع الملک نوجوان کا اپنی جگہ پر رہا یا استادہ تھا کہ دیکھنے والون
کو ہٹنا اُسکا ثابت ہوا فرخ اپنے مرکب کے پیچھے ہٹنے سے نہایت برہم ہوا پھر گھوڑے کو زانو مین دبا کر
آگے بڑھا کر پکارا ای جوان میری قوت و طاقت مین کمی نہین ہی یہ جانور البتہ پیچھے ہٹ گیا نہین معلوم
کیا سبب ہوا مرکب تمھارا نہین معلوم کس قوم کا ہی پیچھے نہ ہٹا مین نے سنا ہی کہ مرکب طلسمی پسپا نہین ہوتا ہی
یہ گھوڑا طلسمی تو نہین ہی بدیع الملک نے جواب دیا اس تقریر سے کیا فائدہ ہی جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا دیکھنے
والون نے دیکھ لیا اب اس امر مین کچھ تقریر نہ کر کیونکہ یہ میدان جنگ ہی نہ مقام بزم کوئی وار کر فنون جنگ
دکھا ہمارے بھی جوہر شمشیر دیکھ فرخ نے کہا پہلے تم اپنا حوصلہ نکال لو جو ضرب لگاتا ہو لگا لو پھر تو مین بسہولت
تمکو ہلاک کر دونگا شاہزادے نے جواب دیا یہ عادت ہم اہل اسلام کا نہین ہی کہ پہلے حریف پر وار کرین
بلکہ یہ طریقہ مقرر اختیار کیا ہی کہ جب حریف کی ضرب کو روک لین اُسوقت اُسپر وار کرین بس موافق قاعدہ
مقررہ جنگ مین سبقت تو ہی کر جب خدا تیری ضرب سے ہمین بچا لیگا اُسوقت ہم بھی وار کرینگے فرخ نے
یہ سنکے نیزہ اُٹھا کر مرکب کو کاوے پر ڈالکر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سینہ بے کینہ شاہزادہ
موصوف پر مارا شاہزادہ نے بقدرت الٰہی اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنانین
جو لڑین شعلۂ آتش پیدا ہوے دیکھنے والون نے تعریف کی کہ واہ واہ کس عمدگی و چالاکی سے سنان
نیزہ کو نیزہ کی سنان پر روکا بعد روکنے ضرب نیزہ کے بدیع الملک نے بھی اُسکے سینہ کو تاک کر نیزہ
مارا فرخ نے بھی بفن سپہ گری و ہوشیاری اُسی طرح سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا اس مرتبہ بھی
منصفان کامل الفن نے داد دی اسی طرح سے تا دیر باہم لڑائی ہوئی اور نوبت باہم ہاتھ طعن رد و
بدل نیزہ کی پہونچی بدیع الملک نے عین جنگ مین دل مین کہا یہ جوان بہ نسبت بہرام فیل پیکر کے فن نیزہ
بازی مین کامل ہی اور قوت مین بھی اُس سے زیادہ ہی اگر یہ جوان راہ راست پر آتا تو سردار اچھا تھا اگر نہایت
سیاہ قلب ہی دین اسلام قبول نہ کریگا یہ باتین دل مین کرکے فرخ سے کہا ای جوان ہوشیار رہنا اب وہ

بند صاحبقرانی باندھونگا کہ سنان تیرے نیزے سے نکل جائیگی یا نیزہ تیرا ٹوٹ جائیگا اُسنے مسکرا کر جواب دیا ممکن نہین کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکل جائے مین ہوشیار ہون بند صاحبقرانی باندھو دیکھون تو کیونکر نیزہ میرے ہاتھ سے نکالدیتے ہو مین جنگ آزمودہ ہون اور تم ابھی نوجوان تعلیم طلب ہو بدیع الملک اُسکی تقریر سُنکے برہم ہوے اور چاہا کہ اُسکے نسبت بھی کوئی کلمہ پھر اپنی زبان پر جاری کیا جائے لیکن حلم نے کلام بد زبان پر لانے نہ دیا آخر غصہ کو ضبط کیا جب فرخ نے پہلو پر بقوت بازو نیزہ مارا شاہزادہ نے موافق کہنے کے بند صاحبقرانی باندھا ہر چند فرخ نے کد و کوشش کی لیکن کھولنا اُس بند نادر کا دشوار ہوا گھبرا گیا آخر مجبور ہوکر یہ فکر کی کہ سنان نیزہ سے نکل نہ جائے ورنہ سر میدان ذلت ہوگی جب زور باہم کرنے لگے جھٹکے کے صدمہ سے ڈانڈ نیزہ فرخ کی ٹوٹ گئی اہل اسلام خوش ہوے کفار کو رنج ہوا خصوصاً ملک ترسی نے دل مین کہا دیکھیے کیا ہوتا ہی آثار شکست نمود ہین انجام جنگ یہ معلوم ہوتا ہی کہ حریف میرے سردار کا زبردست ہی اسکو بھی مانند بہرام کے تہ تیغ کریگا یہ باتین دل ہی مین کرکے لاجورد شاہ سے کہنے لگا اے خداوند آپنے ملاحظہ فرمایا کہ نیزہ میرے سردار لشکر کا حالت جنگ مین ابھی ٹوٹ گیا ہی یہ نشان گویا مغلوب ہونے کا ہی آپ خداوند ہین اسوقت کوئی تقدیر ایسی کیجیے کہ سردار لشکر میرا کسی طرح اپنے عدو پر غالب ہو میرے دل کو خوشی ہو کیونکہ یہ سردار سپاہ مجکو بہت عزیز ہی میرے لشکر کی زینت ہی لاجورد شاہ نے کہا ہمنے سردست یہی تقدیر کی کہ نیزہ فرخ کج کلاہ کا ہنگام مقابلہ حریف ٹوٹ جائے اور سنان نیزہ فرخ مانند سنان نیزۂ بہرام کے نہ نکلے باعث ذلت کا نہو اب بھی کوئی تقدیر کرینگے جو مناسب ہوگا دیکھا جائیگا ملک ترسی یہ سخن لاجورد شاہ کا سُنکے خاموش ہو رہا ادھر فرخ نے نیزہ شکستہ اپنا ہاتھ سے پھینک کر تیغۂ آبدار و گرانبار نیام سے کھینچکر کہا اے جوان آگاہ ہو **نظم مؤلف**

مری تیغ گویا ہی تیغ قضا	ہزاروں سر اس سے کیے ہین جدا
عدم کی دکھاتی ہی اک دم مین راہ	نہین ملتی اس سے عدو کو پناہ

بدیع الملک نے مسکرا کر جواب دیا اے دلاور نیزہ سر تیز سے تو کچھ بھی نہو سکا اب تیغۂ آبدار سے بھی لڑکر حوصلہ دل کا نکال لے تیری ضرب تیغ سے کیا اندیشہ ہی کہ یہان اپنی سپر سپر حفظ الٰہی ہی اُسنے یہ سخن سُنکے نہایت برہم ہوکے خبردار خبردار کہکے سر پر تیغہ لگایا ادھر شاہزادے نے سپر اُٹھا کر ضرب تیغ بالا سے سپر روکی بعد ردکنے ضرب مذکور کے فرمایا اے دلیر اب تو بھی وار ہماری شمشیر آبدار کا روک اُسنے دلیرانہ کہا اچھا وار کرو اس جری نے تلوار لگائی اُسنے بھی بہادرانہ ضرب شمشیر سپر پر روکی غرض اسی طور سے تا دیر دونون دلیر سرگرم جنگ رہے جوانان ہر دو لشکر بنظر غور جنگ دیکھا کیے اور ہر ضرب پر ہر دلیر کی تعریف کیا کیے خصوصاً ملک ترسی اپنے سردار لشکر کی ضرب شمشیر پر بے اختیار صف لشکر سے بڑھکر بآواز بلند تعریف کرتا تھا اور دل اُسکا بڑھاتا تھا سردار مذکور بھی مالک کی تعریف کرنے سے خوش ہوکر کارنمایان کر رہا تھا دلیرانہ مانند رستم دستان لڑ رہا تھا چونکہ یہ جنگ قابل دید تھی اس سبب سے صلصال بد افعال اور لاجورد شاہ و جملہ کفار دیندار غور سے دیکھ رہے تھے علی الخصوص ملک ترسی بہت غور سے دیکھ رہا تھا اور جب فرخ کج کلاہ وار کرتا تھا اسکو یقین ہوتا تھا کہ اس ضرب تیغ سے میری سپاہ کا سردار اپنے حریف کو دو نیم کریگا اور جسوقت بدیع الملک اُسپر تلوار لگاتے تھے کلیجہ پکڑ لیتا تھا کیونکہ اس سردار کو مانند اپنے فرزند کے عزیز رکھتا تھا راوی کہتا ہی کہ قریب

دو پہر یہ جنگ ہوئی کوئی دلیر کسی کے ہاتھ سے زخمی نہوا البتہ مرکب پسینے مین تر ہو گئے ہر ایک کی قوت مین کمی ہونے لگی مرکب تھک کر بیٹھنے لگے ایسے وقت مین بدیع الملک نے نعرہ اللہ اکبر کر کے اس طرح شمشیر آبدار کا وار کیا کہ فرخ کج کلاہ سمجھا تلوار سر پر آتی ہے اُسنے سپر کو سر کی پناہ کیا تھا ناگاہ تلوار مانند برق جہندہ کے اُسکی کمر پر گری اور مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کر کے گذر گئی سردار مذکور دو ٹکڑے ہوکر مرکب سے بالاے زمین اس طرح گرا گویا ایک پہاڑ دو ٹکڑے ہوکر بالاے خاک گرا اُسکے گرنے سے زمین تھرائی غبار اول تو پہلے ہی سے بلند تھا اب زیادہ بلند ہوا ازمرد پوشون نے از حد خوش ہوکر یکبارگی شور و غوغا بلند کیا کفار کو نہایت رنج ہوا چہرہ ہر ایک کا حیرت و صدمہ سے متغیر و زرد ہو گیا رعب بدیع الملک سے ہر ایک نابکار کانپنے لگا اور ایک کافر دوسرے کافر سے کہنے لگا کہ جب فرخ کج کلاہ کو بدیع الملک نے قتل کیا تو ہم کیا ہین اس جوان سے کوئی جیتنے نہ پائیگا جو لڑنے اس سے جائیگا مارا جائیگا لشکری تو نہایت بیدل ہوکر باہم سخنان یاس کر رہے تھے ملک ترسی اپنے لشکر کو بیدل دیکھکر صدمۂ قتل فرخ سے محزون و بیدل ہوکر لاجورد شاہ سے کہنے لگا اے خداوند اس سردار کے قتل ہونے کا مجھکو رنج زیادہ ہوا آپ نے کوئی تقدیر معقول نہ کی یہانتک تقدیر کرنے مین تامل کیا کہ میرا سردار شجاعت شعار قتل ہو گیا لاجورد شاہ نے جواب دیا ہمنے تقدیر کہے کے پلٹ دی تیرے سردار سپاہ نے اتنی دیر حریف سے لڑکر غرور کیا ہمکو ناگوار ہوا اسی وجہ سے اُسے سزا ے قتل دی بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک کرا ڈالا اگر وہ غرور نہ کرتا تو ہم اُسکے ہاتھ سے بدیع الملک کو قتل کراتے اور یہی تقدیر معقول کی گئی تھی ملک ترسی یہ سُنکے خاموش رہا اور دل مین کہنے لگا اب مین خود جاکر بدیع الملک سے مقابلہ کرون اپنے سرداران لشکر کا عوض لون افسران سپاہ بیدل ہین انکو براے جنگ بھیجنا صلاح وقت نہین ہے یہ باتین دل مین کر کے لاجورد شاہ سے کہنے لگا اب مین بمقابلۂ بدیع الملک جاتا ہون ابھی سے آپ میرے واسطے تقدیر معقول کر دیجیے مین ہرگز غرور نہ کرونگا لاجورد شاہ نے کہا جا ہمنے یہ تقدیر کر دی کہ تو بدیع الملک پر فتحیاب ہوگا ملک ترسی یہ سُنکے خوش ہوا لشکر سے نکلکر ارادہ جانے کا کیا سرداران لشکر مانند گرگ تیز دندان و اسد نعرہ زن وگیو قومی بانو وغیرہ نے ملک ترسی کو روک کر عرض کیا ابھی تو ہم نمک خوار براے جان نثاری موجود ہین ہم جاکر حریف سے مقابلہ کرتے ہین بعد ہمارے حضور کو اختیار ہے ملک ترسی نے جواب دیا تم لائق مقابلہ حریف نہین ہو عدو نہایت زبردست ہے بہرام فیل پیکر و فرخ کج کلاہ ایسے زبردستان روزگار کو وہ ابھی قتل کر چکا ہے تم اُس سے کیا لڑوگے لہذا تم میری جنگ دیکھو ہان جسوقت مجھپر کوئی آفت آتے دیکھنا اُسدم البتہ میری مدد کو پہونچنا اور یہ مین نے احتیاطاً کہا ہے ورنہ خداوند نے تو تقدیر معقول کر دی ہے مین حریف کو جاکر ضرور قتل کرونگا یہ کہکے مرکب کو جولان کیا دلیرانہ سامنے بدیع الملک کے پہونچا گھوڑے کو روک کر کہا اے جوان تو نے ہرچند میرے افسران سپاہ کو قتل کیا ہے لیکن اب بھی اگر خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کرے تو مین تیری خونریزی سے باز آؤن مرتبہ تیرا زیادہ کرون تمامی اپنی سپاہ کا تجھے سردار کرون بہتر یہی ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر جنگ سے باز آ اپنی جوانی پر رحم کر سن شباب مین میرے ہاتھ سے قتل نہو مجھکو مثل میری سرداران سپاہ کے نہ خیال کر مین ملک ترسی ہون

ایسی قوت رکھتا ہون کہ فیلان اور دیوان قوی ہیکل کو ہنگام مقابلہ ومجادلہ ضعیف وناتوان سمجھکر ایک ہاتھ سے کام اُنکا تمام کرسکتا ہون دل شیران ذہمت میرے نعرون سے ہلتے ہین نیزہ میرا جگر کوہ مین گذرتا ہی تیغ آبدار میرا اگر سر کوہ پر پڑے تو دو پارہ کردے مغفر وخود وزرہ وچار آئینہ دشمن کی آگے اسکی کیا حقیقت ہی تیر سہ پہلو ایسے ترکش مین ہین کہ دل دشمن مین گھر کرتے ہین خانۂ دل عدو مین رسائی پیدا کرتے ہین گرز گران میرا وہ گرز ہی کہ سر پہاڑون کے توڑتا ہی سرکشان دہر کی سامنے اُسکی کیا اصلی ہی گران بار اسقدر ہی کہ اگر رستم واسفندیار بھی میرے گرز کو اُٹھانے تو نہ اُٹھ سکتا اور وہ میرے گرز کی ضرب کو نہ روک سکتے ہنگام جنگ ایک ہی ضرب مین پیوند خاک ہو جاتے خداوند لاجورد شاہ نے وہ قوت وطاقت مجھے دی ہی کہ اگر کوہ پر بھی زور کرون تو اُسکو اُسکی جگہ سے ہٹادون مجھسا قوی دنیا مین کوئی نہین ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے شجاعان جہان مجھسے ڈرتے ہین ربع مسکون مین میرے قوت وزور مشہور ہی اکثر شاہان ممالک مجھکو خراج دیتے ہین میرے قہر وغضب سے ڈرتے ہین بس مجھسے لڑنے کا ارادہ نہ کر زندگی سے بیزار نہو مجھسے لڑنا دشوار ہی تو کیا لڑیگا کیونکہ ایک طفل ناتوان ہی ہان اگر حمزۂ صاحبقران یہان ہوتے تو وہ کچھ مجھسے مقابلہ کرتے انجام کار یہ ہوتا کہ مین اُنکو بھی تہ تیغ کرتا ملک ترسی یہ تقریر کرکے خاموش ہوکر جواب کا منتظر ہوا بدیع الملک نے برہم ہوکر جواب دیا اے ملک ترسی آگاہ ہو کہ مین خدا پرست ہون ہرگز ہرگز لاجورد شاہ کو سجدہ نہ کرونگا کیونکہ وہ ایک شیطان مجسم ہی تجکو بھی لازم ہی کہ ایسے گمراہ کنندہ پر لعنت کر اور پرستش اُسکی اختیار کر جو معبود حقیقی ہی موافق لنظم

پرستش کے لائق ہی بس وہ خدا
کہ ہی سب سے نزدیک اور سب سے دور
وہ ہی باعث رفعت آسمان
یہ مصنوع ہین اور صانع اِلٰہ
وہ رزاق ہی ذات رب قدیر
اُسی کے ہی قبضہ مین موت اور حیات
کیا جو ارادہ وہ ہو رہا ہوا
عیان ظلمت شب سے نور سحر
وہی اُسکو بخشا مناسب جو تھا
وہ چاہے جسے دے اُسی تخت وتاج
وہ جبار ہی اور قہار ہی
ہی طالب وہی اور مطلوب ہی
لکھے کل جہان وصف اُسکا اگر
یہ پینا ہی وہ اور سُنتا ہی سب
فقط اپنی قدرت سے پیدا کیا
کہ چلتا ہی دریا صدا سر کے بھل

نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا
وہ قدوس ہی اور سبوح ہی
اُسی سے ہی قائم زمین وزمان
بشر تھا نجس ایک قطرہ مگر
کہ قبل ولادت کیا خلق شیر
بالشک وہی ہی علیم وخبیر
نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
ستارون سے کی زینت آسمان
اُسی کے ہین مملوک شاہ وگدا
وہ قادر بھی ہی اور توانا بھی ہی
وہ غفار ہی اور ستار ہی
وہ ہی مرتفع اُسکا قصر جلال
رہے تا ابد بعد اسے بے خبر
عیان ہی جو یہ صنعت ذوالجلال
نہان جو کہ تھا وہ ہویدا کیا
یکتا تاب ہی عکس حکم اُسکا

وہ یکتا ہی ذات خدائے غفور
خدائے ملک مالک روح ہی
سپید وسیہ روز وشب مہر وماہ
کیا صورت پاک سے جلوہ گر
اُسی کے لیے ہی بہشت ثبات
عیان اُسپہ ہی حال مافی الضمیر
کیا اپنی قدرت سے بہر بشر
بشر سے مزین زمین وزمان
کسی شی کی اُسکو نہین احتیاج
وہ عالم بھی ہی اور دانا بھی ہی
محب ہی وہی اور محبوب ہی
کہ ہی نارسا مرغ وہم وخیال
نہین چشم وگوش اُسکے ای بوالعجب
نہ ہمسر تھا اُسکا نہ کوئی مثال
نہ ہے حکم خلاق دشت وجبل
کرین مہر ومہ قطع اک ذرہ راہ

کھلائے گل جو بے حکم پروردگار
نہین تاب پھر شمع اُسکو جلائے
وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب
وہ چاہے جسے مار کر پھر جلائے
نہ ہے رحمت پاس رب جلیل
مسیحا کا بھی وہ مسیحا ہوا
وہی جان و تن کا نگہدار ہی
وہی سب کا خلاق و معبود ہی
بسر کیا لکھے اور اُسکی صفات

تو ہو شاخ پر بار مانند خار
دکھائے اگر وہ بہم لطف و قہر
وہ چاہے تو ہو آسمان ہر حباب
وہی ہست کرتا ہی نابود کو
ہوئی آگ گلزار بہر خلیل
اُسی کے لیے ہی ہمیشہ بقا
وہی ہر بشر کا مددگار ہی
وہی سب کا مالک وہی سبکا شاہ
کہ ہی وحدہ لاشریک اُسکی ذات

اگر حکم سے اُسکے پروانہ آئے
تو ہو زہر تریاق تریاق زہر
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے
وہی نیست کرتا ہی موجود کو
بنا کشتی نوح کا ناخدا
سوا اُسکے اک دن ہی سب کو فنا
اُسی کی ہی محکوم ہر ایک شئ
وہی سب کا ملجا وہی ہی پناہ
اور جو اسقدر تونے حال اپنی

قوت و شجاعت کا ظاہر کیا ہی سراسر جھوٹ ہی اور تو نہایت جاہل و گمراہ ہی کہ اپنی تعریف آپ کرتا ہی اور لاجورد شاہ کی پرستش کرتا ہی جو مثل تیرے وہ بھی ایک بشر ہی او مغرور اسقدر غرور نہ کر دروغگوئی سے باز آ باتین فضول اور بیہودہ مُنھہ سے نکالنا خوب نہین ہی تو جناب حمزہ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان اور ان سے کیا لڑتا اور اُنکے دشمنون کو قتل کرتا پہلے اُنکے پھولون سے اور فرزندون کے فرزندون سے تو مقابلہ کر لے پھر اُنسے مقابلہ کی تمنا کر اُنکے خادم ایسے قوی و بہادر ہین کہ تجکو اور تیرے تمامی لشکر کو ایک دم مین قتل و تباہ کر دین اور او بد زبان مجبور اس سے ہون کہ طریقہ اور قاعدہ ہم اہل اسلام مین پیشدستی کا نہین ہی ورنہ اس سخت کلامی کی تجھے سزا دیتا زبان تیری تیرے دہن سے کھینچ لیتا ملک ترسی نے جواب دندان شکن پا کر از حد غیظ و غضب مین آ کے نیزہ اُٹھا کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے سینہ شاہزادہ کو تاک کر خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا ادھر اس بہادر نے چالاکی و ہوشیاری سے موافق قاعدہ سنان نیزہ حریف کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا نوکین انیون کی لڑین اور رگڑنے سے شعلۂ سنان کے چنگاریان پیدا ہوئین گویا دو اژدہون کے دہن سے شعلے پیدا ہوے بعد روکنے ضرب نیزہ کے بدیع الملک نے بھی اُسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ لگایا اُسنے بھی لیکن سپہ گری اُسی طرح ضرب نیزہ کو روکا اسی طور سے نوبت انشی طعن نیزہ کی پہونچی باہم خوب جنگ ہوئی اسکی سنان نیزہ کو اس بہادر نے روکا اور اس دلاور کی ضرب نیزہ سپر کو اُسنے بجد و کد روکا کوئی کسی پر غالب نہوا بعد انشی طعن نیزہ کے شاہزادۂ موصوف نے کہا اے ملک ترسی اس مرتبہ نیزہ تیرے ہاتھہ سے نکل جائیگا خبردار رہنا اُسنے جواب دیا میرے ہاتھہ سے نیزہ کا نکال لینا امر محال ہی شاہزادے نے جواب دیا خیر تیرے نزدیک ناممکن ہی اور میرے نزدیک نیزہ نکال لینا آسان ہی بعد اس گفتگو کے جب حریف مذکور نے وار کیا بدیع الملک نے ایسا ایک بند در بار بڑھا جسکو ملک ترسی کھول نہ سکا آخر کشاکش و زور لگان سے سنان نیزہ ملک ترسی سے یون نکل کر دور جا کر گری جیسے تیر شہاب بلندی سے سوے زمین آتا ہی اہل اسلام سنان نیزہ دشمن نکلنے سے بہت خوش ہوے جملہ زمرد پوش شاہزادۂ ذیجاہ کے ثناخوان ہوے کفار کو رنج ہوا حاکم شفق کو وہ سنان نیزہ نکل جانے سے ایسا منفعل ہوا کہ ہمہ تن عرق انفعال مین تر ہو گیا یا دریاے خجالت مین ایک نیزہ غرق ہو گیا تا دیر متحیر رہا سر نہ اُٹھایا بعدہ برہم ہو کر کہا او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ

میرے ہاتھ سے نیزہ کی سنان نکال دی اب مین تیرے کاسۂ سر سے مغز کو نکالتا ہون اگر بہادر ہو اور جان بچانا
منظور رہو تو اِس ضرب کو روک ورنہ اِس ضرب کو طمانچہ اجل کا تصور کر یہ کہکے ڈانڈ نیزے کی فرق پر شاہزادے
کے لگائی اِدھر بدیع الملک نے بعجلت تمام ڈانڈ کو ڈانڈ پر نیزے کی یون روکا کہ ڈانڈ نیزہ ملک
ترسی کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے یہ حال ڈانڈ کا مشاہدہ کرکے خفیف ہوکر بلکہ سردست ایک قسم کی شکست
پاکر سر میدان جنگ ذلیل ہوکر شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے بروے زمین پھینک کے اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ
ڈال کے تلوار علم کرکے کہنے لگا کہ اے بدیع الملک نیزہ بازی کچھ نہین لڑائی تلوار کی خوب ہی کیونکہ تلوار بیچ
مین دو دلیران جنگ کے جو پڑتی ہے ایک دم مین فیصلہ کر دیتی ہے لہذا اِس شمشیر آبدار سے اب لڑونگا شہزادہ
بدیع الملک نے منظور کرکے خود ہی شمشیر برق مثال کو یون نیام سے نکالا کہ جیسے آرزو کوئی اپنے دل
سے نکالتا ہے جب شمشیر کھینچ چکا حاکم شفق کوہ نے مرکب کو بڑھا کر تلوار سر پر لگائی اور شاہزادے نے
سپر پر تلوار کو روکا بعد اسکے خود وار تلوار کا کیا اُسنے بھی ضرب شمشیر سپر پر روکی اسی طرح تا دیر دونون
مصروف جنگ رہے انجام کار یہ ہوا کہ شاہزادۂ نامدار نے مرکب کو جانب دست راست حریف بڑھا
کے نعرہ کرکے تلوار اُسکی سر پر لگائی ملک ترسی نے گھبرا کر سپر اُٹھا کر چاہا کہ ضرب شمشیر بالاے سپر
روکون لیکن تلوار بدیع الملک کی جو مانند برق جہندہ کے اُسکے سر پر آئی سپر کو کاٹ کر ہنوز سر دشمن
تک نہ پہونچی تھی کہ ملک ترسی خوف جان سے زین فرس سے مرکب کی پیٹھ سے سرک گیا تلوار گردن
پر گھوڑے کی پڑی وہ دو ٹکڑے ہوکر خاک پر گرنے لگا اُسوقت ملک ترسی فی الفور مرکب مقتول
کی پشت سے کود کر بالاے زمین آیا اور حالت غضب مین اِرادہ کیا کہ بدیع الملک کے مرکب کو پی کرون
ابھی اُسنے تلوار پاے فرس بدیع الملک پر نہ لگائی تھی کہ شاہزادہ بھی گھوڑے سے کود کر بالاے
زمین آیا حاکم شفق کوہ نے برہم ہوکر ہاتھ اپنا حلقۂ زنجیر کمر شاہزادۂ ذیجاہ مین ڈالدیا اور چاہا کہ لنگر
توڑ کر اِس جوان کو زمین سے بلند کرکے خاک پر اِس طرح پٹکون کہ استخوان سرمہ سا ہوجائین بدیع الملک
نے بھی اُسی حالت مین اُسکی گردن مین ہاتھ ڈال کے زور کرنا شروع کیا افسران ہر دو سپاہ واسطے کشتی
دیکھنے کے قریب آگئے لاجورد شاہ اور صلصال بھی قریب آئے بارگاہ برپا کراکے کرسیون پر بارگاہ
مین بیٹھے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے اِسی طرح جوانان ہر دو لشکر مرکبون سے اُتر کر سطح زمین پر زین پوش
بچھا کر بیٹھے سرداران سپاہ خیام مین کرسیون پر بیٹھکر پردے خیمون کے اُٹھوا کر دیکھنے لگے کہ ہر دو دلیر
مانند شیر غضبناک کشتی لڑ رہے تھے دامن قبا گردانے تھے آلات حرب و ضرب مانند شمشیر و سپر و تیر و
کمان جسم سے جدا کر ڈالے اِس طرح باہم لڑ رہے تھے کہ دو فیل مست یا دو شیر غضبناک باہم کشتی لڑتے
اور زور آزمائی کر رہے ہین زمین زور آوری دلیران سے ایسی بیتاب و دردمند تھی کہ تاب تحمل بار
دلیران نہ لاکر پانون کے نیچے سے سرکی جاتی تھی غبار خوف پائمالی بہادران مذکور سے زمین پر پناہ نہ
دیکھکر سوے فلک گریزان تھا زمین باربار دھمک سے پاے پہلوانان مندرجۂ بالا کے دہلتی تھی برابر
کشتی ہورہی تھی کوئی دلیر کسی پیچ مین سبقت نہین لیجاتا تھا اگر ملک ترسی بقوت بازو چند قدم شاہزادہ
کو دبا کر اور ریل کے پیچھے ہٹا دیتا ہے تو شاہزادہ بھی اُسے اُتنے ہی قدم پسپا کر دیتا ہے سعی و کوشش بخوبی تمام
دونون جانب سے ہورہی ہے توڑ ہر پیچ کے دونون دلیر کر رہے ہین یہ کشتی ایسی ہورہی تھی کہ ہر ایک کشتی گیر

کو دیکھنے سے لطف حاصل ہوتا تھا جب کوئی دونون مین سے کوئی پینچ کرتا تھا ماہران فن کشتی کہتے تھے کہ واہ
واہ اس جگہ یہ پینچ خوب کیا اور جب دوسرا اپنے حریف کے پینچ کا توڑ کرتا تھا اُسوقت بھی وہی لوگ باواز
بلند یہ تعریف اُسکی کرتے تھے کہ اس پینچ کا بیشک یہی توڑ تھا اِس جوان نے کس حسن سے یہ توڑ کیا ہو ورنہ
پینچ سے بچنا محال تھا ضرور ہی گر جاتا پشت زمین آشنا ہو جاتی یا کھوا خاک سے بھر جاتا کشتی ہو جاتی حال غالب
و مغلوب کا ظاہر ہو جاتا لیکن یہ کسی اچھے اُستاد کا بتایا ہوا ہو داؤن خوب کرتا ہو نکل بیٹھ بھی اچھی جانتا ہو
بیٹھکون سے اِسکی رانین بھی خوب ہی تیار ہین ٹانگ اچھی کرتا ہو ڈنڑون سے سینہ تیار ہو شانہ و بازو
بھرے بھرے ہین معلوم ہوتا ہو کہ لنگوٹ بند ہو اگر چھوٹ کرتا تو اِسقدر تیار نہ ہوتا گردن پر گوشت ہو کر
شانون کی فربہی سے نہ ملجاتی مچھلیان رانون اور بازوؤن کی نہ بھری ہوتین ابتک ضرور دم آجاتا مثل بھینسے
کے ہانپنے لگتا پیٹ مین سانس اچھی طرح نہ سماتی پسینہ بہنے لگتا ہنڈا اِسقدر گرماتا ابھی تک کس عمدگی سے
تھم تھم کر لڑ رہا ہے کیا بیخوف ہو کر تڑ پڑ داؤن پینچ کرتا ہو اپنے جوڑ کو فرصت داؤن کرنے کی نہین
دیتا ہو اُسکو بچنا ہی اُسکے داؤن سے مشکل ہو وہ لوگ جو فن کشتی سے چندان آگاہ نہ تھے اُنکو جواب دیتے
تھے کہ ملک ترسی کیا اس جوان سے کچھ کم ہو جوڑ کانٹے کی تلی ہوئی ہو کوئی انمین سے اونیس بیس
نہین ہو اِسنے بھی خوب محنت کی ہو اکھاڑے مین دو دو پہر اپنے پٹھون سے لڑتا ہو اُنکو زور کراتا ہو جب
اُنکے دم آجاتے ہین اُسوقت یہ اکھاڑے سے باہر آتا ہو مہینون بلکہ برسون یہی حال اِسکا دیکھا ہو کبھی اِسنے
محنت اور زور کرنا ترک نہین کیا ہو ہمیشہ واسطے دم بڑھانے کے کوسون دوڑ لگاتا ہو پشتارہ ایک کا
کہ دس من سے زیادہ وزن مین ہوگا دوش پر دوڑنے مین رکھتا ہو کلام انصاف یہ ہو کہ اِسکی بھی محنت
بہی ہوئی ہو کچھ لڑتا ہو انہین ہو حاکم کوہ شفق کہ غذائے نفیس و لطیف شب و روز کئی مرتبہ بکثرت کھاتا ہو
فواکہات سے بھی مانند انار ولایتی اور انگور و بادام وغیرہ سے مُنھ نہین پھیرتا ہو سب ہفتہ دیکھا ہو اِتنے
معروف اکل و شرب ہی پایا ہو بیشتر یہ کباب آہو کے کھاتا ہو گوشت سے کبھی کارہ نہین ہوتا کئی آہو
ہر روز شکاری لاتے ہین یہ گوشت اُسکا نمبر شت کیا ہوا شب و روز مین بخوبی کھا کر ہضم کرتا ہو جب ہی
تو اِس جوان زمرد پوش سے دلیرانہ لڑ رہا ہو کچھ ہراس نہین ہو ایسے پینچ اور توڑ کرتا ہو کہ دل کو لطف
بیحد ملتا ہو اور ایسے جوان قوی بازو سے لڑتا ہو جسنے بہرام فیل پیکر اور فرخ کج کلاہ ایسے نامی و نامور
اور قوی دلاور سرداروں کو بہت جلد قتل کیا ہو ہمارے نزدیک کمال کرتا ہو بلکہ کار رستمانہ کر رہا ہو
اپنے حریف کو تھکا رہا ہو گھات کر رہا ہمین یقین ہو کہ پہر چار گھڑی مین اپنے حریف پر غالب آئیگا اسکو
اُسکا اُکھیڑ لیگا اور اُٹھا کر زمین پر پٹکے گا اور سینہ پر سوار ہو کر خنجر کمر سے کھینچ کر سر کاٹ لیگا ابھی حریف
اِسکا تھکا نہین ہو اِسوجہ سے یہ اِسکو چت نہین کرتا ہو وقت کا منتظر ہو دیکھنا جب قابو پائیگا اِس جوان
زمرد پوش کو یون چت کر لیگا کہ زمرد پوشون کے چہرے کثرت رنج سے زرد ہو جائینگے تم اِسوقت اِس
جوان زمرد پوش کی بہت تعریف کرتے ہو اُسدم متحیر ہو جاؤ گے ساری پہلوانی اور کشتی لڑنا اور توڑ
اور داؤن کا جاننا بھول جاؤ گے بھلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ ملک ترسی کیا برا لڑ رہا ہو جو یہ کہتے ہو کہ
جوان زمرد پوش سے اِسکو اپنے تئین بچانا مشکل ہو پہلے تو ہم سمجھتے تھے کہ تم بھی کچھ جانتے ہو تمھارے شاگرد
فن کشتی مین چند لڑکے ہین مگر ایسے کلمات بیوقوفی و نادانی کے کہتے ہو جس سے یہ ثابت ہوا کہ تم کچھ بھی

نہین جانتے ہو خالی از کمال ہو اسی نادانی پر اُستادی کا دعویٰ کیا ہی اُستاد اپنے کو مشہور کرایا ہی لڑکون کو لڑا
کے اُستاد بنگئے ہو کاملون مین محسوب ہوا چاہتے ہو نادان ہو کر عاقل بنتے ہو ذرہ خاک ہو کر آفتاب عالمتاب
اپنے تئین بنایا ہی لڑکون سے کہتے ہو ہمین اُستاد کہا کرو نام لیکر ہمین نہ پکارا کرو واہ اچھی اُستادی کیتے ہو
دنیا مین اپنی ناموری چاہتے ہو اپنی آبرو و عزت خود بڑھاتے ہو تمھین ذرا بھی شرم نہین آتی ہی بڑے بڑے ہوکر
ایسی باتین کرتے ہو کچھ کسی کا خیال نہین جو چاہتے ہو جہالت سے منھ سے نکال لیتے ہو دیکھو بڑ الکہتے ہو تو کسی
روز تمھین درست کر دیگا ساری اُستادی بھول جاؤ گے اگر خیریت دار ہو تو اب ایسی تقریر کبھی اکھاڑے
پر کسی کے سامنے نہ کرنا ورنہ وہ اکھاڑے مین ہی تمکو رگڑ ڈالیگا یہ ہاتھ پاؤن تمھارے مانند [illegible]
کے توڑ ڈالیگا اپاہج ہو جاؤ گے اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو گے ہمنے نادانون اور جاہلون کو بہت دیکھا ہی مگر
مثل تمھارے کوئی نادان و جاہل نظر سے نہین گذرا کیونکہ اول تو تم اپنے کو بڑا جانتے ہو انسان ہو لیکن
جانور سے بدتر آنکھین رکھتے ہو مگر اندھون سے سوا بے بصر گو کچھ خواندہ ہو لیکن سراسر جاہل ہر چند ہشیار
ہو مگر بدتر از غافل ضعیف ہو کہ باتین نادانون کی سی کرتی ہو ابتک تمپر کچھ نہین ملک ترسی کو اس جوان
زمرد پوش سے داؤن اور زور مین کم جانتے ہو دوسرے یہ کہ اسقدر بیوقوف ہو کہ تمسا شاید کوئی ہوگا
کیونکہ جس بادشاہ کی عملداری مین رہتے ہو اور جس حاکم کی رعیت مین داخل ہو جسکا تمنے نمک کھایا ہی
جس شہنشاہ سے زر و جواہر اکثر انعام مین پایا ہی جو تمھارا خداوند نعمت ہی اُسی کی شان مین ایسے کلمات
توہین زبان پر لاتے ہو ملک ترسی ہمارا اور تمھارا بادشاہ محسن ہی اُنکے دامن دولت مین براحت و
آرام بسر کرتے ہین فوج مین نوکر ہین تنخواہ ماہ بماہ پاتے ہین نمک اُسکا کھاتے ہین اُسی کی خدمت سے
ہماری اور تمھاری عزت و آبرو ہی پس ایسے مالک و آقا و محسن کو مجمع عام مین ذلیل کرتے ہو اُسکے دشمن کی ثنا کرتے
ہو اے برادر عقلمندی و دانائی یہ ہی کہ انسان کبھی جادۂ خردمندی سے قدم علحدہ نہ رکھے جو مناسب وقت
ہو ویسی بات کرے اپنی عزت و جان و آبرو کا خیال رکھے ڈرتا رہے کہ کہین جان اور آبرو ضائع و برباد
نہو جائے بقول مصرعہ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد اپنا ہم وطن یا عزیز یا مالک کیسا ہی بد ہو
عاقل اُسے برا نہین کہتے ہین حتے الامکان اُسے اچھا ہی کہتے ہین تم ایسے بیوقوف ہو کہ اپنے ولی نعمت
اور ہم مذہب و ہم ملت کو بوجہ حسن جھوٹھ غیر سے برا جانتے ہو اور غیر بھی وہ غیر کہ غیر مذہب اور دشمن
جان و ایمان تمھارا اور تمھارے بادشاہ کا ہی بلکہ ہم سب ساکنان کوہ شفق کا دشمن ہی یہ جوان زمرد پوش اگر
اِسوقت ہمارے آقا و مالک سے فن کشتی زیادہ جانتا ہوتا یا قوت مین سوا ہوتا تو بھی بخیال نمک خواری
اور پاس دین کے ہمکو یہی چاہیے تھا کہ ملک ترسی کو اس جوان کشتی گیر سے اچھا جانتے اور دعا کرتے
کہ ہمارا مالک دشمن پر فتح پائے تم برعکس اسکے کہہ رہے ہو اور سراسر جھوٹ کہتے ہو کیونکہ ابھی تک برابر
کشتی ہو رہی ہی کوئی ذرا بھی دونون مین غالب و مغلوب پایا نہین جاتا ہی اگر ہم تمھارے نزدیک اچھا
سخن پروری کرتے ہین تو اورون سے پوچھو دیکھو وہ کیا کہتے ہین تمکو قائل کرتے ہین یا ہمکو جھوٹا کہتے ہین
ماہران فن کشتی مذکوران لوگون کی تقریر طولانی سنکے نہایت برہم ہو کے کہنے لگے کہ تمھین فن کشتی مین کیا دخل
اچھا او ریچھ لڑنا تم کیا جانو ہم اُستاد اس فن کے خوب جانتے ہین اور کلمۂ حق زبان پر جاری کرتے ہین خیال
اپنے مالک اور ہم مذہب ہونے کا اور خطر عتاب بادشاہ کا کچھ نہین کرتے ہین جھوٹ بولنا اچھا نہین جانتے

ہین اور تمکو جھوٹا اور بے ایمان اور نادان جانتے ہین کیونکہ تم سخن ناحق زبان پر جاری کرتے ہو محض یہ خیال نگواری
بادشاہ کوہ شفق جھوٹ بولتے ہو ہم اب بھی یہی کہتے ہین کہ یہ جوان زمرد پوش فن کشتی مین کامل ہو اور بادشاہ
ہمارا فن کشتی مین ناقص ہو اور قوت مین بھی اس جوان سے کم ہو ذرا غور سے دیکھو حال کھل جائے وہ لوگ
اُنکی گفتگو سُنکے آمادۂ جنگ ہوے تلوارون کے قبضون پہ ہاتھ ڈال کر اُٹھ کھڑے ہوے چاہا تھا کہ تلوارین
علم کرکے اِن ماہران کشتی کو ہلاک کرین کہ ناگاہ افسران سپاہ نے اُٹھکر کہا تم سب باہم کیون لڑتے ہو گروہ
ماہران فن کشتی نے پہلے اپنی تقریر سے آگاہ کیا پھر اُن لوگون سے پوچھا اُنھون نے اپنا مطلب اظہار کیا
اور لڑنا بیان کیا سرداران سپاہ نے کہا تم دونون گروہ آپس مین نہ لڑو جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا دونون
مین کوئی غالب ہوگا کوئی مغلوب ہوگا اِسوقت دو شخص کشتی لڑ رہے ہین شور و غل نکرو بیٹھ جاؤ کشتی دیکھو
جب افسران سپاہ نے یہ کہا ماہران فن کشتی اور وہ لوگ کہ جو چند ان فن کشتی سے آگاہ نہ تھے اپنی اپنی جگہ
پر خاموش بیٹھکر کشتی دیکھنے لگے منصف دونون دلیران مذکور کو ہر ایک بند اور توڑ پر داد دینے لگے راوی
بیان کرتا ہو کہ دو پہر باہم خوب کشتی ہوئی ہر چند کوئی غالب اور کوئی مغلوب نہوا لیکن اسقدر ضرور ہوا
کہ قوت بدیع الملک کی دو پہر لڑنے پر بھی بدستور اول رہی ذرا بھی پسینہ نہ آیا جسم بھی نہ گرمایا اور ملک
ترسی اِسقدر لڑنے سے کچھ تھک کر ہانپنے لگا پسینہ مین تر ہونے لگا قوت گھٹنے لگی تھی ضعف بڑھنے لگا
تھا یکایک کشتی لڑتے لڑتے وہ زمانہ آیا کہ آفتاب عالمتاب سیر اس کشتی کی دیکھکر سوے مغرب جا کر بخوف
دلیران کشتی گیر بذکوہ پوشیدہ ہوا اور شاہ انجم سپاہ مع فوج کواکب براے دید کشتی دلیران بالاے فلک برآمد
ہوا یعنی آفتاب نہان ہوا دن گذرا شام ہوئی ماہ انور مع ستارون کے آسمان کے اوپر ظاہر ہوا ملک ترسی
نے بدیع الملک کو روک کر کہا ہان ای جوان شاباش تو مجھ ایسے قوی سے خوب لڑا مجھے یہ امید نہ تھی کہ
تو اِسقدر دم رکھتا ہو اب کشتی موقوف کر کیونکہ زمانہ شب کا ہو رات واسطے آرام و راحت کے ہو اور دن
واسطے محنت و مشقت کے شب کو استراحت و آرام سے بسر کر صبح کو میدان جنگ مین آنا مجھ سے کشتی لڑنا
بدیع الملک نے جواب دیا ای ملک ترسی ہم اہل اِسلام کا یہ قاعدہ ہو کہ بغیر حریف کو زیر کیے کشتی
موقوف نہین کرتے ہین اگر تاریکی شب کا خیال ہو تو شاہون کے نزدیک کثرت روشنی سے شب تار کو
برابر روز روشن کر دینا کچھ مشکل نہین ہو حاکم کوہ شفق نے کہا مجھے تمھارے قاعدے سے غرض نہین
مجھے اپنی راحت سے کام ہو مجکو اپنے قاعدہ کا پابند نہ کرین ہمیشہ سے اپنی خوشی خاطر کا پابند ہون اِسوقت
تو کبھی نہ لڑونگا یہ کہکر بدیع الملک سے علیحدہ ہو کر مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین گیا اِدھر بدیع الملک
اُسکے دل ہارنے اور چلے جانے پر مسکرائے اور اِسکو بھی ایک قسم فتح جانکے خرم و خندان داخل لشکر ہوے
اہل اِسلام اِس فتح سے خوش ہوے کوس شادمانی بجائے ہنوز لشکر اہل اِسلام مین صدا نقارۂ خوشی کی
بلند تھی کہ ملک ترسی ہمراہ لاجورد شاہ اور صلصال اور جملہ اپنی سپاہ کے میدان جنگ سے جانب
قیام گاہ سپاہ روانہ ہوا اِس طرف بدیع الملک بھی بفتح و فیروزی اپنے لشکر گاہ کی طرف مع اپنی فوج
ظفر موج کے روانہ ہوے اور راہ طے کرکے داخل بارگاہ ہوے جوانان زمرد پوش بھی سلاح جنگ
تنون سے دور کرکے خیام مین راحت پذیر ہوے اِدھر ملک ترسی اپنے قیام گاہ سپاہ پر پہونچکر بارگاہ
مین داخل ہوکے بالاے تخت بیٹھا سرداران سپاہ و امرا و وزرا اہل دربار بھی دربار مین آئے جب دربار

آراستہ ہوا ملک ترسی نے ساقیان خوبرو سے کشتی مے طلب کی ساقی فی الفور حکم بجالائے ملک ترسی کو جام
پر جام مے ناب کے دینے لگے وہ شراب پینے لگا جب خوب شراب پی چکا اشارہ کیا اب اہل دربار کو
شراب پلاؤ ساقی حسب الحکم اہل دربار کو جام مے ناب سے بھر کر دینے لگے وہ نابکار بھی شراب پینے لگے جسوقت
ساقیان گلرخسار جملہ اہل دربار کو شراب پلاچکے کشتیان شراب کی اُٹھا کے دربار سے چلے گئے اِدھر اہل دربار
اور ملک ترسی کو نشہ شراب ناب کا ہوا دماغ ہر ایک کا بادۂ تند سے گرم ہوا اُسوقت گرگ تیز دندان
اور اسد نعرہ زن اور شاپور کوہ پیکر و گیو اژدہا صورت وغیرہ سرداران سپاہ نے باہم مشورہ کیا
کہ اِسوقت بادشاہ سے حال نبرد بدیع الملک دریافت کرنا چاہیے یہ مشورہ کرکے شاپور کوہ پیکر
نے اپنے دنگل سے اُٹھ کے دست بستہ ملک ترسی سے پوچھا اے بادشاہ فلک بارگاہ یہ جان نثار امیدوار
ہے کہ اِسوقت حضور کچھ حال قوت بدیع الملک بیان فرمائیں شاہ مذکور نے چہار جانب دربار میں دیکھکر
دربار کو خداوندان اور مصاحبان اور اغیار سے خالی پا کر کہا اے شاپور کوہ پیکر ہر چند کہ ظاہر کرنا اس حال کا اچھا
نہین ہے مگر اپنے خیرخواہون سے نہ چھپاؤنگا صاف صاف کہدونگا مین بدیع الملک کو ایسا قوی و کامل الفن
نہ جانتا تھا ہنگام مقابلہ اُسکی قوت بازو عجب ظاہر ہوئی مین ہی ایسا تھا کہ اُسکے ہاتھ سے جانبر ہوا شام
ہونے کا بہانہ کرکے چلا آیا اگر میرے مقام پر اور کوئی دلیر اُس سے لڑتا تو وہ کبھی جانبر نہوتا اب مجکو یہ فکر
ہے کہ کیا کرون طبل جنگ بجوا کر پھر مقابلہ کرون یا قلعہ بند ہون حریف نہایت زبردست ہے لڑنا اُس سے
کچھ آسان نہین ہے نہایت مشکل ہے خوف جان ہے مین تشریف آوری خداوند لاجورد شاہ سے مبتلائے
فکر ہوگیا کیا جانتا تھا کہ خداوند کو وہ شفق پر بلا کر اِسی بلا مین مبتلا ہونگا خداوند تقدیر معقول نہین کرتے
ہین نہین معلوم کیا مصلحت ہے بہرام فیل پیکر اور فرخ کج کلاہ افسران سپاہ قتل ہوگئے خداوند نے
مدد نہ کی مین بدیع الملک سے لڑا فتحیاب نہوا گو خداوند نے تقدیر کی مگر در مقصد ہاتھ نہ آیا نہین معلوم
کیا سبب ہوا یہ کہا آبدیدہ ہوا عالم نشہ شراب مین رونے لگا شاپور کوہ پیکر نے عرض کیا اے بادشاہ
عالیجاہ گو حریف زبردست ہے مقابلہ ہے دو سردار قتل ہوچکے ہین خداوند لاجورد شاہ کسی مصلحت سے
تقدیر حسب دلخواہ نہین کرتے ہین حضور کچھ فکر و تردد نہ کرین مطلق رنج و ملال کو دل عشرت منزل مین
جگہ نہ دین ہرگز قلعہ بند نہون کہ باعث ذلت و بزدلی کا ہے ہم سرفروش برائے جان نثاری موجود ہین
آج کی شب اِس نمکخوار کے نام طبل جنگ بجوائیے صبح کو میری جنگ میدان مین ملاحظہ فرمائیے عجب نہین
کہ حضور کے اقبال سے بدیع الملک پر فتحیاب ہون سر عدو تیغ سر تیز سے کاٹ لاؤن حق نمک خواری
ادا کرون سرکار والا تبار سے خلعت و انعام پاؤن سامنے بہادرون کے سرخرو ہون دنیا مین قاتل
بدیع الملک مشہور ہون اور اگر ہاتھ سے عدوے مذکور کے قتل ہوجاؤنگا تو بھی دنیا سے سوے عدم سرخرو
جاؤنگا اہل دنیا مجکو خیرخواہ و نمک حلال کہین گے ملک ترسی نے اُسکے نام پر طبل جنگ بجوانے مین تامل کیا
وزرا امرا و دیگر افسران سپاہ نے متفق الراے ہوکر عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ شاپور کوہ پیکر
سردار لشکر حضور ہے زبردستان روزگار سے ہے بڑے بڑے بہادرون سے لڑا ہے جنگ آزمودہ ہے اطراف
و جوانب مین مثل و نظیر اِسکا کوئی دلیر نہین ہے اگر ہمسر اِس بہادر کے ہین تو حضور ہی کے ملازم ہین مانند
گرگ تیز دندان و اسد نعرہ زن و گیو اژدہا صورت کے سوائے اِن تین دلاورون کے

اور کوئی اُسکا ہمتا نظر نہین آتا ہی اسکی دلاوری مین کچھ شک نہین ہی برسون سے یہ نمک خوار ہی آج ورپیش ایک کار سرکار ہی ہمین امید ہی کہ یہ دلیر اس مہم کو سر کریگا بدیع الملک پر فتحیاب ہوگا لہذا اسکے نام پر طبل جنگ بجوانے کچھ اندیشہ نہ کیجیے ملک ترہسی نے جواب دیا التماس تمھاری قبول ہی بالفعل طبل جنگ نہ بجواؤنگا کاہنون اور منجمون سے ستارے اور دن دریافت کرکے طبل جنگ بجواؤنگا بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ یہ دن مجھپر سخت ہین یہ کہکے کاہن اور منجم طلب کیے جب وہ حاضر ہوے حاکم کوہ شفق نے پوچھا تم لوگ اپنے قاعدہ علم کے ذریعہ سے بتاؤ کہ ہین بدیع الملک پر کب فتحیاب ہونگا یا نہونگا فی زمانہ طبل جنگ بجواکر اُس سے مقابلہ کرنا اچھا ہی یا نہین اُنھون نے سوال بادشاہ کو سُنکے بعد فکر بسیار اپنے علم کے ذریعہ سے یہ حال دریافت کرکے عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک پناہ یہ دن تو حضور پر کچھ ایسے سخت نہین ہین کیونکہ سرکار دولتمدار کی زندگی معلوم ہوتی ہی صاف اس سے ثابت ہوتا ہی کہ بالفعل جان کی خیر ہے آئندہ کے باب مین ابھی دیکھا نہین طبل جنگ بجوانا اور بدیع الملک سے لڑنا اچھا ہی نہ بُرا ہی فی الحال کشت و خون زیادہ ہوگا اور ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ حضور کو بہت خوشی ہوگی کیا عجب ہی کہ کچھ اہل اسلام کو گرفتار کیجیے یا قتل کیجیے اور دل خوش ہو یا اور کوئی سبب خوشی کا ہو اس علم کو ہمارے لکھ لیجیے یہ کہکے خاموش ہوے حاکم شفق کوہ نے علی قدر مراتب اُنکو انعام دیکر رخصت کیا بعدہ دربار برخاست ہوا

داستان مقابلہ کرنا شاپور کوہ پیکر و گیو اژدہا صورت و بہرام قوی بازو و فرزند ملک ترہسی کا بدیع الملک نوجوان سے مع حالات دیگر متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اب ہو شراب تند کا دور
گل مضمون یہان لٹاؤن مین
خوب گھمسان کی لڑائی ہو

دوسری جنگ کا فونسے ہر اور
گرم بازار پھر فنا کا ہو
دیکھین کس سمت کی صفائی ہو

پھول سی کر شراب پاؤن مین
جان کا کافرون کی سودا ہو

محرران اخبار جدال و راقمان حال گرفتاری و ملال اس طرح درج کرتے ہین کہ جب ملک ترہسی بدیع الملک سے کشتی لڑکر وقت شام کشتی موقوف کرکے اپنے لشکر مین چلا آیا تھا اور شاپور کوہ پیکر نے اُسے ملول دیکھکر اپنے نام پر طبل جنگ بجوانے کو کہا تھا حاکم کوہ شفق نے تامل کرکے منجمون اور کاہنون سے نسبت جنگ و جدال پوچھا تھا اور اُنھون نے موافق اپنے علم نجوم اور کہانت کے قاعدہ سے حکم لگایا تھا اُس روز سے کئی روز تک جنگ موقوف رہی ایک روز شاپور کوہ پیکر نے پھر عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک پناہ حضور بمقابلہ لشکر اسلام مع لشکر کب تک قیام پذیر رہیے گا اور طبل جنگ نہ بجوائیے گا اہل اسلام نہین معلوم دل مین کیا کہین گے ملک ترہسی نے کچھ سوچ کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بنام شاپور کوہ پیکر طبل جنگ بجایا جائے بمجرد حکم ملازمون نے طبل جنگ بجایا ہرکارے لشکر اسلام کے خدمت عالی منزلت شیر صولت نیک خصلت نور دیدۂ مومنان بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان مین حاضر ہوے اور شرائط فدویت و مراسم عبودیت بجالاکر بعد ادائے ثنا و دعا کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اسوقت ملک ترہسی روسیاہ نے بنام شاپور کوہ پیکر کہ اُسکا ایک سردار لشکر نہایت زبردست و دلاور ہی بجوایا ہی اور سردار مذکور نے حاکم کوہ شفق سے کہہ رکھا ہی کہ اپنے نام پر بامید فتحیابی خود طبل جنگ بجوایا ہی کہ ضروری دشمنان حضور کو تہ تیغ کرونگا پس وہ نابکار یہ روز شب گذار کر صبح کو میدان مین آکر آتش جنگ کو

مشتعل کریگا باقی خیریت ہی بدیع الملک نے یہ خبر ہرکاران سے سُنکے اُنسے فرمایا کہ اِدھر ہمارے لشکر مین
بھی طبل جنگ و نقارۂ رزمی پر چوب لگائی جائے حق تعالی معین و مددگار ہی اگرچہ دشمن بتدل تمھارے
شجاعت شعار و خونخوار ہی ہرکاروں نے حسب الحکم اُسی وقت بارگاہ سے باہر نکلکر بازمون سے کہا اُنھون
نے نقارۂ رزمی بجایا جب دونون لشکرون مین طبل و نقارۂ رزمی بجائے گئے اور صدا اُنکی بلند ہوئی جوانان
ہر دو لشکر آگاہ ہوئے کہ لڑائی ہوگی بس ہر ایک جوان درستی آلات حرب و ضرب اُسی وقت سے
کرنے لگا اہل اسلام بخوشی و خورمی سامان جنگ مین مصروف ہوئے باہم کہنے لگے کہ جب سے اِس
سرزمین پر آئے ہین آجتک جنگ مغلوبہ نہین ہوئی حسرت ہی کہ جنگ مغلوبہ ہو ہم بھی لشکر یان مالک
ترسی سے لڑین دلیرانہ نعرے کرین گھوڑے دریائے لشکر عدو مین ڈالدین تیغ و تیر و نیزہ و گرز
سے دشمنون کو ہلاک کرین خود بھی زخمی ہون لہو مین نہائین اپنے مالک سے سرخرو ہون یا دست اعدا
سے قتل ہون شہادت کا مرتبہ پائین یا اُن کافرون کو قضا کے گھاٹ اُتارین روانی آب شمشیر کی دکھائین
دل کو فرحت ہو درد الم سے نکلین جوے خون کفار میدان کارزار مین نظر آئے اُسمین سرہاے کفار
مانند حباب دکھائی دین لاشے اُنکے مانند کشتی تہی رواں دیکھین موج موج دل اپنا شادمان ہو کہین
جلد طوفان جنگ مغلوبہ کا ظہور ہو آنکھین مشتاق دید ہین دل آرزومند ہی کہ ہم نہنگانہ بحر مواج
و متلاطم فوج کفار مین گرین اور مانند شناورون کے ہاتھ تلوارون کے لگا کر ایک کنارۂ لشکر عدو سے
دوسرے کنارہ سپاہ تک جائین سب کو تلوارین ہماری دریاے مذکور مین مانند مچھلیون کے ڈوبتے
اور اُبھرتی نظر آئین اُدھر سواران لشکر کفار بھی مشغول درستی تیغ و تیر وغیرہ ہوئے جو بہادر تھے وہ تو
طبل جنگ بجنے سے خوش تھے اور ہر ایک بہادر دوسرے بہادر سے کہتا تھا خوب ہوا طبل جنگ بجا
امید دلی بر آئی کئی روز سے طبل رزمی نہ بجا تھا دل پریشان تھا آج صداے طبل جنگی مثل مژدۂ جان بخش
کے سُنائی دی ہی کیا اچھا ہو کہ روز اسی طرح طبل جنگی بجا کرے لڑائی ہوا کرے تلوار چلا کرے اور جو لوگ
فوج کفار مین بزدل تھے وہ آواز طبل جنگی سُنکے تھرا گئے دل سینون مین طپان ہوئے حواس خمسہ مین خلل
پیدا ہوئے دیوانہ وار پھرنے لگے سواران دلاور اُنھین منتشر الحواس دیکھکر پوچھنے لگے اے جوانو آج
تمھارا کیسا مزاج ہی چہرے کیون اُترے ہین بیتابی و پریشان خاطری کا کیا سبب ہی وہ کہتے تھے باعث
اضطراب یہ ہی کہ طبل جنگ بجا ہی فکر یہ ہی کہ جلد درستی آلات حرب و ضرب کرین دشمنون سے لڑنا ہی وقت
جنگ تلوار صاف ہو تاکہ حریف کے دو ٹکڑے کرین زنگ آلودہ نہو کہ نہ کاٹے چونکہ آلات حرب و ضرب
ہمارے کسی قدر زنگ آلودہ ہین صیقل کرنے کی تشویش ہی صیقل گر کی جستجو ہی وہ سوار ہنسکر یہ جواب
دیتے تھے کہ نہین اضطراب سے تمھارے دل مین شک پیدا ہوتا ہی بلکہ صاف یقین ہوتا ہی کہ خوف جان
سے گھبرائے ہو ہمین طور بے طور نظر آتے ہین دیکھو نمک حرامی پر کمر نہ باندھنا اپنے آقا سے ایسے وقت مین
بیوفائی نہ کرنا لشکر سے چھپکر چلے نہ جانا ہنگام جنگ مغلوبہ خوف جان سے نہ بھاگنا ہمارے ساتھ رہنا
وہ کہتے ہین یہ خیال خام تمھارا ہی ہم نامرد نہین ہین کہ بھاگ جائین یہ کہکر دل مین اپنے کہتے تھے یہ سوار
ہزار ہمکو پند کرتے ہین لیکن ہم لشکر مین نہ رہینگے جان اپنی نہ دینگے وقت شب تاریکی مین لشکر سے نکل
جائینگے چار روپیہ کے واسطے تیر تیغ و نیزہ و تیر و شمشیر نہ کھائینگے یہی باتین دل مین کرتے تھے جب

شب تار ہوئی ہر حیلہ و بہانہ سے اُٹھکر لشکر سے نکل کر اپنے مکانون کی طرف راہی ہوئے بیادے رہگئے سواران بزدل فوج سے نکل گئے الغرض جب وہ شب بہادران ہر دو لشکر نے درستی آلات حرب و ضرب و اشتیاق مصاف مین بسر کی اور وہ زمانہ آیا کہ بمصداق نظم مؤلف

زمانہ ہوا شب کا یکسر بسر　　نظر آیا گردون پہ نور سحر
لگے بولنے طائر خوش نوا　　موذن نے اللہ اکبر کہا

اِدھر اہل اسلام خصوصاً بدیع الملک نے خواب سے بیدار ہوکر وضو کر کے نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز ہاتھ سوئے فلک واسطے دعا کے بلند کر کے پروردگار عالم سے واسطے اپنی فتح و ظفر کے دعا کی زمرد پوشون نے ہنگام دعا لفظ آمین مکرر زبان پر جاری کیا جب بدیع الملک نماز و دعا سے فراغت کر کے سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے بارگاہ سے برآمد ہوئے چالیس ہزار زمرد پوش کہ مسلح کھڑے تھے سب نے سر اپنے واسطے سلام کے جھکائے بدیع الملک نے سب کا سلام لیکر مرکب پر سوار ہوکر عزم نبرد گاہ کیا زمرد پوش پس پشت ہمراہ رکاب اپنے مالک و آقا کے خرامان خرامان مرکبون کو تیز رو سے روکے ہوئے جانب جنگگاہ چلے اُسوقت جانا زمرد پوشون کا اور ظاہر ہونا سفیدۂ سحر کا اور نہان ہونا کواکب ماہ کا قابل دید تھا وہ وقت صبح نسیم سحر کا چلنا غنچون کا چٹک کر کھلنا میدان مین سبزۂ شبنم آلود کا لہکنا گل خودرو کا صحرا مین شگفتہ نظر آنا کوڑیالے کی بہار جا بجا بیل بوٹے بیشمار وہ بہار سبزہ زار وہ طائران خوش الحان کا بولنا اپنی زبان مین معبود کی حمد و ثنا کرنا وہ زمرد پوشون کی میدان مین قطار وہ جانفزا صحرائے سبزہ زار وہ فلک پر نور سحر کا دمبدم بڑھنا وہ آمد آمد شاہ خاور وہ صدائے مرغان سحر وہ موذنون کا اذان دینا عباد کو اپنی آواز مرغوب سُنا کر دل لے لینا وہ اشجار کا ہوائے سرد سے باربار ہلنا وہ ہر ایک جا غنچۂ سربستہ کا کھلنا اہل دل کو وجد مین لاتا تھا اہل نظر کو قدرت پروردگار اُس میدان سبزہ زار پُربہار مین نظر آتی تھی اہل اسلام خدمت صناعی باغبان جہان پر نظر کرتے ہوئے حمد و ثنائے الٰہی زبان پر جاری کرتے ہوئے جب میدان کارزار مین پہونچے مرکبون کو روکا بدیع الملک چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے بعہدۂ سرداری کھڑے ہوئے اور انتظار ملک تربی کے آنے کا کرنے لگے ہنوز تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ اُس طرف سے ملک تربی بھی ہمراہ لاجور دشاہ و صلصال مع سپاہ کثیر عرصۂ رزم مین آیا حسب دستور بعد درستی میدان رزم کڑکیت اور نقیبان خوش تقریر دونون لشکر دن سے نکل کر بیچ مین دونون لشکرون کے کھڑے ہوکر کڑکیت اپنے لشکر کے جوانون سے مخاطب ہوکر اس طرح کہنے لگے کہ اے جوانان جنگجو اے دلیران تندخو آج بھی سامنا اور مقابلہ مسلمانون سے ہے یہ لوگ دشمنان جان و ایمان ہین اور تم سب بہادر ہو باپ دادا تمھارے شجاع و بہادر تھے دیکھو جنگ مین ثابت قدم رہنا اعدا سے دلیرانہ لڑنا خوف جان سے نہ بھاگنا ذلت گوارا نہ کرنا بہادرانہ بڑھ بڑھکر لڑنا ان مسلمانون کو تہ تیغ کرنا انکی خونریزی کا بہت ثواب ہے رحم کرنا ان خدا پرستون پہ باعث عذاب ہے نقیبان خوش آواز و خوش تقریر جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہوکر اس طرح بآواز بلند کہتے تھے کہ اے سربران بیشۂ شجاعت و اے رہ نوردان منازل جرأت و ہمت بگوش ہوش سُنو کہ یہ دنیائے دون ناپائیدار ہے یہ وہ باغ ہے کہ چند روزہ اسکی بہار ہے ایک دن حکم خدا سے معدوم ہو جائیگی یقیناً گلشن جہان پر خزان آئیگی جو ساکنان حدیقۂ دہر مین واسطے اُنکے بھی فنا ہے سوائے ذات خدا کسیکو بقا ہے نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے نہ رہیگا ہر ایک صدمۂ جدائی چمن دنیا دل پہ سہیگا

یہ گلشن عالم اک مقام عبرت ہے نہ جاے بے فکری و غفلت ہے خیال کرو تمھارے آبا و اجداد بہادر خوش نہاد اسوقت کہاں ہیں آنکھیں اُنکو ڈھونڈھتی ہیں وہ زیر خاک ہیں جو باعث خواب گران ہیں وہ کبھی تم تک آ نہیں سکتے تم کبھی اُنکے پاس جا نہیں سکتے قبرین بھی اُنکی ظاہر نہیں کوئی اُنکے حال سے ماہر نہیں نہیں معلوم اُنکا کیا حال ہے راحت مین ہین یا کہ ایذا بدرجہ کمال ہے اگر کچھ ہین تو قبرین اُنکی بے چراغ دیکھتے ہین بیکسی و حسرت اُنپر مجاور ہے اہل قبور محتاج ثواب سورۂ فاتحہ بظاہر ہین سوا اپنے بزرگون کے اور بادشاہون کو یاد کرو کہ ملک و مال نہایت کوشش سے حاصل کر کرکے خالی ہاتھ سوے عدم چلے گئے سواے نیک و بد کچھ بھی ساتھ نہ لے گئے زندگی مین گرد و غبار سے اپنے تئین بچاتے تھے اب قبرون مین سو رہے ہین سیکڑون من مٹی اُنپر پڑی ہے خاک مین سر سے قدم تک دبے ہوے پڑے ہین زندگی مین اُنکو بغیر روشنی شمع موتی و کافوری کے نیند نہ آتی تھی دل تاریکی سے گھبراتا تھا اب اندھیری قبر مین لیٹے ہین وہان روشنی چراغ بھی نہین ہان خوش اعمالی سے اگر اُنکی قبرون مین برحمت الٰہی روشنی ہو تو اُس سے آگاہی نہین بظاہر اکثر قبور سلاطین جہان بے چراغ و گل ہین گنبد قبور شکستہ ہین طائرون کے مسکن ہین کوئی اُنکے قبور پر جز بیکسی شب و روز نہین رہتا منجملہ بادشاہان گذشتہ سے ایک افراسیاب ہے کہ جو شہریار ترکستان تھا زندگی بعیش و راحت بسر کرتا تھا عمدہ عمارات مین رہتا تھا بعد مرنے کے اُسکے قبور کے گنبدون کا یہ حال ہے

پرده داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت	بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

افسوس ہزار افسوس کیسے کیسے شاہان اولوالعزم اور پہلوانان لاجواب اِس دنیا سے جانب ملک بقا چلے گئے کہ بمصداق

نظم

کہاں ہین کیقباد و قیصر روم
گئے اسفندیار و زال و بہرام
سکندر کے نہ لشکر کام آیا
اجل سے کچھ نہ طاقت کام آئی
ہوا گو درز سا مرد دلاور

گئے عیش و طرب سے ہو کے محروم
ارم کے باغ کی حسرت مین شداد
سبھون نے خاک مین آرام پایا
ہوا سہراب کا آخر کو کیا حال
اجل کی تیغ سے اک دم مین بے پیر

نہ کیکاؤس نے بھی پایا آرام
ہوا کس طرح سے آخر کو برباد
بڑی رستم کی تھی زور آزمائی
کیا سر ٹھوکرون سے سب نے پامال
علاوہ بادشاہان مذکور پہلوانان

نامی و مشہور و سطور کے خاصان معبود خاص و عام یعنی پیغمبر و امام ہمیشہ اِس سراے فانی مین نہ رہے تو اور کوئی کیا رہیگا جب یہ امر بخوبی ثابت و ظاہر ہو گیا کہ دنیا اور اہل دنیا اور تمامی مخلوقات کو ایک روز مرنا ہے اور دنیا سے سوے عدم جانا ہے تو انسان کہ اشرف المخلوقات ہے اسکو اسباب راحت سفر عدم مہیا کرنا چاہیے ایک دم اِس سے غافل نہونا چاہیے تاکہ بوجہ اسباب و مال کے سفر عدم مین راحت پاوے وہ اسباب و مال کیا ہے اعمال خوب و نیک ہین اور وہ سب مثل نماز و روزہ جھوٹ نہ بولنا غیبت کسی مرد مومن کی نہ کرنا راہ خدا مین اپنا مال و اسباب صرف کرنا غربا و فقراے مستحقین کی حاجتین بر لانا اور سوا اُنکے بہت سے اعمال حسنہ اور بھی ہین کہ باعث راحت عقبیٰ ہین اور سبب مرتبہ اعلیٰ پانے کے ہین ازانجملہ ایک عمل خیر جہاد ہے کہ کافرون پر کیا جاے جب وہ بہ دین دین اسلام قبول نکرین پس آج مقابلہ لونڈاور کا ہے تم سب اہل اسلام ہو اور یہ حریف تمھارے کافر ہین رہنمائی سے بھی راہ راست پر نہین آتے ہین اپنے معبود حقیقی کو نہین پہچانتے پرستش اُسکی نہین کرتے ہین اپنی تجویز سے بہت سے گمراہون کو اپنا معبود جانتے ہین اُنکی پرستش کرتے ہین ازانجملہ ایک اُنکا خداوند لاہور دشاہ بھی ہے لہذا اُنسے لڑنا اور اُنپر جہاد

کرنا ضرور ہی اگر انکو قتل کروگے تو ثواب پاؤگے اور اگر انکے ہاتھ سے قتل ہوگے مرتبہ شہادت کا ملیگا شہیدون
کا وہ رتبہ ہی کہ بعد شہادت کے زندہ رہتے ہین بظاہر نظر نہین آتے ہین اور مرجاتے ہین اور وہ اہل جنت
سے ہین ای جوانو دیکھو جنس شہادت کی بازار جنگ مین جستجو کرنا حتے الامکان نقد جان دیکر خریدنا اسمین
عمل خیر سے کنارہ نہونا اور کافرون کے قتل سے باز نہ آنا سیہ ان ہنگامے سے بخوف جان نہ بھاگنا ورنہ
سر میدان جنگ دلاورون کے آگے ذلیل ہوگے اور جو کوئی حال تمہارے بھاگنے کا سنیگا وہ تمکو نامرد
و بزدل کہیگا ہمنے تمکو اپنی دیہہ ہدایت کی ہی راہ راست دکھائی ہی تمہاری بہتری کی بات ایسی تمکو بتائی ہی کہ
جس سے دونون جہان مین تمکو نفع ہو اب ماننے اور نہ ماننے کا تمکو اختیار رہی ہمارا جو کام تھا وہ ہم کرچکے مصرعہ
بر رسولان بلاغ باشد و بس * راوی اشبار جنگ کہتا ہی کہ جسوقت دونون لشکر میدان مین صف آرا تھے
علم ہاے لشکر کھلے تھے کڑکیت اور نقبا دونون سمت کے جوانون کو لڑنے پر آمادہ کررہے تھے سب خاموش
تھے باوجود لاکھون سوارون کا مجمع تھا لیکن سناٹا تھا ہر ایک جوان بگوش ہوش کڑکیتون کا کڑکا اور
نقیبون کی نصیحت سُن رہا تھا ہر ایک اس امر مین اپنے کہتا تھا واقعی دنیا ایک سرا ہی اور ہم مسافرانہ
یہان قیام پذیر ہین سفر کرنا یہان سے ضرور ہی زاد راہ اعمال نیک مہیا کرنا چاہیے تا بعد مرگ راحت سے
زمانہ برزخ بسر کرین روز قیامت داخل جنت ہون اہل اسلام اپنے اپنے دل مین حال بے ثباتی جہان
و اہل جہان نقیبان خوش مقال سے سنکے محکم کمر لڑنے اور مرنے پر باندھے کھڑے تھے اپنے اپنے
حریف کو ہر ایک زمردپوش تجویز کرچکا تھا ناگاہ نقبا اور کڑکیت میدان سے چلے گئے سرداران ہر دو
لشکر و افسران سپاہ جاہین نے شوق جنگ و جدال مین آگے بڑھنے کا ارادہ کیا علمدارون نے قصد بڑھنے
کا کیا باجے والون نے اسی اثنا مین جنگی باجے بجائے جوانان ہر دو سپاہ اپنے اپنے لشکر کا جنگی باجا سُنکے
وجد مین آنکے مانند بادہ کشون کے نشۂ شراب شجاعت سے جھومنے لگے اور بار بار قبضۂ شمشیر کو چومنے لگے گو
قصد ہر ایک جوان کا یہ تھا کہ صف لشکر سے نکل کر مین اپنے حریف کو طلب کرون سر میدان اُس سے لڑون
لیکن سب کے پہلے شاپور کوہ پیکر کہ اسی نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا صف لشکر سے نکلا اور پیش ملک تہرسی
اور لاجورد شاہ کے جاکر بعد سجدہ کہنے لاجورد شاہ کو حاکم کوہ شفق سے طالب اجازت جنگ ہوا ملک تہرسی
نے خلعت رخصت دیکر کہا خداوند سے واسطے اپنی تقدیر خوش کرالے اگر خداوند تقدیر نیک کردینگے تو اچھا ہوگا بدیع الملک
پر فتحیاب ضرور ہوگا اُسنے موافق کہنے بادشاہ مذکور کے لاجورد شاہ سے دست بستہ کہا کہ ای خداوند مین
برائے مقابلہ بدیع الملک جاتا ہون میری تقدیر ایسی کر دیجیے کہ جاتے ہی بدیع الملک پر فتح پاؤن
سر اُسکا تیغ تیز سے کاٹ لاؤن اُسکے ہاتھ سے مارا نہ جاؤن خداوند مذکور نے اُسکی تقریر سُنکے ہاتھ اپنا اُسکی
پشت پر رکھا اور کہا اب ہمنے تیری تقدیر تیرے حسب دلخواہ کردی لیکن ہنگام جنگ غرور نہ کرنا ورنہ ہم
تقدیر پلٹ دینگے شاپور کوہ پیکر نے ہاتھ باندھکر گڑگڑاکر عرض کیا ای خداوند مین ہرگز غرور کو دل مین آنے
نہ دونگا لیکن آپ تقدیر نہ پلٹ دیجیے گا لاجورد شاہ نے کہا خیر دیکھا جائیگا شاپور کوہ پیکر لاجورد
شاہ سے تقدیر نیک کرکے گینڈے پر سوار ہوکے لشکر سے بلاے بد یا فیل مست یا کفر مجسم ہوکر میدان
کارزار مین آیا پہلے گینڈے کو روکے جانب لشکر شاہزادہ بدیع الملک دیکھا پھر با آواز مہیب پکارکر
کہا ای مسلمانون تم سب مین جسکو تمناے سیر عدم ہو وہ آکے مجھ سے مقابلہ کرے ہنوز شاپور کوہ پیکر

مبارز طلب کرکے خاموش ہوا تھا کہ اس طرف سے بدیع الملک نے بسم اللہ ورد زبان کرکے مرکب کو بڑھایا
اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ علمہاے لشکر ظفر اثر کو علمدارون نے بطرز احسن ہلا دیا شاہزادہ موصوف
بعد قطع راہ سامنے اپنے حریف کے جاکر مرکب کو روک کر ٹھہرا اُسوقت شاپور اپنی زبان پر یہ اشعار واسطے
اپنی فتح اور اظہار شجاعت کے رجز آسا زبان پر لایا اشعار مؤلف

مرے ڈر سے رستم بھی زیر کفن
اُٹھاؤن اگر نیزہ جان ستان
تو اعدا سے ملکر ہو میدان صاف
کوئی مثل رستم ہو یا مثل زال

کرون نعرہ میدان مین گر مثل گیو
کہے الامان ڈر سے کوہ گران
مری تیغ مانند تیغ دودم
لڑے مجھ سے میدان مین کیا مجال

جہان مین ہون وہ گرد لشکر شکن
نہان ڈر سے ہو قاف مین جاکے دیو
علم گر کرون تیغ خارا شگاف
دکھاتی ہی دشمن کو راہ عدم

بدیع الملک نے جواب دیا

اے جوان مغرور و خود پسند جھوٹ نہ بول یہ دروغگوئی تیری اور یہ غرور تیرا لعین تجکو پست و ذلیل نہ کردے
تونے شاید سامنا بہادرون سے کبھی نہین کیا ہی نامردون اور بزدلون سے لڑا ہی اُنھین کو قتل کرکے یا
بھگاکے دعوای دلیری کرتا ہی ادا اجل رسیدہ آگاہ ہو کہ مین شجاع ہون کہ تجھ ایسے ہزارون کو قتل کیا ہی چند روز
گذرے ہین کہ سامنے تیرے تیرے لشکر کے دو پہلوان نامی مسمی بہرام فیل پیکر اور فرخ کج کلاہ کو قتل کرچکا
ہون آج تجکو بھی بعد دستگیر یا قتل کرونگا اگر تجکو جان اپنی عزیز ہی تو مجھ سے مقابلہ نہ کر میری اطاعت اختیار کر باطل
پرستی سے باز آ خدا پرستی قبول کر اور کونین کی عزت و آبرو حاصل کر شاپور کوہ پیکر نے گفتگوے بدیع الملک
سُنکے برہم ہوکے نیزہ اُٹھاکے گینڈے کو کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے سینۂ شاہزادہ
بدیع الملک پر مارا اُدھر شاہزادے نے سنان نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر رد کا انیان جو لڑین
چنگاریان پیدا ہوئین نیزہ بازان منصف نے بے اختیار کہا واہ کیا خوب ضرب نیزہ روکی ہی ادھر اہل اسلام
نے تعریف کی بدیع الملک نے بعد روکنے ضرب نیزے کے خود بھی نیزے کا وار کیا اُسنے بھی چالاکی سے
اپنی سنان نیزہ پر سنان نیزہ کو روکا اسی طرح چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخر کار بدیع الملک
نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا سنان نیزہ مانند تیر شہاب کے دور جاکر گری اہل اسلام نے خوش ہوکر پکار کے آواز
بلند اپنے مالک کی تعریف کی اِدھر مالک ترسی وغیرہ کو نیزہ کے نکلنے کا ملال ہوا شاپور کوہ پیکر نے خجل ہوکر سر جھکالیا شرم آگیا
سے پسینہ آگیا بعد ایک لمحہ کے سر اُٹھاکر بدیع الملک سے کہا شاید سنان نیزہ بوسیدہ تھی محکم نہ تھی کہ نیزہ سے یون نکل گئی خطا
اسمین میری نہین ہی مین کامل فن ہون قوت مین بھی کمی نہین ہی بدیع الملک نے مسکراکر جواب دیا یہ تیرے غرور
نے تجکو سر میدان ذلیل کیا اب اور کوئی وار کر قوت تیری ظاہر ہوگئی دعوی تیرا باطل ہوگیا شاپور نے گرز گران سرا ابے
سے لیکر گینڈے کی پشت پر پابند ہوکے پانون رکابون مین محکم رکھکے گرز گران کو دونون ہاتھون سے پکڑکے گردش دیکے
خبردار خبردار کہکے سر شاہزادے پر مارا ادھر اس شیر بیشۂ ہمت و شجاعت نے اپنی کلہ گرز پر دلیرانہ ضرب گرز کو روکا شاپور
نے ضرب گرز لگاکے نعرہ کیا زدم ولیست کردم حریف را اور یہ نعرہ اسوجہ سے کیا تھا کہ جب ضرب گرز لگائی تھی اور گرز
بالاے گرز پڑا تھا ایسی آواز پیدا ہوئی تھی کہ زمین ہل گئی تھی فلک پیر تھرایا تھا گھوڑے سواران ہر دو لشکر کے بھڑکے
تھے غبار بلند ہوا تھا بدیع الملک غبار مین نہان ہوا تھا ہنوز شاپور نعرہ کرکے خوش ہو رہا تھا ناگاہ شہزادہ
بدیع الملک نے اُس غبار سے نکل کے کہا او دروغگو کسکو تونے ہلاک کیا ہی جو خوش ہوکر نعرہ زن ہی اب اپنی
فکر جان کر کیونکہ موافق شعر

تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن
ہا ہمہ شادی از دل فراموش کن

ادھر شاپور کوہ پیکر بدیع الملک کو صحیح و سالم دیکھکر متحیر ہوکر دل مین کہنے لگا کہ یہ نوجوان کیونکر بچگیا آجتک میری ضرب گرز سے تو کوئی حریف جانبر نہوا تھا خداوند جبر کہون یہ حریف زبردست نہایت ہی بجان بچانا اس سے مشکل ہی انسان نہین ہی کوئی بلائے عظیم ہی کہ میری ضرب گرز سے ہلاک نہوا اور کچھ بھی اسکو صدمہ نہ پہونچا ادھر اُس ہنر بر صحرائے جوانمردی نے گرز گران سر کو موافق قاعدۂ دلیران کے گردش دے کے قدم رکابون مین جماکے پشت فرس سے بلند ہوکے نعرۂ کوہ شگاف کرکے مرکب کو آگے بڑھا کے سر عدو پر مارا اُسنے اپنے گرز کو بطور سپر کے اپنے سر کی پناہ کیا جب ضرب بالائے گرز پڑی ہاتھ اُسکا کثرت صدمہ درد سے تھرایا شانہ و بازو کو سخت صدمہ پہونچا ہاتھ قائم نہ رہا ضرب گرز بخوبی نہ رکی گرز بدیع الملک گوشۂ گرد شاپور کوہ پیکر پر پڑکے اُسکے سر پر آیا ہر چند اُسنے ہٹنے اور کود پڑنے کا ارادہ کیا لیکن قضا نے کوئی تدبیر جان بچانے کی نہ کرنے دی گرز مذکور بخوبی تمام سر پر ہی گیا کاسۂ سر مع خود چور چور ہوگیا مغز سر دماغ پر غرور سے نکلکر زمین پر گرا سر سینہ مین اور سینہ شکم و کمر سے ملکر بصورت مضغۂ گوشت ہوگیا گینڈا بھی شمول راکب ہوگیا کیونکہ وفادار تھا بعد مرنے کے بھی اپنے راکب سے جدا نہوا دنیا سے سوے عدم ساتھ گیا اہل اسلام ضرب گرز مذکور پر نظر کرکے اور شاپور کوہ پیکر کو پیوند خاک دیکھکے اسقدر شادمان ہوے کہ بے اختیار باواز بلند بدیع الملک کی تعریف کرنے لگے کفار نابکار شاپور کوہ پیکر کا یہ حال دیکھکر دنگ ہوگئے چہرے زرد ہوگئے خوف سے دست و پا کانپنے لگے حوصلہ لڑائی کا دل سے دور ہوا بھاگنے کا ارادہ کیا ملک ترسی نے شاپور کو پیوند خاک دیکھکے پہلے ایک آہ سرد کی بعدہ لشکریون کو بیدل دیکھکے کہا یارو تم کیون اسقدر پریشان خاطر و پراگندہ حواس ہو کیون میدان جنگ سے بھاگنے کا ارادہ کرتے ہو کیا ضرب گرز بدیع الملک تمھارے سرون پر پڑا چاہتی ہی کہ خوف جان سے تمھارا یہ حال ہی اگر شاپور ہلاک ہوگیا ہی تو ثابت قدم رہو کوئی دلیر ہمارے لشکر سے نکل کر ابھی اُس سے مقابلہ کریگا یہ کہکے جانب گیو اژدہا صورت نظر کی چونکہ یہ سردار زبردستان روزگار سے ہی فی الفور ملک ترسی کے دیکھنے سے سمجھ گیا کہ مجھ سے سر عدو کا طلبگار ہی یہ سمجھکر بے تامل صف لشکر سے نکل کے سامنے لاجورد شاہ کے آکے طالب اجازت میدان کارزار ہوا لاجورد شاہ نے اجازت دے کے کہا تو غرور نکرنا ورنہ حال تیرا بھی مثل شاپور کوہ پیکر کے ہوگا گیو اژدہا صورت نے عرض کیا ای خداوند کیا مجال ہی میری کہ جو مین ذرا بھی غرور کرون یہ کہکے ملک ترسی سے خواستگار اجازت حرب ہوا اُسنے اجازت دیکے کہا ای گیو اگر تو سر بدیع الملک کا لے آئیگا تو وہ انعام کثیر دونگا کہ کسی بادشاہ نے کبھی کسی کو نہ دیا ہوگا گیو اژدہا صورت نے بل کرکے عرض کیا حضور کے اقبال سے ابھی جاکر سر حریف تن سے جدا کرکے لاتا ہون مین شاپور کوہ پیکر نہین ہون کہ ایک ضرب گرز نہ روک سکون مانند نامردون کے مارا جاؤن یہ عرض کرکے مرکب دورکاب طلب کیا پھر ایک اور زرہ بالائے زرہ پہنکر زنجیر آہنی سے کمر کسکے مرکب دورکاب پر سوار ہوکے صرف ایک تیغۂ آبدار دگر اسلحہ ہمراہ لیکر جانب شاہزادۂ ذیجاہ روانہ ہوا جب قریب شاہزادۂ موصوف کے پہونچا مرکب کو روک کر بدیع الملک سے کہنے لگا ای جوان آگاہ ہو کہ نام میرا گیو اژدہا صورت ہی میرے شعلۂ آتش قہر و غضب سے اکثر سلاطین جہان ڈرتے ہین بڑے بڑے نامی پہلوان واسطے مقابلے کے سامنے میرے نہین آتے ہین کیونکہ تیغہ میرا دم دار

وآبدار ہی کہ حریف کو مانند اژدہے کے نگل جاتا ہی یعنے کام حریف کا ایک دم مین تمام کرتا ہی مین وہ شعلہ خو
ہون کہ جب کسی شہر وصحرا مین بخیال برباد ہی گیا آتش قہر سے اُسے ایک دم مین جلا کر خاک کر دیا میرے آگے
سنگ گران و دیو و انسان کی کیا حقیقت ہی تیغہ سیراسب کا ایک لقمہ کرتا ہی اور شکم اسکا نہین بھرتا ہی یہ وہ
مار سیاہ ہی کہ جس عدو کو کاٹتا ہی کسی تدبیر و دوا و علاج سے زہر اسکا دفع نہین ہوتا ہی اور کبھی زخم اس
کالے کے کاٹے کا کسی مرہم سے اچھا نہین ہوتا ہی صرف میرے دم سے بادشاہت وحکومت ملک ترسی
کی قلعہ کوہ شفق وغیرہ مین ہی مین مثل اُن بزدلون کے نہین ہون کہ جنکو تو نے قتل کیا ہی مین وہ ہون کہ
بغیر لڑے کام دشمن کا تمام کرتا ہون جسکو چشم زہر آلود سے دیکھتا ہون یہ اثر ہوتا ہی کہ زہرہ اُسکا آب
آب ہو جاتا ہی کیسا ہی فولاد دل کیون نہو پانی پانی ہو جاتا ہی چونکہ ابھی تیرا سبزہ خط نکلا ہی اور تو جوان
خوبرو ہی اسوجہ سے تیرے حال پر مجھے رحم آتا ہی خونریزی تیری اس سن وسال مین نہین چاہتا ہون کہ
تجھے قتل کر دون مین بھی صاحب اولاد ہون کسی نوجوان کو حتے الامکان قتل نہین کرتا ہون لہذا مجھ سے
آمادہ جنگ نہو کہ میری ضرب کی پناہ نہین ہی بہتر ومناسب تیرے حق مین یہ ہی کہ میرے ساتھ خدمت
خداوند لاجور دشاہ اور ملک ترسی مین چل خداوند موصوف کو سجدہ کر ملک ترسی سے عذر جرم
کر مین بھی تیری شفاعت کرونگا قصور عفو کرا دونگا ملک ترسی سے خلعت دلوا دونگا رتبہ تیرا بڑھوا دونگا
ماتحت اپنے لشکر کا تجھے افسر مقرر کرونگا بدیع الملک نے تمام تقریر اُسکی سُنکے جواب دیا او نابکار اگر
نام تیرا گیو اژدر صورت ہی تو کیا خوف ہی خدا حامی ومددگار ہی وہی مجھکو تیری ایذا رسانی سے بچائیگا
او مغرور اسقدر بل نہ کر دیکھ کسی پنج مین آجائیگا یہ شعلہ خوئی آتش بیانی تیرے حق مین سم افعی ہی دلاورون
کے سامنے ایسی تقریر کرنا خوب نہین ہی ایسا نہو کہ سر تیرا سنگین گرز سے دبکر پاش پاش ہو جائے
مثل شاپور کے تو بھی سوے عدم جائے سارا غرور تیرا نکل جائے او بزدل تو میرے حال پر مہربان نہو
مجھ سے مقابلہ کر مین دلاور ہون مجھے نہ ڈرا دیکھنا ہنگام جنگ ایک دم مین تجھے مارونگا سر تیرا مانند سانپ
کے سر کے کچلونگا دم تیری نکالونگا اگر تو مرد ہی تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور اگر نامرد ہی تو دم دبا کر میدان
جنگ سے بھاگے گا مین تجھے گھیر کر مارونگا او گیو اژدر صورت تو کہان جائیگا اور تیرے کاٹنے سے کیا
ہوگا تیغہ تیرا ابھی مانند مار سیاہ کے کاٹ سکے گا مین ماہر فن سپہگری ہون تو مجھے زخمی نکر سکے گا تو اور
تیغہ تیرا مشتاق زخم رسانی رہے گا ہان یہ شمشیر آبدار میری مانند ناگن کے تجھ ایسے اژدہے اور افعی چشم
کو ایک دم مین نگل جائیگی تھوڑی دیر مین تیرا نشان بھی نہ معلوم ہوگا او نابکار وگمراہ تو مجھے کیا بہکاتا ہی
اور ڈراتا ہی مین ہرگز تیرے ڈرانے سے نہ ڈرونگا لاجور دشاہ کو گر کر سجدہ نہ کرونگا جہانتک ممکن ہوگا
اُسے ہدایت کرکے مسلمان کرونگا ورنہ سر اُسکا تیغ آبدار سے کاٹ کر خدمت امیر ثانی مین لیجاؤنگا اور
اسی طرح ملک ترسی سے بھی پیش آؤنگا اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا یعنے اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کریگا اور
میری اطاعت اختیار کریگا تو نہو المراد ورنہ تجکو بھی مانند بہرام فیل پیکر کے چور نگ کرونگا او جاہل اب
بھی جہالت سے باز آ مذہب باطل سے کارہ ہو لاجور دشاہ پر لعنت کر وہ مانند شیطان کے تجھے بہکاتا
ہی اور تو اسکے گمراہ کرنے سے گمراہ ہو گیا ہی غور سے دیکھ تجھ مین اور اُسمین کیا فرق ہی جو اعضا اُسکے ہین
وہی اعضا تیرے بھی ہین وہ کھاتا پیتا ہی سوتا جاگتا ہی اور جسطرح دیگر حوائج ضروری کی اُسکو ضرورت

ہوتی ہو اُسی طرح تجکو بھی احتیاج ہوتی ہو ہمارا خدا جسم و جسمانیت سے پاک و منزہ ہو کوئی اُسکو دیکھ نہین سکتا نہ کسی نے اُسکو دیکھا ہو اور نہ کبھی کوئی اُسے دیکھیگا تیرا خداوند کیسا نالائق و بے قدرت خداوند ہو کہ کچھ بھی قدرت نہین دکھاتا ملک تری سے یہان آکر پناہ چاہی ہو صحراے مثلث سے بھاگ کر آیا ہو بہرام اور اسد نعرہ زن اور شاپور قتل ہوے کسی کو زندہ نہ کرسکا نہ یہ کیا کہ مجھ پر اُنکو فتحیاب کرتا اِسنے دعوی خدائی ایک ساحرہ کے بھروسے پر کیا تھا اُسکو عمرو ثانی نے ہلاک کیا ہو اب یہ نابکار مجبور ولاچار ہو کوئی شعبدہ دکھا نہین سکتا ہو اور معبود ہمارا ایسا قادر و توانا ہو کہ بمصداق اسکے **نظم**

کیا خلق اک کن سے کون و مکان
نہین کوئی شایان حمد و ثنا
ہوے عندلیب ایسے رنگین بیان
کہ ہر شوق مین اُسکے ہمتن ذوق
جہان مین اُسی کا ہو جلوہ عیان
کہ جس پر یہ بلبل مچاتا ہو غل
تماشاے قدرت تو ہر شے مین ہو
قد سرو و مکو کوے سلسل مین ہو
ثنا ہو سکے اُسکی کیونکر ادا
فنا ہو گئی ہو توان رقم
جو ہو عقل کو کچھ رسائی بیان

کیا اپنی قدرت سے اُسنے عیان
زبان تر زبان اُسکی تعریف سے
کیا اُسنے طوطی کو شیرین زبان
وہ دل ہو گیا روشن کوہ طور
دل آشنا پر نہین کچھ نہان
عیان شمع مین بھی اُسی کا ہو نور
دف و چنگ و سارنگی و نے مین ہو
لب و ابروے عشوہ کاران مین ہو
نہ کلک روان ہو نہ فکر رسا
رہ فکر مین ہو رسائی نہین
کرے حمد بے کیف و کم کچھ بیان

سواے خداوند ارض و سما
قلم خوش رقم اُسکی توصیف سے
کسی کا نہو اُسکے شائق کو شوق
بجھے اُنمین اُسکی محبت کا نور
اُسی کی تو بو سے مہکتا ہو گل
کہ ہر حق پروانہ مین کوہ طور
غبار گل و شور بلبل مین ہو
تپ و نالۂ اشکباران مین ہے
زبان قلم ہو گئی ہے قلم
مگر حمد کی حد نہ پائی کہین
بس ایسے معبود برحق و حکیم مطلق

کی پرستش کر کہ جسکی کچھ حمد و ثنا تیرے روبرو کی گئی ہو گیو اژدہا صورت نے برہم ہو کر جواب دیا او جوان زمرد پوش جو کچھ تو نے کہا میری سمجھ مین نہین آیا سواے اسکے کہ تو نے ہمارے خداوند کو برا کہا خیر تو نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا برا کیا یہ کہکر قبضۂ تیغ پر ہاتھ ڈالا تیغہ نیام سے اس طرح نکلا جیسے غبار سے اژدہا نکلتا ہو گیو نے تیغہ علم کر کے پہلے برلے زور آزمائی سپر کو ہاتھ مین لیکر مرکب کو جولان کیا ادھر شاہزادہ بھی ہوشیار رہا اُسنے بھی سپر فرقش سے دست چپ مین لیکر مرکب کو جولان کیا جسوقت دو سپرین دونون بہادرون کی باہم لڑین دیکھنے والون نے دیکھا کہ چار قدم مرکب گیو اژدہا صورت کا پیچھے ہٹ گیا اور گھوڑا بدیع الملک کا اپنی جگہ پر قائم رہا اگر کچھ ہٹا بھی تو اُسکا ہٹنا ثابت نہوا گیو نکور زور آزمائی مین گھوڑے کے ہٹنے سے بہت برہم ہوا پھر مرکب کو رانون مین داب کے آگے بڑھایا اور کہا او جوان مرکب میرا ہٹ گیا مین اپنی جگہ سے نہین ہٹا دیکھ اُسی جگہ ہون یہ کہکے تیغہ چمکا کر خبردار خبردار کہکے مرکب کو جانب دست راست لیجاکر شاہزادہ دیجاہ پر لگایا ادھر شاہزادے نے سپر اٹھائی وار تیغہ کا بالاے سپر روکا بعد اسکے خود شمشیر آبدار اُس نابکار پر لگائی اُسنے بھی تلوار بالاے سپر روکی تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی دیکھنے والے اپنے اپنے دل مین کہتے تھے کہ یہ جنگ بھی لائق اسکے ہو کہ ایک دفتر مین تحریر کیجاے اور صفحۂ سینہ پر لکھ لیجائے اگر رستم و اسفندیار باہم شمشیر آبدار سے لڑے ہونگے تو اسی طرح لڑے ہونگے یہ دونون فن سپہ گری مین کامل ہین کوئی کہین چوکتا نہین چوٹ نہین کھاتا

زخمی نہین ہوتا ایک کی آنکھین جنگ مین دوسرے سے لڑی ہین تلوارین برق آسا کبھی اسکے سر پر آتی ہین اور کبھی
اُسکی کمر پر جاتی ہین سپرون پر کس خوبی وحسن سے وار روکتے ہین گھوڑے اشارے مین مانند کلون کے
پھرتے ہین ہنوز دیکھنے والے اس جنگ کے دلون مین یہ کہ رہے تھے اور بنظر غور دیکھ رہے تھے خصوصاً
ملک ترسی آگے بڑھا ہوا لڑائی دیکھ رہا تھا اور اپنے فرزند مسمی بہرام قوی بازو سے کہ رہا تھا دیکھا ای
فرزند کیا خوب گیو لڑ رہا ہی مجھے امید قوی ہی کہ بدیع الملک کو تھکا کر تہ تیغ کریگا سر کاٹ کر لائیگا کہ ناگاہ
بدیع الملک نے نعرہ کیا ای گیو ہوشیار ہو جا کہ اس وار سے بچنا تیرا دشوار ہی گیو نے جواب دیا مین ایک
گرگ باران دیدہ جوان جنگ آزمودہ ہون ہوشیار و خبردار ہون تو وار کر شاہزادہ نے تقریر اُسکی سُنکے
شمشیر آبدار چمکائی اُسنے سپر اُٹھائی تلوار مانند برق کے سپر پر گری اُسکے دو ٹکڑے کرکے خود پر آئی اُسکے
بھی دو ٹکڑے کرکے سر پر غرور گیو مین در آئی مانند قطرہ آب صراحی گردن مین آئی پھر صندوق صدر کو
دیکھتی ہوئی اُسکے خم شکم پر از شراب پر رندانہ آئی بعدہ کمر کو مانند خیار تر کاٹ کے زین فرس پر آئی اور ذرا
دم لے کے وہان سے بھی یون چلی کہ اسپ کو بھی دو ٹکڑے کرکے ایک وجب زمین مین اُتر گئی راکب و مرکب
کے چار ٹکڑے ہوئے دیکھنے والون کو حیرت ہوئی جسوقت راکب و مرکب مذکور چار ٹکڑے ہوکے بالاے
خاک گرے زمین اُنکے لنگر سے تھرائی اُدھر اہل اسلام نے خوش ہوکے باواز بلند اپنے آقا کی تعریف کی کفار
لاشہ گیو پر نظر کرکے مغموم ہوے خصوصاً ملک ترسی گیو اژدہا صورت کو یون ہلاک ہوتے دیکھکر نہایت
محزون ہوا اور کہنے لگا عجب سردار شجاعت شعار اس جوان ستم شعار خونخوار کے ہاتھ سے مارا گیا ہی کہ مجکو اسکے
بھی قتل ہونے کا صدمہ ہوا اب کوئی دلیر ایسا نظر نہین آتا کہ اس جوان سے خون بہرام فیل پیکر اور
شاپور کو دہیکر اور گیو اژدہا صورت وغیرہ کا عوض لے سر کاٹ کر میرے روبرو لے آئے مجکو
خوش کرے بہرام قوی بازو نے تقریر اپنے پدر کی سُنکے اور آبدیدہ اُسے دیکھکے کہا آپ کیون غمگین و
ناامید فتحیابی ہین آپ کے لشکر مین ابھی اکثر دلیر ایسے ہین کہ اس جوان زمرد پوش سے جاکر لڑین ازانجملہ یہ
فرزند آپ کا ہی کہ قوت و زور مین مانند فیل مست کے ہی اور دلاورون مین مثل شیر غضبناک کے یہ جوان تو
کیا ہی اگر دیو ساکن قاف ہوتا تو بھی مین اُس سے مقابلہ کرتا تیغ آبدار سے سر اُسکا کاٹ کے لے آتا آپکی
آنکھون کو پرنم نہ دیکھ سکتا اور کلمہ یاس و ناامیدی کبھی نہ سنتا آپ مجکو اجازت جنگ دین مین ابھی اس جوان کا
سر تن سے جدا کرکے لیے آتا ہون ملک ترسی نے اپنے فرزند کو سینہ سے لگا کہ پیار کرکے کہا مین تجکو ایسے حریف
زبردست کے مقابلے کے لیے اجازت نہ دونگا تو ایک ہی میرا نور نظر پارۂ جگر ہی تو ہی باعث قوت قلب و جگر
ہی تو ہی سبب زیادتی نور بصر ہی تو ہی میرے شجر باغ زندگانی کا تازہ و تر ثمر ہی اگر تجکو ہاتھ سے حریف کے
کچھ صدمہ پہونچا مین تو بے تلوار قتل ہو جاؤنگا غم مین تجھ ایسے فرزند سعید و قوی و نوجوان کے مر جاؤنگا ایکدم
زندہ نہ رہونگا داغ فرزند عجب داغ ہوتا ہی اور غم پسر عجب الم جانکاہ ہوتا ہی خداوند اس غم سے ہر ایک
دل پدر کو محفوظ رکھے کیونکہ جدائی و مرگ فرزند مین پدر و مادر فرط الم سے روتے روتے نابینا ہو جاتے ہین اون
پر داغ پڑ جاتے ہین لطف زندگانی جاتا رہتا ہی اول تو کثرت رنج سے جلد مر جاتے ہین اور اگر زندہ رہتے ہین
تو بدتر از مردہ کچھ بھی اُنکو لطف حیات نہین ہوتا ہی لہذا مین دیدہ و دانستہ تجکو سامنے ایسے حریف کے جانے نہ
دونگا کہ تو جاکر اس سے لڑے ابھی دو سردار میرے لشکر کے اِسنے قتل کیے ہین اُنکا تو صدمہ اُٹھایا ہی

تیرا صدمہ اُٹھایا نہ جائیگا اور کوئی دلیر واسطے اُسکے مقابلہ کے جائیگا یا مین طبل بازگشت بجوا دونگا آج مقابلہ نہ کرونگا پھر دیکھا جائیگا بہرام قوی بازو نے کہا آپ کچھ فکر و اندیشہ نہ کرین مجکو اجازت دین مین جاکر ابھی تو سر اِس جوان کا کاٹ کر لے آؤنگا ملک ترہسی نے جواب دیا دل میرا گوارا نہین کرتا کہ تجکو اجازت حرب دون بہرام نے طلب اجازت مین اصرار کیا لاجورد شاہ نے ملک ترہسی سے کہا اے بندۂ خاص من اپنے فرزند کو جانے دے اجازت حرب دے ہمنے تقدیر کی ہی کہ یہ بدیع الملک پر فتحیاب ہوگا بشرطیکہ ہنگام مقابلہ غرور نہ کرے لاجورد شاہ یہ کہکے خاموش ہوا ملک ترہسی نے موافق کہنے خداوند اپنے کے مجبور ہو کر اپنے دلبند کو اجازت جنگ دی وہ سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب دو رکاب پر سوار ہوکے نہایت کبر و غرور سے میدان جنگ مین آیا اور سامنے بدیع الملک کے آکے مرکب کو روک کے فنون سپہ گری دکھا کے اِس طرح کہنے لگا اے جوان آگاہ ہو کہ نام میرا بہرام قوی بازو ہی مین فرزند ملک ترہسی حاکم کوہ شفق کا ہون قوت و شجاعت مین یگانۂ آفاق ہون فنون سپہ گری مین طاق ہون واسطے حریف اپنے کے گویا ملک الموت ہون میرے پنجۂ سخت سے دشمن کو رہائی ممکن نہین بغیر قتل کیے میدان سے جاتا نہین ہون مین نے ہزارون دلاورون کو تہ تیغ کیا ہی گو سن کم ہی لیکن لڑائیان بہت لڑا ہون آج تجھ سے مقابلہ کو آیا ہون تجھے بھی قتل کرونگا لشکر کو تیرے تباہ و برباد کرونگا اگر تجکو اپنی جان عزیز ہو تو میرے ہمراہ چل خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کر سرکشی سے باز آ مین اقرار کرتا ہون کہ جرائم تیرے عفو کرا دونگا خداوند میرے کہنے سے تیری خطائین معاف کر دینگے اور والد بھی تیرے خون سے درگذر کرینگے تجکو لازم ہی کہ میرے کہنے پر عمل کر اور یہ مین نے اِس وجہ سے کہا کہ مجکو تیری جوانی پر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان و بہادر میرے ہاتھ سے قتل ہو بدیع الملک نے مسکرا کر جواب دیا اے جوان مجکو بھی تیری جوانی و خوبروئی پر رحم آتا ہی چاہتا ہون کہ تو اِس سن و سال مین باغ دنیا سے جانب ملک عدم نہ جائے لہذا تجکو ہدایت کرتا ہون کہ لاجورد شاہ گمراہ کنندہ پر لعنت کر اُسکی پرستش نہ کر کہ وہ بمنزلہ ابلیس کے ہی سجدہ اور پرستش اُس معبود حقیقی کی اختیار کر جو معبود کون و مکان خالق زمین و آسمان و مافیہا ہی وہی لائق حمد ہی اُسی کو سجدہ کرنا لازم ہی سواے اُسکے کسی کو سجدہ و معبودیت جائز نہین ہی جو لوگ سواے کبریا کے اور کسی کو سجدہ و معبودیت کرتے ہین وہ کافر ہین ناری و جہنمی ہین مین اپنے پروردگار کو سجدہ کرتا ہون لاجورد شاہ کو ہرگز سجدہ نہ کرونگا تجکو بھی مناسب ہی کہ تو بھی اُسے سجدہ نہ کر نار دوزخ مین مدام رہنا اختیار نہ کر دین اسلام مین آ کلمہ پڑھ پروردگار عالم کو سجدہ کر دیکھ قابل سجدہ و لائق پرستش وہی رب العالمین ہی کہ موافق نظم

جو ہر جا کونین و ہر خاص و عام | کیے کن سے خلق اُسنے عالم تمام | خداوند عالم غفور الرحیم
علیم و وحید و قدیر و قدیم | ہر قبضے مین اُسکے زمین و زمان | وہ رزاق مطلق ہر روزی رسان
پرستش کے قابل نہین ہر کوئی | وہی ہر وہی ہر وہی ہر وہی | وہ ہر داور و کارساز جہان
وہ ہر مالک و کارساز جہان | وہ معبود ہر عبد ہین سب تمام | نہین اِس جگہ فکر کا کچھ مقام
جہان مین ہر ایک چیز کی آشکار | ہوا اُسکی صنعت پہ ہر اک نثار | کیا خاک سے پاک انسان کو
دیا فہم و ادراک انسان کو

توبھی صاحب فہم و ادراک ہی غور کر سواے خداے لایزال کے کوئی لائق سجدہ و پرستش نہین ہی لاجورد شاہ کیا نابکار ہی کہ اُسکو سجدہ کیا جائے اے جوان میری ہدایت

قبول کر مجھسے آمادۂ جنگ نہو ورنہ پچھتائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا بہرام قوی بازو گفتگو سے
بدیع الملک منکے پہلے تو غصہ سے کانپنے لگا چہرہ کثرت قہر و غضب سے سرخ ہو گیا آنکھین بھی مانند بادہ کشون
کے نشۂ شراب غیظ سے سرخ ہو گئین کثرت برہمی سے ہونٹھ چبانے لگا کف دہن مین بھر آیا باچھون سے
ظاہر ہوا پھر اُسی عالم غیظ و غضب مین نیزہ اُٹھا کر کہا او جوان مین مجبور ہون تیری قضا ہی تیری دامنگیر ہی
ہوشیار ہو جا کہ وار نیزہ کا کرتا ہون یہ نیزہ میر الملقب بہ اجل ہی جس حریف کے قریب صدر و گلو جاتا ہی وہ
آگاہ ہو جاتا ہی کہ اجل قریب آگئی موت کا سامنا ہوا اب زندگی آخر ہوئی یہ کہکے نیزہ کو گردش دے کے گھوڑے
کو کاوے پر ڈال کے سینۂ شاہزادے کو تاک کے نیزۂ مذکور کا وار کیا اِدھر بدیع الملک نے نیزہ اُٹھا کر
نہایت خوبی و چالاکی سے اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا منصفان ہر دو لشکر نے بے اختیار
با آواز بلند تعریف کی دشمن نا منصف ناخوش ہوے کہنے لگے نیزہ کچھ اچھی طرح نہین روکا لوگ تعریف بیکار کرتے ہین
ابھی دوست و دشمن تعریف و مذمت کر رہے تھے کہ شاہزادہ نے بہرام پر نیزہ لگایا اُسنے بھی چالاکی سے
نیزہ پر نیزہ روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی ساٹھ ستر طعن نیزہ کی نوبت پہونچی ہر دو راکب و مرکب پسینے مین
تر ہو گئے مرکبون کی گردش سے غبار اُٹھا ہاتھ بہرام قوی بازو کا تھکنے لگا قوت مین کمی ہونے لگی بدیع الملک
نوجوان کے زور و بازو مین فرق نہوا یہ حال دیکھکر فرزند ملک ترسی پسپا ہو کر لڑنے لگا اُسی حالت مین
بدیع الملک نے نعرہ کرکے کہا ای نوجوان ہوشیار رہو جا کہ اب قضا تیری قریب آگئی ہی یہ نعرہ کرکے سینۂ
پر کینہ پر اُسکے نیزہ کا وار کیا کہ نیزہ بہرام قوی بازو سے رک نہ سکا اور سینہ مین اُسکے در آیا شاہزادے
نے مرکب کو اپنے آگے بڑھا کے نیزے کو تکان دے کے ایسا جھٹکا دیا کہ پانون بہرام کے رکابون سے
جدا ہوے تسمی رکابون کے ٹوٹے نیزہ پشت سے گذرا بدیع الملک نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے پشت
فرس سے اُسے اُٹھا کے اپنے سر سے اُسے بلند کرکے گردش دے کے پوچھا ای جوان حالا در شناختن
پروردگار عالم چہ میگوئی ہر چند کہ بہرام قوی بازو درد سینہ سے جان بلب تھا لیکن ایسا سیاہ قلب تھا
کہ ایسی حالت مین بھی اُسنے خدا پرستی سے انکار کیا بدیع الملک نے برہم ہو کر اسطرح خاک پر اُسے ٹپکا
کہ استخوان اُسکے چور چور ہو گئے روح تن سے نکل کر سوے جہنم روان ہوئی جوانان لشکر اسلام بہرام
قوی بازو کے ہلاک ہونے سے بہت خوش ہوے اپنے آقا و مالک کی شجاعت زور بازو کی تعریف
کرنے لگے نقارۂ شادمانی بجانے لگے کفار یہ حال پر ملال دیکھکر اشکبار ہوے کثرت غم سے نالان ہوے
خصوصاً ملک ترسی اپنے فرزند کو کشتہ دیکھکر سینہ و سر پیٹنے لگا بے اختیار نالہ و فریاد کرنے لگا اور لاجورد
شاہ سے اُسی حالت صدمہ و ملال مین کہنے لگا ای خداوند آپ ہی کے کہنے سے مین نے اپنے فرزند کو اجازت جنگ
دی تھی آپ نے کیسی تقدیر کی تھی کہ فرزند میر افتحیاب نہوا حریف کے ہاتھ سے مارا گیا لاجورد شاہ نے
جواب دیا ای ملک ترسی ہمنے پہلے ہی کہدیا تھا کہ غرور نہ کرنا اُسنے ہنگام جنگ غرور کیا ہمکو ناگوار ہوا
ہمنے بدیع الملک کے ہاتھ سے قتل کرا دیا اب گریہ و زاری نہ کر روز نوروز قریب ہی تیرے فرزند
کو جلا دینگے تجکو تیرے پسر سے ملا دینگے کچھ دنون کی البتہ مفارقت ہی صبر کر ملک ترسی نے اُسی حالت
مین خداوند مذکور کو اپنے دل مین کچھ سخت و سست کہا اور خنجر کمر سے کھینچکر ارادہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے اپنے
تئین ہلاک کرے بعد ایسے فرزند کے زندہ نہ رہے سردارانِ سپاہ اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ

جادو وفی الفور دوڑ کر ملک ترسی سے لپٹ گئے خنجر اُسکے ہاتھ سے لیلیا اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ صبر
کر حالانکہ غم فرزند جانکاہ ہے اور بعد مرگ فرزند سعید جینا ناگوار طبع ہے لیکن خودکشی اچھی نہین ہے خداوند نے
ارشاد کیا ہے کہ روز نوروز تیرے فرزند کو زندہ کر دینگے ملک ترسی نے سرداران سپاہ خصوصاً گرگ
تیز دندان سے مخاطب ہوکر کہا اگر تو چاہتا ہے کہ مین اپنے تئین ہلاک نہ کرون تو سر بدیع الملک کا تیغ
سے جدا کرکے لے آ تنہا لڑنے کو نہ جا میری تمامی فوج سے اُسپر حملہ آور ہو گرگ تیز دندان نے عرض کیا یہ
خادم ابھی تعمیل حکم کرتا ہے یہ کہکر اور افسران سپاہ سے کہا یاران دلیرانہ تم سب بھی مع فوج بدیع الملک
پر حملہ کرو جس طرح ممکن ہو سر بدیع الملک کا تیغ آبدار سے کاٹ لو اُنھون نے کہا ہم تابع حکم ہین چلیے ہم
بھی موجود ہین یہ کہکر وہ سب ہمراہ گرگ تیز دندان کئی لاکھ فوج کو ہمراہ لیکر بدیع الملک پر حملہ آور
ہوے ادھر سے اہل اسلام بڑھے جب دونون فوجین کہ مانند دو دریاے موجزن کے تھین مل گئین
تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی راوی بیان کرتا ہے کہ دو لشکر باہم نہین ملے تھے تلوار نہین چلتی تھی بلکہ
وہ دو ابر تھے کہ ملے ہوے تھے اور وہ تلوارین چمکتی نہ تھین بلکہ ہر جگہ ابر مین برق چمکتی تھی بارش خون
دلیران جنگ جو کی ہو رہی تھی زمین بارش خون سے سیراب ہو رہی تھی دلیر رعد آسا نعرہ کرتے تھے
کمانین مانند بجلی کے کڑکتی تھین بارش تیر زور و شور سے ہو رہی تھی سر دلاورون کے تلوارون سے کٹ کٹکر
مانند اولون کے زمین پر گر رہے تھے خون کافرون کا میدان جنگ مین پانی کی طرح بہ رہا تھا ہر طرف جوے
خون جاری تھی سپرین سیاہ یون اُٹھی ہوئی تھین جیسے کالی گھٹا اُٹھتی ہے ہواے تیز پر ہاے تیر سے
چلتی تھی غرض اِس جنگ مغلوبہ مین لطف زمانہ برشکال و بارش کا دیکھنے والون کو ملتا تھا کیونکہ مرکبون
سے مجروح اِس طرح گر رہے تھے جس طرح برسات کی کیچڑ مین مردم کے پاؤن پھسل جاتے ہین اور گرتے
ہین کفار ہر چند کہ اہل اسلام سے بکثرت افزون تھے لیکن بدیع الملک اور جملہ زمرد پوشون سے خائف
و ترسان اِسقدر تھے کہ قریب جانے سے ڈرتے تھے جہانتک ممکن ہوتا تھا دور ہی رہتے تھے اور جب
بدیع الملک حملہ کرتے تھے مانند بھیڑون کے بھاگتے تھے چونکہ خوف بدیع الملک کا دل مین
سما گیا تھا ہنگام جنگ ہوش و حواس درست نہ تھے اگر کوئی لشکریان بدیع الملک سے مجمع کفار
مین گھر جاتا تھا کفار اُسے بدیع الملک جان کر پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا کرتے تھے وہ لشکری
بڑھکر اُنکو تہ تیغ کرتا تھا اور کفار خوف سے ہاتھ بھی نہ اُٹھا سکتے تھے بعضے زمرد پوش سوار کو اپنی طرف
تیغ بکف آتے دیکھکر بدیع الملک کا یقین کرکے اور گرگ درندہ و ایذا رسان اُسے تصور کرکے
مانند بندرون کے آنکھین اپنی بند کر لیتے تھے اِسی وجہ سے اہل اسلام قلیل تر ہوکے کافرون کو تہ تیغ کرتے
تھے آگے بڑھتے جاتے تھے کفار پسپا ہوتے جاتے تھے لاش پر لاش کافرون کی گر رہی تھی جابجا انبار کشتون
کے لگے تھے مجروح زمین پر پڑے ایڑیان رگڑ رہے تھے کثرت زخمہاے کاری سے نالہ و فریاد کرتے تھے
کوئی اُنکی فریاد کو نہ پہونچتا تھا حالت تشنگی مین پانی مانگتے تھے کوئی پانی نہ دیتا تھا کیونکہ میدان جنگ مین
جز آب شمشیر پانی نہ تھا آخر پیاسے ہی مرتے تھے لاشے اُنکے پامال سم اسپان ہو رہے تھے بزن و بگیر کی صدا
بلند تھی اہل اسلام شیر آسا نعرے کرتے تھے کفار روباہون کے مانند بھاگتے تھے لیکن بھاگ نہ سکتے تھے
اہل اسلام چہار طرف سے گھیرتے تھے اگر یہ جنگ مفصل تحریر کیجائے تو چند اوراق پر مؤلف سیاہ کردے

چونکہ ناظرین مختصر پسند طول تحریر کو اچھا نہین جانتے ہین اِسوجہ سے اختصار کیا جاتا ہو اور صرف خلاصہ اسقدر
لکھا جاتا ہو کہ یہ جنگ عظیم تا شام ہوئی بعضون نے لکھا ہو کہ تین شبانہ روز ہوئی غرض بہر طور جب کفار نابکار
ہزار ہا قتل ہوے اور تاب مقابلہ اُنکو باقی نہ رہی بھاگنے لگے یہ حال دیکھکر ملک ترسی نے طبل بازگشت
بجوایا جب صداے طبل بازگشت لشکر کفار سے بلند ہوئی اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا جو اہل
اسلام سے کسی حریف کا تیغ سے سر جدا کر رہا تھا اُسنے آواز طبل بازگشت سُنکے سر اُسکا جدا نہ کیا تلوار
اُسکی گردن پر سے اُٹھالی اور یہ کہکر اُسے چھوڑ دیا کہ او نابکار مجبور ہون کہ طبل بازگشت تیرے حاکم نامرد
نے بجوا دیا ہو اور ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہو کہ جب لشکر حریف مین طبل بازگشت و آسائش بجتا ہی
تو ہم لوگ لڑنے سے ہاتھ روک لیتے ہین اگر مین پابند قاعدہ اور کا نہوتا تو کبھی تجکو زندہ نہ چھوڑتا تا
سر تیرا ضرور ہی کاٹتا یہ کہکر اُس سے علحدہ ہوتا تھا کفار امان پاکر خوش ہوتے تھے جان اُنکی بچتی تھی
الحاصل بعد بجنے طبل بازگشت کے اہل اسلام کفار سے اور کفار اہل اسلام سے علحدہ ہوے اور
گرگ تیز دندان جانب لشکر گاہ مع سپاہ ہزیمت خوردہ روانہ ہوا اُدھر بدیع الملک مظفر و
منصور ہوکر شادان و فرحان اپنی قیام گاہ سپاہ کی طرف مع اپنی فوج ظفر موج کے چلے اور بعد قطع راہ
لشکر گاہ پر پہونچکر مرکب سے اُترکر داخل بارگاہ ہوے جوانان نبرد پوش بھی اپنے گھوڑون سے
اُتر اُترکر داخل خیام ہوکر سلاح جنگ تنون سے دور کرکے فرش پر راحت پذیر ہوے یہان تو
بدیع الملک داخل بارگاہ ہوے ہین سلاح جنگ تن سے علحدہ کر رہے ہین اپنے عیار سے کہہ
رہے ہین کہ خداوند عالم نے آج بھی کفار پر مجکو فتحیاب کیا اُسکا شکر کیا زبان سے کر دن کہ زبان میری
اُسکے شکر مین قاصر ہو بلکہ بقولے شعر اگر ہر موے تن باشد زبانم ۞ نتوانم کہ توصیفش بر آنم
عیار عرض کرتا ہو واقعی حضور سچ فرماتے ہین لیکن اب حال لشکر کفار کا لکھا جاتا ہو کہ جب گرگ
تیز دندان مع سپاہ باقی ماندہ و ہزیمت خوردہ پاس ملک ترسی کے پہونچا حاکم کو وہ شفق نے
کہا او نابکار اسقدر فوج ہمراہ لیکر گیا اور سر بدیع الملک کا نہ لایا اُسنے عرض کیا حضور نے دیکھا
کہ فوج بیدلی سے آگے نہ بڑھتی تھی دلیرانہ نہ لڑتی تھی مجھسے سامنا بدیع الملک کا نہین ہوا
ورنہ مین قتل کرتا خیر آج تو جو ہوا وہ ہوا آیندہ دیکھا جائیگا ملک ترسی یہ سُنکے روتا ہوا لشکر گاہ سے
بہمراہی لاجورد شاہ و صلصال سمت لشکر گاہ روانہ ہوا بعد قطع راہ نالان و گریان داخل بارگاہ ہوا
مردمان لشکر کفار نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے خیام مین استراحت پذیر ہوے لاجورد شاہ
اپنی بارگاہ مین صلصال اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور راحت پذیر ہوا لیکن ملک ترسی نے جو
قبل اِسکے داخل بارگاہ ہوا تھا غم فرزند نوجوان مین اُسکو قرار نہ تھا کیا استراحت پذیر ہوتا مبتلاے غم
تھا فریاد و بکا سے اُسے کام تھا فرش پر مانند ماہی بے آب کے تڑپتا تھا زندگی سے بیزار تھا اِسی
حالت مین ملک ترسی نے اپنے عیار مسمی ملک ارد وان کوہی کو تنہائی مین اپنے پاس طلب کیا
یہ عیار فن عیاری مین کامل ہو اور سوا اِسکے ہنر پہلوانی سے بھی آگاہ ہو قوی بازو و قوی ہیکل و خوشرو
ہو اور ملک ترسی کی دختر پر کہ نام اُسکا ملکہ طلعت جادو ہو عاشق ہو اور اُسکے شمع جمال کا پروانہ
ہو جب ملک ترسی کی دختر سے یہ طالب وصل ہوتا ہو وہ منظور نہین کرتی اور بوجہ اپنے حسن و جمال

وشاہزادی ہونے کے یہ جواب سخت دیتی ہی کہ او نمک حرام چار روپیہ کے پیادے تو مجھسے طالب وصل
ہی اپنی لیاقت اور میری امارت پر نظر نہین کرتا ہی اگر تو مر بھی جائیگا تو بھی مجکو رنج نہوگا یاد رکھ کبھی وصل
میرا تجکو نصیب نہوگا عیار مذکور جواب صاف پاکر خاموش رہتا ہی ملک ترسی بھی اپنے عیار کے عشق
سے آگاہ ہی المدعا جب ملک اردوان کوہی حسب الطلب خدمت ملک ترسی مین حاضر ہوا بعد
سلام عرض کیا کیا حکم ہی فدوی کو کیون طلب کیا ہی ملک ترسی نے کہا اے ملک اردوان کوہی تونے
نمک ما بدولت کا کھایا ہی اور فی زمانہ جو جو صدمہ میرے دل پر گذرا ہی اُس سے تو آگاہ ہی حاجت اظہار نہین
ہی اور مانا ہم نمک حلال وہ ہی کہ وقت بد مین اپنے آقا و مالک کا خیر خواہ رہے جان و مال اپنے آقا کی بجائے
جس صدمہ و رنج مین اپنے آقا کو مبتلا دیکھے اُسکے دفع کرنے کی تدبیر کرے لہذا ایسے وقت بد مین تو بھی
نیکی کر حق نمک ادا کر ہمارے دل کو خوش کر ہم بھی تجھ سے ایسی نیکی کرینگے کہ تو بہت خوش ہوگا آرزوے دلی
بر آئیگی ذرہ ہو کر آفتاب بنجائیگا ذلیل ہو کے نبیل ہو جائیگا اپنے ہمچشمون مین فخر کریگا عیار مذکور نے عرض کیا
اے بادشاہ ذیجاہ یہ نمک خوار تابع فرمان ہی جو کچھ ارشاد ہو تو یہ فدوی جلد بجالائے اور یہ بھی ظاہر فرمایئے
کہ وہ نیکی جو حضور میرے ساتھ کرینگے کیا ہی ملک ترسی نے کہا اگر تو بدیع الملک امیرے سرداران لشکر
اور میرے فرزند کے قاتل کو کسی طرح خواہ بعیاری خواہ بدلاوری اسیر کرکے ما بدولت کے روبرو لے آئیگا
تو ما بدولت اپنی دختر نیک اختر کو جسپر تو ایک مدت سے فریفتہ ہی تجھے دینگے تیرے ساتھ اُسکی شادی کرینگے
عیار مذکور یہ خوشخبری سُنکے اسقدر خوش ہوا کہ قریب تھا شادی مرگ ہو جائے اُسی حالت خوشی مین عیار
نے عرض کیا جو حضور نے ارشاد کیا ہی فکر اُسکی آجکی شب کیجائیگی یہ عرض کرکے بارگاہ سے باہر آکر کئی سو اپنے
شاگردون کو جمع کرکے ایک خیمۂ وسیع مین بیٹھکر پوشیدہ اُسنے کچھ باتین کین اُنھون نے موافق کہنے اپنے
اُستاد کے سامان کرنا شروع کیا جب وہ زمانہ آیا کہ زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی ملک اردوان کوہی نے لباس
عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے سب شاگردون کو ہمراہ لیکر جا بجا تھوڑے تھوڑے شاگردون کو
جھاڑی جھنڈیون مین چھپا کر صرف چند شاگردون کو ساتھ لیکر سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوا جب قریب
لشکر گاہ پہونچا ایک جھاڑی مین پنہان ہو کر دیکھا کہ ایک سردار کئی سو سوار ہمراہ لیے ہوے لشکر کی حفاظت
کر رہا ہی سوار پہرہ پر ہوشیار باش و خبردار باش باواز بلند کہہ رہے ہین چور پھرتا ہین اور رن پھرتا ہین
روشن ہین بارگاہ فلک فرسا بدیع الملک کی درمیان لشکر مین ہی چہار جانب خیام لشکریون کے ہین
در بارگاہ پر ایک عیار نہایت چست و چالاک بانے عیاری کے زیب تن کیے ہوے ایک کرسی پر بیٹھا
ہی جو سردار حفاظت لشکر کی کر رہا ہی اُس سے یہ کہہ رہا ہی کہ بہت ہوشیار و خبردار رہنا طلایہ لشکر سے غفلت
نہ کرنا آج مجکو کچھ کھٹکا اور شبہہ ہوا ہی ابھی لشکر اعدا کی طرف چند آدمی سیاہ لباس پہنے ہوے اِدھر آتے نظر آئے
تھے دفعتہً نظر سے غائب ہو گئے ہین چونکہ آج ہمارے آقا نے بہرام قوی بازو پسر حاکم کوہ شفق کو ہلاک
کیا ہی عجب نہین کہ وہ نابکار اپنے عیار کو براے دزدی شاہزادۂ نامدار روانہ کرے اور اِس فریب و
مکاری سے ہمارے آقا کو گرفتار کرکے اسیر کرے اور بعوض خون بہرام قوی بازو وغیرہ ہمارے
مالک کو ضرر پہونچائے حالانکہ مین بھی ہوشیار بیٹھا ہون کیا مجال کسی عیار نابکار کی جو لشکر مین قدم بھی رکھ
سکے لیکن تم بھی بہت ہوشیار رہنا سردار مذکور جواب مین کہتا ہی اے رضوان بن عمرو مین بخوبی ہوشیاری

وخبرداری مین مصروف ہون تم میری جانب سے مطمئن رہو کیا طاقت کسی دزد کی جو یہان آسکے اور مدعاے دلی حاصل کرسکے وہ تیر تاک کر مارون کہ واسطے اُسکے تیر قضا ہو جائے مالک اردوان کو ہی یہ حفاظت وہوشیاری دیکھکر اور باتین رضوان بن عمرو کی اور سردار مذکور کی سُنکے اپنے ہمراہی شاگردون سے کہنے لگا سواے اُسی عیاری کے جو ہمنے تجویز کی ہو اور کسی مکاری وعیاری سے کچھ کام نہ نکلیگا در مطلب ہاتھ نہ آئیگا چلو وہی تدبیر کرو یہ کہکر جھاڑی سے نکلکر اپنے لشکر کیطرف چلا اثناے راہ مین جہان جہان اُسکے شاگرد جھاڑی جھنڈیون مین پوشیدہ تھے اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر ایک سمت روانہ ہوا ادھر رضوان بن عمرو اور وہ سردار مع سواران ہمراہی مصروف حفاظت تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک جانب سے کئی سو آدمی ہنجشتا خون کی روشنی مین دہل اور تاشے اور جھانجھہ بجاتے اور گاتے ادھر آتے ہین اُنمین ایک دولہہ ہو سر پر اُسکے سہرا بندھا ہو ایک کوہی ٹانگن پر سوار ہو لباس عروسی پہنے ہو گرد اُسکے پا پیادہ بہت سے آدمی ہین جا بجا وہ لوگ ٹھہر جاتے ہین کوہی زبان مین گیت گاتے ہین باجا بجانے والے باجے بجاتے ہین اور جہان ٹھہرکر گاتے ہین وہان کچھ انار یا مہتاب یا کوئی چرخی آتشبازی کی چھڑاتے ہین پھر شور وغل کرتے ہوے گیت گاتے ہوے آگے بڑھتے ہین ہنوز رضوان اور وہ سردار مع اپنے سوارون کے اُسی طرف دیکھ رہے تھے رضوان بن عمرو کہتا تھا آدھی رات سے زیادہ گذری ہو اسوقت یہ کیسی برات آتی ہو یقین ہو کچھ اسمین فتور ہو سردار مذکور کہتا تھا اگر کوئی عیار واسطے عیاری کے آتا تو اسطرح نہ آتا رضوان بن عمرو اُسکے جواب مین کہتا تھا تم عیارون کے عیاری سے اچھی طرح آگاہ نہین ہو عجب نہین کہ یہ لوگ عیار ہون اس طور سے واسطے عیاری کے آئے ہون ہنوز باہم یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ برات مذکور قریب آئی رضوان نے بڑھکر باواز بلند کہا کون اس طرف آتا ہو خبردار اس طرف آنیکا ارادہ نہ کرے کیونکہ یہ لشکرگاہ شاہزادۂ ذیجاہ بدیع الملک بن نورالدہر ہو شاہزادہ ہمارا خواب راحت مین ہو تم لوگ دف ونی وغیرہ بجاتے گاتے ہوے آتے ہو تمہارے شور وغل سے ہمارے مالک کے خواب مین خلل آئیگا لہذا بہتر ومناسب یہ ہو کہ اس طرف نہ آؤ اس جانب سے چلے جاؤ اور اگر ادھر آؤگے تو سزا پاؤگے جسوقت رضوان بن عمرو نے یہ کہا اُن براتیون مین سے چند کس آگے بڑھے اُنمین ایک بڈھا بھی تھا اور وہ بڈھا دولہہ کا بزرگ یا باپ معلوم ہوتا تھا اُسنے قریب رضوان کے آکے نہایت عجز وانکساری سے کہا ہم لوگ کوہی ہین اور ہمارے لڑکے کی آج برات ہو ہم اپنے لڑکے کو بیاہنے جاتے ہین اور دولھن کے مکان کی طرف جانے کی یہی راہ ہو اور دوسرے ہمارے یہان کا یہ قاعدہ ہو کہ جب کوئی شادی ہوتی ہو تو اسی راہ سے جاتے ہین اور اس راہ سے جانا ہمکو مبارک ہوتا ہو اگر ہم اور کسی راہ سے جائین تو شگون بد ہوگا بس ہمکو نہ روکیے جانے دیجیے سردار مذکور اور رضوان نے جواب دیا ہم ہرگز اس طرف سے برات نہ جانے دینگے اسی گفتگو مین سب برات والے اور دولہہ وغیرہ بھی وہان آگئے برات کے ساتھیون نے کہا ہم تو اسی جانب سے جائینگے رضوان اور اُس سردار نے جواب دیا ہم تو نہ جانے دینگے جب باہم تکرار وحجت زیادہ ہوئی شور وغل اسقدر ہوا کہ بدیع الملک کی آنکھ کھل گئی پہلے رضوان کو پکارا جب وہ نہ بولا تو پھر خادمان بارگاہ کو پکارا اُنھون نے داخل بارگاہ ہوکر عرض کیا کیا حکم ہو فدیون کو کیون طلب کیا

ہی بدیع الملک نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی اُنھون نے عرض کیا حضور ایک برات عجیب و غریب آئی ہی ہمنے توکبھی نہ دیکھی تھی اور نہ کبھی کسی سے سُنی تھی لائق حضور کے دیکھنے اور ہنسنے کے ہی اُس برات کو رضوان بن عمرو اور فلان سردار لشکر حضور نے روکا ہی برات کے ساتھی کہتے ہین کہ ہم اِسی راہ سے جائینگے اور رضوان کہتا ہی کہ ہمتو اِدھر سے نہ جانے دینگے اِسی وجہ سے باہم تکرار ہو رہی ہی یہی باعث شور و غل کا ہی بدیع الملک تمام و کمال حال سے آگاہ ہوکر مسہری سے اُٹھکر باشتیاق دید در بارگاہ پر آئے ایک خادم نے کرسی جواہر نگار رکھدی شاہزادۂ موصوف نے کرسی پر بیٹھکر پردے بارگاہ کے خدام سے اُٹھوا کر کہا برات کے ساتھیون کو مع دولہ کے ہمارے سامنے لاؤ تاکہ دیکھین ہم کہ برات کیسی ہی خدام حسب الحکم گئے اور اُن سب کو ہمراہ لیکر بدیع الملک کے پاس آئے شاہزادہ نے دولہ اور برات کے ساتھیون پر نظر کرکے بے اختیار ہنسکے پوچھا تم لوگ کہان کے رہنے والے ہو برات کہان لیے جاتے ہو شور و غل کیون کرتے ہو اُنھون نے عرض کیا خداوند نعمت ہم لوگ کوہی ہین برات کے ساتھ جاتے ہین دولھن کا مکان اِسی طرف ہی یہانسے تھوڑی دور ہی ہمیشہ اِسی طرف سے جاتے ہین آج ملازم حضور نے ہمین اِس طرف سے جانے کو مانع ہین ہم اپنی جانین دینگے شادی کو مبدل بہ غم کرینگے مگر اسی طرف سے جائینگے شگون مین فرق نہونے دینگے کیونکہ اس طرف سے جانا واسطے ہمارے شگون مبارک ہوتا ہی دولہ دولھن مین اتفاق رہتا ہی اور اگر کبھی اور طرف سے جاتے ہین تو شگون بد ہوتا ہی یا تو دولہ شب عروسی مرجاتا ہی یا دولھن مرجاتی ہی اِسی سبب سے خاصکر اِسی راہ سے برات لیجاتے ہین بدیع الملک نے اُنکی گفتگو سُنکے اور اُنکے سراپا پر نظر کرکے رضوان بن عمرو سے کہا اِنکو نہ روکو اِسی طرف سے جانے دو مین نہین چاہتا کہ اِن لوگون کے شگون مین فرق ہو اور اے رضوان جو تمکو خیال ہی وہ خیال غلط ہی یہ لوگ واقعی کوہی ہین اِنکی پوشاک اور زبان سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ غریب آدمی ہین حیلہ سکار نہین ہی جو تمکو شک ہی وہ بیجا ہی رضوان نے عرض کیا مجھے اِن لوگون پر عیارون کا شک ہوا تھا اِسوجہ سے روکا تھا اب حضور کے اِرشاد سے اور اِنکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ عیار مکار نہین ہین اب نہ روکونگا دولہ کا باپ یہ سب باتین سُنکے خوش ہوا اور باجے والون سے کہنے لگا دیکھو یہ شاہزادۂ عالیوقار بیٹھے ہین ذرا اِنکے سامنے باجا بجاؤ اور گانے والون سے کہا کہ تم بھی اِن میان کے سامنے اچھے اچھے گیت گاؤ اور دولہ سے کہا اپنے صاحب کو سلام کر کہ اُنھون نے اِدھر سے جانے کو حکم دیا ہی ورنہ تو اِس طرف سے نہ جانے پاتا دولہ جو بنا تھا اُسنے سلام کیا اِس اثنا مین مردم نے دف و نی اور ڈہل اور تاشہ اور جھانجھ بیہودہ طور سے بجانا شروع کیے کچھ لوگ سامنے دولہ اور بدیع الملک کے اپنی زبان کوہی مین گیت گانے لگے بدیع الملک اُن باجون کی صدا اور اُن گانے والون کی آوازین اور گیت بے تکے سُنکے بے اختیار ہنسنے لگے جب شور ڈہل وغیرہ کا ہوا اکثر سرداران لشکر اور سواران سپاہ جو بیدار ہوے تھے قریب آکر اور علے قدر مراتب بیٹھ کے گانا سُنے لگے اور جو لشکری ہوتے تھے وہ بدستور سو رہے غرضکہ تادیر اِس جگہ خوب سا اُن کوہیون نے گیت گائے ہر ایک کو خوب ہنسایا خصوصاً بدیع الملک کو از حد خوش کیا کیے بعدہ لڑکے کے باپ نے اپنے ساتھ کے آدمیون سے کہا بھائیو وہ آتشبازی کہان ہی جو دولھن کے گھر لیجانے کو ہمراہ لائے تھے اُسے جلد لاؤ اُسمین سے

تھوڑی سی آتشبازی ایسے شاہزادہ خوش مزاج کے روبرو چھوڑاؤ کہ جسنے ہمپر ازراہ غریب نوازی عنایت
کی ہی یعنے ہمکو اس طرف سے جانے کی اجازت دی ہی ہمراہی مذکور جلد ٹرکیٔی ٹوکرے آتشبازی سے بھرے
ہوے لائے اور سامنے شاہزادہ کے وہ آتشبازی چھڑانے لگے کبھی ایسی مہتاب چھڑائی کہ اُسکی روشنی
سے شب تاریک مبدل بروشنی سحر ہوگئی کبھی سرخ مہتاب چھڑائی کہ جسکی روشنی سے تمام میدان سرخ ہوگیا
کبھی ایسی چرخیان چھڑائین کہ جنھون نے کئی کئی رنگ بدلنے زمانہ کا رنگ دکھایا پھول اور آویزے
اُنمین سے رنگارنگ نکلے کبھی انار و پھلجھڑیان وغیرہ چھڑائین یہانتک کہ وہ سب آتشبازی چھڑائی ہر ایک نے
خوش ہوکر اُس آتشبازی کو دیکھا خصوصًا بدیع الملک سیر اُس آتشبازی کی کرکے بہت خوش ہوے
اور ملازمون سے فرمایا یہ لوگ غریب و محتاج ہین اِنھون نے اِسقدر آتشبازی ہمارے روبرو چھڑائی ہی
ہمکو خوش کیا ہی ابھی تک گا یا کیے ہین نقصان اِنکا منظور نہین ہی بلکہ اِنعام دینا منظور ہی لہذا چار ہزار
روپیہ اِنکو ہماری سرکار سے دیے جائین حسب الحکم بدیع الملک چند ملازمون نے اُٹھنے اور روپیہ
کے لانے کا ارادہ کیا تھا چونکہ اُس آتشبازی سے دھوان بکثرت نکلا تھا اور جانب بدیع الملک وغیرہ
سے وہ دھوان گذرا تھا کیونکہ ہوا اُس طرف کی تھی اِس سبب سے جسکو چھینک آئی وہ بیہوش ہوا اور جسنے
اُٹھنے کا ارادہ کیا کچھ اُٹھکر لڑکھڑاکر گرا اور بیہوش ہوا بدیع الملک اور رضوان بن عمرو بھی بیہوش
ہوے غرض جسقدر آدمی وہان بیٹھے تھے اور جسکی ناک مین وہ دھوان گیا وہ بیہوش ہوگیا جب سب
بیہوش ہوگئے دولہ کے باپ یعنے ملک اردوان کوہی نے نعرہ کیا منم عیار ملک ترسی کون ہوشیار
تھا جو سُنتا اور اسکو گرفتار کرتا اُسنے نعرہ کرکے چادر عیاری بچھاکے بدیع الملک کو اُسمین باندھکے
ڈھائی گرہ عیاری کی لگاکے پشتارہ دوش پر اُٹھایا اور جانے کے وقت ایک پرچہ کاغذ کا اُسپر یہ عبارت
لکھی تھی رضوان کے گلے مین ڈورے سے باندھ دیا کہ اے مہتر رضوان بن عمرو ہمنے سُنا تھا کہ تم بڑے
نامی عیار ہو اور عمرو کے فرزندون مین تم سب سے بہتر ہو لیکن اب معلوم ہوا کہ تم ابھی عیاری نہین جانتے ہو
عیاری بہت مشکل ہی باوجود اسکے کہ تمکو ہم سب لوگون پر عیارون کا شک ہوا تھا اُسپر بھی تمنے روئی اپنی
ناک اور کان مین نہ رکھ لی تاکہ دھوئین سے بیہوشی آمیز کے بچتے اور بیہوش نہوتے تمنے سخت نادانی کی
آخر نادان تھے چوک گئے خیر تمتو نادان ہو اگر تمھاری جگہ خواجہ عمرو یا عمرو ثانی بھی ہوتے تو وہ بھی
دھوکھا کھاتے مین وہ عیار بلا سے بے زبان ہون کہ میری عیاری سے عمرو و عمرو ثانی بھی پناہ مانگتے
القصہ بعد باندھنے کاغذ مذکور کے ملک اردوان کوہی پشتارہ بدوش جانب لشکر ملک ترسی
چلا شاگرد ہمراہ ہوے اثناے راہ مین شاگردون نے کہا اُستاد پشتارہ ہمین دیجیے ہم دوش پر رکھکر
لے چلین اُسنے کہا اگر رضوان ہوشیار ہوکر آجائیگا تو تمسے بخوبی بھاگا نہ جائیگا اور حفاظت اِس پشتارے
کی نکرسکوگے وہ تمسے لیجائیگا شاگرد یہ سُنکے چپ ہو رہے تھے اکثر شاگرد اسکی عیاری کی تعریف کرتے جاتے
تھے کہ واہ اُستاد کیا عیاری تجویز کی تھی کہ جس سے در مطلب ہاتھ آگیا رضوان نے بھی دھوکھا کھایا
ملک اردوان کوہی ہنسکر جواب دیتا تھا تمنے عمدہ عیاریان ابھی ہماری نہین دیکھی ہین کسی مقام و
موقع پر عیاریان نازک کیجائینگی یہ باتین کرتا ہوا قریب صبح داخل لشکر ہوا جب صبح ہوئی ملک
ترسی خواب سے بیدار ہوا ملک اردوان کوہی نے جاکر سلام کیا اور عرض کیا یہ نمک خوار شہزادہ

بدیع الملک کو بیہوش کرکے لے آیا ہی ملک ترسی نے خوش ہوکر کہا میرے فرزند کے قاتل کو اپنے پاس رکھ عین دربار مین میرے سامنے لانا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اور دوسری بارگاہ مین جو مخصوص واسطے دربار کے مقرر تھی گیا پھر بالاے تخت بیٹھا امرا و وزرا بھی بارگاہ مذکور مین حاضر ہوے لاجوردشاہ بھی اُس روز ہمراہ صلصال کے بارگاہ ملک ترسی مین آیا حاکم کوہ شفق وغیرہ جملہ کبار و صغار واسطے اُسکی تعظیم کے کھڑے ہوے ملک ترسی نے اپنے تخت پر اُسے بٹھایا خود زیر تخت بیٹھا اسی اثنا مین ملک اژدوان کوہی پشتارہ بدوش دربار مین آیا ملک ترسی نے کہا بدیع الملک کو پہلے طوق و زنجیر وغیرہ مین بخوبی گرفتار کر لے پھر ہوشیار کر اُسنے حکم کی تعمیل کی جب شاہزادہ فتیلہ رفع بیہوشی سے ہوشیار ہوا دیکھا طوق و سلاسل مین گرفتار ہون دربار ملک ترسی مین ہون یہ حال اپنا دیکھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا سلام میرا اُس شخص پر جو خداوند عالم کو وحدہ لاشریک بدل جانتا ہو اور اُسکے خلیل کو یعنے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیغمبر بدل سمجھتا ہو جسوقت شاہزادہ نے اِس طرح سلام کیا درباری نام خدا سُنکے برہم ہوے کانون مین اُنگلیان رکھنے لگے تاکہ نام خداے زمین و آسمان و اسم معبود زمین و زمان نسنین خصوصاً صلصال اور ملک ترسی کفاران نابکار از حد غضبناک ہوکر کہنے لگے او اسیر کیا غضب کیا تونے کہ نام اپنے معبود کا سر دربار لیا آواز ہمارے کانون مین آئی دیکھا تونے کہ ہمارے خداوند نے تیری سرکشی سے یہ عتاب تجھپر کیا کہ تو اسیر ہوکر سر دربار آیا خداوند لاجوردشاہ سے منحرف ہونا باعث تیری قید کا ہوا اگر اب بھی ہمارے خداوند کو بدل سجدہ کر تو رہائی ہو جائے شاہزادہ نے جواب دیا تم لوگ کافر ہو اور لاجوردشاہ گمراہ کنندہ تمہارا ہی مانند شیطان کے تمکو بہکاتا ہی تمہین لازم ہی کہ ایسے ثانی الشیطان کی پرستش نہ کرو تم مجکو کیا سجدہ کرنے کو کہتے ہو تم خود اِس نابکار و مردود خدا کو سجدہ نہ کرو بلکہ عوض سجدہ اِسپر لعنت کرو اور آگاہ ہو کہ وہ خدا قابل سجدہ ہی اور لائق پرستش ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے شجر و حجر شہر و صحرا بحر و بر انسان و حیوان زمین و آسمان گل و بلبل آفتاب و مہتاب نجوم درخشان برق و سحاب وغیرہ کو پیدا کیا ہی اُسکی حمد و ثنا مین زبان فصاحت بیان اور کلک دو زبان معذور و مجبور رہین کہ بمصداق نظم

سپاس و شکر مین جز جبہہ سائی
بیان خود ہی غریق بحر حیرت
کہان وہ اور کہان ہم تودۂ خاک
وہان لازم ہین ضبط نفس ہے
پریشان عقل ہی حیران ملک ہی
وہان پر فکر ہو کیونکر قدم زن

تعالے اللہ زہے خلاق عالم
قلم کیا کر سکے دستان سرائی
اگر ہر موے تن اپنا زبان ہو
ثناے حق ہی ادر دعواے ادراک
ہوس کا پاے کوشش ہی یہان لنگ
زمین بیہوش سرگردان فلک ہی

ثنا مین اُسکی مارے کیا کوئی دم
زبان کو کب ہی یاراے طاقت
نہین ممکن کہ حمد اُسکی بیان ہو
رسولون کی جہان قاصر ہوس ہی
خرد در عرصۂ چون و چرا تنگ
حجاب غیب ہو جسکا نشیمن

ملک ترسی نے بدیع الملک سے یہ تقریر سنکے از حد غضبناک ہوکے باشارۂ لاجوردشاہ نابکار حکم کیا جلد اِس زبان دراز و منحرف خداوند کو بیرون بارگاہ لیجاؤ جلاد کو بلاؤ وہ جلد اسکو قتل کرے سر اِسکا کاٹ کر ہمارے روبرو لے آئے ملازم حاکم شفق کوہ شاہزادۂ فلک شکوہ کو کشان کشان بیرون بارگاہ لیگئے جلاد حسب الحکم آیا ہاتھ شاہزادۂ موصوف کا پکڑ کر ایک جانب لے گیا شکل جلاد خونخوار کیا لکھی جائے کہ قلم حلیہ نویسی سے ڈرتا ہی اور یہ خیال کرتا ہی کہ کہین بجرم و خطا محض حلیہ نویسی

ہے سر میرا ابھی قلم نہو جائے نہ صورت آسکی مہیب کہ جسے دیکھکر جلاد فلک بھی خائف ہو وہ دست و پا اُسکے قوی و زبردست کہ دیو بھی اپنے دست و پا کو اُسکے دست و پا سے لاغر تصور کرے وہ آنکھین اُسکی سرخ و خوفناک کہ چشم مریخ و فلک بھی اُنسے شرمائے وہ سینہ پر کینہ وہ دل بیرحم اُسکا وہ تیغہ آبدار اُسکا چار اُنگل کا چوڑا اُسکا وہ رومال خون آلود دوش پر اُسکے کہ جس سے بوے خون ہیگناہان آتی تھی غرض جلاد مذکور نے ایک گوشہ مین ریت کا چبوترہ بنایا بوریہ ہلاکت کا اُسپر بچھایا بعدہ بدیع الملک کو اُسپر بٹھایا گردن پر کوئلے کا خط دیکر کہا انکو اجل رسیدہ جو کچھ کھانا ہو کھالے اور پینا ہو پی لے آرزو سے دل نکال لے کہ اب کوئی دم مین رشتہ حیات تیرا قطع ہو جائیگا مین حکم حاکم سے مجبور کرتا ہون بازو قوی رکھتا ہون مجھپر کچھ الزام نہین اور خون تیرا میری گردن پر نہین ہی بقول شخصے بیت قتل عالم میکند لیس شکوہ جلاد نیست ❊ مرغ را دانا بدام افکند طعنہ بر صیاد نیست

بدیع الملک نے جواب دیا اے جلاد آب و غذا کی خواہش نہین ہی غم سے سیر ہون خون دل سے سیراب ہون تجکو جو حکم تیرے حاکم کا ہی بجا لا یہ کہکر سوے آسمان سر بلند کرکے برجوع قلب اسطرح واسطے اپنی رہائی و جانبری کے درگاہ خدا مین دعا کرنے مین مصروف ہوے کہ بمقتضاے نظم

ہر اک کے حال سے تو ہی ہی ماہر	تو ہی فریادرس ہی عاجزون کا	خداوندا تو ہی ہر شے پہ قادر
مصیبت مین تو ہی ہی سب کا حامی	تو ہی کھوتا ہی سب کی تلخکامی	معادن ہی تو ہی واماندگون کا
بچا ان کافرون کے ہاتھ سے اب		مرے بھی حال پر کر رحم یارب

ہنوز بدیع الملک بچشم اشکبار دعا اپنے پروردگار سے کر رہے تھے جلاد سر پر تیغہ بکف کھڑا تھا ناگاہ ملکہ ترسی بلاس پوش نے پہلا حکم جلاد کو واسطے قتل شہزادہ بدیع الملک کے دیا جلاد مذکور اول حکم پاکر اور دو حکمون کا منتظر رہا یہان تو جلاد دو حکمون کا منتظر ہی بدیع الملک زیر تیغ سر جھکائے بیٹھے ہین جلاد تیغہ بکف کھڑا ہی تماشائیون کا ہجوم ہی کوئی سنگدل کہتا ہی خوب ہوا یہ جوان زمرد پوش اسیر ہوکر زیر تیغ بٹھایا گیا کوئی کہتا ہی گو یہ جوان ہم مذہب نہین ہی لیکن اسکی جوانی و خوبروئی پر رحم آتا ہی افسوس تھوڑی دیر مین اسکے سر و تن مین جدائی ہو جائیگی کوئی سخت قلب بدیع الملک کو زیر تیغ بیٹھا دیکھکر کہتا ہی اور کوئی رحمدل شاہزادہ کو دیکھکر بخیال گردن زدنی روتا ہی ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال دختر ملکہ ترسی یعنے ملکہ ماہ طلعت جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ دختر مذکور چودہ پندرہ برس کا سن رکھتی ہی حسن و جمال مین شہرۂ آفاق ہی سحر و ساحری مین نہایت طاق ہی چالیس ہزار ساحر اسکے ملازم ہین چند اشیاے نادر سحر کے اسکے پاس ہین نہایت کوشش و سعی سے فراہم کیے ہین شب و روز مشغل سحر و ساحری مین رہتی ہی بارہا کوہ شفق سے براے تیاری سحر و سیر صحراے سبزہ زار یہ گلرخسار چلی جاتی ہی تعریف اسکے حسن کی مفصل تو دشوار ہی لیکن مختصر یہ ہی نظم

با ہزار و شکبو بت طناز	آفت بہر جان اہل نیاز	کہ دہ از حسن خوبی و انداز
در فتنہ بر رخ عالم باز	پردہ در صبح را صباحت او	نمک زخم دل ملاحت او
کام آرام از خرام تمام	قامت او بلاے قامت نام	فی الحال نازنین مذکور براے

سیر و تیاری سحر ایک سبزہ زار کی طرف گئی تھی اُسی جگہ اُسنے سُنا کہ لشکر مسلمانون کا برلے تسخیر کوہ شفق آیا ہی جنگ ہو رہی ہی اُسی لڑائی مین بہرام قوی بازو بھی مارا گیا ہی چونکہ ماہ طلعت جادو اپنے بھائی بہرام قوی بازو سے محبت زیادہ رکھتی تھی یہ خبر پر ملال سُنکے نالان و گریان پہلے کوہ شفق پر آئی پھر زیر کوہ

مذکور اپنے پدر کے پاس روتی ہوئی آئی اور اپنے باپ اور خداوند لاجورد شاہ کو سلام و سجدہ کر کے پہلو سے خداوند مین بیٹھ گئی خداوند مذکور اُسکے حسن پر نظر کر کے دست قدرت اپنا اُسکی پشت و دیگر اعضا پر پھیرنے لگا خیال وصل دل مین لانے لگا نازنین جانب خداوند دیکھکر پہلے تو شرم سے کچھ ہٹی اور چاہا کہ کلمات سخت زبان پر جاری کرے پھر خاموش رہی کہ یہ خداوند ہین دست شفقت مجھ اپنی بندی پر پھیر رہے ہین نہ اور کسی وجہ و خیال سے اِس سبب سے سر جھکا کر بیٹھی رہی ابھی وہ نازنین بیٹھی ہوئی اپنے بھائی کے غم مین رو رہی تھی اور حالات جنگ اپنے باپ سے مفصل پوچھ رہی تھی ناگاہ بیرون بارگاہ شور و غل ہوا ماہ طلعت جادو نے سبب شور و غل دریافت کیا ملازمون نے عرض کیا آپ کے بھائی کا قاتل قتل ہوتا ہی جلاد تیغ برہنہ سر پر اُسکے لیے کھڑا ہی ساکنان قلعۂ شفق کوہ گروہ گروہ برائے سیر آئے ہین وہی اُسکے قتل ہونے کی خوشی کرتے ہین ہنوز ملازم مذکور یہ عرض کر رہے تھے کہ ملک ترسی نے دوسرا حکم واسطے قتل بدیع الملک کے جلاد کو دیا نازنین مذکور نے تمام حال ملازمون سے سُنکے اپنے پدر سے کہا ذرا میرے بھائی کے قیدی کو یہان بلا لیجیے تاکہ مین بھی اُسے دیکھون اور کچھ عوض اپنے بھائی کے خون کا اُس سے لون ملک ترسی نے اپنی دختر کے کہنے سے حکم کیا جلاد سے کہو بدیع الملک کو دربار مین لے آئے ملازم حسب الحکم آگے جلاد کے گئے اور حکم شاہ سے اُسے آگاہ کیا وہ سرازنجیر کا پکڑ کر بدیع الملک کو وہانسے لیکر چلا بدیع الملک نے یہ سمجھکر شکر خدا کا کیا کہ یقینی دعا میری مستجاب ہوئی پروردگار عالم نے کوئی سبب میری جانبری کا اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی جب ہی تو جلاد دربار مین لیے جاتا ہی بدیع الملک تو اپنے دل مین ایسے ہی خیال کرتے تھے جلاد کشان کشان لیے جاتا تھا جب جلاد مذکور بدیع الملک کو روبرو اُس نازنین کے لیگیا اُسنے بدیع الملک کے حسن عدیم المثال پر نظر کر کے تیر عشق کا اپنے دل پر کھایا فی الفور بے اختیار آہ کی ملک ترسی و تمامی اہل دربار سمجھے کہ ماہ طلعت جادو نے جو اپنے بھائی کے قاتل کو دیکھا ہی اپنا بھائی اِسے یاد آگیا ہی اسی وجہ سے آہ سرد دل پر درد سے کی ہی اور کسی نے نہ سمجھا کہ حضرت عشق کا خیال دل مین گذرتا ہی وہ دل نالہ و آہ کرتا ہی کہ موافق این ابیات

کردیے اسنے گھر کے گھر خالی
عشق سے کون ہی بشر خالی

اسنے جس سے ذرا تپاک کیا
سب سے پہلے اسے ہلاک کیا

کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
کہین یہ خونچکان حکایت ہی

الحاصل نازنین مذکورہ نے شاہزادہ بدیع الملک پر عاشق ہو کے اپنے باپ سے مخاطب ہو کے کہا اے پدر عالی جاہ آپ آگاہ ہین کہ جسقدر مجکو اپنے بھائی سے الفت تھی یہ قاتل اُسی کا ہی مجھے یہ منظور نہین کہ ایک دم مین اِسکا سر تن سے جدا ہو جائے اور بعد ایک دم کی ایذا کے اِسکی روح کو راحت پہونچے لہذا میری خاطر سے اِسے قتل نہ کرائیے میرے حوالے کیجیے مین اِسکو شب و روز ایسی ایسی ایذائین اور تکلیفین دونگی کہ وہ سختی مرگ سے بدتر ہونگی عذاب الیم سے اِسکو ہلاک کرونگی اِس طرح عوض خون برادر لیکے اپنے دل کو تسکین دونگی اور جبتک یہ زندہ رہیگا اِسکو قید سحر رکھونگی ملک ترسی نے بعد فکر کہا اے دختر نیک اختر اِس دشمن جان و ایمان کا زندہ رکھنا اچھا نہین ہی بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہی [illegible] رد وان کو ہی ایک محبوبہ کے ملنے کے لالچ سے ایسی عیاری کر کے بہزار مشکل [illegible] یا ہے عیار اِس نامدار کا رضوان بن عمرو موجود ہی لشکر بھی فرکش ہی مجکو

عیار مذکور اور اُسکے لشکریون سے خوف ہی وہ اسکو قید سے رہا کرکے لیجائینگے جنگ و جدال کرینگے آفتین برپا
کرینگے لہذا اسکو زندہ رکھنا خلاف عقل ہی اے دختر مین اسوقت یہی ڈر رہا ہون کہ رضوان عیار کہین
صورت بدلکر یہان نہ آئے اور تیرے بھائی کے قاتل کو رہا کرکے نہ لیجائے مجکو حیرت ہی کہ وہ ابتک
یہان کیون نہین آیا ملک اردوان کوہی نے عرض کیا حضور وہ ابھی مع سیکڑون آدمیون کے بیہوش
پڑا ہوگا بیہوشی دفع نہوئی ہوگی ورنہ وہ ضرور آتا رہائی بدیع الملک کی تدبیر کرتا مگر تدبیر اُسکی بکار آمد
نہوتی کیونکہ مجکو یہان دیکھتا بھاگ جاتا یہ کہکر اپنی معشوقہ کیطرف دیکھنے لگا اور ملک ترسی سے عرض کرنے
لگا اے بادشاہ جس انعام کا وعدہ کیا ہی وہ انعام جلد تر دیجیے گا فدوی بیقرار ہی ملک ترسی نے بھی در
پردہ یون جواب دیا کہ اے ملک اردوان صبر کر جو وعدہ کیا ہی ایفا کیا جائیگا مگر ابھی نہین ادھر ملک
اردوان کوہی ملک ترسی کی تقریر کو سمجھا اُدھر ماہ طلعت سمجھ گئی کہ مجکو میرا باپ اس عیار کے حوالے
کردیگا یہی انعام اسکو دیگا اسی انعام کا وعدہ کیا ہوگا یہ سمجھ اپنے باپ سے مخاطب ہوکر کہا آپ کچھ اندیشہ
عیار نابکار رضوان بن عمرو کا نہ کیجیے اور نہ کچھ خوف لشکر عدو کا کیجیے مین ساحرہ ہون میرے سحر کی پناہ
نہین ہی اس شخص کو قید سحر مین رکھونگی حصار سحر مین جو کوئی جائیگا وہ بھی مبتلاے سحر ہوگا رضوان ہو یا
اور کوئی ہو اور بربادی لشکر کی یہ تدبیر ہی کہ میرے پاس ایک خفتان سحر ہی اور وہ نادرات عجائبات
سحر سے ہی تاثیر اُسکی یہ ہی کہ وہ جس کسی کے پاس ہو وہ سب پر غالب ہو کسی سے مغلوب نہو مین وہی خفتان
حاضر کرونگی جسکو مناسب جانیے گا دیجیے گا سواے خفتان مذکور کے اگر مین چاہونگی تو ایک سوار سحر سے
تمام لشکر مسلمانون کا قتل کروا دونگی علاوہ اسکے اور چیزین بھی نادرات سحر سے میرے پاس ہین آپ کچھ خوف
نہ کیجیے ملک ترسی نے یہ تقریر سُنکے کہا اچھا مین نے اس مجرم کو تیرے حوالے کیا تجھے اختیار ہی جسطرح مناسب
جاننا اسکو ہلاک کرنا یہ کہکے پھر کچھ سوچ کے اپنی دختر سے کہا اب یہان تیرا ٹھہرنا اور بدیع الملک کا یہان
رہنا اچھا نہین ہی جلد اسکو یہان سے لیجا مجکو رضوان کی طرف سے بہت اندیشہ ہی اور اہل اسلام کیجانب
سے نہایت ہی خطر ہی مبادا وہ سب یکبارگی حملہ ور ہون اور لڑ بھڑکر بدیع الملک کو رہا کر لیجائین
ملکہ ماہ طلعت جادو یہ گفتگو سُنکے در مدعا پاکے دل مین خوش ہوکے اسماے سحر زبان پر جاری کرکے
زمین پر لوٹ کے بصورت عقاب بنی اور پنجہ مین بدیع الملک کو دبا کر اُڑی اور بہت بلند ہوکے ایک
سمت روانہ ہوئی دیکھیے یہ ساحرہ بدیع الملک کو کہان لیجاتی ہی انشاءاللہ حال اُسکا آیندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا

مگر اب حال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی

کہ جب ملک اردوان کوہی عیاری کرکے رضوان بن عمرو وغیرہ کو بیہوش کرکے بدیع الملک
کو چادر عیاری مین باندھکر لے آیا تھا وہ سب بیہوش پڑے تھے جب ملکہ ماہ طلعت جادو شہزادہ
بدیع الملک کو لیگئی اُسوقت اُن بیہوشون کو ہوش آیا رضوان بن عمرو نے بارگاہ مین بدیع الملک
کو نہ پایا پٹرہ ملک اردوان کوہی کا زمین پر پاکر سمجھ گیا کہ شب کو وہی مع اپنے شاگردون کے برات
لیکر آیا تھا یہ عیاری برات کی کرکے آتشبازی بیہوشی آمیز کی دھوئین سے ہم سب کو بیہوش کرکے ہمارے
آقا اور مالک کو لیگیا ہی یہ سمجھ کے سرداران لشکر سے تمام حال شہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا سرداران لشکر اور جملہ
لشکری محزون ہوے رضوان نے کہا تم سب بدستور خیام مین رہو کچھ رنج و غم نہ کرو مین ابھی جاتا ہون

اور اپنے آقا کی خبر لاتا ہون یہ کہکے بصورت مبدل دربار ملک ترسی مین گیا وہان دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بدیع الملک کو ملکہ طلعت جادو کہین لیگئی ہے رضوان بن عمرو یہ حال سُنکے اپنے لشکر مین آیا اور سرداران سپاہ سے کہا جبتک مقام قید آقا نہ معلوم ہوگا مین کیا کرسکتا ہون گو عیار ہون لیکن اس جگہ اس باب مین مجبور ہون سرداروں نے کہا یہان قیام پذیر رہنا اب مناسب نہین ہے کہین آقا کی جستجو کرینگے حق نمک خواری ادا کرینگے رضوان بن عمرو نے کہا مین تمھاری راے کو پسند کرتا ہون سرداران لشکر نے اُسی وقت سوارون کو مسلح ہونے کا حکم دیا جب سب مسلح ہوے سرداران سپاہ مرکبون پر سوار ہوے اور تمامی لشکر کو ہمراہ لیکر مع رضوان بن عمرو ایک جانب تلاش بدیع الملک روانہ ہوے

داستان آنا شہریار ملقب بہ رستم ثانی کا اور مقابلہ کرنا ملک ترسی سے ساقی نامہ

ساقیا جلد آ بہار آئی
وقت دور ایاغ ہے ساقی
دل کو لہرا رہی ہے متوالی گھٹا
یہی موسم ہے تیری یاری کا
ہین حسینان لکھنؤ کے جماؤ
چار سو نالہ کش ہین عاشق زار
دل لبھاتا ہے سبزہ شاداب
شاخ اُٹھاتی نہین ہے بار ثمر
کیا عروسان باغ کے ہین نکھار
چشم نرگس غضب ہے متوالی
مے سے گر بھر کے دے مجھے ساغر
تجھ سے اور ناظرون سے داد مین لون
ہٹ دھرم کی بھی دل کو تاب نہ آئے

ساعت جشن بادہ خوار آئی
دھوم سے آئی ہے بہار چمن
آب گوہر ہے آب بے تاویل
جامنون کی سڑک پہ جوبن ہے
قہر کے ٹھاٹھ ہین غضب کے بناؤ
چال مستانہ چل رہی ہے صبا
جھومتا ہے برنگ مست سحاب
رنگ لائی ہے اور فصل بہار
کار مشاطہ کر رہی ہے بہار
زلف سنبل مین روغن گل ہے
پھرتا ہے ساقی خجستہ سیر
منصفون کی تو لب پہ واہ رہے
واہ بے ساختہ زبان پر لائے

ابر ہے عیش باغ ہے ساقی
ہین ترنم سرا ہزار اے چمن
آج تو دن ہے بادہ خواری کا
کیا ہوا سرو مشفق من ہے
چیدہ چیدہ ہین کچھ طبیعت دار
معرج صہبا ہے صداقت موج ہوا
کثرت گل سے ہین نہان شجر
گل تو کیا عکس گل سے سرخ ہین خاک
لب گل پہ ہے قہر کی لالی
شانہ کش بال و پر سے بلبل ہے
نشہ مین پھر وہ داستان لکھون
اور شجاعون کو شغل آہ رہے
راویان سحر بیان و محرران

چیدہ جہان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ جب رضوان بن عمرو ہمراہ لشکر بدل محزون و مضطر لشکرگاہ سے ایک جانب روانہ ہوا تھا اثناے راہ مین ہر ایک سے پوچھتا تھا تمکو معلوم ہے کہ ماہ طلعت جادو کہان رہتی ہے اور شاہزادہ بدیع الملک کو اُسنے کس جگہ قید کیا ہے وہ کہتے تھے ہمین معلوم نہین ماہ طلعت جادو کون ہے اور بدیع الملک کے قیدخانہ سے بھی آگاہی نہین ہے رضوان بن عمرو یہ جواب اپنے سوال کا اُنسے سُنکے نشان مطلب نہ پاکے افسوس کرتا تھا اور کہتا تھا ہاے کوئی شخص اس ساحرہ کے مسکن سے آگاہ نہین کرتا ہے کہ مین وہان جاؤن اُسکو قتل یا اسیر کرکے اپنے آقا و مالک کو قید سے چھڑاؤن اسی طرح دشت و دامان جبل مین تلاش کنان جاتا تھا کہ ہر مقام صبح و شام کرتا تھا لشکر ہی اسیری بدیع الملک سے پریشان خاطر آبدیدہ تھے کسی کو لطف حیات نہ تھا ایک روز رضوان بن عمرو ہمراہ لشکر کے تلاش بدیع الملک چلا جاتا تھا ناگاہ سامنے سے ایک لشکر گران ادھر آتے دیکھا سمجھا کہ شاید ملک ترسی بجمعیت فوج گران ہم سب کے قتل کرنے کو آتا ہے یہ سمجھ کے سرداران

سپاہ سے کہنے لگا یارو ہوشیار ہو جاؤ دشمن بفوج گران آتا ہے ہر چند کہ ابھی دور ہے لیکن تم ہوشیار ہو کر صف آرا ہو جاؤ
خبردار ہنگام مقابلہ بیدل ہو کر پسپا نہونا اللہ بھر کر اسی صحرا مین مرجانا مین بھی لڑ کر مر جاؤنگا بعد اسیری آقا کے
قدر دان زندہ نہ رہونگا ابھی رضوان سرداران سپاہ سے یہ کہہ رہا تھا سردار لشکر صف آرائی مین مصروف
ہوئے تھے ناگاہ ہوا سے گرد و غبار ہر طرف ہوا لشکر عظیم قریب آیا غور سے جو دیکھا تو فوج ظفر موج شہریار
ملقب برستم ثانی کی نظر آئی دل مین خوش ہوا تردد دفع ہوا بعدہ فی الفور آگے بڑھکر خدمت شہریار
پسر ایرج نامدار مین پہونچا سلام کیا شاہزادہ موصوف نے اُسے پریشان خاطر دیکھکر پوچھا کہ ای رضوان
بن عمرو باعث تیری پریشان خاطری کا کیا ہے اُسنے تمام حال جنگ و عیاری و اسیری بدیع الملک کا بیان
کرکے عرض کیا اب مین مع لشکر واسطے تلاش بدیع الملک کے صحرا صحرا کوہ کوہ پھر رہا ہون شہریار نے
جواب دیا ای رضوان اس صحرا نوردی سے کچھ فائدہ نہوگا تم مع لشکر اُسی جگہ چلو جس جگہ قیام پذیر تھے اور
بدیع الملک کو عیار حاکم کوہ شفق کا بعیاری بیہوش کرکے لیگیا تھا مین ملک ترسی نابکار کو ہنگام جنگ
گرفتار کرکے تمام حال تمہارے آقا کا دریافت کرلونگا بلکہ اُس سے کہونگا کہ او نابکار اگر زندگی اپنی چاہتا
ہے تو دائرہ دین اسلام مین آ اور بدیع الملک کو اپنی دختر سے طلب کرکے ہمارے حوالے کر رضوان
نے عرض کیا بہتر تشریف لیچلیے یہ کہکر ہمراہ رکاب ہوا لشکر بدیع الملک بھی شہریار کے ساتھ ہوا اُس جگہ
سے بعد کئی کوچ اور مقام کے ایک روز قریب شام شہریار بن ایرج اُسی جگہ پہونچا کہ جس جگہ سے ملک
اردوان کو ہی بدیع الملک کو عیاری و مکاری سے لیگیا تھا رضوان بن عمرو نے عرض کیا ای
شاہزادہ ذیجاہ یہ وہی مقام ہے جس جگہ خیام لشکر تھے شہریار نے سنکے فرمایا ہمارے بھی اسی جگہ خیام فیروزی
فرجام و بارگاہ فلک فرسا ایستادہ ہو حسب الحکم اُسی جگہ بارگاہ و خیام خدام نے استادہ کیے شہریار مرکب
سے اُترکر خیام مین داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی مرکبون سے اُترکر خیام مین داخل ہوئے ہنوز شہریار
نامدار بیمان فرش ہوا تھا کہ یہان دربار ضلالت آثار مین روبروے ملک ترسی چند ہرکارے گئے
اور موافق قاعدہ سلام کرکے دست بستہ اِس طرح عرض کرنے لگے کہ بمصداق **نظم مؤلف**

ای شہنشاہ لاجواب دیر پرست	دشمنون کو مدام دے تو شکست	تیرے ڈر سے عدو گریزان ہے
سر بسر مضطر و پریشان ہو	آج یہان اک جوان سرخ لباس	جسکو مطلق نہ خوف ہے نہ ہراس
ساتھ فوج گران کے آیا ہے	سبز پوشون کو بھی وہ لایا ہے	نام اُسکا ہے شہریار ای شاہ
ہو شجاع و دلیر و عالیجاہ	ہر سر جنگ وہ دلیر ہے اب	رستم ثانی ہے اُسکا لقب

ملک ترسی نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے اُنسے کہا کہمدو ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجایا جائے جس طرح
زرد پوش کو اسیر کیا ہے اُسی طرح بقوت بازو اس سرخ پوش کو بھی اسیر کرونگا ہرکارون نے
حسب الحکم طبل جنگی بجوایا ہرکارے اہل اسلام کے فی الفور خبر طبل جنگ کے بجنے کی لیکر بارگاہ فلک پناہ
شہریار بن ایرج نامدار مین آئے اور بعد زمین ادب بوسی کے یون بعد ثنا و دعاے دولت اقبال کے
عرض کرنے لگے کہ موافق **نظم مؤلف**

تو بہادر وہ ہے اسد صولت	ای جری شاہزادہ ذیجاہ	تیرا دشمن رہے جہان مین تباہ
وہ بہادر ہے تو بفضل اللہ	ڈر سے اعدا کی زرد ہے رنگت	تیری تلوار کی نہین ہے پناہ
	جب تلک ہین یہ آسمان و زمین	امن پائے تیرا عدو نہ کہین

اسوقت ملک ترسی حاکم کوہ شفق نے خبر تشریف آوری حضور سُنکے بصد غیظ و غضب طبل جنگ بجوایا ہو ارادہ
اُس بیدین و نابکار کا یہ ہی کہ صبح کو بجمعیت سپاہ گران میدان جنگ مین آئے اور فدویان و خادمان حضور سے
آمادۂ جنگ و فساد ہو باقی خیریت ہی شہریار کو یہ خبر سُنکے پہلے تو نہایت غصہ آیا چہرہ کثرت قہر و غضب سے
سرخ ہو گیا بعدہ اُنھین ہرکارون سے کہا کہدو ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی طبل جنگی پہ چوب لگائی جائے
اور نقارۂ جنگی بجایا جائے انشاء اللہ صبح کو میدان جنگ مین جا کر ملک ترسی نابکار کو اور اُسکے تمامی لشکر
کو قتل و تباہ کر دونگا ہرکارون نے موافق حکم بیرون بارگاہ جا کر نقارہ نوازون کو حکم شاہزادۂ موصوف
سے آگاہ کیا اُنھون نے فی الفور بسم اللہ کہکر چوب اُٹھا کر نقارۂ رزمی پر چوب لگائی ایسی صدائے مہیب
نقارۂ جنگی سے نکلی کہ پیر فلک سنکے دہل گیا زمین کانپی جانوران صحرائی چرند و پرند آواز نقارہ سنکے گھبرائے
خوف سے آشیانون اور مسکنون سے نکلکر ہر طرف بھاگے جوانان ہر دو لشکر آواز طبل جنگی و نقارۂ رزمی سُنکے
درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوے لشکریان ملک ترسی مین جو نامرد و بزدل تھے وہ سب
بروقت طبل جنگی بجنے کے ایکجا ہوے اور کہنے لگے اے بھائیو قبل اسکے بدیع الملک جوان زمرد نگار
سے میدان کارزار مین مقابلہ ہوا تھا اُسنے لشکر کو آدھا کر دیا تھا نامی پہلوانون کو قتل کیا تھا ہمکو امید نہ تھی
کہ اُسکے ہاتھ سے جانبر ہونگے لیکن خداوند لاجورد شاہ ملک اردوان کو ہی کو ہمیشہ سلامت رکھین
اُسنے بڑا کام کیا بدیع الملک کو بعیاری بیہوش کر کے لے آیا اب یہ اُسکا عزیز جوان سرخ پوش نہایت
جوش و خروش سے لشکر کثیر لیکر آیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان شیر خو جنگجو از حد
غضبناک و تندخو ہی اور شجاعت و بہادری مین جوان زمرد نگار سے بڑھا ہوا ہی یہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا
سب کو تہ تیغ کریگا سکی تلوار کی پناہ نہ ہوگی کوئی میدان مین اُس سے مقابلہ نہ کر سکے گا کیونکہ اب لشکر مین کوئی
ایسا دلاور نہین ہی کہ جو نامی ہو جو سرداران نامی و نامور تھے وہ دست بدیع الملک سے قتل ہو گئے
اگر یہ کہو کہ گرگ تیز دندان وغیرہ سردار موجود ہین تو ہم یہ کہتے ہین کہ یہ سردار کچھ ایسے قوی و زبردست
نہین ہین اِس جوان سرخ پوش سے کیا مقابلہ کرینگے لڑنا تو بہت مشکل ہی جب وہ بہادر مانند شیر نر نعرہ کریگا
یہ اُسکے نعرے ہی سے ایسے مضطرب الحواس ہونگے کہ دہل کر گھوڑے سے خاک پہ گر پڑینگے اور خوف سے
تڑپ کر مر جائینگے کوئی زخم تیر و نیزہ و شمشیر بھی تن پر نہ کھائینگے جب اُنکا یہ حال ہوگا تو سواران لشکر کس شمار
مین ہین اور ہم اور تم کس قطار مین ہین ہم سب تو مانند گلۂ گوسفند کے ہین جب وہ شیر صولت نعرہ کر کے حملہ ور ہوگا
دیکھ لینا بھاگنے مین بسبب اضطراب کے راہ نہ سوجھے گی اہل اسلام میدان جنگ کو قربانی گاہ تصور کر کے
ہم سب کو تیغ آبدار سے ذبح کرینگے اور خوش ہونگے اور ذبح کرنا ہمارا باعث ثواب اور اپنے خدا کا حکم جانینگے
عرصۂ جنگ کو کثرت خونریزی سے مقام منا بنا دینگے ملک ترسی کا بھی یہی حال کرینگے بھلا تم ہی بتاؤ
ایسی دولت کیونکہ گوارا کرین جان عزیز کا خیال کرین یا عزت و آبرو کیطرف نظر کرین ہم تو اپنی جان پر عزت و آبرو کو
ترجیح نہ دینگے زندگی عجب نعمت ہی کوئی شے اس سے بہتر و خوشتر نہین ہی یہ وہ میوۂ شیرین و خوش ذائقہ ہی کہ
کہ قدردان اِسکے ہمیشہ اِسکی خواہش کرتے ہین نہایت اِسکی قدر کرتے ہین اور کسی چیز کو اس سے بہتر نہین جانتے ہین ان
لوگون کا ذکر نہین ہی کہ تارک دنیا ہین ہر وقت اپنے معبود کی بندگی و اطاعت مین مصروف رہتے ہین اُنکو
زندگی کی چندان قدر نہین ہی بلکہ وہ مر جانا دنیا سے سوے عدم جانا اچھا جانتے ہین اور کہتے ہین کہ دنیا ایک

سرائے فانی ہی اسمین چندروز قیام کرکے سفر ملک عدم کرینگے کہ فلک عدم ہمیشہ رہنے کا مقام ہی اسکے سوا
وہ لوگ حشر ونشر کے قائل ہین دوزخ وجنت کا اعتقاد رکھتے ہن اور کہتے ہین کہ جو گنہگار پروردگار عالم کے
ہونگے خصوصاً جنھین کفار کہتے ہین داخل نار جہنم ہونگے اور جو بندۂ خاص مطیع خدا ہونگے وہ جنت مین جائینگے
وہان ہمیشہ رہین گے نعمت ہاے جنت سے لطف اُٹھائین گے حورین اُنکو ملین گی اُنسے وصل ہو گا ہم اُن
لوگون کے خلاف زندگانی دنیا کو عقبےٰ سے اچھا جانتے ہین عزت وآبرو کو زندگی پر سے ہزار بار بلکہ لاکھ
بار نثار کرتے ہین ہمکو شمشیر وتیر سے مرنا دکھ اُٹھاکر زخم کھاکر خاک پر ایڑیان رگڑکر گھوڑون کی ٹاپون سے
پامال ہوکر مرنا کسی طرح گوارا نہین ہمتو لشکر مین نہ رہین گے قبل صبح لشکر سے نکل جائین گے اپنے اہل و
عیال مین بعشرت بسر کرینگے زندہ تو رہین گے ایسی عشرت کو سلام ہی کہ جسمین جان کا خوف ہی یہی نا اہل
لشکر کہین گے کہ یہ لوگ نامرد وبزدل تھے بھاگ گئے سواے اسکے اور کیا کہین گے اِس کہنے سے اُنکے
ہمارا کیا نقصان ہوگا یہ کہکر وہ سب نامرد وبزدل ہر حیلہ وبہانہ سے تاریکی شب مین لشکر سے نکل جاتے
تھے اور جو مرد تھے وہ بقلب مطمئن اپنی تلوارون کو صیقل کرتے تھے اور باہم کہتے تھے ہمنے عالم کوہ شفق
کا نمک کھایا ہی صبح کو اُسکے دشمن سے اور اُس سے مقابلہ ہی ہم وقت جنگ جان اپنی عزیز نہ کرین گے
اُسکے دشمنون کو قتل کرکے مرجائین گے اِدھر اہل اسلام کا یہ حال تھا کہ جب سے نقارۂ جنگی بجایا گیا تھا بہت
خوش تھے ایک بہری دوسرے دلاور سے کہتا تھا اے برادر تلوار پر ایسی صیقل کرو کہ مانند آئینہ کے صاف
ہوجائے دشمن کو اُسمین صورت موت نظر آئے جب کسی کافر پر تلوار پڑے اُسکے دوہی ٹکڑے ہوجائین
تسمہ لگا نہ رہے ہم بھی ایسی ہی شمشیر آبدار کر رہے ہین خدا نے یہ دن دکھایا کہ صداے نقارۂ جنگی
کان مین آئی دل خوش ہوا اس روز کے مشتاق تھے پروردگار سے دعا کرتے تھے کہ کبین کافرون سے
لڑائی ہو تلوار چلے حوصلہ دل کا نکالین بڑھ بڑھکر تلوارین ارین نعرہ مانند شیر کے کرین دشمنون کو قتل
کرین زخمی ہون خون مین نہائین خلعت خون زخم تن پر آراستہ کرین سرکار بہادر سے یہ خلعت سرخ
پائین بہادران عالم مین سرخرو ہون الحمد للہ کہ دعا ہماری درگاہ الٰہی مین مستجاب ہوئی تقدیر یہان لیکر آئی
بعد ایک زمانہ کے صبح کو یہان لڑینگے کفار کو تہ تیغ کرینگے یہان تو اہل اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہین
اور باہم اشتیاق جنگ وحوصلۂ دل ظاہر کر رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال لشکر ملک
ترسی کا تحریر کیا جاتا ہی کہ بوقت شام ملک ترسی طبل جنگ بجواکر دربار مین آکر زیر تخت بیٹھا اور بالاے
تخت پر لاجوردشاہ کو بٹھایا اہل دربار بھی حسب قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہنوز دربار آراستہ ہوا تھا
ملک ترسی اپنے خدا نہ سے کہ رہا تھا مجکو یقین کامل تھا کہ کوئی معین ومددگار بدیع الملک کا ضرور
آئیگا اور وہ جنگ ہوگا اسی وجہ سے مین یہان قیام پذیر رہا تھا اور قلعۂ کوہ شفق مین نہین گیا تھا چنانچہ
جس بات کا یقین تھا اُسی کا ظہور ہوا شہریار ملقب بہ رستم ثانی عزیز قریب بدیع الملک مع لشکر
کثیر یہان آیا ہی مین نے طبل جنگ بجوایا ہی دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی دختر نیک اختر میری یہان نہین ہی
ورنہ مین اُس سے کہتا کہ تمنے جو کہا تھا کہ ایک خفتان سحر کردہ ایسی ہی کہ وہ جس کسی کے پاس ہو اُسپر کوئی
غالب نہو بلکہ مغلوب ہو بسی وہ خفتان مجکو دیدے اور ایفاے وعدہ کر تا کہ اُسکو اپنے پاس رکھون دشمن
سے بیخوف رہون ابھی لاجوردشاہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ سوے آسمان ایک ٹکڑا ابر سیاہ نمایان ہوا

اُسمین برق کی سی تڑپ اور رعد کی سی آواز تھی کبھی اُس ابر سے پانی برستا تھا گاہ پھول برستے تھے جب وہ پارۂ ابر قریب آکر درمیان سے پھٹا اہل دربار نے دیکھا کہ بیچ مین سے اُس ابر کے ایک تخت پیدا ہوا اُسپر ایک عورت ادھیڑ چیچک رو سیاہ قلب بعد نخوت و غرور بیٹھی ہی ہنوز سب دیکھ رہے تھے کہ وہ تخت عین دربار مین آیا زن مذکور تخت سے اُترکر روبروے ملک ترسی و خداوند لاجورد شاہ کے آئی پہلے خداوند مذکور کو سلام و سجدہ کرکے ملک ترسی کو سلام کیا اور عرض کیا چونکہ حضور کی دختر نیک اختر کو معلوم ہوا ہی کہ شہریار ملقب بہ رستم ثانی پسر ایرج لشکر کثیر لیکر آیا ہی اور حضور نے طبل جنگ بجوایا ہی تبس بموجب اقرار یہ خفتان کہ بیمثل تاثیر مین ہی اور عجب نادر چیز ہی آپکی خدمت مین میرے ہاتھ ارسال کی ہی یہ عرض کرکے وہ خفتان پیش کش کی ملک ترسی نے خوش ہو کر خفتان مذکور اُسکے ہاتھ سے لیکر اُسی وقت اپنے تن پر آراستہ کی مگر زیر لباس بعدہ اُس ساحرہ سے مخاطب ہو کر کہا ای سرخاب جادو دایۂ دختر من ما بدولت کیطرف سے بعد دعا کے کہنا کہ بدیع الملک سے بہت ہوشیار و خبردار رہنا اور اگر مناسب ہو تو اُسے ہلاک کرنا زندہ نہ رکھنا سرخاب جادو یہ سنکے سلام کرکے اُسی تخت پر سوار ہوئی اسماے سحر ورد زبان کیے تخت بلند ہوا ساحرہ نام بردہ بالا ایک سمت روانہ ہوئی بعد جانے ساحرہ مذکور کے ملازمونکو حکم دیا کہ ساقیان سیمین ساق کو بلاؤ کشتیان شراب کی لیکر آئین ہمین اور اہل دربار کو شراب پلائین اور چند نازنینان خوبرو بھی مع اپنے سازندون کے دربار مین آئین رقص و نغمہ کرین کہ اسوقت دل ہمارا بہت خوش ہی ارادہ ہی کہ یہ شب عیش و عشرت مین بسر کرکے صبح کو میدان جنگ مین جاکر شہریار سے مقابلہ کرونگا ملازم مذکور نے ساقیان گلرخسار و نازنینان مہ عذار کو حکم ملک ترسی سے آگاہ کیا وہ حسب الحکم حاضر دربار ہوے ساقیان خوبرو نے مے ناب جام بلورین مین بھرکے بادشاہ لاجورد شاہ کو دیا جب وہ کئی جام شراب ناب کے پی چکا پھر ملک ترسی و جملہ اہل دربار بادہ کشی سے فارغ ہوے اور بالاے مو گزک سے لطف مے کشی اُٹھا چکے ساقیان خوبصورت و خوبرو کشتیان شراب کی اُٹھا کر لیگئے بعد جانے ساقیان سیمبر کے نازنینان خوبرو و خوش گلو مین جو نازنین سب سے خوبروئی و خوش گلوئی مین بہتر تھی وہی ہمراہ اپنے سازندون کے سامنے ملک ترسی کے کھڑی ہو کر رقص کرنے لگی اہل دربار دیکھنے لگے خصوصاً لاجورد شاہ اور صلصال اور ملک ترسی رقص دیکھنے مین بدل مصروف ہوے اور بجاے خود اُسکی تعریف کرنے لگے جب وہ رقاصہ رقص کر چکی پھر سونچکر اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

بہ نسبت وصل کے راضی نہ کیون ہون ہجر دلبر سے — جدا اغیار کی تقدیر یہ ہی میرے مقدر سے

تمھارا شکر کرنے کو دہان زخم کتنے ہین — گھڑی بھر کے لیے سب نے زبان مانگی ہی خنجر سے

پڑی ہی رہ وزنون سے دھوپ اندے دیوار یار آکر — مری تربت کو تو بھی کم نہین پھولون کی چادر سے

وہ میکش ہون جو ساقی کچھ بھی کم دیتا ہی مے مجکو — تو کر لیتا ہون مین لبریز اپنے دیدۂ تر سے

ہمارا دم نکلنے کو ہی جب تم بھی چلے آنا — وفا ہون عاشق و معشوق کے وعدے برابر سے

ارے واعظ لکھی ہی میکشی رندون کی قسمت مین — مٹا بہ خط پیشانی بہت ہے خط ساغر سے

دلائے یاد باسی ہار تیرے مجکو تربت مین — خدا سمجھے گا مرجھائی ہوئی پھولون کی چادر سے

وہ مجکو ذبح کرکے رو رہے ہین میری میت پر — جو پوچھا غیر نے بولے لہو دھوتا ہون خنجر سے

یقین ہے ای مہ سیما ابرو وہ بھوے سے پیٹے ہین	مکان ہمنے بنایا ہو مشابہ خیبر کے گھر سے

جب یہ غزل اوس نازنین مہ جبین نے بلحن داؤدی گائی تھی اوس دونون کا تو گیا ذکر ہی لاجورد شاہ روسیاہ اور صلصال بد افعال و ملک ترسی نابکار بار بار خوش ہوکر اُسکی تعریف کرتے تھے جب وہ غزل مسطور تمام کر چکی ملک ترسی نے انعام اُسکو دیا وہ انعام لیکر دربار سے مع اپنے سازندون کے چلی گئی بعد جانے اُس نازنین عدیم المثال و خوش جمال کے ہر ایک نازنین نے بعد دیگرے رقص و نغمہ سے اہل دربار کو خوش کرتی رہین یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ زہرۂ فلک و ماہ تابان و جملہ کواکب درخشان رقص و نغمہ نازنینان مذکور کا دیکھکر کثرت شرم و فرط حیا سے چادر نیلی فلک مین ہر ایک نہان ہونے لگا اور نور سحر جانب مشرق سے مشتاق دید بزم طرب ہوکر عیان ہونے لگا نسیم سحر چلنے لگی طائران خوشنوا بولنے لگے باغ جہان مین غنچے متبسم ہوکر شگفتہ ہونے لگے شمع پروانون سے رخصت ہونے لگی موذن نے کلمۂ اللہ اکبر باواز بلند زبان پر جاری کیا بتخانون مین گھنٹ اور ناقوس اصنام پرست بجانے لگے ملک ترسی آثار سحر فلک پر دیکھکر بزم طرب سے اُٹھا محفل عشرت برخاست ہوئی ہر ایک نازنین انعام لیکر اپنے اپنے مکان کیطرف گئی حالم کو وہ شقق نے دربار سے اُٹھکر افسران سپاہ کو حکم کمر بندی کا دیا سرداران سپاہ نے دربار سے اُٹھکر سواران لشکر سے کہا جلد مسلح ہو لشکری حسب الحکم سلاح جنگ اپنے تن پر لگانے لگے یہان تو سپاہ کفار مین کمر بندی ہو رہی ہی ہر ایک لشکری و سردار مسلح ہو رہا ہی ملک ترسی بارگاہ دیگر مین گیا ہی مسلح ہو رہا ہی ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لشکر شہریار بن ایرج کا لکھا جاتا ہی کہ جب آثار سحر فلک پر ہویدا ہوے شہریار نے بیدار ہوکر بعد وضو کرنے کے نماز سحر بجمعیت قلب پڑھی اسی طرح ہر ایک لشکری نے نماز سحر جلد تر پڑھی پھر بحکم افسران سپاہ ہر ایک لشکری مسلح ہوکر اپنے اپنے خیمہ سے باہر آیا سائیسون نے مرکب زین و لجام سے آراستہ کیے ناگاہ شہریار باوقار بعد ادائے نماز سحر و تعقیب سحر مسلح ہوکر بارگاہ سے برآمد ہوا ہر ایک سردار و لشکری نے صف باندھکر بادب تمام سلام کیا شہریار نے ہر ایک کے سلام و جواب لیکر اور سب کو مستعد و مسلح دیکھکر خوش ہوکر مرکب طلب کیا جب ملازم مرکب بادرفتار لیکر آئے بسم اللہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا بعد سوار ہونے شہریار کے ہر ایک سردار لشکر اور لشکری مرکبون پر سوار ہوے شہریار نے مرکب اپنا جانب رزمگاہ بڑھایا لشکر بقاعدۂ احسن ہمراہ رکاب ہوا سواران زمرد پوش بھی ہمراہ ہوے اُسوقت لشکرون کا جانب عرصۂ کارزار خرامان خرامان جانا ایک جانب سواران سبز پوش کی بہار ایک طرف سواران زمرد پوش قطار در قطار وہ صبح کا وقت وہ ہوائے سرد کا چلنا وہ طائران سحر کا بولنا وہ زمین پر سبزہ و شاداب و شبنم افتادہ کی لہک وہ گل خودرو کی مہک وہ آسمان پر جانب برق شفق کا ظاہر ہونا وہ آفتاب عالمتاب کی آمد وہ تاریکی شب کا دمبدم گھٹنا وہ نور سحر کا آناً فاناً بڑھنا نظارگیان قدرت خدا کو وجد مین لاتا تھا راوی ناقل ہی کہ آفتاب برآمد نہوا تھا کہ شہریار بن ایرج نامدار میدان کارزار مین پہونچا بعدہ مرکب کورو کا جملہ سواران لشکر نے بھی گھوڑون کو روکا شہریار انتظار ملک ترسی کے آنے کا کرنے لگا ابھی تھوڑا زمانہ انتظار کو گذرا تھا اور آفتاب نکلا تھا کہ اُس طرف سے آثار آمد لشکر ضلالت اثر کے نمایان ہوے سب اہل اسلام نے دیکھا کہ ملک ترسی مسلح مرکب پر سوار ہی ہمراہ اُسکے لاجورد شاہ ہی اور صلصال کے عقب مین سپاہ

ہر ہر ایک بعجلت تمام سوے میدان کارزار آتا ہو غبار تا گنبد دوار بلند ہو شور سم اسپان بلند ہو ابھی سب
اہل اسلام دیکھ رہے تھے کہ ملک ترسی سامنے شہریار کے آیا کچھ فاصلہ سے ٹھہر کر مرکب کو روکا اُسکے
ٹھہرنے سے تمام سپاہ رُکی جب دونون لشکر میدان مصاف مین آچکے اُدھر سے باشارۂ ملک ترسی اور
اُدھر سے بایماے شہریار بیلچہ بردار واسطے درستی میدان کارزار کے نکلے پھر اُنھون نے جلد ترجھاڑی
جھنڈی کو میدان کارزار سے دور کر کے زمین نشیب و بلند کو ہموار کیا بعدہ سقون نے دونون لشکرون سے
نکلکر اسقدر پانی چھڑکا کہ عرصۂ کارزار بجز بی تر ہو گیا غبار بیٹھ گیا جب اس طرح درستی میدان نبرد ہو چکی دونون
لشکرون مین صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ
و بطرز اسلوب درست ہوا شہریار بعہدۂ سالاری سپاہ اپنے لشکر سے چالیس قدم آگے کھڑا ہوا علمداران
لشکر نے علم کھولے پھر دونون لشکرون مین جنگی باجے بجے جب شور باجون کا موقوف ہوا باشارۂ ملک
ترسی اس طرف سے کڑکیت اور بایماے شہریار اس جانب سے نقباے خوش گلو نکلے اور درمیان
مین دونون لشکرون کے کھڑے ہو کر جوانان ہر دو لشکر سے مخاطب ہو کر آمادۂ جنگ و جدال کرنے
لگے کڑکیت باواز بلند کہتے تھے اے دلاوران نامدار و اے جوانان شجاعت شعار دیکھو اسوقت سامنا اہل اسلام
کا ہے یہ لوگ غیر مذہب ہین خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین ہمارے خداوند سے منحرف ہین لاجورد پرستون
کے دشمن جان و ایمان ہین خبردار انسے لڑنے مین کوتاہی نہ کرنا بڑھکر لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا نعرے
شیرانہ کرنا دلیرانہ ان مسلمانون کو قتل کرنا ہرگز رحم نہ کرنا اُنکے ہلاک کرنے سے خداوند تمسے خوش ہوگے
سوا اسکے سر میدان جنگ روبرو دوسرون کے سرخرو ہوگے بہادران عالم مین محسوب ہوگے اگر بھاگوگے
آبرو جاتی رہیگی دنیا مین نامرد مشہور ہوگے کسی بہادر کے آگے تمھاری عزت و آبرو کچھ نہ رہیگی جبتک زندہ
رہوگے ساتھ ذلت و رسوائی کے حیات اپنی بسر کروگے قہر خداوند مین مبتلا ہوگے تباہ و برباد ہو جاؤگے
نقباے خوش تقریر جوانان رستم و اسفندیار نظیر سے مخاطب ہو کے کہتے تھے کہ اے جوانان وفا شعار و اے بہادران
نامدار آگاہ ہو کہ دنیا بمنزلہ سرا ہے اور انسان وغیرہ مانند مسافرون کے ہین کوچ کا یقین ہے قیام کی تعداد
معلوم نہین واللہ اعلم کس وقت کوچ ہو کیونکہ حیات مستعار کا اعتبار نہین ہے نہین معلوم کسوقت اجل
آجائے اور امور نیک کرنے کی مہلت نہ دے پس عاقل کو لازم ہے کہ اس دو روزہ زندگی مین جہانتک
ممکن ہو کار خیر کر لے زاد آخرت مہیا کرے کہ سفر دور و دراز درپیش ہے کسی کو قضا سے امان نہین ہے کتب
معتبرہ سے باسانید معتبر ثابت ہوا ہے کہ جب سن انسان کا چالیس برس کا ہوتا ہے ایک منادی آسمان سے
اُسے ندا کرتا ہے کہ زمانہ تیرے کوچ کا قریب آیا ہے زاد راہ مہیا کر اور یہ بھی ہادیان راہ دین سے منقول
ہے کہ جب انسان کا آخر روز دنیا کا اور اول روز آخرت کا ہوتا ہے تین صورتین اُسکے سامنے آتی ہین اہل
و عیال کی اور مال کی اور بعد اعمال کی اُسوقت مال کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے قسم بخدا مین نے
تجھکو کوشش سے فراہم کیا ہے ہمیشہ تیری زیادتی کا حریص تھا اور بخیل تھا تیرے صرف کرنے مین کہ آج تو
میری کچھ مدد کریگا یا نہین وہ صورت مال جواب دیتی ہے کہ صرف اپنا کفن مجھ سے لے اور کیا مین تیری
مدد کرون یہ سنکے وہ شخص اُسکے جانب سے مُنھ پھیر لیتا ہے اور صورت اہل و عیال کیطرف نظر حسرت سے
دیکھکر کہتا ہے کہ واللہ مین تمسے بہت محبت رکھتا تھا تمھارے حق مین بہتری چاہتا تھا آج تم میرے

واسطے کیا کر سکتے ہو وہ صورت جواب دیتی ہی کہ ہم تجکو قبر تک پہونچا دینگے خاک مین چھپا دینگے وہ یہ سُنکے
تیسری صورت کی جانب متوجہ ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ قسم بخدا اے عزیز وجل مین تمھارا خواہان نہ تھا تم مجھپر
گران و دشوار تھے آج حالت عاجزی و ماندگی مین میری کیا مدد کر سکتے ہو صورت اعمال جواب مین اُسکے
کہتی ہی کہ ہم تیرے ساتھ ہین تیرے قبر مین جب قیامت کا دن ہوگا تیرے ساتھ صحرائے محشر مین چلین گے یہانتک
کہ تجھے او رہین روبرو خدا کے لیجائین پس وہ اگر دوست خدا ہی ایک شخص نہایت خوشرو و خوشبو حالت
غفلت مین اُسکے سامنے آتا ہی لباس فاخرہ پہنے ہوے اور کہتا ہی کہ بشارت ہو تجھے بنسیم گلہائے بہشت
ونعمت ابدی خوش آمدی یہ اُس سے پوچھتا ہی تو کون ہی وہ جواب دیتا ہی کہ تیرا عمل صالح ہون اب جو تو
دنیا سے جاتا ہی خبر دیتا ہون کہ تیرا مقام بہشت ہی اور یہ بھی ہمارے ایک ہادی راہ دین سے مروی
ہے کہ قبر ہر روز آدمی کو پکارتی ہے اور کہتی ہے کہ مین ہون خانۂ غربت مین ہون خانۂ تنہائی
و وحشت مین ہون گھر کیڑون کا اور جانورون کا مین ہون قبر کہ ایک باغ ہون باغہائے بہشت سے یا ایک
پہاڑ ہون کوہہائے جہنم سے اور حدیث صحیح مین ہی کہ قبر ندا کرتی ہی پانچ کلمون سے کہتی ہی کہ مین خانۂ فقیر ہون
لا میری طرف مال اور خزانہ یعنے خالی ہاتھ نہ آنا مین خانۂ تاریکی ہون مجھ مین چراغ لا مین خانۂ تنہائی ہون
مجھ مین انیس لا مین خانۂ سنگریزہ و خاک ہون مجھ مین بچھونا لا مین گھر ہون سانپ بچھوون کا مجھ مین تریاق لا تریاق
صدقہ ہی فرش عمل صالح ہی انیس تلاوت صحائف و کلام الٰہی ہی اور چراغ نماز شب اور خزانہ کلمۂ شہادت
ہی لہذا عاقلون کو لازم ہی کہ فرش قبر یعنے عمل صالح کی فکر کرین اور دیگر اعمال نیک بھی جو بیان ہوے ہین
حتے الامکان ضرور کرین تا کہ بعد مرگ قبر مین راحت ہو منجملہ اعمال خیر کے ہمارے نزدیک یہ ہی کہ کافرونکو
خدا پرستی کی ہدایت کرے اگر وہ قبول نہ کرین اور آمادۂ جنگ ہون اُنکے دفع شر کی فکر کرے جب وہ
قتل کرین تو اُنکو خود بھی قتل کرے قدم میدان جنگ سے نہ ہٹائے اگرچہ زخمہائے کاری سے مرکب سے
گر کے ہلاک ہو جائے یون مرنا حیات ابدی ہی شہیدان راہ خدا کا بڑا مرتبہ ہی قبر مین راحت حشر مین باعزت
بہشت مین ہر قسم کی نعمت سے لطف اُٹھائینگے خدا و پیغمبر اُنسے راضی و خوش ہونگے پس اے جوانو تم سب
مسلمان ہو اور یہ حریف تمھارے کافر لاجرد پرست ہین دین قبول کرنے سے انکار کر کے تمھارے قتل
پر آمادہ ہوے ہین وقت جنگ تم بھی ان بیدینون سے خوب لڑنا جنگ مین کمی نہ کرنا اِنکا قتل کرنا خالی
از ثواب نہین ہی اگر تم اِنکے ہاتھ سے قتل ہوگے دنیا سے سرخرو سوے عدم جاؤگے حق نمک اپنے
مالک و آقا کا ادا کر جاؤگے دنیا مین بہادر مشہور ہوگے مرتبہ شہیدان راہ خدا کا پاؤگے قبر مین عجب راحت
پاؤگے روز حشر جنت مین جاؤگے جب کڑکیت اور نقیب جوانان ہر دو سپاہ کو پند و نصیحت سے آمادہ جنگ
کر چکے ہر دو سپاہ سے چلے گئے اُسوقت بہادران ہر دو سپاہ کا عجب حال تھا چہرے کثرت شجاعت سے
سرخ تھے تلوارون کے قبضون پر ہاتھ تھے زندگی ناگوار تھی عروس اجل کے طالب تھے اکثر دلاورون نے تلوارین کھینچکر
نیام توڑ کر پھینک دیے تھے بہت سے جوانان شجاعت شعار نے زرہ جوشن بکتر و خود چار آئینہ وغیرہ لباس
و اشیائے حفاظت تن جسم سے دور کر کے بند قبا کھول دیے تھے سینے نظر آتے تھے اگر کوئی اُنسے پوچھتا تھا
کہ سینہ کیون کھولدیا ہی وہ جواب دیتے تھے تقاضائے فرط شجاعت یہ ہی کہ اِس طرح سینون پر تیر و نیزہ و شمشیر
کھائین سپر چہرہ و سینہ پر نہ لائین قدم جنگگاہ سے نہ ہٹائین ابھی بہادران لشکر اسلام باہم ہمسخن تھے اپنی

شجاعت ظاہر کر رہے تھے ناگاہ ملک ترسی خفتان مندرجۂ بالا کہ ملکہ ماہ طلعت جادو نے بدست اپنی
دایہ شہبانہ جادو کے ارسال کی تھی اپنے تن پر زیب لباس آراستہ کر کے صف لشکر سے نکلا اور بیچ مین
میدان مصاف کے آکر مرکب کو روک کر پکارا اے فرقۂ اہل اسلام تم مین شہریار ملقب برستم ثانی کون ہی
تعریف اُسکی شجاعت کی سنی ہی چاہتا ہون کہ اُسی سے جنگ آزما ہون اگر وہ مرد میدان نبرد ہی تو یقینی جلد
آکر مجھ سے مقابلہ کریگا چونکہ قاعدہ لشکر اسلام کا یہی ہی کہ حریف جسکو طلب کرتا ہی وہی اُسکے مقابلہ کو جاتا ہی
اسوجہ سے جملہ دلیران لشکر اسلام مجبور ہو کر کھڑے رہے ملک ترسی کے مقابلہ کو نہ گئے کیونکہ اُسنے شہریار
بن ایرج ہی کو طلب کیا تھا غرض جب حریف مذکور نے شہریار کو طلب کیا فی الفور اُس دلاور نے ارادہ جانے
کا کیا علمہاے سرخ لشکر شہریار جلوہ گری پر آئے شہریار نے مرکب کو جانب حریف جولان کیا جب سامنے
اُسکے پہونچا مرکب کو روکا ملک ترسی نے سراپاے شہریار پر نظر کر کے کہا اے جوان کیا تیرا نام ہی شہریار
تو ہی پسر ایرج نوجوان ہی شاہزادہ نے اقرار کیا اُسنے کہا مجکو تیری جوانی پر رحم آتا ہی چاہتا ہون کہ تو میرے
ہاتھ سے مارا نہ جائے اور میدان مین صدہا بندگان خداوندی کی خونریزی نہو لہذا میرے ساتھ میرے لشکر مین
چل ہمارے خداوند لاجوردشاہ کو سجدہ کر خداوند بقدرت تیری پشت پر رکھین گے اپنے بندگان
خاص مین تجکو محسوب کرینگے زندگی و دولت اقبال مین زیادتی کردینگے اور مین تجکو تمام اپنی سپاہ کا سردار
کر دونگا عزت تیری بڑھاؤنگا اگر میرے کہنے پر عمل نکریگا اور سرکشی کریگا تو اچھا نہوگا ابھی میرے ہاتھ
سے قتل ہوگا یا مانند بدیع الملک تو بھی قید خانہ مین قید ہوگا تیرا سر میدان جنگ بذریعۂ کمند اسیر کر لینا
نزدیک میرے کچھ دشوار نہین ہی مین وہ دلاور ہون کہ شجاعان جہان مجھ سے ڈرتے ہین مین ہنگام جنگ
شیر کو روباہ اور فیل مست کو ایک پشہ جانتا ہون خداوند نے وہ قوت مجکو دی ہی کہ اگر کوہ پر زور کرون
تو اُسکو بھی اُسکی جگہ سے ہٹا دون شہریار بن ایرج نامدار اُس ناہنجار کی گفتار سُنکے نہایت برہم ہوا چہرہ
بکثرت غیظ و غضب سے سرخ ہوگیا آنکھین فرط غیظ سے مانند چشم کے سرخ و گلنار ہو گئین لیکن غصہ کو
پیچھے ضبط کر کے کہا او نابکار اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو لاجوردپرستی سے باز آ خداپرستی اختیار کر خود اپنے اور اپنے
مردان سپاہ کی خونریزی نہ چاہ او نامرد تو نے ہمارے بزرگ بدیع الملک کو ملک اردوان کو بھی
عیار اپنے سے بعیاری بیہوش کر اگر گرفتار کیا ہی اُسی کا فخر کرتا ہی اگر تو مرد ہوتا تو سر میدان جنگ اسیر کرتا
جب تو ایسا نامرد ہی تو پھر مجکو کیا قتل و اسیر کریگا ملک ترسی یہ کلمات شہریار سے سُنکے نہایت برہم ہوا اور
کہنے لگا معلوم ہوا تجکو قضا یہان لائی ہی یہ کہکے نیزہ اُٹھا کے اور گھوڑے کو کاوے پر ڈالکے نیزہ کو گرد قبضہ
دیکر خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینہ شہریار پر نیزہ لگایا ادھر اس شاہزادۂ ذیوقار نے اُسکی سنان نیزہ کو
اپنی سنان نیزہ پر ایسی خوبی سے روکا کہ علاوہ اہل اسلام کے کفاران منصف مزاج بھی تعریف کرنے لگے
شور ثنا و تعریف دونون لشکرون سے بلند ہوا شہریار نے بعد رد کنے وار کے خود بھی نیزہ اُسکے پہلو
پر لگایا اُسنے بھی چالاکی سے نیزہ کو نیزہ پر روکا اسی طرح تادیر لڑائی ہوئی آخر اسی طعن نیزہ کی نوبت پہونچی
آخر یہ ہوا کہ دونون دلیرون کے نیزے ٹوٹ گئے کوئی کسی پر غالب نہوا اہل اسلام یہ حال دیکھکر متحیر ہوے
کہنے لگے کہ شہریار ایسے کامل الفن کا نیزہ ٹوٹ جائے اور حریف پر زخم بھی نہ آئے بسا عجب ہی ابھی اہل اسلام
باہم یہ کلام کر رہے تھے کہ ملک ترسی نے اور شہریار نے نیزون کو بیکار جان کر خاک پر پھینک دیا بعدہ

ملک ترسی نے تیغہ نیام سے کھینچکر نعرہ کیا کہ اے شہریار آگاہ ہو یہ وہ تیغہ آبدار وگرانبار ہے کہ جسنے ہزارہا سرکشون کا لہو چاٹا ہے آج یہ تیغۂ تیز تیرے رشتۂ حیات کو بھی قطع کریگا رگ جان کو کاٹیگا شہریار نے جواب دیا او نابکار بیہودہ بک نامرد ہو کر دعواے مردی نہ کر یہ مقام بزم نہین ہے سخن کو تاہ کر ضرب تیغۂ تیز لگا خداوند عالم مالک ومختار ہے جو اُسکو منظور ہوگا وہ ظاہر ہوگا دیکھنے والے دیکھ لینگے جوہر تیغ ظاہر ہو جائینگے حریف نے یہ سُنکے اپنے مرکب کو سوے دست راست شہریار ہنگام کارزار لاکر سر پر تیغہ لگایا شہریار نے ضرب بالاے سپر رو کی بعدہ خود بھی وار شمشیر آبدار کا اُسپر کیا اُسنے بھی سپر پر تلوار روکی اسی طور سے تا دیر جنگ ہوئی آخر کار ملک ترسی نابکار نے ایک وار تیغہ تیز کا ایسا کیا کہ سپر و خود شہریار کو کاٹ کر چار انگل سر مین در آیا شاہزادۂ ذیجاہ و بہادر نے ایسی حالت مین یہ جرأت کی کہ دستانہ مارا تیغۂ تیز تو سر سے نکل گیا لیکن چادر خون کی یکبارگی سر سے پیدا ہوئی شہریار ہمہ تن خون مین نہا گیا غش آنے لگا ضعف سے آنکھین بند ہونے لگین لیکن باوجود ایسے زخم کاری اور ضعف کے شہریار شجاع یکتاے روزگار نے زخم سر کو رومال سے باندھکر بصد قہر و غضب اس طرح سر ملک ترسی پر تلوار لگائی کہ اگر سر کوہ پر پڑتی تو اُسکے بھی دو ٹکڑے کرتی لیکن تلوار نے ذرا بھی کام نہ کیا مانند چوب خشک کے اُسکے سر پر پڑی اور اُچٹ گئی ملک ترسی نے مسکرا کر کہا واہ کیا تلوار لگائی کہ جسنے کچھ بھی کام نہ کیا اسی قوت بازو پر تجھکو دعواے شجاعت تھا یہ کہکر اپنی افسران سپاہ سے مخاطب ہو کر کہا اے سرداران لشکر با دولت جلد آؤ اور اس زخم خوردہ کو اسیر کر لو ملک اردوان کوہی کو روانہ کرو کہ وہ اسکو اسیر کر لے مجھکو منظور ہے کہ اسے قتل نہ کرون شاید خداوند کو سجدہ کرے سرداران مذکور حسب الطلب حاکم کوہ شفق مع سپاہ بڑھے اردوان کوہی بھی ایک کمند لیکر براے اسیری شاہزادہ موصوف بڑھا یہان شاہزادہ کو کثرت ضعف سے بیٹھنا پشت فرس پر مشکل تھا خون زخم سے برابر جاری تھا جب فوج عدو براے گرفتاری بڑھی ہر چند شاہزادہ زخمی تھا لیکن اپنے لشکر سے کسی کو خود براے مدد طلب نہ کیا اور خود تلوار پکڑ کر ارادہ آگے بڑھنے کا کیا سرداران لشکر اسلام یہ حال مشاہدہ کر کے تمام فوج کو ہمراہ لیکر ادھر سے بڑھے جب دونون فوجین باہم مانند دو دریا کے مل گئین دلاورون نے تلوارین نیام سے لین ایک نے دوسرے کو للکارا تیغہ سر پر مارا سپرین بلند ہوئین وار تیغون کے چلنے لگے سر و تن مین جدائی ہونے لگی شہریار بھی اُسی عالم مین دلیرانہ سواران لشکر حریف کو قتل کرنے لگا بار بار نعرۂ اللہ اکبر کا کرنے لگا سرداران لشکر اسلام و سواران سپاہ شہریار بھی اپنے حریفون کو قتل کرنے لگے اور خود بھی اُنکے ہاتھ سے زخمی و قتل ہونے لگے جانبین کے سوار کام آنے لگے سوار گھوڑون سے زخمی ہو کر گرنے لگے خاک پر مانند ماہیان بے آب کے تڑپنے لگے کوتل گھوڑے سوارون سے چھوٹ کر لشکر مین جا بجا دوڑنے لگے گرد و غبار بلند ہوا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین جا بجا ہونے لگے صداے بزن و بگیر دلیران سے میدان مصاف گویا میدان حشر ہو گیا وہ تلوارون کی چمک برق آسا وہ سپرون کی سیاہی گھٹا کے مانند وہ کمانون کا کڑکنا وہ تیرون کا مینہ برسنا وہ چقا چاق خنجر بران وہ اجسام دلیران پر زخم خندان وہ زخمیون کی فریاد مانند مجبور و نامراد وہ کشتون کا سم اسپان سے پامال ہونا وہ سواران جنگجو کا جنگ مغلوبہ مین قتل ہونا وہ دھڑا دھڑ لاشون کا زمین پر گرنا وہ خون بہادرون کا زمین پر مانند جو بہنا پناہ بذات خدا کبھی ایسی جنگ مغلوبہ نہوئی تھی یہ کشت و خون کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا پیر گردون بھی چشمہ

آفتاب کے ذریعہ اچھی طرح یہ جنگ عظیم وخونریزی دیکھتا تھا اپنی جفاکاری وستم ایجادی پر آپ نازان
تھا جوانان عدیم المثال و دلیران خوش خصال کو خاک وخون مین غلطان دیکھکر خوش ہوتا تھا زمین کثرت بار
کشتگان سے دبی جاتی تھی اور غبارہ کے پردے مین تاب تحمل نہ لاکر سوے آسمان اُڑی جاتی تھی میدان
جنگ مین کثرت گرد وغبار سے روز روشن پر تاریکی شب کا دھوکا تھا اچھی طرح کوئی کسی کو نظر نہ آتا تھا ایک
تاریکی دوسری گھبراہٹ مین جو کوئی کسی کے سامنے آتا تھا وہ اُسکو اپنا دشمن جان کر نیزۂ وشمشیر سے ہلاک کرتا
تھا دشمن و دوست کی تمیز نہ تھی بھائی کو بھائی قتل کرتا تھا باپ بیٹے کو پسر پدر کو تہ تیغ کرکے خوش ہوتا تھا
اور بجائے خود کہتا تھا اسوقت حریف خوب زد پر آیا کہ مین نے ہلاک کیا غرض کہانتک احوال اس جنگ
مغلوبہ کا لکھا جائے کہ سینۂ قلم کا اس جنگ مغلوبہ وشمشیر چلنے کے تصور مین شق ہوا اور طول تحریر ناظرین اختصار
پسند کو مرغوب نہین ہو لہذا یہ مؤلف ہیچمدان اس جنگ مغلوبہ کو مفصل کیا لکھے خلاصہ جنگ یہ ہو کہ صبح سے
تا غروب آفتاب خوب لڑائی ہوئی کافر و دیندار ہزار ہا قتل ہوئے سیکڑون سواران جانبین زخمی ہوئے
ملک ترسی نے بوجہ خفتان سحر کے کہ اُسکے پاس تھی تیغ و تیر و نیزہ کسی کا اُسپر کارگر نہوتا تھا اسوجہ سے
بیخوف ہوکر اہل اسلام کو قتل کر رہا تھا اور اسی خفتان کے سبب سے شہریار کے ہاتھ سے ہنگام جنگ
بچا تھا ورنہ شہریار ملقب برستم ثانی کے ہاتھ سے کبھی جانبر نہوتا جب آفتاب عالمتاب یہ جنگ مغلوبہ
چار پہر تک دیکھا کیا دل مین دلیران جنگجو سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ جانب مغرب جاکر چھپا اور شہریار
ملقب برستم ثانی کا عالم زخمداری مین لڑتے لڑتے یہ ضعف بڑھا کہ مرکب پر بیٹھا نہ گیا مجبور ہوکر ہاتھ مرکب
اصیل کی گردن مین ڈالکر تلوار نیام مین رکھکر کہا کہ اے رہوار مجکو اس جنگ مغلوبہ سے کسی سمت لے نکل
ایسا نہو کہ دشمن کوئی ایسی حالت مین مجھے تہ تیغ کرے اسپ وفادار اپنے راکب مجروح کے زخم کاری
پر نظر کرکے فی الفور عین گرمی جنگ مین جنگاہ سے نکلکر سوے صحرا روانہ ہوا کسی نے اُسکو جاتے نہ
دیکھا دلیران لشکر اسلام نے بوجہ نہ سننے نعرۂ شہریار بن ایرج نامدار کے یقین کیا کہ وہ دست کفار سے قتل ہوگیا
اس سبب سے سب اہل اسلام بیدل وغمگین ہوکر پسپا ہونے لگے کفار بڑھنے لگے مسلمان ہٹنے لگے اور سبب پسپا ہونیکا
ایک یہ بھی تھا کہ ملک ترسی کے پاس خفتان سحر تھی تاثیر اُسکی یہ تھی کہ جسکے پاس ہو کوئی حربہ اُسپر کارگر نہو اور
لشکر اُسکا شکست نہ کھائے اور جو اُس لشکر سے لڑے وہ مغلوب ہو لیس مسلمان اسقدر ہٹے کہ قریب
اپنے لشکرگاہ کے آگئے ملک ترسی نے اتنے غلبہ کو بھی اپنی فتح جان کر اور تاریکی شب پر نظر کرکے طبل
شادمانی وآسائش بجوادیا اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا اور بجنا طبل آسائش کا لشکر حریف مین
اُنکو باعث جان بری کا ہوا کفار خورم وشادان ہمراہ ملک ترسی اور خداوند لاجوردشاہ کے میدان
جنگ سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوے بعد قطع راہ قیامگاہ پر پہونچے لاجوردشاہ تخت سے اُترا
ملک ترسی اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بھی مرکبون سے اُترے اور اپنی بارگاہ مین
داخل ہوے پھر سرداران وسواران روسیاہ بھی اپنے اپنے مرکب سے اُترکر خیام مین جاکر سلاح جنگ تن
سے دور کرکے راحت پذیر ہوے اِدھر اہل اسلام اپنے لشکرگاہ پر آئے شہریار بن ایرج کو بتلاش
بسیار نہ دیکھکر بہت غمگین ومضطر وبیدل ہوے اکثر سوار وسردار زار زار روئے سرداران سپاہ نے
سوارون کو حکم دیا کہ سب اہل اسلام کے کشتون کو دفن کر دو اور لاشون مین ہمارے آقا و مالک کے

نعشہ کو تلاش کرو سواروں نے مقتل مین آکے لاشون مین ہر چند غور سے دیکھا مگر کہین لاشہ شہریار بن ایرج کا نہ پایا عقل سے دریافت کیا شاید ہمین گرمی جنگ مین مرکب ہمارے شاہزادۂ مجروح کو کسی جانب لشکر سے نکالکے لیگیا ہر شکر ہے خدا کا کہ دست اعدا سے قتل نہین ہوا ابھی امید ہمکو اُسکے ملنے کی ہے یہ باتین اپنے دل مین کرکے جملہ اہل اسلام کے لاشون کو موافق حکم شریعت دفن کیا اور سرداران سپاہ سے جاکر کہا لاشہ ہمارے آقاء مالک کا مقتل مین نہین ہے وہ اس خبر کو سُنکے گونہ خوش ہوے پھر جملہ سوارون نے مخاطب ہوکر کہنے لگے یارو اب اس جگہ قیام کرنا کئی وجہ سے اچھا نہین ہے اول تو ہمارا آقا ہمسے جدا ہو گیا ہے اُسکی جستجو ضرور ہے دوسرے یہ کہ ملک ترسی ہم سب اہل اسلام کا دشمن جان ہے شہریار لشکر مین نہین ہین اُس سے مقابلہ کرنا مشکل ہے اگر تم سب کی راے ہو یہانسے تبلاش شہریار روانہ ہون ورنہ اسی جگہ قیام پذیر رہین ملک ترسی سے جس طرح ممکن ہو لڑین سب نے عرض کیا بغیر شاہزادۂ یکتاے شجاعت و شتگاہ کفار سے مقابلہ کرنا بظاہر خوب نہین ہے مناسب وقت یہی ہے کہ اب یہانسے کوچ کرین واسطے تلاش آقا کے روانہ ہون سرداران سپاہ نے موافق راے جملہ لشکریون کے اُسی وقت وہانسے بتلاش شہریار کوچ کیا یہ خبر ملک ترسی کو بذریعہ ہرکارون کے پہونچی وہ بہت خوش ہوا اور ملازمون کو اُسی حالت شادمانی مین حکم دیا جلد بزم عشرت آراستہ کرو نازنینان خوبرو خوش گلو و ساقیان ماہرو کو طلب کرو سامان جشن نہایت تکلف سے کرو کیونکہ ہمنے دشمن کو شکست دی ہے اعدا پر فتح پائی ہے دل نہایت خوش ہے چاہتا ہون کہ اس خوشی کو ظاہر کرون ملازمون نے حسب الحکم بزم طرب نہایت خوبی سے آراستہ کی ملک ترسی ولاجورد شاہ و صلصال بن دال بن دیوبن شمامہ جادو جملہ اہل دربار بزم عشرت مین چلکر علے قدر مرتبہ بیٹھے ساقیان گلرخسار کشتیان مے گلنار کی لیکر حاضر بزم ہوے شراب جامہاے بلورین مین بھر بھر کر ملک ترسی وغیرہ کو یہ کہکر پلانے لگے بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند * چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند جملہ کبار و صغار بادہ کشی مین مصروف ہوے بالاے شراب گزک سے لطف بیحد اُٹھانے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی اُٹھاکر لے گئے بعد جانے ساقیان مذکور کے ایک نازنین مہ جبین نہایت خوبرو خوش گلو مع اپنے سازندون کے بزم طرب مین بصد ناز و انداز حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے روبرو ملک ترسی بلا ہوش کے بقصد رقص کھڑی ہوئی سازندون نے ساز ملائے بعد گت بجانے لگے نازنین مذکور ناچنے لگی اہل دربار عالم نشہ شراب ناب مین بنظر غور رقص دیکھنے لگے اور بہ خیالات بوس و کنار کرنے لگے خصوصاً لاجورد شاہ اور ملک ترسی اُس نازنین کو دیکھکر بار بار عالم نشہ مین چاہتے تھے کہ مطلب دل اُس سے حاصل کرین لیکن بخیال اہل دربار و باعث رسوائی خاص دربار مین مدعاے حصول دلی سے باز رہتے تھے وہ نازنین ملک ترسی و لاجورد شاہ کو اپنا مائل جان کے اس طرح خوشی سے رقص کرتی تھی کہ بمقتضاے ابیات

برق آسا نظر مین کوندتی تھی
وہ پھڑک تھنونکی بھی آفت تھی

جب چمک کر لیا کوئی توڑا
جامے سبزہ دلون کو روندتی تھی
چتونین وہ ملال کرتی تھین

شعلہ جوالہ سے بھی جی چھوڑا
جنبش ابرو کی اک قیامت تھی
ٹھوکرین پامال کرتی تھین

ملک ترسی خوش ہوکر اُسے بار بار انعام دیتا تھا اشارہ سے کہتا تھا وہ ایما اُسکا سمجھکر ناز سے انکار کرتی

تھی لاجور دشاہ صلصال سے کہتا تھا یہ بندی خداوند کیا خوب رقص کر رہی ہی اسوقت خداوند یہی چاہتے ہین کہ نور قدرت اسکے شکم مین داخل کرین لیکن سر دربار موقع نہین ہی ہنوز لاجور دشاہ صلصال سے ہمسخن تھا ناگاہ اُس نازنین نے یہ غزل بلحن دلکش گانا شروع کیا غزل

محرم کے نہ بند باندھو کسیکے
دیدے نہین آئینے نفس کے
کبتک رہے دل ترس ترس کے
بدلی کھل جاتی ہی برس کے
مشکین بال نہ دھو ہوا کے کسیکے
چھوٹا کوئی زلف مین بھی پھنس کے

مژگان نہ ہی آشنا ترے چھتر کا ور
تڑپا کرون فصل گل مین کبتک
دل اول گئین چھاتیان شب وصل
سینہ ہی ستار عشقباز ان
سینہ پہ اُبھار ہی کچون کا

پردے در چشم پہ ہین ہوس کے
در کھولدے باغبان قفس کے
کمھلا گئے پھول رات بس کے
ہین تار چڑھے ہوے نفس کے
محرم شبنم کی کیون نہ مسکے

مشاطہ سے کہتے ہین وہ ہنسکے
جو تار نظر کی چلمن ای شوخ
آ اے ترسا ہے ناخدا ترس
چہرہ کھولو پڑ چکے بال
جعد مشکین کو کھول ڈالا
کہتے ہین یہ ہمس سے وہ ہر بار

نازنین مذکورہ تو غزل مندرجہ گا رہی ہی جملہ اہل دربار شعر پر خوش ہوتے ہین اور کہتے ہین کیا خوب شعر کہا ہی اور کس عنوان خوشی سے اس نازنین نے بتا کے گایا ہی ملک ترسی غزل سنکے مست ہو گیا ہی لاجور دشاہ جھوم رہا ہی بار بار کہتا ہی کہ واہ ای بندی قدرت کیا اچھی طرح گا رہی ہی اپنے خداوند کو شاد کر رہی ہی خداوند نے تجھے خوب رود خو شرو خوش گلو پیدا کیا ہی مین نے تقدیر کی ہی کہ تو جملہ حسینون سے خوش گلوئی مین گوے سبقت لیجائیگی کسی نہ کسی روز خداوند کے کام مین آئیگی یہ تو اس طرح بک رہا ہی نازنین ناچ رہی ہی غزل گا رہی ہی ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب کچھ حال لشکر بدیع الملک وسپاہ شہریار ملقب بہ رستم ثانی کا رقم کیا جاتا ہی کہ جب سے سواران ہر دو لشکر میدان جنگ سے واسطے تلاش بدیع الملک و شہریار پسر ایرج کے ایک جانب روانہ ہوے تھے کوہ کوہ صحرا صحرا نالہ کنان جاتے تھے ہر کارے اور ہمراہ مردمان ہر دو سپاہ اپنے اپنے مالک و آقا کو ہر ایک سے دریافت کرتے تھے کوئی شخص نہ بتاتا تمام مردمان ہر دو لشکر محزون ہو کر آگے روانہ ہوتے تھے دیکھیے یہ دونون لشکر کہان جاتے ہین اور انجام کار کیا ہوتا ہی لیکن اب پھر حال بزم طرب کا لکھا جاتا ہی کہ ملک ترسی وغیرہ رقص ونغمہ نازنین مذکور سے لطف زندگی اُٹھا رہے ہین جب وہ نازنین خوب رقص کر چکی اور غزل تمام وکمال گا چکی ملک ترسی نے انعام کثیر اُسے دیکر رخصت کیا جب وہ دربار سے چلی گئی پھر اور ایک نازنین مع اپنے سازندون کے دربار مین آکے اپنے رقص ونغمہ سے اہل دربار کو خوش کرنے لگی یہان تو دوسری نازنین رقص کر رہی ہی اہل دربار دیکھ رہے ہین اُنکو تو اسی احوال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب پھر احوال مردمان لشکر بدیع الملک و مردم سپاہ شہریار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ وہ سب نمک حلال وخیر خواہ اپنے مالک و آقا کی جستجو مین کوچ مقام کرتے ہوے چلے جاتے تھے ایک روز ایک جانب سے گرد وغبار عظیم بروے فلک ظاہر ہوا مردمان لشکر متردد ہوے کسی نے کہا کس زور سے آندھی آتی ہی کہ پناہ بذات خدا کسی نے کہا یہ آندھی نہین ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ آمد لشکر عظیم ہی جب مردمان ہر دو لشکر مین یہ چرچا ہوا سرداران ہر دو سپاہ بھی متردد ہو کر غور سے اُس طرف دیکھنے لگے اور دل مین کہنے لگے عجب نہین کہ یہ سپاہ ملک ترسی روسیاہ کی واسطے ہم سب کے قتل و گرفتاری کے آتی ہی خیر مرنا برحق ہی بھاگنا بیکار ہی اسی جگہ کفار سے لڑ بھڑ کر مر جائینگے گرفتاری ہرگز گوارا نہ کرینگے قتل ہونے کا غم نہین ہان یہ الم ہی کہ ہم اپنے آقا سے جدا ہو کر قتل ہونگے افسوس ہمنے اپنے مالک کو نہ پایا کہ اجل اس صحرا مین آئی ہنوز سرداران سپاہ اپنے دلون مین یہ کہ رہے تھے کہ نیچے ہوا سے دامن گرد پھٹا

سب نے دیکھا کرب غازی اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا لیے ہوے مع دیگر سامان و اسباب کے بجمعیت پچیس ہزار قزاقون کے بسرعت گھوڑے دوڑاتا ہوا آتا ہی عقب مین اُسکے جملہ قزاق بھی مرکبون کو جولان کیے ہوے آتے ہین سرداران لشکر وغیرہ کرب غازی کو دیکھکر خوش ہوے جب وہ قریب تر آیا ہزار سردار نے بڑھکر بعد سلام سبب آنے کا پوچھا اُسنے کہا مین آگے آیا ہون عقب مین میرے بادشاہ لشکر حارث بن سعد و امیر ثانی بجمعیت تمام سپاہ کے تشریف لاتے ہین سردارون نے پوچھا کیا بادشاہ و امیر ثانی واسطے دیکھنے میلہ کے کوہ بیضا پر تشریف نہین لیگئے کرب غازی نے جواب دیا اول زمانہ میلہ کا ابھی نہ تھا دوسرے بادشاہ نے متواتر خواب ہاے پریشان دیکھے تھے ایک مرتبہ یہ خواب دیکھا تھا کہ بدیع الملک مبتلاے آفت بلا ہی اور مجکو براے مدد طلب کرتا ہی یہ خواب دیکھکر شہریار بن ایرج کو روانہ کیا تھا دوسری شب کو پھر ایسا ہی ایک خواب دیکھا کہ شہریار سراپا خون مین ڈوبا ہوا اور مدد چاہتا ہی یہ خواب دیکھکر مجکو اٹالہ بارگاہ کا حوالہ کرکے بطور مقدمۃ الجیش روانہ کیا پھر خود اُس جگہ سے یعنے صحراے مثلث سے روانہ ہوے اب پہر دو پہر مین یہان وہ تشریف لاوینگے یہ کہکر سردارون سے حال بدیع الملک اور شہریار کا دریافت کیا اُنھون نے جو حال گذرا تھا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا کرب کو بدیع الملک کی گرفتاری سے رنج ہوا کیونکہ کرب دست راستی ہی خیرخواہ بدیع الملک کا ہی جب کرب غازی حالات بدیع الملک و شہریار بن ایرج سے ماہر ہوا اسی صحراے سبزہ زار مین قیام پذیر ہوا خدام نے اُسکے حکم سے بارگاہ سلیمانی اور خیام دور تک برپا اور استادہ کیے یہان بارگاہ سلیمانی و خیام خدام ایستادہ کرچکے تھے کہ جملہ سرداران سپاہ واسطے استقبال بادشاہ و امیر ثانی کے روانہ ہوے بعد قطع راہ سامنے لشکر فیروزی اثر امیر ثانی کے پہونچے سبھون نے بعد ادب بادشاہ و امیر ثانی کو سلام کیا بادشاہ و امیر ثانی نے حال پوچھا اُنھون نے آبدیدہ ہوکر جو کچھ حال گذرا تھا عرض کیا بادشاہ و امیر ثانی کو نہایت ملال ہوا حارث بن سعد یعنے بادشاہ لشکر اسلام نے امیر ثانی سے مخاطب ہوکر فرمایا دیکھا تمنے دونون خواب ہمارے صادق تھے کیا جلد ظہور اُسکا ہوا افسوس بدیع الملک کو ساحرہ لیگئی اور شہریار زخمی ہوکر لشکر سے کہان گیا یہ فرماکر اُنھین سردارون کے ہمراہ بادشاہ و امیر ثانی اُس جگہ آئے جس جگہ کرب غازی نے بارگاہ سلیمانی برپا کی تھی چونکہ زمانہ شام کا قریب تھا بادشاہ لشکر اسلام مرکب سے اُترے امیر ثانی بھی گھوڑے سے اُترے جملہ مردمان سپاہ بھی مرکبون سے اُتری بادشاہ اپنی بارگاہ مین امیر اپنی بارگاہ مین داخل ہوے سرداران لشکر اپنے اپنے خیمے مین داخل ہوے لشکری بھی خیام مین جاکر سلاح جنگ تن سے دور کرکے راحت پذیر ہوے بادشاہ لشکر اسلام نے بہزار خرابی صدمہ و رنج ہرد و شاہزادہ ذیجاہ ذوی قار مین بسر کرکے صبح کو اُس جگہ سے کوچ کیا سپاہ بدیع الملک و لشکر شہریار بن ایرج کو ہمراہ لیا شام کو ایک صحرا مین پہونچکر قیام کیا صبح کو پھر وہانسے کوچ کیا اسی طرح چند کوچ و مقام کرتے ہوے بعد ایک روز وقت شام اُس میدان مین پہونچے جس میدان مین بدیع الملک اور شہریار سے لڑائی ہوئی تھی سرداران لشکر بدیع الملک و سپاہ شہریار نے عرض کیا حضور یہ مقام وہی ہی کہ جس جگہ ہم اپنے مالک و آقا سے جدا ہوے تھے اور اسی جگہ نہایت کشت و خون گبر و مسلمان کا ہوا تھا اب پھر یہان تقدیر لائی ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام نے

اُسی جگہ فرد کش ہوئے سفرا بذا بالفعل ختم کرکے بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوکے خواجہ زادون کو طلب کرکے اُنسے فرمایا کہ آپ حضرات اپنے علم کے ذریعے سے دریافت کیجیے کہ بدیع الملک و شہریار پر کیا گذری زندہ ہین یا نہین اور ہمسے اُنسے ملاقات ہوگی یا اب نہوگی اُنھون نے بارگاہ مین آکے بعد سلام بیٹھکے سوال بخوبی سُنکے بقاعدۂ رمل حکم لگایا اور یہ عرض کیا کہ دونون شاہزادے فضل خدا سے زندہ ہین امید قوی خدا سے ہو کہ بعد ایک زمانہ کے وہ آپ سے ملین گے فی الحال اُنسے ملاقات نہین ہوسکتی ہو بادشاہ اور امیر ثانی خواجہ زادون سے یہ حکم رمل سُنکے گونہ شاد ہوے

داستان طبل جنگ بجوانا ملک ترسی کا اور لڑنا دلیران لشکر اسلام سے ساقی نامہ مولف

پلا ساقیا مجکو صہبائے تیز — کہ منظور لکھنا ہو حال ستیز
مری طبع ہو مثل شمشیر تیز — لکھون نشہ مین آج وہ داستان
جو بدخواہ میرے ہون خانہ خراب — وہ اُنکے ہون سوز حسد سے کباب
مین بادہ کش ہون بقصدق حسین — نغمۂ سنجان بوستان سخن
شاخسار بیان پہ بلبل سان — اِس طرح ہوتے ہین نوا سنجان

پیون مین اگر بادۂ تند و تیز
کہ تعریف میری کرین قدردان
بجز بادہ ملتا نہین دل کو چین
تازگی بخشش داستان کہن
کہ ملک ترسی روسیاہ و کینہ خواہ

حاکم کوہ شفق ہنوز جشن سے فارغ نہوا تھا چھٹا روز جشن مین بسر ہوا تھا بزم طرب آراستہ تھی نازنینان خوب رو رقص و نغمہ کر رہی تھین ساقیان گلرخسار بادہ گلنار ہر بادہ خوار کو بتکرار جام بلورین مین دے رہے تھے ہر ایک بزم عشرت مین نے دغدغۂ گردش ایام صہبائے گلرنگ کے جام ساقیان شوخ چشم سے لیکر شراب پیتا تھا سامان دعوت و ضیافت اہل بزم کا بتکلف مہیا تھا ارادہ حاکم مذکور کا یہ تھا کہ سات روز تک برابر جشن کیجیے شہریار کو زخمی کیا ہو فوج کو اُسکی پسپا کیا ہو اِسکی خوشی کیجیے ناگاہ چھٹے روز وقت شام چند ہرکارے افتان و خیزان محفل عشرت مین آئے اور بموجب قاعدہ زمین ادب کو بوسہ دے کے اصلاح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ بمصداق مضمون ابیات مؤلف

تو سلامت رہے صد وسی سال
تیری جرأت مین شک نہین سرمو
بھاگے دشمن بسمت کوہ قاف

تو وہ ہو حاکم قوی پنجہ
خوف سے تیرے بھاگتے ہین عدو

اے شہ ذیوقار و خوش اقبال
دل عدو کا مدام ہے رنجہ
تیغ کھینچے جو تو بوقت مصاف

اِسوقت یہ نمکخوار برلے تفریح طبع گئے تھے ہوائے سر و صحرائے سبزہ زار سے لطف بیحد اُٹھا رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک لشکر عظیم کہ جسکے ساتھ فوج بدیع الملک و سپاہ شہریار بھی تھی آگے قیام پذیر ہوا بعد دریافت معلوم ہوا کہ لشکر امیر ثانی کا ہو اور بادشاہ لشکر حارث بن سعد ہو لشکر مین صدہا جوانان رشک رستم و اسفندیار مین دلیران جنگ بیشمار ہین یہ دیکھکر برلے خبر رسانی خدمت حضور مین حاضر ہوے ہین باقی خیریت ہو ملک ترسی یہ خبر سنکے متردد ہوا نشہ شراب کا اُتر گیا لاجور دشاہ سے مخاطب ہوکے عرض کرنے لگا اے خداوند کیا آپ نے بندگان جاہل کو بکثرت پیدا کیا ہو کہ چلے ہی آتے ہین لاجور دشاہ نام حارث بن سعد و ذکر امیر ثانی سنکے پہلے ہی گھبرایا تھا اب اور بھی مشوش ہوکر ملک ترسی سے کہنے لگا ہان ہمنے اپنی قدرت نمائی کی ہو یہ امیر ثانی وہ بندۂ قوی ہو کہ جملہ اہل لشکر اسلام سے قوی تر ہو ہمنے اُسکو ایسی ہی قوت دی ہو مگر وہ ہمسے منحرف ہو ہمارا درپے آزار ہو اگر یہ بندہ قتل ہوجائے تو لشکر اسلام تباہ ہوجائے ملک ترسی نے عرض کیا کہ پھر آپ تقدیر ایسی کیجیے کہ بین

اُسکو قتل کر ڈالون خداوند نے جواب دیا یہ تقدیر اسوقت ہو نہین سکتی وقت وساعت پر موقوف ہے بالفعل سامان جنگ کر اپنے مددگارون اور دوستون کو برلے مدد طلب کر طبل جنگ بجوا مقابلہ کر یا بدولت بھی تقدیر کرینگے ملک ترسی نے گفتگوے خداوند سُنکے حسب الحکم خداوند جشن کو موقوف کیا اور میر منشی کو طلب کر کے کئی شاہون اور دلیرون کو نامے لکھوائے مضمون ہر ایک نامے کا یہ تھا کہ جلد مع فوج یہان آؤ ہمسے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہے ایسے وقت مین ہماری شرکت کرو جب نامے تیار ہوے اُنھین ملفوف کر کے سر ناموں پر مہر کر کے ملک ترسی نے اپنے قاصدون کے حوالے کیے وہ ہر طرف روانہ ہوے نام اُن شاہان بیدین کے بروقت اُنکے آنے کے ظاہر کیے جائینگے الحاصل بعد روانہ کرنے قاصدون کے ملک ترسی نے خفتان سحر کے بھروسے پر بیخوف واندیشہ ملازمون کو حکم دیا کہ اسوقت ہمارے لشکر ظفر اثر مین طبل جنگی بجایا جائے ملازمون نے حسب الحکم لشکر مین طبل حربی بجوایا صداے طبل رزمی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے خبر طبل جنگ بجنے کی لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے پہلے موافق قاعدہ مجراگاہ سے مجرا کر کے اور پایۂ تخت بادشاہ لشکر اسلام کو بعد ادب بوسہ دے کے دست بستہ اسطرح ثنا و دعاے ترقی دولت و اقبال بادشاہ لشکر اسلام زبان پر جاری کر کے عرض کرنے لگے کہ موافق نظم

اے شہ ذیوقار و کشور گیر
زیر گردون نہین ترا ہمسر
تیغ کھینچے ہو تو سر سید ان
صید ہو شیر صورت آہو

حاکم بر و بحر و خوش تقدیر
رعب سے تیرے اے شہ ذیجاہ
دم مین ہون سیکڑون عدو بیجان
جب تلک آب پر زمین ہے مقیم

تو ہے وہ بادشاہ دین پرور
نہین ملتی کہین عدو کو پناہ
تو دکھائے جو قوت بازو
تو ہو فرمانرواے ہفت اقلیم

اِسوقت ملک ترسی نے خبر ورود لشکر ظفر اثر حضور پر نور سُنکے اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے کہ صبح کو میدان رزم مین آکے مقابلہ نمک خواران حضور سے کرے باقی خیر و عافیت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے یہ خبر ہرکارون سے سُنکے جانب امیر ثانی دیکھا امیر ثانی نے حسب ایماے بادشاہ لشکر اسلام ہرکارون سے فرمایا کہ دو نقارہ نوازون سے کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ سلیمانی بجائین اور چوب بامید اعانت الٰہی نقارۂ جنگی پر لگائین صبح کو جو منظور خدا ہوگا اُسکا ظہور ہوگا ہرکارون نے حسب الحکم نقارہ نوازون سے حکم امیر ثانی بیان کیا اُنھون نے عمرو ثانی کو مثل خواجہ عمرو کے پہلے چند اشرفیان نذر دین پھر چوب اُٹھا کر نقارۂ رزمی پر لگائی آواز مہیب نقارۂ جنگی سے ایسی پیدا ہوئی کہ زمین کانپ گئی فلک پیر آواز نقارہ مذکور سُنکے تھرایا جب دونون لشکرون مین آواز طبل و نقارۂ رزمی بلند ہوئی جوانان ہر دو سپاہ تیاری جنگ مین مصروف ہوے اُدھر ملک ترسی طبل جنگی بجوا کر بزم عشرت سے اُٹھکر داخل بارگاہ ہوا اجور دشاہ اور صلصال وغیرہ اہل بزم عشرت بھی محفل طرب سے اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین براے استراحت داخل ہوے اِدھر بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا اور خود بارگاہ مین جا کر راحت پذیر ہوے بہادران لشکر جا بجا سامان جنگ و جدال مین جا بجا لگ گئے کسی نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی نے اپنی کمان کو درست کر کے تیرون کو ترکش مین بھرا کسی دلاور نے ہاتھ اپنے جانب آسمان بلند کر کے درگاہ خدا مین یہ دعا کی کہ اے خالق کون و مکان و اے معبود زمین و آسمان صبح کو ساتھ کفار کے ہے تو سب کو شجاعت مردمی کی توفیق دیجیو تاکہ میری عزت و آبرو ضائع

وہ بہ بادونہ دلیرانہ کافرون سے بڑھ بڑھکر لڑین قدم پیچھے نہ ہٹے نمک حرام نہ کہلاؤن دلیرون مین بدنام
ہوؤن اگر زندگی ہو تو فہو المراد ورنہ دلیرانہ دشمنون سے لڑکر قتل ہو جاؤن دنیا سے سوے عدم سرخرو جاؤن
بھاگ گئے مین دست اعدا سے نہ مارا جاؤن کوئی صف شکن تلوار کو اپنی آبدار کرتا تھا اور اپنے ساتھی جو اوُن
سے کہتا تھا انشاء اللہ صبح کو دیکھ لینا یہ تلوار مانند برق سر اعدا پر چمکے گی اور خرمن ہستی بدخواہون کو جلا کر
خاک کریگی اکثر بہادران لشکر اسلام حیات مستعار کا اعتبار نہ کرکے اُس شب کو شب آخر حیات جان کے
غسل کرکے زیر لباس کفن بالاے تن نہان کرکے جوانان لشکر سے بغلگیر ہو کر کہتے تھے اے برادران دینی
کل سامنا اور مقابلہ کافران جنگجو سے ہی نہین معلوم ہنگام جنگ ہم زندہ رہین یا نہ رہین لہذا اسی وقت ہم
تمھارے سامنے اپنے گناہون سے توبہ کرتے ہین اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرتے ہین تم شاہد
رہنا اور ہمنے جو کچھ تمھاری خطا و تقصیر عمداً و سہواً کی ہو اُسے عفو کردو تاکہ مواخذہ اُسکا روز حشر نہو
وہ جواب دیتے تھے اے بہادر توبہ کرنا گناہون سے اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرنا واقعی خوب
ہی لیکن قبل از وقوع واقعہ تمنے اپنے تئین مردہ تصور کرکے کفن سے ہم آغوشی اختیار کیون کی ہی تمھین کیونکر
معلوم ہوا کہ ہم ضروری قتل ہو جائینگے زندہ نہ رہینگے خدا معلوم کون زندہ رہیگا اور کون قتل ہو
بہر حال تمھارے کہنے سے ہم تمھاری توبہ اور کلمۂ شہادت کے گواہ ہین تمنے بظاہر اتنے زمانہ مین کوئی خطا ہماری
نہین کی اگر کی ہی تو ہمنے معاف کی تم بھی ہمارے قصورون کو عفو کردو ادھر تو جوانان لشکر اسلام کا یہ حال ہی
جو لکھا گیا اُدھر دلیران ہنگجو زشت خو تیاری جنگ مین مصروف ہین تلوارین آبدار کرکے مردم سپاہ سے
کہتے تھے کل اِس شمشیر آبدار سے مسلمانون کو قتل کرینگے سر اُنکے تنون سے کاٹ کے ثواب مین داخل ہونگے
کیونکہ اہل اسلام کی خونریزی باعث حصول ثواب ہی یہ لوگ ہمارے خداوند سے منحرف ہین برا کہتے ہین
خداے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین اُنپر رحم کرنا اور اُنکے قتل سے ہاتھ اُٹھانا ہمارے مذہب مین جائز نہین
ہی یار تم بھی اہل اسلام سے بڑھ بڑھ کر لڑنا جنگ مین قصور نہ کرنا خداوند کے روبرو دلیرانہ لڑنا
قدم پیچھے نہ ہٹانا ورنہ خداوند تقدیر کرکے غارت کردینگے وہ جواب دیتے تھے ذرا صبح تو ہو دیکھنا کیونکر
لڑتے ہین اور جو لوگ سیاہ کفار مین بزدل تھے جیسے طبل جنگ بجا تھا اُنکا خوف سے عجب حال تھا رنگ
رخ فق تھا حواس خمسہ بجا نہ تھے منھ سے کہنا کچھ چاہتے تھے نکلتا کچھ تھا دل سینہ مین ہر ایک بزدل کا کثرت
خوف سے دھڑکتا تھا کسی کو خیال جنگ سے تپ آگئی تھی کسی کو دست آتے تھے بار بار بیت الخلا مین جاتا
تھا اور وہان سے آکر اپنے ساتھی بزدلون سے کہتا تھا بھائیو ہمنے تو آج مسہل لیا ہی طبیعت ہماری ناساز ہی
ہمسے تو میدان نبرد مین نہ جایا جائیگا ہنگام سحر دشمنون سے نہ لڑا جائیگا مجبور و لاچار ہین وہ کہتے تھے ہم بھی
بیمار ہین دیکھو نبض ہماری نہایت سریع ہی تب بخوبی موجود ہی سردی معلوم ہوتی ہی سر مین درد ہو رہا ہی
دل چاہتا ہی لشکر سے جاکر اپنے گھر مین براحت و آرام شب بسر کرین بعض بعض نامرد طبل جنگی بجنے سے ایسے
گھبرائے ہوے تھے کہ موت اُنکو نظر آتی تھی باہم کہتے تھے کہ ناحق ہمنے فوج مین نوکری کی یہان موت کا سامنا
ہی کل میدان جنگ مین تلوار چلیگی کشت و خون ہوگا لاش پر لاش گریگی زمین پر خون مانند آب بہیگا کشتون
کے جابجا انبار ہونگے مجروح گھوڑون سے گرینگے خاک پر تڑپینگے خاک و خون مین بھرینگے کوئی اُنکو نہ اُٹھائیگا
مرتے وقت ایک قطرہ بھی پانی کا نہ پلائیگا گھوڑے سوارون کے اُنکو گرمی جنگ مین پامال کرینگے یہ رنگ ہرگز

ہرگز ہمسے دیکھا نہ جائیگا ہم نہایت رحم دل ہین ہمنے کبھی کسی جانور کو حلال ہوتے نہین دیکھا خون ہمارا بہت ہلکا ہی
اگر کوئی فصد لیتا ہو اور اتفاق سے جسے ہم خون نکلتے دیکھ لیتے ہین تو ہمین غش آجاتا ہو ہمنے اپنے والدین کی زندگی
مین کبھی تلوار ڈھال نہین باندھی بلکہ چاقو اور چھری بھی کبھی پاس نہین رکھی ہم کیا جانین کہ تلوار حریف پر کیونکر
لگاتے ہین بازو ہمارے نازک ہین دبلے پتلے آدمی ہین کم خوراک ہین ہمیشہ نازنعمت سے زندگی بسر کی تھی
ہم مین اتنی قوت کہان ہین کہ حریفون سے بہ تیغ و گرز گرانبار مقابلہ کرین اور ایسی ہمت نہین کہ تن نازک پر
زخم تیغ و نیزہ کھائین ہم تو وہ ہین کہ اگر کبھی پھانس لگ گئی بھی تو اُسکے صدمہ سے کئی دن تک تپ مین مبتلا
رہتے ہین اور درد کی کھٹک سے نیند نہین آتی ہو درد سے مانند ماہی بے آب کے تڑپتے ہین جب وہ پھانس
ہمین بیہوش کرکے کسی بیدرد نے نکال بھی لی تب ہمکو راحت ملی ہو لہذا ہم صاف کہتے ہین کہ ہمسے میدان
جنگ مین نہ لڑا جائیگا مسلمان لوگ بڑے بیدرد اور بہادر ہین وہ لاجوردپرستون کے دشمن جان ہین اُنکے
ہاتھ سے بچنا محال ہو اور لڑنا تو درکنار ہمسے جنگاہ مین جایا ہی نہ جائیگا ہم وہان ایک دم ٹھہر کر لڑائی بھی
نہ دیکھ سکینگے کیونکہ وہان جانبین کے سوار قتل ہونگے گھوڑون سے گرینگے خون اُنکے زخمون سے بہیگا ہمکو
فی الفور غش آجائیگا لہذا ہم ایسی نوکری سے دست بردار ہوتے ہین کہ جس نوکری مین سراسر جان کا خوف
ہو ہمکو تو جان بھاری ہو جان ہو تو جہان ہو یہ مثل مشہور ہو اگر جان نہ رہے اور عزت رہے تو کس کام کی
وہ لوگ جو عزت و آبرو کا خیال کرکے جانین اپنی دیدیتے ہین وہ نہایت نادان ہین سخت بیوقوف ہین
اُنکو زندگی کی قدر نہین خدا نے اُنکو یہ عقل نہین دی کہ جان کا خیال کرین لڑائی کی جگہ سے فرار ہون دیدہ و
دانستہ اپنے تئین مبتلاے بلاے مرگ نہ کرین یہ باتین کرکے سائیسون سے کہتے تھے جلد ہمارے گھوڑے
کسکر لاؤ وہ پوچھتے تھے حضور اِس تاریکی شب مین کہان جائیے گا اب تو دو پہر رات سے زیادہ گذری ہوگی
اتنی رات تیاری جنگ مین بسر کیجیے صبح کو مسلمانون سے لڑنا ہوگا تلوارین صیقل سے صاف کیجیے اور دیگر
آلات حرب و ضرب کے درست کیجیے وہ اُن بیچارون کو جواب دیتے تھے کہ تم ہمارے محکوم ہو کچھہ
حاکم نہین ہو جو ہمسے ایسی باتین کرتے ہو بس جو ہم کہتے ہین حکم ہمارا بجالاؤ چون و چرا سے باز آؤ ہم اسوقت
براے ہواخوری جائینگے قریب صبح تک لشکر مین آجائینگے وہ غریب اُنکے ماتحت ہونے کی وجہ سے اُسکے
کہنے پر عمل کرتے تھے جب وہ سوار ہوکر لشکر سے جاتے تھے سائیس کہتے تھے صاحب ہم جانتے ہین کہ اب
آپ نہ آئیے گا اور اگر آئیے گا تو اُسوقت آئیے گا کہ جب لڑائی موقوف ہوجائیگی بزدل اُنکو کلمات سخت
کہکر لشکر سے نکلکر اپنے اہل و عیال کیطرف چلے جاتے تھے الغرض وہ رات بہادرون کو شوق جنگ و جدال
مین اور تیاری جنگ مین بسر ہوئی اور بزدل و نامرد تمام شب ہر حیلہ و بہانہ سے جایا کیے جب وہ زمانہ آیا
کہ شاہ انجم سپاہ خوف و خیال آمد شاہ خاور سے مع سپاہ کواکب نہان ہونے لگا اور نور سحر جانب مشرق
سے دمبدم عیان ہونے لگا سفیدۂ سحر خبر آمد شاہ خاور اہل جہان کو دینے لگا اور ماہ شب افروز جیسے شاہ
انجم سپاہ کہتے ہین خوف و خطر شاہ خاور سے پیر فلک سے پناہ لینے لگا مرغان خوش الحان آثار سحر فلک
پر دیکھکر بزبان بے زبانی حمد اپنے معبود کی کرنے لگے نسیم سحر چلنے لگی غنچے گلشن مین چٹک کر گل ہونے لگے آواز
موذن آنے لگی صداے اللہ اکبر سُنکے عباد براے عبادت الٰہی و اداے نماز سحر خواب سے بیدار ہوکر اُٹھنے لگے
بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام بھی براے نماز سحر خواب سے بیدار ہوے خادمون نے براے

وضو پانی حاضر کیا سجادہ بچھایا بادشاہ موصوف و امیر ثانی نے بعد وضو کرنے کے نماز سحر پڑھی بعد نماز درگاہ
خدا مین واسطے بہبودی امور دینی و دنیوی کے دعا کی پھر جا نماز سے اُٹھے لباس و سلاح جنگ سے تنون کو
زیب و زینت دی پہلے امیر ثانی مسلح ہوکر اپنی بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سرداران سپاہ نے کہ منتظر تشریف
آوری امیر ثانی دربارگاہ پر مسلح و مکمل موجود تھے بعد ادب جھک جھک کر سلام کیا امیر ثانی نے
سب سرداروں کا سلام لیکر مرکب پر سوار ہوکر دربارگاہ بادشاہ فلک جاہ پر مع جملہ سرداروں کے
گئے اور صف باندھکر کھڑے ہوے ناگاہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا بادشاہ حارث بن سعد تخت پر سوار کہار
تخت دوش پر رکھے ہوے تا دربارگاہ لائے امیر ثانی و جملہ سرداران سپاہ نے واسطے سلام کے سر
جھکائے نقیبان نے بآواز بلند کہا ای ظل اللہ جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ موصوف نے دیکھا سلام ہر ایک
کا باشارہ لیکر سب کو مسلح دیکھکر خوش ہوے پھر تخت شاہی کے گرد و پیش سرداران لشکر ہوے بعض سرداران
نے واسطے اپنے فخر و امتحان کے چاہا کہ ہم بجاے کہارون کے تخت کو دوش پر رکھکر میدان کارزار کی طرف
بادشاہ موصوف کو لیچلین شاہ موصوف نے منع کیا کہ اب مرکبون پر سوار ہو کر جانب عرصۂ نبرد چلو ایسا نہو
کہ حریف میدان رزم مین مع سپاہ آگیا ہو اور ہم سب کا انتظار کرتا ہو دیر نہ لگاؤ جلد چلو موافق حکم پہلے
امیر ثانی اپنے مرکب پر سوار ہوے بعد از ان جملہ سرداران سپاہ مرکبون پر جلد جلد سوار ہوکر جملہ سپاہ کو ساتھ
قاعدہ کے ہمراہ لیکر بادشاہ لشکر کے ہمراہ رکاب قدم بقدم چلے اُسوقت بادشاہ کی سواری مثل باد بہاری
کے جانب گلشن میدان کارزار کے جاتی تھی سقے زمین پر ابر آب پاشی کرتے جاتے تھے تا کہ گرد و غبار
نہ اُڑے نقیبان یہ صدا دیتے جاتے تھے کہ سواری بادشاہ جمجاہ کی ہے ادب قاعدے سے رہو اور قدم بڑھاؤ
اُسدم وہ شان و شوکت بادشاہ و لشکر اسلام کی وہ لشکر اسلام کا اوج وہ مانند موج دریاے ذخار لشکر کا
برابر جانا وہ نسیم سحر کا چلنا وہ تارون کا دمبدم نہان ہونا وہ تاریکی شب کا گھٹنا وہ سفیدۂ سحر کا دمبدم بڑھنا
وہ شبنم افتادہ سبزہ کا لٹکنا وہ میدان مین جا بجا گل خودرو کی بہار وہ کوہ شفق کی کیفیت لائق دید تھی جب سواری
بادشاہ لشکر اسلام کی میدان کارزار مین پہونچی ہر ایک سردار اور سوار نے مرکب کو روکا بادشاہ اور
امیر ثانی ملک ترسی کے آنے کا انتظار کرنے لگے ہنوز تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اُس طرف سے
ملک ترسی رو سیاہ بجمعیت سپاہ مع لاجورد شاہ و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو عرصۂ
نبرد مین آیا بادشاہ لشکر اسلام و کثرت فوج اہل اسلام کو دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا اہل اسلام نے اسقدر
ترقی کی ہے کہ حد سے زیادہ جہانتک نظر کام کرتی ہے لشکر اسلام ہی نظر آتا ہے ہنوز یہ باتین کر رہا تھا کہ نیال
درستی میدان کارزار کا آیا فی الفور اشارہ کیا بیلدار لشکر سے نکلے ادھر سے بھی بحجر دایماے بادشاہ و امیر
بیلچہ بردار بیلچے کاندھون پر رکھے ہوے لشکر ظفر اثر سے نکلے درستی میدان کارزار کی کرنے لگے جھاڑی
جھنڈی کاٹ کر زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جب بخوبی تمام پست و بلند زمین کو ہموار کر چکے اور خس و
خاشاک کو دور کر چکے میدان جنگ سے علحدہ ہوے اُسوقت سقون نے دونون لشکرون سے نکلکر مانند
ابر باران کے کثرت آب پاشی سے زمین عرصۂ رزم کو سیراب و تر کر دیا جب سقے بخوبی چھڑکاؤ کر چکے میدان
جنگ سے ہٹ گئے اُسوقت سپاہ کفار سے کڑکیت اور فوج اہل اسلام سے نقیباے خوش تقریر نکل کے
بیچ مین دونون لشکرون کے کھڑے ہوے پہلے کڑکیت جوانان لاجورد پرست سے مخاطب ہوکے بآواز

بلند پکارے کہ اے جوانان شمشیر زن و اے دلیران صف شکن آگاہ ہو کہ دنیا گذرگاہ ہے ایک دن یہاں سے گذرنا ضرور
ہے یاد کرو اپنے آبا و اجداد کو جو بہادرانہ تنہا ہزارون دشمنون سے لڑتے تھے کچھ خوف نہ کرتے تھے وہ اِسوقت
کہان ہین اجل سے مجبور ہوکر تہ خاک نہان ہین خاک مین خاک اُنکی ملگئی ہے استخوان بھی اُنکے نہونگے ہر چند کہ وہ
خاک ہوگئے لیکن بوجہ بہادر ہونے کے ابتک ذکر اُنکا زبان پر جاری ہے اور جبتک یہ دنیا باقی ہے نامورون کو
اہل جہان یاد کرینگے جو لوگ بہادر ہونگے وہ اُنکی دلاوری کا ذکر کرینگے اگر غور سے دیکھو تو وہ صف شکن بعد
مرنے کے بھی زندہ ہین نام اُنکے اور ذکر اُنکے اہل جہان کی زبان پر باقی ہین جب وہ لوگ کہ جو مشہور و نامور
تھے باقی نرہے تو ہم اور تم کیا سدا زندہ رہین گے ایکدن آخر کار مرجائین گے حکم خداوند سے سوے
عدم جائینگے لہذا تمکو لازم ہے کہ تم بھی مانند اپنے بزرگون کے نام پیدا کرو دلیرانہ لڑو دیکھو آج بہادران
اہل اِسلام سے مقابلہ ہے یہ وہ لوگ ہین کہ خداوند ہمارے انسے ناراض ہین اور یہ خداوند سے منحرف ہین اِنکا
قتل کرنا باعث خوشنودی خداوند ہے خبردار ہنگام جنگ قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹانا آبرو اپنی بڑھا
کے نہ گھٹانا سر میدان سامنے لاکھون دلیرون کے ذلت اپنی گوارا نہ کرنا ذلیل ہوکر زندہ رہنا اختیار نہ
کرنا بھاگنا میدان مصاف سے قبول نہ کرنا مانند اپنے بزرگون کے لڑنا تیغ و تیر و نیزہ و شمشیر سے ہرگز منھ
نہ موڑنا بڑھ بڑھکر زخم سنان و نیزہ و تیغ تیز سر و سینہ پر کھانا دلاوری اپنی سب کو دکھانا جہانتک ممکن ہو سپر
نہ اُٹھانا وار شمشیر کا بالاے سپر نہ روکنا اپنے سینون کو بجاے سپر تصور کرنا ضرب تیغ اعدا سینون پر روکنا
تم بہادر ہو دلاوری ظاہر کرنا اگر لڑائی مین سیکڑون مسلمانون کو تہ تیغ کرکے زندہ رہے تو ملکب ترسہی
خوش ہوکر عہدے بڑھائیگا انعام کثیر دیگا خداوند ہمارے تمسے خوش ہوکر عمر تمھاری بڑھا دینگے تقدیر
معقول کردینگے دنیا مین عزت و آبرو حاصل ہوگی اگر زخمی ہوجاؤ گے تو بھی بہادرون مین سندیافتہ ہوجاؤگے
جو کوئی زخمہاے کاری تمھارے تنون پر دیکھیگا یہی کہیگا کہ بیشک تم بہادر ہو یہ زخم کاری تمھاری
بہادری کی گواہی دیتے ہین اگر دست اہل اِسلام سے قتل ہوجاؤ گے تو بھی اچھے رہوگے دلاورون مین
محسوب ہوگے دنیا سے سرخرو سوے عدم جاؤ گے نیک صلاون مین شامل ہوگے دنیا مین ذکر تمھاری
بہادری کا ہمیشہ رہیگا خداوند ہمارے تمسے خوش ہونگے کیا عجب کہ تقدیر معقول کرین پھر تمھارے زندہ
کرنے کی فکر کرین اور نوروز بھی قریب ہے یارو اگر عاقل و بہادر ہو تو ہمارے کہنے پر عمل کرنا برعکس ہماری
تقریر کے نہ کرنا ورنہ پچھتاؤ گے ذلت اُٹھاؤ گے ہاتھ سے مسلمانون کے مارے جاؤ گے اپنے مالک و
آقا کی نظر سے گرجاؤ گے بھاگنے سے عجب عجب ذلتین اُٹھاؤ گے اور زندہ بھی نرہو گے اہل اِسلام شیرانہ
بڑھکر تمھین قتل کرڈالینگے بھاگنے مین عوض نفع نقصان جان و آبرو ہوگا نقباے خوش گلو و خوش تقریر
جوانان اہل اِسلام سے مخاطب ہوکے باواز بلند کہتے تھے اے جوانان رشک رستم و اسفندیار و اے دلیران
ہمت و شجاعت شعار ذرا گوش ہوش سے ہماری تقریر سنو اور تھوڑی دیر ہماری طرف متوجہ رہو کہ ہم
تمھارے نفع کونین کے مقدمہ مین کچھ تمسے کہتے ہین ہر چند کہ ہم عالم و فاضل نہین ہین کہ وعظ مثل اُنکے
کرین لیکن ہمارا کام یہی ہے کہ ہم جاہل ہو کر اہل خرد کو خاص ایسے وقت مین ہدایت کرین یارو آگاہ ہو
کہ یہ سراے دہر ایک مقام عبرت ہے ہمنے اپنی زندگی مین عجب عجب انقلاب دیکھے ہین اور تم سب نے بھی
اکثر انقلاب دیکھے ہونگے یہ فلک جفا جو ہر ایک کا درپے آزار رہتا ہے خلکہ بربادی و تباہی مین ہر شب و روز

بسر کرتا ہی اسکے ظلم سے بڑے بڑے سلاطین جہان کو صدمے پہونچے ہین بڑے بڑے بہادرون کو اسی ظالم نے خاک مین ملا دیا ہی دیکھو رستم و زال و سام و نریمان وغیرہ دلاوران مشہور و معروف سے اسنے کیا سلوک کیا رستم سے سہراب کو قتل کروا ڈالا شغاد سے رستم کو ہلاک کرایا جسکو دشمن تا کا زندہ نہ چھوڑا ہر ایک نامی و نامور کو خاک مین ملا دیا شاہان اولوالعزم سے بھی بدسلوکی کی انکو مدام سلطنت نہ کرنے دی بعد مرنے کے انکے نشان قبور بھی مٹائے اب انکی قبرون کا کہین پتا نہین ایسا انھین مٹایا کہ پیوند خاک کرکے نشان قبر بھی انکا باقی نہ رکھا صاف صاف ظاہر ہو گیا کہ فلک جفاکار ہی اور دنیا مقام عبرت ہی جس گل کو شگفتہ ہوتے دیکھا اسے پژمردہ بھی ہوجاتے دیکھا جسکو تخت نشین دیکھا اور سنا اسکو ایک روز گوشۂ قبر مین بالاے خاک مٹاتے دیکھا ہی اور سنا ہی آفتاب کو کبھی عروج ہی گاہ زوال ہی ماہ انور کبھی بدر ہی کبھی ہلال ہی وہ حسینان یوسف جمال عدیم المثال جنکے عشق مین خوبان خوبرو مانند مجنون اور فرہاد کے نالہ کش تھے انکا وہ حسن نہ رہا جوانی مبدل بہ پیری ہو گئی ہر ایک انسے کراہت کرنے لگا پاس بیٹھنے سے بھی نفرت کرنے لگا ایک دن وہ تھا کہ بسبب جوانی و حسن و جمال کے ہر شخص مشتاق تھا کہ ہمارے پہلو مین یہ حسینان خوبرو بیٹھ جائین تو دل مضطر کو قرار آجائے یا وہی حسینان دل آزار و عشاق کش کو جوانون پر مائل دیکھا اور جوانون کو انسے کراہت و بیزاری کرتے پایا بہار جوانی و حسن کے جانے سے اور خزان پیری کی آنے سے رنگ دگر ہو گیا آخر وہ حسینان مذکور ایک روز خاک مین مل گئے کسی نے انکی تربت پر پھولون کی چادر بھی نہ چڑھائی ہیہات اپنی زندگی مین بار پھول اپنے پاس رکھتے تھے پھولون کی خوشبو سونگھتے تھے پھولون مین بسے رہتے تھے ہمدم اپنے لباس مین عطر ملا کرتے تھے انھین حسینون کی قبرون پر چادر گل نہ دیکھی کسی دلسوز نے ان مہ رویون کی قبرون پہ ایک شمع بھی روشن نہ کی ہو دیکھی انکی قبرون پہ مانند دل عشاق کے نہ جلایا جو حسین ٹھوکرون سے اپنے شہیدان جفا کے مرقدون کو پامال کرتے تھے انھین کی قبرون پہ مردان رہگذر کو آتے جاتے دیکھا خود انکی قبرین پامال ہوئی دیکھین مفصل حالات عبرت آمیز کیا بیان کیے جائین خلاصہ یہ ہی کہ بمقتضاے اسکے نظم

آج ہین فاتحہ کو وہ محتاج
گردش چرخ سے ہلاک ہوے
خاک مین مل گیا سب انکا غرور
جاے عبرت سراے فانی ہی
پڑھتے ہین کل من علیہا فان

عطر ہستی کا جو ملتے تھے
استخوان تک بھی انکے خاک ہوے
کوئی لیتا بھی اب نہین یہ نام
مورد مرگ نوجوانی ہے

گل جو ملتے تھے اپنی قبرون پر
نہ کبھی وہ سپاہ مین نکلے تھے
تھے جو خودسر جہان مین مشہور
کونسی گور مین گئے بہرام
صبح کو طائران خوش الحان

پس ای جوانو اس سراے عبرت نشان مین وہ امور نیک کرو کہ بعد مرگ بھی تم اپنے ذکر و اذکار سے زندہ رہو جس طرح کہ رستم و اسفندیار اس دنیاے ناپائدار سے چلے گئے اور اب تک بوجہ انکی شجاعت کے لوگ انکو یاد کرتے ہین اور ذکر انکا بہادرون کی بزم مین ہوتا ہی اسطور سے وہ مرکر بھی گویا زندہ ہین دیکھو کس سامنا کفار نابکار سے ہی تم بھی ایسی بہادری کرنا اور اگر قتل ہو جاؤگے تو مانند دلیران مذکور کے لوگ تمکو بھی یاد کرینگے اور تم بھی گویا زندہ رہوگے ای برادران اس سراے عبرت مین آج ایسا تخم نیکی بو جاؤ کہ جسکا پھل دنیا و آخرت مین نہایت شیرین ملے ہمارے نزدیک تم نیکی سے بڑھکے کوئی چیز نہین ہی اور اپنے پروردگار حقیقی کو اپنا معبود جانو انکے پیغمبرون اور نبیون اور رسولون کا اعتقاد رکھو جھوٹ نہ بولو اپنے مالک و آقا سے وفا کرو دشمنان کو انکے تیغ کرو بعنایت خدا سے تم سب کو فتح درست

عقائد تو یہ ہو اب صرف مالک و آقا سے وفا کرنا وہ اُسوقت معلوم ہوگا میدان جنگ واسطے سپاہی کے گویا ایک
سولی ہی کھوٹا کھرا اِسی جگہ معلوم ہو جاتا ہی نمک حلال و نمک حرام جری و بزدل شریف و غیر شریف کی اسی جگہ
تمیز ہو جاتی ہی خبردار میدان جنگ سے قدم پیچھے نہ ہٹے اگرچہ سر کٹ جائے نقیا جب اِس طور سے اور کہہ چکتا
جب جوانان لشکر جانبین کو اچھی طرح آمادہ جنگ کر چکے میدان رزم سے ہٹ گئے اُسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ ہر ایک بہادر شوق جنگ مین گویا از خود رفتہ تھا ارادہ ہر ایک کا یہ تھا کہ بیخوف و لشکر حریف مین گھوڑا
ڈالدیجیے جہانتک ممکن ہو کفار کو قتل کیجیے بعد ازان بصد شوق سینہ پر زخم نیزہ و تیر و شمشیر کھا کر جان دیدیجیے
مر کر حیات ابدی پائیے اِس عبرت سرا مین نام کر جائیے آخر تو چندروزہ زندگی ہی پھر مر جانا ہی آج ہی مر جائین
سرخرو ہو کر دنیا سے جائین ہنوز بہادران لشکر کا یہ حال تھا ناگاہ حکم شاہان سپاہ سے صفوف میدان جنگ مین آراستہ
ہونے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان قوی بازو سے آراستہ
ہوا اُدھر امیر ثانی بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوے
نفقہ علمدار نے کھولدیا اُس سے بوے مشک و عنبر تمام میدان مین ایسی پھیلی کہ دماغ ہر ایک کا بوے خوش سے
معطر ہو گیا اہل اسلام بوے خوش کے آنے سے مشام مین درود پڑھنے لگے اور علم اژدہا پیکر سے یا
امیر ثانی یا امیر ثانی کی مکرر آواز آنے لگی کفار متحیر ہوے باہم کہنے لگے یہ علم عجب علم ہی کہ ہمنے کبھی نہین
دیکھا تھا نہ ایسے علم کا علم تھا ابھی کفار متحیر تھے کہ ملک ترسی کی طرف بھی صف آرائی ہو گئی اُسوقت پہلے
ملک ترسی اپنی فوج کسے نکلکر اپنے خداوند لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا پھر مرکب
کو روک کے باواز بلند کہنے لگا اے امیر ثانی اپنے لشکر سے کسی قوی بازو کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو
کہ تلوار میری تشنۂ خون حریف ہی اور نیام مین بوجہ تشنگی کے نہایت بیتاب و بیقرار ہی امیر ثانی نے اُسکی
گفتگو سُنکے جانب دست چپ دیکھا فی الفور شیرویہ بن شیرویہ صف لشکر سے نکلکر بادشاہ لشکر اسلام
اور حمزہ ثانی سے اجازت جنگ لیکر سامنے ملک ترسی پلاس پوش حاکم کوہ شفق کے گیا اُسنے سراپا پر
نظر کر کے کہا اے جوان کیا تو اپنی زندگی سے بہت بیزار تھا کہ مجھ سے لڑنے آیا جلد جان دینے کا ارادہ کیا یہ تو
بتا کہ تیرا نام کیا ہی اِس بہادر نے جواب دیا اے ملک ترسی آگاہ ہو کہ نام میرا شیرویہ ہی مین بیٹا
شیرویہ کا ہون قوی پنجہ و قوی بازو ہون تیری جان کے لیے ملک الموت ہون واسطے قبض روح کے سب سے
جلد تر آیا ہون ملک ترسی نے برہم ہو کر تیغۂ آبدار نیام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر مرکب کو اپنے دست
راست پر لیجا کر ضرب تیغ تیز سر شیرویہ پر لگائی اُدھر اُسنے سپر اُٹھائی وار تیغ کا سپر پر روکا بعد روکنے
ضرب مذکور کے خود بھی اِس بہادر نے تلوار اُسکے سر پر خود پر لگائی اُسنے بھی بچالی کی سپر پر تلوار کو روکا
یونہی تا دیر لڑائی ہوئی آخرکار شیرویہ دست ملک ترسی سے ایسا زخمی ہوا کہ حالت پشت فرس پر
بیٹھنے کی باقی نہ رہی سر چار انگل ضرب تیغ سے شگافتہ ہوا مجبوری سے سر ہرے پر رکھدیا خون مین نہا گیا
ملک ترسی نے چاہا تھا کہ بڑھکر سر تیغ سے جدا کر لے ناگاہ امیر ثانی نے مڑکر اشارہ کیا قمہور بن جمہور
نے بعد اجازت جلد تر پہونچکر نعرہ کیا او نابکار خبردار سر شیرویہ نہ کاٹنا مین دشمن جان تیرا آ پہونچا مجھ سے
مقابلہ کر ملک ترسی اِس شاہزادے کے آنے سے سر شیرویہ کا نہ کاٹ سکا قمہور نے شیرویہ کو لشکر
مین بھیجدیا یہان اُسکا علاج ہونے لگا وہان ملک ترسی نے برہم ہو کر کہا او جوان غضب کیا تو نے کہ میرے

حریف زخم خوردہ کو میرے ہاتھ سے بچا دیا مجکو سر اُسکا جدا نہ کرنے دیا خیر اب اسکے عوض سر تیرا کاٹونگا یہ
کہکر وہی تیغ خونچکان جھپٹ کر سر پر لگایا اِدھر قمہور نے ضرب تیغ بالاے سپر روکی پھر بقہر و غضب
شمشیر آبدار اُسکے سر پر لگائی اُسنے بھی تیغ بالاے سپر روکی اسی طرح تھوڑی دیر جنگ ہوئی آخرکار قمہور
نے نہایت برہم ہوکر کہا او نابکار ابکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا ابکی وہ ضرب لگاؤنگا کہ تجکو مع تیرے مرکب
کے چار ٹکڑے کر ڈالونگا اُسنے ہنسکر جواب دیا اچھا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے قمہور نے نہایت قوت سے
سر پر اُسکے تلوار لگائی اُدھر اُسنے سپر اُٹھائی چار ٹکڑے راکب و مرکب کا ہونا تو کجا سپر پر ذرا خط بھی نہ
پڑا قمہور حیران ہوا جملہ اہل اسلام بھی متفکر ہوئے اور دل مین کہنے لگے کہ قمہور ایسے بہادر نے اسطرح
تلوار لگائی اور حریف کو کچھ بھی ضرر نہوا اہل اسلام متردد تھے کہ اُدھر ملک ترسی نے نعرہ کرکے کہا او
قمہور اب میری ضرب شمشیر کو روک یہ کہکر تلوار لگائی اِدھر قمہور نے سپر اُٹھائی تلوار اُسکی سپر کے دو ٹکڑے
کرکے خود پر آئی اُسکو بھی کاٹ کے کاسۂ سر مین دراٸی پیشانی تک اُتر آئی اِدھر اِس دلیر نے دستانہ مارا
تیغ تو سر سے نکل گئی لیکن خون مین سراسر تر ہو گیا ضعف سے غش آنے لگا حواس بجا نہ رہے دست و بازو
مین قوت نہ رہی اسی حالت مین ملک ترسی نے بڑھکر ہاتھ اپنا حلقۂ زنجیر کمر مین ڈالکر پشت فرس سے
اُٹھا کر ملک اردوان کو ہی اپنے عیار کے حوالے کیا وہ حباب بیہوشی مار کر طوق و سلاسل مین گرفتار
کرکے لیگیا اہل اسلام کو صدمہ ہوا ملک ترسی نے بعد گرفتار کرنے قمہور کے باواز بلند کہا اے امیر ثانی
اب اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ کرو امیر ثانی نے مڑکر دیکھا فوراً مقبول بن
عادی نے دلیرانہ مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور بادشاہ و امیر سے اجازت لی پھر سامنے حریف مذکور
کے جاکر کہا او نابکار تلوار لگا فنون سپہ گری دکھا اُسنے بعد تھوڑی دیر کے اِسکو بھی زخمی کیا اور چاہا کہ مانند
قمہور کے اِسکو بھی گرفتار کرے ناگاہ باشارۂ امیر ثانی ابراہیم بن مالک اشتر نے مرکب جولان کرکے
مقبول بن عادی کو شر حریف سے بچا کر لشکر مین بھیجدیا ملک ترسی نے برہم ہوکر تلوار لگائی اِس
جری نے تلوار اُسکی اوپر سپر کے روک کے خود بھی اُسپر شمشیر آبدار لگائی اُسنے بھی تلوار ابراہیم کی سپر پر
روکی یونہین تا دیر لڑائی ہوئی جوانان ہر دو لشکر لڑائی دیکھا کیے انجام کار ملک ترسی نے تیغ خونچکان
کو چمکا کر کہا اے جوان ابکی مرتبہ وہ ضرب لگاؤنگا کہ تیرا جانبر ہونا دشوار ہوگا ابراہیم نے جواب دیا خدا حافظ
حقیقی ہو وہی مجکو تیرے شر سے بچائیگا تو بلا تامل وار کر اُسنے نام خدا کو بھلا کے نہایت برہم ہوکے اِس طرح تیغ آبدار
وگرانبار لگایا کہ سپر کے دو ٹکڑے کرکے خود کو کاٹ کے سر پر پہونچا وہانسے تا جبین اُترا آگے بڑھنے کا ارادہ
کیا تھا کہ ابراہیم نے دلیرانہ بچاؤ اس نحو کر دستانہ مارا تیغ جھٹکا کر سر سے تو نکل گیا مگر چادر خون کی سر سے
ہویدا ہوئی سر شق ہو گیا ابراہیم نے سر کو باندھکر حالت زخمداری مین بہادری کی کہ اُسپر شمشیر آبدار
لگائی اُسنے مسکرا کر تلوار کو بالاے سپر روک لیا اِدھر ابراہیم کو فرط ضعف سے غش آنے لگا اُدھر
ملک ترسی نے ملک اردوان وغیرہ سے باشارہ کہا اِس جوان کو مانند قمہور کے گرفتار کر لو مین اِسکو
زین فرس سے اُٹھائے لیتا ہون یہ اشارہ کرکے آگے بڑھا اُدھر سے گرگ تیز دندان تھوڑے
سوارون کے ہمراہ مع ملک اردوان کو ہی عیار کے آگے بڑھے یہ حال دیکھا اُدھر سے بھی باشارۂ امیر ثانی
چند سرداران سپاہ آگے بڑھے اور نعرہ کیا او نابکار دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم ہنوز ملک ترسی

نے ابراہیم کو زین فرس سے نہ اُٹھا پاتھا کہ اُدھر سے سرداران مذکور اور اُدھر سے
ملک اردوان گرہی اور گمرک تیز دندان وغیرہ پہونچے اور چاہا کہ ابراہیم کو گھوڑے سے کھینچ کر گرفتار
کرلین سرداران لشکر اسلام سد راہ و مانع ہوئے گمرک تیز دندان غصے سے ہونٹھ چبا کر اُنپر حملہ ور ہوا تلوار
سر پر ایک سردار کے لگائی اُسنے روک کر اُسکو شمشیر سے زخمی کیا سواروں نے گمرک کو زخمی دیکھکر یکبارگی
حملہ کیا اور اُن سرداروں کو گھیر لیا چاہا قتل کیجیے اُدھر سے بحکم امیر ثانی کچھ سوار اور ایک سردار اُنکی مدد کو
روانہ ہوئے ملک ترسی نے یہ حال دیکھکر اپنی کل فوج کو حکم دیا کہ ابراہیم اور اُن چند سرداروں کو قتل
کرو سر اُنکے کاٹ کر بادولت کے روبرو لے آؤ فوج ضلالت اثر مانند طوفان عظیم کے جانب ابراہیم
بن مالک آئے دیکھکر امیر ثانی نے بھی اپنے تمام لشکر کو آگے بڑھنے کو فرمایا حسب الحکم لشکر ظفر اثر بڑھا
جب دونون لشکر بانند دو دریا اُن کے ساتھ جوش و خروش کے باہم مل گئے جنگ مغلوبہ ہوتے
لگی ابراہیم بن مالک کو عین گرمی جنگ مین عیار جنگاہ سے قیام گاہ سپاہ پر لیگیا اور گھوڑے
سے اُتار کر خیمے مین لیجا کر فرش پر لٹایا پھر جراحون کو بلا کر کہا انکا علاج بخوبی کرو وہ سرگرم علاج ہوئے
یہان تو ابراہیم دشیر دمی اور مقبول بن عادی کا علاج ہو رہا ہے مگر اب حال میدان جنگ لکھا جاتا
ہے کہ جب تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کشت و خون بکثرت ہونے لگا جوے
خون عرصۂ جنگ مین رواں ہوئی دلیران جنگجو نعرے شیرانہ کرنے لگے کمانین کڑکنے لگین تیرون کا مینھ
برسنے لگا برق شمشیر ہر طرف میدان جنگ مین چمکنے لگی ڈھالین مانند سیاہ گھٹا کے بلند ہوئین زمین پر زخمہاے
اجسام دلیران سے بارش خون ہونے لگی کثرت صداے ہزن و بگیر دلیران سے شور و غل ہوا گھوڑون
کے دوڑنے سے زمین میدان رزم کی ہلنے لگی گرد و غبار بلند ہوا ہر چند سیکڑون سوار جانبین کے قتل ہوئے
لیکن کوئی لشکر کسی سپاہ سے پسپا نہوا ملک ترسی نے حرارت آفتاب سے پریشان ہوکر دو پہر تک خود
لڑکے طبل آسائش بجوادیا جب صداے طبل بلند ہوئی اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا جماعہ کفار ہمراہ
ملک ترسی پلاس پوش لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئے اِدھر تمام اہل اسلام جنگاہ سے ہمراہ رکاب بادشاہ اسلام
و امیر ثانی عالی مقام فرودگاہ سپاہ پر آئے ہر ایک اعلے ادنے مرکبون سے اُتر اُتر کر سلاح جنگ تن سے
دور کرکے بارگاہ و خیام مین استراحت پذیر ہوا اِس جنگ مغلوبہ مین دس ہزار سوار دونون طرف کے
قتل ہوئے اور بہت سے زخمی ہوئے اُدھر حکم ملک ترسی سے لاشے کفار کے اُٹھنے لگے اِدھر فرمان
امیر ثانی سے خدام لاشے اہل اسلام کے میدان کارزار سے اُٹھا اُٹھا کے موافق حکم شریعت غسل و کفن
دیکے دفن کرنے لگے تا شام لاشے دفن ہوئے جب شاہ انجم سپاہ تخت لاجورد فلک پر جلوہ گر ہوا اور
آفتاب عالمتاب یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر خوف دلیران جنگجو سے لرزان و ترسان جانب مغرب جاکر نہان
ہوا ملک ترسی نے دربار مین تخت پر بیٹھکر بادۂ تند پیکر عالم نشہ مین کہا اے ملازمان بادولت ہمارے لشکر
فیروزی اثر مین طبل جنگ بجواؤ آج تو تین سرداران لشکر امیر ثانی کو ایسا زخمی کیا ہے کہ وہ جانبر نہونگے
اور ایک سردار کو زخمی کرکے اسیر کیا ہے کل قیامت برپا کرونگا چیدہ و منتخب سرداران لشکر امیر ثانی
کو قتل و اسیر کرونگا صبح سے تا شام لڑونگا یہ حکم دیکے خاموش ہوا ملازمون نے فی الفور طبل جنگ بجوایا
جب لشکر مین صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبررسانی معین و مقرر تھے

وہ صداے طبل جنگی لشکر کفار مین بلند پاکے فوراً خدمت امیر ثانی مین حاضر ہوے اور زمین ادب کو بوسہ دے کے عرض کیا اسوقت ملک ترسی بلاس پوش نے اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ اُس بداندیش کا یہ ہی کہ صبح کو میدان کارزار مین آکے آتش جنگ کو شعلہ ور کرے سواے اِس شر کے خیریت ہی امیر ثانی نے یہ باتیں سنکر فرمایا لشکر اسلام حکم دیا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بامید اعانت خداوند عالم نقارۂ جنگی بجایا جائے جو بہبودی و خرابی کاتب قدرت نے لوح پیشانی پر تحریر کی ہی وہی پیش آنی ہی ہرکارون نے بارگاہ کے باہر جاکر نقارہ نوازون کو حکم امیر ثانی سے آگاہ کیا اُنھون نے حسب قاعدۂ عمرو ثانی کو چند اشرفیان نذر دے کے چوب اُٹھاکے نقارۂ کوس پر لگائی صداے نقارۂ جنگی اِسقدر بلند ہوئی کہ تا گنبد آسمان گئی کفار و اہل اسلام طبل و نقارۂ جنگی کے بجنے سے آگاہ ہوے کہ پھر صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہوگی دلیران کفار یہ خیال کرکے اپنے اپنے آلات ضرب کی درستی کرنے لگے اور جو لوگ لشکر ملک ترسی مین بزدل و نامرد تھے اور وقت جنگ لشکر سے چلے جاتے تھے اور بعد جنگ پھر چلے آتے تھے اُنکا یہ حال ہوا کہ طبل جنگ بجتے ہی خوف جان سے ازحد پریشان خاطر ہوے دست و پا مانند صاحب مرض رعشہ کے کانپے چہرے بہ رنگ زعفران خوف سے زرد ہوگئے کوئی بزدل کسی نامرد سے کہنے لگا ہرا درکل وقت سحر پھر دشمنون سے مقابلہ ہوگا میدان مین لڑائی گشت و خون بہت ہوگا لاش پر لاش لشکریون کی گرینگی زمین عرصۂ جنگ خون کشتگان سے گلرنگ ہوگی بلکہ جوے خون میدان مصاف مین بہیگی اکثر مقتولون کے سر تن مین جدا ہوگی تن بے سر خاک پر پڑے رہینگے ہنگام جنگ مغلوبہ پامال سم اسپان ہونگے بہت سے کا لشہ سر دلیرون کے گھوڑون کے سمون اور پیدلون کی ٹھوکرون مین آئینگے عجب انقلاب ہوگا کہ پاؤن سے سر شکستہ و پامال ہونگے اُن مقتولون کے سرون پر کوئی رحم نہ کریگا کوئی کشتون کو غسل و کفن دیکر دفن بھی نہ کریگا جانوران صحرا گوشت اُن بیچارون کا خوب کھائینگے ہڈیان چبائینگے افسوس ہزار افسوس اُن جوانان مقتول پر کوئی نہ رویگا کسیکو اُنکے جوان قتل ہونے کا ذرا بھی صدمہ نہوگا جوانی اُنکی خاک مین ملجائیگی جان جائیگی کسی کو کچھ خیال بھی نہوگا لہذا ہم تو ہرگز ہرگز میدان جنگ مین نہ جائینگے حریفون سے مقابلہ نہ کرینگے نوکری ہمنے اسواسطے نہین کی ہی کہ واسطے چار روپیہ کے جان عزیز اپنی دیدین اور گلشن دنیا کو چھوڑکر سوے عدم جائین وہ دانستہ خاک و خون مین ملجائین اہل و عیال سے چھوٹ جائین وہ ہمارے ماتم مین روئین صف ماتم بچھائین ہمنے تو محض اِس خیال سے نوکری کی تھی اور ڈھال تلوار باندھی تھی کہ ہر مہینے تنخواہ پاکر اہل و عیال مین اپنے جاکر بعیش و راحت زندگی بسر کرینگے یہان کل خوف جان جانے کا ہے ایسی نوکری کو سلام ہے ہم اِسی وقت سے اپنے اہل و عیال مین جاتے ہین باز آئے ایسی نوکری سے کہ جس نوکری سے جان جائے جسم ناکسا پر زخم تیر و خنجر و شمشیر کھاتا ہون آہ آہ خیال ذکر زخمہاے کاری و مرگ سے دل بیتاب ہوگیا دیکھو دست و پا مانند صاحب تپ لرزہ کے کانپتے ہین بے اختیار رہم گرے پڑتے ہین ذرا ہمکو سنبھالو فرش پہ لٹادو پسینہ آگیا ہی پنکھے سے ہوا دو تاکہ غش نہ آجائے سوا اِسکے اور کچھ ایسی باتین کرو کہ خیال جنگ و مرگ دل سے نکل جائے موت کو بھول جائین حالات جنگ و جدال کو فراموش کرین ہم وہ ہین کہ ہمارے والدین نے ہمکو نہایت ناز و نعمت سے پرورش کیا ہی یہ زندگی ہمنے ناچ دیکھنے اور عیاشی کرنے اور نشہ مین اور سیر و تماشہ مین بسر کی ہے

کبھی فنون جنگ کسی سے نہین سیکھے کبھی کسی پر تلوار نہین لگائی خونریزی پر طبیعت مائل نہوئی کیونکہ قتل کرنا کسی کا اچھا نہ سمجھے
بلکہ گناہ کبیرہ سمجھے اگر کسی نے ہزار اجوتیان بھی گن کے لگائین تو سر جھکائے کھڑے رہے اور یہی اپنے دشمن سے کہا کیے
کہ اور جوتیان لگائے ہم تجھسے نہ بولینگے ہرگز نہ لڑینگے کیونکہ خونریزی کام جلادون کا ہے ہم جلاد اور پاجی نہین ہین قوم شریف سے
ہین لڑنا بحجت وتکرار کرنا مارنا پیٹنا بُرا جانتے ہین مار کھانیکو اپنا فخر سمجھتے ہین اے برادران ہمنے کبھی فصد تک فصاد سے بسبب خوف
کے نہین کھلوائی اگر کسی نے فصد لی ہے تو ہمنے منھ پھیر لیا ہے اور خون نکلتے نہین دیکھا ہے کیونکہ خون ہمارا بہت ہلکا ہے اگر کسی جانور
کو اتفاق سے ذبح ہوتے دیکھ لیا ہے تو ہمین غش آگیا ہے تب یہ رنگ نزاکت ہمارا ہے تو ہم میدان جنگ مین کیا جائین لاشونکو
تڑپتا ہوا کیونکر دیکھین حریفون سے کیا خاک لڑین وہ نامرد اُسکی تقریر سُنکے کہتا تھا تم بیشک سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی حال ہے
جو تمنے بیان کیا ہم بھی تمہارے ساتھ اس لشکر سے نکل کے اپنے اہل وعیال میں جا ملین گے اسیطرح سب بزدل ونامرد ایسی ہی
باتین کرکے تاریکی شب مین لشکر سے نکلکر جانے لگے ادھر اہل اسلام کے سب دلیر وجوانمرد تھے سامان جنگ کرتے جاتے تھے
تلوارون کو صیقل سے آبدار کرتے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ یہ شب نہین معلوم شب آخر حیات ہے یا ابھی
ہماری زندگی باقی ہے غنیمت جانو اس رات کو نہین معلوم صبح کو کیا ہو کفار سے لڑائی ہوگی جنگ عظیم ہوگی
زندہ رہین یا نہ رہین جو کچھ باتین کرنا ہون کر لو ہمسے بغلگیر ہو ہماری خطا وتقصیر کو عفو کرو یہ کہکر باہم گلے مل کے
ہر ایک اپنی خطا دوسرے سے عفو کراتا تھا اور کہتا تھا واقعی صبح کو حریفون سے لڑنا ہے جنگ دوسر دارد
مشہور ہے نہین معلوم کیا ہوگا مگر یہ ہم کہتے ہین کہ ہم بھاگنے سے جنگگاہ مین قتل ہوجانے کو اچھا جانتے ہین عزت
وآبرو مرد سپاہی کی اسی مین ہے کہ جنگگاہ سے قدم پیچھے نہ ہٹائے حریف کو پشت نہ دکھائے زخم سنان وخنجر و
شمشیر تیز کھائے کبھی نہ گھبرائے خیال بھاگنے کا بھی دل مین نہ لائے لہذا ہمتو دلیرانہ لڑینگے تم بھی مانند ہمارے
لڑنا اعدا کو تہ تیغ کرنا ہنگام جنگ قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹانا الحاصل انھین باتون مین اور تیاری جنگ
مین شب بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ سفیدۂ سحر جانب مشرق سے فلک پر نمایان ہوا اندھیرا شب کا غلبۂ نور
سحر سے پوشیدہ ونہان ہونے لگا ستارے دریاے فلک مین ڈوبنے لگے رخ ماہ پر سفیدی ظاہر ہونے لگی
طائران خوش الحان آشیانون سے نکل کر حمد وثناے الٰہی کرنے لگے موذن اذان سے بہرہ مند ہونے لگے
جملہ اہل اسلام نے بعد وضو بخضوع وخشوع نماز سحر پڑھ کے درگاہ الٰہی مین اپنے اپنے مطالب دینی ودنیوی
کے واسطے دعا کی پھر مسلح ومکمل ہوکے دربارگاہ امیر ثانی پر آئے ناگاہ امیر ثانی مثل آفتاب کے
مشرق بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سردارون اور سوارون نے موافق قاعدہ سلام کیا امیر ثانی
نے سب کو جواب سلام کا دیکر اور اُنکو ہمراہ لیکر دربارگاہ فلک جاہ بادشاہ لشکر اسلام پہ گئے اور انتظار
تشریف آوری بادشاہ موصوف کا کرنے لگے یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار کہاران
خوبرو رنگین لباس ودوش پر تخت اُٹھائے ہوئے تا در بارگاہ لائین وہانسے کہارون نے اُنسے تخت
مذکور لیکر اپنے دوش پر مثل بار اعمال نیکی کے رکھا نقیبون نے بعد اداے ثنا ودعا آواز بلند کہا شہنشاہ
نگاہ روبرو حارث بن سعد نے ملاحظہ فرمایا امیر ثانی اور جملہ سردارون وغیرہ نے موافق قاعدہ
جھک جھک کے سلام کیا شاہ موصوف نے سلام ہر ایک کا حسب قدر مراتب لیکر اشارہ جانب رزمگاہ
کے چلنے کا کیا سواری بڑھی جملہ سرداریمین ویسار سواری چلے شاہ موصوف نے فرمایا اے امیر ثانی
مرکب پر سوار ہو جیسے پیادہ نہ چلیے حسب الارشاد بادشاہ امیر ثانی مرکب پر سوار ہوے پھر جملہ سردار

مرکبون پر سوار ہوکر ہمراہ اپنے اپنے لشکر کے دلیران چلے فوج ظفر موج سوے جنگگاہ ہمراہ رکاب بادشاہ چلی بعد قطع راہ سواری بادشاہ رزمگاہ مین پہونچی ہرایک سردار اور سوار نے اپنے مرکب کو روکا بادشاہ اور امیر ثانی انتظار ملک ترسی پلاس پوش کا کرنے لگے ابھی تھوڑا زمانہ انتظار کا نہ گذرا تھا کہ اُدھر سے ملک ترسی پلاس پوش نہایت کبر و نخوت سے مع لشکر کثیر میدان مصاف مین آیا پہلے موافق دستور درستی میدان جنگ ہوئی پھر دونون جانب حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی بعدہ کڑکیت اور نقیبا دونون لشکر دن سے نکل کر درمیان دونون فوجون کے کھڑے ہوے پہلے کڑکیتون نے جوانان لاجوردپرست سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہا کہ اے جوانان رشک رستم و اسفندیار و اے دلاوران نامی و نامدار آگاہ ہو کہ یہ دنیاے دون مقام گذر جانے کا ہے یاد کرو تم اپنے رفقا اور ساتھیون کو جو کل تمہارے ساتھ تھے اور یہان تمہارے ساتھ اہل اسلام سے لڑے تھے آج وہ کہان ہین نام اُنکے یاد ہین صورتین اُنکی نظر سے نہان ہین کیا وہ لوگ بہادر نتھے کہ اس میدان مین دشمنون سے لڑکر سرخرو ہوکر دنیا سے چلے گئے آج تم مانند اُنھین بہادرون کے اہل اسلام سے لڑنا دیکھو ارادہ گریز نہ کرنا عزت و آبرو اپنی خاک مین نہ ملا دینا بعد اُسکے نقیبا جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہوکے بے اعتباری حیات اور مذمت دنیاے فانی مین یہ اشعار عبرت آمیز باواز بلند زبان پر لاکے اُنکو آمادۂ جنگ و جدال کرنے لگے اشعار

بس اعتماد برین پنج روز فانی نیست
گلست خرم و خندان و تازہ و خوشبوی
طرح مکن کہ درو بوی مہربانی نیست
چہ حاجتست عیان را باستماع و بیان
کہ باز در عقبش آفت خزانی نیست
دل ای رفیق برین کاروانسرای مبند

درخت قد صنوبر خرام انسان را
ولی امید ثباتش چنانکہ دانی نیست
مباش غرہ و غافل چو پیش سر درپیش
کہ ہیچ فانی و در خلک نہانی نیست
اگر ممالک روی زمین بدست آری
کہ خانہ ساختن آئین کاروانی نیست

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست
مدام رونق نوبادہ جوانی نیست
دوام پرورش اندر کنار مادر دہر
کہ در طبیعت این گرگ گلہ بانی نیست
کدام باد بہاری وزید در آفاق
بہای دولت یکروزہ زندگانی نیست

لہذا اے جوانان تہور شعار و اے دلیران نامدار اپنی عزت و آبرو کا خیال کرو آخر ایک روز مرنا ہے آج ہی دشمنون سے جنگ رستمانہ کر کے مرجاؤ دنیا مین نام کر جاؤ دیکھو اپنے اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو نہ کھونا قدم بڑھا کر پیچھے پاؤن نہ ہٹانا سپاہی بہادر و عاقل وہی ہے کہ اپنے حریفون سے لڑ بھڑ کر زخمہاے کاری کھا کر حق نمک اپنے مالک کا ادا کر کے دنیا سے جائے جب کڑکیت اور نقبا جوانان ہر دو لشکر کو آمادۂ جنگ کر کے میدان جنگ سے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ دلاوران ہر دو سپاہ شوق عروس جنگ مین بیتاب و بیقرار تھے بار بار چاہتے تھے کہ مرکبون کو جولان کر کے لشکر حریف پر گر کے دشمنون کو تہ تیغ کرین جلد لڑ بھڑ کر مرجائین دنیا مین کچھ نام کر جائین ہنوز دلاوران ہر دو سپاہ لڑنے اور مرنے پہ آمادہ تھے ناگاہ ملک ترسی پلاس پوش اپنے خداوند سے اجازت جنگ لیکر میدان کارزار مین آیا اور باواز بلند کہنے لگا اے امیر ثانی کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو امیر ثانی نے اُسکی تقریر سنکر مڑکے دیکھا ایک القوی صف لشکر سے ایک دلیر مسمی خونریز آہن کلاہ نکلا اور بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی سے اذن جنگ لیکر سامنے ملک ترسی پلاس پوش کے گیا اُسنے پوچھا اے اجل رسیدہ کیا نام ہے اُسنے اپنا نام بتایا اُسنے کہا کیا تو بیخوف و خطر میرے مقابلہ کو چلا آیا کچھ مجھ سے خوف نہ کیا اس بہادر نے جواب دیا تو کیا ہے جو مین تجھ سے ڈرتا تجھ ایسون کو مین نے بارہا قتل کیا ہے آج تجکو بھی قتل

کرونگا خالی ہاتھ میدان جنگ سے نہ جاؤنگا اگر خدانے چاہا تو تیرا سر کاٹ کر میدان جنگ سے لیجاؤنگا ملک ترسی اُسکی گفتگو سُنکے نہایت برہم ہوا پھر بے تامل تیغۂ آبدار نیام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکے سر پہ اُسکے بہادر کے لگایا اُسنے سپر اُٹھائی تیغہ سپر کو کاٹ کر خود آہنی پر آیا اُسکے بھی دو ٹکڑے کرکے کاسۂ سر مین در آیا وہانسے آگے بڑھکر تا پیشانی آیا تھا کہ خونریز نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن سر دو پارہ ہوگیا خون سر سے مانند آب جاری کے بہنے لگا ہمہ تن خون مین تر ہوگیا سر گردن پر فرس کے رکھدیا جبتک اس طرف سے کوئی سردار جائے اُسنے بڑھکر حلقۂ زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا دے کے پشت فرس سے اُٹھالیا خونریز بوجہ زخم کاری کے بیہوش ہوگیا تھا ملک ترسی نے اپنے عیار کے حوالے کیا اُسنے لیجاکر طوق و زنجیر مین گرفتار کیا اور جس جگہ قمھور بن جمھور تھا اُسی جگہ اُسکو بھی قید کیا بعد گرفتار ہونے خونریز آہن کلاہ کے ملک ترسی نے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک اور سردار نامے اُسکے مقابلے کو گیا ملک ترسی نے اُسکو بھی زخمی کیا اور مرکب سے اُٹھاکر ملک اردوان کوہی کے سپرد کیا اسی طرح تا شام بیس سردارون کو زخمی اور اسیر کیا دوسرے روز پھر میدان مین آکر چند سردارون کو زخمی اور اسیر کرکے طبل بازگشت بجوا کے میدان سے چلا گیا راوی بیان کرتا ہو کہ سات روز کے زمانہ مین قریب ساٹھ سرداران نامی کے ملک ترسی نے زخمی اور اسیر کیے بعد سات روز لڑنے کے آٹھوین روز ملک ترسی نے طبل جنگ نہ بجوایا اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ آج شب کو ایسی بزم طرب آراستہ کرو کہ جو بزم جمشید سے بھی اکثر تکلفات و خوبیون مین بہتر ہو کیونکہ ہم بادہ خواری سے لطف اُٹھائینگے اور رقص و نغمہ نازنینان سے حظ حاصل کرینگے ملازمون نے حسب الحکم اُسیطور سے بزم طرب آراستہ کی اُس بزم عیش و عشرت کی مفصل تعریف تو ممکن نہین لیکن مختصر یہ ہے کہ بمقتضائے

نظم

وہ زمرد کے خوبصورت جام
عطر دانون مین عطر مشک تتار
روشنی سے تھی بزم چرخ خجل
میوہ میوہ تھا باغ جنت کا
تھے وہ گلدستون کے حباب کہین
ماہ کو بھی ہوا تھا بس سکتا

کونڈے الماس کی وہ نور انگیز
جنکو مینائے چرخ تاکے مدام
اوٹ بچھونا تھی جو کچھ ہوائے
نور سے بھر گئی تھی وہ محفل
تھالیان لعلون کی وہ نادر کار
وہ ظروف پر آب و تاب کہین
چاندنی شرمسار ہوتی تھی

آب یاقوت رنگ سے لبریز
کشتیون مین گلوریون کی بہار
حسن سے وہ ہوا کے رخنہ لگائے
ڈالیان میوون کی تھین وہ ہر جا
کہین سیخین کباب کی تیار
یہ قرینہ جو اُس جگہ یہ ہوا
صدقے فصل بہار ہوتی تھی

جب اِس طرح بزم عشرت آراستہ ہوئی ملک ترسی پلاس پوش ہنگام شب بزم مذکور مین آکر بالائے تخت بیٹھا لاجوردشاہ بھی آکر دوسرے تخت پر بیٹھا صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بھی بصد عزت بزم طرب مین متمکن ہوا سوائے اِن تینون کے جملہ اہل دربار علی قدر مراتب آکے دربار مین بیٹھے لاجوردشاہ نے چہار طرف بزم طرب کو خوب آراستہ دیکھکر تعریف کی ملک ترسی نے عرض کیا ای خداوند چونکہ مجکو سرداران لشکر اسلام کی اسیری و گرفتاری سے بدرجہ کمال خوشی کرنا منظور تھا اسوجہ سے یہ بزم طرب اِس عنوان سے آراستہ کرائی گئی ہے اب جس روز حمزہ ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ کو زخمی و اسیر کرلونگا اِس سے بہتر جشن کرونگا یہ کہکر ساقیون کو طلب کیا حسب الحکم ساقیان خوبرو حاضر ہوے شیشہ و صراحی مے اُٹھاکر جام یاقوت و بلورین مین ہر ایک اعلے ادنی کو شراب پلانے لگے ملک ترسی نے

شراب پی کر ساقیون سے کہا یہ شراب اچھی تو ہی مگر بہت تیز نہین ہی ہمین شراب تیز پلاؤ ساقیون نے عرض کیا کہ شراب دو آتشہ میخانہ مین ہی اور میخانہ بیرون بزم عشرت ہی فدوی جاکر ابھی لاتے ہین یہ عرض کرکے دو تین ساقی تو بزم طرب مین موجود رہے اور ایک ساقی کو مانند شراب تند کے تیز تر جانب میخانہ مذکور حکم حاکم کھینچتا لیگیا حال اِس ساقی کا تو آیندہ لکھا جائیگا مگر اب حال بارگاہ امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ جس روز ملک ترسی نے بزم عشرت آراستہ کی تھی اِس طرف بادشاہ لشکر اسلام دربار مین بعد فراغ نماز مغرب تشریف لاکر بالاے تخت حکومت جلوہ فرما ہوے تھے امیر ثانی وجملہ سرداران لشکر موجود تھے بعد ادب اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے تھے عیاران لشکر اسلام بھی پسلے قدر مراتب استادہ تھے عمرو ثانی کرسی ہمدم پر بیٹھے تھے یکایک بادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر ثانی مخاطب ہوکے فرمایا ہرکارون سے معلوم ہوا ہی کہ آج ملک ترسی نابکار نے بزم عشرت آراستہ کی ہی خوشی اِسکی ہی کہ قریب ساٹھ سردارون کے زخمی اور اسیر کیے ہین اور اکثر سرداران لشکر اسلام چیدہ ومنتخب اسیر وزخمی ہوے ہین نہین معلوم کس وجہ سے ایسے نامی سردار اُس نابکار کے ہاتھ سے زخمی واسیر ہوے یہ وہ سردار ہین کہ ملک ترسی کی تو کیا حقیقت ہی بظاہر اک حقیر وکم قوت ہی اگر عفریت بھی اِنسے مقابل ہوتا تو اُسکو بھی یہ سردار شمشیر آبدار سے دو ٹکڑے کرتے یہ سرداران نامدار ایسے نہ تھے کہ ملک ترسی ایسے حقیر شخص سے یون زخمی واسیر ہوتے ہمنے خود سے ہر ایک سردار کو اُس سے لڑتے ہوے دیکھا جب ہمارے لشکر کے سردار نے بقوت تمام تر تلوار اُسکے سر پر لگائی ذرا بھی تلوار نے نہ کاٹا اِس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شی ایسی ملک ترسی کے پاس ہی کہ وہ ایسے ایسے نامی سردارون پر غالب ہوا اور کسی سے مغلوب نہوا بس ہم چاہتے ہین کہ ہمارے لشکر سے کوئی عیار جائے اور کسی تدبیر سے دریافت کر آئے کہ ملک ترسی کے پاس کیا چیز ہی کہ اُسکے سبب سے وہ اتنی لڑائیون مین غالب رہا ہر لڑائی مین چند سرداران نامی زخمی کر گیا ہی یا اُنھین اسیر کرکے لیگیا ہی یہ فرماکر خاموش ہوے امیر ثانی نے عیارون کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا تمنے سُنا جو ظل اللہ جہان پناہ نے فرمایا پس تم مین کون ایسا عیار فن عیاری مین کامل واکمل ہی کہ بفن عیاری اُس شی سے آگاہ کرے یا اُسے ملک ترسی سے لے آئے جسکی وجہ سے وہ ہمارے سردارون پر بوقت جنگ غالب ہوا ہی ہنوز امیر ثانی یہ فرماکر خاموش ہوئے تھے کہ اپنی جگہ سے چالاک ثانی اور رضوان بن عمرو وغیرہ چند عیار دست بستہ آگے بڑھکر عرض کرنے لگے ای امیر باتوقیر ہم جاتے ہین اور اِس عقدۂ لاحل کو حل کرکے ابھی آتے ہین امیر ثانی نے فرمایا تم مین سے جو کوئی عیار اُس شی کے حال سے ہمین آگاہ کریگا یا اُس شی کو ملک ترسی سے کسی عنوان سے لے آئیگا ہم اُسے انعام کثیر دینگے مالامال کردینگے عمرو ثانی نے جو ذکر انعام ومال کثیر کا سُنا مُنہ مین لالچ سے پانی بھر آیا بیتاب ہوکر کرسی مذکور سے اُٹھکر بادب تمام عرض کرنے لگا ای امیر ثانی اِن عیاران نالائق سے ہرگز اِس کام کا انصرام نہوگا یہ نادان چھوکرے ہین اِنکو اِس عیاری مین مطلق تمیز نہین ہی وہان یہ جاکر کیا کار نمایان کرینگے سواے میرے کوئی عیار اِس کار دشوار کا انصرام کر نہین سکتا لہذا مجھکو ایک شب کی مہلت دیجائے اور زر انعام جو تجویز کیا ہو یا تو ابھی سرکار سے مرحمت ہو یا جمع کر دیا جائے امیر ثانی نے جواب دیا قبل انصرام کار زر انعام نہ دیا جائیگا ہان زر انعام جمع کر دیا جائیگا عمرو ثانی یہ سُنکے خوش ہوا چالاک ثانی وغیرہ عیار طرار گفتگوے عمرو ثانی سُنکے کچھ عیار بخوف ولحاظ بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی اپنے دل مین اور کچھ آہستہ

آہستہ کہنے لگے کہ ہمکو نادان اور مجہو کرسے کہتے ہین عیاری مین مقابلہ کرین تو حال کہل جائے مشہور ہو ادیکھی دوکان
پھیکا پکوان عیاران لشکر تو باہم یہ گفتگو کرکے اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہے لیکن عمرو ثانی بارگاہ سلیمانی سے نکل کے
جانب لشکر ملک ترسی بشکل قلندر روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا دیکھتا بھالتا اہل لشکر سے ہمکلام ہوتا ہوا سمت
میخانہ گیا ہر چند چاہا کہ در میخانہ پر بیٹھے اور منتظمان میخانہ کو کسی طور سے بیہوش کرے لیکن ممکن نہوا کسی نے باوجود
طلب ساغر مو ایک قطرہ بھی شراب کا نہ دیا اور قریب میخانہ بھی بیٹھنے نہ دیا کیونکہ وہان انتظام عیاران ملک
اردوان کوہی کا تھا عمرو ثانی مجبور ہوکر وہانسے پلٹا تھا کہ اثنائے راہ مین دیکھا ایک
ساقی ایک کشتی مع جسمین کئی صراحیان اور شیشہ مع جام و ساغر یاقوت والماس نہایت عجلت سے لیے ہوے
جانب بزم عشرت جاتا ہی بہت گھبرایا ہوا ہی خود بھی کہتا جاتا ہی دیر زیادہ ہوئی ہی دیکھیے ملک ترسی خفا
ہوتا ہی یا کوئی سزائے سخت دیتا ہی عمرو ثانی نے اُسے آتے دیکھکر مبیدان مین اور کسی کو نہ پاکر ٹھہر گیا جب
وہ قریب آیا پوچھا بابا یہ کشتی مع کہان لیے جاتا ہی کچھ شراب اسمین سے ہم فقیرون کو بھی دیگا تیرا بھلا ہوگا
اُسنے جواب دیا ای قلندر یہ شراب نہایت تند و تیز ہی ملک ترسی کیواسطے حسب الطلب لیے جاتا ہون اسمین سے
تو نہ دونگا لیکن اور شراب وہانسے واپس آکے ضرور دونگا تم میرے واسطے دعا کرو کہ بادشاہ مجھپر عنایت
کرے کیونکہ بادشاہ نے مے تند طلب کی تھی اور مجکو دیر لیجانے مین ہوئی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی قلندر نے جواب
دیا بابا کیون عتاب بادشاہ سے خائف ہی مین تجکو ایسی ایک شے دیتا ہون کہ اُسکی وجہ سے بادشاہ تیرا تجھسے
ہرگز ناراض نہوگا بلکہ خوش ہوکر انعام کثیر دیگا اُسنے خوش ہوکر کہا شاہ جی معلوم ہوا کہ تم صاحب کمال ہو
وہ شے جو عتاب بادشاہ کو مبدل بمہربانی کردے جلد مجھے دو اُسکے عوض مین ایسی شراب پلاؤنگا کہ تمنے اپنی
زندگی مین کبھی نہ پی ہوگی اور جو انعام سرکار شاہی سے مجھے ملیگا اُسمین سے بھی مین کچھ پیش کرونگا قلندر مذکور
نے یہ سنکے ایک چھوٹی سی شیشی اپنی جھولی سے نکالی اور کہا بابا دیکھ اسمین عطر ہی اس عطر کی یہ خاصیت ہی اور اسمین
یہ اثر ہی کہ اگر بو اسکی مشام دشمن تک بھی پہونچے تو وہ دوست دلی ہو جائے آ مین تیرے لباس مین تھوڑا سا
لگا دون جب وہ قریب آیا قلندر نے عطر مذکور کسی قدر اُسکے لباس مین لگا کر شیشی عطر مذکور کی اُسے سنگھائی
چونکہ وہ عطر بیہوشی آمیز تھا فی الفور ساقی بیہوش ہوا قلندر نے اُسکو تو ایک جھاڑی مین ڈالدیا اور رنگ
و روغن سے اُسکی شکل بنکر اُسی کا لباس پہن کر کشتی مے لیکر جلد تر سوے بزم طرب روانہ ہوا بعد قطع راہ
داخل بزم ہوا دیکھا عجب تکلف سے بزم آراستہ ہی کہ لائق تعریف کے ہی غرض بزم طرب پر نظر کرتا ہوا اہل بزم کو
دیکھتا ہوا اور کشتی سے ایک شیشہ و ساغر لیکر شراب کو حسب دلخواہ بیہوشی آمیز کرکے کسی پر
کچھ ظاہر نہوا کہ اس ساقی نے شیشہ مے مین کیا شے شامل کی ہی شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا نازو انداز
سے آگے قدم بڑھاتا ہوا سامنے ملک ترسی کے پہونچا پھر شیشہ سے ساغر مین شراب تند اُنڈیل کر ہاتھون
پر ساغر رکھکر ملک ترسی کو دیا اُسنے ساغر لیکر شراب ناب پیکر کہا ہان یہ شراب تند اچھی ہی یہی شراب
اہل بزم کو بھی پلا ساقی نے عرض کیا فدوی حکم بجا لائیگا جب ساقی مذکور شاہ مذکور کو کئی جام شراب سے بھر کر
دیچکا اور وہ شراب پی چکا حسب الحکم اہل بزم کو بھی وہی شراب بیہوشی آمیز پلانے لگا تھوڑی دیر جملہ اہل
بزم کو وہ شراب پلائی یہانتک کہ لاجور دشاہ اور صلصال کو بھی وہی شراب پلائی اب صرف بختگان
بن بختک باقی رہگیا جسوقت ساقی مذکور جام مے لیکر اُسکے سامنے گیا اُسنے سراپا پر نظر کرکے آہستہ کہا مجھے تو

معاف فرمائیے شراب نہ پلائیے مین آپ سے آگاہ ہو گیا آپ کچھ اندیشہ مجھ سے نہ کیجیے گا مین خلل انداز عیاری نہ
ہونگا جو کچھ آپ نے چاہا وہ کیا اور جو اب مناسب ہو کیجیے مین دخل نہ دونگا حال آپ کا کسی پر ظاہر نہ کرونگا
اچھا ہوا آپ تشریف لائے بہت دنون سے مین نے آپ کو نہ دیکھا تھا اِسوقت مشرف بزیارت ہوا عمرو
ثانی نے کہا ای بختگان جب سے تم ہمراہ لاجورد شاہ کے ہو آجتک تمنے ہزارون شرارتین کین ہین تمہاری
بات کا اعتبار نہین ہر چند اِسوقت بھی تم کوئی شرارت کروگے بہتر یہ ہو کہ شراب پی لو یہ کہکر خنجر کی جانب
دیکھا اور چاہا کہ خنجر کھینچکر نوک خنجر سے اذیت پہونچائے بختگان سمجھ گیا کہ عمرو ثانی کے خلاف عمل کرنا اچھا
نہین ہو یہ خنجر سے ضرور صدمہ پہونچائین گے یہ سمجھکر نہایت عجز سے کہنے لگا اگر مناسب ہو تو شراب نہ پلائیے
اِسکے عوض مین جو اشرفیان مین نے واسطے نذر حضور کے جمع کی ہین وہ لے لیجیے نذر قبول کیجیے عمرو ثانی
نے کہا نذر ہم قبول کرینگے اشرفیان لاؤ اور یہ بتاؤ کہ ملک ترسی کے پاس کیا شئے ہو کہ اُسکے سبب سے سرداران
اہل اسلام پر غالب آتا ہو اگر نہ بتاؤ گے اور جھوٹھ کچھ بھی کہوگے تو ابھی اسی خنجر سے تمکو ہلاک کر کے چلا
جاؤنگا بختگان نے خیال کیا کہ اِسوقت عمرو ثانی کو بدرجہ کمال غصہ ہو اگر تو جھوٹ بولا یا کوئی شرارت
کریگا تو ضرور یہ تجکو مار ڈالین گے جان تیری مفت جائیگی مناسب وقت یہی ہو کہ سچ بول کوئی شرارت نکر
حال اُنکا کسی پر ظاہر نہ کر جو یہ پوچھتے ہین صاف صاف اِنسے بتا دے اِنکے ہاتھ سے جان اپنی بچا ورنہ
یہ ضرور تجکو مار ڈالین گے اِنکے نزدیک مار ڈالنا کیا مشکل ہو یہ باتین دل مین کر کے کہنے لگا اگر مین بتادون
پھر تو مجھے قتل نہ کیجیے گا عمرو ثانی نے کہا پھر تمہین قتل نہ کرونگا اُسنے کہا ملک ترسی کے پاس ایک خفتان سحر ہو وہ اِسوقت
بھی زیر لباس پہنے ہو اُسی کی وجہ سے ہنگام جنگ اہل اسلام پر غالب آتا ہو یہ خفتان اِسکی دختر ماہ طلعت جادو نے
اِسکو دی ہو لیجیے اب مین نے صاف صاف کہدیا اب آپکو جو مناسب ہو کیجیے عمرو ثانی نے تمام حال اُس سے دریافت کر کے
اور اشرفیان سب کی آنکھ بچا کے اُس سے لیکر کہا کہ اب یہ جام شراب ہمارے ہاتھ سے لیکر پی لو اسی مین ہماری خوشی ہو
بختگان نے مجبور ہو کر جام لیکر شراب پی لی ہنوز بختگان شراب پی چکا تھا کہ ملک اردوان کوہی عیار ملک ترسی
بھی انتظام میخانہ کا کر کے عیاران لشکر اسلام کی عیاری کرنے کے خیال سے شراب میخانہ کو دیکھ بھال
کے بزم عشرت مین آیا ملک ترسی کو دیکھا کہ نشہ مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہو اُسے سلام کر کے اپنی جگہ
پر یعنی جو کرسی واسطے اِسکے مقرر تھی بیٹھا عمرو ثانی کہ بصورت ساقی تھا شیشہ و ساغر لیکر اِسکے بھی سامنے
گیا پہلے شراب سادہ کا جام دیا اُسنے شراب کو دیکھکر بیہوشی سے صاف و پاک پاکر شراب پی پھر اور
جام شراب ساقی سے طلب کیا ابکی مرتبہ ساقی مذکور نے شراب بیہوشی آمیز ساغر مین بھر کر سامنے ملک
اردوان کوہی کے پیش کی اُسنے ابکی مرتبہ کچھ بھی غور و فکر نہ کی اور بخوف و خطر ساغر لیکر شراب پی لی بعد
اِسکے جو ساقی اور دیگر ملازم در بزم پر بادہ کشی سے محروم رہے تھے اُنکو بھی یہ کہکر وہی شراب پلائی کہ یارو
آج شب عشرت ہو بزم طرب آراستہ ہو سب میکشی مین مصروف ہین تم بھی شراب پیو شراب کی کشید مین ملک
ترسی کا روپیہ صرف ہوا ہو ہمارا کیا نقصان ہو کہ ہم تمکو نہ دین اور بادہ کشی سے محروم رکھین اُنھون نے
پیکے اُسکی تعریف کی کہ تم نہایت نیک ہو الغرض جسوقت جملہ اہل بزم وغیرہ شراب پی چکے اور اُنکو نشہ
ہوا باہم حجت و تکرار کرنے لگے کسی نے کسی سے کہا کہ دیکھو یہ ساقی دربار مین پھیر کر کس خوبی سے آتا ہو اور
شراب پلاتا ہو اُسنے اُسکو جواب دیا تو نہایت بیعقل و نالائق ہو ارے یہان دریا کہان ہو فرش سفید نفیس بچھا

پر گمان آب ہے پاکر تا ہی کیا دیوانہ ہو اُسکی تقریر سُنکے اُسنے کلمات سخت کہے اسی طرح کسی نے کسی کو دیکھکر کہا واہ
واہ تم بیٹھے ہو اور تمھاری مونچھون پر دو کوے بیٹھے ہوے کر یال کر رہے ہین تمسے یہ بھی نہین ہوتا کہ انھین
ہنکا دو یہ کہکر ہاتھ بڑھا کے مونچھین اُسکی پکڑکے زور سے نوچ لین اُسے غصہ آیا اُسنے اُسے ایک طمانچہ مارا اور
کہا او نالائق یہ کیا حرکت بیہودہ کی ہماری مونچھین نوچ لین سر بزم ہمین ذلیل کیا مطلق ہمسے خوف نہ کیا ہم وہ
ہین کہ بہادران عالم مین ہمارا مثل نہین ہو اُسنے کہا نیکی بر باد گنہ لازم واہ ہمنے تو کوے ہنکا دیے تم ناراض
ہوتے ہو اور اپنی دلاوری ظاہر کرتے ہو بس چپکے بیٹھے رہو ورنہ پچھتاؤگے مین بھی کچھ ایسا کمزور نہین ہون
کہ تمسے دبون ابھی ایک ہاتھ تلوار کا لگا دونگا تمھارے سر و تن مین جدائی ہو جائیگی ساری دلاوری بیہودہ
گوئی بھول جاؤگے سیدھے سودے عدم چلے جاؤگے وہ یہ کلمات سُنکے نہایت برہم ہوکے آمادۂ جنگ ہوتا
تھا اسی طور سے ہر ایک نابکار ہر ایک کافر سے عالم نشۂ شراب بیہوشی آمیز مین بیہودہ کلمات کہتا تھا
جھت و تکرار ہوتی تھی آخر کار بعد تکرار بسیار وہ نابکار واسطے کارزار کے اُٹھے ملک اردوان کوہی
یہ حال دیکھکر واسطے اُنکے منع کرنے کے اپنی جگہ سے اُٹھا ادھر یہ اُٹھا اُدھر وہ لوگ اُٹھے لغزش پا کے سبب
سے گرے اور بیہوش ہوے ملک اردوان کوہی نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ دوڑکر اُنھین اُٹھا لے
ہنوز ایک یا دو قدم بڑھائے تھے کہ وہ بھی لڑکھڑا کر فرش پر گرکے بیہوش ہوا جب اہل بزم کا یہ حال ہوا
صلصال و لاجورد شاہ و ملک ترسی و ججگان بھی اپنی اپنی جگہ سے باین خیال اُٹھے کہ ان سب کو
دیکھین کہ یہ لوگ کیون اُٹھکر گر پڑے انکا اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے انکو ایسا طمانچہ مارا کہ چکر کھا کر یہ سب بھی
گرے اور بیہوش ہوگئے جب کل اہل بزم بیہوش ہو چکے ساقی مذکور نے نعرہ کیا کہ منم عمرو ثانی ای کافران
نابکار اب دیکھو کہ مین تمھارا کیا حال کرتا ہون یہ نعرہ کرکے رنگ و روغن نکالکر جلد جلد اہل بزم کی صورتین
تبدیل کین کسی کی صورت کو مانند بندر کے بنایا کسی کو بشکل خنزیر بنایا کسی کا کالا مُنھ کیا کسی کی ڈاڑھی مونچھین
مونڈین اور سب کے کپڑے اُتار لیے صرف پھٹے پرانے کپڑے کی لنگوٹیان باندھ دین بعد اسکے تمام بزم
عشرت کو لوٹ لیا کوئی شَے وہان باقی نہ رکھی ہر ایک چیز اُٹھا اُٹھا کر زنبیل کی ملک ترسی کی پوشاک
بھی اُتار لی اور وہ خفتان سحر بھی لے لی مُنھ اُسکا کالا کرکے اُسکے پہلو مین ملک اردوان کوہی کو ایک
زن شوہر کی صورت بنا کر لٹا دیا اور ایک پرچہ اس مضمون کا لکھا کہ ای ملک اردوان کوہی آگاہ ہو
کہ منم عمرو ثانی دیکھ یون عیاری کرتے ہین اور بزم عشرت کو یون تباہ و برباد کرتے ہین اور تجھ ایسے
نادان و نالائق عیار کو یون بیہوش کرکے اپنا مطلب دلی حاصل کرکے یعنی خفتان سحر لیکے چلے جاتے ہین
اور تجکو ایک نادان و احمق عیار جان کے تیرے حال پر رحم کھاتے ہین ورنہ خنجر آبدار سے سر تیرا کاٹ
لیتے بس اس احسان کے عوض مین تجکو لازم ہو کہ ملک ترسی سے کہدینا کہ ای ملک ترسی کفر سے باز
آ دین اسلام اختیار کر اطاعت و فرمانبرداری بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کی قبول کر ورنہ
پچھتائیگا اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا سوا اسکے ای ملک اردوان کوہی تو بھی کفر سے باز آ میری
شاگردی اختیار کر کچھ عیاریان مجھ سے سیکھ لے ورنہ تو بھی پچھتائیگا پھر اس پرچہ مذکور کو اردوان کوہی
کے گلے مین ایک ڈورے سے باندھ دیا بعد اسکے ججگان کو بصورت ایک نازنین بنا کے لاجورد شاہ
کے پہلو مین لٹا دیا بعد ازان بیرون بزم آکر بیخوف و خطر اپنے لشکر کی طرف چلا بعد قطع راہ اُسوقت دربارگاہ

سلیمانی پر پہونچا کر بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست نہ کیا تھا کہ عمرو ثانی اندر بارگاہ سلیمانی کے گیا امیر ثانی
نے پوچھا اے خواجہ کچھ حال دریافت کر کے آئے یا خوف ملک اردوان کوہی سے بے نیل مرام چلے آئے خواجہ
عمرو ثانی نے عرض کیا یہ خاکسار گیا تھا عیاری کر کے اہل بزم کو بیہوش کر کے ملک ترسی سے خفتان لیکر اور
ملک اردوان کوہی کو بعد بیہوش کرنے کے بصورت زن خوبرو بنا کے پہلوے ملک ترسی مین لٹا کے
خدمت عالی مین حاضر ہوا ہے وہ عیار نابکار کیا ہے کہ جو مین اس سے خائف ہوتا اور بے عیاری کیے واپس
آتا یہ عرض کرکے وہ خفتان سحر نکالکر روبروے امیر ثانی لیگیا امیر ثانی نے خوش ہو کر خفتان مذکور لیکر انعام کثیر دیا
بادشاہ لشکر اسلام بھی خفتان مذکور کے لے آنے سے عمرو ثانی سے خوش ہوے اور اسی وقت دربار برخاست کیا
جملہ اہل دربار عمرو ثانی کی تعریف کرتے ہوے بارگاہ سلیمانی سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین گئے جب
وہ شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی ٹھنڈی ہوا سے ملک ترسی کو کسیقدر ہوش آیا اپنے پہلو
مین زنان خوبرو کو پا کر اسے اپنی جانب بقصد ہم بستری کھینچا وہ زن خوبرو یعنے ملک اردوان کوہی بھی
ہوشیار ہوا تھا بیہوشی دفع ہو چکی تھی اسنے آنکھ کھولکر عجب حال دیکھا نہایت شرمندہ اور خجل ہو کے ملک ترسی
کے پہلو سے اٹھنے لگا شاہ مذکور نے کہا اے جان من اسوقت میرے پہلو سے اٹھکر کہان جاتی ہے اسنے کہا اے بادشاہ
غضب ہوا ذرا ہوشیار ہو کر رنگ بزم دیکھیے معلوم ہوتا ہے کوئی عیار لشکر اسلام کا یہان آیا تھا اسنے عیاری کر کے
بزم طرب کو درہم و برہم کیا سب کو ننگا کیا کپڑے اتار لیے لنگوٹیان باندھ دین رنگ و روغن سے سب کے
منہ کالے اور سرخ کر دیے ہین مجکو زن خوبرو نہ خیال کیجیے مین ملک اردوان کوہی ہون مجکو بھی وہ نالائق
بیہوش کر کے بصورت زن خوبرو بنا کے چلا گیا ہے آپ کو بھی ننگا کر گیا ہے ذرا آئینہ مین اپنی صورت دیکھیے عجب
صورت آپ کی بنی ہے ملک ترسی یہ سنکے بخوبی ہوش مین آ کے اٹھا اور اپنا حال اور تمامی اہل بزم کی صورتین
دیکھکر پہلے تو بے اختیار ہنسا بعدہ برہم ہو کر کہنے لگا او نا عیار تو موجود تھا اور عیار لشکر اسلام کا یہان آیا اور
سب کو اسنے بیہوش کیا اور یہ صورتین سب کی بنا کے بزم کو لوٹ کے لیگیا تجھ سے کچھ نہو سکا تو کیسا عیار ہے دعوی
عیاری کا کرتا ہے ابھی ملک ترسی یہ کہہ رہا تھا کہ نجنگان شیطان بارگاہ خداوند لاجورد شاہ ہوشیار ہو کے
اٹھا اپنے تئین زندہ پا کر کہنے لگا خیر ان جناب نے یہ صورت بنا کے مجھپر رحم کیا قتل نہین کیا یہ کہکر ملک ترسی
سے کہا اے بادشاہ ملک اردوان کوہی پر کیون اسقدر عتاب ہے یہ ہرچند عیار ہے مگر عمرو ثانی کا کیا مقابلہ
کر سکتا ہے انکو یہ بیچارہ کیا روک سکتا ہے وہی اس جگہ تشریف لائے تھے عیاری کر کے سب کو بیہوش کر کے
چلے گئے ہین اور دیکھیے ایک پرچہ کاغذ کا اسپر کچھ لکھا ہوا ہے آپ کے عیار ملک اردوان کوہی کی گردن
مین باندھ گئے ہین ملک ترسی نے اردوان کوہی کی طرف غور سے دیکھکر کہا دیکھو تو اس پرچہ مین کیا
لکھا ہے اسنے حرف بحرف پڑھکے سنایا بعدہ کہا خیر اسکا عوض لونگا اگر بدلا اسکا نہ لیا اور عمرو ثانی کو اپنا
کمال نہ دکھایا تو مین عیار نہین ملک ترسی نے اسکی تقریر سنکے اپنے سراپا پر نظر کی اور نہایت شرمندہ
ہو کر کہا افسوس اس عیار نے مجکو بھی برہنہ کر دیا تاج و لباس اور خفتان لیگیا ہاے مجکو صدمہ خفتان کے
لیجانے کا ہے کاش کہ وہ یہان آیا تھا تمام بزم کو لوٹ لیتا مگر خفتان نہ لیجاتا کیونکہ خفتان مذکور گویا ایک تعویذ
تھا میری حفاظت جان کا اب اہل اسلام سے دیکھیے کیونکر بچتا ہون یہ کہکر مغموم ہوا اس اثنا مین لاجورد
شاہ اور صلصال وغیرہ جملہ اہل بزم ہوشیار ہوے سب نے اپنا اپنا حال خراب دیکھا بہت شرمندہ ہوئے

ایک دوسرے سے پوچھنے لگا یہ کیا آفت آئی خداوند نے کیسی تقدیر نامعقول کی ہم کو ننگا کر دیا رنگ و روغن سے
کالا منھ کر دیا کچھ کفار نے جواب دیا ہاں ہاں خداوند کو کچھ نہ کہو یہ تقدیر انھون نے نہ کی ہوگی پہلے دریافت تو کر لو
کہ یہ کیا واقعہ ہوا ہی پھر کچھ کہنا جب معلوم ہوا کہ عمرو ثانی نے عیاری کی ہی اور یہ حال بنایا ہی ہر ایک منفعل
ہوا اور بجاے خود کہنے لگا ہمنے خداوند کو ناحق برا بھلا کہا یہ لوگ تو شرمندہ و منفعل تھے لیکن وہ نازنینان خوبرو
جو واسطے رقص و نغمہ کرنے کے مع اپنے سازندون کے دربار مین آئی تھین جب وہ ہوشیار ہوئین اور
اُنھون نے اپنے تئین لنگوٹی بند معا ہوا دیکھا حیا سے سر جھکا لیا شرم سے پسینہ آگیا بعد اسکے اپنے سازندون
سے کہا نہین معلوم کون موا موڑی کاٹا تھا کہ اُسنے ہمارا یہ حال کیا ہی ہاے پشواز اور پائجامہ اور انگیا کرتی تک
ہماری اُتار لیگیا ہمین بیہوش کرکے چلا گیا نہین معلوم بعد بیہوش کرنے کے اُسنے کیا کیا فعل کیا ہوگا کس عضو کو
چھوا ہوگا ننگا کھلا دیکھا ہوگا سازندون نے جواب دیا بیوی جو ہونا تھا وہ ہوا اب کچھ رنج برہنہ ہونے کا نہ کرو تم یہ
خیال کرو کہ جیسے تمھارے عشاق نے تمکو ننگا کھلا دیکھا ہی اور جابجا اعضا پر ہاتھ لگایا ہی اُسی طور سے ایک اُسنے
بھی دیکھ بھال لیا ہوگا اُسکے اِس فعل سے تمھارا کیا نقصان ہوگیا اگر اُسنے کوئی فعل بھی کیا ہوگا تو کچھ اُسی کا نقصان
ہوا ہوگا رنڈیان اپنے سازندون سے یہ تقریر سُنکے خاموش ہوئین ہنوز جملہ اہل بزم بیہوشی سے ہوشیار ہوکے
اور اپنی برہنگی پر نظر کرکے افسوس کر رہے تھے ناگاہ ملک ترسی نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد تر واسطے
ہمارے اور خداوند کے اور تمامی اہل بزم کیواسطے پوشاک و لباس علے قدر مراتب لاؤ چنانچہ بمجرد حکم خدام
گئے اور پوشاک و لباس موافق ہر ایک مرد و زن کے لیکر آئے پہلے لاجورد شاہ اور ملک ترسی اور
صلصال اور ملک اردوان کوہی اور بختگان نے پوشاک و لباس بعد دور کرنے رنگ و روغن کے
پہنا بعدہ ہر ایک اہل بزم نے کپڑے پہنے رنگ و روغن چہرے سے دور کیا نازنینان خوبرو کپڑے پہن کے
اور انعام سے بھی دست بردار ہوکے جان بچی اِسکو غنیمت جان کر مع اپنے سازندون کے عیاری کرنیوالے کو
گالیان کوسنے دیتی ہوئین بزم سے چلی گئین ملک ترسی اور لاجورد شاہ وغیرہ بھی بزم سے اُٹھکر اپنی
اپنی بارگاہ و خیام مین گئے جب آفتاب نہان ہوا اور ماہ بالاے فلک عیان ہوا ملک ترسی بارگاہ سے
برآمد ہوکر دربار مین بالاے تخت حکومت آ کے بیٹھا اہل دربار بھی حاضر دربار ہوے لاجورد شاہ اور
بختگان بھی آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے جب دربار خوب آراستہ ہو چکا ملک ترسی نے ملک اردوان کوہی
کو طلب کیا جسدم وہ آیا ملک ترسی نے اُس سے کہا او نمک حرام اتنے دنون سے تو ہمارا نمک کھاتا ہی
اور کچھ خیال ہماری جان و آبرو کا نہین کرتا ہی شب گذشتہ عیار نے آکے ہمارا اور تیرا مع جملہ اہل بزم کے کیا حال
کیا اگر وہ چاہتا تو سب کو قتل کرتا تو کیسا عیار ہی اِسی نادانی و غافل ہونے پر دعوی عیاری کا کرتا ہی اپنی حفاظت جان و
آبرو تو کر نسکا اورونکی کیا حفاظت کرتا اب تو نکل یا دور ہو میرے سامنے سے آجتک مین تجکو عیار کامل سمجھا کیا اسوقت
سے عیار ناقص بلکہ ناعیار جانتا ہون تیری حفاظت نکرنے سے میری آبرو ریزی ہوئی بزم کو عیار نے آکے لوٹ لیا تجکو بھی
اپنی عیاری کا کمال دکھا گیا کپڑے تیرے بھی اُتار کر عورت کی صورت بنا کے میرے پہلو مین لٹا گیا اگر تو کچھ شرم و غیرت رکھتا
تو اِسوقت زندہ نرہتا اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کرتا ذلیل و خوار ہوکر عیار کے ہاتھ سے زندہ نرہتا اور
زندہ بھی رہا تھا تو جو مُنھ سے کہا تھا اُسکے ایفاے وعدہ مین کوشش کرتا عمرو ثانی کی عیاری
کے جواب مین تو بھی کوئی نادر عیاری کرتا سرداران لشکر اسلام کو جا جا کے بیہوش کرکے لے آتا کچھ تو اپنے کمال

کو ظاہر کرتا ملک ازدوان کوہی نے سر جھکا کر دست بستہ عرض کیا واقعی جو حضور نے ارشاد فرمایا درست ہی
مجھ سے غفلت ہوئی بیشک مین نے دھوکا کھایا عمرو ثانی میرے دھوکا کھانے سے عیاری کر گیا مجکو اُسکی
عیاری کر جانے کا اور اپنے دھوکا کھانے کا چندان ملال نہین ہو کیونکہ بڑے بڑے کامل اپنے اپنے فن
مین بعض اوقات دھوکا کھا جاتے ہین نامی و نامور بہادر لڑکون کے ہاتھ سے قتل و زخمی ہو جاتے ہین
اگر مین بھی دھوکا کھا گیا تو کیا ہوا اِس دھوکا کھانے کا اور عمرو ثانی کی عیاری کرنے کا کچھ ایسا صدمہ
نہین ہو جو حضور سے کہا ہو وہ ضرور کرونگا آج کی شب دیکھیے کیا کرتا ہون ملک ترہسی تو اپنے عیار کی تقریر
سُنکر خاموش ہو رہا لیکن لاجور دشاہ نے گفتگوے عیار مذکور سُنکے کہا ای ملک ترہسی ای بندۂ خاص
من آگاہ ہو کہ کل ہمنے وہ تقدیر کی تھی کہ عمرو ثانی کے ہاتھ سے اہل بزم کو ننگا کرا دیا تھا اور خود بھی شمول
حال اہل بزم ہو گئے تھے آج یہ تقدیر کی ہو کہ ملک ازدوان کوہی سرداران اہل اسلام کو بیہوش
کر کے متواتر لے آئیگا اِسکو خلعت دینا چاہیے اِسپر غصہ بیکار ہو اِسکی کیا خطا ہو ملک ترہسی نے پوچھا ای
خداوندا ایسی تقدیر آپ نے کیون کی کہ جس سے ہم سب کی اور آپکی بھی آبروریزی ہوئی لاجور دشاہ نے
جواب دیا تجکو ہماری مصلحت مین کیا دخل ہو ہم جو مناسب جانتے ہین کرتے ہین یہ کہکر تخت گاہ کی جانب دیکھا
وہ سمجھ گیا کہ لاجور دشاہ یہ چاہتا ہو کہ مین اسوقت اِسکے سخن کو اپنی تقریر سے رونق دون یہ سمجھکر ملک
ترہسی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ای شاہ واقعی اِنکے امور مین کسی کو کیا دخل ہو دیکھیے ساتھ اہل بزم کے خود
بھی برہنہ ہو جانا گوارا کیا عمرو ثانی نے مُنھ کالا کیا اِسے بھی منظور کیا اُسنے مجکو عورت بنا کے اپنے پہلو
مین لٹا دیا اِسکو بھی انھون نے پسند کیا کل اہل بزم کو عمرو ثانی نے لوٹ لیا آپکا لباس اور تاج مع
خفتان اُتار کر لے لیا یہ بھی انکو برا نہ معلوم ہوا بلکہ کسی وجہ اور کسی مصلحت سے کہ اُسکو مین نہین جانتا یہ سب
امور کیے ملک ترہسی تو سُنکے خاموش ہو رہا اہل دربار مین سے بعض بعض نے اپنے دل مین کہا عجب
بیہودہ خداوند ہو کہ ایسے ایسے امور کرتا ہو کہ اوروں کے ساتھ اپنی بھی ذلت و توہین گوارا کرتا ہو جب
کرتا ہو ایسی ہی نالائق تقدیر کرتا ہو مسلمانون سے بھاگتا پھرتا ہو نہین معلوم کتنی جگہ سے بھاگ کر یہان
آیا ہو حاکم کوہ شفق سے پناہ لی ہو باتین واہیات کرتا ہو اور نازیبا اِس سے وقوع مین آتے ہین کچھ
قدرت و طاقت نہین رکھتا ہو اگر کچھ قدرت رکھتا ہوتا تو اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست پی در پی کھا کر کیون
یہان آتا سب کو غارت کر دیتا اگر یہ کہیے کہ اہل اسلام پر رحم کرتا ہو بندۂ جاہل جان کر اُنپر غضب و قہر نازل
نہین کرتا ہو تو یہ بھی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہو کہ جو شخص قدرت رکھتا ہو وہ یون اپنے دشمنون پر رحم کرے ذلت
اُٹھائے بھاگتا پھرے ہمکو تو اِسکی خداوندی مین شک ہو چندے اور دیکھتے ہین اگر اِسنے کوئی تقدیر معقول
کی تو خیر ورنہ ہمتو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جائینگے اِس حرامزادہ پر لعنت کرینگے اور بقول اہل اسلام کے
اِسکو ایک شیطان گمراہ کنندہ جانینگے پہلے اہل اسلام کا یہ کہنا کہ لاجور دشاہ بھی ایک بندۂ خدا ہو اور
مانند شیطان کے مردم کو بہکاتا ہو ہمکو برا معلوم ہوتا تھا اب ہمین یقین ہو کہ وہ سچ کہتے ہین کہ یہ کیسا خداوند
ہو کہ مانند ہمارے کھاتا ہو اور پیتا ہو اور جاگتا اور سوتا ہو بول و براز کی اِسکو احتیاج ہوتی ہو کسی امر پہ
قادر نہین ہو خلاف خداوندی ایسے امور ظاہر ہوتے ہین غرض کچھ نہ کچھ بات ہو ہمکو اسکی خداوندی مین
شک آگیا ہو چندے روز اور دیکھتے ہین بعدہ مسلمان ہو جائینگے دین اہل اسلام کا ہمین نہایت اچھا

معلوم ہوتا ہی اُنکا خدا بھی لائق سجدہ اور پرستش ہی ہر حال مین خدا اُنکی مدد اور اعانت کرتا ہی روز بروز
دین اسلام کو ترقی ہوتی جاتی ہی دوسرے دین گھٹتے جاتے ہین خصوصاً دین لاجوردپرستی کو ضعف ہو گیا ہی
آج کل خداے اہل اسلام کا زور بڑھا ہوا ہی بقول اہل اسلام اُسنے آسمان و زمین و اشیاے مافیہا کو خلق کیا ہی اُسیکی
یہ لوگ پرستش کرتے ہین اور اُسی کے حکم سے نماز پڑھتے ہین کس خوبی سے طاعت کرتے ہین بے اختیار دل یہی چاہتا ہی کہ ہم
بھی اُنھین مین شامل ہو جائین دین لاجوردپرستی کو ترک کرین مسلمان ہو جائین لیکن ابھی نہین کچھ دنون اور
لاجورد شاہ کو دیکھ لین کہ کیسی کیسی تقدیرین کرتا ہی بعدہ اِس دین سے ہاتھ اُٹھا لینگے بعض اہل دربار کا
کا تو یہ عزم ہی جو لکھا گیا لیکن ملک اردوان کوہی تقریر لاجورد شاہ اور ملک ترسی پاس پوش
سُنکے عرض کرنے لگا یہ نمک خوار اِسی وقت جاتا ہی تدبیر عیاری کی کرتا ہی یہ عرض کرکے بیرون بارگاہ آیا اور
شاگردون کو جمع کیا آہستہ اُنسے کچھ باتین کہین اُنھون نے عرض کیا ہم حاضر ہین جو ارشاد ہوا ہی ایسا ہی
کرینگے ملک اردوان کوہی شاگردون کو کچھ سمجھا کے اُنکی طرف سے مطمئن ہو کے اپنے خیمے مین مع اپنے
شاگردون کے بیٹھا جب زمانہ وہ آیا کہ زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی ملک اردوان کوہی بانے عیاری
کے اپنے تن پر آراستہ کرکے لباس سیاہ پہن کے چند شاگردون کو ہمراہ لیکے جانب لشکر اسلام نہایت
ہوشیاری سے روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا ایک جھاڑی مین نہان ہو کے دیکھا کہ لشکر دور تک
دلکش ہی بارگاہین اور خیام برپا ہین چوبدار پھرتے ہین اور مشعلین روشن ہین ایک سردار کئی سو سوارون
کے ہمراہ حفاظت لشکر کی کررہا ہی اہل لشکر سو رہے ہین یہ حال دیکھا جھاڑی مین تھوڑی دیر تک بیٹھا
رہا جب وہ سردار ایک سمت براے حفاظت لشکر روانہ ہوا ملک اردوان کوہی نے جلد تر
جھاڑی سے نکلکر پس پشت ایک خیمے کے جاکر خنجر سے قنات چاک کرکے غور سے دیکھا کہ ایک سردار
لشکر غافل سو رہا ہی کئی شمعین مومی روشن ہین یہ حال دیکھکر دلیرانہ اندر خیمہ کے گیا اور قریب اُس سردار
کے بیٹھکر کچھ بیہوشی مین تھوڑی بیہوشی رکھکر اُسکے نتھنون کے پاس لیگیا جب اُسنے اوپر کی سانس لی کچھ
مذکورے بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچی فوراً اُسکو چھینک آئی ملک اردوان سمجھ گیا کہ یہ بیہوش ہو گیا
فی الفور چادر عیاری مین اُسے باندھکر ڈھائی گرہ عیاری کی لگا کر پشتارہ اُٹھا کر پشت خیمہ کی طرف گیا
اور ایک اپنے شاگرد سے کہا یہ پشتارہ لیکر اِس طرف سے کہ سناٹا ہی اپنے لشکر مین لیجا وہ پشتارہ لیکر موافق
اُسکے کہنے کے روانہ ہوا جس سردار کو بیہوش کیا تھا اُسکا عیار در خیمہ پر بیٹھا رہا اُسکو کچھ خبر بھی نہوئی جب
ملک اردوان کوہی سردار مذکور کو بیہوش کرکے پشتارہ اُسکا بدست شاگرد روانہ کر چکا دوسرے
سردار کے خیمے مین گیا اُسکو بھی بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکے ایک اپنے شاگرد کے حوالے
کیا شاگرد مذکور پشتارہ مسطور اپنے لشکر کی طرف لیگیا اِسی طرح اُس شب مین دس سردار لشکر اسلام
کے بیہوش کیے قریب صبح اردوان کوہی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا صبح کو امیر ثانی کو اور بادشاہ
لشکر اسلام کو معلوم ہوا کہ عیار ملک ترسی کا دس سردارون کو بیہوش کرکے لیگیا امیر ثانی کو کمال صدمہ ہوا
عیارون پر عتاب کیا دوسرے روز وقت نصف شب پھر ملک اردوان کوہی لشکر اسلام مین آیا اور
باوجود نہایت ہوشیاری و خبرداری کے پانچ سردارون کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکے اپنے لشکر
کی طرف چلا گیا اِسی طرح سات شبون مین ساٹھ ستر سردارون کو بیہوش کرکے لیگیا اور ایک پرچہ کاغذ پر

یہ عبارت لکھکر چھوڑ گیا کہ ای عمرو ثانی تمنے فقط ایک عیاری میری غفلت مین کی تھی اُسپر تمنے بہت ناز کیا تھا
اور مجکو نادان عیار بنایا تھا شاگرد کرنے کو لکھا تھا اب تمہین انصاف کرو کہ تم لائق شاگردی ہو یا مین ہون
مین نے تو متواتر عیاریان کین اور تمنے مع اپنے شاگردون کے اور تمامی عیارون کے کہ ایک لاکھ اسی ہزار
ہین حفاظت بخوبی کی اور مین نے اسی حفاظت مین عیاری کی اور سردارون کو بیہوش کرکے لیگیا تم سے
بدرجہا بڑھ گیا لہذا تمکو لازم ہو کہ اب حلقۂ شاگردی میرا اپنے گوش مین ڈالو مجھے اُستاد کہو مین عیاری مین کامل
بلکہ اکمل ہون تم ایسے چھوکرے مین نے بہت بناکر چھوڑ دیے ہین میرے شاگرد تمسے بہتر ہین اب عیاری کا
دعوی نہ کرنا کبھی غرور نہ کرنا اپنے تئین عیار یکتا و بیمثل خیال نہ کرنا صبح کو واسطے شاگرد ہونے کے کچھ مٹھائی
لیکے میرے پاس چلے آنا مین تمکو اپنا شاگرد کرکے عیاریان بتادونگا اور اگر یہ منظور نہو تو ان عیاریون کا
جواب دینا زیادہ کیا کہا جائے جب صبح ہوئی وہ پرچہ عمرو ثانی کو ایک سوار نے اُٹھاکے دیا اور کہا یہ کاغذ
درمیان لشکر مین ایک خیمہ کے قنات مین تاگے سے بندھا ہوا تھا مین لے آیا دیکھیے اسمین کیا لکھا ہو عمرو
ثانی نے اُسے پڑھا نہایت غصہ آیا کاغذ کو غصہ مین پھاڑ ڈالا اور کہا دیکھا جائیگا ان عیاریون کا جواب دیا
جائیگا لشکر اسلام مین تو بسبب گم ہو جانے سردارون کے سناٹا ہو امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام کو اُنکے
اسیر ہو جانے کا اور اردوان کے لیجانیکا ملال ہو لیکن اب حال لشکر کفار کا لکھا جاتا ہو کہ جب ملک اردوان
سرداران لشکر اسلام کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھکے لیگیا اور سامنے ملک ترسی پلاس پوش
کے اُنھین لیگیا اُسنے خیال کیا کہ یہان ان سردارون کا رکھنا خلاف عقل ہو عیاران لشکر اسلام ضرور انکو
ایک نہ ایک روز رہا کرکے لیجائینگے پھر انکا گرفتار ہونا مشکل ہوگا کیونکہ مین اب ایسے سردارون کو ہنگام
جنگ گرفتار کر نہ سکونگا خفتان سحر عمرو ثانی عیاری کرکے لیجا چکا ہو اُسی خفتان سے مین بیخوف تھا بار بار
طبل جنگ بجواتا تھا اور سردارون کو زخمی و اسیر کرتا تھا اب کس بھروسے پر طبل جنگ بجواؤنگا اور سردارونکو
زخمی و اسیر کرونگا لہذا مناسب وقت یہ ہو کہ ان سب سردارون کو اپنی دختر کے پاس روانہ کردون وہان
کوئی عیار نہ جا سکیگا اگر جائیگا تو گرفتار ہو جائیگا یہان ہر روز و شب عیاران لشکر اسلام برلے رہائی سرداران
آتے ہین ایسا ہی انتظام ساتھ ہوشیاری و خبرداری کے ایسا ہوا کہ ان سردارون کو کوئی عیار لشکر
اسلام کا رہا کرکے نہین لیگیا ایسی ہوشیاری کبتک رہیگی کسی روز نگہبانان زندان ضرور غافل ہو جائینگے
عیاران لشکر اسلام اپنے لشکر کے سردارون کو رہا کرکے لیجائینگے یہ سوچکر فیروز گرد کو طلب کیا اور کہا
تو اپنے ساتھ جملہ سرداران لشکر اسلام کو لیکر میری دختر کے پاس جا اُسکو جملہ سردار سپرد کرکے چلا آ فیروز گرد
کہ ہمعیار و ہمدل اور ہمراہ اور شاگرد رشید ملک اردوان کو ہی کا ہو حسب الحکم ملک ترسی کے ہنگام
نصف شب سب سردارون کو ارابون پر ڈالکر کئی سو سوارون کو بھی واسطے حفاظت کے بحکم بادشاہ مذکور
ساتھ لیکر قلعۂ شفق کوہ کی طرف روانہ ہوا یہ تو جا بجا مقام کرتا ہوا جاتا ہو ذکر اسکا بمقام مناسب آیندہ
آئیگا مگر اب کچھ حال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہو کہ ایک روز امیر ثانی نے عمرو ثانی و دیگر عیاران لشکر اسلام سے
کہا کہ ملک اردوان کو ہی ہمارے لشکر کے سردارون کو بیہوش کرکے لیگیا ہو تمسے نہین ہو سکتا کہ اُن
سردارون کو جاکر بعیاری رہا کرکے لے آؤ سب نے عرض کیا جس روز سے ملک ترسی سردارون کو لیگیا
ہو ہم ہر شب واسطے رہائی سردارون کے جاتے ہین مگر نگہبانان زندان کو ہوشیار پاتے ہین وہ اپنے

قریب بھی ہمین آنے نہین دیتے ہین نہ ہمارے کسی دام مکر مین گرفتار ہوتے ہین آخر ہم مجبور ہو کے چلے آتے ہین آج پھر جائینگے اگر قابو پائینگے تو سرداروں کو جس طرح ہو گا اٹھا کر لائینگے امیر اُسکی تقریر سُنکے خاموش ہو رہے جب شب ہوئی عمرو ثانی مع چند عیاروں کے بصورت مبدل لشکر ملک ترسی مین گیا تمام لشکر مین پھرا لیکن کہین سرداران لشکر اسلام کا نشان بھی نہ پایا مجبور ہو کے دو چار آدمیون کو لشکر کفار کے بیہوش کیا اور اُنکو صحرا مین لیجا کر ہوشیار کیا اور بہت ڈرا کر اُنسے پوچھا سچ بتاؤ کہ سرداران لشکر اسلام کو ملک ترسی نے کہان قید کیا ہی اُنھون نے کہا ہمین نہین معلوم کہان روانہ کیا ہی لشکر مین تو نہین ہین ہمنے یہ سچ کہا ہی اب آگے تم مختار ہو چاہو ہمین چھوڑ دو یا قتل کرو عیارون نے اُنھین راستگو اور بیخطا جانکر چھوڑ دیا اور اپنے لشکر مین آکے ہنگام صبح امیر ثانی سے عرض کیا ہمنے شب گذشتہ لشکر حریف مین جاکر سرداران لشکر ظفر پیکر کو بہت تلاش کیا لیکن اُنھین کہین نہ پایا آخر مجبور ہو کر چلے آئے معلوم ہوتا ہی کہ ملک ترسی نے کہین اُن سردارون کو لشکر سے روانہ کر دیا ہی تا وقتیکہ کسی شخص سے مفصل حال دریافت نہو گا ہم کیا کر سکتے ہین امیر اُنکی تقریر سُنکے خاموش رہے یہان لشکر کفار مین ملک اردوان کو بھی کو یہ خیال ہوا کہ مین نے متواتر کارنمایان کیے ہین آج پھر ملک ترسی سے کہونگا کہ اب ایفاے وعدہ کیجیے دختر اپنی میرے حوالے کیجیے یہ خیال کرکے جسوقت حاکم کوہ شفق دربار مین آکے بالاے تخت حکومت بیٹھا اور جملہ اہل دربار علے قدر مراتب اپنی اپنی جگہ بیٹھے اور ملک ترسی بادہ خواری مین مصروف ہوا براے عرض مدعا دربار مین پہونچا پہلے ملک ترسی کو سلام کیا بعدہ دست بستہ سر دربار باواز بلند عرض کیا ای بادشاہ تو نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر بدیع الملک کو بیہوش کرکے پشتارہ اُسکا لاکر میرے حوالے کریگا تو مین اس کارنمایان کے عوض مین تجھے اپنی دختر دونگا جسپر تو ایک مدت سے شیفتہ ہی یہ مژدہ جانبخش سُنکے یہ نمک خوار شوق وصل یار مین ایسا بیتاب ہوا تھا کہ بے تامل اُسی شب کو کچھ اپنی جان کا خیال نہ کرکے لشکر اسلام مین گیا تھا اور عیاری کی تھی بدیع الملک کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر لے آیا تھا اور تیرے حوالے کیا تھا تو نے اُسکو جلاد کے حوالے کیا تھا اُسنے زیر تیغ اُسے بٹھایا تھا ناگاہ جبورہ میری یعنی ملکہ ماہ طلعت جادو یہان آئی اُسنے اُسے قتل ہونے سے باز رکھکر اپنے ساتھ لیگئی تھی بعد اُسکے لیجانے کے ای بادشاہ یاد کر کہ مین نے تجھ سے عرض کیا تھا کہ ایفاے وعدہ کر تو نے کہا تھا ابھی صبر کر مین نے تیرے حکم سے صبر کیا تھا بعد اُسکے عمرو ثانی نے تیری بزم مین آکے عیاری کی بزم کو لوٹ لیا تیرے تن سے خفتان اُتار کے مع لباس کے لیگیا تھا تو مجھپر خفا ہوا تھا مین نے تیرے خفا ہونے سے لشکر امیر ثانی مین جاکر متواتر عیاریان کین اہل اسلام سے نہ ڈرا جان کا کچھ خیال نہ کیا عیاران لشکر اسلام سے نہ خوف کیا سرداران لشکر اسلام کو بیہوش کرکے تیرے حوالے کیا اسی امید پر کہ تو اپنی دختر کو مجھے دیگا بس اب ایفاے کر دیر نہ کر کیونکہ اب طاقت صبر نہین ہی فراق محبوب مین ایک لمحہ مجکو برابر ایک سال کے ہی اور ایک دن برابر ہزار سال کے ہی زندگی مجکو بغیر اُسکے بدتر موت سے ہی بے اُسکے لطف حیات نہین ہی جسوقت اُسکا خیال آتا ہی دل پہلو مین مانند سیماب کے تڑپتا ہی یا مانند ماہی بے آب کے طپان ہوتا ہی خواب نوشیر حرام ہی آنکھین اُسکے جمال کے دیکھنے کی مشتاق ہین اور کان میرے اُسکی صداے خوش کے شائق ہین دل بیتاب اُسکے وصل کا آرزومند ہی لہذا اب میرے حال زار پر رحم کر آج ہی اپنی دختر کو جس طرح تجھے منظور ہو میرے حوالے کر خواہ شادی کردے

خواہ یون ہی مجھے دیدے تجھے اختیار ہی یہ کہکے خاموش ہوا ملک ترسی پلاس پوش نے اُسکی تقریر سنکے
نہایت غضبناک ہوکے کہا او نابکار تونے مجکو سر دربار ذلیل و رسوا کیا وہ بات ظاہر کی کہ جس سے سر دربار مین
ذلیل ہوا تونے میری ذلت و حرمت خاک مین ملادی کچھ پاس و لحاظ تونے اپنے بادشاہ کی عزت کا اور اپنی
نمک خواری کا نہ کیا بیباکانہ میری دختر کی یون خواستگاری کی مجکو سخت صدمہ دیا کیا کہون تو ملازم قدیم ہے
ورنہ تجھے ابھی قتل کرتا اِسوقت کی تیری تقریر کی تجھے سزا دیتا اب صرف یہی سزا دیتا ہون کہ باوجود اقرار
کرنے کے تجھے اپنی دختر نہ دونگا ہر چند کہ مین نے تجھ سے وعدہ کیا تھا مگر اب ہرگز ہرگز ایفاے وعدہ نہ کرونگا
کیونکہ اول تو تونے صبر نہ کیا سر دربار مجھے ذلیل کیا دوسرے تو اپنی لیاقت پر نظر کر اور ہماری عزت پر
نظر کر تو ایک ذرہ ہی اور ہم بمنزلۂ آفتاب کے ہین نہین ہوسکتا کہ تجھ ایسے ذلیل و ادنے کو ہم اپنی دختر حوالے
کر دین تیسرے یہ کہ مجھے مقدمۂ دختر مین بخوبی دخل نہین ہی وہ خود مختار ہی جسکو وہ چاہے قبول کرے اور
جس شخص سے چاہے ہمبستر ہو بس اور زبان درازی دور ہو میرے سامنے سے مدعا تیرا بر نہ آئیگا ملک اردوان
نے برہم ہوکے کہا اے بادشاہ دورنگو و اے شاہ نا منصف تونے اقرار کرکے انکار کیا اچھا نہ کیا مجھ ایسے اپنے دوست کو اپنا
دشمن بنایا برا کیا دیکھ اب بھی ایفاے وعدہ کر خلاف اقرار نہ کر ورنہ پچھتائیگا ملک ترسی نے بقہر و غضب
عالم نشۂ شراب مین جواب دیا او نمک حرام و خواہان آبرو و عزت بیشک مین نے اقرار کیا تھا لیکن بمصلحت
اقرار کیا تھا اور وہ مصلحت وقت یہ تھی کہ تو وصل ماہ طلعت کے لالچ سے ضرور بدیع الملک کو بیہوش
کرکے لے آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا مطلب میرا نکل گیا وہ وقت گیا وہ بات گئی اگر تو میرا دشمن ہو جائیگا
تو کیا کر لیگا مین ہرگز اپنی دختر کو تجکو نہ دونگا یہ کہکر ملازمون سے کہا اِس نابکار کو مار پیٹ کے گردن اسکی
پکڑکے ہمارے دربار سے نکالدو ملازمون نے حسب الحکم ملک اردوان کو زدوکوب کرکے نہایت
ذلت سے دربار سے نکالدیا وہ آبدیدہ ہوکر ملک ترسی کو کلمات سخت کہتا ہوا اپنے خیمہ کیطرف گیا جب
خیمہ مین پہونچا تا دیر سر بزانو بیٹھا رہا فکر مین غوطہ زن ہوا فکر کرتا رہا کہ اب کیا تدبیر کرون کہ گوہر آرزو ہاتھ
آئے یعنے ملکہ ماہ طلعت سے وصل ہو اور ملک ترسی کی شر سے محفوظ رہون کہ یہ دشمن ہو گیا ہی بعد فکر
بسیار ذہن مین آیا کہ دین اہل اسلام کا بہت اچھا ہی اور یہ لوگ بھی اچھے ہین کیونکہ اکثر سنا ہی اور دیکھا ہی کہ
مسلمان راست گو ہین اور اہل کمال کے قدردان ہین اپنے محسن سے بہ نیکی پیش آتے ہین لہذا انکے ساتھ نیکی
کرنا چاہیے اور ایسا احسان کرنا چاہیے کہ امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام اُس احسان کے عوض مین
میری محبوبہ کو حتے الامکان مجھ سے ملادین اور خطا میری معاف کرین مجھ سے خوش ہون یہ خیال کرکے
ایک نامہ جانب ملک ترسی پلاس پوش سے فیروزہ گرد اپنے شاگرد رشید کو اِس مضمون کا لکھا کہ اے
فیروزہ گرد تو اکیلا سرداران لشکر اسلام کی حفاظت و حراست نہ کر سکے گا عیاران لشکر اسلام یہان سے روانہ
ہوے ہین وہ تجھ سے جس طرح ممکن ہوگا سردارون کو چھین لینگے یا عیاری کرکے تجکو قتل کرکے سردارونکو
رہا کرکے لیجائینگے لہذا تجکو لازم ہی کہ جسوقت یہ نامہ تیرے پاس پہونچے خبردار آگے نہ جانا سردارون کی بخوبی
حفاظت کرنا ہم تیرے اُستاد ملک اردوان کو ہی کو روانہ کرتے ہین جب وہ تجھ تک پہونچے تب
آگے روانہ ہونا تو ہر چند ہوشیار ہی لیکن اُستاد تیرا اگر تیرے ہمراہ ہوگا تو عیاران لشکر اسلام عیاری نہ کر
سکین گے سردارون کو رہا کرکے لے نہ جاسکین گے جب اِس مضمون کا نامہ لکھ چکا سرنامہ پر مہر ملک

ترسی کی کرکے اپنے ایک شاگرد مسمی نسیم تیزرو کے حوالے کیا اور کہا یہ نامہ جلد تر لیجانا اثناے راہ مین کہین توقف نہ کرنا جس جگہ فیروز گرد سے ملاقات ہو یہ نامہ اُسے دیدینا اور یہ کہنا کہ یہ نامہ مجھے ملک ترسی نے دیا ہی سواے اسکے کچھ نہ کہنا اُسنے عرض کیا اُستاد ایسا ہی ہوگا جو آپ نے ارشاد کیا ہو وہی کرونگا یہ کہکر وہ روانہ ہوا ناظرین دفتر پر واضح ہو کہ ملک اردوان کوہی نے جو مہر سر نامہ پر ملک ترسی کی کردی یہ مقام اعتراض نہین ہی کہ اسکے پاس مہر بادشاہ کہان تھی قاعدہ عیارون کا ہی کہ مہرین بادشاہون کے نامون پر دیکھکر اُنکو دوسرے کاغذ پر اُتار لیتے ہین اور ویسی ہی مہر تیار کر لیتے ہین بروقت ضرورت اُنھین مہرون سے کام نکالتے ہین عیاری کرتے ہین اگر ملک اردوان نے بھی بطریق و بطرز عیاران مہر ملک ترسی کی بھی کسی طور سے مہیا کر کے نامۂ مذکور پر کردی تو کیا جاے عجب ہی الغرض آمدم بر سر مطلب جب ملک اردوان کوہی اپنے شاگرد کو نامہ دیکر سوے فیروز گرد روانہ کر چکا دوسرے روز خود بھی اُسیطرف روانہ ہوا پہلے نسیم تیزرو پاس فیروز گرد کے پہونچا نامہ اُسے دیا اُسنے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر اُسی جگہ قیام کیا بعد دو روز کے ملک اردوان کوہی بھی پاس فیروز گرد کے پہونچا فیروز گرد نے کہا اُستاد مین تو آپ کے آنے کا منتظر تھا نامہ بادشاہ کو وہ شفق کا نسیم تیزرو نے مجھے لاکے دیا تھا اب وقت شام کا ہی اسوقت یہان سے کیا کوچ کرون صبح کو یہانسے کوچ کرونگا آپ تشریف لائے خوب ہوا اب خوف عیاران لشکر اسلام کا نہ رہا یہ کہکر خاموش ہوا ملک اردوان نے کہا آج کی شب بہت ہوشیار رہنا مین بھی خبردار رہونگا ہمراہ سوارون کے حفاظت ان سردارون کی کرونگا تو بھی میرے ہمراہ رہنا سُنا ہی کہ بہت سے عیاران لشکر اسلام واسطے رہا کرنے ان سردارون کے اس طرف آئے ہین اُسنے کہا مین ضرور ہمراہ آپ کے حفاظت ان سردارون کی کرونگا کیا مجال عیاران لشکر اسلام کی کہ میری اور آپ کی موجودگی مین وہ یہان آکے عیاری کرین اور ان سردارون کو رہا کر کے لیجائین غرض انھین باتون مین اور کھانے پینے مین اور بادہ کشی مین ایک پاس سے زیادہ شب گذری ملک اردوان فیروز گرد کو ساتھ لیکے واسطے حفاظت سرداران مذکور کے اُٹھا ان دونون کے ہمراہ تھوڑے سوار بھی ہوے باقی سوار اپنے فرش خواب پر سو رہے ملک اردوان گرد ان سردارون کے تا دیر پھرا کیا بعدہ سوارون سے کہا تم ان سردارون کی حفاظت کرو ہم بھی اپنے شاگرد کے اس طرف براے سیر جاتے ہین تھوڑی دیر مین آتے ہین یہ کہکے فیروز گرد کو ہمراہ لیکے جانب صحرا گیا جب اُن سوارون سے دور نکل گیا ایک درخت کے نیچے بیٹھا فیروز بھی بیٹھ گیا ملک اردوان کوہی نے کہا اے فیروز گرد تجھ سے اسوقت ایک بات کہین اگر تو منظور کرے تو خوب ہی مین تجھ سے بہت خوش ہونگا اُسنے کہا اُستاد کہو وہ بات کیا ہی ملک اردوان نے کہا اے فیروز آگاہ ہو کہ ملک ترسی نہایت نالائق بادشاہ ہی ہماری قدر نہین کرتا ہی کیسی کیسی ہم اور تم عیاریان کرتے ہین انعام نہین دیتا ہی سوا اسکے اسکا دین بھی اچھا نہین ہی افسوس ہی ہم آجتک گمراہ رہے اپنے معبود حقیقی کو سجدہ نہ کیا اب خیال آیا کہ دین اہل اسلام کا اچھا ہی اور یہ مسلمان اہل کمال کے قدردان ہین لہذا ہم چاہتے ہین کہ تو ان سردارون کو رہا کرے اور انکے ساتھ اور میرے ہمراہ لشکر اسلام مین چل وہان پہونچکر دین اسلام سے مشرف ہو امیر ثانی تجھ سے اور ہمسے بہت خوش ہونگے انعام کثیر دینگے علاوہ انعام کے دولت دین حاصل ہوگی اس تدبیر سے اور اس عمل سے دولت دنیا و عقبیٰ دونون تجکو اور ہمکو حاصل

ہو گی اُسنے جواب دیا اُستاد ہر چند مین آپ کا شاگرد ہون لیکن خلاف حکم ملک ترسی بلباس پوش ہرگز نہ کرونگا آپ کے نزدیک وہ نالائق ہی اور دین اُسکا بہت اچھا ہی آپ کے نزدیک دین مسلمانون کا بہتر ہی میرے نزدیک سب دینون سے بدتر ہی آپ کہتے ہین کہ بادشاہ کو وہ شفیق قدردان نہین ہی اہل اسلام قدردان ہین مین آپ کے قول کے برعکس جانتا ہون مجھسے یہ نہوگا کہ مین سردارون کو رہا کر دون اور دین اسلام قبول کرون لشکر مین اہل اسلام کے جاؤن اپنے مالک و آقا سے منحرف ہون نمک حرامی اختیار کرون آپ بھی اس ارادے سے باز آئیے ورنہ پچتائیے گا اپنے دین سے بھی بیدین ہو جیے گا اور کچھ دولت دنیا نہ ملے گی اے اُستاد اگر اور کوئی بات ہوتی تو مین قبول کرتا یہ بات تو ہرگز قبول نہ کرونگا خواہ آپ کو مجھسے ملال ہو ملک اردوان نے کہا او نالائق تجکو ہمارے کہنے کا کچھ خیال نہوا کچھ پاس و لحاظ ہمارا نہ کیا شاگرد ہو کر اُستاد سے اپنے سرکشی کی بس خلاف شرافت یہ فعل تجھسے ظاہر ہوا مجکو تجھسے صدمہ پہونچا اسوقت دل یہ چاہتا ہی کہ تجھے قتل کرون اُسنے برہم ہو کے جواب دیا اُستاد بس چپ رہو زیادہ کلمات سخت نہ کہو ورنہ مین بھی کہونگا تم مجکو کیا قتل کروگے کیا مین کچھ تمسے نرم ہون یہ کہکر اُٹھا اور خنجر کمر سے کھینچکر کہنے لگا بہتر یہی ہی کہ تم میرے ساتھ نہ چلو اسی وقت سمت لشکر بادشاہ یا جانب سپاہ امیر ثانی چلے جاؤ ورنہ اسی خنجر سے تمکو قتل کر دونگا اگر تم میرے ساتھ ہمراہ سردارون کے چلوگے یقین ہی کہ اثناے راہ مین مجھے غافل دیکھکر یا مجھے بیہوش کر کے سرداران لشکر اسلام کو رہا کر دوگے اب مین تمکو اپنا دشمن اور اپنے بادشاہ کا بدخواہ جانتا ہون ملک اردوان کو بھی اُسکی گفتگو سے سخت غصہ آیا اور نہایت برہم ہو کے خنجر کمر سے کھینچکر اُٹھا اور کہا او نابکار ہوشیار ہو جا کہ اسی خنجر سے تجھے قتل کرونگا وہ بھی برہم ہو کے آمادۂ جنگ ہوا خنجر چلنے لگا تا دیر اُستاد اور شاگرد دلڑے آخرکار ملک اردوان نے اُسے زخمی کیا وہ بوجہ زخم کاری کے زمین پر گرا ملک اردوان نے اُسکے سینہ پر چڑھکر خنجر سے سر اُسکا کاٹ لیا پھر سر اور لاش اُسکی ایک جھنڈی مین ڈالکر جانب سرداران محبوس روانہ ہوا جب وہان پہونچا سوارون نے پوچھا فیروز گرد کہان گیا ملک قریبی نے جواب دیا ہمنے اُسے جانب لشکر ملک ترسی بضرورت روانہ کر دیا ہی سوار یہ سُنکے خاموش ہو رہے بعد تھوڑی دیر کے ملک اردوان کو بھی نے کہا تم لوگ دیر سے حفاظت کر رہے ہو اب سو رہو مین جاگتا ہون حفاظت کرونگا وہ سوار خوش ہو کے اپنے بسترون پہ جا کے سو رہے ملک اردوان نے سب سوارون کو غافل دیکھکر جملہ سردارون کو قید سلاسل سے رہا کر دیا بیڑیان اور طوق و زنجیر وغیرہ اُنکے تنون سے دور کر کے دست بستہ سب سے کہا اب آپ اپنے لشکر کیطرف چلیے مین ہمراہ رکاب ہون سرداران مذکور اُس سے خوش ہو کر چاہتے ہین کہ اپنے لشکر کی طرف روانہ ہون ناگاہ تھوڑے سوار بیدار ہوے اُنھون نے سردارون کو رہا دیکھکر ملک اردوان سے پوچھا ان سردارون کو کسنے رہا کر دیا اُسنے جواب دیا ہمنے رہا کیا ہی اب تمکو چاہیے کہ آمادۂ جنگ نہو انکی اطاعت اختیار کرو وہ برہم ہو کے بسترون سے اُٹھ کے تلوارین علم کر کے آمادۂ جنگ ہوے سرداران لشکر اسلام نے اُنکو برسر فساد دیکھکر اُنھین سواران صف آرائی تلوارین اُٹھا کے نعرے شیر آسا کر کے کہا اے سواران نابکار دیکھو آمادۂ کارزار نہو ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل ہو گے اُنھون نے کہا ہم تمکو زندہ جانے نہ دینگے یہ کہکر حملہ ور ہوے اس طرف سے جملہ سردار تہور شعار بڑھے تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر مین بہت

سے سواروں کو قتل کیا آخر کار باقی ماندہ سوار طالب امان ہوے سرداروں نے جنگ سے ہاتھوں کو روکا وہ
سب سوار دست بستہ حاضر خدمت ہوے اور کہا ہماری خطا عفو کیجیے اور ہمین مسلمان کیجیے ہمکو یقین ہوا کہ دین
آپ صاحبون کا اچھا ہی خدا آپ کا آپ کی مشکل مین مدد کرتا ہی دشمن کو دوست بنا دیتا ہی ملک اردوان
آپ صاحبون کو بیہوش کر کے لایا تھا اب اُسی نے بحکم آپ کے خدا کے رہا بھی کر دیا سرداروں نے خوش
ہو کے اُن سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور کچھ عقائد دین تعلیم کیے بعد اسکے ملک اردوان کوہی نے بھی
عرض کیا مجھے بھی دولت دین سے مالا مال کر دیجیے سرداران مذکورہ نے اُسکو کلمۂ شہادت تلقین کیا وہ کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعد مسلمان ہونے کے عیاران مذکورہ نے عرض کیا اب آپ اپنے لشکر مین تشریف
لیچلیے سرداران مذکور اُسکی رائے پسند کر کے مقتول سواروں کے مرکبون پر سوار ہو کے ملک اردوان
کوہی اور سواروں کے ساتھ جانب لشکر امیر چلے

داستان طبل جنگ بجوانا ملک ترسی پلاس پوش کا اور آنا نقابدار گوہر پوش کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ
خون سے آئے نظر زمین گلگون
مین دکھاؤن جو معجز تحریر
نہ رہے ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی
ہند مین ہون امین رمز پرواز
اب دکھاتا ہون اپنی جانبازی

تا لکھون نشہ مین مین حال جنگ
پڑھنے والا بھی سُنکے دنگ رہے
جان پڑ جائے بول اُٹھے تصویر
نہ رہے سُنکے بلبلون کو ہوش
صدقے ہو روح بلبل شیراز

وہ سناؤن تجھے نئے مضمون
انوری سے بھی منہ پہ رنگت ہے
مین دکھاؤن جو طبع کی گرمی
شمع طور کلیم ہو خاموش
نہین آتی مجھے سخن سازی

کاتبان حال جنگ و جدال و محرران حالات میدان قتال اس
داستان بدیع المثال کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب ملک ترسی پلاس پوش اُن سرداران لشکر اسلام
کو جنکو ہنگام جنگ اسیر کیا تھا اور اُن بہادران نامی کو جنھین ملک اردوان کوہی بعیارہی بیہوش کر کے
لایا تھا ہمراہ فیروز گرد کے سمت مسکن ملکہ ماہ طلعت جادو روانہ کر چکا اور ملک اردوان کوہی
کو بسبب اُسکی تقریر ناخوش کے اپنے دربار سے بصد ذلت نکلوا چکا اور یہ خبر ہرکارون سے سن چکا کہ ملک
اردوان کوہی دربار سے نکلکر کسی طرف چلا گیا ہی ایک روز عالم نشۂ شراب مین سر دربار کہنے لگا افسوس
ہزار افسوس عمرو ثانی عیاری کر کے خفتان لیگیا ہی اگر نہ لیجاتا تو مین بیخوف و خطر طبل جنگ بجوا کر اہل
اسلام سے مقابلہ کرتا سرداران لشکر اسلام کو قتل و زخمی کرتا اکثر دلیرون کو اسیر کرتا اگر حمزہ ثانی یعنی امیر
ثانی بھی مجھ سے مقابلہ کرتے تو اُنکو بھی زخمی کر کے اسیر کرتا بادشاہ لشکر اسلام کو شکست فاش دیتا لشکر اسلام
کو تباہ و برباد کر دیتا چراغ لشکر اہل اسلام کا گل کر دیتا خداوند کو خوش کرتا حوصلہ دل کا نکالتا مسلمانون کو
عذاب الیم سے قتل کرتا اب بیخوف ہو کے طبل جنگ بجوا نہین سکتا نامی پہلوان جنگ مین کام آچکے دختر میری
اپنے قصر کیطرف بدیع الملک کو لیکر جا چکی ہی اگر وہ یہان ہوتی تو اُس سے اور کوئی شئے مانند خفتان مذکورۂ بالا
طلب کرتا بعدہ طبل جنگ بجواتا مسلمانان قوی بازو سے سر دست لڑتا دل بہت چاہتا ہی کہ طبل جنگ بجوا دیے مگر
ڈرتا ہون کہ کہین میرے لشکر کو شکست نہو یہ کہکر خاموش ہوا اگرگ تیز دندان کہ زخم سر اسکا اچھا ہو چکا ہی
اپنے دنگل سے اُٹھکے کہنے لگا اے بادشاہ فلک جاہ اگر بہت لڑنے کو دل چاہتا ہی تو میرے نام پر طبل جنگ

تماشا میری لڑائی کا دیکھیے مین نے بھی حضور کا نمک کھایا ہی حق نمک ادا کرون دشمنون سے حضور کے لڑون اُنھین قتل کرون ملک ترسی نے خوش ہو کر اپنے ملازمون سے کہا ابھی بنام گرگ تیز دندان طبل جنگ بجواو صبح کو ہم مع فوج گران میدان مین جائین گے گرگ تیز دندان دلیرانہ لڑیگا اسکی جنگ دیکھین گے ملازمون نے حسب الحکم اُسی وقت طبل جنگ لشکر ضلالت نشان مین بجوایا جسوقت آواز طبل رزمی لشکر کفار سے بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر رسانی معین تھے صدائے طبل جنگی سُنکے فی الفور اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوے اور لشکر مین اُسوقت پہونچے کہ بادشاہ حارث ابن سعد بالاے تخت حکومت جلوہ فرما تھے امیر اپنے دنگل پر مانند شیر غضبناک کے بیٹھے ہوے تھے سرداران لشکر بھی اپنے اپنے دنگل پر بصد ادب بیٹھے تھے دربار بخوبی تمام آراستہ تھا جو سردار لشکر مین نہ تھے اُنکے دنگلون پر غاشیے پڑے تھے عیاران لشکر اسلام بھی اپنی اپنی جگہ کھڑے تھے عمرو ثانی کرسی ہدہد پر بیٹھا ہوا تھا بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے کہ ملک ترسی نابکار نے نہین معلوم ہمارے لشکر کے سردارون کو عیار سے بیہوش کرا کے اور کچھ سردارون کو زخمی و اسیر کر کے کہان روانہ کر دیا ہی کچھ حال اُنکا معلوم نہین ہو تا کہ اُنکی رہائی کے باب مین کوشش کیجائے یا تو کوئی سردار مع فوج گران جاوے یا کوئی عیار برائے رہائی روانہ ہو افسوس دنگل اُن دلاورون کے خالی ہین نہین معلوم وہ قتل ہو گئے یا کہین اسیر ہین کیونکر اُنکا حال دریافت ہو ملک ترسی نے بعد اسیر و زخمی کرنے چند سردارون کے طبل جنگ ہی نہین بجوایا ہی شاید خفتگان سحر کے نہ ہونے سے طبل رزمی نہین بجوایا ہی دل گھبراتا ہی ہنوز امیر ثانی نے کچھ بھی بجواب بادشاہ موصوف عرض نہ کیا تھا ناگاہ چند ہرکارے بارگاہ سلیمانی مین آئے اُنھون نے پہلے مجرا گاہ سے بصد ادب مجرا کر کے زمین ادب کو بوسہ دے کے اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام اپنی زبان پر جاری کی کہ بمصداق نظم

ترا بحبل متین است اعتصام چہ باک
کہ آفتاب چو پروانہ خواہد از وی نور
فراست تو چو افگند نور در عالم
ز عجز ضعف چہ شد ہو شمر ویل عصفور

اگر گسستہ شود رشتہ سنین و شہور
نہال جاہ تو زان جوشن فتنہ ست نما
نماند در تتق غیب ہم سر مستور
ہمیشہ تا نتوان کرد حصر دور فلاک

چراغ بخت تو زان شمع برفروختہ اند
کہ از ترشح او حاصل آمدست بحور
ہمائے ہمت تو کرگسان گردون را
ترا چو دور فلک باد عمر نا محصور

بعدہ اِسی طرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ اِسوقت ملک ترسی نابکار نے بنام گرگ تیز دندان طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ کل صبح کو میدان جنگ مین آکے خدام سرکار دولت مدار سے مقابلہ کرے سوائے اس خبر شر کے خیریت ہی بادشاہ نے یہ خبر ہرکارون سے سُنکے جانب امیر دیکھا امیر ثانی نے باقی الضمیر بادشاہ موصوف سے آگاہ ہو کے ہرکارون سے فرمایا نقارہ نوازون سے کہدو کہ بامید عنایت و مدد الٰہی چوب نقارۂ رزمی پر لگائین وہ ہرکارے ہمراہ عمرو ثانی نقارہ نوازون کے پاس گئے حکم امیر ثانی سے اُنھین آگاہ کیا اُنھون نے حسب دستور لشکر اسلام کچھ اشرفیان عمرو ثانی کو نذر دین بعدہ بسم اللہ کہکے چوب اُٹھا کے نقارۂ جنگی پر لگائی آواز نقارۂ رزمی سے ایسی نکلی کہ زمین مانند زلزلہ کے جنبش مین آئی گنبد فلک تھرایا جانوران صحرا خوف سے بھاگے لشکریان ہر دو سپاہ صدا سے طبل و آواز نقارۂ جنگی سُنکے سمجھ گئے کہ کل صبح کو پھر میدان مین حریفون سے لڑائی ہو گی یہ سمجھ کے جو جو بہادر تھے وہ تو اُسوقت سے سامان و تیاری جنگ مین مصروف و مشغول ہوے کوئی دلاور اپنی تلوار کو صیقل

سے زیادہ آبدار و صاف کہنے لگا کوئی اہل اسلام سے اپنے نیزہ کو درست کرنے لگا کوئی جری اپنی کمان کو درست کرکے تیرون کو ترکش مین بھرنے لگا کوئی شجاع اپنی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر کسی جری سے مخاطب ہوکے کہنے لگا یہ وہ تلوار ہی کہ جب سر دشمن پہ مانند برق کے گرتی ہی خرمن ہستی بدخواہ کو جلاکر خاک کر دیتی ہی اور یہ وہ تلوار مانند آئینہ کے صاف ہی کہ اسمین عدو کو چہرۂ عروس اجل نظر آتا ہی دیکھنا اسی تلوار سے کافران نابکار کو ہم کیونکر قتل کرتے ہین کوئی دلاور کسی صف شکن سے کہتا تھا کہ للّٰہ الحمد و المنہ صداے نقارۂ جنگی کان مین آئی چند روز سے لڑائی موقوف تھی کیا دل بیتاب تھا اب امید بر آئی صبح کو حریفون سے دلیرانہ لڑینگے بڑھ بڑھکر دشمنونکو قتل کرینگے بار بار نعرے شیر کے مانند کرینگے قدم آگے بڑھاکے پیچھے نہ ہٹائین گے خوشی سے زخم تیغ و تیر صدر سینہ پر کھائین گے زخمی ہونگے لہو مین نہائین گے اگر زندہ رہے تو فہو المراد ورنہ سرخرو ہوکے دنیا سے جائین گے حق نمک اپنے مالک و آقا کا ادا کر جائین گے اگرچہ ہم لڑکر کافرون سے مرجائین گے مگر بوجہ اسکے کہ لوگ ہماری شجاعت کا چرچا کرینگے گویا زندہ رہین گے وہ صف شکن اُس سے کہتا تھا یہی اپنا بھی ارادہ ہی دعا کرنا چاہیے کہ خدا ہمکو اور تمکو ہنگام جنگ ثابت قدم رکھے تلوار کی آنچ نہایت تیز ہی وہ لوگ بڑے بہادر ہین جو اسکی آنچ کے متحمل ہوتے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے ہین گرمی بازار جنگ سے نہین ڈرتے ہین ثابت قدمی اختیار کرتے ہین کوئی جری کسی دلاور سے اسطرح کہتا تھا دیکھیے کل وقت سحر کیا ہوتا ہی مشہور ہی جنگ دو سردار کس کی فتح ہوتی ہی کس کو شکست حاصل ہوتی ہی کوئی غالب ہوتا ہی کوئی مغلوب ہوتا ہی کوئی زندہ رہتا ہی کوئی قتل ہوتا ہی مقام تردد ہی خداوند عالم ہم اہل اسلام کو کفار پر فتحیاب کرے دین اسلام کو ترقی ہو کفر کو زوال ہو کفار دین اسلام قبول کرین یا قتل ہون کوئی دیندار کسی عارف سے کہتا تھا اے برادر کل ہنگام سحر کفار سے لڑائی ہوگی تیاری جنگ تو کر چکے ہین تلوار کو صیقل کر چکے ہین زندگی کا اعتبار نہین ہی کیا معلوم کل ہنگام جنگ کافرون کے ہاتھ سے قتل ہونگے یا زندہ رہین گے بس بہتر و مناسب یہ ہی کہ یہ شب یاد الٰہی مین بسر کرین توبہ و استغفار کرین واسطے مغفرت کے خدا سے دعا کرین زاد راہ عدم کچھ تو مہیا کرلین عارف مذکور جواب دیتا تھا جزاک اللّٰہ عاقل کو ایسا ہی خیال کرنا لازم ہی دنیا مین تو چند روز رہنا ہی اسکی کیا محبت ہان جہان مدام رہنا ہی وہاںکی البتہ فکر چاہیے دنیا سے کچھ ایسے اسباب راحت وہان لیکر جانا چاہیے کہ سبب سے وہان آرام سے بسر ہو لشکر اہل اسلام مین تو جملہ بہادر و دیندار ایسی ہی تقریر کرتے تھے اور اکثر ذکر خدا مین تر زبان تھے لیکن اب لشکر کفار ضلالت آثار کا احوال لکھا جاتا ہی کہ جسوقت سے طبل جنگ بجایا گیا تھا جو لوگ بہادر تھے وہ تو تیاری جنگ مین بشوق مصروف تھے باہم کہتے تھے کہ ہمکو اہل اسلام سے بہت تعصب ہی یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہین انکو قتل کرنا ثواب عظیم ہی اور انپر رحم کرنا اور زندہ چھوڑنا گناہ ہی ہم انکو ہنگام مقابلہ اس طرح قتل کرینگے کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا بھی اگر انکے حال کو دیکھین گے تو افسوس کرینگے بعد قتل کرنے کے بھی انکی روح اور انکے جسمون صدمے پہونچائین گے انکے سامنے سے پیچھے نہ ہٹین گے اگرچہ زخمی ہون یا قتل ہون اور جو لوگ بزدل تھے وہ باہم کہتے تھے ہمتو فوج مین نوکری کرکے بہت پچھتاتے ہین ہر وقت یہان سامنا اجل کا ہر روز سامان جنگ ہوتا ہی طبل جنگی بجایا جاتا ہی سامنا دشمنون سے ہوتا ہی تلوار چلتی ہی کشت و خون ہوتا ہی گرمی بازار اجل سے دل گھبراتا ہی خیال قتل و مرگ سے خون تن مین خشک ہوا جاتا ہی مرنے سے ڈرتے ہین ہمتو زندگی کو پسند کرتے ہین یہ لوگ نہایت

جاہل ہین کہ آبرو و عزت پر نظر کرکے مرجانا قبول کرتے ہین ہم جاہل نہین ہین کہ دیدہ و دانستہ جان عزیز کا خیال نہ کرین آبرو پر نظر کرین ہمارے نزدیک عزت و آبرو کیا چیز ہے جو کچھ ہے وہ جان ہے اگر جان نہین تو کچھ بھی نہین لہذا ایسی نوکری سے باز آئے انتہاب جو ہوا وہ ہوا فوج مین رہے تلوار سپر باندھی گھوڑے پر سوار ہوے اب محنت مزدوری کرکے زندگی بسر کرینگے یہ باتین کرکے لشکر سے ہر حیلہ و بہانہ سے نکل نکلکر اپنے اہل و عیال کیطرف جاتے تھے جو لوگ بہادر تھے اُنھین جاتے ہوے دیکھکے پوچھتے تھے اسوقت کہان جاتے ہو وہ کہتے تھے ہم ابھی آتے ہین براے سیر جاتے ہین بہادران لشکر جواب دیتے تھے اب تم کیا آؤگے معلوم ہوگیا بزدل ہو خوف جان سے لشکر مین نہ ٹھہرے وقت امتحان بھاگ نکلے نمک حرام ہوگئے اپنے آقا و مالک سے بیوفائی کی جان کا خیال کیا کچھ آبرو و عزت کا لحاظ نہ کیا افسوس تم سب نے بہت بُرا کیا اپنے ساتھ اورون کو بھی بدنام کیا کہنے والے یہی کہین گے کہ مردان لشکر مالک تر سبھی بزدل ہین شب تاریک مین خوف سے جان کی بھاگے جاتے ہین خیر ہم تمکو روکتے نہین ہین اگر جاتے ہو تو جاؤ تمھارا جانا ہی اچھا ہے اگر تم نہ جاتے اور وقت جنگ سامنے سے حریفون کے بھاگتے تو یقیناً تمکو دیکھکر بہادرون کے بھی پانون اُٹھ جاتے تم اپنے ساتھ لشکر اور اہل لشکر کو بھاگنے پر آمادہ کردیتے یہ کہکر خاموش ہوے بزدل اُنکی تقریر سُنکے کچھ مُردہ ہوے اپنے مکانون کی طرف چلے گئے الغرض دونون لشکر مین بہادرون نے تیاری جنگ مین شب بسر کی بزدل خوف جان سے لشکر سے نکل گئے بہادر رہگئے جب وہ وقت آیا کہ بمقتضاے این نظم

سفیدی نے کھولا سیاہی کا رنگ
سحر نے پڑھا سورہ فجر کو
وہ کوئل کی کوکو وہ قمری کا شور
گلے توکہ مخمل پہ موتی جڑے

ہوا چرخ پر جبکہ دور شراب
بنا مالک زنگی کا ملک فرنگ
لگی چلنے باد صبا دمبدم
وہ بلبل کے نغمے پپیہے کا زور
وہ صحرا کا لطف اور چمن کی فضا

فلک نے لیا ساغر آفتاب
ورق اُلٹا والیل کا شادہو
لگے بولنے جانور بھی بہم
وہ سبزے پہ شبنم کے قطرے پڑے
درختون کا وہ وجد مین جھومنا

جملہ اہل اسلام فریضۂ سحری سے فارغ ہوکے مسلح و مکمل ہوے پھر ہمراہ سواری بادشاہ لشکر اسلام جانب نبردگاہ بصد اشتیاق جنگ روانہ ہوے بعد قطع راہ نبردگاہ پہونچے سواری بادشاہ کی رکی جملہ اہل لشکر ٹھہر گئے بادشاہ و امیر ثانی انتظار مالک تر سی کا کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ بیدین و بدیقین بھی ہمراہ اپنے خداوند اجوردشاہ او صلصال نابکار کے بجمعیت فوج کثیر میدان رزم مین آیا اُسوقت دونون لشکرون سے باشارہ دونون بادشاہان سپاہ کے بیلدار دربیلچہ بردار پھاوڑے وے اور بیلچے کاندھون پر رکھے ہوے نکلے اور درمیان مین دونون فوجون کے جاکر جھاڑی جھنڈی خار و خس پھاوڑون اور بیلچون سے دور کرکے زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جب بخوبی تمام عرصۂ کارزار کو صاف و درست کرچکے وہانسے ہٹ گئے بعدہ سقے دونون طرف سے مشکین پانی سے بھری ہوئین لیکر نکلے اُنھون نے مثل ابر باران کے باشش آب سے میدان کارزار کو تر و سرد کردیا گرد و غبار کو دفع کیا جب اس طرح درستی میدان کارزار کی ہوچکی اور سقے بھی میدان جنگ سے چلے گئے دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا علمداران ہر دو لشکر نے علم کھولے امیر ثانی چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی صفون سے بعدہ سپہ سالاری کھڑے

ہوئے علمدار نے سایۂ علم اژدہا پیکر کا سر پر کیا اُس علم سے آواز متواتر یا صاحبقران یا صاحبقران
آنے لگی سوائے اِسکے پھر ہر سے بوئے مشک و عنبر اِس درجہ نکلی کہ سارا میدان خوشبو سے بس گیا
دماغ ہر ایک کا بوئے خوش سے معطر ہوگیا اہل اسلام اُس بوئے خوش کے آنے سے درود پڑھنے لگے
ہنوز اہل اسلام بوئے خوش سے درود پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ دونون لشکرون سے کڑکیت اور نقیبا
نکل کے بیچ مین دونون لشکرون کے جا کے ٹھہرے کڑکیت اپنے جوانان لشکر کیطرف مخاطب ہوکے آواز
بلند اُنسے کہنے لگے ای جوانان لشکر شکن و ای دلیران شمشیر زن آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک عبرت سرا ہی کسی کو اِس
جگہ ثبات نہین ہمیشہ کسی کی حیات نہین کونسا گل کھلا جسکو ظلم خزان سے ضرر نہ پہونچا کونسا درخت پیدا ہوا
جو مدام سرسبز رہا فصل خزان اور جفائے تیشہ سے محفوظ رہا کون بشر دنیا مین خلق ہوا کہ جو موت سے بچا
خیال کرو سلاطین نامی و نامور دارا و اسکندر و کیقباد و افراسیاب و کیخسرو و کیکاؤس جمشید و
فریدون وغیرہ اِسوقت کہان ہین وہ اُنکی حکومت وہ سلطنت وہ اُنکا لشکر دریا موج وہ اُنکا خزانہ
وہ جاہ و حشم اُنکا اُنھین کے ساتھ تھا اب نہ وہ ہین اور نہ وہ سامان ہین باوجود اِس ملک و مال کے
وہ اِسی اجل سے مجبور و ناچار ہوئے کہ دنیا سے سوئے عدم چلے گئے حکمائے حاذق علاج سے اور
خراج ملک و مال و زر و جواہر کے صرف کرنے سے بھی پنجۂ گرگ اجل سے نہ بچے آخر شکار گرگ اجل ہوگئے
ملک و مال خزانہ بیشمار چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے چلے گئے سوائے کفن کے مال دنیا سے کچھ بھی نہ لے گئے
زندگی مین فرش نرم و نازک پر خواب کرتے تھے شمعہائے مومی و کافوری کی روشنی مین شب بسر کرتے تھے
اندھیرے مین گھبراتے تھے گرد و غبار سے بچتے تھے بعد مرگ وہی زیر خاک نہان ہوئے ہزارون من
مٹی اُنکے عزیزون اور دوستون نے اُنپر ڈالدی یہ بھی نہ خیال کیا کہ یہ شاہان اولوالعزم و نازک مزاج ہین
گرد و غبار سے انکے اجسام کو بچائین خاک مین اُنکو نہ چھپائین ہائے وہ عزیز و احباب اُنکے کیونکر ایسا کہتے
کہ حکم برائے میت یہی ہی کہ بعد مرگ خاک مین چھپا دو گوشۂ قبر مین میت کو لٹا دو تختے لگا کے قبر بند کردو وہان سے
ہٹ جاؤ بس انھون نے بھی ایسا ہی کیا اُنکو موافق حکم قبر مین نہان کر دیا نشان قبر بنا دیا اب اُنکی قبرین
بھی ظاہر نہین ہین نشان قبرون کے مٹ گئے ہین اگر کسی بادشاہ کی قبر کہین ہی تو اُسے دیکھکر چشم پر نم ہوتی ہی
دل اُنکے حکومت و جاہ و حشم کا خیال کرکے غمگین ہوتا ہی کیونکہ قبر سراسر شکست نظر آتی ہی چادر گل ادھر
شمع فیروزان سے خالی پائی جاتی ہی کوئی دلسوز مانند شمع اُس قبر پر دل بھی نہین جلاتا ہی کوئی صاحب قبر کو بادشاہ
جان کے تحفہ ثواب بھی نہین دیتا ہی وہ باوجود بادشاہ روئے زمین ہونے کے بعد مرگ محتاج ثواب ہین
اپنے اعزا اور احباب سے طالب خیر و ثواب ہین ایسی جگہ جا کر سکونت پذیر ہوئے ہین کہ وہان خود کوئی کار
خیر کر نہین سکتے اپنے امراض انواع و اقسام عصیان کا کچھ علاج کر نہین سکتے زیر خاک پڑے ہین کسی کو
اپنے پاس بلا نہین سکتے اور کوئی فرد بشر سے اُنکے پاس جا نہین سکتا کسی سے وہ کلام کر نہین سکتے نہ کوئی
اُنکی تقریر سن سکتا ہی ایسے خواب مین ہین کہ کوئی بشر اُنکو جگا نہین سکتا اور نہ وہ خود جاگ سکتے ہین افسوس
ہزار افسوس وہ قبور مین کیسے مجبور و ناچار ہین کیڑے اُنکے گوشت و پوست کو کھاتے ہین وہ اُنھین دور بھی
کر نہین سکتے جس کروٹ لیتے ہین سوائے اُسی کروٹ کے برعکس اُسکے کروٹ بدل نہین سکتے ہر چند کوئی
اُنکو پکارے جواب نہین دیتے لاکھ کوئی روئے اور اپنا حال عرض کرے اُنکو خبر بھی نہین ہوتی کہ کون ہماری

قبر پر آیا ہو کون ہمین یاد کر کے روتا ہو سوا ے اُن بادشاہان گذشتہ کے کہ زور آوران روے زمین و پہلوانان قوی ہیکل کو یاد کرو کہ وہ کہان ہین رستم و اسفندیار سہراب و برزو و فرامرز گیو بیژن وغیرہ دلیران ایران کے کچھ کہین نشان ہین ہان نام اُنکے بوجہ اُنکی شجاعت و بہادری کے زبان زد خلق ہین لیکن قبرون کا نشان بھی نہین ہو زندگی مین زور آزما تھے کسی کو دباتے تھے بعد مرگ خاک نے دبا گئے کچھ بس نہ چلا ذرا بھی قوت و شجاعت کام نہ آئی زندگی مین در قلعہ توڑتے تھے بعد فنا قبر کے تختے بھی نہ ہٹا سکے گئے علاوہ اُنکے تم اپنے بزرگون کو یاد کرو اِسوقت تمھارے آبا و اجداد جو نامی و گرامی تھے اور جنکی دلاوری و شجاعت مثل آفتاب عالمتاب روشن تھی کہان ہین تمکو چھوڑ کر مجبوری سے چلے گئے اور ایسی جگہ گئے کہ جہان سے اب آنہین سکتے نہ تم اُنکو دیکھ سکتے ہو نہ وہ تمکو دیکھ سکتے ہین اجل سے ایسے بے حس و حرکت زیر زمین پڑے ہین کہ مطلق حرکت بھی کر نہین سکتے جنکو بہت دوست رکھتے تھے اب اُنکا خیال بھی نہین کرتے ہین مقراض موت نے رشتۂ محبت کو بھی ہمراہ رشتۂ جان کے قطع کر دیا ہو کبھی وہ کسی کو یاد بھی نہین کرتے ہین جس طرح وہ کسیکو اپنے اعزا و احبا مین سے یاد نہین کرتے اسی طرح کوئی اُنکو بھی دنیا مین یاد نہین کرتا چونکہ وہ بہادر تھے اکثر دلاوری و بہادری اُنسے ظہور مین آئی تھی اِسی سبب سے ہم اور اکثر مردم اُنکو یاد کرتے ہین تعریف اُنکی شجاعت و بہادری کی کرتے ہین اگر وہ اِس کشت زار یعنے دنیاے ناپائیدار مین تخم شجاعت و بہادری نہ بو جاتے تو کبھی شجر بار آوری پیدا نہوتا اور ثمر خوبی نہ دیتا بس تمکو لازم و مناسب ہو کہ گذشتہ کا خیال کر کے اور موت کے آنے کا یقین کر کے اپنے آبا و اجداد کیطرح اِس دنیا مین امور نیک کرو تاکہ بعد مرگ تمکو بھی اہل جہان ساتھ نیکی کے یاد کرین فرزند سعید وہی فرزند ہو جو قدم بقدم امور خیر مین اپنے پدر کے ہو تمھارے آبا نے اکثر لڑائیون مین حریفون کو دلیرانہ تہ تیغ کیا ہو قدم جنگاہ مین بڑھا کر نہین ہٹایا ہو تلوار کی آنچ سے کبھی نہین گھبرائے ہین سراپا زخمہاے کاری کھائے ہین خون مین نہائے ہین نمک حلالی ظاہر کی ہو عوض مین اپنے مالک و آقا و ولی نعمت کے جان اپنی دی ہو عزت و آبرو کا خیال کیا ہو جان دیدینا میدان نبرد مین گوارا کیا ہو دشمن کو پشت نہین دکھائی ہو تم بھی اُنھین کے فرزند ارجمند ہو لہذا آج تم بھی مانند اُنھین کے اپنے حریفون سے لڑنا اور مثل اپنے آبا و اجداد کے میدان رزم مین اپنی بہادری ہر ایک کو دکھانا جہانتک ممکن ہو قدم آگے ہی بڑھانا بڑھ بڑھ کے دشمنون کو قتل کرنا نعرے شیر آسا کرنا حتے الامکان صفین لشکر اعدا کی درہم و برہم کر دینا سردارون کو چن چن کے قتل کرنا بلکہ بہتر و مناسب یہی ہو کہ جہانتک ممکن ہو بادشاہ لشکر اسلام کو تہ تیغ کرنا جب بادشاہ ہی نہو گا اہل لشکر کیا لڑینگے میدان جنگ سے بھاگ جائینگے اُنکا مال و اسباب لوٹنا سر بادشاہ کا تیغ سے جدا کر کے اپنے بادشاہ کو نذر دینا عوض مین اِس دلاوری کے خلعت و جاگیر و انعام وافر لینا اور اگر ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہو جاؤ تو بھی اچھا ہو بہادرون مین محسوب ہوگے مانند اپنے آبا و اجداد کے دلاور و نمک حلال مشہور ہوگے لوگ تمکو بھی اُنھین کیطرح یاد کرینگے مانند رستم و اسفندیار کے تمھاری بھی دلاوری کا ذکر کرینگے دیکھو لڑنے سے اور زخم نیزہ و شمشیر و سنان کھانے سے خوف نہ کرنا آخر ایک روز مرنا ہو آج ہی مر جانا جسطرح سے ہمنے بادشاہون اور نامی پہلوانون وغیرہ کے حالات بیان کیے ہین اِسی طور سے ایک دن سب کو دنیا سے جانا ہو زیر خاک مقیم ہونا ہو تم کبتک اپنی جان کی حفاظت کروگے جب پیمانۂ عمر لبریز ہو گا

دنیا سے سوے عدم چلے جاؤگے بھاگنے سے بچ نہ جاؤگے قضا سد راہ ہوگی زمین پانون پکڑلیگی بھاگ کے
نہ دیگی حریف تعاقب کرینگے ذلت سے قتل ہوگے جان ساتھ بیغیرتی و بیحرمتی کے جائیگی اہل جہان تمکو نامردو
بزدل کہین گے اِس صورت مین کوئی بہادر او ر دلاور نہ کہے گا آگے تمکو اختیار ہی ہمنے نیک بد سے آگاہ کردیا
تم عاقل و ہوشیار ہو کچھ نادان و نافہم نہین ہماری جنس بیبہاے تقریر کو میزان عقل مین تول لو ذرا فکر و غور
سے خیال کرو کہ ہم سچ کہتے ہین یا جھوٹ کہتے ہین نقباے خوش آواز خوش گلو و خوش تقریر جو انان اہل
اسلام سے مخاطب ہوکے باواز بلند کہتے تھے کہ اے دلیران عرب و اے بہادران عالی حسب و نسب آگاہ ہو
کہ تم سب بہترین اقوام ہو مانند تمہارے کوئی قوم و قبیلہ شجاع و بہادر نہین ہی تم مین دو طرح کی قوتین ہین
ایک تو قوت ظاہری دوسری قوت باطنی قوت ظاہری تو یہ ہی کہ عنایت خدا سے تم قوم عرب ہو تمامی قومون
سے قوی تر ہو شجاعت تمہاری مشہور آفاق ہی تلوار تمہاری وہ تلوار ہی کہ جسکا لوہا ہر ایک قوم مانے ہوے
ہی دوسری قوت قوت دین اسلام ہی تمسا دنیا مین کون بہادر ہی بارہا تمھین نے کافرون کو شکست دی ہی
جب کفار سے لڑائی ہوئی ہی غلبہ اہل دین کو ہوا ہی کفار کو شکست ہوئی ہی کفار مانند یہان لات و ہبل وغیرہ
منہ کے بھل زمین پر گرے ہین بتشنے اور تمھارے آبا و اجداد نے سر انکے لاتون سے توڑے اور پھکے ہین
آج کے دن بھی سامنا کفار سے ہی دیکھو مانند اپنے بزرگون کے اِس میدان جنگ مین لڑنا کفار کو تہ تیغ
کرنا گرز ہاے گران انکے سر پر غرور پر مارنا کاسۂ سر انکے مانند سر ہاے اصنام کے چور چور کرنا نیزہ
و تیر انکے قلوب و سینہ پر کینہ پر لگانا یہ سیاہ قلب ہین نور ایمان و اسلام اِنکے دلون مین نہین ہی کوئی کور چشم
ہوتا ہی یہ لوگ کور باطن ہین خداے کون و مکان و خالق زمین و آسمان کی پرستش نہین کرتے ہین باوجود
ہدایت کرنے کے راہ کفر سے نہین پھرتے ہین ایک شیطان مجسم ملک لاچور دشاہ کو اپنا خداوند جانتے
ہین اُسکی پرستش کرتے ہین اِنکا قتل کرنا ضرور ہی یہ لوگ نہایت گمراہ ہین انپر رحم کرنا اور انکو زندہ چھوڑ
دینا ہمارے نزدیک ایک گناہ ہی لہذا وہ کام کیون کرو کہ جس سے داخل گناہ ہو ہنگام جنگ ہرگز
انپر رحم نہ کرنا دلیرانہ انھین قتل کرنا اگر یہ نابکار ارادہ بھاگنے کا کرین تو اِنکو بھاگنے نہ دینا چہار طرف
سے گھیر کر قتل کرنا آج ہی اپنی شجاعت و بہادری کو ظاہر کر دینا دیکھین آج کیونکر لڑتے ہو کن کن کافرونکو
تہ تیغ کرتے ہو کسکو نشانۂ تیر کرتے ہو کسکے سینۂ پر کینہ پر نیزہ لگاتے ہو کس پر گرز گران مارتے ہو اور پیوند
خاک کرتے ہو کسکی رگ جان کو خنجر آبدار سے کاٹتے ہو کیونکر بڑھ بڑھ کے لڑتے ہو کیونکر نعرے کرتے
ہو کیا خوب ہو کہ اگر آج لاچور دشاہ تمھارے ہاتھ آجائے اور تم اُسے چورنگ کرو اور کیا
اچھا ہو کہ ملک ترسی نابکار کو قتل کرو سر اُسکا کاٹ کر نیزہ پر بلند کرو لشکر کو اُسکے تباہ و قتل کرو
کوہ شفق پر بھاگنے لڑتے ہوے چلے چلو قلعہ پر قبضہ کرو زر و مال ملک ترسی کا لوٹ بتکدون کو
منہدم کرو یہ سب باتین امداد خدا سے کچھ مشکل نہین ہین انسان قصد کار خیر کا کرے خداوند عالم مدد
کرتا ہی وہ قادر ہی ہر شی پر فتحیاب ہوگے اگر خدا چاہیگا تو امید دلی بر آئیگی دل قوی رکھو اعانت
عنایت خدا پر نظر رکھو تم شیران بیشۂ شجاعت دلاوری ہو اگر وہ چاہے تو مور کو فیل پر غالب کردے
اُسکے قبضۂ قدرت مین کیا نہین ہی سب چیز پر اُسی کی قدرت ہی دیکھو لڑنے مین کوتاہی نہ کرنا خوف سے
جان کے پسپا نہ ہونا آخر ایک دن مرنا ضرور ہی ہمیشہ کوئی زندہ رہا ہی نہ رہیگا سب کو فنا ہی سواے

بچا

خدا کے کسی کو بقا نہین ہی خیال کرو جو سلاطین و پہلوانان نامی و گرامی تمسے قبل تھے اب وہ کہان ہین زر کثیر و قوت زور سے کچھ اُنکو ہنگام مرگ مدد نہ ملی روپیہ نے اور قوت بازو نے اُنکو مرنے سے بچا نہ دیا اور کسی دوائیون سے اُنکے مرض کو دفع نہ کردیا جسوقت اُنکا پیمانہ عمر بھر گیا کسی کے بنائے کچھ نہ بن پڑا اسپ حکیم و طبیب بالین سر بیٹھے رہے ملک الموت علیہ السلام نے روحین بحکم خدا قبض کرلین ہر ایک اُنکا عزیز و دوست عاجز ہوکے بیٹھا ہوا دیکھا کیا جب وہ مرگئے اُنکے رنج و غم مین روکر اُنھین دفن کردیا مطلب ہمارا اِس تقریر سے یہ ہی کہ قضا سے کسی کو گریز نہین ہی جسکی قضا آئی ہی اُسے کوئی روک نہین سکتا کیا مجال کہ کوئی حکیم یا طبیب ایسے بیمار کو دوا سے یا کسی تدبیر سے شفا دے کہ جسکی عمر تمام ہوچکی ہو بس اگر تم سب بہادرون کی زندگی ہی تو یہ کفار کیا ہین اگر تمام عالم کے انسان اور جملہ جن اور دیو اور تمامی مخلوق خدا تمکو ہلاک کرنا چاہین توبھی تم کسی کے ہاتھ سے ہلاک و قتل نہوگے اور اگر خدانخواستہ تم لوگون کو ان کافرون کے ہاتھ سے قتل ہی ہونا ہی تو ضرور قتل ہوگے کوئی تمکو اُنکے ہاتھ سے بچا نہ سکے گا اگر بھاگوگے بھی توبھی اُنکے ہاتھ سے نہ بچوگے بس اب تم کو لازم ہی کہ بمقتضاے این نظم

نظم

یہ لشکر ہی کیا تم جنون سے لڑو
لڑائی تمھاری تو مشہور رہی

نہ میدان خبردار تم چھوڑنا
رکھو دل پہ گر آگ مین جا پڑو
نقیبون سے بس سنکے یہ چار سو

کڑی کیسی ہی ہو نہ منھ موڑنا
تمھارا تو شہرہ بہت دور ہی
ہوا غل کہ ہان اقتلوا اقتلوا

جب کڑکیتون اور نقیبانے اِس طرح جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کیا اور درمیان سے لشکرون کے چلے گئے اُسوقت ہر ایک بہادر دلاور کا یہ حال تھا کہ شوق جنگ مین بیتاب و بیقرار تھا چاہتا تھا کہ میدان جنگ مین مرکب کو جولان کرکے مبارز طلب کرے ہنوز لشکر اسلام سے کوئی دلیر براے جنگ نکلا نہ تھا ناگاہ صف لشکر ملک ترسی سے گرگ تیز دندان اپنے بادشاہ اور اپنے خداوند سے اجازت جنگ حاصل کرکے نکلا پھر مرکب کو جولان کرکے بیچ مین میدان کارزار کے آکے مرکب کو روک کے جانب لشکر اہل اسلام نظر قہر و غضب دیکھنے لگا حال اُسکے صورت و قامت کا مفصل تو کیا لکھا جائے لیکن مختصر یہ ہی

نظم

طویل اُسکا وہ قامت بد نما
ہوے دیکھکر لوگ جسکو حزین
نہین اُسکے کانون کا ہوتا بیان
بنے تھے وہ دو گنبد پرخطر
ہو کیا حال ہونٹھون کا اُسکے رقم

اور اُسپر گرانبار سر کوہ سا
لکھون کیا صفت ناک کے حال کی
کہا چاہیے اُنکو ہاتھی کے کان
نکیلے کئی دانت نکلے ہوے
وہ گویا لب ناقہ تھے دو بہم

وہ صورت مہیب اُسکی اور بد ترین
وہ گویا کہ ہاتھی بندوق دونال کی
عجب طرح سے گال وہ پھول کر
درندہ جیسے دیکھ لے تو ڈرے
اہل اسلام اُسکی صورت پرخطر

دیکھ کے نادعلی پڑھنے لگے کوئی کسی سے کہنے لگا یہ انسان ہی یا دیو ہی اُسنے جو اب دیا ہمارے نزدیک یہ ایک بلاے بد ہی خدا اِسکے شر سے محفوظ رکھے ابھی اہل اسلام اُسے دیکھ رہے تھے اور باہم کہتے تھے کہ خداوند عالم اس زشت رو کے شر و فساد سے بچائے ناگاہ وہ نابکار مانند فیل مست کے چنگھاڑتا ہوا آواز بلند یون کہنے لگا کہ اے امیر ثانی مین وہ بہادر ہون کہ میرا ثانی پردۂ دنیا پر نہین ہی انسان کی کیا مجال کہ مجھ سے مقابلہ کرسکے دیو و جن بھی خوف سے میرے روبرو نہین آسکتے ہین مین تنہا بمنزلہ ہزار سوار ان آزمودہ کار کے ہون لہذا کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کیواسطے بھیجو اور ایسے کسی دلیر کو بھیجو کہ وہ کچھ تو مجھ سے لڑے ایک ادنے ضرب تو میری روک سکے امیر ثانی نے اُسکی تقریر بیہودہ سنکے اپنے لشکر کی طرف بسمت

چپ دیکھا تھا یکایک جانب بیابان سے ایک بگولا گرد کا پیدا ہوا تمامی اہل اسلام اور گرگ تیز دندان
و ملک ترسی وغیرہ سب کافر دیندار اُسی طرف دیکھنے لگے ابھی بہادران لشکر اسلام نے ارادہ صف لشکر
سے نکلنے کا کیا تھا مگر کوئی دلیر نکلا نہ تھا کہ اُس بگولے سے ایک نقابدار گوہر پوش بصد جوش وخروش
مرکب پر سوار نیزہ بدست پیدا ہوا اور درمیان مین دونون لشکرون کے آکے اور دونون لشکرون کو دیکھ
کے لشکر کفار و فوج اہل اسلام کو خوب پہچان کے گرگ تیز دندان سے کہنے لگا او نابکار تو مجھ سے مقابلہ
کر اُسنے جواب دیا او اجل رسیدہ تو کیون مجھ سے لڑتا ہو اور اپنی زندگی سے بیزار ہو جا سامنے سے دور ہو
مین تجھ روپوش سے کہ خاصیت عورتون کی رکھتا ہو کیا لڑون مین مردون سے مقابلہ کرتا ہون ابھی مین نے
ہم نبرد اپنا طلب کیا ہو لشکر امیر ثانی سے کوئی دلیر نکل کے مجھ سے لڑیگا تو جس طرف سے آیا ہو اُسی
جانب چلا جا بیکار مجھ سے لڑ کے قتل نہو نقابدار نے برہم ہو کے جواب دیا او نابکار پہلے مجھ سے مقابلہ کرلے
بعدہ دلیران لشکر اسلام سے لڑنا تو مجکو بنظر حقارت نہ دیکھ مین تیرے حق مین ملک الموت ہون واسطے تیری قبض
روح نجس کے آیا ہون یہ کہکر جانب امیر ثانی مخاطب ہوکے کہا اے امیر با توقیر آپ کسی دلیر کو اس
نابکار کے مقابلے کیواسطے نہ بھیجیے گا مین اِس سے مقابلہ کرونگا امیر ثانی گفتگوے نقابدار سُنکے دل مین
کہنے لگے نہین معلوم یہ نقابدار کون ہو نام اِسکا کیا ہو ہماری طرف سے لڑنا دلیل اِسکی یہ ہو کہ ہمارا
کوئی دوست ہو ابھی امیر ثانی اپنے دل مین یہ کہ رہے تھے کہ گرگ تیز دندان نے گفتگوے نقابدار
سُنکے از حد برہم ہوکے کہا اگر تو نہین مانتا تو ہوشیار ہو جا یہ کہکے سپر اپنے ہاتھ مین لیکے مرکب کو برابر
دور آزمائی دوڑایا اِدھر نقابدار بھی باخبر ہوا جب دونون سپرین باہم لڑین دیکھنے والون نے
دیکھا کہ ہنگام نگاورزی پانچ قدم مرکب گرگ تیز دندان کا اور دو قدم مرکب نقابدار کا پسپا ہوا گرگ
مذکور نے منفعل و خجل ہوکر بصد غضب گھوڑے کو رانون مین داب کر آگے بڑھا کے کہا اے نقابدار مین
اپنی جگہ سے نہین ہٹا کیونکہ نہایت قوی ہون یہ جہان نہین معلوم کس وجہ سے پیچھے زیادہ ہٹ گیا خطا اِسکی
ہو نقابدار نے جواب دیا اگر مرد ہو تو اب پیچھے نہ ہٹنا اُسنے سخن نقابدار سُنکے نیزہ اُٹھا کے گھوڑے
کو کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے خبردار خبردار کہکے سینۂ نقابدار پر نیزہ لگایا اِدھر
اِس دلاور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا جب دونون سنانین باہم لڑین جھنکاریان پیدا ہوئین
بعد روکنے ضرب نیزہ کے نقابدار نے بھی اُسکے پہلو پر نیزہ لگایا اُسنے بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ
کی سنان پر روکا تا دیر اِسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار نقابدار نے ایک بند نادر باندھکر سنان نیزہ کی اُسکے
ہاتھ سے نکالدی سب نے دیکھا وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اِسلام خوش ہوکے
نقابدار کی تعریف کرنے لگے خصوصاً امیر ثانی نے اپنے دل مین کہا واقعی اِس نقابدار نے کیا اچھا
بند نیزہ کا باندھا تھا اور کس خوبی سے سنان نیزہ حریف نکالدی ہو اِدھر تو امیر ثانی وغیرہ نقابدار
کی تعریف کر رہے تھے اِدھر گرگ تیز دندان سنان نیزہ کے نکل جانے سے بہت خجل تھا غیرت سے
پسینہ آگیا تھا عرق خجالت مین ایک نیزہ گویا غرق ہو گیا تھا ملک ترسی یہ جنگ دیکھ کے حیرت مین تھا دل
مین کہتا تھا حریف میرے سردار لشکر کا زبردست معلوم ہوتا ہو دیکھیے کیا ہوتا ہو بظاہر انجام اِس
لڑائی کا بد نظر آتا ہو ابھی ملک ترسی اپنے دل مین خیال مذکور کر رہا تھا ناگاہ گرگ تیز دندان

نے برہم ہوکر ڈانڈ نیزہ کی فرق نقابدار پر لگائی نقابدار نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر یون روکا
کہ ڈانڈ گرگ تیز دندان کی کئی ٹکڑے ہوگئی گرگ مذکور نے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کے قبضۂ تیغۂ
آبدار و گرانبار پر ہاتھ ڈال کر تیغۂ برق نظر علم کر کے کہا اے نقابدار نیزہ بازی کچھ نہین لڑائی تلوار کی
خوب ہی یہ وہ ہی کہ بیچ مین دو دلیران جنگجو کے ٹپ کے مانند منصف کے برسون کا جھگڑا ایک دم مین فیصلے
کردیتی ہی یہ کہکے خبردار خبردار کہکے وار تیغۂ آبدار کا سر نقابدار پر کیا ادھر نقابدار نے تیغہ اسکا بالاے
سپر روکا پھر اسپر تلوار لگائی اُسنے بھی پھرتی سے سپر پر روکی اِسیطور سے تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی
آخر کار نقابدار نے گرگ تیز دندان سے کہا او نابکار اگر اب کی مرتبہ وار میری شمشیر آبدار کا روک
لے تو جانون کہ مرد ہی اُسنے قہقہہ مار کر کہا او نقابدار خیر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے بعد روکنے تیری ضرب
شمشیر کے مین بھی ایسی تلوار لگاؤنگا کہ جس سے تو کسی طرح جانبر نہوگا نقابدار نے تقریر اُسکی سُنکے تلوار
چمکاکے خبردار خبردار کہکر کہکے تلوار سر پر اُسکے لیجاکے دھوکا دیکے اس طرح کمر پر وار کیا کہ وہ نابکار مانند
خیار تر کے دو ٹکڑے ہوکر پشت فرس سے یون بالاے خاک گرا گویا دو ٹکڑے پہاڑ کے زمین پر گرے
گاؤ زمین اُسکے لنگر سے دب کے تھرائی غبار بلند ہوا اہل اسلام نے خوش ہوکے آواز بلند تعریف کی
امیر ثانی بھی ضرب شمشیر نقابدار کو دیکھکر پھڑک گئے نہایت خوش ہوے دل مین کہنے لگے یہ طریقہ شمشیرزنی
کا تو ہمارے ہی خاندان مین ہی اِسکو ایسی شمشیر لگانا کسنے بتایا ہی ابھی امیر ثانی اپنے دل مین یہ کہ رہے
تھے اہل اِسلام اُسکے قتل ہونے سے خوش تھے کفار غمگین و حزین تھے ناگاہ مالک ترسی اپنے لشکر
کے سردار کو دو نیم ہوتے دیکھکر برہم ہوکے اپنے خداوند سے اجازت جنگ لیکے سامنے نقابدار
کے آیا اور مرکب کو روک کے کہا او نقابدار غضب کیا تو نے کہ میری سپاہ کے نامی سردار کو قتل کیا
مجھکو صدمہ دیا خیر اب اُسکے قتل کرنے کا عوض تجھ سے لیتا ہون ابھی تجھکو قتل کرتا ہون نقابدار نے جواب
دیا او بیدین تو مجھکو کیا قتل کرسکیگا خود ہی میرے ہاتھ سے مانند گرگ تیز دندان کے قتل ہوگا تو خود
میرے سامنے نہین آیا ہی قضا تیری تجھکو کھینچکر میرے سامنے لائی ہی ملک ترسی یہ باتین سُنکے
بصد جوش و خروش مرکب بڑھاکر تیغۂ آبدار علم کر کے پکارا خبردار ہو کہ اِس ضرب سے جانبر ہونا دشوار
ہی بلکہ ممکن نہین کہ حریف کسی تدبیر سے جان اپنی بچائے یہ کہکے تیغہ بالاے سر نقابدار لگایا ادھر نقابدار
نے بفن سپاگری تیغۂ مذکور کو اپنی سپر پر روکا اور کہا او نابکار تو نے کیا کہا تھا اور کیا ہوا دعوی تیرا باطل
ہوا یہ کہکے اب بھی اُسکے سر پر غرور پر شمشیر لگائی اُسنے بھی تلوار بالاے سپر روکی تا دیر یون ہی لڑائی ہوئی
مردان لشکر جا بجا مین بنظر غور یہ لڑائی دیکھ رہے تھے کوئی کسی کے ہاتھ سے زخمی نہوتا تھا ہر ایک ہوشیاری سے
لڑتا تھا ادھر لاجورد شاہ بھی غور سے دیکھتا تھا بختگان سے کہتا تھا دیکھتا ہی تو کہ ہمارا بندۂ خاص
کس خوبی سے لڑ رہا ہی ہمین نے اِسکو یہ قوت دی ہی وہ پوچھتا تھا یہ تو فرمائیے کہ آپ نے کیا تقدیر کی
ہی مالک ترسی نقابدار پر غالب ہوگا یا نقابدار کے ہاتھ سے قتل ہو جائیگا لاجورد شاہ اُسکو جواب
دیتا تھا ابھی تقدیر کچھ بھی نہین کی ہی بعد تھوڑی دیر کے جو کچھ تقدیر کرونگا وہ تو دیکھ ہی لیگا بختگان کہتا
تھا ذرا تقدیر اچھی کیجیے گا سوچ سمجھ کے ورنہ اچھا نہوگا یہانتک آپ کو بھاگنا پڑیگا مسلمان پھر تعاقب کرینگے
لاجورد شاہ برہم ہوکے جواب دیتا تھا تجھے ہمارے امور مین کیا دخل ہی جو ہم مناسب جانین گے

وہی کرینگے اُدھر تو لاجور دشاہ نجگان اپنے شیطان بارگاہ سے ہم سخن تھا اِدھر نقابدار نے متواتر اُسکے
وار روک کے نعرہ کیا کہ او نابکار اب ہوشیار ہو جا کہ تلوار میری مانند برق کے تجھپر گریگی اور خرمن ہستی کو
جلاکر خاک مین ملادیگی اُسنے جواب دیا مین ہوشیار ہون تلوار لگا نقابدار نے مرکب کو اُسکے دست
راست کی طرف لیجا کے نعرۂ اللہ اکبر کر کے اس طرح شمشیر بالاے سر لگائی کہ اُسکے سپر وخود کو کاٹ کر
کاسۂ سر مین در آئی پھر وہ ایسے مانند قطرہ آب کے گلو مین اُتر کر سینہ مین ذرا دم لیکے شکم وکمر سے گذر کر
پشت فرس پر آئی بعدہ اُسکے بھی دو ٹکڑے کر کے بالاے خاک پہونچی راکب و مرکب چار ٹکڑے
ہو کر بالاے زمین گرے اہل اسلام از حد خوش ہو کے بآواز بلند نقابدار کی تعریف وثنا کرنے لگے
امیر ثانی بھی خوش ہو کے نقابدار کی ثنا بالاے زبان لائے جب ملک ترہی قتل ہوا اور شور و
غل اہل اسلام نے خوش ہو کے کیا جملہ کفار نہایت غمگین ومحزون ہوے ہر ایک حاکم کوہ شفق کے
قتل ہونے سے بیدل ہو گیا اُسوقت لاجور دشاہ نے اور صلصال بن دال بن دیو بن تہامہ
جادو نے اپنی اپنی سپاہ وآدمیون اور ملک ترہی کے لشکر کے سپاہیون سے بآواز بلند کہا کیا
کھڑے دیکھ رہے ہو جلد یکبارگی اس نقابدار پہ حملہ ور ہو اِسنے ملک ترہی کو قتل کیا ہر تم سب
مل کے چہار طرف سے اسے گھیر کے قتل کر و سر اسکا تن سے جدا کر کے ہمارے سامنے لے آؤ راوی بیان کرتا ہو کہ
جب لاجور دشاہ اور صلصال بن دال نے تمام کفار سے اس طرح کہا سب یکبارگی یون بڑھے جیسے
سپاہی کفر باغواے شیطان بڑھتی ہو اور جانب لشکر اسلام وہ سب بدانجام یون آئے جس طرح زور و
شور سے سیاہ آندھی آتی ہو جب یہ حال امیر ثانی خوشخصال نے ملاحظہ فرمایا اپنے بھی تمامی لشکر کو آگے
بڑھنے کا حکم دیا اِدھر سے اہل اسلام اور اُدھر سے کفار بڑھ کے آخر کار متقابل ہوے دلیران جنگجو
نے تلوارین نیام سے کھینچین نیزے اُٹھائے گرز گران سر بلند کیے کمانداروں نے تیر چلہ کمان مین
ترکش سے نکال نکال کے رکھے اعداے سینہ کو تاک کے کمانین کھینچین تیر مانند تیر اجل کے چلے جسکے
سینہ وجگر پر وہ تیر پڑا نشانۂ تیر اجل ہو گیا جسکے سر پر تلوار کسی جری کی پڑی اُسکو فی الفور راہ عدم
نظر آئی جسکا گرز گران سر کسی کے سر پہ پڑا پیوند خاک ہو گیا جس بہادر کا نیزہ سینۂ حریف پر لگا پشت
سے گذر گیا نقابدار گوہر پوش بھی جنگ سے رستا نہ کرتا تھا جو کافر اُسکے سامنے آتا تھا اُسکو تہ تیغ کرتا
تھا امیر ثانی بھی مصروف جنگ تھے اُنکی لڑائی کا کیا حال لکھا جائے جس انبوہ اور جس غول پہ
مرکب کو بڑھا کر نعرۂ شیرانہ کر کے گرتے تھے کفار مانند بھیڑیون کے بھاگتے تھے امیر ثانی اُنکو قتل
کرتے تھے اسی طرح ہر ایک سردار لشکر اسلام کا دلیرانہ مشغول جنگ تھا تلوار چل رہی تھی تیرون کا مینھ
برس رہا تھا سپرین مانند گھٹا کے اُٹھی تھین نعرے بہادرون کے دلون کو ہلاتے تھے گھوڑون کے
دوڑنے سے گرد وغبار بلند تھا باوجود روز روشن کے میدان جنگ مین اندھیرا تھا اچھی طرح کسی کو کچھ
نظر نہ آتا تھا وہ اُسکو اپنا حریف سمجھ کے قتل کرتا تھا بھائی اپنے برادر حقیقی کو قتل کرتا تھا فرزند اپنے
پدر کو ہلاک کرتا تھا گھبراہٹ اور اضطراب اور اندھیرے مین کچھ تمیز بخوبی نہوتی تھی لاش پر لاش گر رہی
تھی کفار و اہل اسلام قتل ہو رہے تھے زخمی برابر گھوڑون سے گر رہے تھے اُنکی نالہ وآہ وفریاد کو
کوئی نہ سنتا تھا اور کوئی اُنپر رحم نہ کرتا تھا بلکہ حالت اضطراب مین اُنپر سے گھوڑے گذر جاتے تھے

دہ پامال سم اسپان ہو جاتے تھے مفصل حال اِس جنگ مغلوبہ کا کیا لکھا جائے لیکن مختصر یہ ہی کہ بمصداق **نظم**

کوئی تیغ بران لگانے لگا
کسی نے فقط لیلی تیغ و سپر
کوئی نعرہ کرتا تھا یون زور مین
کسی نے کیا رن سے قصد گریز
کسی جا برستا تھا باران تیغ
قلم کرتا تھا کوئی دشمن کا سر
کوئی تیغ کی جا سپر تھا لیے

کوئی اپنا نیزہ ہلانے لگا
کسی نے کیا بڑھ کے خنجر کا وار
کہ رستم بھی جبین ہو گور مین
کوئی ہو گیا نصف دھڑ سے قلم
جلاتی تھی بجلی کہین بے دریغ
تھے کفار اُسوقت یون بدحواس
سپر تھا کمر سے لگائے ہوے

چلا کوئی گرز گران تان کر
لگائی کسی نے چھری اور کٹار
کسی کے پڑی سر پہ شمشیر تیز
کسی کو نظر آئی راہ عدم
دو پارہ تھا کافر کوئی تا کمر
نہ کچھ سوجھتا تھا اُنھین وقت یاس
ہنوز لڑائی ہو رہی تھی تلوار چل

رہی تھی سواران لشکر جابجا بین قتل ہو رہے تھے جابجا لاشون کے انبار لگے ہوے تھے عرصۂ جنگ مین دریاے خون کشتگان جاری ہوا تھا ناگاہ وہ سب سرداران لشکر اسلام جنکو **ملک ترسی** اور **ملک اردوان** کوہی نے اسیر کیا تھا اور **ملک اردوان** نے **فیروز گمرد** کو قتل کر کے اُنھین رہا کیا تھا اور وہ سب جانب لشکر اسلام چلے تھے پس پشت کفار وقت کارزار پہونچے اُنھون نے اِس جنگ مغلوبہ کو دیکھکر فوراً تلوارین نیام سے کھینچین اور نعرے کر کے لشکر کفار پر گرے ہر ایک کافر کو گھیر کر قتل کرنے لگے جسکے سر پر تلوار لگائی اُسے دو ٹکڑے کیا جسے نیزہ لگایا وہ راہی ملک عدم ہوا اب کفار درمیان مین لشکر اسلام کے جو آ گئے سخت گھبرائے بدحواس ہو گئے تاب تحمل باقی نہ رہی کفار کے پانون اُٹھ گئے علمدارون نے نشان ہاتھ سے چھوڑ دیے **لاجورد شاہ** اور **صلصال** یہ حال جدال وقتال دیکھکر بہت گھبرائے خصوصاً **لاجورد شاہ** سخت گھبرایا **بجنگان** سے کہنے لگا ای شیطان درگاہ من اِسوقت حواس بجا نہین ہین سرداران لشکر اسلام لڑتے لڑتے میرے قریب آ گئے ہین جلد بتا حالا چہ تقدیر کنم اُسنے جواب دیا اِسوقت تقدیر گریز کیجیے اہل اِسلام سے جان بچائیے اب یہان توقف نہ کیجیے اُسنے کہا اچھا اِسوقت تیرے کہنے پر عمل کرتا ہون لیکن نے تقدیر گریز کی اب اُسی طرف سے گریز کرنا چاہیے کہ جس طرف سے بھاگنا چندان دشوار نہو **بجنگان** نے جواب دیا اُسطرف سے بھاگنا میرے نزدیک مناسب ہی کہ تھوڑے سے سرداران اہل اِسلام ہین اِسنے لڑتے ہوے نکل جا سکتے ہین **لاجورد شاہ** نے اُسی طرف رخ کیا فوج اُسکی اور **صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو** اور **ملک ترسی** پلاس پوش کی اُسی جانب سے بھاگی اِدھر سے **امیر ثانی** مع لشکر کثیر اُنکے تعاقب مین آگے بڑھے اُدھر سے سرداران لشکر اسلام نے اُنھین روکا اور قتل کرنا شروع کیا اِس جگہ کفار دست اہل اسلام سے بیشمار قتل ہوے جابجا لاشون کے انبار ہو گئے لیکن بوجہ کثرت کے اُسی طرف سے ہمراہ **لاجورد شاہ** کے بھاگے **امیر ثانی** نے تھوڑی دور تک اُنکا تعاقب کیا جب وہ بھاگ کر دور تر نکل گئے اور جو کفار ہمراہ **لاجورد شاہ** کے نہ جا سکے اور وہ امان طلب ہوے **امیر** نے اُنکو امان دے کے مرکب کو روکا اور سب کو لڑنے سے منع کیا ہر ایک نے جنگ سے ہاتھ روکا پھر خیمہ و خرگاہ اور تمامی مال و اسباب **ملک ترسی** اور **لاجورد شاہ** اور **صلصال** کا اہل اِسلام نے لوٹ لیا **امیر ثانی** نے اُن سب سردارون کو جو ہمراہ **ملک اردوان** کوہی آئے تھے اُنکو بصد شوق شگفتہ تر بیگانہ

سینے سے لگایا احوال پوچھا اُنھون نے تمام حال اپنے رہا ہونے کا اور ملک اردوان کوہی کے سلوک
نیک کرنے کا ظاہر کیا امیر ثانی نے جانب ملک اردوان کوہی دیکھا اُسنے بصد ادب سلام کیا
امیر نے فرمایا تمنے نیکی کی ہی انشاءاللہ تمھارے ساتھ بھی حسب دلخواہ نیکی کیجائیگی اُسنے عرض کی مین خادم
ہون بامید ایک حاجت کے اپنے ولی نعمت سے بگڑ کر حاضر ہوا ہون دین آبائی بھی چھوڑا ہی دین
اسلام اختیار کیا ہی اُس حاجت کو کسی وقت عرض کرونگا امیر ثانی اُسکی تقریر سُنکے خاموش ہو رہے
بعدہ جملہ اہل اسلام کو ہمراہ لیکر ہمراہ رکاب بادشاہ نہایت خرم و خندان جانب فرودگاہ سپاہ چلے
جب قیام گاہ سپاہ پر پہونچے حکم امیر ثانی سے جملہ سواران لشکر نے مرکبون سے اُترکر اپنے خیام مین جاکر
سلاح جنگ تن سے جدا کیے امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر اسلام ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے حسب دستور بادشاہ بالاے تخت حکومت اور جملہ سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ
لشکر اسلام نے تخت پر بیٹھکر اُن سردارون کی طرف دیکھا جنکو ملک اردوان کوہی بعیاری بیہوش کرکے
لیگیا تھا اور ملک ترسی نے وقت جنگ حالت زخمداری و بیہوشی مین اسیر کیا تھا اُنھون نے قبل ہی
بصد ادب سلام کیا تھا اور اب بھی اپنے اپنے دنگل سے اُٹھ کے موافق قاعدہ سلام کیا بادشاہ نے
سلام لیکر نہایت خوش ہوکر اشارہ سے فرمایا بیٹھو وہ حسب الحکم سلام کرکے بیٹھے امیر ثانی نے اپنے دنگل
سے اُٹھکے بادشاہ سے عرض کیا ان سردارون پر ملک اردوان کوہی عیار ملک ترسی نے
ایک احسان کیا ہی اور وہ انکے ہمراہ آیا ہی مسلمان بھی ہوا ہی بادشاہ نے فرمایا وہ کہان ہی اُسے ہمارے
روبرو طلب کیجیے امیر ثانی نے خدام سے ارشاد کیا ملازم اُسے بارگاہ مین لے آئے اُسنے بارگاہ مین آکر
حسب قاعدہ بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے اُسے دیکھکر امیر ثانی سے فرمایا اس سے بھی نیکی کیجائیگی امیر
نے اُسی وقت اُسکو ملازمون سے کشتی خلعت طلب کرکے خلعت و انعام دیا اور فرمایا کہ بالفعل یہ انعام دیا گیا
ہی آیندہ اور کچھ نیکی تجھ سے کیجائیگی اُسنے بہت خوش ہوکے سلام بادشاہ اور امیر کو کرکے خلعت و انعام لیا
عمرو ثانی اور جملہ عیار آئے اور کہا اب تو داخل دائرۂ اسلام ہوا ہمارا برادر دینی ہوا ہم تجھ سے خوش ہوے
بعد اسکے عمرو ثانی نے پھر اُسکے خلعت و انعام پر نظر کرکے کہا ای ملک اردوان کوہی یہ خلعت و انعام
اگر اپنے پاس رکھوگے تو کوئی دزد لیجائیگا یا خلعت خراب ہوجائیگا لہذا اسے میرے پاس امانتاً رکھو مین
بخوبی اسکی حفاظت کرونگا بلکہ زنبیل مین رکھونگا چونکہ وہ جانتا تھا کہ عمرو ثانی خواجہ عمرو کے فرزند ہین
جیسے وہ طماع تھے ویسے یہ بھی حریص مال و اسباب ہین اسوجہ سے اُسنے کہا یہ خلعت و انعام حاضر ہی
آپ ہی لے لیجیے ابتدا مین داخل لشکر اسلام ہوا ہون مجھے آپسے سرکشی مطلوب نہین ہی بلکہ اطاعت آپ کی
درنظر ہی عمرو ثانی نے بیرون بارگاہ سلیمانی اُس سے سب مال و خلعت لیکر خوش ہوکر داخل زنبیل کیا
یہ خبر امیر ثانی کو معلوم ہوئی کہ عمرو ثانی نے ملک اردوان کوہی سے خلعت و زر و انعام لے لیا
اور داخل زنبیل کرلیا اس خبر کو سُنکے عمرو ثانی کی طماع ہونے پر مسکرائے بعدہ ملک اردوان کوہی
کو اور خلعت طلب کرکے دیا اور انعام دیکر کہا ای ملک اردوان اب یہ خلعت و انعام کسی کو نہ دینا
اُسنے سلام کرکے لیلیا عمرو ثانی مجبور ہوکے دیکھا کیا بعد دینے دوبارہ خلعت و انعام کے امیر ثانی
نے باشارۂ بادشاہ لشکر اسلام ملازمون کو حکم دیا پہلے ہمارے لشکر کے کشتون کو دفن کرو بعدہ سب ارباب نشاط

حاضر ہوکر رقص و نغمہ کرین ساقیان گلرخسار بادۂ گلنار کشتیون مین لاکر جامہاے بلورین و زمردین مین شراب ناب پلائین بزم عیش نہایت خوبی سے آراستہ کرین کیونکہ اِس فتحیابی کا ہمین جشن منظور ہے ملازم حسب الحکم کاربند ہوے کچھ ملازم تو دفن کشتگان مین مشغول ہوے تعداد کشتگان اہل اسلام کی بعد شمار دریافت ہوئی کہ چھ ہزار سواران اہل اسلام قتل ہوے اور قریب ایک لاکھ سوارون کے کفار قتل ہوے اور کچھ اہل اسلام تیاری بزم عشرت مین مصروف ہوے بعضے داستان گویون نے بیان کیا ہے کہ یہ جشن بارگاہ سلیمانی مین ہوا اور اکثر کا قول یہ ہے کہ بارگاہ حشامی مین بزم عیش و طرب آراستہ ہوئی غرض بہر طور جب بزم عیش و عشرت نہایت خوبی و تکلف سے آراستہ ہو چکی اور بادشاہ و امیر ثانی اور جملہ سرداران نامی وگرامی اپنے اپنے تخت ذرنگار پر بیٹھ چکے پہلے ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی لائے اور جامہاے زمردین مین شراب ناب بادشاہ و امیر ثانی کو پلاکر ساغرہاے بلورین مین جملہ اہل بزم کو شراب ناب دینے لگے ہر ایک نہایت خوشی سے شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان مے گلنار کی اُٹھاکر بزم طرب سے لیگئے بعد جانے ساقیان سیمین تن کے ایک رقاصہ نہایت خوبصورت و خوش گلو مع اپنے سازندون کے بزم مذکور مین عجب ناز و انداز سے حاضر ہوئی کہ اہل بزم اُسکے ناز و انداز کو دیکھکر اور اُسکے جمال بے مثال پر نظر کرکے مائل ہوے تعریف اُسکی خوبی کی کرنے لگے پہلے رقاصہ مذکور نے بادشاہ اور امیر ثانی کو بناز و انداز سلام کیا بعدہ کھڑے ہوکے بعد درستی سازہاے سازندگان ہمراہی رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم طرب اُسکے رقص کو دیکھنے لگے اکثر جوانان بزم عیش آہستہ آہستہ اُسکی تعریف کرنے لگے کیونکہ وہ نازنین اِس خوبی سے ناچتی تھی کہ دیکھنے والون کے دلون کو پامال کرتی تھی جب وہ رقص کر چکی پھر کچھ سوچکر بلحن داؤدی یہ غزل گانا شروع کی

غزل

سخت پچھتائے ہم بہت چوکے
ایک ہی وار مین تمام کیا
شانے نے عقدے کھولے گیسو کے
ہو پریشان کیون نہ اپنا مزاج
تکیے مشغل ہین میرے پہلو کے
اُنکو جنت سے کام کیا اے حور
خون الہی ہمیشہ وہ تھوکے
رخ رنگین کے عندلیب ہین ہم
نشے ہوتے ہرن ہین آہو کے
اوج پہ ہو ستارہ اے اختر

نہ ابھی جاؤ سیر ہونے دو
پیچ دو غضب تھے ابرو کے
نیک تھا دل یہ بدمزاج ہوا
ہم ہین سودائی زلف کی بو کے
ہاتھ ملواتی ہے مجھے حیرت
رہنے والے ہین جو ترے کو کے
آرزو ہے کبھی تو تکیہ کی جا
قمری ہین اسکی قد دلجو کے
اِس فسون ساز چشم سے تیری
رہتے ہو ساتھ یار مہ رو کے

ہوکے دیوانہ اُس پریرو کے
آپ کے حسن کے ہین ہم بھوکے
دل صد چاک تجھہ پہنچ پڑا
ناز اُٹھانے سے یار بدخو کے
ہجر کی شب مین پھونکے دیتے ہین
دیکھکر آئینے وہ زانو کے
تیغ ابرو کا جو نشانہ ہوا
میرا زانو ہو پیچے زانو کے
شنکلے خوش چشمی کا ترا شہرہ
سیکھین ساحر طریق جادو کے

اہل بزم غزل مندرجہ کے ہر شعر کو مطربہ سے سنکے نہایت خوش ہوتے تھے کیونکہ وہ مہجبین نہایت خوبی سے رقص و نغمہ کرتی تھی یہان تو نازنین رقص و نغمہ کرتی ہے اُدھر لاچوربادشاہ میدان جنگ سے جو بھاگا تھا پہلے تو بے اختیار بھاگتا ہوا دور تک چلا گیا بعدہ صحرا مین قریب ایک دریاے ذخار کے ٹھہر کر ہمجنگان سے پوچھنے لگا اے شیطان درگاہ من حالا چہ تقدیر کنم اُسنے جواب دیا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ راہ خشکی چھوڑکر راہ تری

اختیار کیجیے اہل اسلام سے غافل نہو جیے عجب نہین کہ بحکم امیر ثانی کوئی سردار ہمراہ سپاہ کثیر لیکے تعاقب مین آتا ہو اگر خشکی کی راہ اختیار کیجیے گا تو اچھا نہوگا سردار مذکور یہان آکے سد راہ ہوگا جنگ عظیم ہوگی نہین معلوم انجام جنگ کیا ہو آپ زخمی ہون یا قتل ہون لہذا راہ تری خوب تر ہے اگر کوئی سردار آئیگا بھی تو ہمکو اور آپ کو راہ تری سے جاتے دیکھکر مجبور ہو جائیگا ایسے بحر ذخار مین گھوڑے نہ ڈال سکے گا لاجورد شاہ نے کہا مین نے یہی تقدیر کی جلد ناخدا و کشتیبان کو بلاؤ نجگان نے اُنکو طلب کیا پھر جہازون اور کشتیون پر لاجورد شاہ اور صلصال اور نجگان مع اپنے ہمراہی فوج کے سوار ہو کے ایک جانب روانہ ہوے احوال انکا بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان گرنا رستم ثانی کا لب دریا مرکب سے اور لیجانا ملکہ آرام بانو کا شہریار کو اپنے باغ مین مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ تلازمہ گنجفہ

ساقیا بدمزاج ہو نہ ذرا
یاد ہے عشق کا ہمین تو مزا
شاہون کو یہ فقیر کرتا ہے
یہ گدا کو امیر کرتا ہے
نقش اسکا جگر پہ آفت ہے
دو دلون کے لیے قیامت ہے
تاج شاہون کا ہے پٹک دیتا
ملک دل ہے خراج مین لیتا
رنگ اسمین سفید ہوتا ہے
دل بہت ناامید ہوتا ہے
تیغ ابرو سے بس اسے ہے کام
رستمون کو بناتا ہے یہ غلام
بھاتا تھا جنکے دل کو چنگ و رباب
دل جلا کر کیا ہے اُنکا کباب
سرخ غصہ مین رہتے تھے جو سدا
عشق مین پھیکا رنگ اُنکا ہوا
شب گیسو تو رات ہے اسکی
کیا کہون جو کہ بات ہے اسکی
بدقماشون سے بازی کھیلو اگر
ہمکو دیتا ہے گردشین دردر
ہم تو اکلو بس اپنے فن مین ہین
نذر سر مفت میر کو کیون دین
اسکی باتون نے دل کو دہلایا
مجھکو دریاے غم مین نہلایا
چھوٹے جاتے ہین بس مرے چھکے
حضرت عشق ہین بہت سیکے
کھیل سارا یہ آفتاب کا ہے
یہ فسون جھپہ ماہتاب کا ہے
کیا ڈری اور کیا تری سمجھے
بات اس عشق کی گری سمجھے
پانچ اور سات کیا کرین دلین
آٹھ اور چار کو بھرین دل مین
دولت عشق سے ہین مالامال
سب کو دیتے ہین ہم دو دستہ خلال
ٹیپ لیتا ہون عشق کی جب مین
رنج سہتا ہون دل ہی پر سب مین
کاٹ دیتا ہے یہ ورق دل کا
سامنے دل ہے اُسکے اک چھکا
کیا زبردست سے بھلا چارہ
زیردستون کا دل ہے آوارہ
چکمہ کھاتا ہے ہر گھڑی منہ پہ
ضرب لگتی ہے یہ بڑے منہ پر
عشق کا حکم عشق کی ہے بات
چوسر ہم ہین ہمین نہین ہے ثبات
ہمت نادار اور ہے وہ شاہ
ہم جگر سوختہ ہین وہ ہے ماہ
ہاے کمبخت عشق خانہ خراب
دل جلاتا ہے سب کا مثل کباب
اشراب ہم ہوے نہین ہے شعور
اپنے دل مین ہے عشق ہی کا وفور
رنگ اپنا ہی یہ جماتا ہے
ورق دل خراب جاتا ہے
نگارندۂ دفتر عشق اب
رقم کرتا ہے داستان عجب

کہ جب شہریار یعنے رستم ثانی پسر ایرج توجولان کو مرکب جنگاہ سے نکالکر دشمنون سے بچاکر جانب صحرا روانہ ہوا یہ جلتے جاتے ایک سبزہ زار پر بہار مین قریب کنارۂ دریا پہونچا پانی کو دیکھکر ٹھہر گیا چونکہ دور دراز راہ رہروی کرنے سے گرسنہ و تشنہ بہت تھا آب جاری دیکھکر بے اختیار کھڑے ہو کر منہ پانی پہ جھکا دیا جب خوب پانی پی چکا موافق قاعدۂ چوپاؤن کے پھر ہری ہری گھاس چرنے لگا۔ رستم ثانی کہ مرکب

بیہوش مین تھا قدم رکابون سے نکل چکے تھے اُسکے پھریری لینے سے بالاے زمین گرا مرکب چونکہ اصیل وفادار تھا پاس اپنے راکب زخمی کے کھڑا ہو گیا پھر ہر چند اُسنے اپنے دست و پا اور دہن سے راکب مذکور کو حرکت دے کے چاہا کہ راکب میرا ہوشیار ہو لیکن شہریار بوجہ زخم کاری کے ہوشیار نہوا مرکب مجبور ہو کر قریب اپنے راکب کے سبزہ شاداب کھانے لگا اور حفاظت و حراست اپنے راکب کی جانورون سے کرنے لگا اگر کوئی چرند یا پرند شکاری قریب رستم ثانی آتا تھا تو مانند شیر غضبناک کے اُسپر حملہ کرتا تھا وہ خائف ہو کر بھاگ جاتا تھا غرضکہ وہ راکب کو اپنے درندون اور گزندون سے بچاتا تھا چونکہ رستم ثانی لب دریا غش مین پڑا ہوا تھا زخم سر سے خون بہکر آب دریا مین ملتا تھا شاہزادہ کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال دیگر لکھا جاتا ہے کہ جس سبزہ زار مین کنارے دریا کے شہریار پڑا تھا وہ دریا اور سبزہ زار سعدان کج کلاہ بادشاہ کے قلمرو مین تھا شاہ مذکور نہایت جاہل و کافر تھا فوج بہت رکھتا تھا قلعہ مستحکم رکھتا تھا خود بھی بہادران جہان سے تھا اور سپاہ بھی اُسکی آزمودہ کار تھی چند سردار و پہلوان بھی نامی و گرامی رکھتا تھا سواے حکومت و شوکت حشمت و جاہ و جلال کے ایک دختر نہایت خوبصورت رشک پری بلکہ غیرت حور رکھتا تھا سن اُسکا چودہ پندرہ برس کا تھا اکثر شاہان جہان نے اُسکی خواستگاری مین بہت کوشش کی تھی مگر سعد الشاہ نے کسی شاہ و شہریار کو لائق اپنی دامادی کے نجانکر دختر مذکور کو اُس سے منعقد نکیا تھا وہ مہجبین کبھی اکثر اپنے باغ مین کہ لب دریا تھا اور نام اُس باغ کا فرحت افزا تھا براے سیر و تفریح قلب ہمراہ سیکڑون سہیلیون اور کنیزون کے آتی تھی سیر سیر گاہ مذکور سے لطف اُٹھاتی تھی دریا کی سیر اور باغ کے گلون کی بہار اور میدان سبزہ زار کی ہوا سے لطف بیحد پاتی تھی اور ساتھ اپنے جلیسون کے باغ مین گاہ میکشی سے بھی لطف زندگی اُٹھاتی تھی بعد سیر کرنے کے پھر اپنے قصر مین چلی جاتی تھی اتفاقاً اُس روز بھی وہی نازنین ہمراہ اپنی کنیزون اور جلیسون کے واسطے سیر کے اپنے باغ مین آئی تھی اُس باغ رشک ارم کی تعریف مفصل تو کیا ہو سکتی ہے کہ بسا مشکل ہے لیکن مختصر یہ ہے نظم

وصف اُسکا اگر کرون مین رقم
دیکھے حوران تو کھائے سینہ پہ داغ
تھے حذف کی جگہ پہ یاقوت
کہ کسی کی جان و دل مین چبھی
کیا بلندی کرون مین اُسکی عیان
تو فرشتون کا مرتبہ وہ پائے
تھے جواہر نگار وہ جو شجر
آنکھ اُنسے لڑاتی تھی شبو
اشرفی جاہی جوہی ہار سنگھار
یار کے رخ کے عکس سے پر ورد
اور شلجم کا تھا جو نافرمان
عاشقون کو سبب خود ورد کا تھا

لال ہو جائے بس زبان قلم
مشک خالص کی تھی زمین سبھی
روح حورون کی جسنے پائے قوت
تھی طلائی کھڑی جو وہ دیوار
کیا کرون اُسکے باغ کے مین بیان
اُسمین انواع و قسم کے تھے درخت
بلبلین بیٹھتی تھین جا جا کر
موتیا موگرا گل شبو
تھی ہر ایک طرح کی ہر اک پہ بہار
گل لالہ کمین بدخشان کا
تھا دکھاتا بہار وہ ہر آن
گل اور رنگ لعل کا تھا بنا

بارہ فرسخ کے گرد مین تھا وہ باغ
اور کرن کی تھی اُسپہ گھانس جمی
ذرون کی جا پہ ہیرے موتی تھے
اُسپہ تھا سب جڑاؤ مینا کار
کوئی دیو اور پر اگر چڑھ جائے
ایستادہ تھے سرو ہو کے کرخت
چہچہاتی تھین بلبلین خوش ہو
ڈھونڈھاتے کھل کے راتون کو
کہین گیندے لگے ہوے تھے زرد
کیون نہ بلبل کو کھٹکا ہو جان کا
گل جینا عقیق زرد کا تھا
جسپہ بلبل کا دم نکلتا تھا

لاجوردی تھا وہ گل خیرو
پی کہان پی کہان سناتی تھی
سیوتی کی بہار ایک طرف
کیا بیان آب و تاب اُسکی ہو
کہین نرگس کہین پہ دائودی
کرون کیا مین بیان اب اُنکو

سرو پہ قمری کرتی تھی کوکو
تا بڑے کا گل فرنگ جو تھا
کیتکی کی قطار ایک طرف
نسترن رائے بیل اور نسرین
اور جھومی ہوئی گھٹا اودی

یار کو اپنے وہ بلاتی تھی
آنکھون مین وہ ہر ایک کے کھٹکا
تختہ تھا ایک طرف گلاب کا جو
باغ مین اِنکا تھا جدا آئین
تھے درخت اور میوے کے جو جو

ایسے باغ پر بہار مین وہ نازنین مہ جبین رشک حور و پری بصد جلوہ گری مصروف سیر و تماشا تھی اس جگہ تعریف اُسکے حسن و جمال کی تحریر کیجاتی ہی نظم درصفت حسن و لباس و زیور ملکۂ آرام بانو کہ بمصداق

زلفین بل کھاتی تھین جو چہرے پر
عکس اُنکے زمین پہ پڑتے تھے
پلکین سینے پہ نوک نشتر تھین
جیسے سیمائے صبح پر پروین
کاجل آنکھون مین بھی وہ نور کا تھا
قتل عشاق پر تھی بستہ کمر
شوخ کیا رنگ دست رنگین تھا
گھات مین نقد دل کے صبح و مسا
تھی وہ اُس جامہ زیب کی پوشاک
جسکا تار شعاع تھا ہمہ تار
جلوہ اُسکا جو دیکھے حور جنان
تھیلیان ہین چڑھی ہوئی پرزر
پائجامہ وہ پر زر اطلس کا
بکیسے کان جو اہر اُس گل کو
ٹپکا مانند کوکب تابان
بزم انجم مین زہرہ رقصان ہی
گرد تھے اُنکے نور کے وہ گہر
عقد پروین تھا گوش زہرا مین
حلقۂ گوش ہالہ سان پرتاب
دل عروس چمن کا جسپہ نثار
جوشن ایک ایک نجم آسا تھا
اُسکے تھے بزم حسن مین روشن
دست بند اُسکے وہ نزاکت زا

چہرہ معلوم ہوتا تھا اس طرح
تھا گہن چاند پر لگا یکسر
مے خوبی سے آنکھین تھین لبریز
کہ کھٹکتی وہ دل کے اندر تھین
نور مین شام زلف پر افشان
صاف دود چراغ طور کا تھا
لعل لب پر مسی کا وہ جوبن
آب یاقوت مین گندھی تھی حنا
رنگ لایا تھا رخ پہ کیا غازہ
گرد تھی جس سے اطلس افلاک
کرتی انگیا کی بھی وہ پیاری
ظن غالب ہی ہو اُسے یہ گمان
نازکی اُسکی کیا بیان مین آئے
اطلس طور سے جیب مین ہوا
سر کا چھپکا بنا تھا سایہ فگن
زیب صبح جبین پہ افشان
زیب گوش اُسکے وہ مرصع کان
انگ تھے شمع طور سے وہ گہر
بجلیان کانون مین وہ تابندہ
ماہی دل کے واسطے قلاب
دگدگی یون شکم پہ جلوہ کنان
لاجورد فلک کا مینا تھا
پہونچیان وہ جو دست رس پائی
شاخ گل مین تھا موتیا پھولا

ماہ کامل کی ہو جھلک جس طرح
لب نازک سے پھول جھڑتے تھے
بہر عشاق جام زہر آمیز
وہ پر افشان جبین نور آگین
شب انجم سے بھی سوا تابان
چاٹ کر سنگ سرمہ تیغ نظر
جس طرح پھولتی ہی شام مین
دود برکف چراغ دزد حنا
شفق شام زلف تھا غازہ
وہ ڈوپٹہ تھا دوش پہ زرتار
کسقدر وہ کٹوریان بھاری
تار جنت پہ بہر حفظ نظر
جو کہ دست خیال سے ملجائے
کیا رقم اب تناسب زیر رہو
سنبلستان پہ موتیے کا چمن
وقت جنبش کہین تو شابان ہی
صدف گوش تھے کہ سیرے کے کان
بالیان کب تھین گوش زیبا مین
برق تابان ہو جیسے شرمندہ
اور چنپا کلی کی اُسپہ بہار
فلک حسن پر شہاب تھا عیان
اِکون پہ بازوون کے وہ جوشن
صاف دزد حنا چرا لیجائے
وہ طلائی حسین بند اُسکا

دل عالم شہید ہو جسکا
کیا طلائی تھے زیب یا وہ چھڑے
اور پھولون کے گہنے کی وہ بہار
چستی انگیا کی سینے کا وہ ابھار
تنگ تنگ اونچی اونچی وہ کرتی

دست رنگین وہ اُلسنے کب تھا عیان
موجۂ آب زر تھی یا وہ چھڑے
وہ نقاہت وہ تمکنت وہ شباب
اِس خداداد حسن پر یہ نکھار

آب زر مین تھا پنجۂ مرجان
عطر گل مین بسی ہوئی وہ نگار
وہ نزاکت وہ بانکپن وہ حجاب
وہ گدازی بدن کی وہ پھرتی

واقعی نازنین مذکور حسن ولباس وزیور سے ایسی بیعدیل و نظیر تھی کہ اگر اُسکو حور جنت بھی دیکھ لیتی تو اپنا حسن وجمال آگے اُس کے حسن کے کم جانتی عجب اُسکا حسن دلفریب و زاہد کش تھا انسان کی تو کیا حقیقت ہی اگر فرشتہ بھی دیکھ لیتا باوجود بے نفس ہونے کے اُسکو ہوس وصل ہوتی باغ اُس گل تازہ بہار سے رونق افزا تھا گویا وہ بہار باغ تھی حلقے مین اپنی ہمجولیون ذو رجلیسون کے کبھی اِدھر سے اُدھر کبھی اُدھر سے اِدھر سیر کنان آتی تھی سہیلیان چہلین کرتی جاتی تھین کیونکہ وہ سب نوجوان نوجوان ایسی تھین کہ بمصداق این

نظم در تعریف نازنینان

ایسی دیکھی نہ آنکھ سے سُنی
ایسی بیجین ایسی گرما گرم
رشک وہ حور و غیرت بلقیس
کوئی گوری تو سانولی کوئی
اور وہ اُٹھتی جوانی کے عالم
دل لبھانے کی یاد سب گھاتین
ترچھی انداز چال مین چھل بل
پٹے اپنے کوئی نکالے ہوئے
کیچکی مین غرض جس طرح سے یار
مطلع صبح وہ گریبان تھے
نقرئی تھے ٹکے ہوئے لچکے
تھے ڈوپٹہ سفید سب سادے
تھے کرن کی جگہ یہ موتی ٹکے
گاچ کی پہنے تھی کوئی محرم
جیسے بنگلہ بنا تھا چٹکی کا
ایک طرف محو سیر باغ کوئی
کوئی دم عاشقی کا بھرتی ہوئی
خندہ زن کوئی کوئی روتی ہوئی
وہ کمر کا کبھی لچک جانا
پھول بالے مین اک پروتی تھی
پینگ شوخی سے دے رہی تھی کوئی

وہ امنگین بلا جوانی کی
برق سیماب کو بھی آئے شرم
جو ہر ماہ پارہ مستی مین
حور تھی کوئی تو پری کوئی
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا
بھولی بھولی وہ لاڈلی باتین
وہ ہر ایک شوخ چشم چابک دست
سرخ موباف کوئی ڈالے ہوئے
اودی اودی وہ مسی کی دھڑیان
شفق شام مسی و پان تھے
تھین نتھین وہ سب رو پہلی تھین
تھے روپہلے ٹکے ہوئے لچکے
تھین جو زیور مین ہیرے کے سب غرق
ہاتھ جس سے کہین نہو محرم
پور پور اُنگلیون مین تھے چھلے
کوئی رنگین تو بد دماغ کوئی
چال مین وہ قیامت الحذر ین
قہر کی چھیڑ چھاڑ ہوتی ہوئی
توڑتی تھی پری کوئی گل کو
پانی سے کوئی مُنہ کو دھوتی تھی
گاتی تھی کوئی اِس طرح سے خیال

ایک ایک اُنمین شوخ دیدہ تھی
وہ ترنگین جدا جوانی کی
نور کی صورتین مزاج نفیس
محو و بیہوش خود پرستی مین
اک اک اُنمین قاتل عالم
وہ ستم شوخی و غرور و حیا
وہ چھلاوے کیطرح سے چنچل
کنگھی چوٹی کھنچی کھچائی درست
چوٹیون مین لپیٹین تھین یون ہار
اور وہ تحریر رنگ سرخی پان
پائجامے تھے اُنکے اِس سج کے
اور موباف مین تھین کلیان ٹکین
نقرئی جوتے پاؤن مین ایسے
ہاتھ اُٹھے جسطرف تو گر پڑے برق
کوئی لاہی کی پہنے تھی انگیا
جسکو دکھلائے دل وہین چھل لے
چہلین آپسمین کوئی کرتی ہوئی
وضع البیلی سحر کی چتون
کبھی ہیکل کا کوٹے پر آنا
خار دیتی تھی جان بلبل کو
کہین جھولے مین جھولتی تھی کوئی
راگ کو مثل صوفی آئے حال

غرضکہ ملکہ آرام بانو اپنی جلیسان مذکورہ کے ساتھ سرگرم خرام ناز تھی سیر باغ و دریا کر رہی
تھی لب دریا ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی تھی چوبی کرسیون پر ہمنشینین اور جلیسین یمین و یسار بیٹھی تھین
پس پشت صد ہا کنیزین عمدے ہاتھون مین لیے کھڑی تھین ایک نازنین خوبرو جام بادۂ گلنار سے
بھر کر ملکہ کو دے رہی تھی ہنوز شراب ملکہ نے نہ پی تھی ناگاہ آب دریا پر نظر جو پڑی دیکھا کہ پانی
دریا کا مانند خون کے سرخ ہو اور چند لختے خون کے پانی مین بہتے ہوے چلے آتے ہین یہ رنگ پانی کا دیکھکر
ملکہ آرام بانو نے بیچین و بے آرام ہوکے ایک اپنی ہم جلیس سے کہا دیکھ تو آج یہ پانی کا کیا حال ہو اور
یہ لختے خون کے کیسے بہتے آ رہے ہین بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ ہماری عملداری مین کسی بیگناہ کا خون کسی جلاد
نے لب دریا بہایا ہو ہم حاکم وقت ہین ہمین عدل و انصاف اور خبرگیری رعایا کرنی چاہیے تاکہ کوئی
کسی پر ظلم نہ کرے جلد اُٹھ کے اُس طرف جا دیکھ تو کیا واقعہ ہو کسکو کسنے قتل کیا ہو جلد تر دیکھ کے مجھسے
آکر بیان کر وہ ہم جلیس حسب الحکم ملکہ موصوفہ کے اُسی طرف چلی بعد تھوڑی دور جانے کے بوجہ خوف و
تنہائی کے پھر پلٹ آئی اور چند کنیزون کو ہمراہ لیکر اُس طرف روانہ ہوئی بعد قطع راہ جب اُس جگہ
پہونچی جس جگہ گھوڑا شہریار کا سبزہ زار مین چر رہا تھا دیکھا ایک جوان نہایت خوبرو و لباس شاہانہ
پہنے ہوے بوجہ زخم کاری کے لب دریا پڑا ہو خون اُسکے زخم سر سے بہکر پانی مین ملتا ہو وہ نازنین
رستم ثانی کو دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگئی چھاتی پر ہاتھ مار کے کنیزون سے بولی ارے کس
بیرحم نے ایسے جوان کو اس طرح زخمی کیا ہو کیسا بیدرد وہ ظالم تھا جس نگوڑے نے اس جوان خوبرو کے
سر پر ایسی تلوار لگائی تھی کہ سر دو پارہ ہوگیا ہو آؤ چلو دیکھین وہ جوان زندہ ہو یا مر گیا خداوند ایسا کرین کہ وہ جوان
زندہ ہو جب مین اُسکی بالین پر پہونچون تو آنکھین کھولے میرے حسن و جمال پر نظر کرے عاشقانہ مجھسے کلام کرے
پہلے تو مین نہ بولونگی جب وہ بہت منت و خوشامد کریگا تو اُلٹی سیدھی کچھ باتین سُنا کے اپنے ساتھ لیچلونگی
علاج اسکا ملکہ سے کہکر کراؤنگی جب یہ اچھا ہوگا خود دیکھ لیگا اُسوقت ناز کرونگی آخر کار اُسکی خوشی کی بات
منظور کر لونگی کنیزون نے کہا واہ بی بی اپنا ہی بھلا چاہا اورون کا ذکر بھی نہ کیا وہ جلیس اُنکے سخن کو سُن کے
اور ما حصل اُسکی تقریر کا سمجھ کے کہنے لگی تمہاری کیا لیاقت ہو کہ تم بھی ایسے جوان سے مدعاے دلی حاصل
کرو جسکو ہم پسند کرین اُسکو تم بھی واسطے اپنے حظ نفس کے چاہو ذرا اپنا مُنھ بنواؤ حلوا خوردن را روے
باید کنیزین آپس مین کچھ سخت و سست آہستہ آہستہ کہتی ہوئین ہمراہ اُسکے چلی جاتی تھین جب وہ جلیس عنقریب
رستم ثانی کے پہونچی جمال شاہزادہ موصوف پر اچھی طرح نظر کرکے بدل و جان فریفتہ ہوکے بے اختیار
بالین سر شاہزادۂ ذیجاہ بیٹھ گئی اور زخم سر کو دیکھکر اشک آنکھون مین بھر لائی رو کر کہنے لگی ہاے اس
جوان کو کس کمبخت بدنصیب مریخ خو جفا جو نے زخمی کیا ہو اگر مین اُس موے موذی کاٹے کو پا جاتی تو
چیل کوؤن کو اسکی بوٹیان کاٹ کاٹ کر دیتی حیف ایسے جوان خوبصورت و خوش جمال و قوی بازو
کو یون زخمی کیا مطلق رحم نہ کیا یہ کہکر پہلے سینہ پر ہاتھ رکھا نبض کو دیکھا روح تن مین پا کر کچھ خوش
ہوکر فرط شوق وصل سے چاہتی ہو کہ مُنھ پر مُنھ رکھے سینہ سے سینہ ملاے سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھے
ناگاہ کنیزین قہقہہ مار کر ہنسین وہ مجوب ہوکے اپنے ارادون سے باز رہی اور برہم ہوکے کہنے لگی
تم اسوقت اس طرح کیون ہنسین کیا دیکھا اُنھون نے بات بناکے کہا کچھ نہین یون ہی ہنسی آگئی ضبط نہو سکے

ہنس دیے جلیس مذکور نے بہت برہم ہوکے پوچھا سچ کہو کیون ہنسین تھین اُنھون نے کہا ہے اگر آپ سچ پوچھتی ہین تو باعث ہمارے ہنسنے کا یہ تھا کہ آپ نے اِس جوان کی نبض دیکھی سینہ پر ہاتھ رکھا ہمنے دورسے آمد و شد نفس کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ جوان حسین زندہ ہی آپ کا مدعاے دلی نکلے گا اُسنے کہا نہین تم سب جھوٹی ہو اور کسی وجہ سے ہنسین تھین خیر نہ بتاؤ مین سمجھ گئی یہ کہکر اُن سب کنیزون سے کہا مین یہان بیٹھی ہون تم جلد خدمت ملکۂ عالم مین جاؤ جو کچھ یہان دیکھا ہی اُنسے عرض کر دو اور یہ بھی کہنا کہ اگر حضور تکلیف فرماکے یہان تشریف لائین تو بہتر ہی کیونکہ حضور نے ایسے جوان خوبرو کو اور ایسے زخمی کو نہ دیکھا ہوگا کنیزین تو اُسی طرف موافق اُسکے کہنے کے روانہ ہوئین اِدھر جلیس مذکورہ نے حالت غشی مین رستم ثانی کو پیار کیا بے اختیار لپٹ کے سینہ سے سینہ ملا یا زار زار روکے سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور کہا اے جوان واسطہ تجکو اپنے دین و مذہب کا ہوشیار ہو آنکھین کھول میری طرف نظر کر کچھ باتین کر میرے حال زار پر نظر کر تا کہ کچھ تسکین خاطر ہو یہان تو وہ شیفتہ سر رستم ثانی کا اپنے زانو پر رکھے ہوے فرط محبت و کثرت عشق سے سخنان مندرجۂ بالا کہہ رہی تھی اِسکو تو اسی حال مین چھوڑے جاتا ہون اور اب حال اُن کنیزون کا سنیے کہ جب وہ خدمت ملکہ مین پہونچین ہر چند رعب و داب ملکہ آرام بانو سے چاہا کہ نہ ہنسین لیکن ہنسی کب رکتی ہی بے اختیار ہنسنے لگین ملکہ نے پوچھا دیوانیو کیون ہنستی ہو کچھ ہو تو کیا دیکھ آئی ہو اور وہ میری جلیس کہان ہی یہ سُنکے وہ اور بیقرار ہوکے ہنسین یہانتک کہ ہنستے ہنستے گر پڑین اب تو ملکہ آرام بانو کو غصہ آیا کوڑا طلب کر کے چاہا کہ اُنکو ہنسنے کی سزا دے کنیزین خوف سے اُٹھین ہنسی کو ضبط کر کے دست بستہ عرض کرنے لگین حضور باعث ہماری اِس گستاخی و بے ادبی کا یہ ہی کہ ہم حضور کی جلیس کے ہمراہ گئے تھے عقب باغ کنارۂ دریا جب پہونچے دیکھا کہ ایک جوان نہایت خوبرو و خوبصورت موٹا تازہ لباس فاخرہ پہنے ہوے خود اور جوشن و دیگر سلاح جنگ تن پر آراستہ کیے زخمی پڑا ہی سر اُسکا شق ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کوئی بادشاہ یا شاہزادہ ہی اُسی کے سر سے خون جاری ہی اور وہ تختے خون کے جو پانی مین بہکر آئے تھے اُسی کے خون زخم سر کے تھے جو حضور نے ملاحظہ فرمائے تھے خیر اب سنیے جب ہم قریب پہونچے حضور کی جلیسہ نے اُس جوان کو دیکھکر یہ باتین کین بعدہ چاہا کہ فرط محبت سے سر اُسکا اُٹھاکے اپنے زانو پر رکھ کے پیار کرین ہم اُنکے ارادے سے باخبر ہوکے بے اختیار ہنسے وہ ہمپر خفا ہوئین بعد بہت باتون کے اُنھون نے ہمکو آپکی خدمت مین بھیجا ہی اور یہ کہلا بھیجا ہی کہ اگر تکلیف نہو تو یہان آئیے ایسے خوبصورت جوان کو اور ایسے زخمی کو دیکھ لیجیے کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا لہذا اگر مناسب ہو تو حضور چلین اُس جوان کو بھی دیکھین اور اپنی ہم جلیس کے حال سے بخوبی آگاہ ہون کیا عجب کہ وہ اب اُس جوان کے سر کو اپنے زانو پر رکھے ہوے رو رہی ہون پیار اُسے کر رہی ہون درد دل سے آگاہ کر رہی ہون تسوے بہا رہی ہون عشق اپنا ظاہر کر رہی ہون غش سے اُسے ہوش مین لا رہی ہون ملکہ آرام بانو کنیزون سے تمام حال سُنکے بے اختیار مسکرائی اور اپنی ہم جلیسون سے کہنے لگی کہ اِس بیوقوف و نالائق کو کچھ شرم نہ آئی کنیزون کے رو برو ایسی واہیات اور بیہودہ باتین کین جسکے سننے سے بوجہ حیا و شرم کے ہمین پسینہ آگیا ہی چلو خود چلین تمام حال دیکھین شاید یہ کنیزین جھوٹ کہتی ہون یا ذرا سی بات کو بڑھا کر کہتی ہون سبھون نے عرض کیا حضور تشریف لیچلین یہ سُنکے ملکہ آرام

اُٹھی ہمراہ اُسکے جملہ عورتین ہوئین وہ کنیزین جو رستم ثانی کو دیکھکر آئی تھین راہی ہوئین ملکہ درمیان
مین اپنی ہمجلیسون اور انیسون کے آہستہ آہستہ قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی جلیسون کی باتون پہ مسکراتی ہوئی
چلی اُسوقت جانا ملکہ آرام بانو کا ہمراہ اپنی ہمنشینون اور کنیزون کے دیکھنے والون کو اس طرح
ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان ہمراہ کواکب و سیارگان کے جنبش و حرکت مین ہی یا پریان پرستان کی ہمراہ
اپنے مالکہ کے جاتی ہین چرخ اُن نازنینون اور ملکہ آرام بانو کی رفتار دلربا پر نظر کرکے اپنی چال
اور گردش بھول گیا تھا بنظر حسرت دیکھتا تھا زمین آسمان پہ فخر کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر بالاے
فلک ماہ و کواکب ہین تو کیا ہین مجھپر وہ حسین و خوبرو نازنینان خوش جمال خرامان ہین کہ یہ حسن و صورت
ماہ و ثوابت و سیارگان کو نصیب نہین ہی الحاصل جب ملکہ آرام بانو کثرت نزاکت اور غرور حسن و جمال
سے بہزار دشواری تھوڑی راہ طی کرکے ہر ایک جگہ نزاکت سے ٹھہر ٹھہر کے قریب رستم ثانی پہونچی
دیکھا تو واقعی وہ جلیس رو رہی ہی سر زانو پر رکھے ہی خود بخود کچھ باتین کر رہی ہی ملکہ اپنی جلیس کو دیکھکر
بے اختیار خندہ زن ہوئی ساتھ اُسکے جملہ عورتین قہقہہ مارکر ہنسین اُس جلیس نے سب کو آتے دیکھکر
اور آواز اُنکے قہقہون کی سُنکے سر رستم ثانی مجبور ہوکے زمین پر رکھدیا اور علحدہ ہوکر کھڑی ہوئی
ملکہ نے قریب پہونچکر پوچھا اے لو گرفتار عشق اسوقت کس شغل مین مصروف تھین ہمارا آنا تمھارے
حق مین بُرا ہوا ہم مخل انداز عیش و راحت ہوے کیونکہ تم سر اس جوان کا اپنے زانو پر رکھے تھین
پیار کر رہی تھین ہوش مین لا رہی تھین عشق اپنا ظاہر کر رہی تھین ہمین آتے ہوے دیکھکر الگ کھڑی
ہوگئین اگر ہم پہلے سے یہ جانتے کہ تم اس شغل مین مصروف ہو تو ہم یہان نہ آتے خیر اب یہان آئے تھے
تو یہان توقف نہ کرینگے ابھی اپنے باغ مین چلے جائینگے تمکو یہان چھوڑ جائینگے تم اپنے کام مین
مشغول ہونا جو دل چاہے اس جوان مرغوب دل سے حرکت کرنا لطف جوانی اُٹھانا دل لگانا حسرتین
قلب مضطر سے نکالنا زندگی عیش و عشرت مین بسر کرنا کچھ شرم و حیا نہ کرنا کیونکہ جس مرد پر دل آجائے
تو پھر کوئی سمجھائے اُسے چھوڑتا اور عزت و آبرو کا خیال کرنا شرم و حیا اختیار کرنا کیا ضرور ہی عاشق
بات وہی کرے جو اُسکا دل کہے اب یہ جوان رعنا تمکو مبارک ہو اِسکو اپنے ساتھ لیجاؤ علاج کرو جب
اچھا ہو جائے جو آرزوے دلی ہو بر لاؤ شکر کرو کہ خداوند نے گھر بیٹھے تمھین ایسا جوان دیا کہ لائق تمھارے
ہو اب کیا ہی چین کرو مزے سے زندگی بسر کرو اُس جلیس نے نہایت شرمندہ و خجل ہوکے کثرت حیا
سے سر جھکائے عرق خجالت مین ہمہ تن غرق ہوکے دست بستہ عرض کیا اے ملکۂ عالم یہ آپ کیا فرماتی
ہین مین تو الگ اس جوان سے بیٹھی تھی حضور کو آتے دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی مجھے اس سے کیا مطلب
و غرض کہ مین سر اسکا اپنے زانو پر رکھون آنسو بہاؤن پیار کرون کوئی مین اسکی آشنا سا نہین یہ کوئی
میرا عزیز و دوست نہین نہ یہ میرا عاشق ہی نہ مین اسکی عاشق ہون مجھے کیا غرض کہ مین اسکو اُٹھا کر
اپنے گھر لیجاؤن اور علاج کرون وہ مطلب دلی کیا ہی جسکا آپ نے ذکر کیا مین نہین سمجھی حضور کی ہمراہی
مین زندگی میری عیش و آرام سے گذرتی ہی اس مردوے سے کیا لطف ملیگا جو بعیش و عشرت حیات
بسر ہوگی خداوند کا شکر کرتی ہون کہ آجتک کوئی رنج و غم نہین ہوا کسی مردوے نگوڑے کو سوا اپنے
ایسے نہین دیکھا ہی کوچۂ عشق و عاشقی سے ماہر نہین کیا جانون کہ عشق کسکو کہتے ہین مرد و اکس کا نام ہے

عورت کو خوش رکھتا ہی زن وشوہر مین کیا ہوتا ہی عاشق ومعشوق مین کیا باتین ہوتی ہین عاشق اپنی معشوقہ پر کیون جان دیتا ہی کس شئی کی ہوس رکھتا ہی کس چیز کا طالب ہوتا ہی کیا چاہتا ہی معشوق کیون اپنے عاشق سے ناز کرتا ہی اُسکے کہنے کو نہین مانتا ہی یہ باتین مجکو نہین معلوم ہین تو حضور کی خدمت مین رہتی ہون بس عورتون اور مردون سے بھاگتی ہون اُنکی صحبت سے کارہ ہون اِسوجہ سے آجتک کسی سے ایسی باتین نہین سُنی سواے اِسوقت کے کہ حضور نے ایسی باتین کین کیا کہون نمکخوار ہون اگر سواے حضور کے اور کوئی ایسی باتین میرے تئین کہتا تو اُسے مین بھی کہتی یہ عرض کرکے رونے لگی ملکہ نے ہنسکر جواب دیا ای بی کیون روتی ہو اب خوش ہو مراد بر آئی بھولی نہ بنو سب کچھ جانتی ہو تمام دفتر عشق و عاشقی کا چاٹے بیٹھی ہو دنیا کی باتین جانتی ہو بیکار مجھ سے انکار کرتی ہو بات بناتی ہو خیر اگر تمکو میرے اِس کہنے سے رنج ہی تو مین اب کچھ نہ کہونگی جو تم کہتی ہو اچھا ایسا ہی ہوگا تم بہت بھولی بھالی نادان ہو کچھ بھی نہین جانتی ہو ہمین جھوٹ کہتے ہین تم بڑی پاک دامن ہو جب ملکہ نے یہ تقریر کی جملہ عورتین اُس جلیس کو دیکھکر قہقہہ مارکر ہنسین وہ پھر نہایت منجل وشرمندہ ہوئی آخرکار سب عورتون کے چھیڑنے اور ہنسنے سے وہانسے ہٹ گئی دور جاکر کھڑی ہوئی جب ہنسی دل لگی موقوف ہوئی ملکہ نے غور سے قریب رستم ثانی جاکر چہرہ پر نظر کی اور بیک نظر ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوئی کیونکہ حسن وجمال رستم ثانی کا ایسا تھا کہ بمصداق این اشعار

چاند چہرہ تھا آفتاب جبین
تیغ ابرو سے تھا جہان بسمل
گل گلزار کامرانی تھا
صفت شعلہ تھا سراپا نور
موے سر رشک دود شعلۂ طور
شوخ چشمی عیان تھی چتون سے

اُسکے عارض سے مہ نے کھایا داغ
ایک عالم کا بس تھا وہ قاتل
جوش پر تھا بہار حسن شباب
شمع قامت مین تھی تجلی طور
نور عارض تھا برق خرمن ہوش
سحر کرتا تھا چشم پرفن سے

خوبصورت جو تھا جوان وہ حسین
لاکھون ہی مہوشون نے پایا داغ
شجر باغ نوجوانی تھا
گل رخ تھا شگفتہ و شاداب
تھی جبین آفتاب صبح بلور
زلف دام بلا سے تھی ہمدوش
ملکہ آرام بانو ایسے جوان

حسین کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوکر چاہتی تھی کہ رستم ثانی سے لپٹ جائے لیکن شرم وحیا نے منع کیا پھر اُسی عورتون کا بھی خیال آیا کہ یہ سب کیا کہین گی خصوصا اُس جلیس کا خیال کیا کہ جسکو بہت چھیڑا تھا اور وہ شرماکر دور جاکر کھڑی ہوئی تھی ہر چند خیالات مندرجۂ بالا سے ملکۂ آرام بانو نے اپنے تئین بہت سنبھالا اور لپٹ جانے سے باز رہی مگر رنگ رخ اثر عشق سے اور دردمر محبت سے متغیر ہوگیا دل پہلو مین بیتاب و بیقرار ہوگیا اشک کچھ کچھ آنکھون مین بھر آئے دست وپا مین رعشہ ہوا قوت وطاقت نے حضرت عشق کے آتے ہی جوابدیا آہ پر درد لب پر آنے لگی نالۂ جانکاہ آشناے لب ہونے کو آمادہ ہوا غرور اپنے حسن کا جاتا رہا لڑکھڑا کر گرنے لگی جلیسون اور کنیزون نے دوڑکر سنبھالا مزاج پوچھا ملکہ نے جواب دیا گھبراؤ نہین میرا مزاج اچھا ہی اِس غریب مجروح کے زخم سرکو اور خون سر سے بہتے ہوے دیکھکر مجھے چکر آگیا تھا اسی وجہ سے گری پڑتی تھی آگاہ ہو کہ خون میرا ہلکا ہی سواے اِسکے کبھی مین نے کسی شخص کو آجتک زخمی نہین دیکھا نہ کسی کے سر سے خون جاری ہونے دیکھا تھا آج اِس مصیبت زدہ شخص کو زخمی دیکھکر میرا یہ حال ہوگیا اِسکی مصیبت وتکلیف پر نظر کرکے میری آنکھین پر آب

ہوگئین کیونکہ ہمیشہ سے مین رحیم المزاج ہون افسوس ہزار افسوس اس غریب کو کسنے ایسا زخمی کیا
کہ سر دو پارہ ہوگیا ہی غش آگیا ہی نہین معلوم کب سے اس جگہ پڑا ہی کون اسکا قاتل ہی یہ کہانکا رہنے والا
ہی بظاہر شریف قوم معلوم ہوتا ہی ہم شاہزادی ہین پدر عالی مقدار ہمارے بادشاہ عادل ہین نہ تو وہ کسی
پر ظلم کرتے ہین نہ کسی کو کسی پر ظلم وجفا کرنے دیتے ہین اُنکے خوف سے شیر اور بکری دونون ایک گھاٹ
پانی پیتے ہین کیا مجال شیر کی کہ بکری کو ایذا پہونچائے جانتا ہی کہ اس سرزمین پر حکومت سعد ان شاہ
کج کلاہ کی ہی اسی طرح کوئی انسان کسی بشر پر ظلم و بدعت نہین کرتا ہی ہر وقت ڈرتا ہی کہ بادشاہ یہانکا
عادل ہی ضرور عدل کریگا ہم اگر کسی پر ظلم کرینگے بادشاہ ہمکو سزاے سخت دیگا بسا تعجب ہی کہ باوجود
مشہور ہونے عدل و انصاف پدر ذیوقار کے میرے باغ کے قریب اس غریب کو کسی نے زخمی کیا
ہی شاید مال و اسباب اسکا لوٹ لیا ہی اسکو یہان ڈالدیا ہی مین بیٹی بادشاہ عادل کی ہون ضرور
اس جوان غریب کا علاج کراکے بعد صحت پوچھونگی کہ تجکو کس ظالم نے زخمی کیا ہی کیا اُس شخص کو تجھسے
عداوت تھی جسنے یہ حال تیرا کیا جب یہ شخص بیان کریگا مین اپنے والد سے کہونگی کہ آپ کیا حکومت
کرتے ہین اور کیا آپ کا رعب و داب ہی کوئی آپکے رعب وخوف سے نہین ڈرتا ہی دن دہاڑے
غریب و مسافر کو لوگ لوٹ لیتے ہین آلات حرب و ضرب سے زخمی کرکے زر و مال چھین کے مسافر
کو خاک پر ڈالکر چلے جاتے ہین ذرا بند و بست کیجیے ڈاکو یعنے راہزن اور چورون کو تلاش کرکے
سخت سزا دیجیے اس غریب کے ایذا رسان لوگون کو بھی سزاے معقول دیجیے اچھی طرح عدالت کیجیے
عادل ہوکر عدالت سے ہاتھ نہ اُٹھائیے سلطنت وحکومت ہوشیار ہوکر کیجیے امور مالی وملکی سے غافل
نہو جیے ورنہ انجام برا ہوگا سلطنت مین فتور واقع ہوگا رعایا کے دلون سے خوف جاتا رہیگا ہر ایک
قوی کمزور کو ستائیگا جسکا جو دل چاہیگا کریگا جس طرح اس غریب مسافر نوجوان وطن آوارہ غربت زدہ
پر کسی نے ظلم کیا ہی اسی طرح ہر شخص ہر ایک پر ظلم کرنا اختیار کریگا جب یہ تقریر ملکہ آرام بانو نے کی
بظاہر ہر ایک ہم جلیس و انیس کہنے لگی واقعی حضور سچ فرماتی ہین بیشک حضور رحم دل ہین اسیوجہ
سے اس غریب پر حضور کو رحم آگیا ہی اور بسبب بیکا خون ہونے کے اور زخمی کو کبھی نہ دیکھنے سے حضور
کا یہ حال ہوگیا ہی دشمن حضور کے اسوقت قریب بہلاکت ہین بہت مناسب ہی کہ اس شخص کو یہانسے
اُٹھاکر کسی مکان مین رکھا جائے اور جراحون سے اسکا علاج کرایا جائے امید ہی کہ چندروز مین اچھا
ہوجائیگا حضور کی جان و مال کو دعا دیگا جب اپنے قاتل و ایذا رسان کو سزایاب دیکھے گا عدل وانصاف
حضور اور آپکے والد عالی قدر کا معترف ہوکر ممنون و مرہون منت ہوگا جس شہر مین یہان سے
جائیگا آپکی خوبی و رحم دلی و مسافر نوازی اور آپکے والد کی عدالت وانصاف کا حال ہر شخص سے ظاہر
کریگا اور بباطن یہ کہا کہ ملکۂ عالم ہماری فلان ہم جلیس پر بہت ہنسی تھین اُسے بناتی تھین وہ بیچاری
شرمندہ وخجل ہوتی تھی غرضکہ یہانتک اُسکو چھیڑا اور ستایا کہ وہ مجبور ہوکر بکثرت شرم سے اب تک
دور کھڑی ہی رو رہی ہی ہچکی اُسکی لگی ہی اب خود ہی اس جوان کو دیکھکر کھیل پڑین عاشق ہوگئین آنکھون
مین آنسو بھر لائین بیتاب و بیقرار ہوکے اُس سے لپٹنے کو بڑھین ہمسے بہانہ کرتی ہین کہ مین خون اسکا
جاری دیکھکے غش کھاکر گر پڑی تھی یہ نہین کہتین کہ عاشق وشیفتہ و فریفتہ ہوکر اس جوان پر گری پڑتی

تھین اور یہ بھی ایک حیلہ اور بات کا بنانا ہی کہ ہم رحم دل ہین ہمین اِس غریب پر رحم آیا ہی اِسکے قاتل کی تلاش
کرینگے عدل وانصاف کرینگے مطلب دلی تو یہ ہی کہ یہ جوان پسند آگیا ہی چاہتی ہین کہ اِسکو اپنے باغ مین لیجائین
جب یہ اچھا ہو اِس سے ہم بہتر ہون لطف زندگی اُٹھائین ہمنے اِس زندگی مین بہت سی آنکھین دیکھین ہین یہ
بہت سی باتین سُنی ہین ہم کچھ نادان نہین ہین سب جانتے ہین ملکہ تو کیا ہین بڑے بڑے عاقلون کی باتون
کو سمجھ لیتے ہین یہ ہمسے کیا اُڑتی ہین ہمتو اُڑتی چڑیا کو پہچان لیتے ہین ہمنے اِس سن و سال مین کیا کچھ نہین کیا
ہر ہر ایک لذت سے آگاہ ہین عشق کی لذت سے ماہر ہین فراق کے درد سے آگاہ ہین وصل کے
ذائقہ سے باخبر ہین کسی نے کتابون مین یہ باتین دیکھی ہونگی یا کسی سے سنی ہونگی ہمپر یہ سب باتین گذر چکی ہین
ہم وہ ہین کہ چہرہ پر نظر کرکے دل کے حال سے آگاہ ہو جاتے ہین ہمسے ملکہ عالم ہرکار چھپاتی ہین انسان بات
اُس سے چھپائے جو آگاہ نہو سکے ہمتو قیافہ شناس ہین ہمسے پوشیدہ کرنا محض نادانی ہی خیر اچھا چھپائین تو چھپائین
کب تک چھپائینگی آخر ایک روز ظاہر اچھی طرح ہو جائیگا اُسوقت بی ملکہ صاحبہ کو جھک کے سلام کرینگے
اور کہین گے حضور نے ہمسے کیا کہا تھا اور کیا کیا آپ کو تو ایسا کرنا لازم نہ تھا ابھی انیسین اور جلیسین
اپنے دل مین یہ باتین کر رہی تھین کہ ملکہ آرام بانو نے کنیزون سے مخاطب ہو کہ کہا اِس جوان کو
یہانسے اُٹھاکر ہمارے باغ مین لیچلو بارہ دری مین فرش نرم و نازک پر لٹاؤ کنیزین حسب الحکم
اُٹھانے کو بڑھین ناگاہ گھوڑا رستم ثانی کا مانند رستم دستان کے اپنی زبان مین نعرہ کرکے بڑھا
قبل اِسکے واسطے گھانس کھانے کے دور نکل گیا تھا جب اُدھر سے اِس طرف آیا اپنے مالک و راکب
کے قریب مجمع دیکھکر اور راکب کو اپنے لیجانے پر آمادہ پاکے نعرہ کرکے جھپٹا جیسا کہ کہا گیا کہ کنیزین
اور جملہ عورتین اُسے آتے دیکھکر ڈر کے بھاگین گھوڑا اپنے راکب کے قریب آکر مُنھ اپنا روے
رستم ثانی پر جھکاکر بو سونگھنے لگا ملکہ آرام بانو نے جب دیکھا کہ مرکب اِس سوار کا وفادار ہی قریب
اپنے راکب کے کسی کو آنے نہین دیتا ہی خود بڑھکر اُسکی پشت پر شفقت ہاتھ رکھا اور کہا اے مرکب وفادار
ہم تیرے راکب کو بدنیتی یہانسے نہین لیے جاتے ہین بلکہ بدوستی لیے جاتے ہین تجکو لازم ہی کہ یون ہی کھڑا
رہ دہین اور پشک سے ہم لوگون کو ایذا نہ دے چونکہ حیوان بھی اپنے دوست اور مالک کے دشمن کو خوب
پہچانتے ہین اور باتین موافق اپنی عقل کے سمجھ لیتے ہین بس گھوڑا رستم ثانی کا بھی سمجھ گیا کہ یہ سب عورتین
میرے راکب کی دوست ہین دشمن نہین ہین اِنکو ہلاک کرنا مناسب نہین ہی یہ سمجھ کے گردن جھکا دی اور
اِس سر و گردن کے جھکا دینے سے اُس بیزبان نے اِس مطلب کو ادا کیا کہ اگر تم سب ہمارے راکب کی
دوست ہو تو مین تمکو ایذا نہ دونگا ملکہ آرام بانو نے بفراست دریافت کرکے کنیزون سے کہا اب یہ گھوڑا
شوخی و ایذا رسانی سے باز رہیگا اِسکے راکب کو بیخوف و اندیشہ اُٹھا کے لیچلو کنیزین حسب الحکم ڈرتی ہوئی قریب
رستم ثانی کے آئین اور بعنوان شائستہ شاہزادیکو اُٹھاکر سوے باغ روانہ ہوئین ایک کنیز حسب الحکم ملکہ کے
مرکب کی باگ پکڑ کے اُسے بھی سوے باغ لیچلی ملکہ آرام بانو بھی ہمراہ اپنی جملہ انیسون وغیرہ کے جانب
باغ چلی دل مین کہتی جاتی تھی کہ اے ملکۂ آرام بانو خوبی تقدیر سے تجھے یہ جوان تو اچھا ملا ہی کہ سیکڑون
بلکہ ہزارون جوانون مین چیدہ و منتخب ہی لیکن مجروح بہت ہی اگر یہ علاج سے اچھا ہو گیا تو فہو المراد ورنہ
تو اِسکی تربت با میت پر اسقدر رونا کہ ہلاک ہو جانا اور اگر گریہ و زاری مین بھی تن سے روح مفارقت

نکرے تو یہ ہیرے کی انگوٹھی جو تیری انگشت مین ہے اُسکے نگینہ کو پیسکر کھا لینا اس طور سے جان دیدینا
بعد ایسے جوان خوبرو کے زندہ نہ رہنا یہ خیالات کرتی ہوئی اور دعاے صحت رستم ثانی کی کرتی
ہوئی باغ مین پہونچی کنیزون نے حسب الحکم بارہ دری مین مسہری پر فرش نرم و نازک بچھا کر رستم ثانی
کو اُسپر لٹا دیا پھر حکم ملکہ سے کنیزون نے جراحون کو طلب کیا اُنھون نے آکر زخم سر کو دیکھکر ملکہ سے عرض
کی کہ حضور ہر چند یہ زخم نہایت کاری ہے لیکن ہم حضور کے یاوری اقبال سے ایک ماہ کی مدت مین اچھا کر دینگے
ملکہ نے کنیزون سے کہا کہدو اُنسے کہ اگر تم اس جوان کے زخم سر کو جلد اچھا کر دوگے تو ہماری سرکار سے خلعت و انعام
پاؤ گے کنیزون نے اُنسے کہا اُنھون نے اُسیوقت بطمع ال دنیا زخم سر کو شراب سے دھوکر ٹانکے لگا کر مرہم کا پھاہا
رکھکر پٹی باندھی ملکہ نے کچھ زر و جواہر اُنکو دیکر رخصت کیا دوسرے روز پھر صبح کو جراح مذکور آئے
پٹی کھولکر زخم کو دیکھا پھاہا کچھ سمجھ کے بدلا اسی طرح تین روز زخم سر کو دیکھ دیکھ کے پھاہے بدلتے رہے
تیسرے روز وقت شام رستم ثانی کو غش سے افاقہ ہوا آنکھ کھولی سامنے اپنے ایک نازنین نہایت
خوبرو کو حلقۂ نازنینان مین پایا حیرت سے در و بام و سقف و نازنینان مذکورہ پر نظر کرکے دل مین کہا
مین یہان کیونکر آیا کون مجھے یہان لایا ہنوز رستم ثانی یہ خیال کر رہا تھا ملکہ آرام بانو رستم ثانی
کی آنکھین کھولنے سے از حد خوش ہو کر مسکرا رہی تھی اور جملہ عورتین جو اُسوقت وہان موجود تھین وہ
بھی خوش ہو کر ملکہ سے عرض کر رہی تھین کہ اے ملکۂ عالم مبارک ہو کہ آج اس جوان نے آنکھین
کھولین غش سے افاقہ ہوا ہے اب امید قوی ہے کہ جلد تر اس شخص کو صحت ہو ملکہ اُنکی تقریر کو بگوش
سُن رہی تھی اور فرط شرم و حیا سے سر جھکا کے حلقۂ نازنینان مین بیٹھی تھی چاہتی تھی کہ نقاب اپنے
روے روشن پر ڈالے رستم ثانی سے حجاب کرے یکایک فرط ضعف سے شہریار یعنے لیسر ایرج نامدار
نے آنکھین بند کر لین اُس روز سے موافق کہنے جراحون کے کنیزون نے شوربا مرغ رستم ثانی
کے حلق مین ٹپکانا شروع کیا بعد چند روز کے کچھ قوت آئی زخم سر بھی کسیقدر رو باصلاح ہوا ملکہ کو خوشی
زیادہ ہوئی راوی کہتا ہے کہ قریب ایک ماہ کے زخم سر رستم ثانی بخوبی اچھا ہو گیا جراحون نے
غسل صحت کرا دیا ملکہ آرام بانو نے اس خوشی مین کہ میرے محبوب کو صحت ہوئی ہے حکم دیا کہ بزم عشرت نہایت
خوبی و تکلف سے آراستہ ہو نازنینان خوبرو بزم مین حاضر ہو کے ابھی رقص و نغمہ سے اہل بزم کو خوش کرین سوا
اُسکے دور جام مے بھی ہو کنیزون وغیرہ نے حسب الحکم اُسی باغ مین بزم طرب آراستہ کی ملکہ آرام بانو
اور رستم ثانی دونون عاشق و معشوق ایک مسند پر زر پر پہلو بپہلو بیٹھے کیونکہ اتنے دنون مین وہ شرم و
حجاب ملکہ کا باقی نہ رہا تھا رستم ثانی بھی اُسکے شمع جمال کو دیکھکر مائل ہوا تھا مگر ہم بستر ہونے سے باز
رہا تھا کیونکہ قاعدہ جملہ جوانان لشکر اسلام کا یہ ہے کہ جبتک عقد نہین کر لیتے ہین مباشرت نہین کرتے ہین
الحاصل آمدم برسر مطلب جبکہ وہ آفتاب ماہتاب ایکجا بیٹھے اور جملہ انیسین اور جلیسین مانند کواکب و ثوابت
کے بزم عشرت مین گرد مہر و ماہ مذکور کے قیام پذیر ہوئین کنیزون نے شیشہاے شراب ناب کی لائین اور جام
یاقوت مین مے گلگون بھر بھر کے ملکہ کے آگے لائین ملکہ نے باشارہ چشم کہا پہلے اس جوان کو شراب پلاؤ ایک
کنیز نے حسب الحکم چاہا تھا کہ جام مے ناب رستم ثانی کو دے ناگاہ ایک ہم جلیس ملکہ نے اُٹھکر ملکہ سے عرض
کیا کہ حضور آج دن نہایت خوشی کا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ از راہ مہمان نوازی اُنکو شراب اپنے ہاتھ سے پلائیے

ملکہ نے بعد انکار و عذر ظاہری کے موافق کہنے اُس جلیس کے کنیز کے ہاتھ سے جام مے لیکر نہایت ناز و ادا سے
ہاتھ اپنا جانب رستم ثانی بڑھا کر شرم سے مُنھ پھیر کر کہا جسکا دل چاہے وہ ہمارے ہاتھ سے جام مے
لیکر شراب پیے رستم ثانی نے مسکرا کر جام مے اُس نازنین کے ہاتھ سے لیکر شراب پینے مین تامل کیا
ملکہ آرام بانو نے اُسی اپنی ہمجلیس کی جانب دیکھکر اشارہ سے کہا دریافت تو کر کہ یہ شراب کیون
نہین پیتے اُسنے رستم ثانی سے پوچھا ای جوان بسا عجب ہو کہ ہماری ملکۂ عالم نے کیسی تیرے ساتھ نیکی
کی ہو کہ گویا تجھے مردہ سے زندہ کیا ہو اعجاز عیسیٰ دکھایا ہو آج تیری صحت پانے کی خوشی کی ہو بزم
عشرت آراستہ کی ہو اور ہمارے کہنے سے تجھے اپنے ہاتھ سے جام مے دیا ہو کیا باعث ہو کہ تو شراب نہین
پیتا ہو جلد ظاہر کر رستم ثانی نے جواب دیا ای نازنین آگاہ ہو کہ مین مسلمان ہون نام میرا شہریار
ہو لقب میرا رستم ثانی ہو مین فرزند ہون شاہزادہ ایرج نوجوان کا عزیز قریب ہون حمزۂ
صاحبقران و امیر ثانی کا مین نے لشکر ملک ترسی حاکم کوہ شفق سے مقابلہ کیا تھا زخمی ہو کر
اتفاق سے مرکب مجکو ادھر لے آیا تمھاری ملکہ نے واقعی عنایت کی میرا علاج کرایا میرے صحیح
ہونے کی خوشی مین بزم عیش آراستہ کی ہر چند جام مے از راہ محبت و عنایت مجھے دیا ہو مگر مین بغیر استفسار
حال شراب پی نہین سکتا ابتک مجھے نہین معلوم ہوا کہ اِنکا دین و مذہب کیا ہو یہ کسکی دختر ہین ساحرہ
ہین یا غیر ساحرہ ہین اگر مسلمان ہین تو مجھے شراب کے پینے مین کچھ عذر نہین ہو اور اگر مسلمان نہین ہین تو جبتک دین اسلام
اختیار نہ کرلینگی مین ہرگز شراب نہ پیونگا اور آجتک جو یہان اکل و شرب مین نے کیا ہو حالت غفلت مین کیا ہو اب فضل
خدا سے بخوبی ہوشیار ہوا ہون حواس خمسہ درست ہوے ہین نیک و بد مین تمیز ہوئی ہو بیہوشی و
غفلت دور ہوئی ہو ممکن نہین کہ اب بے استفسار حالات مذکورۂ بالا شراب پیون ملکہ آرام بانو یہ
تقریر رستم ثانی کی سُنکر آگاہ ہوکے کہنے لگی ہاے غضب دل اپنا کسپر آیا ہو کہ جو ظالم خلاف مذہب ہو
اور چاہتا ہو کہ ہمکو اپنے دین مین لائے اِدھر تو ملکہ اپنے دل مین یہ کہ رہی تھی اُدھر اُس ہمجلیس نے رستم
ثانی سے مخاطب ہو کر کہا آپ کی تقریر سے اب معلوم ہوا کہ آپ شاہزادہ ہین اور مذہب آپکا وہ ہو
کہ جو ہمارے دین سے خلاف ہو ہماری ملکہ تو خداوند لاجورد شاہ کو اپنا خداوند بڑا جانتی ہین اور سوا
اُنکے اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے خداوندون کی پرستش کرتی ہین ملکہ ہماری دختر نیک اختر ہین
شاہ کج کلاہ کی ہین جو اِس زمانہ مین بادشاہ اولوالعزم ہو اور عملداری اُسکی دور تک ہو شہنشاہ بحر و بر
مشہور ہو کئی بادشاہ اُسے خراج دیتے ہین فوج بے شمار رکھتا ہو پہلوان و دلاور اُسکے نوکر ہین یہی ملکہ یگانہ
شاہزادی ہین کوئی غریب و محتاج عوام سے نہین ہین نام نامی اِنکا ملکہ آرام بانو ہو ہمیشہ راحت و آرام
سے زندگی بسر کرتی ہین شکر ہو خداوندون کا کہ آپ بھی شاہزادۂ ذیجاہ ہین جیسی یہ ذی عزت ہین ویسے
ہی آپ بھی ذی حرمت ہین جوڑا اچھا ہو آپ اِنکو زیب ہین یہ آپکو زیبا ہین اگر آپ ماہتاب ہین
تو یہ آفتاب ہین حسن و خوبی مین دونون لاجواب ہین اب رہا یہ جھگڑا کہ اِنکا دین اور ہو اور آپکا مذہب
اور ہو اِس بارے مین ہماری تو یہی رائے ہو کہ آپ ہماری ملکہ کو کہ بہت نازک مزاج ہین اِنکو کبھی
رنج نہ دیجیے شراب پی لیجیے و کیجیے ہمارا کہا مانیے ورنہ ہماری ملکۂ عالم کو رنج ہوگا ابھی ابھی گل سا چہرہ
فرط رنج سے زعفرانی ہو جائیگا اور شیشۂ دل سنگ صدمہ سے چور ہو جائیگا لطف عیش باقی نہ رہیگا

یہ بزم عشرت محفل غم ہو جائیگی ہمکو اور جملہ اہل بزم کو بھی صدمہ ہوگا آیندہ آپ کو اختیار ہی رستم ثانی
نے جواب دیا ای نازنین مین تیرے کہنے پر ضرور عمل کرتا مگر مین مجبور ہون خلاف طریقہ آبا و اجداد کر
نہین سکتا اگر ملکہ تمھاری ناخوش ہونگی تو مین چلا جاؤنگا وہ ہم جلیس ملکہ آرام بانو یہ تقریر شہریار کی
سنکے جانب ملکہ آرام بانو دیکھنے لگی ملکہ موصوفہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر اسوقت مسلمان نہین ہوتی
ہون اور مین اپنے دین سے منحرف نہین ہوتی ہون تو یہ شاہزادہ کہ نہایت غصہ ور ہی ضرور خفا ہوکے
یہانسے اپنے لشکر کی طرف چلا جائیگا مین اسکے فراق مین مبتلا ہوکر جلد مرجاؤنگی حسرتین دل مین لیکر
دنیا سے جاؤنگی ناشاد و نامراد کہلاؤنگی علاوہ اسکے اس شاہزادے سے جدا ہوکر جیتک زندہ رہونگی
یہ سب انیسین جلیسین میری مجھے طعنہ دینگی اور کہین گی کہ اے ملکہ آپ نے کوچہ عشق مین قدم تو رکھا مگر راہ عشق کرنہ سکین
نادان تھین ایسے جوان بیمثل کو ہاتھ سے کھو بیٹھین اگر ہم آپکی جگہ ہوتے تو کبھی ایسی نادانی نہ کرتے کوچہ عشق مین قدم
رکھکر نام پیدا کرتے مدعاے دل حاصل کرتے حسرتین دل کی نکالتے شب و روز عیش و عشرت مین بسر کرتے مبتلاے
فراق یار نہوتے نالہ و فریاد نہ کرتے تڑپ تڑپ کر زندگی بسر نہ کرتے اپنے معشوق کو ناراض نہ کرتے بقول شاعر ہم عشق
کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف ٭ گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ تو کیا ٭ لہذا مناسب وقت یہی ہی کہ مین اس
شاہزادے کی خوشی خاطر پر نظر کرون جو یہ کہتا ہی اسے منظور کرون اپنے حال زار پر خود رحم کرون بلا سے دین آبائی
سے پھرتی ہون تو پھرون اسکی محبت و الفت سے منھ نہ موڑون جب آبرو دینے کا قصد کر لیا ہی تو دین بھی اسکی نذر
کردون اسکو یہانسے جانے نہ دون یہ خیالات کرکے اسی اپنی ہم جلیس سے باشارہ چشم و ابرو کہا ذرا انسے پوچھ تو
کہ صاحب اگر کوئی تمھارے دین مین آنا چاہے تو کیا کہے کیونکر مسلمان ہو اسنے بایماے ملکہ موصوفہ
رستم ثانی سے مسکراکر پوچھا ای شاہزادہ عالیجاہ یہ تو معلوم ہو کہ اگر کوئی شخص مسلمان ہونا چاہے
تو کتنی مدت مین مسلمان ہو سکتا ہی اور کیونکر مسلمان ہوتا ہی کیا کیا دقتین مسلمان ہونے مین ہوتی ہین شاہزادہ
نے ہنسکر فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو ابھی مسلمان ہوسکتا ہی صرف کلمہ شہادتین زبان پر جاری
کرلے اسنے پوچھا وہ کلمہ کیا ہی ذرا ہمکو بھی بتائیے شہریار نے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا ملکہ نے
اسے سنکے ناز سے تتلا تتلا کے ٹھہر ٹھہر کے بار بار پوچھ پوچھ کے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا بعد
ملکہ کے کہنے سے جملہ انیسین اور جلیسین اور کنیزین مثل ملکہ آرام بانو کے کلمہ پڑھ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوئین رستم ثانی نے ملکہ وغیرہ کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوکر وہی جام شراب کہ ہاتھ مین تھا
لبون سے لگاکر شراب پی لی پھر شیشہ و ساغر طلب کرکے جام مین شراب بھر کے اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا
اسنے بعد ناز و انکار بسیار کے جام مذکور لیکر شراب پی جب اسی طرح چند جام شاہزادہ نے ملکہ کو دیے
اور ملکہ نے شاہزادے کو دیے جب ہر ایک نے شراب پی لی جام مے ہاتھ سے رکھدیا اسوقت کنیزون
نے جملہ انیسون اور جلیسون کو حکم ملکہ سے شراب پلائی جسوقت سب اہل بزم مے پی چکے کنیزین کشتیان شراب
کی اٹھاکر لیگئین بعد انکے جانے کے ایک رقاصہ نہایت خوبرو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے
کہ وہ بھی عورتین تھین حاضر بزم ہوکر روبرو ملکہ اور رستم ثانی کے ناچنے لگی ہمراہ اسکے جو عورتین
تھین وہ ساز بجانے لگین ملکہ اور شہریار وغیرہ رقص انکا دیکھنے لگے اکثر عورتین اس رقاصہ
کی تعریف کرنے لگین ملکہ آرام بانو بھی خوش ہوکر بار بار زر و جواہر انعام مین دینے لگی جسدم وہ

نازنین رقص کر چکی پھر کچھ سوچکر یہ غزل بلحن داؤدی گانے لگی غزل

کیا تبنگ آئی میرے شیون سے
نرد الفت جو کھیلتا ہون مین
سوز ظاہر ہے سوزش تن سے
تیر مژگان سے سینہ چھلنی ہے
اسکا بخیہ نہوگا سوزن سے

آنسو سوزش سے عشق کے ہین روان
ہار جاتا ہون یار پرفن سے
دل خم زلف مین لٹکتا ہے
کم نہین زخم دل یہ روزن سے

کیون اُڑی عندلیب گلشن سے
آگ جھڑتی ہے میرے دامن سے
استخوان مثل شمع جلتے ہین
پیچ کھایا ہے ہیتے ناگن سے
چاٹ دل کی دوا کہان اختر

اہل بزم اشعار غزل سنکے خوش ہونے لگے خصوصاً ملکہ آرام بانو بہت خوش ہوکر تعریف کرکے متواتر زر و جواہر مطربہ کو انعام دینے لگی انہین جلسین ملکہ کی حالت نشۂ شراب مین اشعار غزل مندرجہ سن سنکے عالم وجد مین مانند رندان مست کے یا مانند صوفیان بدمست کے سر ہلانے لگین اُسوقت اِس طور سے وہ مطربہ گاتی تھی کہ سما بندھا تھا اور یہ حال تھا کہ بمصداق اشعار

سننے والون کے تھے کلیجہ پہ ہاتھ
بوسے لیتا تھا پانؤن کے لب فرش
بزم انسان مین حور رقصان ہے
جس طرف دیکھو رقص بسمل تھا

دم پھڑکتا تھا ہر اک کے ساتھ
دیکھکر اُسکے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہے

واہ واہ کہ رہے تھے ساکن عرش
ساکن خلد کہتے ہین یا ہسلم
وہ سما دیکھنے کے قابل تھا

جب وہ نازنین بخوبی تمام رقص کر چکی اور غزل مطلع سے تا مقطع گا چکی ملکہ نے اُسے زر کثیر انعام مین دیکر رخصت کیا پھر حکم دیا اور کوئی رقاصہ ہمارے سامنے آکے رقص و نغمہ کرے حسب الحکم اُسی وقت ایک اور رقاصہ حاضر بزم عیش ہوکر بعد سلام کرنے کے کھڑی ہوئی جب اُسکی ہمراہی عورتون نے اپنے اپنے ساز کو مانند طبع ناساز کے اپنی اپنی تدبیر سے سر دست حسب دلخواہ درست کیا اور اپنی شوخی سے اُنھین چھیڑا رقاصہ رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے اکثر عورتین اُسکے ناچنے کی ثنا کرنے لگین جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی غزل

کھلے داغ جگر نظارۂ برگ گل تر سے
تسکار اُسنے کیا ہے جانکر دلکو یقین آیا
حلاوت بڑھگئی اشعار کی قند مکرر سے
مین وہ مست شراب الفت ساقی مہوش ہون
ہمارے خاک کو کیا فائدہ پھولون کی چادر سے

نہ لیجائیگا اب ہدہد بھی نامہ جان کے ڈر سے
وگرنہ بازو کیا بغض تھا میرے کبوتر سے
دلائین یاد نرگس نے کسی سفاک کی آنکھین
ہوا بیخودی زائل ہوگی سر کے بھی سر سے
خدا دیگا رہائی دست پر زور زمانہ سے

جنون پیدا ہوا پھر سایۂ نخل صنوبر سے
جواب خط لکھا ہے یار نے خون کبوتر سے
ہوئی تکرار مضمون لب شیرین کی شبدیز سے
کسی گلرو کا قد یاد آگیا مجکو صنوبر سے
عبث ہے قبر کی زینت بدن جب ہو چکا مٹی
محبت ہے جو صادق قاضی بازو کبوتر سے

تمام عورتین اور رستم ثانی اشعار غزل مندرجہ کو سن سنکے سب بجاے خود تعریف بعض بعض شعر کی کرنے لگے ملکہ آرام بانو بھی شادمان ہوکے پردرپے انعام اُسے دینے لگی مطربہ زر و جواہر لینے لگی یہان تو رقاصہ مذکور اپنے رقص و نغمہ سے اہل بزم کو خوش کر رہی ہے ملکہ اور رستم ثانی بیخوف و خطر بیٹھے ہوے گانا سن رہے ہین عیش و عشرت سے زندگی بسر ہو رہی ہے حالت نشہ مین عاشق و معشوق ایکجا کس راحت و آرام سے بیٹھے ہین یہ فلک جفا جو نظرون سے دیکھ رہا ہے انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال دیگر رقم کیا جاتا ہے کہ جب زمانہ قریب ایک ماہ کے گذرا اور ملکہ آرام بانو اپنے باغ سے پاس اپنے پدر کے نہ گئی سعدان کج کلاہ کو تردد ہوا بجاے خود کہنے لگا کہ میری دختر مجھ سے اجازت لیکر واسطے سیر باغ کے گئی تھی نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ ابتک نہین آئی ضرور کوئی امر ایسا ہے کہ اسکا آنا

اُسی وجہ سے نہین ہوا ہو ورنہ وہ اتنے روز اپنے باغ مین نہ رہتی تھی جلد سیر کرکے چلی آتی تھی لہذا مناسب
وقت یہ ہو کہ سبب اُسکے نہ آنے کا دریافت کرون یہ خیال ذہن نشین کرکے چند ہرکارون کو حکم کیا کہ ابھی بجانب
باغ فرحت افزا روانہ ہون وہان جاکر پوشیدہ طور سے حال میری دختر کا دریافت کرکے مجھ سے آکے
بیان کرین ہرکارے حسب الحکم بادشاہ مذکور اُسی وقت بسمت باغ روانہ ہوے جب عنقریب باغ پہونچے
بصورت مبدل زیر دیوار باغ مذکور جاکر ملازمان در باغ سے پوچھنے لگے یہ باغ کسکا ہو اسمین کون رہتا ہو
اسمین آج کوئی بزم طرب کسی نے آراستہ کی ہو کہ آواز نغمہ نازنینان کی چلی آتی ہو ملازمان در باغ نے پوچھا تم
لوگ کون ہو جو ایسی باتین دریافت کرتے ہو تمھارا منشا اس دریافت کرنے سے کیا ہو اُنھون نے جوابدیا
ہم لوگ مسافر ہین یہ باغ نہایت وسیع و نادر زمانہ دیکھکر تمسے دریافت کیا ہو ورنہ ہمین کیا ضرورت تھی
کہ ہم پوچھتے یہ باغ کسکا ہو ملازمان مذکور نے اُنکو مسافر جانکر صاف صاف بیخوف وخطر کہدیا کہ یہ باغ
ملکہ آرام بانو دختر نیک اختر سعدان شاہ کج کلاہ کا ہو فی الحال ملکہ موصوفہ اسی باغ مین تشریف
رکھتی ہین اور ایک جوان مسمی شہریار ملقب رستم ثانی سے سرگرم عیش ہو بزم طرب آراستہ کی ہو نازنینان
خوبرو رقص و نغمہ کر رہی ہین ہرکارے جو بصورت مبدل مسافر بنکر آئے تھے یہ خبر دریافت کرکے جانب
سعدان شاہ جلد تر روانہ ہوے بعد قطع راہ اُسوقت پہونچے کہ سعدان شاہ دربار مین بالائے
تخت حکومت بصد غرور و نخوت بیٹھا ہوا تھا امرا و وزرا ندما حکما پہلوانان نامی و نامور سرداران لشکر
نجومی و رمال وغیرہ جملہ اہل دربار علے قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے دربار بخوبی آراستہ تھا ہرکارون
نے حسب قاعدہ مجرا گاہ سے بادشاہ مذکور کو مجرا کرکے اور شرائط عبودیت بجا لاکے دست بستہ عرض
کیا اے بادشاہ عجم جاہ ہم حسب الحکم گئے تھے جو کچھ دریافت کرکے آئے ہین سر دربار اُسے عرض نہین
کرسکتے ہین امیدوار ہین کہ تنہائی مین حضور سے عرض کرین یا بذریعۂ تحریر اُس سے حضور کو آگاہ کرین
سعدان شاہ کج کلاہ اُنکی تقریر سے سمجھ گیا کہ یہ نمکخوار میری آبرو ریزی کے خواہان نہین ہین ایسی
ہی کوئی بات ہو کہ اُسے سر دربار ظاہر نہین کرتے ہین یہ سمجھکر حکم دیا کہ بذریعۂ تحریر اسی وقت ہمکو اُس
حال سے جسکو ظاہر کرنا چاہتے ہو اطلاع دو ہرکارون نے حکم کی تعمیل کی سعدان شاہ اپنی دختر کے
حال سے باخبر ہوکے نہایت برہم ہوا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور فرط غیظ و غضب سے دست و پا مین
رعشہ سا پیدا ہوا آنکھین کثرت قہر و غضب سے سرخ ہوگئین وزرا نے جسارت کرکے دست بستہ پوچھا اے
بادشاہ گیہان پناہ اسوقت سبب غیظ و غضب کیا ہو اگر مناسب ہو تو ہم خادمون پہ ظاہر فرمائیے تاکہ
دفع غیظ و غضب حضور کی تدبیر کیجائے اگر کوئی دشمن نے سرکشی کی ہو تو ہم غلامون کو حکم ہو ہمراہ سپاہ
کثیر لیکر جائین سر اُسکا تیغ آبدار سے کاٹ کر لے آئین بادشاہ نے حالت غصہ مین جواب دیا جس وجہ
سے مابدولت کو غصہ ہو وہ امر تمپر ظاہر ہو جائیگا بالفعل اُسکا ظاہر کرنا مناسب نہین ہو کیونکہ جو خبر ہرکارون
سے معلوم ہوئی ہو نہین معلوم سچ ہو یا جھوٹھ ہو یہ کہکر فی الفور تخت سے اُٹھا بعدہ وزرا امرا کو ہمراہ
لیکر اور کئی ہزار جوانان جنگ آزمودہ کو اپنے ساتھ لیکر مرکب پر سوار ہوکر سوے باغ فرحت افزا
روانہ ہوا بعد قطع راہ دراز قریب باغ مذکور پہونچا دربان باغ اپنے بادشاہ کو مع سپاہ آتے دیکھکر
گھبرا گئے جلد اُٹھکر باواز بلند کنیزون کو پکار کر اُنسے کہا کہ ہماری طرف سے خدمت ملکہ مین جلد جاکر عرض

کرو کہ حضور غافل کیا بیٹھی ہین آپ کے والد بجمعیت سپاہ کثیر شاید واسطے گرفتاری رستم ثانی کے آئے ہین کیونکہ آثار غیظ و غضب اُنکے چہرہ سے آشکارا ہین لہذا جلد رستم ثانی کو کسی گوشۂ باغ مین پنہان کیجیے کنیزون نے جلد جاکر ملکہ آرام بانو سے جو کچھ دربانون سے سُنا تھا عرض کیا ملکہ یہ خبر سُنتے ہی نہایت پریشان خاطر ہوئی حواس باختہ ہوے رنگ رخ متغیر ہوگیا نشۂ مَے اُتر گیا خوف پدر سے کانپنے لگی اور کہنے لگی ہاے کیا کرون غضب ہوا دیکھیے کیا ہوتا ہی کیونکہ میری اور انکی جان بچتی ہی رستم ثانی نے پوچھا ای ملکہ یہ کیا کہتی ہو کیون پریشان خاطر ہو کچھ حال تو بیان کرو کہ باعث اس اضطراب و بیتابی کا کیا ہی ملکہ نے جواب دیا کیونکر مضطرب و پریشان خاطر نہون کہ میرے والد ماجد فوج کثیر لیکر درباغ تک آپہونچے ہین شاید کسی نے یہان کے حال سے اُنھین آگاہ کردیا ہی دیکھیے تمھاری اور میری جان کیونکر بچتی ہی یقین ہی کہ والد میرے مجھے اور تمھین ضرور قتل کر ڈالین گے رستم ثانی نے ہنسکر جواب دیا بس اِسی وجہ سے تم پریشان خاطر ہو اگر تمھارے والد بارادۂ گرفتاری و قتل میرے یہان آئے ہین تو اُنسے کچھ اندیشہ نہ کرو جسوقت وہ یہان آئین گے دیکھ لیا جائیگا اس نازنین مطربہ سے کہو اُسی طرح رقص و نغمہ کرے تمام عورتین اِسی طرح سے باطمینان خاطر بیٹھی رہین مختشر الحواس اور متردد نہون شور و غل نہ کرین گریہ و زاری سے باز رہین اِس بزم عشرت کو مبدل بصحبت الم نہ کرین ملکہ نے کہا صاحب کیا کہتے ہو کیونکر اندیشہ نہ کرون کہ تم تن تنہا ہو اکیلے کیا کروگے میرے باپ کے ہمراہ لشکر کثیر ہی اور وہ خود بھی مانند رستم چلتن کے قوی بازو ہی کس کس سے لڑوگے کیونکر اپنی جان لاکھون دشمنون سے بچاؤگے افسوس ہزار افسوس اِس فلک جفا کار مردم آزار کو ہمارا عیش سے بسر کرنا ناگوار ہوا آخر کار درپے آزار ہو کر ایسا ظلم کیا چاہتا ہی کہ ہمارے اور تمھارے جدائی تا قیامت ہو جائیگی مین قتل ہو جاؤنگی نہین معلوم تم دشمنون کے ہاتھ سے زندہ بچو یا نہ بچو اگر بعد میری شر دشمنان سے جانبر ہونا تو ای شاہزادہ فیلو قار یہ وصیت میری یاد رکھنا کہ کبھی کبھی میری تربت پر براے فاتحہ خوانی آیا کرنا روح کو میری شادمان کرکے چلے جایا کرنا یاد ہماری اپنے دل سے دور نہ کرنا یہ کہکر آبدیدہ ہو کر یہ اشعار زبان پہ لائی

اشعار

کبھی آ جائے گر طبیعت پر
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا
پڑھنا قرآن میری تربت پہ
جاکے رہنا نہ اِس جگہ سے دور
غنچۂ دل مرا کھلا جانا
ہم جو مرجائین تیری جان ہے دور
روح بھٹکے گی گر نہ پائے گی
ڈھونڈھنے کسطرف کو جائیگی

رستم ثانی نے تقریر ملکہ کی سنکے جواب دیا ای ملکہ خدا وہ دن نہ دکھائے کہ مین زندہ رہون اور تم نہو کیا مجال تمھارے باپ کی یا اور کسی نابکار کی کہ تمھین میرے سامنے میری زندگی مین قتل کرے اگر لاکھون سوار و پیدل تمھارے باپ کے ساتھ ہین تو ہوا کرین میرا پروردگار میرا حامی و مددگار ہی ہر چند تنہا ہون مگر دیکھ لینا کہ کیا کرتا ہون اِس باغ مین لاشون کے انبار لگا دونگا دریاے خون دشمنان بہا دونگا تمکو ہمارے سر کی قسم پریشان خاطر نہو اِسی طرح بیٹھی رہو دیکھو تو کیا ہوتا ہی اور کون غالب ہوتا ہی ابھی رستم ثانی شمشیر بکف بیٹھا ہوا تھا ملکہ سے گفتگو کر رہا تھا جملہ عورتین درگاہ خدا مین بگریہ و زاری دعا کر رہی تھین کوئی سر کے بال کھولکر ہاتھون کو سوے آسمان بلند کرکے آبدیدہ ہوکے برجوع قلب اس طرح دعا کرتی تھی کہ ای خالق زمین و آسمان و ای مددگار انس و جان ہم سب تازہ مسلمانون پر رحم و کرم کر

دشمنون کے ہاتھ سے ہم سب کو بچا اپنی قدرت دکھا اعتقاد ہمارا بڑھا رستم ثانی اور ہماری ملکہ وغیرہ کو سعدان شاہ کے ہاتھ سے قتل نہ کرا اسی طرح ہر ایک عورت دعا کرتی تھی ملکہ بھی اپنے دل مین برجوع قلب اس طرح مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرتی تھی

مناجات

ہر سمع ساز سطح بام افلاک
بساط آرائے سطح عالم خاک
شفیق جان زار نیم بسمل
دوائے درد وقت غمگسارے
انیس منزل طاعت گذاران
بصارت بخش خاطرہائے غمگین
بچا ہم سب کو یارب دشمنون سے

چراغ افروز کاخ ماہ انور
چمن پیرائے چرخ چارم تاک
عصائے دست درشبہائے تاریک
شکیب دل بوقت غمگسارے
گنہ آمرز رندان زیان کار
بصارت بخش چشم کوروناہین

نہین کچھ شک توہی ہر ایزد پاک
ضیا اندوز چشم مہر حناور
رفیق غربت درماندہ منزل
گرہ بکشائے عم در کار باریک
جلیس محفل شب زندہ داران
خطابخش سیہ مستان میخوار
بہت مضطر ہو دل میرا غمون سے

ہنوز ملکہ مصروف مناجات تھی اور دیگر عورتین بھی مشغول دعا تھین ناگاہ سعدان شاہ کج کلاہ تمام سواران ہمراہی کو گرد دیوار باغ کے مقرر کرکے وزرا امراکو بھی بیرون باغ چھوڑ کے تنہا مرکب سے اُترکر اندر باغ کے آیا دور سے دیکھا کہ بزم طرب آراستہ ہو نازنینان خوبرو بیٹھی ہین اور تمام عورتین بھی بزم مین موجود ہین ملکہ آرام بانو پہلوے رستم ثانی مین بیٹھی ہو مگر سب عورتین پریشان خاطر و آبدیدہ ہین ہاتھون کو جانب آسمان بلند کیے کچھ کہہ رہی ہین بزم طرب درہم وبرہم ہو یہ حال دیکھکر نہایت غصہ مین آکر آگے بڑھا پھر نعرہ کیا او نوجوان ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا میرا آنا گویا تیری قضا کا آنا ہو ارے غضب کیا تونے کہ میری دختر کے پاس بیٹھا ہو کچھ خوف و اندیشہ مجھ سے نہ کیا میری عزت و آبرو خاک مین ملا دی یہ کہکر جانب ملکہ آرام بانو دیکھکر کہا او گیسو بریدہ تونے یہان آکے خوب گل کھلایا خوب سیر باغ کی کی اپنی آبرو کے ساتھ میری عزت بھی برباد و ضائع کی دیکھ تو سہی کہ آج تجکو کس عذاب الیم سے قتل کرتا ہون یہ نعرہ کرکے اور آگے بڑھا ملکہ اور جملہ عورتین بے اختیار کھڑی ہوکر شور و غل کرنے لگین رونے پیٹنے لگین اکثر عورتین ہاتھ باندھکر آگے بڑھکر سعدان شاہ سے بمنت عاجزی عرض کرنے لگین ای بادشاہ فلک جاہ ہماری ملکۂ عالم کی خطا معاف فرمائیے اُنکے خون سے درگذر کیجیے اگر غصہ زیادہ ہو تو اُنکے عوض ہمین قتل کیجیے ہماری ملکہ کی کچھ خطا نہین ہو نہ اس جوان کی کوئی تقصیر ہو ہمسے قسم لیجیے کہ ابھی تک ملکہ ساتھ عزت و آبرو کے ہین در ناسفتہ ابھی تک سوزن الماس سے محفوظ ہو آشناے سوزن الماس نہین ہوا ہو دیکھیے ہماری عرض کو قبول کیجیے خون ناحق ملکہ اور اس جوان کا اپنی گردن پر نلیجیے سعدان شاہ نے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر واسطے ڈرانے کے انپر حملہ کیا وہ پھر خوف جان سے بھاگین سعدان شاہ نے قریب آکے نعرہ کرکے تیغ آبدار سر پر شہریار کے لگائی شاہزادہ نے مسند پر سے اُٹھکر تلوار کی باڑھ پر نظر کی جب شمشیر قریب سر آئی چالاکی سے بند دست سعدان شاہ پر ہاتھ اپنا ڈالکے کلائی مروڑ کے تلوار چھین لی اور کہا او نابکار دور ہو کیا تجھے شمشیر آبدار سے ہلاک کرون کہ مجکو ملکہ کے رنج کا خیال ہو سعدان شاہ یہ سُنکے ایسا برہم ہوا کہ دوڑکر کمر سے لپٹ کر زور کرنے لگا ادھر شاہزادہ بھی اُس سے لپٹ کر زور کرنے لگا پہر بھر تک باہم کشتی ہوئی آخر کار رستم ثانی نے نعرہ

کوہ شگاف کرکے اُسکو زمین سے دو تین زورون مین اپنے سر سے بلند کیا اور گردش دیکر چاہا کہ بروے خاک
اِس طرح ٹپکیے کہ استخوان سرمہ سا ہو جائین اُسوقت سعدان شاہ امان طلب ہوا شاہزادے نے فرمایا
امان تجکو بشرط قبول دین اسلام دیجائیگی اُسنے قبول کیا شاہزادہ موصوف نے آہستہ اُسکو بالاے فرش بٹھا
دیا وہ شاہزادہ سے زیر ہوکر اور اُسکی قوت و شجاعت پر نظر کرکے چاہتا تھا کہ قدم پر گرے شاہزادہ مانع
ہوا اور کہا آپ بزرگ ہین مین آپ کا خورد ہون سمجھ لیجیے جو کچھ کہتا ہون آپ کو مناسب نہین ہی کہ میرے
قدم پر گرین سعدان شاہ یہ سُنکے خوش ہوا اور کہا اے جوان پہلے تو مجھے مسلمان کر بعدہ اپنے نام اور حسب و
نسب سے آگاہ کر شہریار نے پہلے اُسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا بعدہ اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا اور حسب و نسب
سے ماہر ہوکے بہت خوش ہوا اور دل مین کہنے لگا شکر ہی خدا کا کہ موافق میری آرزو کے مجھے داماد ملا بعد شکر کرنے
کے رستم ثانی کو مانند اپنے فرزندون کے سمجھ کے سینہ سے لگایا اور کہا اے فرزند بالاے مسند بیٹھو اب کچھ اندیشہ نہ کرو
یہ کہکے ایک کنیز کی طرف دیکھکر کہا ملکہ آرام بانو کہان ہی اُسے بلا لا اُس سے کہنا کہ اب کچھ خوف نہ کرے وہ
کنیز گئی اور جس جگہ ملکہ آرام بانو چھپی ہوئی زار زار رو رہی تھی دعا کر رہی تھی کنیز مذکور نے پہونچکے تمام
حال ملکہ سے بیان کیا اور کہا چلیے آپ کے والد آپ کو بلاتے ہین ملکہ ڈرتی ہوئی مع اپنی انیسون اور
جلیسون کے نقاب اپنے رخ پر ڈال کے آگے بڑھی پھر کچھ سوچ کے ٹھہر گئی سعدان شاہ خود وہان
گیا اُسنے سلام کیا سعدان شاہ نے اپنی دختر کو اپنے سینہ سے لگایا اور کہا اے دختر نیک اختر اب کچھ
اندیشہ نہ کر مین مسلمان ہو گیا ہون پہلے دشمن تھا اب دوست ہون نازنینون سے کہ کہ رقص و نغمہ کرین ہم بھی
اِسوقت شریک بزم عشرت ہونگے کیونکہ ہمکو دولت ایمان و اسلام کے ملنے کی اور شاہزادہ رستم
ثانی کے یہان آنے کی بہت خوشی ہی یہ کہکر وہان سے آکر بالاے مسند بیٹھ گیا رستم ثانی کو اپنے
پہلو مین بٹھا لیا ملکہ آرام بانو اپنے باپ کے لحاظ سے علیحدہ ہٹی جملہ انیسین اور جلیسین بھی ملکہ کی حاضر
بزم ہوئین ایک رقاصہ روبروے سعدان شاہ کھڑی ہوکے رقص کرنے لگی عورتین جو اُسکے
ہمراہ تھین وہ ساز بجانے لگین پھر بزم طرب مین آثار خوشی نمایان ہوے ہر ایک رقص رقاصہ دیکھنے
لگا جب وہ رقص کر چکی اُسنے بلحن داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

کہ جلنو لگے سب خیگاریان نکلین کی تھر سے
مژہ کے عشق کی مجکو خلش رہتی تو بہتر تھا
سنبھلتا ہون لپٹ کر دمبدم قاتل کے خنجر سے
ترے صاحب فراش اس تپ فرقت مین رہتے ہین
کہ سب احباب کہتے ہین پھر اللہ کے گھر سے
نہ پوچھا کون یہ بے خانمان رہتا ہو کیسے مین

مریض عشق اُٹھین کسطرح محبوب کے در سے
نے کی دشمنی ناوک نکالا قلب مضطر سے
بنا یار رشک صحرا قیامت باغ جنت کو
کہ دریا کو خجالت ہوتی ہی ہر تار بستر سے
رقم ہو اسقدر احوال خط مین سر دا ہون کا
صدا دل کے دھڑکنے کی چلی آتی ہی باہر سے

فقط اگر دنہ زندہ ہونگے اس عیسی کی ٹھوکر سے
کہ تن مین جان آتی ہی ہوا لوے دلبر سے
مجھے ڈر ہی تڑپنے پر کہین اُسکو نہ رحم آئے
حرارت داغ دل کی بڑھ گئی خورشید محشر سے
صنم کے رخ سے اُٹھکے ہو گیا تھا حال پیدا
ہوا ٹھنڈی نکلتی ہی پر و بال کبوتر سے
اہل بزم اشعار غزل مذکور بہ شوق

لگے خصوصاً رستم ثانی اور سعدان شاہ بگوش سننے لگے جب وہ مطربہ غزل تمام کر چکی سعدان شاہ نے
اُسے زر کثیر انعام مین دیکر کہا اب جلسہ عشرت برخاست ہو موافق حکم شاہ جلسہ مذکور برخاست ہوا بعد
سعدان شاہ اپنی دختر اور رستم ثانی وغیرہ کو بعزت و حرمت اپنے ساتھ لیکر اپنے دار الامارت کیطرف
روانہ ہوا بعد قطع راہ جب دار العمارۂ شاہی پر پہونچا ملکہ آرام بانو اور اُسکی ہمراہی سب عورتین تو

سواریوں سے اُترکر داخل محلسرا ہوئیں سعدان شاہ رستم ثانی کو ہمراہ لیکر دربار میں آیا اور تخت شاہی پر بیٹھنے کو کہا شاہزادہ نے انکار کیا اور کہا یہ تخت و تاج آپ کا آپ کو مبارک رہے مجکو ہوس تخت نشینی و حکومت نہیں ہی یہ کہکے سعدان شاہ کو بالاے تخت حکومت بٹھادیا اور خود ملحق تخت ایک صندلی پر بیٹھا سعدان شاہ نے تخت پر بیٹھکر جملہ اہل دربار کی طرف نظر کرکے باواز بلند کہا اے ملازمان من آگاہ ہو کہ مجکو اس شاہزادہٗ ذیوقار نے زیر کرکے مسلمان کیا ہی کلمہٗ شہادتین میں نے بصدق اپنی زبان پر جاری کیا ہی لہذا تم سب کو بھی لازم ہی کہ دین اسلام اختیار کرو اور جملہ اپنے خداوندوں پر لعنت کرو سب نے حکم بادشاہ سے کلمہٗ شہادتین سعدان شاہ سے دریافت کرکے اپنی زبان پر جاری کیا پھر حکم بادشاہ سے منادی نے شہر میں ندادی کہ حکم سعدان شاہ کج کلاہ کا یہ ہی کہ تمام رعایا ہماری دین اسلام اختیار کرے جو حکم سے سرکشی کریگا قتل کیا جائیگا جب یہ حکم بادشاہ ہر ایک صغیر و کبیر نے سنا سب نے دین اسلام اختیار کیا پھر حکم سے بادشاہ موصوف کے دیرا و بتکدے منہدم کیے مساجد بنانے کی فکر کی یہاں سعدان شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بزم عشرت نہایت تکلف و خوبی سے آراستہ ہو سامان دعوت و ضیافت شاہزادۂ ذیجاہ نہایت تکلف سے کیا جائے نازنینان خوبرو و خوش گلو اور ساقیان ہوش ربا شراب کی لیکر حاضر بزم عشرت ہوں ملازم کاربند ہوے بزم طرب آراستہ ہوئی جملہ اہل دربار حاضر بزم طرب ہوے سعدان شاہ شاہزادۂ رستم ثانی کو لیکر داخل بزم عشرت ہوکر رونق افزاے محفل عشرت ہوا ساقیان گلرو نے جام یاقوت و بلورین میں مے ناب بھرکر سعدان شاہ کج کلاہ اور شاہزادۂ رستم ثانی کو دینا شروع کیا جب شاہزادہ اور شاہ مذکور خوب شراب پی چکے پھر ساقیوں نے اہل بزم کو ساغر مے دیے اُن سب نے بھی خوب شراب پی بعدہ گلرنگ سے ہر ایک نے لطف اُٹھایا بعد اسکے ایک نازنین نہایت خوبرو و خوش گلو مع اپنے سازندوں کے حاضر بزم عشرت ہوئی پہلے شاہ شہریار کو سلام کیا بعدہ سازندوں سے کہا سازوں کو درست کرو جب اُنھوں نے حسب دلخواہ سازوں کو درست کیا وہ نازنین رقص کرنے لگی تعریف اُسکے رقص کی مفصل کیا کیجائے لیکن مختصر یہ ہی کہ بمقتضاے نظم

ناچ اُس گل کا لاکھ اُڑاے پری
کبھی دامن سنبھالتے جانا
وہ کلائی میں شاخ گل کی لچک
چوٹی ایڑی سے لگ گئی اُسکی
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
اہل محفل کو تھا سرو ہی کا ہاتھ
چتو نین وہ حلال کرتی تھین

پر وہ چتون کہانسے لائے پری
کبھی غمزہ سے مسکرا جانا
اُبھرے سینے کی بھی وہ قہر سک
حلقۂ دست جب ہوا بالا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
ہاتھ دونو جوتا کمر آئے
ٹھوکرین پائمال کرتی تھین

کبھی سارا بدن وہ مسکانا
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
مثل طاؤس مست ایسی تنتی
بنگیا گرد ماہ کے ہالا
ناز سے سر پہ جبکہ اُٹھ گیا ہاتھ
دو ہلال ایک جا نظر آئے
اہل محفل بجاے خود اُسکی تعریف

ناچنے کی کرتے تھے خصوصاً سعدان شاہ نہایت تعریف کرکے باربار اُسے انعام میں زر و جواہر دیتا تھا جب وہ حسینہ بخوبی رقص کرچکی ٹھہر کر رنگ محفل دیکھکر پھر کچھ سوچکر یہ غزل گانے لگی غزل

عطا کی اسکو وسعت الہیٰ اللہ رے ستاری		ہماری گردش قسمت عیان ہر دور ساغر		رہے محروم فیض ساقی احسان گستر سے

چھپا لیتیں تا گنہگار اپنے منھ دامان محشر سے
جنون نہیں پاؤن پھیلائین ایسے چاک جیبی نے
ہوا چلکر اُڑاتی ہی جو پر صیاد کے گھر سے
مضامین ضعف کے لکھکر عبث نامے کو باندھا تھا
نہ رکھو محرم اے گرد بیابان ایک چادر سے

نزاکت اُنکی سینے سخت جاتی تھر ڈھاتی ہی
گریبان کرتے تا سر گوشیان دامان محشر سے
پریشان ہو کے بوے گل چمن سے آج نکلی ہی
کھلے ہین پر اُڑا جاتا نہین لیکن کبوتر سے
بہت جذب شہادت بسمل لاغر کے کام آیا

نہ تیغ اُٹھتی ہی ہاتھو نسے نہ سر کٹتا ہی خنجر سے
اسیرونکی نظر مین حسرت پروانہ پھرتی ہی
خبر کوئی نہ کوئی اُڑ کے آئی صیاد کے گھر سے
پڑی ہی دیکھ اک وحشی آوارہ مقدر کی
رگین لپٹی رہین ہر چند صفت قاتل کے خنجر سے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سُن سُنکے کہتے تھے کیا اچھے اچھے شعر کسی شاعر نے کہے ہین اور یہ نازنین بھی کس خوبی سے ان اشعار کو گاتی ہی راوی کہتا ہی کہ بزم عشرت سات روز تک شب و روز برابر آراستہ رہی بعد سات روز کے جشن مذکور ختم ہوا سعدان شاہ نے زمانہ جشن مین رستم ثانی کی نہایت تکلف سے دعوت وضیافت کی شہر کو آراستہ کرایا بعد ختم ہونے جشن کے رستم ثانی نے سعدان شاہ سے کہا اب مجکو رخصت کیجیے کیونکہ مین میدان جنگ مین دست حریف سے زخمی ہوا تھا مرکب مجکو جنگ مغلوبہ سے نکالکر اتفاق سے آپکی سرحد مین لے آیا تھا یہان آکے اتنی مدت بعیش و عشرت زندگی بسر کی زخم سر بھی اچھا ہو گیا قوت بھی آگئی آپ کی عنایت و مہربانی سے شب و روز بہت راحت پائی اب دل چاہتا ہی کہ اپنے لشکر مین جائیے نہین معلوم ہمارے لشکر کا کیا حال ہوگا اہل لشکر کو تردد ہوگا سعدان شاہ یہ سُنکے کہنے لگا مین تو رخصت نہ کرونگا مجھ سے صدمۂ مفارقت نہ اُٹھ سکے گا سوا اسکے آپ کے جانے سے اور بھی ایک خرابی ہی لہذا جانا یہانسے بہتر نہین ہی لشکر کو اپنے یہین بلوا لیجیے یہ تاج و تخت و حکومت موجود ہی بجاے میرے خود یہان کی حکومت کیجیے یہ کہکر اپنے ایک وزیر سے کچھ آہستہ کہا اُسنے دوسرے روز رستم ثانی سے عرض کیا اے شاہزادۂ ذیوقار و نامدار آپ کا تشریف لیجانا کسی طرح اِس خاکسار کے نزدیک مناسب نہین ہی کیونکہ بادشاہ فلک بارگاہ کل مجھ سے فرماتے تھے کہ سامان شادی ملکہ آرام بانو کا جلد کر مجھے تعجیل منظور رہی لہذا اب حضور یہان اپنی شادی کیجیے تخت حکومت پر جلوس فرمائیے سعدان شاہ کی خوشی کیجیے رستم ثانی نے جواب دیا اے وزیر خوش تدبیر بالفعل مین یہان کسی طرح قیام پذیر ہو نہین سکتا میری طرف سے اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ آپ اِس مقدمہ مین اصرار نہ کیجیے بخوشی مجھے رخصت کیجیے اگر خدا چاہیگا تو جلد اپنے لشکر سے ہوکر یہان آؤنگا وزیر مذکور نے خدمت سعدان شاہ مین جاکر جو کچھ رستم ثانی سے سنا تھا عرض کیا بادشاہ کو رستم ثانی کے کہنا نہ ماننے کا گونہ صدمہ ہوا جب یہ خبر محلسرا مین پہونچی کہ شاہزادۂ شہریار اب سعدان شاہ سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین جانیکو ہی ملکہ آرام بانو یہ خبر سنکر بے چین و بے آرام ہوئی خیال مفارقت کاہش جان ہونے لگا چہرہ کثرت رنج سے زعفرانی ہونے لگا خواب و خور مین خلل آنے لگا راحت و آرام نے سلام رخصتی کیا غم والم ہمدم و رفیق ہوے آہ و نالہ سے کام ہوا اوہ ہنسنا ہم جلیسون سے موقوف ہوا دو ہی دن مین صورت بدل گئی جو کوئی اُسے دیکھتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ملکہ برسون سے بیمار رہی جب یہ حال ملکہ مذکور کا ہوا جو عورتین مسن تھین مانند دایہ ملکہ مذکور اُنکو مادر ملکہ آرام بانو نے طلب کر کے کہا تم لوگ ذرا جاکر میری دختر کو سمجھاؤ اور کہو اے ملکہ کیون اسقدر رنج کرتی ہو یہ رنج و غم اچھا نہین ہی سوا اسکے اور جو تمھین مناسب جو اُس سے کہنا کہ تم مسن ہو تمین

اُسکی مادر ہون ایسی باتین مین اُس سے کہ نہین سکتی زنان مُسِن حسب الحکم زوجہ اسعدان شاہ ملکۂ آرام بانو کی خدمت مین گئین دیکھا کہ وہ مانند بیمارون کے مسہری پر خاموش لیٹی ہو آثار حزن و ملال رُخ سے آشکار ہین جسم پر نم ہو استخوان تب سے مانند شمع کافوری کے جل رہے ہین یہ حال دیکھکر وہ سب سلام کرکے بالین سر بیٹھ گئین اور یون کہنے لگین کہ بعد اقامت نظم

کوفت کھانے سے رات دن کھو لی
سنیے تو عقل ہو بہت حیران
چار دن بھی نہین ہوئی صحت
ہوش کی اپنی کچھ دوا کیجیے
آدمی سکھتا ہو عقل و شعور
کارخانہ ہو یہ تو الفت کا
انتہا کا خدا ہی حافظ ہے
اتنی اچھی نہین ہو خود کامی
کونسی بات دل مین آئی ہو

کیون جوانی مین گھن لگائی ہو
ابھی کر روز کی گھڑی مری جان
آج شکوہ فلک کا ہونے لگا
بات کچھ سوچ کر کہا کیجیے
تم ابھی تک ہو ویسی ہی نادان
روز یہان سامنا ہو آفت کا
اے پری آدمی وہ بات کرے
چاہیے کچھ لحاظ بد نامی
رہی حالت جو صبح شام یہی

کتنا دیتی ہو تھوڑی بات کو طول
جان کیون مفت مین گنواتی ہو
ایک دن دیکھی یار کی صورت
عشق لطف شباب کھونے لگا
دن بدن اے مہ سپہر غرور
عقل کی بات کچھ کرے انسان
تم ابھی سے ہو جان کے درپے
تا کہ شکر نہ کوئی نام دھرے
تمکو کیا جانے کیا سمائی ہو
کا ہیکو دشمنون کی جان بچی

اے ملکہ صبر کرو اور شاہزادہ پرائے چند روز جاتا ہو تو کیا مضائقہ بعد تھوڑے دلون کے پھر آئیگا انشاء اللہ پھر سامان شادی و خوشی ہو جائیگا چند روز کی مفارقت کوئی مفارقت نہین ہو عشاق تو برسون بلکہ مدام مبتلائے فراق محبوب رہتے ہین اور امید وصل یار کے سہارے پر زندہ رہتے ہین یہان تو ابھی فراق نہین ہو شاہزادہ موجود ہو ہان ارادہ اُسکے جانے کا ہو اچھا اگر جائیگا تو پھر چلا آئیگا تم ابھی سے مبتلائے غم و الم ہو دیکھو یہ بات اچھی نہین ہو ہمنے ایک زمانہ دیکھا ہو یہ بال دھوپ مین سفید نہین کیے ہین دنیا کے عجب عجب رنگ دیکھے ہین کتابین قصے کی بھی سنی ہین اکثر عاشق و معشوق کو دیکھا ہو لیکن مثل تمھارے ہمنے کسی کو نہین دیکھا تم دنیا سے انوکھی باتین کرتی ہو ہمنے تمھین اپنی گودیون مین پرورش کیا ہو ہمکو تمسے نہایت الفت ہو سوا اسکے تمھارا ہمنے نمک کھایا ہو از راہ خیر خواہی نصیحت کرتے ہین اگر مانو گی تو فہو المراد ورنہ اے ملکہ پچتاؤ گی دشمنون کا انجام اچھا نہو گا یہ کہکر وہ سب عورتین خاموش ہوئین ملکہ آرام بانو اُنکی تقریر سنا کی شرم سے کسی کو جواب نہ دیا بلکہ حیا سے منھ ڈھانپ لیا وہ عورتین آخر کار بکتے جھکتے وہانسے اُٹھکر خدمت مادر ملکہ آرام بانو مین گئین اور عرض کیا حضور ہمنے جاکر بہت سمجھایا ہو لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ ہمارا سمجھانا مفید مطلب نہین ہوا بلکہ باعث ملال ملکہ ہوا کیونکہ شاید اُنھون نے غصہ سے مُنھ اپنا دوپٹہ سے ڈھانپ لیا ہماری طرف ذرا بھی توجہ نہین کی کچھ حال اپنے دل کا ظاہر نہین کیا مطلق ہمسے کلام نہ کیا شاید ہمکو مسن اور دایہ اپنی جان کر شرم و حیا سے کچھ بات نہین کی اگر مناسب ہو تو وزیر زادی کو طلب فرمائیے کہ وہ ملکہ سے نہایت محبت رکھتی ہو اور ہر دم خدمت گزاری ملکہ مین سرگرم رہتی ہو ملکہ بھی اُس سے بہت خوش ہین اور اپنے دل کے حالات اُسپر ظاہر کرتی ہین تخلیہ مین اُس سے تا دیر باتین کرتی ہین اگر وہ حضور کے حکم سے ملکہ آرام بانو کو سمجھائیگی تو عجب نہین کہ اُسکے سمجھانے سے ملکہ سمجھین اور اپنا حال غیر نہ کرین مادر

ملکہ آرام بانو اُن عورتون کی گفتگو کو سُنکے کہنے لگی واقعی تم سچ کہتی ہو اگر پہلے سے تم مجکو یہی رائے دیتین تو مین ہرگز تمکو نہ بھیجتی خیر اب وزیرزادی مہوش گل اندام کو واسطے سمجھانے اپنی دختر کے بھیجونگی ضرور ہی کہ اُسکے سمجھانے سے کچھ نہ کچھ اثر ہوگا یہ کہکر مہوش گل اندام کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی مادر گرامی قدر یہ ملکہ آرام بانو نے اُس سے کہا ای مہوش تو میری دختر کی ہمدم و ہمراز ہی لہذا تجھ سے بہ تاکید کہا جاتا ہی کہ میری دختر کو جا کر یہ سمجھا کہ اگر شاہزادہ شہریار برائے چندے جانے پر آمادہ و تیار ہی تو اُسکا کچھ رنج نہ کر اُسنے عرض کیا حضور سمجھانا میرا کام ہی ماننا نہ ماننا اُنکا اختیار ہی یہ کہکے بعد سلام رخصت ہوکے قصر ملکہ آرام بانو مین آئی دیکھا کہ وہ نازنین لیٹی ہوئی رو رہی ہی اور افسوس سے یہ کہہ رہی کہ بمقتضاے این نظم

کیسا جا کر پھنسا یہ دل کمبخت
لوگ آفت اِسی کو کہتے ہین
جسمین بچتے نہین یہی ہی وہ شب
ہی شب اول ہزار یہی
گاہ کہتی تھی وہ شکستہ جگر
بعد ہوتی ہی ہجر کی بیداد
کیا بلا آسمان اندھا ہی
بولی وہ تم یہ بوجھ مت ٹالو
نہ تو دل کو قرار آتا ہے
کچھ تو ہی رنج کچھ پشیمان ہون
نہ تو بیخود ہی دل نہ ہوش مین ہی
تو بہت بیقرار پاتی ہون
جیب و دامن کے ہاتھ سائل ہین
آہ سوزان کا ضبط بہاتا ہے
گریہ طوفان اُٹھایا چاہتا ہی
درد دل سینہ زوری کرتا ہی
دربدر سے ارتباط بڑھتا ہے
طوق و زنجیر پہنو ہی ارمان
دل ہی مشتاق سیر ویرانہ
کنج کمرہ ہی بدتر از محبس
دل ٹھکانے نہین حواس نہین
غرض ایک دل ہزار آفت ہی
دل لگانے مین یہ بھی ہوتا ہی
کوئی شی ہی کیا بلا ہی عشق

کیونکر آسان ہوگی مشکل سخت
جان لیتا ہی کام اِسی شب کا
شب بیمار ہو اِسی کا لقب
یہی ظالم بسر نہین ہوتی
ہمتو سنتے تھے سب سے یہ اکثر
سو یہان وصل تو نصیب کہان
ظلم مین بھی نہین سلیقا ہے
تمھین بتلاؤ کہاؤن کیا کھانا
نہ وہ اِس جا نگار آتا ہی
کچھ ہی اپنے کیے کی لاج مجھے
پر مرا شوق دید جوش مین ہی
صبر دل طالب اجازت ہی
پاؤن وارفتگی پہ مائل ہین
رات دن چشم منتظر وا ہے
اشک خون رنگ لایا چاہتا ہی
ہی بہت شوق خستہ حالی سے
دل سبق بیخودی کا پڑھتا ہی
تیرہ نظرون مین اب زمانہ ہی
بہاتا ہی وحشیون سے یارانہ
رونا آتا ہی خندۂ گل پر
اقربا کا لحاظ و پاس نہین
گاہ کہتی تھی وہ گل رعنا
اپنی ہی جان آپ کھوتا ہی
بڑی یہ سنکے مہوش دل جو

شب فرقت اِسی کو کہتے ہین
شام بلبل ہی نام اِسی شب کا
ہی بلاے فراق یار یہی
اِسی شب کی سحر نہین ہوتی
بیٹھے ہوتے ہین وصل یار سے شاد
دیکھنے کا بھی رہگیا ارمان
جب کسی نے کہا کہ کچھ کھا لو
ہی حرام اُنکو آب اور دانا
اپنی حالت پہ آپ حیران ہون
کچھ نہین سوجھتا علاج مجھے
دل کو جسوقت آزماتی ہون
شرم کا بھی پیام رخصت ہی
ٹھنڈی سانسون سے ربط بڑھا ہی
طائر خواب شکل عنقا ہی
ضعف طاقت کی چوری کرتا ہی
کم نصیحت نہین ہی گالی سے
وحشت دل ہی سلسلہ جنبان
گھر نہین کالا جیل خانہ ہی
مرغ جان کو ہی خانہ باغ قفس
ٹیکی لگتی ہی شور بلبل پر
تیرے مجکو جدا اندامت ہی
لوگ بتلاؤ از براے خدا
ہمتو واقف نہ تھے کہ کیا ہی عشق
بی تمھاری تو کچھ عجب ہی خو

کتنا دیتی ہو تھوڑی بات کو طول ہو جو رنجیدہ تم یہ کب کچھ ہی	کو بنت کہانے سے رات دن کے حصول بارے مہوش نے خوب سمجھایا	دل اگر خوش ہو تو یہ سب کچھ ہی دل کو اُس غمزدہ کے بہلایا

اور اس امر پر بھی بہزار خرابی و دشواری راضی کیا کہ شاہزادے کے فراق مین اسقدر بیتاب نہو بعد چند روز کے شہریار یہان پھر آئینگے تمھارے ارمان دلی برآئینگے مختصر این تو مہوش گل اندام ملکہ آرام بانو کو سمجھا کر شاہزادے کے جانے پر راضی کر چکی ہی لیکن جس روز شہریار نے اپنے لشکر کیطرف عزم جانے کا ضرور رہی کیا اُس روز پوشیدہ سعدان شاہ سے ملکہ آرام بانو نے رستم ثانی کو ایک مکان مین بلایا بعدہ جلسۂ عشرت آراستہ کیا اور خود بھی ہمراہ مہوش گل اندام کے اُس جگہ آئی بعد ختم جلسہ وہ رستم ثانی کا اُس سے رخصت ہونا وہ اُسکا بیتاب ہوکر رونا اور شاہزادے سے پھر آنے کا اقرار کرانا قسم لینا شہریار کا اس طرح اقرار کرنا کہ اگر خدا چاہیگا تو ضرور یہان آؤنگا مہوش کا یون دست بستہ شاہزادے سے عرض کرنا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار انکو بھول نجائیگا جہانتک ممکن ہو ضرور ضرور جلد آئیے گا ورنہ حال اِنکے دشمنون کا ابتر ہوگا شاہزادہ کا مکرر کہنا کہ اگر پروردگار عالم نے چاہا تو مین جلد آؤنگا تم اِنکو سمجھا کر ہمارے جانے کا رنج زیادہ نہ کرنے دینا یہ کہکر شاہزادہ جانب ملکہ آرام بانو بڑھا وہ بھی بصد شوق بڑھی عاشق و معشوق باہم گلے ملے ہنگام رخصت دونون آبدیدہ ہوے پھر ایک نے دوسرے کو حوالۂ خدا و رسول کیا جب شاہزادہ روتا ہوا چلا ملکہ آرام بانو بھی گریہ کنان سوار ہوکر ایسے ایک مکان مین گئی جس طرف سے ارادہ شاہزادے کے جانے کا تھا جب یہ خبر سعدان شاہ کو معلوم ہوئی کہ اِسوقت شاہزادہ اپنے لشکر کی طرف جاتا ہی یہ سُنکے ملول ہوا پھر بمجبوری اُسکے جانے پر راضی ہوکے تمام اپنے ارکان سلطنت کو اپنے ہمراہ لیکر اور کئی ہزار سواران دلاور بھی اپنے ساتھ لیکر شاہزادے کے ہمراہ ہوا تھوڑی دور تک پہونچا کے سواران مذکور سے کہا تم بھی اِس شاہزادۂ ذیجاہ کے ہمراہ رکاب جاؤ خیر و عافیت سے اِسکو لشکر مین پہونچا دو اُنھون نے عرض کیا ہم سب بتعمیل حکم کرینگے جب شاہزادہ جانے لگا سعدان شاہ نے خلعت رخصت دیا اور امام ضامن بازو پر باندھا اور کہا ای شاہزادۂ ذیجاہ حواس میرے درست نہ تھے ورنہ قبل اِسکے امام ضامن باندھنا چاہیے تھا غرض شاہزادہ موصوف وہان سے ہمراہ سوارون کے آگے بڑھا سعدان شاہ آبدیدہ اپنے دارالعمارہ کیطرف روانہ ہوا یہ قول ایک راوی معتبر کا لکھا گیا ہی اور ایک راوی ضعیف یون بیان کرتا ہی کہ جب رستم ثانی نے ملکہ آرام بانو اور سعدان شاہ سے واسطے رخصت ہونے کے کہا کسی نے اجازت جانے کی نہ دی مجبور ہوکر شاہزادہ وہ قیام پذیر ہوا سعدان شاہ دعوت و ضیافت مین سرگرم رہا چونکہ یہ راوی ضعیف ہی لہذا پہلے راوی کا معتبر ہی اور نزدیک اِس مؤلف کے بھی یہی ہی کہ شاہزادہ بعد ختم جشن ملکہ آرام بانو و سعدان شاہ سے رخصت ہوا اور ہمراہ سواران مذکورہ بالا کے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین ملکہ آرام بانو جس قصر پر سر راہ بیٹھی تھی شاہزادہ کا گذر ہوا کنیزون نے کہا کہ شاہزادہ کو بلا بار رستم ثانی اُن کنیزون کو پہچان کر مرکب سے اتر کر داخل قصر ہوا ملکہ آرام بانو دوبارہ شاہزادی سے رخصت ہوئی اگر ہنگام رخصت جو اُسکا حال ہوا لکھا جاوے تو ناظرین کو رنج ہوگا لہذا اُسے اسی وجہ سے ترک کیا اور اسی قدر لکھا کہ دوبارہ ملکہ سے شہریار رخصت

ہوکر اپنے لشکر ظفر اثر کیطرف روانہ ہوا دیکھیے یہ شاہزادہ ذیجاہ کب تک اور کسوقت اپنے لشکر مین پہونچتا ہے

داستان قید کرنا ماہ طلعت جادو کا بدیع الملک کو اور طالب وصل ہونا شاہزادہ کا انکار کرنا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

ساقی بھر دے ہمارے جام کو پھر
کرتا ہے ذی شعوروں کو وہ تباہ
سیکڑون اسمین ہوگئے مجنون
ان غمون پر بھی دل کو داغ دیا

نشہ کا ہو چکا مزا آخر
ہوے دیوانے اسمین دانشمند
عاقل و ذوفنون ہوے مفتون

عشق ایسی بری بلا ہے آہ
سیکڑون اسمین ہوگئے دلبند
پر نہ اسنے کسی کا پاس کیا

محرران اخبار الفت و کاتبان دفتر احوال محبت اس داستان لذت اسلوب سے درج کرتے ہین ناظرین دفتر کو معلوم ہو کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ماہ طلعت جادو دختر ملکہ تہمسی پلاس پوش سحر سے بصورت عقاب بنکے بدیع الملک کو پنجہ مین دبا کے ایک طرف روانہ ہوئی تھی اُسکو راہ مین چھوڑ دیا تھا اب اُسکا احوال لکھا جاتا ہے کہ جب وہ ساحرہ شاہزادۂ ذیجاہ کو لیکر لشکر سے اپنے پدر کے پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی اثنائے راہ مین سوچی کہ پہلے اس جوان خوبرو کو قید کرنا چاہیے اور مصائب زندان مین مبتلا کرنا چاہیے بعدہ اسکو راحت و آرام دیکر اپنا مدعائے دلی اسپر ظاہر کرنا چاہیے یقین ہے اس تدبیر سے یہ جوان تیرا تابع فرمان ہوجائیگا جو تو کہے گی اُسے قبول کریگا یہ تدبیر سوچکر خود ہی اپنی تدبیر کو رد کر کے معترض ہوئی کہ اے ماہ طلعت کیا تو دیوانی ہوگئی ہے ہوش و حواس تیرے بجا نہین ہین جو ایسی تدبیر کہ ضرر رسان اور کاہش جان ہے بلکہ اسمین خوف جان کا ہے واسطے اپنے دلربا کی تجویز کی ہے اگر ایسا کریگی تو بہت پچھتائیگی کیونکہ اول تو یہ شاہزادہ پروردۂ ناز و نعمت ہے اور ہمیشہ راحت و آرام ہے شدائد و مصائب زندان کا متحمل نہوگا جلد مرجائیگا پھر مدعائے دلی تیرا کس طرح بر آئیگا دوسرے یہ کہ اگر تو نے اسے قید کیا اور طرح طرح کی تکلیفین و اذیت دی اور یہ زندہ بھی رہا تو راحت و آرام دینے سے کچھ نہوگا دل اسکا تجھ سے صاف نہوگا لہذا مناسب یہ ہے کہ پہلے اسے قید نکر دوستی و محبت اسپر ظاہر کرکے طالب وصل ہو اگر کہنا تیرا قبول کرلے تو فہو المراد ورنہ قید کر اور ایسی جگہ قید کر کہ عیاران لشکر اسلام اور کوئی سردار لشکر امیر ثانی کا ڈھونڈنے نہ جاسکے کیونکہ پیشتر اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ جب کسی ساحر یا ساحرہ یا اور کسی حریف نے مسلمانون مین سے کسی اہل لشکر کو قید کیا ہے تو عیاران لشکر اسلام بھیس بدلکر پہونچے ہین اور ساحرون کو بعیاری و مکاری قتل کرکے اپنے ہم مذہب کو قید سے چھڑا کے لیگئے ہین عیاران لشکر اسلام بلا کے عیار ہین لاکھ کوئی اپنی جان کی حفاظت کرے یہ اُسکو کسی نکسی تدبیر سے ضرور ہی مار ڈالتے ہین اپنے ہم مذہب کے نہایت خیر خواہ و جان نثار ہین اپنے لشکر کے ادنا ادنا شخص کے واسطے یہ جان دینے پر آمادہ ہو جاتے ہین صورتین بدل کر واسطے رہائی اپنے اہل لشکر کے سپاہ دشمن مین جاتے ہین کچھ خوف جان کے جانے کا نہین کرتے ہین کبھی عورت بنتے ہین کبھی ساحر بنتے ہین کبھی فقیر کبھی پیر صد سالہ وغیرہ بنکے عیاری کرتے ہین بڑے بڑے عاقل و ہوشیار ساحر وغیر ساحر انکے دام و مکر و فریب مین گرفتار ہو جاتے ہین بھلا تیری کیا حقیقت ہے تجکو یہ کب زندہ چھوڑینگے اور تو اُنکو کیا پہچانیگی بڑے بڑے عقیل و فہیم تو اُنکو پہچان نہ سکے اُنکے دام فریب مین آہی گئے اور قتل ہوگئے یا اسیر ہوے افراسیاب جادو اور مصور جادو وغیرہ ساحران نامی و شاہان اولوالعزم نے عیارون سے دھوکے کھائے اُن ساحرون کے

آگے تیری کیا حقیقت ہی جب دیو لانے سے عاجز آئے تو بھی ضرور عاجز ہوگی لہذا بہتر یہ ہی کہ اس شاہزادے کو ایسی جگہ لیجا کہ جہان فرشتہ بھی نہ پہونچ سکے یہ باتین اپنے دل مین کرتی ہوئی دور تر چلی گئی بعد از ان ایک باغ کو خالی انس و جن سے دیکھکر اُسمین اُتری دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہی کہ بمقتضاے این نظم

اُسمین انواع قسم کے تھے درخت
یار کے رخ کے عکس سے پر زرد
تختہ تھا ایک طرف گلاب کا جو
باغ مین اُنکا تھا جدا آئین
تھے درخت اور میوؤن کے جو
جنکے سایے مین عشق ہو مرغوب
بادلہ ہر روش پہ بچھا تھا
صاف تر شیشے ہوے اناناس کے
بادلہ پوش وہ ہر ایک شجر
جس طرح سے گہر میان عدن
تھی لب گلاب سے ہر نہر
دیکھکر قلب ہو تا بسمل
نہر کو دیکھکر جو لہر آئے
جو ان اسیر کمند نہر چمن
کیا صفائی خدا نے بخشی تھی
چشم و ابرو مین متصل جسطرح
فتح کرتی تھی تیغ موج خوش آب
غنچہ جو چشم گلرخان کا جواب
طاق کسری سے حسن مین دہ چند
صاف مانند لوح سینۂ حور
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
رشک رخسار شاہدان جلب
زر و دیوار گیر پہ بہار
صاف صبح اجابت آئینہ تھا
رنگ تصویر رنگ روے بہار
اگر رنگ طبیعت بہزاد
پردہ زر لفت کے بہت بھاری
شیشہ آسمانی سے بھی خوشتر

ایستادہ تھی سرو ہوکے درخت
سنبلی کی بہار ایک طرف
کیا بیان آب و تاب اُسکی ہو
کہین نرگس کہین پہ داؤدی
کرون کیا مین بیان اب اُنکو
باغ وہ گلشن تجلی تھا
صحن گلشن سپہر آسا تھا
یون تھی تھالون کی اُنمین جلوہ گری
وہ تماشی کی تھیلیون مین ثمر
نہر مین اسطرح کی بنائی تھین
جوش سے پانی مارتا تھا لہر
موجزن مثل چشمۂ خورشید
منہ مین کوثر کے پانی بھر آئے
دیکھکر آب و تاب پانی کی
وہان لطافت بھی پانی بھرتی تھی
ہر حباب اُنکا رشک غنچۂ گل
دمبدم ہوتے تھے شکست حباب
تھا بڑا قصر اُسمین مینا کار
قصر قیصر سے مرتبہ مین بلند
سائبان وہ ہر ایک زردوزی
صبح جنت بھی جس سے نور لے وام
جھاڑ کو دیکھکر ہوا ثابت
کیسے بستان شاہد دیوار
وہ پری چہرہ ایک اک تصویر
رنگ گلگونہ گل رخسار
صدر مین ایک مسند پر زر
تصویر ماہی کی وہ چقین ساری
جلوہ آرا [illegible]

کہین گیندے لگے ہوے تھے زرد
کیتکی کی قطار ایک طرف
نسترن رائے بیل اور نسرین
اور جھومی ہوئی گھٹا اودی
تاک انگورون کی تھی ایسی خوب
ہر چمن معدن تجلی تھا
نخل وان وہ تمام الماسی
جس طرح سے نگینۂ شجری
یون شگفتہ تھا موتیے کا چمن
دل مین آنکھون مین جو سمائی تھین
نہر پانی کی باندھتی تھی دل
صاف پانی تھا آب مروارید
دل تسنیم و سلسبیل و لبن
پانی پانی ہو آب گوہر بھی
ترب موج حباب تھے اسطرح
گیسوے موج طرۂ سنبل
دے رہی تھی ہر ایک چشم حباب
تھی جواہر سے سب بھری دیوار
چار سو ایک چبوترہ پر نور
غیرت افزاے ابر نوروزی
آئینہ ایک ایک برق نسب
سبع سیارے ہوگئے ثابت
وہ دو شالے کنول تھے دست دعا
مہر وش ماہ پارہ برق نظیر
رنگ روے شفق کا تھا ہمزاد
مہر جیسے بساط گردون پر
گستردن مین وہ نور کے گنڈے
جسکی ہر موج دام طائر ہوش

غم مرباعیش وصل یار صفت | روح بخش آب خضر کی صورت | ملکہ ماہ طلعت جادو بہت

خوش ہوکر دل مین کہنے لگی نہین معلوم یہ باغ کس بادشاہ عیش پسند کا ہی کہ تمام سامان عشرت مہیا موجود ہین لیکن عجب یہ ہی کہ باغ مین کوئی نہین ہی شاید یہ باغ جنون یا پریزادون کا ہی شب کو وہ اِس باغ مین آکے لطف سیر و بادہ کشی اُٹھاتے ہونگے اتفاق سے اِسوقت مین یہان آئی ایسے باغ کو دیکھا کبھی نہ دیکھا تھا وہ پریزاد شب کو یہان جشن کرتے ہونگے مین اِسوقت یہان اپنے محبوب سے اپنا دل خوش کرون اگر کوئی یہان آئیگا دیکھ لیا جائیگا ایک سحر مین اُسکا خاتمہ کردیا جائیگا مجھ سے کون لڑسکے گا یہ باتین کرکے کچھ اسماے سحر پڑھ کے سبزۂ شاداب چمن پر سوئی بعد ایک لحہ کے بصورت اصلی ہوکر بدیع الملک کو اُٹھاکر زیر نمگیرہ بچھاکر مسند زرین پر رکھا پھر خود بھی وہان بیٹھکر دسحر ایسا کیا کہ بدیع الملک کو ہوش آیا مگر دست و پا بیکار رہے بدیع الملک نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ مین بالاے مسند زرین زیر نمگیرہ ایک باغ پُر بہار مین بیٹھا ہوا ہون پہلو مین ایک نازنین نہایت خوبرو و خوش جمال بیٹھی ہی کشتیان شراب ناب کی ساتھ قرینے کے سامنے رکھین ہین شاہزادہ موصوف گھبراکر اور متحیر ہوکے آنکھین ملکر غور سے چہار طرف دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا اے بدیع الملک تم یہ باغ و سامان عیش خواب مین دیکھ رہے ہو شاید عالم رویا مین تمھاری روح کا گذر بہشت مین ہوا ہی یہ باغ باغہاے بہشت سے ہی اور یہ خوبرو جو تمھارے پہلو مین ہی ایک حور ہی شکر ہی خداوند عالم کا کہ جسنے زندگی مین سیر بہشت عنبر سرشت کی کرادی مقام میرے رہنے کا مجکو دکھا دیا جو حور مجھے بعد فنا عطا فرمائیگا اُسکا جمال بھی دکھا دیا بلکہ اُسے پہلو مین میرے بٹھا دیا اور یہ سب سامان عشرت و آرام بھی دکھا دیے کہ بعد مرنے کے واسطے تیرے یہان یہ سامان راحت و آرام ہونگے اے بدیع الملک یہ کشتیون مین جو شیشہ پر از مے رکھے ہین اِسمین شراب طہورا ہوگی بھلا اِس شراب کا کیا کہنا دنیا کی شراب سے اِسے کیا نسبت یہ وہ شراب ہی کہ خاصان خدا اِس شراب ناب کے مشتاق ہین میکشان دہر کو یہ شراب میسر نہین اور کسی بادشاہ و شہریار کو سیر ایسے باغ کی ممکن نہین کوئی شہنشاہ دہر ایسا باغ پُر بہار تیار نہین کرسکتا سواے شہنشاہ کون و مکان کے اُسی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک ادنیٰ رنگ اپنی قدرت کا یہ بھی دکھایا ہی بہشت کو پیدا کیا ہی یہ کہکر حمد خدا مین اشعار پڑھنے لگے بعدہ آنکھین اپنی بند کرلین با این خیال کہ مین خواب مین ہون ماہ طلعت جادو بدیع الملک کیطرف دیکھکر اُسکی آنکھین کھولنے اور بند کرنے پر نظر کرکے اور خوب ہنس کے کہنے لگی کہ اے بدیع الملک کس حال مین ہو ذرا آنکھین کھولکر بخوبی ہوشیار ہوکے میری طرف نظر کرو اپنے تئین بیدار جانو خواب کا خیال نہ کرو باغ کی سیر کرو بادہ کشی سے لطف اُٹھاؤ غمزہ و ناز کرو کہ تمکو مجھ ایسی نازنین رشک پری اور غیرت حور ملگئی شاہان اولوالعزم سے تمھاری تقدیر بڑھ گئی مجکو میرے والد نے کسی بادشاہ و شہریار کو زوجیت مین نہین دیا کسی شہنشاہ کو دامادی مین قبول نہین کیا سیکڑون شاہ و وزیر مجھ بے مثل و بے نظیر کے خواستگار ہین مانند مجنون اور فرہاد کے میرے عاشق و شیفتہ ہین تصویرین میری دیکھا کرتے ہین آنکھون سے لگاتے ہین سینے پر رکھتے ہین شب و روز رویا کرتے ہین ایک دم میری تصویر وہ اُن کو وہ اپنے پاس سے جدا نہین کرتے ہین دیکھنا میری تصویر اُن کو باعث اپنی تسکین

قلب و زندگی کا جانتے ہین سوا اُنکے سیکڑون بلکہ ہزارون لاکھون جوانان خوبرو شہرہ میرے حسن جمال کا سنکے بے دیکھے مجھپر عاشق ہین جان نثاری کو موجود ہین صدہا فقیر بنکر میرے شہر مین آئے ہین گرد میرے قصر کے پھرا کرتے ہین سائل وصل ہین بہت سے دھونی رمائے بیٹھے ہین دین و دنیا سے کچھ بھی تعلق نہین رکھتے ہین سوائے میری یاد کے اُنھین کوئی فکر نہین ہو اکثر عشاق میری بادۂ محبت سے مست و مدہوش ہین کوئی عاشق میرے عشق مین دیوانہ ہوکر چاک گریبان ہو کوئی خاک صحرا پر پڑا ہو کوئی میری جستجو مین صحرانورد ہو کوئی مجھ گل رعنا کے عشق مین مانند بلبل شیدا کے نعرہ زن ہو شور و شیون سے اُسے دمبدم کام ہے کوئی مانند قمری کے مجھ سرو قد کی چاہ مین عشق کا دم بھرتا ہو کوئی بے صبر کہتا ہو ای ملکہ ماہ طلعت ابتو تمھارے فراق مین میرا یہ حال ہو کہ جان زار لب پر آئی ہو دیکھو تمھارے عشق نے یہ صورت میری بنائی ہو سر و پا کا ہوش نہین ہو لباس تن پارہ پارہ ہو آب وغذا اشک خون جگر ہو آنکھین تمھارے دیکھنے کی مشتاق ہین دل پہلو مین بیتاب و بیقرار ہو چاہتا ہو کہ تمکو اپنے پہلو مین بٹھائے دیکھے لہذا ای ملکہ واسطہ تمکو غرور و ناز کا اور واسطہ تمکو اپنے حسن و جمال کا مجھ نیم جان کو ایک نظر اپنی صورت زیبا دکھا دو اب یہ عاشق تمھارا سوے عدم جاتا ہو وہانسے اب نہ آئیگا اگر محروم دیدار سے ہوکر مر جائیگا تا قیامت روح بیچین رہیگی کوئی فریفتہ مجھ خوش جمال کا کہتا ہو ای حضرت عشق جب سے آپ نے مجھپر عنایت کی ہو کیا کہون کیسے کیسے مین نے صدمے اُٹھائے ہین ابتو میرے حال پر رحم کیجیے کچھ تو میری مدد کیجیے در بدر تو پھرا چکے خاک صحرا کی چھنوا چکے عزیز و اقارب سے چھڑا چکے آوارۂ دشت بدنامی کر چکے نالے کرا چکے شب و روز خوب رُلا چکے مانند ماہی بے آب کے تڑپا چکے ظلم و جفاے فلک خوب اُٹھا چکے اب رنگ دیگر بدلیے معشوق کو میرے حال پہ مہربان کیجیے میرے حال زار پر رحم کیجیے اگر رحم نہ کیجیے گا تو مر جاؤنگا غرض کہانتک ہر ایک کا بیان کیا جائے خلاصہ یہ ہو کہ میرے عشق مین ہزارہا جوانان خوبرو کا یہ حال ہو کہ بمصداق نظم

بلند آوازہ آہ عاشقان ست
بہر سو سیل اشک شان روان ست
ز دید چشم شان آئینہ حیران
ز بحر اشک شان ترابر نیسان
بلبہا نالہ گرم گرمجوشی
بدلہا آہ در سردی فروشی
ز گریہ یم بیم ہر سو بجوش ست
ز سوزش دل بدل بہا خروش ست
ز سوز سینہا آتش فروزان
ز آب دیدہ ہا سیلے بسیلان
بخاک خاکساری شان قراری
ہواداری ہواے سازکاری
شدہ این ہر چہار ارکان عناصر
وجود عشق سے گردید ظاہر

شاہزادہ بدیع الملک کو اُسکی تقریر سنکے آنکھین کھولکر ہوشیار بخوبی ہوکر اپنے تئین بیدار جانکر اُسکی طرف دیکھکر نہایت حیرت ہوئی کیونکہ وہ مہ جبین و خوبرو ایسی تھی کہ بمقتضاے این نظم

جمال جہانگیر مین بے عدیل
نہایت حسین اور نہایت جمیل
عجب شکل اُسکی دل آویز تھی
حیا ساتھ اُسکے بلاخیز تھی
قد ناز کا سرو طوبیٰ خرام
نسیم چمن پائمال خرام
وہ گیسوے مشکین وہ مشکین کمند
وہ سر حسن کا آسمان بلند
وہ مفرق میان سر و لسان
کہون راہ ظلمات یا کہکشان
جبین بدر تھی اور ابرو ہلال
بہر چشم تھی اور مردم غزال
نظر دام دلہاے برنا و پیر
مژہ تیر و بینی چو پیکان تیر
وہ چہرہ بہارین تھا یا آتشین
وہ خال اُسپہ مشکین تھا یا عنبرین
دہن درج یاقوت دندان گہر
زبان پارۂ لعل دکان گہر

لب لعل حلوائے قوت روان
دم خندہ گلہائے رنگین فشان
ذقن اسکے سیب بہشت برین
نہین تر ترنج وہی سے کہین
وہ چاہ ذقن سیب کے درمیان
کسی حور کے دانت کا تھا نشان
وہ غبغب کہ تھی نہر کوثر کی لہر
کہان وہ کہان آب حیوان کی نہر
صدف گوش تھے اور بناگوش در
گلاس گلو از مئ حسن پُر
وہ گردن کہ جون دستۂ عاج تھی
صراحی کی گردن سے بے باج تھی
بغل تھی وہ یا طبلۂ عود خام
وہ تھے دوش یا برج بالاے بام
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال
وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال
وہ دست حنائی چو برگ چنار
کف دست پر لالۂ تر نثار
وہ پنجہ جو کرتا تھا خون بہار
کیا اسنے مرجان کا پنجہ فگار
وہ ناخن تھے بدر سپہر جمال
سر ناخن اسکے تھے مثل ہلال
نہ تھا سینہ تھا بحر حسن شباب
وہ پستان اسی بحر کے دو حباب
وہ آئینۂ پشت کی آبرو
دکھاے رخ شاہد آرزو
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر
کمر وہ نہ تھی تھی وہ تار نظر
وہ کوہ سرین قبۂ نور وار
برنگ خم بادۂ نشہ وار
وہ لوح شکم صبح امید تھی
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی
اب آگے تو بس اسکے گرداب تھا
کہ جسکے تصور مین ہر شاب تھا
وہ زرین ستون تھے وہ دو شاخ ران
وہ زانو تھے دو قبۂ سیم سان
وہ پاے نگارین تھے جون موج گل
کف پاے رنگین تھے جون برگ گل
وہ آواز خوش لحن داؤد تھی
نبات سخن لذت آمود تھی
جو گل خندہ و قہقہہ مثل کبک
تبسم سے ہر غنچہ مقتول رشک
وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا
وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا

بعد حیرت بسیار کے اسکی طرف سے جانب بارہ دری و باغ دیکھا اور دلمین کہا اے بدیع الملک تو کہان ہے کیا شان پروردگار عالم ہے کیا اسکی قدرت ہے کہ انسان کو کہان سے کہان پہونچا دیتا ہے کہان مین زیر تیغ بیٹھا تھا جلاد تیغ بکف کھڑا تھا دربار ملک ترسی کا تھا کہان یہان آ پہونچا وہان سامنا اجل کا تھا یہان سامان عیش و راحت ہین باغ ایسا ہے کہ کوئی باغ ایسا روے زمین پر نہوگا محبوب پہلو مین ایسا حسین کہ رشک حور جنان ہے بیشک خداوند عالم ہر شے پہ قادر ہے اسنے اپنی قدرت سے مجھے دست دشمن سے بچا کر یہان پہونچایا اسکی حمد و ثنا مین زبان قاصر ہے کیونکہ بمقتضاے

نظم

تماشا اسکی قدرت کا عیان ہے
کہ ہر بوٹی مین رنگ بوستان ہے
محبت سے ہے بلبل گل کا دمساز
ہے قمری عاشق سرو سرافراز
کیے ہین جن و انسان اسنے پیدا
ہر اک شے مین ہے شان اسکی ہویدا
کسی کو حسن مین رتبہ دیا ہے
کسی کو عشق مین نامی کیا ہے
ہر اک بندہ کا وہ حاجت روا ہے
مریض غم کو نام اسکا دوا ہے
عجب حاجت روا ہے نام اسکا
کہ ہے مشکل کشائی کام اسکا

ابھی شاہزادہ حمد خدا کر رہا تھا ناگاہ ماہ طلعت جادو نے کہا اے شاہزادہ ذیوقار کیا ادھر ادھر دیکھتے ہو مجھ سے کچھ باتین کرو بدیع الملک نے پوچھا اے نازنین تو کون ہے نام تیرا کیا ہے مجھے یہان کون لایا ہے اسنے مسکرا کر جواب دیا اے شاہزادہ ذیجاہ آگاہ ہو کہ مین دختر نیک اختر ملک ترسی پلاس پوش حاکم کوہ شفق کی ہون نام میرا ماہ طلعت ہے تم زیر تیغ جلاد بیٹھے ہوے تھے باپ میرا دو حکم واسطے تمھارے قتل کے جلاد کو دے چکا تھا ہنوز تیسرا حکم نہین دیا تھا کہ مین دربار مین اپنے باپ کے گئی تھی پاس خداوند لاجورد شاہ کے بیٹھی تھی شور و غل سنکے متردد ہوئی تھی جب سبب شور و غل پوچھا معلوم ہوا کہ تم قتل ہوتے ہو مین نے

تمکو طلب کرکے دیکھا تھا دل مین محبت پیدا ہوئی تھی اس سبب سے اپنے باپ سے تمھارے حق مین کچھ
باتین کرکے اُنکی اجازت سے تمھین یہان لے آئی ہون مین تمھاری فریفتہ ہون اور عاشق بھی ہون
مین نے تمھاری جان بچائی ہی تم بھی میرے ساتھ نیکی کرو جو مین کہون اُسپر عمل کرو دیکھو یہ باغ پُربہا
ہی جملہ سامان عیش وراحت کے یہان موجود ہین تخلیہ ہی کوئی اپنا بیگانہ یہان نہین ہی کشتیان شراب
ناب کی مع جام وساغر بلورین رکھین ہین قابین کباب کی براے گزک بھی موجود ہین لہذا شراب پیو اور
مجھکو بھی پلاؤ بعد ازان مسہری جواہرنگار پر میرے ساتھ آرام کرو ولطف زندگی اُٹھاؤ میرے دل کو خوش
کرو شکر کرو کہ مین ایسی حسین وجمیل کہ جسپر ایک عالم فریفتہ ہی جیسا کہ قبل اسکے مین نے اپنے عشاق کا کچھ حال
بیان کیا ہی تمپر دفعتًا مائل ہوئی اور خود طالب وصل ہوئی مناسب وقت یہ ہی کہ انکار نہ کرو میرے کہنے
پر عمل کرو مجھ ایسا کوئی محبوب خوبرو دنیا مین نہ پاؤگے اگر میرے کہنے پر عمل کروگے وہ رتبہ تمھارا
ہو جائیگا کہ کم کسی کا ہوا ہوگا شہنشاہ ہفت اقلیم کا کرونگی کوئی تم سے لڑ نہ سکے گا ہر ایک بادشاہ روے
زمین تمھارا مطیع وفرمانبردار ہو جائیگا یہ کہکر کشتی شراب کی آگے اپنے کھینچکر شیشہ وساغر اُٹھاکر شراب
ناب ساغر بلورین مین بھر کر کہا اے شاہزادے لو اس جام شراب کو پیو اور فخر کرو کہ مین اپنے ہاتھ سے
تمھین شراب دیتی ہون آجتک کسی کو یہ مرتبہ اور رتبہ حاصل نہوا تھا جو اسوقت تمھین حاصل ہوا ہی
شاہزادۂ موصوف نے جام مے تو اُسکے ہاتھ سے لیلیا لیکن شراب نہ پی اور منھ اپنا اُسکی طرف سے پھیر لیا کیونکہ
اُسکے دہن سے ایسی بوے بد آئی کہ دماغ پریشان ہو گیا جب شاہزادے نے اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا
ماہ طلعت نے متحیر ہوکے سبب بیزاری دریافت کیا بدیع الملک نے کہا اے نازنین واقعی تو نے
مجھپر احسان کیا ہی مجمع دشمنان خونخوار سے تو یہان لائی ہی اور تیری خوبروئی مین بھی کلام نہین ہی لیکن
تیرے منھ سے بوے بد آتی ہی یقین ہی کہ تو ساحرہ ہی علاوہ ساحرہ ہونے کے تو لاجوردشاہ کی
پرستش کرتی ہی تیری تقریر سے خود ابھی ظاہر ہوا ہی کہ تو لاجوردشاہ کو اپنا خداوند جانتی ہی اور مین
مسلمان ہون سواے دست مسلمان کے جام شراب لیکر کبھی نہین پیتا ہون تم کافرہ ہو ہرگز تمھارے
ہاتھ سے جام لیکر شراب نہ پیونگا اگر تمکو شراب پلانا اور مجھکو خوش کرنا منظور ہی تو اپنے خداوند پر لعنت
کرو اپنے دین باطل سے بیزار ہو کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کرو مسلمان ہو اپنے معبود حقیقی کو پہچانو
سجدہ اُس معبود حقیقی کو کرو جسنے تمکو اور تمامی کون ومکان اور مافیہا کو اپنی قدرت کاملہ سے خلق کیا
ہی لاجوردشاہ جسکو تم اپنا خداوند جانتی ہو وہ بھی خداوند عالم کا ایک بندۂ گنہگار ہی کیونکہ دعوی
خدائی کا کرتا ہی ہمسری خدا سے کرتا ہی لوگون کو مانند ابلیس کے بہکاتا ہی افعال زشت کراتا ہی ایسے
گمراہ کنندہ پر لعنت کرو ذرا غور سے خیال کرو کہ مردم ہین اور اُسمین کیا فرق ہی جو دو ہاتھ اور دو
پاؤن آدمیون کے ہین ویسے ہی اُسکے بھی ہین سواے اسکے حرکات اور خصائل اور اکل وشرب
وغیرہ جو انسان کے ہین وہی اُسمین بھی ہین وہ کونسی بات ہی کہ جس سے وہ سب سے اپنے تئین بہتر
جان کر اپنے تئین خدا جانتا ہی اور لوگ اُسکو اپنا خداوند سمجھتے ہین اور تم بھی اُسکو اپنا خداوند جانتی ہو
یہ تمھاری عقل کا قصور ہی وہ ہرگز ہرگز خدا نہین ہی اور لائق پرستش نہین ہی سواے لاجوردشاہ
کے اصنام وغیرہ کو جو لوگ پوجتے ہین وہ بھی برا کرتے ہین سجدہ اور پرستش اُسکی کرنا چاہیے جو معبود

لایزال اور خالق کو ذوالجلال ہو موافق نظم	ہر سزاوار حمد و تحقیق
سربلندی و دولت اپنی یاد کی دی	آگہی مبدا و معاد کی دی
نہ کیا کور دل ہمارے تئین	تا معارف کو دین کے پہچانا
جسنے دی ہمکو دانش و توفیق	دل کو روشن کیا بنور یقین
	اہل حق کا طریق حق جانا

اے ماہ طلعت تو بھی اُسی پروردگار کو سجدہ کر اُس اپنے دین باطل سے بیزاری اختیار کر کلمہ پڑھکر مسلمان ہو دیکھ عنایات و الطاف خداوند عالم کو کہ تجکو اُسنے کیا حسن و جمال دیا ہر سوا اُس معبود حقیقی کے کون ایسا ہو کہ تجھ ایسا محبوب خوش جمال کو خلق کرے ماہ طلعت نے برہم ہو کر کہا وہ سوال دیگر جواب دیگر خیر اے شاہزادہ سرکش و مغرور تمنے میرے کہنے پر عمل نہ کیا بہت برا کیا اب تم ایسا پچتاؤگے کہ کبھی کوئی اس طرح نہ پچتایا ہوگا میرا رنجیدہ کرنا تمہارے حق مین سم قاتل ہوگیا تمنے میرے خداوند کو میرے سامنے برا کہا اپنے خدا اُس نادیدہ کی تعریف کی سخت صدمہ دیا اب اِسکے عوض مین تمکو قید کرونگی تا زندگی رہا نہ کرونگی ایسی تکلیف دونگی کہ تم بھی یاد کروگے یہ کہکر کچھ الفاظ سحر اپنی زبان پر آہستہ آہستہ جاری کرکے فرش پر مانند مرغ بسمل کے لوٹی اور فی الفور بشکل عقاب صورت پیدا کرکے بدیع الملک کو بعد غضب پنجہ مین دبا کر ایک جانب اُڑی بعد تھوڑی دیر کے کوہستان مین پہونچی وہان ایک چاہ تیرہ و تاریک تھا مانند کور باطن کے اندھا تھا تاریکی اُسکی سیاہی دل کافران بدمذہب سے بڑھی ہوئی تھی یا تیرگی اُسکی پردہ ظلمات سے بھی گوے سبقت لیگئی تھی غرض اُس چاہ کلان و تاریک کو دیکھکے جاے قید شہزادہ تجویز کرکے بلندی سے بروے زمین آئی چونکہ شاہزادہ متوجہ ہوا سے عالم غشی مین تھا اُسی صورت سے شاہزادے کو اندر چاہ مذکور کے لیگئی اور حسب دلخواہ اُسی چاہ مین اُس یوسف کو قید کیا بعد ازان چاہ سے نکلکر درہ کوہ مین آکے مقیم ہوئی اور بعضے داستان گویان خوش تقریر یون بیان کرتے ہین کہ اُس کنوئین مین قید کرکے جانب کوہ شفق روانہ ہوئی بعد قطع راہ داخل قلعہ کوہ شفق ہوئی غرض بہر طور شاہزادے کو قید کیا بعد قید کرنے کے اپنی بدقسمتی پر آبدیدہ ہوئی دل مین کہنے لگی کہ اے ماہ طلعت ہم بھی کیا بدنصیب ہین کہ دل بھی ہمارا آیا تو ایسے جوان سرکش و مغرور پر آیا کہ جو سخن ناشنو کیسا کیسا اُسے سمجھایا مگر اُسنے کہنا نہ مانا اب بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ اجل ہماری قریب آئی ہی کیونکہ بدیع الملک جب تاریکی چاہ سے گھبرائیگا ضرور ہو کہ ایکبار وہ مر جائیگا جب محبوب اپنا ہلاک ہوگا ہمکو صدمہ جانکاہ ہوگا ہم بھی صدمہ مفارقت مین مبتلا ہو کے جلد مر جائینگے ہاے افسوس آرزوے دل بر نہ آئی حسرت دل کی دل ہی مین رہی غنچہ دل اپنا ہواے عشرت سے شگفتہ نہوا اور پہلو اپنا پہلوے محبوب سے گرم نہوا حیف لطف زندگی حاصل نہوا ہمین امید عیش و راحت کی تھی فلک نے ظلم کیا مبتلاے غم و الم کیا بعد کرنے اِس گفتگو کے زار زار روتی تھی گاہ قریب چاہ جاکر بیٹھتی تھی کبھی کنوئین مین جھانکتی کہ بدیع الملک کو دیکھنا چاہتی تھی چونکہ چاہ مذکور نہایت عمیق و تاریک تھا کچھ اِسکو نظر نہ آتا تھا بیتاب ہوکے بزور سحر اندر چاہ کے جاکر کسی گوشہ چاہ مین مار سیاہ بنکر ٹھہرتی تھی اور وہان سے رخ بدیع الملک پر نظر کرتی تھی جب اچھی طرح دیکھ چکتی تھی بہ ورتہ باہر کنوئین سے چلی آتی تھی اور جب صبح ہوتی تھی ایک نان جو اور ایک کوزہ آب خود کنوئین مین لیجاکر بدیع الملک کو دیتی تھی اور عشق اور بیتابی دل سے شاہزادہ کو آگاہ کرکے کہتی تھی اے شاہزادہ دیکھا اب بھی خیر ہو میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ پچتاؤگے دیکھو مجھسا دوست اور مجھ ایسی کوئی

نازنین مہ جبین و حسین تمکو کبھی نہ ملے گی مین باوجود اس حسن و جمال کے اور معشوق خوبرو ہونے کے
تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کرونگی سواے مسلمان ہونے کے جو کچھ کہو گے کرونگی شاہزادہ جواب
دیتا تھا اے ماہ طلعت مجھے اِس چاہ تاریک مین مرجانا قبول ہی لیکن تیرا کہنا ماننا منظور نہین ہی ہرگز
مین ساحرہ و کافرہ سے ہم صحبت نہونگا نہ تیرے ہاتھ سے جام مَولیکر شراب پیونگا ساحرہ مذکورہ جواب
صاف پاکے روتی ہوئی چاہ سے نکل آتی تھی اور گرد چاہ حصار سحر کردیتی تھی تاکہ کوئی بدیع الملک
کو یہانسے نہ لیجائے اسی طرح چندے ماہ طلعت جادو آب و طعام شہزادہ بدیع الملک کو چاہ مذکور
مین پہونچاکے طالب وصل ہوئی شاہزادے نے کہنا اُسکا نہ مانا آخر کار ایک روز ماہ طلعت جادو
نے بدیع الملک کو چاہ تاریک سے نکالا اور قریب اُس کنوین کے فرش بچھاکر کہا اے شاہزادہ دیکھا
اگر اب بھی میرے کہنے پر عمل کرو تو فبہا ورنہ آج تمکو قتل کرکے خود بھی ہلاک ہوجاؤنگی بدیع الملک نے
جواب دیا اے ماہ طلعت بار بار تیرا کہنا بیکار ہی ہرگز مین تجھ ساحرہ سے ہم بستر نہونگا اگرچہ قتل ہوجاؤن
ماہ طلعت نے گفتگوے بدیع الملک سُنکے نہایت برہم ہوکے کارد نکال کے چاہا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الملک کے حلق پر روان کرے اور شاہزادے نے جانب فلک دیکھکر برجوع قلب خداوند عالم
سے دعا کی تھی ناگاہ ایک تیر جانب آسمان سے آکر ساحرہ مذکورہ کے سینۂ پرکینہ پر اس طرح پڑا کہ پشت
سے گذر گیا وہ فی الفور زمین پر تڑپ کے ہلاک ہوئی اُسکے مرجانے کے بعد آندھی سیاہ آئی ابر برودت
ہوا نمایان ہوا برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی ساحرہ مذکورہ کے سحر کے
پریون نے اُسی کے نام سے اِس طرح صدا دی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم پیر
سحر کے یہ صدا دے کے ایک جانب چلے گئے بدیع الملک پر سے سحر دفع ہوگیا کیونکہ قاعدہ ہے
کہ جب ساحر یا ساحرہ مرتی ہی تو اشیاے سحر اُسکے مانند قلعہ یا مکان وغیرہ کے نیست و نابود ہوجاتے ہین
اور جب کسی پر اُس ساحر یا ساحرہ کا سحر ہوتا ہی خود اُتر جاتا ہی باقی نہین رہتا ہی پس ماہ طلعت
کے مرتے ہی بدیع الملک کے دست و پا قابو مین آئے شاہزادے نے شکر خداوند عالم کا کیا ہنوز
شاہزادہ شکر خدا کا کر رہا تھا یکایک جانب آسمان سے ایک نقابدار گوہرپوش کہ ایک جامہ
جواہر نگار زیب تن کیے تھا تخت سے اُترکر قریب بدیع الملک کے آیا اور سلام کیا شاہزادہ
بدیع الملک نے جواب سلام دیکر پوچھا اے نقابدار تو کون ہی کیون آیا ہی اُسنے کہا آپ نے
مجھے نہ پہچانا مین نقابدار گوہرپوش ہون اسوقت اِس طرف سے سیر کنان جاتا تھا ناگاہ دیکھا
کہ یہ ساحرہ آپکو قتل کیا چاہتی ہی مین نے تاک کر ایسا ایک تیر اسکے سینے پر مارا کہ یہ ہلاک ہوئی شہزادہ
نے اُسے پہچان کر اور خوش ہوکر پوچھا یہ جامہ تمھارے تن مین کیسا ہی کہ اُسپر نظر نہین ٹھہرتی ہی اور
دمبدم رنگ بدلتا ہی اُسنے کہا یہ جامہ وہ ہی کہ جب طلسم بیران کو فتح کیا تھا تو مال و اسباب طلسم سے
ایک صندوق بھی ملا تھا اُسمین سے یہ جامہ نکلا تھا اِس جامہ کے خواص کئی ہین کیونکہ یہ جامہ طلسمی ہی یہ
کہکے خاموش ہوا بعد ایک لمحے کے کہا اگر آپ کو منظور ہو تو میرے تخت پر بیٹھکر تشریف لیچلیے مین بہت
جلد آپکو آپ کے لشکر مین پہونچا دون بدیع الملک نے جواب دیا مین یہانسے سیر کرتا ہوا جابجا
مقام کرتا ہوا اپنے لشکر مین جاؤنگا ہر چند تنہا ہون لیکن خوف نہین ہی خداوند عالم حامی و مددگار و حافظ

جان ہی دیکھو اسوقت اُسی نے مجلو چہ دشمن سے بچایا تمھین میری مدد کو بھیجا تمنے تیر مارکر اُس ساحرہ کو ہلاک کیا اِس طرح وہ کارساز مسبب الاسباب ہر ایک جگہ تا بقاے حیات ہر دشمن سے مجھے بچائیگا نقابدار نے کہا واقعی خداوند عالم حافظ حقیقی اور مسبب الاسباب ہی مین اِسوقت اِس طرف سے نہ جاتا تھا بادی کیطرف سے جاتا لیکن کچھ دل مین ایسا آیا کہ اِسی طرف مین آیا اور آپ سے ملاقات ہوئی شکر ہی پروردگار عالم کا کہ اچھے وقت پر اِدھر آیا کہ ساحرہ آپ کے قتل پر آمادہ ہوئی تھی آپکے دشمنون کو قتل کرنے نہ پائی تھی یہ کہکر تخت پر بیٹھا اور سلام کرکے تخت کو بلند کرکے سوے پردۂ قاف روانہ ہوا بعد جانے نقابدار گوہرپوش کے بدیع الملک اُس جگہ سے ایک سمت چلے چونکہ راستہ نہ معلوم تھا اپنے لشکر کیطرف تو نہ چلے بلکہ جانب کوہ قاف روانہ ہوے جب وہ روز سہ روہی مین بسر ہوا شام کو ایک درۂ کوہ مین قیام کیا کچھ اثمار اشجار کھاکے اور پانی کہ دریا سے جاری تھا پی کے شب اُسی جگہ بسر کی صبح کو وہانسے آگے روانہ ہوے اِسی طرح بعد کئی روز کے ایکدن قریب شام ایک دریاے کنارے پہونچے وہ دریا نہایت مہیب و خوفناک تھا دیکھنے سے اُسکے زہرہ آب ہوتا تھا وہ تلاطم آب کہ پناہ بذات خدا بدیع الملک اُس بحر ناپیدا کنار کو دیکھکر دریاے فکر مین غوطہ زن ہوے تدبیر اُس دریا سے گذرنے کی سوچنے لگے تا دیر فکر کی کوئی تدبیر ذہن مین نہ آئی کسی جہاز اور کشتی کو اُس بحر ذخار مین نہ دیکھا کیونکہ وہ دریاے ناپیدا کنار ایسا متلاطم و خوفناک تھا کہ بمقتضاے این

نظم

اُسکی ہر ایک موج تھی طوفان
گھاٹ اُسکا تھا یا کہ موت کا گھاٹ
کسقدر وہ مہیب دریا تھا
کشتی کب کوئی اُسمین جاتی تھی
خجل اُس سے تھا قلزم عمان
ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز
ساتھ ہینڈھے کے دل اُچھلتا تھا
کشتی عمر غوطے کھاتی تھی
نظر آتا تھا اُسکا کوسون پاٹ
اُسکی ہر موج تھی قیامت خیز

بدیع الملک دریاے مذکور کی روانی اور جوش و خروش کو دیکھکر دل مین کہنے لگے کہ خالق بحر و بر نے اپنی قدرت کاملہ سے کیا کیا اشیا کو خلق کیا ہی اپنی قدرت دکھائی ہی اُسکی ثنا مین زبان قاصر ہی اور کلک بھی عاجز ہی یہ دل مین کہکے مجبور ہوکے اُسی دریا کے کنارے قیام کیا ہنگام شب اُس دریا مین عجائب و غرائب اشیا و جانوران بحری کو دیکھا انکے دیکھنے سے تمام شب نیند نہ آئی شاہزادہ دعائین پڑھتا رہا جب صبح ہوئی وہ عجائب و غرائب مفقود نظر سے ہوے بدیع الملک نے راہ دریا کو چھوڑکر راہ خشکی کی اختیار کی صحرا نوردی سے گل سے تلوے خار دشت سے فگار ہوے گرد و غبار دشت پرخار و ہولناک سے رنگ و لباس و تن مانند مٹی کے ہوگیا تھا چہرہ حرارت آفتاب سے متغیر ہوگیا تھا وہ صحرا ایسا تھا کہ صحراے محشر تھا انتہا اُسکی ادراک عقل سے باہر تھی طول مین مانند عمر خضر علیہ السلام کے تھا اور عرض مین عرصۂ تصور سے زیادہ تھا حرارت آفتاب سے ہر ایک ذرہ ریگ بیابان گویا ایک شعلۂ آتش تھا ہواے گرم اُس صحراے قیامت خیز مین ایسی چلتی تھی کہ لو بھی اُسکے آگے ایک ہواے سرد و خشک تھی کوئی طائر اور کوئی چوپایہ حرارت آفتاب و ہواے گرم کے خوف سے اپنے آشیانہ و مسکن سے باہر نہ آتا تھا اگر کوئی پرندہ اتفاق سے براے تلاش آب و دانہ نکل آتا تھا تو بیخ موج گرم ہوا پر مانند کباب سیخ بریان ہوجاتا تھا روح اُسکی سوے عدم پرواز کرتی تھی اور اگر کوئی چوپایہ اپنے

مسکن سے باہر آتا تھا کثرت حرارت مہر تابان سے شکار پنجۂ گرگ اجل ہوجاتا تھا پانی اُس صحرا مین کمیاب
بلکہ نایاب تھا کوئی چاہ و چشمہ نہ تھا صرف ایک کوہ سے کچھ پانی نکل کر بالاے زمین گرتا تھا زمین گرم اچھی
طرح اُسے بہنے بھی نہ دیتی تھی کثرت تشنگی سے خود جذب کر لیتی تھی تابش آفتاب اِس حد پر تھی کہ رات
کا تو کیا ذکر ہی اگر کوئی چاہتا تو اُسکے شعلون سے دن کو شمع روشن کر لیتا اور ایسی وہان ہواے گرم چلتی
تھی کہ اُسکی لپک سے شیر فلک بھی کانپتا تھا اور کہتا تھا پناہ بذات خدا اسقدر ہواے گرم و تیز تھی
کہ یہانتک آتی ہی مجھے جلاے دیتی ہی اِس صحرا کی تو ہوا ایسی گرم ہی صحراے محشر کی ہوا کیسی ہوگی کہ روز
قیامت آفتاب بہت نیچا ہوگا اُس حرارت کا کون متحمل ہوگا زمین کیسی جلیگی ہوا کیسی گرم ہوگی اہل
محشر کا کیا حال ہوگا حرارت آفتاب سے تو اسقدر گرمی ہوا مین ہی اِس جہنم سے تیز ہوگی شیر فلک تو
بالاے فلک لرزان و ترسان بالاے زمین مرغ صحرا سراپا کثرت گرمی سے دہنتے تھے و مبدم سیخ
موج ہواے گرم پر بھنتے تھے سنگریزے اُس دشت کے رشک اخگر تھے جو نخل تھا اُس صحرا کا گویا آگ
کا شجر تھا مانند سرو آتشبازی کے جلتا ہوا نظر آتا تھا ادرجو ٹکڑا پتھر کا دامن کوہ مین تھا وہ بھبکتا ہوا
انگارہ تھا زمین کثرت حرارت آفتاب عالمتاب سے اِسقدر جلتی تھی کہ نظر بھی خس خانہ مژہ سے
اور پردہ ہاے چشم سے بخوف جلنے کے باہر نہ نکلتی تھی اور اگر اتفاق سے نظر گوشۂ چشم سے براے
دید صحراے مذکور نکل آتی تھی تو فی الفور پاے نظر مین چھالا پڑجاتا تھا حال نظر کا متغیر ہوتا تھا
مردم چشم اُسکے حال پر روتے تھے وہ عرصۂ صحرا تموج مہر سے اِسقدر گرم تھا کہ اُسمین قدم رکھنا دشوار
تھا راہ چلنا تو بہت ہی مشکل تھا کیا مجال کسی کی کہ اُس صحرا کی زمین گرم پر کوئی ٹھہر سکے اگر کوئی ارادہ
ٹھہرنے کا کرے اور ایک گھنٹہ بلکہ کم اِس سے اُس زمین آتش خو پر ٹھہرے تو مانند پارہ کے اُڑ
جائے سایۂ نہالان بیابان کا مانند بیمارون کے اُس سرزمین پر ایڑیان رگڑتا تھا جن اور دیو
بھی باوجود آتشی ہونے کے اُس صحرا سے راہ نہ چلتے تھے اُس صحرا کی حد کو چھوڑ کر گذر کرتے تھے
پر سیمرغ بھی حرارت آفتاب سے مانند شمع کے جلتے تھے جب غبار اُس صحرا سے مانند شعلہ کے
بلند ہوکر سوے فلک جاتا تھا اُسکی گرمی سے فلک بھی چرخ کھاکر مانند طلا کے نظر آتا تھا اور
ہواے گرم کا جھونکا گو رشک شعلۂ آتش دوزخ تھا جسوقت سر پر کسی شجر کے آفتاب آتا تھا سایہ اُسکا
خوف ہلاکت سے پاے شجر مین لپٹ جاتا تھا درخت ہر ایک اُس صحرا کا مانند چوب خشک کے خشک
تھا برگ و بار کا کیا ذکر ہی چوب اشجار صحرا مین ذرا بھی تری نہ تھی اگر اُس صحراے وحشتناک
و شعلہ خیز کو حضرت قیس کہین دیکھ لیتے تو ساری دشت نوردی بھول جاتے وحشت تشریف لیجاتی
عشق سے لیلی کے باز آتے اُس صحراے بلاخیز کو آلام و مصیبت مین کوچۂ عشق سے بڑھا ہوا جانتے کوچۂ
عشق مین قدم رکھا تھا اِس صحرا مین ہرگز قدم نہ رکھتے فرہاد باوجود اِسکے کہ اُسنے سختی ہجر شیرین بہت
اُٹھائی انجام کار سختی فراق شیرین سے تلخ کام ہوکے جان دی اگر وہ بھی اِس صحرا مین قدم رکھتا
تو ایک قدم اُٹھانا اُسکو پہاڑ ہوجاتا اور اگر رستم و اسفندیار بھی اِس صحرا مین قدم رکھتے تو
ساری بہادری و دلاوری بھول جاتے ہرچند ہفتخوان کو کہ پر بلا تھے طی کر چکے تھے مگر اِس صحرا کو ہرگز
طی نہ کر سکتے کیونکہ اِس صحرا مین حرارت آفتاب اور نایابی آب اور ہواے گرم اور نایابی غذا

اور جلنا زمین صحرا کا یہ چند بلائین ایسی ہین کہ پہلوانان مذکور ان بلاؤن سے خوفناک ہوکے مانند بزدلون کے بھاگ جاتے کچھ قوت ہمت کام نہ آتی گیو بھی رہروی مین عاجز ہوتا حال اُس صحراے آفت زا کا مفصل لکھنا تو بہت دشوار ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ

نظم

کہ وہ تھا وادی قیامت زا — آسمان اُسکا ایک بگولا تھا
جب اُڑاتی تھی باد تند غبار — کالی آندھی کے صاف تھے آثار
منزلون تک تمام ریگستان — شر رافشان چنار سا ہر بید
ہر گڑھے مین تنور سی حدت — ہر بگولا الاؤ کی صورت
صوت ابر سحر آتشبار — چاہ و چشمہ کہین نہ دجلہ و نیل
پانی اتنا نہ تھا کہ تر ہو زبان — بجز اک آب گوہر دندان
مثلاشی آب پیکان تھا — تابش ایسی کہ شب تو کیا دن کو

بس وہ ایسا تھا دشت آفت زا — طول مین عمر خضر جادہ تھا
وہ حرارت وہ دخل تابستان — ذرہ ذرہ مین تابش خورشید
دامن دشت پر سحاب غبار — قحطی آب نے دھری تھی سبیل
تشنہ لب یہ ہر ایک حیوان تھا — لو کے شعلون سے شمع روشن ہو

بدیع الملک ایسے صحرا مین وہ نوردتھے سختی راہ اور تابش حرارت آفتاب سے مبتلاے رنج و تکلیف تھے تشنگی سے زبان مین کانٹے پڑے تھے زبان تالو مین لپٹی جاتی تھی تری مین آتی تھی دہان سے ناکام ہوکے ہونٹھون پر تری ڈھونڈھتی تھی وہان بھی سواے خشکی کے کچھ نہ پاتی تھی گرسنگی سے لبون پر جان تھی زمین پر قدم نہ رکھا جاتا تھا ہر ذرہ اُس صحرا کی ریگ کا مانند شعلہ کے کف پا کو جلائے دیتا تھا لباس تن صحرا کے کانٹون سے پارہ پارہ تھا چھالے کف پا مین پڑے تھے اکثر چھالے پھوٹ پھوٹ کر بہتے راہ صحرا سے ایذا پا کر روتے تھے قدم رہروی سے عاجز تھے دل دردمند تھا کوئی دوست براے دستگیری نظر نہ آتا تھا شاہزادہ نہایت بیتاب ہوکے درگاہ خدا مین دعا کرتا تھا کہ پروردگارا مجھے اِس صحراے ریگستان اور اِس دشت جان ستان سے بسلامتی جان نکالکر کسی آبادی مین پہونچا کہ اب مین بہت پریشان خاطر ہون یہ دعا کرتا تھا اور اعانت و مددگاری خدا پر نظر کرکے قدم آگے بڑھاتا تھا جب حالت رفتار جواب دیتی تھی بے اختیار بیٹھ جاتا تھا پھر تکلیف گرمی زمین سے بیتاب ہوکے کھڑا ہوجاتا تھا کوئی شجر سایہ دار بھی نہ تھا کہ اُسکے سایہ مین دم بھر بیٹھے نہ کوئی درہ کوہ تھا کہ اُسمین جاکر قیام و راحت پذیر ہو غرض حال شاہزادے کا لائق تاسف اور قابل افسوس کرنے کے تھا کہ بمقتضاے این

نظم

پانون شاہزادے کے وہ نازک و نرم — نہ تو رہبر نہ راستا معلوم
جبر سے جب قدم اُٹھاتا تھا — تھام کر سر کو بیٹھ جاتا تھا
تھی ہویدا علامت سرسام — تمتماے تھے نازنین رخسار
جیب و دامن کی دھجیان لیکر — پانون مین باندھتا تھا وہ اکثر
آسمان سے کبھی مخاطب تھا — اے فلک ظلم کی بھی کچھ حد ہی
کچھ تو پھر خدا سے ڈر ظالم — اِسقدر تو ستم نہ کر ظالم
اب نہین راستہ چلا جاتا — طاقت پا جواب دیتی ہی
رحم کر بندۂ خدا ہون مین — ہدف ناوک بلا ہون مین

وہ کڑی دھوپ اور ریت وہ گرم — نہ کسی ملک کا پتا معلوم
تیور آتا تھا ہر قدم ہر گام — گل سے تلوے تھے خار سے افگار
کبریا سے مدد کا طالب تھا — ہمسے یا نے سبب تجھے کدہر
ارے او بانی عناد و جفا — قوت اب ہاتھ کھینچے لیتی ہی
الحاصل بدیع الملک صحراے

مذکور سے بعد دشواری و بہزار خرابی کئی روز کے بعد نکلے ایک جگہ کچھ اثمار اشجار اور پانی دکھائی دیا اُسکے
دیکھتے ہی جان تازہ تن مین آگئی پانی پیا پھل درختون کے کثرت گرسنگی مین کھائے تھوڑی دیر زیر
سایۂ شجر سایہ دار بیٹھ کے راحت پائی خدا کا شکر کیا کچھ قوت و طاقت تن مین آئی حواس خمسہ درست ہوئے
ہوائے سرد سے دل کو فرحت ہوئی نیند آنے لگی ہر چند چاہا کہ یہانسے اُٹھکر آگے چلیے لیکن نیند آہی گئی
بدیع الملک زیر شجر سو گئے بعد دوپہر کے خواب سے بیدار ہوے وہ کسل کسیقدر زائل ہوا شاہزادہ
بدیع الملک نے پھر شکر خدا کیا اور وہانسے اُٹھکر قدم آگے بڑھایا بعد رہروی بسیار کے قریب
شام ایک ایسے شہر مین پہونچے کہ وہ نہایت وسیع تھا عمارات و مکانات تمام اُس شہر کے پختہ
و بلند تھے سڑکین پختہ خس و خار سے صاف و پاک دکانین ہر قسم جنس و اشیاے نادر کی کھلی ہوئین
ہر قسم کی چیزین دُکانون مین رکھی ہوئین جوہری بازار مین دُکانین جوہریون کی بھی اُسیطور سے کھلی
دیکھین روپیہ اشرفی جواہر رنگارنگ کے ڈھیر لگے ہوے نظر آئے کہین دوکان مین زیور نقرئی
و طلائی بکثرت رکھے ہوے دیکھا کسی بازار مین دوکانین تاجرون کی کہ اسباب تجارت سے مملو تھین
کھلی ہوئی پائین اسی طرح جس بازار مین **بدیع الملک** کا گذر ہوا ہر طرح کے اشیا و ہر نوع جنس کی
دوکانین کھلی ہوئین دیکھین اور جملہ اشیاے قیمتی اور غیر قیمتی کو دوکانون پر رکھے ہوے پایا لیکن کسی دوکاندار
کو دوکان پر نہ دیکھا نہ اہل شہر کو کسی جگہ پایا شاہزادہ کو نہایت حیرت ہوئی کہ یہ شہر کیسا ہی جملہ شہر مین
سب چیزین تو موجود ہین دوکانون مین رکھی ہین مگر دوکاندار نہین ہین اور نہ کوئی امیر و غریب
ساکنان شہر سے دکھائی دیتا ہی ہنوز شاہزادہ متردد و حیران تھا ہر طرف نگران تھا ناگاہ ایک
جگہ ایک گوشہ مین ایک بڈھے کو دیکھا کہ وہ اپنے بستر پر پڑا ہوا آہ آہ دمبدم کرتا ہی کبھی مانند مرغ
نیم بسمل کے فرش خواب پر تڑپتا ہی کبھی شدت مرض سے نالہ و فغان کرتا ہی گاہ سختی مرض سے اُسپر
حالت غشی کی طاری ہوتی ہی خاموش ہوکر آنکھین بند کر لیتا ہی اور کہتا ہی کہ اے خداوند اب تو تمھارے
اِس بندے سے تکلیف مرض کی نہین اُٹھائی جاتی دست و پا مین قوت باقی نہین ہی بصارت مین
کمی ہو گئی ہی ضعیف ہو گیا مرض قوی ہو گیا طاقت نشست و برخاست بھی جاتی رہی دست و
پا بیکار ہو گئے سن بھی زیادہ آگیا بال بھی سفید ہو گئے سرد و گرم زمانہ کو بھی خوب دیکھ چکا راحت
خوب اُٹھا چکا اب تو مجھے طلب کیجیے دنیا سے اُٹھا لیجیے پاس اپنے بلا لیجیے اب زندگی ناگوار ہی مرگ
کا اشتیاق ہی نیم جان ہوکر زندہ رہنا اچھا نہین ہی جلد مجھپر رحم کیجیے خدمت مین اپنی بلا لیجیے عرض
میری قبول کیجیے **بدیع الملک** آواز اُسکی سُنکے قریب اُسکے گئے دیکھا کہ ایک شخص نہایت کبیر السن
نہایت زار و ناتوان و علیل بستر پر پڑا ہوا ہی شاہزادے نے اُس سے پوچھا اے شیخ اِس شہر کا کچھ
حال بیان کر بادشاہ اِس ملک کا کون ہی اور باعث ویرانی ملک کیا ہی اُسنے آواز شاہزادہ
کی سُنکے اور بغور دیکھ کے کہا اے جوان معلوم ہوتا ہی کہ شاید تو اِس ملک مین مسافر آیا ہی اِس شہر کا
رہنے والا نہین ہی آگاہ ہو کہ حاکم اِس ملک کا ملک بہمن ہی یہ شہر تمامی شہرون مین نہایت آباد
تھا مثل اسکے کوئی ملک روے زمین پر آباد نہ تھا آب و ہوا بھی یہان کی خوب تھی ہر ایک شخص بعد
راحت و آرام یہان رہتا تھا کوئی رنج و ملال کسی کو نہ تھا اتفاق سے ایک دیو ساہم نام کا اِس ملک

مین گذر ہوا اُسنے کثرت مردم پر نظر کرکے مردم آزاری شروع کی بلکہ آدمیون کو کھانا شروع کیا ہر چند ملک بہمن قوت و دلاوری پر ناز کرتا تھا اور وہ سردار نہایت شجاع و بہادر رکھتا تھا اور سپاہ بھی کثیر رکھتا تھا لیکن اُس دیو سے وقت جنگ مغلوب ہوکر یہان سے بھاگ گیا ہی لاکھون آدمی اِس شہر کے باشندے اُسکے ساتھ چلے گئے ہین اپنے مکانات و مال و اسباب کو چھوڑ گئے ہین جان کے خوف سے نکل گئے ہین ملک بہمن کوہستان مین جاکر قیام پذیر ہوا ہی دیو مذکور نے ہزارہا مردم کو یہان کے ہلاک کیا ہی مین نے بچشم خود دیکھا ہی کہ وہ ہر ایک انسان کو اُٹھا کے یون کھاتا تھا جیسے کوئی لقمۂ خور دکھاتا ہی اب بھی وہ دیو گاہ گاہ یہان آتا ہی اگر کوئی انسان یا حیوان ملگیا تو اُسے کھاکر چلا جاتا ہی قد اُسکا بہت طویل ہی دست و پا اُسکے بہت قوی و فربہ ہین شکل اُسکی نہایت بد ہی رنگ رخ اُسکا ایسا سیاہ ہی کہ تیرگی شب اُسکے رنگ چہرے سے شرماتی ہی بلکہ تاریکی پردۂ ظلمات بھی اگر اُسکے رنگ چہرہ سے مقابل ہو تو وہ بھی اُسکے سامنے خجل ہو آواز اُسکی ایسی مہیب ہی کہ جسوقت وہ اپنی زبان مین آہستہ بھی کچھ کلام کرتا ہی تو پردۂ گوش مردم کو سخت صدمہ پہونچتا ہی نعرہ اُسکا تو قیامت ہی زمین تھراتی ہی زہرۂ انسان آب ہوجاتا ہی ایک چوب دست یا وارشمشاد وہ اپنے ساتھ رکھتا ہی وہ وار اسقدر طویل و گرانبار ہی کہ اُسکو وہی اُٹھا سکتا ہی کیا مجال کسی بشر کی جو اُسے جنبش بھی دے سکے اُٹھانا تو محال ہی جسوقت ملک بہمن برہم ہوکے اُس سے آمادۂ جنگ ہوا تھا اور میدان مین اُسنے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کی تھین دیو مسطور نے اُسی چوبدست سے ایک لمحہ مین ہزارون سوارون کو پیوند خاک کردیا تھا کسی کا نیزہ و تیر و شمشیر اُسپر کارگر نہوتا تھا لڑائی اُسکی ایک قیامت تھی جو نامی و نامور بہادر تھے وہ اُسکے سامنے سے مانند نامردون اور بزدلون کے بھاگتے تھے وہ ڈھونڈتا جاتا تھا اور مردم کو اُٹھا اُٹھا کے کھاتا جاتا تھا کہ سکتا ہون کہ آدھے آدمی اِس شہر کے وہ کھا گیا ہی آدھے باشندے یہان کے اور ملک بہمن تاب جنگ نلاکر یہانسے بھاگ گئے ہین جیسا کہ قبل اِسکے کہا ہی چونکہ تجکو یہان کے حال سے اطلاع نتھی اِسوجہ سے تو یہان آیا خیر اب یہانسے جلد بھاگ جا ایسا نہوکہ وہ دیو یہان آجائے اور تجکو کھاجائے مجھے تیری جوانی اور تیرے حال پر رحم آتا ہی اِسوجہ سے تجکو سمجھاتا ہون ورنہ تجکو اختیار ہی خواہ یہانسے جا یا نہ جا اگر نہ جائیگا تو پچتائیگا ایک لقمہ اُس دیو کا ہوجائیگا جان جائیگی اور مین اِسوجہ سے یہان سے نہین گیا کہ بسبب امراض مزمنہ کے مجھ سے اُٹھا بھی نہین جاتا ہی خود چاہتا ہون کہ جلد موت آجائے وہ دیو مجھے بھی کھاجائے تو اِن امراض کی سختی سے بچون کرب و سختی سے بعد مرگ راحت پاؤن بدیع الملک نے جواب دیا مین تو یہانسے نہ جاؤنگا اگر وہ دیو آجائیگا دیکھا جائیگا اُس سے مقابلہ کرونگا انشاء اللہ ہنگام مقابلہ اُسے قتل کرونگا وہ پیر مرد گفتگوے بدیع الملک سُنکے اُس حالت کرب و درد مین بے اختیار ہنسا اور کہا اے جوان تیری باتون سے ثابت ہوا کہ تو دیوانہ ہی نحیف الجثہ ہوکے دیو سے مقابلہ کرنے کو کہتا ہی تو اُس سے کیا لڑیگا اور کیونکر قتل کریگا بس زیادہ باتین نہ کر یہانسے چلا جا مجھ سے زیادہ تقریر ہو نہین سکتی اِسقدر جو مین نے باتین کین سانس چڑھنے لگی روح کو صدمہ پہونچا مگر تھوڑی خوشی یہی ہوئی کہ بعد ایک مدت کے صورت انسان نظر آئی یعنے تجکو دیکھا اور باتین کین تو نے وہ تقریر کی کہ مجکو بے اختیار ہنسی آگئی ہنوز وہ ضعیف بدیع الملک سے ہم سخن

تھا کہ وہ دیو وارشمشاد دوش پر رکھے ہوے ایک طرف سے نمایان ہوا بڈھے نے اُسے آتے ہوے
دیکھکے کہا اے جوان غضب ہوا دیکھ وہ دیو جسکا ذکر مین نے کیا ہے آپہونچا اب اِسکے ہاتھ سے تیری
جان اور میری جان ہرگز نہ بچیگی مجھے تو اپنے ہلاک ہونے کا مطلق غم نہین ہے بلکہ اپنے ہلاک ہونے
کی آرزو ہے لیکن تیرے قتل و ہلاک ہونے کا البتہ صدمہ ہے کہ اب تجھ ایسا جوان اِسکے ہاتھ سے ہلاک
ہو جائیگا ضرب وارشمشاد سے پیوند خاک ہو جائیگا یہ دیو بغیر ہلاک و قتل کرنے کے تجھے چٹکی سے پکڑکر
منھ مین اپنے رکھ لیگا بدیع الملک نے اُسکی گفتگو سُنکے جانب دیو سیاہ دیکھا ناگاہ مانند بلاے عظیم
کے وہ دیو قریب آیا اور شاہزادہ کو دیکھ کے خوش ہوا قہقہہ مارکر ہنسا اُسکے ہنسنے سے در و دیوار لرز
گئی بعد ہنسنے کے اُس دیو نے ہاتھ اپنا جانب بدیع الملک بڑھایا شاہزادے نے نعرہ کوہ شگاف
کرکے کہا او نابکار دست خود رانگہدار یہ کہکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر آمادۂ جنگ ہوا دیو نعرہ
شاہزادے سے تھرا کر پسپا ہو کر ہاتھ اپنا کھینچکر دل مین کہنے لگا یہ بنی آدم کیسا ہے کہ مجھ سے تنہا آمادۂ
جنگ ہے اور نعرہ بھی اِسکا ایسا ہے کہ مجھ ایسے دیو قوی کا دل دہل گیا ہے آجتک ایسا بنی آدم کبھی نہ دیکھا
تھا پھر اِسکے قریب نہ جانا چاہیے دور سے اِسپر وارشمشاد لگاکر اِسے پیوند خاک کرنا چاہیے یہ باتین
اپنے دل مین کرکے وارشمشاد کو گردش دیکے اپنی زبان مین خبردار خبردار کہکر رکھکے سر شاہزادے
پر لگائی شاہزادے نے وارشمشاد پر نظر کی جب وہ قریب سر آئی دلیرانہ اُسے روکنا چاہا اُس بڈھے
نے بیتاب ہوکے باواز بلند کہا اے جوان ضرب وارشمشاد کو واسطہ تجکو اپنے پیدا کرنے والے کا نہ روک
ورنہ ہلاک ہو جائیگا بدیع الملک نے بسبب اِسکے قسم دینے کے ضرب وارشمشاد کو نہ روکا داہنی
جانب اُس دیو کے قدم بڑھایا وار مذکور زمین پر پڑی زمین شق ہوگئی ایک غار عظیم ضرب وار سے
زمین مین ہوگیا جبتک وہ دیو وار کو اُٹھائے بدیع الملک شمشیر بکف قریب تر اُسکے پہونچے اُسنے
وار کو چھوڑکر بدیع الملک کی کمر مین ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ اِسے اُٹھاکے منھ مین رکھ لون ہرچند
زور کرکے اُٹھانا چاہا لیکن نہ اُٹھا سکا اور شاہزادے نے بھی اُسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا
دیو بھی بدیع الملک سے زور کرنے لگا پیر مرد نظر حیرت سے دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا عجب
یہ جوان ہے کہ ایسے دیو سے زور کر رہا ہے اُدھر تو پیر مرد متحیر ہوکر کشتی دیکھ رہا تھا اور دیو بدیع الملک
سے مصروف زور آزمائی تھا بار بار بقوت تمام زور کرتا تھا لیکن کچھ نہو سکتا تھا شاہزادے پر غالب
نہوتا تھا بلکہ جب شاہزادہ زور کرتا تھا ایسا ہوتا تھا راوی کہتا ہے کہ وہ دیو قریب دو پہر یا دو پہر تک
خوب کشتی لڑا اور اُسنے زور بخوبی کیا آخرکار تھک گیا پسینہ اُسکے تن سے مانند سیل کے روان ہوا
سانس جلد جلد لینے لگا کمزور ہوکر پیچھے ہٹنے لگا شاہزادۂ بدیع الملک نے نعرہ کرکے بقوت بازو
اُسے اُٹھاکے زمین پر پٹک کے سینہ پر سوار ہوکے کہا اے دیو روسیاہ جالا در شناختن پروردگار عالم
چہ میگوئی اُسنے برہم ہوکر کلمات سخت کہے شاہزادے نے غضبناک ہوکے ایک ہاتھ اپنا زیر رخسار
دیو رکھا اور دوسرا ہاتھ بالاے رخسار دیگر رکھکر اس طرح زور کیا کہ سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا لاشہ
اُس دیو کا زمین پر تڑپ کے سرد ہوگیا ہرچند اُس پیر مرد سے اُٹھا نہ جاتا تھا مگر جسوقت شاہزادہ
بدیع الملک نے اُس دیو کو ہلاک کیا وہ اپنے بستر سے اُٹھ کے قدم بدیع الملک پر گرا اور

کہا اے جوان مین تجکو ایسا شجاع و بہادر نہ جانتا تھا تونے کام رستم پیلتن کیا کہ ایسے دیو کو ہلاک کیا تیرے باعث سے یہ بلا رد ہوئی اہل شہر پر تونے بڑا احسان کیا کیا مذہب رکھتا ہے بدیع الملک نے اپنا نام بتایا اور کہا مین نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہون دین ومذہب میرا اسلام ہے اُسنے تمام تقریر سُنکے کہا تمہارا دین اچھا ہے چاہتا ہون کہ مجکو اپنے دین مین لاؤ شاہزادے نے اُسے کلمہ تلقین کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعد ازان شاہزادے کو اپنا مہمان کیا آب وطعام پیش کیا شاہزادہ نے کئی روز کے بعد کھانا کھایا شکر خدا کا کیا بعد چند روز کے ملک بہمن کو یہ خبر کسی نے دی کہ جس دیو کے خوف سے حضور شہر کو چھوڑکر کوہستان مین آئے ہین اُس دیو کو ایک جوان نے آکے ہلاک کیا ہے اور ابھی تک وہ جوان حضور ہی کے شہر مین موجود ہے ملک بہمن یہ خبر سُنکے بہت خوش ہوا اور جملہ اپنے لشکریون اور مردم رعایا کو اپنے ساتھ لیکر کوہستان سے اپنے شہر مین آیا پھر بدیع الملک سے ملاقات کرکے قدم پر گرا شاہزادے نے سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھاکر سینے سے لگایا اُسنے بعد بہت شکرگذاری کے عرض کیا کہ آپ اپنے اسم گرامی اور اپنے دین سے آگاہ کیجیے اور اب مجکو اپنا ایک مطیع وفرمانبردار جانیے بدیع الملک نے اپنا نام بتایا اور دین اپنے سے اُسے آگاہ کیا جب اُسکو معلوم ہوا کہ نام اس جوان کا بدیع الملک ہے اور یہ شاہزادہ ہے دین اسلام رکھتا ہے بہت خوش ہوا اور کہا کہ آپ یہان حکومت وسلطنت کیجیے کیونکہ آپ ہی کے سبب سے دوبارہ یہ شہر آباد ہوا ہے شاہزادے نے جواب دیا مجکو ہوس حکمرانی نہین ہے یہ تخت وتاج تمکو مبارک ہو مین صرف یہ چاہتا ہون کہ تم مع اہل شہر کے دین اسلام کو اختیار کرو اُسنے قبول کیا لاجوردپرستی اور دیگر اصنام کی پرستش سے منحرف ہوا بعد مسلمان ہونے کے اُسنے حکم دیا کہ تمام باشندے اِس شہر کے مسلمان ہون کلمہ پڑھین دین اسلام مین آئین اصنام پرستی اور لاجوردپرستی کو چھوڑین اگر کوئی خلاف اِس حکم کے کریگا قتل کیا جائیگا جب اہل شہر کو حکم ملک بہمن سے آگاہی ہوئی سب اہل شہر مسلمان ہوے پھر حکم شاہ سے بتکدون کو منہدم کیا مساجد کے بنانے مین مصروف ہوے سوا اسکے ہر ایک اپنے اپنے کاروبار مین سرگرم ہوا اور دعاے خیر شاہزادہ بدیع الملک کو دینے لگا ملک بہمن نے بعد مسلمان ہونے کے بدیع الملک کی دعوت وضیافت نہایت تکلف سے کی اور ایک بزم عشرت آراستہ کرائی پھر اُس بزم مین ہمراہ بدیع الملک اور اپنے ارکان سلطنت واعیان مملکت کے جاکر بیٹھا ساقیان گلرخسار اُسکے حکم سے کشتیان شراب ناب کی لاے اور ساغر بلورین مین بھرکر ہر ایک اعلیٰ وادنا کو شراب پلانے لگے جب سب اہل بزم شراب پی چکے اور گزک سے لطف بعد اُٹھا چکے ساقی کشتیان شراب کی لیجا چکے اُسوقت حکم ملک بہمن سے ایک رقاصہ نہایت حسین وخوبرو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین بصد ناز وانداز حاضر ہوئی اور شاہ وشاہزادے کو سلام کرکے اپنے سازندون سے مخاطب ہوکر کہنے لگی جلد سازون کو درست کرو اُنھون نے سب دلخواہ سازون کو درست کیا رقاصہ مذکورہ بناز وادا رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھکر خوش ہونے لگے جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی

غزل

جو دیدار تیرا صنم دیکھتے ہین تیرا نور ہر شئے مین ہم دیکھتے ہین	وہ حق کو خدا کی قسم دیکھتے ہین تری تیغ کے اک اشارہ سے قاتل	شجر تیرے ہجر مین زمین و زمان لیا ہزارون کے سر ہم قلم دیکھتے ہین

دل عاشقان ہیچ مین کیون نہ آئے
وہی سیر باغ ارم دیکھتے ہین

تمہاری زلف مین جبکہ خم دیکھتے ہین
ہوا نعت احمد سے دل میرا روشن

جو رہتے ہین ہر دم گلی مین تمہاری
حبیب خدا کا کرم دیکھتے ہین

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہوئے تعریف اشعار اور ثنا اُسکے گانے کی کرنے لگے جب وہ غزل گا چکی اور جب دوسری غزل بھی گا چکی انعام کثیر شاہ سے لیکر بزم عشرت سے چلی گئی بعد اُسکے جانے کے نازنینان خوبرو سات شبانہ روز رقص ونغمہ مین سرگرم رہین جب سات روز گذر گئے جشن موقوف ہوا بدیع الملک نے ملک بہمن سے کہا اب مجکو رخصت کرو نہین معلوم میرے لشکر کا کیا حال ہوگا پہلے تو اُسنے رخصت کرنے سے انکار کیا بعدہ شاہزادے کے اصرار سے مجبور ہوکر کہا مین بھی آپ کے ہمراہ رکاب چلتا ہون شاہزادے نے کہا تم یہان سلطنت کرو کیون میرے ساتھ چلتے ہو اُسنے شاہزادے کے کہنے سے اپنا ہمراہ چلنا ترک کیا اور بعوض اپنے دو سپہ سالارون کو کہ بڑے نامی ونامور اور نہایت شجاع وبہادر تھے قریب دس ہزار سوارون کے شاہزادے کے ہمراہ کیے نام اُن سردارون کے یہ ہین ایک کا نام قہرمان شیر سوار تھا اور دوسرے سردار کا نام ہومان تیغزن تھا الغرض جب بدیع الملک ہمراہ سرداران مذکورہ کے مع لشکر مذکور چلے ملک بہمن بھی اپنے ملک کی سرحد تک ہمراہ آیا بعدہ شاہزادے سے رخصت ہوکر اپنے شہر کیطرف گیا بدیع الملک اپنے لشکر کی طرف بحشم وخشم روانہ ہوئے اب اِن لوگون کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی

مگر اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی

کہ امیر ثانی نے بعد قتل ہونے ملک ترسی کے جشن کیا تھا اور ہرکارون کو واسطے دریافت حال لاجور دشاہ کے روانہ کیا تھا ہنوز جشن ختم نہوا تھا بادشاہ اور امیر ثانی وغیرہ سرداران لشکر بزم عشرت مین بیٹھے ہوئے ناچ نازنینون کا دیکھ رہے تھے یکایک وہ ہرکارے آئے اور موافق قاعدہ شرائط عبودیت بجالا کے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ لاجور دشاہ جانب صحرائے مثلث اور سمت کوہ بیضا کہ وہان خداوند تمثال آئینہ رو کے حکم سے میلہ ہونے والا ہی یہانسے بھاگ کر گیا ہی ابھی بادشاہ اور امیر ثانی اُنکی تقریر سُنکے کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ چند ہرکارے نہایت خوش وشادمان بارگاہ مین آئے اور بعد مجرا کرنے کے اور شرائط عبودیت بجالانے کے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ ای امیر ثانی مبارک ہو کہ بدیع الملک بحشم وخشم اِدھر آتے ہین بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی یہ خبر فرحت اثر سُنکے بہت خوش ہوئے پھر اُسی وقت بہت سے سرداران لشکر کو حکم دیا کہ برائے استقبال جائین سردار مذکور حسب الحکم گئے اور بدیع الملک کا استقبال کرکے اُنکو اپنے ہمراہ بارگاہ مین لائے بدیع الملک نے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی کو سلام کیا امیر نے خوش ہوکر سینہ سے لگایا احوال پوچھا شاہزادے نے جو کچھ حال گذرا تھا سب بیان کیا امیر نے تمام حال سُنکے اُسی وقت جشن کو موقوف کیا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا مسلح ہو ہم یہان سے جانب کوہ بیضا روانہ ہونگے کیونکہ لاجور دشاہ اُسی طرف بھاگ کر گیا ہی اُسکا تعاقب منظور ہی سوا اِسکے ہمکو میلہ مین بھی شریک ہونا ہی کیفیت میلہ کی دیکھنا ہی یہ کہکے خاموش ہوئے بمجرد حکم بادشاہ جملہ اہل لشکر مسلح ہوئے بادشاہ لشکر اسلام اُٹھکر تخت پر سوار ہوئے امیر اپنے مرکب پر

سوار ہوے پھر جملہ اہل لشکر گھوڑون پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام جانب کوہ بیضا روانہ ہوے

اب یہان سے چند کلمے داستان شجاعت بیان روح و روان گرشاسپ جہان ایرج نوجوان زینت بارگاہ سلیمانی شاہزادہ رستم ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

واکنندگان طلسم مقال وگرہ کشایان بند قیل وقال اِس داستان حیرت مقال کو یون بیان کرتے ہین کہ شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان نے لوح طلسمی کس شد و مد سے حاصل کی اور آکر لشکر سلیمان شاہ سے ملے ملکہ سبر دابہ جادو اور باپ اِسکا چماق آتش افروز جادو مطیع اِسلام ہوکر ہمراہ ہین رستم ثانی نے کہا ہو کہ انشاءاللہ کل کا روز جو اِس قلعے کے ظاہر ہونے کا ہو یہی دن اِسکے شکست ہونیکا بھی ہو دیکھنا کہ بقوت پروردگار کیونکر اِس مرحلہ کو شکستہ کرتا ہون اور اِن لعبون کو زبان رازی کی کیسی سزا دیتا ہون سلیمان شاہ کو نہایت خوشی ہو کس دھوم سے رستم ثانی کی دعوت کی ہو آجکی رات کو غنیمت جان کر سامان جشن مہیا کیا ہو وسط لشکر مین ایک بارگاہ بہت بڑی ایستادہ ہوئی ہو کہ اوج سے جسکے خیمہ سپہر نیلی پست معلوم ہوتا ہو تمام بارگاہ مین فرش مخمل و دیبا بچھایا گیا ہو صدر مین مسند زرین جواہر نگار لاکر نصب کی گئی ہو شاہزادۂ عالی وقار رستم ثانی نامدار اُس مسند پر جلوہ افروز ہین تمام عزیز و اقارب سلیمان شاہ کے گرد و پیش جمع ہین جام شراب ناب کو گردش ہو ہر طرف آواز ہو نشا ہوش نوشا نوش بلند ہو جس سامان کو دیکھکر دل زاہد فلک کا دردمند ہو آواز غنا سے ناطقہ ناہید گردون کا بند ہو رقاصان پریجمال و نازنینان حورخصال کا مجمع ہو باری باری اُٹھ اُٹھکر مصروف رقص و غنا ہوتے ہین جلوۂ جمال سے دیکھنے والون کے ہوش کھوتے ہین کوئی بصد کرشمہ و ناز غزل گاتی ہو دل لبھاتی ہو

غزل

موت کے جی مین مزے مین نیمجان لینے لگا
نام میرا اُسنکے مجنون کو جماہی آگئی
مجھ سے یہ کیسد کے بدلے آسمان لینے لگا
جینے کی اِس میکدہ مین بیعت دست سبو
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا
حسن نسیے ہو تا دل آہن سے گرم اختلاط
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا

تیر خشکی مین لیا اُسنے لی جان عدو
بید مجنون دیکھکر انگڑائیان لینے لگا
ہر جو غنچون کا چٹکنا اُنگلیون کی سی چٹک
وہ قدم پیر لبر اہو پیر مغان لینے لگا
تیز جو کرنے لگا عشاق پہ تیغ نگاہ
شمع کی گلگیر جو منہ مین زبان لینے لگا
راتکو اے ذوق اُسکے نوک مژگان کا خیال

نیمچہ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا
رشک سے میر دلین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
مجھکو ہر شب ہجر کی ہو ہلکی جون روز حشر
یہ بلائین کیسکی باغ اے باغبان لینے لگا
لیکے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
چشم کی گردش سے وہ کار فسان لینے لگا
موت اُسکو یاد کرتی ہو خدا جانے کہ گور
تن پہ ہر مو سے مرے کارستان لینے لگا

عجب طرح کا ہنگامہ ہو آواز ساز سے تمام بارگاہ گونج رہی ہو بلکہ تمام صحرا اندر کا اکھاڑا معلوم ہوتا ہے نہالان بلند قامت و بوان صہیب کی طرح جھوم رہے ہین پرند لطف چراغان سے شب کو دن سمجھکر مثل پروانے کے اِدھر سے اُڑکر اُدھر جاتے ہین اُدھر سے اُڑکر اِدھر آتے ہین جنگل مین منگل نظر آتا ہو لطف چراغان سے چراغان کواکب شرماتا ہو اِسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ مشک افشانی شب موقوف ہوئی اور کافور سحر کی خوشبو پھیلی چراغ مانند نفس والپسین کے پھڑک پھڑک کر خاموش ہونے لگے شمعون پر اُداسی چھائی گلشن انجم پر خزان آئی شہنشاہ خاور لوح مدور لیے ہوے جانب مشرق سے

نمودار ہوا تمامی عالم مطلع انوار ہوا طلسم سب شکست ہوا چرخ اپنی فسونسازی بھول کر لپیٹ ہوا شاہزادۂ
والا تبار رستم ثانی نامدار نے تیاری چلنے کی کی داہنی جانب سلیمان شاہ ہی بائین جانب ملکہ سرداپہ
جادو چماق آتش فروز وزیر صندلان شاہ پدر ملکہ سرداپہ ہی مشورہ ہو رہا ہی سرداپہ جادو
اور چماق جادو کہتے ہین کہ ہم ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہین شاہزادۂ والا تبار فرما رہے ہین
کہ مجھے صرف اعانت پروردگار درکار ہی مین کسی کی مدد نہین چاہتا تم سب یہین رہو مین جسوقت
اس مرحلے کو شکست کرونگا اور تمھین بلا بھیجونگا اُسوقت آنا کبھی سلیمان شاہ کو تسکین دیتے ہین کہ تم نہ
گھبراؤ تمھارا فرزند جلد تمسے ملیگا کیونکہ بعد اس مرحلہ کے شکست ہونے کے اُس سے ملاقات ہوجائیگی
ہنوز یہی باتین تھین کہ جانب آسمان سے ابر سرخ رنگ نمودار ہوا اور آن واحد مین وہ ابر قریب آکر
شق ہوا دیکھا کہ ایک ساحر سرخاب آتشین پر سوار پشت پر ساحران غدار بلاے بد آفت کے پرکالے
جھولیان بجھولیان کاندھون پر ڈالے چلے آتے ہین جسوقت قریب پہونچے افسر فوج نے سلام کیا
رستم ثانی نے محروق جادو کو پہچانا جواب سلام دیا پوچھا ای محروق کیونکر آنا ہوا محروق نے
عرض کیا کہ غلام کو خبر معلوم ہوئی کہ حضور براے فتاحی طلسم جاتے ہین لوح دستیاب ہوچکی ہی مین یہ
سوچا کہ چلکر قدمبوسی حاصل کرون رستم ثانی نے کہا کہ اگر صرف بہر ملاقات آئے تو اچھا کیا اور اگر
بغرض اعانت آئے ہو تو ابھی چلے جاؤ مجھے کسی کی مدد سواے پروردگار منظور نہین محروق جادو
نے عرض کی کہ ای رستم ثانی تیری جرأت و بہادری مین کسکو کلام ہی لیکن یہ جنگ ساحرون کی ہے
معاملہ طلسم کا ہی یہان زور تدبیر سے کام لینا چاہیے قوت صاحبقرانی کی ضرورت نہین ہی مین اِس
غرض سے حاضر ہوا ہون کہ سرحد طلسم صندل سے ملا ہوا ایک ملک ہی کہ اُسکو شہر خاقانیہ کہتے
ہین مالک وہان کا خاقان روشن دل ہی کہ فن سحر و ساحری مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہی نہایت
مرد معقول ہی اگر وہ حضور کا شریک ہوجائیگا تو اُس سے اکثر بھید اِس طلسم کے معلوم ہوتے رہین کے
اور طلسم کے فتح کرنے مین آسانی ہوگی کیونکہ وہ رہنے والا یہین کا ہی اور روشن دل لقب اُسکا
جس بات کا وہ خیال کرتا ہی سامنے اُسکے مثل آئینہ کے نظر آجاتی ہی رستم ثانی نے کہا ای محروق
اُسے کیا غرض جو وہ ہمارا شریک ہوگا محروق جادو نے عرض کی کہ کاہنون نے اُسے خبر دی
ہی کہ ایک شخص اِس شکل و شمائل کا فلان خاندان سے فلان زمانے مین براے فتاحی طلسم صندل
آئیگا اور طلسم کو فتح کریگا اگر تو اُسکا شریک ہوگا تو مرتبۂ اعلے کو پہونچے گا وہ وقت اور ساعتین دیکھ
رہا ہی آپ پر حال اُسکا بر وقت ظاہر ہوجائیگا اور مین اب رخصت ہوتا ہون اور طرف شہر خاقانیہ
کے جاتا ہون یہ کہکر شاہزادے کے قدم چومے اور اُسی وقت مع فوج طرف شہر خاقانیہ کے روانہ
ہوا کہ اُسکا حال بر وقت تحریر ہوگا لیکن شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان نے سلیمان شاہ
سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلنے کا قصد نہ کرو یہ معاملہ طلسم کا ہی ہر قدم پر ہزار ہا افتادین درپیش ہونگی
میرے پاس لوح طلسمی ہی مین ہر طرح بچ سکتا ہون اور تم کسی طرح جانبر نہوسکوگے انشاءاللہ یہ پہلا ہی
مرحلہ شکست ہولنے کے بعد تمھارا فرزند تمسے خدا چاہتا ہی تو آج ہی ملجائیگا سرداپہ جادو اور
چماق آتش فروز جادو سے کہا کہ تم بھی یہین رہو سرداپہ جادو نے عرض کی کہ ای شہریار

ہم تابع فرمان ہین مگر اب بعد اس مرحلے کے شکست ہونے کے آگے جانے کا قصد بغیر اِس کنیز کے آئے ہوے نہ فرمائیے گا یہ نہ خیال کیجیے گا کہ لوح طلسمی ہمارے پاس ہی فریب دینے والے اور لوح لے لینے والے بہت ہین اگر یہ ساحر آپ کا کچھ نہین کر سکتا لیکن تمام طلسم کی جان اِسی لوح سے وابستہ ہی غرضکہ شہزادہ سب سے رخصت ہوکر جانب طلسم روانہ ہوا یکایک سامنے سے وہی دروازہ مثل آغوش تمنا کے کھلا ہوا نظر آیا اور جوڑا بطون کا دونون برجیون پر بیٹھا تھا جیسے ہی رستم ثانی کو آتے ہوے دیکھا آواز دی کہ لو ہمن ملک الموت ہماری تمہاری جان کا آپہونچا ارے یہ طلسم سے کیونکر چھوٹ گیا اور اب لوح طلسمی بھی اِسکے پاس ہی اِدھر رستم ثانی نے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم جسوقت تو سامنے دروازہ طلسم کے پہونچے اور بط آوازدے خاموش رہنا لیکن جسوقت دوسری بط اُسے جواب دینے لگے تو تجھے لازم ہی کہ منقار کھلتے ہی ایسا تیر مارنا کہ حلق کے پار ہو جائے اگر نشانہ نے خطا کی تو آپ تو اجل کا نشانہ ہوگا بس فوراً رستم ثانی نے تیر ترکش سے کھینچا کمان دوش سے لی اور تیر کو چلۂ کمان مین پیوستہ کیا جیسے ہی وہ بط خاموش ہوئی اور دوسری بط نے منقار واسطے جواب کلام کے کھولی تھی کہ رستم ثانی نے تیر مارا تیر مانند پیکان قضا کے حلق سے گذرا بط مانند بط آتشبازی کے ہوگئی اور شعلہ بنکر دوسری بط کیطرف چلی کہ ہمن زندگی مین ساتھ رہا مرے پر بھی ساتھ نہ چھوٹے اُسنے ہر چند چاہا بچون ممکن نہوا مانند پرکالۂ آتش کے ایک بط دوسرے پر گری دونون جلکر خاک ہوگئین یہانتک نظرون سے ناپدید ہوگیا میدان نظر آنے لگا لیکن کوئی اور علامت مثل آندھی چلنے یا خاک اُڑنے کی نہ ظاہر ہوئی جو ساحر کے مرنے مین نمودار ہوتی ہی کیونکہ یہ بطین اور یہانتک سحر نباتات جادو مالک سرحد طلسم سے تھین لہذا بہ برکت لوح سحر باطل ہوگیا اب رستم ثانی سیر کنان آگے چلے وہان یہ خبر اسفند یار صحرائی کو پہونچی کہ رستم ثانی قید سے چھوٹ کر لوح کو پیدا کرکے بارادۂ طلسم کشائی آتے ہین بلکہ پہلا مرحلہ شکست ہوا اسفند یار صحرائی خوشی کے مارے بیخود ہوگیا تصویر حیرتی بنگیا کہ قید طلسم سے چھوٹنا کہان ممکن بالفرض اگر رہا بھی ہو جائے تو لوح کیونکر دستیاب ہو سکتی ہی اِسے یقین نہین آتا لیکن شاہین بن سلیمان نے اسفندیار سے کہا کہ چلکر دیکھ نہ لیجیے لوگ یہ بھی تو بیان کرتے ہین کہ بطین جلکر خاک ہوئین راہ طلسم وا ہوگئی چند قدم چلنے مین معلوم ہو جائیگا یہ سُنکر اسفند یار صحرائی مع شاہین بن سلیمان اور قیدیان طلسمی سبکو ہمراہ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ دیکھا سامنے سے شاہزادہ رستم ثانی چلے آتے ہین اسفند یار گھوڑے سے کود پڑا افسر کے اُترتے ہی سب گھوڑون سے اُتر پڑے اور شاہزادہ رستم ثانی کی رکاب سعادت انتساب سے آکر لپٹے رستم ثانی نے اسفند یار کو گلے سے لگایا شاہین بن سلیمان کی پشت پر دست شفقت رکھا اسفند یار شاہزادے کو ہمراہ لیے ہوے قلعے مین آیا جاے صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا رستم ثانی نے کہا کہ صحرا مین لشکر سلیمان شاہ پدر شاہین کا اُترا ہوا ہی جاکر خبر کر دو کہ رحلہ شکست ہوا تمکو شاہزادے نے یاد کیا ہی آؤ اور اپنے فرزند کو لو حسب الحکم اُسیوقت اسفند یار نے اپنے عیار کو طرف سلیمان شاہ کے روانہ کیا عیار نے جاکر سلیمان شاہ کو خبر دی یہان سلیمان شاہ بھی طلب کا منتظر تھا کہ بغیر اجازت جانے مین ایسا نہو مزاج کے خلاف گذرے کیونکہ طبیعت شناس ہو چکا ہی ورنہ اسقدر

تو اُن بطون کے فنا ہوتے ہی کھل گیا تھا قلعۂ اسفند یار بھی نظر آتا تھا سلیمان شاہ مع سرداران جادو وچماق آتش افروز جادو ملکہ مع کل لشکر طرف قلعۂ آہن حصار کے روانہ ہوا جسوقت آمد سلیمان شاہ کی خبر پہونچی رستم ثانی نے اسفند یار اور دیگر سردارون کو مع شاہین بن سلیمان کیواسطے استقبال کے روانہ کیا جسوقت سلیمان شاہ داخل قلعۂ آہن حصار ہوا اور خدمت مین رستم ثانی کے پہونچا رستم ثانی نے شاہین بن سلیمان کو اُسکے باپ سے ملایا دونون کو انتہائی خوشی ہوئی خوب گلے ملکر ایام فرقت یاد کرکرکے روئے بعد اسکے سلیمان شاہ حسب وعدہ مسلمان ہوا اسفند یار صحرائی نے بہت بڑا جشن کیا تمام صحرا کو آراستہ کیا درخت تمامی سے منڈھے گئے بادلہ کتر کر درختون پر ڈالا گیا قندیلین آویزان ہوئین قلعہ مین بارگاہ استادہ ہوئی اُسکی تیاریان بیان سے باہر ہین کہ جتنے جھاڑ کنول تھے سب یاقوت سرخ کے تھے اور بارگاہ بھی مخمل سرخ کے زردوزی کا کام جا بجا بنا ہوا جواہر نصب جسوقت خیمۂ چرخ نیلی مین چراغان کواکب کو جلوہ ملا مشعل ماہ فروزان ہوئی یہان بھی روشنی کی گئی اول دعوت وضیافت ہوئی بعد اُسکے شاہزادہ رستم ثانی نامدار مسند عزت پر جلوہ گر ہوے گرد وپیش رفقا جمع ہوے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گرد ماہ تابان کے ستارون کا جھرمٹ ہی جسکی نظر بارگاہ پر پڑتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک شعلہ بلند ہی کہ بالاے زمین قائم ہی تمام بارگاہ جگر جگر کر رہی تھی یکایک رقاصان ناہید خصال کو حکم ملا کہ شغل سرود ستار شروع ہو جام بادۂ احمر گردش مین آئے ساقیان سیمین ساق جام مرصع کار صراحی جواہر نگار لیکر ہر طرف آواز انتریواد دے رہے تھے ادھر نشہ شباب اُدھر بیخودی شراب ڈورے آنکھون کے سرخ ہو رہے تھے خون رگون مین دوڑ رہا تھا بلکہ جوش مین چہرون سے ٹپکا پڑتا تھا عجب رنگ محفل تھا اُدھر سماجیون نے ساز بو ملائے تمام بارگاہ مین سناٹا پڑ گیا ہر ایک تصویر حیرت بنا ہوا بیٹھا تھا اور ایک پری وش یہ غزل بصد کرشمہ وناز گا رہی تھی کہ دل ہر شخص کا لبھا رہی تھی

غزل

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
یہ ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین
منہ مین گر پانی چوائے یار اپنے ہاتھ سے
جسکی سختی مین دوا کے لفظ کو صحت نہین
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار
روز کیسے چہل قدمی مگر رخصت نہین
ایک دل اور اسپہ اتنے بار غم اللہ رے دل
کوئی صورت اپنے صورتگر کی مصورت نہین

اِس گلستان جہان مین سیر کی وسعت نہین
وہ فلاطون ہی تو اپنے قابل صحبت نہین
بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل
مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین
کھا کے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر
ایک ساعت بھی بشمال شنبہ ساعت نہین
میری وحشت پانون پھیلائے ادھر دونون جہان
اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بھی طاقت نہین

سیر کے قابل یہ ہی پر سیر کی فرصت نہین
خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہی زمین
ہوتا واے شور واویلا واحسرت نہین
ہر نوشتے مین ترے بیمار کی صحت کہان
کوئی بھی اُس سے زیادہ کافر نعمت نہین
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہی دشت عدم
ہون اگر ایک عرصۂ میدان کچھ وسعت نہین
ذوق اس معمورۂ عالم مین ہزارون ہین

کچھ ایسا سمان بندھا ہوا تھا کہ ہر شخص جھوم رہا تھا کسی کو سکوت تھا کسی کی آنکھ سے آنسو جاری تھے یہانتک کہ بموجب مصرع سحر عروجے راز والے سر بہار رے راخزان ہا وہ رات تمام ہوئی اور آثار سحر نمودار ہوے چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہوے قندیلین گل ہوئین بوے گل پریشان ہو کر بزم عشرت سے نکلی وقت نماز سحر تھا رستم ثانی

دلاور مع رفقا اُٹھکر مصروف عبادت رب بے نیاز معبود کارساز ہوے جسوقت فریضۂ سحری سے فراغت ہوئی وہ روز بآسائش تمام بسر کیا جب دوسرا دن ہوا سلیمان شاہ نے عرض کی کہ اے شہریار مین اب نہین عرض کرتا کہ آپ آگے جانے کا قصد کرین کیونکہ میری شرط پوری ہوگئی کہ بچھڑا ہوا فرزند آپکی بدولت مجھسے ملا رستم ثانی نے ہنسکر فرمایا کہ اب بغیر اِس طلسم کو اسلام سے آباد کیے ہوے مین کب پھرتا ہون اگر تمھارا جی چاہے تو اپنے لشکر مین چلے جاؤ چاہے میرے ہمراہ رہو تمھین اختیار ہے سلیمان شاہ نے عرض کی کہ ہم ہمراہ رکاب ہین اب آپ کو کہان چھوڑ سکتے ہین رستم ثانی نے اسفندیار کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اب ہم طرف اُس حمام کے جاتے ہین کہ جہانسے نہنگ پیدا ہوتا ہے بعد اِس مرحلے کے شکستہ ہونے کے جیسا ہوگا دیکھا جائیگا ابھی تم لوگ یہین قیام کرو یہ فرماکر مرکب طلب کیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر روانہ ہوے ہرچند لوگون نے ساتھ چلنے کا قصد کیا مگر رستم ثانی نے اُن سبھون کو منع فرمایا یہانتک کہ آتے آتے قریب اُس حمام کے پہونچے دیکھا کہ طائر نے چہچہہ کیا اور پانی حوضون سے اُبل کر چلا رستم ثانی نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجھے لازم تھا کہ قبل چہکنے طائر کے لوح کو دیکھے مگر تو نے غلطی کی اگر تو پہلے اِس طائر کو نخچیر کرتا تو پانی جوش مین نہ آتا لیکن اب تجھے لازم ہے کہ یہ اسم جو کنارۂ لوح پر مرقوم ہے کسی برگ سبز پر دم کرکے اِسے پانی مین ڈالدے کہ وہ مثل کشتی کے ہو جائیگا تو اُسپر بیٹھ جانا جسوقت نہنگ تجھے نگلنے کو آئے دوسرا اسم جو مقابل مین اُسکے لکھا ہے پڑھکر سر نہنگ پر خنجر مارنا کہ کام نہنگ جادو کا تمام ہو جائیگا اور یہ طائر جل جائیگا رستم ثانی نے ویسا ہی کیا کہ جلد ہی سے ایک برگ درخت سے توڑ کر وہی اسم پڑھکر پانی مین ڈالدیا کہ وہ برگ مانند کشتی کے ہوگیا رستم ثانی اُس کشتی پر بیٹھ گئے دیکھا وہ طائر برابر چہکار رہا ہے اور پانی کو طغیانی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیل آگئی تلاطم عظیم برپا ہے آن واحد مین بانسون زمین سے پانی اونچا ہوگیا کہ یکایک نہنگ نظر آیا اور مُنھ کھول کر طرف کشتی کے چلا جیسے ہی قریب کشتی پہونچا رستم ثانی نے دوسرا اسم پڑھکر خنجر سحر نہنگ پر مارا خون سر سے مانند شعلۂ جوالہ کے نکلا اور نہنگ جلکر خاک ہوگیا ایک شعلہ جھپٹ کر اُس طائر پر گرا کہ طائر بھی جلکر خاک ہوا حمام کا پتہ بھی نہ لگا کہ کیا ہوا آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نہنگ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم بعد آتشبازی اور برف باری کے اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر کریہ منظر سیاہ رو کی پڑی ہوئی ہے نہ حمام ہے نہ چاہ ہے اور سامنے راہ معلوم ہوتی ہے رستم ثانی وہانسے آگے روانہ ہوے

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت بیان نبات جادو کے بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت سحر اسکا باطل ہوا یعنے مرحلۂ اول شکست ہوا نبات جادو بیمار ہوگیا بعد تین روز کے جب ذرا صحت حاصل ہوئی سر پیٹتا ہوا خدمت مین صندلان شاہ بادشاہ طلسم کے روانہ ہوا جسوقت دربار مین پہونچا دیکھا کہ تمام دربار ساحران نامی افسونگران گرامی سے مملو ہے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہے معلم کتابدار ساکاہن زبردست قوانین کتاب زرتشتی لیے حاضر ہے ذکر طلسم کشا کا ہو رہا ہے کہ نبات جادو پہونچا نہایت حال خراب ہے گھبرایا ہوا صندلان شاہ نے کہا

کیون اسی ناظم سرحد خیر تو ہی نبات جادو نے عرض کی کہ حضور خیر کہان سوا شر کے اور کچھ بھی نہین ہی فتاح طلسم نے لوح پائی مرحلۂ اول شکست ہوا سحر میرا باطل ہوا نہنگ جادو مارا گیا حمام نیست ونابود ہوگیا اب طلسم کشا قلعۂ رخشانیہ کیطرف چلا ہی صندلان شاہ یہ سنکر گھبرا گیا اور معلم کتابدار کی طرف دیکھکر کہا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے معلم کتابدار نے کہا کہ ساحرون اور عیارون کو روانہ کیجیے کہ کسی طرح لوح طلسم کشا سے لیکر قبضے مین کرین ورنہ کیا ہوسکتا ہی نہین معلوم لوح اسکے ہاتھ کیونکر آئی ایسا سخت مرحلہ بہمن مردار خوار جادو کا کیونکر طی ہوا پھر بھی لوح بیکار تھی نہین معلوم اسکو دریاے موج شمیم کا کسنے پتا دیا اور پھر اہرمن جادو سے کیونکر مقابلہ کیا عقل نہین کام کرتی غرضکہ یہان سرجوش جادو بیڑا اس بات کا اُٹھاکر کہ مین لوح لاتی ہون اور طلسم کشا کو بھی گرفتار کیے لاتی ہون طرف قلعہ رخشانیہ کے روانہ ہوئی اسکا حال بھی وقت پر تحریر ہوگا مگر حالت ملکہ صنم بادلہ پوش کی فرقت رستم ثانی مین یہ ہوگئی ہی کہ چہرہ زرد دل مین درد جان بے آرام روح بےچین دن پر دن مانند شمع سوزان کے گھلتی چلی جاتی ہی تنہائی مین بیٹھکر جسوقت جی بھر آتا ہی رو لیتی ہی جو ایک رازدار تھی یعنے ملکہ سرداب جادو وہ بھی بخوف شہنشاہ طلسم پاس نہین آسکتی نہ کوئی آنیوالا ہی کہ جس سے خیر و عافیت یار جانی کی معلوم ہو نہ جانیوالا ہی کہ جس سے کوئی پیغام کہا جاسکے بموجب شعر نہ قاصدے نہ صباے نہ مرغ نامہ برے کسے ز بیکسی مانہ سے برد خبرے * اور کبھی یہ غزل حسب حال ورد زبان ہوتی ہی غزل

یہ سمجھے ہین دل لگانے کے
تو نہین وہ یقین لانے کے
دل پہ لون یا جگر پہ تیر نگاہ
سو بہانے ہین موت آنے کے
جانتے ہین فلک ہی برگشتہ
داغ الفت نہین مٹانے کے
دل مرا توڑتے مگر اس طرح
منتظر ہین قضا کے آنے کے
اُنکو پابندی جفا بھی نہین
صدقے اس منہ چھپا کے جانیکے
آرزو توڑ سنگ صبر سے دل

کہ اُٹھاتے ہین دکھ زمانے کے
مین ہون جنکے عروج کا خواہان
دو لون پہلو ہین ظلم اُٹھانے کے
زندگی تلخ ہی جدائی مین
ہم نہین قسمت آزمانے کے
سر اُٹھایا یہ ظلم نے اُسکے
رہے قابل یہ ناز اُٹھانے کے
حلقہ پھانسی کا ہی خم گیسو
حوصلے کیا ہون ظلم اُٹھانیکے
اُنکا آنچل سے پوچھنا آنسو
کر فسانے ہین زمانے کے

حال قابل بھی ہو سنانے کے
وہ ہین درپے مرے مٹانے کے
جان پہ اپنی کوئی کھیلے تو
اب ارادے ہین زہر کھانے کے
آپ مٹجائین گے مگر دل سے
حوصلے پست ہین زمانے کے
اُسکے آنے کی تو امید نہین
ہم نہین خود گلا پھنسانے کے
جیسے ہم صورت آشنا ہی نہین
اور سامان ہین رُلانے کے
کبھی اپنے دل کی شکایت

تفرقہ پردازی گردون کا شکوہ کہ ہاے پوری ایک شب بھی باہم بیٹھکر بسر نہ کرسکی ہاے میری کیا شامت تھی کہ مین نے اُس تصویر کو خواص سے لیکر دیکھا مین نگوڑی یہ کیا جانتی تھی کہ تصویر کے دیکھنے کا انجام یہ ہوا کہ سکوت اختیار کرنا پڑیگا جان تن سے کھنچنے لگے گی دست و پا مانند تصویر کے بےحس و حرکت ہوجائین گے مگر خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا انجام دیکھیے اس محبت کا کیا ہوتا ہی اسکا شب و روز اسی طرح گذرتی تھی کہ حسب اتفاق جب نبات جادو آیا اور حال شکست

مرحلہ جات کا بیان کیا اور یہ خبر اندر محل کے پہونچی قاعدے کی بات ہو کہ لازمین کو مالک کی خوشی سے خوشی اور مالک
کے رنج سے رنج ہوتا ہو آپس مین چرچا ہونے لگا کوئی کہتی تھی کہ بوا وہ مرد وا بڑے غضب کا نکلا کچھ اور
بھی تمنے سُنا ابھی کل کی بات ہو کہ کیسی ذلت سے گرفتار ہوکر یہان آیا تھا پھر خدا جانے کیونکر رہا ہو گیا
لوگ ہماری شاہزادی ملکہ صنم بادلہ پوش کو بدنام کرتے ہین مگر صاحب ہمین تو یقین نہین کہ اُنھون
نے رہا کرادیا ہو کوئی بھی دنیا مین ایسا کریگا کہ اپنے گھر کے برباد کرنے والے پر ترس کھائیگا اور اپنا
ملک و مال لٹائیگا اب کیا ایسی نہی نادان ہین کہ اونچ نیچ دنیا کی نہین سمجھتی ہین خدا رکھے تیرھوان سال
ہو ابتداے شباب علاوہ اِسکے اُنکا یہ جیہہ کہان جھونڑے بھونڑے کی پلی ہین ایسی باتین کیا جانین لوگ خدا
سے نہین ڈرتے ہمتو یہ کہین گے کہ ہماری شاہزادی کبھی ایسی نہین ہو کسی نے کہا دیکھو تو سہی کہ چند ہی
روز مین اِسکی حالت کیا ہوگئی ہو سچ ہو جسپر اتنا بڑا طوفان لیا جائیگا اُسکی جو کچھ حالت نہو وہ تھوڑی
ہو مثل مشہور ہو کہ عزت دار کھائے آپ کو بعزت کھائے دوسرے کو کسی ادنے پر تہمت رکھو تو اُسے
کیسا غصہ آتا ہو نہ کہ وہ تو اتنی بڑی شاہزادی اُسکے ضبط کو دیکھیے پھر جو حالت نہو وہ بجا ہو اور سُنا ہو کہ وہ
اب مرحلے شکست کرتا ہوا چلا آتا ہو طلسم مین ہلچل مچی ہوئی ہو خود شہنشاہ طلسم پریشان ہین کوئی بات
بن نہین پڑتی ہو حسب اتفاق یہ خبر اُڑتے اُڑتے ملکہ صنم بادلہ پوش کے کان تک پہونچی کہ وہ
اختر آسمان محبوبی مرحلہ جات کو شکست کرتا ہوا قریب قلعۂ رخشانیہ کے آپہونچا ہو لوح اُسکے پاس
ہو بس یہ سُنا تھا کہ چہرے پر ملکہ کے آثار خوشی ہویدا ہوے درد دل مین کمی نظر آئی شوق دل نے
ترقی پائی دل نا امید کو تسلی ہوئی کہ اگر وہ محبوب جانی قلعۂ رخشانیہ تک آگیا اور لوح طلسمی اُسکے
ہاتھ لگ گئی ہو تو کبھی ہم تک بھی پہونچ ہی جائیگا یہ تو بانتظار و اشتیاق شاہزادہ رستم ثانی
نامدار یہان بیٹھی ہے

لیکن اب چند کلمے داستان شجاعت عنوان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت طلسم حمام شکست ہوا اور نہنگ جادو مارا گیا اور قلعۂ رخشانیہ کی راہ ملی شاہزادہ
رستم ثانی مع لشکر سامنے قلعۂ رخشانیہ کے پہونچے خیمہ برپا کیا رات باستراحت بسر کی صبح کو
سرداریہ جادو سے پوچھا کہ یقین ہو کہ تم حال سے اِس قلعہ کے آگاہ ہو گی کہ آیا یہان کارخانہ سحر کا
ہو یا کوئی پہلوان زبردست ہو کیا معاملہ ہو سرداریہ نے عرض کی کہ ای شہریار مالک قلعہ رخشان
جادو ساحرہ بے نظیر ہو سحر اُسکا یہ ہو کہ جسکی طرف دیکھکر وہ ہنس دیتی ہو بجلیان برقین جھک کر گرتی
ہین اور جلا کر خاک کر دیتی ہین مگر اُسکا مقابلہ ابھی دور ہو پہلا مرحلہ دلدل کا ہو کہ جب اِسے
طی کرے تو قلعہ تک پہونچے اور یہ دلدل سحر کی نہین ہو کہ لوح طلسمی کام دے سکے رستم ثانی
نے کہا کہ پھر اور کوئی راہ قلعہ مین جانے کی نہین ہو سرداریہ نے عرض کی کہ اُس سے یہ کنیز آگاہ نہین
ہو اب رستم ثانی نے اسفندیار صحرائی سے فرمایا کہ کسی گنہگار کو بلواؤ کہ جسے بھیجکر حال
اِس دلدل کا دریافت کرین اسفندیار نے اُسی وقت حسب الحکم ایک گنہگار کو طلب کیا
جسوقت وہ سامنے آیا اشارہ کیا کہ جا اور دیوار قلعۂ رخشانیہ کو چھو آ تو تجھے رہا کر دین وہ شامت
زدہ یہ سمجھا کہ سامنے تو قلعہ معلوم ہوتا ہو ابھی جاؤنگا ابھی چھو کر چلا آؤنگا مدت سے قید ہون رہائی حاصل

ہو گی گھر جاکر اپنے اہل و عیال سے ملونگا یہ گناہگار خونی تھا اسنے ایک بیگناہ کو قتل کر ڈالا تھا جسوقت
جھٹ کر طرف قلعۂ رخشانیہ کے چلا جاتے جاتے جیسے ہی قریب دلدل کے پہونچا سمجھا کہ شاید اسطرف
پانی برسا تھا اسی سے کیچڑ ہو گئی ہی زیادہ سے زیادہ گھٹنوں گھٹنوں ہو گی اُس دلدل مین اُتر کر چلا لیکن
جیسے ہی دونون پانون کیچڑ مین گئے جاتے ہی غرق زمین ہو گیا بالکل دھنس گیا گو یا زندہ در گور ہو گیا
یہ رنگ دیکھکر رستم ثانی نہایت پریشان ہوے کہ پروردگار اب کیا کرون اگر پہلوان ہو اُس سے
لڑون اگر دیو ہو اُس سے مقابلہ کرون سحر ہو تو لوح سے کام لون اس دلدل کے رفع کرنے کی کیا فکر
کی جائے ہنوز اسی تردد مین تھے کہ جانب فلک سے لکۂ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا اور محروق جادو
پہونچا بعد تسلیم بجالانے کے عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار خاقان روشن دل حضور کی قدمبوسی
کا نہایت مشتاق ہی لیکن چونکہ آجکل ستارہ نحس ہی اور اسوقت کی ملاقات بہتر نہین اسوجہ سے حاضر
حضور نہین ہوا انشاء اللہ بروقت ضرورت حاضر ہونگا اسوقت مین بارگاہ خاقان مین موجود تھا
اور خاقان روشن دل آنکھین بند کیے ہوے حالات آپ کے چشم غور سے مشاہدہ کر رہا
تھا بعد کچھ دیر کے آنکھین کھولکر مجھ سے بیان فرمایا کہ ای محروق جادو جلد جاؤ کہ اسوقت وہ
شہریار عالیوقار نہایت پریشان ہی مرحلۂ قلعۂ رخشانیہ کا درپیش ہی اور ہر چہار طرف قلعہ کے دلدل
کا حصار ہی کوئی قریب قلعہ کے جا نہین سکتا لہذا تم جاکر اُس قوت صاحبقرانی زینت بارگاہ سلیمانی
راستے سے آگاہ کرو لبس ای شہریار جانب مغرب جو وہ کوہ تاریک واقع ہی اُسمین ایک درہ
ہی اُس درے سے نکلکر ایک بیابان ہی اُس سے صاف راہ دروازہ قلعہ کی کھلی ہوئی ہی رستم ثانی
نے کہا مین نہایت ممنون ہوا اس احسان خاقان روشن دل کا ای محروق اب تم میرے
لشکر مین قیام کرو اور مین طرف قلعہ کے جاتا ہون یہ فرماکر باگ گھوڑے کی لی اور جانب کوہ روانہ
ہوے یہان اہل لشکر مصروف دعا ہوے کہ پروردگار فتحیاب کرنا ہمارے شہریار کو وہان
رستم ثانی قریب کوہ کے پہونچے دیکھا کہ درہ مانند دہن اژدر کے کھلا ہوا ہی تاریکی اسقدر ہی کہ
راہ نہین معلوم ہوتی مگر وہ شیر بیشۂ شجاعت بسم اللہ کہکر درے مین داخل ہوا لوح طلسمی کی روشنی مین
راہ کو طی کرتا ہوا چلا وہ مقام ہیبت ناک سوا رستم ثانی کے دوسرے کا کلیجہ نہ تھا کہ اُس راہ سے
گذرتا لیکن شاہزادے نے مثل سکندر اُس ظلمات کو طی کیا سامنے بیابان نظر آیا دیکھا کہ راہ
سیدھی قلعہ کو گئی ہی شاہزادے نے گھوڑے کی باگ لی لیکن آواز سم مرکب جو قلعہ مین پہونچی اور
مالک قلعہ کو اُسکے پیرون نے آگاہ کیا مانند برق جہندہ تڑپ کر بالاخانہ پر آئی دیکھا رستم ثانی
نے کہ ایک نازنین ماہجبین آفت ہوش مرصع پوش کوئی تیرہ برس کا سن ابتدائے شباب کے دن
رستم ثانی کی یہ حالت ہوئی کہ محو جمال بیمثال ہو گئے لیکن اُس آفت ہوش نے جو رستم ثانی کو
دیکھا آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اللہ اکبر اب بھی آئے تو مہربانی کی بموجب
شعر دور آخر مین ہمین جام دیا او ساقی + بارے صد شکر کہ اب بھی مین تجھے یاد آیا + ہماری تو
یہ حالت ہی کہ جب سے تصویر بے نظیر آپکی دیکھی ہی جان کشمکش فراق مین پڑی ہی چہرے کا رنگ اُڑگیا
ہی دست و پا بیحرکت ہوے جاتے ہین سکتے کا عالم رہتا ہی آپ کی یہ کیفیت کہ مانند کمان کے کھنچے

رہتے ہین کیون نہو دنیا کا قاعدہ یہی ہو کہ چاہنے والے سے سبھی بھاگتے ہین رستم ثانی ایک تو محو جمال بیمثال
ہو ہی رہے تھے یہ دلفریب باتین جو اُس آفت ہوش سے کین اور بھی محو ہو گئے جلد قدم آگے بڑھایا
لیکن پہلا ہی قدم اُٹھا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی رستم کو خیال گذرا کہ شگون بد ہو ایسا نہو کوئی افتاد
پڑے جلدی سے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم اگر تو کوہ تاریک سے گذر کر سامنے قلعہ کے پہونچے
تجھے رخشان جادو نظر آئیگی بس تجھے لازم ہو کہ فریب مین آسکے نہ آ اُسکی باتون پر نہ جانا فوراً یہ اسم پڑھکر
تیر مارنا کہ سینے کے پار دل سے دوسار ہو اور اگر تو نے توقف کیا اور تجھ سے ہمکلام ہوئی تجھے باتون مین
لگایا تو یہ سمجھ لے کہ اِدھر اُسنے قہقہہ مارا اور دانت رخشان جادو کے چمکے بس برقین تڑپ کر گرینگی
تجھے جلا کر خاک سیاہ کر دینگی لیکن بانیان طلسم نے ایک انتظام یہ کر رکھا ہو کہ بسا اوقات چوک گیا تو آئینہ دار
جادو کو یہ اسم پڑھکر یاد کرنا وہ آکر مدد دیگا یہ دیکھکر رستم ثانی نے جلدی سے اُس اسم کو پڑھکر تمام
کیا لیکن اُس نازنین نے کہ جو اصل مین رخشان جادو تھی سن اسکا پونے پانچسو برس کا ہو بزور
سحر تیرہ برس کی بنی ہوئی ہو جیسے ہی دیکھا کہ طلسم کشا لوح کو دیکھ رہا ہو آواز دی کہ او ظالم ہم تو تجھنے سے
اشتیاق و انتظار مین مرتے ہین تو لوح کو دیکھ رہا ہو ارے کہین لوح چلی جاتی ہو یا تو چلا جاتا ہو دیکھ لینا اگر
مجھ سے تجھے کچھ کھٹکا ہو تو تیرے پاس لوح ہو مین تیرا کیا کر سکتی ہون ہر چند یہ چاہتی ہو کہ کسی طرح رستم ثانی
اِس طرف دیکھ لے تو ایک ہی قہقہہ مین کام تمام کرون مگر رستم ثانی کب دیکھتے ہین اُس اسم کو
پڑھکر تمام کیا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک برق سی چمکی اور ایک ساحر تخت سحر پر سوار آئینہ
ہاتھ مین لیے ہوئے نمودار ہوا رستم ثانی کو سلام کیا اور آئینہ ہاتھ مین دیکر کہا کہ جسوقت رخشان
جادو قہقہہ مارے یہ آئینہ طلسمی سامنے کر دینا رستم ثانی نے آئینہ ہاتھ مین لیا اور آگے بڑھکر آواز
دی کہ اہو مردارا اب کیا کہتی ہو رخشان جادو نے کہا کہ او ناقدرشناس مجھ ایسی معشوقہ کو مردار
کہنا یہ بھی تیرا ہی کام ہو رستم ثانی نے کہا خوب خدا نے تیری شر سے بچایا ورنہ مین تو تیرے دام
مین آہی چکا تھا رخشان جادو نے کہا کہ خیر اگر تو آگاہ ہو گیا تو کیا کریگا اب مین بھی اپنے کو ظاہر کیے
دیتی ہون منم بلکہ رخشان جادو یہ لوح بیکار ہو میرا سحر رد نہین ہو سکتا نے آگاہ ہو یہ نہ کہنا کہ خبردار
نہ کیا تھا رستم ثانی نے کہا کہ مین تو مشتاق ہون تیرے ہنسنے کا دیکھون تو کہ تو کیونکر ہنستی ہو رخشان
جادو نے کہا جسنے میری ہنسی دیکھی اُسے روتے بھی نہ بن پڑا تو کیا میری ہنسی دیکھیگا خیر معلوم ہوا کہ
تیری شامتین آگئی ہین یہ کہکر اسنے قہقہہ مارا اور دانتون سے بتیس برقین تڑپ کر چلین رستم ثانی
نے جلدی سے آئینہ سامنے کر دیا برقون کو اپنی صورت آئینہ مین نظر آئی سحر پلٹا ہمجنس پر ہمجنس بیوجہ
حملہ نہین کرتا ہو نہ سحر خالی جاتا ہو اگر دشمن کو نہین پاتا تو ساحرہ کا کام تمام کرتا ہو بس وہی برقین
پلٹ کر اب جو سر رخشان جادو پر گری ہین بتیس ٹکڑے کیے بس مرنا تھا رخشان جادو کا کہ
ایک شور و غوغا بلند ہوا آندھی چلی خاک اُڑی پھر خاک اُڑانے لگے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ حیف
سر دیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم مارا جوان کشتی کہ نام من رخشان جادو بود بس مرنا تھا
رخشان جادو کا کہ آئینہ دار جادو تو آئینہ طلسمی لیکر چلا گیا لیکن قلعہ رخشانیہ سے فوج رخشان
جادو کی چلی اور چہار جانب سے آکر رستم ثانی کو گھیر لیا ہر طرف سے ترنج و نارنج سحر چلنے لگے

رستم ثانی نے بھی تلوار کھینچی اور ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا جو گولہ سحر کا قریب انکے آتا ہی لوح کو
سامنے کر دیتے ہین سحر باطل ہو جاتا ہی جسپر ہاتھ تلوار کا مارا دو پر کالے ہوے لیکن جسوقت یہ حال
چماق جادو نے دیکھا محروق جادو اور سردابہ جادو سے کہا کہ اب یہ وقت کمک کا ہی
کہ وہ شہریار باوقار تنہا ساحرون مین گھرا ہوا ہی دشمنون کا نرغہ ہی جسکا خوف تھا وہ قتل ہو گئی یہ
صلاح کرکے ہر ایک ترنج و نارنج سحر پکڑ پکڑ کر چلا آکر فوج رخشانیہ پر گرے قتل عام ہونے لگا
ساحرون کے مرنے سے ایک تلاطم عظیم برپا تھا خاک اڑ رہی تھی آتش باری برفباری ہو رہی
تھی آوازین آرہی تھین کہ کشتی مرا نامم من فلان جادو بود پہر بھر کامل یہ جنگ رہی صدہا ساحر
رستم ثانی نے قتل کیے بیسون کو سردابہ جادو نے مارا کتنے ہی محروق جادو کے ہاتھ سے
ہلاک ہوے سیکڑون چماق جادو کے ہاتھ سے مارے گئے آخرکار فوج بے سردار کب
لڑسکتی ہی تاب مقاومت نہ لاسکی سب بھاگ کھڑے ہوے اہل قلعہ نے امان مانگی اب فوج
سلیمان شاہ و لشکر اسفندیار بھی آگئی قلعہ رخشانیہ پر قبضہ کیا جو ساحر و غیر ساحر بچ رہے تھے وہ
مطیع و فرمانبردار ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے تبکدے منہدم کرا دیے مسجدون کی بنا ڈالی ہر طرف
شور اللہ اکبر بلند ہوا جو غیر ساحر تھے وہ مسلمان ہوے جو ساحر تھے اُنھون نے عرض کی کہ ای شہریار ہم
مطیع اسلام تو ہو چکے اگر مسلمان کیجیے گا سحر سے توبہ کرنا پڑیگی اور ابھی آپ کو بڑے بڑے مرحلون کا سامنا
ہوگا لہذا اگر خدا وہ دن دکھائیگا کہ کل طلسم آپ فتح کرلین گے اور کوئی خدشہ نہ باقی رہجائیگا تو ہم سب مسلمان
ہونگے رستم ثانی بھی مصلحت وقت جانکر خاموش ہو رہے

لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہی سرجوش جادو کا کہ جو بیڑا اُٹھا کر لوح لینے کو اور
گرفتاری طلسم کشا کو چلی ہی

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان حیرت بیان کو اس طرح قلمبند کرتے ہین کہ جسوقت
سرجوش جادو قریب قلعۂ رخشانیہ کے پہونچی دیکھا کہ کچھ لوگ بھاگے چلے آتے ہین اپنے لوگون سے
کہا کہ بلاؤ انکو کچھ حال قلعۂ رخشانیہ کا دریافت ہو یہ لوگ ہاتھ سے رستم ثانی کے شکست کھا کر
بھاگے تھے اور فریاد کنان لاش رخشان جادو کی لیے ہوے خدمت صندلان شاہ مین جاتے
تھے جسوقت سرجوش جادو نے انکو سامنے طلب کیا اور یہ حاضر ہوے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے
آتے ہو اور کس طرف جاتے ہو اُنھون نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ ہم لاش اپنے سردار کی لیکر
خدمت شہنشاہ جادوان مین جاتے ہین سرجوش جادو نے لاش رخشان جادو کی دیکھکر
سر پیٹ لیا اور کہا کہ خیر تم سب تو جاؤ مین جاکر تدبیر کرتی ہون یہ کہکر طرف صحراے رخشانیہ کے
روانہ ہوئی اور آکر خیمہ برپا کیا اور سحر سے دو سو تصویرین رستم ثانی کی بنا کر تمام بارگاہ مین نصب
کین اور صورت اپنی ایک نازنین مہجبین کی بنا کر منتظر وقت ہو کر بیٹھی حسب اتفاق جب قلعۂ
رخشانیہ پر قبضہ ہو گیا اور انتظام ہو چکا دل کو اطمینان ہوا مگر اب آگے چلنے کا قصد ہی ابھی پورے
طور سے یہ نہین معلوم کہ آگے کون مرحلہ ہی وہان کیا کیا بلائین درپیش ہونگی کس کس مصیبت کا سامنا
ہوگا کہ اُسکی تدبیر سوچی جاسکے ایک روز بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا اسفندیار صحرائی و سلیمان شاہ

سے فرمایا کہ میرا قصد ہی کہ اگر حوالی شہر رخشانیہ مین کوئی صحرا قابل شکار ہو تو مین ایک آدھ روز سیر و شکار مین دل بہلاؤن اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ سنا گیا ہی جانب مشرق ایک صحرا نہایت سرسبز و شاداب ہی آہو بھی بہت ہین مگر مصلحت وقت نہین معلوم ہوتی کیونکہ پرائے ملک پر نیا نیا قبضہ کیا ہی ہزار دن دشمن پوشیدہ لگے ہوے ہونگے رستم ثانی نے کہا کچھ پروا نہین جس خدا نے سر میدان فتح عطا کی وہی ہر مقام پر بچائیگا سب نے گردنین نیچی کر لین کہ آپ مالک و مختار ہین شاہزادہ والا تبار نے اُسی وقت سامان صید و شکار کر کے طرف بیابان کے کوچ کیا کچھ تھوڑی سی فوج ہمراہ لی افسران فوج کو قلعہ مین چھوڑا آپ سیر کرتے ہوے طرف بیابان کے روانہ ہوے دیکھا کہ عجب صحراے پر فضا بیابان خوشنما ہی کوسون گوڑ یالہ پھولا ہوا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ سنگ مرمر کا فرش ہی کسی طرف سبزہ فرش مخمل کا لطف دکھا رہا ہی ایک جانب ایک جھیل ہی چند آہو مصروف چرا ہین یکایک شاہزادہ رستم ثانی نے باگ مرکب کی اُسی جانب پھیری آہوون کے کان مین جو آواز سم مرکب کی پہونچی سب کے سب چراغ پا ہوے اور متفرق ہو کر بھاگے رستم ثانی نے ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور وہ ہرن مانند بگولے کے بھاگا شاہزادہ رستم ثانی نے تعاقب کیا وہ آہو تو بعد کچھ دیر کے نظرون سے پنہان ہو گیا اور رستم ثانی نے راہ گم کی پہر بھر کامل اُس صحرا مین تباہ رہے کہین سے کہین نکل گئے جاتے جاتے ایک جانب کچھ سیاہی سی معلوم ہوئی رستم ثانی کو خیال ہوا کہ شاید کوئی قصبہ یا دیہ ہو تو چلکر راہ دریافت کر لین گے رات استراحت سے بسر کرینگے یہ خیال کر کے روانہ ہوے لیکن جب قریب پہونچے دیکھا کہ ایک بارگاہ استادہ ہی کچھ حاجب و دربان بیٹھے ہوے ہین اور ایک تصویر دروازۂ بارگاہ پر نصب ہی جیسے ہی رستم ثانی کو آتے دیکھا جلدی سے ایک محلدار جو دروازے پر مثل منتظرون کے کھڑی ہوئی تھی جلدی سے اندر بارگاہ کے گئی اور جا کر ملکہ سے کہا کہ جنکا آپ انتظار کر رہی ہین وہ آپہونچے بس یہ سُنا تھا کہ ملکہ آپ دروازۂ بارگاہ تک آئی اتنے مین قریب دروازۂ بارگاہ پہونچکر رستم ثانی نے دربانون سے پوچھا کہ اِس صحرا مین یہ کسکی بارگاہ برپا ہی محلدار نے کہا اے شہریار یہ تو آپ ہی کی بارگاہ ہی رستم ثانی نے دیکھا کہ تصویر میری دروازۂ بارگاہ پر لگی ہوئی ہی متحیر ہو کر فرمایا کہ مین تو آگاہ بھی نہین اتنے مین پردے سے آواز آئی کہ ہان صاحب چاہنے والون کو سبھی بھول جاتے ہین یہ سُنکر رستم ثانی اور بھی متعجب ہوے لیکن اُس محلدار نے عرض کی کہ اے شہریار اندر تشریف لائیے آپ کو ملکہ یاد فرماتی ہین رستم ثانی نے کہا کون ملکہ کچھ نام کچھ نشان اُسنے عرض کی کہ نام و نشان بتا کر کیا کرون صورت دیکھکر آپ خود نہ پہچان لیجیے رستم ثانی نہایت متعجب تھے کہ نہ جان نہ پہچان اور اسقدر تواضع یہ بھی افضال الٰہی ہی بسم اللہ کہکر داخل بارگاہ ہوے جیسے ہی پردہ اُٹھا کر اندر تشریف لیگئے دیکھا کہ ایک آفت جان و ایمان و دشمن دل و جان چودہ برس کا سن در بر گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ مارے کھڑی ہی رستم ثانی کو سکتہ سا ہو گیا لیکن اُسنے ایک عجب انداز دلفریب سے کہا کہ آئیے تشریف لائیے قدم رنجہ فرمائیے اللہ اللہ یہ رکھائیان یہ بے اعتنائیان رستم ثانی حیرت زدہ ہو کر صورت اُس نازنین کی دیکھتے ہین غرضکہ اُسنے ہاتھ پکڑ کر اِنکو مسند پر بٹھایا سامان عیش و نشاط ساز طرب و

انبساط مہیا کیا رستم ثانی نے دیکھا کہ تمام بارگاہ تصویرون سے لپی ہوئی ہو ہر در و دیوار مین اپنی ہی تصویرین نصب پائین دل مین کہا اللہ رے عشق کہ اسنے ہر طرف میری تصویرین لگائی ہین پوچھا یہ تصویرین کیسی ہین اور کیون لگائی ہین اگر بارگاہ کا سجنا مدنظر تھا تو مختلف تصویرون سے سجا ہوتا اُس مہ جبین نے عرض کی کہ ہمین جو تصویر پسند تھی اُسی سے تمام بارگاہ کو زینت دی جسکی نظرون مین سوا ایک صورت کے دوسری اچھی نہ معلوم ہو وہ کیونکر اور صورتون کو اپنے دل مین جگہ دے ای شہریار مجھے سوا آپ کی صورت کے کسی دوسری شی کیطرف نظر کرنا اچھا نہین معلوم ہوتا لہذا یہ چاہا جدھر دیکھون آپ ہی آپ نظر آئین رستم ثانی دل مین کہتے ہین کہ یہ حسن و جمال اُسپر یہ عاشق مزاجی واقعی ہین کہ طلسم صندل مین عجب عجب صورتین صناع قدرت نے خلق کی ہین الحاصل کھانا کھا چکے تو حاضر ہوئین صحبت رقص و غنا گرم ہوئی ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل شروع کی

غزل

دل لبھا لیتی ہو جیون اُسکی شرمائی ہوئی
عشرتین بجتی ہین کیون عشق مین گھبرائی ہوئی
باغ عالم مین شگفتہ کیا ہون ہم تو پژمردہ کلی
جان الفت کہ آنکھ مین کسکی تماشائی ہوئی
دیکھکر مین خواب مین اُسکو نہ جانکا غم کر
چپ کھڑی ہو سر بالین پہ قضا آئی ہوئی
مانگیا دل خاک مین کسکی ہو اب انکو تلاش
سبز دنگو کی تیرگی ہو اسقدر چھائی ہوئی
نا امیدی لے گیا ہو آگے لذت اسقدر
اب کہو کسکے سبب یا الہی سودائی ہوئی

شوخیان کرتی ہو آنکھو مین حیا آئی ہوئی
دم نکلتے ہی ملی آزار الفت سے نجات
وہ کہین کھاتی ہین جو کلیان ہین چھائی ہوئی
پاس رندونکے کھڑی ہوتی نہین توبہ کبھی
روح یہ حسن خیالی کی تماشائی ہوئی
حسن دونا ہو گیا ہو اس الفت کے نثار
ڈھونڈھتی پھرتی ہین نگاہین اُسکی شرمائی ہوئی
وقت خواب ناز آنکھین ہین جو انکی نیم باز
کچھ تمنا مین رہا کرتی ہو گھبرائی ہوئی
پاس سے ای آرزو جاتے ہو ہوش

ہو یہ ای دل کسکے آنیکی خبر آئی ہوئی
اُسکی جلادی میرے حق مین مسیحائی ہوئی
میرے مرنے مین ہوا اگر خلل انداز کون
یہ بھی ہو کچھ حضرت واعظ کی بہکائی ہوئی
فرش غم پر یون پڑا ہون سانس تک گویا نہین
سو جگہ سے ہو کمر اُسکی جو بل کھائی ہوئی
صبح میری شام فرقت کی نظر آتی نہین
غنچہ بیٹھی ہو یکس گوشہ مین شرمائی ہوئی
تم چھپے مجھ سے سوا ہو نہ لگا میرا جنون
اسطرح کی انسے خلوت الیسی یکجائی ہوئی

تا دیر صحبت رقص و غنا گرم رہی جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی ملکہ نے صحبت برخاست کی بارگاہ مین تخلیہ ہو گیا ساز و سامان عیش و عشرت موجود تھا سوا اُن تصویرون کے کوئی صحبت مین موجود نہ تھا ملکہ نے جام شراب لبریز کرکے اور ایک ہاتھ گردن مین رستم ثانی کے ڈالکر دوسرے ہاتھ پر جام پیش کیا رستم ثانی نے جام ہاتھ سے لیکر فرمایا کہ ای ملکہ تم جانتی ہو کہ مین مذہب اسلام رکھتا ہون تمھارے ہاتھ کی شراب کیونکر پی سکتا ہون اسنے عرض کی کہ ای شہریار مین تو مسلمان ہون مجھ سے کیون پرہیز ہو شاہزادہ رستم ثانی نے کہا کسنے تمکو مسلمان کیا نازنین نے جواب دیا کہ آپ ہی تو خواب مین آکر آئین دین تعلیم کر گئے تھے رستم ثانی نے مسلمان سمجھکر جام شراب پیا خود ایک جام بھر کر اسکو دیا اسنے بھی پیا اب نشۂ شراب نے دماغ مین گرمی پہونچائی سرخی آنکھون مین آئی گلون مین ہاتھ پڑ گئے اُسی عالم بیخودی و بیہوشی مین سر جوش جادو نے ڈورا لوح کا کاٹ دیا لوح گلے سے نکلکر پڑی ایک خواص نے کہ نام اُسکا مینائے جادو تھا لوح اُٹھاکر قبضے مین کی تصویرون نے قہقہہ مارا رستم ثانی نے گھبراکر دیکھا کہ یہ کون ہنسا دیکھا تو تصویرین ہنس رہی ہین کہا ای ملکہ تصویرین بھی ہنستی ہین ملکہ نے جواب دیا کہ جب آپ ایسا عیسی زبان موجود

ہو تو جسم بے جان مین جان آجانا کوئی تعجب کی بات نہین ہو رستم ثانی نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ تم ساحرہ ہو سر جوش جادو کا مطلب تو حاصل ہو ہی چکا تھا صاف کہدیا کہ بیشک مین ساحرہ تو ہون پھر رستم ثانی نے کہا تو مجھ سے علٰحدہ رہو ہم لوگ ساحرہ سے توسل نہین رکھتے سر جوش جادو نے کہا کہ اگر وصل میرا نہ قبول کروگے تو مارے جاؤگے ذلتین پاؤگے رستم ثانی نے کہا کیا جھک مارتی ہو تصویرون نے پھر قہقہہ مارا اور کہا کہ آپ جسکے گھمنڈ پر پھولے ہین وہ چیز قبضے سے نکل گئی اب رستم ثانی کو لوح کا خیال آیا سینہ پر جو نظر کرتے ہین تو لوح نہین یہ دیکھا بہت گھبرائے غصہ مین آکر آواز دی کہ بڑا مکر کیا تو نے سر جوش جادو نے کہا کہ اگر وصل میرا قبول کرو مین لوح تجھے دیدون رستم ثانی نے کہا کہ تو صورت اصلی اپنی دکھا تو شاید وصل تیرا مین قبول کرلون یہ سنکر سر جوش جادو نے غلطاٹ ری اب جو دیکھا تو بھوت سی بھتنی بچاسی ڈرونی جو کیسی لونی مانوئیل مین رگائی ہو یہ صورت نحس اُس ملعونہ کی دیکھکر رستم ثانی کے رونگٹے کھڑے ہوگئے پوچھا تیرا سن کیا ہوگا سر جوش جادو نے کہا ارے سن میرا ابھی کیا ہو کل پورے گیارہ سو برس کا تو سن ہو رستم ثانی نے کہا قحبہ دور ہو میرے سامنے سے اسی مُنھ پر شوق وصال رکھتی ہو سر جوش جادو نے کہا یہ وہ صورت ہو جسپر ہزارون کی جانین گئین سیکڑون اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ کاٹ کر مر گئے تو میری صورت کو برا کہتا ہو تیری صورت کونسی اچھی ہو تو شکر نہین کرتا کہ مجھ ایسی پری جمال کا دل تجھپر آگیا ہو جو تیری گرویدہ ہون اور تو مجھ سے انکار کرتا ہو رستم ثانی نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور کہا مردار تجھے ایسی باتین کرتے شرم بھی نہین آتی یہ کہکر چاہتے تھے کہ وار کرین سر جوش جادو پر کہ اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک دوہتڑ زمین پر مارا اور گیری آواز دی ہاتھ پانوٗن بے قابو ہوگئے زمین نے پانوٗن پکڑ لیے ہاتھون کی حرکت زائل ہوگئی سر جوش جادو نے نعرہ کیا کہ باش او فتاح طلسم اِس دن کی تجھے خبر نہ تھی لوح پاکر بڑی سرکشی پر کمر باندھی تھی رخشان جادو ایسی ساحرہ زبردست کو مارا نہنگ جادو کا کام تمام کیا رازطلسم کی کھولدی مجھے جوانی پر تیری ترس آتا تھا اسوجہ سے مین چاہتی تھی کہ تو وصل میرا قبول کرلے تو تجھے چھوڑ دون مگر اب سامنے شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگی وہ جیسا چاہیگا تیرے حق مین کریگا یہ کہکر مینائے جادو سے کہا کہ تو تو لوح لیکر خدمت شہنشاہ جادوان مین چل مین اِسے لیکر آتی ہون مینائے جادو تو اِس طرف روانہ ہوئی بعد جانے مینائے جادو کے سر جوش جادو نے رستم ثانی کو حباب سحر مین بند کیا اور آپ بھی طرف بارگاہ شہنشاہ جادوان کے روانہ ہوئی

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان لشکر شاہزادہ عالیشان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جو لوگ ساتھ رستم ثانی کے صحرا مین برائے شکار آئے تھے اُنھون نے ہر چہار طرف شاہزادے کو تلاش کیا تین روز تک صحرا مین سرگردان رہے مگر کہین پتہ نہ ملا آخر کار روتے پیٹتے طرف قلعۂ رخشانیہ کے روانہ ہوئے جسوقت خبر سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی وغیرہ کو ہوئی برائے پیشوائی آئے یہان دیکھا کہ لوگ گریبان چاک سر پر خاک اُڑاتے چلے آتے

ہین پوچھا خیر تو ہی اُنھون نے رو رو کر بیان کیا کہ خبر کہان شاہزادہ ہمارا گم ہو گیا ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا تھا پھر پتہ نہ لگا کہ کہان تشریف لیگئے ہم لوگون نے تمام صحرا چھان ڈالا زمین کے گز ہو گئے مگر اُس دشت مین اپنے شیر بیشۂ جرأت و شجاعت کو نہ پایا یہ لوگ بھی رونے پیٹنے لگے شور گریہ بلند ہوا ہر ایک کا دل دردمند ہوا لیکن چماق جادو نے محروق جادو سے کہا کہ ای برادر یہ ہنگام گریہ وزاری نہین ہی رونے پیٹنے سے کیا حاصل ہوگا دشمن سنین گے تو خوش ہونگے دوستون کے دل پر ابر غم چھائیگا سیلاب اشک جوش پر آئیگا اِس سے بہتر یہ ہی کہ کوئی تدبیر کرو محروق جادو نے کہا کہ ہم کیا تدبیر کر سکتے ہین جو تدبیر آپ بتائین وہ کرین چماق جادو نے کہا کہ شہر رخشانیہ سے جانب تختگاہ سوا ایک راہ کے دوسری راہ نہین گئی ہی لہذا درمیان راہ مین چلکے منتظر رہنا چاہیے اگر کوئی دشمن اسیر کرکے لیچلا ہی تو اُسی طرف سے جائیگا محروق نے اِس رائے کو پسند کیا لیکن چماق جادو نے کہا کہ انے محروق تم سا منا ساحران طلسم صندل کا کر نہین سکتے لہذا مین سرد ابہ جادو کو روانہ کرتا ہون عقب مین سرد ابہ جادو کے تم بھی جانا اور مین نگہبانی لشکر کی کرونگا یہ سُنکر اُسی وقت ملکہ سرد ابہ جادو بیٹھکر طاؤس سحر پر ناگے کی طرف روانہ ہوئی عقب مین اِسکے محروق جادو بھی چلا لیکن اول سرد ابہ پہونچی دیکھا کہ ایک ساحرہ کوئی شئے ہاتھ مین لیے ہوے چلی جاتی ہی سرد ابہ جادو نے ٹوکا کہ تو کون ہی اور کہان جاتی ہی اُسنے نعرہ کیا کہ منم مینا ے جادو سرد آبہ نے للکارا کہ او قحبہ ہمارے سامنے نعرہ کرتی ہی مینا ے جادو نے کہا کہ تم میرا کیا کر لوگی سرد ابہ نے کہا کہ پھر دکھیا دون مینا ے جادو نے کہا کہ دیر کیون کرتی ہو سرد ابہ کو غصہ آیا کہ مین وزیر شاہ چماق آتش فروز سے شخص کی دختر اور یہ ایک کنیز سرجوش جادو کی مجھ سے ہمسری کرتی ہی نکالکر گولہ فولادی جھولی سے سینۂ مینا پر مارا مینا ے جادو نے لوح کا پر تو ڈالا گولہ زمین پر گر پڑا سحر باطل ہوا ادھر تو سرد ابہ جادو و اُدھر مینا ے جادو دونون بیہوش ہوکر گرین کہ اتنے مین محروق جادو بھی آپہونچا یہ معرکہ دیکھکر لوح کو قبضے مین کیا سرد ابہ کو ہوشیار کیا اور طرف قلعۂ رخشانیہ کے روانہ ہوے اِدھر سرد ابہ جادو کو جو ہوش آیا مینا ے جادو کی مشکین رسن سحر سے باندھین کہ اِسکو سزا ے معقول دیکر قتل کرونگی اور لیکر اِسکو بتلاش شہزادۂ رستم ثانی روانہ ہوئی ہر چہار طرف ڈھونڈھتی پھرتی ہی کبھی زمین مین مانند قطرۂ باران کے اُتر جاتی ہی سا تون طبقے چھان ڈالتی ہی کبھی بالاے ہوا تا آسمان دیکھ آتی ہی ایک بجلی ہی کہ تڑپتی پھرتی ہی یکایک سامنے سے اور ایک شعلہ سا چمکا سرد ابہ نے ٹھہر کر سکوت کیا کہ یہ کون ہی یکایک وہ شعلہ سامنے آیا اور ایک چہرہ اُسی شعلہ مین سے نمودار ہوا سرد ابہ جادو کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ پڑ گیا لیکن آواز دی کہ آپ کون ہین چہرے نے جواب دیا کہ تم کون ہو سرد ابہ جادو نے کہا کہ منم ملکہ سرد ابہ جادو شعلہ نے کہا ہان مین سمجھا کہ تم بھی دوستون مین سے ہو سرد ابہ کی عقل حیران ہی کہ یہ کون ہی کہا اگر آپ دوست سمجھتے ہین تو کیون ظاہر نہین ہوتے جواب دیا کہ منم التہاب جادو وزیر خاص خاقان روشن دل ای لڑکی اِسوقت ہمارے شہنشاہ کا حکم ہوا کہ سرجوش جادو شاہزادۂ رستم ثانی کو اسیر کرکے طرف صندلان شاہ کے لیے جاتی ہی لہذا تم جاؤ اور اُسے چھڑا

لاؤ لہذا مین بقصد رہائی شاہزادۂ رستم ثانی جاتا ہون سرداریہ جادو نے کہا مین بھی اُسی شہزادہ کو
تلاش کر رہی ہون التہاب جادو نے کہا کہ تم اب تلاش نہ کرو جاکر قلعۂ رخشانیہ مین آرام لو مین جاتا
ہون اور ابھی اُس شہریار عالی وقار کو لاتا ہون لیکن مینائے جادو کو کہ جو کنیز سرجوش جادو کی
تمہارے ساتھ ہی مجھے دیدو سرداریہ نے کہا کہ لیجیے مگر بے سزا دیے نہ چھوڑ دیجیے گا التہاب جادو
نے کہا مین کیا اسے سزا دونگا انشاء اللہ اسے سزا اُسی کے مالک کے ہاتھ سے ملجائیگی غرضکہ سرداریہ
تو مطمئن ہو کر طرف قلعۂ رخشانیہ کے روانہ ہوئی اور آگر تمام حال محروق جادو و چماق جادو
وغیرہ سے بیان کیا محروق جادو نے کہا کہ اگر التہاب جادو آیا ہی تو طلسم صندل مین ہلچل ڈال
دیگا وہ کسی طرح پایہ کمی کا کسی سے نہین رکھتا وزیر اعظم خاقان ہی لیکن التہاب جادو مینائے
جادو کو لیکر روانہ ہوا اور سحر پنہان کرکے نظرون سے غائب ہو کر تلاش کرنے لگا دیکھا کہ ایک لکۂ ابر
زنگاری چلا آتا ہی جس وقت وہ لکۂ ابر قریب سے گذرا دیکھا کہ ایک تخت پر شامیانۂ زنگاری کھنچا ہوا
ہی اور شامیانہ مین حباب آویزان ہین وسط مین ایک حباب کلان ہی کہ اُسمین کچھ سیاہی سی معلوم ہوتی
ہی التہاب نے خیال کیا کہ اسمین شاہزادۂ رستم ثانی ہی بس اُسی وقت بزور سحر ویسا ہی حباب
تیار کیا اور اُس حباب مین مینائے جادو کو بشکل رستم ثانی بناکر بند کیا ٹیکا سحر کا زبان پر دیدیا
تھا کہ کسی وقت کوئی پوچھے تو یہ حال نہ بیان کر سکے اور اِس طرح اُس حباب کو بدل لیا کہ مطلق خبر نہوئی
سرجوش جادو مست بیٹھی ہی جام و صراحی آگے رکھی ہی ساغر لبریز کرکرکے پیتی جاتی ہی سیر صحرا
کرتی ہوئی تخت سحر اُڑاتی ہوئی طرف بارگاہ صندل شاہ کے چلی جاتی ہی یہ تو دیکھیے کب پہونچتی
ہی لیکن التہاب جادو شاہزادۂ رستم ثانی کو لیے ہوے طرف شہر خاقانیہ کے بخدمت
خاقان روشن دل روانہ ہوا اول حال سرجوش جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ تخت سحر اُڑاتی
ہوئی قریب بارگاہ صندلان شاہ کے پہونچی اور خبر صندلان شاہ کو ہوئی کہ سرجوش جادو
طلسم کشا کو گرفتار کر لائی ساحرون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ سرجوش جادو کو استقبال
کرکے اندر بارگاہ کے لائے سرجوش جادو نے وہ حباب آگے صندلان شاہ کے پیش کیا
صندلان شاہ نے خلعت دیا اور کہا کہ ای سرجوش کیا کام کیا ہی سرجوش جادو نے پوچھا کہ مینائے
جادو کے ہاتھ مین نے لوح طلسمی روانہ کی تھی وہ حضور کو پہونچی یا نہین صندلان شاہ نے کہا کہ
مینائے جادو تو مجھ تک نہین آئی معلوم ہوتا ہی کہ لوح اُسکے پاس تھی راہ مین کوئی اُفتاد پڑی پھر
سرجوش جادو نے کہا اگر لوح چھین لی گئی ہوگی تو بیکار ہی کیونکہ طلسم کشا تو اسیر ہی دوسرا اُس
لوح سے کام نہین لے سکتا صندلان شاہ نے بھی خیال کیا کہ واقعی مین یہ سچ کہتی ہی نہ لوح بغیر
طلسم کشا کام دیسکتی ہی نہ طلسم کشا بغیر لوح کچھ کر سکتا ہی لہذا اب زندہ رکھنا اِسکا بہتر نہین ہی اُسیوقت
حکم دیا کہ طلسم کشا کو قتل کرو معلم کتابدار نے عرض کی کہ ای شہنشاہ آئین طلسم کے خلاف کوئی فعل
کرنا اچھا نہین ایسا نہو کوئی فساد عظیم برپا ہو بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ قیدی کو بغیر چالیس روز گذرے
قتل کرنا نہ چاہیے اور وہ بھی بیرون سرحد طلسم اندر طلسم کے اگر خون طلسم کشا کا گر لیگا تو تمام طلسم برباد ہو جائیگا
صندلان شاہ نے کہا اگر قید رکھو گے ایسا نہو پھر رہا ہو جائے معلم کتابدار نے کہا آپ کو اختیار

ہے لیکن اچھا نہیں صندلان شاہ نے کچھ سماعت نہ کی اور اُسیوقت تیاری میدان خونی کا حکم دیا میدان
خونی تیار ہوا جارچی نے جارچ دیا کہ آج طلسم کشا قریب شام قتل ہوگا جسکو تماشاے قتل دیکھنا ہو آئے
یا جسکو چھڑانا ہو چھڑا لیجائے ایسا انتظام ہوا کہ آن واحد مین یہ خبر تمام طلسم مین منتشر ہوئی اور ساحران
نامی وگرامی جمع ہونے لگے میدان خونی کی تیاری ہوئی چبوترہ ریت کا بنایا گیا دارین استادہ ہوئین
اہل طلسم مین ایک ہلچل مچگئی جو ساحران اولوالعزم تھے اُنھون نے بہین تامل کیا اور دلمین کہا کہ بادشاہ آئین طلسم
کے خلاف کرتا ہے اسکا انجام اچھا نہوگا کوئی نہ کوئی زک پہونچیگی یہ بھی ایک علامت ادبار کی ہے الحاصل
یہ خبر اُڑتے اُڑتے لشکر سلیمان شاہ مین بھی پہونچی کہ وہ شہریار عالیوقار قتل ہوتا ہے سب جانین
دینے پر آمادہ ہوے اور شہر رخشانیہ سے چلنے کا قصد کیا چماق جادو بھی بیحواس ہو گیا سرداریہ
جادو کا رنگ متغیر ہو گیا محروق جادو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے التہاب جادو کے کیے کچھ نہو سکا
اِن سب نے جانین دینے کا قصد کیا کفن سر سے باندھے ہر ایک نے یہ خیال کیا کہ جہان وہ شہریار
عالیوقار اِس دار ناپائدار سے جاتا ہے وہین ہم بھی جائینگے افسوس ہے کہ ایسا سردار تو زندہ نہ رہے اور
ہم روسیاہ زندہ رہین کوئی گریبان چاک کرتا ہے کوئی سر پر خاک ڈالتا ہے مگر محروق جادو نے کہا کہ
التہاب جادو ایسا ساحر زبردست کبھی خالی نہین پھر سکتا ای ملکہ سرداریہ جادو اسمین نہین معلوم
کیا راز ہے مین پاس شہنشاہ خاقان روشن دل کے جاتا ہون اور خبر راست لیکر آتا ہون سرداریہ
جادو نے کہا کہ جبتک تم جاکر شہر خاقانیہ سے واپس آؤگے اُسوقت تک یہان کام اُس شہریار
عالیوقار کا تمام ہو جائیگا پھر اِس جانے سے اور آنے سے کیا حاصل ہنوز یہی باتین تھین کہ ایک پرچہ
آکر گودمین محروق جادو کے گرا اُٹھا کر جو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ ای محروق جادو تم لوگ
پریشان نہو اطمینان رکھو مین شاہزادہ رستم ثانی کو لیکر طرف شہر خاقانیہ کے جاتا ہون اور وہ رستم
جسکے قتل کا شور ہے وہ رستم نقلی ہے راقم التہاب جادو یہ دیکھکر محروق جادو اُچھل پڑا اور پرچہ سامنے
چماق جادو اور سرداریہ جادو کے رکھدیا اور کہا کہ ہم نہ کہتے تھے کہ التہاب جادو ایسا شخص
نہین ہے جو بغیر اپنا کام کیے خالی واپس آئے چماق جادو نے اُس نامے کو پڑھا اور افسران لشکر
مثل سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی و شاہین بن سلیمان وغیرہ کے سب کو سنایا اب یہان تو
اطمینان ہوا لیکن وہان تیاری قتل ہو رہی ہے ساحران عالم کا مجمع ہے ایک جانب ملکہ گم جادو مع لشکر
کے اُتری ہوئی ہے ایک سمت ملکہ خلخال محشر خرام ایک سمت ابلیس خود پسند ایک طرف حلاحل
دستک زن ایک سمت الکن جادو ملکن جادو ایک طرف سیلاب جادو وحباب جادو ایک
سمت معلم کتابدار ایک طرف مقام صدر پر خود صندلان شاہ بساط سحر پر سوار گرد و پیش وزراے
نامدار ساحران غدار کا مجمع ہے وقت کے منتظر ہین ہمرجوش جادو و قید طلسم کشا لیے ہوے ایک طرف
کھڑی ہے مگر یہ خبر وحشت اثر جو ملکہ صنم بادلہ پوش کے گوش زد ہوئی ہے تو چہرے پر مردنی چھاگئی ہے
موت کی لذت زبان پر آگئی ہے بیخودی بڑھتی جاتی ہے دست غم نے پردۂ حیا کو اُٹھا دیا ہے اُسیوقت اپنے
حکم دیا کہ جلد جام زہر تیار کرو انیسین جلیسین ملکہ کو سمجھا رہی ہین کہ ای ملکۂ آفاق یہ آپکو کیا ہوا ہے کوئی ابھی مرتے
کے ساتھ مرتا ہے جسکی قضا پہلے آگئی کیا اجارہ ہے اگر خدانکردہ حضور کے دشمنون کیواسطے یہ امر پہلے ہوتا تو

وہ بھی جان دیتے ملکہ نے کہا کہ شرط وفا یہ نہین ہی کہ بعد اُس شہریار عالیوقار کے مین زندہ رہون اب
سب سمجھا رہے ہین کوئی کہنے پہ ملکہ صنم بادلہ پوش کے عمل نہین کرتا اُسوقت ملکہ نے عاجز ہوکر خنجر
اُٹھایا اور چاہتی تھی کہ آپ کو ہلاک کرے کہ اتنے مین سامنے سے ملکہ نوبہار گوہر پوش نمودار ہوئی اور یہ
کیفیت دیکھکر پکاری کہ ہائین اوچھوکری کیا کرتی ہی ملکہ اپنی بڑی بہن کو دیکھکر گھبراگئی خنجر ہاتھ سے رکھدیا نوبہار
گوہر پوش نے کہا آخر یہ معرکہ کیا ہی کچھ مین بھی تو سنون ملکہ خاموش کینہ مین دم بخود کہین تو کیا کہین مگر ملکہ
نوبہار دل مین سمجھ گئی کہ معلوم ہوتا ہی یہ عشق طلسم کشا مین اپنی جان دیتی ہی سابق مین بھی ایک بدنامی اسکی
ہوچکی ہی اب اُسکے قتل کی خبر پائی ہی کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تجھے شرم نہین آتی ہی ایک وہ بدنامی ہوچکی ہی
کہ تونے طلسم کشا کو رہا کروا دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تین مرحلے شکست ہوے نہنگ جادو سا ساحر مارا گیا
رخشان جادو سی ساحرہ کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا جان بحق تسلیم ہوئی اب کس مشکلون سے وہ پھر گرفتار ہوا
اُسکے قتل کی خوشی کرنا چاہیے یا جان دینا چاہیے ای کمبخت کوئی دشمن سے محبت کرتا ہی جو اپنے گھر بار ملک و
مال کا دشمن ہو آپ اُسکی عاشق ہو یہ کونسی عاشقی ہی صنم بادلہ پوش نے دیکھا کہ یہ راز سے آگاہ ہوگئی ہین اب
چھپانا بیکار ہی گردن نیچی کرلی اور کہا خیر باجی اماں اب تو آپ پر یہ امر ظاہر ہی ہوگیا پھر ہر طرح مرجانا ہی
بہتر ہی یہ کہکر پھر خنجر اُٹھایا نوبہار گوہر پوش نے خنجر ہاتھ سے چھین لیا اور ایک طمانچہ مارا کہ چھوکری
اِسطرح کا مرنا اور باعث ناموسی کا ہی اگر تجھے مرنا تھا چپکے سے زہر کھاکر سو رہی ہوتی صنم بادلہ پوش زار
و قطار رونے لگی مُنھ آنسوؤن سے دھونے لگی روتے روتے ہچکی بندھ گئی مگر نوبہار گوہر پوش انتہائی
محبت اپنی چھوٹی بہن سے رکھتی تھی طمانچہ تو ماردیا لیکن اسقدر قلق ہوا کہ خود بھی رونیلگی ضبط نہو سکا صنم بادلہ پوش
کو گلے سے لپٹا لیا پیار کیا کہا کہ بیٹا میری خطا کو معاف کر خدا کے لیے لیکن تو اپنی جان پر نہ کھیل جا نا مین نے جوش غیرت
و محبت مین تجھے مارا اب یا اِسی خنجر سے مجھے ذبح کرڈال یا خطا میری عفو کر صنم بادلہ پوش نے کہا میری مجال
ہی کہ مین آپ سے خفا ہونگی آپ بڑی بہن ماں کی جگہ ہین یہ میری تقدیر کی خوبی ہی یہ کہکر اور چیخین مار مار کر
رونے لگی نوبہار نے کہا کہ بیٹا تجھے اپنی رسوائی کا بھی خیال نہین ہماری جان کی قسم اب نہ رو صنم بادلہ پوش
نے کہا کہ اب زندہ رہنا تو میرا غیر ممکن ہی لیکن جو امر چاہتی تھی وہ ہوا کہ مین خود اُس سے پہلے دنیا سے اُٹھ
جاؤن کہ پردہ رہجاے اگر بعد طلسم کشا کے جان اپنی دونگی اور بھی باعث رسوائی ہی لوگ یہی کہین گے
کہ صنم بادلہ پوش نے محبت طلسم کشا مین جان دی اِسوقت کوئی یہ نہین کہہ سکتا نوبہار نہایت پریشان
ہی کہ کیا کرون کیا نہ کرون یہ چھوکری کسیطرح کہنا نہین مانتی آخر کار مجبور و ناچار یہ خیال کیا کہ مین گھڑی بھر
اِس سے جدا نہون اِسے ہلاک ہونیکی مہلت ہی نہ دون یہ خیال کرکے وہین بیٹھ رہی صنم بادلہ پوش پریشان
ہی کہ کیا کرون کیونکر انھین ٹالون پروردگارا وہ وقت نہ دکھانا کہ وہ خبر بد میرے سننے مین آئے لیکن وہان
میدان خونی تیار تھا ساحران نامی و گرامی کا مجمع تھا ایک شور تھا کہ طلسم کشا قتل ہوا چاہتا ہی افسوس
یہ جوانی اِسکی یہ حسن قضا کہانسے کہان کھینچکر لائی ہو جب شعر گو ولادت کسی مکان کی ہو ؎ خاک لیجاتی
جہان کی ہو ؎ غرضکہ جیسے ہی چار بجے صندلان شاہ نے حکم دیا کہ قتل کرو طلسم کشا کو سر جوش
جادو چبوترے پر آئی سحر دور کیا آواز دی کہ اے طلسم کشا جو کچھ کہنا ہو کہہ لے جو وصیت کرنا ہو وصیت
کرلے جو پیغام جسے دینا ہو دے لے طلسم کشا نے نقلی جو اصل مین میتا ہے جادو تھی ہر چہار جانب نگاہ

حسرت سے دیکھتی ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی مین نے کیا گناہ کیا جو میرے قتل کا سامان ہی چاہتی ہی کہ کچھ زبان سے کہے زبان یاری نہین دیتی عجب بیکسی و بےبسی ہی کہ ایکبار سرجوش جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ ناشاد و نامراد تجھے دنیا سے جانا منظور ہی کوئی حسرت نہین بیان کرتا یہانتک کہ تیسرا حکم پہونچا سرجوش جادو نے تیغہ سحر اُٹھا کر گردن پر مارا سر جدا ہوا بس سر کٹنا تھا کہ ایکبارہ آندھی چلی خاک اُڑی جب سب علامتین برطرف ہوئین آواز آئی کہ حیعت مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم کشتی مرا نام من میناے جادو بود یہ سنا تھا کہ سرجوش جادو نے تو سر پیٹ لیا بادشاہ طلسم تلوار کھینچکر سرجوش جادو کے سر پر آیا کہا او مردار یہ کیا حرکت تھی اپنی ناموری کے لیے تو نے اس بیچاری کی مفت جان لی بصورت طلسم کشا بنا کر اسے قتل کیا کیا نہ جانتی تھی کہ بعد مرنے کے حال اِسکا کھل جائیگا پھر شور کرینگے لوگ تیرے مکر سے ہاتھ کانون پر دھرینگے سرجوش جادو حیران ہی کہ اے شہنشاہ جادوان قسم ہی خداوند تمثال آئینہ رو کی کہ مین نے خود صحراے رخشانیہ مین طلسم کشا کے گلے سے لوح اُتاری اور اسی میناے جادو کے ہاتھ آپکی خدمت مین روانہ کی خود طلسم کشا کو اسیر کر کے چلی مین نہین سمجھ سکتی کہ راہ مین کیا افتاد پڑی پہلے آپ معلم کتابدار سے حال میرا دریافت فرمائین بعدہ آپکو اختیار ہی جیسی چاہے سزا دیجیے گا صندلان شاہ نے معلم کتابدار کیطرف دیکھا اور کہا آپ حال اِسکا کتاب زردشتی سے صاف صاف بیان کیجیے معلم نے کتاب دیکھکر بیان کیا کہ واقعی مین سرجوش جادو سچی ہی اسنے طلسم کشا کو ضرور گرفتار کیا مگر راہ مین کوئی افتاد پڑی اور یہ کام کسی بڑے شخص کا ہی کہ ایسی ساحرہ زبردست غافل رہی اور وہ طلسم کشا کو لے بھی گیا اور بجاے طلسم کشا میناے جادو سے لوح لیکر اور بصورت طلسم کشا بنا کر قید کر گیا صندلان شاہ نے ہاتھ روکا اور کہا اچھا اُسکا حال دیکھیے اور نام بتائیے کہ وہ کون شخص تھا جو لیگیا معلم نے پھر کتاب دیکھی اور عرض کی کہ اے شہنشاہ جاے حیرت ہی کچھ بن نہین آتا نہ اِس کتاب کو غلط کہ سکتا ہون نہ اُس شخص پر گمان ہو سکتا ہی جسکا نام نکلتا ہی صندلان شاہ نے کہا آپ نام تو بتائیے معلم نے عرض کی کہ وزیر خاقان روشن دل مالک الشہاب جادو بس یہ سنا تھا کہ صندلان شاہ سر سے پیر تک مارے غصہ کے کانپنے لگا اور کہا کہ جب اپنے ہم مذہب دوسرون کے شریک ہو جائینگے اور یہ آفتین مچائینگے تو کیونکر طلسم پر بربادی نہ آئیگی اور خاقان روشن دل کی شامتین آئی ہین معلم کتابدار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ جادوان آئین طلسم کے خلاف کرنے مین ضرور زک دھری ہوئی ہی دیکھا انجام آپنے صندلان شاہ نے کہا کہ اگر یہ چالیس روز قید رہتی تو کیا طلسم کشا ہو جاتی معلم نے عرض کی کہ طلسم کشا تو نہ بنجاتی لیکن یہ راز کھل جاتا حال طلسم کشا کا ظاہر ہو جاتا میناے جادو بھی قتل سے بچ جاتی اِسکی جان بھی مفت نہ جاتی اب یہ ہوا کہ نقصان مایہ شماتت ہمسایہ یہ دشمن کیسے قہقہے لگائینگے خوشی مچائینگے یہ سنکر صندلان شاہ سیلاب خونریز جادو کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تو طرف ملک خاقانیہ کے جا اور ہمارا پیام خاقان روشن دل سے کہنا کہ یہ کیا حرکت تھی کہ تمنے ہمارے دشمن کو رہا کیا لہذا بہتر یہ ہی کہ اُسے اسیوقت ہماری خدمت مین حاضر کرو ورنہ انجام اسکا اچھا نہوگا تمام شہر خاقانیہ کو ہلادونگا ساری سحر و ساحری بھلا دونگا یہ اُسیوقت مع فوج جانب خاقانیہ روانہ ہوا

یہین اب حال شہر خاقانیہ کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ خاقان روشن دل تخت سلطنت پر بیٹھا ہی گرد و پیش ارکین سلطنت کا مجمع ہی انتظار ہی خاقان روشن دل

کو التہاب جادو کا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک شعلہ چمک کر زمین پر آیا دیکھا کہ شعلہ شق ہوا اور التہاب
جادو مع شاہزادہ رستم ثانی نمودار ہوا راہ مین حباب سے نکالکر التہاب جادو نے رستم کو ہوشیار کر لیا تھا
یہ دیکھکہ خاقان روشن دل تخت سے اُتر پڑا سب اہل دربار پیشوائی کو بڑھے خاقان نے سلام کیا رستم ثانی
نے جواب سلام دیا مزاج پرسی کی خاقان نے عرض کی کہ یہ تخت و تاج حاضر ہی لائق اسکے حضور ہی ہین مین
آپ کے سامنے تخت پر نہین بیٹھ سکتا رستم ثانی نے جواب دیا کہ مجھے خواہش تاج و تخت نہین ہین ایک مرد سپاہی
ہون اور ای خاقان اگر پروردگار عالم نے چاہا تو یہ تخت و تاج کیا ہی تمھین طلسم صندل کا تخت نشین کرونگا
یہ فرما کر بازو خاقان کا پکڑا اور فرمایا ہمارے سر کی قسم تم تخت پر بیٹھو میرے واسطے ذنگل بچھوا دو خاقان
نے ذنگل یاقوت نگار منگوایا اور رستم ثانی کو ذنگل پر بٹھایا رستم ثانی نے کہا ای خاقان مین تمھارا نہایت ممنون
احسان ہون کہ تمنے میری وجہ سے سیکڑون کو اپنا دشمن بنایا بادشاہ طلسم صندل سے بگاڑی خاقان نے عرض کی کہ اگر جان
میری آپکے کام آجائے تو جانون کہ خیر آج کچھ کام ہوا ورنہ مین تو نہین عرض کر سکتا کہ مین نے کوئی کام کیا خیر اگر آیندہ انشاءاللہ
جو سخت مرحلے ہین وہ درپیش ہونگے تو آپکو میری جان نثاری کا حال معلوم ہو جائیگا غرضکہ تادیر باتین رہین
خاقان روشن دل نے حکم جشن دیا تیاری جشن ہونے لگی اور ایک ایک نامہ پاس سرداب جادو و
محروق جادو و ملک چماق آتش فروز جادو کے روانہ کیا کہ ہمنے رہائی شاہزادہ زمان رستم ثانی
نوجوان کی خوشی کا جشن کیا ہی لہذا آپ لوگ بھی آکر شریک جشن ہون ایلچی نامہ لیکر طرف قلعہ رخشانیہ کے
روانہ ہوا لیکن رستم ثانی نے ایک آہ سرد کھینچی خاقان نے عرض کی ای شہریار سبب آہ کھینچنے کا نہ کھلا
رستم ثانی نے کہا ای خاقان مجھے اسوقت ایک تو خیال اپنے رفیق قدیم شبرنگ بن عمرو کا آیا کہ وہ
بغیر میرے نہایت پریشان ہوگا دوسری یاد ملکہ صنم بادلہ پوش کی آئی کہ پہلی بار جب مین اسیر ہو کر
گیا ہون تو اُس یار وفا شعار نے مجھے رہا کروایا اپنے باغ مین بلایا کچھ دیر کی صحبت رہی بعد اُسکے سرداب
جادو کے ہاتھ مجھے بیرون طلسم بھجوا دیا مین نہین جاتا تھا اُس یار جانی نے میری محبت مین غم فرقت اُٹھانا
قبول کیا میرا مارا جانا قبول نہ کیا اب نہین معلوم کہ یہ راز فاش ہونے کے بعد اُسپر کیا گذری بادشاہ طلسم
نے اُسے قید کر لیا یا اُسکے دشمنون کو ہلاک کیا خاقان نے عرض کی کہ ای شہریار عالیوقار آپ نہ گھبرائین
انشاءاللہ مین دونون فکرین کرتا ہون مہتر شبرنگ کو بھی بلوائے لیتا ہون اور صنم بادلہ پوش کی
حفاظت کی بھی ذکر کرتا ہون یہ تو معلوم ہی کہ صنم بادلہ پوش ابھی تک خیر و عافیت سے ہین مگر ہان اب تازہ
ناقص آگیا ہی میرا ایک دوست باشندگان طلسم صندل سے ہی کہ نام اُسکا سعید سالک ہی مرد درویش
اور خدا پرست ہی لیکن راز اُسکا کسی پر ظاہر نہین ہی اُسنے اکثر مجھے دین اسلام کیطرف متوجہ کیا لیکن مین نے بسبب خوف
جان کے منظور نہ کیا دل سے مطیع اسلام رہا کیونکہ اگر مسلمان ہو جاتا تو سحر ترک کر دینا ہوتا اور جب سحر ترک کر دیتا تو ساحران
طلسم صندل میرا ملک بھی چھین لیتے اور مجھے قتل کر ڈالتے اب یہ ارادہ رکھتا ہون کہ جب پروردگار عالم آپ کو
اس طلسم پر فتح دیگا اور کوئی خدشہ باقی نہ رہجائیگا اُسوقت بالاعلان مذہب اسلام کو اختیار کرونگا
الحاصل مین ایک نامہ سعید سالک کے نام لکھتا ہون اگر کوئی وقت سخت وہ دیکھین گے تو یقین ہی کہ
بادشاہ طلسم سے ملک چھین لین گے اور بادشاہ طلسم اُنکا کچھ نہین کر سکتا ہی یہ کہکر ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ
سے لکھکر پاس سعید سالک کے روانہ کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ آپکو بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ طلسم کشا

آپہونچا اور کئی مرحلے اُسنے شکست کیے بالفعل وہ میرا مہمان ہی لیکن معشوقہ اُسکی دختر صندلان شاہ نہین
معلوم کس حال پہ ملال مین ہی لہذا آپ کو تحریر کیا جاتا ہی کہ از راہ عنایت قدیمانہ دختر صندلان شاہ کو
مہری دختر تصور فرمائین اور اُسکا خیال رکھیے گا راقم خاقان روشن دل ایک ساحر یہ نامہ لیکر طرف
سعید سالک کے روانہ ہوا اور ایک ساحر کو کہ نام اُسکا طیران جادو تھا حکم دیا کہ تو جا اور شبرنگ
بن عمرو عیار شاہزادہ رستم ثانی کو لے آ طیران اُسیوقت پرپرواز پیدا کیے روانہ ہوا

لیکن اب چند کلمے داستان شبرنگ بن عمرو کے بیان ہوتے ہین

کہ جب سے شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کو غول بھگا کر لیگیا تھا اور شاہزادہ گم ہوا تھا فرقت مین شاہزادہ
والاتبار کے دن رات رونے سے کام تھا لیکن دل نہ لگتا تھا آخر کار ایک روز جو زیادہ جی گھبرایا لشکر سے تنہا نکلکر
صورت اپنی ایک درویش کی بنائی اور صحرا نوردی اختیار کی کبھی کسی کوہ پر بسر کردی کبھی کسی صحرا مین پھر کر گذار دی
جب شب ہوگئی درخت پر مچان باندھکر آرام کیا صبح کو پھر مصروف صحرانوردی ہوئے اسی حال پر ملال مین اسکو
پھرتے پھرتے عرصہ ایک ماہ کا گذر گیا حسب اتفاق ایک صحرا مین جاتے جاتے ایک چشمہ نظر آیا اُسپر
بیٹھکر پانی پیا ہاتھ منہ دھویا کہ یکایک ایک ہولے تند چلی اور ایک دیو سر جھاڑ منہ پھاڑ سامنے آکر کھڑا ہوگیا
اور آواز دی کہ اے آدمزاد کیا تو نہین جانتا تھا کہ یہ مسکن ہمارا ہی پھر کیا سمجھکر ادھر آیا شبرنگ نے جواب دیا کہ مجھے
نہین معلوم تھا اب کبھی ادھر نہ آؤنگا دیو نے کہا کہ اب مین تجھے زندہ کب چھوڑتا ہون بہت بھوکا ہون مین
آنکھین بند کرکے منہ کھولے دیتا ہون تو آ اور منہ مین میرے کود پڑ نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ بلیلا بلیلا کر کھا
جاؤنگا شبرنگ ہرچند منتین کرتا ہی مگر دیو نہین مانتا اب شبرنگ نے بلبلا کر دہائی کی اے کس بیکسان وائے
والی غریبان امداد رس ای فریاد رس اس حال پر ملال مین اسوقت سوا تیرے کون مددگار ہی کہ یکایک ایک
برق سی چمکی اور ایک پنجہ گرا شبرنگ کو اُٹھا کر لیچلا دیو نے آواز دی کہ او سرکش تو کون ہی جو مجھے غصہ دلا کر چلا
میرے سامنے سے میرے شکار کو لیے جاتا ہی آواز آئی کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بک ورنہ مفت میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا دیو نے برا بھلا کہنا شروع کیا بس اُسیوقت ایک برق چمک کر گری کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوے
اور آواز آئی کہ منم طیران جادو فرستادہ خاقان روشن دل لیکن شبرنگ حیران ہی کہ یہ کون شخص ہی
مین تو اسے پہچانتا نہین لیکن پنجہ نے لاکر ایک کوہ پر اُتارا شبرنگ متحیر ہوا اسے بیہوش ہوگیا تھا جسوقت
آنکھ کھلی سامنے ایک ساحر کو دیکھا کہ جھولی سحر کی زرلفتی لگی ہوئی ہی گلے مین مالا مونگے کا پڑا ہوا ہی پیشانی پر
قشقہ کھنچا ہوا ہی شبرنگ دل مین سوچا کہ یہ سب علامتین کفر کی ہین معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی کوئی دشمن ہی کافر
ہمارا کیون دوست ہونے لگا شاید قضا مین کچھ عرصہ تھا کہ اِسوقت دیو سے اِسنے بچایا لیکن سوا پروردگار
کے کون بچانیوالا ہی طیران جادو نے کہا کہ نام آپ کا کیا ہی شبرنگ نے کہا مجھے درویش صحرانورد کہتے
ہین طیران جادو ہنسا اور کہا آپ مجھ سے کیون خوف کرتے ہین مین دشمنون مین سے نہین ہون مجھے
آپ کے آقا رستم ثانی نے آپکی تجسس کے لیے روانہ کیا تھا اگر حضرت شبرنگ بن عمرو آپ ہی ہین تو چلیے
کہ اُس شہریار عالیمقدار نے آپکو یاد کیا ہی جسوقت شبرنگ پر یہ راز ظاہر ہوا اُسوقت دوڑکر طیران جادو
کے گلے لپٹ گیا اور کہا اے برادر ہان میرا نام شبرنگ ہی مجھے نہ معلوم تھا کہ تم دوستون مین سے ہو کیونکہ طریقہ
تمہارا کفار سے ملتا ہوا ہی اور ہم لوگ اہل اسلام ہین اور کفار اہل اسلام مین دوستی ہو نہین سکتی طیران جادو

۴۰

نے کہا کہ بیشک مین مسلمان تو نہین ہون لیکن جب میرا آقا و ولی نعمت یعنی شہنشاہ خاقان روشن دل مطیع
اسلام ہوا اور غلامی رستم ثانی کی منظور کی تو مجھے کہان عذر ہو سکتا ہی غرضکہ بعد بغلگیر ہونے کے طیران
جادو نے کہا کہ تمہارا آقا اسیر ہو کر جاتا تھا التہاب جادو وزیر خاقان روشن دل نے اُسے قید سے
چھڑایا اب اُسی خوشی کا جلسہ ہی اور کل سے وہ جلسہ شروع ہوگا اور تین روز تک جشن رہیگا لہذا مین جاتا
ہون کہ کچھ کھانے پینے کا انتظام کر لون تو آپ کو لیکر طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہون یہ کہکر طیران جادو
تو کھانا پکانے مین مصروف ہوا شبرنگ بن عمرو سیر صحرا کرنے لگا حسب اتفاق اس طرف سے بدخشان
جادو خواہر بدخشان جادو کا تخت سحر اُڑا ہوا جاتا تھا جیسے ہی بدخشان جادو ماری گئی اسنے دیکھا کہ اہل
طلسم پر ستارہ سخت ہی یہ طلسم صندل سے نکلکر واسطے جلہ کشی کے اپنے ملک شہر بدخشانیہ کو جاتی تھی چند
انیسین جلیسین ساتھ تھین آپسمین باتین ہوتی جاتی تھین کوئی کہتی تھی سُنا ہی خاقان روشن دل طلسم کشا کا
شریک ہو گیا بڑا غضب ہوا کیونکہ خاقان ہمپایہ صندل لان شاہ ہی کسیطرح سحر و ساحری مین کم نہین ہی کسی نے کہا
کہ ہان سنتے تو ایسا ہی ہین مگر کیا معلوم جب سامنا ہو تو حال کھلے کہ کون زبردست اور کون کمزور ہی کہ یکایک
نظر بدخشان جادو کی کوہ پر پڑی دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا چولہہ دے رہا ہی بدخشان جادو نے تخت کو اُتارا
تخت بالائے کوہ آیا پوچھا بدخشان جادو نے کہ تو کون ہی طیران جادو نے کہ یہی ملازم خاقان ہی بھلا کسی کی کیا
حقیقت سمجھتا ہی جواب دیا کہ تو کون ہی بدخشان جادو نے کہا شامتین آئی ہین جو مجھ سے تو نکار کرتا ہی طیران
جادو نے کہا پہلے تو نے مجھے سخت کہا یا مین نے بدخشان جادو نے کہا کہ تو میرا ہمسر بنتا ہی طیران نے کہا
کہ ہمسر تیرے زاغ و زغن ہو گئے ہین کیون ہونے لگا تو اپنی شکل تو دیکھ بدخشان جادو نے غصہ مین آکر گولہ
فولادی مارا طیران نے اسم سحر پڑھکر سپر اُٹھائی گولہ رد ہوا طیران نے تیغ سحر مارا بدخشان نے چاہا رد
کرون مگر نہوا بازو پر زخم آیا آواز دی کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہی کہ مجھ ایسی ساحرہ کو زخمی کیا طیران نے
کہا مین غلام خاص ہون شہنشاہ خاقان روشن دل کا تیری حقیقت کب سمجھتا ہون بس یہ سننا تھا کہ بدخشان
جادو نے کہا کہ مین کب چھوڑتی ہون تجکو اگر تو رفیق خاقان ہی تو بغیر مارے نہ چھوڑونگی کیونکہ وہ شریک طلسم کشا
ہوا ہوا اور ہم لوگون کا دشمن ہی یہ کہکر کمند سحر نکالی یہ کمند پاس بدخشان جادو کے تحفہ جات طلسمی سے ہی
ساحر اس کمند کو توڑ نہین سکتا اور یا سامری کا نعرہ کرکے طیران جادو پر ماری طیران یہ سمجھا تھا
کہ کمند تحفہ جات طلسمی سے ہی تا ہم اس کمند کا کمند جمشیدی ہی جانا تھا کہ بزور سحر کمند کو توڑ ڈالونگا لیکن حلقے کمند
کے جو آکر گلے مین پیوست ہوتے ہین لاکھ زور کیا ہزار سحر پڑھا کچھ نہو سکا کسی افسون نے کام نہ کیا بدخشان
جادو نے نعرہ کرکے مشکین طیران کی باندھ لین شام ہو چکی تھی انیسون جلیسون نے کہا کہ اے ملکہ عالم فضا اس
بیابان کی اچھی معلوم ہوتی ہی یہ کوہ بھی نہایت خوشنما ہی اگر مناسب ہو تو چندے یہین سکونت اختیار کیجیے
بدخشان جادو نے منظور کیا بارگاہ برپا ہوئی جام بادۂ ناب گردش مین آیا اب شام ہو چکی تھی جلوہ
لیلی شب کا دیکھکر سپہر گردون مجنون وار گرد پھر رہا تھا طائر اپنے اپنے آشیانون پر جاکر پنہان ہوئے صحرا
مین سناٹا ہوا ہول و ہیبت بڑھنے لگی شبرنگ سیر صحرا کرکے پھرا یہ سب تماشے ایک درخت کی آڑ مین کھڑا دیکھ
رہا تھا جسوقت دیکھا کہ طیران جادو گرفتار ہو گیا نہایت پریشان ہوا آخرش ایک بادلین بجوئز کرکے صورت
اپنی ایک طفل حسین کی بنائی اور کدو ہون کیطرح چنگ ہاتھ مین لیا اور زیر کوہ بیٹھکر گانا شروع کیا یہان بدخشان

سے گرفتاری طیران کی خوشی مین بزم عیش آراستہ کی ہی جام شراب ناب کو گردش ہی طیران جادو ستون
سے بندھا ہوا ہی بدخشان جادو شراب پیتی ہی اور طیران پر پھبتی ہی طیران نگاہ یاس سے دیکھکر رہجاتا
ہی دل مین کہتا ہی کہ پروردگار یہ مین کس بلا مین پھنس گیا اِس حال پر ملال کی کسکو خبر ہی کوئی اتنا بھی تو نہین
کہ جاکر میرے شہنشاہ سے خبر کرے لیکن سب سامان تو بدخشان جادو نے مہیا کر لیے تھے کوئی گانیوالا
اچھا نہ تھا جو اُسکے ساتھ والیان تھین وہی ڈھولک پیٹ رہی تھین گالی گیا تھین اپنی جان کو رو رہی تھین کہ
یکایک جانب صحرا سے آواز گانے کی آئی بدخشان جادو نے کان کھڑے کیے کہ اِس صحرا مین کون گانیوالا
آنکلا کیسی اچھی سریلی آواز ہی ایک کنیز سے کہا کہ اری جا تو سہی دیکھ یہ کون گا رہا ہی ہمارے پاس لے آ خداوند
تمثال آئینہ رو نے مہربانی کی کہ میری محفل سونی تھی اپنی قدرت سے اِسی صحرا مین سے ایسی گانے والی
کو بھیجدیا ایک کنیز اُٹھکر زیر کوہ آئی دیکھا کہ ایک طفل ماہ جبین نہایت حسین گوشوارے کانون مین پڑے ہوے
وہ بھی عجب حسن دے رہے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب کے گرد دو ستارے چمک رہے ہین چنگ بجا بجا کر
جھوم جھوم کر گا رہا ہی تمام صحرا مین سناٹا پڑا ہی دشت و در سے آواز ساز چلی آتی ہی کنیز نے سامنے آتے ہی
کہا اے لڑکے تیرا کیا نام ہی تو کہان سے آتا ہی چل تجھے ہماری ملکہ بلاتی ہین یہ لڑکا اُٹھکر ساتھ ہوا کنیز ساتھ لیے ہوے
بارگاہ مین آئی لڑکے نے جو بدخشان جادو کو مسند پر جلوہ گر دیکھا سلام کیا ہاتھ اُٹھا کر بطور رگویون کے دعا
دی کہ اعلےٰ اعلےٰ مراتب رہین بدخشان نے جو صورت دیکھی ہزار جان سے عاشق ہو گئی سن اِس قحبہ کا ڈھائی
سو برس کا ہی یہ بچہ پندرہ برس کا پوچھا کیا نام تمھارا ہی لڑکے نے جواب دیا کہ مجھے شیپور چنگ نواز کہتے ہین
بدخشان جادو نے کہا اِس صحرا مین کیونکر آنا ہوا شیپور نے کہا اِسے نہ پوچھیے اگر کہونگا تو خلاف ادب
ہوگا بدخشان نے کہا ہم اجازت دیتے ہین تو کہہ شیپور نے کہا کہ ہان اُس شخص کی ناہید چنگ نواز ہے
اسکی صورت سے حضور کی صورت نہایت مشابہ ہی مین اُسی کے ساتھ اِس صحرا مین آیا تھا وہ مجھے ایک درخت کے تلے بٹھا کر
پانی لینے کو گئی تھی پھر پلٹ کر نہ آئی تین روز سے مین اِسی صحرا مین تباہ ہون درختون کی پتی کھا کر بسر کرتا ہون چشمے سے
پانی پی لیتا ہون نہ تو راہ معلوم ہی کہ اپنے وطن کو جاؤن نہ یار ہے اور نہ مددگار ہے اِسوقت کچھ جی گھبرایا تو اپنے
حال زار پہ رو رہا تھا آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ ساز سے بھی آواز فغان نکل رہی تھی بدخشان جادو نے کہا
تو نے اِس سن مین ایسا کمال کیونکر حاصل کیا شیپور چنگ نواز نے عرض کی کہ حضور یہ تو ہماری گھٹی مین
پڑا ہوا ہی آبائی پیشہ ہی ہماری تو ہڈی بولتی ہی اور جو کچھ آپ نے سُنا یہ گانا کیا تھا رونا تھا ہان اگر دل ٹھکانے
ہو تو سنیے بدخشان جادو نے کہا کہ تو مجھی کو مان سمجھ بلکہ چاہے تو دوہرا رشتہ جوڑ لے کہ اور محبت دونی ہو جاے
قند مکرر کا لطف دکھائے شیپور نے کہا ایسا بھی ہوتا ہی بہت اچھا تو مین آپکو جورو ماں کہا کرون بدخشان
جادو نے سنہکر اپنی جلیسون سے کہا کہ دیکھتی ہو کیسی بھولی بھولی باتین کرتا ہی کہ دل لیسا جاتا ہی غرضکہ بدخشان
جادو نے کہا ای شیپور کچھ گا شیپور نے عرض کی بہت خوب چنگ کو درست کر کے ایک غزل موافق
وقت بھوپالی مین شروع کی **غزل**

جستجو مین کُلی اپنی جہان بھی کھوئے ہین ہم
ہنستے ہین دم بھر تو پہر دن بیٹھکر روتے ہین ہم
پوچھنا خود حال اُسکا اور نہ پھر لا ہا تھین

دل دیا تھا کیون اُسے جب یہ خجل ہوتے ہین ہم
ہاتھ اب دونو طرف سے عشق مین دھوتے ہین ہم
خواب مین آنیکا اُنکے دل مین کیا لیتے ہین چھپا ن
ذکر آجاتا ہی جب کیا کیا خجل ہوتے ہین ہم

ہاتھ سر پر دھر کے پھرون کج مین بیٹھے ہین ہم
راس کب ہی غمکدہ مین ہر کے کوئی خوشی
اور بچھوڑا سا جگا کر تخت کو سوتے ہین ہم
اپنی حسرت پر رُلایا ہی کسی سفاک کو

اُسکے دامن سے لہو کا داغ خود دھوتے ہین ہم
اشک بھی بہتے نہین کیونکر لگی دلکی بجھے
کچھ سمجھکر اسکو اپنے ہاتھ سے کھوتے ہین ہم
ہاتھ ملتا ہون جو وہ دست حنائی کرکے یاد
نیند بھر جا کے تو اُٹھینگے ابھی سوتے ہین ہم

بار بار اُٹھ اُٹھ کے اُسکے بزم سے اکثر آ
دل جلاتا ہی جو وہ تقدیر کو روتے ہین ہم
دیدۂ گریان ہمارا آبلو سے کم نہین
چھینٹتی ہین دلکی امیدین لہو ہوتے ہین ہم
اس سے پیدا ہو نہو نخل مراد اے آرزو

خیر کیا خود اپنی نظرون مین سبک ہوتے ہین ہم
پاس جب دل ہی نہو گا رنج پہنچین گے کسے
چھیڑ دیتا ہی جو کوئی پھوٹکر روتے ہین ہم
ہجر کی راتون کے جاگے ہین ہم اے شور نشور
اٹھو دانے اشک کے امید پر بوتے ہین ہم

کچھ اس سوز و گداز سے یہ غزل شیپور گایا کہ بدخشان جادو جھومنے لگی سب انیسین جلیسین محو تھین ایک کو دوسرے کی خبر نتھی بارگاہ بھر مین سناٹا تھا طیران جادو جو ستون سے بندھا کھڑا تھا کہہ رہا تھا کہ اس سن مین یہ کمال بڑا طبیعت دار لڑکا ہی لیکن شیپور نے چنگ ہاتھ سے رکھکر پوچھا کہ اے ملکۂ آفاق یہ کون شخص ہی جو مجرمون کیطرح ستون سے بندھا ہوا ہی بدخشان جادو نے کہا تجھ سے کیا بیان کرون تو کیا جانے کہ یہ کون ہی اور مین کون ہون شیپور نے عرض کی کہ اگرچہ نہین جانتا ہون جب آپ بتا دینگی تو جان جاؤنگا بدخشان جادو کو اس سے محبت ہوگئی ہی دلمین اسکے خدا جانے کیا کیا تمنائین بھری ہوئی ہین انمین سون جلیسون کو اشارہ کیا وہ تو اُٹھ اُٹھکر کوئی پیشاب کے بہانے کوئی پاتخانے کے بہانے کوئی کسی حیلے سے کوئی کسی فقرے سے اُٹھکر راہی ہوئین ایک علیحدہ خیمہ تھا اسمین جاکر قیام کیا لیکن بدخشان جادو نے تخلیہ پاکر شیپور چنگ نواز کو قریب بلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا پوچھ کیا پوچھتا ہی شیپور نے کہا کہ مجھے اسکی حقیقت سے اور اپنے حال سے آگاہ کیجیے بدخشان جادو نے کہا کہ نام اسکا طیران جادو ہی ملازم ہی خاقان روشن دل کا اور خاقان روشن دل سے اور ہمارے بادشاہ صندلان شاہ جادو سے دشمنی ہوگئی ہی خاقان شریک ہوا ہی طلسم کشا کا اسی وجہ سے ہمنے اسے گرفتار کیا ہی شیپور نے کہا کہ دشمن کو گرفتار رکھنا کونسی عقل ہی اگر کوئی چھڑا لیجائے اس سے قتل کیون نکر ڈالا بدخشان جادو نے کہا تو نے بڑی مشکل کی بات پوچھی وجہ اسکی یہ ہی کہ یہ ساحر نہایت زبردست ہی مین اسے قتل نہین کرسکتی اور نہ یہ گرفتار ہو سکتا تھا اگر کمند جمشیدی میرے پاس نہوتی تو یہ گرفتار نہوتا اب نہ اسکا سحر تاثیر کرسکتا ہی کہ یہ کمند سے نکلے نہ میرا سحر تاثیر کرسکتا ہی کہ اسے قتل کرون کیونکہ کمند درمیان مین حایل ہی ہان کوئی غیر ساحر ہو تو اسے قتل کرے شیپور نے کہا کہ پھر مین قتل کر ڈالون بدخشان جادو نے کہا تجھے اختیار ہی شیپور نے کہا کہ اچھا خیر دیکھا جائیگا صبح کو قتل کیجیے گا بدخشان جادو نے کہا تم جانو یہ نکلکر تو کہین جا نہین سکتا نہ کوئی اسے چھڑا سکتا ہی کیونکہ یہ کمند اس سے بغیر میرے حکم کے علیحدہ نہین ہو سکتی شیپور نے کہا کہ جب یہ تحفۂ طلسمی ہی تو آپ کے محکوم ہونیکی کیا وجہ بدخشان جادو نے کہا اسمین ایک راز ہی اسے نہ پوچھو شیپور نے تیوریان چڑھائین اور کہا کہ کیا آپ مجھے دشمن جانتی ہین جو نہین بیان کرتین بدخشان جادو نے دیکھا کہ یہ رنجیدہ ہوتا ہی دل سے مرتی ہی کہا اے جان جہان تمسے مین نہین چھپاتی لیکن جب مین نے تمسے بیان کیا تو یہ بھی سنیگا شیپور نے کہا سنے گا تو کیا کرسکتا ہی صبح کو تو قتل ہو جائیگا نہ چھوٹ سکتا ہی نہ کوئی اسے چھڑا سکتا ہی بدخشان جادو نے کہا کہ اگر کوئی شخص مجھے قتل کرے اور کلیجہ میرا نکالکر جمشید کی نذر دے اور اس کمند مین اُس کلیجے کو ملکر جلاکر اُسی کا بخور دے تو یہ کمند اُسکے تابع ہوسکتی ہی ورنہ غیر ممکن ہی یہ سُنکر شیپور دل مین نہایت خوش ہوا لیکن بدخشان جادو نے بیتاب ہوکر شیپور کو اپنی آغوش مین کھینچا بوسہ لینے کا قصد کیا

یہ معلوم ہوا کہ دہن کیا کھلا گویا سنڈاس کا دروازہ کھل گیا شیپور کا دماغ پھٹنے لگا کہا اے ملکہ ان ٹھنڈھی
گرمیون سے کیا فائدہ کوئی لطف نہین دو ایک جام شراب کے نوش کیجیے پھر دیکھا جائیگا مین ساقی گری
خوب کرتا ہون بدخشان جادو نے کہا کہ سب سامان مہیا ہے پھر کیا عرصہ ہے شیپور اُٹھکر قریب جام و
صراحی کے آیا جام بادہ گلرنگ سے لبریز کیا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا ناچتا ہوا کبھی جام سر پر رکھا کبھی
شانے پر کبھی ہاتھ پر لیلیا اسطور سے سامنے بدخشان جادو کے آیا جام پیش کیا بدخشان جادو
نہایت خوش ہے کہ ایسا معشوق طرحدار ملا کہ گانا بھی خوب جانتا ہے ساقی گری بھی اچھی کرتا ہے صورت بھی ایسی ہی
کہ بادیہ اور شاید خوش ہوکر جام ہاتھ سے لیکر پیا اور ربہ کی آواز دی شیپور نے دوسرا جام لبریز کیا اور
آنکھ بچاکر نمک سرکاری آمیز کر دیا اور پھر اُسیطرح او ہین ساقی گری کی دکھاتا ہوا رنگ نشہ کا جماتا ہوا سامنے
آیا جام دیا اسیطرح کئی جام بدخشان جادو کو دیے اور اُس بدمست نے بے اندیشۂ انجام پیے اب شیپور
سے کہا کہ تو بھی پی شیپور نے کہا اچھا مین بھی پیتا ہون طیران یہ کرشمے دیکھ رہا تھا دلمین کہتا تھا کہ کس بلا
مین پھنسے یہ بیحیا ایسی بیحیائی کر رہی ہے اور تجھے مجبوری سے دیکھنا پڑتا ہے یہ کلاونت بچہ نہین معلوم شامت کا
مارا کہانسے آنکلا چندہی روز مین یہ تجھ سے چوس لیگی لیکن شیپور نے کہا اے بدخشان جادو تو نے مجھے
پہچانا بدخشان نے کہا مین نشہ مین ایسی بیخود نہین ہوتی ہون کہ بھول جاؤن تو یار جانی محبوب جاودانی
شیپور چنگ نواز ہے شیپور نے کہا مین شیپور نہین ہون مین ملک الموت تیری جان کا ہون بدخشان جادو
نے کہا معشوق جتنے ہین سب ملک الموت ہوتے ہین شیپور نے کہا او مردار خوار تو اپنی شکل تو دیکھ
مین تیرا معشوق نہین بنتا مین اب اپنے گھر جاتا ہون تیری صحبت سے تنہائی صحرا بہتر یہ کہکر بھاگا بدخشان
جادو اُٹھکر واسطے پکڑنے کے دوڑی بس اُٹھنا تھا کہ جھونکا ہوا کا جو لگتا ہے بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین
اوپر بیہوش ہوکر گری لڑکے نے پلٹ کر نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو کہ گذاریم کہ از دست من زندہ وسلامت
بدر رود یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچا اور بدخشان جادو کو ذبح کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ عیاذاً باللہ یہ معلوم ہوا کہ تمام زمین
پر زلزلہ آگیا بارگاہ مین آگ لگ گئی خاک اُڑی آندھی چلی بجلیاں چمکین آتشباری و برفباری ہوئی بعد کچھ دیر
کے بہر کے خاک اُڑا کر شور مچا کر چلے گئے ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بدخشان جادو بود حیف مردیم
و ماندیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے جو روشنی ہوئی ہے دیکھا کہ نہ بارگاہ ہے نہ وہ انیسین جلیسین ہین
لاش ایک ڈھائی سو برس کی بڑھیا کی پڑی ہوئی ہے چہرے کا رنگ سیاہ منہ پر سیتلا کے داغ آنکھین گڑھے
مین گھسی ہوئین طیران جادو کمند سے بندھا ہوا بے بس پڑا ہے شبرنگ نے جلدی سے سینہ بدخشان
جادو کا چاک کیا اور کلیجہ نکالکر کمند مین ملدیا اور کہا اے کمند علیحدہ ہوجا طیران سے کمند فوراً علیحدہ ہوئی
شبرنگ نے آتش افروزی کرکے کلیجہ اسکا جلا کر کمند کو بخور دیا اور قبضے مین کیا طیران جادو لپٹ گیا
اور کہا اے برادر کیا کام کیا ہے اگر آپ نہوتے تو جانبری مشکل تھی واقعی ہین کہ پروردگار نے جامہ عیاری
کا آپ ہی کے جسم کیواسطے قطع کیا تھا شبرنگ نے کہا یہ کیا عیاری تھی اب انشاء اللہ تمھارے ساتھ ہی
چلتے ہین طلسم صندل مین ہماری عیاریون کا مزا دیکھنا غرضکہ طیران جادو نے بساط سحر تیار کیا اور
بٹھا کر شبرنگ بن عمرو کو روانہ ہوا وہان بارگاہ خاقان مین صبح کا وقت ہے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز
ہین رستم ثانی دلگل صاحبقرانی پر متمکن ہین اور ساحران نامی وگرامی کا مجمع ہے تیاری جشن ہو رہی ہے

آج شام سے جشن شروع ہوگا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک لکہ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا سب نگران
تھے کہ یکایک وہ ابر اُتر کر صحن بارگاہ مین آیا دیکھا کہ طیران جادو ہو اور پہلو مین کوئی اور شخص ہی
خاقان سمجھا کہ رفیق شاہزادہ رستم ثانی یہی شخص ہوگا لیکن شبرنگ نے دیکھا کہ ایک دربار عالیشان
ہو ایک بادشاہ جلیل القدر تخت شوکت پر متمکن ہو وزرا امرا گردو پیش جمع ہین ذرنگار صاحبقرانی ہر میرا
آفتاب نامدار جلوہ افروز ہو شبرنگ نے پہلے رستم ثانی کو سلام کیا پھر خاقان روشن دل کو تسلیم بجالایا اور لوگون
پر عام سلام کیا رستم ثانی نے اُٹھکر شبرنگ کو گلے سے لگایا طیران جادو نے تمام معرکہ دیو کا بیان کیا اور گرفتار ہونا اپنا
اور عیاری شبرنگ کی اور پھر چھوٹنا ہاتھ سے بدخشان جادو کے سب بیان کیا خاقان روشن دل نہایت
مسرور ہوا غرضکہ شام ہوئی بارگاہ جو واسطے جشن کے آراستہ کی گئی تھی اُسمین روشنی ہونے لگی خاقان روشن دل
مع شاہزادہ رستم ثانی و دیگر امراے سلطنت مع التہاب جادو و سکان فلک رفعت وغیرہ آکر مسند پر
بیٹھے بلور آسمان شگاف پسر خاقان منتظم ہر اتنے مین ملکہ ناہید سیمتن کی سواری آئی یہ دختر ہر خاقان
روشن دل کی جیسے ہی نظر رستم ثانی کی ناہید پر پڑی دیکھا کہ ایک آفتاب محشر نمودار ہو مگر رستم ثانی نے
نگاہ نیچی کر لی کہ خاقان دوست ہو یہ اُسکی بیٹی ہو اِسے چشم غور سے دیکھنا ٹھیک نہین مبادا طبیعت بے ترکیب
ہو جائے دل پر کسیکا اختیار نہین ہو اُدھر ناہید نے جو رستم کو دیکھا کہ ایک جوان معقول و حسین ہو محبت نے
رستم کی اسکے دلمین گھر کیا مگر کسی اور طرح کا لگاؤ طبیعت مین نہین آیا کیونکہ انتہا کی باعصمت و عزت ہو
اسنے بھی آنکھ اپنی نیچی کر لی خاقان نے دختر کو گلے سے لگایا پاس اپنے بٹھایا رستم ثانی کیطرف اشارہ
کر کے کہا کہ انھین سلام کرو ناہید جھک کر تسلیم بجا لائی رستم ثانی نے دعا دی خاقان نے بیٹھنے کی
اجازت دی ناہید سلام کر کے بیٹھ گئی اب ایک پہلو مین شاہزادہ رستم ثانی کے خاقان روشن دل
ہو بعد اُسکے ناہید سیمتن ہو دوسرے پہلو مین بلور آسمان شگاف پسر خاقان ہو کہ یکایک چوبدار نے
آکر عرض کی کہ محروق جادو حاضر ہین اور امیدوار باریابی ہین خاقان نے دو چار ساحرون کو واسطے
استقبال کے روانہ کیا مثل التہاب جادو وغیرہ کے یہ سب گئے اور محروق جادو کو لائے محروق
نے خاقان کو سلام کیا رستم ثانی کی قدمبوسی حاصل کی بعد اِسکے خبر آمد ملکہ سرد آبہ جادو و چماق
جادو کی ہوئی خاقان نے سکان فلک رفعت کو برائے استقبال بھیجا سکان بھی وزیر اعظم خاقان
ہو اور چماق جادو وزیر صندلان شاہ ہو دونون ہمرتبہ ہین سکان گئے اور چماق جادو و سرد آبہ
جادو کو استقبال کر کے لائے اور جا ے مناسب پر بٹھایا رستم ثانی سے ملاقات ہوئی اب محفل عیش گرم
ہوئی صحبت رقص و غنا شروع ہوئی غرضکہ یہ جلسہ قریب صبح تمام ہوا دن کو سب نے استراحت کی رات
کو پھر جلسہ شروع ہوا انکو تو اِسی ہنگامہ عیش و عشرت مین چھوڑ دیجیے

لیکن اب دو کلمے داستان ملکہ صنم بادلہ پوش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اِسنے خبر قتل رستم ثانی کی سُنکر اپنی حالت تباہ کی تھی اور راز عشق ملکہ نوبہار گوہر پوش پر ظاہر
ہو گیا تھا یہ پانوءن سے پانوءن باندھکر بیٹھی تھی جہان صنم بادلہ پوش اُٹھنے کا قصد کرتی تھی ساتھ
ہی نوبہار گوہر پوش بھی اُٹھتی تھی لیکن ملکہ اپنی جان سے تنگ تھی دل مین کہتی تھی کہ ہمہ دم نگار را تو خبر بہ
اُس شہریار عالیوقار کی مجھے سنانا ہے کیا بے بسی ہو کہ جان بھی نہین دیسکتی ہر بار کہتی ہو کہ باجی جان

جب مجھے مرنا ہرطرح منظور ہی تو آپ کبتک میری نگہبانی کیجیے گا یہانتک کہ جب قریب تمام ہوا یہ سے نے
میناے جادو کے راز فاش ہوا اور یہ خبر مشتہر ہوئی کہ طلسم کُشا کو وزیر خاقان روشن دل نکال لیگیا
اور بالعوض اُسکے میناے جادو قتل ہوئی اُسوقت صنم بادلہ پوش نے سجدۂ شکر کیا نوبہار گوہر پوش
بھی پاس سے صنم بادلہ پوش کے اُٹھی صنم بادلہ پوش قدمون سے لپٹ گئی کہ باجی امان اِس راز
کو اپنے ہی تک رکھیے گا ایسا نہو یہ خبر والد ماجد تک پہونچ جائے تو قیامت برپا ہو نوبہار گوہر پوش
نے کہا چھوکری کیا مجھے تو اپنا دشمن جانتی ہی لیکن حسب اتفاق دنیا مین ہر شخص کے دوست دشمن سبھی ہوتے
ہین ایک سوتیلی بہن صنم بادلہ پوش کی کہ نام اُسکا ملکہ اختر ماہ اندام تھا اِس راز سے آگاہ ہوگئی
جیسے ہی صندلان شاہ اندر محل کے داخل ہوا اِسنے ایک گوشے مین بیٹھکر رونا شروع کیا صندلان
شاہ نے جو دختر کو روتے دیکھا دل بیچین ہوگیا سبب گریہ پوچھا اختر ماہ اندام اور زار و قطار رونے
لگی صندلان شاہ نے گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند آخر کچھ بیان تو کر اختر ماہ اندام نے کہا کیا بیان
کرون مین دیکھتی ہون کہ گھر کے چراغ سے آگ لگا چاہتی ہی جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہو ہی جائیگا مین کیون
بیان کرکے اپنے سر بدنامی لون لوگون کو دشمن بناؤن صندلان شاہ نے کہا کوئی دشمن ہوگا تو
تیرا کیا کرلیگا تو بیان کر ماہ اندام نے سارا حال پوست کندہ ملکہ صنم بادلہ پوش کا عشق رستم ثانی
کے ساتھ بیان کردیا بس یہ سننا تھا کہ آتش غضب برافروختہ ہوئی اور وہانسے اُٹھکر سیدھا باغ ملکہ مین آیا
دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہاتھون مین مہدی مل رہی ہی صنم بادلہ پوش نے جسوقت سے سُنا تھا کہ شاہزادہ
رستم ثانی زندہ ہین دلمین اپنی خوشی کی تھی ظاہری سامان بسبب خوف دشمنان کے کسیطرح کا نہین کیا
تھا بس یہ دیکھتے ہی صندلان شاہ نے آتے ہی آواز دی کہ کیون او شوخ دیدہ گیسو بریدہ جو ہمارا
دشمن جانی ہو اُسے تو دل سے دوست رکھتی ہی کچھ اپنی اور ہماری رسوائی کا خیال نہین خیر دیکھ تو کیسی
سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکر رسن سحر سے مشکین صنم بادلہ پوش کی باندھین اور کھینچتا ہوا لیچلا یہ خبر
مادر ملکہ کو ہوئی وہ روتی پیٹتی دوڑی اِدھر نوبہار گوہر پوش کا بچا تھامے ہوے آئی کہ بڑا غضب ہوا
رسوائی بھی ہوئی اور جان بھی اِسکی مفت گئی لیکن صندلان شاہ نے کسی کی سماعت نہ کی ہرچند
مادر ملکہ کہا کی کہ میری لڑکی ایسی نہین ہی دشمنون نے تہمت رکھی ہی لیکن اختر ماہ اندام نے ایسا
بھر دیا تھا کہ بادشاہ کو کسی کے کہنے کا یقین نہوا سب روتے پیٹتے رہگئے اور صندلان شاہ
صنم بادلہ پوش کو لیے ہوے ایوان شاہی مین آیا اور سیلان خونریز جادو کو طلب کرکے حکم
دیا کہ جلد میدان خونی تیار کرو اور اِس ننگ خاندان کو قتل کرو خبردار عرصہ نکرنا مین تینون حکمون کا
ایک حکم دیتا ہون کیونکہ شاید الفت پدری جوش کرے اور مجھے حال پر اِسکے رحم آجائے تو غضب
ہوگا زندہ رہنا اِسکا بہتر نہین ہی بادشاہ کے گھر کی بات اور بادشاہ بھی اتنا بڑا آن واحد مین یہ خبر
تمام طلسم مین پھیل گئی کہ شاہزادی جرم عشق پر قتل ہوتی ہی کوئی تو حال پر ملکہ کے افسوس کرتا تھا کوئی
کہتا تھا کہ یہ ابتداے شباب یہ حسن قاتل کا ہاتھ کیونکر اُٹھیگا کوئی کہتا تھا کہ ایسی ننگ خاندان کا مرنا ہی
بہتر ہی الغرض یہان تو ہلچل مچی ہوئی ہی تمام طلسم مین غلغلہ پڑا ہی ہر شخص افسوس و حسرت کے کلمات زبان پر لاتا ہی
اِنکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی

لیکن اب چند کلمے نامہ وار شہنشاہ خاقان روشن دل کے بیان ہوتے ہین
کہ یہ نامہ لیے ہوے پاس سعید سالک کے آیا سلام کیا سعید سالک سجادۂ عبادت پر بیٹھے تھے کہ
الکن جادو نامہ لیے ہوے پہونچا سلام کیا نامہ دیا سعید سالک نے کہا بادشاہ کا مزاج تو اچھا ہی خیریت
سے ہین الکن جادو نے عرض کی کہ حضور ہان آپکی دعا سے خیریت ہی سعید سالک نے نامہ پڑھا تحریر
تھا کہ آپ کو مین اپنا بزرگ جانتا ہون لہذا از راہ شفقت قدیمانہ میرے حال پر ہمیشہ نظر توجہ چاہیے فی الحال
شاہزادہ رستم ثانی زینت بارگاہ سلیمانی حضور نے بھی سنا ہوگا کہ داخل طلسم صندل ہوے تھے بالفعل
میرے یہان مہمان ہین لہذا امید وار ہون کہ قبل ہین جو حضور مجھے تلقین دین اسلام فرمایا کرتے تھے لہذا وقت
اُسکا قریب آپہونچا جسوقت شاہزادۂ زمان طلسم پر فتحیاب ہونگے اُسوقت مین دین خدا پرستی اختیار کرونگا
اسوقت یہ عرض در پیش ہی کہ ملکہ صنم بادلہ پوش دختر ملک صندلان شاہ معشوقہ شاہزادہ رستم
ثانی ہی اگر اُسکا راز عشق افشا ہو جاے یا کسی طرح کی افتاد اُسپر پڑے تو امید وار ہون کہ آپ بہت خیال
رکھیے گا اور اگر مناسب و ممکن ہو تو اُسے قبضہ مین کر کے طلسم صندل کی سکونت کو ترک کر کے میرے ملک
مین تشریف لے آئیے سعید سالک نامہ پڑھکر بہت ہنسے اور الکن جادو کو جواب نامہ شوق کا تحریر
کر کے دیا کہ تم اطمینان رکھو تم بھی میرے بجاے فرزند کے ہو اور صنم بادلہ پوش بھی آج سے بجاے دختر ہی
اگر چاہا پروردگار نے تو مین اُسے لیکر بہت جلد آتا ہون الکن جادو تو جواب نامہ کا لیکر اُس طرف
روانہ ہوا اور سعید سالک نے ایک پتلہ کاغذ کا کترا اور اُسپر کچھ نقش لکھا کہ وہ پتلہ اُڑ کر نظرون سے غائب
ہو گیا بعد کچھ دیر کے سعید سالک نے بوریا بدھنا سمیٹا اور طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوے کہ
انکا بھی ذکر وقت پر کیا جائیگا

لیکن پھر اب حال طلسم صندل کا بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت میدان خونی تیار ہو چکا سیلان خونریز قید ملکہ صنم بادلہ پوش کی لیے ہوے میدان
خونی مین آیا اور ہاتھ تلوار کا سر صنم بادلہ پوش پر مارا کہ گردن کٹ کر علیحدہ ہوئی بس گردن کا کٹنا
تھا کہ فوارہ خون کا نکلا ایک شعلہ جوالہ بنکر سر سیلان خونریز پر گرا کہ سیلان جلکر خاک ہوا آندھی چلی
خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیلان جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب
خود نرسیدیم یہ دیکھنا تھا کہ سب متحیر ہوے کیونکہ ملکہ علم سحر و ساحری مطلق نہ جانتی تھی پھر کیا وجہ کہ خون
ملکہ کا شعلہ بنکر گرا اور قاتل کو جلا کر خاک کر دیا کوئی تو کہتا تھا کہ یہ خون ناحق تھا ملکہ ہرگز خطاوار نہ تھی کسی نے
کہا کہ اِس طلسم مین خونریزی کی سخت ممانعت تھی بادشاہ نے یہ ظلم روا رکھا یہ سبب ہی کوئی کچھ کہتا تھا کوئی
کچھ کہتا تھا سب اپنی اپنی راے کے موافق بیان کرتے تھے لیکن معلم کتابدار نے کتاب لوح دشتی دیکھکر
بیان کیا کہ اے بادشاہ صنم بادلہ پوش قتل نہین ہوئی یہ کرشمہ سعید سالک کا تھا وہ صنم بادلہ پوش
کو لیکر طلسم سے نکل گئے اور یہ پتلہ نقلی تھا جو قتل ہوا اور یہ کرامات بھی اُنھین کی تھی کہ خون شعلہ بنکر نکلا
اور قاتل کو جلا کر خاک کر دیا بادشاہ نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ یہی علامت بربادی طلسم کی ہی کہ سعید
سالک ایسا شخص شریک طلسم کشا ہوا خیر کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھا جائیگا یہ خیال کر کے نہایت
محزون و دردناک مقتل سے پھرا لیکن جسوقت خبر قتل صنم بادلہ پوش اندر محل کے پہونچی مادر ملکہ نے خنجر

کھینچا آپ کو ہلاک کیا چاہتی تھی لوگ لپٹے ہوے تھے ہاتھ پکڑ لیا تھا ادھر ملکہ نوبہار گوہر پوش آپکو ہلاک
کیے ڈالتی تھی ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا تا طم تھا ملکہ کی بان نے چوڑیان توڑ ڈالی تھین کہ ایکبار خبر پہونچی کہ ملکہ
قتل ہوگئی مگر معلم کتا بدار کہتے ہین کہ ملکہ کو سعید سالک لیکے شہر خاقانیہ چلے گئے تصویر نقلی قتل ہوئی
ملکہ حفاظت سے ہی نوبہار گوہر پوش کو یقین نہین آتا ادھر مادر ملکہ کہتی ہو کہ تم لوگ یہ سب باتین میری
تسلی کیواسطے کہتے ہو بھلا سعید سالک کو کیا غرض تھی کہ وہ میری بچی کو بچاتے اور بادشاہ کو اپنا دشمن
بناتے اتنے مین صندلان شاہ اندر محل کے داخل ہوا یہ حالت زوجہ اور دختر کی دیکھکر محبت پدری
نے جوش مارا خود بھی صنم باد لہ پوش کو یاد کرکے رونے لگا مادر ملکہ نے کہا اے بادشاہ نکل جا اسوقت
محل سے ورنہ مین اپنی اور تیری جان ایک کر دونگی تو باپ کاہیکو ٹھہرا اولاد کا قاتل دشمن جان ٹھہرا
ایک کو تو قتل کیا اب دوسری پر بھی کوئی تہمت لگائیگا صندلان شاہ نے کہا اے ملکہ صنم باد لہ پوش
زندہ ہو تمھاری جان کی قسم قتل نہین ہوئی سعید سالک اسکو لیکر طلسم سے نکل گئے غرضکہ بمشکل تمام
ملکہ کو یقین آیا اسپر یہ جواب دیا کہ اگرچہ وہ زندہ ہو خدا اسکو زندہ رکھے لیکن تم تو اسے قتل کر چکے تھے وہ اپنی
زندگی سے بچگئی رسوائی بھی ہوئی اور اب اسی شخص کے پاس پہونچ گئی جس سے بدنام کیا تھا اب کہو کیسی رسوائی
ہوئی ہمنے مانا کہ طلسم کشا پر عاشق بھی تھی تو کوئی جانتا تو نہ تھا یون اپنے ہاتھ سے رسوائی کی غرضکہ ملکہ
کو صبر آیا نوبہار گوہر پوش کو بھی اطمینان ہوا بادشاہ ایوان شاہی مین آیا تخت حکومت پر بیٹھا ناظمان
طلسم کو پروانے اس مضمون کے روانہ ہوے کہ اپنی اپنی سرحد سے نہایت ہوشیار رہنا کیونکہ خاقان
روشن دل طلسم کشا کا شریک ہوگیا ہی علاوہ اسکے لوح بھی طلسم کشا کے پاس ہو جہانتک ہوسکے مکر و
فریب سے کام لینا اسکو تو اس کیفیت مین چھوڑا جاتا ہی

لیکن اب پھر داستان عشرت بیان جلسہ خاقان روشن دل کے بیان کیجاتی ہی

کہ اب تیسرا روز جلسے کا ہی آج بڑی تیاری ہو رہی ہی ناگاہ وہ وقت آیا کہ سبزہ زار گردون مین خیمہ لیلائے
شب برپا ہوا اور چراغان کواکب کی روشنی ہر طرف پھیلی مشعل ماہ روشن ہوئی گلستان نے لطف سرو چراغان دکھایا
گلستان شب بہار پر آیا یہان تمام شہر مین خاقان شاہ نے چراغان کروایا ہی شہر کو آئینہ بند کیا ہی ہر گلی و
کوچے مین میلا ہی ہر بازار مین جابجا گیر سے کھچے ہوے ہین ناچ ہو رہا ہی اول شاہزادہ رستم ثانی کو سوار
کیا خود بھی مع امرائے سلطنت سوار ہوکر ہر گلی کوچے کی سیر کرتا ہوا چلا کہین دیکھا کہ اندر سبھا کا ناچ ہو رہا ہی
زنان حور خصال پری جمال روپ پریون کا بھرے ہوے ناز و انداز دکھا رہی ہین دل دیکھنے والون کا
لبھا رہی ہین پرستان کا سمان معلوم ہوتا ہی کسی جگہ ہیرا ہی کہین طوائفون کا جھرمٹ ہی کسی مقام پر کشمیری
بھانڈ لطف دکھا رہے ہین انواع اقسام کی نقلین کرکے ہنسا رہے ہین دو رستہ دوکانین لگی ہوئی ہین
کھلونے مٹھائی بافراط بک رہے ہین خریدار ٹوٹے پڑتے ہین کہین ساقنون تنبولنون کی دوکانون
پر جوالون کے مجمع ہین جگت بازیان ہو رہی ہین غرضکہ پہر دن سے دو پہر رات تو شہر کا لطف دیکھنے
مین گذری جب زلف لیلائے شب کمر تک پہونچی سیر سے فراغت ہوئی خاقان روشن دل مع شہزادہ
رستم ثانی و دیگر ساحران نامی و گرامی پلٹ کر خیمہ مین تشریف لائے خاصہ تناول فرمایا بعد اسکے
بارگاہ مین تشریف لائے ساقیان سیمین ساق جام بلورین و صراحی مرصع کار لیے ہوے منتظر تھے جام

گرگر کے ہیش کرنا شروع کیے آواز ہوشا ہوش نوشا نوش بلند ہوئی جسوقت دماغ سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوے خاقان نے طائفون کو حکم دیا مجرے ہونے لگے ایک نازنین مہجبین نے یہ غزل شروع کی غزل

دل ہی مین نہین سوز ٹپکتا ہی جگر بھی
کہتی ہی خموشی کہ کوئی وار ادھر بھی
ابتو یہ اثر سوز محبت کا بڑھا ہی
مثل زر گل ہاتھ مین ہو زاد سفر بھی
ہوجاتا ہی یہ راز خموشی ہی مین ظاہر
اُسپر یہ قیامت کہ لگاوٹ کی نظر بھی
اللہ رے جنون خیز ہوا موسم گل کی
خاموش نہ ہم ہونگے جو کٹجائیگا سر بھی
وہ پوچھتے ہین حال چڑھا ہوے تیوری
جاتے ہین جدھر وہ کھنچی جاتی ہی نظر بھی

ہی ایک ہی چھالا کہ اُدھر بھی ہی اِدھر بھی
رسوائیون کا گھر ہی محبت کا اثر بھی
گرم اشک بہاتے ہین جگر دیدۂ تر بھی
کیا اور جو پروانوکے جل بجھنے کا غم ہو
گویا کہ زبان رکھتی ہی الفت کی نظر بھی
اتنی جو نزاکت تھی تو جلاد بنے کیون
ہر جھونکے مین اُڑجاتے ہین کترے ہوے پر بھی
کیون شمع مین تم دیکھ کے خاموش کھڑے ہو
کہتے نہین بنتا ہی کہ الفت بھی ہی ڈر بھی
اے آرزو اُس زلف کی جائیگی نہ الفت

کچھ شوق تو کچھ دل کو ہی سفاک کا ڈر بھی
رنگ اُڑتا ہی چہرے کا تو اُڑتی ہی خبر بھی
یون سیر گہ دہر مین آئے تو ہی کیا لطف
افسردہ ہوئی جاتی ہی کچھ شمع سحر بھی
دلکش ہی یون ہی حسن خداداد بتون کا
دیکھو تو کلائی بھی لچکتی ہی کمر بھی
اُس بزم مین اور شمع صفت چرب زبانی
اے کاش یہی کہدو کہ جلدی ہی مگر بھی
کچھ میل طبیعت ہی تو کچھ حسن کشش ہی
غافل نہین اِس شام کی ہی فکر سحر بھی

ناگاہ بزم انجمن مین ابتری نظر آئی چراغان ماہ تابان پر اُداسی چھائی لیلی شب نے اپنا خیمہ سیاہ اُکھاڑا اپنا ڈیرا اُٹھایا جو رات بھر کے جاگے ہوے تھے بستر خواب پر آئے دن کو شب بھی سو رہے وہ جلسہ برہم ہوا غرضکہ ایک روز سب نے آرام لیا اب دوسرا دن ہوا کہ خاقان روشن دل آکر تخت حکومت پر بیٹھا امراے سلطنت آآکر اپنے اپنے منصب کے موافق جاے مناسب و معین پر بیٹھنے لگے شاہزادہ رستم ثانی دنگل صاحبقرانی پر جلوہ فرما ہین داہنی جانب چماق جادو بائین طرف محروق جادو دوسرا یہ جادو ہین تخت خاقان کے چارون پاون پر سکان فلک رفعت التہاب جادو آفتاب جادو یہ سب حاضر ہین اور بہت سے ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہی کہ انشاء اللہ نام اُنکے بر وقت ضرورت لکھے جائینگے شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ اے خاقان بس مہمانی ہوچکی اب مین جس کام کے لیے آیا ہون مجھے وہان جانے دو خاقان نے عرض کی کہ بالفعل ساعتین اچھی نہین ہین آپ ایک آدہ روز توقف فرمائین رستم ثانی نے کہا کہ اگر ساعتین اچھی بری ہین تو تمھارے واسطے میرے لیے سب ساعتین برابر ہین خاقان نے عرض کی کہ مین حضور کو روک تو سکتا نہین لیکن بالتجا عرض کرتا ہون کہ ایک آدہ روز اور قیام فرمائیے رستم ثانی نے کہا کہ دو تین روز تو اب نہ ٹھہرونگا مگر تمھاری خاطر سے آجکے روز ٹھہرا جاتا ہون یہی باتین تھین کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ سیلان خونریز جادو فرستادۂ ملک صندلان شاہ حاضر ہی خاقان روشن دل نے کہا بلالو سیلان خونریز اندر بارگاہ کے آیا دیکھا رستم ثانی کے بہت پاس قد کا جوان ہی چھوٹی زرلفتی لگی ہوئی اُسمین سامان سحر مہیا اور آتشین کو باہر چھوڑا آپ اندر آیا پہلے خاقان کو سلام کیا بعد اُسکے نامہ صندلان شاہ کا دیا خاقان نے پڑھا تحریر تھا کہ اے خاقان تمنے شرکت طلسم کشائی کی اور کچھ پاس برادری وہم مذہبی نہ کیا تم اتنی بات نہ سمجھے ہو کہ اُسکے پاس لوح طلسم ہی لوح کی اول تو جب چاہون لوح اُسکے چھین لیجاؤن دوسرے یہ کہ بہت سے سحر ایسے ہین کہ پڑھنے سے لوح بیکار پڑ جائیگی ہم کیا نادان تھے کہ لوح کو جانتے تھے اور طلسم کا بند و بست نہ کرتے اسی خیال سے کہ مبادا

لوح کسی کے ہاتھ آگئی تو چند آفتین تمنے ایسی تیار کر رکھی ہین کہ جہان لوح کچھ کام نہین دیسکتی جسوقت
طلسم کشا بیابان آفات تک پہونچیگا اُسوقت حال لوح کا معلوم ہو جائیگا اور اے خاقان مجھے خوب پہچانتے
ہو اور نا پہچانتے ہو تو پہچان لو کہ اگر مجھے غصہ آگیا تو تمام شہر خاقانیہ کو درہم برہم کر دونگا خاقان نامہ
دیکھا غصے مین آیا لیکن ضبط کیا اور جواب نامہ تحریر کیا کہ اے صندلان شاہ بیشک مین طلسم کشا کا تہہ دلسے
ہوا مین اُسکے مذہب کو برحق جانتا ہون اور معاملات دین مین برادری کا خیال نہین کیا جاتا ہے لہذا تمکو بھی
ہدایت کرتا ہون کہ اگر تم بھی اس دین کو ترک کرو اور دین خدا پرستی اختیار کرو تو بہتر ہے طلسم کشا تمسے
متعرض نہوگا تمہارا ملک تمکو بخشیگا بلکہ اور ملک عطا کریگا اور اگر نہ مانوگے تو بیشک مین پورے طور
سے شرکت طلسم کشائی کرونگا اور تمہارا جس طرح جی چاہے مجھسے سمجھ لو مین کسیطرح تمسے باہر نہین ہون
یہ نامہ لکھکر سیلان خونریز کو دیا سیلان خونریز جادو نے نامہ لیکر دیکھا اور نامہ کو چاک کر ڈالا اور کہا
کہ تمھارا ابھی یہ منھ ہے کہ ہمارے بادشاہ سے مقابلہ کروگے یہ کہکر گولہ فولادی جھولی سے نکالکر خاقان
پر مارا رستم ثانی نے جو یہ کیفیت دیکھی لوح کا پر تو ڈالا گولہ تو زمین پر گرا کھینچکر تلوار سر پر آپہونچے کہ او
ملعون الٰہی ہو کر آیا ہے اور یہ سرکشی دیکھاتا ہے سیلان خونریز نے کمند سحر رستم پر ماری کہ سارے فساد
تیرے ہین تجھی کو نہ پا لیجاؤن رستم ثانی نے لوح کا عکس ڈالکر حلقہائے کمند کو تیغ سے قلم کیا اور ہاتھ
تلوار کا مارا کہ سیلان خونریز کے دو ٹکڑے ہوئے لاش اُسکی زمین پر گری رستم ثانی نے لاش اُسکی
لشکر مین سیلان کے بھجوادی وہ سب لاش لیے ہوئے روتے پیٹتے طرف صندلان شاہ کے روانہ
ہوئے یہان بعد روانہ ہونے لاش کے دیکھا کہ دروازہ بارگاہ کا ہے نقیب چوبدار نے عرض کی کہ ایک شخص
اجنبی کھڑا ہے جسے ہم نہین جانتے وہ بیان کرتا ہے کہ مین فرستادۂ سعید سالک ہون خاقان نے کہا
بلا لو ایک شخص سامنے سے آیا اور نامہ ہاتھ مین خاقان کے دیا خاقان نے نامہ پڑھا تحریر تھا کہ اے
فرزند خاقان روشن دل مین جسم بادلہ پوش لے آیا لیکن مین ایک مرد فقیر ہون میرے پاس
اتنا سامان کہان کہ اُس شاہزادی کی سواری لیکر آؤن مین صحرائے خاقانیہ مین مقیم ہون یہ نامہ
پڑھکر خاقان روشن دل نے رستم ثانی کو دیا رستم ثانی نے نامہ پڑھا خوشنکر خود رستم ثانی
اور خاقان روشن دل و ملکہ سرداب جادو و دختر ملک چماق جادو وغیرہ سب شہر سے نکلکر صحرائے
خاقانیہ مین پہونچے دیکھا کہ سعید سالک ایک کنوئین کی جگت پر سجادہ بچھائے بیٹھے ہین اور ایک
برقع پوش پاس بیٹھی ہے سواری خاقان روشن دل کے ہمراہ تھی ملکہ ناہید سیمتن نے آتے ہی
ملکہ جسم بادلہ پوش کو محافہ مین سوار کیا خاقان نے سعید سالک کی ملازمت حاصل کی سعید سالک
نے رستم ثانی کے ہاتھ آنکھون سے لگائے سب ملکر شہر خاقانیہ مین آئے ناہید سیمتن ملکہ کو اپنے باغ
مین لائی خلوتگاہ آراستہ ہوئی شاہزادہ رستم ثانی کا بھی دل بیتاب ہے مگر لحاظ خاقان سے کچھ کہہ نہین
سکتے سرداب جادو آئی اور چپکے سے عرض کی کہ اگر شہریار ملکہ کی طبیعت ناساز ہوگئی ہے درد سر کی شکایت ہے
آپکو مناسب ہے کہ چلکر دیکھ آئیے رستم ثانی نے کہا اے سرداب کیا میرا جی نہین چاہتا ہے کہ ملکہ کو دیکھون مگر
ایک بے شرمی کی بات ہے مکان غیر مین دختر خاقان بھی ہے پھر مین کیونکر چل سکتا ہون جبتک کہ خاقان
خود نہ کہے سرداب جادو نے جاکر یہ حال ناہید سیمتن سے کہا ناہید نے کہا مین تدبیر کرتی ہون اور

اور اپنی ایک کنیز کے ہاتھ پاس خاقان روشن دل کے کہلا بھیجا کہ صنم بادلہ پوش کی طبیعت ناساز ہوگئی ہی
اگر مناسب جانیے تو شاہزادہ رستم ثانی کو پاس ملکہ کے بھیجدیجیے وہی اُنکے مسیحا ہین جیسا مناسب سمجھین گے
علاج کرینگے کنیز نے آکر چپکے سے کان مین خاقان روشن دل کے کہا خاقان کو بھی خیال ہوا کہ واقعی مین
ایک دوسرے کا عاشق اور پھر جدائی مین کیونکر دلون کو قرار آئے اور اپنی دختر نیک اختر سے نہایت خوش
ہوے کہ واقعی مین یہ نہایت سلیم الطبع دور اندیش ہی شاہزادہ رستم ثانی سے فرمایا کہ آپ باغ مین تشریف
لیجائین سُنا ہی کہ کچھ طبیعت ملکہ کے دشمنون کی ناساز ہوگئی ہی رستم ثانی تو بہانہ ڈھونڈھی رہے تھے اُسیوقت
اُٹھی سمر دانہ جادو ساتھ ہی باغ مین تشریف لائے جسوقت اُس قصر مین پہونچے کہ جہان ملکہ تھی اور نظر
ملکہ کی رستم ثانی پر پڑی اُٹھ کھڑی ہوئی عاشق ومعشوق باہم ہوے گلے اور شکوون کے دروازے کھل گئے
اپنی اپنی سرگذشت دونون نے بیان کی بعد اُسکے لپٹ کر خوب روے غرضکہ تا دیر صحبت رہی اب رستم
ثانی نے کہا کہ اے ملکہ میرا قصد ہی کہ پہلے شہر رخشانیہ مین جاؤن بعد اُسکے طرف شہر نباتیہ کے قصد کرون
تم اگر میرے ساتھ چلنا قبول کرو تو ساتھ رہو اور اگر یہین رہنا قبول کرو تو یہان رہو ملکہ نے کہا مین کنیز ہون
جہان آپ مناسب جانین لیکن جی تو یہی چاہتا ہی کہ ہمراہ آپ کے رہون اتنا تو ہوگا کہ کبھی کبھی دیکھ لیا
کرینگے رستم ثانی نے کہا اے ملکہ میرے ساتھ مین ہزار طرح کی افتادین ہین مین مرحلہ جات طلسمی شکست کرتا
ہوا جاؤنگا ہر وقت دشمنون کا سامنا تمہارا مقدمہ نازک نہین معلوم کیسی بنے کیسی نہ بنے لہذا میرے نزدیک
تمہارا یہین رہنا مناسب ہی ملکہ رونے لگی اور کہا دوہا بیتم پیت الگاکے دو دیس مت جاؤ + بسو ہماری
ناگری ہم مانگین تم کہاؤ + کیون صاحب شرط محبت یہی ہی کہ ہمتو آپ کیواسطے رسواے عالم ہون گھر چھوڑین بار
چھوڑین دوستون کو دشمن بنائین آپکی یہ حالت ہی کہ کچھ پروا نہین سچ ہی آپ کو کیون پروا ہونے لگی آپ
جہان جائیے گا آپ کے چاہنے والے ملجائین گے یہ ہمارے ہی واسطے ہی کہ مرنا اور بھرنا تمہین سے مطلب
ہی بموجب شعر تمہین لحد مین اُتارو تمہین پڑھو تلقین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے + کبھی رُکھائی کی ادا دکھا کر
یون کہتی تھی دوہا جو مین یہ جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے + نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت نہ کریو کوے + رستم
ثانی کا بھی دل بھر آیا بہت روئے اور ملکہ کو گلے سے لگا کر سمجھایا کہ اے باعث بیقراری دل اسوقت کی راحت
سے آیندہ تکلیف ہی اور آجکی تکلیف اُٹھانے مین تا حیات راحت ہی چندے صبر کرو کہ مین طلسم فتح کر لون
اور تمکو لیکر اپنے لشکر مین جاکر اپنے عزیزون سے ملون اُسوقت امیر ثانی خود عقد پڑھین گے پھر ہم تم
راحت سے زندگی بسر کرینگے آج کا عقد کر لینا اچھا نہین ایک تو اپنے عزیز طعنہ زن ہونگے ہر ایک کی شکایت
ہوگی کہ ہمین نہ شریک کیا الحاصل رستم ثانی نے ملکہ کو سمجھا بجھا کر ناہید سمیتن کی سپردگی مین دیکر باہر
آئے خاقان روشن دل سے کہا کہ اب میرا جی چاہتا ہی کہ پہلے اپنے لشکر مین جاؤن کہ سلیمان شاہ
واسفندیار صحرائی وغیرہ بہت پریشان ہونگے بعد اُسکے سُنا ہی کہ شہر رخشانیہ سے آگے ملک نباتیہ
ملتا ہی اور وہ مرحلہ نہایت سخت و دشوار ہی لہذا جلد جا کر اُسے بھی شکست کرون خاقان روشن دل
نے کہا حضور کو اختیار ہی اور بلور آسمان شگاف نے اپنے فرزند دلبند سے کہا کہ تم اپنا لشکر لیکر ہمراہ
رکاب سعادت انتساب ہو بلور نے اُسیوقت حکم تیاری دیا اور پانچ لاکھ ساحران ہندار کی جمعیت
سے تیار ہوا رستم ثانی نے بلور کو لشکر ساحران کا بادشاہ کیا چماق جادو اور سمر دانہ جادو

کو عہدہ وزارت دیا اور سعید سالک سے فرمایا کہ ملکہ کو آپکی نگہبانی مین دیتا ہون یہ فرماکر داخل باغ ہوے ناہید سیمتن نے امام ضامن باندھا صنم بادلہ پوش نے بھی امام ضامن باندھا گلے لپٹ کر رونے لگی کہ ہمین بھول نہ جائیے گا جلد خبر لیجیے گا رستم ثانی کا بھی دل بھر آیا اور یہ اشعار زبان پر لائے اشعار

جاں ہے یاد اپنی جانِ نکلے
مگر امید حق سے رکھنا تم

یا خدا لائے گا تو آئین گے
ہے تمھارا تو کہہ یا حافظ

کیا بتائیں حواس اپنے ہیں گم
لو بس اب جاتے ہین خدا حافظ

یہ کلمات حسرت آیات غیرون کے دل ٹکڑے کیے دیتے تھے پاس سے اُس محبوب جانی کے اُٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا جب قصد بھی کرتے تھے ملکہ دامن پکڑ لیتی تھی غرضکہ بہت سی تسلی و تشفی کرکے ملکہ کا ہاتھ ناہید سیمتن کے ہاتھ مین دیکر فرمایا کہ اے ناہید یہ تمھارے حوالے ہین دل انکا مضمحل ہو رہا ہے اپنے عزیزون سے چھٹی ہوئی ہین سن ہے ذرا دلجوئی کا خیال رکھنا ناہید نے عرض کی کہ اے شہریار سوا اسکے کہ آپ کو تو ہر وقت انھین نہین دکھا سکتی علاوہ اسکے مثل کنیزون کے ہر طرح سے راحت دونگی تکلیف کسی طرح کی ہونے پائیگی غرضکہ شاہزادہ رستم ثانی باغ سے نکلکر چلے مگر حالت یہ تھی کہ شعر لاکھ اُٹھتے ہین ہم اپنے دل کو سمجھاتے ہوئے ✤ پاؤن اُس در سے نہین اُٹھتا اِدھر آتے ہوے ✤ جسوقت اپنے لشکر مین پہونچے سب کو تیار پایا شاہزادہ رستم ثانی پشت مرکب پر بیٹھے لوح گلے مین ڈالی خاقان روشن دل سرحد شہر خاقانیہ تک پہونچانے آیا بعد اُسکے رستم ثانی نے فہمایش کرکے رخصت کیا خاقان نے عرض کی کہ اے شہریار انشاء اللہ مین وقت ضرورت پر حاضر ہوا کرونگا اور ہر وقت میرا ہمراہ رکاب رہنا بھی مناسب نہین ہے غرضکہ خاقان رخصت ہوا اور رستم ثانی باشکوہ و شان صاحبقرانی شہر خاقانیہ سے کوچ کرکے طرف قلعۂ رخشانیہ کے روانہ ہوے بعد طے مراحل و قطع منازل جسوقت قریب شہر رخشانیہ کے پہونچے یہ خبر سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی کو ہوئی یہ دونون بادشاہ برائے استقبال روانہ ہوے صحرا مین آکر ملاقات ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی عجب شکوہ و شان سے تشریف لاتے ہین کہ پشت پر پانچ لاکھ ساحر ہین تخت پر فرزند خاقان روشن دل ملک بلور آسمان شگاف چماق جادو و تحروق جادو و سمرداپہ جادو بعہدۂ وزارت آگے آگے مرکب پر وہ شہسوار عرصۂ دلاوری ہے سلیمان شاہ نے قدمبوسی حاصل کی اور داخلہ رستم ثانی کا قلعۂ رخشانیہ مین ہوا تین روز رستم ثانی نے یہان قیام کیا بعد اُسکے قلعۂ رخشانیہ مین اسفندیار صحرائی و سمرداپہ جادو کو چھوڑا کہ یہ حفاظت دارالانتظام ملک مین مصروف رہین اور آپ مع فوج ساحران طرف شہر نباتیہ کے روانہ ہوے جسوقت قریب شہر کے پہونچے اور خبر نبات جادو کو ہوئی نہایت مضطر ہوا کہ کیا کرون کیا نہ کرون یہ تو متردد و متفکر ہے لیکن شاہزادہ رستم ثانی جسوقت شہر سرحد نباتیہ پر پہونچے دیکھا کہ ایک دیوار مثل سد سکندری کے کھنچی ہوئی ہے کہ گذر دشوار ہے دروازہ کہین معلوم نہین ہوتا اُسیوقت حکم دیا بیلدارون کو کہ کھود ڈالو اس دیوار کو چماق جادو نے عرض کی کہ اے شہریار یہ دیوار نکھدیگی یہ دیوار طلسمی ہے شاید لوح کام دے جاے ورنہ یون توڑنا اس دیوار کا ناممکن ہے رستم ثانی نے لوح کا عکس ڈالا مطلق اثر نہوا اُسوقت غصہ مین آکر کھینچ کر کئی گرز مارے لیکن دیوار پر مطلق اثر نہوا بلور آسمان شگاف نے عرض کی کہ آج کے روز یہین بارگاہ بر پا کیجیے کل کوئی تدبیر کیجائیگی رستم ثانی نے منظور کیا اور صحراے نباتیہ مین خیمہ بر پا کیا لیکن اتنا

گذارش کرنا رہگیا تھا کہ چلتے وقت خاقان نے ایک بارگاہ اپنے فرزند کے ساتھ کر دی ہو کہ نام اس بارگاہ کا افسون حصار ہو کسی دوسرے ساحر کا سحر یہان کام نہین کر سکتا اگر کوئی ساحر چاہے کہ ہم غیر ساحر کو بھی بارگاہ کے اندر آکر گرفتار کریجائین تو ممکن نہین غرضکہ بارگاہ برپا ہوئی شب تو اُس صحرا مین بسر کی صبح کے وقت حسب اتفاق شبرنگ سیر صحرا کی کرتا ہوا طرف ایک تالاب کے جا نکلا دیکھا کہ ایک ساحر نہا رہا ہو لیکن نظر اُس ساحر کی شبرنگ پر نہ پڑی تھی شبرنگ نے رخ ہوا کا دیکھکر بیہوشی اُڑانا شروع کی یہ ساحر بیہوش ہوکر زمین پر گرا وہانسے لنڈھک کر تالاب مین گرا غرق ہوکر مرگیا بیرخاک اُڑاکر چلے گئے پانی تالاب کا باافسون اُچھلا مگر چونکہ اپنے کسی نے قتل نہین کیا تھا اسوجہ سے بیرون نے نام کسی کا نہین لیا تھا شبرنگ وہانسے بھاگ کر خدمت مین اپنے آقاے نامدار رستم ثانی کے آیا اور تمام ماجرا بیان کیا چماق جادو نے رستم ثانی سے کہا کہ اے شہریار مین نے سُنا تھا کہ حصار شہر نباتیہ ایک ساحر کیوجہ سے ہو کہ نام اُسکا تراب جادو ہو مگر حال اُسکے مسکن کا مجکو معلوم نہین اگر کوئی تراب جادو کو ذبح کرے اور سر اُسکا اس دیوار پر کھینچ مارے تو یہ دیوار ٹوٹیگی لہذا شاید یہ ساحر وہی ہو شبرنگ یہ سنتے ہی پھر روانہ ہوا اسکو عرصہ کوئی دو پہر کا گذرا ہوگا کہ لاش تراب جادو کی پھولکر اوپر آئی تھی شبرنگ نے کٹیا ڈالکر لاش اسکی تالاب سے باہر کھینچی اور سر کاٹکر خدمت رستم ثانی مین آیا رستم ثانی قریب دیوار کے آئے اور شبرنگ کو اشارہ کیا شبرنگ نے سر تراب جادو کا دیوار پر کھینچ مارا سر کا دیوار پر پڑنا تھا کہ تڑاتڑ کی صدا ہوئی تمام دیوار مین لرزہ سا پیدا ہوا اور اُڑ اُڑا کر گری رستہ کھل گیا لیکن یہ خبر نبات جادو کو پہونچی کہ تراب جادو مارا گیا اور حصار برطرف ہوا بس یہ سُنکر نبات جادو بہت گھبرایا اور تو اسے کچھ نہ بن پڑی وہانسے ہاتھ اپنے رومال سے باندھکر خدمت مین رستم ثانی کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ اگرچہ مین آپکا دوست نہین ہون لیکن اتنی مہلت مانگتا ہون کہ دختر میری نہایت علیل ہو وہ اچھی ہوئے پھر مین مقابلہ کو موجود ہون بلکہ صحت اُسکی آپکے اختیار مین ہو اگر آپ چاہین گے تو ایک ہی گھڑی مین وہ اچھی ہوجائیگی رستم ثانی نے کہا کہ اگر میرے چاہنے پر صحت اُسکی موقوف ہو تو مین چاہتا ہون کہ ابھی وہ اچھی ہوجاے کل میرے تمھارے جنگ شروع ہو نبات جادو نے کہا کہ اسکی صورت یہ ہو کہ آپ یہانسے تنہا تشریف لیچلین وہ اپنے باغ مین ہو حالت اُسکی نہایت سقیم ہو اگر آپ پانی لوح کا اُسے پلا دینگے تو اسیوقت صحت حاصل ہوجائیگی رستم ثانی نے کہا مین ابھی چلتا ہون چماق جادو و محروق جادو وغیرہ نے ساتھ چلنے کا قصد کیا نبات جادو نے کہا آپ لوگ تکلیف نہ فرمائین دختر میری پردہ دار ہو اور اس شہریار عالیوقار نے کیا پردہ طبیب سے پردہ نا ممکن ہو چماق جادو نے کہا اے شہریار دشمن کے کہنے پر آجانا خلاف عقل ہو میری راے نہین کہ حضور باغ مین اسکے تشریف لیجائین رستم ثانی نے کہا اے چماق جادو جو حافظ حقیقی یہان بچانیوالا ہو وہی وہان بھی بچائیگا نبات جادو نے کہا حضور یہ نئے مسلمان ہین یہ ابھی پورے طور سے خدا کو نہین جانتے غرضکہ ہرچند سب منع کرتے رہے رستم ثانی نے کسی کی سماعت نہ کی اور ساتھ نبات جادو کے روانہ ہوے یہان سب متردد تھے کہ خدا بخیر و عافیت اس شہریار کو واپس لائے نبات جادو ایک مکار ہو خدا اسکے فریب سے بچائے افسوس کہ شہریار اپنے عزم مین نظر انجام نہین کرتا یہان تو سب دعائین کر رہے ہین لیکن شاہزادہ رستم ثانی نبات جادو کے ہمراہ دروازہ باغ پر پہونچے نبات جادو نے کہا کہ اندر تشریف لیچلیے

آپ سے کیا یہ وہ ہی شاہزادہ رستم ثانی اندر باغ کے داخل ہوے پشت پہ سے آواز قہقہہ آئی پلٹ کر دیکھا
تو دروازہ باغ کا نظرون سے پوشیدہ ہو گیا نبات جادو سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہی نبات جادو نے عرض
کی کہ اے شہریار یہ معاملات طلسمی ہین انسے آپ آگاہ نہین ہین قاعدہ اِس باغ کا یہ ہی کہ جب آنیکا قصد کر دیجیے
دروازہ نظر آتا ہی جب داخل ہو جایے دروازہ نظرون سے پنہان ہو جاتا ہی اب جسوقت حضور مرینہ کو دیکھکر
پلٹین گے پھر دروازہ نمودار ہو جائیگا رستم ثانی خاموش ہو رہے لیکن باغ کو جو ملاحظہ فرماتے ہین تو عجب
طرح کا باغ ہی کہ ہر نخل و ثمر دنیا سے نرالا ہی کیلے کے درخت مین لوکی لگی ہوئی ہی انگور کی بیل مین سیب لٹک رہے ہین
درخت سیب مین انار کے پھل نظر آتے ہین ارنڈ کے درخت مین خربزہ لگے ہوے ہین برگد کے درخت سے
کشمش گر رہی ہی عقل انسانی کام نہین کرتی اور کچھ درخت ایسے ہین کہ جنکی صورت آجتک نہ دیکھی تھی پھل نہایت
خوشنما لیکن نئے صورت کے پھول دنیا سے نرالے جسوقت نسیم اپنے دامن مین شمیم گلہاے بوقلمون کی لاتی
ہی دماغ جان کو بساتی ہی یہ خوشبو بھی سب پھولون سے علیحدہ ہی نبات جادو نے عرض کی حضور ابھی
اِن گلون کی صورت کو ملاحظہ فرمائیے جسمین یہان کے باغبانون نے اپنی لیاقت صرف کی ہی یہ کہکر ایک
پھول گلاب کا توڑکر سنگھایا رستم ثانی کو معلوم ہوا کہ جوہی کے پھول کی خوشبو آتی ہی پھر جوہی کا پھول توڑا
اُسمین سے گلاب کی خوشبو آئی چنبیلی مین سے موتیے کی مہک موتیے سے کیوڑے کی نکہت محسوس ہوئی
رستم ثانی نہایت تعریف باغ کی کرتے ہوے سیر کنان آگے بڑھے عجب تماشا دیکھا کہ جانور بھی عجیب الخلقت
ہین کسی جگہ عندلیب سرخ بیٹھی چہچہے کر رہی ہی کہین طاؤس زرین مصروف رقص ہین کبک ہرنگ طاؤس
مصروف خرام ہین جو جانور ہی اُسی طرح کا ہی کہ صورت اور رنگ اور غرضکہ اسیطرح سیر کنان اُس مقام پر پہونچے
کہ دیکھا ایک پلنگ بچھا ہوا ہی ایک درخت سایہ دار کے نیچے ڈالیان اُس درخت کی قریب پلنگ کے جھکی
ہوئی ہین اور ایک نازنین مہ جبین آفت ہوش در در گوش مرصع پوش ایک بےچینی کی ادا سے اُسی پلنگ پر لیٹی ہوئی ہی
چہرے سے کرب ہویدا درد پیدا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نگاہ یاس سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی ہی
تکیہ پر سر دھن رہی ہی رستم ثانی اُسکی صورت دیکھکر بےچین ہو گئے اور ایک فصادہ کٹاستی پلنگ کی پٹی کے
پاس بیٹھی ہی نشتر ہاتھ مین لیے ہوے رگ دیکھ رہی ہی ایک حکیم صاحب باریش سفید و دراز قریب پلنگ کے
کرسی بچھاے بیٹھے ہین اُس نازنین نے جو رستم ثانی کو دیکھا پکاری اے شہریار مجھے بچائیے دیکھیے یہ فصادہ
ظلم کرنے پر آمادہ ہی نشتر دیکر میرا خون بہایا چاہتی ہی رستم ثانی ایسے بیخود ہو گئے تھے کہ فصادہ کو منع کیا فصادہ
ہنسی اور کہا کہ کیسا تعجب ہی کہ آپ اور ایسا کلمہ ارشاد کرتے ہین جیسا مرض ہوتا ہی ویسا ہی اُسکا علاج کیا جاتا
ہی کیا آپ یہ چاہتے ہین کہ ملکہ اِسی درد مین مبتلا رہین فرمایا اِسکے درد کی دوا ہمارے پاس ہی فصادہ نے
کہا بہتر ہی مطلب تو صحت سے ہی جس علاج سے ہو آئیے تشریف لائیے مین ہی جاتی ہون رستم ثانی آگے
بڑھے لیکن شاخین درخت کی اِسقدر جھکی ہوئی تھین کہ گردن نیچی کرکے جانا ہوا بس جیسے ہی رستم ثانی
گردن نیچی کرکے چلے ایک شاخ لوح کے ڈورے مین آکر پڑی اور بلند جو ہوتی ہی تو لوح گلے سے نکل گئی
رستم ثانی نے جو سر اُٹھاکر دیکھا تو لوح شاخ درخت مین لٹک رہی ہی ہاتھ بڑھایا کہ لوح اُتار لون شاخ
اونچی ہو گئی اب اُنھون نے جست کی ہاتھ قریب لوح پہونچا تھا کہ شاخ اور اونچی ہو گئی اِنکے اُچکنے پر اور
لوح نہ پانے پر فصادہ اور حکیم صاحب نے قہقہہ مارا کہ علاج کرنے تو آئے تھے مگر نسخہ نہین لکھدیا رستم ثانی

نے کہا یہ عجب طرح کا درخت ہی کہ شاخین خود بخود بلند ہوتی جاتی ہین اُس نازنین نے کہا کہ اچھا جو ہونا تھا وہ ہوا لوح
سے ہاتھ اُٹھائیے معلوم ہوا کہ میری تقدیر مین ابھی صحت نہین ہی خیر جو میرے مقدر کا لکھا تھا وہ ہوا اب آپ
تشریف لیجائین رستم ثانی نے دیکھا تو اب نبات جادو کا کہین پتہ نہین غصہ مین آکر کہا کہ یہ کہان چلا گیا اور
نازنین سے کہا کہ تم گھبراتی کیون ہو لوح درخت ہی پر تو ہی مین ابھی اُتارے لیتا ہون قصباوہ نے طعن سے کہا
کہ اب لوح یون تو ہاتھ نہین آتی ہان بانس لگے کا کام ہی رستم ثانی نے جوابدیا کہ بغیر بانس کے لوح نہ اُتار لین
تو جبھی سند یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچکر جھپٹ کر ایک ہاتھ تنہ درخت پر مارا اور درخت کٹکر گرا لیکن لوح کو دوسرے
درخت کی شاخ نے لیلیا اور درخت کے کٹتے ہی دڑیڑا خون کا درخت سے جاری ہوا ملکہ نے کہا غضب کیا
آپ نے کہ اپنی بھی جان لی اور میری بھی جان لی اب اِس خون سے نکلنا دشوار ہی یہ خون ناحق ہمین اور
آپکو دونون کو غرق کریگا رستم ثانی نے غصہ مین آکر اور پانچ چار تلوارین مارین جتنے ٹکڑے اُس درخت کے
ہوے اُتنے ہی پرنالے خون کے جاری ہوے یہانتک کہ آن واحد مین اِسقدر خون بہا کہ تمام باغ مین
گھٹنون گھٹنون خون ہوگیا نازنین نے کہا اب بتائیے کیا کیا جائیے رستم ثانی تو سامنے ایک چبوترہ بنا ہوا
تھا اُسپر چڑھ گئے لیکن خون کی یہ کیفیت ہی کہ جوش مارتا چلا ہی آتا ہی یہانتک کہ پلنگ ملکہ کا ڈوبنے لگا
ملکہ نے نگاہ یاس سے رستم ثانی کیطرف دیکھا کہ ہمین ڈوبتے دیکھتے ہو اور آکر نکالتے نہین رستم ثانی چبوترے
پر سے کودے بس کودنا تھا کہ دیکھا صورت اپنی نہنگ کی سی معلوم ہوتی ہی اتنے عرصہ مین کچھ خون ملکہ کے پلنگ
پر آگیا ملکہ بھی ایک ماہی سرخ کی صورت ہوکر تڑپنی قصا وہ بھی مینڈکی بنگئی حکیم صاحب ایک نگرمچھ کی صورت ہوگئے
نازنین نے غرق ہوتے وقت اتنی آواز دی کہ واہ صاحب کیا اچھا سلوک کیا کہ آپ بھی مبتلا بلا ہوے دوسرے
کو بھی آفت مین پھنسایا یہانتک تو نوبت آگئی کہ آدمی سے جانور کی صورت ہوگئے ذرا اپنی شکل وشمائل کو غور فرمایے اور
میری صورت تو پیش نظر ہی لیکایک وہ خون سر سے بلند ہوا نازنین ماہی سرخ بنی ہوئی تڑپکر غرق دریاے
خونی ہوئی حکیم صاحب بھی نگرمچھ بنے ہوے دریاے خونی مین پھرنے لگے رستم ثانی بھی بصورت نہنگ
اُسی بحر خونی مین شناوری کرنے لگے آن واحد مین تمام باغ بصورت دریاے خونی ہوکر رہگیا نہ وہ نخل
تھے نہ سبزہ زار تھا نبات جادو نے پورا پورا باغ سبز دکھا کر رستم ثانی کو گرفتار کیا لیکن بعد غرق ہونے
کے اب جو آنکھ رستم ثانی کی کھلتی ہی تو اپنے کو ایک پنجرہ تاریک مین عجب حال خراب سے دیکھا کہ ہاتھون مین
ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق ہی اپنے حال پر نہایت افسوس کیا دلمین کہتے تھے کہ اے رستم ثانی
اصل یون ہی کہ تو لائق فتاحی طلسم کے نہین تھا وہ خواب جو تجھکو ہوگیا تھا بزرگان دین نے تیرے دلولون پر ترس
کھاکر پتہ لوح کا بتادیا یہ تو وہ جانتے ہی تھے کہ انجام جو کچھ ہونا ہی کبھی اپنی نادانی پر اور رفقا کے سمجھانے پر خیال
کرکے کہتے تھے کہ اے رستم واقعی مین کتنی بڑی حماقت کی بات ہی کہ جسکو یقینی دشمن جانتے ہین اور خود بھی اپنے کو
دشمن ظاہر کررہا ہی پھر اُسکے کہے مین آگئے کچھ انجام پر نظر نہ کی یہ بھی نہ خیال ہوا کہ مبادا یہ دغا کرے اِس اِس
طرح کی باتین دل سے کرتے تھے کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ ایکبار صنم بادلہ پوش کی بدولت رہائی پائی دوسری
مرتبہ **خاقان روشن دل** کے باعث سے رہائی پائی اب یہ تیسری خطا ہی کسے پڑی ہی جو ہر مرتبہ چھڑانے آئیگا اور
کتنی بڑی غیرت کی جگہ ہی کہ چھوٹے اور گرفتار ہوے باوجودیکہ لوح پاس ہی لیکن کچھ نہین ہوسکتا یہ تو اِسی
عالت افسوس مین بیٹھے ہین لیکن نبات جادو نے بعد گرفتار کرنے رستم ثانی کے ایک نامہ اِس مضمون

کا بادشاہ طلسم کو تحریر کیا کہ ای خسرو خسروان والی شہنشاہ افسون گران دام اقبالکم حضور کے اقبال سے مین نے
طلسم کشا کو مع نوح گرفتار کیا لیکن ساتھ اُسکے پانچ لاکھ ساحرون کی فوج آئی ہی اور بادشاہ لشکر ملبو رسیر خاقان
ہی کہ ہم اُسکا مقابلہ کسیطرح نہین کر سکتے اگر طلسم کشا کو قتل کرنیکا قصد کرینگے تو وہ آکر رہا کر لیجائیگا اگر گرفتار کرکے حضور
کی خدمت مین روانہ کرتے ہین تو مبادا راہ مین کوئی اُفتاد نہ پڑے اسکا بھی خیال ہی کہ اگر طلسم کشا آپ تک پہونچ
بھی گیا تو آئین طلسم کے خلاف ہی آپ بھی اُسے قتل نہین کر سکتے قید رکھنے مین یہ خیال ہوتا ہی کہ پھر ایسا نہو کوئی
رہا کر لیجائے کیونکہ ستارہ اہل طلسم پر سخت آیا ہوا ہی زمین و آسمان سے دوست طلسم کشا کے ہمارے دشمن پیدا
ہو جاتے ہین جلسے کیسی کیسی امیدین تھین اُنسے افعال دشمنی کے ظہور مین آئے خاقان روشن دل سا شخص
شریک ہو گیا سعید سا لک ایسا مرد درویش عاقبت اندیش اُسکا شریک ہو گیا جیسا ہمین حکم ہو ویسا عمل مین
لایا جائے جسوقت مضمون عرضی تمام ہو الملفوف کر کے ایک ساحر کے ہاتھ خدمت مین صندلان شاہ کے روانہ کیا
لیکن اب چند کلمے داستان صندلان شاہ کے بیان ہوتے ہین پہونچنا لاش سیلان خونریز
کا غصہ کرنا بادشاہ کا لیکن ستارے نحس دیکھکر تامل کرنا اُسکے بعد عرضی پہونچنا نبات جادو کی
راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ صندلان شاہ دربار مین بیٹھا ہوا ہی معلم کتا مدار
حاضر ہی ابلیس خود پسند سپہ سالار بھی موجود ہی اور دیگر ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہی ذکر خاقان کی
بے اعتنائی کا ہو رہا ہی صندلان شاہ کہتا ہی کہ مجھے خاقان سے یہ امید نتھی کہ ہمارے دشمن کا شریک
ہوکر ہمارے لہو کا پیاسا ہو جائیگا دیکھیے مین نے نامہ سیلان خونریز کے ہاتھ بھیجا ہی اُسکا کیا جواب آتا ہی پھر
ابلیس خود پسند نے کہا کہ حضور اگر اُنکو آپکی دوستی کا خیال ہوتا تو وہ طلسم کشا کے شریک کیون ہوتے نامہ
بھی آپ نے فضول بھیجا اگر میری موجودگی مین یہ نامہ لکھا جاتا تو مین ہرگز رائے نہ دیتا کہ آپ نامہ بھیجیے بلکہ
عوض نامہ کے پیغام جنگ بھیجنا مناسب تھا بلکہ لشکر کشی کر دینا بہتر تھا کہ خاقان کو بھی معلوم ہوتا کہ بغاوت
کا یہ پھل ہوتا ہی مجھے تو امید نہین کہ سیلان خونریز وہانسے زندہ بھی واپس آئے کیونکہ خاقان کو آپکا پاس
دوستی اب نہین ہی اور سیلان خونریز نمک حلال ہی وہ بھی کسیطرح دب کے نہین رہیگا پھر سیلان کی لیاقت
نہین ہی کہ خاقان روشن دل سے مقابلہ کر سکے اگرچہ خاقان روشن دل ملک و مال مین آپ سے
بہت کم ہی مگر کمال افسونگری مین وہ آپ سے ہمسری کا دعوی رکھتا ہی ہنوز یہی باتین تھین کہ آسمان پر سے
ابر خونی نمودار ہوا گویا بادل لہو کے اشک روتا چلا آتا تھا ابلیس خود پسند نے کہا کہ یا دش بخیر فوج سیلان
خونریز کی آپہونچی لیکن اِس ابر سے اُداسی برس رہی ہی خداوند تمثال آئینہ روضہ خیرستان مین ایک و دا ابر
پہنچا ہوا اور آواز ماتم اُس ابر سے آئی دیکھا کہ ترسول پنج سول سرخ ہو رہے ہین پروا اپنا سر پیٹ رہے ہین
سنکھ نالے کر رہا ہی ساحر ارتھی اُٹھائے ہوے سر پیٹتے چلے آتے ہین قریب پہونچکر ارتھی سامنے صندلان
شاہ کے رکھدی صندلان شاہ نے کہا یہ کیا ہوا اُنھون نے عرض کی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ظہور
مین آیا اور تمام ماجرا پوست کندہ بیان کیا کہ سیلان خونریز نے یہ نمک حلالی کی یون گفتگو کی آخر کار ہاتھ سے
طلسم کشا کے مارا گیا ہم سب لاش اپنے مالک کی لیکر بھاگے صندلان شاہ نے ہاتھ زانو پہ مارا اور کہا
ای ابلیس تم سچ کہتے تھے اِس سے مین نامہ نہ بھیجتا تو بہتر تھا خیر لاش اسکی خدمت مین خداوند کے
روانہ کر دو کہ اِسنے بڑی خیر خواہی و جانفشانی کی ہی لہذا خداوند اِسے پھر زندہ کر دین یہ سنکر ساحر تور دیے

چلتے اُس اتھی کو اُٹھا کر طرف شہر تمثالیہ کے بخدمت تمثال آئینہ رو روانہ ہوے لیکن صندلان شاہ نے
غصہ مین آکر کہا کہ مین خود مع فوج جاتا ہون اب طلسم کشا سے پہلے قتل کرنا خاقان کا مجھپر واجب ہوا معلم
کتا بدار نے اپنے علم سے دریافت کرکے کہا کہ اے شہریار آپکو اپنے فعل کا اختیار ہے ہم منع نہین کر سکتے لیکن بالفعل
ستارہ نحس ہے آپ ہرگز طلسم صندل کے باہر قدم رکھنے کا قصد نہ فرمائین آجکل زمین و آسمان دشمن ہو رہا
ہے اور ہمنے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا سال بھر پیشتر سے خبر دیدی تھی کہ آیندہ سال طلسم پر نہایت سخت ہے وہی
سب آثار ظاہر ہو رہے ہین ایسا کچھ معلم کتابدار نہین صندلان شاہ کو ایسا خوف دلایا کہ پھر
صندلان شاہ نے سکوت اختیار کیا لیکن بموجب مثل کہ یار کا غصہ بجھتار پر اُسیوقت حکم دیا کہ چماق جادو
کی کل فوج اور اہل و عیال کو اُسکے طلسم صندل سے نکالدو کہ یہ نمکحرام یہانسے اپنی دختر کی گرفتاری کیواسطے
گیا تھا وہان جاکر یہ بھی طلسم کشا کا شریک ہو گیا سارے فتنہ و فساد اسی کی ذات سے برپا ہوے اگر
اُسکی دختر طلسم کشا کو نہ رہا کر دیتی تو اتنک مدت کا طلسم کشا قتل ہو گیا تھا بیٹی اسنے یہ حرکت کی خود بھی جاکر
دشمن سے ملگیا ہمسے باغی ہو گیا اور عیال جو اسکے ہین ایسا نہو کسیوقت اُنسے بھی دغا پہونچے بموجب شعر عاقبت
گرگ زادہ گرگ شود ✤ گرچہ با آدمی بزرگ شود ✤ یہ خبر قبل حکم سلطانی پہونچنے کے ملکہ عالم افروز جادو زوجہ
چماق جادو کو پہونچی اسنے اُسیوقت تیاری سفر کی اور اپنا مال و اسباب فوج و سپاہ ہمراہ لی ایک فرزند
اسکا نہایت کمسن ہے سات برس کا سن ہوگا اُسے بھی ساتھ لیکر کوچ کرکے طلسم صندل سے جانب صحرا
نباتیہ روانہ ہوئی خبر بادشاہ کو ہوئی کہ ملکہ عالم افروز جادو مع اپنے پسر و فوج کے طلسم سے نکل گئی
بادشاہ نے کہا اگر وہ خود نہ جاتی تو مین نکلوا دیتا ایسون کا چلا جانا ہی بہتر ہے خس کم جہان پاک بعد کچھ روز
کے نامہ نبات جادو کا پہونچا بادشاہ نے نامہ پڑھا تحریر تھا کہ اے شہنشاہ مین نے آپکے اقبال سے طلسم کشا
کو اسیر کر لیا آیندہ جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے بادشاہ نامہ دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اُسیوقت احمر جادو
کو دو لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور نبات جادو کے شریک ہو اور ایک نامہ اس
مضمون کا لکھوا کر دیا کہ اے نبات جادو ہم تمسے نہایت خوش ہوے کہ تمنے حق نمک ادا کیا خیرخواہان
دولت کو ایسا ہی کرنا چاہیے کہ جیسا تمنے کیا مگر تمھین لائق و لازم یہ ہے کہ لوح کو اسطرح پوشیدہ رکھو کہ حال
لوح کا کسی پر ظاہر ہونے پائے اور رستم ثانی کو قتل کر ڈالو سر اُسکا شہر نباتیہ مین دروازۂ شہر پناہ پر
آویزان کر دو تاکہ دیکھنے والون کو عبرت ہو اور دلمین ڈرین کہ بادشاہون پر خروج کرنیکا یہ انجام ہوتا ہے
اور دو ساحر ونکو تمھاری مدد کیواسطے روانہ کیا جاتا ہے لیکن حسب اتفاق جسوقت یہ نامہ نبات جادو کا آیا
ہے اور حال گرفتاری طلسم کشا کی خبر منتشر ہوئی ہے بادشاہ نے جشن خوشی کا حکم دیا ہے اندر محل کے بھی یہ خبر پہونچی
تو ملکہ نوبہار گوہرپوش نے ماہ نازآفرین اپنی جلیس خاص سے کہا کہ جاکر ذرا خبر تو لا شاید کچھ حال ملکہ
صنم بادلہ پوش کا بھی تحریر ہو ماہ نازآفرین دروازۂ مجلسرا پر کھڑی ہوئی سب سُن رہی تھی تمام
ماجرا آکر ملکہ نوبہار گوہرپوش سے بیان کیا نوبہار گوہرپوش نے کہا افسوس صد افسوس صنم بادلہ پوش
ایسی عورت جسکو مرد کے نام سے کراہت جائے عبرت ہے کہ یا تو باپ شادی کرنے کا ذکر کرتا تھا تو پہر دن
بیٹھکر روتی تھی یا ایسی طبیعت بے قابو ہو گئی کہ یار کی محبت مین گھر بار چھوڑا ہم سب سے منھ موڑا سچ ہے
کہ عورت کی ناک نہو تو گو کھائے یہ سنتا تھا کہ ماہ نازآفرین نے ہنسکر جواب دیا کہ ملکہ ایسی بات مین

دوسرے کو نام نہ رکھنا چاہیے جو اپنے مین موجود ہو نوبہار گوہر پوش نے کہا مجھ مین کیا بات ہی جو تو کہتی ہی
ماہ ناز آفرین نے کہا وہ زمانہ آپ کو یاد ہی جب لشکر خداپرستان کی جرأت و شجاعت کا ذکر اس طلسم مین آیا ہی
اور آپ کے والد ماجد کو دیکھنے کا اُن لوگون کے اشتیاق ہوا ہی اور تصویرین خداپرستون کی مصورون کو بھیجکر
منگائی ہین مصور تصویرین کثرت سے کھینچ لائے تھے ایک ایک شخص کی دو دو تین تین سو تصویر سے کم نتھی اور تمام
طلسم مین وہ تصویرین بکین تھین تو آپ نے بھی ایک تصویر اپنے باپ سے یہ کہکر مانگ لی تھی کہ یہ تصویر کس شخص کی
ہی کہ نہایت سرکشی اس سے ظاہر ہوتی ہی لہذا اگر مجکو عنایت ہو تو مین سو کوڑے روز درخت مین لٹکا کر مارا کرون
لیکن جسوقت آپ اُس تصویر کو لائین تو بالعوض کوڑے مارنے کے اپنے گلے سے لگائی سر پر رکھی اکثر تنہائی مین آپ
اُس تصویر سے باتین کیا کرتی تھین جو مین نے بھی چھپ کر سنی ہین کبھی یہ کہنا شعر کہتا ہون بوسے نے کہین
تصویر یار کے ✤ کچھ بول اُٹھ تجھے بھی اگر ناگوار ہو ✤ کبھی یہ کہنا کہ شعر مین ہون مشتاق سخن اور اُسمین
گویائی نہین ✤ اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین ✤ مگر کیا کرین کہ یہی کھچائی تصویر ہاتھ لگ گئی گاہ
بحیرت یہ کہنا کہ ای تصویر وہ دن بھی کبھی ہوگا کہ صاحب تیرا مجھ سے آکر ملیگا غنچۂ خاطر کھلے گا یہ باتین جو ماہ ناز آفرین
نے کہین نوبہار گوہر پوش جھینپ گئی گردن نیچی کر لی اور کہا سچ ہی ای ماہ ناز آفرین لیکن مین نے کیسا
آتش عشق کو فرو رکھا کہ سوا تیرے کسی نے نہین جانا رسوائی سے بچی رہی ماہ ناز آفرین نے جواب دیا
کہ رسوائی تو اُسوقت ہوتی ہی جب انسان اپنے مطلوب و محبوب سے ملتا ہی جب آپکو اُنکی خبر تک نہین ملتی
تو رسوائی کیونکر ہوسکتی ہی ای ملکہ اگر بدیع الملک مثل رستم ثانی کے داخل طلسم ہو جاتے اور رسائی
آپکی اُن تک ممکن ہوتی اور آپ نہ ملتین تو ہم جانتے کہ بیشک ضبط سے کام لیا یہ سنکر آتش عشق اور بھڑکی
اور ساتھ ہی دل مین خیال آیا کہ ای نوبہار اگر کسی وقت سامنا تیرا اور بدیع الملک کا ہو گیا اور اُنھون
نے تجھ سے شکایت کی کہ تمھاری موجودگی مین بھتیجا ہمارا قتل ہو گیا اور تمنے بچانے کی کوشش نہ کی تو مین کیا
جواب دونگی ماہ ناز آفرین سے کہا کہ للہ باواجان کی خدمت مین ایک عرضی میری طرف سے پیش کرو
اس مضمون کی کہ میرا جی چاہتا ہی کہ مین بھی شہر نباتیہ کی سیر کو جاؤن اور قتل طلسم کشا کا تماشہ دیکھون کہ بہت
بڑی خوشی کی بات ہی دوسرے اسوقت تک تو خداوند نے ہر قسم کے گناہ سے بچایا ہی اور یہ کام ثواب
کا ہی لہذا یہ ثواب کیون چھوڑون مین بھی قتل طلسم کشا مین شریک ہون ماہ ناز آفرین نے حسب
ارشاد ملکہ عرضی اس مضمون کی لکھکر خدمت مین ملک صندلان شاہ کے پیش کی اور زبانی بھی بیان کیا
صندلان شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اور تین لاکھ ساحران غدار کو براے محافظت ملکہ معین کیا ملکہ یہ
خبر سنکر اُسی وقت تیاری سفر کی کر کے محافہ مین بیٹھکر ہمراہ اخضر جادو و احمر جادو کے طرف شہر نباتیہ کے
روانہ ہوتی ہی دیکھیے کہ کب پہونچتی ہی

لیکن اب چند کلمے داستان نصرت نشان شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ انھین دنرات سوا سر ٹپکنے کے کیا مشغلہ تھا کبھی اپنی بیکسی و بے بسی پر رو رفتا کبھی یہ درد گار رعالم سے یہ دعا
کرنا کہ بار الہا صمد قدا اپنی وحدانیت کا کریا تو مجھے اس قید سے نجات دے اور یا موت میری آگئی ہی تو تلوار
کی موت عنایت کر اس زندان تاریک مین مرنا مجھے پسند نہین اگر اب بھی ہاتھ پاؤن چلتے ہون تلوار کا
قبضہ ہاتھ مین ہو کہنیون سے خون جاری ہو تو مرنے کا لطف ہی کبھی صنم بادلہ پوش کو یاد کرتے تھے

که افسوس وه یار جانی وہان پھڑک رہی ہوگی میری گرفتاری کی خبر نادان دوستون نے اُس تک بھی ضرور
پہونچادی ہوگی ایسا نہو کر وہ صدمے مین آپ کو ہلاک کرے لیکن بعد گرفتار کرنے شہزادہ رستم ثانی
کے نبات جادو نے سامنے لشکر اسلام کے اپنا لشکر اُتارا خیمہ برپا کیا اور پاس بلور آسمان شگاف
کے کہلا بھیجا تم لوگ جسکے بوتے پر بادشاہ طلسم سے مقابلہ کرنے چلے تھے وہ اسیر ہوگیا لوح بھی چھن گئی
اب اگر جان سے اپنی عاجز ہو تو مقابلہ کرو ورنہ یہانسے چلے جاؤ جواب اِسکا بلور آسمان شگاف نے
جنگ کہلا بھیجا نبات جادو نے طبل جنگ کا حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی خبر لشکر
اسلام مین ہوئی کہ کفار بدکردار نے کوس حربی بجوایا ہے یہان بھی طبل بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے
لگی ساحر اپنے اپنے سحر جگانے لگے جابجا انگیاریان روشن ہوئین آواز یا سامری یا جمشید بلند ہوئی عجب طرح
کا ہنگامہ برپا تھا سنکھ پھنک رہے تھے ڈیرو بج رہے تھے کہ ناگہان بزم ثوابت وسیارگان مین برہمی پیدا ہوئی
افسون سازی گردش فلکی سے رنگ عالم مبدل ہوا ظلمت شب کافور ہوئی آمد آفتاب عالمتاب سے تمام
دنیا پر نور ہوئی نبات جادو مع لشکر ساحران میدان مین آیا تین لاکھ ساحرون کی جمعیت اِسکے بھی ساتھ
ہر ایک ایک اپنے کو سامری وقت جمشید عصر کہتا ہوا اُدھر بلور آسمان شگاف مع فوج افسون گران
صف آرائے میدان کارزار ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف جدال وقتال اژدر جادو سپہ سالار نبات
جادو میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر بلور آسمان شگاف سے محروق جادو نے اپنے سرخاب التقین
کو نکالا سامنے تخت بادشاہ کے آیا اجازت حرب چاہی فرمایا جاؤ امانت پروردگار مین دیا ہے
محروق نے سلام کیا بار دگر پشت سرخاب پر بیٹھکر میدان مین آیا اژدر جادو ہنسا اور کہا ای محروق
یہ جرأت ہوئی تیری کہ ساحران طلسم صندل سے مقابلہ کو نکلا خبردار و ہوشیار رہ یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا
یہ کہکر گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور اسم پڑھکر اژدر جادو نے وار کیا محروق جادو نے سپر سحر اُٹھائی
گولہ سپر پر رُک تو گیا لیکن اب جو گولہ پھٹتا ہے اندر سے گولے کے چار شعلے نکلے اور چارون طرف سے محروق
کو گھیر لیا محروق سحر بھول گیا اژدر جادو نے آواز دی کہ بس اسی منہ پر مقابلے کو نکلا تھا غرضکہ قریب آکر
مشکین محروق جادو کی کمند سحر سے باندھکر میدان سے پھرا قید محروق کی ساحرون کے سپرد کی
خود میدان مین آیا اور آواز دی کہ دیکھا تمنے کیونکر اسیر کیا مین نے محروق کو پھر سمجھاتا ہون کہ آؤ اور
اطاعت بادشاہ طلسم صندل کی اختیار کرو ورنہ سب کو اسی طرح گرفتار کرلیجاؤنگا اور اب طلسم کشا کے
چھوٹنے کی امید اُٹھا دو یہ سننا تھا کہ ببران جادو رفیق بلور آسمان شگاف بادشاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ کیا بکتا ہے اژدر جادو نے وہی گولہ فولادی مارا ببران جادو نے
کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ گولہ آتے آتے پھٹا اور شعلے مانند چراغ سحری کے بھڑک کر گل ہوگئے ببران
نے آواز دی کہ بس اسی سحر پر پھولا ہوا تھا سحر اسکا نام ہے یہ کہکر ایک ٹکڑا نیلے سوت کا جھولی سے نکالا کچھ
اسم سحر پڑھکر دم کیا اور اژدر جادو کی طرف پھینکا وہ ڈورا رسی بنکر چلا ہر چند اژدر جادو نے سحر پڑھے
دستکین دین مگر کچھ نہو سکا رسن جاکر بازوؤن مین لپٹ گئی ببران نے اُنگلی سے اشارہ کیا اژدر جادو
کھینچتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا گیا کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان سے پھرے نبات
جادو پریشان ہوکر کیا کرون کیا نہ کرون اگر طلسم کشا کو قتل کیے ڈالتا ہون تو یہ سب جانین دینگے اور

عجب نہین ہو کہ اور کمک ملک خاقانیہ سے آجائے ہمارے بادشاہ نے ابھی تک کسیکو براے مدد روانہ نہین کیا
اور اگر نہین قتل کرتا ہون تو بھی قباحت ہو یہ روز کی جنگ مین کہانتک کرسکتا ہون مبادا کسی روز شکست ہوئی
اور طلسم کشا چھوٹ گیا تو پھر آفتین برپا کریگا یہ اسی تردد مین ہو لیکن آج نبات جادو نے خود طبل نہین بجوایا کہ اگر
اہل اسلام کوس حربی بجوائینگے تو دیکھا جائیگا اور جبتک کمک آئے یون ہی ایام گذاری کرنا یہ خیال کرکے نبات
جادو نے سکوت اختیار کیا ہو وہان اہل اسلام منتظر ہین کہ لشکر کفار مین طبل بجے تو ہم بھی طبل جنگ بجوائین جب
پہر رات گئی اور طبل جنگی نہ بجا چماق جادو نے کہا کہ اگر نبات جادو نے طبل نہین بجوایا ہو تو ہم اب کیون نہ
نقارۂ رزمی بجوادین بلور آسمان شگاف نے کہا ای چماق جادو صرف خیال یہ ہو کہ اُس شہریار عالیوقار
کے خلاف مزاج ہوگا جسوقت وہ سنے گا کہ پہلے طبل ہمارے لشکر مین بجا ہو نہایت اُسکی ناخوشی ہوگی کیونکہ جسوقت
اُسنے مجھے بادشاہ لشکر کیا ہو تو چند قاعدے تعلیم کردیے تھے منجملہ اُسکے یہ بھی تھا کہ خود نقارۂ رزمی پہلے نہ بجوانا
نہ حریف پر پیشدستی کرنا اور ای چماق جادو اگر یون لڑو گے بھی تو کیا نتیجہ ہوگا جسوقت وہ لوگ شکست کھائینگے
طلسم کشا پر غصہ اُتارینگے اُسکے دشمنون کو ہلاک کرینگے اِس سے بہتر یہ ہو کہ سکوت اختیار کرو دیکھو خدا کیا دکھاتا
ہی ہنوز یہی باتین تھین کہ ایک پرچہ سقف بارگاہ سے بلور آسمان شگاف کی گود مین گرا اسمین تحریر تھا کہ
ای فرزند تم خاموشی اختیار کرو جنگ کی ابتدا نہ کرنا ہان اگر حریف مُنھ چڑھے تو جواب دینا خود پیشدستی نہ کرنا عجب
طرح کا ستارہ آیا ہوا ہو کہ جو ابتدا کریگا وہ شکست اُٹھائیگا بعد چند روز کے خدا چاہیگا تو وہ شہریار عالیوقار یعنی
رستم ثانی نامدار مدد غیبی سے چھوٹ جائیگا دشمنون مین سے دوست پیدا ہوجائینگے راقم خاقان روشن دل
بلور نے نامہ آنکھون سے لگایا مضمون اہل دربار کو سنایا سب مطمئن ہوکر بیٹھے رات باستراحت بسر کی صبح کو اُٹھکر
ہاتھ مُنھ دھوکر بادشاہ لشکر اسلام یعنی ملک بلور آسمان شگاف تخت شاہی پر متمکن ہوا گرد و پیش ساحران
نامی و گرامی جمع ہوے کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی آئی اور بیان کیا کہ آمد فوج ساحران کی علامت معلوم ہوتی
ہو اور رخ اِسیطرف کا ہو سب بارگاہ سے نکلے اپنی فوج کو بھی تیاری کا حکم دیا خیال ہوا کہ مبادا فوج دشمن ہو
یا دوست اور دوست تو کہان سوا دشمنون کے دیکھا کہ جانب صحرا سے ابر سفید مائل بہ سبزی جابجا اُس ابر مین
رنگ شفق کا جلوہ گرگرجنے کی صدا بجلیون کی چمک ہوتی اُس ابر سے برستے ہوے آتے آتے قریب پہونچکر وہ ابر
شق ہوا دیکھا کہ ایک زن جمیلہ طاؤس سحر پر سوار ہلکا پیازی رنگ کا لباس جوڑا کج بندھا ہوا پہلو مین ایک
لڑکا مانند ستارے کے چہرہ چمکتا ہوا بدبد سحر پر سوار چماق جادو نے کہا یہ زوجہ ہو اُس شخص کی معلوم ہوتا ہے کہ
میری محبت مین سکونت طلسم صندل کو اِسنے بھی ترک کیا بلور آسمان شگاف نے افسران فوج کو براے
استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور ملکہ عالم افروز جادو کو استقبال کرکے لائے بلور نے بڑی حرمت کی
کیونکہ یہ وزیر طلسم صندل کی زوجہ ہو ملکہ بارگاہ مین تشریف لائین یہ لشکر بھی لشکر بلور سے ملحق ہوا اب دس لاکھ
ساحرون کی جمعیت ہوگئی لیکن چماق جادو نے حال پوچھا عالم افروز جادو نے سب ماجرا بیان کیا
کہ یون بادشاہ کا عتاب ہوا لوگ میرے نکالنے کو ہنوز چلنے بھی نہین پائے تھے کہ مین خود کوچ کرکے چلی آئی ہون
چماق جادو نے کہا تمنے بہت خوب کیا جو چلی آئین اور لڑکے کو اپنی گود مین لیکر پیار کیا گلے سے لگایا اور کہا
بیٹا تمنے تو اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی تم بھی اب اپنا بادشاہ طلسم کشا کو سمجھو بادشاہ طلسم صندل کو دشمن
جانو خورشید جادو نے کہا کہ اگر فرمائیے تو ابھی سحر کرکے صندلان شاہ کو پکڑ لاؤن یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا

چماق جادو ہنسنے لگا اور کہا اے فرزند اُس کام کی جرأت کرنا چاہیے جو اپنے سے ہوسکے بھلا تمھارا سحر کہیں
بادشاہ طلسم کے سحر پر غالب آسکتا ہے لیکن اِسکے ولولے پر بہت خوش ہوا اور شاہزادہ رستم ثانی کو یاد کیا
کہ اگر اِسکی جرأت وہ شہریار دیکھتا تو اِس سے بہت خوش ہوتا یہ لڑکا اُنکی طبیعت کے موافق ہے چماق جادو
نے کہا دختر تمھاری ملکہ سر دابہ جادو قلعۂ رخشانیہ مین ہے تمھارا جی چاہے اُسکے پاس چلی جاؤ اور اگر زیارت
طلسم کشا کی کرنا ہو تو یہین رہو بالفعل وہ شہریار اسیر ہے عالم افروز جادو نے کہا کہ جبتک یہ دولت گھر بار
ملک ومال چھوٹا اُسے دیکھنے سے بھی گئی اول تو مین یہ کہتی ہون کہ اگر تم اجازت دو تو آج طلسم کشا کو چھڑا لاؤن
تمام شہر نباتیہ کو اُلٹ پلٹ کر دون بگڑوے نبات جادو کی بھی یہ حقیقت ہے کہ وہ ہمسے مقابلہ کریگا پھر
چماق جادو نے کہا ابھی مناسب نہین ہے سوا اِسکے وہ شہریار عالیوقار ناراض ہوگا اُسکا آئین یہ نہین ہے کہ دشمن
پر بیندستی کرو عالم افروز جادو خاموش ہو رہی لیکن جسوقت یہ خبر نبات جادو کو پہونچی کہ زوجۂ چماق
ملکہ عالم افروز آکر شریک لشکر طلسم کشا ہوئی ہے تھرتھرانے لگا اور کہا کہ ہمارے بادشاہ کے اطمینان کو دیکھو کہ
اِسوقت تک کمک نہ روانہ کی اگر یہ لوگ یکایک آپڑے تو کیا ہوسکتا ہے طلسم کشا کو چھین لیجائینگے نبات جادو
پریشان ہو رہا تھا کہ یکایک جانب آسمان سے دو ابر نمودار ہوے ایک ابر سرخ رنگ دوسرا ابر سبز رنگ اور
جانب صحراسے زیر ابر تتق گرد بلند ہوا آواز یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئی نبات جادو مع افسران لشکر برائے
استقبال آگے بڑھا راہ مین خبر پائی کہ خود ملکہ نوبہار گوہر پوش برائے تماشائے قتل طلسم کشا تشریف لاتی
ہین اور اخضر جادو واحمر جادو ایک ایک لاکھ ساحر غدار کی جمعیت سے آتے ہین نبات جادو گیا اور ملکہ
کو استقبال کرکے لایا باغ مین اُتارا زوجہ ودختر نبات جادو کی باغ باغ ہوگئین مثل کنیزون کے خدمتگذاری
ملکہ مین موجود تھین کہتی تھین کہ یہ بھی خداوند کی مہربانی ہے کہ بادشاہ طلسم صندل کی دختر اور ہمارے یہان
آئے لیکن نبات جادو اخضر جادو اور احمر جادو کو استقبال کرکے شہر مین لایا سامان دعوت وضیافت
مہیا کیا اخضر جادو نے نامہ بادشاہ کا دیا نبات جادو نے نامہ آنکھون سے لگایا اور پڑھا تحریر تھا کہ اے
خیر خواہ دولت واقبال بڑا کام کیا تمنے لیکن اب تمکو لازم ہے کہ اپنے امکان بھر طلسم کشا کو ایک آن زندہ نہ رکھو
وہین قتل کر ڈالو اور لوح طلسمی سے بہت ہوشیار رہنا اخضر جادو اور احمر جادو کو تمھاری کمک کیواسطے
روانہ کیا جاتا ہے نبات جادو نامہ پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اُسیوقت حکم دیا کہ چارجی چارچ دے کہ آج ہی کے
روز طلسم کشا قتل کیا جائیگا جسکو تماشا قتل طلسم کشا کا دیکھنا ہو وہ آئے اور چشم عبرت واکرے اُسیوقت
چارجی نے چارچ دیا خبر لشکر اسلام مین ہوئی بلور آسمان شگاف نے ایک نامہ خدمت مین
خاقان روشن دل کے روانہ کیا کہ فلان روز اُس شہریار کے قتل کا معین ہوا ہے دو ساحر صندلان شاہ
کیطرف سے برلیے مدد آئے ہین اور یقین ہے کہ اور کمک آئے لہذا مجکو کیا ارشاد ہوتا ہے ایک ساحر یہ نامہ لیکر
خدمت مین شہنشاہ خاقان روشن دل کے روانہ ہوا جسوقت دربار خاقان مین پہونچا نامہ پیش کیا
خاقان نے جواب نامہ تحریر کیا کہ اے فرزند جو روز قتل معین ہوا ہے اُسی روز تم بھی تیاری کرکے لشکر پر گرنا امید
ہے کہ طلسم کشا رہائی پائے اور مین بھی خیال رکھونگا اگر وقت سخت پڑیگا تو کسیکو برائے کمک روانہ کرونگا ایلچی
جواب نامہ لیکر خدمت مین بلور کے آیا بلور نے سکوت کیا منتظر وقت ہوکر بیٹھا لیکن ملکہ عالم افروز جادو
نے کہا کہ اے بادشاہ اگر مجھے حکم ہو جائے تو دکھا دون تماشا ابھی جاکر طلسم کشا کو لے آؤن یہ دونون مونڈھی کاٹے کا

جو آے ہین تو کیا کر سکتے ہین مگر ہان خیال اتنا ہوتا ہی کہ مبادا رستے مین کسی نے روکا اور مقابلے کی ٹھہری
اتنے عرصے مین کفار نے اُس شہریار کو قتل کر ڈالا اور ہار نیچے سنوار ہو لی تو کیا بلور آسمان شگاف نے
کہا کہ اب جو کچھ ہوگا ایک ہی روز ہو جائیگا جو روز قتل طلسم کُشا کا معین ہوا ہی روز سہ شنبہ جلاد فلک کا دن
ہی ہمین یقین ہی کہ خوب تلوار برسیگی اچھی طرح خونریزی ہوگی یہ سب تو منتظر وقت ہو کر بیٹھتے ہین لیکن شبرنگ
بن ثمر و اپنے آقاے نامدار کے لیے بیتاب و بیقرار پھرتا تھا کبھی گھسیارے کی صورت بنکر شہر ضیا تیہ مین داخل
ہو لہر چہار طرف تلاش کی مگر پتہ زندان کا نہ ملا واپس چلا آیا کبھی مسافر بنکر کبھی سوداگر بنکر صد ہا بھیس بدل ڈالے
خاک شہر ضیا تیہ کی چھان ڈالی مگر کہین پتہ شاہزادۂ رستم ثانی کا نہ پایا ایک روز جانب صحرا نکل گیا زیر درخت
بیٹھا اور فلک کو دیکھکر رونے لگا کہ اے چرخ کج مدار و اے گردون غدار تو عجب طرح کا تفرقہ پرداز ہی کہ تجھے ملاتے اور
چھڑاتے کچھ دیر بھی نہین لگتی ہی کس مدت کے بعد تو اپنے آقا سے ملے تھے لیکن تو نہ دیکھ سکا اتنی جلد اُس شہریار
عالیوقار سے جدا کر دیا یہ اسی خیال مین تھا کہ دیکھا اسنے سامنے سے ایک خواجہ سرا ایک آدمی پر آہو تیر خوردہ
لدوائے ہوے لالو لالو پکارتا چلا آتا ہی لالو کا کہین پتہ نہین ہر بار غصہ ہو کر کہتا ہی کہ کمبخت کہان مر گیا
حقہ بھرنے گیا تھا ابتک نہین واپس آیا مین نے اِس شکار کے پیچھے آج صبح سے حقہ نہین پیا پیٹ مین نفخ ہو گیا
ہی ہلکا ہلکا درد ہوتا ہی عرق مین غرق ہانپتے ہوے چلتے ہین تو ندتحمل کرتی ہوئی یہ خواجہ سرا ملکہ نوبہار
گوہر پوش کے ساتھ آیا ہی میان تراب اسکا نام ہی آج صبح کو اُنکا جی گھبرایا تھا تو براے شکار گئے
تھے آہو صید کرکے پھرے لیکن بر دضعیف ہین پست ہو گئے شبرنگ نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری چہرے
پر ملکر صورت اپنی ایک ساقی بچے کی بنائی سامنے جھیل تھی اُس سے حقہ تازہ کیا چلم بھری وہین سے دوڑکر
سامنے میان تراب کے آیا حقہ پیش کیا اور کہا کہ غلام کو آپ نے کیون نہ یاد فرمایا مین تو اسی صحرا مین رہتا
ہون جو رئیس امیر برائے صید و شکار ادھر نکل آتا ہی اُسکی خدمت کرتا ہون میان تراب نے حقہ پینا شروع
کیا تین چار دم لگائے ہونگے کہ یہ معلوم ہونے لگا تمام صحرا چکر مار رہا ہی پانون زمین سے اونچے ہوے جاتے
ہین میان تراب نے کہا یہ کیسا حقہ تو نے پلایا کہ سر گھومنے لگا ساقی بچے نے کہا حضور مسافت راہ طی کیے ہوے
آئے تھے حقہ کھینچ کر پی لیا اسوجہ سے سر گھومنے لگا ہوگا ذرا ٹہلیے کہ ہوا لگے میان تراب کو چھینک آئی
بیہوش ہوکر گر گئے وہ آدمی جو آہو کو لادے ہوے ساتھ تھا کچھ دھوان اُسکے بھی ناک مین گیا تھا وہ بھی
بیہوش ہوا شبرنگ نے جلدی سے میان تراب کو تو دور لیجا کر ایک پتھر کے نیچے دبا دیا اور آپ صورت
میان تراب کی بنکر پھر وہین آیا اُس آدمی کو ہوشیار کیا اتنے مین اور لوگ میان تراب کے جو انھین
ڈھونڈھتے ہوے پہونچے کہا میان آپنے بہت دیر کی ملکہ پریشان ہو رہی ہونگی غیر کے گھر مین مہمان ہین
اگرچہ وہ بھی سب ملازم ہین لیکن آپکی گو دیون کی کھلائی ہوئی ہین ہر طرح کی بے تکلفی و بیحجابی آپ سے حاصل ہی
میان تراب نے کہا کہ کباب اِس آہو کے ملکہ کیواسطے لگا لون تو لیکر چلون خالی ہاتھ کیا جاؤن اگر وہ
پوچھین گے کہ اتنی دیر کہان گذاری تو کیا جواب دونگا لوگون نے کہا آپکو اختیار ہی غرضکہ میان تراب
نے آہو کے کباب لگائے اور کباب اپنے ہمراہ لیکر طرف باغ فرحت افزا کے کہ جہان ملکہ نوبہار گوہر پوش
مقیم تھی گئے جسوقت داخل باغ ہوے اور نظر ملکہ نوبہار پر پڑی ہوش اُڑ گئے کہ ایسی صورتین بھی خدا نے
پیدا کی ہین لیکن نوبہار گوہر پوش نے جو میان تراب کو دیکھا پوچھا کہ آپ کہان گئے تھے جواب دیا کہ بابا

تمہارے واسطے شکار کرنے گیا تھا نہایت پریشان رہا آخر ایک آہو صید کیا یہ کباب لایا ہون ملکہ نے کہا کہ تم
یہان تنہا گھبرا رہے تھے ایک ماہ ناز آفرین ہی تو وہ بھی عورت مین بھی عورت اگرچہ کوئی خوف کا مقام نہین
ہی تاہم نئی جگہہ ہی جی گھبرا اُٹھتا ہی میان تراب نے کہا اچھا بابا خطا میری معاف کرو اب کہین نہ جاؤنگا جسوقت
قریب پہونچے ملکہ برائے تعظیم اُٹھی کیونکہ میان تراب نے اِسے گودیون مین کھلایا ہی غرضکہ دسترخوان بچھا ملکہ
نے خاصہ تناول فرمایا میان تراب مگس رانی کیا کیے جب ملکہ خاصہ نوش فرما چکین میان تراب نے بھی
کھانا کھایا ہاتھ منھ دھوکر بیٹھے لیکن یہ میان تراب تو ہین نہین یہ تو شبرنگ عیار ہی کہ جسنے دنیا دیکھ ڈالی
ایک زمانے تک شاہزادہ نورالدہر کے ساتھ رہا ہی اب شاہزادہ رستم ثانی سے اِسے ایسی محبت ہوگئی
ہی کہ نورالدہر کا ساتھ چھوڑا اِنکے ہمراہ رہتا ہی دیکھا شبرنگ نے کہ چہرہ ملکہ کا متغیر ہی بیٹھے بیٹھے ٹھنڈی
سانس بھرتی ہی دلکی اُلجھن باتون سے نمایان ہی تمنائے دیدار آنکھون سے ٹپکی پڑتی ہی چہرے کا رنگ زرد دل
پر درد ہی ہر انداز سے حالت عشق ہویدا نشان از خودرفتگی پیدا ہین شبرنگ دل مین سمجھا کہ یہ ضرور کسی کسی
پر شیفتہ ہوئی سوا رستم ثانی کے یہان اور ایسا کون ہی معلوم ہوتا ہی کہ شاید اُسنے کہین دیکھ لیا ہی چلو خوب ہوا
اسی سے اُسکا پتہ بھی ملجائیگا ہنسکر کہا صاحبزادی اِسوقت مین کچھ عجب بات دیکھ رہا ہون کیا کہون نہ کہتے بنتا
ہی اور نہ کہتے بنتا ہی نوبہار گوہر پوش نے کہا آخر کیا بات آپ نے دیکھی ہی کچھ بیان تو فرمائیے میان
تراب نے کہا مجھے چہرے کے انداز سے یہ پایا جاتا ہی کہ جیسے کوئی کسی کے عشق مین سرشار ہوتا ہی خدا
کیواسطے صاحبزادی کچھ بیان تو کرو مرد ہو یا عورت جوان آدمی کیواسطے یہ آزار برا ہوتا ہی اس راز کا
چھپانا اس درد کا زبان پر نہ لانا بہت بُرا ہوتا ہی مجھ سے تو کہو کہ اگر تدبیر ممکن ہو تو مین کوئی تدارک کرون
نوبہار گوہر پوش نے گردن نیچی کرلی اور کہا آپ بجائے عمو ہین آپ کے آگے ایسی بات کہنا بھی بیحیائی ہی مگر نہ
کہنے مین بھی برائی ہی مگر اب آپ خود پوچھتے ہین تو عرض کرتی ہون کہ عجب طرح کا وقت نازک آپڑا ہی کہ کچھ مجھ سے
بن نہین پڑتی ہی ابھی کل کی بات ہی کہ صنم بادلہ پوش کی کیسی رسوائی ہوئی لیکن خداوند عالم نے اُسکی جان
بچائی ایسا باپ بھی جلاد نہین دیکھا کہ بیخوف و خطر دختر کے قتل کا حکم دیدیا دل مین ذرا رحم نہ آیا میرا اُس سے بُرا
نتیجہ ہوگا مگر دل سے مجبور ہون آپکو یاد ہوگا کہ جس زمانے مین تصویرین خداپرستون کی آئی ہین اور ایک تصویر
بدیع الملک کی بہن نے اِس بہانے سے پدر بزرگوار سے مانگ لی تھی کہ مین درخت مین لٹکا کر اسی سو کوڑے
روز مارا کرونگی لیکن یہ تو سب بہانہ تھا اُس روز سے وہی تصویر باعث زندگی ہی سنا ہی مین نے کہ یہ شخص جسکا نام
رستم ثانی ہی اُسکا بھتیجا ہی اور اُسکے قتل کا سامان ہو رہا ہی مین اس تردد مین ہون کہ اگر کبھی وہ دن تقدیر نے
دکھایا کہ ہمارا اور اُس یار جانی کا سامنا ہوا تو یہ منھ دکھانے کے قابل نہ رہیگا کہ ہم موجود ہون اور بھتیجا اُسکا
قتل ہوجائے دوسری بات یہ ہی کہ جس سے دل سے ملے جو اُسکی خوشی وہی اپنی خوشی اُسکا ملال اپنا ملال ہی جیسے
رستم ثانی اُنکا بھتیجا ویسے میرا بھتیجا اگر آپ نے شفقت بزرگانہ فرمائی ہی تو کوئی تدبیر نکالیے میان تراب
جو اصل مین شبرنگ بن عمرو ہین کہا کہ اچھا صاحبزادی تمنے بھی خوب پیٹ سے پانؤن نکالے ماں باپ
کا نام روشن کروگی مجھے تو فقط دل لیکر دریافت کرلینا تھا ابھی تو بادشاہ کو مطلع کرتا ہون یہ سنکر نوبہار
گوہر پوش کا رنگ اُڑ گیا لیکن دل مین سوچی کہ خیر اب تو جو کچھ ہوگا وہ ہوگا دشمن کو تو کیون چھوڑتی ہی یہ خیال
کرکے تلوار کھینچی اپنی کنیزون سے کہا کہ گرفتار کرلو اس خواجہ سرا کو تو مجھپر تہمت رکھتا ہی یہ سنا تھا کہ تمام کنیزین دوڑ

پڑین میان تراب کو کوئی گھونسہ کوئی لات کوئی تھپڑ مارتی تھی شبرنگ نے دل مین کہا کہ مفت کی جوتیان کھائین ہمتو تکھارتے تھے کہ دیکھین عشق اسکا صادق ہر یا نہین واقعی مین یہ اپنے عشق کی سچی معلوم ہوتی ہر میان تراب نے بھی ادھر اُدھر ہاتھ مارنا شروع کیے جسکی ناک تک ہاتھ اِنکا پہونچا چھینک مار کر بیہوش ہوئی آن واحد مین حباب مار مار کر شبرنگ نے سب کو بیہوش کیا اب ملکہ سے مخاطب ہوا کہ ای ملکہ عالم آپ نے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون منم شبرنگ بن عمرو عیار شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان میری بے ادبی معاف ہو اور آپ نہ گھبرائیے مین اسی تدبیر مین آیا ہون کہ اُس شہریار عالیوقار کو اس قید ستم سے رہا کرون الحمد للہ کہ یہان آکر ملازمت حضور کی حاصل کی یہ کہکر منھ دھو ڈالا اور صورت اصلی اپنی ملکہ کو دکھائی ملکہ دم بخود تھی کہ یہ کیا معرکہ ہر شبرنگ سے کہا ای مہتر عیاران یہ تو بتاؤ کہ تمنے میرے خواجہ سرا کو کیا کیا شبرنگ نے کہا خواجہ سرا سے صبر کیجیے وہ اِس قابل نہ تھا جیسا آپ نے مجھ سے بیان کیا اگر اُس سے بیان کرتین تو نہین معلوم کیا فساد برپا ہوتا مین نے اُسے ایک پتھر کے نیچے دبا دیا تھا یقین ہر کہ وہ عدم آباد تک پہونچ گیا ہوگا ملکہ نے کہا وقت کم کام زیادہ پھر ای شبرنگ اپنے آقا کی رہائی کی فکر کیون نہین کرتے ہو شبرنگ نے کہا کہ مجھے ابھی تک پتہ ٹھیک نہین ملا ہر کہ وہ شہریار عالیوقار کہان قید ہر نوبہار گوہر پوش نے کہا پتہ مین بتاتی ہون اِسی باغ کی پشت پر ایک حجرہ بنا ہوا ہر کہ اُس سے کوئی آگاہ نہین ہر طلسم کشا کے نقلی زندانخانہ مین مقید ہر اور اصل مین جو رستم ثانی ہر وہ بھی قید ہر اب رہا کرنا تمھارا کام ہر شبرنگ نے کہا ای ملکہ شام ہونے دیجیے آج ہی بقوت پروردگار اپنے آقاے نامدار کو رہا کرونگا غرضکہ جب دن تمام ہوا شبرنگ نے گوشہ باغ مین جاکر نقب لگانا شروع کی کوئی بارہ بجے شب کے دہنہ نقب کا گوشہ زندان مین وا ہوا آہستہ سے گردن نکالکر دیکھا تو اپنے آقا کو مسلسل و مطوق پایا اور دیکھا کہ چار ساحران غدار اسباب سحر تن پر آراستہ کیے ہوے گرد شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے ہین شبرنگ نے جلدی سے سر اپنا نقب مین کر لیا اور سوچا کہ اب کسطرح اِس شہریار تک پہونچون دلسے ایک فکر تجویز کر کے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک زن کریہ منظر سیہ فام کی بنائی اور ایک جوڑا ریشمی سوسی کا لہنگا پہنا چنری اوڑھکر نہایت چالاکی کے ساتھ نقب سے نکلا نعرہ کیا کہ سکھیا چماری یہ آواز سنتے ہی وہ ساحر جو ہر وقت حفاظت کے لیے رہتے ہین نیند مین آچلے تھے گھبرا کر چونک پڑے کہ یہ سکھیا چماری کون ہین اب جو دیکھا ہشیاب خطا ہو گیا دیکھا کہ ایک عورت سیہ فام منھ پر سیتلا کے داغ بڑا سا قد دو دانت آگے نکلے ہوے گھبرا کر کہا کہ آپ کون ہین کہا مین بہو ہون لونا چماری کی پاس سے خداوند کے آئی ہون کچھ پیغام اس شخص پاس لائی ہون لہذا تم لوگ تھوڑی دیر کیواسطے تخلیہ کردو یہ سننا تھا کہ وہ سب ڈنڈوت کرنے لگے اور اُسیوقت حجرے کے باہر چلے گئے اب اِسنے آواز دی کہ کیون او طلسم کشا تو نے بڑی سرکشی پہ کمر باندھی کہ طلسم صندل کو برباد کرنے آیا اجل تجھے خداوند نے یاد کیا ہر رستم ثانی نے جو اِسے دیکھا لاحول پڑھکر منھ کو پھیر لیا کہا قحبہ دور ہو یہان سے ہنسکر جواب دیا کہ لو خدا کی شان مجھ ایسی نازنین مہ جبین سے تو کراہت کرتا ہر ارے اِسی صورت پہ سیکڑون کی جانین اور ہزارون کے خون ہوے بعد اِسکے شبرنگ کو خیال ہوا کہ مبادا یہ لوگ جھانکتے ہون تو کام نہ بن پڑیگا ایک آواز دی کہ کیون مونڈی کاٹون ہمنے تمھین یہانسے تو ہٹا دیا اب تم دروازے سے لپٹے ہوے باتین ہماری سنتے ہو ابھی جلا کر خاک سیاہ کردونگی یہ سننا تھا کہ اُن لوگون نے کہا بھی یہانسے ہٹ چلو ایسا نہو کہ غصہ آجاے دیکھو تو کیسی صاحب کمال ہر کہ انھین سب حال روشن ہر کیون نہو کسکی بہو ہین لونا چماری

ابھی تو تو نے دو سو خداوندون مین داخل ہین غرضکہ وہ لوگ ڈر کر ہٹ گئے یہان سلکھیا چماری نے شہزادہ
رستم ثانی سے کہاکہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اگر تو میرا وصل قبول کرے تو ابھی لوح تجھکو دلوا دون
طلسم فتح کروا دون اگرچہ جانب خداوند سے تیرے قتل کو آئی تھی لیکن وہان جاکر کوئی بہانہ کر دونگی یا نہ
جاؤنگی جب تجھ ایسا یار جانی جو لطف زندگی ہے بغل مین ہوگا تو کہین جاکر کیا کرونگی رستم ثانی نے
کہاکہ مردار دور ہو یہان سے مجھے مرنا قبول اور تجھ سے ہمکلام ہونا نہین قبول سلکھیا چماری نے کہا ارے
ایسی میری صورت بری ہے بھلا ایک آئینہ مین میری اور اپنی صورت ملاکر دیکھ تو یہ کہکر منھ قریب منھ کے
لائی تھی کہ رستم ثانی نے ہاتھ مع ہتھکڑی بلند کیاکہ قریب آئے اور سر پر مارون کہ ایک سر کے ہزار ٹکڑے
ہون اب اسنے قہقہہ مارا اور کہا اے شہریار نہ پہچانا آپ نے مین ہون غلام آپکا شبرنگ بن عمرو شہزادہ
رستم ثانی نے متحیر ہوکر پوچھاکہ یہ صورت تو نے کیسی بنائی ہے شبرنگ نے کہا عیاری کی ہزار صورتین
ہین لیکن اب چلیے رستم ثانی نے کہا کس طرف سے چلون شبرنگ نے کہا مجھسے تو سہی اگر قید سخت ہو
تو کیسے کاٹ دون چھینی وغیرہ پیشتر سے لیتا آیا ہون کہ شاید آپ قید مین ناتوان ہو گئے ہون اور قید نہ
توڑ سکین یہ طعنہ سننے کی انھین کب تاب ہے کہا اے شبرنگ اگر قریب مرگ بھی ہون تو ایسی ایسی ہزار
قیدین توڑ کر پھینک دون یہ کہکر دامن آرزو مین آکر اب جو جھٹکے مارتے ہین قید کو مانند تار عنکبوت کے
پارہ پارہ کرکے پھینک دیا شبرنگ اپنے ساتھ لیکر نقب کے رستے سے چلا اور دہنہ نقب کا بند کیا اُن
ساحرون کو آواز دی کہ ہم طلسم کشا کو پاس خداوند کے لیے جاتے ہین تم لوگ پریشان نہو نا تماشہ
کرنا خداوند کو منظور ہے کہ طلسم صندل برباد نہو اسوجہ سے طلسم کشا کو اپنے پاس طلب کر لیا کہ نہ یہ وہان
رہیگا نہ طلسم ٹوٹیگا یہ کہکر دہنہ نقب کا بند کرکے روانہ ہوے جسوقت باغ مین نکلے دیکھا رستم ثانی نے
کہ عجب باغ ہے کس لطف کی چمن بندی ہے کیا اچھے طریقے سے روش پٹری قائم کی ہے گلہاے بوقلمون پھولے
ہوے ہین طائر چہچہے کر رہے ہین وسط باغ مین جو نہر ہے ہر نہر اُسکی آغوش تمنا معلوم ہوتی ہے حباب بشکل دیدہ
ہے بھر ابھر کر ہر سو نگران ہوتے ہین لیکن جس چیز کو دیکھتے ہین اپنے سے دور پاتے ہین اپنی قسمت پر
پھوٹ پھوٹ کر روتے ہین مچھلیان سبز و سرخ پانی مین سیر کرتی پھرتی ہین اگر کوئی غول مچھلیون کا ملکر نکل
آتا ہے عجب لطف دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میان آب پر کالہ آتش ضو فگن مین جابجا چھوٹے چھوٹے بجرے
پڑے ہین گرد نہر کے جو ناندے جواہر نگار رکھے ہین اُنمین چھوٹے چھوٹے درخت سر سے پاؤن تک
پھولون مین لدے ہوے گلدستۂ کاغذی کا لطف دکھا رہے ہین نہین نہین گلدستہ کاغذی مین یہ لطف
کہان نقل کو اصل سے کیا نسبت ہے ہر گلدستے کو گلدستۂ جنت کہنا چاہیے رستم ثانی سیر کنان قریب قصر ہو پہنچے
یہان ملکہ نوبہار گوہر پوش مصروف دعا تھی کہ پروردگارا تو مجھے بدیع الملک سے سرخرو کرنا رستم ثانی
کی جان کا تو ہی حافظ ہے کہ یکایک سامنے سے رستم ثانی نمودار ہوے ملکہ ماہ ناز آفرین نے کہاکہ سجدۂ
شکر بجالاے اے ملکۂ عالم مراد آپکی پوری ہوئی دیکھیے وہ تشریف لائے نوبہار گوہر پوش نے بھی رستم ثانی کو دیکھا
لیکن نظر رستم ثانی کی جو نوبہار گوہر پوش پر پڑی شبرنگ سے پوچھا یہ کون ہین کسقدر صورت انکی
صنم بادلہ پوش سے مشابہ ہے شبرنگ نے کہا یہ بڑی بہن اُنکی ہین اور عاشق ہین شاہزادہ بدیع الملک
پر رستم ثانی نے جھک کر سلام کیا کیونکہ دونون رشتون سے ملکہ بڑی ہوتی ہین ملکہ نے دعا دی گلے سے لگایا

پاس اپنے بٹھایا ہنسکر فرمایا کہ کسقدر آپ لوگون کی صورتین ملتی جلتی ہین یہ کہکر تصویر نکالکے ملائی اور کہا کہ ہان
سن کا تو فرق بیشک معلوم ہوتا ہی ورنہ جو صورت وہ ہی وہ صورت یہ ہی کسیطرح کا فرق نہین اب شبرنگ
نے تمام ماجرا اور ملنا میان تراب کا اور اُنھین بیہوش کر کے پہونچنا باغ مین ملازمت ملکہ کی اور تاکید
رہائی آپکی سب بیان کیا رستم ثانی نے دل مین سوچا کہ یہ اچھا موقع احسان کرنے کا ہی کسی طرح نوبہار
گوہرپوش کو یہانسے لیجانا چاہیے شبرنگ سے کہا کیونکہ بچی جان کو یہانسے لیچلین شبرنگ نے کہا یہ ہوسکتا
ہی کہ شب کو بیہوش کر کرکے پشتارے باندھ باندھکر کیسے تو مین پہونچا دُون رستم ثانی نے کہا کہ مین اپنی
موجودگی مین تو اِس طرح نہ لیجانے دُونگا شبرنگ نے کہا کہ آپ خود بھی سوا اِس تدبیر کے کسی طرح
نکل نہین سکتے رستم ثانی نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ وہ فعل دوسرا تھا کہ کوئی عالم بیہوشی مین جسطرح چاہتا
لیجاتا اب تو مین اِسطرح کبھی نہ جاؤنگا شبرنگ نے کہا کہ اچھا مین جا کر لشکر مین اطلاع کرتا ہون یہ کہکر شبرنگ
تو اُسی پردۂ شب مین نکلکر روانہ ہوا یہان شاہزادہ رستم ثانی کو ملکہ نے نہلوایا پوشاک بدلوائی ایک حجرے
مین بٹھایا چوکی پہرے کا خوب بندوبست کر دیا جو وقت دختر نبات جادو ملکہ خندان شکرلب کے
آنیکا معین تھا اُسوقت باغ مین نکلکر ٹہلنی لگی جسوقت خندان شکرلب آئی دو چار باتین کر کے اُسے
رخصت کر دیا لیکن جب صبح ہوئی زندانبان خدمت مین نبات جادو کے آئے اور عرض کی کہ رات کو عجب
کرامت خداوندی ظہور مین آئی ہی کہ زندگی بھر کا اطمینان ہو گیا اب کوئی کھٹکا باقی نہین رہا نبات جادو
نے کہا کیا ہوا اُنھون نے بیان کیا کہ ہم حسب منصب اپنی نگرانی طلسم کشا مین مصروف تھے دروازہ زندان
کا بند تھا کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی گھبرا کر جو ہم لوگون نے دیکھا تو سکھیا چماری بہو لونا چماری
کی کھڑی ہین صورت پر اُنکی ایسا دبدبہ تھا کہ پیشاب ہم لوگون کے خطا ہوئے جاتے تھے سحر بھوئے جاتے
تھے نہ اُنکو زمین سے نکلتے دیکھا نہ آسمان سے آتے دیکھا نہین معلوم یکایک زندان مین کہانسے پیدا ہو گئین
اور ہمسے کہا کہ تم لوگ باہر زندان کے چلے جاؤ ہمنے ویسا ہی کیا کہ زندان سے باہر چلے آئے کان لگا کر سننے لگے
کہ کیا باتین طلسم کشا سے ہوتی ہین اُنھون نے پہلے تو کہا کہ چل اے طلسم کشا تجھے خداوند نے یاد کیا ہی
پھر ہم لوگون کو ڈانٹا کہ تم کیا سن رہے ہو دروازے کے پاس سے ہٹ جاؤ ایسی صاحب کمال ہین کہ
اُنھین معلوم ہو گیا کہ ہم لوگ پاس دروازے کے کھڑے سُن رہے ہین ہم لوگ ڈر کر ہٹ گئے پھر ہمین
نہین معلوم کہ اُنسے اور طلسم کشا سے کیا باتین ہوئین لیکن جاتے وقت وہ اتنا سناتی گئین کہ مین طلسم کشا
کو پاس خداوند کے لیے جاتی ہون اب تم لوگ اطمینان سے بیٹھو نہ طلسم کشا وہانسے آنے پائیگا نہ طلسم کو توڑیگا
بعد اِس آواز کے ہمنے جو دروازہ حجرے کا کھولکر دیکھا تو نہ طلسم کشا کو پایا نہ اُنھین دیکھا نہ کوئی راہ آمد و رفت
دکھائی دی یہ سُنکر نبات جادو نہایت متردد ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی احمر جادو و اخضر جادو سے بیان کیا اُنھون
نے کہا کہ خداوند ہمارا رحیم ہی کیا عجب ہی کہ اُسے بربادی طلسم منظور نہو اُسیوجہ سے طلسم کشا کو اپنے پاس بلا لیا ہو لیکن
اِس حال کی اطلاع خدمت بادشاہ مین کرنا ضروری ہی نبات جادو نے ایک عرضی لکھکر تیار کی اور خدمت مین
صندلان شاہ کے روانہ کی جسوقت عرضی بادشاہ کو پہونچی اور صندلان شاہ مضمون عرضی سے آگاہ ہوا
کہ اِسطرح طلسم کشا زندانخانہ سے غائب ہو گیا اُسوقت معلم کتابدار سے کہا کہ یہ کیا راز ہی معلم کتابدار نے
کتاب زرتشتی کو کھولا اور بعد دریافت عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار یہ زمانہ ادبار کا ہی وہ وہ باتین ظہور مین

آتی ہین کہ جنکا وہم و گمان بھی نہین ہوتا ہو شبرنگ بن عمرو عیار طلسم کشا آیا پہلے تو اُسنے میان تراب
کو صحرا مین حقہ پلاکر بیہوش کیا بعد اُسکے صورت میان تراب کی بنکر اندر باغ کے پاس بڑی صاحبزادی
ملکہ نوبہار گوہر پوش کے آیا ملکہ کو ایسا باتون مین لگایا کہ نوبہار گوہر پوش نے بھی راز دلی بیان کردیا
یعنی عشق بدیع الملک ظاہر کیا اور کہا کہ کسی طرح رہائی طلسم کشا کی فکر کرو جب معلوم ہوا کہ ملکہ دوستی
طلسم کشا کا دم بھرتی ہین تو شبرنگ نے اپنے کو ظاہر کردیا اور صورت سکھیا چماری کی بنکر زندان مین
گیا اور اپنے آقا کو قید سے چھڑا لایا زندانبانون کو بھگا آیا اب ملکہ نوبہار اور رستم ثانی دونون باغ مین
نبات جادو کے موجود ہین عیار طلسم کشا اُسکے لشکر مین خبر کرنے گیا ہوا ہی اگر وہ اُسنے لوگ آگئے تو فوراً
رہا کر لیجائینگے اور طلسم کشا بسبب لوح نہونے کے مجبور ہی اگر لوح اُسکے ہاتھ لگ گئی ہوتی تو ابتک وہ کام
نبات جادو کا تمام کرچکا ہوتا نبات جادو کی آنکھون پر پردے غفلت کے پڑے ہوے ہین یہی علامتین
بربادی طلسم کی ہین صندلان شاہ جادو نے جو یہ باتین سنین اور حقیقت حال سے آگاہ ہوا سامنے
شرارہ روئین تن کہ نہایت ساحر زبردست سامری عصر ہو موجود تھا کہا ای شرارہ حکومت ملک نباتیہ
مین نے تیرے نام کی جا اور نبات جادو کو سزاے معقول دے کر شہر نباتیہ سے نکال دے اور سر طلسم کشا
کا مع سر نوبہار خدمت مین مابدولت کی روانہ کر اور ایک نامہ نبات جادو کے نام اِس مضمون کا تحریر
کیا کہ اِسی منھ پر یہ دعوی تھا کہ ہمنے طلسم کشا کو اسیر کیا تو لائق اعتماد کرنے کے نہین ہو لہذا تجکو اطلاع
دیجاتی ہو کہ حکومت شہر نباتیہ سے دستبردار ہو اور شرارہ روئین تن کے سپرد کرکے جہان تیرا جی
چاہے وہان چلا جا ایک ساحر یہ نامہ لیکر طرف شہر نباتیہ کے روانہ ہوا بعد اُسکے شرارہ روئین تن
پانچ لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے کوچ کرکے طرف شہر نباتیہ کے روانہ ہوا دیکھیے یہ کسوقت پہونچتا ہو
لیکن اب حال شبرنگ بن عمرو کا سنیے کہ یہ باغ سے نکلکر رخ لشکر اسلام کا دیکھکر پاے شاطری مارتا ہوا روانہ
ہوا کچھ رات باقی تھی تباہ ہو کر صحرا مین نکل گیا راہ گم کی تین روز تک راستہ لشکر کا نملا حیران سرگردان کبھی یہ
خیال کہ نہین معلوم کہ اُس شہریار عالیوقار پر کیا گذری دشمنون مین اُسے چھوڑ آئے ہین لوح پاس نہین ہو
اِسی حال پر ملال مین تیسرے روز دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا جاتا ہو خود بھی صورت ایک مسافر کی
بنکر شریک قافلہ ہوا ایک آدمی سے پوچھا کہ آپ لوگ کہان جاتے ہین اُنھون نے بیان کیا کہ ہم شہر نباتیہ
کو جاتے ہین شبرنگ نے کہا مین بھی چلتا ہون تین روز سے اِسی صحرا مین تباہ ہون راہ بھولگیا ہون
غرضکہ ساتھ قافلے والون کے شہر نباتیہ کے قریب آیا پہلے دریافت کیا کہ کوئی غدر تو نہین شہر مین واقع
ہوا جب معلوم ہوا کہ اسطرح کا کوئی ہنگامہ تازہ نہین برپا ہوا دل کو اطمینان ہوا کہ معلوم ہوتا ہو ابھی تک راز
اُس شہریار عالیوقار کا فاش نہین ہوا لیکن افسوس ہو کہ اگر مین نے راہ نہ گم کی ہوتی تو ابتک آکر اپنے آقاے
نامدار کو لیجاتے مگر راہ راست دریافت کرکے جلد جلد طی منازل کرتا ہوا داخل لشکر ہوا یہان سب امرا
رؤسا دربار مین موجود تھے بلور آسمان شگاف تخت حکومت پر جلوہ افروز تھا ذکر ہو رہا تھا کہ کیا
تدبیر رہائی شاہزادہ رستم ثانی کی کرین حکم سے خاقان روشن دل کے مجبور ہین ورنہ جاکر لڑتے
جانین اپنی نثار کرتے مگر اُس آقاے نامدار کو چھڑا کر لاتے کہ ایکبار دروازہ بارگاہ پر آواز زنگلہ پیدا
ہوئی اور شبرنگ بن عمرو سامنے سے نمودار ہوا بلور آسمان شگاف نے کہا ای مہتر مہتران تم کہان

تھے ہتھیار ... گم ہو جانے سے اور تردد افزون ہو گیا تھا شہر نگ نے کہا اب یہان بیٹھے کیا کر رہے
ہین جو میرا کام تھا وہ کر آیا اُس شہریار کو قید سے رہا کیا اب وہ باغ نبات جادو مین مقیم ہین اور
سارا ماجرا جو کچھ گذر رہا تھا مفصل بیان کر کے کہا کہ اب آپ لوگون کا کام ہے چلیے اور اپنے آقا کو لے آئیے یہ
سنکر بلور آسمان شگاف تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا اور تیاری لشکر کا حکم دیا اُسی وقت تیاری ہونیلگی
عالم افروز جادو اور جماق جادو وغیرہ نے اپنے اپنے لشکر کو حکم دیا آن واحد مین تمام لشکر تیار
ہو گیا کیونکہ ہر افسر کو حکم تاکیدی پہونچا تھا جو جہان جس حالت سے بیٹھا تھا اُسی طرح اُٹھ کھڑا ہوا
فقط اسباب جنگ لے لیا جھولی سحر کی لگائی باقی ہر چیز کو جو جہان تھی وہین چھوڑا کوئی کھانا کھانے
بیٹھا تھا کوئی دستر خوان بچھا رہا تھا سب چھوڑ چھاڑ کر لشکر مین چلا آیا اور کوئی کھانا پکا رہا تھا وہ اُسیطرح
چولھے سے اُٹھ کھڑا ہوا کوئی نہانے بیٹھا تھا تو آدھا نہایا اور آدھا بے نہایا کمر ہمت کو چست باندھکر
روانہ ہوا یہ طرفہ ہی ہنگامہ تھا کہ ہر وقت جانبازی ہنگامۂ امتحان افسون سازی ہو چلو اور اپنے
آقا و ولی نعمت پر جانین نثار کرو غرضکہ بلور آسمان شگاف مع فوج ظفر موج چڑھائی کر کے ملک
نباتیہ پر جاتا ہے دیکھیے یہ کسوقت پہونچتا ہے لیکن اول حال شہرارہ روئین تن کا سنیے کہ یہ طے مراحل وقطع
منازل کرتا ہوا چلا آتا ہے اول نامہ دار صندلان شاہ کا پاس نبات جادو کے پہونچا اور نامہ دیا
نبات جادو نے نامہ لیکر پڑھا تھر تھر کانپنے لگا مضمون نامہ سے آگاہ ہوتے ہی رنگ چہرے کا اُڑ
گیا اور قصد کیا کہ قبل آنے شہرارہ روئین تن کے مین ملک نباتیہ سے چلا جاؤن مگر جاؤن تو کہان
جاؤن یہ اِسی فکر و تردد مین تھا لیکن شہرارہ روئین تن نے آتے ہی پہلے باغ ملکہ کو گھیر لیا دیکھا کہ
شاہزادۂ رستم ثانی باادب سامنے بیٹھے ہین اور ملکہ نوبہار گوہر پوش مسند پر جلوہ افروز ہین ماہ ناز آفرین
پاس بیٹھی ہے بس اِسنے نعرہ کیا کہ او طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ شاہزادیون کو آوارہ کیا طلسم مین ہلچل
ڈالدی آبرو بادشاہ طلسم کی خاک مین ملادی لیکن اب کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے منم شہرارہ
روئین تن کہ گذار ہیم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ کہکر جھولی پر سحر کی ہاتھ ڈالا اور ایک ترنج
نکالکر کچھ پڑھنے کا قصد کیا رستم ثانی نے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کر کے چلے کہ او ملعون کیا بکتا ہے شہرارہ
نے آواز دی کہ مجھے مثل اور دن کے نہ سمجھنا یہ کہکر گیر کی آواز دی زمین نے پانون پکڑ لیے ہاتھ پانون بحس و
حرکت ہو گئے اُسنے اسم سحر پڑھکر درخت سنبل کیطرف اِشارہ کیا کہ تین سنبلین پیدا ہو کر چلین ایک رستم ثانی
کے بازوؤن مین لپٹ گئی ایک سنے نوبہار گوہر پوش کی مشکین باندھین ایک ماہ ناز آفرین کے ہاتھون
لپٹ گئی کیا تفرقہ پردازی گردون سفلہ پرور ہے کہ ابھی تو کس اطمینان سے بیٹھے تھے کیا باتین ہو رہی تھین
امیدین دل کی بڑھ رہی تھین اب دو تین روز مین ذرا حجاب بھی باہم کم ہوا تھا ملکہ حالات لشکر اسلام پوچھتی
تھی شاہزادۂ رستم ثانی بیان فرماتے تھے کبھی صنم بادلہ پوش کا ذکر ہوتا تھا رستم ثانی کہتے تھے
کہ وہ شہر خاقانیہ مین ہین آپکو بھی اُنھین کے پاس بھیجدونگا یا آن واحد مین یہ حالت ہوئی کہ امید زندگی
اُٹھ گئی اجل کے پنجہ مین آ گئے سب خیالات خواب پریشان ہو گئے ایک ادنی ملازم نے آکر مشکین باندھین
نوبہار گوہر پوش ملکہ کو دیکھکر رہ جاتی ہے لیکن شہرارہ روئین تن نے کہا کہ پہلے اُس نمک حرام دولت یعنی
نبات جادو کو سزا پہونچالون تو آکر تمسے سمجھون بادشاہ کا حکم ہے کہ دونون کے سر ہمارے پاس بھیجدو

یہ ملعون تو ایوان نباتت جادو کی طرف روانہ ہوا یہان ماہ نے ہاک ہاک کر دعا مانگنا شروع کی کہ اے
کس بیکسان و اے والی غریبان اے دادرس اے فریادرس اسوقت سخت مین سوا تیرے کون مددگار ہے
مین تازہ مسلمان ہون میرے حال پر رحم فرما لیکن شہزادہ روئین تن سامنے نباتت جادو کے آیا
اور کہا کہ ابتک تو نے سلطنت شہر نباتیہ کو ترک نہین کیا فرمان بادشاہی کا بھی کچھ خیال نہوا جلد اُٹھ جا
تخت سے نباتت جادو کو اور کچھ نہ بن پڑی یہی خیال ہوا کہ اے نباتت جادو ایسا ناقدر بادشاہ دنیا مین
نہو گا کتنا بڑا تو نے کام کیا اُسکا صلہ یہ ملا بہتر یہ ہے دوستی سے بادشاہ طلسم کے ہاتھ اُٹھا یون ہی جان بچتی
نہین معلوم ہوتی کیا اُسکی سیاحبزادی نے الزام مجھپر لگایا ہے یہی علامتین بربادی طلسم کی ہین بیشک اس
سال مین یہ طلسم برباد ہو جائیگا کہا اے شہزادہ روئین تن ہمین کیا ہے یہ تخت و تاج ملک و مال امانت
بادشاہی ہے جسکو وہ کہتا ہم اُسکے سپرد کر دیتے یہ تخت بھی حاضر ہے تاج بھی موجود ہے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور اندر
محل کے آکر لوح صندوقچہ سے نکالی اور چور دروازے سے نکلکر طرف باغ کے روانہ ہوا اور اندر باغ
کے آکر لوح طلسمی سامنے رستم ثانی کے ڈالدی اور ہاتھ باندھکر کہا کہ یہ حاضر ہے خطا اس غلام کی معاف
ہو اور اب مین دوست ہون جبتک دشمن تھا عکس لوح کا جو پڑتا ہے تمام قید سحر دفع ہوئی رستم ثانی
نے لوح گلے مین ڈالی جن جلادون کو قید پر مسلط کر دیا تھا وہ تلوارین کھینچ کھینچ کر رستم ثانی پر اچلے سحر
کرنے لگے اب سحر اثر کب تاثیر کرتا ہے جہان عکس لوح کا ڈالا سحر برطرف ہو گیا جلاد کو مارکر تلوار چھین لی
نوبہار گوہر پوش پر سے بھی قید دفع ہوئی ماہ ناز آفرین بھی چھوٹی وہان شہزادہ روئین تن
نے اخضر جادو و احمر جادو سب کو ساتھ لیا و سب کو بارادۂ قتل رستم ثانی و نوبہار گوہر پوش طرف
باغ کے چلا تھا کہ یکایک جانب آسمان سے صد ہا لکہ ہا ابر نمایان ہوے کوئی سرخ کوئی سبز کوئی زنگار
کوئی سفید کوئی سیاہ بجلیان چمکتی ہوئی گرجنے کی آوازین بلند شہزادہ نے تامل کیا کہ یہ علامت فوج
ساحران کی معلوم ہوتی ہے یکایک وہ ابر قریب آکر شق ہوے اور ترسول اور پنج سول چمکتے ہوے نظر آئے
اور لفرسے ساحرون کے ہونے لگے ایک طرف سے چماق جادو کا نعرہ ہوا ایک سمت سے عالم افروز
جادو و چلپی بلور آسمان شگاف نے للکارا کہ ہان لینا جانے نہ دینا یہ سننا تھا کہ چار طرف سے ساحر مجمع کر کے
چلے ادھر اخضر جادو و احمر جادو و شہزادہ روئین تن نے بھی اپنے لشکر کو للکارا اور خود بھی
جھولیون پر ہاتھ ڈالے سحر ہونے لگے گولہ ترنج و نارنج گچھیا پونگا کچھ سوئیون کا چلنے لگا یا سامری یا جمشید
کی آوازین بلند ہوئین ساحر مرنے لگے پیردن کا شور کرنا علامات سحر ظاہر ہونا عجب ہنگامہ برپا تھا کہین
برق شمشیر چمک چمک کر گر رہی تھی کہین پیکان سحر مانند تیر شہاب کے چل رہے تھے کسی طرف آتشباری
کہین برفباری ہو رہی تھی عالم افروز جادو جسطرف نعرہ لگے جا پڑی صفین کی صفین بچھ گئین چماق
جادو کی آتش فروزی نے سیکڑون خانۂ تن پھونک دیے ادھر اخضر جادو نے نخل حیات اہل اسلام
کو قطع کرنا شروع کیا کھیت مین جما ہوا لڑ رہا ہے دل سے تہیہ ہے کہ سرسبزی حاصل ہو احمر جادو
نے خون کے دریا بہا دیے ہین چہرہ غصہ سے سرخ ہے کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے شفقی جوڑا پہنے ہے لیکن اب
ساحران لشکر اسلام نے رخ باغ کا کیا کہ چلکر اُس شہریار کو رہا کرین دشمنون کے پنجون سے چھڑا لین
جانین لڑائے ہوے لڑ رہے ہین بلور تخت پر بیٹھے بیٹھے جب گولہ سحر کا مارتا ہے صفین کی صفین خون کی لٹ

جاتی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابر پھٹ گیا اسکا سحر کسی سے رد نہین ہوسکتا قریب باغ پہونچ چلے ہین یہ رنگ
شرارہ روئین تن نے جو دیکھا کہ اہل اسلام قریب باغ پہونچ گئے ہین سب کے سحر کا تو مین جواب دیسکتا
ہون لیکن بلور آسمان شگاف کا سحر نہین رُک سکتا اس سے بہتر یہ ہی کہ جاکر طلسم کشا کو قتل کر ڈالون
سارا قصہ فیصل ہوجائیگا ان سب کے دل ٹوٹ جائینگے بھاگ کھڑے ہونگے اورا ہی شرارہ بڑی غلطی کی
تو نے جو طلسم کشا کو مہلت دی یہ خیال کرکے احمر جادو و اخضر جادو سے کہا کہ ہان یہی وقت جانے کا
ہی اگر تم ان لوگون کو تھوڑی دیر بھی روک لوگے تو مین جاکر طلسم کشا کو قتل کر ڈالونگا احمر جادو نے کہا
ہم ہوشیار ہین تھوڑی دیر کیسا کہ جبتک جان تن مین باقی ہی کسیکو آگے نہ بڑھنے دینگے آپ جائین شرارہ
نے رخ میدان جنگ سے موڑا اور طرف باغ کے چلا ادھر ثبات جادو نے جاکر محروق جادو کو رہا
کردیا اور کہا کہ چلو ہم تم شاہزادۂ رستم ثانی کو رہا کرکے چلین تمھارا لشکر بھی آگیا ہی اور شرارہ روئین تن
سے جنگ ہورہی ہی ہنگامۂ جنگ برپا ہی لیکن شاہزادہ باغ مین ہی یہی موقع ہی چلو ہم تم اُس شہر یار
عالیوقار کو لیکر نکل چلین ادھر محروق جادو باغ کیطرف آتا ہو اُدھر شرارہ روئین تن نے بھی باغ کیطرف رخ
کیا ہی ثبات جادو نے محروق جادو کو رہا کرکے اپنے لشکر مین آکر آواز دی کہ ایسا شہر یار بہادر نہ پاؤگے اور
بادشاہ طلسم کی ناقدری ظاہر ہوچکی ہی لہذا مین نے تو غلامی اُس شہر یار عالیوقار کی لنتیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہی
وہ شریک لشکر اسلام ہوکر شرارہ روئین تن سے لڑے اور لوح بھی مین نے طلسم کشا کو دیدی سب نے
کہا ہم آپ کے ساتھ ہین ہم بادشاہ طلسم کو کیا جانین ہم آپ کے نمکخوار ہین ثبات جادو بھی مع لشکر آکر لشکر
شرارہ روئین تن پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا لیکن شرارہ روئین تن بلاے بد آفت کا پرکالہ ہی
کسی کے سحر کو کب مانتا ہی برابر رد کرتا چلا جاتا ہی قضاے کار اتفاقات روزگار اُدھر سے محروق جادو
آتا ہی اِس طرف سے شرارہ روئین تن جاتا ہی اسکا ارادہ ہی کہ مین طلسم کشا کو نکال لیجاؤن شرارہ
بارادۂ قتل آتا ہی دونون کا سامنا ہوا شرارہ نے جو محروق کو دیکھا آواز دی کہ تو کون ہی کیونکہ محروق
جادو ساحران طلسم صندل سے تو ہی نہین کوئی اِسے پہچانتا نہین محروق جادو نے نعرہ کیا کہ مین
محروق جادو ہون تو کون ہی شرارہ روئین تن نے کہا کس ارادے سے آتا ہی محروق جادو نے
کہا کہ طلسم کشا کو رہا کرنے آتا ہون یہ سنتا تھا کہ شرارہ جادو نے تیغ سحر مارا کہ سر محروق کا زخمی ہوا
اور جھوم کر چلا رستم ثانی نے جو اپنے رفیق کو دیکھا کہ قتل ہوا چاہتا ہی شرارہ تلوار کھینچکر چلا ہی کہ محروق کو قتل
کرون رستم ثانی نے نعرہ کیا کہ او ملعون کہان جاتا ہی شرارہ نے آواز دی کہ تجھے کسنے رہا کیا رستم ثانی
نے جواب دیا کہ میرے پروردگار نے مجھے رہا کیا شرارہ نے کہا کہ کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اسے
قتل کرلون تو تیرا ابھی کام تمام کرون یہ کہکر چاہتا تھا کہ محروق کو قتل کرے محروق جادو بے بس پڑا
ہوا ہی رستم ثانی سے ابھی کچھ فاصلہ تھا جلدی سے عکس لوح کا محروق پر ڈالا محروق جادو کو ہوش آیا
سر پر جلاد کو دیکھا جست کرکے علیحدہ ہوا رستم ثانی نے نعرہ کیا او شرارہ روئین تن ادھر آ کہ ملک الموت
تیری جان کا سر پر آپہونچا شرارہ نے تیغ سحر مارا رستم ثانی نے عکس لوح کا ڈالا اور تیغ سپر سے رد کیا
شرارہ کی نظر جو لوح پر پڑی سحر کیا اور اُڑکر چلا کہ اب سواے قتل کوئی چارہ نہین ہی لوح اسکے ہاتھ لگ
گئی سحر تیرا کارگر نہوگا جیسے ہی اُڑکر چلا رستم ثانی نے عکس لوح کا ڈالا سحر باطل ہوا شرارہ زمین پر

آیا رستم ثانی جھپٹ کر قریب آئے شرارہ نے آواز دی کہ مین فقط ساحر نہین ہون اگر تجھے دعوی سپہ گری
کا ہو تو لڑ لے یہ کہکر خبردار خبردار کہکر تلوار ماری رستم ثانی نے بند دست پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا لیکن
چوٹ کر کھائی تلوار سر پر بیٹھی چار انگل کا زخم سر مین آیا دستانہ نہ تھا کلائیان مارین تلوار سر سے نکلی لیکن
دونون کلائیان زخمی ہوئین اب لوح کا عکس برابر پڑ رہا ہی سحر شرارہ کا کام نہین کرتا اُسی زخمی ہاتھ سے
دار تیغہ آبدار کا کیا تلوار اسکے سر پر پڑی مگر اُچٹ گئی کارگر نہوئی کیونکہ شرارہ روئین تن ہی پھر اُسنے
جھپٹکر وار کیا رستم ثانی نے اُسی جرأت و ہمت کے ساتھ بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور ہاتھ مروڑ کر تلوار
چھین لی زور ہونے لگے لیکن رگین ہاتھون کی جو کشمکش مین کھنچین زخم مین درد ہوا رستم ثانی کو غصہ آیا جھٹکا
مارا کہ شرارہ روئین تن اوندھے منھ زمین پر آیا دوسرے ہاتھ سے بند کمر مضبوط تھام کر جو ہکا مارا یا آ
خاک سے برروے ہوا اُٹھا لیا اور سر پر پیچ دیکر زمین پر مارا کہ چار دن شانے چت گرا کو دکر چھاتی پہ چڑھ
اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی شناخت پروردگار مین شرارہ ہنسا اور کہا کہ تو مجھے کیونکر قتل کریگا خداوند نے
مجھے پیدا کیا اور میری موت کا پیدا کرنا بھولگیا تلوار مجھپر اثر نہین کرتی پھر ایسے خداوند کو چھوڑ کر مین
خداے نادیدہ کو سجدہ کرون کہان ہو سکتا ہی یہ سنکر رستم ثانی کو غصہ آیا اور ایک پانون اسکا پانون کے
نیچے دبایا دوسرا پانون ہاتھ مین لیکر ہکا مارا اور چیر کر پھینکدیا شرارہ کا مرنا تھا کہ قیامت کبری برپا ہوئی
تمام باغ مین آگ لگ گئی آتش گل بھڑک اُٹھی عندلیبون کے سوز جگر سے دھوان اُٹھا شعلہ لالہ بھڑک
اُٹھا ہر درخت مانند چنار کے جلنے لگا بلکہ تمام وہ طبقہ ملنے لگا جبتک لاش شرارہ جادو کی پھڑکا کی ایک
زلزلہ برپا رہا جب روح شرارہ کی تن نجس سے نکل کر دوزخ کی سمت راہی ہوئی ایک آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من شرارہ جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب علامات سحر برطرف
ہوئی محروق جادو اپنے آقا پر بلا گردان ہوا العرض رستم ثانی اُسی عالم زخمداری مین مرکب پر سوار ہوے
لوح گلے مین عجب جلوہ دے رہی تھی ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے ادھر بالاے ہوا سے ساحرون کی لاشین
گر رہی تھین ہنگامہ گیر و دار بلند تھا میدان جنگ مین گوسفندن خون کی شفق پھولی ہوئی تھی زمین رونق
آسمان کو بھولی ہوئی تھی رستم ثانی لیے جسپر عکس لوح کا ڈالا سحر بھولا گولہ ترنج نارنج مارا کام نہ نکلا جسپر
تیغۂ آبدار کا ماراد و پہ کالے ہوے ادھر یہ قتل کرتے ہوے چلے جاتے ہین اُدھر نبات جادو نے آفتین
برپا کردی ہین گولہ ترنج و نارنج چل رہا ہی ساحرون کے مرنے سے وہ وہ علامتین پیدا ہوتی ہین کہ
عیاذاً باللہ نبات جادو اور عالم افروز جادو کا سامنا ہوا ہی لوگ ابھی حال سے نبات جادو کے
آگاہ نہین ہین قصد کیا تھا عالم افروز جادو نے کہ گولہ سحر کا نبات جادو پر ماروں نبات جادو
نے آواز دی کہ بلکہ کیا کرتی ہو مین تو غلام طلسم کشا ہون لوح مین نے طلسم کشا کو دیدی شرارہ جادو
مارا گیا عالم افروز جادو نے ہاتھ اپنا روکا لیکن احمر جادو کا اور چپاق جادو کا سامنا ہوا احمر جادو
نے ترنج سحر مارا کہ شانہ چپاق جادو کا زخمی ہوا فوارہ خون کا جاری ہوا پس چپاق آتش افروز جادو
نے وہی خون ہاتھ مین لیکر کچھ اسم سحر پڑھکر احمر جادو پہ کھینچ مارا خون شعلہ بنکر احمر جادو پہ گرا تن
بدن مین آگ لگ گئی جلنے لگا سحر پڑھا لیکن سحر چپاق جادو نہ ٹوٹا جلکر خاک ہوگیا اُدھر شمشیر جادو نے
عالم افروز جادو پہ نارنج سحر مارا عالم افروز جادو نے اسم سحر پڑھکر نارنج ہاتھ مین پکڑ لیا اور وہی نارنج

اخضر جادو پہ ہار اکے سینہ کو توڑکر پار گذر گیا لاشے اِن دونون کے زمین پر گر کر پھڑکنے لگے کہ تمام عرصۂ کارزار
متزلزل ہوا بیرون سے جب کچھ نہو سکا غل مچا کر خاک اُڑا کر چلے گئے آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من احمر
جادو و اخضر جادو بود فوج بے سردار کہانتک لڑتی آخر کار لاشین اپنے اپنے افسرون کی اُٹھالین اور میدان
جنگ سے نکلکر راہ فرار اختیار کی جو لوگ حلقے مین پھنس گئے تھے نکلنے کا رستہ نہ ملا اُنھون نے امان مانگی مطیع
اسلام ہوئے شاہزادہ رستم ثانی نے ہاتھ روکا سب نے ہاتھ روک لیے بلور آسمان شگاف آکر رستم
ثانی سے ملا نباتات جادو نے قدمبوسی حاصل کی رستم ثانی نے بلور سے دوستی نباتات جادو کا حال
بیان کیا اب سب مجتمع ہوکر قلعۂ نباتیہ مین آئے ایک روایت مین ہو کہ رستم ثانی نے سلیمان شاہ
کو قلعۂ رخشانیہ کا بادشاہ کیا تھا اور اسفندیار صحرائی کو بادشاہ لشکر کرکے اپنے ساتھ رکھا ہو اِس بناپر
اسفندیار بھی ساتھ ہو یہ بھی قلعہ مین آیا ہر طرف امن و امان ہوئی شاہزادہ رستم ثانی نے نباتات جادو
کو پھر سے اپنی طرف سے تاج بخشا نباتات جادو نے بڑی دھوم سے سبکی دعوت کی شہر آئینہ بند ہوا بتکدے
منہدم کرا دیے گئے مسجدون کی بنا پڑی سکہ نام پر بادشاہ لشکر اسلام کے جاری ہوا تمام شہر مین چراغان ہوا
جراح طلب ہوئے شاہزادہ رستم ثانی اور چماق جادو کا علاج ہونے لگا اب اژدر جادو کو طلب کیا
کہ یہ ہاتھ سے چماق جادو کے گرفتار ہوا تھا جسوقت اژدر جادو سامنے آیا نباتات جادو نے کہا کہ مین نے
غلامی اِس شہریار باوقار کی اختیار کی ہو تو کیا کہتا ہو اژدر جادو نے کہا کہ ہمتو مطیع آپ کے ہین جسکی اطاعت
آپ نے اختیار کی ہمنے پہلے اختیار کی رستم ثانی نے اژدر جادو کو رہا کیا خلعت فاخرہ بخشا اِسکا عہدہ دلیے
دیا لشکر نباتات جادو کا یہ سپہ سالار رہا لیکن جس روز رستم ثانی نے غسل صحت کیا نباتات جادو نے
خوشی کا جشن کیا رستم ثانی بعد غسل صحت کرنے کے پاس ملکہ نوبہار گوہر پوش کے واسطے سلام کے آئے
ملکہ نے دعا دی پاس بٹھایا کشتیان جواہر کی منگا کر نثار کین ملکہ نے ہنس کر پوچھا کہ مین نے سنا ہو کہ تمھارے لشکر
مین اسفندیار صحرائی بھی ہو رستم ثانی نے کہا کہ جی ہان مین نے اُسے بادشاہ لشکر کیا ہو غیر ساحر لوگون
کی فوج کا وہ افسر ہو لیکن آپ نے کیون اُسکا نام لیا ملکہ نوبہار گوہر پوش نے کہا کہ یہ میری مصاحب ہو
ماہ ناز آفرین اِسکا نام ہو کہ اُسکے چچا کی بیٹی ہو شادی اِسکی اُسکے ساتھ ہوئی تھی یہ اُسپر عاشق تھی وہ اِسپر
عاشق تھا لیکن خدا غارت کرے ابلیس خود پسند کو کہ جو سالار لشکر میرے باپ کا ہو مواکسی قابل نہین ہو لیکن ہوس
اِسقدر ہو کہ جو خوبصورت عورت جہان دیکھتا ہو اُٹھا لاتا ہو وہ اُسکی جان کو زندگی بھر رو یا کرتی ہو اِسے بھی
اُٹھا لایا تھا ایک روز یہ میرے یہان مہمان آئی اور سب حالات اپنے اِسنے بیان کیے تو مین نے اِسے اپنے پاس
سے جانے نہین دیا اور اِس سے وعدہ کیا تھا کہ مین تجھے اسفندیار سے ملا دونگی الحمد للہ کہ پروردگار نے غیب
سے ایسا سامان کردیا کہ اب یہ اپنے شوہر سے ملجائیگی رستم ثانی یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور شبرنگ ہمراہ تھا
اُسے پاس اسفندیار کے روانہ کیا اسفندیار صحرائی خیمہ مین بیٹھا رو رہا تھا کہ افسوس ابتک ہمارے
یار جانی کا پتہ بھی نہین ملا کہان ہو اور کس حال مین ہو کبھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا تھا اور یہ شعر زبان پر لاتا
تھا شعر نہین تاثیر الفت مین تو پھر بیچین ہم کیون ہین * جو دل سے آہ نکلیگی کہانتک بے اثر ہوگی * ناگاہ شبرنگ
دروازۂ خیمہ پر پہونچا دربانون نے ہاتھ باندھکر عرض کی اِسوقت تخلیہ ہو کسی کے جانے کا حکم نہین ہو لیکن ہماری
کیا مجال ہو کہ آپکو منع کرین شبرنگ نے کہا کہ تخلیہ مین کوئی اور بھی ہو شبرنگ کو خیال ہوا کہ مبادا کوئی معشوق

پاس بیٹھا ہوا اُنھون نے کہا کہ اور تو کوئی ابھی نہین ہی لیکن کسی تردد مین ہین شبرنگ سب واقعہ تو ملکہ کی
زبانی سُنکے آیا ہی تھا سمجھ گیا کہ یاد مین ماہ نازآفرین کے بیٹھا ہوگا سچ ہی عشق کیا بڑی چیز ہی کہ سوا بیٹھنے
کے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا ہی عقل خبط ہو جاتی ہی اگرچہ شبرنگ کو کون روک سکتا تھا تاہم شبرنگ نے
لحاظ کیا کہ یہ بھی تو بادشاہ ہی ایک دربان سے کہا کہ ہمارے آنے کی اطلاع کردو دربان نے جاکر عرض کی
اسفندیار کی آنکھون سے آنسو جاری تھے جیسے ہی نام شبرنگ کا سُنا آنسو رومال سے پاک کیے کہا کہ اُنھین
کیون روکا دربان نے عرض کی کہ ہمنے صرف اُنسے بیان کر دیا تھا کہ تخلیہ ہی وہ خود تشریف نہین لائے
لیکن کوئی کار ضروری تھا فرمایا کہ اطلاع کردو غرضکہ شبرنگ اندر آیا سلام کیا دیکھا کہ آنکھین اسفندیار کی
سرخ ہو رہی ہین درد پیدا آثار عشق ہویدا ہین شبرنگ نے مزاج پرسی کی اسفندیار نے کہا شکر ہی خدا کا
ای مہتر مہتران اِسوقت کہان آنا ہوا شبرنگ نے مسکرا کر کہا کہ آپکو شاہزادہ رستم ثانی نے یاد فرمایا ہی اسفندیار
اُٹھکر ساتھ ہوا شبرنگ اسفندیار کو لیے ہوے دروازہ باغ پر آیا اطلاع کی ملکہ نے اوٹ آگے اپنے رکھوالیا
اور کہا کہ بلالو اسفندیار اندر باغ کے آیا شاہزادے کو سلام کیا ملکہ کی خدمت مین تسلیم کہلا بھیجی پاس رستم ثانی
نے بٹھالیا اسفندیار نے گھبرا کر پوچھا کہ اِسوقت یاد فرمانے کا کیا سبب ہی رستم ثانی نے کہا سبب تو مین پھر بیان
کرونگا لیکن اِسوقت تم گھبرائے کیون ہو اسفندیار نے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ عالم سامنے تشریف فرما
ہین اور آپ اپنے سر کی قسم دیتے ہین گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل اِسوقت مجھے یاد ملکہ ماہ نازآفرین کی آئی
اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا دل سے باتین کر رہا تھا اور اُسی کو یاد کرکے رو رہا تھا رستم ثانی ہنسے ملکہ پاس نوبہار
کے بیٹھی تھی اِسکا بھی دل بھر آیا جی چاہا پکار کر رونے لگے لیکن ضبط کیا پاس ادب رستم ثانی اور ملکہ نوبہار
گوہر پوش کا مانع ہوا ضبط کرکے رہگئی لیکن رنگ رو متغیر ہوگیا شاہزادہ رستم ثانی نے دلمین خیال کیا کہ یہ
اور ظلم ہی کہ دونون قریب بیٹھے ہین اور ایک دوسرے سے بات نہین کرسکتا اُٹھکر پاس ماہ نازآفرین کے
تشریف لائے اور ہاتھ پکڑکر اُٹھایا اور سامنے اسفندیار کے لاکر ارشاد کیا کہ دیکھو اِس عورت کو پہچانو تو کہ یہ
کون ہی اسفندیار نے جو صورت ماہ نازآفرین کی دیکھی سکتے کے عالم مین ہوگیا شادی مرگ کی نوبت تھی
اِدھر ماہ نازآفرین گردن نیچی کیے کھڑی تھی شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ ای اسفندیار اِتنا صبر کرو
دلپر جبر کرو کہ جب طلسم فتح ہو جائے تو تمھارا عقد اِسکے ساتھ کر دیا جائیگا اِسوقت تردد کی حالت ہی ہمین دیکھو
کہ ملکہ صنم بادلہ پوش شہر خاقانیہ مین ہین اور ہم یہان لیکن کیا کرین مجبور ہین اب انشاء اللہ جس روز ہمارا
عقد صنم بادلہ پوش کے ساتھ ہوگا اُس روز تمھارا بھی عقد اِسکے ساتھ ہو جائیگا تم ہمارے ساتھ ہو یہ
صنم بادلہ پوش اور چچی جان ملکہ نوبہار گوہر پوش جو اُس طرف اوٹ کے تشریف رکھتی ہین اِنکے ساتھ
رہینگی اسفندیار نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہی مجھے تو اِنکی خیر و عافیت سے غرض تھی اب دلکو اطمینان
ہوگیا لیکن رستم ثانی کو خیال ہوا کہ تمھارے لحاظ سے یہ دونون آپسمین ہمکلام بھی نہین ہوئے دل کی شکایتین
دل ہی مین رہین اِس سے مناسب یہ ہی کہ اِنکو بھی تخلیہ گاہ مین بھیجدین کہ دونون کے بخار جو دلمین بھرے
ہوئے ہین وہ نکل جائین یہ خیال کرکے ایک علحدہ کمرہ تھا وہان پہلے ماہ نازآفرین کو لیجاکر بٹھا دیا بعد
اُسکے اسفندیار کو اپنے سر کی قسمین دیکر بھیجا عاشق و معشوق یکجا ہوے اسفندیار ماہ نازآفرین
سے لپٹ کر رونے لگا اپنی اپنی سرگذشت بیان کی ہرچند اُٹھنے کو جی نہین چاہتا تھا لیکن بلحاظ ملکہ

نوبہار گوہر پوش وہ پاس شاہزادہ رستم ثانی ملکہ ماہ ناز آفرین نے اسفندیار سے کہا کہ جلد یہانسے جاکر
خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہو ایسا نہو کہ لوگ مجھپہ طعنہ زن ہون کسی اور طرح کا گمان کرین اسفندیار زنگاہ حسرت
سے ملکہ کو دیکھتا ہوا باہر کمرے کے آیا پاس شاہزادہ رستم ثانی کے حاضر ہوا گردن جھکائے ہوئے سر نیچا کیے ہوئے
اتنے مین شبرنگ نے آکر عرض کی کہ اے شہریار نبات جادو نے کہلا بھیجا ہے کہ جلسہ آراستہ ہے آپکا انتظار ہے حضور
تشریف لائین تو شغل رقص و غنا شروع ہو ملکہ نوبہار گوہر پوش نے کہا اے فرزند مین نے بھی تمھارے غسل صحت
کی خوشی کی ہے کچھ دیر یہان شریک رہنا کچھ دیر وہان رہنا اور اسفندیار سے کہا کہ میرا پردہ تجھ سے آنکھ کا
پردہ ہے اور زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ جو میرا مختار و مالک ہے وہ یہان موجود نہین ہے بغیر اُسکی اجازت کے مین سامنے
نہین ہو سکتی اسفندیار نے عرض کی کہ ہم غلام آپ شاہزادی آپکا پردے ہی مین رہنا مناسب ہے میری
مجال ہے کہ مین شکایت کرسکون غرضکہ شاہزادہ رستم ثانی ملکہ سے وعدہ کرکے رخصت ہوئے کہ مین بارہ بجے
شب کے پھر حاضر ہونگا اور مع اسفندیار و شبرنگ داخل بارگاہ ہوئے وقت شام کا تھا ہر طرف چراغان
کی بہار تھی سیر کرتے ہوئے آئے دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول کے آراستہ ہے طائفے حاضر ہین شاہزادہ
رستم ثانی آکر مسند پر جلوہ گر ہوئے طائفون نے مبارکباد شروع کی سب نے حسب لیاقت انعام دیا کہ طائفے
مالامال ہو گئے اب ایک ایک طوائف مجرا کرتی ہے اور چلی جاتی ہے کسی نے کوئی ٹھمری گائی کسی نے خیال کسی نے
ٹپہ کسی نے کوئی غزل گائی دس بجے تک صحبت رقص و غنا گرم رہی بعد اُسکے دوسرے خیمہ مین دسترخوان
بچھا نبات جادو نے نہایت شیرین زبانی سے عرض کی کہ حضور خاصہ نوش فرمائین شاہزادہ رستم ثانی
کو خوشی میزبان کی ہر طرح منظور تھی مع رفقا اُٹھ کھڑے ہوئے خاصہ تناول فرمایا بعد اُسکے نبات جادو سے
ارشاد کیا کہ اب تم میرا راستہ نہ دیکھنا رقص و غنا کا شغل جاری رکھنا مین باغ مین جاتا ہون یہ فرماکہ مع شبرنگ
باغ مین تشریف لائے یہان ملکہ نے تیاری جشن کی تھی ملکہ خندان شکرلب دختر نبات جادو مصروف
اہتمام تھی نازنینون کا مجمع تھا پرستان کا سمان نظر آتا تھا ہر نخل باغ کا لطف چراغان سے سرو چراغان ہو گیا تھا
رستم ثانی پاس ملکہ کے باادب آکر بیٹھے گائنون نے ساز ملائے گانا شروع کیا غرضکہ شاہزادہ رستم ثانی
کچھ دیر یہان بھی بیٹھے بعد اُسکے پھر جلسہ مین تشریف لائے سات روز تک یہ جشن رہا بعد اُسکے تین روز آرام لیا
اب شاہزادہ رستم ثانی پاس ملکہ نوبہار گوہر پوش کے تشریف لائے اور عرض کی کہ اگر آپ مناسب جانین
تو طرف شہر خاقانیہ کے کہ وہ مقام امن ہے پاس اپنی چھوٹی بہن کے تشریف لیجائین نوبہار گوہر پوش
نے کہا اے فرزند جو تمھاری خوشی ہو جیسا تم مناسب جانو مجھے کیا عذر ہے شاہزادہ رستم ثانی نے اُسیوقت
تیاری کرکے ملکہ کو سوار کیا اور چماق جادو عالم افروز جادو کو برائے محافظت ساتھ کیا اور ایک نامہ
خاقان روشن دل کے نام اِس مضمون کا تحریر کیا کہ ملکہ نوبہار گوہر پوش دختر کاکان صندلان
شاہ کی آتی ہین اُنھین اپنے پاس پہونچا دیجیے گا اور اِنکا خیال صنم بادلہ پوش سے زیادہ کرنا چاہیے کہ یہ
رشتے مین میری چچی ہوتی ہین غرضکہ اُسیوقت سواری مثل باد بہاری طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوئی اور
یہان شہزادہ رستم ثانی نے درستی لشکر کا حکم دیا اور نبات جادو سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ جبتک چماق
جادو ملکہ کو پہونچا کر واپس آئین اُسوقت تک یہان لشکر آراستہ ہو رہے بعد اِسکے یہانسے آگے جو ملک ہو
وہان چلون نبات جادو نے اپنے لشکر کی تیاری کا حکم دیا فوج آراستہ ہونے لگی

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان بادشاہ طلسم ملک صندلان جادو کے بیان ہوتے ہین
کہ یہ منتظر بیٹھا ہی کہ شہزادہ روئین تن سر ملکہ نوبہار گوہر پوش طلسم کشا لاتا ہوگا جسوقت سے یہ خبر اندر
محل کے گئی ہی اور خبر باد ر ملکہ نوبہار کو ہوئی ہی رانی رو رو کر اپنی آنکھین سوجالی ہین ہر بار ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر
کہتی ہی کہ خدا صندلان جادو کو غارت کرے یہ کیسا سنگدل ہی کہ اسے اولاد کی مطلق محبت نہین پہلے اُس
لڑکے پر تہمت رکھی اُسکو قتل کرنے چلا اُسے اللہ نے بچایا سعید سالک لیگئے آخر کار جو تہمت لگائی تھی
وہی ہوا کہ وہ طلسم کشا کے قابو مین آگئی نہ یہ اُسے قتل کرتا نہ یہ انجام ہوتا خود کردہ را علاجے نیست اپنی خطا
اور پرائے اب نوبہار گوہر پوش سے تسکین خاطر تھی اُسکو بھی قتل کروا تا ہی ابھی تو اِس امید پر ہین
جیتی ہون کہ شاید خدا اُسے بھی مثل صنم بادلہ پوش کے بچالے کوئی صورت نکل آئے جسدن خدا نکردہ
دائی بندھی کے قتل کی خبر سنونگی اپنی بھی جان دیدونگی صندلان شاہ کو بھی زہر دیکے مارونگی جب چراغ
سلطنت گل ہو گیا تو زندگی کا کیا لطف ہا یہ تو اِس حال پر ملال مین ہی لیکن آج تیسرا دن ہی کہ صندلان
شاہ نے معلم کتابدار سے کہا کہ ابتک شہزادہ روئین تن نہ پھرا یہ کیا آفت ہی کہ جو یہانسے جاتا ہی کاہل
ہو جاتا ہی یہی سبب خرابیون کے ہین کہ یکایک دیکھا کہ کچھ ساحر روتے پیٹتے لاشین لیے ہوے چلے آتے ہین
صندلان جادو نے کہا کہ کیا ہوا انھون نے بیان کیا کہ نبات جادو طلسم کشا کا شریک ہو گیا لوح طلسمی
اُسے دیدی شہزادہ روئین تن پر تلوار نے کام نہ کیا لیکن طلسم کشا بلاے بد آفت روزگار ہی اُسنے
چیر کر پھینک دیا یہ کہکر دونون ٹکڑے لاش کے آگے صندلان جادو کے ڈالدیے بعد اُسکے اخضر جادو
احمر جادو کے رفیقون نے اِن دونون لاشون کو رکھدیا اور کہا کہ آپ کے وزیر چماق جادو نے
احمر جادو کو مارا اور عالم افروز جادو نے اخضر جادو کا کام تمام کیا صندلان شاہ نے سر پیٹ لیا
اور کہا کہ مین نہ سمجھتا تھا کہ چماق جادو دشمن ہو گیا ہی مجھے خیال تھا کہ کنارہ کشی اختیار کی اپنی جان بچا کر
چلا گیا خیر سمجھا جائیگا کہان جاتے ہین یہ سب نمکحرام جس روز مجھے غصہ آیا آن واحد مین سب کو مٹا دونگا یہ
کہکر ابلیس خود پسند کیطرف دیکھا اور کہا کہ اب طلسم کشا کے پاس بھی جمعیت کثیر ہو گئی ہی ایک دو ساحر کے
جانے سے کام نہین نکلیگا لہذا تمکو حکم دیا جاتا ہی کہ فوج شاہی اپنے ہمراہ لیکر شہر نباتیہ کے جانب روانہ
ہو لیکن پہلے انتظام لوح کر لینا یہ حکم پاکر ابلیس خود پسند نے تیاری لشکر کا حکم دیا فوج مین کمر بندیان ہونے
لگین افسران جنگ مصروف اہتمام ہوے تیسرے روز ابلیس لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے طرف
ملک نباتیہ کے روانہ ہوا سرحد پر پہونچکر خیمہ برپا کیا قبل اپنے چلنے کے ایک نامہ کافور بن صندل کے نام
اِس مضمون کا رقم کیا تھا کہ چارون پہلوانون کو جو رستم وقت ہین طرف شہر نباتیہ کے براے مقابلہ طلسم کشا
روانہ کرو وہ بھی چل چکے ہین لیکن ابلیس خود پسند نے خیمہ برپا کیا ہی تیس لاکھ ساحرون کی جمعیت ہی ابلیس
کو بھی انتظار ہی پہلوانون کا کہ وہ آلین تو جنگ آغاز کرون جانتا ہی کہ لوح طلسم کشا کے قبضہ مین ہی بیون
کوئی چارہ نہوگا اِسی سے اپنے تامل کیا ہی لیکن یہ خبر شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچی کہ ابلیس خود پسند
تیس لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آپ پر چڑھ آیا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کچھ پروا نہین ہمارا لشکر
بھی شہر سے باہر نکل کر بارگاہ برپا کرے اُسیوقت بارگاہ افسون حصار بیرون شہر نباتیہ برپا ہوئی بلور
نحت حکومت پر جادہ افروز ہوا سب سردار مثل محروق جادو نبات جادو اژدر جادو چماق جادو

عالم افروز جادو اپنے اپنے عہدے کے موافق بیٹھے شاہزادہ رستم ثانی دنگل شوکت پر متمکن ہوے اب انتظار
اسکا ہو کہ لشکر کفار مین طبل بجلے تو یہان بھی بجے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردی برخاست تیرہ و خیرہ و خیرہ
سرگرد برآسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ کون آتا ہو یکایک ہوا نے اس گرد کو گرد سے
مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے تین علم نشانہ تین لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھر پھریرے ہر علم کے تعریف
تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی رنگ فیروزئی تھے ہرکارون نے آکر اطلاع دی کہ لشکر فیروزہ مازندرانی کا آتا ہو
لیکن یہ لشکر آکر لشکر ابلیس خودپسند سے ملحق ہوا بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ جلوس سواری گذرا ماہی مراتب
برچھی بردار علم بردار عصا بردار بعد ان سب کے گذر جانے کے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار تاج مرصع
بر سر چار چتر شاہنشاہی در بر آگے آگے ایک جوان نہایت حسین مرکب تیزرفتار پر کج بیٹھا ہوا نمودار ہوا
ہرکارون نے شاہزادہ رستم ثانی کو آکر اطلاع دی کہ یہ ساحر نہین ہو بلکہ اسے اپنی زور و طاقت پر گھمنڈ ہو اور
آپ سے مقابلہ کرنے کے ارادے سے آیا ہو نام اسکا فیروزہ مازندرانی ہو غرضکہ ابلیس خودپسند نے
سرداران فوج کو براے استقبال روانہ کیا لوگ آکر فیروزہ مازندرانی کو لیگئے سامان دعوت و ضیافت ہوا
آج بوقت شام ابلیس خودپسند نے پاس شاہزادہ رستم ثانی کے کہلا بھیجا کہ اگر تمھین اپنے زور و طاقت
پر گھمنڈ ہو اور سحر و ساحری نہین جانتے ہو تو یہین خود تمسے لڑنے کا آئی ہو اس طلسم مین پہلوان بھی ایسے ایسے
کہ رستم زمان اسفندیار دوران مین موجود ہین ابھی تو فقط فیروزہ مازندرانی آیا ہو یہ ایک ہی سردار ایسا
ہو کہ تم کیا ہو لشکر امیر بھر کو کافی ہو لیکن آج ہی کل مین تین پہلوان اور ایسے آیا چاہتے ہین کہ وقت مقابلہ جنکو
دیکھکر زہرہ شیر کا آب ہو جائے شاہزادہ رستم ثانی نوجوان نے کہلا بھیجا کہ جبتک وہ آئین اس سے مقابلہ ہو جائیگا
اگر انتظار کروگے تو عرصہ ہوگا لوگ آتے جائین شکار ہوتے جائین جسوقت یہ پیام ابلیس خودپسند کو پہونچا
خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا لیکن جب دوسرا دن ہوا پھر جانب صحراے تتق گرد عظیم بلند ہوا ہرکارے واسطے
خبر کے روانہ ہوے آن واحد مین دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو سو نشانہ دو لاکھ سوار کا نمایان
ہوا اور پھریرے پر ہر علم کے تعریف خداوند تمثال آئینہ رو کی مرقوم تھی ہرکارون نے آکر عرض کی کہ گرشاسب گرد آتا
ہو ابلیس خودپسند نے فیروزہ مازندرانی کو واسطے استقبال کے روانہ کیا دیکھا شاہزادہ رستم ثانی
نے کہ ایک جوان معقول مرکب پر بیٹھا ہوا عقب مین کچھ سامان جلوس بعد اُسکے تخت شاہی یہ بھی آکر شریک
کفار کا ہوا پھر شام ہوئی ہنوز طبل نہین بجا ہو ابلیس خودپسند ہر ایک کی دعوت و ضیافت مین مصروف
ہو کہ تیسرا دن ہوا کہ یکایک بازاو پر وہ دشت تتق گرد برخاست و دامن گرد از ناخن موج نسیم شگافتہ شد دیکھا
کہ ڈیڑھ سو علم نشانہ ڈیڑھ لاکھ سوار کا اور ایک جوان پیل مست پر گرز گران سنگ ہاتھ مین لیے نمودار ہوا
ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یہ جوان سہراب بن لندھور دیونی کی بطن سے پیدا ہوا ہو اور چونکہ پرورش
اسنے کفار مین پائی ہو اسوجہ سے اسکا بھی عقیدہ مثل انھین لوگون کے ہو غرضکہ یہ بھی شریک لشکر ابلیس ہوا
کفار مین کیسی خوشی ہو تین سردار زبردست روزگار آچکے ہین ہر ایک یہ کہتا ہو کہ طلسم کشا کس کس سے لڑیگا
اس مقام پر لوح بھی بیکار ہو یہ موقع زور آزمائی کا ہو اسی چرچے مین شام ہوئی ہر ایک اپنے اپنے امور ضروری
سے فراغت حاصل کرکے سو رہا جب چوتھا دن ہوا پھر جانب صحراے تتق گرد بلند ہوا جب دامن گرد شگافتہ
ہوا تو پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھریرے علمون کے نارنجی تھے اور ہر علم کے پھریرے

پر تعریفین تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی ابلیس نے تین سردار جو آچکے ہین اور دیگر سرداران فوج ساحران کو
براے استقبال روانہ کیا لیکن یہان شاہزادۂ رستم ثانی کو ہرکارون نے اطلاع دی کہ ضیغم شیر شکار
نہایت زبردست روزگار پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہی رستم ثانی نے کہا کوئی آئے ہمین کیا جو آئیگا
ہمارے ہی خون کا پیاسا آئیگا وہان کفار اُن بدکردار ضیغم شیر شکار کو استقبال کرکے لیگئے ابلیس نے
بڑی دھوم سے ضیغم کی دعوت کی رات کو جلسۂ رقص وغنا کیا جب یہ لوگ دو تین روز مین آسودہ ہوچکے تھکن
سفر کی دور ہوئی ابلیس خودپسند نے دربار مین سب کو طلب کیا اور بیان کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہی
کہ یہ شخص رستم ثانی ایک سردار امیر ثانی کا آکر طلسم صندل مین تہلکہ ڈالے اور کوئی اُسکا مقابلہ کرنیوالا
زور وطاقت کا اُسکے جواب دینے والا اتنی بڑی سلطنت مین نہ نکلے ہم ساحر وہ غیر ساحر ہمین خود اُس سے
مقابلہ کرتے حجاب آتا ہی کہ جیسے ایک چیونٹی کو مار ڈالا ویسے اُسے قتل کیا ہم اُس سے کیا لڑین یہان چند
ساحر اُسکے شریک ہو گئے ہین اِسوجہ سے اُسکے مقابلہ کو بھی آئے ورنہ قبل اِسکے کسی نے یہ بھی نہ جانا کہ کون آیا
ہی اتفاق سے لوح طلسمی اُسکے ہاتھ لگ گئی ہی اس بنا پر وہ اور سرکشی کرتا ہی ساحرون سے مطلق نہین ڈرتا
ہی اور حقیقت مین لوح وہ چیز ہی کہ جسکی وجہ سے بادشاہ طلسم بھی اُسکا سامنا نہین کرسکتا شہرابہ روئین تن
ساحر کس ذلت وخواری کے ساتھ اُسکے ہاتھ سے مارا گیا کہ سنکر عبرت ہوتی ہی اُسنے چیر کر پھینک دیا ایک سحر نہ
چل سکا اِسیطرح جبتک لوح طلسمی اُسکے پاس ہی ہم مین سے کوئی اُسکا کچھ نہین کرسکتا لہذا آپ لوگون کو اسی غرض
سے تکلیف دی گئی ہی کہ اُسے بھی اپنی قوت وجرأت پر گھمنڈ ہی اور آپ لوگون کو بھی اپنی طاقت کا غرہ ہی لہذا
ابھی وقت امتحان ہی اگر اُسپر آپ غالب آئے تو کچھ بات نہین ہی لوح چھین لیجیے گویا تمام طلسم کی جان بخشی کی یہانتک
کہ بادشاہ بھی ممنون احسان ہوگا اور لوح آپ کا کچھ کر نہین سکتی قوت آپکی گھٹا نہین سکتی اگر ہان طاقت آپکی
بزور سحر ہوتی تو البتہ مشکل تھی مثل ہمارے آپ بھی تھے یہ کلمہ سنکر ضیغم شیر شکار نے کہا کہ پھر عرصہ کیا ہی حکم
دیجیے کہ طبل جنگ بجے لیکن فیروزہ مازندرانی نے کہا کہ یون طبل جنگ بجوا دینا اور حق ناحق مقابلہ کرنا
خلاف ہمت مردی ومروت ہی پہلے اُسے سمجھا لینا چاہیے اگر وہ یون راہ راست پر آجائے تو کیا ضرورت ہی
ورنہ لڑینگے ضیغم کو بھی یہ راے فیروزہ مازندرانی کی پسند آئی فیروزہ نے اُسیوقت اپنی طرف سے
ایک نامہ بنام شاہزادۂ رستم ثانی تحریر کیا اور مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے رستم زمان واسفندیار دوران
ہمین حال آپکی جرأت وطاقت کا معلوم ہوا آپکا کیا کہنا کس خاندان سے ہین کیون نہو لیکن اے بہادر مرد اسکا
کبھی گھمنڈ نہ کرے کہ سوا ہمارے دنیا مین کوئی اور زبردست بہادر نہین ہی خداوند عالم نے ایک سے بہتر
ایک کو پیدا کیا ہی جنگ دو سردار وجسوقت میدان جنگ مین سامنا ہو اُسوقت نہین معلوم آپ ہمپر غالب
آئین یا ہم آپ پر غالب آئین غرضکہ جو زیر ہوا وہ سامنے سب کے سبک ہوا لہذا ہم ازراہ دوستی سمجھاتے ہین
کہ ایک کی دوا دو دو کی دوا چار آپ تنہا ہین اور یہان چار پہلوان زبردست منفین ہین ہر ایک کو دعوے
صاحبقرانی وکشورستانی ہی اگر آپ ایک پر غالب ہوے دوسرے سے زیر ہوجیے گا اگر دو پر غالب ہوے
تیسرے سے پست ہونا پڑیگا اگر تین پر غالب ہوے چوتھے سے شکست پائیے گا زحمت اُٹھائیے گا ابھی کچھ
پھر بات بنی ہوئی ہی اور ما را اِسکے ایسا خداوند لطیفہ تمثال آئینہ رو کہ جسکی قدرت تمام عالم پر آشکار ہی
اُس سے آپ روگردانی کیے ہین بلکہ اُس خداوند کو برا کہتے ہین غور تو کیجیے کہ وہ کیسا رحم دل خداوند ہی کیا وجہ

اس قدرت سے کہ اگر جلوہ دکھادے تو تمام عالم بیہوش ہوجائے آپ لوگون کی بے ادبی پر کچھ نظر نہین کرتا
اپنے ترحم سے کام لیتا ہی اگر دریاے غضب جوش پر آگیا تو یہ ساری شوکت آن واحد مین خاک ہوجائیگی بڑے
تعجب کی بات ہی کہ ایسے خداوند کو چھوڑکر آپ ایک خداے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین اور بعض یہ بیان کرتے ہین کہ وہ ایک ہی
کوئی اُسکا شریک نہین ہی بھلا اکیلا دوسرے تو مقابلہ کر نہین سکتا نہ کہ پورے دو سو خداوندون کی کرامات جسمین جمع ہوئیہے آپ نہین
مانتے بلکہ وہ خداوند جو گذر گئے اُنمین کسی کو یہ رتبہ حاصل نہ تھا جو اس خداوند کو ہی لقا کی خدائی بے بقا تھی کہ جانہ
روزمین غارت ہوگئی لیکن اس خداوند کی خداوندی نہایت زبردست ہی لہذا آپ کو ہدایت کیجاتی ہی کہ اپنے
ارادے سے توبہ کرلے ہاتھ رومال سے باندھکر لوح طلسمی بطور نذر لیکر چلے آئیے کہ ہم بادشاہ طلسم صندلان شاد
سے خطا معاف کرادینگے خداوند سے بھی ملادینگے وہ آپ کے زور وطاقت مین اور ترقی عطا کریگا جب اسوقت
مین کہ تم لوگ خداوند سے برخلاف ہو جسپر اُسنے تمھین ایسی زور وطاقت عطا کی تو اُسوقت کہ تم لوگ اطاعت
اختیار کروگے خداوند کسقدر تمپر مہربان ہوگا تائب کردے طرۂ پیغمبری کا دیدے تو کوئی التعجب نہین یہ نامہ
طوماس منارہ گردن کو دیا طوماس نے نامہ سر سے باندھا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر
شاہزادۂ رستم ثانی کے روانہ ہوا یہان شاہزادۂ رستم ثانی بارگاہ ساحران مین تشریف رکھتے تھے کہ
ہرکارون نے آمد طوماس کی خبر دی شاہزادۂ رستم ثانی نے شاہین بن سلیمان وغیرہ کو براے استقبال
روانہ کیا اور آپ بارگاہ اسفندیار صحرائی مین تشریف لائے اس خیال سے کہ وہ پہلوان ہی ساحر نہین ہی
لہذا اُس سے ایسے ہی مقام پر ملاقات کرنا چاہیے کہ جہان ساحر نہون غرضکہ طوماس منارہ گردن اندر
بارگاہ کے اکڑتا ہوا ابل کرتا ہوا آیا شاہزادۂ رستم ثانی نے واسطے اُسکے ایک دنگل فولادی پہلے سے بچھوا رکھا
تھا بیٹھنے کو اشارہ فرمایا طوماس دنگل پر بیٹھا ساقی نے جام شراب پیش کیا طوماس نے دو چار جام پیے
جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا منم نامدارم منم نامہ دار شاہزادہ نے نامہ لیکر پڑھا جسوقت
مضمون سے آگاہی ہوئی شاہزادۂ رستم ثانی ہنسے اور اسفندیار کیطرف دیکھکر فرمایا کہ کیا جواب اسکا
مین لکھون مجھے عقل سے فیروزہ مازندرانی کے عجب معلوم ہوتا ہی کہ ایسا مرد معقول اور ایک خرنا مشخص
کو خداوند کیسے تمثال آئینہ رو نہین معلوم کون شخص شعبدہ باز وافسون ساز ہی کہ اسنے ایک عالم کو برگشتہ
کر رکھا ہی اپنے کو خدا کہلواتا ہی پشت پر جواب جنگ تحریر کردیا اور لکھدیا کہ جسوقت تم مجھے زیر کرلوگے تم وعدہ
بند کرنا یا مین تمھین زیر کرلونگا تو مین تمھین بلقین دین اسلام کرونگا اور ابھی یہ گفتگو بیکار ہی طوماس کو یہ کلام
سُنکر نہایت غصہ آیا اور آواز دی کہ او سرکش بے ادب تو خداوند کو برا کہتا ہی اتنا کچھ میرے آقا نے تجکو لکھا
لیکن تیرا قلب ایسا سیاہ ہی کہ کچھ اثر نہوا ہنوز مین اسکے اسفندیار صحرائی بیٹھا تھا ایک تھپڑ مارا کہ ملعون
ہمارے آقا سے بے ادبانہ کلام کرتا ہی تھپڑ پڑنا تھا کہ طوماس چیخ کھاکر بیہوش ہوگیا اسفندیار ایسا پہلوان زبردست اور
غصہ کا ہاتھ طوماس کے حواس جاتے رہے اسفندیار نے ٹھوکر مارکر اسے چت کردیا اور نامہ سینے پر اسکے رکھدیا اور لوگون
سے طوماس کے کہا کہ اسیطرح اُٹھاکر اسے فیروزہ پاس لیجاؤ لوگ مجبور وناچار اُسی حیثیت سے طوماس کو اُٹھائے ہوے لیکر
روانہ ہوے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ارتھی جاتی ہی اور اسی حال خراب سے سامنے فیروزہ مازندرانی کے لیجاکر ڈالدیا اور سب کیفیت
زبانی طوماس کی بیان کی اب طوماس کو بھی ہوش آگیا ہی تمام دربار ابلیس خود پسند کا بھرا ہوا ہی سردار
بھی ساحر بھی سب جمع ہین اور اتنی بڑی ذلت ہوئی فیروزہ تھر تھر کانپ رہا ہی آواز دی طوماس کو کہ تو نے

پھر کر کیون آیا اول تو خود زیادتی کی اور کلمات سخت کہے جب طمانچہ کھایا تو چیخا چلا آیا اگر ایسا گاڑھی تھی تو وہین لڑ مرا ہوتا تف ہے تیری نامردی پر یہ کہکر ایک ہاتھ مارا کہ طوماس کے دو ٹکڑے ہوے لیکن فیروزہ کے دلوے پر ابلیس خودپسند کانپ اُٹھا اور دل مین کہا کہ یہ پنجلا پن انھین لوگون کیواسطے ہے حقیقت مین کہ سپہ گری جہالت کی ہے اگر ہم اِس مقام پر ہوتے تو کبھی اپنے رفیق کو قتل نہ کرتے یہی خیال ہوتا کہ وہ تنہا تھا اپنی جان بچائی لیکن فیروزہ کو افسوس بھی ہوا کہ اپنا رفیق اپنے ہاتھ سے مارا گیا اُسی طیش مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے جس طرح مین نے طوماس کو مارا ہے اسیطرح اِس طلسم کشا کو بھی قتل کرونگا تو مجھے صبر آئیگا کہ میرا ایسا رفیق اِسکی وجہ سے یون مارا گیا اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہان بعد جانے طوماس کے شاہزادۂ رستم ثانی نے نشست بارگاہ بلور آسمان شگاف کی ترک کی اور فرمایا کہ جسوقت ساحرون سے سامنا ہوگا اُسوقت بارگاہ بلور مین بیٹھونگا اور جب غیر ساحر سے مقابلہ ہوگا تو بارگاہ اسفندیار مین رہونگا ابھی شاہزادۂ رستم ثانی نے دربار برخاست کیا ہے کہ ہرکارے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آکر پہونچے اور بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ فیروزہ مازندرانی نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے شاہزادۂ رستم ثانی نے فرمایا کچھ پروا نہین خداے بزرگ ست کمیدو کہ بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی بست ذلت کے بعد شاہزادۂ رستم ثانی کو اِس مقابلہ کا اتفاق ہوتا ہے بہت خوشی ہے شاہزادۂ رستم ثانی کو کہ اگر یہ شخص یعنے فیروزہ مازندرانی مجھ سے زیر ہوا تو ایسے سپہ سالار کرونگا کہ نہایت مرد جری و بہادر معلوم ہوتا ہے غرضکہ طبل جنگ بجتے بجتے وہ وقت آگیا تھا کہ بمقتضاے این نظم

چھپا نور مین جادۂ کہکشان — رخ شمع مائل بہ زردی ہوا
مسیحا نفس تھی نسیم روان — اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان
لگے ہونے نظرون سے تارے نہان — لباس فلک لاجوردی ہوا

یہان شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے محو وظائف تھے کہ سامنے سے محروق جادو حاضر ہوا اور عرض کی کہ بلور آسمان شگاف نے استفسار کیا ہے کہ ہمین کیا حکم ہوتا ہے آیا میدان جنگ مین جائین یا نہین شہزادۂ رستم ثانی نے فرمایا کہ اتنا انتظار کرلین کہ لشکر کفار میدان مین آجائے اگر لشکر فیروزہ کے ساتھ ابلیس خودپسند کا لشکر بھی آئے تو آپ بھی اُسے قاعدے سے اپنی فوج لیکر میدان کارزار مین تشریف لائین اور اگر فیروزہ صرف لشکر غیر ساحران لیکر آئے تو آپ بھی ہرگز قصد نہ فرمائیے گا محروق یہ پیام لیکر خدمت مین بلور آسمان شگاف کے آیا اور عرض کیا کہ ایسا کچھ شاہزادۂ رستم ثانی نے ارشاد فرمایا ہے بلور نے خبر میدان جنگ منگا بھیجی بانی ہرکارون کے معلوم ہوا کہ فیروزہ مازندرانی نے ابلیس خودپسند کو میدان جنگ مین آنے سے روکا تھا مگر ابلیس نے کہا کہ ہمین تماشاے جنگ دیکھنا منظور ہے اُسوقت فیروزہ نے کہا کہ آپ بلور بیگانوان کے اپنے لشکر کو ہم لوگون کی فوج سے علحدہ رکھیے گا اور تا فیصلے ہمارے جنگ سحر و ساحری موقوف رکھیے گا ابلیس خودپسند نے اِسے منظور کیا ہے اور اب لشکر طرف میدان مصاف کے چل چکے ہین یہ سُنکر بلور نے محروق جادو سے کہا کہ ہم بھی اُسیطرح اپنا لشکر لیے ہوے علحدہ کھڑے رہینگے یہ فرماکر تخت پر سوار ہوے اور رعد جہان جادو و ملکہ عالم افروز جادو و خورشید جادو و نبات جادو و اژدر جادو وغیرہ سب ساحرون کو ہمراہ لیے ہوے وعدہ گاہ مصاف مین آکر لشکر شاہزادۂ رستم ثانی سے علحدہ قائم ہوے دیکھا کہ سامنے سے گرد اُڑی اور گرد شاسپ گز

مع فوج پہونچا اور ایک جانب قائم ہوا پھر گرد اُڑی اور سہراب بن لندھور پہونچا پھر گرد اُڑی ضیغم شیر شکار
پہونچا اسی طرح یکے بعد دیگرے جب سردار آچکے اب آمد ساحرون کی شروع ہوئی اُن واحد مین تمام صحرا فوجون سے
مملو ہو گیا لیکن ابلیس خود پسند فوج ساحران فوج فیروزہ سے علیحدہ لیکر میدان مین قائم ہوا ادھر لشکر شہزادہ
رستم ثانی کا چھین دو لاکھ سوار مین میدان جنگ مین آکے صف آرا ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف قتال وجدال بیلدارون
نے نکلکر پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ فیروزہ
مازندرانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور ابلیس خود پسند سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا پہلے خوب
سلحشوری کی سراپا میدان کا دکھایا جسوقت پسینے مین غرق ہوگیا ایک مقام پر مرکب کو قائم کیا نیزہ زمین پر گاڑ
دیا دم کو آراستہ کرکے نعرہ کیا کہ اے رستم ثانی مین چاہتا ہون کہ آج میرے تمھارے زور کا امتحان ہو جانے
تمام عالم جمع ہے داد مردی مردانگی ملنے کا اس سے بہتر کونسا موقع ہوگا اگرچہ مجکو تمنا مقابلہ امیر ثانی کی تھی مگر تمھارے
زور و طاقت کی بھی بہت تعریف سنی ہے لہذا مجھے نہایت اشتیاق تھا بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی نے مرکب
اپنا بڑھایا اور بلور آسمان شگاف سے اجازت جنگ چاہی بلور کو شرم آئی کہ جو تاج بخش ہو اور جسکی بدولت
مین سلطنت کرون وہ مجھ سے اجازت پوچھے تخت رکھوا دیا اور کہا کہ سپرد بپروردگار کیا شاہزادہ رستم ثانی
نے مرکب کی باگ پھیری اور سامنے فیروزہ کے آئے اب دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین فیروزہ مازندرانی
بھی پہلوان زبردست ہے اور شاہزادہ رستم ثانی کا تو ذکر ہی کیا اُن ساحرون نے ایسے لوگون کے مقابلے
کہان دیکھے تھے سب نگران ہین ہر ایک یہ کہتا ہے کہ دو اژدہون کا سامنا ہے دیکھیے کون فتحیاب ہو کسے شکست
حاصل ہو لیکن فیروزہ نے کہا اے رستم ثانی کیا کیا کچھ مین نے تمکو نہین لکھا لیکن تمپر کچھ اثر اُس تحریر کا نہوا
رستم ثانی نے کہا اے بہادر مجھے تیری عقل و شعور سے وہ تحریر بالکل باہر معلوم ہوتی تھی مین کیا جواب اُسکا سوائے
جنگ لکھتا اول ہمارے تمھارے زور و جرأت کا امتحان ہو جائے یہی امتحان مذہب بھی ہے جسکا مذہب
برحق ہوگا خداوند عالم اُسے فتحیاب کریگا فیروزہ نے کہا پھر عرصہ کیا ہے رستم ثانی نے کہا مین تو موجود ہون
فیروزہ نے کہا وار کرو رستم ثانی نے جواب دیا کہ کیا تم آگاہ نہین کہ ہم لوگ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے ہین
فیروزہ نے کہا کہ مجھے بھی دعوی صاحبقرانی کا ہے اور آئین صاحبقرانی مین یہ بات بھی شامل ہے کہ حریف پر پیشدستی نہ
کرین رستم ثانی نے کہا کہ پھر فیصلہ کیونکر ہو فیروزہ نے کہا کہ تم وار کرو رستم ثانی نے کہا کہ تم حملہ کرو اسی گفتگو مین رستم ثانی
نے کہا کہ یہ آئین نکالا ہوا ہمارے بزرگون کا ہے اسکی پابندی ہمپر واجب ہے تمپر واجب نہین ہے ہان جسوقت تم مذہب
اسلام مین آجاؤ یا صاحبقرانی امیر ثانی سے لیلو اُسوقت یہ گفتگو روا ہے فیروزہ نے قائل ہو کر نیزہ ہاتھ مین
سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینہ شاہزادہ رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر لیا
طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگے جو بند فیروزہ باندھتا ہے شاہزادہ رستم ثانی اُسے کھولدیتے ہین اور جو
بند یہ باندھتے ہین اُسے فیروزہ کھولدیتا ہے یہانتک کہ رد و بدل ہوتے ہوتے نوبت ساڑھے تین سو طعن کی
پہونچی کہ شبرنگ بن عمرو نے آواز دی اے رستم ثانی بس اسی مُنھ پر فتاحی طلسم صندل کا دعوی تھا
کہ ایک سردار کا نیزہ ابتک ہوا نہ کیا گیا بس یہ سنا تھا کہ رستم ثانی کو غیرت آئی اور غصہ مین آکر عجب طرح
سے ایک بند باندھا کہ فیروزہ مازندرانی کی سمجھ مین نہ آیا بس نیزے سے اپنے نیزہ فیروزہ کو مانند کاکل
محبوب کے پیچیدہ کرکے جو جھٹکا مارا اُسنے نیزہ ہاتھ سے فیروزہ مازندرانی کے نکلگیا بس نیزہ ہاتھ سے

نکلنا تھا کہ جہان نگاہ ہون مین تاریک نظر آنے لگا آواز دی کہ او طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے
میرے نکالدیا خیر کچھ پروا نہین بس اِس ضرب سے بچنا محال ہی گرز میرا طمانچہ اجل کا ہی یہ کہکر گرز اپنا اورلبے پر سے اُٹھایا
اور سر پر چرخ دیکر چلایا ادھر رستم ثانی نے بھی اپنا گرز بلند کیا فیروزہ نے قریب پہونچکر گرز مارا لیکن گرز جو گرز پر پڑا تو
ہو تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکلگیا تتق گرد بلند ہوا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا کمر مرکب رستم ثانی کی شکستہ
ہوئی فیروزہ نے نعرہ کیا کہ زدم وپست کردم ساحران لشکر ابلیس تالیان بجانے لگے ہر ایک کو یقین ہوا کہ طلسم کشا
مارا گیا لیکن شبرنگ بن عمرو جھپٹکر قریب گرد کے آیا گرد کے گرد چرخ مارکر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ پسینہ تا پسینہ ہی
شبرنگ نے آواز دی کہ ای شہریار اسقدر عرصہ کہ حریف لافزنی کررہا ہی رستم ثانی نے چاہا مرکب کو زمین سے نکالین
دیکھا تو گھوڑا مرکب گلی ہو گیا ہی کوہ کمر پشت مرکب سے علٰحدہ ہوئے تلوار کھینچکر قریب فیروزہ کے چاہا کہ مرکب کو پی کرون
فیروزہ مازندرانی گھوڑے سے کود پڑا گرز ہاتھ سے رکھدیا اور رستم ثانی سے لپٹ پڑا ادھر رستم ثانی بھی
تلوار سپر پھینک کر دامن زرہ کو گردان کر مصروف تلاش ہوئے افسران لشکر قریب آکر تماشاے جنگ
دیکھنے لگے لیکن فیروزہ اور رستم ثانی مین زور ہونے لگے جوڑا کا کشتی کا بندھا یہ کیفیت ہی کہ اگر رستم ثانی
فیروزہ کو پکڑ لاتے ہین تو فیروزہ صاف نکل جاتا ہی اور اگر فیروزہ رستم ثانی کو پکڑ لاتا ہی تو رستم ثانی
دم بھر دم نہین لیتے یہانتک کہ اِسی ہنگام مین شام ہو گئی فیروزہ مازندرانی نے کہا کہ ای رستم ثانی واقع
مین تو مرد دلاور و بہادر ہی تیری جرأت مین شک نہین لیکن شب واسطے راحت کے ہی اب تو بھی اپنے خیمہ مین
جا مین بھی جاکر آرام لون کل پھر ہمارے تمھارے زور ہو گا رستم ثانی نے جواب دیا کہ یہ میرا قاعدہ نہین کہ بغیر
معاملہ یکسو کیے میدان سے پھرون اب یا مین تجھے باندھکر لیجاؤنگا یا تو مجھے باندھکر لیجا تا میدان جنگ سے خالی
پھرنا شرم کی بات ہی فیروزہ نے کہا بہتر ہی غرضکہ دونون جانب سے ایک ایک کا نسہ شیر آگیا دونون پہلوانون
نے پیا پھر زور ہونے لگے آن واحد مین وہ دودھ پسینے کے رستے بہ گیا دونون جانب سے روشنی آگئی سردارون
کے خیمے قریب برپا ہو گئے دنگل بچھ گئے سرداران فوج دنگلون پر بیٹھے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے جانین
سب کی لڑی ہوئی ہین دو شیر ہین کہ لڑ رہے ہین ہر ایک کو خیال ہی کہ دیکھیے کون غالب ہوتا ہی کون مغلوب ہوتا
ہی لیکن دونون کلہ بکلہ لڑ رہے ہین زور ہو رہے ہین ادھر ابلیس خود پسند اگرچہ ساحر زبردست افسر فوج
صندلان شاہ ہی مگر ایسے پہلوانون کی کشتی کبھی کاہیکو دیکھی تھی متحیر ہو ہو کر کہتا ہی کہ واقعی مین یہ انھین لوگون کا
کام ہی ادھر بلور آسمان شگاف ہر بار پروردگار عالم کیطرف نگاہ حسرت سے دیکھتا ہی اور کہتا ہی کہ پروردگار
تو ہی فتحیاب کریگا تو کام نکلے گا ورنہ فیروزہ بھی کسی طرح کم نہین معلوم ہوتا غرضکہ اِسی ہنگام مین وہ وقت
آپہونچا کہ دیو سفید صبح نے زنگی شب کو زیر کیا لیکن ان دونون مین فیصلہ نہوا اُسیطرح کشتی ہو رہی ہی کسی طرح کا فرق
نہین ہی یہ معلوم ہوتا ہی ابھی لڑنے کو اُترے ہین غرضکہ کہانتک بیان کیا جائے کہ پھر شام ہوئی رات بھی اُسیطرح
گذری کام نہ نکلا یہانتک کہ اب تیسرا دن ہی کوئی دوپہر دن چڑھا ہو گا اب کیفیت فیروزہ مازندرانی کی یہ ہی
کہ اگر یہ رستم ثانی کو چار قدم دوڑالیجاتا ہی تو رستم ثانی بھی فیروزہ کو پانچ قدم دوڑالیجاتے ہین مگر ابھی اتنا
فرق نہین ہوا ہی کہ یہ سمجھا جائے کہ رستم ثانی فیروزہ کو زیر کرلین گے کہ یکایک [illegible] چمکی اور کڑک کر اب
جو گرتی ہی تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمربند فیروزہ کا پکڑ کر اُٹھالے لیے چلا گیا [illegible] نتیجہ نہ نکلا طبل بازگشت
بجا دونون لشکر میدان سے پھرے تین روز کے تھکے ہوئے تھے ایک روز طبل نہین بجا سب نے آرام کیا

لوگ ابلیس خود پسند نے برائے تلاش فیروزہ روانہ کیے کہ کون لیگیا اور کہان لیگیا لیکن تیسرے روز گرشاسپ گرد
نے کہا کہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی خبر لشکر اسلام
مین ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا پھر دونون جانب تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری مین
بسر ہوئی جب صبح ہوئی دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے گرشاسپ گرد کر گدن اپنا جھکا کر سامنے تخت
ابلیس کے آیا اجازت حرب مانگی ابلیس نے کہا کہ جا تجھے سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ روکے گرشاسپ
میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے شاہزادۂ رستم ثانی بلور آسمان شگاف سے اجازت لیکر
میدان مین آئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی رستم ثانی نے نیزہ گرشاسپ کا ہوائی کیا گرشاسپ
نے خفیف ہوکر ساطور اپنا اُٹھایا اور سر پر چرخ دیکر سر رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے نہایت ہوشیاری
و باحواسی سے کام لیا کہ دستۂ ساطور پر ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے
دونون جوان کودپڑے کشتی ہونے لگی شام ہوگئی وہی حالت رہی دوسرے روز شاہزادۂ رستم ثانی
گرشاسپ کو ریلے لیچلے حسب اتفاق پانون گرشاسپ گرد کا موشخانہ مین جارہا اوپر سے زور جو پڑا
پانون چینی پر سے اُکھڑ گیا رنگت چہرہ گرشاسپ کی زرد ہوگئی تھر تھر کانپنے لگا شاہزادۂ رستم ثانی نے یہ
حالت گرشاسپ کی دیکھکر فرمایا کہ اے پہلوان کیا حال ہے گرشاسپ نے کہا کہ پانون میرا اُکھڑ گیا ہے رستم ثانی
چھوڑکر علحدہ ہو رہے اور فرمایا کہ جاؤ جب صحت ہوجائیگی اُسوقت پھر مقابلہ کرلینا اور لوگون سے گرشاسپ
کے آواز دیکر کہا کہ آؤ اور مالک کو اپنے لیجاؤ لوگ آکر گرشاسپ گرد کو لیگئے اور لشکر بھی میدان سے پھرے
اِدھر شاہزادۂ رستم ثانی مع لشکر میدان سے پھرے وہان سہراب بن لندھور کو جوش شجاعت ہوا
اور حکم دیا کہ آج ہمارے نام پر طبل جنگ بجے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی شاہزادۂ رستم ثانی نے شبرنگ
بن عمرو سے کہا کہ یہ کس لندھور کا بیٹا ہے سنا ہے کہ صورت تو بالکل مثل ہمارے دادا صاحب کے رفیق کے ہے
لیکن وہ مسلمان تھے یہ کافر ہے شبرنگ نے کہا کیا عجب ہے کہ اُنھین کا بیٹا ہو اکثر آپ کے عزیزون نے پرورش
دوسرے مقام پر پائی ہے مذہب بھی اُسکے موافق رہا جب لشکر مین آئے تو مسلمان ہوے کہ یکایک آواز طبل جنگ
کی کان مین آئی شاہزادۂ رستم ثانی نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی
بجے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی جوانان آزمودہ کار
سلاح جنگ درست کرنے لگے بہت دنون سے کوئی لڑائی اِسطرح کی درپیش نہین ہوئی تھی کوئی حلقہاے
کمند کی درستی مین اُلجھا ہوا ہے کسی کا شوق آبداری شمشیر گلوگیر ہے کوئی تیرون کو ترکش مین اِسطرح بھر رہا ہے جیسے
مژگان معشوق دلمین جگہ کرتی ہین کوئی حلقۂ کمان کی خانہ بدوشی کو پسند کرتا ہے کوئی یدطولا دکھانے کے لیے
نیزے کی انی کو صاف کر رہا ہے تمام لشکر مین جاگ ہے گشت طلایہ کا پھر رہا ہے ہر طرف آواز ہوشیار باش و بیدار
باش بلند ہے اسی ہنگام مین وہ وقت آکر پہونچا کہ آمد شاہ خاور سے فوج انجم مین ابتری پڑی جادۂ امن
کہکشان نظرون سے پنہان ہوا بھاگنے کی راہ نہ ملی آخر مجبور ونا چار بحر زخار فلک مین ڈوبنے لگے اور ماہ
تابان نہایت پریشان مُنہ اداس چہرے پر یاس جانب گوشۂ مغرب روانہ ہوا لوگ اپنے اپنے بسترون
سے اُٹھے عبادت پروردگار اپنے اپنے آئین کے موافق بجالانے مین مصروف ہوے فوج ساحران مین آواز
سنکھ بلند ہوئی اور لشکر اسلام کی رونق صداے اذان سے دوچند ہوئی خلقت عبادت معبود سے بہرہ مند

ہوئی یہان شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان نے ورد وظائف سے فراغت حاصل کرکے مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر طرف وعدہ گاہ مصاف کے روانہ ہوے اب دونون لشکر صف آرائی کرنے لگے آن واحد مین صفین آراستہ ہوگئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی اچھے خوشنویس کے ہاتھ کی سطرین برابر کی لکھی ہوئی ہین لیکن بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیبون نے ساز ملا ملا کر سریلی صدا اُن مین اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کیے جوانون کی یہ کیفیت ہوئی کہ خون شجاعت نے رگون مین جوش مارا تلوارین نیامون سے نکلی آتی ہین ہر شخص چاہتا تھا کہ پہلے ہمین نکلین اور ہنر جنگ دکھائین یا مارے جائین یا فتحیاب ہون تو غازی کہلائین کہ یکایک سہراب نے فیل اپنا صف سے نکالا سامنے تخت ابلیس خود پسند کے آکر اجازت جنگ چاہی ابلیس نے کہا کہ جاؤ تمھین سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ رو کے یہ سنکر سہراب سلام کر کے میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے رستم ثانی تم میرے حسب ونسب سے خوب آگاہ ہو کہ مین کون ہون مین بیٹا ہون اُس شخص کا کہ نام جسکا لندھور بن سعدان گرد ہے جو رفیق خاص تمھارے پردادا صاحب یعنے امیر اول کے ہین مگر مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ وہ شاہزادۂ ہندوستان ہوکر ایک مجاور زادہ خانۂ کعبہ کے مطیع ہوے خیر یہ فعل اُنکا تھا کہ اپنے دین قدیم سے بھی حمزہ کی محبت مین دست بردار ہوے جس وقت میرا اُنکا سامنا ہوگا تو سمجھا جائیگا لیکن تمھین سمجھاتا ہون کہ تم آؤ اور میری اطاعت منظور کرو دین خداوند تمثال آئینہ رو کو اختیار کرو ورنہ سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اے سہراب وہی نتیجہ یہان بھی ہوتا ہے کہ باپ کو تمھارے امیر اول نے زیر کرکے مطیع کیا مین تجھے زیر کرونگا اگر تو نے بھی مثل اُنکے اطاعت میری اختیار کی تو فبہا ورنہ قتل کرونگا ہرگز رعایت لندھور کی نہ کرونگا اور اگر دین تمھارا برحق ہے تو فرق حق و باطل میدان جنگ مین معلوم ہو جائیگا یہ فرماکر مرکب صف سے نکالا سامنے تخت بلور آسمان شگاف کے آکر اجازت مانگی بلور آسمان شگاف نے کہا سپرد پروردگار عالم کیا رستم ثانی مرکب کو چمکا کر سامنے سہراب کے آئے سہراب نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین ایک ٹھاٹھ تھا کہ بندھا ہوا تھا جو بند سہراب باندھتا تھا رستم ثانی کھولدیتے تھے جو بند رستم ثانی باندھتے تھے سہراب کھولدیتا تھا یہانتک کہ طعنین چلتے چلتے ایک مقام پر رستم نے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکالدیا نیزہ تو مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے نکلکر ہر رو ہے ہوا گیا لیکن سہراب نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہو گیا اور گرز اپنا اُٹھا کر آواز دی کہ اے رستم غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکالدیا لیکن یہ طمانچہ ملک الموت کا ہے بچ اس سے یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیتا ہوا جھپٹا اور سر رستم پر وار کیا رستم ثانی نے گرز اپنا اُٹھا کہ چہرے کی پناہ کیا لیکن گرز جو گرز پر پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ کوہ پر کوہ گرا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد بلند ہوا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا کمر مرکب رستم ثانی کی ٹوٹی سہراب نے نعرہ کیا کہ زدم ولیست کردم شبرنگ بن عمرو دوسرا مرکب لیکر جھپٹا اور قریب گرد کے پہونچکر آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف وگزاف کر رہا ہے رستم ثانی نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ آواز دی وکر الیست کردی حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر مرکب پر سوار ہوے اور گرز اپنا ارابے پر سے اُٹھایا اور آواز دی شعر تو ضربی زدی ضرب ما نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ اور پندرہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سہراب پر وار کیا سہراب

نے اپنا گرز بلند کیا لیکن گرز جو گرز پر پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا فیل نے ایک تبق ماری کمر فیل کی شکست
ہوئی کوا سہراب کا ڈٹا لنگر نہ سنبھل سکا لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم رہے رستم ثانی نے نعرہ
کیا کہ زدم وبست کردم خبر لو اگر سہراب کی عیار سہراب کا جھپٹکر آیا اور گرد کو پانی کے چھینٹے دیکر بٹھایا دیکھا کہ سہراب
کے ہر بن مو سر مو سے پسینہ جاری ہی لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہین عیار نے منھ پر پانی کا چھینٹا
مارکر ہوشیار کیا اور کہا کہ حریف لافزنی کر رہا ہی سہراب نے کہا کہ مین مجبور ہون اور رستم ثانی کو آواز دی
کہ اے رستم آؤ اور سر میرا کاٹ لیجاؤ کیونکہ مین لڑنے کے قابل نہین ہون دہنا کولا میرا بیکار ہوچکا ہی رستم ثانی
نے کہا زخمی پر ہاتھ اُٹھانا خلاف شان مردی و مردانگی ہی جب اچھے ہولو گے اُسوقت لڑلینا لوگ آئے اور سہراب
کو لیکر میدان سے پھرے ابلیس خود پسند نہایت غمگین و پریشان میدان جنگ سے پھرا دل مین کہتا تھا
کہ یہ خدا پرست ہمارے یہ آفت روزگار ہی کہ دو سرداریون زخمی ہوے ایک کو چھ لیگیا اب ایک اور باقی ہی
اُس سے دیکھیے کیا ظہور مین آتا ہی معلوم ہوا کہ ستارہ ہم لوگون کا گردش مین ہی اِدھر بلور آسمان شگاف
شاہزادۂ رستم ثانی پر سے زر نثار کرتا ہوا پھرا لیکن ضیغم شیر شکار جو میدان سے پھر کر بارگاہ مین آیا پوشاک
رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا جام شراب کو گردش ہوئی اُضیغم نے دو چار جام پیے جب دماغ اِسکا بادۂ
ناب سے گرم ہوا نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی
ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بلور آسمان شگاف کے آئے اور بعد دعا وثنائے شاہی بجالانے کے عرض
کی کہ آج ضیغم شیر شکار نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی یہان بھی حکم ملا اور نقارے بجے تیاری جنگ ہونے
لگی بلور آسمان شگاف نے کہا اے زینت بارگاہ سلیمانی واے زور بازوے صاحبقرانی پروردگار عالم نے
تین مقابلون مین تو سرسبز کیا اب یہ مرحلہ آخری باقی ہی رستم ثانی نے کہا کہ وہی حافظ حقیقی نگہبان ہی اگر تقدیر
مین میری فتاحی طلسم صندل ہی تو اِسے بھی زخمی کرونگا یا زیر کرونگا اور اگر پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہی تو ہاتھ سے
اِسکے مارا جاؤنگا لیکن اے شاہ اتنا سن رکھیے کہ یہ سردار یعنے ضیغم شیر شکار مثل سہراب و گرشاسپ کے
نہین معلوم ہوتا ہی اِس سے لطف مقابلہ آئیگا غرضکہ جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی شاہزادۂ رستم
ثانی نے دربار برخاست کیا اور اپنے خیمہ مین آکر آرام کیا لیکن طبل بجتے بجتے جب وہ وقت آیا کہ حور سحر نے
نقاب سیاہ کو اپنے چہرۂ منور سے دور کیا اور جلوۂ رخسار سے تمام عالم کو معمور کیا جھونکے نسیم بہار کے چلے
طائر اپنے اپنے نشیمن سے نکلکر شاخ درخت پر نغمہ سرائی کرنے لگے غنچہاے نرگس و نسرین نے خمار آلودہ آنکھون
کو وا کیا لوگ انگڑائیان لے لیکر اپنے اپنے بستر دن سے اُٹھے اور عبادت رب بے نیاز سے فراغت حاصل
کرکے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوے اِدھر شاہزادۂ رستم ثانی بھی مرکب پری پیکر پر بیٹھکر طرف
وعدہ گاہ مصاف کے روانہ ہوے گھڑی بھر دن نہ چڑھنے پایا ہوگا کہ تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا لیکن
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ ضیغم شیر شکار نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے
تخت ابلیس خود پسند کے آیا اجازت جنگ مانگی ابلیس نے کہا سپرد خداوند تمثال آئینہ رو کیا ضیغم شیر شکار
مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے بعد سلح شوری جب پسینے مین غرق
ہوگیا ایک مقام پر ٹھہرکر نیزے کو زمین پر گاڑکر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے رستم ثانی یہی گو ہی اور یہی
میدان ہی اگر کچھ دعوی قوت و جرأت ہی تو مجھ سے بھی مقابلہ کر لیکن بہت ہوشیار رہنا اور مجھے مثل دیگران

نہ سمجھنا رستم ثانی نے یہ سنتے ہی مرکب اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ لشکر سے اجازت لیکر رخ میدان کارزار
کا کیا ضیغم نے جیسے ہی رستم ثانی کو آتے ہوئے دیکھا مرکب بعزم نگاورد دوڑایا ادھر رستم ثانی نے گھوڑے
کی باگ لی وسط میدان مین تگاورچلی سپر سے سپر لڑی یہ معلوم ہوا کہ دو لکۂ ابر ملکر گرجنے لگے لیکن چار قدم مرکب
رستم ثانی کا پسپا ہوا اور پانچ قدم گھوڑا ضیغم شیر شکار کا پیچھے ہٹا لیکن اس فرق کا دیکھنے والا یہان کون
تھا اسفندیار صحرائی نے آواز دی کہ اے شہریار حریف کی قوت ہم پر روشن ہوگئی انشاء اللہ مار لیا ہی جاتا کہان
ہی لیکن ضیغم نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینہ شاہزادۂ رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی
نے نیزہ کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ آپسمین لڑنے لگے یا دو تیر شہاب آکر مل گئے
یا دو آہین مظلومون کی ایک وقت مین باب اجابت پر سر ٹکرانے لگین لیکن دیکھیے کون رسا ہی اور کون
نارسا ہی مگر نیزہ بازی ہوتے ہوتے کوئی پونے چار سو طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ شبرنگ نے آواز دی
اے شہریار سست ہو گئے ضیغم شیر شکار کو غصہ آیا اور کہا اونا ہنجار تو کیا مجکو بھی مثل دیگران سمجھا ہی نیزہ میرے
ہاتھ سے نکال دینا دل لگی بازی نہین ہی رستم ثانی نے کہا کہ اگر تجھے ہوشیار کرکے نیزہ ہاتھ سے نہ نکالا ہوگا تو نام اپنا رستم
ثانی نہ پایا ہوگا اور کہا کہ پانچ طعن کے اندر نیزہ نکال دونگا اب ہوشیار رہنا یہ کہکر ایک بند باندھا کہ ضیغم کی سمجھ مین نہ آیا
اور جھٹکا دیا کہ ضیغم نے دیکھا نیزہ ہاتھ سے جایا چاہتا ہی ضیغم نے بقوت تمام نیزے کو تو دوسرا ہاتھ شریک کرکے
روک لیا لیکن سنان نیزہ مانند خنجر کے بالائے ہوا چمکی بس خفیف ہوکر ضیغم نے نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا
اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمائل بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان
کہتے ہین یہ کہکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور تلوار نیام سے کھینچکر سر رستم پر وار کیا رستم ثانی نے سپر کو اٹھاکر چہرے
کی پناہ کیا تلوار جو پڑتی ہی سپر مین چار انگل اتر گئی رستم ثانی نے جھٹک دی تلوار ٹوٹ گئی ضیغم نے قبضۂ مُنھ
پر کھینچ مارا شاہزادۂ رستم ثانی نے خالی دیا لیکن ضیغم نے کاٹھی سے دوسری تلوار کھینچ لی اور پھر وار کیا
رستم ثانی نے دیکھا کہ یہ تیز دست بہت ہی تلوار کی لڑائی سے کام نہ نکلے گا علاوہ اسکے ایسا سردار زبردست
اگر مارا گیا تو بھی افسوس ہوگا لہذا اسے کشتی مین زیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے ابھی جو ضیغم نے وار کیا رستم
ثانی نے مرکب کو ملا کر چاہا کہ بند دست پر ہاتھ ڈالدون قضائے کار اتفاقات روزگار گھوڑے نے
سکندری کھائی خود سر سے گرا تلوار ضیغم کے سر پر بیٹھی چار انگل اتر گئی رستم ثانی نے وہین سے سنبھلکر دستانہ
مارا تلوار تو جھنا کہ سر سے نکلی چادر خون کی جو سر سے آتی ہی غشی طاری ہوئی مگر اسی عالم زخمداری مین جو
خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا ضیغم کو بھی سنبھلنا دشوار ہوگیا جلدی سے سپر کو اٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا مگر یہ تلوار کہین سپر سے رکتی ہی ڈھال کو مانند قرص پنیر کے دو کرتی ہوئی سر پر بیٹھی جھٹکا مارا کہ تا دو
ابرو اتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھنا کہ سر سے نکلی مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی غشی طاری ہوئی
ابلیس خودپسند نے یہ خیال کیا کہ اب تو دونون زخمی ہین لڑائی کا فیصلہ کیونکر ہو اسنے فوج کو اشارہ کیا کہ مارو
تو اس سرکش کو جانے نہ پائے لوگ جھپٹ پڑے ادھر بلور آسمان شکاف نے فوج کو اشارہ کیا دونون
لشکر آکر غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیرودار بلند ہوا لیکن شاہزادۂ رستم ثانی نے زخم سر باندھا
اور لڑنا شروع کیا نائرۂ جدال وقتال مشتعل ہوا برق شمشیر چمک چمک کر گرنے لگی کشتی حیات ہر شخص کے طوفانی نظر
آنے لگی دریائے خون روان ہوا لیکن ضیغم شیر شکار مین طاقت سنبھلنے کی نہ تھی باہین گردن مین گھوٹے

گئے ڈالدین وہ مرکب اصیل تھا سوار کو ایک سمت لے نکلا لیکن یہان شام تک قیامت کبریٰ برپا رہی
اِس قیامت کی تلوار چلی کہ تمام صحرا لہو سے سرخ ہو گیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے
ایک روز کامل دونون طرف کی لاشین اُٹھانے مین گذر گیا سردار بھی دونون جانب کے زخمی ہین جنگ
موقوف ہی لیکن ابلیس خود پسند نے اپنے عیار مہتر کذاب زود رفت کو طلب کیا اور کہا کہ تو نے نام
عیاری کا بالکل ڈبو دیا اتنا نہ ہو سکا کہ لوح طلسم کشا سے لے آتا مہتر کذاب نے کہا کہ مجھے کب حکم ملا تھا اُسیوقت
چند عیار اپنے ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا یہان شاہزادۂ رستم ثانی کے زخم سر مین ٹانکے دیے
گئے بتی مرہم کی چڑھی آج تیسرا دن ہی کسیقدر زخم سر اندمال پہ آچلا ہی کیونکہ زخم اوچھا تھا اسفندیار صحرائی
ہر وقت حاضر خدمت رہتا ہی اِدھر اُدھر کی باتین کر کے دل بہلایا کرتا ہی کبھی ذکر ملکہ صنم بادلہ پوش کا
آجاتا ہی شاہزادۂ رستم ثانی ملکہ کیواسطے بےچین ہو جاتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای اسفندیار یہ بھی فلک
کی تفرقہ پردازی ہی کہ بموجب شعر کسی کا اِسے عیش بھاتا نہین * یہ وہ دل کو اکھا بٹھاتا نہین * باوجودیکہ
کوئی منع کرنیوالا اور کہنے والا نہین مگر دو گھڑی پاس اُس محبوب جانی کے بیٹھنا نصیب نہین ہوتا اُدھر وہ
تڑپتی ہوگی اِدھر اپنا یہ حال ہی کہ کسی پہلو قرار نہین ہی بموجب شعر شب فرقت سے تڑپنے کا پتا دیتا ہی * صبح
کیوقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا * اِسی قسم کے تذکرے رہتے ہین بارہ بجے شب کے اسفندیار اپنے خیمے مین چلا جاتا
ہی شاہزادہ آرام فرماتا ہی آج وہ وقت ہی کہ اسفندیار پاس سے شاہزادۂ رستم ثانی کے اُٹھ کر گیا ہی
اور شاہزادہ پلنگ پر لیٹا ہی کہ ایک شخص بصورت ایلچی دروازۂ خیمہ پہ آیا دربانون سے اندر جانے کی اجازت
مانگی دربانون نے منع کیا کہ یہ وقت ملاقات نہین ہی اُسنے کہا کہ اچھا ہماری اطلاع کرو واشد ضرورت ہی
مین پیام بر ایک شخص کا ہون اور اگر اطلاع نہ دوگے تو مین نہین جانتا جو تمپر عتاب آئے یہ سنکر دربان خدمت
مین شاہزادۂ رستم ثانی کے حاضر ہوے اور عرض حال کی شاہزادے نے فرمایا بلالو جسوقت وہ شخص
اجنبی خیمہ مین آیا سلام کیا ایک خط پیش کیا شاہزادے نے پڑھا تحریر تھا کہ ای مرد بیمروت اللہ اکبر یہ غفلت
شعاری کہ ہم تو دن رات فراق مین تڑپین اور آپ مصروف جنگ رہین ہماری کچھ خبر نہ لین سچ ہی کہ مردون
کی ذات بیوفا ہوتی ہی یہ ہمین لوگ ہین کہ جس سے محبت کی اُسکے نام پر بیٹھکر زندگی بسر کر دی مرنا اور بھرنا
اگر خلاف شان اقدس نہو تو دو گھڑی کو اِس غمکدے مین آکر جلوہ افروز ہوجیے اور اپنے چاہنے والے
کو پہچان لیجیے شاید آیندہ کچھ خیال ہو رستم ثانی نے جو یہ مضمون پڑھا گھبرا کر اُس شخص کیطرف دیکھا اور
کہا کہ مین نہین جانتا یہ کون ہین اُسنے عرض کی کہ چلکر دیکھ لیجیے پہچان لیجیے ہمین اجازت نام بتانے کی نہین ہی
ورنہ عرض کر دیتے اور وجہ پوشیدگی کی یہ ہی کہ ملکہ ہماری فرماتی ہین کہ نام ہمارے بزرگون کا بدنام ہوگا لہذا
مجھکو گمنام سمجھیے شاہزادۂ رستم ثانی کا بھی جی گھبرا رہا تھا نیند نہین آتی تھی یہ خیال کیا کہ چلو جی دو گھڑی
دل ہی بہلے گا یہ خیال کر کے اُٹھے اور اُس شخص کے ساتھ ہوے اُسنے عرض کی کہ کسی کو ہمراہ نہ لیجیے گا کبھی
ذکر کسی سے کیجیے گا کیونکہ ملکہ نے کہدیا تھا کہ میری رسوائی کا خیال رہے رستم ثانی تنہا ساتھ اُس شخص کے
روانہ ہوے ہرچند دربانون نے استفسار کیا کہ حضور تنہا اور شخص اجنبی کے ساتھ جانا مناسب نہین معلوم ہوتا
آیندہ جیسا رائے عالی مین آئے رستم ثانی نے جواب دیا کہ تم لوگون کو ہمارے امور مین کیا دخل ہی مین تنہا
ہون تو کیا ہی کوئی میرا کیا کر سکتا ہی غرضکہ ساتھ اُس شخص کے روانہ ہوے جاتے جاتے حد لشکر سے نکل گئے

صحرا مین پہونچے اُس شخص سے فرمایا کہ کہانتک لیجائیگا اُسنے عرض کی کہ سامنے چلیے تھوڑی دور اور ہی تھوڑی دور اور ہی یہانتک کہ اسیطرح شاہزادۂ رستم ثانی قریب دو کوس کے نکل گئے اب سامنے سے کچھ روشنی نظر آئی اُس شخص نے کہا کہ وہ بارگاہ برپا ہی جسوقت شاہزادۂ رستم ثانی قریب بارگاہ پہونچے اُسی خادم نے اندر اطلاع کی ملکہ تا در بارگاہ لینے کو آئی شاہزادۂ رستم ثانی داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ ایک آفت ہوش پندرہ سولہ برس کا سن ناصی ولولۂ شباب سے درِ دروازۂ بارگاہ سے لپٹی کھڑی ہی شاہزادے کو دیکھتے ہی ہاتھ پکڑ لیا پھر کچھ خود ہی شرما گئی اور لاکر مسند پہ بٹھایا گردن نیچی کر لی شاہزادۂ رستم ثانی نے نام پوچھا کہا آپ کو میرے نام سے کیا کام ہی مین ننگ خاندان کیا نام اپنے بزرگون کا بدنام کرون شاہزادۂ رستم ثانی نے کہا کہ تمھارا نام معلوم ہونے سے بزرگون کا نام کیونکر معلوم ہوسکتا ہی ملکہ نے کہا کہ اگر کسیوقت آپ میرا نام ساتھ مین میرے والدین کے سنیے گا اُسوقت آپ پر ظاہر ہو جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ اچھا مجھے آپ نے کسلیے یاد فرمایا ہی ملکہ نے کہا کہ ذرا تشریف رکھیے میری تو یہ کیفیت ہی کہ شعر یہ کہتے یہ کہتے جو آجاتا ہی سب کہنے کی باتین ہین کچھ بھی نہ کہا جاتا ہی ذرا دل ٹھکانے ہولے حواس درست ہولین تو بیان کرون رستم ثانی نے کہا اگر کسی کے خوف مین دل ٹھکانے نہین ہی تو بیان کرو ابھی جاکر ماروں کام اُسکا تمام کرون ملکہ نے ہنسکر جوابدیا کہ مین جانتی ہون آپ ایسے ہی ہین مگر یہ بات نہین ہی جو کچھ کیفیت ہی آپ ہی کے خوف سے ہی شہزادۂ رستم ثانی نے فرمایا کہ مین تمھارا دشمن نہین تمسے آگاہ بھی نہین پھر مجھ سے کاہیکا خوف اُس نازنین نے کہا خوف بیوفائی رستم ثانی نے جوابدیا کہ اِسوقت تو مین پاس آپ کے موجود ہون وقت خوشی مین غم کرنا بالکل بدشگونی ہی غرضکہ ملکہ ایسے ہی گول گول باتین کیا کی کچھ مفصل بیان نہ کیا اور گائنون کو طلب کرکے حکم ناچنے کا دیا وہ صحرا کا سناٹا اُسمین ایک بارگاہ برپا ہی سماجیون نے ساز ملا ملاکر جو وقت کی چیز تھی بجانا شروع کی سمان بندھ گیا اور ایک نازنین ماہ تمکین نے یہ غزل شروع کی غزل

اُسوقت مین جانون کہ مری جیب مین اثر ہی
بیٹھے ہین گلستان مین ادھر وہ گل اُدھر ہی
بس عالم پہ ہول مین شب ہی نہ سحر ہی
روشن جو ہوے دیکھتے ہی دیدۂ یعقوب
خاموش جو بیٹھے ہین یہ اللہ کا ڈر ہی
جب حد سے بڑھا عشق نتیجہ نہ رہا کچھ
ہی دونون طرف پھر نہ ادھر ہی نہ اُدھر ہی
ادنی سی یہ ہی تفرقہ پردازی گردون
ہر صبح وہان شام ہی ہر شام سحر ہی
ہاتھ آئی زمین کے انھین کیا دولت قارون
خاموش ادھر مین ہون ادھر شمع سحر ہی
کرتا ہی جفا اور جھجکتا بھی ہی ظالم
بیٹھا ہی جو پردہ مین وہی پیش نظر ہی

محویت دلکا مرے ادنی یہ اثر ہی
اب دیکھیے بلبل کی نظر کو کہ کدھر ہی
دم تیغ ادا کا مین بھرے جاؤنگا قاتل
ہنو چہرۂ یوسف کی مگر نور نظر ہی
پھاڑون جو گریبان بھی تو ہوتی نہین ظاہر
تیرا ہی نہ اب ہوش نہ اپنی ہی خبر ہے
پوچھیگا نہ پھر لطف سے احوال مسیحا
نالون سے جدائی مین تجھی دلہ اثر ہی
دل آکے یہ کہتا ہی نہ جائیگی تری جان
دل تنگ ہے غنچون کا کف دست مین زر ہی
ہر چیز مین دیکھا اثر الفت کی لگی کا
کچھ دل مین شرارت ہی کچھ اللہ کا ڈر ہی
ایام جوانی کے ابھی رات ہی چھوٹی

جب خود وہ کہین حال یہ کیون نعرۂ کو رز
خود آنکھ سے پوشیدہ ہون وہ پیش نظر ہی
پہونچی وہان لیکے زخود رفتگی عشق
یہ جان ہے جبتک کہ مرے جسم پہ سر ہی
سجدہ جو کرے کوئی تو خوش ہوتے ہین بت بھی
فرقت کی سحر ہی کہ قیامت کی سحر ہی
جھپ نہ محبت مین کھلی دل کی حقیقت
صحت کا مین ہرگز نہین خواہان کہ خطر ہی
ٹالتا ہی یون ہی روز مرے وصل کا وعدہ
کل ہوگا جو کچھ آج ہی سے اُسکی خبر ہی
چھائی ہی کچھ ایسی نے جانے سے اُداسی
بس حد ہی یہ تقریر مین بھی پوشیدہ شرر ہی
دیکھے تو کوئی میرے تصور کی کرامات
گیسو ترا ہی لیلی ادا تا بہ کمر ہے

کم روز قیامت سے نہین ہجر کی بھی رات	اُس دن کی نہ ہو شام نہ اس شب کی سحر ہو	ہر آرزو اک یہ بھی ہو گر یاری قسمت
جو آہ رسا کی دل نے کہا سینہ اٹھا ہر		

وہ نازنین تو یہ غزل گا رہی تھی اور ملکہ کی آنکھ سے آنسو جاری تھے شہزادہ رستم ثانی کا دل پسیجا جاتا تھا ہر بار یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ کون عورت ہو اشارے سے گائن کو منع فرمایا وہ چپ ہوئی ملکہ کے آنسو رومال سے پاک کیے اور کہا کہ للہ کچھ بیان تو کرو آخر یہ رونے کا کیا سبب ہو اُس نازنین نے کہا کہ رونا تقدیر کا ہو کہ دل بھی لگا تو کیسے شخص سے کہ جو سوا تلوار کے کسی کا آشنا نہین دوسرے آپ کہان کے رہنے والے ہین آپ کے ساتھ بھاگ کر جا نہین سکتے کہ رسوائی کا خیال ہو آپ کو کیا غرض ہو جو میرے واسطے یہان رہیے گا سچ کہا ہو شعر مسافر سے کوئی بھی کرتا ہو پیت ٭ مثل ہو یہ جوگی ہوئے کسکے میت ٭ مگر دل سے مجبور ہین شاہزادہ رستم ثانی پر اسقدر محبت اپنے ظاہر کی کہ الفت ملکہ صنم یا دلہ لوش کو بھلا دیا بعد اُسکے ایک جام مے ارغوانی بھر کر پیش کیا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا کہ مذہب تمھارا کیا ہو نازنین نے جواب دیا کہ مذہب الفت جسے چاہا جو اُسکا مذہب وہی اپنا مذہب شاہزادہ رستم ثانی نے کلمہ تلقین فرمایا اس نازنین نے کلمہ پڑھا شاہزادے نے جام بے اندیشۂ انجام پیا پھر خود جام بھر کر دیا اُس نازنین نے بھی اُسیطرح پیا جب دو چار جامون کی نوبت آئی ہوگی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا اے ملکہ یہ کیسی شراب تھی کہ مجھے گرمی معلوم ہوتی ہو ملکہ نے جواب دیا کہ او نادان یہ جام قضا تھا جو تو نے پی لیا یہ کہکر پاس سے اُٹھ کھڑی ہوئی رستم ثانی نے کہا کہ جام قضا کیسا ملکہ نے نعرہ کیا کہ منم کذاب دور فنت عیار ابلیس خود پسند او طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ لوح پلٹتے ہی آفتین برپا کر رکھی تھین اب کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے رستم ثانی نے دل مین کہا کہ بڑی نادانی کی اور غصہ مین تلوار کھینچکر جھپٹے بس اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا پڑاق سے چھینک آئی اور سر نیچے ٹانگین اوپر گرے گرنا تھا کہ مہتر کذاب نے لوح تو گلے سے اُتار کر ایک عیار کے سپرد کی اور خود پشتارہ رستم ثانی کا باندھا اور پشت پر لگا کر طرف لشکر ابلیس خود پسند کے روانہ ہوا لیکن حال مہتر شبرنگ بن عمرو کا سنیے کہ یہ واسطے خبر لینے کے لشکر کفار مین گیا ہوا تھا کہ سردار تو سب زخمی ہوے اب اِن کفار کی کیا صلاح ہوتی ہو اور کیا ٹھہرتی ہو جسوقت یہ معلوم ہوا کہ کل سے مہتر کذاب بیڑا اُٹھا کر گیا ہوا ہو کہ مین طلسم کشا کو اسیر کر لاؤنگا شبرنگ نہایت پریشان ہوا اُسیوقت پلٹا کہ چلکر خبر لینا چاہیے وہ شہریار عالیوقار یعنے رستم ثانی نامدار جیسا بہادر ہو ظاہر ہو ابھی کل کی بات ہو کہ غول سے لڑتے ہوے اور باتین کرتے ہوے ملک سلیمانیہ تک نکل گئے جسکی وجہ سے اِس طلسم تک آنا ہوا ایسا نہو کہ کذاب پکڑ کے گرفتار کر لے یہ خیال کر کے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا پہلے خیمۂ شاہزادہ رستم ثانی کے جانب آیا اندر خیمہ کے جانے کا ارادہ کیا دربانون نے کہا کہ وہ شہریار کہین تشریف لیگیا ہو ایک شخص اجنبی آیا تھا اُسی کے ہمراہ چلے گئے یہ سنا تھا کہ شبرنگ نے کہا غضب ہوا اور کچھ عیارون کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا جب حد لشکر سے نکلکر صحرا مین پہونچا عیارون کو متفرق کر کے برائے تلاش روانہ کیا ایک جانب آپ بھی روانہ ہوا اب وہ وقت ہو کہ کچھ تھوڑی سی رات باقی ہو سفیدی صبح کاذب آسمان پر نمودار ہو چلی ہو ستارون کی روشنی مانند چراغ سحری کے ہو رہی ہو کہ یکایک دور سے سیاہی سی نمودار ہوئی شبرنگ نے تعاقب کیا اور آواز دی کہ تو کون ہو اور کہان جاتا ہو مہتر کذاب نے دیکھا کہ آفت سر پر آگئی اب جان بچنا دشوار ہو اپنے عیارون کو آواز دی کہ لینا اِسے اور آپ پشتارہ بدوش بھاگا عیار جھپٹے شبرنگ پر نرغہ کیا خنجر کھینچ گئے لیکن ہنگامہ جو برپا ہوا

عیاران شبرنگ بھی آگئے اب اِن عیارون سے تو خنجر چلنے لگا لیکن شبرنگ نے ایک آدھ کو مار کر پھر
کذاب کا تعاقب کیا کذاب نے دیکھا کہ اب چارہ نہیں ہو پشتارہ زمین پر رکھدیا تلوار کھینچ لی رد و بدل
ہونے لگی خنجر چلتے چلتے ایک مقام پر کذاب نے خنجر مارا شبرنگ نے پیترا بدلکر خالی دیا وہان ایک جھاڑی
تھی اُلجھکر گرا گرنا تھا کہ کذاب نے کمند ماری شبرنگ نے کمند کو قلم کیا اور مُنھ پر کذاب کے حباب بیہوشی
کھینچ مارا کذاب فتیلا رفع بیہوشی اُسوقت سے چڑھائے ہوئے تھا کہ جب نازنین بنا ہوا رستم ثانی کے
ساتھ شراب پی رہا تھا ورنہ یہ بھی بیہوش ہوجاتا کذاب نے کمند قلم ہوتے ہی جھپٹ کر خنجر مارا شبرنگ
خالی نہ دے سکا ہاتھ پکڑ لیا دونون مین کشتی ہونے لگی لڑتے لڑتے پانون کذاب کا موشخانہ مین جا رہا
اور اُلجھکر گرا شبرنگ نے گرتے گرتے خنجر مار کر کام کذاب کا تمام کیا اور سر اِس ملعون کا کاٹ لیا بعد
اِسکے پشتارہ کھولکر شاہزادۂ رستم ثانی کو ہوشیار کیا اور کہا ای شہریار دشمنون کا محاصرہ اور ایک شخص اجنبی
کے ساتھ چلے جانا یہ آپ ہی کا کام تھا رستم ثانی دل مین نہایت پشیمان ہوے اور شبرنگ کی بہت
تعریف کی غرضکہ شبرنگ رستم ثانی کو لیکر صحرا سے پھرا اور عیار لاش کذاب کی اُٹھا کر طرف ابلیس
خودپسند کے روانہ ہوے صبح ہوچکی تھی ابلیس خودپسند حوائج ضروری سے فراغت حاصل کرکے بارگاہ
مین آکر تخت پر بیٹھا ساحر آکر جمع ہونے لگے سوفار جادو صمصام جادو جلاجل دستک زن شمشاب
جادو صہبا جادو وغیرہ یہ تمام ساحر آکر جمع ہوے انمین سے ہر ایک لاکھ لاکھ دو دو لاکھ ساحرون
کا افسر ہو ابلیس خودپسند نے کہا کہ پرسون سے کذاب زود رفت براے گرفتاری طلسم کشا گیا ہوا
ہو ابھی تک نہین پھرا معلوم ہوتا ہو کہ بھاگ گیا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ایک عیار پیدا ہوا کہ نام اِسکا
کافرب بن کذاب ہو اور لوح طلسمی لاکر سامنے ابلیس خودپسند کے ڈالدی اور عرض کی کہ والد ماجد
نے طلسم کشا کو بھی گرفتار کرلیا ہو لوح میرے ہاتھ روانہ کردی ہو اور خود یقین ہو کہ پشتارہ طلسم کشا کا
لیے ہوے آتے ہونگے یہی ذکر تھا کہ بعد کچھ عرصہ کے چند عیار سر پر خاک اُڑاتے روتے پیٹتے نمودار ہوے
ابلیس خودپسند نے کہا کہ یہ کیا معرکہ ہو لیکن وہ عیار سامنے ابلیس کے آئے اور لاش کذاب کی آگے
رکھدی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ یون طلسم کشا کو گرفتار کیا اور لیکر چلے تھے عیار طلسم کشا مسمی شبرنگ
بن عمرو پہونچگیا اُسکے ہاتھ سے یہ مارے گئے اور وہ اکیلا طلسم کشا کو چھڑا کر لیگیا ابلیس خودپسند کو بیٹے
اپنے عیار کا نہایت صدمہ ہوا اور کافرب بن کذاب کو اُسکی جگہ پر معین کیا لیکن اطمینان ہوا کہ لوح طلسمی
تو ہاتھ آگئی اب اگر طلسم کشا رہا بھی رہیگا تو کیا کرسکتا ہو ایک ادنی ساحر چاہے تو اُسے مار ڈالے غرضکہ
ابلیس خودپسند نے لوح طلسمی خدمت مین صندل شاہ کے روانہ کی کہ اِسکا حال وقت پر گذارش کیا جائیگا
مگر یہان یہ خبر گرشاسپ گرد اور سہراب بن لندھور کو پہونچی کہ اِس طرح عیار گیا اور طلسم کشا کو
چھڑا کر لیچلا تھا لیکن عیار طلسم کشا نے کذاب کو مارا اپنے آقا کو چھڑایا اِن دونون نے کہا خوب ہوا ایسے بہادرون
کو جو بہ مکر گرفتار کرنا چاہے اُسکی یہی سزا ہو اور پاس ابلیس خودپسند کے کہلا بھیجا کہ اگر آپکو ساحرون
اور عیارون سے کام لینا تھا تو ہماری کیا ضرورت تھی ہمین بیکار بلا بھیجا اور ابھی تو ہم زیر نہین ہوگئے
ہین نہ مر گئے ہین ہان جسوقت ہمارا اور طلسم کشا کا معاملہ یکسو ہو جائے اُسوقت آپکو اختیار ہو لیکن ہماری
موجودگی مین ایسے امور سرزد ہونا ہماری سپہ گری مین داغ لگاتے ہین طلسم کشا کے انصاف کو دیکھیے

کہ ہم لوگ زخمی تھے تو اُسنے طبل نہین بجوایا مہلت دی جسوقت یہ پیام ابلیس خوشپسند پاس پہونچا ابلیس
نے کہلا بھیجا کہ یہ فعل اُس عیار کا تھا میرے حکم سے اُسنے ایسا نہین کیا تھا ورنہ ساحر مدد کو ضرور جاتے لہذا
اُسنے جیسا کیا ویسا پایا اب آپ اطمینان رکھین جسوقت تک آپکی جنگ کا فیصلہ نہولیگا اُسوقت تک
کوئی ساحر دخل نہ دیگا نہ کوئی عیار درپے ہوگا الحاصل بعد ہفتہ عشرہ کے جب اِن دونون نے غسل صحت
کیا دربار مین آئے ابلیس نے انکی صحت کا جشن کیا جام شراب ناب گردش مین آیا ساقیان سیمین ساق جام
بلورین صراحی جواہر نگار لیکر حاضر ہوے ہر طرف آواز ہوشا ہوش نوشا نوش بلند ہوئی لیکن جسوقت
دماغ گرشاسپ گرد کا نشۂ شراب سے گرم ہوا اُسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی پر
چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوے یہان بھی یہ رنگ ہر
کہ دربار جمع ہے بلور آسمان شگاف تخت شاہی پہ بیٹھا ہے گرد پیش ساحران نامی وگرامی کا مجمع ہے داہنی
جانب چماق آتش افروز جادو ملکہ عالم افروز جادو بائین جانب محروق جادو واژدر جادو
اور دیگر ساحران ملک خاقانیہ جو ہمراہ بلور آسمان شگاف کے آئے ہین موجود ہین شاہزادہ رستم
ثانی دنگل صاحبقرانی پہ جلوہ افروز ہین ایک پہلو مین اسفندیار صحرائی دوسری جانب شاہین
بن سلیمان بیٹھے ہین کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق حاضر ہوئی بعد دعا
وثنائے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر کفار مین بنام گرشاسپ گرد طبل جنگ بجا ہے شاہزادہ
رستم ثانی نے فرمایا کہ کہدو ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دیتا ہے بربانی طبل جنگی بجے اُسیوقت حسب الحکم
یہان بھی کوس حربی بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی بلور آسمان شگاف نے دربار
سویرے برخاست کیا سب امیر و وزیر رخصت ہوکر اپنے اپنے آرامگاہ مین آئے لباس شب خوابی
پہن پہنکر اپنے اپنے بستر راحت پر مصروف استراحت ہوے لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور
خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے لوگ انگڑائیان لے لے کے اپنے اپنے بستر خواب
سے اُٹھے اہل اسلام نے نمازین پڑھین دعاے شہادت مانگی اور لباس رزم پہنکر آلات حرب وضرب
تن پر چست باندھ کے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے اُدھر کفار بدکار مرکبون پر سوار ہو ہو کر
وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا ہوے آن واحد مین تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا لیکن بعد آراستگی
صفوف قتال وجدال نقیب نشیب دیکر نکل گئے تھے کہ یکایک گرشاسپ گرد نے مرکب اپنا چمکا کر سامنے
تخت ابلیس کے آکر اجازت میدان چاہی کہا جاؤ تمہین سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ رو کے گرشاسپ
باردگر مرکب پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت پسینے
مین غرق ہوگیا نیزہ زمین مین گاڑ دیا اور رزم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ اے رستم ثانی اُس روز ساعت بد تھی
کہ مین تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا پانون میرا موشخانہ مین جا رہا لیکن آج کا دن اور ہے اگر تو جان سے اپنی
عاجز ہے تو نکل میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان مرکب کو چمکا کر سامنے
تخت بلور آسمان شگاف کے آیا بادشاہ نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور کہا کہ سپرد بہ پروردگار کیا
رستم ثانی باردگر مرکب پر سوار ہوکر عازم میدان کارزار ہوے اُدھر گرشاسپ گرد نے گرد گردن اپنا
جولان کیا رستم ثانی نے قریب پہونچکر باگ مرکب کی کج کر دی یہ اپنے زور مین اُسطرف نکلگیا شاہزادہ

دوسری جانب نکلا چلا گیا کیونکہ گھوڑے اور گینڈے مین لگا ورنہیں چلتی ہو پھیر پھیر کر مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا گرشاسپ گرد نے کہا ای رستم ثانی نیزے کی لڑائی تم لوگون سے بیکار ہو یہ مین خوب جانتا ہون کہ فن نیزہ بازی تم خداپرستون پر ختم ہو ایک ادنی ادنے بھی بڑے بڑے دون کا نیزہ نکال دیتا ہو لیکن ہان یہ ساطور میرا طمانچہ اجل ہو بچو اس سے یہ کہکر ساطور گران ساڑھے آٹھ سو من کی ضرب اُٹھا کر سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے مرکب آگے بڑھایا اور آتی ہوئی ضرب کو خیال مین کمر کے دھارہ بچا کر دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون جوان گھوڑون سے کود پڑے گرشاسپ نے ساطور ہاتھ سے چھوڑ دیا اور دامن زرہ گردان کر رستم ثانی سے لپٹ گیا رستم ثانی نے بھی ساطور کو چھین کر پھینک دیا اور مصروف تلاش ہوے کشتی ہونے لگی جھگڑا کا بندھ گیا جو پیچ گرشاسپ باندھتا ہو رستم ثانی کھول دیتے ہین جو پیچ رستم ثانی کرتے ہین گرشاسپ جواب دیتا ہو اُس پیچ کا توڑ کرتا ہو جوڑ بند تمام ہو رہے ہین لیکن یہ رنگ دیکھکر افسران لشکر کفار و سرداران لشکر اسلام قریب آ گئے جانین اور آنکھین سب کی لڑین ہوئی ہین کہ دیکھیے کون غالب آتا ہو کون پست ہوتا ہو دو شیر ہین کہ لڑ رہے ہین یہانتک کہ وہ وقت آگیا کہ دیو سیاہ شب نے دیو سفید روز کو زیر کیا خسرو روز نے شکست کھائی فوج انجم کا غلبہ ہوا ماہ تابان تخت نیلی فلک پر حکمرانی کرنے لگا لیکن ان دونون پہلوانون کی وہی حالت ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ ابھی لڑنے کھڑے ہوے ہین نہ کسی کا دم آتا ہو نہ سانس پھولتی ہو معلوم ہوتا ہو کہ دو پتلے کل کے بنے ہوے لڑ رہے ہین لیکن شام ہوتے ہی دونون جانب سے روشنی آگئی خیمے ڈیرے سردارون کے استادہ ہو گئے ذنگل کرسیان بچھ گئین دو کاسۂ شیر آئے دونون نے پیے پھر مصروف تلاش ہوے آن واحد مین وہ شیر بیشہ ہو کر نکل گیا دیکھنے والون کی آنکھین اُسی طرف ہین گھنٹ بڑھ دیکھ رہے ہین فتح و شکست کا اندازہ کر رہے ہین مگر کون سمجھ سکتا ہو گرشاسپ گرد بھی بلا ہے بے درمان ہو کہین ماننا تھوڑی ہو ادھر رستم ثانی پکڑ لائے پھر صاف نکل گیا وہی حالت رستم ثانی کی ہو کہ جہان گرشاسپ گرد نے کوئی پیچ کیا اُنہون نیچے پکڑلا یا صاف نکل گئے اسطرح کہ معلوم بھی نہوا اسی ہنگام مین زمانہ شب بھی برطرف ہوا آنکھین ستارون کی دیکھتے دیکھتے پتھرا کر بے نور ہو گئین ان دونون کو نہ بھوک معلوم ہوتی ہو نہ نیند آتی ہو دیکھنے والے داد مردی و مردانگی دے رہے ہین حسب معمول صبح کو بھی ایک کاسۂ شیر آیا دونون نے پیا زور ہونے لگے کہانتک بیان کیا جائے کہ اسی عالم مین دو دن اور دو راتین گذرین اب تیسرا روز ہو دیکھنے والون کی آنکھین آشوب کر آئی ہین بیٹھے بیٹھے پاؤن رہ گئے ہین جسکو بھوک لگی وہین منگا کر کھا لیا کچھ پانی پی لیا اب تیسرا روز ہو کوئی پہر دن چڑھا ہو گا کہ ایکبار گرشاسپ گرد نے دونون بازو رستم ثانی کے تھامے اور یا خداوند تمثال آتشزور کہکر جو زور کیا تو قدم دو ڈالگیا اب جو جھٹکا مارتا ہو بایان گھٹنا آشنا زمین ہوا تھا کہ رستم ثانی نے نہایت چالاکی کے ساتھ اسی ٹکے ہوے گھٹنے کے سہارے سے بند کمر پکڑ کر جو ہلا مارا سن سے اُٹھا لیا اور سر پہ بلند کیا کفار کے چہرون کے رنگ اُڑ گئے لشکر اسلام مین باجے فتح کے بجنے لگے بلور آسمان شگاف تخت پر اُچھل پڑا اسفندیار صحرائی اپنے آقا کے گرد پھرنے لگا لیکن رستم ثانی گرشاسپ کو اسیطرح ہاتھ پہ بلند کیے ہوے میدان جنگ سے پھرے کفار نہایت محزون و شرمسار اہل اسلام شادیانے بجاتے ہوے پلٹ کر بارگاہ مین آئے رستم ثانی نے گرشاسپ کو شیر زنگ کے سپرد کیا شیر زنگ نے اسے قید خانے بھیجدیا

شاہزادہ رستم ثانی تین روز کے جاگے اور تھکے ہوئے تھے لباس رزم اُتار جامہ شب خوابی پہنکر آرام فرمایا
لیکن ابلیس خود پسند نہایت محزون و غمگین میدان جنگ سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا برائے نام دربار کیا
شب کو سور ہا تین روز لڑائی موقوف رہی لوگ بتلاش فیروزہ مازندرانی ضیغم شیر شکار جو روانہ ہوئے
تھے ہنوز واپس بھی نہین آئے ہین اِسکا بھی انتظار تھا لیکن آج سہراب بن لند حور کو جوش ہوا دو چار
جام شراب کے پیے جسوقت دماغ اِسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی
پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت مین شاہزادۂ رستم ثانی کے حاضر ہوئے
اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے خبر طبل جنگ بجنے کی سنائی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ
ہونے لگی اِنکو تو اِسی حال مین چھوڑ دیے

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان صندلان شاہ جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بعد روانہ کرنے ابلیس خود پسند کے صندلان شاہ معلم کتابدار سے مخاطب ہوا کہ یہ دیکھو کہ ستارہ
طلسم کشا کا ان پہلوانون پر غالب ہو یا انمین سے کوئی طلسم کشا پر غالب ہو معلم نے بعد دریافت حال عرض
کیا کہ ای شہنشاہ جادوان طلسم کشا کا ستارہ اِن سب پر غالب ہو اور فیروزہ مازندرانی نہایت مرد زبردست
ہو لیکن طلسم کشا سے زیر ہو کر اُسی کا طرفدار ہو جائیگا اور ضیغم شیر شکار بھی ہزیمت اُٹھائیگا یہ سنکر صندلان
شاہ نے پنجہ طلائی جھولی سے نکالکر پھینکا اور اپنے سحر سے حکم کیا کہ اگر فیروزہ کو زیر ہوتے دیکھنا تو اُٹھا لانا
اور بیابان خاکستر مین پھینک آنا اور ضیغم شیر شکار کو دربند لعلانیہ مین پھینک آنا پنجہ کڑک کر روانہ ہوا اب
صندلان شاہ منتظر وقت بیٹھا ہو اور انتظام طلسم باطن مین مصروف ہوتا ہو کہ بعد چند روز کے پنجہ واپس
آیا اور تمام خبر بیان کی اِسکے بعد ہدہد جادو نامہ ابلیس خود پسند کا لیے ہوئے پہونچا اور لوح طلسمی حاضر کی اب
صندلان شاہ لوح کو دیکھکر نہایت خوش ہوا ارا کین دولت سے مشورت کی کہ اب لوح کو کہان رکھون
سلطان پری چہرہ وزیر صندلان شاہ جادو کا ساحر زبردست سامری عصر ہو اُسنے عرض کی کہ ای شاہ
لوح میرے سپرد کیجیے بہتر و مناسب یہ ہو کہ راز اِسکا کسی پر ظاہر نہو مین اِسے جہان مناسب جانونگا وہان
رکھونگا صندلان شاہ خاموش ہو رہا اور سلطان پری چہرہ لوح لیکر کسی طرف روانہ ہو گیا کہ حال اِسکا
ابھی نہین کھلتا ہو اور خبر لوح کی پوشیدہ رہتی ہو لیکن صندلان شاہ جادو نے ایک حکمنامہ ابلیس خود پسند
کے نام اِس مضمون کا تحریر کیا کہ ای خیر خواہ دولت تمکو لازم ہو کہ طلسم کشا کو گرفتار بلا کر کے جلد قتل کر ڈالو
یا کسی مقام مستحکم پر مقید رکھو خداوند تمثال آئینہ رو کی عنایت سے جسکا ڈر تھا وہ شی ہاتھ لگ گئی اب
طلسم کشا بغیر لوح کے کیا کر سکتا ہو اُسکا گرفتار کرنا کوئی مشکل نہین ہو رہی یہ بات کہ چند نمک حرام اُسکے شریک
ہو گئے ہین اُنمین کوئی ایسا نہین ہو جو تمھارا مقابلہ کر سکے لہذا اب موقع بیرون طلسم لڑنے کا نہین ہو دن پر
دن ستارے سخت چلے آتے ہین دل تھراتے ہین بعد فتح کے تم دربندون کا انتظام کر کے اندرون طلسم چلے
آؤ ساحر یہ حکمنامہ لیکر خدمت مین ابلیس خود پسند کے روانہ ہوا۔

اب پھر چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ یہان طبل نو بج چکا تھا جسوقت زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم سحری
کے چلے طائر اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر نیرنگ سازی باغبان قضا و قدر کا تماشا دیکھکر زمزمہ سرائی کرنے لگے

غنچون نے آنکھین کھولکر رونق باغ پر نظر کی ہر بزم مین شمعین جھلملا جھلملا کر خاموش ہو گئین محفل انجم برخاست ہوئی مشعل ماہ کی روشنی مین فرق آیا بموجب شعر کبھی بر وقت آخر صدمت داغ جگہ ہو گی + ضیائے شمع مین فرق آئیگا جس دم سحر ہو گی + غرضکہ مردان دلاور و اہل لشکر اپنے اپنے بستر خواب چھوڑ چھوڑ کر اُٹھے اور طاعت معبود سے فراغت حاصل کر کے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کرنے لگے بعد تیاری اپنے اپنے افسر کی خدمت مین آکر ساتھ اُسکے طرف میدان جنگاہ کے روانہ ہوئے آن واحد مین تمام میدان فوجون سے بھر گیا ادھر بلور آسمان شگاف فرزند خاقان روشن دل اُس طرف ابلیس خود پسند سپہ سالار صندلان شاہ ساحرون کی فوجین دریائے افسون کی موجین ترسول پنج سول بانڈیرو بجتے ہوئے جھولیان سحر کی لگائے جانوران سحر پر سوار لیکن ایک طرف فوج فیروزہ مانند رانی مگر بے سردار نہایت پریشان ایک طرف لشکر گرشاسپ گرد ایک سمت سپاہ ضیغم شیر شکار ایک جانب لشکر سہراب بن لندھور سہراب فیل مست پر سوار عقب مین فوج بسیار بلکہ اب تمام فوج کا افسر سہراب ہی ہے اُدھر شاہزادہ رستم ثانی مرکب پری پیکر پر کج بیٹھا ہوا دبدبۂ رستمی چہرے سے ہویدا نشان صاحبقرانی بید الپشت پر اسفندیار صحرائی بمرتبۂ سپہ سالاری دس قدم لشکر سے آگے اور شاہزادہ رستم ثانی تیس قدم اسفندیار سے آگے بمرتبۂ صاحبقرانی ایستادہ ہو کر یکایک لشکر سہراب کے علم جلوہ گری پر آئے اور سہراب نے فیل مست اپنا صف سے نکالا سامنے تخت ابلیس کے آکر اجازت مانگی ابلیس خود پسند نے کہا کہ سپرد خداوند تمثال آئینہ رو کیا سہراب بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور رخ میدان جنگاہ کا کیا بعد سلخ شوری بسیار نعرہ کیا کہ اے رستم ثانی واقعی مین تو مرد سپاہی و زبردست ہے تیری جراءت مین شک نہین کہ گرشاسپ ایسے پہلوان کو تو نے اس طرح بمردی زیر کیا تیرا ہی کام تھا لیکن مجھے گرشاسپ نہ سمجھنا پھر تجھے سمجھاتا ہون کہ چلا آ اور اپنے ارادے سے ہاتھ اُٹھا ورنہ مفت مارا جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ یہ میدان جنگ ہے محفل وعظ نہین ہے جو تو مجھے نصیحت کرتا ہے ہر شخص اپنے نشیب و فراز کو خود خوب سمجھ لیتا ہے مین تجھ سے لڑنے مین عاجز نہین ہون یہ فرما کر مرکب کو جولان کیا اور بلور آسمان شگاف سے آکر اجازت لی بلور نے کہا سپرد خدا کیا رستم ثانی میدان مین آئے سہراب نے نیزہ مارا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا رد و بدل ہونے لگی طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ آپس مین لڑ رہے ہین لیکن نیزہ بازی ہوتے ہوتے کوئی پونے دو سو طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ شہزادہ رستم ثانی نے چھیڑ پر چھیڑ ماری اور نیزہ اپنا نیزۂ سہراب سے مثل زلف معشوق کے لپیٹ کر جو ہکا مارا سن کسے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکل گیا نیزہ لاؤ اُدھر مانند تیر شہاب کے روانہ ہوا لیکن سہراب نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہو گیا ہر طرف سے آواز تحسین و مرحبا بلند ہوئی لیکن سہراب نے خفت اُٹھا کر خواصی سے گرز اُٹھایا اور سر پر چرخ دیتا ہوا چلا اور برابر رستم ثانی کے پہونچکر وار کیا رستم ثانی نے گرز سہراب کا اپنے گرز پر روکا لیکن وہ دستی ضرب سہراب نے لگائی ہے گرز جو گرز پر پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے تھرا گیا شعلہ فلک کو نکل گیا تیغ گرد اسقدر بلند ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی اُس گرد مین پنہان ہو گئے سہراب نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم دیکھنے والون کو گمان ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی اُس گرد مین پنہان ہو گئے سہراب نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم دیکھنے والون کو گمان ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی مارے گئے یہانتک کہ کفار نے طبل شادمانی بجادیا بلور آسمان شگاف تھرتھرانے

نگا اسفند یار کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا قریب تھا کہ اہل اسلام لشکر کفار پر جا پڑین لیکن شاہزادہ رستم
وہ بہادر ہو کب مانتا ہی جیسے ہی نعرہ سہراب کی آواز سُنی چاہا مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا تو مرکب مرکیا
گلی ہو چکا ہی بس مانند برق تڑپ کر گرد سے نکلا اور آواز دی کہ کیا بکتا ہی منم رستم ثانی کراز دے وکرالیست
کردی حریف تیرا مین موجود ہون اور فوراً یہ خیال ہوا کہ اے رستم تو پوتا اُس شخص کا ہی کہ جسنے اسکے باپ کو
مع فیل اُٹھا لیا تھا وا اے ہو تجھ پر جو تو بھی اِسے نہ اُٹھا لے یہ خیال کر کے سہراب کو آواز دی کہ دیکھ زورا سے
کہتے ہین اور یون ہی شاہزادہ غلمشاہ نوجوان نے اپنے زمانے مین تیرے باپ لندھور کو اُٹھا لیا تھا
اگر مین اولاد مین اُسکی ہون تو تجھے بھی دکھائے دیتا ہون یہ فرما کر گردن اپنی شکم فیل سے ملا کر دونون ہاتھون
کا سہارا دیکر جو زور کیا سہراب کو بھی مع فیل اُٹھا لیا اور طرف ایک نشیب کے چلے کہ مارون اور پست
کرون لیکن زور دیکھکر کفار کے چہرون پر مردنی چھا گئی ہاتھ پانون مین رعشہ پڑ گیا ابلیس خود پسند دل مین
کہتا تھا کہ حقیقت مین ان لوگون سے کون مقابلہ کر سکتا ہی وہان بلور آسمان شگاف نے بے اختیار ہو کر
آواز دی کہ اے زینت بارگاہ سلیمانی واہ زور بازو اے صاحبقرانی کیا کہنا ہی ہان اسطرح ٹیکیے کہ استخوان اسکے
چور ہو جائین فراز دنیا تو دیکھا نشیب قبر بھی دیکھ لے لیکن سہراب نے جو دیکھا کہ لنگر اُکھڑ گیا نہایت خفیف ہوا جست
کر کے فیل سے نیچے آیا رستم ثانی نے فیل کو سہراب پر کھینچ مارا سہراب نے اپنی جان بچانے کیواسطے فیل کو چورنگ ہوائی
کیا لیکن پھر صدمہ ہوا کہ اب ایسا فیل مشکل سے ملیگا جو مجھے سواری دے سکے اور غصہ مین تلوار کھینچکر رستم ثانی
سے لپٹ پڑا رستم ثانی نے بھی سپر تلوار ہاتھ سے رکھدی اور سہراب سے لپٹ پڑے جھگڑا کا کشتی کا بندھا سرداران
فوج ہر دو تماشا قریب آ گئے دنگل کر میان بچھ گئین لیکن ان دونون مین کشتی ہوتے ہوتے دن تمام ہو گیا
شام ہو گئی حسب معمول قدیم وہی کاسۂ شیر آیا دونون نے پیا پھر زور ہونے لگے آن واحد مین پسینے کے
راستے بہا دیا رات بھی تمام ہو گئی صبح کو بھی وہی عالم رہا کہ زور کشمکش کیے ہو رہے ہین پیچ شدہ رہے
ہین کھل رہے ہین دونون اسطرح لڑ رہے ہین کہ مطلق نہین معلوم ہوتا کہ یہ دو دن سے لڑ رہے ہین
بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی کشتی شروع ہوئی ہی کہانتک بیان کیا جائے کہ اب وہی تیسرا دن ہی اور دوپہر
بج گئی ہی مگر معاملہ یکسو ہوتے نظر نہین آتا یہانتک کہ اب کوئی چار گھڑی دن باقی رہگیا سہراب نے
آواز دی کہ او طلسم کشا تو بلا ہے بد ہی ارے نہ تجھے نیند آتی ہی نہ بھوک لگتی ہی تین دن تمام ہو چکے ہین
اب جو تھی شب ہوا چاہتی ہی جا مین تجھے مہلت دیتا ہون ایک روز تو بھی آرام لے مین بھی راحت سے
بسر کر دن کل دیکھا جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ یہ میرا قاعدہ نہین کہ بغیر فیصلہ ہوئے میدان جنگ سے
پھرون سہراب کو یہ سُنکر نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تو سمجھتا ہی کہ سہراب تھک گیا ہی اب مین اِسے زیر
کر دونگا یہ خیال دل سے دور رکھ وہ بات دوسری تھی جو تو نے مجکو مع فیل اُٹھا لیا اب کیون تین روز
کشتی مین گذر گئے معلوم ہوا کہ تم لوگون نے بوجھ اُٹھانے کی بہت مشق کی ہی بار برداری اور شے ہے
اور پہلوانی اور چیز ہی یہ کہکر دونون بازو رستم ثانی کے پکڑ لے اور سر سینے سے ملا کر ایک جو زور کیا گیارہ
قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا جو مارا دہنا گھٹنا رستم ثانی کا آشنا بزمین ہوا بس وہین سے رستم ثانی نے
بھی لنگر قائم کیا اور وہین سے سنبھلکر دونون بازو سہراب کے تھامے اور سر سینے سے ملا کر آواز دی کہ اے
سہراب ہوشیار رہنا کہے دیتا ہون کہ اگر مین نے تجھے اس زور مین نہ زیر کیا تو بغیر زیر کیے ہوئے گویا

تو نے مجھے زیر کر لیا سہراب نے کہا تو مجھے کیا زیر کر سکتا ہے جب کہدیا اور حریف ہوشیار ہو گیا تو ایک زور
کو ہزار پیلوں سے روک سکتا ہے یہ کہکر اٹھا ہو گیا لیکن رستم ثانی نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تیرہ
قدم سہراب کو دوڑا لیگئے اور اب جو جھٹکا مارا تو دونوں گھٹنے زمین سے ملگئے بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو ہکا مارا
سینے تک اٹھا لائے سہراب نے تڑپ کر لنگر مارا رستم ثانی نے ہاتھ کو وہین قائم کرکے آواز دی کہ حوصلہ
نکال لے اور اچھی طرح پھڑک لے ہر چند سہراب نے لنگر مارے کچھ نہوا رستم ثانی نے دوسرے زور مین
سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا او مشکین باندھکر شبرنگ کے حوالے کیا اور نقارۂ
فتح بجوا کر میدان سے پھرے داخل بارگاہ ہوے پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے جام شراب ناب
گردش مین آیا طوائفین آکر مصروف رقص و غنا ہوئین چونکہ شاہزادۂ رستم ثانی چار روز کے جاگے ہوے
تھے سویرے سے دربار برخاست کیا اور کچھ خاصہ تناول فرماکر آرام فرمایا جسوقت صبح کو بیدار ہوے حوائج
ضروری سے فراغت حاصل کرکے بارگاہ مین تشریف لائے دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوے بطور تخت شاہی
پر جلوہ افروز ہوا اسفندیار صحرائی آکر پہلو مین بیٹھا اور سب ساحر بھی مثل چماق آتش افروز جادو اور ملکہ
عالم افروز جادو واژدر جادو وغیرہ یہ سب کے سب حاضر ہین تعریف زور بازوے رستم ثانی کی ہورہی ہے کہ
شاہزادۂ رستم ثانی نے فرمایا کہ لاؤ قیدیون کو داروغۂ زندان پہلے گرشاسپ گرد کو لیکر حاضر ہوا شاہزادۂ
رستم ثانی نے ساقی کو اشارہ فرمایا ساقی نے جام پیش کیا گرشاسپ نے رستم ثانی کو سلام کرکے جام
پیا جب یہ آسودہ ہو لیا اسوقت شاہزادۂ رستم ثانی نے فرمایا کہ مین نے کیونکر زیر کیا تمکو گرشاسپ نے
کہا کہ جس طرح مرد مردون کو زیر کیا کرتے ہین شاہزادۂ رستم ثانی نے فرمایا کہ پھر اب دین خداپرستی اختیار کرنے
مین کیا عذر ہے گرشاسپ نے عرض کی کہ مین غلام ہون اور جو مذہب آقا کا وہی غلام کا شاہزادۂ رستم ثانی
نے اٹھکر اپنے ہاتھ سے قید کاٹی کلمہ تلقین فرمایا اور حمام مین بھیج دیا بعد اسکے فرمایا کہ لاؤ سہراب کو داروغۂ
زندان نے سہراب کو حاضر کیا شاہزادۂ رستم ثانی نے بعد مرحمت جام اسی سے بھی اسیطرح استفسار
فرمایا کہ کیونکر تم زیر ہوے سہراب نے کہا کہ جس طرح مرد مردون سے زیر ہوتے ہین بلکہ جس طرح لندھور
علمشاہ سے زیر ہوے رستم ثانی نے کہا یہ لندھور میرے بھی بزرگ ہین وہ زیر نہین ہوئے بلکہ
صرف مع فیل انھین علمشاہ رومی نے اٹھا لیا تھا سہراب نے کہا کہ جب فیل اٹھا لیا اور لنگر زمین
سے توڑ لیا تو زیر کر لیا شاہزادۂ رستم ثانی نے فرمایا کہ اب دین خداپرستی اختیار کرنے مین کیا عذر ہے سہراب
نے کہا کچھ عذر نہین ہے شاہزادۂ رستم ثانی نے کلمہ تلقین فرمایا اور سہراب بھی از سر صدق مسلمان ہوا شاہزادہ
نے قید دور کی اور سہراب کو بھی حمام مین بھیجدیا اور دونون کو خلعت عنایت فرمائے جسوقت یہ دونون
غسل کرکے خلعت پہن پہن کر آئے شاہزادۂ رستم ثانی نے ایک دنگل دہنی جانب ایک بائین جانب
بچھوا دیا اور فرمایا کہ جسکو جو جگہ پسند ہو وہ وہان بیٹھے رستم ثانی کے اس کلام پر سہراب نے مسکرا کر
عرض کی کہ حضور تو جانتے ہی ہین کہ ہم لوگ دہنی صف کے ہین اگرچہ آپ کے مطیع ہون لیکن یہان دہنی
صف مین بیٹھین گے اور وہان بائین صف مین رستم ثانی نے بھی مسکرا کر فرمایا کہ بہتر جو جگہ پسند ہو لیکن
گرشاسپ گرد نے عرض کی کہ اگرچہ مین طہماس بن عنقوتیل دیو پیکر کا بیٹا ہون اور بارگاہ صاحبقرانی
مین انکی جگہ بھی دہنی صف مین تھی مگر مین مطیع آپ کا ہون لہذا قربت آپکی چاہتا ہون یہ کہکر سلام کرکے بائین

جانب بیٹھ گیا اب گویا دو سردار زبردست روزگار داہنے اور بائین جانب بیٹھے افسر دست راست سہراب
سردار دست چپ گرشاسپ گرد ہوا اور اسفندیار روشاہین رفیق خاص ہوئے شاہزادۂ رستم ثانی
نے ان دونون سے ارشاد فرمایا کہ اپنے اہل لشکر کو ہدایت کرو جو تمہارا ساتھ دے اُسکو ساتھ لے آؤ جو نہ ساتھ
دے اُسے برطرف کردو سہراب نے عرض کی کہ بہت خوب اور اُسیوقت سوار ہوکر اپنے لشکر کی جانب
روانہ ہوا بعد سہراب کے گرشاسپ گرد نے بھی مرکب پر سوار ہوکے رخ اپنے لشکر کا کیا لیکن دونون
کے عیارون نے جو واسطے خبر کے آئے ہوئے تھے جاکر لشکر دین مین اطلاع کی اہل لشکر خبر اپنے افسرون کے آنیکی
پاکر برائے پیشوائی روانہ ہوئے راہ مین ملاقات کی سہراب و گرشاسپ نے اپنے اپنے اہل لشکر سے بیان کیا
کہ ہمنے ساتھ دیا طلسم کشا کا اور مذہب خدا پرستی کو بدل و جان اختیار کیا تم مین سے جسے ہمارا ساتھ دینا
ہو وہ ہمارے ساتھ خدمت مین اُس شہریار باوقار کے چلے اور جسکو نہ ساتھ دینا ہو وہ اپنے گھر کا اختیار
ہے سب نے عرض کی کہ ہم آپکے تابع فرمان ہین جسکے پیرو آپ ہوئے ہم اُسکے پیرو ہوتے ہین کیا عذر ہی سہراب و
گرشاسپ نے مرحبا کہا اور سب کو ہمراہ لیکر خدمت رستم ثانی مین حاضر ہوئے شاہزادۂ رستم ثانی نے ان دونون
کے مسلمان ہونے کی خوشی مین جشن ہفت روزہ معین فرمایا اور پاس ابلیس خود پسند کے کہلا بھیجا کہ اگر
تمہین جنگ درپیش کرنا ہو تو ہم جشن کو معطل کردین ورنہ اگر جشن شروع ہوجائے تو اُسکے بعد تمکو مناسب ہی
کہ بعد اتمام جشن طبل جنگ بجواؤ ابلیس خود پسند نے منظور کیا یہان شاہزادۂ رستم ثانی نے حکم تیاری
جشن کا دیا لیکن بلور آسمان شگاف نے کہلا بھیجا کہ اے شہریار باوقار ابلیس کو آپ ابلیس ہی تصور
فرمائیے گا یہ نہ جانئے گا کہ اُسنے جیسا کہا ہو ویسا ہی کریگا وہ ایک مکار ہی جسقدر کہ سب جانتا ہون اور کچھ
طلسمی ہاتھ سے جا چکی ہو لہذا اگر مناسب جانئے تو صحبت جشن بارگاہ افسون حصار مین مقرر فرمائیے شہزادۂ
رستم ثانی نے کہلا بھیجا کہ مین آپکی اس دوراندیشی کا ممنون ہوا لیکن اب مجھے یہ خیال ہوتا ہی کہ ابلیس خود پسند
نے جسوقت یہ خبر پائی کہ جشن بارگاہ افسون حصار مین ہوا ہی تو دلمین خیال کریگا کہ ہمارے خوف
سے یہ انتظام ہوا ہی اور جرأت اُسکی زیادہ ہوگی رعب مین میرے فرق آئیگا حالانکہ جو حافظ حقیقی وہان
بچانے والا ہی وہی یہان بھی بچانے والا ہی ہان اگر آپکو اپنی جان شیرین عزیز ہو تو بہتر ہی جشن مین شریک
ہونے کی تکلیف نہین کرتا اگر مزاج مین آئے شریک ہوجیے نہ مزاج مین آئے نہ شریک ہوجیے جسوقت یہ پیام
رستم ثانی کا پاس بلور آسمان شگاف کے پہونچا اُسدن تیری کر دی چماق جادو نبات جادو
محروق جادو وغیرہ کیطرف دیکھکر ارشاد کیا کہ یہ دولتے ہمارے شہریار کے دیکھیے کیا انجام دکھاتے
ہین اسکا انجام یہ ہوگا کہ خدانخواستہ دشمن اُنکے بھی گرفتار ہوجائینگے ہزارہا خدا پرستون کا خون ہوگا ہزیمت
اُٹھانا پڑیگی خیر ہمین کیا اُنکو اختیار ہی بموجب شعر سرنمی پیچم ز شمشیر حبیب ✤ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ✤
لیکن یہ جشن مرگ انبوہ کا معلوم ہوتا ہی چماق جادو کہ وزیر ہی مسلمان شاد کا نہایت فہمیدہ ہی اسنے
عرض کی کہ میری خاطر سے ایک پیام اس مضمون کا اور کہلا بھیجیے کہ آپ مصروف جشن رہین اور ہم جان نثار
برائے حفاظت ہر چہار جانب نگران رہین کہ مبادا کوئی حریف آپڑے تو اُسکو جواب دین غفلت مین گرفتار
نہوجائین جشن بارگاہ افسون حصار مین نکیجیے تو یہی قبول فرمائیے بلور آسمان شگاف نے کہا کہ
تمہین اختیار ہی یہ بھی کہلا بھیجو مگر مجھے یقین نہین کہ وہ قبول فرمائین غرضکہ چماق جادو یہ پیام لیکر خود

خدمت رستم ثانی مین حاضر ہوا اور عرض کیا شاہزادے نے فرمایا کہ کیا تمھارا حفاظت کرنا حفاظت پروردگار سے زیادہ ہی اور مین تو پہلے ہی کہ چکا کہ جن صاحب کو خوف اپنی جان کا ہو وہ نہ تشریف لائین اور بارگاہ افسون شعار مین فروکش رہین چماق جادو اسکا کیا جواب دیتا خاموش ہو رہا اور شاہزادے سے رخصت ہوکر پاس بلور آسمان شگاف کے آکر عرض کی کہ وہ شہریار باوقار کسی طرح نہین مانتا بلور نے کہا کہ ہم پہلے ہی کہ چکے تھے کہ جو انکی بات مین دخل دیگا اور ضد بڑہ جائیگی خیر اب تو جو کچھ ہو لیکن جب اسقدر بھروسا خدا پر ہو تو کیونکر وہ مدد نہ کرے ان لوگون کو انکا عقیدہ بچاتا ہو ورنہ اپنے پاؤن سے دہن اجل مین جاتے ہین لیکن شاہزادہ رستم ثانی نے عجب طرح کا یہ جشن مین فرمایا ہو کہ ایک بارگاہ نئی اس ترکیب کی بنوائی ہو کہ نصف سرخ ہو اور نصف سبز ہو اور اسی ترکیب سے اُسے سجا بھی ہو کہ ایک جانب جتنی چیزین آراستگی کی ہین مثل فانوس مردنگ جھاڑ کنول مسند وغیرہ کے سب سرخ ہین اور دوسری جانب سبز ہین اور وسط بارگاہ مین ایک مسند بچھوائی ہو کہ وہ نصف سبز ہو اور نصف سرخ ہو ایک حصہ اُسکا ادھر شامل ہو اور ایک حصہ اُسکا سرخ ہو وہ دوسری جانب ملحق ہو جب سب سامان درست ہو چکا اور وہ وقت آکر بہم پہونچا کہ خیمۂ گردون گردان مین چراغان کواکب کی روشنی ہوئی مشعل ماہ قریب جادۂ کہکشان برائے آیندگان وروندگان فروزان ہوئی حکم فرمایا کہ روشنی ہو آن واحد مین حسب الحکم تمام بارگاہ مین کیا کہ تمام لشکر مین بلکہ کل صحرا مین جہانتک نظر کام کرتی تھی ہر نخل نخل چنار ہر سرو سرو چراغان معلوم ہوتا تھا ایک آگ لگی ہوئی تھی قندیلین عجب بہار دکھا رہی تھین جنگل مین منگل نظر آتا تھا بعضے طائر شب کو دن سمجھکر گھبرا گھبرا کر آشیانون سے نکل آئے تھے شاخہائے درخت پر چہک رہے تھے دل مین متحیر تھے کہ ابھی شام ہوئی اور ابھی صبح ہو گئی ورنہ بیچارے خوف کے بھاگ بھاگ کر پتون مین چھپ رہے تھے عجب ہنگامہ تھا لشکریون نے بھی اپنے اپنے حسب لیاقت خیمون کو آراستہ کیا تھا طائفہ حاضر تھے ناچ و راگ رنگ کی صحبت تھی شراب ناب کے جام چل رہے تھے خاص بارگاہ مین جسکو شاہزادۂ رستم ثانی نے تیار کروایا تھا عجب سمان تھا کہ دہنی جانب سرداران دست راست لباس سبز پہنے ہوئے بیٹھے تھے بائین جانب افسران دست چپ لباس سرخ پہنے ہوئے جلوہ افروز تھے ایک جانب یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہو ایک طرف سبزہ باغ کا لطف تھا دونون شیشون کے بیچ مین پڑتے تھے تو عجب رنگ کی چھانون نظر آتی تھی کہ کبھی سرخی سبزی پر غالب کبھی سبزی سرخی پر چھائی ہوئی لیکن کسی رنگ کو قیام نہین حبہ کی کیفیت تھی گویا دو رنگی زمانہ کو ایکجا کرکے دکھایا تھا کہ بمقتضاے این اشعار قصیدہ

ظاہر ہی جرم ابلق ایام کا دو رنگ
تو ام ہین بسکہ شادی و غم باغ دہر مین
اس دور مین ہی شیشہ مے کی صدا دو رنگ
پیش آنے والے تھے جو سیاہ و سپید وار
دیکھے مدام خلقت آدم سا دو رنگ
خوف خزان اگر تو امید بہار ہی
رکھتی ہی ہر حسین کی زلف دوتا دو رنگ

تیرہ کبھی ہی ابر سے روشن ہی ماہ سے
ہر برگ گل پہ انکا ہی مثل حنا دو رنگ
غنچے جو کھل رہے ہین تو گل ہو رہے ہین خشک
خلق اس سبب سے دیدۂ بینا ہوا دو رنگ
آغاز کار کرتے ہین انجام کے لیے
ہر باغ شوق کا ہی گل مدعا دو رنگ
کہتے ہین ہو گیا ہی جہان کا لہو سفید

کیونکر ہنوز ہانہ نا آشنا دو رنگ
یکرنگ ہوکے بھی تو ہین صبح و مسا دو رنگ
اچکی سمجھ رہا ہی کوئی کوئی تھی قریب
اک وقت مین ہی اپنے اثر سے ہوا دو رنگ
معلوم کی یہ دوست تو ظالم کی ہی دو رنگ
کیا ذکر انتہا کہ ہی خود ابتدا دو رنگ
شب عیش کی کبھی تو کبھی ہی بلا سے جان
بیگانگی سے رنگ عزیزان ہوا دو رنگ

هستی هر ایک شی کی هی اُسکے عدم په دال
هی ضد و نقیض چلنے مین تیر قضا دو رنگ
اضداد مین یه آتش و باد و آب و خاک
روز ازل سے هی یه مسافر سرا دو رنگ
منت کہین اسیری وحشت کسی جگہه
هی مقتضاے وقت لباس حیا دو رنگ
حسن و نگ کے بہار سے چہرونکے رنگ اُڑین

اندیشه فنا سے هوئی هی بقا دو رنگ
حنظل کیطرح صورت و سیرت مین فرق هی
هر چیز کے ازل سے هوئی هی بنا دو رنگ
ضدین اعتدال طبیعت کا هی علاج
زنجیر و طوق کا هی بهم سلسله دو رنگ
حد هی که شعر کون مین جو پهیلی دوئی کی بو
آج آرزو وه باغ سخن کا دکها دو رنگ

دل مین کہین دو سار جگر سے کہین هی یار
هین بد مزاجیون کے سبب خوش ادا دو رنگ
آمد کسی کی هی کوئی آماده سفر
کیا نیم گرم هوکے هوئی هی دوا دو رنگ
آتا هی گه عرق کبهی اُڑتا هی رنگ رو
وحدت کے پردے مین هوئی شان خدا دو رنگ

الحاصل اُس بزم نشاط و محفل انبساط کی کیا تعریف هو ایک طرف آسمان کا سمان دکهایا هی ایک جانب شفق کا رنگ جمایا هی اتنے مین طائفون کو حکم ملا نازنینان پری جمال حور خصال نصف پوشاک سبز نصف سرخ پہنے هوے آکر حاضر هوئین سمانچی جو اس طرف کهڑے تھے اُنکے لباس سرخ جو اُس طرف تهے اُنکے لباس سبز تهے غرضکه ایک جانب زمین سبز آسمان سبز اور کل سامان زمردی تها دوسری جانب فلک سرخ زمین سرخ اهل جلسه سرخ هر شی یاقوتی نظر آتی تهی اتنے مین ایک پری جمال حور خصال نے بصد ناز و ادا یه غزل شروع کی

غزل

هی بہار حسن کهِلا هی چمن دو پهول کا
وه پہنکر زیور گل کیا کرے گلگشت باغ
سرخ پیر اک بوجه رکهکر جان من دو پهول کا
اب کہان اُنکی هنسی اپنی شگفته خاطری
دیکهلے جسنے نه دیکها هو چمن دو پهول کا
هی بہار حسن اُسکی باغ عالم سے جدا
تول کر دیکهو تو سارا پیرهن دو پهول کا
آرزو هم هین عدم مین گهر مین سهم تعزیت

داغ سودا زخم ناخن رخصت عریانی په هین
بوجه مین هو آپ جو نازک بدن دو پهول کا
کچھ ادا سے شعله وش سوسن کچھ هی سرخی مثل گل
خار تها کهلنا تجهے چرخ کهن دو پهول کا
گلفشان یون خون هی قاتل تیغ جوهر دار کا
عارضون مین کهیل هی اک سیف و قن دو پهول کا
ناز بردار هین هم تو جان دیدین اور تجهے
صفت احسان رکهتے هین اهل وطن دو پهول کا

عارضون مین رو رهی هی گلبدن دو پهول کا
تن مین هی هم وحشیون کے پیرهن دو پهول کا
قبر پر کیا آئے تم کیا هوکے تر مرده چلے
هی لبون مین رنگ اے غنچه دهن دو پهول کا
یار کے رخسار و مین و ر بهاین سیکڑون
جیسے زیور پہنے بیٹهی هو دلهن دو پهول کا
جامهٔ رنگین مین اُسکے گوندهین کلیان جب یاد
هو اُٹھانا بار ای نازک بدن دو پهول کا

جسوقت اُس نازنین نے یه غزل گائی تمام اهل محفل محظوظ هوے بہت کچھ اُسکی طبیعت داری پر انعام ملا بعد اُسکے اسفندیار صحرائی نے که مهتمم جلسه قرار پایا تھا حاضر هو کر عرض کیا که خاصه تیار هی کچھ دیر صحبت رقص و غنا برخاست رهی سب نے کھانا کھایا بعد کهانے سے فراغت هونے کے پهر صحبت عیش آراسته هوئی جام شراب ناب گردش مین آیا هر طرف آواز هو شا هوش نوشا نوش بلند هوئی جسوقت دماغ هر ایک کا بادهٔ ناب سے گرم هوا رقص شروع هوا

غزل

گیسو ترے چہرے په هین ای سیمبدن دو
دو باتین کرو دل مین بهی جو ملجائین دو سخن دو
هین کشته شمشیر هون دل کشتهٔ حسرت
شعلے نظر آنے لگین اے شمع لگن دو
کچھ داغ جگر مین هین کچھ زخم هین دل مین
تم اپنا دوپٹه وه مجهے بهر کفن دو

اک چاند کے اوپر نظر آتے هین گہن دو
دلکش هین ترے عارض رنگین کی بہارین
دو مردون کو قاتل دیے جاتے هین کفن دو
سفاک نے منهه پهیر لیا تیر لگا کر
پهوٹے هوے هین باغ محبت مین چمن دو
اے آرزو الفت مین نهین بات کا پابند

اقرار کبهی هی کبهی انکار محبت
کیا صانع قدرت نے لگائے هین چمن دو
پروانه صفت هو جو تجهے سوز محبت
اک وقت مین اک دلبه هوے رنج و محن دو
خون میر کیا هی شفقی رنگ نے جسکے
انسان کے دو هین نه زبانین نه دهن دو

الحاصل اسی لطف سے چهه روز یه جشن رها اب ساتوان دن هی روز آخر هی آج سب دنون سے زیاده انتظام

کیا گیا ہی لیکن یہ لوگ تو عیش مین مصروف ہین جام شراب ناب کو گردش ہی صحبت رقص و غنا گرم ہی مگر
ابلیس خود پسند کو یہ رنگ دیکھکر بہت ناگوار گذرا کہ خدا پرست جشن کر رہے ہین اتنی بڑی خفت ہوئی کہ
ایسے دو سردار زیر ہوکر شریک ہوگئے اُسیوقت اِسنے چند ساحران نامی و پہلوانان گرامی کو ساتھ لیا اور
طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور چند ساحرون کو اِس راز سے باخبر کرکے یہ کہدیا کہ جسوقت ہنگامہ گرم
ہو تو تمام لشکر کو آگاہ کر دینا اور اِسوقت کے ظاہر کرنے کا نتیجہ اچھا نہین ہی کیونکہ اہل اسلام بھی باخبر ہو جائینگے
تو سر بکھ لڑائی ہوگی اور چماق جادو اور بلور آسمان شگاف ایسے نہین ہین کہ کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہون
پس یہ لوگ غفلت کے عالم مین زحمت اُٹھا جائینگے یہ باتین سمجھا کر آپ ایک کوہ کی جانب روانہ ہوا اور
بچہ خوک کو جھٹکا کرکے چوکڑیا خون سے اُسکے نہایا چند پہل روئی کے کچھ اسم سحر دم کرکے بالاے ہوا اُڑانا
شروع کیے کہ وہ ابر بنکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور خود بھی ایک لکہ ابر پر سوار ہوکر طرف لشکر اسلام
کے روانہ ہوا یہان جشن ہو رہا تھا جام چل رہا تھا آوازہ ہوشا ہوش براے نام بلند تھی ورنہ ہوش کسی کو نہ تھا
جام بے اندیشہ انجام پی رہے تھے کہ یکایک ہواے سرد چلی اور جانب مغرب سے کچھ لکہ ہاے ابر سیاہ نمودار
ہونے لگے تھوڑی تھوڑی کوندے کی لپک بجلی کی چمک رعد کی گڑگڑاہٹ ہویدا ہوئی چماق جادو نے
کہا کہ یہ بے فصل کا ابر کیسا بعضون نے جواب دیا کہ اکثر ایسا ہو جاتا ہی اسمین تردد کیا ہی لیکن وہ ابر محیط ہونے
لگا اور وہ لکے ابر کے بڑھتے بڑھتے تمام آسمان پر پھیل گئے اور ترشح شروع ہوگیا اور بجلی تیزی سے چمکنے لگی
رعد کی گرج مین اسقدر ترقی ہوئی کہ کلیجے شق ہونے لگے کہ یکایک بلور آسمان شگاف نے رستم ثانی کیطرف
دیکھکر عرض کیا کہ غضب ہوگیا جس بات کو مین نے عرض کیا تھا وہ پیش آگئی یہ ابر ابر سحر ہی اور اب ہم سب
حصار سحر مین آگئے نکلنا دشوار ہی خدا ہی بچالے تو بچ سکتے ہین ورنہ ممکن نہین کہ اس ابر سے نکل سکین کہ یکایک
ایک پنجہ کڑک کر گرا اور رستم ثانی کو لیکر روانہ ہوا اور ایک پنجہ سہراب بن لندھور پر گرا اور ایک پنجہ
گرشاسپ گرد پر گرا ایک اسفند یار صحرائی اور ایک شاہین بن سلیمان کو لیکر روانہ ہوا اور چند
پنجے ہاتھون مین کمندین لیے ہوے ساحرون کیطرف چلے اور تمام لوگون کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ جسپر ایک
قطرہ بھی اُس ابر سے گرا وہ پانی ہوکر بہ گیا زہر کی تاثیر دکھائی لیکن وہ پنجے جو ساحران نامی کے قریب آئے اور اُنکی
گرفتاری کا قصد کیا بلور آسمان شگاف نے بھی جھولی سے کچھ پنجے طلائی اور نقرئی اسم سحر پڑھ پڑھکر
پھینکنا شروع کیے وہ اُن پنجون سے ہم پنجہ ہوے سحر کو روکا مگر نکلنے کا رستہ نہین پاتے جائین تو کیونکر جائین
جو بلائین سر پر آجاتی ہین اُنھین دفع کرتے جاتے ہین عجب رنگ ہی زمانے کا کہ ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگا
یا وہ صحبت جشن بزم عیش و نشاط یا یہ ہنگامہ تھا کہ جدہر دیکھیے قیامت کبری برپا ہی اور ساحر جو ابلیس خود پسند
کے ساتھ روانہ ہوے تھے اُنھون نے پنجا سوئیون کا گچھا پیکان کا گولہ فولادی ترنج نارنج اسم سحر دم کرکے
کرکے جو مارنا شروع کیے پناہ مشکل ہوگئی ساحران لشکر بلور کس بے بسی سے قتل ہو رہے ہین ابلیس خود پسند
نے ابر کو محیط کرکے سب کو سحر بند کر دیا تھا کسی کو سحر فراموش ہو گیا تھا جسے یاد بھی تھا تو بے تاثیر تھا فوج
ابلیس کے لوگ بخوف و خطر اِن بیگناہ بہادرون کو قتل کر رہے تھے ابلیس بار بار نعرے مارتا تھا
اور پکارتا تھا کہ ہان مار لینا کوئی آج زندہ نہ بچنے پائے اِن نمک حرامون نے شاہ جادوان سے برگشتگی اختیار کی
طلسم کشا کے شریک ہوے اِسکی سزا یہی ہی کہ اس ذلت و خواری سے مارے جائین بار بار بلور جانب

فلک دیکھکر رہجاتا ہی مگر کوئی چارہ نہین کیا کرے اور کیا نہ کرے ہر طرف سے گولے ترنج نارنج کی مار ہورہی
ہی جسوقت کوئی حربہ قریب بلور کے آتا ہی سپر مین بہر حفاظت پیدا ہوجاتی ہین یہی حالت چماق جادو
عالم افروز جادو نبات جادو اژدر جادو وغیرہ کی ہی جو ساحر اپنی حفاظت خود کرسکتے ہین وہ خود
آپکو بچا رہے ہین جو خود نہین بچ سکتے ہین اُنکو بلور آسمان شگاف چماق جادو عالم افروز جادو
وغیرہ بچا رہے ہین خود بھی بچتے بچاتے ہین مگر کس کس کو بچائین لشکر کا ستھراؤ ہورہا ہی لاشون پہ لاشین
گر رہی ہین دریاے خون روان ہی حباب سرون کے تیرتے پھرتے ہین برق سحر ہر طرف چمک چمک
کر گر رہی ہی ہر خانۂ تن کو جلا رہی ہی آگ لگا رہی ہی خدا پرست دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند
کیے ہوے یون بلبلا بلبلا کر دعا مانگ رہے ہین کہ اے کس بیکسان و اے والی غریبان اسوقت بدین سوا
تیرے کون مددگار ہی ہمپر سے اس بلا کو رد کر ہم تیرے بھروسے پر رستم ثانی کے شریک ہوے تھے
اُدھر ابلیس خود پسند بار بار بلور آسمان شگاف اور چماق جادو وغیرہ کو غیرت دلاتا تھا کہ اگر
کچھ زور وطاقت رکھتے ہو تو نکل جاؤ اس ابر سے غرض یہ تھی کہ یون تو یہ لوگ گرفتار نہونگے اس طرح
شاید کوئی نکلنے کا قصد کرے تو کمند سحر مین پھنسے بلور آسمان شگاف نے جواب دیا کہ او ابلیس تو
بڑا عہد شکن ہی تو نے دھوکا دیکر دغا کی ہم غفلت مین تھے خیر اب تو پھنس چکے ہین اگر بچایا پروردگار نے تو
تجھے جواب دینگے ابلیس خود پسند نے کہا کہ اگر زندگی بھر تڑپو گے تو اس قید سے نہ نکل سکوگے مطلب
میرا حاصل ہی کہ تم لوگ مرے سے بدتر ہوگئے یہ کہکر ابر سحر کو اشارہ کیا اور جانب طلسم صندل روانہ
ہوا اور اب وہ ابر سمٹ کر مانند ایک گنبد کے ہوگیا اور ان ساحران نامی کو لیکر مثل قیدیون کے چلا
چماق جادو نے بلور آسمان شگاف سے کہا کہ اے بادشاہ ہمین آپ کے والد ماجد سے یہ امید نہ
تھی کہ وہ اسقدر غفلت فرمائین گے افسوس کہ دل کی دل ہی مین رہی کوئی زور سحر و ساحری نہ دکھلا سکے
اور مانند مور و ملخ کے قبضۂ دشمن مین آگئے اگر ابلیس خود پسند داخل طلسم ہوگیا تو رہا ہونا ممکن نہین
بلکہ کسی کو خبر تک نہوگی کہ ہم لوگ زندہ ہین یا مر گئے اور افسوس کہ اُس شہریار عالیوقار یعنے رستم ثانی
نامدار پر نہین معلوم کیا گذری غرضکہ سب نے دعا کرنا شروع کی ازبسکہ یہ لوگ حق پر تھے اور وقت مصیبت
مین دل سے پروردگار عالم کی جانب رجوع ہوے تھے کہ یکایک تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور اُس
ابر مین ایک شعلہ چمکا اور ابر شق ہوا اور اُس شعلہ سے چہرہ انسان کا نمودار ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم التہاب
جادو ابر کا پھٹنا تھا کہ ان لوگون پر سے قید دفع ہوئی اور اسم سحر دم کرکر کے اُس ابر سے نکلے
اور لڑنا شروع کیا نعرے کرکے فوج کفار پر گرے گولہ ترنج نارنج لچھا سوئیون کا گچھا پیکانون کا چلنے
لگا منم منم کے نعرے ہوے لیکن التہاب جادو نے بلور آسمان شگاف سے کہا کہ ستارہ نہایت
سخت ہی بس اب لڑتے بھڑتے نکل چلیے یہی مناسب ہے بلور آسمان شگاف بھی سحر کرتا ہوا
لڑتے ہوا چلا التہاب جادو نے تو آفتین برپا کر دین جس طرف دیکھکر آگ کی شعلہ بھڑک کر گرا
جلا کر خاک سیاہ کر دیا وہ بیرون کا غل مچانا ساحرون کا مارے جانا آندھی کا زور پانی کا شور ابلیس
نے دیکھا کہ اب قبضہ جاتا رہا اور یہ لوگ بھی کسی طرح پایہ کمی کا نہین رکھتے ہین مگر اب بھاگنا بھی مناسب
نہین ہی علاوہ اُسکے ابلیس خود بھی ساحر زبردست افسر لشکر ملک صندلان شاہ جادو ہی برابر

لڑ رہا ہی سب کو جواب دے رہا ہی اور ساحر اِسکے مثل جلاجل دستک زن کے کہ یہ ایک جانب کھڑا تالیان بجارہا ہی جسکے کان مین اسکی دستک کی صدا جاتی ہی پھر اُسے کچھ سنائی نہین دیتا صمصام جادو جدا برق شمشیر چمکارہا ہی خرمن ہستی کو جلا رہا ہی سرفیل جادو جھلیل جادو زنگار آتشبار جادو سرشار جادو سہمان جادو چوپان جادو یہ سب ساحر بلاے آفت روزگار ہین قیامتین بپا کر رہے ہین کہانتک گذارش کیا جائے کہ شام تک یہی قتل عام رہا جسوقت خسرو خاور بے سپاہ و لشکر شکست خوردہ پہت پردہ جانب مغرب گریزان ہوا کہکشان نے چادر رہائی امان کی صورت نظر آئی دونون لشکر دن سے طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان جنگ سے پھرے لشکر اسلام کئی لاکھ کی تعداد مین چند ہزار آدمی باقی رہگئے تھے لاشین دفن کرنا بھی ممکن نہ تھا بس یہ ساحران نامی جو عہدہ دار و سردار فوج تھے بچ گئے تھے باقی سب مارے گئے لشکر اسلام کا خاتمہ ہوگیا لیکن لشکر جدا ہوتے وقت ابلیس ملعون نے عجب حرکت کی کہ ایک ترنج سحر نکالکر خون انگشت سے آلودہ کیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر بلور آسمان تنگاف کی جانب کھینچ مارا بلور غافل تھا کہ اب تو طبل امان بج چکا ہی لیکن وہ ترنج سحر آکر شانے پر پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا خون جاری ہوا وہین سے پلٹ کر نعرہ کیا کہ او مکار یہ کونسی حرکت تھی اور ایک نارنج سحر اُٹھاکر مارا ابلیس نے چاہا خالی دون ممکن نہوا نارنج بازو پر پڑا توڑکر پار گذر گیا اُدھر التہاب جادو قریب سے جلاجل دستک زن کے نکلا جلاجل نے تفنگ سحر مارا کہ پائون پر التہاب کے پڑا پائون زخمی ہوا لیکن خون مانند شعلۂ جوالہ کے نکلکر جلاجل پر گرا ہرچند جلاجل نے رد سحر کیا ممکن نہوا تمام جسم تن چھالے پڑ گئے اُدھر صمصام جادو نے جانب پشت سے شمشیر سر چماق جادو پر ماری کہ سر چماق کا زخمی ہوا چماق جادو نے پلٹ کر وہی خون سر لیکر صمصام پر کھینچ مارا کہ صمصام کو جلاکر خاک کر دیا ہومان جادو نے گولہ فولادی عالم افروز جادو پر مارا نبات جادو نے دستک دی سپر سحر آکر درمیان مین حائل ہوگئی گولہ اُسپر رُکا عالم افروز نے پلٹ کر دیکھا آواز دی کہ اے دغاباز و آپ ہی طبل امان بجوایا اور پھر دھوکا دے دیکر لڑتے ہو کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر تار زلف توڑکر کچھ اسم سحر دم کرکے ہومان جادو پر کھینچ مارا کہ وہ اژدہا بنکر ہومان پر چلا اور دم کشی کرکے ہومان کو نگل گیا لیکن بجائے ہومان کا چوپان جادو پشت پر نبات جادو کے تھا ایک تیر سحر مارا کہ ران نبات جادو کی زخمی ہوئی نبات جادو نے پلٹ کر گولہ فولادی مارا کہ سینہ کو توڑکر پار گذر گیا سہمان جادو نے قریب اژدر جادو کے پہونچکر تیغۂ سحر مارا کہ سر اژدر جادو کا زخمی ہوا اژدر جادو نے پلٹ کر نیزۂ سحر مارا کہ بازو سہمان جادو کا زخمی ہوا مقیم جادو نے گھما پیکا نون کا محروق جادو پر کھینچ مارا کہ محروق جادو بھی زخمی ہوا محروق جادو نے ترنج سحر مارا کہ مقیم جادو بھی زخمی ہوا الحاصل جتنے افسران لشکر اسلام تھے اس دھوکے سے زخمی ہوگئے اور کچھ مارے گئے آخر فرار پر قرار کیا اور طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوئے ابلیس خوش دلپسند مع لشکر اُسی وقت کوچ کرکے اندر طرف طلسم صندل کے داخل ہوا اور انتظام دربندون کا کرنے لگا سرحد طلسم پر اپنی فوج اُتاری اور قید شاہزادۂ رستم ثانی کی اپنے قبضہ مین رکھی اور قید گرشاسپ گردکی ذربند بدخشانیہ کی جانب روانہ کی اور قید سہراب بن لندھور

کی واجب در بند سر جانیہ کے بھیجی اور قید اسفندیار و شاہین بن سلیمان کی دربند لعلانیہ کے
سمت روانہ کر دی اور آپ ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کر کے خدمت شاہ جادوان ملک
صندلان شاہ مین روانہ کی کہ اے سامری زمان جمشید دوران یادگار خداوندان فخر ساحران آپکے
اقبال سے اس نمکخوار قدیم نے کل لشکر اسلام کو شکست دی طلسم کشا کو گرفتار کر لیا وہ میری قید مین موجود
ہے اور مین بالفعل بیابان خونریز مین مقیم ہون کہ جو خاص سرحد ہے طلسم صندل کی اب جیسا حکم ہو ویسا
کیا جائے ہرید جادو نامہ لیکر طرف صندلان شاہ کے روانہ ہوا دیکھیے کب پہونچتا ہے

لیکن اب چند کلمے داستان عشرت نشان لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اتنی بڑی شکست کھائی کہ تمام لشکر کا خاتمہ ہو گیا چند ساحران نامی بچ گئے باقی سب مارے گئے
خیمے ڈیرے تک چھوٹ گئے لاشون کو بھی دفن نہ کر سکے مسلمان بے گور و کفن پڑے رہگئے صرف بارگاہ
افسون حصار تو بچائی کہ تحفہ جات طلسمی سے تھی اور نایاب شی تھی باقی مال دنیا سے سب چیزین چھوٹ
گئین افسر لشکر کا پتا نہین غرضکہ سب افتان و خیزان شہر خاقانیہ مین پہونچے بطور آسمان شگاف
اور التہاب جادو اور ثبات جادو و محروق جادو و اژدر جادو و چماق آتش افروز جادو
ملکہ عالم افروز جادو و خورشید جادو و سب کے سب بحال خراب خدمت مین خاقان روشن دل کے
پہونچے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ افسر لشکر کا ہمارے پتا نہین خاقان نے جواب دیا کہ وہ شہریار قید ہو گیا
اور بہت جلد اُسکے قتل کا سامان ہوا چاہتا ہے اور ساعتین ایسی خراب ہو رہی ہین کہ کسی ساحر کا جانا بہتر
نہین معلوم ہوتا جو جائیگا مارا جائیگا مگر وہ شہریار عالیوقار قتل ہوتے بھی نہین معلوم ہوتا امید پروردگار
سے ہے کہ اُسے بہت جلد رہائی حاصل ہو گی غرضکہ یہ سب تو معالجے مین مصروف ہوتے ہین مگر جسوقت اِن
لوگون کے آنے کی خبر محلسرا مین پہونچی اور ملکہ صنم بادلہ پوش کو معلوم ہوا ناہید ستین سے کہا کہ دریافت
تو کر کہ وہ زینت بارگاہ بیوفائی بھی تشریف لائے یا نہین ناہید سب حال سے آگاہ تھی کیا بیان کرتی
کہا کہ ابھی آئے تو نہین ہین مگر آتے ہونگے راہ مین ہین صنم بادلہ پوش نے ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور کہا کہ ہان صاحب اب اُنھین کیا فکر ہے وہ کیون آنے لگے ہماری تو وہ حالت ہے شعر دل اک
امید پر اُس بت کو دیکر ❊ کوئی خوش ہے کوئی پچھتا رہا ہے ❊ شعر خبر نہ تھی کہ وہ دل لیکے بیوفا ہوگا ❊ یہ اب
ہے سوچ کہ یارب مآل کیا ہوگا ❊ لیکن اُڑتے اُڑتے یہ خبر ملکہ کے کان تک پہونچ گئی کہ شاہزادہ رستم ثانی
گرفتار ہو گئے اور اُنکے قتل کا سامان ہے تمام فوج قتل ہو گئی تھوڑے سے آدمی بچکر آئے ہین باقی مارے گئے
یہ سننا تھا کہ چہرے پر صنم بادلہ پوش کے مردنی چھا گئی وہ پھول سے عارض پژمردہ ہو گئے دل مین درد
اُٹھا چہرہ زرد ہو گیا اشک حسرت آنکھ سے جاری ہوئے آثار غم و الم طاری ہوئے بیقراری افزون ہوئی
ناتوانی نے ساتھ چھوڑا شکیبائی نے منہ موڑا حالت ملکہ کی غیر ہونے لگی ایک کہرام محل مین برپا ہوا یہ خبر
سعید سالک کو ہوئی سعید پاس ملکہ کے آئے اور کہا اے ملکہ عالم اگرچہ محل تردد ہے لیکن ایسے وقت مین
اسقدر بیتابی و بیقراری سے اور نتیجہ خراب نکلتا ہے یہ باتین خلاف عقل ہین انسان کو چاہیے کہ استقلال
سے کام لے ہر مشکل مین حافظ حقیقی کا نام لے وہی ہر مشکل کو آسان کرتا ہے ابھی کل کی بات ہے کہ آپکے
قتل ہو جانے مین کیا کسر تھا کون بچانیوالا تھا لیکن حافظ حقیقی نے بچایا اسیطرح اُس شہریار کو بھی خدا

بچائیگا جب بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ یہ شخص فتاح طلسم ہی تو اُسے کون قتل کر سکتا ہی وہ کہین مر سکتا ہی اب یہ فرمائیے کہ جب آپکی یہ حالت ہی تو ہم لوگ آپکی خبر گیری کرین یا اُس شہریار کی رہائی کی فکر کرین یہ آپ اپنے حق مین اور اُس شہریار کے حق مین دونون کے لیے بُرا کرتی ہین اور اگر وہ شہریار بہ حمایت پروردگار رہا ہوا اور آپ نے اپنے دشمنون کو ہلاک کر ڈالا تو اُسپر کیا گذریگی بغیر آپ کے کیونکر زندہ رہ سکتا ہی دونون خون آپ ہی کے گردن پر ہونگے غرضکہ کچھ ایسا سعید سالک نے سمجھایا کہ ملکہ کو صبر دل پر جبر کرنا پڑا

لیکن اب حال بارگاہ شاہ جاودان ملک صندلان شاہ کا بیان کیا جاتا ہی

کہ صندلان شاہ بعد لوح روانہ کرنے کے منتظر وقت بیٹھا ہی کہ اب گرفتاری طلسم کشا کی خبر آتی ہی لوح اُسکے پاس نہین ہی کیا کر سکتا ہی چند ساحرہ ہین کہ اُنسے مقابلہ پڑیگا مگر ابلیس ایسا مرد ہوشیار افسر لشکر ہی اُنکو بھی گرفتار کر لینا اُسکے نزدیک کوئی ایسا امر اہم نہین ہی کہ یکایک ہدہد جادو نامہ لیے ہوے پہونچا عرضی پیش کی صندلان شاہ نے حال گرفتاری طلسم کشا اہل دربار کے سامنے باواز بلند پڑھا سب نہایت خوش ہوے بادشاہ کو مبارکباد دی صندلان شاہ نے خوشی کا جشن مقرر کیا اور جواب عرضی کا یہ تحریر کیا کہ اے خیر خواہ دولت تمنے بڑا کام کیا لیکن تمکو لازم ہی کہ قتل طلسم کشا مین عرصہ نہ کرو کیونکہ تمکو بہت بڑا خوف ہی خاقان روشن دل سے کہ وہ ضرور برائے رہائی رستم ثانی آئیگا اور اُسکا جواب دینے والا سوا میرے دوسرا نہین ہی اور با دولت و اقبال کو تکلیف کرنا پڑیگی لیکن معلم کتابدار نے منع کیا اور کہا اے شاہ دو مرتبہ آپ نے شرط طلسم کے خلاف کیا اُسکا نتیجہ دیکھا کہ طلسم کشا رہا ہو گیا پھر آپ شرط طلسم کے خلاف کرتے ہین اچھا نہین کرتے میرے نزدیک بہتر و مناسب یہی ہی کہ چالیس روز اُسے قید رکھیے اُسکے بعد آپکو اختیار ہی ورنہ کتاب زرتشتی سے صاف ظاہر ہی کہ طلسم کشا قتل نہوگا صندلان شاہ نے کہا کہ مین خلاف عقل کبھی نہ کرونگا اگر روح سامری و جمشید بھی آکر منع کریگی تو سماعت نہ کرونگا کیونکہ اگر زندگی طلسم کشا کی ہی تو ہر طرح چھوٹ جائیگا اور اگر قضا آگے برابر پہونچ گئی ہی تو مارا جائیگا اور کام مین عرصہ کرنا اچھا نہین معلم کتابدار تو خاموش ہو رہا مگر دل مین کہا کہ شامت انسان کی آتی ہی تو کُچھ نہین آتی ہی یہی باتین بربادی طلسم کا باعث ہونگی لیکن ہدہد جادو نامہ لیکر اُدھر روانہ ہوا یہان تیاری جشن ہوئی تمام طلسم مین چراغان ہوا آتشبازی چھوٹی صحبت رقص و غنا برپا ہوئی جام شراب خوشگوار گردش مین آیا یہان تو دن عید رات شبرات ہو رہی ہی وہان ہدہد جادو نامہ شاہی لیے ہوے پاس ابلیس خود پسند کے آیا حکمنامہ دکھایا اُسیوقت ابلیس خود پسند نے کہا کہ چارچی سے کہو چارج دے کہ آج کے تیسرے روز طلسم کشا قتل ہوگا جسکو تماشا قتل طلسم کشا کا دیکھنا ہو وہ آئے ہر طرف یہ خبر پھیلی یہان قتل رستم ثانی کا سامان ہونے لگا یہانتک کہ شہر خاقانیہ مین بھی یہ خبر پہونچی کہ پرسون رستم ثانی قتل کیا جائیگا خاقان روشن دل نے سکوت اختیار کیا تھا کہ اتنے مین ملکہ مہر دایہ جادو دختر چماق آتش فروز جادو قلعہ رخشانیہ سے یہ خبر وحشت اثر سُنکر پاس خاقان کے پہونچی اور کہا اے شاہ اب اور کونسا وقت سخت ہوگا جو آپکی دوستی کام آئیگی خاقان نے کہا اے مہر دایہ تو میرے فرزند کی جگہ ہی تجھے کیا جواب دون مگر یہ سمجھ لے کہ جب مین خیال کرتا ہون ستارے نحس پاتا

ہون صاف یہی ظاہر ہوتا ہی کہ اگر جادو نگادھو کا اُٹھاؤ نگا اور طلسم کشا قتل ہوتے معلوم نہین ہوتا پھر کوئی
بدنصیبی ہوگی دو مرتبہ قبل اِسکے جو وہ اسیر ہوے تو ہم مین سے کسی نے چھڑایا ہر مرتبہ ایک صورت تو پیدا
ہوئی ابکی بھی حافظ حقیقی بچائیگا اس جہاز کو طوفان سے پار لگائیگا بس اب سپرد خدا کرکے مصروف دعا
رہو اُس بااقبال کو کوئی قتل نہین کرسکتا ہی سرداپہ بھی خاموش ہو رہی اور ساحر بھی چپکے بیٹھے ہین لیکن
سرداپہ کو دل مین یہ خیال گذرا کہ شاید خاقان روشن دل صندلان شاہ کی دوستی مین یہ غفلت
کر رہا ہی دوست بنکر دشمنی پر آمادہ ہی چپکے سے چماق جادو سے بیان کیا چماق جادو نے محروق
جادو سے کہا یہ سب کے سب ملکر دربار سے اُٹھے اور قصد کیا کہ ہم لوگ تنہا محض اعانت پروردگار پر بھروسا
کرکے ساحرون سے لڑین اپنے آقا کو چھڑائین یا اپنی جانین بھی نثار کرین خاقان نے جو تیور اِن لوگون
کے بد دیکھے منع کیا اور کہا کہ اگر طلسم کشا قتل ہو جائے تو تم لوگ جس طرح چاہے مجھسے قصاص لینا مین قسم
کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ مین بدل دوست ہون رستم ثانی کا اور بلور آسمان شگاف کو گرفتار
کرکے اِن لوگون کے سپرد کیا کہ اگر طلسم کشا قتل ہو جائے تو تم اِسے قتل کر ڈالنا ابھی اپنی قید مین رکھو
اِس کلام پر خاقان روشن دل کے رفقاے رستم ثانی کو گونہ تسکین ہوئی اور ابلیس نے قتل رستم ثانی
کا سامان کیا میدان خونی آراستہ ہوا انھین تو اِسی حال مین چھوڑا جاتا ہی

مگر اب چند کلمے داستان شوکت بیان جانشین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ ثانی عالیشان کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد فتح شفق کوہ خود بھی جانب کوہ بیضا روانہ ہوے ہین لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ کا تعاقب
بھی منظور ہی اور اشتیاق میلے کا بھی ہی لیکن اول حال لاجورد شاہ و صلصال کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ
لوگ افتان و خیزان جاتے جاتے اُسی بیابان جنگ مثلث مین پہونچے کہ جہان اول جنگ امیر ثانی
در پیش ہوئی تھی کئی روز سے بھاگا بھاگ چلے آتے تھے تھکے ہوے مرکبون مین جان سوارون مین تاب
و توان باقی نہ تھی اُس بیابان مین قیام کیا خیمے ڈیرے برپا ہو گئے جسوقت شب ہوئی لاجورد شاہ
بارگاہ مین آکر پہونچا اور سردار جو باقی رہگئے تھے وہ جمع ہوے مشورہ ہونے لگا کہ اب کہان چلنا چاہیے
صلصال نے بیان کیا کہ چاہیے کوہ بیضا کیطرف چلیے کہ وہان میلا بھی ہی کوئی شخص تمثال آئینہ رو ہی کہ وہ
بھی دعویٰ خداوندی کا رکھتا ہی جب ایسا ہی سامان اُسنے بہم پہونچایا ہی جب تو خداوند بنکر بیٹھا ہی پہلوان و ساحر
بھی ہونگے اِن خدا پرستون سے بھر بھر کے پڑینگے اور سیر میلے کی بھی ہوگی عجائبات دیکھنے مین آئینگے اور اگر
اِس طرف چلنے کو نہ جی چاہے تو ناہر ابلیس خود پسند کا آچکا ہی طرف شہر صندل کے چلیے وہان قیام کیجیے
لاجورد شاہ نے کہا خیر صبح کو دیکھا جائیگا غرضکہ شب کو تو یہ کفار بدکردار بستر اجل پر گرے خواب مرگ مین
بسر کی جب صبح ہوئی تیاری کوچ کی ہونے لگی بارگاہین لدنے لگین اب رائے طرف کوہ بیضا کے چلنے
کی قرار پائی ہی کہ یکایک اُس پردۂ بیابان گرد سے برخاست لگی گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ کون آتا ہی کہان جاتا ہی دل تھرا رہے تھے کہ یکایک
ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے چارسو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا پیدا
ہوا پہچانے سو علم ان کے سرخ اور سو کے سبز اور سو کے سفید اور سو کے سیاہ تھے اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف

خداوند تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی اور آگے آگے اُن سب کے چار نقابدار ایک سرخ پوش ایک سبز پوش ایک سفید پوش ایک سیاہ پوش مرکبون پر سوار نمایان ہوے عقب مین اُنکے چار لاکھ سوار وہ بھی اسی ترتیب سے ایک لاکھ سوار سرخ پوش یہ معلوم ہوتا تھا کہ تختہ لالہ کا کھلا ہوا ہی یا بیابان مین شفق پھولی ہوئی ہی یا صحرا مین آگ لگ گئی ہی ایک لاکھ سوار سبز پوش ایک لاکھ سفید پوش ایک لاکھ سیاہ پوش ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ یہ کس غرض سے آتے ہین کس طرف جائینگے لیکن اُن نقابدارون نے جو اور ایک لشکر کو دیکھا مقابل مین آکر ٹھہرے لیکن ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یہ چارون نقابدار نیرنگ قدرت کہلاتے ہین اور تمثال آئینہ رو کی جانب سے براے گرفتاری و تمالُش آپ سبکی آتے ہین یہ سُنکر لاجوردشاہ بت گھبرایا قصد گریز کیا لیکن صلصال کی یہ راے ہوئی کہ بھاگنا مناسب نہین ہی بلکہ اِن نقابدارون سے آشتی پیدا کرکے خداپرستون سے لڑوانا چاہیے یہ صلاح سب کو پسند آئی لیکن اُدھر نقابدارون نے جو سُنا کہ لاجوردشاہ وغیرہ ہاتھ سے خداپرستون کے شکست اُٹھا کر آتے ہین فوج کو حکم دیا کہ چار جانب سے محاصرہ کرلو کسی طرف جانے نہ پائین اول اِنکو میلہ مین لیچلنا چاہیے بعد اِسکے خدمت خداوند مین لیچلینگے یہ سُننا تھا کہ سرخ پوشون کا گروہ ایک جانب چلا سبز پوشون کا گروہ ایک سمت چلا سیاہ پوشون کے غول نے ایک طرف سے گھیرا سفید پوش ایک جانب سے آئے ہر چہار جانب سے محاصرہ کرلیا اب دیکھا اِن لوگون نے کہ کسی طرف بھاگ کر جا نہین سکتے اُسی جگہ پھر اُتر پڑے بارگاہ برپا کی لیکن خان اعظم یعنے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو پاس نقابدارون کے آیا اور کہا کہ آپ لوگ کس ارادے سے آئے ہین اور ہمین کیون گھیرا ہی نقابدارون نے کہا کہ ہم لوگ نیرنگ قدرت کہلاتے ہین اور خداوند تمثال آئینہ رو کی جانب سے اِسواسطے آئے ہین کہ جو اطاعت خداوند کی اختیار کرے اُسے خدمت خداوند مین لیچلین دیدار خداوند سے مشرف کرین اور جو انکار کرے اُسے راستہ دوزخ کا بتائین یہ سُنکر صلصال نے جواب دیا کہ ہم لوگ تو خود ہی مشتاق دیدار خداوندی تھے اور اُسی جانب جاتے تھے نقابدارون نے کہا کہ پھر ہمارے ہی ساتھ چلو کہ تمھاری حفاظت رہیگی صلصال نے کہا ہم موجود ہین غرضکہ یہ سب ہمراہ نقابدارون کے طرف کوہ بیضا کے روانہ ہوے لیکن جس وقت بیابان صفا مین پہونچے تین نقابدارون نے وہین قیام کیا اور ایک جانب کوہ بیضا روانہ ہوا خبر حاکم کوہ بیضا کو ہوئی کہ نیرنگ قدرت کچھ لوگون کو لیکر آتے ہین ضحاک ریش دراز حاکم کوہ بیضا نے کچھ لوگون کو براے استقبال روانہ کیا لوگ آئے اور لاجوردشاہ و صلصال وغیرہ کو لیکر طرف قلعہ ضحاکیہ کے روانہ ہوے اور چارون نقابدار رخصت ہوے یہ کہکر کہ میلے سے تین روز پیشتر حسب معمول قدیم ہم پھر آجائینگے لیکن بالفعل ہمین خبر دینا آمد لاجوردشاہ سے خداوند کو ضرور ہی لہذا ہم جاتے ہین یہ کہکر چارون رخصت ہوکر جانب شہر تمثالیہ روانہ ہوے یہان قلعہ ضحاکیہ مین اِن لوگون نے قیام کیا ضحاک ریش دراز نے حالات جنگ خداپرستان کا تذکرہ چھیڑا صلصال نے اول سے سب کیفیت مع خروج حمزہ صاحبقران اول تا ایندم سب حال بیان کیا اور کہا کہ اب بھی خداپرست ہمارے تعاقب سے باز نہ آئینگے بلکہ سب آتے ہونگے اگر تم مین طاقت خداپرستون سے مقابلہ کرنے کی ہو تو ہمین پناہ دو ورنہ جانے دو ضحاک ریش دراز ہنسا اور کہا کہ اے صلصال یہ وہ مقام نہین ہی کہ جہانتک بغیر ہماری اجازت کے خداپرست

آ بھی سکین اگر ہم نہ اجازت دین تو زندگی بھر تاپتے ٹاپتے مرجائین لیکن راہ آنے کی نہ پائین مگر ہان
ہمکو اطلاع کرنا خدمت خداوندمین ضرور ہے کیونکہ اسیوقت عرضی اس مضمون کی تحریر کی کہ یا خداوند لاجورد
شاہ بن زبرجد شاہ جو شہر زبرجد نگار کا خداوند کہلاتا تھا وہ ہاتھ سے خداپرستون کے تنگ آکر
یہان دامن پناہ کا لینے آیا ہے اور یقین ہے کہ خداپرست اُسکے تعاقب مین ضرور آئین گے لہذا ہمین کیا حکم ہوتا
ہے اور یہ عرضی پاس تمثال آئینہ بر وکے روانہ کی دوسرے روز خبر پائی کہ لشکر حمزۂ صاحبقران
کا قریب آپہونچا ہے یقین ہے کہ کل وہ لوگ بیابان صفا مین داخل ہوجائین اب ضحاک ریش دراز
کو یہ تردد ہوا کہ تو عرضی خدمت خداوندمین بھیج چکا ہے نہین معلوم وہانسے کیا جواب آئے خداوند کی
کیا مصلحت ہو میری راے اگر اُسکے خلاف ہوئی تو اچھا نہوگا یہ اسی فکر مین تھا کہ طائر جادو نامہ کا جواب
لیے ہوے پہونچا صاف تحریر تھا کہ اے ضحاک ریش دراز یہ خداپرست ہمارے بہت پیارے بندے
ہین اگرچہ یہ تمسے ابھی برخلاف ہین لیکن جسوقت تماشاے قدرت دیکھین گے سب مطیع و فرمانبردار
ہوجائین گے لہذا جسوقت امیر ثانی قریب پہونچین اُنھین اطلاع دینا کہ آپ آئیے اول تماشا عجائبات
قدرت کا دیکھیے میلے کی سیر کیجیے جب یہ زمانہ متبرک گذر لیگا تو ہمارے آپ کے خواہ صلح خواہ جنگ جیسا
کچھ ہوگا ظہور مین آئیگا ضحاک ریش دراز از خود خدمت بابرکت صاحبقران ثانی مین روانہ ہوا
یہان لشکر امیر کا بیابان خرم مین اُترا ہوا ہے بارگاہ سلیمانی برپا ہے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز
ہین امیر ثانی دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہین اور سردار مثل بدیع الملک نور الدہر بدیع الزمان
داراب فرامرز اسد دلاور معروف بن اسد کرب لندھور ثانی نوترج یزدان پرست وغیرہ
جانب دست راست اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین جانب دست چپ مالک ثانی جمہور جہانسوز تیرزن
قاسم نوجوان قمہور دیو پرور خورشید ہاشم تیغزن وغیرہ سب اپنی اپنی جاے معین پر فروکش ہین تمام دربار پانچ
ہزار پانچسو پچپن تلوریون سے معمور ہے سواے رستم ثانی و شہریار نامدار کے کوئی ایسا نہین ہے جو بارگاہ مین
موجود نہوا امیر ثانی بادشاہ اسلام سے مشورت کررہے ہین کہ کیونکر اس میلے کی سیر ہو سُنا ہے کہ غیر شخص اس
میلے مین نہین جانا پاتا ہے سوا اُن لوگون کے کہ جو تمثال پرست ہین کسیکی اجازت نہین اور اگر زبردستی جاتے
ہین تو یہ ایک خلاف امر ہے لوگ روکین گے جنگ ہوگی میلا خراب ہوگا پھر جسکے لیے یہ سب جھگڑے کیے جب
وہی نہوا تو کیا حاصل ہنوز یہی باتین تھین کہ دروازۂ بارگاہ سے جوڑی ہرکارون کی گردمین آلودہ عرق مین
غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ ضحاک ریش دراز حاکم کوہ صفا
حاضر خدمت ہونیوالا ہے امیر ثانی نے بادشاہان ہفت کشور کو براے استقبال روانہ کیا وہان ضحاک
ریش دراز راہ ہی مین تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی اسنے پوچھا کہ یہ گرد کیسی ہے ہرکارون نے اسکو
بھی خبر دی کہ امیر با توقیر نے آپکی پیشوائی کے واسطے شاہان ہفت ملک کو روانہ کیا ہے ضحاک ریش دراز
یہ مروت صاحبقرانی دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور دل مین کہا کہ انھین باتون سے اِن بندون کی خداوند کو
اپنا کر رکھا ہے جب تو خداوند نے انکو اسقدر مرتبہ عنایت کیا ہے غرضکہ ضحاک ریش دراز ہمراہ شاہان ہفت ملک
کے خدمت بابرکت صاحبقرانی مین حاضر ہوا امیر نے جگہ اسکے بیٹھنے کی پہلے سے معین فرما رکھی تھی اُسی جگہ
ضحاک کو بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے دو چار جام دیے ضحاک نے پیے اب امیر نے سبب آنے کا

پوچھا ضحاک نے بیان کیا کہ جسوقت آپ نے اپنے دل مین قصد اس طرف آنے کا کیا خداوند پر روشن
ہو گیا ہمکو حکم ہوا کہ جاؤ اور ہماری جانب سے پیام مہمانی دو اور اُنھین میلے مین شریک کرو اگرچہ آجتک یہ
بات کبھی نہوئی تھی کہ غیر شخص اِس میلے مین شریک ہو سکتا مگر نہین معلوم کیا عنایت خداوندی آپ لوگون پر
ہوئی ہر کہ ایسا حکمنامہ میرے پاس آیا لہذا اسواسطے مین برائے اطلاع حاضر ہوا ہون کہ آپ بے اندیشے تشریف
لائین اور میلے کی سیر کرین لیکن اتنا خیال رہے کہ مین نے سُنا ہر آپ کے ساتھ عیار بہت سے ہین اور وہ جس
ملک مین جاتے ہین اُسے لوٹتے ہین لہذا از راہ دوستی مین یہ عرض کرتا ہون کہ عیارون پر اِس امر کی آپ
تاکید فرما دین کہ میلا لوٹنے کا قصد نہ کرین ورنہ گرفتار بلا ہونگے اور پھر آپکی سعی بھی نہ سنی جائیگی امیر ثانی
نے فرمایا کہ واللہ مین خود سعی نہ کرونگا جو جیسا کریگا ویسا پائیگا اور نیز عیارون پر بھی تاکید کر دونگا غرضکہ
ضحاک ریش دراز تو رخصت ہوا اور یہان امیر ثانی نے عدیل بن عادی کو بلا کر حکم دیا کہ کل پیشخیمہ
ہمارا بیابان صفا کیطرف روانہ ہو تمام لشکر مین خبر ہو گئی کہ کل کوچ ہو گا سب تیاریان کرنے لگے وہان
ضحاک ریش دراز قلعہ مین پہونچا لیکن صلصال نے کہا کہ اے ضحاک یہ اچھا نہوا کہ دشمنون کو دل مین جگہ
دی فقط عیار لشکر اسلام کے اِس میلے کے لوٹ لینے کو کافی ہین ضحاک یہ سُنکر ہنسا اور کہا کہ اے خان اعظم
یہ مقام مثل اور مقامون کے نہین ہر یہان کا ذرہ ذرہ تابع حکم خداوند تمثال آئینہ رو ہر یہ مثل لقاء خیرہ
کے خداوندی کے سمجھنا اور دیکھ لینا کہ جس روز کوئی فساد اِن لوگون سے ہوا اُسدن اِسی بیابان سے
کہ جو کف دست میدان نظر آتا ہر کیسی کیسی عمارتین اور کیسی کیسی بلائین اور کس کس قسم کے عجائبات ظہور مین
آتے ہین صلصال خاموش ہو رہا اب شام ہوئی سب نے کھانا کھایا کچھ دیر دربار رہا بعد اُسکے سب
سو رہے لیکن جسوقت سفیدۂ سحری نمایان ہوا ضحاک ریش دراز اُٹھا اور بالائے قلعہ آکر بیٹھا صلصال
خلخال لاجور و شاہ بن زبرجد شاہ یہ سب کے سب آکر بیٹھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے
برخاست کہ گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پای گرد در زمین بچید ضحاک ریش دراز
نے کہا کہ آمد لشکر امیر کی معلوم ہوتی ہر صلصال نے کہا کہ مجھے تو اِس صحرا مین اتنی وسعت بھی نہین معلوم
ہوتی ہر کہ لشکر امیر سما سکے یہ میلے کے لوگ کہان آئینگے ضحاک ریش دراز نے کہا کہ یہ بیابان وادی
قدرت ہر مقام متبرک ہر یہان کرامتین خداوند کی ایک ایک ذرہ مین پوشیدہ ہین جب وقت پڑتا ہے
تو ظاہر ہو جاتی ہین تمھین آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ یکایک ہوا نے ماراگرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے عدیل بن عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا لیے ہوئے پیدا ہوئے تمام بھائی اُنکے
ساتھ تھے اور فوج بھی ہمراہ تھی آکر ایک مقام مناسب تجویز کر کے بارگاہ سلیمانی کے برپا کرانے مین مصروف
ہوئے کہ یکایک دوسری گرد اُڑی اور بڑی شوکت کے ساتھ کرب دلاور پہونچے اور ایک جانب
خیمہ اپنا برپا کیا یکایک تیسری گرد اُڑی اور لندھور ثانی اپنے فیل پر سوار ساتھ اُنکے اشقیون پر نژاد
فرہاد خان بکضربی پیچھے نو لاکھ سوار نو سے علم کھلے ہوئے پھریرون پر لفت الٰہی منقبت رسالت پناہی
مرقوم لندھور ثانی اِس شان و شوکت کے ساتھ پہونچے کہ ضحاک ریش دراز گھبرا گیا اور سوچا کہ
اللہ اکبر واقع مین امیر ثانی کا مثل نہین ہر جسکے رفیق اِس شان و شوکت سے چلے آتے ہین غرضکہ اِن تین
آدمیون کی آمد مین آج کا دن تمام ہو گیا جسوقت شب ہوئی ضحاک ریش دراز و صلصال وغیرہ سو رہے

پھر دوسرے دن صبح کو آکر بالائے قلعہ بیٹھے وہان عدیل بن عادی نے بارگاہ سلیمانی آراستہ کروائی
لندھور نے ایک جانب اپنا خیمہ برپا کیا کرب دلاور نے اپنی بارگاہ ایک سمت آراستہ کی اب یہ سب
بھی منتظر آمد لشکر کے ہین جو جسکا دوست ہو اُسکے لیے پہلے سے جگہ تجویز کر رہا ہو کہ یکایک جانب صحرا سے
تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ گردون مانند شیشہ ساعت کے نظر آنے لگا جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا
کہ اسی علم نشان نے اسی ہزار سوار کے نمایان ہوے علمون کو جلوہ ملتا ہوا اور مالک ثانی سب کے آگے
آگے ضحاک ریش دراز صلصال سے ایک ایک کو پوچھتا جاتا ہو کہ یہ کون آیا اور یہ کون آیا اور
صلصال بھی ایک ایک کا بتاتا جاتا ہو جسوقت مالک ثانی کو دیکھا ضحاک نے پوچھا صلصال
نے بیان کیا کہ یہ بھی رفیق خاص ہو امیر ثانی کا افسر ہو میسرہ لشکر کا اور وہ شخص جسکا نام لندھور ثانی ہو
وہ میمنہ لشکر کا سردار ہو مالک نے بھی بارگاہ سلیمانی کے بائین جانب خیمہ اپنا برپا کیا کہ یکایک پھر گرد
اُڑی اور رطوق حران گرد اور ابو المعدن گرد علم اژدہا پیکر لیے ہوے پہونچے پھر گرد اُڑی اور بہرام
گرد بن خاقان چین اپنی فوج بسیار کو لیے ہوے پہونچے ضحاک ریش دراز سے بیان کیا کہ یہ مرد
ضعیف جو بیٹھا ہو خاقان چین اور رفیق قدیم ہو امیر اول کا حمزہ ثانی تک اسکی بزرگی مانتے ہین غرضکہ
پھر شام ہو گئی جب دوسرا دن ہوا ضحاک پھر منتظر ہو کر بیٹھا کہ اب کون آتا ہو کہ یکایک جانب صحرا سے
تتق گرد عظیم بلند ہوا ضحاک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو امیر ثانی مع کل فوج آ گئے صلصال ہنسا اور کہا اے
ضحاک تم وہان گئے بھی لیکن فوج کا اندازہ نہ کر سکے ابھی دیکھو تو سہی کہ کتنے دنون تک لشکر آیا کرتا ہے
لیکن جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ دل گرد سے صد ہا علم نشانہ کشی کہ ورکی فوج کا نمایان ہوا
ہو پھریرے علمون کے سبز نشانون کو جلوہ ملتا ہوا اور ہر پھریرے پر علم کے تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی
مرقوم جسوقت یہ سب گذر گئے اب فوج جوق جوق گروہ گروہ دستے کے دستے قشون کے قشون غول کے
غول غٹ کے غٹ جانا شروع ہوے جسوقت یہ سب گذر گئے تو دیکھا کہ کچھ جلوس سواری گذرا خاص دار
برچھی بردار بلم بردار ان سب کے گذر جانے کے بعد دیکھا کہ ایک جوان مرکب پر کج بیٹھا ہوا زیور جنگ
تن پر آراستہ کیے ہوے اگرچہ اب سن زیادہ ہو آیا ہے لیکن چہرے سے جلالت نوجوانی دبدبۂ
جہان ستانی آشکار ہے صلصال سے پوچھا یہ کون ہے صلصال نے کہا یہ وہ شخص ہو جسکو سرفتنۂ
ملک باختر کہتے ہین نام اسکا شاہزادہ بدیع الزمان ہو اسنے تنہا جاکر ملک باختر کو فتح کیا اور ملکہ
گوہر ملک کو لیگیا نہ خداوند لقا سے کچھ ہو سکا نہ گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش جو
بڑے پیغمبر خداوند کے تھے اُنکے بنائے بھی کچھ نہ بنا آخر کار شکست کھا کر ملک و مال چھوڑ کر ایسے بھاگے
کہ سبائل مین آکر دم لیا ضحاک ریش دراز نے یہ سنکر بڑا تعجب کیا کہ یکایک دوسری گرد اُڑی وہ
اُس سے بھی زیادہ معلوم ہوتی تھی لیکن جسوقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ اِس سے زیادہ شان
وشوکت کے ساتھ ایک لشکر عظیم آتا ہو پھریرے علمون کے سبز ہین لوگ اِس لشکر کے جوان ہین بعد سب کے
دیکھا کہ ایک جوان مرکب پری پیکر پر سوار چہرے سے شان شہریاری آشکا صلصال نے ضحاک
سے بیان کیا کہ یہ بیٹا بدیع الزمان کا گوہر ملک کے بطن سے نواسا گنجاب کا ہو نام اسکا شاہزادہ
نور الدہر ہو ملک سبائل مین اسنے آفتین برپا کر دین لقا کی خداوندی مین تزلزل ڈالدیا ضحاک

نے غور سے نور الدہر کی جانب دیکھا لیکن نور الدہر بھی آکے مع لشکر اُترے بارگاہ بپا کی کہ پھر گرد
اُڑی اور دامنِ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل لشکر نور الدہر کے پیدا ہوا علمون کے
پھر پھرے ہوا سے اُڑتے ہوئے پھر ضحاک نے پوچھا کہ یہ کون آتا ہے صلصال نے کہا یہ اُس شخص
کا لشکر ہے جو صاحبقرانی کر رہا ہے بیٹا ہے نور الدہر کا نام اسکا بدیع الملک ہے صاحبقران ثانی تو
برائے نام صاحبقران ہین مگر یہ یون کہ صاحبقرانی یہی کر رہا ہے کہ اتنے مین لشکر گذر کے سواری مانند باد بہاری کے
کے پیدا ہوئی اور یہ لشکر بھی آکے متصل لشکر نور الدہر قائم ہوا بارگاہ برپا ہوئی شام ہو گئی تھی ضحاک ریش دراز
دل مین کہتا تھا کہ بڑی جمعیت امیر ثانی نے پیدا کی ہے حقیقت مین کہ ان لوگون سے مرد میدان ہنگر کوئی
مقابلہ نہین کر سکتا سوائے ساحر غیر ساحر کے کوئی حقیقت نہین اور پتہ بھی معلوم ہوا کہ کیوان چہار دست
بھی بدیع الملک ہی کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اتنے مین ایک ساحر نامہ لیے ہوئے پہونچا ضحاک کو
سلام کیا نامہ پیش کیا ضحاک نے پڑھا تمثال آئینہ رو کی جانب سے تحریر تھا کہ ای ضحاک ہمین معلوم
ہوا کہ آمد لشکر حمزہ دیکھکر نہایت پریشان ہو لہذا ہم تخیل راز دان کو نائب قدرت کرکے بھیجتے ہین وہ
انتظام میلے کا کر لیگا اور خدا پرستون کو راستی پر لے آئیگا جو برخلاف ہوگا وہ سزائے معقول کو پہونچے گا
یہ سنکر ضحاک ریش دراز نہایت خوش ہوا اور یکایک جانب آسمان سے ایک ٹکڑا ابر ہفت رنگ
نمایان ہوا اور ٹکڑا ابر قریب آکر پہونچا دیکھا کہ ایک تخت پر شامیانہ ہفت رنگ جواہر نگار رکھا ہوا ہے
اور ایک شخص نہایت مہیب صورت آنکھین زرد بال بھورے یک چشم سیتلا کے داغ منھ پر چہرہ سیاہ
نہایت متکبر نمایان ہوا اور نعرہ کیا کہ ہم نائب قدرت یعنے تخیل راز دان ضحاک اُٹھ کھڑا ہوا تخیل راز دان
کا تخت بالائے ہوا سے نیچے اُترا پوچھا ای ضحاک ریش دراز کہو کسقدر لشکر آیا ضحاک نے بیان کیا کہ زبانی
خان اعظم یعنے صلصال کے معلوم ہوا ہے کہ ابھی ربع لشکر بھی نہین آیا ہے لیکن کئی کڑوڑ کے قریب فوج آچکی ہے تین روز
سے برابر لشکر آرہا ہے کل صبح سے آپ بھی تماشا دیکھیے گا غرضکہ شب کو تو سب سورہے جسوقت صبح ہوئی
اور خسرو خاور فوج شعاع لیے ہوئے بیابان فلک پر نمودار ہوا تخیل راز دان خواب سے بیدار ہوا
اور ہمراہ ضحاک ریش دراز کے آکر بالاخانہ پر متمکن ہوا اتنے مین لاجوردشاہ آیا صلصال و غلغال
وغیرہ بھی ہمراہ تھے تخیل نے حال لاجوردشاہ کا دریافت کیا ضحاک نے صلصال کی طرف
اشارہ کرکے کہا کہ آپ خوب بیان کرینگے اور حال صلصال کا خود بیان کیا کہ یکایک از پردۂ بیابان
گردے برخاست گرگر دتیرہ و خیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ یہ آئے
اور یہ آئے آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کئی سو علم نشانے جمعیت لشکر کے پیدا ہوئے
پھر پھرے علمون کے سرخ اور ہر علم کے پھر پھرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور تمام
جوان لشکر ون کے سرخ پوش یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام صحرا مین آگ لگی ہوئی ہے یا یہ کہیے کہ تمام صحرا مین
شفق پھولی ہوئی ہے یہانتک کہ دستے کے دستے برے کے برے قشون کے قشون گروہ کے گروہ
انبوہ کے انبوہ غول کے غول غٹ کے غٹ گذرنا شروع ہوئے اور بائین جانب بارگاہ سلیمانی کے
اُترنے لگا جسوقت اہل فوج گذر گئے تو جلوس سواری گذرنے لگا خاص بردار چوبدار برچھی بردار علم دار
بعد اسکے سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے انگیٹھیان روشن عود و عنبر سلگتا ہوا اور ایک جوان مرکب

پری پیکر پر کج بیٹھا ہوا چہرے سے رعب و جلالت آشکار تخیل رازدان نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہی صلصال
نے بیان کیا کہ نام اسکا ملک قاسم ہی لعل خفتان خونریز خاوری بھی کہتے ہین پوتا ہی امیر ادل کا بیٹا ہی
علمشاہ رومی کا اسنے سات برس کے سن مین طلسم افراسیاب کو توڑا ترک توسن یلتاقی کو مارا اور
زمانۂ شباب مین تو قیامتین برپا کین لقا کی خداوندی مین رخنہ ڈالدیا نورچکیدۂ قدرت یعنی ملکہ گیتی افروز
کو باغ شبلستان سے نکال لیگیا اور چونسٹھ شبخون فوج لقا پہ مارے جسمین ایسے ایسے سردار مارے گئے
کہ ایک ایک برابر ہزار ہزار دو دو ہزار کے گنا جاتا تھا تخیل نے کہا کہ واقعی مین صورت سے اسکی خونخواری
ٹپک رہی ہی لیکن قاسم بھی مع فوج آکر اُترے بارگاہ افراسیابی برپا ہوئی کہ یکایک دوسری گرد بلند ہوئی
سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہی جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے کئی سو علم کہ پھریرے اُن
علمون کے سرخ تھے نمودار ہوئے یہ لشکر لشکر قاسم سے بھی زیادہ تھا صلصال نے بیان کیا کہ عجب
نہین ہی جو یہ فوج ایرج کی ہو لیکن جسوقت لشکر آچکا اور جلوس سواری گذر گیا تو سواری شاہزادۂ
گرشاسپ دوران ایرج نوجوان کی نمودار ہوئی تخیل نے کہا کہ یہ کون ہی صلصال نے
بیان کیا کہ یہ بیٹا ہی قاسم کا بطن سے ملکہ گیتی افروز کے نواسا ہی زمرد شاہ باختری کا لقا پرست
اسکو نبیرۂ قدرت کہتے تھے اسنے اٹھارہ برس ملک باختر مین صاحبقرانی کی ہی لشکر ایرج کے آنے
مین پھر شام ہوگئی کیونکہ علاوہ لشکر ایرج کے فوج رستم ثانی کی بھی ساتھ ہی جبسے شاہزادۂ رستم طلسم
صندل مین گئے ہین جب سے فوج اُنکی ایرج کی فوج سے ملحق ہوگئی ہی غرضکہ شام کو تخیل رازدان
نے کثرت فوج دیکھکر ضحاک ریش دراز سے کہا کہ بڑی جمعیت ہی ان خداپرستون کی مگر بیان انکو
قضا انکی کھینچ لائی ہی نہ یہ اپنی سرکشی سے باز آئینگے نہ بچین گے کیونکہ یہ سب غیر ساحر ہین ہمارا کیا مقابلہ
کرسکتے ہین اگرچہ انھون نے ساحرون کو بھی مارا ہی ساحرہ ششمش کو دریا سے نکالکر مارا دامہ جادو
کو چاہ الماس مین کودکر ہلاک کیا بڑے بڑے طلسم برباد کردیے مگر یہ مقام ایسا نہین ہی جہان
سے سلامت چلے جائین فقط حکم خداوندی کی دیر ہی غرضکہ پھر شب بسر کی صبح کو حوائج ضروری سے فراغت
حاصل کرکے منتظر ہوکر بیٹھے سب کو اشتیاق ہی کہ دیکھیے اب کون آتا ہی کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد
و غبار بلند ہوا اور آتے آتے گردشق ہوئی دل گرد سے کئی سو علم نشانے کیے لاکھ سوار کے نمایان ہوے اور
پھریرے پر ہر علم کے تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی جسوقت لشکر گذر کر جلوس بھی گذرا
اور سواری مانند باد بہاری نمودار ہوئی دیکھا کہ ایک جوان بہت بڑے قد کا مرکب پر سوار رعب
چہرے سے آشکار تخیل رازدان نے پوچھا کہ یہ دیو صورت کون ہی صلصال نے بیان کیا کہ یہ شاہزادۂ
بہارستان مغرب ہی نام اسکا فرامرز عاد مغربی ہی پسر خواندہ امیر ادل کا نہایت مرد زبردست
و جری ہی غرضکہ فوج فرامرز ایک طرف آکر قائم ہوئی خیمہ برپا ہوا کہ یکایک پھر تتق گرد بلند ہوا اور دامنہ
گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے اور ایک فوج مانند لشکر ادل کے مثل دریا کے موجین مارتی ہوئی پیدا ہوئی
اور ایک جوان مرکب پر سوار کج بیٹھا ہوا چہرے سے بانکپن پیدا رعب و جلالت ہویدا تبر باندھے ہوے
نمایان ہوا صلصال نے تخیل سے کہا کہ یہ دوسرا پسر خواندہ امیر کا ہی نام اسکا جمہور جہانسوز تبرزن
ہی اور شاہزادۂ طرطوس بہادر بھی کہلاتا ہی بعد لشکر جمہور اُترنے کے اور گرد اُڑی اور دل گرد سے ایک

لشکر مانند سیل کے موجین مارتا ہوا نمایان ہوا بعد لشکریون کے گذر جانے کے اور ایک جوان ہمرتبۂ افسری نظر
آیا پوچھا تخجیل نے صلصال نے کہا یہ بیٹا ہی امیر اول کا بھائی ہی حمزۂ ثانی کا نام اِسکا داراب کشورکشا
ہی بڑے عزم وشان کے ساتھ داراب کشورکشا بھی آکر اُترے بارگاہ برپا ہونے لگی کہ پھر گرد اُڑی
اور دل گرد سے ایک فوج کثیر وجرار پیدا ہوئی اور ایک جوان نہایت بانکپن سے مرکب پر سوار تیوریون
پر بل پڑے ہوے صلصال نے کہا یہ دوسرا بیٹا ہی امیر اول کا نام اِسکا جمہور دیو پیکر نہایت زبردست
ہی اِسے دیو نی پالا تھا تن بدن پر اِسکے بال تھے بات کسی کی نہین سمجھتا تھا نہ اِسکی بات فہم مین آتی تھی جب اِسے
تعلیم کی گئی تو یہ انسان ہوا بڑے بڑے سردارون کو اِسنے زیر وزخمی کیا آخر کار امیر کے ہاتھ سے زیر ہو کر
مسلمان ہوا جب حال اِسکے نسب کا دریافت ہوا پھر شام ہوگئی تخجیل رازدان وضحاک ریش دراز
وصلصال ولاجورد شاہ وغیرہ سب آکر اپنی اپنی خوابگاہ مین سو رہے جب صبح کو بیدار ہوے پھر مقام
بلند پر منتظر بیٹھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے توریج یزدان
پرست پیدا ہوے صلصال نے بیان کیا کہ یہ بھی نواسا لقا کا بیٹا ہی بدیع الزمان کا بطن سے ملکہ
جہان افروز کے جو بڑی بیٹی زمرد شاہ باختری کی ہین بعد اِسکے پھر گرد اُڑی اور خورشید پیدا ہوے
فوج کثیر بھی اِنکے ہمراہ تھی صلصال نے حال خورشید کا بھی زمانہ ستارہ پرستی سے لیکر تا زمان اسلام
بیان کیا بعد اُسکے پھر گرد اُڑی اور ہاشم تیغزن پہونچے پھر گرد اُڑی اور اسفندیار گیلانی آئے
پھر گرد اُڑی اِس گرد سے آوازین بوقون کی بلند تھین تخجیل نے گھبرا کر پوچھا یہ کون آتا ہی صلصال
نے کہا یہ بلائین ہین انھین نہ پوچھیے نہ یہ ساحر کی حقیقت سمجھتے ہین نہ پہلوان کو مانتے ہین نہ عیار کو خیال مین لاتے
ہین یہ سب قزاق ہین افسر اِنکا معروف بن اسد ہی پوتا ہی کرب کا نبیرہ زادہ ہی حمزۂ صاحبقران
کا یہ لوگ عیار بھی ہین پہلوان بھی ہین غرضکہ اسی طرح پانچ ہزار پانچسو یکجین تلوار لیے آئے کہ تمام صحرا مین
فوجون سے بھر گیا ٹیلے کی گنجائش نہ رہی ضحاک ریش دراز نے کہا کہ اب ٹیلہ کہان ہوگا یہ تمام بیابان لوا
فوجون سے مملو ہوگیا تخجیل ہنسا اور کہا ای ضحاک امیر کو بھی تو آلینے دو پھر تماشا قدرت خداوندی
دکھاؤنگا دیکھو اِسی صحرا کو کسقدر وسعت ہوجاتی ہی اب خبر آمد امیر ثانی کی ہی سب کو اشتیاق ہی رات
بدقت تمام کی ہی صبح کو پھر بالاے قلعہ آکر بیٹھے ہین کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ تیرہ
وخیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ وپاے گرد در زمین پیچیدہ شعر ز سم ستوران دران پہن دشت ۞ زمین شش
شد وآسمان گشت ہشت ۞ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے
ایک ہزار علم نشانے دس لاکھ سوار کے نمایان ہوے ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی ونعت رسالت پناہی
کے بعد یا صاحبقران تحریر تھا بعد ان سب کے گذر جانے کے تمام سوار زرین پوش گذرے اِسکے بعد جلوس
سواری گذرا ماہی مراتب جھنڈی بردار برچھی بردار چوبدار علم بردار اُسکے بعد دیکھا کہ سقے آب پاشی کرتے
ہوے گرد کو بٹھاتے ہوے انگیٹھیون مین عود وعنبر سلگتا ہوا النقیب نقابت کرتے ہوے بعد اُسکے دیکھا
کہ بادشاہ اسلام تخت پر سوار صاحبقران عالیشان ہمراہ تخت شاہی شاہزادہ کیخسرو نامدار وشاہزادہ
دارا بن داراب سیمین زرہ وشہنشاہ گوہر کلاہ ومقبول بن مقبل انتظام سواری کرتے
ہوے اِس عزم وشان سے سواری بادشاہ اسلام کی نمودار ہوئی کل سردار مثل لندھور ثانی مالک ثانی

فرامرز عاد مغربی جمہور جہانسوز تبرزن بہادر بدیع الزمان ہاشم تیغزن نورالدہر ایرج شہزادہ
بدیع الملک داراب کشورکشا قہمور دیوپیکر ورخورشید تورج وغیرہ سب برائے استقبال چلے اور
بادشاہ اسلام کی سواری بڑی دھوم سے آکر بارگاہ سلیمانی مین اُتری سلامی کی توپین چھوٹین نقارۂ شادمانی
پر چوب لگی بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے تخت پر جلوس فرمایا سب سردار اپنے اپنے دنگلون پر
آکر متمکن رہے کچھ دیر دربار رہا بعد اُسکے سب تھکے ہوئے آئے تھے آرام پایا یہان تخئیل رازدان
کے ہوش اُڑ گئے دل مین خیال کیا کہ ان لوگون سے کون مقابلہ کرسکتا ہے ضرور خداوند کو تکلیف کرنا
ہوگی اور ان ہندون کے تیور ایسے نہین معلوم ہوتے کہ یہ خداوند کو سجدہ کرین غرضکہ یہان
تخئیل رازدان بھی خواب اجل مین گرفتار رہا لاجور بادشاہ اور صلصال کی نیند اُڑ گئی حواس
جاتے رہے دل مین کہتے تھے کہ دیکھیے میلے کا کیا انجام ہوتا ہے ضحاک ریش دراز
نے یہ اچھا نہ کیا جو ان لوگون کو اتنا قریب بلا لیا خیر بموجب شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ✤ ہر چہ آید بر سر من
یا نصیب ✤ اب تو جو کچھ ہوگا ضرور ہی پیش آئیگا لیکن قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خداوندی بہت جلد برباد
ہو جائیگی خیر یہین کیا غرضکہ جب صبح ہوئی تخئیل رازدان آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور ضحاک ریش دراز سے
حکم دیا کہ چارچی سے کہو چارچ دے کہ کل نائب خداوند کچھ نمونے قدرت کے دکھائیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو
وہ سامنے کوہ پیضا کے آئے حسب الحکم اُسیوقت چارچی نے تمام بیابان مین کہ جو اسوقت شہر سے زیادہ
بسبب میلے کے آباد ہو رہا تھا چارچ دیا خبر بادشاہ اسلام و امیر عالیمقام کو بھی ہوئی فرمایا بادشاہ اسلام
نے کہ ہم بھی تماشا دیکھین گے کہ کیا ہوتا ہے غرضکہ شب بھر اشتیاق رہا جسوقت صبح ہوئی دیکھا کہ لوگ جوق
جوق گروہ گروہ ہر چہار جانب کوہ کے آکر منتظر کھڑے ہوے کہ کیا قدرت نمائی ہوتی ہے یہان ضحاک
ریش دراز نے امیر کشورگیر سے کہلا بھیجا کہ اگر حضور کو بھی تماشا دیکھنا ہو تو تشریف لائین آپ کیواسطے
سامنے کوہ کے جو ایک بلندی واقع ہوئی ہے اُسے عامۂ خلائق سے محفوظ رکھا ہے امیر عالی مقام مع بادشاہ
اسلام و سرداران عالیمقام کے تشریف لائے تخت بادشاہ اسلام کا جائے بلند پر نصب ہوا سرداروں کے دنگل پیچھے
یکایک تخئیل رازدان نے داہنی جانب ہاتھ اُٹھایا اور آواز دی کہ ای نیرنگ قدرت ای قطب
شمالی بیا ئید آواز کا دینا تھا کہ جانب صحرا سے یہ معلوم ہوا کہ آندھی سرخ رنگ کی اُٹھی سب نگران تھے کہ
قریب پہونچکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے سے نقابدار سرخ پوش ایک لاکھ سواران سرخ پوش
کی جمعیت سے نمودار ہوا اور سرحد شمالیہ روک کر خیمہ برپا کیا اب تخئیل رازدان نے بائین جانب ہاتھ
اُٹھایا اور آواز دی کہ ای نیرنگ قدرت ای قطب جنوبی بیا ئید بڑاق سے تتق گرد اخضری بلند ہوا اور
آن واحد مین قریب پہونچکر دامن گرد شگافتہ ہوا اور ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے نقابدار سبز پوش
پیدا ہوا اور سرحد جنوبی روک کر خیمہ برپا کیا اب تخئیل رازدان نے جانب پشت طرف مشرق نگاہ کرکے
آواز دی کہ ای نیرنگ قدرت دارابیض سفید پوش بیا ئید آواز منہ سے نکلنا تھی کہ فوراً تتق گرد
بلند ہوا اور ایک لاکھ سفید پوشون کی جمعیت سے نقابدار سفید پوش پیدا ہوا اور آکر سرحد مشرقی روک
کر خیمہ برپا کیا بعد اُسکے تخئیل رازدان نے جانب غرب ہاتھ اُٹھایا اور اُسی طرح آواز دی کہ ای نیرنگ
قدرت ای نقابدار سیاہ پوش اسود مغربی بیا ئید ہنوز سخن ناتمام تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ آندھی سیاہ

اُٹھی آن واحد مین دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے نقابدار سیاہ پوش ایک لاکھ سیاہ پوشون کی جمعیت سے نمودار ہوا اور سرحد غزبی روک کر خیمہ برپا کیا جسوقت یہ چار دن نقابدار اِس شان وشوکت سے آئے تخیل رازدان نے کھڑے ہو کر آواز دی کہ منم نائب قدرت ایہا الناس میرا رازدان اِسی وجہ سے لقب ہی کہ مین خداوند تمثال آئینہ رو کے راز قدرت سے آگاہ ہون بلکہ نمونہ اُسکی قدرت کا دکھا بھی دیتا ہون جسنے نہ دیکھا ہو دیکھے یہ کہکر اپنے تخت کو اشارہ کیا اور تخت اُڑکر بالاے ہوا بلند ہوا اب تخیل رازدان نے طرف کوہ کے رخ کیا یہ کوہ وسط بیابان مین واقع ہو گرد اسکے پانی ہی بیچ مین مثل حباب کے یہ کوہ ہی اور صورت اِسکی بیضاوی ہی اِسی سے اِسکو کوہ بیضا کہتے ہین جسوقت تخت تخیل رازدان کا سامنے کوہ کے پہونچا تخیل رازدان نے دستک دی بس دستک کا دینا تھا کہ ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ہر چہار جانب کوہ کے دریچیان پیدا ہوگئین اور ایک طائر ہفت رنگ بیچ کی دریچی سے نکلا کوہ پر سایہ فگن ہو گیا لیکن وہ سات دریچیان جو کوہ مین پیدا ہوگئی ہین بیچ کی دریچی مین ایک پردہ نظر آیا کہ اِسکا راز وقت پر ظاہر ہوگا غرضکہ وہ دریچیان جو خالی ہین اُنمین سے ایک دریچی مین تخیل رازدان جاکر مقیم ہوا اور وہ طائر ہفت رنگ جو بالاے کوہ سایہ فگن تھا پرواز کر کے تمام بیابان مین چکر لگانے لگا جسوقت ایک دورہ ختم ہوا ایک حجرہ پیدا ہوا جب دوسرا چکر تمام ہوا دوسرا حجرہ نمایان ہوا اِسیطرح سات حجرے اُس بیابان مین پیدا ہوگئے اُسکے بعد ایک مقام پر کوئی شے مُنھ مین اُس طائر کے تھی وہ چھوٹ کر زمین پر آئی ایک تڑاقا پیدا ہوا اور ایک تالاب نمایان ہوا وسط تالاب مین ایک تصویر نظر آئی اور طائر پھر پرواز کر کے جانب کوہ بیضا آکر سایہ افگن ہوا یہ کرشمہ دیکھکر جتنے تمثال پرست تھے سب نے اُس تصویر کو سجدے کیے اب ڈھنڈھورا پٹا کہ پرسون سے میلہ شروع ہوگا اور ضحاک رنگین درازنے پھر امیر کشورگیر کے پاس کہلا بھیجا کہ ذرا عیارون پر تاکید رکھیے گا کہ ایسا نہو کوئی بے ترکیبی اِنسے ظہور مین آئے اور باعث ناراضی خداوند کا ہو اور خداوند بھی اُنکو کوئی سزا دے تو باعث آپکی ناخوشی کا ہوگا امیر ثانی نے جسوقت یہ پیام سُنا سب عیارون کو بلاکر فرمایا کہ اگر تم لوگ کوئی بے عنوانی کروگے اور کسی بلا مین گرفتار ہو جاؤگے تو مجھ سے کسی طرح کی امید نہ رکھنا مین ہرگز دخل نہ دونگا سب عیارون نے عرض کی کہ کیا مجال ہی ہماری اور پاس ضحاک کے کہلا بھیجا کہ اگر کوئی عیار خلاف حرکت کرے تو مجھے اُس سے کوئی سروکار نہین ہی مین ہرگز دخل نہ دونگا غرضکہ اب تیاری میلہ کی ہونے لگی اور ہر چہار جانب سے لوگ آنے لگے جو لوگ دور دور کے تھے وہ پہلے ہی سے آکر جمع ہوگئے تھے جو حوالی ملک شعبدہ اور دیگر شہرون کے لوگ تھے وہ اب آنے لگے گرد مین اُڑنے لگین کوئی بادشاہ دس لاکھ سوار سے پہونچا کوئی بیس لاکھ سوار سے آیا کوئی ایک کروڑ کی فوج سے پہونچا یہانتک کہ اِس تین روز کے عرصے مین صدہا بادشاہ اور پہلوان کہ نام اُنکے وقت پر ظاہر ہونگے جو تمثال آئینہ رو کے ماننے والے تھے آکر پہونچے لیکن عمرو ثانی نے امیر ثانی سے عرض کی کہ اگر ارشاد ہوا اور اجازت ملے تو ذرا مین بھی ہر چہار جانب کی سیر کرون مقامات اور عجائبات کو سمجھ رکھون کہ جب وقت جنگ کا آئیگا تو سہولت پڑیگی اور یا امیر یہ مقام سحر و ساحری سے پُر معلوم ہوتا ہی پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا یہان کا نیرنگ و افسون سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہی امیر ثانی نے فرمایا کہ ای عمرو اتنا تو سمجھ لے کہ جو بات حمزہ کی زبان سے نکلجاتی ہی اُسکی پابندی بھی حمزہ پر واجب

ہو جاتی ہو اگر تو نے لوٹنے پر کمر باندھی یا کسی کے ساتھ دغا بازی مثل اپنے باپ کے کی تو مین تیرا ضامن نہین
ہون بلکہ اگر بھاگ کر میرے پاس آیا تو واللہ ہو کہ باندھکر بھیجدونگا آیندہ تجھے اختیار ہو عمرو ثانی نے
کہا ای عرب بے مروت نیکی کا ثمرہ بدی ہی ہو ہمتو انجام پر نظر کرکے جاتے ہین اور تو ایسی باتین کرتا ہو کہ جیسے
مین کسی کا لوٹنے لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا بعد جانے خواجہ عمرو ثانی کے سب عیار ایک مقام پر جمع تھے
خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو ثانی امیر عالیشان سے اجازت لیکر برائے سیر روانہ ہوے ہین آپسمین صلاح کی کہ چلیے
ہم تم سب بھی چلین یہ مشورہ کرکے چالاک ثانی چند عیار اپنے ہمراہ لیکر ایک جانب روانہ ہوا اور سیارہ
ثانی چند عیار دن سے ایک طرف چلا اور ختر برق ثانی ایک سمت متوجہ ہوا اور ابو الفتح اصفہانی
اور سنجر بلخی اور ینزک خطائی وغیرہ یہ چند عیار ایک طرف متوجہ ہوے الحاصل اول خواجہ عمرو ثانی
سیر کرتے ہوے تمام مقامات دیکھتے ہوے تالاب اور جھرون وغیرہ سے گذرتے ہوے جب تمام بیابان
کی خاک چھان چکے تو طرف صحرا کے روانہ ہوے جاتے جاتے دیکھا کہ سامنے سے تتق گرد بلند ہوا جیسے کہ
سوار آتا ہو آپ اُسوقت صورت ایک نٹنی کی بنے ہوے تھے جسوقت وہ بگولہ گرد کا قریب پہونچا دیکھا کہ
کوئی شاہزادہ ہو کمان دوش پر ترکش مین تیر لگے ہوے معلوم ہوا کہ شکار کھیلتا ہوا اِس طرف نکل آیا ہو
جیسے ہی نظر اُس شاہزادے پر پڑی آپ نے جھک کر سلام کیا اُسنے جو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوگیا
کہا ای جان جہان تم کون ہو اور اس صحرا مین یہان تنہا کیونکر آئین کہا کہ مین جو کچھ ہون سو ہون لیکن آپکو
ایسی باتین کرنا نہ چاہیے جو آپکے خلاف شان ہون بھلا آپ کہان اور مین کہان اُسپر آپ ایسی باتین کرتے
ہین جیسے کوئی برابر والون سے کلام کرتا ہو مین مصیبت کی ماری اپنا حال کیا کہون ایک نگوڑا مارا مجھے اپنے ساتھ
لگا لایا مان باپ سے چھڑایا بدنام کرایا اس صحرا مین پہونچکر سب مال و اسباب میرا چھین لیا اور کسی طرف
چلا گیا اُس شاہزادے نے کہا کہ اگر تمھین مال و اسباب کا رنج ہو تو مین تجھے اِسقدر زیور بنوا دونگا کہ تجھ سے
اُٹھ نہ سکیگا اور محبت مین شان و شوکت کو کیا دخل ہو بموجب شعر کوئی کہتا ہو دیوانہ کوئی کہتا ہو سودائی +
محبت مین سبھی یکسان ہین جسکی جس سے بن آئی + اُس نٹنی نے جواب دیا کہ اچھا آپ اپنا نام تو بتائیے شہزادے
نے کہا نام میرا نوذر بن طوس ہو نٹنی نے کہا کہ لشکر آپ کا کہان ہو جواب دیا کہ سب عقب مین آتے ہین
مین شکار کھیلتا ہوا آگے بڑھ آیا اب مین یہین ٹھہرتا ہون جب وہ لوگ بھی آلینگے تو آگے بڑھونگا
نٹنی نے پوچھا کہانکا ارادہ ہو نوذر نے جواب دیا کہ جانب کوہ بیضا جانے کا قصد ہو آجکے دوسرے روز
سے میلا شروع ہوگا لہذا مین بھی جاؤنگا تصویر خداوند کی زیارت سے مشرف ہونگا تجھکو بھی لیچلونگا لیکن
تم ذرا کسی درخت کی آڑ مین ہو جاؤ جسوقت لوگ میرے نزدیک آجائینگے اُسوقت مین تمھین محافہ مین سوار
کرا دونگا لحاظ اِس بات کا ہو کہ باپ میرا طوس زرین تاج ہمراہ ہو ایسا نہو کہ اُسے معلوم ہو جائے
یہ سنکر نٹنی ایک درخت کی آڑ مین چھپ رہی یکایک سامنے سے گرد اُڑی اور کچھ رفیق نوذر کج کلاہ کے
پہونچے نوذر نے اُنسے راز بیان کیا اُنھون نے اُسیوقت محافہ منگایا نٹنی کو سوار کیا بلکہ اُسی مقام پر خیمہ
برپا کر دیا اُسمین اُتار دیا اِتنے مین گرد اُڑی اور طوس زرین تاج تین لاکھ سوار و پیادے کی جمعیت
سے پہونچا نوذر سے کہا کہ ای فرزند شب قریب ہو لہذا رات یہین بسر کرو سنا ہو کہ اب کوہ بیضا بہت قریب
ہو کل سویرے سے چل کھڑے ہونگے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے پہونچ جائینگے نوذر کجکلاہ تی تو تمنا سے

کہ

دلی یہی تھی عرض کی کہ جہان پناہ کو اختیار ہی غرضکہ اُسیوقت لشکر اُترپڑا خیمے ڈیرے برپا ہو گئے چھولداریان
استادہ ہوئین لشکریون نے جابجا گھوڑون کو باندھا کھانے پینے کے انتظام مین مصروف ہوے لیکن جسوقت
مشعل ماہ چرخ پر فروزان ہوئی اور ہر شمع بزم فلک پر تابان ہوئی بارگاہ طوس مین بھی روشنی ہوئی سردار
آآکر اپنے دنگلون کرسیون پر متمکن ہوے نوذر کج کلاہ نے دردسر کا بہانہ کیا اور باپ سے رخصت ہوکر
اپنے خیمہ مین آیا سامان عیش دلشاد مہیا کرا کے تخلیہ کرایا نٹنی کو سامنے طلب کیا نٹنی ایک طرفہ انداز سے ناز و کرشمے
کے ساتھ پاس آکر بیٹھی نوذر نے چاہا گلے سے لپٹا لون نٹنی نے کہا کہ صاحب مجھے ایسی ٹھنڈھی گرمیان
اچھی نہین معلوم ہوتین آپ شاہ و شہریار ہوکر ایسے بے صبر ہین نہ شراب نہ کباب نہ گانا نہ بجانا نہ کچھ
آراستگی نوذر نے کہا جان جہان سب سامان مہیا ہی چھپرکھٹ بچھا ہوا ہی جام و صراحی موجود ہی پیو اور پلاؤ
نٹنی نے کہا اسوقت تو یہ چاؤ پیار ہی کل کسی اور سے دل لگاؤ گے ہمین جلاؤ گے بلکہ نکال باہر کروگے مین ایسی
آشنائی سے باز آئی کہ اپنی آبرو بھی دون اور پھر کوئی نتیجہ نہین بموجب مشہور کہ چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیرا
پاکھ ہی ہان اگر میرے ساتھ شادی اپنی کرلیجیے اور اسکی مجھ سے قسم کھائیے کہ زندگی مین سوا تیرے دوسری عورت
کیطرف نہ دیکھونگا تو خیر مین سب کچھ گوارا کرلون نوذر اسکے عشق مین بیتاب ہو رہا تھا جو کچھ یہ کہتی گئی سب
منظور کرتا گیا اب نٹنی نے کہا کہ مجھے تھوڑا گہنا منگوا دو کہ مین پہنون نوذر نے کہا کہ یہان مسافرت مین سردست
تو گہنا ممکن نہین ہی شہر مین چلکر جسقدر رکھو گی بنوا دونگا نٹنی نے کہا کہ اچھا تو روپیہ نقد واسطے گہنے کے مجھے منگوا دیجیے
نوذر نے جواب دیا کہ تم روپیہ اپنے پاس کہان رکھو گی تو یہ کنجیان میری اپنے پاس رہنے دو جب تم گھر کی مختار ٹھہرین تو جسوقت
چاہنا جتنے روپیہ کی ضرورت ہو صندوقچہ کھولکر نکال لینا جواہر بیش بہا جن صندوقچون مین ہی اُسکی کنجیان یہ ہین اشرفیان
جنمین ہین اُسکی کنجیان یہ ہین روپیہ کی یہ ہین اسیطرح سب تفصیل بتلادی نٹنی نے کہا کہ ہان اب میرے دل کو
اطمینان ہوا مگر والد آپ کے جسدم سن پائینگے مجکو نکلوا دینگے اور ایسی بات چھپتی نہین شیطان کوٹھے پر پڑھکر
پکارتا ہی نوذر نے کہا مین مشہور کردونگا کہ مین نے فلان سوداگر کی بیٹی سے عقد کیا ہی اور اس سوداگر
کو روپیہ دونگا وہ کہدیگا کہ ہان مین نے اُس شخص کو اپنی دختر دی غرضکہ بعد اقرار و مدار اب اس نٹنی نے
جام بھرکر پیش کیا نوذر نے بے اندیشہ انجام پی لیا ایک آدھ جام خود بھی پیا جو ہار کہ گلے مین پڑے ہوے
تھے اپنے کان سے ایک روئی عطر کی نکالی اور اُن ہارون مین ملکر سونگھنے لگی بعد اُسکے نوذر کے سامنے
وہ ہار پیش کیا اور کہا کہ حضور تو شاہزادے ہین جو کچھ حضور نے صرف کر ڈالا ہو مین نے آنکھ سے بھی نہین
دیکھا ہو لیکن ایسا عطر شاید نہ سونگھا ہوگا شاہزادے نے ہار سونگھا کہا ہان واقعی مین خوشبو نہایت نفیس ہی
مگر یہ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ عطر کاہیکا ہی نٹنی نے کہا کہ حضور اس عطر کو عطر وصال کہتے ہین سوا ہم لوگون کے
اسکا بنانا کوئی نہین جانتا عجب عجب صفتین اس عطر مین ہین نوذر نے کہا وہ صفتین کیا ہین نٹنی نے جواب دیا کہ طبیعت کو
مست کرتا ہی قوت بڑھاتا ہی نشہ کا لطف دکھاتا ہی آدمی ناچنے لگتا ہی نوذر نے کہا ہائین یہ کیا کہا تو نے
ارے کیا مجھے بھی نچایئگی نٹنی نے کہا جسسے آشنائی کی ہو تو ضرور ناچوگے جب ہم اپنی آبرو دینگے تو دوسرے
کو اپنے رنگ مین نہ لائینگے جبتک تم مین بھی کوئی بات ہماری سی نہوگی اُسوقت تک طبیعت میل نکھائیگی
نوذر کو یکایک گرمی سی معلوم ہوئی گھبرا کر اٹھا اُٹھنا تھا کہ ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا پڑاق سے چھینک
آئی سر تلے ٹانگین اوپر بیہوش ہوکر گرا عمرو ثانی نے عیاری سے نوذر کے کپڑے اتار کر ایک لنگوٹی

باندھدی اور زنبیل مین ڈال لیا آپ وہی لباس پہن کر رنگ و روغن عیاری لگا کر نوذر کی صورت بنکر باطمینان تمام چھپرکھٹ پر سو رہے جسوقت کہ صبح ہوئی مقام تخلیہ کا تھا چپکے سے وضو کرکے نماز صبح باطمینان تمام پڑھی اب رفقا حاضر ہونے لگے مزاج پوچھنے لگے آپ نے ہر ایک سے بیان کیا کہ میان خدا نے بچا یا شکر ہے اُسکا یہ کہو ایسے مقام متبرکہ کیطرف چلے تھے اُسکی برکت سے بچ گئے ورنہ نہین معلوم کیا ہوتا وہ ڈتنی نہ تھی کوئی بلا تھی ہمنے بڑی حماقت کی تھی کہ صحرا سے اکیلی عورت کو لے آئے تھے نہین معلوم کون بلا تھی باتین کرتے کرتے سامنے سے غائب ہو گئی کسی نے کہا کہ یہ بیابان ملا ہوا ہی بیابان صفا سے کیا عجب ہو کہ وہ کوئی حور ہو یا پری ہو جو بصورت ڈتنی کے آگئی تھی بعضون نے کہا کہ وہ حور قدرت تھی آپ نے اُس سے بے تہذیبی کا قصد کیا ہوگا وہ چلی گئی غرضکہ اب آپ نے صندوقچے طلب کیے جواہر اشرفی روپیہ سب نکال لیا کنکر پتھر اُسمین بھر کر قفل لگا کر پھر سپرد کر دیے اتنے مین چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور کو جہان پناہ نے یاد کیا ہی یہ سنکر آپ بارگاہ شاہ مین روانہ ہوے طوس زرین تاج نے کہا کہ ای فرزند اب چلنا چاہیے کہا جب مزاج عالی مین آئے دل مین کہا کہ تم خود ہمارے فرزندون کے فرزند ہو غرضکہ اُسیوقت خیمہ اُکھڑ کر بار ہوے اور عمرو بصورت نوذر کج کلاہ طرف بیابان صفا کے روانہ ہوے کہ اب اِنکا حال بر وقت گذارش کیا جائیگا

لیکن اب حال اُن چار عیارون کا بیان ہوتا ہی جو چار سمت چلے ہین

اول حال چالاک بانی کا سُنیے کہ چند عیار اپنے ہمراہ لیے ہوے میلے کی سیر کرتے ہوے جانب مغرب روانہ ہوے جسوقت لشکر نقابدار سیاہ پوش کے قریب پہونچے رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت اپنی کلاونت بچے کی بنائی اور عیارون نے بھی شکل اپنی مثل سماجیون کے بنائی اور داخل لشکر نقابدار ہوے ایک آدھ سے تجاہل عارفانہ کے طور پر پوچھا کہ یہ لشکر کس بادشاہ کا ہی لوگون نے کہا تم لوگ کیا نہین جانتے ہو یہ فوج نیرنگ قدرت نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی کی ہی چالاک نے بیان کیا ہم لوگ کیا جانین تباہی کے مارے اِس سال مین آکر یہان پہونچے ہین لگ رہے ہین اِس امید پر آئے ہین کہ اگر ہماری رسائی ہو جائیگی گائینگے بجائینگے مالک کو خوش کرینگے جو کچھ تقدیر کا ہوگا ملجائیگا یہان سے جاکر اپنے بال بچون مین لینگے آپ لوگون کو دعا دینگے اہل لشکر نے جواب دیا کہ ہم لوگ آجکل کسی کی سعی نہین کر سکتے کیونکہ یہ زمانہ بہت نازک ہی عیاران لشکر اسلام کے بارے مین سنا گیا ہی کہ وہ حد کے مکار ہین اور سب کے سب یہان موجود ہین مبادا کوئی افتاد پڑے تو سعی کرنیوالا پہلے دھر لیا جائیگا اِتنے مین ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا کہ نقاب سیاہ اُسکے بھی چہرے پر پڑی ہوئی تھی رفیق تھا نقابدار سیاہ پوش کا اُسنے دیکھا کہ چند کلاونت بچے اہل لشکر سے باتین کر رہے ہین قریب آکر پوچھا کہ آپ لوگون کو کچھ گانے بجانے مین دخل ہی چالاک نے بڑھکر عرض کی کہ حضور روٹی اِسی کی کھاتے ہین غلام نے جب سے آنکھ کھولکر دیکھا تو یہی دیکھا وہی سیکھا نقابدار نے کہا چلو ہمارے آقا کی خدمت مین وہان گاؤ بجاؤ اگر وہ خوش ہوگا تو بہت کچھ دیگا چالاک نے کہا کہ اعلے اعلے مراتب ہون قدردان ایسے ہی ہوتے ہین چلیے دیکھیے تو کیسا خوش کرتا ہون نقابدار سیاہ پوش اِن سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے دربارگاہ پر آیا اِن سب کو وہین ٹھہرایا اور جاکر نقابدار سیاہ پوش مغربی سے عرض کی کہ حسب الارشاد مین تلاش مین گویون کے نکلا تھا وہ کچھ گویے آپکے لشکر مین آگئے تھے اُنھین ہمراہ اپنے لیتا آیا ہون مزاج عالی مین آئے تو سُنیے اسود سیاہ پوش نے کہا بلا لو

نقابدار آکر ان سب کو بلا لیگیا چالاک نے جھک کر مجرا کیا کان مین اسکے بندا پڑا ہوا جوڑی نی کی ہاتھین
اسود سیاہ پوش مغربی نے پوچھا کہ مکان تم لوگون کا کہان ہی جواب دیا کہ ہم لوگ رہنے والے ملک سبائل
کے ہین نقابدار نے پوچھا کہ یہانتک کیونکر آنا ہوا جواب دیا کہ باپ دادا ہمارے لقا کی خداوندی مین بڑے
نامی و نامور تھے بہت کچھ کمایا ہم لوگ ایسے بدنصیب پیدا ہوے کہ لقا کی خداوندی برباد ہو چکی تھی خدا برا
کرے ان خداپرستون کا وہ کچھ گانے بجانے پر زیادہ رغبت نہین رکھتے بلکہ برا کہتے ہین دوسرے ایسے
تنگ دل ہین کہ ہزار جان توڑ توڑ کر گاؤ مگر اتنا بھی نہین دیتے کہ اچھی طرح بسر اوقات ہوسکے آخر کار تباہی
کے مارے یہانتک آکر یہ سنا کہ خداے زر تمثال آئینہ رو کی بڑی پکی خداوندی ہے ہان یہ خداپرست
کچھ نہین کرسکتے لہذا ہم لوگ اس طرف آئے اول حضور کی خدمت مین آنا نصیب ہوا تقدیر راہ پر تو لائی ہے
دیکھیے آگے کیا رنگ ہوتا ہے نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ تم خاندانی گویے ہو ہاتھ باندھکر جواب دیا
کہ حضور مین الحان نے نواز کہلاتا ہون باپ اُس شخص کا مردان چنگ نواز کے نام سے مشہور
تھا دادا شادان چنگ نواز پردادا خندان نی نواز اسی طرح سات پشت تک نام بتادیے نقابدار
اسود مغربی اسکی باتون پر بہت ہنسا اور کہا اے الحان نی نواز ہم تمسے بہت راضی ہوے گانے بجانے
سے تو زیادہ تمھاری باتون مین مزا ہے الحان نی نواز نے کہا یہ حضور کی قدردانی ہے ورنہ مین کیا ہون میری کیا
حقیقت ہے نقابدار اسود مغربی نے کہا کہ ہان کچھ شغل شروع ہو چالاک ثانی نے اپنے ساتھ والون کیطرف
دیکھا اُنھون نے ساز ملائے الحان نے جوڑی نی کی منھ سے لگائی اور بجانا شروع کیا ایسا بجایا ایسا بجایا
کہ اسود مغربی کو محو کردیا اب اسود مغربی نے فرمائش کی کہ تمھین کوئی غزل عاشقانہ بھی یاد ہے عرض کی
کہ حضور ایک دو کیسی سیکڑون غزلین یاد ہین یہ کہکر یہ غزل لحن داؤدی گانے لگے غزل

ہوسے وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے
رہین گے رویت سے بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے

ہمین غرض کیا کہ جائینگے ہم حرم کو اے شیخ تبکدے سے
نہین بتون مین خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے

نہ دیکھ لی کیسی کیسی آفت جہان مین ہمنے تمھارے باعث
اور آگے کیا کیا غم و الم ہم تمھاری دولت نہ دیکھ لینگے

دکھانا احوال اُنکو اپنا یہ اُنکی الفت کا امتحان ہے
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے نہوگی الفت نہ دیکھ لینگے

بلا سے گر دانیال کا سا نہین ہے پاس اپنے فالنامہ
ہم اپنے نقطون سے داغ دل ہی کے فال دولت نہ دیکھ لینگے

ہلال کو دیکھین کیون فلک پر اگر ہے منظور عید ہمکو
تو اُسکی تیغ ستم کا دل مین لب جراحت نہ دیکھ لینگے

بہار باران کو کون دیکھے بغیر یاران ہے تیر باران
ہم اسکے بدلے سرشک مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھ لینگے

اگرچہ مین مر بھی جاؤنگا تو کہین گے جیتا ہے دم چرایا
وہ جبتک اپنے آستانے پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے

مجھے یقین ہے نہین دکھائینگے اپنے رخسار لالہ گون کو
رواں مری چشم تر سے جبتک وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے

یہ لوگ ناواقف محبت ہونگے واقف تب درد ان سے
کہ جبتلک مثل برق رگ رگ مین میری سرعت نہ دیکھ لینگے

خط اُسکو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق کیسا دھوکا
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا میری عبارت نہ دیکھ لینگے

جسوقت یہ غزل تمام ہوئی نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی جھومنے لگا اور کہا اے الحان نی نواز
تیری خوش الحانی کا کیا کہنا مگر تجھے ساقی گری بھی آتی ہے الحان نے عرض کی کہ حضور ایسی ساقی گری کرتا ہون
کہ دین و دنیا کو فراموش کرا دیتا ہون ایک جام پی لے تو زندگی بھر ہوش نہ آئے اسود مغربی نے کہا

یہ کیسا جو ادیا لہ یہ اپنا اپنا کمال ہی وہ لطف ہی شراب کا حاصل نہو گا کسی کے ہاتھ سے پھر شراب مزا ہی نہ دیگی اسود مغربی کو نہایت اشتیاق ہوا اور کہا کہ جام وصراحی موجود ہی بلا ؤ الحان نے نواز نے اُسیوقت جام ہاتھ مین لیا سر سے ڈوپٹہ اوڑھنا اور جام لبریز کرکے گاتا ہوا اور ناچتا ہوا قریب اسود کے گیا اسود نے جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی لیا یہ جام سادہ تھا اب کی چالاک ثانی نے چالاکی کے ساتھ تھوڑا سا نمک سرکاری بھی آمیز کر دیا اور اُسی طرح گاتا بجاتا سامنے نقابدار کے پہونچا جیسے نقابدار نے جام ہاتھ سے لیا قصد پینے کا کیا تھا کہ سامنے در مین ایک پنجرا لٹکا ہوا تھا ایک بھجنگا اُسمین بند تھا فوراً اُسنے آواز دی کہ ای اسود مغربی یہ بیہوشی کہ دوست دشمن کو نہین پہچانتا ایسی غفلت کی پردے آنکھون پر پڑ گئے ارے اِس جام مین بیہوشی ملی ہوئی ہی نقابدار نے جھپک کر پیالہ منھ سے دور کیا اور کہا کہ اب کہتا ہی جب ایک جام مین پی چکا جانور نے آواز دی کہ اُس جام مین بیہوشی نہ تھی وہ سادہ تھا نقابدار نے کہا کہ یہ کون لوگ ہین بیان کر بھجنگے نے ایک ایک کو نام بنام بتایا کہ یہ الحان نی نواز جو بنا ہوا ہی چالاک ثانی عیار عمرو کا پوتا ہی اور سب عیارون کے نام سے آگاہ کیا عیارون کے تو ہوش اُڑ گئے قصد بھاگنے کا کیا مگر کہان بھاگ سکتے تھے زمین نے پانون پکڑ لیے نقابدار نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی چند نقابدار ملازمان اسود سے اندر بارگاہ کے آئے کہا ان سب کو گرفتار کرو یہ عیاران لشکر اسلام ہین اور عیارون کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اتنا تم سے منع کر دیا اور سمجھا دیا تھا کہ اِس مقام کو مثل اور مقامات کے نہ سمجھنا لیکن تمنے نہ مانا اب اِس حرکت کی سزا یہ ہی کہ تمھین نائب قدرت تجمیل رازدان کی خدمت مین روانہ کیا جاتا ہی وہ جیسا تمھارے حق مین بہتر سمجھین گے وہ کرینگے عیارون نے جسوقت دیکھا کہ ہم گرفتار بلا ہوے دل مین کہا افسوس اب امیر ثانی بھی ہماری خبر نہ لین گے کیونکہ انھون نے تو پہلے ہی منع فرما دیا تھا یہ کہنا نہ ماننے کی سزا ہی بموجب شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ؎ گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ؎ نقابدار کے آگے بہت منت وسماجت کی کہ اب ایسی خطا کبھی نہو گی کوئی مقام نرم یا سخت جیسا ہو پیشتر آزما کے دیکھ لینا چاہیے اب معلوم ہو گیا کہ جیسے آپ لوگون کی تعریف سُنی تھی آپ ویسے ہی ہین اب ہماری کیا شامت ہی کہ اِدھر آئینگے ہر چند معذرت کی نقابدار نے نہ مانا اور کہا کہ خداوند تم لوگون کے بارے مین پہلے ہی ارشاد کر چکا ہی کہ مین اُن لوگون کے نہ آنا پہلے آگاہ کر دیا جب نہ مانین تو گرفتار بلا کرنا اب جیسا تمھارے حق مین ہوگا تجمیل رازدان کرینگے یہ کہکر اُسیوقت سب کو اسیر غل وزنجیر کرا کے خدمت مین تجمیل رازدان کے روانہ کیا یہ سب تو گرفتار ہوکر اِس طرف جاتے ہین

لیکن اب حال بحر بلخی وسنبک خطائی ابو الفتح اصفہانی وغیرہ کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ انھون نے رخ مشرق کا کیا تھا ہر مجمع سے گذرتے ہوے سیر کرتے ہوے چلے جاتے ہین جا بجا صورتین بھی مناسب وقت اور موقع کی تبدیل کرتے جاتے ہین کہین فقیر بنگئے اور صدا لگانے کی آوازین سناتے چلے جاتے ہین جو کچھ ملگیا لیلیا یہانتک کہ تمام بیابان کو طے کیا اب مشورہ کیا کہ چلو نقابدار سفید پوش کے خیمے کی سیر کرین دیکھیے وہان کیا رنگ ہی اور یہ نقابدار کون ہی عورت ہی یا مرد ساحر ہی یا غیر ساحر صورت اِسکی کیسی ہی اِسوقت سے یہ باتین دریافت کر لیتے ہین آیندہ سہولت پڑیگی شاید انھین نقابدارون سے اور

لشکر اسلام سے مقابلہ پڑے تو اسوقت یہ لوگ ہوشیار ہونگے رسائی مشکل ہوگی ایسے مین غفلت کی حالت ہر حیلے کا ہلڑ ہر لوگ جوق جوق گروہ گروہ ہر چہار جانب سے چلے آتے ہین سب کی راے ہوئی کہ بہتر ہی لیکن بزرک خطائی نے کہا کہ یہ حیلہ سب سے بہتر معلوم ہوتا ہی کہ صورت اپنی بھانڈون کی سی بنائین اور چلکر شور و غل مچائین نقابدار کو ہنسائین لین گھسکر سب حال دریافت ہو جائیگا سب نے اس راے کو پسند کیا اور صورت اپنی بھانڈون کی بنا کر کسی نے ڈھولک گلے مین ڈالی کسی نے سارنگی ہاتھ مین لی بڑی بڑی جٹین سر سے لپیٹین گاتے بجاتے لشکر نقابدار مین داخل ہوے ہر خیمے کے قریب ہو کر شور و غل مچانا شروع کیا یہانتک کہ خیمہ نقابدار کے قریب پہونچے نقابدار اسوقت سو رہا تھا دربانون نے منع کیا اور کہا کہ اسوقت مالک ہمارا آرام مین ہی کسی کے آنے کی اجازت نہین ہی تم لوگ چلے جاؤ ظریفون نے جواب دیا کہ ہم لوگ خالی کبھی نہین پھرتے جو کچھ تمھارا مالک ہمین دیگا اسقدر تمھین دیدینگے جانے دو انھون نے کہا کہ ہمین کیا غرض ہی ہم کیون دین اگر نہ جاؤ گے کھڑے رہو گے سب نے جواب دیا کہ ہم اپنی ہنر آپ کرلینگے یہ کہکر ایک شخص نے بلا چلا کر گانا شروع کیا دربان غصہ کرکے اوٹھے کہ تم لوگ نہین مانتے ہو بڑے سرکش ہو اگر آنکھ نقابدار کی کھل جائیگی تو ہم پر بھی عتاب آئیگا اور تم لوگون کا نہین معلوم کیا انجام ہوگا سب نے کہا کہ انجام یہ ہوگا کہ روپیے ملین گے اور تم سب بیٹھے کہنا نہ مانا تالیان بجا بجا کر ڈھولک پیٹ پیٹ کر گانا شروع کیا ایک دربان نے آکر منھ پر ہاتھ دھر دیا کہ آواز نہ نکلے ایک کا منھ دبایا گیا دوسرا گاتا ہوا آگے بڑھا دربان نے دوسرے کا منھ دبایا تیسرا گاتا ہوا آگے چلا چوتھے نے گانا شروع کیا مار پیٹ بھی نہین کرسکتے کہ یہی انجام آئین بھی دھرا ہوا ہی کہ شور و غوغا ہوگا نقابدار کی آنکھ کھل جائیگی آفت ہمارے سر آئیگی کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرین کیا نہ کرین انجام کار اسقدر شور و غوغا ہوا کہ آنکھ نقابدار کی کھل گئی گھبرا کے باہر نکل آیا اور کہا یہ شور کیسا ہی دربانون نے کہا کہ دیکھیے یہ لوگ نہین معلوم کہانسے آئے ہین کہتے ہین کہ ہم گانا ضرور سنائینگے اگر مالک قدردان ہی خود بلائیگا ہم ہر چند منع کرتے ہین نہین مانتے نقابدار ان لوگون کیطرف متوجہ ہوا سب نے کہا خدا سلامت رکھے بول بالا رہے یہ کیسے لوگ ہین کہ منھ مین قفل دیتے ہین ہم لوگون کا کام گانا بجانا مالک کو رجھانا اپنا مطلب نکالنا یہ ہماری روزی مین خلل ڈالتے ہین منع کرتے ہین بھلا ہم ایسے سخی کے دروازے سے کیونکر محروم جاتے نقابدار کو ان لوگون کے نخرے پن اور نڈری پر نہایت ہنسی آئی اور دربانونکو منع کیا سب کو اندر بلا لیا آپ دنگل پر بیٹھا ان لوگون سے کہا کہ اگرچہ تمنے میری نیند مین خلل ڈالا مگر خیر اب اپنا ہنر دکھاؤ کچھ گاؤ بجاؤ ایک شخص نے یہ سنکر گانا شروع کیا سب تالیان بجاتے جاتے ہو حق مچاتے جاتے ہین غزل

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
قیمت مین بڑھے دل کے درم اور زیادہ
تیز اسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
جون شاخ بڑھے ہو کے قلم اور زیادہ
دیتا ہو وہ دمباز جو دم اور زیادہ
گھبرانے لگا سینے مین دم اور زیادہ
لذت سے محبت کی ہی ہر زخم جگر کو

تو لطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ
ساتھ اپنے ہوا اب فوج الم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوے ہم اور زیادہ
گر شرح جنون لکھیے رقم اور زیادہ
شیشے کیطرح پھوٹے ہین ہم اور زیادہ
کچھ کی رنم شوق نے تاثیر جو پیدا
ذوق نمک درد الم اور زیادہ

دین کیونکر نہ وہ داغ الم اور زیادہ
کرہ تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ
سب کیلئے سرافراز ہین ہم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ
گھبرانا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش
اٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ
کہ نیکو سیہ نہ ورق چرخ کو اہ دلا

نالے سے نہین کوئی قلم اور زیادہ
گر میری طرح دوش پہ ہو بار مشیت
سیدھی ہو تو ایک آستین ہو خم اور زیادہ
اُس زلف کے مارے کی اگر ناک کو چاٹے
ہو زہر نہ کھانا مجھے سم اور زیادہ
وہ دل کو چرا کر جو لگے آنکھ چرانے
کیونکر نہ اُٹھائے وہ قدم اور زیادہ
ہر روغن نفط آب مرے گریہ مین ہر چشم
آتا ہو مری تاک مین دم اور زیادہ
صمیز سر خار سے نکلا سر صحرا
بیخوف ہین اب صید حرم اور زیادہ
ای خنجر خونخوار نہ برش مین کمی کر
اُٹھتا ہی اُٹھے جا ہین گے ہم اور زیادہ
سرعت ہو ابھی نبض مین جون موج دم برق
اُس تیغ دو دم مین نہین دم اور زیادہ
گھٹتا ہو گلے لگ کے مرے وہ دم خنجر
گرمی سے ہو آنکھون پہ ورم اور زیادہ
دیگر
سے ہے باغ جہان مین تجھے گر بہت مانی
جھکتے ہین سخی وقت کرم اور زیادہ

کیا ہوویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہو پشت فلک مین ابھی خم اور زیادہ
ہر جسکو پس مرگ بھی یاد دہن تنگ
پیدا دم افعی مین ہو سم اور زیادہ
ہستی تنگ مایہ نے کچھ پھونکا ہو ایسا
یاروون کا گیا اُنپہ بھرم اور زیادہ
دکھلاتے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
بھڑکی ہو جو یون آتش غم اور زیادہ
جو پیٹ کے ہلکے ہین بچے بات کب اُنسے
کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ
گر سرمہ کرے خاک خرابات کو صوفی
ہان تجکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
چالیس قدم ساتھ دو تابوت کے اُسکے
کیا ہوگا جو ہوگی تپ غم اور زیادہ
کیون ہین نے کہا تجھسا خدائی مین نہین اور
لے عشق کا بھر اُسکے تو دم اور زیادہ
چھٹے سر بستر پہ پڑا پاؤن کہان تک
کر گرم دن ہین گو خم اور زیادہ
جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر

ہین تو نکلا ترے سر کی قسم اور زیادہ
دشمن کی نہ جا سیدھی لگا ہو نہ کہ زبان تیغ
تنگ اُسکو کرے کنج عدم اور زیادہ
اُس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہو منظور
اُبھرے مین حباب لب جم اور زیادہ
ہو سوز محبت سے مری خاک مین گرمی
ہوا ہو رم دیدہ کو رم اور زیادہ
ہر نکہت ریحان کا دماغ آج کے تجھ بن
روکین تو ابھر جائے اشکم اور زیادہ
سید دل عاشق مین ہر صرف وہ کا
سوکھین اُسے پھر لوح قلم اور زیادہ
کیا قہر ہی جتنا کہ وہ چاہتا ہے رہے تر
کیا ہو جو بڑھین چند قدم اور زیادہ
کہتا ہو مرا شوق جراحت کہ صد افسوس
مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ
قطعہ اس عاشق بیچارہ کا ہر آج برا حال
بس پاؤن نہ پھیلا تپ غم اور زیادہ
لیتے ہین ثمر شاخ ثمر دار کو جھکا کر
ہو ذوق برابر انھین کم اور زیادہ

تا دیر ہو حق کا نا بجا نار ہا انواع اقسام کی نقلین کین نقابدار نے بہت کچھ انعام دیا لیکن ایک لنگا نقابدار کا پالو تھا تمام بارگاہ مین ادھر سے اُدھر دوڑتا پھرتا تھا اُسنے جو یہ شور و غل دیکھا بطور انسانون کے گویا ہوا اور نقابدار کیطرف دیکھکر کہا کہ ای نادان اِسی مُنہ پہ نیرنگ قدرت بنکر بیٹھا ہو تجھے شرم نہین آتی ہزار سے بہ سب عیاران لشکر اسلام ہین تجھے دھوکا دیکر گرفتار کرنے کی فکر مین ہین اب بھی ہوشیار ہو فلان تجز ملکی ہو اور فلان بزرگ خطائی ہو فلان ابو الفتح اصفہانی ہو نام بنام ہر عیار کا پتا بتا کر آگاہ کر دیا عیار ڈر کے گھبرا اُٹھے بھاگنے کا قصد کیا اب جو دیکھا تو دروازہ نہین اما قصد کیا کہ قنات چاک کر کے نکل جائین خنجر کھ گیا قنات لوہے کی ہو گئی نقابدار ہنسا اور کہا کہ کیون چوٹون تمسے اتنا منع کر دیا تھا پھر تم نے نہ مانا اور یہی حرکت کی کیا یہ بھی مسائل سمجھے ہو یا مثل اور مقامات کے تصور کرتے ہو کوئی ہر یہ سنتا تھا کہ چند نقابداران سفید پوش اندر بارگاہ کے آئے کہا باندھ لو ان سب کو سبا نے ہر چند منت و خوشامد کی نقابدار بعض سفید پوش مشرقی نے ایک سماعت نہ کی اور کہا کہ تم لوگ جبتک سزاے معقول نہ پاؤگے نہ مانوگے اور اُسیوقت آہنگر کو طلب کیا کہا کہ ڈالدو ہتھکڑیان بیڑیان اور سب کو مسلسل و مطوق کر کے پاس تخیل رازدان کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ انھون نے ہمین دھوکا دینے کی فکر کی تھی لیکن ہم کب ایسے تھے کہ انکے فقرے مین آجاتے لہذا

یہ حاضر خدمت کیے جاتے ہیں جیسا اُنکے حق میں بہتر و مناسب سمجھا جائے ویسا کیا جائے لوگ اِن عیارونکو لیکر جانب کوہ
برضا پاس تخیل رازدان کے روانہ ہوئے

لیکن اب حال برق ثانی کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ جانب شمال روانہ ہوا اور چند عیار اُسکے بھی ہمراہ ہیں سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں ہر طرف آراستگی میلے کی ہو
رہی ہے ہنڈولے گڑ رہے ہیں تخت ساقنون تنبولنون کے لگائے بار ہے ہیں جا بجا رنڈیون کے ڈیرے اُترے
ہیں برق ثانی سیر کرتا ہوا میلے کی حد سے نکلا اور قریب لشکر نقابدار احمر سرخ پوش شمالی کے پہونچا اب
لشکر قریب ایک میل کے رہگیا عیارون نے صلاح کی کہ ملکر چلنا ٹھیک نہیں ہے خدا جانے کیا افتاد پڑے اِس سے
علیحدہ رہنا بہتر ہے کہ اگر ایک گرفتار بلا ہوگا تو دوسرا بچا لیگا یا یہ کہ جب ایک کی عیاری بن پڑیگی تو سب نگران
حال رہینگے یا آکر شریک ہو جائینگے بہر طور حال دریافت کرنا اِس نقابدار کا ضرور ہے کہ کیا طلسم ہے صورت
کو اپنی اپنے کیون چھپایا ہے یہ خیال کرکے سب عیار علیحدہ علیحدہ ہوکر چلے جس وقت برق ثانی چند قدم آگے بڑھا
دیکھا کہ ایک رنڈی ڈیرے دار چلی جاتی ہے عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجرا کرنے کی غرض سے لشکر نقابدار میں جائیگی
فقیر بنکر رتھ کے ساتھ ہو لیا ایک مقام پر وہ عورت برائے رفع احتیاج لوٹا ہاتھ میں لیکر رتھ کو ٹھہرا کر ایک
جھاڑی کی طرف چلی آپ وہاں سے کترا کر علیحدہ ہوئے وہ عورت جھاڑی کی آڑ میں بیٹھ گئی برق ثانی بھی دوسری
جانب سے قریب پہونچے جھکے سے آواز دی کہ ذرا ادھر تو دیکھو اُسنے گھبرا کر دیکھا ایک مرد کو برہنہ سامنے استادہ پایا
کہا تو کون ہے کہا خاموش رہ میں فرشتہ نگہبان صحرا ہوں تو نے ایک تو اِس مقام متبرک کو نجس کیا کہ یہان موتا اور کہتی
ہے کون وہ عورت گڑگڑانے لگی کہ میں نہ جانتی تھی کہ یہان اِسکی ممانعت ہے اب تو خطا ہو گئی کہا خیر اگر خطا ہو گئی ہے تو
خداوند معاف کر دیگا لیکن اب عوض اسکا یہ ہے کہ اِس زمین کو دھوکر پاک کر یہ لیکر ایک ٹھیکی خاک کی دی اور
کہا اِسے زمین پر ڈال کے پانی سے لیپ دے کہ بغیر اِسکے یہ جگہ طاہر نہیں ہو سکتی عورت کا دل کتنا خوف کھا گئی
اور ٹھیلی خاک کی لیکر زمین لیپنے لگی لیکن پانی پڑتے ہی عجب طرح کی خوشبو پیدا ہوئی کہا دیکھا تو نے یہ خاک خاص بہشت کی
تھی بغیر اِسکی شرکت کے یہ زمین طاہر نہیں ہو سکتی تھی اب یہ زمین پاک ہو گئی نجاست اُسکی اُڑ گئی اب بے تکلف
سونگھ عورت جیسے ہی ہاتھ قریب ناک کے لائی سونگھنے لگی چھینک مار کر بیہوش ہوئی برق ثانی نے اُسکو تو
وہیں چھوڑا آپ اُسکی صورت بنکر کپڑے اُسکے اُتار کر زیب جسم کیے اور لوٹا ہاتھ میں لیکر چھم چھم کرتی ہوئی جہان
رتھ کھڑی تھی وہان آئی سماجیون نے کہا بندا جان بڑی دیر لگائی منہہ بنا کے جواب دیا کہ جب اتنی دیر لگانے لگے
تو رنڈی بنا کیا خاک کرینگے یارون میں انگنی پر ڈالنے کے قابل ہو جائینگے نائکہ بولی ہاں بیٹی یہی بات ہے کہ موقع
محل دیکھ کے شام قریب ہے اور نیرنگ قدرت کے لشکر میں چلنا ہے کہا آئی تو ہوں آگے بڑھ کر دیکھا کہ ایک
کنوئین پر کچھ برہمن پانی بھر رہے ہیں سماجیون نے کہا کہ بی بی ذرا پانی پی لیں تو چلتے ہیں بندا جان نے کہا کہ
وہیں نہ کہا تھا پانی پیا ہوتا تم پی لیجیے سب منہ دیکھا کر رہ گئے کہ تمکو بڑی تیزی ہو گئی ہے ایک آدھ نے یہیں کہا کہ رنڈی پیرتی سوار
ہو گئی دن سے کوئی جواب آیا گیا نہیں ہے تو دماغ میں گرمی بڑھ گئی ہے غرضکہ سب کنوئین پر آئے پانی پیا ایک برہمن نے کہا
بی بی صاحب آپ بھی پی لیجیے جوانون کو تو پیاس زیادہ ہوتی ہے برق ثانی سمجھ گئے کہ یہ سب عیار ہیں چلو اب
سنگت پوری ہو گئی برہمنون سے ہنسکر کہا کہ جو کام تمہارا وہ کام ہمارا تم بھی پیاس بجھاتے ہو ہم بھی تشنگی کم کرتے
ہیں اِس آوازے کو عیارون نے کچھ سمجھا لیکن وہ لوگ جنھون نے پانی پیا تھا ذرا ہوا جو لگتی ہے تو ناک سے ریزش

شروع ہوئی اوجھیبکین بار بار کر بیہوش ہوے سب عیار منہم منہم کے نعرے کرنے لگے سب کے کپڑے منہ اتار لیے یونہین برہنہ چھوڑ دیا اب اس نازنین کیطرف چلے اور کہا کہ بی بی خیر تمپر رعایت کرتے ہین اور کچھ نہ بولین گے لیکن یہ گہنا زیور اُتار دو بلکہ ایک آدمی نے سینہ پر ہاتھ بھی ڈالدیا نازنین جھجکی اور کہا بھیا ذرا اپنا بیگانہ پہچان لے ایسا نہو کہ مین تمھاری کوئی ہون اور منہم بہ رق ثانی کا نعرہ کیا سب عیار خوش ہوے اور کہا کہ اب پہنچنا پر اچھی ترکیب ہاتھ لگی یہ طائفہ چلے کا طائفہ چلے رنڈی کا نام برا ہوتا ہو نہین بھی سُننا ہوتا ہو تو آنکھین ہی بیٹھنے کو لوگ بلا لیتے ہین غرضکہ رتھ کو آگے بڑھایا اور داخل لشکر نقابدار سرخ پوش ہوے خبر نقابدار کو ہوئی کہ جس طوائف کو حضور نے طلب کیا تھا وہ حاضر ہی نقابدار نے حکم دیا کہ بلاؤ بندا جان عجب ناز و ادا کے ساتھ داخل بارگاہ نقابدار ہوئین ساتھ والے بسم اللہ بسم اللہ کہتے ہوے بندا جان نے نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے بیٹھنے کو حکم کیا سب سلام کر کرکے بیٹھ بیٹھ گئے بعد اسکے نقابدار نے پوچھا کہ تمھاری تعریف سنی ہی بندا جان نے کہا کہ ساری تعریف یہ ہو کہ اگر آپکو پسند آجاؤن نقابدار مسکرایا غرضکہ جب کچھ رات گئی نقابدار احمر سرخ پوش شامی اُٹھکر دوسرے خیمے مین آیا کھانا کھایا ان لوگون کیواسطے بھی کھانا بھیجا ان سب نے بھی مال مفت دل بیرحم سمجھکر خوب نوشجان کیا جب نقابدار کھانے پینے سے فراغت کرکے آیا ناچ گانے کو حکم دیا بندا جان کا مجرا شروع ہوا ایسا خوب ناچ ہوا ہاتھ چمکانے نزاکت کے انداز دکھانے دسکیڑ دون کرشمے دل لبھانے کے آفت مین پھنسانے کے ابرو ونکا چڑھنا پانون کا تال سے آگے بڑھنا آنکھون کے اشارے افشان کے ستارے زلف کا لٹکنا کمر کا لچکنا نقابدار کی یہ حالت ہو کہ ہر ادا پر بسمل ہوا جاتا ہو سماجی تعریف کرتے جاتے ہین انعام لیتے جاتے ہین اب نازنین مذکور نے غزل شروع کی غزل

چھپا یا راز کو تاب ضبط لا نہ سکے
اکیلا پا کے بھی لیکن گلے لگا نہ سکے
خوشی مین دیکھکے قاصد کو ہم یہ بھول گئے
مین گدگدا اون بھی دلکو جو تو ہنسا نہ سکے
سوا ہنسے بھی تو آنکھونمین اشک بھر آئے
کہ اپنے روٹھنے والیکو ہم منا نہ سکے
لگانے بحر ندامت مین اسلیے غوطے
جو کچھ گذر گئی دلپر اُسے بتا نہ سکے
ہمارے ساتھ ہی قاتل کا نام بھی لکھدو
یہ انتہا تھی کہ ہم ابتدا بتا نہ سکے
نگہ تھا ذرہ کا جبتک وہ چپکا سنتا تھا
کہ دونون ہاتھونسے پہلو بھی ہم دبا نہ سکے
خلاف پاس محبت ہو غیر سے ہنسنا
کبھی تم اپنی طبیعت کی حد کو پا نہ سکے

بھڑا اس روکے نکالی جو لب ہلا نہ سکے
یہ انقلاب ہوا زور نا توانی سے
پیام دیدیا لیکن پتا بتا نہ سکے
کسی کے جلوے نے آنکھون مین گھر بنا لیا
خوشی کے پردے مین بھی رنج ہم چھپا نہ سکے
یہ کیا کہا کہ محبت کا بوجھ ہی کیا ہو
کہ تیری آتش و قہر غضب جلا نہ سکے
کسیکے کوچے مین کیا ایڑیان رگڑکے ملا
کہ لوح دیکھکے تربت کوئی مٹا نہ سکے
کراہت آئی یہ الفت مین ہی ہوئی اثر سے
کہان ہو اُسنے جو پوچھا تو کچھ بتا نہ سکے
پڑا ہون کوچے مین اُسکے مثال نقش قدم
وہ ناز تم نہ کرو جو کوئی اُٹھا نہ سکے

اُٹھین تصور صادق سے کب بلا نہ سکے
ہم آپ اُٹھ گئے جب بار غم اُٹھا نہ سکے
یہ چھیڑا اور رلائیگی غم نصیبون کو
گئے جو اس قدر پھر ہوش مین ہم آ نہ سکے
ستم یہ کر گئین کچھ بدگمانیان دل کی
یہ ایسا بار تھا جسکو کہ آپ اُٹھا نہ سکے
کبھی جو کھائے ترس حال اُسنے پوچھا بھی
لحد بھی حسرت مردہ کی ہم بنا نہ سکے
کسی نے ہمسے اگر وقت بیخودی پوچھا
پڑا ہوا تھا مگر دلکو ہم اُٹھا نہ سکے
بڑھا یہ سوز نہان وقت بیقراری دل
کہ اب مین آپ مٹونگا جو وہ مٹا نہ سکے
کوئی غزل نہ کہی آرزو افکار تمام

یہ غزل بندا جان اسطرح گائی کہ محو کردیا نقابدار ہر بار قصد کرتا تھا کہ گلے سے لپٹ جاؤن آخرکار گانا بجانا موقوف کیا اور تخلیہ کا حکم دیا سماجیون کو رخصت کیا اب بارگاہ مین سوا

نقابدار اور ہنداجان کے کوئی دوسرا نہیں ہی نقابدار نے ہاتھ گلے مین ڈالے بوسہ لینے کا قصد کیا ہنداجان نے کہا کہ ایسی گرمیان ابھی نہین معلوم ہوتین ہین کہین بھاگی تو جاتی نہین ہون ہر بات وقت کے ساتھ اچھی معلوم ہوتی ہی بیٹھے کچھ دیر شراب وکباب کا شغل رہے جب خوب نشہ ہوگا تو دیکھا جائیگا ابھی بہلا واسطہ اچھی طرح بیجا ہی نہوسکیگی کوئی لطف حاصل نہوگا نقابدار نے جام وصراحی آگے بڑھادی ہنداجان نے جام لبریز کیا اور نقابدار کے سامنے پیش کیا نقابدار چاہتا تھا کہ پیے لیکن دربارگاہ مین ایک پنجرہ لعل کا ٹنگا ہوا تھا اُسنے آواز دی کہ ای نقابدار بے شعور کیا کرتا ہی خبردار جام نہ پینا ورنہ انجام اچھا نہوگا ارے جام تیرے لیے جام زہر ہو اور یہ نازنین نہین ہی بلکہ برق ثانی عیار ہی اور ساتھ والے اِسکے سب عیار ہین نقابدار کے ہاتھ سے پیالہ شراب کا چھوٹ پڑا متحیر ہوگیا پکارا کہ ارے کوئی حاضر ہی فوراً ایک نقابدار اور آیا اور اُس سے کہا کہ مشکین اسکی باندھ لو برق ثانی نے بھاگنے کا قصد کیا لیکن مارے خوف کے قدم نہ اُٹھ سکا برق ثانی دل مین کہتا تھا کہ افسوس ساری محنت رائگان ہوئی پہلے سے اِس لعل کی خبر نہ تھی ورنہ اِسی کی گردن مروڑتے بڑی غلطی ہوئی اب دیکھیے یہ کیا کرتا ہی لیکن اُس سرخ پوش نے آتے ہی مشکین برق ثانی کی باندھین نقابدار احمر سرخ پوش شمالی نے کہا کہ اِسکے سماجیون کو بھی گرفتار کرلینا وہ سب عیار ہین سرخ پوش نے برق ثانی کو تو زندان مین بھیجدیا اور آپ رسن لیے ہوے اُس خیمے مین آیا جہان یہ سب عیار سماجیون کی شکل بنے بیٹھے تھے آواز دی کہ اچھے آکر پھنسے پھانسنے آئے تھے مگر یہ خبر نہ تھی کہ وہان بھی دام بچھا ہوا ہی عیارون نے گھبراکر سرخ پوش کیطرف دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہی سرخ پوش نے رسن پھینکی کہ اُسنے اِن سب کو لپیٹ لیا سرخ پوش نے آواز دی کہ وہ تمھارا افسر پہلے گرفتار ہوا اُسی سے یہ حال کھلا کہ تم سب بھی عیار ہو عیار دل مین نہایت پشیمان ہوے کہ بری ہوئی مگر سرخ پوش نے سب کو گرفتار کرکے زندانخانہ بھیجدیا اِتنے مین وہ سب ڈیرے دار جو بیہوش پڑے تھے اُنھین ہوش آیا اپنے کو برہنہ پایا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے دھرے ہوے ہین کہان جائین کیا کرین رنڈی کا پتا نہین اُدھر رنڈی پر سے بیہوشی دفع ہوئی یہ جھاڑی مین پڑی چلارہی ہی کہ ارے کوئی کپڑا لاؤ معلوم ہوا کہ فرشتہ نگہبان نہین تھا بلکہ کوئی چور تھا مع مال واسباب میر اسب لیگیا مجھے برہنہ کرگیا اِدھر سماجی شور وغل مچا رہے ہین لشکر نقابدار کے کچھ لوگ اِس طرف آتے تھے یہ حال دیکھکر کچھ کپڑے لاکر اِن لوگون کو دیے اور سب کو ہمراہ لیے ہوے پاس نقابدار کے پہونچے رنڈی نے فریاد کی کہ خوب آپ نے بلاکر ہمین لٹوایا نقابدار نہایت شرمندہ ہوا اور کہا کہ مین نے تمھارے چورون کو گرفتار کیا ہی اور حکم دیا کہ لاؤ سب کو زندان بان سب کو لیکر حاضر ہوے اب جو دیکھا تو ایک ایک شکل کے دو دو آدمی ہین ہنداجان نے اپنی صورت کی ایک اور عورت دیکھی یہ سب تو حیرت مین تھے کہ یہ معرکہ کیا ہی لیکن نقابدار احمر سرخ پوش شمالی نے کہا کہ یہ سب عیار ہین لشکر حمزہ کے تم سب کو بیہوش کرکے تمھاری صورت بنکر مجھے دھوکا دینے آئے تھے مین نے اِن سب کو گرفتار کیا غرضکہ نقابدار نے اِن سب عیارون کو پاس تخیل رازدان کے روانہ کیا

لیکن اب حال شاپور شیر دل کا بیان ہوتا ہی

کہ یہ بھی اپنے چند عیارون بہمیت جذبہ بیطرف سیرکنان چلے جاتے ہین صورت اپنی ایک مرد فقیر کی بنائی ہے اور سب عیار بالکے بنے ہین شاہ صاحب آگے آگے جبہ پہنے ہوے سونٹا ہاتھ مین کچھ پڑھتے ہوے چلے جاتے ہین کسی مقام پر خود ٹھہر جاتے ہین بالکون سے اِشارہ کردیتے ہین وہ صدا لگانے لگتے ہین سب کے سب تنجر فی پوش

بنے ہوے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب لشکر نقابدار اخضر پوش جنجوبی کے پہونچے اہل لشکر سے پوچھا کہ یہ فوج
کسکی ہی انھون نے بیان کیا کہ یہ نیرنگ قدرت ملک اخضر سبز پوش جنجوبی کی فوج ہی شاہ صاحب داخل
لشکر ہوے ہر طرف سیر کرتے ہوے بازارون کو دیکھتے ہوے قریب خیمۂ نقابدار کے پہونچے حسب اتفاق اُسوقت
نقابدار خیمہ سے نکل رہا تھا جیسے ہی نظر نقابدار کی اِن لوگون پر پڑی کہ بہت سے فقیر سر منڈے ہوے کنٹھے
ہاتھون مین چمٹے پہنے ہوے جھومتے چلے آتے ہین گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ سب کون لوگ ہین لیکن مہتر شاپور
شیر دل نے جو صورت نقابدار کی دیکھی یعنے انداز روش پر نظر کی تو کچھ گھبراہٹ اور پریشانی کا اندازہ کیا آواز
دی کہ بابا بھلا کر بھلا ہوگا نقابدار نے کہا کیونکر سمجھین کہ بھلا ہوگا بہت سے فقیرون کو دیا سوا کچھ کھو دینے کے
کوئی نفع نظر نہ آیا دل کو بھی راحت سے نہ پایا اِس طرح کے کلام جو نقابدار نے کیے شاپور شیر دل سمجھ گیا کہ معلوم
ہوتا ہی نقابدار کسی پر عاشق ہی کہا کہ بابا جو کچھ تجھپر گذرتی ہی سب فقیر پر روشن ہی کسی نے تیرے دلکو دکھ دے
رکھا ہی جان کو ستا رکھا ہی خدمت فقیر کی کر مطلب تیرا حاصل ہو جائیگا ایک تعویذ مین وہ ابھی ابھی تیرے پاس دوڑی
ہوئی چلی آئیگی یہ بات تھی کہ جو فقیر نے کہی نقابدار کا عقیدہ فقیر کیطرف جما اندر بارگاہ کے بلا لیا کچھ لوگ اور آگئے
فقیر نے کہا کہ بابا زیادہ دنیادارون کو ہمارے پاس نہ جمع کر دل انکے سایے مین شیطان چھپا رہتا ہی دل اِن لوگون
کے صاف نہین ہین انکے سامنے دعا اثر نہین کرتی ہی اور اگر انھون نے کوئی تاثیر دیکھ لی تو بلا ہو کر فقیر کے پیچھے
لپٹ جاتے ہین جان چھڑانا مشکل پڑجاتی ہی نقابدار نے سب کو منع کر دیا کہ کوئی یہان نہ آئے سب بخوف نقابدار
باہر چلے گئے اور اندر آنے کا قصد نہ کیا اور اب اندر بارگاہ کے صرف اخضر سبز پوش ہی اور شاہ صاحب ہین
اور انکے بالکے ہین نقابدار نے پوچھا کہ مکان آپکا کہان ہی فقیر نے جواب دیا کہ بابا بے مکانون کا ہر جگہ مکان ہی
بموجب شعر فقیرون کا کیا کوچ اور کیا مقام + جگہ جس جگہ مل گئی مر رہے + آج یہان کل وہان نقابدار نے کہا آخر
ولادت گاہ تو کہین ہوگی کہا ہان ملک طوکیہ مین پیدا ہوا لیکن جب ایک مرشد کامل کے پیرو ہوے گھر چھوڑا بار
چھوڑا ترک دنیا کیا اب وطن اور اہل وطن سے کیا مطلب رہا اخضر سبز پوش نے کہا کہ اسم مبارک فقیر نے کہا
مجکو سالک حق شناس کہتے ہین اخضر نے کہا کہ آپ تو خود روشن ضمیر ہین پھر آپ سے حال دل بیان کرنا بیکار ہی
بس اب کوئی تدبیر اُس معشوق بیوفا کے ملنے کی کیجیے شاہ صاحب نے کہا اچھا تھوڑی آگ اور لوبان اور گوگل
وغیرہ بخورات کی چیزین منگواؤ نقابدار نے اُسیوقت سب اشیا مہیا کین شاہ جی نے بالکون کو بھی پاس سے ہٹا
دیا اور بخور روشن کر کے تعویذ لکھا اور آگ مین ڈالا کہا کہ بابا اِسکی دھونی مین بیٹھو کر دھوان تمھارے جسم مین لگے
جیسے ہی اخضر سبز پوش آگے بڑھا ایک طوطا دربارگاہ مین لٹکا ہوا تھا اُسنے آواز دی کہ او اخضر سبز پوش
ارے کیا کرتا ہی ایسا عشق مین مبہوت ہو گیا کہ دوست دشمن کی شناخت جاتی رہی ارے یہ عیار ہی نام اِسکا
شاپور شیر دل ہی اگر اِس دھونی کے قریب جائیگا بیہوش ہو جائیگا یہ راز تیرا دریافت کرنے آیا ہی یہ سننا تھا
کہ نقابدار جھجکا اور کہا کیون مکار ہمارے ساتھ بھی فریب شاپور نے خنجر کمر سے کھینچا کہ ابتو راز فاش ہو چکا ہی
اِسے مار کر نکل چلو لیکن جیسے ہی خنجر کھینچا نقابدار نے قہقہہ مارا شاپور کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کچھ نہ سوجھا
اور عیارون نے بھاگنے کا قصد کیا دروازہ نظر نہ آیا ہر طرف تاریکی معلوم ہوئی اخضر سبز پوش نے آواز دی
کہ ارے کوئی ہی کچھ سبز پوش دوڑ کر حاضر ہوے کہا اِن سب کو گرفتار کرو اُنھون نے اِن عیارون کی مشکین
باندھ لین نقابدار نے کہا کہ تم لوگ بڑے سرکش ہو اتنا تمھین منع کر دیا تھا پھر کہنا نہ مانا آخر گرفتار بلا ہوے

ہر چند شاپور نے اور سب عیاروں نے کہا کہ ہم نہ جانتے تھے کہ آپ ایسے ہین ورنہ کبھی نہ آتے اور قسم ہی سر
حمزۂ صاحبقران کی کہ ہم بارادۂ قتل نہین آئے تھے آقائی ہماری حماقت تھی مگر ہان یہ ضرور ہو کہ ہمیشہ ہمارا
مکاری ہو عادت فریب کی پڑگئی ہو کچھ آپ سے لے کر چلے جاتے نقابدار نے ایک سماعت نہ کی اور کہا
کہ ان سب کو ابھی نائب قدرت یعنے تخجیل رازدان کی خدمت مین روانہ کرو لوگ انکو مسلسل و مطوق کر کے
لیکر پاس تخجیل رازدان کے روانہ ہوئے لیکن اول قید چالاک ثانی کی چلی ہو پہلے اُسی کا حال بیان ہوتا
ہو کہ ملازمان نقابدار اسود و مغربی قید ان عیارون کی لیے ہوئے چلے جاتے ہین اور وہان تخجیل رازدان
دریچے مین بیٹھا ہوا ہو میلہ جمع ہو رہا ہو لوگ ہر طرف سے چلے آتے ہین کہ دیکھا سامنے سے کچھ سیہ پوش چند قیدیون
کو لیے ہوئے چلے آتے ہین کنارے پر تالاب کے پہونچکر اُنھون نے آواز دی کہ اے نائب قدرت یہ عیاران لشکر
اسلام نیرنگ قدرت یعنے نقابدار سیہ پوش مغربی کو فریب دینے آئے تھے اُنھون نے انکو گرفتار کر کے
خدمت عالی مین روانہ کیا ہو کیا حکم ہوتا ہو تخجیل رازدان نے کہا کہ گرادو ان سبکو اسی پانی مین اگر کچھ بھی
غیرت ہو تو یہ آپ ہی ڈوب کر مرجائین گے یہ سُنکر چالاک ثانی نے فریاد کی کہ اے نائب قدرت ہماری خطا
معاف کیجیے اب آیندہ ایسی حرکت نہو گی اور پہلے سن تو لیجیے لیکن اُن سیہ پوشون نے یہ حکم پاتے ہی ان سب کو
پانی مین ڈھکیل دیا جو گرا ایک نہنگ پیدا ہوا اور اُسے نگل گیا یہانتک کہ سب عیارون کو نہنگ نگل گئے
اہل میلہ یہ حالت دیکھکر تھرا گئے اور تصویر تمثال آئینہ رو کو سجدے کیے ضحاک ریش دراز نے بھی
صلصال ولاجور دشاہ وغیرہ سے کہا کہ دیکھا آپ لوگون نے یہ وہی عیار ہین کہ جس ملک مین گئے تہلکے
برپا کر دیے لیکن یہان کسطرح اسیر ہو کر غرق عرق خجالت ہوئے صلصال ولاجوردشاہ کو ایک گونہ اطمینان
ہوا کہ واقعی مین یہ مقام سخت ہو امیر ثانی کو یہان بیشک مشکل پڑیگی لیکن یہ خبر امیر ثانی کو پہونچی کہ چالاک ثانی
وغیرہ کوئی دس بارہ عیارون کے قریب نقابدار سیاہ پوش پر عیاری کرنے گئے تھے وہان گرفتار ہوے
اور جو تالاب گردکوہ بیضا واقع ہو اُسمین گرا دیے گئے امیر نے سُنکر نہایت عیارون کی نادانی پر تاسف کیا
کہ ہمنے منع کر دیا تھا لیکن نہ مانا آخر اُسکی سزا پائی لیکن اُن عیارون کا حال سنیے کہ جسوقت یہ تالاب مین گرا دیے
گئے اور نہنگ آکر انکو نگل گیا یہ سب بیہوش ہوگئے جسوقت آنکھ کھلی اپنے کو سامنے تخجیل رازدان کے مسلسل
اور مطوق دیکھا تخجیل رازدان نے کہا کہ پہچانا تمنے خداوند تمثال آئینہ رو کو چالاک ثانی وغیرہ نے کہا
کہ بیشک پہچانا وہ خداوند برحق ہو تخجیل ہنسا اور کہا کہ ابھی نہین پہچانا ہان مگر اب پہچان جاؤگے یہ کہکر ایک
تصویر جیب سے نکالی اور کہا ادھر دیکھو اور پہچانو اپنے خداوند کو چالاک ثانی کی نظر جو اُس تصویر پر پڑی
بے اختیار ہو کر سجدے کو جھکا اور جس عیار نے اُس تصویر کو دیکھا سجدہ کیا یہانتک کہ سب نے سجدے کیے
اور کہا کہ بیشک جبتک تو ہم لوگ اپنی جان بچانے کو مکاری کی باتین کرتے تھے اب بیشک پہچانا یہ خداوند
برحق ہو تخجیل رازدان نے کہا کہ جو خطا انسان سے ہوتی ہو جبتک اُسکی سزا نہین ہولیتی ہو اُسوقت تک متنبہ نہین
ہوتا ہو اور عدالت خداوندی مین بھی فرق آتا ہو لہذا جو بے ادبی تمنے نیرنگ قدرت نقابدار سیاہ پوش
کے ساتھ کی تھی اُسکی سزا یہ ہو کہ فلان صحرا مین جاؤ اور دن بھر گھانس چھیلو شام کو اُسے لشکر مین لاکر بیچو اور رات
کو عبادت خداوند مین بسر کرو سب نے کہا کہ ہمین بدل منظور ہو بھیج دیجیے تخجیل رازدان نے کہا ابھی تھوڑی
دیر صبر کرو کہ کچھ ساتھ والے تمھارے اور پیدا ہونے والے ہین کہ یکایک پھر ایک شور و غوغا ہوا تخجیل رازدان

تالاب کے جانب متوجہ ہوا دیکھا کہ ملازمان نقابدار سفید پوش چند عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کیے ہوے لیے
چلے آتے ہین لب دریا پہونچکر آواز دی کہ اے نائب قدرت نقابدار ابیض سفید پوش مشرقی نے ان گناہگارون کو
بھیجا ہے اب انکے حق مین کیا ارشاد ہوتا ہے تنجیل رازدان نے پوچھا کیا خطا کی تھی ان سب نے اُنھون نے
کہا کہ بھانڈ بنکر لشکر مین پہونچے دروازۂ بارگاہ پر شور و غوغا کیا نقابدار کی نیند اُڑا دی آخر کار گرفتار ہوے
تنجیل رازدان نے کہا ڈھکیل دو ان سب کو اسی تالاب مین یہ سنکر سفید پوشون نے ان سب عیارون کو
تالاب مین ڈھکیل دیا ہر چند سنجر بلخی یزک خطائی ان سب نے شور کیا اور فریاد کی مگر اُنھون نے سماعت
نہ کی اور جو گرا اسکو نہنگ آکر نگل گیا یہ خبر بھی امیر کشور گیر کو پہونچی کہ یزک خطائی سنجر بلخی ابو الفتح اصفہانی
وغیرہ سب نقابدار سفید پوش کے یہانسے گرفتار ہوکر آئے تھے وہ بھی تالاب مین غرق کر دیے گئے امیر
ثانی کو اور خجالت ہوئی اور ان عیاران نامی وگرامی کا صدمہ ہوا فرمایا کہ افسوس اپنی عزت بھی ڈبوئی اور
جانین بھی دین کہنا نہ مانا معلوم ہوا کہ قضا ان لوگون کی اسی طرح لکھی تھی کہ ہم آنکھون سے مرتے ہوے دیکھین اور
زبان بھی ہلا سکین لیکن وہان جو آنکھ ان عیارون کی کھلتی ہے اپنے کو اسیر غل و زنجیر بیٹھے ہوے دیکھا اور سامنے
تنجیل رازدان کو پایا چالاک ثانی سے ملاقات ہوئی ابو الفتح وغیرہ نے دیکھا کہ کوئی سلام تک نہین
کرتا دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہے بسبب خوف جان کے یہ سب آداب بھولے ہوے ہین ایک عیار نے خود
سلام کیا کہ اگرچہ چالاک ثانی سن مین چھوٹا ہے مگر شان اسلام یہی ہے بندگی خدا کی ہے چالاک ثانی نے
عوض جواب سلام کے اور اُس طرف سے مُنھ پھیر لیا سنجر بلخی وغیرہ خاموش ہو رہے کہ کچھ جنون اسے ہو گیا
ہے اگر گرفتاری کی شرمندگی کو کہیے تو اُسی حال مین ہم بھی مبتلا ہین کہا اے چالاک ثانی مزاج کیسا ہے چالاک
ثانی نے کہا کہ تم لوگون سے میرا مزاج بہت اچھا ہے کیونکہ مین نے اپنے خداوند کو پہچان لیا اب مین تمھارے
گروہ سے الگ ہون مجھ سے بطور تمثال پرستان سلام کروگے تو جواب پاوٴگے یہ عیار پریشان ہوے کہ کیا یہ
مرتد ہو گیا یا مکر کرتا ہے لیکن تنجیل رازدان نے کہا کہ تم بھی خداوند کو پہچانوگے ان سب نے کہا کہ اگر دیکھین گے
تو کیون نہ پہچانین گے تنجیل رازدان نے وہی تصویر ان سب کو بھی دکھائی بس تصویر کا دیکھنا تھا کہ دل
سب کے برگشتہ ہو گئے قلب پر سیاہی آگئی بے اختیار سجدے کو جھکے اور کہا اے نائب قدرت بیشک آج پہچانا
اپنے خداوند کو افسوس کہ اپنی عمر خداپرستی مین مفت برباد کی اور قبل اسکے خداوند کو کیا کیا کہا تھا مگر اب توبہ
کرتے ہین یہ کہکر مُنھ پر طمانچے مارنے لگے تنجیل رازدان نے قید انکی دور کرائی اب چالاک ثانی نے ان
سب کو سلام کیا اور کہا کہ آپ ہمارے بڑے ہین خطا ہماری معاف کیجیے اُسوقت تک آپ اور تھے ہم اور
تھے اب ہم اور آپ ایک ہو گئے یہ کہکر سب خوب گلے ملے تنجیل رازدان نے کہا کہ اب جو خطائین تم سے ہوچکی
ہین اُنکی سزا یہ ہے کہ دن بھر گھانس چھیلو اور شام کو لشکر نقابدار سفید پوش مین لاکر بجو رات عبادت خداوند
مین گذارو سب نے کہا ہمین دل سے منظور ہے کہ پھر شور و غوغا ہوا تنجیل رازدان نے دریچے مین آکر دیکھا
کہ کچھ عیار اور گرفتار چلے آتے ہین اتنے مین لب آب پہونچکر کچھ سرخ پوشون نے آواز دی کہ اے نائب قدرت
یہ عیاران اسلام نقابدار احمر سرخ پوش شمالی کو دھوکا دینے گئے تھے وہان گرفتار ہوے تنجیل رازدان
نے کہا کہ گرادو انکو اسی پانی مین سرخ پوشون نے ان سب کو بھی ڈھکیل دیا اور نہنگ آکر نگل گئے یہ خبر بھی امیر
کو پہونچی نہایت افسوس ہوا یہ لوگ بھی اُسی طرح سامنے تنجیل رازدان کے پہونچے تصویر کو دیکھکر سجدے

پکے اعتقاد برگشتہ ہوے بعد انکے سبزپوش شاپور شیردل وغیرہ کو لیے ہوے پہونچے اور حسب الحکم خداوند
تخیل رازدان کے پانی مین گرا یا جب آنکھ کھلی سامنے تخیل رازدان کے پایا اور تصویر دیکھکر سجدے
کیے تخیل رازدان نے ان سب سے بھی یہی کہا کہ گھانس چھیلا کرو اور جب نقابدار کے گناہگار ہو شام کو اُسی
کے لشکر مین آکر بیچ جایا کرو رات عبادت خداوند مین بسر کیا کرو سب نے بدل منظور کیا تخیل رازدان نے چالاک
ثانی سے اور اُسکے عیارون سے کہا کہ تم لوگ یہ کہکر اِس تالاب مین کود پڑو کہ اے نہنگ قدرت ہمین بیابان سمت
مغرب مین پہونچا دے یا تو یہ سب ڈھکیل کر گرائے گئے تھے یا ایسے عقیدے زبردست ہوگئے کہ خود پانی مین
کود پڑے نہنگ کے مُنہ مین چلے جسوقت آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین دیکھا ایک ایک کھرپی پاس دیکھی گھانس
چھیلنے مین مصروف ہوے بعد اِسکے یزک خطائی وغیرہ سے کہا کہ تم لوگ بھی یہ نیت کرکے کودپڑو کہ اے نہنگ
قدرت ہمین بیابان سمت مشرق مین پہونچا دے یہ بھی پانی مین کودے نہنگ اِنکو نگل گیا جسوقت آنکھ کھلی
وہی ایک ایک کھرپی انھین بھی ملی گھانس چھیلنے مین مصروف ہوے بعد اِسکے سرخ پوش بیابان سمت شمال
کے قصد سے کودے نہنگ نے اِنکو شمال مین پہونچا دیا سبزپوش جنوب مین نکلے اب اِن سب کی یہ حالت
ہے کہ دن بھر گھانس چھیلتے ہین شام کو چالاک ثانی وغیرہ نقابدار سیہ پوش کے لشکر مین آکر گھانس بیچ جاتے
ہین جو کچھ ملتا ہے اُسمین بسر کرتے ہین رات کو یا خداوند تمثال آئینہ رو کے نعرے بلند ہوتے ہین اِسی طرح سب
عیارون بھر گھانس چھیلتے ہین شام کو نقابدارون کے لشکرون مین جا جا کر گھانس بیچتے ہین رات بھر تمثال
آئینہ رو کو پکارتے ہین یہ خبر امیر ثانی کو پہونچی اور عیار جو بالا دہی کیواسطے نکلے تھے اُنھون نے آکر ان عیارون
کو سمجھایا کہ چلے چلو لشکر اسلام مین ہم خطا تمھاری امیر سے معاف کرا دینگے عیارون نے جوابدیا کہ اب ہمسے اور
امیر سے کیا واسطہ ہے وہ خدا پرست ہم خداوند تمثال آئینہ رو کے ماننے والے اب ہمنے اپنے خداوند کو
پہچان لیا ہمین یہ گھانس چھیلنا قبول اور کہین کی سلطنت نہین قبول عیارون نے آکر امیر سے سب کی حالت
بیان کی امیر کو ان سب کے مرتد ہو جانے کا اور افسوس ہوا اور فرمایا کہ اِس سے تو یہ کمبخت مرجاتے تو اچھا
تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہان سب کارخانہ سحر کا ہے خدا انجام بخیر کرے اِن عیارون کی تو یہ حالت ہوئی لیکن اور
عیارون کو خوف ہوا کہ اگر ہم کوئی عیاری کرینگے تو ہماری بھی یہی حالت ہوگی جب ایسے ایسے عیار یون گرفتار
ہوے تو ہماری کیا حقیقت ہے مگر اب دن میلے کا آیا اور ہر طرف تیاری میلے کی ہوئی دوکانین آراستہ ہوئین
بہروپیون نے روپ بدل بدل کر پھرنا اور روپیے کمانا شروع کیا کسی جگہ چرخ پوجا گردش مین تھا لڑکے اور
وہ جوان بھی جنکے مزاج مین بچپنے کی بو تھی چرخ پوجے پر بیٹھے ہوے نشیب و فراز دنیا کے سیر کر رہے تھے گردش
فلکی کا تماشا دیکھ رہے تھے کہین ساقنون کی دوکانین برابر سے آراستہ تھین نشہ بازون کا مجمع تھا دم پڑ رہے
تھے دھوئین اُڑ رہے تھے اِسقدر دھوان بلند ہوا تھا کہ گویا ایک ابر چھایا ہوا تھا کسی مقام پر تنبولنون کے
تخت لگے ہوے تھے تماشبینون کے مجمع تھے دو دو روپے ایک گلوری کی قیمت پہونچ گئی تھی یار لوگون کے مجمع
تھے کسی مقام پر ریچھ والے بندر والے ڈگڈگی بجا رہے تھے لڑکون کو تماشے دکھا رہے تھے جانور سے آدمی کا
کام لے رہے تھے کہین بیا ہاتھ پر بیٹھا ہوا توپین چھوڑ رہا تھا درختون کی پتیان لا رہا تھا کہین طوطا بیٹھی بلا رہا تھا
کسی جا تخت سوانگون کے اُڑتے ہوے تھے لاگین ہو رہی تھین کوئی چھری نگل رہا تھا کوئی پانی پیکر لہو اُگل
رہا تھا انواع اقسام کی لاگین ہو رہی تھین دیکھنے والے حیرت مین تھے کہین افیونیون کا مجمع تھا سب جھرمٹ کیے

ہوے بیٹھے تھے گنے چھل رہے تھے چھلکون کا ڈھیر تھا مکھیان بھنک رہی تھین افیون گھل رہی تھی قصے اِدھر اُدھر
کے ہو رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ کیا کہین یار عجب طرح کا معرکہ سننے مین آیا ہو لوگ کہتے ہین کہ کسی شہر مین بکری کے یہان
اونٹ کا بچہ پیدا ہوا اُسنے کہا بیشک سچ ہو کوئی اسمین فرق نہین ہو ایک نے کہا کہ ہمارے یہان مرغی نے طوطے کا بچہ
دیا کوئی بولا چیل بلی کو اُٹھا لیگئی اِس اِس طرح کی باتین ہوتی تھین اُسپر ہزارون قسمین کہ ہان سچ ہو ایک نے ایک
گنڈیری چھیلی اُسکے بیس ٹکڑے کیے سب کو بانٹے اگر اُدھر سے کوئی نارنگی والا آگیا سب نے کہا کہ جلد جاؤ یہان تمھاری
آواز سے نشہ کم ہوا جاتا ہو کیا کھٹی چیز بیچنے لائے ہو تمھین خاک نفع نہو گا کسی مقام پر نٹنیان ناچ رہی ہین لوگ گرد
جمع ہین بازاریون کا ہجوم ہو دونی چونی انعام مین دی جا رہی ہو تالاب کے گرد لوگون کا ہجوم ہو وسط تالاب
مین تصویر تمثال آئینہ رو کی نصب ہو لوگ سجدے کرتے جاتے ہین ہار پھول پانی مین پھینکتے ہین ہاتھ منھ دھوتے
ہین پانی پیتے ہین آنکھون سے لگاتے ہین جسکو جو کچھ نصیب ہو حسب لیاقت روپیہ اشرفی جواہر وغیرہ اُسی تالاب
مین پھینکتے ہین ہر طرف کٹورہ کھنک رہا ہو ہنگامہ گرم ہو لڑکے کھلونے خرید رہے ہین یہانتک کہ جو سات روز میلے
کے معین تھے سات روز تک یہ ہنگامہ گرم رہا رات کو چراغان کا لطف رہتا تھا خلقت کا ہجوم کھوے سے کھوا
چھلتا تھا جب روز آخر ہوا تو نوذر کجکلاہ اپنے باپ طوس زرین تاج کے ہمراہ بر لب تالاب پہونچا تمام
کیفیت دیکھی کہ خلقت کا ہجوم ہو لوگ روپیہ پیسا پھینک رہے ہین نوذر کجکلاہ جو اصل مین عمرو ثانی ہو منھ
مین اسکے پانی بھر آیا کہ اِس تمام تالاب مین منون جواہر اشرفی ہو گا کیونکر لینا چاہیے یہ دل مین خیال کرکے کہا کہ اب
اِن لوگون سے علیحدہ ہونا بہتر ہو ورنہ تدبیر نہ بن پڑیگی آج روز آخر ہو کل میلا برخاست ہو گا میلے سے زیادہ اِس
مقام پر کسی کے ٹھہرنے کا حکم نہین ہو سب اپنے اپنے مکان کو راہی ہونگے طوس بھی اپنے شہر کیطرف جائیگا جسوقت
طوس زرین تاج سجدہ اُس تصویر کو کرکے پھرا نوذر سے کہا اے فرزند چلو نوذر نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہو کہ
ہر وقت تصویر خداوند کو دیکھا کرون ایک لحظہ یہانسے نہ جاؤن طوس نے کہا بیٹا بعد میلے کے یہان ٹھہرنے کا حکم نہین
ہو لہذا چلو نوذر نے کہا کہ کل شام تک یہان رہنے کا اختیار ہو پرسون البتہ یہان کوئی نہو گا مین شب کو چلا آؤنگا
طوس نے کہا زیادہ دیر نہ کرنا اُتنا ہی شوق اچھا ہو جسقدر خداوند کو پسند ہو زیادہ دوستی مین بھی آدمی راندہ جاتا
ہو یہ کہکر طوس زرین تاج تو چلا آیا لیکن عمرو ثانی جو بشکل نوذر بنا ہوا تھا منتظر کھڑا ہوا تھا کہ مجمع کم ہو تو اپنا
کام کرون اب شام ہوئی لوگ رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے مقام کیطرف متوجہ ہوے کہ شب کو سو رہین صبح کو یہانسے
جانا ہو گا زحمت سفر درپیش ہو جب بارہ بجے رات کے اور تالاب پر سناٹا ہوا دیکھا عمرو ثانی نے کہ اب کوئی نہین
ہو نوذر اصلی کو زنبیل سے نکالکر ہلکی سی بیہوشی دیکر وہین لٹا دیا اور آپ جال الیاسی مارکر کہا کہ جسقدر روپیہ جواہر
اشرفی ہو سب اسمین آجائے اب جو جال کھینچا تو جو کچھ تالاب مین تھا مع تصویر تمثال آئینہ رو سب کھنچ آیا عمرو ثانی
نے سب داخل زنبیل کیا اور وہانسے چلتے ہوے یہان لشکر امیر مین عیار چرچا کر رہے تھے کہ خواجہ سلامت کا پتا
نہین ہو نہین معلوم کس طرف گم ہین کہین وہ بھی کسی افتاد مین نہ پھنس گئے ہون اور عیارون کا تو پتا لگتا ہو اُنکا
کہین ذکر نہین سُنا امیر ثانی بھی نہایت تشویش مین ہین فرما رہے ہین کہ خدا اُس دزد مکار کو یہان کے نیرنگ
سے بچائے ایسا نہو کہین پھنس جائے تو قیامت ہو مین عہد کیے ہوے ہون کسی کو نہ چھڑاؤنگا پہلے سے منع کر دیا ہو
جو کہا نہ مانیگا وہ سزا کو پہونچیگا کہ یکایک دروازۂ بارگاہ پر آواز نکلہ بلند ہوئی دیکھا امیر نے کہ عمرو ثانی
چلے آتے ہین عمرو نے امیر کو اور بادشاہ اسلام کو مجرا کیا آکر کرسی ہر ہفت پہلوہ افگن ہوے امیر نے پوچھا خواجہ

کہان گئے تھے میلے کی سیر کی بھی کسی کو لوٹا تو نہین عمرو نے کہا حمزہ جب تو یہ کہیگا تو دشمن حق تا حق کو طوفان جوڑ
دینگے خبردار ایسی بات زبان سے نہ نکالنا تیری آنکھ مین ذرا مروت نہین ہو ابھی ابھی کوئی جھوٹ موٹ کچھ اگر بیان
کردے تو عمرو سے بگڑ جائیگا دشمن ہو جائیگا تیری عقل اور بیمروتی سے خدا پناہ مین رکھے زمانہ پر آشوب ہو رہا
ہو مثل مشہور ہو کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندا کرتی ہو ابھی تیرے لشکر کے عیار چارون نقابدارون کے یہان
گرفتار ہو چلے ہین سب کا اعتبار اُٹھ گیا چور اور ساہوکار سب برابر ہو گئے امیر نے فرمایا کہ ایک تو ہی تو ساہوکار
ہو اور سب چور ہین ارے اُن بیچارون کو سال بھر مین تو اُتنا نصیب نہین ہوتا جو تو ایک روز مین لوٹ لاتا
ہو عمرو ثانی نے کہا کہ حمزہ اب مین دم بھر تیرے پاس سے نہ جاؤنگا نہ تو کسی کام کو مجھے بھیجنا یہان کا تو یہ
رنگ ہو لیکن جب میلہ برخاست ہو گیا تو صبح کے وقت تنجیل رازدان نے اُن لوگون کو جو مال تالاب سے نکالنے
پر معین تھے بھیجا اور کہا کہ دیکھو اس سال کسقدر آمدنی ہوئی ہو کہ حساب لگا کر خدمت مین خداوند کے روانہ
کیجائے لوگ جال ہاتھون مین لے لیکر روانہ ہوے یہان نوذر کجکلاہ قریب صبح چونکا بیہوشی دفع ہوئی اپنے
کو تالاب پر پایا حیران تھا کہ یا تو وہ صحرا نٹنی سے ملاقات اپنا خیمہ یا ایک اندھیری کوٹھری مین جا کر بند ہوے
یا اب یہ ایک نئے مقام پر ہین خدا جانے یہ کونسا مقام ہو یہ اسی شش و پنج مین تھا کہ سامنے سے کچھ لوگ جال
ہاتھون مین لیے ہوے نمودار ہوے اُن لوگون نے جو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا ہو کہ چہرے سے اُسکے شان
شاہی و شہریاری ہویدا ہو تاج مرصع بر سر جار قب شہنشاہی دربر مگر بے سامان لوگون نے کہا کہ آپ کون ہین اور خلاف وقت
اس مقام پر کیون کھڑے ہین نوذر نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہو انھون نے کہا کہ کیا دماغ مین آپ کے کچھ خلل آگیا ہو
یہ ایسا مقام مشہور اگر آپکو نام اس مقام کا نہین معلوم ہوا تھا تو یہان تک کیونکر پہونچے نوذر نے کہا کہ مین اپنا ماجرا
کیا بیان کرون یہ کہکر اول سے نٹنی کا ملنا اور پھر ایک اندھیری کوٹھری مین بند ہونا پھر بعد کچھ زمانے کے اس مقام پر نکلنا
سب بیان کیا وہ لوگ بھی یہ سُنکر حیرت مین آئے بعضون نے کہا کہ نہین معلوم کیا اسرار ہو اِسے خداوند جانین
بعضون نے کہا کہ میان اِسے خلل دماغ ہو گیا ہو آؤ اپنا کام کرو غرضکہ وہ چار اِسکی باتون مین اُلجھے رہے دس بیس
نے غوطے لگائے جال مارنا شروع کیے لیکن کوئی کنکری تک تالاب مین سے باہر نہ نکلی سب حیران تھے کسی نے
کہا کہ ابکی کیا کسی نے کچھ نہین چڑھایا کوئی بولا ہمنے اپنی آنکھون سے اشرفی روپیہ پھینکتے دیکھا ہو کسی نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہو اِسی شخص نے مال لیا ہو اب جان اپنی بچانے کے لیے بہکی بہکی باتین کرتا ہو بعضون نے کہا
کہ یہ اکیلا اتنا مال کیونکر نکال لیجا سکتا ہو کسی نے کہا کہ اور لوگون کے ہاتھ بھیجدیا ہوگا ایک آدھ گھبرا کر بولا
کہ ارے میان اور غضب دیکھو خداوند کی تصویر بھی تو نہین ہو کسی نے کہا سیان اس بیچارے پر کیون الزام
رکھتے ہو فرشتگان قدرت اُٹھا لیگئے ہونگے خداوند پاس پہونچا دیا ہوگا اتنی بڑی تصویر خداوندی جسکا لنگر
کئی ہزار من کا تھا بشر کا یہ کام تھا کہ اُسے چرا لیجاتا جنبش بھی تو نہین ہوسکتی یہان یہی باتین تھین لیکن وہان
صبح کو طوس زرین تاج جو خواب سے بیدار ہوا پوچھا کہ صاحبزادے آرام کرکے اُٹھے یا نہین لوگون
نے بیان کیا کہ حضور وہ تو ابھی تک تالاب قدرت پر سے نہین آئے شب کو جب ہم لوگ بلانے گئے ہمین رخصت
کردیا کہ تم یہان نہ ٹھہرو ہمین کچھ راز کی باتین خداوند سے عرض کرنا ہین اور وہ باتین بہت ہین خبردار اب نہ
آنا آخر ہم مجبور ہو کر چلے آئے طوس نے کہا جاؤ اور ہماری طرف سے کہنا کہ باتون سے فرصت ہوئی یا نہین
بس زیادہ دماغ خداوندکا نہ پریشان کرو چلے لوگ دوڑے ہوے قریب تالاب کے آئے دیکھا کہ نوذر کجکلاہ

کو لوگ گھیرے ہوے کھڑے ہین نوذر ایک ایک سے کہہ رہا ہو کہ مین نہین جانتا کہ مین یہانتک کیونکر پہونچا لوگ کہتے ہین
کہ اِس باتین بنانے سے کام نہ نکلے گا یا خدمت مین نائب قدرت کے چلو یا مال کا پتا بتاؤ نوذر عاجز اور پریشان
ہو رہا ہو کہ کیا کرین کیا نہ کرین اور وہ لوگ پریشان کر رہے ہین یہ لوگ جو نوذر کی تلاش مین آئے تھے یہ معرکہ دیکھکر
خدمت مین طوس زرین تاج کے آئے اور بیان کیا کہ صاحبزادے آپ کے گرفتار بیٹھے ہین لوگ کہہ رہے ہین
یا مال دو یا نائب خداوند کے پاس چلو وہ جیسا تمھارے حق مین بہتر جانین گے ویسا کرینگے اور نوذر بچارہ ایسی
ایسی باتین کرتے ہین کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا معرکہ ہو کبھی کہتے ہین کہ یہ کون مقام ہو مین یہانتک کیونکر آیا مین تو
فلان صحرا مین اپنے خیمے مین تھا صبح کو طرف کوہ بیضا کے جانے والا تھا طوس یہ سُنکر بہت گھبرایا کہا کہ منع کرتے
تھے کہنا نہ مانا معلوم ہوتا ہو کہ کچھ بے ادبی اِس سے ہوئی یا کوئی بات مزاج خداوند کے خلاف گذری عتاب نازل
ہوا اِسے جنون ہو گیا یا یہ ہوا ہو کہ شب کا وقت تھا کسی پری یا جن کا اِسپر سایہ ہو گیا کیونکہ اُس مقام متبرک پر
رہنے کی ممانعت نہین ہو معلوم ہوتا ہو کہ شب کا وقت بنی جان کے آنے کا ہو انسان مین اور اُنمین دشمنی ہو اِسی سے خداوند
نے دن کا وقت ہمارے لیے اور شب کا وقت اُنکے واسطے معین فرمایا ہو غرضکہ اولاد کی محبت بری شئے ہوتی ہے
گھبرایا ہوا تالاب پر آیا دیکھا کہ واقعی مین لوگ نوذر کو گھیرے ہوے کھڑے ہوے ہین اور کہہ رہے ہین کہ تو ہی
مال یہان کا لیگیا ہو ہم ضرور نائب خداوند کے پاس لیچلین گے اتنے مین دیکھا کہ سواری نائب خداوند تخیل
رازدان کی آئی ہو سب باادب ہو کر علحدہ ہوے تخیل رازدان نے آتے ہی پوچھا کہو کسقدر مال تالاب
سے نکلا لوگون نے بیان کیا کہ عجب طرح کا معرکہ گذرا ہو کہ بیان سے باہر ہو مال کے نام خاک بھی تالاب سے نہین
نکلی ہان ایک یہ شخص بیشک خلاف وقت یہان ملا تو اِس سے پوچھ رہے ہین تخیل رازدان نے کہا کہ تم لوگ
بڑے بے شعور ہو کہ اُسے پریشان کر رہے ہو ہان اتنی خطا اِسکی ضرور ہو کہ خلاف وقت یہ یہان رہا تو خیر ہو سکتا
ہو کہ عشق خداوند مین یہ یہان سے نہ گیا طوس زرین تاج نے اتنی بات اپنے مطلب کی جو تخیل رازدان
کی زبانی سنی کہا کہ حضور پر سب روشن ہو یہ فرزند میرا خود شاہزادہ ہو خداوند نے ملک و مال سب کچھ دیا ہو اِسے
کیا ضرورت تھی جو یہ چراتا تو کہان لیجاتا اگر تبرکا کوئی شئے لیتا بھی تو اِسقدر مال کیونکر تالاب سے نکال لیتا اور کہان
لیجاتا تخیل رازدان نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو مگر جب یہ شب بھر یہان رہا تو اِسنے لیجانیوالے کو بھی ضرور دیکھا
ہوگا اُسکا نشان اِس سے پوچھنا چاہیے یہ کہکر نوذر کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم بیان کرو کہ شب کو کون یہان
آیا اور تمام مال خداوندی اُسنے چرایا نوذر جدا ، لیکن حیران ہو کہ مین کیا بیان کرون مین تو فلان صحرا تک کا حال
جانتا ہون مجھے یہ بھی نہین معلوم کہ مین یہانتک کیونکر پہونچا اور یہ مقام کونسا ہو ڈرتے ڈرتے کہا کہ اگر آپ نائب
قدرت ہین تو آپ پر سب کچھ روشن ہو گا مجھے نیلے کے ایک روز قبل تک کی بیشک خبر ہو کہ مین بیابان خرم مین
شکار کھیلتا ہوا پہونچا تھا شب کو سو رہا صبح کو کوچ کا قصد تھا پھر مین نے اپنے کو ایک مقام تاریک پر پایا کہ نہ وہان
دن کا حال معلوم ہوتا تھا نہ رات کا شب کو کوئی شخص آکر سوکھے ٹکڑے اور ایک جام پانی کا دیجاتا تھا اتنا اندازہ بیشک
ہو سکتا ہو کہ مین وہان کئی روز رہا اُسکے بعد جو آنکھ کھلی تو مین نے اپنے کو یہان پایا اِن لوگون کو آتے دیکھا اِنھون نے
پہلے جال ڈالے تالاب مین غوطے لگائے اُسکے بعد مجھکو گرفتار کر لیا یہ باتین سُنکر تخیل رازدان کے ہوش اُڑے
کہ یہ تو نئی بات کہتا ہو طوس بھی گھبرایا کہا کہ اے فرزند ابھی شب کو تو مین خود تجھے یہان چھوڑ کر گیا ہون تو نے کہا تھا
کہ مین آجکی رات یہین عبادت مین بسر کرونگا صبح کو آپ کے ہمراہ چلونگا اِسوقت تو صحرا کا پتا دیتا ہو یہ تجھے کیا

ہو گیا ہی نوذر نے حسرت سے باپ کیطرف دیکھا اور کہا کہ آپ سچ فرماتے ہین برے وقت مین سب دشمن ہو جاتے
ہین مین آپکو کیونکر دروغگو کہون سوا اسکے کہ مین جھوٹا ہون خیر اگر مین سچا ہون تو خداوند آپ مجکو بچائینگے
اور بظاہر تو سراسر جھوٹا ہوں نائب خداوند جیسی چاہے مجھے سزا دین اسنے یہ کلمات حسرت آیات اس طرح
کہے کہ طوس کا دل پسیج گیا تخیل بھی سر بزانو ہوا کہ بغیر مقدمہ صاف ہوئے اسے سزا کیونکر دی جاسکتی ہی
کہا اے نوذر تو نہ گھبرا ہم اس حال سے خداوند کو مطلع کرتے ہین وہ سب جانتا ہی جو بات اصل ہوگی وہ معلوم
ہو جائیگی تو ہمارے ساتھ چل یہ کہکر طوس اور نوذر کو اپنے ہمراہ لیا قلعہ ضحاکیہ مین آیا ضحاک ریش دراز
سے سارا معرکہ بیان کیا صلصال ولاجورد شاہ کہ صدہا تماشے عیاران لشکر اسلام کے دیکھ چکے ہین انھون
نے کہا اے نائب قدرت یہ کام عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی یا کسی اور عیار نامی کا ہی تخیل رازدان نے کہا کہ
ہم بغیر خداوند سے دریافت کیے ہوے کسی پر الزام کیونکر رکھ سکتے ہین اگر کوئی دلیل پوچھے گا تو کیا بیان کرینگے
یہ کہکر اُسی وقت ایک عرضی لکھی اُسمین تمام حال مفصل نکلنا مال کا تالاب سے اور ناپدید ہو جانا تصویر کا اور بیان
نوذر جگلاہ کا سب تحریر کر کے یہ لکھا کہ اس راز کو سوا خداوند کے کون جان سکتا ہی لیکن ہم بندے نہایت
پریشان ہین امیدوار ہین کہ حقیقت حال سے مطلع فرمائیے اور وہ عرضی ملفوف کر کے ایک ساحر کے ہاتھ
پاس تمثال آئینہ رو کے روانہ کی اور آپ منتظر جواب ہو کر قلعہ ضحاکیہ مین قیام کیا لیکن وہ ساحر جو عرضی
لیے ہوے شہر شعبدہ مین پہونچا اپنے آنے کی اطلاع کرا بھیجی تمثال آئینہ رو نے طلب کیا جسوقت قاصد یہ عرضی
لیے ہوے سامنے تمثال آئینہ رو کے پہونچا چہرے پر اسکے نقاب پڑی ہوئی تھی وجہ یہ ہی کہ جو کوئی صورت
نحس اس ملعون کی دیکھ لیتا ہی وہ بیہوش ہو جاتا ہی تمثال آئینہ رو نے عرضی لیکر پڑھی مضمون سے آگاہ ہوا
ہنسا دیوار کے جانب نظر کی اندر اُس قصر کے صدہا تصویرین لگی ہوئی ہین ایک تصویر سے کہا کہ حال اس
معرکہ کا مفصل بیان کر یہ سنتا تھا کہ وہ تصویر گویا ہوئی کہ یا خداوند عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی بڑا مکار ہی یہ فریب
اُسی کے بنائے ہوے ہین مال لیکر آپ اس طرح علیحدہ ہو رہا کہ کوئی گمان بھی نہین کر سکتا پہلے وہ ایک ٹٹنی
کی صورت بنکر صحرا مین گیا اُدھر سے نوذر آتا تھا نوذر اُسے عورت سمجھکر اُس پر عاشق ہوا اپنے خیمہ مین لے گیا
عمرو نے نوذر کو بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا آپ اُسکی صورت بنکر تالاب پر طوس کے ہمراہ آیا مال دیکھکر
طمع دامنگیر ہوئی طوس سے بہانہ کیا کہ مین شب کو یہان عبادت کرونگا لیکن رات کو اُسنے تمام مال جو نذر
خداوند ہوا تھا جال ڈالکر تالاب سے کھینچ لیا بلکہ تصویر خداوندی بھی اُسی کے پاس ہی آپ تو وہان سے جا کر
لشکر اسلام مین ملگیا اب امیر کے پاس شاہوکار بنا ہوا بیٹھا ہی نوذر کو کئی دن کے بعد زنبیل سے نکالکر وہان
چھوڑ آیا جو لوگ مال نکالنے پر متعین ہین جسوقت تالاب پر پہونچے خلاف وقت اُسے دیکھا طرہ اُسپر یہ کہ مال
بھی تالاب سے نہ نکلا شک گذرا اور اُس بیچارے بیقصور کو گرفتار کیا اصل مین چور عمرو ہی یہ سنکر تخیل کے
قاصد نے دوبارا تمثال آئینہ رو کو سجدہ کیا اور کہا یا خداوند تجھ سے کوئی بات کب چھپ سکتی ہی تمثال
آئینہ رو نے ایک نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے نائب قدرت اسطور سے عمرو عیار نے آکر سب
مال لوٹا اور تمام کیفیت جو تصویر نے بیان کی تھی مفصل تحریر کی اور لکھا کہ یہ نامہ پاس حمزہ ثانی کے بھیدینا
اور کہلا بھیجنا کہ تمھارا سا مرد ذی مرتبت اور ایسے ایسے چورون کو رفاقت مین رکھتا ہی معلوم ہوا کہ تمھاری
صاحبقرانی انھین سب کے بھروسے پر ہی بس تمھین لائق و لازم یہ ہی کہ اسیوقت باندھکر عمرو ثانی کو پاس

ہمارے روانہ کرد وہ چور ہمارا ہی ہم چاہے اُسے بخشین چاہے سزا دین جسوقت خط کا مضمون تمام ہوا تمثال آئینہ رو نے اُسی قاصد کو دیا قاصد خط لیکر پاس تخبیل رازدان کے آیا تخبیل نے نامہ خداوند کو آنکھون سے لگایا لفافہ چاک کر کے پڑھا حقیقت حال سے آگاہی ہوئی صلصال نے کہا کہ اہو نائب قدرت یہ دیکھا آپ نے ہم نہ کہتے تھے کہ یہ کام اُنھین لوگون کا ہی کہ جس سے عقل چکر مین آئے بھید سمجھ مین نہ آئے لیکن تخبیل نے وہی نامہ اُٹھا کر پاس امیر ثانی کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ شرط مروت یہ ہی کہ آپ اسیوقت عمرو ثانی کو باندھکر خدمت مین خداوند کے پاس ہمارے بھیجدیجے ضحاک رلیش ورازیہ نامہ لیکر آپ خدمت بابرکت امیر ثانی مین روانہ ہوا لیکن اول خبر امیر کو اُس غلغلے کی پہونچی کہ کوئی تمام روپیہ اشرفی مع تصویر خداوند کے تالاب سے نکال لیگیا امیر پہلے تو نہایت متحیر ہوے پھر کچھ کھٹکے کہین عمرو نے تو یہ حرکت نہین کی پھر خیال ہوا کہ عمرو تو شب سے میرے پاس موجود ہی اور یہ واقعہ صبح کا ہی لیکن احتیاطاً پوچھا کہ خواجہ اتنے مال کا غائب ہوجانا خالی نجائیگا تھوڑا بہت ہوتا تو خیر چپ ہاتھا وہ صبر کرتا یہ تو کئی ملکون کے خراج کے برابر روپیہ گم ہوا ہے اُسپر یہ کس قدر کی بات ہی کہ تصویر اُنکے خداوند کے گم ہوئی ہی ضرور وہ لوگ خاک چھانینگے مگر چور کو پیدا کرینگے کہیں تمنے تو یہ حرکت نہین کی اگر ایسا کیا ہو تو جہان کا مال ہی وہان پھینک آؤ اسی مین بہتری ہی ورنہ یہ مال چھپ نہین سکتا یہان سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہی ایسا نہو کہ مثل اور عیارون کے تم بھی گرفتار بلا ہو عمرو نے کہا حمزہ بھلا کوئی عقل کی بات ہی کہ اتنا بڑا تالاب اسقدر مال اُسمین سے کیونکر نکالا گیا اور کون لیگیا اور جو لیجائیگا وہ جائیگا کہان یہان کے لوگ مکار ہین کسی نکسی پہ مرینگے اور عجب نہین ہی کہ یہ طوفان تیرے ہی اوپر موج خیز ہو سب جانتے ہین کہ حمزہ بڑا روپیہ والا ہی کوئی الزام حمزہ پر لگاؤ اپنی غیرت مین آپ ہی دیگا ورنہ رسوائے خلق ہوگا مین بیچارہ ٹکے کا پیادہ اگر چراتا بھی تو اپنی حیثیت کے موافق یا اسقدر چرا لیتا اگر ایسی ہی چوریان کرتا تو آجکو ایک ملک نہ خرید لیتا تیرے یہان تین روپیے مہینے کی نوکری کرکے ہزار طرح کی مصیبتین کیون اُٹھاتا دوسرے یہ کہ تو جانتا ہی کہ مین پانی سے کسقدر ڈرتا ہون جان سے زیادہ مال نہین پیارا ہوتا ہی بھلا مین پانی مین کودتا اور غوطے لگاتا بھی تو اکیلا اتنا مال کیونکر نکالتا دوسرے یہ کہ اتنی بڑی تصویر جسکو یقینی دو چار سو آدمی جنبش دیتے جب بھی اپنی جگہ سے نہلتی مجھ ایسا نخیف ونزار آدمی اُسے کیونکر چرالاتا بھلا کوئی عقل کی بات ہی عمرو نے ایسی باتین بنائین کہ امیر کو جو احتمال ہوا تھا مطلق جاتا رہا اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ضحاک رلیش دراز آتا ہی عمرو کا تو دل مین گھبرایا کہ خدا خیر کرے مگر امیر ثانی نے شاہان ہفت ملک کو برائے استقبال روانہ کیا کیونکہ ایک تو مہمان کی تواضع کا خیال دوسرے یہ کہ ابھی خاص امیر سے کوئی بگاڑ نہین پڑا ہی تیسرے یہ کہ وہ بھی ایک مرد ذی عزت ہی حاکم کوہ بیضا ہی شاہان ہفت کشور گئے اور ضحاک رلیش دراز کو استقبال کرکے لائے امیر نے بیٹھنے کو دنگل عنایت فرمایا ضحاک چین بر جبین بیٹھا اور نامہ تخبیل رازدان کا پیش کیا امیر نے دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا اب عمرو نے پہلو بدلنا شروع کیے فقرے دل سے تجویز نے لگا کہ کسی بہانے سے اُٹھکر چلا جاؤن ایسا نہو کوئی بات میری نسبت لکھی ہو مگر بموجب مشہور کہ زیادہ خوف مین آئے حواس گم ہوتے ہین کوئی بہانہ سمجھ مین نہ آیا لیکن جسوقت دبیر نے نامہ پڑھنا شروع کیا اور سب اہل دربار مع امیر ثانی اور بادشاہ اسلام سننے لگے صاف صاف تحریر تھا کہ اے حمزہ ثانی معلوم ہوا کہ تمھاری ماجقرانی انھین عیارون کے زور

پر تھے واقعی مین کہ عیارون کا تمھارے مثل وجواب نہین ہو لیکن یہ وہ مقام نہین ہو جہان کسی کی تدبیر چل سکے
یا وصفیکہ تمھین پہلے سے آگاہ کردیا تھا کہ اپنے عیارون سے منع کردو کہ یہان کوئی بے عنوانی نہ کرین اُسپر بھی اُن
لوگون نے نہ مانا معلوم ہوتا ہو کہ تمنے کسی پر حکم قطعی نہین جاری کیا یا یہ کہ تمھارے ملازمین تمھارے کہنے مین
نہین ہین تمھارا رعب نہین مانتے ہین عمرو ثانی نے یہ حرکت کی کہ اسطرح نٹنی بنکر نوذر کجکلاہ کو بیہوش کرکے
اپنے پاس زنبیل مین ڈال رکھا اور نوذر بنا ہوا تالاب پر پہونچا شب کو جال مارکر تمام مال واسباب مع تصویر
خداوند کے لیگیا اور نوذر اصلی کو یہان چھوڑ گیا ہم سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہو لیکن جب خداوند کی خدمت
مین اطلاع کی تو حال مفصل معلوم ہوا اُسنے وہ حرکت کی کہ اتنی بڑی آمدنی جو مقام متبرک کا سال بھر کا خرچ
تھا سب لوٹ لیگیا اب یہ بتاؤ کہ جن کامون مین یہ مال صرف ہوتا تھا وہ خزانہ خداوندی مین سے لیکر صرف کیا
جاوے یا تم دوگے لہذا بہتر و مناسب یہ ہو کہ اُس دزد مکار کو باندھکر ہمارے پاس بھیجدو اگرچہ اُسکی گرفتاری مین ہم
عاجز نہین تھے اگر چاہتے تو خود گرفتار کرلیتے لیکن پھر ہمنے تمھارا پاس کیا اور اگر خلاف اسکے ہوگا تو ہم خود اُسے
گرفتار کرلینگے لیکن اِسوقت تک ہمارے تمھارے کوئی امر خلاف عہد نہین ہوا ہو لہذا بہتر و مناسب یہی
ہو کہ عمرو ثانی کو مع مال واسباب گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو ہم خدمت خداوند مین اُسے لیجائینگے
خداوند اُسکے حق مین جیسا بہتر جانیگا وہ کریگا جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا عمرو کے تو چہرے پر مردنی چھاگئی
رنگ رو متغیر ہوگیا امیر بانوقیر غصے مین تھرتھر کانپنے لگے سرداران لشکر اسلام مثل لندھور ثانی مالک
ثانی بدیع الزمان نامور گیخسرو دلاور وغیرہ سب سردار نہایت متعجب تھے اور دل مین کہتے تھے کہ یہ عمرو سے
بھی کچھ بڑھا ہوا ہو اپنے باپ پر بھی فوق لیگیا ہو اِس قیامت کی عیاری کی کہ سب کو حیرت مین ڈالدیا اگر وہ
لوگ بزور سحر نہ دریافت کرتے تو زندگی بھر یہ بھید نہ کھلتا لیکن امیر ثانی نے فرمایا کہ کیون او دزد مکار یہ کیا
حرکت تھی عمرو نے کہا حمزہ مین نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ مجھے لوگ یہان کے نہایت بے ترکیب معلوم ہوتے
ہین عجب نہین ہو کہ کچھ الزام رکھکر تجھے لے مرین اُسکی دو دن پیشتر سے پیش بندی تھی حمزہ ثانی نے کہا جسپر
دعوی اُسی سے لینگے مجھ سے کیون لینے لگے تو لایا ہو تو ہی دیگا عمرو ثانی نے کہا کہ جب میرے
پاس ہوگا نہین تو کوئی لیگا کہانسے امیر ثانی نے فرمایا کہ رکھ تو ہاتھ میرے سر پر کہ مین مال تالاب سے
نکالکر نہین لایا ہون عمرو نے کہا مین فضول قسمین نہین کھاتا جو مدعا بر آمد کردے مین اُسکا چور ہون نہین تو وہ
خود چور ہو امیر ثانی نے کہا کہ ملعون تیرے پاس زنبیل چور ہو اُسمین سے کوئی شی بغیر تیری اجازت کے نہین
نکل سکتی ہو عمرو نے کہا جب اُسمین ہی نہین تو نکلے گا کہانسے امیر نے فرمایا بس زیادہ باتین نہ بنا اگر سچا ہو
تو میرے سر کی قسم کھا عمرو نے کہا مین تو تیرے سر کو نہین معلوم کیا سمجھتا ہون کبھی سچی قسم بھی تیرے سر کی نہین
کھاتا ہون امیر ثانی نے فرمایا تو بیشک چور ہو تو ہی مال چرا لایا ہو ای عمرو قسم بخداے کعبہ کہ ابھی باندھکر بھیجدونگا
ذراسی مروت نہ کرونگا اگر تو اپنے حق مین بہتری چاہتا ہو تو جسقدر مال لوٹ کر لایا ہو ضحاک کے سپرد کر مین
سعی کرکے تجھے بچالونگا اور میری خاطر سے کوئی تجھ سے متعرض نہو گا عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران ثانی کو یقین
ہوگیا ہو کہ مال مین ہی لایا ہون اب کوئی فقرہ چل نہین سکتا کہا کہ ای حمزہ بیشک مال تو مین ہی لوٹ لایا ہون
اور میرے پاس ہو مگر اسقدر مال کا ہاتھ آکر پاس سے جاتا جان کے جانے سے زیادہ دشوار معلوم ہوتا ہو
اگر تو مال دلواتا ہو تو میری زندگی سے ہاتھ اُٹھا اِدھر مال مین نے زنبیل سے نکالا اُدھر جان میری جسم

سے نکلی یہ تو نہو گا کہ مین مال ویدون کوئی شئے زنبیل مین جاکر پھر بغیر میری ضرورت کے نکل نہین سکتی لہذا تو مجکو
بھیجدے مرنا قبول لیکن مال دینا نہین قبول ہے امیر نے فرمایا کہ او بندۂ دنیا مال دنیا جان کی راحت کے لیے
ہوتا ہی جب جان ہی نہ رہی تو مال کون صرف کریگا عمرو نے کہا روح اُس مال کو دیکھکر خوش ہوگی قبر پر رکھا
رہیگا ای حمزہ چمڑی جائے مگر دمڑی نہ جائے امیر نے فرمایا واللہ ابھی باندھکر بھیجدونگا عمرو نے کہا بدل منظور ہی لیکن مال
دینا نہین منظور رہی ہر چند بادشاہ اسلام اور دیگر سرداران عالیمقام نے سمجھایا مگر عمرو نے کسیکا کہنا نہ مانا یہانتک کہ ہر
سردار نے حسب لیاقت دینے کو کہا عمرو نے کہا کہ اگر تم سب ملکر کیسی ہی ہمت کروگے جب بھی اُتنا مال
نہین دے سکتے اور وہ مال سب صرف ہو گیا جو مستحق اُسکے تھے وہ لیگئے اب میرے پاس کیا رکھا ہی امیر نے
دیکھا کہ یہ کسی طرح نہ مانیگا فرمایا ای عمرو میری بات جاتی ہی قسم ہی خدائے یگانہ کی کہ اگر تو مال نہ دیگا تو مجھے اپنا
دوست نہ سمجھنا مطلق تیرا خیال اور مروت نہ کرونگا عمرو ثانی نے کہا حمزہ جو کچھ ہو مال تو دل سے نہین نکلتا
انجام کار امیر ثانی نے مقبول بن مقبل کیطرف دیکھا اور فرمایا کہ باندھ لو مشکین اس دزد مکار کی مقبول
نے حسب الارشاد صاحبقران مشکین عمرو کی باندھین عمرو نے پاس سے مقبول کیطرف دیکھا مقبول
نے کہا خواجہ حکم صاحبقران سے مجبور ہون اگر وہ فرمائین کہ تو اپنی اولاد کو قتل کر ڈال جب بھی مین حکم سے
باہر نہین ہو سکتا ہون میری طرف کیا دیکھتے ہو اگر جان پیاری ہی مال سے ہاتھ اُٹھاؤ یہ سنتے ہی عمرو نے
آنکھ نیچی کرلی مطلب یہ تھا کہ یہ نہو گا سب سردارون کو مع بادشاہ اسلام عمرو کے حال پر افسوس آتا تھا
مگر کیا کرین کسکا یہ دل ہی جو امیر کو منع کرے آخر کار امیر نے عمرو کو ضحاک ریش دراز کے سپرد کیا اور فرمایا
کہ مین چور کا شریک نہین جاؤ اسے لیجاؤ مجھ سے اس سے کوئی مطلب نہین ہی ضحاک عمرو کو ہمراہ لیے ہوے
روانہ ہوا سب عیار منھ دیکھکر رہگئے سردار سر بزانو ہوے بیٹھے رونے لگے مگر کیا کرین لیکن وہان ضحاک
ریش دراز عمرو ثانی کو لیے ہوے پاس تخیل رازدان نائب قدرت کے پہونچا تخیل کو بھی نہایت
تعجب ہوا کہ یہ امر امیر ثانی سے کیونکر گوارا ہوا کہ اتنے بڑے رفیق قدیم یار جان نثار کو یون دہن اژدر مین
بھیجدیا یا تو صاحبقران ثانی نے خوف کیا کہ ایسا نہو اسکے ساتھ مین کوئی آفت مجھپر بھی آئے یا یہ ہوا کہ امیر
دل مین سمجھے ہونگے کہ اگر اسوقت مین مروت کرونگا تو دوسرے وقت دوسرا بھی کہانتک مروت نہ کریگا
عمرو قتل ہونے سے بچ جائیگا یہ بات سنکر صلصال ولاجوردشاہ وغیرہ نے کہا کہ اے نائب قدرت
ان دونون باتون مین سے کوئی بات نہین ہی نہ امیر کسی سے ڈرتے ہین نہ امیر کو یہ امید ہی کہ عمرو زندہ
بچے گا یہ مروت صاحبقرانی تھی کہ خلاف حکم اُنکے اِسنے ویسی حرکت کی اور تمنے شکایت کی اُنھون نے باندھکر
بھیجدیا تخیل کو نہایت تعجب ہوا اور دل مین کہا کہ مشکل ہی یہان امیر ثانی نے عمرو کو باندھکر بھیج تو دیا
مگر دربار مین نہ بیٹھے اُٹھکر اپنے خیمے مین چلے آئے نہایت رنج ہوا سکوت کے عالم مین بیٹھے رہے بلکہ تا دیر
خدا سے رہائی عمرو کی دعا کیا کیے اور رویا کیے لیکن اب وہ وقت آیا کہ انجم نے اپنے بزم کو آراستہ کیا اور شب
زندہ دار فلک یعنے ماہ تابان نے بصورت کہکشان سجادۂ طاعت بچھایا یہان امیر با توقیر نے نماز
مغرب مین سے فراغت حاصل کی آج بادشاہ اسلام نے بھی عمرو کے رنج مین دربار نہین کیا غرضکہ شب کو تو سب
سو رہے یہان تو جسوقت صبح ہوگی اُسوقت دیکھا جائیگا مگر تخیل رازدان نے ضحاک ریش دراز
سے کہا کہ اب تو مین جاتا ہون خدمت خداوندین اور تم ان سب قیدیون کو لیکر آنا یہ کہکر تخت اپنا طلب کیا اور

بیٹھکر تخت پہ بررودے ہوا اُڑتا ہوا جانب شہر شعبدہ روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے ضحاک ریش دراز
نے ایک ابر سحر آراستہ کیا اور سب قیدیون کو مع عمرو ثانی وچالاک ثانی وشاپور شیر دل و برق ثانی
و یزک خطائی وغیرہ جو گھسیارے بنے ہوے گھانس چھیلا کرتے ہین سب کو بلا کر کہا کہ خدمت خداوند مین
چلتے ہو سب نے کہا بہی ضحاک ریش دراز نے اِن سب کو ابر سحر مین بند کیا اور ایک لکہ ابر پر خود بیٹھا
ایک ابر مین صلصال و خلخال ولاجورد شاہ وغیرہ اِن سب کو بند کر کے طرف شہر شعبدہ کے روانہ کیا
بعد اُسکے آپ جس ابر پر سوار تھا اُسے گرد بیابان صفا کے سات چکر دیکر خود بھی اُڑا ہوا طرف شہر شعبدہ
کے روانہ ہو گیا اب یہ لوگ تو دیکھیے کسوقت پہونچتے ہین مگر یہان جو صبح ہوئی سب خواب سے بیدار ہوے
اہل لشکر مین سے جو کوئی کسی ضرورت سے لشکر کے باہر نکلکر دیکھتا ہے تو عجب تماشا ہے کہ نہ وہ قلعہ ہے نہ وہ حجرے
ہین نہ تالاب ہے کوہ بیضا مین جو کھڑکیان نظر آتی ہین وہ بھی نہین ہین نہ طائر ہفت رنگ سایہ افگن اور
انسان کا تو کیا ذکر بوے حیوان بھی کسی طرف سے نہین آتی ہے ایک نے دوسرے سے بیان کیا یہانتک
کہ جسوقت امیر عالی مقام اور بادشاہ اسلام خواب سے بیدار ہوے نماز صبح سے فراغت حاصل کی ہنوز اپنے
اپنے خیمے سے نہین نکلنے پائے ہین کہ یہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ بیابان صفا بالکل صفا ہے جو چیزین اس بیابان
مین تھین سب نظرون سے غائب ہین خدا جانے کون لیگیا نہ قلعہ ہے نہ ضحاک شاد ہے نہ تجمل ہین نہ نقابدار
ہین کوئی متنفس بھی نہین معلوم ہوتا بلکہ وہ حجرے اور تالاب کوئی شی نہین ہے امیر نے فرمایا کہ خدا خیر کرے
یہ سب علامات سحر کارخانہ طلسمی معلوم ہوتا ہے فرمایا خیر دیکھا جائیگا جسوقت حوائج ضروری سے فراغت حاصل
ہوئی اور وقت دربار کا آیا بادشاہ اسلام آکر تخت شاہی پہ متمکن ہوے اور سردار دنگلون کرسیون پر حسب
مراتب آکر بیٹھنے لگے امیر ثانی دنگل نادعنبر پہ فروکش ہوے ذکر ہونے لگا کہ بڑے تعجب کی بات ہے آخر
عمارتین کون چرا لیگیا اور یہ سب کے سب کہان چلے گئے بعض لوگون نے بیان کیا کہ سنا ہے شہر شعبدہ مین
دہ لعون یعنے تمثال آئینہ رو رہتا ہے یہ سب وہین گئے ہونگے امیر ثانی نے فرمایا کہ بلاؤ عدیل بن
عادی کو حسب الحکم صاحبقران ثانی عدیل بن عادی حاضر ہوے فرمایا کہ بارگاہین بار کراکے اثالہ
بارگاہ سلیمانی کا لیکر طرف شہر شعبدہ کے روانہ ہو غرضکہ اُسیوقت خیمے ڈیرے اُکھڑنے لگے دربار برخاست ہوا
ہر سردار اپنے اپنے سفر کی تیاری مین مصروف ہوا لیکن سب سے اول عدیل بن عادی اثالہ بارگاہ
سلیمانی اور بارگاہ ہشامی کا لیکر طرف ملک شعبدہ کے چلے بعد انکے اور سردارون نے کوچ کیا اسی طرح
جب سب سردار جانے لگے تو آخر مین نوبت امیر اور بادشاہ اسلام کی آئی یہانتک کہ جب دن تمام
ہوا شام قریب ہوئی دیکھا امیر ثانی اور اہل لشکر نے کہ عدیل بن عادی بارگاہ سلیمانی لیے ہوے چلے آتے
ہین امیر ثانی نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ کیا وجہ ہوئی جو یہ واپس آئے اُدھر عدیل نے دیکھا
کہ سامنے لشکر امیر ہے لیکن ہرکارون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ عجب طرح کی بات ہوئی تمام دن عدیل
بن عادی مسافت راہ کو طے کیا کیے جسوقت شام ہوئی اپنے کو اِسی مقام پر دیکھا امیر کو گمان ہوا کہ عدیل
راستہ بھول گئے امیر خاموش ہو رہے کہ خیر کل دیکھا جائیگا عدیل کو بھی نہایت شرمندگی ہے کہ یہ مین کہان
آگیا امیر دل مین کیا کہتے ہونگے شب براحت و آرام بسر کی دوسرے روز عدیل پھر چلے دن بھر چلا کیے شام
کو پھر اپنے کو وہین پایا صحرا سے نہ نکل سکے اِسی طرح تین روز تک سرگردان و پریشان رہے تیسرے روز لعبیز کی

خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ یا صاحبقران ہماری عقل حیران ہو کہ ہم ایک رخ دیکھکر سیدھے جاتے ہین
اگر شام کو پھر اپنے کو وہین پاتے ہین یا کوئی راہبر ہمارے ساتھ کیجیے یا بارگاہ کسی اور کے سپرد کیجیے ہم ہمراہ
رکاب سعادت انتساب چلین ئے امیر نے بارگاہ کرب دلاور کے سپرد کی کہ آپ لیکر جائین دوسرے روز کرب غازی
بارگاہ لیکر چلے لیکن شام کو پھر واپس آئے اب امیر نہایت متحیر ہوے فرمایا کہ کل ہم خود چلین گے شب کو سو رہے صبح کے وقت
خود اپنے مرکب سہ چشمی پر سوار ہوے اور کوچ کیا وہی حالت صاحبقران کی بھی ہوئی کہ دن بھر پھرتے رہے جب شام
ہوئی اپنے کو قریب لشکر کے پایا اب تمام لشکر مین نہایت پریشانی ہو کہ ہم سب اسیر ہوگئے دیکھیے کیونکر رہائی حاصل
ہوتی ہو کیا کرین کیا نہ کرین کوئی دشمن سامنے نظر آئے تو اُس سے لڑین مارڈالین یا مرجائین کوئی دیوار ہو تو
اُسے کھود ڈالین یہ پھیر تقدیر کا کچھ سمجھ مین نہین آتا اب اِنکو تو اِسی حال پریشان مین چھوڑا جاتا ہی

مگر اب چند کلمے داستان ضلالت نشان شہر شعبدہ کے بیان ہوتے ہین

کہ تمثال آئینہ رو دریچہ قدرت مین گنبد جہان نما پر بیٹھا ہی گرد گنبد لشکر عظیم دو کروڑ کی فوج پڑی ہوئی ہر
بیچ مین قیطول اِس ملعون کے ہین صبح کا وقت ہی خلقت کا ہجوم ہی ہر ایک سجدہ کرتا ہی دعا مانگتا ہی چلا جاتا ہی
کوئی کہتا ہی کہ یا خداوند اُس شخص کے یہان اولاد کیون نہین ہوتی مجھ سے کونسی ایسی خطا ہوئی ہی کہ ہم اِس
نعمت عظمی سے محروم ہین آواز آتی ہی کہ جب خداوند کی مصلحت ہوگی اُسوقت اولاد ہوگی تو کیون زیادہ بکتا ہی
کوئی کہتا ہی کہ اُس شخص کی عورت بہت لڑا کرتی ہی طبیعت اُسکی میل نہین کھاتی اِسکا کیا سبب ہی یا خداوند دل
اُسکا ہمارے دل کیطرف راغب کردے آواز آئی کہ تو اُسے ستاتا بہت ہی اُسکی طبیعت ہماری عبادت کیطرف
راغب رہتی ہی اور تو اُسے عاجز کرتا ہی بخبس رکھتا ہی وہ عبادت سے محروم رہتی ہی کبھی اُسکی طبیعت تیری جانب
راغب نہوگی بلکہ ہم دل اُسکا کسی دوسرے کیطرف متوجہ کردینگے جسمین تو اور جلے یہ سنکر وہ اور بھڑا گیا کہ اچھا خداوند اُلٹی
کاٹنے والا ہی رونے لگا کہ ایسا غضب نہ کیجیے گا تو یہ ہوئی اب مین اُسے یہی نہ سمجھونگا کہ وہ اُس شخص کی زوجہ ہے بلکہ
بجاے والدہ کے تصور کرونگا قریب اُسکے دوسرے ارادے سے نہ جاؤنگا بعض خاموش ہو رہے کہ میان چلو بھی
اسوقت مزاج خداوند کا اصلاح پر نہین ہی اُلٹی سنتا ہی جیسی تقدیر ہی بہت اچھی ہی ایسا نہو کوئی اور بگاڑ پڑ جائے
تو غضب ہو دل کی دل مین لیکر چلے دریچی مین پردہ پڑا ہوا ہی صرف آواز آجاتی ہی سبب پردے کا آگے بڑھکر
کھلجائیگا یہان بھی ہنگامہ گرم تھا کہ اول جانب فلک سے تخت تخیل رازدان کا پیدا ہوا قریب دریچی کے پہونچکر
سجدہ کیا آواز آئی کہ تم رازدان قدرت ہو چلے آؤ تخیل رازدان کسی دوسرے راستے سے کہ جس سے اور
کوئی آگاہ نہین ہی بالاے قیطول پہونچا تمثال آئینہ رو نے تمام حال سیلہ کا پوچھا تخیل رازدان نے جو گذرا تھا
سب بیان کیا اور کہا کہ لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ سب کو لیکر ضحاک ریش دراز آتا ہی کہا کہ خیر آنے
دو یکایک جانب فلک سے تین لکے ابر کے نمایان ہوے اور قریب گنبد جہان نما پہونچکر قائم ہوا ضحاک نے
وہین سے سجدہ کیا حکم ہوا کہ تم زیر قیطول اُترو ضحاک ریش دراز نے زیر قیطول اُترکر خیمہ برپا کیا ایک خیمہ مین
خود اُترا دوسرے خیمہ مین لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ تیسرے خیمے مین سب عیار جو مقید ہوکر آئے ہین
اب انتظار رہی نقابداردن کا کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد شق ہوئی
دل گرد سے نقابدار احمر سرخ پوش شمالی پہونچا زیر قیطول پہونچکر سجدہ کیا اور جانب لشکر شمالی اُترپڑا خیمہ سرخ
برپا کیا کہ ساتھ ہی دوسری گرد اُڑی اور نقابدار اخضر سبز پوش ایک لاکھ سوار سے پہونچا اُسنے بھی اُسیطرح

سجدہ کیا اور جانب جنوب لشکر اپنا اُتارا خیمۂ سبز برپا کیا کہ تیسری گرد اُڑی نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی پہونچا
اور جانب مغرب خیمۂ سیاہ اپنا برپا کرکے لشکر اپنا اُتارا پھر چوتھی گرد اُڑی اور نقابدار ابیض سفید پوش ایک لاکھ
سفید پوشون سے پہونچا اور جانب مشرق خیمہ برپا کرکے اُترا اِس گنبد جہان نما مین چار دریچیان واقع ہین کہ رخ ایک کا جانب مشرق
اور مُنہ ایک کا طرف مغرب اور ایک جانب جنوب ایک جانب شمال ہی چارون دریچون مین ہر وقت پردے پڑے رہتے ہین اُٹھوان
روز دیدار خداوند کا مقرر ہی اُس روز تمام آدمی شہر شعبدہ کے جمع ہوتے ہین دریچہ قدرت سے پردہ اُٹھ جاتا ہی جو صورت
تمثال آئینہ رو کی دیکھتا ہی بیہوش ہوکر سجدہ مین گرتا ہی اب تمثال آئینہ رو کو اُسی روز کا انتظار ہی یہانتک کہ وہ دن آیا
اور لوگ جوق جوق گروہ گروہ ہر طرف سے آنے لگے یہانتک کہ پہر دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا مملو ہوگیا گرد گنبد جہان نما کے
جسقدر صحن واقع ہی سب بھر گیا جانب جنوب کچھ فاصلے سے ایک دریا واقع ہی یکایک اُسمین طوفان پیدا ہوا اور ایک
برجی سنگ مرمر کی نمودار ہوئی چار پریان اُسے ہاتھون پر بلند کیے ہوے ہین ایک دریچہ اُسمین کیا ہوا تھا ایک
جانور بصورت باز مگر سرخ رنگ کا سایہ فگن تھا یہی راستہ ہی گنبد جہان نما پر جانے کا سوا انجیل رازدان باب
قدرت کے دوسرے کی یہ مجال نہین ہی کہ بغیر اذن تا بہ گنبد پہونچ سکے جسکو جس طور سے اجازت ہوتی ہی وہ اُسطرح
جاتا ہی اب ضحاک ریش دراز کو حکم ہوا کہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ اور صلصال بن دال بن دیو
بن شمامہ جادو وغیرہ کو اور اُس عیار مکار کو کہ نام جسکا عمرو ہی سامنے ہمارے لاؤ کہ اب ہم جلوۂ دیدار دکھا کر
سب کو بیہوش کیا چاہتے ہین وہ بھی آئے اور تماشا قدرت خداوندی کا دیکھے یہ سُنکر ضحاک ریش دراز نے
صلصال وغیرہ کو اور عیاران اسلام کو لاکر زیر قبطول بٹھایا اور آواز دی کہ سب حاضرین مشتاق جمال بیمثال
ہین یہ سُننا تھا کہ پردہ چرخی پر کھنچا دریچہ وا ہوا جسنے اوپر نظر کی بیہوش ہوکر گرا صلصال و لاجورد شاہ وغیرہ
یہ سب بیہوش ہوے اور جسقدر لوگ وہان تھے کوئی ہوش مین نہ تھا مُنھ کے بھل زمین پر بیہوش پڑے ہوے
تھے لیکن عمرو ثانی نے اپنی آنکھین بند کر رکھی تھین گردن نیچی کر لی تھی لیکن وہ سب عیار یعنی چالاک ثانی
برق ثانی یزک خطائی سنجر بلخی ابو الفتح اصفہانی شاپور شیردل وغیرہ اور جسقدر عیار اِنکے ہمراہ تھے
سب بیہوش ہوے گنبد جہان نما سے آواز آئی کہ او بندۂ بے ادب او ناشناس قدرت نہین دیکھتا اپنے خداوند
کو ہی شہر ملا کہ برق قدرت کو حکم دون کہ تجھے جلا کر خاک کردے عمرو ثانی دل مین ڈرا کہ ایسا نہو واقع مین کوئی برق
ہو وہ گرے کام تیرا تمام ہو جائے اِس سے دیکھ لینا ہی بہتر ہی گھبرا کر اوپر نگاہ کی بس نظر صورت نحس پر جو پڑی
قلب پھر گیا عمرو ثانی بھی سجدے کو جھکا اور بیہوش ہو گیا بس اب پردا پھر گرا دریچہ بند ہوا بعد کچھ دیر کے ان سبکو
ہوش آیا سجدے کر کر کے سب نے دعائین مانگین تمام عیار تو پہلے ہی مطیع ہو چکے تھے اب عمرو ثانی لاجورد شاہ
صلصال خلخال وغیرہ سب بدل مطیع ہوے اور کہا کہ بیشک یہ خداوند برحق ہی اِسکا مثل نہین ہی لیکن وہان
دریچے سے آواز آئی کہ پہچانا اپنے خداوند کو سب نے کہا کہ بیشک پہچانا تو خداوند برحق ہی تیرا مثل نہین ہی بعد اُسکے منصور رعد آواز
کو حکم ملا کہ اہل شہر کو آگاہ کر کہ پرسون کا روز جشن کا ہی لہذا ہر گلی کوچے مین جشن ہو تمام شہر مین چراغان ہو ہم بھی بہشت
اعلے مین جشن کرینگے اور اپنے اُن بندون کو جو ابھی ایمان لائے ہین سیر بہشت دکھائین گے یہ سُنکر منصور رعد آواز
گرجا کہ تمام گنبد گونج اُٹھا اور چالیس کوس تک آواز اُسکی پہونچی جو جہان تھا وہ وہین اِس حال سے باخبر ہوا
ضحاک ریش دراز کو حکم ملا کہ ہم اپنے اِن بندون کو پرسون بروز جشن طلب کرینگے انھین دریاے رحمت
کی طرف سے لیکر آیا کہ گناہ اِنکے دھو جائین اور یہ ہم تک پاک و پاکیزہ پہونچین ضحاک نے یہ مژدہ صلصال و

لاجورد شاہ اور ان سب عیارون کو دیا ہر ایک اسقدر شوق مین بیتاب تھا کہ چاہتے تھے کسی طرح ابھی پہونچ جائین وہ رات کٹنا اور دن گذرنا دشوار ہوگیا ضحاک رئیش دراز نے عمرو ثانی سے پوچھا کہ تم تو یہان آتے ہوے ڈرتے تھے دیکھی رحمت خداوندگی کہ تمسے کچھ بھی پوچھا عمرو ثانی نے کہا ای ضحاک واقع مین دشمن بنکر دوستی کرنا یہ تمھارا ہی کام ہی کہو وہ مال بھی خداوند بخش دیگا ضحاک نے کہا کہ کیا خداوند مال کا محتاج ہی جب وہ ہر چیز پیدا کرسکتا ہی تو اُسے کیا پروا ہی یہ بھی ایک بات تھی اور حیلہ تمھارے بلانے کا تھا یون بغیر دیکھے ہوے تم خداوند کے قائل نہوتے عمرو ثانی نے کہا کہ بیشک غرضکہ اب تیسرا دن ہوا کہ جور وز جشن قرار پایا ہی ہر گلی کوچہ آراستہ ہونے لگا دن سے چراغان کا انتظام ہوا ہر گلی کوچے مین چوک کا لطف حاصل تھا کٹورہ کھنک رہا تھا دوکاندار آپسمین چندہ کرکے ناچ کا انتظام کر رہے تھے تھوڑے فاصلہ سے تمام شہر مین برابر نمگیرے کھنچے ہوے تھے کہین سپیرا کہین سبھا کہین بھانڈ کہین طوائف جنکو کم مقدرت تھی اُنھون نے تین روپیہ دیکر نٹنیان بچوائی تھین جا بجا دوکانین آراستہ تھین عمدہ عمدہ اشیا کثرت سے موجود تھین ہر کوچہ و بازار مین میلے کا لطف حاصل ہوتا تھا لشکر مین چار دن نقابدارون کا انتظام تھا جا بجا نمگیرے کھنچے ہوے تھے طبلے کی گمک مجیرے کی آواز بلند تھی لیکن شام ہوتے ہی چراغان ہوا درختون مین اسقدر قندیلین آویزان کی گئین کہ دور سے لطف کرمک شب تاب کا نظر آتا تھا افسران لشکر کی بارگاہین مثل عروس شب اول کے سجی ہوئین تھین جھاڑ کنول جھابے مردنگ کی روشنی عجب لطف دکھا رہی تھی بہار چراغان لطف کواکب کو مٹا رہی تھی گویا فلک مشعل ماہ فروزان کیے ہوے لطف زمین کو جھکا ہوا دیکھ رہا تھا اور گنبد جہان نما کی تو تیاری بیان سے باہر ہی ہر خشت زرین سے اک شعلۂ نور بلند تھا اور گلشن مانند آفتاب کے ضوفشان رہا تھا آواز سرود و ستار چلی آتی تھی دوالی کا لطف ملتا تھا کہ کوئی گلی کوچہ روشنی سے خالی نہ تھا جن بیچارے غریبون کو زیادہ مقدرت تھی اُنھون نے کڑوے تیل کے چراغ برابر سے دیوارون پر رکھدیے تھے کوئی ہوا سے بجھ گیا ہی کوئی جھلملا رہا ہی لڑکے بالے صاحب خانہ کے آئے ہین پھر اُسے روشن کر دیتے ہین موٹی سی بتی لگا دیتے ہین کہ اب نہ بجھے اگر مان باپ غریب دیکھ پاتے ہین مارنے کو دوڑتے ہین کہ کمبخت تیل زیادہ جل جائیگا تو کل کیواسطے کہانسے آئیگا جشن تو ابھی تین روز ہی خداوند کو فکر نہین ہی مزے سے گنبد پر بیٹھا ہوا ہی جو چاہتا ہے حکم جاری کرتا ہی یہ نہین سمجھتا کہ یہ غریب کہان سے لائین گے خدا ایسے گدھے خداوند کو غارت کرے آج تو لڑکے کے کپڑے گرو دین کیے کل کیا ہونا ہے ہم آپ فاقون مرتے ہین غرضکہ جب خوب ہر طرف آراستگی ہوچکی اُس وقت پیک قدرت پاس ضحاک رئیش دراز کے آیا اور کہا چلو خداوند نے یاد کیا ہی ضحاک جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا صلصال و خلخال بن صلصال لاجورد شاہ عمرو ثانی اور سب عیار ہمراہ ہوے پیک قدرت انکو لیکر طرف دریاے رحمت کے متوجہ ہوا جسوقت یہ سب قریب دریا پہونچے پیک قدرت نے آواز دی کہ ای صراط قدرت نمودار ہو دیکھا تو دریا مین طوفان آیا اور چرخ مارکر وہی برج نمودار ہوا چار پریان چار رنگ کی اُسے اُٹھائے ہوے پیک قدرت نے کہا کہ چلو یہ سب جھجکے کہ چلین تو کیونکر چلین کیا دریا مین ڈوب مرین پیک قدرت ہنسا اور کہا کہ یہ لکیر جو بقدر رنگ کے پانی مین معلوم ہوتی ہی یہی صراط قدرت ہی اسپر پانون رکھکر نام خداوند کا لیکر بیخوف و خطر چلے جاؤ اگر اعتقاد مین فرق آیا تو اسی دریا مین ڈوب جاؤگے یہ سب کے سب پہلے ہی سے مطیع ہوچکے ہین دل انکے بالکل اپنے اپنے مذہب قدیم سے پھر چکے ہین اعتقاد تمثال آئینہ رو کیطرف جما ہوا ہی یا خداوند یا خداوند کرکے اُسپے

جادوے پر چلے اور قریب اُس برج کے پہونچکر اندر دریچے کے داخل ہوے وہان زینہ معلوم ہوا اُتر کر چلے لیکن جسوقت یہ سب اندر اُس برج کے پہونچ چکے برج چرخ مارکر بیٹھ گیا لیکن ضحاک ریش دراز آگے آگے پیچھے اُسکے لاجوردشاہ صلصال عمر و ثانی اور دیگر عیاران لشکر اسلام جاتے جاتے قریب ایک دروازے کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ یاقوت سرخ کا ہے اور دو پتلیان زمردی ہاتھون مین گلدستے جواہر کے لیے ہوے کھڑی ہین گلون مین تصویر تمثال آئینہ روکی پڑی ہوئی ہے دروازہ مانند آغوش تمنا کے کھلا ہوا ہے ضحاک نے آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ پیک قدرت نے کہا ابھی ٹھہرو خداوند سے اطلاع کر لینے دو یہ لوگ بھی ٹھہرے پیک قدرت خدمت مین تمثال آئینہ رو کے گیا اور عرض کی کہ سب حاضر ہین حکم ہوا کہ ہمارے تازہ بندون کو گنبد جہان نما پر لیجا کر سیر کراؤ اُسکے بعد بہشتو کی سیر کراو حوران جنان کو دکھاؤ جو جسے پسند آئے وہ اُسے دو بعد اُسکے ہمارے جشن مین لاؤ پیک قدرت نے آکر ان سب سے کہا کہ حکم خداوند ہوا ہے کہ ساتون آسمانون کی سیر کرو کرسی کو دیکھو احمق نہ ہو قدرت خداوند کو مشاہدہ کرو کہ اُسنے کیسی کیسی چیزین بنائی ہین اُسکے بعد اپنے مرتبے پر نظر کرو کہ تمھین عرش اعلےٰ یعنے گنبد جہان نما کی سیر کا حکم ملا ہے کہ وہان سے تمام شہر کا لطف دکھائی دیگا غرضکہ پیک قدرت ان سب کو لیکر آسمان اول کیطرف چلا جاتے جاتے ایک دروازہ نظر آیا آگے پیک قدرت چلا بعد اُسکے ہر ایک داخل ہوا لیکن جو اندر دروازے کے گیا اُسے یہ معلوم ہوا کہ ہم نہ زمین مین چلے جاتے ہین سوا تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا جسوقت آنکھ کھلی اپنے کو ایک گنبد وسیع مین پایا کہ جسکا عرض و طول حد نگاہ سے کم نہ تھا وسط گنبد مین کرۂ قمر کو تابان پایا پیک قدرت نے کہا کہ آسمان اول یہی ہے بعد اُسکے ایک دریچہ اِس گنبد مین لگا ہوا تھا پیک قدرت ان سب کو لیکر وہان گیا جو دریچے مین داخل ہوا اُسے یہ معلوم ہوا کہ بالاے ہوا اُڑتے چلے جاتے ہین جب بعد کچھ دیر کے آنکھ کھولکر دیکھا اپنے کو ایک دوسرے گنبد مین پایا کہ جو اُس سے زیادہ وسیع تھا ایک ستارہ بصورت زن جمیلہ وسط برج مین جلوہ افروز تھا پیک قدرت نے کہا کہ وہ فلک القمر تھا یہ فلک الزہرہ ہے اِس برج مین بھی ایک دریچہ تھا پیک قدرت ان سب کو لیکر اُسمین در آیا جو داخل ہوا اُسے یہ معلوم ہوا کہ کوئی جانب شمال کھینچے لیے جاتا ہے سوا تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا ہے جب روشنی محسوس ہوئی آنکھ کھلی اپنے کو ایک اور گنبد مین پایا جو اُس گنبد سے بھی وسیع و بلند تھا ایک ستارہ بصورت مرد مُدبر اِس گنبد مین بھی تابان دیکھا پیک قدرت نے کہا کہ یہ فلک العطارد آسمان سوم ہے بعد اِسکے اِس برج مین بھی ایک دریچی تھی پیک قدرت ان سب کو لیکر اُسمین در آیا ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی جانب جنوب کھینچ رہا ہے جب آنکھ کھلی اپنے کو اور ایک برج وسیع مین دیکھا کہ جو اُن تینون گنبدون سے چہار چند وسیع تھا وسط گنبد مین کرۂ آفتاب روشن پایا کہ مارے گرمی کے تن بدن پھکنے لگا ٹھہرنا دشوار تھا پیک قدرت نے کہا کہ یہ آسمان چہارم فلک الشمس ہے لاجوردشاہ وغیرہ نے کہا اے پیک قدرت جلد یہانسے لیچلو ایسا نہو کہ ہم سب جل جائین یہ گنبد برج غضب خداوند معلوم ہوتا ہے پیک قدرت ان سب کو لیکر پھر دریچی مین در آیا اب ہر ایک کو یہ محسوس ہوا کہ کوئی آگے کو کھینچے لیے جاتا ہے بعد کچھ دیر کے جب پاؤن ایک جگہ قائم ہوے پھر اپنے کو ایک گنبد مین دیکھا کہ جو اُس گنبد سے زیادہ وسیع تھا اور ایک ستارہ سرخ رنگ بصورت مرد جلاد ایک ہاتھ مین سر کٹا ہوا ایک مین شمشیر برہنہ وسط گنبد مین جلوہ گر دیکھا پیک قدرت نے کہا کہ یہ فلک المریخ

آسمان پنجم ہی لاچور شاہ وغیرہ نے کہا کہ اے پیک قدرت یہان سے بھی جلد چلو پیک قدرت پھر ایک
دریچے سے گذرا یہ سب بھی چلے پھر تاریکی نظر آئی اور یہ معلوم ہوا کہ پشت کی جانب کھنچے چلے جاتے ہین پھر بعد کچھ دیر
کے مقام منور پر پہونچے دیکھا کہ یہ گنبد سب سے زیادہ وسیع ہی اور ایک ستارہ بصورت مرد پیر بارنیش وردائے
شجر فی پوش عصا پر تکیہ کیے کھڑا ہی پیک قدرت نے کہا کہ یہ فلک المشتری ہی آسمان ششم ہی پھر ایک دریچے
مین داخل ہوے ابکی یہ معلوم ہوا کہ سر نیچے ہی ٹانگین اوپر ہین تحت الثری کو چلے جاتے ہین مگر ان سب کے
دل پر وہ اعتقاد تمثال آئینہ رو کا جم گیا ہی کہ مطلق کسی حالت مین خوف نہین معلوم ہوتا اب جو آنکھ کھلی پھر اپنے کو
ایک گنبد مین پایا کہ وہ فلک المشتری سے بھی زیادہ وسیع تھا اور ایک ستارہ بصورت کریہ منظر سیاہ رنگ
ڈاکوؤن کی ایسی صورت نظر آیا پیک قدرت نے کہا کہ یہ آسمان ہفتم فلک الزحل ہی اسمین بھی ایک دریچی تھی جسوقت
اُسمین سے گذرے یہ معلوم ہوا کہ کسی نے منجنیق مین رکھکر پھینک دیا چرخ کھاتے ہوے چلے جسوقت پانون زمین
سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک گنبد بلند و وسیع جو ہفت آسمان سے زیادہ ہی ہزارہا ستارے کوئی بصورت ماہی
کوئی بصورت شمشیر کوئی الشکل نیزہ کوئی بہ ہیئت تیر کوئی الشکل انسان اسی طرح مختلف اشکال کے ستارے ہزارہا دیکھے
یہ تمام گنبد جگر جگر کر رہا ہی نہایت مقام دلچسپ ہی کہ یکایک پیک قدرت نے آواز دی کہ اے سیارگان قدرت
ان بندگان تازہ کو عرش اعلے پر پہونچا دو یہ سننا تھا کہ جتنے آدمی تھے اُتنے ستارے بصورت عقاب ہوکر زمین پر
آئے اور ہر ایک کو سوار کرکے اپنی پشت پر دریچی سے نکلکر بلند ہوے لیکن اس تیزی سے اُڑے کہ یہ سب متوحش
ہوا سے بیہوش ہو گئے مگر کوئی گرنے نہین پایا اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک ایسے گنبد اطلسی مین دیکھا کہ جو اُن
ہشت گنبد سے بھی زیادہ وسیع تھا باوصفیکہ اس گنبد مین کوئی ستارہ نہ تھا مگر اسقدر روشن و منور تھا کہ گنبد ہشتم
کی بھی کوئی حقیقت نہین اسمین چار دریچیان واقع تھین اب ان لوگون کے چار غول کیے ایک ایک غول
ایک ایک دریچی کیطرف آیا پردہ اُٹھا دیا اور پیک قدرت نے کہا کہ یہان سے تمام دنیا کی سیر کرو ہر شخص نے
دیکھا کہ دریا مثل لکیرون کے معلوم ہوتے ہین انسان مور و مگس سے بھی کم حقیقت نظر آتے ہین واقع مین کہ تمام
دنیا نظر آتی ہی اور شہر شعبدہ مین جہانتک نظر کام کرتی ہی ہر طرف لطف چراغان سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آگ
لگی ہوئی ہی جب یہ سب یہان کی بھی سیر کر چکے تو اب پیک قدرت نے کہا کہ تم لوگون کو خداوند نے کیا رتبہ
عالی دیا اب خدمت خداوند مین طرف بہشت کے چلو وہ ہی ستارے جو بصورت عقاب بنکر انھین پہونچانے
آئے تھے اُن سب سے کہا کہ انھین دروازہ بہشت پر پہونچا دو سب نے انکو پشت پر سوار کیا اور دریچیون سے
نکالکر چلے آن واحد مین انھین دروازے پر لاکر اُتار دیا اب ان سب نے آگے بڑھنے کا قصد کیا وہ پتلیان جو
کھڑی تھین بصورت انسان گویا ہوئین کہ اے بے ادبو کچھ دیکھتے ہو کہ دروازہ پر کیا چیز آویزان ہی اب جو سب نے
آنکھ اُٹھاکر دیکھا تو تصویر تمثال آئینہ رو کی لگی ہوئی ہی سب نے سجدے کیے اور دروازے مین داخل ہوے
سیر بہشت کی کرتے ہوے چلے کسی مقام پر تختہ نرگس دیکھا یہ معلوم ہوا کہ نرگس دنیا اور نرگس بہشت مین بھی فرق ہی
کہ یہ چشم اصلی ہی اسے مثل چشم انسان کے گردش ہی اور نرگس دنیا چشم مصنوعی ہی تختہ نرگس سے آواز آئی کہ دیکھو قدرت
نمائی خداوند کو کہ اُسنے کیسی کیسی چیزین پیدا کی ہین اور ہماری طرح عشق خداوند مین سرشار ہو جب شعرا نرگس کو ہوا
جیسا آزار اسے کہتے ہین بیمار بتاتی ہی بیمار اسے کہتے ہین + اور آگے بڑھے تختہ سنبل نظر آیا مانند کاکل محبوبان کے
پیچیدہ پایا سوسن کی زبان سے آواز پیدا تھی کہ خداوند تمثال آئینہ رو برحق خداوند ہی جسکی قدرت ثانی کا قائل

ہر چیز ہر وبہ بہ ہے اسی طرح ہر گل و غنچہ صدا دیتا تھا جانوران مختلف اللون عجیب الخلقت کوئی یاقوت نگار کوئی
زمرد نگار کسی کے پر یاقوت سرخ کے گردن زرد تمام جسم سرخ کوئی بصورت باز لیکن جسم پر گل پڑے ہوئے کسیکی
منقار سفید ہیرے کی ترشی ہوئی معلوم ہوتی ہے نیچے زمرد کے تمام جسم یاقوت زرد کا سب مانند انسانون کے
تعریف تمثال آئینہ رو کر رہے ہین شجر وجد کے عالم مین جھوم رہے ہین نہرین شہد و شیر کی جاری ہین اُنمین
ماہیان سرخ و سبز ناکون مین نتھنیان پڑی ہوئین کانون مین بالیان زیور سے آراستہ پانی سے منھ نکالکر یا خداوند
تمثال آئینہ رو کہکر تہنشین ہو جاتی ہین غرضکہ ہر در و بام سے یا خداوند یا خداوندی کی آواز چلی آتی ہے جا بجا قصر
بنے ہوئے ہین کہ کوئی یاقوت سرخ کا کوئی یاقوت زرد کا کوئی زمرد کا کوئی مروارید کا ترشا ہوا معلوم ہوتا ہے بجائے
شیشہ آلات جواہر کے جھاڑ فانوس مردنگ لگے ہوئے ہین شمعین روشن ہین زبان شعلہ سے یا خداوند تمثال کی آواز
پیدا ہے یہ سب کے سب جھومتے ہوئے اور وجد کرتے ہوئے بلکہ خود بھی ثنا و صفت تمثال آئینہ روی کرتے ہوئے
چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب ایک قصر رفیع کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ قصر پر ایک اژدر دہن کھولے ہوئے
بیٹھا ہے شعلے دہن سے اُسکے نکل رہے ہین پیک قدرت نے کہا کہ اگر قرب خداوند چاہتے ہو تو کود پڑو اسکے دہن
مین یہ سب کے سب ایسے سرشار ہو رہے تھے کہ بیخوف و خطر دہن اژدر مین کود پڑے شعلون نے مطلق اثر نہ کیا
اب جو دیکھا تو سامنے ایک قصر ہے کہ ہر خشت اُسکی جواہر مختلف اللون کی ہے اور عجب ترکیب سے وہ قصر بنا ہے
کرانیٹون کی جڑائی سے معمارون نے بیل بوٹے قائم کیے ہین آگے چبوترہ ہے اُسپر بہت بڑا شامیانہ کھچا ہوا ہے
کہ اُسکی بھی تیاری بیان سے باہر ہے شامیانہ فلک جسکے آگے سر سے جھکتا ہے فرش قاقم و سنجاب بچھا ہوا ہے بیچ
مین ایک مسند لگی ہوئی ہے اُسپر ایک گبر ناہنجار منھ پر نقاب ڈالے بیٹھا ہے پیک قدرت نے آواز دی
کہ یہ تازہ بندے حاضر ہین ان سب نے سجدہ کیا اُس گبر نے آواز دی کہ انھین سیر آسمان و بہشت کرا لائے
پیک قدرت نے کہا کہ یہین حکم خداوند کے خلاف کر سکتے تھے تمثال آئینہ رو نے کہا کہ اب انکو ہماری رحمت
کا حال تو معلوم ہو گیا مگر یہ لوگ فقط رحمت پر بھروسا کر بیٹھینگے تو ہم سے خوف نہ کرینگے لہذا انکو نمودار دوزخ کا بھی
دکھا دینا چاہیے پیک قدرت نے کہا کہ بہت خوب اور ان سب کو ساتھ لیا اسی قصر کے پہلو مین زمین پر
ایک پتھر نصب تھا اُسے ہٹایا ایک غار پیدا ہوا اُن سب سے کہا کہ دیکھو جسنے جھک کر دیکھا توبہ توبہ کرتا ہوا
دہانے سے پھرا لاجورد شاہ نے اپنے باپ زبرجد شاہ اور دامہ جادو کو دیکھا کہ سانپ اور بچھو تن بدن
مین لپٹے ہوئے ہین شعلے ہر طرف سے بھڑک بھڑک کر گرتے ہین چراہند اسقدر ہے کہ ناک نہین دیجاتی وہ فریاد
کر رہے ہین صلصال نے اپنے عزیزون کی بھی کیفیت دیکھی غرضکہ جسنے دیکھا اپنے اپنے عزیزون کو حال خراب
سے پایا سب تھرانے لگے اب پیک قدرت ان سب کو لیکر پھر خدمت مین تمثال آئینہ رو کے آیا اور کہا کہ
نمونہ غضب خداوندی بھی انھین دکھا دیا کہا بہتر ہوا ان سب کو بیٹھنے کا حکم ملا سب مؤدب ہو کر بیٹھے اب تمثال آئینہ رو
نے حکم دیا کہ حوران بہشتی کو طلب کرو اُسیوقت پرے کے پرے نازنینون کے جھرمٹ مارے ہوئے ایک جانب
سے یاقوت پوش ایک سمت سے زمرد پوش ایک طرف سے مروارید پوش اسی طرح انواع اقسام کی پشوازین
پہنے ہوئے زیور مین سر سے پیر تک لدی ہوئین تیرہ تیرہ برس کے سن ولولے کے دن اُبھری اُبھری
گاتین دلفریب باتین ہر قدم پر کرشمے دکھاتی ہوئین دل لبھاتی ہوئین نمودار ہوئین لاجورد شاہ و صلصال
و عمرو ثانی و دیگر عیاران تاب سکتے کے عالم مین ہو گئے وہ نازنینین برابر سے آکر بیٹھ گئین ایک گھڑی ہو گئین اب

ایک غول کو ناچنے کا حکم ملا مرواریدپوشون نے ناچنا شروع کیا آواز خلخال سے ہزار سازون کا رنگ پیدا تھا سریلی آوازون سے سوز و گداز پیدا تھا لیکن افسر اُن سب حورون کی ایک نازنین ماہ جبین تھی دردر گوش مرصع پوش آب گھر مین عوطہ مارے گیسو سنوارے عجب ناز و انداز سے ناچ رہی تھی کہ صورت اُسکی دیکھتے ہی عمرو ثانی کی یہ کیفیت ہوئی کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوے آثار عشق طاری ہوے اُس نازنین کی نظر جو عمرو ثانی پر پڑی اُدھر سے مُنھ پھیر لیا بس مُنھ پھیرانا تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ اک تیر جانستان جگر کے پار ہو گیا بے ساختہ مُنھ سے اف نکل گئی اتنے مین دوسرے غول کو ناچنے کا حکم ملا مرواریدپوش جسقدر تھین علٰحدہ کھڑی ہو گئین اب سرخ پوشون کا غول آیا اور برابر تال پر قدم اُٹھا اُٹھا کر ناچنا شروع کیا پرستان کا سمان بنا ایک سے ایک حسین چہلین کرتی جاتی تھین ناچنے مین کوئی کسی کی طرف دیکھکر ہنس دی کسی نے کسی کا مُنھ چڑھا دیا کسی نے کسی کو انگوٹھا دکھا دیا سن کی شوخی کسیکا لحاظ و پاس نہین مانتی یہ بھی دھیان نہین کہ غیر لوگ جمع ہین سامنے خداوند بیٹھا ہی ان نازنینون کی افسر ایک حور وش آفت جان دشمن دین و ایمان تھی کہ جسکے حسن کی چھوٹ پڑتی تھی چہرہ مانند ماہ تابان کے روشن و منور تھا یکایک اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

یاد اُس کاکل شبگون کی جو آجاتی ہی
اک بلائی رخ بیمار پہ آجاتی ہی
اور ہوجاتے ہین ایام جوانی مین حسین
دیکھو اس بھول سے اب تک وفا جاتی ہی
جسم مین خاک اُڑاتی ہوئی ہوتی ہین ہوا
سر بالین پہ قضا اُسکے سنا جاتی ہی
کسی پردے مین نہین رنگ محبت چھپتا
روگ یہ اچھے بھلے دلکو لگا جاتی ہی

لو گھٹا لیکے غم و درد کی چھا جاتی ہی
شوق اُن مست نگاہون مین جو آجاتی ہی
شوخیان آتی ہین آنکھون مین حیا جاتی ہی
یہ بلا وہ ہی کہ ٹالے نہین ٹلتی تا زیست
مرے مرنیکی خبر لیکے صبا جاتی ہے
شکے بھین نہو جائے کوئی نازک دل
خون ہو کہ ترے ہاتھون مین حنا جاتی ہی

کان مین تیرے وفا کی جو صدا جاتی ہی
پھیر کہ مُنھ ابھی خلوت سے حیا جاتی ہی
گرمی غم سے مرے دل کو نہ پژمردہ کرو
جان جاتی ہی طبیعت اگر آجاتی ہی
اچھے ہوتے نہین دیکھے کبھی بیمار فراق
ڈرتے ڈرتے مرے نالون کی صدا جاتی
آرزو نرگس بیمار کی الفت کو نہ پوچھ

جسوقت وہ نازنین سریلی آواز سے یہ غزل گا چکی سب کو اک سکتے کا عالم ہو گیا

چالاک ثانی کے چہرے کا رنگ زرد ہوا دل مین درد ہوا اشک حسرت آنکھ سے پیدا آثار عشق ہویدا ہوے اتنے مین تیسرے غول کو حکم ملا سرخ پوش الگ پرا باندھکر کھڑی ہو رہین اب سبز پوشون کا غول آیا اور ناچنا شروع کیا سبز پوشون کی افسر ایک ماہ جبین تھی کہ اُس پر شاپور شیر دل عاشق ہوا اسکے بعد غول زرد پوشون کا ناچنے لگا اُنکی افسر پہ بہتر جوق ثانی شیفتہ و فریفتہ ہوا اُسی طرح ایک ایک نازنین پہ یہ سب عاشق ہوے جب یہ سب گا چکین صبح ہو گئی تھی وہ جلسہ برخاست ہوا ان سب کو ایک ایک قصر رہنے کو ملا دن بھر میوہ ہاے جنت کھا کے آرام کیا جب شام ہوئی پھر خدمت مین تمثال آئینہ رو کے حاضر ہوے اور وہی رنگ صحبت پھر ہوا پریزاد دن کا بھی شغل رقص و غنا اُسی ہنگام مین وہ دن بھی تمام ہوا اب تیسرا دن ہی آج پھر سب جلسہ جمع ہوا ہی سامنے خداوند تمثال آئینہ رو بیٹھا ہی پرے نازنینون کے سامنے کھڑے ہین کہ تمثال آئینہ رو عمرو ثانی کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ بیٹے تجکو کیسا خوش الحان پیدا کیا اور تیرے باپ کو بھی اس علم مین کمال بخشا تھا آج قدرت تیرے سننے کے خواہشمند ہین عمرو ثانی نے کہا یا خداوند بیشک برحق ہی مگر جب دل ٹھکانے نہین تو کیا ہو سکے مجھے سنا تھا کہ جنت مین کوئی رنج نہین ہوتا مگر ہم تو یہان آکر بیمار محبت ہو گئے وہ روز سے صدمۂ فرقت نے دل کو سراپا زخم بنا دیا ہے یہ سنکر تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ ہم کیفیت تیری دیکھ رہے تھے قدرت کو سب حال معلوم تھا تجھپر ایسا موقوف

ہے یہ سب اسی حال مین مبتلا ہین اگر ہم طبیعتین مختلف نہ خلق کرتے اور سب ایک ہی حور پر عاشق ہو جاتے تو کسی دقت ہوتی دیکھا ہماری مصلحت اندیشی کو کہ پہلے سے تمہاری طبیعتین ایک دوسرے کے خلاف پیدا کین سب نے کہا یا خداوند تیرا مثل نہین ہے خداوند ایسا ہی ہونا چاہیے تمثال آئینہ رو نے کہا کہ جا حور دردانہ کو تجھے بخشا اور تیری خاطر سے جو جسپر عاشق ہے اُسے وہ حور ہمنے بخشی بس اب تو کوئی رنج نہین ہے یہ سُنکر عمرو ثانی نے اب مطمئن ہو کر جوڑی ہفت پیوندمی ز کی جیب سے نکالی اور سُر اُسکے درست کر کے بجانا شروع کیا وہ حوران جنان جو پرے باندھے کھڑی ہوئی تھین صف کی صف عالم تحیر مین دیوار بنکر رنگین تمثال آئینہ رو کی یہ کیفیت ہوئی کہ جھومنے لگا در و دیوار سے سر و نکی آواز پیدا اٹھی عمرو کے گانے کا مثل و نظیر کا ہیکو ہے دردانہ بھی عمرو کی عاشق ہو گئی اب تمثال آئینہ رو نے فرمائش کی کہ کوئی غزل یاد ہو تو گا عمرو نے غزل شروع کی

غزل

طبیعت جوش پر آئی ہے آفت ہونیوالی ہے
یقین ہے کم کچھ اپنی شام فرقت ہونیوالی ہے
گلا ہم کاٹتے مرنا تھا بہتر اسکے جینے سے
ہوا کے آتے ہی یہ شمع رخصت ہونیوالی ہے
رہا تا زیست اپنا نام روشن تیرہ بختی سے
قیامت خود پکار اُٹھی قیامت ہونیوالی ہے
خبر دیتے ہین ہیم ٹوٹکر تارے شب فرقت
کہین اُن دردمندون سے شکایت ہونیوالی ہے
مصیبت کا مری حد سے گذر جانا یہ کہتا ہے
عدو اید دست آخر مین یہ لذت ہونیوالی ہے
نکلنے کے لیے بیتاب ہے وہ مہر پردے سے
جبین پر ثبت اک مہر شہادت ہونیوالی ہے
بلا آنیکی دیتی ہے خبر پہلے سے بے چینی
کہ تیری شوخیون سے اُنکو وحشت ہونیوالی ہے
جبین پر جو ہمارے دست رسوائی نے لکھی تھی
کہ بوتاب صبح کو ہمکو تیسے رخصت ہونیوالی ہے

چلے ہین دو امیدون کے بھی رخصت ہونیوالی ہے
امنگین بڑھ کے کہتی ہین کہ الفت ہونیوالی ہے
ترقی درد کی ہے غیر حالت ہونیوالی ہے
نہ پہلے سے خبر یہ تھی کہ فرقت ہونیوالی ہے
ابھی آجائے عشق رب لگے اندیشے جان
ابھی بعد فنا بھی شمع تربت ہونیوالی ہے
ستم ہے عارض رنگین پہ یہ آغاز سبزے کا
فلک سے آج نازل کوئی آفت ہونیوالی ہے
مثال صبح روشن ہے جو شام وصل کا چہرہ
بہت ایذا سہی اب تجکو راحت ہونیوالی ہے
دوم بھر اب نہ آئے تو نہ سمجھا مین کہ پھر مجھکو
سنبھل جا دیکھنے والے قیامت ہونیوالی ہے
یہ کہتا ہے ترا اگر دل جھکا کر حال دل سننا
دھڑکنا دل کا کہتا ہے کہ فرقت ہونیوالی ہے
کسی کے جسم کی خوشبو اثر اپنا دکھادیگی
ہی تحریر خط لوح تربت ہونیوالی ہے
سحر ہے وصل کی شب جھلملا کر شمع کہتی ہے

مچا ہے تہلکہ گویا قیامت ہونیوالی ہے
وہ بل دینے کو ہین گیسو مین زینت ہونیوالی ہے
اُترجانیکو ہے چہرہ یہ حالت ہونیوالی ہے
فسردہ ہو گا آہ سرد سے داغ دل سوزان
چمک اُٹھی ہے درد دل کی شدت ہونیوالی ہے
چلا جسوقت وہ محشر خرامی ختم کرنے کو
ترے گلشن مین بیگانے کی شرکت ہونیوالی ہے
زبانون پر لگا دے ضبط جنکے مہر خاموشی
یہ آہ ہی سے ظاہر ہے کہ رخصت ہونیوالی ہے
گلا کاٹین گے اپنا جب تمنائین نہ نکلین گی
دگرگون رد دل سے میری حالت ہونیوالی ہے
گرا ہے پانون پر سر کٹکے ٹھکرانے کو ہے قاتل
کہ شکوہ کرنے والیکو ندامت ہونیوالی ہے
لباس کاغذی کو چاک کر ڈالین گی تصویرین
گل قالین مین پیدا آج نکہت ہونیوالی ہے
وہ گل ہمراہ لیجائیگا سب سامان عشرت بھی
کہ فق اے آرزو اب رخ کی رنگت ہونیوالی ہے

عمرو ثانی اسی طرح کی غزلین اس طرح گایا کہ سب کو محویت کا عالم ہو گیا اسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ شمعین جھلملا جھلملا کر خاموش ہونے لگین ستارہ سحری فلک پر چمکا بزم انجم مین ابتری ہوئی مشعل ماہ بھڑک کر گل ہوئی جلسہ برخاست ہوا عمرو ثانی و دیگر عیاران اسلام ز لاجورد شاہ اور صلصال اپنے اپنے قصر مین آئے تو ہر ایک نے اپنی اپنی معشوقہ کو وہین پایا تمنائین دل کی نکلین مصروف عیش و نشاط مشغول طرب و انبساط ہوئے چندے یہ لوگ عیش و عشرت مین رہے اب ایک روز تمثال آئینہ رو نے پھر سب کو سامنے اپنے طلب کیا لاجورد شاہ و صلصال و عمرو و صحابی

وغیرہ یہ سب کے سب حاضر ہوے پہلے آداب خداوندی بجالائے سجدے کیے تمثال آئینہ رو نے عمرو ثانی
سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اگر تمکو امیر ثانی کے پاس بھیجین اور جو کچھ کہنا ہے کہلا بھیجین تو اُنسے کہو گے اُسنے کہا جس طرح
ارشاد ہوگا اُسی طرح کہونگا بلکہ اگر حکم ہو تو باندھکر حمزہ کو لے آؤن کہ اُسنے تمام عالم کو برگشتہ کر رکھا ہے خدائے نادیدہ
کو سجدہ کراتا ہے صدہا ساحرون کو مارا ہزارہا شہر برباد کر دیے تمثال آئینہ رو نے کہا کہ اگر خداوند کو یہ منظور ہوتا
تو کیا اُسے بلا نہین سکتے تھے یا اُسے پیدا کیون کرتے کوئی تو ہماری مصلحت تھی کہ اُسے پیدا کیا وہ ہمارا کیا کرسکتا ہے
اُسی بیابان مین ٹھوکرین کھا رہا ہے نکلنے کا راستہ بھی نہین ملتا اگر ہم نہ رہا کرین تو زندگی بھر وہین ٹھوکرین کھا کھا
کے مرجائے راستہ نہ پائے یہ کچھ نہین بلکہ تم ایک نامہ ہمارا لیجاؤ اور حمزہ سے کہنا کہ اِسی پر عمل کرنا اگر خلاف
اِسکے کروگے تو تمہارے حق مین اچھا نہو گا عمرو ثانی نے کہا کہ وہ ایک سرکش ہے ان باتون کو بغیر سزا پائے
نہ مانے گا بلکہ سزا پر بھی نہ انیگا اُسکا قلب مثل میرے دل کے منصف و حق شناس نہین ہے تمثال آئینہ رو
نے کہا کہ قدرت تم سے بہتر جانتے ہین لیکن جتنا تم سے کہا جاتا ہے اُسپر عمل کرو زیادہ باتون کو دخل نہ دو عمرو ثانی خاموش
ہو رہا اب تمثال آئینہ رو نے ایک مالا مروارید کا عنایت کیا اور کہا کہ اِسی مالے پر کلمات ہماری عبادت کے
پڑھتے ہوے جانا اور کچھ فقرات تعلیم کیے بعد اُسکے ایک جامہ عنوان نو کا دیا کہ اِسے پہنو پھر ایک تاج عنایت
کیا کہ ہزارہا قسم کا جواہر اُسمین نصب تھا یہ سب سامان دیکھکر عمرو کی رال ٹپک پڑی کہ کیا فیاض خداوند ہے
اُسکے بعد ایک طوطی کا پنجرہ دیا کہ یہ ہاتھ مین لیے ہوے چلے جانا جسوقت حمزہ سے باتین ہون اِس جانور کو کھول
دینا یہ اپنا کام کرکے چلا آئیگا اُسکے بعد ایک نامہ لکھوا کر دیا کہ یہ ہماری طرف سے دیدینا اور جواب اِسکا لیکر جلد آنا
عمرو نے نامہ سر سے باندھا تاج سر پر رکھا جامہ زیب جسم کیا ایک ہاتھ مین مالا لیا ایک مین پنجرا طوطی کا لیا اب
حنیاک ریش دراز کو حکم ہوا کہ تم ساتھ جاؤ اور کچھ چپکے سے کان مین حنیاک ریش دراز نے کہدیا کہ راز
اِسکا وقت پر کھلیگا اور کچھ فوج ہمراہ کرکے بڑے عظم و شان سے عمرو کو طرار قدرت کا خطاب دیکر جانب کوہ
بیضا روانہ کیا عمرو طے مراحل و قطع منازل کرتا چلا جاتا ہے یہانتک کہ جاتے جاتے بیابان صفا مین داخل ہوا
یہان حالت امیر ثانی کی یہ تھی کہ چالیس روز تک ہر چہار جانب پھرے لیکن راستہ نہ پایا نہایت پریشان تھے
کہ پروردگارا اگر قضا میری آگئی ہے تو تلوار کی موت دے اِس طرح کہ مثل طائر پر بستہ کے پھڑک پھڑک کر مرنا پسند
نہین آئندہ جو تیری مصلحت اِسی حال پر ملال مین تھے سب سردار بھی حیران بادشاہ اِسلام بھی پریشان کہ کیا
کرین کیا نہ کرین ایک روز امیر با توقیر کو خیال اپنے رفیق قدیم یعنے عمرو ثانی کا آیا بے اختیار ہو کر رونے لگے
مقبول بن مقبل نے سبب گریہ پوچھا صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ مجھے یہ خیال آیا کہ مین باوجودیکہ اپنے
کو آزاد سمجھتا تھا مگر نہین گرفتار ہو گیا ہون اور اُس دوست صادق یار موافق کو تو مین نے خود باندھکر بھیجدیا
ہے وہان نہین معلوم اُسپر کیا گذری اور دیگر عیار جو عزیز و ملازم اُسکے ہین اُنکی خدا جانے کیا کیفیت ہوئی دیکھیے آئندہ
یہ فلک تو قع انداز کیا رنگ لاتا ہے کس کس سے چھڑاتا ہے ہنوز یہی باتین تھین کہ چوڑی ہرکارون کی عرق مین آلودہ
گرد مین اَٹے ہوے نمودار ہوے اور بعد دعا و ثنا بجا لانے کی عرض کی کہ شاہنشاہ عیاران یعنے خواجہ
عمرو ثانی بڑے عزم و شان سے تشریف لاتے ہین کہ ایک تاج مرصع بر سر اور چار قبۂ شاہنشاہی در بر فوج
ہمراہ بارگاہ ساتھ لیکن ایک ہاتھ مین پنجرا کسی جانور کا ہے اور دوسرے ہاتھ مین مالا ہے اُسے پڑھتے ہوے
یا خداوند تمثال آئینہ رو کہتے ہوے چلے آتے ہین دریافت کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ تمثال آئینہ رو کیطرف

سے ایلچی ہوکر آئے ہین اور انھون سے نے مذہب تمثال کو اختیار کیا امیر ثانی کو یہ سنکر یقین نہ آیا دل مین خیال کیا کہ یہ ایک مکار ہے کس کا بیٹا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہان اِسنے تحصیل زر کیواسطے یہ جامۂ فریب پہنا ہے کیونکہ باپ بھی اسکا اکثر مقامات پر بہ مصلحت کافر بنگیا ہے یہ خیال کرکے فرمایا کہ آنے دو بابا ایلچی کے مرتبہ کے موافق کہ اتنے بڑے شخص کا قاصد ہوکر آیا ہے اگرچہ وہ کافر ہے شاہان ہفت ملک کو حکم ہوا کہ برائے استقبال جائین حسب الارشاد اُسیوقت شاہان ہفت ملک برائے استقبال روانہ ہوے اُس طرف سے سواری مثل باد بہاری خواجہ عمرو ثانی کی آتی تھی اِدھر سے شاہان ہفت ملک برائے اِستقبال جاتے تھے عمرو ثانی نے جو اِن سب کو آتے دیکھا نہایت غصہ ہوے اور فرمایا کہ وہ عرب میرے استقبال کو نہ آیا اُسے اپنی صاحبقرانی پر بڑا گھمنڈ ہے میرے مرتبے سے شاید آگاہ نہین ہے کہ مین یک طرار قدرت ہون اگر حمزۂ صاحبقران ثانی میرے استقبال کو نہین آیا ہے تو مین بھی اسکی بارگاہ مین نہ جاؤنگا اور یہ بات سمجھائی ہوئی ضحاک ریش دراز کی تھی کہ مین بارگاہ سلیمانی مین نہین جا سکتا علاوہ اِسکے جس کام کے واسطے تم آئے ہو اگر وہان جاؤگے تو کچھ نہو سکیگا یہ خیال کرکے خیمہ اپنا علحدہ برپا کیا لشکر کو اُتارا اور شاہان ہفت ملک سے کہا کہ اُس عرب سے کہدینا کہ تو بڑا مغرور ہوگیا ہے کہ مین شاہزادۂ ولایت اول کا بیٹا اور خداوند تمثال آئینہ رو کا یک طرار اور تو میری پیشوائی کو نہ آیا اِسی باعث سے مین بھی تیری بارگاہ مین نہ آیا جسوقت شاہان ہفت ملک واپس گئے جاکر تمام کیفیت امیر ثانی سے بیان کی امیر ثانی نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے اسکی شامتین آئی ہین خلل دماغ بڑھتا جاتا ہے ابھی میرے غصہ سے آگاہ نہین غیر شخص یعنے ضحاک ریش دراز کے سامنے بھی مجھسے مذاق کرتا ہے ابھی تک امیر ثانی کو یہی گمان ہے کہ شاید حسب عادت یہ شرارت کرتا ہے اکثر اِسنے ایسا کیا ہے کہ مجھسے تعظیم کروائی ہے جس طرح باپ اِسکا خدمت مین والد ماجد کے گستاخ تھا اُنھون نے اُسے منھ لگایا تھا یہ وہی باتین سنتا ہے ویسی حرکتین میرے ساتھ بھی کرتا ہے یہ سنا تھا کہ رضوان بن عمرو نے عرض کی کہ حضور کبھی نہ تشریف لیجائین اگر اُنکو غرض ہوگی تو خود حاضر خدمت ہونگے ورنہ پھر بری طرح یہانتک آئینگے مین خود جاکر گرفتار کر لاؤنگا امیر ثانی ہنسے وہان عمرو ثانی نے ضحاک ریش دراز سے کہا کہ اب تم میرے ایلچی بنکر جاؤ اور حمزہ سے یہ کہنا کہ کیا تو مجھ سے خوف کرتا ہے جو یہانتک نہین آتا اگر تجھے کسی طرح کا خوف ہو تو قسم کھاتا ہون خداوند تمثال آئینہ روکی کہ تجھ سے بہ آشتی پیش آؤنگا اور اے ضحاک اگر ایسا نہ کروگے تو حمزہ کبھی نہ آئیگا یہ پیام سنکر ضحاک ریش دراز روانہ ہوا جسوقت داخل لشکر امیر ثانی ہوا ہرکارون نے امیر کو اطلاع دی کہ ضحاک ریش دراز آتا ہے امیر نے فرمایا بلالو جسوقت ضحاک داخل بارگاہ ہوا امیر کو سلام کیا صاحبقران نے دنگل اِسکے واسطے پہلے سے بچھوا رکھا ہے بیٹھنے کو اشارہ کیا ضحاک سلام کرکے بیٹھ گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت کس ارادے سے آنا ہوا ضحاک نے عرض کی کہ مین ایلچی ہوکر آیا ہون یک طرار قدرت کا کچھ پیام لایا ہون امیر ثانی نے ارشاد فرمایا کہ بیان کرو ضحاک ریش دراز نے عرض کی کہ اول تو میری دریدہ زبانی عفو کیجائے کیونکہ مین ایلچی ہون مثل مشہور ہے کہ ایلچی را زوالے نیست جتنا پیام ہے اُتنا بیان کرتا ہون امیر ثانی نے ارشاد فرمایا کہ تم بیان کرو ضحاک ریش دراز نے عرض کی کہ یا امیر یک طرار قدرت نے کہا ہے کہ اے حمزہ کیا تو مجھ سے خوف کرتا ہے جو یہان نہین آتا اگر ایسا ہو تو پھر

مین ہی آؤن اور تو میری طرف سے اطمینان رکھ کہ مین تیرے ساتھ بآشتی پیش آؤنگا بدی نہ کرونگا بس
یہ سننا تھا کہ صاحبقران ثانی غصہ مین کانپنے لگے اور ارشاد فرمایا کہ ای ضحاک مین کبھی اُسکی بارگاہ مین نجاتا
کیونکہ وہ میرا ایک ملازم ہو کہ اسوقت مجھ سے دماغ کی لیتا ہو مگر اب ضرور چلونگا کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہو کہ مین بھی کوئی
چیز ہون اور حمزہ یہان آتے ہوے ڈرتا ہو یہ فرماکر صاحبقران ثانی اُٹھ کھڑے ہوے اور ضحاک سے
ارشاد فرمایا کہ مین ابھی چلتا ہون یہ ارادہ امیر نامدار کا دیکھکر سب سردار مع لندھور مالک فراہر زجمہور
کیخسرو نامدار بدیع الزمان عالیہ فار شاہزادہ نور الدہر شاہزادہ ایرج نوجوان داراب کشور کشا قمہور
دلیر پرور بدیع الملک ابن نور الدہر شہنشاہ گوہر کلاہ دارا بن داراب سیمین زرہ غرضکہ پانچہزار پانچسو
پچین تلوریے امیر کے ہمراہ دنگلون سے کودے اور عرض کی کہ ہم ہمراہ رکاب ہین امیر نے فرمایا کہ مین اتنا
کسیکو ساتھ نہ لیجاؤنگا بلکہ تنہا جاؤنگا ہرچند سب سردارون نے اصرار کیا کہ ہم بھی ضرور چلینگے امیر نے نہ
مانا اور ارشاد فرمایا کہ جو میرے ساتھ چلنے کا قصد کریگا وہ میرا دوست نہین بلکہ دشمن ہو سب مجبور ہو کر خاموش
ہو رہے انتہا یہ کہ مقبول بن مقبل کو بھی امیر نے اپنے ساتھ نہ لیا حالانکہ کسی مقام پر اس رفیق کو امیر نے اپنے
سے جدا نہین کیا لیکن آج مقبول کو بھی ہمراہ نہ لیا عرض اسکی قبول نہ کی اور ہمراہ ضحاک کے طرف بارگاہ عمرو ثانی
کے روانہ ہوے وہان یہ خبر عمرو ثانی کو ہوئی کہ امیر تشریف لاتے ہین عمرو نے کہا کہ آنے دو اب امیر ہمراہ ضحاک
چلے جاتے ہین جسوقت بارگاہ سامنے معلوم ہوئی خیال ہوا کہ اب یقین ہو عمرو برائے استقبال آتا ہوگا
لیکن کوئی نظر نہ آیا یہانتک کہ صاحبقران ثانی دروازۂ بارگاہ پر پہونچ گئے جب بھی عمرو نہ آیا اب امیر کو
غصہ آیا کہ اسکی شامتین آگئی ہین اور داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ عمرو تخت جواہر نگار پر تاج مرصع بر سر چار
قب شاہنشاہی در بر کیے ہوے بیٹھا ہو امیر کو خیال ہوا کہ اب تو برائے تعظیم اُٹھیگا لیکن عمرو نے اپنی جگہ سے
حرکت نہ کی صاحبقران آکر دنگل پر بیٹھ گئے عمرو نے پوچھا کہ حمزہ مزاج کیسا ہو امیر نے فرمایا کہ او دزد ابن دزد
یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے میری تعظیم بھی نہ کی اور مجھے اپنی بارگاہ مین بلایا خود حاضر خدمت نہوا عمرو نے کہا کہ یا
امیر آپ میرے آقا اور مالک ہین اسمین کوئی فرق نہین اور مین نمکخوار قدیم میری یہ تاب و طاقت نہ تھی کہ حاضر
حضور نہوتا یا برائے تعظیم نہ اُٹھتا اگرچہ اب وہ سلسلہ قطع ہو گیا کہ مین بیباک طرار قدرت ہون بندۂ خاص الخاص
ہون خداوند تمثال آئینہ رو کا مگر سبب یہ تھا کہ میرے گلے مین تصویر خداوند تمثال آئینہ رو کی پڑی ہوئی ہو
اسکی حرمت مین فرق آتا کہ ایک بندے کی تعظیم کرکے مین خداوند کی تصویر کی حرمت کھوتا یہ سنکر امیر کو یقین کامل
ہو گیا کہ عمرو مرتد ہو گیا اک آہ سرد کھینچی اور فرمایا کہ افسوس ای عمرو مین یہ نہ جانتا تھا کہ تیری تقدیر مین مرتد ہو کر
مرنا تھا اسوقت آخر مین تو نے یہ روسیاہی اختیار کی کہ پروردگار عالم سے اور رسول مکرم سے منھ موڑا اگر دوزخ
مین بنایا ارے تجھے یہ کیا ہو گیا افسوس کہ بچپنے کا ساتھ اب ہمیشہ کو چھوٹ گیا یہ فرماکر آبدیدہ ہوے دل صاحبقران
کا بھر آیا عمرو نے کہا کہ حمزہ روتا کیون ہو اگر تجھکو میری محبت ہو اور میرا ساتھ دینا ہو تو ساتھ میرے خدمت خداوند مین
چلا چل مین تیری بدل و جان سعی کرونگا اور وہ تیری خطا کو بھی معاف کر دیگا اور مجھ سے
زیادہ رتبۂ عالی عطا کریگا کیونکہ تو مجھ سے کہین رتبہ زیادہ رکھتا ہو اب تو صاحبقران
مشہور ہو جب صاحبقران قدرت کہلائیگا امیر نامدار نے لاحول ولا قوۃ پڑھا اور
ارشاد فرمایا کہ مجھے تیرے حال پر رونا آتا ہو مین اپنے حال پر نہین روتا ہون اگر تجھ ایسے ہزار دوست

چھٹ جائین بلکہ سب عزیز میرے قتل ہوجائین جب بھی تمثال آئینہ رو کو سوا ے کافر کچھ نہ سمجھونگا عمرو
نے کہا اچھا اب زبان کو اپنی بند کر مین نے پہلے ہی خداوند سے کہدیا تھا کہ حمزہ راہ راست پر نہ آئیگا سب
نصیحتین بیکار ہونگی لیکن فرمان خداوند کو بجالایا جو تجھے اتنا سمجھایا خیر ہمین کیا جو جیسا کریگا ویسا پائیگا ہمنے از راہ
دوستی سمجھا دیا آئندہ تجھے اختیار ہے یہ کہکر نامہ تمثال آئینہ رو کا پیش کیا اور کہا کہ یہ نامہ خداوند ہے اسے پڑھو اور
اسپر عمل کرو امیر نے نامہ ہاتھ سے لیا اور لفافہ چاک کرکے پڑھا صاف صاف تحریر تھا کہ اے حمزہ ہمنے تجھے
اس مرتبے کو پہونچایا زور دیا زر دیا رفیق ایسے انیسے عطا کیے تجھکو صاحبقران بنایا لیکن تو دنیا مین آتے ہی
ہمین ایسا بھولا کہ تو نے دوسرا خدا اسطرح کا بنا لیا کہ نہ جسکو کوئی دیکھ سکے نہ اُس سے بات کر سکے نہ حال دل
کہہ سکے ایک واہمہ کی بات ہے جسے تو خدا کہتا ہے دیکھ اپنے یار وفا شعار کو کہ اُسنے یہان آکر اطاعت اختیار کی اور
اپنے خداوند اصلی کو پہچانا پہلے وہ بھی بھولا ہوا تھا لیکن اب راہ پر آیا ہمنے اُسپر چشم رحمت کی سب گناہ اُسکے عفو
کر دیے رہنے کے لیے قصر دیا دل بہلنے کو باغ بہشت وصل حور جنان کھانے کو میوہ جنت اور جو مال کہ اُسنے
چرایا تھا وہ بھی اُسے بخش دیا کیونکہ ہم مال کے محتاج نہین ہر چیز کو پیدا کر سکتے ہین امیر نامہ پڑھتے جاتے
ہین اور احول بھیجتے جاتے ہین آخر مین تحریر تھا کہ اگر تو بھی مثل عمرو کے آکر اطاعت اختیار کرے اور مجھے سجدہ
کرے تو قسم کھاتا ہون اپنے عظمت و جلال کی کہ تیری صاحبقرانی کو اور عروج دونگا صاحبقران قدرت کا لقب
عطا کرونگا عمرو کو پھر تیری رفاقت مین دیدونگا اور اگر اسکے خلاف کریگا تو دوسرا صاحبقران پیدا کرکے
تجھے اُسکے ہاتھ سے زیر کروا کر تمام عالم مین ذلیل کرکے قتل کروا ڈالونگا جس وقت مضمون نامہ تمام ہوا عمرو
نے کہا کہو حمزہ اب کیا کہتے ہو امیر نے فرمایا کہ اے عمرو تو نہین جانتا مجھکو اگر مین ایسے ایسے کافرون کے بہکانے
پر آجاتا تو اب تک صاحبقرانی کیا کرتا تجھے یاد نہین کہ کیسے کیسے [illegible] آن سامنے [illegible] کا ایمان
حمزہ کا برگشتہ ہو لیکن حمزہ کو پروردگار عالم نے وہ استقلال عطا فرمایا [illegible] شیطان [illegible] دشمن خدا
سے اُن سب کو قتل کیا صد ہا خداوندیان مٹا دین یہ بھی کوئی ساحر [illegible] خداوند بنا ہی بنا ہے
مشہور کہ ہر فرعونے را موسے یہ بھی کسی نہ کسی کے ہاتھ سے ایک دن مارا جائیگا [illegible] خدا اوری [illegible]
لیجائیگی اور معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مسحور ہے جو ایسی باتین کرتا ہے عمرو نے کہا اے حمزہ قلب تیرا سیاہ ہے جو تو اپنے
خداوند کو نہین مانتا افسوس کہ تیری تقدیر مین جنت نہین [illegible] تقدیر تیری یہ کہکر وہ پنجرہ جو عمرو
کے ہاتھ مین تھا اُسکی کھڑکی کھولدی اور کہا کہ حمزہ دیکھ [illegible] قدرت خداوند کا یہ جانور مین بہشت سے
پکڑ کر صرف تیرے دکھانے کے واسطے لیتا آیا ہون جو بات تیرا جی چاہے اس سے پوچھ لے یہ سب حقیقت
بیان کردیگا کھڑکی کھلتے ہی وہ جانور اُڑا اور سر صاحبقران کے گرد [illegible] بیٹھ گیا اور مانند
انسانون کے گویا ہوا کہ یا امیر واقع مین عمرو سچ کہتا ہے وہ خداوند ایسا ہے کہ اُسنے تمام عالم کو پیدا کیا آپ
بھولے بیٹھے ہین دیکھیے مجھے ایک مشت پر اُسنے پیدا کیا دیکھنے مین کوئی حقیقت میری نہین ہے مگر جو مجھسے پوچھیے تو تمام
عالم کے ہفتاد و ہشت کا حال بیان کردون اور چاہے اپنا حسب نامہ پوچھ لیجیے یہ کہکر سات پشتون تک نام آبا و
اجداد امیر کے بیان کر دیے اُسکے بعد صاحبقران اول کی پیدائش کے حال سے شروع کیا اور پرورش
پانا امیر کا اور ملازم ہونا نوشیروان کے یہان پھر عشق ملکہ مہر نگار پھر چڑھائی کرنا ہندوستان پر زیر ہونا
لندھور بن سعدان گرد کا اسیطرح جو کچھ واقعات امیر اول کی تھی سب بیان کر دیے اُسکے بعد حال امیر ثانی

کی پیدائش کا اور پرورش پانا انکا اور خروج اور جتنی کیفیتین تھین سب بیان کردین امیر باتمکین سب کچھ سن رہے
ہین ضحاک ریش دراز نے کہا یا امیر ابتو آپ خداوند تمثال آئینہ رو کی قدرت کے قائل ہوئے امیر نے
فرمایا کیا جھک مارتے ہو وہ کیا مردود ہی جس نے سنا تھا کہ عمرو ثانی نے کہا او بندۂ بے ادب تو خداوند کو برا
کہتا ہی کہین تیرا منھ نہ سڑ جائے ابتک مین نے تیری خاطر کی مگر تو یون نہ مانیگا جبتک سزا نہ پائیگا صاحبقران
نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہی کیا قضا تیری دامنگیر ہی ضحاک نے ہنس کر کہا کہ ادنی اثر قدرت خداوند کا یہ ہی کہ آپ
نے جو خداوند کو برا کہا تو زبان کی برکت تشریف لیگئی یہان تو یہ گفتگو ہو رہی اور وہ طائر اُڑکر روانہ ہوا عمرو نے کہا
کہ حمزہ ابتو یہانسے جا نہین سکتا ہین تجھے زبردستی خدمت خداوند مین باندھکر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا کیا مجال ہی
تیری ضحاک نے منھ پسار کر کہا کہ آپ اس بیابان سے تو آجتک نکل نسکے اگر ہم نہ چاہین تو آپ تا حیات یوہین تڑپا
کرین اور راستہ نہ پائین صاحبقران عقرب سلیمانی پکڑ کر اُٹھے عمرو روکنے چلا امیر نے ہاتھ عقرب کا مارا
ضحاک نے کچھ پڑھا تلوار ہاتھ سے گر پڑی تن بدن مین رعشہ پڑ گیا اب امیر نے اسم اعظم پڑھنے کا قصد کیا
مگر کچھ یاد نہین آیا امیر سمجھے کہ یہ اسمی تھی کہ برکت زبان کی جاتی رہی افسوس کہ عمرو اسی باعث سے بارگاہ
سلیمانی مین نہین آیا تھا اب صاحبقران پریشان ہین کہ یکایک دو بجلیان کڑکین اور دو پنجے آئے ایک عمرو
کو لے گیا ایک صاحبقران کو لیگیا اور ایک پنجے نے ضحاک ریش دراز کو دبا کر گرز مدور اُسکے حلق
مین ڈال دیا جب وہ ضحاک ریش دراز کو مانند افیون کی گولی کے بناکر کھا چکا اور امیر ثانی اور عمرو ثانی
کو اُس نے جہین چکا خدمت مین اپنی مالک کی لیکے قریشہ ثانی کے پاس گیا چونکہ قریشہ مذکور واسطے مقابلہ
دیو اہرمن کے مع اپنے لشکر کے گئی تھین اور اُسکی فوج کو شکست دیکر اُسکو تہ تیغ کرکے اپنے مکان کو پھرتی آتی
تھین اثنائے راہ مین اہل اسلام کو اسیر پنجۂ ضحاک نابکار دیکھکر ایک دیو کو حکم دیا کہ اس ظالم کو کھا جائے
اور امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ہمارے روبرو اچھی طرح لے آ چنانچہ دیو مذکور [illegible] جیسا کہ لکھا گیا
غرض جب وہ دیو خدمت مین قریشہ سلطان ثانی کے پہونچا اُسنے پوچھا کسقدر خوش ہین [illegible] عرض کیا کہ
ایک مدت مدید کے بنی آدم کو ایک غذائے لذیذ ہاتھ آیا ہی ذائقہ اسکا ابتک زبان پر باقی ہی اسوجہ سے خوش
و مسرور ہون اگر حضور حکم دین تو پیٹ اپنا بنی آدم سے بھر لون قریشہ ثانی نے جواب دیا خبردار اب کسی آدم زاد
کو نہ کھانا یہ کہکر امیر ثانی اور عمرو ثانی کو اُس سے لیکر بصد خوشی جانب چشمۂ [illegible] روانہ ہوئین جب لب چشمۂ مذکور
پر پہونچین تمام حال گرفتاری امیر ثانی سنکے کہنے لگین شکر ہی خداوند عالم کا کہ مین حسب اتفاق عین وقت پر پہونچی
کہ آپکو اور عمرو ثانی کو مین نے دست عدو سے چھڑایا اور دشمن منحوس کو لقمۂ دیو کر دیا یہ کہکر اپنے تابعین سے
مخاطب ہو کے کہا کہ آج ہمکو نہایت خوشی ہی کیونکہ دو سبب خوشی و شادی کے ایک وقت مین ہوئے ہین اول تو یہ
کہ مین دیو اہرمن ایسے دشمن پر فتحیاب ہوئی دوسرے مین نے دشمن جناب امیر ثانی کو لقمۂ دیو کرایا اور
اُنکو اُسکی شر سے بچایا ہی لہذا ہر دو امور مذکور کی خوشی ضرور ہی چاہتی ہون کہ بزم طرب آراستہ ہو سامان عیش
و عشرت مہیا ہون صحبت رقص و نغمہ کی ہو اور سامان دعوت و ضیافت بھی نہایت خوبی سے کیا جائے دیو و پریزاد
یہ حکم سنکے سرگرم بجا آوری حکم ہوئے جلد ایسی بزم عشرت آراستہ کی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی جب ایسی
بزم طرب آراستہ ہوئی امیر ثانی بالائے مسند زرین بیٹھے قریشہ ثانی بھی باادب تمام ایک طرف بیٹھی پریزادان
ذی عزت بھی اپنی اپنی لیاقت کے موافق بزم مذکور مین بیٹھے اُسوقت یہ رنگ بزم مین ہوا کہ بمقتضائے این نظم

دور قدح شراب آیا | چکر مین آفتاب آیا
تھے دور کہ گردش زمانہ | یا گردش چشم جاودانہ
چھیڑے رقاصون نے ادھر سانے | بیٹھی وہ دہنین سریلی آوازے
گاتا تھا وہ دلکش زمانہ | یہ ٹھمری غزل ترانہ
ہر تان پہ تان سین قربان | بیجو ہوا باولا پریشان
بزم عشرت ہری بھری تھی | صہبا تھی کہ شیشے مین پری تھی
مست مے ناب جھومتے تھے | ہنسکر لب جام چومتے تھے
واقف تھا ہر ایک زیر و بم سے | الحان سے لے سے تال سم سے
کس ناز سے توڑے لیتی تھی وہ | دل توڑے مروڑے دیتی تھی وہ
فرصت گت ناچکر جو پائی | رقاصہ نے ایک غزل یہ گائی غزل

آنچل سے منہ چھپانا بجا کیا ضرور تھا
جو تھا انھین کے نشۂ الفت مین چور تھا
عاشق ہو تو نہ کیون مجھے پوچھیگا جب خدا
سچ کہہ دیا نسے اُنکا مکان کتنی دور تھا
کل اُسکے رخ کو پھول کہا کھا گئین ہمیان
ای غیر آج ہی تجھے مرنا ضرور تھا
اُنکا خیال آیا تھا اور دل مین کل
اُتنا اب انکسار ہو جتنا غرور تھا

خود ہی نقاب اُنکے چہرے پہ نور تھا
میری خوشی سے آج ہوے غم مین مبتلا
کہدونگا روز حشر کہ دل کا قصور تھا
لو دید بازیچہ ہے آکے خوش ہوے
پائی نظر ابھی ویسی ہی جیسا قصور تھا
ہر ایک سے کھینچ کے چلتی تھی کل قتلگاہ مین
تعظیم کے لیے تجھے اُٹھنا ضرور تھا

شغل شراب بزم مین پھر کیا ضرور تھا
کل دشمنون کو رنج سے میرے سرور تھا
اک نامہ بر گیا تھا جہان پہنچا راخطہ
رونے سے چھپانا ہی تھین کیا ضرور تھا
وعدہ تھا اُنسے آنیکا اب کیا دوا کرین
تجھ سے زیادہ تیغ کو تیری غرور تھا
سچ ہو شباب جاتے ہی ہوش آگیا ہمین

اشعار غزل مندرجہ اہل بزم مین سنکے اور رقص رقاصہ دیکھکے خوش ہوتے تھے وہ بزم عشرت قابل دیدنی تھی سواے امیر ثانی اور محمود ثانی کے کسی انسان نے اُس بزم کو کبھی نہ دیکھا ہوگا اور نہ کبھی پریزادون کی ایسی بزم مین کسی بشر کا گذر ہوگا وہ رقاصہ پریزاد خوش جمال کا رقص و نغمہ کرنا وہ پریزادان حور اجمال کا بزم عشرت مین فراہم ہوکے ساتھ قرینے کے بیٹھنا ناچ گانا سننا وہ اُنکا حسن و جمال کہ اگر زاہد بھی خواب مین دیکھلے ایسا اُنپر شیفتہ ہو کہ حالت بیداری مین خیال عبادت الٰہی بھی بھلادے وہ اُن نازنینان پریزاد کے گیسو و زلفین کہ جو درازی شب فرقت سے طول مین زیادہ اور پریشانی دل عاشق پر آمادہ تھین وہ اُنکی پیشانیان پرنور و روشن کہ ماہ کامل بھی جنسے شرمندہ ہو وہ اُنکے عارض گلرنگ و نازک کہ جو رشک گل تھے اور خیال بوسۂ عاشق سے کثرت نرمی و نزاکت سے نیلگون ہو جاتے تھے وہ اُنکے دہن تنگ کہ جنکی تنگی سے غنچۂ گل بھی تنگ سے تنگ دل تھا وہ اُنکی آنکھین خمار آلود و پرحجاب کہ جب سے اُنکو نرگس شہلا نے ایک نظر دیکھ لیا ہے سکتہ ہو گیا ہے باغ مین حیران نگران ہے وہ اُنکے تیر مژگان اور تیر نظر کہ جو کبھی خطا نہین کرتے دل عاشق مین در آتے ہین وہ اُنکی بینی پرنور کہ مانند شمعہاے پرنور کے صاف روشن نظر آتی تھین وہ اُنکی صراحیان گلو کی کہ گردن شیشۂ مے کی بھی جنسے محجوب ہو اگر عشاق اُنکے گلے کو دیکھ لین بصد شوق ہاتھ اپنے واسطے ہم آغوشی کے بڑھائین وہ سینے اُنکے وہ جوش شباب اگر کوئی عاشق مزاج اُنکے سینہاے پرنور پر نظر کرے تو ہر اک نازنین پریزاد سے مخاطب ہوکے یون پوچھے

بیت اب ہے کہ سینہ پہ تیرے اوبت جبے ہیریہ کیا ۔ اُبھرا اُبھرا نظر آتا ہے کچھ اُٹھا اُٹھا ۔ وہ اُنکی نازک نازک کمرین کہ جو خیال مین بھی بوجہ نازک ہونے کے نہین آتی تھین اور مانند موے سر کے پتلی بھی تھین بلکہ رشتۂ نظر سے بھی لطیف و نازک تھین وہ اُنکے دست و پاے نازک حنائی کہ جو دل اسے عشاق کو پامال کرین اور رہر دست خون عاشقان بیگناہ کرین وہ اُنکے تنون مین لباس زرنگار رنگ کے پھبین وہ اُنکے زیور و جواہر زرنگار رنگ کی چمک دمک اور زیب و زینت وہ اُنکا بزم عشرت مین خوش ہوکے مسکرانا وہ مہ ضیاے گوہر دندان سے برق کا شرمانا وہ اُنکے سخنہاے اعجاز نما کی خاصیت دم عیسے رکھتی تھی وہ بزم عشرت کی رونق و آراستگی وہ قرینۂ ثانی

کی خوشی وہ امیر ثانی کا بزم عشرت مین بیٹھکر رقص و نغمۂ رقاصہ سے شادان ہونا وہ سامان دعوت و ضیافت
وہ ہر ایک طعام لذیذ و لطیف کہ بمصداق این نظم

کھانے تھے نفیس و تازہ و خوب
ہر چیز کا ذائقہ نرالا
شیرین نمکین لذیذ و مرغوب
ہر شی کا مزا لطیف و اعلا

الحاصل بعد ختم جشن مذکور امیر ثانی نے فرلیشۂ ثانی سے فرمایا اب ہمکو رخصت کرو کیونکہ لشکر ہمارا امیلیہ مین فرو کش ہوا تھا اور مبتلاے سحر تھا نہین معلوم اب کس حال مین ہی سوا اسکے ہمارے اور عمرو ثانی کے وہان نہونے سے ہر ایک سردار و غیر سردار نہایت متردد و بیقرار ہوگا فرلیشۂ ثانی نے دست بستہ عرض کی حضور چندے یہان قیام فرمائین یہان کی سیر سے لطف اُٹھائین دل کو فرحت و راحت ہو صعوبت قید برطرف ہو امیر نے جواب دیا فضل خدا سے اب ہم اچھے ہین ضحاک ریش دراز کے مرنے سے سحر ہم پر سے اور عمرو ثانی پر سے اُتر گیا ہی اور اسم اعظم جو قید ہو گیا تھا رہا ہو گیا ہی یعنے فراموش ہو گیا تھا اب یاد آ گیا ہی سحر زائل ہو گیا ہی سیر کرنا مطلوب نہین ہی بزم عشرت مین رقص و نغمہ رقاصان خوبرو سے بہت لطف اُٹھا چکے مین اب ہمکو نہ روکو قیام ہمارا یہان اچھا نہین ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ اسیوقت ہمکو رخصت کرو اور عمرو ثانی کو بھی اجازت جانیکی دو فرلیشۂ ثانی نے دست بستہ عرض کیا کہ اگر حضور کی یہی خوشی ہی تو بسم اللہ صرف حضور تشریف لیجائین عمرو ثانی کو یہان چھوڑ جائین کیونکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ابھی تک عمرو ثانی کے حواس بجا نہین ہین بہکی باتین کرتا ہی عقائد دین مین بھی اسکے فرق ہی نہین معلوم اسپر کیسا سحر تھا کہ بعد اُترنے سحر کے بھی ہوش و حواس اسکے اچھی طرح درست نہین ہین امیر ثانی نے فرمایا ضحاک ریش دراز نائب خداوند تمثال آئینہ رو نے ایسا کچھ اسکو سمجھایا ہی اور ایسے عجائب و غرائب سحر اسے دکھائے ہین کہ یہ بہک گیا ہی بہتر ہی چندروز اسکو اسی جگہ رہنے دو یہان کی آب و ہوا اور سیر و تفریح قلب سے غالباً اسکے حواس خمسہ درست و بجا ہو جائینگے اور وہ باتین کہ ضحاک ریش دراز کی تھین اتنی مدت مین بھول جائیگا عقائد دین بھی اسکے مثل سابق درست ہو جائین گے یہ فرما کے خاموش ہوے اُسوقت فرلیشۂ سلطان ثانی نے چار دیوون کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوے کہا ایک تخت پر جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو سوار کرکے یہانسے جانب لشکر اسلام لیجاؤ اور بخیر و عافیت تمام لشکر مین پہونچا دو اور رسید پہونچانے کی لیکر یہان آکے وہ رسید ہمین دو اُنھون نے عرض کیا ہم حسب الحکم کاربند ہونگے یہ عرض کرکے فی الفور ایک تخت جواہر نگار لیکر آئے امیر اُس تخت پر سوار ہوے پھر فرلیشۂ الثانی اور عمرو ثانی سے رخصت ہوے فرلیشۂ ثانی نے چند تحائف پردۂ قاف و پرستان کے ہمراہ و پیشکش کیے وہ دیو تخت اُٹھا کر اپنے دوش پر رکھکر بروے ہوا بلند ہو کر لشکر اسلام کیطرف چلے امیر ثانی اثناے راہ مین سیر دشت و صحرا و کوہ کرتے ہوے دیوون سے ہمکلام ہوتے ہوے جابجا راہ مین ٹھہرتے ہوے اپنے لشکر کیطرف آتے ہین انکو تو اس راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور اب حال لشکر اسلام وغیرہ کا لکھا جاتا ہی

کہ جب دیو بحکم فرلیشۂ ثانی پہونچکر ضحاک ریش دراز پر گرا تھا عمرو ثانی اور امیر ثانی کو اُٹھا کر ضحاک مذکور رکھا گیا تھا اُسکے مرنے سے نہایت تاریکی پیدا ہوئی تھی آندھی سیاہ آئی تھی سنگباری اور برفباری بکثرت ہوئی تھی جسقدر مردم صغار و کبار میلہ مین آئے تھے سب گھبرائے تھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی تھی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یعنے مارا ہمکو اور جان دی ہمنے اور مطلب دلی بر نہ آیا

پھر یہ آواز آئی حیف ہلاک کیا مجکو کہ نام میرا ضحاک ریش دراز تھا جب یہ آوازین ہیر سحر ضحاک ریش دراز
کے ضحاک کے نام سے دے پہلے ایک سمت نالہ کنان چلے گئے تھے وہ تاریکی دور ہوئی تھی جملہ کفار ضحاک
مذکور کے مرنے سے نہایت حیران و پریشان خاطر ہوئے تھے میلہ درہم و برہم ہو گیا تھا ہر ایک شخص نہایت
متردد و متفکر تھا کہ یہ کیا ہو گیا کون ایسا زبردست تھا کہ جسنے نائب خداوند تمثال آئینہ رو کو مار ڈالا کوئی کافر
کسی کافر سے کہتا تھا کہ ابھی ہمارے سامنے ضحاک ریش دراز امیر ثانی اور عمرو ثانی کو مبتلاے سحر
کرکے تخت پر سوار ہوکے بردے ہوا تخت پر بلند کرکے جانب خداوند جاتے تھے یہ پنجہ کیسا اگر آکر جسکے گرنے سے یہ
آثار قیامت عیان ہوئے تاریکی و برفباری و سنگباری ہوئی اور آواز آئی افسوس قتل و ہلاک کیا مجکو کہ نام میرا
ضحاک ریش دراز تھا وہ بیدین جواب دیتا تھا ای برادر ہمارے نزدیک وہ پنجہ گویا پنجہ ملک الموت
تھا اُسنے روح نائب خداوند کی گرتے ہی قبض کرلی قضا سے کسی کو گریز نہیں خداوند نے انکو طلب کرلیا اور یہ
تاریکی و برفباری آنکے مرنے سے ہوئی قاعدہ ہی کہ جب کوئی ساحر زبردست یا ادنے ساحر مرتا ہی تو علے قدر
مراتب ہنگام مرگ تاریکی ہوتی ہی اور سنگباری اور برفباری بھی بڑے بڑے ساحرون کے مرنے سے
ہوتی ہی اور ہر ایک سحر کے اُسی کے آواز سے صدا دیتے ہین جس طرح کہ ابھی تمنے سنا ہی پس نائب خداوند بھی
ساحر زبردست تھے انکے بھی مرنے سے تاریکی اور برفباری ہوئی اور آوازین ہیر دن نے دین افسوس نائب
خداوند کے مرنے سے لطف میلہ کا جاتا رہا بلکہ میلہ درہم و برہم ہو گیا اب یہان ٹھہرنا خوب نہیں ہی سیدھے اپنے
گھر چلو ایک لحظہ بھی یہان نہ ٹھہرو مبادا پھر وہی پنجہ آکر گرے اور ہمین یا تمھین اٹھا کر لیجائے تو غضب ہو ویگا
وہ میلہ سے کنارہ کرکے اپنے گھر کیطرف جاتا تھا وہ دوسرا بیدین اُسکی راے پسند کرکے ہمراہ اُسکے ہوتا تھا کوئی کافر
نابکار کسی اپنے ہم مذہب سے متحیر ہوکے کہتا تھا او دوست یہ کیا ہوا آوازین کیسی آئین یہ تاریکی کیسی ہوئی کچھ
سمجھ مین نہین آتا ہی وہ اُسے جواب دیتا تھا ہم خود متردد ہین تمھین کیا بتائین کہ یہ کیا ہوا نائب خداوند کو کسنے
مارا یقیناً تو کہہ نہین سکتے لیکن شاید کوئی مددگاران مسلمانون کا میلہ مین وارد ہوا اُسنے امیر ثانی اور عمرو ثانی
کو ضحاک کے شر سے بچایا اور ضحاک کو ہلاک کیا وہ یہ سنکے کہتا تھا اگر کوئی مددگاران خدا پرستون کا آتا تو برو
زمین آتا ہمکو اور تمھین نظر آتا بالاے ہوا دوست امیر ثانی کا کیونکر آیا ہماری سمجھ مین نہین آتا وہ اُسے جواب دیتا تھا
تم نہین جانتے یہ مسلمان جب کسی بلا مین مبتلا ہوتے ہین اور ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کرکے اپنے خدا سے
دعا کرتے ہین تو دعا اُنکی قبول ہوتی ہی کوئی سبب ایسا ہوتا ہی کہ وہ اُس بلا و آفت سے بچ جاتے ہین پس
عمرو ثانی اور امیر ثانی نے بھی اپنے خدا سے دعا کی ہوگی کوئی فرشتہ یا جن یا دیو بحکم خدا آیا ہوگا انکو کہین لیگیا
ہوگا نائب خداوند کو ہلاک کیا ہوگا کوئی سیاہ قلب کسی کافر سے کہتا تھا ای حبیب بڑا غضب ہوا نائب خداوند
کو کسی ظالم نے مار ڈالا وہ بدایمان کہتا تھا او بد اعتقاد چپ رہ یہ کیا کہتا ہی ارے کوئی نائب خداوند تمثال کو
ہلاک کر سکتا ہی کیا مجال کسی کی کہ جو نائب خداوند کو قتل کرسکے اگر کوئی بداندیش انکا انکو قتل کرنے کا ارادہ بھی
کرے تو خداوند تمثال آئینہ رو اُسکو اپنے برق قہر و غضب سے جلا کر خاک کردین یہ نہین معلوم کیا ہوا ہمین
خداوند آئینہ رو کے امور مین کیا دخل ہی بظاہر کہہ سکتے ہین کہ خداوند نے کسی اپنے بندہ خاص کو بصورت پنجہ
بھیجا ہوگا وہ انکو مع عمرو ثانی و امیر ثانی کے لیگیا ہوگا ہم لوگون کے ستانے کیواسطے قدرت خداوند
سے آوازین آئین کہ ہم سب ضحاک ریش دراز کو مردہ تصور کرین پس یہ بھید خداوند کے ہین عقل سے

ایسا کچھ تمنے خیال کیا ہو کوئی بدانجام کسی بیدین سے کہتا تھا ای مہربان من جاے عجب ہی کہ نائب خدا و جنت
سحر پر بلند ہوتے ہی غائب ہوگئے اُنھون نے خود اپنے مرنے کی خبر دی آندھی آئی یہ کیا اندھیر ہوا میلہ خاک مین
ملگیا دیکھو لوگ گروہ گروہ پریشان و مضطرب الحال میلہ سے چلے جاتے ہین دریغا کہ یہ آوازین کسی نے
ایسی دین یا خود نائب خداوند نے اپنے مرگ سے آگاہ کیا کہ جس سے دلون کو صدمہ پہونچا ہمکو بھی
سخت رنج ہوا یہ میلہ مقام عیش و سرور تھا اب جاے رنج و غم ہوگیا وہ اُس سے کہتا تھا کہ فی الواقع یہ واقعہ
عجیب و غریب و جانکاہ ہی کچھ عقل کو دخل نہین ہی تم سچ کہتے ہو کہ یہ جگہ اب مقام الم ہوگیا ہی بلکہ جاے خوف
ہوگیا ہی ٹھہرنا یہان خلاف عقل ہی نجتگان خداوند لاجورد شاہ سے کہتا تھا ای خداوند اِسوقت یہ عجب
رنگ دگرگون ہوا ہی ایسا انقلاب مین نے اپنی زندگی مین کم دیکھا ہی ایک لمحہ مین کچھ کا کچھ ہوگیا ضحاک
ریش دراز عجب طور سے ہلاک ہوا اُسکی لاش کا بھی کچھ نشان نہ معلوم ہوا بہت سی عمارتین اور اکثر اشیا
جو عجیب و غریب یہان نظر آتی تھین اُسکے مرنے سے مفقود النظر ہوگئین راہین جو پہلے مسدود تھین اب کھلی
ہوئی نظر آتی ہین دیکھیے وہ غبار جو گرد لشکر اسلام مانند حصار کے تھا اب نظر نہین آتا ہی مین نے عقل
سے دریافت کیا ہی کہ ضحاک ریش دراز ساحر زبردست تھا اُسکے سحر سے بہت سے اشیا کی نمود تھی
راہین مسدود تھین عمارتین وغیرہ بظاہر تھین اُسکے مرتے ہی کسی کا نشان نہ رہا افسوس اہل اسلام بھی
اُسکے مرنے سے قید سحر سے رہا ہوگئے کار ہلاکت اہل اِسلام سرانجام نہوا مین تو سمجھا تھا کہ اب دست
ضحاک مذکور سے عمرو ثانی اور امیر ثانی اور تمامی مردان لشکر اسلام کسی طرح جانبر نہونگے لیکن کوئی دوست
اُنکا عین وقت پر آگیا اُسنے اُنکی مدد کی قید سے سب کو رہا کیا ضحاک کو ہلاک کیا واہ واہ کیا اچھا دین اسلام
ہی اور کیا اہل اِسلام کا خداے قادر ہی کہ جب یہ مسلمان مبتلا کسی بلا مین ہوتے ہین اور اپنے خدا سے دعا کرتے
ہین فی الفور کسی سبب سے بلا سے نجات پاتے ہین خطا معاف ہو میرا اعتقاد تو خداے نادیدہ پر ہوتا جاتا ہی
دل چاہتا ہی کسی روز بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جائیے کیونکہ اہل اِسلام کا خدا قادر و توانا معلوم ہوتا ہی
ہر شئے پر قادر ہی ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا لاجورد شاہ نے برہم ہوکے جواب دیا او شیطان درگاہ من یہ کیا
بکتا ہی خاموش ہو خبردار اب ایسی باتین مابدولت کے روبرو نہ کرنا تو نہایت بد اعتقاد ہے
اور نہایت بیوقوف ہی میرے سامنے خداے نادیدہ کو اچھا کہتا ہی مسلمان ہوجانے کا ارادہ کرتا ہی ارے
بیوقوف یہ ہماری قدرت نمائی ہی تمنے تقدیر کی تھی ہماری تعریف کر ہمنے ضحاک ریش دراز نابکار کو
اپنے ایک بندہ سے قتل کرا ڈالا ہی ہمین نے چپکے چپکے تقدیر معقول کرکے ضحاک ریش دراز کو کہ ایک
بندہ سرکش و مغرور تھا ہلاک کروا ڈالا یہ وہ نابکار تھا کہ ہمین اپنا خداوند نہ جانتا تھا کبھی شب کو سجدہ نہ کرتا تھا
خداوند تمثال آئینہ رو کا مداح تھا اُسی کی پرستش کرتا تھا اُسی کا نائب بنا تھا ہمارے قہر و غضب سے نہ ڈرتا تھا
بارہا ہمکو برا کہتا تھا اِسوقت ہمنے اپنے قہر سے ایسا اُسے نابید کیا کہ کچھ بھی اُسکا نشان نہ رہا لاش بھی اُسکی کسی کو
نظر نہ آئی میلہ اُسی کی ذات سے ہوتا تھا یہی مردود باعث رونق تمثال آئینہ رو تھا اُس سے مانند آئینہ کے صاف
تھا ہمسے کدورت رکھتا تھا ہمنے بھی اُسے معدوم کردیا اور عمرو ثانی اور امیر ثانی کو اور جملہ اہل اسلام کو
اُسکی قید سحر سے رہا کرادیا کیونکہ یہ سب ہمارے بندہ نافرمان ہین ہم جو چاہین اِنکے حق مین کرین کہ یہ ہمارے بندے
ہین بظاہر ہمکو برا کہتے ہین بباطن ہمکو اچھا کہتے ہین پوشیدہ طور سے ہمین سجدہ بھی کرتے ہین اسیوجہ سے ہم اِنکو نیست و

نابود نہین کرتے ہین جب یہ بظاہر ہماری تخریب کے درپے ہوتے ہین ہم اُنکو بندۂ جاہل جانکر اُنکے غارت وتباہ
کرنے مین تامل کرتے ہین اور جب یہ پوشیدہ طور سے ہمین پکارتے ہین اور طالب مدد ہوتے ہین ہم اُنکی حمایت
کرتے ہین جسطرح ابھی ہمنے مدد کی ہی جامہ مردمان لشکر اسلام کو شر ضحاک ریش دراز سے بچایا ہی ہم نہین چاہتے
ہین کہ ہمارے سامنے ہمارے بندون کو کوئی ہلاک کرے یا سزائے سخت دے ہمین نہایت ناگوار ہوتا ہی جسوقت
ہمارے اِن بندون کو کوئی شخص ایذا دیتا ہی او نادان آگاہ ہو کہ جس طرح اِسوقت نائب خداوند کو اپنے ایک
فرشتۂ قدرت کے ہاتھ سے ہلاک کرایا ہی اِسی طرح ایک روز تمثال آئینہ رو کو بھی ہلاک کرا دینگے کیونکہ وہ بھی
اب بہت مغرور و متکبر ہو گیا ہی یا بدولت کا بندہ ہوکر یا بدولت سے منحرف ہوکے خود دعوی خداوندی کرتا ہی
بختگان لاجورد شاہ کی تقریر سُنکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ خود بیہودہ بکتا ہی یہ کیا کسی کو تباہ و ہلاک کریگا خود تو
اہل اِسلام سے بھاگتا پھرتا ہی نہایت عاجز ہی کسی امر پہ قدرت نہین رکھتا ہی دو رنگو ہی کبھی اہل اِسلام کو برا کہتا
ہی کبھی اچھا کہتا ہی جسوقت جو مناسب ہوتا ہی کہدیتا ہی نہین معلوم کس مددگار امیر ثانی نے امیر کو شر قید
ضحاک سے بچایا ہی اور ضحاک کو ہلاک کیا ہی یہ عبث کہتا ہی کہ مین نے یہ کار نمایان کیا ہی بباطن تو یہ کہا جو لکھا
گیا لیکن بظاہر مصلحت وقت جان کے عرض کیا ای خداوند جو ارشاد کیا گیا ہی درست و بجا ہی واقعی مین نے نادانی
سے کہا تھا اب معلوم ہوا کہ آپ نے تقدیر کی تھی چاہتا ہون کہ واسطے اپنی بہبودی کے پھر کوئی تقدیر برجستہ و
معقول کیجیے لاجورد شاہ نے جواب دیا تجکو ہمارے امور مین کیا دخل ہی ہم جو چاہتے ہین وہ کرتے ہین ہم
اپنی مصلحت سے ہر ایک کار کرتے ہین اپنے واسطے بھی کبھی تقدیر کرینگے بالفعل تو ہر ایک شہر کی سیر اِسی حیلہ سے
مد نظر ہی سو اِسلیے ہر ایک اپنے بندے کا حال دل دریافت کرنا منظور ہی کہ کون بندہ کس طرح ہمسے پیش
آتا ہی بعد سیاحی اور آزمائش بندگان کے جب چاہین گے ہم اپنے دشمنون کو نیست و نابود کر دینگے بختگان اُسکی
تقریر سُنکے اپنے دل مین کہنے لگا یہ بھگوڑا از حد دو رنگو ہی اِسکی بات کا کچھ اعتبار نہین یہ کیا اپنے اعدا کو نیست و نابود
کریگا خود ہی اُنکے ہاتھ سے ایک روز ہلاک ہو جائیگا بختگان تو اپنے دل مین ایسی ہی باتین کر رہا تھا لاجورد
شاہ بجائے خود فکر کرتا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے یہانسے کس طرف بھاگنا اچھا ہوگا اِن دونونکو تو اِسی حال مین
چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ بعد مرنے ضحاک ریش دراز کے جملہ اہل لشکر
نے قید سحر سے نجات پائی دست و پا قابو مین آئے وہ غبار جو گرد لشکر کے مانند حصار کے تھا دفع ہو گیا سحر برطرف
ہوا ہر ایک سردار و غیر سردار نے سحر ضحاک مذکور سے نجات پاکر خدا کا شکر کیا اور بجائے خود ہر ایک نے
کہا نہین معلوم ضحاک نابکار کو کسنے مارا ہنوز لشکریان اہل اِسلام قید سحر سے رہا ہوکے شکر پروردگار کر
رہے تھے ناگاہ چالاک ثانی اور برق ثانی وغیرہ جتنے عیاران لشکر اسلام مبتلاے قید سحر تھے وہ سب بھی
قید سحر سے رہا ہوکے لشکر اسلام مین آئے ہر ایک سے ملے اپنے قید ہو جانے کے حال سے آگاہ کیا عمرو ثانی
اور امیر ثانی کو پوچھا کہ وہ کہان ہین اہل لشکر نے کہا اُنکا حال ہمین نہین معلوم ہی صرف اِسقدر سنا ہی کہ جب
ضحاک نابکار نے اُنکو اپنے سحر مین مبتلا کرکے ارادہ اُنکے کہین لیجانے کا کیا تھا ناگاہ ایک پنجہ گرا ضحاک
ہلاک ہوا امیر ثانی اور عمرو ثانی کا کچھ حال دریافت نہوا کہ وہ پنجہ اُنکو لیگیا یا کہین چھوڑ گیا چالاک ثانی
نے کہا کچھ جاے اندیشہ و تردد نہین ہی وہ پنجہ جو گرا تھا یقیناً وہ کوئی اہل اِسلام کا دوست تھا دوستی اُسکی ہلاک
کرانے ضحاک سے ظاہر ہی ہم امید خدا سے کرتے ہین کہ امیر مع الخیر مع عمرو ثانی کے تشریف لاتے ہین کے

یہ سخن عیار کا اہل لشکر سنکے کہنے لگے خداوند کریم ایسا ہی کرے جلد امیر ثانی اپنے لشکر مین بخیر و عافیت تشریف لائین عمرو ثانی کو بھی ہمراہ لائین ادھر تو اہل اسلام ضحاک ریش دراز کے ہلاک ہونے سے اور اپنے قید سحر سے چھوٹنے کیوجہ سے خوش مین صرف امیر ثانی اور عمرو ثانی کا خیال کرکے مختلف خیالات کرتے ہین لیکن اب کچھ حال خلخال و صلصال وغیرہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب ضحاک مذکور کو پنجہ مذکور نے گر کے ہلاک کیا آواز اُسکے مرنے کی اُسکے سحر کے بیرون نے پکار کے دی اور تاریکی اور ریگ فشاری و سنگباری ہو چکی خلخال پسر صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نے اپنے باپ صلصال سے متحیر ہو کے کہا اے پدر عالیمقدار آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ کیا ہوا کسی نے ضحاک ریش دراز کو مار ڈالا میلہ درہم و برہم کر دیا اہل اسلام کو قید سے چھڑا دیا ہم سب کو خوشی مین رنج دیا یہان بھی چندے چین سے بیٹھنے نہ دیا تقدیر نے یہان بھی کچھ یاوری نہ کی اہل اسلام یہان بھی نیست و نابود نہوے اب فرمائیے کیا ہو گا صلصال نے کہا اے فرزند بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ وہ پنجہ کوئی دست امیر ثانی اور عمرو ثانی کا تھا جس نے پنجہ بنکر اور مثل برق گر کے ضحاک کا کام تمام کیا امیر ثانی اور عمرو ثانی کو اُٹھا کر کہین لیگیا اب میرا ارادہ یہ ہی کہ یہان توقف نہ کرون ہنگام شب لشکر اہل اسلام پر مع اپنی فوج کے گر دون جہانتک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل کر کے کسی طرف یہانسے روانہ ہون خلخال نے کہا یہ رائے آپکی مین پسند کرتا ہون ابھی خلخال اپنے پدر صلصال سے ہم سخن تھا کفار میلہ سے جوق جوق گروہ گروہ بد حواس پریشان خاطر ہو کے بھاگے جاتے تھے اکثر مردم باہم کہتے تھے یہانسے جلد نکل چلو کہین ایسا نہو کہ وہ پنجہ پھر گرے میلہ کے لوگون کو ہلاک کرے جس طرح کہ اُسنے نائب خداوند کو ہلاک کیا ہی ناگاہ ایک طرف سے غبار عظیم بلند ہوا کفار جانب غبار دیکھنے لگے کوئی کسی سے کہنے لگا دیکھو یہ غبار اس طرف سے بلند ہوا ہی ضرور کوئی نہ کوئی آفت آتی ہی کوئی کافر کسی بیدین سے کہتا تھا ہاے کہان جاؤن کس جگہ جا کر پوشیدہ ہون اس غبار کو دیکھکر میرا عجب حال ہی دل گھبرا ہوا جاتا ہی ابھی پنجہ گر چکا ہی اب یہ کوئی بلاے دیگر آتی ہی خداوند تمثال آئینہ رو اس بلاے گرد و غبار سے ہمکو اور سب کو محفوظ رکھین بختگان بھی سمت غبار بغور دیکھ کر لاجورد شاہ سے پوچھتا تھا اے خداوند آپ تو خداوند ہین بتائیے یہ غبار کیسا بلند ہوا ہی اور کون آتا ہی ہمارے دوستون سے ہی یا دشمنون سے ہی وہ اپنی ریش دراز پر ہاتھ پھیر کر مسکرا کر کہتا تھا ہمنے اسوقت ایک تقدیر کی ہی تھوڑی دیر مین جو کوئی آتا ہی وہ یہان آجائیگا تو خود ہی اُسے دیکھ لینا ہم آنیوالے سے خوب آگاہ ہین مگر نہ بتا ئینگے ہنوز لاجورد شاہ بختگان سے یہ کہ رہا تھا کہ یکایک پنجہ ہواے تند سے وہ دامن غبار پارہ پارہ ہوا دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک بادشاہ پانچ لاکھ سوارون کی جمعیت سے اسطرف آتا ہی نشانہاے لشکر بلند ہین فیل ہاے سربلند ہمراہ لشکر بکثرت ہین پھر ہرے علمہاے لشکر کے سیاہ رنگ ہین مردم سیاہ بعجلت تمام مرکبون کو جولان کرتے ہوے آتے ہین لاجورد شاہ اور بختگان اور خلخال اور صلصال وغیرہ جملہ کفار اُسے دیکھ رہے تھے چونکہ وہ بادشاہ دور تھا شناخت اُسکی کر نہ سکتے تھے اور جملہ اہل اسلام بھی اُس لشکر کیطرف دیکھکر باہم کہتے تھے یقیناً یہ کوئی سردار یا بادشاہ کافر ہی کیونکہ رنگ علمہاے لشکر کا سیاہ ہی خداوند عالم ہم اہل اسلام کو اسکے شر و فساد سے بچائے یہ میلہ کی سیر کو یہان آیا ہو بر سر کینہ و فساد نہ آیا ہو ابھی اہل اسلام یہ کلام کر رہے تھے ناگاہ وہ بادشاہ کافر قریب آیا سب نے دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو جبین بجبین زشت خو و ترش رو بلند قد دست و پا مانند دیو قوی ہیکل کے تاج جواہر نگار سر پر کج رکھے

ہوے ہو بادۂ کبر و غرور سے سرشار ہے پشت کرگدن پر سوار پس پشت اُسکے پانچ لاکھ سواران نابکار ہین جسوقت وہ قریب آیا چہار طرف دیکھ کے صلصال اور لاجورد شاہ کے لشکر پر نظر کرکے اُسی طرف متوجہ ہوا جب عنقریب صلصال کے پہونچا اپنا ہم رتبہ اور ہم مذہب اُسے جان کر کرگدن کو روک کر اُس سے پوچھنے لگا ابکی مرتبہ یہان کا میلہ ابھی سے ہو چکا جو مردم جوق جوق چلے جاتے ہین اُسنے جواب دیا میلہ درہم و برہم ایک واقعہ سے ہو گیا ہے آپ پشت کرگدن سے اُترکر یہان آئیے تمام حال بیان کیا جائیگا وہ یہ سخن سُنکر اپنے لشکر کو اُسکے لشکر سے علحدہ ایک میدان وسیع مین ٹھہرا کر حکم بارگاہ و خیام کے استادہ کرنے کا خدام کو دے کر پشت کرگدن سے پاس صلصال کے آیا اور صلصال نے اُسے بعزت و حرمت برابر اپنے بٹھایا چونکہ اُسوقت لاجورد شاہ اور سنجگان بھی وہین بیٹھے تھے اور وقت بادہ خواری بھی تھا اور یہ بادشاہ بھی آیا تھا اِس وجہ سے صلصال نابکار نے ساقیان گلرخسار سے کشتی مے طلب کی وہ حسب الحکم کشتیان لیکر حاضر ہوے اور حسب ایماے صلصال شیشہ مے سے جام یاقوت مین مے ناب اُنڈیل کر جام بھر بھر کر اُس بادشاہ اور لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال اور سنجگان کو دینے لگے جب ہر ایک دو دو تین تین جام لیکر شراب پی چکا ساقیان مذکور حسب ایماے صلصال کشتی مے اُٹھا لیگئے پھر قابین گزک سے بھری ہوئین پیش کش کین جب سب لطف گزک سے اُٹھا چکے اور دماغ بادۂ تند سے گرم ہوا نشہ شراب کا ہوا اول وہ بادشاہ جانب صلصال متوجہ ہو کر کہنے لگا آپ اپنے نام نامی سے اور اِن حضرات کے اسم گرامی سے آگاہ کیجیے صلصال نے اک آہ سرد کرکے کہا ہم کیا اپنے نام و نشان سے آگاہ کرین کہتے ہوے شرم آتی ہے اُسنے اصرار کیا صلصال نے آبدیدہ ہو کے کہا تمنے سُنا ہوگا صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو شہنشاہ ترکستان ہین وہ مین ہی تھا اب گردش فلک کجرفتار سے مانند فقیر کے دربدر اور شہر بشہر دست جفاے مسلمانان سے پھرتا ہون اہل اسلام کے خوف سے بھاگتا ہوا یہانتک آیا ہون تخت و تاج ملک و مال کچھ باقی نرہا ہان تھوڑے سے مردان سپاہ جو نمک حلال ہین ابتک ہمراہ ہین بعد اِس کہنے کے اول سے تا انتہا حال اپنی تباہی اور اہل اسلام کی لڑائی کا بیان کیا پھر لاجورد شاہ کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ خداوند ہین نام اِنکا لاجورد شاہ ہے یہ بھی ہماری طرح مسلمانون کے ہاتھ سے عاجز آئے ہین ملک و مال چھوڑ کے اہل اسلام سے شکست پا در پا کھا کر یہانتک آئے ہین اور یہ شخص جو سامنے اِنکے بیٹھا ہے یہ عجب شخص ہے نام اِسکا سنجگان ہے باتین خوب کرتا ہے ہنساتا بھی ہے اور یہ فرزند میرا ہے نام اِس کا خلخال ہے اُس بادشاہ نے حال ہر ایک کا اور نام ہر ایک شخص کا سُنکر تباہی صلصال پر افسوس کیا پھر جانب بارگاہ و خیام لشکر اسلام نظر کرکے پوچھا اِس طرف کون فروکش ہے یہ کسکے خیام و بارگاہ ہین ہے صلصال نے جواب دیا یہ خیام و بارگاہین اہل اسلام کی ہین جو سب سے بارگاہ بلند ہے وہ بادشاہ لشکر اسلام کی ہے یہی لوگ ہمارے اور اِن خداوند لاجورد شاہ کے باعث تخریب ہوئے ہین اور ابتک ہمارے اور اِنکے تعاقب سے ہاتھ نہین اُٹھاتے ہین جہان ہم لوگ بھاگ کر جاتے ہین وہین یہ سب بھی ہماری ایذا رسانی کو موجود ہوتے ہین اُس بادشاہ نے حال لشکر اسلام سے آگاہ ہوکے پوچھا سبب اِس میلہ کے ابتر ہونے کا کیا ہوا خلاصہ بیان کیجیے صلصال نے کہا باعث ابتری اِس میلہ کے یہی اہل اسلام ہوے اِس میلہ مین آکے

پہلے تو لشکر اسلام کے عیاروں نے تاجرون کو اور اُس زر و جواہر کو جو خداوند تمثال آئینہ رو کی تصویر دل پذیر کے روبرو لاتعد و لاتحصے جمع تھا اور ہر ایک نے موافق اپنی لیاقت کے روبرو سے تصویر خداوند بطور نذر چڑھایا تھا لوٹ لیا یہانتک کہ تصویر خداوند موصوف کو بھی چرا کر لیگئے سوا اسکے میلہ مین جس شخص کو متمول دیکھا اُسے بھی لوٹ لیا جب نائب خداوند یعنے ضحاک ریش دراز کو حالات عیاران مذکور سے آگاہی ہوئی اُسنے اُنھین قید کیا اور امیر ثانی سپہ سالار لشکر اسلام اور حارث بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے کہا کہ خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرو ہر ایک نے انکار کیا اور خداوند کو بہت سخت کلمات کہے کہ ہم اُن کلمات کو اپنی زبان پر بوجہ ادب کے جاری نہین کرسکتے ضحاک ریش دراز نے سرکشی و سخت کلامی اہل اسلام سے آگاہ ہوکے اور عیارون کے افعال ضرر رسان سے باہر ہوکے اپنے سحر مین سب کو قید کیا تھا اور امیر ثانی اور عمرو ثانی کو گرفتار سحر کرکے ارادہ پاس خداوند کے لیجانے کا کیا تھا ناگاہ کوئی مددگار امیر ثانی کا آیا اُسنے نائب خداوند کو ہلاک کیا اور امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ہمراہ اپنے کہین لیگیا پس نائب خداوند کے ہلاک ہوجانے سے یہ میلہ درہم برہم ہوگیا ہر ایک شخص اپنے اپنے مکان کیطرف باین خیال بھاگا جاتا ہے کہ جب کسی نے نائب خداوند کو مار ڈالا تو ہم کیا ہین صلصال یہ تقریر کرکے خاموش ہوا وہ بادشاہ حالات سرکشی وایذا رسانی و قتل خداوند تمثال آئینہ رو سُنکے اسقدر برہم ہوا کہ چہرہ اُسکا فرط قہر و غضب سے سرخ ہوگیا آنکھین کثرت غیظ سے مانند خون کبوتر کے سرخ ہوگئین حالت غصہ مین ہونٹھ اپنے اپنے دندان سے کاٹنے لگا کف دہن مین بھر آیا اور مانند صاحب تپ لرزہ کے کثرت قہر و غضب سے کانپنے لگا صلصال یہ حال اُسکا دیکھکر کہنے لگا ہنے تمام حال بیان کرکے آپ کو صدمہ دیا آپ کو غصہ آیا مگر یہ غصہ اب بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوچکا اہل اسلام اپنا کام کرچکے میلہ کو عیار لوٹ چکے تصویر خداوند تمثال آئینہ رو کو لیجا چکے نائب خداوند کو قتل کرچکے قید سحر سے آزاد ہوچکے ہین ایسے ارادہ جنگ کرنا اور انپر غصہ کرنا اب بیکار و فضول ہے میرا ارادہ ہے کہ آج وقت نصف شب جسوقت جملہ اہل اسلام عالم خواب مین ہونگے انپر مع اپنی فوج کے حملہ کرونگا جہانتک ممکن ہوگا اہل اسلام کو قتل کرونگا کچھ انتظام خون ناحق نائب خداوند کا لیکر کسی طرف یہانسے چلا جاؤنگا اُس بادشاہ نے جواب دیا اب ہم تمام حال سن چکے ہین یہ ممکن نہین کہ اہل اسلام کو سزاے معقول نہ دین خداوند اور نائب خداوند سے جو ان لوگون نے بے ادبی کی ہے اُسکے عوض مین انکو نیست و نابود نہ کردین ہم بزدل و نامرد نہین ہین کہ اہل اسلام سے ڈر جائین اور اُنسے آمادۂ جنگ نہون ہمکو حیرت ہے کہ آپ ایسا بادشاہ جلیل القدر اور بقول آپ کے یہ خداوند لاجور دشاہ ہاتھ سے اہل اسلام کے تنگ اسقدر کیون آئے کہ بھاگنا اپنا شعار کیا آپکی مردی و مردانگی اور انکی خداوندی سے یہ امر نہایت عجب ہے ہم مانند آپ کے نہین ہین کہ مسلمانون سے خائف ہون ہم وہ شجاع و بہادر ہین کہ تمام عالم مین ہماری بہادری و شجاعت کا شہرہ ہے شیر و فیل مست ہمارے روبرو ایک شغال و پشہ سے بھی کم ہین کسی انسان کی تو کیا حقیقت ہے کہ جو ہمسے مقابلہ کرے اگر دیو اور جن بھی ہو اور وہ ہمسے برسر جنگ ہو تو ہم اُسکو بھی فی الفور بسہولت ہلاک کرین ہمکو ہمارے خداوند نے وہ قوت و شجاعت دی ہے کہ اکثر ہمنے تنہا لشکرون کو میدان جنگ سے بھگا دیا ہے اعدا کو شمشیر تیز سے اسقدر قتل کیا ہے کہ عرصۂ جنگ مین جابجا انبار لاشون کے لگادیے ہین دلیران روے زمین ہمارا نام سنکے خوف سے کانپتے ہین یہ اہل اسلام ہمارے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہین انکو تو اس طرح قتل کرونگا جس طرح کوئی شیر گرسنہ

بز و وحش کا شکار کرتا ہے صلصال نے اُسکی تقریر سنکے شرم سے سر جھکایا لاجوردشاہ کو کسی قدر اُسکی گفتگو پر غصہ
آیا بختگان سے کچھ باشارہ کہا وہ اشارہ لاجوردشاہ سے فی الفور آگاہ ہوکے اُس بادشاہ سے مخاطب
ہوکے کہنے لگا آپ کے اوصاف تو آپکی زبان سے ایسے سنے کہ کبھی کسی بشر کے یہ اوصاف نہ سنے تھے لیکن ابھی
تک آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے یہ کمترین آگاہ نہین ہوا لہذا یہ خاکسار چاہتا ہے کہ آپ اپنے نام نامی
سے آگاہ کرین علاوہ اِسکے مجھے اپنا ایک خیرخواہ جان کے یہ عرض میری قبول فرمائین کہ اِس میلہ سے
اِسی وقت آپ کہین چلے جائین دم بھر بھی یہان قیام نہ کرین تاکہ زندہ رہین اور اگر یہان سے نہ جائیے گا
آجکی شب ضرور قتل ہوجائیے گا کیونکہ آپ نے بےخوف وخطر باواز بلند باتین کہین ہین یہان دو چار عیاران
لشکر اسلام بصورت مبدل ضرور ہونگے وہ آپکو اپنا اور اپنے بادشاہ کا عدوے قوی جان کے کسی طور سے
ضرور ہلاک کر ڈالین گے کچھ بھی آپکی قوت وشجاعت سے وہ نہ ڈرینگے اور آپ اُنکو باوجود اس بہادری
ودلیری کے کہ جو آپ نے ظاہر کی ہے روک سکین گے اور نہ اُنکو قتل کر سکین گے اور اگر حسب اتفاق آپ
اُنکے ہاتھ سے قتل نہ ہوے اور طبل جنگی آپ نے بجایا تو کوئی سردار لشکر اسلام کا ضرور آپکو تہ تیغ کریگا مفت جان آپکی
جائیگی اہل اسلام مین جو لوگ نامی و نامور ہین اُنکی شجاعت و بہادری کا تو کیا ذکر ہے ادنی سردار لشکر اسلام کے
ایسے ہین کہ وہ بلاے بے درمان ہین دیوون کو ایک طمانچہ سے ہلاک کرتے ہین ہنگام جنگ لاشون سے عرصہ
مصاف مین انبار لگا دیتے ہین اکیلے لشکرون کو بھگا دیتے ہین شیر نر کے نعرون سے اُنکے نعرے زیادہ خوفناک ہین
دلاورون کے زہرے آب ہوتے ہین اُنکی تلوار کی پناہ نہین ہے آپ ابھی اِن اہل اسلام کی شجاعت سے
آگاہ نہین ہین یہ لوگ ایسے بہادر ہین کہ مین نے تو بجز اِنکے کسی مذہب والون کو بہادر نہین دیکھا ہے اور
یہ کہنا آپ کا عبث ہے کہ خداوند ہوکے بھاگے ایسی بات آپکو زبان پر لانا نہ تھا بے سمجھے کوئی بات کہدینا خوب
نہین ہے ہمارے خداوند نہایت رحم دل ہین اپنے بندون کے ہاتھ سے عجب عجب صدمے اُٹھاتے ہین اور
اہل اسلام کو اپنے بندگان جاہل جان کے رحم کرتے ہین باوجود قدرت رکھنے کے خود اُنسے کنارہ کش ہوتے
ہین لوگ ایسا جانتے ہین کہ خداوند لاجوردشاہ مسلمانون سے بھاگتے ہین مین نے خداوند سے بارہا کہا ہے کہ
اے خداوند اِن مسلمانون پر اب رحم نہ کیجیے اِنکو نیست و نابود کیجیے ہر دفعہ یہی جواب خداوند نے دیا ہے کہ
مین اپنے اِن جاہل بندون کو کیا نیست و نابود کرون ابھی یہ میری قدر و منزلت سے آگاہ نہین ہین
جب بخوبی ماہر ہونگے اُسوقت سرکشی نہ کرینگے اور سواے اِسکے بارہا خداوند نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ اہل اسلام
بظاہر تو خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین اور ہمکو برا کہتے ہین لیکن بباطن ہمین کو سجدہ کرتے ہین علاوہ اِسکے
امور خداوندی مین مجکو اور آپ کو کیا دخل ہے جو فعل اُنکا ہے اُسے وہی خوب جانتے ہین اُنکی مصلحت مین نہین ہے
کہ اہل اسلام کو نیست و نابود کر دین اور اِنکے شر سے باز رہین کوئی تو اسمین بھید ہے اور یہ شہنشاہ صلصال
جو دست مسلمانان سے تباہ حال ہوے ہین نامردی و بزدلی سے نہین ہوے ہین مسلمان اُن سے بھی شجاع
و بہادر ہین کہ جنسے یہ بہت سی لڑائیان لڑے آخرکار شکست کھاکے بھاگے ہین اور اِنپر کیا موقوف ہے
بڑے بڑے شجاع و بہادران لوگون سے بھاگے ہین اور جو نہین بھاگے ہین وہ اِنکے ہاتھ سے قتل ہوے
ہین یا مسلمان ہوے ہین آپ ہرچند بہادر ہین لیکن یاد رکھیے اور لکھ لیجیے کہ اگر میرے کہنے سے آپ یہان سے
چلے نہ جائیے گا اور طبل جنگ بجواکر اِن مسلمانون سے مقابلہ کیجیے گا تو ضرور میدان جنگ سے آپ بھی بھاگ

آئیے گا یا اُنسے خائف ہوکر اُنکی اطاعت اختیار کیجیے گا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجائیے گا یا اُنکے ہاتھ سے قتل ہوجائیگا
وہ بادشاہ یہ سُنکے غصہ سے تھرا رہا تھا اب یہ تقریر بختگان کی سُنکے زیادہ تر غضبناک ہوکے از خود رفتہ ہوگیا
اور حالت قہر و غضب و نشۂ شراب مین ہاتھ بڑھاکر قصد کرنے لگا کہ اس زباندراز کو کھینچکر اور ایک طمانچہ
مارکر کام اسکا تمام کر دیجیے جب یہ ارادہ اُسکا صلصال کو معلوم ہوا فی الفور درمیان مین آگیا اور
اُس سے کہنے لگا آپ کسکو ہلاک کرتے ہین اور کس پر ایسا غصہ کرتے ہین یہ وہ شخص ہے کہ شیطان بارگاہ
خداوند لاجور دشاہ مشہور ہے آپ تو کیا ہین خود خداوند کو جو دل چاہتا ہے کہتا ہے خداوند اِسکو اپنی بارگاہ
کا شیطان اور ایک مسخرہ جان کر ہنس کر چپ ہوجاتے ہین اِسکی باتون کا برا نہین مانتے ہین اِسنے بارہا مجکو
کلمات سخت کہے ہین مین نے بھی اِسکو سزا نہین دی ہے آپ بھی ہماری خاطر سے اِسے کچھ سزا نہ دیجیے اِسکی
باتون کا برا ماننے یہ شخص ایک مسخرہ ہے آپ کے خلاف شان ہے کہ ایک دبلے پتلے ناتوان مسخرہ کو اپنے ہاتھ سے ہلاک
کیجیے جو کچھ ہوا جانے دیجیے غصہ کو ضبط کیجیے وہ مغرور و متکبر صلصال کے کہنے سے قتل بختگان سے باز رہا
اور غصہ کو ضبط کرکے چاہتا تھا کہ صلصال سے کچھ کہے ناگاہ بختگان نے اپنے سر سے رفیدہ اُتار کر سر اپنا
گھٹا ہوا آگے اُس بادشاہ کے جھکاکے کہا اگر آپ کو مجھپر بہت غصہ ہے تو یہ سر حاضر ہے دو چار دھولین لگا لیجیے
اِس کدو کی پختگی و خامی دیکھ لیجیے وہ بادشاہ باوجودے کہ غصہ مین بھرا تھا لیکن بختگان کی اِس تقریر سے بے اختیار
مسکرا دیا خلخال اور صلصال بھی ہنسے لاجور دشاہ بھی مسکرایا صلصال نے اُس بادشاہ سے کہا
دیکھا آپ نے یہ شخص کیسا مسخرہ ہے بھلا اِسکی باتون پر کیا غصہ کیا جائے اور اِسے کیا سزا دیجائے آپ بھی
اب اِسکی زبان درازی و سخت کلامی پر توجہ نہ کیجیے اُسنے کہا واقعی آپ سچ کہتے ہین یہ شخص عجیب و غریب
ہے اب مین اِسکو سزا نہ دونگا یہ کہکر بختگان سے مخاطب ہوکر کہا اے بختگان سر اپنا اُٹھا دستار اپنے سر پر
رکھ اور جو ہم کہتے ہین اُسے سن اُسنے سر پر اپنے دستار رکھی اور کہا فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہے اُسنے کہا آگاہ
ہو نام ہمارا قہرمان شیر گردن و کرگدن سوار مشہور روزگار ہے ہم بادشاہ و حکمران شہر قہرمانیہ کے ہین
ہمکو جھوٹھ بولنے اور زیادہ گوئی سے نفرت ہے جسقدر ہمنے اپنی بہادری و شجاعت بیان کی ہے اُسمین ذرا بھی
جھوٹھ نہین ہے ہم ہرگز مسلمانون سے نہین ڈرتے ہین کبھی تیرے کہنے سے اِس جگہ سے نہ جائین گے دیکھنا
اہل اِسلام کو کیسی سزائے معقول دیتے ہین کہ وہ بھی یاد کرین ہمین یہان آکے اور حالات اہل اسلام سُنکے
سخت صدمہ و غصہ ہوا ہے حیف اِن لوگون نے ہمارے خداوند کی تصویر چرائی زر و جواہر لوٹ لیا نائب
خداوند کو ہلاک کیا بڑے بے ادبی کے امور کیے ہین اُنکو قتل کرنا ضرور ہے ہر چند کہ ہمارے خداوند روشن دل
ہین تمام حالات اُنپر آئینہ ہین کوئی بات اُنسے پوشیدہ نہین ہے مگر ہم ایک عرضی بیان کے حالات گذشتہ کے
مضمون مین لکھکر خدمت خداوند مین روانہ کرتے ہین کہ پہلے ہم اہل اِسلام کو آپکی پرستش کرنے کی ہدایت
کرتے ہین اگر اُنھون نے بصدق دل آپ کو سجدہ کیا تو خیر ورنہ ہم سب کو قتل کرکے سر اُنکے سردارون کے
تیغ تیز سے کاٹکر ارسال خدمت حضور کرتے ہین بختگان نے کہا آپ نے جو کچھ ارشاد کیا کیجیے تو کہدون
کہ بہت درست و بجا ہے اور اگر صاف صاف پوچھیے تو میرے نزدیک اہل اِسلام کو ہدایت کرنا اور اُنسے
مقابلہ کرنا اچھا نہین ہے آئندہ آپکو اختیار ہے قہرمان شیر گردن نے کہا اے بختگان ہمنے جو کچھ کہا ہے وہی کرینگے
یہ کہکے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی حال سرکشی و بے ادبی اہل اِسلام مین لکھکر ملفوف کرکے مہر سر نامہ پر کرکے

ایک شیر سوار تیز رفتار کو دیکر کہا جلد یہ عرضی ہماری خدمت خداوند تمثال آئینہ رو مین لیجا وہ عرضی اپنی ستار
مین رکھکر جانب شہر شعبدہ روانہ ہوا بعد جانے شتر سوار مذکور کے قہرمان نے ایک نامہ حارث بن سعد
بادشاہ لشکر اسلام کو اِس مضمون کا لکھوایا ہمنے یہان آکے سُنا ہی کہ تم سب مسلمانون نے میلہ مین آکے بڑی بڑی
بے ادبیان کین میلہ کو درہم و برہم کیا عیارون نے تمہارے تمہارے ہی کہنے سے تصویر خداوند کی چرائی
زر و جواہر لوٹ لیا تاجرون کا مال و اسباب غارت کیا سوا اِسکے تم مین سے کسی مسلمان نے نائب خداوند مسمی
ضحاک ریش دراز کو ہلاک کیا یہ افعال زشت و نامناسب تم لوگون کو کرنا مناسب نہ تھا اول تو میلہ مین
نہ آئے ہوتے اگر آئے تھے تو میلہ کی سیر کرتے تصویر خداوند کی بصد ادب زیارت کرتے خداوند کو خوش کرتے
اور قدرت نمائی خداوند پر نظر کرکے اُنھین سجدہ کرتے تمنے اِسکے خلاف کیا ہی لہذا تمکو لکھا جاتا ہی کہ بمجرد پہونچنے
ہمارے اِس نامہ کے مقر اپنی سرکشی و بے ادبی پر ہوکے بصدق دل ہمارے خداوند کو سجدہ کرو ہم اقرار
کرتے ہین کہ جرائم ماضی تمہارے ہم خداوند سے عفو کرا دینگے اور اگر خلاف اِسکے کروگے تو بہت پچھتاؤگے
زندہ یہان سے نہ جاؤگے ہم تم سب کو قتل کرکے سر تمہارے کاٹ کے خدمت خداوند مین روانہ کرینگے تمکو
لازم ہی کہ جواب اِسکا جلد دو جب نامہ اِس مضمون کا لکھوا چکا ملفوف کرکے سرنامہ پر اپنی مہر کرکے ایک
سردار کو اپنے لشکر سے طلب کرکے نامہ اُسے دیکے کہا ای ہزبر فیل کش یہ نامہ ہمارا بادشاہ لشکر اِسلام کو
جا کر دینا حالات دربار کے دیکھنا اگر کچھ خلاف شان ہمارے کوئی کہے تو بے خوف و خطر اُسے قتل کرنا اُسنے
نامہ لیکر ادب سے زیر خود بالائے سر رکھکر عرض کیا یہ نمکخوار تعمیل حکم کریگا یہ کہکر اپنے مرکب دورکابہ پر سوار
ہوکر تھوڑے سواران آزمودہ کار کو واسطے اظہار کرنے اپنی شان و شوکت کے ہمراہ لیکر بصد نخوت و غرور
جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ہنوز وہ راہ مین تھا کہ ہرکارے لشکر اسلام کے دربار دُربار بادشاہ لشکر اسلام
مین گئے اور مجراگاہ سے مجرا کرکے اور شرائط عبودیت بجا لا کے بعد ادائے دعا و ثنائے بادشاہی کے
عرض کرنے لگے کہ جہان پناہ کی عمر دراز ہو دولت و اقبال روز افزون ہو اسوقت ایک بادشاہ کافر قوی
بازو دیو قامت دیو قوت نہایت تندخو و زشت رو مسمی قہرمان شیرگردن و کرگدن سوار نے پانچ
لاکھ سوارون کی جمعیت سے میلہ مین آکے صلصال و نجنگان و لاجورد شاہ سے تادیر ملاقات کی اور
یہان کا تمام حال گذشتہ سے ماہر ہوکے کمال برہم ہوکے نامہ اپنے ایک سردار لشکر مسمی ہزبر فیل کش کے
ہاتھ بھیجا ہی ابھی وہ راہ مین ہے تھوڑی دیر مین وہ سردار نامہ لیکر روبروے حضور حاضر ہوگا یہ عرض کرکے
دربار سے باہر گئے تھوڑی دیر کے بعد وہ سردار در بارگاہ پر آیا اور دربانون سے کہنے لگا راہ دو کہ مین
تمہارے بادشاہ کے پاس جاؤن اپنے حاکم کا نامہ دون اُنھون نے کہا ٹھہرو تاوقتیکہ ہمین حکم نہو گا
ہم نہ جانے دینگے ہزبر فیل کش کو ہر چند کہ کچھ غصہ آیا مگر ضبط کیا کیونکہ دربانون نے بے قاعدہ نہ کہا تھا جب
وہ تھوڑی دیر در دولت پہ ٹھہرا رہا اور حکم بادشاہ کا اُسکے بلانے کا ہوا وہ مرکب سے اُتر کر ہمراہی سوارون
کو بیرون بارگاہ چھوڑکر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ دربار آراستہ ہی بادشاہ لشکر اسلام تخت جواہر نگار پر
شیرانہ بیٹھے ہین تاج جواہر نگار فرق پر ہی قبائے قلمکار بر مین ہی یمین و یسار ہزارہا کرسیون اور دنگلون پر
سرداران لشکر ذیشان مطیع و منقاد بصد ادب بیٹھے ہین کوئی رعب بادشاہ سے سر نہین اُٹھاتا ہی ہر ایک
خاموش بیٹھا ہی ہر ایک سردار لشکر نہایت بہادر و شجاع معلوم ہوتا ہی ہزبر فیل کش بارگاہ فلک جاہ کو

اور آراستگی دربار کو اور ہر ایک اہل دربار کو یمین و یسار دیکھتا ہوا دل مین کہتا تھا کہ ان مسلمانون کو از حد
اوج و ترقی حاصل ہو گئی ہے یہ دل مین کہتا ہوا جب روبروے بادشاہ موصوف پہونچا نقیب نے باآواز
بلند کہا اے ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ لشکر اسلام نے سر اٹھا کر دیکھا ہزبر فیل کش نے بکراہت سلام کیا
بادشاہ نے اشارہ ایک کرسی پر بیٹھنے کا کیا وہ حسب الحکم کرسی پر بیٹھا اور بچیر دزدیدہ نظر سے ادھر ادھر
دیکھنے لگا ہنوز وہ بنظر حسرت دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ حسب ایماے بادشاہ لشکر اسلام ساقیان گلرخسار نے کشتی
شراب لاکر جام شراب سے مملو کرکے اُسے دیا جب وہ کئی جام لیکر شراب پی چکا اور دماغ بادۂ ناب سے
گرم ہوا پکارا اسم ہزبر فیل کش نامہ دار بادشاہ قہرمان شیر گردن وکرگدن سوار بہادر و شجاع یکتاے
روزگار بادشاہ نے تقریر اُسکی سُنکے نامہ اُس سے طلب کیا اُسنے موافق قاعدہ نامہ دیا بادشاہ نے نامہ
میر منشی کو دیکر حکم پڑھنے کا دیا اُسنے باآواز بلند نامہ مذکور پڑھا حارث بن سعد نے مضمون نامہ سے آگاہ
ہوکر غصہ کو ضبط کرکے حلم کو کام فرما کے میر منشی سے فرمایا کہ ہماری طرف سے اس نامہ کی پشت پر سرف اسقدر
لکھ دیا جائے کہ اے قہرمان ہم خداپرست ہین ہرگز تمھارے خداوند کو سجدہ نہ کرینگے اگر تم آمادۂ جنگ و فساد
ہوگے تو ہم بھی واسطے مقابلہ کرنے کے موجود ہین اور بہتر تو یہ ہے کہ جنگ و جدال سے باز آکے راہ راست پر
آؤ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤ میر منشی نے حکم کی تعمیل کی جب جواب نامہ حسب دلخواہ تحریر ہو گیا میر منشی نے اُسکے حوالے
کیا ہزبر فیل کش نے ارادہ کیا تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام پر تلوار لگائے مگر رعب بادشاہ اور جملہ سرداران
لشکر اسلام کے خوف سے اپنے ارادے سے باز رہا پھر بادشاہ سے رخصت ہوکر منفعل الخلقت ہوکر بارگاہ سے نکلکر
اپنے مرکب پر سوار ہوکر سوارون کو ہمراہ لیکر اپنے بادشاہ کیطرف چلا راہ مین دل مین خیال کرتا ہوا جاتا تھا
کہ افسوس ہمارے بادشاہ کو بادشاہ لشکر اسلام نے ہمارے سامنے واسطے مسلمان ہونے کے اور خداے
نادیدہ کو سجدہ کرنیکو کہا اور ہم بوجہ رعب و داب کے بادشاہ لشکر اسلام کو قتل نہ کر سکے خلاف حکم اپنے بادشاہ
کے کیا خیر اب یہ حال اپنے بادشاہ سے نہ کہونگا ورنہ وہ مجکو نامرد و بزدل کہکے سزاے سخت دیگا یہ خیال
کرتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچکر روبرو قہرمان کے جاکر نامہ دیا اُسنے جواب نامہ سے آگاہ ہوکر نہایت
برہم ہوکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے حسب الحکم اُسی وقت ہنگام شام اس ازمان کافر
بدانجام نے طبل جنگ بجایا جب صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی
معین تھے وہ صداے طبل جنگی سُنکے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور شرائط عبودیت بجالاکے
اور پایۂ تخت بادشاہ موصوف کو بوسہ دیکے اس طرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ بمصداق نظم

اے شہ نامدار و خوش اقبال ‌‌ روز افزون ہو تیرا جاہ و جلال ‌‌ تو وہ ہے بادشاہ کشورگیر
تیری ہیبت سے ہین سرکشان شریر ‌‌ دشت و دریاے کوہ مین ہین نہان ‌‌ وہان بھی دہشت سے لبون پر جان
لیکن اے بادشاہ دین پرور ‌‌ قہرمان ہے جو کافر خودسر ‌‌ اُسکے لشکر مین اے شہ ذیجاہ
طبل جنگی بجا ہے خاطر خواہ ‌‌ ہے ارادہ یہ اُسکا وقت سحر ‌‌ آکے میدان مین بہ تیغ و تبر
ہین جو خدام شاہ نیک اطوار ‌‌ اُنسے بے دغدغہ کرے پیکار

بادشاہ لشکر اسلام نے ہرکارون سے یہ خبر سُنکے فرمایا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی ہمارے ملازم نقارۂ جنگی پر چوب لگائین ہرکارے
یہ حکم پاکے بیرون بارگاہ آئے پھر نقارہ نوازون سے حکم بادشاہ کو بیان کیا اُنھون نے فی الفور چوب

اُٹھاکر نقارہ رزمی پر لگائی صداے نقارۂ جنگی بلند ہوکے تاگنبد فلک پہونچی جب دونون لشکرون مین طبل ونقارۂ جنگی بجایا گیا مردمان ہر دو لشکر آواز طبل و نقارۂ جنگی سُنکے اِس حال سے آگاہ ہوے کہ صبح کو میدان جنگ مین جانا ہوگا حریفون سے مقابلہ کرنا ہوگا عرصۂ جنگ مین کشت و خون ہوگا تلوار چلیگی سر و تن مین جدائی ہوگی بس جو لوگ دونون لشکرون مین بہادر و دلاور تھے طبل جنگ و نقارۂ جنگی کے بجنے سے خوش ہوگئے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی مین مصروف ہوے اور باہم کہنے لگے دیکھیے کل کیا ہوتا ہے کون کون زندہ رہتا ہے کون کون قتل ہوتا ہے دیکھین کسکی عزت و آبرو ثبات قدمی سے رہتی ہے اور کسکی عزت پسپا ہوتی ہے اور بھاگنے سے سر میدان جنگ جاتی ہے آجتک تو ہم کبھی کسی لڑائی مین پسپا نہین ہوے حریف کے سامنے سے نہین بھاگے کل کا حال نہین معلوم ارادہ تو یہ ہے کہ ہنگام مقابلہ دشمن مانند کوہ اپنی جگہ سے نہ سرکین گے کیسی ہی سختی ہوگی اُٹھائین گے زخم پر زخم کھائین گے لہو مین نہائین گے مر جانا قبول کرینگے لیکن جنگاہ سے قدم نہ ہٹائین گے اپنے دشمنون کو دلیرانہ بڑھ بڑھکر ٹوک ٹوک کے لعرے کر کرکے دلیرانہ قتل کرینگے اگر دشمن ہمارے مقابلہ کے لیے پسپا ہوکے اپنے لشکر مین واسطے اپنی جانبری کے جانے لگے گا تو سد راہ ہوکے یا اُسکا تعاقب کرکے اُسکے لشکر مین گھس کے اُسے قتل کرینگے یہ شب بہت غنیمت ہے آؤ باہم معانقہ کرلین تم ہمارے قصور و خطا کو عفو کردو ہم تمھارے جرائم کو جو عمداً یا سہواً ہوے ہون اُنھین معاف کردین یہ کہکے ایک دوسرے سے گلے ملتا تھا اور اپنی اپنی خطا معاف کراتا تھا سوا اِسکے کوئی دلیر کسی بہادر کو اپنی شمشیر آبدار دکھاکر کہتا تھا دیکھو ہمنے کیسی صیقل کی ہے یقین ہے کہ جب ہم یہ تلوار سر دشمن پر لگائین گے خوب کاٹے گی راکب و مرکب کے چار ٹکڑے کریگی عدو کو راہ عدم نظر آئیگی وہ اُسے جواب دیتا تھا واقعی کیا خوب صیقل کی ہے تلوار بہت آبدار ہے یہ تو آہن و سنگ پر بھی نہ رُکے گی اول تو تلوار نہایت آبدار ہے دوسرے تم کیسے قوی بازو ہو کہ مثل تمھارا قوت و شجاعت مین نہین ہے ہمنے اکثر لڑائی مین دیکھا ہے کہ جب تمنے اپنے حریف پر یہی تلوار جوہر دار لگائی ہے اُسکے دو ہی ٹکڑے کیے ہین اور اگر ارادہ کیا ہے تو مرکب کو بھی دو نیم کیا ہے تمنے نامی دلاورون کو قتل کیا ہے تلوار تمھاری تشنۂ خون عدو ہے وہ بہادر اُس جری سے کہتا تھا تم دوست صادق ہو کہ مجھ ایسے شخص کی اِسقدر تعریف کرتے ہو بے مثل بلکہ شجاعت مین جانتے ہو اور بیان کرتے ہو مین تو مانند تمھارے بھی بہادر نہین ہون تم مجھ سے بدرجہا قوت و زور مین بہتر و افضل ہو کوئی پہلوان کسی قوی بازو سے اپنے گرزِ گاؤ سر کو دکھاکے کہتا تھا ہے پر اور ذرا صبح تو ہو دیکھنا اِس گرز گران سے اعدا کو کیونکر پیوند خاک کرتا ہون کہ نام و نشان بھی گوشت و استخوان کا نہ رہیگا وہ اُس سے کہتا تھا کہ جو تم کہتے ہو ہمین یقین ہے ایسا ہی کروگے یہ گرز تمھارا وہ گرز گران ہے کہ سر کوہ پر مارو تو وہ بھی شکستہ ہوکے ریزہ ریزہ ہو جائے انسان کی تو کیا مجال ہے کہ ضرب سے اِس گرز کے بچ جائے اور اپنے گرز پر ضرب اِس گرز کی دلیرانہ روک لے کوئی تیر انداز کسی کماندار سے اپنے تیرون کو ترکش سے نکالکر دکھاتا تھا اور کہتا تھا دیکھو آج چند تیر ہمنے درست کیے ہین اور کمان کیانی بھی حسب دلخواہ درست کی ہے صبح کو یہ تیر ہین اور سینۂ اعدا ہین وہ کماندار تیرون کو دیکھ بھال کے جواب دیتا تھا بیشک یہ تیر ہم بلا تیر اجل ہین جس طرح تیر اجل سے انسان کبھی جانبر نہین ہوتا ہے اِسی طرح اِن تیرون سے دشمنون کا جانبر ہونا ممکن نہین ہے کیونکہ تم وہ تیر انداز کامل ہو کہ تیر تمھارا ہمیشہ نشانہ پر پہونچتا ہے کبھی خطا نہین کرتا ہے

وہ اُس سے کہتا تھا یہ کلمات محض براے عزت افزائی کہتے ہو محب واثق ہو ہماری عزت وآبرو بڑھاتے ہو ہم تو ایک خطاکار ہین ہان تم اپنے فن مین البتہ اکمل ہو غرض کہانتک گفتگوے دلیران جنگجو مفصل تحریر کیجائے کہ ہر ایک بہادر تیاری جنگ مین مصروف تھا شوق جنگ اپنے دوستون سے ظاہر کرتا تھا ہر ایک کو انتظار صبح کا تھا دلاوران ہر دو لشکر کا تو یہ حال تھا جو لکھا گیا لیکن جو لوگ سپاہ قہرمان شیر گردن وکرگدن سوار ہین بزدل ونامرد تھے اُنکی یہ صورت تھی کہ جب سے طبل جنگ بجا تھا باہم ایک جا بیٹھے تھے چہرہ ہر ایک کا زرد تھا خوف جنگ سے دست وپا مین رعشہ تھا حواس خمسہ درست نہ تھے کہتے کچھ تھے زبان سے نکلتا کچھ تھا کسی کو خوف سے دست آنے لگے تھے باربار بیت الخلا جاتا تھا کسی کو خوف سے تپ آگئی تھی جب وہ کانپتا تھا اکثر بزدل اُس سے کہتے تھے بیٹھے کیون ہو لیٹ رہو وہ اُنکے کہنے سے لحاف اوڑھکر لیٹ جاتا تھا اور جسکو تپ نہ آئی تھی وہ بیٹھے ہوے فکر کرتے تھے اگر کوئی بزدل کسی نامرد سے سبب فکر پوچھتا تھا وہ اُس سے کہتا تھا اے برادر تم عاقل ہو کے سبب تردد دریافت کرتے ہو کیا تمنے صداے طبل جنگی نہین سنی ہے کیا یہ تمکو معلوم نہین ہو کہ ہنگام سحر میدان جنگ مین حریفون سے مقابلہ کرنا ہوگا کیا دشمنون سے لڑنا مقام فکر وتردد نہین ہو کہ تم ہم سے پوچھتے ہو کہ سبب فکر کیا ہو اے برادر دشمنون سے لڑنا زخمہاے تیغ وتیر ونیزہ تن پر کھانا کچھ آسان نہین ہو علاوہ زخم کھانے کے لڑائی مین صدہا بلکہ ہزارہا سوار وپیادہ قتل ہوتے ہین کھیت پڑتے ہین کشتون کو کفن تک بھی نصیب نہین ہوتا ہو اکثر سنا ہو کہ مقتل مین کشتون کو زاغ وزغن اور درندے کھا جاتے ہین کوئی اُنکے حال پر گریہ اور افسوس نہین کرتا ہو پس ہمکو بھی یہی تردد ہو کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو زندہ رہتے ہین یا قتل ہو جاتے ہین اگر جان عزیز کا خیال کرکے لشکر سے نکل جاتے ہین تو باعث بدنامی کا ہو اور اگر نہین جاتے ہین تو صبح کو میدان جنگ مین ضرور جانا ہوگا اعدا سے مقابلہ کرنا ہوگا ہم فی الحال گردش زمانہ سے محتاج ہو کر نوکر ہوے ہین کوئی لڑائی آجتک نہین لڑے ہین بلکہ لڑائی بھی نہین دیکھی ہو نہین معلوم تلوار کیونکر چلتی ہو نیزہ کیونکر لگاتے ہین تیر چلہ کمان مین کیونکر جوڑتے ہین نشانہ کس طرح تاکتے ہین کمان کسطور سے کھینچتے ہین عدو کو تیغ سے چورنگ کیونکر کرتے ہین ضرب شمشیر سپر پر کسطرح روکتے ہین پس ہم کیا لڑینگے تلوار تو نیام سے کھینچی نہ جائیگی سپر ساتھ طریقہ کے اُٹھائی نہ جائیگی جب کوئی دشمن تیغ بکف سامنے آجائیگا اُسکو قتل نکر سکینگے بلکہ خود اُسکے ہاتھ سے قتل ہو جائینگے لاشہ ہمارا کوئی بھی میدان جنگ سے نہ اُٹھا سکیگا کہ سکتے ہین کہ ضرور پامال سم اسپان ہو جائیگا گور وکفن سے محروم رہیگا کوئی ہماری لاش پر دو آنسو بھی نہ بہائیگا جب دور از حال ہمارا انتقال ہوگا اہل وعیال ہمارے تباہ وبرباد ہو جائینگے غرضکہ اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا کیا کرین کیا نہ کرین یہ شعر کسی کا ہمارے حسب حال ہو شعر غم وصیاد وفکر باغبان ہو + دو جملہ تن ہمارا آشیان ہو + اُس بزدل نے اُس نامرد کی تمام تقریر سُنکے کہا ہم بھی مانند تمھارے فنون جنگ سے ناواقف ہین اور نامساعدت زمانہ سے رسالہ مین نوکر ہوے ہین تم ہمارے جد وآبا سے آگاہ ہو کہ وہ تاحیات اپنے اپنے گھر مین بآرام وراحت رہے پلنگ پر استراحت کیا کیے لونڈی غلامون سے خدمت کرایا کیے غذاے لطیف ونفیس کھایا کیے کسی کی نوکری نہین کی زر وجواہر پاس تھا کچھ فکر نہ تھی شب وروز عیش وعشرت سے بسر کرتے تھے اکثر دوست اُنکے پاس آتے تھے اُنھین سے صحبت رہتی تھی قصے کہانیان شعر سُنا کرتے تھے حقہ اور افیون سے زیادہ شوق تھا چاے سے کمال خوش ہوتے تھے برغبت تمام پیتے

احباب کے پیتے تھے نیشکر بدل مرغوب تھا جب ہم پیدا ہوے ہمکو بھی ذرا سی افیون کھلانے لگے ناز و نعمت سے پرورش کرنے لگے یہانتک کہ ہم سن تمیز کو پہونچے جب بھی اُسی طور سے پیش آیا کیے کبھی کسی معلم سے کوئی علم نہ پڑھوایا اگر کسی نے کہا بھی تو جواب دیا علم کے حاصل کرنے مین ہمارا لڑکا بوجہ فکر کے دبلا ہو جائیگا علاوہ نہ تعلیم کرانے علم کے فنون سپہ گری و دیگر کاردستی سے بھی ہمین آگاہ نہ کرایا گھر سے ایک مدت تک باہر نکلنے نہ دیا عورتون مین بیٹھے رہتے تھے جب اُنھون نے انتقال کیا گھر سے باہر نکلے دوستون کے ساتھ سیر و تفریح قلب کیا کیے بیشتر تم بھی ہمارے ساتھ سیر کیواسطے جا بجا جایا کرتے تھے کیا وہ زمانہ تمکو یاد نہین ہو اب اس زمانہ مین تنگدست ہو کے بمجبوری نوکری کی ہو ابھی نوکری کیے چھ مہینے کا زمانہ گذرا ہو ڈھال تلوار باندھی تو ہو مگر تلوار لگانے سے باہر نہین ہین آج یہان تیاری جنگ ہو رہی ہو صبح کو اہل اسلام سے لڑائی ہوگی جاہل و بے وقوف جنکو اپنی جان عزیز نہین ہو وہ تیاری جنگ مین مصروف ہین تمکو یہ فکر ہو کہ ہم اہل اسلام سے لڑین یا لشکر سے چلے جائین ہمکو کچھ بھی فکر نہین ہو دیکھو شادان و خندان بیٹھے ہوے تمسے باتین کر رہے ہین تجویز کر چکے ہین کہ جب زمانہ نصف شب کا آئیگا کسی حیلہ سے اپنے لشکر سے نکل جائین گے ہمکو اپنی جان نہایت عزیز ہو مشہور ہو جان ہو تو جہان ہو چار رو پیہ کیواسطے ہرگز جان اپنی نہ دینگے ہم عاقل ہین جاہل و نادان نہین ہین ہمین عزت و آبرو سے کچھ غرض نہین ہو آگے جان شیرین کے عزت کی کیا حقیقت ہو جب جان نہ رہی مر گئے دنیا سے چلے گئے خاک مین ملکے خاک ہو گئے عزت و آبرو رہی تو کس کام کی بس ہماری تو یہ راے ہو کہ ہمارے ہی ساتھ لشکر سے نکل چلنا عزت و آبرو کا کچھ بھی خیال نہ کرنا اگر کوئی بزدل و نامرد کہے تو اُسے بکنے دینا دشمن سے جان اپنی بچانا ضرور ہو یہ لشکری جاہل و نادان و نالائق ہین عزت حاصل ہو اِس امید پر جان اپنی دینا گوارا کرتے ہین آبرو کی خواہش مین اپنے تئین دریاے ہلاکت مین ڈالتے ہین کون اِنکو سمجھائے یہ سپاہی اُلٹی کھوپری کے ہین ہماری نصیحت پر کبھی عمل نہ کرینگے بلکہ ہمکو بزدل جانین گے اِنکو اِنکے حال پر چھوڑنا ہی مناسب ہو جسوقت یہ لشکری اہل اسلام سے شمشیر و تیر لڑینگے اور زخمہاے کاری کھا کے زمین پر گر کے ایڑیان رگڑینگے اور گھوڑے لشکر کے اُنھین ہنگام جنگ مغلو بہ پامال کرینگے اُسوقت البتہ اِنکو اپنی جان کے جانے کا ملال ہوگا آبرو اور عزت کا کچھ خیال نہوگا ابھی تو عزت و آبرو کے نام پر جان دینے کو موجود ہین تیاری جنگ مین مصروف ہین شجاعت و بہادری ہر ایک اپنی ظاہر کر رہا ہو جو جو دل مین آتا ہو بیہودہ بک رہا ہو ہم سنتے ہین اور ہنسکر خاموش بیٹھے ہین تم اِنکے ساتھ اپنی جان نہ دینا ہمارے کہنے پر عمل کرنا ورنہ پچھتاؤ گے اہل اسلام بڑے بہادر ہین ہنگام جنگ اِنکے ہاتھ سے ضرور مارے جاؤ گے یہ جوانی و خوبروئی تمھاری خاک مین ملجائیگی حسرتین دل کی دل ہی مین رہجائینگی باغ دنیا سے سوے عدم چلے جاؤ گے لذت ہاے نعمت دنیا یاد کرو گے وہ یہ نصیحت اپنے دوست کی سُنکے خوش ہو کے کہتا تھا ہمکو تمھاری راے نہایت پسند آئی جیسا تمنے کہا ہو ایسا ہی کرینگے اِسی طرح ہر ایک نامرد باہم ایسی ہی گفتگو کرتا تھا اور وقت کا منتظر تھا جب زمانہ نصف شب کا آیا جسقدر نامرد و بزدل تھے ہر حیلہ سے اُٹھ اُٹھکر لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے شجاع و بہادر لشکر مین رہگئے جسوقت وہ باقی شب بھی بسر ہوئی اور سفیدۂ سحر ہی فلک پر نمایان ہوا نسیم سحر چلنے لگی کواکب خوف آمد شاہ خاور سے دریاے فلک مین ڈوبنے لگے سپاہ انجم مین ابتری واقع ہوئی ہر ایک نیر روشن پوشیدہ ہونے لگا سپاہ انجم کے رخ انور پر خوف نیر اعظم سے اُداسی

اور سفیدی ظاہر ہونے لگی طائران خوش الحان سحر اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر حمد خدا اپنی زبان مین کرنے لگے موذن اذان سے بہرہ مند ہونے لگے پابند نماز برائے ادائے نماز سحر بیدار ہونے لگے کفار اپنے معبدونمین گھنٹہ اور ناقوس بجانے لگے اہل اسلام نے وضو کرکے برجوع قلب فریضہ سحری کو ادا کیا دعائے فتح وظفر مانگی خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام نے نماز سحر پڑھکر واسطے اپنے مطالب دینی و دنیوی کے درگاہ الٰہی مین دعا کی بعد اذان لباس شاہی زیب تن کرکے تاج جواہر نگار سر پر رکھ کے تخت پر بیٹھے کہاریون نے بسم اللہ کہکر تخت مذکور اپنے دوش پر اُٹھا کے رکھا اور اندرون بارگاہ سے تا دربارگاہ آہستہ آہستہ تخت کو لائین چونکہ قبل برآمد ہونے بادشاہ لشکر اسلام کے جملہ سرداران لشکر اسلام موجودہ دربارگاہ بادشاہ موصوف پر صف آرا تھے اور کہار بھی وردیان نئی اور نفیس پہنے ہوے دربارگاہ پر حاضر تھے چوبدار بھی عصاہاے نقرئی وطلائی ہاتھون مین لیے پٹکون سے کمر باندھے ہوے نظر بہ دربارگاہ کیے کھڑے تھے ہر ایک اعلی ادنے منتظر تشریف آوری بادشاہ تھا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھایا گیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ کہاریان نہایت حسین وخوبرو نوجوان لینگے قیمت کے تنگے پہنے ہوے ڈوپٹے زنگار رنگ اوڑھے ہوے منہدی ہاتھون مین لگائے ہوے گلوریان کلون مین دبائے ہوے سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین لگائے ہوے چوڑیان نازک نازک کلائیون مین علاوہ نقرئی وطلائی کڑون کی پہنے ہوے انگلیون مین پور پور انگوٹھی چھلّے کہ جو دل عشاق کو چھیل لے پہنے ہوے بالون مین تیل خوشبودار ڈالے ہوے کنگھی چوٹی کیے ہوے پٹیان نکالے ہوے پیشانیون پر نقرئی وطلائی جھمکے لگائے ہوے پانون مین کڑے چھڑے معشوقانہ قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی ہر گام پر کمرین نازک اُنکی لچکتی اور بل کرتی ہوئی عطر مین ہمہ تن بسی ہوئی تخت کاندھون پر رکھے ہوے ہین وہ کہاریان تھین یا پریان تھین تخت سلیمان علیہ السلام کی طرح تخت بادشاہ لشکر اسلام اُٹھائے ہوے تھین اُنکے عشاق اُنکی دید کی مشتاق تھے سکڑون دل عشاق اُنکے دام گیسو مین مانند مچھلیون کے پھنسے تھے ایسی خوبصورت تھین کہ حورین اُنکو بام فلک سے دیکھتی تھین اور ایسی شوخ و مستانہ رفتار کہ گوشہ اُنکے ڈوپٹہ کا بار بار زمین پر گرا جاتا تھا کہارون نے اُنکو دیکھکر بے اختیار آہ سرد کی اُنھون نے باشارہ مسکرا کے کہا تم یونہین آہین کروگے ہمیشہ مانند ماہی بے آب خاک پر تڑپوگے ہم کبھی تمھارے جال مین گرفتار نہونگے کیا ہمارے شوہر نہین ہین کہ تمسے پھنس جائین خلاف حکم شرع عمل کرین کہار اُنکے اشارہ کی گفتگو کو خوب سمجھکر رعب بادشاہ سے خاموش رہکر چند قدم آگے بڑھے پھر تخت جواہر نگار اُنکے دوش سے لیکر اپنے کاندھون پر رکھا ایک نقیب نے اُسوقت باواز بلند کہا بسم اللہ نصر من اللہ وفتح قریب دوسرے نقیب نے بصداے خوش پکار کے کہا اے ظل اللہ جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ لشکر اسلام نے سر اُٹھا کے دیکھا جملہ سرداران لشکر ظفر اثر نے موافق قاعدہ واسطے آداب وتسلیم کے اپنے سر جھکائے شاہ موصوف علی قدر مراتب ہر ایک کا سلام لیکر اُن جملہ شیران بیشۂ شجاعت کو مسلح ومکمل دیکھکر سرفروشی پر آمادہ پاکر نہایت خوش ہوکر باشارہ چشم وابرو ارشاد کیا کہ اے دلیران نامدار واے بہادران شجاعت شعار مرکبون پر سوار ہوسوے میدان کارزار چلو سرداران موصوف جانب تخت باین خیال بڑھے تھے کہ پایۂ تخت بادشاہ کو بعد ادب بوسہ دے کے تخت کہارون سے لیکے اپنے دوش پر رکھ کے چند قدم جانب نبردگاہ چلین اور اس خدمت بجالانے سے اپنی عزت افزائی پر افتخار کرین کہ اشارہ بادشاہ لشکر سے

مجبور ہوگئے اور بجا آوری حکم واجب جان کے اپنے اس ارادے سے باز رکھکر مرکبون پر سوار ہوکر
بیچ مین تخت شاہی کو لیکر یمین و یسار تخت کے ہوکر ہمراہ سواری بادشاہ دین پناہ سوے رزم گاہ چلے
جملہ فوج ظفر موج بھی عقب سواری شاہ مانند موج بحر ذخار کے بڑھی سواری بادشاہ و لشکر جاہ و حشم سے
سوے میدان مصاف چلی اور صبح کا وقت وہ نسیم سحر کا چلنا غنچون کا کھلنا صحرا مین گلہاے بوقلمون کی بہار
وہ شبنم افتادہ سبزۂ صحرا کی لہک وہ ستارون کا دمبدم نہان ہونا تاریکی کا گھٹنا روشنی سحر کا بڑھنا وہ شاہ خاور
کا جانب مشرق سے ظاہر ہونا وہ طائران خوش الحان صحرا کا بولنا وہ صحراے سبزہ زار کی فضا وہ کوہ و صحرا
کی صفا وہ لشکر اسلام کا آہستہ آہستہ سمت نبردگاہ ہمراہ سواری بادشاہ جانا وہ جوانان لشکر اسلام کے
چہرہ ہاے نورانی وہ اُنکے تنون پر سلاح جنگ کی پھبن وہ ہر ایک بہادر کی چتون وہ شوق جنگ و جدال
اُنکا وہ مرکب عربی و تازی و ترکی و عراقی اُنکے کہ جنکے ایال پر پری رویان بھی سراسر شرمندہ ہون
وہ سبک خیزی تیز روی اُنکی کہ جنسے باد صبا بھی محجوب ہوکے ساتھ نہ دے سکے پیچھے رہجائے راہ مین
گر جائے وہ نقیبون کا بولنا قابل دید و لائق شنید تھا جب اس طرح آہستہ آہستہ سواری بادشاہ نبردگاہ
مین پہونچی باشارۂ بادشاہ لشکر سے سب ٹھہر گئے بادشاہ لشکر اسلام انتظار قہرمان شیر گردن و کرگدن
سوار کے آنے کا کرنے لگے اور امیر ثانی کو ہمراہ اپنے نہ پاکر بار بار یاد کرنے لگے سرداران نامی و نامور
سے مخاطب ہوکے فرمانے لگے افسوس اسوقت امیر ثانی ہمراہ لشکر نہین ہین اُنکے نہونے سے لشکر بے رونق
ہی نہین معلوم اُنپر کیا گذری زندہ ہین یا نہین سُنا ہی کہ بنجہ اُنکو اور عمرو ثانی کو گر کے لیگیا ہی نہین معلوم
بنجہ بنکر کون لیگیا ہی دوست ہی یا دشمن ہی دل کو تردد ہی سرداران موصوف دست بستہ عرض کرتے تھے
ظل اللہ کچھ تردد نکرین انشاء اللہ وہ مع الخیر اپنے لشکر مین تشریف لائینگے ہمین یقین کامل ہی کہ
کوئی دوست اُنکا بنجہ بنکر اُنکو اُٹھا لیگیا ہی اس دعوی کی دلیل یہ ہی کہ اگر وہ دوست نہوتا تو ضحاک
ریش دراز کو دشمن اُنکا جان کے ہلاک نہ کرتا ابھی بادشاہ اُنکی تقریر سن رہے تھے ناگاہ اُس طرف سے
آمد لشکر قہرمان شیر گردن ظاہر ہوئی یعنے گرد و غبار بکثرت بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے ہوا سے وہ
غبار دور ہوا جملہ مردمان لشکر اسلام نے دیکھا کہ بیچ مین قہرمان شیر گردن بکبر و نخوت تاج کج سر پر
رکھے ہوے کرگدن پر سوار ہی داہنی جانب اُسکے لاجورد شاہ ہی بائین سمت صلصال و خلخال
ہین ساتھ لاجورد شاہ کے مانند سایہ کے بختگان ہی شمار سواران لشکر قہرمان کا پانچ لاکھ ہی لاجورد
شاہ کے ساتھ دو لاکھ سپاہ ہی صلصال کے ہمراہ رکاب قریب لاکھ سوارون کے ہین قبل اسکے لاجورد
شاہ اور صلصال کے ساتھ اسقدر سوار نہ تھے میلہ مین آنے سے ہزارہا کفار لاجورد شاہ کے ہمراہ
ہوگئے تھے ہر لشکر مین جدا جدا پھریرے نشان کے تھے علمدار علمون کو اُٹھاتے تھے مردمان ہر لشکر مسلح اور
دریاے آہن مین سراپا غرق تھے اکثر کفار چار آئینہ بند تھے فیلان مست ہمراہ لشکر اُنکے بافراط تھے ہاتھیون
کی کثرت سے وہ صحرا گویا جنگلی بن ہوگیا تھا غرضکہ جب قہرمان مع لاجورد شاہ و صلصال و خلخال میدان
جدال مین آئے سامنے لشکر اسلام کے ٹھہرے بعد تھوڑی دیر کے اِدھر سے بیلچہ بردار بیلچے اور پھاوڑے
کاندھون پر رکھے ہوے حکم بادشاہان ہر دو سپاہ سے باہر لشکرون سے نکلے پھر جھاڑی جھنڈی میدان
کارزار سے دور کرکے زمین ناہموار کو ہموار کیا بعد اسکے سقون نے لشکرون سے نکلکر میدان مصاف

ہین آگئے اسقدر زمین پر پانی چھڑکا کہ زمین بخوبی تر اور سیراب ہوگئی جب سقے اور بیلدار اور بیلچہ بردار دشتی میدان کارزار کی کرکے ہٹ گئے دونون جانب صف آرا ہونے لگے میمنہ ومیسرہ ہرایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان پرجگر سے آراستہ ہوا قلب لشکر مین اُدھر قہرمان اُدھر بادشاہ لشکر اسلام نے قیام کیا ساقہ وکمین گاہ بھی طرفین سے آراستہ کیا گیا جسدم موافق خواہش دل ہرایک لشکر کی صف آراستہ ہو چکی لاجورد شاہ اور صلصال نے بھی علحدہ علحدہ اپنے لشکر کی صف آرائی مین کد وکوشش کی جسوقت سپاہ ان دونون نابکارون کی بھی صف آرا ہو چکی لشکر اسلام سے نقبا سپاہ قہرمان سے کڑکیت نکل نکل کے درمیان مین دونون لشکرون کے آگے کھڑے ہوے پہلے نقبا نے خوش آواز جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہوکے اس طرح باواز بلند کہنے لگے کہ اے دلاوران نامی وسرفرازو اے بہادران شجاعت شعار ومبتانہ آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہو نہین معلوم کسوقت رشتۂ حیات منقطع ہو جائے اجل آجائے کچھ بھی طفل وجوان پیر کی تقدادِ زندگی کسی کو معلوم نہین ہو بار با دیکھا ہو کہ پیر زمین گیر زندہ بیٹھے رہے ہین اور طفل وجوان جنکی زندگی کی اُنھین امید تھی وہ اُنکے روبرو مر گئے غرضکہ مرنا ہرایک کا ضرور ہے موت سے کسی کو گریز ممکن نہین ہو عاقل کو لازم ہو کہ خیال مرگ سے غافل نہو یہ شعر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہو شعر اجل لگائے ہوے گھات ہر کسی پر ہو + بہوش باش کہ عالم رہ وار دی پر ہو + ذرا فکر وغور کرکے خیال کرو کہ وہ لوگ جو تمھارے قبل خلق ہوے تھے وہ اسوقت کہان ہین افسوس اجل سے مجبور ہوکے اپنے اہل وعیال وعزیز واحباب کو چھوڑ کے جانب ملک عدم اکیلے تہیدست چلے گئے مال وملک زر و جواہر کو ہزار کوشش سے حاصل کرکے یہین چھوڑ گئے سواے کفن کے مال دنیا سے کچھ بھی ساتھ اپنے نہ لیگئے ہان اعمال نیک وبد ضرور اُنکے ساتھ ہوے جنکے اچھے اعمال ہوے وہ بعد مرگ براحت و آرام گوشۂ قبر مین سوئے اور جنکے اعمال زشت وزبون تھے وہ بعد رحلت قبور مین مبتلاے عذاب الیم ہوے جنھون نے اپنی زندگی مین امور خیر کیے نامور ہوے وہ بعد مرگ بھی گویا زندہ ہین اہل جہان اُنکو یاد کرکے تعریف اُنکی کرتے ہین نوشیروان اگرچہ کافر تھا لیکن بوجہ عادل ہونے کے لوگ اُسکو یاد کرتے ہین اسی طرح رستم کو بھی بسبب اُسکی شجاعت اور جوانمردی کے دلاوران روے زمین بیشتر اُسے یاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ رستم پہلتن عجب مرد میدان نبرد تھا بڑے بڑے نامی ونامور دلیرون کو تہ تیغ کیا اُسنے تنہا لشکرون سے مقابلہ کیا ہزارون کو خاک وخون مین ملا دیا اعدا کو میدان جنگ سے بھگا دیا جنگاہ سے قدم نہ ہٹائے تاوقتیکہ دشمنون کو شکست نہ دی اسی صورت سے اسفندیار اور گیو وغیرہ دلاوران نامی ونامورون کو اہل دنیا یاد کرکے اُنکی شجاعت کا ذکر کرتے ہین لہذا تمھین لازم ہو کہ اپنی زندگی مین وہ کارہاے نمایان کرو کہ رشک رستم وغیرت اسفندیار قوت وشجاعت مین ہو جاؤ دیکھو آج سامنا اور مقابلہ کفار بدانجام سے ہو دلیرانہ مقابلہ کرنا بڑھ بڑھکر اعدا سے مقاتلہ کرنا دشمنون کو تہ تیغ آبدار کرنا خوف جان سے قدم پیچھے نہ ہٹانا سر میدان جنگ اپنی اور اپنے بزرگون کی عزت وآبرو نہ گنوانا یاد رکھو میدان کارزار واسطے سپاہی کے ایک معیار امتحان ہو کھوٹا کھرا اسی کسوٹی پر ظاہر ہو جاتا ہو خبردار اے بہادرو تم خوف جان واندیشہ زخمہاے تیغ وسنان سے پریشان خاطر ہوکر نہ بھاگنا دلیرانہ لڑنا بھاگنے کی بدنامی سے قتل ہو جانا قبول کرنا ورنہ سر میدان جنگ ذلیل ورسوا ہوگے بھاگنے سے یقینی نکح

نہ جاؤ گے اگر موت دامن گیر ہوگی تو بھاگ نہ سکو گے ضرور دست اعدا سے قتل ہو جاؤ گے دنیا سے
بے آبرو ہو کے لاکھون بہادرون مین ذلیل ہو کے سوے عدم جاؤ گے ایسی صورت مین کون تمھاری
تعریف کریگا بلکہ عوض تعریف ہر ایک یہ کہے گا کہ نامرد و بزدل تھے تاب جنگ نہ لا کے عرصۂ مصاف
سے بھاگے آخر کار دست اعدا سے قتل ہوے ہمارے نزدیک اُنکا قتل ہونا اچھا ہوا کیونکہ وہ نمکحرام ہر
اپنے آقا و مالک سے اُنھون نے دغا نہ کی سر اپنا سر میدان دلیرانہ نہ دیا یہ کہکر نقیبا خاموش ہوے بعد اُنکی
نقابت کے کرشکیت جوانان لشکر قہرمان شیر گردن دلر گردن سوار سے مخاطب ہو کے یون کہنے لگے
کہ اے جوانان تہور شعار و اے بہادران نامدار ذرا گوش دل ہماری تقریر نصیحت آمیز سنو اور ہمارے پند و
نصائح پر عمل کرو کہ تمھارے حق مین بہت بہتر ہی ہم از راہ خیر خواہی کہتے ہین نہ از راہ دشمنی کہتے ہین کام
ہمارا یہ ہے کہ جوانان جنگجو اور لشکریان تندخو کو ہدایت کرکے آمادۂ جنگ کرین لہذا ہم تم سب کو ہدایت
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ دنیاے دون ناپائدار ہی اور اہل جہان بھی حادث ہین مسافرانہ سراے
دنیا مین براے چندے مقیم ہین ہمیشہ کوئی دنیا مین نہین رہا ہی اور نہ رہیگا آخر ایک روز سب کو سراے
دنیا سے جانا ہوگا یاد کرو اپنے آبا و اجداد و سلاطین با عدل و داد کو کہ اب وہ کہان ہین آنکھین اُنکے دید
کی مشتاق ہین کان اُنکی صدا کے شائق ہین وہ ایسے نظر سے نہان ہوے کہ دکھائی نہین دیتے ہین خواب مین
بھی نظر نہین آتے ہاے وہ صورتین اُنکی خاک مین مل گئین اور وہ زبانین اُنکی جنسے وہ کلام خوش کرتے تھے
زمین مین اُنھین کیڑون نے کھالیا علاوہ زبان کے کوئی عضو اُنکا بلکہ کوئی استخوان اُنکا بھی اب نہو گا مانند اُن گذشتگان
کے ایک روز جو اب زندہ ہین وہ بھی نابود ہونگے خاک مین خاک اُنکی ملجائیگی از انجملہ تم سب بھی باغ جہان سے
سوے عدم جاؤ گے مدام اس چمن روزگار مین نہ رہو گے بس مناسب ہی کہ اس کشت زار دنیا مین تخم عمل
نیک ایسا بو جاؤ کہ جسکا ثمر شیرین ہو یعنے ایسے اعمال نیک کرو کہ بعد تمھارے اہل جہان تمکو بہ نیکی یاد کرین
اعمال نیک لاتعد و لا تحصے ہین اُنکو ہم کیا بیان کرسکتے ہین اور تم کب اُنکو اسوقت سُن سکتے ہو منجملہ اُنکے
ایک عمل نیک یہ ہی کہ دنیا مین عزت و آبرو حاصل کرنا اپنے حاکم و آقا سے وفا کرنا حق نمک ادا کرنا دشمنون
کو اُسکے قتل کرنا اپنی جان کا مطلق خیال نہ کرنا اسوقت تم دیکھتے ہو کہ اہل اسلام تمھارے بادشاہ کے دشمن
جان اور تمھارے سر کے خواہان میدان مین صف آرا ہین بر سر کینہ و فساد ہین اب اُنسے لڑائی ہوا چاہتی ہی دیکھو
نمکحرامی نہ کرنا قدم اپنے جنگاہ سے نہ ہٹانا بیوفائی اپنے مالک و خداوند نعمت سے نہ کرنا تمنے برسون اُسکا نمک کھایا ہے
اُسنے بارہا نہ رو انعام تمکو دیا ہی ایسے مالک و آقا سے وقت بد مین دغا کرنا تنہا اُسکو دشمنون مین چھوڑ کے
بھاگ جانا خلاف شرافت و دلاوری ہی اور باعث ذلت و بدنامی ہی جو بہادر خیر خواہ اپنے آقا کے ہوتے
ہین وہ اپنے مالک کے پسینے پر خون گرا لیتے ہین چونکہ تم سب بھی شریف اپنی اپنی قوم مین ہو اور بہادری
و شجاعت مین نامی و نامور ہو لہذا ہنگام جنگ اپنے اعدا سے اور اپنے بادشاہ کے دشمنون سے دلیرانہ
لڑنا بڑھ بڑھکر شمشیر و نیزے سے دشمنون کو قتل کرنا شیرانہ نعرے کرنا سر میدان جنگ شجاعت اپنی
دلیرون کو دکھانا اعدا کو پشت نہ دکھانا اگر اس طور سے اسوقت اہل اسلام سے لڑو گے تمھارا مالک و
آقا تمسے خوش ہوگا بعد فتحیابی تمکو خلعت و انعام دیگا عہدے تمھارے بڑھائیگا دنیا مین جو بہادر ہین
اُنکے سامنے سرخرو ہو گے بہادر کہلاؤ گے آبرو و عزت ثبات قدمی سے حاصل کرو گے اور اگر ہنگام

جنگ و ستیت اعدا سے لڑ بھڑ کر قتل ہو جاؤ گے تو بھی نام تمھارے دفتر بہادری مین لکھ جائینگے
یہ تخم نیکی تمھارا بویا ہوا بعد مرگ بھی تمکو مثل نخل کے ثمر خوش دیگا لوگ تمکو دلاور کہینگے بہادرون کی
بزم مین تمھاری شجاعت کا تا قیامت کا ذکر ہوگا نقیب اور کڑکیت اپنی اپنی تقریر سے جب آمادۂ
جنگ کر چکے اُدھر نقبائے خوش آواز اُدھر کڑکیت میدان جنگ سے ہٹ گئے اُسوقت دیکھنے
والون نے دیکھا کہ جوانان ہر دو لشکر اسقدر آمادۂ جنگ تھے کہ اکثر بہادرون نے تلوارین علم
کر کے نیام توڑ ڈالی تھی زندگی سے بیزار تھے عروس اجل کے طلبگار تھے چاہتے تھے کہ مرکب اپنے بڑھا
کے اپنے دشمنون پر حملہ آور ہون حتے الامکان اُنکو قتل کرین بعدہ سینون پر تن تن کے زخم نیزہ و تیر
کھا کے مر جائین دنیا مین نام کر جائین ہنوز اُن دلاورون نے ارادہ کیا تھا کوئی صف لشکر سے نکلا
نہ تھا ناگاہ لشکر کفار سے ہزبر فیل کش کہ ایک سردار نہایت زبردست لشکر قہرمان کا تھا اور یہی نامہ
قہرمان کا لیکر دربار بادشاہ لشکر اسلام مین گیا تھا اپنے لشکر کی صف سے باہر نکل کر قہرمان سے
اجازت جنگ لیکر بیچ مین میدان کارزار کے آیا اور مرکب کو روک کے جانب لشکر اسلام دیکھ کے
پکارا کہ اے فرقۂ اہل اسلام تم مین سے جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آکے مجھ سے مقابلہ کرے جو ہر میری
تیغ خونچکان کے دیکھے یہ تقریر اُس کافر بد انجام کی سنکے بادشاہ لشکر اسلام نے جانب دست چپ
دیکھا فی الفور حمید لال قبا کہ رفقائے قاسم وا یرج نوجوان سے اور مرد میدان نبرد تھا
مرکب کو پھیر کر کے روبروے بادشاہ لشکر اسلام جائے ادب سے مرکب سے اُتر کے اجازت
جنگ شاہ موصوف سے لیکر جانب حریف گھوڑے پر سوار ہو کے روانہ ہوا جب سامنے اپنے
حریف کے پہونچا اُسنے کہا او اجل رسیدہ بہت جلد آیا تو معلوم ہوا کہ تو اپنی زندگی سے بیزار ہو
یہ تو بتا کہ نام تیرا کیا ہو کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے آیا ہو مین وہ شیر بیشۂ بہادری ہون کہ بڑے
بڑے دلاور میرے سامنے سے بھاگ گئے ہین سیکڑون کو مین نے ہلاک کیا ہو حمید لال قبا
نے جواب دیا او نابکار نام میرا حمید لال قبا ہو مین وہ دلیر ہون کہ حریف میرا جانبر نہین ہوتا اور علم
یہ تلوار میری اُسے دکھا دیتی ہو تو کیا ہو مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو قتل کیا ہو نامی دلیرون سے
مقابلہ کیا ہو تو کیا مجھے قتل کریگا مین مانند ملک الموت کے آیا ہون تجھے زندہ نہ رکھونگا اُسنے ہنس کر
جواب دیا تو نے نامردون کو قتل کیا ہوگا کبھی مجھ ایسے بہادر سے مقابلہ نہ کیا ہوگا آگاہ ہو نام میرا
ہزبر فیل کش ہو شجاعت میری میرے نام سے ظاہر ہو تو مجھے کیا قتل کریگا خود ہی میرے ہاتھ سے
ابھی قتل ہوگا حمید لال قبا نے جواب دیا او بدگفتار یہ میدان کارزار ہو جائے تقریر نہین ہو لہذا سخن
کوتاہ کر فنون جنگ دکھا ہنگام جنگ شجاعت ہماری اور تیری ظاہر ہو جائیگی جسکو خدا چاہیگا وہ فتحیاب
ہوگا کیون اسقدر اپنی تعریف اپنی زبان سے کرتا ہو بیہودہ بکتا ہو لڑنے مین دیر کرتا ہو تیری اس
تاخیر جنگ سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تو لڑنے سے جی چراتا ہو نامرد ہو اُسنے اس بہادر کی گفتگو سُنکے برہم
ہو کے نیزہ اُٹھا کے گردش دے کے خبردار خبردار کہ کے سینۂ حمید لال قبا پہ لگایا اِدھر اُس دلیر
نے چالاکی سے اُسکے نیزہ کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنانہائے آبدار کے لڑنے سے
اور رگڑنے سے جھنکاریان پیدا ہوئین دیکھنے والون نے حمید لال قبا کی تعریف کی اور کہا کیا خوب

نیزہ بازہی ضرب حریف کو کس خوبی سے روکا ہی ہزبر فیل کش نے بھی اپنے دل مین کہا مین نے تو
اس طرح نیزے کا وار کیا تھا کہ ہرگز نہ رک سکتا دل و جگر تک گذر جاتا لیکن اسنے پھرتی سے
وار روک لیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ فن نیزہ بازی مین نہایت ہوشیار ہی خیر اگر ابکی مرتبہ جانبر ہوا تو اب
ایسا وار کرونگا کہ جانبر نہوسکے ہنوز وہ اپنے دل مین یہ کہ رہا تھا کہ اس دلاور نے کہا او کافر تو نے
تو وار کیا خداوند عالم نے تیری ضرب نیزہ سے مجھے بچایا اب مین وار کرتا ہون ہوشیار ہوجا یہ نہ کہنا
کہ خبردار نہ کیا تھا دھوکے سے ضرب نیزہ لگائی ہرچند کہ سپہ گری مین دھوکے سے حریف کو قتل کرنا
خلاف شجاعت نہین ہی لیکن جو بہادر ہین وہ اپنے دشمن کو ہوشیار کرکے اُسپر وار کرتے ہین بس تو
خبردار ہوجا کہ اب مین بھی وار کرتا ہون اُسنے جواب دیا مین بخوبی ہوشیار ہون وار کر اس
بہادر نے نیزے کو گردش دے کے مرکب کو کاوے پر ڈال کے سینہ پر کینہ کو اُسکے تاک کے نیزہ
صدر پر اُسکے لگایا اُسنے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح چند طعن نیزے کی باہم ردوبدل
ہوئین آخرکار حمید لال قبا نے اُس سے کہا او سرکش ابکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا ایسا بند نیزے کا
باندھونگا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائیگا وہ یہ سخن سُنکے مسکرا کر کہنے لگا تو کیا میرے ہاتھ سے نیزہ
نکال دیگا بڑے بڑے اُستادان فن نیزہ نے تو کبھی میرے ہاتھ سے نیزہ نہین نکالا اُنکو مدام حسرت
ہی رہی یہ کہکر بصد غضب نیزہ ہلاکر دھوکا دیکر پہلو پر نیزہ سرتیز حمید لال قبا پر لگایا ادھر اس جری
نے بعنوان شائستہ اُسکی سنان نیزے کو اپنی سنان نیزے پر روک کے ایسا بند نیزے کا باندھا کہ اُسنے
ہرچند کھولنا چاہا مگر کھل نہ سکا حمید لال قبا نے اپنے نیزے کو تکان دے کے ایسا کار نمایان کیا
کہ ڈانڈ نیزے کی اُسکے ہاتھ مین رہگئی اور سنان نیزہ کی مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی ایک پلہ تیر کے
فاصلہ پر جاکے گری اہل اسلام نے خوش ہوکے حمید لال قبا کی تعریف کی کفار کو رنج ہوا لیکن
ہزبر فیل کش سنان نیزے کے نکل جانے سے حیران و شرمندہ ہوا عرق انفعال مین گویا ایک نیزہ
غرق ہوگیا ایک لمحہ سر جھکائے رہا بعدہ برہم ہوکے سر اُٹھا کے ڈانڈ نیزے کی بقوت تمام ترسر پر
حمید لال قبا کے لگائی اس دلاور نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طرح روکا کہ ڈانڈ اُس
سرکش کی شکستہ ہوگئی اُسنے غضبناک ہوکے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے زمین پر پھینک کر قبضہ شمشیر پر
ہاتھ ڈالکر تلوار علم کرکے کہا او خداپرست غضب کیا تو نے کہ میرے ہاتھ سے سنان نیزے کی نکالدی
خیر دھوکے سے تو نے کام نکالا اور مین غافل تھا اب ہوشیار ہوجا کہ اجل تیری تیرے سر پر آگئی ہے
میری تلوار مانند اجل کے ہی جب تیرے سر پر آئیگی بغیر جان لیے خالی نہ جائیگی حمید لال قبا نے
ہنس کر جواب دیا او یاوہ گو پہلے بھی ایسا ہی دعوی کیا تھا نیزے سے تو کچھ بھی نہوسکا بلکہ خجل ہوا
سر دست شکست نصیب ہوئی اب پھر دعوی کرتا ہی اب بھی دعوی تیرا باطل ہوگا مین خبردار رہون تلوار
لگا جوہر شمشیر دکھا اُسنے غضبناک ہوکے مرکب کو بڑھا کے تلوار کمر پر لگائی اس جری نے تلوار اُسکی اپنی سپر
پر روکی پھر اُسپر تلوار کا وار کیا اُسنے بھی سپر پر روکا تادیر اسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار حمید نے خبردار
خبردار کہکے شمشیر آبدار اس طور سے اُسکی کمر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکے پشت فرس سے بروے
خاک گرا اہل اسلام نے خوش ہوکے آواز بلند حمید لال قبا کی تعریف کی خصوصاً سرداران لشکر ہیرہ

نے بہت ثنا کی اور کہا کیا خوب حمید لال قبا نے شیر کا شکار کیا ہی مانند کتے کے ہزبر فیل کُش کو مارا ہی کفار قتل ہونے سے ہزبر مذکور کے حیران و رنجیدہ خاطر ہوے اور اہل اسلام کی تعریف کرنے سے برہم ہوے خصوصاً قہرمان شیرگردن و کرگدن سوار بہت اندوہناک و غضبناک ہوا غصہ کو ضبط نہ کرسکا فوراً کرگدن اپنا صفوف لشکر سے نکالا اُسوقت اُسکے سرداران لشکر نے دست بستہ اُس سے عرض کیا کہا اے بادشاہ ذیجاہ یہ تکلیف کیا ضرور ہی ہم مین سے ایک شخص جاتا ہی اور سر اِس قاتل ہزبر فیل کُش کا تن سے جدا کرکے ابھی لیے آتا ہی اُسنے سب سے کہا ٹھہرو مین خود جاتا ہون اور اِس مسلمان کو قتل کرتا ہون سوا اِسکے جو کوئی مجھ سے مقابلہ کو آئیگا اُسے قتل کرونگا اہل اسلام میرے لشکر کے سردار کو قتل ہوتے دیکھکر بہت خوش ہوے ہین دیکھنا اپنے سردار لشکر کے خون کا کیسا عوض لیتا ہون کس کس کو قتل کرتا ہون عوض ہنسنے کا کیسا لیتا ہون کہ یہ بھی یاد کرین جسقدر ہنسے ہین اُس سے زیادہ نالہ و فریاد کرین تم سب لڑائی کا تماشا دیکھو آج اِن مسلمانون سے ایسا لڑونگا کہ میری لڑائی اور بہادری دیکھکر دلاورون کو حیرت ہوگی مردم رستم و اسفندیار سہراب و گیو کی قوت و شجاعت کو بھول جائینگے جملہ بہادران گذشتہ و حال سے مجھے دلاوری مین بہتر جانینگے تم سب میری بہادری و شجاعت دروئین تن ہونے سے آگاہ ہو بارہا تمنے میرے کارزار دیکھی ہی آج بھی جنگ میری دیکھو کہ اِن خداپرستون سے کیونکر لڑتا ہون اگر خداپرستون کی لاشون سے میدان نبرد بھر نہ دیا تو کچھ کام نہ کیا سرداران لشکر نے اُسکی تقریر سنکے عرض کیا ہم حضور کی جوانمردی و شجاعت سے خوب ماہر ہین ہمین یقین کامل ہی کہ آج حضور اِن مسلمانون سے کسی کو زندہ باقی نہ رکھینگے اگر دل پر رکھینگے آج ہی اِن سب کا خاتمہ کردینگے قہرمان اُنکی تقریر سنکے فی الفور سامنے حمید کے آیا اور کرگدن کو روک کے کہا او اجل رسیدہ آخر تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے تلوار نیزہ یا تیر مجھے لگا حمید لال قبا نے جواب دیا ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین ہی کہ پہلے اپنے حریف پہ وار کرین بس پہلے تم ہمپر وار کرو اگر خداوند عالم تمھاری ضرب سے بچائیگا تو ہم بھی تلوار لگائینگے راوی ناقل ہی کہ جسوقت حمید لال قبا کے سامنے قہرمان شیرگردن آیا تھا اُسکے سراپا پر نظر کرکے حمید لال قبا کا رنگ فق ہوگیا تھا گویا آگاہی ہوگئی تھی کہ یہ حریف کیا آیا گویا اجل آئی ہی باوجود یقین ہونے اپنی ہلاکت کے اُس بہادر نے دلیرانہ اُس سے گفتگو کی تھی الحاصل جب حمید نے پہلے اُسپر تلوار نہ لگائی قہرمان نے کہا اچھا مین ہی پہلے اپنی جانب سے ابتداے جنگ کرتا ہون صرف تلوار اُٹھاکے تیرے سر پر لیجاکے ہاتھ روک لونگا پھر تو مجھپر وار کرنا یہ کہکر تلوار لنگر دار نیام سے کھینچکر کرگدن کو آگے بڑھاکے شمشیر سر پر حمید لال قبا کے لیگیا حمید نے سپر اُٹھائی قہرمان نے ہنسکر کہا سپر تو نے بیکار اُٹھائی ہی مین ابھی تلوار نہ لگاؤنگا تو کچھ خوف نہ کر جب تو خوب حوصلہ اپنے دل کا نکال لیگا اُسوقت البتہ تلوار لگاؤنگا یہ کہکر تلوار سر حمید سے ہٹائی اور کہا اب تجکو وار کرنے مین کیا عذر ہی اُسنے کہا ابھی تمنے عمداً تلوار نہین لگائی ہی مین کیونکر تمپر تلوار لگاؤن اُسنے کہا مین وار کرچکا اب تو ضرب تیغ لگا حمید نے اُسکے اصرار سے مجبور ہوکے تلوار لگائی قہرمان شیرگردن نے سپر بھی نہ اُٹھائی بجاے سپر سر اپنا آگے بڑھایا تلوار حمید لال قبا کی اُسکے سر پر بجلی پڑی لیکن ذرا بھی نہ کاٹا بلکہ اُچٹ گئی قہرمان نے مسکراکر کہا

اے حمید لال قبا تو نے کیسی تلوار لگائی کہ ذرا بھی زخمی نہ کر سکی شاید تو نے گھبراہٹ مین آہستہ تلوار
لگائی تھی اب بقوت تمام تو بیخوف و خطر تلوار لگا مین اجازت دیتا ہون خود چاہتا ہون کہ تیرے
ہاتھ سے زخمی ہون حمید لال قبا نے بعد انکار کے اُسکے اصرار کرنے سے لاچار ہو کے پھر
نہایت قوت سے تلوار لگائی قہرمان شیر گردن نے پھر اُسی طرح سر اپنا آگے اُسکی تلوار کے
جھکا دیا تلوار اُسکے سر پر غرور پر بھرپور پڑی کسی قدر اُسکے سر کو صدمہ پہونچا لیکن تلوار نے کچھ
کام نکیا مثل ضرب اول سر پر پڑ کے اُچٹ گئی حمید لال قبا نے خیال کیا کہ تلوار میری اُسکے
سر پر پڑتی ہی گویا ایک سنگ خارا پر پڑتی ہی جھنکار کی آواز آتی ہی نہین معلوم سر اسکا کیسا ہی یا یہ ساحر
ہی جو زور سحر لڑتا ہی اس سے جانبر ہونا دشوار ہی کسی طرح تیرے ہاتھ سے قتل نہوگا بلکہ تو ہی اسکے ہاتھ سے
ضرور مارا جائیگا اب ایسے حریف کے سامنے سے بھاگنا ہو تو خلاف دلاوری ہی اور باعث بے آبروئی
و ذلت ہی بھاگنے سے قتل ہو جانا بہتر ہی کیونکہ ذلت تو سر میدان جنگ ہر ایک کے سامنے نہوگی ابھی
حمید لال قبا یہ خیال کر رہا تھا کہ قہرمان نے پھر اُس سے کہا اے حمید لال قبا پھر تلوار لگا کیا تیرے
دست و پا مین قوت نہین ہی کہ آہستہ تلوار لگاتا ہی اس دلاور نے جواب دیا مین تو بقوت تمام تلوار
لگاتا ہون مگر حیرت ہی کہ تلوار نہین کاٹتی نہین معلوم تمہارا سر کیسا ہی اسمین کیا بھید ہی مجھے حیرت ہی اب
مین ہرگز تلوار نہ لگاؤنگا کئی متواتر تلوار کے وار کر چکا ہون چاہتا ہون کہ اب تم مانند دشمن کے تلوار
لگاؤ اُسنے کہا خیر تیرے کہنے سے تلوار لگاتا ہون ہوشیار ہو جا سپر اٹھا لے اور یہ بھی کہے دیتا ہون کہ
تلوار سر پر لگاؤنگا پہلو و کمر پر نہ لگاؤنگا بس سپر فراخ دامن سے اپنے سر کی حفاظت کرنا یہ کہکے
تیغ آبدار و گرانبار چمکا کے کرگدن کو حمید لال قبا کے جانب دست راست لا کے تیغ سر پر لگایا
ہرچند حمید لال قبا نے سپر اُٹھا کے سر کو بچانا چاہا لیکن تیغ لنگردار و آبدار نہایت تیز تھا اور بازو
قہرمان شیر گردن بھی بہت پر قوت تھا سپر کو کاٹ کر سر حمید پر آ کے مانند برق جہندہ گرا اور
سر سے گذر کر گلو و صدر و شکم و کمر کو کاٹ کر دم بھر بھی نہ ٹھہر کے پشت فرس سے گذر گیا بالاے زمین پہونچا
بلکہ کسی قدر زمین مین در آیا حمید لال قبا مع اپنے مرکب کے چار ٹکڑے ہو کے بالاے خاک
گرا اہل اسلام کو اُسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام کو اُسکے قتل ہونے کا ملال
ہوا ادھر کفار قتل حمید سے بہت خوش ہوے قہرمان شیر گردن کی از حد تعریف کرنے لگے ادھر
صمصال لاجورد شاہ سے کہنے لگا دیکھی آپ نے ضرب قہرمان شیر گردن کی حمید لال قبا ایسا
بہادر جس سے جانبر نہوا مع اپنے مرکب کے چار ٹکڑے ہوا لاجورد شاہ نے مسکرا کر جواب دیا یہ
بندہ میرا نہایت قوی ہی ہمیشہ اسکو نہایت شجاع و بہادر پیدا کیا ہی ہر رگ و پے مین اسکی قوت و طاقت
بھر دی ہی باوجود اسکے یہ ہمسے منحرف ہو ہمین سجدہ نہین کرتا ہے اور ایک بندہ معتوب ہمارا کہ
مسمی تمثال آئینہ رو ہی اسکی پرستش کرتا ہی اسے کوئی سمجھائے کہ راہ راست پر آئے ورنہ خداوند لاجورد
شاہ دست اہل اسلام سے قتل کرائین گے بختگان نے عرض کیا اے خداوند ابھی ایسی تقدیر نہ کیجیے گا جب
یہ ان سب اہل اسلام کو قتل کر چلے اُسوقت جو مناسب ہو کیجیے گا لاجورد شاہ نے برہم ہو کے کہا
تجھے ہماری مصلحت مین کیا دخل ہی جبتک ہمارا دل چاہے گا اسکے ہاتھ سے مسلمانون کو قتل کرائین گے

جب یہ ہمکو کسی طرح سجدہ نہ کریگا اور غرور ہیبت کریگا اُسوقت ہاتھ سے کسی مسلمان کے اِسکو قتل کرادینگے لاجورد شاہ تو صلصال اور بختگان سے ہم سخن ہو وہ کہتے ہین آپ کو اختیار ہو جو چاہے کیجیے گا قہرمان حمید کو قتل کرکے کرگدن پر شیرانہ بیٹھا اور مانند فیل مست کے جھوم کے باواز بلند کہنے لگا ای بادشاہ لشکر اسلام حمید لال قبا جو سردار لشکر کا نہایت نیک تھا وہ تو قتل ہوا بالاے قباے سرخ اُسنے قباے خون سرخ پہن کے سرخرو ہو کے عدم کی راہ لی دیکھو یہ لاشہ دو نیم اُسکا پڑا ہوا ہو یہ تیغ میر التشنہ خون بہت ہو لہذا اور کسی اپنے لشکر کے پہلوان یا سردار کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو بادشاہ موصوف نے تقریر اُسکی سُنکے پھر اپنے دست چپ کیطرف نظر کی فوراً فیروزہ لال قبا نے کہ یہ بھی ہوا خواہان قاسم و ایرج نوجوان سے ہو اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکالا پھر مرکب سے اُترکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام جاکر اجازت جنگ طلب کی بادشاہ نے فرمایا حریف بہت زبردست ہو تم اِس سے مقابلہ نہ کرو اور کوئی دلاور اِس سے لڑنے کو جائیگا فیروزہ نے عرض کیا ابتو یہ کمترین صف لشکر سے نکل چکا ہو اگر واسطے مقابلۂ قہرمان شیر گردن کے نہ جائیگا تو جملہ بہادرون مین سر سید ان جنگ ذلیل ہوگا حضور کچھ تردد نہ فرمائین اگر خدا چاہیگا حضور کے اقبال سے اِس کافر کو قتل کرونگا سر اُسکا کاٹ کر واسطے نذر حضور کے لاؤنگا اور اگر میرا پیمانۂ حیات آب زندگی سے لبریز ہو چکا ہو تو اِس کافر کے ہاتھ سے مانند حمید لال قبا کے قتل ہونگا سرخروئی کونین حاصل ہوگی حق نمک حضور سے ادا ہو جاؤنگا بادشاہ نے مجبور ہو کے فرمایا اگر تمھاری یہی خوشی ہو تو خیر جاؤ حوالے خداے کریم کیا فیروزہ لال قبا اجازت حاصل کرکے تسلیم آخری بجالاکے اپنے مرکب پر سوار ہو کے دلیرانہ بخندہ پیشانی سامنے قہرمان کے گیا اُسنے اُسکے سراپا پر نظر کرکے مسکراتا ہوا پاس کے پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہو مسکراتا کیون ہو تجھے تو اپنے انجام پر خیال کرکے زار زار رونا چاہیے تھا برعکس اُسکے ہنستا ہو کیا دیوانہ ہو اگر عاقل ہو تو مجھ سے مقابلہ نہ کر کیا تو میرے نام اور میری شجاعت سے آگاہ نہین ہو کیا ابھی تو نے حمید لال قبا کو قتل ہوتے نہین دیکھا ہو کیا تو اپنی زندگی سے بیزار ہو کہ مجھ ایسے بےمثل بہادر سے لڑنے کو آیا ہو ارے آگاہ ہو کہ نام میرا قہرمان شیر گردن وکرگدن سوار ہو مین روئین تن ہون کوئی ضرب میرے تن پر کارگر نہین ہوتا ہو تو اپنی جوانی پر نظر کرکے جنگ سے ہاتھ اُٹھا مجھے تیری جوانی و خوبروئی پر رحم آتا ہو تجھ ایسے جوان کو کیا قتل کرون اب تجھکو لازم ہو کہ اِس احسان کے عوض مین راہ راست پر آ ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو کو کہ وہ روشن دل ہین سجدہ کر خداے نادیدہ کو ابتک سجدہ کیا خیر اب خداوند موصوف کو سجدہ کر اپنے بادشاہ سے منحرف ہو ہماری اطاعت اختیار کر فیروزہ نے دلیرانہ جواب دیا ای قہرمان آگاہ ہو کہ نام میرا فیروزہ لال قبا ہو مین ہوا خواہ قاسم بن علمشاہ ہون مسکراتا اِس وجہ سے ہون کہ اب تمکو قتل کرکے سر تمھارا تیغ آبدار سے کاٹ کے واسطے نذر اپنے بادشاہ عالیجاہ کے لیجاؤنگا سواے خلعت و انعام پانے کے دنیا مین مجکو آبرو و عزت حاصل ہوگی بہادران عالم مین محسوب ہونگا جسطرح تمکو میری جوانی پر رحم آتا ہو اُسی طرح مجکو بھی تمھارے حال پر رحم آتا ہو چاہتا ہون کہ تم میرے ہاتھ سے ہلاک نہو کیا دل میرا خوش ہو کہ تم اپنا دین و آئین ترک کرکے دین اسلام اختیار کرو قتل سے امان پاؤ

یہ جنگ و جدال موقوف ہو خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین جلو نوازش و خلعت عنایات شاہ دین پناہ سے سرفراز ہو بارگاہ سلیمانی مین مشغول بہادران چیدہ روزگار جانب دست چپ بادشاہ لشکر اسلام کہ خاص خاص بہادر اُس طرف بیٹھے ہین تم بھی کسی دنگل پر پہنچو شان و شوکت عزت و آبرو زیادہ تر حاصل کرو قہرمان اس بہادر کی تقریر سنکے از حد غضبناک ہو اکہنے لگا مین نے تو چاہا تھا کہ تجکو قتل نہ کرون لیکن جب تیری قضا دامنگیر ہی تو مجبور ہون تجکو تیرے برادر حمید لال قبا سے ملا دینے کی فکر کرتا ہون یہ کہکے وہی تیغ خونچکان اُٹھاکے پکارا ای فیروزہ ہوشیار رہو کہ اب تیرے خون تن سے رنگ تیرا مانند عقیق سرخ کے ہو جائیگا اور یہ قبا تیری خون سے تر ہوگی زیادہ تر لال ہو جائیگی اُسنے جواب دیا خداوند عالم میرا حافظ ہی وہی مجکو تیرے ہاتھ سے بچائیگا اگر اُسکی مصلحت مین ہوگا مین خبردار ہون تم تیغ لگاؤ قہرمان نے کرگدن کو بڑھاکے تیغ لگایا اِدھر اس بہادر نے سپر کو اُٹھایا تیغ سپر کو کاٹ کر اُسکے سر پر آیا ہر چند فیروزہ نے چاہا کہ ضرب تیغ تیز سے بچون لیکن نہ بچ سکا چونکہ پیمانۂ حیات اُسکا آب زندگی سے لبریز ہو چکا تھا زندہ کیونکر رہ سکتا تھا تیغ مذکور سر کو کاٹ کرتا جگرگاہ آیا قہرمان نے خود وہ نیم کرنے کی ضرورت نہ جان کر تیغ تیز کو اُسکے جگرگاہ سے نکال لیا وہ فوراً زمین پر گرکے مانند ماہی بے آب کے تڑپ کے مرگیا کفار شادمان ہوے اکثر بیدین لشکر سے کچھ آگے بڑھ کے آواز بلند قہرمان شیرگردن کی تعریف کرنے لگے اہل اسلام فیروزہ کے قتل ہونے سے ملول ہوے قہرمان شیرگردن نے فیروزہ لال قبا کو قتل کرکے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ موت بن ساریق ہوا خواہ قاسم سے تھا صف لشکر سے نکل کے بادشاہ لشکر اسلام سے اذن جنگ لیکر سامنے قہرمان کے دلیرانہ گیا اور طالب ضرب تیغ تیز ہوا قہرمان شیرگردن نے اُس سے پوچھا تیرا نام کیا ہی اسقدر تعجیل جنگ مین کیون کرتا ہی اسنے اپنا نام بتایا اور کہا عجلت اسوجہ سے کرتا ہون کہ دیر تیرے قتل کرنے مین ہو تو نے دو بہادران لشکر اسلام کو کہ وہ ہمارے برادر دینی تھے قتل کیا ہی اُنکا عوض تجھ سے لینا ہی نام میرا تو سن چکا ہی کہ موت ہی بس اسوقت سامنا تیرا موت کا ہوا ہی آگاہ ہو جاکہ اجل تیری آئی ہی اب تجکو قتل کرونگا قہرمان شیرگردن نے اُسکی تقریر سُنکے غضبناک ہوکے تیغ کا وار کیا موت نے روکنا مناسب نہ جان کے وار خالی دیا پھر اُسپر تلوار اُٹھائی اُسنے سپر فولادی دوش سے لیکر کہا ہر چند کچھ ضرورت سپر کی نہین ہی لیکن تیری شمشیر کو سپر پر روکونگا سر پر نہ روکونگا کیا فائدہ کہ اپنے دماغ و کاسۂ سر کو ضرب تیغ کے درد سے آشنا کرون یہ سُنکے موت بن ساریق نے اُسپر تلوار لگائی اُسنے چالاکی سے بالائے سر روکی اِسی طرح تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخرکار قہرمان نابکار نے اِس بہادر کو بھی مانند حمید لال قبا کے مع مرکب چار ٹکڑے کیا بیدینون نے خوش ہوکر قہرمان شیرگردن کی ثنا کی اہل اسلام کو قتل موت بن ساریق کا بھی صدمہ ہوا بعض سواران لشکر اسلام بعد مرگ موت کے باہم کہنے لگے نہین معلوم کیا سبب ہی کہ متواتر کئی بہادر سپاہ اسلام کے اِسوقت کام آئے ہین قہرمان نابکار زخمی بھی نہین ہوا ہی خدا خیر کرے چند سوارون نے اُنکو جواب دیا ہمارے نزدیک فی الحال شاید ہم لوگون کا ستارہ بد ہی اور دن ہم اہل اسلام کے سخت ہین اور قہرمان کے دن اچھے ہین اقبال اُسکا

یاد رہے اسی وجہ سے کئی اُسنے بہادران لشکر اسلام کو تہ تیغ کیا ہر یہ تقریر اُنکی سُنکے چند سواروں نے
کہا ہم تمھارے قول کو پسند کرتے ہین ضروری یہی سبب ہو قتل مسلمانان لشکر اسلام کا ورنہ قہرمان کچھ ایسا
دلاور یکتاے روزگار نہین ہو کہ جس سے ہم اہل اسلام جانبر نہون ایک سوار نے اُن سب سے کہا
تم کیا خیالات کر رہے ہو اور یہ کیا باتین کر رہے ہو بس خاموش رہو تم تو مانند نجومیون کے برائی
ساعت اور دن اور ستارون کی بیان کرتے ہو ہمارے نزدیک یہ ہو کہ جو مشیت الٰہی مین گذرتا ہو
سوائے اُسکے اُسے کون جان سکتا ہو اجل کا آنا ضرور ہو جو پیدا ہوئے ہین اُنکا مرنا بھی ضرور ہو حمید
لال قبا اور فیروزہ لال قبا اور موت بن ساریق کیسے دلاور و بہادر تھے کس کس سے لڑے
تھے نامی و نامور مشہور تھے آج اُنکا رشتۂ حیات کیونکر قطع نہوتا کہ زندگی اُنکی اتنی ہی تھی ابھی سواران
لشکر اسلام باہم تقریر مذکور کر رہے تھے ناگاہ قہرمان نے نخوت و غرور سے بآواز بلند کہا ای بادشاہ
لشکر اسلام موت بن ساریق کی بھی اجل آئی میرے ہاتھ سے مارا گیا روح اُسکی تن سے جانب
ملک عدم روانہ ہوگئی اب اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو دیر نہ کرو اور اگر کسی کو
براے مقابلہ روانہ نہ کروگے تو مین خود تمھارے لشکر پر حملہ کر دونگا بادشاہ لشکر اسلام نے اُسکی تقریر
سُنکے پھر سوے دست چپ دیکھا بمجرد دیکھنے کے شاپور کوہ پیکر کہ یہ بھی ہوا خواہان قاسم وایرج نوجوان
سے ہو صف لشکر سے نکلا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جاکے طالب اجازت نبرد ہوا بادشاہ
موصوف نے فرمایا قہرمان نہایت زبردست ہو اسکے مقابلے کو وہ بہادر جائے کہ جو اُسکا ہم پلہ قوت
مین ہو تم نہ جاؤ اُسنے عرض کیا اب تو یہ خاکسار صف لشکر سے بارادۂ مقابلہ قہرمان نکل چکا ہو جملہ دلاوران
سپاہ دیکھ چکے ہین اگر اسوقت نہ جاؤنگا تو سب کی نظرون سے گر جاؤنگا لہذا امیدوار ہو کہ اجازت جنگ
ملے تاکہ حریف سے جاکر لڑے بادشاہ نے اُسکے کہنے سے اُسے اجازت دی وہ بادشاہ کو سلام کرکے
اپنے مرکب پر سوار ہوکے قہرمان کے روبرو گیا اُسنے پوچھا ای اجل رسیدہ نام تیرا کیا ہو تعجب ہو کہ تو
بیخوف و خطر واسطے میرے مقابلے کے آیا ہو کیا تو میری شجاعت و بہادری اور میرے نام سے آگاہ
نہین ہو کیا تو نے حمید و فیروزہ وغیرہ کو قتل ہوتے نہین دیکھا ہو کہ یون دلیرانہ مجھ سے بہادر سے
لڑنے کو آیا ہو اگر تو میرے نام سے آگاہ ہو تو خیر اور اگر آگاہ نہین ہو تو بس نام میرا قہرمان شیر گردن
و کرگدن سوار مشہور روزگار ہے مین روئین تن ہون مجھ سے لڑنا اور جانبر ہونا دشوار ہو اگر اپنی
زندگی چاہتا ہو تو واپس جا کیونکہ تو مجھ سے کیا لڑیگا ایک وار ضرب کو بھی روک نہ سکیگا میرا تیغہ تیز
واسطے حریف کے گویا پیغام اجل ہو شاپور کوہ پیکر نے شیرانہ و دلیرانہ جواب دیا او گردِ بیدین آگاہ
ہو کہ نام میرا شاپور کوہ پیکر ہو کیا تجھ سے ڈرتا ہون مین تجکو مانند ایک سگ ناپاک کے جانتا ہون
اور مین بعنایت خداوند عالم سے ایک شیر بیشۂ شجاعت ہون تو کیا مجکو قتل کریگا انشاء اللہ مین ہی تجکو
ہلاک کرونگا اگر تو روئین تن ہو تو مین بھی کوہ پیکر ہون اگر تجکو اپنی زندگی درکار ہو اور رستگار ہونا مطلوب
ہو تو مانند ہمارے خداوند عالم کے پرستش کر اپنے خداوند نالائق پر لعنت کر کہ وہ شیطان گمراہ کنندہ ہو اب
قہرمان نے اُسکی گفتگوے سخت سُنکے برہم ہوکے کہا خبردار ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پر آئی ہو
شاپور نے کہا او نابکار مین ہوشیار ہون خدا میرا حافظ ہوگا اگر اُسکو منظور ہوگا تو وار کر اُسنے تیغہ

علم کرکے کرگدن کو بڑھایا ادھر یہ بہادر ہوشیار ہوا اسنے بھی اپنے مرکب کی باگ لی تیغۂ تیز وگرانبار
قہرمان نابکار نے سر شاپور پر مارا اس دلاور نے اُسکے تیغہ کو اپنی سپر پہ اس ترکیب سے روکا کہ
تیغہ پٹ پڑا بعد روکنے ضرب تیغ کے خود بھی اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی بالاے سپر روکی تا دیر اسیطور
سے لڑائی ہوئی کبھی شاپور کوہ پیکر ضرب تیغۂ قہرمان بالاے سر روکتا تھا گاہ وار خالی دیتا تھا
قہرمان کرگدن سوار اُسکی چالاکی وہوشیاری سے اپنے دل مین کہتا تھا عجب یہ حریف ہو کر زد پر نہین
آتا ہو چوٹ نہین کھاتا ہو وار کو خالی دیتا ہو خود بھی ضرب تیغ ایسی لگاتا ہو کہ مین ہی روک لیتا ہون
دوسرے سے روکی نہ جاتی یہ اپنے دل مین کہتا جاتا تھا اور مصروف جنگ تھا بہادران لشکر جانبین
دجملہ کفار واہل اسلام یہ جنگ دیکھ رہے تھے ہر ایک جدا جدا خیال کرتا تھا کوئی کہتا تھا کہ شاپور
بہادر ہو قہرمان دلاور ہو تلوار خوب چل رہی ہو دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہو کوئی بیدین بجاے
خود کہتا تھا ہر چند یہ مسلمان فن جنگ مین کامل وہوشیار ہو لیکن کب تک لڑیگا کب تک اپنے تئین
بچائیگا آخرکار ہمارے بادشاہ قوی بازو ورویین تن کے دست زبردست سے قتل ہوگا اکثر اہل
اسلام باہم کہتے تھے کہ شاپور کوہ پیکر عجب عنوان سے مقابلہ کر رہا ہو جنگ مین ہمہ تن چشم بن گیا
ہو دشمن سے ہر طرف کا خیال رکھتا ہو خوب بچتا ہو تلوارین بھی ایسی لگاتا ہو کہ دل اپنا خوش
ہو جاتا ہو عجب نہین ہو کہ قہرمان پر فتحیاب ہو بعض بعض اہل اسلام کہتے تھے کہ شاپور لڑ تو رہا ہو
مگر قہرمان سے جانبر ہونا اسکا بظاہر دشوار ہو ہواخواہان قاسم وایرج نوجوان جنگ شاپور
کوہ پیکر دیکھکر نہایت خوش ہوکے ہنگام ضرب شاپور اُسکی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے اے
بہادر اب حریف کو زندہ نہ چھوڑنا میدان جنگ سے سرخرو ہوکے لشکر مین آنا سر قہرمان براے
نذر بادشاہ لشکر اسلام لانا دست راستی یہ تقریر دست چپ والونکی سُنکے باہم کہتے تھے کہ شاپور کی یہ لوگ اسقدر
تعریف کرتے ہین کہ ناگوار خاطر ہوتا ہو ایک ادنی شخص کو اعلے بناتے ہین بھلا یہ قہرمان پہ کیا فتحیاب
ہوگا خود تو اپنی جان اُس سے بچاتا ہو دب کر لڑتا ہو وار گھبرا گھبرا کر کہتا ہو خوف سے قہرمان کے
حواس تو اسکے بجا نہین ہین ضرب شمشیر بیہودہ طور سے لگاتا ہو لڑنے کی تمیز نہین ہو کوئی دم مین قہرمان
کے ہاتھ سے مارا جائیگا سر قہرمان تو کیا لائیگا قہرمان ہی سر اسکا تیغۂ آبدار سے کاٹ لیگا اگر ہم
دست راستیون مین سے کوئی بہادر اس سے لڑنے کو جاتا تو اب تک کام اسکا تمام کر چکا ہوتا لڑائی
فتح ہو چکی ہوتی خداوند عالم نے یہ قوت وشجاعت وشرف ہمین دست راستیون کو دیا ہو کہ دشمن کیسا ہی
زبردست ہو اُس سے دب کے نہین لڑتے ہین بڑھ بڑھ کر تلوارین لگاتے ہین دیکھو دست راستیون
کو دست چپیون پر کیا کیا فوقیت ہو جو مرتبہ دست راست کا ہو وہ دست چپ کا نہین ہو اُدھر لاجورد
شاہ اور صلصال وخلخال لڑائی دیکھ رہے تھے بختگان بھی بنظر غور نگران تھا اور لاجورد
شاہ سے کہتا تھا خداوند شاپور کوہ پیکر دیر سے لڑ رہا ہو کسی طرح قتل نہین ہوتا ہو کیا آپ نے کوئی
تقدیر تازہ کی ہو لاجورد شاہ اُسکی تقریر سُنکے مسکراتا تھا اور کہتا تھا تو دیکھ ہی لیگا جو ہمنے تقدیر کی ہو
ہنوز لاجورد شاہ بختگان سے ہم سخن تھا کہ قہرمان نے نعرہ کرکے کہا او شاپور ابکی مرتبہ بہت ہوشیار
رہنا ایسی ضرب تیغۂ تیز لگاؤنگا کہ تو جانبر نہو سکیگا شاپور نے جواب دیا مین باخبر ہون ابتک تو نے میرا

کیا بنا لیا تھا جو اب قتل کریگا او نابکار اگر خدا اچھا ہیگا تو مین تجھی کو قتل کرونگا قہرمان شیر گردن نے غضبناک
ہوکے دست راست پر اُس بہادر کے کر گدن کو لیا کے موقع پاکر تیغہ اُسکے پہلو پر لگایا ادھر اس
بہادر نے سپر اُٹھائی تھی ناگاہ گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ کو کجی جو ہوئی وار سپر پہ رکھا نہ سکا
جبتک وہ بہادر گھوڑے کو سنبھالے اور خود بھی سنبھلے تیغہ بجلی تمام پڑہی گیا شاپور دو ٹکڑے
ہوکے فرس سے بالاے خاک گرا ٹکڑے اُسکی لاش کے زمین پر تڑپنے لگے کفار نہایت خوش ہوکے
قہرمان بدانجام کی تعریف اندحد کرنے لگے وہ مغرور بھی اُنکی ثنا سے بہت خوش ہوا اپنے
دل مین کہنے لگا کہ بقول سب ان تعریف کرنے والون کے مین اس زمانہ مین کہ رشک اِسفندیار ہون
اِدھر اہل اسلام کو شاپور کوہ پیکر کے قتل ہونے کا رنج ہوا خصوصاً بہادران دست چپ کو صدمہ
زیادہ ہوے کئی بہادر قتل ہوے شاپور کا الم سب سے زیادہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام کو بھی شاپور
کے قتل ہونے کا غم ہوا قہرمان شیر گردن نے چار سرداران لشکر اسلام قتل کرکے مبارزطلب کرنا
مناسب نہ جان کر قریب شام طبل بازگشت بجوا کر جنگاہ سے اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف چلا صلصال
اور لاجوردشاہ بھی ہمراہ اپنی اپنی سپاہ کے اُسکے ساتھ قیام گاہ سپاہ کی جانب روانہ ہوے
اثناے راہ مین بھی ہر ایک کافر خوش وخرم تھا اکثر کفار نابکار قہرمان بدایمان کی تعریف
کرتے جاتے تھے کفار کو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہو کہ احوال ان سب کا بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا

مگر اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہو

کہ بعد جانے قہرمان شیر گردن وغیرہ کے بادشاہ لشکر اسلام بھی مع اپنے لشکر کے میدان نبرد سے
باندوہ خاطر قیام گاہ سپاہ کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ فرودگاہ لشکر پر پہونچے بادشاہ اور جملہ
سرداران لشکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے بادشاہ تخت پر رونق افروز ہوے سرداران سپاہ حسب
معمول اپنے اپنے ڈنگل پر بیٹھے جو سردار لڑائی مین کام آئے تھے اُنکے ڈنگل خالی تھے بادشاہ نے
تخت پر بیٹھکر بعد تھوڑی دیر کے حکم دیا لاشے حمید لال قبا وفیروزہ لال قبا و شاپور کوہ پیکر
وموت بن ساریق کے میدان معرکہ سے اُٹھاکر دفن کیے جائین حسب الحکم لازمان بادشاہ
سوے میدان جنگ روانہ ہوے اور لاشے سرداران موصوف کے نبردگاہ سے اُٹھاکر سپرد
دفن وکفن ہوے سرداران لشکر اسلام نے نبردگاہ سے آکے بعد داخل ہونے بادشاہ لشکر کے بارگاہ
سلیمانی مین سلاح جنگ اپنے تنون سے دور کیے ہر ایک اپنے اپنے بستر پہ راحت گزین ہوا
اُدھر تو لشکریان اسلام اپنے اپنے خیام مین ہین بادشاہ لشکر دربار مین بالاے تخت رونق افزا ہین
سرداران لشکر ڈنگلون پر خاموش بیٹھے ہین لاشے سرداران لشکر اسلام کے دفن ہو رہے ہین

لیکن اب حال قہرمان وغیرہ کا لکھا جاتا ہو

کہ جب قہرمان شیر گردن عرصۂ جنگ سے بعد خوشی اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا وہان سپاہ نے اسلحے
سلاح جنگ تنون سے دور کرکے مرکبون سے اُترکے بسترون پہ بیٹھے قہرمان شیر گردن اور
صلصال اور طلخال اور لاجوردشاہ اور تیخگان کو ہمراہ اپنے اپنے بارگاہ مین جاکر بیٹھا اور
ہمراہیون کو لینے لاجوردشاہ اور صلصال وغیرہ کو موافق اُنکی عزت کے قریب تراپنے بٹھایا

بعد اسکے کشتی شراب کی طلب کی ساقیان بیدین کشتیان لیکر روبرو حاضر ہوئے اور باشارۂ قہرمان سب کو جام شراب باری باری پلانے لگے جب دو دو تین تین جام ہر ایک شخص ساقیان سیم اندام سے لیکر شراب ناب پی چکا اور قہرمان شیر گردن بھی بخوبی تمام شراب پی چکا عالم نشۂ شراب مین اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین اسوقت طبل جنگ بجایا جائے ہنگام سحر پھر اہل اسلام سے ہم مقابلہ و مجادلہ کرینگے حسب الحکم ملازمون نے طبل جنگ بےدرنگ بجایا صداے طبل جنگی لشکر قہرمان سے بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر طبل جنگ بجنے کی لیکر بارگاہ سلیمانی مین روبرو بادشاہ لشکر اسلام جاکر شرائط عبودیت بجالا کر دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ ذیجاہ کہ اسوقت قہرمان نابکار نے پھر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ وقت سحر میدان جنگ مین آکے جنگ آزما ہو تمکو اوران حضور سے مقابلہ کرے سوا اس خبر شر کے خیریت ہے بادشاہ نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پر نقارہ نواز چوب لگائین آج جو کچھ تقدیر مین درج تھا وہ ہوا کل بھی جو منظور خدا ہوگا اسکا ظہور ہوگا ہرکارون نے موافق حکم بیرون بارگاہ آکے ارشاد بادشاہ سے نقارہ نوازون کو آگاہ کیا اُنھون نے اُسی وقت چوب اُٹھا کر نقارۂ رزمی پر لگائی آواز نقارۂ جنگی کی تا گنبد فلک گئی زمین صداے نقارۂ جنگی سے تھرائی جب دونون لشکرون مین طبل و نقارۂ جنگی بجنے لگا بادشاہ نے دربار برخاست کیا خود اپنی بارگاہ مین تشریف لیگئے سرداران لشکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکر سلاح جنگ تنون سے دور کرکے بعوض استراحت مصروف تیاری جنگ ہوئے سرداران لشکر اسلام بھی صداے نقارۂ جنگی سنکے اپنے اپنے بسترون سے اُٹھے اور آلات حرب و ضرب کی درستی مین مشغول ہوئے اکثر باہم کہنے لگے دیکھیے ہنگام سحر کیا ہوتا ہے قہرمان شیر گردن جوان زبردست و رویین تن ہے کس کس سے مقابلہ کرتا ہے اور کس کس کو زخمی و قتل کرتا ہے خداوند عالم اسکے ہاتھ سے ہم سب مردان لشکر اسلام کو بچائے لیکن یہ نابکار کسی طرح مارا جائے اُدھر تو سب اہل اسلام تیاری جنگ مین مصروف تھے مین اکثر دعا مین مشغول ہیں اکثر کو یہ تردد ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے

اب حال لشکر قہرمان کا لکھا جاتا ہے

کہ جب اُسکے لشکر مین طبل جنگ بجا لشکری تیاری جنگ مین مصروف ہوئے ہر ایک بیدین و بدآئین اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگا قہرمان صلصال سے کہنے لگا آج تو مین نے چار سرداران لشکر اسلام کو قتل کیا ہے کل وقت سحر دیکھیے گا کہ کتنے سرداران نامی لشکر اسلام کو تہ تیغ کرتا ہون اسوقت طبل جنگ بجوایا ہے بعد تھوڑی دیر کے بوجہ کسل کے سو رہونگا وقت سحر بیدار ہوکے میدان جنگ مین جاؤنگا آپ بھی مثل آج کے ہمارے ساتھ براے سیر میدان جنگ مین چلیے گا یہ کہکے لاجورد شاہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا آپ بھی صبح کو بطریق سیر میرے ساتھ جنگاہ مین ضرور تشریف لیچلیے گا جس طرح آج میری لڑائی آپ نے ملاحظہ کی ہے اسی طرح کل بھی دیکھیے گا ہنوز صلصال اور لاجورد شاہ کچھ اس سے کہنے نہ پائے تھے کہ بختگان نے کہا آپ نے طبل جنگ تو بجوا دیا اب ارادہ سونے کا نہ میرے نزدیک سونا آپ کا اچھا نہیں ہے ایسا نہو کہ سوتے کے سوتے رہجایئے پھر قیامت تک

بیدار ہو جیسے قہرمان نے پوچھا ای بختگان یہ تمنے کیا کہا بخوبی تمام مین تمہاری تقریر پیچیدہ کو نہ سمجھا
کیا ہوگا اگر سوؤنگا اور کیا باعث ہوگا کہ پھر بیدار نہ ہونگا بختگان نے کہا مفصل اسکو کیا بیان کرون
شاید آپ کو غصہ آجائے اور میری بربادی گنہ لازم ہوجائے قہرمان شیر گردن نے کہا نہین ضرور بیان
کرو مجھے تردد ہوا ہی اُسنے کہا آج آپ نے چار سرداران لشکر اسلام کو تہ تیغ کیا ہی جملہ سرداران
لشکر اسلام کو رنج دیا ہی عیاران لشکر اسلام کو بھی رنج دیا ہی اگر آج کے روز اپنے فرش خواب پر آرام
کیجیے گا تو غالباً عیاران لشکر اسلام آکے عیاری کر کے آپ کو مار ڈالین گے ہرگز ہرگز زندہ نہ
چھوڑینگے اسی وجہ سے مین نے کہا تھا کہ سو رہنا آپ کا اچھا نہین ہی ایسا نہو کہ تا قیامت سویا کیجیے
قہرمان نے جواب دیا مجھکو عیاران لشکر اسلام بھی قتل کر نہ سکین گے کیونکہ اول تو وہ خوف سے میری
بارگاہ تک آنہ سکین گے اور اگر آئین گے میرے ملازم اُنکو گرفتار کرلین گے اور وہ کسی طور سے
میری بارگاہ مین بھی داخل ہوجائین گے تو بھی سب کو قتل کر نہ سکین گے کیونکہ مجھے تیغ و تیر و نیزہ
اثر نہین کر سکتا ہی روئین تن ہون ہرگز اُنسے مجھکو خوف و اندیشہ نہین ہی وہ مجھکو کسی طرح ہلاک کر بھی نہ
سکین گے تم اُنسے ڈرتے ہو مین مطلق نہین ڈرتا بختگان نے کہا عیاران لشکر اسلام بلاہائے عظیم ہین
آپ تو کیا ہین اُنھون نے بڑے بڑے ساحرون کو حصار سحر مین کسی طور سے پہونچکر قتل کیا ہی دریا مین
جاکر ساحرون کو مارا ہی زمین مین نقب خوب لگاتے ہین لاکھون ہزارون پیادہ سوار نگہبانی و حفاظت
کرینگے کسی کو بارگاہ کے قریب آنے نہ دینگے اس حفاظت سے کچھ فائدہ نہوگا وہ راہ نقب سے اندر
آپکی بارگاہ کے جاکر آپکی ہلاکت کی تدبیر کرینگے شیشہ گرم کر کے آپ کے حلق مین ڈالدینگے یا آنکھون
کو آپکے نیزہ و تیر سے پھوڑ ڈالین گے کیونکہ سوائے آنکھون کے آپ ہمہ تن روئین تن ہین جب
آپ کو وہ اندھا کر دینگے تو آپ کیونکر کسی کو دیکھیے گا اعدا سے کیونکر لڑیے گا سوا اسکے اگر اُنکا دل چاہیگا
تو بیہوش کر کے آپ کو چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ دوش پر رکھکر راہ نقب سے لیجائین گے کسی کو
خبر بھی نہوگی جب وہ اپنے لشکر مین پہونچے گی یا تو زندان مین قید کرینگے یا کسی طور سے مار ڈالین گے
ہان اگر آپ مسلمان ہو کر کلمہ پڑھینگے تو البتہ وہ آپکو قتل نہ کرینگے قہرمان شیر گردن بختگان سے حالات عیاری
عیاران لشکر اسلام سنکے بہت گھبرایا بختگان سے پوچھنے لگا پھر اب کیا کرون کیونکہ اُنسے اپنی جان بچاؤن
تمنے تو عیارون کے وہ حالات بیان کیے ہین کہ میرے ہوش اُڑ گئے ہین وہ لوگ انسان ہین یا شیاطین
ہین کہ ایسے ایسے امور اہم کرتے ہین بختگان نے جواب دیا وہ سب ہین تو انسان مگر بلائے بد
ہین اگر زندگی منظور ہی تو شب بھر بیدار رہیے اسی بارگاہ مین کسی نازنین کو طلب کر کے اُسکے
رقص و نغمہ سے لطف اُٹھائیے اس تدبیر سے زندہ رہیے گا ورنہ مار ڈالے جائیے گا قہرمان نے
بختگان کی تقریر سنکے خوف جان سے اُسکی رائے پسند کی اُسیوقت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ نازنینان
ماہرو خوش گلو کو مع اپنے سازندون کے ہمارے روبرو حاضر کرو خدام فی الفور گئے اور چند
نازنینان خوشرو خوش گلو کو مع اپنے سازندون کے اپنے ہمراہ لائے اُن نازنینون نے روبروے
قہرمان [illegible] آکے جھک کر سلام کیا بعدہ اُنمین سے ایک نازنین سے قہرمان نے کہا پہلے تو ہمارے
سامنے رقص کر بعد رقص کرنے کے اچھی اچھی غزلین عاشقانہ گا وہ حسب الحکم بعد درست ہونے

سازہائے سازندون کے کھڑے ہو گئے بعد اوا وکرشمہ رقص کرنے لگی دیگر نازنین ہائے خوش گلو حکم قہرمان سے بیرون بارگاہ جا کر ٹھہرین لاجورد شاہ اور صلصال وخلخال و بجگان و قہرمان رقص اُس رقاصہ کا دیکھنے لگے جب وہ رقص کر چکی اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

کسکا لحاظ بزم مین کل اے حضور تھا
وہ نور آج منہ پہ نہین کل جو نور تھا
کل اُسنے مجرمون کو بلایا تھا اپنے پاس
نالے تھے لب پہ اور اثر دور دور تھا
سمجھے نہ ہائے غیر وہ کیون مجھ سے تھے خفا
آنکھین اُدھر پھرین تھین جدھر کو وہ طور تھا
تربت پہ میری ہنسکے تمھین بھی ہنسا دیا
غمزہ تھا شوخیان تھین ادا تھی غرور تھا

پروانہ شب کو شمع سے کیون دور دور تھا
اے دل کچھ اُنکے بزم کا مجھ سے بھی حال کہ
مین ہاتھ مل رہا ہون کہ کیون بے قصور تھا
بلبل بھی اسیری باغ کے سب بادہ نوش تھے
سب نے خطا کی مین نے نہ کی یہ قصور تھا
سچ ہے جہان مین منعم سرکش کے جیتے جی
آنا چمن سے پھول بھلا کیا ضرور تھا

تو میہمان غیر کا شب کو ضرور تھا
وہان چاہو کوئی ہو کہ نہو تو ضرور تھا
وہ کیا شب فراق فرشتون کھولتے ہین
جو یاسمن کا پھول تھا جام بلور تھا
تھا مرتے مرتے سبکو جو شوق جمال دوست
کیا خوب بند و بست طلسم غرور تھا
یہ سب اُنھین بنائے ہوئے تھے شباب مین

قہرمان وغیرہ اشعار غزل مندرجہ سُنکے خوش ہو کے کہنے لگے کیا اچھی طرح یہ نازنین رقص کرتی ہے اور کیا خوب گاتی ہے یہ کہکے کبھی قہرمان اُسے انعام دیتا تھا کبھی صلصال زر و جواہر دیتا تھا لاجورد شاہ اُس رقاصہ کو دیکھکر گانا اُسکا سُنکے بجگان سے آہستہ کہتا تھا دیکھتا ہے تو کہ یہ بندی قدرت ہماری کیونکر رقص کر رہی ہے اور کس طور سے گا رہی ہے دل ہمارا خوش کر رہی ہے وہ یہ کہتا تھا واقعی خوب گاتی ہے آپ بھی کچھ اِسکو انعام دیجیے کیونکہ قہرمان شیر گردن اور صلصال انعام اِسکو دے چکے ہین آپ خداوند ہین آپکو انعام سر بزم دینا ضرور ہے لاجورد شاہ آہستہ جواب دیتا تھا ہم سب کو قبل انعام ایسا دے چکے ہین کہ کسی نے نہ دیا ہوگا وہ یہ ہے کہ ہمنے اِسکی عمر دو سو برس کی اور کر دی ہے جب وہ نازنین غزل مرقوم کو تمام کر چکی اور سوائے غزل مندرجہ کے اور چند غزلین گا چکی قہرمان شیر گردن نے زر کثیر اُسے دے کر رخصت کیا اور دوسری نازنین خوش گلو کو طلب کیا وہ روبرو حاضر ہو کے کھڑی ہوئی جب سازندے اُسکے اپنے سازونکو درست کر چکے وہ رشک زہرہ رقص کرنے لگی ارباب بزم رقص دیکھنے لگے تعریف اُسکے رقص کی کرنے لگے جس وقت خوب رقص کر چکی پھر کچھ سوچکر اُس نازنین مہ جبین نے یہ غزل اِسطرح گانا شروع کی غزل

چھڑایا مجھ سو تیسے عالم امکان کے دم بھر مین
رقیب رو سیہ اُٹھے نہ کیونکر یار کے در سے
جہان یادو ورد ندان مین ہم رو کش شب فرقت
ملا لے تو کوئی منصف مرے سینہ کو مجمر سے

ملی یہ آبرو وصف دُر دندان دلبر سے
تمھاری تیغ کا احسان اُتر سکتا نہین سر سے
ملایا ہے کسی کے جال نے ہمکو خاک مین ہمکو
ہوا ہر اشک کا دانہ مقابل چشم اختر سے
خدا کے فضل سے پہونچا تا سقف اُنکی محفل

کہ ہر مصرع غزل کا ہے مشابہ سلک گوہر سے
گرائی ہین ہزارون بجلیان چھپور کی آہ نے
نہ چھوٹیگا غبار اپنا کبھی دامان محشر سے
اِسے شعلہ کہین بیساختہ اور اُسکو خاکستر
رقیب روسیہ تنگ آگیا اپنے مقدر سے

قہرمان اور صلصال وغیرہ اشعار غزل سننے لگے رقاصہ اور اشعار کی تعریف کرنے لگے نازنین کو زر و جواہر انعام مین دینے لگے قہرمان تو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا نازنینون کا گانا سن رہا ہے صلصال و لاجورد شاہ وغیرہ بھی بیٹھے ہین اُنکو تو اِسی حال مین چھوڑا جاتا ہے کہ اِن سبھون کا احوال بمقام مناسب لکھا جائے گا

اور اب حال عیاران لشکر جانبین کا تحریر کیا جاتا ہی

کہ جب سے طبل جنگ و نقارۂ رزمی بجاتھا ہر ایک صفدر و دلاور اپنے اپنے آلات حرب وضرب کی درستی وصفائی مین سرگرم تھا اکثر بہادر تلوارون کو صیقل کرتے جاتے ہین اور باہم کہتے جاتے ہین دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی کیا خوب ہو کہ جنگ مغلوبہ ہو دو دریاے لشکر مل جائین تلوار خوب چلے ہم بھی اپنی دلاوری دکھائین بڑھ بڑھ کے تلوارین لگائین نعرے کر کر کے دشمنون کو قتل کرین اور جو لوگ سپاہ قہرمان اور صلصال و لاجورد شاہ مین نامرد و بزدل تھے وہ اپنے اپنے دل مین کہتے تھے خیر آج تو قہرمان شیر گردن نے خود مقابلہ کیا چند سرداران لشکر اسلام کو قتل کیا دیکھیے کل کیا ہوتا ہی عجب نہین کہ قہرمان کو کوئی بہادر لشکر اسلام سے نکل کے تہ تیغ کرے پھر باوشاہ لشکر اسلام مع اپنی تمام سپاہ کے ہم سب اپنے دشمنون پر حملہ ور ہون جنگ عظیم ہو میدان مین کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار ہو جائین اگر ہم قتل ہو جائین تو غضب ہو اول تو ہماری جان جائے دوسرے ہمارے اہل وعیال تباہ و برباد ہو جائین بادشاہان روے زمین باہم لڑتے ہین جاے خوف ہی کہین گیہون کے ساتھ ہم ایسے گھن بھی پس نہ جائین پس دیدہ و دانستہ ہمتو مقام خوف وخطر جان پر قدم بھی نہ رکھین گے جوانان لشکر کے ساتھ میدان کارزار مین ہرگز نہ جائین گے چار روپیہ کے واسطے اپنی جان نہ دینگے والدین نے ہمکو بڑی بڑی راحتین دی ہین عجب عجب ناز ہمارے اُٹھائے ہین انواع واقسام کی نعمتین کھلا کر ہمین پرورش کیا ہی ہاے وہ الفت ومحبت پدر و مادر کی ہمین یاد آتی ہی کہ اگر ہم کہین دھوپ مین بیٹھنا چاہتے تھے یا وقت دوپہر کہین جانے کا ارادہ کرتے تھے تو منع کرتے تھے گھر سے نکلنے نہ پاتے تھے اور کہتے تھے اے فرزند دلبند اس حرارت آفتاب مین کہان جاؤ گے چہرہ گلرنگ تمازت آفتاب عالمتاب سے متغیر اور سانولا ہو جائیگا لہذا والدین تو اِس طرح پرورش کر کے رحلت کر جائین اور ہم گرمی جنگ مین قدم رکھین ارواح والدین کو صدمہ پہونچائین ہمسے تو کبھی یہ نہو گا چاہیے ہمین کوئی کچھ ہی کہے ہم سن لین گے مگر تلوارون کی چھاؤن مین نہ جائین گے تن نازک و ناتوان پر زخمہاے تیر و نیزہ و شمشیر نہ کھائین گے بلا سے بزدل و نامرد کہلائین گے لشکر سے نکل جائین گے محنت و مزدوری کر کے چار پیسے پیدا کر کے اپنے اہل وعیال مین زندگی اپنی بسر کرینگے یہ کہکر تاریکی شب مین لشکرون سے نکلکر اپنے گھرون کیطرف چلے گئے پیچھے مڑ کر بھی کسی نے نہ دیکھا جب وہ زمانہ آیا کہ وہ شب بسر ہوئی اور بزم انجم خوف آمد شاہ خاور سے درہم و برہم ہوئی تارے ہر طرف خوف نیر اعظم سے دریچۂ افلاک مین نہان ہونے لگے اور شاہ انجم کے چہرے پر اُداسی ظاہر ہوئی رخ نورانی سفید ہونے لگا سفیدۂ سحر دمبدم ضیا اپنی زیادہ دکھانے لگا نسیم سحر چلنے لگی مرغان خوشنوا اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر چہچے کرنے لگے وقت عبادت الٰہی مشاہدہ کر کے اپنی زبانون مین حمد وثناے خالق وحش وطیور و انسان جن و ملک و حور کرنے لگے مساجد مین موذن اذان دینے لگے بیدین و بدآئین اپنے معبدون مین گھنٹ اور ناقوس بجانے لگے کوئی لات اور کوئی ہبل کی پرستش کرنے لگا عابد و زاہد و نماز گذار وقت عبادت الٰہی دیکھ کے اپنے

بستروں سے اُٹھکر وضو کر کے نماز سحر پڑھنے لگے خصوصاً لشکر اسلام مین جملہ مردمان لشکر اسلام نے غسل و وضو کر کے برجوع قلب نماز سحر پڑھی پھر سلاح جنگ اپنے اجسام پر آراستہ کر کے مرکبوں پر سوار ہو کے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام جانب عرصۂ جنگ دعائین پڑھتے ہوے خراماں خراماں روانہ ہوے جب وہ سب دیندار و تہور شعار میدان کارزار مین پہونچے حکم بادشاہ سے ٹھہر گئے بادشاہ لشکر اسلام قہرمان شیر گردن کے آنے کا انتظار کرنے لگے ہنوز تھوڑی ہی دیر انتظار کرنے مین ہوئی تھی کہ قہرمان بھی بزم عیش و طرب سے اُٹھکر سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے کرگدن پر سوار ہو کے جملہ مردمان سپاہ کو ہمراہ لے کے میدان کارزار مین بصد نخوت و غرور آیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ساتھ ساتھ اُس کافر کے صلصال اور لاجورد شاہ بھی مع اپنی اپنی سپاہ کے براے دید جنگ آئے تین لشکر جدا جدا میدان کارزار مین قیام پذیر ہوے اُسوقت لشکر قہرمان اور فوج اسلام سے حسب دستور بیلدار اور بیلدار بیلچے اور پھاوڑے کاندھوں پر رکھکے نکلے اُنھوں نے موافق قاعدہ میدان کارزار کی درستی کی زمین پست و بلند کو ہموار کیا خس و خاک جھاڑی جھنڈی کو عرصۂ مصاف سے دور کیا میدان نبرد کو مانند آئینۂ صاف کے صاف و پاک کر دیا جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو کے میدان جنگ سے ہٹ گئے دونوں لشکروں سے سقوں نے نکلکر پانی چھڑکا گرد و غبار کو دور کیا بعد اسکے اِدھر اہل اسلام صف آرا ہوے اُدھر قہرمان اور صلصال اور لاجورد شاہ صف آرا ہوے اُسوقت وہ میدان جنگ اور وہ کثرت سپاہ جانبین کی لائق دید تھی پیک نگاہ خبر تعداد مردمان سپاہ کافران و مسلمانان کسی طرح لا نہ سکتا تھا جب ارادہ دریافت کرنے کا کرتا تھا تھک کر اثناے راہ مین رہجاتا تھا کیونکہ کوسوں تک فوج و سپاہ پھیلی ہوئی تھی علمہاے ہر لشکر کھلے ہوے تھے علمداران لشکر علمہاے رنگارنگ لیے ہوے تھے سواران جنگجو کسی طرف صف بستہ تھے کسی جانب پیادوں کی قطار تھی اگر تنہائی سوار مانند افراط ملخ کے تھے تو پیادوں کی قطار مثل کثرت مور کے تھی میدان جنگ ہر چند نہایت ہی وسیع تھا لیکن فوجوں کی کثرت سے بھرا ہوا تھا کبھی ایسی فوجین کسی میدان مین کسی نے دیکھی نہونگی گاؤ زمین کثرت سپاہ جانبین سے دبی جاتی تھی بار بار تھراتی تھی پیر فلک جوانان سپاہ کو بنظر حیرت و جفا دیکھتا تھا الحاصل بعد صفوف آرائی لشکرہاے جانبین سپاہ قہرمان سے کڑکیت اور لشکر اسلام سے نقیباے خوش آواز نکلکر درمیان مین لشکروں کے آئے پہلے نقیباے خوش آواز جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے باواز بلند کہنے لگے اے دلاوران بیمثال واے جوانان خوشخصال آگاہ ہو کہ بموجب خمسہ

سراے دنیا ہے خوف کی جا ہر ایک کو خوف و مبدم ہے مسافرانہ ٹک ہو اُٹھو مقام فردوس ہوا رم ہے	نہ ہاسکندر یہاں نہ دارا نہ ہے فریدوں یہاں نہ جم ہے سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے

انیسم جاگو کمر کو باندھو اُٹھا دُبستر کہ رات کم ہے

سرور عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے جھگڑے جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے

اجل ہی استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایک دم ہی

مثال بت سب کے سب ہین چپ یہ دیکھو قہر خدا کی نیندین — یہ جاگے تھے ابتدا مین کسدن جو سوکے ہین انتہا کی نیندین
پڑے ہین کیسے یہ ہائے غافل چڑھی ہین کس کس بلا کی نیندین — نسیم غفلت کی چل رہی ہی امنڈ رہی ہین قضا کی نیندین

کچھ ایسے سوے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی

واقعی بقول مصنف خمسۂ ہذا کے حال خفتگان لحد پر نظر غور کرکے صدمۂ عظیم ہوتا ہی اور عبرت ہوتی ہی ہائے ساکنان کنج قبور کیسے خواب مین ہین کہ بیدار ہی نہین ہوتے ہین لاکھ اُنکی قبرون پر جاکے عزیز و احباب اُنکے اُنکو پکارتے ہین وہ جواب ہی نہین دیتے ہین کیسا اجل نے اُنکو خاموش کردیا ہی کہ کبھی کسی سے کچھ بات بھی کر نہین سکتے ہین کیسے مجبور و لاچار درون مزار کفنون سے لپٹے ہوے پڑے ہین کروٹ تک بھی بدل نہین سکتے ہین جو کبھی کسی سے نہین دبے تھے وہ خاک سے دبے ہوے پڑے ہین کیڑے زمین کے اُنکے گوشت و پوست کو کھا رہے ہین اُنکو اتنی بھی قدرت حاصل نہین ہی کہ اُنھین دفع کرسکین غربا و محتاج و پہلوانان زبردست صاحب تخت و تاج سب ایک ہی حال مین ہین زندگی مین اُنمین فرق تھا بعد مرگ کچھ بھی فرق نہین رہا سب یکسان ہوگئے ہین ایک ہی حال مین ہین غریبون کا کیا ذکر ہی قبرین سلاطین جہان کی پائی نہین جاتی ہین اگر کہین ہین بھی تو شکستہ ہین گنبد اُنکے مزار کے بھی مانند دلہاے دردمندان کے شکستہ ہین اور یہ حال ہے بقول شاعر شعر پردہ داری مے کند بر قصر قیصر عنکبوت + بوم نوبت مے زند بر گنبد افراسیاب + کوئی ایسا نہین ہی کہ اُنکی قبرون کی مرمت کرے اور شمع کافوری روشن کرے چادر پھولون کی اُنکے قبور پر چڑھائے اور سورۂ فاتحہ بالین تربت بیٹھکر آبدیدہ ہوکر پڑھے اور ثواب سورۂ مبارک موصوف اُنکی ارواح کو بخشے کیونکہ اب وہ محتاج ثواب سورۂ فاتحہ ہین گو زندگی مین صاحب ملک و مال تھے مگر اب مانند غربا و مساکین کے نادار ہین جو لوگ زندہ ہین اُنسے اعمال خیر کے خواستگار ہین اگر کوئی اُنکی ارواح کو ثواب سورۂ حمد یا اور کوئی عمل خیر کا ثواب ہدیہ کرتا ہی اور فرشتے حکم خدا سے اُس ثواب کو اُنھین پہونچاتے ہین اور کہتے ہین یہ تحفہ ثواب سورۂ حمد فلان تمہارے دوست نے دنیا سے تمکو بھیجا ہی وہ اُسے پاکر بہت خوش ہوتے ہین اور ایسا شادمان ہوتے ہین کہ زندگی مین ملک و خزانہ بھی پاکر اسقدر خوش نہوے ہونگے افسوس صد افسوس سلاطین جہان کہ جو غربا کو ملک و مال دیدیتے تھے وہ اب محتاج ہین طالب ثواب ہین ایک دن ایسا آنے والا ہی کہ ہم اور تم سب بھی مانند اُن اموات کے دنیا سے سوے عدم جائینگے مثل اُنکے ہم اور تم بھی محتاج ثواب سورۂ حمد ہونگے نہین معلوم کوئی عزیز و دوست از راہ محبت و الفت ثواب سورۂ حمد یا اور کوئی اعمال خیر سے عمل نیک کا ثواب ہمین اور تمھین دنیا سے بھیجے یا نہ بھیجے اور کوئی ہماری قبر پر اور تمہاری تربتون پر بعد مرگ شمع روشن کرے اور اگر سلگائے اور پھولون کی چادر چڑھائے یا نہ چڑھائے یا کوئی دو آنسو قبر پر آکے گرائے یا نہ گرائے بس اسوجہ انسان عاقل و دانا کسی عزیز و دوست کا بھروسا نہ کرو خود ہی اپنی زندگی مین اعمال خیر کرلو جہانتک ممکن

ہو عبادت الٰہی کرو امور خلاف شرع سے باز رہو اپنے مالک و آقا سے وفا کرو حق نمک ادا کرو دیکھو
منجملہ اعمال خیر کے ایک یہ بھی عمل خیر ہو یقین ہو کہ ان اعمال حسنہ سے بعد مرگ قبر جو سانپ اور
بچھوون کا گھر ہو اور مکان تیرہ و تاریک ہو وہ مبدل بباغ شاداب ہو جائے عوض تکلیفون
کے راحت و آرام روح کو ہو انواع و اقسام کی راحتین ہون کسی کے سورہ حمد کے محتاج نہو
کوئی قبر پر اگر شمع روشن نہ کرے تو نہ کرے قبرین تمھاری روشنی اعمال خیر سے پر نور رہین کوئی اگر
چادر گل نہ چڑھائے تو کچھ پروا نہین تم باغ کی سیر کرو بوے گلہاے خوشبو سونگھو اے بہادرو
تمکو معلوم ہو کہ راحت بغیر تکلیف اُٹھانے کے نہین ملتی ہو دیکھو جبتک غواص اپنی جان سے ہاتھ اُٹھا
کے بحرین مین غوطہ نہین لگاتا ہو دُر آبدار اُسکے ہاتھ نہین آتا ہو آج تم سب دریاے فوج لشکر
اعدا مین غواصی کرو دشمن کے لشکر پر گرو اعدا کو تہ تیغ کرو ثبات قدمی اختیار کرو بڑھ بڑھ کر تلوارین
لگاؤ نعرے شیرانہ کرو صفین لشکر عدو کی درہم و برہم کرو جنگ مین حتی الامکان کد و کوشش کرو
اعدا کو میدان جنگ سے بھگا دو جو اعدا گھر جائین اُنھین تہ تیغ کرو کشتون کے پشتے لاشون کے
انبار عرصۂ کارزار مین لگا دو اگر ایسی جنگ کروگے زندہ رہے تو بہادرون مین محسوب ہوگے
دُر آبرو پاؤگے اور اگر دست اعدا سے قتل ہوے تو بھی دنیا سے سرخرو جانب عدم جاؤگے
وہان جیسے کہ قبل اِسکے راحتین قبور مین بیان کی ہین پاؤگے دنیا مین بعد مرگ بھی زندہ رہوگے
کیونکہ اہل جہان تمھاری بہادری ہر ایک بزم مین بیان کرینگے نام تمھارے فرد بہادران
عالم مین لکھ جائینگے جس طرح رستم و اسفندیار وغیرہ بہادران نامی و نامور کی دلاوری
بیان کر کے اُنکو یاد کر کے اُنکی تعریف کرتے ہین تمھین بھی اُنھین کی طرح یاد کرینگے اور تمھاری
بھی تعریف کرینگے اور اگر برعکس اِسکے کروگے یا میدان جنگ سے ہنگام جنگ بھاگوگے
تو کونین مین تمھارے حق مین بُرا ہوگا ہمنے تمکو آگاہ کر دیا ہو اب تمکو اختیار ہو خواہ عزت یا ذلت
جو چاہے گوارا کرو نقبا یہ تقریر کر کے خاموش ہوے راوی ناقل ہو کہ اُسوقت جملہ اہل اسلام
نے جو نقبا کی گفتگو بگوش ہوش سنی سب کے پیش نظر شکل اجل آگئی ہر شخص انجام پر اپنے نظر کر کے
اور تقریر عبرت آمیز سُنکے آبدیدہ ہوا دل مین کہنے لگا جو کچھ نقبا نے کہا ہو سچ ہو دنیا مین ضرور
اعمال خیر کرنا چاہیے اور اِسوقت یہ عمل خیر کرنا واجب و لازم ہو کہ اپنے اعدا سے دلیرانہ لڑین
کچھ خوف و خطر نہ کرین زندگی سے مرجانا اچھا ہو یہان کوئی حور خواب مین بھی نظر نہین آتی وہان
خوش اعمالون کو حورین ملین گی ہمکو بھی دو چار ضرور ہی حوران جنا ملین گی اُنکے ساتھ کس عیش و
عشرت سے بسر کرینگے کہ اہل جہنم کو رشک ہوگا یہ دل مین کہکے ہزارون بہادرون نے تلوارین
علم کر کے نیامون کو توڑ ڈالا خود و مغفر اور زرہ اور چار آئنہ اپنے تنون سے دور کر کے کہا ہم
جامہ تن زیب و شربتی پر تلوارین کھائینگے بجاے سپر تلوار کو سینہ پر روکینگے بہادری و
دلاوری اپنی جملہ بہادران میدان مصاف کو اِس طرح دکھائینگے دعا خداوند عالم سے یہ ہو
کہ آج جنگ مغلوبہ بھی ہو تو کیا خوب ہو حوصلہ دل کا نکل جائے ابھی بہادران لشکر اسلام کا یہ حال
تھا کہ ناگاہ کڑکیت اپنے جوانان سپاہ سے مخاطب ہو کے پکارے کہ اے بہادران یکتاے روزگار

اور ای جوانان نامی و نامداران سنو کسی شاعر نے یہ شعر خوب کہا ہو ہمین تو بہت پسند ہو شعر رستم رہا زمین
پہ نہ بہرام رہگیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ٭ واقعی ایسا ہی ہوا دیکھو رستم اب نہین ہو
مگر اُسکی بہادری سے نام اُسکا زبان زد خلق ہو اور بہرام بھی اگرچہ گور مین گیا لیکن بوجہ نیکی و خوبی
کے اُسکو سب یاد کرتے ہین آج تمکو بھی لازم ہو کہ سر میدان جنگ نام پیدا کرو سامنے تمھارے
مردمان لشکر اسلام صف آرا ہین یہ تمھاری جان کے دشمن ہین اِنسے دلیرانہ لڑو اِنکو جنگاہ سے
زندہ کہین نہ جانے دو دلیرانہ سب کو قتل کرو جب کڑکیت اور نقبا مردمان سپاہ جانبین کو بخوبی تمام
آمادۂ جنگ و جدال کر چکے میدان جنگ سے ہٹ گئے اُسوقت کفار و اہل اسلام کا شوق
جنگ سے عجب حال تھا ہر ایک چاہتا تھا کہ پہلے ہمین صف لشکر سے نکلکر اپنے حریفون سے لڑین
ہنوز سب ارادہ ہی کر رہے تھے کوئی صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ یکایک قہرمان شیر گردن
نے اپنے کرگدن کو صفوف لشکر سے نکالا کسی اپنے سردار لشکر کو باوجود طلب اذن جنگ کے اجازت
میدان جنگ نہ دے کر خود ہی مقابلہ کرنا فال نیک جان کر درمیان مین میدان جنگ کے
آکے کرگدن کو روک کے بعد اظہار فنون سپہ گری بادشاہ لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے کہنے لگا
ای بادشاہ لشکر اسلام جلد کسی بہادر کو واسطے میرے مقابلے کے بھیج کل تو میری قوت بازو اور
کاٹ اِس تیغۂ تیز کا دیکھ چکی ہو آج بھی جوہر تیغ آبدار اور شجاعت مجھ شجاع یکتاے روزگار کے دیکھو
بادشاہ لشکر اسلام نے اُسکی تقریر سُنکے اپنے دست راست کی طرف مڑ کر نظر کی فی الفور فضل بن آشوب
کہ رفیقان و ہواخواہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے تھا مرکب صف لشکر سے نکالکر ادب سے مرکب
سے اُترکر روبرو بادشاہ لشکر اسلام گیا اور طالب اجازت جنگ ہوا بادشاہ موصوف نے
بنظر عنایت اُسے دیکھکر فرمایا ای فضل بن آشوب تمھارا جانا اچھا نہین ہو حریف زبردست ہو
کوئی اور بہادر قہرمان سے جا کر لڑیگا تم صف لشکر مین جاؤ اُسنے دست بستہ عرض کیا اب تو یہ خاکسار
صف لشکر سے نکل چکا ہو سب خورد و کلان دیکھ چکے ہین سوا اسکے میرے دل مین تمنا ہو کہ قہرمان
سے لڑون حضور اذن جنگ دین کچھ تردد نہ کرین فضل خدا سے اور حضور کے اقبال سے اِس کافر
کو قتل کرونگا بادشاہ نے اُسکے اصرار سے اُسے اذن جنگ دیا وہ تسلیم کرکے مسکراتا ہوا اپنے مرکب
پر سوار ہو کے دلیرانہ سامنے قہرمان کے گیا قہرمان نے بعد ختم رجز فضل بن آشوب سے
پوچھا ای جوان طالب قضا تیرا کیا نام ہو کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے کو آیا ہو فضل نے اپنا نام بتا کے
کہا مین وہ دلاور ہون کہ ہنگام جنگ شیر صحرائی کو ایک روباہ جانتا ہون اور فیل مست کو ایک پشہ
خیال کرتا ہون تو میری نظر مین کچھ بھی نہین سماتا ہو دیکھنا وقت شمشیر زنی کیونکر تجھکو قتل کرتا ہون اب تو
قہرمان نے غضبناک ہو کے قبضۂ تیغۂ تیز پہ ہاتھ ڈال کے نیام سے تیغ کھینچا وہ تیغۂ آبدار دگرانبار
نیام سے کیا نکلا گویا ایک اژدر دہان شعلہ فشان غار سے نکلا دیکھنے والے کہنے لگے یہ وہی تیغ ہو
جسنے چار بہادران لشکر اسلام کا کل خون بہایا تھا آج پھر نیام سے نکالا گیا ہو دیکھیے آج کس کس کے
سر و تن مین جدائی کرتا ہو ابھی دیکھنے والے یہ کہ رہے تھے کہ قہرمان نے کہا ای فضل ہوشیار ہو جا
تاکہ موت تیری قریب تیرے آگئی ہو یہ کہکے بھلا وا دے کے اُسکے سر پہ تیغ لگایا اُسنے چالاکی سے وار

خالی دیا قہرمان سمجھا کہ فضل بھی فنون جنگ مین ہوشیار ہی میری ضرب تیغ سے بچ گیا ابھی قہرمان
اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا کہ فضل نے خبردار خبردار کہ کے اُسکی کمر پر تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی
اپنی دکھانے کو ضرب شمشیر کو نہ روکا وار خالی دیا بعد اسکے پھر تیغہ کمر فضل پر لگایا اُسنے اِس طور سے
سپر پر روکا کہ تیغہ اُسکا ہٹ پڑا ایسے وقت مین فضل نے چاہا تھا کہ اُسکے بند دست پر ہاتھ اپنا ڈالکر
کلائی اُسکی مروڑ کے تیغہ اُسکے دست نجس سے چھین لے اور اُسکی کمر زنجیر آہنی مین ہاتھ ڈال کر
پشت کر گدن سے اُسے اُٹھا کے بالائے خاک ٹپکے کہ قہرمان اُسکے ارادے سے آگاہ ہو کہنے
لگا او فضل کیا تو نے مجکو بھی کوئی ایسا ویسا ناتجربہ کار و فن جنگ سے بیخبر تصور کیا ہو مین جنگ
آزمودہ و فنون جنگ مین کامل ہون حریف کی نظر سے حال دل حریف جان جاتا ہون تو نے
ارادہ کیا تھا کہ میرے ہاتھ سے تیغہ چھین لے اور میری کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے زور کر کے
مجھے پشت کر گدن سے جدا کرے مین ہوشیار ہو گیا حوصلہ تیرے دل کا دل مین ہی رہا یہ کہکے تیغہ
اُٹھا کے بھلا وادے کے اِس طرح سر فضل پر مارا کہ سپر کو کاٹ کر خود سر و گردن و سینہ و شکم
کمر سے گذر گیا بہادر موصوف پشت فرس سے دو ٹکڑے ہو کر بالائے خاک گرا کفار خوش ہو کے
با آواز بلند تعریف قہرمان کی کرنے لگے اہل اِسلام کو اُسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا خصوصاً دلاوران
دست راستی کو رنج بہت ہوا قہرمان شیر گردن نے فضل کو قتل کر کے کرگدن کو چند قدم آگے
بڑھا کے پکار کر کہا اے فرقہ اہل اِسلام اب تم مین کسکو اپنی زندگی دشوار ہو جسکو دنیا سے جانا ہو
وہ آکے مجھ سے مقابلہ کرے ہنوز قہرمان یہ کہہ رہا تھا کہ بادشاہ نے پھر اپنے دست راست کی
طرف دیکھا اِس مرتبہ قارن بلند کمان کمان کیانی دوش پر رکھے ہوئے ترکش پشت پر
ڈالے ہوئے شمشیر آبدار زیب کمر کیے ہوئے گھوڑے کو صف لشکر سے نکال کر اور بطریق مذکور
سامنے بادشاہ لشکر اِسلام کے جاکر اجازت لیکر مرکب پر سوار ہو کر سامنے قہرمان شیر گردن
کے گیا اور بعد گفتگوے بسیار و حرب و ضرب بسیار قہرمان کے ہاتھ سے مارا گیا بعد قتل ہونے
قارن بلند کمان کے ورقا سے زنجیر خوار بادشاہ لشکر اِسلام سے اجازت جنگ
لیکر روبروے قہرمان گیا یہ بہادر بھی بعد جنگ بسیار دست قہرمان نابکار سے قتل ہوا اِسکے
بعد قارن کرگدن سوار اجازت جنگ بادشاہ لشکر اِسلام سے لیکر قہرمان کے مقابلے کو
گیا قہرمان نے دیکھا کہ یہ بہادر کرگدن سوار ہو کے آیا ہو اِس سے زور آزمائی کرنا چاہیے یہ خیال
کر کے بعد دریافت کرنے نام و نشان کے قہرمان نے اپنے کرگدن کو براے زور آزمائی
اِس طرف سے بڑھایا اُدھر سے قارن کرگدن سوار نے اپنا کرگدن بڑھایا بائین ہاتھ
سے محکم سپر لی جب دونون سپرین باہم لڑین زور آزمائی ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ چار
قدم کرگدن قہرمان کا پسپا ہوا اور دو قدم کرگدن قارن کا پیچھے ہٹا قہرمان نے خجل ہو کے
کرگدن کو رانون مین دبا کے آگے بڑھایا اور غضبناک ہو کر تیغہ آبدار خبردار خبردار کہکر سر پر لگایا
اِس بہادر نے سپر اُٹھائی تیغہ سپر کو کاٹ کر خود پر آیا اُسکو بھی کاٹ کر کاسہ سر و گردن سے گذر کر
صندوق سینہ و شکم سے ہو کر کمر کو کاٹ کر پشت کرگدن پر پہونچا وہان فوراً دم لے کے اُسے بھی دو نیم

کیا قارن مذکور بھی اپنے کے گردن سے چار ٹکڑے ہو کر بالاے خاک گرا اصلحہ مال و خلخال وغیرہ کفار نے یہ ضرب دیکھکر قارن کو قتل ہوتے دیکھکر قہرمان کی بہت تعریف کی اہل اسلام کو صدمہ ہوا جب چار بہادران لشکر اسلام کہ دست راستی تھے قہرمان کے ہاتھ سے قتل ہوے اور قہرمان نے خوش ہو کر بنخوت و غرور پکار کر کہا ای بادشاہ لشکر اسلام یہ جوان لشکر تو قتل ہوے اب اور کسی ایسے دلیر کو میرے مقابلے کے واسطے روانہ کیجیے کہ کچھ اُس سے لطف جنگ حاصل ہو اور ان چارون جوانون کی لاشون کو یہان سے اُٹھوا کر انکو دفن کیجیے اچھی طرح اِنکے الم مین فریاد و بکا کیجیے میدان صاف ہو جائے تو خوب ہے بادشاہ لشکر اسلام کو اُسکی تقریر سُنکے غصہ آیا مڑ کر جانب دست راست پھر دیکھا ایک مرتبہ شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن صف لشکر سے نکلے اور بادشاہ لشکر اسلام سے طالب اجازت جنگ ہوے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ دل نہین چاہتا ہے کہ مین تمکو اجازت جنگ کی دون یہ دشمن آج ہی چار بہادرون کو قتل کر چکا ہے مبادا تمکو بھی اِسکے ہاتھ سے کچھ صدمہ پہونچے بس تم لشکر مین رہو اور کوئی دلاور اِسکے مقابلہ کو جائیگا شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار نے عرض کیا چاہتا ہون کہ مجھی کو اجازت جنگ دیجیے کچھ تردد نہ فرمائیے اللہ حافظ و نگہبان ہے اگر میری زندگی ہے تو یہ نابکار ہرگز مجھے قتل نہ کر سکے گا اور اگر پیمانۂ حیات لبریز ہو چکا ہے تو کیا چارہ ہے بادشاہ موصوف نے یہ سُنکے بصد مجبوری اجازت دی شاہزادۂ بدیع الزمان مرکب کو مہمیز کر کے سامنے قہرمان شیر گردن کے گئے اُسنے بعد دریافت کرنے نام کے اپنے دل مین خیال کیا کہ جتنے سرداران لشکر اسلام کو مین نے قتل کیا ہو تیغۂ آبدار ہی سے قتل کیا ہو کسی کو گرز و نیزے سے ہلاک نہین کیا ہو بس اِس جوان کو نیزے سے ہلاک کرون فن نیزہ بازی بھی سب کو دکھاؤن یہ خیال کر کے تیغہ کو نیام مین رکھکر نیزہ لیکر گردن کو کاوے پر ڈال کر نیزہ گردش دے کر خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینۂ شاہزادۂ بدیع الزمان پر لگایا اور یہ شیر بیشۂ شجاعت بھی ہوشیار تھا اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو انیان فولادی جو باہم لڑین رگڑ سے اُنکی چنگاریان پیدا ہوئین شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُسکے نیزے کو روک کے خود بھی اُسکے سینہ پر نیزے کا وار کیا اُسنے بھی بجد و کد روکا اِسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخر کار بدیع الزمان نے ایک بند نادر باندھکر خبردار خبردار کہکر سنان نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدی سب نے دیکھا کہ سنان نیزہ قہرمان مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام نے خوش ہو کے تعریف کی کفار کو حیرت ہوئی قہرمان کو سنان نیزے کے نکل جانے کا صدمہ ہوا اور خجل بھی ہوا تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہا عرق انفعال مین تر ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کر تیغۂ آبدار نیام سے بصد قہر و غضب کھینچکر شاہزادۂ بدیع الزمان سے کہنے لگا ای جوان آگاہ ہو کہ میری قوت و فن نیزہ بازی مین کسی کو کچھ کلام نہین ہے چوب نیزہ شاید بوسیدہ ہو گئی تھی اِسوجہ سے سنان نکل گئی اِسمین میری کیا خطا ہے خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ہوشیار ہو جا کہ یہ تیغہ وہی ہے جسنے کل اور آج آٹھ سرداران لشکر اسلام کا خون بہایا ہے اُنکی طرح تجھے بھی دو نیم کر دیگا یہ کہکر تیغہ سر پر لگایا شاہزادہ

بدیع الزمان نے تیغ حریف کو سپر پر روکا پھر خود اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی سپر پر روکی اِسی طرح کئی
ساعت لڑائی ہوئی جملہ اہل اسلام اور کفار بنظر غور دیکھا کیے آخرکار قہرمان شیر گردن نے
برہم ہوکے کہا اے جوان ابکی مرتبہ ایسا وار کرونگا کہ جس سے تیرے سر و تن مین جدائی ہو جائیگی ذرا ہوشیار
رہنا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا شہزادۂ بدیع الزمان نے جواب دیا اے قہرمان مین خبردار ہون تم وار کرو واللہ
ہمارا تمھاری ضرب تیغ سے ہمین بچائیگا کیونکہ حافظ جان وہی ہے اُسنے نام خدا کو سُنکے بدرجہ کمال برہم ہوکے
بقوت تمام تہ تیغ سر پر لگایا اِدھر بدیع الزمان نے سپر اُٹھائی تھی چونکہ ستارۂ سخت اہل اسلام بدی پر تھا
کہ یکایک مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ شہزادۂ بدیع الزمان کا سیدھا نہ رہا کج ہو گیا جبتک مرکب کو سنبھالین
ہاتھ کو سیدھا کرین تیغ سر پر آکر پڑا خود کو کاٹکر تا دو ابرو اُتر آیا تھا آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تھا کہ شاہزادۂ
بدیع الزمان نے سنبھلکر دلیرانہ دستانہ مارا تیغ سر سے نکل گیا مگر چادر خون کی ایسی سر سے پیدا ہوئی کہ
بدیع الزمان سراپا خون مین تر ہو گئے اِسقدر خون جو نکلا فرط ضعف سے سر شگافتہ ہرنے پر رکھدیا قہرمان نے
چاہا کہ بڑھکر سر جدا کر لیجیے اِدھر بادشاہ نے بیتاب ہوکے فرمایا ہے کوئی ایسا بہادر ہے کہ شاہزادۂ
بدیع الزمان کو شر قہرمان سے بچائے اور خود اُس سے مقابلہ کرے چونکہ اُسوقت بادشاہ
نے اپنے دست چپ مڑکر یہ ارشاد کیا تھا اِسوجہ سے ایرج نوجوان نے جلد تر صف لشکر سے
نکلکر بصد عجلت اجازت لیکر مرکب کو جلد مہمیز کرکے نعرہ کیا اے قہرمان کیا کرتا ہے میرے سامنے سر
بدیع الزمان کا تیغ سے کاٹنا چاہتا ہے نہین جانتا کہ مین آپہونچا بس خیریت اِسی مین ہے کہ ہاتھ کو
اپنے روک لے ورنہ آفت بپا کرونگا قہرمان اِس شیر بیشۂ شجاعت و بہادری کے نعرۂ کوہ شگاف
سے ڈر کر تھرایا ہاتھ کو روکا ایرج نامدار نے قریب تر پہونچکر عیار بدیع الزمان سے کہا تو اِنکو
لشکر مین لیجا وہ باگ مرکب کی پکڑکر بدیع الزمان کو لشکر مین لے آیا حکم بادشاہ سے جراح زخم
سر کا علاج کرنے لگے اِدھر تو خیمۂ بدیع الزمان مین جراح زخم سر بدیع الزمان کا علاج کر رہے ہین
بدیع الزمان فرش بزم پر بیہوش پڑے ہین لیکن اِدھر میدان جنگ مین جب ایرج نوجوان نے
شاہزادۂ بدیع الزمان کو قہرمان کے ہاتھ سے بچاکر لشکر مین بھیجدیا اور قتل ہونے نہ دیا اب
قہرمان نے بصد قہر و غضب کہا اے جوان تندخو تیرا کیا نام ہے غضب کیا تونے کہ مجھ ایسے شیر غضبناک
کے شکار کو سامنے سے ہٹا دیا شاہزادۂ ایرج نوجوان نے جواب دیا اے کافر تو نے سُنا ہوگا نام
میرے پدر عالیجاہ کا کہ مشہور جہان ہے اگر نہین سنا ہے تو اب سن کہ اسم گرامی اُنکا شاہزادۂ قاسم ہے
مین اُنکا فرزند ہون نام میرا ایرج نوجوان ہے بفضل خدا سے ایسا شجاع و بہادر ہون کہ مشہور جہان
ہون ابھی تیری شر سے مین نے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو کہ وہ میرے بزرگ ہین بچایا ہے تجکو
صدمہ ہوا ہے ابھی تو اپنی فکر کہ قبل قتل ہونے کے بیٹے قتل ہو جانے کا صدمہ و غم کر کیونکہ میرے
ہاتھ سے بچنا تیرا محال ہے انشاء اللہ مین بغیر قتل کیے جنگاہ سے نہ جاؤنگا سر تیرا تیغ سے کاٹ کر لیجاؤنگا
تو نے چند بہادرون کو قتل کیا ہے اُن سب کے خون کا عوض تجھ سے لونگا دیکھ اِس گرز سے
سر کو تیرے پاش پاش کرونگا اور اِس نیزے سے دل و جگر تیرا افگار کرونگا اور اِس شمشیر سے سر
تیرا جدا کرونگا مین مانند اور سردارون کے نہین ہون کہ جنکو تو نے قتل کیا ہے او نابکار اگر تو دعوے

مردمی و بہادری رکھتا ہی تو نیزہ اُٹھاکر مجھ سے مقابلہ کر بعد ازان گرز و شمشیر سے لڑنا اُسنے تقریر
ایرج نوجوان کی سُنکے بدرجۂ کمال برہم ہوکے خادم سے نیزۂ خطی لیکر گردن کو کاوے پر ڈالکر
فن نیزہ بازی دکھاکر نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر سینۂ ایرج نوجوان پر نیزہ لگایا
اِدھر اِس شاہزادے نے اُسکی سنان نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنانین جو لڑین
چنگاریان پیدا ہوئین جو ان لشکر کفار یہ جنگ دیکھکر بجاے خود کہنے لگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی
گو قہرمان بہادر و قوی ہو مگر یہ جوان بھی ہمکو بہت قوی و بہادر معلوم ہوتا ہی اِنکی مرتبہ بھی حریف
سخت سے سامنا ہوا ہی خداوند خیر کرین ابھی کفار اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے کہ شاہزادۂ
ایرج نوجوان نے اپنے نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر نیزۂ سر تیز اُسکے سینۂ پر کینہ
پر لگایا اُسنے بھی بہزار دشواری سنان نیزہ شاہزادۂ موصوف کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا
اِسی طرح جتنی دیر شاہزادۂ بدیع الزمان سے نیزے سے لڑائی ہوئی تھی اُتنی ہی دیر باہم جنگ
نیزے سے ہوئی آخر کار ایرج نے ایک بند نادر صاحبقرانی کا باندھکر قہرمان سے کہا او سرکش
ہوشیار ہو جا کہ اب سنان نیزے کی تیرے ہاتھ سے نکالے دیتا ہون قہرمان نے جواب دیا
قبل اِسکے جو سنان نیزے سے نکل گئی تھی اُسکی وجہ یہ ہی کہ چوب نیزہ بوسیدہ ہو گئی تھی اور یہ نیزہ
خطی ہی بھلا اِس نیزے سے سنان تم کیا نکالدوگے مین ہوشیار ہون تم قصور و کوتاہی نہ کرنا
ایرج نوجوان نے اُسکی گفتگو سُنکے اپنے نیزے کو مرکب بڑھاکر ایسی تکان دی کہ سنان اُسکے
نیزے سے نکلکر اُسی طرح چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اِسلام خصوصاً سرداران دست چپ
بہت خوش ہوے شاہزادۂ ایرج کی تعریف کرنے لگے کفار کو صدمہ ہوا بختگان لاجورد
شاہ سے کہنے لگا ای خداوند دیکھیے ایرج نے بھی قہرمان کے ہاتھ سے سنان نیزہ نکالدی بظاہر
معلوم ہوتا ہی کہ شاہزادۂ ایرج قہرمان کو قتل کریگا مین اِسکی شجاعت اور قہر و غضب سے خوب
آگاہ ہون آپ بھی جانتے ہین کہ یہ شاہزادہ کیسا بہادر ہی اب یہ فرمائیے کہ اِس لڑائی کا انجام
کیا ہوگا آپ نے کیا تقدیر کی ہی اُسنے جواب دیا ابھی تو کچھ تقدیر اچھی بری نہین کی ہی اب سوچ
سمجھ کے کیجائیگی اُدھر تو لاجورد شاہ بختگان سے ہم سخن تھا اِدھر قہرمان کو سنان نیزے کے
نکل جانے سے دوبارہ رنج و ملال ہوا اور نہایت شرمندہ ہوکے سر جھکا لیا خجالت سے پسینہ
آگیا گویا ایک نیزہ عرق ندامت مین غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک تو سر جھکائے رہا لیکن پھر برہم
ہوکے سر اُٹھاکے ڈانڈ سنان کی اپنے ہاتھ مین محکم پکڑکر گردن کو آگے بڑھاکر خبردار خبردار کہکر
بصد غضب سر ایرج پر لگائی اِس طرف اِس بہادر نے اُسکی ضرب کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر
اِس طور سے روکا کہ ڈانڈ اُسکی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اُسنے جھلاکر شکستہ ڈانڈ کو زمین پر ڈال کر گرز
گران سر اُٹھاکر کہا ای جوان اگر حسب اتفاق نیزے سے سنان تو نے نکالدی تو خوش نہو کہ اب
اِس گرز گران سے تجکو پیوند خاک کرتا ہون یہ کہکے کر گردن کو آگے بڑھاکے رکابون مین قدم
استوار رکھ کے پشت کرگدن سے بلند ہوکے گرز کو دونون ہاتھون سے محکم پکڑکے اور گردش
دے کے خبردار خبردار کہکے سر پر ایرج نوجوان کے مارا اِدھر ایرج نے ضرب اُسکے گرز

کی اپنے گرز پر روکنا ضروری نہ جانا کہ شمشیر آبدار علم کی جب گرز قہرمان کا قریب سر کے آیا
ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ درمیان سے گرز مانند خیار کے کٹ گیا کلہ گرز کا مانند ایک پہاڑ
کے ٹکڑے کے بالا سے خاک گرا زمین دہل کر دھنس گئی غبار بلند ہوا اور دوسرا ٹکڑا اُسکے ہاتھ مین
رہگیا ابکی بار بھی اہل اسلام خوش تھے خصوصاً سرداران دست چپ شادمان ہو کے باواز بلند
کہنے لگے ضرب شمشیر کیا عمدہ یہ لگائی ہی کہ تعریف اِسکی ہو نہین سکتی ہی کفار گرز کے کٹنے سے متحیر ہو کے
خیال کرنے لگے کہ آثار بد نظر آتے ہین یہ جوان مسلمان نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی دیکھیے جان
قہرمان کی اِسکے ہاتھ سے کیونکر بچتی ہی اِسی طرح صلصال کو بھی تردد ہوا الجنگان بھی کہنے لگا اے
خداوند اب یہانسے اور کسی طرف بھاگنے کا ارادہ کیجیے سامان برے ہین مجھے امید نہین کہ قہرمان
ایرج نوجوان کے ہاتھ سے جانبر ہو ہنوز لاجورد شاہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ قہرمان
نے گرز کے کٹنے سے برہم ہو کے غصہ سے ہونٹھ دانتون سے چبا کے وہ ٹکڑا اسفل گرز کا جو ہاتھ
مین تھا سر ایرج پر مارا اِس بہادر نے اُسے خالی دیا وہ ٹکڑا مانند پہاڑ کے ٹکڑے کے زمین
پر گرا زمین اُسکے بھی لنگر سے دہل کر دھنس گئی غبار بلند ہوا اِس وار کے بھی خالی جانے سے قہرمان
کو نہایت ندامت حاصل ہوئی بعد ایک لمحہ کے غضبناک ہو کے قبضہ تیغۂ آبدار پر ہاتھ ڈال
کے تیغہ علم کر کے قہرمان نے کہا اے جوان آگاہ ہو کہ تلوار کی لڑائی سے بہتر کوئی حربہ
میرے نزدیک نہین ہے تلوار ایک دم مین برسون کا جھگڑا فیصلہ کر دیتی ہی خصوصاً میرا تیغہ
تیز و خونریز ہی کہ مدام مین نے اِسی سے اکثر دلاورون کو تہ تیغ کیا ہی اب تجکو بھی اِسی تیغ سے قتل
کرونگا ہوشیار ہو جا ایرج نے ہنسکر جواب دیا او کافر نیزہ و گرز سے جب تو مجھے ہلاک نہ کر سکا
اور متواتر دعوی تیرا باطل ہوا تو اب تیغ سے تو مجھے کیا قتل کریگا یہ دعوی بھی تیرا باطل ہو جائیگا
خداوند عالم میری جان کی حفاظت کریگا تو حوصلہ اپنے دل کا نکال لے تیغہ کا وار کر اُسنے غضبناک
ہو کے کرگدن کو شاہزادہ کے دست چپ کی طرف لیجا کے پہلو پر تیغہ لگایا شاہزادۂ موصوف
نے بعنوان شائستہ اُسکے تیغہ کو سپر پر روکا پھر خود اُسکی کمر پر شمشیر آبدار لگائی اُسنے بھی ضرب تلوار کو
سپر پر روکی اِسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی جوانان ہر سپاہ غور سے لڑائی دیکھنے مین مصروف ہوے
جب قہرمان وار کرتا تھا اہل اسلام کو تردد ہوتا تھا اور جب ایرج نعرہ کر کے تلوار لگاتا تھا کفار کو
قہرمان کے قتل ہو جانے کا اندیشہ ہوتا تھا کرگدن اور مرکب کے گشت سے غبار بلند تھا دونون
بہادر چالاکی و ہوشیاری سے لڑ رہے تھے لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال وغیرہ بھی لڑائی
دیکھ رہے تھے دلون مین کہتے تھے یہ لڑائی سخت ہی بڑی دیر سے ہو رہی ہی ابھی تک تو کوئی زخمی
نہین ہوا ہی دیکھیے انجام اِس جنگ کا کیا ہوتا ہی الجنگان باواز بلند کہتا تھا مین تو سمجھ چکا ہون کہ میان
قہرمان اب کوئی دم کے دنیا مین مہمان ہین آج زندہ پلٹ آتے معلوم نہین ہوتے ہین لاجورد
شاہ اور صلصال اُس سے کہتے تھے چپ رہ ایسے کلمات زبان سے نہ نکال ایسا نہو کہ مردمان
سپاہ قہرمان سُن لین تو باعث فساد کا ہو وہ کہتا تھا اگر کوئی سن لیگا تو کیا ہوگا مین جو کہتا ہون وہ
سچ کہتا ہون ظاہر پر میرا عمل ہی باطن کے حال سے آگاہ نہین ذرا آپ ہی انصاف کیجیے اور دیکھیے

اسوقت ان دونون مین کون شخص کسپر غالب ہی اور کون مغلوب نظر آتا ہی میرے نزدیک تو ایرج نوجوان غالب اور قہرمان مغلوب پائے جاتے ہین کیونکہ ایرج نوجوان قہرمان کے نیزے سے نشان نکال چکا ہو گرز کو کاٹ چکا ہو اب باہم تلوار چل رہی ہو ہنوز بختگان یہ کہ رہا تھا کہ قہرمان نے بھلا دے کے تیغہ آبدار سر شاہزادۂ ایرج نامدار پر لگایا شاہزادے نے چالاکی سے سپر اُٹھائی ناگاہ تقدیر بد سے پاؤن مرکب کا ایک گڑھے مین کہ شاید وہ خانۂ موش تھا جاتا رہا گھوڑا جانب پستی مائل ہوا ہاتھ شاہزادہ کا اسی حالت مین کج ہوا جبتک کہ ایرج گھوڑے کو سنبھالے اور ہاتھ اپنا سیدھا کرے سپر کو چہرہ و سر کی پناہ کرے تیغہ گوشۂ سپر کو کاٹ کر خود پر آیا اسکو بھی کاٹکر کاسۂ سر سے گذر کر تا تادوابرو آیا تھا کہ شاہزادے نے بجہ اس ہو کر ایسی حالت مین دلیرانہ دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر خون زخم سے بکثرت بہنے لگا اُسوقت شاہزادے نے زخم سر کو باندھکر اُسی حالت مین ارادہ لڑنے کا کیا تھا کہ قہرمان نے بوجہ شام ہو جانے کے اور نہایت خستہ ہونے کے سبب سے لڑنا مناسب نہ جان کر طبل بازگشت بجوادیا اُسوقت ایک سمت قہرمان اور صلصال اور لاجور دشاہ ہمراہ اپنی اپنی سپاہ کو لیکر جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوے اور بادشاہ اہل اسلام ایرج نوجوان اور جملہ سرداران سپاہ کے ساتھ مع تمامی مردمان سپاہ کے سمت قیامگاہ لشکر چلے اُس طرف قہرمان وغیرہ فرودگاہ سپاہ پر پہونچے مردمان سپاہ نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے قہرمان اور لاجور دشاہ اور صلصال اور خلخال اور بختگان بوجہ الفت و اتحاد ہونے کے ایک ہی بارگاہ مین داخل ہوے پھر باہم بیٹھکر بعد میکشی نازنینان خوبرو کو طلب کر کے رقص اُسکا دیکھنے لگے اور گانا اُسکے سننے لگے اِدھر بادشاہ لشکر اسلام جاے قیام پر پہونچکر مع جملہ سرداروں کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے اور جملہ لشکری سوار و پیادے سلاح جنگ تنون سے دور کر کے اپنے اپنے خیمے مین راحت پذیر ہوے بادشاہ نے تخت پر بیٹھکر فضل بن آشوب اور قارن کرگدن سوار اور ورقاے زنجیر خاردار اور قارن بلند کمان کے قتل ہونے کا ذکر کر کے افسوس کیا بعدہ ملازمون کو حکم دیا کہ ان بہادران نامدار کو جنگاہ سے اُٹھا کر غسل و کفن دیکر دفن کرو ملازم حسب الحکم اُسی وقت گئے اور کاربند ہوے یہان بادشاہ نے حال زخم سر ایرج نوجوان اور زخم سر بدیع الزمان کو دریافت کیا ملازمون نے عرض کیا اے ظل اللہ ابھی تو جراحون نے زخمون کو دھوکر ٹانکے لگائے ہین پٹیان مرہم کی چڑھائی ہین دونون بہادرون کو غش آگیا ہی انشاء اللہ بعد چند روز کے کچھ کچھ زخم سر روباصلاح ہونگے بادشاہ موصوف یہ سن کے خاموش رہے اُدھر قہرمان نے بعد میکشی اور رقص و نغمہ نازنینان کی دیکھنے اور سننے لطف اُٹھا کر اُنکو رخصت کر کے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ آج پھر بجایا جائے ہم متواتر اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے ایک دن کی بھی انکو مہلت نہ دینگے خدام نے موافق حکم اُسیوقت طبل جنگ بجایا جو ہرکارے لشکر اسلام کے واسطے خبر رسانی کے معین تھے اُنھون نے صداے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند پا کر احوال دریافت کر کے توقف ذرا بھی نہ کیا فوراً وہ ہرکارے بارگاہ سلیمانی مین آئے اور مجرا گاہ سے بصد ادب بادشاہ لشکر اسلام کو مجرا کر کے بعد بجالانے ثنا و دعاے بادشاہ

کے دست بستہ اس طرح عرض کیا کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت پھر قہرمان بدایمان نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین بجمعیت سپاہ کثیر آکے نمکخواران حضور سے مقابلہ و مجادلہ کرے سواے اس خبر شر و فساد کے اور سب طرح خیریت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے عرض ہرکارون کی استماع کر کے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی عنایت الٰہی سے نقارہ رزمی پر چوب لگائی جائے یہ حکم دے کر پھر دربار برخاست کیا بادشاہ اپنی بارگاہ مین تشریف لیگئے ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمے و بارگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوا ہرکارے موافق حکم بادشاہ اُسیوقت بارگاہ سلیمانی سے باہر آکے نقارہ نوازون کے پاس گئے اُنکو حکم بادشاہ سے آگاہ کیا اُنھون نے فی الفور چوب اُٹھاکر بسم اللہ تمام و کمال وردزبان کر کے نقارہ جنگی پر چوب لگائی صداے مہیب نقارے سے بلند ہو کر تا گنبد افلاک پہونچی زمین کانپی پیر فلک تھرایا دلاوران ہر دو لشکر نے بلکہ سپاہ مردمان لاجورد شاہ و اہل فوج صلصال نے بھی حکم لاجورد شاہ اور تاکید صلصال سے طیار سامان جنگ کرنا اختیار کیا ہر ایک بہادر و دلاور نے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنا شروع کی جو نامرد و بزدل تھے وہ طبل جنگ بجنے سے اور جنگ کے خیال سے گھبرائے حواس باختہ ہوے باہم سب بزدل کہنے لگے آج پھر طبل جنگ بجا ہے صبح کو پھر میدان کارزار مین جانا ہے اگر دو روز سے جنگ مغلوبہ نہین ہوئی تو اب کیا نہو گی کیا عجب ہے کہ صبح کو جنگ مغلوبہ ہو چار لشکر باہم مانند چار دریاؤن کے ملجائین تلوار چلے کشت و خون بکثرت ہو بس ہم ایسی نوکری سے باز آئے ہمکو اپنی جان دینا قبول نہین ہے یہ کہکے وہ سب ہر حیلہ و بہانہ سے لشکرون سے نکل گئے چیدہ جوانان کفار اپنی تلوارون پر صیقل کرتے جاتے تھے اور ایک دلیر دوسرے بہادر سے کہتا جاتا تھا ذرا صبح تو ہو دیکھنا اہل اسلام سے کس طرح لڑتا ہون وہ جواب دیتا تھا بیشک تم خوب لڑوگے کیونکہ بہادران جہان سے ایک تم ہی ہو ہمکو بھی بہت شوق جنگ ہے چاہتے ہین کہ کہین جلدی سحر ہو جوانان ہر سہ سپاہ کفار مین تو مردمان لشکر کا یہ حال تھا جو لکھا گیا

لیکن اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے

کہ جب حکم بادشاہ سے نقارہ رزمی پر چوب لگائی گئی اور صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی جملہ مردمان لشکر اسلام نے سنکے تیاری جنگ کا ارادہ کیا جو سوار و پیادے اپنے بسترون پر بیٹھے تھے وہ اُٹھے اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھ بھال کر اُنکی درستی کرنے لگے اکثر مردمان لشکر بعد اداے نماز مغرب مین دعاے فتح و نصرت کی درگاہ خدا مین کرنے لگے بعض بعض سواران مشہور شعار باہم کہنے لگے دو روز سے تو ہمارے ہی لشکر کے سرداران نامی و غیر نامی قتل و زخمی ہوے ہین دیکھیے کل کیا ہوتا ہے قہرمان پر کب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے کس دن یہ نابکار مارا جاتا ہے اسنے تو متواتر طبل جنگ بجواکر چند سردارون کو قتل و زخمی کیا ہے کچھ سوار کہتے تھے جبتک قہرمان کی حیات ہے اور اُسکا اقبال یاور ہے اسی طرح اہل اسلام سے لڑا کیگا اور جس روز اسکا پیمانہ حیات آب زندگی سے لبریز ہو جائیگا اور اقبال باقی نہ رہیگا غیب سے کوئی سبب اسکے قتل ہونے کا پیدا ہوگا یا ہمین اہل اسلام سے کوئی بہادر اسکو قتل کریگا غرض جملہ بہادران لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف تھے اور باہم ایسی ہی باتین

کرتے تھے انھین باتون اور تیاری جنگ مین شب بسر ہوئی سفیدۂ سحر جانب شرق سے عیان ہوا
ظلمت شب دور ہوئی روشنی صبح مانند شمع طور کے لامع النور ہوئی نسیم سحر چلنے لگی باغون مین غنچے مسکرا کر
شگفتہ ہونے لگے صحرا مین بھی گلہاے رنگارنگ کھلنے لگے طائران خوش الحان اپنے آشیانون سے نکلکر اشجار
پر بیٹھکر یا اُڑکر اپنی اپنی زبان مین حمد خالق انس وجان کرنے لگے موذن مسجدون مین اذان دینے لگے
پابند نماز پنجگانہ وبراے اداے نماز سحر اُٹھے وضو کرکے قبلہ رو ہوکر برجوع قلب نماز سحر پڑھنے لگے
خصوصاً لشکر اسلام مین جملہ مردان سپاہ نے بعد وضو کرنے کے بخضوع وخشوع نماز سحر پڑھی اور ہر ایک
نے اپنے مطالب دینی اور دنیوی کے واسطے درگاہ کبریا مین دعا کی خصوصاً واسطے فتح وظفر کے ہر ایک
نے آبدیدہ ہوکر خداوند عالم سے دعا کی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی بیدار ہوکے نماز سحر برجوع
قلب پڑھکے لباس زیب تن کرکے تاج جواہر نگار سر پر رکھا حسب دستور قدیم تخت جواہر نگار
پر بیٹھ گئے کہاریون نے تخت اُٹھایا تا دربارگاہ پہونچایا وہان سے کہارون نے تخت کو اپنے
دوش پر رکھا نقیبون نے بعد دعا وثناے بادشاہ کے بآواز بلند کہا ہوشیار ظل اللہ نگاہ روبرو چونکہ موافق
قاعدۂ قدیم جملہ سرداران سپاہ دربارگاہ بادشاہ پہ موجود ہوتے ہین اسی قاعدے کی پابندی
سے سب سردار حاضر تھے جب بادشاہ نے نگاہ اُٹھائی سب سردارون نے جھک کے موافق
قاعدہ سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دیکے سب سے باشارہ فرمایا اب مرکبون پر سوار
ہوکے جانب رزمگاہ چلو حسب الحکم سب سردار مرکبون پر سوار ہوے تخت بادشاہ کے یمین ویسار
آگئے بیچ مین بادشاہ اس طرح ہو جیسے ماہ کامل درمیان ستارون کے ہوتا ہے الحاصل سواری بادشاہ
لشکر اسلام کی جانب میدان کارزار چلی جملہ سردار مع تمامی سپاہ کے ہمراہ رکاب ہوے بعد قطع راہ
جب بادشاہ جمجاہ عرصۂ کارزار مین پہونچے قہرمان کو نہ دیکھکر انتظار اُسکے آنے کا کرنے لگے ابھی
تھوڑا ہی زمانہ انتظار کرنے مین گذرا تھا کہ اُس طرف سے غبار بلند ہوا تاریکی نشانہاے سپاہ کی ظاہر
ہوئی آمد لشکر کفار ثابت ہوئی بعد تھوڑی دیر کے قہرمان بصد کبر ونخوت مع لاچور دشاہ اور
صلصال کے میدان کارزار مین آیا اور مقابلہ لشکر اسلام مین آکر ٹھہرا اُسوقت دونون بادشاہون
کے اشارہ سے نقیبا اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلکر بیچ مین میدان مصاف کے آئے نقیبانے
جو اثنا ان لشکر اسلام سے مخاطب ہوکے بآواز بلند کہا کہ اے دلیران جنگجو واے بہادران نیکخو آگاہ ہو کہ
یہ روز نام پیدا کرنے کا ہے دیکھتے ہو کہ سامنے تمھارے لشکر کفار ہے ہر ایک بے دین آمادۂ جنگ ہے
تم بھی مرد میدان کارزار ہو اسلئے دلیرانہ لڑنا یہ سب کافر ہین تم اہل اسلام ہو یہ نار ہین تم نور ہو تم مین
اور انمین فرق زمین وآسمان کا ہے یہ مثل تمھارے بہادر نہین ہین تمھاری بہادری ودلاوری مشہور
جہان ہے آبا واجداد بھی تمھارے بڑے بہادر تھے اُنھین کے تم فرزند ہو مانند اُنھین کے اعداے
دین سے لڑنا قدم جنگاہ سے ہرگز ہرگز نہ ہٹانا جان کے جانے کا خیال نہ کرنا قصد بھی بھاگنے کا نہ
کرنا مانند کوہ کے ثبات قدمی اختیار کرنا اگر سر بھی تن سے کٹ جائے تو پانون جنگاہ سے نہ ہٹین
دلاور وہی ہے جو میدان کارزار سے پسپا نہو بڑھ بڑھکر اپنے اور اپنے بادشاہ کے دشمنون سے
لڑے شیرانہ نعرے کرے زخم تیغ وتیر ونیزہ کھائے مطلق نہ گھبرائے مرجانا اختیار کرے بھاگنا قبول

نکرے سر میدان جنگ جملہ بہادرون مین نام پیدا کرے چار دن کی زندگی مین سپاہی ہوکر نامردی
اور بزدلی اختیار نہ کرے ایک دن مرنا ضرور ہی لڑ بھڑ کر دشمنون سے مرجائے دیکھو یارو ہماری
تقریر پر عمل کرنا خلاف ہمارے کہنے کے نہ کرنا ورنہ عزت و آبرو تمھاری خاک مین ملجائیگی کڑکیت اپنے
لشکر کے جوانون سے مخاطب ہوکے کہتے تھے ای جوانان رشک رستم و اسفندیار و ای دلیران نامی
و نامدار آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی نہین معلوم کب اجل آئے اور رشتۂ حیات مقراض
اجل سے قطع ہوجائے عاقلون کو لازم ہی کہ اس حیات چند روزہ مین وہ کارہائے نمایان کرلین کہ دنیا
مین نام و آبرو پیدا کرکے نامی و نامور ہوجائین جبتک زندہ رہین دلاوری مین سرخرو و آبرو
رہین اور اگر دست اعدائے جفاکار سے قتل ہوجائین تو بھی اچھا ہی کہ بعد مرنے کے اہل جہان انکو
مانند رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب کے یاد کرینگے بہادری و دلاوری انکی بیان
کرینگے بس آج کے دن تم سب اہل اسلام سے دلیرانہ مقابلہ کرنا ہنگام جنگ مثل بہادر کے قدم نہ
ہٹانا اگر میدان جنگ سے بھاگو گے اہل اسلام تمکو گھیر کر قتل کرینگے جان بھی جائیگی اور ذلت و رسوائی
بھی ہوگی جب نقبا و کڑکیت جوانان ہر دو لشکر کو اپنی تقریر سے آمادۂ جنگ کرتے تھے سب بگوش
دل سن رہے تھے ہر ایک دلاور انکی تقریر کو پسند کرکے دل مین کہتا تھا فراغت صف آرائی تو ہو ہمارا
کسی حریف سے سامنا تو ہو وہ بہادری سب کو دکھائینگے کہ حیرت ہوجائیگی جسدم کڑکیت اور
نقبا میدان جنگ سے ہٹ گئے اور حسب دستور درستی میدان کارزار ہوچکی اور صف آرائی بھی
دونون جانب بخوبی تمام ہوچکی لاجوردشاہ بھی اپنی سپاہ کی صف آرائی سے فارغ ہوچکا اور
صلصال بدخصال بھی اپنے لشکر کی صفین حسب دلخواہ باندھ چکا اُسوقت ہر ایک بہادر نے ارادہ
کیا کہ پہلے ہم صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار مین جائین اپنے دشمنون سے لڑین بہادری اپنی
دکھائین ہنوز سب دلاور ارادہ ہی کر رہے تھے کوئی صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ ناگاہ قہرمان اپنے
لشکر کی صفون سے مانند فیل مست کے جھومتا ہوا کرگدن پر سوار ہوکے نکلا اور بعد قطع راہ بیچ مین
میدان کارزار کے آکے کرگدن کو روک کے فنون سپہ گری دکھاکے بادشاہ لشکر اسلام سے
مخاطب ہوکے باواز بلند کہنے لگا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام آج پھر کسی اپنے اجل رسیدہ کو واسطے
میرے مقابلے کے بھیجو دو تین پہر مجھ سے بنیزہ و تیغ و گرز لڑے تاکہ لطف جنگ میرے دل کو
حاصل ہو بادشاہ نے اُسکی تقریر سُنکے اپنے دست راست کی طرف دیکھا فی الفور گل گلزار
خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان بہادر و فرزند رعالی مکان یعنے شاہزادۂ نور الدہر
بن بدیع الزمان نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام پیادہ پا
جاکر اجازت لیکر تسلیم کرکے مرکب پر سوار ہوکے جانب قہرمان مرکب کو جولان کیا جب یہ
شاہزادہ اُسکے روبرو گیا اُسنے سراپاے نور الدہر پر نظر کرکے پوچھا ای بہادر چہ نام داری
شاہزادۂ موصوف نے جواب دیا نام میرا نور الدہر ہی فرزند بدیع الزمان کا ہون اُسنے کہا
مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی تو مجھ سے مقابلہ و مجادلہ نکر اپنے لشکر مین چلا جا تیرے دست و بازو مین
اتنی قوت کہان ہی کہ مجھ ایسے پہلوان روئین تن سے لڑ سکے شاہزادے نے جواب دیا مجھے تیری

جوانی وپہلوانی پر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا پہلوان نوجوان اسوقت میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیگا
اگر تجھکو اپنی زندگی درکار ہو تو اپنے مذہب بد سے کنارہ ہو کر دین اسلام قبول کر اور میری و بادشاہ اسلام کی اطاعت
ورفاقت اختیار کر کہ کونین مین عزت و آبرو حاصل کر اگر میرے کہنے پر عمل کریگا تو حق مین تیرے اچھا ہوگا
ورنہ تو بچتا ئیگا دم جنگ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا کیونکہ مین نے تجھ ایسے سیکڑون کو تہ تیغ کیا ہی مجھے حقیر
و نادان نہ سمجھ مین تیرے کہنے سے اپنے لشکر مین ہرگز نہ جاؤنگا انشاء اللہ سر تیرا تیغ آبدار سے کاٹ
کے جنگاہ سے جاؤنگا قہرمان یہ تقریر شاہزادۂ ذیجاہ کی سنکے برہم ہو کر نیزہ اٹھا کر گرگدن کو مانند
مرکب کے کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے خبردار خبردار کہہ کے سینۂ بے کینہ شہزادۂ
نورالدہر پر نیزے کا وار کیا ادھر شاہزادے نے پھرتی سے اسکے نیزے کی سنان کو اپنے
نیزے کی سنان پر روکا سنانون کی رگڑ سے چنگاریان پیدا ہوئین بعد روکنے ضرب نیزہ کے
خود بھی اسکے سینۂ پر کینہ پر نیزہ لگایا اسنے بھی اپنے نیزہ کی سنان پر سنان نیزۂ شاہزادے کو روکا
اسی طرح تادیر لڑائی ہوئی آخر کار جس طرح ایرج نوجوان نے بند صاحبقرانی باندھکر سنان نیزۂ
قہرمان سے نکالدی تھی اسی طور سے ایک بند اور باندھکر سنان نیزہ قہرمان نکالدی سنان
مذکور نیزہ سے نکلکر چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام مین شور تعریف بلند ہوا کفار کو کمال صدمہ ہوا
قہرمان نے پہلے تو خجل ہوکے سر جھکالیا پھر سر اٹھا کر اس سرکش نے کہا اے جوان میری قوت مین
کمی نہین ہی یہ قصور نیزے کا ہی بسبب بوسیدہ ہونے نیزے کے سنان نیزے سے نکل گئی تھی نورالدہر
نے ہنسکر جواب دیا اے قہرمان اگر قوت مین کمی نہین ہی تو اور کسی حربہ سے لڑ اسنے گرز اٹھا کر
جسطرح سر ایرج پر مارا تھا اسی طور سے مارا شاہزادے نے شمشیر آبدار سے بیچ سے عمود کو مانند
خیار تر کے دو ٹکڑے کیا قہرمان خفیف و نادم ہوکے پہلے تو سر جھکالیا بعدہ برہم ہوکے جو
نصف اسفل گرز اسکے ہاتھ مین تھا غضبناک ہوکے مانند نیزے کی ڈانڈ کے فرق شاہزادے پر
لگایا شاہزادے نے اسے خالی دیا حریف مذکور نے ذلت بالائے ذلت اٹھا کے نہایت غضبناک
ہوکے تیغہ گرانبار علم کر کے کہا سچ کہا ہی کہنے والون نے کہ تلوار کی لڑائی سے بہتر کوئی لڑائی نہین ہی
تیر و نیزہ و گرز وغیرہ سب آلات حرب و ضرب بیہودہ ہین تلوار کا کیا کہنا برسون کا فیصلہ ایک
دم مین فیصلہ کر دیتی ہی اور میرا تیغہ تو وہ تیغہ ہی کہ علاوہ سیکڑون بہادرون کا خون چاٹنے کے
یہان دو روز سے تم اہل اسلام کا خون چاٹ چکا ہی مزہ اسکو مل چکا ہی اسوقت یہ خون تیرا چاٹیگا
خشک زبان ہی تر زبان ہوگا تشنۂ خون ہی تیرے خون سے پیاس اپنی بجھائیگا نورالدہر نے
مسکرا کر جواب دیا او بیدین و بادہ گو اگر تیغہ علم کیا ہی تو وار کر اسقدر اپنی تعریف اپنی زبان
سے کیون کرتا ہی ہنگام جنگ حال تیرے قوت بازو کا اور حال آبداری تیغ کا معلوم ہو جائے گا
یا تو تیغہ تیرا میرا خون گرائیگا یا شمشیر آبدار میری تیرے سر و گردن مین جدائی کریگی جو ہونا ہوگا وہ ظاہر
ہو جائیگا تقریر بیکار ہی یہ مقام بزم و جائے تقریر نہین ہی کہ باہم محض تقریر کی جائے یہ جنگاہ ہی یہان
فنون جنگ دکھانا چاہیے قہرمان نے بجائے خود قائل ہوکے خبردار خبردار کہہ کے ضرب تیغہ
گرانبار و آبدار سر شاہزادۂ نامدار پر لگائی شاہزادے نے سپر پر اسکے تیغہ کو روک کر خود بھی اسپر

تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی سے سپر پر روکی تا دیر یونہین لڑائی ہوئی جملہ کفار و اہل اسلام یہ جنگ دیکھ رہے تھے تلوارین دونون دلاورون کی مانند دو بجلیون یا دو صاعقون کے چمکتی تھین گرد اور مرکب کے گشت سے غبار بار بار زمین سے اُٹھتا تھا باہم وار دہوتے تھے کفار قہرمان کی تعریف کرتے تھے اہل اسلام نورالدہر کی ثنا کرتے تھے راوی بیان کرتا ہو کہ جتنے دیر ایرج لڑا تھا جب اُتنی ہی دیر لڑائی مین گذری قہرمان نے تیغۂ تیز سے مثل شاہزادۂ ایرج کے شاہزادۂ نورالدہر کو بھی زخمی کیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا خون زخم سر سے جاری ہوا جب بہت خون زخم سر سے بہ گیا ضعف سے غش آنے لگا قہرمان نے چاہا تھا کہ بڑھکر تیغہ سے سر کاٹ لیجے کہ ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ہو کوئی ایسا بہادر کہ جلد تر جاکے قہرمان کے ہاتھ سے شہزادۂ نورالدہر کو بچالائے اور اُس سے مقابلہ کرے یہ سُنکے فی الفور سلیمان ثانی فرزند عجیل ماہرو نے صف لشکر سے نکلکر اجازت لینے کی ایسے وقت مین نہ جان کر مرکب کو جولان کیا اور نعرہ کیا ای قہرمان دست خود رانگہدار کہ ما ہم رسیدیم اُسنے نعرۂ سلیمان ثانی سُنکر ٹھہرا کر ہاتھ کو روکا اتنی دیر مین بہادر مسطور نے قریب آ نورالدہر کے پہونچکر کہا ای شاہزادۂ فریجاہ اب آپ لشکر مین تشریف لیجایئے مین قہرمان سے مقابلہ کرتا ہون ابھی وہ بہادر شاہزادۂ نورالدہر سے ہم سخن تھا کہ چند سرداران دست راستی اور عیار پاس نورالدہر کے آکے نورالدہر کو جنگگاہ سے لشکر مین لے گئے چونکہ شہزادہ تاو و ابرو دو پارہ تھا صف لشکر مین ٹھہرنا مناسب نہ جان کر حکم بادشاہ سے کئی سردار اُسے اُسکی بارگاہ مین لیگئے پھر جراحون کو طلب کیا اُنھون نے چارۂ زخم کرنا شروع کیا سرداران لشکر بارگاہ نورالدہر سے پھر صف لشکر مین آکے کھڑے ہوے ابھی وہ سردار نورالدہر کو بارگاہ مین پہونچا کے آئے تھے کہ قہرمان نے بصد قہر و غضب کہا ای جوان غضب کیا تو نے کہ مجھ ایسے شیر کے پنجہ سے شکار کو چھڑایا مطلق مجھ سے خوف نہ کیا نہایت جسارت کی یہ تو بتا کہ تیرا نام کیا ہو آخر تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اُس بہادر نے جواب دیا او بیدین اول تو دلاورون کے نام دریافت کرنے سے کیا فائدہ مین اپنا نام کیا بتاؤن لب سوفار و زبان شمشیر سے نام و بہادری میری ظاہر ہو جائیگی اور اگر یہی ہو کہ نام میرا تجھے پوچھنا ہو تو آگاہ ہو کہ نام میرا سلیمان ثانی ہو مین فرزند ہون عجیل ماہرو کا قوت و شجاعت مین مشہور ہون ہزارون دلیرون کو قتل کر چکا ہون آج تجکو قتل کرونگا اگر تو شیر گرسنہ ہو تو مین شیر گیر ہون پھل تلوار کا کھلاکر تجھے سیر کر دونگا اُسنے برہم ہوکے کہا مجھپر غالب ہونا بہت دشوار ہو یہ کہکر وہی تیغۂ خونچکان اُٹھا کر خبردار خبردار کہکے سر پر لگایا ادھر سلیمان ثانی نے سپر اُٹھائی تیغہ سپر کو مانند قرص پنیر لے کاٹکر کانسہ سر مین چار اُنگل در آیا تھا کہ اُس بہادر نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن چادر خون کی بے اختیار سر سے نکلی سلیمان ثانی خون زخم سر سے ہمہ تن تر ہو گیا زخم کاری لگا فرط ضعف سے ہرنے پہ سر جھکانے لگا یہ حال دیکھکر قہرمان نے ارادہ کیا کہ سر اِس حریف کا تیغہ سے کاٹ لیجے کہ یکایک حکم بادشاہ لشکر اسلام سے کئی سرداران لشکر نے جاکر سلیمان ثانی کو قہرمان کے شر سے بچاکر لشکر مین لائے قہرمان نے بعد جانے سلیمانی ثانی کے پکار کر کہا ای بادشاہ لشکر اسلام نورالدہر اور سلیمان ثانی تو میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکے اب اور کسی کو واسطے میرے

مقابلے کے روانہ کیجے بادشاہ نے پہلے اپنے دست راست کی طرف دیکھا ہرچند صدہا سرداران
لشکر حاضر و موجود تھے مگر کسی نے ارادہ صف لشکر سے نکلنے کا نہ کیا تھا ہر ایک سردار اپنی جگہ پر
سر جھکائے کھڑا رہا اور دل مین یہ کہنے لگا کہ قہرمان سے کون جاکر مقابلہ کرے سر میدان جنگ قتل
ہو یا زخمی ہوکر لشکر مین آئے یہ انسان ایسا نہین ہو کہ کوئی بہادر اس سے مقابلہ کرے کیونکہ کوئی
حربہ اسکے تن پر کارگر نہین ہوتا ہو اپنے سر پر ضرب شمشیر کو روکتا ہو تو ہی ایسا ہو کہ چند سرداران
نامی کو بضرب تیغ آبدار قتل کرچکا ہو شاہزادہ نورالدہر اور شاہزادہ ایرج کو اور ابھی بھی
سلیمان ثانی بن عجیل ماہرو کو زخمی کرچکا ہو جب ایسے ایسے سرداران نامی و گرامی اسکو قتل
نہ کرسکے تو ہم کیا اسے تہ تیغ کرینگے ہر ایک سردار دست یمین تو اپنے اپنے دل مین یہی کہتا تھا
جو لکھا گیا اور بادشاہ لشکر اسلام اپنے دست یمین کے سرداروں کی طرف دیکھ رہے تھے
قہرمان منتظر تھا کہ لشکر اسلام سے کوئی دلاور آئے مجھ سے مقابلہ کرے جب کوئی بہادر جانب
دست یمین بادشاہ سے دلیرانہ صف لشکر سے نکلکر قہرمان کے مقابلے کو نہ گیا بادشاہ موصوف
نے اپنے دست یسار کے سرداران سپاہ کی جانب دیکھا اُنھون نے بھی سر اپنے جھکا لیے کسی کو
یہ جرأت نہوئی کہ صف لشکر سے نکلکر سامنے قہرمان کے جاکر اُس سے بنیزہ و گرز و شمشیر لڑے
کیونکہ ہر ایک سردار لڑائی اُسکی دیکھ چکا تھا اور بجائے خود کہتا تھا کہ قہرمان سے کوئی سردار
پیش نہ پائے گا جو اُس سے لڑنے کو جائیگا مارا جائیگا یا زخمی ہوگا سر میدان جنگ زخمی اُسکے
ہاتھ سے ہوکر سامنے جملہ دلاورون کے ذلیل و حقیر ہوگا کیونکہ فی الحال اقبال اُسکا اُسکا معین
و مددگار ہو نیر تقدیر اُسکا اوج پر ہو اور ستارہ بخت اہل اسلام بدی اور پستی پر مائل ہو جب یہ خیال
کرکے کوئی سردار سپاہ جانب دست چپ سے بھی نہ نکلا بادشاہ لشکر اسلام نے مجبور ہوکے
ارادہ کیا تھا کہ خود لشکر سے نکلکر قہرمان سے جاکر مقابلہ و مجادلہ کیجے ہنوز بادشاہ لشکر اسلام
لشکر سے نکلے نہ تھے کہ ناگاہ جانب صحرا سے غبار عظیم پیدا ہوا بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ مردمان
لشکر اسلام اُس غبار کی طرف دیکھنے لگے کفار بھی سوئے غبار مذکور نگران ہوئے قہرمان بھی
تیغ خون آلودہ اپنے دوش پر رکھ کے سمت غبار مذکور غور سے دیکھنے لگا لاجوردشاہ اور
صلصال و خلخال بھی اُسی طرف دیکھنے لگے بختگان اُس غبار کیطرف دیکھکر بے اختیار مسکرایا
صلصال نے پوچھا کہ سبب مسکرانے کا کیا ہو اس غبار مین تو نے کیا دیکھا ہو کہ بے اختیار مسکراتا ہو
یہ تو غبار ایسا پایا جاتا ہو کہ جس سے صاف آثار آندھی کے اس سے پائے جاتے ہین اُسنے یہ سُنکے خوب
ہنس کے جواب دیا یہ جو غبار اُٹھا ہو مجھے یقین ہو کہ ایک بلائے بے درمان کے آنے کا غبار ہو ہوشیار
ہو جائیے یہان سے بھاگنے کا سامان جلد کیجے جو بلا اس پردۂ غبار مین ہو اُس سے اپنی جان بچائیے
لاجوردشاہ نے کہا اے بختگان اسوقت کیا تو دیوانہ ہوگیا ہو جو ایسی باتین کرتا ہو اور بے محل
ہنستا ہو اُسنے عرض کیا اے خداوند آپ تو اپنے تئین خداوند کہلواتے ہین دعوای خدائی کرتے ہین
آپ کو کچھ اس غبار سے بھی آگاہی ہو یا نہین ہو بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ اطلاع نہین ہو مین باوجود
اسکے کہ خداوندی کا دعوی نہین کرتا ہون لیکن میرے آئینۂ دل پر حال اس غبار کے اُٹھنے کا

روشن ہو گیا ہی مین دیوانہ نہین ہون دانا و عاقل ہون جو مین جانتا ہون اُسے آپ نہین جانتے
ہین تھوڑی دیر تامل کیجیے مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی جو کچھ نظر آئیگا خود ہی دیکھ لیجیے گا
لاجورد شاہ اور صلصال نے کہا ای بختگان آخر کچھ تم بھی تو کہو کہ یہ غبار کیسا اُٹھا ہی اِس غبار
کے اُٹھنے سے کیا اندیشہ ہی کیون یہانسے سامان بھاگنے کا کرین کیا کوئی شیر صحرائی یا فیل مست خاک
اُڑاتا ہوا اِدھر آتا ہی یا کوئی دیو یا جن کی آمد ہی کہ اُسکے خوف سے ہم یہانسے بھاگین اُسنے جواب
دیا شیر صحرائی تو نہین ہی بلکہ ایسا پایا جاتا ہی کہ کوئی شیر بیشۂ جرأت ہی کہ جو شیران وشت کو مانند غزالون
کے شکار کرتا ہی اور یہ آمد کسی فیل مست کی بھی نہین ہی بلکہ اُسکی آمد ہی جو کہ فیلان مست کو پشون کے
مانند جانتا ہی اور یہ غبار کسی دیو اور جن کے آنے سے بظاہر نہین اُٹھا ہی بلکہ کوئی شخص ایسا آتا ہے
کہ جو دیو و جن سے بھی قوی تر ہی اگر شیر صحرا یا فیل مست یا دیو و جن کے آنے کا مجھے احتمال ہوتا
تو کبھی مین یہ نہ کہتا کہ آپ یہان سے سامان بھاگنے کا کیجیے لاجورد شاہ نے پوچھا آخر کون آتا
ہی کسکے آنے سے یہ غبار بلند ہوا ہی مفصل بیان کر گو ہم جانتے ہین کہ خداوند ہین لیکن تجھ سے بھی
پوچھتے ہین اُسنے کہا پہلے آپ اور صلصال سامان بھاگنے کا کر لیجیے اُسوقت مجھسے پوچھیے گا
مین صاف صاف حال غبار اُٹھنے کا بیان کر دونگا لاجورد شاہ نے برہم ہو کر کہا او نالائق
ہم پوچھتے ہین اور تو نہین بتاتا ہی باتین بناتا ہی اپنے خداوند کو ڈراتا ہی بھاگنے کی راے دیتا
ہی اتنی دیر سے مسخراپن کر رہا ہی بہتر یہی ہی کہ حال غبار کے اُٹھنے کا صاف صاف بیان کر دے
ورنہ ہم ابھی اپنا قہر تجھپر نازل کرینگے اُسنے کہا مین آپ کے قہر سے تو نہین ڈرتا لیکن آپ کے
اصرار کرنے سے کہتا ہون ذرا آپ دونون صاحب بگوش سنیے لاجورد شاہ اور صلصال نے کہا ہم
بگوش دل سنین گے تو بیان تو کر اُسنے کہا مین نے بارہا دیکھا ہی اور آزمایا ہی اِس بات کو کہ جب
یہ اہل اِسلام کسی بلا مین مبتلا ہوتے ہین یا کوئی اُنپر کسی طرح کی حد سے زیادہ سختی ہوتی ہی اور یہ دعا
کرتے ہین تو دعا اُنکی اُنکا معبود حقیقی مستجاب کرتا ہی اور ایسا سامان غیب سے اُنکی بہبودی کا ایک
ہو جاتا ہی کہ عقل حیران ہو جاتی ہی چونکہ دو تین روز سے قہرمان نے یہان چند سرداران لشکر اِسلام
کو قتل کیا ہی اور تین سرداران نامی کو زخمی کیا ہی اہل اِسلام کو رنج و صدمۂ عظیم دیا ہی اُنھون نے
ضرور اپنے خدا سے یہ دعا کی ہو گی کہ ای پروردگار ہمارے اب ہمارے حال پر رحم فرما
قہرمان نے ہمکو صدمہ پر صدمہ دیا ہی بہت دل دکھایا ہی کئی سردارون کو قتل کر ڈالا ہی کئی نامی
سردارون کو زخمی کیا ہے اِس ظلم پر بھی ہماری جان کا خواہان ہی بس دعا اُنکی قبول بارگاہ
خدا ہوئی ہی کوئی ایسا شیر بیشۂ جرأت و شجاعت مع لشکر کثیر اِدھر آتا ہی کہ وہ یقینی قہرمان کو اسوقت
ہلاک کر ڈالیگا لشکر کو اُسکے تباہ کر دیگا پھر آپ پر حملہ ور ہوگا اِسی وجہ سے مین نے کہا ہی کہ آپ
جلد سامان بھاگنے کا کیجیے لاجورد شاہ نے پوچھا سبب تو تو نے بیان کیا لیکن یہ نہ بیان کیا
کہ اِسوقت کون بہادر مع لشکر آتا ہی اُسکا نام کیا ہی بیان کر جو اِدھر مع لشکر کثیر آتا ہی بختگان
نے جواب دیا لشکر اِسلام مین سب تو سردار ہین جو قتل ہوے ہین اُنکا ذکر نہین لیکن کئی سردار
نہین ہین اول امیر ثانی نہین ہین اور عمرو ثانی بھی نہین ہی کہ اُنکا عیار ہی دوسرے رستم

ثانی نہین ہو تیسرے شہریار فرزند ایرج نہین ہو انھین دو تین شخصون مین سے کوئی ضرور آتا ہو
ابھی بختگان لاجوردشاہ اور صلصال سے ہم سخن تھا کہ یکایک ہواے تند سے وہ غبار دفع ہوا
سب نے دیکھا کہ آگے لشکر کے چند در چند علمہاے لشکر ہین علمدار علم لشکر لیے ہین فیلان سربلند بہت
سے ساتھ ہین بعد گذرنے نشانون اور فیلان سربلند کے سواران لشکر ظاہر ہوے درمیان
لشکر ہین شہریار بن ایرج بصد شان و شوکت مرکب پر سوار ہین و لیسار بہت سے سردار نظر آیا
بختگان نے لاجوردشاہ سے کہا دیکھیے مین نہ کہتا تھا کہ اُنھین دو تین سردارون مین سے کوئی
ضرور آتا ہوگا دیکھا آپ نے جو مین نے کہا تھا وہی ہوا شہریار بن ایرج آپہونچا یہ سردار نہایت
زبردست ہو یہ کیا آتا ہو گویا واسطے قبض روح قہرمان کے ملک الموت کی آمد ہو مجکو اب یقین ہوگیا
ہو کہ قہرمان پر قہر خداے اہل اسلام نازل ہوا چاہتا ہو دنیا سے یہ مغرور جایا چاہتا ہو آپ بھی اب
اسکو کوئی دم کا مہمان دنیا مین جانیے پیمانہ اسکی حیات کا لبریز ہوچکا ہو ابھی بختگان یہ کہہ رہا تھا سب
دیکھ رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام کو بذریعہ ہرکارون کے معلوم ہوا کہ شہزادہ شہریار بجمعیت سپاہ آتا ہو
بادشاہ نے اُسی وقت بہت سے سرداران دست یسار سپاہ کو واسطے اُسکے استقبال کے روانہ
کیا جب وہ سردار گئے اور استقبال کرکے اُس شاہزادے کو لشکر مین لائے اُسنے داخل لشکر ہوکے
بادشاہ لشکر اسلام کو تسلیم کی بادشاہ نے خوش ہوکے ازراہ شفقت و عنایت سر اُسکا اپنے سینے سے
لگا یا مزاج پوچھا اُسنے کہا آپ کی دعا سے اور فضل خدا سے اچھا ہون بعد اِس گفتگو کے شہریار
بن ایرج نے بادشاہ سے پوچھا یہ کون نابکار گردن سوار آمادۂ کارزار ہو بادشاہ نے نام اُسکا
بتا کے تمام حال اُسکی لڑائی کا اور سرداران لشکر کے قتل و زخمی ہونے کا بیان کیا شہریار بن
ایرج کو قہرمان پر بدرجۂ کمال غصہ آیا عرض کیا حضور اب مجھے اذن کارزار دین مین اِس نابکار
سے مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا ابھی تو تم راہ دور و دراز سے آئے ہو کسلمند ہو شاہزادۂ
شہریار نے عرض کیا چندان کسل و خستگی نہین ہو امیدوار ہون کہ اجازت جنگ دیجیے ہرچند کہ دل
بادشاہ لشکر اسلام کا یہ نہ چاہتا تھا کہ قہرمان ایسے دشمن زبردست کے مقابلہ کے واسطے اپنے
ایسے داماد کو روانہ کرین کہ جو ملکہ گوہر تاجدار دختر بدیع الزمان کے بطن سے پیدا ہوا اور
فرزند شاہزادۂ ایرج نوجوان ہو لیکن مجبور ہوکے بوجہ اُسکے اصرار کے اجازت دی شاہزادۂ
موصوف اجازت جنگ لیکر بسم اللہ کہکر مرکب کو صف لشکر سے نکالکر سامنے قہرمان کے گیا
اور طالب ضرب ہوا اُسنے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہو ابھی تو شاید دور سے آیا ہو تجھے میری قوت
و شجاعت سے آگاہی نہین ہو مین وہ دلاور ہون کہ مثل میرا روے زمین پر نہین ہو مشہور جہان ہون
نام میرا قہرمان شیرگردن و کرگدن سوار ہو سیکڑون بلکہ ہزارون بہادرون کو مین نے تہ تیغ کیا
ہو میرے خداوند تمثال آئینہ رو نے رویٔن تن پیدا کیا ہو مجھپر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہو ہنگام
حرب و ضرب مجکو ضرورت سپر کی نہین ہو کہ وار حریف کا بالاے سپر روکون لیکن محض دکھانے کو
اور واسطے اپنی راحت کے کہ بیکار کیون ضرب دشمن سر پر روک کے دردمند ہون سپر پہ ضرب تیغ
روک لیتا ہون بازو پر قوت رکھتا ہون تیغہ لنگردار و آبدار رکھتا ہون کہ جسکی ضرب کی پناہ نہین ہو

سپر و خود کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا ہو کسی سے نہین دبتا ہو حریف کو دو نیم کر دیتا ہو دنیا سے دشمن کو
عدم مین پہونچا دیتا ہو سواے تیغ تیز کے گرز میرا وہ گران بسر ہو کہ جو سر کوہ کو بھی شکستہ کر دیتا ہو کسی دشمن
کی کیا مجال کہ میرے گرز کی ضرب کو روک سکے اگر روکے تو پیوند خاک ہو جائے نیزہ میرا وہ نیزہ ہو کہ
جو سینۂ کوہ مین در آتا ہو کسی حریف کی کیا مجال کہ میری ضرب نیزے سے جانبر ہو اگر ہنگام جنگ نعرہ
کرتا ہون تو زہرۂ شیر دلان آب آب ہو جاتے ہین بڑے بڑے بہادر مجھ سے ڈرتے ہین تو بھی
نوجوان و ناتوان ہو مجھ ایسے پہلوان سے مقابلہ نہ کر دیکھ پچتائیگا سر میدان جنگ مانند حمید لال قبا
اور فیروزۂ لال قباد غیرہ کے میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ جوانی تیری خاک مین ملجائیگی مجھے
تیرے حال پر رحم آتا ہو کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے قتل ہو بس میرے سامنے سے چلا جا
شاہزادۂ شہریار شجاعت شعار نے تقریر اُسکی سُنکے نہایت برہم ہو کے جواب دیا او بے دین
کیا بیہودہ بکتا ہو کیون اِسقدر جھوٹ بولتا ہو اِس دروغگوئی سے مجھ ایسے بہادر کو ڈرانا چاہتا
ہو مین وہ بہادر ہون کہ تیری تو اصل نہین بڑے بڑے نامور بہادرون سے نہین ڈرا ہنگام جنگ
باحواس رہا فضل و عنایت خدا سے اکثر نامی و نامور بہادرون کو زیر کر کے اپنا مطیع کیا سیکڑے دن
دلاورون کو قتل کیا ہو نام میرا مشہور جہان ہو تو نے سنا ہوگا اگر نہین سُنا ہو تو اب سن لے میرا نام
شہریار ہو مین فرزند شاہزادۂ عالیوقار ایرج نامدار کا ہون تجھ ایسے بزدل سے کب ڈرتا ہون
عبث تجکو میرے حال پر رحم آتا ہو شاید اِسوجہ سے تو مجھ سے نہین لڑتا ہو کہ مجھ ایسے دلیر سے ڈرتا
ہو اگر مرد ہو تو مجھ سے لڑ جنگ سے انکار نہ کر اور اگر زندگی اپنی منظور رہو تو مسلمان ہو کر میری اور
بادشاہ لشکر اِسلام کی اطاعت و رفاقت اختیار کر جنگ سے بہتر یہی ہو کہ اپنے خداوند شیطان خصال
پر لعنت کر خداوند کو جسنے تمامی موجودات کو خلق کیا ہو اُسے اپنا معبود جان کر بصدق دل سجدہ کر
رستگار ہو اپنے مذہب سے بیزار ہو کونین مین عزت و آبرو حاصل کر قہرمان نے بقہر و غضب شاہزادہ
کو دیکھکر تیغ کو نیام مین رکھکر نیزہ اُٹھا کر کہا اے جوان زبان دراز تو نے نہایت زباندرازی کی ہو
مین بھی اِس نیزے سے زبان تیری چھید دونگا یہ سزا زبان درازی کی دونگا یہ کہکے گردن کو کاوے
پر ڈالا نیزے کو گردش دینے لگا ادھر شاہزادۂ شہریار نے بھی نیزہ اُٹھا کر اپنے مرکب کو کاوے
پر ڈالا قہرمان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ سینہ پر لیجا کے دہن شاہزادے پر مارا ادھر شہریار
نے اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر اِس طرح روکا کہ دیکھنے والون کو نہایت حیرت
ہوئی اور سب دوست و دشمن تعریف کرنے لگے قہرمان بھی اپنے دل مین کہنے لگا کہ اِس جوان
نے یہ وار میرا کس خوبی سے روکا ہو کہ کوئی اِس طرح روک نہین سکتا ابھی قہرمان بدایمان اپنے
دل مین یہ کہہ رہا تھا اور حیران تھا کہ شہریار نے نعرہ کر کے کہا او کافر تیری ضرب نیزے کو تو مین نے
بمدد الٰہی روک لیا اب مین وار کرتا ہون اگر مرد ہو تو روک اُسنے کہا اچھا وار کر دمین بھی روکونگا
شہریار نے نیزہ اُسکے سینہ پر کینہ سے لگایا اُسنے بھی دشواری سے وار کو روکا اِسی طرح تا دیر باہم
لڑائی ہوئی جملہ کافر و دیندار لڑائی دیکھا کیے آخر کار شہریار نے ایک بند نادر باندھکر سنان
نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اِسلام شادمان

ہوے خصوصاً ہوا خواہ شہریار نے بہت خوش ہوکے شاہزادۂ شہریار کی از حد تعریف کی بادشاہ
لشکر اسلام بھی خوش ہوے کفار کو رنج ہوا بختگان نے کہا ای خداوند دیکھا آپ نے کہ شہریار نے
سنان نیزہ قہرمان کے ہاتھ سے نکال دی ہو اب تھوڑی دیر مین یہ بہادر اسکو ہلاک بھی کرے گا
لاجورد شاہ نے کہا شہریار پر کیا موقوف ہو ایرج و نور الدہر نے بھی قہرمان کے ہاتھ سے
نیزہ نکال دیا تھا اور انجام کار وہ قہرمان کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے کیونکر معلوم ہوا کہ شہریار
قہرمان کو ضرور ہی قتل کریگا اُسنے کہا ای خداوند اسوقت دل میرا یہی کہتا ہے کہ ضرور شہریار
قہرمان پر فتحیاب ہوگا خیر جو کچھ ہوگا دیکھ ہی لیجے گا بختگان تو لاجورد شاہ گمراہ سے ابھی ہمسخن
تھا کہ ناگاہ قہرمان نے سنان نیزے کے نکل جانے سے نادم و خجل ہوکے پھر غضبناک ہوکے ڈانڈ
نیزے کی خبردار خبردار کہکے سر شہریار پر لگائی شاہزادے نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس
طور سے روکا کہ اُسکی ڈانڈ ٹوٹ گئی اُسنے پھر خجل ہوکے ڈانڈ کو ہاتھ سے زمین پر ڈالدیا شہریار نے
مسکرا کر کہا تو نے اسی نیزے کے بارے مین کہا تھا کہ نیزہ میرا سینۂ کوہ مین در آتا ہو واہ میرے سینہ
مین بھی در نہ آیا کیسا بوسیدہ تھا کہ ٹوٹ گیا اور کیسا تو قوی بازو و نیزہ باز تھا کہ سنان نیزہ تیرے ہاتھ
سے نکل گئی او بے دین تو نے غرور کیا تھا خدا کو غرور ناپسند ہوا سر میدان جنگ میرے ہاتھ سے
تجھے پست و ذلیل کر دیا دعوی تیرا باطل ہوا اب اُس گرز کو اُٹھا جسکو تو نے کہا ہو کہ سر کوہ کو شکستہ کرتا
ہو مین بھی دیکھون کہ وہ گرز کیسا ہو اور تیرے دست و بازو مین کیسی قوت ہو قہرمان نے بعد نادم ہونے
کے بصد قہر و غضب گرز گرانبار کو اُٹھایا اور قدم رکابون پر اُستوار رکھکر پشت کر گدن سے بلند ہوکے
گرز گران سر کو گردش دے کے خبردار خبردار کہکے سر شاہزادۂ ذلیو قار پر مارا ادھر شاہزادہ
نے دلیرانہ اپنے گرز پر ضرب اُسکے گرز کی روکی صداے ضرب گرز ایسی بلند ہوئی کہ دل سُننے والون
کے دہل گئے اکثر گھوڑے باگین تو ڑا کے کثرت خوف سے لشکر سے بھاگے غبار بہت بلند ہوا اب
قہرمان نے ضرب گرز لگا کر خوش ہوکے یہ نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم حریف را بادشاہ لشکر اسلام
نعرۂ قہرمان سُنکے بیتاب ہوے عیار شہریار سے مخاطب ہوکے فرمانے لگے جلد جا خبر اپنے آقا کی
لا وہ فی الفور چھاگل پانی سے بھر کر گیا اندر اُس تتق غبار کے داخل ہوا پانی چھڑک کر پہلے تو اُس
غبار کو کم کیا پھر چہرۂ شہریار پر نظر کی دیکھا کہ آنکھین بند ہین پسینہ آگیا ہو ہاتھ مانند ستون فولادی کے
سیدھا ہو گرز ہاتھ مین ہو پانون گھوڑے کے زمین مین دھنس گئے ہین عیار مذکور نے یہ حال دیکھکر
پانی چلو مین لیکر چہرۂ شہریار پر چھینٹا دے کے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذلیو قار ہوشیار ہو جیے احوال
مزاج بتائیے دیکھیے حریف آپ کا ضرب گرز لگا کر خوش ہوکے کہتا ہو کہ مین نے اپنے حریف کو
ہلاک کیا شاہزادے نے آنکھین کھولکر تقریر اُسکی سُنکے جواب دیا مین فضل خدا سے اچھا ہون کچھ اندیشہ
نہ کر یہ کہکے مرکب کو اپنے مہمیز کرکے پانون اُسکے زمین سے باہر کیے اُسوقت پھر غبار بلند ہوا کیونکہ مرکب
نے جب اشارۂ راکب سے پانون اپنے بصد قوت زمین سے نکالے گرد بہت اُڑی تھی الغرض
جب شہریار ہوشیار ہو چکا عیار تو بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین واسطے ظاہر کرنے حال شہریار
کے روانہ ہوا اُسنے پہونچکر حال مزاج شہریار سے بادشاہ لشکر اسلام کو آگاہ کیا اور پھر وہان سے

چلے

قریب شہریار آکے کھڑا ہوا شہریار نے قہرمان سے مخاطب ہوکے فرمایا او نابکار کسکو تو نے ہلاک
کیا تھا کہ خوش ہوتا تھا مین تو زندہ وسلامت ہون ذرا ابھی تیری ضرب گرز سے میرے دست و بازو کو صدمہ
نہین پہونچا ہی قہرمان شہریار کی تقریر سُنکے نہایت حیران ہوا دل مین کہنے لگا یہ جوان کتنا قوی و
شجاع ہی کہ میری ضرب گرز سے ہلاک ہونا تو کیسا ذرا دردمند بھی نہوا یہ دل مین کہا ایسا رعب و
خوف شہریار کا اسکو ہوا کہ نیم جان ہو گیا دل مین اسکے آیا کہ کسی حیلہ سے جنگاہ سے ٹل جاؤن اِس جوان
سے مقابلہ نہ کرون لیکن حیا اور قضا دامنگیر ہوئی دونون نے اُسے جنگاہ سے جانے نہ دیا ابھی
قہرمان اور جملہ کفار شہریار کے جانبر ہونے سے نہایت متحیر تھے بختگان صلصال و لاجورد شاہ
سے شہریار کی تعریف کرکے کہتا تھا کہ اب قہرمان ضرب گرز شہریار کو روکے گا تو حال معلوم
ہوگا عجب نہین کہ ضرب گرز رک نہ سکے اور پیوند خاک ہو جائے لاجورد شاہ اور صلصال جواب
دیتے تھے تو اہل اسلام کی تعریف بہت کرتا ہی خصوصاً اس جوان کی کہ جو قہرمان سے لڑ رہا ہے
اسکا کیا سبب ہی شاید تو بباطن مسلمان ہی کہ دوستون کے بارے مین کلمۂ بد زبان سے نکلتا ہی اور
جو دشمن ہین اُنکے باب مین کلمۂ نیک زبان سے نکلتا ہی صلصال نے اور لاجورد شاہ نے
جب یہ کہا بختگان نے جواب دیا مین مسلمان تو نہین ہون لیکن کلمۂ حق زبان پر جاری کرتا ہون جو جیسا
ہوتا ہی ویسا اُسے کہتا ہون عاقل ہون عقل کے ذریعہ سے ہر ایک بات سمجھ لیتا ہون ضبط ہو نہین
سکتا ہی کہہ دیتا ہون ہنوز بختگان لاجورد شاہ اور صلصال سے باتین کر رہا تھا کہ شہریار نے
قہرمان سے کہا او بے دین و بد آئین ہوشیار ہو جا کہ اب مین ضرب گرز لگاتا ہون اُسنے کہا ہوشیار
ہون ضرب گرز لگا وُ شاہزادے نے دونون قدم اپنے رکابون مین استوار رکھکے پشت فرس
سے بلند ہوکے مرکب کو آگے بڑھاکے گرز کو گردش دے کے اُسکے سر پر لگایا۔ قہرمان چونکہ
خوف و رعب شہریار سے نیم جان ہو چکا تھا ضرب گرز کا روکنا اپنے حق مین اچھا نہ جان کے
فی الفور پسپا ہوکے ضرب گرز کو خالی دے کے کہنے لگا ای جوان اب گرز سے نہ لڑونگا کیونکہ جنگ
نیزہ و گرز سے کرنا چندان مجھے پسند نہین ہی یہ کہکہ تیغہ نیام سے کھینچکر گدن کو آگے بڑھاکے خبردار
خبردار کہکے سر شہریار پر لگایا شاہزادے نے تیغہ اُسکا اِس ترکیب سے سپر پر روکا کہ وہ پٹ
پڑا اُسیوقت چالاکی سے ہاتھ بڑھاکر پنجہ اپنا اُسکی کلائی پر ڈالدیا قہرمان غضبناک ہوکے زور
کرنے لگا اِدھر یہ شاہزادہ بھی زور کرنے لگا آخر کار شاہزادے نے اُسکی کلائی کو فشردہ کرکے
تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اہل اسلام خوش ہوے خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران
دست چپ نہایت خوش ہوے اکثر سردارون مین سے باواز بلند اس طرح تعریف شہریار کی
کرنے لگے کہ ای شاہزادۂ ذیوقار و نامدار و ای شہریار شجاعت شعار آپ ایسے شجاع و بہادر ہین
کہ ہمسر آپ کا کوئی نہین ہی اور بہادر آپ ایسے ہین کہ دنیا مین مثل و نظیر آپ کا نہین ہی یہ زور خداداد
ہی کہ قہرمان ایسے قوی پہلوان کے ہاتھ سے تیغہ چھین لیا ہی خدا آپ کو دشمنون کی نظر بد سے بچائے
اب ای شاہزادۂ ذیجاہ دشمن آپ کا خالی ہاتھ ہی تیغہ آپ چھین چکے ہین تامل نہ کیجیے گا دشمن کو بھاگنے
نہ دیجیے گا پشت کر گدن سے اُٹھا لیجیے گا اگر راہ راست پر آئے تو خیر ورنہ اِس طرح خاک پر ٹپک

دیکھیے گا کہ پیوند خاک ہو جائے اِدھر تو اہل اسلام مصروف تعریف شہر یار تھے اور جملہ کفار کو یہ صدمہ تھا کہ حیف قہرمان کے ہاتھ سے شہر یار نے تیغہ چھین لیا شاہزادہ قوت مین غالب ہوا قہرمان مغلوب ہوا بختگان لاجور دشاہ اور صلصال سے کہتا تھا کیجے قہرمان کے ہاتھ سے شہر یار نے تیغہ چھین لیا گھٹ بڑھ قوت مین ہر ایک کی معلوم ہو گئی ہین تنے جو کہا تھا آثار اُسکے ظاہر ہوتے جاتے ہین آپ مجھے جھوٹا جانتے ہین اب بھی خیر ہی یہان سے جلد بھاگیے دیر نہ کیجے قہرمان کے جانبر ہونے کا بھروسا اور امید نہ کیجے اِسکو اب مردہ تصور کیجیے ذرا دیکھیے تو کہ قہرمان کے رخ پر ابھی سے مردنی ظاہر ہوئی ہی لاجور دشاہ اور صلصال وغیرہ جملہ کفار کو حیرت تھی ہر ایک کو تردد تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی بظاہر قہرمان مغلوب ہو چکا ہی شہر یار غالب ہوا ہی آثار بد پائے جاتے ہین اور قہرمان بھی تیغہ چھین جانے سے شمشیر غم والم سے دلفگار ہو گیا تھا چہرہ زرد ہو گیا تھا حیرت سے مثل تصویر بحس وحرکت تھا زندگی سے ناامید تھا کبھی اپنے دل مین کہتا تھا کہ بھاگون کبھی حیا و شرم سے خیال کرتا تھا کہ بھاگنا اچھا نہین ہی باعث ذلت و بدنامی ہی مرجانا ہی ذلت سے بہتر ہی آخر اُسنے مرنا گوارہ کر کے دلیرانہ ہاتھ اپنا کمر زنجیر مین ڈالدیا اور چاہا کہ شہر یار کو پشت فرس سے جدا کر کے زمین پر اِسے ٹپک دیجیے کہ پیوند خاک ہو جائے شہر یار نے اُسکے ارادے سے آگاہ ہو کے خود بھی اُسکی زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا پھر دونون دلاور زور کرنے لگے اُنکے زور کرنے سے کرگدن اور مرکب پسینے مین تر ہو گئے تھے زبانین باہر نکال دی تھین گھٹنے زمین پر ٹیک دیے تھے جب یہ حال دیکھا شاطرون نے دونون لشکرون سے نکلکر قریب آکے کہا ای بہادرو اگر ارادہ کشتی لڑنے کا ہی تو کرگدن اور مرکب سے اُترکر کشتی لڑو دیکھو تمہاری زور آزمائی سے اِن بیچارون حیوانون کا کیا حال ہی قریب المرگ ہو گئے ہین بس یہ حیوان تمہاری زور آزمائی کی تاب نہین لاسکتے ہین ہان گاؤ زمین تمہارے بار کو اُٹھائیگی اور تمہاری زور آزمائی کی متحمل ہو گی قہرمان اور شہر یار نے اُنکی تقریر کو سُنکے راے اُنکی پسند کر کے کرگدن اور مرکب سے اُترکے دامنون کو گردان کے باہم لپٹ کے لڑنا شروع کیا جب کشتی ہونے لگی لاجور دشاہ اور صلصال اور بادشاہ لشکر اسلام نے خیال کیا کہ یہ کشتی دیر تک ہو گی عجب نہین کہ ایک دن یا کم وزیادہ اِس سے ہو بس کب تک کھڑے رہینگے بہتر یہ ہی کہ بیٹھکر کشتی دیکھین یہ خیال کر کے شاہون کے حکم سے اُسیوقت بارگاہین اور خیام فراشون اور خدام نے برپا اور ایستادہ کیے میزین اور کرسیان اور دنگل بعد فرش بچھانے کے ساتھ قرینہ کے ہر ایک کو رکھدیا اُدھر لاجور دشاہ اور صلصال سواریون سے اُترکر مع اپنے سرداران لشکر کے بارگاہ اور خیام مین بیٹھے پردے بارگاہ اور خیام کے اُٹھوا دیے اِدھر بادشاہ لشکر اسلام بھی بارگاہ مین تشریف لاکر بالاے تخت رونق افزا ہوے سرداران لشکر دنگلون پر بیٹھے اکثر اشخاص کرسیون پر بیٹھے پردے بارگاہ اور خیام کے واسطے دیکھنے کشتی کے اُٹھوا دیے سوار لشکر کفار وسپاہ اسلام کے بھی مرکبون سے اُترکر زین پوش بچھا کے اُنپر مسلح بیٹھکر بنظر غور کشتی دیکھنے لگے اُسوقت واسطے دیکھنے کشتی کے اور بحجت فروخت کرنے مال واسباب واشیاے خوردنی ونوشیدنی کے دوکاندار قریب تر آگئے لشکرون کی بازارین

اُٹھ آئین گرم بازاری ہوتی گئی سوار و پیادہ اشیاے مطلوب خرید کرنے لگے مردمان بازاری اُنکے ہاتھ
فروخت کرنے لگے اُدھر تو لشکر کے بازارون مین مردم خرید و فروخت کر رہے ہین اِدھر کشتی ہو رہی ہی
جب قہرمان کوئی پیچ کرتا تھا شہریار اُسکا توڑ کرتا تھا وہ اپنے اُس بند سے نا امید ہو جاتا تھا کہ اِس سے
حریف زیر نہوگا کیونکہ اِس پیچ کا اِسکو توڑ یاد ہی یہ سمجھکر دوسرا پیچ کرتا تھا شہریار اُسکا بھی توڑ کرکے کہتا تھا
اَی قہرمان جسقدر تیرا دل چاہتے زور کر اور جتنے تجکو پیچ یاد ہون سب ہی اِسوقت صرف کر دیکھون تو تیری کد و
کوشش سے کیا ہوتا ہی وہ یہ سنکے برہم ہوکے متواتر جد آگاہ پیچ کرتا تھا شہریار اُنسے بچتا تھا کفار و دیندار
اُنکی کشتی دیکھتے تھے اہل اِسلام شہریار کی تعریف کرتے جاتے تھے اور کفار دل قہرمان کا بڑھاتے جاتے
تھے راوی ناقل ہی کہ دوپہر تک باہم خوب کشتی ہوئی بعد دوپہر کے قہرمان نے تھک کر کہا اَی شہریار
یہ زور آخری ہی ہوشیار رہنا شاہزادہ نے جوابدیا مین خبردار ہون اُسنے دونون ہاتھ اپنے شہریار کے
شانون پر رکھکر سینۂ شاہزادہ سے سر اپنا ملاکر جسقدر اُسمین قوت تھی زور کیا اور شاہزادہ کو ریل کر تین قدم
تک لیگیا پھر جھٹکا دیا ایسا کہ پایان گھٹنا شاہزادہ کا زمین سے آشنا ہوا اُسوقت اُسنے شاہزادہ کی کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر ہر چند خوب زور کیا اور چاہا کہ زمین سے اُٹھا لیجیے لیکن لنگر اُکھڑ نہ سکا آخر تھک گیا ہمت پست
ہوگئی زنجیر کمر شاہزادہ سے ہاتھ اپنا نکالکر کہنے لگا مین تو زور کر چکا دم میرا پھول گیا اب تم زور کرو یا نہ کرو
تمکو اختیار ہی شہریار نے جوابدیا زور نہ کرنا کیا معنی جب وقت تیرے زیر کرنیکا آیا ہی اُسوقت تجکو چھوڑ
دونگا یہ تو مجھ سے نہوگا یہ کہکر کہا ہوشیار ہو جا کہ اب مین زور کرتا ہون اُسنے مجبوری کہا خیر تمہین اختیار ہی زور کرو
بہتر تو یہ ہی کہ اب کل مقابلہ کرنا شاہزادہ نے جوابدیا او مکار تو مجکو فریب دیکر اپنی جان بچانا چاہتا ہی مین
کب تیرے فریب مین آتا ہون یہ کہکر اُسکے شانون پر دونون ہاتھ اپنے رکھکر سر اپنا اُسکے سینہ سے ملاکر
نعرہ ارخبردار کہکر زور کرکے اُسکو پسپا کرنا شروع کیا یہانتک کہ ریل کر اُسکو دس قدم کے فاصلہ تک لیگیا بعدہ
ایسا جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے اُسکے زمین سے آشنا ہوے اُسوقت اُسکی کمر زنجیر آہنی مین داہنا ہاتھ ڈالکر
نعرۂ اللہ اکبر کرکے زور اول مین اپنے گھٹنون تک دوسرے زور مین تا سینہ تیسرے زور مین سر سے اپنے
بلند کرکے گردش دیکے کہا اَی قہرمان حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اُس بدانجام نے اُسوقت
بھی مسلمان ہونے سے انکار کیا اور کہا سواے خداوند تمثال آئینہ رو کے مین نے کسی خداوند کو آجتک
سجدہ کیا ہی نہ کرونگا اگرچہ ہلاک ہو جاؤن شہریار نے یہ تقریر اُسکی سُنکے نہایت غضبناک ہوکے پھر گردش
اُسکو دیکے اِسطرح خاک پر پٹکا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا ہوئی اُسوقت قہرمان نے چاہا تھا کہ جلد تر خاک
سے اُٹھکر اپنے لشکر مین بھاگ جاؤن حریف سے جان بچاؤن ذلت ہوگی تو ہو جان کے آگے عزت و آبرو کا
خیال بیکار ہی لیکن شہریار نے اُسکو اِتنی مہلت نہ دی کہ وہ تمناے دل نکالے فوراً پٹکتے ہی اُسکے سینہ پر
سوار ہوکے بصد عجلت بقوت تمام تر گردن اُسکی مروڑکر سر اُسکا دھڑ سے اُسکے کھینچ لیا تن و سر اُسکا خاک پر
تڑپنے لگا شہریار اُسکا کام تمام کرکے سر اُسکا ہاتھ مین لیے ہوے اُٹھا پھر نوک نیزہ پر بلند کیا اہل اِسلام
نے قہرمان کے ہلاک ہونے سے خوش ہوکر بے اختیار یکبار شور و غل کیا باواز بلند تعریف شہریار کی کی
بادشاہ لشکر اِسلام نے بھی از حد شادمان ہوکے شہریار کی تعریف کی کشتیان زر و جواہر کی طلب کرکے
زر و جواہر اُسپر نثار کیا پھر پیار سے اُسے سینہ سے لگایا کفار قہرمان کے ہلاک ہونے سے نہایت غمگین

ہوے اکثر اُسکی فوج کے سوار و سردار اُسکے غم مین رونے لگے اور کہنے لگے بعد ایسے بادشاہ قدردان
کے زندہ رہنا ناگوار ہی ہمنے اُسکا مدتون نمک کھایا ہی آج اُسکو ہمارے سامنے اُسکے دشمن نے ہلاک
کیا ہی ہمنے یہ تیغ و سپر بیکار باندھی ہی ہم مرد ہین نامرد نہین ہین ضرور اپنے بادشاہ کے خون کا عوض لینگے
قاتل کو اپنے بادشاہ کے قتل کرینگے ہم نمک حلال ہین حق نمک ادا کرینگے اگر جنگ مغلوبہ ہوگی تو کیا خوف ہی
لڑ بھڑ کر مر جائینگے ساتھ اپنے بادشاہ کے دنیا سے سوے عدم جائینگے یہ کہکر وہ سب نابکار براے قتل
شہریار آگے بڑھے اُسوقت کرکیتون نے بھی اپنی تقریر سے جملہ کفار کو خوب ہی آمادۂ جنگ کیا جسکا
ارادہ لڑنیکا نہ تھا وہ بھی اُنکی تقریر سُنکے لڑنے پر آمادہ ہوگیا یہانتک کہ جملہ لشکریان قہرمان کہ تعداد اُنکی
پانچ لاکھ تھی آلات حرب و ضرب ہاتھون مین لیکر مانند دریاے قہار کے بڑھے اور شہریار پر حملہ ور
ہوے اِدھر شہریار نے جلد مرکب پر سوار ہوکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اُنکو قتل کرنا شروع کیا
جب کفار نے یکبارگی حملہ کیا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی سوار ہوکے اپنے تمامی لشکر کو حکم بڑھنے کا دیا
فوراً تمام اہل اسلام مرکبون پر سوار ہوکے تیغین علم کرکے گرز ہاتھون مین لیکے نعرے کرکے بڑھے جب
دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی مردمان بازاری اپنا مال و اسباب چھوڑکے بھاگے تاجرون نے اپنے
مال سے ہاتھ اُٹھاکے متاع جان کا یون خیال کیا کہ متاع جان وہ بیش بہا ہی کہ جسکی قیمت کماحقہ کوئی بھی دے
نہین سکتا ہی اگر یہ لڑائی مین تلف ہو جائیگی تو غضب ہو جائیگا اِسکو جسطرح ہو سکے بچانا چاہیے اور مال و اسباب
کا کچھ خیال نہ کرنا چاہیے کیونکہ آگے اس متاع کے اسباب و مال کیا مال ہی یہ خیال کرکے وہ اور جملہ دوکاندار
خوف جان سے اپنا اپنا مال و اسباب چھوڑکر بھاگے یہان تلوار چل رہی تھی کافر و دیندار لڑ رہے تھے
کہ صلصال نے لاجوردشاہ سے کہا میرا دل چاہتا ہو کہ مین بھی مع اپنی سپاہ کے لشکر اسلام پر
حملہ آور ہون جہانتک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل کرون کینہ دیرینہ کو دل سے نکالون ایسا وقت پھر
ہاتھ نہ آئیگا کیونکہ جب دو تین لشکر باہم لڑینگے اہل اسلام تاب جنگ نہ لاکر بھاگین گے وقت بھاگنے
کے ہم اُنکو گھیرکے قتل کر ڈالین گے اگر مناسب ہو تو آپ بھی مع اپنی سپاہ کے مسلمانون پر حملہ
کیجیے اُنکو قتل کیجیے کیونکہ اِن لوگون نے آپ کو بھی بہت صدمے دیئے ہین لاجوردشاہ
نے کہا مین تمہاری راے کو پسند کرتا ہون تمہارے ساتھ لشکر اسلام پر ابھی حملہ کرتا ہون اِدھر
بختگان نے صلصال اور لاجوردشاہ سے کہا یاد کیجیے جو مین نے کہا تھا آخر وہی ہوا شہریار
نے قہرمان کو ہلاک کیا آپ جانتے تھے کہ قہرمان رویین تن ہی اُسے کوئی ہلاک کر نہ سکے گا یہ
آپ کا خیال خام تھا یہ اہل اسلام ایسے قوی ہین کہ جب کبھی قید کہین ہو جاتے ہین اور اِنکو طوق
و زنجیر وغیرہ مین جکڑ دیتے ہین اور زندان مین قید کرتے ہین اُسوقت تک زمانہ رہائی کا نہین
ہوتا ہی یہ ہتھکڑی اور بیڑی اور زنجیر پہنے رہتے ہین اور جب وقت اِنکی رہائی کا آتا ہی تو زنجیر و
طوق وغیرہ کو کہ وہ آہنی و نہایت محکم و گرانبار ہوتا ہی اُسے مانند تارہاے عنکبوت کے
توڑکر پھینکدیتے ہین فولادی لوہے کے اِنکی قوت کے آگے کچھ بھی حقیقت نہین ہی جب لوہا
اِنکے ہاتھ مین آتا ہی گویا موم ہو جاتا ہی بس ایسے قوی بہادرون کے آگے حریف کا قتل کرڈالنا
کچھ مشکل نہین ہی اگر شہریار نے قہرمان کے سر کو اُسکے دھڑ سے کھینچ لیا تو کیا مقام حیرت ہی اگرچہ

وہ روئین تن تھا لیکن یہ بھی تو کیسے قوی ہین کہ جنکی اڑنے قوت کا حال ابھی مین نے بیان کیا ہر آیسے
بہادرون سے آپ دونون صاحب اسوقت لڑنے کو بڑھتے ہین اچھا نہین کرتے ہین
اسے بھی یاد رکھیے گا کہ جو آپ کا مطلب دلی ہر وہ ہرگز بر نہ آئیگا مسلمان کبھی نہ بھاگین گے
آپ اُنکو گھیر کر قتل نہ کر سکین گے میری راے تو یہ ہر کہ اسوقت اہل اسلام فوج قہرمان سے
لڑ رہے ہین بے خوف وخطر یہان سے کسی طرف بھاگیے اسوقت یہ آپ کا تعاقب نہ کرینگے
اور اگر اُنپر حملہ آور ہوجیے گا تو کچھ فائدہ نہوگا انجام کار بھاگئیے گا اس حکم کو بھی میرے یاد رکھیے گا
اگرچہ مین علم نجوم ورمل سے یہ حکم نہین لگاتا ہون صرف عقل کے ذریعہ سے یہ حکم لگا یا ہر لاجورد
شاہ اور صلصال نے کہا ہم تیری راے پسند نہین کرتے ہمارے دل مین مسلمانون سے کینہ
ہر اور یہ وقت مسلمانون پر گونہ سخت ہر بس ایسے وقت مین ہم ان مسلمانون کو ضرور قتل کرینگے
یہ کہکر ایک جانب سے صلصال نابکار لشکر اہل اسلام پر مع اپنی سپاہ کے حملہ آور ہوا دوسری
جانب سے لاجورد شاہ ہمراہ اپنی سپاہ کو لیکر اہل اسلام پر گرا اب چار دریاے لشکر باہم مل گئے
اول تو پہلے ہی تلوار خوب چل رہی تھی کافر دو بیندار قتل ہو رہے تھے لاش پر لاش گر رہی تھی
اب اور بھی لڑائی مین ترقی ہوئی تین جانب لشکر کفار ایک سمت اہل اسلام اُسوقت کی
لڑائی بہادرون کی قابل دید تھی وہ ہر مجمع مین برق شمشیر کا دمبدم چمکنا وہ ہر سمت سیاہ ڈھالون کا
مانند گھٹاے اُٹھنا وہ پے در پے بارش تیرون کی وہ کمانون کا کڑکنا وہ رعدآسا دلاورون کا
نعرے کرنا وہ نیزون کا دمبدم اُٹھنا وہ سنانون کا چمکنا وہ ضرب گرز بالاے گرز وہ اُسکی
صداے مہیب وہ دلاورون کا برزل دبگیر کہنا وہ کوتل گھوڑون کا میدان جنگ مین دوڑنا
وہ گرد وغبار کا بلند ہونا وہ کڑکیتون کا کفار کو آواز بلند آنا وہ جھنگار کرنا وہ زخمیون کا مرکبون
سے بالاے خاک گرنا اور مانند مرغ نیم بسمل کے زمین پر تڑپنا حالت تشنگی مین پانی طلب کرنا اور
کسی کا نہ دینا وہ اُن زخمیون کا درد زخمہاے کاری سے دمبدم کراہنا نالہ وفریاد کرنا کسیکا
اُنپر رحم نہ کرنا بلکہ جنگ مغلوبہ کی حالت مین کشتون اور زخمیون کا پامال سم اسپان ہوجانا اور وہ
سوار وپیادون کا دم بدم قتل ہونا وہ اُنکے سروتن کا زمین پر گرنا وہ چقاچاق خنجر وہ
تلوارون کی جھنکار وہ گھوڑون کی گشت سے اوج غبار وہ جابجا لاشون کے ڈھیر کشتون کے
انبار وہ دریاے خون دلاوران کا عرصۂ جنگ مین روان ہونا وہ لاشون کا اُسمین مانند
زورقون کے نظر آنا وہ سرہاے کشتگان کا دریاے خون مین حبابون کے مانند دکھائی دینا
وہ نقیبون کا آواز بلند اہل اسلام کو اپنی تقریر سے پسپا نہونے دینا اہل اسلام کا بڑھ بڑھکر
لڑنا راوی بیان کرتا ہر کہ ہنوز جنگ عظیم ہو رہی تھی یعنی گرمی بازار جنگ مین امیر ثانی جو
پردۂ قاف سے قریشیہ ثانی سے رخصت ہوکے تخت پر سوار ہوکے روانہ ہوے تھے
قریب اپنے لشکر کے پہونچے دیکھا کہ جنگ عظیم ہو رہی ہر کوسون تک سپاہ ہی سپاہ نظر آتی ہے
وہ دیو جو تخت امیر ثانی کا اُٹھائے ہوے تھے اُنھون نے اسقدر کثرت بنی آدم کی دیکھکر
خوش ہوکر عرض کیا اے امیر ثانی ہم بہت بھوکے رہتے ہین غذاے لذیذ نہ ملنے سے سیر ہوکر

نہین کھاتے ہین ہم سب غذاؤن سے لذیذ تر گوشت بنی آدم کو جانتے ہین اگر کبھی بنی آدم کو بکثرت
کھا جاتے ہین اُسدن البتہ پیٹ ہمارے بھرتے ہین اور خوش بھی بہت ہوتے ہین اِسوقت یہان
بنی آدم بکثرت بلکہ لاکھون نظر آتے ہین اگر حکم ہو تو ہم اِنکو کھا کر اپنے پیٹ بھر لین امیر ثانی نے
فرمایا اول تو بنی آدم کے گوشت کا کھانا خلاف شرع ہی دوسرے یہ جو دو رنگ مردمان سیاہ
نظر آتے ہین اِنمین اہل اِسلام بھی ہین اور کفار بھی ہین اُنھون نے عرض کیا ہم اہل اِسلام و کفار
کو خوب پہچانتے ہین دوست و دشمن کو آپ کے جانتے ہین ہرگز ہم اہل اسلام کو نہ کھائین گے
ہان کفار کو کہ وہ آپ کے دشمن ہین اور اِس وقت آپکی سرداران سپاہ و مردمان سیاہ سے
لڑ رہے ہین صرف اُنھین کو کھائین گے اگر حکم آپ کا پائین گے امیر ثانی نے فرمایا تم اب
تخت کو بالاے زمین بلندی سے لیچلو جلد ہمکو عین لشکر مین پہونچا دو خبردار تم کافر و مسلمان کو
نہ کھانا ہان کفار کو اپنی صورتین دکھا کر دور سے ڈرا دینا دیو حسب الحکم تخت زمین پر لائے
امیر ثانی تخت سے اُتر کر تیغ و سپر لے کر اپنے لشکر سے ایک مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کے
نعرہ کر کے کفار پر حملہ آور ہوے کفار نعرہ امیر ثانی کا سُنکے گھبرائے حواس منتشر ہوے
خصوصاً صلصال اور لاجورد شاہ بہت گھبرائے بختگان نے کہا سُنا آپ نے نعرہ امیر
ثانی کا یہ کیا اپنے لشکر مین آئے گویا ہم لوگون کی قبض روح کو ملک الموت آئے اب بتائیے
کیا ارادہ ہے اب بھی یہان سے بھاگیے گا یا نہین یا اِسی میدان مین دست امیر ثانی
سے قتل ہو جائیے گا اور اپنے ساتھ اپنے مردمان سیاہ کو بھی قتل کرائیے گا ہنوز لاجورد شاہ
نے صلصال بدکردار کو جواب نہ دیا تھا کہ یکایک وہ چارون دیو جو تخت امیر ثانی کو
اپنے دوش پر اُٹھا کے پردہ قاف سے لائے تھے اُنھون نے اپنے تئین ظاہر کر کے
کفار بدکردار کی طرف بڑھے اور امیر ثانی کی نظر بچا بچا کے کفار کو اُٹھا اُٹھا کے کھانا شروع
کیا دیو کفار کو ہیم کھاتے جاتے تھے اور خوش ہوتے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ دیکھتے
رہو کہ امیر ثانی ہمین اور تمھین اِن آدم زاد کو کھاتے ہوے نہ دیکھ لین ورنہ وہ ضرور سزاے سخت
دینگے اُنکے عتاب کے ہم متحمل نہین ہین اور یہ بھی نہین ہوسکتا ہی کہ حالت گرسنگی مین غذاے
لذیذ سامنے بکثرت موجود ہو اور اُسے نہ کھائین آج ایک مدت مدید زمانہ بعید کے بعد یہ
غذاے لذیذ میسر آئی ہی جہانتک ہوسکے کھا لین لطف زندگی اُٹھا لین پھر ایسا وقت ہاتھ
نہ آئے گا یہ کہتے جاتے تھے اور کفار کو کھاتے جاتے تھے اِدھر تو اہل اِسلام نعرہ امیر
سُنکے شادمان ہوے تھے اُدھر کفار نعرہ امیر ثانی سُنکے پریشان خاطر ہوے تھے اب دیوون
نے جو شکلین ہیبت ناک اپنی اُنھین دکھائین اور اُنھین اُٹھا اُٹھا کے کھانا شروع کیا کفار یا
تو جمے ہوے لڑ رہے تھے یا دفعتاً پسپا ہو کے بھاگنے لگے لاجورد شاہ اور صلصال جانب
شہر صندل بھاگے اُنکے ساتھ اُنکی فوجین باقی ماندہ بھاگین مردمان سیاہ قہرمان ہزارہا
قتل و ہلاک ہو چکے تھے جب لاجورد شاہ و صلصال بھاگے باقیماندہ مردمان سیاہ قہرمان کے بھی پانؤن
اُٹھ گئے ہزارون تو اُنھین کے ساتھ جنگاہ سے گریزان ہوے جو رہگئے وہ قتل ہوے اہل اِسلام نے کسی کو جیتا نکلنے

تعاقب کیا بعدہ اپنے لشکر کیطرف مراجعت کرکے کفار کے خیام و بارگاہ اور اسباب انواع و اقسام
کو غارت کیا امیر ثانی نے اُسی وقت چند ہرکارون کو حکم دیا جلد جاؤ اور یہ خبر لاؤ کہ لاجورد شاہ
اور صلصال یہانسے بھاگ کر کس طرف گئے ہین ہرکارے حسب الحکم روانہ ہوے امیر ثانی
ہرکارون کو روانہ کرکے خدمت بادشاہ لشکر مین آئے بادشاہ کو تسلیم کرکے خاموش کھڑے
ہوے شاہ موصوف نے بعد مزاج پرسی و استفسار حال کے فرمایا ہمکو بہت تردد تھا خیر خداوندعالم
کی عنایت سے آپ کا لشکر مین آنا ہوا اور عین وقت پر آنا ہوا امیر ثانی نے عرض کیا مجھے بھی
شوق قدمبوسی بہت تھا اسی وجہ سے پردۂ قاف مین زیادہ قیام پذیر نہین ہوا جلد حاضر ہوا ابھی
امیر ثانی یہ عرض کر رہے تھے کہ جملہ سرداران سپاہ حاضر خدمت امیر ہوے سب نے واسطے
سلام کے سر جھکائے امیر ثانی نے سب کو دیکھکر خوش ہوکے ہر ایک کے سلام کا جواب دیا بعدہ
باشارۂ بادشاہ لشکر میدان جنگ سے بفتح و فیروزی ہمراہ رکاب بادشاہ مع تمامی سپاہ کے
فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ ہنگام جنگ خیامگاہ سپاہ پر پہونچے بادشاہ لشکر
اِسلام تخت سے اُترکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے ہمراہ اِنکے امیر ثانی اور جملہ سرداران سپاہ بھی
مرکبون سے اُترکر داخل بارگاہ ہوے سوار و پیادے بھی اپنے خیام مین گئے بادشاہ لشکر اسلام
بارگاہ سلیمانی مین جاکر بالاے تخت بیٹھے امیر ثانی اپنے دنگل پر اور جملہ سرداران لشکر جو موجود تھے
اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ لشکر اِسلام نے امیر ثانی سے مخاطب ہوکر فرمایا
شکر ہی خدا کا کہ یہان بھی ہم کفار پر فتحیاب ہوے گو کشت و خون بہت ہوا کفار و اہل اِسلام بہت
کام آئے یہ جنگ ابھی سر ہوتی آپ کے آنے سے اور فضل خدا شامل حال ہونے سے فتح ہوئی
دل نہایت خوش ہوا چاہتے ہین خوشی خاطر ظاہر بھی کرین لہذا پہلے تو وہ اہل اِسلام جو ہمارے
لشکر کے آج قتل ہوے ہین دفن کیے جائین بعدہ بزم عشرت نہایت تکلف سے بارگاہ شاہی
مین آراستہ کیجائے تاکہ چند روز جشن کرین امیر ثانی نے اپنے دنگل سے اُٹھکر عرض کیا جو ارشاد
ہوا ہی ایساہی ہوگا یہ عرض کرکے اپنے دنگل پر بیٹھکر ملازمون کو حکم دیا کہ جو اہل اِسلام آج قتل ہوے
ہین اُنکو جاکر دفن کرو اور تعداد کشتون کی آکر بیان کرو کہ اہل اِسلام کسقدر قتل ہوے اور کفار
کتنے مارے گئے ملازم مذکور یہ حکم پاکر روانہ ہوے لاشے اہل اِسلام کے دفن کرنے لگے جب وہ
دفن کشتگان اہل اِسلام سے اور شمار کشتگان کفار سے فارغ ہوے خدمت امیر ثانی مین حاضر
ہوکے دست بستہ یون عرض کنان ہوے کہ ہم نمکخوارون نے حکم کی تعمیل کی لاشے جملہ اہل اسلام
کے جو آج قتل ہوے تھے اُنھین دفن کرادیا تعداد کشتون کی پانچ ہزار تھی اور شمار سے کشتگان
کفار کے معلوم ہوا کہ وہ سب قریب دس ہزار سوار و پیادون کے قتل ہوے ہین یہ عرض کرکے
ملازمان مذکور تو بارگاہ کے باہر گئے لیکن اُسوقت دربار گاہ سلیمانی پر کچھ شور و غل ہوا امیر ثانی
نے خدام سے فرمایا دریافت تو کرو کہ یہ شور و غل کیسا ہی اُنھون نے جاکر دریافت کرکے خدمت
امیر ثانی مین آکے دست بستہ عرض کیا کہ چار دیو دربارگاہ پر آئے ہین وہ کچھ اپنی زبان مین
کہتے ہین اُنکی گفتگو سمجھ مین نہین آتی ہی خدام بارگاہ اُنکو ہٹاتے ہین تو وہ نہین ہٹتے ہین امیر ثانی

نے فرمایا اُن دیوون کو ہمارے روبرو لے آؤ وہ ملازم گئے اور اُنکو بارگاہ مین لائے دیوؤن نے دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اب ہمکو کیا حکم ہوتا ہو اگر حکم ہو تو حاضر رہین ورنہ رسید اپنے یہان لشکر مین داخل ہونے کی ہمین دیجیے تاکہ ہم جا کر اپنی مالکہ کو دیدین امیر ثانی نے اُنکی تقریر سُنکے اپنے پہونچنے کا حال ایک پرچہ قرطاس پر لکھوا کر اُنکو دیا اور اُنکی زبان مین اُنسے کہا کہ ہماری طرف سے قمر لشیشہ ثانی سے کہنا کہ عمر و ثانی اگر اپنے ہوش و حواس مین آیا ہو تو جلد اُسے ہمارے پاس روانہ کرو ورنہ اُسکی صحت مزاج کی تدبیر کرو دیوؤن نے ارشاد امیر ثانی کو سُنکے بارگاہ سے نکل گئے جو پرواز کیا دیو تو سوئے پردہ قاف روانہ ہوئے لیکن امیر ثانی نے حسب ارشاد بادشاہ لشکر ملازمون کو بزم عشرت کے آراستہ کرنے کا حکم دیا اُنھون نے جلد تر بزم عشرت آراستہ کی بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر و دیگر اشخاص ذی عزت و حرمت داخل بزم عشرت ہوکے علے قدر مراتب تخت جواہر نگار اور دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے اُسوقت حکم امیر ثانی سے ساقیان گلرخسار کشتیان بادۂ گلنار کی مع جامہاے یاقوت بلورین لیکر حاضر ہوے اور حکم پاکر شیشون سے شراب ناب جام و ساغر مین اُنڈیل اُنڈیل کر اہل بزم کو جام پر جام دینے لگے ہر ایک شراب پینے لگا جب سب خرد و کلان اعلےٰ ادنیٰ شراب پی چکے اور ساقیان گلرو کشتیان شراب کی اور قابین گزک کی اُٹھا کے لیگئے اُسدم حکم امیر ثانی سے ایک رقاصہ نہایت حسین و خوبرو خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوکے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی کو سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے کھڑی ہو کر رقص کرنے لگی ہر ایک سازندہ ساز بجانے لگا سب اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے اکثر سرداران لشکر بجاے خود اُسکے رقص کی تعریف کرنے لگے جب وہ رقاصہ رقص کرچکی پھر ٹھہر کے اُسنے یہ غزل شروع کی

غزل

پیری مین بھی یہ حسن کا اُسکے وفور تھا
اُسکو جو ناز تھا تو ہمین بھی غرور تھا
آنکھین جو مئے معشوق کی پھیرین جام کیطرح
گردن کشون کے سر کو جھکانا ضرور تھا
حسرت زدون کی لاش ہے اوپر جبکی نگاہ
میدان عشق مین وہ جوان غیور تھا

ہر حال مین شکستہ دل ناصبور تھا
موئے سفید نور کے تڑکے کا نور تھا
معراج مین جو عرش علا پر نبی گئے
کیف شراب نشۂ زر کا سرور تھا
ایک دن جو مین گور غریبان گذر رہا
ایک ڈھیر آرزو کا میان قبور تھا

شیشہ بھی تھا تو سنگ حوادث سے چور تھا
الفت کا جا بجا ہین کے دلبین وفور تھا
معلوم جب ہوا کہ یہ انسان بھی دور تھا
وارثون ہلال چرخ بنا تا نہ کیون خدا
مرنے پہ بھی یہ خواہش دل کا وفور تھا
اے شاد سر فروشی فرہاد کیا کہون

جب غزل مندرجہ وہ رقاصہ بناز و ادا و کرشمہ گاکے تمام کر چکی کچھ اہل بزم کو خوش و مسرور نہ دیکھکر سمجھی کہ اس غزل کے شاید اشعار پسند خاطر اہل بزم نہین ہوے لہذا اب ایسی کوئی غزل گانا چاہیے کہ جملہ اہل بزم خوش ہون یہ خیال کرکے اُسنے یہ غزل شروع کی

غزل

لگا سکتے ہین دل نازک بت سفاک خود سر سے / ابھی ہم آپ شیشہ توڑتے ہین آج پتھر سے
چھڑکتے ہین پسینہ ابروؤن کا بوجھ سے کس پر / وہ اپنے کشتون کو نہلا رہے ہین آب خنجر سے
ازل کے روز سے گردش رہی مجھ زہر کش کو / مشابہ ہو خط تقدیر میرا خط ساغر سے
لیے ہین خواب مین اُس حور وش کے ہونٹون کے بوسے / مگر دھو یا ہے ہمنے مُنھ کو اپنے حوض کوثر سے

نہین وہ گل جو پہلو مین تو کروٹ لینی مشکل ہو
سوال وصل پر اُس ترک کے ابرو کو جنبش ہو
نہ پوچھو حال کچھ اُس بیوفا کی کج ادائی کا

سوا ہو فرش گل اپنے لیے کانٹون کے بستر سے
یہ مطلب ہو کہ شائق قتل تجکو دم مین خنجر سے
خدا محفوظ رکھے ایسے فتنون یا ستمگر سے

اہل بزم اشعار غزل مرقومۂ بالا سنکے خوش ہونے لگے بجاے خود نوجوان تعریف کرنے لگے جب وہ نازنین غزل مسطور کو تمام کر چکی باشارۂ امیر ثانی ملازمون نے زر کثیر اُسے دیکے رخصت کیا بعد اُسکے جانے کے اور ایک رقاصہ مع اپنے سازندون کے بحکم امیر ثانی بزم عشرت مین حاضر ہوکے رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم ناچ اُسکا دیکھنے لگے گانا سننے لگے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر اسلام تو بزم عشرت مین بیٹھے ہوے ہین امیر ثانی کی تشریف لانے اور فتح کفار پر پانے کی خوشی مین جشن کیا ہو ہرکارے واسطے دریافت حال لاجورد شاہ اور صلصال نابکار کے گئے ہین امیر کو اُنکے آنے کا انتظار ہو لشکر اُترا ہوا ہو کوچ کرنے کا ابھی عزم نہین ہو لیکن دیکھیے کب ہرکارے خبر لاجورد شاہ لاتے ہین اور کب جشن موقوف ہوتا ہے اور کب امیر ثانی مع لشکر کوچ کرتے ہین

داستان جانا دیوون کا خدمت قریشہ ثانی مین اور ہوش مین آنا عمرو ثانی وغیرہ عیارون کا کوشش قریشہ ثانی سے پھر رخصت ہونا عیارون کا اور عیاری کرکے رہا کرنا رستم ثانی کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ مؤلف

پلا ساقیا وہ مے مشکبو
کہ ساقی اب آیا ہو وقت خمار
لکھون حال اک خیر اندیش کا
لکھون ماجرا پانچ عیار کا

کہ پی ہو نہ جمشید نے بھی کبھو
پھرون مین تو نشہ مین اے سیمبر
رقم کچھ کرون حال درویش کا
دکھاؤن طبیعت کا پھر اپنی رنگ

میری طبع کیونکر نہو بیقرار
پرستان کی لاؤن ابھی مین خبر
یہ پھر قصد ہو مجھ سے مختار کا
لکھون نشہ مین ساحرون کی جنگ

محرران حالات عجیب و کاتبان وقایع غریب اِس داستان نادر و بیمثل کو اِس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب وہ چارون دیو امیر ثانی سے رخصت ہوکے خدمت قریشہ ثانی مین پہونچے اور وہ پرچۂ قرطاس جسپر امیر ثانی نے حال اپنے داخل ہونے کا لشکر مین درج کر دیا تھا اُنھون نے اپنی مالکہ قریشہ کو دیا اُسنے عبارت پڑھکر اور جو زبانی امیر ثانی نے دیوون سے کہا تھا اُس سے بھی باخبر ہوکر تادیر فکر کی بعد فکر بسیار دیوون سے تخت طلب کرکے اُسپر عمرو ثانی کو بٹھاکر خود بھی اُسی تخت پر بیٹھکر چارون دیوون سے کہا تخت اُٹھاکر کوہ قاف کے قریب ترجو ایک کوہ کے درے مین ایک درویش کامل مدت مدید سے رہتا ہو اور شب و روز عبادت الٰہی کرتا ہو اُسکے پاس مجھے پہونچا دو دیوون نے حسب الحکم تخت اپنے دوش پر اُٹھا کے بلند ہوکے بعد قطع راہ اُسی درویش کے پاس قریشہ ثانی کو تھوڑی دیر مین پہونچا دیا قریشہ تخت سے اُترکر قریب اُس درویش کے گئی دیکھا کہ ایک درویش نہایت ضعیف ہو کہ جسکی ریش دراز ہو اور پلکین بڑھکر نصف بینی تک آگئی ہین ایک بوریہ پہ بیٹھا ہوا ذکر خدا مین مصروف ہو چہرہ اُسکا باوجود کبر سنی کے مانند ماہ انور روشن ہو نحیف و زار ایسا ہو کہ جملہ استخوان اور رگین اُسکی تنکے کی مثال ہین

کبھی وہ درویش بآواز ضعیف یا حق گاہ یا معبود کہتا ہی اسباب دنیوی سے اُسکے پاس کچھ نہین ہی صرف ایک تہمت اور ایک بوریا ہی اور ایک تسبیح ہی ہنوز قریشہ ثانی اُسکے عقب پشت کھڑی تھی اور اُسکے حال پر نظر حیرت کر رہی تھی ناگاہ اُس فقیر روشنضمیر نے حال قریشہ ثانی کے آنے سے اور اُسکے مطلب سے آگاہ ہوکے اپنے پس پشت مڑکر پلکین اُٹھاکر دیکھا قریشہ نے اُسکے دیکھتے ہی اُسکے رعب وبزرگی کمال کے سبب سے بے اختیار ہاتھ اُٹھاکے اُسے سلام کیا اور پوچھا آپ کا مزاج کیسا ہی اسم شریف آپکا کیا ہی یہان درہ کوہ مین آپ تشریف رکھتے ہین تنہائی مین کیونکر بسر ہوتی ہی فقیر مذکور نے تسبیح کو رکھکر سلام کا جواب دیکر کہا شکر ہی معبود حقیقی کا کہ اُس گوشۂ تنہائی مین بآرام تمام زندگی بسر ہوتی ہی کسی طرح کی خالق عالم کی عنایت سے تکلیف نہین ہی وہ رزاق مطلق مجھے صبح وشام رزق پہونچاتا ہی اُسکی بندہ پروری کا شکر ادا ہو نہین سکتا یہ تنہائی مجھے نہایت پسند ہی اہل دنیا کے شر وفساد سے محفوظ ہون نام میرا کیا پوچھتی ہو مین ایک بندۂ ناچیز وگنہگار پروردگار کا ہون جو پروردگار عالم کی عبادت واطاعت چاہیے کرنا وہ ہو نہین سکتی ہی ہر وقت اِسی خیال مین روتا ہون کہ دیکھیے انجام میرا کیا ہوتا ہی نار دوزخ بھی مجھ ایسے گنہگار کو قبول کرتی ہی یا وہ بھی مجھ سے کراہت کرتی ہی جو لوگ مجھ سے واقف ہین وہ مجھے درویش فغفور بوریہ نشین کہتے ہین مجکو یہان بیٹھے ہوے دوسو برس کا زمانہ ہوا ہی سواے تیرے کوئی مجھ تک نہین آیا تھا اتنی مدت کے بعد آج تم یہان آئی ہو تمھارے آنے سے اتنی دیر مین ذکر خدا سے باز رہا ہین تمھاری تعظیم کے واسطے اُٹھ نہین سکتا ضعف سے اُٹھا نہین جاتا ہی معاف کرنا اپنے دل مین یہ خیال نہ کرنا کہ ہم سے حاکم کی تعظیم درویش فغفور بوریہ نشین نے نہ کی مین ضرور برا اے تعظیم اُٹھتا لیکن نقاہت وضعف سے مجبور ہون یہ کہکر اشارہ سے کہا کہ اِس بوریہ پر بیٹھ جا قریشہ نے بوریہ پر بیٹھنے سے کراہت کی درویش نے کہا اے قریشۂ ثانی تم فرمانرواے کوہ قاف ہو تخت نشین ہو اِس فقیر کے بوریہ پر کیون بیٹھنے لگین تمکو بوریہ پر بیٹھنے سے کراہت ہی خیر نہ بیٹھو تم جس مطلب کے واسطے آئی ہو مجھے معلوم ہوا اور ابھی ایک مرتبہ پھر یہان آؤگی اِس درویش کو ذکر خدا سے باز رکھوگی قریشہ گفتگوے درویش مذکور سُنکے بہت حیران ہوئی دل مین کہنے لگی یہ درویش صاحب کمال معلوم ہوتا ہی میرے نام اور میرے مطلب سے آگاہ ہوگیا ہی مگر اِسقدر خلاف کہتا ہی کہ پھر ایک مرتبہ یہان آؤگی اب تو مین بضرورت یہان آئی دوبارہ کسواسطے آؤنگی ابھی قریشۂ ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہی تھی کہ اُس درویش نے مسکراکر کہا بابا جو فقیر نے کہا ہی اُسے یقین جان جھوٹ نہ سمجھ اور تعجب اِسکا نہ کر کہ یہ فقیر میرے نام اور میرے مطلب سے آگاہ ہوگیا ہی اے قریشۂ ثانی آگاہ ہو کہ فقراے کامل اور خاصان خدا کے نزدیک ایسے امور سے آگاہ ہو جانا کچھ مشکل نہین ہی کیونکہ دل اُنکے ذکر خدا کرتے کرتے روشن ہو جاتے ہین زبان مین اثر آجاتا ہی اگر تمکو میرے کہنے کا یقین نہین ہی تو ابھی اسقدر تمسے کہتا ہون کہ تم عمرو ثانی کو اپنے ساتھ لائی ہو چاہتی ہو کہ اُسکے ہوش وحواس بجا ہو جائین خیر اچھا اُسے میرے پاس لے آؤ فقیر تھوڑے پانی پر چند اسماے الٰہی پڑھے دیتا ہی اور اُسپر کچھ دعائین دم کیے دیتا ہی اگر معبود چاہے گا تو وہ اچھا ہو جائیگا اپنے ہوش وحواس مین آجائیگا کفار نے جو باتین اُسے سمجھائی ہین

اور امور عجیب و غریب عمرو ثانی نے دیکھے ہین اور اُنکا اعتقاد اُسے ہو گیا ہو بھول جائیگا اور راہ راست
پر آجائیگا قریشہ ثانی یہ تقریر اس درویش روشنضمیر کی سُنکے بعد حیران ہونے کے خوش ہوئی فوراً
عمرو ثانی کو اُس درویش کے سامنے لے آئی اور بخیال آزردہ ہونے درویش کے اُسس
بوریے پر بیٹھنے لگی فقیر مذکور اُسکے ارادے سے باخبر ہو کے بوریے سے سرک گیا بیٹھنے کو جگہ دی
قریشہ ثانی بیٹھ گئی پہلے درویش نے قریشہ سے مخاطب ہو کے کہا اِسوقت تو کچھ سمجھ کے فقیر کے بوریے
پہ بیٹھ گئی ہی یہ تو نے اچھا کیا یاد رکھنا کہ اگر معبود چاہیگا تو ہمیشہ تو تخت نشین رہیگی تیری حکومت و سلطنت
کو زوال نہوگا جو تجھ سے مقابلہ کریگا شکست کھائیگا تجھ پر فتحیاب نہوگا بعد اِس گفتگو کے فغفور ر
بوریانشین نے جانب عمرو ثانی دیکھا اور مسکرا کر کہا بابا تیرا رتبہ بہت بڑا ہی تو صاحب معجزہ ہفت
پیغمبران ہی زنبیل وغیرہ اشیاے معجزہ تیرے پاس ہین عیاری مین تیرا مثل و نظیر نہین ہی ذرا فقیر پر
نظر نیک رکھنا فقیر سے عیاری نہ کرنا کیونکہ عیاری تیری اِس فقیر سے بیکار ہوگی کچھ نفع نہ دیگی
عمرو ثانی تو اپنے ہوش و حواس مین نہ تھا کہ اُسے کچھ جواب باصواب دیتا لیکن قریشہ ثانی نے
کہا اے شاہ صاحب یہ آپ کیا کہتے ہین بھلا آپ سے یہ کیا عیاری کریگا آپ تو اِسکے محسن ہین اسکی
وحشت و دیوانگی کو دفع کرنا چاہتے ہین درویش نے جواب دیا بابا دیکھ لینا جو کچھ یہ کریگا مین نے
قبل سے کہدیا ہی یہ کہکر ہاتھ اپنا اونچا کرکے کہا ایک ظرف گلی مین آب سرد لاکر ہمین دیدو ابھی
اُس درویش نے یہ کہا تھا کہ فی الفور اُسکے ہاتھ مین ایک آبخورہ آب سرد سے بھرا ہوا کسی نے
لاکر دیدیا اور وہ نظر نہ آیا قریشہ ثانی حیران ہوئی دل مین اپنے کہنے لگی شاید اِس درویش کے
مطیع و فرمانبردار جن ہین یا ملائک ہین اِسنے پانی طلب کیا تھا وہ دے گئے ہین یا کوئی عمل اِسنے پڑھا
ہی اُس عمل کے موکل اِسکے قبضے مین ہین اُنسے جس کام کیواسطے یہ حکم کرتا ہی وہ فوراً اُسے بجالاتے
ہین ابھی قریشہ ثانی کے دل مین اِن باتون کا خیال گذرا تھا کہ وہ درویش ہنسا اور کہا بابا اِن خیالات
سے درگذر اپنے مطلب پر نظر رکھہ یہ کہکے کچھ آہستہ اُس پانی پر پڑھا اور دم کیا پھر عمرو ثانی پر چند
دعائین پڑھکر دم کین اور قریشہ ثانی سے کہا لو یہ آبخورہ لیجاؤ اور جسقدر اِسمین پانی ہی اِسکے
تین حصہ کرکے ایک ایک حصہ اِسے ہر روز پلاؤ خدا چاہے گا تو بعد تین روز کے بالکل ہوش و
حواس مین ہو جائیگا قریشہ ثانی نے آبخورہ لے کے کہا اب مین جاتی ہون فقیر نے کہا جاؤ بابا
حوالے خدا کے کیا ہمیشہ آباد و شاد رہو قریشہ نے پھر بے اختیار اُسے سلام کیا اُسنے جواب سلام
دیکر تسبیح اُٹھائی وہ تو ذکر الٰہی مین مشغول ہوا قریشہ عمرو ثانی کو تخت پر لائی اب جو اُسپر غور سے
نظر کی چہرے پر اُسکے رونق پائی ہوش و حواس رفتہ مین بھی کچھ فرق پایا قریشہ خوش ہو کر دیوؤن
سے مخاطب ہو کر کہنے لگی تخت ہمارا اب اُٹھاؤ ہمکو ہمارے مکان مین لیچلو حسب الحکم دیوؤن نے
تخت اُٹھایا پھر اُڑکر بلند ہوے تخت قریشہ ثانی کو اُسکے قصر کی طرف لے چلے بعد تھوڑی دیر
کے دیوون نے قریشہ کو اُسکے قصر مین پہونچا دیا وہ تخت سے اُتر کر عمرو ثانی کو ہمراہ لیکر بالاے
بام گئی اور اُس پانی کے تین حصہ کرکے ایک حصہ اُسی وقت عمرو ثانی کو پلا دیا اُس پانی کے
پینے سے گویا ہوش و حواس عمرو ثانی کے درست ہوے قریشہ ثانی کو پہچان کر سلام کیا اور

کہامین یہان کیونکر آیا کون مجھے لایا یہ کہکر کہنے لگا اے خداوند تمثال آئینہ رو جلد مجھے اپنے پاس بلا
جمال اپنا دکھا قریشہ اُسکی تقریر سُنکے سمجھی کہ پانی کے پینے سے اتنا تو ہوا کہ آج اسنے مجھے پہچانا اب
دو روز اگر یہ پانی اور پیے گا تو بقول درویش فغفور پور یہ نشین کے بالکل ہوش و حواس اِسکے
درست ہو جائینگے راہ راست پر آجائیگا خداوند تمثال آئینہ رو کے اعتقادات کو فراموش کریگا
یہ سمجھکر خاموش رہی دوسرے روز دوسرا حصہ اُسی پانی کا عمرو ثانی کو پلایا اُس روز پانی کے
پینے سے روز اول سے زیادہ نفع معلوم ہوا جب وہ روز بھی گذرگیا تیسرا روز ہوا اور قریشہ ثانی
نے باقی ماندہ آب مذکور عمرو ثانی کو پلایا پیتے ہی پانی کے بالکل صحت و درستی مزاج حاصل ہوئی
ہوش و حواس درست ہوگئے اور جو اعتقادات بد اُسنے اختیار کیے تھے ہوش و حواس درست
ہونے سے اور تاثیر آب مذکور سے اُنسے اُسنے اجتناب و کراہت کی اچھی طرح راہ راست پر
آگیا قریشہ ثانی بہت خوش ہوئی عمرو ثانی نے اچھی طرح ہوش و حواس مین آکے قریشہ ثانی سے
پوچھا آپ مجکو لشکر اِسلام سے یہان کب لائین تھین یا امیر ثانی مجکو اپنے ہمراہ یہان لائے تھے
مجکو تو کچھ ایسا خیال ہے کہ مین واسطے عیاری کے ضحاک ریش دراز نائب تمثال آئینہ رو کیطرف
گیا تھا پھر مجھے نہین معلوم کیا ہوا یہان آنا میرا کیونکر ہوا قریشہ ثانی نے کہا ایک روز مین واسطے
مقابلہ دیو اہرمن کے مع سپاہ گئی تھی فضل خدا سے اُسے قتل کرکے اُسکے لشکر کو شکست دے کے
بفتح و ظفر اپنے مکان کی طرف آنے کا قصد کیا تھا اتفاق سے راہ بھول کر جانب لشکر اِسلام جانکلی
تھی وہان جملہ لشکر اِسلام کو مبتلاے سحر دیکھا تھا حصار سحر مین سب اہل لشکر قید تھے ہر ایک شخص
نالہ و فریاد کرتا تھا مجکو اہل اِسلام کے مبتلاے سحر و بلا ہونے پر رحم آیا تھا ناگاہ دیکھا مین نے کہ
ایک سیاہ رو سن رسیدہ کہ جسکی ڈاڑھی زیادہ لمبی تھی تمکو اور جناب امیر ثانی کو تخت پر ڈالے
ہوئے خود بھی تخت سحر پر بیٹھا ہوا بکبر و نخوت ایک سمت ارادہ جانے کا کرتا تھا زمین سے
تخت سحر اُسکا بلند ہو چکا تھا جب مجھے یہ دیکھکر اُس ساحر پر نہایت غصہ آیا تھا باین خیال کہ یقینی تمکو
اور جناب امیر ثانی کو اس ساحر زبردست نے اپنے سحر مین مبتلا کیا ہے اور اب کہین برائے
قید یا قتل لیے جاتا ہے یہ خیال کرکے مین نے اُسی حالت غیظ و غضب مین اپنے ہمراہی
دو دیوؤن کو حکم کیا تھا کہ جلد اِس نابکار صاحب تخت کو اُٹھا کے کھالو اور امیر ثانی اور
عمرو ثانی کو اُٹھا کے ہمارے پاس لے آؤ دیو موافق میرے حکم کے فی الفور گئے پہلے تو اُنھون نے
اُس ساحر کو بصد نجات اُٹھا کے خوش ہو کے اپنے دہن مین رکھ لیا گوشت و استخوان اُسکے
مزے سے کھا گئے بعدہ وہ دیو جھنجھنا کر گرے تھین اور امیر ثانی کو اُٹھا کر میرے پاس لے
آئے تھے اُسیوقت دیکھا تھا مین نے کہ اُس ساحر کے بطریق مذکور ہلاک ہونے سے وہ حصار
سحر برطرف ہو گیا تھا جملہ مردمان لشکر اِسلام قید سحر سے رہا ہو گئے تھے امیر ثانی اور تم سے
بھی سحر اُس ساحر کا اُتر گیا تھا مین امیر ثانی کو اور تمکو اُن دیوؤن سے لیکر یہان لائی تھی
امیر ثانی تو یہان سے تشریف لیگئے دیو میرے مطیع اُنکو اُنکے لشکر مین پہونچا آئے مین نے تمھین
اُنکے ساتھ اِسواسطے نہ بھیجا تھا کہ تمھارے ہوش و حواس بجا نہ تھے اور اعتقاد بھی تمھارا بد تھا

تم بار بار خداوند تمثال آئینہ رو کو یاد کر کے اُسے پکارتے تھے سوا اُسکے اور بھی بہت سی
باتین دیوانون کی سی کرتے تھے مجکو یہ فکر ہوئی کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے جس سے تم اپنے ہوش
و حواس مین آؤ چنانچہ بعد فکر بسیار مجکو یاد آیا کہ قریب کوہ ایک پہاڑ کے درے مین ایک درویش
مسکن گزین ہو اور یہ حال درویش مذکور کا مین نے اکثر پریزادون سے سُنا تھا اور یہ بھی سُنا تھا کہ
وہ درویش صاحب کمال ہو بس مین تمکو اُس درویش کے پاس لے گئی تھی اُسنے تمپر چند دعائینا
پڑھکر دم کین تھین اور تھوڑا پانی کچھ اُسپر پڑھ کے دیا تھا اور کہا تھا کہ اس پانی کو تین روز تک
پلانا مین نے موافق کہنے اُس درویش کے عمل کیا تھا آج تیسرا روز تھا آج وہ پانی ہو چکا تمکو اُس
پانی کے پینے سے صحت حاصل ہوئی ہو ہوش و حواس تمہارے درست ہوے ہین مین شکر کرتی
ہون خدا کا کہ تمکو صحت ہوئی اب تمکو اختیار ہو خواہ چندے یہان رہو یا اپنے لشکر مین جاؤ عمرو ثانی
تمام حال سُنکے کہنے لگا آپ نے نہایت مجپر احسان کیا دیوانہ گمراہ کو صحیح کیا اور راہ راست پر
لائین آپ نے عجب نیکی میرے ساتھ کی ہو انشاء اللہ تا زندگی یہ سلوک نیک بھی آپ کا مجھے
یاد رہیگا یہ کہکے عمرو ثانی نے کہا نہین معلوم چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ
ثانی کا کیا حال ہو وہ بھی مبتلاے سحر ہوے تھے ضحاک ریش دراز نابکار نے اُنھین مبتلاے
سحر کر کے قید کیا تھا یہ تو یقین ہو کہ بعد ہلاک ہونے اُس نابکار کے سحر اُنپر سے بھی اُتر گیا ہوگا
لیکن میری طرح ہوش و حواس اُنکے بجا نہونگے اگر وہ بھی کسی طرح یہان آجاتے اور اُس
درویش کے پاس آپ اُنکو بھی لیجاتین اور وہ دعائین اُنپر دم کر دیتا اور پانی پر بھی کچھ اسماے
الٰہی پڑھ کے آپکو دیتا اور آپ میری طرح وہ پانی اُنکو پلاتین تو کیا خوب ہوتا میری طرح وہ
بھی اچھے ہو جاتے ہوش و حواس اُنکے بھی بجا ہو جاتے وہان ہر چند امیر ثانی صاحب اسم
اعظم ہین مگر وہ اُنسے بھی صحیح مزاج نہونگے کیونکہ اگر اُنپر سحر ہوتا تو امیر بہ برکت اسم اعظم الٰہی اُنپر
سے سحر کو دفع کر دے سکتے تھے اُنپر تو سحر نہین ہو صرف اُنکے ہوش و حواس بجا نہونگے اور اعتقادات
مین فرق ہوگا قریشہ ثانی نے عمرو ثانی سے احوال عیارون کا سُنکے کہا اُنکا یہان آنا کچھ مشکل نہین
ہو اگر مین چاہون تو وہ ابھی آسکتے ہین عمرو ثانی نے کہا اگر اُنکا یہان آنا مشکل نہین ہو تو اُنکو
بلوائیے وہ بیچارے بھی صحیح ہو جائین قریشہ ثانی نے گفتگو خواجہ عمرو ثانی کی سُنکے اُسی وقت چار
دیوون کو بلا کر اُنسے کہا کہ ابھی تم لشکر امیر ثانی مین جاؤ جس جگہ چالاک ثانی و برق ثانی و
قران ثانی و سیارہ ثانی تمکو لشکر مین نظر آئین اور جس حال مین وہ ہون خواہ جاگتے ہون یا سوتے
ہون اُنھین اُٹھا لاؤ دیو حسب الحکم اُسی وقت وہان سے طرف لشکر امیر ثانی کے روانہ ہوے اُنکو
تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی

اور اب حال لشکر امیر ثانی اور عیاران مذکور الصدر کا تحریر کیا جاتا ہی

کہ جب سے قہرمان نابکار دست شہریار بن ایرج نامدار سے ہلاک ہوا تھا اور لاجورد شاہ
اور صلصال شکست کھا کر گریزان ہوے تھے حکم بادشاہ لشکر اسلام سے بزم عشرت آراستہ
ہوئی تھی نازنینان خوبرو و خوش گلو بزم عیش مین شب و روز رقص و نغمہ کرتی تھین اہل بزم مسرور تھے

بادہ خواری تھے ناچ گانا ہر ایک رقاصہ کا عالم نشہ میں سنتے تھے سوائے خوشی و شادی کے
کسی کو کوئی رنج و غم نہ تھا ہان چارون عیار البتہ مبتلائے دیوانگی تھے کبھی ہنستے تھے گاہ روتے تھے
کبھی لیٹتے تھے گاہ اُٹھکر جس طرف دل چاہتا تھا بھاگتے تھے گاہ اُنمین سے کوئی کہتا تھا اے نائب
خداوند اے ضحاک ریش دراز جو کچھ آپ نے ہمین سکھایا اور بتایا تھا ابھی تک ہمین خوب یاد ہی
لوح دل پر ہمارے نقش ہو گیا ہی اور جو عجائب و غرائب آپ نے دکھائے ہین اُنکے دیکھنے کو
پھر دل چاہتا ہی لقائے خداوند کی دید کے بھی مشتاق ہین جلد ہمین یہانسے بلا لیجیے آرزوئین ہمارے
دل کی نکالدیجیے کوئی عیار کہتا تھا خداوند تمثال آئینہ رو بھی عجیب خداوند روشن دل ہی کوئی عیار
بجائے دف کے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا متواتر تالیان بجاتا تھا اور خیال مین خداوند
تمثال آئینہ رو نابکار کی اُلٹا پلٹا جو کچھ دیوانگی مین زبان سے نکل جاتا تھا بطور بھجن کے اُسے گاتا تھا
کوئی عیار سر اپنا بار بار خاک پر رکھتا تھا اور اُٹھتا تھا اور مردمان لشکر سے کہتا تھا کیا دیکھ رہے
ہو تم بھی خداوند کو اسی طرح سجدہ کرو دیکھو وہ خداوند اُس درخت پر جلوہ گر ہین اسوقت بندر
کے بھیس مین ہین اکثر مردمان لشکر احوال چارون عیارون کا دیکھکر افسوس کرتے تھے اور باہم
کہتے تھے نہین معلوم ان عیارون کو کیا ہو گیا ہی دیوانے ہو گئے ہین کیسی بیہودہ باتین کر رہے
ہین جب سے قید سحر سے چھوٹ کر آئے ہین انکا یہی حال ہی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی و
جملہ سردار بزم عشرت مین ہین اُنکو ان عیارون کی کچھ بھی فکر نہین ہی امیر ثانی کو لازم تھا کہ اسم
اعظم پڑھکر انپر دم کرکے انکو ہوش و حواس مین لاتے بعض لشکری اُنکو جواب دیتے تھے
بس خاموش رہو ایسی باتین نہ کہو اگر امیر ثانی کو تمھاری اس گفتگو سے آگاہی ہو جاے تو نہین
معلوم وہ کیا سزا دین ذرا سمجھو تو سہی کہ تمکو اتنی عقل ہی کہ اسم اعظم ان عیارون پر پڑھکے دم
کرنا چاہیے تھا کیا امیر ثانی کو اتنی سمجھ نہ تھی کوئی تو بات ایسی ہو گی کہ اُنھون نے ابھی تک انکے
بارے مین کوئی فکر نہین کی ہی ہنوز سوار و پیادے گرد عیاران مذکور کے کھڑے تھے بہت سے
عیاران لشکر اسلام بھی ان عیارون کو سنبھالے ہوے تھے اُنکی خدمت و نگہبانی مین مصروف
و مشغول تھے ہزارہا آدمیون کا گرد عیاران مذکور کے مجمع تھا ناگاہ جانب فلک سے چار پنجے
مانند برق کے گرے ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی اور نہایت حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہوا بعد ایک
لمحہ کے جو سب نے دیکھا چالاک ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی و قران ثانی کو نہ پایا اکثر
سوارون اور پیادون اور عیاران لشکر اسلام کو اُنکے باب مین تردد ہوا کوئی کہنے لگا انکو پریزاد
اُٹھا لیگئے ہین یہ چارون بھی خوبرو تھے اور نامی عیار تھے کسی نے کہا نہین یہ خلاف عقل ہی بظاہر
معلوم ہوتا ہی کہ خداوند تمثال آئینہ رو کو اب اپنے نائب ضحاک ریش دراز کے ہلاک ہونے
کی خبر ہوئی ہی اُسی نے کچھ ساحرون کو روانہ کرکے عیارون کو اُٹھوا منگوایا ہی ابھی تو عیارون
پر یہ سانحہ گذرا ہی دیکھیے سرداران سپاہ پر کیا واقعہ گذرتا ہی خدا خیر کرے کوئی کہتا تھا نہین معلوم
ان عیارون کو کون لیگیا ہی اگر لیجانے والا دوست ہی تو خیر اور اگر دشمن ہی تو برا ہوا خدا اُنکی
جانون کو لیجانے والے کی شر سے بچائے کوئی پیادہ بیوقوف کہتا تھا کہ تم سب اپنی اپنی

عقل کے زور سے ایک نئی بات کہہ رہے ہو اور کوئی تم مین سے ایسی بات نہین کہتا ہو کہ جسے عقل قبول کرے ایک سوار نے اُس سے پوچھا کہ اگر تم بہت عاقل ہو تو ایسی کوئی وجہ اِنکے غائب ہونے کی بیان کرو کہ جو خلاف عقل نہو اُس پیادے نے جواب دیا ہمارے نزدیک اِن چارون عیارون پر ایسی برق گری کہ برق ثانی وغیرہ کو اُسنے جلا کر خاک کر دیا ہو بلکہ خاک بھی باقی نہو گی یہی سب کہتے ہین کہ اُنھین کوئی اُٹھا لیگیا ہو بھلا عیارون کو پریزاد اور ساحران بدبنیاد کیون لیجاتے یہ تو سامنے کی بات ہو کہ جو شخص نیکی کرتا ہو واسطے اُسکے کونین مین بہبودی ہوتی ہو اور جو شخص کسی پر ظلم و جفا کرتا ہو یا اور افعال بد کرتا ہو وہ دین و دنیا مین مبتلاے عذاب ہوتا ہو کبھی ایسا ہوتا ہو کہ ظلم کرنے کا ظلم کرنیوالیکو دنیا ہی پر بدلا ملجاتا ہو اور اکثر ایسا ہوتا ہو کہ سزا و جزا پروردگار موقوف روز حشر پر رکھتا ہو چونکہ عیار بیدرد و سنگدل ہوتے ہین چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی نے باہم کسی محتاج و مظلوم کو ستایا ہوگا یا لوٹ لیا ہوگا یا اور کوئی ظلم کیا ہوگا بس اُسوقت اُس مظلوم نے دو چار گرم آہین کی ہونگی وہی آہین حکم خدا سے برق سوزان بنکر اِسوقت عیاران مذکور پر گری ہین اِنکو جفا و ظلم کرنے کی سزا دنیا ہی پر ملگئی ہو بیکسون کا ستانا مظلومون پر جفا کرنا برا ہو سنو شیخ سعدی نے بطور نصیحت کہا ہو شعر بآزار مظلوم مائل مباش ٭ زدود دل خلق غافل مباش ٭ انسان عاقل کو لازم ہو کہ جہانتک ممکن ہو کمر آزار رسانی پر نہ باندھے بلکہ حتے الامکان بندگان خدا سے بہ نیکی پیش آئے پیادہ تو یہ کہکر خاموش ہوا جسنے جسنے اُسکی تقریر سنی تھی وہ اُسکو سخت بیوقوف جانکر اُسکی بیہودہ تقریر پر خوب ہی ہنسا اور کہا واہ واہ چار روپیہ کے پیادے خدا تجھے زندہ رکھے اِسوقت تو نے خوب ہنسایا کیا اچھے عنوان سے عیارون پر بجلی کا گرنا تجویز کیا ہو ایسی فکر کسی نے عیارون کے بارے مین نہین کی تھی یہ کہکے عیاران لشکر اسلام سے کہا حالانکہ بادشاہ و امیر ثانی جشن مین ہین لیکن اگر مناسب ہو تو چالاک ثانی وغیرہ کے غائب ہو جانے سے اور پنجون کے گرنے سے آگاہ کرو اُنھون نے اُنکی راے پسند کرکے بزم عشرت مین جاکے امیر ثانی سے چالاک ثانی وغیرہ کا احوال عرض کیا امیر ثانی نے متردد ہوکے بزرجمہر کے فرزندون کو علحدہ اُسی بارگاہ مین طلب کیا اور پوچھا کہ اِسوقت چارون عیارون کو کون لیگیا ہو اُنھون نے موافق قاعدۂ علم رمل کے زائچہ کھینچکر حکم لگایا کہ جو چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ کو لیگیا ہو اور جسنے اِنکو بلوایا ہو وہ دوست ہو دشمن نہین ہو بعد گذرنے ایک زمانہ کے عیاران مذکور سے ملاقات ضرور ہوگی امیر ثانی اُنکی تقریر سُنکے خوش ہوے اور خلعت فاخرہ اُنھین دے کے بعزت و حرمت اُنھین رخصت کرکے باطمینان دل پھر بزم عشرت مین اپنے دنگل پر آکے بیٹھے اور رقص و نغمۂ نازنینان خوش گلو کا دیکھنے اور سننے لگے یہان تو اُسیطور سے بزم عشرت آراستہ ہو جسطرح کہ قبل اِسکے احوال اِس بزم کا لکھا تھا لیکن اب احوال اُن دیوون کا لکھا جاتا ہو کہ جو برق وغیرہ کو اُٹھا کر لیگئے تھے جب وہ قطع راہ کرکے خدمت مین قریشہ ثانی کے پہونچے عیاران مذکور کو سامنے قریشہ کے ڈالدیا اور عرض کیا ہم اِن چار عیارون کو حسب الحکم لے آئے ہین اب جو حکم ہو بجا لائین قریشہ نے کہا جاؤ ابھی کوئی کام نہین ہو دیو چلے گئے قریشہ نے عمرو ثانی سے کہا برق وغیرہ کو ہوشیار کرو اُسنے کہا کچھ ہوشیار کرنے کی ضرورت نہین ہو یہ خود ہوشیار ہونگے کیونکہ صدمۂ ہواے تند سے یہ بیہوش ہوگئے ہین ابھی عمرو ثانی یہ کہہ رہا تھا کہ

اُن عیارون نے آنکھین کھولکر ادھر اُدھر دیکھکر گھبرا کر اُٹھے کے مانند دیوانون کے کبھی رونا اور کبھی
ہنسنا گاہ بیہودہ باتین کرنا شروع کین عمرو ثانی نے قریشہ ثانی سے کہا دیکھیے جو مین نے کہا تھا
ان عیارون کا وہی حال ہے اب اگر اسوقت مناسب ہو تو پاس درویش فغفور بوریہ نشین کے ان
عیارون کو لیچلیے اُسنے کہا آج نہین کل انشاء اللہ وقت سحر لیجاؤنگی عمرو ثانی نے کہا مجکو بھی ہمراہ
لیجائیے گا مین اب اپنے ہوش وحواس مین ہون درویش فغفور بوریہ نشین کو اچھی طرح دیکھونگا اُنکے
احسان کا شکر اُنکے سامنے ادا کرونگا قریشہ نے کہا مین تمکو اُس درویش کے پاس نہ لیجاؤنگی بقول اُنکے
تم کوئی عیاری ضرور کر دوگے عمرو ثانی نے کہا مین اول تو عیاری نہ کرونگا کہ وہان عیاری کرنا خوب
نہین ہے اور اگر کسی چیز کے لینے کو دل چاہے گا تو آپ سے پوچھکر اور آپ سے کہکر عیاری کرونگا صرف
جو چیز پسند آئیگی اُسی کیلیے لونگا درویش کو نہ ستاؤنگا کیونکہ وہ ہمارا محسن ہے قریشہ نے کہا خیر تمہارے
کہنے سے کل تمکو بھی برق وغیرہ کے ساتھ لیجاؤنگی جب وہ روز گذر گیا دوسرے دن وقت سحر قریشہ
ایک تخت پر بیٹھی دوسرے تخت پر عمرو ثانی چالاک و برق وغیرہ کو لیکر بیٹھا دیوون نے حسب الحکم
قریشہ ثانی تخت اُٹھا کے بلند ہوکے قطع راہ کرکے موافق حکم قریشہ ثانی کے قریب تر اُس کوہ کے
پہونچے جسکے درے مین وہ درویش بیٹھا تھا بس اُسی جگہ دیوون نے تخت اُتارے ملکہ قریشہ ثانی و
عمرو ثانی چالاک و برق ثانی وغیرہ کو ہمراہ بشکل لیکر روبرو اُس درویش کے گئے عمرو ثانی نے
اُسکے سراپا پر نظر کی دیکھا ایک درویش بہت ہی ضعیف ہے چہرہ اُسکا باوجود کبر سنی کے مانند ماہ روشن
کے ہے درہ کوہ مین اُسی کے چہرے سے ایسی روشنی ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو دیکھ سکتا ہے
ورنہ ایسی تاریکی ہوتی کہ سیاہی شب دیجور بھی اُس تاریکی سے شرمندہ ہوتی چہرہ تو اُس فقیر روشنضمیر کا
ایسا روشن تھا کہ جیسا کہا گیا لیکن ریش اُسکی سفید مانند سن کے ایک مشت چار انگشت لنبی تھی پیشانی پر
اُسکے نشان سجدہ تھا بلکہ اُسکے گھٹنون پر اور جس جگہ وہ سجدہ کرتا تھا یعنے پتھر پر نشان سجدہ کا ظاہر ہوتا
تھا تن اُسکا نہایت ہی نحیف و ناتوان تھا لیکن بہت بڑھ گئین تھین سد راہ نظر تھین بعد دیکھنے روش
کے عمرو ثانی نے آواز بلند اُسسے سلام کیا اُسنے پلکین اُٹھا کر عمرو ثانی اور قریشہ وغیرہ کو دیکھکر
سلام کا جواب دیکر تسبیح و رحجت کو علیحدہ رکھکر مسکرا کے پوچھا اے عمرو ثانی کہو اب مزاج تمہارا کیسا ہے عمرو
ثانی نے کہا فضل خدا اور آپکی برکت دعا سے مین بخوبی اچھا ہون آپکا ممنون احسان ہون واسطے
قدمبوسی کے آیا ہون یہ کہکر عمرو ثانی نے جانب قدم فغفور بوریہ نشین دہن اپنا بڑھایا فقیر نے پانون
اپنے سمیٹ کر عمرو ثانی سے کہا یہ پانون لائق چومنے کے نہین ہین ہان تیرے پانون البتہ قابل چومنے کے
ہین کہ تو صاحب معجزہ ہفت پیغمبران ہے یعنی ہے کہ پیغمبران سلف کے اشیائے معجزنما تیرے پاس ہین سوا
اُسکے تو فن عیاری مین وہ اکمل ہے کہ مثل تیرا ربع مسکون مین نہین ہے عمرو ثانی نے عرض کیا آپ مجھ چار
روپیہ کے پیادے کی ایسی عزت بڑھاتے ہین گویا ذرہ کو آفتاب بناتے ہین درویش نے کہا اے
عمرو ثانی مین جھوٹ نہین بولتا واقعی تمہارا مرتبہ بلند ہے یہ کہکر قریشہ ثانی سے مخاطب ہوکر ارادہ کچھ
بات کرنیکا کیا تھا کہ بے اختیار قریشہ نے بھی فقیر کو سلام کیا اور کہا اسوقت پھر آپکی خدمت مین حاضر ہوکر
خلل انداز عبادت الٰہی ہوئی ہون معاف فرمائیے گا یہ کہکر چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ

چارون عیارون کو دکھا کر کہا یہ چارون عیار بھی مثل عمرو ثانی کے دیوانے ہین چاہتی ہون کہ انکے
حال پر بھی نظر رحم وکرم کیجیے درویش مذکور نے کہا بابا کچھ یاد ہو کہ فقیر نے کہا تھا کہ ابھی ایک مرتبہ تم
یہان اور آؤ گی تمکو اس فقیر کے کہنے کا اعتبار نہوا تھا شکر ہی خدا کا کہ فقیر کی زبان سے جو نکل گیا تھا
وہی ہوا یہ کہکے چارون عیارون پر کچھ دعائین پڑھکر دم کین پھر بطور مرقوم الصدر ہاتھ اپنا بڑھا کر پانی کا
آبخورہ پانی سے بھرا ہوا کسی سے لیکر اُسپر کچھ اسماے الٰہی دم کرکے کہا اس پانی مین کچھ اور پانی شامل
کرکے تین روز تک ان چارون عیارون کو پلانا معبود چاہیگا تو یہ بھی صحیح ہو جائینگے ہوش وحواس
انکے بھی درست ہو جائینگے خبردار پانی برابر تین روز تک ہر ایک کو تھوڑا تھوڑا پلانا یہ کہکے کہا
ای قریشہ ثانی اب جاؤ انکو بھی لیجاؤ یہ فقیر دیر سے دنیا کی باتون مین مصروف ہی عبادت الٰہی سے
باز ہی یہ سنکے قریشہ نے سلام کیا عمرو ثانی نے باشارہ قریشہ ثانی سے کہا تسبیح شاہ صاحب کی مجھے
بہت پسند ہی کیونکہ اول تو درنجف کی ہی اس تسبیح پر نظر کرنا اور ذکر خدا اسپر کرنا باعث ثواب بحساب
کا ہی دوسرے اس تسبیح پر شاہ جی نے دوسو برس سے ذکر خدا کیا ہی کیسی متبرک ہوگئی ہی سواے
اسکے یہ تسبیح ایک نشانی ایک بزرگ دوست کی ہی اسے ضرور لونگا یون تو یہ فقیر طلب کرنے سے
کبھی نہ دیگا لیکن مین چالاکی سے لیلونگا قریشہ نے اشارہ سے منع کیا اور کہا ای عمرو ثانی اگر کچھ
تمکو توفیق ہو تو اس درویش کامل کی نظر کرو کیونکہ تمھارا محسن ہی برخلاف اسکے تم اُسی کی تسبیح لینا چاہتے
ہو برا کرتے ہو دیکھو تسبیح پر ہاتھ نہ ڈالنا پچھتاؤ گے یہ فقیر صاحب کمال ہی اسکا مال لینا امر محال ہے
عمرو ثانی نے بایما جواب دیا مین خود محتاج ہون اس فقیر کو کیا دون لوگونکو میری زنبیل کا بہت خیال ہی کہ زنبیل
مین لاتعد ولاتحصے زر وجواہر بھرا ہوا ہی حالانکہ یہ اُن لوگون کی غلط فہمی ہی اس زنبیل مین خاک تک نہین ہی فقط
بھرم ہی بھرم ہی مین قرضدار ہون مہاجن ہر روز اپنے زر کثیر کا مجھسے تقاضاے شدید کرتے ہین مین اُنسے حیلہ
وحوالہ اپنی جان وآبرو بچاتا ہون آپ ذرا غور تو کرین چار روپیہ کے پیادے کی کیا حقیقت ہی
ہر ماہ مین آمدنی تو قلیل اور صرف کثیر اسی وجہ سے قرضدار ہو گیا ہون قریشہ ثانی اُسکی تقریر اشارہ
کی خوب سمجھ کے مسکرائی عمرو ثانی نے درویش مذکور سے کہا اب یہ کمترین خدمت عالی سے رخصت
ہوتا ہی اُمیدوار ہی کہ مصافحہ کرے کتب مین دیکھا ہی کہ ثواب مصافحے کے بہت ہین یہ کہکر دونون ہاتھ
اپنے جانب درویش بڑھائے اُسنے بھی کچھ سمجھ کے اور مسکرا کے دونون ہاتھ اپنے اُسی طرح واسطے
مصافحے کے بڑھائے عمرو ثانی نے پہلے تو درویش سے مصافحہ کیا بعد ازان چالاکی سے ایک ہاتھ
اپنا تسبیح پر کہ وہ پتھر کی چٹان پر رکھی تھی اور اُس پتھر پر بوریہ بچھا تھا لیگیا چاہا کہ اُس تسبیح درنجف کو اُٹھا کر
زنبیل مین رکھے ناگاہ اُس سنگ وبوریہ نے گویا ہاتھ عمرو ثانی کا پکڑ لیا تسبیح اُٹھانا تو کیسا ہاتھ بھی
اُسی جگہ رہگیا یہ حال دیکھکر عمرو ثانی گھبرایا دل مین کہنے لگا شاید یہ درویش ساحر بھی ہی کیونکہ اسنے
ایسا سحر کیا کہ مین تسبیح نہ اُٹھا سکا ہاتھ میرا سنگ وبوریا سے چمٹ گیا کسی طرح سے جدا نہین ہوتا ہی
ابھی عمرو ثانی یہ کہ رہا تھا کہ درویش مسطور نے مسکرا کہ کہا ای عمرو ثانی مین نے سنا تھا کہ تم نہایت
طماع ہو آج تمھاری طمع ظاہر ہو گئی میری تسبیح لینے کا تمنے ارادہ کیا تھا چالاکی تو خوب کی تھی مگر کچھ مطلب
حاصل نہوا تسبیح اُٹھا نہ سکے ہاتھ بھی بوریا سے کھینچ نہ سکے اب مجکو اپنے دل مین ساحر سمجھتے ہو یہ تمنے عجب

ہی فقرا کے کمال سے شاید آگاہ نہین ہو زبان مین فقرا کی معبود نے اثر بخشا ہی جس شی سے جو کہدیتے ہین
یا اشارہ کردیتے ہین وہ حکم خدا سے اُنکے کہنے پر عمل کرتی ہی عمرو ثانی نے نادم ہوکے کہا یہ مین نے
محض آپ کے کمال دیکھنے کو ارادہ کیا تھا اب یقین ہوگیا کہ آپ درویش صاحب کمال ہین چاہتا ہون
کہ ہاتھ میرا اُس سنگ و بوریے سے جدا ہو جائے درویش نے جانب بوریا و سنگ اشارہ کیا فوراً
ہاتھ خواجہ عمرو ثانی کا بوریے سے علٰحدہ ہوگیا درویش نے کہا ای عمرو ثانی مین تمکو یہ تسبیح دیدیتا مگر
یہ تسبیح میرے پاس ایک ہی ہی اگر تمکو دیدونگا تو ذکر کس چیز پر کرونگا ہان اسکے عوض مین تمھین ایک
تعویذ دیتا ہون اُسے اپنے پاس رکھنا تمھارے بہت کام آئیگا دشمنون سے اکثر جگہ بچائیگا ساحرون کے
سحر سے محفوظ رہوگے لیکن یہ شرط ہی کہ جب تم پائے ظاہر ہو نا اِس تعویذ کو اپنے بازو پر رکھنا ورنہ یہ تعویذ
تمھارے پاس نہ رہیگا یا اثر اسکا جاتا رہیگا یہ کہکے ایک تعویذ کہ لکھا ہوا قبل سے رکھا تھا درویش نے عمرو
ثانی کو دیا اور کہا اب جلد یہانسے چلے جاؤ دیر نہ کرو عمرو ثانی نے تعویذ لیکر سلام کیا پھر قریشہ ثانی کے
ہمراہ درہ کوہ سے نکلکر ایک تخت پر مع اُن چارون عیارون کے بیٹھے قریشہ ثانی وہ آبخورہ پانی
بھرا ہوا لیے ہوے اپنے تخت پر بیٹھی دیوون نے تخت اُٹھالئے اور جانب پرستان بلند ہوکے روانہ
ہوے بعد قطع راہ دیوون نے قریشہ ثانی کو مع عمرو ثانی وغیرہ کے مکان قریشہ ثانی مین پہونچا
دیا قریشہ ثانی نے وہ پانی تین روز تک چالاک ثانی اور برق ثانی و سیارہ ثانی و قران ثانی
کو پلایا اُسکے پینے سے بعد تین روز کے اُنکو بخوبی صحت حاصل ہوئی وہ دیوانگی و بدحواسی بداعتقادی
اُنکی بالکل جاتی رہی قریشہ اُنکے ہوش و حواس مین آنے سے خوش ہوئی عمرو ثانی نے بعد چالاک
ثانی وغیرہ کی صحت کے ایک روز کہا اب مجکو رخصت کیجیے دیوون سے کہیے کہ مجکو مع چالاک ثانی
وغیرہ عیارون کے لشکر اسلام مین پہونچادین کیونکہ یہان اب خود بخود دل گھبراتا ہی نہین معلوم کیا
سبب ہی سوا اسکے چالاک ثانی وغیرہ کے لشکر اسلام سے غائب ہونے سے بادشاہ لشکر اسلام
اور امیر ثانی کو تردد ہوگا اگر دیو بروقت اِنکے یہان لانے کے امیر ثانی کو انکے یہان لانے سے
آگاہ کردیتے تو اُنکو تردد نہوتا بس زیادہ یہان توقف کرنا اچھا نہین ہی قریشہ ثانی نے عمرو ثانی کے کہنے سے
اُسیوقت دیوون کو طلب کرکے حکم دیا کہ ان سب کو تخت پر بٹھاکر جس جگہ یہ کہین انھین لیجاؤ دیوون
نے حسب الحکم اُسیوقت ایک تخت پر عمرو ثانی و چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی کو بٹھا کے
تخت اپنے دوش پر اُٹھاکے بلند ہوکے سوئے لشکر اسلام چلے اثنائے راہ مین عمرو ثانی وغیرہ
کوہ و دشت کی سیر کرتے ہوے جابجا درہ کوہ و صحرائے سبزہ زار مین ٹھہرتے ہوے صید و شکار
کرتے ہوے دیوون سے اُنھین کی زبان مین باتین کرتے ہوے جاتے ہین اتفاق سے دیو
راہ بھول کر ایک سمت دور تک چلے گئے یہانتک کہ شہر صندل کی طرف جاکے خاص شہر صندل
مین پہونچے عمرو ثانی نے بلندی سے ایک میدان وسیع مین مجمع ساحران بکثرت دیکھا اور اُسی
میدان مین بہت سے خیام و بارگاہین برپا دیکھین اور ایک جگہ رستم ثانی کو دیکھا کہ ریگ کے
چبوترہ پہ بوریا بچھا ہی اُسپر وہ بہادر طوق و زنجیر مین گرفتار سر جھکائے بیٹھا ہی جلاد زشت رو و سنگدل
تیغہ برہنہ سر پہ کھینچے ہوے کھڑا ہی حکم قتل کا منتظر ہی رستم ثانی آبدیدہ ہوکر کبھی یمین و یسار دیکھتا ہی

گاہ سوئے فلک دیکھکر دل ہی دل مین مناجات کرتا ہے جلاد کہہ رہا ہو کہ ای فتاح طلسم آگاہ ہو کہ یہ
وقت تیرا آخر ہے وہ حکم واسطے تیرے قتل کے بادشاہ صندل دے چکا ہو تیسرا حکم قتل
اب دیگا لہذا جو کچھ تجھے کھانا ہو کھالے اگر پیاسا ہو آب سرد پی لے کہ اب کوئی دم مین
رشتہ حیات تیرا قطع ہو جائیگا سر و تن مین تیرے جدائی ہو جائیگی بعد قتل ہونے کے پھر زندہ نہوگا آب و
طعام نکھا سکیگا بس مناسب یہ ہو کہ آب و طعام سے سیراب و سیر ہو کر دنیا سے جا چونکہ ہملوگونکا یہ
قاعدہ ہو کہ جسکو حکم بادشاہ سے قتل کرتے ہین ہنگام قتل واسطے آب و طعام کے مجرم سے کہتے ہین چنانچہ
موافق قاعدہ تجھ سے بھی کہا ہو اب تجکو اختیار ہو خواہ آب و طعام سے سیر و سیراب ہو یا نہو رستم ثانی
جلاد سے کہتا ہو کہ اسوقت مجھے آب و طعام کی کچھ خواہش نہین ہو صرف یہ دل چاہتا ہو کہ لشکر اسلام مین
جاؤن بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و دیگر سرداران لشکر اسلام کو دیکھون اُنسے رخصت ہولون جلاد
ہنسکر جواب دیتا ہو کہ یہ آرزو تمھاری ہرگز بر نہ آئیگی زندگی مین تو کسی طرح اپنے لشکر مین نہ جا سکوگے ہان بعد
قتل روح تمھاری تمھارے لشکر مین جائیگی رستم ثانی یہ تقریر اُس بدگفتار کی سنکے آبدیدہ ہوکے جانب فلک
دیکھتا ہو ہونٹھون کی حرکت سے ظاہر ہوتا ہو کہ واسطے اپنی رہائی کے خالق ارض و سما سے دعا کرتا ہو
ہزارہا ساحر گرد رستم ثانی کے نارنج و ترنج ہار فلفل گولے فولادی پھولون کے گلدستے وغیرہ اسباب
سحر و ساحری ہاتھون مین لیے کھڑے ہین اُن ساحران نابکار سے اکثر ساحر باواز بلند جملہ ساحران
گرد و پیش سے کہتے ہین کہ ای برادران حکم بادشاہ صندل لان یہ ہو کہ اسوقت طلسم کشا قتل کیا جاتا ہو
بخوبی تمام نگہبانی و حفاظت کرو ایسا نہو کہ مددگاران طلسم کشا سے کوئی مددگار آجائے اور طلسم کشا
کو رہا کرکے لیجائے کچھ ساحر اُنکو جواب دیتے ہین کہ اگر اسوقت کوئی مددگار طلسم کشا کا آبھی جائیگا
تو کیا کریگا یہان ہزارہا ساحر نارنج و ترنج اور گولے فولادی و دیگر اسباب سحر لیے ہوئے چہار طرف
کھڑے ہین نگہبانی کر رہے ہین بھلا وہ ہزارون لاکھون ساحرون سے کیا مقابلہ کریگا اور اگر آئیگا
تو سامنے سے آئیگا ہم سب اُسے دیکھتے ہی قتل کر ڈالین گے ایک ادنے سحر کسی ساحر کا واسطے ہلاکت
کے کافی ہو وہ ساحر اُنکو جواب دیتے ہین یہ خیال نکرو کہ جو مددگار طلسم کشا کا آئیگا وہ سامنے سے
آئیگا ہمنے سُنا ہو کہ ان اہل اسلام کے حامی و مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہوتے مدد کرتے ہین
اور یہ بھی خیال نکرو کہ ہم سب ہزارہا ان لاکھون ساحر یہان برائے نگہبانی اور رفع مددگار طلسم کشا آکر جمع ہین
کچھ خوف نہین ہو مبادا از زیر زمین سے کوئی مددگار طلسم کشا کا آئے اور طلسم کشا کو اندر زمین کے بھی لیجائے
تو کیا ہو یا آسمان کی طرف سے آئے اور مانند برق کے گر کے فتاح طلسم کو لیجائے جس طرح تمنے دیکھا
تھا کہ یہی طلسم کشا گرفتار کیا گیا تھا اور پھر نہین معلوم کیونکر رہا ہوگیا تھا اب اُسی طرح خوف ہو ابھی وہ
ساحران نابکار دیگر ساحرون سے برائے حفاظت و نگہبانی طلسم کشا اور رفع مددگاران طلسم کشا کے
تاکید کر رہے تھے رستم ثانی زیر تیغ جلاد بیٹھے ہوئے تھے دل مین خیال کر رہے تھے کہ اسوقت خورشید
روشن دل بھی مجھسے غافل ہو اسکو بھی میرے حال سے شاید آگاہی نہین ہو ورنہ وہ دوست میرا
ضرور میرے پاس خود آتا یا کسی زبردست ساحر کو واسطے میری رہائی کے روانہ کرتا چھا اپنا
رستم ثانی یہ خیال کرتا تھا وہان خورشید روشن دل اپنے علم کے ذریعہ سے حال رستم سے آگاہ

تھا بلکہ اپنی جگہ پر سے ایک آئینۂ طلسمی مین رستم ثانی کو دیکھ رہا تھا ساحران نامی گرد و پیش اُسکے تخت
کے بیٹھے تھے سب سے کہ رہا تھا کہ دیکھو اب رستم ثانی کو زیر تیغ بٹھایا ہو جلاد تیغہ برہنہ لیے ہوے
کھڑا ہو ساحران نامی عرض کرتے تھے کہ اگر حکم ہو تو ہم مین سے کوئی ابھی جاکر شاہزادہ رستم ثانی کو لاکھون
ساحرون کے مجمع سے لے آئے وہ اُنسے کہتا تھا نہ ہمارے مدد کرنے کی کچھ ضرورت ہو نہ تمھارے
جانے کی وہان ضرورت ہو ہمین اسوقت ہمارے علم سے ایسا ظاہر ہوتا ہو کہ طلسم کشا کی غیب سے
مدد ہوگی کوئی ایسا دوست اور مددگار طلسم کشا کا جلد تر آنیوالا ہو کہ وہ اُسے رہا کریگا کارہاے نمایان
کریگا سب ساحران نامی یہ تقریر سُنکے متعجب ہین لیکن اب احوال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ
اسنے دو حکم تو اپنی بارگاہ سے واسطے قتل طلسم کشا کے دیے بعدہ کچھ خیال کرکے فی الفور تخت سے اُٹھا
چونکہ خبر قتل طلسم کشا کی مشہور کردی گئی تھی صدہا ساحران نامی و ناموراٰئے تھے پاس صندلان شاہ
کے علے قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے جب صندلان شاہ تخت سے اُٹھا وہ سب اور جملہ اہل دربار
بھی اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے ابلیس خود پسند وغیرہ نے پوچھا اسوقت کہان جانیکا عزم ہو صندلان
شاہ نے اُنھین جواب دیا اسوقت بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ آج طلسم کشا قتل کیا جاتا ہو مددگاران
طلسم کشا سے ایک مددگار زبردست خورشید روشن دل ہو اگر وہ برائے رہائی طلسم کشا آجائیگا تو
غضب ہوگا وہ ضرور اُسکو رہا کرکے لیجائیگا ہر چند بمقام قتل طلسم کشا لاکھون ساحر جمع ہین مگر کوئی
اُسے روک نسکیگا بس ہمارا ابھی وہان موجود ہونا مناسب ہو کہ اگر کوئی اعلے یا ادنے مددگاران طلسم کشا سے
وہان آئے تو ہماری موجودگی مین طلسم کشا کو رہا کرکے نلیجا سکے آج طلسم کشا ضرور قتل ہوجائے اُسکی طرف سے جو خوف
ہو وہ دفع ہوجائے دلکو اطمینان ہوجائے سب نے کہا راے آپکی خوب ہو مصلحت وقت یہی تھا جو آپ نے تجویز کیا ہو
صندلان شاہ اُنکی تقریر کو سُنکے تخت پر بیٹھکر جملہ ساحران نامی کو اپنے ہمراہ لیکر بصد عجلت روانہ ہوا
بعد قطع راہ اُس جگہ پہونچا جس جگہ میدان مین لاکھون ساحرون کا مجمع تھا رستم ثانی زیر تیغ جلاد
سر جھکائے بیٹھا تھا صندلان شاہ نے ہمراہ ساحران نامی کے وہان جاکے ایک بارگاہ بلند وسیع
مین بیٹھکر ساحران نامی و ابلیس خود پسند کو گرد و پیش اپنے بٹھاکر پردے خیام بارگاہ کے اُٹھواکر
جاکر رستم ثانی کو دیکھنے لگا پھر کچھ سوچکر صدہا ساحرون کو طلب کرکے اُنکو حکم دیا کہ تم مین سے
بہت سے ساحر تخت سحر پر ہر طرف جاکر بالاے ہوا تخت سحر کو قائم کرین اور دیکھتے رہین کہ کوئی مددگار
طلسم کشا کا سوے فلک سے یہان نہ آنے پائے اگر کوئی مددگار طلسم کشا کا آئے تبھی تو اُسے
نارنج و ترنج سحر سے ہلاک کرین اگر وہ قتل نہو سکے تو ہمین اُسکے آنے سے آگاہ کرین اور بہت
سے تم مین سے زیر زمین جاکر ٹھہرین اور دیکھتے رہین کہ مددگار رستم ثانی کا آنے نہ پائے وہ تمام ساحر
حسب الحکم صندلان شاہ بہت سے بالاے ہوا بہت سے زیر زمین جاکر کاربند ہوے عمرو
ثانی نے جو یہ واقعہ دیکھا اور رستم ثانی کو پہچانا دل مین کہا اسوقت اتفاق سے میرا ادھر آنا
ہوا دیو راہ بھولکر مجھے اِس طرف لے آئے خداوند عالم نے اپنا فضل و کرم کیا کہ اسوجہ سے
مین قتل رستم ثانی سے آگاہ ہوا ورنہ اگر دیو راہ بھول کر مجھے اِس طرف نہ لاتے تو مین کبھی اِس
واقعہ سے باخبر نہوتا رستم ثانی قتل ہوجاتا یہ دل مین کہکے چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی

و سیارہ ثانی سے کہا مین تو بصورت لقمان ثانی بنتا ہون تم اپنی صورتون کو تبدیل کرکے تلامذہ کی صورتین
بناؤ لباس جیسا پہننا چاہیے ہی پہنو مؤدب میرے سامنے قلم و کاغذ و دوات لیکر بیٹھو اُنھون نے فی الفور
رنگ و روغن سے اپنی صورتین تبدیل کرکے لباس سفید و نفیس پہنا قرطاس و قلم دوات لے لیکر باادب
تمام سامنے عمرو ثانی کے بیٹھے عمرو ثانی نے بھی جلد تر اپنی صورت لقمان ثانی کی بنائی لباس
فاخرہ پہنا پھر وہ منڈھی باطل کرنیوالی سحر کی اور گرفتار کرنیوالی ساحرون کی زنبیل سے نکالکر اپنے تخت
پر استادہ کی نیچے اُس منڈھی کے ایک مسند پر تکیہ زیر پہلو رکھکر بیٹھا ابھی عمرو ثانی اور چارون عیارون
نے اپنی صورتین تبدیل کی تھین اور نیچے منڈھی کے بیٹھے تھے کہ ناگاہ اُن ساحرون مین سے ایک ساحر
نے جو بروے ہوا بحکم صندلان شاہ تخت سحر اپنا ہوا پر قائم کیے ہوے نگہبانی مین مصروف
تھا عمرو ثانی کے تخت کو اپنی طرف آتے دیکھا اُسنے خیال کیا کہ یہ تخت کسی ساحر زبردست کا ہی کہ
بالاے تخت سحر واسطے دفع حرارت آفتاب کے ایک نمگیرہ ایسا استادہ ہی کہ جو منڈھی کی صورت
ہی اور یہ ساحر ضرور ہی مدد کرنے طلسم کشا کی اِدھر آتا ہی بس لازم ہی کہ تو اِسکو اِدھر نہ آنے دے
بلکہ گولے فولادی اور نارنج و ترنج سحر دم کرکے اِس تخت پر مار تاکہ یہ تخت ٹوٹ جاے اور جو ساحر
اِس تخت پر بیٹھا ہی وہ بھی مارا جاے سر اُسکا تیرے ہاتھ آئے تو اُسکے سر کو لیکر اگر تو خدمت صندلان
شاہ مین جائیگا تو بہت کچھ انعام پائیگا سوا اِسکے آج جسقدر یہان ساحر جمع ہوے ہین سب کے آگے
عزت بڑی پائیگا یہ تجویز کرکے تخت سحر کو آگے بڑھاکے پکارکے کہا کون ساحر اِس طرف آتا ہی
خبردار تخت سحر اپنا روک لے بلکہ پیا لوٹے اور کسی طرف لیجاے کیونکہ حکم ہمارے بادشاہ صندلان
شاہ کا یہ ہی کہ اِسوقت کوئی ساحر غیر اِدھر نہ آنے پاے اِس وجہ کہ طلسم کشا قتل کیا جاتا ہی جب اُس
ساحر نے باواز بلند یہ کہا اور وہ تخت نہ تو صاحب تخت نے روکا نہ پلٹایا نہ کچھ کلام کیا ساحر مذکور
کو یقین ہو گیا کہ ضرور ہی کوئی مددگار طلسم کشا کا اِس تخت سحر پر اِدھر آتا ہی اور ایسا مغرور و متکبر ہی
کہ میرے کہنے پر عمل نہین کرتا ہی جب یہ اُسے یقین ہو گیا فی الفور اپنی جھولی سے ایک نارنج نکالکر
سحر اُسپر دم کرکے اُس تخت پر مارا نارنج قریب منڈھی کے جاکر بے اثر ہوکے بالاے خاک گرا
ساحر مذکور سمجھا کہ جو ساحر اِس تخت پر سوار ہی اِسنے میرے سحر کو اپنے سحر سے باطل و رد کیا یہ سمجھکر
نہایت برہم ہوکے جھولی سے گولے اور نارنج و ترنج نکال نکالکر سحر اُنپر دم کرکے پے درپے اُس تخت
و صاحبان تخت پر مارنا شروع کیے ہرچند بہت سے گولے اور نارنج و ترنج وغیرہ مارے لیکن کچھ
نہوا کوئی گولہ یا ترنج کارگر نہوا ہر ایک منڈھی کے سایہ کے پاس جاکر بے اثر ہوکے گر پڑا یہ حال
دیکھکر ساحر مذکور نہایت غضبناک ہوا دل مین کہنے لگا اب نارنج و ترنج مارنا بیکار ہی تو خود سحر سے
پرواز پیدا کرکے صاحب تخت سحر کو جاکر کار دسحر سے ہلاک کر یہ تجویز کرکے سحر سے بصورت
عقاب بنکے اپنے تخت سے اُڑکر قریب اُس تخت کے جاکر برہم ہوکر اندر منڈھی کے جانے کا
ارادہ کیا جیسے ہی منڈھی کے سایہ مین پہنچا فی الفور بصورت اصلی ہوکے اُلٹا منڈھی کے
ایک ستون مین لٹک گیا سحر و ساحری بھول گیا نہایت حیران ہوکے صاحبان تخت کو دیکھ کے
بعجز و انکساریون پوچھنے لگا کہ آپ صاحبون کے کیا نام ہین کہانسے آپ تشریف لائے ہین کس کام

کے واسطے جاتے ہین یہ تو ظاہر ہو گیا ہو کہ آپ ساحران زبردست سے ہین کہ مجھ ایسے ساحر کو یون
آپ نے گرفتار کر لیا ہو عمرو ثانی نے جو اندیا اور اُبکار تو نے ہمارے تخت پر اور ہم سب پر گیسے
اور نارنج و ترنج اور گلدستے سحر کرکے سیکڑون مارے یہ خیال نہ کیا اور آنکھون سے نہ دیکھا کہ یہ تخت کسکا
ہو اور کون کون اس تخت پر بیٹھا ہو ہمارے رتبہ و عزت و کمال سے بیخبر رہا او مغرور و نالائق آخر تو نے
اپنی بے ادبی و گستاخی کی سزا پائی اب کہ اس حال سے ہمیشہ تجکو رکھین کبھی قید سے رہا نہ کرین یا اسوقت
تجکو ایک اشارہ سے قتل کر ڈالین تو ہمین نہین جانتا کہ ہم کون ہین اسے نادان آگاہ ہو کہ ہم
لقمان ثانی ہین اور یہ چارون نوجوان ہمارے شاگردان رشید ہین ہم اسوقت سامری
و جمشید وغیرہ پونے دو سو خداوندان خورد و کلان کی بزم سے آتے ہین اور واسطے ایک بوٹی لینے
کے جاتے ہین یہ شاگرد ہمارے ایک زمانہ سے ایک قسم کی بوٹی کے دیکھنے کے مشتاق ہین
بالفعل ہمکو اُسکی ضرورت بھی ہوئی بس اُسی بوٹی کی تلاش مین یہانتک آئے تھے ارادہ تھا کہ سبزہ زار
زیر کوہ مین جاکر اُس بوٹی کو ڈھونڈھین اثنائے راہ مین تو نے ہمسے گستاخی کی ہم وہ ذی عزت ہین
کہ پونے دو سو خداوند ہماری تعظیم و تکریم کرتے ہین بعزت ہمین سامری و جمشید اپنے پاس بٹھاتے
ہین جنت کے باغون کی بارہا سیر کراتے ہین میوہ ہائے جنت کھلاتے ہین ہمارے کہنے کو مانتے ہین
ہر ایک امر اہم مین ہمسے رائے لیتے ہین اکثر راز دلی ہمسے بیان کرتے ہین سامرن یعنی زوجۂ
سامری ہمسے پردہ نہین کرتی ہو اُسے کچھ ہمسے کسی بات کا انکار نہین ہو ہمارے پہلو مین بیٹھا کرتی ہو
ہمپر مائل ہو طالب وصل ہو ہم اپنے تئین اُس سے بچاتے ہین وعدہ امروز و فردا کرکے ٹال دیتے ہین
سامری و جمشید کا یہ حال ہو کہ وہ بارہا ہمسے کہا کرتے ہین کہ حکیم صاحب کبھی تو آپ ہمسے کسی بات کو
کہیے تاکہ ہم اُسے بسر و چشم بجا لائین ہم اُنسے یہی کہدیتے ہین کہ ہمین کسی شے کی اور کسی بات کی تمسے احتیاج
نہین ہو وہ کہتے ہین کہ اگر آپکو کوئی ہمسے ضرورت نہین ہو تو جب کوئی کام نہایت دشوار ہوگا ہمسے
ضرور کہیے گا غرض اس تقریر سے یہ ہو کہ تیرے جملہ خداوند ہمسے اسطور سے ملتے ہین اور تو اسوقت
ہمسے بدی پیش آیا ہو اب بتا کیا سزا تجھے دیجائے ساحر مذکور نے تمام گفتگو حکیم صاحب مذکور کی
سنکے دست بستہ عرض کیا جو کچھ آپ نے فرمایا بجا و درست ہو آپ کے ذی عزت اور ذی لیاقت
و صاحب کمال ہونے مین مجکو کسیطرح کا شک نہین ہو بیشبہ آپ خداوندون کی محفل مین جاتے ہونگے
اور وہ سب خداوند اور زوجہ سامری جسطرح آپ نے فرمایا ہو اسیطرح آپ سے پیش آتی ہونگی مگر یہ
تو فرمائیے کہ وہ بوٹی جسکی تلاش و فکر مین اسوقت آپ جاتے ہین وہ کس کام کی ہو لقمان ثانی نے
ہنسکر کہا تو خواص و خاصیتین اُس بوٹی کی کیون دریافت کرتا ہو تیرا کیا مطلب ہو اُسنے عرض کیا مطلب
تو کچھ نہین ہو ہان واسطے ظاہر ہونے اُسکے خواص کے شاید اُس سے میرا بھی کوئی مطلب نکلے
بس اسیوجہ سے امیدوار ہون کہ نام اُس بوٹی کا اور خواص اُسکے بیان فرمائیے مجھے حیرت ہو
کہ آپ ایسے شخص اُس بوٹی کی تلاش مین نکلے ہین عقل سے کہ سکتا ہون کہ وہ بوٹی ضرور ہی چند در چند
اوصاف رکھتی ہوگی حکیم صاحب نے جواب دیا ہان وہ بوٹی بہت سے کامون کی ہو اول تو اُس سے
سونا بترکیب و تدبیر کہ اُسکو ہمین جانتے ہین تیار ہو سکتا ہو اگر ہم چاہین تو دو چار ہزار من سونے کو آتش پر

چرخ دیگر اُسی بوٹی کے ذریعہ سے ترکیب و تدبیر مذکور طلا کرلین اگر چاہین اُسی سے چاندی بنالین
اگر کسی ضعیف آدمی کو برابر ایک سرخ کے ساتھ چند ادویہ کے کھلائین تو وہ از سر نو جوان ہو جائے
اگر اُسی بوٹی کو ایک معجون مین شریک کر کے کسی نامرد کو وہ معجون بقدر مناسب کھلائین تو وہ ایسا مرد
ہو جائے کہ چالیس عورتون کے ساتھ ہر روز ہم بستر ہوا کرے اور سبکو خوش کر دیا کرے اور بلکہ عورتین اُسکے وصل
کی تا دیر تاب نہ لاسکین اگر اُسی بوٹی کو ہم چند ادویہ معلومہ کے سفوف مین ملا کر مریضان دیرینہ کو چند روز
ساتھ ایک عرق کے استعمال کرائین وہ مریض اچھے ہو جائین برص و جذام و آتشک و سوزاک
اور وجع مفاصل وغیرہ امراض دفع ہو جائین اگر اُسی بوٹی کو کچھ اور دوائیون مین ملا کر سفوف تیار
کر کے ساتھ آب تازہ کے یا ہمراہ شیر گاؤ کے بقدر مناسب اُس شخص کو استعمال کرائین کہ جسے جریان
ہو چند روز مین وہ شخص مرض مذکور سے نجات پالے اسیطرح اور بھی امراض کو نافع ہے کہانتک اُسکے
خواص تجھ سے بیان کیے جائین ساحر مذکور تقریر حکیم صاحب کی سُنکے کچھ سوچ کے اور مسکرا کے خاموش
ہو رہا بعد ازان دست بستہ کہنے لگا کہ مین اپنی گستاخی کا مقر ہون سہواً مجھ سے خطا ہوئی ہے امیدوار
ہون کہ میری تقصیر و خطا عفو فرما کر مجھے رہا کر دیجیے اور تھوڑی دیر تک توقف فرمائیے تا کہ مین خدمت
صندلان شاہ مین جا کر آپ کے حالات سے اُنھین آگاہ کرون حکیم صاحب موصوف نے ہنسکر
اپنے شاگردون سے کہا اب یہ ساحر عاجزی کرتا ہے خیر اسکو رہا کر دو حسب الحکم ایک شاگرد اُن شاگردون
مین سے اُٹھا اور اُس ساحر کو اِس طور سے رہا کیا کہ حکیم صاحب نے اپنی زبان سے ارشاد کیا
کہ ای منڈھی اب اِس ساحر کو چھوڑ دے ہمارا شاگرد رہا کرنے اِسے آتا ہے جب حکیم صاحب
نے اِس طرح فرمایا اُس شاگرد نے اُس ساحر کو منڈھی سے رہا کر دیا منڈھی نے بھی ساحر کو چھوڑ
دیا وہ رہا ہو کر بعجز و انکسار تخت حکیم صاحب سے علحدہ ہو کے بروے ہوا سحر سے قائم ہو کے
کہنے لگا آپ اِسی جگہ تخت اپنا قائم رکھیے گا مین اب خدمت صندلان شاہ مین جاتا ہون آپکی
تشریف آوری سے اُنھین اطلاع دیتا ہون حکیم صاحب نے پہلے تو برہم ہو کے کہا مجھے تیرے
بادشاہ صندلان شاہ سے کیا غرض ہے وہ نالائق کیا ہے کہ مین اُسکے پاس جاؤن بعدہ کہا خیر
تیرے ہاتھ جوڑنے اور عاجزی کرنے سے تھوڑی دیر تک یہانسے آگے نہ جاؤنگا اگرچہ
صندلان شاہ مع اپنے اہل دربار اور جملہ ساحران نامی کے واسطے میرے استقبال کے آئیگا
اور مانند غلام و خادم کے مجھ سے دست بستہ عرض کریگا تو البتہ مین اُسکے ساتھ اُسکی بارگاہ مین
واسطے ایک لحہ کے جاؤنگا ساحر مذکور یہ سُنکے بہت خوش ہو کے جلد تر صندلان شاہ کی خدمت
مین اُسوقت گیا کہ وہ تیسرا علم واسطے قتل شاہزادہ رستم ثانی کے دیا چاہتا تھا اِس ساحر کو
گھبرایا ہوا آتے دیکھکر متردد ہو کہ علم قتل کرنیکا نہ دے سکا گھبرا کر کہنے لگا اے طیران جادو خیر تو ہے
گھبرایا ہوا کیون آیا ہے کیا کوئی مددگار طلسم کشا کا آیا ہے اُسنے بعد سلام کرنے کے عرض کیا اِسوقت
اِس فدوی کو خلوت مین ایک امر ضروری جلد تر عرض کرنا ہے اگر دیر ہو جائیگی تو پھر بہت افسوس
کیجیے گا صندلان شاہ طیران جادو اپنے رفیق قدیم کی یہ گفتگو سُنکے بیتاب ہو کے خود کہنے لگا کہ نہین
معلوم تنہائی مین یہ کیا کہیگا نہین معلوم کچھ مقدمہ مددگاران طلسم کشا مین پیش آیا یا کوئی خبر تازہ عرض

کریگا غرض بعد فکر صندلان شاہ نے اُس سے کہا جو کچھ تجکو عرض کرنا ہی اگر اُسکا مجمع مین بیان
کرنا تجھے مناسب نہین ہی تو بذریعۂ عرضی عرض کر ہم خود تیری عرضی کو ملاحظہ کرینگے اُسنے حسب الحکم
بعد القاب کے عرضی مین یہ لکھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ و ای فرمانروا ے رعایا و سپاہ اِسوقت اِس
کمترین سے ملاقات لقمان ثانی سے ہوئی ہی ایک زمانۂ دراز سے یہ مفقود الخبر تھے دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ ہمارے پونے دوسو خداوندون کی بزم مین تھے یہان ایک بوٹی کی تلاش مین مع
چار اپنے شاگردون کے آئے ہین فرماتے ہین کہ جس بوٹی کی تلاش مین ہم آئے ہین وہ بہت خواص
و افعال مین بیعدیل و نظیر ہی منجملہ فوائد بیحد کے ایک اُس بوٹی مین یہ اثر ہی کہ اگر کوئی نامرد یا کم قوت یا
ضعیف اُس بوٹی کو ادویہ مین شرکت کرکے معجون بناکے ہماری راے سے چندروز تھوڑی مقدار
کھائے تو وہ ایسا مرد ہو جائے کہ ایک شب مین چالیس عورتون کے ساتھ ہم بستری بخوبی کرسکے
چونکہ حضور کو خواہش معجون مقوی دل و دماغ وغیرہ کی تھی اور اب بھی کثرت محلات سے حضور کو طلا
و ضماد و معجون کی ضرورت شدید ہی لہذا اگر مناسب ہو تو حکیم صاحب موصوف سے ملاقات کیکے
کوئی نسخہ حسب دلخواہ اُنسے تیار کرا لیجیے یا کوئی نسخہ اُنسے پوچھ لیجیے تاکہ آپ کو اُس سے نفع تمام ہو
اور یہ بھی عرض کرنا ضرور ہی کہ حکیم صاحب کو خود یہان تشریف لانے مین تامل ہی میرے نزدیک
اُنکے استقبال کے واسطے آپ کا جانا اور اُنھین لے آنا حضور کی کسر شان نہین ہی کیونکہ وہ ایسے
ذی عزت و رتبہ ہین کہ جملہ خداوند ہمارے اُنکی تعظیم و تکریم کرتے ہین زیادہ کیا عرض کیا جائے
خداوند ساحری مدام حضور کی دولت و اقبال کو بڑھائین اور آفتاب کشورستانی و حکمرانی حضور کا
بعنایت خداوند جمشید و تمثال آئینہ بہ مدام ماہ و سال تابان رہے بعد اِس لکھنے کے کھینچکے نیچے
اُسکے اپنا نام لکھا جب اِس طور سے عرضی لکھ چکا لفافہ مین رکھکر موافق قاعدہ کے عرضی مذکور صندلان
شاہ کو دی اُسنے عبارت عرضی کی خود پڑھکر خوشی سے بے اختیار ہنسکر طیران جادو سے مخاطب
ہوکر کہا تو نے اسوقت ایسی خبر خوش دی ہی کہ مین تجھ سے بہت خوش ہوا یہ کہکر جلد تر اُسے خلعت دیا
اور کہا تو جلد اُنکی خدمت مین جا مین بھی آتا ہون طیران جادو تو اُسیوقت بارگاہ صندلان شاہ
سے نکلا تخت سحر پہ بیٹھکر حکیم صاحب کی خدمت مین آیا اور عرض کیا مین نے حضور کے اوصاف حمیدہ
اور کمالات پسندیدہ سے ایک شمہ صندلان شاہ سے جاکر بیان کیا تھا اور آپکی تشریف آوری
سے اُنھین آگاہ کیا تھا وہ بہت خوش ہوکر بصد اشتیاق واسطے آپکی ملاقات و استقبال کے بحشم و
حشم آتے ہین آپ توقف کرین حکیم صاحب نقلی نے کہا ای طیران جادو ہمکو اِس جگہ زیادہ ٹھہرنا
منظور نہین ہی اہل غرض مجکو پریشان کرینگے ہر ایک جدا جدا اپنا مطلب یہان آکے ہمسے کہیگا
ہمین اتنی فرصت اپنے امور سے کہان ہی کہ ہم سب کے مطالب کو سنین اور مطلب براری کی فکر کرین
تو اب ہم جاتے ہین ہمین یہان دیر ہوئی طیران جادو نے دست بستہ عرض کیا ای حکیم صاحب
ایک لمحہ اور توقف کیجیے ہنوز طیران جادو یہ کہہ رہا تھا کہ حکیم صاحب اُسکے روکنے سے چین بجبین
تھے ناگاہ سامنے سے صندلان شاہ بجمعیت کثیر ساحران نامی و سپاہ ساحران کثیر سے ظاہر ہوا
حکیم صاحب نے دیکھا کہ صندلان شاہ تخت جواہر نگار پر سوار ہی گرد اُسکے پانچون ساحران نامی

ہنس آتشین وفیل آتشین وطاؤس سحر وتخت سحر چوبی پر سوار ہین پیچھے صندلان شاہ کے بہت سے ساحران نامی وغیر نامی نظر آتے ہین گاہ لکہ ابرہاے سرخ وسیاہ مین نہان ہوجاتے ہین اُن لکون سے کبھی پانی برستا ہی گاہ پھول برستے ہین کبھی اُنمین برق چمکتی ہی گاہ اُنھین ابر کے لکون سے صداے رعد پیدا ہوتی تھی غرض عجائب وغرائب انواع واقسام کے لکہ ہاے ابر مذکور سے دمبدم ظاہر وہویدا ہوتے ہین کبھی دفعتاً وہ ابر کے ٹکڑے درمیان سے شق ہوجاتے ہین اعلے وادنے ساحر اپنی اپنی سواریون پر دیکھنے والون کو نظر آتے ہین حکیم صاحب آمد صندلان شاہ غور سے دیکھ رہے تھے دل مین کہتے تھے کہ صندلان شاہ بڑے حشم وحشم وجاہ وتجمل سے آتا ہی طیران جادو عرض کرتا ہی دیکھیے ہمارے بادشاہ واسطے آپکے استقبال کے وہ تشریف لاتے ہین اب کچھ دیر اُنکے آنے مین نہین ہی آپ پریشان خاطر نہون ابھی طیران جادو لقمان ثانی سے یہ عرض کر ہی رہا تھا کہ صندلان شاہ نے اپنی فوج کو حکم ٹھہرنے کا دیکر خود مع پانچ سو نامی ساحرون کے آگے بڑھکر قریب تخت لقمان ثانی کے آیا اور حکیم صاحب کو دیکھتے ہی بے اختیار ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا حکیم صاحب نے برہم ہوکے منھ اپنا اُسکی طرف سے پھیر لیا اور ارادہ اپنے تخت کے بڑھانے کا کیا طیران جادو نے کچھ سمجھ کے صندلان شاہ سے آہستہ کہا حضور نے اس طرح سلام کرنے سے حکیم صاحب کو رنجیدہ کر دیا ہی مناسب وقت یہ ہی کہ اپنے تخت پر کھڑے ہوکے مانند خادمون کے اُنکو تسلیم کیجیے اُنکا مرتبہ بڑا ہی آپ نے تو غضب کیا کہ تخت پر بیٹھے بیٹھے ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھا دیا ایسا آپکو مناسب نہ تھا خیر اب میرے عرض کرنے پر عمل کیجیے دیر نہ لگایئے ورنہ حکیم صاحب خفا ہوکے چلے ہین چلے ہی جائین گے صندلان شاہ نے موافق کہنے طیران جادو کے عمل کیا لقمان ثانی نے منھ اپنا اُسی کی طرف کرکے باشارہ چشم وابرو اُسکا سلام لیکر ایک کتاب جانب پہلو سے نکالکر اُسے کھولکر دیکھا صندلان شاہ نے سلام کرکے کچھ آگے بڑھکر دست بستہ یون عرض کیا کہ اے جناب حکیم صاحب آج مین آپکی زیارت سے مشرف ہوا مین نے بارہا آپ کے اوصاف حمیدہ خاص وعام سے سنے تھے مگر کبھی آپ کو دیکھا نہ تھا آج خوبی تقدیر سے مین نے آپ کو دیکھا ہی امید رکھتا ہون کہ تھوڑی دیر کیواسطے آپ اس حقیر کے کلبۂ احزان کو اپنے شمع جمال سے روشن فرمایئے اور اس کمترین کی عزت افزائی چاہین گے حکیم صاحب نے کتاب کو بند کرکے کہا ہمتو کبھی تیرے ساتھ نہ جاتے مگر تیرے عجز وانکسار کے سبب سے مجبور ہین خیر اگر یہی تیری خوشی ہی تو ایک لحظہ بیٹھکر جس جگہ جانا منظور ہی وہان جائین گے صندلان شاہ یہ سنکے خوش ہوا حکیم صاحب نے کہا ہمارا تخت اس طرف آگے بڑھے فوراً اُسی طرف تخت آہستہ آہستہ چلا صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی ونامور گرد تخت حکیم صاحب کے آگئے سواری حکیم صاحب کی نہایت تزک وحشم وحشم سے آگے بڑھی اثناے راہ مین صندلان شاہ نے پوچھا آپ کا تخت کون اُٹھائے ہی لیکن ہمکو تو کوئی نظر نہین آتا ہی ابھی آپ نے کس سے فرمایا کہ تخت ہمارا بڑھاؤ حکیم صاحب نے مسکراکر جواب دیا ہمارا تخت ہوا اُٹھائے ہی ہم ہوا سے جو کہتے ہین وہ اُسیوقت کرتی ہی کیونکہ ہماری تابع ہی تخت ہمارا اگویا بساط جناب سلیمان علیہ السلام ہی صندلان شاہ ودیگر ساحران نامی

عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین واقعی آپ کے تخت کو ہوا لیے جاتی ہی آپ کے ذی کمال ہونے مین
کسی طرح کا شک نہین ہی غرض صندلان شاہ اور اکثر ساحران نامی حکیم صاحب کے کمال کی
تعریف کرتے ہوے گرد اُنکے تخت کے باادب تمام چلے جاتے تھے پیچھے پیچھے فوج ساحرون کی تھی بعد قطع
راہ جب اُس میدان وسیع مین پہونچے جس میدان مین رستم ثانی زیر تیغ جلاد بیٹھا ہوا تھا اور
درگاہ خدا مین واسطے اپنی رہائی کے دعا کر رہا تھا صندلان شاہ نے عرض کیا فقیر خانہ تو یہان سے
دور ہی لیکن اِسوقت بضرورت یہ خاکسار اِسی صحرا مین آیا تھا بارگاہین اور خیام برپا کرائے تھے
اگر خلاف شان جناب نہو تو اِسی صحرا مین جو میری بارگاہ ہی اُسی مین تشریف رکھیے حکیم صاحب
نے کہا بہتر ہی ہمین تھوڑی دیر بارگاہ مین بیٹھونگا صحرا کی سیر بھی کرونگا یہ کہکے کہا ہمارا تخت بالاے زمین
رکھو فی الفور تخت بلندی سے زمین پر اُتر آیا صندلان شاہ وغیرہ جملہ ساحران نامی بھی اپنی
اپنی سواری سے اُترکر حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون سے کہنے لگے اب آپ پانچون صاحب اپنے
تخت سے اُترکر اندرون بارگاہ تشریف لیچلیے حکیم صاحب نے جواب دیا اِسوقت گرمی بہت ہی اندر
بارگاہ کے اور گرمی ہوگی دل گھبرائیگا یہان اچھا ہی میدان مین ہواے سرد آتی ہی دل کو فرحت ہوتی
ہی سبزہ شاداب صحرا عجب لہلہا رہا ہی اِسکی سیر سے بھی دلکو فرحت ہوتی ہی بس ہمتو اپنے تخت سے
نہ اُترینگے نہ کہین جائینگے تھوڑی دیر یہان ٹھہر کر جہان جانا منظور ہی وہان جائینگے صندلان شاہ نے
یہ تقریر حکیم صاحب کی سُنکے عرض کیا بہت بہتر آپ اِسی جگہ تشریف رکھین اپنے تخت سے بھی نہ اُترین
یہ خاکسار بھی اِسی جگہ آپ کے روبرو بیٹھے گا یہ کہکے اکثر ساحرون سے کہا جلد تر یہان تخت اور کرسیان
لاکر قرینے کے ساتھ رکھدو ساحران اُدنے حسب الحکم تخت وکرسیان اُسی جگہ لا لاکے رکھنے لگے
شاہزادہ رستم ثانی حکیم صاحب مذکور اور اُنکے شاگردون کو دیکھکر دل مین کہنے لگا نہین معلوم حکیم
کون ہی نام اِسکا کیا ہی یہان کیون آیا ہی کون یہان بیمار ہی کہ جسکے علاج کو آیا ہی بظاہر ذی عزت ایسا
ہی کہ صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی ہاتھ باندھ کر بصد ادب اِس سے کلام کرتے ہین اور جو
یہ کہتا ہی سب اُسی بات کو منظور کرتے ہین اِدھر حکیم صاحب اور اُنکے شاگرد جانب رستم ثانی دزدیدہ
نظر سے دیکھتے جاتے تھے جب ساحر موافق کہنے صندلان شاہ کے تخت وکرسیان میدان مین رکھ
چکے اور صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی حکیم صاحب سے بیٹھنے کی اجازت لیکر علی قدر مراتب
تخت وکرسی زرین و چوبی پر بیٹھ چکے صندلان شاہ نے دست بستہ حکیم صاحب سے پوچھا آپکو کچھ میکشی
سے بھی شوق ہی اگر میخواری سے انکار نہو تو یہ خاکسار ساقیون کو طلب کرے وہ کشتیان شراب ناب
کی لاکر آپکو جام بلورین شراب بھر کر دین حکیم صاحب نے جواب دیا ہان شوق بادہ کشی تو ہی مگر ہم ہمیشہ شراب
لطیف صاف جنت مین ہمراہ خداوند سامری وجمشید کی پیتے ہین وہ ایسی شراب ناب ہی کہ جسکا ایک قطرہ
یہان کی شراب سے بہتر ہی مگر تمھارے کہنے سے اِسوقت یہی شراب پی لینگے صندلان شاہ نے خوش
ہوکے اپنے ملازمون سے کہا جلد تر ساقیان شوخ چشم وگلرخسار کو طلب کرو اور کہو کہ نہایت عمدہ اور تحفہ
شراب کشتیون مین بھر کر شیشے شیشون مین رکھکہ مع ساغر بلورین لیکر آئین حکیم صاحب کو شراب پلائین
ساحرون نے حسب الحکم بادشاہ ساقیون سے کہا وہ جلد تر کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوے اور بناز

و اد اکشتیون سے ساغرون مین مے تند بھر کے با یماے صندلان شاہ حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون
کو دینے لگے حکیم صاحب مع اپنے شاگردون کے ساقیون سے جام مے لیکر شراب پینے لگے اور
تعریف اُس شراب کی کرنے لگے صندلان شاہ خوش ہو کے کہنے لگا یہ شراب مین نے
خاص آپ کے واسطے طلب کی ہی جب حکیم صاحب اور اُنکے شاگرد شراب پی چکے ساقیان
خوبرو حکم صندلان شاہ سے دوسری قسم کی شراب ساحران نامی کو ساغر بلورین مین بھر بھر
کر دینے لگے وہ جام ساغر ساقیون سے لیکر شراب پینے لگے دور جام ہونے لگا صندلان
شاہ بھی ساقیون سے جام لے لیکر شراب پینے لگا ساقی بار بار جام بادۂ گلنار و خوشگوار
سے بھر کر اہل بزم کو دینے لگے سواے حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون اور صندلان شاہ
کے سب ساحران نامی وہی شراب پینے لگے جب ایک ایک دو دو جام مے سب پی چکے تشتریان
اور قابین کباب و دیگر اشیاے گزک سے بھری ہوئین خدام لائے ہر ایک ساحر اُس گزک
سے بالاے مے لطف اُٹھانے لگا حکیم صاحب نے اپنی جیب سے اور اُنکے شاگردون نے
بھی اپنے اپنے پاس سے کچھ چیزین نکال کے خیال سے بالاے مے کھالین جب ساقی کشتیان
اُٹھا کر اور خدام قابین گزک کی خالی لے کر چلے گئے اور ہر ایک ساحر کو نشہ ہوا بے اختیار
جھومنے لگا خصوصاً صندلان شاہ سرشار ہو کر حکیم صاحب سے کہنے لگا مین نے آپ کو
اِس وجہ سے یہان آنے کی تکلیف دی ہی چاہتا ہون کہ مجھے ایک معجون مقوی باہ تیار
کر دیجیے کہ اب زمانہ ضعیفی کا آگیا ہی قوت جوانی کی جا چکی ہی حکیم صاحب نے جواب دیا
اچھا معجون تمکو تیار کر کے ہم بھیجدینگے لیکن تم زیادہ اُسے کھا کر از خود رفتہ ہو جاؤگے کم کھانا
یہ کہکر صندلان شاہ سے پوچھا تم اِس صحرا مین آج اِسقدر ساحرون کی جمعیت سے کیون آئے
ہو اُسنے عرض کیا حضور یہ قصہ طولانی ہی مفصل تو اُسے عرض نہین کر سکتا الامختصر بیان کرتا ہون
سبب میرے یہان آنے کا یہ ہی کہ شاہزادۂ رستم ثانی ایک مسلمان نے یہان آکے لوح طلسمی
بصد کوشش دستیاب کر کے طلسم صندل کو توڑنا چاہا تھا ہنوز وہ طلسم مذکور کو تمام و کمال
درہم و برہم کرنے نہ پایا تھا کہ مکر و فریب سے میرے ملازمون نے اُس سے لوح مذکور لے کر
اُسے گرفتار کر لیا مین نے اُسکا زندہ رکھنا اچھا نہ جان کر حکم قتل کا دیا ہی دیکھیے طلسم کشا وہ زیر
تیغ بیٹھا ہی وہ حکم قتل جلاد کو دے چکا ہون اب تیسرا حکم دیتا ہون جلاد ابھی اُسکے
سر و تن مین جدائی کر دیگا آپ ہی کے سامنے اُسکا سر کٹ کے آئیگا حکیم صاحب نے کہا
اے صندلان شاہ طلسم کشا کا اِسقدر جلد قتل کرنا اچھا نہین ہی خلاف قاعدہ ہی اور یہ بھی واضح
ہو کہ جس جگہ خون اہل اسلام کا گرتا ہی وہ زمین آباد نہین ہوتی ہی تمھین لازم تھا کہ بعد چالیس روز
کے اِسکو بیرون حد طلسم و شہر صندل قتل کرتے اِتنے دنون قید رکھتے اُسنے جواب دیا اِسکا قید
رکھنا اچھا نہین تھا یہ رہا ہو جاتا اور رہا ہو کر نہین معلوم یہ کیا آفتین برپا کر دیتا اور ایک مرتبہ ایسا
ہو بھی چکا ہی کہ مین اِسکو قید کر چکا ہون اب قید نہ کرونگا یہ دشمن جان و ایمان طلسم ہی اِسکو
قتل ہی کر ڈالونگا لقمان ثانی نے جواب دیا ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ قتل ہو خون اِسکا زمین

پر نہ گرے کہ باعث بربادی شہر طلسم ہو اور اسکی طرف سے تمکو بخوبی اطمینان بھی ہو جائے اور
کسی طرح کا خوف و خطر باقی نہ رہے صندلان شاہ نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہو میرے تو ذہن
مین نہین آتی ہے حکیم صاحب نے کہا ہماری راے یہ ہو کہ اسکو خدمت مین سامری وجمشید
کے بھیجدیا جائے وہ جیسا مناسب جانین گے ویسا اسکے حق مین کرینگے اگر اُنکو منظور ہوگا
تو وہ اسکو دوزخ مین ڈالدین گے اور اگر اسنے اُنکی اطاعت و پرستش مین کمی نہین کی ہو تو وہ
اسکو جنت مین اپنی خدمت مین رکھین گے پھر کبھی یہان نہ آنے دینگے وہان سے کوئی اسکو
رہا کرکے بھی نہ لاسکے گا تمھاری جان اور تمھارا ایمان اور طلسم اسکے ہاتھ سے اس تدبیر سے
بچ جائیگا یہ قتل بھی نہو گا صندلان شاہ یہ تقریر لقمان ثانی کی سُنکے کچھ دیر تک سوچا کیا لیکن پھر
اُسوقت تمام ساحران نامی نے کہا ہم راے حکیم صاحب کی پسند کرتے ہین کیا معقول تدبیر ہی
جب سب ساحرون نے باتفاق راے حکیم صاحب کی پسند کی صندلان شاہ نے کہا اب
حکیم صاحب جو آپ کے نزدیک مناسب ہو کیجیے آپ کو طلسم کشا کے باب مین اختیار ہے
خواہ اسوقت قتل ہو جانے دیجیے یا خدمت مین خداوندون کی اسے روانہ کر دیجیے حکیم صاحب
نے فرمایا ہمین اس جگہ طلسم کشا کا قتل ہونا منظور نہین ہو یہ ملک و زمین اسکے خون کے گرنے
سے برباد و ویران ہمیشہ رہیگی یہ کہکے شہزادہ رستم ثانی کو ساحرون سے اپنے پاس بلا کے اور نہایت برہم
ہوکے کہا او طلسم کشا کیا تجھکو اس روز بد سے آگاہی نہتھی کہ جو تو نے بندگان سامری وجمشید
کو یہان آکے قتل کیا طلسم کا توڑنا چاہا سب سامری پرستون کو قتل یا مسلمان کرنا چاہا
شاہزادہ رستم ثانی نے لقمان ثانی کو نہ پہچان کر دلیرانہ جواب دیا او حکیم بیوقوف و نادان
آگاہ ہو کہ ہم بانیان اہل اسلام سے ہین ترقی دین اسلام کی چاہتے ہین اور بربادی و نابودی
کفاران بے دین کی روز و شب چاہا کرتے ہین مرنے اور قتل ہونے سے نہین ڈرتے ہین
اسوقت اسیر ہین اگر خدا چاہے گا تو رہا ہو جائین گے بعد طلسم کو شکست کرینگے ساحرون
کو قتل کرینگے حکیم صاحب گفتگوے شاہزادہ رستم ثانی کی سُنکے بظاہر بہت برہم ہوے بعد
ازان شاہزادہ رستم ثانی کو اپنی طرف کھینچکر عطر بیہوشی سنگھا کر زنبیل مین داخل کرکے صندلان
شاہ اور جملہ ساحران نامی سے کہا تمنے دیکھا کہ ہمنے طلسم کشا کو کسقدر جلد خدمت سامری وجمشید
مین روانہ کر دیا ہو اب اگر ہم چاہین تو وہ پھر یہان آسکتا ہو اور اگر نہ چاہین تو کبھی وہان سے
نہ آئیگا اب وہ خدمت مین جملہ خداوندون کی پہونچ گیا ہو گا یہان سے ہم جاکر جو کام کرنا
منظور ہو اُسے کرکے خداوندون کے دربار مین چلین گے تمام حال طلسم کشا کا سب سے
کہدینگے اور یہ بھی کہدینگے کہ اسکو دوزخ مین ڈالدیجیے ساحران نامی نے کہا حکیم صاحب
بے شک آپ صاحب کمال ہین اتنی جلد طلسم کشا کو کس راہ سے خداوندون کے پاس
بھیجدیا جاے حیرت ہے لقمان ثانی نے کہا ہمارے پاس ایک ایسی نادر و کمال کی
زنبیل ہو کہ اُسکے اوصاف مفصل تو بیان ہو نہین سکتے لیکن مختصر تعریف اُسکی یہ ہو کہ یہ ایک دروازہ
ہو باغ جنت مین جانے کا اور پھر وہان کی سیر کرکے پہنے دو سو خداوندون کے جمال دیکھکر

چلے آنے کا اور اُسکو خداوندنے ہمین محض اِسی واسطے دیا ہی کہ جو شخص ہماری صحبت مین اور
خاص ہمارے بزم مین آنا چاہے اور ہماری زیارت سے مشرف ہونا چاہے تو اُسکے
اِسی دروازے سے روانہ کردینا اور ایک رقعہ اپنا اُسی شخص کے ہاتھ روانہ کرنا کہ
موافق اُسکی تحریر کے عمل کیا جائیگا اور جبتک رقعہ نہ پہونچے گا جو شخص آئیگا وہ ہماری
بزم مین نہ آسکے گا بیرون بزم رہے گا ساحران نامی نے عرض کیا کہ ہم بھی امیدوار
ہین کہ ہمکو بھی باغ جنت مین روانہ کر دیجیے تاکہ جملہ خداوندون کی زیارت سے
مشرف ہو کر آئین اور باغ جنت کی بھی سیر کر آئین حکیم صاحب نے جواب دیا کیا مضائقہ ہی
مگر ایک بات کہنا ہم بھول گئے تھے وہ یہ ہے کہ جب تک کوئی شخص تم مین سے یا اور کوئی
شخص خداوندون کی محفل مین جانے کا ارادہ کریگا تو اُسے ہم رقعہ مین لکھ دینگے
کہ یہ شخص ذی عزت ہی اِسنے دس ہزار روپیہ آپ سب خداوندون کی نذر کے واسطے
ہمارے پاس داخل کیے ہین اِسے کرسی جواہر نگار اپنے بزم مین دیجیے گا تو اُس شخص کو
وہان کرسی جواہر نگار ملیگی اور جتنی دیر ہم بیٹھنے کو لکھ دینگے اُتنی ہی دیر وہ شخص وہان بیٹھ
سکے گا بعد ازان خدام جملہ خداوند اُس شخص کو اُسی دروازے تک اُسکے پہونچا دینگے
ہم اُسے اِس دروازے سے نکال لینگے اور اگر کوئی غریب و محتاج وہان جانے کا
ارادہ کریگا اور ہم رقعہ مین لکھ دینگے کہ اِسنے ہمکو آپ صاحبون کی نذر گذراننے کے واسطے
کچھ بھی نہین دیا ہی تو وہ شخص بزم خداوندان مین تخت و کرسی و فرش پر بیٹھنے نہ پائیگا مانند
غلامون اور خادمون کے لب فرش مقام اُتارنے نعلینون کے کھڑا رہیگا دور سے
سب خداوندون کو دیکھے گا کوئی خداوند اُس سے کلام نہ کریگا اور فی الفور وہان سے
نکالدیا جائیگا بس جس طرح تمکو منظور رہو ہمنے تمھین آگاہ کر دیا ہی خواہ نذر حسب مقدرت
جمع کر کے وہان جاکر بعزت بیٹھو یا کچھ نہ دے کر وہان جاؤ اور ذلت اُٹھا کے چلے آؤ
تمھین اختیار ہی کچھ ساحران نامی یہ تقریر حکیم صاحب کی سُنکے کہنے لگے ہمین اپنی ذلت منظور
نہین ہی چاہتے ہین کہ بعزت بزم خداوندون مین جاکر بیٹھین ہم موافق اپنی لیاقت کے زر
نذر آپ کے پاس جمع کیے دیتے ہین یہ کہکے کسی ساحر نے دس ہزار روپیہ کسی نے پندرہ
ہزار روپیہ کسی نے بیس ہزار روپیہ اور کسی نے تیس ہزار روپیہ ابلیس خود پسند نے
پانچ ہزار اشرفیان اِسی طرح بہت سے ساحران نامی نے حسب لیاقت اپنے اپنے زر کثیر
روپیہ حکیم صاحب کے طلب کرنے کے جمع کیا حکیم صاحب مذکور نے ہر ایک ساحر کی نذر
کو دیکھکر اُسی زر نذر کی زیادتی کے موافق رقعہ لکھدیا کہ اِس ساحر نے اِسقدر زر نذر ہمارے
پاس جمع کیا ہی اِسکو اپنے بزم مین قریب تر اپنے تخت جواہر نگار یا کرسی جواہر نگار پر
جگہ دیجیے گا اور دو پہر یا ایک پہر بیٹھے رہنے دیجیے گا ہم سخن بھی اِس سے ہو جیے گا باغ جنت
کی اچھی طرح سیر بھی کرا دیجیے گا اور جس جس ساحر نے کم روپیہ جمع کیا اُسکو اِس مضمون کا
رقعہ لکھدیا کہ اِس شخص نے اِسقدر کم روپیہ واسطے آپ حضرات کی نذر کے جمع کیا ہی اِسکو ادنی بزم

ین فرش پر بیٹھنے دیجیے گا اور بعد ایک لمحہ کے بیرون بزم کر دیجیے گا غرضکہ جب حکیم صاحب
اور اُنکے شاگرد ساڑھے چارسو رقعے لکھ چکے ہر ایک ساحر کے ہاتھ مین ایک ایک
رقعہ دے کر کہا دیکھو اسمین تمھارا نام اور نقد وزر اور جائے نشست اور زمانہ قیام لکھدیا
ہی ہر ایک نے غور سے پڑھ لیا حکیم صاحب نے ہر ایک ساحر کو تخت و کرسی سے اپنی طرف کھینچکر
کہا اِس زنبیل عجائب قدرت مین سر اپنا ڈال کر دیکھو جب اُسنے موافق کہنے کے عمل کیا حکیم صاحب
نے ایک تھپکی اُسکی پشت و کمر پر ایسی دی کہ وہ فوراً داخل زنبیل ہو گیا اِسی طرح ساڑھے چارسو
ساحرون کو لقمان ثانی نے داخل زنبیل کیا جسوقت ساحران مذکور داخل زنبیل ہو چکے اور جو
پچاس ساحران نامی اور صندلان شاہ باقی رہگئے تھے اُنکو بھی اپنے خداوندون کے
زیارت کا شوق ہوا تھا ہر ایک نے چاہا تھا کہ حسب حیثیت و لیاقت روپیہ حکیم صاحب
کے پاس جمع کر کے رقعہ لکھوا کر زنبیل قدرت مین داخل ہو کے بزم مین خداوندون کی
جائین ہنوز ہر ایک نے زر و جواہر جمع نہ کیا تھا اور حکیم صاحب نے صندلان شاہ سے
بمقدمۂ لوح طلسمی یہ کہا تھا کہ اے صندلان شاہ ہم چاہتے ہین کہ اِسوقت ایک امر واسطے تمھاری
بہبودی کے اور کر جائین کہ جس سے ہمیشہ تم بیخوف ہو جاؤ اُسنے پوچھا وہ امر کیا ہے
حکیم صاحب نے بیان کیا طلسم کشا کو تو ہمنے خداوندون کے پاس روانہ کر دیا ہی وہ وہان
پہونچ بھی گیا ہو گا اب ہم خداوندون کے پاس جا کے اُسے دوزخ مین ڈالنے کو کہین گے
ہمارے کہنے سے فوراً نار دوزخ مین ڈالدیا جائیگا اور پھر کبھی وہانسے یہان نہ آئیگا لیکن
مبادا اور کوئی طلسم کشا آ کے لوح طلسمی کسی طور سے حاصل کر کے اگر تمھین قتل کرے
اور طلسم کو درہم و برہم کرے تو بہتر نہو گا بلکہ برا ہو گا لہذا لوح طلسمی بھی ہمکو دیدو کہ ہم سب خداوندون
کے پاس لیجائین اُنمین سے کسی خداوند کو دیدین جب لوح طلسمی یہان نہ رہیگی تو اور کوئی طلسم کشا
طلسم مذکور کو کیونکر فتح کر سکے گا ساحران طلسم کو بھی ہلاک نہ کر سکے گا تمسے بھی مقابلہ نہ کر سکے گا
صندلان شاہ نے گفتگو حکیم صاحب کی سُنکے لوح کے دینے مین فکر کی ساحران باقی ماندہ
جو گرد صندلان شاہ کے بیٹھے ہوے تھے اُنھون نے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ ہمین
رائے حکیم صاحب کی اچھی معلوم ہوتی ہی ہر طرح اسمین آپ کا فائدہ ہی لوح طلسمی حکیم صاحب
کو ضرور دیدیجیے بیخوف ہو جایے صندلان شاہ نے اُن ساحرون کے کہنے سے ایک
ساحر کہ وہ ذی عزت و زبردست ساحر تھا اور نام اُسکا مفتاح جادو تھا کہا کہ جس صندوقچہ
مین ہمنے لوح طلسمی رکھی ہی اور جہان وہ صندوقچہ رکھا ہی تجھے معلوم ہی جلد وہان جاکر صندوقچہ
لیکر یہان آ وہ اُسی وقت اُٹھکر تخت پر بیٹھکر روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ صندوقچہ لیکر
آیا صندلان شاہ کو دیا اُسوقت صندلان شاہ نے کُنجی اپنی جیب سے نکال کے چاہا تھا
کہ صندوقچہ کو کھول کر لوح طلسمی نکالکر حکیم صاحب کے حوالے کر دیجیے بعد ازان داخل
زنبیل قدرت ہو کر جنت مین جاکر سیر باغ جنت کیجیے اور سب خداوندون کے جمال کو بھی
دیکھیے ناگاہ سوے فلک ایک ٹکڑا ابر گلنار پیدا ہوا اُس ابر کے ٹکڑے سے دمبدم مانند برق کے بجلیان

نمایان ہوتی تھین اور صداے رعد اُس ابر سے آتی تھی کبھی اُس سے بارش باران ہوتی تھی گاہ بجاے آب آگ برستی تھی اور وہ پارۂ ابر بہت جلد آتا تھا لقمان ثانی نے اُس لکۂ ابر کو اپنی جانب آتے دیکھکر مشوش ہوکے پہلے تو وہ تمام روپیہ جو ساحرون سے جمع کیا تھا اُٹھا اُٹھا کے اور زنبیل کیا بعد ازان صندلان شاہ سے کہا صندوقچہ کھولنے کی کیا ضرورت ہو لوح مع صندوقچہ دیدو کہ اب ہم جاتے ہین ہنوز صندلان شاہ نے صندوقچہ مذکور کے دینے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ وہ لکۂ ابر سر صندلان شاہ پر آکے قائم ہوکے درمیان سے شق ہوا حکیم صاحب نقلی نے دیکھا کہ ایک ساحرہ ضعیفہ تخت پر بیٹھی ہوئی ہو چہرے سے اُسکے آثار غیظ وغضب نمایان ہین ایک ہاتھ مین اُسکے چند اوراق ہین دوسرے ہاتھ مین اُسکے ایک گلدستہ آلودۂ خون ہو ابھی لقمان ثانی یعنے عمرو ثانی اُس ضعیفہ کی طرف دیکھ رہے تھے صندلان شاہ بھی سوے فلک و لکۂ ابر مذکور دیکھکر ساحران نامی سے کہ رہا تھا کہ اچھے وقت ہماری نانی صاحبہ تشریف لائین کہ حکیم صاحب بھی بیٹھے ہین ابھی صندلان شاہ یہ کہ رہا تھا اور وہ صندوقچہ جسمین لوح طلسمی تھی لقمان ثانی نقلی کو دے رہا تھا کہ اُس ساحرہ ضعیفہ نے سحر سے برق بنکر فی الفور زمین پر گرکے اور پھر بصورت اصلی ہوکے صندلان شاہ سے مخاطب ہوکے کہا او چھوکرے کیا غضب کرتا ہے یہ صندوقچہ جسمین لوح طلسمی ہو کسکو دیتا ہو ارے نادان یہ لقمان ثانی نہین ہو یہ عیار امیر ثانی کا ہو نام اسکا عمرو ثانی ہو اور یہ چارون آدمی جو اِسکے سامنے بیٹھے ہین یہ بھی عیار ہین انمین ایک کا نام برق ثانی ہو دوسرے کا نام سیارہ ثانی ہو تیسرے کا اسم قران ثانی ہو چوتھا شخص جو دبلا پتلا ہو اُسکا نام چالاک ثانی ہو مین اِنکے اسما سے اور اِنکے حال سے خوب ماہر ہون تھوڑی دیر قبل اِسکے مین اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی تھی سامان عیش و راحت موجود تھے یکایک مجکو تیرا خیال آیا فی الفور اوراق جمشیدی اُٹھا لئے اور اِس نیت سے اُنکو دیکھا کہ صندلان شاہ اِسوقت کس کار مین مصروف ہو کس کے پاس بیٹھا ہو کس سے ہم سخن ہو بس اوراق مذکور سے صاف صاف یہ عبارت و مطلب پیدا ہوا کہ صندلان شاہ اِسوقت ایک ایسی جماعت مین بیٹھا ہو کہ جس مجمع مین عمرو ثانی بصورت لقمان ثانی بیٹھا ہوا ہو اور ہمراہ عیار مذکور کے چار عیار اور بھی ہین نام اُنکے یہ ہین کہ ایک چالاک ثانی دوسرا برق ثانی تیسرا قران ثانی چوتھا سیارہ ثانی ہو اور اُنھین عیارون سے صندلان شاہ ہم سخن ہو عمرو ثانی کو لقمان ثانی جان کر لوح طلسمی دیا ہی چاہتا ہو یہ حال دریافت کرکے مین جلدی مین تنہا یہان آئی ہون خیر اچھے وقت پر یہان پہونچی کہ تو نے اِس عیار بلاے روزگار کو لوح طلسمی نہین دی تھی اگر مین تیرے حال سے باخبر نہوتی اور تھوڑی دیر اور یہان نہ آتی تو غضب ہی ہوتا تو لوح طلسمی اِس عیار کو دیتا یہ طلسم کشا کو لیجا کر دیتا وہ طلسم کو لوح پاکر درہم و برہم کر دیتا نام و نشان طلسم باقی نہ رہتا او بیوقوف کوئی ایسی نادانی کرتا ہو کہ بغیر سمجھے لوح طلسمی ایسی شی کسی کو دینے کا ارادہ کرتا ہو مین نے بارہا تجھے نصیحت کی ہو کہ امور سلطنت وغیرہ ہوشیاری و خبرداری سے اور مشورۂ بزرگان سے کیا کر مگر تو اپنی نادانی و بیوقوفی سے میری نصیحت پر عمل نہین کرتا ہو بہت امور سلطنت مین اور انصرام و انتظام مین غفلت کرتا ہو او چھوکرے یاد رکھو کہ

انجام اِس غفلت و نادانی کا اچھا نہین ہو تجھے تیری جان کے جانے کا خوف ہو دیکھ اب بھی ہوشیار
ہو غفلت سے باز آ ورنہ پچھتائیگا یہ کہکر پوچھنے لگی مین نے سُنا تھا کہ طلسم کشا کو تونے گرفتار کر کے
قتل کرنے کا ارادہ کیا ہو بتا اُسکو قتل کیا یا ابھی نہین صندلان شاہ اپنی نانی ملکہ آتش افروز
کے آتے ہی براے تعظیم تخت سے اُٹھا تھا اور سلام کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ یکایک اُس سے تمام
حال مندرجۂ بالا سُنکے نہایت گھبرا کر کف افسوس ملکر کہنے لگا نانی صاحبہ اِسوقت آپنے تشریف
لا کر لوح طلسمی دینے سے باز رکھا ورنہ مین اسکے دام فریب مین پھنس چکا تھا طلسم کشا کو پہلے ہی اسکے
حوالے کر چکا تھا اب لوح طلسمی بھی اِسے دیدیتا اُسنے نہایت غصہ کر کے اور کلمات سخت کہہ کے
پوچھا او چھوکرے تونے طلسم کشا کو اِسے کیونکر دیا صندلان شاہ نے تمام حال عمرو ثانی کے
آنے کا اور طلسم کشا کو زنبیل مین داخل کرنے کا اور ساحران نامی کو بھی زنبیل مین ڈالنے کا اور
روپیہ اور اشرفیان لینے کا از اول تا آخر مفصل بیان کیا آتش افروز جادو نے نہایت افسوس
کر کے کہا اب کیا کھڑا ہو حکم کر کہ تمام سپاہ ساحران اِن عیارون کو چہار طرف سے گھیر کر قتل کر
ڈالین کسی طرف اِنکو بھاگنے نہ دین مین بھی ایک جانب سے اِن عیارون کو روکتی ہون اور
جہانتک ہوسکے گا جانے نہ دونگی گلدستے سحر کے مار کر اِن سب کو دیوانہ کر دونگی زمین کو سحر سے
سنگ لاخ کر دونگی تاکہ یہ عیار بلاے روزگار کسی طرح زمین مین سما نہ سکین ایک طرف سے تو اپر
سحر کر اِسوقت اِن پانچون عیارون کو ہلاک ہی کر ڈال انمین سے کسی کو زندہ نہ رکھ صندلان
شاہ نے اُسی وقت جملہ اپنی سپاہ کے ساحرون کو حکم دیا کہ اِن عیارون کو گھیر کر یا گرفتار کر لو
یا سحر سے ہلاک کر ڈالو بس بمجرد حکم جملہ ساحران نامی وغیر نامی نے عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو
چہار سمت سے گھیر لیا عمرو ثانی نے صندلان شاہ سے کہا او نابکار ہم پانچ آدمیون سے تو
ایسا خائف ہو کہ تمام اپنی سپاہ کو ہمراہ لے کر لڑنے پر آمادہ ہو ہمکو عمرو ثانی جانتا ہو اِس ساحرہ
ملعونہ کے بہکانے سے ہمین عیار جان کر ہمسے لڑتا ہو دیکھ اپنے ارادے سے باز آ ہمین لقمان
ثانی ہی جان کچھ شک نہ کر صندلان شاہ نے جواب دیا او دزد بلاے روزگار مجکو میری نانی
نے آکر تیرے حال سے آگاہ کر دیا ہو اب تو لاکھ مجھسے مکر و فریب کی باتین کریگا تو مین ہرگز
تیرے دام مکر مین گرفتار نہونگا اگر اپنی زندگی اور اپنے ہمراہی عیارون کی حیات چاہتا ہو
تو رستم ثانی کو اور جملہ ساحران نامی کو جنکو ابھی تونے بمکر و فریب داخل زنبیل کیا ہو زنبیل سے
نکال کے میرے حوالے کر دے ورنہ تجکو اور تیرے شاگردون کو ایک ادنے سحر مین مار ڈالونگا
عمرو ثانی نے جواب دیا او بد آئین بد ایمان یہ کیا بیہودہ بکتا ہو تو مجھے کیا قتل کر سکتا ہو اور
تیری سپاہ مجھے کیا روک سکتی ہو اور یہ تیری نانی آتش افروز کیا مجھے ٹوک سکتی ہو مین اس طرح
زندہ و سلامت تیری سپاہ بیکران سے نکل جاؤنگا کہ تجھے حیرت ہوگی مین تجھسے اور تیری اِس
سپاہ سے نہین ڈرتا ہون عبث مجکو ڈراتا ہو مین رستم ثانی کو اور تیری سپاہ کے ساحران نامی کو
ہرگز تجھے نہ دونگا دیکھون تو تو کیا کرتا ہو آتش افروز صندلان شاہ سے کہنے لگی او چھوکرے
اب اِس سے کلام نہ کر یہ کبھی طلسم کشا وغیرہ کو تجھے نہ دیگا یہ کہکے گلدستہ پر سحر دم کر کے عمرو ثانی پر مارا

اِدھر صندلان شاہ نے سحر پڑھکر دستک دی فی الفور زمین شق ہوئی ایک نازنین نہایت حسین لباس رنگین پہنے ہوے اسباب سحر لیے ہوے پیدا ہوئی سامنے صندلان شاہ کے آکے عرض کرنے لگی ای بادشاہ ذیجاہ اسوقت اِس کنیز کو حضور نے کیون یاد کیا ہو خیر تو ہے کس دشمن سخت سے لڑنے کا ارادہ ہو کہ مجکو واسطے اُسکے طلب کیا ہو لیجیے یہ اسباب سحر موجود ہو صندلان شاہ نے اُس سے اسباب سحر لیکر کہا ای گل اندام جادو غضب ہوا کہ عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی نے بمکر و فریب مجھ سے کہا کہ طلسم کشا کو قتل نکرو مین خداوندون کے پاس اِسکے روانہ کیے دیتا ہون چونکہ وہ بصورت لقمان ثانی بنکر یہان آیا مین اُسکے فریب مین آگیا طلسم کشا کو اُسکے حوالے کردیا سوا اُسکے اور بھی اِس عیار نے بہت سی مکر کی باتین کی ہین وہ سب باتین اِسوقت کہا کہون اب تو جا مین عیار مذکور کو بزور سحر ہلاک کرونگا گل اندام جادو تو زمین مین سماکر چلی گئی صندلان شاہ نے ایک ترنج لیکر اُسپر سحر دم کرکے عمرو ثانی کے تخت پر مارا اِسکا ترنج مارنا تھا کہ جملہ ساحرون نے برابر نارنج و ترنج اور گولے وغیرہ سحر کرکے خواجہ عمرو ثانی پہ مارے ہر چند ہزارہا ساحرون نے سحر کیا لیکن کسی ساحر کا سحر کارگر نہوا جو ترنج یا گلدستۂ سحر یا گولہ فولادی یا کاردِ سحر یا ماش یا رائی یا ہار فلفل عمرو ثانی پر سحر کرکے مارے وہ سب قریب تخت عمرو ثانی کے جاکر گر پڑے ملکہ آتش افروز جادو اور صندلان شاہ وغیرہ یہ حال دیکھکر نہایت حیران ہوے کہ آج کیا سبب ہی جو ہمارے سحر مین اثر نہین ہو عمرو ثانی پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا ہی شاید سحر پڑھنے مین ہمسے کچھ غلطی ہوئی ہو کہ جسکی وجہ سے سحر نے تاثیر حریف پر نکی اب اچھی طرح سے سحر صحیح پڑھکر اسباب سحر پہ دم کرینگے اور عمرو ثانی پر لگائینگے یہ خیال کرکے پھر ایک ساحر نامی و نامور نے سحر پڑھکر اسباب سحر پر دم کرکے کسی نے گولہ مارا کسی نے گلدستہ مارا کسی نے نارنج کسی نے ترنج لگایا لیکن عمرو ثانی کو کسی کے سحر سے کچھ ضرر نہوا وہ بصورت لقمان ثانی اُسی طرح تخت پر بیٹھا رہا اور ہنسا کیا صندلان شاہ سحر کرتے کرتے حیران ہوگیا ملکہ آتش افروز بھی بہت سے گلدستے اپنی انگشت کے خون سے تر کرکے سحر دم کرکے لگا چکی اور ساحران نامی و غیر نامی بھی سیکڑون بلکہ ہزارون سحر کر چکے اور سامری و جمشید کو پکار چکے لیکن کوئی سحر کسی کا عمرو ثانی پر کارگر نہوا آخر کار سب ساحر سحر کرکے تھک گئے مگر عمرو ثانی بدستور اُسی طور سے اپنے تخت پر بیٹھا رہا اور یہ کہا کیا کہ ای صندلان شاہ دیکھون تم اور تمھاری نانی ملکہ آتش افروز اور یہ ہزارہا ساحر کب تک مجھپر سحر کرتے ہین اور سحر کرنے سے کیا نفع پاتے ہین مین اِسی واسطے بیٹھا ہوا ہون کہ تم سب کو عاجز کرلون تو خود تمپر کوئی سحر کرون صندلان شاہ اُس جنگ مین تقریر عمرو ثانی کی سُنکے اور نہایت غضبناک ہوکے پھر خود بھی سحر کرتا تھا اور سب ساحرون سے سحر کرنے کی تاکید کرتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ صندلان شاہ اور ملکہ آتش افروز اور ہزارہا ساحرون نے پہر بھر تک پے در پے اِسقدر اشیاے سحر عجائب مانند نارنج و ترنج اور گولون اور گلدستون وغیرہ کے عیار ان مذکور پر لگائین

کہ گرد تخت عمرو ثانی کے گولون اور نارنج و ترنج وغیرہ کے اونچے اونچے ڈھیر ہوگئے
تھے اور سب ساحر اِس طرح اسباب سحر سحر کرکے عیاران مندرجۂ بالا پہ مارتے تھے دیکھنے
والون کو ثابت ہوتا تھا کہ گویا مینہ برس رہا ہی جب ہزارہا ساحرون کے سحر سے اور خود
صندلان شاہ کے سحر ہاے سخت سے عمرو ثانی کو کچھ ضرر نہ پہونچا تو عاجز و مجبور ہوکر
صندلان شاہ نے جملہ ساحرون کو حکم دیا کہ اب تم لوگ سحر نہ کرو ترشول اور پنسول لے کر
ایکبارگی حملہ کرکے عمرو ثانی اور اُسکے ہمراہی عیارون کو گرفتار کرلو یہ حکم شاہ مذکور کا تمام
ساحران نابکار نے پاکے حسب الحکم حملہ آور ہوے اُسوقت عمرو ثانی نے دیوؤن سے
کہا ہمارا تخت اب زمین سے اُٹھاؤ دیوؤن نے یہ حکم پاتے ہی تخت اُٹھایا ساحرون
نے چاہا کہ اندر منڈھی کے جاکر پانچون عیاران مذکور کو پکڑلین جو ساحر منڈھی کے سایہ
مین آیا اول تو سحر بھول گیا دوسرے اُلٹا ہوکے منڈھی مین لٹک گیا ساحران نابکار
یہ حال دیکھکر گھبرائے دل مین کہنے لگے یہ منڈھی کس قیامت کی ہی کہ جو ساحر اندر منڈھی
کے جاتا ہی وہ منڈھی مین اُلٹا ہوکے لٹک جاتا ہی بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ عمرو ثانی ساحر زبردست ہی اور یہ
منڈھی بھی اُسکی ایک اِسکا سحر سخت ہی جب ہی تو ساحرون کا یہ حال ہوا ہی یہ باتین اپنے دلمین کرکے
ساحران نابکار حملہ کرنے سے کچھ رُکے صندلان شاہ نے اور ملکہ آتش افروز نے
ان سب ساحرون سے کہا تم کیسے جوانمرد ہو کہ پانچ آدمیون کو باوجود ہزارون ساحر ہوکے
گرفتار کر نہین سکتے ہو جاے شرم و حیا ہی کہ خوف سے حملہ نہین کرتے ہو کھڑے ہوے ہو
یہ گفتگو اُنکی سُنکے پھر جملہ ساحرون نے ایکبارگی حملہ کیا جب ہزارہا ساحران نابکار زمین سے
بلند ہوکے گرد تخت کے آگئے دیوؤن نے اُنہین سے کچھ ساحرون کو پکڑ پکڑ کر کھانا شروع کیا
جب اِسطور سے ساحران نابکار ہلاک ہونے لگے اُنکے مرنے سے تاریکی پیدا ہونے لگی پھر اُنکے
سحر کے اُنکے نام سے آواز اِسطرح دینے لگے کہ افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم یعنے مارا اور ہلاک
کیا ہمکو نام ہمارا خونخوار جادو و شہباز جادو و گلنار جادو و عقاب جادو تھا صندلان شاہ
اُنکے مرنے سے متحیر ہوکے ملکہ آتش افروز جادو اپنی نانی سے کہنے لگا آپ سنتی ہین کہ ساحرون کے
مرنیکی آوازین چلی آتی ہین نہین معلوم انکو کسنے مارا ہی عمرو ثانی اور اُسکے ہمراہی عیار منڈھی مین بیٹھے
ہوے ہین دست و پا بھی نہین ہلاتے ہین اُسنے کہا بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ عمرو ثانی کے ساتھ
بھی سپاہ ہی وہ مردم سپاہ ایسے ہین کہ ہمین نظر نہین آتے ہین عجب نہین کہ دیو ہون یا جن ہون
بھلا دیو اور جنون سے تیری فوج کے ساحر کیا لڑینگے اور تو کیا لڑیگا اور مین کیا لڑونگی
کیونکہ جب وہ دکھائی ہی نہین دیتے ہین تو کوئی اُنپر کیا سحر کرے کیا غضب ہی کہ وہ
تو سب کو دیکھتے ہین اور جس ساحر یا غیر ساحر کو چاہتے ہین ہلاک کرتے ہین اور ہم مین
سے کوئی شخص اُنھین دیکھ ہی نہین سکتا ہی بس میرے نزدیک تو یہ لڑائی اچھی نہین
ہی اور مجھکو تو ڈر یہ ہی کہ ایسا نہو کہ کوئی دیو یا جن تجھے آکر کھالے تو غضب ہوجائے
بس ایسی لڑائی سے درگذر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوچکا اب خواجہ عمرو ثانی کو نذر و کنا

چاہیئے کیونکہ اُسکے ہمراہ ضروری فوج دیو وجن ہو وہ کسی کو دکھائی نہین دیتی ہو اسی فوج کے بھروسے پر عمرو ثانی ڈرتا نہین ہو ہزار ہا ساحرون مین گھر جانے سے پریشان خاطر نہین ہوتا ہو اگر اسکے ہمراہ محض سپاہ مذکور ہوتی تو اُلٹک یہان سے بھاگ جاتا سوا اسکے نہین معلوم کیا سبب ہو کہ اسپر کسیکا سحر اثر نہین کرتا ہو خصوص تیرا سحر اور میرا تو وہ سحر ہو کہ اگر بجائے عمرو ثانی افراسیاب یا ملکہ آفاہت چہار دست وغیرہ ساحران نامی ہوتے تو وبھی مبتلائے سحر ہو جاتے مگر حیرت ہو کہ تیرا سحر اور مجھ ایسی ساحرہ کا سحر اسپر کچھ بھی اثر نہین کرتا ہو بہتر یہی ہو کہ اسے یہان سے چلا جانے دے یہ ایک بلائے بد ہو نہین معلوم انجام جنگ کیا ہو یہ تیرا لشکر ساحران اور تو اور مین اسکی سپاہ کے ہاتھ سے جانبر ہون یا نہون صندلان شاہ نے موافق کہنے اپنی نانی کے اپنے لشکر کے ساحرون سے بہ آواز بلند کہا اے ساحران سپاہ بادولت اب عمرو ثانی کے گرد سے ہٹ جاؤ ہرگز قریب اسکے نجاؤ حسب الحکم جملہ ساحر ہٹ گئے عمرو ثانی نے صندلان شاہ سے پکار کر کہا او نابکار آخر عاجز ہو کے جنگ سے باز آیا مجھکو نہ روک سکا تھوڑی دیر بھی لڑ نہ سکا خیر اگر تو نہین لڑتا ہو اور جنگ سے عاجز آیا ہو تو اب مین جاتا ہون یہ کہکے کہا ہمارا تخت اُس طرف لے چلو دیو اُسی طرف تخت لے چلے ملکہ آتش افروز تو عمرو ثانی کے کہین چلے جانے سے خوش ہو کے صندلان شاہ سے کہنے لگی کہ او چھوکرے اب یہان سے اپنی دار العمارۃ کی طرف جا طلسم کشا کے قتل ہونے کا اور ساحرون کے ہلاک ہونے کا کچھ رنج کر اگر عمرو ثانی طلسم کشا کو لیگیا ہو تو کیا اندیشہ ہو لوح طلسمی تو پاس تیرے ہی بغیر لوح کے طلسم کشا کیا کر سکتا ہو لوح طلسمی کو اب ایسی جگہ رکھنا کہ طلسم کشا کو نہ ملے سوا اسکے اب جو کوئی کام کرنا سمجھ کر کرنا مجھسے ہر کام مین مشورہ کر لینا صندلان شاہ نے کہا جو کچھ آپنے کہا ہو ایسا ہی کرونگا لیکن مجھے بہت رنج و افسوس ہو کہ عمرو ثانی طلسم کشا کو اور ساحران نامی کو زنبیل مین ڈالکر لیگیا بہت ساحرون کو اُسکی فوج نے ہلاک کیا مجھسے کچھ نہو سکا ملکہ آتش افروز نے جواب دیا کہ تو کر اسی واقعہ پر یہ بلائے بد اکتفا کر کے چلی گئی تیری جان بچی لوح طلسمی تیرے پاس رہی مجھکو تیری جان جانے کا اندیشہ تھا تجھپر چند ساعتین سخت تھین خیر جو ہونا تھا وہ ہوا بقول شخصے ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؎ تو زندہ رہا مجھکو اسکی خوشی ہوئی تو بھی خوش ہو مطلق رنج نہ کر یہ کہکے وہ اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئی صندلان شاہ جملہ ساحرون کو ہمراہ لیکر اپنی دار العمارۃ کی جانب روانہ ہوا لیکن عمرو ثانی جنگاہ سے خوش و خورم روانہ ہو کر ایک صحرائے سبزہ زار مسمی صحرائے سرور افزا مین پہونچکر دیوون سے کہا تخت اس صحرا مین اُتارو انہون نے تخت کو بلندی سے اُتار کے زمین صحرائے سبزہ زار پر رکھدیا عمرو ثانی نے دیوون سے کہا ہم تمکو ایک کاغذ لکھے دیتے ہین تم یہان سے جا کے ملکہ فرلیشہ ثانی کو دیدینا یہ کہکے زنبیل سے قلم و کاغذ و دوات نکال کے بعد لکھنے القاب ملکہ فرلیشہ ثانی کے یہ عبارت تحریر کی کہ مین آپ سے رخصت ہو کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا تھا حسب اتفاق دیو راہ بھول گئے اور تخت اُٹھائے ہوئے جانب شہر صندل چلے آئے تھے ہنوز دیو تخت لیے جاتے تھے کہ مین نے دور سے ایک صحرا مین ہزار ہا ساحرون کی جمعیت دیکھی اور زیر تیغ شاہزادہ رستم ثانی کو بیٹھے ہوئے دیکھکر نہایت افسوس کر کے لقمان ثانی کی صورت بنکے مجمع ساحران مذکور مین جا کے ایسی عیاری کی کہ شاہزادہ رستم ثانی کو اُن ساحرون سے لے لیا اور کئی سو ساحران نامی کو داخل زنبیل کیا پھر لڑائی مین بہت سے ساحر ہلاک ہوئے آخر کار ساحر لڑنے سے عاجز ہوئے مجھے جانیکا راستہ دیا مین نے صحرائے سرور افزا مین آکے دیوؤن کو یہ پرچہ قرطاس دیکر رخصت کیا اب کچھ ان دیوون کو بجرم راہ بھول جانے کے

سزا نہ دیجیے گا کیونکہ کچھ اُنکی خطا نہین ہی منظور خدا یہی تھا کہ دیو راہ بھول کر مجھے ایسی جگہ لیجائین جہان شاہزادہ
رستم ثانی زیر تیغ بیٹھا ہوا اور مین اُسے دیکھکر عیاری کر کے اُسکی جان اُسکے دشمنون سے بچاؤن یہ عبارت
رقم کر کے تسلیم بعد خاتمہ عبارت لکھکر اپنا نام بھی درج کر کے قرطاس کو ملفوف کر کے سرنامہ تحریر کر کے اُسپر مہر
اپنی کر کے دیوون کے حوالہ کیا وہ پرچۂ قرطاس مذکور لیکر جانب کوہ قاف روانہ ہوئے بعد جانے دیوون
کے عمرو ثانی نے زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہا اے دادا جان شاہزادہ رستم ثانی کو مجھے دیدیجیے کہ اب اُنکا نکالنا زنبیل
سے مجھے منظور ہی ناظرین دفتر تو بخوبی آگاہ ہین کہ دادا پوتے کے کہنے پر عمل کیا کرتے ہین فی الفور شاہزادہ
رستم ثانی کو دادا نے پوتے کے سامنے کیا عمرو ثانی نے شاہزادہ موصوف کو زنبیل سے نکالکر بیہوشی دفع
کر کے کہا اے شاہزادہ رستم ثانی آگاہ ہو کہ مین وہی لقمان ثانی ہون ایک مرتبہ تمنے مجھکو روبرو صندلان شاہ
مجمع ساحران مین دیکھا تھا اب مین تمکو سمجھاتا ہون کہ طلسم کشائی سے باز آؤ اپنے لشکر مین چلے جاؤ میرے
کہنے پر عمل کرو ورنہ پچھتاوگے مین تمکو بحکم صندلان شاہ سزاے سخت دونگا شاہزادہ نے جواب دیا اے
لقمان ثانی تم کیا بیہودہ باتین کرتے ہو حکیم ہو کر واہیات باتین کرتے ہو تمکو تو ایسی باتین کرنا مناسب نہین
مین نے اس وقت غصہ کو ضبط کیا تمھارا پاس و لحاظ کیا اگر ایسی باتین مجھسے اور کوئی کرتا تو اسی وقت اسکو
ہلاک کرتا تم مجھسے کہتے ہو کہ لشکر اسلام مین جاؤ طلسم کشائی سے باز آؤ ورنہ پچھتاؤ گے سزا پاؤ گے
بھلا اب مین بغیر فتح کیے ہوے اور توڑے ہوے طلسم کے کیا جاتا بھی ہون ہرگز ہرگز لشکر اسلام مین
ابھی نجاؤنگا اور تم مجھکو کیا سزا دوگے تم مین ذرا بھی قوت نہین ہی بوجہ کبرسنی کے قریب المرگ ہو اگر آہستہ
سے تمھاری کلائی پکڑ لون تو ابھی روح تمھارے تن سے نکل جائے کچھ تمھاری حکمت نہ کام آئے حکیم صاحب
مذکور نے بظاہر برہم ہو کے کہا اے رستم ثانی کیا مجال تمھاری کہ تم مجھکو ہاتھ لگا سکو کلائی میری مروڑ سکو گو مین
ضعیف ہون مگر تمسے قوت مین سوا ہون مین حکیم حاذق ہون ادویہ کے استعمال سے مجھ مین وہ قوت ہی کہ
تم مین بھی نہوگی تم اپنے زور بازو پر بھروسا کرو تمھاری قوت میری طاقت کے آگے کچھ بھی نہین ہی اگر مین چاہون
تو ابھی اسی جگہ تمکو گرا دون تم مجھسے کلام بغصہ کرتے ہو عجز و انکسار نہین کرتے ہو یا زر کثیر دیکر جان اپنی نہین
بچاتے ہو اگر تم چاہتے ہو کہ مین تمھین کچھ سزا نہ دون اور چھوڑ دون یا تو مانند خادمون اور غلامون کے دست بستہ
مجھسے کہو کہ حکیم صاحب مجھے چھوڑ دیجیے سزا نہ دیجیے یا زر کثیر ابھی دو یا رقعہ لکھدو اس مضمون کا کہ بعد طلسم توڑنے کے
جو تھائی مال و اسباب طلسم کا مین تمکو دونگا اور کچھ دینے مین عذر و حیلہ نکرونگا تو مین تمھین چھوڑ دون صندلان
شاہ سے بھی نہ ڈرون خلاف اُسکے حکم کے عمل کرون رستم ثانی نے برہم ہو کے جواب دیا کہ اگر مین تم سے
کم قوت ہوتا تو تمھارے خوف سے تمسے عجز کرتا یا زر کثیر دینے کا اقرار کرتا مین عنایت خدا سے قوت مین
رشک رستم پیلتن و اسفندیار ہون کیون ڈرون اور تمھارے کہنے پر عمل کرون ہان تم عجز و انکسار سے
بتدا اگر طلب کرو تو البتہ کچھ مال و اسباب طلسم سے تمھین بھی دینے کا وعدہ کر لون حکیم صاحب نے بظاہر برہم
ہو کے کہا خاموش مجھسے اب ایسی تقریر نکرنا ورنہ ابھی اپنی حکمت سے وہ تدبیر کرونگا کہ تم جان بر نہوگے جب
شاہزادہ رستم ثانی نے لقمان ثانی نقلی کی یہ تقریر سنی اسقدر غصہ آیا کہ ضبط نہو سکا فوراً ہاتھ بڑھا کر لقمان ثانی
کی کلائی پکڑکر چاہا تھا کہ دبا کر ہاتھ توڑ ڈالون ناگاہ حکیم صاحب مذکور نے گھبرا کر کہا ذرا دیکھو اور پہچان کر ہاتھ
توڑنے کا ارادہ کرو مین عمرو ثانی ہون لقمان ثانی کی صورت بنکر عیاری کر کے صندلان شاہ کو فریب

دے کے ساحرون سے کچھ خوف نکر کے اپنی جان کا خیال نکر کے تمھین قتل ہونے سے بچا کے یہان لایا ہون
عوض اس نیکی واحسان کے تم میرا ہاتھ توڑے ڈالتے ہو شاہزادہ رستم ثانی نے یہ تقریر سُن کے جلد ہاتھ چھوڑ دیا
کے بعد تسلیم کرنے کے یون عذر ناواقفیت کا کیا کہ آپنے بہت مجھپر احسان کیا مجھے قتل ہونے سے بچایا مین نے
مطلق آپ کو نہین پہچانا تھا معاف فرمائیگا عمرو ثانی نے بصورت اصلی ہو کر کہا تمھارے رہا کرنے مین میرا
زر کثیر صرف ہوا ہی سوا اُسکے صرف زر کثیر کے مہاجنون کے لئی صندوقچے جواہر کے کہ میرے پاس امانت
تھے ساحرون کے ہجوم کرنے سے جنگل مین حالت اضطراب مین کہین گر گئے اب جو وہ مجھسے طلب کرینگے
تو اُنھین کیا دونگا تم جانتے ہو کہ مرد محتاج ہون ایک کوڑی بھی پاس نہین رکھتا ہون تمنے فقط اتنا کہدیا کہ آپنے
احسان کیا اس سے کیا ہوتا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے مسکرا کر کہا مین آپ کی باتون سے خوب آگاہ
ہون خیر مطلب آپ کا مین سمجھ گیا انشاء اللہ تعالے بعد توڑنے طلسم کے مال واسباب طلسم سے کچھ آپ کی
بھی خدمت مین حاضر کرونگا عمرو ثانی نے کہا تعداد قیمت مال واسباب معین کر کے ایک رقعہ لکھ دو کہ وقت پر کام
آئے شاہزادے نے ہنسکر رقعہ حسب دلخواہ عمرو ثانی لکھ دیا خواجہ رقعہ لیکر خوش ہوے شاہزادہ نے
پوچھا آپکا اس طرف تشریف لانا کیونکر ہوا عمرو ثانی نے کہا یہ قصہ طول وطویل ہی مفصل تو کیا کہون لیکن
مختصر کہتا ہون کہ مین ہمراہ رکاب حمزہ ثانی کوہ شفق صحرائے مثلث سے جانب کوہ بیضا مع تمامی
لشکر اسلام کے گیا تھا وہان ضحاک ریش دراز نائب خداوند تمثال آئینہ رو نے میلہ کیا تھا سلاطین کفار اور
مردمان بیدین اُس میلہ مین آئے تھے جب امیر ثانی تعاقب مین لاجورد شاہ وصلصال کے میلہ مین پہونچے
ضحاک ریش دراز مذکور کو خبر ہوئی اُسنے چاہا کہ ہم لوگون کے حال سے اپنے خداوند کو آگاہ کرے چنانچہ اُسنے ایساہی
کیا وہان سے خداوند کئی نقابدار روانہ کیے اور کہلا بھیجا کہ انکو ہمنے روانہ کیا ہی یہ کچھ ہماری قدرت کا مسلمانون کو تماشا
دکھائینگے اہل اسلام سے کہو کہ شریک میلہ مین ہو کے تماشا ہماری قدرت کا دیکھکر ہمین سجدہ کرین قابل ہماری خداوندی
کے ہون غرض میلہ ہوا اور عجائب وغرائب سحر سے بھی اُنھون نے دکھائے میرے اعتقاد مین فرق آئیگا امیر بھی
حیران ہوے لیکن قایل اُس نابکار خداوند کی خداوندی کے نہوے بلکہ سخت کلمات نسبت تمثال آئینہ رو مین کہے ضحاک
کو غصہ آیا چارون عیار کہ فن عیاری سے اچھیطرح واقف نہین ہین عیاری کرنے گئے تھے ضحاک نے قید کیا اور ایسا کچھ انکو اُنسے
سمجھایا اور ایسا کچھ اُنھون نے دیکھا کہ انکے بھی اعتقاد مین مبتلائے سحر ہو کر فرق آگیا مین نے بعد اُنکے
جاکر عیاری کی میرا بھی مانند انکے حال ہوا پھر ضحاک مذکور نے اسم اعظم امیر کا بند کر کے اُنکو بھی قید کیا
لشکر اسلام کو بھی حصار سحر مین کر لیا بعد مجھکو اور امیر ثانی کو تخت پر ڈالکر خود تخت پر بیٹھکر شامل تمثال
آئینہ رو کے پاس جانے کا ارادہ کیا تھا یا اور کہین ہمین لے جانیکا واسطے قتل کرنے یا قید کرنے کے عزم
کیا تھا کہ بقدرت پروردگار اُسی وقت گذر اُس طرف سے ملکہ قمر لشیہ ثانی کا ہوا اُسنے دو چار دیوون
کو حکم دیا کہ اس ساحر نابکار کو پکڑ کر چیر پھاڑ کر کھا لو اور امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ہمارے پاس لے آؤ
دیوون نے ایسا ہی کیا اور بعد مرنے ضحاک کے سنا ہی کہ لشکر اسلام پر سے سحر اُتر گیا تھا اور وہ حصار سحر بھی
دفع ہو گیا تھا ان عیارون پر سے اور مجھپر سے اور امیر ثانی پر سے بھی سحر اُسکا دفع ہو گیا تھا اسم اعظم امیر کا
رہا ہو گیا تھا لیکن مین اور یہ چارون عیار بد اعتقاد دیوانے تھے اپنے ہوش وحواس مین نہ تھے ملکہ
قمر لشیہ ثانی بعد ہلاک ہونے ضحاک ریش دراز کے امیر ثانی کو اور مجھے پرستان مین لے گئین تھین امیر

ثانی کو تو چند روز پرستان مین رکھکر اپنے لشکر مین اسی مقام پر میلے کے کوہ قاف اور پرستان سے چلی گئی تھین لیکن مین بوجہ دیوانہ ہونیکے پرستان مین نہین رہا تھا قرلشیہ ثانی نے مجھے لشکر اسلام مین جانے نہ دیا تھا جب وحشت و دیوانگی و بداعتقادی میری آب وہوا اور سیر پرستان سے دفع نہوئی مجبور ہو کر وہ ازراہ عنایت و مہربانی مجکو ایک درویش مسمی آفنفور لوریشین کے پاس لیگئین تھین اُنکی دعا اور پانی پڑھے ہوئے سے مجھکو صحت تمام ہوئی وہ بداعتقادی بھی جاتی رہی مین نے صحیح ہو کر اور راہ راست پر آکے ان عیارون کو بذریعہ دیوون کے پرستان مین بلا کر انکے واسطے بھی ملکہ قرلشیہ ثانی سے کہا وہ پھر اُسی درویش کے پاس لیگئین اُسنے اُنپر بھی دعائین پڑھکر دم کین اور پانی پر کچھ اسماے الٰہی پڑھ کر دم کر کے اُنکے پینے کو دیا اُس پانی کے پینے سے اور برکت دعاے درویش مذکور سے اُنکو بھی صحت ہوئی بعد اُنکی صحت کے مین اُنکو ہمراہ لیکے ملکہ قرلشیہ ثانی سے رخصت ہو کے اپنے لشکر کی طرف جاتا تھا بقدرت خدا وہ راستہ بھول کر مجھے اُس طرف لے آئے جہان تم زیر تیغ بیٹھے تھے مین نے تمکو پہچان کے صندلان شاہ کی بزم مین جاکے باتین مکر و فریب کی کر کے تمکو اُس بت سے لیکے داخل زنبیل کر لیا تھا اور ساڑھے چار سو ساحران نامی کو بھی مین نے بمکر و فریب داخل زنبیل کیا ہی میرا ارادہ تھا کہ لوح طلسمی لیکر صندلان شاہ کو بھی داخل زنبیل کرون ناگاہ اُسکی نانی ملکہ آتش افروز بذریعہ اوراق جمشیدی میرے حال عیاری سے آگاہ ہو کے وہان آئی اُسنے صندلان شاہ کو لوح نہ دینے دی اور کہا یہ لقمان ثانی نہین ہی بلکہ عمرو ثانی عیار امیر ثانی کا ہی اُسنے آگاہ ہو کر اپنی فوج کے ساحرون سے کہا عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو سحر مین مبتلا کر کے گرفتار کرو ہزارہا ساحرون نے بمجرد اُسکے حکم کے مجھپر سحر کیے صندلان شاہ اور اُسکی نانی نے بھی بہت سے منتر سحر کیے مین اسی منڈھی کے سایہ مین بیٹھا رہا کسی سحر نے مجھپر اثر نکیا پھر حکم صندلان شاہ سے ساحرون نے چاہا کہ سحر کرنے سے باز رکھ کر ہجوم کر کے مجھے پکڑ لین اس تدبیر مین کبھی وہ کامیاب نہوے جو ساحر اس منڈھی کے سایہ مین آیا وہ اُلٹا ٹنک گیا دیکھو یہ وہی ساحر ہین جو ابتک تمھارے سامنے اس منڈھی مین ٹنگے ہوے ہین جب ہجوم کرنے سے بھی ساحران نابکار مجھے گرفتار نکر سکے اور دیوون سے مین نے کہا کہ ان ساحرون کو ہٹا دو اور کھا لو انھون نے اُنکو اٹھا اٹھا کے کھانا شروع کیا صندلان شاہ ساحرون کے غائب ہونے سے اور اُنکے مرنے سے اور مارنیوالا اُنکا دکھائی نہ دینے سے نہایت حیران ہوا اُس وقت اُسکی نانی نے کہا اب عمرو ثانی کو نہ روکو اُسکو یہان سے چلا بھی جانے دو ورنہ تمام ساحر غائب ہو جائینگے کیونکہ ثابت ہوتا ہی کہ اُسکے ساتھ فوج دیوون اور جنون کی ہی وہ ساحرون کو کھا لیتی ہی یا قتل کرتی ہی ہمین دیو جن نظر نہین آتے ہین صندلان شاہ نے اپنی نانی کے کہنے سے ساحرون سے کہا سب ہٹ جاؤ عمرو ثانی کو نہ روکو جانے دو حسب الحکم سب ساحر ہٹ گئے مین وہان سے یہان آیا دیوون کو رخصت کر کے تمھین زنبیل سے نکالا جو کچھ حال میرے یہانتک آنے کا تھا وہ مین نے بیان کر دیا ہی ہنوز شاہزادہ رستم ثانی عمرو ثانی کی گفتگو سُن کے کہہ رہا تھا کہ آپنے کیا اچھی عیاری کر کے مجھے رہا کیا کیا تعریف آپ کی کیجاے زبان آپ کی تعریف کرنے مین قاصر ہی ناگاہ سامنے سے خورشید روشن دل مع اپنے فرزند و ارکان دولت و اعیان مملکت و سپاہ کثیر کے بخدم و حشم پیدا ہوا عمرو ثانی خورشید روشن دل کو ہمراہ سپاہ کثیر آتے دیکھکر خائف ہو کر کہنے لگا نہین معلوم یہ کون ادھر آتا ہی ہمارے دوستون مین سے ہی یا دشمنون مین سے ہی شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھکر کہا آپ کچھ تردد نکیجیے

یہ ایک بادشاہ ہے نام اُسکا خورشید روشن دل ہے ہمارا دوست ہے شاید ہماری ملاقات کے واسطے آتا ہے ابھی
شاہزادہ یہ کہہ رہا تھا کہ خورشید روشن دل آپہونچا شاہزادہ کو دیکھکر خوش ہوا مزاج پوچھا شاہزادہ نے تمام
حال اپنا جو گذرا تھا بیان کرکے عمرو ثانی کی طرف اشارہ کرکے کہا اُنہون نے مجھکو دشمنون کے ہاتھ سے
رہا کیا اگر یہ وہان آکے عیاری نکرتے تو کیا عجب کہ مین جانبر نہوتا خورشید روشن دل نے اپنے ملازمون کو
حکم خیام و بارگاہ استادہ کرنے کا دیکر شاہزادہ سے کہا مین آپ کے حال پُر ملال سے آگاہ تھا لیکن مجھکو میرے
علم سے یہ معلوم ہوچکا تھا کہ مددشاہزادہ ذیجاہ کی کوئی اُنکا دوست ضرور آکے کریگا یہانتک کہ قتل
ہونے سے بچا ئیگا اسی وجہ سے نہ تو مین نے اپنے کسی ملازم ساحر کو برائے مدد روانہ کیا نہ مین خود آیا
الحمد للہ کہ جو مجھکو میرے علم سے ثابت ہوا تھا وہی ہوا اس وقت مین نے پھر اپنے علم سے جو دریافت
کیا معلوم ہوا کہ صحرائے سر درا فزا مین عمرو ثانی نے آپ کو زنبیل سے نکالا باہم باتین ہو رہی ہین جب یہ
بذریعہ اپنے علم کے معلوم ہوا واسطے تہنیت رہائی و حصول بدی ملاقات کے مین یہان آیا ہنوز خورشید روشن
دل شاہزادہ رستم ثانی سے باتین کررہا تھا کہ ملازمان مذکور نے بتعجیل تمام بارگاہ خیام استادہ و برپا کین
فراشون نے بعجلت تمام فرش کردیا اکثر ملازمون نے تخت و کرسیان اور دنگل بارگاہ مین بچھادیے
پھر بعد بروخورشید روشن دل کے آگے دست بستہ عرض کیا حضور بارگاہ و خیام استادہ ہوچکے فرش
بھی کردیا گیا تخت و کرسیان اور دنگل ساتھ قرینے کے بچھا دیے گئے اب اگر مناسب و منظور طبع والا
ہو تو بارگاہ مین تشریف رکھیے خورشید روشن دل اپنے ملازمونکی گفتگو سنکے شاہزادہ رستم ثانی اور عمرو
ثانی و چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا اب بارگاہ مین چلکے بیٹھے وہان باطمینان
تمام باتین کرینگے عمرو ثانی نے اُن ساحرون کو جو منڈھی مین لٹکے ہوے تھے ہدایت دین اسلام کی اُنھون نے
کہا اے خواجہ عمرو ثانی آپ ہمکو رہا کردین ہم بالفعل مطیع اسلام ہوتے ہین کیونکہ ابھی ہمکو ہمراہ شاہزادہ
کے اعدائے شاہزادہ ذیجاہ سے لڑنا ہے عمرو ثانی نے اُنکی پیشانیان دیکھکر اُنکو رہا کیا وہ سب رہا ہوکے
قدم شاہزادہ و عمرو ثانی پر گرے شاہزادہ اور عمرو ثانی نے اُنکے سرون کو اپنے اپنے قدمون سے اُٹھایا
اور بہت عنایت و مہربانی کی بعد اسکے عمرو ثانی نے منڈھی کو مع تختہ نذر زنبیل کیا پھر چالاک و برق
و سیارہ و قران سے کہا تم کبتک اس صورت سے بیٹھے رہوگے شکلین اپنی تبدیل کرو صورت
اصلی اپنی دکھاؤ اُنھون نے اپنی شکلین اصلی سبکو دکھائین شاہزادہ چارون عیارون کا سلام لیکر اُنھین
دیکھکر خوش ہوا بعد اسکے عمرو ثانی اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کو ہمراہ لیکر خورشید روشن دل کے ساتھ
بارگاہ مین گیا خورشید روشن دل تو تخت جواہر نگار پر بیٹھا شاہزادہ دنگل پر قریب تخت کے بیٹھا
ارکان سلطنت و اعیان مملکت و دیگر ساحران نامی خورشید روشن دل کے علی قدر مراتب کرسیون پر
بیٹھے فرزند خورشید روشن دل کا اپنے پدر کے پہلو مین ایک جواہر نگار کرسی پر بیٹھا عمرو ثانی اور چالاک
و برق وغیرہ بھی موافق اپنی اپنی لیاقت کے بارگاہ مین بیٹھے اُس وقت خورشید روشن دل نے ساقیون
کو طلب کیا اور حکم کیا کہ بعد آنے ساقیون کے اور شراب پلانے کے نازنینان خوبرو مع اپنے
سازندون کے ہمارے روبرو حاضر ہوکے رقص و نغمہ کرین کیونکہ اس وقت ہمارا دل خوش ہے یہ
شاہزادہ ذیجاہ دشمنون کے ہاتھ سے بعنایت الٰہی و بعیاری عمرو ثانی رہا و جانبر ہوا ہے ملازم کار بندہو کے

پہلے ساقیان خوبرو گلشتیان بادہ گلنار کی مع ساغر بلورین لیکر بارگاہ مین آئے اور شیشہ ہاے مے سے جام وساغر بلورین مین شراب ناب اُنڈیل کر جام بھر بھر کر خورشید روشن دل وشاہزادہ رستم ثانی وعمرو ثانی وجملہ اشخاص حاضرین بارگاہ کو دینے لگے ہر ایک شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے اور گزک کباب وغیرہ سے بھی لطف اُٹھا چکے ساقیان گلرخسار گلشتیان شراب کی اور دیگر ملازم قابین اور لشتریان گزک کی اُٹھا کر لے گئے بعد اسکے حکم سے خورشید روشن دل کے ایک رقاصہ نہایت حسین وخوش گلو لباس رنگین اور پشواز زرین پہنے ہوے ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ مین بناز وانداز حاضر ہوئی پہلے اسنے بادشاہ خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو بناز واد اسلام کیا پھر اپنے سازندون سے کہا جلد سازون کو درست کرو اُنہون نے حسب دلخواہ ہر ایک ساز درست کیا اور بجایا رقاصہ کھڑی ہوئی روبرو شاہزادہ خورشید روشن دل کے رقص کرنے لگی جملہ صغار وکبار ناچ اُسکا دیکھنے لگے جو نوجوان وکمسن بارگاہ مین بیٹھے تھے وہ اُس رقاصہ کی صورت زیبا اور رقص اسکا دیکھکر تعریف بجاے خود زیادہ کرتے تھے اور اسکے حسن پر مائل تھے وہ اس طرح رقص کرتی تھی کہ دیکھنے والون کے دل ٹکڑے کرون سے اپنی پامال کرتی تھی جب وہ رقاصہ رقص کر چکی ٹھہر کے اُسنے یہ غزل شروع کی

غزل

کیا عاشقی کے فن مین مجھے بھی غرور تھا
خجلت سے بدر چھپتا تھا بدلی مین آر کو
تقدیر اب جو ملگئی سمجھے قصور تھا
گستاخ خود کیا ہی تو پھر اسکا کیا گلا
دل مین خیال جام شراب طہور تھا
دربان کبھی نہ ہاے محبت کو روکتے

گھاتے ہین کچھ فرانہ سگ یار کو ملا
شاید تمہارے ہاتھ مین جام بلور تھا
زینت مرے مزار کی ہو جاتی بعد مرگ
بوسہ جو لے لیا تو مرا کیا قصور تھا
آیا تھا عشق خانہ دل مین جو میہمان
کوئی تو رات کو ترے گھر مین ضرور تھا

جوبن پہ ناز آپ کو جب ہی حضور تھا
ایسا ہر استخوان مرا چور چور تھا
گر جانتے برا تو نکرتے سوال وصل
دو پھول تمکو آکے چڑھانا ضرور تھا
ظاہر مین ہم تو حضرت زاہد نے پی مگر
اہ دردیاس تیرا بھی ہونا ضرور تھا

اہل بارگاہ سننے لگے اشعار غزل اور اُسکی خوش گلوئی ومعلومات علم موسیقی کی اپنے دلون مین ثنا کرنے لگے رقاصہ نے جملہ اشعار غزل مندرجہ گا کر جب غزل تمام کی خورشید روشن دل نے خوش ہو کے اپنے ایک ملازم سے باشارہ کہا اس رقاصہ کو زر کثیر انعام مین دیکر رخصت کرو اسنے حکم کی تعمیل کی بعد جانے اُس رقاصہ کے خورشید روشن دل نے اپنے ملازمون سے کہا اگر اور کوئی رقاصہ ہو تو اُس سے کہو کہ ہمارے روبرو حاضر ہو کے رقص ونغمہ کرے ملازم نے عرض کیا نازنینان خوبرو خوش گلو چند در چند حاضر ہین اُنمین سے ایک رقاصہ ابھی حاضر ہو گی یہ کہکے براے طلب رقاصہ بیرون بارگاہ گئے اُسی وقت محروق جادو کہ ذکر اسکا قبل ہو چکا ہی تخت سحر پر سوار ہو کے صحراے سرور افزا مین آیا پھر تخت سحر اپنا زمین پر لاکر اندرون بارگاہ تخت سے اُتر گیا خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو سلام کیا خورشید روشن دل اور شاہزادہ موصوف نے اُسے دیکھکر خوش ہو کے سلام لیکر پوچھا اسوقت یہان تمہارا آنا کیونکر ہوا اُسنے عرض کیا مین نے سنا کہ آپ صحراے سرور افزا مین تشریف فرما ہین شاہزادہ کی رہائی کی خوشی مین بزم عشرت آراستہ ہی بے اختیار دل مین آیا کہ قدمبوسی حاصل کیا چاہیے پس بشوق تمام اس وقت حاضر ہوا ہون شاہزادہ نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ سلام کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا ابھی محروق جادو بیٹھا ہی تھا کہ ایک رقاصہ بہت خوبرو وکمسن تیرہ چودہ برس کی عمر زیور ولباس نفیس سے مزین مع اپنے سازندون کے اس ناز وادا سے بارگاہ مین روبرو شاہزادہ

رستم ثانی کے حاضر ہوئی کہ دیکھنے والون نے خیال کیا کہ شاید یہ پری ہی یا حور ہی کہ اسنے اپنی رفتار ہی سے دلون کو بیچین کر دیا ہی ہنوز سب اہل بارگاہ اُس رقاصہ کے حسن و جمال کو دیکھ رہے تھے کہ اُسنے خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو بقاعدہ سلام کیا بعدہ سازندون سے مڑ کر کہا ساز درست کرو اُنھون نے سازون کو موافق اپنی مرضی کے درست کیا وہ رقاصہ آمادہ رقص ہوئی سازندون نے ساز بجا کے رقاصہ مذکورہ بناز و ادا رقص کرنے لگی اہل بارگاہ اسکے رقص کو دیکھکر بہت خوش ہوئے جب وہ رقص کر چکی اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

ہوا ہے لکھتے لکھتے حال فرقت ایک شب
ٹلے یارب کہیں اب جلد یہ کالی بلا سر سے
مکان یار کی جانب چلے تھے ہم کہ ہوائی
یہان بھی ضعف ایسا ہے نہیں سکتا ہون بستر سے
علی ہیں ابہی رضا ساقی تو خوف تشنگی کیا ہی

ترے ہوتے مژہ حق مین گرے ہین ہٹ کے لشکر
مرے نامہ کا لیجانا نہین ممکن کبوتر سے
ہلاک اسنے کیا دکھلا کے اپنی ابرو و مژگان
نہین انسان کا کچھ زور چلتا ہی مقدر سے
دل صد چاک کو شانہ صفت شانہ ہین رکھتا ہی

تری برچھی نہین کم ہی تمکین مجھکو خنجر سے
نظر آئی شب تاریک فرقت کی سحر ہمکو
کیا زخمی مجھے ناوک سے اسنے اور خنجر سے
وہان بھی ناز کی ایسی کہ جنبش ہی محال انکو
پریشانی مری کچھ کم نہین گیسوے دلبر سے

اگر نکلے ختن مین سیر انجھکو آب کوثر سے ؎ جملہ اہل بزم عشرت گانا اسکا سننے لگے وہ نازنین ایسی خوش آواز تھی کہ وقت گانے کے صداے خوش اُسکی سننے والون کے دلون کو کھینچتی تھی اور اپنی طرف وہ حسین وقت گانے کے اس خوبی سے ہر ایک کو متوجہ کرتی تھی کہ وہ محو ہو جاتا تھا اُسوقت یہ حال تھا کہ ہر ایک عالم نشہ شراب مین بیٹھا ہوا بنظر شوق رقص اُس رقاصہ کا دیکھ رہا تھا اور برغبت تمام گانا اُسکا سُن رہا تھا ہر طعن اور ہر ایچ پیچ پر اسکے ہر ایک کا دل خوش ہو جاتا تھا خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی بھی بگوش دل ہر شعر غزل مذکور کا سُن رہے تھے سب اپنے دل مین تعریف اُسکی کر رہے تھے جب اُسنے غزل مندرجہ گا کر تمام کی چاہا کہ انعام لیکر رخصت ہون مگر اصرار سے اہل بزم کے اُسنے دو تین غزلین اور گائین بعد ازان انعام کثیر لیکر بارگاہ سے باہر گئی بعد جانے اس رقاصہ کے خورشید روشن دل نے اور ایک رقاصہ کو طلب کیا جب اُسکے آنے مین دیر ہوئی خورشید روشن دل عمرو ثانی سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اے خواجہ ہمنے بذریعہ اخبار تمھارے اوصاف و کمال سنے تھے کبھی تمھین نہ دیکھا تھا آج دیکھا جیسا عیاری مین کامل و اکمل سُنا تھا ویسا ہی پایا کیا خوب تمنے عیاری کر کے شاہزادہ رستم ثانی کو رہا کیا ہی اور کس مکر و فریب کی باتین کر کے ساحران نامی کو داخل زنبیل کیا ہی تعریف تمھاری ہو نہین سکتی عمرو ثانی نے کہا آپ ایسے کلمات میری نسبت نفرمائیے میری عزت و آبرو بڑھاتے ہین یہ عیاری کیا مین نے کی ہی جسکی آپ اسقدر تعریف کرتے ہین مین نے ایسی ایسی عیاریان کی ہین کہ اگر آپ اُن عیاریون کو دیکھیے اور ذکر بتفصیل اُنکا سنتے تو حیرت بہت ہوتی اس عیاری کے کرنے مین صرف کثیر ہوا اخیر جو ہوا وہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی کو عیاری کر کے لے آیا خورشید روشن دل نے کہا مین نے سنا ہی کہ تم جناب حمزہ ثانی کے برادر مشہور ہو عمرو ثانی نے کہا اسمین کیا شک ہی جو لوگ مجھے جانتے ہین وہ میرے رتبہ و مرتبہ سے آگاہ ہین اور جو نہین جانتے ہین وہ چار روپیہ کا ایک پیادہ مجھے جانتے ہین بوجہ محتاج ہونے کے ناواقف میری عزت و حرمت نہین کرتے ہین سواے عیاری کے مجھے علم موسیقی مین بھی کمال حاصل ہی ساتی گری سے بھی خوب ماہر ہون خورشید روشن دل نے مشتاق ہو کے کہا اسوقت دل چاہتا ہی کہ نے بجاؤ کچھ گاؤ عمرو ثانی نے جواب دیا پریشان حالی مین کیا نے بجاؤن شاہزادہ

رستم ثانی نے باشارہ خورشید روشن دل سے کہا یہ جناب طماع ہین لالچ انکو زر کثیر کا اگر دیا جاے یا سامنے انکے زر و جواہر رکھدیا جاے تو ابھی نے بجاتے ہین خورشید روشن دل نے تقریر شاہزادہ کی جو باشارہ شاہزادہ نے کی تھی سمجھ کر اپنے ملازمون کی طرف دیکھکر اشارہ سے کہا ایک کشتی مین خلعت و زر و جواہر رکھکر ساتھ طریقہ کے جلد لاو ملازم فی الفور لیکر حاضر ہوے خورشید روشن دل نے کہا اے خواجہ مرتبہ زیادہ تمھارا ہے گو برادر حمزہ ثانی ہو لیکن اس نذر کو کہ لایق تمھاری شان کے نہین ہے قبول کرو خواجہ خلعت و زر و جواہر لیکر خوش ہوے اور کہنے لگے مین بھی جیسا آپکو صاحب ہمت و قدردان اہل کمال سنتا تھا ویسا ہی پایا بادشاہون مین آپ بھی نامور بادشاہ ہین اس وقت آپنے مجھسے نے بجانے کو کہا ہے خیر آپکے ارشاد کے موافق نے بجاتا ہون یہ کہکر نے زنبیل سے نکالکر اُسے درست کر کے دہن سے لگا کے یہ غزل گانے لگے غزل حسب مقام

مداح میرے شعر کی ساری خدائی تھی
شعلہ ہمارے قلب کا شمع طہور تھا
کیونکر شعاع الفت حیدر کو دل نہ لے
حضرت کا قبل حضرت آدم سے نور تھا

نزدیک تھا قریب تھا بندہ نہ دور تھا
سرگرم التفات جو قلب حضور تھا
چکر مین جام مے تھا اگر حسن یار سے
مقبول بارگاہ خداوند نور تھا

طالب تمھارے دید کا حاضر حضور تھا
مرنے کے بعد مردے ہوے ہم سے مستفیض
شیشہ بھی عشق ساقی مین ہوش مین چور تھا
سبقت نبی پاک کو تھی سب سے پیشتر

خورشید روشن دل وغیرہ خواجہ کی صداے نے بگوش دل سن کے اور استعار غزل جو لحن داودی کا رہے تھے سنکے حالت وجد مین تھے ایک سماں بندھا تھا جب خواجہ غزل مندرجہ کو گا کر تمام کر چکے سب نے خواجہ کی تعریف کی خصوص خورشید روشن دل نے عمرو ثانی کے کمال کی از حد تعریف کی خواجہ نے نے کو زنبیل مین رکھا اور کہا اس وقت آپکے کہنے سے مین نے نے کو بجایا ورنہ مین کبھی نہ بجاتا خورشید روشن دل نے کہا خواجہ اُن ساحرون کو زنبیل سے نکالو جنکو تمنے بارگاہ صندلان شاہ مین داخل زنبیل کیا تھا شاید وہ تمھاری اور شاہزادہ رستم ثانی کی ہدایت سے مطیع ہون اور فرمانبرداری شاہزادے کی اختیار کرین سواے ساحران مذکور کے ابلیس خود پسند کو بھی نکالو عمرو ثانی کہا اُنکے نکالنے مین ایک عذر ہے وہ یہ ہے کہ جبتک کارگذاران زنبیل کو نذر اُنکے موافق لیاقت و شان کی نہین دیجاتی ہے اُس وقت تک وہ کوئی کام نہین کرتے ہین اور صورت اُنکے نذر دینے کی یہ ہے کہ زر و جواہر موافق اُنکی قدر و منزلت کے یہ کہکے زنبیل مین ڈالا جاتا ہے کہ اے کارکنان زنبیل یہ واسطے تمھاری نذر کے زر و جواہر بیش قیمت حاضر ہے اسے قبول کرو اور فلان شخص کو زنبیل سے ہمین دیدو وہ نذر قبول کر کے فی الفور کام کر دیتے ہین خورشید روشن دل یہ سن کے مسکرایا اور کہا اچھا زر و جواہر براے نذر کارکنان زنبیل ابھی داخل زنبیل کیجیے اور اُن سب ساحرون کو مع ابلیس خود پسند کے نکالیے یہ کہکے ایک کشتی مین زر و جواہر طلب کر کے خواجہ کے حوالہ کیا خواجہ نے اُسی کشتی کو مع کشتی پوش کے قریب زنبیل کے لیجا کر کہا اے کارکنان زنبیل اس کشتی مین زر و جواہر واسطے تمھاری نذر کے زنبیل مین ڈالا جاتا ہے اسکو قبول کر کے اُن ساحرون کو جنھین ہمنے ابھی داخل زنبیل کیا ہے اُنھین زنبیل سے نکالکر ہمین دو یہ کہکر کشتی زنبیل مین ڈالدی بعدہ زنبیل پر ہاتھ رکھ کر کچھ آہستہ کہکر ایک ایک ساحر کی گردن پکڑ کے زنبیل سے باہر نکال کے زبان مین سوزن دیکے ستون بارگاہ سے باندھنا شروع کیا جب ساڑھے چار سو ساحرون کو بطریق مندرجہ نکالکر ستون بارگاہ سے خواجہ باندھ چکے اُس وقت بہ آواز بلند اُن ساحرون سے کہا اے

ساحرو

ساحران نامی آگاہ ہو کہ تمام میر عمرو ثانی ہون اور عیار حمزہ ثانی کا ہون لقمان ثانی کی صورت بنکر تمھارے
بادشاہ صندلان شاہ کی بارگاہ مین گیا تھا وہان باتین مکر و فریب کی کرکے شاہزادہ رستم ثانی کو صندلان
شاہ کی اجازت سے داخل زنبیل کیا تھا اور تمکو خداوندون کی بزم کا اشتیاق دلا کے بخوشی تم سب کے تمھین
داخل زنبیل کیا تھا دیکھو شاہزادہ کو تو ہمنے زنبیل سے نکالا ہے اب یہ شاہزادہ لوح طلسمی کی فکر کریگا اور
بعد حاصل ہونے لوح طلسمی کے طلسم کو توڑے گا جو اسکا مطیع ہو کر شریک اسکا ہوگا اسکو مین رہا کر دونگا
اور جو تم مین سے اسکی اطاعت و شرکت سے انکار کریگا اسکو ابھی قتل کرونگا پس تمکو کیا منظور ہے آیا اس
شاہزادہ ذیجاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کروگے اور دین اسلام تم سب قبول کروگے یا نہین اگر
فرمانبرداری اس شاہزادے کی بدل قبول کروگے تو یاد رکھو کہ تمھارے حق مین بہتر ہوگا اور بہت اچھا ہوگا ان
ساحرون نے اشارہ سے کہا ہمسے بوجہ سوزن کے زبان سے کلام ہو نہین سکتا ہے اگر دوات و قلم و کاغذ
عنایت کیجیے تو جو ہمین منظور ہے وہ لکھدین خواجہ نے اُنکے اشارہ کی تقریر سُنکے ہر ایک کو کاغذ و قلم
و دوات دیکر کہا لکھو تمھین کیا منظور ہے اس وقت ہر ایک ساحر نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ شرکت
طلسم کشا کی یقینی ہمارے حق مین بہتر ہوگی اور سرکشی اسکی اطاعت سے باعث ضرر جان ہوگی اس
سال مین یہ طلسم ضرور ٹوٹ جائیگا اور یہی شاہزادہ فتاح طلسم ہے اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرنا مناسب ہے
یہ خیال کرکے ہر ایک ساحر نے یہی لکھا کہ اے خواجہ ہمنے تمھارے دین کو اچھا پایا کوئی دین تمھارے
دین سے بہتر نہین ہے اس وجہ سے ہم مطیع تمھارے دین کے ہو کر بصدق دل شاہزادہ رستم ثانی کی اطاعت
قبول کرتے ہین رہا کر دیجیے اور کچھ ہمسے اندیشہ نکیجیے جو ہمنے لکھا ہے ایسا ہی کرینگے جبتک زندہ ہین
شاہزادہ کی اطاعت سے باہر نہونگے اور یہ بھی واضح ہو کہ ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان
ہو جاتے لیکن اس وجہ سے ابھی ہم کلمہ اپنی زبان پر جاری نکرینگے کہ سحر بھول جاینگے شاہزادہ کی طرف
سے دشمنان شہزادہ سے سحر مین مقابلہ و مجادلہ کر نسکینگے ہان بعد فتح طلسم ضروری کلمہ پڑھ کر مسلمان
ہو جاینگے اتنے مین عبارت اور اسی قسم کی تحریر ہر ایک ساحر نے خواجہ کو دکھائی خواجہ نے انکی پیشانیون
کو روشن پا کے خیال کیا ان ساحرون نے جو کچھ لکھا ہے یہ ایسا ہی کرینگے حال انکے دلون کا انکی پیشانیون
سے صاف آشکار ہو گیا ہے کہ روشن ہین اگر یہ جھوٹ کہتے تو پیشانیان انکی سیاہ رہتین مطلق روشن
نہوتین یہ خیال کرکے خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی سے کہا یہ سب ساحر اس مضمون کی
عبارت لکھتے ہین صداقت انکی تحریر کی انکی پیشانیون سے ظاہر ہے آپ دونو صاحب اس باب مین کیا
کہتے ہین میرے نزدیک تو انکار کرنا بھی مناسب نہین کیونکہ انھون نے جو لکھا ہے وہی کرینگے خورشید
روشن دل اور رستم ثانی نے جواب دیا اس باب مین تمھین اختیار ہے اگر انکا رہا کر دینا مناسب ہے تو رہا
کر دیجیے خواجہ نے اُسی وقت ہر ایک ساحر کی زبان سے سوزن کو نکال لیا اور ستون سے کھول
دیا اس وقت وہ تمام ساحر قدم شاہزادہ پر گرے شاہزادہ نے ہر ایک کے سر کو اپنے قدم سے اُٹھا کر
اپنے سینہ سے لگایا اور موافق اُنکی لیاقت کے آئین بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ سب شاہزادہ کو اور
خورشید روشن دل کو سلام کرکے بیٹھے بعد اسکے خواجہ نے ابلیس خود پسند کو اسی طور سے
نکالکر بجنبال ساحر ہونے کے اسکی زبان مین بھی سوزن دیکر ستون بارگاہ سے اسے باندھ کر کھڑا

ہاتھ مین لیا اُن سے کہا کہ اے ابلیس خود پسند آگاہ ہو کہ مین عمر ثانی عیار حمزہ ثانی کا ہون لقمان ثانی بنکر
مین نے عیاری کی تھی علاوہ اور رون کے تجھکو داخل زنبیل کیا تھا اس وقت تجھکو اس غرض سے زنبیل
سے نکالا ہی کہ تجھکو ہدایت کرین اور راہ راست پر لائین پس بگوش ہوش سن کہ لائق سجدہ وہ معبود ہی جسنے
اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و مافیہا کو خلق کیا ہی سوا اُسکے اور کوئی لائق پرستش کے نہین ہی
پس تجھکو لازم ہی کہ تمثال آئینہ رو اپنے خداوند پر لعنت کر کہ وہ ایک ساحر معلوم ہوتا ہی اپنے سحر سے عجائب
وغرائب دکھا کر بندگان خدا کو بہکاتا ہی اپنی پرستش کے واسطے تاکید کرتا ہی تو اُسے اب سجدہ نکر کہ وہ
ایک بندہ گنہگار خدا ہی خاصیت عزازیل کی رکھتا ہی لوگون کو بہکاتا ہی ایسے گمراہ کو سجدہ کرنا اچھا نہین ہی
اسمین خرابی آخرت کی ہی اور دنیا مین بھی خرابی ہی اور یہ دنیا چندروزہ ہی اور ہر انسان بھی دنیا مین چندروز کا
مہمان ہی کسی کو خدا کے سوا بقا نہین ہی ایک دن سب کو مرنا ہی دنیا سے سوے عدم جانا ہی پس حیات
چندروزہ عبادت و اطاعت الہی مین بسر کرنا چاہیے کہ بعد مرنے کے رستگار ہو اور دنیا مین بھی نزدیک
دینداروں کے محترم ہو لہذا مکرر تجھسے کہا جاتا ہی کہ تو اب راہ راست پر آ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو کے شاہزادہ
رستم ثانی کی رفاقت اختیار کر اُسنے اشارہ سے کہا اے خواجہ کیا بکتے ہو خاموش رہو مجھے ہدایت نکرو
مین تمہارے بہکانے سے ہرگز نہ بہکونگا اور سوا خداوند تمثال آئینہ رو کے کسی خداوند کو سجدہ نکرونگا
تم مجھے بیکار ہدایت کرتے ہو مین کبھی تمہارے کہنے پر عمل نکرونگا خداوند آئینہ رو کو مین اپنا خداوند جانتا ہون
سوا اُنکے مین تمہارے خدا کو کبھی سجدہ نکرونگا اگرچہ کوئی مجھے قتل بھی کر ڈالے اور اے خواجہ تم مجھے کیا
ہدایت کرتے ہو مین خود تمکو ہدایت کرتا ہون کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرو سوا اُسکے اور کسی کی
پرستش نکرو گمراہ ہو راہ پر آؤ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانو ذرا عقل و فہم سے دریافت کرو کہ سوا ہمارے
خداوند کے اور کون خداوند ہی خواجہ عمرو ثانی نے اُسکے استادون کی تقریر کو خوب سمجھا نہایت غضبناک ہو کے
چاہا تھا کہ اُسپر کوڑے مارکر پیچھے یا خنجر سے ہلاک کر ڈالے ہنوز دو چار کوڑے اُسپر لگائے تھے اور وہ بیکار
کوڑون کی اذیت سے تاب ضبط نہ لاکر بیتابی اپنی ظاہر کرنے لگا تھا خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم
ثانی اور جملہ ساحران نامی و نامور بیٹھے ہوے دیکھ رہے تھے ناگاہ عقب ابلیس خود پسند کے زمین شق
ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا اور پہچانا کہ ملکہ آتش افروز ثانی صندلان شاہ کی ظاہر ہوئی اور کہا اے عمر ثانی
کیا کرتا ہی میری زندگی مین ابلیس خود پسند کو کوڑے مارتا ہی مجھے کیا غافل جانتا ہی ارے مین صندلان
شاہ کی طرح غافل نہین ہون جب تو ادھر آیا تھا مین بھی اپنے مکان مین گئی تھی وہان جاکر مجھے تیرا خیال
آیا تھا فوراً تیرے حالات دریافت کرنے کو مین نے اوراق جمشیدی دیکھے تھے اُنمین صاف لکھا پایا
کہ اس وقت عمرو ثانی ابلیس خود پسند کو کوڑے مار رہا ہی مین مانند برق کے تڑپ کر اپنے گھر سے
چلی اور راہ زمین سے بعجلت یہان آئی اب ابلیس خود پسند کو لیے جاتی ہون اگر تو عیار کامل ہی تو کوئی
ایسی عیاری کر کہ مین ابلیس خود پسند کو نہ لے جا سکون یا ان ساحرون مین سے جسکو کچھ حوصلہ ہو وہ مجھے
روکے اپنا حوصلہ و ارمان دل نکالے دیکھون تو وہ کیونکر مجھے روکتا ہی مین بھی تو ذرا روکنے والے کی شکل دیکھون
ابلیس خود پسند کو یہان سے نہ لے جانے دونگی یہ کہکے فی الفور سحر پڑھ کر جانب ستون بارگاہ
پھونکا جس رسن مین ابلیس بندھا ہوا تھا وہ رسن فی الفور ابلیس مذکور سے جدا ہوگئی ساحرہ مذکورہ

ابلیس کو لیکر زمین پر دونون پاؤن مار کر غرق زمین ہو کر کسی طرف چلی گئی بعد اُسکے جانے کے خورشید
روشن دل نے تخت سے اٹھکر چاہا تھا کہ خود بھی غرق زمین ہو کے راہ مین ملکہ شعلہ افروز سے لڑبھڑ کر
اُسے قتل کر کے ابلیس خود پسند کو لے آئین لیکن شاہزادہ رستم ثانی اور مجیروق جادو وغیرہ ساحران
نامی نے جانے نہ دیا اور کہا آپ کا جانا ہم پسند نہین کرتے ہین کیونکہ اول تو آپ بادشاہ ہین دوسرے مرد
ہین ایک بڑھیا عورت سے آپ کا لڑنا خلاف آپکی شان کے ہے ہان اسوقت اگر صنم لالان شاہ ابلیس
خود پسند کو یہان آکے لیجاتا اور آپ اس طرح ارادہ جانیکا کرتے تو ہم نہ روکتے بلکہ تنہا آپ کو جانے نہ
دیتے خود بھی بشرط امکان آپ کے ساتھ چلتے اگر اس وقت آتش افروز یہان آکے ابلیس خود پسند
کو لیگئی ہے تو کیا مضایقہ ہے کبھی اُس سے ہم سمجھ لینگے اس وقت تو اُسنے ہمین غافل پا کر اپنا کام کیا
یعنی ابلیس خود پسند کو لے گئی ہم لوگ بیٹھے دیکھا کیے بظاہر ای بادشاہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اُسنے
ہم سب پر ایسا سحر کیا کہ ہم لوگ اپنی جگہ سے اُٹھ نہ سکے اور اُس سے ارادہ لڑنے کا بھی نکر سکے جبھی تو
وہ اتنی دیر تک خواجہ سے تقریر کیا کی اور کسی سے اُسنے خوف و اندیشہ نکیا جب وہ ابلیس
خود پسند کو لیکر چلی گئی ہے اُس وقت ہم سب کو ہوش آیا اور دل مین خیال کیا کہ یہ کیا ہوا ہم بیٹھے رہے
اور وہ ابلیس خود پسند کو ہمارے سامنے سے لیگئی خواجہ نے کہا تم سچ کہتے ہو کیونکہ میرا یہی طریقہ ہے کہ جیسے
ساحر دشمن کو دیکھتا ہون تو فی الفور زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لیتا ہون ساحر کی نظر سے غائب ہو جاتا
ہون اُس وقت مین نے اُسے اتنی دیر تک دیکھا اور گلیم نکالکر نہ اوڑھی اور گلیم کو اوڑھنا کیونکر میرے
دست و پا یقینی بوجہ سحر ملکہ آتش افروز کے قابو مین نہ تھے خورشید روشن دل سب کی گفتگو سنکے
پھر تخت پر بیٹھ گیا اور کہا اس وقت تو مین نے تم سبھون کے کہنے سے آتش افروز کو جانے دیا اُسکا
تعاقب نکیا لیکن آیندہ دیکھا جائیگا ساحرون نے عرض کیا ہماری زندگی مین آپ اُس سے نہ لڑینگا
پہلے ہمین اُس سے لڑنے دیجئے گا جب ہم لوگ زندہ نہون اُس وقت آپکو اختیار ہے خورشید
روشن دل تخت پر بیٹھا ہوا ساحرون کی گفتگو سن رہا تھا غصہ مین بھرا ہوا تھا کسی رقاصہ کے رقص کے
دیکھنے کا بھی ارادہ نہ تھا اور نہ کسی کو جواب دیتا تھا اُس وقت عجب ایک سو بارگاہ مین رنج تھا سب
خاموش بیٹھے ہوئے سرون کو جھکائے تھے بادہ بزم عشرت کہ ہر ایک نے منہ ناب پی تھی اور عالم نشہ مین
رقص و نغمہ رقاصان خوبرو کا دیکھکر اور سُن کے خوش و خرم تھا یا تھوڑی ہی دیر مین وہ نشہ شراب بجز رنج
اتر گیا اور سب وہ خوشی مبدل بہ ستمہ ہوئی محض اس خیال سے کہ ہم بیٹھے رہے اور ملکہ آتش افروز
یہان آئی اور ابلیس خود پسند کو لیگئی ہم سے کچھ نہو سکا اُس وقت عمرو ثانی نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا
اب مین لشکر اسلام کی طرف جاتا ہون کیونکہ میرا جانا لشکر مین ضرور ہے اول تو امیر ثانی کو میرے اور ان چار دن
عیارون کے خیال مین تردد ہوگا دوسرے تمثال آئینہ رونابکار کا نکا عدد ہے نہین معلوم وہ ملعون اُسنے
کس طرح پیش آیا ہوگا کیونکہ انہون نے برخلاف اُسکے عمل کیا تھا شاہزادہ نے کہا آپکا جانا بالفعل ہمارے
حق مین اچھا نہین ہے آپ سے مجھکو بڑی قوت ہے جب طلسم کو مین فتح کرونگا اُس وقت میرے ہمراہ
لشکر اسلام مین چلیئگا خواجہ نے کہا مین تمھارے کہنے سے بچاتا مگر مجبوری سے جاتا ہون کیونکہ
لشکر اسلام مین مانند میرے اور چالاک ثانی اور برق ثانی اور سیارہ ثانی اور قران ثانی کے کوئی عیار

نہین ہے سامنا دشمنون کا ہے ایسی صورت مین مین یہان رہ نہین سکتا ہان اپنے عوض آن چار دن کو کہ یہ
بھی فن عیاری مین ہوشیار ہین چھوڑ جاؤنگا شاہزادہ نے کہا آپ تنہا پیادہ پا یہان سے وہان تک کیونکر
جائیگا دیوؤن کو بھی آپ رخصت کر چکے ہین خواجہ نے جانب محروق جادو دیکھکر پوچھا کیون اے محروق
جادو مجھکو میرے لشکر مین پہونچا دوگے اُس نے عرض کیا مین تو آپ کا ایک فرمانبردار ہون ضرور پہونچا دونگا
شاہزادہ رستم ثانی نے گفتگوے محروق جادو سُنکے خواجہ سے کہا اچھا آپ تشریف لے جائین
میری جانب سے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی کو آداب و تسلیم کہدیجیے گا اور میری حالت سے اُنھین
آگاہ کر دیجیے گا اور یہ کہیے گا کہ اُسنے عرض کیا ہے مین بعد توڑنے طلسم کے انشاء اللہ جلد حاضر خدمت ہوکے
شرف قدمبوسی حاصل کرونگا بالفعل حاضر ہو نہین سکتا میرے حق مین یہ دعا کیجیے گا کہ پروردگار عالم مجھکو
صندلان پر فتحیاب کرے لوح طلسمی دستیاب ہو جائے طلسم کو توڑون ساحرون کو مسلمان کرون سوا اُنکے
جملہ صاحبان بزرگ و خورد مساوی درجہ کو بھی میری طرف سے آداب و دعا و سلام کہدیجیے گا اور میرے احوال سے
اُنھین بھی مطلع کیجیے گا یہ کہکے شاہزادہ خاموش ہوا خواجہ خورشید روشن دل سے بھی رخصت ہو کے
محروق جادو سے مخاطب ہو کے کہنے لگے کہ اب دیر نکرو جلد اُٹھکر یہان سے سوے لشکر اسلام چلو وہ
فی الفور کرسی سے اُٹھا شاہزادہ رستم ثانی اور خورشید روشن دل وغیرہ سے رخصت ہو کے ہمراہ خواجہ کے
بیرون بارگاہ آیا تخت سحر تیار کیا اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی اور جملہ ساحران نامی بھی مع خورشید
روشن دل بیرون بارگاہ آئے خواجہ کو اپنے سامنے تخت سحر محروق جادو پر ساتھ محروق جادو
کے بٹھایا پھر اکثر لوگ مفارقت خواجہ مین آبدیدہ ہوے خواجہ نے اُن سبکو صدمہ و رنج کرنے سے
منع کیا پھر محروق جادو سے کہا تخت سحر زمین سے بلند کر یہ سب صاحب خاص میرے واسطے یہان کھڑے
ہین اُسنے تخت کو بلند کیا سب دیکھتے ہی رہے خواجہ وہان سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوے
ادھر تو خواجہ روانہ ہوے کہ اُنکا حال بمقام مناسب لکھا جائیگا اُدھر خورشید روشن دل بھی شاہزادہ
سے رخصت ہو کے جسطرح بخدم و حشم صحراے سرور افزا مین آیا تھا اُسی طرح مع اپنے فرزند اور
ارکان سلطنت و اعیان مملکت اور تمامی سپاہ کے اپنے دار العمارہ کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ اُس صحرا
مین ہمراہ ساحران نامی کے اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کے قیام پذیر ہوا چنانچہ خورشید روشن دل بعد
قطع راہ اپنی دار العمارہ مین پہونچا اُدھر ملکہ آتش افروز جادو و ابلیس خود پسند کو لیے ہوے بعد قطع راہ
اُس وقت قریب دربار صندلان شاہ کے پہونچی کہ وہ تخت پر سر دربار بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار
تھے صندلان شاہ اپنی سپاہ کے ساحران نامی سے کہہ رہا تھا کہ آج ہماری نانی صاحبہ نے ہماری جان بچائی
اور لوح طلسمی بھی عمرو ثانی کو نہ لینے دی عین وقت پر آگئین تم اُنکو مجھسے از حد محبت ہے ہر وقت وہ میرا اشتیاق
رکھتی ہین جیسی تم اُنکو مجھسے الفت ہے ویسی کسی کو بھی نہین ہے اُنھین مجھسے کسی بات کا انکار بھی نہین ہے محبت ہو
تو ایسی ہو اگر وہ میری خبر نہ لیتین تو عمرو ثانی مجھسے لوح طلسمی لیکر مجھے بھی داخل زنبیل کر لیتا اور پھر مجھکو
زنبیل سے نکالکر مار ڈالتا شاہزادہ رستم ثانی طلسم کو توڑتا بڑی بڑی خرابیان ہوتین بڑی خیر ہوئی کہ میری
جان بچی لوح بھی میرے قبضہ مین رہی ہان طلسم کشا البتہ رہا ہو گیا اگر وہ رہا ہو گیا ہے تو بغیر لوح طلسمی کے
کیا کر سکتا ہے اب مین لوح طلسمی کو ایسی جگہ رکھونگا کہ رستم ثانی کو کسی طرح دستیاب نہو اگر ہزار برس بھی

جستجو لوح کی کریگا تو بھی نپائیگا پھر کیونکر طلسم کو توڑے گا شریک اُسکا خورشید روشن دل ہی مگر وہ بھی میرا
کچھ بنا نہین سکتا ہی جب مین جا ہونگا طلسم کشا کو گرفتار کرکے قتل کرنے کا حکم دونگا ابھی مرتبہ انتظام
خوب کرونگا نانی صاحبہ کو بھی ہنگام قتل رستم ثانی بلا لونگا تاکہ عمرو ثانی نہ آنے پاوے اور اگر کسی طور سے
آئے تو رستم ثانی کو رہا کرنے نہ دیے جانے پاوے بلکہ وہ بھی گرفتار ہو جاوے اور اگر خورشید روشن دل
برائے رہائی فتاح طلسم آئے وہ بھی قتل ہو جاوے ساحران نامی اُسکے جواب مین دست بستہ عرض کرتے
تھے واقعی ملکہ آتش افروز کو حضور سے بدرجہ کمال الفت ہی گو وہ آپکی نانی ہین مگر مانند زوجہ کے آپکو ایسی
محبت ہی آپ کی جدائی ایک لمحہ بھی اُنہین شاق و دشوار ہی آپ بجا فرماتے ہین کہ اگر نانی صاحبہ آپکی اسوقت
نہ آتین اور حال عمرو ثانی سے آپ کو آگاہ نکرتین تو بڑا غضب ہوتا کیونکہ عمرو ثانی یون لقمان ثانی کی
صورت بنکے آیا تھا کہ ہم مین سے کسی نے اُسے نہ پہچانا تھا بلکہ حضور نے بھی نہ پہچانا تھا نہین معلوم
عمرو ثانی کیونکر اپنی صورت کو تبدیل کر لیتا ہی کمال کرتا ہی بخوف و اندیشہ حضور کے سامنے چلا آیا حیرت ہی کہ
کہ اُسنے وہ باتین مکر و فریب کی کین کہ جنکو سُن کے ذرا بھی کسی طرح کا شک نہوا یہی یقین ہوا کہ جو کچھ یہ کہتا
ہی سچ کہتا ہی حقیقت مین یہ بلا کا عیار ہی کوئی عیاری و مکاری مین اُسکا ثانی دنیا مین نہوگا ہمین حیرت ہی کہ اُسنے
لقمان ثانی بنکے حضور ایسے عاقل و دانا مبتل کو ایسا دھوکا دیا کہ آپنے طلسم کشا کو اُسکے حوالے کر دیا
اور لوح طلسمی منگوا کر اُسے دینے لگے بڑی خیر ہوئی کہ لوح طلسمی اُسکے ہاتھ مین نہ دینے پاے تھے کہ یکایک
ملکہ آتش افروز نے تشریف لاکر آپ کو اُسکے حال سے آگاہ کیا ورنہ آپ ضرور لوح طلسمی دیدیتے ادھر
آپنے لوح طلسمی کے دینے کو ہاتھ بڑھایا تھا اُدھر اُسنے واسطے لینے صندوقچہ کے جسمین لوح تھی ہاتھ
بڑھایا تھا لوح طلسمی قبضہ سے نکل جانے مین باقی ہی کیا رہا تھا خیر مقام شکر ہی کہ لوح طلسمی اُسکے ہاتھ تک
نہ پہونچی اور آپ زنبیل مین نگئے ورنہ موافق و ارشاد حضور کے بڑا غضب ہوتا عمرو ثانی حضور کو داخل زنبیل
کرکے یا تو کبھی نہ نکالتا یا سامنے خورشید روشن دل کے اور شاہزادہ رستم ثانی کے زنبیل سے نکال کے
ہلاک کرتا ہم لوگ اگر اس وقت وہان پہونچ جاتے تو حضور کے رہا کرنے مین حتی الامکان کوشش
کرتے ورنہ دست اعدا سے قتل ہو جاتے حق نمک حضور سے ادا ہو جاتے یا شومی تقدیر سے اس وقت
وہان نہ پہونچ سکتے دشمن حضور کے قتل ہو جاتے ہم سب نمکخوار تباہ و برباد ہو جاتے طلسم درہم و برہم ہو جاتا
یہ شہر اسلام آباد ہو جاتا عجب انقلاب ہو جاتا ہم تو آپکی نانی صاحبہ کی تعریف کرتے ہین اور اُنکے احسان
کرنے کے مقر ہین اُنھون نے کیا کام کیا ہی کہ تا زندگی یاد رہیگا اگر طلسم کشا رہا ہو گیا ہی تو بقول حضور کے
کچھ ایسا اندیشہ نہین ہی حضور کا تو مرتبہ زیادہ تر ہی اگر ہم مین سے کسی کو حکم ہوگا تو وہ جا کر طلسم کشا کو پکڑ لائیگا
حضور بخوبی انتظام کرکے اُسے قتل کر دینگے یہ فساد اور جھگڑا اُسکے قتل ہو جانے سے جاتا رہیگا بشرطیکہ وہ
قتل ہو جاوے کیونکہ بہت بڑا اُسکا مددگار خورشید روشن دل موجود ہی وہ ہنگام قتل رستم ثانی قیامت برپا
کریگا جہانتک اُس سے ہو سکیگا قتل نہونے دیگا دلیرانہ لڑیگا حتی الامکان رستم ثانی کو قتل ہونے
سے بچا کر لیجائیگا اگر خوف ہی تو اُسی کا ہی سوا اُسکے کچھ اندیشہ عمرو ثانی کی طرف سے بھی ہی گو وہ عیار
نہایت مکار و ہوشیار ہی لیکن کوئی حضور سے مقابلہ نکر سکیگا ہمکو یقین ہی کہ جب حضور بخوبی انتظام کرینگے
تو کسی مکار رستم ثانی کی یہ مجال نہوگی کہ ہنگام قتل طلسم کشا کے اُسے قتل سے بچا کے لے جاسکے

اور بتقدمہ لوح طلسمی مین جو حضور نے ارشاد کیا ہی ہم سب ہمخواہ مین یہی چاہتے ہین کہ ایکی مرتبہ یا تو لوح طلسمی آپ
اپنے پاس رکھیگا کہ آپ سے کون آکے لیجائیگا یا اپنے کسی ایسے معتبر و معتمد کے پاس رکھے گا کہ اُس سے
کوئی لوح طلسمی پا نہ سکے اور اُس تک طلسم کشا اور کوئی مددگار جا نہ سکے اور اگر کسی طرح کوئی بہزار کد و کوشش
اُس تک پہونچ بھی جاسکے تو کامیاب نہو لوح طلسمی اُسے دستیاب نہو بلکہ قتل ہوجاے ایسی جسارت
کرنے کی سزا پاتے صندلان شاہ ساحران نامی کی گفتگو سن رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا اُنکے جواب مین
ہنسکر کہتا تھا اب مین جو تدبیر کرونگا ساتھ عقل کے اور ہوشیاری کے کرونگا غفلت و کم توجہی نکرونگا ناگاہ
ملکہ آتش افروز جادو کو سب نے دیکھا کہ عین دربار مین زمین شق ہوئی اور وہ پیدا ہوئی باین شکل کہ تمام
چہرہ پر گرد و غبار غصہ سے آنکھین سرخ چہرہ آثار غیظ نمایان ہاتھ مین ابلیس خود پسند کو لیتے ہوے ساحران
نامی اُسے دیکھکر واسطے تعظیم کے اُٹھے صندلان شاہ بھی اُسے دیکھکر گھبرا کے بے اختیار تخت
سے اُٹھا سب ساحرون نے اُسکے سلام کیا صندلان شاہ نے بھی آکے پوچھا نانی صاحبہ خیر تو ہی اس
وقت ایکبے اسطرح آنے سے تردد ہی جلد فرمایئے خیر تو ہی سبب تشریف لانے کا باین صورت کیا ہی قبل اسکے
تو آپ میرے پاس سے چلی گئی تھین اس وقت اس طرح کیون آپ آئی ہین باعث غصہ کا کیا ہی اور یہ کون
شخص آپ کے ہاتھ مین ہی کیا آپ عمرو ثانی کو پکڑ لائی ہین یا رستم ثانی کو گرفتار کر لائی ہین یا خورشید
روشن دل کہ وہ ایک مددگار قوی طلسم کشا کا ہی واسطے میرے خوشنودی کے آپ گرفتار سحر کرکے اسے آئی
ہین ملکہ آتش افروز جادو نے لہا او چھوکرے تخت پر بیٹھ جا اسقدر گھبرا کیون گیا حواس تیرے منتشر کیون
ہو گئے بینائی کیون زائل ہو گئی مین اب تجھسے بیان کرتی ہون صندلان شاہ اُسکی یہ تقریر سن کے تخت پر
بیٹھ گیا ملکہ آتش افروز نے بمقام مناسب بیٹھکر اہل دربار سے باشارہ کہا تم سب بھی بیٹھ جاؤ جملہ
ساحران نامی اُسکے حکم سے بیٹھ گئے صندلان شاہ نے اُس وقت ساقیون کو طلب کیا وہ کشتی قمر مع جام و ساغر
بلورین لیکر دربار مین آئے اور بعد سلام کرنے کے عرض کرنے لگے ہم خادمون کو کیا حکم ہوتا ہی صندلان
شاہ سے برہم ہوکے کہا اے نالائقون مجھسے پوچھتے ہو کہ کیا حکم ہی دیکھتے نہین ہو ہماری نانی صاحبہ نہین
معلوم کتنی دور سے تشریف لائی ہین چہرہ گرد و غبار سے آلودہ ہی ہونٹ خشک ہین آنکھین سرخ
ہین تھکین ماندی ہین انہین شراب پلاؤ تا کسل راہ دفع ہو ساقیان مذکور صندلان شاہ کی قہر و غضب
کی تقریر سے بہت ڈر کر غور کرکے ملکہ آتش افروز کو جام شراب سے بھر بھر کر دینے لگے جب وہ
کئی جام متواتر لیکر شراب پی چکی اشارہ سے کہنے لگی بس اب شراب مین نہ ہونگی صندلان شاہ کو
ساقیون نے موافق حکم کے صندلان شاہ کے روبرو جام شراب سے مملو کرکے پیش کیا اُسنے
جام مے لیکر شراب پی جب یہ بھی کئی جام لیکر شراب پی چکا اشارہ سے کہا اب اہل دربار کو بھی شراب پلاؤ
یہ بھی بادہ کشی سے محروم نرہین اور اپنے دل مین یہ نہ کہین کہ صندلان شاہ نے خود شراب پی اور
اپنی نانی کو شراب پلوائی ہمین کو شراب نہ پلوائی ساقیون نے اشارہ صندلان شاہ سے جملہ اہل
دربار کو بھی شراب پلائی جب سب شراب پی چکے حکم صندلان شاہ سے کشتیان مے کی اُٹھا کر دربار
سے چلے گئے بعد اُنکے جانے کے جس وقت ملکہ آتش افروز کو نشہ شراب کا ہوا صندلان شاہ سے
مخاطب ہوکے کہنے لگی او چھوکرے آگاہ ہو کہ مین تجھ سے رخصت ہوکے اپنے قصر مین گئی تھی وہان

جاکر مین نے واسطے دریافت حال عمرو ثانی کے اوراق جمشیدی دیکھے اوراق مذکور سے صاف ظاہر ہوا کہ
صحرائے سرور افزا مین عمرو ثانی موجود ہی خورشید روشن دل آیا ہی بارگاہ برپا ہی رستم ثانی اور خورشید
روشن دل اور بہت سے ساحران نامی اندر بارگاہ کے بیٹھے ہین عمرو ثانی نے ابلیس خودپسند
کو زنبیل سے نکالکر ستون بارگاہ مین باندھا ہی اور کوڑے مار رہا ہی یہ حال اوراق جمشیدی سے معلوم کرکے
مجھے تاب ضبط باقی نرہی فی الفور اپنے قصر سے روانہ ہوئی پہلے مین نے بارگاہ خورشید روشن دل
پر آکے ایسا سحر کیا بعدہ راہ زمین سے بارگاہ مین جاکر ابلیس خودپسند کو لے آئی ہون صندلان شاہ نے
کہا آپ نے بڑی جرأت کی کہ بارگاہ خورشید روشن دل جسمین سیکڑون ساحران نامی بیٹھے ہونگے
بیخوف وخطر جاکے ابلیس خودپسند کو لے آئین اُسنے کہا او چھوکرے یہ تو کوئی بڑی بات نتھی ہان
اگر کوئی وقت آئیگا تو میرے سحرون کو اور ہمت کو دیکھنا صندلان شاہ نے پوچھا آپنے کون سحر
کیا تھا کہ سب بیٹھے رہے اور دیکھا کیے آپ سے برسر فساد نہوے اور آپ ابلیس کو لے آئین اُسنے
جواب دیا او نادان ہزارون لاکھون ایسے سحر مجھے یاد ہین کہ کسی کو معلوم نہونگے آگاہ ہو کہ مین نے
صرف اس قسم کا سحر کیا تھا کہ جبتک اہل بارگاہ مجھے دیکھا کرین اُس وقت کسی کو یہ حوصلہ وجرأت نہو
کہ وہ مجھسے برسر فساد ہو یہ سحر تجھی کو معلوم نہین ہی صندلان شاہ نے اور جملہ ساحران حاضر دربار نے اُسکی
تعریف بہت کی اُسنے خوش ہو کے کہا مین نے جلدی مین ابلیس خودپسند کو بارگاہ سے لے لیا اگر عجلت
نہوتی تو خورشید روشن دل اور رستم ثانی وغیرہ کو بھی اس طرح لے آتی یہ کہکے ابلیس کی زبان سے
سوزن کو دور کیا اُسنے ملکہ آتش افروز کی تعریف کرکے کہا آپنے مجھپر احسان کیا ہی عمرو ثانی کے
کوڑون سے بچایا ہی عین بارگاہ سے مجھے یہان لے آئین یہ کہکے وہ تمثال آئینہ رو کی طرف روانہ
ہوا ملکہ آتش افروز بھی اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئی یہان کا تو یہ حال تھا جو لکھا گیا مگر اب حال لشکر
اہل اسلام کا تحریر کیا جاتا ہی کہ امیر کو ساتوان روز جشن کا تھا بزم عشرت آراستہ تھی جملہ سرداران موجود
دنگلون پر بیٹھے ہوے ایک رقاصہ کا رقص دیکھ رہے تھے امیر ثانی بھی اپنے دنگل پر بیٹھے تھے
گو رقاصہ رقص کر رہی تھی لیکن حمزہ ثانی اُسکی طرف متوجہ نہ تھے عمرو ثانی کے خیال مین بیٹھے تھے
فکر یہ تھی کہ نہین معلوم عمرو ثانی کیسا ہی ہرچند بادشاہ اسلام و دیگر سرداران لشکر سبب فکر پوچھتے تھے
لیکن امیر ثانی باعث فکر بیان نکرتے تھے اور کہتے تھے اس وقت یونہین طبیعت گھبراتی ہی ابھی امیر
ثانی یہ کہ رہے تھے کہ ناگاہ محروق جادو نے دربارگاہ پر پہونچکر تخت اُتارکر خواجہ سے کہا تخت
سے اُترئیے اندر بارگاہ کے تشریف لیچلیے جبتک خواجہ تخت سے اُترین ہرکارون نے اندر بارگاہ
کے روبرو امیر ثانی کے جاکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا حضور دربارگاہ پر اسوقت خواجہ عمرو ثانی ہمراہ محروق
جادو کے آئے ہین بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر یہ خبر سنکے خوش ہوے ناگاہ
عمرو ثانی اندر بارگاہ کے ہمراہ محروق جادو کے داخل ہوے دونون نے بادشاہ لشکر اسلام
و امیر ثانی کو سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی نے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا محروق
اپنی جگہ پر بیٹھا خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے اس وقت امیر ثانی نے پوچھا ای خواجہ اب مزاج تمھارا کیسا ہی
عمرو ثانی نے عرض کیا بفضل خدا اور آپکی دعا و اقبال سے مزاج میرا درست ہی امیر ثانی نے پوچھا

درستی مزاج کا کونسا علاج ہوا خواجہ نے تمام حال درویش فغفور بوریہ نشین کے پاس جانے کا اور قرلیشہ
ثانی کی کوشش کرنے کا بیان کرکے عرض کیا مین نے بعد اپنی صحت کے ملکہ قرلیشہ ثانی سے کہا تھا
کہ مین آپکی کوشش سے اور بدعاے درویش فغفور بوریہ نشین کے اچھا ہوگیا لیکن میری طرح چالاک
ثانی اور برق ثانی وسیارہ ثانی وقران ثانی لشکر اہل اسلام مین دیوانہ وار ہونگے اگر وہ بھی کسی طرح
یہان آجانے تو انکو صحت ہوجاتی ملکہ قرلیشہ ثانی نے اُسی وقت چار دیون کو بلاکے کہا جلد
لشکر اہل اسلام مین جاکر چالاک ثانی وبرق ثانی وقران ثانی وسیارہ ثانی چارون عیارون کو لے آؤ
دیو یہان سے انکو وہان لے گئے تھے اور اُسی درویش کی دعا اور پانی پڑھے ہوے کے پینے سے انکو بھی
صحت کلی حاصل ہوئی تھی بعد اُنکی صحت کے مین ملکہ قرلیشہ ثانی سے رخصت ہوکے ہمراہ چالاک وغیرہ کو
لیکر تخت پر بیٹھکر اس طرف روانہ ہوا تھا قضاے کار اتفاق روزگار سے دیو راستہ بھولکر مجھے
جانب شہر صندل لے گیا وہان مین نے شاہزادہ رستم ثانی کو ہزارہا ساحرون کے مجمع مین زیر تیغ بیٹھا
ہوا دیکھا فی الفور مین نے بصورت لقمان ثانی بنکے مجمع ساحران مین جاکے عیاری کرکے شاہزادہ کو
رہا کیا اب وہ شاہزادہ صحراے سرور افزا مین فروکش ہے فکر اُسکو لوح طلسمی کی ہے اُسنے بادشاہ لشکر
اہل اسلام اور آپ کو اور سب سرداران سپاہ کو درجہ بدرجہ آداب تسلیم وسلام عرض کیا ہے اور یہ بھی عرض
کیا ہے کہ انشاءاللہ بعد فتح طلسم جلد تر حاضر خدمت ہونگا یہ تقریر خواجہ کی جملہ خرد وکلان سنکے خوش ہوے
ہنوز خواجہ اپنی تقریر نہ تمام کرچکے تھے کہ ناگاہ دو ہرکارے جو براے خبر لاجورد شاہ وصلصال دخلخال
روانہ ہوے تھے بعد دریافت خبر حاضر دربارگاہ ہوکے اندر بارگاہ کے جاکے بعد بجالانے ثنا ودعاے
بادشاہ لشکر اہل اسلام وثنا ودعاے امیر ثانی کے اور شرائط عبودیت بجالانے کے دست بستہ اس طرح
عرض کرنے لگے کہ ہم حسب الحکم روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ دور ودراز وبرہروی بسیار ایک روز یہ
نمکخوار سرکار دولتمدار قریب ایک شہر کے کہ نام اُسکا شہر اناملہ ہے اور حاکم اُس شہر کا عامل شاہ ہے
پہونچے وہان کے مردمان سے جو دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ لاجورد شاہ اور صلصال بن دال
مع سپاہ بحال تباہ وپریشان شہر اناملہ مین آئے تھے حاکم شہر مذکور سے طالب پناہ ہوتے تھے اُسنے
بعد دریافت حال تباہی وبربادی صاف صاف اُنسے کہدیا کہ ہرچند مین فرمانروا اس ملک کا ہون فوج
رکھتا ہون سامان جنگ بھی فراہم ہے لیکن بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنے حارث بن سعد وامیر ثانی
سے مقابلہ ومجادلہ کر نہین سکتا کیونکہ اول تو امیر ثانی ایسے شجاع وبہادر ہین کہ فی زمانہ اُنکا مثل و
نظیر میرے نزدیک دنیا مین کوئی نہین ہے دوسرے یہ کہ اُنکے لشکر کے سب سردار ایسے بہادر وتہور شعار
ہین کہ میرے لشکر مین مانند اُنکے دو چار سردار بھی نہین ہین تیسرے یہ کہ اُنکے پاس اسقدر فوج کثیر ہے
کہ میرے پاس اُسکی نصف بھی نہین ہے چوتھے یہ کہ اگر اُن سے محبت ودوستی نہین ہے تو مجھسے اور اُنسے
دشمنی بھی نہین ہے گو مذہب اُنکا اور ہے اور دین میرا اور ہے پس مین باین وجوہ اُنسے مقابلہ کسی طرح کر نہین سکتا
اور آپ صاحبون کو پناہ مین چھپا نہین سکتا اگر آپ اُنسے شکست کھا کر یہان آئے ہین تو چند روز
یہان توقف فرمائیے جو کچھ نان نمک حاضر ہے اُسے نوش کیجیے دعوت وضیافت آپ صاحبون کی
موافق آپکی شان ولیاقت کے ہو نہین سکتی ہان مین اپنی لیاقت کے موافق نان جوین وآب گرم

حاضر کرسکتا ہون اگر تکلف وانکار نہو تو قبول کیجیے اور اس شہر کی چندے سیر کیجیے بعد ازان جس طرف مزاج
عالی مین آئے تشریف لیجائیے یہان سے شہر شعبدہ کچھ ایسا دور نہین ہے اگر مناسب ہو وہان جائیے یا دیگر
ممالک مین کہ جہان کے سلاطین اولوالعزم ہین وہان تشریف لے جائیے آپ اُنسے پناہ کے طالب ہوجیے
لاجورد شاہ اور صلصال عاقل شاہ کی تقریر سنکے کہنے لگے ہم تو یہان اسی خیال سے آئے ہین
کہ آپ ہمکو اپنے دامن پناہ مین رکھیے گا لیکن برخلاف ہمارے امید وخیال کے آپنے ہمین جواب
صاف دیدیا اب ہم یہان توقف نکرینگے کیونکہ ہمکو خوف امیر ثانی کا بہت ہے وہ ہمارے تعاقب مین مع
سپاہ کثیر آتے ہونگے اگر ہم یہان چندے رہگئے اور وہ بھی یہان آگئے تو ہمکو گرفتار یا قتل کرڈالینگے
یہ کہکے وہان سے روانہ ہوکے ایک دریاے ذخار کے کنارے پر جاکے فروکش ہوے ہین
اور وہ دریاے شہر شعبدہ کے قریب تر ہے اور ایسا دریاے عظیم ومہیب ومتلاطم ہے کہ ادنی موج
اُسکی بلند ہوکے مانند بلندی کوہ سربلند کے جاتی ہے کشتی کا تو کیا ذکر جہاز بھی اُسمین بخوبی چل نہین سکتا
کیونکہ اُس دریا مین بیشتر طوفان ایسا آتا ہے کہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوکے غرق ہوجاتا ہے اسی وجہ سے
کوئی ناخدا اُس دریا مین جہاز نہین لے جاسکتا ہے لاجورد شاہ اور صلصال کو معتبر اشخاص سے سنا ہے
کہ وہ فکر عبور دریاے مذکور مین غوطہ زن ہین ابتک اُسی دریا کے کنارے قیام پذیر ہین ہرکارے
یہ خبر عرض کرکے بیرون بارگاہ آئے چونکہ اس وقت آفتاب غروب ہورہا تھا اور جشن کو سات روز گذر چکے
تھے امیر ثانی نے بایماے بادشاہ لشکر اہل اسلام جشن کو موقوف کیا اور حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا
یہان سے جانب شہر شعبدہ اسی وقت روانہ ہو کل ہم بھی یہان سے جانب شہر شعبدہ مع تمامی
سپاہ کوچ کرینگے بمجرد حکم عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا ہمراہ لیکر مع اپنے ہمراہی سپاہ کی جانب شہر
شعبدہ روانہ ہوا دوسرے روز وقت سحر امیر ثانی بھی ہمراہ رکاب بادشاہ حارث بن سعد مع تمامی
سرداران لشکر ومردم سپاہ کے اور تمامی عیارونکے جو موجود تھے سمت شہر شعبدہ روانہ ہوے بعد قطع راہ
دور ودراز وبسیاری کوچ ومقام کے ایک روز قریب شام عنقریب شہر ابابل کے پہونچے عاقل شاہ
خبر تشریف آوری امیر ثانی سنکے مع ارکان دولت واعیان مملکت وسپاہ کثیر اپنے شہر سے براے
استقبال بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی عالیمقام روانہ ہوا بعد قطع راہ مقام ورود لشکر امیر ثانی پر پہونچکر
امیر ثانی وبادشاہ لشکر اسلام نے استقبال کیا اور اس جگہ سے بادشاہ موصوف وامیر ثانی کو مع تمامی
انکی سپاہ کے اپنے شہر مین لایا جو عمارات وسیع وبلند فرش وشیشہ آلات ودیگر اسباب سے مزین
تھین اُنھین عمارتون مین امیر ثانی وبادشاہ لشکر وسرداران سپاہ کو مقیم کیا لشکر امیر ثانی کو ایک میدان
وسیع مین اُتارا بعد اسکے اپنے ملازمون سے کہا سامان دعوت وضیافت کا نہایت تکلف سے کرو اُنھون نے
حسب الحکم بخوبی تمام سامان کرکے طعامہاے لذیذ وخوش گوار تیار کیا ساقیون نے کشتیان شراب
ناب کی نہایت خوبی سے درست کین جس وقت وہ ساقی بحکم عاقل شاہ براے رفع کسل راہ کشتیان
شراب کی لیکر روبرو بادشاہ لشکر اسلام وامیر خوش انجام وغیرہ گئے اور چاہا کہ جام شراب سے
مملو کرکے ہر ایک کو پلائین اُسیوقت امیر ثانی نے عاقل شاہ سے پوچھا تمھارا مذہب کیا ہے اُسنے کہا
مین تو تمثال آئینہ رو وغیرہ خداوندون کی پرستش کرتا ہون آبا واجداد کا بھی یہی مذہب تھا امیر ثانی نے

کہا اگر تمھارا یہ مذہب ہی تو ہم تمھاری دعوت اور بادہ خوش گوار کا کھانا پینا قبول نہین کرتے کیونکہ ہم اہل
اہل اسلام ہین کافر کی شرکت سے پرہیز کرتے ہین اگر تم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ تو البتہ ہم شراب بھی پئین اور
دعوت سے بھی انکار نکرین اُسنے کہا مین ایک شرط کیسے دین اسلام اختیار کرونگا امیر ثانی سنے پوچھا وہ
شرط کیا ہی بیان کرو اُسنے کہا میرے قلمرو مین ایک درخت سر بفلک کشیدہ ہی اور ایسا سایہ دار ہی کہ
آپکا لشکر شاید اُسکے سایہ مین بخوبی اُتر سکے تنہ بھی اُس درخت کا ایسا ہی کہ دس بیس مردم باہم ہو کے
اُسے اپنے کوے مین نہین لے سکتے ہین نیچے اُس شجر کے ایک پختہ مکان نہایت وسیع و بلند
ہی نہین معلوم اُس درخت کے نیچے کیا اسرار ہی کہ جو کوئی جاتا ہی وہان سے پلٹ کے نہین آتا ہی اور وقت
شام اگر کوئی شخص وہان جاے اور دور سے دیکھے تو اُس مکان مین روشنی معلوم ہوتی ہی اور ایک خیمہ بہت
بڑا استادہ نظر آتا ہی اور آواز ساز ہاے انواع و اقسام کی اور صدا کسی خوش گلو کی گانے کی آتی ہی
جب کوئی مشتاق زیادہ ہو کے جانب مکان مذکور بڑھتا ہی وہ روشنی و خیمہ نظر نہین آتا ہی اور وہ آواز
گانے اور سازون کی سُنائی نہین دیتی ہی میرے لشکر مین ایک نامی پہلوان تھا نہایت قوی اور وہی
میری تمامی سپاہ کا افسر کلان تھا مین اُسکو بہت دوست رکھتا تھا کیونکہ وہ اپنے وقت کا رستم پیلتن تھا
کوئی اُس سے مقابلہ کر نہین سکتا تھا اور اگر کوئی اُس سے لڑتا تھا تو قتل ہوتا تھا مفصل کیفیت تو کیا
شجاعت و بہادری کی اُسکی بیان کی جاے مگر مختصر حال یہ ہی کہ وہ تنہا ایک لشکر سے مقابلہ کر کے اہل
لشکر کو قتل کرتا تھا باقی ماندہ کو بھگا دیتا تھا مین اُسکی سبب سے بہت مغرور تھا دل مین کہتا تھا کہ یہ سردار
میرا ایسا ہی کہ اُسکی وجہ سے کوئی میرے ملک پر حملہ آور ہوگا اور جس ملک پر مین چڑھائی کرونگا اُسے
فتح کر لونگا حسب اتفاق ایک روز اُس سردار نامدار نے مجھسے اجازت شکار تیر کرنے کے واسطے
حاصل کر کے تھوڑے آدمیون کو ہمراہ لیکر جانب صحرا اُسی راہ سے جس راہ مین وہ درخت ہی گیا تھا جب قریب
اُس درخت کے پہونچا ہمرہان ہمراہی نے اُس سے کہا اس درخت کے سایہ سے بچکر جائیے گا
اُسنے سبب پوچھا تو اُنہون نے اُس سے کہا اس درخت کے سایہ مین جو کوئی جاتا ہی تنہ درخت
سے ایک زنگی نہایت قوی ہیکل مرکب پر سوار نیزہ و شمشیر وغیرہ آلات حرب و ضرب اور زرہ خود بکتر سے
آراستہ ہوتا ہی فی الفور ایسا نعرہ کرتا ہی کہ اُسکے نعرہ کی آواز دور تک جاتی ہی بعد نعرہ کرنے کے
اگر وہ شخص جو اُس درخت کے سایہ مین جاتا ہی مرکب پر سوار ہوتا ہی اور نیزہ خنجر وغیرہ آلات حرب و ضرب
اُسکے پاس ہوتے ہین تو خیر اور اگر وہ پیادہ پا ہوتا ہی اور آلات حرب و ضرب اُسکے پاس نہین ہوتے
ہین تو وہ زنگی اُس درہ کوہ کی طرف منہ اُٹھا کر کے دستک دیتا ہی فوراً درۂ کوہ سے ایک مرکب اُسکی
پشت پر سلاح جنگ رکھے ہوے ہین پیدا ہوتا ہی کوئی اُسے درہ کوہ سے نہین لاتا ہی اور وہ گھوڑا
جلد تر اُس پیادہ پا و بے سلاح جنگ کے پاس جا کر سر جھکا کر کھڑا ہو جاتا ہی اور سر سے یہ اشارہ کرتا ہی
کہ اے شخص میری پشت پر سوار ہو کے اور یہ سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے اس زنگی سے مقابلہ
کر اگر وہ شخص گھوڑے کے اشارہ کو سمجھکر سلاح تن پر آراستہ کر کے مرکب مذکور پر سوار ہو کے
اُس حبشی کے سامنے جاتا ہی تو وہ زنگی اُس سے پوچھتا ہی کہ اے شخص اگر تجھکو تیر اندازی یا نیزہ بازی
یا شمشیر زنی یا جس فن مین بخوبی دخل ہو مجھسے مقابلہ کر اگر کشتی گیر ہی تو کشتی لڑ وہ شخص جس طور سے

لڑنے کو کہتا ہو زنگی مذکور اسی طور سے لڑتا ہو اور تھوڑی دیر مین اُسے زیر کرکے مع اُس شخص کے درخت
مین جاکر غائب ہو جاتا ہو تنہ درخت کا برابر ہو جاتا ہو اور وہ گھوڑا بھی اسی درہ کوہ کی طرف جاکے غائب
ہو جاتا ہو اسی وجہ سے جو لوگ آگاہ ہو گئے ہین اُس درخت کے سامنے سے بچ کر جاتے ہین بلکہ خوف
سے ادھر آتے ہی نہین لہذا آپ آگاہ نہ تھے اور ہم لوگ ضعیف ہین اس درخت کی اصل و حقیقت سے
خوب ماہر ہین اس وقت آپکو آگاہ کر دیا بہتر یہی ہو کہ اس درخت کے سایہ کو ایک بلا سے سیاہ جانکے
اس سے ہٹ کر طرف صحرا تشریف لیجایئن کہ اُس زنگی سے ڈر ہو اُس سردار نے کہ نام اُسکا مضراح
مشت زن رکھا گیا تھا باین سبب کہ اکثر وہ اپنے حریف کو فقط مشت ہی سے مارکر ہلاک کرتا تھا قرادلون
تقریر سن کے نہایت غضبناک ہوا اور اُسی عالم غیظ و غضب مین کہنے لگا مین ایسا پہلوان زبردست
ہو کے اس حبشی نالایق سے ڈر کے اس درخت کے سایہ سے حذر کرون یہ تو مجھسے نہوگا مین ابھی اس
اُس درخت کے سایہ مین جاتا ہون تم سب اسی جگہ کھڑے رہو جب وہ زنگی تنہ سے درخت کے نکل کر
مجھسے مقابلہ کریگا دیکھنا کہ نہ تو اُسپر تلوار نہ تیر نہ نیزہ نہ گرز لگاؤنگا صرف آگے بڑھ کر ایک گھونسہ اُسے ایسا
مارونگا کہ وہ مع اپنے مرکب کے پیوند خاک ہو جاویگا گوشت و استخوان تک اُسکے نشان بھی نہ معلوم ہوگا
ہمہ تن مع مرکب خاک ہو کر خاک مین ملجائیگا یہ راستہ صاف ہو جائیگا قرادلون نے دوبارہ دست بستہ
سمجھایا اور منع کیا مگر اُس بہادر نے حالت غصہ مین اُنکے کہنے پر عمل نکیا اُنھین اُسی جگہ چھوڑ کر قریب تنہ
کے جاکر نعرہ کیا اور زنگی نابکار جلد درخت کی جڑ سے نکلکر مجھسے مقابلہ کر تو نے آجتک بہت سے
کمزور مردم کو زیر کیا ہو آج مین قوی بازو تجھے زیر کرکے ہلاک کرونگا تجھے میرے حال سے قبل اسکے
اطلاع ہی نہ تھی ورنہ ابتک تو زندہ نرہتا اور مردم رہگذار کو ایذا نہ دیتا اور اُنھین زیر کرکے نلیجاتا ہنوز وہ سردار
یہ کہہ رہا تھا کہ اُس درخت کی جڑ مین دفعتاً ایک در پیدا ہوا وہ زنگی مسلح و مکمل مرکب پر سوار اُسی در سے
نکلکر سامنے اُسکے آکے کہنے لگا او بد گفتار کیا بکتا تھا کیا تجھکو میری قوت و شجاعت سے خبر نہ تھی جو ایسے
کلمات واہیات اپنی زبان پر لایا تو کیا مجھے زیر و ہلاک کریگا خود ہی زیر ہوکے یہان کے آنے کی سزا
پائیگا اب اگر تو ارادہ یہان سے بھاگنے اور چلنے کا کرے تو کسی طرح جا نہین سکتا تجھ کیا موقوف کوئی بھی
اُس درخت کے سایہ مین آکے واپس جا نہین سکتا ہو آج تو خود ادھر نہین آیا ہو بلکہ تقدیر بد تیری تجھکو
یہان لائی ہو غیر زیادہ تقریر کرنا بیکار ہو اب جس فن مین تجھکو منظور ہو مجھسے مقابلہ کر ابھی حال میری قوت کا
تجھپر ظاہر ہو جائیگا مضراح مشت زن نے اُسکی تقریر سنکے برہم ہو کے مرکب اپنا آگے بڑھا کے قریب
اُس زنگی کے جاکے ہاتھ اپنا واسطے گھونسہ مارنے کے بڑھایا ہنوز اُس زنگی کے تن پر اُس بہادر کا
گھونسا نہ پڑا تھا کہ اُسنے بھی ہاتھ اپنا بڑھا کے کلائی پر اُسکے ہاتھ ڈال دیا اُسنے زور کرکے چاہا کہ اُسکے
پنجہ زبردست سے کلائی اپنی چھڑا لون لیکن نہ چھڑا سکی بعد تھوڑی زور آزمائی کے دونو مرکبون سے
اُتر کر کشتی لڑنے لگے بعد ایک ساعت کے اُس زنگی نے میرے سردار لشکر کو زیر کر لیا پھر اُسے
اُسی درخت مین مع اُسکے مرکب کے لیگیا درخت کا تنہ برابر ہو گیا قرادلون وغیرہ یہ حال پر ملال دیکھکر
وہان سے نالان و گریان میرے پاس آئے اور جس طرح ابھی مین نے تمام حال بیان کیا ہو اُسی طرح انہون
نے بھی تمام و کمال حال سے مجھے آگاہ کیا مجھے نہایت رنج ہوا بلکہ آج تک صدمہ ہو اگر آپ یا آپکے

لشکر کا کوئی سردار اُس درخت کے سایہ مین جاکے اُس زنگی کو گرفتار یا قتل کرسکے میرے سردار لشکر کو
اُس درخت کی جڑ سے کسی طرح نکال کے میرے حوالے کردے تو مین بے عذر و انکار بصدق دل مسلمان ہوجاؤن
مجھے آپکی قوت و شجاعت سے امید ہی کہ آپ ضرور میرے سردار کو مجھسے ملادینگا اور اسی امید سے مین نے
آپکا استقبال کیا اور یہان لایا ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ مین آپ کا استقبال کرتا حمزہ ثانی نے تقریر
عامل شاہ کی سن کے کہا اگر خداوند عالم چاہیگا تو وہ سردار تمسے ملا دیا جائیگا اُسنے کہا جبتک وہ سردار مجھ تک
آئے آپ میرے یہانکی دعوت و ضیافت سے کسیطور کا انکار نکیجے امیر ثانی نے جواب دیا انشاء اللہ تعالی
جب تمھارے لشکر کے اُس سردار کو تمسے ملادینگے اور تم مسلمان ہوجاؤگے اُسی وقت آب و طعام
تمھارے یہان کھائینگے بالفعل شراب تک نہ پئینگے عامل شاہ یہ سُن کے مجبور ہوا دوسرے
روز وقت سحر جب سرداران لشکر دربار مین بادشاہ لشکر اسلام کے کہ دربار بارگاہ سلیمانی مین کیا
گیا تھا آکے روبرو دو مین ویسار حارث بن سعد کے ڈنگلون پر بیٹھے امیر ثانی نے اپنے ملازمون سے
فرمایا اس وقت درمیان بارگاہ سلیمانی کے بدستور قدیم کلہ عفریت مین شربت بھر کر رکھدو ناظرین پر
واضح ہو کہ کلہ عفریت سے یہان مراد ایک کاسہ سے ہی کہ جو برابر اور مشابہ کلہ عفریت کے ہی اسی وجہ
سے اُسکا نام جام کلہ عفریت رکھا گیا ہی نہ کہ دراصل وہ کلہ عفریت ہی الغرض آدم بر سر مطلب ملازمان
مذکور نے حسب الحکم امیر ثانی حسب قاعدہ قدیم کلہ عفریت مین شربت بھر کر اور چند گلوریان پان کی ایک چوکی پر
رکھ دین اُس وقت امیر ثانی نے جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہو کے ارشاد کیا کہ ای دلیران نامدار و ای
بہادران تہور شعار تم سب مین کون ایسا بہادر ہی کہ جام کلہ عفریت سے تھوڑا بہت شربت پی کے گلوریان
کھا کے گویا بیڑا اُٹھا کے اُس درخت کے سایہ مین جائے جسکا حال عامل شاہ نے کل بیان کیا تھا
اور اس زنگی کو زیر یا قتل کر کے کسی تدبیر سے مضراح مشتت زن کو درخت کی جڑ سے پیدا کر کے یہان لے آئے
عامل شاہ سے اُسے ملادے ہنوز امیر ثانی یہ فرما کے خاموش ہوے تھے کہ شاہزادہ شیروی بن قیصر یہ
اپنے ڈنگل سے اُٹھا جام مذکور سے کچھ شربت پی کر بیڑا اُٹھا کر کہا مین جا کر اس کام کو انجام دونگا
امیر نے اُسے اجازت دی اُسنے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے مرکب پر
سوار ہو کے ارادہ جانے کا کیا اُس وقت بادشاہ لشکر اسلام نے امیر سے مخاطب ہو کے فرمایا ہمارا
دل چاہتا ہی کہ ہم اور آپ اور یہ سب سردار قریب اُس درخت کے ایک بارگاہ مین بیٹھکر پردے بارگاہ
کے اُٹھوا کر شیروے اور اُس زنگی کی لڑائی دیکھین امیر ثانی نے عرض کیا بہت بہتر یہ عرض کر کے
اپنے ملازمون سے مخاطب ہو کے فرمایا شیروے سے کہو کہ ابھی اُس درخت کی طرف نہ جاے
ہم سبکے ہمراہ چلے ملازمون نے اس سے کہا وہ ٹھہر گیا اُس وقت بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و جملہ
سرداران لشکر مرکبون پر سوار ہوے ہنوز روانہ نہ ہوے تھے کہ عامل شاہ بھی آگیا وہ بھی ہمراہ
چلنے پر آمادہ ہوا امیر ثانی نے اُسے ہمراہ لیکر اُس جگہ سے جانب درخت مذکور گھوڑے کو بڑھایا
جملہ کبار و صغار بھی چلے لیکن پہلے اسکے عامل شاہ نے کچھ ملازم اپنے سمت درخت مذکور واسطے استادہ
کرنے بارگاہ و خیام کے روانہ کیے تھے اُنھون نے وہان جاکر درخت مسطور سے دور ہٹکر میدان
مین بارگاہ و خیام استادہ و برپا کردیے تھے اور جملہ اسباب ضروری وہان فراہم کردیا تھا اسی طرح

ملازمان امیر ثانی نے اسی جگہ پر بارگاہ شاہی اور خیام برپا و استادہ کیے تھے اور تمام سامان ضروری
وہاں موجود کر رکھا تھا جب امیر ثانی و بادشاہ لشکر اہل اسلام و عاقل شاہ وغیرہ وہاں پہونچے عاقل شاہ
نے دور سے اس درخت کو دیکھ کر کہا دیکھیے یہ درخت یہی ہے اسی کی ہوا انسان کے حق مین گویا باد سموم ہے اور اسی
درخت کا سایہ واسطے بنی آدم کے بلا سے بھی بدتر ہے اسی درخت کے اوراق پر گویا عبارت گرفتاری مردمان لکھی
ہے اور اسی درخت کی شاخین مانند دستہاے بلاے عظیم برائے گرفتاری مردمان دراز ہین اور اسی
درخت کے گلون مین وہ بو ہے جو کہ انسان اسے سونگھکر کم قوت ہو کے زندگی سے بیزار ہو کر جڑ مین درخت
کے جا کر غائب ہو جاتا ہے یہ وہی درخت ہے کہ جسکے ثمر انسان کے نہال امید کو بیبرگ و ثمر کر دیتے ہین اور یہ
وہ درخت ہے کہ جسکی جڑ مین ایک دلخراش صورت قبر پیدا ہوتی ہے کہ انسان زندگی مین بقول شخصے زندہ درگور
ہو جاتا ہے امیر وغیرہ اس درخت کو دیکھکر اور عاقل شاہ کی گفتگو سنکے متحیر ہوکے بارگاہون اور خیام مین
تخت اور دنگلون پر بیٹھے پردے بارگاہون اور خیام کے واسطے دیکھنے جنگ کے اٹھوا دیے جب سب
علی قدر مراتب بیٹھ چکے شیردل سے ہر ایک سے رخصت ہوکر دلیرانہ اس درخت کے سایہ مین گیا فی الفور
جڑ اس درخت کی شق ہوئی ایک دروازہ پیدا ہوا پتے درخت کے مانند جلاجل کے ہواے تیز سے
باہم ملکر صدا دینے لگے اور طائران خوش رنگ انواع و اقسام کے جو اس پر گردنین جھکائے بیٹھے ہوئے
تھے انھون نے ہوشیار ہو کے سر اٹھاکے شیردل کو دیکھکر پکار کر ہر ایک نے کہا اے نونہال مردم
زیبا آگاہ ہو کہ آج پھر ایک جوان رعنا آزادی سے بیزار ہو کے یہان آیا ہے جلد آکے اسے گرفتار کرو
پھر واپس کہنے کے ایک زنگی مرکب پر سوار ہتھیار لگائے بصد غضب دراصل درخت مذکور سے نمایان
ہو کر میدان مین زیر سایہ شجر مذکور کھڑا ہو کے شیردل سے مخاطب ہوکے بصد غیظ و غضب کہنے لگا اے
جوان تو یہان کیون آیا کیا تجھکو اپنی زندگی و آزادی ناگوار طبع ہے خیر اگر آیا ہے تو اب یہان سے جا نہین سکتا
جس فن مین تو ماہر و کامل ہو اس فن مین مجھسے مقابلہ کر خواہ تلوار یا تیر یا نیزہ یا گرز وغیرہ سے مجھسے لڑ
پہلے تو حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر مین تجھپر وار کرونگا شیردل نے جواب دیا ہم اہل اسلام سے
ہین ہمارے لشکر کا یہ طریقہ نہین ہے کہ پہلے حریف پر وار کرین جب تیری ضرب تیغ و نیزہ و گرز سے ہم
جانبر ہونگے اس وقت البتہ تجھپر تلوار لگاوینگے اسنے تو کہا ہی تھا کہ تو تیغ یا تیر یا نیزہ سے یا گرز سے
کس آلہ حرب و ضرب سے لڑیگا شیردل نے جواب دیا تیغ و نیزہ سے لڑونگا اسنے نیزہ اٹھاکر
گھوڑے کو کاوے پر ڈالا کر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکر نیزہ مذکور سینہ پر لگایا ادھر شیردل
نے اسکے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کے سنان پر روکا پھر خود اسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ کا وار کیا اسنے
بھی اپنے سنان نیزہ پر سنان نیزہ شاہزادہ موصوف کو اس طرح نہایت خوبی و چالاکی سے روکا کہ سب
دیکھنے والے خوش ہوے ہر ایک نے تعریف کی خصوصاً امیر ثانی نے باوجود اسکے کہ وہ
شیردل کا حریف تھا بہت تعریف کرکے فرمایا یہ زنگی فن نیزہ بازی مین کامل ہے کس خوبی سے اس وقت
اسنے نیزہ کو روکا ہے بعد رد کرنے نیزہ کے پھر اس زنگی نے تیغ کا وار کیا شاہزادہ نے اسکی سنان نیزہ
کو اپنے نیزہ کے سنان پر بعجب و کد رد کیا اسی طرح قریب ایک ساعت کے باہم نیزہ بازی ہوئی آخرکار اس
زنگی نے ایک بند نادر باندھ کر خبردار خبردار کہکر شیردل کے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دی وہ مانند

تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری جملہ اہل اسلام یہ رنگ جنگ دیکھکر متحیر ہوئے دل مین کہنے لگے خدا
خیر کرے حریف زبردست دیا ہر فنون جنگ معلوم ہوتا ہی ابھی سب اہل اسلام متحیر تھے کہ شیرو نے
ڈانڈ کیفے نیزہ کی برہم ہوکے اسکے سر پر لگائی اسنے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا شیرو نے شکستہ
ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کر غضبناک ہوکے قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا زنگی نے ہنسکر کہا ای جوان یہ قاعدہ
نہین ہی کہ مین اپنے حریف سے چند فنون سپہگری مین مقابلہ کرون اسی وجہ سے مین نے تجھسے پہلے ہی پوچھ
لیا تھا کہ آیا نیزہ یا تیغ سے لڑے گا یا اور کسی آلہ حرب وضرب سے مقابلہ کریگا تو نے جنگ نیزہ کو کہا تھا
مین نے قبول کرکے سنان نیزہ تیرے ہاتھ سے نکال دی ہی پس اب زور آزمائی کر شیرو نے فی الفور
مرکب سے اُترکر دامن گردان بند اپنے بھی گھوڑے سے اُترکر دامن گردانکر شیرو سے لپٹکر زور کرنے لگا
ادھر شیرو نے بھی اسسے زور کرنے لگا کشتی ہوئی سب دور سے دیکھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے اس زنگی
نے شیرو کو زیر کرکے اپنے ہاتھون پہ بلند کرکے دوسرے ہاتھ سے مرکب شیرو کو لیکر
اندر اس در کے جو اس درخت کے تنہ مین پیدا ہوا تھا چلا گیا فی الفور وہ در بند ہو گیا طائران شجر مذکور
پہلے تو وقت زیر ہونے شیرو کے بزبان فصیح گویا ہوئے کہ آج ایک جوان تازہ گرفتار طلسم ہوا بعدہ
مانند طائران خوش الحان کے خوش ہوکر نغمہ سرا ہوئے پھر خاموش ہوکے گردنین اپنی جھکا کے درخت
مذکور کی شاخون پر بیٹھے رہے جب وہ زنگی شیرو کو زیر کرکے لیگیا اسوقت جملہ اہل اسلام
بالکہ عامل شاہ کو بھی صدمہ ہوا امیر ثانی سے کہنے لگا اسی طور سے میرے سردار لشکر کو بھی زیر کرکے
یہ لیگیا تھا اس وقت چند سرداران لشکر نے امیر ثانی سے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم مین سے کوئی شخص زیر
سایہ شجر جاے اس زنگی سیاہ رو سے مقابلہ کرے امیر نے ہنوز کچھ جواب نہ دیا تھا کہ عامل شاہ نے
کہا ای بہادران نامدار قاعدہ اس زنگی کا یہ ہی کہ جب کسی شخص کو گرفتار کرکے لیجاتا ہی اس روز پھر دوسرے
شخص سے مقابلہ نہین کرتا ہی لہذا آپ صاحبون سے کوئی صاحب جانے کا قصد نکرین کہ سوا ے
گرفتار ہو جانے کے اور کچھ فائدہ نہوگا اور اگر واسطے رہائی شیرو کے اور مظفر ومشت زن کے ضروری
ارادہ جانے کا ہی تو کل اسی وقت جائے گا اور اگر اس وقت کوئی آپ صاحبون سے زیر سایہ شجر
جائیگا تو سایہ شجر سے باہر نکل نہ سکے گا نہ ادھر آسکیگا نہ اس طرف جاسکیگا یہ تمام دن اور تمام شب زیر
سایہ شجر کھڑا رہیگا جب صبح ہوگی تو وہی زنگی درخت سے پیدا ہوکے مقابلہ کرے گا جب یہ حال عامل
شاہ سے معلوم ہوا سرداران لشکر مجبور ہوئے بادشاہ لشکر اسلام وامیر عالی مقام وعامل شاہ
وغیرہ صدمہ شیرو سے مین اس جگہ سے چشم پرنم روانہ ہوئے شہر مین بمقام قیام گاہ آئے وہ روز وشب
ہر ایک کو صدمہ ورنج مین گذرا جب صبح ہوئی بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ مین تشریف لاکر رونق افزاے
تخت حکومت ہوئے اور جملہ سرداران لشکر موجودہ داخل بارگاہ سلیمانی ہوکے اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے
امیر ثانی نے بدستور مرقوم اوسی جام کلہ عفریت مین شربت اور کٹوریان طلب کرکے بقاعدہ قدیم
سنگ مرمر کی چوکی پر رکھواکے باواز بلند جملہ سرداران لشکر موجودہ سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ
ای بہادرو کل تو شیرو کے واسطے رہائی مظفر ومشت زن کے گیا تھا وہان جاکے زنگی نابکار
سے زیر ہوکے خود گرفتار ہو گیا آج تم مین سے کون ایسا بہادر ہی جو براے رہائی مظفر ومشت زن و

و شیر روے کے جائیگا ابھی امیر ثانی یہ کہکے خاموش ہوے تھے کہ سلیمان ثانی بن عجیل باہر واسطے جنگل
سے اُٹھا اُسنے تھوڑا شربت جام کلہ عفریت سے پیکر پیا اور بیڑا اُٹھا کر کہا بعدہ امیر ثانی سے عرض
کیا یہ کمترین واسطے رہائی دونون بہادران مذکور کے جائیگا اگر خدا نے چاہا تو اُنکو رہا کرکے لائیگا
ورنہ اُنھین دونون صاحبون کے پاس رہیگا امیر ثانی اُسکی تقریر سُن کے اُسے اجازت دیکے
خود بھی ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام وجملہ سرداران عالی مقام کے بدستور روز اول سلیمان ثانی کو ہمراہ لیکے
اُسی جگہ پہونچے عاقل شاہ بھی آیا جب سب علی قدر مراتب بطریق روز اول بارگاہون اور قیام میں بیٹھ
چکے اور بیرونے بارگاہ وخیام کے اُٹھا دیے گئے سلیمان ثانی ہر ایک سے رخصت ہوکے جانب
شجرہ مذکور مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوا جب سایہ مین اُس شجر منحوس کے پہونچا نعرہ شیر
آسا کیا اور کہا او زنگی جلد آ مجھسے مقابلہ کر دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُسی طرح ہوا سے تند چلی بیرگ تاک
شہر مذکور سے مانند صدائے بھونرکے آواز آئی اُسی طرح طائران درخت مذکور نے سر و نکو اُٹھا کے بزبان فصیح
نونہال مردم ربا کو طلب کیا فی الفور اُسی طرح اُس درخت کے تنہ مین ایک در پیدا ہوا اُسمین سے
وہ زنگی نکلا بعد ازان سامنے سلیمان ثانی کے جاکے کہا اے جوان آج تو اپنی آزادی سے اور اپنے
آرام و راحت سے بیزار ہوکے یہان آیا ہے کیا چاہتا ہے کہ شیروے اور منصر فرح مشتت زن کو رہا
کر کے لیجائے مجھے زیر کرے یہ تیری تمنا بر نہ آئیگی سلیمان ثانی نے جواب دیا او روسیاہ تیرہ درون
اگر خدا نے چاہا تو ابھی تجھکو زیر کرکے ہلاک کرتا ہون بعد ازان شیروے اور منصر فرح مشتت زن کو لیکر
یہان سے جاؤنگا زیر کرکے اگر تجھکو اپنی زندگی منظور ہو شیروے کو اور منصر فرح کو جلد لاکے میرے حوالے
کر دے زنگی مذکور نے ہنسکر جواب دیا یون تو مین ان دونا کے تیرے حوالے نکر دونگا اگر تو دعوے بہادری کا
رکھتا ہے تو مجھ سے مقابلہ کر جب مجھکو زیر کر کے قتل کر لینا اُس وقت جنگی رہائی کے واسطے تو آیا ہے اُنھین
لیکر چلا جانا یہ کہکے پوچھا اے سلیمان ثانی تم کس طرح مجھسے لڑوگے آیا مانند شیروے کے مجھسے مقابلہ
کروگے یا تیغ وگرز سے لڑوگے سلیمان ثانی نے جواب دیا یا تیر و نیزہ و گرز بیکار ہے تلوار خوب
ہے ایکدم مین کام حریف کا تمام کر دیتی ہے برسونکا قصہ ایکدم مین فیصلہ کر دیتی ہے زنگی نے یہ سنکے تلوار نیام سے کھینچکر سپر دوش سے لیکر کہا اے
الجوان تو بھی تلوار علم کرے سپر فراخ دامن پشت سے لیکر بائین ہاتھ مین تھامے اگر اور سپر یا اور شمشیر آبدار کی ضرورت ہو تو ابھی
منگوا دیجائے سلیمان ثانی نے کہا میرے پاس خود شمشیر و سپر ہے مجھے ضرورت نہین ہے یہ کہکے تلوار علم کی سپر دوش سے لیکر کہا اے
زنگی اب دیر نکر تلوار لگا اُسنے کہا اتنی جلدی کیون کرتا ہے او ناداں ایک لمحہ تو یہان کی ہوا کھا لے سیر اس
دشت و کوہ کی کرکے اپنے دوست و احباب وغیرہ کو دور سے پھر ایک نظر دیکھ لے کیونکہ پھر ایسا
وقت تیرے ہاتھ نہ آئیگا سلیمان ثانی نے جواب دیا اب مین تجھکو قتل کرکے سیر دشت و کوہ کرونگا اور
احباب و اقربا کو دیکھونگا زنگی مذکور نے یہ سُنکے نہایت برہم ہو کے اول تو ایسا نعرہ کیا کہ تمام زمین صحرا
تھرا گئی بعدہ تلوار اُٹھا کے باقاعدہ آگے بڑھا کے تلوار لگائی سلیمان ثانی نے ضرب شمشیر زنگی کو اپنی
سپر پر رو کا پھر خود اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی مسکرا کے بالائے سپر رد کی اور چند ساعت تک اسی طرح
باہم لڑائی ہوئی دونون مین کوئی زخمی نہوا عاقل شاہ اور جملہ اہل اسلام لڑائی دیکھ رہے تھے اور واسطے
تعجب بی سلیمان ثانی کے آرزو ظاہر کر رہے تھے کہ سلیمان ثانی نے خبردار خبردار کہکے اُسکے سپر

تلوار لگائی زنگی نے بھی تلوار اپنے بائین ہاتھ مین لیکر تلوار کی باڑھ پر نظر کر کے مرکب اپنا کسی قدر آگے
بڑھا کر تامل کیا جب تلوار سلیمان ثانی کے عنقریب سر کے آئی زنگی نے ہاتھ اپنا چالاکی سے سلیمان
ثانی کے کلائی پر ڈالکر زور کر کے کلائی مڑور کر تیغہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا سلیمان کو غصہ آیا فی الفور اسکی
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ اسکو پشت فرس سے اٹھا کر زور سے خاک پر ٹپک دے تب بھی لیکن
مدعائے دل بر نہ آیا زنگی کا پشت فرس سے اٹھالینا تو کجا ذرا بھی وہ پشت فرس سے جدا نہوا سلیمان
از حد زور کر کے تھک گیا تمام تن پسینہ مین غرق ہو گیا زنگی ہنستا رہا اور کہتا رہا اے جوان حوصلہ اپنے دل کا
اور نکال لے پھر زور کر کے مجھے پشت فرس سے جدا کر کے قتل کر سلیمان ثانی کو اس سخن کے
کہنے سے غضبناک ہو کے باوجود تھک جانے کے زور کرتا تھا لیکن مطلب دل بر نہ آتا تھا وہ
کسی طرح پشت فرس سے جدا نہوتا اس زور آزمائی کو ایک ساعت گذری ہوگی کہ اس زنگی نے
خبردار خبردار کہکر حلقۂ زنجیر کمر مین اپنا ہاتھ ڈال کے تھوڑے ہی زور مین سلیمان ثانی کو پشت
فرس سے اٹھا کر سر سے بلند کر کے گھوڑے کو اسکے ساتھ اپنے لیکر اسی طرح درمیان درخت
کے جڑ کے چلا گیا بعد اسکے جانے کے طائرون نے اسی طرح خوش ہو کے زمزمہ سرائی کر کے خاموشی
اختیار کی عاقل شاہ اور بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر سلیمان ثانی کے زیر ہونے
سے بہت متحیر ہوے اور نہایت متاسف ہو کے ہر ایک کو ملال ہوا لیکن کچھ زور نچلا آخر وہان سے
ہر ایک اندوہناک اٹھکر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین امیر ثانی نے بعض بعض
سرداران لشکر سے کہا شہرو سے اور سلیمان ثانی تو ایسے نہ تھے کہ اسقدر جلد زنگی سے زیر ہو جاتے
لیکن یہ زنگی شاید ساحر ہے یا کچھ اسرار ہے ورنہ یہ دونون وہ بہادر تھے کہ بڑے بڑے نامی بہادرون
سے لڑے تھے انھون نے انکو زیر کیا تھا ایسی باتین کرتے ہوے امیر ثانی اپنی خیمہ گاہ پر
آئے جب وہ روز و شب جملہ اہل اسلام کو شہرو سے و سلیمان ثانی کے صدمہ مین گذرا اور صبح ہوئی
حسب دستور بادشاہ لشکر اسلام دربار مین تخت پر بیٹھے جملہ سرداران لشکر جو موجود تھے حاضر
دربار ہوے ہر ایک اپنے اپنے دنگل پر بیٹھا اس وقت امیر ثانی اپنے دنگل سے اٹھ کے
تشریف لائے بادشاہ موصوف سے عرض کیا آج دل چاہتا ہے کہ مین جا کر اس زنگی سے مقابلہ
کرون بادشاہ نے فرمایا آج بھی جام کلہ عفریت سر دربار شربت سے بھر کر رکھا جائیگا کوئی سردار
لشکر شربت پی کر بیڑا اٹھا کر واسطے مقابلہ زنگی کے جائیگا آپ تشریف نہ لیجائیے کیونکہ آپ
زینت لشکر ہین امیر ثانی نے عرض کیا نہین دل نہین چاہتا کہ میری آنکھون کے آگے نوجوان جا کر
اس زنگی سے مقابلہ کرین اور گرفتار ہو جائین انکی گرفتاری وجدائی کا صدمہ اٹھایا جائے بادشاہ
موصوف یہ سن کے خاموش ہوے اس وقت بدیع الزمان نے دنگل سے اٹھکر امیر ثانی سے
عرض کیا آپ تشریف نہ لیجائین آج اس خاکسار کو اجازت جانے کی دین امیر نے جواب دیا کہ یہ
مجھے منظور نہین ہے کہ مین تمکو یا اور کسی سردار لشکر کو واسطے مقابلہ اس زنگی کے بھیجون بدیع الزمان
یہ سنکے مجبور رہوے آخرکار اس روز امیر ثانی مسلح ہو کے مرکب پر سوار ہوے بدستور روز اول
و دوم بادشاہ لشکر اسلام و عاقل شاہ و جملہ سرداران لشکر اسلام و افسران سپاہ عاقل شاہ

جانب درخت مذکور تخت جواہر نگار اور گھوڑون پر سوار ہوکے روانہ ہوئے جب صحرا مین پہونچے قریب کوہ اسطرح
بارگاہین اور خیام ایستادہ برپا کی گئین ہر ایک کافر و دیندار علی قدر مراتب بیٹھا پردے بارگاہ و خیام کے
اُٹھوا دیے گئے اسوقت امیر ثانی بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہوکے ہر ایک سردار لشکر سے مل کے
جانب درخت مذکور جانے لگے اُس دم ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی شخص دنیا سے جاتا ہی اور احباب و
اقربا اُسکے اُس سے لپٹ کر رو رہے ہین الحاصل امیر ثانی سبکو روتا ہوا چھوڑ کے سب کو امر بصبر و دعا
کرکے سمت درخت تنہا روانہ ہوئے جب سایہ مین اُس درخت کے پہونچے طائران خوش رنگ نخل
مذکور نے سر اپنے اُٹھا کر اُسی طور سے بزبان فصیح نونہال مردم ربا کو طلب کیا اُسی طرح ہوائے تند
چلی اُسی طریق سے اوراق نخل ہوائے تند سے باہم ملکے صدائے جلاجل دینے لگے اُسی طریقہ سے
تنہ اُس درخت کا شق ہوا اور دروازہ کلان بدستور پیدا ہوا وہ زنگی مسلح مرکب پر سوار اُسی آن بان سے
اور اُسی شان و شوکت سے نکلا سامنے امیر ثانی کے آیا اور کہا اے شخص کیا تجھکو صدمہ عظیم تھا کون سا
رنج ایسا تھا کہ تو اُسکے سبب سے اپنی راحت و آرام سے بیزار ہوکے یہان آیا مجھے تیرے حال پر
نہین معلوم کیا ہے کہ رحم آتا ہے آجتک کسی شخص پر مجھے رحم نہین آیا تھا یہ تو ممکن نہین کہ تجھے یہان سے اجازت
جانے کی دون کہ صاحب اختیار ایسا نہین ہون لیکن بہتر یہی تجھ سے لڑونگا یہ کہکے پوچھنے لگا اے
شخص آیا تیر یا نیزہ یا تلوار وغیرہ جس آلۂ حرب و ضرب سے لڑنا منظور ہو اُس سے لڑ پھر دوسرے آلۂ حرب
و ضرب سے لڑنے نہ دونگا کہ طریقہ یہان کا یہی ہے امیر ثانی نے اُس سے فرمایا مین صرف تجھسے نیزہ سے
مقابلہ کرونگا اگر نیزہ سے عہدہ برا نہوا تو پھر کشتی لڑونگا اُسنے قبول کیا ہنوز زنگی مذکور نے نیزہ اُٹھایا
تھا کہ ایک طائر ہفت رنگ ایک پرچہ قرطاس اپنی منقار مین دبائے ہوئے اُس درخت کے تنہ
کے ور سے بصد تعجیل پیدا ہوا بعد ازان اُس زنگی کے سر پر سایہ فگن ہوکے وہ پرچہ اُسکی آغوش مین ڈالکر
بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے نونہال مردم ربا پہلے اس پرچہ قرطاس کی عبارت پڑھ تو موافق تحریر عمل کرو
زنگی مذکور نے متحیر ہوکے بجائے خود یہ خیال کرکے کہ آجتک کبھی ایسا نہوا تھا جو آج ہوا ہے دیکھیے کیا
انجام ہونے والا ہے گیا یہ فتاح طلسم ہے زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے جو آج ایسا حکم ہوا ہے
یہ خیال کرکے پرچہ قرطاس اُٹھا کے اُسکی عبارت پر نظر کی اُسمین منتظم و داروغہ طلسم کی طرف سے
یہ لکھا تھا کہ اے نونہال مردم ربا آگاہ ہو کہ جو شخص اس وقت زیر شجر آیا ہے نام اُسکا حمزہ ثانی ہے یہ صاحب
اسم اعظم ہے اتنا رتبہ و مرتبہ زیادہ ہے بانیان طلسم اسکے باب مین تحریر کر گئے ہین کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ
امیر ثانی واسطے رہائی مضروح مشت زن اور شیر و سے اور سلیمان ثانی کے زیر شجر آئینگے لہذا انتظام کار
طلسم کو چاہیے کہ نونہال مردم ربا کو اُسسے مقابلہ نکرنے دے اور اپنے پاس اُنھین بلا کے اُسکے
ملاقات کرکے بطور نذر خزانہ طلسم سے اور مال و اسباب طلسم سے اسقدر زر و جواہر اور فلان فلان اسباب
طلسم اُنھین دیوے اور جو کچھ ہمنے لکھا ہے پھر اُس سے اُنھین آگاہ کرکے اُنکے تشریف لانے کے
سبب سے فلان فلان گرفتاران طلسم کو اُنکے حوالہ کرکے راہ دیگر طلسم سے اُنھین مع اُنکے احباب
و اقربا مین پہونچا دے یا صرف راہ دیگر سے بیرون طلسم کر دے تاکید جانے لہذا اے نونہال مردم ربا
حمزہ ثانی کو بعزت و حرمت ہمارے روبرو دے آ خبردار اُنسے مقابلہ نکر ورنہ بانیان طلسم کی تحریر کے

خلاف ہوگا نونہال مردم ربا عبارت پرچۂ قرطاس مذکور کو پڑھ کر طائر ہفت رنگ سے کہنے لگا میری جانب
سے جاکر ابھی عرض کردو کہ جو اُسنے حکم کیا ہی موافق اُسکے یہ کمترین ابھی عمل کرتا ہی طائر مذکور یہ سنکے چلا گیا
زنگی نے سر تا پاے امیر ثانی پر نظر کر کے نظر حیرت سے بغور دیکھا امیر ثانی نے سبب دیکھنے کا دریافت
کیا اُسنے کہا ای شخص مین اس وجہ سے بنظر حیرت دیکھتا ہون کہ تو بڑے رتبہ کا شخص ہی تیرے باب
مین بانیان طلسم نے کیا کمون کیا لکھا ہی صدہا برس کا زمانہ گذرا ہی یہ شرف کسی یہان کے آنے والے کو میسر ہوا
جو تجھے نصیب ہوا ہی خیر مین تو طابع حکم ہون تجھسے نہ لڑونگا یہ کہکے کہا ای شخص خوشا مقدر تیرا کہ تجھے منتظم کار
طلسم مسمی قباد جنی نے طلب کیا ہی بس اب دیر نکر جلد چل امیر ثانی اُسکے کہنے سے متحیر ہوئے پھر پوچھا
وہ منتظم کار طلسم کہان ہی زنگی نے کہا اس درخت کے تنہ مین جو دروازہ ہی یہی راہ اُسکے مکان کی ہی امیر
ثانی جانب در مذکور بڑھے زنگی عقب امیر ثانی چلا امیر ثانی بسم اللہ کہکر داخل دروازہ مذکور ہوئے زنگی
بھی دروازہ مسطور مین گیا پھر در بند ہوگیا طائران شجر مذکور یہ واقعہ بنا دیکھکر متحیر ہوے باہم کہنے لگے
آج یہ شخص بغیر زیر ہوے داخل طلسم ہوا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی ادھر تو طائران نخل مذکور حیران و پریشان
خاطر تھے عوض نغمہ سرائی فکر و تشویش مین تھے اُدھر بادشاہ لشکر اسلام و جملہ کفار و اہل اسلام نے جو امیر
ثانی کو اندر اُس دروازہ کے ساتھ زنگی کے جاتے دیکھا اور پھر وہ دروازہ مسدود ہوگیا سکو طرح طرح کا
خیال ہوا اکثر کفار کہنے لگے کہ امیر ثانی باوجود اسکے کہ انکو ہمنے صاحب اسم اعظم سنا تھا یہ بھی جاکر کچھ نبا نہ سکے
ہمراہ زنگی کے دروازہ مین تنہ مین نخل کے چلے گئے دروازہ بھی بند ہوگیا جسطرح شیر فرخ اور سلیمان ثانی داخل
دروازہ تنہ شجر مذکور ہوئے تھے اُسیطرح یہ بھی داخل ہوئے صرف فرق اتنا ہوا کہ وہ زیر ہوکے داخل دروازہ
ہوئے یہ بغیر زنگی سے زیر ہوئے داخل در ہوئے ہین بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چونکہ امیر ثانی نہایت
عاقل ہین اُنھون نے زیر شجر جا کے ضرور یہ خیال کیا ہوگا کہ اس زنگی پر فتحیاب ہو سکونگا یقیناً مانند شیرو
وسلیمان ثانی کے اس زنگی سے زیر ہو جاؤنگا اپنے اور بیگانے سامنے بیٹھے دیکھ رہے ہین ان
سبکے سامنے ذلت ہوگی یہ خیال کرکے زنگی سے کہا ہوگا کہ تو مجھسے مقابلہ نکر مین یونہین تیرے ساتھ چلنے
موجود ہون اُسنے قبول کیا ہوگا اسی وجہ سے وہ امیر ثانی نہ لڑا اور بغیر لڑے حصول مطالب اپنا جانکر
امیر ثانی کو ہمراہ لیتے لیگیا اب اُنکا آنا ناممکن ہی جس طرح مفرح منت زن وغیرہ نے آج تک
نہ آئے اُسی طرح یہ بھی نہ آئینگے اکثر سرداران لشکر اہل اسلام آبدیدہ ہوکے باہم یہ کہتے تھے کہ افسوس صد افسوس
ہمارے سامنے امیر ثانی زیر شجر جا کے یون غائب ہوگئے کہ اب نظر نہین آتے ہین ہاے افسوس
اس دیکھنے کو ہم زندہ رہے کاش کہ آج ہم یہان نہوتے یا مر گئے ہوتے یا اندھے ہوگئے ہوتے
کہ یہ حال پر ملال نہ دیکھتے اب دیکھیے امیر ثانی سے پھر بھی ملاقات ہوتی ہی یا نہین یہ کہتے تھے اور زار زار
روتے تھے اُنکے رونے سے اور بھی سرداران لشکر اہل اسلام گریان تھے اور کہتے تھے کہ اب لطف
زندگی و زور آزمائی باقی نرہا جہان امیر ثانی اس صحرا سے گئے ہین ہم بھی ضرور جائینگے لشکر مین ہمتو جانتے
تھے کہ تم دانا ہو لیکن اس وقت معلوم ہوا کہ نادان ہو کیونکہ بے سمجھے ایسی تقریر کرتے ہو ہمکو تو امیر
ثانی کے تشریف لانے کی امید قوی ہی کیونکہ امیر ثانی زنگی سے زیر ہوکے نہین گئے ہین تمنے خواہ
دیکھا ہو یا ندیکھا ہو ہمنے تو غور سے دیکھا ہی کہ ایک طائر زنگار رنگ اپنی منقار مین ایک کاغذ لیے ہوئے

زبانی

درخت کے تنہ مین جو در پیدا ہوا تھا اُسی در سے آیا تھا اُسنے زنگی کے سر پر آکے وہ کاغذ گود مین اُسکے
ڈال دیا تھا اُسنے اُسکو پڑھکر امیر ثانی سے کچھ باتین کر کے اُنھین اُسی در کے راہ سے لیگیا تھا پس
عقل کے ذریعہ سے ہم سمجھسکتے ہین کہ امیر کو کسی شخص جلیل القدر نے بذریعہ رقعہ طلب کیا ہی وہ جناب
اُسکی ملاقات کے واسطے گئے ہین انشاء اللہ وہ جناب آج ہی یا دو ایک روز کے بعد ضرور تشریف
لاوینگے ہان اگر زندگی سے زیر ہوکے جاتے تو البتہ مقام تردد ہوتا پس تم بھی ہماری طرح امید آنجناب کی
جلد تشریف لانے کی رکھو گریہ وزاری سے باز آؤ فضل و عنایت الٰہی پر نظر رکھو حق تعالے ہر ایک شی پر
قادر ہی وہ سرداران لشکر جو گریہ وزاری کر رہے تھے وہ تو خاموش رہے لیکن بادشاہ لشکر اسلام نے
ان سرداران سپاہ کی گفتگو سنکے فرمایا تم سچ کہتے ہو تمھاری تقریر معقول ہی یہان قیام کرنا چاہیے تاوقتیکہ امیر
ثانی آئین عجب نہین کہ جلد آئین اگر اُنکے آنے کا زیادہ زمانہ گذرے گا تو اور کوئی فکر کیجائیگی یہان تو
ارشاد بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ اہل اسلام اور عاقل شاہ بھی سب کے سب قیام پذیر ہین اہل اسلام
واسطے تشریف لانے امیر ثانی کے دعا کر رہے ہین انکو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی لیکن اب حال
امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ جب امیر ثانی ہمراہ اُس زنگی کے داخل دروازہ درخت ہوے اور وہ در بند ہوگیا
امیر ثانی نے اندر دروازہ مذکور کے جاکر دیکھا کہ سیڑھیان زینے کی سنگ مرمر کی نہایت عمدگی سے بنانے
والے نے بنائی ہین اُن زینون پر قدم رکھکر موافق کہنے اُس زنگی کے جانب بلندی چلے پھر کچھ زینے
جانب پستی واقع ہوئے امیر انھین زینون کی راہ سے جانب پستی رہ نورد ہوے جب وہ زینے
تمام ہوے دیکھا ایک قصر عالی شان ہی در و دیوار اُسکی قابل دید ہی مٹی اور خشت سے اُسکو بنایا نہین ہی
طلا و نقرہ خالص سے بنانے والے نے نہایت صناعی سے بنایا ہی آگے اُس قصر کے ایک پھاٹک ہی
کہ وہ بھی نقرہ خالص کا ہی اور رکار طلائی اُسپر ایسا کیا ہی کہ عقل کو دخل نہین ہی اُس پھاٹک پر دو طرفہ حاجب
و دربان عصا ہاے نقرئی و طلائی لیے ہوے دستارین سر پر رکھے ہوے چپکنین عمدہ پہنے ہوے
پٹکے کمرون سے باندھے ہوے خاموش کھڑے ہین جب امیر ثانی اُس پھاٹک پر پہونچے زنگی نے
اُن چوبدارون سے کہا ہمین حکم منتظم کار طلسم کا ہوا ہی پس ہم انکو اُنکے پاس لیے جاتے ہین انھون
نے کہا آپکو اختیار ہی انھین لیجائیے ہم آپکے کہنے سے انھین نہ روکین گے لیکن ایک مدت
مدید و زمانہ دراز سے کبھی ایسا نہوا تھا جو آج ہوا ہی اس طرح کوئی شخص یہان نہین آیا ہی زنگی نے وہ رقعہ
اُنھین دکھایا اُنھون نے دیکھکر کہا بیشک یہ رقعہ دستخطی قبا وجبی کا ہی پہلے ہی ہم آپکے کہنے سے
اُنھین نہ روکتے اور اب تو منتظم و داروغہ طلسم کا رقعہ دیکھ لیا ہی یہ کہکے وہ خاموش ہوے زنگی نے
کہا ہی امیر اندر اس پھاٹک کے چلیے امیر ثانی اندر پھاٹک کے گئے بعد گذرنے اس پھاٹک سے ایک
مختصر میدان نظر آیا اُس میدان مین انواع و اقسام کے درخت کہ جنپر طائران رنگا رنگ بیٹھے ہوے
نغمہ سرا تھے امیر ثانی کو دیکھتے ہی نغمہ سرائی سے باز رہکر بزبان فصیح پوچھنے لگے اے نونہال مردم
آج خلاف قاعدہ طلسم اس شخص کو یہان کیون لائے ہو مقام تردد ہی ہم نگہبانان طلسم سے ہین بیان
کرو اگر تم اسکے ساتھ نہوتے تو ہم ابتک اس شخص کو ہلاک کرتے زنگی نے کہا کچھ جاے فکر و تردد نہین
ہی کچھ تم اندیشہ نکرو ہم حکم منتظم کار طلسم سے اس شخص کو اُنکے پاس لیے جاتے ہین اُنھون نے جواب دیا

ایسا تو کبھی نہوا تھا آج یہ واقعہ تازہ ہی کیونکر اندیشہ نہو ذرا ٹھہر جائیے ہم منتظم کار طلسم سے اجازت حاصل
کرلین تو انکو لیجائیے زنگی نے وہ رقعہ انکو دکھایا اُنھون نے کہا اے نونہال مردم ربا ہمسے ناراض نہونا
کہ ہمنے اِس شخص کو تمھارے کہنے سے آگے جانے نہین دیا اُسنے کہا مجھے تمسے کچھ ملال نہین ہوا بلکہ مین تو
خوش ہوا کہ تم اپنے کام مین ہوشیاری و خبرداری سے شب و روز بسر کرتے ہو جو چاہیے نگہبانی وہ نگہبانی
تم کرتے ہو نگہبانون کو ایسا ہی چاہیے جیسا اس وقت تمنے کیا اُنھون نے کہا ہمکو بانیان طلسم نے صرف اسی واسطے
یہان مقرر کیا ہی کہ بخوبی حفاظت کیا کرین اب آپ انہین لیجائیے ہمین اطمینان کامل ہوگیا مگر کچھ سمجھ مین نہین
آتا کہ اس شخص کے بلانے کا کیا باعث ہی زنگی نے جواب دیا مجھے بھی اچھی طرح معلوم نہین ہی یہ کہکے
امیر ثانی کو بعزت ہمراہ لیکے آگے بڑھا اثنای راہ مین امیر ثانی نے سوا اُن درختون میوہ دار عجائب
روزگار کے دو طرفہ تختے گلہای رنگارنگ کے دیکھے اُن گلون کی کیا صفت تحریر کی جائے کن گلون
سے اُن پھولون مین رنگ و بو مین مشابہ سمجھا جائے کیونکہ مانند اُن گلہای رنگارنگ و پُر بہار
و عطر آگین کے یہان تو کوئی ایسا گل نہین ہی تاکہ جس سے کچھ بھی اُن پھولون کی مثال رنگ و بو مین دیجائے
اگر یہ لکھا جائے کہ تختہ گلہای گلابی مانند تختہ گلاب کے تھا تو یہ مثال اچھی نہین ہی کیونکہ گلاب مین
کانٹے ہوتے ہین اور وہ پھول خار سے بری تھے خوشبو مین بھی بدرجہا گل سرخ سے بہتر تھے اگر
وہان کے تختہ نرگس شہلا کو یہان کے تختہ نرگس سے تشبیہ دیجائے تو جو وہ یہ بینا ہین وہ کہینگے کہ یہ شخص
کیا اندھا تھا جو ایسی مثال اسنے دی کیونکہ یہان کے نرگس کے گلون مین باوجود آنکھ سے مشابہ ہو سکے
بینائی نہین ہی اور وہان کے گل نرگس مین بینائی ہی غرض اسی طرح ہر ایک گل بیمثل و لاجواب رنگ و بو
شکل مین تھا امیر ثانی ٹھہر ٹھہر کر جابجا اشجار عجائب و غرائب اور اثمار انواع و اقسام کو دیکھتے جاتے تھے
اور گلہای رنگارنگ مذکور کو بھی دیکھ دیکھ کر کھڑے ہوجاتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیا قدرت
پروردگار عالم ہی کہ کیا کیا شجر و ثمر و گلہای رنگارنگ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے دنیا مین خلق کیے
ہین یہ فرماکے ارادہ کرتے تھے کہ اثمار و گلہای بوقلمون سے دو چار توڑ لیجیے وقت ہاتھ بڑھانے
کے ثمر درختان مذکور مانند غنچہ کے چٹکتے تھے اور اُنکے درمیان سے طائران رنگارنگ پیدا
ہوکے اُڑ جاتے تھے اور بزبان فصیح اس چٹک سے مخاطب ہوکے یون گویا ہوتے تھے کہ اے نونہال
مردم ربا آج یہ کون یہان آیا ہی کہ تم اپنے ساتھ لائے ہو جلد بیان کرو کیا زمانہ بربادی طلسم کا آگیا ہی یہ طلسم کشا
ہی تم اسکے شریک ہوگئے ہو جو اسے یہانتک لائے ہو ہمین اندیشہ ہی ابھی اس شخص نے ہماری
طرف ہاتھ بڑھایا تھا وہ انکو جواب دیتا تھا کچھ تم اندیشہ نکرو یہ شخص طلسم کشا نہین ہی نہ مین اسکا
شریک بربادی طلسم مین ہوا ہون اسکو منتظم کار طلسم نے کسی امر ضروری کے لیے شاید طلب کیا ہی اس وجہ سے
مین اسے لیے جاتا ہون وہ طائران رنگارنگ جواب دیتے تھے کہ اگر کبھی کسی شخص کو داروغہ نے
اس طلسم کے طلب کیا ہوتا تو ہمین یقین ہوتا کہ آج بھی اس شخص کو اپنے پاس بلایا ہی گو تم سچ کہتے
ہوگے مگر ہمکو یقین نہین ہی ابھی تم اسی جگہ ٹھہرو ہم جاتے ہین منتظم کار طلسم سے پوچھتے ہین اگر وہ ہمین
حکم دینگے کہ اس شخص کو جسکو نونہال مردم ربا لاتا ہی نہ روکو تو تم پھر کے چلے جانا اسکو بھی ہمراہ لیجانا زنگی
مذکور اُنسے کہتا تھا کہ تم اُنکی خدمت مین نجاو دیکھو یہ رقعہ انکا اس شخص کی طلب مین میرے

پاس آیا ہے اُسے دیکھ لو اور ہمین جلد اُس شخص کو لیجانے دو کہ وہ آسکے منتظر ہونگے وہ طائر کہ ساحر تھے رقعہ
دیکھکر اجازت جانے کی دیتے تھے اور پھر بدستور انھین درختون کے جوف اثمار مین جاکر غائب ہوجاتے
تھے اثمار اُسی طور سے ہوجاتے تھے اور اگر امیر ثانی کسی پھول کے توڑنے کا قصد کرتے تھے وہ
ہنسکر اپنے درخت سے جدا ہوکر بصورت بلبل ہوکے یون پوچھتا تھا کہ اے نونہال خیر تو ہے آج یہ کون
شخص تمھارے ساتھ ہے آیا دوست ہے یا دشمن ہے ہمین اس شخص سے بوے عداوت آتی ہے اسنے ابھی
ہماری طرف بقصد ایذا رسانی ہاتھ اپنا بڑھایا تھا پس اسکے حال سے اطلاع دو وہ اسکے جواب مین
وہی رقعہ منتظم کار طلسم کا دکھا دیتا تھا وہ مجبور و متحیر ہوکے اجازت لیجانے کی دیکر بحالت سابق اُسی
درخت مین غائب ہوجاتا تھا زنگی اُس جگہ سے ہمراہ امیر ثانی آگے روانہ ہوتا تھا اگر اثناے راہ مین کسی غنچہ کو عجیب
و غریب دیکھکر نہایت پسند کرتے تھے بے اختیار اُسکی طرف واسطے اُسکے توڑنے کے ہاتھ بڑھاتے تھے
وہ غنچہ فی الفور چٹک جاتا تھا اور اُسمین سے ایک طائر خوش رنگ پیدا ہوکے پرواز کرکے زنگی سے
برہم ہوکے پوچھتا تھا کہ اے نونہال مردم ربا سچ کہو آج خلاف قاعدہ طلسم اس شخص کو اس طرح
اس جگہ کیون لاے ہو یہان تو آجتک کسی کو نہ لاے تھے اگر یہ کہو کہ یہ بھی ایک گرفتاران طلسم سے
ہے تازہ اُسے گرفتار کیا ہے تو اسطرف زندان طلسم نہین ہے پس ادھر اُسے لانے کا کیا سبب ہے ہمکو
تشویش ہے صاف صاف بیان کرو زنگی اُس سے کہتا تھا یہ شخص گرفتاران طلسم سے نہین ہے مین نے اُسے
بقاعدہ طلسم زیر نہین کیا ہے یہ شخص ایسا ذی رتبہ ہے کہ اُسکو منتظم کار طلسم نے براے ملاقات اپنے پاس
بلایا ہے اس وجہ سے مین اُسے اس راہ سے لیے جاتا ہون تم کچھ اندیشہ نکرو وہ جواب دیتا تھا ہرگز ہمکو
یقین نہین ہے کہ یہ شخص خدمت منتظم کار طلسم مین جائیگا کوئی سبب اور بھی ہے ہم تمکو اسے نہ لیجانے دینگے
تم علیحدہ ہوجاؤ ہم ابھی برق بنکے اسیر کرتے ہین جلا کر اُسے خاک کیے دیتے ہین اگر تم اسکی حمایت کروگے
تو سمجھ رکھو تمسے بھی فساد ہوگا تمکو تم جانتے ہو کہ ہم کون ہین ہم وہ ہین کہ بانیان طلسم نے واسطے
نگہبانی طلسم کے ہمین یہان مقرر کیا ہے ہم خیر خواہ طلسم ہین یہ بدخواہ طلسم ہے زندگی اگر تمکو اپنی اور اس شخص
کی منظور ہے تو سچ سچ جو بات ہو کہدو ورنہ وہی ہوگا جو ہمنے کہا ہے زنگی ہنسکر جواب دیتا تھا تم اس قدر
مجھسے کیون برہم ہوتے ہو خبردار برق بنکر اس شخص کو ہلاک نکرنا اور مجھسے برسر فساد ہونا آپس مین
فساد پیدا کرنا باندھنا خلاف حکم منتظم کار طلسم کے نکرنا وہ طائر یعنے ساحر زنگی مذکور کے سخن پر عمل نکرکے
بآواز بلند اپنے ماتحت ساحرون کو یون آگاہ کرتا تھا کہ اے ساحران نگہبانان طلسم ہوشیار ہوجاؤ اور
بصورت طائران خوش رنگ ہوکے میرے پاس آکے اس شخص تازہ وارد کو اور نونہال مردم ربا کو
گھیر لو یہان سے ان دونون کو جانے نہ دو یہ سخن اُسکا سُن کے جسقدر ساحران نابکار اُسکے ماتحت تھے
فی الفور طائر بنکر بآواز بلند و فصیح یہ کہتے ہوے اُسکے پاس آتے تھے کہ اے سردار ہمارے ہم حاضر
ہین کیا مجال کسی کی کہ کوئی شخص بغیر آپکے حکم کے یہان سے ایک قدم بھی آگے بڑھا سکے ہم آپکے مطیع
ہین اپنی سرحد مین آپکی حکومت ہے یہان کے آپ حافظ و نگہبان ہین امیر ثانی دیکھتے ہین کہ غنچہ و گل سے ساحر
پیدا ہوکے طائرین تھے بزبان فصیح تقریر کرتے تھے زنگی ہر ایک کو وہ رقعہ دکھاکر آگے بڑھتا تھا چنانچہ
اُس جگہ بھی جب زنگی نے دیکھا کہ ساحرون نے گھیر لیا اور سردار انکا جانب منتظم کار طلسم جانے کو

آمادہ ہوا فی الفور وہ رقعہ اُس سردار ساحران کو دکھایا اُس نے رقعہ دیکھکر کہا اے نونہال مردم زبا تمنے غضب کیا تھا بڑی نادانی کی تھی پہلے ہی یہ رقعہ ہمین دکھا دیا ہوتا تو کاہیکو یہ نوبت پہونچتی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ہماری سرحد سے چلے جاؤ آگے اورون کی سرحدین ہین اُنکین بھی جانتے ہی یہ رقعہ دکھا دینا اور بے تکرار وفساد راہ سے گذر جاؤ ورنہ کہین نہ کہین تمسے ضرور فساد ہو جائیگا زنگی اُس سردار ساحران کی تقریر سنکے امیر ثانی کو ہمراہ لیکر آگے بڑھتا تھا وہ سردار مع اپنے ساحران ماتحت کے اُسی طرح گلشن مین غنچہ وگل ہو جاتے تھے امیر یہ حالات عجیب وغریب دیکھ دیکھ کر دنگ ہوتے تھے اور زنگی سے پوچھتے تھے اب یہان سے کتنی دور منتظم کار طلسم ہو وہ جواب دیتا تھا ابھی یہان سے بہت دور ہو ہمراہ میرے خاموش چلے آؤ صرف نظر سے ہرطرف دیکھ لیا کرو کسی ثمر وگل وغنچہ کے توڑنیکا ارادہ نکرو مبادا کسی سے فساد نہو جاے آپس مین خونریزی نہو جاے امیر ثانی اُس سے پوچھتے تھے طلسم مختصر ہو یا وسیع ہو وہ ہنسکر جواب دیتا تھا یہ طلسم ایسا بڑا ہو کہ کوئی طلسم اسکے مقابل نہوگا اور جو عجائب وغرائب تمنے دیکھے ہین اور حیرت ہوتی ہو یہ کیا دیکھا ہو اگر تمامی طلسم کی سیر کرو تو ہوش درجا اسی بجا رہین اس طلسم مین بڑے بڑے نامی ونامور ساحر جابجا مع اپنی اپنی سپاہ کے اپنی اپنی حدین حافظ ونگہبان ہین ابھی تمنے اتنی راہ مین کیا دیکھا ہو آگے بڑھ کر کچھ کچھ اور عجائب وغرائب طلسم دیکھیگا امیر ثانی اُسکی تقریر سنکے ہرطرف سیر کنان تھے اور ساتھ اُسکے چلے جاتے تھے باوجود رہبری کے ذرا بھی چلنے سے عاجز و ماندہ نہوتے تھے کبھی سڑک کو دیکھتے تھے اور دل مین کہتے تھے کہ یہ سڑک عجیب صاف ہو کنکر اور خشت وخاشاک وخس سے بری ہو بجاے خشت کے عقیق سرخ سائیدہ کی سرخی ہو اور بجاے خاک کے گوہر آبدار کی ہو کہین کہین چھڑکاؤ سڑک پر یون ہوتا تھا کہ جسطرح ابر سے پانی برس کر چھڑکاؤ ہو جاتا ہو اور ابر غائب ہو جاتا ہو ہواے سرد چلتی ہو ٹھنڈی سڑک پر چلنے سے دل کو فرحت ہوتی ہو امیر ثانی سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے جاتے جاتے ایک جگہ پہونچے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیاہ رو ایک قصر مختصر مین بیٹھی ہو دروازے قصر کے کھلے ہین چند کنیزین دست بستہ روبرو اُسکے کھڑی ہین وہ جام شراب ہاتھ مین لیے ہوے ہو شراب پی رہی ہو اُسکی کیفیت بدصورتی کی مفصل تو کیا لکھی جاے لیکن مختصر یہ ہو کہ بمقتضاے ابیات - ابیات

قشقہ سیندور کا کھنچا سر پر
روغن نارجیل سے چکنین
لٹین منہ پر لٹکتی تھین اس طرح
جیسے ہووے بھرا ہوا سنڈاس

اک لڑی موتیون کی ماتھے پر
کالا چہرہ تھا تیلیان تھین زرد
کوہ پر سانپ پھرتے ہین جسطرح

کاکلین منہ پر واہیات پڑین
تھی کسی غم سے لب پہ آہ سرد
ایسی آتی تھی منہ سے اُسکے باس

امیر ثانی اُسے دیکھکر اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ ساحرہ ہی یا کوئی بلاے عظیم ہو خداوند عالم اسکے شر سے سب کو بچاے خدا نکرے کہ یہ کسیکو بیداری یا عالم خواب مین اپنی صورت بد دکھاے دیکھنے والا عجب نہین کہ خوف سے ہلاک ہو جاے ابھی امیر ثانی اپنے دل مین یہ کہرہے تھے کہ ناگاہ اُس ساحرہ نے امیر ثانی اور اُس زنگی کو اپنی طرف آتے دیکھا فی الفور جام شراب ہاتھ سے رکھکر اُٹھی اور در قصر پر آکے اس طرح گویا ہوئی کہ اُسکی آواز سے روح تن مین بیچین ومضطر وخائف ہوئی لقصہ یہ اُسنے یہ کہی کہ اے نونہال مردم زبا خبردار یہان سے آگے جانے کا ارادہ نکرنا آج کچھ تمسے مجھے تردد ہو کیونکہ اس شخص کو خلاف قاعدہ اور کیون لاے ہو کہ یہ طلسم کشا ہو تم اسکے مطیع ہوگئے ہو یا اور کوئی سبب

ہی جلد بیان کرو ورنہ مجھسے امید نیکی کی نہ رکھنا زنگی مذکور نے اس طرح اُسے جواب دیا کہ اے بلاے جادو کچھ فکر و اندیشہ نکرو مجھسے اور اس شخص سے بدظن نہو تو یہ طلسم کُشا ہی نہ زمانہ طلسم کا آخر ہوا ہی نہ مین اس شخص کا واسطے بربادی اس طلسم کے مطیع ہوا ہون جو تمنے خیالات کیے ہین سب خلاف ہین اصل حال یہ ہی کہ اس شخص کو منتظم کار طلسم نے طلب کیا ہی مین پہنچاتا ہون لہذا مجھے راہ دو اُسنے کچھ سوچ کے کہا تمہاری تقریر دل پذیر نہین ہی مین ہرگز جانے نہ دونگی بھلا منتظم کار طلسم کو کیا ضرورت ہی جو اس شخص کو اپنے پاس بلایا ہی تم جھوٹ کہتے ہو یہ کہکر ایک ناریل جوبی دار اُٹھا کر سحر پڑھکر چاہتی تھی کہ امیر ثانی اور نونہال مردم ربا پر مارے کہ زنگی مذکور نے بہت خائف ہوکے بعجز و انکسار کہا اے بلاے جادو قسم ہمکو سامری و جمشید کی ابھی ناریل نہ مارنا ایک رقعہ دیکھ لو پھر تمکو اختیار ہی اُسنے بسبب قسم کہ ہاتھ اپنا روکا اور غضبناک ہو کے کہا لاوہ رقعہ کہان ہی زنگی نے وہ رقعہ اُسے دیا اُسنے پڑھ کر دستخط منتظم کار طلسم کے دیکھکر متعجب ہو کے غصہ کو فرو کر کے رقعہ زنگی کو دیکے کہا اچھا میری سرحد سے جلد گذر جا زنگی امیر ثانی کو ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوا اثناے راہ مین امیر ثانی نے اُس سے پوچھا یہ ساحرہ کیا بڑی نامی ساحرہ تھی کہ جسکے سحر کے ناریل سے تم ڈر گئے اور قسم دے کے اُسے ناریل کے مارنے سے روکا زنگی نے جواب دیا یہ ساحرہ وہ نامی ساحرہ ہی کہ مین کیا ہون اکثر ساکنان طلسم اس سے ڈرتے ہین اسکے سحر کی پناہ نہین ہی حالانکہ اس طلسم مین بہت بڑے بڑے نامی ساحر و ساحرہ ہین لیکن سب مین یہ ساحرہ نہایت غصہ ور ہی فن سحر و ساحری مین کامل ہی تمنے بکرات ہیان زہرد رنگ و ملکہ آفات چہار دست ثانی اور دادی افراسیاب جادو کے حالات سحر سنے ہونگے یہ ساحرہ اُسسے بھی بڑھی ہوئی ہی اسکی کنیزین ایسی ساحرہ ہین کہ جیسے آفات چہار دست کے ہین امیر ثانی یہ سُن کے حیران ہو کے دل مین کہنے لگے کہ خوب ہوا جو اُسنے ناریل نہ مارا ورنہ نہین معلوم کیا ہوتا ہان تو ببرکت اسم اعظم الٰہی بچ جاتا یہ زنگی البتہ ہلاک ہو جاتا پھر میرا جانا منتظم کار طلسم تک دشوار ہوتا یہ خیال کرتے ہوے چلے جاتے تھے جب اُسکی حد سے گذرے دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہی اُسپر فرش کیا ہی شامیانہ نفیس استادہ ہی زیر شامیانہ چند در چند نازنینان خوبرو اپنے بناو سنگار مین مصروف ہین کچھ بناو کر چکی ہین اور وہ چبوترہ درمیان ایک چمن کے ہی آسپاس چبوترے وہ نازنینان خوبرو بیٹھی ہین اور ہنگام آرایش باہم خوش و مسرور ہو کے باتین کر رہے ہین صورت اُنکی یہ ہی اور تقریر باہم یہ کرتی ہین کہ مصداق نظم موافق مضمون ہذا

تھی طرح طرح کی ادائین حسین سب کی
مسیان گھری گھری ہونٹون پر
صاف رخسار اور منھ گورے
نیزہ بازی وہ کرتین مژگان سے
کوئی کرتی تھی عیش کا سامان
کوئی کہتی تھی اے مری بہنیا
اپنی سنگتی کا عطر دو بہان
لا مجھکو کرتی ہون نظر مین شہید

تھے کسی کے وہ پاؤن نکلے لب پر
تھا وہ عاشق کا دود آہ جگر
بجلیون کی چمک وہ کانون مین
باندھ لیتی تھین دل کو دامان سے
مانگ کو کوئی صاف کرتی تھی
ذرا اُجلو تم مجھے دنیا
کوئی آئینہ دیکھکر کہتی
کیون بڑا ہین یہ آنکھین قابل دید

لیتین کالی بلائین تھین سب کی
جیسے عاشق کا ہووے دود جگر
کاجل آنکھون مین لوسنے کے ڈورے
انگیون کی چمک وہ کانون مین
کوئی کھنچتی تھی ماتھے پر افشان
حسن پر کوئی لاف کرتی تھی
کوئی کہتی تھی ہی مجھے ارمان
گل چمن میری آنکھ مین کھبتی
کوئی کہتی وہ گانا مین داری

دیئے ہر قدم تو کانٹون سے پیاری ہے درمیان مین اُن نازنینان خوبرو کے ایک نازنین نہایت خوبرو پری جمال حور مثال ایک مسند زرتار پر تکیہ کیے ہوئے بصد ناز و ادا بیٹھی تھی سیر چمن مانند گل خندان ہو کے کر رہی تھی اور باتین اپنی ہمجولیون اور کنیزون کی شن کے خوش ہو رہی تھی سبب وہ ہنستی تھی خندہ دندان نما سے ایک برق چمک جاتی تھی حسن ایسی تھی کہ جس طرف رُخ کرتی تھی رُخ تابہ نور سے اسکے ایسی روشنی ہوتی تھی کہ زمین مطلع نور ہو جاتی تھی اُسکے حسن و جمال کی اور زیب و زینت کی کیا تعریف لکھی جائے کہ قلم دفتر رقم عاجز ہی اگر اُسکی ثنا مین قلم خوش رقم ایک دفتر تحریر کرے تو بھی بخوبی اُسکی تعریف نہ لکھ سکے الحق وہ نازنین مذکورہ مسند پر بیٹھی ہوئی تھی جلیسین اور کنیزین باہم باتین کر رہی تھین بناؤ سنگار مین مصروف تھین ناگاہ اُس نازنین مسند نشین نے جانب امیر ثانی و نو نہال مردم ربا دیکھکر کچھ سوچکر بہم ہو کے ایک کنیز سے باشارہ کہا ان دونون کو یہان بلاؤ اُس کنیز نے حسب الحکم بہ آواز بلند کہا اے نو نہال مردم ربا جلد تر تم مع اُس شخص کے یہان آؤ آگے نجاؤ ہماری ملکہ برق افگن جادو طلب کرتی ہین زنگی اُس کنیز کے کہنے سے آگے نگیا بلکہ جانب اُس چبوترہ کے ہمراہ امیر ثانی کو لیکر چلا جب قریب چبوترہ کے پہونچا بہ آداب کھڑے ہو کر اُسے سلام کیا ملکہ برق افگن نے اُسی کنیز سے باشارہ کہا پوچھ اس سے کہ یہ شخص کون ہی اسے کہان لیے جاتا ہی ہمسے اجازت بھی لیجانے کی حاصل نکر کے یہ راہ طے کرتا ہی ہمارے عتاب سے نہین ڈرتا ہی کیا ہمارے حال و مراتب سے آگاہ نہین ہی کنیز مذکورہ نے اپنی ملکہ کے حکم کی تعمیل کی زنگی نے کہا اے ملکہ برق افگن جادو نام اس شخص کا امیر ثانی ہی اسکو حسب الحکم منتظم کار طلسم کی خدمت مین لیے جاتا ہون واقع مین مجھسے نادانی و غلطی ہوئی کہ آپ سے اجازت جانیکی حاصل نکی معاف کیجیے اور مین آپ کے مراتب سے خوب آگاہ ہون آپ ایک نامی و نامور ہین اس طلسم مین آپکا ہمچشم کوئی ساحر و ساحرہ نہین آپ بلا سے جادو سے مرتبہ مین زیادہ ہین ملکہ برق افگن جادو نے خود اس سے کلام کرنا خلاف اپنی شان کے جان کے اُسی کنیز سے پھر اشارہ سے کہا کہ اس سے کہو جبتک رقعہ منتظم کار طلسم کا ہمارے پاس نہ آئیگا ہم یہان سے نجانے دینگے کنیز مذکورہ نے زنگی سے وہی کہا جو ملکہ نے کہا تھا نو نہال مردم ربا نے فی الفور وہ رقعہ اُس کنیز کو دیا اور کہا اے گل اندام جادو یہ رقعہ ملکہ کو دکھا دو اُسنے لیجاکر رقعہ مذکور اُسے دکھایا اُسنے رقعہ کی عبارت پڑھ کے رقعہ واپس دے کے اجازت جانے کی دی زنگی امیر کو ہمراہ لیکر وہان سے چلا لیکن امیر ثانی بار بار مڑ مڑ کر اُسے دیکھتے جاتے تھے اور دل مین کہتے جاتے تھے کہ یہ ساحرہ کسقدر حسین ہی کہ کبھی ایسی ساحرہ حسین و خوبرو دیکھی نہین اگر حسن اصلی اسکا ہی تو یہ ساحرہ حسینہ بےمثل ہی اور اگر سحر سے اسنے اپنے تئین ایسا خوبرو بنایا ہی تو ضرور یہ سن رسیدہ اور بدشکل ہوگی امیر یہ باتین اپنے دل مین کرکے اُس زنگی سے پوچھنے لگے یہ ساحرہ کیا نامی ساحرہ ہی اور حسن و جمال اسکا جو تمنے اور ہمنے دیکھا ہی یہ اصلی ہی یا سحر سے ہی اُسنے جواب دیا یہی ساحرہ اس طلسم مین نامی ہی بلا سے جادو سے رتبہ مین بڑھی ہوئی ہی اسکے بھی سحر کی بناہ نہین ہی سحر اسکا یہ ہی کہ جب حریف کو دیکھکر ہنستی ہی دندان کی چمک سے ایک ایسی برق پیدا ہوتی ہی کہ کیسا ہی زبردست ساحر ہو اُسکی خرمن حیات کو جلا دیتی ہی ہنسی اُسے ہلاک کرتی ہی اگر کوئی چاہے کہ جانبر ہو ممکن نہین امیر یہ سُن کے متحیر ہوئے زنگی نے کہا تم متحیر کیا ہوتے ہو ابھی تمنے یہان کے تمام ساحرون کو

نہین دیکھا ہو اگر سب نامی ساحرون کو دیکھ لو اور اُنکے حالات سے آگاہ ہو تو بہت حیران ہو زنگی ایسی باتین کرتا ہوا جاتا
تھا امیر ثانی سنتے چلے جاتے تھے اثنای راہ مین امیر ثانی کو کہین شیر نر نظر آتا تھا کہین گرگ کہین اژدرہ
آتش فشان کہین ساحران نامی کا مجمع کہین درختون پر ہزارہا طائران خوشرنگ و خوش الحان کہین دریا کہین نہر
کہین حوض مین کود کر اکاٹی کرتا کہین عقاب کا ملنا اُسکا سد راہ ہونا سوا عقاب مذکور کے ہر ایک ساحر کی سحر
مین پہونچکر رد کیے جاتا اگر یہ تفصیل یہ مولف لکھے تو از حد طول ہوگا اور ناظرین مختصر عبارت پسند اس کمترین
مولف سے ناخوش ہونگے اور برا کہینگے اس وجہ سے جملہ حالات مقامات ساحران نامی کو نہ لکھا
اور جو جو عجائب و غرائب امیر ثانی نے دیکھے اُنکو بھی اسی غرض سے تحریر نہین کیا ہان امید ناظرین عالیمقام
و طول تحریر پسند سے یہ ہے کہ اگر مشتاق اس طلسم کے ہو کے اشتیاق اپنا ظاہر کرینگے خطوط جناب منشی
پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ کو اس طلسم مسمی طلسم عجائب رنگ کے باب مین ارسال کرینگے اور وہ
جناب اس کمترین سے حکم تالیف کرنے کا دینگے تو البتہ یہ گناہگار ذرہ بیمقدار حال اس طلسم کے تفصیل تمام
تحریر کریگا اور جو شاہزادہ نسل امیر ثانی سے اس طلسم کو توڑے گا اُسکا نام بھی لکھیگا اور جس شکل
سے یہ طلسم ٹوٹیگا اور جس خرابی سے لوح طلسمی ہاتھ آئیگی ہر ایک حال کو تفصیل اس طرح درج کرے گا
کہ ناظرین قدردان کی نظر سے تمام جادوین طلسم ہوش ربا کی گرجائینگی القصہ آمدم بر سر مطلب جب امیر ثانی
جملہ مقامات مذکورہ سے گذر گئے دیکھا ایک قصر عالی ہے در و دیوار اُسکی بھی نقرئی و طلا کاری ہین
زنگی مذکور امیر ثانی کو راہ سے زینہ کے اُسی قصر مین لیے جاتا تھا ناگاہ امیر ثانی نے دیکھا کہ بہت خادم
و خدمتگار بصورت ساحران در قصر پر ایستادہ ہین اندر قصر کے ایک شخص ضعیف باریش سفید عمامہ بر
سر عبا در بر چہرہ نورانی بالاے مسند تکیہ پر تکیہ کیے ہوئے بیٹھا ہے اور ایک بڑی سی کتاب کو کھولے ہوئے
عبارت اُسکی پڑھ رہا ہے اور بار بار کتاب سے نظر اُٹھا کے جانب در دیکھتا ہے اور خدام سے کہتا ہے
دیکھو تو نونہال مردم ربا ایک بزرگ و ذی رتبہ کو بنی آدم سے ہمراہ اپنے لاتا ہے یا نہین وہ دیکھکر عرض
کرتے تھے کہ ہان نونہال مردم ربا کسی کو لاتا ہے ہنوز خدام اُس سے عرض کر رہے تھے ناگاہ امیر
قریب اُسکے ہو گئے وہ امیر کو دیکھکر براے تعظیم کھڑا ہوا پھر جھک کے سلام کیا بعد ازان اپنی جگہ پر لاکے
مسند امیر ثانی کو بٹھایا خود روبرو امیر ثانی کے بصد ادب بیٹھا بعد مزاج پرسی کے کہنے لگا آپ کو یہان
تشریف لانے مین کمال زحمت ہوئی معاف کیجیے گا اور اسکا خیال نکیجیگا کہ زنگی کے ذریعہ سے بلا یا
خود ہمارے لینے کو نہ گیا وجہ اُسکی یہ تھی کہ جانا میرا قاعدہ طلسم کے خلاف تھا اسی وجہ سے مین زیر شجر
حاضر ہونے مین قاصر رہا اور یہ بھی واضح ہو کہ جس وقت آپ زیر شجر تشریف لائے تھے مجھے اس کتاب
کے دیکھنے سے حال آپ کے تشریف لانے کا معلوم ہو گیا تھا کیونکہ آپکے بارے مین بانیان طلسم نے
اس کتاب مین اپنے قلم سے لکھ دیا ہے کہ فلان فلان روز وقت سحر امیر ثانی ایک بزرگ و ذیقدر براے
رہائی مصر فرح مشت زن و شیروے و سلیمان ثانی ضرور تشریف لائینگے لہذا ہم لکھے جاتے ہین کہ قباد
جنی منتظم کار طلسم داروغہ زندان طلسم کو چاہیے کہ نونہال مردم ربا کو اُنسے مقابلہ نکرنے دے ایسا نہو کہ وہ
نونہال سے مقابلہ کرین کیونکہ وہ ذی رتبہ ہین اور صاحب اسم اعظم ہین اگر اسم اعظم وہ پڑھینگے نونہال
مردم ربا اُنکو زیر نکر سکیگا اور اگر وقت جنگ اسم اعظم الہی نہ پڑھینگے تو ضرور نونہال اُنکو زیر کرے گا

باعث اُنکی توہین کا ہوگا اور یہ ہمین منظور نہین ہی کہ اُن جناب کی ذرا بھی توہین ہو پس السبب یہی ہی کہ قبل
مقابلہ منتظم کار طلسم اُنھین اپنے پاس بُلا کے بٹھائے اور اُنسے کہے کہ آپ اس طلسم کے فتاح نہین
ہین آپکی نسل سے ایک شخص اسکو فتح کریگا لہذا آپ درپے طلسم کشائی ہو جیے اور مضروح مشت زن اور
شیرو سے اور سلیمان ثانی کو اُنکے حوالے کرکے اور اسقدر زر و جواہر اور فلان فلان اسباب و مال
طلسم منتظم کار طلسم اُنھین دیدے اور اگر وہ سیر طلسم کرنا چاہین تو ایک طرف طلسم کے اُنھین روانہ
کرے اور خود بھی منتظم کار طلسم اُنکے ہمراہ ہو اور اُنھین سیر طلسم کرائے بعدہ اُنھین راہ دیگر سے
بیرون طلسم بعزت و حرمت کردے چونکہ مین مطیع حکم بانیان طلسم تھا اس وجہ سے مین نے آپکو یہان
بلایا ہی اب آپ کو مناسب ہی کہ جو کچھ بانیان طلسم نے لکھا ہی اُسے بدل منظور کیجیے مجھپر احسان کیجیے
اپنی عزت و حرمت پر نظر کیجیے فکر طلسم کشائی کیجیے امیر ثانی نے پوچھا ہماری نسل سے کون شخص اس
طلسم کو فتح کریگا نام اُسکا کیا ہی اور یہ طلسم کسکا بنایا ہوا ہی قباد جنی منتظم کار طلسم نے عرض کیا نام اُس
شاہزادہ کا اس کتاب مین لکھا ہوا ہی مگر مجھے حکم بتانے کا نہین ہی زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب
آگیا ہی اور یہ طلسم آصف بن برخیا کا بنایا ہوا ہی بہت سے حکما و عقلا نے فکر کرکے اور تدبیرین کرکے
اُسکو بنایا ہی مال و اسباب اسمین اسقدر ہی کہ مین اُسکی حد بیان کر نہین سکتا زر و جواہر بیشمار ہی اسباب طلسم
ایسا نادر و نایاب ہی کہ اُسکا وصف مین اس وقت کر نہین سکتا یہ سب مال و اسباب آپ کی نسل سے ایک
ایک شخص کے مقدر مین ہی وہی بعد توڑنے طلسم کے اُسے لیگا آپ کی تقدیر مین کل مال و اسباب نہین ہی
کیونکہ آپ فتاح اس طلسم کے نہین ہین ہان کچھ مال و اسباب بانیان طلسم نے آپکے نام سے علاوہ اس
مال و اسباب کے اس طلسم مین رکھ دیا ہی اور دیکھیے اس کتاب مین سیکڑون برس پیشتر سے اپنے
علم سے آپ کے یہان تشریف لانے سے آگاہ ہوے ہین اور یہ عزت و حرمت آپ کی اُنکو منظور
ہوئی ہی کہ مجھکو بتاکید لکھا ہی کہ بعزت یہان آپکو بلا کے سیر طلسم کرا کے تین شخص گرفتاران طلسم سے
اور کچھ مال و اسباب اُنکے حوالے کرکے پھر بعزت و حرمت آپکو آپ کے لشکر مین پہونچوا دون امیر ثانی نے
فرمایا ہمین بانیان طلسم سے تو کچھ غرض نہین کہ اُنکی تحریر پر عمل کرین مگر تمھاری عاجزی و انکساری
دست بستہ عرض کرنے سے جو کچھ تمنے کہا ہی منظور ہی ہم اپنے دوست کے حتی الامکان خلاف نہین
کرتے ہین اُسے رنجیدہ نہین کرتے ہین قباد جنی یہ سُن کے بہت خوش ہوا پھر عرض کیا کہ اگر خلاف
طبع والا نہو تو کچھ سامان آپ کی دعوت و ضیافت کا کیا جاے بزم عشرت آراستہ کی جاے امیر ثانی نے
فرمایا ہماری دعوت و ضیافت بس یہی ہی کہ مضروح مشت زن اور شیرو سے اور سلیمان ثانی کو
طلب کرکے ہمارے حوالے کردو قباد جنی نے فی الفور نونہال مردم ربا سے مخاطب ہوکے کہا جلد
جا مضروح مشت زن و شیرو سے و سلیمان ثانی کو کہ ہمارے حکم سے تو نے علیحدہ گرفتاران طلسم
سے رکھا ہی لے آ وہ فوراً گیا بعد تھوڑی دیر کے اُنھین لے آیا امیر ثانی اُنکو دیکھکر خوش ہوے
شیرو سے و سلیمان ثانی بھی امیر ثانی کو دیکھکر شادمان ہوے مضروح مشت زن نے شیرو
سے آہستہ پوچھا یہ کون بزرگ ہین کچھ اُنکے اوصاف بیان کرو اُسنے کہا آگاہ ہو کہ نام نامی اُنکا امیر ثانی
ہی یہ لشکر اسلام کے سپہ سالار ہین سوا اسکے اور بھی اوصاف بیان کرکے کہا ہم بھی تمھاری

رہائی کو یہان آئے تھے ہمتو گرفتار ہوے لیکن امیر ثانی نے یہان تشریف لا کے تمھین اور ہمین قید سے
رہا کرایا ہی اب ہم اور تم اس طلسم سے بیرون طلسم ہونگے تم پہنچے بادشاہ عالم شاہ کے پاس جاؤگے
کہ وہ تمھارے یہان گرفتار ہوجانے سے مبتلاے رنج تھے اور یہ سبب تمھاری رہائی مین نے نونہال مردم ربا سے
آج سنا ہی جو تمسے بیان کیا ہی وہ یہ خوشخبری سُن کے از حد خوش ہو کے اُسی وقت امیر ثانی کے قدم پر گرا
امیر ثانی نے سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا قباد جنی نے کہا ای مفرح مشت زن
انھین جناب کی برکت قدم و تشریف آوری سے تو یہان سے رہا کیا جاتا ہی ورنہ قیامت تک اس طرح
تو رہا نکیا جاتا بغیر ٹوٹنے اس طلسم کے تو اس طلسم سے بیرون طلسم نجاتا اُسنے قباد جنی کی گفتگو سُن کے
عرض کیا بیشک آپ سچ فرماتے ہین یہ جناب میرے محسن ہین مین بھی تا زندگی انکا فرمان بردار رہونگا ابھی وہ
یہ عرض کر رہا تھا کہ قباد جنی نے دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اگر کچھ اس طلسم کی سیر کرنا منظور ہو تو چلیے سیر
کیجیے امیر ثانی نے باشتیاق تمام فرمایا ہان سیر طلسم کے مشتاق ہین قباد جنی نے اُسی وقت چند جنون کو
طلب کر کے ایک تخت اُنسے منگوا کے امیر ثانی سے کہا اس تخت پر بیٹھیے امیر ثانی اسپر بیٹھے بعدہ قباد
جنی بھی روبرو خادمانہ اُسی تخت پر بیٹھا پھر اشارہ کیا جنون نے تخت اُٹھایا بعض داستان گویون نے
اس داستان کو یون بھی بیان کیا ہی کہ ساحرون نے تخت اُٹھایا غرض بہر طور قباد جنی نونہال مردم ربا
وغیرہ کو وہین چھوڑ کر ہمراہ امیر ثانی کے تخت پر سوار ہو کے واسطے دکھانے عجائبات طلسم کے چلنے
لگا اُس وقت شیرو وے اور سلیمان ثانی اور مفرح مشت زن بھی چاہتے تھے کہ ہم بھی ہمراہ امیر ثانی
طلسم کی سیر کرین قباد جنی نے اُنسے کہا کہ مجھے بانیان طلسم کا اسی قدر حکم ہی کہ فقط امیر ثانی کو بعض
بعض عجائبات طلسم عجائب رنگ کے دکھادون تم لوگون کے بارے مین بانیان طلسم نے بابت سیر
طلسم کے کچھ نہین لکھا ہی اس وجہ سے مین مجبور ہون تمھین لیجا نہین سکتا شیرو وے وغیرہ قباد جنی سے
یہ سُنکے لاچار ہوے اُسی جگہ بیٹھے رہے قباد جنی امیر ثانی کو اُسی طرف طلسم مین لیگیا جس طرف کہ سیر کرانے
کو بانیان طلسم نے لکھا تھا جب امیر ثانی اُسی طرف طلسم مین پہونچے قباد جنی نے عرض کیا دیکھیے یہ
عجائبات قابل دید مین آپ ہی کا یہ مرتبہ ہی کہ بانیان طلسم نے یہان کی سیر دکھانے کے واسطے تاکید لکھا
ہی ورنہ سواے طلسم کشا کے کوئی یہانتک نہ آسکیگا اور نہ کوئی کبھی آیا ہی مانند آپ کے امیر ثانی اُسکی
گفتگو سنکے خوش ہو کے دل مین کہا مجھ ایسے بندہ خاکسار پر کیا عنایات و افضال پروردگار عالم ہی کہ مین
اُسکی عنایتون کا کچھ بھی شکر ادا کر نہین سکتا کیونکہ اُسنے مجھے یہ عزت دی ہی اور ظاہر کیا ہی کہ بانیان طلسم نے سیکڑون
سال پیشتر سے میرے باب مین ایسا لکھ دیا ہی یہ دل مین کہکے عجائبات طلسم عجائب رنگ کے دیکھنے
لگے اور دمبدم اُنکے دیکھنے سے حیرت زیادہ ہونے لگی اگر یہ مولف خاکسار اُن عجائبات کو بھی اس
جگہ لکھے تو ناظرین دفتر جو مختصر عبارت کو پسند کرتے ہین بیزار ہو کے کمترین کو بُرا کہینگے ہان وہ ناظرین
دفتر جو قدردان اہل کمال ہین اور خود بھی صاحب فضل و کمال ہین اور اُنکو طول عبارت اور ہر ایک مضمون
و قصہ و حکایت بتفصیل دیکھنے کا شوق ہی اور مجمل تحریر سے نفرت ہی مکرر اُنکی خدمت عالی مین عرض ہی
کہ ضرور بار سال خطوط جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک اودھ اخبار سے اشتیاق اس
طلسم عجائب رنگ کے طبع ہونے کا ظاہر کرین تاکہ یہ کمترین اُنکے حکم سے طلسم مذکور کو جیسا دل چاہتا ہی

خوبی سے تحریر کرکے پیش کش کرے اور یہ کہے کہ قبول افتد زہے عز و شرف ✤ الحاصل امیر ثانی نے بخوبی
تمام سیر طلسم عجائب رنگ کی کرکے قباد جنی سے عجائبات طلسم کی بہت تعریف کی اُسنے عرض کیا آپنے
بعض بعض عجائب طلسم کی سیر کی ہے اگر آپ تمامی طلسم کے عجائب و غرائب دیکھتے تو نہایت حیران ہوتے
اور یہان سے آپ نجاتے مدام اُنھین عجائب و غرائب کی سیر دیکھتے یہ عرض کرتے وہان سے امیر ثانی
کو اپنے قصر مین لایا اور کچھ طبق میوے رنگا رنگ کے طلب کرکے روبرو امیر ثانی کے رکھے اور دست بستہ
عرض کیا اسمین سے کچھ کھایئے اور شیر وے اور سلیمان ثانی کو بھی شریک میوہ خوری کیجیے کہ باعث میری
عزت افزائی کا ہو امیر ثانی نے اُسکی عرض قبول کرکے کچھ میوہ خشک کھایا اور شیر وے اور سلیمان ثانی نے
بھی میوہ مذکور سے تھوڑا تھوڑا کھایا بعدہ امیر ثانی کے کہنے سے کچھ میوہ مضراح مشتت زن کو
بھی قباد جنی نے منگوا دیا اُسنے علیحدہ بیٹھکر کھایا جب سب میوہ کھانے سے فارغ ہوے قباد جنی
نے حکم کیا کہ تخت اور لاو ساحر یا جن فی الفور تخت لاے قباد جنی نے ایک تخت پر امیر ثانی سے کہا
بیٹھیے دوسرے تخت پر خود قباد جنی بیٹھا تیسرے تخت پر شیر وے اور سلیمان ثانی اور مضروح مشتت زن
بیٹھے اُس وقت اشارہ قباد جنی سے جنون یا ساحرون نے وہ تخت اُٹھائے پھر باشارہ قباد جنی ایک
سمت بلند ہوکے وہ چلے بعد تھوڑی دیر کے براہ دیگر طلسم سے اُنھون نے بیرون طلسم صحرا مین امیر ثانی
وغیرہ کو پہونچا دیا قباد مذکور نے صحرا مین تخت رکھوا کے امیر ثانی اور شیر وے اور سلیمان ثانی اور
مضراح مشتت زن سے کہا مرکب آپ صاحبون کے موجود ہین اپنے ہمراہ بدست ساحران لیتا
آیا ہون انپر سوار ہوکر اپنے لشکر مین جایئے جب امیر ثانی وغیرہ مرکبون پر سوار ہوکے قباد جنی سے
رخصت ہوکے جانے لگے اُس وقت وہ مال و اسباب طلسمی قباد جنی نے چند جنون یا ساحرون کو دیا
اور حکم کیا یہ اسباب و مال لیکر ہمراہ امیر ثانی کے جاؤ جب یہ اپنے لشکر مین پہونچین یہ مال و اسباب
اُنکو دیکر رسید لیکر ہمارے پاس اندرون طلسم آؤ وہ جن یا ساحر مال و اسباب طلسمی لیکر ہمراہ رکاب
امیر ثانی چلے اِدھر قباد جنی جانب اپنے قصر کے روانہ ہوا اُدھر امیر ثانی خرم و خندان راہ صحرا طے کرتے
چلے جاتے تھے اور شیر وے اور سلیمان ثانی سے فرماتے تھے نہین معلوم لشکر ہمارا یہان سے کتنی دور
ہے اور وہ درخت جسکے سایہ مین جانے سے تم سب کو نونہال مردم ربا زیر کرکے لے گیا تھا کہان
ہے جن یا ساحر یہ تقریر امیر ثانی کی سنکے خاموش تھے شیر وے اور سلیمان ثانی عرض کرتے تھے ہمین
بھی نہین معلوم ان لوگون سے دریافت کیجیے امیر ثانی اُنسے پوچھتے تھے وہ عرض کرتے تھے یہان
سے وہ درخت قریب تر ہے دیکھیے وہ زیر کوہ آپ کی بارگاہین اور خیام برپا و ایستادہ ہین وہ درخت
جسکا آپ ابھی ذکر کرتے تھے سب درختون سے زیادہ نظر آتا ہے امیر ثانی نے جو غور سے دیکھا فرمایا
تم سچ کہتے ہو بیشک ہم اُسی درخت کے قریب آ چکے ہین تھوڑی ہی دور کا ہمسے اور اُس درخت
سے فاصلہ ہے ابھی امیر ثانی یہ فرما کے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ وہان سے بادشاہ لشکر
اسلام و دیگر سرداران لشکر نے امیر ثانی کو مع شیر وے وغیرہ کے آتے دیکھکر از حد شادمان ہوکے
سب سے کہا دیکھو وہ امیر ثانی مع آل شیر وے وغیرہ کے ادھر تشریف لاتے ہین سب کافر و دیندار
دیکھکر خوش ہوے اور نہایت متحیر ہوے کہ زیر سایہ درخت جا کے اور بیچ درخت مذکور مین ہمراہ

زنگی کے جا کے غائب ہو کے جانب صحرا سے تشریف لاتے ہین اور اکیلے نہین آتے ہین اپنے ساتھ
شیرویہ اور سلیمان ثانی اور مضروح مشت زن کو بھی لاتے ہین اور کچھ آدمی اُنکے ساتھ بار اسباب
اُٹھائے ہوئے دکھائی دیتے ہین یہ دیکھکر سب کو کمال خوشی ہوئی خصوص عامل شاہ بہت خوش
ہوا اُس وقت حکم بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ سرداران لشکر اسلام برائے استقبال امیر
ثانی مرکبون پر سوار ہو کے اُس درخت کے سایہ سے نکلے روانہ ہوئے عامل شاہ بھی مع اپنے
ارکان دولت کے برائے استقبال روانہ ہوا بعد قطع راہ بخوشی سب استقبال کر کے امیر ثانی کو زیر کوہ
بارگاہ مین لائے بادشاہ لشکر اسلام نے بہت خوش ہو کے حال جانے اور آنے کا پوچھا امیر ثانی نے
تمام حال جو گذرا تھا اور دیکھا اور سنا تھا بیان کیا اہل لشکر ہر اک سُن کے بدرجہ کمال حیرت مین ہوئے
پھر سب نے امیر کی بہت تعریف کی خصوص عامل شاہ نے ازحد تعریف کی بعد ازان عرض کیا آپنے
تو ایفائے کا وعدہ کیا اب مجھکو بھی چاہیے کہ مین بھی ایفائے وعدہ کرون کلمہ پڑھ کر مسلمان ہون امیر
ثانی نے فرمایا اچھا کلمہ زبان پر جاری کر اُسنے کہا مجھے تلقین و تعلیم فرمایئے امیر ثانی نے اُسے کلمہ شہادتین
تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا پھر مضروح مشت زن کو جملہ اپنے ہمراہیون کو کلمہ پڑھا کے
مسلمان کیا بعد اُسکے مضروح مشت زن نے اپنے بادشاہ کے قدم پر سر رکھ کر کہا آپ کی
کوشش سے مین قید طلسم سے رہا ہوا اُسنے سر اُسکا اُٹھا کے اپنے سینے سے لگایا اور کہا
مین کیا اور کوشش میری کیا امیر ثانی نے البتہ تجھپر احسان عظیم کیا اور مجھپر بھی احسان کیا کہ تجھکو مجھسے
ملایا اور دولت ایمان و دین بھی عنایت فرمائی مجھکو بندہ بے دام کر لیا یہ احسان امیر ثانی کا تا حیات
بلکہ تا قیامت نہ بھولونگا یہ کہکے امیر ثانی سے کہنے لگا اب یہان سے تشریف لیچلیئے امیر ثانی اور
بادشاہ لشکر اسلام و جملہ اشخاص اُسی وقت مرکبون پر اور تخت جواہر نگار پر سوار ہوئے اُس وقت
ان ساحرون نے جو مال و اسباب طلسمی لیکر ہمراہ امیر کے آئے ہین عرض کیا ہمین رسید مرحمت ہو امیر ثانی
نے فی الفور ایک پرچہ قرطاس پر بخیر و عافیت مع مال و اسباب کے حال اپنے پہونچنے کا لکھکر
اُنکے حوالہ کیا وہ پرچہ قرطاس مذکور لیکر جانب طلسم عجائب رنگ روانہ ہوئے بعد قطع راہ طلسم
مین پہونچکر وہ پرچہ قباد جنی کو جاکر دے دیا ادھر امیر ثانی وغیرہ جانب شہر عامل شاہ روانہ ہوئے
بعد طے کرنے راہ کے بخوشی و خرمی داخل شہر ہوئے عامل شاہ نے شہر مین پہونچتے ہی حکم
کیا آج ہمارے دربار مین جملہ صغار کبار اعلے ادنا ملازم و غیر ملازم سب اہل شہر سے حاضر
ہون منادی نے حکم عامل شاہ سے اہل شہر کو آگاہ کیا حسب الحکم ملازم عامل شاہ و غیر ملازم رعایا
سے تمام اعلے ادنا دربار مین حاضر ہوئے عامل شاہ نے تخت حکومت پر بیٹھکر سب سے کہا یارو
کہ قبل اسکے مین گمراہ تھا خداوند تمثال آئینہ رو ایک نابکار نالایق و گمراہ شدہ کی پرستش کرتا تھا اور اُسکو سجدہ
کرتا تھا اور تم سب بھی موافق میرے حکم کے اسی مردود تمثال کی پرستش کرتے تھے اب میری خوبی
مقدر سے میرے ملک مین جناب امیر ثانی مع لشکر ظفر اثر تشریف لائے اُنھون نے جاکر طلسم
عجائب رنگ سے میرے سردار لشکر مضروح مشت زن کو رہا کیا بعد ازان اُن جناب نے
مجھکو ہدایت دین اسلام کی مین نے دین اسلام کو سب مذہبون سے بہتر جانکر اختیار کیا ہے کلمہ پڑھ کر مسلمان

ہوگیا ہون میرے ارکان دولت و خیر خواہان سلطنت و اعیان مملکت بھی مانند میرے مسلمان ہوچکے ہین پس
تم سب اعلے ادنا کو لازم ہی کہ راہ راست پر آؤ میری طرح تم سب بھی مسلمان ہوجاؤ تمثال آئینہ رو مردود
پر لعنت کرو خداوند عالم کو اپنا معبود حقیقی جانکر اسے سجدہ کرو دیر و بتکدے آج ہی منہدم کر ڈالو بجائے
اُنکے مساجد بنا کرو اگر خلاف ہمارے حکم کے کوئی کریگا قتل کیا جائیگا جب اس طرح عامل شاہ
نے اپنی تمامی رعایا سے کہا سب نے کہا ای بادشاہ ہمکو حکم حضور سے سرکشی و انکار منظور نہین ہی بلکہ خوشی
سرکار دولتمدار یعنے اپنے بادشاہ کی بدل درکار ہی لہذا امیدوار ہین کہ ہم سبکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے
عامل شاہ نے سب سے خوش ہوکے کلمہ پڑھا کر ہر ایک کو مسلمان کیا پھر دربار برخاست کیا ہر ایک اعلی
ادنے اپنے اپنے مکان مین جاکر دیر و بتکدون کو منہدم و مسمار کیا تمثال آئینہ رو کی تصویرون پر لعاب دہن
ڈالا کسی نے نعلین اپنے اُسکی تصویر کے سر پر لگائی کسی نے اُسکی تصویر کو پامال کیا کسی نے کہا یہ
تصویر اُس نابکار مردود کی ہی کہ جسکی پرستش ہمارے آبا و اجداد اور ہمنے کی تھی اور گمراہ رہے سچے
منشکر ہی کہ آج راہ راست پر آئے اپنے معبود کو پہچانا بعد منہدم و مسمار کرنے بتکدون کے
خاص و عام شہر عامل ساے مساجد کے بنانے مین کوشش کی جابجا شہر مین مسجدین بننے لگین ہر ایک
عقائد دین اسلام سے آگاہ ہوکے پابند صوم و صلواۃ ہوا اور عامل شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم
دیا کہ بزم عشرت نہایت خوبی و تکلف سے جلد تر آراستہ کی جاے اور سامان دعوت و ضیافت بھی بادشاہ
لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کا مع اُنکے تمامی لشکر کے کیا جاے کیونکہ ہمکو مفرح منت زن
کے طلسم عجائب رنگ کے آنے سے خوشی ہی علاوہ اسکے پہلے ہم گمراہ تھے اب راہ راست پر آئے
دولت دین اسلام ہاتھ آئی ہی ملازمان مذکور حسب الحکم عامل شاہ کے کاربند ہوے بزم عشرت آراستہ کی
سامان دعوت و ضیافت بھی نہایت تکلف و خوشی سے کیا جب بزم عشرت آراستہ ہوچکی عامل شاہ کے
عرض کرنے سے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر اسلام بزم عشرت مذکورہ مین
آئے بادشاہ موصوف تخت جواہر نگار پر بمقام صدر بیٹھے امیر ثانی قریب تخت بادشاہ موصوف دنگل پہ
رونق افزا ہوے اسی طرح علی قدر مراتب ہر ایک دنگل اور کرسی پر بیٹھے عمرو ثانی بھی ایک کرسی پر بیٹھا
دیگر عیاران لشکر اسلام اکثر بیرون بزم عشرت رہے اکثر اندر بزم مذکور کے آ کے اپنے اپنے
مالک و آقا کے قریب آ کے کھڑے ہوے عامل شاہ بھی مع اپنے ارکان سلطنت کے
بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی کے اصرار سے بزم مین آ کے بمقام مناسب بیٹھا اس وقت
حکم عامل شاہ سے پہلے ساقیان خوبرو خوش رو کشتیان بادۂ ناب کی مع ساغر یاقوت و بلورین لیکر
لیکر حاضر بزم عشرت ہوے اور ایما سے عامل شاہ سے جملہ اعلی و مساوی درجہ کو اور تمامی اہل بزم مذکور
کو شراب ناب سے جام و ساغر بھر کر دینے لگے ہر ایک خوش ہوکے شراب پینے لگا جام پر جام ساقیان
شوخ چشم اہل بزم کو دینے لگے دور جام بادۂ ناب ہونے لگا جب ہر ایک شخص دو دو تین تین جام
ساقیون سے لیکر شراب پی چکا اور ہر ایک نے بادہ خواری سے انکار کیا اس وقت ساقیان سیمتن
دلگیر ہو کشتیان شراب ناب کی اُٹھا کر بزم عیش و عشرت سے لیگئے بعد اُنکے جانے کے حسب حکم
عامل شاہ سے ایک رقاصہ بہت خوبرو نہایت خوش گلو علم موسیقی مین کاملہ دیکھتا ہے رونق کار ...

ناچ گانے مین عدیم المثال نوجوان لباس رنگین ببر زر زیب تن زیور طلائی و نقرئی جواہر نگار پہنے ہوئے بصد ناز و ادا ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین روبروے اہل بزم کے حاضر ہوئی اہل بزم اُسے دیکھکر خوش ہوئے جدا جدا خیال کرنے لگے کوئی جوان رعنا اُسکے حسن و جمال پر نظر کر کے خیال کرنے لگا کہ یہ رقاصہ ہی یا پرستان کی پری ہی کوئی جوان خیال کرنے لگا یہ رقاصہ نہین ہی بلکہ ایک حور ہی حوران جنان سے اسی طرح ہر ایک جدا گانہ اُس رقاصہ خوبرو کو بنظر غور دیکھکر خیال کرنے لگا جب رقاصہ نے ہر ایک کو اپنا مایل و شیفتہ پا کے ناز و انداز سے مسکرا اُسکے منھ چھپانے کا ارادہ کیا سازندون نے اُس سے کہا یہ وقت منھ چھپانے کا نہین ہی اپنے مشتاق دیدار کو اپنا حسن و جمال دکھاؤ دام گیسوین ہر ایک کو اسیر کرو پھر جو فرمایش جس سے کروگی وہ اپنے اجراے مطالب دلی کی امید سے بہی کریگا کہ اس فرمایش پر کیا موقوف ہی نقد دل حاضر ہی اس تدبیر سے تھوڑے ہی دنون مین مالامال ہو جاؤگی اول تو ابھی نامی و نامور ہو حسن تمھارا شہرۂ آفاق ہی جب یہ شاہ و شاہزادے بھر جان دینے لگین گے اور جو تم جس کسی سے طلب کروگی وہ تمکو قسم زر و جواہر سے مالامال کر دیگا پھر تم کیسی دنیا مین مشہور ہوگی اور کیسی شہرت تمھاری ربع مسکون مین ہوگی کیسی صاحب دولت ہو جاؤگی زر و جواہر و ملک و مال بہت پاؤگی بس ایسا غضب نکرو کہ ایسے وقت مین اپنا حسن و جمال اہل بزم عشرت کو ندکھاؤ وہ رقاصہ سازندون کے کہنے سے کچھ بیحجاب ہو کے حسن و جمال اپنا اہل بزم کو دکھانے لگی ہر ایک اُسکے حسن و جمال کی تعریف کرنے لگا جتنی دیر وہ رقاصہ اہل بزم کو دیکھتی رہی اور اپنا حسن و جمال اُنھین دکھاتی رہی اُتنی دیر مین اُسکے سازندون نے سازون کو حسب دلخواہ و رسیت آپ وہ سازون کو درست کر کے بجانے وہ رقاصہ بہزار ناز و ادا و کرشمہ و غمزہ کھڑی ہو کے رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے اکثر جوان ناچ اُسکا دیکھکر اُسپر مایل ہوئے رقاصہ مذکورہ نے ہنگام رقص دل اُنکے گویا پامال کر ڈالے واقعی حسن حسینان جہان دلرباے عاشقان ہی اور عشق وہ بد بلا ہی کہ بمصداق نظم

عشق ایسی بری بلا ہی آہ
کرتا ہی فیلسوفون کو وہ تباہ
سیکڑون اسمین ہو گئے دل بند
ہوئے دیوانے اسمین دانشمند
سیکڑون اسمین ہو گئے مجنون
عاقل و ذوفنون ہوئے مفتون
ہر نہ اسنے کسیکا پاس کیا
ان غمون پر بھی دل کو داغ دیا

خداوند عالم بلاے عشق سے ہر ایک نوجوان کو محفوظ رکھے کہ یہ بلا مشہور نوجوانونکی دشمن جان و آبرو ہی الحاصل رقاصہ مذکورہ ناچ رہی تھی اہل بزم بنظر غور دیکھتے تھے ہر ایک شخص تعریف اُسکے رقص کی کرتا تھا کیونکہ وہ رقاصہ اس طرح رقص کرتی تھی کہ بمصداق نظم

کیا دم رقص ٹھاٹھ بانکا تھا
طرز طاؤس بوستان کا تھا
گردش چشم پھر اُسکے ساتھ
کچھ نئے ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی سارا بدن وہ مسکانا
کبھی دامن سنبھالتی جانا
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک
حلقہ دست جب ہوا بالا
بنگیا گرد ماہ اک ہالا
ماہتابان پہ چھا گیا بادل
تا بہ سینے سر پہ جھکے اٹھ گیا ہاتھ
ہاتھ دونون جو تا کمر آئے
دو ہلال ایک جا نظر آئے
عجب انداز سے اُٹھاتی تھی ہاتھ
دل کو ہر بار بیچ ڈالتی تھی
کبھی غمزے سے مسکرا دینا
اُبھرے سینے کی بھی وہ تھرسک
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
اہل محفل کو تھا سر دھنے کا ہاتھ
جنبش ابرو کی آنکھ قیامت تھی

وہ پھڑک نتھون کی بھی آفت تھی
ڈورا اگردن کا قتل کرتا تھا
شعلہ جوالہ نے بھی جی چھوڑا
ناچنے والون کا ہوا توڑا
وجد کرنے لگا تدرو ادا

چتونین وہ حلال کرتی تھین
صاف تیغ قضا کا ڈورا تھا
برق آسا نظر مین کوند گئی
مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا

ٹھوکرین پایمال کرتی تھین
جب چمک کر لیا کوئی توڑا
جا سے سبزہ دلون کو روند گئی
ناچی اس طرح گت وہ ماہ لقا

اُسکے رقص سے دل اہل بزم کا خوش ہوتا تھا ہر ایک اپنے دلمین اُسکی تعریف کرتا تھا جب وہ رقاصہ رقص کر چکی گت ناچ چکی ذرہ دم لیکے اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

شوق لقاے دوست کا ہر دم فتور تھا
کسب کمال عشق مین مجھکو عبور تھا
کیا کیا تڑپ تڑپ کے کٹی رات ہجر کی
صاحب خیال کشتۂ حسرت ضرور تھا
ششدر رہی آسمان حسینون کے ظلم

قتل کلیم دل مرا مشتاق طور تھا
سن لو تمھارے کشتۂ بدعت کی قبر ہے
پہلو مین بیقرار دل ناصبور تھا
شکل اجل نہین تھی شب انتظار
گو نظم اُسکو اپنی جفا پر غرور تھا

پڑھتا تھا قیس عالم طفلی مین جب سبق
حسرت پکارتی ہے کہ یہ بے قصور تھا
اکدن نہ آئے گور غریبان کی سمت آپ
دن ہجر کا نمونۂ روز نشور تھا

اہل بزم عشرت گانا اُسکا بگوش دل سننے لگے چونکہ وہ خوش گلو ایسی تھی کہ اکثر اہل بزم اُسکی تعریف مین کہتے تھے کہ لحن داؤدی قدرت خدا سے اُسے ملا ہے اس وجہ سے اک سماں بندھ گیا تھا ہر ایک عالم نشہ شراب مین خوش و خورم بیٹھا بیٹھا ہوا سن رہا تھا عمر و ثانی بھی محو تھے اپنے دل مین اُسکے کمال کی ثنا کرتے تھے کیونکر خواجہ وغیرہ اُسکی تعریف و ثنا نکرے کہ وہ یون گاتی تھی کہ مصداق نظم

کیا ناہید نے کفن کو چاک
کنج مرقد مین تانسین کی روح
راگنی بھی سر اپنا دھننے لگی
برق سان ہر اپج کا تھا انداز
صاف صندوقچہ تھا ارگن کا
تان کیا لی چمک گئی بجلی
نقش جب سان ہوا ہر اک تسخیر
سُر لگاتی تھی جب وہ ماہ منیر
کتنی قانون سے زیادہ نہ کم
سنکے اُس گل کا زمزمۂ آہنگ
بر کیف اُسکے کمال کو پہونچے
ہو گئی چشم ساز گوہر بار
ڈبڈبا آئی چشم ساغر بھی
ہو گئے مست سب در و دیوار
قتل گہ ہو گئی تھی بزم طرب

گائی اس ٹھاٹھ سے وہ حور خصال
تڑپے مانند طائر مذبوح
ایسا باندھا تھا اُسنے سر اونچا
شمع محفل تھا شعلۂ آواز
کس غضب کی سُریلی تھی آواز
نور کی اک ہوئی تھی کہ جھٹی
آفت جان وہ تان اوپچ پٹا
ولیہ گت تھا آگے تیز یہ تیر
اُن سُرون کی نسبت جو سن پائے
نغمہ سنجان باغ خلد تھے دنگ
یہ سماں بندھ گیا یہ رنگ جما
بن گئے تار آتش گل تار
لب تصویر پر تھی شورش و آہ
بول اُٹھے طائران نقش و نگار

مار بد شرم سے چھپا تہ خاک
راگ کو مثل صوفی آگیا حال
بزم سب گوش دل سے سننے لگی
داد دیتی تھی چرخ پر زہرا
کیا ہی اُسکا گلا تھا جوبن کا
ساز در پردہ اُس سے کرتا تھا
لکھ گئی لوح دل پہ وہ تحریر
دل پہ نشتر زن ایک اک فقرا
گھٹ بڑھ اُس رشک حور کی وہ سم
ذائقہ سے جہان کے دل اُٹھ جا
لو سے چرخ لاکھ دون کی نے
اہل محفل کو ہو گیا سکتا
شیشۂ مے کو لگ گئی ہچکی
شعلۂ شمع کی زبان پر آہ
نیم بسمل تھے اہل محفل سب

وہ اُس رقاصہ کا ہر ایک شعر کو بتا بتا کے نئی طور سے گانا وہ ہر مضمون غزل کی صورت حالت رقص مین دکھا دینا کبھی حالت نغمہ مین کسی طرف دیکھکر مسکرا دینا گاہ

ناز سے حالت رقص و نغمہ مین تیوری کا چڑھانا دیکھنے والون کے حق مین اک قہر تھا جب وہ رقاصہ غزل مندرجۂ بالا گا کے تمام کر چکی حالانکہ کثرت نزاکت سے تھک چکی تھی لیکن عامل شاہ کے کہنے سے اُسنے یہ دوسری غزل شروع کی

ہر بزعم ناز ہی بھی گر یہ تڑپتا ہا ہر
دم آخر مجھے کی پیاس میری آب خنجر سے
وصال یار کی حسرت مین افسوس لاچری میری
ٹپکتے ہین لہو کے اشک ہر دم چشم غم سے

دہن عشق رکھتے ہین محبت چشم دلبر سے
ملک واقف ہین کچھ کچھ اغراض آفتاب محشر سے
محبت اک گل تر کی جو دل مین لیکیا ہون مین
جدا ہو سنبل سا یہ صفت ہم تار بستر سے

غرض ہمکو نہ سوکن سے مطلب نرگس یار سے
شہادت مین رہونگا سرخرو آب خضر و محشر سے
لبسکی بعد مردن قبر بھی پھولونکی چادر سے
عزا خانہ بنا ہی میکدہ کس نزد کے نغم مین

رقاصہ مسطورہ جس وقت غزل مندرجہ بحسن و خوبی گا کے خاموش ہوئی عامل شاہ نے اپنے ملازمون سے بہ اشارہ کہا کہ اس رقاصہ کو زر کثیر دیکر رخصت کرو اور دوسری رقاصہ سے کہو کہ حاضر بزم عشرت ہو کے روبرو ہمارے رقص و نغمہ کرے اُن ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی دوسری رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہو کے بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازون کے مشغول رقص و نغمہ ہوئی جملہ اہل بزم اُسکی طرف متوجہ ہو کے رقص و نغمہ اسکا دیکھنے سننے لگے چونکہ عامل شاہ کو منظور ہوا ہی کہ جشن برابر شب و روز سات روز تک ہو اور رعایا بھی اپنی جگہ خوشی و شادمانی ظاہر کرے ہر محلہ مین شہر کے بزم عشرت آراستہ کرے لہذا بادشاہ مذکور اور تمامی رعایا مصروف عیش و عشرت ہی در خزانہ وا ہی غربا و مساکین کو زر و جواہر حسب الطلب دیا جاتا ہی ہر ایک خوش ہی شہر بھر مین ہر طرف عیش و عشرت ہی عامل شاہ بزم عشرت مین بیٹھا ہی امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ بھی بزم مسطور مین بیٹھے ہین رقاصہ رقص کر رہی ہی سب دیکھ رہے ہین جب نشہ شراب اُتر جاتا ہی ساقیان گلرخ کشتیان بادۂ تند کی لا کے جام و ساغرین شراب بھر بھر کے ہر ایک کو جام پر جام دیتے ہین اہل بزم شراب پیتے ہین ناچ رقاصہ کا دیکھتے ہین گانا سنتے ہین طعام لذیذ کھاتے ہین چونکہ عامل شاہ کے حکم سے سامان دعوت و ضیافت امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام اور اُسکے تمامی مرد بان سپاہ کا نہایت تکلف و خوبی سے ملازمان عامل شاہ نے کیا ہی اس وجہ سے طعام انواع و اقسام کے نہایت خوبی و تکلف سے تیار ہوے ہین وقت غذا کھانے کے دسترخوان ایک مکان وسیع مین بچھایا جاتا ہی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی وغیرہ جملہ سرداران سپاہ وہان تشریف لیجا کے طعام لذیذ کھاتے ہین اور پھر بزم عشرت مین آ کے ناچ رقاصان خوبرو کا دیکھتے ہین نغمہ اُنکا سنتے ہین پس بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی وغیرہ تو یہان جشن مین ہین مگر دیکھیے یہ جشن کب ختم ہوتا ہی اور امیر ثانی وغیرہ مع سپاہ کب یہان سے بتعاقب لاجورد شاہ و صلصال زنگی روانہ ہوتے ہین

داستان جانا لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کا ہمراہ ملکہ بدیعہ آسمان شکاف کی جانب شہر سعیدہ

ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ
زرد ہون جس سے عارض گلگون
یہ میرا جان سے اعلیٰ ہی
وادے ایمن محبت ہی

کہ دکھاؤن سخن کا اب نیرنگ
سننے والا بھی سن کے دنگ رہے
ہر سخن اردو سے معلی ہی
مین دکھاؤن جو معجزہ لفت ہی

وہ شادان تجھ سے مطلوب
انوری کے غنچہ یہ رنگ رہے
لن ترانی سے مجھکو نفرت ہی
جان پڑ جائے ابلِ اُٹھے نقد یہ

مین دکھاؤن جو طبع کی گرمی
شمع طور کا ہم ہو خاموش

نہ رہے ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی
ہند مین ہون جو زمزمہ پرداز

نہ رہے سُننکے محفلون کو ہوش
صدقے ہو روح بلبل شیراز

راویان شیرین مقال وحاکیان عدیم المثال اس داستان نادر کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ لاجوردشاہ
وصلصال بعد قتل ہونے قہرمان روئین تن کے اور بعد جنگ مغلوبہ وکشت وخون بسیار کے لشکر
امیر ثانی سے جو شکست کھاکر سراسیمہ وبدحواس مع تھوڑی تھوڑی سپاہ کے میدان جنگ سے بھاگ گیے
بہزار خوف واندیشہ وتحمل سختی راہ دشت وکوہ کے ایک بیابان مین کنارے دریاے ذخار کے پہونچا
تھا چونکہ کئی روز پیدرپی شب وروز بھاگنے مین گذرے تھے خود بھی خستہ وماندہ ہوگئے تھے اور مردم سپاہ
بھی بھاگتے بھاگتے نہایت تھک گئے تھے گھوڑے بھی قریب المرگ ہوگئے تھے دریاے مذکور
دیکھکر ٹھہرے تھے ارادہ تھا کہ یہان سے اسی وقت کسی طور سے آگے جائین اگرچہ خستگی وصحرا نوردی
کے صعوبات سے ہلاک ہوجائین ہنوز کوئی تدبیر اور کوئی صورت آگے بڑھنے کی بن نہ پڑی عاجز ہوکے
لاجوردشاہ صلصال سے کہنے لگا اب کیا تدبیر کیجاے اس دریا سے کیونکر عبور کیا جاے اس بحر
ذخار مین تو کوئی کشتی اور جہاز بھی نظر نہین آتا ہی خوف امیر ثانی کے آنیکا ہی وہ ضرور بجمعیت سپاہ کثیر ہمارے
تمھارے تعاقب مین اس طرف آتے ہونگے صلصال نے جواب دیا بہتر یہی ہی کہ یہان سے بھی کسی طرف
روانہ ہو جیے کیونکہ جان کا خوف ہی نجتگان نے تقریر لاجوردشاہ وصلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو
کی سنکے برہم ہوکے لاجوردشاہ سے مخاطب ہوکے کہا ای خداوند اب کہانتک تقدیر گریز کی کیجے جائیگا
آخر کہین قیام بھی کیجیے گا یا نہین ابتو بوجہ نہایت تھکنے کے قدم آگے بڑھایا نہین جاتا ہی اور اسقدر رہروی
سے یہ نوبت پہونچی ہی کہ قریب ہی روح تن سے نکل جاے دیکھیے مردمان لشکر اور گھوڑون کا کیا حال ہی
سوا اُنکے مجھے اور اپنے تیئن دیکھیے کہ اسقدر بھاگنے سے کس حال خراب کو پہونچے ہین میرے نزدیک
تو مناسب یہ ہی کہ اب تقدیر گریز نکیجیے بس تقدیر گریز کی حد ہوچکی اب تقدیر قیام کیجیے اگر خوف واندیشہ امیر ثانی
کے یہان آنیکا ہی تو ہوا کرے اسی جگہ اُنسے لڑ لیجیے گا جو کچھ ہونا ہو وہ اسی جگہ ہوجائیگا اسی مقام
ہم سب اُنسے لڑ بھڑ کر مرجائینگے جھگڑا اور فساد جاتا رہیگا اول تو امیر ثانی اسجگہ جلد تر نہ آئینگے
دوسرے اگر ابھی جائینگے تو آپ طبل جنگ نہ بجوائیگا وہ برسون انتظار طبل جنگ بجنے کے رہینگے تب
اُنکا پڑا رہیگا اتنے دنون مین کوئی صورت کسی طرف جانے نکل ہی آئیگی اور اگر آپ اس میرے کہنے پر
عمل نکیجیے گا تو خیر آپ کو اختیار ہی مین اب اس جگہ سے آگے نجاؤنگا مجھ مین حالت اور قوت آگے جانے
کی نہین ہی گھوڑا بھی میرا اب چلنے سے عاجز ہی لاجوردشاہ نے اُسکے کہنے سے کنارہ دریاے مذکور قیام
کیا تھا خیام وبارگاہ مین لب دریا استادہ وبرپا کرا کے فروکش ہوا تھا اور کچھ ہرکارے واسطے اسکے روانہ
کیے کہ وہ جاکر مردمان رہگذر سے دریافت کرین کہ یہان سے آبادی کتنی دور ہی آگے اسکے کس بادشاہ
کی عملداری ہی اور یہ صحرا ودریا کس کے قلمرو مین ہی ہرکارے روانہ ہوے تھے اور کچھ سوار لاجوردشاہ
نے اس واسطے مقرر کیے تھے کہ وہ امیر ثانی کے آنے سے آگاہ کرین ہنوز اُن ہرکارون اور سوارون
نے اسے کوئی خبر یہان نکی تھی اور لاجوردشاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا پردے بارگاہ کے
اُٹھے ہوے تھے دریا کی سیر کر رہا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ ایک کشتی مانند کڑی کمان کے تیر کے

اسی طرف آتی ہی اُسپر ایک عورت نوجوان نہایت خوبرو زیور و لباس نفیس سے مزین بعد غرور و نخوت زیر بیکرہ بیٹھی ہوئی ہی چند کنیزین سامنے اُسکے دست بستہ حاضر ہین اکبی لاجورد بشاہ شہر اب بی رہا تھا اور اُسے دیکھ رہا تھا کہ وہ کشتی قریب آئی ہی ہر ایک نے اُس کشتی پر اُس نازنین خوبرو کو مع چند کنیزون کے دیکھکر کہا یہ عورت کسقدر حسین ہی کہ اُسکی کثرت ضیاے مہر حسن سے آنکھ کو یارا نہین ہی کہ بخوبی اُسکے رخ پُرنور پر نظر کر سکے اور زیور و پوشاک و آرایش کو اچھی طرح دیکھ سکے واقعی وہ کفار سچ کہتے تھے کیونکہ وہ نازنین ایسی ہی خوبرو تھی! اُسکی تعریف حسن سراپا و زیور پوشاک و آرایش بخوبی تو کیا لکھی جاے لیکن بطرز اختصار یہ ہی کہ مصداق النظم

شعلہ پیدا تھا وہ وہ پنہان مین
دل پہ پڑا تھی جو سے تیر روان
زلف ہی جو دل بیاض سحر
طرہ زلف آہ مجنون تھی
حلقہ حلقہ نسین پرافشان تھا
دل صد چاک عشق نالان ہین
اونچی چوٹی گندھی ہوئی شفاف
زلف کے پیچھے تھا بلا مکھڑا
چین سے جا مین نور کی لہرین
دفتر حسن پر تھی بسم اللہ
زلف مین یون تھا وہ رخ انور
یا سویدا سے دیدہ دل تھا +
تیغ میری تو جان لیتی ہی
سحر آفت ہون قہر ہون سم ہون
پر ہی شدت سے یہ تو امر بعید
طاق ایوان حسن تھے ابرو
فتنہ محکوم چشم جادو تھا
نرگس گلشن حیا آنکھین
چھپ جاتی تھی جیسے نرگس باغ
جام رکھے ہین طاق ابرو مین
ہین حلب کیسے آئینے رخسار
حیرت آئینہ دار عارض تھی
دیکھکر نور عارض رنگین +
اک شرارہ تھا برق عارض کا

لب شب زلف مین تھا فرق اظہار
نہر جاری تھی سنبلستان مین
بال باندھا ہی زلف کا مضمون
زلف تھی گیسوے شب عنبر
سنبل بار بھی وہ طرہ تھی
کوچہ زلف مین چراغان تھا
صفت جبہ سے تھی موزون
نقرئی وہ بڑا ہوا مہتاب
اُسکی پیشانی کر رہی تھی بیان
گلشن رخ مین تھین روان نہرین
رخ تھا تفسیر صورت والفجر
جیسے آغوش شام مین ہی سحر
غمزہ کرتی تھی چشم ابرو پر
دوسری یہ جواب دیتی ہی
تو کرے گر مقابلہ مجھسے
وہ کرے اُسکی کس طرح سے دید
بہر شمشیر ابروے تر ان
حور ایک نیچا سا ابرو تھا
سحر و جادو مین تھین وہ آنکھین طاق
مالک خوبی کی تھین وہ چشم چراغ
خیرگی چشم گشتہ کرتی ہی
ہین لب لعل اُسکے شکر بار
کوکب خال عارض تابان
آئینہ شرم سے ہو خانہ نشین
اُسکو اسباب زیب کہنے تھے باپ

پوچھی تھی سحر کے تھے آثار
شب تاریک مین سحر تھی پنہان
چاہون جب سچ سے مین بند دل
دود شمع نگاہ مجنون تھی
موجہ نکہت بنفشہ تھی +
چین گیسو ختن کی کلیان ہین
کوئی چوٹی کا ڈھونڈھتے مضمون
تھی وہ پیشانی ماہ کا ٹکڑا
صاف ہی عکس ماہ مجھ مین عیان
چین اک اک بنی تھی موج نگاہ
نون ابرو تھا آیت والفجر
خال رخ چشم حور کا تل تھا
کہتی تھی خلق مین ہین ہمسر
کون سی بات مین بھلا کم ہون
تو تو حاضر ہون لڑنے کو تجھ سے
بیت ایوان حسن تھے ابرو
گردش چشم تھی برنگ فشان
گل گلدستہ وفا آنکھین
قتل عاشق مین شہرہ آفاق
پلکین یہ کہکے مست اگر دیکھین
واسطے کس کے دکھ یہ بھرتی ہی
کس چمک پر بہار عارض تھی
اختر طالع یہ کشف ان
ہائے جسکو کہتی ہی دنیا
بوسے لیتا تھا غازہ رخسار

تھی نہ دنبالہ دار چشم نگار
نگہ کی شمشیر تھا وہ دنبالہ
کیا صفت کیجے نوک مژگان کی
کہ ورق دل کا بس الٹ ہی دیا
سحر رخ مین نہ تھی عیان بینی
شمع سورج مکھی مین تھی روشن
دیدۂ حور و آب حیوان تھا
غنچۂ باغ لن ترانی تھا
تیغ مصری تھے وہ لب شیرین
یا لب موسئی تکلم تھے
لب وہ شمع زبان کا شعلہ تھے
وہ نہ ہوے تو حسن پھر کب ہو
لب نازک پہ کب مسی تھی نمود
برگ سوسن چھپائے اپنے ہونٹ
کیسے جوہر شناس طبع نفیس
دانت ہیرے کی صاف کنیان تھین
پارے آئینہ حلب کے تھے دانت
دانت ابر مسی کے اولے تھے
وضع چاہ ذقن بلا کی تھی
ماہ نخشب کنوین سے نکلا تھا
وہ بناگوش تھا ستارہ صبح
شیشۂ مے سمجھتے تھے میخوار
ہر گلا یا کہ ہے صراحی مے
بوسے لینے مین کچھ نہین تکرار
ہاتھ آیا ہے یہ نیا پہلو
موجۂ نکہت نزاکت ہے
دست رنگین کا رنگ دیکھا گر
نور افزا ہے چشم شمس و قمر
نور کی آستی تھی وہ جیب تھی
دل ظالم سے تھی سوا انھین سخت
ہے مضمون دل پسندیدہ

کمر ترک چشم مین تھا کٹار
ناوک بے خطا تھا تیر مژہ
تشنۂ خون تھی پر مسلمان کی
بنی انگشت قدرت یزدان
کشتی ابرو تھی بادبان بینی
تنگ حورون کا ایسا کم تھا دہن
حلقۂ خاتم سلیمان تھا
لب جان بخش کا جو وصف لکھون
جیسے جان عزیز دے شیرین
تھے آخرین وہی لب پرنور
آتشین رنگ پان کا شعلہ تھے
جب دہن مین زبان ہو صرف سخن
عکس مژگان سے ہو گئی تھی کبود
نیلم ان ہونٹون سے ہو ہمسر کب
تیغ لب پر دیا مسی نے کسیس
گوہر معدن تکلم ہے
قطرے یا آب تیغ لب کے تھے دو
ناشپاتی تھا اسکا سیب ذقن
بادنی گلشن صفا کی تھی
گوش نازک تھے پارۂ الماس
یا منور تھا گوشوارۂ صبح
رشک نور سحر تھا نور گلو
مے الفت سے بس لبالب ہے
صاف جلد بدن تھا آئینہ سان
پنجے تھے وہ ساعد و بازو
دست رنگین تھا دست پنجہ حور
رنگ یاقوت ہوتا دست نگر
مطلع آفتاب صبح صفا
قمر تھی چھپاتیون کی بھی سختی
قہر کے تھے وہ پستان تھے
نور سینہ پہ تھا اٹھا پالیسدہ

ترکش تیر تھا وہ دنبالہ
اک خدنگ قضا تھا تیر مژہ
صف مژگان نے کام ایسا کیا
تھی برابر نشان دہی دہان
بینی و رخ پہ تھا نیا جوبن
قفل دروازۂ عدم تھا دہن
بستہ اسرار غیب دانی تھا
لکھی آب حیات سے کرلون
تشبیہ طائر تبسم سے تھے
نوش دارو سے ہے دل رنجور
باغ ہو طوطیے شکر لب ہو
پشت لب سے عیان ہو حرف سخن
دیکھے مستی ملے جو اسکے ہونٹ
مسی آلودہ دیکھکر وہ لب
دانت وہ موتیے کی کلیان تھین
جوہر خنجر تبسم ہے
صاف ہنسنے نے عقدے کھول دیے
تازگی کھاتی تھی فریب ذقن
تل ذقن پر نہین ہویدا تھا
دو ستارے قمر کے تھے یکجا
گردن اک موتی تھا صراحی دار
شمع بزم قمر تھا نور گلو
غبغب اسکا ہے شکل پہ تیار
حرف ما تو نکلے گلے سے عیان
شاخ نخل گل لطافت ہے
انگلی انگلی تھی مثل شعلۂ طور
سینہ خجلت دہ فروغ سحر
ماہتاب شب برات ضیا
کوئی شے اسقدر نہین ہے کہ سخت
صفت سرخاب انجیوان تھے
آئینہ صاف تھی وہ جلد بدن

منعکس دو طرف تھا سبب ذقن
چشمۂ نور تھا لطافت مین
لوح الماس مین پڑا تھا بال
گم بیان پر ہو خضر عقل بشر
سایۂ موے گیسوے شب قدر
دم نظارہ شک یہ ہوتا تھا صاف
سچ ہی تھا نور کا کمر کولا
دونون ساقین تھین دو ستون بلور
اُسکے تلوے کا اک جواب تھا چاند
دم رفتار پشت پاے صنم
کہیے سرو حدیقۂ اعجاز
گرتد رو اسکی دیکھ لیتا چھاؤن
اک نمک خوار تھی ملاحت بھی
عضو اک اک بدن کا چست و گداز
جسقدر چاہیے بس اُتنا تھا
ختم کرنا ستم ستم کی جگہ
بھر دل ناز تیغ بُران تھا
بانی غمزہ و کرشمہ و ناز
سن لے یہ بیان تو دل مین ہوے خفقان
کیا بیان کیجیے کہ کیا تھی وہ
کسقدر زرق برق تھی پوشاک
جسکی پرتو سے چادر مہتاب
نخل قامت پہ چڑھ گئی تھی بیل
گوٹ تو ذات کی وہ نور آگین
موجۂ رنگ گل تھا دامنگیر
سوسنی کاچ کا وہ انگرکھا
چاند پر جیسے اودی اودی گھٹا
نور آگین وہ تنگ چست انگیا
برگ گل کی تھین ڈوریان اُسکی
پاجامہ کا گلبدن گلنار
صاف چھڑیان تھین طرۂ سنبل

شکم آبدار نہر طلسم
قرص کافور تھا صباحت مین
اپنی نظرون مین تو وہ موے کمر
جادۂ راہ نازکی تھی مگر
کمر نازنین مین ناف اس طرح
عارض حورین گڑھا ہے کہ ناف
ساغر ماہ کا سا زانو تھا
دونون ساقین تھین رشک ساعد حور
فرش گل پہ اگر چلے وہ نگار
صاف دکھلا تا روے نقش قدم
نخل باغ مراد قامت تھا
پھر نہ رکھتا کبھی زمین پہ پاؤن
تمکنت اُسکی باندیون کا تھا کام
رخ بلا قہر ادا ستم انداز
دیکھنے ناز کا محل جس جا
رحم کھا تا اُسے کرم کی جگہ
قتل کرنے کی یاد سب گھاتین
موجد طرز عشوہ و انداز
شوخ و طرار و بات بات مین قہر
غرض اک قدرت خدا تھی وہ
نشہ نو بادۂ جوانی کا
چاک ہووے کتان کی طرح نقاب
موج مین جامدانی کی چھڑیان
لو ذرا ایک شربت شیرین
جلوہ دکھلا رہی تھی یون وہ جھلک
اور وہ باریک تھا حریر آسا
زرد اطلس کی گوٹ جلوہ نما
سب طرح قطع مین درست انگیا
جو کٹوری کا اُسکی بنگلہ تھا
غنچہ ہی ایک ایک غنچہ وار
یون بنت گوکھرو تھا اسپہ عیان

صاف تھا آسمان شہر طلسم
نئی موے کمر کی ہے یہ مثال
دیدۂ ناف کا تھا تار نظر
یا تھا موے میان غیرت بدر
میم لفظ کمر مین ہے جس طرح
ہاے پایا تھا کیا کسر کولا
ساق یا دست ساقی مہرو
سورج آس پشت پا کے آگے تھا
رگ گل پشت پا سے ہو اظہار
قد تھا وہ نونہال گلشن ناز
چلنا ہنگامۂ قیامت تھا
اُسکی سرکار حسن و خوبی کی
نازو انداز خانہ زاد و غلام
موزون نازو غرور و غمزہ تھا
اک ادا سے وہین ادا کرنا
غمزہ نشتر زن رگ جان تھا
غیرت سحر سامری باتین
روزمرہ بہت فصیح و لطیف
آفت روزگار و فتنۂ دہر
کتنی سج دھج سے ٹھیک ٹھاک
اور دوپٹہ وہ جامدانی کا
عشق پیچان ہے صاف آڑی بیل
یون گل افشان تھین جیسے پھلجھڑیان
جھلک آستین مین کب وہ جلوہ پذیر
جیسے ابر تنک مین نکلے دھنک
بدن آستین سے یون تھا نور افزا
صاف ہمرنگ عاشق شیدا
وہ گلابی کٹوریان اُسکی
دلکشا کوٹھی کا نمونہ تھا
ہر کلی پائنچے کی غنچۂ گل
برق جیسے شفق مین جلوہ کنان

گوکھر وہ حریف الفت کو
موتی ایک ایک گوہر شبتاب
کرن اس نور کی منور تھی
اطلس نور بھی ہو جسپر لوٹ
ساق نور آسمین دیتی تھی یون لمع
کچھ وہ طول امل سے بھی ہر قدون
سلوٹین اسپہ تھین جو بن کی
تازیانہ برائے توسن ناز
بالیان پہنے وہ مرصع کار
ساخت تھی انکی اس وطرے کی
تارے گوندھے تھے جانے مروارید
پارۂ آبگینۂ خورشید
عقد پروین سپہر حسن پہ تھا
یہ جلا اور یہ لعاب کہان
سحر کی چوٹی کا دیکھکر طاؤس
سحر چشمہ کا ستارا تھا
دیکھکر زیب گوش ہر چھالا
جھاڑ یا موتیون کا روشن ہی
بجلیان رشک برق ابر بہار
صاف تر تھین چراغ دامن برق
ہیکل اس حور کی تھی پر افسون
دیکھتی اسکو حور خلد آگر
نور تن بازون پہ یون تابان
تھا خجل نورتن سے بھی کندن
نور کے نور نور وہ چھلے
شاخ گل کی طرح وہ گل تھا
تھا گلے مین وہ نور کا بالا
قیمت اسکی خراج ہفت اقلیم
وہ پری بند وستہ رنگین کا
عشق پیچہ تھا دست رضوان مین
وہ مرصع تھے زیب دست کڑے

دین جو تہ بند مین تو صحت ہو
چمکی ایسی ٹیک وتاب کی تھی
صاف مژگان چشم اختر تھی
لہر چٹکی کی اسپہ یون تھی عیان
جیسے فانوس سرخ رنگ مین شمع
نیفہ تھے کا برق افگن دل
اور وہ چرسین قیامت آسن کی
سیر سے پاتاک وہ گوہر خوبی
کہتے لگے جبین گوہر شہوار
دیکھے جب تم نکو جوہری فلک
ہر نگین تھا سوائے مروارید
عقل اس جا پہ دنگ ہوتی تھی
یا عرق روئے مہر حسن پہ تھا
پتے کانون مین تھے جواہر کے
مار گیسو تھا جان سے مایوس
کانون مین موتیون کے چھالے تھے
کہے بے شبہہ دیکھنے والا
بجلیان کانون مین جڑاؤ تھین
دل عاشق کو صاعقہ کردار
حلقۂ چشم مہر تھا بالا
غیرت افزائے ہیکل گردون
دل سے تا حشر رہتی اسپہ نثار
تارے جسطرح گرد کاہکشان
کیا کہون کنوتی تھا کیا وہ رنگ
دل عاشق کے جو رو وہ چھلے
وہ جہانگیریان تھین برق نظر
موتی ایک ایک حسن مین جسکا
طوق تھا وہ جڑاؤ گردن مین
دام تھا مرغ جان پر دین کا
کیا پہری بند کی پری ہی نظیر
بے بہا تھے جواہر ان مین جڑے

موتیون کی نہت ہی وہ نایاب
چشم اختر تلک جھپکتی تھی
سبز اطلس کی پانچون مین وہ گوٹ
جیسے سبزہ پہ موج آب روان
طول کیا پانچون کا عرض کرون
تھا وہ بیٹھا سنجاب دامن دل
نور کا وہ ازار بند دراز
عطر مین موتیے کے ڈوبی ہوئی
بالیان وہ جڑاؤ ہیرے کی
مہر و مہ کی لگائے وہ عینک
نور چشم نگینۂ خورشید
زیب گوش اسکے تھے سہ موتی
در شبنم مین ایسی آب کہان
گر دمالکل تھے جن مین موتی لگے
کب وہ صبح جبین پہ ٹیکا تھا
ابر گیسو کے یا کہ چھائے تھے
شب گیسو مین سانپ کا من ہر
مچھلیان ہیرے کی تھین جنمین لگین
بجلیان دونون برق خرمن بیق
حسن مین بدر سے بھی تھا بالا
خوشنما کیا تھی اسکے کونے پر
یاد ہیکل گلے کا رہتی ہار
یہ سنہری تھی اسکی جلد بدن
ہر نگینہ کا ڈاک تھا وہ رنگ
ایک بھی حور کے جو ہاتھ آئے
قاتل ہوش وجان عالم گیر
صدف حسن کا تھا در یتیم
پڑ رہا تھا عکس جسکا دامن مین
حور کیا وہ نگاہ غلمان مین
پائے دز دحنا مین تھی زنجیر
دست نازک مین تھے کڑے سطرح

شاخ گل مین لگے ہون گل جس طرح
صاف کنگن طلائی قہر کے تھے
چلنا اسکا تھا دست برد شکست
زرکا خلخال پا زرنگ گل تھا

شک یہ تھا انہہ دیکھکر یہ
جلوے روکش ضیائے مہر کے تھے
زیب پا اسکی کب تھی وہ خلخال
شور خلخال شور بلبل تھا

ہے زر آفتاب بر مینا
جلوہ گر پاؤن مین تھی کیا پازیب
جسکے دیکھنے سے ہوئے دل پامال
ایسی نازنین خوبرو بناو سنگار

کیے لباس و زیور پہنے ہوئے دریاے جواہر مین غوطہ مارے جب کشتی بر قریب کنارے
دریا کے آئی ہر ایک اسکو دیکھکر اسکا خریدار ہزار جان سے ہوا خصوص لاجورد شاہ تو اسے
دیکھکر ایسا مایل ہوا کہ جام مے ہاتھ سے رکھکر بنظر شوق اسے دیکھکر تدبیر اسکے وصل کی سوچنے لگا
اور اسکے عشق مین بار بار آہ سرد بھرنے لگا اور تن تن کے ڈاڑھی جھٹکار کے مونچھون پہ تاؤ دیکے
اپنی صورت زشت کو نزدیک اپنے اچھی جانکر اسے دکھانے لگا اور تاج اپنے سر پر غرور پر مدام
کج کرنے لگا اور اشارے سے اشتیاق وصل ظاہر کرنے لگا نازنین مذکورہ اسے دیکھکر پہلے اپنے دلمین
سمجھی کہ یہ شخص لمبی داڑھی والا دیوانہ ہے دماغ مین اسکے خلل ہے یا یہ مسخرہ ہے کہ ادھیڑ ہوکر مسخرہ پن کرتا ہے
یا واقعی صحیح المزاج ہے اور عاشق ہوکر عشق اپنا ظاہر کرتا ہے تھوڑی دیر تک وہ پری جمال حور خصال
دزدیدہ نظر سے جانب لاجورد شاہ دیکھا کی اور دیوانہ یا مسخرہ اسنے جانکر منھ پھیر کر مسکرایا کی کنیزین
اسکی لاجورد شاہ پہ پھبتیان کہنے لگین کسی کنیز نے کہا یہ آدمی ہے یا بنمانس ہے انسان کی تو صورت
ہے افعال حیوان کے ہین کسی نے کہا بنمانس نہین ہے جل مانس ہے اسی دریا سے شاید نکلکر ہوا
کھانے کنارے دریا کے بیٹھا ہے کوئی بولی اسکی صورت بعینہ مونچھندر کے ہے غرض اسی طور سے
کنیزون نے بہت سی پھبتیان کہین اور ہنسین اپنی ملکہ کو بھی ہنسایا بعد ازان اس نازنین نے اپنی ایک
کنیز سے کہا ذرا پوچھو تو اس شخص سے کہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے اسقدر آدمی تیرے ہمراہ
کیون ہین یہان کس غرض سے قیام پذیر ہے کنیز نے حسب الحکم اپنی ملکہ کے لاجورد شاہ سے پوچھا
اے شخص بیتمیز کہہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے یہان کیون ٹھہرا ہے تیرے ہمراہ یہ فوج کیون ہے کیا تو دیوانہ
ہے جلد اپنے حال سے آگاہ کر بلکہ ہماری تیرے حال سے باخبر ہونا چاہتی ہین لاجورد شاہ
یہ سنکے مسکرایا سمجھا کہ اس نازنین کو بھی مجھسے الفت ہو گئی ہے صورت دیکھتے ہی مائل ہو گئی ہے
یہ سمجھکر ہنسکر کہنے لگا اے عورت اپنی مالکہ سے کہدے کہ تو اسقدر جلد اپنے پیدا کرنے والے کو
بھول گئی غضب کیا جسنے تجھے یہ حسن و جمال دیا اپنے دست قدرت سے بنایا یہ عزت و توقیر
دی اسی کو بھول گئی یہ کہکے کہنے لگا ہم خداوند لاجورد شاہ صاحب عز و جاہ وہ نازنین یہ تقریر
خداوند مذکور کی سنکے قہقہہ مارکر ہنسی اور بے اختیار بولی کہ تمکو کس نے خداوند بنایا ہے یا بجائے
خود تم خداوند بن بیٹھے ہو کچھ قدرت بھی رکھتے ہو یا نہین لاجورد شاہ نے جواب دیا مین خداوند
یقینی ہون کچھ شک نکر کسی نے مجھے خداوند بنایا نہین ہے نقلی خداوند نہین ہون خداوند اصلی ہون
مین نے تجھکو اور تیری کنیزون کو اور ہر ایک کو پیدا کیا ہے مجھ مین ہر طرح کی قدرت ہے نازنین نے پوچھا
یہ تو کہیے کہ آنا کہان سے ہوا ہے لاجورد شاہ نے جواب دیا کیا کہون کہان سے آیا ہون اسکا حال
نہ پوچھو نازنین مذکورہ نے جب اصرار کیا لاجورد شاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکے

آبدیدہ ہوکے کہا کہ مین نے کچھ بندے عالم خواب و نشہ شراب مین ایسے سرکش و بہادر سخن ناشنو پیدا کیے ہین
کہ وہ مجھکو ہدایت کرنے سے بھی سجدہ نہین کرتے بلکہ میری توہین و ایذارسانی و قتل پر آمادہ ہین
لاکھ اُنسے کہتا ہون کہ مین نے تمھکو پیدا کیا ہی کیا غضب کرتے ہو میری قتل پر آمادہ ہو خداوند
کو اپنے ناراض کرتے ہو قہر خداوند سے نہین ڈرتے ہو مجھے چھوڑ کر خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہو
اپنے تئین مسلمان مشہور کرتے ہو دیکھو برابر کرتے ہو مگر وہ بندے ایسے سرکش ہین اور ایسے قوی ہین
کہ سرکشی سے باز نہین آتے ہین مجھسے بخوبی نہین ڈرتے ہین بلکہ میری آزاررسانی کے درپی ہین چاہتے
ہین کہ مجھے پکڑ کر قتل کرین مین اُنکے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون جہان مین جاتا ہون وہ لوگ
واسطے میرے قتل کے بجمعیت سپاہ کثیر آتے ہین اکثر جابجا گیا اور چاہا کہ مسلمانون کے ہاتھ سے ایذا
نہ پہونچے مگر وہ مسلمان ایسے سرکش ہین کہ جہان مین گیا وہان وہ بھی پہونچے بالفعل کوہ بیضا کی طرف
سے ادھر آیا ہون نہایت پریشان و مضطر ہون لڑائیون مین تمام فوج میری اہل اسلام نے قتل کی ہی یہ
تھوڑی فوج اب باقی رہی ہی اکثر اُن بندگان قوی سے میرے لشکر نے شکست کھائی ہی نازنین مذکورہ
یہ تقریر لاجوردشاہ کی سُن کے ہنسکر کہنے لگی اب معلوم ہوا کہ آپ خداوند بھگوڑے ہین اپنے بندون سے
بھاگتے پھرتے ہین کچھ اُنسے بس نہین چل سکتا ہی نہایت تعجب ہی کہ آپ خداوند ہوکے اپنے بندون سے
ڈرتے ہین اور بار بار بھاگتے ہین یہانتک کہ اس جگہ بھاگ کر آئے ہین لاجوردشاہ نے جواب دیا
ای بندی مین آگاہ ہو کہ قدرت تو سب کچھ ہی مگر مین اُنکو نیست و نابود کر نہین سکتا وجہ اسکی یہ ہی کہ
جب مین نے چاہا کہ اپنا قہر اُنپر نازل کرون اور اُنھین خبر ہوئی تو اُنھون نے سب کو افعال سے توبہ
توبہ کرکے مجھے سجدہ کیا مین نے اُنسے خوش ہوکے عذاب و قہر نازل نہین کیا وہ مطمئن ہوکے
پھر مجھسے منحرف ہوجاتے ہین اور آمادہ قتل بھی ہوتے ہین پھر مجھے غصہ آتا ہی پھر تقدیر اُنکے
ہلاک کرنے کی کرتا ہون پھر وہ اپنی خطاؤن کے مقر ہوکے اپنے گناہون سے توبہ کرتے ہین
اور بصد عاجزی تاریکی شب مین مجھسے بجاے خود عرض کرتے ہین کہ ای خداوند ہمارے ہماری
تقصیرون کو معاف کر یہ کہکے مجھے سجدہ کرتے ہین مجھے اُنپر رحم آجاتا ہی عذاب اُنپر کسی طرح کا
نازل نہین کرتا ہون وہ کو دہ بخوف ہوکے پھر میری خونریزی کے درپی ہوتے ہین اسی سبب سے اتنا زمانہ
گذرا ہی کہ مین انکو نیست و نابود نکرتا انکی جفاؤن پر تحمل کیا ہی اور یہ خیال کیا ہی کہ شاید کسو وقت مین یہ بندے میرے ایسی
راہ پر آجائین کہ پھر مجھسے کبھی منحرف نہون نازنین مذکورہ یہ سنکے بہت ہنسی اور کہنے لگی آپ خوب خداوند ہین کہ
اپنے بندون کے ہاتھ سے مصائب اُٹھاتے ہین اور ایک مرتبہ اُنکو ہلاک کر نہین ڈالتے ہین یہ کیا ہی کہ کبھی
قہر کرنے کا ارادہ ہوتا ہی کبھی رحم کیا جاتا ہی یہ تو ہماری سمجھ مین کچھ بات نہین آتی ہی بظاہر ہمین
یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ خداوند بھی نہین ہین اگر خداوند ہوتے تو قدرت مار ڈالنے کی بھی ضرور ہوتی
اگر پیدا کیا تھا تو مار بھی ڈالتے پس ہمنے اپنی عقل سے دریافت کیا کہ آپنے اُنکو نہ تو پیدا
کیا ہی نہ آپ اُنکو ہلاک کرسکتے ہین یہی وجہ ہی کہ آپ اُنسے بھاگتے ہین لاجوردشاہ نے
جواب دیا ای بندی قدرت تو مجھے جھوٹا جانتی ہی میرے کہنے کا یقین نہین کرتی ہی مین
بیشک خداوند ہون مجھسے ہنستی ہی مین تنہا اس بلا مین مبتلا نہین ہوا ہون زردشاہ باختری وغیرہ

خداوند بھی میری طرح انھین مسلمان یا سرکش وقوی کے ہاتھ سے بھاگے ہین آخر تنگ آکے وہ سب خداوند
تو اپنے بندون سے روپوش ہوکے اور نہایت ناراض ہوکے باغ ارم مین وہان سے چلے گئے ہین بعد
اُنکے جانے کے پھر مسلمانون کی چڑھائی رہا کرتی ہو بار بار لڑائی ہوئی ہو کشت وخون ہوتا ہو ایک
روز مین بھی مانند زمرد شاہ باختری وغیرہ خداوندون کے تنگ ہوکے روپوشی اختیار کرونگا حالانکہ مین خداوند وقتی
ہون اورون کی طرح بنا ہوا خداوند نہین ہون لیکن بدرجہ مجبوری مجکو بھی روپوشی اختیار کرنی ہوگی بختگان نے
گفتگو ہے لاجورد شاہ سُن کے جھلا کے کہا یہ کیون نہین کہتے کہ ہمین اُلٹی تقدیر کرنا آتی ہو سیدھی تقدیر
کرنا آتی ہی نہین ہو یہ کہکے اُس نازنین سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ اے اختر سپہر حسن وجمال واے ماہ
منیر فلک خوبی وعدیم المثال واضح ہو کہ ہمارا خداوند عجب اصلی تقدیر کرنے والا خداوند ہو جب کوئی
بُری تقدیر اُن مسلمانون کے حق مین کرتا ہو تو وہ اچھی ہوجاتی ہو اور جب اپنے دوستون کے واسطے
اور ہم لوگون کے لیے کوئی تقدیر اچھی کرتا ہو تو وہ پلٹ جاتی ہو یعنے بُری ہوجاتی ہو یہ خداوند تازہ
بلاؤن مین مبتلا ہوجاتے ہین اسی سبب سے آجتک خرابیون اور پریشانیون مین رہے ہین اور یونہین
رہینگے اب تم اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ کرو کہ تم کس صدف بحر خوبی کی گوہر اور کس
چمن آرزو کی گل تر ہو اور اس بحر ذخار و ناپیدا کنار مین کس طرف سے آئی ہو کچھ حال اپنا اور اپنے
ملک کا بیان کرو اور اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے بھی آگاہ کرو اُس نازنین نے جواب دیا سب مجکو
ملکہ دبدبۂ آسمان شگاف کہتے ہین اس دریا کی حاکم ہون اور نام اس دریا کا محیط حیرت انگیز ہو
اور یہ سرحد ہو ملک شعبدہ کی ہمارے خداوندون نے یہ ملک اپنی قدرت سے آباد کیے ہین نام ہمارے
خداوند کا تمثال آئینہ رو ہو یہ دریا بھی خداوند نے پیدا کیا ہو اسکا حاکم مجھے کیا ہو اگر تم ہمارے خداوند
کو دیکھو تو فوراً سجدہ کرو کیونکہ وہ عجب خداوند ہو بڑے بڑے پہلوانان نامی و عاملان وشاہان گرامی
اُسکے مقابلہ کے واسطے سپاہ کثیر لیکر آئے لیکن جب ہمارے خداوند نے نقاب اپنے چہرۂ زیبا
سے اُٹھا کر رُخ زیبا اپنا انھین دکھایا اور اُن سرکشون نے جمال خداوند کو دیکھا ساری سرکشی اُنکی اُنکے
سر سے نکل کر دور ہوگئی فی الفور اُنہون نے بہ تصدیق دل خداوند موصوف کو سجدہ کیا اور یہ بھی اکثر
ہوا ہو کہ سرکشان دہر نے جب جمال خداوند پر نظر کی تاب نظارہ جمال خداوندی نہ لا کر بیہوش ہوگئے
جب اُنھین ہوش آیا تو خداوند کو سجدہ کیا اور تمام نخوت سر سے دور ہوگئی خداوند کے مطیع و
فرمانبردار ہوگئے تمھارے خداوند کی طرح ہمارے خداوند نہین ہین کہ اپنے بندون سے بھاگین
اُنسے کچھ بس نچلے اُنکی شکایت کرین اتنی قدرت نہ رکھین کہ اُنھین نیست و نابود نکر سکین یا اُنکو مطیع
اپنا نکر سکین اُنکے قلبون کو اپنی طرف متوجہ نکر سکین بختگان نے اُس نازنین کی تمام گفتگو سُن کے
کہا اے ملکہ ہم لوگ تمھارے خداوند کے دیکھنے کے بہت مشتاق ہین تمھارے کہنے سے نہایت شوق
اُنکے جمال کے دیکھنے کا ہوا ہو جبتک زیارت چہرۂ خداوند نکر لینگے کسی طرح ہمارے دل کو قرار نہ آئیگا
کہین جلدی اپنے خداوند کو ہمین دکھا دو اگر تمھارے امکان مین ہو ملکہ دبدبۂ آسمان شگاف نے کہا
اچھا کیا مضائقہ ہو جمال خداوندی کو دیکھ لینا جو میرے امکان مین ہو اُس سے مجھے انکار نہین ہو مین پہلے
تمکو ملک شعبدہ مین پاس وہان کے حاکم ملک بہرام شیر شکار کے پہونچائے دیتی ہون جسدے وہان

وہان قیام کرنا حال تمھارا خدمت خداوند مین عرض کیا جائیگا جس وقت حکم ہوگا خدام تمکو زیر عرش لیجائینگے
تم وہان جاکر بالحاح وزاری دعا کرنا اگر خداوند کو تمھاری عاجزی پسند آئی اور دعا تمھاری قبول درگاہ
خداوندی ہوئی تو دریچۂ قدرت واہوگا چہرہ خداوند دریچہ سے باہر نکلیگا تم جمال جہان آرای خداوند کی
زیارت کرلینا اور سجدہ کرنا بختگان نے کہا تمنے جو کچھ کہا ہمین منظور ہے لیکن ہمارے پیچھے ایک شیر غضبناک
یا ایک اژدرہاے دمان واسطے ہمارے ہلاک کرنے کے چلا آتا ہے اور وہ شیر غضبناک و اژدر دمان
امیر ثانی ہے کہ جسکا حال تم ہمارے خداوند سے ابھی سن چکی ہو وہ ایسا قوی و بہادر صاحب لشکر کثیر ہے کہ ہمارے
خداوند اس سے عاجز ہین اگر ملک شعبدہ مین جانے سے اس دشمن مذکور کے ہاتھ سے بچ جائین اور وہان
جاکر پناہ دامان پائین اور بہرام شیر شکار حاکم وہان کا بہادر ہو امیر ثانی اور اسکے سرداران سپاہ اور مردم
لشکر سے لڑ سکے اور ڈرتا نہو تو البتہ وہان جانا ہم لوگون کا اچھا ہے اور اگر بہرام شیر شکار مانند آہو یا شغال
کے خاصیت رکھتا ہو اور اسکے پاس لشکر نہو یا سپاہ ہی نہو تو امیر ثانی سے ڈر جائے اسیسے مقابلہ نکر سکے
اور ہمکو پناہ ندے سکے تو وہان جانا ہم لوگون کا بیکار ہے اور تمھارا بھیجنا بھی ہم سبکو ایسی جگہ بیفائدہ ہے ملکہ دبدبہ
آسمان شگاف نے کہا بہرام شیر شکار وہ بہادر و شجاع ہے کہ اسکی بہادری اسکے نام سے ظاہر ہے سوا اسکے
اسکے پاس سپاہ اور سامان جنگ بہت ہے کیا مجال امیر ثانی یا اور کسی بادشاہ سرکش کی کہ ملک شعبدہ پر
لشکر کشی کر سکے اور یہان آکے زندہ جا سکے سلاطین جہان یہانکی لشکر کشی کے خیال سے ڈرتے ہین اول
تو کون ایسا بادشاہ ہے کہ جو ہمارے خداوند کا مطیع نہین ہے اور انہین سجدہ نہین کرتا ہے اگر کوئی بادشاہ
ایسا بھی ہو کہ وہ ہمارے خداوند سے منحرف ہے تو اسکی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ خوف سے ادھر آنے کا
رخ بھی نہین کرتا ہے اگر امیر ثانی تم لوگون کے تعاقب مین یہان آئینگے تو بہت پچھتائینگے نہ وہ زندہ رہینگے
نہ انکے لشکر سے کوئی زندہ بچکر جائیگا سب پر خداوند کا قہر نازل ہوجائیگا بہرام شیر شکار ہر ایک کا مانند
آہو کے شکار کریگا بختگان نے کہا ای ملکہ جو تمنے کہا ہے واقعی تمھارے خداوند قدرت ان اہل اسلام
کے برباد و نیست و نابود کر دینیکی رکھتے ہین اور بہرام شیر شکار زبردستان روزگار سے ہے یا تم مبالغہ کرتی ہو
ہو ایسا نہو کہ ہم لوگ تمھارے کہنے سے ملک شعبدہ مین جائین اور امیر ثانی بجمعیت سپاہ کثیر آجائین
بہرام شیر شکار خود امیر ثانی کا شکار ہوجاے ملک شعبدہ برباد ہوجاے خداوند تمثال آئینہ رو بھی ہمارے
خداوند لاجورد شاہ کی طرح کوہ بکوہ صحرا بصحرا شہر بشہر سراسیمہ و حیران و پریشان ہین امیر ثانی عالی مکان کے ہاتھ
سے شکست کھاکر پھرین ملکہ دبدبہ آسمان شگاف نے کہا ای بختگان کیا بیہودہ بکتے ہو بس ایسے
واہیات کلمات اپنی زبان سے نہ نکالو ہمارے خداوند کی نسبت ایسے کلمات کہتے ہو نہایت بے ادبی
کرتے ہو مین ڈرتی ہون کہ کہین برق قہر خداوند سے ہلاک نہوجاؤ تم جیسے اپنے خداوند کو بزدلا اور
بھگوڑا و بیقدرت و مجبور جانتے ہو ویسا ہی ہمارے خداوند کو سمجھتے ہو بہتر یہی ہے کہ جلد توبہ کرو بختگان نے
پوچھا ای ملکہ آپ نے میرا نام کیونکر معلوم کیا اسنے جواب دیا ہمنے اپنے علم سے دریافت کیا اور اگر
کہو تو تمھارے باپ دادا کے نام بھی بتا دون بختگان یہ سن کے حیران ہوا اور کہا ای ملکہ دیکھو مین تمھارے
سامنے توبہ کرتا ہون اب تمھارے خداوند کی نسبت ایسے کلمات نکہونگا معلوم ہوا کہ تمھارے خداوند
قدرت و طاقت رکھتے ہین اور بہرام شیر شکار بھی زبردستان روزگار سے ہے ہمکو تمھاری اس تقریر سے

اطمینان ہو گیا اب ہمین یہان سے جلد ملک شعبدہ مین لے چلو اول تو جمال خداوند تمثال آئینہ رو کے دیکھنے کا اشتیاق ہی دوسرے یہان ہمکو خوف اپنی جان کا ہی ڈر رہے ہین کہ ایسا نہو امیر ثانی یہان آجائین اور ہمین قتل کر ڈالین ملکہ دبدبہ آسمان شگاف نے گفتگو بختگان سنکے اپنی کشتی کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا فوراً وہ کشتی خود ایک جہاز کلان ہو گیا بختگان اور لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ کشتی کو جہاز ہوتے دیکھکر نہایت متحیر ہوے بختگان تاب ضبط نہ لاکر بول اُٹھا اے ملکہ اس وقت آپنے کوئی سحر پڑھا یا کوئی اور شعبدہ کیا یا نظر بندی کی یا اور کوئی عمل عجیب وغریب کیا کہ جس سے چھوٹی کشتی ایک جہاز کلان ہو گیا آسنے مسکرا کے جواب دیا اے بختگان یہ تمنے کیا امر عجیب وغریب دیکھا ہی آیندہ دیکھنا کہ تمھاری عقل اسکے سمجھنے سے قاصر ہوگی یہ کہکے بختگان سے کہا اب تم سب لوگ اس جہاز پر چلے آؤ جملہ مال واسباب لے آؤ یہ سنکے بختگان ولاجورد شاہ وصلصال خوش ہوے بعد خوش ہونے کے اُسی وقت اُس جہاز پر سوار ہوے پھر جملہ مردمان لشکر ہمراہی تمام گھوڑے ہاتھی شتر خیام وبارگاہ کو اس جہاز پر لے گئے جب سب انسان وحیوان جہاز پر سوار ہو چکے ملکہ آسمان شگاف نے سوے جہاز دیکھکر پھر کچھ اشارہ کیا وہ جہاز مانند اگن بوٹ کے ایک سمت روانہ ہوا بعد تھوڑے زمانے کے ملکہ مذکور نے اُس بحر زخار سے ملک شعبدہ مین اسطرح پہونچا دیا کہ ہر ایک کو حیرت ہوگئی اور بجاے خود کہنے لگا یہ کام سحر کا ہی کسی نے کہا جب یہ ملک شعبدہ کی سرحد تھی تو یہان کے رہنے والے شعبدہ باز سب ہونگے منجملہ اُنکے یہ ملکہ بھی شعبدہ باز ہی کسی نے خیال کیا کہ سحر وشعبدہ یہ نہین ہی یہ کوئی اور ہی ترکیب وحکمت ہی کہ جسے ہم سمجھ نہین سکتے ہین غرضکہ جب وہ جہاز کنارے پر پہونچا ہر ایک شخص جہاز سے اُترکر خشکی مین آیا ملکہ دبدبہ آسمان شگاف بھی جہاز سے اُترکر بختگان وغیرہ کے ہمراہ چلی اثناے راہ مین بختگان پوچھتا جاتا تھا کہ اے ملکہ یہ وہی شہر شعبدہ ہی یا اور کوئی شہر ہی وہ کہتی تھی یہ اور کوئی شہر نہین ہی خاص شہر شعبدہ ہی ایسے ہی چند شہر ہمارے خداوند نے سوا اسکے اور بھی آباد کیے ہین لاجورد شاہ اور صلصال اور بختگان وغیرہ مکانات شہر ومردمان شہر وبازار شہر عجائب وغرائب شہر شعبدہ کو دیکھتے ہوے حیران ہوتے ہوے بجاے خود شہر کی تعریف کرتے ہوے سوار چلے جاتے تھے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف بھی سوار چلی جاتی تھی ہر ایک شہر کو دیکھکر مانند آئینہ کے حیران تھا کیونکہ وہ شہر خوبی پاکیزگی وآبادی مین ایسا تھا کہ بمصداق نظم

بے خزان اُسکے باغ کی ہی بہار — ساکن شہر سب خوش وخرم — واسد اغنچۂ دل عالم
غیرت نور صبح صادق تھا — نور مین جلوہ سواد دیار — رشک شام امید عاشق تھا
صاف وآراستہ ہر اک بازار — جو عمارت تھی سحر آگین تھی — غیرت قصر لندن وچین تھی
دلکش وقطع عالی شان — خوش قرینہ مسطح وہموار — کان حسن وفا ہر اک دوکان

لاجورد شاہ وصلصال وبختگان وغیرہ سیر شہر مذکور کی کرتے ہوے بجاے خود تعریف کرتے ہوے جاتے تھے بعد قطع راہ جب دار العمارہ بہرام شیر شکار تک پہونچے اور اسکو ملکہ دبدبہ آسمان شگاف ولاجورد شاہ وصلصال کے آنے کی خبر ہوئی فی الفور آ سنتے اپنے دربار مین طلب کیا لاجورد شاہ وصلصال نے اپنے اپنے مردمان سپاہ کو ایک میدان وسیع مین چھوڑکر صرف بختگان کو ساتھ لیکر ہمراہ ملکہ دبدبہ آسمان شگاف کے دربار مذکور مین گئے پہلے ہر ایک نے

دیکھا کہ بہرام شیر شکار ایک جوان تہور شعار روز بروستان روزگار سے ہی بعجب ونخوت تاج کج اپنے سر پر رکھے ہوئے تخت حکومت پر بیٹھا ہی اُمرا و وزرا وغیرہ اہل دربار حاضر دربار ہین جب لاجورد شاہ وغیرہ سامنے اُسکے ہوئے اُس وقت وہ بکراہیت کچھ اپنے تخت حکومت سے براے تنظیم و تکریم لاجورد شاہ وصلصال کے اُٹھا بعدہ قریب اپنے تخت کے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف کو بٹھایا اور لاجورد شاہ اور صلصال کو بھی موافق انکی عزت کے اُسنے دربار مین اپنے بٹھایا بختگان بھی اپنی لیاقت کے موافق ایک جگہ بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے بہرام شیر شکار نے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف سے مخاطب کے پوچھا ای ملکہ ہر چند کہ کچھ مین نے سُنا ہی اور مجھے معلوم ہی لیکن تم ان صاحبون کے احوال سے مفصل آگاہ کرو کچھ انکی تعریف کرو سبب انکے لانے کا ظاہر کرو اُسنے تمام حال جو کچھ لاجورد شاہ و بختگان سے سنا تھا مفصل بیان کرکے کہا یہ حضرات امیر ثانی کے ہاتھون تباہ برباد ہوکے ملک و مال سے بھی مُنھ موڑ کر بدولت امیر ثانی سے شکست کھا کر بھاگ کے یہان آئے ہین طالب پناہ بھی ہین اور مشتاق جمال خداوند بھی ہوکے آئے ہین کہتے ہین کہ ہم خداوند تمثال آئینہ کے جمال کو دیکھکر خداوند موصوف کو سجدہ بھی کرینگے پس اس وجہ سے مین تمھارے پاس انھین لائی ہون اب تمھین اختیار ہی میرے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ انکا دل توڑنا امیدوار کو نا امید کرنا نچاہیے دونون صاحب طلب پناہ یہان آئے ہین انھین پناہ دو اور خداوند کو انکے آنے سے آگاہ کرو جو حکم ہو وہ کرو ورنہ جو تمکو منظور ہو وہ کرو لیکن یہ سمجھ لو کہ اگر انکو یہان پناہ نملیگی تو یہ یہان سے بھاگ کر اور سلاطین کے دربارون مین جائین گے وہان یہ سب سے کہین گے کہ ہم ملک شعبدہ مین گئے تھے بہرام شیر شکار نے ہمین پناہ ندی امیر ثانی کے خوف سے اپنے ملک سے ہمین باہر کر دیا جب یہ سُنینگے تو کیا کہین گے اور کیسی بعزتی و ذلت ہوگی اور بدنامی کسقدر ہوگی رعب و داب وجاہ و حشم و خوف تمھارا کسی بادشاہ کی نظر مین کچھ بھی نرہیگا بہرام شیر شکار نے یہ سنکے تھوڑی فکر کی بعد فکر کہا اچھا اگر یہ یہان آئے ہین تو چندے رہین جیسا ہوگا دیکھا جائیگا ابھی مین انکے بارے مین کچھ نہین کہتا ہون یہ کہکر وہ تو خاموش ہوا ملکہ دبدبہ آسمان شگاف بہرام سے رخصت ہوکر سمت دریاے محیط حیرت انگیز روانہ ہوئی لاجورد شاہ وصلصال و بختگان دربار بہرام شیر شکار مین بیٹھے رہے اس جگہ بعضے داستان گو نے یون بیان کیا ہی کہ ابھی لاجورد شاہ وصلصال وغیرہ داخل ملک شعبدہ نہین ہوے ہین اور بہرام شیر شکار سے ملاقات لاجورد شاہ سے نہین ہوئی ہی صرف ملکہ دبدبہ آسمان شگاف کنارہ محیط حیرت انگیز سے لاجورد شاہ وغیرہ کو جہاز پر سوار کرکے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئی ہین دیکھیے کب پہونچتی ہین اور کیا ہوتا ہی

داستان لیجانا گیر نگ شاہ رزا ئلی کا نامہ امیر ثانی کو جانب ملک شعبدہ - مخمس

تجھکو کہتے جو بشر صاف یہ ہی بے ادبی
کوئی مرسل بھی نہین ہاشمی و مطلبی
کر ملک کہیے ملایک سے ہوا کون نبی
مرحبا سید مکی مدنی و عربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تجھسا رتبہ نہین حور و ملک و آدم کا
تھا ترے بعد ہوا کن فیکون امر خدا
کام آدم مین زبان عصمت حوا تو تھا
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

سنگ درکا ترے رتبہ وہ ہی فخر آدم — آدم وجن وملک آسکے قدم لین ہر دم
دم بدم مجھکو اسی بات کا ہی سخت الم — نسبتے خود بہ سگت کردم وبس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوے تو بس بے ادبی
ہو یم وابر مداد اور نیستان ہو قلم — قلم قدرت حق کب ہون ترے وصف رقم
رقم حسن مین عاجز ہین ملک اور آدم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
الله الله چہ جمالست بدین بو العجبی

محرران اخبار بیشمال ـ ووقایع نگاران عالی خصال اس داستان کو یون قلم بند کرتے ہین کہ جب عالمشاہ سات شبانہ روز تک جشن ودعوت وضیافت بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ کی نہایت مستعدی سے ساتھ انجام کرچکا بادشاہ اسلام نے بارگاہ سلیمانی مین دربار کیا حسب دستور دربار آراستہ ہوا سرداران صف شکن و پہلوانان نہمتن مانند لندھور ثانی ونالاک ثانی وفرامرز ثانی وجمہور ثانی ونورالدہر بن بدیع الزمان وایرج نوجوان وبدیع الملک بن نورالدہر وشہریار ورستم حوفی بن کرب غازی واسد دلاور وجمہور دیو پرور وغیرہ حاضر ہوتے اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے جسوقت تمام دربار جملہ سرداران لشکر سے جو لشکر مین موجود تھے بھر گیا اور عمرو ثانی بھی اپنی کرسی پر آکے بیٹھ چکا امیر ثانی نے فرمایا نہین معلوم یہ غول صحرائے گمراہی یعنے لاجورد شاہ وصلصال بھاگ کر کہان گئے ہین اچھی طرح انکی خبر معلوم نہین ہوئی ہی ہر چند قبل اسکے زبانی سرکارون کے اسقدر معلوم ہوا تھا کہ لاجورد شاہ وصلصال مع اپنے ہمراہیون کے کنارہ محیط حیرت انگیز تک پہونچے ہین اور دریاے مذکور سرحد ہی ممالک متعددہ کی لیکن پھر کوئی خبر مفصل انکی معلوم نہین ہوئی ہی نہین معلوم وہ اسی جگہ مین یا وہان سے اور کسی طرف روانہ ہوے ہین لہذا ہی عمرو ثانی سرکارون پر تاکید کرو کہ جلد جاکر مفصل خبر دریافت کرکے مجھسے آکے بیان کرین تاکہ ہم یہان سے آگے روانہ ہون قسم بخداے عزوجل ہمارے پدر بزرگوار نے قسم کھائی تھی کہ بغیر قتل کیے یا مطیع اسلام کیے لقاکے خانہ کعبہ نجاؤنگا اسی طرح مین بھی قسم کھا کر کہتا ہون اپنے پیدا کرنے والے کی کہ بغیر قتل کیے یا مسلمان کیے لاجورد شاہ وغیرہ کے قرار نہ لونگا جہان وہ بھاگ کر جائیگا وہان مین بھی اسکے تعاقب مین جاؤنگا سد راہ ہوگا تو بھی کچھ خوف واندیشہ نکرونگا بے تامل مرکب اپنا دریاے آتش مین ڈال دونگا اور اس دریاے آتش کو آب تیغ سے بجھاؤنگا لاجورد شاہ کو جاکر گرفتار کرکے ہدایت کرونگا اگر وہ راہ راست پر آئے تو فہو المراد ورنہ سب کو قتل کرونگا مین وہ نہین ہون کہ لاجورد شاہ وصلصال وغیرہ کافران نابکار کی ہدایت وقتل سے ہاتھ اٹھادون خداوند عالم نے اپنی عنایت وکرم سے مجھکو قدرت وطاقت شجاعت دی ہی اور مجھ ایک ادنا کو اسقدر سرفراز کیا ہی کہ مین اسکا ذرا بھی شکر ادا کر نہین سکتا ہون عمرو ثانی نے عرض کیا جو حضور نے فرمایا درست ہی آپ کی بہادری وشجاعت مین کسکو کلام ہی مانند آپ کے اس زمانہ مین کون شجاع ہی آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ وہمت وشجاعت وقدرت مین زبان قاصر ہی لاجورد شاہ وصلصال وغیرہ کافران نابکار حضور کے ہاتھ سے بچ کر کہان جاینگے ایک روز ضرور مسلمان ہونگے یا قتل ہونگے انشا اللہ امید حضور کی بر آئیگی اور جو عہد حضور نے کیا ہی پورا ہوگا مین حسب الحکم ہرکارون پر تاکید کرتا ہون وہ جلد جاکے لاجورد شاہ وغیرہ کے حالات سے خبر

خدمت ہو کے حضور کو آگاہ کرینگے یہ عرض کر کے ہرکارون سے کہنے لگا تمنے سنا جو امیر ثانی نے ارشاد کیا ہو لازم ہو کہ جلد لاجورد شاہ کے مفصل حال سے آگاہ کرو ادھر ہرکارے عمرو ثانی سے عرض کرنے لگے آپنے جو کچھ ارشاد کیا اور جو امیر ثانی نے فرمایا ہمنے بگوش سنا انشاء اللہ ہم جلد جا کر لاجورد شاہ کے حال کو مفصل دریافت کر کے یہان حاضر ہو کے امیر ثانی سے عرض کرینگے ادھر سرداران لشکر نے امیر ثانی سے عرض کرتے ہین کہ جو کچھ آپنے اپنی شجاعت اور جرأت کے بارے مین فرمایا ہو بجا فرمایا ہی ہمارے نزدیک تو آپ ایسے بہادر ہین کہ مثل و نظیر آپکا دنیا مین نہین ہو شجاعت و بہادری ہمت و سخاوت و حلم و مروت وغیرہ اوصاف و خصائل مین آپ عدیم المثال ہین ہنوز امیر ثانی سرداران لشکر کے جواب مین یہ فرما رہے تھے کہ تم سب میری نسبت مین جو کہتے ہو مین ایسا نہین ہون ایک ادنی بندہ خدا ہون حق تعالےٰ نے اپنی قدرت سے بڑے بڑے بہادرون کو خلق کیا ہو میری کیا حقیقت ہی ہر ایک کی مثل و نظیر ہو اگر نہین ہو تو پروردگار عالم کی نظیر نہین ہو وہ بیشک بے مثل ہو اسکا ثانی کوئی نہین ہی ناگاہ کئی ہرکارے گرد و غبار مین آلودہ پسینے مین غرق راہ دور و دراز کو طی کیے ہوے اندر بارگاہ سلیمانی کے آئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہو کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو مجرا کر کے اس طرح ثنا و دعا کرنے لگے اشعار حسب مقام ہذا النظم

الٰہی بحق اشرف الانبیا
خور و ماہ مین جبتلک ہی ضیا

یہ سلطان یہ دربار قائم رہے
ترقی رہے گنج و زر کی سدا

الٰہی بحق نبی الورا
یہ اقبال و اجلال دائم رہے
ترقی کرے روز و اقبال و جاہ

پھرین دشت و صحرا مین دشمن تباہ

بعد اس دعا و ثناے شاہی بجا لا کے دست بستہ با ادب کھڑے ہو کر جان کی امن مانگ کر یون عرض کیا کہ اے ظل سبحانی و اے امیر ثانی لاجورد شاہ و صلصال حضور سے شکست کھا کر کنارے دریاے حیرت انگیز کے پہونچا تھا وہان قیام پذیر ہو کے متردد و متفکر بیٹھا تھا لاجورد شاہ بختگان سے کہتا تھا کہ مین اب یہان سے کہان بھاگ کر جاؤن اس دریاے موج زن و بحر زخار سے کیونکر عبور کرون یہان تو جہاز و کشتی بھی نہین ہو اگر خود جہاز و کشتی یہان تیار کراتا ہون تو ایک زمانہ گذر جائیگا مجھے خوف امیر ثانی کے آنے کا ہو سوا اسکے اگر جہاز کی تیاری مین کوشش بھی کی گئی اور جہاز بنا بھی تو کوئی ناخدا اور معلم دکارکنان اور جہاز یہان نہین ہین کون جہاز کو سات طریقہ کے دریا سے لیجائیگا بختگان اس سے کہتا تھا صبر کیجیے چندے تو یہان قیام کیجیے کوئی صورت یہان سے جانے کی پیدا ہی ہو گی یا تو اس دریا کی راہ سے کسی ملک مین جانا ہو گا یا راہ خشکی سے بعد دریافت حال کسی ملک کی طرف روانہ ہونا ہو گا گھبرائیے نہین ہنوز بختگان یہ سمجھا رہا تھا ناگاہ ایک کشتی چھوٹی سی محیط حیرت انگیز مین پیدا ہوئی اس کشتی پر ایک عورت نہایت خوبرو مع چند کنیزون کے سوار تھی اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اس نازنین کا ملکہ دبدبہ آسمان شگاف تھا وہ کشتی کو کنارے پر لائی تھی بعد پرسش حال و آگاہی احوال رحم کھا کر لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ اسکے ہمراہیون کو جہاز پر سوار کر کے انھین پناہ دے کے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئی ہو اور یہ بھی دریافت کرنے سے ظاہر ہوا ہو کہ سات ملک ہین کہ جنکو تمثال آئینہ نے بذات خود آباد کیا ہو ساکنان ممالک اسی کو خداوند جانکر سجدہ کرتے ہین اول ملک کے حاکم کا نام بہرام شیر شکار ہو کہ جانب تمثال آئینہ رو سے تخت حکومت

بیٹھکر حکمرانی کرتا ہی اور ملکہ دبدبۂ آسمان شگاف دریاے محیط حیرت انگیز کی مالکہ ہی تمثال آئینہ رو کی طرف سے
دریاے مذکور کی حاکم ہی اور بحر مذکور سے سرحد ممالک شعبدہ کی شروع ہوئی ہی ہرکارے یہ عرض کرکے
بارگاہ سے باہر گئے امیر ثانی نے بایجاے بادشاہ لشکر اسلام میر منشی کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ابھی ایک نامہ
ہماری طرف سے حاکم ملک شعبدہ کو اس مضمون کا لکھو ہمنے سنا ہی کہ لاجورد شاہ وصلصال صلنجال تمھارے
ملک مین ہم سب سے متواتر شکست کھاکر پہونچے ہین اور سنتے ہین انکو اپنے دامن پناہ مین چھپایا ہی لہذا
تمکو لکھا جاتا ہی کہ لاجورد شاہ وغیرہ کو پناہ نہ دے کر اپنے قلمرو سے باہر کردو یا لاجورد شاہ وغیرہ کو
گرفتار کرکے ہمارے حوالے کردو ورنہ تم ہی مجھکو اپنے والد ماجد حمزہ صاحبقران اول کے فرزند
کی کہ مین وہ حمزہ ثانی ہون کہ جسنے بعد جناب والد حمزہ صاحبقران اول کے صدہا ملک کفار کے
تباہ وبرباد کردیے ہین ہزارہا سرکشون کو زیر کیا ہی لاکھون ساحرون کو قتل کیا ہی بہت سے ساحران
نابکار میری تیغ شعلہ بار کے خوف سے بھاگ کر درہ کوہ وصحرا مین نہان ہوے ہین سواے ساحران
نامی ونامور تھے بہت سے سلاطین جہان کو مین نے گمراہی سے منع کیا ہی جنھون نے دین اسلام قبول
کیا وہ تو میرے ہاتھ سے جانبر ہوے اور ملک ومال انکا بچا اور جو بادشاہان مغرور مسلمان نہوے
انکو مین نے سر میدان جنگ قتل کیا ہی بہ نسبت ان سلاطین وسرکشان جہان کے تمھاری اور تمھارے
ملک ومال کی کوئی حقیقت نہین ہی تم مجھسے لاجورد شاہ کے معین ہوکر کیا لڑوگے بعد چندے ملک
ومال مانند دیگر سلاطین کے تباہ وضایع ہوجائیگا پس لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے ہمارے نامہ کے جو ہمنے
تمھین لکھا ہی اسی پر عمل کرو کہ تمھارے حق مین بہتر ہوگا اور پھر تمسے بھی مخاصمت نہوگی میر منشی نے
حسب الحکم امیر ثانی مضمون مندرجہ بالا بعد القاب کے تحریر کیا جب نامہ لکھکر ختم کیا بدستور
ملفوف کیا سر نامہ لکھا امیر ثانی نے سر نامہ پر اپنی مہر کرکے اپنے ملازمون سے بدستور قدیم درمیان
بارگاہ کے سنگ مرمر کی چوکی پر جام کاسہ عفرنیت مین شربت اور گلوریان طلب کرکے رکھنے کا حکم دیا جب
ملازمون نے حکم کی تعمیل کی امیر ثانی نے تمام سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے فرمایا اے بہادران نامدار
واے دلاوران مشہور روزگار تم سب مین کون ایسا بہادر ہی کہ یہ نامہ ہمارا لیکر جانب ملک شعبدہ جاے اور
وہان کے حاکم بہرام شیر شکار کو نامہ ہمارا پہونچاے اور دلیرانہ اس سے تقریر کرکے جواب نامہ کا لاے
ہنوز یہ فرماکر امیر ثانی خاموش بیٹھے تھے کہ سب سے پہلے گیہر ملک شاہ زرائیل اپنے دنگل سے اٹھکر
امیر سے کہنے لگا اے امیر ثانی ذرہ دار اس خدمت کو یہ نحیف زار بجا لائیگا امیر نے اسکی ہمت وجرات
کی تعریف کرکے کہا اے ملک گیر ملک مین آپکو اپنا بزرگ جانتا ہون کیونکہ آپ میرے والد
کے رفقا سے ہین ماشاء اللہ سن بھی آپکا اسی برس سے سوا کا ہوا ہوگا بس یہ سن آپکا ایسا نہین
ہی کہ جوانون کے مانند ایسے امورات سخت ودشوار کیجیے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہی اپنے اعضاے
ضعیف کو راحت دیجیے ایسی زحمتین گوارا نہ کیجیے لہذا میرے نزدیک بہتر ومناسب یہی ہی کہ آپ نامہ
لیکر سوے ملک شعبدہ نجائیے کیونکہ اول تو آپ ضعیف ونحیف ہین صعوبات راہ دور ودراز کے
متحمل نہوسکینگے دوسرے ملک شعبدہ مین آپکا تشریف لیجانا اچھا نہین ہی وہان کا حاکم کافر ہی پرستش
تمثال آئینہ رو کی کرتا ہی سنا ہی کہ بدمزاج وشعبدہ باز بہت ہی مبادا کچھ اس کافر سے آپکو ضرر پہونچے

گیرنگ شاہ نے عرض کیا اے امیر ثانی عالی وقار آپ نے جو کچھ ازراہ ذرہ نوازی و کرم گستری فرمایا یہ تو مجال نہین کہ اسکے خلاف کہون لیکن باوجود پیر ہونے کے ابھی تک میری ہمت و جرأت مین کمی نہین ہی انشاء اللہ تعالے اقبال بادشاہ لشکر اہل اسلام اور آپ کے اقبال سے نامہ لیجا کر حاکم ملک شعبدہ کو دیدونگا جواب نامہ لے آؤنگا صعوبات راہ کا بھی متحمل ہوجاؤنگا اب تو مین اپنے دنگل سے اُٹھا اور سب دلاوران نے سر دربار مجھے دنگل پر سے اُٹھتے دیکھا ہی اگر اب نجاؤنگا تو ان سب بہادرون مین ذلیل ہونگا میری عزت و آبرو بعد خداوند کے آپ کے ہاتھ ہی اگر سر دربار میری ذلت ہی آپ کو منظور ہوگی تو نجاؤنگا اب امیر ثانی نے اسکی گفتگو سن کے ارشاد کیا کہ اے گیرنگ شاہ اس وقت تو خود بخود یہی دل چاہتا ہی کہ آپ کو بھجانے دون نہین معلوم کیا باعث ہی لیکن آپ کے اس طرح کہنے سے مجبور ہون اچھا بسم اللہ نامہ لیکر تشریف لیجائیے وہان سے جلد جواب نامہ لیکر یہان آئیگا دیر نکیجیگا ورنہ دل پریشان ہوگا اسنے عرض کیا اگر خدا چاہیگا تو جلد حاضر ہونگا اور اگر وہان جاکر جام عمر لبریز ہوگیا تو لاچاری ہی حاضر خدمت نہو سکونگا یہ کہکے جام کلہ عفریت سے کچھ شربت لیکر پیا اُٹھا کر نامہ امیر ثانی سے لیکر زیر تاج یا زیر کلاہ زرین رکھکر ہر ایک دلاور سے رخصت ہوکر سب سے عفو خطا و قصور کا طالب ہوکے بارگاہ سے باہر گیا اور اپنے سرداران سپاہ کو یہ حکم دیا کہ جلد مردان سپاہ سے کہو مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہون سرداران لشکر نے شاہ موصوف کے حکم کی تعمیل کی مردان سپاہ فی الفور مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوے سرداران لشکر بھی مسلح ہوکے ہمراہ مردان لشکر مرکبون پر سوار ہوکے خدمت گیرنگ شاہ مین آئے اُس وقت وہ بہادر بھی اپنے مرکب پر سوار ہوا اُسوقت حکم امیر ثانی سے چند در چند سرداران لشکر اسلام کچھ دور تک اسکے ہمراہ گئے آخر وہ سردار اُن سے رخصت ہوکے اپنے لشکر مین آئے وہ دلاور ہمراہ اپنے سرداران سپاہ کے بجمعیت لشکر جانب ملک شعبدہ روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و بختگان وغیرہ کا بقول بعض داستان گویان فصاحت بیان کے لکھا جاتا ہی کہ جب ملکہ دبدبۂ آسمان شگاف راہ دریا سے لاجورد شاہ وغیرہ کو ملک شعبدہ مین لیگئی بہرام شیر شکار کو ہرکارون سے معلوم ہوا کہ ملکہ دبدبۂ آسمان شگاف لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کو یہان لیکر آتی ہی یہ خبر سنکے اپنے افسران سپاہ سے کہا جلد جاؤ لاجورد شاہ و صلصال کا استقبال کرکے بعزت و حرمت تمام انہین ہمارے پاس لاؤ سرداران سپاہ حسب الحکم بہرام شیر شکار گئے اور استقبال کرکے لاجورد شاہ کو دار الحمایہ شاہی پر لائے لاجورد شاہ و صلصال اپنے اپنے مردان لشکر کو وہین چھوڑکر ہمراہ سرداران لشکر دربار بہرام شیر شکار مین گئے ہمراہ انکے خلخال و بختگان بھی تھے لاجورد شاہ نے دربار مین جاتے ہی اہل دربار پر نظر کی دربار مذکور کو نہایت خوبی سے آراستہ پایا وزرا امرا افسران سپاہ وغیرہ اہل دربار کو علے قدر مراتب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے دیکھا ابھی لاجورد شاہ زشت خصال اور صلصال آل اہل دربار پر نظر کرکے دل مین کہتے تھے کہ بہرام شیر شکار کے دربار مین کیا اچھے اچھے پہلوان و سردار لشکر مین ناگاہ بہرام شیر شکار لاجورد شاہ و صلصال کو دیکھکر اور ملکہ دبدبۂ آسمان شگاف پر نظر کرکے اپنے تخت سے واسطے انکی تعظیم کے اُٹھا اسکے وزیر نے اشتر

بہت ہی آہستہ سے دست بستہ ہو کر عرض کیا اے بادشاہ آپ کے خلاف شان ہے کہ اب لاجورد شاہ اور
صلصال کی تعظیم کریں سروقد تخت سے اٹھیں بہرام مذکور نے آہستہ سے اُنھیں جواب دیا ہرچند
کہ لاجورد شاہ اور صلصال غیر مذہب ہیں لیکن ذی عزت و مرتبت ہیں لاجورد شاہ دعوے
خدائی کا کرتا ہے اگرچہ ہمارا خداوند نہیں ہے مگر خداوند مشہور ہے اور صلصال بن ذال اگرچہ اس وقت
ہمارے ملک میں تباہ و برباد ہو کے آیا ہے مگر شہنشاہ ترکستان مشہور جہان ہے تباہی و بربادی سے
کچھ کسی کی عزت و توقیر جاتی نہیں رہتی ہے سوا اسکے یہ ہمارے پاس آئے ہیں ہمارے مہمان ہوئے ہیں
بس مہمان کے ساتھ تخلق و مروت پیش آنا چاہیے نہ نخوت و غرور یہ کہکے لاجورد شاہ و صلصال
سے مخاطب ہو کے کہا آپ حضرات ہمارے تخت کے قریب تشریف لائیے ان تخت جواہر نگار پر
بیٹھیے میں نے قبل سے واسطے آپ دونوں صاحبوں کے یہ دونوں تخت جواہر نگار یمین و یسار اپنے
تخت کے بچھوا دیے تھے لاجورد شاہ و صلصال اُنھیں تختوں پر بیٹھے ملکہ دبدبہ بھی قریب تخت
بہرام شیر شکار کے ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی خلخال پسر صلصال بھی کرسی جواہر نگار پر دربار میں
بیٹھا بختگان بہرام کو سلام کر کے موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ دربار میں بیٹھا بہرام شیر شکار نے
بعد مزاج پرسی لاجورد شاہ و صلصال ساقیان سیمتن کو طلب کیا وہ کشتیاں بادۂ ناب کی لیکے ساغر
بلورین و جام یاقوت کے دربار میں آئے بھر بھر کے بہرام مذکور لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و
بختگان وغیرہ اہل دربار کو جام شراب سے بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک شراب پینے لگا بہرام
شیر شکار بھی شریک بادہ خواری ہوا جب سب شراب پی چکے اور نشہ ہوا بہرام شیر شکار نے ملکہ دبدبہ
آسمان شگاف سے مخاطب ہو کے پوچھا سبب انکے یہاں آنے کا کیا ہے اُسنے جواب دیا
میں تو جانتی ہوں مگر تم انھیں سے پوچھو بہرام شیر شکار نے جانب لاجورد شاہ متوجہ ہو کے
پوچھا باعث یہاں آپ کی تشریف لانے کا کیا ہے لاجورد شاہ نے آبدیدہ ہو کے آہ بھر کر کے جواب دیا
میں تو کیا کہوں مگر میرے حال سے اور سب کیفیتوں سے میرا وزیر بختگان خوب واقف ہے اسی سے
دریافت کر لیجیے یہ باعث ہے میرے یہاں آنے کا اور صلصال کے آنے کا خواہ مفصل یا مجمل بیان
کر دیگا بہرام شیر شکار نے بختگان سے کہا اے ملک جی کچھ اپنے خداوند اور صلصال کے حال سے
آگاہ کرو اور سبب انکے یہاں آنے کا بیان کرو لیکن مختصر اُسنے عرض کیا اے بہرام شاہ شیر شکار آگاہ ہو کہ
ہمارے خداوند لاجورد شاہ اور صلصال دست اہل اسلام سے تباہ و برباد ہو کے ملک و مال سے
محتاج و دست بردار ہو کے خوف جان سے بھاگ کر آپ کے ملک میں اس واسطے آئے ہیں کہ آپ
انکو پناہ دیں دشمنوں سے انکو بچائیں خصوص امیر ثانی کے ہاتھ سے انھیں قتل نہونے دیں بہرام
شیر شکار نے تقریر بختگان کی سُن کے تھوڑی دیر فکر کر کے جواب دیا کہ ابھی تو لاجورد شاہ اور صلصال
راہ دور و دراز سے یہاں تشریف لائے ہیں چندے بےخوف و اندیشہ یہاں قیام پذیر ہوں ہمارے خداوند
کی قدرتیں دیکھیں شہر و باغ و سبزہ زار کی سیر کریں جمال ہمارے خداوند کا دیکھیں بعد ازاں جو حکم خداوند
تمثال آئینہ رو کا ہوگا وہ کیا جائیگا ابھی میں نہ تو انکو پناہ دیتا ہوں نہ یہ کہتا ہوں کہ اس ملک سے کہیں چلے
جائیں بختگان وغیرہ یہ سُن کے خاموش رہے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف دربار سے اُٹھکر جانب

عجب حیرت انگیز روانہ ہوئی لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و بختگان دربار مین بیٹھے رہتے یہان
تو یہ لوگ داخل ملک شعبدہ ہوکے دربار مین بیٹھے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی لیکن اب
حال گیرنگ شاہ زرائیلی کا لکھا جاتا ہی کہ وہ بہادر نامہ امیر ثانی کا لیے ہوے ہمراہ اپنے لشکر کے راہ
خشکی اختیار کرکے کوچ و مقام کرتا ہوا سیر کوہ و صحرا کی کرتا ہوا جاتا تھا بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز وقت
دوپہر سرحد ملک شعبدہ پر پہونچا چونکہ وہان سپاہ بہرام شیر شکار براے حفاظت سرحد ملک شعبدہ
قیام پذیر تھی تمام سوار و پیادے و افسران سپاہ اپنے اپنے خیمون مین مقیم تھے مسافت راہ کے تذکرے
آپس مین کررہے ہین اور ہنسی و مذاق مین اپنا جی بہلاتے ہین گیرنگ شاہ کو جمعیت لشکر دیکھکر اندیشہ کرکے
آگے بڑھی مردمان سپاہ و افسران لشکر بہرام شیر شکار نے بڑھ کر گیرنگ شاہ کو روک کے پوچھا کیا
ارادہ ہی کہان سے ادھر آئے ہو نام تمھارا کیا ہی گیرنگ شاہ نے افسران سپاہ بہرام شیر شکار سے کہا نام میرا
گیرنگ شاہ ہی شہر عاملہ سے ادھر آیا ہون نامہ امیر ثانی کا لایا ہون چاہتا ہون کہ حاکم ملک شعبدہ
کے پاس جاؤن اور نامہ مذکور انھے دیکر جواب نامہ لیکر چلا جاؤن افسران سپاہ نے بنرمی کہا کہ ہم
ملازم اپنے بادشاہ کے ہین آپ کے ساتھ لشکر ہی بغیر اجازت بہرام شیر شکار ہم آپ کو اندر شہر کے
نجانے دینگے آپ اس روکنے سے رنجیدہ نہو جیگا زیادہ آپکو یہان ٹھہرنا نہوگا ہم ابھی سوارون اور
ہرکارون کو خدمت شاہ مذکور مین روانہ کرتے ہین وہ آپ کے تشریف لانے سے انکو آگاہ کرینگے
پھر جو وہ حکم دینگے ویسا کیا جائیگا گیرنگ شاہ چونکہ عاقل و دانا تھا شر و فساد اپنی طرف سے پہلے
کرنا مناسب نجانا کر حلم کو اختیار کرکے اسی جگہ مع اپنے لشکر کے فروکش ہوا اور سرداران سپاہ بہرام
شیر شکار نے چند ہرکارے اور کچھ سوار بہرام شیر شکار کے پاس روانہ کیے انھون نے خدمت بہرام
مذکور مین جاکر گیرنگ شاہ کے نامہ لانے سے آگاہ کیا جس وقت ہرکارون اور سوارون نے حال گیرنگ شاہ
کے نامہ لانے کا سر دربار بہرام شیر شکار سے بیان کیا لاجورد شاہ و صلصال و بختگان بھی دربار
مین بیٹھے تھے انھون نے بھی تمام حال سنا صلصال تو خوف سے تھرا کر لاجورد شاہ سے مخاطب
ہوکے آہستہ سے یہ کہنے لگا دیکھیے یہان بھی آکے راحت و آرام سے چند روز بھی نگذرنے پائے
کہ نامہ امیر ثانی کا گیرنگ شاہ لیکر آیا ہی یقینی اس نامہ مین امیر ثانی نے بہرام شیر شکار کو یہی لکھا
ہوگا کہ صلصال اور لاجورد شاہ کو گرفتار کرکے ہمارے حوالے کردو یا انکو اپنے ملک سے نکال دو
لاجورد شاہ نے جواب دیا بیشک اسی طور سے امیر ثانی نے لکھا ہوگا دیکھیے بہرام شیر شکار نامہ
امیر ثانی کے مضمون سے آگاہ ہوکے جواب نامہ کا کیا دیتا ہی اگر اسنے ہمین پناہ دی تو خیر ورنہ اس
جگہ سے بھی بھاگنا ضرور ہوا یہان بھی دست امیر ثانی سے جان نہ بچی دیکھیے اب یہان سے کہان جانا
ہوتا ہی یہ کہکے مغموم ہوا چہرہ رنج و غم سے زرد ہو گیا بختگان حال گیرنگ شاہ سے ماہر ہوکے
تاب ضبط نہ لاکے بول اٹھا کہ اے بہرام شیر شکار دیکھیے گیرنگ شاہ نامہ امیر ثانی لیکر آیا ہی جو کچھ امیر
ثانی نے نامہ مین آپ کو لکھا ہوگا کہیے تو مین بتا دون انھون نے غالباً یہی درج کیا ہوگا کہ لاجورد
شاہ و صلصال ہمارے دشمن ہین ادہر ہم آئے عدو ہین وہ ہمسے شکست کھا کر تمھارے پاس
آئے ہین تمکو لازم ہی کہ انھین پناہ نہ دو اپنے ملک سے نکال دو یا گرفتار کرکے ہمارے حوالے

کرو اب آپ یہ فرمائیے کہ جواب ایسے نامہ کا کیا دیجیے گا اگر آپنے مضمون نامہ مذکور سے آگاہ ہوکے
موافق تحریر نامہ کے عمل کیا تو باعث آپ کی رسوائی و ذلت کا ہوگا امیر ثانی اپنے دل مین کہین گے
کہ بہرام شیر شکار بمجرد ہمارا نامہ دیکھنے کے ہم سے ڈر گیا تاب مقابلہ و مجادلہ نہ لا سکا سوا اسکے اخبار
نویس یہ خبر اخبار مین ضرور لکھینگے اور اخبار دور دور جائینگے سلاطین جہان خبر مذکور سے آگاہ ہوکے
یہی بجائے خود کہین گے کہ بہرام شیر شکار کو ہم شجاع و بہادر جانتے تھے ایسا بزدل و نامرد نہ سمجھتے تھے
کہ خوف امیر ثانی سے لاجور و شاہ و صلصال و شاہ ندے سکا انکو اپنے ملک سے نکال دیا
یا گرفتار کرکے امیر ثانی کے حوالے کردیا امیر ثانی سے مقابلہ نکر سکا پس اس صورت سے
بھی نہایت رسوائی و بدنامی آپ کی ہوگی میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی رسوائی و بدنامی گوارا
کیجیے اول تو کیرنگ شاہ کو اپنے دربار مین طلب ہی کیجیے ان ہرکارون سے کہدیجیے کہ ہر چند ملک
شعبدہ پر جاکر سرداران سپاہ سے یہ کہین کہ نامہ دار کو نہ آنے دین اور اگر کیرنگ شاہ کو بلا بھی لیجیے
تو نامہ امیر کی تعظیم و تکریم کیجیگا نامہ کیرنگ شاہ سے لیکر اسکے مضمون سے آگاہ ہوکر بخوف و خطر دلیرانہ
نامہ کو پھاڑ ڈالیے گا اور کلمات نسبت امیر ثانی سخت و درشت کہیے گا بلکہ جواب نامہ کا خلاف مضمون
نامہ کے لکھیے گا کچھ خوف و اندیشہ کیجیے گا اپنے رعب و شان و شوکت کا خیال رکھیے گا عاجزی و انکساری
سے جواب نامہ کا نہ لکھیے گا کیونکہ ایسا لکھنا آپ کی شان کے خلاف ہوگا ایسی صورت مین یقیناً امیر
ثانی آپ سے ڈر کر ادھر آنیگا ارادہ نکرینگے سوا اسکے جب اخبار نویس یہ خبر درج اخبار کرینگے اور وہ
اخبار سلاطین کی نظرون سے گذرے گا ہر ایک بادشاہ پر ظاہر ہوجائیگا کہ بہرام شیر شکار نہایت بہادر
و تہور شعار ہے سامان جنگ اسکے پاس بہت ہے جب ہی تو اس طرح نامہ امیر کا جواب لکھا بہرام شیر
شکار نے سخنگان کو جواب دیا خلاف قاعدہ ہے کہ کوئی بادشاہ یا سردار لشکر کسی کے ہاتھ نامہ
روانہ کرے اور جسکو نامہ لکھا ہے وہ نامہ دار کو اپنے پاس طلب نکرے ہمتو ضرور کیرنگ شاہ
کو شاہان ذی عزت و ذی وقار سے ہے بعزت و حرمت اپنے دربار مین بلائینگے اور جس طرح ممکن
ہوگا نامہ اس سے لیکر پڑھوا کر عبارت اسکی سنینگے بعدہ جو مناسب وقت ہوگا وہ جواب نامہ کا
دینگے کیرنگ شاہ سے بخلق و مروت پیش آئین گے اگرچہ وہ مسلمان ہے لیکن ذی وقار ہے اور نامہ دار
ہے نامہ دار سے شاہان جہان کبھی لسیختی و درشتی و ظلم و ستم پیش نہین آتے ہین ہم بھی ایسا ہی کرونگا
خلاف قاعدہ کوئی بات نکرونگا یہ سنکر ہرکارون اور سوارون سے کہا تم لوگ جاؤ اب ہمین جو منظور
ہوگا کرینگے ہرکارے اور سوار تو حسب الحکم چلے گئے لیکن بہرام شیر شکار نے اسی وقت اپنے
سرداران سپاہ و امرا و وزرا سے مخاطب ہوکے کہا تم سب ابھی برائے استقبال کیرنگ شاہ جاؤ
اور بعزت و حرمت اس شاہ ذی قدر کو ہمارے دربار مین لاؤ ہر چند کہ دل ہمارا چاہتا ہے کہ تمہارے
ساتھ خود بھی اسکے استقبال کو جائین مگر مناسب نہین ہے اگر وہ نامہ لیکر ادھر نہ آتا تو مین ضرور اس شاہ
ذی قدر و بزرگ مرتبہ کا استقبال کرتا وزرا و امرا و جملہ سرداران سپاہ سوائے فولاد مشت زن ملوان
دمہ دار نامی لشکر کے برائے استقبال اسی وقت حسب قاعدہ روانہ ہوئے بعد قطع راہ جب سرحد
ملک شعبدہ پر پہونچے سنئے اسکا استقبال کرکے اسکی عزت و حرمت مین کچھ فرق نکرکے

بعد حرمت و عزت اُسکو اپنے ساتھ لیکر دربار بہرام شیر شکار کے قریب پہونچے تب گیرنگ شاہ
اپنے لشکر کو ایک میدان وسیع مین چھوڑ کے ہمراہ وزرا و امرا ے بہرام کے دربار مین گیا بہرام
نے تخت حکومت سے اُٹھکر چند قدم آگے بڑھکے اُسکا استقبال کیا پھر قریب اپنے تخت کے
اُسے لاکر ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا بعد ایک لمحہ کے ساقیون کو طلب کیا وہ کشتی شراب ناب کی
مع ساغر بلورین لیکر دربار مین آئے بعدہ اشارہ بہرام شیر شکار سے شراب ساغر مین بھر کر کے
روبرو گیرنگ شاہ کے لے گئے اُسنے باین خیال کہ شراب کفار کے ہاتھ سے لیکر پینا اچھا نہین
ہی میکشی سے انکار کیا بہرام نے سبب پوچھا گیرنگ نے بمصلحت وقت جواب دیا مین نے تھوڑی
دیر قبل اسکے شراب پی تھی ابھی تک نشہ اُسکا ہی اب اگر یہان شراب پیونگا تو کثرت نشہ سے
بیہوش ہو جاؤنگا طبیعت بے لطف ہوگی بہرام نے کہا اگر یقیناً ناسازی طبع کا خیال ہی تو خیر شراب
نہ پیجیے لیکن یہ خیال کر لیجیے کہ یہ امر خلاف قاعدہ ہی گیرنگ شاہ نے جواب دیا صحت و تندرستی کا
خیال مقدم کرنا چاہیے ہی بہرام نے یہ سُنکے نامہ طلب کیا گیرنگ شاہ نے کہا یہ نامہ اور کسی ادنے
سردار کا نہین ہی کہ یونہین دیدیا جاے یہ نامہ ہی امیر ثانی کا اُسکو بقاعدہ دونگا اور تم کو بھی لازم ہی
کہ موافق قاعدہ کے بھیسے نامہ لو اس نامہ کی عزت و توقیر کرو کشتیان زر و جواہر کی طلب کرو پہلے اس
نامہ پر نثار کرو بعدہ نامہ کو لیکر بصد ادب سر و چشم پر رکھکر پڑھو ہنوز بہرام شیر شکار نے کچھ جواب
نیک و بد نہ دیا تھا کہ یکایک تختگان نے اشارہ سے منع کیا کہ نامہ امیر کو اس عزت و توقیر سے
ہرگز نہ لیجیگا بہرام نے اُس جانب سے یہ سمجھ کر منہ اپنا پھیرا تھا کہ یہ شخص نالائق ہی خاموش اس سے
بیٹھا نہین جاتا ہی ہر امر مین دخل ہی دیے جاتا ہی تختگان اُسکے منہ پھیرنے سے اپنے دل مین کہنے لگا
مین نے تو بہت چاہا کہ بہرام کو آمادہ شر و فساد کرون لیکن یہ کچھ ایسا سرد و نرم مزاج ہی کہ گرمانے اور
آتش افروزی کرنے سے بھی کسی طرح نہین گرماتا ہی افسوس کسی صورت سے جنگ و جدال پر آمادہ
نہین ہوتا ہی میری راے پر عمل نہین کرتا ہی غضب کرتا ہی مدعاے دلی میرا بر آتا معلوم نہین ہوتا ہی میرا
مدعا تو یہ تھا کہ یہ اس وقت نامہ امیر سے بے ادبی کرتا گیرنگ شاہ سے زبردستی چھین کر بڑھکر
برہم ہو کے پھاڑ ڈالتا اور کلمات سخت زبان پر جاری کرتا گیرنگ شاہ یہان سے جاکر امیر سے بیان
کرتا وہ یہان آکے اس سے مقابلہ و مجادلہ کرتے یہ بھی آنسے آمادہ جنگ ہوتا لڑائی ہوتی کشت
و خون ہوتا مین سیر دیکھتا خوش ہوتا اگر امیر ثانی مغلوب یا قتل ہوتے تو نہایت خوشی ہوتی اور اگر
بہرام اُنکے ہاتھ سے ہنگام جنگ قتل ہوتا تو یہان سے ہمراہ لاجورد شاہ کے اور کسی ملک
کی طرف روانہ ہوتا ادھر تو تختگان اپنے دل مین یہ خیالات کر رہا تھا اُدھر فولاد قوی بازو مشت
زن گیرنگ شاہ کی طرف دیکھکر بیساختہ ہنسا اور کہا نامہ امیر ایسا ہی کہ اُسپر زر و جواہر نثار کرکے
لیا جاے کیا امیر ثانی کے خوف سے یہان کوئی ڈرتا ہی یا امیر ثانی ہمارے ہم مذہب ہین یا
ہمارے اور ہمارے بادشاہ کے خداوند یا پیغمبر ہین کہ اُنکے نامے کی ایسی عزت و توقیر کی جاے
ہر چند فولاد مشت زن نے یہ کلمات آہستہ کہے تھے مگر گیرنگ شاہ نے سُن لیے دیکھکر
اور یہ باتین اُسکی سُنکے برہم ہوکے نظر تند و تیز اُسکی طرف دیکھکر غصہ کو بمشکل ضبط کرکے بہرام

شیر شکار سے پوچھا یہ کون بے ادب و بدزبان ہی اُسنے کہا ای گیرنگ شاہ ہرچند میرے لشکر مین بہت
سے سردار نامی و نامور ہین لیکن دو سردار ایسے یکتاے روزگار ہین کہ دنیا مین کسی بادشاہ کو ایسے
شجاع و زبردست سردار نملے ہونگے ایک تو اُنمین سے خونریز رویین تن ہی اور دوسرا یہ سردار ہی کہ
جسکو آپ مجھسے پوچھتے ہین نام اُسکا فولاد مشت زن ہی یہ سردار گویا لشکر کی جان ہی اور وہ بمنزلہ
دل سپاہ کے ہی دونون بہادرون کے سبب سے جملہ مردمان سپاہ میرے قوی دل ہین فولاد
مشت زن یہ وہ بہادر ہی کہ ہنگام جنگ تیغ و تیر و نیزہ و گرز کی اُسکو ضرورت نہین ہی کہ ان آلات حرب
ضرب سے اپنے حریف کو ہلاک کرے اسکی مشت قہر کی ہی اور گھونسا مارنا اسکا گویا گرز گران مارنا ہی
کیا مجال کسی حریف زبردست کی کہ اسکا گھونسا کھاکر جانبر ہوسکے یقین جانیے گھونسا اس میرے سردار
کا گویا طمانچہ اجل کا ہی اگر یہ دلاور آہستہ سے گھونسا فیل مست یا شیر صحرائی یا کسی دیو یا کسی جن پر مارے
تو وہ بھی فی الفور ہلاک ہوجاے ممکن ہی نہین کہ زندہ رہے آپ اسکو سچ جانیےگا مین مبالغہ نہین کرتا
بارہا مین نے اس بہادر کی طاقت و قوت آزمائی ہی جسکے اسنے گھونسا ماردیا وہ فوراً مر گیا اس سردار
لشکر سے اور خونریز رویین تن سے بڑے بڑے زورآوران دہر و پہلوانان نامی ڈرتے ہین
کوئی انسان یا حیوان اُنسے مقابلہ کر ہی نہین سکتا ہی یہانتک کہ دیو و جن بھی ایسے بھاگتے ہین ہمارے
خداوند نے انکو اپنی قدرت سے ایسا قوی پیدا کیا ہی کہ مثل و نظیر ان دونون کا کوئی بہادر دنیا مین نہوگا
خصوص فولاد مشت زن تو کچھ خونریز سے بھی بعض باتون مین بڑھا ہوا ہی اگرچہ آپکی تقریر سنا اور
کچھ اسنے کہا تو آپ اسپر غصہ نکیجیے کیونکہ اول تو آپ ذیقدر و ذیوقار ہین میرے ہر ایک ملازم سے برتر
خشم و جنگ نہون کہ باعث آپکی کسر شان کا ہی سوا اسکے اگر اسکو بھی غصہ آگیا تو اچھا نہوگا مفت سر دربار
فساد ہوگا مین نہین چاہتا کہ اس دلاور سے آپکو صدمہ پہونچے اور امیر ثانی کو بھی ملال ہو اور جو سنے
وہ یہ کہے کہ امیر ثانی کے نامہ بردار کو بہرام شیر شکار نے اپنے سردار فولاد مشت زن کے ہاتھ سے
ہلاک کرایا بس مین اس بدنامی سے ڈرتا ہون گیرنگ شاہ نے غصہ کو ضبط کرکے مسکراکر کہا ای بہرام
تمنے اپنے اس سردار کی بہت تعریف کی ہی ہم چاہتے ہین کہ اس وقت اسکی قوت کو دیکھین یہ ہمپر
گھونسا مارے بہرام شیر شکار نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہین ہرگز آپ اسکی قوت کو اسطرح نہ آزمائیے
آپ ضعیف و ناتوان ہین اگر یہ آہستہ سے بھی آپ کے گھونسا مارے گا تو جانبر نہو جیےگا فی الفور
ہلاک ہوجائیےگا مین بدنام و رسوا ہونگا کسی نے کسی بادشاہ کے ایلچی کو ہلاک نہین کرایا ہی مین
کیونکر گوارا کرون کہ فولاد مشت زن آپ کے سینہ پر گھونسا مارے اور آپ ہلاک ہوجائین
گیرنگ شاہ نے جواب دیا مین اُس سردار کو [illegible] ایسا قوی نہین جانتا ہون کہ ایک گھونسے مین کام
میرا تمام کردیگا بہرام نے کہا کہ یہ سردار ایسا ہی قوی ہی جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہی آپ اپنے ارادہ سے
باز آئیے اگرچہ آپکو زیادہ غصہ ہی تو اسپر ایک گھونسا مارئیے تعزیر ہتک کی اور زباندرازی کی دیجیے
گیرنگ شاہ نے جواب دیا پہلے یہ مجھپر گھونسا لگائے تو پھر مین بھی اسپر گھونسا مارونگا اسکی قوت
کو آزماکر اپنی قوت اس عالم ضعیفی مین دکھاؤنگا بہرام نے پھر کہا مجھے منظور نہین ہی کہ یہ دلاور آپکے
سینہ پر گھونسا لگائے اور آپ اسکی قوت کو آزمائین کیونکہ مجھے یقین ہی آپ ہلاک ہوجائیےگا امیر

ثانی کہین گے کہ ہمارے نامہ بر کو بہرام شیر شکار نے ہلاک کرا ڈالا گیرنگ شاہ نے کہا تم اپنی بدنامی
و رسوائی سے نہ ڈرو امیر ثانی کو کچھ بھی ملال تمسے ہوگا اول تو مین ہلاک ہونگا اور اگر اس سردار کے
گھونسے سے ہلاک ہونگا تو مین بخوشی ہلاک ہوا تمنے مجھے ہلاک نہین کرایا ایسی صورت مین کوئی الزام
تمپر ہوگا بہرام شیر شکار یہ سنکے مجبور ہو کر کہنے لگا اچھا آپ کو اختیار ہی گیرنگ شاہ نے فولاد مشت زن
سے کہا ای بہادر میرے پاس آکے مجپر بقوت تمام گھونسا لگا تجھکو اپنی قوت پر شاید بہت ناز ہی کہ تو بقدمہ
بادشاہون مین و حل دیگر سرداران شاہی ابھی دلیران جہان کی قوت سے آگاہ نہین ہی اگر خدا نے
چاہا تو بعد تیرے گھونسے لینے کے مین بھی تجھپر گھونسا مارونگا اپنی بھی قوت دکھاؤنگا حالانکہ ضعیف ہوگیا ہون
مگر خیر کچھ اپنی بھی قوت دکھاؤنگا فولاد مشت زن نے یہ سنکے بہرام سے عرض کیا حضور نے سنا جو کچھ
گیرنگ شاہ نے کہا اب مجھکو کیا حکم ہوتا ہی بہرام شیر شکار نے کہا اگر گیرنگ شاہ کی یہی خوشی ہی تو انکے کہنے
عمل کرو اپنے ذنگل سے اٹھ کے سینہ گیرنگ شاہ پر بتمامی قوت و بقصد غضب گھونسا مارا بختگان
کیفیت دیکھکر خوش ہوا بیان کرتا ہی کہ جس وقت فولاد مشت زن نے گھونسا مارا گیرنگ شاہ یہ سمجھا
کہ ایک سنگ گران یا گرز گران نہایت زور سے سینہ پر پڑا ہی اس وقت گیرنگ شاہ کا عجب حال
ہوا تھا آنکھین کثرت بیہوشی سے گاہ بند کرتا تھا گاہ کھولتا تھا اور فرط درد سے بار بار اپنے سینہ کو
دونون ہاتھون سے پکڑ لیتا تھا چہرہ کثرت صدمہ درد سے زرد ہوگیا تھا کہ سی پر کسی پہلو بیٹھا نہ جاتا
تھا بہرام شیر شکار کہتا تھا کیون مین نہ کہتا تھا کہ آپ اپنے ارادہ سے باز آئیے آپنے میرے کہنے پر
عمل نکیا برا کیا یہ کہکر حکماے نامی جو دربار مین بیٹھے تھے اُنسے کہا جلد انکا علاج ایسا کرو کہ یہ ہلاک نہون انھون نے
عرض کیا ہم علاج کرنے کو موجود ہین لیکن گیرنگ شاہ کا عجب حال ہی عجب نہین کہ تھوڑی دیر مین ہلاک
ہوجائین یہ کہکے حکما اٹھے گیرنگ شاہ کے قریب آکے اُنکے چہرہ پر نظر کر کے نبض اُنکی دیکھی
نبض کو نہایت ضعیف دیکھی پاکر متردد ہو کر کہنے لگے اب گیرنگ شاہ کا یہان بیٹھنا اچھا نہین ہی انکو
کسی فرش نرم و گرم پر لٹا دینا چاہیے اور مقام صدر کو سینکنا چاہیے اور مومیائی وغیرہ کھلانا چاہیے
اور ایک ضماد ہم ابھی تیار کر کے سینہ پر لگاتے ہین کیا عجب ہی کہ اُس سے بہت جلد تسکین ہو ہنوز حکما
یہ کہہ رہے تھے بہرام شیر شکار نہایت متردد تھا اہل دربار دیکھ رہے تھے اکثر خاموش بیٹھے تھے کچھ
دیکھکر خوش ہوکے مسکراتے تھے خصوص لاجورد شاہ اور صلصال و بختگان اور فولاد مشت زن خوش
و خندان تھے بہرام کی طرف سے منھ پھیر کر ہنستے تھے ناگاہ گیرنگ شاہ نے سر دربار استفراغ کیا
سواے خون کے اور کچھ استفراغ مین نہ تھا اُس وقت گیرنگ شاہ نے اپنی زندگی سے ناامید
ہو کے بہرام سے کہا افسوس مجھ مین اتنی قوت اس وقت نہین ہی کہ مین بھی فولاد مشت زن کے
سینہ پر گھونسا لگاؤن خیر یہ حسرت لیکر دنیا سے جاؤنگا تمسے وصیت کرتا ہون کہ جب مین ہلاک ہوجاؤن
میت میری سرداران لشکر کے حوالے کردینا وہ مجھے غسل و کفن دیکے دفن کر دینگے بعد میرے دفن
کے ایک نامہ تم خدمت امیر ثانی مین ضرور روانہ کرنا تمام حال میرے انتقال کا درج کر دینا اور یہ زرہ
میری اور جملہ مال و اسباب میرا میرے سرداران سپاہ کے ہاتھ میرے فرزند نوجوان مسمی اینزنگ شاہ
کو روانہ کر دینا یہ کہکر خاموش ہوا بہرام نے اپنے ملازمون سے کہا جلد تر گیرنگ شاہ کو

کرسی سے اُٹھا کر فرش نرم پر آہستہ لٹا دو اُنھون نے حکم کی تعمیل کی اور حکمانے گو بہت تدبیرین کین
لیکن کسی تدبیر اور کسی دوا سے گیرنگ شاہ کو صحت حاصل نہوئی بلکہ دمبدم حال اُسکا ابتر ہوتا
گیا آخر کار بعد پہر بھر کے طائر روح اُسکا قفس تن سے نکلکر جانب گلشن جنت روانہ ہوا اُسیدم
بہرام شیر شکار کو صدمہ ہوا اکثر اہل دربار بھی افسوس کرنے لگے لاجورد شاہ وصلصال وخلخال
و بختگان خوش ہوے بہرام شیر شکار نے میت گیرنگ شاہ کی حسب وصیت اُسکے سرداران لشکر
کو بلاکے دیدی وہ میت اپنے بادشاہ کی نالان وگریان اُٹھاکر لشکر مین لے گئے اُس وقت لشکریون
کا گرد میت شاہ حلقہ کرکے ماتم وزاری کرنا اور یہ کہنا کہ ای بادشاہ ہمارے اب ہمین کیا حکم ہوتا ہے
آپ کی تربت پر قیام پذیر رہین یا لشکر امیر مین جائین اور اُنسے جاکے کیا کہین ہائے کس ساعت
بد سے آپ یہان آئے تھے کہ یہان اِس طرح انتقال ہوا جب سب خوب رو پیٹ چکے موافق
کہنے بہرام شاہ کے ہر ایک نے گریہ موقوف کرکے گیرنگ شاہ کو غسل وکفن دیا پھر صندوق
مین میت اُسکی رکھکر فرد دوشالہ سیاہ کی صندوق پر ڈالکر زیر شامیانہ صندوق کو دوش پر اُٹھایا
تمام مردان لشکر گیرنگ شاہ بطور جلوس نالان وگریان آگے آگے چلے اور رو رو کر کہتے جاتے
تھے یہ سواری ہمارے بادشاہ کی آخری ہے اب کاہیکو بادشاہ ہمارا سوار ہوگا اور ہم اُسکے ہمراہ
رکاب چلینگے آج خدمت آخری ہم بجالانے کو زندہ رہے کاش کہ ہم یہ روز بد نہ دیکھتے قبل
اپنے آقا و مالک کے دنیا سے سوے عدم جاتے یہ کہہ کہہ کے روتے تھے جب کچھ اہل اسلام جو ہمراہ
میت کے جانب جاے دفن کیجاتے تھے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرتے تھے جملہ اہل اسلام بنے اختیار
گیرنگ شاہ کے اوصاف اخلاق یاد کرکے روتے جاتے تھے بہرام شیر شکار بھی مع اپنے ارکان
سلطنت واعیان دولت کے ہمراہ جنازہ مذکور جاتا تھا اور محزون تھا اُسکو محزون مغموم دیکھکر ملازم
بھی اُسکے محزون تھے تمام ملک شعبدہ مین اس واقعہ سے سنناٹا تھا ہر ایک شخص رعایا سے
ملک شعبدہ سے آیا تھا اکثر براے سیر وتماشا آئے تھے باین خیال کہ دیکھین میت اہل اسلام کی
کیونکر اُٹھتی ہے اور کیونکر دفن ہوتی ہے اور صدہا مردم بلکہ ہزارہا ساکنان ملک شعبدہ محض یہ خبر سنکے
آئے تھے کہ ہمارا بادشاہ بہرام شیر شکار گیرنگ شاہ کے جنازہ کے ساتھ مقام دفن گیرنگ شاہ
تک جائیگا ہم بھی ساتھ ساتھ اپنے بادشاہ کے چلین اطاعت ومطابعت اپنے حاکم کی کرین اکثر
اشخاص ساکنان ملک شعبدہ بنظر عبرت جنازہ بادشاہ مذکور کو دیکھتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ
زندگی کا کچھ اعتبار نہین دیکھو گیرنگ شاہ نامہ لیکر آیا تھا یہان سے جاتا اُسکو نصیب نہوا جام عمر لبریز
ہوگیا فولاد مشت زن کا سینہ پر گھونسا کھاکے لوہو تھوک کے مرگیا قضا اس بادشاہ کی اسی حیلے
سے آئی ورنہ فولاد مشت زن سے اُسے تکرار کرنا اُسکی قوت کو آزمانا کیا ضرور تھا جو نکہ اجل آگئی
تھی عقل بھی زائل ہوگئی کچھ اپنے حق مین نیکی وبدی کا خیال نکیا باصرار تمام فولاد مشت زن کا گھونسا
اپنے سینہ پر کھایا جسکے صدمہ سے مرگیا افسوس ہزار افسوس قضا اس بادشاہ کو کشان کشان
یہان لائی تھی اُسی سرزمین پر اسکی تقدیر مین مرنا اور دفن ہونا لکھا تھا سرداران لشکر گیرنگ شاہ
ہمراہ جنازہ کے سب سے زیادہ روتے تھے اور کہتے تھے حیف آج ہمارا مالک وقدردان دنیا سے

سوے جنت گیا اب مثل ہمارے آقا کے کون ہماری قدر کریگا غرض سب دوست و دشمن کافر و دیندار
ہمراہ جنازہ گیرنگ شاہ محزون و مغموم و خاموش چلے جاتے تھے کشتیون مین عود و عنبر انگیٹھیون مین
رکھکر یمین و یسار جنازہ کے سلگاتے جاتے تھے دھوان انگیٹھیون سے مانند دود آہ کے ظاہر ہوتا تھا
مردم بے اختیار بے دردی پکارتے جاتے تھے یہ سواری آخری گیرنگ شاہ کی ہے او بے قاعدہ سے جلوہ گر
اس کہنے سے اہل دل بہت روتے تھے خیال کرتے تھے کہ اسی طرح ایک روز ہمکو بھی سوے عدم
جانا ہے یہ تو بادشاہ ذیوقار تھا بعد مرنے کے اسکے جنازہ کے ہمراہ ہزارہا سوار و پیادہ بطور جلوس کے جاتے
ہین نہایت سامان سے جنازہ اسکا اٹھایا ہے نہین معلوم ہماری قسمت مین کیا لکھا ہے کفن و قبر بھی میسر ہوتی ہے
یا نہین یہ خیال کرکے آہ و بکا کرتے تھے اور ہمراہ جنازہ چلے جاتے تھے اسوقت جنازہ گیرنگ شاہ کے ساتھ
ہزار ہا مایہ زمانہ مردمان دیندار و کفار تھے کثرت مردم سے راہ طے کرنا ہر ایک کو دشوار تھا دوستون کا
ذکر کیا ہے ہر ایک کافر بھی محزون تھا جب اسی طور سے سب محزون و مغموم بمقام باغ بہرام شیر شکار پہونچے
بہرام نے سرداران لشکر گیرنگ شاہ سے کہا قبل اسکے میرا ارادہ یہ تھا کہ تمھارے بادشاہ کو ایک
جاے ویران و خارستان مین دفن ہونے دون مگر اب منظور یہ ہے کہ اسی باغ مین درمیان چمنستان کے
قبر کھدوا کے دفن کرون کیونکہ یہ بادشاہ بزرگ و ذیوقار تھا مجھ اس بادشاہ سے ہمیشہ عداوت
نہ تھی ہم افسوس کرتے ہین کہ عبث تمھارے بادشاہ نے ہمارے لشکر کے سردار سے مقابلہ کیا
اور ہمارے کہنے پر عمل نکیا خیر جو اسکے مقدر مین تھا وہ ہوا ہم بے قصور ہین اگر گیرنگ شاہ زندہ
رہتا تو بھی ہم اس سے بدوستی پیش آتے اب بعد اسکی رحلت کے بھی ہم اس سے بدوستی پیش
آتے ہین اپنے باغ مین اسکی قبر بنوائینگے تاکہ ہم قبر کو دیکھتے رہین ایک گنبد بالاے قبر بنوائینگے مقبرہ کی بنا آج ہی ڈال
دیجائیگی ہم نے اس واسطے یہ کہا گیا ہے کہ اس بارہ مین تمھاری کیا راے ہے انھون نے کہا جاے ویرانہ سے تو بہتر
باغ اچھا ہے بہرام نے انکی راے لیکر جملہ سوارون اور پیادون کو بیرون باغ ٹھہر جانیکا حکم دیا جب سب ٹھہر گئے بہرام ہمراہ
جنازہ مذکور خاص خاص لوگون کے ساتھ اندر اپنے باغ کے گیا وہان پہونچکر جنازہ کو ایک جگہ
رکھوا کے چمنستان مین حکم قبر کے کھودنے کا دیا پھر اہل اسلام نے حسب دستور قبر کھودی سرداران
سپاہ گیرنگ شاہ نے غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پر پڑھ کر بہت روکر قبر کے اندر کیوڑا اور گلاب ڈالکر
از حد معطر کرکے میت گیرنگ شاہ کی اپنے ہاتھ سے قبر مین اتاری پھر صندل اور عبیر کے تختون سے
بند کرکے تلقین پڑھ کے بعد گریہ و زاری مٹی قبر مین ڈالی جس بادشاہ کو گرد و غبار سے پرہیز و کراہت
زندگی مین تھی ایسے اپنے ہاتھ انھون نے خاک مین چھپا دیا ہزار ہا من خاک اور مٹی عمداً اسپر ڈالدی
ذرا یہ بھی خیال نکیا کہ ہمارا بادشاہ نازک مزاج اور ضعیف و زار ہے گرد و غبار سے حیات مین اسکو نفرت
تھی اسپر خاک نڈالین مٹی مین اسکا تن نازک و نحیف نہ دبائین جب قبر مین مٹی ڈالکر ہموار کردی گئی
چادر پھولون کی قبر پر ڈالکر اہل اسلام نے پانی چھڑک کر تربت پر ہاتھ رکھکر سورۂ فاتحہ پڑھا بعد
فاتحہ خوانی کے وہ سرداران لشکر گیرنگ شاہ کا رونا قبر سے لپٹنا وہ پانچ سرداران اہل اسلام کا
نالہ و فریاد کرنا کیا لکھا جاے کہ ناظرین دفتر کو صدمہ ہوگا الحاصل جب سب اہل اسلام گیرنگ شاہ
کو دفن کرچکے بہرام شیر شکار نے انھین امر بصبر کرکے کہا تمھارے بادشاہ نے وقت آخر ہمکو یہ وصیت

کی تھی کہ ہماری شمشیر وسپر و دیگر آلات حرب وضرب وزرہ وخرگیب و دیگر مال و اسباب ہمارا ہمارے فرزند نو
نوجوان مسمی شیرنگ شاہ کو بدست سرداران سپاہ وغیرہ بھجوا دینا اور تمام حال میرے انتقال کا بھی
اس سے کہلا بھیجنا اور یہ بھی میری طرف سے بعد دعاے عمر و دولت کے کہلا بھیجنا کہ اے فرزند میرے غم والم
مین صبر کرنا بہرام شیر شکار و فولاد مشت زن سے حتی الامکان مقابلہ نکرنا کیونکہ انھون نے از راہ
عداوت و دشمنی مجھے ہلاک نہین کیا ہے خود مین نے فولاد مشت زن کی قوت دیکھنی چاہی تھی چونکہ
اجل میری اسی حیلہ سے آئی تھی گھونسا فولاد مشت زن کا سینہ پر جو پڑا ایسا صدمہ جانکاہ ہوا
کہ جانبر نہو سکا لہذا اے فرزند تم بر سر انتقام نہونا یہ کہکر انتقال کیا تھا پس تم تمام اسباب مذکور لیکر شیرنگ شاہ
کے پاس جاؤ اور جو مین نے کہا ہے اُس سے کہدو اگر دل بجانے کو چاہے یہین رہو تمھین اختیار ہے انھون
نے کہا جو ہمارے بادشاہ نے وصیت کی ہے اُسے بجا لانا ضرور ہے ہم سب تو یہان نہ رہینگے لیکن چند
کس واسطے جاروب کشی قبر گیرنگ شاہ کے یہان رہینگے صحیفہ ابراہیمی قبر پر پڑھا کرینگے ثواب صحیفہ
موصوف روح گیرنگ شاہ کو بخشا کرینگے بہرام نے کہا بہتر ہے یہ کہکے تمام مال و اسباب طلب کر کے سرداران
مذکور کے حوالہ کیا پھر سب مع بہرام شیر شکار باغ سے باہر آئے ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ اپنے اپنے مقام
قیام پر گیا بہرام بھی اپنی محاسرا مین گیا سرداران لشکر گیرنگ شاہ بعد ... گیرنگ شاہ کے اور تیمار
کرنے مقبرہ گیرنگ شاہ کے وہ اسباب لیکر ہمراہ مردمان سپاہ جانب شیرنگ شاہ روانہ ہوے کچھ اہل
اسلام ملک شعیرہ مین رہے وہ ہمراہ سرداران مذکور کے نگئے لعبد جانے سرداران لشکر گیرنگ شاہ
کے بہرام شیر شکار نے ایک نامہ امیر ثانی کو اس مضمون کا لکھوایا کہ اے امیر ثانی آپ کا نامہ لیکر
گیرنگ شاہ یہان آئے تھے مین نے بعزت و حرمت اُنکو اپنے دربار مین طلب کر کے بٹھایا تھا
ہنوز نامہ آپ کا اُنھون نے مجھے ندیا تھا کہ میرے ایک سردار لشکر سے اُنھون نے برہم ہو کے
کہا مین تیری قوت دیکھنے کا مشتاق ہون تیرے بادشاہ نے تیری قوت کی بہت تعریف کی ہے
لہذا زور بازو اپنا مجھے دکھا اور میری قوت تو بھی دیکھ ہر چند مین نے گیرنگ شاہ سے متواتر کہا
کہ آپ میرے اس سردار سے مقابلہ نکیجیے قوت اسکی نہ آزمایئے لیکن اُنھون نے کسی طرح میرا
کہنا نمانا آخرکار فولاد مشت زن نے اُنکے سینہ پر اُنکے اصرار کرنے سے گھونسا مارا وہ تاب
صدمہ نہ لا سکے تھوڑی دیر مین لہو تھوک کر مر گئے ہمکو اُنکے مرنے کا بہت صدمہ ہوا بعد صدمہ بسیار
مین نے اُنکے سرداران لشکر کو طلب کر کے کہا انھین موافق اپنے طریقہ دین کے دفن کرو اُنھون
نے میرے باغ مین اُنھین دفن کیا ہے اور تمام مال و اسباب اُسکا لیکر اُنکے فرزند شیرنگ شاہ کے پاس
گئے ہین لہذا مین نے اطلاعاً آپ کو لکھا ہے میری جانب سے خیال دشمنی کا نکیجیے گا کیونکہ مین نے اُنسے
ذرا بھی دشمنی نہین کی ہے کچھ اہل اسلام قبر گیرنگ شاہ کی خدمت کے واسطے جو یہان رہگئے ہین وہ میری
اس تحریر کے شاہد ہین اُس واقعہ سے آگاہ کرنا آپکو ضرور تھا اس وجہ سے یہ نامہ آپ کو ارسال کیا گیا
اور جو نامہ آپنے مجھے لکھا تھا وہ گیرنگ شاہ سے مجھے ملا ہی نہین اُسکا جواب مین کیا لکھون نہین معلوم آپنے
اُس نامہ مین مجھے کیا لکھا تھا جب میر منشی نے اسی مضمون کا نامہ لکھا ملفوف کر کے سر نامہ لکھا بہرام
شیر شکار نے سر نامہ پر اپنی مہر کر کے اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کے کہا اے بہادر و تم سب مین کوئی

ایسا بہادر ہی کہ یہ نامہ لیکر شہر اعمالیہ مین پاس امیر ثانی کے لے جاے اُس وقت خونریز رومین تن
اپنی دنگل سے اُٹھ کے دست بستہ کہنے لگا اے بادشاہ ذیجاہ اس خدمت کو یہ نمکخوار بجا لائیگا بہرام
شیر شکار نے خوش ہو کے نامہ اُسے دیکر کہا مین بھی یہی چاہتا تھا کہ تو ہی نامہ لیکر جانب ملک عامل شاہ نہنگ
سے جاے پس جو دل چاہتا تھا وہی ہوا اب یہ نامہ لیکر جلد راہ طی کر کے شہر اعمالیہ مین جا کر امیر ثانی کو دیکر
ادھر آنا دیر نہ لگانا وہ سردار اُسیوقت دربار سے باہر جا کر مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہو کے چالیس ہزار
سوارون کو ہمراہ لیکر جانب شہر اعمالیہ روانہ ہوا جب یہ قطع راہ دور و دراز سرحد شہر اعمالیہ پر پہونچا ہرکارون
نے لشکر اسلام کے اسکے آنے سے امیر ثانی کو آگاہ کیا امیر ثانی نے اُسکے استقبال کے واسطے
چند سرداران لشکر کو روانہ کیا وہ جا کر استقبال اُسکا کر کے اُسے بارگاہ حشامی مین لائے چونکہ اُس روز
بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بارگاہ مذکور مین دربار کیا تھا اس وجہ سے خونریز رومین تن کو بارگاہ مذکور
مین سردار اسکو جب لیکر آئے اُسنے دربار مین آ کے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران لشکر پر نظر کر کے
بہت حیران ہوے بادشاہ موصوف و امیر ثانی کو حسب قاعدہ سلام کیا بادشاہ موصوف و امیر ثانی
نے سلام اسکا باشارہ چشم و ابرو لیکر اسکا بیٹھنے کا کیا وہ موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ دربار مین
ایک کرسی پر بیٹھا اور پھر بنظر غور ہر ایک سردار لشکر اسلام کو دیکھکر دل مین اپنے کہنے لگا کہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام و امیر ثانی کے کیا اچھے اچھے سردار ہین اور کسقدر اُن مسلمانون کو ترقی ہی کہ مقام
حیرت ہی لشکر بیشمار ہی سرداران سپاہ بظاہر سب دلاور و بہادر معلوم ہوتے ہین خصوصاً امیر ثانی نہایت شجاع
معلوم ہوتے ہین ہنوز خونریز مذکور سردارون کو دیکھ رہا تھا دل مین اپنے باتین کر رہا تھا کہ ناگاہ حکم
امیر ثانی سے چند ساقیان خوبرو کشتی شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر لیکر دربار مین آئے اور بحکم امیر ثانی
جام بلورین شراب ناب بھر کر روبرو خونریز رومین تن کے لے گئے اُسنے جام لیکر شراب پی اسی طرح
چند جام ساقیون سے لیکر شراب جب پی چکا اور خوب نشہ شراب کا ہوا بیساختہ عالم نشہ شراب مین پکارا
مین نامہ بردار بہرام شیر شکار بادشاہ ملک شعبدہ امیر نے اُس سے نامہ طلب کیا اُسنے نامہ مذکور
امیر کے حوالے کیا امیر ثانی نے نامہ میر منشی کو دیا اُسنے نامہ کو لفافہ سے باہر نکالکر موافق قاعدہ
بآواز بلند پڑھا بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی نے عبارت نامہ مذکور کی تمام و کمال سُنی نہایت افسوس
کر کے محزون و مغموم ہوے سوا اُنکے تمامی سرداران سپاہ کو گیر نگ شاہ کے انتقال کا ملال ہوا
ہر ایک آبدیدہ ہوا اُسوقت خونریز رومین تن نے امیر ثانی سے عرض کیا اب مین جاتا ہون کچھ جواب
اس نامہ کا دیا جائیگا یا نہین امیر ثانی نے فرمایا اچھا تم جاؤ جواب نامہ کا ابھی کچھ نہ دیا جائیگا آئندہ دیکھا جائیگا
جو مناسب ہوگا کیا جائیگا خونریز یہ سُن کے دربار سے اُٹھ کے بادشاہ و امیر ثانی کو سلام کر کے باہر بارگاہ
کے گیا پھر مرکب پر سوار ہو کے موافق کہنے بہرام شیر شکار کے اُسی وقت ہمراہ اپنے لشکر کے جانب
ملک شعبدہ روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے بادشاہ کی خدمت مین گیا تمام حال دربار بادشاہ لشکر
اسلام کا بیان کیا اور کہا جب نامہ پڑھا گیا تھا سبکو صدمہ و رنج گیر نگ شاہ کے انتقال کا ہوا تھا
چہرہ ہر ایک سردار کا پہلے تو غصہ سے سُرخ ہو گیا تھا پھر آثار حزن صدمہ گیر نگ شاہ مین ہر ایک کے
رُخ پر ظاہر ہوے سکتے مجھکو تو بادشاہ لشکر و امیر ثانی نے جواب نامہ کا کچھ نہین دیا صرف یہی کہا کہ آئندہ

جو مناسب ہوگا کیا جائیگا اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر کو صدمہ ہوا ہے
اور بہت غصہ آیا ہے عجب نہین کہ پھر کوئی سردار روانہ کرین اور وہ انتقام گیر رنگ شاہ کا ہم لوگون
سے لے بہرام نے جوابدیا اول تو مین نے بے قصور ہون نامہ مین لکھدیا ہے دوسرے اُنکے نامہ کا
کچھ جواب نہین لکھا ہے وہ کوئی سردار برائے بیکار روانہ نکرینگے اور اگر کوئی دلاور وہان سے یہان
آئیگا جو مناسب وقت ہوگا دیکھا جائیگا یہان تو بہرام شیر شکار جانب امیر ثانی سے بخوف ہے چندان
خیال جنگ و جدال کا نہین ہے اپنی فوج و سرداران لشکر پر مغرور ہے لاجورد شاہ و صلصال فرو گشتہ مین
لیکن اب حال لشکر امیر کا لکھا جاتا ہے کہ جب خونریز رومین تن دربار سے چلا گیا امیر ثانی نے فرمایا
افسوس گیر رنگ شاہ جو ہمارے پدر ذیوقار کے رفقا سے تھے وہ ملک شعبدہ مین جا کر اس طرح
مر گئے خبر اُنکے انتقال کی بھی پہونچی نہین معلوم گیر رنگ شاہ وہان جا کر کیونکر ہلاک ہوئے بہرام
شیر شکار کافر ہے اُسکی تحریر کا کیا اعتبار ہے عجب نہین کہ اُسی کے اشارے سے اُسکے سردار فولاد
مشت زن نے گیر رنگ شاہ کو ہلاک کیا ہو لہذا اس مقدمہ مین کچھ کرنا ضرور ہے یہ فرما کے ملازمون سے
کہا ابھی حسب دستور جام کلہ عفریت مین شربت لا کر سر دربار رکھدو اُنھون نے حکم کی تعمیل کی امیر
ثانی نے باشارہ بادشاہ لشکر اسلام جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے بآواز بلند یہ کہا کہ اے
بہادران بیعدیل و نظیر تم سب نے سنا کہ گیر رنگ شاہ کو فولاد مشت زن نے گھونسا مارا جسکے سبب سے
اُس بزرگ و بہادر نے خون تھوک کر انتقال کیا ہے لہذا مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی ایسا قوی
و دلاور یہان سے جائے کہ فولاد مشت زن کو ہلاک کرے گیر رنگ شاہ کے خون کا اُس سے
انتقام لے یہ فرما کر امیر ثانی خاموش ہوئے تھے کہ ناگاہ بدیع الزمان نے اپنی جگہ سے اُٹھکر
کہا مین جاؤنگا فولاد مذکور کو مانند موم کے چٹکی سے ملکر خاک مین ملاؤنگا گیر رنگ شاہ کا اچھی طرح
انتقام لونگا امیر ثانی نے اجازت جانے کی دی اُس بہادر نے جام کلہ عفریت سے کچھ شربت
پیا بیڑا اُٹھا کے کھایا بعد ازان بیرون بارگاہ آکے اپنے اہل لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا جبکہ سب مسلح
ہو چکے بدیع الزمان مرکب پر سوار ہوئے سب سردار و غیر سردار بھی مرکبون پر سوار ہوئے ہمراہ
رکاب بدیع الزمان جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئے بدیع الزمان تو جانب ملک شعبدہ
روانہ ہوئے دیکھئے وہان کب پہونچتے ہین اور کیا کرتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب
حال سرداران لشکر گیر رنگ شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب وہ نالان و گریان ملک نیر رنگ شاہ مین پہونچے
اُسے خبر ہوئی کہ میرے والد کے افسران سپاہ مع لشکر فریاد کنان یہان آئے ہین یہ خبر سنکے
متردد ہوکر اپنے سرداران سپاہ کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا جب وہ سردار استقبال
کرکے اُن سردارون کو دربار نیر رنگ شاہ مین لائے سرداران لشکر گیر رنگ شاہ نے نیر رنگ شاہ
کو حسب قاعدہ سلام کیا اُسنے سلام لیکر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ موافق اپنے رتبہ کے بیٹھ گئے بعد انکے
بیٹھنے کے نیر رنگ شاہ نے اُنسے پوچھا سبب تمھارے نالہ و فریاد کرنے کا اور یہان آنے کا
کیا ہے اُنھون نے دیگانون سے اُٹھ کر اشکبار ہوکے تمام حال گیر رنگ شاہ کے انتقال کا مفصل بیان
کیا بعدہ شمشیر و سپر وغیرہ آلات حرب و ضرب و اسپ و دیگر مال و اسباب گیر رنگ شاہ کا نیر رنگ شاہ کو

دیکھکر کہا آپکے والد آنکو یہ وصیت کر گئے ہین کہ میرے رنج والم مین حتی الامکان صبر کرنا اور جہانتک ہو سکے ملک شعبدہ مین نہ آنا میرے خون کا انتقام بہرام شیر شکار سے نہ لینا کیونکہ وہ باعث میری ہلاکت کا نہین ہوا ہے مین نے خود باشتیاق تمام اسکے ایک سردار لشکر مسمی فولاد مشت زن کی قوت دیکھنی چاہی تھی اور اپنی طاقت اُسے دکھانی منظور تھی چونکہ زمانہ حیات کا باقی نہ رہا تھا فولاد مشت زن کے گھونسے سے جانبر نہوا نیرنگ شاہ یہ حال پُر ملال سنکے اور آلات حرب وضرب اپنے پدر کے دیکھکے بے اختیار رونے لگا اہل دربار بھی نالہ وفریاد کرنے لگے محلسرا مین بھی اس خبر سے عورتین رونے پیٹنے لگین ادھر دربار مین نیرنگ شاہ ہمراہ اپنے اہل دربار کے اشکبار وبیقرار تھا تاج سر سے اُتار کر خاک پر ڈال دیا تھا کہتا تھا افسوس اے پدر عالی وقار مین وقت رحلت آپکے پاس نہ تھا آپکی زیارت آخری سے اور آپکے دفن کرنے اور کفن دینے سے محروم رہا وزرا وغیرہ تاج اُٹھا کر سر پر اُسکے بار بار رکھتے تھے اور عرض کرتے تھے اے بادشاہ ذیوقار ہرچند کہ غم پدر واسطے فرزند جوان ولیق وذیقدر کے جان گسل ہے لیکن حتی الامکان اسقدر رنج وغم نکرنا چاہئیے کہ موجب اپنی ہلاکت کا ہوجاوے آپتو آگاہ ہین کہ خاصان خدا نے بڑی بڑی مصیبت اور تکلیفین اُٹھائی ہین بزرگون اور خردون کو اپنی آنکھون کے آگے مرتے دیکھا ہے اور مشیت آلہی سے مجبور ہوکے کچھ اُسکے بارے مین رنج کر کے صبر اختیار کیا ہے آپ بھی اُنھین کی طرح صبر کیجیے جو منظور خدا تھا وہ ہوا ہمیشہ کسی کے بزرگ سر پر سلامت نہین رہتے ہین ایک روز ضرور مرجاتے ہین والدہ کے مرجانے سے فرزند لسیر ہوجاتا ہے اور باپ کی رحلت سے یتیم ہوجاتا ہے یہ صدمہ جانکاہ خاص کچھ آپکے واسطے دنیا مین نہین ہوا ہے ہزارہا سلاطین جہان نے رحلت کی ہے شاہزادے یتیم ہوگئے ہین اپنے اپنے والد کے ماتم مین کچھ روز مغموم رہے ہین بعد ازان مشغول کار سلطنت ہوئے ہین آپتو خلاف اُنکے عمل کرتے ہین گریہ وزاری نالہ وبیقراری ہم نمکخوارون کے سمجھانے سے موقوف ہی نہین کرتے ہین برائے خدا ورسول اب اسقدر نا شکیبائی نکیجیے مشیت آلہی مین جو گذرا تھا وہ ہوا صبر کیجیے کہ مرتبہ صابرون کا بہت بڑا ہے نیرنگ شاہ نے اعیان مملکت وخیرخواہان دولت کے قسم دینے اور سمجھانے سے وہ گریہ وزاری ونالہ وبیقراری موقوف کی اور حکم کیا کہ چالیس روز تک صف ماتم والد بچھائی جاتی ہے مین اُنکے ماتم مین سیہ پوش ہوتا ہون سب اعلے ادنے بھی سیہ پوش ہون اور اس زمانہ تک کوئی شخص رسم خوشی کے ظاہر نکرے شادی وخوشی کسی قسم کی کوئی نکرے نے نوبت ونقارہ وہل ودف کسی شادی بیاہ کو نئی نہ بجاوے بلکہ شادی بھی موقوف رکھے خاص وعام حکم نیرنگ شاہ سے آگاہ ہوے سب سیاہ پوش ہوے یہ خبر نیرنگ شاہ کے چچا کو بھی پہونچی وہ بھی اپنے برادر کے ماتم مین سیاہ پوش ہوا چونکہ ظفر جنگ شاہ عموی نیرنگ شاہ فی زمانہ نیرنگ شاہ ہی کے ملک مین تھا اور اپنی دختر ملکہ بدر جمال کی شادی کیا چاہتا تھا نیرنگ شاہ سے منگنی بھی اُسکی ہوچکی تھی اس واقعہ کے ہونے سے سخت رنجیدہ ہوکر پاس اپنے بھتیجے کے گیا اور سمجھایا کہ اے فرزند جو خداوند عالم کو منظور تھا وہ ہوا اب گریہ وزاری موقوف کرو اُسنے کہا اے عموی نامدار مین آپکو مثل اپنے والد کے جانتا ہون جو آپنے فرمایا ہے حتی الامکان ایسا ہی کرونگا اور بعد گذرنے چالیس روز کے مین یہان سے مع جمعیت سپاہ جانب ملک شعبدہ ضرور

پہونچا

جاؤنگا اپنے والد کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر فولاد مشت زن کو ہلاک کرونگا اپنے والد کے خون کا انتقام لونگا ظفر جنگ شاہ نے کہا اے فرزند میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ جانب ملک شعبدہ نجانا کہ اسمین ایک مصلحت ہے فاتحہ خوانی برادر نہین ہو سکتی پھر وہان جانے سے کیا نفع ہے اگر قبر انکی دیکھی تو نہ دیکھی مطلب ثواب پہونچانے سے ہے شیر رنگ شاہ نے کہا آپ اس مقدمہ مین کچھ نفرمایئے گا مین ضرور جاؤنگا اپنی آنکھون سے قبر والد مرحوم کو دیکھونگا سورۂ فاتحہ انکی قبر پر پڑھونگا آپ منع نہ کیجئے ظفر جنگ شاہ اپنے برادر زادہ سے زیادہ تقریر کرنا بہتر نجانکر خاموش رہا بعد تھوڑی دیر کے شیر رنگ شاہ سے رخصت ہوکر اپنی محلسرا مین گیا اور اپنی زوجہ سے قصد شیر رنگ شاہ بیان کیا اُسنے اور عورتون سے بیان کر کے کہا جانا شیر رنگ شاہ کا یہان سے اچھا نہین ہے مبادا وہان جاکر دشمنون کے ہاتھ سے اُسے صدمہ پہونچے یہ خبر جب تمام محل مین پھیلی ملکہ بدر جمال نے بھی سنی اول تو اُسکو اپنے چچا کے مرنے کا ملال ہوا دوسرے یہ صدمہ ہوا کہ اب شیر رنگ شاہ برادر زادہ میرا کہ جس سے عقد میرا ہونے والا تھا ملک شعبدہ مین جائیگا وہان جاکر اپنے باپ کے دشمنون سے مقابلہ کریگا ان خیالات سے روز بروز دل ہی دل مین رنج کر کے یہ حال ہو گیا کہ مصداق نظم

رنج نے کر دیا یہ حال اُسکا
نہ خود آرائیان نہ آرایش
عار سی زینتون سے آنے لگے
رنج سے رنگ رُخ بدل جاتا
ہاتھ کھینچا حیا سے پھر سر دست
آنکھ سُرمہ سے بھی چرانے لگی
خون دل لب پہ آ کے جمنے لگا
زردیِ رُخ بھی رنج چڑھنے لگی
طاقت دل جواب دینے لگی
جائے آب اشک چشم پُر نم تھا
بیخ غم کے تھی نشہ سے مبہوت
موے سر بر فدا تھی حیرانی
گاہ بیخود تھی گاہ محزون تھی
سبکی باتون سے ہوتا تھا خفقان
چپکی رہتی تھی خستہ حالی سے
ہر کسی سے نظر بچاتی ہوئی
گھر مین اُسکے انیس تھین جو جو
جا بجا مین دیتی تھین ہر بانون پر
درد سر رنج کا نہ خوب نہین

ہو گئی وہ وہی دن مین صورت زرد
خاک مین ملگیا جمال اُسکا
مسکرانا وہ ہنسنا چھوڑ دیا
آئینہ سے بھی منھ چھپانے لگی
میلے کپڑے وہ نہ میل کرنے لگی
چوڑیون کو ہوئی نصیب شکست
خود سری نے بھی پاؤن پھیلائے
طرفہ لاکھے کا رنگ جمنے لگا
رات دن شورش جنونی تھی یہ
بوسے ہونٹون خشکی لینے لگی
لب پہ نالے تھے قہقہون کے عوض
رات دن منھ لگا ہوا تھا سکوت
شرم عزت نہ پاس بدنامی
گاہ لیلی تھی گاہ مجنون تھی
فکر کا اسقدر بڑھا سودا
گفتگو صورت خیالی سے
رہتی تھی بات سُن کے یہ خاموش
جوش حیرت سے رنج تھے سب کو
ہمدم جو کہ اُسکی تھین جا بجا ناز
اس مرض سے نجات جان نہین

آئینہ نے دکھائی رنگت زرد
نہ وہ زینت رہی نہ زیبایش
آشنا لب کو دود دل سے کیا
ذکر غازہ جو ردبرد آتا
اور ہی رنگ مین گذرنے لگے
خودنمائی سے دل چھپانے لگی
ضعف کو زور چلے ہاتھ آئے
روز کم گوئی اُسکی بڑھنے لگی
ٹھنڈی سانسون سے گرم جوشی تھی
بدلے کھانے کے تو غذا غم تھا
شورش آہ چہچہون کے عوض
سرپرست اُسکی تھی پریشانی
بیخودی رنج و محو خود کامی
پہرون رہتی تھی چپکی آئینہ سان
کہ وہ رہتی تھی اپنے جی سے خفا
شرمگین آنکھ شرم کھائی ہوئی
نہ اُسے تھا جواب کا کچھ ہوش
لا نہ سکتی تھین کچھ زبانون پر
اُسکو سمجھاتی تھین وہ اس انداز
اب بھی ہاں آفت اسکو شرکیسہ کرو

دیکھو تم مبتلائے رنج نہو
مانو اب بھی کہا تو بہتر ہے

جان جائیگی ہاتھ آئے گا کیا
ورنہ رسوائی اسکی گھر گھر ہے

سارے عالم مین ہوؤ گی رسوا
ملکہ بدر جمال سب کی باتین سنتی

تھی کسیکو جواب نہ دیتی تھی بلکہ انکی طرف سے منھ پھیر لیتی تھی ہمدمین و انیسین اسے آزردہ دیکھکر خاموش ہوکر اسکے سامنے سے چلی جاتی تھین وہ مبتلائے رنج و الم یعنے ملکہ بدر جمال تنہائی مین روتی تھی نسیم گلرو وزیرزادی کہ ملکہ بدر جمال سے بدرجۂ کمال محبت و الفت رکھتی تھی وہ اکثر خلوت مین کے اسکے پاس جاکر آہستہ سے کہتی تھی اے ملکہ عالم اس رنج و الم سے کیا فائدہ ہے بیکار ابھی سے رنج و غم کرتی ہو بہادر وزرادہ تمھارا جسپر سے تمھاری شادی ہونے والی ہے ابھی تک اپنے شہر مین ہے جانب ملک شعبدہ نہین گیا ہے وزرا امرا یا آپ کی والدہ اور والد سمجھائینگے ملک شعبدہ کے جانے سے باز رکھین گے تم بدستور قبل ہنسو بولو کھانا کھاو باغ کی سیر کرو خدا وہ دن جلد دکھائیگا کہ شادی تمھاری نیرنگ شاہ کے ساتھ ہوگی وہ اسے اپنے حال پر شفیق زیادہ پاکے کہتی تھی کہ نظم

ہے حرام اب تو آب اور دانا
نہ تو بیخودی ہے دل نہ ہوش مین ہے
تو بہت بیقرار باقی ہون
جیب و دامان کے ہاتھ سائل ہین
آہ سوزان کا ضبط بھاتا ہے
ضعف طاقت کی چوری کرتا ہے
کم نصیحت نہین ہے گانی سے
وحشت دل ہے سلسلہ جنبان
گھر نہین کا لا جل خانہ ہے
مرغ جان کو ہے خانہ باغ قفس
چٹکی لگتی ہے شور بلبل پر
تمنے مجھکو جدا ندامت ہے
بی تمھاری تو کچھ عجب ہے جو
کیون جوانی مین گھن لگاتی ہو
اتنا اظہار رنج بھی چڑھ ہے
آج شکوہ فلک کا ہونے لگا
بات کچھ سوچکر کیا کیجے
تم ابھی نادان ہو ویسی ہی مری جان
روز یان سامنا ہے آفت کا
کوئی صاحب کہان تلک سمجھائے
تاکہ منکر نہ کوئی نام دھرے

اپنی حالت پہ آپ حیران ہون
بر مری شوق دید جوش مین ہے
صبر دل طالب اجازت ہے
پاؤن وارفتگی پہ مائل ہین
گریہ طوفان اٹھایا چاہتا ہے
درد دل سینہ زوری کرتا ہے
درد سے ارتباط بڑھتا ہے
طوق و زنجیر پہنون ہے ارمان
دل ہے مشتاق سیر ویرانہ
کنج کمرہ ہے بدتر از محبس
دل ٹھکانے نہین حواس نہین
غرض اک دل ہزار آفت ہے
کتنا دیتی ہو تھوڑی بات کو طول
جان کیون مفت مین گنواتی ہو
سنئیے تو عقل ہے مری حیران
رنج لطف شباب کھونے لگا
دن بدن اے سپہر غدار
عقل کی بات کچھ کرے انسان
تم ابھی سے ہو جان کی دریے
کون تک سکے روز مغز تہی
اتنی ابھی نہین ہے خود کامی

تم ہی بتلاؤ کھاؤن کیا کھانا
کچھ بوہے رنج کچھ پشیمان ہون
دل کو جس وقت آزماتی ہون
شرم کا بھی پیام رخصت ہے
ٹھنڈھی سانسون سے ربط بڑھا ہے
اشک خون رنگ لایا چاہتا ہے
ہے بہت شوق خستہ حالی سے
دل سبق بیخودی کا بڑھتا ہے
تیرہ نظرون مین اب زمانہ ہے
بھاتا ہے وحشیون سے یارانہ
رونا آتا ہے خندۂ گل پر
اقربا کا لحاظ و پاس نہین
بولی بے لطف ہو کے وہ کم گو
کوفت کھانے سے راتدن کے حصول
رنج بیجا بھی کیا مری چڑھ ہے
ابھی کی روز کی گھڑی مری جان
ہو سکے اپنی کچھ دوا کیجے
آدمی سیکھتا ہے عقل و شعور
کارخانہ ہے یہ تو الفت کا
انتہا کا خدا ہی حافظ ہے
اے پری آدمی وہ بات کرے
چاہیے کچھ لحاظ بدنامی

تمکو کیا چاہئین کیا سمائی ہی
سیر کو چلنا صبح تو ہوئے
اتنا غم ہی ابھی سے ای ملکہ
کا ہے سکو دشمنون کی جان بچی
دل اگر خوش ہی تو یہ سب کچھ ہی

کون سی بات دل مین آئی ہی
کر نہ ہلکان اپنے دل کو تو
ڈر یہ ہی آگے ہوگا کیا ملکہ
ابھی کتنے مین درد و غم ملکہ
ہو جو رنجیدہ تم یہ کب کچھ ہی

کھانا کھالے بہانہ یہ لٹو سے
رکھ بُرا ارمان اپنے دل کو تو
رہی حالت جو صبح و شام یہی
وار ہی اچھا نہین الم ملکہ
جب نسیم گل رو نے اس طرح

اُسے سمجھایا کچھ اُسکے دل سے رنج و غم کم ہوا چہرہ پر کسی قدر بحالی ظاہر ہوئی مسہری سے اُٹھکر
بیٹھی وزیرزادی نے اُسے قسمین دیکر کھانا کھلوایا اور کہا ای ملکہ عالم فی الحال براے دفع رنج
و ملال جانب صحراے سبزہ زار براے سیر و شکار چلا کرو دل اپنا بہلایا کرو خداوند عالم سے یہ دعا
کیا کرو کہ جو آرزو و تمناے دلی میری ہی اُسے بر لا حق تعالے تمہارے حال پر رحم کرے گا نیرنگ
شاہ جانب ملک شعبدہ بجاے گئے گا مین نے سُنا ہی کہ اکثر عابد و زاہد و حاجتمند براے حاجت روائی
واسطے دعا کے صحرا مین جاتے ہین وہان برجوع قلب خداوند عالم سے بعد نماز دعا کرتے ہین
تیر دعا اُنکا ہدف مراد پر ہو پہنچتا ہی لہذا ہنگام سحر تم بھی اپنے والدین سے اجازت لیکر صحراے
سبزہ زار مین چلنا سیر بھی کرنا دعا بھی کرنا اگر خدا چاہیگا تو حق مین تمہارے جانب صحرا جانا بہتر ہوگا
ملکہ بدر جمال نے کہا ای نسیم گل رو بھلا والدین مجھکو جانب صحرا کیون جانے دینگے اُسنے عرض کیا
اچھا ہم خود اسکی تدبیر کرینگے یہ کہکے ہنسی دل لگی کی باتین کرنے لگی تمام رات ایسی ہی باتون مین
بسر کی جب صبح ہوئی نسیم گلرو خدمت والدین ملکہ بدر جمال مین گئی پہلے باادب سلام کیا پھر دست بستہ
سامنے کھڑی ہوئی ظفر جنگ شاہ نے پوچھا ای نسیم گلرو کیا تمکو کچھ عرض کرنا ہی اگر کچھ
کہنا ہی تو کہو اُسنے عرض کیا ہماری ملکہ آج کل کچھ پژمردہ خاطر ہین لہذا واسطے شگفتگی خاطر کے
اگر حکم ہو تو آج جانب صحراے سبزہ زار ہم سب اُنکے ساتھ تشریف لیے جائین وہان جاکر سبزہ زار
کی سیر کرین دل اپنا بہلائین بعد سیر کرنے کے شام تک یہان چلے آئین ظفر جنگ شاہ نے
کہا اچھا اگر تفریح طبع منظور ہی تو کیا مضائقہ اُس سے کہو کہ جاے مگر تم سب اُسکے ساتھ
رہنا صحرا مین اُسے تنہا نہ چھوڑنا یہ کہکے باہر محلسرا سے گیا ملازمون سے کہا سامان کرو کہ ملکہ
دختر نیک اختر ہمراہ اپنی تمام انیسون اور جلیسون کے اس وقت جانب صحراے سبزہ زار جائیگی
وہان کی سیر کریگی ملازمون نے سامان کیا محافہ زرین واسطے سواری ملکہ کے اور ڈولیان واسطے
ہمجلیسون اور کنیزون کے دردولت ظفر جنگ شاہ پر لگادی گئین پردہ کا بندوبست کیا گیا نسیم
گلرو اور ملکہ بدر جمال کے ہمراہ محافہ مین بیٹھی اور سب عورتین ڈولیون مین سوار ہوئین کچھ خادم
و خدمتگار و سپاہی ہمراہ سواری کے ہوے جب سواری ملکہ کی بعد قطع راہ صحرا مین پہونچی ملکہ
بدر جمال نے حکم دیا کہ جو ہمارے ساتھ سپاہی وغیرہ یہان آئے ہین یہان سے دور جاکر
کسی گوشہ مین بیٹھین کیونکہ اب ہم یہان سواری سے اُترکر صحرا مین سیر کرینگے ملازم حسب الحکم
اُس جگہ سے دور چلے گئے ملکہ مذکور محافہ سے اُتری نسیم گلرو بھی ساتھ ہی اُسکے سواری سے
اُترکر سب انیسون اور کنیزون سے کہنے لگی کیا ڈولیون مین بیٹھی ہو اب مردوا یہان کوئی نہین ہی

ملکہ ہماری ہمارے ساتھ محافہ سے اترکر صحرا کی سیر کررہی ہی تم بھی اب ڈولیون سے نکلو یہ سنکے سب
عورتین ڈولیون سے اترکر ہمراہ ملکہ بدر جمال کے صحراے سبزہ زار مین سیر کرنے لگین ہنوز ملکہ مذکورہ
سیر سبزہ زار کررہی تھی نسیم گلرو وغیرہ جملہ عورتین ہمراہ تھین چہلین آپس مین ہورہی تھین کہ ناگاہ سامنے
سے ایک درویش اژدہا ظاہر ہوا ملکہ نے تم سے دیکھکر شرم سے نقاب رخ پر ڈالا کہ خیمہ مین
کہ براے راحت و آرام کنیزون نے استادہ کیا تھا چلی گئی جب ملکہ نے دیکھا کہ فقیر مذکور اس طرف
چلا آتا ہی کنیزون سے کہا اس فقیر کو منع کرو کہ ادھر نہ آئے ورنہ پچھتائے گا جان سے مارا جائیگا
کنیزون نے حسب الحکم ملکہ بدر جمال اس فقیر سے پکار کر کہا خبردار اے فقیر ادھر نہ آنا ورنہ پچھتاے گا
قتل کیا جائیگا کیونکہ یہان ہماری ملکہ براے سیر و شکار تشریف لائی ہین نامحرم سے سامنا کرنا انھین
منظور نہین ہی فقیر نے ہنسکر جواب دیا مین تمھاری ملکہ سے اور تمسے نہین ڈرتا ہون ہرگز تمھارا
کہنا نمانونگا یہ کہکے آگے بڑھا ہم جلیسون اور کنیزون نے گھبراکر ملکہ سے عرض کیا حضور وہ
فقیر موا موڈی کاٹا لنگوٹی باندھے کچھ گھوسے بخوف و خطر اسی طرف چلا آتا ہی کسی کا کہنا نہین مانتا ہی
کہتا ہی مین تمھاری ملکہ سے اور تمسے نہین ڈرتا ہون ہرگز کسی کا کہنا نمانونگا اسی راہ سے جاؤنگا
ملکہ مذکورہ یہ سنکے بدرجہ کمال برہم ہوئی کہا معلوم ہوتا ہی کہ اس فقیر کی قضا سے آئی ہی یہ کہکے خیمہ سے
نکلکر تیر چلہ کمان مین جوڑکر سینہ فقیر مذکور کا تاک کر کمان کو کھینچا تیر کمان سے چھوٹ کر جانب فقیر
چلا تھا ہنوز قریب اُس کے نہ پہونچا تھا کہ اُسنے کچھ پڑھ کے جانب تیر اپنی اُنگلی سے اشارہ کیا
فی الفور وہ تیر مانند شمع کافوری یا مثل خار و خس جلکر خاک ہوکے گر پڑا ملکہ و جملہ عورتون کو یہ دیکھکر
حیرت ہوئی کنیزین و انیسین ملکہ کے کثرت خوف سے کانپنے لگین بعضی عورتین چیخنے چلانے
لگین کوئی کہنے لگی یہ فقیر نہین ہی کوئی آسیب ہی اس سے جان کا خوف ہی خدا ہماری ملکہ کو
اسکے شر سے بچاے اس صحرا سے ملکہ ہماری اور ہم سب صحیح و سلامت اپنے گھر جائین عہد
کرتے ہین کہ اب کبھی ہم ملکہ کو صحرا مین نہ لائینگے ابھی سب عورتین شور و غل کررہی تھین اور خوف
سے اُس فقیر کے ڈر رہی تھین ملکہ بھی رُخ پر نقاب ڈالے ششدر کھڑی تھی نسیم گلرو بھی
پہلوے ملکہ مین حیران و پریشان جانب فقیر نگران تھی ارادہ کرتی ہی کہ صحرا سے ملکہ کو لیکر کسی طرف
بھاگ جاے پا فرام دلارزان ملکہ کو پکارے کہ یکایک وہ فقیر قریب آیا اور کہا اے ملکہ بدر جمال
تمنے مجھے تیر مارا مین نے اُسے جلا دیا تمنے مجھسے دشمنی کی مین تمسے دوستی کرتا ہون تمھین ہدایت
کرتا ہون کہ بے سمجھے کسی پر ارادہ ظلم کرنے کا نکیا کرو مظلوم کی آہ سے ڈرا کرو تیر آہ بآسمان سے
خوف کیا کرو کہین ایسا نہو کہ دوسری بلا مین مبتلا ہو جاؤ ایک بلا مین تو مبتلا ہوکے یہان آئی ہو
عوض دعا کے فقیر کو تیر مارتی ہو تمھارا حال مجھپر ظاہر ہی جس صدمہ مین تم مبتلا ہو ملکہ تو اُسکی
تقریر سنکے مثل تصویر بے حس و حرکت ہوئی حیران نہایت ہوئی لیکن نسیم گلرو نے کہا اے
درویش تمھاری تقریر سے ثابت ہوا کہ تم درویش کامل ہو صاحب کمال ہو ہم سب کے حال
سے آگاہ ہو خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب ملکہ ہماری پھر کبھی کو نہ ماریگی تم انکے حق مین دعا سے بد نکرنا
اُسنے کہا مین تمھاری ملکہ کا خیر خواہ ہون بھلا مین انکے حق مین کیا دعاے بد کرونگا نسیم گلرو نے

کہا اگر تم ملکہ عالم کی خیر خواہ ہو تو کچھ ملکہ سے نیکی کرو ہماری ملکہ کو ایک صدمہ ہی اُس صدمہ کو اپنی دعا سے
دفع کرو اور اپنے حال سے آگاہ کرکے بتاؤ کہ کہان سے آتے ہو کہان جانے کا ارادہ ہی اور یہ بھی بتاؤ
کہ ہماری ملکہ کو کیا صدمہ ہی فقیر نے جواب دیا اے نسیم گلرو آگاہ ہو کہ نام مجھ درویش کا پہلے تو کچھ اور تھا مگر اب
سبب مجکو عریان شاہ کہتے ہین بوجہ ریاضت و یاد الٰہی اور اپنے مرشد کی خدمتگذاری سے دل میرا کچھ ایسا
صاف ہو گیا ہی جب کسی کے حال کو دریافت کرنا چاہتا ہون من جانب اللہ ایک ایسی قوت علمی پیدا ہو جاتی
ہی کہ میرے آئینہ دل پر تمام حال دلی اُسکا ظاہر و روشن ہو جاتا ہی جب تمھاری ملکہ نے مجھے تیر مارا
تھا مین نے دریافت کرنا چاہا تھا پس عنایت الٰہی سے یہ حال تمھاری ملکہ کا ظاہر ہوا ہی کہ اپنے چچازاد
برادر مسمی شبرنگ شاہ کے عقد مین آنے والی تھین وہ جانب ملک شعبدہ برائے انتقام خون پدر
جانے والا ہی انکو اُسکا جانا منظور نہین ہی اسی صدمہ مین یہ مبتلا ہی یہان برائے سیر و شکار آئی ہی
واقعی صدمہ اُنکو بہت ہی اور صدمہ کرنا اُنکا بجا ہی کہ شبرنگ شاہ اگر بغیر تدبیر حفاظت اپنی جان کے
ملک شعبدہ مین جائیگا تو وہان سے زندہ پھر کر نہ آئیگا کیونکہ ملک شعبدہ مین ہزارہا شعبدہ
باز و ساحران نابکار ایسے ایسے ہین کہ جنکے شعبدہ سحر سے جانبر ہونا ممکن ہی نہین ہی وہان کیسا ہی کوئی
جری و بہادر شجاع و دلیر جائیگا تو کچھ زور اُسکا کام نہ آئیگا ہان ایک تعویذ جو مین دون اُسکو اپنے بازو پر
باندھ کر ساکنان ملک شعبدہ سے اگر مقابلہ کریگا تو آپ بفضل خدا سے مظفر و منصور ہوگا ہر ایک شریر
و دشمن کے شعبدہ و سحر سے محفوظ رہیگا یہ کہکر ایک تعویذ لکھکر نسیم گلرو کو دیا کہ یہ تعویذ اپنی ملکہ کو
دیدے اور اُنسے کہدے کہ جب شبرنگ شاہ جانب ملک شعبدہ جانے لگے ضرور یہ تعویذ تم اُسکے
بازو پر باندھ دے بھول نجائے یہ کہکے نسیم گلرو سے کہا مین ملک شعبدہ سے اس طرف بحکم مرشد
آیا ہون شاید میرے مرشد نے خاص تمھاری ملکہ کے دفع رنج و صدمہ کے واسطے مجھے اس طرف
بھیجا تھا حسب خواہش مرشد بجا لایا مین اب یہان سے جب خدا چاہیگا جانب عدم جاؤنگا کہ جانا وہان کا
ضرور ہی ہمیشہ دنیا مین رہنا ہی دنیا یہ تو ایک سرا ہی برائے چندروز یہان مقیم ہون اور مجھپر کیا موقوف ہی
ذیحیات کا یہی حال ہی یہ کہکے درویش مذکور یا حق یا معبود کہتا ہوا ایک طرف روانہ ہوا نسیم گلرو
نے وہ تعویذ ملکہ بدر جمال کو دیکر عرض کیا ہی ملکہ مبارک ہو کہ خدا نے تمھارے حال زار پر رحم
کیا اس درویش کامل نے تعویذ دیا اب خوش و مسرور ہو رنج و صدمہ ذرا بھی نکرو اگر شبرنگ شاہ
جانب ملک شعبدہ اس تعویذ کو بقول درویش عریان شاہ اپنے بازو پر باندھ کر جائیگا تو جملہ
اپنے دشمنون پر غالب ہو کے زندہ و سلامت وہان سے اپنے شہر مین واپس آئیگا تمھاری
شادی اُسکے ساتھ ہوگی حسرت و آرزو سے دلی نکلے گی اب شہر سے نزدیک اس صحرا مین ایکدم
بھی قیام نکیجیے در مطلب ہاتھ آگیا ہی یہان سے اپنے گھر چلئے شکر خدا کیجیے کیونکہ خداوند عالم نے
تمھارے حال پر بڑا فضل و کرم کیا ہی ملکہ بدر جمال نے مسکرا کر تعویذ مذکور لیکر کہا اچھا یہان سے
چلو نسیم گلرو نے کنیزون سے کہا سامان یہان سے چلنے کا کرو خدام وغیرہ ملازمون کو آگاہ کرو
کہ اب ہمراہ ہمارے یہان سے چلین کنیزون نے حکم کی تعمیل کی ملکہ وغیرہ تمام عورتین اسی طرح
سوار ہوئین کہارون نے محافہ وغیرہ اپنے دوش پر اُٹھایا خدام محافہ ملکہ کے ساتھ ہوے سواری

ملکہ کی چلی بعد قطع راہ ملکہ بدر جمال مع تمام عورتون کے اپنے مکان مین پہونچی اُس روز سے ملکہ بدر جمال
خوش رہتی تھی کبھی اس خیال سے محزون و مغموم بھی ہوتی تھی کہ نہین معلوم جو تعویذ درویش نے دیا ہی برا اثر ہی
یا نہین ہی غرض اسی خوشی وصدمہ مین وہ زمانہ آیا کہ گیر نگ شاہ اپنے والد کی فاتحہ خوانی چہلم چالیسے سے
فارغ ہوا پوشاک سیاہ تن سے اُتاری تمام مردمان شہر نے لباس ماتمی اُتارا جب گیر نگ شاہ کا چالیسوان
ہو چکا نیرنگ شاہ نے اپنے سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ تمام مردمان سپاہ سے کہدو کہ بعد گذرنے
اس شب کے وقت سحر مسلح ہو کر یہان سے جانب ملک شعبدہ چلنے پر تیار رہین سردارون نے حکم
کی تعمیل کی بعد اُسکے نیرنگ شاہ نے اپنے وزرا سے کہا سامان سفر جو چاہیے ہی بخوبی موجود مہیا کرو
صبح کو یہان سے سوے ملک شعبدہ کوچ کرینگے وزرا نے حسب الحکم سامان کیا صبح کو نیرنگ شاہ
اپنے بزرگون سے رخصت ہو کے خصوص اپنی والدہ اور اپنے چچا ظفر جنگ شاہ سے رخصت ہو کے
چاہتا ہی تھا کہ محل سرا سے برآمد ہو ناگاہ دیکھا کہ نسیم گلرو سواری سے اُتر کر آبدیدہ روبرو آئی اور سلام
کر کے سامنے کھڑی ہوئی نیرنگ شاہ نے کہا ای نسیم گلرو کیون محزون ہو عرض اشکباری کے
ہمارے حق مین دعا کرو کہ خداوند عالم ہمکو ہمارے دشمنون پر فتحیاب کرے یہ کہکے کچھ خیال کر کے
خود بھی اشکبار ہوا اُس وقت نسیم گلرو نے اشارہ سے عرض کیا حضور مجھے کچھ تنہائی مین عرض کرنا ہی
نیرنگ شاہ نے کہا تم ایسے وقت یہان آئی ہو کہ مین جانے والا ہون نہین معلوم اس وقت تم کیون
آئی ہو تمہارے آنے سے مجھے کیا کہون کیا خیال آگیا خیر تخلیہ مین چلو جو کچھ کہنا ہی کہو یہ کہکے مقام خلوت
مین گیا نسیم گلرو بھی وہان گئی نیرنگ شاہ نے پوچھا سبب تمہارے آج یہان آنے کا کیا ہی بیان
کرو اُسنے عرض کیا حضور کی سواری جانب ملک شعبدہ جاتی تھی مین نے اپنے دل مین کہا نہین معلوم حضور
کب وہان سے تشریف لائین مین ایک نظر جا کر دیکھ لون نیرنگ شاہ نے اُسکی تقریر سُن کے پوچھا
کہو تمہاری ملکہ کا مزاج کیسا ہی افسوس جو ہمارے دل مین آرزو تھی وہ بر نہ آئی دیکھیے مقدر مین کیا
لکھا ہی ملک شعبدہ مین جاتے ہین وہان سے پھر کر آنا ہوتا ہی یا نہین تم ہماری طرف سے اپنی
ملکہ سے کہنا کہ قسمت سے مجبور رہین یہان سے سوے ملک شعبدہ جاتے ہین تمکو حوالہ خدا و رسول
کیے جاتے ہین اگر وہان سے زندہ پھر کر یہان آئے تو جو حسرت دل مین ہی اُسے نکالینگے ورنہ اپنے پدر
کی قبر کے برابر ہم بھی مر کر دفن ہونگے ہاے افسوس شادی ہونا تو کیسا اور وصل ملکہ میسر ہونا تو کجا ہمنے اچھی طرح
چہرۂ زیبا ملکہ کا کبھی نہین دیکھا تقدیر نے نچاہا کہ ہم روز عقد وقت آرسی مصحف کے رُخ پر نور ملکہ کا آئینہ مین معاینہ
کرتے افسوس ہزار افسوس یہ حسرت لیکر دنیا سے جائینگے یہ کہکر بہت اشکبار ہوا نسیم گلرو نے عرض
کیا مین حضور کی خیر خواہ ہون مردانہ جانبازی کرتی ہون شاید میری تدبیر سے آپ ملکہ کو دیکھ لین کہ
حسرت آپکے دل مین باقی نرہے نیرنگ شاہ یہ سُنکے خوش ہو کر کہنے لگا ای نسیم گلرو اگر تو مجھے صورت
ملکہ کی دکھا دے تو بڑا مجھپر احسان کرے مگر مین خیال کرتا ہون کہ تو کیونکر ملکہ تک مجھے لیجائیگی اُسنے
عرض کیا آپ کسی حیلہ سے باغ مراد مین تشریف لائیگا مین یہان سے جا کر ملکہ کو کسی بہانہ سے باغ
مراد مین لیجاؤنگی بارہ دری مین بٹھاؤنگی آپ اُنھین دیکھ لیجیے گا نیرنگ شاہ تو اُسکی گفتگو سُن کے
سمجھا کہ جو یہ کہتی ہی اب یہان سے جا کر کریگی مگر اس حال سے بیخبر تھا کہ خود ملکہ بدر جمال

باغ مرادمین آئی ہر نسیم گلرو کی منتین کرکے اسواسطے یہان بھیجا ہر کہ میرے ابن عم کو کسی تدبیر سے
مجھ تک لے آ غرض نسیم گلرو نیرنگ شاہ سے جلدتر رخصت ہوکے سوے باغ مذکور گئی اور بہ
خدمت ملکہ مین جاکر کہنے لگی ای ملکہ جس واسطے آپنے مجھے بھیجا تھا وہ کام ہوا سب کے سامنے نیرنگ شاہ
سے کیونکر کچھ باتین کرتی ملکہ یہ سن کے کثرت رنج سے رونے لگی اور کہنے لگی ای نسیم گلبر فہم دعو
کرتی تھین کہ مین خیرخواہ وجان نثار ہون تمنے تواس وقت مجھسے نیکی وخیرخواہی نکی اسنے جواب دیا
آپ یہان بیٹھی رہین مین پھر دعا کرتی ہون اور آپ بھی دعا کیجیے شاید نیرنگ شاہ ادھر آ نکلے چونکہ
نسیم گلرو دانا وعاقلہ تھی اس وجہ سے دفعتاً خبر خوشی کہنا بخیال شادی مرگ مناسب نہ سمجھی اور ایسی
تقریر ملکہ سے جاکر کی کہ اسکو از حد خوشی ہو نہ اسقدر صدمہ ہو کہ ہلاک ہو جاے الحاصل آمدم بر سر
مطلب جب نسیم گلرو نیرنگ شاہ سے وعدہ ملکہ کے دکھا دینے کا کرکے باغ مرادمین آئی بعد
تھوڑی دیر کے نیرنگ شاہ محلسرا سے برآمد ہوا وزرا امرا وغیرہ اہل دربار نے حسب قاعدہ سلام کیا
اسنے سلام لیکر پوچھا سب سامان تیار ہے وزرا نے عرض کیا سب سامان مہیا وموجود ہی لشکر تیار ہی
فقط حضور کے برآمد ہونے کے ہم سب منتظر تھے بسم اللہ سوار ہوکر جانب ملک شعبدہ تشریف
لے چلیے نیرنگ شاہ نے تخت پر بیٹھکر وزیراعظم کو قریب اپنے بلاکر اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر
اسے بٹھا کر اہل دربار سے کہا دیکھو مین نے اسکو تمہارے سامنے تخت حکومت پر بٹھا دیا ہی تم
سب مانند میرے اسکی اطاعت کرنا تاوقتیکہ مین ملک شعبدہ سے یہان آؤن سبھون نے عرض
کیا جو حکم ہوا ہی ہم سب ایسا ہی کرینگے نیرنگ شاہ نے وزیر کو تخت پر بٹھا کر تخت حکومت سے
اٹھکر کہا تم سب ابھی یہین بیٹھے رہو میرے ساتھ نہ چلو مین باغ مرادمین جاتا ہون وہان سے تھوڑی
دیرمین آؤنگا بعد ازان سوار ہوکے جانب ملک شعبدہ جاؤنگا اس وقت باغ مین اس وجہ سے
جاتا ہی کہ اس باغ مین شجر خوشنما بھی ہین انکو بہت دوست رکھتا ہون گل اسکے بہتر گلہاے باغ ارم
سے جانتا ہون اور ثمر اسکے میوہ جنت سے لذیذتر خیال کرتا ہون قد اس درخت کا قد حوران جنان
سے اچھا جانتا ہون غرض وہ درخت باغ مرادمین گویا ایک نہال آرزو ہی مجھے بہت ہی مرغوب ہی
چونکہ جانب ملک شعبدہ اس وقت ارادہ جانے کا ہی نہین معلوم وہان سے پھر یہان آنا ہو یا نہو
لہذا اس درخت کو ایک نظر دیکھ آؤن گلے اس سے مل آؤن رخصت اس سے ہو آؤن سبھی نے
عرض کیا بسم اللہ حضور تشریف لیجائین نیرنگ شاہ نے دربار سے باہر جاکے ایک مرکب پر سوار ہوکے
جملہ سرداران سپاہ وغیرہ سے کہا تم سب مع تمامی اسباب کے یہان سے روانہ ہوکے صحرا ے
لالہ زار مین پہونچکر قیام کرنا میرے آنے کا انتظار کرنا عجب نہین کہ مین تھوڑی دیرمین باغ مراد
سے روانہ ہوکے سوے صحراے لالہ زار آؤن حسب الحکم جملہ سرداران لشکر ومردان سپاہ
وغیرہ مع تمامی اسباب جنگ وبارگاہ وخیام وغیرہ کے روانہ ہوگئے بعد ان سب کے جانے کے
نیرنگ شاہ مرکب پر سوار ہوکے یکہ وتنہا سوے باغ مراد روانہ ہوا ادھر باغ مرادمین ملکہ بدرجمال
نسیم گلرو سے شکایت کرکے آزردہ خاطر بیٹھی تھی چلمین اٹھوا دی تھی دروازے بارہ دری کے
کھلے ہوے تھے آبدیدہ ورنجیدہ بیٹھی ہوئی جانب باغ نگران تھی اور بہ رجوع قلب درگاہ خدامین

یہ عرض کر رہی تھی کہ خداوندا واسطہ تجھکو اپنے بندگان خاص کا میرے ابن عم کو اس باغ مین بھیج دے
تو قادر ہی ہر شی کا پھر چاہتی ہون کہ اس وقت ایک نظر اُسے دیکھ لون اور تعویذ عطیہ درویش عریان
شاہ کا اُسے یدون تا کہ وہ تیرے فضل و کرم سے اور برکت تعویذ مذکور سے شر دشمنان سے محفوظ
رہے ہنوز ملکہ بدرجمال درگاہ رب ذوالجلال مین آہستہ آہستہ بگریہ وزاری دعا کر رہی تھی نسیم گلرو
ہنس ہنسکر کہتی تھی اے ملکہ عالم مجھے یقین ہے کہ دعا تمھاری جلد قبول ہوا چاہتی ہے نیرنگ شاہ آیا ہی چاہتا
ہے ناگاہ دربار باغ سے نیرنگ شاہ مرکب سے اُترکر اندر باغ کے آیا نسیم گلرو نے اُسے دیکھکر کہا لو ملکہ
مبارک ہو دعا تمھاری قبول ہوگئی باغ مرادین مراد دلی تمھاری بر آئی جو تمنے کہا تھا وہی ہوا ملکہ بدرجمال
نے نیرنگ شاہ کو دیکھکر خوش ہو کے کثرت شرم وحیا سے خود ہی اپنے ہاتھ سے پردہ چلمن کا چھوڑ دیا
دروازہ بھی بند کرلیا اتنی دیر مین نیرنگ شاہزادہ قریب بارہ دری پہونچا اُس وقت نسیم گلرو
جملہ ہمنشین وجلیسین ملکہ کی برائے استقبال تا در بارہ دری بصد شرم وحیا مسکراتی ہوئین گئین اور شاہزادہ
موصوف کو اُس جگہ لائین جس بارہ دری مین ملکہ بدرجمال پس پردہ بیٹھی تھی جب نیرنگ شاہ وہان پہونچا
نسیم گلرو نے بالائے مسند زرین بٹھایا اور عرض کیا اس وقت حضور یہان کہان تشریف لائے کیا
سبب یہان تشریف لانے کا تھا نیرنگ شاہ نے اسکی تقریر سمجھ کے جواب دیا کہ اس وقت مجھکو
یہان تمنائے دیدار ملکہ لے آئی ہے چاہتا ہون کہ ایک نظر اُنھین دیکھ لون اور کچھ باتین بھی
اُنسے کرلون کچھ تو حسرت دل نکال لون مبادا پھر زندہ یہان آنا ہو یا نہو دل مین تو میرے عجیب عجیب
حسرتین ہین اُنھین اس وقت روبرو سے ملکہ کیا بیان کرون کہ شرم مانع ہے لیکن بیان کرنا ضرور یہ ہے
کہ اگر اور حسرتین اس فلک تفرقہ انداز کے ظلم وجفا سے نہ نکلین تو صرف یہی حسرت دل کی نکلجائے
کہ مین ملکہ سے کچھ باتین کرلون اور اُنھین دیکھ لون یہ کہکے آبدیدہ ہوا نسیم گلرو نے عرض کیا اس سے
بہتر کیا کہ ایسے وقت مین آپ یہان تشریف لائے ملکہ سے وداع ہونا ضرور تھا اگر آپ تشریف نہ لاتے
تو مین شکایت کرتی یہ عرض کرکے ملکہ سے کہنے لگی اے ملکہ عالم ہرچند کہ آپ کو فی الحال ایسے باتین کرنا
اور انکے سامنے ہونا لازم نہین ہے مگر خیال تو کیجیے کہ یہ آپ کی محبت سے یہان آئے ہین اور اب جانب
ملک شعبدہ اپنے دشمنون اور اپنے پدر مرحوم کے قاتلون سے لڑنے کو جاتے ہین خدا معلوم کیا
ہو یہ اُنپر غالب ہون یا خدانخواستہ وہ انپر غالب ہون کسکی فتح ہو کسکی شکست ہو انکا پھر یہان
آنا ہو یا نہو لہذا ایسے وقت مین شرم وحیا وحجاب کو بالائے طاق رکھیے انکی حسرت دلی جو انھون
نے بیان کی ہے نکال دیجیے ایسے کچھ باتین کیجیے پردہ کیجیے چہرہ پر نور اپنا انھین دکھا دیجیے ملکہ
نے تنک کے بغیظ وغضب سے اُسکی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ دور ہو او بیحیا مانند اپنے مجھے بھی
بے شرم بیحجاب جانتی ہے مجھسے کبھی ایسی بیحجابی نہو گی نسیم گلرو غضب ملکہ سے سمجھ گئی کہ ہم سب کے
سامنے یہ نیرنگ شاہ سے ہمسخن نہو گی لہذا یہان سے علحدہ چلے جانا مناسب ہے یہ سوچکر جملہ
عورتون سے باشارہ کہا اس وقت یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب نسیم گلرو کے اشارہ سے ہر حیلہ و
بہانہ سے اُٹھکر بارہ دری سے باغ مین گئین نسیم گلرو بھی وہان سے ہٹ گئی مگر بارہ دری کے پیچھے
ہٹی ایک در کی آڑ مین چھپکے کھڑی ہو کے نیرنگ شاہ سے باشارہ کہا اب آپ ملکہ کو منائیے

نیرنگ شاہ نے اشارہ نسیم گلرو سے ملکہ سے مخاطب ہوکے کہا کیون صاحب کیا ہمسے بات بھی نکروگی چہرہ بھی اپنا
ہمین ندکھاؤگی شرم وحجاب ہی کروگی تمکو تو ایسے وقت مین ہم سے اسقدر شرم وحجاب کرنا لازم
نہین ہی آئندہ تمکو اختیار ہی ہم زیادہ کچھ نہین سکتے ہین اور نہ تمپر جبر کرسکتے ہین مگر اتنا کہے دیتے ہین
کہ یہ وقت ملاقات غنیمت ہی دیکھو ہمارے دل کو صدمۂ بیحد ندو نہین معلوم پھر ہمسے ملاقات ہو یا نہو
ہر چند کہ حجاب وشرم تمھین مانع سخن ہی لیکن اس وقت تو یہان سوا میرے اور کوئی نہین ہی نسیم گلرو
وغیرہ سب عورتین چلی گئین ہین تخلیہ ہی ملکہ بدر جمال نے تمام تقریر نیرنگ شاہ کی سن سکے آبدیدہ
ہوگئے آہ سرد کی چاہا کہ نیرنگ شاہ سے ہم سخن ہو مگر شرم حیا اجازت نہین دیتی ہی جب نیرنگ شاہ
نے دیکھا کہ ملکہ بدر جمال ہم سخن نہین ہوتی ہی شرم سے خاموش ہی اُس وقت نہایت عاجزی سے
بہت سی قسمین دیکر کہا اے ملکہ اب تم عدم کا سفری تصور کرو جو کچھ باتین کرتا ہون کرلو ملکہ بدر جمال نے قسمون
کے دینے سے مجبور ہو گئے آہستہ سے کہا مین بدقسمت کیا باتین کرون تمھارے کہنے سے بے شرم
ہوکے ہم کلام ہو چکی آواز اپنی تمھین سُنا چکی حسرت تمھارے دل کی نکال چکی اب تم جاتے ہو خیر خدا
حافظ جو ہمارے مقدر مین تھا وہ ہوا اور اب جو تقدیر مین لکھا ہی وہ ہوگا دیکھئے زندگی اپنی کس خرابی سے
بسر ہوتی ہی یہ کہکے بے اختیار آہ وبکا مین مصروف ہوئی اور نیرنگ شاہ بھی بے اختیار رونے لگا
نسیم گلرو نے پس در سے تمام باتین دونون کی سن کے تاب ضبط نہ لاکے قریب ملکہ آکے پردہ درمیان سے
اُٹھا دیا نیرنگ شاہ نے رُخ ملکہ بدر جمال کو دیکھا اُسنے نسیم گلرو کو کلمات سخت کہکے ڈوپٹہ سے
منھ اپنا چھپایا پھر ارادہ کیا کہ وہان سے اُٹھکر کسی گوشہ مین جاکے نہان ہو اُس وقت نیرنگ شاہ
کی خوشامد اور نسیم گلرو کے ہاتھ جوڑنے اور قدم پر سر رکھنے سے مجبور ہوکے اپنے ارادہ سے باز رہی
نسیم گلرو نے کشتی شراب کی مع ساغر بلورین کنیزون سے طلب کرکے سامنے ملکہ کے رکھ دی اور
دست بستہ عرض کیا اے ملکہ ہماری خاطر سے اپنے ہاتھ سے جام مے نیرنگ شاہ کو دو اور آج انکو یہان سے
بجانے دو مین بزم طرب آراستہ کرتی ہون یہ روز اور شب بعیش وعشرت بسر کرو تم انکو شراب پلاؤ
یہ تمھین شراب پلائین تم انکو جی بھر کے دیکھ لو یہ تمکو دیکھ لین اور دونو باہم باتین بھی کرلین جب خدا چاہیگا
اور حسرت بھی دل سے نکلے گی یہ کہکے جلدی سے بزم طرب آراستہ کی ایک رقاصہ حاضر ہوکے روبرو ملکہ کے
رقص کرنے لگی ملکہ نے نسیم گلرو کے عاجز کرنے سے جام مے سے بھر کے مُنھ پھیر کر نیرنگ شاہ کو
دیا اُسنے جام لیکر خوش ہوکے شراب پی پھر خود شراب سے جام بلورین کو مملو کرکے ملکہ کو دیا
بعد بصد انکار جام لیکر شراب ارغوانی پی لی جب ملکہ کو نشہ ہوا وہ حجاب باقی نرہا بعد میکشی کے نیرنگ شاہ
اور ملکہ جانب رقاصہ متوجہ ہوکے رقص ونغمہ سے اُسکے خوش ہونے لگے اور باہم سخن تازہ بتازہ کے
ہونے لگے جب وہ روز وشب اسی عیش وعشرت ودید جمال مین بسر ہوئی روز دوم ہنگام سحر نیرنگ شاہ
ملکہ بدر جمال سے رخصت ہوکے سوے ملک شعبدہ جانے لگا اُس وقت باہم دونون کا رونا اور
سخن ہاے حسرت ویاس زبان پر لانا کیا لکھا جاے بعد گریہ وزاری بسیار کے ملکہ بدر جمال نے
وہ تعویذ عطیہ عریان شاہ کا بطور امام ضامن کے نیرنگ شاہ کے بازو پر باندھ دیا اور تمام حال
تعویذ کے دستیاب ہونے کا ظاہر کیا نیرنگ شاہ تعویذ ملنے سے خوش ہوکے ملکہ سے رخصت

ہوکے مرکب پر سوار ہوکے جانب صحرائے لالہ زار روانہ ہوا جب بعد قطع راہ صحرائے مذکور مین پہونچا سرداران سپاہ نے عرض کیا خضور کے تشریف نہ لانے سے ہمکو تردد تھا نیرنگ شاہ نے حال ملکہ آتشیر ظاہر نکرکے کہا ہان میرے یہان آنے مین آٹھ پہر کا زمانہ گذرا اُسی شجر مرغوب کی رخصت مین تاخیر ہوئی اب بلا تامل یہان سے کوچ کرو بمجرد حکم جملہ مردان سپاہ وغیرہ مرکبون پر سوار ہوکے ہمراہ رکاب نیرنگ شاہ کے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوے انشاء اللہ احوال نیرنگ شاہ کا آیندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان جانار ستم ثانی کا واسطے شکار کے اور فرشتت نیرنگ مین ثانی ارسطو سے ملاقات کرنا اور عجائبات دیکھنا

راستی مین جو صنوبر سے قدیار بڑھا
دن بدن حسن مین ہر عضو حیا بار بڑھا
لطف افزون ہوا رنگ گل رخسار بڑھا
جون جون وہ نام خدا طفل جفا کار بڑھا
اپنا بھی عشق ترقی پہ ہوا بیمار بڑھا

درد فرقت نے ترے کردیا بیمار سے مجھے
دل بیتاب کیے دیتا ہی ناچار سے مجھے
ہر سحر ہوا شہرت دیدار سے مجھے
منتین کرتا ہون دے بوسہ رخسار مجھے
وعدہ وصل مین او شوخ نہ تکرار بڑھا

اثر عشق نہ ظاہر ہو یہ ممکن ہی نہین
دل سے الفت ہو تو معشوق بھی رکتا ہی کہین
کھینچ لایا ہی فرشتون کو یہ بر روے زمین
گھر سے باہر نکل آیا وہ مرا پردہ نشین
غیر سے تجھسے جو قصہ تہ دیوار بڑھا

دل ناداں کے سبب سخت پریشان ہوے ہم
مگر اب شکر خدا صاحب ایمان ہوے ہم
کفر مین عمر کٹی مضطر و گریان ہوے ہم
للہ الحمد کہ ہندو سے مسلمان ہوے ہم
الفت خال گھٹی عشق رخ یار بڑھا

ترے احوال پہ قمری کا بجا ہی رونا
ہمسری کرکے بھی بیکار ہی عزت کھونا
کیا ثمر دیگا تجھے تخم حماقت بونا
بعد اسکے قد جانان سے مقابل ہونا
پہلے اے سرو قدم تو نے رفتار بڑھا

ترک اسلام کو کہتا ہی تو او بد انجام
احمد ایسے جو پیمبر ہین تو حیدر ہین امام
بس خبردار اب اس طرح کا کیجو نہ کلام
ہم مسلمان ہین ہمین رہتا ہی تسبیح سے کام
برہمن تو نہ عبث رتبہ زنار بڑھا

بے ادب جو کہ رواق شہ دالا مین گیا
دی اُسے ہاتف غیبی نے یہ گردو نسے صدا
تا ملون آنکھون سے مین قبر امام دوسرا
روضہ پاک مین تیزی سے بھی چلنا ہی خطا
ہان ادب سے قدم اے زائر دیندار بڑھا

عام ہی خلق مین اس ترک کا ہر اک پہ ستم
ایسا جلاد و جفا پیشہ بھی ہوگا کوئی کم
دم شمشیر سے جاتے ہین ہزارون ہی کے دم
سر عشاق کیئے تیغ ہلالی سے قلم

ظلم مین چرخ سے بھی ہے وہ جفا کار بڑھا

دل اُلجھتا ہے بہت صورتِ گیسوے بتان
آج آتی ہی نہین کان مین آوازِ اذان
سر بسر مجھکو نظر آتا ہے تاریک جہان
صاف ہوتا ہے مجھے روزِ قیامت کا گمان
چرخ آئی نہ شبِ فرقتِ دلدار بڑھا

لکھی تھی دشت نوردی تو مری قسمت مین
قیس و فرہاد سے بھی بڑھ گیا کچھ غربت مین
رتبہ پر سب سے سوا مجھکو ملا غربت مین
ہون وہ دیوانہ کہ صحرا ہو گیا وحشت مین
پاے بوسی کو مری دشت کا ہر خار بڑھا

کسطرح سے نہ دل طالبِ دیدار جلے
کفِ افسوس نکیون عاشقِ بیتاب ملے
سامنے اُسکے ملین آپ جو غیرون کے گلے
چھوڑ کر مجھکو جو تم ساتھ رقیبون کے چلے
مرتبہ میرا گھٹا رتبہ اغیار بڑھا

مر بھی جائیگا تو ہوگا نہ ترا وصل کبھو
کس لیے غم سے تو ہر روز گھٹاتا ہے لہو
وصل کیسا کبھی سونگھے گا نہ اس شوخ کی بو
رنج کرتا ہے عبث فرقتِ دلدار کا تو
نہ مرض کو بہت اے عاشقِ بیمار بڑھا

عیش مین اُنکے کسی طرح نہ آئیگا خلل
بس خموش اب کہ نہین ہے یہ نصیحت کا محل
جسمین ہو نفع نہ حاصل مجھے وہ راہ نچل
رند مشرب نکرینگے تری باتون پہ عمل
اعتبار اپنا نہ او واعظِ مکار بڑھا

کیا ہوا گر وہ جفا کار ہے میرا دشمن
جز رضینا بقضا کچھ نکہا منہ سے سخن
پیرہن مجکو ہے خود اپنی شہادت مین کفن
تابعِ حکم ہو خفا ہین تو جھکادی گردن
کھینچکر تیغ جو وہ قاتلِ خونخوار بڑھا

رنگِ مہتاب ہے فق دیکھ کے چہرہ تیرا
جسنے کچھ بھی کیا دعوے اُسے دی تونے سزا
نورو رخسار سے تیرے ہو مقابل کوئی کیا
اسکو غرہ ہے بہت اپنی شب افروزی کا
بزم مین کاٹ کے سر شمع کو اے یار بڑھا

بعد احمد کے علی اپنا ہے سردار و امام
شیعہ پاک ہے جو خلد مین ہے اسکا مقام
تو دم تعزِ نشس یا جنکا لیا کرتا ہے نام
تجھکو سمجھاتے ہین زنہار نہ رکھ غیر سے کام
اے ہنر دوستی حیدرِ کرار بڑھا

صیادان غزالان مضامین بےمثال و صید کنندہ گان طائران وہم و خیال اس داستان حیرت لسان کو اسطرح بستہ زنجیر تحریر کرتے ہین کہ جب خورشید روشن دل صحراے سر ورا فزا سے جلا گیا شاہزادہ رستم ثانی مع ساحران نامی کئی روز تک اُس صحرا مین مقیم رہا اکثر اوقات شاہزادہ اپنی بارگاہ مین اُن ساحرون سے پوچھتا تھا کہ اب لوح طلسمی کے حال سے ہمین آگاہی ہوسکتی ہے یا نہین وہ عرض کرتے تھے کہ صندلان شاہ کو ہمارے مطیع اسلام ہونے سے آگاہی ہوگئی ہے اب وہ اپنا ہمین دشمن جانتا ہے جس جگہ اُسنے لوح طلسمی رکھی ہوگی اب ہمسے کاہکو بتائیگا بلکہ کسی

اپنے دوست سے بھی احتیاطاً نکہیگا رستم ثانی نے کہا خیر پروردگار عالم مسبب الاسباب ہی کوئی
صورت ایسی نکالیگا کہ احوال لوح معلوم ہوجائیگا اور جب اُسی کو منظور ہوگا لوح طلسمی دستیاب ہوجائیگی
بالفعل دل گھبراتا ہی جبتک کچھ حال لوح سے آگاہی ہوجاتا ہون کہ واسطے شکار کے جاؤن سیر صحرا اور صید
وحش وطیر سے دل بہلاؤن سب نے عرض کیا بہت مناسب ہی رستم ثانی اُسی روز مع جملہ اپنے ہمراہیون
کے اُس جگہ سے سمت سبزہ زار کے جہان چرند اور پرند بکثرت تھے کوچ کیا بعد قطع راہ دور و دراز
جب اُس صحرا مین پہونچا چارون عیارون نے یعنی برق ثانی و چالاک ثانی و قران ثانی و سپارہ
ثانی کہ اُنکو عمر ثانی یہان چھوڑ گیا ہی اُس سبزہ زار کو دیکھکر کہا ای شاہزادہ نامدار حالانکہ یہ سبزہ زار ہی مگر
ہماری نظرون مین بدتر از خار زار معلوم ہوتا ہی عجب مہیب و خوفناک یہ مقام ہی اگر مناسب ہو تو یہان
شکار نہ کھیلیے شاہزادہ نے جواب دیا ہم شیر بیشہ جرأت و شجاعت ہین اس صحرا مہیب سے کیا ہمین خوف ہی
عیاران مذکور یہ سُن کے خاموش رہے شاہزادہ ہمراہ ساحران نامی کے شکار کھیلنے مصروف ہوا ہنوز
شاہزادہ نے کچھ طائران حلال کا شکار کیا تھا ناگاہ سامنے سے ایک غزال پری جمال نہایت چالاک
دلربائی مین بیباک ایسا شوخ چشم کہ اگر حسینان جہان آنکھ اُس آہوے شوخ کی ایک نظر دیکھ
لین تو اپنے چشمان فتان کو سامنے اُسکے دیدہ لاجواب سے بے حقیقت جانکے شرم و حجاب
سے سر جھکالین چالاک اس درجہ کہ ہوشیاری خوبرویان عالم بھی نزدیک اُسکے کچھ بھی نہ تھی بلکہ
چالاکی عیار چالاک ثانی کی بھی کچھ حقیقت نرکھتی تھی اگر چال خرام ناز اُسکا اچھی طرح سے تحریر کیا جاے
تو نازنینان خوش خرام و حسینان رشک کبک رفتار کو سبتا رنج ہو کیونکہ اوصاف اُسکے خرام کے حسینان حسن
رفتار سے کہین بڑھ جائین گے تیز رو ایسا کہ اگر پیک صبا بھی اُسکا تعاقب کرے تو ہرگز گرد قدم تک
اُسکے نپاسکے آخر کہین راہ مین تھک کر گرجاے ایسا آہو اگر چشم قہر و غضب سے جانب شیر
غضبناک دیکھے تو طرفۃ العین مین اپنے تیر نظر سے اُسے شکار کرے ظاہر ہوا رستم ثانی اُسے دیکھکر
خوش ہوئے اپنے ہمراہیون سے کہنے لگے دیکھو کیا اچھا آہو دکھائی دیا ہی دل چاہتا ہی کہ اسے زندہ
بذریعہ حلقہ کمند اسیر کرون اُس وقت ہرچند ساحران نامی و عیاران مذکور نے یہ عرض کیا کہ اسے
شکار کیجیے تیر سے اُسکو زخمی کیجیے لیکن شاہزادہ نے کہنا کسیکا نمانا اور ہر ایک سے یہی کہا تم
اسی جگہ میرے آنے کا انتظار کرنا مین اس آہو کی کچھ لیاقت نہین جانتا ہون اگر خدا نے چاہا
تو اُسکو زندہ گرفتار کرکے لاتا ہون سب نے عرض کیا بہتر ہی ہم تابع حکم ہین آپکو اختیار ہی شاہزادہ
موصوف نے سبکی تقریر مذکور سنکے مرکب کو جانب آہوے مذکور جولان کیا وہ غزال صداے سم توسن
سنکے چوکنا ہوکے دیکھنے لگا جب اُسنے دیکھا کہ ایک شخص مرکب پر سوار واسطے میرے گرفتاری
و شکار کرنے کے میری جانب بعجلت تمام آتا ہی خوف سے ایک طرف بسرعت تمام بھاگا شاہزادہ
نے اُسکا تعاقب کیا وہ اپنے دشمن کو اپنے عقب مین آتے دیکھکر نہایت تیز روی سے طرارے
بھرتا ہوا راہ دشت و در ہاے کوہ طی کرتا ہوا تین پہر تک برابر بھاگا آخرکار بھاگتے بھاگتے جھاڑی
جھنڈیون کی آڑ مین جاکر کسی سمت نکل گیا شاہزادہ کی نظر سے غائب ہوگیا شاہزادہ موصوف نے اُسکے ہاتھ
نہ آنے سے رنجیدہ خاطر ہوکے مرکب کو روکا اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی کا عجب حال تھا کہ پیاس سے

جگر و دل بیتاب و بیقرار تھے زبان خشک تھی ہونٹ پٹڑاے ہوے تھے گرد و غبار مین ہمہ تن آلودہ تھا پسینے
سے تمام لباس تن اور مع مرکب بھی تر تھا صحرانوردی سے خود بھی نہایت تنگ تھا اور گھوڑا بھی قریب ہلاکت
تھا زبان اُسکی دہن سے باہر نکل آئی تھی ایسی حالت مین شاہزادہ جویاے آب ہوا چہار طرف دیکھا
کہین چشمہ و چاہ نظر نہ آیا جس سمت دیکھا سواے صحراے بے آب و گیاہ اور جا بجا کانٹون اور
پتھرون کے کسی انسان و حیوان کو نہ دیکھا اُس وقت مجبور ہو کے چاہا کہ اپنے ہمراہیون کی طرف
روانہ ہون لیکن مرکب ایسا تھکا ہوا تھا اور قریب المرگ تھا کہ اُسنے اُس صحرا سے قدم آگے نہ بڑھایا
شاہزادہ نے مجبور ہو کے گھوڑے سے اُتر کے چاہا کہ جس طرح ممکن ہو آج اسی صحراے بیگناہ
مین بسر کیجیے اگر کہین پانی ملجاے تو بہتر ہے صبح کو اس صحرا سے جس طرف تقدیر لیجاے اُس
جانب چلیے کیونکہ راہ سے آگاہی نہین ہی ہنوز شاہزادہ نے یہ ارادہ کیا تھا اور دعا درگاہ خدا مین
برجوع قلب یہ کی تھی کہ خداوندا اس صحرا مین میری جان کو بچا اور کسی اپنے بندہ کو یہان بھیج کہ وہ میرا
مونس تنہائی ہو مجھسے ہمسخن ہو ناگاہ سامنے سے ایک شخص کوہی پیدا ہوا جب وہ قریب آیا شاہزادہ
نے اُس سے پوچھا اے شخص تو کون ہی کہان سے آیا ہی اس صحرا مین کہین پانی بھی ہی یا نہین ہی اور
اس صحرا کا کیا نام ہی اُسنے جواب دیا مین ایک کوہی ہون پہاڑ پر سے آیا ہون یہان کوسون پانی کا
نام و نشان نہین ہی کیونکہ یہ صحراے نیرنگ ہی اس صحرا مین انسان کی تو کیا حقیقت ہی کہ دو چار روز
رہے حیوان تک بھی یہان قیام نہین کرتا ہی مین نے اپنے بزرگون سے سُنا ہی کہ اس صحرا مین
شاید کوئی طلسم ہی یا کوئی بلاے عظیم ہی کہ وقت شام اس صحرا مین ایک جگہ خود بخود ایک مکان
عجیب و غریب ظاہر ہوتا ہی اور وہ مکان آئینہ کا سا معلوم ہوتا ہی اُسمین روشنی اسقدر ہوتی ہی کہ یہ
صحرا تمام اُس روشنی سے منور ہو جاتا ہی اور اُس مکان مین انسان دور سے کچھ کچھ دکھائی دیتے ہین
جب کوئی قریب اُس مکان کے جاتا ہی وہ شبیہہ گھر نظر سے غائب ہو جاتا ہی روشنی بالکل نظر نہین آتی ہی اور
ایک آواز مہیب آتی ہی کہ اے شخص دور ہو یہان سے یہان کیون آیا ہی بس وہ شخص اول تو ڈر کے
فی الفور ہلاک ہو جاتا ہی اور اگر نہ ڈرا تو بچا نہر ہوتا ہی جب اس صحرا سے دور نکل جاتا ہی پھر جو پلٹ کر
دیکھتا ہی تو وہی مکان اور روشنی اور وہی سب صحرا مین اُجالا نظر آتا ہی اور کچھ آواز گانے کی بھی سنائی
دیتی ہی اسی سبب سے اس صحرا کو صحراے نیرنگ کہتے ہین اس وحشت پُر خطر مین جان کے
جانے کا خوف ہی مین بضرورت ادھر آیا ہون جلد یہان سے پہاڑ پر چلا جاؤنگا تمکو بھی چاہیے کہ اس
صحرا سے کسی طرف چلے جاؤ ورنہ پچھتاؤ گے یا تو وقت شب یہان وہی امور عجیب و غریب دیکھ کے
خوف سے مر جاؤ گے یا بے آب و غذا تڑپ کر ہلاک ہو جاؤ گے مین تمکو اپنے ساتھ بالاے کوہ
لے جاتا مگر مجبور ہون کہ میری قوم تمکو اپنے پاس نہ آنے دیگی بلکہ آزار رسان ہو گی مین اُن
سب مین رحم دل ہون ورنہ تمکو ہلاک کرتا اور مانند اپنی قوم کے مثل چوپایے کے مار کر گوشت کھا جاتا
تم یہان بیکار آئے تمھین یہان آنا چاہیے نہ تھا نہین معلوم کس سبب سے تمھارا یہان آنا ہوا شاید
واسطے شکار کھیلنے کے آئے ہوگے مین نے اپنے بزرگون سے یہ بھی سُنا ہی کہ اس صحرا مین ایک
آہو ہی وہ بہت خوبصورت ہی اکثر وہ دور دور یہان سے نکل جاتا ہی اور اُن لوگون کو اس صحرا مین لاکے

نظر سے غائب ہوجاتا ہی وہ آہو معلوم نہین اصلی ہی یا کوئی آسیب ہی آجتک اُسکا حال مفصل معلوم نہین ہوا ہی
عجب نہین کہ وہی آہو تمھین بھی لگا کے یہان لایا ہو اُسی کے سبب سے تمھارا یہان آنا ہوا ہو خیر اب
تم یہان کسی طور سے آئے ہو دیکھیے یہان سے زندہ پھر کر جانے بھی ہو یا نہین یہ کہکر وہ کوہی جانب کوہ چلا
شاہزادہ نے اس کوہی سے ہر چند کہا کہ تو مجکو یا اپنے ہمراہ لے چل یا آج کی شب یہین رہ اُسنے کسی
بات کو منظور نہ کیا رستم ثانی بعد اُسکے جانے کے اُسی صحرا مین تلاش آب ہر طرف کئے لیکن کہین پانی ملا
اس اثنا مین آفتاب نہان ہوا تاریکی محیط عالم ہونے لگی اُس وقت وہ صحرا زیادہ تر خوفناک ہو گیا
کیونکہ وہ تاریکی کا ہونا وہ صحرا کا جلنا وہ سناٹا وہ صحرا کے لی لق ودق وہ پیاس وہ ہوا وہ مجبوری و
لاچاری وہ مرکب کا زمین پر گر کے تڑپنا پیاس سے قریب ہلاکت ہو نیکا وہ شاہزادہ کا سنبل یاس
ہر طرف دیکھنا پناہ بذات خدا رستم ثانی ایساہی شجاع دہادر تھا اور زندگی اُسکی باقی تھی ورنہ اگر رستم بھی
اس مقام پر ہوتا تو خوف سے ہلاک ہوجاتا اور تاب تشنگی نہ لا سکتا ابھی شاہزادہ حیران و پریشان ہر طرف
دمبدم نگران تھا کہ یکایک اُسی کوہی نے اپنی زبان مین شاہزادہ سے جو بیان کیا تھا اور شاہزادہ تمام و
کمال اُسکی تقریر نہ سمجھا تھا وہی آمور ظاہر ہونے لگے یعنے وہ صحرا روشن ہونے لگا دور سے ایک
مکان مانند حباب کے شیشہ کا نہایت وسیع کہ اُسمین روشنی کثرت تھی نظر آنے لگا اور کچھ آواز کسی نازنین
کے گانے کی اور صداے ساز ہاے مختلف کان مین آنے لگی اُس وقت رستم ثانی نے دلیرانہ ارادہ
کیا کہ جس طرح ہوسکے مکان مذکور تک جانا چاہیے اور کیفیت وہان کی دیکھنی چاہیے اگر زندگی باقی ہی
تو کچھ بھی ضرر نہوگا اور اگر اجل ہی اسی صحرا مین لائی ہی تو مرضی خدا مین کیا دخل ہی راضی ہون رضاے الہی مین
یہ قصد کر کے اُسی مکان کی طرف روانہ ہوا بدقت راہ طی کر کے قریب اُس مکان عجیب و غریب کے پہونچا
دفعتاً آواز گانے کی تو موقوف ہوئی لیکن وہ مکان نظر سے غائب ہوا رستم ثانی نے دیکھا کہ دروازہ
اُس مکان کا یا تو بند تھا یا فی الفور خود بخود کھل گیا اور مکان مذکور کے اندر سے آواز آئی ای شاہزادہ
رستم ثانی مجھے معلوم ہوا کہ تمنے اس صحرا مین آ کے بہت تکلیف دیکھی اُٹھائی ہی یہان براے سیر اسوقت
آئے ہو آمادہ اپنی جان دینے پر بھی ہو خیر اگر آئے ہو تو ہم بھی تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین شاہزادہ
موصوف یہ تقریر صاحب مکان کی سن کے دلیرانہ دروازہ مکان سے اندر مکان مذکور کے گیا
پہلے اُس مکان کو بنظر غور چہار طرف اور تحت و فوق دیکھا عجیب وہ مکان وسیع عجیب و غریب نظر
آیا کہ دیکھنے سے اُسکے از حد حیرت ہوئی کیونکہ وہ مکان تمام آبگینہ باریک و نازک کا تھا مانند
قمقمہ بلورین کے یا بطور حباب سحر کے بنا ہوا تھا ہر چند بظاہر مختصر تھا مگر اندر جانے سے اُس
مکان کے ثابت ہوا کہ نہایت وسیع ہی چہار طرف در و دیوار مین اور اُسکے تحت و فوق مین صدہا
بلکہ ہزارہا تصویرین زن و مرد انسان و حیوان شجر و حجر و دیو و پری باغ و صحرا کوہ و دریا وغیرہ کی نظر آئین
جنکے دیکھنے سے اسقدر حیرت ہوئی کہ شاہزادہ موصوف بھی ایک تصویر حیرت ہو گیا جس تصویر کو دیکھا یہی
معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہی تصویر نہین ہی کیونکہ اُس جملہ تصویرین ایسی تھین کہ مانی بہزاد نے بھی اپنی زندگی مین مانند
اُن تصویرون کے ایک تصویر بھی کبھی نہ کھینچی ہوگی ایسا اُنکو رنگ و روغن میسر نہوا ہوگا اور اُس
مکان منقش و پر تصویر کی کیا ثنا لکھی جائے لیکن مختصر یہ ہی کہ وہ مکان رشک نگارخانہ چین تھا اگر

اگر مانی و بہزاد اُس مکان کی کسی تصویر کو مفصل دیکھ لیتے تو غیرت سے پھر کبھی دعوے مصوری نکرتے باین
وجہ کہ اول تو وہ تصویرین ایسی خوشنما و خوبصورت تھین کہ ایسی تصویر کھینچنا محال تھا دوسرے یہ کہ تکلف
یہ تھا کہ ہر تصویر گویا جاندار معلوم ہوتی تھی اور اصلی و نقلی مین فرق ثابت نہوتا تھا جب شاہزادہ رستم ثانی
تصویرون کو دیکھ چکا بعدہ روشنی پر نظر کی دیکھا صدہا جھاڑ بلورین و دیگر شیشہ آلات رنگارنگ کے
عجب طور سے سقف مکان مین آویزان ہین کہ حیرت ہوتی تھی اُن سب جھاڑون مین بتیان مومی کافوری
روشن ہین دیوارگیریان نہایت نفیس ہین آئینے قد آدم رشک عقل دیوارون پر نہایت خوبی سے نظر
آتے ہین تخت مین فرش نفیس و پاکیزہ یون بچھا ہوا ہے کہ دربار سلاطین جہان مین بھی ایسا فرش کبھی کسی نے
ندیکھا ہوگا اگر اُس فرش کی بابت فرش مین کوئی تعریف لکھے تو بھی اچھی طرح توصیف اُسکی نہ لکھ سکے اور جو
کنول اور مردنگ و فانوس و دیگر سامان عجائب و غرائب دیکھا اُسکی بھی ثنا اگر عمر خضر بھی پائے تو اسکے نکر سکے
ایک یہ مولف کیا تعریف اُس مکان کی اور تمام اُسکے اشیا کی کر سکتا ہے مجبور ہوکے حال صاحب
مکان وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعد دیکھنے مکان و زیب و زینت و سامان و اسباب مکان کے شاہزادہ
موصوف نے دیکھا کہ ایک شخص کبیر سن کہ جسکی ڈاڑھی قریب ایک وجب لمبی و سفید تھی اور وہ پوشاک
نفیس سفید پہنے تھا بالاے مسند تکیہ لگائے بیٹھا ہے چہرہ اُسکا چندان روشن نہین ہے مگر رعب و داب زیادہ
ہے اور قریب اُسکے ایک نازنین نہایت حسین رشک پریزادان پرستان غیرت حوران جنان بیٹھی ہے
چونکہ وہ نوجوان و عاقلہ ہے بصد شرم و حیا اور بہزار ناز و ادا لباس رنگین و نفیس پہنے ہوئے جلوہ گر ہے
اُسکی روشنی رخ سے ایسی ضیا ظاہر ہوتی ہے جیسے ماہ شب چاردہ سے روشنی ہویدا ہوتی ہے شاہزادہ
رستم ثانی نازنین مذکور کو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا وہ بھی پہلے تو شاہزادہ موصوف کو دیکھکر مسکرائی
بعد اُسکے شرم سے سر جھکا کے منھ پھیر کے بیٹھی رہی ابھی اُس نازنین نے رستم ثانی کو دیکھکر ناز و
نخوت سے منھ اپنا پھیرا تھا کہ شاہزادہ کا اُسکے عشق مین عجیب حال تھا ناگاہ شخص کبیر السن نے سر اپنا اُٹھا کے
جانب شاہزادہ دیکھکر کہا آئیے تشریف لائیے گو مجھسے خورد ہو لیکن بوجہ شاہزادہ ہونے کے بزرگ
مرتبہ ہو تمھاری تعظیم و تکریم کرنی چاہیے یہ کہکر مسند سے اُٹھا شاہزادہ نے اُسے پیر جانکر سلام
کیا اُسنے جواب سلام کا دیا جب شاہزادہ قریب اُسکے آیا اُسنے اپنی جگہ پر بالاے مسند بٹھایا
اور خود علیحدہ ہٹ کر بیٹھا بعد بیٹھنے کے مزاج پوچھا شاہزادہ نے کہا شکر ہے پروردگار عالم کا کہ ابھی تک
بقید حیات ہون یہ کہکر پوچھا کچھ اپنی تعریف کیجیے اُسنے جواب دیا اے شاہزادہ ذیجاہ آگاہ ہو کہ
کہ سب مجھکو ثانی ارسطو کہتے ہین یہ ایک مختصر مقام مین نے اپنے رہنے کے واسطے یہین جنگل مین بنا
لیا ہے یہین رہتا ہون مین اُٹھکر معانقہ و مصافحہ آپ سے ضرور کرتا مگر ترک ادب ہوتا کیونکہ مین
گویا بالشمول اموات ہون پس جو میت ہو اُسکو زندون سے معانقہ نکرنا چاہیے خصوص آپ ایسے
شاہزادہ ذیوقار سے یہ کہکے چہرہ شاہزادہ کو بنظر غور دیکھ کے کچھ سمجھ کے اور مسکرا کے کہا مین آپکے
حال سے آگاہ ہوگیا ہون لیکن چاہتا ہون کہ آپ اپنی زبان سے اپنا حال خود بیان کیجیے اس وقت
چہرہ سے آپکے صاف پایا جاتا ہے کہ کسی کے دام عشق مین گرفتار ہوگئے ہین سوا اسکے کسی
ایسی چیز نادر کے حصول کی فکر آپکو ہے کہ جس سے کام عظیم کا انصرام کرنا منظور ہے شاہزادہ نے

شرما کے سر جھکا کے جواب دیا حکیم صاحب جب آپ آگاہ ہو چکے ہین اور خود بیان کر چکے ہین تو مین اب
کیا بیان کرون حکیم صاحب نے کہا جب تک آپ اپنی زبان سے مفصل اپنا حال اظہار نکیجیگا اُس وقت تک
کوئی فکر آپ کے حسب دلخواہ نکی جائیگی اور جواب باصواب آپ کو نہ دیا جائیگا لہذا آپ کو لازم ہی کہ
کچھ حجاب و شرم نکیجیے جو کچھ بیان کرنا منظور ہو بیان کیجیے شاہزادہ نے اُس نازنین کی طرف اشارہ
کر کے پوچھا یہ نازنین کون ہی اسکا کیا نام ہی یہ گل رعنا سے باغ دلربائی کس گلشن کا ہی اور یہ نہال
سرو کش چمن کا ہی مجھے اس سے بہت الفت ہی جب وقت سے اسے دیکھا ہی کیا کہون کیا حال دل کا
ہی مفصل حال تو اپنے دل کا کیا بیان کرون لیکن مختصر حال میرے دل کا بقول کسی شاعر کے ایسا ہی مطلع
غنچہ افسردہ جو مشہور ہی ؂ وہ ہمارا ہی دل رنجور ہی ؂ اگر مانند مرغ بسمل کے اس دل بیتاب کو
طپان کہون تو کہسکتا ہون کہ یہ دل میرا بطور طائر نیم بسمل کے تڑپ رہا ہی اور اگر مثل سیماب کے
بیقرار کہون تو بھی دعوے میرا غلط نہین ہی کیونکہ یہ دل زار اس محبوبہ گلعذار کے عشق مین مثال
سیماب کے بیقرار ہی حسرت یہی ہی کہ اس سے ہم بستر ہون ایک آرزو یہ ہی جو آپ نے بیان کی
دوسری تمنا یہ ہی کہ لوح طلسمی میرے ہاتھ کسی طرح آجاے تاکہ طلسم صندل کو فتح کرون حکیم
ثانی ارسطو نے مسکرا کے جواب دیا آپنے جو کچھ بیان کیا ہی اسمین کسی طرح کا شک نہین ہی مین
پہلے ہی ان دونون باتون سے آگاہ ہوگیا تھا مگر خلاصہ آپ سے بمصلحت نکہہ سکا اب خلاصہ اور
صاف صاف کہتا ہون آپ کے سوالون کا اور حسرتون کا جواب دیتا ہون بگوش دل سنیے اس
نازنین کے بارے مین جو آپنے مجھسے پوچھا ہی معلوم ہو کہ یہ نازنین شاہزادی ہی نام اسکا ملکہ
ہمایون گوہر پوش ہی اسکے پدر کا نام حدید شاہ ہی جو اینک مالک حدیدیہ کا فرما نروا ہی اور اسکے
صدمہ جدائی مین سیاہ پوش ہی یہ نازنین مجھ تک عجب عنوان سے آئی ہی مین اسکے آنے کا حال کیا
بیان کرون بعد چندے آپ پر خود ہی ظاہر ہو جائیگا مین اب آپ کو ایک خبر خوش سناتا ہون وہ
خبر یہ ہی کہ آپ کا عقد اسی شاہزادی سے عنقریب ہوگا وصل کے بارے مین نہین کہہ سکتا کہ کبتک
ہو مگر ساتھ سونا تو ضرور ہوگا آپ صدمہ و رنج نکیجیے و خوش ہو جیے کہ مدعاے دلی آپ کا بر آئیگا
یہ شاہزادی آپ کے عقد مین آئیگی سوا آپ کے کوئی اس شاہزادی سے ہمبستر نہوگا اور یہ بھی
واضح ہو کہ آپ فتاح طلسم صندل ضرور ہین لوح طلسمی آپ کو ضرور ملیگی لیکن ابھی نہین جب اسکے
ملنے کا زمانہ آئیگا ملیگی شاہزادہ نے خوش ہو کے پوچھا لوح طلسمی تو بالفعل نہین ملیگی لیکن اس
حسین رشک حور سے عقد کب ہوگا دل میرا بیقرار ہی مین چاہتا ہون کہ ابھی عقد ہو جاے حسرت میرے
دل کی نکل جاے حکیم صاحب نے مسکرا کر جواب دیا اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو خیر مین اور آپ
دونون عقد پڑھ سکتے ہین مین اس شاہزادی کی طرف سے وکیل ہو کے تعداد مہر مقرر کر کے اسکی
رضامندی سے اجازت لیکے صیغہ نکاح پڑھتا ہون اور آپسے سوالات کرتا ہون آپ عربی زبان مین
جوابات دیجیے اسی وقت آپ کے نکاح مین یہ شاہزادی آجاے مگر پھر بھی اس سے نکاح کر لیجیگا
موافق اپنی شان اور اسکی قدر و منزلت کے میرے عقد پڑھنے پر اکتفا نکیجیگا شاہزادہ نے اس امر کو
بخوشی منظور کیا اُس وقت حکیم صاحب اور چند کنیزون اور دیگر عورتون نے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو

دولھن بنایا اور جو سامان شادی و عقد مین ہوتا ہی اور ضروری قواعد و رسوم ہوتے ہین آنھون نے انکے
کرنے مین تامل نکیا اگر انکو لکھون تو محض طول ہوگا خلاصہ یہ کہ جب وہ نازنین دولھن بنی چند عورتین
جو تھین انمین سے ایک رقص و نغمہ کرنے لگی کئی عورتین ساز بجانے لگین دو چار عورتون نے
ملکر رستم ثانی کو دولھا بنایا ایک کنیز کشتی لیکر آئی اسمین نقل و میوہ و شربت وغیرہ رکھا تھا
وہ کشتی روبرو حکیم صاحب کے رکھی گئی حکیم صاحب نے موافق قاعدہ نازنین مذکورہ سے واسطے عقد
پڑھنے کے اجازت لیکے مہر معین کرکے حسب دستور نکاح پڑھا بعدہ سوالات حسب دستور عربی مین کیے
رستم ثانی سے اُن سوالون کا جواب دیا جب اس طور سے عقد ہوگیا حکیم صاحب نے خوش ہوکے کہا ای شاہزادہ
ذیجاہ مبارک ہو لیجیے خوشی آپ کی کی گئی اب یہ شاہزادی آپکے نکاح مین آگئی ہی یہان جملہ سامان
عیش و استراحت مہیا و موجود ہی بسم اللہ یہ شب ساتھ اپنی زوجہ منکوحہ کے بعشرت بسر کیجیے شربت
پلائی موقوف رکھیے کیونکہ یہان سوا میرے اور آپ کے مردون مین کوئی نہین ہی اگر یہ عورتین ہین تو
کنیز وغیرہ ہین پس اس رسم کو بھی موقوف رکھیے تو بہتر ہی اور اگر آپ کی خوشی اسمین ہی کہ شربت کی رسم ہو تو
خیر مین حاضر ہون ایک حکیم زادہ نحیف و فقیر ذرہ کا دیکھنے والا ہون شاہ و شہریار وزیر امیر نامدار نہین ہون
ایک محتاج ہون جو کچھ اس رسم مین حاضر کرون آسے قبول کیجیے گا یہ کہکر ایک کنیز سے اشارہ کیا
وہ جلد گئی اور چند کشتیان کہ اُسپر کشتی پوش نفیس و زرتار پڑے ہوے تھے لی آئی وہ کشتیان نقرئی
و طلائی تھین کسی کشتی مین خلعت فاخرہ لائق شاہ و شہریار کے تھا اور کسی مین تاج جواہر نگار اور شمشیر آبدار
رکھی تھی اور چند کشتیون مین جواہر بیش بہا اور اشرفیان بکثرت تھین الغرض وہ سب کشتیان حکیم صاحب نے
نذر رستم ثانی کرکے کہا ای شاہزادہ ذیوقار ان کشتیون مین جو کچھ ہی اسے قبول کیجیے اور انسے شربت
پلائی مین لینا تصور نفرمایئے گا نہ جہیز مین خیال کیجیے گا کیونکہ مجھے جہیز دینے سے کیا تعلق ہی شاہزادی
میری دختر نہین ہی اور نہ مین شربت پلائی مین آپ کو دے سکتا ہون صرف آپ کی خوشی خاطر کے واسطے
ایسا طور سر دست اس وقت کیا گیا ہی یہ کہکے حکیم صاحب اُٹھے اور شاہزادے سے رخصت
ہوکے کنیزون سے کچھ اشارہ کرکے اسی مکان مین ایک جانب جاکے غائب ہوگئے لیکن بعد
جانے حکیم صاحب کے بعد کھانا کھلانے اور پانی پلانے دلھن دولھا کے کنیزون نے موافق اشارہ ثانی ارسطو کے
ملکہ گوہر پوش کو مسند زرین سے اُٹھایا اور جو مسہری نفیس اُس مکان مین تھی اُسی مسہری پر ملکہ مذکور کو لے گئین
بعدہ اُنمین سے وہ سب کنیزین خدمت رستم ثانی مسکراتی ہوئین آئین اور دست بستہ عرض کرنے
لگین ای شاہزادہ ذیقدر و ذیجاہ و نوشاہ اب تنہا آپ کیون تشریف رکھتے ہین ہمراہ عروس
کے مسہری پر آرام کیجیے مدعاے دلی عروس سے نکالیے شاہزادہ اُنکی تقریر سُن کے شرما
کے خوش ہوا فی الفور شوق وصل مین مسند زرین سے اُٹھکر مسکراتا ہوا اُس مسہری کی طرف
چلا جب قریب اُن مسہری کے پہونچا دیکھا کہ عجب نادر مسہری ہی کسی شاہ و شہریار کو کبھی ایسی
مسہری پر خواب مین سونا میسر ہوا ہوگا اور کبھی چشم فلک نے بھی ایسی مسہری نہ دیکھی ہوگی اُس
مسہری کے پردون اور خوشبو کے بچھونون اور فرش مسہری اور تکیون کی تعریف کیا لکھی جاسکے کہ قلم
دفتر رقم تشنا مین انکے عاجز ہی الحاصل شاہزادہ موصوف اُس مسہری کو دیکھکر بہت خوش ہوکے

اور اُسپر ملکہ ہمایون گوہر پوش کو باکے از حد شاد مان ہو کر مسہری پر قدم رکھا ملکہ مذکور مسہری پر شاہزادے
کے آنے سے گھبرائی زفاف کے خیال سے کچھ شادمان اور کچھ پریشان خاطر ہوئی کنیزون سے
اشارے سے کہنے لگی خبردار تم سب یہان سے کہین نجانا جاگتی رہنا میرے پاس سے جدا نہونا اور اگر
کہین جانے کا قصد ہو تو مین اس شاہزادے سے خائف ہون مجھے بھی ہمراہ اپنے لیے چلنا نہین معلوم
بعد تمھارے جانے کے یہ مجھسے کیا کریگا مین کبھی کسی مرد کے ساتھ سوئی نہین ہون مجھے مرد سے نفرت
ہی اس شاہزادے کے یہان رہنے سے مجھے نیند نہ آئیگی راحت مین میری خلل آئیگا بلکہ تکلیف
و اذیت کا یقین ہی کنیزون نے بھی اشارہ سے عرض کیا حضور گھبرائین نہین باطمینان خاطر آپ
اسی مسہری پر آرام کرین ہم حضور کے پاس سے کہین نجاینگے جس وجہ سے حضور پریشان خاطر ہین ہم
اُس سے آگاہ ہین خوب جانتے ہین کہ بعد ہمارے جانے کے یہ شاہزادہ واسطے اجراے کار اپنے
کے آپ کو تکلیف دیگا خونریزی حضور کے دشمنون کی جاہیگا بھلا ہم جان بوجھ کر ایسے وقت مین کب
حضور سے جدا ہونگے ہمنے حضور کا نمک کھایا ہی گودیون مین حضور کو کھلایا ہی خدمتین کی ہین اب خدا
نے یہ دن دکھایا ہی کہ حضور جوان ہوئی ہین نام خدا سن حضور کا چودہ برس کا ہوا ہی ماہ شباب کمال کو
پہونچا ہی بس طفلی سے حضور نے باہر قدم نکالا ہی ہم ہرگز یہ نمانینگے کہ حضور کو اس شاہزادہ سے کسیطرح
کی تکلیف و اذیت ہو نچے اور بے بعد اموی سوزن الماس سے بعد جاے ملکہ ہمایون گوہر پوش
اُنکے اشارہ کی تقریر کو سمجھ کر مطمین ہوئی اور شاہزادے کی مسہری پر ناخوش ہو کے شرما کے منہ چھپانے
اور رو ٹھنے لگی اور وہ ارادہ کرنے لگی کہ مسہری سے اٹھکر کہین چلی جاؤن مبادا کنیزین مجھسے
جھوٹ کہتی ہون یہان سے سرک جائین تو کیا ہو ہنوز شاہزادی اس تردد مین تھی کہ وہ کنیزین
اُسی وقت وہان سے علحدہ ہٹ گئین شاہزادہ مسہری پر جاکر بہزار اشتیاق وصل ملکہ مذکور کے پاس
جا آرام تمام لیٹا اور کہا اے شاہزادی کہان جانے کا ارادہ کرتی ہو ہمتو تمھارے وصل کے مشتاق ہو کے
تمھارے پاس آئے ہین ہمارے حال پر نظر عنایت کر و اس وقت ہمسے جدا نہو یہ کہکے شاہزادہ نے اُسکی
کلائی پر آہستہ پیار سے ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کھینچا اُسوقت عجب طرح کی جنگ فی مابین ہونے لگی کسی طرف
سے ناز اور کسی جانب سے نیاز ہونے لگا آخر کار نوبت باینجا رسید کہ شاہزادہ نے ملکہ ہمایون
گوہر پوش کو بصد خوشامد مسہری پر لٹا یا ہاتھ اپنے اُسکی گردن مین ڈالے بوسے اُسکے عارض
گلرنگ کے لینے کا ارادہ کیا ناگاہ ایسی ہواے فرحت بخش و نوم آور و راحت طلب آئی کہ شاہزادہ
موصوف نہ تو ملکہ مذکور کو پیار کر سکا نہ وصل اُس سے حاصل کر سکا نہ کچھ باتین کر سکا لیٹتے ہی سو گیا
چونکہ مشہور ہی کہ شب وصل نہایت مختصر ہوتی ہی اور فلک پیر جوانون کا درپے آزار ہمیشہ سے رہتا ہی
ایکدم جوانون کو ساتھ حسینان جہان اور نازنینان و خوب رویان کی عیش و عشرت کرنے
نہین دیتا ہی اور اگر اتفاق سے کبھی کوئی جوان کسی اپنی محبوبہ سے وصل چاہتا ہی اور اُسکے پاس لیٹتا ہی
تو اس چرخ جفاجو کو نہایت ہی ناگوار ہوتا ہی اور ایسا سنگ تفرقہ بصد قہر و غضب لگاتا ہی کہ
عاشق کو معشوق سے اور معشوق کو عاشق سے جدا کر دیتا ہی فراق طالب و مطلوب کا ہمیشہ خواہان
رہتا ہی وصل زوجہ و شوہر یا ہمبستری عاشق و معشوق کی اُسے ناگوار ہی نہین چاہتا ہی کہ وہ شیدا

ایک جا ہون عیش و راحت سے زندگی بسر کرین ہمیشہ یہ جلاد بانی بہراد عشاق پر جفا ہی کرتا ہی کون ایسا خوش مقدر ہی کہ جسپر اسنے کبھی کوئی ظلم نہین کیا ہی کون ایسا شخص ہی کہ اسکا شاکی نہین ہی یہ ستم ایجاد ہر ایک پر انواع و اقسام سے جور و جفا کرتا ہی کسی کو کسی جبین کے عشق مین صحرا نورد کرتا ہی کسی جوان کو کسی محبوبہ کی الفت مین مبتلا کر کے مانند ماہی بے آب کے تڑپاتا ہی کسی عاشق کو کسی معشوقہ کی الفت مین مانند مجنون دیوانہ کرتا ہی کسی طالب کو کسی مطلوب کے شوق وصل مین مثل فرہاد کے تیشہ ظلم سے ہلاک کرتا ہی سلاطین جہان کو ملک و مال سے محتاج کر کے ہلاک کرا کے خوش ہوتا ہی کسی کو کسی عزیز و دوست کے فراق مین رلاتا ہی غرض کہانتک ظلم و جفا اسکے تحریر کیے جائین کیونکہ بحد و بیشمار ہین شکایت اس پیر فلک کی مفصل تو کیا لکھی جاے الا مختصر یہ ہی کہ موافق نظم

یہ کیا خو ہی یہ کیا عادت ہی افسوس
لکن چرخ مستبد حقہ باز لیست
فلک برہم زن صحبت ہی افسوس
ہے آزار مردم حیلہ ساز لست

الحاصل آرام بر بستر مطلب ہنوز شاہزادہ رستم ملکہ ہمایون گوہر نوش کے ساتھ مسہری پر لیٹ کے سویا تھا کہ تھوڑی ہی دیر مین صبح ہوگئی شب وصل گذر گئی آنکہ شاہزادے کی جو کھلی اپنے تئین عجب حال مین پایا دیکھا کہ فرش خاک پر پڑا ہون نہ وہ مکان ہی نہ مسہری ہی نہ وہ محبوب ہی کہ جسکے ساتھ نکاح ہوا تھا نہ وہ سامان عیش و عشرت نہ حکیم ثانی ارسطو ہین نہ وہ کشتیان زر و جواہر کی ہین نہ وہ کنیزین ہین وہی صحراے وحشت ناک ہی ہواے تند چل رہی ہی گرد اڑ رہی ہی غبار بلند ہو رہا ہی شاہزادہ موصوف نے آنکھین کھولکر صحرا کو دیکھکر پہلے تو خیال کیا کہ مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون کیونکہ مین تو مسہری پر ساتھ ملکہ ہمایون گوہر نوش کے لیٹا ہون یہ صحرا اور فرش خاک پر پڑا ہون میرا کیا یہ خیال ہی کہ آنکھین اپنی بند کرلین بعد تھوڑی دیر کے خوب ہوشیار و بیدار ہوکے جو بنظر غور چہار طرف دیکھا تو یقین ہوا کہ خواب پریشان نہین ہی واقعی خاک پر پڑا ہون آلودہ گرد و غبار ہون نہ وہ مکان ہی نہ وہ مسہری نہ وہ ملکہ ہی شاہزادہ اس طلسم کی ایک سیر اور عجائبات کی سی کیفیت سمجھکر ازحد متحیر ہوا دل مین کہنے لگا شب کو کیا دیکھا تھا صبح کو کچھ بھی نپایا ہاے یہ کیا ہوا یہ کیا شعبدہ تھا اور یہ کیا طلسم تھا اور یہ کیا عجیب و غریب نیرنگ تھا کہ کبھی ایسا کوئی شعبدہ حیرت افزا دیکھنے مین نہ آیا تھا اور کبھی ایسا طلسم نظر سے نگذرا تھا یہ شہزادہ باتین اپنے دل مین کر کے زمین سے اٹھا چہار طرف دیکھنے لگا کوئی ہمدم و یاور نظر نہ آیا اسی صحرا مین اپنے مرکب کو زمین پر پڑا ہوا پایا جب اسکے قریب گیا دیکھا کہ وہ مرگیا ہی رستم ثانی گھوڑے کے ہلاک ہونے سے فکر کرنے لگا کہ اب اس صحرا سے پیادہ کدھر جاؤنگا دشت نوردی سے ہلاک ہو جاؤنگا اسی فکر مین یہ خیال کیا کہ اے رستم ثانی مرجانا ہی تیرا اب بہتر ہی کیونکہ تو ایسے اپنے محبوب سے جدا ہوا ہی کہ جو خوبروئی مین بےمثل تھا یہ خیال کر کے یاد ملکہ ہمایون گوہر نوش مین آہ و بکا کرنے لگا اور اپنی بدقسمتی پر نفرین کرنیلگا آخر تادیر اپنی بدنصیبی پر گریہ و بکا کر کے یاد ملکہ ہمایون گوہر نوش کے ساتھ سونے مین اور وصل سے محروم رہنے مین یہ شعر ورد زبان کیا۔ باغ دنیا مین نہوگا کوئی ہمسا بدنصیب + آے اکیلے باغ مین اور خالی دامان لیچلے + شعر مندرجہ پڑھ کر بصد آہ و بکا وہان سے آگے چلا راہ صحرا کو طے کرنے لگا کوئی ایسا نہ تھا کہ اس سے راہ دریافت کرتا توکل بخدا ایک سمت صحرا مین رہ نورد ہوا راہ مین ہر قدم کانٹے قدم چومنے لگے پیادہ روی و ہمت شاہزادہ رستم ثانی پہ نظر کر کے خارہاے دشت بزبان نیزبانی تعریف کرنے لگے اور گرد باد

شاہزادہ کو صحرا مین پیادہ پا رواں دیکھکر رشک مجنون جانکر واسطے تعظیم کے جا بجا اُٹھنے لگے ہوا سے تند بیابان شاہزادہ رستم ثانی کو نوشاہ عالی جاہ جان کے بار بار خلعت ہاے چادر گرد و غبار سے مخلع کرنے لگی روح قیس عشق ملکہ ہمایون گوہر پوش مین شاہزادہ موصوف کو گریان و صحرا نورد دیکھکر مرحبا و جزاک اللہ مکرر کہنے لگے تھوڑی راہ صحرا شاہزادہ نے طی کی تھی کہ کف پا اُسکے جو مانند گل کے نازک و نرم تھے صدمۂ خس و خار بیابان سے رہروی سے عاجز ہوے خون کف پا سے بوجہ چبھنے خار دشت کے جاری ہوا یہ جا ہے افسوس ہے کہ موافق نظم مقام ہذا

عشق نے کس بلا مین ڈالا ہے　　پاؤن ایذا سے راہ سے مجروح　　گھر سے باہر اسے نکالا ہے
دمبدم وقت دم شماری تھا　　بوجھ سر کا قدم پہ بھاری تھا　　سوجھتی تھی نکوئی راہ فتوح
نہ رہا تھا ذرا بھی حسن کا روپ　　رنج و آفت سے جان جاتی تھی　　رات کی اوس اور دن کی دھوپ
دیکھو بیرنگ چرخ شعبدہ گر　　جانے انصاف ہے مقام حذر　　مانگتا تھا نہ موت آتی تھی
آسمان اس سے خاک چھنوائے　　فرش گل پر جسے نہ آئے قرار　　جو کہ نازون سے پرورش پائے
رگ گل سے جو پاؤن ہون افگار　　پار ہو اسکے یون سر سر خار　　اسکے زیر قدم ہو بستر خار
وہ مہ حور پیکر اور یہ سفر　　وہ گل گلشن نزاکت زا　　وہ بت ناز پرور اور یہ سفر
آسمان جسکا اک بگولا تھا　　طول مین عمر خضر جادہ تھا　　اور یہ وادی سے قیامت زا
کالی آندھی سے کے صاف تھے آثار　　جب اُڑاتی تھی باد تند غبار

ایسے صحراے بلاخیز مین اُٹھتا بیٹھتا نالہ و فریاد کرتا ملکہ ہمایون گوہر پوش کی یاد کرتا ہوا جاتا تھا جب بہت رہروی سے عاجز ہوتا تھا ہر شام کسی درخت کے نیچے بالاے خاک لیٹ رہتا تھا زیر سر بجاے بالش سنگ کلان رکھ لیتا تھا دل سے کہتا تھا دیکھیے عشق ملکہ ہمایون گوہر پوش مین ابھی کیا کیا سختیان اُٹھانا ہونگی اور بعد اُٹھانے سختیو نکے دیکھیے اُس سے ملاقات بھی ہوتی ہے یا نہین اگر بالفرض بھی منزل سابق ہوئی تو اُس سے وصل ہوتا ہے یا نہین اسی قسم کی باتین کرتا تھا اور روتا تھا یاد محبوب مین نیند نہ آتی تھی ہان کسل راہ و صدمہ خار و آبلہ پائی سے غش آجاتا تھا جب صبح ہوتی تھی افاقہ ہوتا تھا مجبور اُٹھکر تلاش دلربا مین اُسی حالت آبلہ پائی مین آگے جاتا تھا اسی طرح شاہزادہ موصوف چندروز تک صحرا نورد رہا کبھی دامن کوہ مین کبھی بالاے درخت گاہ زیر شجر سایہ دار کبھی صحراے پر خار مین کانٹون پر قیام پذیر ہوا اور شب بہزار خرابی و دشواری بسر کی آخر کار ایک روز ہنگام سحر دامن کوہ سے جو روانہ ہوا جاتے جاتے صحرا مین وقت قریب شام دیکھا کہ ایک جھونپڑی شکستہ ہے اُسکے آگے ایک فقیر جوان سیہ فام شیر کی کھال پر بیٹھا ہے انگیٹھی آسکے آگے رکھی ہے آگ اُسمین دبی ہے اور کچھ لکڑیان ہین دھوان ہو رہا ہے فقیر مذکور دھونی رمائے بیٹھا ہے اور قریب اُسکے ایک گھڑا کورا پانی سے بھرا ہوا رکھا ہے اُسپر ایک آبخورہ ڈھکا ہے اور یہ گھڑا اُس فقیر کی جھونپڑی کے عقب ہے بلکہ اندر جھونپڑی کے ہے اور ایک پردہ جھونپڑی مین پڑا ہوا دکھائی دیتا ہے فقیر مذکور بار بار یا حق یا معبود یاد آتا ہے آواز بلند کہتا ہے اور جانب دشت بنظر غور اس طرح دیکھ رہا ہے جیسے کوئی کسی کے آنے کا منتظر ہوتا ہے شاہزادہ نے اُس فقیر کو دیکھکر دل مین کہا شکر ہے خدا کا کہ آج بعد کئی دنون کے اس صحرا مین اس فقیر کو دیکھا ہے اسکے پاس ضرور جانا چاہیے غالباً اسکے پاس پانی ہوگا اس وقت مین پیاسا بھی ہون پانی طلب کر کے پیونگا

اور واسطے بر آنے اپنے مدعا کے فقیر سے کہو نگا عجب نہین کہ اس فقیر صحرا نشین کے دعا سے ملکہ ہمایون
گوہر پوش دوبارہ مجھے ملجائے ہنوز شاہزادہ رستم ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا اور جانب فقیر مذکور چلا جاتا تھا
ناگاہ اُس فقیر نے رستم ثانی کو دیکھکر بآواز بلند کہا اے شاہزادہ رستم ثانی تشریف لاتے ہین آپ ہی کا منتظر
تھا معبود تمھارے حال پر رحم کرے تمنے اس صحرا مین آکے بہت تکلیف و اذیت اُٹھائی ہے اور ہمت
نہین ہاری ہے شاباش و مرحبا تمھاری شجاعت و بہادری و عاشق صادق ہونے مین شک نہین ہے شاہزادہ
موصوف نے اسکے اس طرح کلام کرنے سے خیال کیا بے شبہہ درویش صاحب کمال ہے کیونکہ میرے نام و
حال عشق سے آگاہ ہے اور مجھے طلب کرتا ہے غالباً اس فقیر کی دعا سے میرا مدعا ے دلی بر آئیگا جو خواہش
میری ہے وہ اسکی برکت سے پوری ہوگی یہ فقیر مانند اور فقراے کے بے کمال معلوم نہین ہوتا ہے یقینی یہ بھی
ایک خاصان خدا سے معلوم ہوتا ہے اسکی دعامین ضرور اثر ہوگا یہ خیال کرتا ہوا دل مین خوش ہوتا ہوا
پاس درویش مذکور کے گیا اور بے اختیار شوق طالب زروے دلی آسے سلام کیا اُسنے جواب سلام
کا دیکر تعظیم کرکے قریب اپنے بٹھایا اور بنظر لطف و عنایت چہرہ رستم ثانی کو دیکھکر بعد مزاج پرسی
کے کہا اے شاہزادۂ ذیجاہ مین آپ کے یہان آنے سے خوش ہوا حال سے آپ کے ماہر ہوا لیکن اس وقت
آپ کو بہت مضطر پاتا ہون اسکا کیا سبب ہے بیان کیجیے رستم ثانی نے کہا باعث میرے اضطراب کا اول
تو یہ ہے کہ مین اس وقت بہت پیاسا ہون کثرت تشنگی سے ہلاک ہوا جاتا ہون اگر پانی ممکن ہو تو مجھے پلایئے
دوسرے سبب میرے مضطر ہونے کا آپ پر ظاہر ہی ہو گیا ہے آپنے خود ہی بیان کیا ہے حال عشق کا آپ پر
ہویدا ہو گیا ہے بیشک آپ فقراے ذی کمال سے ہین اپنے نام سے آگاہ کیجیے اور میرے واسطے دعا ے
خیر کیجیے کہ حق تعالے آپ کی برکت دعا سے میرے مطالب دینی و دنیوی بر لاوے فقیر مذکور نے جواب دیا
اے شاہزادۂ ذو الوقار اگر تم پیاسے ہو تو نہ گھبراؤ یہان آب سرد و شیرین موجود ہے کوئی نحسین اپنے ہاتھ سے
جام آب دیگا اُس آب سرد سے دل آپکا ٹھنڈا ہو جائیگا ابھی روح کو راحت دل کو آرام حاصل ہو جائیگا
اور آپ کے حال سے جو مین آگاہ ہو گیا آپنے مجھکو فقراے ذی کمال سے تصور کیا یہ آپ کا خیال خام
ہے مین تو ایک فقیر بے کمال ہون اگرچہ نام میرا کمال شاہ ہے مین کیا اور میری دعا کیا جو چاہتا ہے وہ معبود
کرتا ہے ہان حکم دعا کرنے کا ہے یہ فقیر آپ کے کہنے سے دعا کریگا عجب نہین کہ اسی جگہ وقت دعا باقبال
دعا آپ کا ایک مطلب دلی بر آوے دل خوش ہو جاوے آپ تمام تکلیف و اذیت صحرا نوردی بھول
جائین خیر پہلے پانی تو پی لیجے بعدہ دعا کرونگا یا نکرونگا مطلب آپ کا بر آئیگا یہ کہکے اُس جھونپڑی کی طرف نظر
کرکے کہا اے پردہ نشین آگاہ ہو کہ شاہزادہ رستم ثانی بہزار دشواری و خرابی صحرا نوردی کرکے یہانتک آیا ہے
بہت پیاسا ہے خاطر مہمان ضرور ہے لہذا میرے کہنے سے اور بپاس خاطر شاہزادہ رستم ثانی ایک جام آب
سرد و شیرین اپنے ہاتھ سے اسے دیدے شرم و حجاب نکر کہ اُس جوان سے شرم و حجاب اب کرنا
مناسب نہین ہے نامحرم سے البتہ شرم و حجاب کرنا عورتون کو مرپیا ہے شاہزادہ موصوف گفتگو سے درویش
مذکور سنکے دل مین کہنے لگا کہ اس جھونپڑی مین پس پردہ کون زن محرم میری ہے کہ جس سے یہ مخاطب
ہو کے ایسی تقریر کرتا ہے یہان تو بظاہر کوئی عورت میری محرم نہین ہے نہین معلوم یہ کلمہ اس فقیر نے کیا سمجھ
کے کہا ہے دیکھیے کیا ظاہر ہوتا ہے ہنوز شاہزادہ موصوف اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا یکایک

اُس پردہ سے ایک ہاتھ تا بہ نوک ناخن نکلا اُس دست نازک میں ایک جام آب سرد تھا فقیر مذکور نے شاہزادے سے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ لیجئے جام آب سرد اور پانی پیجئے دیکھئے تو یہ کیسا آب سرد ہی کہ جو رشک آب حیات ہی اور دینے والا جام کا بھی کیا خوب رو ہی کہ غیرت حور ہی شکر کیجیے کہ فقیر نے دعائیں کی اور مطلب دلی آپ کا بر آیا شاہد مدعا پس پردہ سے ظاہر ہوا شاہزادہ نے فقیر کے کہنے سے جلد اُٹھکر جام آب سرد اُس پردہ نشین کے ہاتھ سے لے لیا اور پانی پی کر خالی جام اُس پردہ نشین کے دست نازک میں دیکر ایک آہ سرد کی بھر بیجا نہ چشم میں یون اشک بھر آئے کہ بقول شاعر مطلع ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے نرگس شہلا میں جو شبنم رہے ✤ فقیر نے گھبرا کر بظاہر پوچھا بابا خیر تو ہی مزاج کیسا ہی باعث آہ سرد چشم پرنم کا کیا ہی مقام عجب ہی کہ حالت تشنگی میں آب سرد و شیرین پی کر یہ حال ہوا ہی برخلاف تسکین قلب جگر آہ و بکا کی سبب اس رنج و ملال کا کیا ہی بیان کرنا چاہئیے شاہزادہ نے بعد ضبط گریہ کرکے جواب دیا اے کمال شاہ کیا کہون حجاب مانع ہی لیکن کہتا ہون اس پردہ نشین کی ایسی خوشنما کلائی ہی کہ جسے دیکھکر ضرور دل کو کل آتی ہی مگر یہ پنجہ حنائی اور یہ کلائی مشابہ میری محبوبہ ملکہ ہمایون گوہر پوش سے بہت ہی جس مطلوب کے عشق میں میرا یہ حال ہوا ہی اس وقت مجھے وہی محبوبہ یاد آگئی ہی ایسی اُسکا پنجہ حنائی تھا اور ایسی مانند شمع کافوری سفید اسکی کلائی تھی اور ایسی چوڑیاں اُسکی نازک کلائی میں تھین اسی وجہ سے مین نے آہ سرد کی ہی اور اشک آنکھ میں بھر آئے ہین مجھے حیرت ہی کہ وہ شاہزادی آپ کی جھوپڑی مین کہان آئی اگر یقیناً کہون کہ یہ پردہ نشین وہی شاہزادی ہی تو خلاف عقل ہی کیونکہ کہان وہ شاہزادی اور کہان یہ جھوپڑیا اور یہ صحرا اور اگر یہ کہتا ہون کہ یہ پردہ نشین وہ محبوبہ نہین ہی تو بھی دور از فہم و ادراک ہی کیونکہ دست و مرفق صاحب پردہ بعینہ ملکہ ہمایون گوہر پوش کی ہی اس وقت بے اختیار یہ دل چاہتا ہی کہ اس پردہ نشین کے دست حنائی کو اپنے داغ دل پر مانند مرہم کافور کے پھاہے رکھ کے لیجیے تاکہ ٹھنڈک ہو اور اس کلائی کو بصد شوق سر دست اپنی گردن مین حمائل کیجیے اور ہاتھ اپنے اس پردہ نشین کے گلے مین ڈال کے ہم آغوش ہو جیسے اچھی طرح گلے ملیے فقیر نے مسکرا کر کہا اے شاہزادہ ذیوقار بیقرار و اشکبار نہو کچھ تردد و حیرت کا مقام نہین ہی خدا کی قدرت و عجائب و غرائب امور مین عقل انسان کو کیا دخل ہی کیا عجب ہی کہ جس محبوبہ کی آپ کو تلاش ہی یہ پردہ نشین وہی ہو آپ کے جذب محبت اور اس فقیر کے ارادہ دعا کی برکت سے وہی شاہزادی یہان موجود ہو یہ کہکر فقیر مذکور نے اُس پردہ نشین سے کہا اے خوبرو جمال بیمثال اپنا اس شاہزادہ کو ہمارے کہنے سے دکھا دے پردہ درمیان سے اُٹھا دے شرم و حجاب بکر اس فقیر کے کہنے پر عمل کر دل شکنی مہمان کی خوب نہین ہی شاید شاہزادہ رستم ثانی تجھے دیکھکر شادمان ہو رنج و غم اسکا مبدل بخوشی و خورمی ہو جائے یہ فعل بھی خالی از نیکی نہین ہی کیونکہ دل مہمان کو شاد کرنا باعث خوشنودی معبود ہی یہ گفتگو درویش مذکور سے سُن کے اُس پردہ نشین نے پردہ اُٹھانے اور صورت اپنی دکھانے مین تامل کیا فقیر نے مکرر کہا اے مہ لقا کیا تجھکو خاطر مہمان کی کرنا منظور نہین ہی کہ جمال اپنا دکھانے مین تامل کیا ہی پردہ نشین نے فقیر مذکور کے اصرار سے مجبور ہو کے بصد شرم و حجاب پردہ اُٹھا کے صورت اپنی شاہزادہ کو دکھا کے پھر پردہ ڈال دیا شاہزادہ نے اچھی طرح صورت اُسکی دیکھکر از حد خوش ہو کے فقیر سے کہا شاہ صاحب جس حسین کا مین جویا تھا یہ وہی مہرو ہی مین نے خوب

پہچان لیا یہ ملکہ ہمایون گوہر پوش ہی اسکے ساتھ سر الکاح حکیم ثانی ارسطو کے مکان عجیب و غریب و طلسم نما
مین ہوا تھا مین اسی نازنین کے ساتھ سہری پر شب کو سویا تھا صبح کو مین نے کچھ بھی نہ پایا نہ تو اس شاہزادی
کو دیکھا نہ اس مکان کو دیکھا نہ حکیم صاحب سے ملاقات ہوئی اُسی روز سے اسی محبوبہ کی جستجو مین صحرا
نوردی اختیار کی اور گریہ و زاری شروع کی اج آپ کے جھوپڑے مین اسے پایا ہی یہ گوہر
بیش بہا بے مدعا بعد جستجو و تکلیف و ایذا ہاتھ آیا ہی فقیر نے کہا بابا اگر یہ وہی شاہزادی ہی تو خیر خدا کا
شکر کر پروردگار نے فضل کیا اب وقت شب کا ہی جو کچھ سوکھے ٹکڑے نان جوین کے اس فقیر کی
جھولی مین ہین کھائیے پانی پی کے میرے قریب آرام کرو صبح کو جو ہوگا دیکھ لینا شاہزادہ نے جواب دیا
مین کبھی در حالت موجودگی محبوب تنہا نہین سویا فقیر نے جواب دیا یہان نہ قصر رفیع ہی نہ سامان تزک و
عیش و عشرت ہی نہ سہری ہی نہ غذا ے لذیذ ہی یہ فقط پرانی جھوپڑی ہی اگر اس جھپڑیا مین سو رہنا قبول
کرو تو موجود ہی شاہزادہ نے کہا یہ جھپڑیا ملکہ کے ملنے سے اور آپکے ساتھ سونے کے سبب سے قصر فریدون
سے بھی بہتر معلوم ہوتی ہی اسی جھوپڑی مین سوؤنگا فقیر نے یہ سنکے شاہزادہ کو طعام ہاے لذیذ کھلائے
اور آب سرد پلایا بعد فراغت آب و طعام کے درویش نے شاہزادہ سے کہا بابا یہان شراب نہین ہی
تمکو ضرور عادت مے کشی کی ہوگی پس اس سبو سے آب کے پاس جاؤ اور بہ نیت شراب جام مین پانی
بھرو دیکھو کیا ہوتا ہی شاہزادے نے موافق کہنے فقیر کے عمل کیا پانی مبدل بشراب ہوگیا شاہزادہ
کو پہلے تو نہایت حیرت ہوئی پھر خیال کیا یہ فقیر ذیکمال ہی اسکی دعا سے پانی مبدل بشراب ہوگیا ہی
یہ خیال کر کے کچھ شراب خود پی کچھ ملکہ کو پلائی بعدہ اسی جھوپڑی مین جا کے ساتھ شاہزادی مذکورہ سے
لیٹا فقیر مذکور باہر ہی چھپر پا کے رہا ابھی شاہزادہ لیٹا ہی تھا کہ ایسی ہواے خوش آئی اور ایسی دل کو
راحت حاصل ہوئی کہ نیند آگئی بوس و کنار ملکہ ہمایون گوہر پوش سے محروم رہا یہان بھی بعد تھوڑی
دیر گذرنے کے شب آخر ہوگئی آنکھ شاہزادے کی کھلی دیکھا نہ وہ جھوپڑی ہی نہ ملکہ ہمایون گوہر پوش
پہلو مین ہی نہ وہ فقیر ہی صرف اُس جگہ ریگ بیابان کا ڈھیر ہی اور اُسی ریگ پر اپنے تئین لیٹا پایا گھبرا کے
لاحول پڑھ کے آنکھین بند کر کے خیال کیا کہ آج بھی اسی طرح کا خواب پریشان دیکھ رہا ہون یہ کہکے تادیر
آنکھ بند کیے پڑا رہا اور سمجھا کہ مین ساتھ ملکہ کے سو رہا ہون جب بہت دیر ہوئی اور ہوش و حواس درست
ہوے آنکھ کھولکر غور سے جو دیکھا تو کچھ بھی نہ پایا پہلے تو نہایت متحیر و حیران ہو کر دل مین کہنے لگا پروردگار
یہ کیسا صحرا ہی کہ جسمین دو مرتبہ عجائب و غرائب دیکھ چکا ہون کیا یہ صحرا طلسمی ہی یا کوئی شعبدہ و نیرنگ اس سرزمین پر
خود بخود ہوتا ہی یا کوئی کرتا ہی بعد حیرت بسیار کے یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش مین اُسی جگہ بیٹھکر خوب رویا
تا دیر اشکبار رہا آخر کار ہمت نے کہا اَی شاہزادے کبتک یہان بیٹھے رویا کرو گے پس اُٹھو آگے
چلو ملکہ ہمایون گوہر پوش کی تلاش کرو یہان بیٹھنے سے کیا فائدہ ہی شاہزادہ ہمت کے آمادہ کرنے
سے وہان سے بصد نالہ و بکا ایک سمت چلا اثناے راہ مین جا بجا تھک کر بیٹھ جاتا تا کف پا سے سر
خارہ ہوا تھا نوردی و عشق ملکہ سے شاہزادہ کا وہ حال تھا کہ آبلہ پا اُسکے حال پر بال پر نظر کر کے پھوٹ
پھوٹ کے روتے تھے اور وحش و طیر بھی گریہ و بکا و حال زار پر شاہزادے کے متحیر ہو کے گرد جمع ہوگئے
روتے تھے شاہزادہ جانوران صحرا کو اپنے حال پر چہلان و گریان دیکھکر دل مین کہتا تھا افسوس

ہزار افسوس ہم ایسے بیکس و لاچار و اشکبار ہیں کہ حیوان بھی ہمارے حال پر روتے ہیں یہ کہکے اس جگہ سے بہزار دشواری اٹھکر آہ و نالہ کرتا ہوا آگے جاتا تھا اس صحرائے بلاخیز کی حالت اور شاہزادہ کی کیفیت مفصل تو کیا لکھی جائے مگر مختصر یہ ہے کہ موافق نظم

منزلوں تک تمام ریگستان
ہر گڑھے میں تنور کی حدت
صورت ابر سحر آتش بار
پانی اتنا نہ تھا کہ تر ہو زبان
متلاشی آب پیکان تھا
دیکھکر شعلۂ ہوا کی لپک
سیخ موج ہوا پہ بھنتے تھے
دامن کوہ میں بھی ہر پارہ
سایہ تک ایڑیان رگڑتا تھا
شعلہ ایسا زمین سے اٹھتا تھا
ریگ ماہی ہوئے تھے بھن کے کباب
سر پہ جب آفتاب آتا تھا
نام الفت نہ لیتا پھر مجنون
وہ کڑی دھوپ اور ریت وہ گرم
نہ کسی ملک کا پتا معلوم
تیور آتا تھا ہر قدم ہر گام
گل سے تلوے تپے خار سے فگار
منہ پہ لیکے دامن صحرا
آسمان سے کبھی مخاطب تھا
کچھ تو قہر خدا سے ڈر ظالم
اب نہیں راستہ چلا جاتا
رحم کر بندۂ خدا ہوں میں
مجھ دل افگار کو بتا للہ
ہر قدم تھا یہ قول پامردی
منہ کڑی سے نہ موڑنا ہر بجان
کم نہ فرہاد سے ذرا رہنا
آزمائش کا ہے مقام یہی

شہر افشان غبار سا ہر سمت
ہر بگولا اڑاؤ کی صورت
چاہ و چشمہ کہیں نہ دجلہ و نیل
بجز اک آب گوہر دندان
تابش ایسی کہ شب کو کیا دن کو
خوف سے کانپتا تھا شیر فلک
سنگریزے تھے غیرت اخگر
ہر کنکر وری تھا انگارہ
جن ادھر سے نہ راہ چلتے تھے
چرخ میں تھا فلک بھی مثل طلا
تھا جو باد سموم کا جھونکا
پاؤں میں سایہ لپٹا جاتا تھا
شدت تشنگی سے وہ پرغم
پاؤں شہزادے کے وہ نازک نرم
بھرتے جب قدم اٹھاتا تھا
تھی ہویدا علامت سرسام
جیب و دامن کی دھجیاں لیکر
گاہ وہ زار زار روتا تھا
اے فلک ظلم کی بھی کچھ حد ہے
اسقدر تو ستم نکر ظالم
طاقت اب تو جواب دیتی ہے
ہدف ناوک بلا ہوں میں
شورش دل یہ کہتی تھی ہر بار
رہو سرگرم بادیہ گردی
ہمت دل نہ ہارنا اصلا
دو قدم قیس سے بڑھا رہنا
منزل اول محبت سے ہے

وہ حرارت وہ فصل تابستان
ذرہ ذرہ ہیں تابش خورشید
دامن دشت پر سحاب غبار
قحط آب نے دھری تھی سبیل
تشنہ لب یہ ہر ایک حیوان تھا
لو کے شعلوں سے شمع روشن ہو
مرغ صحرا سر اپنا دھنتے تھے
تھا شجر بھی تو آگ کا تھا شجر
چھالا پاے نظر میں پڑتا تھا
پر سیمرغ قاف جلتے تھے
موج آتش تھی صاف موج سراب
نار دوزخ کا اک زبانہ تھا
دیکھتا خواب میں جو وہ ہامون
منہ میں لیتا عقیق لب ہر دم
نہ تو رہبر نہ راستہ معلوم
تھام کر سر کو بیٹھ جاتا تھا
تمتماے تھے پھول رخسار
پاؤں میں باندھتا تھا وہ خود سر
گاہ حق سے مدد کا طالب تھا
مجھ سے یا بے سبب تجھے کد ہے
ارے او بانی فساد و جفا
قوت اب ہاتھ سے کھنچے لیتی ہے
جانتا ہو جو ملک یار کی راہ
اف نہ نکلی زبان سے زنہار
دیکھنا جی نچھوڑنا مری جان
پالا جیتا ہوا ہے یہ تیرا
جانے والوں کا ہے کام یہی
داد دیے امتحان الفت ہے

شاہزادہ یہ موجود [illegible] کرتا ہوا آ [illegible] بیٹھ جاتا تھا بیٹھ جاتا تھا اپنی غربت و تنہائی

اور ماہ ملکہ ہمایون گوہر لوش مین آہ و بکا کرتا تھا بعد نالہ و آہ کے بہزار و خرابی وجر اُٹھ کر صحرا نورد ہوتا تھا جب کسی جگہ شام ہوتی تھی وہان مقام کرتا تھا کبھی دامن دشت مین گاہ درہ کوہ مین کبھی بالاے درخت گاہ ریگ بیابان پر شب بسر کرتا تھا اسی طرح چند روز راہ صحرا طے کر کے ایک روز وقت شام ایک درہ کوہ مین پہونچا اس روز صعوبت صحرا نوردی اور کثرت رنج فراق ملکہ مذکور سے یہ حال تھا کہ قریب ہلاکت تھا بظاہر زندگی سے مایوس تھا لیکن خدا سے امید رکھتا تھا کہ اگر وہ چاہیگا تو جانبر بھی ہونگا اور گوہر مدعا بھی پاؤنگا پس اسی حالت امید و بیم مین درۂ کوہ مین گر کے مانند ماہی بے آب کے تڑپ کر برجوع قلب پہلے کچھ اپنی اذیت و صعوبت صحرا نوردی کا خیال نکر کے شوق عشق مین یہ مناجات عاشقانہ بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگا

مناجات عاشقانہ حسب مقام ہذا

دل مجروح قیس کا صدقہ
مرض الفت حبیب رہے
اور کچھ غم نہو بجز غم یار
دل مین ہو خون آرزو ہر دم
بلبلون کو سبق ہو نالۂ دل
سوزش غم سے داغ داغ ہو دل
مسکن جلوۂ پری دل ہو
شادمانی سے دل رہے ناشاد
سرو کی طرح سے رہون آزاد
علم دیوانگی یہ شہرت پاے
روح فتنہ ہاوے قدم آکر
خرد و ہوش ہون فداے جنون
ننگ کے نام سے بھی عار رہے

بہر درد دل شکستہ دلان
زندگی بھر یہ غم نصیب رہے
داغ حسرت سے لالہ زار ہو دل
اشک غم سے کرون وضو ہر دم
دل غم و درد و رنج کا گھر ہو
خانۂ برق کا چراغ ہو دل
ولپہ کوہ غم وہراس گرے
نامرادی ہو میری عین مراد
عالم علم عشق بازی ہون
درس وحشت کو روح مجنون آے
کوہ رنج و الم کا ہون فرہاد
سایہ افگن رہے ہماے جنون
رشک بانگ جرس ہو نالۂ زار

یا خدا روح قیس کا صدقہ
بہر سوز درون خستہ دلان
تیغ الفت سے رکھ جگر افگار
چمن یاس کی بہار ہو دل
وہ گل داغ ہو حوالۂ دل
مسکن عشق فتنہ پرور ہو
زخمی ناز دلبری دل ہو
خرمن جان پہ برق یاس گرے
صفت بوے گل مین ہون برباد
بلنشے حکم حسان گدازی ہون
کوہ غم وہ اُٹھاؤن مین ہر پہ
روح مجنون کو ہو مبارکباد
بیحجابی فراشعار رہے
وحشیون کا ہون قافلہ سالار

بعد اس مناجات کے واسطے اپنے دفع آلام فراق یار دلبر برا ے مدعاے دل زار بہت اضطرابا ہو کے اس طور سے درگاہ کبریا مین دعا کرنے لگا کہ موافق نظم

الٰہی سامع الاصوات تو ہی
مین زندان مصیبت مین پڑا ہون
کہین نالان کہین سر در گریبان
مگر لاتقنطوا سے باخبر ہون
براے بیقراری یتیمان
بحق بیکسی جان محبوس
تلطف برمن شوریدہ سر کن
نگردہ از درت محروم سائل

نظر کر رحم کی اے کل کے غفار
مین زنجیر بلا مین مبتلا ہون
یہ بار جرم اور مین ناتوان ہون
تری رحمت کا طالب سر بسر ہون
براے مبتلایان مصائب
بحق اضطراب طبع مانوس
الٰہی درگہ تو بے نیاز است
شود ہر گوہر مقصود حاصل

الٰہی قاضی الحاجات تو ہی
مین ہون بندہ ترا یارب گنہگار
شب دیجور مین سرگشتہ حیران
بہ راہ دور اور مین بیجان ہون
براے آہ و زاری یتیمان
اسیران جفا ہا و تو ا ب
ترحم برمن خستہ جگر کن
الٰہی ذات تو بندہ نواز است
عطا از لطف خود کن مقصد من

سر آور راز ترحم مرصد من ✣ یہ دعا کرتے کرتے اور روتے روتے غش آگیا حالت غش مین
دیکھا کہ حکیم ثانی ارسطو بالین سر کھڑا ہی اور کہتا ہی ای شاہزادۂ رستم ثانی آپنے عشق ملکہ ہمایون گوہر پوش
مین بہت صدمہ اُٹھایا اور نہایت ایذا و تکلیف اُٹھائی ہی اب خوشخبری آپ کو دیتا ہون کہ زمانہ صدمہ فراق
ملکہ ہمایون گوہر پوش کا کم رہا ہی اور صحرا نوردی کی ایذا و تکلیف باقی نہین رہی ہی یاد رکھیے جلد آپ کا مدعا
دلی بر آئیگا خاطر جمع رکھیے ہنگام سحر بیدار ہو کے جانب دست راست اس درۂ کوہ سے جائیے گا
بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے در شہر حدیدیہ پر پہونچیگا شہر حدیدیہ کا فرمانرو حدید شاہ ہی جو پدر ملکہ
ہمایون گوہر پوش ہی اُس سے اور آپ سے ملاقات ہوگی مین نے شاہ مذکور کو آپ کے حال سے
آگاہ کر دیا ہی وہ آپ سے بمحبت پیش آئیگا سوا اسکے اور جو کچھ ہوگا وہ آپ خود ہی دیکھ لیجیگا اُسے
مین کیا بیان کرون آپ پر خود ہی ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے حکیم صاحب موصوف نظر شاہزادہ ممدوح سے پنہان
ہوے بعد ایک زمانہ کے رستم ثانی بیدار ہوا حکیم صاحب کو تو سرہانے اپنے نہ دیکھا مگر غور سے جو نظر کی تو آثار
صبح ظاہر پائے اُسی وقت اُٹھکر نایابی آب سے مجبور ہو کے تیمم کر کے نماز صبح پڑھی بعد فراغ
نماز صبح کے حسب ارشاد ثانی ارسطو اُس درۂ کوہ سے جانب دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ
وقت طلوع آفتاب در شہر حدیدیہ پر پہونچا ہنوز در شہر مین قدم نہ رکھا تھا کہ تھوڑے آدمی سیاہ
پوش در شہر پر آئے اور شاہزادہ کو دیکھکر کہنے لگے ای شخص جلد تر ہمراہ ہمارے خدمت حدید شاہ
مین چل کہ تجھے طلب کیا ہی ہمین شاہ نے یہی حکم دیا تھا کہ وقت سحر جو شخص پہلے در شہر پر آئے اور داخل
در شہر ہونا چاہے اُسے ہمارے پاس لے آنا پس تمکو لازم ہی کہ بے عذر و تکرار ہمارے ساتھ
چلو دیر نکرو ورنہ عتاب و عذاب شاہ مین گرفتار و مبتلا ہوگے رستم ثانی نے بعد کچھ انکار کے اُن لوگون
کے اصرار سے کہا اچھا اپنے بادشاہ کے روبرو مجھے لے چلو وہ ہمراہ اپنے شہر حدیدیہ مین لیچلے
شاہزادہ نے داخل شہر مذکور ہو کے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہی عمارات پختہ و نفیس سڑکین بہت وسیع ہر کوچہ
صاف و پاک خس و خاشاک سے ہی دوکانین سڑک کے دو طرفہ ہین دوکاندار انواع و اقسام کا اسباب
و مال بیش قیمت و کم قیمت لیے بیٹھے ہین خریدارون کا ہجوم ہوتا جاتا ہی گرمی بازار آناً فاناً بڑھتی جاتی
ہی لیکن سب خرد و کلان سیہ پوش ہین سب کے چہرون سے آثار حزن ہویدا ہین کوئی مسکراتا بھی
نہین ہنسنا تو کجا یہ رنگ اہل شہر کا دیکھتا ہوا دل مین حیران ہوتا ہوا تا در دار العمارۂ حدید شاہ پہونچا
اُن لوگون نے رستم ثانی کو ٹھہرا کر بادشاہ مذکور سے جا کر عرض کیا کہ حسب الحکم ایک شخص کو کہ بحال
تباہ و خراب ہی لیکر در دولت پر آئے ہین اب جو حکم ہو ہم بجا لائین حدید شاہ نے دربار مین آ کے
تخت پر بیٹھ کے روبرو سے تمام اہل دربار کے اُن لوگون سے کہا جلد اس شخص کو بعزت و حرمت
ہمارے پاس لے آؤ حسب ارشاد بادشاہ وہ لوگ رستم ثانی کو دربار حدید شاہ مین لے گئے
شاہزادہ نے اول بادشاہ اور اہل دربار کو سیہ پوش دیکھکر حیران ہو کے بطریق اہل اسلام
بادشاہ مذکور وغیرہ کو سلام کیا کسی نے جواب سلام کا نہ دیا اور بعوض جواب سلام کے ہر ایک غصہ سے
چین بجبین ہوا اس جگہ ایک راوی کا قول یہ ہی کہ صرف بادشاہ حدید شاہ نے جواب سلام کا دیکر نیم قد
برائے تعظیم تخت سے اُٹھکر قریب تر اپنے تخت کے ایک دنگل پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے

پوچھا اے جوان نام تیرا کیا ہی اپنے نام وخاندان و احوال سے آگاہ کر رستم ثانی نے جواب دیا پہلے آپ اپنی
سیاہ پوشی کے سبب سے اور تمامی اہل شہر کی سیاہ پوشی کی وجہ سے آگاہ کیجیے بعدہ مین بھی اپنے
حال سے مطلع کرونگا حدید شاہ نے آہ سرد کرکے اور اشک ریزان ہوکے کہا ہم اپنی سیہ پوشی
کے احوال سے کیا آگاہ کرین کہ ایک صدمۂ عظیم مین مبتلا ہین اگر تم سنوگے تمکو بھی ملال ہوگا پس
بہتر یہ ہی کہ ہماری وجہ سیہ پوشی کو دریافت نکرو شاہزادہ نے اصرار کیا حدید شاہ نے مجبور ہوکے
کہا اے جوان آگاہ ہو کہ نام میرا حدید شاہ ہی اور اس ملک کا نام حدیدیہ ہی یہان کا مین حاکم ہون
میری ایک دختر نوجوان نہایت حسین وخوبرو تھی کہ مثل اسکا حسن وجمال مین نہ تھا مین اس سے
بدرجہ کمال محبت کرتا تھا سلاطین جہان نے شہرہ اسکے حسن وجمال کا سنکے اسکی خواستگاری مجھ سے
کی تھی مینے اکثر کسی اور شاہ وشہنشاہ کو لایق اپنی دامادی کے نجانکر اسکی شادی کرنے سے انکار کیا
تھا اور مین ایک مدت دراز اور زمانہ بعید سے ثانی ارسطو کو کہ حکیم حاذق وکامل ہی مانتا تھا اور اکثر
انکی نظر دلایا کرتا تھا حسب اتفاق تھوڑے زمانہ تک حکیم صاحب موصوف کی مین نے نذر نہ دلائی
اسی زمانہ مین میری دختر کو ایک دیو کہ مسمی دیوانتر یہ ہی اور صحرای بیرنگ مین رہتا ہی میرے سامنے
سے محلسرا سے اٹھا لیگیا تھا اس روز سے مین اپنی دختر ملکہ ہمایون گوہر پوش کے صدمہ جدائی
مین سیاہ پوش ہوا ہون یہی خیال کرتا ہون کہ شاید حکیم ثانی ارسطو کی نذر نہ دلانے سے اور انکے
نمانے اور اطاعت انکی نکرنے سے یہ بلا مجھپر نازل ہوئی ہی کہ وہ دیو دختر ملکہ کو اٹھاکے گیا ہی مین
قبل اسکے ہر چند بگریہ وزاری وبنالہ وبیقراری حکیم صاحب موصوف کو یاد کرکے انکی روح سے
عرض کرتا تھا کہ اب میری خطا معاف کیجیے میرے حال پر رحم کیجیے دختر کو میری مجھسے ملادیجیے عہد
کرتا ہون کہ آیندہ آپکی نذر سے غافل نہوگا مگر کبھی حکیم صاحب کو عالم رویا مین ندیکھا تھا شب
گذشتہ مین نے انکو عالم خواب مین دیکھا انھون نے فرمایا ہی کہ جو شخص پہلے تیرے شہر کے دروازہ
مین داخل ہو اسے اپنے پاس بلاکے بعزت وحرمت بٹھانا کیا عجب کہ تیری دختر تجھسے ملجائے
بس یہی خواب دیکھکر جب بیدار ہوا فی الفور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جو شخص قبل در شہر سے آئے
اسے ہمارے روبرو لے آنا چنانچہ حسب الحکم ملازم میرے اس وقت تمکو لائے ہین اب امید
کرتا ہون کہ تمہارے برکت قدم سے مین اپنی دختر سے ملونگا مین نے اپنا حال تمام وکمال
کہدیا ہی اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو ہر چند کہ حکیم صاحب نے کچھ تمہارے حال سے مجھے
آگاہ کیا ہی لیکن مین چاہتا ہون کہ تم ہی اپنے حال سے آگاہ کرو تا کہ مجھے معلوم ہوجاے کہ جو
حکیم صاحب نے تمہارے باب مین عالم خواب مین بیان کیا تھا وہی تم بھی کہتے ہو یا خلاف اسکے
ظاہر کرتے ہو رستم ثانی نے نام ملکہ کا حدید شاہ سے سنکے بے اختیار آہ سرد کرکے رونا شروع کیا
آنسو آنکھون سے جاری ہوے حدید شاہ نے گھبرا کے سبب گریہ دریافت کیا شاہزادہ نے ضبط
کرکے کہا اے حدید شاہ مجھسے سبب گریہ دریافت نکرو اور میرے نام واحوال کے پوچھنے سے بھی
باز رہو صرف میرے ظاہر حال پر نظر کرکے اسی پر اکتفا کرو مجھکو ایک فقیر ومحتاج ورنجیدہ خاطر جانو
حال باطن سے آگاہ نہو مین اپنا حال پر ملال کیا بیان کرون اور بیان کیا کرون خیال مجھکو یہ ہی

کہ بقول کسی شاعر کے مطلع	در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را		افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

پس مجھکو اپنی محفل مین بٹھاؤ دربار سے باہر کردو اور اگر تم مجھکو دربار سے باہر نہین کرتے ہو اور میرے
حال سے آگاہ ہونا چاہتے ہو تو مکرر کہتا ہون کہ مین اپنا حال خراب کیا عیان کرون کیونکہ حواس و ہوش
میرے بجا نہین ہین موافق اس مطلع کے مطلع ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون
پر یہ خبر نہین ہی مین کون ہون کہان ہون ✤ حامد شاہ نے کہا تمھاری تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا ہی
کہ تم بھی ہماری طرح سے کسی الم مین مبتلا ہو مجھے اب زیادہ تمھاری قدر ہوئی کیونکہ اہل درد کو اہل درد
کی قدر ہوتی ہی اب مین ضرور تمھارے حال سے آگاہ ہونا چاہتا ہون قسم دیتا ہون تمکو تمھارے دین و
ایمان کی اپنا حال سچ سچ بیان کرو رستم ثانی نے مجبور ہوکے کہا اے حامد شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا
رستم ثانی ہی مین فرزند شاہزادہ ایرج ذیوقار کا ہون اور وہ پسر شاہزادہ قاسم ذی قدر کے ہین اور جد
ہمارے فرزند شاہزادۂ علمشاہ رومی کے ہین اور وہ نسل وخاندان جناب حمزہ صاحبقران سے ہین
مین برائے فتح طلسم صندل آیا تھا لوح طلسمی ہاتھ آئی تھی ارادہ کیا تھا کہ طلسم صندل کو توڑون ناگاہ
لوح مذکور دھوکے سے مجھسے ساحرون نے لیکر مجھے گرفتار کیا تھا اور بحکم بادشاہ طلسم صندل سے زیر
تیغ بٹھایا تھا ہنوز صندل شاہ نے دو حکم میری قتل کے دیئے تھے تیسرا حکم ندیا تھا کہ عمرو ثانی عیار نامدار
جناب حمزہ ثانی نے آکے عیاری کرکے مجھے ساحرون کی قید سے چھڑایا تھا اور قتل ہونے سے بچایا تھا
اور صحرائے سرور افزا مین لاکے مجھسے کہا تھا کہ اب فکر لوح طلسمی کی کرو یہ کہکر وہ تو اپنے لشکر مین
چلے گئے تھے مین واسطے شکار کے ایک صحرا مین گیا تھا وہان ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا تھا
اُسکے تعاقب مین صحرائے نیرنگ مین آیا تھا سب ہمراہی میرے مجھسے چھوٹ گئے یہانتک کہ مرکب
بھی میرا صحرائے نیرنگ مین مر گیا تھا وہ بھی مجھسے چھوٹ گیا شب کو اُسی صحرا مین ایک مکان عجیب و
غریب دیکھا تھا اُسمین روشنی بہت تھی جب اُسکے مکان مین گیا تھا حکیم ثانی ارسطو سے ملاقات
ہوئی تھی اور آپکی دختر نیک اختر کو بھی وہین دیکھا تھا اُسنے مجھکو ایک الفت دلی ہوئی تھی حسب
تمنا میرے حکیم صاحب نے عقد میرا ساتھ ملکہ ہمایون گوہر پوش کے کرادیا تھا شب کو اُسکے مکان
مین سویا تھا صبح کو جب بیدار ہوا وہان کچھ بھی ندیکھا تھا نہایت حیران ہوکے بعد آہ و نالہ آگے
گیا تھا بعد چند روز کے ایک فقیر مسمی کمال شاہ سے ملاقات ہوئی تھی اُنکی جھوپڑی مین مین نے
ملکہ موصوف کو دوبارہ دیکھا تھا دل خوش ہوا تھا جب وہان شب کو سویا صبح کو بدستور قبل نہ ملکہ
ہمایون گوہر پوش کو دیکھا نہ اُس فقیر کو پایا تھا وہان سے نالہ کنان بعد کئی روز کے ایک درۂ
کوہ مین پہونچا تھا وہان مین نے اپنے معبود سے دعا کی تھی حکیم ثانی ارسطو میرے خواب مین
تشریف لائے تھے اور ہدایت کی تھی کہ صبح کو جانب دست راست جانا مین اُنکے ارشاد کے موافق
اِس طرف آیا تھا آپ کے ملازم مجھکو لیکر آپ کے پاس لائے ہین یہی حال میرا تھا جو
مین نے بیان کیا قبل ہی مجھکو حیرت ہوئی تھی اور اب بھی آپ کے بیان سے کمال حیرت ہوئی ہی
کچھ میری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا اسرار تھا کیونکہ ملکہ موصوفہ کو تو آپنے بیان کیا کہ دیوانتر یہ اُٹھا لیگیا
ہی پھر اُس مکان حکیم ثانی ارسطو مین اور کمال شاہ کے جھوپڑے مین ملکہ گوہر پوش کو دیکھا

اور حکیم صاحب نے ملکہ موصوفہ سے نکاح میرا بغیر اُنکی موجودگی کے کیونکر پڑھا اور پھر اُس مکان اور ملکہ کو اور اُسس فقیر کو نہ دیکھا حدید شاہ نے یہ تمام یہ تقریر شاہزادہ کی سُنکے تا دیر فکر کرکے جواب دیا ہر چند کہ جو کچھ اے شاہزادہ ذیقدر تمنے دیکھا ہی واقعہ حیرت افزا ہی لیکن اگر فکر و غور کرو تو کچھ جائے حیرت نہین ہی کیونکہ حکیم ثانی ارسطو موجد و برگزیدہ پروردگار عالم سے ہین ہر چند مر گئے ہین مگر گویا زندہ ہین اُنھون نے تمکو ایک مکان جنت نشان مین اپنے تئین دکھا کر تمسے ملاقات کر کے تمھین ذیقدر و ذیوقار جانکر میری دختر کی تصویر کو دکھایا ہی اور عقد تمھارا اُس سے کیا گیا ہی گویہ مژدہ بشارت ہی ہی کہ اس شاہزادی کے ساتھ تمھارا عقد ہوگا پس اُنکا اس طور سے مژدہ دینا مقام حیرت نہین ہی اگر خدا چاہیگا تو موافق اُنکی بشارت دینے کے ظہور ہوگا اگر یہ کہو کہ مین نے عالم بیداری مین یہ سب کیفیت مین نے دیکھی تھی تو جواب اُسکا یہ ہی کہ وہ بیداری تمھاری گویا ایک خواب ظاہری تھا اور خیال خام تھا جب تم اصل مین سو رہے اور بیدار ہو رہے کچھ نہ دیکھا و نکھتے کیا کہ وہان تھا ہی کیا فقط حکیم صاحب کے اس طور سے تمھین بشارت دینا منظور تھا اور جو تمنے درویش کمال شاہ کی چھپر یا مین میری دختر کو دیکھا تھا اُسنے بھی اپنے کمال و کرامت سے میری دختر کی تصویر تمھین دکھا کر گویا خوشخبری دی تھی کہ اس شاہزادی سے تمھارا عقد ضرور ہوگا پس تمکو خوش ہونا چاہیے اور مین موافق بشارت دینے حکیم صاحب موصوف اور درویش کمال شاہ کے عمل کرونگا مگر بشرطیکہ دیو انتریہ سے دختر میری مجھکو مل جائے رستم ثانی نے تقریر حدید شاہ کی سُن کے شادمان ہو کے کہا اگر مجھکو مسکن دیو سے آگاہی ہو جائے تو مین اُس دیو کو قتل کر کے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو اُسکی قید سے رہا کر کے لے آؤن حدید شاہ نے کہا مسکن دیو انتریہ تو معلوم بھی ہو سکتا ہی کہ تمھین بتا دیا جائے مگر تم دیو سے کیا مقابلہ کروگے کیونکہ وہ دیو ہی اور تم انسان ہو مین نہین چاہتا کہ ہنگام مقابلہ تم اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا مین اُس دیو سے ضرور مقابلہ کرونگا آپ کچھ اندیشہ نکیجیے اگر خدا چاہیے گا تو اُسے ہلاک کرونگا اگر آپ مسکن دیو سے آگاہ نکیجیے گا تو مین خود ہلاک ہو جاؤنگا صدمہ و رنج سے جانبر نہونگا حدید شاہ نے یہ تقریر شاہزادہ کی سُن کے مجبور ہو کے کہا اچھا چند سے یہان پر آپ پذیر ہو چند مین تمکو مسکن دیو انتریہ تک لیچلونگا یہ کہکر ملازمون کو حکم دیا کہ سامان دعوت و ضیافت کرو اور شاہزادہ سے کہا حمام مین جاؤ نہا کر پوشاک تبدیل کرو رستم ثانی نے ہمراہ چند ملازمان حدید شاہ کے در حمام تک جا کے داخل حمام ہو کے آب گرم سے نہا کے جو لباس نفیس حدید شاہ نے اپنے نوکرون کے ہاتھ کشتی مین بھیجا تھا اُسے زیب تن کیا پھر دربار مین حدید شاہ کے آ کے ونگل پر بیٹھے اُس وقت حکم حدید شاہ سے ساقیان گلرخسار کشتیان شراب ناب کی لیکر آئے اور اشارہ شاہ مذکور سے جام بلورین شراب سے بھر کر روبرو رستم ثانی کے لائے شاہزادے نے شراب پینے سے تامل کیا حدید شاہ نے کہا تم شراب بے تامل پیو مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ مین حکیم صاحب کی ہدایت سے مسلمان ہو چکا ہون اور یہ ساقی بھی مسلمان ہین ہان میرے دربار مین اکثر مردم کفار سے ہین جنھون نے تمھارے سلام کا جواب نہین دیا تھا اُنسے تمکو کیا سروکار رہی مین تو مسلمان ہون شاہزادہ نے یہ سُنکے جام شراب دست ساقی سے لیکر شراب پی پھر حدید شاہ

وغیرہ جملہ اہل اسلام نے جو دربار مین حدید شاہ کے تھے سبکو ساقیان گلرخسار نے شراب دی ہر ایک
نے شراب پی بعد میکشی کے سامان دعوت وضیافت تو ہو چکا تھا دعوت وضیافت شاہزادے کی
کیا نہایت تکلف وخوبی سے کی گئی اسی طرح کئی روز تک پے در پے دعوت وضیافت کی گئی لیکن بزم طرب
آراستہ نکی گئی کیونکہ حدید شاہ غم فراق دختر مین سیاہ پوش تھا بعد چند روز کے شاہزادے نے حدید
شاہ سے کہا اب مجھکو مسکن دیو تک پہونچا دیجیے اُسنے منظور کر کے حکم کیا اس وقت تمام مردم
سپاہ ہمارے مسلح ہو کے مرکبون پر سوار ہون حسب الحکم اسی دم تمام افسران سپاہ وجملہ لشکر مسلح ہو کے
مرکبون پر سوار ہوے حدید شاہ اور شاہزادہ ذیجاہ بھی مسلح ہو کے گھوڑون پر سوار ہوے سواری شاہ
وشاہزادہ موصوف آگے بڑھی سواران سپاہ کہ اسی ہزار تھے ہمراہ رکاب ہوے حدید شاہ جانب صحراے
نیرنگ روانہ ہوا بعد قطع راہ صحراے نیرنگ مین جو ایک کوہ سیاہ تھا اُسکے قریب پہونچکر ٹھہرا اور رستم
ثانی سے کہنے لگا اے شاہزادۂ ذیوقار دیکھو اسی کوہ کے درہ مین دیو انتریہ کا مسکن ہے مجھ مین اتنی جرات
نہین کہ وہانتک جاؤن ڈرتا ہون کہ مبادا دیو انتریہ درۂ کوہ سے نکلکر مجھکو اور میری تمام سپاہ کو ہلاک
کرے شاہزادہ نے کہا آپ اسی جگہ ٹھہریے مین جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو دیو مذکور سے مقابلہ کر کے
اُسے قتل یا زیر کر کے مطیع ومسلمان کرتا ہون یہ کہکے جانب درۂ کوہ روانہ ہوا جب پاس درۂ کوہ سیاہ
کے پہونچا دلیرانہ اس طرح نعرہ کیا کہ اے دیو انتریہ اگر قوی وبہادر ہے تو جلد درہ کوہ سے نکلکر میرے
سامنے آ اور مجھسے مقابلہ کر ادھر تو شاہزادہ نعرہ زن ہوا اُدھر دیو انتریہ نعرہ شاہزادہ موصوف
کا سنکے درہ کوہ سے باہر نہ نکلا وجہ اسکی یہ تھی کہ اُس وقت اُسنے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو صندوق
سے کہ جسمین اُسے قید کیا تھا نکالا تھا اُس سے بعد عجز براے وصل عرض کر رہا تھا وہ انکار کرتی تھی
یہ بار بار بعجز وانکسار کہتا تھا اے ملکہ اب میرے حال پر رحم کرو کبتک مجھسے انکار کرو گی تمھین انکار کرتے
زمانہ ایک سال کا ہوا ہے دیکھو اب انکار وصل کرنا خوب نہین ہے آج ضرور اقرار وصل کرو ورنہ مین
تمکو ہلاک کر کے خود بھی مرجاؤنگا کیونکہ تجھپر شیفتہ ہون ملکہ نے مجبور ہو کے اُس سے کہا اس وقت
کوئی دشمن تیرا درۂ کوہ پر آیا ہے نعرہ زن ہے جلد جا کے اُس سے مقابلہ کر اگر وہان سے زندہ وسلامت
آئیگا جو تو کہیگا مین کرونگی دیو مذکور یہ سنکے خوش ہو کے کہنے لگا مین ابھی جاتا ہون اور اپنے
دشمن کا سر لیکر آتا ہون بلکہ تن بدن بھی اُسکا لیتا آؤنگا آج بعد وصل کباب اُسکے کھاؤنگا ہنوز دیو ملکہ
سے یہ کہہ رہا تھا کہ رستم ثانی نے دوبارہ نعرہ کیا اور بہ آواز بلند کہا او دیو انتریہ کیا تو نامرد وبزدل ہے کہ
مجھ سے ڈر کے میرے مقابلہ کے واسطے نہین آتا ہے خیر مین ہی درۂ کوہ مین آتا ہون دیو مذکور نے یہ
نعرہ شاہزادہ کی سُنکے ملکہ کو اُسی صندوق مین بند کر کے وار تمشاد اُٹھا کے درۂ کوہ سے بعد غضب
نکلکے شاہزادہ کے سامنے آ کے اپنے تئین ظاہر کر کے کہا اے انسان ضعیف البنیان کیا تو دیوانہ ہے
یا اپنی زندگی سے بیزار ہے کہ مجھسے دیو قوی ہیکل سے لڑنے کو آیا ہے مجھے تیری حالت پر رحم آتا ہے
چلا جا جلد اس جگہ سے بھاگ جا ورنہ پچھتائیگا مین ابھی تجھکو بطور ایک لقمہ کے اُٹھا کر کھا لونگا رستم
ثانی نے برہم ہو کے جواب دیا او نابکار تو مجھے کیا کھائیگا مین تجھے ابھی ہلاک کرونگا گو مین بنی آدم
ہون مگر تجھ دیو سے نہین ڈرتا ہون مین کیا تیرے خوف سے بھاگون اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو

ملکہ ہمایون گوہر پوش کو جلد لا ورنہ مجھسے مقابلہ کر کہ ابھی تجھکو ہلاک کرون دیو یہ سُنکے قہقہہ مار کر ہنسا
اُسکی تقریر اور ہنسنے سے تمام صحرائی زمین تھرائی اور کوہ سیاہ لرز گیا حدید شاہ وغیرہ دور سے اُسے دیکھکر اُسکی
تقریر سُن کے تھرانے لگے اکثر سوار کثرت خوف سے مرکبون سے زمین پر گر کے بیہوش ہو گئے شاہزادہ
رستم ثانی دلیرانہ روبرو اُسکے کھڑا رہا دیو نے خوب ہنسکر کہا اے دیوانے کیا تو کوئی مددگاران ملکہ سے
ہے کہ اُسکی رہائی کو آیا ہے یہ تو بتا کہ تیرا نام کیا ہے شاہزادہ نے جواب دیا او نابکار آگاہ ہو کہ نام میرا رستم
ثانی ہے مین فرزند دلبند شاہزادہ ایرج نامدار کا ہون دیوانہ نہین ہون بیشک واسطے رہائی ملکہ کے
آیا ہون اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو خیر تجھے ہلاک نکرونگا ورنہ ضرور تجھکو قتل کرونگا تو میری قوت
قوت و شجاعت سے ابھی آگاہ نہین ہے مین وہ شجاع ہون کہ تجھ ایسے دیوون کو قتل کرنا بہت آسان
جانتا ہون بس اب مجھسے مقابلہ کر جنگ مین تاخیر نکر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے دار شمشاد لیکر آیا
ہے بعجلت وار کر مجھکو جلدی ہے کہ تجھے ہلاک کر کے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو رہا کر کے لوح طلسمی حاصل
کر کے طلسم صندل کو توڑون دیو انتریہ یہ گفتگو شاہزادے کی سُن کے برہم ہو کے دار شمشاد
اُٹھا کے نعرہ کر کے دار شمشاد کو گردش دیکے خبردار خبردار کہہ کے بقوت تمامتر دار شمشاد سر
شاہزادہ پر لگائی رستم ثانی نے اُس وقت دار شمشاد کا روکنا مناسب نجانکر دارندکو کے وار کو خالی دیا
اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ دار شمشاد مانند ایک میل فولادی یا ایک منار کلان کے بالائے
زمین گر کے اندر زمین کے درآئی اُسکی گرانی و افتادگی سے گاوزمین تھرائی کوہ سیاہ کانپ گیا
صحرا کے وحش و طیر خوف سے بھاگے گرد و غبار بکثرت بلند ہوا حدید شاہ وغیرہ کو یقین ہوا کہ شاہزادہ
دیو انتریہ کی ضرب دار شمشاد سے مارا گیا کیونکہ شاہزادہ گرد و غبار مین نہان ہو گیا تھا حدید شاہ وغیرہ
کو نظر نہ آتا تھا اس وقت اِدھر تو حدید شاہ رنج ہلاکت شاہزادہ مین گریان تھا اُدھر دیو انتریہ
نے دار شمشاد مار کر اپنی دانست مین شاہزادہ کو پیوند خاک کر کے اپنی زبان مین یون نعرہ زن
ہوا کہ زدم و پست کردم خزینہ را یہ نعرہ کر کے دیو انتریہ خوش ہو کے چاہتا تھا کہ دار شمشاد کو
زمین سے اُٹھائے کہ ناگاہ ہوا سے وہ غبار دفع ہوا شاہزادہ نے بعجلت تمام مرکب سے اُتر کر دار
شمشاد کو پکڑ کر زور کر کے اُسکے ہاتھ سے چھین لی دیو برہم ہو کے شاہزادہ سے لپٹ گیا رستم
ثانی بھی کبھی دامن گردا کر لپٹ گیا باہم زور ہونے لگا اب حدید شاہ وغیرہ نے دور سے
جو دیکھا کہ شاہزادہ زندہ ہے دیو سے کشتی لڑ رہا ہے کچھ خوف جان نکر کے قریب شاہزادہ کے
مع اپنی سپاہ کے کشتی دیکھنے لگا اور واسطے غالب ہونے شاہزادہ کے اور مغلوب ہونے
دیو انتریہ کے خدا سے دعا کرنے لگا اِدھر تو حدید شاہ دعا کرتا تھا اُدھر کشتی تیز دستی سے ہو رہی
تھی جب دیو برہم ہو کے زور کر کے چاہتا تھا کہ شاہزادہ کو زمین سے اُٹھا کے سر سے بلند
کر کے زمین پر ٹپکون شاہزادہ اُسکی حسرت دلی پوری نہونے دیتا تھا اور جب رستم ثانی اُسے زیر
کرنا چاہتا تھا وہ بھی زیر نہوتا تھا کشتی برابر ہو رہی تھی دیکھنے والے نہایت حیران تھے دل مین کہتے تھے
شاہزادہ رستم ثانی مین کیا قوت ہے کہ ایسے دیو قوی سے اس طرح لڑ رہا ہے غرض اِدھر حدید شاہ تو
کشتی دیکھتا جاتا تھا اور دعا کرتا جاتا تھا اور اُسکے اہل لشکر متحیر تھے اُدھر وہ دیو دیر تک خوب زور کر کے

کشتی لڑکے تھک گیا شاہزادہ کو پسینہ بھی نہ آیا اُس وقت رستم ثانی نے دیو انتہریہ کو دوتین نزد زمین
اُٹھا کے سر سے بلند کر کے چرخ دیکر زمین پر اسطرح پٹکا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا ہوئی
حدید شاہ وغیرہ یہ قوت شاہزادے کی دیکھکر خوش ہوکے بہ آواز بلند تعریف کرنے لگے دیو مذکور
نے بطریق مذکور زیر ہوکے چاہا تھا کہ زمین سے اُٹھکر پھر شاہزادے سے لپٹ کر زور کرون کہ رستم
ثانی نے فرصت اُسکو بیٹھنے کی نہ دیکر بعجلت تمام اُسکے سینہ پر سوار ہوکے اُسکی ایک شاخ سر کو
ہاتھ سے پکڑ کر زور کر کے چاہا تھا کہ توڑ ڈالے دیو تاب صدمہ کی نہ لاکر طالب امان ہوا شاہزادے
نے فرمایا ای دیو انتہریہ اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو دین اسلام اور اطاعت و فرمانبرداری میری اختیار
کر اُسنے قبول کیا اور کہا مجھے مسلمان کیجیے شاہزادے نے اُسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور سینے سے
اُسکے اُٹھکر گرد و غبار اسکے تن سے جدا کیا اُس وقت دیو انتہریہ خاک سے اُٹھکر قدم رستم ثانی پر گرا
شاہزادے نے سر اُسکا اپنے پاؤن سے اُٹھا کر سینے سے لگایا اُسنے عرض کیا ای شاہزادہ مین آپ سے
زیر ہوکے بظاہر مسلمان تو ہوا مگر ایک حسرت میرے دل مین یہ ہی کہ مین اپنی محبوبہ گارویہ سے ملون اسکی
وصل سے دل کو شاد کرون شاہزادے نے پوچھا وہ پری کہان ہی اُسنے کہا ای شاہزادۂ ذیوقار
پہلے مین کوہ قاف مین رہتا تھا وہان گارویہ پری کو دیکھکر عاشق ہوا تھا ایک روز قابو پاکر اُس پری کو
ایک صندوق مین بند کر کے کوہ قاف سے چلا تھا اثنائے راہ مین ایک شہر ہی کہ نام اُسکا شہر سرشار
ہی بادشاہ وہان کا سرشار شاہ بنی آدم سے ہی فوج ایک لاکھ رکھتا ہی نہایت قوی و بہادر ہی صدہا
پہلوانون کو اُسنے زیر کر کے اپنا مطیع کیا ہی اُس وقت تک اُسکی قوت سے مین آگاہ نہ تھا اور اتفاق سے
مین وہ صندوق لیے ہوئے بالائے زمین قدم رکھتا ہوا چلا آتا تھا اور سرشار شاہ صحرا مین شکار وحش
وطیر کر رہا تھا اُسنے مجھے دیکھکر روکا اور پوچھا اُس صندوق مین کیا لیے جاتا ہی مجھے دکھا دے
مین نے برہم ہوکے کہا مین تو اُس صندوق کو کھولکر جو کچھ اسمین ہی تجھے نہ دکھاؤنگا اُسنے کہا تھا مین
تجھے قتل کرونگا یا اِس صندوق کو تجھسے چھین لونگا مجھے یہ سُن کے غصہ آیا تھا اُس سے آمادہ
جنگ ہوا تھا بعد جنگ بسیار چار پہر کے کشتی مین اُسنے مجھے زیر کیا تھا اور ایک شاخ میرے سر کی
پکڑ کے چاہا تھا کہ توڑ ڈالے اور مجھے ہلاک کرے مین نے بخوف جان اُس سے عاجزی کی تھی اُسنے میری
انکساری پر رحم کر کے وہ صندوق جسمین گارویہ پری تھی مجھسے چھین کر مجھے چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا
خبردار اب کبھی اس طرف نہ آنا ورنہ مار ڈالونگا مین اُسکے خوف سے بھاگ کر اِس صحرا مین آکے
قیام پذیر ہوا تھا یہان مین نے سُنا تھا کہ عنقریب ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ رستم ثانی جو فتاح طلسم
صندلی ہی ملکہ ہمایون گوہرپوش پر عاشق ہوکے شہر حدیدیہ مین آئےگا مین بغرض ملنے اپنی
محبوبہ گارویہ پری کے ملکہ ہمایون گوہرپوش کو اُٹھا لایا کہ جب شاہزادہ ملک حدیدیہ مین آئیگا ملکہ کو
نہ پائیگا ضرور واسطے اُسکی رہائی کے مجھ تک آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ یہان آئے مجھسے آپ نے مقابلہ
کر کے مجھے زیر کیا اگر سچ پوچھیے تو مین بصدق دل مسلمان نہین ہوا ہون اُسی وقت بصدق دل مسلمان ہونگا
جب آپ میری محبوبہ مذکورہ کو ملا دیجیے گا اور اُسی وقت مین آپ کو ملکہ ہمایون گوہرپوش کو بھی دونگا
جب میری آرزو برآئیگی رستم ثانی نے اُسکی تقریر سُن کے بعد تفکر کہا ارے تو نے مکر کیا تصدق دل سے

مسلمان

تو مسلمان نہوا ایسا مکر و فریب کرنا تجھے لازم نہ تھا خیر اب مجھکو سرشار شاہ کے ملک مین لے چل اگر خدا چاہیگا تو آرزو تیری بر آئیگی مگر اس وقت یہ اقرار کر کہ بعد آرزو سے مذکور بر آنے کے ضرور بصدق دل مسلمان ہوجاؤنگا اُسنے کہا اے شاہزادۂ نامدار عہد کرتا ہون کہ جب مجھکو میری محبوبہ گلرو پری مل جائیگی بے تامل صدق دل سے مسلمان ہوجاؤنگا اور ملکہ ہمایون گوہر پوش کو آپ کے حوالے کرونگا رستم ثانی اُسکی تقریر سُن کے حدید شاہ سے کہا اس دیو نے جو کچھ کہا آپ نے سُنا اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اگر خدا نے چاہا تو جلد آ کے آپ سے ملونگا اب آپ تشریف لے جائین حدید شاہ یہ سُن کے اپنے ملک کی طرف ہمراہ اپنی تمام سپاہ کے روانہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی دیو کے دوش پر سوار ہو کے جانب ملک سرشار روانہ ہوا دیو نے بعد قطع راہ قریب ملک سرشاریہ کے پہونچکر ایک صحرا مین رستم ثانی کو اپنے دوش سے اُتار کر عرض کیا اے شاہزادۂ ذیجاہ یہان سے ملک سرشاریہ قریب ہے آپکو سامنے چلاجانا چاہیے بعد تھوڑی دور جانے کے ملک سرشاریہ مین داخل ہو جیےگا مین آپ کے ہمراہ نجاؤنگا کیونکہ سرشار شاہ سے ڈرتا ہون اُس سے عہد کر چکا ہون کہ اب تیرے ملک مین نہ آؤنگا اگر آپ کے ساتھ جاؤنگا تو وہ مجھے ضرور مار ڈالیگا سوا اسکے خلاف عہد بھی ہوگا بس مین اسی جگہ آپ کے آنے کا تین روز تک انتظار کرونگا شاہزادہ اُسکی گفتگو سُن کے اُسکو وہین چھوڑ کے آگے روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ بیابان کے داخل شہر ہوا مردمان شہر نے شاہزادہ کو اپنے ملک کا رہنے والا نپا کر پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو یہان کس واسطے تم آئے ہو شاہزادہ نے اُن لوگون کو جواب دیا کہ مین دور سے آیا ہون اور چاہتا ہون کہ تمھارے بادشاہ ظالم کے پاس جاؤن اُس سے کچھ باتین کرون اگر وہ میرے کہنے پر عمل کرے تو فہوالمراد ورنہ اُسکو قتل کرون مردمان شہر مذکور گفتگوے شاہزادہ موصوف سُن کے ہنسے کسی نے کہا یہ شخص دیوانہ ہے اکثر مردم نے کہا بھلا تو ہمارے بادشاہ کو کیا قتل کریگا کہ وہ علاوہ سپاہ کثیر رکھنے کے خود بھی نہایت شجاع ہے انسان کی تو کیا حقیقت ہے دیوون کو زیر کرتا ہے شاہزادہ نے جواب دیا اگر خداوند عالم چاہیگا تو اُسے زیر کر کے اُسے اپنا مطیع کرونگا اُنھون نے جواب دیا بادشاہ ہمارا شجر پرست ہے تم شاید مسلمان ہو اگر اپنے خدا کا اسی طرح سامنے اُسکے نام لوگے تو غضبناک ہو کے فی الفور قتل کریگا لہذا بہتر یہ ہے کہ اپنے خیال محال سے باز آؤ جلد یہان سے اپنے ملک کی طرف چلے جاؤ شاہزادہ نے جواب دیا مین ضرور تمھارے بادشاہ کے پاس جاؤنگا تمھارے کہنے پر عمل نکرونگا اہل شہر یہ سُن کے باہم کہنے لگے اس شخص کو اسکی قضا یہان لائی ہے ہمارے کہنے پر عمل نہین کرتا ہے پچھتائیگا مارا جائیگا حالانکہ یہ شخص غیر مذہب ہے مگر ہمکو اسکی جوانی پر رحم آتا ہے کہ یہ اس سن و سال مین قتل ہوجائیگا یہ کہکے یہی ذکر کرتے ہوے چلے گئے شاہزادہ وہان سے اور آگے بڑھا جب اُن مردمان شہر نے اکثر لوگون سے حال شاہزادہ کا بیان کیا شہر مین جا بجا مردم چرچا کرنے لگے رفتہ رفتہ یہ خبر مشہور ہوئی ہرکارون نے بھی یہ خبر سُنی سنتے ہی دربار سرشار شاہ مین گئے اور اُن کافرون نے اپنے بادشاہ کافر کی ثنا و دعا کر کے دست بستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ آج ایک شخص اہل اسلام سے وارد شہر حضور ہوا ہے وہ کلمات اپنی زبان پر ایسے جاری کرتا ہے جس سے بو سے

بغاوت آتی ہی سرشار شاہ نے اُنھین حکم دیا اُس شخص کو گرفتار کرکے بابدولت کے روبرو لے آؤ ہرکارے
یہ حکم پاکے دربار سے جانے کو تھے ناگاہ رستم ثانی دارالعمارہ سرشار شاہ پر پہونچا اور اندر دربار کے
جانے کا ارادہ کیا دربانون نے روکنے کا قصد کیا شاہزادہ نے برہم ہوکے اُنھین جھڑک دیا وہ خوف
سے ہٹ گئے شاہزادہ موصوف نے دلیرانہ دربار مین جاکر پہلے تو اہل دربار کو دیکھا کہ بہت سے
پہلوان قوی ہیکل اور اُمرا وغیرہ اہل دربار عالی قدر مراتب ونگاؤن اور کرسیون پر بیٹھے ہین سرشار شاہ
بصد نخوت بالاے تخت حکومت تاج حکومت کج سر پر غرور پر رکھے ہوئے بیٹھا ہی بعدہ بطریق اہل
اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام تو نہ دیا مگر سرشار شاہ نے کہ مرد عاقل وبہادر دوست تھا
شاہزادہ پر نظر کرکے قریب اپنے تخت کے ایک ونگل پر بٹھا کے پوچھا اے جوان تیرا نام
کیا ہی یہان کس غرض سے آیا ہی مین نے سُنا ہی کہ تو ارادہ لڑنے کا رکھتا ہی چہرے سے تیرے
ہر چند آثار دلاوری کے ظاہر ہوتے ہین لیکن مجھے حیرت ہی کہ تو مجھ ایسے شجاع بادشاہ سے تن تنہا
لڑنے کو آیا ہی اور میرے دربار مین بخوف چلا آیا ہی آج تک کسی نے ایسی جسارت نکی تھی رستم
ثانی نے جواب دیا اے سرشار شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا رستم ثانی ہی مین فرزند دلبند شاہزادہ ایرج
نوجوان کا ہون اور وہ فرزند میرے جد ذوالفقار شاہزادہ قاسم ذلیقدر کے ہین اور وہ فرزند شاہزادہ
علمشاہ رومی کے ہین اور وہ فرزند جناب حمزہ صاحبقران اول کے ہین سبب میرے یہان آنیکا
یہ ہی کہ تو نے دیوانتریہ پر ظلم کیا ہی وہ صندوق اُس سے چھین لیا ہی جس مین اُسکی محبوبہ گلرو پری بند
تھی پس وہ صندوق مجھکو دیدے تاکہ مین اُسکو دیدون کیونکہ اُسنے مجھسے تیرے ظلم کی فریاد کی ہی اور اگر
یون دینا صندوق مذکور کا منظور نہو تو مجھ سے مقابلہ کر سرشار شاہ تقریر شاہزادہ موصوف کی سُن کے
مسکرا کے کہنے لگا اب معلوم ہوا کہ تم شاہزادہ ہو اور دیوانتریہ کے معاون ومددگار ہو اُس دیو
نے میری شکایت تمسے کرکے تمھین یہان بھیجا ہی خود خوف سے یہان نہین آیا ہی اپنی جان کا اُسنے
خیال کیا ہی اور تمکو مجھ شیر خصال وشجاع بیمثال کے سامنے بھیج دیا ہی بھلا یہ تو خیال کرو کہ جب وہ دیو
اور صدہا بلکہ ہزارون نامی پہلوان میرے ہاتھ سے قتل ہوئے اور بہت سے زیر ہوکے مطیع میرے
ہوے ہین اور میرے دربار مین وہ سب اس وقت بیٹھے ہین تو ایک تم نحیف وزار مجھسے کیا کارزار
کروگے سر میدان جنگ میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے میرے نزدیک تو بہتر ہی کہ تم یہان سے
جاکر خود دیوانتریہ کو بھیج دو وہ اپنی محبوبہ کے عشق مین اگر بیقرار ہی تو وہ صندوق یہان آکے مجھ سے
لے جاے اگر یہ تمکو منظور نہو تو یہ ہزار پہلوانان نامی وگرامی جنکو مین نے زیر کیا ہی اُنمین سے
کسی سے مقابلہ کرو اُنھین پہلوانون مین سے کوئی تمھین زیر کرے گا شاہزادہ نے برہم ہوکے جواب
دیا مین تجھسے مقابلہ کرکے انشاء اللہ تجھے زیر کرونگا اور وہ صندوق جسمین گلرو پری بند ہی لیکے یہان
سے جاؤنگا سرشار شاہ یہ تقریر رستم ثانی کی سُن کے اور اُسکی برہمی پر نظر کرتے مسکرا کے کہنے لگا
اے شاہزادہ نحیف وزار مجھے تمھارا غصہ کرنا اچھا معلوم ہوتا ہی کچھ تمسے محبت ہو گئی ہی ورنہ مین وہ
ہون کہ جسنے میری طرف نظر تند سے دیکھا اُسے مین نے اُسی وقت تہ تیغ کیا خیر اگر تمکو یہی منظور
ہی کہ مین تمسے خود مقابلہ کرون اچھا ایسا ہی ہوگا آج تو روز آخر ہوگیا ہی کل صبح کو مقابلہ کرنا یہ کہلے

بمحبت ولطف شاہزادہ سے باتین کرنے لگا شاہزادہ بھی اُسکے ساتھ ہم سخن رہا تا دیر شجاعت وبہادری
وجنگ وجدال کا ذکر رہا جب وقت دربار کے برخاست کرنے کا آیا سرشارشاہ نے دربار برخاست
کیا اور رستم ثانی کو ایک مکان وسیع مین بہ آرام تمام شب بسر کرنے کو کہا شاہزادہ نے موافق اُسکے
کہنے کے مکان مذکور مین جا کے بہ آرام تمام شب بسر کی صبح کو سرشارشاہ نے محلسرا سے برآمد ہوکے
دربار مین آکے رستم ثانی کو یاد کیا پھر چند ملازمون سے کہا جلد جاؤ اگر شاہزادہ رستم ثانی بیدار ہوا ہو
تو اُس سے ہماری طرف سے کہو کہ اے بہادر حسب وعدہ مین جانب میدان کارزار جاتا ہون تم بھی میرے
انھین ملازمون کے ساتھ جنگگاہ مین آؤ ہمسے مقابلہ کرو ملازم مذکور تو اودھر روانہ ہوے ادھر
سرشارشاہ نے اپنے تمام سرداران سپاہ سے کہا جلد تم سب مسلح ہو اور جملہ سواران سپاہ سے
کہو کہ وہ بھی مسلح ہون بمجرد حکم شاہ مذکور سب مسلح ہوے اس طرف سرشارشاہ اپنی تمام سپاہ کو کہ ایک
کہ ایک لاکھ تھی ہمراہ لیکر مرکب پر مسلح سوار ہو کے جانب میدان کارزار چلا اور رستم ثانی ہمراہ اُن ملازمون
کے سوے میدان نبرد چلا جب سرشارشاہ اور رستم ثانی دونون میدان جنگ مین پہونچے اُس وقت
سرشارشاہ نے رستم ثانی کو تنہا پا پیادہ بغیر آلات حرب وضرب کے سامنے اپنے دیکھکر شجاعت
وبہادری انصاف سے اس طرح مقابلہ کرنا پسند جانکر ایک مرکب اور تلوار اور سپر اور نیزہ وگرز وغیرہ
آلات حرب وضرب اپنے ملازمون کو دیکر کہا جاؤ رستم ثانی کے پاس لیے جاؤ اور کہو کہ اس مرکب پر
سوار ہو اور یہ آلات حرب وضرب اپنے تن پر آراستہ کرو ملازمان مذکور نے حکم کی تعمیل کی
شاہزادہ نے اُسکی ہمت وبہادری وانصاف کی بجاے خود تعریف کرکے آلات حرب وضرب
اپنے تن پر آراستہ کیے بعدہ اُسی مرکب پر سوار ہو کے اُن ملازمون سے کہا کہ اب تم جاؤ اب مین
مقابلہ کرونگا حسب الحکم ملازم مذکور اپنے بادشاہ کے روبرو آئے اور کہا اے بادشاہ یہ شاہزادہ نہایت
شجاع معلوم ہوتا ہے بعد مسلح ہونے کے اُسنے ہمسے کہا کہ اب تم میرے پاس سے جاؤ مین اکیلا تمھارے
بادشاہ سے مقابلہ کرونگا سرشارشاہ نے یہ سُنکے بعد فکر اپنے جملہ سرداران سپاہ سے کہا تم مین سے
نصف سردار آدھی سپاہ اپنے ہمراہ لیکر رستم ثانی کی طرف ہوئین اور سب قاعدہ صف آرا ہون سرداران
مسطور پچاس ہزار سوارون کو ہمراہ لیکر جانب رستم ثانی گئے اور شاہزادہ سے عرض کیا ہمکو
ہمارے بادشاہ نے اس واسطے اس طرف روانہ کیا ہے کہ ہم آپ کی طرف صف آرا ہون شاہزادہ
نے کہا تمھارا بادشاہ واقعی بہادر وانصاف پسند ہے ہرچند تمھارے ادھر آنے کی مجھکو ضرورت
نہ تھی لیکن چونکہ تمھارے بادشاہ نے تمکو بھیجا ہے تو خیر میری طرف رہو ہنوز شاہزادہ سرداران سپاہ
مذکور سے ہم سخن تھا کہ لشکر سرشارشاہ سے باشارہ بادشاہ بیلدار پھاوڑے دوش پر رکھے
ہوے نکلے اُسی وقت اس طرف سے بیلچہ بردار شاہزادہ سے اجازت لیکر سپاہ سے نکلے انھون نے اور انھون
نے ملکر پست وبلند زمین کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو میدان کارزار سے دور کیا بعد اسکے دونون
لشکرون سے سقے مشکین پانی سے بھرے ہوے لیکر نکلے اور میدان کارزار مین جا کے
اسقدر پانی چھڑکا کہ عرصۂ کارزار کو خوب طور سے تر اور سرد کر دیا گرد وغبار کو دفع کر دیا جب اس عنوان
سے درستی میدان کارزار کی ہو چکی دونون سمت صف آرائی ہونے لگی میمنہ میسرہ قلب وکمین گاہ ہر ایک

لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا ادھر شاہزادہ زیر علم عہدہ سپہ سالاری چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھ
کے کھڑا ہوا ادھر اسی طرح سرشار شاہ بھی سایہ علم شیر پیکر مین کھڑا ہوا جب اس طور سے ہر دو لشکر
مقابل ہوئے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور بیچ مین دونون لشکرون کے
جاکر جوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہو کے بے ثباتی دنیا و اہل دنیا کو ظاہر کر کے جوانان سپاہ کو
آمادہ جنگ کر کے درمیان سے دونون لشکرون کے چلے گئے اس وقت پہلے اپنے لشکر سے سرشار
شاہ نکل کے بیچ مین میدان کارزار کے آیا ادھر مرکب روک کر شاہزادہ سے مخاطب ہو کے
کہنے لگا اے شاہزادہ رستم ثانی آؤ مجھسے مقابلہ کرو بمجرد طلب کرنے سرشار شاہ کے شاہزادہ موصوف
مرکب کو جولان کر کے اسکے روبرو گیا اُسنے کہا اے رستم ثانی ہرچند کہ مین نے تمہارے کہنے سے
میدان جنگ مین آ کے صف آرائی لشکر سے فراغ حاصل کیا ہے لیکن اب بھی مین تمسے کہتا ہون کہ تم دیو
انتریہ کی طرف سے مجھ سے مقابلہ نکرو انجام اس مقابلہ کرنے کا تمہارے حق مین اچھا ہوگا مجھے تمسے
اک محبت ہو گئی ہے نہین چاہتا ہون کہ تم میرے ہاتھ سے سر میدان جنگ ہلاک ہو شاہزادہ نے
ہنسکر جواب دیا اے سرشار شاہ اب تو مین تمہارے مقابلہ کو آچکا ہون نہین ممکن کہ بغیر مقابلہ کیے تمہارے
سامنے سے چلا جاؤن اُسنے یہ سنکے کہا اچھا پھر تم حوصلہ اپنے دل کا نکال لو نیزہ یا گرز یا تلوار سے
مجھپر وار کرلو بعدہ مین بھی تمپر وار کرونگا رستم ثانی نے جواب دیا اے سرشار شاہ آگاہ ہو کہ ہم
اہل اسلام سے ہین ہمارے لشکر کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے اپنے حریف پر کوئی وار نہین کرتے ہین جب
حریف نیزہ یا تلوار یا گرز وغیرہ آلات حرب و ضرب سے کوئی حربہ اُٹھا کر وار کر چکتا ہے اور ہم اسکے
وار کو رد کر یا روک چکتے ہین اُس وقت خود بھی وار کرتے ہین پس پہلے تم مجھپر کوئی وار کرو جب خدا
ہمارا تمہاری ضرب نیزہ و تیغ و گرز سے ہمین بچائیگا اُس وقت مین بھی تمپر وار کرونگا شاہ مذکور یہ
شجاعت و ہمت رستم ثانی کی دیکھکر خوش ہو کے دل مین کہنے لگا آجتک کوئی بہادر مانند اس شاہزادہ
کے نہین دیکھا ہے کیا اسکا حوصلہ ہے اور کیا ہمت و دلیری ہے یہ باتین اپنے دل مین کر کے نیزہ اُٹھا کے
پھر کچھ سوچکر نیزہ کو رکھکر مرکب کو برائے زور آزمائی بڑھایا ادھر شاہزادہ نے بھی بائین ہاتھ مین سپر
لیکے مرکب کو جولان کیا جب سپرین دونو بہادرون کی باہم لڑین اور دونون دلاورون نے زور کیا
اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ چہار قدم مرکب سرشار شاہ کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم بلکہ
نصف قدم گھوڑا شاہزادہ کا پسپا ہوا سرشار شاہ اپنے مرکب کے ہٹ جانے سے خجل ہو کے
پھر مرکب کو آگے بڑھا کے کہنے لگا اے شاہزادہ رستم ثانی آگاہ ہو کہ میری قوت و طاقت مین کمی نہین
ہے مین اپنی جگہ سے نہین ہٹا یہ مرکب نہین معلوم کیا سبب تھا کہ اس وقت تمہارے مرکب سے پسپا زیادہ
ہوا پس یہ قصور مرکب کا ہے میری قوت مین کمی نہین ہے شاہزادہ نے مسکرا کے جواب دیا
خیر اب بھی اپنی جگہ سے ہنگام جنگ نہ ہٹنا اُسنے یہ سنکے نیزہ اٹھا کے مرکب کو کاوے پر ڈالکے
نیزہ کو گردش دیکے خبردار خبردار کہکے سینہ شاہزادہ پر سنان نیزہ کا وار کیا ادھر شاہزادہ نے
اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کے سنان پر روکا دونون سنانین باہم لڑین چنگاریان پیدا ہوئین
دیکھنے والے کہنے لگے کیا اچھی طرح رستم ثانی نے سنان نیزہ حریف کو اپنے نیزہ کے

سنان نیزہ روکا ہی بعد روکنے ضرب نیزہ کے خود بھی نیزہ لگایا بادشاہ مذکور نے بھی چالاکی سے وار کو روکا
اسی طرح باہم رد و بدل چالیس طعنین نیزہ کی ہوئی بعد اسکے شاہزادہ نے کہا ای سرشار شاہ ابکی
مرتبہ سنان نیزہ تمھارے ہاتھ سے نکل جائیگی ذرا ہوشیار رہنا اُسنے ہنسکر جواب دیا میرے ہاتھ
سے سنان نیزہ کا نکال دینا مشکل ہی بلکہ ممکن ہی نہین یہ کہکے غضبناک ہوکے نیزہ کا وار کیا شاہزادہ نے
اس خوبی سے سنان نیزہ کو روکا اور ایسا بندنادر باندھا کہ سرشار شاہ سے کسی طرح کھل نسکا آخر
سنان نیزہ سرشار شاہ سے نکلکر مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دار جاکر گری سبکو حیرت ہوئی خصوص
سرشار شاہ کو بدرجۂ کمال حیرت ہوئی اور ایسی خجالت ہوئی کہ اُسنے شرم سے سر جھکا لیا ہمہ تن
عرق خجالت مین تر ہوگیا گویا ایک تیزہ آب ندامت مین غرق ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھاکر برہم
ہوکے خبردار خبردار کہکے ڈانڈ نیزہ کی جھپٹ کر سر شاہزادہ پر لگائی اس بہادر نے اُسکے نیزہ کی
ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر یون روکا کہ ڈانڈ سرشار شاہ کی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی اُس وقت شاہ مذکور
نے برہم ہوکے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کے گرز گران کو اُٹھا کے کہا ای شاہزادہ رستم
ثانی یہ وہ گرز ہی کہ اگر اس کو سر کوہ پر ماردن تو وہ بھی شکستہ ہوجاے انسان کی کیا مجال ہی کہ اسکی
ضرب سے جانبر ہو یا اسکی ضرب کو دلیرانہ روکے مجھے اس گرز گران کے ضرب لگانے پر ناز ہی اگر
دلیرانہ اس ضرب گرز کو روک لو تو مین جانون کہ تم شجاع و بہادر ہو شاہزادہ نے مسکرا کے جواب دیا
اگر خدا چاہیگا تو ضرب گرز کو روکونگا تم بقوت تمام ضرب گرز لگانا رعایت نکرنا اُسنے یہ سنکے حسب
قاعدہ پہلوانان قوی بازو کے ضرب گرز لگائی شاہزادہ نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اُس وقت
گرز پر گرز پڑنے سے وہ صدا بلند ہوئی کہ دل جوانون کے دہل گئے گھوڑے سوارون کے
خائف ہوئے گاو زمین تھرائی غبار بلند ہوا شاہزادہ کثرت غبار مین نہان ہوا سرشار شاہ نے گرز
لگا کر پہلے تو بے اختیار کہا زدم و بستم کردم حریف را بعدہ افسوس کرکے کہا عجب جوان بہادر میرے
ہاتھ سے ہلاک ہوا ہی اسکے ہلاک ہونے کا صدمہ رہیگا یہ کہکے اپنے عیار صبا بن بدمست سے کہا
جلد جاکر شاہزادہ کی خبر لا دیکھ تو زندہ ہی یا ہلاک ہوگیا ہی وہ حسب الحکم چھاگل پانی سے بھر کر جلد تر گیا پہلے
اُسنے پانی سے غبار کو دفع کیا بعدہ شاہزادہ کو دیکھا کہ آنکھین بند ہین پسینہ پیشانی پر آیا ہی ہاتھ مین گرز مانند
میل فولادی کے ہی ہاتھ کو ذرا بھی جنبش نہین ہوئی ہی گھوڑا گھٹنون تک غرق زمین ہوگیا ہی یہ دیکھکر چلو مین
پانی لیکر شاہزادہ کے منہ پر چھینٹا دیکر کہا ای شاہزادہ نامدار مزاج کیسا ہی ہمارا بادشاہ ضرب گرز لگا کر
متردد ہی آنکھین کھولیے اگر آپ زندہ ہین تو کوئی میرے سخن کا جواب دیجیے شاہزادہ نے اُسکی آواز
سنکے آنکھین کھولکر جواب دیا جاکر اپنے بادشاہ سے کہدے کہ مین فضل خدا سے اچھا ہون تمھاری
ضرب گرز سے کچھ بھی صدمہ میرے دست و بازو کو نہین پہونچا ہی عیار یہ سنکے حیران ہوکے اپنے
بادشاہ کے پاس جاکر کہنے لگا شاہزادہ زندہ ہی ادھر رستم ثانی نے اپنے مرکب کو مہمیز کرکے پاؤن اُسکے
زمین سے نکالے پھر غبار بلند ہوا سرشار شاہ شاہزادہ کے جانبر ہونے سے متحیر ہوکے خوش ہوا اور اُسنے
سرداران لشکر سے کہنے لگا مین نے آجتک ایسا جوان شجاع و بہادر کبھی نہین دیکھا تھا دیکھیے انجام
اس جنگ کا کیا ہوتا ہی ہنوز سرشار شاہ آہستہ آہستہ یہ تقریر اپنے سرداران لشکر سے کر رہا تھا

وہ عرض کر رہے تھے کہ جو کچھ حضور نے فرمایا بجا ہے ہمنے کبھی کوئی ایسا جوان شجاع وبہادر نہین دیکھا ہے اُسکی
ضرب گرز سے جانبر ہو جانا عجب حیرت ہے کہ ناگاہ شاہزادہ نے بادشاہ مذکور سے مخاطب ہو کے کہا اے
بہادر اب مین ضرب گرز لگاتا ہون اُسنے کہا مین ہوشیار ہون ضرب گرز لگاؤ مین تو اپنی قوت بازو دکھا
چکا اب تمہارے زور بازو کو دیکھنا منظور ہے شاہزادہ نے کہا بہتر ہے قدم استوار رکھ کر پشت
فرس سے کچھ بلند ہو کے گھوڑے کو کسیقدر آگے بڑھا کے گرز کو گردش دیکر زور اپنے ہاتھ سے گرز مذکور
اُسکے سر پر لگایا اُسنے بخیال جانبر ہونے کے ضرب گرز کو اپنی گرز پر روکا اُسکی پشت فرس سے ذرا
پا سے فرس ہٹ گیا گرز شاہزادہ کا اُسکے گھوڑے پر پڑا فی الفور گھوڑا ہلاک ہو کے زمین پر
گر پڑنے لگا سمرشار شاہ بعجلت تمام پشت مرکب مذکور سے زمین پر کود آیا اور چاہا کہ جس طرح شاہزادہ
نے میرے مرکب کو ہلاک کیا ہے مین بھی اُسی طور سے اُسکے مرکب کو بھی ہلاک کر دون رستم ثانی اُسکے
ارادہ سے باخبر ہو کے فی الفور مرکب کی پشت سے بالاے زمین آیا اور کہا اے سمرشار شاہ گھوڑے کے
ہلاک کرنے کا عبث ارادہ ہے مجھسے مقابلہ کر اُسنے برہم ہو کے دامن گردان سے کمر بند آہن شاہزادہ
مین جھپٹ کے ہاتھ ڈالکر زور کرنا شروع کیا اور شاہزادہ نے بھی اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ اپنا ڈالکر
زور کیا تا دیر زور آزما ہوے آخر دونون بہادر دامن گردانکر کشتی لڑنے لگے جملہ جوانان سپاہ بنظر غور
کشتی دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی نے دیو اشتر یہ کو بعد دو پہر کے زیر کیا تھا
لیکن سمرشار شاہ کو چار پہر کامل مین زمین سے اُٹھا کے اپنے سر سے بلند کر کے چرخ دیکے چاہا تھا کہ
ہر دو سے خاک پیک دے تجھے ناگاہ شاہ مذکور طالب امان ہوا شاہزادہ نے فرمایا امان بشرط قبول دین
اسلام و یگانگی خدا اُسنے مسلمان ہونا قبول کیا رستم ثانی نے آہستہ سے اُسکو زمین پر بٹھا دیا اُسنے
زیر ہو کے قدم شاہزادہ پر گر کے کہا میری خطائے دشمنی کو عفو کر کے مجھے مسلمان کیجیے شاہزادہ نے
سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھا کے اپنے سینے سے لگا کے کلمہ پڑھایا وہ بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان
ہوا بعدہ تمام اپنے اہل لشکر وزرا کو مسلمان کیا بتجبر سرشتی سے اجتناب و بیزاری کر کے خدا پرست ہوا
پھر شاہزادہ کو بعد عزت و حرمت ہمراہ اپنے لیجا کے عرض کرنے لگا اب آپ تخت حکومت پر بیٹھئے شاہزادہ
نے منظور نکر کے کہا اب دوبارہ تخت و تاج تمہارا تمھین کو مبارک ہو مجھے ہوس تخت نشینی و حکومت نہین
ہے یہ کہکے اُسکو اپنے ہاتھ سے تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور خود ایک صندلی پر متصل تخت بیٹھکر سر دربار
سمرشار شاہ سے کہا کہ دیو اشتر یہ تمہارے خوف سے یہان نہین آیا ہے قریب اس شہر کے جو صحرا ہے
اُسمین قیام پذیر ہے جلد اُسکو یہان طلب کر کے وہ صندوق جسمین اُسکی معشوقہ گلرو پری بند ہے اُسے دے دو
کیونکہ مین نے اُس سے اقرار کیا تھا کہ مین تیری محبوبہ کو سمرشار شاہ سے لیکر تیرے حوالے کرونگا شاہ
مذکور نے اُسی وقت کچھ سوارون کو روانہ کر کے دیو اشتر یہ کو بیابان سے بلا کے وہ صندوق
اُسکے حوالے کر کے اُس سے کہا اے دیو اشتر صندوق مین نے محض اس شاہزادہ کی اطاعت اختیار
کرنے سے تجھے دیا ہے ورنہ کبھی تجھکو نہ دیتا وہ صندوق پا کے بہت خوش ہوا شاہزادہ کی تعریف کرنے لگا
رستم ثانی نے کہا اے دیو اشتر یہ اب ایفاے وعدہ کر اُسنے کہا مجھے ایفاے وعدہ مین اب کیا عذر ہے
تب مسلمان کیجیے شاہزادہ نے دوبارہ اُسے کلمہ پڑھایا اکی مرتبہ وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان

ہوا جب دیو انتریہ بھی مسلمان ہو چکا سرشار شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا بزم عشرت آراستہ کرو سامان
دعوت وضیافت واسطے اس شاہزادہ ذیجاہ کے نہایت تکلف سے کرو انھون نے حکم کے موافق بزم
طرب آراستہ کی سامان دعوت بھی کیا سرشار شاہ بزم طرب مین ہمراہ شاہزادہ کے جا کے بیٹھا اہل دربار
بھی بزم مذکور مین آکے علی قدر مراتب بیٹھے اس وقت حکم سرشار شاہ سے چند ساقیان خوبرو کشتیان شراب
ناب کی مع ساغر بلورین لیکر بزم مین آئے شاہزادہ موصوف وغیرہ اہل بزم کو شراب پلانے لگے جب سب شراب
پی چکے ساقی کشتیان شراب کی اٹھا کے چلے گئے بعد ایک نازنین رقاصہ نہایت خوش گلو ہمراہ اپنے
سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہو کے شاہزادہ کو اور سرشار شاہ کو سلام کر کے بعد درست
ہوئے سازون کے رقص و نغمہ کرنے لگی جملہ اعلے ادنے رقص اسکا دیکھنے لگے گانا سننے لگے خوش
ہونے لگے خصوص سرشار شاہ بہت خوش ہونے لگا رقاصہ کو متواتر انعام دینے لگا اسی طرح چند در چند
نازنینان خوش گلو بزم عشرت مین حاضر ہو کے کئی روز تک رقص و نغمہ کیا کین اور دعوت وضیافت رستم
ثانی کی ہوا کی بعد کئی روز کے سرشار شاہ نے جشن کو موقوف کیا رستم ثانی نے اس سے کہا اب
مین رخصت ہوتا ہون کیونکہ بالفعل مجھے صحرائے نیرنگ مین ہمراہ دیو انتریہ کے جانا ہے ملکہ ہمایون
گوہر پوش کو رہا کرنا ہے بعدہ حدیدیہ مین جانا ہے وہان سے برائے حصول لوح طلسم صندل کے
جانا ہے اپنے حال سے اپنے اہل لشکر کو آگاہ کرنا ہے نہین معلوم وہ میرے انتظار مین کس طور سے
ہونگے عجب نہین کہ سب صحرا مین غمگین و حزین ہونگے میری تلاش کرتے ہونگے سرشار شاہ نے
عرض کیا ابھی آپ چندے اس لشکر مین قیام کیجیے شہر کی سیر کیجیے اگر خیال اپنے اہل لشکر کا ہے تو
مین انھین ہرکارون اور سوارون کو روانہ کر کے یہان بلاتا ہون رستم ثانی نے جواب دیا اب
میرا یہان قیام کرنا اچھا نہین ہے مجھے رخصت ہی کرو اسنے عرض کیا اگر آپ کا ارادہ جانے کا ہے تو مین بھی
ہمراہ رکاب چلونگا تا زندگی آپ سے جدا نہونگا ہرچند رستم ثانی نے کہا تم میرے ہمراہ نچلو اپنے
ملک مین رہو حکومت و سلطنت کرو لیکن اسنے نمانا اور اپنے افسران سپاہ کو حکم دیا جلد سامان
سفر مہیا کرو اہل لشکر کو حکم دو کہ مسلح رہین صبح کو ہم یہان سے جانب دشت نیرنگ کوچ کرینگے
افسران سپاہ اور وزرا نے اسکے حکم کی تعمیل کی دوسرے روز سرشار شاہ اپنے وزیر اعظم کو کہ نام
اسکا حمید تھا اور خطاب اسکا مدبر الملک تھا اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر بٹھا کے تمامی رعایا کو
اسکی اطاعت کا حکم دے کے ایک لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار اور ایک ہزار پہلوانان قوی کی جمعیت
سے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی ہو کے اپنے شہر سے جانب صحرائے نیرنگ روانہ ہوا دیو انتریہ
بھی شاہزادہ کے ساتھ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز جا بجا کوچ اور مقام کر کے ایک روز رستم ثانی
وقت دوپہر صحرائے نیرنگ مین پہونچا حدید شاہ حاکم ملک حدیدیہ ہرکارون سے خبر تشریف آوری شاہزادہ
موصوف کی سنکے ہمراہ اپنے لشکر کے واسطے استقبال کے صحرائے نیرنگ مین آیا استقبال کر کے
شاہزادہ سے ملا حال پوچھا رستم ثانی نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا وہ سنکے خوش ہوا اس وقت
رستم ثانی نے دیو انتریہ کہا اب ملکہ ہمایون گوہر پوش کو لا کے حدید شاہ کے حوالے کر اسنے عرض
کیا ابھی جاتا ہون اور ملکہ کو لیکر آتا ہون یہ کہکے درۂ کوہ سیاہ مین گیا اور ایک صندوق کلان

جسمین ملکہ موصوفہ کو اُسنے قید کیا تھا اُٹھا لایا پھر وہ صندوق حدید شاہ کے حوالے کیا وہ اپنی دختر کو پا کے
از حد شادمان ہوا اُسکی خوشی کیا لکھی جائے قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے جب دیو انتریہ ملکہ ہمایون
گوہر پوش کو حوالہ حدید شاہ کر چکا اور اپنی محبوبہ گلرو پری کو پا چکا چند بال اپنے سر کے شاہزادہ رستم
ثانی کو دیکر عرض کرنے لگا انھین بحفاظت اپنے پاس رکھیے گا اگر کبھی کوئی ضرورت ہو اور طلب کرنا اس
فرمانبردار کا منظور ہو تو ایک بال آگ پر رکھ دیجیے گا فی الفور یہ تابعدار حاضر خدمت ہوگا پھر جو کچھ فرمایئے گا
بجا لائیگا یہ کہکے وہ صندوق محبوبہ لیکے جانب کوہ قاف چلا گیا اور حدید شاہ رستم ثانی کو اپنے
ہمراہ لیکے اپنے ملک مین آیا پہلے اُسنے اپنی سیاہ پوشاک تبدیل کی پھر حکم کیا جملہ اہل شہر سیاہ
کپڑے اُتارین پوشاک نفیس پہنین شہر کو آراستہ کرین سامان خوشی و عشرت کا کرین حسب الحکم
ہر ایک اعلی ادنی نے سیاہ پوشاک تبدیل کی سامان عیش و عشرت کیا شہر آراستہ ہوا رونق رفتہ شہر
پھر از سر نو آئی جابجا نوبت و نقارے بجنے لگے حدید شاہ نے وہ صندوق جو دیو انتریہ نے دیا
تھا محلسرا مین لیجا کے کھولا اُسمین سے اپنی دختر کو نکالا عورتین محل کی ملکہ کو دیکھکر اُس سے ملکر
خوش ہو کے فرط شادی سے رونے لگین پھر ملکہ پر سے زر و جواہر وغیرہ نثار ہونے لگا بعد اسکے سب کے
کہنے سے ملکہ نے حمام کیا لباس تبدیل کیا سب عورتون کو محل کے خوشی ہوئی مادر ملکہ کو از حد شادمانی
ہوئی اُسی روز شب کو حدید شاہ نے اپنی زوجہ سے کہا کیون صاحب تمھاری دختر تمسے کبھی نہ ملتی اگر شاہزادہ
رستم ثانی یہان آ کے دیو انتریہ کو زیر نہ کرتا اُسی کے باعث سے ہمسے اور تمسے یہ دختر آ کے ملی ہی
اُسنے ہمپر بڑا احسان کیا ہی سوا اسکے حکیم ثانی ارسطو جنکے ہم معتقد ہین اُنھون نے تمھاری اس دختر کا
عقد عالم خواب مین ساتھ رستم ثانی کے اپنی کرامت سے کر دیا ہی اب سوائے رستم ثانی کے میرے
نزدیک کوئی تمھاری دختر کا زوج ہو نہین سکتا ہی اول تو شاہزادہ مذکور تمھاری دختر پر شیفتہ ہی عالم عشق
مین یہانتک آیا ہی کار نمایان جیسا کہ قبل اِسکے مین نے بیان کیا اُسنے کیا ہی وہ اس سے عقد کرنے کا مستحق
ہو چکا ہی دوسرے جناب حکیم صاحب کی بھی اُس سے عقد کر دینے مین خوشی ہی خلاف اُنکے کوئی کام کرنا
اچھا نہین ہی بس مین مناسب یہی جانتا ہون کہ عقد تمھاری دختر کا جلد تر ساتھ رستم ثانی کے کہ وہ بھی ایک
شاہزادہ ذیوقار ہی کر دیا جائے میری تو یہ رائے ہی جو ظاہر کر دی اُسنے اپنی دختر کے عقد کی گفتگو اپنے
شوہر سے سُن کے خوش ہو کے کہا صاحب مین عورت ناقص العقل ہون مین کیا اس مقدمہ مین رائے
اپنی ظاہر کرون بہتر و مناسب وہی ہی جو تمنے تجویز کیا ہی حدید شاہ نے اپنی زوجہ سے یہ تقریر سُنکے عقد
دختر پر راضی پا کے شب بسر کر کے صبح کو دربار مین وزرا سے کہا جلد سامان شادی ملکہ ہمایون
گوہر پوش کا کرو اس طور سے کہ تم رستم ثانی کی طرف سے جملہ سامان شادی کا کرو اور مین اپنی دختر کے
جانب سے سامان عقد کرون اُنھون نے عرض کیا ایسا ہی ہوگا حدید شاہ نے وزرا سے یہ تقریر کر کے
نجومیون اور رمالون کو طلب کر کے اُنسے پوچھا اس مہینے مین کونسی تاریخ و یوم واسطے عقد میری دختر
کے سعید ہی اُنھون نے موافق اپنے علم کے بعد فکر بسیار گردش کواکب سعد و نحس پر نظر کر کے اور
زائچہ کھینچ کے عرض کیا اے بادشاہ فلکجاہ آج کے چھٹے روز یہ عقد ہو تو بہت مناسب ہی کیونکہ تاریخ
و یوم بھی دونون سعد ہین زہرہ و مشتری دونون ایک برج مین ہونگے قران السعدین ہوگا اگر تاریخ

معینہ ورروز مذکور عقد ملکہ عالم کا ساتھ شاہزادہ رستم ثانی کے ہوگا تو انجام نیک ہوگا ہمیشہ تاحیات
زن وشوہر مین نہایت الفت ومحبت رہیگی سوا اسکے ہم حکم لگاتے ہین کہ اسی سال ایک فرزند
بطن ملکہ عالم سے ایسا شجاع وبہادر ہوگا کہ زیر فلک مثل اسکے کوئی بہادر وصاحب اقبال کم ہوگا اور یہ
بھی ثابت ہوتا ہی کہ وہ شاہزادہ علاوہ بہت سے کارہاے نمایان کے ایک طلسم کہ نام اسکا طلسم عجائب
رنگ ہوگا عہد جوانی مین توڑیگا مال واسباب طلسم مذکور پائیگا نام اسکا سہراب شیر پیکر ہوگا جدید
شاہ نے انکی تقریر سنکے خوش ہوکے انھین انعام دیکے رخصت کیا بعدہ وزراے مذکور نے
حسب الحکم جدید شاہ سامان شادی کا کیا اگرچہ مولف ہیچمدان احوال مفصل اس شادی کا درج کرے
تو ناظرین مختصر پسند کے خلاف طبع ہوگا اور طول ہوگا لہذا مختصر یہ ہی کہ عقد ملکہ ہمایون گوہر پوش کا
ساتھ رستم ثانی کے نہایت خوبی سے ہوا لاکھون روپیہ کا صرف دو طرفہ ہوا جدید شاہ نے جہیز مین اپنی
دختر کے اس قدر مال واسباب وملک وزر وجواہر دیا کہ تعداد اسکی بوجہ کثرت کے قلم لکھ نہین سکتا ہی غرضکہ
بعد عقد رستم ثانی اور ملکہ ہمایون گوہر پوش ایک جا ہوکے وصل سے شاد کام ہوے الطاف خدا سے
چند ہی روز کی ہمبستری مین ملکہ موصوفہ حاملہ ہوئین رستم ثانی وغیرہ کو خوشی ہوئی بعد انقضاے ایام حمل کے موافق حکم
لگانے نجومیون اور رمالون کے شاہزادہ سہراب شیر پیکر پیدا ہوگا انشاء اللہ احوال اسکا بمقام مناسب
لکھا جائیگا اب حال رستم ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ جب عقد رستم ثانی کا ساتھ ملکہ ہمایون گوہر پوش کے ہوچکا
اور ملکہ حاملہ ہوچکین اور چندروز عقد کے بعد بھی گذر چکے ایک روز شاہزادہ رستم ثانی سر دربار پہلوے
جدید شاہ مین دنگل پر سر جھکائے غرق دریاے فکر بیٹھا تھا جدید شاہ نے شاہزادہ موصوف پر نظر
کرکے بعد الطاف وعنایت پوچھا ای فرزند اس وقت مزاج کیسا ہی باعث فکر وتردد کیا ہی شاہزادہ
نے جواب دیا اس وقت مجھکو یہ فکر ہی کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون جملہ عزیز واحباب سے دور ہون
سوا اسکے یہ فکر ہی کہ واسطے شکار کے ہمراہ اپنے رفقا کے صحرا مین آیا تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا
دوڑایا تھا ہرن تو نظر سے غائب ہوگیا تھا مین صحراے پیر نگ مین پہونچا تھا وہان سے یہانتک آنا
ہوا تھا لشکر چھوٹا لوح طلسم صندل کی ابتک کوئی فکر نکی اب دل گھبراتا ہی چاہتا ہون کہ یہان سے
اگر آپ اجازت دین تو واسطے حصول لوح طلسمی کے کسی سمت جاؤن یا اپنے لشکر مین کہ سب کو صحرا مین
چھوڑ آیا تھا جاؤن بعدہ بادشاہ خورشید روشن دل سے ملاقات کرکے تدبیر حصول لوح طلسم صندل
اس سے پوچھون جب لوح مذکور حاصل ہو تو بے تامل طلسم مذکور کو فتح کرون اس کام سے فراغت
حاصل کرکے اپنی والد کی خدمت مین جاؤن بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی عالی مقام سے ملون اور
دیگر اپنے عزیز واحباب سے بھی ملون وہ سب میری مفارقت مین محزون ہونگے جدید شاہ نے
یہ سنکے کہا ای فرزند مین تمھین جانے کو مانع نہین بلکہ مین بھی تمھارے ساتھ جانب طلسم صندل چلونگا تمھارے
دشمنون سے لڑونگا تنہا تمکو جانے نہ دونگا لیکن چندے یہان اور قیام کرو عجب نہین کچھ سراغ لوح
طلسم صندل کا ملجاے کیونکہ آج کے پانچوین روز عرس اور روز فاتحہ حکیم ثانی ارسطو کا ہونیوالا
ہی اس ملک مین دور دور سے گروہ گروہ جوق جوق مردم عوام وخاص ومشایخ ومطرب وغیرہ آئینگے تربت
حکیم صاحب پر جمع ہوکے چند روز تک صحیفہ ابراہیمی پڑھینگے مطرب وقوال گائینگے مشایخ وغیرہ

جمع ہونگے گا نائشن کے مشائخ عالم وجد مین آگے جو مین گے اکثر کو حال آئیگا لاکھون آدمی جمع ہونگے عرس بہت مجمع سے ہوگا سب شریک فاتحہ خوانی وعرس ہونگے عالم جمیع ہونگے یہ جلسہ قابل دید ہوگا تم بھی دیکھنا اور واسطے حصول لوح طلسمی مذکور کے تربت حکیم صاحب موصوف پر صحیفہ ابراہیمی تم بھی پڑھ کر اُنکی روح کو ثواب صحیفہ ابراہیمی بخشں کر شب کو یہ نیت کرکے سونا کہ اے حکیم ثانی ارسطوئے خاصان خدا سے ہین اور میرے محسن ہین جس طرح آپنے بشارت مجھکو عقد ملکہ ہمایون گوہر پوش کی دی تھی اسی طور سے اب حال لوح طلسم صندل سے عالم خواب مین مجھے آگاہ کیجیے مین یقیناً کہسکتا ہون کہ وہ برگزیدہ خدا تمھارے خواب مین آئینگے حال لوح طلسم صندل سے آگاہ کر دینگے تمھین اُسکے دریافت کرنے کی کسی سے کچھ ضرورت نہوگی بعد معلوم ہونے حال لوح کے یہان سے روانہ ہونا مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا بالفعل یہان سے جانا تمھارا میرے نزدیک اچھا نہین آگے تمھین اختیار ہی یہ کہکے حدید شاہ خاموش ہوا وزراو دیگر اہل دربار نے بھی عرض کیا کہ اے شاہزادۂ ذیوقار ہمارے نزدیک بھی یہی مناسب ہی کہ چند روز اور یہان قیام کیجیے شریک عرس حکیم صاحب ہو جیے شاہزادہ رستم ثانی نے سبکی تقریر سُنکے حدید شاہ سے مخاطب ہو کے کہا آپنے جو فرمایا ہی مین وہی کرونگا خلاف آپکے ارشاد کے نکرونگا حدید شاہ یہ سُنکے خوش ہوا اہل دربار بھی شادمان ہوے تعریف شاہزادہ کی کرنے لگے بعد گذرنے چند روز کے موافق کہنے حدید شاہ کے حکیم صاحب کا عرس ہوا لاکھون آدمی جمع ہوے فاتحہ خوانی حکیم صاحب کی حسب دستور ہوئی شاہزادہ رستم ثانی نے بھی صحیفہ ابراہیمی تمام و کمال پڑھ کے روح حکیم صاحب مرحوم کو ہدیہ ثواب اُسکا دیا اور شب کو قریب قبر حکیم صاحب ایک بارگاہ مین وہی نیت جو حدید شاہ نے تعلیم کی تھی کرکے آرام کیا عالم خواب مین شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھا کہ حکیم صاحب مرحوم باچہرۂ نورانی ولباس نفیس نظر آئے اور شاہزادہ موصوف سے نہایت الطاف و مہربانی سے پیش آکے کہنے لگے اے شاہزادہ رستم ثانی مجھے معلوم ہوا کہ فی الحال تمکو تردد و فکر ہی چاہتے ہو کہ لوح طلسم صندل دستیاب ہو ہر چند کہ مجھے معلوم ہی مگر مین بمصلحت مفصل حال اُسکا نہ بتاؤنگا لیکن اسقدر بتاتا ہون کہ صبح کو یہان سے جانب دست راست روانہ ہونا اگر خدا چاہیگا تو کچھ ایسے سبب پیدا ہونگے کہ حال لوح طلسم صندل کا تمکو معلوم ہو جائیگا اور جب پروردگار عالم چاہیگا لوح مذکور تمھین حاصل ہو جائیگی خاطر جمع رکھو فکر و تردد نکرو حق سبحانہ تعالے مسبب الاسباب ہی اُس سے امید رکھو ناامید و غرق دریاے فکر نہو کوئی ایسی مشکل نہین ہی کہ اُسکے فضل وکرم سے آسان نہو بقول

مطلع

مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود

یہ کہکے حکیم صاحب تو نظر سے غائب ہوے شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا وقت نماز سحر کا ہی اُس وقت شاہزادۂ نامدار نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد ازان حدید شاہ سے جا کر جو کچھ عالم خواب مین حکیم ثانی ارسطو نے آکے کہا تھا بیان کیا حدید شاہ سُنکے خوش ہو کے کہنے لگا اے فرزند دیکھا تمنے جو مین نے کہا تھا وہی ہوا خیر الحمد للہ اب حال لوح طلسم صندل معلوم ہو جائیگا فی الحال مناسب ہی کہ اپنے لشکر کو یہان بلواؤ اور اپنے حال سے بادشاہ خورشید روشن دل کو بذریعۂ نامہ کے آگاہ کر دو پھر یہان سے روانہ ہو شاہزادہ نے جواب دیا مین اسی وقت یہان سے روانہ ہونگا کیونکہ حکیم صاحب نے شب کو

عالم خواب مین یہی فرمایا تھا کہ صبح کو یہان سے جانب دست راست روانہ ہونا حدید شاہ یہ سنکے کہنے لگا اچھا اسی وقت یہان سے روانہ ہو خلاف حکیم صاحب نکرو آگے بڑھکر دیکھا جائیگا یہ کہکر اُسی وقت حکم کیا ہماری تمام فوج تیار ہو سامان سفر مہیا ہو وزرا نے سامان کیا فوج کہ تعداد مین اسی ہزار تھی مسلح ہوئی شاہزادہ اپنی خوش دامن اور اپنی زوجہ ملکہ ہمایون گوہر پوش سے رخصت ہوکے اُنکو دلاسا دے کے نالان وگریان اُنکو چھوڑکے محل سے برآمد ہو کے مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوا حدید شاہ اپنے ایک وزیر کو اپنے قائم مقام و تخت نشین کرکے مع اپنی سپاہ کے ہمراہ شاہزادہ کے ہوا صمر شار شاہ مع اپنی سپاہ کے مسلح ہوکے ہمراہ رکاب شاہزادہ ہوا سواری شاہزادہ کی بڑھی تمام سپاہ ہمراہ شاہزادہ کے چلی رستم ثانی نے جانب دست راست تین کوس جاکے ایک سبزہ زار مین مقام کیا اُس جگہ سے حسب راے حدید شاہ کچھ سوارون کو واسطے طلب اپنے لشکر ساحران و عیاران کے روانہ کیا اور ایک نامہ مشتمل اپنے تمام حال کا تحریر کراکے ایک شتر سوار کو دیا کہ جلد جاکر بادشاہ خورشید روشن دل کو دیوے جب وہ سوار اور قاصد روانہ ہوا شاہزادہ اُنکے آنے کا انتظار اُسی صحراے سبزہ زار مین کرنے لگا بعد تھوڑے دنون کے وہ سوار لشکر ساحران کو اپنے ہمراہ خدمت شاہزادہ مین لاے شاہزادہ اُنکو دیکھکر خوش ہوا برق ثانی و چالاک و قران ثانی و سیارہ ثانی کو بھی دیکھکر شادمان ہوا سب نے عرض کیا اے شاہزادۂ ذیوقار جبسے آپ تعاقب آہو مین جانب دشت روانہ ہوئے تھے ہم آپ کی جستجو مین دشت دشت کوہ کوہ پھرتے تھے ایک روز یہ سوار سب کو ایک صحرا مین ملے انسے آپکا حال معلوم ہوا ہم خوش ہوکے حاضر خدمت ہوے شاہزادہ نے اُنسے اپنا تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا وہ سب متحیر ہوکے کہنے لگے اپنے دشت نوردی مین عجب عجب عجائب و غرائب دیکھیئے تکلیف وایذا اُٹھائی خیر انجام اچھا ہوا اسقدر جمعیت سپاہ ہوگئی سامان جنگ فراہم ہوگیا خوب ہوا ہنوز وہ سب شاہزادہ سے عرض کررہے تھے کہ وہ قاصد بھی آیا اُسنے جواب نامہ کا دیا شاہزادہ نے اُسے دیکھا لکھا تھا کہ اے شاہزادۂ ذیوقار نامہ آپکا ہمکو پہونچا حال مندرجہ سے آگاہی ہوئی آپ واسطے حصول لوح طلسمی کے جائین ہم بھی بوقت ضرورت آپ کے پاس آئینگے آپکے حال سے باخبر رہینگے طائران سحر وغیرہ سے ہمین آپ کا حال معلوم ہوتا رہیگا جس وقت کوئی ضرورت ہوگی ہم فی الفور آئینگے یا کسی اپنے ملازم کو آپ کی خدمت مین روانہ کرینگے شاہزادہ نے یہ عبارت جواب نامہ مذکور کی پڑھ کے اُسی روز اُس جگہ سے بجمعیت دو لاکھ سپاہ سے اُس صحرا سے کوچ کیا انشاء اللہ آئندہ حال رستم ثانی کا لکھا جائے گا

داستان پہونچنا نیرنگ شاہ کا حوالی ملک شعبدہ مین اور ہلاک کرنا اپنے والد صحیح قاتل کو مع حال دیگر متضمن داستان ہذا۔ مخمس

رنج سے ہونگے سب لب تابان سحر	نغمہ سنجی کے عوض روئینگے مرغان سحر
دیکھنا ہوئیگا فق روے درخشان سحر	جان دونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہوگا مرے ماتم مین گریبان سحر	

مہر گردون نہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین
روشنی شرق کی جانب تجھے دکھلاتے ہین
چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
لو فلک پردہ نمایان ہوے سامان سحر

طاعت حق کو بجا لاتے ہین شیخ و مسا
جھوٹ کہتا نہین مین قول ہے یہ ربت آمرا
اے یمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا
شور و غوغا سے سمجھے نکوئی دل مین ذرا
کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

مین نے تو انکا کیا تھا نکوئی جرم و گناہ
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا للہ
بے سبب کیون یہ مری قتل کے درپے ہوئے آہ
اے شب فرقت محبوب ذرا رہیو گواہ
بے خطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون
قصہ رنج شب ہجر صنم پاک کرون
نذر سودا انجو تھی مایہ ادراک کرون
ولولہ ہے یہی اے جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

غافل اب چاہیے ہے بندگی عز و جل
کٹ گئی شام جوانی کی اب آئیگی اجل
لیکے جا ساتھ سوئے ملک عدم نیک عمل
چونک پیری مین کہ ہرگز نہین سونیکا محل
سر پہ ہے سایہ فگن نیر تابان سحر

خوش بیان یار سا دنیا مین کوئی ہوئیگا کم
جھوٹ کہتا نہین مین بلبل بستان کی قسم
اس جگہ بند ہین سب چہچہے پرواز کے دم
اے ہنر سنتے ہی تقریر یہ دل آویز ستم
تجھے بھول گئے مرغ خوش الحان سحر

شہسواران میدان فصاحت و یکہ تازان عرصہ بلاغت اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ نیر رنگ شاہ اردبیلی جو اپنے ملک سے بجمعیت ساٹھ ہزار سوارون کے چلا تھا بعد قطع راہ کوچ در مقام کرتا ہوا ایک روز ایک صحراے سبزہ زار حوالی شہر شعبدہ مین پہونچا اور فضاے صحراے مذکور دیکھکر اسی صحرا مین قیام پذیر ہوا ملازم اسکے حکم سے بارگاہ و خیام برپا و استادہ کرنے لگے ہنوز بارگاہ و خیام بخوبی تمام برپا و استادہ ہوئے تھے اور شاہزادہ موصوف ہمراہ اپنے افسران سپاہ کے سیر سبزہ زار کر رہا تھا اور انسے کہہ رہا تھا کہ یہان سے ملک شعبدہ نہین معلوم کتنی دور ہے وہ عرض کر رہے تھے کہ ہم نمکخوارون کو معلوم نہین ہے الا آیندہ و روندہ سے دریافت کیا جائیگا حال معلوم ہو جائیگا ناگاہ ایک سمت سے ایک آہو تیر خوردہ ہزار دشواری گرتا پڑتا بھاگتا ہوا پیدا ہوا نیر رنگ شاہ نے اسے دیکھکر تیر چلہ کمان مین رکھکر سینہ آہوے مذکور کو تاک کر کمان کھینچی تیر اسکے سینہ مین جاکر پیوست ہوا وہ تاب صدمہ نلاکر زمین پر گرا شاہزادہ موصوف وغیرہ نے گھوڑے دوڑا کر اسکے پاس جاکے اسے ذبح کیا اسی اثنا مین چند گھسیارے اس طرف سے گذرے سرداران سپاہ نے انسے پوچھا تمکو معلوم ہے کہ یہان سے ملک شعبدہ کتنی دور ہے انھون نے عرض کیا حضور یہ صحراے سبزہ زار حوالی ملک شعبدہ سے ہے یہ کہکے وہ تو چلے گئے سرداران نے شاہزادہ سے عرض کیا حضور اس وقت اس آہو کا اس جگہ

شکار کرنا ایک فال مبارک ہی انشاء اللہ مانند اسی آہو کے دشمن کو بھی حضور ہلاک کرینگے فتح دشمن پر
پائینگے شاہزادہ یہ سنکے خوش ہوکے بولا خداوند عالم ایسا ہی کرے جیسا تمنے کہا ہی اب اس آہو کے
کباب تیار کرنا چاہیے بعد میگشی کباب اسکے بطور گزک کھائینگے سرداروں نے عرض کیا بہت مناسب ہی
اس وقت چند کس آہوے مذبوح کے کباب تیار کرنے کی تدبیر کرنے مین سرگرم ہوے یہان تو بلاز
نیرنگ شاہ آہوے مذکورہ کے کباب تیار کرنے کا ارادہ کر رہے ہین آہوے مسطورہ ذبح کیا ہوا
بالاے زمین پڑا ہی لیکن اب حال قاتل نیرنگ شاہ یعنی فولادمشت زن کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار
و بد انجام بہرام شیر شکار اپنے بادشاہ سے اجازت شکار کی لیکر سامان شکار کھیلنے کا کرکے چند ہزار سوارون
کی جمعیت سے صحراے حوالی ملک شعبدہ مین واسطے شکار کے گیا تھا بعد شکار کرنے طائران صحراے سبزہ زار
کے ایک آہو اسے نظر آیا تھا اُسنے اُسکے پٹھے پر تیر مارا تھا وہ آہو افتان و خیزان جانب صحرا دوان ہوا تھا
اور تعاقب مین اُس آہو کے خود بھی مرکب کو جولان کرکے چلا تھا اتفاق سے وہی آہو اُس طرف آیا تھا
جس سمت نیرنگ شاہ ارادہ قیام کرنے کا کر رہا تھا اور خدام بارگاہ و خیام کے برپا اور ایستادہ کرنے مین
مصروف تھے ناگاہ نیرنگ شاہ نے آہوے مذکور کو دیکھکر تیر مار کر زمین پر گرا کے مرکب سے اُتر کر ذبح کیا تھا
ہنوز وہ اسی طرح ذبح کیا ہوا پڑا تھا ملازم تدبیر تیاری کباب کر رہے تھے کہ فولادمشت زن قریب
اُس آہوے مذبوح کے مع اپنے ہمراہیون کے آیا اور اُس آہو کے پٹھے پر اپنا تیر لگا ہوا دیکھکر خوب
پہچان کے نہایت برہم ہوکے نیرنگ شاہ سے مخاطب ہوکے پوچھنے لگا اس میرے شکار کو
کس اجل رسیدہ نے شکار کیا ہی اگر معلوم ہوجاے تو مین ابھی اُسکو مانند اس آہو کے ذبح کرون
نیرنگ شاہ نے دلیرانہ جواب دیا او بد زبان آگاہ ہو کہ اِس آہو کو ہمنے صید کیا ہی اگر کچھ دعواے
شجاعت ہی تو اس آہو کو زبردستی ہمسے لے اُس طرف تو ہی ادھر مین ہون درمیان مین آہو ذبح
کیا ہوا پڑا ہی جو زبردست ہو وہی لے لے اُسنے یہ سُنکے غصہ سے ہونٹ چبا کے پوچھا اے جوان
تیرا کیا نام ہی مجھ ایسے بہادر یکتاے زمانہ سے ایسی گفتگو کرتا ہی شاید زندگی سے بیزار ہی اور میری
دلاوری سے آگاہ نہین ہی نیرنگ شاہ نے جواب دیا او بیہودہ گو پہلے تو اپنے نام سے آگاہ کر پھر
مین بھی اپنے نام سے آگاہ کرونگا اُس نے کہا نام میرا مشہور جہان ہی سب مجھکو فولادمشت زن کہتے ہین
کیا مجال کسی حریف کی کہ میرے سامنے سے زندہ بچکے چلے تلوار اور تیر و گرز لگانے کی مجھے چندان ضرورت
نہین ہوتی ہی مین ایک مشت آہستہ مار کر کام حریف کا تمام کر دیتا ہون دلاوران جہان میرے نام
سے خائف و ترسان مدام رہتے ہین اگر نعرہ کرون تو زہرہ شیر نر کا آب آب ہوجاے فیل مست
تھرا کر زمین پر گرکے فی الفور ہلاک ہوجاے زمین تھراے سپہر فلک کانپے جگر کوہ شق ہوجاے اب تو
اپنے نام سے آگاہ کر کہ بے آگاہی تو میرے ہاتھ سے مارا جاے نیرنگ شاہ نے برہم ہوکے
جواب دیا او دروغ گو آگاہ ہو کہ نام میرا نیرنگ شاہ ہی مین فرزند گیرنگ شاہ زیدا ملکی کا ہون
خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے وہ قوت و طاقت مجھے عطا کی ہی کہ بڑے بڑے پہلوانون کو
مین مانند اطفال خفیف و رازکے کم قوت جانتا ہون اور شیران دشت کو مانند روباہ کے خیال کرتا ہون
اور فیلان صحرائی کو مانند پشون کے تصور کرتا ہون تو یاوہ گو ہی جو کچھ تونے کہا ہی سب جھوٹ ہی

مجھکو تیرے قول کا یقین نہین ہی عبث تو مجھکو ایسی ایسی تقریر کرکے ڈراتا ہی مین ہرگز تجھسے ڈر کے
یہ آہو تجھے نہ دونگا ہان بعجز و انکسار اگر تو اس آہو کو طلب کرے تو البتہ دیدون آسنے تمام تقریر
نیرنگ شاہ کی سنکے غصہ کو ضبط کرکے بانگ مسکرا کے کہا ایجوان معلوم ہوا کہ تو فرزند گرنگ شاہ کا
نہین شاید ہوگا کہ مین نے تیرے پدر کو ایک گھونسا مار کر خون تھکوا کے ہلاک کیا ہی اگر تو مجھسے
مقابلہ کریگا تو وہی حال تیرا ابھی کرونگا بہتر یہ ہی کہ یہ آہو مجھسے ڈر کے میرے حوالے کر دے ورنہ
پچھتائیگا اس سن و سال مین میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری جوانی پر مجھکو رحم آتا ہی جا ابھی
تیرے تحصیل کو دکے دن ہین تو مجھ سے برسر جنگ نہو میرے ہاتھ سے قتل نہو روح تیرے پدر کی
قبر مین بیچین ہوگی نیرنگ شاہ نے جواب دیا او نابکار تیری تقریر سے اب ظاہر ہوا کہ تجھی
نے میرے پدر عالی وقار کو ہلاک کیا ہی تو ہی میرے والد ذیوقار کا قاتل ہی مین تو تیرے ہی ہلاک
کرنے کو یہانتک آیا ہون تاوقتیکہ تجھکو ہلاک نکرونگا میرے دل کو قرار نہوگا فولاد مشت زن
نے خوب ہنسکے جواب دیا او طفل نحیف و نزار ابھی بار تلوار کا تو تجھسے اُٹھایا نجاتا ہوگا تو مجھ ایسے
بر شاک رستم پہلتن سے کیا لڑیگا ایک گھونسا اگر مارونگا تو مثل گیرنگ شاہ کے ابھی تڑپکر مرجائیگا
السب یہ ہی کہ اول تو مجھسے برسر فساد نہونا اگر تیرا ارادہ قوت آزمائی کا ہی تو اس وقت یہ آہو مجھے
دیدے تاکہ گرسنگی مین کباب اسکے کھاکے سیر ہوکے چلا جاؤن جب تو دربار بہرام شیر شکار بادشاہ
ملک شعبدہ مین آئیگا اس وقت دیکھا جائیگا جس طرح تیرا دل چاہے مجھسے مقابلہ کرنا یہان صحرا مین
کون میری قوت و شجاعت کی تعریف کریگا یہان کوئی شاہ و شہریار ایسا نہین ہی کہ قدردان ہو بہرام شیر شکار
قدردان ہی اُسی کے سامنے تجھسے لڑونگا اس وقت بوجہ گرسنگی کے بخوبی حواس میرے بجا نہین ہین
قسم دیتا ہون تجھکو تیرے دین و مذہب کی کہ یہ آہو بخوشی مجھے دیدے مین بعجز طلب کرتا ہون کہ بہت
گرسنہ ہون نیرنگ شاہ نے بوجہ قسم دینے کے اور بسبب اُسکے عجز کرنے کے وہ آہو اُسے
دیکے کہا او نابکار اگر کثرت گرسنگی سے حواس تیرے بجا نہین ہین اور قوت مقابلہ کرنے کی
نہین ہی تو اس آہو کے کباب کھاکے سیر و سیراب ہو کے اسی جگہ مجھسے مقابلہ کر یہ کیا کہتا ہی کہ یہان
کوئی قدردان نہین ہی ارے ہزارہا سواران لشکر کیا نہین یہان موجود ہین انھین کے سامنے زور
آزمائی یہی سب وقت مقابلہ تیری تعریف یا مذمت کرینگے بہرام شیر شکار نابکار کیا قدر کریگا شاید تو نامرد
و بزدل ہی کہ یہان مقابلہ کرنے سے انکار کرتا ہی اور دربار بہرام شیر شکار مین مقابلہ کرنے کو کہتا ہی تیری اس
تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہان سوا تیرے ہمراہی سوارون کے کوئی تیرا معین و مددگار نہین ہی
دربار بادشاہ مذکور مین اہل دربار اور خود بہرام شیر شکار وقت عاجزی تیری مدد کرینگے اور تو سب سے
طالب مدد ہوگا اگر تو مرد میدان نبرد ہی تو اسی جگہ زور آزماہو اُسنے کہا مین وہ دلاور ہون کہ مثل اپنا نہین
رکھتا ہون کسی سے طالب اعانت کبھی نہین ہوا ہون اگر تیری یہی خوشی ہی تو اسی جگہ بعد سیر ہونے کے
تجھسے زور آزما ہونگا یہ کہکے اپنے ملازمون سے کہنے لگا مین بہت گرسنہ ہون جلد اس آہو کے
کباب تیار کرو ملازمون نے اُسکے جلد اسکے حکم کی تعمیل کی جب کباب تیار ہوے اُسنے نیرنگ شاہ
سے کہا ایجوان اگر تیرا دل چاہے تو ہمراہ میرے تو بھی کباب آہو کے کھاکے سیر ہو جا نیرنگ شاہ نے

کہامین گرسنہ نہین ہون جبسے تونے میرے والدکو ہلاک کیاہی روز لخت دل اور خون جگرسے سیر
وسیراب رہتاہون اس وقت بھی غم سے مطلق خواہش غذا نہین ہی تو بھی کباب کھالے اور یہ یقین جان
لے کہ دار دنیامین یہ آخری تیری غذا ہی مین ان کبابون کو کیا کھاؤن کہ دل میرا غم سے خود کباب ہورہاہی
اسنے یہ سنکے بعد میکشی کے شکم سیر ہوکے کباب کھاکے نیرنگ شاہ سے کہا اجل رسیدہ اب کہہ
کیا منظور ہی کیونکہ مجھسے مقابلہ کریگا تلوار یا تیر یا نیزہ یا گرز سے لڑیگا یا کشتی لڑیگا یا گھونسے سے
قوت زور آزمائی کریگا نیرنگ شاہ نے جواب دیا او نابکار چاہتا ہون کہ جس طرح تونے میرے والد
مرحوم کو گھونسا مارا تھا اسی قوت سے مجھے بھی گھونسا مار بعد اسکے پھر تلوار وغیرہ آلات حرب و ضرب
سے مقابلہ کیجیو اسنے ہنسکر جواب دیا اے نادان میرے گھونسے سے تو جانبر نہوگا پہلے اپنا حوصلہ
دل کا جسطرح چاہ نکال لے شاہزادہ نے جواب دیا ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین ہی کہ پہلے حریف
پر کسی طرح کا وار کرین جب ہمکو پروردگار ہمارا ضرب سے حریف کے بچاتا ہی اس وقت ہم بھی اپنے
دشمن پر وار کرتے ہین لہذا پہلے تو مجھپر گھونسا مار بعد مین تجھپر گھونسا مارونگا اسنے منظور کرکے
بقوت تمام پشت نیرنگ شاہ پر گھونسا مارا اس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ نیرنگ شاہ
کی آنکھین بند ہوگئین رنگ چہرہ کا زرد ہوگیا پسینہ پیشانی پر آگیا سب نے جانا کہ نیرنگ شاہ نے
انتقال کیا خصوص فولاد دشت زن نے گھونسا مارکر خوش ہوکے سرداران سپاہ نیرنگ شاہ
سے کہا کیا دیکھتے ہو بادشاہ تمہارا مرگیا اب اسکو اٹھاکر موافق اپنے مذہب کے اسکے باپ کی قبر
کے پاس لیجاکے دفن کردیا میت اسکی اٹھاکے اپنے شہر مین لیجاؤ اسکی قضا اسکو یہان لائی تھی
تمہارے سامنے مین نے اسکو بہت سمجھایا کہ مجھسے بر سر فساد نہو اسنے نمانا آخرکار اسنے اپنی جان
دی انھون نے غصہ کو ضبط کرکے اسے تو کچھ جواب ندیا مگر نالہ و بکا کرکے نیرنگ شاہ سے
لپٹ کے کہا اے شہریار اگر آپ زندہ ہین تو آنکھین کھولیے کچھ منہ سے بولیے دشمن آپ کا خوش
ہورہا ہی شاہزادہ موصوف نے بعد تھوڑی دیر کے آنکھین کھولکر اپنے سرداران لشکر سے کہا تم
سب کیون نالہ و بکا کرتے ہو مین ابھی عنایت و الطاف خداوند عالم سے زندہ ہون جملہ سرداران
سپاہ یہ سنکے خوش ہوے کفار کو حیرت ہوئی خصوص فولاد دشت زن کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی
دل مین کہنے لگا اے فولاد تونے تو اس قوت سے اس جوان کو گھونسا مارا تھا کہ یقین تھا جانبر نہو
مگر جائے حیرت ہی کہ یہ زندہ رہا کبھی ایسا نہوا تھا کہ میرے گھونسے سے کوئی دلاور جانبر ہوا ہو
نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ یہ جوان زندہ رہا ابھی فولاد دشت زن اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ
نیرنگ شاہ نے حواس اپنے درست کرکے اس سے مخاطب ہوکے کہا اے فولاد دشت زن
بس اسی اپنی قوت پر تجھے ناز تھا اور دعوے پہلوانی کرتا تھا کلمات کبر و غرور اپنی زبان پر جاری
کرتا تھا مین تو تیرے ہاتھ سے ہلاک نہوا دعوے تیرا باطل ہوا تو نے مجھکو مردہ جانکر میرے
سرداران لشکر سے کیا کہا تھا کہ سب رونے لگے تھے اے نابکار گھونسا مارکر مجھے مردہ سمجھ کر خوش
ہوتا تھا یہ نجانتا تھا کہ حریف تیرا زندہ ہی اسنے یہ سنکے ندامت سے سر جھکا لیا اور کچھ جواب ندیا شاہزادہ
نے کہا او نابکار تونے تو گھونسا مارا تیری قوت تو ظاہر ہوئی اب تو میرے زور کو دیکھ اسنے کہامین

بھی مقتول ہونگے تمھاری قوت دیکھنے کا نیرنگ شاہ نے یہ سنکے اسکی پشت پر اس طرح گھونسا مارا کہ ہڈیان پشت کی ٹوٹ گئین ہاتھ شاہزادہ کا تا استخوان سینہ پہونچا فولاد دشت زن مانند بوٹن کبوتر کے زمین پر لوٹنے لگا اور مانند مرغ بسمل کے تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپ کے ہلاک ہوگیا طائر روح اسکا قفس تن سے نکل کے جانب عدم روانہ ہوا اہل اسلام خوش ہوے خصوص شاہزادہ انتقام اپنے پدر کا لینے سے بہت خوش ہوا سپاہ ارژنگ نگار مغموم ہوے بعد گریہ و زاری کے تاب ضبط نہ لا کے تلوارین نیام سے نکالکر شاہزادہ پر حملہ ور ہوے ادھر سے بھی سردار و سوار بڑھے لڑائی ہونے لگی ہردو جانب سپاہ طرفین قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی زمین صحرا سبزہ زار خون سواران جنگ جو سے سرخ ہونے لگی تھوڑی دیر تک خوب لڑائی ہوئی پھر اہل اسلام اور ڈیڑھ ہزار کفار کام آئے آخر کار کافران نابکار تاب مقابلہ نہ لا کے دست نیرنگ شاہ سے شکست پا کے لاشہ اپنے سردار فولاد دشت زن کا اٹھا کے جانب دربار بہرام شیر شکار روئے کنان بھاگے نیرنگ شاہ نے تعاقب انکا توقف کیا بعدہ فتحیاب ہو کے اسی صحرا مین بصد خوشی و خورمی قیام کیا اور اپنے سرداران سپاہ سے کہا چاہتا ہون کہ فولاد دشت زن کے قتل کرنے کی خوشی کرون لہذا بزم عشرت آراستہ کرو نازنینان خوش گلو کو یہان طلب کرو انھون نے اور دیگر ملازمون نے اسکے حکم کی تعمیل کی وقت شب نیرنگ شاہ بارگاہ مین ہمراہ اپنے سرداران سپاہ کے بیٹھکر رقص و نغمہ نازنینان خوبرو و خوش گلو کو دیکھ کے اور سن کے خوش ہونے لگا ہر ایک رقاصہ کا رقص دیکھنے لگا جام مے پینے لگا اپنے باپ کے قاتل کو ہلاک کر کے خوش ہونے لگا نغمہ سنجان خوش گلو کا گانا سننے لگا انہین سے جو ایک رقاصہ سب نازنینان خوبرو و خوش گلو سے حسن و خوش گلوئی مین بہتر تھی جب وہ ہمراہ اپنے سازندون کے حسب طلب روبرو شاہزادہ کے گئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازندون کے کھڑی ہوئی سازندے ساز بجانے لگے وہ بعد کرشمہ و ادا ناچنے لگی اہل بزم اسکا رقص دیکھ کے بہت خوش ہوئے خصوص نیرنگ شاہ از حد شادمان ہوا بار بار خوش ہو کے اسے انعام دینے لگا وہ بھی شاہزادہ کو قدردان اپنا پا کے نہایت ہی خوبی سے گت ناچنے لگی بعد گت ناچنے کے اسنے یہ غزل شروع کی غزل

ہوا ہے عشق پیدا ابرو و مژگان قاتل سے
اٹھائے ناز کی لیتے ہین [illegible] کے ساغر سے
دل نازک کی جانب کوئی تیغ سنگ [illegible]
مناسب قتل کرنا ہی مرا تیغ دو دمکر سے
چمکتا ہی لبون پی کے ہے آتش خیز [illegible]

رہا کرتا ہی اپنا سامنا شمشیر و خنجر سے
تپ [illegible] سے قیامت چل رہا تھا خون بسمل کا
بچاؤن کسطرح شیشہ لڑا جاتا ہی پتھر سے
بہا تھا [illegible] دل کی حرارت سے چلے آنسو
گری تھی نہ بجلی کو جو صدو نکلی خنجر سے

ہمین بھی کچھ نہ تھا قدر راز پنہانی جو [illegible]
نکلتے ہین شرارے اور دھوان اٹھتا ہی خنجر سے
تیری ترچھی نظر کا اور ابرو کا مین کشتہ ہون
دھوان اٹھنے لگا آخر ہمارے دیدۂ تر سے

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا کے سن کے خوش ہوئے ہر ایک شعر کی تعریف کرنے لگے جب اس رقاصہ نے غزل مذکور تمام کی اور ایک غزل گانے لگی نیرنگ شاہ وغیرہ سننے لگے یہان تو بزم عشرت آراستہ ہی نیرنگ شاہ رقص رقاصہ دیکھ رہا ہی گانا سن رہا ہی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال کچھ سوارون کا درج کیا جاتا ہی جو لاشہ فولاد دشت زن کا اٹھا کے گریزان ہوے تھے جب وہ نالہ کنان دربار بہرام شیر شکار مین پہونچے شاہ مذکور نے متردد ہو کے سبب فریاد و نالہ

دریافت کیا اُنھون نے لاشہ فولاد مشت زن کا دکھا کے عرض کیا کہ اے بادشاہ عادل اس ظلم کا انصاف
کر ہمارے سردار کو مار ڈالا ہے بہرام شیر شکار نے پوچھا اُسکو کسنے مارا ہے مفصل حال بیان کرو اُنھون نے
تمام حال جو گذرا تھا صاف صاف ظاہر کیا بہرام شیر شکار نے تمام حال سُنکے کہا ہر چند اس سردار کے
ہلاک ہونے سے مجھکو صدمۂ عظیم ہوا ہے لیکن عدل و انصاف کی جادہ سے قدم اپنا علیحدہ نہ رکھونگا
اُسکے قاتل سے بر سر جنگ و فساد نہونگا کیونکہ اس نے گیرنگ شاہ کو مشت مار کر ہلاک کیا تھا
اُسکا فرزند نیرنگ شاہ برائے انتقام خون پدر اس طرف آیا تھا اُسنے اس سے بغیر ہماری اجازت کے
کیون مقابلہ کیا جیسا کیا ویسی سزا پائی اُسکے غرور نے اُسے پست کیا نیرنگ شاہ کے ہاتھ سے ہلاک
ہوا جنگ مین یہی ہوتا ہے دو لڑتے ہین ایک غالب ہوتا ہے اور ایک مغلوب ہوتا ہے سوا اسکے اُسنے
گیرنگ شاہ کو ہلاک کیا تھا نیرنگ شاہ نے دلیرانہ اُسے آگے ہلاک کیا مین اس مقدمہ مین
دخل ندونگا اُسکی قضا آئی تھی اس عنوان سے مر گیا لہذا لاشہ اسکا لیجاؤ موافق اپنے مذہب کے
جلاؤ اگر یہ اس طور سے ہلاک نہوتا تو البتہ مین اسکے قاتل کو ضرور قتل کرتا اب بعوض قتل اُسکو بعزت
و حرمت یہان بلاؤنگا بلکہ اُسکے استقبال کے واسطے خود جاؤنگا کیونکہ وہ شاہزادہ ہے ہمارے ملک
مین آیا ہے خاطر مہمان ضرور ہے ہان بعد اُسکے یہان لانے کے اگر وہ ہمسے بر سر جنگ ہوگا اُس وقت
جو مناسب ہوگا وہ کیا جائیگا سواران مذکور یہ سُنکے لاشہ اسکا اُٹھا کر دربار سے لے گئے بہرام شیر شکار وہ
شب بسر کرکے صبح کو ہمراہ اپنے ارکان سلطنت و جمعیت سپاہ کے واسطے استقبال نیرنگ شاہ
کی جانب صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا بعد قطع راہ صحرائے مذکور مین پہونچکر نیرنگ شاہ کا استقبال
کرکے ہمراہ اپنے اُسے لیکے اپنے مُلک مین داخل ہوا اثنائے راہ مین نیرنگ شاہ نے
بہرام شیر شکار سے پوچھا یہان قبر ہمارے والد مرحوم کی کہان ہے اُسنے جواب دیا قبر تمھارے والد
کی ہمارے باغ مین ہے مقبرہ تیار ہو گیا ہے چلو مین تمھارے ہمراہ تمھارے والد کی قبر پر چلونگا یہ کہکے بعد قطع
راہ نیرنگ شاہ کو اپنے باغ مین لایا اور داخل مقبرہ ہوکے کہنے لگا دیکھو یہ قبر تمھارے والد
کی ہے شاہزادہ نے دیکھا کہ مقبرہ مین تیاری خوب ہے شاہانہ سامان ہے اور چند ملازمان قدیم گیرنگ شاہ
کی قبر پر بیٹھے ہوئے صحیفۂ ابراہیمی پڑھ رہے ہین ہنوز نیرنگ شاہ سامان و آرائش مقبرہ پر نظر
کر رہا تھا کہ ملازمان گیرنگ شاہ نے شاہزادہ کو اپنا آقازادہ جانکر اور اُسے پہچان کر موافق قاعدہ
سلام کرکے گیرنگ شاہ کے غم مین رونا شروع کیا نیرنگ شاہ بھی اپنے باپ کی قبر کو دیکھکر اور اُسے
یاد کرکے زار زار رونے لگا ہمراہی رفقا بھی اشکبار ہوئے شاہزادہ موصوف روتے روتے اپنے
پدر کی لحد سے لپٹ گیا اور نالہ و فریاد کرکے اس طرح کہنے لگا اے پدر عالی وقار مین تو ایک مدت
سے قدمبوسی و زیارت روئے جناب کا مشتاق تھا مقدر مین اس کمترین کے یہ لکھا نہ تھا کہ آرزو
مذکور بر آئے ہان برخلاف اسکے اُسوقت آپ کی قبر پر آیا ہون مجھے اپنے گلے سے لگا لیجیے آپ کو
مجھسے الفت بہت تھی اس وقت بھی کچھ مجھسے محبت پیش آئیے ممکن ہو تو مجھے اپنے پاس بلا لیجیے
یہ بین جگر خراش بہرام شیر شکار سُنکے خود بھی رونے لگا اور قبر گیرنگ شاہ سے خدا اکبر کے کلمات
صبر و تسکین قلب کہتا ہوا اُسے اپنے دربار مین لیگیا اور قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر کرسی

بیٹھا پھر ساقیون کو طلب کیا دہ کشتیان شراب ناب کی لیکر دربار مین آئے اور باشارہ بہرام شاہ
جام شراب سے مملو کر کے سامنے نیرنگ شاہ کے لے گئے نیرنگ شاہ نے دو وجہ سے میخواری
سے انکار کیا اول تو کفار کے ہاتھ سے شراب پینا دوسرے صدمہ والم گیر نگ شاہ مین کہ اس وقت
زیادہ تر تھا اچھا نجا نا ساقیان مذکور نے مجبور ہو کے بہرام شاہ وغیرہ کو شراب پلائی جب بہرام شاہ کو
نشہ شراب کا ہوا عالم نشہ مین نیرنگ شاہ سے کہنے لگا ای شاہزادہ ذیجاہ اگر یہان آئے ہو تو چند سے
قیام کرنا یہ ملک شعبدہ ہی قابل دید ہی اسکی سیر کرنا بالفعل یہان سے اپنے ملک کی طرف روانہ نہونا
نیرنگ شاہ نے جواب دیا مین اس ملک مین محض واسطے فاتحہ خوانی پدر کے نہین آیا ہون بلکہ اس
ملک کو جسمین میرے والد کو فولاد مشت زن نے ہلاک کیا ہی اہل اسلام سے آباد کرونگا رعایا کو
مسلمان کرونگا تمکو ہدایت کرتا ہون کہ تم بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ اگر میرے کہنے پر عمل کروگے
تو فہو المراد ورنہ مین تمسے برسر جنگ ہونگا لڑنے مین تامل نکرونگا آج تو دن آخر ہو گیا ہی کل وقت سحر تمسے لڑونگا
کافرون کے خون بہاؤنگا کیونکہ اس سرزمین پر فولاد مشت زن نے میرے والد کے کونسا مارا ہی
انھون نے خون تھوک کے انتقال کیا ہی بہرام شیر شکار نے مسکرا کر جواب دیا ای نیرنگ شاہ اس
خیال محال سے باز آؤ مجھسے برسر جنگ نہو تم تو کیا ہو حمزہ ثانی تو آ کے اس ملک کو فتح کرلین مین نے
سنا ہی آپکے پاس سپاہ بیشمار ہی ہزارہا سردار نامی ونامور ہین بڑے بڑے جوانان تیغزن ہین یہان
تیغ وتیر ونیزہ وگرز سے ہم لوگ نہین لڑتے ہین حریف کے سامنے کھڑے ہو کے طالب ضرب
ہوتے ہین جب وہ تلوار وغیرہ سے وار کرتا ہی اس وقت ایسی تدبیر کرتے ہین کہ ضرب حریف سے محفوظ
رہکر اسکو گویا اسیر ودیوانہ کر دیتے ہین اگر کوئی یہ کہے کہ سحر کرتے ہین تو ہم تقسیم کرسکتے ہین کہ سحر
نہین کرتے ہین پس اگر ہم لوگ یہان کے باشندے قصد کرین تو تنہا تنہا سیکڑون ہزارون آدمی
کو بے تلوار سپر اور بغیر کمند اسیر کر سکتا ہی اور جسکو چاہے ایسی تدبیر ہے کہ انھین ہوشیار کرکے
رہا کر دے پس تم مجھسے برسر فساد نہو مبتلاے بلا وآفت نہو اپنی راحت وجوانی پر رحم کرو چندے یہان
کی سیر کرکے اپنے ملک کی طرف چلے جاؤ ورنہ بہت پچھتاؤ گے نیرنگ شاہ نے جواب دیا
مین بغیر اس ملک کو فتح کیے نجاؤنگا اس ملک مین تیرے سردار نے میرے باپ کو ہلاک کیا
ہی مین اس ملک کو حتی الامکان تباہ وبرباد کر دونگا یا اہل اسلام سے آباد کرونگا کل صبح کو اگر مقابلہ
کریگا تو لڑونگا بہرام شیر شکار نے عالم نشہ شراب مین اور غصہ مین کہا ای نیرنگ شاہ اگر تم میرے
کہنے پر عمل نہین کرتے ہو تو مین مجبور ہو کے آج کی شب طبل جنگ بجواؤنگا تم میرے دربار سے
جا کر بیرون شہر میدان وسیع مین قیام پذیر ہو نیرنگ شاہ اسکی تقریر سنکے دربار سے اٹھکر بیرون
شہر شعبدہ جا کے ایک صحرا سے سبزہ زار مین مع اپنے لشکر کے قیام پذیر ہوا یہان بہرام شیر شکار
نے طبل جنگ بجوایا صداے طبل رزمی لشکر مین بلند ہوئی لشکر نیرنگ شاہ کے ہرکارے خبر
نواخت طبل جنگ لیکر روبروے بادشاہ کے گئے اور موافق قاعدہ بعد بجا لانے ثنا ودعاے
بادشاہی کے عرض کرنے لگے کہ ای شاہزادہ ذیقدر اس وقت بہرام شیر شکار نے اپنے لشکر مین طبل
جنگ بجوایا ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ وقت سحر میدان جنگ مین آ کے ملازمان حضور سے مقابلہ کرے

نیرنگ شاہ نے کہا کہدو ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جاے ہرکارون
نے حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے چوب نقارون پر لگائی صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی جوانان
ہر دو سپاہ طبل و نقارہ بجنے سے آگاہ ہوے کہ صبح کو مقابلہ دشمنون سے ہوگا اُدھر تو جملہ اہل لشکر اپنا اپنا
شعبدہ تیار کرنے لگے اِدھر جملہ اہل اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے تلوارون پر صیقل کرنے لگے
تیرون اور کمانون کو درست کرنے لگے اکثر بہادر باہم کہنے لگے اے برادران دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے
سامنا دشمنون سے ہوگا دعا کرو خدا سے کہ وقت جنگ میدان نبرد مین ہم ثابت قدم رہین خوف
جان سے میدان مصاف سے نہ بھاگین یہ شب وہ شب ہے کہ جسکے سحر کو بہ تیغ و تیر دشمنون سے لڑنا ہے
غنیمت جانو اِس باہم بیٹھنے کو آؤ گلے مل لو یاد الٰہی کرلو گناہون سے توبہ کرلو ہماری خطائین عفو کرد
نہین معلوم کل زندہ رہین یا نہ رہین حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے بعضے بعضے بہادر بعد درستی آلات
حرب و ضرب کے غسل کرکے توبہ و استغفار کرکے خیال نزدیکی اجل سے کفن در بر کرنے لگے
اگر کسی نے کہا اے بہادرو زندگی مین کفن کو کیون در بر کرتے ہو وہ جواب دیتے تھے ہم اس وجہ سے
ابھی سے کفن پوش ہوے ہین کہ مبادا صبح کو ہنگام جنگ اعدا کے ہاتھ سے قتل ہو جائین اور کوئی ہمکو
غسل و کفن نہ دے تو ہم بے غسل و کفن نہ رہینگے غرض اسی طرح ہر ایک سردار و سوار تیاری جنگ
و خیال مرگ و قتل مین جداگانہ درستی و تدبیر کرتا تھا ہنوز وہ شب ایک پاس بھی نگذری تھی کہ شاہزادہ
بدیع الزمان جو اپنے لشکر سے شربت جام کلہ عفریت سے کچھ پی کر اور بیڑا اُٹھاکر بارشاد
حمزہ ثانی شہر ناماہ سے واسطے سزا دینے اور قتل کرنے فولادمشت زن کے روانہ ہوا تھا
اتفاق سے وہان آیا شاہزادہ نیرنگ شاہ سے ملا احوال پوچھا اُسنے تمام حال جو گذرا تھا بیان
کیکے کہا آپ ایسے وقت مین یہان تشریف لائے نہایت خوشی ہوئی اور دل کو قوت و اطمینان ہوا
اب بہرام شیر شکار سے خوب مقابلہ ہوگا یقین ہے کہ آپ کے ہاتھ سے بہرام شیر شکار مارا جاے
لشکر کو اُسکے شکست ہو صبح کو میدان کارزار مین آپکی تیغ تیز سے ہزارہا اعداے نابکار قتل
ہون بدیع الزمان نے جواب دیا جو تقدیر مین لکھا ہے وہ ہوگا مین حسب اتفاق آج اتنی شب تک
راہ نورد ہوا ورنہ سر شام مقام کرتا تھا نیرنگ شاہ نے کہا کیونکر آپ آج اس وقت تک صحرا نورد
ہوتے کہ تقدیر مین مجھ سے ملنا تھا اور شریک جنگ ہونا تھا اب یہ فرمائیے کہ آپکا ادھر آنا
کیونکر ہوا بدیع الزمان نے بیان کیا جب تمہارے والد مرحوم نامہ حمزہ ثانی کا لیکر آئے ملک
شعبدہ مین تشریف لائے تھے اور سر دربار فولادمشت زن کے ہاتھ سے ہلاک ہوے تھے
بہرام شیر شکار نے ایک نامہ مشعر حال ہلاکت نیرنگ شاہ خدمت حمزہ ثانی مین ارسال کیا
تھا حمزہ ثانی نے اُسے پڑھوا کے احوال سے آگاہ ہو کے نہایت برہم ہوکے حسب دستور
سر دربار کلہ عفریت مین شربت منگوا کے رکھا تھا اور کہا تھا ہم چاہتے ہین کہ ایک سردار ہمارے
سرداران سپاہ سے جانب ملک شعبدہ جاے فولادمشت زن کو مسلمان یا قتل کرے بہرام
شیر شکار کو ہدایت کرے پس مین شربت پی کر اس طرف آیا ہون یہان آکے تمسے ملاقات
ہوئی معلوم ہوا کہ آج کی شب دونون لشکرون مین طبل و نقارہ جنگی بجا ہے صبح کو میدان مین لڑائی

ہوگی نیرنگ شاہ یہ حال سُنکے کہنے لگا خداوند عالم حمزہ ثانی کو اور آپکو اور جملہ اہل اسلام کو سلامت رکھے کہ میرے دادا کی خبر ہلاکت
سُنکے تاب باقی نرہی اُنکے دشمنون کے قتل کرنے کی تدبیر کیجئے یہ کہکے ساقیونکو طلب کیا ساقیان خوبرو نے کشتیان شراب
کی لاکے جامہائے بلورین مین مئے ناب بھرکے بدیع الزمان و نیرنگ شاہ کو شراب پلانی شروع کی جب وہ شراب پلا چکے
کشتیان شراب کی اُٹھا کر لے گئے بدیع الزمان کو جب نشہ شراب کا ہوا حکم کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی
فی الفور سامان جنگ کیا جاے بمجرد حکم ملازم تیاری جنگ مین مصروف ہوے جب وہ شب تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو بعد پڑھنے نماز سحر کے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان مسلح ہوکے مرکبون پر
سوار ہوکے فوج و سپاہ اپنی اپنی ہمراہ لیکے جانب میدان نبرد روانہ ہوے اور سرحد ملک شعبدہ
پر پہونچکر میدان مین ٹھہر کر بہرام شیرکار کے آنے کا انتظار کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بہرام شیر شکار
بھی قریب لاکھ سوارون کی جمعیت سے آیا بمقابلہ نیرنگ شاہ آکے ٹھہرا اُس وقت حسب دستور
پہلے درستی میدان کارزار کی ہوئی بعد ازان دونون طرف صف آرائی مین دونون بادشاہ سرگرم ہوے
جب حسب دلخواہ صف آرائی ہوچکی کڑکیت اور نقیبون نے دونون لشکرون سے نکلکر درمیان مین دونون
فوجون کے کھڑے ہوکے جوانان ہر دو سپاہ کو اپنی اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کیا جب وہ جوانون
کو آمادہ جنگ کرکے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک سردار لشکر بہرام شیر شکار کا مسمی
داؤد شعبدہ باز پہلے سبکے صف لشکر سے نکلکر گھوڑے کو بڑھا کر روبرو اپنے بادشاہ کے گیا اور
اجازت لیکر سامنے لشکر اسلام کے آکے مرکب کو روک کے کھڑا ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ
داؤد شعبدہ باز ایک جوان قوی الجثہ ہی ہر چند کہ خود و زرہ پہنے ہی اور آلات حرب و ضرب اپنے تن پر
آراستہ کیے ہی لیکن ایک بدّھی بھی بیلے کے پھولون کی گلے مین ڈالے ہی اسی طرح ہر ایک سردار اور
سوار باوجود مسلح ہونے کے جداگانہ ایک ایک شی اپنے پاس رکھتا ہی کوئی سوار اپنے کان مین
ایک طرّہ پھولون کا لٹکاے ہی کوئی سردار ہار پھولون کا اپنے گلے مین ڈالے ہوے ہی کوئی گلدستہ
گلہاے رنگا رنگ کا ہاتھ مین لیے ہی کوئی سوار پھول گلاب کا اپنے پاس رکھے ہوے ہی کوئی شخص
شاخ درخت تر و تازہ ہاتھ مین لیے ہی کوئی ایک ڈبہ اپنے ہاتھ مین دابے ہی یہ حال ہر ایک سردار و
سوار کا دیکھکر تمام مردمان لشکر اسلام متحیر ہوے باہم کہنے لگے ہمنے بہت سے لشکر دیکھے ہین اکثر
لڑائیان لڑے ہین لیکن کوئی لشکر ایسا نہین دیکھا ہی کہ سب مردمان لشکر باوجود مسلح ہونے کے
بدّھی طرہ ہار پھول وغیرہ اشیا اپنے پاس رکھتے ہون نہین معلوم یہ لوگ کیسے ہین لڑنے کو ہمسے اس طور
سے کیون آئے ہین شاید یہ لوگ ساحر ہین یا شعبدہ باز ہین سحر یا کوئی شعبدہ کرینگے خداوند عالم انکے شر و
فساد سے بچاے ہمارے گلشن حیات پر خزان نہ آنے ابھی اہل اسلام متحیر و ہم سخن تھے کہ ناگاہ داؤد
شعبدہ باز نے بہ آواز بلند کہا اے نیرنگ شاہ اگر تجھکو بہادری ہی تو لشکر سے نکلکر سامنے میرے
آؤ مجھسے مقابلہ کرو چونکہ یہ قاعدہ لشکر حمزہ ثانی و حمزہ صاحبقران اول کا ہی کہ حریف جس اعلی یا ادنی
سردار یا سوار کو واسطے مقابلہ کے طلب کرتا ہی وہی شخص لشکر سے نکلکر اُس سے جا کر مقابلہ کرتا ہی پس
موافق قاعدہ مذکور نیرنگ شاہ صف لشکر سے نکل کے بدیع الزمان سے اجازت لے کے
اُسکے سامنے گیا اور کہا اے جوان مین حسب الطلب تیرے سامنے آیا ہون تیغ و تیر و نیزہ و گرز سے

یا جس آلہ حرب وضرب سے لڑنا منظور ہو مجھپر وار کر اُسنے مانند غنچہ کے مسکرا کے کہا اے نیرنگ شاہ پہلے
تم ہی کوئی وار مجھپر کرو حوصلہ اپنے دل کا نکال لو مین لڑائی مین سبقت نکرونگا کیونکہ ہمارے لشکر کا یہ
طریقہ نہین ہے نیرنگ شاہ نے جواب دیا مین تو پہلے تجھپر تلوار نہ لگاؤنگا اپنی جانب سے آغاز جنگ
نکرونگا کیونکہ ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین ہے کہ پہلے اپنے حریف پر وار کرین اُسنے کہا بڑی مشکل ہے کہ تم بھی
جنگ مین سبقت نہین کرتے ہو اب لڑائی ہو تو کیونکر ہو شاہزادہ نیرنگ شاہ نے جواب دیا اے جوان
اگر تلوار یا تیر لگانا حریف پر تیرے قاعدے کے خلاف ہے تو ایک ڈھیلا یا سنگ گران زمین سے اُٹھا کے
میرے سر و سینہ پر مار پھر مین تجھپر وار کرونگا اُسنے مجبور ہو کے تلوار نیام سے کھینچکر کہا اے نیرنگ شاہ
تمھارے کہنے سے تلوار تو لگاتا ہون لیکن نہ بارادہ قتل یہ کہکے مرکب کو بڑھا کے تلوار لگائی شاہزادہ
موصوف نے ضرب شمشیر سپر پر روک کے خود بھی تلوار نیام سے کھینچکر خبردار کہکے اُسکے سر پر لگائی
اُسنے بصد عجلت بدھی بیلے کے پھولون کی اپنے گلے سے اُتار کے جب تلوار قریب سر کے آئی
اُسکی باڑھ پر لپیٹ کر ماری اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُس بدھی کے مارنے سے پہلے
تو ہاتھ نیرنگ شاہ کا رُکا بعدہ وہ بدھی تلوار کی دھار سے کٹ گئی پھول اُسکے سات جگہ گرتے
فی الفور سات چمن بیلے کے ہویدا ہوے درختون مین غنچہ وگل آئے ہوا سے سرد چلی خوشبو پھولون کی
ہوا سے نیرنگ شاہ وغیرہ کے دماغ تک پہونچی جسنے اُن گلون کی خوشبو سونگھی مست و دیوانہ وار
خود رفتہ ہو کے جانب چمن ہاے مذکور بے اختیار دوڑا تھوڑی ہی دیر مین نیرنگ شاہ اور بدیع الزمان
اور جملہ سرداران لشکر اور ہزارہا سواران لشکر اسلام اُن چمن ہاے طولانی مین پہونچکر مرکبون سے
اُترکر بصد شوق واشتیاق اُن چمنون کی سیر کر کے پھولون کو شگفتہ دیکھ کے کھلکھلا کر ہنسنے لگے
اکثر سرداران گلہاے بے خار کو توڑ کے سونگھنے لگے نیرنگ شاہ اور بدیع الزمان وبعض سردار
سپاہ تاب ضبط نہ لا کے بیٹھ گئے درختان گلہاے مذکور سے لپٹ گئے اشعار عاشقانہ وبہاریہ پڑھنے
لگے اور اس طور سے اُن پھولون کے درختون سے بصد شوق لپٹے جیسے عشاق اپنے محبوبان
گلبدن سے بہ تمناے وصل لپٹتے ہین اکثر سردار سپر تلوار زمین پر ڈالکر پھولون کو توڑ کر خوشبو
اُنکی سونگھ کر باہم کہنے لگے اے برادران دیکھو یہ کیا تر و تازہ پھول ہین کیسی خوشبو انمین سے آتی ہے
یہ کیا اچھے چمن ہین بلبلاین کسقدر شاخ ہاے گل پر بیٹھی ہین ہر چند کہ یہ بیلے کے پھول ہین گل سُرخ
نہین ہین مگر عنادل کو ان پھولون سے کسقدر محبت ہے کہ خوش ہو کے نغمہ سرا ہین یہ مست چمن
ہین یا باغ ارم ہے یہ لائق دید وقابل سیر ہین ہمتو یہان سے کبھی نجاوینگے ہمیشہ انھین چمنون کی سیر کرینگے
سدا غنچہ دل شگفتہ رہیگا الغرض سواران جنگ جو مست و مدہوش ہو کے عالم ازخود رفتگی مین جو دل
مین آتا تھا موزون ناموزون خیال کر کے بطور اشعار کے خوش ہو کے اپنی زبانون پر جاری کرتے تھے کچھ لوگ
غزل ٹھمری گاتے تھے جو رنڈیان دیہاتی لشکر نیرنگ شاہ مین واسطے ناچنے اور گانے کی آئی تھین
بیلون کی گاڑیون مین ہمراہ اپنے سازندون کے بیٹھی تھین وہ بھی اُن پھولون کی خوشبو سونگھ کر ہمراہ
اپنے سازندون کے دوڑتی ہوئین اُنھین چمنون مین گئین اُنھون نے سیر چمن ہاے پر بہار
کر کے اپنے سازندون سے کہا ذرا سازون کو درست کرو اس وقت بے اختیار دل چاہتا ہے

کہ کچھ گائیے اُنھون نے سازون کو درست کیا وہ سب رنڈیان ملکر اپنی کچی زبان مین یہ غزل گانے لگین

میری خطا تھی کچھ نہ تمھارا قصور تھا
یہ امر تو حضور مروت سے دور تھا
ٹھکرا ہی دیتے فاتحہ پڑھتے نہ تم مگر
اب ہاتھ مل رہا ہون کہ یہ کیا ضرور تھا
یہ اتفاق دیکھا نہین حسن و عشق مین

دل تم پر آ گیا تھا سبب اسکا قصور تھا
حاصل تھی مجھکو دل سے حضوری حضور کی
لیکن مری مزار پہ آنا ضرور تھا
بہلاکے کہتا ہون جو دہ ڈرتے ہین برق سے
زیبا تھا سب گھمنڈ نہ انکو غرور تھا

دل میرا مجھکو پھیر دینا تھا توڑ کے
ظاہر مین گو کہ آپ سے نزدیک دور تھا
الفت جتا کے یار کو مغرور کر دیا
پہچانا آپنے یہ دل نا صبور تھا

ایک سمت تو یہ رنڈیان غزل مندرجہ گاتی تھین تالیان بیہودہ واہیات مارتی تھین سازندے آنکی تعریف کرتے جاتے تھے وہ کہتی جاتی تھین اُستاد یہ تمہارا تصدق ہی اُستاد اُنکے اس کہنے سے خوش ہوتے تھے ایک طرف کچھ سوار تلوارین پھینک کر سپرین ہاتھون مین لیکر مانند ڈفلی کے اُسے بجا کے کسی چمن مین خاک پر بیٹھ کے اس مطلع کو بار بار گاتی تھی اور خوش ہوتی تھی مطلع بہار آئی ہی بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ٭ رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ٭ غرض اسی طرح سے ہر ایک سردار اور سوار اور عورتین اُن چمنون مین دیوانہ وار اپنے اپنے حال مین خوش و مسرور تھے کوئی گاتا تھا کوئی ہنستا تھا کوئی اشعار بہاریہ زبان پر جاری کرتا تھا کوئی درختون سے بار بار مانند گل کے خندہ زن ہوکے لپٹا تھا کفار دیکھ دیکھ کے مانند غنچون کے مسکراتے تھے اور لبسان گل ہنستے تھے خصوص داؤد شعبدہ باز بہت ہنستا تھا اور کہتا تھا اے اہل اسلام تم سب میرے ایک ادنے شعبدہ مین تو دیوانے ہو گئے دین دنیا کے خیال سے گذر گئے اگر کوئی نادر و نایاب شعبدہ کرتا تو نہین معلوم تمھارا کیا حال ہوتا یہ ملک شعبدہ ہی یہان ہر ایک زن و مرد شعبدہ باز ہی کہ ملک شعبدہ بازیگی جس سے حیران و دنگ ہو تم کیا سمجھ کے اس ملک کو فتح کرنے آئے تھے اب تمھاری شجاعت و دلاوری کچھ تمھارے کام نہین آتی جنگ و جدال کا کچھ خیال نہین کرتے ہو پہلے ہی تمسے ہمارے بادشاہ نے کہدیا تھا کہ اس ملک سے چلے جاؤ اسکے فتح کرنے کا خیال نکرو تم سے ہرگز یہ ملک فتح نہوگا تمنے نمانا آخرکار اپنی سزا کو پہونچے اب مین اگر چاہون تو ابھی تم سب کو تیغ تیز سے قتل کرون ان چمنون کو تمھارے خون سے سُرخ کرون لیکن مجھے کیا ضرور ہی کہ تمھارے قتل کرنے سے اپنے دست و بازو کو تھکاؤن چند روز مین تم خود ہی مرجاؤگے اپنے خون مین خود مبتلا ہوگے مین تمھارے خون مین گرفتار نہونگا ہر چند داؤد شعبدہ باز نے ہزنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ سے مخاطب ہوکے یہ تقریر کی لیکن عالم دیوانگی مین کسی نے اُسکی تقریر اچھی طرح سنی بھی نہین نہ کچھ جواب دیا بہرام شیر شکار ہزنگ شاہ وغیرہ کے دیوانہ وار ہونے سے خوش ہوکے کلمات کبر و غرور اپنی زبان پر جاری کرکے داؤد شعبدہ باز کی تعریف کرکے کہنے لگا اے داؤد شعبدہ باز ابھی کچھ اہل اسلام باقی ہین وہ دیوانہ وار اس بہار چمنستان کی سیر کو نہین آئے ہین اسکا کیا سبب ہی مجھے منظور ہی کہ جملہ اہل اسلام ان چمنون مین آجائین کوئی باقی نرہے کہ یہان سے بھاگ کر کہین اور جاوے اسنے عرض کیا حضور تامل کرین ذرا ان پھولون کی خوشبو اُسکے دماغ تک پہونچے تو دیکھیے گا کہ وہ بھی مانند ان مسلمانون کے دیوانہ وار ہونگے اور انھین چمنون مین آئینگے شاید ابھی تک اُنکے دماغ تک خوشبو ان گلون کی نہین پہونچی ہی کیونکہ وہ یہان سے بہت دور ہین آخر لشکر مین ہین یا پیچھے بھاگ گئے ہین ہوا بھی اس وقت کم چلتی ہی

خوشبوان پھولون کی اُنکے دماغ تک نہین جاتی ہی بہرام شیر شکار نے کہا تو سچ کہتا ہی یہی باعث ہی کہ جو
سوار آخر لشکر مین تھے وہی ابھی تک باحواس ہین بہرام شیر شکار ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ وہ باقی ماندہ سردار
و سوار نیرنگ شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ کو بلاے مذکور مین مبتلا دیکھکر کچھ تدبیر اُنکے حواس
و ہوش مین لانے کی نکر کے خوف سے بے اختیار جانب شہر اناملہ بھاگے جب سواران مذکور
بھاگ گئے بہرام شیر شکار جنگگاہ سے پلٹ کر جملہ سواران سپاہ و داؤد شعبدہ باز کو ہمراہ لیکر فرودگاہ
لشکر پر آیا اور مرکب سے اُتر کر اپنی بارگاہ مین گیا داؤد شعبدہ باز بھی اپنے خیمہ مین گیا سواران سپاہ
مرکبون سے اُتر کر خیام مین داخل ہوے سرداران لشکر حسب الطلب بہرام شیر شکار کے اُسکی بارگاہ
مین جاکر علی قدر مراتب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے داؤد شعبدہ باز بھی حسب الطلب بارگاہ مین جاکے
دنگل پر بیٹھا جب دربار سرداران سپاہ و امرا و وزرا سے مملو ہوا اُس وقت بہرام شیر شکار نے فی الفور
ساقیون کو طلب کیا وہ کشتیان شراب کی لیکر بارگاہ مین آکے ہر ایک کو جامہاے بلورین مین شراب
پلانے لگے جب سب کفار شراب پی چکے سامنے سے کشتیان اُٹھا کر بارگاہ سے چلے گئے کفار کو نشہ شراب
کا ہوا داؤد شعبدہ باز نے بہرام شیر شکار سے عالم نشہ شراب مین عرض کیا حضور آپ یہان کیون
فروکش ہوے ہین اپنی محلسرا مین جاکر استراحت پذیر ہون بہرام شیر شکار نے جواب دیا مین اس وجہ سے
یہان مقیم ہون کہ نیرنگ شاہ وغیرہ کی حفاظت کرون تاکہ کوئی ان سب کو رد شعبدہ کرکے رہا نکرے
اور کوئی اُنکی اعانت نکرنے پائے جب یہ سب ہلاک ہو جائینگے اور امیر ثانی یہان نہ آئینگے اُس وقت
یہان قیام پذیر ہونگا بالفعل یہان سے جانا ان مسلمانون سے غافل ہونا مناسب نہین ہی داؤد شعبدہ باز
یہ سُنکے خاموش رہا یہان تو نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ چمنون مین دیوانہ وار بیٹھے ہین بہرام
شیر شکار اُن چمنون سے دور ترہٹ کے مع اپنی سپاہ کے قیام پذیر ہی لیکن اب حال اُن سوارونکا
لکھا جاتا ہی جو میدان جنگ سے بعد دیوانہ ہونے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے جانب
شہر اناملہ بھاگ کر روانہ ہوے تھے وہ بعد قطع راہ ایک روز اُس وقت شہر اناملہ مین پہونچے
کہ دربار مین بادشاہ لشکر اسلام بالاے تخت حکومت رونق افزا تھے امیر ثانی و جملہ سرداران سپاہ
جو موجود ہین دربار مین علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے امیر ثانی بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کر رہے
تھے کہ ابھی تک کچھ حال مالک شعبدہ کا معلوم نہین ہوا ہی بدیع الزمان وہان پہونچے یا نہین اور
فولاد دست زن قاتل نیرنگ شاہ مارا گیا یا نہین دل کو تردد ہی شاہ موصوف جواب مین فرما رہے تھے
کہ ہرکارون کو واسطے دریافت کرنے اس خبر کے روانہ کرنا چاہیے ناگاہ وہ سوار دربارگاہ پر نالان
و گریان با خاطر پریشان آئے بادشاہ لشکر و امیر ثانی نے شور فریاد سُنکے ملازمون سے فرمایا دیکھو
یہ کون لوگ در بارگاہ پر فریاد کنان آئے ہین انھون نے جاکر بعد دریافت حال عرض کیا حضور کچھ سواران
لشکر ہمراہی شاہزادہ بدیع الزمان کے در بارگاہ پر نالہ کنان آئے ہین وہ امیدوار ہین کہ حاضر
خدمت حضور ہوکے کچھ عرض کرین بادشاہ موصوف نے یہ سُنکے امیر ثانی سے فرمایا اُن سوارون کو
بلوا لیجیے امیر ثانی نے ملازمون سے کہا اُنھین دربار مین آنے دو ملازمان مذکور نے انکو جاکر دربار مین لائے
اُنھون نے مجرا گاہ سے بعد بجا لانے شرائط عبودیت کے اور بعد کرنے ثنا و دعا کے عرض کیا حضور ہم

سرحد ملک شعبدہ سے آئے ہین امیر نے پوچھا بدیع الزمان کو وہان چھوڑ کے کیون چلے آئے انہون
نے تمام حالات حیرت افزا جو نیرنگ شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ پر داؤد شعبدہ باز سے گذرا تھا
بیان کر کے عرض کیا حضور ہم حیران ہین کہ نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کیونکر دیوانہ وار ہو کے
جنگلون مین جا کر بیٹھے نہین معلوم داؤد شعبدہ باز نے کوئی شعبدہ سحر آسا کیا یا محض اُسنے سحر کیا ہم انکو
مبتلاے از خود رفتگی دیکھکر وہان سے واسطے عرض کرنے انکے احوال پر ملال و خراب کے حاضر خدمت حضور
ہوئے ہین نہین معلوم کیا سبب تھا کہ ہم مانند اُن سب کے مبتلا سے دیوانگی نہین ہوئے بادشاہ
لشکر اسلام یہ خبر ملال اثر سُنکے برہم ہوئے جانب امیر ثانی دیکھکر ارشاد کیا اس جگہ سے اب براے
تباہی ملک شعبدہ و قتل بہرام شیر شکار و تعاقب لاجورد شاہ و صلصال بن وال بن شمامہ جادو
کوچ کرنا ضرور ہی سوا اسکے نیرنگ شاہ پسر گیرنگ شاہ و شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کو اُس
بلا سے رہائی کرنا بھی لازم ہی امیر ثانی نے دنگل سے اپنے اُٹھ کے عرض کیا بہت مناسب ہی کہ یہان
سے اُس طرف کوچ کیا جاے یہ فرما اُسی وقت عادی بن معدی کرب کو حکم کیا اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا و دیگر
اسباب ضروری ہمراہ لیکر یہان سے جانب ملک شعبدہ روانہ ہو کل ہم یہان سے مع تمامی سپاہ کوچ
کرینگے چنانچہ اُسی وقت حسب الحکم عادی بن معدی کرب اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا مع دیگر اسباب کے
اپنی فوج کو اپنے ہمراہ لیکر سمت ملک شعبدہ روانہ ہوا دوسرے روز وقت سحر امیر ثانی نے ہمراہ رکاب
بادشاہ کے بہ تمامی سردار و سپاہ وہان سے سوے ملک شعبدہ کوچ کیا عادل شاہ بھی مع اپنی سپاہ
کے ہمراہ رکاب ہوا امیر ثانی بصد عجلت قطع راہ خشکی کر کے عنقریب سرحد ملک شعبدہ جا کر مقیم ہوے
بارگاہین اور خیام برپا ہوے لشکر اُترا یہ خبر بذریعہ ہرکارون کے بہرام شیر شکار کو پہونچی اُسنے ملاقات
امیر ثانی سے کر کے کہا کہ آپ مجھسے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیجیے باعث آپ کی بدنامی و ذلت کا ہوگا اور یہ شہر
آپ سے کسی طرح فتح نہوگا امیر ثانی نے جواب دیا ای بہرام شیر شکار اگر تمکو یہ منظور ہی کہ لڑائی نہو تو
لاجورد شاہ و صلصال و خلخال کو پناہ نہ دو اپنے ملک سے اُنہین نکال دو یا اُنکو گرفتار کر کے
ہمارے حوالے کر دو اور نیرنگ شاہ اور شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کو جنکو تمنے کسی طور سے
از خود رفتہ کر دیا ہی اُنکو صحیح کر کے عذر خواہ ہو اُسنے کہا یہ تو نہوگا امیر ثانی نے فرمایا اگر یہ منظور
نہین ہی تو آمادہ جنگ ہو طبل جنگ بجواؤ اُسنے امیر ثانی سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین جا کے
ہنگام شب طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر نواخت طبل جنگی کی لیکر بعجلت تمام دربار
بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور مجراگاہ سے مجرا کر کے بعد اداے ثنا و دعاے بادشاہ موصوف اس طرح
عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ گیتی پناہ شہریار عالیجاہ اس وقت بہرام شیر شکار نے اپنے
لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ صبح کو میدان کارزار مین آکے حضور فیض گنجور کے
ملازمون سے مقابلہ کرے سواے اس خبر وحشت اثر کے خیریت ہی بادشاہ موصوف نے خبر طبل جنگ
بجنے کی ہرکارون سے سُنکے جانب امیر ثانی دیکھکر اشارہ سے کہا ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی
بجوائین امیر ثانی نے عمرو ثانی سے مخاطب ہو کے فرمایا ان ہرکارون کے ہمراہ جا کے اپنے سارے
لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجواؤ عمرو ثانی اُن ہرکارون کے ساتھ اُسی وقت نقارخانہ مین گئے نقارچیونکو

حاکم بادشاہ و امیر ثانی سے آگاہ کیا اُنھون نے حسب دستور قدیم کچھ اشرفیان خواجہ کو نذر دے کے
چوب اُٹھا کے نقارۂ جنگی پر لگائی آواز نقارہ بلند ہوئی دونون طرف طبل و نقارۂ جنگی بجنے سے
مردمان سپاہ سمجھے کہ صبح کو لڑائی ہوگی یہ سمجھکر ہر ایک سردار اور سوار تیاری جنگ مین مصروف ہوا
کفار اپنے شعبدون کی درستی مین مشغول ہوے اہل اسلام درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف
ہوے تمام شب دونون لشکرون مین خوب سامان جنگ ہوا صبح کو امیر ثانی وغیرہ نماز سحر پڑھ کے
مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوکے ہمراہ سواری بادشاہ لشکر اسلام جملہ خاص و عام جانب میدان کارزار
روانہ ہوئے بعد قطع راہ امیر ثانی اُن پھولون کے چمنون سے دور تر ہٹ کے میدان مین جاکر ٹھہرے اُس
طرف سے بہرام شیر شکار بھی ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے میدان مصاف مین آیا تھوڑے
فاصلہ سے بمقابلہ لشکر امیر ثانی آکے ٹھہرا اُس وقت موافق قاعدہ قدیم درستی میدان کارزار ہوئی پھر
صفین دونون لشکرون کی آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ قلب کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ
جوانان کجکلاہ سے مزین کیا گیا بعدہ کڑکیت اور نقیب دونون لشکرون سے نکلے اُنھون نے
حسب معمول جوانان ہر دو سپاہ کو آمادۂ جنگ و شعبدہ بازی کیا اس مولف نے بخیال طول تقریر کڑکیتون
اور نقیبون کی اس جگہ اور رجز بجا نہین لکھی ہے غرض جب مردمان ہر دو لشکر مستعد جنگ و شعبدہ بازی
ہوئے کڑکیت اور نقبا بے خوش آواز لشکرون کے درمیان سے چلے گئے اُسوقت داؤ شعبدہ باز نے
سبکے پہلے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور بہرام شیر شکار کے سامنے جاکے طالب اجازت مقابلہ
اہل اسلام ہوا اُسنے اجازت دی داؤ شعبدہ باز دلیرانہ مرکب کو جولان کرکے سامنے لشکر امیر ثانی کے
آکے مرکب کو روک کر لشکر امیر ثانی پر نظر کرنے لگا ہر طرف دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا اخاہ
کسقدر اہل اسلام کا لشکر ہے جہاں تک نظر ہوتی ہے سپاہی سپاہ نظر آتی ہے یہ لشکر ہے کہ ایک دریاے
ناپیدا کنار ہے کیا کیا جوان تہور شعار و نمودار دکھائی دیتے ہین علمہاے سپاہ کس خوبی سے سربلند
ہین امیر ثانی عجب شان سے زیر علم اژدہا پیکر بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی
صفون سے کھڑے ہین اور یہ علم اژدہا پیکر عجب علم ہے کہ اس سے بوے مشک وغیرہ چلی آتی ہے
علاوہ اسکے یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز پیدا ہے کہ مقام حیرت لیکن کچھ اندیشہ نہین ہے یہ لشکر کیا ہے اگر تمامی
مردان اہل جہان بھی یہان آکے جمع ہوتے تو بھی کچھ خوف نہوتا یہ باتین اپنے دل مین کرکے اسطرح
بہ آواز پکارا کہ اے امیر ثانی اول تو مناسب یہ ہے کہ آپ بر سر جنگ نہون یہان سے چلے جائین یہ ملک
ایک ممالک شعبدہ سے ہے خداوند تمثال آئینہ رو نے اپنی ذات خاص سے اسے آباد کیا ہے
اسپر آپ فتحیاب نہونگے بلکہ مانند نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے مبتلا ہونگے یہان شجاعت
و بہادری سے کچھ کام نہ نکلے گا رستم ہیلتن ہو یا اسفندیار روئین تن کے مانند ہو یہان سب اُسکو مانند زال کے
جانتے ہین دیکھیے مین نے تن تنہا لشکر نیرنگ شاہ و سپاہ بدیع الزمان کا کیا حال کردیا ہے کچھ سوار لشکرہا
مذکور کے فرط گرسنگی و تشنگی سے ہلاک ہو چکے ہین نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ ابھی زندہ
ہین یہ بھی دو چار روز مین مرجائینگے یہی حال آپکا بھی ہوگا آپ بھی مع اپنی سپاہ کے اسی طرح
مبتلاے بلا ہو جائیےگا دوسرے اگر آپکو لڑنا ہی منظور ہے تو کسی دلاور کو میرے سامنے روانہ

بھیجے کہ وہ مجھسے آکے مقابلہ کرے امیر ثانی نے پہلے داؤد شعبدہ باز اور اُسکے لشکر پر نظر کر کے دیکھا تو وہ باوجود مسلح ہونے کے ایک بدھی لالہ کی اپنی گردن مین مانند معشوق کے ڈالے ہے اور جملہ جوان بھی اُسکے لشکر کے عورتون کی طرح ہار پھول پہنے ہین یہ رنگ دیکھکر بدرجۂ کمال حیرت ہوئی بعد حیرت بسیار کے امیر نے داؤد شعبدہ باز کی تقریر سنکے اپنے لشکر کے داہنے طرف مڑ کے دیکھا اس دیکھنے سے یہ اشارہ کیا کہ میمنہ لشکر سے کوئی بہادر نکلکر داؤد شعبدہ باز کے مقابلہ کو جاے پس بمجرد دیکھنے امیر ثانی کے لندھور ثانی یا بروایتے بہرام ثانی نے صف لشکر سے نکلکر امیر سے اجازت لیکر مرکب پر سوار ہو کے رُخ سوے جنگاہ کیا اور قریب داؤد کے جا کے اُس سے طالب ضرب ہوا اُسنے بعد گفتگوے بسیار نام دریافت کر کے اور رجز پڑھ کے تلوار نیام سے نکالکر کہا مین یہ تلوار اس طور سے لگاؤنگا کہ تیرے سر کے قریب جائیگی پہ سر پر نہ پڑیگی کیونکہ ہمارے خداوند کا حکم ہے کہ حتی الامکان ہمارے کیسے ہی بندے ہون اُنھین قتل نکرو خون ریزی سے باز رہو یہ کہکے جسطرح کہا تھا اُسی طرح تلوار لگائی لندھور ثانی یا بہرام نے اُسکی تلوار کو سپر پہ روک کے خود بھی تلوار نیام سے کھینچکر اُسکی کمر پر لگائی اُسنے فی الفور وہی بدھی لالہ کی گلے سے جلد تر نکالکر تاک کر تلوار کی باڑھ پر پھینک دی دھار سے تلوار کی وہ بدھی کئی جگہ سے کٹی خوشبو پھولون کی اُڑی تلوار کمر کے قریب آ کے رُکی پھول لالہ کے سات جگہ متفرق ہو کے زمین پر گرے تھوڑی دیر مین سات چمن طولانی لالہ احمر کے زمین پر پیدا ہوے اُن گلہاے چمنستان کی لپک دیکھکر اور بو اُنکی سونگھ کر دلاور موصوف کا رنگ بے رنگ ہوا ہوش و حواس بجا نرہے علامت دیوانگی ظاہر ہوئی یعنے تلوار کو ہاتھ سے زمین پر پھینک کے مرکب سے اُتر کے اُن چمنون مین جا کے سیر لالہ زار دیکھ کے چند پھول توڑ کے اُنکی خوشبو سونگھ کے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا اور یہ مطلع ورد زبان کیا مطلع اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین است ✤ بعد ورد زبان کرنے مطلع مندرجہ کے لالے کے پھول بار بار توڑنے لگا کبھی اُنکو سر پر گاہ آنکھون پر کبھی سینہ پر رکھنے لگا کبھی اُنکو مانند گیند کے اُچھالنے لگا گاہ لالہ کے پھولون سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اے گلو تم مجھکو اس طرح داغدار نظر آتے ہو جیسا میرا جگر داغدار ہے دل چاہتا ہے کہ تمکو اپنے سینہ مین جگہ دون یہ کہکے رونے لگا بعد ایک لمحے کے مانند گل خندہ زن ہو کے مثل دیوانون کے باتین کرنے لگا بادشاہ اہل اسلام و امیر ثانی عالی مقام و جملہ سرداران سپاہ حیران ہوے دل مین اپنے کہنے لگے کہ ابھی تو یہ بہادر صحیح المزاج تھا دفعتاً دیوانہ ہوگیا یہ کیسے چمن فی الفور پیدا ہوگئے کہ جنکی بہار نے اس دلاور کو دیوانہ کر دیا امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام تو یہ باتین اپنے دل مین کر رہے تھے اور بہت متعجب تھے لیکن شیرو یہ بن شیرویہ اور سلیمان بن عجیل ماہر وغیرہ نے بعد متحیر ہونے کے اپنے دل مین کہا کہ لشکر سے نکلکر لالے کے چمنون مین جا کر اس بہادر کو مرکب پر سوار کر کے لے آنا چاہیے ہنوز یہ کہہ رہے تھے کہ ہوا سے تند چلی کچھ بو لالہ کے پھولون کی اُنکے دماغ تک پہونچی فی الفور وہ سردار کہ ستائیس دلاور تھے مست و مدہوش ہو کے جانب چمنستان لالہ عنان مرکبون کو جولان کر کے روانہ ہوے جب اُن چمنون مین پہونچے مرکبون سے اُتر کر پھول لالہ کے توڑ کر خوشبو اُنکی بخوبی سونگھ کر یہ مطلع بے اختیار اپنی زبان پر جاری کرنے لگے مطلع بہار آئی ہے پھر دست جنون چالاک ہوتے ہین

مبادک جوش وحشت جیب و دامان چاک ہوئے ہین یہ کہکے اپنے سلاح جنگ تنون سے دور کرکے
لباس اپنا پارہ پارہ کرنے لگے جیب و دامان کی دھجیان اُڑانے لگے کبھی ہنستے گاہ رونے لگے آخرکار
اُن چمنون مین بقصد شوق سب کو بھول کر کسی کا کچھ خیال نکر کے ملٹھے امیر ثانی اُن سردارون کی یہ حالت
دیکھکر زیادہ متحیر ہوے ابھی امیر ثانی دریاے حیرت مین غوطہ زن تھے اور بنظر غور اپنے سرداران لشکر کو
لاے تھے چمنون مین دیوانہ وار گریان و خندان دیکھکر ارادہ کر رہے تھے کہ خود جاکر اُن سب سردارون
کو سمجھا کر لاے کے چمنون مین ملٹھنے سے مانع ہوتے ساتھ اپنے لے آؤن ناگاہ پھر ہواے تند چلی
جس طرف کی ہوا تھی اُدھر خوشبو اُن لالہ کے گلون کی گئی جس جس سردار یا سوار کے دماغ تک بوے
گلہاے مذکور پہونچی وہ فی الفور از خود رفتہ ہو کے گھوڑون کو جولان کر کے بقصد شوق اُن چمنون
مین جانے لگا اور مانند اُن ستائیس اٹھائیس سردارون کے خود بھی چمنون مین دیوانون کے مانند
باتین کرنے لگے اور جس سمت کی اُس وقت ہوا تھی اور جدھر کو اُن پھولون کی بو جاتی تھی اُدھر کے مردان
سپاہ دیوانے ہو کر جانب چمنستان لالہ عمان نجاتے تھے جب امیر ثانی نے دیکھا کہ دو دو سردار و سوار
جانب اُن چمنون کے چلے جاتے ہین امیر ثانی نے اُنسے کہا اے بہادر و صف لشکر شنے نکل کے کہان
جاتے ہو خبردار اُن چمنون مین نجاؤ وہ سردار و سوار اول تو کچھ جواب نہ دیتے تھے اور چلے جاتے تھے
اگر کوئی جواب دیتا تھا تو یہ دیتا تھا کہ اے امیر ثانی ہمتو اُن چمنون مین ضرور جائینگے سیر لالہ زار کرینگے
آجتک آپ کے لشکر مین رہے اب اِن چمنون مین شب و روز رہینگے سیر کرینگے لطف زندگی اُٹھائینگے
اگر آپکا دل چاہے تو ہمارے ساتھ آئیے ورنہ اب ہمسے اور آپ سے کچھ مطلب نہین نہ آپ ہمارے
آقا و مالک نہ ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار یہ تقریر اُنکی سُن کے امیر ثانی متحیر ہوتے تھے اور عمر ثانی سے
فرماتے تھے اے خواجہ سنتے ہو جو یہ لوگ کہتے ہین ذرا تم جاکر اُنھین روکو چمنون مین نجانے دو اور جو
سردار وغیرہ چمنون مین گئے ہین اُنکو جاکے لے آؤ خواجہ جواب دیتے اے امیر ثانی مجھے ایسی
خدمت سے معاف رکھیے مین نہ جاؤنگا وہان جاکے خود بھی دیوانہ ہو جاؤنگا نہین معلوم یہ چمن کیسے ہین
اور اُنکے پھولون کی بو کیسی ہے کہ جسکی بو سے انسان دیوانہ ہو جاتا ہے امیر ثانی ارشاد کرتے تھے اگر نہین
جاتے ہو تو مین جاتا ہون یہ کہکے ارادہ جانے کا کیا عمر ثانی قدم امیر ثانی سے لپٹ گیا اور کہنے لگا اے
آقا براے خدا آپ جانب اِن چمنون کے نجائیے بلکہ یہان ٹھہریے تمام لشکر یہان سے فرودگاہ سپاہ پر
چلیے نقارہ بازگشت بجوائیے ورنہ خود بھی دیوانہ وار ہو جائیگا اور تمام مردان لشکر تھوڑے زمانہ مین از خود
رفتہ ہو کے یہان سے اِن چمنون مین چلے جائینگے امیر ثانی نے کہا اچھا چمنون مین نجاؤنگا قریب چمنون
کے جاکے اسم اعظم پڑھونگا یقین ہے کہ ببرکت اسم اعظم اگر سحر ہے تو اُن سردارون پر سے رفع ہو جائیگا
عمر ثانی نے دست بستہ بصد عجز عرض کیا کہ اے امیر ثانی آپ ایسی جگہ سے اسم اعظم پڑھیے یہان سے
سوے لالہ زار نجائیے امیر ثانی نے اُسکے کہنے سے اُسی جگہ اسم اعظم پڑھا مگر وہ سردار جو لالے کے
چمنون مین چلے گئے تھے ہوش و حواس مین نہ آئے اور جو لوگ اُس لالہ کی ذرا بھی بو سونگھ چکے تھے
وہ بھی لشکر مین نہ ٹھہرے امیر اسم اعظم پڑھا کئے وہ چلے گئے جب اسم اعظم کے پڑھنے سے مدعاے
دلی حاصل نہوا اور متواتر دو دو چار چار سو سوار لشکر سے نکل نکل کے جانب چمن لالہ مذکور جانے لگے

عمرو ثانی نے عرض کیا ای امیر اگر سحر ہوتا تو برکت اسم اعظم سے دفع ہو جاتا ہی یہ سحر نہین ہی خدا کے
واسطے جلد تر یہان سے قیام گاہ سپاہ پر چلئے وگرنہ تھوڑی دیر مین تمام مردمان سپاہ دیوانے ہوکے
ان چمنون مین چلے جائینگے امیر ثانی نے اسکے قسم دینے سے اسی وقت طبل بازگشت اپنے لشکر مین
بجوایا باقی ماندہ سردار و سوار ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام اس جگہ سے ہٹ کے
فرودگاہ سپاہ پر جانے لگے اُس وقت داؤد شعبدہ باز نے باواز بلند امیر ثانی سے کہا ای امیر با توقیر
تھوڑی دیر یہان اور توقف کیجیے دیکھیے تو کہ کیا ہوتا ہی اگر آپ اور تمام آپکا لشکر ایک دوپہر مین دیوانہ
نہو جاے تو مین اپنا نام داؤد شعبدہ باز نرکھون چونکہ اُس وقت لشکر اسلام مین ایک شور و غل تھا
نقارہ بازگشت بجایا جاتا تھا آواز داؤد شعبدہ باز کی امیر نے نہین سنی ورنہ اُسکی تقریر طعن آمیز سے امیر
ثانی کو غصہ آجاتا جنگاہ سے نہ جاتے بلکہ عالم غصہ مین واسطے سزا دینے داؤد شعبدہ باز کے اندر اُن
چمنون کے چلے جاتے غرض داؤد شعبدہ باز تو اپنی ناک کے سوراخون مین پنبہ رکھے ہوے درمیان
اُن چمنون کے کھڑا رہا امیر ثانی خواجہ کے قسمین دینے سے مع لشکر وہان سے ہٹ کے فرودگاہ سپاہ
پر آئے لشکر اور بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے ہمراہ آنکے امیر ثانی اور سرداران
سپاہ بھی بارگاہ مین بصد ادب گئے بادشاہ تخت زرنگار پر بیٹھے امیر ثانی و سرداران لشکر اپنے اپنے قرینے سے
بیٹھے اُس وقت باشارہ بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی خوش انجام نے عمر ثانی سے کہا ای خواجہ جا کے
دریافت تو کرو کہ داؤد شعبدہ باز نے کس تدبیر سے ہمارے لشکر کے اکثر سردارون اور سوارون
کو از خود رفتہ کر دیا ہی بعد دریافت کرنے اس حال حیرت انگیز کے ہمارے سرداران سپاہ و
سواران لشکر کو جو بیلے کے اور لالے کے چمنون مین دیوانہ وار بیٹھے ہین تم انکو رہا کرو اور ہو سکے تو دربار
بہرام شیر شکار مین بھی صورت تبدیل کر کے جاؤ وہان کوئی کار نمایان ایسا کرو کہ باعث ہماری خوشی کا ہو
عمر ثانی نے عرض کیا ای امیر با توقیر مین اب اس بارگاہ سے کہین نجاؤنگا خوف سے باہر بھی بارگاہ کے
نکلونگا عیاری کرنا تو کیسا دشوار ہی یہ ملک شعبدہ ہی سب سرداران صف شکن و جوانان تیغ زن کو
ایک داؤد نے دیوانہ کر دیا مین بیچارہ کیا ہون اگر یہان سے براے دریافت حال جاؤنگا ساکنان
ملک شعبدہ یا اہل دربار و ملازم بہرام شیر شکار مجھے عیار جان کے گرفتار کرینگے یا دیوانہ کر دینگے
لہذا مین تو نجاؤنگا مگر اور عیارون سے فرمایئے وہ جائین کچھ عیاری و مکاری کرین جو کچھ آپنے فرمایا ہی
اُسے بجا لائین امیر ثانی نے خواجہ کی گفتگو سن کے خیال کیا کہ یہ فرزند ہی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمیری
کا وہ مرد طماع تھے یہ بھی مانند اُنہین کے حریص مال و دولت ہی چاہتا ہی کہ کچھ اقرار دینے کا کرین یا
نقد زر کثیر پہلے دے دین تو واسطے عیاری کے جاوین یہ خیال کر کے امیر ثانی نے فرمایا ای خواجہ اگر تم
ہمارے کہنے پر عمل کروگے یعنے واسطے دریافت حال داؤد شعبدہ باز و دیگر کار مذکور الصدر
کے جاؤگے تو ہم تمکو زر کثیر دینگے خواجہ زر کثیر کا ذکر سن کے بیتاب ہوے کہنے لگے مین زر کثیر کے
معنی اچھی طرح نہین سمجھتا میرے سامنے روپیہ رکھا جاے دیکھون وہ کسقدر ہی اتنا ہی کہ زر کثیر
وغیرہ کی ضرورت کو کافی ہوگا یا نہین امیر ثانی نے باوجود رنجیدہ خاطر ہونے کے گفتگوے خواجہ سنکے مسکرا کر
دو ہزار روپیہ طلب کر کے خواجہ کے سامنے رکھا پھر فرمایا اسقدر روپیہ تمکو دیا جائیگا اگر تم ہمارے

حسب دلخواہ جاکے کارنمایان کروگے عمرو ثانی نے عرض کیا اے امیر با توقیر اسقدر روپیہ مین رنگ وروغن بھی برائے عیاری تیار ہوگا اور امور کا کیا ذکر ہی جب مین یہان سے جاؤنگا داؤد شعبدہ باز کے ملازمون کو زر کثیر دیکر انھین ملاؤنگا اُس وقت داؤد شعبدہ باز تک میری رسائی ہوگی امیر ثانی نے مسکرا کر کہا بھلا تم ملازمان داؤد کو زر کثیر دوگے ہمین تو یہ خیال ہی کہ تم اُنکے کپڑے تک بھی اُتار کے داخل زنبیل کرلوگے ہان یہ کہو کہ ہوس زیادہ ہی خیر چار ہزار روپیہ تمکو دیدیے جائینگے خواجہ نے یہ سنکے اُسی طرح پھر جانے سے اور عیاری کرنے سے انکار کیا آخر کار بعد گفتگوے بسیار دس ہزار روپیہ پر فیصلہ ہوا امیر ثانی نے روپیہ منگوا کے عمرو ثانی کے روبرو رکھا خواجہ نے چاہا کہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیجیے امیر ثانی نے فرمایا یہ روپیہ اُس وقت لینا جب ہمارے حسب دلخواہ کام کرکے آنا خواجہ نے مجبور ہوکے کہا اچھا اس روپیہ کو ایک مقام محفوظ مین رکھوا دیجیے یا ہمین رہنے دیجیے مین آکے لیلونگا امیر نے قبول کیا عمرو ثانی بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنے خیمہ مین جاکر رضوان بن عمرو کو اور دیگر عیاران لشکر کو پاس اپنے بلایا اور شیشہ شراب کا اُٹھا کر شراب کو مخفی طور سے بیہوشی آمیز کرکے اور ساغر اُٹھا کے کہا اس وقت دل چاہتا ہی کہ ہم تمکو شراب پلائین وہ بھی عیار بلاے روزگار تھے سمجھے کہ خواجہ کا شراب پلانا خالی از علت نہین ہی کوئی سبب ضرور ہی یہ خیال کرکے عرض کرنے لگے آپ شراب کیون پلاتے ہین اپنا نقصان کیون کرتے ہین اگر بیہوش کرنا ہمارا منظور ہی اور ہمین کہین لیجانا زنبیل مین ڈالکر مد نظر ہی تو یونہین ہمین داخل زنبیل کرلیجیے ہمسے عیاری نکیجیے ہم بھی عیار ہین خواجہ نے اُنکی گفتگو سنکے برہم ہوکے کہا تمھین یہ شراب پینی ہوگی اگر نہ پیوگے تو مین زبردستی پلاؤنگا وہ سب عیار خواجہ کے خفا ہونے سے خائف ہوے کہنے لگے آپ ناراض نہون ہم دیدہ و دانستہ یہ شراب بیہوشی آمیز پیتے ہین آپ کا ارشاد بجالاتے ہین ورنہ کبھی نہ پیتے خواجہ نے یہ کہکر اُن سب کو تھوڑی تھوڑی شراب پلائی اور کوئی شر اُنھین دافع شراب بیہوشی نکھانے دی تھوڑی دیر مین وہ بیہوش ہوے خواجہ نے اُنکو داخل زنبیل کیا بعد اسکے رنگ وروغن سے صورت اپنی تبدیل کرکے فقیرانہ لباس پہنکر خیمہ سے نکلکر ایک سمت جانے کا ارادہ کیا پھر کچھ سوچکر خواجہ دوسری سمت جانب صحرا روانہ ہوے بعد قطع راہ بسیار قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا دیوارین اُس باغ کی گر گئی ہین باغ مین درخت بہت سے ہین کچھ درخت انبہ اور املی کے بھی ہین انھین مین سے ایک درخت مین جھولا پڑا ہوا ہی چند عورتین نوجوان جھولے کے پٹڑے پر بیٹھی ہین اُنکے بیچ مین ایک نوجوان عورت از حد خوبصورت لباس رنگین اور زیور نقرہ وطلا پہنے ہوے بصد ناز بیٹھی ہی وہ عورتین پینگ دیرہی ہین اور یہ بارہ ماسہ گارہی ہین — بارہ ماسہ

سکھی ری جاکے کہیو رے پیاسے
مکان ویران ہی گھر آتا نہین ہی
اکیلی سیج پر کب نیند آوے
پیا اتبک ہمارے گھر نہ آئے
کبھی تڑپے ہی بجلی مینھ برسے

کہ ہین درسن کو ترسے ہم پیا سے
سکھی ری جو مین شوبا دُن پیارا
پیا ان کو مجھے چھاتی لگاوے
تبھی سنسار گھر کو اپنے چھاوے
پیا کے دیکھنے کو جیو ترسے

بڑا بیدرد ہی سنتا نہین ہی
تو کہہ بیتم سے جاکر حال میرا
ساڑھ اب لاگ بادر گھر آئے
پیا ان کو منڈل میرا بناوے
سکھی بادر ہین جو بدلیں گھر آئے

ہمارے شام کو اب کو منائے
سبھی سکھیاں جھولیں ہنس ہنس ہنڈولا
ہمارے کرشن مدھوبن سے نہ آئے
لگا بھادون چہو دس میگھ چھائے
کہ اس بیدرد نے سدھ ہم نہ لی ہی
ہمارا کنتھ تو پردیس بھایا
کہ بے کنتھا گلے کیسکے لگوں میں
کہ بے تیرے نہیں ہے چین مجھکو
کبھی تو شام بھوے گھر کو آتا
ادھک جاڑا ستاوے مونہ لیتی
میں روتی ہوں پیا بن اپنے دل میں
اکیلی سیج پر تڑپوں پڑی میں
نپٹ دکھ دیر ہا ہے مجھکو نسدن
نہیں آتا ہے جیو کو چین دم بھر
سکھی پیتم کو میرے کون لاوے
سکھی پیتم نہ آئے کیا کروں میں
کہو ان سے ہمارے شام گھر اب
نہ آئیں پیو تو جاڑا کیسے چھوٹے
کہ ہنس ہنس کر مجھے چھاتی لگا دے
لگا پھاگن سکھی سب پھاگ کھیلیں
پیا بن میں رہی اجھوں دکھی ری
گلے میں ل کے کس سے پھاگ کھیلوں
اکیلی سیج پر کب تک رہوں میں
سکھی جس دن سے بچھڑا ہے کنہائی
خبر جا کر سنا پیتم کو میری
چلے ہے جب ہوا ٹھنڈی بہکنے
میں بن بن ڈھونڈنے کو اسکے نکلی
لگا اب جیٹھ برہا موہ ستاوے
خبر دے جا کے کوئی میرے پی کو
سکھی بیتا ہے روتے بارہ ماسا
خبر پیتم کے آنے کی سنی ری

سکھی اب ماس ساون کا لگا ہے
پیا ان کو جھولا دے مجھکو جھولا
بتا اب کون سنتا ہے ہماری
ہمارے شام اجھوں گھر نہ آئے
مجھے اب رات اندھیاری بجھاوے
برہ کی آگ نے تن من جلایا
ارے کوئل تو جا اب پیو کے دیسا
نہیں بھاتی ہے اتنو رین مجھکو
لگا کاتک پیا اجھوں نہ آئے
سکھی چھتیاں لگا دے کو پیا ان
لگا اگہن سکھی پیتم کب ایں
جو سچ پوچھو تو ہوں دل کی کڑی میں
بھرا ہے مجھ سے دل میرے صنم کا
سکھی دکھیں نہ لگے اگہن ہم یہ کیونکر
برہ کی آگ نکست ہے بدن سے
برہ کا حال اب کس سے کہوں میں
مجھے اب ماگھ کے دن اور بھاری
دئی رے رین کیسے موری کٹیے
خبر کوئی جو اس پیتم کی لا دے
پیا ان ہم سجن دکھ اپنا جھیلیں
نٹھر گھنشام نے لی سدھ نہ موری
مصیبت جو بڑی ہے اسکو جھیلو لنا
خبر اب لا دے پیتم کی سکھی ری
نہیں اک پل بھی ہمکو نیند آئی
لگا بیساکھ نہیں بجھاوے نہ چھن بھر
برہ کی آگ سلگے ہے پیارے
بھلا کس طرح مجھکو چین آوے
بجھانے کو ادھک میرے جلاوے
کوئی دم بھر جو وہ صورت دکھاوے
کرے پوری مدعا میری آسا
ملیں بچھڑے ہوے فضل خدا سے

پیا کے سوگ میں تن من جلا ہے
کہو کس طرح سے دل چین پاوے
کٹی ہے رین روتے روتے ساری
سکھی پوچھو نہ کچھ حالت ہماری
پیا کو جا کے اب کوئی لے آوے
سکھی لاگا کنوار اب کیا کروں میں
پیا میری طرف سے دے سندیسا
اگر کچھ بھی مری سنتا بدھا تا
پیا بن سیج سونی موں نہ بھاوے
سکھی سکھیاں رہیں اپنے سنا ل میں
گلے سے کوئی [illegible] مجھکو لگا لیں
من مجھکو ستاتا ہے پیا بن
نہیں ملتا کبھی لکھا کرم کا
لگا اب پوس جاڑا اہتم نہ بھاوے
یہ جاڑا جاوے کوئی جتن سے
سکھی بتیا [illegible] پوس کا اب
پیا بن سیج سونی ہے ہماری
مرا پیتم سکھی کس دن گھر آوے
پیر تو کیسے مجھے گویا جلاوے
ملیں آپس میں [illegible] بھاگن سکھی ری
بتا دو اب ملوں میں کس سے ہوری
سکھی رہی چیت لاگا کیا کروں میں
رہوں کب تک پیا بن میں دکھی ری
ارے کاگا میں تیری دل سے جی کو
میں گنتی ہوں تو تاری رین جگ کر
نہیں بیدرد نے میری خبر لی
جو دم بھر بھی نہ وہ صورت دکھاوے
نہیں آتا ہے نہیں دن چین جی کو
مرے دل کی تمنا سب بر آوے
مہینا لوند کا لاگا سکھی ری
رہیں سب خوش یہ ہیں میری دعا ہے

ہوا دکھ دور سکھ حاصل ہوا ہی | بہت بشاش میرا دل ہوا ہی
کہ اب جی بھر کے کچھ دن چین لوٹون | یہ جی مین ہی فدا رب سے مناؤن

عمرو ثانی ان عورتون کا یہ بارہ ماسہ سن کے اور اس زن نوجوان وخوبرو کو دیکھ کے بیتاب ہو گیا دل سینے مین بیچین ہو گیا دل مین کہنے لگا اے عمرو ثانی ان عورتون مین چلنا چاہیے انکے پاس بیٹھنا چاہیے اور اس زن خوبرو کے پاس جا کے دیکھنا چاہیے یہ باتین اپنے دل مین کر کے اپنے ہاتھ کو دیکھا ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب دستہ بستہ سامنے آئے اسنے ذہن مین اپنے انمین سے ایک مکر کو پسند کر کے ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہو کے اپنی صورت ایک دیہاتی نوجوان عورت کی دولھن کے مانند بنائی ہندوانہ زیور پہنا لہنگا کھریا زنبیل سے نکالکر پہنی اور ایک کرتی بھی رنگین نکال کے پہنی مٹی کے تیل سے بال سر کے چکنے کر کے کنگھی کر کے بھری بھلی پٹیان بنا کے مانگ سیندور سے بھر کے آئینہ سے اپنی صورت دیکھ کے حسب دلخواہ پا کے جھاڑی سے روتا پیٹتا ہوا نکل کے طرف ان عورتون کے روانہ ہوا وہ عورتین جھولا جھول رہین تھین بارہ ماسہ جو لکھا گیا ہی گا رہین تھین باہم ہنس رہین تھین خصوص وہ زن خوبرو خوش ہو کے مسکرا رہی تھی اس گانے اور خوشی مین سب نے آواز رونے کی جو سنی خاموش ہو کے جھولا ٹھہرا کے ہر طرف دیکھنے لگین وہ زن خوبرو انسے کہنے لگی شاید کوئی عورت دردرسیدہ رو رہی ہی نہین معلوم کس درد مین مبتلا ہی اور اس طرح روتی ہی کہ دل اسکے سننے سے دردمند ہوتا ہی ذرا باغ سے نکلکر دیکھو تو کہ کون ہی اسے یہان بلا لاؤ مین پوچھونگی کہ تو کس بلا مین مبتلا ہو گئی ہی سہیلیان اسکی اسکے کہنے سے جھولے سے اتر کر چلین تھین کہ دیکھا سامنے سے ایک عورت بھولی صورت نوجوان دیہاتی نئی دولھن بنی ہوئی روتی پیٹتی سر پر خاک اڑاتی چلی آتی ہی وہ عورتین اسے دیکھکر پکارین اے عورت ادھر آ ہماری بھولی اور ملکہ نسرین گلعذار دختر داؤد شعبدہ باز تجھکو بلاتی ہین عمرو ثانی انکی تقریر سنکے دل مین تو خوش ہوا کہ اب عیاری حسب دلخواہ کر کے بخوبی حال دریافت کرونگا لیکن بظاہر زیادہ رونے پیٹنے لگا اور نالہ کنان انکے پاس گیا وہ ہمراہ لیکر نسرین گلعذار کے پاس گئین نسرین گلعذار نے پوچھا اے عورت اس طرح کیون روتی ہی کیا تجھپر کچھ مصیبت پڑی ہی عمرو ثانی نے دیہاتی زبان مین اشکبار ہو کے جواب دیا مجھکو میرا شوہر میرے گاؤن سے بیاہ کے لیے جاتا تھا اسکے ساتھ اسکے عزیز و احباب بھی تھوڑے سے تھے میرے باپ نے کہ وہ ٹھاکر ہین اور زمیندار بلکہ انھین ایک تعلقدار چھوٹا سا کہنا چاہیے مجھے بیاہ کے میرے خاوند کو کئی ہزار روپیہ نقد دیا تھا اور قسم جہیز سے بھی کچھ دیا تھا شاید تمنے سنا ہو میرے باپ کا نام گوشائین ٹھاکر ہی گاؤن انھین معاف ہونے والا ہی نام میرے گاؤن کا کھیڑہ آباد ہی مین ٹھاکرنی ہون نام میرا دولارن ہی بڑے ناز و نعمت سے میرے والدین نے مجھے پرورش کیا ہی ہائے افسوس کل اس جنگل مین رات کو میرے شوہر نے قیام کیا تھا ڈاکہ زن اور راہزن بہت سے ہتھیار لگاتے ہوئے آئے انھون نے میرے خاوند وغیرہ سب آدمیون کو قتل کیا روپیہ اسباب سب لوٹکر لے گئے میری زندگی تھی مین بھاگ کر ایک جھاڑی مین چھپ رہی تھی جب وہ راہزن لوٹ کے سب کو قتل کر کے چلے گئے تو مین جھاڑی سے نکلکر اپنے پیا سی لوتھ پر خوب روئی تمام شب رویا کی صبح کو وہان سے روتی پیٹتی اس ارادہ سے

چلی تھی کہ اگر کوئی ملے تو اپنے گاؤن کا اُس سے راستہ پوچھون اور اپنے مان باپ کے پاس چلی جاؤن تمام حال جو گذرا ہی اُنسے جا کر کہون راہ مین اور تو کوئی نہین ملا سو تمھارے اگر راہ تمھین میرے گاؤن کی معلوم ہو تو بتا دو کہ مین چلی جاؤن یا کسی کو میرے ساتھ رحم کھا کے کر دو کہ وہ مجھے میرے گاؤن مین پہونچا دے نسرین گلعذار نے اُسکی تقریر سُنکے راست کو اُسے جان کے بہت افسوس کر کے حال پر اُسکے رحم کھا کے کہا ای دولارن اب تو زیادہ گریہ و بکا نکر جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا خداوند کو یہی منظور تھا چندے یہان قیام کر مین تجھکو اپنے باپ کے پاس بھیجے جاؤنگی تمام حال تیرا اُنسے کہونگی وہ ایک نامی سردار بہرام شیر شکار بادشاہ ملک شعبدہ کے ہین ضرور تجھکو تیرے گھر پہونچوا دینگے اور عجب نہین کہ تیرے شوہر وغیرہ کے قاتلون کو تلاش کر کے اُنکو قتل کرین دولارن مذکور یہ تقریر سُن کے گونہ خوش ہوئی رونا موقوف کیا نسرین گلعذار نے واسطے اُسکے دفع رنج و ملال کے کہا ای دولارن آ ہمارے ساتھ جھولے کے پٹرے پر بیٹھ کے جھولا جھول اگر کچھ گانا آتا ہو تو گا خاوند کے مرجانے کا رنج نکر مرد و بہت ہین پھر کسی سے شادی کر لینا اُسنے شرما کے جواب دیا اچھا جو تم کہتی ہو ایسا ہی کرونگی اور جھولا جھولنے کو اور گانے کو جو تمنے کہا مجھے اچھی طرح گانا نہین آتا ہی ہان کچھ گا لیتی ہون ایسے وقت مین کیا گاؤن اور کیا جھولا جھولون تم ہی جھولا جھولو مین کھڑی ہون نسرین گلعذار نے ہاتھ اُسکا پکڑ کے جھولے پر بٹھا لیا اور قسم دے کے کہا کوئی غزل اگر تجھکو یاد ہو تو گا اُسنے کہا مین ٹھاکر کی دیہاتی مجھے غزل ٹھمری کہان معلوم ہی ہان اپنی زندگی مین ایک غزل بڑی مشکل سے یاد کی ہی نسرین نے کہا وہی غزل گا ہم سُنین تو کہ وہ غزل عاشقانہ ہی یا نہین ہی اور یہ بھی معلوم ہو کہ تو کس طرح گاتی ہی اُسنے بعد بہت انکار کے اور نسرین کے بہت اصرار سے یہ غزل ملجن داؤدی گانا شروع کی غزل حسب مقام ہذا

جو خوشہ تاک مین تھا وہ نشہ مین چور
ہر شخص تیرے کوچہ سے آگاہ ہو گیا
بے اذن لے لیا تھا یہ بیشک قصور تھا
بام مکان یار کا اللہ رے عروج
شاید کہ ہمسے کو سون گریبان دور تھا

دیکھا تو جل کے خاک سیہ دم مین طیع رہتا
یہان مجھکو دفن کرنا بھلا کیا ضرور تھا
ک بت نے بھی نہ حضرت موسے سے بات کی
عت مین آسمان تھا رتبہ مین طیع رہتا

ساقی یہ بیکسی کا چمن مین وفور تھا
بڑھ کر جلال سے بھی جمال حضور تھا
بوسہ وہ تھا کہ پھبتی پھبی دیتا مین آپکو
اللہ سے بھی اُنکو زیادہ غرور تھا
سو بار ہاتھ اُٹھا کے جو اُٹھنے رہ گئے

دولارن نے صرف یہی چند شعر اس خوبی سے گائے کہ وہ تمام عورتین از حد خوش ہوئین اور بہت تعریف اُسکے گانے کی کر کے نسرین گلعذار نے کہا اور کچھ گاؤ وہ اُسکے کہنے سے گانے لگی یہان تو نسرین گلعذار کا سُن رہی ہی جھولا جھول رہی ہی عمرو ثانی جھولے پر بیٹھا ہوا بصورت زن مذکور تالے مار رہا ہی انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال بہرام شیر شکار کا لکھا جاتا ہی کہ جب امیر ثانی طبل و نقارہ باز گشت بجا کے لشکر کے ہمراہ فرودگاہ سپاہ کی طرف روانہ ہوے تھے بہرام بھی مع اپنی سپاہ کے نہایت شاد و خرم ہو کے داؤد شعبدہ باز کو اپنے ساتھ لیکے جنگاہ سے لشکر گاہ پر گیا تھا اور داخل بارگاہ ہو کے سب سردارون کو بارگاہ مین طلب کر کے بزم عشرت برپا کرا کے میخواری کر کے رقص رقاصان خوبرو کا دیکھ کے گانا اُنکا سُن کے عالم نشہ مین داؤد سے مخاطب ہو کے گویا ہوا تھا کہ ای داؤد آج بھی تو نے کار نمایان کیا ہی اُسنے

عرض کیا تھا امیدوار انعام کا ہون بہرام شیر شکار نے اُسے خلعت فاخرہ دیا تھا بعد برخاست دربار اور موقوف ہونے بزم عشرت کے داؤد شعبدہ باز خلعت پہنے ہوئے مُرغ زرین بنا ہوا اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تھا اب اسکو راہ مین چھوڑ کر احوال اُسکی دختر کا درج کیا جاتا ہی کہ جب وہ جھولا جھول چکی اور دولارن کا گانا خوب سُن چکی اُسکو ہمراہ اپنے لیکے گھر مین آئی بعد تھوڑی دیر کے باپ اُسکا خلعت پہنے ہوئے ہنستا ہوا گھر مین آیا نسرین گلعذار نے پوچھا ای پدر آج یہ خلعت کس طرح پایا باعث خوشی کا کیا ہوا اُسنے کہا ای دختر مین نے وہ کار نمایان کیا ہی کہ شاید کسی شعبدہ باز سے نہو سکتا مین نے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان اور اُنکے مردمان سپاہ کو ایک شعبدہ کر کے سات چمن بیلے کے بنا کے اُنکو دیوانہ کیا ہی بعدہ لشکر حمزہ ثانی کے بہت سے سرداران اور سوارون کو سات چمن شعبدہ سے لالے کے پیدا کر کے اُنھین اُمین دیوانہ بنا کے بٹھا دیا ہی امیر ثانی نقارہ بازگشت بجوا کے میدان جنگ سے چلے گئے تھین تو وہ بھی لالے کے چمنون مین آ کے مع اپنے مردمان سپاہ کے دیوانہ وار بیٹھے بہرام شیر شکار نے میرے کارہاے نمایان پر نظر کر کے یہ خلعت فاخرہ انعام مین دیا ہی نسرین گلعذار یہ سُن کے خوش ہوئی چونکہ دولارن بھی وہان کھڑی تھی اُسنے بھی تمام تقریر اُسکی سُنی داؤد نے بعد تقریر کرنے کے دولارن کو دیکھکر اپنی دختر سے پوچھا ای نور نظر ای دختر نیک اختر یہ کون عورت ہی کہان سے آئی ہی اسے کون لایا ہی اُسنے تمام حال اُسکا بیان کر کے کہا یہ عورت خوب گاتی ہی ذرا اسکا گانا تو سنیے آپ بہت خوش ہو جائیے گا اور خوش ہو کے میری خاطر سے اسکی داد کو پہونچیے گا اسکے شوہر کے قاتلون کو ڈھونڈھ کے اسکے سامنے قتل کر کے اسکو اسکے گاؤن مین پہونچوا دیجیے گا یہ کہکے دولارن سے کہا کچھ گا اُسنے روبرو داؤد کے ایک غزل بلحن داؤدی گائی وہ سُن کے ازحد خوش ہوا بعد کرنے اُسکی تعریف کے کہنے لگا ای دختر مین تیرے کہنے سے اُسکے قاتلون کو تلاش ضرور کرونگا اور اسکو اسکے گھر پہونچوا دونگا مگر اب کسی عورت کو اپنے ساتھ نہ لانا نہ کسی عورت مرد کو اپنے گھر مین آنے دینا اس وقت سے گھر کے باہر نجانا کیونکہ امیر ثانی مع لشکر آئے ہوئے ہین اُنکے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ عیار ہین وہ سب نہایت فریب دہندہ و مکار ہین سُنا ہی کہ وہ عورتون کی سی صورت بنا کے عیاری کرتے ہین آج کل امیر ثانی سے لڑائی ہو رہی ہی ہم اُنکے دشمن ہین وہ ہمارے دشمن ہین ایسا نہو کہ اُنکے لشکر کا کوئی عیار صورت تبدیل کر کے عورت بنکے تیرے پاس آئے اور تجھے بیہوش کر کے لیجاے گھر لوٹ لے دشمن سے جہانتک ہو سکے انسان ڈرتا رہے اور اپنی حفاظت خود کرتا رہے نسرین گلعذار نے جواب دیا مین آپکے کہنے پر عمل کرونگی اب کسی عورت کو گھر مین نہ لاؤنگی نہ کہین جاؤنگی نہ کسی کو اپنے گھر مین آنے دونگی داؤد شعبدہ باز اُسکی تقریر سُنکے خاموش رہا جب شب ہوئی نسرین گلعذار اپنی خوابگاہ پر جا کے مسہری پر لیٹی دولارن نے پاؤن دبانے اور پنکھا جھلنے کا ارادہ کیا اُسنے پہلے تو منع کیا بعد ازان کہا اچھا پنکھا جھل وہ پنکھیا جھلنے لگی جب نسرین سو رہی عمرو ثانی نے بیہوشی اُسے سونگھا کے بیہوش کیا اور اُسکی صورت زیبا کو دیکھکر کہا ای خواجہ اسے نذر زنبیل کرلو یہ نہایت حسین ہی اگر تو اسے کسی سردار کو دکھائے گا تو وہ اسکے عوض مین تجھے ہزارون روپیہ دیگا اور

اگر کوئی اسکا طلبگار ہوگا تو خود ہی اس سے ہمکنار ہونا اسکو مسلمان کرکے اپنی ازدواج مین داخل کرنا
یہ کہکے اُسے داخل زنبیل کیا بعدہ صورت اپنی بشکل نسرین گلعذار بنا کے اُسکی پوشاک پہن کے
اور رضوان بن عمرو کو زنبیل سے نکال کے ہوشیار کرکے تصورت وولارن بنا کے مسہری پر لیٹ
رہا جب صبح ہوئی مسہری سے اٹھکر روبرو داؤد شعبدہ باز کے جاکے اُسے سلام کیا اُسنے دعاے
طول عمر دے کے خوش ہوکے اپنے پاس بٹھا لیا نسرین گلعذار نقلی نے داؤد سے پوچھا یہ تو بتایے
کہ جو شعبدہ آپنے کیا ہے وہ کیونکر کیا ہے اگر اُسے کوئی مٹایا چاہے تو کیونکر مٹائے اہل اسلام تو اُن
جمنون کے مٹانے سے گئے اور اُن دیوانون کے ہوش مین لانے کی تدبیر کرتے ہونگے داؤد شعبدہ
باز نے ہنسکر جواب دیا اے دختر یہ شعبدہ تجھکو نہین معلوم ہے اس وقت تو فرصت نہین ہے پھر کسی وقت
یہ شعبدہ تجھے بتا دونگا یہ کہکے اپنی جیب سے سات دانے مانند گوہر آبدار کے اور سات دانے مثل
دانہاے یاقوت کے نکالے اُنھین دکھاکے کہا اگر اُن جمنون کو مٹا دینا منظور ہو تو پہلے کے جمنون
پر یہ گوہر مصنوعی مارے فی الفور وہ سب چمن مانند خس وخاشاک کے جلنے لگین گے دھوان
پیدا ہوگا وہ دھوان جس دیوانے کے دماغ مین سرایت کریگا فوراً ہوش مین آجائیگا اسی طرح
یہ دانہاے یاقوت نقلی اگر لاے کے جمنون پر مارے جائین تو اُنکا بھی وہی حال ہوگا جیسا پہلے کے
جمنون کا حال بیان کیا ہے نسرین گلعذار نے کہا ذرا مجھے یہ سب دانے دکھائیے اُسنے وہ چودہ
دانے اُسے دیے اُسنے اُنکو دیکھکر چالاکی سے نظر اُسکی بچا کے اور دانے ویسے ہی زنبیل سے
نکالکر داؤد کے حوالے کیے اور داؤد نے جو دانے دیے تھے اُنکو زنبیل مین داخل کرکے کہا
مین نے ان دانون کو تو دیکھا مگر اُنکے بنانے کی ترکیب بتا دیجیگا اُسنے اقرار کیا اور وہ دانے
مصنوعی نسرین نقلی سے لیکر واسطے کسی ضرورت کے گھر سے باہر گیا خواجہ نے اُسکے جاتے ہی
جال الیاسی زنبیل سے نکالکر تمام اُسکے گھر کے مال واسباب پر ہاتھ مارنا شروع کیا ایک ہی دم مین
کل مال واسباب داخل زنبیل کر لیا سواے نقش بوریہ کے اور کچھ زمین پر نچھوڑا بعد لوٹنے مال
واسباب مذکور کے صورت اپنی تبدیل کرکے گھر سے نکل کے مع رضوان بن عمرو جانب بہرام
شیر شکار روانہ ہوا اور داؤد شعبدہ باز بعد تھوڑی دیر کے اپنے گھر مین آیا دیکھا نسرین گلعذار نہین
ہے اور گھر مین کوئی شی مال واسباب کے قسم سے نہین ہے یہ حال دیکھکر نہایت حیران وغمگین ہوکر
بار بار اپنی دختر کو پکارنے لگا یا یہ خیال کہ شاید کوٹھے پر ہو یا کسی حجرے مین ہو جب صداے دختر نہ سنی
سمجھا کہ وولارن جو گھر مین آئی تھی وہ عورت نہ تھی یقیناً کوئی عیار لشکر امیر ثانی کا تھا اُسنے یہان
آکے عیاری کی میری دختر کو اور تمام مال واسباب کو لیگیا ہے یہ سمجھ کر رنج وغم سے مانند دیوانون
ہوگیا آخرکار اپنے گھر سے روتا پیٹتا ہوا بارگاہ بہرام شیر شکار مین اُس وقت پہونچا کہ بہرام مذکور تخت پر
بیٹھا تھا اہل دربار بھی تمام حاضر دربار تھے لاچور شاہ وصلصال وخلخال و نجتگان بھی بیٹھے
تھے بہرام شیر شکار نے اُسے نالان وگریان دیکھکر گھبرا کے پوچھا اے داؤد شعبدہ باز خیر تو ہے
تیرے رونے پیٹنے کا کیا سبب ہے اُسنے ضبط گریہ کرکے عرض کیا حضور مین لٹ گیا گھر تباہ وبرباد
ہوگیا وہ دختر میری جو حسن وجمال مین عدیم النظیر تھی اُسے کوئی لیگیا گھر کو بھی لوٹ لے گیا جملہ

مال و اسباب اس طرح لے گیا کہ ایک تنکا بھی باقی نہ رہا اب مین اس صدمۂ جانکاہ سے جلد مر جاؤنگا بڑے خداوند میری فریاد کو پہونچیے دختر سے مجھکو ملا دیجیے حمایہ مال و اسباب اور وہ خلعت جو کل آپنے مجھے دیا تھا کسی تدبیر سے مجھے جو لیگیا ہی اس سے دلوا دیجیے بہرام شیر شکار یہ حال سنکے دنگ ہو گیا بختگان تمام حال سنکے کچھ سمجھ کے لاجورد شاہ کی طرف دیکھکر مسکرایا اُسنے اشارہ سے کہا خاموش رہنا کچھ ابھی کہنا بختگان تو لاجورد شاہ کے کہنے سے خاموش رہا لیکن بہرام شیر شکار نے بعد حیرت بسیار کے پوچھا اہ داؤد یہ بھی کچھ تجھکو معلوم ہی کہ تیرے گھر مین کوئی آیا تھا اُسنے عرض کیا اہ خداوند نعمت میری دختر باغ مین جھولا جھولنے کو گئی تھی جب گھر مین آئی تھی تو ایک عورت کہ نام اُسکا دولارن تھا اُسے ہمراہ اپنے لائی تھی وہ خوش آواز بہت تھی خوب گاتی تھی بہرام شیر شکار نے پوچھا کہ وہ دانے گوہر و یاقوت جسے جو مٹا دینے والے بیلے اور لالے کے چمنون کے ہین وہ بھی تیرے پاس ہین یا اُنکو بھی تونے کھو دیا اُسنے عرض کیا دانہاے مذکور میرے پاس ہین لیکن تمنین اب شک پایا جاتا ہی کہ اصلی ہین یا نقلی ہین کیونکہ آج وقت سحر میری دختر نے خلاف عادت احوال اس شعبدہ کا پوچھا تھا اور دانہاے گوہر و یاقوت مصنوعی جو مین نے براے چمنہاے لالہ و بیلہ تیار کیے تھے مجھسے طلب کر کے اُسنے تا دیر غور سے دیکھکر مجھے دیدیے تھے کیا عجب ہی کہ دانے بھی تبدیل کیے ہون صبح کو عیار بصورت نسرین گلعذار بن کے بیٹھا ہو بہرام یہ حال تمام و کمال سُنکے غرق دریاے فکر ہوا دل مین کہنے لگا اہ بہرام اب کیا تدبیر کرنا چاہیے کیونکر اسکی دختر اُس عیار سے لیکر اسکے حوالہ کرنا چاہیے یہ بھی نہین معلوم کہ اُس عیار کا کیا نام ہی عیار تو لشکر امیر ثانی مین ہزار ہا ہین ابھی بہرام دریاے فکر مین غوطہ زن تھا ناگاہ بختگان بیٹھے بیٹھے اور حال سنتے سنتے تاب ضبط نہ لا سکا بے اختیار مسکرا کے کہنے لگا اہ داؤد اب کیا روتے پیٹتے ہو فریادرسی کو یہان آئے ہو جاؤ صبر کرو اب دختر تمھاری اور مال و اسباب تمھارا تمھین نہ ملیگا ہمارے خداوندو مالک عمرو ثانی اہ توبہ جناب مستطاب شاہ عیاران جہان سرگروہ مکاران بعد عمرو بن امیہ ضمیری کے خواجہ عمرو ثانی ہین وہی جناب تشریف لائے ہونگے تمھاری دختر چونکہ بہت حسین تھی اُسے پسند کر کے بیہوش کر کے داخل زنبیل کر گئے دانہاے گوہر و یاقوت کو بدل کے گھر کے اسباب کو لوٹ کے عیاری کر کے چلے گئے ہونگے اب اُنسے دختر کا ملنا اور مال اسباب واپس لینا ممکن ہی نہین وہ جناب جو چیز داخل زنبیل کر لیتے ہین پھر نہین دیتے ہین اب اس رونے سے کیا فائدہ ہی جو ہونا تھا وہ ہو چکا فکر اپنے جان و ایمان کی کرو مجھے عقل سے معلوم ہو گیا ہی کہ اب بیلے کے چمن اور لالے کے چمن اُن دانون سے وہ جناب مٹا دینگے سبکو ہوش و حواس مین لائینگے کسی دن عیاری کر کے تمھین پکڑ لینگے داخل زنبیل کر کے لیے جائینگے اپنے لشکر مین پہونچکر تمکو زنبیل سے نکال کر ستون بارگاہ مین باندھ کے ہدایت کرینگے اگر تم مسلمان ہوے تو خیر ورنہ تمکو قتل کر ڈالینگے اُنکی ذات سے دیکھیے یہان کیا کیا ہوتا ہی یہ تو ایک ادنی عیاری اُن جناب نے یہان آکے پہلے کی ہی نمونہ اپنی عیاریون کا گویا دکھایا ہی اگر تمکو اُن دانہاے گوہر و یاقوت مین شک ہی تو اُنکا امتحان اپنے طور سے کر لو میرے نزدیک تو وہ دانے مصنوعی ہو گئے اصلی دانے جو تمنے بنائے تھے خواجہ لے گئے ہونگے بختگان یہ تقریر ہنس ہنس کے کرتا تھا اور چہار طرف دیکھکر یہی کہتا جاتا تھا اہ خواجہ

عمرو ثانی اگر آپ یہان تشریف رکھتے ہون تو میری تقریر بگوش ہوش سن لیجیے دیکھیے مین نے ابھی تک کوئی کلمہ
آپ کے خلاف شان نہین کہا ہی صرف آپ کی تعریف کی ہی مجھسے رنجیدہ ہو کے درپے میری ایذا رسانی
کے ہو جیگا مین آپکا ایک خادم و تابعدار خیرخواہ ہون چونکہ عمرو ثانی اور رضوان بن عمرو دونون بصورت
خدمتگار بارگاہ بہرام شیر شکار مین موجود تھے کھڑے ہوئے ہر ایک کی تقریر سن رہے تھے بختگان کی
گفتگو سن کے رضوان بن عمرو سے باشارہ کہنے لگے دیکھو یہ نالائق و شریر کیسی باتین کر رہا ہی
رضوان بھی باشارہ جواب دیتا تھا واقعی یہ مسخرہ ازحد شریر ہی آپ اسکی تقریر سنے جاییے ابھی رضوان
عمرو ثانی سے باشارہ ہم سخن تھا بختگان کہی رہا تھا عمرو ثانی کو ہر ایک طرف دیکھ رہا تھا لیکا یک
بہرام شیر شکار نے داؤد شعبدہ باز سے کہا اے داؤد بختگان سچ کہتا ہی رونا موقوف کر صبر کر جو ہونا تھا
وہ ہوا اب ان دانہاے گوہر یا قوت کو نکال کے انکا امتحان کر دیکھ تو بدل گئے ہین یا نہین داؤد شعبدہ
باز نے وہ دانے اپنی جیب سے کہ ایک ڈبیا مین بحفاظت تمام رکھے تھے انھین نکال کے روبرو بہرام
شیر شکار کے سب دانے بالاے تخت زور سے مارے دانون نے تخت پر گرتے ہی مانند پٹاخون
پاٹاخون کے آواز دی انمین سے مانند گندھک اور شورہ اور باروت کے دھوان مانند دود دبیز
نکلا اور وہ بارگاہ مین تھوڑی دور تک پھیلا جسکے دماغ تک پہونچا چھینک کر فرش پر گر کے بیہوش ہوا
چنانچہ داؤد شعبدہ باز اور بہرام شیر شکار اور بہت سے اسکے لشکر کے سردار بیہوش ہو کے فرش پر
گرے یہ حال دیکھکر اہل دربار جو بیہوش نہین ہوئے تھے واسطے اٹھانے بہرام شیر شکار کے
اٹھے اس ہنگامہ مین عمرو ثانی نے نجالا کی سے بہرام شیر شکار اور داؤد شعبدہ باز اور دو چار اسکے
لشکر کے سردارون کو اٹھا اٹھا کے نذر زنبیل کیا خود بیہوش نہوا کیونکہ رضوان بن عمرو ولد عمرو
ثانی نے روئی اپنے سوراخ بینی مین رکھ لی تھی غرض اس ہنگامہ مین اور اس دود بیہوشی کے تاریکی
مین کسی نے عمرو ثانی کو بہرام و داؤد وغیرہ کو نذر زنبیل کرتے ندیکھا جب عمرو ثانی کافران نابکار مذکورہ
کو نذر زنبیل کر چکا رضوان بن عمرو سے کہا اب موقع یہان ٹھہرنے کا نہین ہی اور کچھ فائدہ بھی نہین ہی
جو منظور تھا وہ کام کر چکے یہان سے اپنے لشکر کی طرف چلو وہ عمرو ثانی کے اشارہ سے ہمراہ خواجہ
کے چلا عمرو ثانی نے بارگاہ سے جاتے وقت بختگان کے سر پر سے ربندہ اتار کے دھول مار کے
کہا او نابکار تو نے تو شرارت کی تھی لیکن تیری شرارت سے کچھ نہوا تو نے مجھے نہ پہچانا مین یہان موجود تھا
دیکھ یون عیاری کرتے ہین بہرام شیر شکار اور داؤد وغیرہ کو زنبیل مین ڈالکر لیے جاتے ہین اگر تیرے
خلاف نہو تو تجھکو بھی زنبیل مین ڈالکر لے جائین اسنے سر اپنا سہلا کر ہاتھ جوڑ کر کہا آپنے بہت مناسب
کیا کہ بہرام شیر شکار اور داؤد نابکار کو داخل زنبیل کر لیا ان نالایقون کو یہی سزا تھی مین تو آپ کا
تابعدار ہون مجھسے خفا نہو جیے ایک دھول لگائی ہی دو چار اور لگا لیجیے لیکن داخل زنبیل نکیجیے میرے
حال پر رحم کیجیے مجھسے اشرفیان جو مین نے خاص آپ کے واسطے اتنی مدت مین جمع کی ہین لے لیجیے یہ کہکے
اشرفیان پیش کین خواجہ نے جلد اشرفیان اس سے لیکر داخل زنبیل کر کے ہمراہ رضوان کے بصورت
خدمتگار اس ہنگامہ مین بارگاہ سے یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ یارو جلد آؤ بارگاہ مین ہنگامہ ہی نہین معلوم
کیا واقعہ ہی یہ کہتے ہوئے پاے پشتاڑی مارتے ہوئے ہمراہ رضوان بن عمرو کے چلے اپنے

سوراخ بینی مین رکھے ہوئے اندر ان چمنون کے گئے پہلے گوہر کے مانند جو دانے تھے انھین نکال کے
بیلے کے چمنون پر زور سے مارا انکے مارنے سے ان بیلے کے چمنون پر دفعتاً ایسی خزان آئی کہ وہ مانند
خس و خاشاک کے جلنے لگے اور مانند آتشبازی کے چھوٹنے لگے دھوان اٹھنے لگا وہ دھوان تیز رنگ
شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ جملہ اشخاص کے جو دماغ مین پہونچا دیوانگی انکی زائل ہوئی سبکو ہوش آیا
ہر ایک نے غور سے اپنے حال پر نظر کی دیکھا ہم خاک پر بیٹھے ہوئے ہین کپڑے پھٹے پہنے ہین ہر سر خاک
پڑی ہی آلات حرب و ضرب زمین پہ پڑے ہوئے ہین گھوڑے ہمارے کھڑے ہوئے ہین یہ حال
دیکھکر سب متحیر ہوئے باہم کہنے لگے ہم یہان کیون آئے اور یہان کیون بیٹھے عمرو ثانی نے صورت اصلی
اپنی انھین دکھا کے کہا تم سب کو داؤد شعبدہ باز نے اپنے شعبدہ سے دیوانہ کر دیا تھا مینے عیاری
کر کے دانے گوہر کے اس سے لیکے ان چمنون پر مار کے تمھین ہوشیار کیا ہی اگر مین یہ تدبیر نہ کرتا
یہ چمن مدام ترو تازہ رہتے اور تم دیوانون کے مانند ہمیشہ اسی جگہ بیٹھے رہتے یا ہلاک ہوجاتے سب نے
یہ سنکے خواجہ کی بہت تعریف کی پھر ہر ایک ہتھیار اپنے اٹھا کے اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو کر جانب لشکر
گاہ امیر ثانی چلا خواجہ نے اسی طرح ان لالے کے چمنون مین جا کے وہ دانے یاقوت کے چمنون پر
مار کے انکو مانند بیلے کے چمنون کے مٹا کے جملہ سردارون اور سوارون کو جو ان چمنون مین بیٹھے تھے
ہوشیار کیا وہ سب بھی ہوشیار ہو کے اپنے تئین خاک پر بیٹھا دیکھ کے ازحد متحیر ہوئے عمرو ثانی نے انسے
بھی کہا کہ تم کو داؤد شعبدہ باز نے اپنے شعبدہ سے دیوانہ کر دیا تھا مین نے جب شعبدہ کیا ہی تب تمکو
ہوش آیا ہی اب یہان سے لشکر امیر ثانی مین چلو کہ بالفعل لشکر امیر با توقیر کا یہین اترا ہی تم بھی ہمراہ
لشکر آئے تھے اب تو ہوش مین آتے ہو یاد کرو سب نے کہا اے خواجہ تمنے کار نمایان کیا واقعی ہم
ساتھ لشکر امیر ثانی کے آئے تھے ہائے غضب اسنے منھ موڑ کے یہان بیٹھے تھے پھر کھکے خاک سے
اٹھکر گرد و غبار کو اپنے پھٹے ہوئے کپڑون سے دور کر کے ہتھیار اپنے اٹھا کے مرکبون پر سوار ہو کے
ہمراہ خواجہ و تیز رنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے باتین کرتے ہوئے احوال پوچھتے ہوئے
سمت لشکر گاہ امیر ثانی روانہ ہوئے ادھر امیر ثانی دربار بادشاہ لشکر اسلام مین دلتنگ بیٹھے ہوئے
تھے اور تمام سردار بھی موجود تھے برای دریافت حال امیر ثانی ان سردارون سے مخاطب ہو کے کہہ رہے تھے کہ عمرو ثانی
کل سے روپیہ جمع کر کے چلا گیا ہی ابھی تک نہین آیا ہی معلوم نہین اسنے جا کر کیا کیا اسوقت ارادہ یہ ہی کہ چند ہرکارون کو لشکر
بہرام شیر شکار مین روانہ کرین سرداران لشکر عرض کر رہے تھے رائے آپکی ہم پسند کرتے ہین ہرکارون کو روانہ کیجیے
یا حکم دیجیے کہ ہم دیوانہ دربار بہرام شیر شکار مین جائین حال خواجہ کا بھی دریافت کرین اور بہرام کو اگر ممکن ہو تو گرفتار
کرین ہنوز امیر ثانی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ چند ہرکارے نہایت خندان و فرحان بارگاہ سلیمانی مین آئے اور
مجرا گاہ سے مجرا کر کے اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام اپنی زبان پر لائے **نظم** حسب
مقام ہذا شروع کی **نظم**

ای خسروی کہ تا ز تہم خسرو چ نگذرد
نرخ عبیر و رونق تاتار نشکند
بر نردبان رفعت تو وہم کو رسد

کس پیش حضرت تو صف بار نشکند
الا بوی لطف تو نشاط چمن
تا صد ہزار پایہ پندار نشکند

ای پایہ محاسن خلاق تو باغ صبح
زلف بنفشہ بر رخ گلزار نشکند
[illegible]

نقدی کہ در نثار دے بسیار نشکند
طاق عبادت تو سعادت چنان نہاد
الا سر عدوے تو دیوار نشکند
کسی با تو نقرہ نکند تا سر لب گور
خنجر و بازوی خصم تو زنہار نشکند
شب مگذرد کہ صورت تو بہر خیال خواب
تا انجا قسم ز معدہ نا بار نشکند
ہر صبح جنب برائے سر افتاء الملقت
این ہفت الست کہ در کار نشکند

شاہی کہ سایہ داری حفظش ہمیشہ
تا روز حشر گنبد دوار نشکند
با تو کدام خصم نبرد و پیکار زار
از ہیبت تو در دم کہسار نشکند
تیغ تو صف دشمن و حکم تو دست تیغ
اندر دماغ فتنہ بیدار نشکند
پشت فلک ز بہر ربودن کجا خمد
گر دوش درہم و سیم و دینار نشکند
دائم اساس عمر چنان استوار باد

از تند باد حادثہا خوار نشکند
دہقانہ کہ نگرفتہ تو بود در اجل
گر گاو گرز حملہ تو زار نشکند
زنہار نیزہ تو چہ بار لیست گر بانش
آسان اگر بہ نیزہ دو دشوار نشکند
حاضر بخوان بگر ہمت کر شود طمع
تا نعل نقرہ جنگ تو مسمار نشکند
تا نقشبند کسوت این چار کارگاہ
کہ ہفت در نگردد و چار نشکند

بہ تشنا و دعائیہ پھر زبان اردو مین اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ جہاہ مبارک ہو کہ اس وقت خواجہ عمرو ثانی سب عیاری کر کے بہنے اور لاے کے جنون کو مٹا یا ہی جملہ سوار و سردار ہوشیار ہو کے ہمراہ خواجہ کے اس طرف آتے ہین یہ کہکے ہرکارے تو بارگاہ سلیمانی سے باہر گئے لیکن بادشاہ لشکر اسلام نے بہت خوش ہو کے جانب امیر ثانی دیکھکر اشارہ کیا امیر بانوقر نے اشارہ بادشاہ اسلام سے اکثر سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ واسطے استقبال بدیع الزمان و نیرنگ شاہ و دیگر سرداران نامی و نامور کے جائین اور انکو یہان لائین حسب الحکم سرداران مذکور اس وقت روانہ ہوئے اور استقبال کر کے سرداران موصوف کو بارگاہ سلیمانی مین لائے نیرنگ شاہ وغیرہ نے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو سلام کیا بعدہ حکم و اشارہ بادشاہ موصوف سے وہ سب دنگلون پر بیٹھے عمرو ثانی نے بعد سلام کرنے کے امیر ثانی سے دو روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور کہا اے امیر ثانی مین بہرام شیر شکار اور داؤد شعبدہ باز اور اسکی دختر لسبرین گلعذار وغیرہ کو بھی عیاری کر کے بیہوش کر کے زنبیل مین ڈالکر لے آیا ہون امیر ثانی سنکے خوش ہو کے فرمایا انکو زنبیل سے نکال کے ستون بارگاہ سے باندھ کے ہوشیار کر کے ہدایت کر عمرو ثانی نے حسب ارشاد ان سبکو زنبیل سے نکال کے ستون مین باندھا پھر ان سب کو فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کے ہوشیار کیا اور کوڑا ہاتھ مین لیکر قریب انکے کھڑے ہو کر انکو ہدایت کرنے لگے انھون نے سحر سے ہوشیار ہو کے اپنے تئین ستون سے بندھا دیکھ کے امیر ثانی وغیرہ پر نظر کر کے تقریر خواجہ عمرو ثانی کی سن کے اپنے دلون مین کہا کہ ہمارا یہ حال ہو گیا اور خداوند تمثال آئینہ رو نے کچھ ہماری خبر نہ لی ہمکو اپنی قدرت سے نہ بچایا یہان تک کہ ہم گرفتار ہو گئے اور خداوند نے اپنی قدرت نمائی نکی اس انکی غفلت سے یقین ہو گیا کہ وہ قابل سجدہ و پرستش نہین ہے پس لایق سجدہ وہی خدا ہے جسکی حمد و ثنا ابھی عمرو ثانی نے ہمارے روبرو کے ہے یہ باتین دل مین کر کے سب سے پہلے بہرام شیر شکار نے جانب امیر ثانی دیکھکر انسے مخاطب ہو کے عرض کیا کہ اے امیر ثانی آپ ہمکو کلمہ پڑھائیے مسلمان کیجیے بیشک آپکا دین و مذہب حق ہے اب ہم سمجھے کہ ہمارا دین اچھا نہ تھا اتنی مدت تک کافر رہے تمثال آئینہ رو کو خداوند سمجھا کیے اسے سجدہ کیا کیے امیر ثانی نے بہرام شیر شکار کی تقریر سن کے بہت خوش ہو کے خواجہ سے فرمایا اسے کھول دو خواجہ نے ستون سے اسے کھول دیا وہ قدم بادشاہ لشکر اسلام و

امیر ثانی پر گرا شاہ موصوف و امیر ثانی نے سر اسکا اُٹھا کے اپنے سینہ سے لگایا بعد امیر ثانی
نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا امیر ثانی نے اشارہ بادشاہ سے بیٹھنے
کو فرمایا اور کہا اگر تمھارا دل چاہے جانب دست راست بیٹھو یا جانب دست چپ دنگل پر بیٹھو اُسنے جانب
دست راست و چپ دیکھ کے عرض کیا میں جانب دست چپ بیٹھونگا امیر ثانی نے واسطے اسکے دنگل
بچھوا دیا وہ سلام کر کے اُس دنگل پر بیٹھا سرداران دست چپ خوش ہوئے خصوص بادشاہ لشکر اسلام
کہ ہوا خواہ و طرفدار زیادہ تر سرداران دست چپ کے تھے شادیانہ ہوئے سرداران دست راست نے
اُسکی طرف سے منہ پھیر کر باہم کہا یہ نالائق تھا خوب ہوا کہ ہم میں شامل نہوا ابھی سرداران دست راست
اسی طور سے باہم باتیں کر رہے تھے کہ بہرام شیر شکار نے داؤد شعبدہ باز وغیرہ اپنے لشکر کے
سرداروں سے مخاطب ہو کے بآواز بلند کہا کہ اے بہادرو میں تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اگر تمھارا دل چاہے
تو تم بھی میری طرح مسلمان ہو جاؤ تمھارے حق میں اچھا ہوگا دنیا و دین میں نفع ہوگا آئندہ تمکو اختیار ہے
سبھوں نے یک زبان ہو کر عرض کیا جب آپ مسلمان ہوئے تو ہم بھی مسلمان ہونگے بہرام شیر شکار نے
خوش ہو کے جانب امیر ثانی دیکھا امیر باتوقیر نے خواجہ سے کہا ان سبکو کھولکر کلمہ پڑھاؤ خواجہ
نے حکم کی تعمیل کی وہ سب صدق دل سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے سرداران سپاہ ماتحت بہرام شیر شکار
اپنے بادشاہ کے حکم امیر ثانی سے بصد رغبت دنگلوں پر بیٹھے اور لشکریان کا عذر حکم امیر سے ایک
خیمہ میں گئی امیر ثانی نے اُس وقت عالم خوشی میں ساقیوں کو طلب کیا ارباب نشاط کو بھی یاد کیا ساقی
ساقی آئے شراب ناب کو جامہائے بلوریں میں پلانے لگے ارباب نشاط ناچنے اور گانے لگے سب مسرور
ہونے لگے یہاں تو جام کو گردش میں ہے ارباب نشاط گا رہے ہیں سب بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں
خواجہ عمرو ثانی کو امیر ثانی نے خوش ہو کے انعام کثیر دیا ہے خواجہ زنبیل میں زر و جواہر بھر رہے ہیں اپنی
کرسی پر بیٹھے ہیں لیکن اب حال لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ
عیاری کر کے بہرام شیر شکار وغیرہ کو دن دہاڑے سر دربار زنبیل میں ڈال کر لے آئے تھوڑی دیر
بارگاہ بہرام شیر شکار میں ایک ہنگامہ رہا بعد تھوڑی دیر کے ہر ایک اہل دربار نے دیکھا کہ بادشاہ
ہمارا بہرام شیر شکار نہیں ہے داؤد بھی غائب ہے اور چند سردار بھی نہیں ہیں یہ دیکھکر متحیر ہوئے باہم کہنے
لگے یہ کیا واقعہ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے نجتگان نے اُن سب سے کہا تمھارے بادشاہ کو اور داؤد
شعبدہ باز کو عمرو ثانی عیار امیر ثانی یہاں سے لے گیا ہے کیا غافل ہو ہوشیار ہو یا تو یہاں سے کسی طرف
بھاگ جاؤ یا یہیں رہو تمکو اپنے فعل کا اختیار ہے ہم تو اب یہاں نہ رہینگے یہ کہکے لاجورد شاہ و صلصال
سے کہنے لگا اب یہاں سے اور کسی طرف بھاگیے ورنہ گرفتار ہو جائیے گا لاجورد شاہ یہ سنکے متردد
ہوا اسی اثنا میں لاجورد شاہ نے خبر پائی کہ بہرام شیر شکار مسلمان ہو گیا ہے بارگاہ سلیمانی میں دنگل
پر بیٹھا ہوا ہے یہ خبر سنکے صلصال و نجتگان سے پوچھنے لگا اب یہاں سے کس طرف گریزاں ہوں
صلصال نے جواب دیا جدھر مناسب ہو نجتگان نے کہا یہ ملک شعبدہ تو اول ملک تھا اسی طرح
ابھی پانچ چھ اور ملک ہیں کہ ہمتال آئینہ رو نے انھیں آباد کیا ہے یہ ملک تو گویا امیر ثانی کے
قبضہ میں آ گیا بادشاہ یہاں کا ان کا مطیع ہو گیا اب دوسرے ملک شعبدہ میں یہاں سے چلیے

مین نے سنا ہی کہ دوسرے ملک کا نام کھرانیہ ہی یہ بہرامیہ تھا لاجورد شاہ موافق رائے بختگان کے
بولا ہمنے تقدیر گریز کی ہی یہ کہکے ہمراہ صاصاال و خلنجال کے مع فوج جانب ملک کھرانیہ روانہ ہوا
بختگان بھی اُسکے ہمراہ رکاب ہوا یہ نابکار توجانب کھرانیہ روانہ ہوا ہی احوال اسکا پھر لکھا جائیگا مگر اب
حال بہرام شیر شکار و امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ جب زمانہ دوپہر کا ارباب نشاط کو رقص و نغمہ کرنے مین
گذرا امیر ثانی نے باشارہ بادشاہ لشکر اسلام جملہ ارباب نشاط کو انعام دلوا کر رخصت کیا اس وقت
بہرام شیر شکار نے اپنے دنگل سے اُٹھ کے امیر ثانی سے عرض کیا اب اگر مناسب طبع عالی ہو
تو میرے ملک مین مع لشکر تشریف لیچلیے اہل شہر کو مسلمان کیجیے شہر کی سیر کیجیے حمزہ ثانی نے اُسکی عرض قبول
کرکے اُس جگہ سے مع تمامی لشکر کوچ کرکے شہر بہرامیہ مین گئے بہرام شیر شکار نے عرض کیا اب بادشاہ
لشکر اسلام میرے تخت پر جلوہ فرما ہوں یا آپ تخت پر بیٹھین امیر ثانی نے جواب دیا یہ تخت و تاج تمہارا
تمکو مبارک ہو نہ مین اس تمہارے تخت حکومت پر بیٹھونگا نہ بادشاہ موصوف رونق افزا ہونگے تخت و
تاج و حکومت کی ہوس نہین ہی ہم لوگ تو ترقی دین اسلام کی کوشش کرتے ہین یہانتک لکھا تب
لاجورد شاہ مین آئے ہین یہ کہکے بہرام شیر شکار کو باشارہ بادشاہ لشکر اسلام تخت پر بٹھا دیا اور خود دربار
بہرام مذکور مین ایک دنگل پر بیٹھے بادشاہ لشکر اسلام اپنے تخت پر رونق افزا ہوئے جملہ سرداران
لشکر علے قدر مراتب بیٹھے اُس وقت بہرام نے منادی تمام شہر مین کرائی کہ ہر ایک زن و مرد مسلمان
ہو جو مسلمان نہوگا وہ قتل کیا جائیگا اُسکے منادی کرانے سے تمام مردمان شہر مسلمان ہوئے کچھ کافر
سیاہ قالب جانب کھرانیہ چلے گئے جب شہر بہرامیہ مین جملہ مردمان شہر مسلمان ہوچکے مساجد بنانے مین
مصروف ہوئے امیر ثانی نے بہرام شیر شکار سے حال لاجورد شاہ و صلصال دریافت کیا اُسنے
عرض کیا لاجورد شاہ اور صاصاال تو قبل میرے یہان آنے کے یہان سے بھاگ کر کسی طرف
گئے ہین مین نے اپنے اہل دربار سے سنا ہی امیر ثانی نے یہ حال سُن کے ہرکارون کو اسوقت
طلب کرکے اُنسے کہا جلد جاؤ لاجورد شاہ و صلصال کی خبر دریافت کرکے یہان آؤ وہ حسب الحکم
اُسیوقت روانہ ہوئے یہان بہرام شیر شکار دعوت و ضیافت امیر ثانی وغیرہ مین سرگرم ہوا بزم
عشرت بھی آراستہ کرائی یہان تو بہرام شیر شکار دعوت و ضیافت امیر ثانی اور اُنکے تمامی لشکر کی کررہا
ہی امیر ثانی بزم عشرت مین بیٹھے ہین رقص و نغمہ ارباب نشاط کا دیکھ رہے گانا سُن رہے ہین
جام مے گردش مین ہی لیکن اب حال لاجورد شاہ وغیرہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار جو دو جو ملک بہرامیہ
سے بھاگا تھا کئی روز تک شب و روز اُسکو بھاگتے ہین گذرے بعد چند روز کے ایک روز وقت شام
سرحد ملک کھرانیہ پر پہونچا ہرکارون نے کھران شیر سوار کو لاجورد شاہ و صلصال کے آنے سے
آگاہ کیا اُسنے بخیال اُسکے کہ جو بادشاہ کسی شاہ و شہریار سے شکست کھاکے کسی ملک کے بادشاہ
کے پاس برائے پناہ جاتا ہی تو وہ شہریار اُسے پناہ دیتا ہی پس اُسی وقت اپنے وزرا امرا و سرداران
لشکر کو واسطے استقبال لاجورد شاہ کے روانہ کیا وہ سب گئے اور لاجورد شاہ اور صاصاال
و خلنجال و بختگان کو اپنے ہمراہ بعزت تمام دربار کھران شیر سوار مین لائے شاہ مذکور نے اپنے تخت
سے اٹھکر لاجورد شاہ و صلصال کی تعظیم کی بعدہ قریب اپنے تخت حکومت کے بعزت و حرمت

انھین بٹھایا خانخال و بختگان کو بھی موافق اُنکی لیاقت کے دربار مین جگہ دی بعد اسکے ساقیون کو طلب کیا اُنھون نے دربار مین کشتیان شراب ناب کی لا کے ساغر بلوری مین شراب بھر بھر کے لاجور دشاہ وصلصال وغیرہ کو دی ہر ایک نے شراب پی جب سب خوب شراب ناب پی چکے اور دماغ اُنکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ساقی تو دربار سے چلے گئے مگر کہران شیر سوار نے عالم نشہ مین لاجوردشاہ وصلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو سے مخاطب ہو کے پوچھا باعث آپ صاحبون کے یہان آنے کا کیا ہو لاجوردشاہ وصلصال اُسکی تقریر سُنکے اشک آنکھون مین بھر لائے غیرت سے خود تو کچھ کہہ نسکے لیکن اسقدر کہا اگر ہمارا حال اور سبب یہان آنے کا دریافت کرنا آپ کو منظور ہو تو بختگان سے پوچھیے یہ سب حال بیان کر دیگا کہران شیر سوار نے جانب بختگان دیکھا اُسنے اپنی جگہ سے اُٹھ کے حسب دستور عرض کیا کہ اے بادشاہ جم جاہ یہ لاجوردشاہ جو آپ کے تخت کے برابر بیٹھے ہین خداوند ہین انکی بزرگی عزت وحرمت ہونے مین کسیکو کلام نہین ہو جیسے اُنکی خداوندی کو فروغ ہوا تھا صغار و کبار انکو اپنا خداوند جانکر انکو سجدہ کرتے تھے اور اُنکے ماننے والے اُنکی پرستش کرتے تھے بعد ایک زمانہ کے ایک وقت ایسا آیا کہ اہل اسلام سے اور اُنسے مقابلہ ہوا ہرچند اُنھون نے اُنکو ہدایت کی اور اپنے قہر و غضب سے بہت ڈرایا لیکن وہ مطیع اِنکے نہوے اور اُنکو سجدہ نکیا بلکہ آمادہ جنگ ہوے بہت سی لڑائیان ہوئین کہ جنکی تفصیل اس وقت کیا بیان کی جاے اُن لڑائیون مین یہ ہوا کہ بہت سے اہل اسلام گرفتار ہو گئے قید ہوے اور ہزار ہا اہل اسلام اور اُنکے پرستش کرنے والے لڑائیون مین کام آئے کشت و خون بہت ہوا جب کبھی اہل اسلام عاجز و قید ہوے اِنکو انکے حال پر رحم آگیا کسی وجہ سے وہ قید سے چھوٹ گئے اگر اُنسے اُنکی نسبت پوچھا گیا تو اُنھون نے یہ جواب دیا کہ ان بندون نے رات کو بصد عاجزی مجھکو سجدہ کیا مجھے اُنکے سجدہ کرنے سے اُنپر رحم آگیا اور بلکہ ان لوگون نے اقرار مستحکم کیا ہو کہ اب کبھی آپ کی اطاعت وفرمانبرداری سے منھ نہ موڑینگے ابکی بار ہمارا قصور معاف کیا جاوے اگر پھر کوئی خطا ہو تو ہمکو اختیار ہو جو چاہیے سزا دیجیے بدینوجہ ہاکو رہا اور مبتلاے بلا ہونے سے انھین بچا دیا غرض جب یہ اہل اسلام مبتلاے آفت و بلا ہوے بطریق مذکور خلاص ہوے اور انپر حملہ ور ہوے یہ رحم دلی سے طرح دیتے رہے اور ہٹتے آئے وہ دلیر ہو کے انھین دبانے گئے یہانتک کہ رنگ اُنکی خداوندی کا بگڑ گیا اکثر لڑائیان بگڑ گئین یہ شکست کھاتے کھاتے اہل اسلام پر رحم کرتے کرتے اُنسے کراہت کر کے بہت سے ملکون مین گئے چنانچہ بالفعل بہرامیہ مین گئے تھے محض اس ارادہ سے کہ وہان اہل اسلام سے رنج وصدمہ نہ پہونچے گا مگر اہل اسلام نے وہان بھی آ کے بہرامیہ کو فتح کر لیا ہو اعیر ثانی مع لشکر الہی تکمہ وہین ہین یہ وہان سے روانہ ہو کے محض براے طلب پناہ آپکے ملک مین آئے ہین انکو انکی رحم دلی نے اس حال کو پہونچایا ہو بقول انکے اور اگر مجھسے پوچھیے تو انکو تقدیر برجستہ کرنی نہین آتی جب کوئی تقدیر بد حق مین مسلمانون کے یہ کرتے ہین وہ تقدیر اُنکے حق مین اچھی ہو جاتی ہو اور جب اپنے پرستش کرنے والون کے حق مین کوئی تقدیر نیک کہتے ہین وہ اُنکے حق مین بد ہو جاتی ہو اگر مین اِن خداوند سے کہتا ہون کہ اب ان اہل اسلام کو اپنے قہر و غضب سے نیست و نابود کر دیجیے تو یہ جواب دیتے ہین کہ یہ سب میرے بندے خوابی ہین مین انکو کیا نیست و نابود کردون یہ سب کو بصد خشوع و خضوع و بدل و رغبت مجھکو سجدہ کرتے ہین مجھکو

مجھسے منحرف ہو جاتے ہین مین ایسے شجاع و بہادر لاکھون اپنے بندون کو کیا اپنے قہر سے نابود کر دون
میری خداوندی و رحم سے خلاف ہی شاید کسی زمانہ مین یہ لوگ راہ راست پر آکے شب و روز مجھکو سجدہ کرین
یہ حال خداوند لاجورد شاہ کا مجملاً عرض کیا اب کچھ احوال بطریق اجمال انکا جو آپ کے پاس قریب خداوند
لاجورد شاہ بیٹھے ہین بیان کرتا ہون سنیے نام انکا صلصال ہی یہ بیٹے دال کے ہین دال فرزند دیو کا
تھا وہ پسر شمامہ جادو کا تھا انکے بھی ذی عزت و حرمت و ذی لیاقت ہونے مین کسی کو کچھ کلام نہین ہی کیونکہ
یہ شہنشاہ ترکستان کے ہین بہت سے بادشاہ اِنکے خراج گذار تھے حکومت و سلطنت انکی مشہور جہان ہی ایک
زمانہ انکے واسطے بھی ایسا آیا کہ اہل اسلام کا انکے ممالک مین گذر ہوا انھون نے چاہا کہ انکو مسلمان کیجیے
اہل ترکستان کو دائرہ دین اسلام مین لایئے ہر چند انھون نے انکو ہدایت کی انھون نے انکے کہنے پر
عمل نکیا اور سامان جنگ کیا اکثر لڑائیان بڑی بڑی ہوئین انمین کشت و خون بحد ہوا طرفین کے مردم بہت
کام آئے آخرکار اقبال اہل اسلام کا یاور ہوا انکا زوال اقبال روز بروز ہوتا گیا پے در پے یہ شکست اہل
اسلام سے کھاتے رہے کئی ملک انکے قبضہ سے نکل گئے یہانتک کہ یہ غار افراسیاب مین جا کر چھپے
تھے ایک مدت دراز تک چھپے رہے جب غار ندکور سے نکلے پھر اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا پھر شکست
کھا کے غار مسطور مین نہان ہوے اب جیسے غار افراسیاب سے یہ نکلے ہین اہل اسلام سے لڑتے ہوے
شکست انسے کھاتے ہوے ہر طرف ممالک مین واسطے پناہ کے جا کے کسی جگہ اہل اسلام کے ہاتھ سے
چین و آرام نپا کے آپ کے ملک مین بامید پناہ آئے ہین پس اب آپ کو خداوند لاجورد شاہ اور شہنشاہ
صلصال کی مصیبت پر اور انکی غربت پر رحم کرنا چاہیے انکو پناہ دینا چاہیے اگر انکے دشمن یعنی حمزہ
ثانی جنھین امیر ثانی بھی سب کہتے ہین مع اپنے لشکر کے یہان آئین تو انکو آپ قتل کیجیے گا انپر احسان کیجیے گا
اور اگر آپ کو انھین پناہ دینا منظور نہو تو صاف اسی وقت کہدیجیے یہ دونون صاحب یہان سے اور کسی ملک
کی طرف جائین بختگان یہ تقریر کر کے خاموش ہو کے اپنی جگہ پر بیٹھا کہران شیر سوار نے بعد فکر بسیار
بختگان و لاجورد شاہ و صلصال کی طرف دیکھکر کہا بالفعل تو آپ سب صاحب یہان قیام پذیر ہون
مین اپنے خداوند تمثال آئینہ رو کو ایک عریضہ کہ جسمین آپ صاحبون کا حال درج ہوگا روانہ کرونگا
خداوند اس عریضہ کو ملاحظہ فرما کے جو کچھ اسکے جواب مین مجھے تحریر فرماوینگے مین اسپر عمل کرونگا ابھی مین تو
پناہ دیتا ہون نہ یہ کہتا ہون کہ اس ملک سے کہین اور چلے جائیے لاجورد شاہ و صلصال و بختگان
یہ تقریر کہران شیر سوار کی سنکے خاموش رہے بعد کئی روز کے کہران شیر سوار نے اپنے منشی کو
سر دربار طلب کیا اور کہا ایک عرضی میری طرف سے خداوند تمثال آئینہ رو کو اس مضمون کی لکھو کہ اے
خداوند ہر چند کہ آپ پر ظاہر ہی لیکن مین بذریعہ عریضہ گذارش کرتا ہون کہ فی الحال امیر ثانی نے آکے
بہرامیہ کو فتح کر لیا ہی بہرام شیر شکار مسلمان ہو کے انکا مطیع ہو گیا لاجورد شاہ کہ اپنے تئین خداوند کہلواتے
ہین اور شہنشاہ ترکستان یعنی صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو امیر ثانی سے پے در پے مقابلہ کر کے
اور شکست کھا کے بہت سے ملکون مین جا کے اب کہرانیہ مین آئے ہین مجھسے طالب پناہ ہین مین
بغیر حکم خداوند کے انھین پناہ دے نہین سکتا اگر حکم ہو تو انھین پناہ دون عجب نہین کہ بعد قتل کرنے انکے
دشمن امیر ثانی وغیرہ کے وہ آپ کی خداوندی کے قائل ہو کے آپ کو سجدہ بھی کرین بعد اس لکھنے کے

یہ بھی تحریر کرنا کہ اے خداوند میرے پاس لشکر قلیل ہے اور امیر ثانی کے پاس لشکر کثیر ہے لاکھون سوار اور سردار ہین مین اُنسے مقابلہ بالذات کر نہین سکتا اگر پناہ دینا اشخاص مندرجۂ بالا کا منظور ہو تو میری اعانت کے لیے نقابداران زرد پوش و سُرخ پوش کو روانہ فرمایئے گا میر منشی نے مضمون عرضی مع کے بعد لکھنے القاب تمثال آئینہ رو کے جو مضمون کہران شیر سوار نے بتایا تھا مو بمو وہی مضمون اور وہی عبارت عرضی مین لکھی بعد لکھنے کے عرضی مذکور کو ملفوف کیا سر نامہ لکھا پھر کہران شیر سوار نے لفافہ عرضی پر مہر اپنی کر کے ایک قاصد مسمی صبا رفتار کو طلب کر کے وہ عرضی اُسکو دی اور کہا اس عرضی کو لیکر مانند ہوا کے خدمت خداوند مین جانا اور جلد مانند آندھی کے آنا اُسنے عرض کیا یہ نمکخوار ایسا ہی کریگا یہ کہکے عرضی کو زیر دستار بالاے سر رکھکر ایک شتر تیز رفتار پر سوار ہو کے جانب تمثال آئینہ رو روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز جلد تر خدمت تمثال آئینہ رو مین پہونچا عرضی مذکور پیش کی خداوند نابکار و مردود نے عرضی مذکور کی عبارت سن کے پشت عرضی پر لکھوا دیا کہ اے بندۂ خاص ہمارے اے کہران شیر سوار آگاہ ہو کہ اگر لاجور و شاہ کہ بنا ہوا خداوند ہے بھاگ کر ہمارے ممالک مین آیا ہے تو اُسکو اور اُسکے ہمراہیون کو پناہ دی جب وہ ہماری قدرت سے آگاہ ہوگا اُسوقت ہمکو سجدہ کریگا ہمنے یہی تقدیر نوے ہزار برس پیشتر کی تھی جسکا اب ظہور ہوا اور واسطے تیری مدد کے ہم دونون نقابدارون کو جلد روانہ کرینگے وہ کہرانیہ مین پہونچکر چند روز مین اگر امیر ثانی آکے بر سر جنگ ہونگے تو اُنکو اور اُنکے تمام لشکر کو اسیر کر لینگے بعد اس عبارت لکھوا دینے کے وہ عرضی صبا رفتار کو دی گئی صبا رفتار سجدہ کر کے رخصت ہو کے جانب کہرانیہ روانہ ہوا اور بصد عجالت کہرانیہ مین پہونچکر روبرو کہران شیر سوار کے آکے وہ عرضی پیش کی کہران شاہ نے عبارت پشت عرضی کو دیکھ کر ادب سے اُسے چوم کر آنکھون سے لگایا اور کہا کیونکر اس عبارت کو آنکھون سے نہ لگاؤن کہ خداوند نے خاص اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی ہے بعد اس کہنے کے عبارت پڑھ کے خوش ہو کے لاجور د شاہ وغیرہ کی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ اب آپ سب صاحب خوش ہون مین آپ کو پناہ دیتا ہون خداوند ہمارے بھی آپکے حال خراب پر نظر کر کے مہربان ہوے ہین کہتے ہین کہ ہم جلد تر واسطے اسیر کرانے امیر ثانی وغیرہ کے نقابدار زرد پوش اور سرخ پوش کو روانہ کرتے ہین یہ دونون نقابداران سے زبردست ہین کہ اُنسے کوئی بہادر مقابلہ مین ہنر بر ہو ہی نہین سکتا ہے یہ بغیر لڑے بھڑے باتون باتون مین صورت اپنی حریف کو دکھاتے ہین اُسے از خود رفتہ کر کے پشت زین سے اُٹھا لیتے ہین اگر لاکھون بہادر ہون تو بھی ایک نقابدار زرد پوش یا سرخ پوش اُن سبکو اسیر کر لیگا لاجورد شاہ اور صلصال یہ خوشخبری سن کے شادمان ہوے بختگان کہنے لگا اپنے نقابدارون کی تو بہت تعریف کی ہم دیکھیے وہ یہان آکے کیا کرتے ہین مجھے خوف ہے کہ اُنھین کو کوئی اسیر نکرے کیونکہ لشکر امیر ثانی مین بڑے بڑے شجاع و بہادر ہین اور عیار بلاے روزگار ہین سوا اسکے وقت عاجزی اہل اسلام اُنکی مدد کو نقابداران سرخ پوش و سبز پوش و گوہر پوش وغیرہ سمت صحرا سے بار ہا پیدا ہوتے ہین اور وہ آکے مدد کرتے ہین پس ایسا نہو کہ مددگاران امیر ثانی مین سے کوئی نقابدار پیدا ہو کے اُن نقابدارون کو جنکا آپنے ذکر کیا ہے قتل کرے یا گرفتار کرے کہران شیر سوار نے ہنسکر جواب دیا

بھلا اُن نقابداروں کو کوئی کیا گرفتار و قتل کر سکتا ہی وہ تو قہر خداوندی مشہور ہین بختگان نے عرض کیا
امیر ثانی کے اہل لشکر اور مددگاران حمزہ ثانی ایسے ایسے زبردست ہین کہ قہر خداوندی سے نہین
ڈرتے ہین تمثال آئینہ رو کو بُرا کہتے ہین نقابداران قہر خداوندی کی اُنکے آگے کچھ حقیقت نہین ہی
دیکھ لیجیے گا کہ وہ نقابداران قہر خداوند سے ہنگام جنگ کس طرح لڑتے ہین اور نقابدار اُنسے
کیونکر عاجز ہو کے قتل یا اسیر ہوتے ہین کہران شیر سوار تقریر بختگان کی سُنکے برہم ہو کے چاہتا تھا
کہ اپنے اہل دربار سے کسی کو حکم دے کہ اس زبان دراز کو کچھ سزا دو یا لیجا کر قتل کرو ناگاہ صلصال
نے کہران شیر سوار کے چہرہ پہ آثار غیظ پا کے کہا اے کہران شیر سوار بختگان ایک مسخرہ ہی وہ
ایسی بارہا باتین کیا کرتا ہی ہمین اور لاجورد شاہ جو چاہتا ہی کہتا ہی ہم مسخرہ جانکر اسکے کہنے کا کچھ بُرا نہین
مانتے ہین آپ بھی اُسکے بیہودہ بکنے پر غصہ نکیجیے کہران شیر سوار صلصال کے کہنے سے بختگان کو
گھور کر رہگیا بعد تھوڑی دیر کے اپنے افسران سپاہ سے کہا ابھی سے سامان جنگ و جدال کرو کہ امیر
ثانی ابھی اس طرف نہین آئے ہین اُنھون نے عرض کیا ہم تعمیل حکم حضور کرتے ہین یہ کہکے اُسی وقت
سے سرداران لشکر سامان جنگ کرنے لگے یہان تو لاجورد شاہ اور صلصال کو حاکم ملک کہرانیہ
نے اپنے دامن پناہ مین چھپایا ہی اور اپنے سرداروں کو حکم سامان جنگ دیا ہی وہ سامان جنگ و جدال
کر رہے ہین لیکن اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ امیر ثانی مع جملہ اپنے مردمان سپاہ کے
شہر بہرامیہ مین دعوت و ضیافت بہرام شیر شکار مین تھے بزم عشرت مین برابر چند روز سے رقاصان خوبرو کا
رقص دیکھ رہے تھے گانا سُن رہے تھے بادہ کشی سے اُنکی سرداران سپاہ لطف زندگی اُٹھا رہے
تھے کہ ناگاہ ایک روز عین بزم عشرت مین وہی ہرکارے جو برائے خبر لاجورد شاہ روانہ ہوے تھے
آئے اُنھون نے بعد ادب سلام کرکے بعد بجا لانے ثنا و دعا کے اس طرح دست بستہ عرض کیا کہ اے
امیر ثانی ہم حسب الحکم گئے تھے بعد قطع کرنے راہ دور و دراز کے اور دریافت کرنے اکثر مردمان آیند
و روند کے یہ معلوم ہوا ہی کہ لاجورد شاہ اور صلصال ملعون دنابکار مع اپنے ہمراہیون کے ملک کہرانیہ
مین کہ دوسرا ملک متعبدہ ہی اور وہان کے بادشاہ کا نام کہران شیر سوار ہی گئے ہین حاکم نے وہان
کے اُنکو اپنے دامن پناہ مین چھپایا ہی اور سامان جنگ کرنا شروع کیا ہی ہرکارے یہ کہکر بزم عشرت
سے باہر گئے امیر ثانی نے یہ خبر سُن کے بہرام شیر شکار سے مخاطب ہو کے پوچھا کہران شیر سوار
کیا مرد شجاع ہی اور فوج بہت رکھتا ہی اُسنے عرض کیا اے امیر ثانی اب تو مین مسلمان ہو گیا ہون کوئی بات
آپ سے پوشیدہ نکرونگا سُنیے کہران شیر سوار ایک جوان زبردست ہی بہادر بھی ہی فوج قلیل رکھتا ہی
ساٹھ ستر ہزار سوار سے سپاہ اُسکی زیادہ نہین ہی وہ آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہی اگر آپ ارادہ
کرینگے تو چند ہی ساعت مین حملہ کرکے ملک کہرانیہ کو فتح کر لینگے ہان اگر اُسکی اعانت کے واسطے تمثال
آئینہ رو نقابداران زرد پوش یا نقابداران سرخ پوش کو چالیس چالیس ہزار سواروں کی جمعیت سے
روانہ کریگا تو وہ البتہ کہرانیہ مین آ کے ہنگام مقابلہ آپ کے لشکر کے سرداران نامی کو بسہولیت
اسیر کر لینگے سوا سرداروں کے جو اُنکے سامنے جائیگا اور اُنسے آنکھین چار کریگا اور اُنکے
چہرون پر نظر کریگا وہ از خود رفتہ ہو جائیگا نقابداران مذکور ایسی صورت مین اُنکو اسیر کر لینگے گو کہ

سو نقابداران مذکور کے دو نقابدار اور بھی ہین مگر یہ وہ نقابدار نہ خونخوار و نامشہور ہین کیونکہ اول تو یہ دونون روئین تن ہین کوئی حربہ کیسیکا انکے تنون پر کارگر نہین ہوتا ہی دوسرے سحر سے انکی آنکھون مین یہ اثر ایسا ہی کہ جو کوئی آنکھین دیکھتا ہی آنکھین چار کرتا ہی فی الفور از خود رفتہ ہوجاتا ہی پس آپ جانب کہرانیہ ارادہ جانے کا نکیجیے مبادا وہ نقابداران آئین اور آپ کے لشکر کو درہم و برہم کردین اور آپ کو بھی کچھ انسے صدمہ پہونچے امیر ثانی نے جواب دیا ای بہرام شیر شکار جس طرح میرے والد نامدار صاحبقران ذیوقار نے قسم کھائی تھی کہ جبتک مین زمرد شاہ باختری کو قتل یا مسلمان نکرلونگا اس وقت تک چین اور آرام سے کہین نہ بیٹھونگا اسی طور سے مین بھی اس وقت قسم اپنے پروردگار کی کھاتا ہون کہ جبتک تمثال آئینہ روی نابکار کو کہ وہ دعوے خدائی کا کرتا ہی قتل یا مسلمان نکرونگا اس وقت تک مجھے بھی کسی جگہ راحت نمایگی کہین آرام سے قدم نکرونگا جس طرف تمثال نابکار مانند لاجورد شاہ کے بھاگ کر جائیگا مین بھی وہین جاؤنگا یہ فرما کے اسی عالم غصہ مین عدیل بن عادی کو حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا لیکر اسوقت جانب کہرانیہ روانہ ہو ہمراہ اپنے کرب وغیرہ کو بھی لے وہ بہادر اسی وقت اٹھا نہ بارگاہ سلیمانی و دیگر خیام و اسباب ضروری ہمراہ لیکر ساتھ کرب وغیرہ کے مع اپنی فوج ظفر موج کے سمت کہرانیہ روانہ ہوا دوسرے یا تیسرے روز اسکے امیر ثانی بھی مع اپنے تمامی لشکر کے بہرامیہ سے جانب کہرانیہ چلے بہرام شیر شکار بھی اپنی جگہ اپنے وزیر اعظم کو تخت پر بٹھا کے مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب امیر ثانی ہوا اور ایک راوی یون بھی کہتا ہی کہ بہرام شیر شکار اپنے ہی ملک مین رہا امیر ثانی نے اسے اپنے ہمراہ نہین لیا غرض بہر طور امیر ثانی بہرامیہ سے سمت کہرانیہ بصد غضب روانہ ہوے

داستان پہونچنا امیر ثانی کا سرحد ملک کہرانیہ پر اور آنا نقابداران زرد و سرخ پوش کا اور اسیر کرنا سرداران لشکر امیر کو پھر عیاری کرنا خواجہ عمرو ثانی کا اور بعد جنگ فتح پانا امیر باتوقیر کا مع حال دیگر متضمن داستان ہذا - ساقی نامہ مولف ہذا

پلا ساقیا وہ مئے لاجواب
کہ آب دل کو دیتا ہی اندا خمار
جسے پڑھ کے بزدل کو ہو شوق جنگ

ترے میکدہ مین جو ہو انتخاب
پلا دے جو تو مجھکو جو کھی شراب
جسے سُنکے چہرے کا فق ہوئے رنگ

لئی جام کر مجھکو دے بار بار
تو لکھون مین وہ داستان لاجواب

دلاوران عرصۂ تحریر و نابداران میدان تقریر اس داستان نادر کو اس طرح سے لکھتے اور بیان کرتے ہین کہ جب امیر ثانی مع لشکر ظفر پیکر بہرامیہ سے روانہ ہوکے کوچ اور مقام جابجا کرتے ہوے سرحد ملک کہرانیہ پر پہونچے تو [illegible] کہران شیر سوار کو ہرکارون کے ذریعہ سے خبر آمد لشکر امیر ثانی معلوم ہوئی کچھ سوچ کے اپنے جملہ وزرا امرا و سرداران سپاہ کو ہمراہ لیکے واسطے استقبال امیر ثانی کے روانہ ہوا اور سرحد ملک کہرانیہ پر جا کے استقبال کرکے حضرت امیر ثانی کو اپنے ملک مین لایا اور مکان وسیع مین کہ فرش نفیس و [illegible] سے خوب آراستہ تھا لیگیا اور ایک ہیکل پر بصد عزت و حرمت بٹھایا اور خود بھی مع اپنے ارکان دولت و سرداران سپاہ کے روبروے امیر ثانی کے بیٹھا پھر ساقیون کو طلب کیا ساقیان گلرخ کنیزان غیرت ناہید کی مع جامہا سے بلورین لیکر حاضر بزم ہوے ایک ساقی باشارہ کہران شیر سوار جام بلورین مئے ناب بھر کے روبروے امیر ثانی کے لیگیا امیر موصوف نے بیکشی سے انکار کیا ہر چند کہران شاہ نے کہا کہ شراب پیجیے لیکن امیر ثانی

نے شراب نہ پی آخرکار مجبور ہو گئے اُسنے خود شراب پی اور اپنے اہل دربار کو ساقیون سے شراب پلوائی
جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے خوب گرم ہوا اپنے ملازمون سے کہنے لگا جلد سامان دعوت وضیافت
امیر کا تو تیار کرو امیر ثانی نے فرمایا مین ابھی تمھارے یہان کا کھانا نکھاؤنگا کیونکہ تم ابھی داخل دین اسلام
نہین ہوئے ہو اُسنے کہا اگر آپ طعام سے انکار و اکراہ ہے تو کچھ میوۂ خشک ہی تناول کیجیے گا امیر ثانی
نے فرمایا اسکا مضائقہ نہین ہے تمھاری خاطر سے کھاؤنگا اب تم یہ بتاؤ کہ سبب میرے استقبال کرنے کا
اور مجھے یہان لانے کا کیا ہے اُسنے کہا اے امیر ثانی اول تو مین آپکی ملاقات کا ازحد مشتاق تھا دوسرے
مجھے یہ منظور ہے کہ مین آپ سے کچھ باتین کرونگا اگر آپ اُن باتون کو مانین تو اچھا ہو تمنا ے دل حاصل
ہو اور وہ باتین یہ ہین کہ آپ اگر بقصد جنگ و جدال ادھر آئے ہین تو مین از راہ دوستانہ و خیرخواہی کہتا ہون
کہ اپنے ارادے سے باز رہیے مجھسے مقابلہ نکیجیگا مجھے ایک بادشاہ حقیر تصور نکیجیگا میری اعانت کو نقابدار
سُرخ پوش و نقابدار زرد پوش آنے والے ہین اُنسے دنیا مین کوئی مقابلہ کر نہین سکتا ہے اگر آپ اُنسے
مقابلہ کیجیے گا تو وہ آپ کو بھی اسیر کرینگے سرمیدان جنگ آپ کی بےعزتی ہوگی مین چاہتا کہ آپ ایسا شخص
ذی عزت و ذی قدر سرمیدان ہزرد ذلیل و اسیر ہو لہذا قہر خداوند تمثال آئینہ رو سے ڈریے اُنھین
سجدہ کیجیے جنگ سے باز رہیے لاجورد شاہ وصاصال سے آپ برسر پرخاش نہوجیے امیر ثانی نے
مسکرا کر بلاغت جواب دیا اے کہران شیر سوار آگاہ ہوکہ مین سوا اپنے معبود حقیقی کے قہر کے اور کسی کے
قہر و غضب سے نہین ڈرتا تمثال آئینہ رو جسکو تم اپنا خداوند جانتے ہو وہ ایک شخص ساحر معلوم ہوتا ہے
تم لوگون کو اُسنے گمراہ کیا ہے مین تمکو ہدایت کرتا ہون کہ اب اپنے پروردگار کو جسنے تمکو اور تمامی مخلوقات
کو پیدا کیا ہے اُسے پہچانو اور اُسی کو سجدہ کرو کلمہ پڑھ کر داخل دین اسلام ہو لاجورد شاہ وصاصال
کو گرفتار کرکے میرے حوالے کردو اگر اسی طور سے میرے کہنے پر عمل کروگے تو مین ہرگز تمسے
برسر جنگ نہونگا اور اگر خلاف اسکے کروگے تو ضرور تمسے سرمیدان مقابلہ کرونگا اگر تمھاری مدد کو نقابدار
زرد و سرخ پوش آئینگے تو کیا اندیشہ ہے مین اُنسے نہین ڈرتا کہران شیر سوار یہ گفتار امیر ذیوقار سُن کے
مجبور ہو کے کہنے لگا کہ جو مین نے کہا اُسے آپنے منظور نہین کیا اور جو آپنے فرمایا ہے اُسے مین بھی
قبول نہین کرتا آپ کی تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا کہ آپ کو لڑنا ہی منظور ہے خیر بہتر ہے مین کل شب کو طبل
جنگ بجواؤنگا امیر ثانی یہ سُنکے کہنے لگے کہ تمھین اختیار ہے اگر تم طبل جنگ بجواؤگے تو ہم بھی بدرجہ
لاچاری نقارۂ رزمی بجوا کے تمسے لڑینگے اگر تم داخل دین اسلام ہوجاتے تو لڑائی نہوتی یہ کہکے امیر
ثانی اپنی جگہ سے اُٹھے کہران شیر سوار نے بھی نرد کا جب امیر اپنے لشکر کی طرف تنہا جانے لگے حاکم
ملک کہرانیہ نے اپنے وزرا امرا و سرداران سپاہ سے کہا تم سب ہمراہ رکاب امیر ثانی جاؤ بصد عزت
وحرمت و حفاظت اُنکے لشکر مین اُنھین پہونچا آؤ افسوس کہ امیر ثانی کو جس غرض سے مین یہان لایا تھا
وہ مطلب حاصل نہوا چاہا تھا کہ لڑائی نہو لیکن امیر عالی وقار کو جنگ ہی منظور ہوئی یہ کہکے خود بھی اپنی جگہ سے
ہمراہ اپنے ارکان سلطنت و خیرخواہان دولت کے تھوڑی دور تک گیا بعد امیر ثانی سے خود تو رخصت
ہوکے چلا آیا مگر جملہ وزرا امرا وغیرہ اُسکے امیر ثانی کے ساتھ گئے اور اُنکے لشکر مین اُنھین پہونچا کے
واپس آئے دوسرے روز کہران شیر سوار نے وقت شام اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہر کاردانی

لشکر اسلام کے خدمت امیر ثانی مین جا کے خبر طبل جنگ بجنے کی دی امیر ثانی نے ہرکارون سے خبر
طبل جنگ بجنے کی سن کے عمر و ثانی سے فرمایا جاؤ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجواؤ خواجہ حسب الحکم
نقارخانہ مین گئے حکم امیر بانوقیر سے نقارچیون کو آگاہ کیا انھون نے موافق قاعدہ قدیم چند اشرفیان
خواجہ کو نذر دیکے چوب اُٹھا کے نقارہ پر زدی پھر لگائی آواز نقارہ کی اس طرح بلند ہوئی کہ زمین
تھرائی آسمان کانپا اہل اسلام صدائے نقارہ جنگی سنکے خبردار و ہوشیار ہوے باہم کہنے لگے نقارہ
جنگی بجا ہے تیاری جنگ کی کرنا چاہیے اب غافل نہ بیٹھنا چاہیے صبح کو میدان جنگ مین جانا ہوگا
سامنا حریفون سے ہوگا اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی ضرور کرنا چاہیے یہ کہکے ہر ایک سردار
و سوار و پیادہ درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف و مشغول ہوا تیغ زن اپنی تیغون پر صیقل کرنے لگے
اور باہم کہنے لگے کل وقت سحر لڑائی ہوگی سامنا دشمنون سے ہوگا خداوند کریم ہمکو ثابت قدم رکھے توفیق
بڑھ بڑھ کے لڑنے کی اور زخم تیر و تیغ و نیزہ کھانیکی ہمین دے کہ ہم دلیرانہ اپنے دشمنون سے لڑین جنگ
سے منھ نہ موڑین جنگگاہ سے پیچھے قدم نہ ہٹائین اگرچہ سر بھی ہمارے تیغون سے کٹ جائین تیر انداز
اپنی کمانون اور تیرون کو درست کر کے باہم کہنے لگے دیکھیے وقت سحر کیا ہوتا ہے لڑائی کیسی ہوتی
ہے تیر تو ہمنے خوب ترکشون مین درست کر کے بھر لیے ہین کمانون کو آگ سے سینک لیا ہے
دیکھیے ہمارے تیر مانند تیر قضا کے کس کس کے دل جگر کے پار ہوتے ہین پہلوانان نامی اپنی گرز
ہاے گران سر کو دیکھ بھال کے اپنے احباب سے کہنے لگے دیکھو یہ وہی گرز ہے کہ جن گرزون سے
ہمنے سرکشان جہان و کافران بدایمان کے سرون کو شکستہ کیا ہے کل وقت صبح اگر خدا نے چاہا تو یہ گرز
ہین اور سر ہاے اعدا ہین اکثر دلاوران لشکر اسلام بعد درست کرنے اپنے آلات حرب و ضرب
کے باہم گلے مل کے کہنے لگے ہمنے عمداً یا سہواً اگر تمھاری غیبت کی ہو یا اور کوئی خطا و گناہ کیا ہو تو
اُسے عفو کر دو زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے کل صبح کو سامنا دشمنون سے ہے نہین معلوم ہنگام جنگ زندہ
رہین یا دست اعدا سے قتل ہون لشکر اسلام مین تو جملہ جوانون کا یہ حال تھا جو لکھا گیا مگر اب احوال لشکر
کہران شیر سوار کا لکھا جاتا ہے کہ جسوقت سے کہران شیر شکار نے طبل جنگ بجوایا تھا جو جو لشکر مین
دلاور بہادر تھے وہ تو تیاری جنگ مین مصروف تھے اور جو لوگ بزدل و نامرد تھے اُنکا یہ حال تھا کہ خوف
جنگ سے اور خیال نبرد سے چہرے اُنکے متغیر تھے حواس خمسہ بجانہ تھے دست و پا مین رعشہ تھا کہتے
کچھ تھے منھ سے کچھ نکلتا تھا اُنمین سے کسی کو تپ آگئی ہے کسی کو مرض اسہال محض خوف سے شروع ہوگیا
تھا وہ سب کنارہ لشکرگاہ جمع ہو کے باہم کہتے تھے بھائیو غضب ہوا آج بعد ایک مدت دراز کے
کہران شیر شکار نے طبل جنگ بجوایا ہے وقت سحر لڑائی ہوگی اور جنگ بھی کن لوگون سے ہوگی جو
لوگ اہل اسلام مین جنکی شجاعت و بہادری مشہور جہان ہے اُنکی تلوار کی پناہ نہین ہے تیر اُنکے مانند تیر
قضا کے ہین نیزہ اُنکا وہ سر تیز ہے کہ جو سینہ کوہ مین در آتا ہے گرز اُنکا سر کوہ کو توڑتا ہے بھلا ہم ایسے
بہادرون سے لڑ سکتے ہین ہم تو وہ نازک طبع و ضعیف دماغ ہین کہ اگر وہ لوگ نعرہ کرینگے تو ہم کو
غش آجائیگا یا خوف سے طائر روح ہمارے قفس تن سے نکل جائیگا بے تیغ و تیر ہم ہلاک ہو جائینگے
جنھون نے دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہین کہ ہمکو ہمارے والدین نے بہت ناز و نعمت سے پرورش کیا ہے فصل

سرما مین بھی ہمکو دھوپ مین نکلنے نہ دیتے تھے ہم تلوار خنجر کے لگانے کو کیا جانین ہمارے بزرگ ہمکو چاقو
چھری لوہے کی کیل تک چھونے نہ دیتے تھے اگر کبھی ہم بھولے سے چھو لیتے تھے تو اُنکو سخت صدمہ ہوتا تھا
ہمپر خفا ہوتے تھے اور کہتے تھے غضب کیا لوہے کی نکیلی کیل چھو لی اگر یہ کہین ہاتھ مین گڑ جاتی تو لہو نکل آتا
زخم پڑ جاتا یہ کہکے ہمپر سے صدقے انواع و اقسام کے اُتارتے تھے اور کہتے تھے خیر ہوئی جان بچ گئی پس جب ہم
اسطرح پرورش پا کے جوان ہوئے بزرگون نے انتقال کیا تنہائی کے سبب سے شادی کی جورو کے ساتھ عیش و
عشرت کیا کیے بعد ایک زمانہ کے محتاج و مفلس ہوئے چند لڑکے بھی حرامزادے پیدا ہو گئے نہایت تنگ ہو کے
اس لشکر مین آکے نوکری کی تلوار سپر باندھنے کو ملی اسکو بھی ایک زمانہ دراز گذرا ماہ بماہ تنخواہ لیکے اپنے اہل و عیال مین
جاکے زر تنخواہ صرف کرتے ہین غرض جسطرح بھلے حال یا بُرے حال زندگی بسر کرتے تھے اس روز تک مطلق خبر نہ تھی
کہ اہل اسلام سے با تیغ و تیر و نیزہ و گرز لڑنا پڑیگا جان دینا ہوگا اگر پہلے سے اس حال سے آگاہی ہو جاتی تو کبھی نوکری
نکرتے فقیرانہ کوڑی دو کان بھیک مانگ کر اپنی زندگی بسر کرتے اور اب ہم صاف صاف کہتے ہین کہ ایسی
نوکری سے ہم درگذرے جس نوکری مین مرنے کا دھڑکا ہو جسکو اپنی زندگی دشوار ہو وہ لشکر مین رہے صبح
کو میدان جنگ مین جاکے اہل اسلام سے لڑے اُنکے ہاتھ سے قتل ہو ہمکو اپنی جان بہت پیاری ہے واسطے چار
روپیہ کے اپنی لعل ایسی جان ہرگز ہرگز نہ دینگے نوکری سے دست بردار ہو کے بھیک مانگنا قبول کرینگے
گو کہ گدائی سے ذلت ہوگی مگر زندہ تو رہینگے کوئی زخم تلوار یا نیزہ کا ہمارے تن نازک پر تو نہ پڑیگا جس سے
خوف ہلاکت ہو یہ کہکے وہ سب نابکار ہر حیلہ سے لشکر سے نکل کے اپنے گھر کی طرف شب تیرہ و تاریک
مین چلے گئے جو بہادر تھے وہی لشکر مین رہگئے ہنوز وہ رات ایک پہر سے زیادہ نگذری تھی کہ نقابدار
زرد پوش دلقابدار ہمرنگ پوش چالیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے قریب ملک کہرانیہ پہونچے
کہران شیر سوار خبر اُنکے آنے کی اپنے لشکر کے ہرکارون سے سُنکے فی الفور ہمراہ اپنے ارکان سلطنت
و خیر خواہان دولت کے واسطے اُنکے استقبال کے گیا اور بصد عزت و بہزار حرمت اُنکو اپنے ملک مین لایا
قریب تر اپنے تخت کے اُنکو بصد عزت بٹھایا اور خود اُنکی موجودگی مین تخت حکومت پر بیٹھنے سے انکار کرنے
لگا نقابدارون نے کہا اے کہران شیر سوار گو مرتبہ اور رتبہ ہمارا زیادہ ہے مگر تم اس ملک کے بادشاہ ہو
خداوند نے اپنی جانب سے تمھین یہان کا بادشاہ کیا ہے تمھاری عرضی خدمت خداوند مین بطلب مدد پہونچی تھی
اس وجہ سے خداوند نے ہمین واسطے تمھاری اعانت کے روانہ کیا ہے ہم محض دو چار روز کے لیے یہان آئے
ہین زیادہ یہان قیام نکرینگے تمھارے دشمنون کو ایک یا دو روز مین اسیر کر کے تمھارے حوالے کرینگے
اگر تم کہوگے تو اُن اسیرون کو خداوند کی خدمت مین لیجائینگے ہمسے کون مقابلہ کر سکے گا لہذا تم اپنے تخت
حکومت پر بیٹھو اس وقت کچھ ہمارا پاس اور لحاظ نکرو کہران شاہ نے خادمانہ کہا آپ صاحبون کے سامنے
تخت حکومت پر مین بیٹھون یہ خلاف ادب ہے اُنھون نے یہ سُنکے زبردستی تخت پر بٹھادیا اور خود تخت
کے یمین و یسار کرسیون جواہر نگار پر بیٹھے اُسوقت کہران شاہ نے ساقیون کو طلب کیا وہ کنشیتان بادہ
گلنار کی لیکر حاضر دربار ہوئے شراب ناب جامہاے طلا مین بھر کے باشارہ شاہ مذکور اُن نقابدارون کو
جام پر جام دینے لگے اور اہل دربار میں بھی مئے گلرنگ پلانے لگے جب سبکو اچھی طرح شراب پلا چکے
کنشیتان شراب کی اُٹھا کے دربار سے چلے گئے نقابداران مذکور نے بعد بادہ خواری کے گزک سے

لطف اُٹھایا جب خوب نشہ ہوا کہران شیر سوار سے عالم نشہ مین پوچھا کہو دشمن تمہارا مع سپاہ کثیر ادھر آیا ہی یا ابھی نہین آیا ہی اُسنے ندیمانہ عرض کیا اے نقابداران ذیوقار ونامدار دشمن جان وایمان امیر ثانی باسپاہ گران کئی روز سے آئے ہوئے ہین لشکر اُنکا بیرون شہر سرحد کہر اینہ پر اُترا ہی آج مین نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی اُنکے لشکر مین بھی سُنا ہی کہ نقارہ جنگی بجوایا گیا ہی صبح کو میدان جنگ مین جاؤنگا اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا مین طبل جنگ بجوا کے متردد تھا اب آپ دونون صاحب میری مدد کو تشریف لائے ہین وہ تردد جو تھا دفع ہو گیا مجھے یقین ہو گیا کہ آپ دونون صاحب دو چار ہی دن مین تمام لشکر امیر ثانی کا خاتمہ کر دینگے سب کو اسیر کر لینگے آپ وہ ہین کہ خداوند کو آپ پر ناز ہی قہر خداوند آپ ہی مشہور ہین نقابدارون نے یہ سُنکے کہا اگر تمنے طبل جنگ بجوا دیا ہی تو اب کیا اندیشہ ہی ذرا صبح تو ہو ہم ہین اور دلیران لشکر امیر ثانی ہین یہ کہکے خاموش ہوے چونکہ اُس وقت بھی لاجورد شاہ اور صلصال خلخال وبختگان دربار مین علی قدر مراتب بیٹھے تھے بختگان نے پہلے تو بنظر غور اُن نقابدارون کے سراپا پر نظر کی بعدہ تقریر اُنکی سُنکے تاب ضبط نہ لا کے نقابدارون سے مخاطب ہو کے کہا مین نے آپ کی تعریف بہت سُنی تھی اور اس وقت بھی سُنی ہی ہر چند کہ آپ دونون صاحب قہر خداوند تمثال آئینہ رو مشہور ہین مگر دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی مجھے تردد ہی کیونکہ آپ دو ہی شخص ہین اور لشکر امیر ثانی قریب دو لاکھ کے بڑے بڑے نامی ونامور سردار ہین اُنکی شجاعت وبہادری وہمت وشمشیر زنی مین کسی کو کچھ کلام نہین ہی سوا اُنکے امیر ثانی کے ممد ومعاون چند نقابدار بھی ہین کہ بروقت ضرورت وہ جانب صحرا سے پیدا ہوتے ہین پس آپ کس کس بہادر سے لڑیئے گا کہانتک اُنکو قتل کیجیے گا قتل کرتے کرتے تھک جائیگا انجام کار کیا کہون کیا ہوگا نقابدارون نے گفتگو سے بختگان سُنکے برہم ہو کے پوچھا یہ تونے کیا کہا کہ انجام کار کیا کہون کیا ہوگا اسکو مفصل بیان کر بختگان نے جواب دیا مین مفصل بیان نکرونگا سچی بات بُری معلوم ہوتی ہی آپ کو ناگوار ہوگا غصہ آجائیگا مجھے معاف کیجیے انجام کار لڑائی کا مجھسے نہ پوچھیے گو مین خوب جانتا ہون لیکن بیان نکرونگا نقابدارون نے کہران شیر سوار سے پوچھا یہ شخص کوتاہ قد تنگ پیشانی سر برہ دستار رکھے کون ہی کہ ہمسے ایسی گفتگو کرتا ہی جو ہم اس سے پوچھتے ہین نہین بتاتا ہی امیر ثانی کے لشکر کی تعریف کرتا ہی کہران شیر سوار نے کہا یہ شخص خداوند لاجورد شاہ کا بد تدبیر مخفی بے عقل اور مسخرہ تیز زبان بھی ہی ایسی ہی باتین کیا کرتا ہی آپ اسکی باتون کا کچھ خیال نکیجیے انھون نے کہا ہم تو اس سے ضرور پوچھینگے کہ یہ تونے کیا کہا کہ انجام کار کیا کہون کیا ہوگا یہ کہکے بختگان سے مخاطب ہو کے کہا او نالایق جلد بیان کر ورنہ ابھی ہم تجھکو ہلاک کرینگے بختگان اُنکو برہم دیکھکر گھبرایا دل مین کہنے لگا مین اس وقت کلام کر کے پچھتایا اب کچھ بن نہین پڑتا اگر صاف صاف کہتا ہون تو یہ نقابدار مجھے مار ڈالینگے بہتر یہ ہی کہ حال انجام جنگ صاف صاف بیان نکرے یہ خیال کر کے کہنے لگا اے نقابداران ذیوقار مین نے تو کوئی بات ایسی نہین کی ہی کہ جس بات پر آپ مجھے ہلاک کرین مین نے تو یہی کہا ہی کہ انجام جنگ کیا کہون کیا ہوگا خلاصہ اس جملہ کا یہ ہی کہ آپ دونون صاحب لشکر امیر ثانی کا خاتمہ کر دینگے سبکو قتل کرینگے یا اسیر کرینگے یا خلاف ہوگا وہ لوگ مردمان لشکر کہران شیر سوار کو تیغ کرینگے خود بھی قتل ہونگے نقابداران مذکور اُسکی تقریر سُنکے کہنے لگے او نابکار۔

تونے بات بنا کے کہی جان اپنی ہمارے ہاتھ سے بچائی عقلمندی کی اگر ہماری نسبت یہ کہتا کہ
انجام کار تم قتل ہو گے تو ہم ابھی تجھکو اسی جگہ قتل کر ڈالتے چاہا کہ کچھ سزا زبان درازی و بیہودہ گوئی کی دیں
کہران شیر سوار مانع ہوا نقابداران مسطور آسکے کہنے سے غصہ کو ضبط کر کے بیٹھے رہے جب زلف
لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی کہران شیر سوار نے دربار برخاست کیا جملہ اہل دربار گئے ا لاجور و شاہ
وصلصال و خلخال بھی مع بخشگان حسب مکان مین فرودکش تھے گئے کہران شیر سوار نقابداران کو
اپنے ہمراہ دربار سے ایک قصر عالی شان مین کہ جو بہت شیشہ آلات و فرش نفیس وغیرہ سے آراستہ
تھا لیگیا اور اُن کے واسطے اپنے ملازمون سے طعامہای لذیذ و خوش ذائقہ طلب کر کے بصد تکلف
اُنکی دعوت و ضیافت کی بعد فراغ اکل و شرب اُسی قصر مین دونون نقابدار مسہریون پر سوئے کہران
شیر سوار بھی اُسی قصر مین علیحدہ اُسکے سو رہا دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی تمام شب ہوا کی
جب آثار صبح فلک پر ظاہر ہوئے مرغان خوش الحان اپنے آشیانون سے نکل کے اپنی زبان مین
حمد خدائے دوجہان کرنے لگے کواکب بحر افلاک مین ڈوب کے نہان ہونے لگے رُخ ماہتاب پر
زردی و سفیدی نظر آنے لگی ہوائے سرد چلنے لگی باغون مین غنچے چٹک چٹک کے گل ہونے لگے
نسیم عطر آگین ہو کے اترا کے چلنے لگی کفار موافق اپنے مذہب کے اپنے معبدون مین جا کے
گھنٹے اور ناقوس بجانے لگے مؤذن لشکر اسلام مین بہ آواز بلند اذان دینے لگے امیر ثانی و
بادشاہ لشکر اسلام و جملہ مردمان لشکر اسلام نے وضو کر کے نماز سحر پڑھی بعد نماز و تعقیب سحر مسلح
ہو کے سواریون پر سوار ہو کے عازم میدان کارزار ہوئے سواری بادشاہ موصوف کی سوئے میدان
بڑھی نقیبون نے پکار کر کہا یہ سواری ظل اللہ جہان پناہ کی ہے ادب قاعدہ سے چلو سردار
و سوار بصد ادب ہمراہ رکاب ہو کے مجرا اور سلام کرتے ہوئے باہم شوق جنگ مین آہستہ آہستہ
کلام کرتے ہوئے چلے بعد قطع راہ سواری بادشاہ لشکر اسلام کی میدان کارزار مین پہونچی اُس
طرف سے کہران شیر شکار بھی ہمراہ نقابداران زرد و سرخ پوش کے جمعیت سپاہ جنگاہ مین آکے
بمقابلہ لشکر امیر ثانی آکے ٹھہرا امیر ثانی وغیرہ نے دیکھا کہ کہران شیر شکار خاص اپنے ساتھ
ستر ہزار سپاہ کی جمعیت سے مسلح مرکب پر سوار ہو کے میدان کارزار مین آیا ہے اور نقابدار
ہر ایک چالیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے آیا ہے ہر ایک نقابدار کے رخ پر نقاب
پڑی ہوئی ہے اور ہر ایک نقابدار مسلح مرکب پر سوار ہے ابھی جملہ اہل اسلام لشکر کفار کو دیکھ رہے
تھے ناگاہ کہران شیر سوار کے اشارے سے بیلدار پھاوڑے دوش پر رکھے ہوئے لشکر سے
نکلے ادھر امیر ثانی کے زمین ناہموار کو ہموار کرایا خس و خاشاک کو دور کرایا جب اس طرح درستی میدان
کارزار کی ہو چکی اُس وقت سقے دونون لشکرون سے مشکین پانی سے بھرے ہوئے دوش پر
رکھے ہوئے نکلے اُنھون نے اسقدر پانی چھڑکا کہ زمین جنگاہ کو شہر و تر کیا گرد و غبار کو دور کر دیا
بعد اسکے بیلدار و بیلچہ بردار اور سقے میدان مصاف سے ہٹ گئے ہر ایک لشکر کی صفین
آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ حسب دلخواہ ہر ایک سپاہ کا آراستہ
ہوا امیر ثانی بعہدہ سپہ سالاری چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی صفون سے بڑھ کے زیر علم اژدہا

مرکب پر سوار ہوکے کھڑے ہوے پہلے دونون لشکرون مین جنگی باجے بجے اُنکی آواز دلکش سے جوانان ہردو لشکر خوش و مست ہوے جب شور باجون کا موقوف ہوا دونون لشکرون سے ایک ایک اور نقیب نکل کے درمیان دونون سپاہ کے کھڑے ہوے پہلے نقیبا ے خوش آواز خوش تقریر نے جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہوکے بہ آواز بلند یون کہا کہ اے جوانان نامدار و اے دلیران تہور شعار آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی تعداد زندگی کی کسی کو معلوم نہین ہی آجل کا آنا ضرور ہی نہین معلوم کس وقت اجل آئے اور کیونکر آئے اس اجل نے ابتدا ے خلقت سے آج تک کیسے کیسے سلاطین اولوالعزم و پہلوانان جویاے رزم و حسینان خوبرو و جوانان جنگ جو کو حکم خدا سے زیر خاک پنہان کر دیا ہی لاکھون بلکہ لاتعد ولاتحصی مرن و مرد و وحوش و طیور وغیرہ اس اجل سے مجبور ہو کے دنیا سے سوے عدم گئے ہین جو زندہ ہین وہ بھی ایک روز اس اجل کے ہاتھ سے زندہ نہ بچینگے سوے عدم باغ دنیا سے ضرور جاوینگے نکوئی رہا ہی اور نکوئی سواے خالق کون و مکان کے باقی رہیگا سب کو ایک دن فنا ہی صرف اُسی کی ذات کو بقا ہی دیکھو مقام عبرت ہے کہ بادشاہان متقدمین و دلیران روے زمین مانند اسفندیار روئین تن و رستم پہلتن و سہراب و افراسیاب و فریدون و کیخسرو و جمشید و ضحاک و کیکاؤس و قباد و گیو و زال و سام و نریمان و فرامرز بن رستم پہلتن و برزو وغیرہ اب کہان ہین کسی کا نشان قبر بھی معلوم نہین ہوتا ہی افسوس وہ اجل سے مجبور ہو کے زیر زمین ایسے نہان ہوے کہ پھر اُنھون نے کسی کو اپنی صورتین نہ دکھائین اہل جہان آنے دیکھنے کے مشتاق رہے اُنھین یاد کر کے رویا کیے اور اب تک اکثر مردم اُنکو افعال و اطوار جو کتب مین مسطور ہین دیکھکر اُنکو یاد کرتے ہین وہ لوگ کہ جو گرد و غبار سے از حد اجتناب کرتے تھے ہزارون من خاک مین دبے پڑے ہین وہ ہین اور گوشۂ تنگ و تاریک قبر ہی نکوئی اُنکا اُنکے پاس ہمدم ہی نہ مونس ہی سواے اعمال نیک و بد کے وہ لوگ اس دار دنیا سے کچھ ساتھ اپنے نہ لیگئے ہان مال دنیا سے اکثر کفن لے گئے اکثر کفن بھی نہ لے گئے اُنکو غسل و کفن بھی میسر نہوا بہت سے ایسے گذرے ہین کہ اُنکو قبر بھی میسر نہوئی جنکو غسل و کفن قبر میسر ہوئی اُنکو خوش اقبال ہم کہسکتے ہین نہ خوش اعمال کیونکہ نہین معلوم کون نزدیک پروردگار کے خوش اعمال ہی کسکی عبادت و بندگی وہ قبول کر لیتا ہی اور کون بداعمال ہی کہ عبادت اُسکی قبول بارگاہ خدا بوجہ بداعمالی و کبر و نخوت و غرور کے نہین ہوتی ہی اسکا علم خدا ہی کو ہی ہم کیا بیان کر سکتے ہین مگر بظاہر اسقدر کہہ سکتے ہین کہ جو اعمال نیک کرتے ہین اُنکی عاقبت ہمیشہ بخیر ہوتی ہی اور خدا کے سامنے وہ محجوب نہین ہوتے ہین اور کیا عجب کہ وہ بخشے گئے ہون اور جو بداعمال کرتے ہین اور جنھون نے کیے ہین وہ معذب ہونگے اور ہوے ہونگے پس انسان کو لازم ہی کہ اس حیات چند روزہ مین حتی الامکان اعمال نیک کرے دنیا سے سوے عدم تحائف اعمال نیک لیکر جاے خالی ہاتھ اپنے مالک کے سامنے نجاوے زاد راہ مہیا کرے کیونکہ سفر دور و دراز درپیش ہی راہ بھی وہ راہ ہی جو کبھی نہین دیکھی ہی سامنا اُن لوگون کا ہی جنکو کبھی نہین دیکھا ہی مانند نکیرین کے اعمال نیک بہت سے ہین مانند روزہ و نماز وغیرہ کے منجملہ اعمال نیک کے یہ بھی ایک عمل نیک ہی کہ راہ خدا مین کفار سے لڑے اُنکو ہدایت کرے اگر کفار ہدایت قبول کرین تو فہو المراد ورنہ اُن سے

مقابلہ کرے آج اس جگہ سامنا نور و نارہ وغیرہ اور گل دخارکار ہوا ہی ادھر تم سب اہل اسلام نوری
بندہ طاعت گذار پروردگار ہو اودھر کفار ناری ہیں بیکار ہین لہذا لازم ہی کہ لڑنے مین کد و کوشش کرنا
بڑھ بڑھ کے کفار سے تہ تیغ و تیر و نیزہ و گرز مقابلہ کرنا قدم پیچھے ہرگز نہ ہٹانا بھاگنے کا ہرگز ہرگز ارادہ
نکرنا دنیا مین آبرو و عزت حاصل کرنا دشمنون کو حتی الامکان تہ تیغ کرنا زخمہاے تیر و تیغ بڑھ بڑھ
کے اپنے اجسام پر کھانا خوف مرگ سے گریزان نہونا سر میدان اپنی اور اپنے آبا و اجداد کی ذلت
و رسوائی گوارا نکرنا اگر ہماری ہدایت کے موافق اعدا سے لڑوگے اور زندہ رہوگے دلاورون مین
محسوب ہوکے عزت و آبرو دنیا مین پاؤگے اور اگر دست اعدا سے قتل ہوجاؤگے تو بھی اچھا ہی کہ
حق نمک سے اپنے آقا و مالک کے ادا ہوکے سرخرو سوے عدم جاؤگے غازیون مین شمار کیے جاؤگے
کرنکیت اپنے لشکر سے مخاطب ہوکے باواز بلند یون کہنے لگے کہ اے بہادران ہمشیل روزگار و اے دلیران
تہور شعار ذرا چشم عبرت سے خفتگان گوشہ ہاے قبور پر نظر کرو اور خیال کرو کہ اس دنیا سے کیسے کیسے
سلاطین روے زمین و دلاوران نامدار بہادر و تہور شعار اور کیسے کیسے جوانان خوش جمال و نازنینان عدیم المثال
و شرفاے ذیوقار و جوانان خنجر گذار جو کسی کے ہلاک کیے ہلاک نہوتے تھے اجل سے مجبور ہو کے
سوے عدم چلے گئے جاہ و حشمت مال و دولت زر و جواہر وہ سراے دہر کے مسافر کچھ بھی اپنے ساتھ
ساتھ سوا دو گز کفن کے نہ لے گئے خالی ہاتھ دنیا مین آئے تھے خالی ہاتھ سوے عدم چلے گئے کیسنے
یہ مطلع کیا خوب حال سکندر مین کہا ہی لایق یاد رکھنے کے ہی اور عبرت کرنے کا مقام ہی مطلع
نہ ہمراہ اُسکے کچھ سامان ملکی اور نہ مالی تھے * سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے
گو ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ دنیا سے خالی ہاتھ جانب مالک عدم جاتا ہی مگر اعمال نیک و بد ضرور اپنے ساتھ
لے جاتا ہی جو لوگ زندہ ہین وہ اعمال خیر کر سکتے ہین اور جو مر گئے ہین وہ اعمال نیک و بد کرنے
سے مجبور ہو گئے ہین تنہا گوشہ قبر مین زیر خاک دبے ہوے پڑے ہین حرکت بھی کر نہین سکتے ہین
کروٹ بھی بدل نہین سکتے ہین اکثر اُنمین ایسے ہین کہ گوشت و استخوان اُنکی خاک اور کیڑے قبرون
کے کھا گئے ہین جس زبان سے وہ انواع و اقسام کے کلام کرتے تھے وہ زبانین اُنکی کیڑے کھا گئے
اور وہ سرہاے پر غرور اُنکے اکثر رہروون کی ٹھوکرون مین آئے اور اکثر سرہاے پر غرور کو زمین کھا گئی
تن نازک اُنکے جو گرد و غبار سے حیات مین بچتے رہتے تھے اور وہ لوگ عطر مٹی کا بجاے [illegible] اپنے
لباس و تن پر کبھی نہ ملتے تھے اب وہی زیر خاک ہین ہزار ہا من مٹی اُنپر پڑی ہی بلکہ وہ خود خاک مین
جاکے خاک ہو گئے ہین واے بیکسی اہل قبور کوئی اُنکی بعد مرگ خبر نہین لیتا مزاج اُنکا نہین
پوچھتا حال اُنسے اُنکا دریافت نہین کرتا اُنکی قبرون پر مثل اہل اسلام کے فاتحہ نہین پڑھتا شمع
و گل قبور پر نہین لاتا کوئی اُنکی قبرون پر بیٹھ کے اُنھین یاد کرکے دو آنسو بھی آنکھ سے نہین بہاتا
اگر لاکھون آدمیون مین کوئی شخص کسی اپنے عزیز و دوست کی قبر پر جاکے اُسکو یاد کرکے روتا ہی
اور اُسے پکارتا ہی تو وہ ایسے خواب گران مین ہوتا ہی کہ اُسکی آواز کو سنکے جواب دے نہین سکتا
ہی یارو ایک دن ایسا آنے والا ہی کہ مانند گذشتگان کے ہمارا اور تمھارا حال بھی ہوگا مدام ہم اور تم
اس سراے فانی مین نرہینگے لہذا تقاضاے عقل یہ ہی کہ اس دو روزہ زندگی کو غنیمت جان کے

کارخیر ایسے کرو کہ تمھارے بعد اہل جہان تمکو بہ نیکی یاد کرین ہر ایک بزم و محفل مین مردم تمھاری دلاوری
و شجاعت کا ذکر کرین اظہار شجاعت و بہادری آج کے روز کرو دیکھو لشکر اسلام تمھارے سامنے صف
آرا ہی جملہ اہل اسلام تمھارے دشمن جان و ایمان ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جو خداے نادیدہ کی پرستش
کرتے ہین اور ہمارے خداوند کو برا کہتے ہین بار بار آنپر لعنت کرتے ہین یہ لایق قتل ہین ہنگام جنگ
انکے حال پر ذرا بھی رحم نکرنا نیم جان بھی انکو نچھوڑنا قتل کرکے انکی لاشون پر گھوڑے دوڑا دینا بخوبی
پامال سم اسپان کرنا خبردار ایسے دبکے نہ لڑنا جہانتک ہو سکے بڑھ بڑھ کر لڑنا پیچھے قدم نہ ہٹانا تم سب
بہادر ہو تمھارے آبا و اجداد بھی بہادر و نامور تھے اہل اسلام کے دشمن جان اور خون کے پیاسے
تھے تم بھی اپنے آبا و اجداد کی پیروی کرو ان اہل اسلام سے اس طرح لڑو کہ دیکھنے والے تمھاری
ہمت و بہادری کی تعریف کرین رستم و اسفندیار کی لڑائی کو جنگ تمھاری دیکھ کے بھول جائین ایسے
نعرے کرو کہ دل اعدا کیا کوہ و دشت تھرا جائین اور ایسی بڑھ بڑھ کے تلوارین اپنے دشمنون پر
لگاؤ کہ خون سے انکے زمین عرصہ نبرد گلگون ہو جاے بلکہ دریاے خون روان ہو جاے اگر ہمارے
پند و نصیحت پر عمل کروگے تو دنیا مین آبرو پاؤ گے اور لڑکے دشمنون سے مرجاؤ گے تو خداوند
تمثال آئینہ رو سے سرخ رو ہو گے وہ تمسے بہت خوش ہونگے غرض بہر صورت لڑنا اور مرنا تمھارے
حق مین اچھا ہی اور اس میدان جنگ سے بھاگنا بہت ہی برا ہی باعث ذلت و بدنامی کا ہی اور سبب نارضی
خداوند بھی ہی آگے تمکو اختیار ہی۔ مصرع ؏ بر رسولان بلاغ باشد و بس ❊ نقیبا اور کڑکیت جب
اس طرح جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کرکے درمیان ہر دو سپاہ سے ہٹ گئے اس وقت
دیکھنے والون نے دیکھا کہ فرط شجاعت و کثرت شوق جنگ سے جوانان ہر دو لشکر کا یہ حال تھا کہ
جوش شجاعت سے مست ہوکے جھوم رہے تھے بار بار قبضہ شمشیر کو چوم رہے تھے ارادہ کرتے تھے
کہ تنہا مرکب کو جولان کرکے صف لشکر اعدا پر مانند شیر گرسنہ گرین اور اعدا کو مانند گاؤ گوسپند
کے جان کے انکی خونریزی کرین شکار انکا بعد رغبت کرین ہنوز لشکر اسلام سے کوئی
بہادر براے جنگ نکلا نہ تھا کہ ناگاہ سپاہ کہران شیر سوار سے نقابدار زرد پوش نیزہ بدوش مرکب
کو جولان کرکے سامنے لشکر اسلام کے آیا مرکب کو روک کے بآواز بلند یون کہنے لگا کہ اے
اہل اسلام تم خداوند کو برا کہتے ہو انھین سجدہ نہین کرتے ہو بندگان خاص خداوند سے لڑنے آئے ہو
تم کیا یہان آئے ہو اجل تمھاری تمکو کشان کشان یہان لائی ہی یہ اور کوئی ایسا ویسا ملک نہین ہی کہ
جسپر فتحیاب ہوگے یہان کا حاکم کہران شاہ ہی اور یہ ملک بھی آیا کیا ہوا خاص خداوند کا ہی یہان کے
ساکن بہادر و دلاور ہین تم کیا لڑوگے بہتر یہ ہی کہ خداوند کو ناراض نکرو انھین سجدہ کرو اور اگر
یہ قبول نہو تو جو تم سب مین اپنی زندگی سے بہت بیزار ہو اور آزادی سے کارہ ہو اور دعوے
بہادری کرتا ہو وہ جلد تر لشکر سے نکل کے میرے سامنے آئے مجھسے مقابلہ کرے مین وہ نقابدار
ہون کہ جو قہر خداوند کہلاتا ہون یہ کہکے خاموش ہوا امیر ثانی نے اسکی تقریر بیہودہ سنکے مڑکر نظر کی فی الفور
شیروے بن شیرویہ صف لشکر سے نکلا اور مرکب بلد رفتار سے اتر کے بادشاہ لشکر
اسلام و امیر ثانی خوش انجام کے روبرو گیا اور انسے اذن جنگ لیکے خوش ہو کر مرکب پر سوار ہوا

قریب نقابدار زردپوش کے گیا اور طالب ضرب ہوا نقابدار نے اُسکے سراپا پر نظر کرکے پوچھا ای
جوان تیرا کیا نام ہے اس بہادر نے جواب دیا نام میرا شیروے ہے مین فرزند شیرویہ کا ہون شیر سیرت ضیغم
خو ہون واسطے تیرے قتل و شکار کرنے کے آیا ہون اگر اپنی زندگی تجھے منظور ہے تو خداوند تمثال آئینہ رو
پر لعنت کر کہ وہ ایک شیطان سیرت ہے بندگان خدا کو بہکاتا ہے اپنے تئین سجدہ کراتا ہے سجدہ سوا معبود حقیقی کے
کسی کو جائز نہین ہے پس اپنے پروردگار کو پہچان اُسی کو سجدہ کر کلمہ پڑھ مسلمان ہو نقابدار مذکور اس
بہادر کی گفتگو سنکے نہایت غضبناک ہوکے کہنے لگا بس بس خاموش ہو یہ جگاہ ہے نہ مقام وعظ و پند اپنے
دل کا حوصلہ نکال لے تیغ یا نیزہ کا مجھپر وار کرلے شیروے نے جواب دیا ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین
ہے کہ پہلے اپنے حریف پر وار کرین اگر تیرے ہاتھ سے اور تیری ضرب سے مین جانبر ہونگا تو مین بھی
تجھپر وار کرونگا یہ سنکے نقابدار نے گھوڑے کو کاوے پر ڈالکر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکے
سینہ بے کینہ شیروے پر نیزہ کا وار کیا ادھر اس بہادر نے چالاکی سے سنان نیزہ کو اُسکے اپنے نیزہ
کی سنان پر روکا دو ایمان فولادی جو بڑین چنگاریان پیدا ہوئین متصفون نے ضرب نیزہ روکنے کی تعریف
کی بعد روکنے ضرب مذکور کے شیروے نے بھی نیزہ اُسکے سینہ پر مارا اُسنے بھی بجدہ کر سنان نیزہ
کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا اسی طرح تیس چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار شیروے
نے نقابدار مذکور سے کہا اگر ابکی مرتبہ تو نیزہ کا وار کریگا تو وہ بند نادر باندھونگا کہ سنان نیزہ تیرے
نیزے سے نکل جائیگی اُسنے ہنسکر جواب دیا تیرا خیال خام ہے یہ کہکر وار نیزہ کا کیا اس دلاور نے اُسکی
سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر عجب طور سے روکا اور عجب بند غریب باندھا کہ نقابدار کوشش کے
عاجز ہوا اُس بند نادر کو کھول نسکا شیروے نے حسب قاعدہ اُستادان فن نیزہ اُسکے ہاتھ سے سنان
نیزہ نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے جھپٹتی ہوئی دور جاکر گری جملہ اہل اسلام خوش ہوے کفار کو صدمہ ہوا
خصوص نقابدار زردپوش کو رنج ہوا اور شرمندہ ہوا شرم کے سر جھکا لیا عرق پیشانی پر کیا آیا گویا دریاے
خجالت مین ایک نیزہ غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک تو سر جھکاے رہا لیکن بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھاکے
نہایت برہم ہوکے نیزہ کی ڈانڈ کو اُٹھاکے خبردار خبردار کہکے گھوڑے کو آگے بڑھاکے وہی ڈانڈ سر
شیروے کے نہایت زور سے لگائی اس دلاور نے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا کہ ڈانڈ نقابدار
کے نیزہ کی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی اُس وقت نقابدار نے غضبناک ہوکے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے
زمین پر ڈالکے نقاب اپنے چہرے سے اُٹھاکے کہنے لگا ای جوان ۔ مصرع بر من نگر بر من نگر شاید
کہ بشناسی مرا شیروے نے جو فی الفور اُسکے چہرہ پر نظر کی اور آنکھین اُسکی چار کین دفعتاً یہ حال
ہوا کہ طاقت و قوت بالکل زائل ہوگئی ہوش و حواس بجا نرہے از خود رفتگی و بیکھنے والون کو اُسکی ثابت
ہوئی کیونکہ نیزہ کو ہاتھ سے خاک پر ڈالکر شیروے پکارا ای نقابدار تو مین وہ ہاتھ کہ جو تجھپر نیزہ لگائین
مین تو تیرا شیفتہ ہون تیرے تیر مژگان کا زخمی ہون نقابدار نے اُسکی تقریر سنکے جواب دیا اگر تو مائل ہے
تو آ یہ کہکے مرکب کو بڑھاکے شیروے کے کمربند ہی مین ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا کہ پاؤن شیروے کے
رکاب سے جدا ہوے پھر پشت فرس سے یون اُٹھا لیا کہ جیسے کوئی پھول کو اُٹھا لیتا ہے جب نقابدار
مذکور شیروے کو پشت فرس سے اُٹھا چکا اپنے لشکر کے سوارون کی طرف دیکھکے کہا لے جاؤ اسکو

اور قید کر دوہ فی الفور گھوڑے بڑھا کے آ گئے اور شیروے کو طوق و زنجیر وغیرہ مین گرفتار کر کے لیگئے جب
اس طرح شیروے گرفتار ہوچکا نقابدار نے نقاب منہ پر ڈالکر پھر پکار کر کے کہا اے گروہ اہل اسلام
اب تم سب مین کون ایسا دلاور ہے کہ مجھسے آ کے مقابلہ کرے امیر ثانی نے پھر مڑ کے دیکھا ابکی مرتبہ
سلیمان ثانی نے اپنے مرکب کو جولان کر کے صف لشکر سے نکل کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی سے
حسب قاعدہ اجازت لیکے پھر مرکب پر سوار ہو کے سامنے نقابدار مذکور کے جا کے مراتب کو روکا
نقابدار نے اپنے لشکر کے ایک سوار سے نیزہ لیکے حسب دستور سینہ پر سلیمان ثانی کے وار کیا
اس دلاور نے وار کو اسکے اپنے نیزہ کے سنان پر روکا پھر خود نیزہ کا وار کیا اسنے نیزہ کو نیزہ پر
روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخر کار سلیمان ثانی نے ایک بند غریب باندھ کر سنان نیزہ اسکے نیزہ
سے نکال دی اہل اسلام نے خوش ہو کے تعریف کی نقابدار نے ابکی مرتبہ ڈانڈ کو ہاتھ سے
خاک پر ڈالکر اسی طرح نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا کے سلیمان ثانی سے کہا اے جوان ذرا میرے
رخ پر نظر کر مجھے پہچان تو کہ مین کون ہون سلیمان ثانی نے اسکے کہنے سے اسکے چہرہ پر نظر کی باہم
آنکھین لڑین آنکھون کا لڑنا تھا کہ غضب ہوا جو حال شیروے کا ہوا تھا وہی حال اسکا بھی ہوا نقابدار
مذکور نے جس طور سے شیروے کو پشت مرکب سے اٹھا کر حوالے اپنے لشکر کے سوارون کے
کیا تھا اسی طرح اس بہادر کو بھی پشت فرس سے اٹھا کے اپنے لشکر کے سوارون کے حوالے کیا انھون
نے اسی طور سے اس دلاور کو بھی قید کیا بعد اسیر کرنے سلیمان ثانی کے نقابدار مذکور نے مرکب کو
بڑھا کے بآواز بلند کہا اے امیر ثانی آپ کے لشکر مین کیا کوئی ایسا بہادر نہین ہے کہ تا دیر مجھسے مقابلہ
کرے پشت فرس سے اگر مین اٹھاؤن تو وہ نہ اٹھے اگر کوئی بہادر ایسا ہو جیسا کہ مین نے بیان کیا تو اسی
واسطے میرے مقابلہ کے جلد روانہ کیجیے کہ اس سے کچھ لطف جنگ حاصل ہو امیر ثانی نے اسکی
تقریر سن کے جانب میمنہ لشکر دیکھا فوراً بدیع الملک نے اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکالکر
بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام سے اذن و اجازت جنگ لیکے مرکب کو جولان کیا جب وہ بہادر
قریب نقابدار کے پہونچا مرکب کو روک کے طالب ضرب نیزہ ہوا نقابدار نے نام دریافت کر کے
کہا ہرچند کہ دو مرتبہ میرے ہاتھ سے سنان نیزہ حسب اتفاق نکل گئی تھی لیکن مین نیزہ ہی سے نگا
تلوار و گرز و تیر سے نہ لڑونگا یہ کہکے پھر نیزہ اپنے اہل لشکر سے لیکے مرکب کو کاوے پر ڈال کے
نیزہ کو گردش دے کے فنون سپہ گری و نیزہ بازی دکھا کے خبردار خبردار کہکے وار کیا بدیع الملک
نے اسکی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر بسہولیت روک کر اسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ لگایا اسنے بھی
چالاکی سے وار روکا تھوڑی دیر اسی طور سے لڑائی ہوئی آخر کار بدیع الملک نے ایک بند
صاحبقرانی باندھ کر سنان نیزہ کی چوب نیزہ سے نکال دی سرداران میمنہ سپاہ شادمان ہو کے بآواز
بلند ثنا کرنے لگے نقابدار مذکور نے برہم ہو کے چوب نیزہ اٹھا کے مرکب کو بڑھا کے سر پر اپنے حریف کے
لگائی شاہزادہ موصوف نے ڈانڈ اسکے نیزہ کی اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا نقابدار نے عاجز ہو کے پھر
نقاب اپنے چہرہ سے اٹھائی اور کہا اے جوان دیکھ میرے چہرہ کی طرف دیکھ اور پہچان مجھکو جائے عجب
ہے کہ تو حریفانہ مجھسے لڑتا ہے تجھے شرم نہین آتی ہے بدیع الملک نے اپنے دل مین خیال کیا کہ نہین معلوم

یہ کون ہے دیکھ ہی لینا چاہیے یہ خیال کر کے اُسکے چہرہ پر نظر کی آنکھ سے آنکھ لڑتے ہی شاہزادہ
موصوف گویا دیوانہ ہو گئے کم قوت ہو گیا دیکھتے ہی اُسپر شیفتہ ہو گیا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری کر کے
عشق اپنا ظاہر کرنے لگا نقابدار نے کہا اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو ہم بھی تم سے الفت رکھتے
ہین یہ نہین چاہتے کہ تم ہم سے جدا رہو یہ کہکے مرکب کو بڑھا کے کمربند فولادی بدیع الملک مین
ہاتھ ڈال کے جھٹکا دیا کہ رکابین شاہزادے کی پاؤن سے جدا ہو گئین جملہ اہل اسلام نے دیکھا کہ
شاہزادہ موصوف کو نقابدار مذکور نے اس طرح پشت سمند سے اُٹھا لیا جیسے کوئی کسی بچہ کو بسہولیت
اُٹھا لیتا ہے یا کسی ناتوان و نزار کو کوئی مرد قوی آہستہ اُٹھا لیتا ہے یہ حالت پُر ملال دیکھ کے جملہ اہل اسلام کو
صدمہ ہوا خصوص سرداران دست راست کو بہت رنج ہوا اور اسی عالم رنج و ملال مین چاہا کہ حملہ کر کے
نقابدار مذکور کے ہاتھ سے بدیع الملک کو رہا کرین ہنوز حملہ آور نہوے تھے کہ اُسنے سوارون کو
جلد تر طلب کر کے اُنکے حوالے کر دیا اُنھون نے مانند شیروے او سلیمان ثانی کے اسیر کر لیا نقابدار
نے نقاب اپنے چہرہ پر ڈالکر رخ سوے لشکر اسلام کر کے پھر امیر ثانی سے کہا کہ اے امیر ثانی اب
اور کسی دلاور کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے امیر با توقیر نے پھر سوے میمنہ لشکر مڑ کر دیکھا
اُسی مرتبہ اسد بن کرب نے صف لشکر سے نکل کے مانند بدیع الملک و سلیمان ثانی و شیروے
کے پادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام سے اجازت رزم لیکے مرکب پر سوار ہو کے یہ خیال کرتا ہوا
جانب نقابدار مذکور روانہ ہوا کہ جاتے ہی بعد رد کرنے ضرب نیزہ نقابدار کے پشت فرس سے اُس
نقابدار نابکار کو اُٹھا لونگا اور خاک پر اس طرح ٹپکونگا کہ پیوند خاک کر دونگا یہ دیوانہ یعنی اسد
خیال مندرجہ کرتا ہوا سامنے حریف مذکور کے گیا وہ اُسکے چہرہ پر آثار وحشت دیکھ کے اور چالاک
و شوخ اُسکو پا کے پوچھنے لگا اے جوان تیرا کیا نام ہے اُسنے اپنا نام بتایا اُسنے کہا تیرے چہرہ سے
ثابت ہوتا ہے کہ تو دیوانہ ہے اور شوخی و شرارت بھی ظاہر ہوتی ہے تو مجھسے کیا لڑیگا اسد نے جواب دیا
مین تجھسے لڑونگا اور تیرے خداوند نابکار سے لڑونگا تو میری شجاعت سے ابھی آگاہ نہین ہے تھوڑی
دیر مین آگاہ ہو جائیگا یہ کہکے طالب ضرب ہوا نقابدار نے پوچھا اے جوان تیر یا نیزہ یا شمشیر کس سے
لڑیگا اسد نے کہا مین تو تلوار کی لڑائی کو پسند کرتا ہون اُسنے کہا مین تو تلوار سے نہ لڑتا کیونکہ
صرف نیزہ سے لڑنے کا عہد کر چکا تھا لیکن تیرے کہنے سے لڑتا ہون یہ کہکے تلوار نیام سے کھینچکر
مرکب کو آگے بڑھا کر موقع پا کر شمشیر آبدار سر اسد نامدار پر لگائی اس دیوانہ نے کچھ سوچ کے
واسطے رد کرنے تلوار کے سپر بھی نہ اُٹھائی لیکن جب تلوار قریب سر آئی باڑھ پر اُسکی نظر کر کے چالاکی
سے ہاتھ اپنا بڑھا کے اُسکے بند دست پر ڈالکر زور کر کے چاہا کہ تلوار ہاتھ سے چھین کے کمربند مین
ہاتھ ڈال کے پشت مرکب سے اُٹھا لیجیے نقابدار مذکور نے اُسکے ارادہ سے باخبر ہو کے اُسی
عالم مین نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھائی نظر اسد غازی کی یک بیک اُسکے چہرہ پر پڑ ہی گئی اور آنکھ سے
آنکھ لڑ ہی گئی یا تو زور کر کے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین رہا تھا یا تلوار چھیننا موقوف کر کے ہاتھ
اپنا اُسکے بند دست سے اُٹھا کے عذر کرنے لگا کہ مین نے ارادہ تلوار چھین لینے کا کیا تھا
اس خطا کو میری معاف کرو یا سزا اُسکی سر دست دو ہاتھ میرے تیغون سے قلم کر دین تو فرمانبردا

ایک تمھارا عاشق زار ہون نادانستہ آمادہ جنگ ہوا تھا نادانی سے مین نے مقابلہ کیا تھا اب چہرے پر تمھارے
نظر کی خوب پہچانا یہ کہکے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا عشق اپنا ظاہر کرنے لگا اُسنے مسکرا کے جواب دیا اگر
تم ہمسے محبت رکھتے ہو تو آؤ یہ کہکے مرکب کو اپنے بڑھا کر کمربند اُنہین اسد مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا دیا
کہ پاؤن رکاب سے جدا ہوے پھر پشت فرس سے اُٹھا لیا اور اپنے لشکر کے سوارون کو حوالے کیا
اُنھون نے سلاسل مین فی الفور گرفتار کر لیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرے پر ڈال لی اسی طرح نقابدار
مذکور نے قریب شام تک اکثر سرداران لشکر امیر ثانی کو اسیر کیا جو لشکر سے نکل کے اُسکے سامنے گیا اور
اُسکے رخ و چشم پر نظر کی وہ مسخر ہو گیا قوت بھی زائل ہو گئی کہانتک یہ لڑائی فرداً فرداً لکھی جائے
کہ طول کا خیال ہی خلاصہ اور مختصر حال اس جنگ عظیم کا یہ ہی کہ بعد اسیر ہونے اسد بن کرب کے ابراہیم
سلیمان اعظم نور الدہر بن بدیع الزمان ایرج نوجوان غضنفر بن اسد کیخسرو ابراہیم بن مالک
معروف بن اسد آصف شاہ داراب کشورکشا لندھور ثانی فرہاد خان یک فرزی ارشیون پریزاد
الماس بن لندھور ان سب سرداران نامی و نامور کو نقابدار نے قریب شام تک اسیر کیا کسی کو
زخمی اور قتل نہین کیا ہر ایک سردار کو صورت اپنی دکھا کے آنکھ اُس سے ملا کے دیوانہ بنا کے
مسخر کر کے قوت زائل کر کے مرکب سے اُٹھا کے اسیر کیا قریب شام طبل بازگشت بجولکے میدان
جنگ سے جانب فرودگاہ سپاہ کہران شیر سوار روانہ ہوا کہران شیر سوار بھی ہمراہ اپنی سپاہ کے
نہایت شادمان ہو کے ساتھ ساتھ نقابدارون کے جنگاہ سے چلا گیا اور اہل اسلام محزون و غمگین
اپنے لشکرگاہ کی طرف آئے کہران شیر سوار نے اپنی بارگاہ مین جا کے ہنگام شب بخواہش نقابدار
سُرخ پوش اُسکے نام پر طبل جنگ بجوایا مردمان لشکر کہران شیر سوار صداے طبل رزمی سُن کے
کہنے لگے نقابدار زرد پوش نے تو آج بہت سے سردارون کو اسیر کیا ہی دیکھیے کل نقابدار سُرخ
پوش نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی وہی لڑیگا مگر ہمکو بھی لازم ہی کہ تیاری لڑائی کی کرین مبادا جنگ مغلوبہ ہو یہ باتین کر کے
جنگ مین مصروف ہوے ہرکارے لشکر اسلام کے جو واسطے تیاری رسانی کے معین تھے وہ صداے
طبل جنگی لشکر کہران شیر سوار مین بلند پا کے حال دریافت کر کے فوراً بارگاہ سلیمانی مین گئے اور
مجراگاہ سے بادشاہ لشکر اسلام کو موافق قاعدہ مجرا کر کے اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ موصوف
اپنی زبان پر لائے کہ بمصداق نظم

صیاد رصلا تہی کہ بسرہاے دشمنان
آب حیات بس ز مئے خوشگوار داد
سر سبز بے فلک بزمین پوش شاہ داد

شاہنشہی کہ در عظمت بارگاہ تو
شمشیر تو نشان سر ذوالفقار داد
زان بیشتر کہ خاک زمین را بود قرار
ختم سخن مگر چہ نکو یادگار داد

بر آسمان رساند کسے را کہ بار داد
کشور ستان سکندر ثانی کہ خضر فیض
افزون از نکہ دور فلک را مدار داد

بعد کرنے ثنا و دعاے مندرجہ
کے دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اس وقت نقابدار سُرخ پوش نے بعد خواہش
جنگ اپنے نام پر کہران شیر سوار و نقابدار زرد پوش سے کہکے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُس
نابکار کا یہ ہی کہ وقت سحر میدان کارزار مین آ کے ملازمان حضور سے مقابلہ کرے سوا اس
شر و فساد کے باقی خیریت ہی ہرکارے یہ عرض کر کے چلے گئے بادشاہ موصوف نے ہرکارون سے خبر
طبل رزمی کے بجنے کی سُن کے جانب امیر ثانی نظر کی امیر باتوقیر نے عمرو ثانی سے ارشاد کیا

جاؤ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجواؤ آج نقابدار زرد پوش نے مقابلہ کر کے آفت برپا کی ہے کل نقابدار سرخ پوش لڑیگا دیکھیے وہ کیونکر لڑتا ہے کیا ہوتا ہے خواجہ نے اُسی وقت جا کے نقارچیون کو حکم امیر ثانی سے آگاہ کیا اُنھون نے تھوڑی اشرفیان نذر خواجہ کو دیکر چوب اُٹھا کر نقارۂ جنگی پر لگائی صداے مہیب نقارۂ جنگی سے نکل کے تا گنبد فلک دوار پہونچی زمین تھرائی اہل اسلام صداے نقارۂ جنگی سُن کے تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام رات دونون لشکرون مین خوب سامان اور تیاری لڑائی کی ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ مذہب قدرت الٰہی نے سرلوح طلوع خورشید کو اوپر دیباچۂ بیاض صبح کے منقوش کیا اور حاشیہ اوراق فلک کو ساتھ خطوط شعاعی کے جدول کھینچکر نقاط کواکب کو ساتھ خط بطلان کے نظر سے ڈالا بفحواے اللہ نور السموات والارض جملہ اہل اسلام وضو کر کے نماز سحر پڑھ کے مسلح ہوے اور ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی عالی مقام سوے عرصہ نبرد روانہ ہوے وہ اُس وقت نسیم سحر کا چلنا ستارون کا پنہان ہونا آفتاب عالمتاب کی جانب مشرق سے آمد آمد وہ طائران خوش الحان کا حمد خدا مین نغمہ سرا ہونا وہ باغون مین غنچون کا چٹک چٹک کے مسکرا مسکرا کے شگفتہ ہونا وہ صحراے سبزہ زار کی بہار وہ لہلہانا اُوس کی تری سے سبزہ شاداب کا وہ گلہاے خودرو کے صحرا مین بہار وہ ہواے سرد کا دمبدم چلنا وہ ایام سرما کے باعث سے اس وقت کی سردی کہ مصداق ابیات حسب مقام ہذا

بس نکلتا تھا کا چھپتا خورشید
تیغ سان کا نہ تھا بس وہ خنجر
سرد تھا باغ عشق جون لالا
دیکھ گل پر صبا نہیب برد
بلبلین مرتی تھین اکڑ کے تمام
کانپتے تھے درخت وارض وجبال
گو دونون بیچ چھپتی پھرتی تھی
بعد سردی نے بس تھا گرم خروش
بھرتا تھا واسطے زمین کے لحاف

بہتی تھی نہر باغ مین اسدم
اب مین استقدر ہوئی تھی گزند
اکڑے جاتے ہی دیکھا سنبل کو
پھرتی تھی ہر طرف دم سرد
صرصر صبح جان کھوتی تھی
موسم دی تھا وہ کہ یا ہو نحال
بے حرارت ہے سردی کے مارے
ابر دوش ہوا پہ بادلہ پوش

سردی وقت سحر تھی اتنی شدید
بچہ لط تھے یخ بچہ سے کم
اُسے جاڑے سے پڑگیا پالا
بس تھی پوشیدہ گل کی غنچہ مین بو
گرتے تھے برگ تاک سے تمام
تیر سی دل کے پار ہوتی تھی
آگ بھی سردی سے ٹھہرتی تھی
مثل یاقوت کے ہین انگارے
برف پڑتی تھی تھا فلک نداف

الغرض ایسی سردی مین ہنگام سحر وہ جملہ مسلمانان خوش سیر ہر طرف کی سیر کرتے ہوے بصد ادب خراماں خراماں ہمراہ سواری بادشاہ چلے جاتے تھے جب سواری بادشاہ جمجاہ نبردگاہ مین پہونچی شاہ کے ٹھہرنے سے سب بہادر ٹھہر گئے امیر ثانی انتظار کہران شیر سوار و نقابداران نابکار کا کرنے لگے ہنوز دو ساعتین بھی انتظار کرنے مین نگذری تھین کہ اُس طرف سے کہران شاہ شیر سوار ہمراہ اپنی سپاہ کے اور دونون نقابداران مذکور ساتھ ساتھ اپنی اپنی سپاہ کے میدان کارزار مین آئے اور بمقابلہ لشکر امیر ثانی ٹھہرے اُس وقت حسب قاعدہ قدیم دونون طرف سے باشارہ دونون بادشاہان لشکر کے بیلدار و بیلچہ بردار نکلے اُنھون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا گرد و غبار جو اُڑا سقون نے دونون لشکرون سے نکل کے پانی عرصہ نبرد پہ چھڑکا گرد و غبار کو بٹھایا بعد اسکے دو سمت صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب دکمین گاہ ہر ایک سپاہ کا

حسب دلخواہ آراستہ ہونے لگا جب صف آرائی سے فرصت ہوئی ادھر امیر ثانی نے جانب نقیبا دیکھا ادھر
کہران شیر سوار نے کرلتیون کی طرف نظر کی فی الفور دونون فریق دونون لشکرون سے نکل کے
درمیان مین دونون سپاہ کے آگے ٹھہرے پہلے نقیبا نے جوانان لشکر اسلام سے مخاطب
ہوکے بہ آواز بلند یون کہا کہ اے بہادران یکتاے روزگار و اے نامداران شجاعت شعار آگاہ ہو کہ تم
سبکو خالق کون مکان و معبود انس و جان نے مرد خلق کیا ہی خلعت مردی اپنی عنایت سے عطا کیا ہی
عورتین نہین بنایا ہی کہ پردے مین بیٹھین اور تیغ و تیر و نیزہ کی لڑائی سے ڈرین آج کا دن
وہ دن ہی کہ سامنے تمھارے لشکر کفار صف آرا ہی تم سب مرد ہو اور بہادر ہو آبا و اجداد بھی تمھارے
بہادر تھے اپنی زندگی مین اُنھون نے کارہاے نمایان کیے تھے یکہ و تنہا ہزارون دشمنون پر
حملہ کیا تھا دشمنون کو تہ تیغ کیا تھا جنگ مین زخمہاے تیغ و نیزہ و تبر دست اعدا سے اپنے جسام
پر دلیرانہ کھائے تھے اور میدان جنگ مین ثابت قدم رہے تھے پیچھے قدم کبھی نہ ہٹایا تھا آگے ہی
قدم حتی الامکان بڑھایا تھا سر میدان جنگ مین عزت و آبرو حاصل کی تھی انھین کے تم فرزند ہو تم بھی
آج کے روز کفار سے لڑ بھڑ کر نام پیدا کرو دنیا مین وہی شخص لئیق ہی جو کارہاے نمایان کر کے عزت
و آبرو حاصل کرے دیکھو ہنگام جنگ منھ اعدا کی طرف سے نہ پھیرنا اپنی عزت و آبرو نکھونا بعد اُسکے
کرلکیت اپنے جوانان سپاہ سے مخاطب ہو کے اسطرح اُنکو آمادہ جنگ کرنے لگے بمصداق النظم

من مولف دفتر ہذا النظم

دلاور ہو تم سب بڑھاؤ قدم
جوانمرد تم ہو کرو آج نام
بڑھاؤ سوے معرکہ جلد گام

جوانو سنو گوش دل سے ذرا
نیامون سے تیغون کو کرو علم
تمھارے تھے آبا نہایت دلیر
کرو روشن اپنے بزرگون کا نام

یہ ہی عرصہ جنگ و وقت وغا
نہین بیم و دہشت کا کچھ ہی مقام
انھین کے تو فرزند تم بھی ہو شیر

کرلکیت اور نقیبا جب جوانان
ہر دو لشکر کو حسب دلخواہ آمادہ کارزار کر چکے درمیان ہر دو سپاہ سے ہٹ گئے اُسی وقت جوانان
ہر دو سپاہ کا عجب عالم تھا سبکو خیال نام تھا زندگی سے بیزار تھے آمادہ کارزار تھے ہنوز جوانان
مذکور سے واسطے لڑنے کے کوئی بہادر نہ نکلا تھا کہ ناگاہ نقابدار سرخ پوش نے اپنے مرکب
کو اپنے صف لشکر سے نکالا اور نقابدار زرد پوش اور کہران شیر سوار سے مسکرا کے یہ کہا کہ آج
آپ دونون صاحب میری لڑائی دیکھیے مین براے گرفتاری اہل اسلام جاتا ہون کسی کو قتل نکرونگا
کیونکہ حکم خداوند نے یہی دیا ہی کہ اہل اسلام گو ہمسے منحرف ہین لیکن اُنکو قتل نکرنا فقط گرفتار ہی
کرنا شاید وہ بعد گرفتار ہونے کے راہ راست پر آئین میری طرف توجہ کرین کہران شیر سوار
نے جواب دیا اچھا جا حکم خداوند بجا لاے ہم بنظر غور لڑائی آپ کی دیکھین گے نقابدار
یہ سنکے مرکب کو جولان کر کے بیچ مین میدان کارزار کے آیا گھوڑے کو روک کے امیر ثانی
مخاطب ہو کے کہنے لگا اے امیر ثانی کسی بہادر کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے امیر ثانی سے
نے کہ بعہدہ سپہ سالاری زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے مڑ کر دیکھا فوراً بہرام گردین خاقان چین صف لشکر سے
نکل کے مرکب سے اُترکے بادشاہ لشکر اسلام و امیر خوش انجام سے اذن جنگ لیکے مرکب پر
سوار ہو کے سامنے نقابدار سرخ پوش کے جا کے طالب ضرب ہوا اُسنے بعد نام دریافت

دریافت کرنے کے اور اپنے خداوند کی تعریف کرینگے اُنکی پرستش کے واسطے ہدایت کرکے جواب
سخت پاکے نیزہ اُٹھاکے مرکب کو کاوے پر ڈال کے سینہ بہرام موصوف پر نیزہ کا وار کیا اُس
بہادر نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا پھر خود اُسپر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی
بہزار کوشش وار کو روکا اسی طرح بیس طعن نیزے کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار بہرام گرد بن خاقان چین
نے ایک بند تا در باندھ کر سنان نیزہ اُسکے نیزے کی نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی
دور جا کر گری اہل اسلام نے تعریف کی کفار کو صدمہ ہوا نقابدار سرخ پوش نے خجل ہوکے
کہا ایجوان میرے زور و بازو میں کمی نہیں ہی اور نہ فن نیزہ بازی میں ناقص ہوں یہ چوب نیزہ کا
قصور ہی بوجہ پوسیدہ ہونے کے نیزہ سے سنان نکل گئی ہی یہ کہکے ڈانڈ نیزے کی برہم
ہوکے بقوت تمام سر پر بہرام کے لگائی اس دلاور نے اُسکے نیزہ کی ڈانڈ کو اپنے نیزے کی
ڈانڈ پر اس طور سے روکا کہ ڈانڈ نقابدار کی کئی جگہ سے شکستہ ہوئی نقابدار نے غضبناک
ہوکے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے بالاے خاک ڈالکر نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھاکر بہرام بن خاقان چین
سے مخاطب ہوکے کہا اے جوان ذرا میری طرف دیکھ مجھسے آنکھیں چار کر تجھسے بعید ہی کہ مجھسے حریفانہ
لڑے میرے قتل کرنیکا درپے ہو بہرام بن خاقان چین نے اُسکی تقریر سُنکے اپنے دل میں کہا
شاید یہ کوئی نازنین ہی اور مجھسے شناسا ہی خیال لڑنے کا نہ رہا دیکھتے ہی اُسپر شیفتہ ہوگیا دیوانہ وار اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا اور کہنے لگا مجھسے خطا ہوئی کہ میں نے تمپر نیزہ اُٹھایا تمسے مقابلہ کیا اب بندہ
بے دام و درم ہوں اُسنے کہا اگر تم عذر کرتے ہو تو خیر خطا تمھاری عفو کردی جائیگی یہ کہکے مرکب
کو بڑھاکے ہاتھ اپنا کمر بند زرین بہرام بن خاقان چین میں ڈال دیا یہ بہادر دیوانہ وار مرکب پر
بیٹھا رہا اُسنے جھٹکا دیا قدم بہرام کے رکابوں سے جدا ہوے نقابدار نے پشت فرس
سے مانند گل کے اُٹھا لیا اور چند سواروں کو اپنے لشکر کے طلب کرکے اُنکے حوالے کیا
اُنھوں نے طوق و زنجیر میں گرفتار کرلیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرے پر ڈالکر دوبارہ امیر ثانی
سے مخاطب ہوکے کہا کہ اے امیر ثانی اب اور کسی دلاور کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ
کیجیے امیر ثانی نے پھر کر دیکھا ابھی مرتبہ شہنشاہ گوہر کلاہ صف لشکر سے نکلکر حسب دستور اجازت
بادشاہ لشکر و امیر ثانی خوش سیر سے لیکر مرکب پر سوار ہوکر اُسکے سامنے گیا اُسنے بعد نام پوچھنے کے
اپنے ایک ملازم سے نیزہ لیکے بدستور اول اس دلاور پر لگایا اُسنے وار نیزہ کا اپنے نیزہ پر روکا
پھر خود نیزہ اُسکے سینہ پر کینہ پر مارا اُسنے بھی حسب قاعدہ اپنے نیزے کے سنان پر سنان
نیزہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو روکا دو انیاں فولادی جو باہم لڑیں چنگاریاں آگ کی پیدا ہوئیں
اسی طور سے چند طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار شہنشاہ گوہر کلاہ نے ایک بند غریب
باندھ کر سنان نیزہ اُسکے نیزہ سے نکال دی اہل اسلام نے خوش ہوکے تعریف کی نقابدار نے
ڈانڈ اُٹھاکے مرکب کو بڑھاکے سر پر اپنے حریف مذکور کے لگائی شہنشاہ گوہر کلاہ نے ارادہ
کیا تھا کہ ڈانڈ کو اپنے نیزے کے ڈانڈ پر روکے ناگاہ نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھاکے
کہا ایجوان ذرا اس طرف نظر کر دلاور موصوف نے وقت روکنے ڈانڈ کے اُسکے چہرے پر نظر کی

آنکھ ملتے ہی بیخود ہو گیا دیوانہ ہو گیا طاقت بھی زائل ہوئی نقابدار نے اس بہادر کو بھی مانند بہرام بن
خاقان چین کے پشت مرکب سے اٹھا لیا اور حوالے سواران لشکر کے کیا بعد اسکے نقاب چہرہ پر
ڈال لی ناظرین دفتر پر واضح ہو کہ اگر لڑائی نقابدار سرخ پوش کی تفصیل لکھی جائے اور مقابلہ کرنا
سرداران لشکر امیر ثانی کا اُس سے فرداً فرداً تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہو گا بس اسی وجہ سے
بطریق اجمال رقم کیا جاتا ہے کہ نقابدار مذکور نے بعد اسیر کرنے شہنشاہ گوہر کلاہ کے خورشید مغربی بن
تورج نامدار سکندر فرخ لقا شیر افگن قہور دیو پرور معظم خان بن بہرام جمہور فراز عاد مغربی عدیل
بن عمادی مقبول بن مقبل رستم بن کرب لعل بن قاسم لندھور ثانی ہاشم تیغ زن شہریار بن ایرج
آصف انجم طلعت امیر الزمان دارا بن داراب سیمین زرہ فرخ بخت سلطان سلطان
بخت مغربی سلطان سر برہنہ نعمان بن منذر زرائلی کوکر یہ سب سرداران معز دست راستی
اور دست چپی ہیں جلد جلد تا شام مقابلہ کر کے اسیر کیا بعدہ امیر ثانی سے مخاطب ہو کے کہا اے
امیر ثانی اب دن آخر ہوا کل پھر میدان جنگ میں آؤنگا اسیطرح تمہارے سرداران لشکر کو اسیر کرونگا
اگر کل آپ مجھسے مقابلہ کیجیے گا تو آپ کو بھی مانند آپ کے لشکر کے سرداروں کے اسیر کرونگا
آج کی شب مہلت دیتا ہوں جائیے اپنے احباب سے مشورہ کیجیے جنگ سے باز آئیے ہمارے
خداوند کو سجدہ کیجیے میں اقرار کرتا ہوں کہ جو سردار آپ کے لشکر کے گرفتار کیے گئے ہیں اُن
سب کو رہا کر دونگا اور اگر آپ سجدہ خداوند سے سرکشی کیجیے گا تو میں آپ کے سرداران لشکر کو جنکو
اسیر کیا ہے پرسوں خدمت خداوند میں یہاں سے روانہ کر دونگا اور باقی ماندہ آپ کے سرداران سپاہ
کو وقت سحر یہاں آکے اسیر کرونگا بادشاہ لشکر اسلام کو اور آپ کو بھی اسیر کر کے آپ کے سواران
لشکر کو شکست دے کے اسیروں کو ہمراہ لے کے خدمت خداوند میں بعد دو چار روز کے چلا جاؤنگا
مجھسے اور نقابدار زرد پوش سے کوئی سر بر نہو سکیگا آپ اور آپ کا لشکر تو کیا ہے اگر ایک عالم جمع ہو کے
مجھسے اور نقابدار زرد پوش سے مقابلہ کریگا تو فتحیاب نہو گا کیونکہ ہم دونوں نقابدار قہر خداوند تمثال
آئینہ رو مشہور ہیں ہمسے کون لڑ سکتا ہے یہ کہکے جنگاہ سے خوش و خرم سرداران اسیر شدہ کو ساتھ
لیکر ہمراہ نقابدار زرد پوش دکھران شیر سوار کے اور تمامی سواران لشکر کے جانب فرودگاہ سپاہ
گیا ادھر امیر ثانی اپنے لشکر کے سرداروں کے اسیر ہونے سے نہایت غمگین و محزون ہو کے
جنگاہ سے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام جانب قیام گاہ سپاہ چلے سرداران لشکر و سواران سپاہ با شکست داد
ہمراہ چلے ادھر دکھران شیر سوار وغیرہ فرودگاہ سپاہ پر پہونچے ادھر امیر ثانی اپنے لشکر گاہ پر
پہونچے سواران لشکر تو اپنے خیام میں مرکبوں سے اُتر کر سلاح جنگ زرہ و چار آئینہ تنوں سے دور
کر کے راحت پذیر ہوئے امیر ثانی و سرداران لشکر جو اسیر نہیں ہوئے تھے اور عمر و ثانی ہمراہ بادشاہ
لشکر اسلام کے سواریوں سے اُتر کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے شاہ موصوف محزون و ملول
ہو کے بالائے تخت بیٹھے امیر ثانی اپنے دنگل پر بیٹھے سرداران لشکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے مگر
ملول و حزین کوئی شگفتہ خاطر و خوش دل نہ تھا ہر ایک کے چہرے پر آثار حزن و ملال ہویدا تھے
اور جو جو سردار کہ دو روز کے مقابلہ میں نقابدار زرد پوش اور نقابدار سرخ پوش نے ہنگام

جنگ گرفتار کیے اُنکے دنگل خالی تھے امیر ثانی اُنکے دنگلون پر نظر کر کے اُنکو یاد کر کے
آہ سرد کرتے تھے اشک آنکھون مین بھرے تھے اور بعد اُسکے بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کرتے تھے کہ نہین معلوم
یہ دونون نقابدار زرد و سرخ پوش کیسے نقابدار ہین کہ اُنکی صورت کو دیکھ کے جو اُنسے مقابلہ کرتا ہی
بے خود دیوانہ وار ہوجاتا ہی وہ اُنکو اسیر کر لیتے ہین شاید یہ ساحر ہین سحر کرتے ہین کل ہنگام صف آرائی
اسم اعظم الٰہی پڑھونگا اُسکی برکت سے سحر اُنکا نکلیگا بادشاہ لشکر اسلام نے جواب دیا واقعی ایسے نقابدار
افسون گر و آفت روزگار کبھی نہین دیکھے ہمین خوف اُنسے یہ ہی کہ وہ ہم سب کی طرف نہ دیکھین کہ ہماری
تمام سردار و سوار صغار و کبار دیوانہ وار ہوجائین اور وہ سبکو گرفتار کرلین ایک ہی روز مین اور ایک ہی
وقت مین تمام لشکر کا خاتمہ ہوجاے ہنوز امیر ثانی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ بہرام شیر شکار حاکم ملک
بہرامیہ نے جو تازہ مسلمان ہوا ہی اور ہمراہ رکاب امیر ثانی اپنے ملک سے آیا ہی اپنے دنگل سے
اُٹھ کے اجازت کلام کرنے کی لیکے عرض کرنے لگا اے ظل اللہ جہان پناہ قبل اسکے بھی مین نے
عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہون کہ یہ دونون نقابدار زرد و سرخ پوش شہر خداوند تمثال
آئینہ رو مشہور ہین اور وہ نقابدار اور بھی ہین یہ دونون نقابدار روئین تن ہین تمثال آئینہ رو نے
اُنکو روئین تن حکما سے کہکے کرایا ہی اور بڑے بڑے ساحرون کو جمع کرکے اس طرح اُنکے چہرون کو
اور اُنکی آنکھون کو سحر سے فسون ساز و فسونگر کرایا ہی کہ جس کسی سے مخاطب ہو کے اُسے اپنا چہرہ دکھائین
اور اُسکی آنکھ سے اپنی آنکھ ملائین وہ مسخر و مطیع و دیوانہ و کم قوت ہوجاے اور کیسا ہی شجاع و بہادر
ہو کم قوت بلکہ بے قوت و طاقت ہوجاے آپ یہ خیال نفرمائین کہ نقابداران مذکور سے کوئی نقابدار
چہرہ اپنا دکھا کے اور آنکھ اپنی ہر ایک کی آنکھ سے ملا کے یکبار گی ایک ہی روز مین اور ایک ہی وقت
مین سبکو دیوانہ و مسخر کرکے اسیر کرلینگے مین اُنکے حالات سے خوب ماہر ہون آپ کچھ تردد نفرمائین
اول تو وہ نقابدار آپکے لشکر سے دور رہتے ہین نہ اُنکی نظر اچھی طرح آپکے اہل لشکر پر پڑتی ہی نہ
آپکے لشکری و سرداران سپاہ اُنکے چہرون پر بخوبی نظر کرسکتے ہین اور نہ آنکھ اُنکی آنکھ سے ملا سکتے ہین
صرف وہی شخص اُنکے چہرہ کو بخوبی دیکھ سکتا ہی اور اُنسے آنکھین چار کرسکتا ہی جو اُنسے لڑنے کو لشکر سے
نکل کے جاے ہان احتیاطاً ضرور ہی کہ جب وہ نقابدار اپنے چہرون سے نقاب اُٹھائین کوئی سردار
اور کوئی سوار اُنکے چہرے پر نظر نکرے اور اُنکی آنکھون سے آنکھین نہ ملاے تو اُنکی طرف نہ دیکھے ہر چند
دیکھ لینے سے کچھ دوسرون کو ضرر نہوگا مگر احتیاط ضرور ہی بادشاہ لشکر اسلام نے پوچھا کوئی تدبیر
ایسی بھی ہی کہ ان نقابدارون پر ہم فتحیاب ہون اُسنے عرض کیا مجھے ایسی تدبیر معلوم نہین ہی یہ عرض
کرکے اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اُسوقت امیر ثانی نے عمرو ثانی سے مخاطب ہو کے ارشاد کیا کہ اے خواجہ
تم عیار ہو بعد خواجہ عمرو کے عیاری مین مثل و نظیر تمھارا نہین ہی تمنے ایک مدت ہوئی ہی کہ
ہمارا نمک کھایا ہی اکثر انعام کثیر ہمسے پایا ہی بڑی بڑی عیاریان تمنے کی ہین ان نقابدارون پر
کوئی عیاری کر کے اُنکو گرفتار کر دیا اُنکے قتل کرنے کی کوئی تدبیر نکالو یا اُنکے چشم فسونساز کو دیکھکر
کوئی دیوانہ نہو ایسی کوئی صورت پیدا کرو تو ہم جانین کہ تمنے کار نمایان کیا اور ہم اقرار کرتے ہین کہ تمکو
زر کثیر اس قدر دینگے کہ تم خوش ہوجاؤ گے خواجہ نے دست بستہ عرض کیا اے امیر با توقیر گو مین

مین فرزند خواجہ عمرو کا ہون اور اب بجاے والد ماجد کرسی ہدہد پر بیٹھا ہون عیاری بیان کرتا ہون مکر و فریب
مین ہوشیار و چالاک ہون مگر ان نقابدارون کے بارے مین کچھ بھی کر نہین سکتا ہون کیونکہ جب
عیاری کرنے کو جاؤنگا انکے چہرون پر نظر پڑے گی دیوانہ ہو جاؤنگا نقابدار مجھے گرفتار کر لینگے مجھے
اپنا گرفتار ہونا اور قتل ہونا منظور نہین ہے مین ساحرون سے بہت ڈرتا ہون آپ زر کثیر کا لالچ ہرگز نہ کیجئے
مین ایسے روپیہ سے باز آیا آج نقابدار سرخ پوش آپ سے کیا کہہ گیا ہے اسکی تقریر آپکو یاد ہے
یا نہین کل وہ میدان جنگ مین آکے قیامت برپا کرینگے مین تو ابھی یہان سے جانب خانہ کعبہ
اپنے قبلہ و کعبہ والد ماجد کی خدمت مین اور خدمت صاحبقران اول مین جاتا ہون نقابداران زرد و سرخ
پوش سے اپنی جان و آبرو بچاتا ہون اگر یہان رہونگا تو وہ مجھے بھی گرفتار کرینگے باعث میری
ذلت و بے آبروئی کا ہوگا بعد گرفتار کرنے کے مجھے قتل کر ڈالینگے کیونکہ مین بھی عیارون مین مشہور
ہون بس میرا یہان رہنا کسی طرح بہتر و مناسب نہین ہے اولی تو میرے ساتھ آپ بھی خانہ کعبہ اپنے والد
کی خدمت مین چلئے اُنسے ان نقابدارون کی کیفیت بیان کیجئے جو وہ جناب راے دین اسپر عمل کیجئے
دوسرے اگر اس وقت میرے ساتھ جانب بیت اللہ نہ چلئے تو جو کچھ کہنا ہو کہہ دیجئے کہ مین خدمت
صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان مین پہونچکر ان جناب سے کہدون یہ کہکے سامان جانے کا
کرنے لگا امیر ثانی نے متحیر و متعجب ہو کے عمرو ثانی سے کہا اے خواجہ تجھسے تو یہ امید نہ تھی کہ ایسے
وقت مین ہمارا ساتھ چھوڑ دو گے اور ایسی بے مروتی و نمک حرامی کرو گے خواجہ نے چین بجبین ہو کے
جواب دیا اے امیر ثانی مجھے ایسی مروت و پاس رفاقت اور خیال نمکخواری نہین ہے کہ اپنی جان دیدون
جان مجھکو اپنی بہت عزیز ہے مین ایسے وقت مین ہرگز آپکا ساتھ نہ دونگا آپ ناحق ہوتے ہین تو ہون
مین یہان نہ ہونگا آپ ان سب عیارون مین سے کسی سے فرمائیے کوئی عیار ان مین سے لالچ
زر کثیر حسب دلخواہ آپ سے لیکر آخر یہ بھی تو عیار ہین دعوے عیاری کا کرتے ہین انھین مین سے کسی کو
لالچ زر کثیر کا دیجئے ان سب عیارون مین سے کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین کیا کوئی عیار ایسا
نہین ہے کہ حسب دلخواہ آپ کے کام کرے حکم آپکا بجا لائے مین بھی آپ کے نزدیک ایک عیار
ہون مجھے آپ بار بار ہمراہ ایک بارے مین وقت بدعیاری کرنے کو کہتے ہین امیر ثانی یہ تقریر
خواجہ کی سنکے حیران ہوے چہرہ خواجہ کا غور سے دیکھنے لگے اس وقت سرداران لشکر نے
متفق اللفظ ہو کے کہا اے خواجہ یہ کیا تقریر کرتے ہو ایسے وقت مین امیر ثانی کو چھوڑ کے کہان
جاتے ہو خواجہ نے چین بجبین ہو کے سب کو جواب دیا کہ تم لوگ اس بارے مین دخل نہ دو اپنی
جگہ خاموش بیٹھے رہو اگر عاقل ہو اور جان و عزت کا کچھ خیال ہو تو ابھی اُٹھکر میرے ساتھ سوے
خانۂ کعبہ چلو رفاقت امیر سے دست بردار ہو یہ کہکر سب سے رخصت ہو کے بارگاہ سلیمانی سے
نکل کے جانب خانہ کعبہ روانہ ہوا سب کو خواجہ کے چلے جانے کا رنج ہوا ادھر کہ ان ستمگار
نے اپنی بارگاہ مین پہونچکر بعد میخواری کے عالم نشۂ شراب مین خوش ہو کے کہا اے نقابداران فلک قدر
وذی وقار آپ یہان تشریف لائے مجھے بہت سرفراز کیا اور میری حسب دلخواہ میرے کئی بہت سے
سرداران نامی و نامور کو لشکر امیر کے اسیر کیا نہایت مجھپر احسان کیا مین شکر آپ کے احسان کا کر نہین سکتا

نقابدار زرد لوش نے جواب دیا ابھی ہمنے کیا اعانت تمھاری کی ہے ہان چند روز مین دیکھنا کہ ہم کیا کرتے ہین اس وقت ہمارے نام پر طبل جنگ بجواؤ صبح کو ہم لشکر امیر سے مقابلہ کرینگے ایک روز نقابدار سرخ پوش برادر ہمارے لشکر امیر ثانی سے مقابلہ کرینگے آج یہ مقابلہ کر چکے ہین سرداران لشکر امیر ثانی کو اسیر کر چکے ہین کل صبح کو مین مقابلہ کرونگا یہ کہکے جانب بختگان و لاجورد شاہ و صلصال کے دیکھ کے کہا دیکھا تمنے کہ ہمنے کس طرح سرداران لشکر امیر ثانی کو بسہولیت اسیر کر لیا اب دو چار روز مین امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ جملہ مسلمانون کو اسی طرح اسیر کر لینگے لاجورد شاہ و صلصال نے کہا بیشک آپ نے یہان آکے کارنمایان کیا بختگان نے جواب دیا مین آپ کو ایسا دلا سمجھتا تھا کہ آپ اسقدر سرداران لشکر امیر ثانی کو اس طرح اسیر کرینگے واقعی آپ دونون صاحبون نے کارنمایان کیا ہے مین تعریف کرتا ہون مگر آپ ذرا سمجھ بوجھ کے سرداران لشکر امیر ثانی سے مقابلہ کیجیے گا کیونکہ بارہا دیکھا ہے کہ جب ان اہل اسلام کو زیادہ صدمہ ہوتا ہے اور یہ برجوع قلب اپنے خدا سے واسطے اپنی بہبودی کے دعا کرتے ہین تو انکی مدد آسمان سے ہوتی ہے کہ رنج و غم تمام رفع ہوجاتا ہے مدعائے دل بر آتا ہے چونکہ فی الحال اہل اسلام کو گرفتاری سرداران نامی و نامور سے صدمہ عظیم پہونچا ہے کیا عجب ہے کہ وہ دعا کرین اور خدا انکا انکے حال پر رحم کرے مدعائے دلی انکا بر لائے نقابدار زرد لوش نے بصد کبر و نخوت جواب دیا اب ان اہل اسلام کی بہبودی ہوچکی یہان آئے ہین روز بروز انکو تنزل ہی ہوگا دیکھنا ترقی نہوگی مطلب دلی بر نہ آئیگا یہ ملک فتح نکر سکینگے خود ہی سب اسیر ہو جائینگے یہ کہکے خاموش ہوا پھر ان شیر سوار نے نقابدار سرخ لوش سے کہا آپ بمقدمہ طبل جنگ کیا کہتے ہین آپ کے برادر کے نام طبل جنگ بجوایا جاسے یا آپ کے نام پر اُسنے مسکرا کر جواب دیا ہم اور یہ کیا جدا ہین انکا مقابلہ کرنا حریف سے گویا ہمارا مقابلہ کرنا ہے انکی خوشی اگر یہی ہے کہ صبح کو ہم مسلمانون سے مقابلہ کرین تو بہتر ہے انھین کے نام پر طبل جنگ بجواؤ پھر ان شیر سوار نے یہ تقریر سُن کے اسی وقت اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو برائے خبر رسانی مقرر تھے وہ صدائے طبل جنگ لشکر حریف مین سنکے خبر نواخت طبل رزمی لیکر بارگاہ سلیمانی کی طرف روانہ ہوئے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام و سرداران سپاہ صدمہ گرفتاری سرداران لشکر اور خواجہ عمرو ثانی کے چلے جانے سے محزون و ملول و خاموش بیٹھے تھے دل مین امیر ثانی کہتے تھے کہ یار وفادار جسکو مین جانتا تھا آج اُسنے مجھسے بیوفائی کی ایسے وقت بد مین مجھسے جدائی اختیار کی ہنوز امیر ثانی یہ باتین اپنے دل مین کہہ رہے تھے صدمہ و رنج مین بیٹھے ہین ناگاہ بارگاہ سلیمانی مین ہر چند ہرکارے گھبرائے ہوئے آئے اُنھون نے مجرا گاہ سے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو مجرا اور سلام حسب قاعدہ کرکے ثنا و دعائے بادشاہ لشکر اسلام اس طرح کرنی شروع کی کہ بمصداق النظم

از ہفت جوشن فلک آسان گند گذار
چون بر عزیمت سفری سایہ افگنی
برباد تو کند ہمہ اطرافش از شرار

ہنگام حملہ با ہمہ تندی خویش باد
بر آسمان رود ز سم مرکبت غبار
در ملک چون تو شاہ ندارد کسے بیاد

ای خسروی کہ نوک سنانت بروز رزم
در دست ویلی مرکبت افتد بزینہار
چندانکہ آتش غضبت یک زبانہ زد
ای ملک را ز جملہ شاہان تو یادگار

ہر کو شنید قصۂ جم گو بیا ببین
چون تاج سرفرازی و چون تخت پایدار
مغز فلک ز کف تو شد سر نگار جود
چون رایت تو دین را بالا گرفت کار
چندان بقات باد کہ در صد ہزار سال
تو ابر رحمتی بسر خلق بر ببار

در ملک طول عرض و در حلم گرد دار
ہر خصلت و ہنر کہ گزید از جہان خرد
آری چو ہست دست تو دریا کم از بخار
در سرزمین خارستان تو ہر دمید
ہرگز مہندسانش نہ آرند در شمار
از عقل و بخت برخورد جاوید باش ازانکہ

تو بہتر تاج و تخت عزد نادری زانکہ
در طینت تو تعبیہ کردہ ست کردگار
چون خنجرت ہنر را بازار گشت تیز
تا نفخ صور گلبن اقبال داد بار
تو شمع عصمتی بلسبت ظلم در تباب
چون عقل کاردانی و چون بخت کامگار

بعد ثنا و دعائے مندرجہ کے بعد ادب بزبان اردو آواز شیرین یون عرض کرنے لگے کہ ای ظل اللہ فلک جاہ گیتی پناہ خونریز بدخواہ اس وقت کہران شیر سوار نے بنام نقابدار زرد پوش اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ اُس نابکار کا یہ ہی کہ ہنگام سحر ہمراہ نقابداران زرد و سرخ پوش کے بجمعیت سپاہ جنگاہ مین آئے خبر خواہان حضور سے خواہان جنگ ہو بجز اس خبر شہر کے خیر و عافیت ہی یہ عرض کرکے ہرکارے بارگاہ سے جانے لگے امیر ثانی نے بہ اشارہ بادشاہ لشکر اسلام اُنھین ہرکارون سے فرمایا کہدو کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین نقارچی نقارۂ جنگی پر چوب لگائین ہمکو اپنے پروردگار کی اعانت کرنے کا بھروسا ہی دشمن اگر قوی ہی اور آمادہ شر و فساد ہی تو کچھ اندیشہ نہین ہی بقول شخصے مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ہرکارون نے جاکے نقارچیون کو حکم امیر ثانی سے آگاہ کیا اُنھون نے واسطے نذر عمرو ثانی کے چند اشرفیان نکال کے علٰحدہ رکھکے بسم اللہ تمام و کمال زبان جاری کرکے چوب اُٹھاکے نقارۂ جنگی پر لگائی صدا نقارۂ سلیمانی و جنگی سے بلند ہوئی اہل اسلام آواز نقارۂ جنگی سُنکے اپنے دلون مین کہنے لگے خدا خیر کرے آج پھر نقارۂ جنگی بجایا گیا ہی صبح کو پھر نقابدار سے مقابلہ ہوگا دو روز تو برابر دونون نقابدار سرداران لشکر کو ہنگام مقابلہ گرفتار کرکے لے گئے ہین کل دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ باتین سواران لشکر اپنے دلون مین کرکے تیاری جنگ مین مصروف ہوئے سرداران سپاہ بھی مشغول ہوئے تیاری جنگ پر آمادہ ہوئے ارادہ کرنے لگے کہ دربار برخاست ہو تو اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکے اپنے آلات حرب ضرب کی درستی کرین ہنوز سرداران لشکر یہ خیال اپنے دلون مین کر رہے تھے نقارہ نواز نقارۂ جنگی بجا رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ و خیمہ مین جاکے مصروف تیاری جنگ ہوا کوئی بہادر اپنی تلوار کو صیقل سے آبدار کرکے کہنے لگا اگر خدا نے چاہا تو اسی شمشیر آبدار سے سرہائے کفار قلم کرونگا کوئی دلاور اپنے نیزہ سر تیز کو دیکھ بھال کے اچھی طرح اُسے درست کرکے اپنے ہم نشینون سے مخاطب ہوکے بولا انشاء اللہ صبح تو ہوا اس نیزہ سے کفار کو ہلاک کرونگا اسی طرح ہر ایک سردار و سوار درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف تھا اور اپنے رفقا اور ہم نشینون سے ہم کلام تھا لشکر اسلام مین تو ہر ایک سوار و سردار تیاری جنگ مین مصروف ہی چو رہتا ہین اور رن مہتابین جا بجا روشن ہین لیکن اب حال لشکر کفار کا درج کیا جاتا ہی کہ جب کہران شیر سوار نے بنام نقابدار زرد پوش طبل جنگی بجوایا اور نقابدار زرد پوش نے لاجورد شاہ و بختگان سے مخاطب ہوکے گفتگو آئندے کرکے ارادہ بارگاہ سے اُٹھ کے جانے کا کیا بختگان نے نقابدار زرد پوش و سرخ پوش سے کہا آج کی شب آپ

آپ دونون صاحب نہ سویے بیدار رہیے کیونکہ آج کی رات آپ پر بھاری ہی جسطرح کہ بیمار پر رات
بھاری ہوتی ہی نقابدارون نے متردد ہوکے پوچھا کیونکر تو نے جانا کہ یہ رات ہمپر سخت ہی کیا تو نجومی
ہی ستارہ شناسی مین اور اُسکے افعال و تمیز نیک و بد مین تجھے دخل ہی کہ تو نے ہمارے بارے مین
یہ حکم لگایا ہی اُسنے جواب دیا مین نجومی تو نہین ہون لیکن جو حکم لگاتا ہون پٹ نہین پڑتا ہی بیشتر وہی ہوتا ہی
جو کہتا ہون نقابدارون نے جواب دیا ہم تو جاکے سوینگے راحت و آرام سے شب بسر کرینگے ہمین
تیری بات کا کچھ اعتبار نہین ہی ہم کسی سے نہین ڈرتے ہین کیونکہ روئین تن ہین قہر خداوند ہم مشہور ہین
بختگان نے جواب دیا اسفندیار روئین تن تھا صرف آنکھین اُسکی مانند دیگر مردم کے تھین اُسی طرح
آپ صاحبون کی آنکھین بھی ہونگی جسطرح رستم پہلوان نے تیر سے اُسکی آنکھین زخمی کرکے اُسے ہلاک
کیا تھا دشمن آپکا آپکو اسی طور سے ہلاک کر نہین سکتا یہ مین نے از راہ خیرخواہی کہا ہی آگے آپ کو
اختیار ہی چاہیے آرام کیجیے میرے کہے پر عمل نکیجیے مجھے تو یقین نہین ہی کہ آپ صبح کو آج کی شب کے
بیدار ہون ضرور ہی کہ سوتے رہیے گا تا قیامت بیدار نہو جیے گا خواب آپ کا خواب اجل ہو جائیگا کیونکہ
آپ دونون صاحبون نے یہان تشریف لا کے بہت سے سرداران لشکر اسلام کو اسیر کیا ہی عیاران
لشکر اسلام آپ کی جان کے دشمن ہین آج کی شب آپ سویے اور اُنھون نے آکے آپ کو ہلاک
کیا اِن آنکھون سے کہ آپ اپنے حریف کو دیکھکر لڑتے ہین اور حریف آپکا آپ کی ان آنکھون کو
کہ فسون ساز ہین دیکھکر متحیر و دیوانہ ہوجاتا ہی جب وہی آنکھین عیاران لشکر اسلام پھوڑ ڈالینگے تو آپ
کب زندہ رہیے گا نقابداران مذکور یہ تقریر دلپذیر بختگان کی سُنکے متردد ہوکے سر جھکا کے خاموش رہے
کہران شیرسوار نے کہا اے نقابداران ذیوقار ہر چند یہ شخص مسخرہ ہی لیکن اس وقت جو یہ کہتا ہی سچ
کہتا ہی بیشک عیاران لشکر اسلام آج کی شب صورتین اپنی تبدیل کرکے ہمارے لشکر مین واسطے آپکے
ہلاک کرنے کے ضرور آئینگے میرے نزدیک یہی مناسب ہی کہ یہ شب بیداری مین بسر کیجیے اُنھون نے
جواب دیا کہ بیکار بیدار رہنا دشوار ہی ضرور نیند آجائیگی کہران شیرسوار نے جواب دیا مین ایسی
تدبیر کرونگا کہ ہرگز نیند آپ کو نہ آئیگی بعیش و عشرت شب بسر ہو جائیگی مین بھی آپ کے ساتھ جاگتا
رہونگا اُنھون نے پوچھا وہ تدبیر کون سی ہی کہران شیرسوار نے کہا وہ تدبیر یہ ہی کہ ارباب نشاط کو
طلب کرونگا وہ حاضر ہوکے تمام شب روبرو آپ کے رقص و نغمہ کرینگی آپ کو نیند نہ آئیگی اور طبیعت
بھی خوش ہوگی اُنھون نے کہا تدبیر تو معقول ہی اچھا ارباب نشاط کو طلب کرو بختگان کی تقریر سے
ہمکو اپنی جان جانے کا خوف ہی اب نہ سوئینگے کہران شیرسوار نے یہ سُنکے اپنے ملازمون کو حکم دیا
کہ جلد تر جاؤ ارباب نشاط کو اپنے ہمراہ لاؤ وہ حسب الحکم گئے اور اُنھین ساتھ لیکر آئے اُن ارباب
نشاط سے ایک رقاصہ کہ نہایت حسین و خوش گلو تھی اور علم موسیقی مین خوب دستگاہ و آگاہی رکھتی تھی ہمراہ
اپنے سازندون کے بارگاہ کہران شیرسوار مین آئی پہلے اُسنے بادشاہ مذکور و اہل بزم کو دیکھکر
کہران شاہ اور نقابدارون کو بناز و ادا سلام کیا بعد اپنے سازندون سے کہا سازون کو درست کرو
اُنھون نے حسب دلخواہ سازون کو درست کیا رقاصہ مذکور کھڑی ہوئی سازندے ساز بجانے لگے
رقاصہ مذکورہ گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے خصوصاً دونون نقابدار بنظر غور اُسکے

چہرۂ زیبا کو زیر نقاب دیکھنے لگے اور اُسکے رقص کرنے کی تعریف بجائے خود کرنے لگے جب وہ رقاصہ تھوڑی دیر تک رقص کر چکی ٹھہر کے یہ غزل گانے لگی غزل

ہین کوتہی بخت سے دو ہاتھ دور تھا
یارب یہ امر کب تری قدرت سے دور تھا
دیدار کو کلیم تھا جلنے کو طور تھا
پڑتی جو ابر نیکے دم حشر ہمیشہ دھوپ
تنہے کے روز تو تمھین آنا ضرور تھا
ساقی نے مجھ گدا کو جو دی صاف دل سے مے
بھٹی پہ کل یہ ذکر شراب طہور تھا

اے بت سوال بوسہ لب گو قصور تھا
نکلا وہ نیکے خط جو بتون کا غرور تھا
آنے ہی خط کے کھلنی حقیقت تھی کھل گئی
اے ذو الجلال کب تری رحمت سے دور تھا
بوسہ نہ اسلیے لب جان بخش کا لیا
ٹوٹا ہی ٹھیکرا مجھے جام بلور تھا
ڈھیلے کسی نے رات کو پھینکے جو آنگے

اُنکی خطا نہ تیغ کا اُنکے قصور تھا
مجھکو خدا کی راہ پہ مرنا ضرور تھا
انصاف خوب برق تجلی نے یہ کیا
اے حسن یار اسپہ لفافہ ضرور تھا
شرکت ہمارے دفن مین اچھا نکی نکی
آب حیات پی کے بھی مرنا ضرور تھا
واللہ اس پری سے بے سے کیا مناسبت
ہنسکر کہا رقیب نے اُنسنے طہور تھا

اہل بزم بگوش دل سننے لگے خوش ہوکے اُسکی تعریف کرنے لگے خصوص نقابداران زرد و سرخ پوش اُسکے گانے کی ثنا کرنے لگے کہران شہسوار بھی شادمان ہوکے اشعار غزل مندرجہ سنکے پسند کرکے بار بار رقاصہ کو زر کثیر انعام مین دینے لگا جب وہ رقاصہ غزل مرقومہ بالا گا کے تمام کر چکی بختگان نے بے محل سُنکے کہا اے پری پیکر اس وقت دل چاہتا ہے کہ چند اشعار فارسی کے گا کہ مجھکو فارسی اشعار سننے کا بہت شوق ہے اُسنے بختگان پر نظر کرکے ارادہ کیا تھا کہ انکار کیجیے کوئی عذر کیجیے کیونکہ بختگان کے بے محل ہسنے سے اُسے گونہ ملال ہوا تھا ناگاہ کہران شیر شکار نے بھی اُس سے کہا کہ فارسی کے اشعار سے مجھکو بھی رغبت ہے اگر دو چار اشعار فارسی کے کسی شاعر کی تصنیف سے یاد ہون تو گا دُ اُسنے مجبور ہوکے واسطے متنبہ کرنے بختگان کے ان چند اشعار کے گانے کا ارادہ کیا خصوص مضمون مطلع کا تو محض واسطے تنبہ کرنے بختگان کے تھا چنانچہ اُسنے جان کے یہی چند شعر گائے۔

شگفتن گل بے موسم از نبوت ماست
زچارہ موجۂ طوفان بخت شد تشویش
کہ کار سرو و صنوبر براستی بالا بست

بچار سوی محبت متاع درد بہ بر
نترسد آنکہ طلبگار گوہر یکتاست

بخندہ آمدن بمحل ندامت زراست
کہ در قلم دراحت کسادا این کالاست
درین چمن روش راستی صبا مگذار

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہوئے بختگان مطلع سنکے اپنی بمحل ہنسی سے نادم و خجل ہوا پھر خاموش ہیٹھا رہا بعد گانے اشعار مندرجہ کے رقاصہ مذکورہ نے اور ایک غزل شروع کی نقابداران وغیرہ رقص دیکھنے لگے گانا اُسکا سننے لگے جب وہ غزل بھی رقاصہ مذکورہ گا چکی کہران شہسوار نے اُسے زر کثیر دلوا کے رخصت کیا بعد اسکے جانے کے اور رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم ہوکے رقص و نغمہ کرنے لگی اسی طرح تمام شب کہران شیر شکار و نقابداران مذکور نے چند رقاصان خوبرو خوش گلو کا رقص دیکھا گانا سنا جب صبح ہوئی گانا موقوف کیا گیا ارباب نشاط زر کثیر لیکر گئے کہران شہسوار و نقابداران زرد و سرخ پوش نے ارادہ نبرد گاہ پر جانے کا کیا ادھر اہل اسلام نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی خصوص امیر ثانی نے فریضہ سحر بخضوع و خشوع ادا کیا اور بعد نماز پڑھنے کے واسطے فتح یاب ہونے کے اس طرح درگاہ خدا مین برجوع قلب مناجات کی مناجات

الٰہی قاضی الحاجات تو ہے
الٰہی انت ستار شکور ہے
الٰہی سامع الاصوات تو ہے
الٰہی انت ستار غفور
نظر کر رحم کی اے کل کے غفار

مین ہون بندہ ترا یارب گنہگار
مین زندان مصیبت مین پڑا ہون

بغیر از تیرے اے رحمان میرے
مین زنجیر بلا مین مبتلا ہون

نہ بخشیگا کوئی عصیان میرے
مجھے کر فتحیاب ان کافرون پر

ظفر دے مجھکو اب ان حاسدون پر ✤ یہ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرکے مسلح ہوکے بارگاہ سے برآمد ہوے سرداران لشکر جو پہلے سے دربارگاہ پر حاضر تھے اُنھون نے بعد ادب سلام کیا امیر ثانی نے جواب سلام دیکر سب سردارون کو ہمراہ لیکر رُخ سوے بارگاہ بادشاہ لشکر اسلام کیا جب در بارگاہ پر ہونچے ٹھہر کے انتظار برآمد ہونے ظل اللہ گیتی پناہ خسرو عالی مقام بادشاہ سپاہ اہل اسلام کا کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ موصوف بارگاہ سے برآمد ہوے امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر نے واسطے تسلیم کے سر جھکاے نقیبان نے بآواز بلند کہا جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ موصوف نے سر اُٹھا کے ہر ایک سردار کو دیکھا سبکا سلام لیکر تخت یا مرکب پر سوار ہوکے اشارہ سب کو سوار ہونے کا کیا امیر ثانی وغیرہ سردار و سوار مرکبون پر سوار ہوے سواری بادشاہ لشکر اسلام کی جانب میدان کارزار چلی جملہ صغار و کبار ہمراہ رکاب ہوے اُس وقت سواری بادشاہ موصوف کی قابل دید تھی کیونکہ جملہ سرداران لشکر ہمراہ رکاب تھے سواران سپاہ غول غول گروہ گروہ جوق جوق مرکبون کو تیز روی سے روکے ہوے آہستہ آہستہ بعد ادب ہمراہ سواری مذکور سوے نبردگاہ جاتے تھے جب اس طرح بادشاہ موصوف کی سواری میدان جنگ مین ہونچی بادشاہ ذیجاہ کے ٹھہرنے سے سب تھمے امیر ثانی وغیرہ کہران شیر سوار کے آنے کا انتظار کرنے لگے ناگاہ غبار ایک جانب سے اُٹھا آمد لشکر کفار معلوم ہوئی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ کہران شیر سوار ہمراہ نقابداران زرد و سرخ پوش کے بجمعیت سپاہ آتا ہی جب وہ بمقابلہ لشکر امیر ثانی آکے ٹھہرا ادھر اشارہ امیر ثانی سے بیلچہ بردار اُدھر کہران شیر سوار کے کہنے سے بیلدار لشکرون سے نکلے اُنھون نے حسب دستور میدان کارزار کی درستی کی بہشتیون نے دونون لشکرون سے نکل کے پانی چھڑکا عرصۂ نبرد کو سرد و تر کردیا گرد و غبار کو دور کیا جب اس طرح میدان مصاف کی درستی ہو چکی دونون جانب لشکرون سے صفین آراستہ ہوئین بعد صف آرائی اُدھر کڑکیت اِس طرف سے نقیبان خوش تقریر نکل کے بیچ مین دونون لشکرون کے جاکے ٹھہرے پہلے کڑکیت جوانان لشکر سے مخاطب ہو کے اس طرح اُنکو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے اے دلاوران جنگجو واے جوانان تشنہ خون عدو دیکھو کہ آج آسمان پر ابر نمایان ہی ہواے سرد چل رہی ہی بجلی اسوقت چمک رہی ہی عجب نہین کہ پانی برسے اور زمین پر کثرت ہر دو لشکر سے مثالاً کہا جاتا ہی کہ ابر سیاہ کی دونون طرف کثرت ہی یہ فوجین جمع ہوئی ہین اور یہ رسالے سوارون کے آ آ کے مجتمع ہوے ہین کہ ابر کے ٹکڑے آکے ایک جا اکٹھا ہوے ہین یہ فوجین ہین اِس میدان وسیع مین یا ابر محیط ہی جہانتک نظر ہونچتی ہی گھٹا فوجون کی دونون طرف نظر آتی ہی حیات کا اعتبار نہین ہی ایک روز جو زندہ ہین اُنھین مرنا ضرور ہی یاد کرو اپنے آبا و اجداد کو کہ وہ اب کہان ہین جسطرح وہ مرگئے تمکو بھی مرنا ہی دنیا سے سوے عدم جانا ہی عاقل کو لازم ہی کہ اس مزرعۂ دنیا مین تخم عمل نیک ایسا بوجاے کہ بعد مرنے کے اُسکا ثمر شیرین اُسے ملے اور زندگی مین بھی اُسی تخم عمل نیک سے اُسے پھل میٹھا دستیاب ہو چونکہ تم سب شجاع و بہادر ہو یہ تخم عمل نیک اِس وقت اس میدان مین بوناکہ اہل اسلام سے دلیرانہ بڑھ بڑھ کے

لڑنا آسمان پر بجلی چمک رہی ہے تم زمین پر برق تیغ چمکانا بالا سے فلک صداے رعد ہے تم بھی یہان رعد
آسا نعرے کرنا جانب فلک سے ابر سیاہ مینھ برساتا ہے تم آج یہان اپنی تلوارون سے خون اعدا گرانا مانند آب
کے بہانا سرہاے دشمن مثل اولون کے گرا دینا دیکھو جنگ مین ثابت قدم رہنا خیال گریز کی کیچڑ مین
پاؤن نہ رکھنا اگر بارش تیر مین دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کر کے زندہ رہو گے تو اس تخم عمل نیک کا
یہ پھل پاؤ گے کہ بہادرون مین عزت و آبرو پاؤ گے اور اگر برق شمشیر اعدا سے ڈر کے بھاگو گے تو
پچھتاؤ گے زراعت شجاعت تمھاری خراب ہو جائیگی آیندہ تمھین اختیار ہے جب کڑکیت اپنے لشکر کے
جوانون کو اس طرح اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کر چکے اور خاموش ہوے نقباے خوش گفتار نے
دلاوران اہل اسلام کی طرف رخ کر کے اُنسے مخاطب ہو کے بہ آواز بلند کہا کہ اے دلیران دیندار و اے
ہنر بران دشت مصاف و شائق شکار کفار تمکو معلوم ہو کہ یہ فصل سرما کی ہے سردی سخت ہے ہواے سرد
تیز چل رہی ہے برف گر رہی ہے کہرا پڑ رہا ہے دھوان منھ سے نکلتا ہے ہم اہل اسلام کے ذہن سے گو
غم گرفتاری سرداران لشکر مین دود آہ نکلتا ہے سردی ایسی ہے کہ جراب و دستانون کے علاوہ
لشکر کفار مین نقابدار تو منھ اپنا نقاب سے چھپاے ہین اعدا سردی سے کانپتے ہین خوف جنگ
سے تھرا رہے ہین تم سب جوان کہ دلاوران جہان مین مثل ہو آمادہ کارزار ان کفار سے بیٹھے ہو
جاؤ گرمی آتش غصہ سے گرما کے جانب بازار جنگ قدم اُٹھاؤ جنس آبرو کی خریداری مین سرگرم ہو
وہ نعرے کرو کہ دلہاے سخت اعدا تو کیا ہین فولاد بھی نرم ہو یہ فصل سرما ہے آتش جنگ سے کنارہ نکرو
جیب و دامن ہمت کو دست وحشت بے ہمتی سے پارہ پارہ نکرو دیکھو ہواے سرد چل رہی ہے تم ہواے
جنگ و جدال مین سرگرمی اختیار کرو اس برف باری مین اپنی ہمت و غصہ سے گرم بازار کارزار کرو
کہرا اس وقت پڑ رہا ہے تم ان کافرون سے یون لڑو کہ اُنپر اوس پڑ جاے سنان تمھارے نیزون کی
اُنکے دلون مین گڑ جاے زندگی کا کیا اعتبار ہے حیات مستعار ہے آخر ایک روز مرجانا ضرور ہے آج ان
کافرون سے اچھی طرح لڑ بھڑ رہو اگر تمکو عقل و شعور ہے جب نقبا بھی اس طور سے جوانون کو آمادہ ستیز
کر چکے کڑکیت اپنے لشکر مین گئے نقبا اپنے لشکر مین آئے اُس وقت دونون لشکرون کے
جوانون کی یہ صورت تھی کہ حصول نام و آبرو مین زندگی سے بیزار تھے عروس اجل کے جویا و طلبگار تھے
ابھی اُن بہادرون سے کوئی جری صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ نقابدار زرد پوش نے مرکب اپنا اپنے
لشکر کی صف سے نکالا اور کہ ان شیر سوار اور نقابدار سرخ پوش سے مسکرا کر کہا اے اسیری خدا پرستان
جاتا ہون اُنھون نے کہا جاؤ اگر آج امیر ثانی کو اسیر کر کے لاؤ تو بہت دل خوش ہو کیونکہ جب امیر ثانی اسیر
کر لیے جائینگے اہل لشکر بے دل ہو کے ہمسے مقابلہ کرنے کی تاب نہ لائینگے جب ہم سب براے جنگ
مغلوبہ گھوڑے اُٹھائینگے وہ سب خوف سے یقیناً بھاگ جائینگے نقابدار زرد پوش نے کہا اچھا آج
بعد اسیر کرنے دو چار سردارون کے امیر ثانی کو واسطے اپنے مقابلہ کے طلب کرونگا یہ کہکے درمیان مین
دونون لشکرون کے جا کے مرکب کو روک کے امیر ثانی سے مخاطب ہو کے بہ آواز بلند کہا کہ اے امیر
ثانی یا تو ہمارے خداوند کو سجدہ کرو لڑائی موقوف ہو یا میرے مقابلہ کے واسطے کسی دلاور کو روانہ
کرو امیر ثانی نے اسکی گفتگو سُن کے ارادہ کیا تھا کہ جانب میمنہ لشکر دیکھیے تا کہ کوئی سردار دست بستی

لشکر سے نکل کے اِس نقابدار سے جا کے مقابلہ و مجادلہ کرے ہنوز امیر ثانی نے مڑکر جانب لشکر نہ دیکھا
تھا کہ ازجانب بیابان گردے برخاست مگر گرد مختصر اور بہت ہی کم امیر ثانی سوے گرد مذکور دیکھنے لگے
نقابدار زرد پوش و جملہ کفار و اہل اسلام غور سے نظر کرنے لگے کوئی کسی سے کہنے لگا یہ گردباد ہی کسی نے
کسی سے کہا کہ اِس فصل سرما مین گردباد کہا کوئی سوار اپنے گھوڑے کو بصد تیزی دوڑا ہوا آتا ہی گو نظر
نہین آتا ہی ابھی سب دیکھ رہے تھے باہم گفتگو کر رہے تھے ناگاہ دامن گرد مذکور دست ہوا ے تند سے
پارہ پارہ ہوا سب نے دیکھا ایک نقابدار سفید پوش بلکہ برقع پوش مرکب پر سوار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا
آتا ہی جب وہ قریب آیا سب نے دیکھا کہ وہ نقابدار عجب نقابدار ہی کہ سر سے تا پا برقع مین نہان ہی نیزہ
اُسکے ہاتھ مین ہی کمر سے تا سینہ و سر ڈیڑھ دو گز چوڑا ہی یہ جسامت اُسکی دیکھکر بعض لشکری متحیر ہوے
ہنوز سب اسکو دیکھ رہے تھے کہ اُس نقابدار نے سامنے نقابدار زرد پوش کے آکے مرکب کو
روک کے کہا او نابکار کیا سرداران لشکر امیر ثانی سے وغا طلب ہی مجھسے مقابلہ و مجادلہ کر نقابدار زرد پوش
نے جواب دیا او بیحیا و اجل رسیدہ کیونکہ یہان آ کے مجھسے خواہان جنگ ہوا ہی جا دور ہو مین اہل اسلام
سے لڑتا ہون تجھ برقع پوش سے نہین لڑتا مجھے کیا غرض کہ تجھسے مجادلہ کرون برقع پوش نے جواب دیا
مین تجھسے ضرور لڑونگا تجھے سرداران لشکر امیر ثانی سے لڑنے نہ دونگا تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ تو شجاع
و بہادر نہین محض نامرد و بزدل ہی کہ مجھسے ڈرتا ہی لڑنے سے انکار کرتا ہی اگر میدان نبرد ہی تو لڑنے مین
تامل نکر نقابدار زرد پوش نے برہم ہو کے اپنے دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ کون شخص ہی کہ مجھسے ایسی
تقریر کرتا ہی لڑنے پر آمادہ ہی منع کرتا ہون تو مانتا نہین یہان سے جاتا نہین سرداران لشکر اسلام سے
مقابلہ و مجادلہ کرنے مین مارج ہی اسکو اسکی تقدیر یہان لائی ہی خیر اگر یہ سخن ناشنو ہی تو مجھے اس سے کیا
خوف ہی مین رؤئین تن بھی ہون سوا اسکے میرے رخ و چشم مین سحر سے وہ اثر ہی کہ جو دیکھتا ہی مسخر و دیوانہ
و بے قوت ہو جاتا ہی جب یہ میری صورت و چشم پر نظر کریگا یہ بھی مسخر و دیوانہ ہو جائیگا جس طرح سرداران
لشکر اسلام کو مین نے اسیر کیا ہی اسکو بھی ایک دم مین اسیر کرونگا بعد اسکے اسیر کرنے کے سرداران
لشکر امیر ثانی سے مقابلہ و مجادلہ کرونگا یہ باتین اپنے دل مین نخوت و غرور کی کر کے برقع پوش سے
غضبناک ہو کے کہا کہ ای برقع پوش ہوشیار و خبردار ہو کہ مین تیرے اصرار سے تجھپر نیزہ کا وار کرتا ہون
برقع پوش نے جواب دیا مین ہوشیار ہون وار کر نقابدار نے اپنے مرکب کو کاوے پر ڈالکر نیزہ کو گردش
دیکر سینہ برقع پوش کو تاک کر نیزہ کا وار کیا ادھر برقع پوش نے اُسکے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا
دو سنانین جو لڑین چنگاریان پیدا ہوئین امیر ثانی اور جملہ اہل اسلام برقع پوش اور اُسکی جنگ کو دیکھکر حیران
و ثنا خوان ہوے دل مین اپنے کہنے لگے نہین معلوم یہ برقع پوش کون ہی کیا اسکا نام ہی بظاہر ہمارا دوست
ہی کہ ہماری طرف سے ہمارے دشمن سے لڑتا ہی فن نیزہ بازی مین کامل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اِسنے کس خوبی سے
ضرب نیزہ نقابدار کو روکا ہی ابھی امیر ثانی وغیرہ لڑائی دیکھکر اپنے دل مین یہ باتین کر رہے تھے کہ
برقع پوش نے ضرب نیزہ نقابدار کو روک کر خود بھی حسب قاعدہ اُسپر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی چالاکی سے
وار کو روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی آخر کار برقع پوش نے ایک بند غریب باندھ کر سنان
نیزہ نقابدار سے نکال دی نقابدار زرد پوش و دیگر کفار کو سنان کے نکل جانے کا صدمہ ہوا اہل اسلام

کو خوشی ہوئی خصوص امیر ثانی کو بہت خوشی ہوئی اور بجاے خود کہا یہ برقع پوش فن نیزہ بازی خوب جانتا ہی کیا
اچھی طور سے لڑتا ہی ابھی امیر ثانی تعریف برقع پوش کی کر رہے تھے کہ نقابدار زرد پوش نے غضبناک
ہوئے خبردار خبردار مکرر کہہ کے ڈانڈ نیزہ کی سپر پر برقع پوش کے لگائی ادھر بُرقع پوش نے ڈانڈ کو اپنے
نیزے کی ڈانڈ پر اس طور سے روکا کہ ڈانڈ نقابدار زرد پوش کی ریزہ ریزہ ہو گیی کئی جگہ سے ٹوٹ
گئی اُس وقت نقابدار نے خجل و برہم ہو کے شکستہ ڈانڈ کو زمین پر ڈال کے نقاب اپنے چہرے سے
اُٹھا کے کہا ای بُرقع پوش ذرا میرے چہرہ پر نظر کر پہچان مجکو عجب ہی کہ تو مجھسے لڑتا ہی برقع پوش نے تقریر
اُسکی سُنکے آنکھ اور چہرہ پر تو اُسکے نظر کی لیکن جلدتر برقع ہٹا دیا جو آئینہ کلان کہ زیر برقع نہان رکھا تھا
اُسکے رُخ کے سامنے کر دیا نقابدار نے صورت اپنی اور آنکھ اپنی آپ ہی آئینہ مذکور مین دیکھی دیکھتے ہی
وہی حال اُسکا ہو گیا جو سرداران لشکر اسلام کا ہوا تھا ایسی حالت مین برقع پوش نے گھوڑے کو اپنے
بڑھا کے سر اپنا جھکا کے آنکھ اپنی اُسکی آنکھ سے نہ ملا کے کمربند آہنی مین اُسکے ہاتھ ڈال کے
جھٹکا دیا کہ پاؤن اُسکے رکابون سے جدا ہوے لیدا سکے اُسنے بیہوکیت پشت فرس سے اُسے
اُٹھا کر اپنے سر سے بلند کیا یہ حال دیکھ کر جملہ اہل اسلام خوش ہوے خصوص امیر ثانی خوش ہو کے تعریف
برقع پوش کرنے لگے اُدھر نقابدار سرخ پوش نے اپنے برادر نقابدار زرد پوش کے حال پر نظر
کر کے جملہ مردمان سپاہ سے کہا یارو کیا دیکھ رہے ہو یہ بُرقع پوش نہین معلوم کون ہی میرے بھائی کو گرفتار
کیا چاہتا ہی پشت فرس سے اُٹھا چکا ہی مین واسطے رہائی برادر کے جاتا ہون تم بھی میرے ساتھ آؤ
اس برقع پوش کو چہار طرف سے گھیر لو کسی سمت جانے نہ دو میرے برادر کی رہائی مین کوشش کرو
اور اسکو قتل کرو غضب کیا اس برقع پوش نے کہ کس حکمت و تدبیر سے میرے اخی کو پشت سمند سے
اُٹھا لیا یہ کہکے مرکب کو جولان کیا پیچھے اُسکے کہران شیر سوار مع اپنی سپاہ کے اور جملہ سوار ہمراہی دونون
نقابدارون کے یکبارگی چلے برقع پوش یہ حال دیکھکر سمت صحرا مرکب کو جولان کر کے چلا نقابدار سرخ پوش
وغیرہ جملہ کفار اُسکے تعاقب مین واسطے اُسکے اسیر و قتل کے چلے امیر ثانی نے یہ حال دیکھکر اپنے تمامی
مردمان سپاہ سے فرمایا کہ اس برقع پوش نے یہان آ کے کار نمایان کیا ہی نقابدار زرد پوش کو پشت
فرس سے اُٹھا کے ہمین خوش کیا ہی بلکہ ہمپر اُسنے احسان کیا ہی ہمارے دشمنون کو اُسنے زیر کیا ہی
یہ ہمارا دوست ہی اسکی مدد کرو یہ صحرا کی طرف جاتا ہی اسے تو جانے دو مگر نقابدار سرخ پوش اور تمامی
کفار کو بڑھ کے روکو کسی کو برقع پوش کے تعاقب مین نجانے دو کیونکہ یہ تنہا ہی احسان کا عوض احسان
ہی اسنے ہم سب پر احسان کیا ہی ہم سبھون کو بھی لازم ہی کہ اسے ان کافرون کے ساتھ سے بچائین اسیر
و قتل ہونے دین اگرچہ خود زخمی ہون یا قتل ہون یہ فرما کر مرکب اپنا جانب کفار بڑھایا پیچھے پیچھے امیر ثانی
کے جملہ سرداران و سواران یکبارگی چلے امیر ثانی نے بڑھ کر نعرہ کیا کہ اے کافران نابکار تمھین شرم نہین آتی ہی
کہ ایک شخص کی گرفتاری و قتل کے واسطے تم ہزارون سوار جاتے ہو خبردار ٹھہر جاؤ تعاقب برقع پوش مین
نجاؤ یہ فرما کے مع فوج سد راہ ہوے اُس وقت نقابدار سرخ پوش تو کہ سب کے آگے تھا بڑھ کا
تعاقب برقع پوش مین سوے صحرا گیا لیکن جملہ کفار بوجہ سد راہ ہونے امیر ثانی رُکے کہران شیر سوار
نے امیر ثانی کے روکنے سے برہم ہو کے اپنی فوج کے سوارون سے کہا اے دلاورو جو تمھارا سد راہ ہو

آسے قتل کرکے تعاقب برقع پوش مین ضرور چاہو حیف ہی کہ ہماری اور تمھاری موجودگی مین نقابدار زرد پوش
کو برقع پوش پشت فرس سے اٹھا کے لیجاے اور ہم اسے اسیر و قتل نکرین اگر خداوند تمثال
آئینہ رو ہمسے اور تمسے پوچھینگے کہ نقابدار زرد پوش کو برقع پوش سے کیون رہا نکرایا تو بتاؤ ہم اور تم
کیا جواب دینگے اور جب کوئی عذر نہ پیش کرسکینگے خداوند غضبناک ہو کے ہمکو اور تمکو نیست و نابود
کردینگے لہذا تعاقب برقع پوش مین جلد چلو غضب خداوند سے بچو حملہ کفار بحکم کہران شیر سوار امیر ثانی
و حملہ اہل اسلام کے سد راہ ہونے سے برہم ہو کے تلوارین نیاموں سے کھینچ کے نیزے اٹھا کے اہل
اسلام پر حملہ آور ہوے اہل اسلام نے بھی اُنپر حملہ کیا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی برق شمشیر دلاوران
میدان کارزار مین چمکنے لگی و اور بسان آواز رعد نعرے گرجنے لگے سپرین مانند ابر سیاہ کے بلند
ہوئین تیر مانند باران کے برسنے لگے کمانین مثل بجلی کے کڑکنے لگین گرزہاے گران سر پہلوانون
کے سر و دن پر پڑنے لگے کاسۂ سر چور ہونے لگے کفار و دیندار زخمی ہو کے پشت
مرکبون سے مانند دیوارہاے بوسیدہ کے دھما دھم گرنے لگے جابجا کشتون کے ڈھیر لاشون کے
انبار ہونے لگے زمین عرصۂ مصاف پر مانند آب بارش کے خون دلیران و کشتگان بہنے لگا جو
خون میدان کارزار مین جاری ہونے لگی سرہاے بریدہ بہادران اس بحر خون مین مثل
حبابون کے نظر آنے لگے تن بیسر مانند کشتی کے ہر سو بہتے ہوے دکھائی دینے لگے تنہاے
مقتولان اس بحر مواج خون مین بہ رہے تھے کہ طوفان جنگ مغلوبہ سے بحر خون کے طوفان مین آگئے
تھے کسی کشتی مذکور کا تھل بیڑا نہ تھا ناخداے مرغ جان کہان تھا کہ ان کشتیون کو غرق و طوفانی ہونے سے
بچاتا وہ تو پہلے سے ان کشتیون سے کنارہ کرکے بحر دنیا سے جاچکا تھا اس وقت عجب جنگ عظیم ہو رہی تھی
کوسون تک برق تلوار کی چمکتی ہوئی نظر آتی تھی زخمی زخمہاے کاری کھا کے مرکبون سے گر کے آہ و نالہ
کرتے تھے گھوڑے انکے کوتل ہو کے ہر طرف جاتے تھے راہ نکلنے کی نپاتے تھے اپنے ہی سوارون کو
وہ مرکب پامال کرتے تھے سوا ان مرکبون کے سواران ہر دو لشکر لڑائی کی گھبراہٹ مین زخمیون کا
کچھ خیال نکر کے مرکبون کو بڑھاتے تھے لاشے کچل جاتے تھے نیم بسمل پامال سم اسپان ہوتے
تھے جو زخمی پامالی سے بچ جاتے تھے وہ فریاد کرتے تھے کوئی اس وقت انکی فریاد کو نہ پوچھتا تھا وہ
پانی مانگتے تھے کوئی انکو ایک قطرہ آب بھی ندیتا تھا یہان تو دیندار و کفار مین جنگ مغلوبہ ہو رہی
ہی از حد کشت و خون ہو رہا ہی کفار اگرچہ اہل اسلام سے کثرت مین کم ہین لیکن دلیرانہ لڑ رہے ہین
لاش پر لاش کافر و دیندار کی گر رہی ہی تلوار چل رہی ہی کہ پناہ بخدا لیکن اب برقع پوش اور نقابدار سرخ
پوش کا حال لکھا جاتا ہی کہ جب برقع پوش مندرجہ بالا نقابدار زرد پوش کو مرکب پر سے اٹھا کے جانب صحرا
روانہ ہوا تھا اور اسکے عقب مین نقابدار سرخ پوش واسطے اسکی گرفتاری و قتل کے اور رہا کرنے
اپنے برادر نقابدار زرد پوش کے چلا تھا بعد قطع راہ دور کے صحرا مین ہو نکلے نقابدار زرد پوش
کو جو دیکھا تو اسکو بیہوش پایا کیونکہ وہ اپنے اثر چشم و رخ سحر [illegible] کو آئینہ مین دیکھ کے بیہوش ہو گیا تھا
آنکھین بند ہو گئین تھین برقع پوش نے اسے بیہوش پا کے برقع مین اپنے اسے لیجا کے غائب
کرکے پس پشت اپنے دیکھا معلوم ہوا کہ نقابدار سرخ پوش نیزہ بکف کف در دہن غصہ سے

یہ کہتا ہوا گھوڑے دوڑاتا ہوا آتا ہے کہ او برقع پوش کہان جاتا ہے ٹھہر کہ مین مانند ملک الموت کے آپہونچا میرے
ہاتھ سے جانبر ہونا اب تجھے ممکن نہین ہے غضب کیا ہے تو نے کہ میرے برادر کو پشت فرس سے اُٹھا لیا ہے زمین سے
دنیا سے اُٹھا دونگا ہر چند کہ حکم خداوند کا کسی کے قتل کرنے کا نہین ہے مگر مین اسی وقت تجھکو قتل کرونگا حکم
خداوند پر اس وقت عمل نکرونگا اسکی گناہ سے بازآؤنگا خداوند سے عقد کر دونگا خطا عفو کراونگا یہ سب
امور گوارہ کرکے تجھکو اس طرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان صحرا تیرے حال خراب پر نظر کر کے
افسوس کرینگے مجھے ذرا رحم نہ آئیگا برقع پوش نقابدار سرخ پوش کو دیکھکر اُسکی تقریر سُنکے یا تو سوے
صحرا گھوڑے کو دوڑاتا ہوا جاتا تھا یا کچھ سوچکر گھوڑے کو روک کر نقابدار کی طرف رخ کرکے کہنے لگا
او نابکار آمین ٹھہر گیا تو تجھکو کیا قتل کریگا تیری کیا لیاقت ہے کہ تو مجھکو اسیر بھی کر سکے برقع پوش یہ کہہ ہاتھ
کہ نقابدار سرخ پوش آپہونچا مرکب کو روک کر پوچھنے لگا او برقع پوش یہ تو بتا کہ تو نے میرے بھائی کو
کیا کیا اُسنے جواب دیا کہ مین نے اُسے قتل کرکے صحرا مین ڈال دیا اب یہان تجھکو قتل کرونگا نقابدار
سرخ پوش نے یہ سُنکے از حد برہم ہوکے نیزہ سینہ برقع پوش پر لگایا اُسنے اُسکے نیزہ کے وار کو روکا
خالی دیکے خود بھی نیزہ اُسکے پہلو پر لگایا اُسنے بھی چالاکی سے وار کو خالی دیکر نیزہ سینہ پر لگایا اگلی
مرتبہ برقع پوش نے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا پھر خود اُسپر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی اسیطرح
وار کو روکا چند طعن نیزہ اس طور سے باہم رد و بدل ہوئین آخرکار نیزہ نقابدار سرخ پوش کا درمیان
جنگ کے ٹوٹ گیا اُس ٹوٹے ہوے نیزے کو نقابدار نے زمین پر ڈالکر نقاب اپنے چہرہ سے
اُٹھا کر کہنے لگا مصرع بر من نگر بر من نگر شاید کہ لشناسی مرا ۔ برقع پوش نے فوراً اپنے سر کو جھکا کے
رُخ و چشم پر اُسکے نظر نکرکے آئینہ اُسکے مقابل کر دیا نقابدار سرخ پوش اپنی صورت اور آنکھ آئینہ مین
دیکھکر اثر سحر رخ و چشم اپنی سے آپہی بیہوش و بیخود ہوا گھوڑے سے گرنے لگا برقع پوش نے اُس وقت یہ نعرہ
کیا منم عمرو ثانی او نابکار مین نے تیرے برادر کی طرح تجھکو بھی بیہوش کیا عیاری اسکو کہتے ہین یہ نعرہ کرکے
پشت فرس سے بیخوف و خطر اُٹھا کے نذر زنبیل کیا بعدہ اپنا برقع و آئینہ وغیرہ کو بھی نذر زنبیل کیا پھر بصورت
اصلی جانب لشکرگاہ امیر ثانی قدم بڑھایا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال جنگ مغلوبہ
کا لکھا جاتا ہے کہ لڑائی ہو رہی تھی تلوار چل رہی تھی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو رہے تھے گاو زمین
کشتون کے بار سے عاجز تھی تلوار کی جھنکار خنجر کی چمک تیرون کا مینہ کمانون کا کڑکنا دلاورون کا بار بار
نعرے کرنا گرز ہاے گرانبار کا بہادرون کے سرون پر دلاورون کا تار زیادہ اُنکے کا نسہ سر کا چور چور ہونا
پھر اُنکا مرکبون سے زمین پر گرنا مانند مرغ لبسمل کے زمین پر تڑپنا اُس ہنگامہ گیر و دار مین کسی کا اُنپر
رحم نکرنا زمین سے اُنکا نہ اُٹھانا زخمیون کا نالہ و فریاد کرنا کسی کا فریاد کو نہ پہونچنا گھوڑون کے گشت
سے زمین کا تھرانا غبار کا جا بجا سے بلند ہونا کسی دیندار کا اپنے حریف کافر کا سر کاٹکر نوک نیزہ پر بلند
کرنا پھر اُسکے سر کو خاک پر ڈالکر دوسرے حریف پر حملہ کرنا امیر ثانی کا رستانہ لڑنا کفار کا قتل کرنا زمین پر
لاشون کا انبار کرنا کفار کا اُنکے سامنے پسپا ہونا مفصل کیا لکھا جاے کہ یہ جنگ عظیم ہے طول ہوگا
خلاصہ یہ کہ بعد جنگ بسیار کے اور دو پہر تک برابر لڑائی ہوئی اور کشت و خون بہت ہوا آخر کفار جنگ سے عاجز
ہو کے جنگاہ سے بھاگنے لگے اُنکے بھاگنے سے کہران شیر سوار نے بھی ارادہ بھاگنے کا کیا

امیر ثانی نے اُسکو بھاگنے پر آمادہ دیکھا نعرہ کرکے اُسپر حملہ کیا اُسنے دلیرانہ امیر پر تلوار لگائی امیر ثانی نے
تلوار کی باڑھ پر نظر کرکے بند دست پر اُسکے ہاتھ ڈال دیا اور کلائی مروڑ کے تلوار اُسکے ہاتھ سے
چھین لی کمربند پر اُسکے ہاتھ اپنا ڈال کے نعرہ اللہ اکبر کرکے جھٹکا دیا کہ پاؤن اُسکے رکابون سے
جدا ہوے بعد جدا ہونے پاؤن کے امیر ثانی نے پشت فرس سے اُسے اُٹھا لیا اور اپنے سر سے بلند
کرکے چرخ دینے چاہا کہ زمین پر اس طرح ٹپک دیجیے کہ پیوند خاک ہو جاے اُس وقت کہران شہسوار
امان طالب ہوا امیر ثانی نے فرمایا امان بشرط قبول دین و ایمان دیجائیگی اُسنے مسلمان ہونا قبول کیا امیر
ثانی نے اُسکو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اُسنے عرض کیا ای امیر ثانی آپنے مجھے زیر کیا ہی مین نے
مسلمان ہونے کا اقرار کیا ہی چاہتا ہون کہ اسی وقت ایفاے وعدہ کرون آپ مجھے کلمہ تلقین فرماے امیر
ثانی نے خوش ہوکے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوکے قدم امیر ثانی پر گرا
امیر ثانی نے سر اُسکا اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا الطاف بجد کیے اُسنے مسلمان ہوکے اپنی فوج کے
سوارون اور نقابدارون کے لشکرون سے بہ آواز بلند کہا ای جوانو آگاہ ہو کہ مین امیر ثانی سے
زیر ہوکے اُنکا دین حق جانکے کلمہ پڑھکے مسلمان ہو گیا تمثال آئینہ رو سے کراہت کی بلکہ اُس
ثانی شیطان پر لعنت کی کہ اُسنے آجتک ہمکو بہکایا اپنے تئین سجدہ کرایا وقت جنگ امیر ثانی عاجزی مین
ہماری اُسنے خبر نہ لی ہر چند دل مین ہمنے اُس سے اعانت طلب کی لیکن اُس نابکار نے ہماری مدد
و اعانت کی کچھ قدرت نہ دکھائی لاکھون آدمی مرے ہزارون قتل ہوے اُسکو کچھ خبر نہوئی ہم سمجھ گئے
کہ اُسمین کچھ قدرت نہین ہی چند ساحرون اور نقابداران زرد و سرخ پوش کے سبب سے اُسنے دعواے
خدائی کیا ہی نقابدار زرد پوش کو تو برقع پوش سر میدان جنگ مقابلہ و مجادلہ کرکے آئینہ اُسے دکھاکے
بیہوش کرکے پشت فرس سے اُٹھاکے تمھارے سامنے لیگیا ہی نقابدار سرخ پوش کو زمانہ زیادہ
گذرا کہ اُسکے تعاقب مین گیا ہی ہمین یقین ہی کہ برقع پوش نے اُسے بھی اسیر کر لیا ہوگا کیونکہ اگر وہ اسیر
نکر لیا جاتا تو ابتک ضرور یہان آتا لہذا اب تمکو لازم ہی کہ میری طرح تم بھی اپنے پیدا کرنے والے کو اور اپنے
معبود حقیقی کو پہچانو اور اپنے خالق کو سجدہ کرو کہ سزاوار سجدہ و پرستش وہی ہی سوا اُسکے اور کوئی نہین
ہی تم سب عاقل و دانا ہو لڑائی موقوف کرکے بھاگنے سے دست بردار ہوکے ذرا میری تقریر سنو اور
غور کرو کہ اگر تمثال آئینہ رو واقعی خداوند ہوتا تو اپنے ممالک آباد کردہ کو کیون اہل اسلام کے قبضہ مین
ہونے دیتا بہرام شبرنگ کی یا میری اعانت حسب دلخواہ ضرور کرتا کچھ نکچھ اپنی قدرت ضرور دکھاتا اُسکے
نہ دکھانے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ کچھ قدرت نہین رکھتا ہی مانند ہمارے اور تمھارے وہ بھی ایک
بشر ہی خدا ہرگز ہرگز نہین ہی خاصیت شیطان کی رکھتا ہی لاکھون بندگان خدا کو اُسنے بہکایا ہی شکر ہی پروردگار
کا اور احسان ہی جناب امیر ثانی کا کہ ہم مسلمان ہوے اُنھون نے ہمکو راہ حق دکھائی تم سب بھی میری طرح
راہ راست پر آؤ کہ اُسمین تمھارے حق مین دنیا و عقبی مین بہتری ہی آگے تمکو اختیار ہی اُس وقت جماعہ کفار
تقریر کہران شہسوار کی سُنکے بجاے خود جنگ و گریز سے باز رہکر فکر کرنے لگے بہت سے کفار تو
بعد فکر سمجھے کہ جو کہران شہسوار نے ابھی کہا ہی صحیح و درست ہی بیشک دین اہل اسلام کا اچھا ہی یہ سمجھ کے
وہ سب تو اسی وقت کہران شہسوار کی خدمت مین آکے روبرو امیر ثانی کے مسلمان ہوے اور کچھ کافر

کہ نہایت سیاہ قلب تھے وہ ہدایت سے بھی راہ راست پر نہ آئے اور کہران شاہ کی گفتگو سن کے برہم ہوکے کلمات سخت اپنے دل مین کہے اور اُسی میدان جنگ سے بھاگ کے ایک سمت روانہ ہوے اہل اسلام نے کچھ اُنکا تعاقب کیا بعدہ پھر آئے خدمت امیر ثانی مین حاضر ہوے امیر ثانی ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام مع تمامی اپنی سپاہ کے فتحیاب ہوکے خوش وخرم سمت لشکرگاہ چلے کہران شیرسوار نے اُسی دم عرض کیا اے امیر ثانی اگر کچھ آپ کو کسی طرح کا خیال و اندیشہ نہو تو اس وقت مجھے اجازت دیجیے کہ مین اپنے ملک مین جاؤن اہل شہر کو ہدایت کرکے مسلمان کرون اپنے اہل دربار کو بھی رہنمائی کرون بزم عشرت آراستہ کرون کیونکہ خوشی مجھکو اسکی بہت ہی کہ آج راہ راست پر آیا ہون سوائے اسکے ارادہ ہی کہ شہر کو آئینہ بند کرادون آپ کل ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام وجملہ سرداران نیکنام کے تشریف لائین شہر کی سیر کرین اور شریک بزم عشرت ہون دعوت قبول کرین امیر ثانی نے فرمایا مجھے کچھ اندیشہ نہین ہی مین واقف باطن ہوا ہون تم اپنے ملک مین جاؤ کل موافق تمہارے کہنے کے مین ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام وسرداران سپاہ انشاءاللہ ضرور آؤنگا کہران شاہ یہ سُنکے مع اپنی سپاہ کے اپنے ملک مین گیا دربار مین تخت حکومت پر بیٹھ کر پہلے اپنے ملازمون سے پوچھا لاجورد شاہ وصلصال ونجتگان وخلخال کہان ہین آج مین نے اُنکو جنگگاہ مین نہین دیکھا اُنھون نے عرض کیا اے بادشاہ کل شب سے جس وقت کہ طبل جنگ بجایا گیا تھا لاجورد شاہ وصلصال کو تپ آگئی ہی بوجہ تپ آنے کے جنگگاہ سے وہ یہان چلے آئے تھے خلخال ونجتگان اُنکو یہان لے آئے تھے ابھی تک وہ حضور کے شہر مین تپ مین مبتلا ہین بہوش ہوکے پڑے ہین خلخال ونجتگان کو حال جنگ نقارہ زرد پوش اور حضور کے مسلمان ہونے سے اطلاع نہین ہی کہران شاہ نے آہستہ اُنسے کہا جلد جاکر اُن سب کو گرفتار کرو اُنھون نے اُسی وقت جاکے لاجورد شاہ وصلصال ونجتگان کو اسیر کرلیا ہرچند اُنھون نے سبب اسیر کرنے کا پوچھا ملازمون نے کچھ جواب ندیا لاجورد شاہ نے ہوش مین آکے اپنے تئین گرفتار پاکے ملازمان کہران شیرسوار سے کہا اے بندگان من سنو تمنے بنے خداوند سے ایسی بے ادبی کی ہی خداوند کو اسیر کیا ہی قہر وغضب سے خداوند کے نہین ڈرتے ہو اگر چاہونگا تو ابھی تقدیر کرکے تم سب کو نیست ونابود کردونگا بہتر ومناسب یہی ہی کہ خداوند کو اپنے بیجا خداوند جان کے رہا کردو قہر خداوند سے ڈرو اُنھون نے ہنسکر جواب دیا او نابکار ہم نے حکم سے کہران شیرسوار اپنے بادشاہ کے تجھے اسیر کیا ہی وہ امیر ثانی سے زیر ہوکے مسلمان ہوگئے ہین تم تو کیا ہو اُنھون نے اور ہم سبنے خداوند تمثال آئینہ رد پر لعنت کی ہی جب ہم اُسکے قہر سے نہ ڈرے تو تجھ ایسے بے قدرت اور بھگوڑے خداوند کے قہر سے کب ڈرینگے تو لاکھ کہے ہم کبھی تجھے رہا نکرینگے لاجورد شاہ یہ سن کے نہایت متردد ہوکے خوف ہلاکت سے آبدیدہ ہوکے نجتگان سے پوچھنے لگا لاچہ تقدیر کنم اُسنے جواب دیا کہ اب آپ کچھ بھی تقدیر کر نہین سکتے ہین آپ کے ساتھ ہم سب بھی گرفتار ہوگئے ہین اب ہاتھ سے امیر ثانی کے آپ جانبر نہو نیے گا وہ ضرور قتل کرڈالینگے شہنشاہ صلصال جو آپ کے پاس مبتلاے تپ بیٹھے ہوے ہین اُنکو بھی اور سب کو بھی امیر ثانی زندہ نچھوڑینگے ہان اگر آپ اور ہم سب کلمہ پڑھینگے اور مسلمان ہونے کا اقرار کرینگے اور مسلمان ہونگے تو امیر ثانی چھوڑدینگے قتل نکرینگے لاجورد شاہ یہ سُن کے

اپنی زندگی سے مایوس ہوکے زار زار رونے لگا اور بختگان سے پوچھنے لگا کوئی تدبیر ایسی بھی ہو کر سکتا ہی
کہ امیر ثانی کے ہاتھ سے بچون قتل نہون اور صلصال بھی جانبر ہون بختگان نے کہا آپ خداوند ہین اپنی
کوئی قدرت دکھائیے اور دن کی تو کیا دستگیری کیجئے گا خود ہی اپنی جان بچائیے مجھسے کچھ نہ پوچھیے لاجوردشاہ
نے کہا اس وقت خداوند گھبرائے ہوئے ہین بظاہر تب ہی تو ایسی کوئی تدبیر کر کہ جس سے جانبری ہو خداوند
اس وقت کوئی تقدیر نکر سکینگے اُسنے جواب دیا مین کچھ تدبیر نکرونگا اگر آپ تقدیر نکیجے گا تو قتل ہوجائیے گا
لاجوردشاہ نے کہا خداوند نے تقدیر سے دست کشی کی ہی کہ تو ہی کچھ ایسی تقریر و تدبیر کر کہ صورت رہائی و جانبری
نظر آئے بختگان نے کچھ فکر کرکے کہا ایک تدبیر ذہن مین جان بچانے کی آئی ہی لاجوردشاہ نے پوچھا
وہ تدبیر کیا ہی بیان کر اُسنے کہا ابھی نہ بتاؤنگا بر وقت ضرورت بتا دونگا اگر اس تدبیر سے جان بچ گئی
تو بچ گئی ورنہ آپ کے ساتھ ہم سب بھی قتل کیے جائینگے امیر ثانی کسیکو زندہ نچھوڑینگے لاجوردشاہ
نے کہا ابھی اس تدبیر کو بیان کر بختگان نے کچھ کان مین اُسکے آہستہ سے کہا لاجوردشاہ سنکے
خاموش ہو رہا ملازمان کہران شاہ نے حسب الحکم اپنے حاکم کے لاجوردشاہ وغیرہ کو اسیر کرکے
اُسی جگہ اپنی حراست مین رکھا ادھر کہران شیر سوار نے حکم دیا کہ جملہ ساکنان شہر کہرانیہ مسلمان ہون
جو دین اسلام قبول نکریگا وہ قتل کیا جائیگا اہل شہر اُسکے حکم سے برغبت تمام کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوے
بعد اسکے کہران شیر سوار نے اپنے ملازمان ذی عزت سے کہا چاہتا ہون دعوت و ضیافت امیر ثانی
و بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ کردن لہذا تم سامان دعوت و ضیافت نہایت تکلف سے کرو اور بزم عشرت
بھی ابھی آراستہ کرو کہ رشک بزم جمشید ہو اُنھون نے اُسی وقت سے حکم کی تعمیل مین کوشش کی
سامان دعوت بخوبی کیا بزم عیش بھی نہایت خوشی سے آراستہ کی دوسرے روز امیر ثانی لشکر کو اپنے
بیرون شہر چھوڑکے ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام کے جملہ سرداران سپاہ کو جو اسیر نہوے تھے اور لشکر مین
تھے اُنھین ساتھ اپنے لیکے شہر کی طرف روانہ ہوئے کہران شیر سوار واسطے استقبال کے آیا ہمراہ
اپنے امیر ثانی و بادشاہ موصوف وغیرہ کو بزم عشرت مین لیگیا بصد عزت و حرمت علی قدر مراتب ہر ایک
کو بٹھایا ہنوز ارباب نشاط حاضر بزم نہوے تھے کہ امیر ثانی نے کہران شیر سوار سے پوچھا ہمارے
لشکر کے سرداران جنھین نقابداران زرد و سرخ پوش نے اسیر کیا تھا کہان ہین تمنے اُنکو رہا نکیا اسکا کیا
باعث ہی اُسنے عرض کیا کہ سرداران مذکور زندان مین بیہوش پڑے ہین مثل اسکے چشم و رخ نقابداران
زرد و سرخ پوش ہین جبتک وہ نقابدار ہلاک نہونگے اُنھین ہوش نہ آئے گا ایسے بیہوش سرداروں کو
مین رہا کیا کرتا اُنکو آپ کی خدمت مین کیا لاتا امیر ثانی نے یہ سُن کے مجبور ہوکے فرمایا اگر وہ
برقع پوش جسنے نقابدار زرد پوش کو اسیر کیا تھا یہان آتا یا اُسکے مسکن سے آگاہی ہوتی اور مین
وہان جاتا نقابداران مذکور کو ہلاک کرتا تو مدعا سے دلی بر آتا یعنی کچھ سرداران مذکور کو ہوش آتا
ابھی امیر ثانی یہ فرما رہے تھے کہ عمرو ثانی تلاش امیر مین بزم عشرت مذکور تک آیا اور داخل بزم
مذکور ہوکے بادشاہ و امیر ثانی کو سلام کیا امیر ثانی نے اُسے دیکھکر بہت خوش ہوکے فرمایا اے
خواجہ تم تو خانہ کعبہ کو گئے تھے کیا راہ سے پلٹ آئے عمرو ثانی نے باادب کھڑے ہوکے دست بستہ
عرض کیا اے امیر یا توقیر مین خانہ کعبہ نہین گیا تھا بلکہ یہ بہانہ خانہ کعبہ واسطے عیاری کے گیا تھا مفصل

اور آپ کے اقبال سے حسب دلخواہ مین نے عیاری کی گوہر مطلب ہاتھ آیا یہ کہکے دونون نقابدارون کو
زنبیل سے نکالا امیر نے دیکھا کہ وہ بیہوش ہین اُس وقت امیر ثانی نے خواجہ کی عیاری کی ازحد
تعریف کرکے فرمایا کہ اُنکو ہلاک کرو ہم ہدایت دین اسلام قبل ہی اُنکو کر چکے ہین اور یہ راہ راست پر
نہین آئے ہین عمر وثانی نے خنجر نکالکر نقابداران زردپوش وسرخ پوش کی گردنون پر رکھکر چاہا کہ سر اُنکے
جدا کیجیے چونکہ وہ دونون روئین تن تھے خنجر اُنکے گلون پر خط تک نہ دیا عمر وثانی نے برہم ہوکے سیسہ و سنسی زنبیل
سے نکال کے شیشہ کو آگ پر گرم کرکے سنسی سے دانت اُنکے کہول کے وہی گرم سیسہ اُنکی حلق مین بکثرت
ڈال دیا تھوڑی دیر مین نقابداران زردپوش وسرخ پوش بوجہ گرم سیسے کے پھڑک کر مر گئے اُنکے مرنے
سے سرداران لشکر امیر ثانی کو جو زندان مین تھے ہوش آیا سب نے اپنے تئین زندان مین پایا حیران
ہوکے باہم کہا ہم یہان کیونکر آئے کسنے ہمین گرفتار کیا یہ کہکے جوش شجاعت مین آکے ہتکڑیان بیڑیان
طوق خاردار وغیرہ کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کے زمین پر ڈال دیا پھر سب سرداران تہور شعار زندان سے
نکلے نگہبانان زندان کہ مسلمان تھے اُنھون نے نروکا بلکہ خوش ہوکے کہا آپ صاحبون کو مبارک ہو
کہ عمر وثانی نے نقابداران زرد وسرخ پوش کو مار ڈالا امیر ثانی نے یہان کے بادشاہ کہران شیر سوار
کو زیر کرکے مسلمان کیا ہم سب رعایا نے بھی دین اسلام اختیار کیا ہی اب امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام
وسرداران سپاہ اسی ملک مین تشریف لائے ہین بزم عشرت مین رونق افزا ہین اگر فرمایئے تو ہم آپ کے
ہمراہ وہان تک چلین آپ کو پہونچا دین اُنھون نے یہ خوشخبری سُنکے بہت خوش ہوکے کہا اچھا ہمارے ساتھ
چلو بزم عشرت تک پہونچا دو وہ ہمراہ ہوئے ادھر امیر ثانی کو اُنکے آنے کی خبر پہونچی اُسی وقت اکثر
سردارون کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا سرداران مذکور گئے اور استقبال اُنکا کرکے ہمراہ
اپنے اُنھین محفل عیش مین لائے اُن سردارون نے بزم عشرت مین آکے بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی
عالی مقام کو حسب قاعدہ بعد ادب سلام کیا بادشاہ موصوف وامیر با توقیر سلام لیکر اُنھین دیکھکر بہت
خوش ہوے اور ارشاد دنگلون پر بیٹھنے کا کیا وہ بار دیگر سلام کرکے علی قدر مراتب دنگلون پر بیٹھے
دست راستی دست راست کی طرف دست چپی دست چپ کی طرف بیٹھے ابھی سرداران مذکور زندان سے
آکے داخل بزم عشرت ہوئے تھے کہ امیر ثانی نے کہران شیر سوار سے پوچھا لاجورد شاہ وصلصال
ونجبتگان کہان ہین یقین ہی کہ وہ یہان سے بھی بھاگ کر اور کسی ملک کی طرف گئے ہونگے اُسنے
عرض کیا مین نے خدمت حضور سے یہان آکے اُنھین گرفتار کیا لیا ہی اگر حکم ہو تو اُنھین یہان طلب کرون
امیر ثانی نے ازحد شادمان ہوکے شکر خدا کرکے فرمایا جلد اُنکو یہان بلواؤ کہران شیر سوار نے ملازمون
کو روانہ کرکے اُنکو بزم عشرت مین بلوایا وہ سلاسل مین گرفتار بزم عشرت مین امیر ثانی ذیوقار کے روبرو
یون آئے کہ اول تو خوف جان سے کانپتے تھے رنگ رُخ صدمہ گرفتاری وخیال قتل سے متغیر تھا
دوسرے بوجہ تپ لرزہ کے کانپتے تھے چہرے اُنکے متغیر تھے لاجورد شاہ اور صلصال شرم
وغیرت سے سر جھکائے تھے جانتے تھے کہ اس ذلت ورسوائی سے کاشکے موت آجائے روح جسم سے
نکل جائے ایسی حالت مین ملازمان کہران شیر سوار اُنکے گرد تلوارین علم کیے کھڑے تھے وہ پیش
بادشاہ لشکر اسلام وامیر خوش انجام وغیرہ ایستادہ تھے ناگاہ نجبتگان نے امیر ثانی وغیرہ کو دیکھکر

جھک کر سلام کیا اور بعد ثنا و دعا کے لاجورد شاہ و خلخال و صلصال سے مخاطب ہو کے کہا آپ بھی
بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیجیے اُس وقت لاجورد شاہ و صلصال و خلخال صدمہ گرفتاری و خیال و ذلت
و رسوائی سے نہایت محزون و مغموم تھے اشک آنکھوں مین بھرے تھے ہر چند اُنکا دل نچاہتا تھا کہ سر
اُٹھا کر اہل بزم کو دیکھکر بادشاہ موصوف و امیر ثانی کو سلام کیجیے لیکن بمصلحت وقت اور بختگان کے کہنے
سے بھی بکراہت ہاتھ اُٹھا کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی خوش انجام کو سلام کیا امیر ثانی نے باشارہ
بادشاہ لشکر اسلام اُنکو ہدایت کر کے کہا اے لاجورد شاہ و اے صلصال و خلخال و بختگان اگر تمکو اپنی زندگی
مطلوب ہے تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اُنھوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا امیر ثانی نے برہم ہو کے حکم دیا
اُنکو لیجا کے قتل کرو جلادوں نے ہر ایک کا بازو پکڑا اور کہا چلو تمھارے قتل کا حکم ہوا ہے اُس وقت
لاجورد شاہ نے اشک ریزاں ہو کے کہا اے جلاد ذرا تامل کر ابھی ہمکو یہان سے جانب قتل گاہ نہ لیجا کیونکہ
کچھ ہمین بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی سے کہنا ہے جلاد نے مہلت دی لاجورد شاہ کو بختگان نے
جو تدبیر جان بچانے کی بتائی تھی وہی تدبیر یاد کر کے امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام سے کہا آپ ہمکو کیوں
قتل کراتے ہین کہراں شیر سوار یہان آپ سے لڑا اُسے آپ نے زیر کر کے مسلمان کیا ہم تو یہان
آپ سے نہین لڑے ہین بلکہ بھاگ کر آئے ہین حالت تب مین غافل پڑے تھے کہ بلا زمان
کہراں شاہ نے ہمین گرفتار کر لیا ہے ہماری کیا خطا ہے کہ آپ قتل کراتے ہین آپ سراسر ہمپر ظلم کرتے ہین آپ
اہل اسلام ہین ظلم کیجیے ورا انصاف کیجیے اپنے خدا سے ڈریے مجھسے تو آپ سب صاحب منحرف ہین
خداوند نہین جانتے ہین خیر اس وقت اسکی کچھ شکایت نہین ہے اس دم تو یہی شکایت ہے کہ آپ انصاف نہین کرتے
ہین اگر یہان ہم آپ سے لڑے ہوتے اور آپ ہمکو گرفتار کر کے قتل کراتے تو ہمین قتل ہونے مین
کچھ عذر نہوتا بادشاہ لشکر اسلام نے اور امیر ثانی نے اُسکی تقریر سُنکے دل مین کہا کہ یہ سچ کہتا ہے ہنوز امیر
ثانی اپنے دل مین عذر لاجورد شاہ کو عذر معقول سمجھ رہے تھے کہ ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے بھی امیر
ثانی سے مخاطب ہو کے فرمایا عذر لاجورد شاہ کا بجا ہے یہان یہ ہمسے نہین لڑا ہے لہذا بالفعل قتل نکیا
جائے مگر قید رہے بعد فکر و غور کے جو مناسب ہوگا اُسکے حق مین حکم دیا جائیگا امیر ثانی نے حسب ارشاد
بادشاہ موصوف اُس وقت قتل سے امان دیکر حکم کیا کہ لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و بختگان کو زندان
مین قید کرو ملازموں نے موافق حکم نامبردگان کو زندان مین لیجا کے قید کیا پھر گرد زندان کے پانچ سو سوار
واسطے نگہبانی کے حسب الحکم امیر ثانی مقرر کیے گئے اور لاتعین نقابداران زرد و سُرخ پوش اُنکی قریب
زندان گھوڑے پر ڈالی دی گئین اور رحم و ثانی کو زر کثیر دیا گیا خواجہ نے وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل نکر کے
امیر ثانی سے عرض کیا کہ اگر مین عیاری نکرتا تو نقابداران زرد و سُرخ پوش کبھی گرفتار و قتل نہوتے تھوڑے
دنوں مین سب سرداران لشکر کو بلکہ جملہ اہل لشکر کو اسیر کر لیتے شاید آپ بوجہ پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے
اسیر نہوتے پس ایسے کارنمایان کرنے کا یہ انعام مین نہ لونگا اگر انصاف کی نظر سے دیکھیے تو مین نے
جملہ اہل لشکر کو اسیری و قتل سے بچایا ہے ہر ایک سے مین طالب انعام ہون سب کو مناسب ہے کہ مجھے کچھ
کچھ دیدے خوش کرین امیر ثانی نے یہ تقریر خواجہ کی سُنکے جملہ اپنے سرداران سپاہ کی طرف دیکھا سبنے
عرض کیا خواجہ بجا کہتے ہین بعد خدا کے انھوں نے ہماری جان بچائی ہے یہ کہکے ہر ایک سردار نے

علی قدر مراتب روپیہ اور جواہر اپنے ملازمون سے منگوا کے خواجہ کو دیا خواجہ نے ہر ایک سردار سے
زر و جواہر لیکر اُنکی تعریف کر کے نذر زنبیل کیا اور وہ روپیہ جو امیر ثانی نے دیا تھا وہ بھی نذر زنبیل کیا اُس وقت
شیر وے پن شیر دیہ نے کہا اے خواجہ آج تو زنبیل آپ کی زر و جواہر سے بھر گئی ہوگی خواجہ نے
زنبیل دکھا کر کہا اتنے سے زر و جواہر مین کہین زنبیل مملو ہو سکتی ہے خالی پڑی ہے اور کچھ بھی اسمین زر و جواہر
معلوم ہوتا ہے یہ جو کچھ اس وقت پایا ہے ایک روز کا سود مہاجنون کے روپیہ کا ہے روپیہ تو اُنکا جو میرے
ذمہ واجب الادا ہے ادا ہو نہین سکتا الا اکثر اُس روپیہ کا تھوڑا سود دیدیتا ہون امیر ثانی یہ سن کے
مسکرائے سرداران لشکر بھی بادشاہ لشکر اسلام کی طرف سے منہ پھیر کر مسکرائے امیر ثانی نے بعد
مسکرانے کے جواب دیا اے خواجہ زنبیل تو نہ بھری ہے اور نہ کبھی بھرے گی اور نہ اسمین کچھ کسی کو نظر آئیگا
اور یہ محض تمہاری باتین جھوٹ ہین کہ مہاجنون کا قرض دار ہون اُنھین اُنکے زر کثیر کا سود دیتا ہون
ابھی امیر ثانی نے یہ فرما رہے تھے اہل بزم خواجہ کی باتون سے خوش ہو رہے تھے ناگاہ حسب الحکم
کہران شیر سوار ساقیان گلعذار کشتیان بادۂ گلنار کی لیکر بزم عشرت مین آئے اور جام بلورین مین
شراب ناب اہل بزم کو پلانے لگے دور جام جو ہونے لگا ہر ایک شراب ناب پینے لگا جب اہل بزم
شراب پی چکے گزک سے لطف بعد اُٹھا چکے کشتیان شراب کی اُٹھا کر بزم سے چلے گئے
بعد اُنکے جانے کے حسب الحکم کہران شیر سوار ایک رقاصہ کہ علم موسیقی و رقص مین مشہور روزگار تھی
ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مذکورہ مین حاضر ہو کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و کہران شاہ
کو بہ ناز و ادا سلام کر کے اپنے سازندون سے مخاطب ہو کے کہنے لگی جلد سازون کو درست کر دو
دیکھنا آج ایسا رقص و نغمہ کرونگی کہ کبھی کسی نے نہ کیا ہوگا اور تمنے کسیکو ایسا ناچتے گاتے
نہ سنا ہوگا نہ دیکھا ہوگا یہان سب شاہ و شاہزادے اہل عزت و متمول ہین انکے سامنے کمال اپنا
ظاہر کرونگی اُنھون نے جلد جلد حسب دلخواہ سازون کو درست کر کے گت بجانا شروع کیا رقاصہ
مذکور بصد ادا رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھکر بجائے خود تعریف اُسکے کمال کی کرنے لگے
جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی ۔ غزل حسب مقام ہذا

جو نالہ تھا وہ غیرت آواز صور تھا
پرزے ہوئے اڑا کے کہ لکھا تھا جتنے خط
بی اُس قبح مین جسمین لکھا یا غفور تھا
ایسے مہیب تھے شب ہجران کے خوف سے
ضو تھی نہ اخترون مین نہ شمع مین نور تھا
تحت جگر حضور غم یار رکھ دیا
کب چاک کرتا ہاتھ گریبان دور تھا

خط مین لکھا جو درد جدائی کا اپنے حال
قاصد کا کیا گناہ تھا وہ بے قصور تھا
کشتون کا اپنے رقص ذرا وہ بھی دیکھتے
سایہ تھا ہمارے ساتھ مگر دور دور تھا
تکلیف کیون کی اُٹھائی دم نزع آپنے
مہمان رہے گرسنہ یہ ہمت سے دور تھا
بخشا جو عیش تجھکو خدا نے تو کیا عجب

تا صبح حشر کا شب غم مین ظہور تھا
ہر ایک حرف لفظ مرکب سے دور تھا
مینو شیون کے وقت بھی بے نہ کچھ ہم
دو چار سنبھلون کا تڑپنا ضرور تھا
وہ بے نقاب آئے جو محفل مین رات کو
اب سرفراز کرنا مجھے کیا ضرور تھا
اہل جنون مین ضعف نے مجھکو سبک کیا
مین بھی تو ایک بندۂ رب غفور تھا

رقاصہ مذکورہ اشعار غزل مندرجہ گا چکی اہل بزم عشرت سن کے خوش ہونے لگے اسکی خوش گلوئی
و کمال کی اُسنے دل مین ثنا کرتے تھے کہران شیر سوار بار بار خوش ہو کے اُسے انعام دینے لگا وہ
زر و جواہر لیکر اپنے سازندون کو دیدے کر تیا تھا کہ ہر ایک شعر کو گانے لگی یہانتک

کہ اسنے غزل تمام کی اہل بزم عشرت یہ غزل عیش کی کہی ہوئی سنکے خوش ہوے بعد اس غزل کے ایک ٹھمری اسنے شروع کی جب وہ تا دیر گا چکی اور رقص کر چکی انعام بہت پا چکی بزم عشرت سے مع اپنے سازندون کے چلی گئی پھر اور ایک رقاصہ حاضر بزم ہو کے ناچنے گانے لگی اہل بزم اسکے رقص و نغمہ سے شادمان ہونے لگے اسی طرح اس شب مین قریب صبح تک چند رقاصہ نے بزم مین آ کے رقص و نغمہ کیا اور امیر وغیرہ اہل بزم نے لطف بیحد اٹھایا کھانا انواع و اقسام کا لذیذ و خوش ذائقہ کھایا یہان تو امیر ثانی وغیرہ بزم عشرت مین بیٹھے ہوے رقص و نغمہ رقاصان ذی کمال کا دیکھ اور سُن رہے ہین انکو تو اس حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لاجوردشاہ کا لکھا جاتا ہی کہ حسب حکم بادشاہ لشکر اسلام و ارشاد امیر خوش انجام ملازمان کمران شیر سوار نے لاجوردشاہ کو زندان مین بیجا کے قید کیا اور گرد زندان کے سوار واسطے نگہبانی کے مقرر ہوے لاجوردشاہ سامنے صلصال و طلخال و بختگان کے زیادہ تر رونے لگا دیوار و در سے سر ٹکرانے لگا بار بار کہنے لگا ہاے افسوس ان بندگان نالائق نے میری کچھ قدر نکی مجھکو زندان مین قید کیا بختگان نے جواب دیا اب بھی تقدیر معقول کیجیے زندان سے نکلکر کسی جانب چلیے اس رونے اور سر ٹکرانے سے کیا فائدہ ہی کچھ قدرت اپنی دکھایے خداوند آپ اپنے تئین مشہور کرتے ہین اسنے کہا ایسا ہی کرونگا کوئی تقدیر ایسی معقول کرونگا کہ اہل اسلام کو خصوص امیر ثانی کو صدمہ ہو بنجے کشت و خون جو ہوا ہی میرے یہان آنیسے ہوا اسنے جواب دیا مجھے یقین ہی کہ آپ ایسی تقدیر کیجیے گا ہمیشہ اسی زندان مین تا بقید حیات رہیگا رو یا کیجیے گا اور کچھ بھی نہوگا اسنے کہا نہین ضرور تقدیر کرونگا اب اہل اسلام نے مجھے بہت ستایا ہی یہان تو لاجوردشاہ قیدخانہ مین بختگان سے کبھی باتین کرتا ہی گاہ روتا ہی سر در و دیوار سے ٹکراتا ہی صلصال وغیرہ بھی اشکبار ہین انکو تو اسی رونے اور صدمے مین چھوڑیے اور اب احوال عنقاے جادو کا سنیے کہ یہ ساحرہ نامبردہ لاجوردشاہ کے عاشقون مین سے ہی گو سن و سال مین کئی سو برس کی ہی لیکن سحر کے زور سے نوجوان بنی رہتی ہی تمناے وصل رکھتی ہی جس شب کو لاجوردشاہ زندان مین قید ہوا حسب اتفاق اسی شب کو قریب صبح سوتے سوتے اسکی آنکھ کھلی لاجوردشاہ کا خیال کیا دل مین کہا وہ بے مروت نہین معلوم اس وقت کہان ہی ہم یہان بستر پڑے ہین وہ کسی زن خوبرو کے ساتھ سوتا ہوگا یہ کہکے دل مین کہنے لگی ذرا اسکے حال سے باخبر ہونا چاہیے یہ کہکے اپنے فرش خواب سے اٹھی اور اوراق جمشیدی نکال کے بہ نیت اظہار حال لاجوردشاہ انھین دیکھنے لگی اسمین دیکھنے سے اسے معلوم ہوا کہ لاجوردشاہ شہر کہرانیہ مین قیدخانہ مین قید ہی زار زار رو رہا ہی سر اپنا در و دیوار سے ٹکرا رہا ہی یہ حال جب اوراق مذکور سے اسپر ظاہر ہوا چونکہ محبت بہت کرتی تھی عاشق لاجوردشاہ تھی تاب ضبط نہ لائی صبح ہونے کا بھی انتظار نکیا اسی وقت جھولی اسباب سحر کی اٹھا کے دوش پر رکھ کے تخت سحر پہ بیٹھکر اپنے قصر سے جانب کہرانیہ روانہ ہوئی بعد قطع راہ دور و دراز عنقریب صبح در زندان پہ پہونچی دیکھا کئی سو سوار بیدار و ہوشیار گرد زندان پھر رہے ہین بہ آواز بلند باہم کہتے ہین یارو ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے ایسا نہو کہ لاجوردشاہ کو زندان سے کوئی نالایق و نابکار آ کے لیجاے تو غضب ہو عنقاے جادو نے انکی تقریر سن کے برہم ہو کے کار دجھولی سے نکال کے سحر اسپر دم کر کے ان سب سواران پر لگائی وہ مانند تیغ آبدار ہو کے

اُنکے سرون پر چلی ایک دم مین تین چارسو سوارون کے سر کٹ کے زمین پر گرے تن اُنکے پھڑکنے لگے ساحرۂ مذکورہ
ان سوارون کو قتل کرکے درِ زندان پر آئی اور قفل درِ زندان پر سحر پڑھ کے اشارہ کیا فوراً دروازہ وا ہوا ساحرہ نے
تخت سحر سے اُتر کر تاریکی زندان مین فتیلۂ سحر روشن کیا زندان مین گئی دیکھا کہ لاجوردشاہ بیتاب ہو کے رو رہا ہے
سر اپنا دیوار زندان سے ٹکرا رہا ہے کبھی آہ سرد کرتا ہے گاہ نالہ و فریاد کرتا ہے کبھی کہتا ہے اے لاجوردشاہ افسوس ہزار
افسوس کیا انقلاب زمانہ ہے کہ تو خداوند ہو کے زندان مین ہے اہل اسلام نے تجھے قید کیا ہے کوئی معین و مددگار تیرا نہین
ہے یہ سنکے عنقائے جادو بھی آبدیدہ ہوئی اور قریب جا کے کہنے لگی کیون روتا ہے کیا چاہتا ہے جو حاجت ہو بیان کر
لاجوردشاہ نے سر اپنا اُٹھا کے اُسے دیکھا کچھ عالم صدمہ مین اُسے پہچانا اور کچھ نہ پہچانا پوچھنے لگا تو کون ہے اُسنے
جواب دیا او بیمروت و نا شناس تو مجھے بھول گیا مین عنقائے جادو ہون ہمیشہ تو مجھسے کنارہ کش رہا کبھی مجھپر تو نے
رغبت نکی میرے کہنے پر کبھی تو نے عمل نکیا سدا اپنا ہی کہنا کیا اسی وجہ سے تیرا یہ حال ہوا اگر میرے کہنے پر عمل
کرتا مجھسے جدائی اختیار نکرتا تو یہ حال کیون ہوتا یہ کہکے فرط عشق سے لاجوردشاہ سے لپٹ کے رونے لگی
لاجوردشاہ بھی اُسے پہچان کے زیادہ رونے لگا بعد گریہ و بکا کے پوچھنے لگا اے عنقائے جادو تمہارا
آنا یہان کیونکر ہوا اُسنے کہا مین نے احوال تیرا اوراق جمشیدی مین دریافت کیا تھا جب یہ احوال پُر ملال تیرا معلوم
ہوا کہ تو قید ہے مین تاب ضبط نہ لا سکی اپنے قصر سے یہان آئی لاجوردشاہ نے کہا مین بھی تمہارے دیکھنے کا
مشتاق تھا خوب ہوا کہ تم آئین اُسنے کہا تو جھوٹا ہے مجھسے تجھے نفرت ہے تو مجھے کیون یاد کرنے لگا لاجوردشاہ
نے کہا اب تجھسے کراہت نکرونگا تجھسے وصل کرونگا جو تو کہے گی وہی کرونگا ساحرہ یہ سن کے خوش ہوئی مانند
گل کے ہنسی بعد ہنسنے کے پوچھنے لگی کیا حاجت ہے بیان کر لاجوردشاہ نے کہا بالفعل حاجت یہ ہے کہ اس زندان
سے رہا ہون اور کاغذ و قلم دوات بھی چاہتا ہون کہ اس وقت کچھ لکھون ساحرہ نے کچھ سحر پڑھا فی الفور زمین
شق ہوئی ایک ساحر سیاہ فام ایک قلمدان لیے ہوئے پیدا ہوا اور عنقائے جادو کو سلام کرکے کہنے لگا
اسوقت آپنے کیون مجھے یاد کیا ہے عنقائے جادو نے کہا اے قرطاس جادو اس وقت مجھکو قلمدان کی
ضرورت تھی اس وجہ سے تجھے طلب کیا یہ کہکے اُس سے قلمدان لے لیا اور سامنے لاجوردشاہ کے رکھ دیا
اُسنے قلمدان کو کھولکر پرچہ قرطاس اُسمین سے نکالکر قلم اُٹھا کے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ اس مضمون کا
امیر ثانی کو لکھا کہ اے امیر ثانی تمنے مجھ ایسے خداوند کو قید کیا ذلت دی مرتبہ میرا نہ پہچانا ترا کیا مین نے رحم کیا
ورنہ تمکو اور تمہارے تمام لشکر کو نیست و نابود کر دیتا اب یہان سے جاتا ہون اور یہ رقعہ لکھکر یہان چھوڑے
جاتا ہون تمھین لازم ہے کہ اب بھی مجھے اپنا خداوند سمجھو ورنہ ایک روز غضبناک ہو کے تمھین اور تمہارے لشکر کو
ہلاک کرونگا قدرت اپنی دکھاؤنگا یہ لکھکر نام اپنا درج کرکے رقعہ کو تمام کرکے اُس جگہ رکھ دیا پھر قلمدان عنقائے جادو
کو دیا اُسنے قرطاس جادو کے حوالے کیا اور کہا اب تو جا وہ زمین مین اپنے سحر سے جا کے اپنے مسکن کی
طرف روانہ ہوا زمین برابر ہو گئی بعد جانے قرطاس جادو کے عنقائے جادو نے کہا اے لاجوردشاہ اب
کیا تامل ہے یہان سے اُٹھ میرے تخت سحر پر بیٹھ کر جس طرف دل چاہے چل لاجوردشاہ نے کہا مین تو چلونگا
مگر ان میرے ہمراہیون کو میرے ساتھ لیچلو اُسنے قبول کیا لاجوردشاہ نے صلصال و خلخال و نجنگان کو
بیدار کرکے کہا مین نے تقدیر کی ہے کہ اب یہان سے چلو نجنگان نے عنقائے جادو کو دیکھکر لاجوردشاہ سے
پوچھا کچھ آپ انکی تعریف کیجیے اُسنے کہا اس وقت انکا حال کیا بیان کرون پھر کبھی کہونگا نجنگان نے کہا

بہتر ہے نہ بیان کیجیے مین سمجھ گیا یہ کہکے بختگان وصلصال وخلخال اُٹھے لاجوردشاہ بھی اُٹھا عنقاے جادو
ان سبکو ہمراہ لیکر زندان سے باہر آئی پھر تخت سحر پر سبکو بٹھا کر خود بھی پہلو سے لاجوردشاہ مین بیٹھکر تخت کو
اشارہ کیا تخت مذکور زمین سے بہت بلند ہوا اُسوقت عنقاے جادو موافق کہنے لاجوردشاہ کے جانب
خداوند تمثال آئینہ رو روانہ ہوئی اثناے راہ مین لاجوردشاہ نے عنقاے جادو سے کہا تخت سحر پھر
سوے زندان لیچل و تخت مذکور پلٹا کے سوے زندان لائی لاجوردشاہ نے اُس گوشہ پر تخت رکھوا کے اُن
نقابداران زرد پوش و سرخ پوش کو اُٹھا کے اپنے اہل لشکر کو دیکے اُن سے کہا کہ ہم یہان سے دامن کوہ مین کہ یہانسے
چند کوس ہے جاکے ٹھہرینگے تم سب مع مردان سپاہ صلصال وہین جلد تر آنا اُنھون نے عرض کیا آپ تشریف
لیے چلین ہم سب بھی ابھی کوچ کرتے ہین لاجوردشاہ لاشین نقابداردن کی اُنکے حوالے کرکے تخت سحر بلند
کراکے قطع راہ کرکے اُسی دامن کوہ مین جاکے ٹھہرا عنقاے جادو سے خوش ہوکے علیحدہ آسے سب سے
لیجاکے ہم بستر ہوا پھر اُس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر جاؤ مین یہان سے جانب تمثال آئینہ رو جاؤنگا وہان سے
آکے تمسے ملونگا ساحرہ یہ سنکے اپنے تخت سحر پر بیٹھکر اپنے گھر کی طرف دل سے شادمان ہوکے روانہ ہوئی بعد چندے سب
کے مردان سپاہ لاجوردشاہ ولشکریان صلصال بھی اُسی دامن کوہ مین آئے لاجوردشاہ نے بخوف امیر ثانی سے
اُس جگہ قیام نکیا اُسی وقت ہمراہ اپنے لشکر کے سوے تمثال آئینہ رو روانہ ہوا صلصال وخلخال وبختگان
بھی اُسکے ہمراہ ہوے احوال اُنکا انشاء اللہ آئندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا ادھر لاجوردشاہ وغیرہ سوے تمثال آئینہ رو
نقابداردن کی لاشین ہمراہ لیکے روانہ ہوے اُدھر امیر ثانی بزم عشرت مین بیٹھے ہوے رقاصان خوبرو وخوش گلو کا
رقص دیکھ رہے تھے گانا سن رہے تھے ارادہ کر رہے تھے کہ بزم عشرت سے اُٹھ کے برائے نماز سحر وضو کرین
ناگاہ چند ملازمان کہران شیر سوار نہایت حیران و مضطرب الحال بزم عشرت مین آئے اُنھون نے حسب قاعدہ
اپنے بادشاہ اور امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام کو تسلیم ومجرا کرکے دست بستہ عرض کیا کہ مقام عجب ہے
لاجوردشاہ وصلصال وخلخال وبختگان زندان مین نہین ہین ہتھکڑیان بیڑیان اُنکی کٹی ہوئی عجب طور سے
پڑی ہین کہ اُنھین دیکھکر حیرت ہوتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حداد نے نہین کاٹی ہین دروازہ زندان کا
کھلا ہے قفل در زندان کھلا ہوا زمین پر پڑا ہے لشکر لاجوردشاہ وسپاہ صلصال اور تین چار سو سواران نگہبانان
زندان کے سر کٹے ہوے پڑے ہین ایک رقعہ کہ زندان مین پاس ہتھکڑیون اور بیڑیون کے پڑا ہوا
تھا اُسے ہم اُٹھا لائے ہین امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام وکہران شیر سوار وغیرہ یہ خبر وحشت اثر سنکے
حیران ہوے رقاصہ نے رقص ونغمہ موقوف کیا بزم عشرت درہم وبرہم ہوئی امیر ثانی نے اُن لوگون سے وہ
پرچہ قرطاس لیکے عبارت اُسکی پڑھوا کے سنی سنتے ہی عبارت رقعہ مذکور کی برہم ہوکے کہا قسم ہے مجھکو اپنے
ایمان کی جہان لاجوردشاہ بھاگ کر جائیگا وہان مین بھی واسطے اُسکی گرفتاری وقتل کے جاؤنگا یہ فرما کر
اپنے لشکر کے چند ہرکارون کو طلب کرکے اُن سے کہا کہ جلد جاکے لاجوردشاہ کی خبر لاؤ دریافت کرو کہ وہ نابکار
کہان بھاگ کر گیا ہے ہرکارے حسب الحکم اُسوقت روانہ ہوے ایک سمت قطع راہ کرتے ہوے نظر مردم سے
نہان ہوے احوال اِن ہرکارون کا بھی آئندہ لکھا جائیگا بعد جانے ہرکارون کے امیر ثانی نے اپنے ملازمون کو
حکم دیا کہ لاشے سواران محافظ در زندان کے موافق حکم شرع دفن کیے جائین ملازم مذکور کاربند ہوے بعدہ امیر
ثانی وغیرہ اہل اسلام نے وضو کرکے فریضۂ سحر ادا کیا جب آفتاب نمایان ہوا پھر امیر ثانی وغیرہ جملہ کبار و

وضعدار اُسی طرح بزم عشرت مین آکے بیٹھے ساقیان گلعذار گشتبتان مئے ناب کی لیکر آئے اہل بزم کو ساغر
بلوری مین مئے ناب پلانے لگے ارباب نشاط بھی حسب الحکم کہران شبر سوار بزم عشرت مین آکے اُسی
طور سے رقص و نغمہ کرنے لگے اہل بزم سننے لگے اب یہان امیر ثانی بزم عشرت مین بیٹھے ہین کہران شبر سوار
دعوت و ضیافت امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام و سرداران سپاہ کی کر رہا ہی سرکارے برآئے خبر لاجورد شاہ
گئے ہوے ہین امیر ثانی کو اُنکے آنے کا انتظار ہی دیکھیے کب آتے ہین اور کیا خبر لاتے ہین اور
امیر ثانی شہر کہرانیہ سے کب کوچ کرتے ہین

داستان پانا ایک مکتوب کا اور جانا رستم ثانی کا براے حصول لوح طلسم صندل اور دستیاب ہونا لوح مذکور کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ـ ساقی نامہ

پلا ساقی مئے مقصود کا جام
نکالون آج کیا ہو کوئی دل مین

خدا کے فضل سے نیک آئے ایام
ذرا ہنس بول لین ہم پی کے اسدم

تر کہو گل کے لیے بوتل بغل مین
بحر شادی نہو فی الحال کچھ غم

راویان شیرین زبان اس داستان نادر کو یون بیان کرتے ہین کہ قبل ازین رستم ثانی حسب ہدایت و بشارت
حکیم ثانی ارسطو کے شہر حدیدیہ سے ہمراہ سرشار شاہ و حدید شاہ و پانصد ساحران نامی و برق ثانی
و سیارہ ثانی و چالاک ثانی و قران ثانی عیاران لشکر امیر ثانی کے بجمعیت دو لاکھ سپاہ کے جانب
دست راست روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دراز ایک روز دامن صحرا مین قریب شام پہونچکر شاہزادہ موصوف
نے قیام کیا ہنگام شب عالم خواب مین ثانی ارسطو کو دیکھا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا اے حکیم صاحب
مین نے موافق آپکے ارشاد کے شہر حدیدیہ سے کوچ کیا ابھی تک لوح طلسمی کا کچھ پتا نملا حکیم صاحب نے چین بجبین
ہوکے کہا اے رستم ثانی آپ فاتح طلسم صندل ہین واسطے تلاش لوح طلسم صندل کے جاتے ہین تو اس طرح
جاتے ہین کہ تمام لشکر ہمراہ ہی یہ قاعدہ نہین ہی طلسم کشا کو لازم ہی کہ اپنے لشکر کو ایک جا چھوڑ کے تنہا
براے حصول لوح یا تلاش لوح جاے ہان اسکا مضائقہ نہین ہی کہ ایک شخص کو براے اعانت بضرورت اپنے
ہمراہ اثناے راہ سے لے لہذا آپ کو اگر لوح طلسم صندل تک پہونچنا مطلوب ہی تو لیجیے یہ مکتوب
آپکے سرہانے رکھا ہی صبح کو اسے پڑھیے گا جو اسمین لکھا ہی اُسپر عمل کیجیے گا خلاف تحریر مکتوب
ہرگز ہرگز نہ کیجیے گا ورنہ گرفتار ہو جائیگا یہ کہکے حکیم صاحب موصوف نظر سے نہان ہوے رستم ثانی
خواب سے بیدار ہوا حکیم صاحب کو نہ دیکھا لیکن جو کچھ انھون نے عالم خواب مین فرمایا تھا وہ یاد تھا فی الفور
اپنے سرہانے دیکھا ایک مکتوب کہ قرطاس اُسکا برنگ سبز تھا پیچیدہ رکھا ہوا نظر آیا شاہزادہ رستم
ثانی نے خوش ہوکے اُسے اٹھاکے کھولا چونکہ وہ وقت صبح صادق کا تھا روشنی آسمان پر بخوبی تھی سوا
اُسکے ضیاے شمعہاے مومی و کافوری مین کہ بارگاہ مین روشن تھین اُس مکتوب کی عبارت پڑھی اُسمین
بخط جلی لکھا تھا کہ اے شاہزادہ رستم ثانی ہنگام سحر خواب سے بیدار ہوکر بعد وضو نماز سحر پڑھ کر لشکر کو
اپنے اسی جگہ چھوڑ کر تنہا جانب دست چپ جانا اس مکتوب کو اپنے پاس رکھنا بعد قطع راہ دراز
کوہ لالہ زار آپ کو نظر آئیگا اور ایک چمن لالہ دامن کوہ مین دکھائی دیگا اُس چمن سے خوف نکرنا قریب اُسکے
جانا وہان ایک سنگ سفید گران وزن رکھا ہوگا وہ سنگ سوا طلسم کشا کے کسی سے نہ اُٹھے گا چونکہ
آپ طلسم کشا ہین آپ سے وہ سنگ گران ضرور اُٹھے گا پس تم اس سنگ کو اُٹھاکر یہ اسم الٰہی جو

اسی مکتوب مین لکھا ہی ستر مرتبہ اُسپر دم کرکے بسم اللہ کہکر چمن لالہ مذکور مین پھینکنے کا اسکے پھینکنے سے اُس چمن پر
اس طرح خزان آئیگی کہ آگ اُسمین لگ جائیگی ہر گل و برگ اُس چمن کا مانند خار و خس سوختے جلنے لگے گا پھر
اُسی آگ کے اندر سے ایک ساحرہ پیدا ہوگی وہ بہت غضبناک ہو کے آپ کو ڈرائیگی قریب نہ آئیگی اُس وقت
آپ کو لازم ہی کہ دلیرانہ جلد تر اُسکے قریب جاکر اپنی شمشیر آبدار پر دوسرا اسم اعظم الہی سات مرتبہ دم کرکے
اُسکی مانگ پر جہان سیندور کی سُرخی ہی تلوار لگانا اگر تلوار جاے مذکور پر پڑیگی تو وہ ساحرہ دو ٹکڑے
ہو کے مانند چمن لالہ مذکور کے جلکر خاک ہوجائیگی ورنہ آپ کو اسیر کریگی پھر رہائی دیکھیے ہو یا نہو اور اگر بعون
الہی تلوار آپ کی مقام فرق ساحرہ پر پڑ گئی تو بعد اُسکے جلنے اور خاک ہونے کے ایک ساحرہ زبردست
مسمی مُردار خوار جادو کہ اُسی ساحرہ کی جفا سے وہ ساحرہ درمیان آتش شعلہ ور کے اسیر ہوگا اگر وہ
آپ کے پاس آئے تو وہی حال لوح طلسم صندل سے آگاہ ہی اسی وجہ سے صندلان شاہ مالک
طلسم صندل نے ساحرہ مذکورہ کے حوالے کیا ہی اور اُسنے قید کیا ہی تاکہ وہ کسی سے حال لوح طلسم
صندل کا بیان نکرے پس آپ اُس سے دریافت کیجیے گا اور جو وہ کہے اُسپر عمل کیجیے گا خلاف اُسکی
راے کے عمل نکیجیے گا ورنہ پچھتا ئیے گا رستم ثانی یہ عبارت اُس مکتوب مین پڑھ کے خوش ہوا پھر وضو
کرکے فریضۂ سحری ادا کرکے مسلح ہو کے بارگاہ سے نکلا سرشار شاہ وغیرہ نے سلام کیا شاہزادہ موصوف
نے جواب سلام دیکر فرمایا مجھکو ہدایت و بشارت آج کی شب بھر ہوئی ہی لہذا مین واسطے حصول لوح
طلسم صندل کے یہان سے تنہا جاتا ہون بالفعل تم سب یہان رہو بعد دو روز کے یہان سے اگر راہ
صاف و بیخطر پانا تو آگے مع لشکر کے روانہ ہونا یہ کہکے حدید شاہ سے ل کے مکتوب مذکور لیکے بال دیو انتر یہ
کے اپنے بازو پر باندھ کے مرکب پر سوار ہو کے تنہا جانب دست چپ روانہ ہوا بعد قطع راہ دراز قریب کوہ
لالہ زار پہونچا دیکھا کہ دامن کوہ مین عجب ایک چمن لالہ کا ہی کہ جس سے بوے خون ریزی مردم آتی ہی لالہ مانند
خون بیگناہان کے سُرخ ہی یا مثل چہرۂ مردم غصہ ور کے لال ہی جب ہوا کے تند سے گل و برگ جنبان ہوتے
ہین صاف بو سے خون آتی ہی ہوا چلتی ہی اُس جگہ یا تلوار چلتی ہوئی ثابت ہوتی ہی سناٹا اُس جگہ اس قدر ہی
کہ دل دہلتا ہی چمن لالہ مذکور ایسا مہیب ہی کہ اُسکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوا جاتا ہی بے اختیار دل یہی چاہتا ہی
کہ یہان سے پیچھے بھاگیے اس جگہ ایک لحظہ بھی قیام نکیجے کوہ لالہ زار اگرچہ پر بہار ہی مگر دیکھنے سے اُسکے
خوف سے دل بیقرار ہی شاہزادہ رستم ثانی چمن مذکور کو دیکھ کے گو خائف و ترسان ہوا مگر دلیرانہ
ثابت قدم رہا وہان سے نہ ہٹا اور سنگ سفید و گران وزن کو عنقریب چمن لالہ مذکور رکھا ہوا دیکھکر
مکتوب کو کھولکر وہی اسم اعظم الہی ستر مرتبہ ورد زبان کرکے سنگ مذکور کو بسم اللہ کہکے بقوت بازو
اُٹھا کے اسم اعظم الہی جو ستر مرتبہ پڑھا تھا اُسپر دم کرکے اُس چمن کے درمیان مین پھینکا اُسکے پھینکتے ہی
یہ معلوم ہوا کہ زمین تھرائی ایک آواز مہیب آئی کہ غضب کیا تو نے یہان آکے چمن لالہ سحر بلکہ لالہ زار جادو
کو مٹانا چاہا اس سنگ سفید کو پاس چمن کے کیونکر پھینکا یہ سنگ تو وہ سنگ تھا کہ جسکا یہ کوہ لالہ زار وزن مین
ایک پاسنگ تھا گران ایسا تھا کہ رستم پیلتن سے بھی اپنی جگہ سے نہ اُٹھتا بلکہ حرکت بھی نکرتا تو نے کس طرح
اُٹھا کر چمن لالہ مین پھینکا بڑا بیخوف تھا کہ نہ ڈرا یہ آواز سنکے باوجودیکہ رستم ثانی نہایت شجاع و بہادر تھا لیکن
بر لشبان خادار و خائف ہوا اُس چمن کو جو دیکھا تو مانند خس کے آگ سے جلتا ہوا پایا شعلے اُس سے بلند

دیکھے دھوان اُٹھتے نظر آیا ہنوز شاہزادہ موصوف دیکھ رہا تھا چمن لالہ یون جل رہا تھا کہ جیسے کسی نے
آگ باروت مین لگا دی ہی ناگاہ درمیان اُسکی آگ اور شعلون سے لالہ زار جادو نہایت بدصورت
وسیہ فام کہ جسے دیکھکر شب ہجران عاشقان بھی ڈر جاے اور تاریکی پردۂ ظلمات بھی اُسکے مشاہدہ کی تاب
نہ لاے اور حسینان بدشکل وصورت اُسپر نظر کرتی ہی خوف سے بھاگ جائین ایک لمحہ بھی ٹھہر کر دیکھنے کی تاب
نہ لائین بیدار ہوے رستم ثانی نے اُسکے چہرۂ مہیب وخائف وبدہئیت پر نظر کی دل مین کہا پناہ بذات خدا
کیا یہ ساحرہ بدشکل ہی کہ واسطے مرغ جان کے صورت بد اسکی گویا ایک صیاد ہی کہ دیکھتے ہی اُسکے خوف سے مائل
پرواز ہوتا ہی نفس تن مین گھبراتا ہی ابھی شاہزادہ موصوف یہ کہہ رہا تھا کہ اُسنے اُسی شعلۂ آتش سے بصد
غضب پوچھا ایجوان تو کون ہی کہان سے آتا ہی کیا ارادہ رکھتا ہی یہ چمن سحر امیز تو نے کیون مٹایا سراسر جلایا
شاہزادہ نے جواب دیا ای لالہ زار جادو مین ایک مدت سے تمھاری ملاقات کا مشتاق تھا کسی طرح پاس تمھارے
پہونچ نہ سکتا تھا نہ تم مجھ تک بوجہ ناآشنا جان کے آسکتی تھین آج مین نے تمھاری الفت وعشق مین بیتاب
ہوکے یہ تدبیر کی کہ سنگ سفید اس چمن لالہ مین پھینکا تا کہ تمکو میرے آنے کی خبر ہو تم آؤ مین تمھین دیکھون اپنے
پہلو مین بٹھاؤن دل بیتاب کو قرار وتسکین دون اُسنے اُسی جگہ سے بصد قہر وغضب کہا ایجوان کیون
جھوٹی باتین کرتا ہی مجھ سی عاقلہ کو فریب مین لانے کا ارادہ کرتا ہی میرے دانست مین تو کوئی عامل زبردست
ہی یا کسی فقیر کامل کا بالکا ہی کہ مانند اپنے مرشد کے کامل ہی یا فتاح طلسم صندل ہی براے حصول لوح طلسمی
بھاگ آیا ہی کیونکہ یہی راہ حصول لوح مذکور کے جانے کی ہی یہ چمن لالہ کہ مین نے بحکم صندلان شاہ اپنے
سحر سے پیدا کیا تھا گویا ایک مرحلہ تھا اور سد راہ فتاح طلسم تھا جسے تو نے مٹایا بس ضرور ہی کہ تو یا عامل زبردست
ہی یا فقیر کامل ہی یا فتاح طلسم صندل ہی میرا عاشق نہین ہی بلکہ میرا دشمن جان ہی شاہزادہ نے جواب دیا ای
لالہ زار جادو جو کچھ تم نے میری نسبت کہا ہی سب خلاف ہی مین تمھارا عاشق صادق ہون بس اب زیادہ
ناز نکرو شعلۂ آتش سے نکل کے میرے پاس آ دیا مجھے اپنے پاس بلاؤ کہ دل میرا تمھاری دوری مین
مانند سیماب کے بیقرار ہی اُسنے کہا تو میرا دشمن جان ہی ہر گز مین تیرے پاس نہ آؤنگی بلکہ تجھسے بدی
پیش آؤنگی شاہزادہ یہ سُن کے اسکی طرف بڑھا تلوار کو نیام سے پوشیدہ کھینچی وہی اسم اعظم الٰہی سات
مرتبہ تلوار پر دم کر کے چاہا کہ اُسکی مانگ پر جس جگہ سیندور بھرا ہوا ہی لگائے ناگاہ اُسنے تلوار کو دیکھکر اور برہم
ہوکے کہا او نابکار مین تو پہلے ہی جانتی تھی کہ تو میرے قتل کرنے کو یہان آیا ہی طلسم کشا ہی اب تلوار تیرے
ہاتھ مین دیکھ کے یقین کامل ہو گیا کہ تو میرا قاتل ہی عاشق نہین ہی ہنوز وہ ساحرہ یہ کہہ رہی تھی شاہزادہ نے
تلوار نہ لگائی تھی قتل کرنے مین اُسکے تامل کیا تھا خلاف ارشاد حکیم ارسطو عمل کیا تھا کہ یکایک اُس ساحرہ
پربلا نے سحر پڑھ کے ہاتھ اپنے زمین پر درمیان اُسی آتش شعلہ ور کے مارے اور منھ سے کہا ای زمین
پکڑ لے اسکے پاؤن کہ یہ قاتل میرا مجھ تک نہ آئے فی الفور زمین نے قدم پکڑ لیے بعد اسکے کچھ سحر اُسنے
ایسا کیا کہ تلوار ہاتھ سے شاہزادہ کے چھوٹ کر قریب آگ کے جا کے گری لالہ زار جادو نے تلوار
اُٹھا کے اپنے قبضہ مین کی پھر اُس آگ سے نکل کے پس پشت آ کے کمند سحر ماری شاہزادہ کو اسیر کیا
وہ چمن لالہ تو جلکر خاک ہو گیا تھا ساحرہ مذکورہ نے بعد گرفتار کرنے رستم ثانی کے آواز دی کہ ای ساحران ملازم من
جلد آؤ طلسم کشا کو مین نے اسیر کیا ہی بالاے کوہ لالہ زار جلد اسے لے جاؤ بمجرد طلب کرنے ساحران [illegible]

کے بہت سے ساحران نابکار اور بہت سے جادوگر یہان دفعتاً پیدا ہوگئے اُنھون نے آکے عرض کیا کیا حکم
ہی کیون ہمین طلب کیا ہی لالہ زار جادو نے کہا یہ طلسم کشا ہی اِسے مین نے اسیر کیا ہی تم اسکو بالاے کوہ لالہ
زار لیجاؤ مین بھی وہان آتی ہون وہ سب اُسی وقت شاہزادہ کو بالاے کوہ مذکور لے گئے لالہ زار جادو بھی کوہ
مذکور پر گئی ساحرون سے کہا جلد آگ روشن کرو مین اِس دشمن جان کے کباب کھاؤن گی اُنھون نے قریب
رستم ثانی کے آگ روشن کر کے عرض کیا حضور ابھی اس شخص کے کباب نکھائین پہلے صندلان شاہ سے
اسکے بارے مین کوئی حکم لے لیجیے پھر جو حکم ہو اُسپر عمل کرین مبادا صندلان شاہ کے خلاف ہو لالہ زار
جادو نے کہا تم سچ کہتے ہو اچھا تو تم مین شراب کی لا کے میرے پاس رکھ دو مین شراب پی لون پھر عریضہ
خدمت صندلان شاہ حاکم طلسم صندل مین روانہ کرون اُنھون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی ساحرہ مذکورہ
نے تمام حال ایک پرچہ قرطاس پر لکھا گرفتاری طلسم کشا درج کر کے لکھا کہ مجھے اب کیا حکم ہوتا ہی اگر حکم ہو
تو قتل کر کے کباب اُسکے کھا جاؤن یا کوہ سے اُسکو نیچے کوہ گرا دون یا قید کرون غرض جو حکم ہو اُسپر
عمل کرون کہ مین نمکخوار ہون حضور کے دشمن کو مین نے اسیر کیا ہی امیدوار انعام کثیر کی ہون یہ عبارت
عرضی مین بعد القاب و آداب کے لکھ کر مد کھینچکر زیر مد عرضی نام اپنا لکھکر عریضہ مذکور کو لپیٹ کر دستک دی
کہ ایک طائر خوش رنگ جانب صحرا سے پیدا ہو کے اُسکے قریب آیا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ ای لالہ زار
جادو آپنے اسوقت مجھے کیون یاد کیا ہی اُسنے کہا ای طیران جادو اِس وقت مجھے عریضہ خدمت شاہ طلسم
مین روانہ کرنا منظور ہی بس تو عریضہ مذکور کو لیجا جواب اسکا جلد لا یہ کہکے عریضہ مذکور اُسکے سامنے رکھ دیا
اُسنے اپنی منقار مین اُسے دبا کے اور پر پرواز تولے پھر وہ طائر سوے شاہ طلسم اُڑکر روانہ ہوا بعد
قطع راہ اُسی وقت خدمت صندلان شاہ مین پہونچا کہ وہ دربار مین بالاے تخت حکومت بصد کر و نخوت
بیٹھا ہوا تھا جمیع اہل دربار یمین و یسار حاضر تھے علی قدر مراتب بیٹھے تھے صندلان شاہ شاہزادہ رستم ثانی کو یاد
کر کے اپنے اہل دربار سے کہہ رہا تھا کہ بہت دنون سے کچھ حال رستم ثانی کا معلوم نہین ہوا نہین معلوم وہ رہا
ہو کے کہان گیا تھا بس اسکے اتنی خبر معلوم ہوئی تھی کہ عمرو ثانی نے عیاری سے اُسے رہا کر کے صحرا ے
سرور افزا مین جا کے قیام کیا تھا اور رستم ثانی کو اپنی زنبیل سے نکالا تھا ساحرون کو مطیع اپنا کیا تھا ابلیس
خودپسند کو ستون مین باندھا تھا خورشید روشن دل بھی واسطے ملاقات رستم ثانی کے وہان آیا تھا عمرو
ثانی نے چند کوڑے ابلیس خودپسند کی پشت پر لگائے تھے کہ ہماری نانی صاحبہ جو مانند زوجہ کے مجھسے محبت
والفت رکھتی ہین کسی وقت میری خدمت سے غافل نہین ہوتی ہین وہان پہونچین اور سامنے سے سب کے
ابلیس خودپسند کو لے گئین اُس وقت سے اس دم تک پھر کچھ حال طلسم کشا کا سننے مین نہین آیا
اہل دربار عرض کرتے تھے ای بادشاہ فلک جاہ رستم ثانی حضور کے رعب و داب و جاہ و جلال سے ڈر
گیا ہوگا اپنے دل مین سمجھا ہوگا کہ لوح طلسم ہاتھ سے نکل گئی ہی اب شاہ طلسم اُسے ایسی جگہ رکھیگا کہ
مجھے دستیاب نہوگی یہ سمجھ کے ہمت ہار کے اپنے لشکر مین چلا گیا ہوگا صندلان شاہ ہنسکر کہہ رہا تھا کہ واقع اِبکی
مرتبہ مین نے لوح طلسم صندل کو نہایت حفاظت سے رکھا ہی کوئی اُس تک جا نہین سکتا ہی اگر رستم ثانی
اُس تک جاتا تو جل کے خاک ہو جاتا لوح طلسم پا نہ سکتا اول تو اُسکا نشان لوح معلوم ہی نہوتا کیونکہ سوا
ایک ساحر کے کہ جسکو مین نے اپنے سحر مین ایک جگہ قید کیا ہی کوئی آگاہ نہین ہی دوسرے لوح طلسم

ایسی جگہ رکھی ہے اور ایسے ایک ساحر کو اُسکی حفاظت کے واسطے اس طور سے متعین کیا ہے کہ اگر وہ ساحر
کسی طور سے رہا ہو کے رستم ثانی کو حال لوح سے آگاہ بھی کر دے تو رستم ثانی لوح تک نہ جا سکے
اگر جانے بھی تو پا نہ سکے ہر چند تم سب میرے اہل دربار ہو میرے خیرخواہ ہو مین نے کسیسے بھی حال لوح پوشیدہ
کیا ہے اپنی نانی صاحبہ سے بھی حال رکھنے لوح کا بیان نہین کیا ہے اہل دربار ہو اب مین عرض کرتے ہے مجھے حضور
نے یہ فعل اچھا کیا بہتر کیا کہ کسیکو حال لوح سے آگاہ نکیا ہنوز یہ باتین باہم ہو رہی تھین کہ طیران جادو
نے بصورت اصلی ہو کے سلام کیا اور وہ عریضہ لالہ زار جادو کا اُسے دیا اُسنے عبارت اُسکی پڑھواکے
سُنی بعد سننے عبارت عریضہ کے خوش ہو کے کہا اے اہل دربار ہمنے سُنا کہ رستم ثانی کو لالہ زار جادو
نے گرفتار کر لیا واقعی اسنے کار نمایان کیا وہ امیدوار انعام کی ہے مین اُسے انعام کثیر دونگا اُسنے مجھے خوش
کیا ہے مین اُسے شادمان کرونگا یہ کہہ کے طیران جادو سے مخاطب ہو کے کہا کہ لالہ زار جادو سے کہدینا
کہ کہین طلسم کشا کو قتل نکرنا خون اُسکا زمین پر نہ بہانا ورنہ غضب ہوگا قاعدہ طلسم مین فرق آجائیگا یہ
طلسم اُسکی خونریزی سے برباد ہو جائیگا بعد چالیس روز کے طلسم کشا کو قتل کرنا چاہیے یہی بانیان
طلسم نے لکھا ہے خلاف اُنکے مین حکم دے نہین سکتا لہذا طلسم کشا کو بعد حفاظت قید کرے یا اُسی کوہ
سے نیچے گرا دے اس طرح کہ وہ ہلاک ہو جاے اور خون اُسکا زمین پر گرنے نپاے طیران جادو یہ سُنکے
سلام کر کے پھر سحر سے بصورت طائر بن کے پرواز کر کے چلا بعد قطع راہ لالہ زار جادو کے پاس آیا جو کچھ
شاہ طلسم نے کہا تھا بیان کیا اُسنے کہا مین طلسم کشا کو چالیس روز تک قید نکرونگی مجھ سے
حفاظت بخوبی نہو سکیگی کوئی معین و مددگار اُسکا یہان آ کے اُسے رہا کر کے لیجائیگا سوا افسوس کے
اور کیا حاصل ہوگا مین خیرخواہ شاہ طلسم ہون نہین چاہتی ہون کہ طلسم کشا زندہ رہے اور بعد رہائی ہونے
کے طلسم صندل کو توڑے لوح طلسم حاصل کرے ساحرون کو قتل کرے شاہ طلسم کو ہلاک کرے
طلسم کو مٹاے بس ابھی اسکا کام تمام کرتی ہون نہ یہ رہیگا نہ اُسکی ذات سے شر و فساد ہوگا یہ کہکے اپنے
ساحرون سے کہا جلد اسکو اسی جگہ سے زیر کوہ ڈھکیل دو ساحرون نے اُسکے حکم کی تعمیل کا قصد کیا تھا
کہ رستم ثانی نے تمام تقریر لالہ زار جادو کی سُن کے اپنی جان بچانے کی فکر کی چونکہ ہاتھ رستم ثانی کے
بے قابو سحر سے نہ تھے صرف پاؤن بے حس و حرکت تھے اور کمند سحر مین اسیر تھا اُٹھ نہ سکتا تھا بس
بیٹھے بیٹھے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے بازو پر لیجا کے ایک بال دیوانتریہ کے سر کا نکال کے
دہن کے پاس لا کے اسطرح اُسے پھونکا کہ وہ اُڑ کر ہوا کے تند سے اُس آگ مین جا کے گرا جو لالہ زار جادو نے
واسطے کباب تیار کرنے رستم ثانی کے روشن کرائی تھی جب بال مذکور آگ مین ہو کر جلا اُسکے جلتے ہی
دیوانتریہ بعد عجلت وہان آیا دیکھا کہ رستم ثانی کمند سحر مین گرفتار ہین ایک ساحرہ بیٹھی ہے بہت سے ساحر
گرد رستم ثانی کے کھڑے ہین ہاتھ اپنے بڑھا کے چاہتے ہین کہ شاہزادہ موصوف کو نیچے کوہ ڈھکیل دین یہ
حال دیکھ کر پوچھنے لگا اے شاہزادہ ذیوقار آپنے مجھے کیون بلایا ہے جو حکم ہو بجا لاؤن شاہزادہ نے جواب دیا
مجھے یہان سے اُٹھا کے لیچل اور اس ساحرہ سے کہہ کہ سحر اپنا دفع کر دے اگر تیرے کہنے پر عمل کرے
تو خیر ورنہ اسکو اُٹھا کے کھاے اور ان سب ساحرون کو پہلے کھاے تاکہ اُسکو خوف اپنی جان کا زیادہ ہو
دیوانتریہ نے لالہ زار جادو سے غضبناک ہو کے کہا اے ساحرہ نابکار غضب کیا تو نے کہ میرے آقا

دیا اُسکو اسیر کیا اگر اپنی زندگی چاہتی ہی تو سحر اپنا میرے آقا پر سے دفع کر دے یہ کہکے اُسکے سامنے جسقدر
ساحر کھڑے تھے اور خوف دیوانتریہ سے مانند صاحبان مبتلاے تپ و لرزہ کے کانپ رہے تھے سحر یاد
کرنے تھے پر یاد نہ آتا تھا اُنھیں مُٹھا اُٹھا اُٹھا کے دہن مین رکھ کے بہت مزے سے کھا گیا ساحرہ مذکورہ نے
جب یہ حال دیکھا خوف سے خود بھی سحر اُسے یاد نہ آیا مجبور ہوکے کہا اے دیو مجھے نکھانا مین اپنا سحر تیرے
آقا پر سے دفع کیے دیتی ہون دیوانتریہ نے کہا اچھا تجھے نکھاؤنگا ساحرہ یہ سُنکے مطمئن ہوئی سحر یاد آیا دیو سحر
نکر سکی لیکن رستم ثانی پر سے سحر اپنا دفع کر دیا اُس وقت دیوانتریہ شاہزادہ کو اُٹھاکے دور تر لیجاکے ایک
صحرا مین پہونچ کے روے ہوا سے زمین پر آیا شاہزادہ رستم ثانی سے کہنے لگا اب کیا حکم ہوتا ہی شاہزادہ نے
فرمایا اب تو یہان سے جائین اپنے لشکر مین جاؤنگا دیو جانب پردۂ قاف روانہ ہوا اور شاہزادہ اپنے لشکر
کی تلاش مین ایک سمت روانہ ہوا اُدھر لالہ زار جادو کوہ لالہ زار سے اُتر کر لرزان و ترسان اپنے مکان مین
جاکر پنہان ہوئی گرد اپنے مکان کے حصار سحر سے کیا کچھ جادوگرنون نے پوچھا حضور آج یہ حصار آپنے کیون
کیا ہی کسکا خوف ہی اُسنے تمام حال جو گذرا تھا بیان کر کے کہا تم تو بیان ہو کیا کہون جو میرے دل پر صدمہ
گذرا ہی آدھی جان میری رہگئی بہت سے ساحرون کو وہ دیو کھا گیا مین نے طلسم کشا کی ہلاکت و قید سے
دست بردار ہوکے اپنا سحر اسیر سے دفع کر کے جان اپنی دیو سے بچائی ورنہ وہ مجھکو بھی کھا جاتا مین
کچھ اُسکا بنا نہ سکتی کیونکہ اُسکے خوف سے بالکل سحر بھول گئی تھی اب حصار سحر اس وجہ سے کیا ہی کہ مبادا
پھر وہ دیو یہان آئے اور کچھ فساد برپا کرے تو بسبب حصار کے اندر مکان کے آنہ سکے جادوگرنیون
نے عرض کیا حضور خوب ہوا کہ طلسم کشا کو دیو لیگیا جان آپکی بچی۔ بقول شخصے۔ مصرعہ رسیدہ بود بلاے ولے
بخیر گذشت لالہ زار جادو نے کہا تم سچ کہتے ہو بیشک ایک بلاے عظیم سے سامنا ہوا تھا اُس سے جان
میری بچ گئی اب مین بعد چندروز کے ذرا اپنے ہوش و حواس مین آکے شاہ طلسم کو اس حال سے بذریعہ عرضی
کے آگاہ کرونگی ابھی تو خوف سے اُس دیو کے دل میرا قابو مین نہین ہی حواس ہی ٹھیک نہین ہین یہ کہکے خاموش
ہوئی یہ ساحرہ تو اپنے گھر مین خائف و ترسان بیٹھی ہی لیکن اب حال رستم ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ شاہزادہ موصوف
بعنایت الٰہی بعد قطع راہ بسیار ایک روز اپنے لشکر مین پہونچا سرشار شاہ و حدید شاہ وغیرہ نے نہایت سر تا
پا آبلہ پا پایا حال پریشان شاہزادہ کو دیکھکر پوچھا خیر تو ہی یہ کیا حال ہی شاہزادہ نے جو کچھ احوال گذرا تھا
اُسے بیان کیا اُنھون نے کہا شکر ہی خدا کا کہ جان آپکی دست ساحرہ سے بچی آج ہم سب یہان سے
کوچ کرنے والے تھے خوب ہوا کہ آپ یہان تشریف لاے اب آپکو لازم ہی کہ شکر و عبادت الٰہی
کیجیے اور براے حصول لوح طلسم صندل برجوع قلب دعا کیجیے امید ذات خدا سے ہی کہ مطالب دلی
آپکا بر آئیگا حکم خدا سے کوئی خاصان الٰہی سے آپ کے خواب مین تشریف لائینگے وہ احوال لوح طلسم صندل
سے آگاہ کر دینگے اس مکتوب حکیم صاحب سے جو ہونا تھا وہ ہوچکا اب اس سے کچھ مطالب آپکا نہ نکلیگا شاہزادہ
رستم ثانی نے کہا تم سچ کہتے ہو تمھاری راے کو مین پسند کرتا ہون ہمارے بزرگون نے بھی واسطے
آسانی امر اہم و دشوار کے اکثر ایسا ہی کیا ہی اور مطلب اُنکا بر آیا ہی آج کی شب ایک خیمہ ہمارے لشکر
سے علیحدہ ایستادہ کیا جاوے ہم اُس خیمہ مین باوضو بیٹھکر عبادت الٰہی کرینگے بعدہ دعا کرینگے ضروری خواب
مین کچھ نہ کچھ دیکھینگے سرشار شاہ و حدید شاہ وغیرہ نے حسب الحکم اُسی وقت ایک مختصر خیمہ لشکر

سے دور ایستادہ کرادیا ہنگام شب رستم ثانی نے باوضو اُس خیمہ مین بیٹھکر برجوع قلب عبادت خدائی اور
براے حصول لوح طلسم صندل پروردگار عالم سے دعا کی آخر شب کو غلبہ خواب کا ہوا شاہزادہ موصوف
کی آنکھین بند ہو مین غفلت سی ہوئی اُسی عالم غفلت مین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ لباس
سفید و پاکیزہ پہنے ہوے تشریف لائے سرہانے آ کے بیٹھے اور بشفقت و مہربانی فرمانے لگے کہ اے شاہزادہ
رستم ثانی اگر تمکو فکر حصول لوح طلسم صندل بہت ہی تو کچھ اندیشہ و تردد زیادہ نکرو خداوند کریم مسبب الاسباب ہی
وہ حاجت تمھاری بر لائیگا گوہر مدعا تمھارے ہاتھ آئیگا تمکو مناسب ہی کہ دیوانتریہ کو پھر بلاؤ اُس سے
کہو کہ مردار خوار جادو کو قید سے رہا کرے جب وہ رہا ہوگا اُس سے حسب دلخواہ مطلب دلی تمھارا نکلیگا
لیکن بعد حصول لوح طلسم صندل کے ذرا لوح کو بحفاظت اپنے پاس رکھنا یہ کہکے وہ بزرگ خاموش ہوے
رستم ثانی نے پوچھا آپکا اسم شریف کیا ہی آپنے میرے حال پر بہت عنایت کی تدبیر حصول لوح طلسم صندل
تعلیم فرمائی آنجناب نے ارشاد کیا تجھین میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا مطلب ہی مین بھی ایک
بندگان خدا سے ہون حکم خدا سے واسطے تعلیم تدبیر حصول لوح مذکور کے تمھارے پاس آیا ہون یہ فرماکے
وہ بزرگ نظر سے نہان ہوے شاہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا وقت نماز سحر کا ہی فی الفور اُٹھکے وضو کرکے نماز
سحر پڑھی ہنوز شاہزادہ موصوف مصروف تعقیبات سحر تھا کہ سرشار شاہ اور حدید شاہ آئے سرشار شاہ
نے بعد سلام کرنے کے پوچھا اے شاہزادہ ذیجاہ کہئے کچھ بشارت ہوئی یا نہین شاہزادہ نے بعد ختم
تعقیبات صبح کے خوش ہوکے جواب دیا ہان ایک بزرگ میرے خواب مین تشریف لائے تھے اُنھون
نے تدبیر حصول لوح طلسم صندل مجھے تعلیم کی ہی سرشار شاہ و حدید شاہ یہ سُنکے خوش ہوے رستم
ثانی نے اُسی وقت آگ منگوا کے اپنے بازو سے ایک بال اور دیوانتریہ کا جو تعویذ کے مانند بندھے
تھے نکالا اور آگ پر رکھا فوراً دیوانتریہ حاضر ہوا سلام کرکے دست بستہ پوچھنے لگا اے شاہزادہ عالی تبار
اب کس کام کے واسطے مجھے طلب کیا ہی جو حکم ہو ابھی بجا لاؤن مین تو آپکا فرمانبردار ہون آپنے مجھپر احسان
کیا ہی شاہزادہ نے کہا بالفعل مجھے کوہ لالہ زار تک پہونچا دے ہان جاکے اور ایک کام کے واسطے
تجھسے کہونگا اُسنے کہا اچھا چلیے شاہزادہ حدید شاہ وغیرہ سے رخصت ہوکے کہنے لگا کہ آپ کو مناسب ہی
کہ آج ہی آپ یہان سے جانب کوہ لالہ زار کوچ کرین ہمراہ لشکر کے بعد میرے جانے کے کوہ مذکور کی
طرف روانہ ہون مین تو جلد پہونچونگا آپ دیر مین کوچ اور مقام کرتے ہوے وہان آئینگے اول تو مجھسے کوہ
لالہ زار پر ملاقات ہوگی اور اگر وہان ملاقات نہو تو میرے آگے جانے کا حال مردم سے دریافت کرکے
میرے عقب مین تشریف لائیے گا حدید شاہ نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا شاہزادہ یہ کہکے دیوانتریہ کے
شانے پر سوار ہوا وہ اُڑکر جانب کوہ لالہ زار چلا یہان سرشار شاہ اور حدید شاہ نے بھی مع تمامی لشکر و
ساحران و عیاران سوے کوہ لالہ زار کوچ کیا سرشار شاہ وغیرہ تو منزل بمنزل کوچ اور مقام کرتے
ہوے جائینگے حال انکا انشاء اللہ تعالے لکھا جائیگا مگر اب حال رستم ثانی کا رقم کیا جاتا ہی کہ دیوانتریہ
جو شاہزادہ رستم ثانی کو اپنے دوش پر سوار کرکے سمت کوہ لالہ زار روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دامن کوہ
مذکور مین جس جگہ چمن لالہ کھلا تھا پہونچا شاہزادہ کو دوش سے اُتار کے پوچھنے لگا اب ارشاد ہو کیا کام ہی
شاہزادہ نے کہا دیکھو وہ سامنے ایک مکان آتشین نظر آتا ہی اُسی مکان مین ایک ساحر کو صندل شاہ

مالک طلسم صندل نے قید کیا ہی اور آتش شعلہ ور آتش اصلی نہین ہی آتش سحر صندلان شاہ ہی پس تجھسے ہو سکتا
ہی کہ اس آگ مین جا کے ساحر مذکور کو اُٹھا کے مجھ تک لے آ اُس نے عرض کیا مین اس آتش سحر مین اگر
جاؤنگا تو جلکر خاک ہو جاؤنگا یا مانند مردار خوار جادو کے قید ہو جاؤنگا پھر نکل نہ سکونگا شاہزادہ نے مایوس اپنے
مطلب سے ہو کے پوچھا پھر کیا تدبیر کی جاے کہ ساحر مذکور اس آتشین مکان و قیدخانہ سے نکل کے میرے
پاس آئے اُسنے بعد فکر بسیار کہا ای شاہزادہ ذیوقار گویہ کام نہایت سخت دشوار ہی لیکن اپنی جان سے ہاتھ
اُٹھا کے کرونگا کیونکہ آپنے بھی مجھپر بڑا احسان کیا ہی عوض نیکی کا نیکی ہی پس مین بھی نیکی کرتا ہون اگر خدا نے
چاہا تو اُس ساحر کو لیکر حاضر خدمت ہونگا ورنہ اپنی جان آپکی دوستی مین دیدونگا اس وقت سے تا شام آپ
میرے آنے کا انتظار کیجیے گا اگر مین اس ساحر کو لیکر آیا تو فہو المراد ورنہ آپ میرے آنے سے ناامید ہو جائیگا
سمجھ جائیے گا کہ دیو انتر یہ ہلاک یا قید ہو گیا اب نہ آئیگا یہ کہکے ڈرتا ہوا آگے بڑھا جب عنقریب اُس
مکان آتشین کے پہونچا زمین پر بیٹھکر ایک آلہ تیز دُگران سے کہ اُسکے پاس تھا نقب کھودنے لگا اور گہری
نقب لگانے لگا رستم ثانی دور سے دیکھا کیا دیو مذکور نقب لگاتے لگاتے اندر اُس مکان آتشین کے کہ
وسیع تھا پہونچا اور دہنہ نقب کا بعد فکر و غور کے وا کیا قدرت خدا سے اُسی جگہ نقب سے نکلا کہ جس جا پہ مردار
خوار جادو بیٹھا ہوا تھا اور خود بخود اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ ای خداوند سامری کیا کتاب تمھاری جھوٹی ہو گئی جو اُسمین
تمنے لکھا ہی وہ محض لغو لکھا ہی اور جو کوئی شخص بطور فال کے اس سے کبھی اپنے مطلب کو دریافت کرنا چاہیے تو
فال جھوٹی نکلتی ہی اُسکی کتاب مین سے حال دریافت کیا تھا کہ زمانہ بقاے طلسم صندل کا بہت کم ہی جس زمانہ
مین مردار خوار جادو کو صندلان شاہ قید کریگا طلسم کشا آئیگا اُسکے ہمراہ ایک شخص اور بھی ہوگا کہ وہ
نبی آدم سے نہوگا پس طلسم کشا اُس شخص مذکور کی اعانت سے مردار خوار جادو کو کہ وہ حال لوح طلسم صندل سے
آگاہ ہوگا قید سے رہا کریگا بعد اُسکے رہا ہونے کے طلسم صندل بہت جلد تھوڑے زمانہ مین درہم برہم
ہو جائیگا عجب ہی کہ ابھی تک طلسم کشا یہانتک نہین آیا مین قید سے نہین چھوٹا ہنوز ساحر مذکور یہ باتین
کر رہا تھا کہ ناگاہ مردار خوار جادو نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک دیو زمین سے پیدا ہوا مردار خوار جادو نے
تو اُسے دیکھکر خوف سے کانپا پھر پوچھا تو کون ہی یہان کیون آیا ہی اُسنے کہا مین دیو ہون واسطے تیری رہائی
کے آیا ہون شاہزادہ رستم ثانی کہ وہ میرے محسن و آقا ہین اور طلسم کشا ہین اُنھون نے مجھے یہان بھیجا ہی
پس اب دیر نکر جلد میرے ساتھ خدمت طلسم کشا مین چل مردار خوار جادو یہ مژدہ سُن کے خوش ہوا اُس سے
کہنے لگا جلدی کیا ضرور ہی کچھ اندیشہ نکر میری زبان سے سوزن نکال لے دیو مذکور نے اُسکا اشارہ
سمجھ کے سوزن اُسکی زبان سے نکال لیا بعد تھوڑی دیر کے مردار خوار جادو نے کہا اب مطلق خوف و خطر
کسی کا نہین ہی کیونکہ زبان میری میرے قابو مین آگئی ہی سوزن زبان سے نکل گیا ہی اگر لالہ زار جادو باوجود
صندلان شاہ دابکار یہان آئیگا تو اُس سے سمجھ لونگا مین کیا کسی سے سحر مین کمی رکھتا ہون اگر
چاہون تو ابھی اس آتش سحر کو دفع کر دون مگر ایک وجہ سے خود دفع نکرونگا یہ کہکر راہ نقب سے ہمراہ دیو انتر یہ
کے خدمت رستم ثانی مین آیا سلام کیا شاہزادہ اُسکے رہا ہونے سے بہت خوش ہوا دیو انتر یہ سے ازحد خوش
ہو کے کہا تونے بڑا کام کیا اُسنے عرض کیا اب مجھے کیا حکم ہوتا ہی شاہزادہ نے کہا اب تو جانب کوہ قاف
اپنے گھر جا وہ سلام کر کے چلا گیا ادھر مردار خوار جادو نے شاہزادہ سے عرض کیا آپنے مجھپر احسان کیا آپ ہی کے سبب سے

میری رہائی ہوئی اگر آپ کو کوئی کار دشوار درپیش ہو تو مجھسے فرمائیے گا شاید اُس کام کو مین کر سکون شاہزادہ
نے کہا بالفعل تو مجھے لوح طلسم کی فکر ہے اور تم لوح صندل سے آگاہ ہو مجھے وہان لیچلو جس جگہ لوح مذکور صندلان
شاہ نے رکھی ہے تاکہ اُس لوح کو حاصل کرکے کمر طلسم کشائی پر باندھون اُسنے یہ سُنکے کہا اے شاہزادہ ذیوقار
مین جانتا ہون جس جگہ لوح طلسم صندل ہے لیکن بصد مشکل دستیاب ہوگی کیونکہ وہ جس ساحر کی حفاظت مین ہے
وہ ساحر نہایت زبردست و نامی ساحر ہے اُسنے اپنے سحر سے ایسا بندوبست کیا ہے کیا مجال کسی کی جو وہان جاکے
زندہ رہے لیکن مین آپ کو وہان لیچلونگا حصول لوح مذکور مین حتی الامکان کوشش کرونگا تامل کیجیے ابھی
مجھکو ایک کار ضروری ہے پہلے اُس کام کو کرلون تو آپ کو وہان لیچلون آپ اسی جگہ تشریف رکھیے یہ عرض
کرکے کچھ صحرا سے برگ و اثمار درختان و دیگر اشیا اسباب سحر سے فراہم کرکے جانب مکان لالہ زار جادو بصد
غضب روانہ ہوا وہ اپنے مکان مین خوف دیوانتریہ سے حصار سحر مین بیٹھی اُس روز سے گھر سے بھی نہین نکلی
تھی صندلان شاہ کو رہائی رستم ثانی سے بھی آگاہ نکیا تھا شاہ طلسم مطمئن تھا کہ رستم ثانی قید ہوچکا ہے
اسی حالت مین مردار خوار جادو لالہ زار جادو کے مکان پر پہونچا پہلے حصار سحر سے آگاہ ہوکے حصار مذکور
کو اپنے سحر سے دفع کیا پھر بآواز بلند کہا او لالہ زار جادو کیا غافل بیٹھی ہے گھر سے نکل کے مجھسے مقابلہ
کر تو ہی نے از راہ خیر خواہی صندلان شاہ کو راے دی تھی کہ مردار خوار جادو دیوانہ ہو حال لوح طلسمی کو قید
کیجیے تُمنے تیرے کہنے سے مجھے قید کیا تھا ورنہ وہ مجھ ایسے ساحر زبردست کو کبھی قید نکرتا افسوس
کرتا ہون کہ مین دہوکے سے اسیر و قید کیا گیا اگر تیری دشمنی اور صندلان شاہ کے عزم سے آگاہ ہوتا تو کبھی
قید ہوتا اس طرح لڑتا کہ دریاے خون ساحران بہا دیتا تیرے اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا خیر جو
ہونا تھا وہ ہوگیا اب مین رہا ہوا ہون پہلے تجھ ایسے دشمن کو قتل کرلون تو فکر حصول لوح کرون طلسم صندل
کو حتی الامکان تباہ کردون صندلان شاہ سے مقابلہ کرون ہرگز اُس سے نڈرون طلسم کشا کا خیر خواہ ہوکر
اُسسے دوستی کرون شاہ طلسم ناقدر دان و نابکار سے دشمنی کرون اُس نے مجھے قید کیا تھا مین اُس سے
لڑونگا لالہ زار جادو اپنے گھر مین بیٹھی تھی گفتگو مردار خوار جادو کی سُنکے پہلے تو نہایت حیران ہوئی
رنگ رُخ اُڑ گیا چہرہ فق ہوگیا دل دہل گیا لیکن بعد ایک لمحہ کے برہم ہوکے پوچھا او نمکحرام دہر کس نے تجھکو
رہا کیا تو مجھسے کیون لڑنے آیا ہے مین نے تیرا کیا قصور کیا ہے اگر لڑتا ہے تو صندلان شاہ سے لڑ کہ اُسنے
تجھے قید کیا تھا مین نے تیرے قید کرنے کی ہرگز راے نہین دی ہے یہ مجھپر تہمت ہے مردار خوار جادو نے
جواب دیا او مکارہ گھر سے باہر نکل مجھسے مقابلہ کر ورنہ گھر مین گھس کے تجھے ہلاک کردونگا تو بڑی بانی فساد
ہے باعث میرے قید ہونے کی تو ہی ہوئی تھی مین تجھکو ہرگز زندہ نچھوڑونگا مجھے طلسم کشا نے رہا کیا ہے مین
اُسکا احسانمند ہون لالہ زار جادو نے کہا کیا اُسے لوح طلسمی مل گئی کہ تجھکو اُسنے رہا کیا مردار خوار جادو نے
بصلابت کہا ہان اُسے لوح طلسم دستیاب ہوگئی یہ سُنکے وہ نیم جان ہوگئی دل مین کہنے لگی اب زندگی کا بھروسا نہین
اجل کا ہے بھاگنا ان دشمنون سے دشوار ہے یہ تجھکو قتل ضرور کرینگے پس بہتر یہ ہے کہ مردانہ ان سے لڑکر تو بھلا اپنے
دل کا نکال کے جان دے یہ سوچکر بعجلت تمام جھولی اسباب سحر کی اُٹھا کے اپنے دوش پر رکھ کے غضبناک
ہوکے اپنے گھر سے نکلی مردار خوار جادو کو دیکھکر آتش قہر و غضب سے گرما کے ایک ترنج اپنی جھولی
سے نکال کے سحر اُسپر دم کرکے یا ساحری کہکے مردار خوار کے سینہ پر مارا ادھر آستین ایک برگ درخت سے

کچھ سحر دم کرکے جانب ترنج مذکور پھینکا وہ برگ کا، دہنا اُس ترنج پر پڑا ترنج مذکور دو ٹکڑے ہوکے
زمین پر گرا بعد اسکے فردارخوار جادو نے ایک سنگ اُٹھا کے اسکو پڑھ کے سمت ساحرہ پھینکا وہ
فولادی گولا ہوکے اُسکے سینۂ پرکینہ کی طرف چلا ساحرہ مذکورہ نے بصد عجلت کارد نکالکر اُسپر سحر دم کرکے
اُس گولے پر ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور بالاے خاک گرا فردارخوار نے اپنے سحر کے رد ہونے
سے برہم ہوکے اپنے دل مین افسوس کیا کہ اسباب اس وقت جو چاہیے یہان نہین ہے اور بعد ایک مدت کے
مین قید سے چھوٹا ہون بہت سے سحر بھول گیا ہون کچھ کچھ کے سر میرے قبضہ سے نکل گئے ہین کیونکہ ہمیشہ ایک
مدت تک انگوٹھی پہین گیی تھی اس وجہ سے یہ ساحرہ مجھسے مقابلہ کر رہی ہے سحر کو میرے رد کرتی ہے ورنہ
میرے سحر سے صندلان شاہ پناہ مانگتا اسکو جان بچانی دشوار ہوتی یہ باتین اپنے دل مین کرکے
ایک شاخ درخت کو کہ وہ ایک وجب سے زیادہ نہ تھی اُسپر سحر پڑھ کر کارد سے پیشانی اپنی شگافتہ کرکے
خون پیشانی اُس شاخ پر گرایا فی الفور وہ شاخ ایک کارد آبدار بنگئی ساحر نے اُس کارد کو یا سامری و جمشید
کہکے اُسکے سینہ پر لگائی لالہ زار جادو نے سحر پڑھا فوراً چند سپرین سحر کی اُسکے سر و سینہ پر نمایان ہوئین
کارد مذکور اُن سپرون کو کاٹکر اُسکے سر پر پڑی ساحرہ نے پھر سحر پڑھا کہ وہ زیادہ کارگر ہوکے بصورت اصلی
ہوکے زمین پر گری جب وہ زخمی ہوئی غصہ اُسکو زیادہ ہوا پکاری او فردارخوار خبردار ہو ہوشیار ہو جا کہ
اب مین بھی بڑے بڑے سحر کرتی ہون حتی الامکان تجھکو قتل کرتی ہون تو نے مجھے زخمی کیا ہے مین کب تجھکو
زندہ چھوڑتی ہون یہ کہکے سحر پڑھ کر اپنے اوپر دم کرکے برق بنکر سوے فلک گئی اور وہان سے کڑک کر
سر پر فردارخوار جادو کے گری ادھر اُسنے چاہا تھا کہ سحر سے غرق زمین ہون لیکن غرق زمین ہونے پایا تھا
کہ برق مذکور سر پر آہی گئی ساحر مذکور نے بدرجۂ مجبوری ایک ثمر درخت صحرائی پر سحر پڑھ کے برق مذکور پر مارا اُسکے
مارنے سے وہ برق کچھ رکی لیکن اُسکا سر زخمی ہو گیا برق مذکور جھنجھلا کر پھر بلند ہونے کو تھی کہ وہی خون اپنے سر کا
فردارخوار جادو نے ہتیلی مین لیکر سحر اُسپر پڑھ کر یا سامری کہکر برق مذکور پر پھینکا فی الفور لالہ زار جادو بصورت
اصلی ہوکے بالاے خاک گری آہ آہ کرنے لگی کیونکہ آبلے اُسکے جسم پر جو اُس خون سے پڑ گئے تھے اُنمین
سوزش شدید تھی اُس وقت فردارخوار نے چاہا تھا کہ ساحرہ مذکورہ کو پکڑ کے ایک طمانچہ مارے بعدہ ہلاک
کیجیے ناگاہ اُسنے اسی حال مین سحر پڑھ کے پاؤن اپنے زمین پر مارے اور غرق زمین ہوئی فردارخوار بھی
سحر سے غرق زمین ہوا شاہزادہ رستم ثانی دور سے یہ جنگ دیکھ رہا تھا اب دونون کے غائب ہونے سے
حیران ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ جادوگر عجب عجب سحر کرتے ہین کہ عقل حیران ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے ابھی شاہزادہ
اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ وہ دونون لڑتے ہوے زمین سے باہر نکلے لالہ زار جادو فردارخوار جادو سے
عاجز ہوکے سحر سے بشکل غلیواز بنکے سوے فلک اُڑی اور چاہا کہ بھاگ کر صندلان شاہ کے پاس
جاے ساحر مذکور بھی سحر سے بصورت عقاب ہوکے اُڑا اُسکے تعاقب مین مانند باز کے چلا تیز پروازی
سے جلد ہونکر اُسکا سد راہ ہوا غلیواز مذکور نے نہایت تنگ و عاجز ہوکے پنجہ و منقار سے لڑنا شروع
کیا آخر عقاب مذکور نے اُسکو اپنے پنجہ مین دباکر منقار سے پارہ پارہ کر ڈالا لالہ زار جادو بصورت اصلی
ہوکر پارہ پارہ ہوکے سوے فلک سے بالاے خاک گری اعضا اُسکے جابجا خاک پر مانند مرغ نیم بسمل کے
تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے ساحرہ مذکورہ بایں صورت تڑپ کر مر گئی اُسکے مرنے سے ہواے تند چلی ابر

سیاہ آسمان پر ہویدا ہوا برق چمکنے لگی صدائے رعد پیدا ہوئی سنگ باری و برف باری ہونے لگی آندھی
سیاہ آئی تاریکی بہت ہوئی تھوڑی دیر تک یہی حال رہا بعدہ وہ ابر و تاریکی و سنگ باری وغیرہ موقوف ہوئی بیرن
نے سحر کے لالہ زار جادو کے مرجانے سے غمگین ہو کے اسی کے نام سے یون پکارا کہ افسوس صد
افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم کہ نام ما لالہ زار جادو بود بعد اس آواز دینے کے بیر سحر لالہ زار جادو کے
ایک جانب نالان و گریان چلے گئے شاہزادہ رستم ثانی نے بعد دفع تاریکی کے جو دیکھا تو کوہ لالہ زار کا
نشان بھی نہ پایا نہایت حیرت ہوئی ابھی شاہزادہ موصوف حیران ہو کے سوئے کوہ لالہ زار دیکھ رہا تھا کہ
عقاب مذکور غصہ مین بھرا ہوا آیا اور زمین پر لوٹ کر بصورت اصلی ہوا شاہزادہ موصوف سے عرض کرنے لگا
دیکھا آپنے کہ مین نے اپنے دشمن کو کیونکر ہلاک کیا شاہزادہ نے تعریف اُسکی ہمت و جراٴت کی کر کے
کہا اے مردار خوار جادو ابھی کوہ لالہ زار یہان تھا ابھی اُسکا نشان بھی معلوم نہین ہوتا ہے اُسنے عرض کیا
کوہ لالہ زار سحر لالہ زار جادو کا تھا جب وہ مر گیا سحر اُسکا دفع ہو گیا کوہ مذکور غائب ہو گیا یہ کہکے اپنے دشمن
پر فتحیاب جو ہوا تھا ہنستا ہوا شاہزادہ کو ہمراہ لیکر لاشہ لالہ زار جادو کا وہین چھوڑ کر آگے روانہ ہوا اور راستے
مکان پر پہونچکر اسباب سحر و اشیا نادر سحر اپنی جھولی مین رکھ کر تھوڑی دیر راحت پذیر ہو کر عرض کرنے لگا
اب جو حکم ہو بجا لاؤن مین اپنے دشمن کو قتل کر چکا اُسکے ہلاک کرنے سے فراغ حاصل ہو چکا شاہزادہ
نے کہا چاہتا ہون کہ جہان لوح طلسم صندل ہے وہان مجھے لے چلو اُسنے عرض کیا اچھا تشریف لے چلیے ہنوز
مُردار خوار ہمراہ شاہزادہ کے سوے مقام لوح مذکور روانہ ہوا تھا کہ سرشار شاہ و حدید شاہ بعجلت
شب و روز راہ طی کر کے مع کل لشکر کے وہان آئے شاہزادہ موصوف اُنکے آنے سے خوش ہوا پھر اُنسے
کہا اب مین یہان سے برائے حصول لوح ہمراہ مردار خوار جادو کے جاتا ہون آپ سب صاحب میرے عقب
مین آیئے گا حدید شاہ نے کہا ہمارا دل چاہتا ہے کہ دو چار روز اپنے لشکر ہی مین رہیئے بعد ازان جایئے گا
فی زمانہ برائے حصول لوح طلسم جانا خوب نہین ہے کیونکہ یہ ایام نحس ہین شاہزادہ نے حدید شاہ کے کہنے سے
وہان قیام کیا اس مدت مین زخم بھی مردار خوار جادو کے اچھے ہو گئے قوت و توانائی بھی اُسے حاصل ہو گئی بعد
چند روز کے شاہزادہ ہمراہ مردار خوار جادو کے لشکر کو اسی جگہ چھوڑ کر روانہ ہوا ساحر مذکور بشکل
عقاب بروے ہوا اُڑتا ہوا جاتا تھا شاہزادہ مرکب کو دوڑاتا ہوا عقاب کو دیکھتا ہوا قطع راہ کرتا
تھا جس جگہ شام ہوتی تھی وہان قیام کرتا تھا صبح کو بعد اکل و شرب پھر ہمراہ اسی ساحر کے اسیطرح صحرا نورد ہوتا تھا
اسیطور سے بعد چند کوچ اور مقام کے اور اکثر آن بلاؤن اور دشمنون کو جو سد راہ ہوتے تھے دفع و ہلاک
کرتا ہوا مردار خوار جادو ہر جگہ اعانت کرتا ہوا شاہزادہ اُس سے خوش ہوتا ہوا ایک روز ایک صحرائے
سبزہ زار مین پہونچا مردار خوار جادو نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیجاہ مبارک ہو کہ آپ منزل مقصود
کے قریب پہونچ گئے دیکھیے وہ ابر سیاہ گھرا ہوا معلوم ہوتا ہے جس جگہ وہ ابر ہے وہین لوح طلسم بھی ہے آجکی
شب اس صحرائے راحت افزا مین بسر کیجیے صبح کو یہان سے روانہ ہو جیے دوپہر تک یقیناً اُس ابر سیاہ تک
پہونچ جائیگا آج کی رات بعد نماز کے اپنے پروردگار سے دعا کیجیے گا کہ مردار خوار جادو و سحاب جادو
و برق آبشار جادو محافظ لوح طلسم صندل پر فتحیاب ہو لوح طلسم صندل دستیاب ہو کیونکہ یہ مرحلہ نہایت
سخت ہے سحاب جادو ایک نامی ساحر ہے صندلان شاہ کا خیر خواہ ہے شاہ طلسم اُسے اپنا قوت بازو جانتا ہے

سحر مین گویا اپنے برابر سمجھتا ہی اسی وجہ سے اسکو محافظ لوح طلسم اُسنے کیا ہی اور لوح کو عجب حفاظت سے رکھا ہی
شاہزادہ نے پوچھا لوح کو کیونکر رکھا ہی اُسنے عرض کیا کل وہان پہونچکر خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے گا
اگر مین اس وقت بیان کرونگا تو آپ خیال کیجیے گا کہ یہ جھوٹ کہتا ہی اے شاہزادہ عالی وقار کیا عرض کرون
صندلان شاہ نے لوح طلسم صندل کو عجب حکمت و صنعت سے رکھا ہی دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہی نہایت
حفاظت اُسکی کی ہی کیا مجال کسی غیر ساحر یا ساحر ادنی کی کہ لوح تک جا سکے ایک دو شخصون کا کیا ذکر ہی اگر دو چار
لاکھ مردم مجتمع ہو کے وہان جائین تو بھی لوح طلسم نپائین سب کے سب ایک آن مین جلکر خاک ہو جائین ہان
ایسا ہی کوئی ساحر زبردست ہو اور اُسکے پاس اشیاے نادر طلسمی ہون اور تقدیر اُسکی یاور ہو تو شاید وہ زیر
ابر مذکور تک جا سکے اور سحاب جادو سے لڑ سکے اُسکو ہلاک کر کے ابر سیاہ کو دفع کر سکے اور دیگر
لاکھون ساحرون کو جو محافظ لوح ہین اُنسے لڑے سب سے اپنی جان بچاکے تُم انکو قتل کر کے لوح مذکور
کے قریب جا سکے شاہزادہ رستم ثانی یہ حال اُسکی زبانی سُن کے متردد ہوکے پوچھنے لگا اگر ایسی حفاظت
سے لوح کو رکھا ہی تو کیونکر ہاتھ آئیگی آلبشار جادو و دیگر ساحران کثیر کیونکر قتل ہونگے لوح طلسمی کیونکر
ہاتھ آئیگی مُردار خوار جادو نے ہنسکر کہا اب کچھ تردد نکیجیے اگر آپ کا خدا حامی ہیگا اور اقبال آپکا معین و مددگار
ہوگا تو یہ خاکسار ہر ایک ساحر نابکار کو ہلاک کریگا آپ کو لوح طلسم صندل تک پہونچا دیگا گو یہ کمترین بظاہر
ایک ادنی ساحر معلوم ہوتا ہی لیکن غور کیجیے کچھ سمجھ کے صندلان شاہ نے اس ناچیز کو قید کیا تھا اسوقت
میرے پاس وہ اشیاے نادر طلسمی ہین کہ اگر صندلان شاہ بھی یہان آکے مجھسے لڑے تو اُسکو بھی مشکل پڑے
اگرچہ میرے سحر سے مارا نجائیگا مگر گھبرا جائیگا دیوانہ ہو جائیگا بس اشیاے نادرہ مذکور کے بھروسے پر مین نے
یہ عزم کیا ہی کہ آپ کو آلبشار جادو جسکو سحاب جادو بھی کہتے ہین پہونچا دون اور دیوانہ اس سے مقابلہ
کرون ورنہ مین ہمراہ آپ کے نہ جاتا شاہزادہ رستم ثانی اُسکی تقریر سُنکے خوش ہوا دل کو اطمینان ہوا اُسکو
بعد نماز مغربین واسطے حصول مطالب دلی کے پروردگار عالم سے دعا کرنے لگا پھر بعد اکل و شرب کے شب
بھر دونون نے بیداری مین بسر کی وقت سحر بعد اداے نماز سحر اُس صحراے سبزہ زار سے ہمراہ ساحر مسطور
کے شاہزادہ موصوف آگے روانہ ہوا قریب دوپہر رہ نورد ہوکے ایسی جگہ پہونچا کہ جس جگہ سے وہ ابر سیاہ
ڈیڑھ کوس کے یا کم اس سے فاصلہ پر تھا مردار خوار جادو نے شاہزادہ سے عرض کیا اب تھوڑی دور اور یہان
سے چلیے بعد ازان ٹھہر جائیے گا آگے روانہ نہوجیے گا کیونکہ یہ ابر سیاہ ایک کوس کے مربع مین محیط ہی پانی
اس ابر سے علی الاتصال برستا ہی یہ ابر سحر ہی اور وہ پانی بھی آب سحر ہی خاصیت اسکی مختلف ہی جس شخص پر
ایک قطرہ آب بھی گرے گا وہ مانند شمع کافوری کے جل جائیگا اور ہر ایک قطرہ آب سے ایک ساحر تلوار سپر
بدست پیدا ہوگا یہ باتین کرتا ہوا سوے ابر سیاہ چلا جب قریب اُس ابر کے پہونچا چونکہ مانند کف دست
کے میدان وسیع تھا شہزادہ ذیجاہ نے دیکھا کہ ابر سیاہ گھرا ہوا ہی متواتر اُس سے پانی برس رہا ہی ابر مین
برق کی چمک ہی رعد کی سی آواز ہی زیر ابر ایک تالاب ہی گو علیحدہ بھی ہر چہار طرف اُس تالاب کے پانی برستا ہی
لیکن زیادہ تر اُس تالاب عمیق مین پانی برستا ہی وہ تالاب پختہ ہی نہایت خوبی سے بنانے والے نے
بنایا ہی دیکھنے سے اُسکی عقل حیران ہوتی ہی حکمت و صنعت صناع تالاب کی مشاہدہ سے ثابت ہوتی ہی
اُس تالاب مین پانی بھرا ہوا ہی مچھلیان انواع و اقسام کی رنگ برنگ بڑی چھوٹی اسمین اچھلتی ہین

باہم چہار طرف نگران ہو کے بزبان فصیح کہتی ہین خبردار و ہوشیار رہو حفاظت لوح طلسم مین قصور نہو آج
خود بخود دل گھبراتا ہی نہین معلوم کیا باعث ہی گاہ انہین ماہیان تالاب سے کچھ مچھلیان بہ آواز بلند کہتی
ہین ای آلبشار جادو ہم تو ہوشیار ہین آپ بھی خبردار رہیے گا آج کچھ خود بخود دل گھبراتا ہی وہ گفتگو اُنکی سُنکے
مانند رعد بہ آواز بلند متکلم ہوتا ہی جواب دیتا ہی مین خبردار ہون آج میرا دل بھی پریشان ہی ای ماہیان سحر میرا
دل گو پریشان ہی مگر حفاظت لوح مین مصروف ہی بظاہر باعث اضطراب دل و پریشانی خاطر یہ ہی کہ زمانہ بقاے
طلسم صندل اب کم ہی طلسم کشا کے آنے کا خیال ہی کیا عجب کہ طلسم کشا امروز فردا یہان آکے لوح
طلسم صندل کو حاصل کرنا چاہے مگر میری زندگی تک وہ ہرگز لوح نپائے گا زیر ابر آکے جل جائے گا
آلبشار جادو یہ کہتا تھا مچھلیان اُسکی تقریر سنتی تھین پانی برستا تھا تالاب مثل سحر کے کثرت آب سے موجزن
تھا درمیان مین اُس تالاب کے ایک میل فولادی مجوف مانند سوراخ ہاے غربال کے تھا پانی تالاب کا
بالاے میل مذکور جاتا تھا اور فوارہ سوراخہاے میل مذکور سے چھوٹتا تھا اور کنارہ تالاب تک پانی
فوارے کا ہو پہنچتا تھا مردار خوار جادو نے کہا آپ اس جگہ ٹھہر جائیے زیر ابر نجائیے ورنہ ہلاک ہو جائیے گا بعد موقوف ہونے
ابر باران کے کنارہ تالاب تک تشریف لائیگا اگر یہانتک تیلے سحر آلبشار جادو کے آئین تو اُسسے
اپنے تئین مخفی کرکے حتی الامکان بچائے گا یہ کہکے پھر کچھ سوچ کے اپنی جھولی سے ایک انگشتری نکالکر
رستم ثانی کو دی اور کہا اس خاتم طلسمی کو اپنے داہنے ہاتھ کی کسی انگلی مین پہن لیجیے خاصیت اِس
تحفۂ نادر طلسمی کی یہ ہی کہ کسی ساحر کا سحر اُسکی موجودگی مین آپ پر اثر نکریگا شاہزادہ نے وہ انگشتری
کہ ایک نقش اُسپر کندہ تھا اور نگینہ اُسکا عقیق سرخ کا تھا پہن لی مردار خوار جادو انگشتری دیکر سحر
پڑھ کر برق بنکر سوے فلک گیا اور وہان سے اُس ابر پر گرا شاہزادہ نے دیکھا کہ اُس ابر مین حرکت
پیدا ہوئی برق زیادہ چمکنے لگی صداے رعد قبل سے زیادہ آنے لگی پانی ابر سے بہ نسبت قبل زور سے
برسنے لگا اب اُس پانی کے ہر ایک قطرہ سے ایک سوار تیغ و سپر لیے ہوے پیدا ہونے لگا پانی لا
تالاب کا جوش و خروش مین آیا مچھلیان گھبرا گھبرا کے ہزارہا کنارے تالاب کے آکے بصورت محافظان
و نگہبان قطار در قطار جمع ہوئین اور پکارین ای آلبشار جادو خیر تو ہی آج یہ کیا واقعہ ہی چونکہ سحاب
جادو عرف آلبشار جادو مردار خوار جادو سے لڑائی مین مصروف تھا ماہیان تالاب کو اُسنے کچھ جواب
ندیا شاہزادہ ابھی جانب ابر و تالاب دیکھ رہا تھا کہ وہ سواران سحر آلبشار جادو رستم ثانی کو دیکھکر ہزارہا
سپر تلوار لیکر بڑھے اُسکے چہار طرف سے گھیر لیا شاہزادہ نے بھی تلوار کھینچی سواران مذکور تلوارین لگانے
لگے شاہزادہ نہایت ہوشیاری و چالاکی سے اُنسے لڑنے لگا ضرب شمشیر اُن سحر کے پتلون کی اپنے
سپر پر روکنے لگا انگشتری مذکور کے سبب سے بچنے لگا زخمی و قتل ہونے سے محفوظ رہا اسی طرح وہ سحر
کے پتلے بھی ضرب شمشیر آبدار شاہزادہ سے زخمی و قتل نہوتے تھے بڑھ بڑھ کر سینہ و سر پہ تلوار روکتے
تھے ادھر شاہزادہ اُنکے قتل نہونے سے حیران تھا اودھر وہ ہزارہا سوار حیران و پریشان تھے کہتے تھے کیا
باعث ہی کہ طلسم کشا پر ہماری تلوار کا اثر نہین ہوتا ہی شاید اُسکے پاس تحفۂ طلسمی ہی ذرا ہٹے رہو قریب
اُسکے نجاؤ ادھر تو شاہزادہ سواران مذکور سے مصروف جنگ تھا اُدھر مردار خوار جادو جو برق سحر بنکے
ابر سحر پر گرا تھا بعد جنگ بسیار اُسنے ابر کو پارہ پارہ کیا آلبشار جادو غضبناک ہو کے ابر مذکور سے

ظاہر ہوا پکارا او مردار خوار نمکحرام تو کیونکر قید سے رہا ہوا مجھے حیرت ہے بعد رہا ہونے کے ہمراہ طلسم کشا
کے یہان آیا ہے کیا مجال تیری کہ تو میری زندگی مین لوح طلسم صندل تک جا سکے طلسم کشا لوح پا سکے یہ
کہکے نارنگی جوٹی دار لگا کا سحر اسپر دم کرکے برق مذکور پر مارا مردم خوار جادو نے چاہا تھا کہ تڑپ کر بلند
ہون نارنگی مذکور سے بچون مگر نہ بچ سکا آکے پھٹا اسکے پھٹنے سے دھوان پیدا ہوا اسوا اسکے کارد وغیرہ
کے ٹکڑے اس سے نکلے وتھون سے تو مردار خوار جادو اپنی صورت اصلی پر رہا مگر کارد وغیرہ ٹکڑے جو دو ایک
اسپر پڑے اس سے زخمی ہوا لیکن زخمی ہوا صرف سر و پیشانی پر ہالکے دو زخم کھائے بعد زخمی ہونے
کے مردار خوار جادو نے ان تحفہائے طلسمی سے جو چند تحفے نادر اور انتخاب اسکے قبضے
مین تھے انمین سے ایک تحفہ طلسم کہ ایک گوہر کلان تھا اور واسطے ساحر دغر ساحرے کے گویا وہ ایک
گولہ توپ کا تھا یا ایک گولی بندوق کی تھی کہ سینہ کو توڑ کر گذر جاتی تھی بجز شاہ طلسم کے کوئی اس سے
جانبر نہو سکتا تھا وہی گوہر جیب سے نکالا پکر خون پیشانی و سر سے اسے آلودہ کرکے پکارکر کہا اے
آلبشار جادو تو نے تو مجھے زخمی کیا لیکن اگر مرد ہے اور دعوے سحر و ساحری کا رکھتا ہے تو اس گوہر کو
پہچان اسنے پہچانکے چاہا کہ غرق زمین ہون ہنوز آلبشار جادو اپنے سحر سے غرق زمین نہوا تھا کہ مردار خوار
جادو نے بالا ساحری لیکر اس گوہر کو اسکے سینہ پر کینہ پر مارا راوی ناقل ہے کہ جب وہ گوہر اسکے سینہ پر
پڑا اسنے آہ کی جبتک اسکے دفع کرنے کے واسطے کوئی سحر پڑھے وہ سینہ کو توڑ کر نکل گیا آلبشار جادو
زمین پر گرا ہی پڑا تڑپکر ہلاک ہوگیا اسکے مرنے سے وہ ابر دھوان ہوکے غائب ہوگیا بارش موقوف ہوئی
وہ گھر کے سوار جو شاہزادہ رستم ثانی سے لڑ رہے تھے دفعۃً قطرہاے آب ہوکے زمین پر گرے
اسی طرح ہزارہا مچھلیان جو سحر آلبشار جادو سے تالاب کے کنارہ پر جمع ہوئین تھین وہ بھی نابود ہوئین پانی
تالاب کا جوش و خروش مین آکے خشک ہونے لگا تھوڑی دیر مین جو دیکھا تو نہ تالاب تھا نہ پانی کا کہین
نام و نشان تھا صرف ایک میدان نظر آیا ایک میل فولادی زمین پر گڑا ہوا دکھائی دیا اور کئی ہزار ساحران
اصلی نارنج و ترنج ہار قلفل وانے ہاتھ کے کارد سحر گلدستہ سحر وغیرہ اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے
اس جگہ سے پیدا ہوے کہ جہان وہ میل مجوف گڑا تھا آگے آگے ان ساحرون کے ایک ساحر زبردست
کہ نام اسکا ناظر جادو تھا دکھائی دیا وہ پاس میل مذکور کے ٹھہر کر مردار خوار جادو کو دیکھکر کہنے لگا او نابکار
غضب کیا تو نے کہ سحاب جادو عرف آلبشار جادو کو ہلاک کیا طلسم کشا کا شریک ہوا اپنے بادشاہ سے
منحرف ہوا نمکحرامی پر کمر باندھ طلسم صندل کے مٹانے کی فکر کی خبردار ہوجا کہ ابھی مین زندہ ہون تجھکو اور
طلسم کشا کو یہان تک آنے نہ دونگا حتی الامکان تجھکو اور طلسم کشا کو قتل و گرفتار کرونگا ناظر جادو یہ کہرہا تھا
آلبشار جادو کے مرنے سے گویا آثار قیامت ہویدا تھے آندھی سیاہ آتی تھی برق چمک رہی تھی رعد کی ابر سے
صدا آتی تھی سنگ باری و برف باری ہو رہی تھی ہواے تند چل رہی تھی تاریکی محیط عالم تھی ایسے وقت مین
مردار خوار جادو نے تقریر ناظر جادو کی سن کے شاہزادہ رستم ثانی کو پاس اپنے بلا کے ساحر مذکور
کو جواب دیا او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہے عوض بدی کا بدی ہے شاہ طلسم نے میرے ساتھ دشمنی کی مجھے بیجرم و
خطا قید کیا تھا اب مین رہا ہوا ہون اسکے ساتھ بھی دشمنی کرونگا جس طرح آلبشار جادو کو ہلاک کیا ہے تجھے بھی
ہلاک کرونگا گو تو ساحران زبردست سے ہے زیر زمین محافظ لوح طلسمی رہا ہے مگر مین تجھسے ڈرتا نہین اگر

اگر تجھکو اپنی زندگی مطلوب ہی تو آمادہ جنگ نہو اطاعت طلسم کشا کی اختیار کر لوح طلسمی کے لینے مین سدراہ
نہو مین بدوستی تجھسے کہتا ہون اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو حق مین تیرے بہتر ہوگا ورنہ پچھتائیگا ابھی میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا اُسنے جواب دیا او بدکردار مین مانند تیرے نمکحرام نہین ہون کہ اپنے بادشاہ سے منحرف
ہوکے نمکحرامی پر کمر باندھون شریک طلسم کشا ہو جاؤن اجازت دیدون کہ لوح طلسمی لے لو مین نمکحلال
ملازم شاہ طلسم ہون تجھسے کچھ ڈرتا نہین ہون ذرا تو ادھر قدم تو بڑھا دیکھ تو کیا کرتا ہون مردار خوار جادو
یہ تقریر اُسکی سُنکے برہم ہوکے آگے بڑھا رستم ثانی نے بھی مرکب اپنا آگے بڑھایا ناظر جادو نے اپنے
ہمراہی ساحرون سے کہا تم سب یکبارگی حملہ کرکے بزور سحر کرکے طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرکے
اسیر کرلو مین اس نمکحرام مردم خوار جادو کو قتل یا گرفتار کرتا ہون یہ نابکار میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا
اگر البشار جادو ہلاک ہوگیا مالاب دا ابرمٹ گیا تو کیا اندیشہ ہی مین تو ابھی زندہ ہون ساحران نابکار اسکے
کہنے سے طلسم کشا پر بارش اشیاے سحر کرنے لگے کوئی ترنج کوئی نارنج سحر کوئی کارد سحر کوئی گلدستہ سحر
مارنے لگا شاہزادہ تلوار علم کرکے اُنپر حملہ ور ہوا سحر اُنکے شاہزادے پر اثر نکرتے تھے شاہزادہ اُنکو
تیغ آبدار سے قتل کرتا تھا ساحر حیران تھے یہ نجانتے تھے کہ پاس رستم ثانی کے انگشتری جمشیدی ہی جو
باطل السحر ہی ابھی شاہزادہ موصوف ساحران مذکور سے لڑ رہا تھا لڑائی ہو رہی تھی ناگاہ ناظر جادو نے
حلقہ کمند سحر مردار خوار جادو پر پڑھ کر پھینکے چاہا کہ اُسکو کمند سحر مین اسیر کر لیجیے لیکن مردار خوار جادو بزور
سحر برق بنکر حلقہاے کمند کو جلا کر سوے فلک گیا ناظر جادو حیرت سے دیکھتا ہی رہگیا مردار خوار بھی
فلک سے برق بنا ہوا بصد غضب اُسپر گرنے لگا وہ بزور سحر غرق زمین ہوگیا بعد ایک لمحہ کے دور جاکر زمین
سے نکلا اور ایک گلدستہ اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے کارد سے پیشانی اپنی شگاف کرکے
خون گلدستہ مذکور پر ڈالکر یا خداوند سامری کہکے مردار خوار جادو پر مارا وہ سر پر ساحر مذکور کے آکے
پھٹا گل و غنچہ اُسکے منتشر ہوکے زمین پر گرتے گرتے ہی اُنکے ہوا سے سمر چلی کچھ غبار اُڑا بعد ایک لمحہ
کے دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک چمن گلہاے رنگا رنگ کا زمین پر ہی پھول سب شاداب ہین
برگ سرسبز ہین درخت ہرے بھرے ہین ڈالیان پھولون سے لدی ہین طائران رنگا رنگ با مین چمن نغمہ سرا ہین
مردار خوار جادو درمیان چمن کے کھڑا ہی کبھی بوے گلہاے چمن سونگھ کے مانند مست کے جھومتا ہی
گاہ ہوشیار ہوکے چمن کو دیکھتا ہی اور جھولی کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہی ابھی دیکھنے والے دیکھ رہے تھے
اور مصروف جنگ بھی تھے ناظر جادو خوش ہوکے آگے بڑھا تھا کہ اب چل کے مردار خوار جادو کو کہ مسحور
سحر ہو چکا ہی بسہولیت قتل کیجیے ناگاہ مردار خوار جادو نے کہ ساحر زبردست ہی مبتلاے سحر ہوکے بوے
گلہاے چمن سے مستانہ وار جھوم کے پھر ہوشیار ہوکے ایک گولا فولادی اپنی جھولی سے نکال کے سحر
اُسپر پڑھ کے اُس چمن پر مارا وہ چمن سحر مانند خس و خاشاک کے جلنے لگا گولا جو پھٹا اُسمین سے شرارے
اور دھوان پیدا ہوا وہ دخان ناظر جادو کے گرد محیط ہوا مانند ایک گنبد کے ہوگیا ناظر اُسمین نہان
ہوگیا اُسکے لشکر کے ساحرون نے سے دھوئین مین بند دیکھ کے بعض نے یقین کیا کہ ہمارے افسر کو
مردار خوار جادو نے اپنے سحر مین مبتلا کر لیا سردار ہمارا قید ہوگیا اب لڑنا بیکار ہی یہان سے بھاگنا چاہیے
ہنوز ایک لمحہ بھی اُسے بند ہوے نہ گذرا تھا کہ وہ اپنے سحر سے شرارہ بنکے اُس دھوئین سے نکل گیا

اور پھر بصورت اصلی ہوکے مردار خوار جادو پر گولا فولادی سحر دم کرکے مارا ادھر اسنے اُس گولے کی طرف
دیکھکر سحر کے کلمات ورد زبان کرکے اپنی اُنگلی سے اشارہ کیا وہ مانند ترنج یا لیمون کے درمیان سے
دو ٹکڑے ہوکے بالا سے خاک گرا مردار خوار جادو نے مسکرا کر کہا او ناظر جادو او چھوکرے تو مجھ بڈھے
جہاندیدہ خشک آزمودہ ساحر زبردست پر ایسے چھوٹے چھوٹے ادنی ادنی سحر کرتا ہی انسے کیا فائدہ ہوگا
کوئی ایسا سحر کر کہ فائدہ بھی کچھ ہو مین زخمی یا قتل ہون اُسنے خجل ہوکے جواب دیا او مردار خوار ابتک تو مین نے
تجھپر ادنا ادنا سحر کیے تھے مگر اب تیرے کہنے سے وہ سحر کرتا ہون کہ جسپر مجھے ناز ہی یہ کہکے ایک پتلا
آردماش کا مع شمشیر و مرکب بنایا اور اُسپر سحر دم کرکے چند قطرہ خون انگشت کے اُسکے دہن مین ڈالی
وہ آناً فاناً بڑھنے لگا یہانتک کہ مثل انسان کے ہوگیا اور مرکب بھی مانند عربی گھوڑے کے بڑھ گیا
اُس وقت اُس سحر کے پتلے نے آنکھین کھولکر کہا اے ناظر جادو کیا کام ہی اُسنے کہا اے سوار سحر سامری
جلد جا مردار خوار جادو کو قتل کر وہ تیغ تول کر مرکب کو بڑھا کر جانب مردار خوار جادو چلا ادھر اسنے ایک
گلدستہ پھولون کا اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے اور خون پیشانی اُسپر ڈالکے پکارکے کہا او ناظر جادو
دیکھ ایسا بھی سحر تونے کسی کو کرتے نہ دیکھا ہوگا ہنوز یہ کہہ رہا تھا کہ اُس سوار نے قریب آکے چاہا کہ تلوار
لگائے کہ مردار خوار جادو نے بعجلت تمام وہ گلدستہ اُسپر مارا وہ بالا سے سر سوار مذکور پھٹا پھول اُسکے
سر و رخ پر گرے بو اُن پھولون کی سونگھکر مسخر و مطیع ہوکر ہاتھ کو روک کر کہنے لگا اے مردار خوار جادو
مین فرمانبردار ہون جو کہو ابھی کرون اُس وقت مردار خوار نے کہا اس چھوکرے ناظر جادو کو جاکر قتل کر
سوار مانند برق کے تڑپ کر چلا ناظر جادو یہ حال دیکھکر گھبرایا پہلے چند گولے سحر کے اُسپر مارے اُسنے
سر و سینہ پر وہ گولے روک کے قدم آگے بڑھایا ناظر جادو نے کارد سحر اُسپر لگائی وہ بھی اُسپر کارگر نہوئی
اسیطرح بہت سے سحر کیے چاہا کہ دفع ہو یا جل کے خاک ہو مگر وہ سوار کسی طرح دفع نہوا نہ اُسکو کچھ
ضرر پہونچا ناظر جادو پریشان خاطر ہوکے پیچھے ہٹنے لگا ادھر مردار خوار اپنے سحر سے اُسے زور دینے لگا
سوار مذکور غضبناک ہوکے جانب ناظر جادو بڑھنے لگا آخرکار ناظر جادو نے مجبور و لاچار ہوکے ارادہ
کیا کہ جلد سحر سے غرق زمین ہوجاے اپنی جان اپنے ہی سحر سے بچائے ہنوز جادو سحر پڑھ رہا تھا
غرق زمین نہوا تھا کہ سوار مذکور نے جھپٹ کر اُسپر تلوار لگائی اُسنے اُس سحر کے بڑھنے کو ترک کرکے
اور ایک سحر ایسا جلد تر پڑھا کہ چند سپر بن سحر کی اُسکے سر پر ظاہر ہوئین تلوار سوار کی اُن سپرون کو
کاٹکر اُسکے سر پر اس طرح پڑی کہ سر و سینہ و شکم و کمر سے گذر گئی ناظر جادو دو ٹکڑے ہوکے
بالا سے خاک گرا ٹکڑے اُسکے لاشے کے زمین پر تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے روح اُسکی تن و جسم
سے نکل کے سوے عدم گئی اُسکے مرنے سے بھی تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی فلک پر ابر سیاہ پیدا
ہوا برق چمکی آواز رعد آئی سنگ باری ہونے لگی ابھی سحاب جادو عرف آلشار جادو محافظ لوح طلسم
صندل کے مرنے سے جو تاریکی ہوئی تھی وہ بخوبی دفع نہوئی تھی کہ ناظر جادو کے ہلاک ہونے سے زمانہ
تیرہ و تاریک ہوا تھوڑی دیر تک دونون ساحران نامی مذکور کے مرنے سے تاریکی اور سنگ باری و برف
باری رہی آخرکار وہ تاریکی بالکل دفع ہوئی پہلے آلشار جادو کے سحر کے بیرون نے اُسکے نام سے
یون بہ آواز بلند کہا افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا آلشار جادو تھا پھر اسی طرح ناظر جادو کے سحر کے بیر

پکارے کہ افسوس ہزار افسوس مارا مجھکو کہ نام میرا ناظر جادو تھا بعد آنے ان آوازون کے دو بونڈرے
زمین پر پیدا ہوے ایک بونڈرے مین لاشہ آلبتار جادو کا دوسرے بونڈرے مین لاشہ ناظر جادو کا
زمین سے اٹھکر بلند ہوا وہ بونڈرے یعنی ہیر ان ساحرون کے ستر کے انکی لاشین اٹھا کے سوے شاہ
طلسم روانہ ہوے بعد جانے لاشہ ہاے مذکور کے مردار خوار جادو نے دیکھا کہ باوجود قتل ہونے ساحران
مذکور کے یہ ساحران نابکار شاہزادہ رستم ثانی سے لڑ رہے ہین گو قتل ہو رہے ہین مگر بھاگتے نہین ہین برابر
سحر کر رہے ہین تر سول نیسول بھی مار رہے ہین یہ دیکھکر غضبناک ہو کے خود بھی انپر سحر کیا اور سوار سحر سے
کہا اب ان ساحرون کو قتل کرو وہ تو تابع حکم تھا انھین قتل کرنے لگا ساحران مذکور جنگ سے عاجز ہو کے
تاب مقابلہ نہ لا کے بہت سے قتل ہو کے طالب امان ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے کہا امان تمکو بشرط قبول
دین و ایمان دیجائیگی انھون نے عرض کیا ابھی ہم مطیع دین اسلام ہوتے ہین کیونکہ ہمکو آپکی طرف سے شاہ
طلسم سے لڑنا ہوگا اگر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائینگے تو سحر بھول جائینگے بس امیدوار ہین کہ ہماری التجا کو قبول
کیجیے شاہزادہ نے انکی التماس بدل قبول کر کے انھین امان دی وہ سب ساحر کہ دو ہزار سے زیادہ
تھے مطیع دین اسلام ہو کے قدم شاہزادہ پر گرے شاہزادہ نے ہر ایک ساحر پر مہربانی کی بعدہ مردار
خوار جادو نے لاشے ساحرون کے پڑے ہوے دیکھکر تاب ضبط نہ لا کے موافق عادت قدیم
گوشت انکا پیٹ بھر کے کارد سے کاٹکر کھایا رستم ثانی نے اسے گوشت ساحران مقتول کا کھاتے
دیکھکر قریب جاکر گوشت مذکور کے کھانے سے منع کیا پھر اسکے دلیرانہ لڑنے کی اور کارہاے نمایان
کرنے کی تعریف کی اسنے عرض کیا ای طلسم کشا یہ فتح محض اقبال حضور سے ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت
تھی یہ کہکے عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار اب دیر زنہار کیجیے جلد اس میل فولادی کو ایک زور مین زمین سے
اکھیڑئیے اور لوح طلسم کو کہ زیر میل مذکور ہے نکال کے اپنے قبضے مین کیجیے لاشے آلبتار جادو و
ناظر جادو سوے شاہ طلسم بونڈرون مین لپٹ کر اور روانہ ہو کے گئے ہین ہیر ان ساحرون کے سحر
کے بونڈرے لیکر لاشے انکے اٹھا کے لیگئے ہین مبادا لاشون کے دیکھنے غضبناک ہو کے تنہا یا ہمراہ
اپنے لشکر کے یہان آجائے تو اچھا نہوگا لوح طلسمی وہ ضرور لیجائیگا آپ سے اور مجھسے وہ نہ رکے گا
بلکہ مجھے اور آپکو اسیر کر لیگا کیونکہ وہ شاہ طلسم ہے گو کہ آپ کے پاس انگشتری جمشیدی ہے اور
مین ساحر زبردست ہون میرے پاس بھی تحفہاے طلسمی دو چار ہین مگر وہ وہی ہے اور مین ایک ساحر
ہون اس سے بخوبی مقابلہ نکر سکونگا شاہزادہ نے اسکی تقریر کو سنکے بسم اللہ کہکے اس میل فولادی پر
زور کیا وہ اپنی جگہ سے زور اول ہی مین اکھڑ آیا مردار خوار نے خوش ہو کے کہا اگر یہ میل آپ سے
زور اول مین اپنی جگہ سے نہ باہر آتا تو لوح کے دستیاب ہونے مین تردد تھا اب کچھ اندیشہ نہین ہے دیکھیے
اسکے نیچے ایک صندوقچہ ہوگا اس صندوقچہ کو اپنے ہی ہاتھ سے نکال کے لوح طلسمی اپنے قبضے
مین کیجیے شاہزادہ نے اسکے کہنے پر عمل کیا لوح کو صندوقچہ سے نکال کے اپنے گلے مین ڈال لیا
اس وقت مردار خوار جادو و دیگر ساحر خوش ہوے ہر ایک نے کہا ای طلسم کشا مبارک ہو کہ
لوح طلسم صندل آپکے ہاتھ آگئی اب فتح کرنا طلسم صندل کا کچھ مشکل نہین ہے یہی لوح آپکو ہر وقت ہر امر
مین ہدایت کریگی جب دیکھیے گا حکم لوح سے آگاہ ہو جائیے گا رستم ثانی ہر ایک کی گفتگو سن کے خوش ہوا

بعدہ اُسی جگہ قیام کیا اور ساحرون سے قلم و قرطاس و دوات طلب کرکے دو نامے لکھے ایک نامہ تو خورشید روشن دل کو لکھا اور ایک نامہ سرشار شاہ و حدید شاہ کو تحریر کیا مضمون دونون نامون کا ایک تھا ہر ایک نامہ مین یہی لکھا تھا کہ عنایت خدا سے مین نے لوح طلسم صندل پائی ہی اب ارادہ یہان سے آگے جانے کا ہی چاہتا ہون کہ آپ بھی ہم تک آجائیے ہم آپ مجتمع ہوکے یکبارگی جانب طلسم صندل روانہ ہون جب شاہزادہ یہی مضمون دونون نامون مین رقم کر چکا ہر نامے لکھکر نامون کو ملفوف کرکے سر نامون پر مہر اپنی کرکے کہنے لگا ای ساحران خیرخواہ مین کہو تم سب مین کون ایسا ساحر ہی کہ جو یہ دونون نامے لے جائے ایک خورشید روشن دل کو جا کر دے اور دوسرا نامہ حدید شاہ کو اثنائے راہ مین دیدے کیونکہ وہ مع لشکر ضرور اس طرف آتے ہونگے اس وقت فردار خوار جادو نے عرض کیا ای شاہزادہ ذوالوقار یہ خدمت بھی مجھی سے لیجیے اس کام کا انصرام بھی اچھی طرح مجھسے ہوگا شاہزادہ نے مع خاتم جمشیدی کے اُسے نامے دیے وہ رخصت ہوکے روانہ ہوا پہلے اثنائے راہ مین حدید شاہ وغیرہ کو دیکھکر ایک نامہ اُسے دیا پھر وہان سے تخت سحر پر بیٹھکر سوئے خورشید روشن دل گیا بعد قطع راہ دور و دراز دربار خورشید روشن دل مین پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہی صد ہا ساحران نامی و نامور علی قدر مراتب بیٹھے ہین خورشید روشن تخت پر رونق افزا ہی فرزند اسکا متصل تخت ایک کرسی جواہر نگار پر اُسکے پہلو مین مانند دل کے ہی فردار خوار نے جملہ اہل دربار پر نظر کرکے خورشید روشن دل کو حسب قاعدہ سلام کیا اُس شاہزادہ ذوالوقار نے اُسے پہچان کے ساحر زبردست جان کے موافق اُسکی عزت کے ایک جگہ اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ اُس جگہ بیٹھ گیا اُس وقت خورشید روشن دل نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی مع شیشہ و ساغر لایا اشارہ سے اپنے بادشاہ کے ساغر بلورین مئے ناب بھر کے روبرو فردار خوار جادو کے لیگیا اُسنے یہ عنایت و الطاف و عزت افزائی شاہ موصوف کی اپنی نسبت دیکھکر دل مین خوش ہوکے خورشید روشن دل کی ثنا کرکے جام مے لیکے سلام بادشاہ کو اس عطیہ کا کرکے شراب پی جب دو چار جام مے ساقی سے لیکر شراب پی چکا اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا الکارامنم نامہ دار شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشائے طلسم صندل شاہ موصوف نے نامہ اُس سے طلب کیا اُسنے نامہ دیا خورشید روشن دل نے میرمنشی سے وہ نامہ پڑھوایا مضمون نامہ سے آگاہ ہوکے بہت خوش ہوکے پوچھا ہمنے سُنا تھا کہ تجھکو صندلان نے قید کیا تھا رہائی تیری کیونکر ہوئی اور لوح طلسم صندل شاہزادۂ رستم ثانی کو کس طور سے دستیاب ہوئی اُسنے تمام حال جو گذرا تھا ابتدا سے تا انتہا بیان کیا بادشاہ موصوف سُنکے خوش ہوا پھر اُسی وقت حسب الطلب رستم ثانی کے سامان لشکر کشی و جنگ کرکے اپنے فرزند کو ہمراہ لیکے مع تمامی سپاہ و ساحران نامی و غیر نامی کے بصد شان و شوکت و ہزار جاہ و جلال تخت پر سوار ہوکے سمت شاہزادۂ رستم ثانی کوچ کیا فردار خوار جادو اثنائے راہ سے رخصت ہوکے بضرورت کسی کار ضروری کے اپنے گھر گیا شاہزادہ رستم ثانی بجمعیت ساحران صحرا مین خیمہ زن تھا کہ پہلے سرشار شاہ و حدید شاہ لشکر لیے ہوئے آئے شاہزادہ اُنھین دیکھکر اُنکے آنے سے خوش ہوا اُنھون نے تہنیت حصول لوح طلسم صندل کی دی پھر پوچھا کس طور سے لوح دستیاب ہوئی شاہزادہ نے تمام حال لڑائی کا اور دستیاب ہونے لوح کا بیان کیا ہر ایک اعلی و ادنی اُسکے خوش ہوا ابھی داخلہ سرشار شاہ حدید شاہ کا ہوا تھا لشکر طلسم کشا اُترا تھا بارگاہین و خیام ایستادہ و برپا ہوئے تھے شاہزادہ بارگاہ مین

بیٹھا ہوا حدید شاہ و سمر شمار شاہ سے ہم سخن تھا پردے بارگاہ کے اٹھے ہوئے تھے ناگاہ سوے فلک
دیکھا کہ بہت سے ٹکڑے ابر سرخ و سیاہ کے نمایاں ہوئے انمیں برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی کسی ابر کے ٹکڑے
سے پانی برستا ہوا معلوم ہوتا تھا کسی ٹکڑے سے پھول تر و تازہ گرتے ہوئے نظر آتے تھے کسی سے شعلہ ہائے آتش گرتے
تھے کسی سے بارش مروارید آبدار ہوتی تھی ہنوز رستم ثانی و سمر شمار شاہ و حدید شاہ وغیرہ سوے ٹکڑہائے ابر دیکھ رہے
تھے ہر ایک کو جداگانہ خیال تھا کوئی جانتا تھا کہ صندل لان شاہ بجمعیت فوج کثیر برائے مقابلہ و مجادلہ آتا ہے کیونکہ لاشے
آبشار جادو و ناظر جادو کے اسکے پاس پہونچے ہونگے پس تمام حالات سے وہ آگاہ ہوکے غضبناک ہوکے آتا ہے کوئی
سمجھتا تھا کہ یہ آمد بادشاہ خورشید روشن دل کی ہے کیونکہ طلسم کشا نے نامہ بدست سردار خوار جادو روانہ کرکے
اسنے طلب کیا تھا لہذا وہی بادشاہ ذیجاہ مع لشکر ظفر اثر بصد شان و شکوہ آتا ہے لیکایک وہ ٹکڑہائے ابر شق ہوئے
کسی ٹکڑا ابر سے بالائے تخت زرین و جواہر نگار بادشاہ خورشید روشن دل نمایاں ہوا کسی ابر کے ٹکڑے سے فرزند
دلبند بادشاہ خورشید روشن دل عیاں ہوا کسی ابر سیاہ سے افسران سپاہ بادشاہ موصوف پیدا ہوئے کسی ابر سیاہ و
کلان سے لشکر کثیر ساحران ظاہر ہوا ہر ایک ساحر کو دیکھا کہ جھولی اسباب سحر کی اسکے دوش پہ ہے آثار خوشی و سرور چہرے سے
عیاں ہیں بعضوں کے ہاتھوں میں ترسول و ترسول ہیں عجائب و غرائب سحر سے دکھاتے ہوئے مختلف سواریوں پر سوار
ہیں کوئی فیل نشین کوئی شتر آتشین کوئی اژدر شعلہ فشاں کوئی طاؤس سحر کوئی باز سحر کوئی بط سحر وغیرہ جانوران وحشی
و طیر سحر پر سوار ہیں شاہزادہ رستم ثانی بادشاہ خورشید روشن دل کو دیکھکر خوش ہوا سرداران سپاہ کو واسطے استقبال
کے حکم دیا ہنوز سرداران سپاہ برائے استقبال نگئے تھے سامان جانے کا کر رہے تھے کہ سوے فلک سے
خورشید روشن دل وغیرہ بالائے زمین آئے پھر سب سواریوں سے اترے خورشید روشن دل بھی اپنے تخت
سے اترکر ہمراہ اپنے فرزند و اہل دربار کی بارگاہ طلسم کشا میں آیا شاہزادہ رستم ثانی نے تعظیم تکریم کرکے شاہ موصوف
کو قریب تر اپنے بٹھایا فرزند بھی خورشید روشن دل کا پاس اپنے پدر کے بیٹھا اہل دربار و افسران سپاہ بادشاہ
موصوف بھی علی قدر مراتب بیٹھے تھے اسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے ساقیان گلرو کو طلب کیا وہ کشتیاں شراب ناب کی مع شیشہ و
جام بلوریں لیکر بارگاہ میں آئے اور اشارہ شاہزادہ رستم ثانی سے اہل بزم و بارگاہ کو جام و ساغر بلوریں میں شراب
ناب بھر بھر کے پلانے لگے ہر ایک خوش ہوکے پینے لگا جب ساقیان گلرخسار اہل بزم کو شراب پلا چکے کشتیاں
شراب کی لیکر بارگاہ سے چلے گئے پھر بحکم رستم ثانی جو ارباب نشاط ہمراہ لشکر سمر شمار شاہ و حدید شاہ آئے تھے انمیں
سے ایک رقاصہ کہ نہایت حسین و خوبرو اور خوش گلو بھی تھی حاضر بارگاہ ہوئی اسنے شاہزادہ ذیجاہ کو سلام
کرکے اپنے سازندوں سے کہا جلد تر سازوں کو درست کرو انھوں نے حسب دلخواہ سازوں کو درست کرکے
گت بجانا شروع کیا رقاصہ مذکورہ بصد ادا رقص کرنے لگی اہل بزم دیکھنے لگے خوش ہوکے کہنے لگی خدا نے یہ دن
دکھایا کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب ہوئی اسکے حصول کی خوشی یہ ظاہر ہوئی خورشید روشن دل کبھی سوے
رقاصہ دیکھتا تھا گاہ شاہزادہ رستم ثانی سے مخاطب ہوکے مبارکباد حصول لوح طلسمی کی دیتا تھا اور کہتا تھا اب طلسم
صندل کا درہم برہم کرنا نام و نشان اسکا مٹانا ہر ایک دربند توڑنا نہایت آسان ہے شاہزادہ خوش ہوکے جواب
دیتا تھا بفضل خدا شامل حال ہوا لوح طلسم ملگئی اب اگر پروردگار چاہیگا تو جلد طلسم صندل کو بہدایت لوح توڑ دونگا
ابھی شاہزادہ موصوف خورشید روشن دل سے ہم سخن تھا ناگاہ رقاصہ مذکورہ نے بعد رقص کرنے کے یعنی گت
ناچنے کے یہ غزل شروع کی غزل

نرالی ہیں جفائیں اس ستم کی
بلا کے ناز ہیں چالیں ستم کی

سمان آنکھون نے ساون کا دکھایا
اگر ہاتھ آئے خاک اسکے قدم کی
نہال اس وقت مین غمخوار مین کون

نظر بدلی جو اس ابر کرم کی
ہم اس کوچہ مین ایسے تھم کے بیٹھے
کہون کس سے کہانی اپنے غم کی

لگاؤن آنکھ مین سرمہ کے مانند
یہ حالت ہوگئی نقش قدم کی

الغرض اہل بزم غزل مندرجہ سنکے بعض بعض پسند کرکے تعریف کرنے لگے اور رقاصہ خوش گلو ہونے کی بجا ہے تو دسنا کرنے لگے چار پہر کامل یہان بزم عشرت آراستہ رہی بعدہ ناچ گانا ہر ایک رقاصہ کے بحکم شاہزادہ ہے موقوف کیا ہنگام شام خورشید روشن دل نے شاہزادہ سے کہا آپ لوح کو ملاحظہ کیجیے دیکھیے لوح حکم کیا دیتی ہی شاہزادہ نے لوح کو بسم اللہ کہکے دیکھا لوح نے یہ حکم دیا کہ ای طلسم کشا اگر فضل خدا شامل حال ہو اور لوح طلسمی دستیاب ہو تو فتاح طلسم کو لازم ہی کہ یہان سے جانب دست راست روانہ ہو کیونکہ آگے طلسم رنگین حصار ملیگا اور یہ طلسم ایک شاخ ہی طلسم صندل کی یہ اس سے جدا نہین ہی پس پہلی اسی طلسم کی بربادی کی فکر کرنا چاہیے شاہزادہ موصوف نے اس حکم لوح سے آگاہ ہوکے خورشید روشن دل سے بیان کیا اسنے کہا کل وقت سحر یہان سے سوے طلسم رنگین حصار روانہ ہوجیے شاہزادہ موصوف اس شب کی صبح کو اس صحرا سے جانب دست راست ہمراہ تمامی لشکر کے اور سب اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال دربار شاہ طلسم کا لکھا جاتا ہی کہ وہ اپنے دربار مین خوش وخرم بیٹھا ہوا تھا عیش وعشرت کے سوا کوئی فکر وصدمہ نہ تھا طلسم کشا کی طرف سے اسے اطمینان تھا کہ لالہ زار جادو نے اسے گرفتار کرلیا ہی عرضی اسکی آچکی جواب عرضی مین حکم اسیری طلسم کشا دیدیا گیا ہی اسی عالم خوشی و اطمینان مین دفعتا سوے آسمان سے صداے فریاد وفغان سے سر اٹھاکے دیکھا دو بونڈے گردوں کے نظر آتے ابھی شاہ طلسم سوے فلک بونڈون کو دیکھ رہا تھا صداے فریاد سے متردد تھا ناگاہ ان بونڈون نے دربار شاہ طلسم تک پہونچ کے لاشے سحاب جادو وعرف آلتبار جادو و ناظر جادو کے عین دربار مین ڈالدیے اور ایک جانب وہ بونڈے یعنی ہمبر سحر کے نالان وفریاد کنان چلے گئے شاہ طلسم نے ان لاشون پر نظر کرکے حواس باختہ ہوکے زانو پر ہاتھ مارکے کف افسوس مل کے کہنے لگا ہاے یہ کیا غضب ہوا انکو کسنے مارا اہل دربار بھی لاشے دیکھکر حیران ہوے سبکو سکتا سا ہوگیا پھر انمین سے چند ساحرون نے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ ذرا کتاب ساحری مین دریافت کیجیے کہ ان ساحران نامی کو کسنے قتل کیا ہی اسنے کتاب ساحری کو بصد ادب کھولکر دریافت حال کرکے اہل دربار سے کہا انکو مردار خوار جادو نے ہمراہ طلسم کشا کے جاکے ہلاک کیا ہی لوح طلسم صندل طلسم کشا کے ہاتھ آگئی ہی خورشید روشن دل وغیرہ مع لشکر اسکی مدد کو آے ہین یہ دیکھکر کتاب مذکور کو بند کرکے تا دیر سر بزانوے فکر مین بیٹھا رہا بعد فکر بسیار اپنے اہل دربار سے کہنے لگا کہ اگر طلسم کشا کو لوح طلسم مل گئی ہی تو چندان اندیشہ نہین ہی جب چاہونگا اسکے لشکر کو تباہ برباد کرکے لوح طلسم بھی اس سے لے لونگا اہل دربار نے موافق اسکی راے کے عرض کیا حضور کو اس وقت گونہ ملال ہی مناسب ہی کہ دفع رنج کے واسطے ارباب نشاط کو طلب کیجیے انکا رقص ونغمہ دیکھیے آپ کا تو مرتبہ زیادہ ہی اگر ہم مین سے کسی کو حکم دیجیے گا تو وہ جاکے طلسم کشا کے لشکر کو خاک مین ملادیگا لوح طلسم کسی تدبیر سے اس سے چھین لیگا شاہ طلسم یہ سنکے عیش وعشرت مین مصروف ہوا ان لاشون کے باب مین حکم دیا کہ دربار سے اٹھاکر لیجاؤ موافق ہمارے طریق ومذہب کے انھین جلادو ملازم لاشے اٹھالے گئے اور انھین آگ مین جلادیا یہان تو شاہ طلسم بوجہ ادبار کے غافل ومصروف عیش وراحت ہو مطمئن ہی کہ جب چاہونگا طلسم کشا سے کسی طور سے بمکر وفریب لوح طلسمی لے لونگا اور ایک ادنی سحر مین اسکے تمام لشکر کو نیست ونابود کردونگا مگر اب حال طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی

ہی کہ بعد قطع راہ بسیار ایک روز ایک صحرائے وحشت خیز و تیرہ تاریک کے قریب پہونچا اُسے دیکھکر حیران ہوا
کیونکہ تاریکی اُس صحرا مین از حد تھی مطلق کچھ دکھائی نہ دیتا تھا شاہزادہ نے قدم اُس صحرا مین نرکھکر علیحدہ اُس صحرا
سے مع لشکر قیام کرکے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا اے طلسم کشا تجکو لازم ہے کہ اس صحرائے تاریک کی راہ کو ترک کر حالانکہ
اس طرف سے بھی راہ طلسم رنگین حصار کی ہے لیکن خرابیان اور سختیان بہت اس راہ مین درپیش ہونگی پس اس راہ پر خوف و
دشوار گذار کو چھوڑکے بائین جانب دست چپ روانہ ہو ایک بحر ذخار نظر آئیگا اُس دریا مین جو کشتی پر نظر آئے اُس سے
اپنے تئین مخفی کرنا اور باتین مکر و فریب کی کرکے مور پنکھی پر سوار ہوجانا یہ حکم لوح کا ذہن نشین کرکے لشکر کو وہین چھوڑکے
تنہا جانب دست چپ روانہ ہوا اسکو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ امیر ثانی
شہر کہرانیہ مین قیام پذیر تھے کہران شاہ دعوت و ضیافت امیر ثانی مین مصروف تھا اسی زمانہ مین ایک تاجر مال و اسباب
انواع و اقسام کا لیکر راہ دور و دراز سے شہر کہرانیہ مین آیا کہران شاہ نے اُسکے آنے کی خبر سُنکے اُسکے بارے
مین حکم دیا کہ جو اسباب بیش بہا اپنے ہمراہ لایا ہے لایا ہے جلد لیکر ہمارے پاس آئے ملازمون نے حکم شاہ موصوف سے
تاجر مذکور کو جاکے آگاہ کیا اُسنے کہا کل وقت سحر انشاءاللہ اسباب نفیس و نایاب بیش قیمت کا ہمراہ لیکے حاضر خدمت
بادشاہ کہران شاہ ہونگا جو کچھ اشیائے بیش بہا لایا ہون پیشکش کرونگا ملازمون نے آکے کہران شاہ سے
عرض کیا کہ سوداگر نے عرض کیا ہے کہ مین صبح کو حاضر خدمت ہونگا کہران شاہ یہ سُنکے خاموش رہا دوسرے روز وقت
سحر تاجر مذکور حسب وعدہ جملہ مال و اسباب نفیس و نادر ہمراہ لیکر اُسوقت بزم عشرت مین پہونچا کہ امیر ثانی و بادشاہ
لشکر اسلام و کہران شاہ وغیرہ بعد نماز سحر پڑھنے کے بیٹھے ہوئے تھے ناچ گانا موقوف تھا ارباب نشاط بزم مین نہ
آئے تھے ایسے وقت مین تاجر نے بزم مذکور مین جاکے کہران شاہ و امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام کو حسب قاعدہ سلام کیا
اور جو اسباب بیش بہا ہمراہ لیگیا تھا وہ موافق قاعدہ پیش کیا کہران شاہ وغیرہ اُس اسباب کو بنظر خریداری دیکھنے
لگے اُس وقت امیر ثانی کو شاہزادہ رستم ثانی یاد آیا اپنے لشکر کے بعض سرداروں سے مخاطب ہوکے فرمایا افسوس
اس بزم مین سب سردار لشکر ہین مگر رستم ثانی نہین ہے جب سے وہ یہان سے گیا ابتک کچھ حال اُسکا معلوم نہوا نہین معلوم
فی زمانہ کہان ہے کس حال مین ہے مجھے تردد ہے چاہتا ہون کہ اُسکے حال سے باخبر ہون امیر ثانی اپنے سرداران
سپاہ سے یہ فرما رہے تھے تاجر مذکور بیٹھا ہوا سُن رہا تھا جب امیر ثانی خاموش ہوئے اُسنے عرض کیا اے امیر ثانی
آپ شاہزادہ رستم ثانی کی خبر دریافت کرنا چاہتے ہین امیر با توقیر نے فرمایا ہان مین چاہتا ہون کہ اُسکے حال سے
آگاہ ہون اُسنے کہا اتنا تو مین جانتا ہون کہ جب مین شہر حدیدیہ مین گیا تھا اُس زمانہ مین شاہزادہ موصوف اُسی
شہر مین تھا حدید شاہ کی دختر سے عقد اُسکا ہوا تھا ارادہ اُسکا یہ تھا کہ برائے حصول لوح طلسم صندل جانب طلسم
صندل روانہ ہو جسے مین تو اپنا مال و اسباب فروخت کرکے وہان سے چلا آیا نہین معلوم شاہزادہ وہان سے
لشکر لیکر سوئے طلسم صندل روانہ ہوا امیر ثانی نے یہ خبر سُنکے بہت متردد ہوکے عمرو ثانی کو طلب کرکے اُس سے کہا کہ اے خواجہ
تم جانتے ہو کہ رستم ثانی سے کسقدر مجھے الفت ہے اور کیا قرابت ہے اس تاجر کی زبانی مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ برائے فتح
طلسم صندل و برائے حصول لوح طلسم صندل سمت طلسم مذکور روانہ ہوا ہے ساحران نابکار لوح طلسم صندل اُس سے
لینے نہ دینگے سحر کرینگے وہ صاحب اسم اعظم الٰہی نہین ہے ایسا نہو کہ اُسے گرفتار یا قتل کرین لہذا تمہارے پاس بادمہرہ
وغیرہ اشیائے معجزہ مین تم اُس تک جلد جاسکتے ہو اور کوئی عیار مانند تمہارے جلد تر نہین جاسکتا ہے لہذا اسوقت
تم یہان سے سمت طلسم صندل روانہ ہو پاس شاہزادہ رستم کے جاکے اُسکے معین ہو دشمنون سے مکر و فریب سے

اُسسے بچاؤ مین تمہین زر کثیر دونگا خواجہ نے زر کثیر کے ملنے کے لالچ سے کہا ابھی سوے طلسم صندل جاتا ہون کیا مجال کسی ساحر و غیر ساحر کی کہ میری موجودگی مین شاہزادہ موصوف کو بنظر بد دیکھہ سکے یہ عرض کرکے بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے قرقول اور بادمہری اپنے باؤن مین باندہ کے امیر ثانی وغیرہ سے رخصت ہوکے جانب طلسم صندل بصد عجلت روانہ ہوئے ناظرین عالی مقام پر روشن ہی کہ خواجہ کسقدر تیز رفتار ہین اور باب بادمہرہ باؤن مین باندھے ہین اور سوے طلسم صندل روانہ ہوے ہین کسقدر جلد پہونچین گے چونکہ اس جگہ اس مولف ہیچمدان کو حال شاہزادہ رستم ثانی لکھنا منظور ہی اس وجہ سے عمر و ثانی کو اثناے راہ مین چھوڑ کے حال شاہزادہ موصوف کا رقم کیا جاتا ہی کہ جب شاہزادہ رستم ثانی حکم لوح سے جانب دست چپ روانہ ہوکے قطع راہ کرتا ہوا سیر کوہ و دشت کرتا ہوا چلا اثناے راہ مین جا بجا قیام کرکے ایک روز قریب شام کنارہ ایک بحر زخار کے پہونچا وہ بحر ایسا پرخوف و خطر تھا کہ فقط اُسکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا تھا ہر ایک ادنی موج اُسکی بلند ہوکے آسمان کے چھو لینے کا ارادہ کرتی تھی جوش و خروش اُسمین ایسا تھا کہ بناہ بذات خدا باوجود ابر نمایان ہونے کے پانی اُس بحر ناپایدار کنار کا گنبد فلک تک بار بار اُچھل کے جاتا تھا ہر حباب اُسکا مردم کو غصہ کی آنکھ دکھاتا تھا نہنگ گھڑیال بڑی بڑی مچھلیان وغیرہ جانوران آبی اُسمین لاتعد و لاتحصے شاہزادہ موصوف کنارہ دریا کے پہونچکر دریاے مذکور کو دیکھکر متردد تھا دل مین خیال کرتا تھا کہ بحر زخار کسقدر مہیب ہی طوفان ہویدا ہی کشتی جان آنکھ سے دیکھنے سے غرق دریاے فنا ہوئی جاتی ہی اس بحر زخار سے کوئی بھی عبور نکرسکتا ہوگا ابھی شاہزادہ رستم ثانی یہ باتین اپنے دل مین کر رہا تھا ناگاہ دور سے ایک مورپنکھی مانند ستارہ سحر کے چمکتی ہوئی اور مثل تیر کے اسی سمت آتی ہوئی نظر آئی شاہزادہ نے لوح کو زیر لباس پوشیدہ کرلیا تھوڑی دیر مین وہ مورپنکھی قریب تر آئی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین پری پیکر جادو نظر بہی سیرت حور صورت لباس شاہانہ زیب تن کیے بصد ناز و ادا مسند زرین پر بیٹھی ہی سن اُسکا چودہ پندرہ برس کا ہی آغاز شباب ہی اور چند عورتین ہم جلیس و کنیز بھی اُسی مورپنکھی پر ہین اُنمین کنیزین تو ڈانڈون سے مورپنکھی کو کھیتی ہین ہجولیان و ہم جلیسین اُسکے یمین و یسار بیٹھین ہین ایک ایک اُنمین نوجوان و شریر ہی سبکے لباس رنگین ہین صورتین اُنکی بھی لائق دیکھنے کے ہین اگر وہ مہر منیر جو مسند نشین ہی ماہ تابان ہی تو یہ ہم جلیسین اُسکی کواکب رخشان ہین نہایت بیچین و گرما گرم ہین بے ہنسی مذاق قہقہہ ایکدم اُنھین قرار نہین ہی کبھی وہ بے اختیار کسی بات پر قہقہہ مار کر ہنستی ہین کبھی خود ہی طبلے کی جوڑی بجاکر یہ غزل نہایت خوبی و خوش آوازی سے گاتی ہین غزل مولف مقام ہذا

بہلا مین دل نہ تھا شرربرق طور تھا
بیٹھا بھی جھک کے مین تو مرا سر پھرا کیا
تقدیر مین تو بن کے بگڑنا ضرور تھا

گرمی سے روز حشر جو شور نشور تھا
اُسمین شریک باؤنکا چکر ضرور تھا
رسوا کیا خراب کیا دربدر کیا

جبتک رہا ہزار طرح کا فتور تھا
داغ دل اپنا مردمک چشم حور تھا
اُس زلف پرشکن کو شب وصل کیون چھوا
شاعر یہ ان بتون کی عدالت سے دور تھا

وہ حور خصال گاناسن رہی ہی مضامین بعض بعض شعرون کے سمجھ کے مسکراتی ہی گاہ بے اختیار ہنس دیتی ہی اُسکے ہنسنے سے سب عورتین بھی کچھ سمجھ کے قہقہہ مار کر ہنستی ہی کبھی اُنمین سے ایک دوسری سے چہل بلے ہین و شرارت سے ہنسکر دل لگی کرکے اُسکے چھیڑنے کے لیے چٹکی لیتی ہی وہ اپنی زبان سے بے اختیار آہ کرتی ہی اور کہتی ہی ای ملکہ عالم دیکھیے اس شریر نے میرے اس زور سے سینہ پر چٹکی لی ہی کہ نشان پڑگیا ہی ایسی مجھے ہنسی پسند نہین ہی یہ عورت ہی کہ مرد ہی جو ایسی جگہ ہاتھ دوڑاتی ہی اور ایسے عضو کو دباتی ہی ذرا اسے منع کردیجیے وہ ہنسکر اُس سے کہتی ہی اور

ہنسا

رونی صورت تو ہنسی ہین بگڑتی ہی مجھسے فریاد کرتی ہی تیرے بھی تو ہاتھ ہین تو بھی اسکے چٹکی لے لے وہ یہ سُنکے اسکی
رانون مین زور سے چٹکیان لیتی تھی وہ برداشت کر کے کہتی تھی اچھا رہ جا سمجھونگی نبھی انمین سے کوئی اشعار
عاشقانہ پڑھتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر کوئی میرا عاشق ہوتا تو اُسے جلا جلا کے نیم جان کرتی کبھی مدعاے وصل
عاشق بر نہ لاتی شاہزادہ رستم ثانی اُن سبکو دیکھکر باتین اُنکی سُنکے خوش ہوتا تھا اور اُس مسند نشین پر مائل
ہو کے اُسکی طرف نگران تھا دل مین کہتا تھا ایسی خوبرو عورتین بھی شاذ و نادر نظر آتی ہین کیا اسکا حسن و جمال ہی
کہ آگے اسکے حسن و جمال کے پری و حور کی بھی کچھ حقیقت نہین ہی شاہزادۂ عالیجاہ صورت زیبا پر اُسکی نہایت مائل
ہوا اور دل مین اپنے تمنا اُسکے حسن و جمال کی کر رہا تھا ناگاہ اُسکی ہمجولیون سے شاہزادہ رستم ثانی کو کنارہ
بحر مرکب پر سوار دیکھکر قہقہہ مار کر کہا اے ملکہ عالم ذرا کنارہ بحر تو دیکھیے ایک جوان خوبرو مرکب پر سوار نہین معلوم
کسکے انتظار مین کھڑا ہی صورت اسکی مرغوب طبع ہی قابل دید ہی ملکہ نے اُنکے کہنے سے شاہزادہ موصوف کو
دیکھکر ہزار جان و دل سے عاشق ہو کے اپنی ہمجلیسون سے کہنے لگی ذرا مورپنکھی کنارے پر جاے تو
اس جوان سے پوچھو کہ تو کون ہی کہان سے آیا ہی کیا ارادہ ہی یہان کیون کھڑا ہی اُن عورتون نے یہ سُن کے
کنیزون سے کہا اے مردارو ذرا مورپنکھی کنارے پر لے چلو ارشاد ملکہ کو تو سُنا گرد وہ کنیزین ڈانڈین پانی مین
مار کر مورپنکھی کو کنارے پر لائین اُس وقت ایک ہمجلیس ملکہ نے کہ نہایت شریر و چالاک تھی شاہزادہ
سے مخاطب ہو کے پوچھنے لگی او مردوے تجھے کیا مصیبت پڑی ہی کیا آفت آئی ہی کہ ایسے صحراے لق و دق
مین کنارہ بحر کھڑا ہی کیا ارادہ رکھتا ہی نام تیرا کیا ہی کہان سے آیا ہی ہماری ملکہ عالم کو کیون گھور گھور کے دیکھتا ہی
شاہزادہ موصوف نے بمصلحت جھوٹ بولنا اختیار کر کے کہا واقعی مین مصیبت کا مارا ہون فلک نے ظلم کیا ہی
آفت مین مبتلا ہوا ہون اس سرزمین پر آکے تباہ برباد ہو گیا ہون زندگی سے عاجز ہون دل چاہتا ہی اس بحر
زخار مین اپنے تئین گرا دون غرق ہو جاؤن اس طرح جان اپنی دیدون اسی ارادہ سے یہان کھڑا ہون کیونکر
خودکشی کا قصد نکرون کہ تباہ ہو گیا ہون اے عورت آگاہ ہو کہ نام میرا جمیل ہی رہنے والا ہندوستان کا ہون
لاکھون روپیہ کا اسباب و مال جہازون پر بار کر کے ترہج کی راہ سے آیا تھا تجارت کا قصد تھا فائدہ کی اُمید مین
یہ نقصان عظیم ہوا کہ طوفان مین جہاز آگئے سب مال و اسباب نوکر چاکر ناخدا و معلم وغیرہ جتنے آدمی جہازون پر
تھے ہمراہ جہازون کے وہ سب اسی بحر زخار مین غرق ہو گئے مین ایک تختہ پر بیٹھا ہوا کنارے تک آیا زندگی
باقی تھی غرق نہوا کنارے پر آکے اپنے نقصان کا خیال کر کے بہت رویا آخر پیادہ پا ہو جانے کی وجہ سے یہ گھوڑا
مین نے اپنے بازو کا کیے فروخت کر کے خریدا ہی چونکہ مین محض تاجر ہی نہین ہون فن سپہگری و پہلوانی سے بھی
مجھے شوق ہی اس وجہ سے تلوار سپر وغیرہ آلات حرب و ضرب اپنے پاس رکھتا ہون تمھاری ملکہ عالم کو مورپنکھی
سوار ادھر آتے دیکھکر ٹھہر گیا اُنکے حسن و جمال کو دیکھنے لگا کچھ خطا نہین کی تھی اگر اس وقت یہ مورپنکھی ادھر نہ آتی
تو مین غرق بحر ہو چکا ہوتا اب تک زندہ نرہتا روپیہ کی کوفت اور زر و جواہر و مال و اسباب و مرکب ترکی و تازی
کا نقصان ایسا نہ تھا کہ مین زندہ رہتا یہ کہکے آبدیدہ ہوا ملکہ نے بے حجابانہ کہا اے جوان تیری باتین سُن کے
مجھے تیرے حال پر رحم آیا تو اپنی جان ندے زر و جواہر و مال و اسباب کے تلف ہو جانے کا خیال و ملال
ذرا بھی نکر اگر تو زندہ رہیگا تو اسباب و مال پھر فراہم ہو جائیگا اقرار کرتی ہون کہ جسقدر تیرا نقصان ہوا ہی اُس سے
زیادہ تجھے زر و جواہر دونگی تو مال و اسباب خرید کر کے تجارت کرنا مقام تجارت طلسم رنگین حصار سے بہتر

دنیا مین کوئی نہین ہی مدد میرا اسمی عجائب جادو وہان کا حاکم ہی چچا میرا صندلان شاہ ہی جو مالک طلسم صندل ہی
پس اس مور پنکھی پر ملیم جا میرے ساتھ طلسم رنگین حصار مین چل شاہزادہ رستم اسکی تقریر سنکے اپنے دل مین
کہنے لگا مدعاے دل تو یہی تھا کہ آب بحر سے کسی طرح عبور کرکے طلسم رنگین حصار تک پہونچیے یہ باتین
اپنے دل مین کرکے جواب دیا ای ملکہ عالم تمنے میرے حال پر مہربانی کی جان میری بچائی ورنہ مین غرق آب بحر
ہوجاتا یہ کہکے مور پنکھی پر سوار ہوا پہلوے ملکہ مین بیٹھا وہ شرما کر ذرا ہٹی ہمجولیون نے آپس مین اشارہ سے کہا
ہمین طور بے طور ملکہ کے نظر آتے ہین ظاہر ہوتا ہی کہ یہ اس جوان پر شیفتہ و فریفتہ ہوگئی ہی جبھی تو اس سے
ایسی باتین کہتی ہین اور برابر اپنے اسکو بٹھا لیا ہی ورنہ کبھی ہم سخن نہوتین نہ اپنے پہلو مین بٹھاتین ایک ہم جلیس
ملکہ نے ایک اپنے ہم رتبہ سے نہایت کہا محبت و عشق سے خواہ مرد ہو یا عورت ہو دونون مجبور و لاچار ہین یہ
وہ کوچہ ہی کہ جس انسان نے قدم رکھا ہی وہ بے شرم و حیا ہوگیا ہی کچھ لحاظ عزت و آبرو ذلت و بدنامی کا نہین ہوتا ہی
جوانی کے عالم مین کچھ سوجھائی نہین دیتا ہی اگر ملکہ نے عشق اس جوان سے کیا تو کیا نیا اہل دنیا سے فعل کیا

سبھی جوانی مین بادۂ جوانی سے مست ہوتے ہین عشق و الفت سے باز نہین رہتے ہین

داستان لیجانا ملکہ رنگین کاکل کشا کا ہمراہ اپنے شاہزادہ عالیجاہ رستم ثانی کو اور فتح کرنا شاہزادہ موصوف کا طلسم رنگین حصار کو مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ

کدھر ہی جلد آ ای میرے ساقی
عطا کر مجھکو عیش زندگانی
وہ مے دے جس سے سوجھین خوب مضمون

نہین بے تیرے تن مین جان باقی
کہ لطف زندگی بے مے کسے ہی
زمین پر ہو میسر سیر گردان

پلا جام شراب ارغوانی
اگر یہ بھی نہو تو پھر غضب ہی

راویان خوش مقال اس داستان عدیم المثال کو یون بیان کرتے ہین کہ جب شاہزادہ رستم ثانی مور پنکھی پر پہلوے ملکہ رنگین کاکل کشا مین بیٹھا
ملکہ کا دل کہ مانند سیماب کے عشق شاہزادہ موصوف مین بیقرار تھا قرار آیا شاہ عشق سے پہلے پہل حسب دلخواہ
گوہر مدعا پایا غنچہ دل مانند گل کے شگفتہ ہوا شوق وصل مین سیر اس بحر ذخار کی ناگوار ہوئی ہواے خیال ہمبستری
محبوب مین ہواے سیر کنارہ دریا سے سیر ہوئی تاب ضبط نہ لا کے کنیزون سے باشارہ کہنے لگی اب یہان
سے مور پنکھی سوے مکان لیچلو وہ حسب الحکم مور پنکھی کو کنارہ بحر مذکور سے ڈانڈین پانی مین لگاتی ہوئین سمت
مکان ملکہ لیچلین جون جون مور پنکھی تیز جاتی تھی تن ملکہ مین خوشی سے جان تازہ آتی تھی اپنے دل مین کہتی تھی
ای ملکہ رنگین کاکل کشا تو نے اس جوان رعنا سے عشق تو کیا ہی ہمراہ اپنے اسے لے تو چلی ہی ایسا نہو کہ دشمن
لگائین میرے اس فعل کی میرے پدر کو خبر ہو جائین وہ برہم ہو کے تجھے سزا دین اور اس جوان کو قتل کر ڈالین
تو کیا کریگی انجام اس عشق کا یہ ہوگا کہ صدمہ اٹھا کے بے موت مریگی گاہ خیال کرتی تھی کہ تقدیر میری اچھی ہی ایسا جوان
بے عدیل و نظیر تجھے ملا ہی کوئی دشمن تجھسے دشمنی نکریگا کیون تردد کرتی ہی اسکو اپنے باغ مین لیجا کے چھپا دینا
شب و روز زندگی کا لطف اسکے وصل سے اٹھانا کسیکو کچھ خبر بھی نہوگی اور اگر خبر بھی ہوجائیگی تو دیکھا جائیگا پیش
از مرگ واویلا کیا ضرور ہی یہ باتین اپنے دل مین کرتی ہوئی جاتی تھی ہم جلیسین اسکی خاموش تھین دریاے حیرت مین
غوطہ زن تھین جب ملکہ نے انکو خاموش دیکھا اشارہ سے کہا تم کچھ گاؤ خاموش کیون بیٹھی ہو پہلے انھون نے کچھ گانے
مین تامل کیا عذر شرم و حیا کیا مگر جب ملکہ نے اصرار کیا وہ بدستور قبل گانے لگین اسی طرح ہنسنے بولنے لگین
ملکہ نے کہا کوئی غزل اچھی اگر یاد ہو تو گاؤ انھون نے یہ غزل شروع کی غزل

مقابل ہو اگر آکے ہمارے قطب مشتری سے

نکالے اب تڑپ کر طائر قبلہ نما گھر سے
ہمارے دلکو قابو غیر سے ناقوں آئے
ٹپک جائیں اگر کچھ اشک میرے دیدۂ تر سے

نقاب الٹ ہی یار نے سر کا ذرا تو روئے انور سے
نہ شیشہ سے سوا نازک ہی وہ سنگ تجھ سے

تسبب وصلت ہی لوٹینگے مزے وحدت کے ہم تیرے
یقین ہی نوح کا طوفان اٹھے بحر عالم تین

ملکہ رنگین وغیرہ یہ چند اشعار غزل مندرجہ بالا اسکے نہایت خوش ہوئیں لیکن شاہزادہ رستم ثانی بگوش دل اشعار مندرجہ غزل نہ سنتا تھا اُن عورتوں کی طرف متوجہ نہوتا تھا کبھی اپنی خوبی تقدیر پر ناز کرتا تھا گاہ اُس حور جمال یعنے ملکہ رنگین کاکل کشا کو بنظر غور قریب سے دیکھکر تعریف اُسکے حسن وجمال کی کرتا تھا کیونکہ وہ نازنین ایسی خوبرو تھی کہ جسکی ثناے سراپا میں یہ اشعار آبدار و بربہار لکھنا چاہیے ۔

اشعار ثناے سراپاے ملکہ موصوفہ

درخشاں مانگ رشک کہکشاں تھی — کہ ظلمت میں رہ روشن عیاں تھی
جبین کو زر فشاں ایسا کیا تھا — خجل حسن ثریا ہو گیا تھا

وہ دو ابرو ہلال عید قرباں — کہ جسپر ماہ نو صدقے کرے جاں
ہر اک سر حنو نون میں سکے جادو — فسونگر نرگس پر سرمہ ہندو

نظر آیا تھا نرگس کو جو دیدار — اکھین آنکھوں کی فرقت میں ہی بیمار
خدنگ صید افگن تھی وہ مژگان — کہ مرغ دل ہی جسے خونین غلطاں

نہایت خوشنما کانوں میں تھے در — کہ زہرہ مشتری کو تھا تحیر
عجب پایندہ لٹکا تھی بندے — سہیل و ماہ تھے دو جسکے بندے

الف وحدت کا بینی سے عیاں تھا — کہ مثل اسکا زمانہ میں کہاں تھا
نزاکت سے نہ تھا وہ مسکرانا — کہ تھا انداز غنچوں کو سکھانا

لب رنگین تھے وہ برگ گل تھے — لبالب کیف سے وہ جام گل تھے
درخشاں گوہر نایاب دندان — مسلسل لولوے خوشاب دندان

لب شیرین سخن میں گروہ گھولے — خجالت سے نہ غنچہ منہ سے بولے
جو کھایا پان اُس غنچہ دہن نے — پیا خون جگر سارے چمن نے

ملے مسی جو وہ گلفام لب پر — گل سوسن گرے غیرت سے کٹکر
عجب تھا رنگ و بو سیب ذقن کا — کہ جس سے حسن ہو سارے چمن کا

بھر اٹھا نور سے چاہ زنخدان — کہ حیران دیکھکر ہوں اہل کنعان
فرشتے دیکھکر ہو جائیں مبہوت — گریں اس چاہ میں ہاروت ماروت

صراحی تھی بلوریں اُسکی گردن — بیاض صبح صادق جس سے روشن
صفی اُسکے بازو سیم سادہ — معطر شاخ صندل سے زیادہ

چمن میں دیکھکر اُسکی کلائی — نہ دم بھر شاخ گل کو پھل آئی
وہ پستان اور وہ سینہ چشم بد دور — جو حسن پہر دو قبۂ نور

شکم اُسکا تھا اک سیر چشمۂ نور — لطافت سے حباب ناف مسرور
صباحت کو جو دیکھے حور آکر — تو مثل آئینہ ہو جائے ششدر

عیاں ساق بلوریں سے ہو گوہر — تو چشم شمع کافوری ہو شب کور
پڑی تھی موتیوں کی پائیں زیب — دروں کی آبرو تھی اور تھا زیب

گاہ رستم ثانی اُسکے زیور و پوشاک پر نظر کرتا تھا دل میں کہتا تھا کہ یہ حسین نہایت صاحب جمال ہی اسکا زیور خوبی و حسن میں عجوبۂ دلب و بیمثال ہی یہ نازنین گلعذار ہی پوشاک بھی اسکی رنگین و پربہار ہی شاہزادہ کیونکر اُسکے زیور و لباس نفیس رنگین کی ثنا نکرتا اور اُسے غور سے نہ دیکھتا کہ وہ ایسا تھا مصداق نظم موافق مضمون

خجل تھا چرخ پر عقد ثریا — وہ تھی جنیاکلی زیبا و مقبول
نہیں جھومر کے سماتے تھے کرن پھول — گلے میں تھا جو مالا موتیوں کا

کہ صدقے اسپہ بجلی کی چمک ہی — عجب ہیکل نہیں ہیکل کسیکو
لبھا لیتی تھی دم میں آدمی کو — صفت میں بجلیوں کے کسکا شک ہی

تھا اُسکے دل تعویذ میں گئے شک — ہوئی تھی جیسے زیبا محبوب
جلا پازیب کو حاصل تھی خوبی — انگوٹھی تو تھی نقد جان کی گاہک

صداے خوش یہ ہو محو اک عالم — رقم ہو کسطرح تعریف پوشاک
نہیں اتنی مجال فہم و ادراک — چھلے سے چبتے انگلیاں بہم

نگہ جسپر کبھی ٹھہرے نہ اصلا — ڈوپٹہ تھا عجب آب رواں کا
بنا جو سر تھا حسن دلستان کا — کلیے پوشاک شاہانہ مصفا

ہر اک تھی دلفریب محرم راز — کرے کوئی صفت کیا اسکی تحریر
زبان کو کچھ نہیں یاراے تقریر — تھی زریں محرم اور کرتی خوش انداز

خدا محفوظ رکھے چشم بد سے — ازبس تھی حسن و خوبی انجمن سے

ادھر تو شاہزادہ اُس نازنین کے حسن و جمال و زیور و پوشاک پر شیدا ہوا جاتا تھا اور دل میں تعریف کرتا تھا اُدھر وہ مہ جبین کبھی اشعار عاشقانہ سنتی تھی گاہ دزدیدہ نظر سے جانب رستم ثانی دیکھتی تھی

اسنے دل مین کہتی تھی اے ملکہ رنگین کا دل کتنا خوش مقدر تیرا کہ ایسے جوان پر دل تیرا آیا کہ جو لاکھون جوانون مین چیدہ ہی وہ
نازنین باوجود خود حسین ہونے کے شاہزادہ کے حسن دلفریب کی بجاے خود ثنا کرتی تھی الحاصل انھین باتون
مین قطع راہ ہوئی مورنگھی کنارہ پر پہونچی ملکہ مذکورہ ادا و ناز سے اس مورنگھی سے اتری اشارہ سے اپنی ہمجلیسون
سے کہا اس جوان کو بعد میرے جانے کے میرے باغ مین اس طرح لانا کہ آیندہ روندہ دوست دشمن کوئی اسے نہ دیکھے
اسکا حال کسی پر ظاہر نہو تاکہ باعث میری بدنامی کا نہو انھون نے اشارہ سے عرض کیا حضور تشریف لیجاوین ہم مین سے
ایک دو غمخوار انکے ساتھ ساتھ یہ جوان آئیگا ملکہ دو ایک کنیزون وغیرہ کو چھوڑ کر اپنی ہم جولیون کے ساتھ اپنے
باغ کی طرف روانہ ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ عورتین شاہزادہ رستم ثانی کو بصد حفاظت نظر نظارگیان اہل شہر
ملکہ کے باغ مین لیگئین وہان وہ منتظر ہی تھی دیکھتے ہی شاہزادہ کو خوشی سے باغ باغ ہوگئی منھ پھیر کر مانند غنچہ مسکرائی
اور مثل گل ہنسی پھر بارہ دری مین داخل ہوگئی کہ وہ مانند عروس شب اول کے فرش و شیشہ آلات وغیرہ اسباب سے
مزین تھی بالاے مسند زرین بیٹھی اُن عورتون نے شاہزادہ کو پاس ملکہ کے بٹھا کے کشتی شراب کی لا کے اشارہ
ملکہ سے جام بلورین مین شراب بھر کے جام مر شاہزادے کو دینے لگین شاہزادہ نے میکشی سے انکار کیا
انھون نے کہا اے جوان زہے قسمت تیری کہ ملکہ نے تیری غریبی پر رحم کیا تجھسے ہمکلام ہوئین وہان مورنگھی یہان
بھی مسند زرین پر اپنے برابر اپنے پہلو مین بٹھایا یہ وہ ملکہ ہین کہ شاہان جہان اُنکے خواستگار ہین والد انکے کسی شاہ
شہریار کو اپنی دامادی مین قبول نہین کرتے ہین چشم بد دور ایسی حسین ہین کہ انکی ایک نظر دیکھنے کے سیکڑون
بلکہ ہزارون لاکھون اعلی و ادنی مشتاق ہین انکے عشق مین دیوانے ہین انھین کسی طرف توجہ نہین ہی یہ وہ ہین جنکا
پدر عالی وقار بادشاہ طلسم رنگین حصار ہی جسکا انکا مشہور جہان ہی ہر ایک اُسسے آگاہ ہی نام اُنکا صندلان شاہ
ہی اُنھین اپنے پدر سے نہایت محبت ہی اور تم انکو انکے پدر کا بڑا اعتبار ہی اپنے دشمنون کو اسیر کر کے یہان
بھیج دیتے ہین باپ انکے انھین یہان قید کرتے ہین چنانچہ اس زمانہ مین بھی چند شاہ و شہریار یہان اسیر ہین منجملہ انکے
ایک شاہزادہ مازندران ہی دوسرا شہریار شاہ کبود چشم ہی تیسرا اسفندیار شاہ چوتھا نریمان کرگدن سوار
ہی اسی طرح اور بھی کچھ پہلوانان نامی و سرکش ہین پدر انکے وہ بادشاہ ذیجاہ ہین کہ جنکے وزیر بھی شہرہ آفاق ہین انمین ایک
عنقاے طبیعت ہی دوسرا وزیر شبیل جادو ہی تیسرا افلاطون بیشانی ہی چوتھا مفقود جادو ہی گو وزراے مذکور
منتظم و عاقل زیرک ہین لیکن عجائب جادو انکے پدر ذیوقار کی طرف سے منتظم کار ملک مردار پدر گلنار پوش
جادو ہی یہ غور کرنے کی جگہ ہی کہ انکے والد ایسے ہوشیار ہین کہ خیال دشمنی کا کر کے چار عیار ہ جنکو کہ جنکا عیاری
و چالاکی مین مثل و نظیر نہین اپنا ملازم کیا ہی کیا مجال کسی کی کہ سامنے انکے دعوے مکر و فریب کر سکے انمین ایک
عیارہ کا نام ترقعہ ہی دوسری کا نام لصوصیہ ہی تیسری کا نام جنجل ہی کہ وہ نہایت شریر و چالاک و بیچین ہی دم بھر قرار
نہین ہی چوتھی کا نام کنجل ہی سوا انکے واسطے دفع دشمن اور سرکوبی اعدا کے لیے انکے باپ نے بڑے بڑے
انتظام کیے ہین لشکر ساحران کثیر جمع کیا ہی اول تو کسی بادشاہ کی مجال نہین کہ بنظر بد اُسکے ملک کی طرف دیکھے
اگر شاید کوئی شاہ لشکر کشی کرے تو اسکے واسطے عجائب جادو نے یہ انتظام جو کچھ بیان کیے ہین اپنی عقلمندی و
ہوشیاری سے کر لیے ہین ملکہ عالم انھین کی دختر ہین باپ اُنکا ذیوقار ہی یہ بھی ذی رتبہ ہین مقام عجب ہی کہ یہ تمسے
کہین کہ تم اس مصیبت زدہ کو جسپر ہمنے رحم کیا ہی شراب پلاؤ اور تو شراب پینے سے انکار کرے تیرے
اس انکار سے صاف ظاہر ہوگیا کہ تو سوداگر نہین ہی کوئی شاہزادہ عالی دماغ ہی ہم تو کردن بسکے ہاتھ سے

شراب لیکر نہین پیتا ہی چاہتا ہی کہ ملکہ خود جام بھر دین تو شراب پیون مجھے پہلے ہی تیری صورت دیکھکر یہ خیال
ہوا تھا کہ تو شاہزادہ ہی کسی ملک کا تاجر تیرا کہنا یقین نہ آیا تھا سمجھی تھی کہ تو جھوٹ کہتا ہی اب بالکل یقین ہو گیا تیری
صورت و سیرت سے رعب و داب سے پیدا ہی کہ تو شاہزادہ ہی تاجر نہین ہی ہمارے ہاتھ سے شراب نہ پی تو نہ
پی اب ملکہ عالم کو اختیار ہی انکا دل چاہیگا تو وہ براہ مہربانی و مہمان نوازی اپنے ہاتھ سے تجھے شراب پلائینگی
حال تیرا ہمپر ظاہر ہو چکا ہی اب چھپانا تیرا اپنے تئین بیکار ہی نام اصلی اپنا اور خاندان اپنا بیان کر کہ ملکہ بھی آگاہ
ہو جائین یہ کہکے کشتی شراب کی روبرو ملکہ کے رکھدی اور عرض کیا حضور اپنے ہاتھ سے اس جوان مغرور کو
شراب پلائین ملکہ نے بوجہ شرم و حیا کے بظاہر کچھ انکار کر کے بعدہ سب عورتون کے کہنے سے شراب
جام مین بھر کے جام مونھ پھیر کر شاہزادہ رستم ثانی کو دیا شاہزادہ نے جام تو لے لیا مگر شراب نہ پی ملکہ نے
سبب نہ پینے شراب کا دریافت کیا شاہزادہ موصوف نے کہا ای ملکہ سچ تو یہ ہی کہ مین تاجر نہین ہون نام میرا
رستم ثانی ہی فرزند شاہزادہ ایرج کا ہون سب مجھکو شاہزادہ رستم ثانی کہتے ہین مین طلسم کشاے طلسم صندل
ہون لوح طلسم صندل میرے پاس موجود ہی حکم سے اس لوح کے کنارہ بحر فخار آیا تھا تمھارے ساتھ تاجر اپنے تئین
ظاہر کر کے مور پنکھی پر سوار ہو کے یہان آیا ہون طلسم رنگین حصار کو توڑنا اور فتح کرنے کا قصد ہی کیونکہ
رنگین حصار ایک شاخ طلسم صندل کے متعلق ہی پہلے اسکو مٹاؤن تو پھر طلسم
صندل کی طرف جاؤن لشکر میرا قریب صحراے تاریک ا پڑا ہی بالفعل لشکر سے بحکم لوح تنہا ادھر آیا ہون لشکر بھی
میرا یہان آئیگا تمنے میرے ساتھ نیکی کی ہی اپنے ہمراہ یہان لائی ہو مین ممنون نہایت ہون تمھارے ساتھ
نہایت راحت و آرام سے یہان آیا ہون تمنے مجھے فرط محبت سے اپنے پہلو مین بٹھایا ہی مجھے عشق تمکو ہی مین بھی
تمپر فریفتہ ہون اس وقت یہ راز ابیان کیا ہی اگر تم ساحرہ و کافرہ نہوتین تو مین ضرور تمھارے ہاتھ سے جام لیکر
شراب پیتا مین اہل اسلام سے ہون کافر کے ہاتھ سے شراب کا پینا جائز نہین جانتا ہون اگر تم دین اسلام مین
داخل ہو جاؤ تو بے تامل شراب پیون کچھ عذر نکرون جسقدر آپ کو مجھسے الفت ہی اس سے زیادہ کرون دل خوش
ہو جاے ملکہ رنگین کا گل کشا تقریر شاہزادہ رستم ثانی کی سنکے حیران ہو گئی بظاہر چین بجبین ہوئی بباطن خوش
ہوئی خیال کرنے لگی کہ ای ملکہ جاے شکر ہی کہ اگر دل تیرا آیا تو کسی ایسے ویسے ادنے شخص پر آیا ایک شاہزادہ پر
کہ نامزد و نامور ہی تو عاشق ہوئی یہ خیال کر کے شاہزادہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگی صاحب اب مجھکو تمھاری
گفتگو سے معلوم ہوا کہ تم شاہزادے ہو اور اہل اسلام سے ہو افسوس ہزار افسوس کہ تم ہمارے دین کو برا
جانتے ہو ہمین کافر خیال کرتے ہو اگر مین پہلے سے آگاہ ہوتی کہ تم مسلمان ہو ہمارے اور ہمارے والد ذیوقار
اور ہمارے مذہب کے لوگون کے دشمن ایمان و جان ساحران ہو تو کبھی مین تمسے محبت نکرتی ہرگز تمکو اپنے
ہمراہ یہان نہ لاتی اب مجھکو کچھ بناے نہین بڑتا ہی کیا کرون تمسے محبت کر کے پچھتائی تم وہ ہو کہ میرے
باپ کے عدو ہو انکے قتل کرنے کو آئے ہو طلسم رنگین حصار مٹانے کو یہان آئے ہو ملک و مال کو
تباہ برباد کر دوگے صاحب لوح طلسم صندل ہو کسی ساحر کو زندہ نچھوڑوگے ہاے اس محبت کا برا ہو مین نے
کیا نادانی کی اپنے باپ کے دشمن کو اور اپنے دین کے عدو کو ہمراہ اپنے لے آئی خود بانی اپنے باپ کی ہلاکت و
بربادی ملک و طلسم رنگین حصار کی ہوئی مین تو سجدہ خداوند تمثال آئینہ رو کو کرتی ہون سامری و جمشید وغیرہ
خداوندون کو بھی مانتی ہون نہین معلوم خدا تمھارا کون ہی تم کسکو سجدہ کرتے ہو شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا

اے ملکہ مین اُس پروردگار عالم کو سجدہ کرتا ہون کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے تمامی مخلوقات کو پیدا کیا ہے وہی لائق پرستش و سجدہ ہے سوا اُسکے کسی کو سجدہ کرنا معبود اپنا جاننا کفر ہے خالق زمین و آسمان معبود انس و جان کی حمد محال ہے نہ قلم لکھ سکتا ہے نہ زبان کسیکی کما حقہ بیان کر سکتی ہے لیکن تمھاری ہدایت کے واسطے کچھ حمد و ثنا مین اپنے خدا کی تمھارے روبرو کرتا ہون بگوش دل سنکے اُسپر ایمان لاؤ اُسکے خالق ہونے کا اعتقاد و یقین کرو اُسکے پیمبرون کو بھی بانو ایمان و اسلام تم لاکر رستگار ہو تمثال آئینہ رو و سامری و جمشید وغیرہ پر لعنت کرو کہ یہ سب نابکار گمراہ ہین اور اُنھون نے دعواے خدائی کا کرکے پروردگار عالم کے بندون کو گمراہ کیا ہے یہ گمراہ و گناہگار کرنے مین شیطان خصال ہین معبود لائق پرستش و سجود بس وہی ہے کہ مصداق **نظم** حسب مقام ہذا

اُسکی قدرت ہے کہ سبحان اللہ
لگ گئی مہر نبوت کی لب پر
خبر دارین ہے ثمر اُسکا
ایک قطرہ سے ہے بنا انسان
اُس سے ہر شی ہے ہمیشہ جھکتی
روبرو اُسکے ہر ایک شے ہے ذلیل
ڈھونڈھتی ہے وہ گنہگارونکو
مرہم دل ہے گنہگارون کی
شمس عاصی بھی نہ محروم رہا

اُسکی عظمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی حجت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی طاعت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی حکمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی عظمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی عزت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی رحمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی راحت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی جنت ہے کہ سبحان اللہ

شاہد عدل ہے اُسکی ہر شی
اُسمین حصہ ہے ہر اک عاصی کا
رزق نعمت سے مملو ہے عالم
خاک کو کردیا اُسنے گویا
اُسکی ہر شی ہے ہمیشہ تابع
کوہ اُس سے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے
دوجہان کا وہی ہے اک حافظ
تھامے ہے ارض و سموات کو وہ

اُسکی قدرت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی نعمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی برکت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی صنعت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی قدرت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی ہیبت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی عصمت ہے کہ سبحان اللہ
اُسکی قوت ہے کہ سبحان اللہ

انبیا و رسول بہت سے گذرے ہین اب زمانہ

جناب براہیم علیہ السلام کا ہے وہی جناب ہمارے نبی ہین ہم اُنھین کی شریعت پر ہین ملکہ رنگین کاکل کشا نے یہ حمد و نعت مندرجہ بالا سن کے کہا واقعی پروردگار عالم وہی ہے جسکی حمد مین نے آج سنی ہے اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیونکر مسلمان ہو شاہزادہ نے فرمایا وہ کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرے اُسنے کہا مجھے کلمہ تعلیم کرو رستم ثانی نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوئی پھر ملکہ کے کہنے سے ملازمان ملکہ بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین جب سب عورتین مسلمان ہو چکین شاہزادہ نے خوش ہو کے ہمراہ ملکہ کے مینوشی کی یعنی اُسکے ہاتھ سے خود شراب پی اپنے ہاتھ سے اُسے پلائی بعد شغل بادہ کشی کے کچھ عورتین ساز بجانے لگین ایک عورت یہ غزل فارسی زبان مین گانے لگی اور تال دے دیکر سمجھانے لگی **غزل**

ہر زلفہاے ہزار دوجہان دامن دست
گر در آغوش تصور بکشم رنجہ شود
خوش زمرغ سحری طرز سخن گفتن اوست

ہست چشمک زن خورشید روزن ز دیوار و در م
اللہ اللہ چہ قدر نرمی نازک تن اوست
چون نگو شد رضا جہان خانہ مکان

آنکہ گلچین بہار رخ چون گلشن دست
تا مرا خانہ منور ز رخ روشن دست
بہتر از کبک دری دلبری رفتارش
کہ نیس از رگ بہر کوے کسے مدفن دست

اہل بزم سنکے خوش ہونے لگے یہان تو شاہزادہ رستم ثانی بزم عشرت مین پہلوے ملکہ مین بیٹھا ہوا گانا سُن رہا ہے بجز وصل ملکہ کے اور ہر طرح سے عیش و عشرت مین بسر کر رہا ہے اسکو تو اسی خیال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال صندلان شاہ بادشاہ طلسم صندل کا لکھا جاتا ہے کہ ایک روز صندلان شاہ اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے سامان عیش و عشرت مہیا تھے شاہ طلسم مصروف عیش و عشرت تھا کوئی صدمہ و ملال نہ تھا اگر کبھی خیال طلسم کشا کا آیا بھی تو از راہ غرور و نخوت اپنے دل مین کہتا تھا کہ اگر اسکو لوح طلسم مل گئی ہے تو

تو کچھ اندیشہ نہیں ہے جب ارادہ کرونگا اُسکے لشکر کو قتل و تباہ کر دونگا لوح طلسم کسی مکر و فریب سے لے لونگا اہل دربار اور
خیرخواہ اُسکے اسے عیش پسند و بے فکر دیکھکر بمقدمۂ طلسم کشا کچھ نہ کہتے تھے اگر کبھی بوجہ نمکخواری و خیرخواہی کے اُنکے
دل میں یہ خیال آتا تھا کہ اپنے بادشاہ سے کہئے کہ حضور غافل کیا بیٹھے ہیں طلسم کشا کو لوح طلسمی حاصل ہو گئی ہے
اُسپر لشکر کشی کیجیے جانب طلسم صندل اُسے جانے نہ دیجیے اُسکے سد راہ ہو جیے لشکر کو اُسکے مقابلہ بھیجکر
قتل و تباہ کیجیے کسی فکر و تدبیر سے لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لیجیے یا خود طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ کیجیے
یا اپنے ملازموں میں سے کسی ساحر زبردست کو اُسکے روکنے اور ہلاک کرنے کے واسطے روانہ کیجیے لیکن وہ
خیرخواہ بوجہ اسکے کہ صندلان شاہ عیش پسند سخن ناشنو تھا پند و نصیحت اُسکو کرنا خلاف اُسکے مزاج کے جانکے
کچھ نہ کہتے تھے غرضکہ اُس روز بھی جملہ اہل دربار دربار میں روبرو صندلان شاہ کے خاموش بیٹھے تھے کہ ناگاہ
سوئے فلک ایک لکہ ابر گلنار کا ہویدا ہوا اُس ابر کے ٹکڑے میں برق کی ایسی چمک اور رعد کی ایسی آواز
تھی کبھی اُس ابر سے آگ کے انگارے گرتے تھے گاہ پھول رنگارنگ اُس سے مانند قطرات باران
سوئے زمین گرتے تھے کبھی بارش مروارید کی اُس ابر گوہربار سے ہوتی تھی غرض عجائب و غرائب امور اُس ابر سے
ظہور میں آتے تھے ساحران اہل دربار جب اُس ابر کو دربارہ کو دیکھنے لگے صندلان شاہ نے بھی سر اُٹھاکے ابر مذکور کو
دیکھا اور خوش ہو کے اپنے اہل دربار سے کہنے لگا دیکھو ہماری نانی صاحبہ کس قہر و غضب سے آتی ہیں نہیں معلوم آج
کس شخص پر انھیں غصہ آیا ہے ہمیشہ سے انکے مزاج میں غصہ ہی سوا ہمارے کبھی کسی سے ہنسکر بملائمت کلام نہیں کرتی
ہیں خاص مجھسے ایسی محبت رکھتی ہیں کہ انکے کل محبت سے لبریز کل الفت زوجہ آتی ہے ہر امر و شغل میں اُنکو ہماری
خوشی مدنظر ہے کسی امر میں اُنکو مجھسے انکار نہیں ہے اہل دربار نے عرض کیا واقعی نانی صاحبہ حضور سے بہت
محبت کرتی ہیں ہمنے ایسی الفت کسیکو کرتے نہیں دیکھا ہے ایسی محبت کوئی نانی اپنی نواسی سے نہیں کرتی
ہے صندلان شاہ یہ سُنکے خوش ہوا ناگاہ وہ ابر سرخ نزدیک آکے درمیان سے پھٹا تخت ظاہر ہوا اسنے
دیکھا کہ بالائے تخت سحر ملکہ آتش افروز جادو غصہ میں بھری ہوئی بیٹھی ہے چہرہ کثرت غصہ سے سرخ ہے دست و پا
فرط غیظ سے کانپ رہے ہیں ابھی سب جانب ساحرہ مذکورہ دیکھ رہے تھے کہ تخت سحر اُسکا بلندی سے اُترکر
عین دربار میں آیا ملکہ آتش افروز جادو تخت سحر سے اُتری اہل دربار واسطے اُسکی تعظیم کے کھڑے ہو گئے
صندلان شاہ بھی نیم قد اپنے تخت سے برائے تعظیم ملکہ آتش افروز اُٹھا ساحرہ مذکورہ قریب تخت صندلان شاہ
بیٹھی صندلان شاہ وغیرہ بعد سلام کرنے کے اور بعد اُسکے بیٹھنے کے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اُس وقت شاہ طلسم
نے ساقیان گلرخسار کو طلب کیا وہ حسب الحکم کشتی شراب مع شیشہ و ساغر بلورین لیکر دربار میں آئے بعد سلام
اشارہ شاہ طلسم سے شراب ساغر بلورین میں بھرکے روبرو ملکہ آتش افروز جادو کے لیگئے اُسنے جام
لیکر شراب پی ساقی نے پھر جام شراب بھرکے دیا اُسنے وہ بھی جام لیکر شراب پی اسی طرح چند جام پیکے شراب
پی کے ساقی سے باشارہ کہا اب میں شراب نہ پیونگی وہ اسکا اشارہ سمجھ کے ساغر شراب سے بھرکے روبرو
صندلان شاہ کے لیگیا اُسنے بھی چند جام ساقی سے لیکر شراب پی بعدہ ساقی مذکور جملہ اہل دربار کو حکم صندلان شاہ
سے شراب پلائی جب سب شراب ناب پی چکے ساقیان گلبدن شراب کی خم اُٹھا کے دربار سے چلے گئے بعد جانے
ساقیان خوبرو کے جب ملکہ آتش افروز کو نشہ شراب کا ہوا صندلان شاہ سے مخاطب ہوکے چین بجبین ہو کے
کہنے لگی اے بے خبر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب طلسم صندل باقی نہ رہیگا تو عیش پسند و غافل امور سلطنت سے ہے بیٹے

بارہا تجھکو سمجھایا ہی کہ اسقدر عیش پسند نہو کاروبار سلطنت مین مصروف ہوا کر نازنینان خوبرو کے زیادہ دیکھنے سے
باز آ ناچ گانا کم دیکھا کر حسینون سے ربط و اتحاد نکر اپنے پاس نہ بٹھایا کر محبت و الفت زیادہ تر انسے نکیا کر
شب و روز عیش و عشرت مین نگذار امور سلطنت سے غفلت نکیا کر بہر دو پہر فکر امور سلطنت مین صرف
کیا کر انتظام و انصرام کاربالی و ملکی مین سرگرم رہا کر جملہ ملازمون کو اپنے رعب و داب غیظ و غضب سے
بخوف و خطر نکیا کر غمخوار و نیسے سر دربار خلاف اپنی شان کے ہنسا نکر زنان خوبرو کے وصل سے زیادہ
اجتناب کیا کر لیکن تو نے نمانا میری اس نصیحت پر عمل نکیا انجام کار تیری غفلت و عیش و عشرت اختیار کرنے کا
یہ ہوا کہ مین نے مکرر سنا ہی اخبار سے ثابت ہوا ہی کہ طلسم کشا نے کوہ لالہ زار تک کسی کی رہنمائی سے جاکے
کسی طور سے چمن لالہ زار کو مٹایا اُسے جلا یا چمن سحر لالہ زار جادو کو دفع کیا بعدہ نہین معلوم کیونکر مردار خوار
جادو کو کہ تیری آتش سحر مین گھرا ہوا تھا کچھ خوف اُس آگ سے نکرکے اُس سے رہا کیا مجھے حیرت یہ ہی کہ اُسکے
پاس کون ایسی شی تھی کہ جسکی وجہ سے اُس آتش سحر سے اُسے ضرر نہ پہونچا اور کیا اُسنے تدبیر کی کہ چمن سحر لالہ زار جادو
کو دفع کیا چمن مذکور کو جلا دیا خاک مین ملا دیا اگر اُسکے پاس لوح طلسم صندل ہوتی تو مقام حیرت نہوتا باوجود نہونے
لوح کے اُسنے جو یہ امور کیے ہین مجھے بدرجہ کمال حیرت ہی مردار خوار جادو کہ رازدار لوح طلسم صندل تھا اُسنے
رہا ہوکے طلسم کشا کی شرکت کی پہلے لالہ زار جادو کو قتل کیا کوہ لالہ زار کو کہ سحر لالہ زار جادو سے اُسکی
نمود تھی معدوم کیا راہ جو بند تھی کھل گئی تجھکو کچھ خبر بھی نہوئی تو اپنے عیش ہی مین رہا بعد اسکے یہ سنا کہ مردار خوار
جادو طلسم کشا کو ہمراہ اپنے اُس جگہ لیگیا جس صحرا مین تو نے لوح طلسم صندل رکھی تھی وہان پہونچکر طلسم کشا کو
ایک جاے محفوظ مین چھوڑ کے اشیاے نادر و اسباب سحر و تحفہ جات طلسمی لیکر آگے بڑھا پھر برقی نبکر آلتشار
جادو پر گرا آلتشار جادو کہ خیرخواہ و نمک حلال ملازم تھا اُس سے دلیرانہ لڑا حتی الامکان اُسنے چاہا کہ مردار خوار
جادو کو قتل کرون لوح طلسم صندل طلسم کشا کو نہ لینے دون بلکہ اُسکو اسیر کرون مگر چونکہ مردار خوار ساحر زبردست
تھا اور اُسکے پاس تحفہ جات طلسم سے چند تحفے تھے اس وجہ سے اُسنے قتل نکرسکا صرف زخمی کیا آخرکار ہاتھ سے مردار
خوار کے مارا گیا ابر سٹا بارش موقوف ہوئی پانی تالاب سحر کا خشک ہوگیا تالاب بھی باقی نرہا یہان سحر آلتشار جادو
و دیگر جانوران آبی کہ سحر آلتشار جادو سے تالاب مین تھے اور حافظ و نگہبان لوح طلسم صندل کے تھے آلتشار جادو کے
مرتے ہی وہ بھی نرہے بعد اسکے ناظر جادو کہ زیر زمین حافظ لوح طلسم تھا اپنے لشکر ساحران کو لیکر زمین سے باہر آیا مردار
خوار جادو نے ہرچند اُسے پند کرکے ملانا چاہا وہ نمک حلال ملازم شریک طلسم کشا نہوا مردار خوار جادو پر حملہ در ہوا
جتنی اُسکی لیاقت تھی لڑا آخرکار وہ بھی مردار خوار کے ہاتھ سے مارا گیا کچھ لشکر ساحران کام آیا تمام ساحران
نمک حرام امان طلب ہوکے شریک طلسم کشا ہوا اور مطیع دین اسلام ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے مردار
خوار جادو کی ہدایت سے میل کو اُکھڑا صندوقچہ نکالا اُسے کھولا اُسمین سے لوح طلسم صندل نکالکے خوش ہوکے
اپنے گلے مین ڈالی لاشے آلتشار جادو و ناظر جادو کے تیرے دربار مین آئے تو نے اُنھین دیکھا اُنکے حال
سے آگاہ ہوا لوح طلسم صندل کی بھی کیفیت سے ماہر ہوا کہ طلسم کشا کو دستیاب ہوگئی باوجود آگاہ ہونے کے
تو اپنی جگہ بیٹھا رہا نہ تو خود براے مقابلہ و مقاتلہ اعدا گیا نہ کسی کو تو نے روانہ کیا لوح طلسم کے قبضے سے
نکل جانے کا صدمہ اور ساحران مذکور کے قتل ہوجانے کا رنج بھی نکیا خواب غفلت سے ذرا کبھی بیدار نہوا آہ
نجے تو نے اپنی جان کے جانیکا اور طلسم کے مٹ جانے کا کچھ خیال بھی نکیا کہ اب لوح طلسم طلسم کشا کو ملگئی

ہے

ہر وہ طلسم صندل کو توڑے گا تجھے قتل کریگا افسوس تو نے بعوض ملال وخیال انجام لاتعے ساحران مقتول کے
دربار سے اٹھوا دیئے بدستور بیٹھا رہا عیش وعشرت مین تیرے کمی ہوئی کچھ فکر لشکر کی نکی تو عیش دخواب غفلت
مین رہا طلسم کشا نے دونوعین نامے لکھکر اپنے لشکر کو اور خورشید روشن دل کو مع تمامی سپاہ طلب کیا حدید شاہ
وسہر شار شاہ و خورشید روشن دل یہ سب بجمعیت فوج وسپاہ گران طلسم کشا تک پہونچے آپنے جشن کیا بعد
جشن لوح طلسم کو دیکھکر موافق اسکی ہدایت کے سمت طلسم رنگین حصار مع کل سپاہ وہمراہیون کے روانہ ہوا
بعد قطع راہ قریب صحرائے تاریک کہ سحر بلاکیت جادو سے ہے پہونچا پھر لوح کو دیکھکر راہ صحرائے تاریک ترک کرکے
بہدایت لوح سوئے بحر ذخار کہ سحر طوفان جادو محافظ زندان سے تھا تنہا روانہ ہوا جب کنارے بحر مذکور کے پہونچا
ملکہ رنگین کاکل کشا کہ وہ آوارہ و گیسو بریدہ ننگ خاندان ہے مور پنکھی پر سوار ہوکے بحر مذکور مین برائے سیر آئی طلسم کشا
کو دیکھکر وہ نالائق عاشق ہوئی اپنے ساتھ اسے اپنے باغ مین لیگئی طلسم کشا نے اسے ہدایت کرکے مسلمان کیا
اب وہ گیسو بریدہ ساتھ طلسم کشا کے اپنے باغ مین مزے اڑاتی ہے لطف زندگی اٹھاتی ہے کچھ اسکو یہ خیال نہین ہے
کہ محبوب میرا میرے پدر و عمون کا قاتل ہے طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کا فتاح ہے دشمن جان وایمان ساحران ہے
اس سے کنارہ کیجیے دوست اپنا بنا لیجیے کسی تدبیر سے اسکے گلے سے لوح طلسمی لے لیجیے پھر عجائب جادو
اپنے پدر کو خبر کرتے اسے گرفتار کرادیجیے اپنے بزرگون سے یہ نیکی پیش آیئے بربادی وتباہی ہلاکت طلسم
رنگین حصار و طلسم صندل کی اور اپنے ہم مذہب آلون کی اور اپنے پدر و عمون وغیرہ اپنے عزیزون کی بچایئے وہ
گیسو بریدہ تو اپنی بادۂ جوانی سے ایسی مست ہے کہ عشق مین طلسم کشا کے اسے کچھ خیال تباہی و بربادی کا نہین ہے اسکو
اپنے مزے سے کام ہے بالفعل اس زمانہ مین وہ ساتھ طلسم کشا کے اپنا مدعائے دلی حاصل کررہی ہے طلسم کشا طلسم رنگین
حصار تک پہونچ چکا ہے تو غافل اسیطرح رہیگا وہ صاحب لوح طلسم ہے طلسم رنگین حصار کو فتح کرلیگا تیرے برادر عجائب جادو کو
قتل کرڈالیگا قیدیون کو رہا کرلیگا ہائے افسوس تیری غفلت سے اور تیرے عیش پسند ہونیسے یہ نوبت پہونچ گئی کہ رستم ثانی
کو لوح طلسم ملگئی ہے ساحر کثیر اسکا طلسم رنگین حصار مین ہوگیا اگر چندے تو یونہین غافل رہیگا تو یقیناً طلسم کشا طلسم
صندل کو فتح کرلیگا تجھے اور مجھے بھی قتل کریگا کسی ساحر کو تمامی طلسم مین زندہ نچھوڑیگا ہان جو ساحر اسکے دین مین آجائیگا کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوجائیگا وہ البتہ جانبر ہوگا ورنہ کوئی ساحر زندہ نہ بچیگا طلسم کشا سبکو قتل کریگا جب تو میرے سامنے قتل
ہوگا مین زندہ رہکر کیا کرونگی مین بھی لڑ بھڑ کے اپنی جان دیدونگی تیری غفلت سے میری جان بھی ضرور جائیگی یہ طلسم و ملک
برباد ہوجائیگا نام و نشان طلسم کا اور کسی ساحر کا نرہیگا تو اپنی غفلت سے خود ہی ہلاک ہوگا اور اپنے ساتھ سبکو
قتل کرونگا تو ہی باعث بربادی ہوجائیگا صندلان شاہ نے جواب دیا اے ثانی صاحبہ جو کچھ آپنے کہا مین نے سنا اسوقت
آپکا غصہ ہے جو کچھ آپ کی زبان پر آیا آپنے کہا مین اور زیادہ تو کچھ نہین سکتا الا اسقدر کہتا ہون کہ چند ساحرون کے
قتل ہوجانے سے اور لوح طلسم طلسم کشا کو ملجانے سے ایسا کیا میرا ضرر ہوا کہ آپنے اسوقت مجھے غافل و عیش پسند
کہکے سبکی بربادی وقتل کی خبر دی مجھے بھی قتل کرڈالا خود بھی انجام کا خیال کرکے قتل ہوگئین قبل از وقوع واقعہ طلسم رنگین حصار
و طلسم صندل کو بھی فتح کرڈالا سب ساحرون کو نیست و نابود کر ڈالا مجھے آپکی بزرگی اور عقلمندی و محبت سے یہ کہنا آپکا
بعید معلوم ہوا آپکو تو ایسا کہنا بجا ہے بہتا کیسی آپ مجھے محبت رکھتی ہین کہ مجھے قتل کرائے دیتی ہین خبر میرے قتل ہونے کی
مجھے سناتی ہین قبل آپکے یہان آنے کے مین تو اپنے اہل دربار سے اپنی محبت کا حال بیان کررہا تھا سبسے کہہ رہا تھا
کہ ثانی صاحبہ مجھکو بہت چاہتی ہین آپنے یہان تشریف لاکے عالم غصہ مین مجھے دست طلسم کشا سے قبل از وقوع واقعہ

قتل کرڈالا سوا اسکے اور جو کچھ زبان پر آیا کہا اور ایسا کچھ اسنے کہا کہ دشمن بھی اس طرح کبھی نکہتا آپ تو نانی صاحبہ میری ہین
اگر اور کوئی ایسے کلمات میرے سامنے میری نسبت اور طلسم صندل وطلسم رنگین حصار کے باب مین کہتا تو مین اس سے
بہ بدی پیش آتا کیسی آپکو محبت مجھسے تھی کہ ایسی باتین آپ کرتی ہین کیا وہ محبت جو پہلے تھی وہ اب نرہی وہ چاہ میری آپنے
چھوڑدی کہ مجھسے ایسی تقریر کی خطا معاف ہو اسوقت مجھکو آپسے امید نیکی نرہی اگر کچھ رہی تھی تو وہ امید نرہی کیونکہ ابھی مین
زندہ وسلامت موجود ہون آپ اپنے خیال سے مجھے قتل کرائے دیتی ہین خبر مجھے میری مرگ کی دیتی ہین کیا آپ یہ
نہین جانتی ہین کہ مین وہ صاحب اختیار ہون کہ جو چاہون ابھی کرون جس سے جو کہدون وہ ہوجاے سحر خوانی مین اگر
لب ہلادون تو ایک عالم کو مبتلاے سحر کرکے ایکدم مین ہلاک کرڈالون مین سحر سے طبقے زمین کے ہلادون اگر ان حروف
مین سے یا اور ملازمونمین سے کسی ساحر کو حکم دون تو وہ ابھی جاکے لشکر طلسم کشا کا نام ونشان بھی نرکھے طلسم کشا
سے لوح طلسمی چھین لائے خداوندون کی مجھپر نظر عنایت ہی مین صاحب اختیار ہون طلسم کشا کیا ہی کسی سے نہین ڈرتا ہون
صرف آپسے دبتا ہون کہ آپ بزرگ ہین جب چاہونگا اپنے تمام دشمنون کو مٹا دونگا لوح اسکے قبضہ سے نکلجائیگا صدمہ کرون مجھے
کیا اندیشہ ہی اگر لوح طلسم طلسم کشا کو ملگئی ہی وہ ابھی کیا کرسکتا ہی طلسم رنگین حصار وطلسم صندل کا توڑنا کیا سہل ہی کہ وہ
جاتے ہی فتح کرلیگا سبکو مارڈالیگا ملکہ آتش افروز نے جواب دیا او چھوکرے اوناداں واحمق کیسی باتین کرتا ہی مجھ ایسی
محبت کرنیوالی کو دشمن کہتا ہی میری نصیحت سے ناراض ہوتا ہی شکایت بیجا مجھسے کرتا ہی کیون اسقدر غرور کرتا ہی کیون اپنے
دشمنون کو نظر حقارت سے دیکھتا ہی کیون انکی دشمنی سے غفلت کرتا ہی دیکھ یہ باتین تیرے حق مین اچھی نہین ہین انجام
ان باتون کا برا ہی جو عاقل ہین وہ ایسی باتین نہین کرتی ہین کہ اپنے دوست کو اپنی تقریر واپنے افعال سے آپسے
اپنا دشمن بنالین اور بیجا دوست کی شکایت کرین دوست کی نصیحت پر ناراض ہون علاوہ دولت وحشمت کے فوج وحکومت
پہ غرور کرین دشمن کو حقیر جانین محبت سے تجھسے کہتی ہون کہ ان باتون سے باز آ اب بھی ہوشیار وخبردار ہو خواب
غفلت سے چونک بگوش دل نصیحت میری سن اور اسپر عمل کر غرور نکر طلسم کشا کو حقیر نہ سمجھ وہ اب صاحب لوح ہی اس سے اندیشہ
ہر طرح کر اسکے ہلاکت وقتل کرنے سے باز نہ آ عیش وعشرت سے ہاتھ اٹھا فکر دفع دشمن کر دشمن کیسا ہی تخیف وزار
وحقیر ہو اسے دشمن قوی تصور کر کبر وعجب سے اسے حقیر جان کے اسکے شر وفساد سے بخوف وغافل نہو اب بھی خبر ہی فکر
قتل وگرفتاری طلسم کشا مین شب وروز بسر کر ایسی کوئی تدبیر کر کہ جس تدبیر سے لشکر طلسم کشا قتل ہوجاے لوح
طلسم صندل پھر تیرے ہاتھ آجاے طلسم کشا اسیر ہوجاے بلکہ قتل ہوجاے تاکہ اسکی ذات سے تردد
باقی نرہے خیال کر کہ پہلے طلسم کشا یکہ وتنہا ادھر آیا تھا رفتہ رفتہ اسنے جمعیت سپاہ کرلی لوح طلسم حاصل کرلی پہلے
اکیلا آیا تھا اب صاحب لشکر ولوح طلسم ہوگیا ہی اگر اسی طرح تو چندے اسکے دفع کرنے کی کوئی فکر نکریگا تو بتا
کیا انجام ہوگا تو ہی انصاف سے کہہ طلسم صندل باقی رہیگا مین اور جملہ ساحر زندہ رہینگے تو اسیطرح تخت حکومت پر
بیٹھکر حکمرانی کیا کریگا بھائی تیرا عجائب جادو زندہ رہیگا طلسم رنگین حصار اسی طرح برقرار رہیگا کچھ فتنہ وفساد
ملک مین نہوگا آغاز جسکا یہ ہوا ہی انجام اسکا بخیر ہوگا او چھوکرے کیا غضب کرتا ہی تیری غفلت سے بڑی خرابیاں ہوئین
اور اب بڑی بڑی خرابیاں ہونگی دیکھ ہوشیار ہوجا میری نصیحت کو سنکے برہم نہو مین تیری دوست ہون کہ تجھکو اسطرح سمجھاتی
ہون کوئی اس طرح تجھے نہ سمجھائیگا اب بھی میرے کہنے پر عمل کر جو ہونا تھا وہ تو ہوا آئندہ ا غفلت اور عیش پسند ہونا تیرا
اچھا نہین ہی دفع وقتل طلسم کشا مین سرگرم ہو دشمن کو حقیر نجان غرور ونخوت نکر جسنے غرور کیا ہی وہ پچھتایا ہی صندلان
کہا ای نانی صاحبہ آپنے اسقدر تقریر کی کہ سنتے سنتے دماغ میرا پریشان ہوگیا کان کے پردے گویا پھٹ گئے اور کچھ مدہ

آپکی تقریر سے پیدا نہوا آپنے صرف یہ کہا کہ طلسم کشا کی فکر کرو کوئی تدبیر ایسی نہ بتائی کہ مین اس تدبیر سے طلسم کشا سے
لوح طلسمی لے لیتا اُسے گرفتار کر لیتا یا کسی سے کہہ دیتا وہ اُس سے لوح کسی فکر و تدبیر سے چھین لیتا اور اوسے گرفتار
کرکے میرے پاس روانہ کر دیتا مین اسی جگہ بیٹھا رہتا اپنی راحت مین فرق نہ لاتا آپکو لازم ہی کہ اب کوئی ایسی تدبیر
بتائیے واسطے طلسم کشا کے اسیری و قتل کے جو سہل تر ہو مجھے کہین جانا نہ پڑے میرے عیش و آرام مین خلل نہ آئے
اور حسب دلخواہ کام ہو جائے اُسنے کہا او چھوکرے عیش پسند ارے اب بھی عیش و عشرت سے کارہ نہین ہوتا ہی بیٹھے
بیٹھے چاہتا ہی کہ لوح طلسم دستیاب ہو جائے طلسم کشا گرفتار ہوکر یہان آئے میری راحت مین خلل ذرا بھی نہ آئے خیر اگر تو
پوچھتا ہی تو یہ تدبیر کر کہ ابلیس خود پسند کو جلد طلب کر جب وہ یہان آئے اُس سے کہہ کہ جلد تر طلسم رنگین حصار مین
پاس عجائب جادو کے جائے تخلیہ مین اُس سے کہے کہ ای عجائب جادو کیا غافل بیٹھا ہی ارے ہوشیار خبردار ہو کہ
دختر گیسو بریدہ تیری باعث بربادی طلسم صندل ہوا چاہتی ہی اور سبب تباہی طلسم رنگین حصار دہی ابکار چند روز
مین ضرور ہی ہو گی کیونکہ طلسم کشا مسمی شاہزادہ رستم ثانی کو صحرائے تاریک کے قریب سے مور پنکھی پر سوار کرکے
اپنے ساتھ لائی ہی باغ مین اپنے اُسے چھپا کے رکھا ہی مسلمان بھی ہو گئی ہی شب و روز ساتھ طلسم کشا کے جشن کرتی
ہی لہذا مناسب یہ ہی کہ خود جا کے یا کسی ساحر زبردست کو بھیجکر اپنی دختر کو باغ سے مع اُسکی ہمراہی عورتون کے
جس طرح ہو سکے اپنے پاس بلا کے اُسے قید کر یا اسے کوئی سزائے سخت دے کہ وہ بھی یاد کرے کہ اگر مین طلسم کشا
کو یہان نہ لاتی تو مجھکو یہ سزا نہ دی جاتی علاوہ اسکے ابلیس خود پسند عجائب جادو سے یہ بھی کہے کہ جس طرح ممکن ہو
خواہ تم یا کسی ساحر کے ذریعہ سے لوح طلسم صندل طلسم کشا سے لیکر اُسے گرفتار کرا لو اور اُس زندان مین جس مین
چند شاہ و شہریار قید ہین اُسمین طلسم کشا کو بھی اسیر کر دو اور اس حال سے کسیکو آگاہ نکرو اور اگر کسی سے کہو تو
ایسے شخص سے کہو کہ وہ کسی سے نکہے افشائے راز سربستہ نکرے کہ ملکہ کامل کشا اور طلسم کشا تک خبر پہنچ
جائے اور وہ ہوشیار و خبردار ہو جائین غافل نرہین اور پھر گرفتار نہو سکین بعد گرفتار کرنے طلسم کشا کے اور لینے لوح
کے مناسب ہی کہ تم فوج ساحران لیکر صحرائے تاریک تک جا کے لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ کر دو یہ باتین ابلیس سے
چلا کے عجائب جادو خبردار ہوکے موافق تیرے کہنے کے ضرور ہی عمل کریگا اس تدبیر سے مطلب تیرا بر آئیگا
تجھے کہین جانا بھی نہ پڑیگا عیش و عشرت مین تیرے خلل نہ آئیگا صندلان شاہ نے یہ سنکے خوش ہوکے کہا ای
نانی جان کیا تدبیر معقول بتائی ہی کہ جسکے سننے سے مین بہت خوش ہوا اور نہایت مجھے پسند آئی مین ایسی ہی تدبیر
کی فکر مین تھا مگر ذہن مین نہ آئی تھی آپ عقلمند ہین آپکے فہم مین آئی آپنے مجھے بتائی اب مین یہی تدبیر کرتا ہون یہ
کہکے اسی وقت اپنے ملازمون سے کہا کہ تم مین سے کوئی ساحر جلد تر جائے ابلیس خود پسند کو میرے پاس لائے
اگر وہ ہمراہ نہ آئے تو اُس سے یہ کہے کہ تمہین صندلان شاہ نے بلایا ہی جلد آؤ دیر نہ لگاؤ مین تو اُسے بذریعہ نامہ کے
طلب کرتا مگر اس وقت نانی صاحبہ تشریف رکھتی ہین کون نامہ لکھوائے زبانی پیام کافی ہی بمجرد حکم صندلان شاہ کے
ساحر اہل دربار سے کہ نام اُسکا بریدہ جادو تھا اپنی جگہ سے اُٹھا اور عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو یہ کمترین جائے ابلیس خود پسند
سے کہہ آئے یا اُسکو اپنے ہمراہ لے آئے صندلان شاہ نے کہا ای بریدہ جادو اچھا تو ہی جا حتی الامکان اُسے اپنے ساتھ
لانا ورنہ میرا پیام کہکے چلے آنا وہ یہ سنکے سحر سے بصورت عقاب بنکے دربار سے پرواز کرکے بلند ہوکے جانب مسکن ابلیس
خود پسند روانہ ہوا بعد قطع راہ پاس ابلیس کے گیا اور بصورت اصلی ہوکے اُسے سلام کرکے کہا صندلان شاہ نے آپکو
بلایا ہی ایک کام ضروری ہی اگر مناسب ہو تو چلئے ورنہ آپکو اختیار ہی جب دل چاہے آئیے گا اُسنے پوچھا خیر تو ہی وہ کام ضروری

کیا ہی سبب جب مدد طلب کریگا کچھ معلوم ہی بریدہ جادو نے مصلحت کہا مجھے مع سلاطین مین کیا دخل ہی نہ معلوم کیون بلایا ہی ہان
اسقدر جانتا ہون کہ ایک کار ضروری ہی یہ سنکے اسیوقت تمثال آئینہ رو سے اجازت لیکر ہمراہ بریدہ جادو کے روانہ ہوا بعد
قطع راہ دربار صندلان شاہ مین آیا شاہ مذکور اسے معزز جان کے تسیقدر تخت سے واسطے اسکی تعظیم کے اٹھا عزت سے
اپنے پاس بٹھایا اسنے بیٹھکر شاہ مذکور سے پوچھا اسوقت مجھے کیون بلایا ہی کیا کار ضروری ہی بادشاہ موصوف نے جو کچھ آتش افروز
نے کہا تھا وہ کل حال اس سے بیان کر کے کہا کہ اب آپ جانب طلسم رنگین حصار جایئے میرے بھائی سے ملاقات کر کے جو کچھ کہ مین نے
کہدیا ہی وہ اسے کہدیجیے گا مگر تنہائی مین کہیے گا اگر وہ آپکو روکین تو خیر ورنہ کل احوال کہکے چلے آیئے گا ابلیس یہ سنکر تا دیر سر بزانو
بیٹھا رہا دلمین کہا کیا کہ شاہزادہ رستم ثانی کیا خوش اقبال ہی کہ پھر لوح طلسم صندل ہاتھ لگی کیا کیا اسباب بہبودی کے فراہم ہو گئے
جو دوست وعزیز صندلان شاہ کے تھے کچھ انمین سے اسکے شریک ہو گئے بڑا غضب ہوا دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ باتین
اپنے دلمین کہکے بعد تھوڑی دیر کے صندلان شاہ سے رخصت ہوکے جانب طلسم رنگین حصار روانہ ہوا بعد جانے ابلیس
خود پسند کے نانی صندلان شاہ یعنی ملکہ آتش افروز جادو بھی شاہ طلسم کو بہت پند ونصایح کر کے اس سے رخصت
ہوکے اپنے مکان کی طرف تخت سحر پر سوار ہوکے تخت کو بلند کر کے ابر کنار مین پنہان ہوکے اسی طرح جسطور سے آئی تھی
چلی گئی صندلان شاہ بعد جانے آتش افروز جادو کے اپنے اہل دربار سے کہنے لگا ہماری نانی صاحبہ نے ہمین کیا تدبیر
بتائی ہی اب امید ہی کہ اس تدبیر سے ہمارا مدعا بر آئیگا کچھ اندیشہ نرہیگا اہل دربار نے کہا ای شاہ ذیوقار آپکی نانی صاحبہ
نہایت ہوشیار ہین انکی تعریف کیا کیجاسے واقعی انھون نے نہایت عمدہ تدبیر بتائی ہی ہمین تو یقین ہی کہ جب ابلیس
خود پسند آپکے برادر عجائب جادو کے پاس جائینگے اور تمام حال جو آپنے کہدیا ہی اسے کہینگے وہ فی الفور اپنی دختر
اور طلسم شکن کو کسی تدبیر سے ضرور ہی اسیر کرینگے لوح طلسم طلسم کشا سے بمکر و فریب لے لینگے انکے نزدیک
طلسم کشائی کیا حقیقت ہی لوح طلسم کشا سے لے لینا کیا مشکل ہی صندلان شاہ یہ تقریر اہل دربار کی سنکے خوش ہوا
کبر و نخوت سے مونچھون پر تاؤ دینے لگا اپنے تخت حکومت پر ناز کرنے لگا دل مین کہنے لگا مجھ ایسا صاحب
اختیار کون شہریار ہوگا کہ اپنی جگہ بیٹھا رہے اور ایسے امور اہم دشوار کے بارے مین کسی سے کہے اور وہ اس کام کا
انصرام کر دے یہان تو صندلان شاہ تخت حکومت پر بصد عجب ونخوت تاج کو سر پر کج رکھے ہوئے بیٹھا ہی دل مین
کہرہا ہی کہ مجھ سا صاحب اختیار وحکومت کوئی بادشاہ زیر فلک نہوگا لیکن اب احوال ابلیس خود پسند کا لکھا جاتا ہی کہ
بعد قطع راہ لبیا طلسم رنگین حصار مین پہونچا اسوقت عجائب جادو بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا تھا اہل دربار اسکے
دربار مین حاضر تھے بقدر مراتب بیٹھے ہوئے صدہا ساحر بھی حاضر دربار تھے امرا وزرا خاموش بیٹھے تھے کوئی رعب سے کسی سے
کلام نکرتا تھا سب سر جھکائے ہوے بیٹھے تھے دربار خوب آراستہ تھا عجائب جادو تخت پر بیٹھا تھا اسی ہنگام مین
ابلیس خود پسند دربار مین گیا عجائب جادو نے اسے دیکھا اپنے اہل دربار سے باشارہ کہا اسکی تعظیم کے واسطے
کھڑے ہو جاؤ یہ معزز ہی اہل دربار یہ سنکا اسکے واسطے تعظیم کے اٹھ کھڑے ہوئے عجائب جادو بھی برائے تعظیم
اٹھا بعد تعظیم قریب اپنے تخت کے بٹھایا بعد مزاج پرسی پوچھا اس وقت کس وجہ سے آپ یہان آئے ایک
زمانہ دراز سے آپکی ملاقات کا اشتیاق تھا حسب اتفاق آج آپکا یہان آنا ہوا کہ دل کو خوشی و
مسرت حاصل ہوئی ہی ابلیس خود پسند نے جواب دیا مین واسطے ایک خبر دینے کے آیا ہون تمھارے
برادر کلان صندلان شاہ نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہی سر دست یہ موقع میرے یہان
آنے کا ہوا ہی ورنہ مین یہان کیدن آتا خداوند تمثال آئینہ رو کی خدمت مین رہنے سے اتفاق کہین جانے کا نہین

نہین ہوتا ہی ایساہی امر ضروری تھا کہ آج یہان آیا ہون بسا عجب ہی کہ آپ یہان کے حاکم ہین گو عاقل و دانا ہین لیکن غافل ہین کچھ امور نیک و بد سے آپ کو خبر نہین ہی عجائب جادو نے جواب دیا آپ یہ کیا کہتے ہین مین تو شب و روز امور سلطنت مین بصد ہوشیاری سرگرم رہتا ہون ہر اک امر نیک و بد سے خبر رکھتا ہون اُسنے کہا آپ کیا خاک امور نیک و بد سے آگاہی رکھتے ہین اگر آپ ایسے ہی ہوتے تو جس خبر کے دینے کو مین یہان آیا ہون اُس سے آپ آگاہ ہوکے اُس بارے مین اتبک واسطے اپنی بہبودی کے کوئی تدبیر کرتے مجھے آگاہ کرنے کیون آنا پڑتا عجائب جادو نے پوچھا بتائیے وہ خبر کیا ہی جس سے مجھے اطلاع نہین ہی ابلیس خود پسند نے جوابدیا آپ طلسم رنگین حصار کے حاکم ہوکے ایسے غافل ہین کہ نہ اپنے گھر سے باخبر ہین نہ طلسم رنگین حصار نہ طلسم صندل کی بقا چاہتے ہین نہ اپنی عزت و حرمت کی فکر کرتے ہین نہ اپنے دشمن اور نہ اپنے برادر صندلان شاہ کے عدو سے باخبر ہین نہ اُسکے دفع و قتل کی تدبیر کرتے ہین اُسنے گھبرا کے از حد متردد ہوکے دریافت کرنے مین اصرار کیا کہا جلد بتائیے وہ خبر کیا ہی ابلیس خود پسند نے جواب دیا اجی عجائب جادو اب عزت و حرمت آپکی خاک مین ملگئی آپکی دختر ملکہ رنگین کاکل کشا شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشائے طلسم صندل پر عاشق ہوکے بجز خار سحر مبہوت جادو و طوفان جادو کنارے سے اپنی مور پنکھی پر بٹھا کے اپنے باغ مین لائی ہی طلسم کشا کے ساتھ شب و روز عیش و عشرت کرتی ہی آپکو کچھ خبر نہین ہی آپ حکومت اس رنگین حصار کی کرتے ہین امور نیک و بد سے بھی آگاہ و خبردار نہین دختر آپکی آوارہ ہوکے یاری و آشنائی کرے دشمن صندلان شاہ و جملہ ساحران طلسم صندل کو اپنے گھر مین لائے اُس سے دوستی کرے بربادی رنگین حصار و طلسم صندل کی چاہے اور آپ کو کچھ خبر نہو عجائب جادو نے پوچھا یہ خبر آپکو کیونکر معلوم ہوئی میری دختر تو بہت نیک ہی آوارہ نہین ہی کبھی اُسنے حرکت مذکور نہ کی ہوگی بھلا وہ اپنی اور میری رسوائی خاندان کی بے عزتی گوارہ کرے گی بربادی طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کی چاہے گی مجھسے اور اپنے چچا سے دشمنی کریگی مجھے تو یقین نہین ہی آپ کہتے ہین مین دریافت کرونگا ابلیس خود پسند نے جواب دیا آپ خوب آگاہ ہین کہ ملکہ آتش افروز جادو نانی آپکی نہایت عاقلہ و ساحرہ زبردست ہین اور کہانت کے علم سے خوب ماہر ہین کاہنہ کامل ہین بڑی ہوشیار و خبردار ہین اُنھون نے بذریعہ اپنے علم مذکور کے یا بوسیلۂ اخبار کے یہ خبر مذکور دریافت کرکے صندلان شاہ سے آپکے تمام حال آپکی دختر کا اور طلسم کشا کا بیان کیا صندلان شاہ نے مجھے طلب کرکے آپکے پاس براے اطلاع دہی روانہ کیا مین نے ابھی آپ سے کل حال بیان کیا ہی جو کچھ کہا ہی جھوٹ نہین ہی اگر آپکو یقین نہین ہی تو مشکل کیا ہی دریافت کر لیجیئے اگر دختر آپکی طلسم کشا کو اپنے باغ مین لائی ہو اور آپکو آگاہی ہو تو موافق کہنے صندلان شاہ و ملکہ آتش افروز جادو کے دونو کو اسیر کرکے قید کیجیئے طلسم کشا سے لوح طلسم صندل کسی تدبیر سے لے لیجیے لشکر کو اُسکے کہ صحراے تاریک کے قریب اُترا ہی آپ سے قتل و تباہ کر دیجیئے اس باب مین تساہل و تغافل کو راہ نہ دیجیگا طلسم کشا صاحب لوح ہی اُسے اپنا اور اپنے برادر کا دشمن قوی جانیئے گا عجائب جادو یہ سُنکے کہنے لگا اگر میری دختر نے طلسم کشا سے الفت کی ہی اور اُسے اپنے باغ مین لائی ہی تو مین اُسکے ساتھ بہ بدی پیش آؤنگا ارشاد اپنے برادر کا اور حکم نانی صاحبہ کا ضرور بجا لاؤنگا ابلیس خود پسند یہ سُنکے عجائب جادو سے رخصت ہوکے پاس صندلان شاہ کے گیا اور اُس سے کہا مین آپکے بھائی صاحب کے پاس گیا تھا جو کچھ آپنے کہا تھا وہ مین نے اُنسے کہ دیا اُنھون نے کہا ہی کہ مین موافق آپکے کہنے کے عمل کرونگا یہ کہکے صندلان شاہ سے رخصت ہوکے جانب تمثال آئینہ رو روانہ ہوا اور ایک راوی نے یون بھی بیان کیا ہی کہ ابلیس خود پسند طلسم رنگین حصار ہی مین

رہا غرض بہر طور عجائب جادو نے احوال ملکہ رنگین کاکل کشا و طلسم کشا سے آگاہ ہو کے از حد برہم ہو گے اپنے اہل دربار کو جمع کیا سر دربار جملہ ساحران زبردست و نابکارون سے کہا کہ تم سب ساحرون مین کون ایسا ساحر ہی کہ باغ مین میری دختر کے جائے اور بصورت طائر کسی درخت پر بیٹھکر احوال دختر مذکور دیکھے پھر یہان آ کے جو دیکھا ہو مجھسے بیان کرے بمجرد اس کہنے کے اہل دربار سے ایک ساحر مسمے عنقائے جادو اپنی جگہ سے اُٹھکے دست بستہ عرض کرنے لگا یہ نمکخوار جائیگا تعمیل حکم حضور کریگا عجائب جادو نے اُسے اجازت جانیکی دی وہ اُسیوقت کہ اول وقت شب کا تھا بزور سحر قمری بنکر دربار صندلان شاہ سے اُڑکر سوے باغ ملکہ رنگین کاکل کشا روانہ ہوا وہ باغ پُر بہار اس باغ عالم مین عدیم النظیر تھا ہر دم منظر قہرنگران اُسکو چرخ پیر تھا عیش و عشرت ساکنان باغ مذکور بھی اُسے ناگوار تھی فکر تباہی و ظلم لیل و نہار تھی کیونکر فلک جفاکار و ستمگار و ستم شعار اُس باغ پُر بہار کے در پے بربادی کے ہوتا کہ اُسکے گلون پر قطرۂ شبنم سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ معشوقان غضبناک و خشمناک کے عارض گلرنگ پر بہ ہزار عرق ہی تعریف مفصل اُس باغ رشک ارم کی تو ممکن نہین کہ تحریر ہو سکے لیکن مختصراً یہ تنا اُسکی رقم کیجاتی ہی کہ۔ قطعہ

رو رفتہ ماہ نہر ہا متصال
وین پیرا زمیوہ ہائے گوناگون

در دشت سجع طیر ہا موزون
باد در سایۂ درخت انفاس

آن پر از لالہ ہائے رنگارنگ
گسترانید فرش بوقلمون

عنقائے جادو قطع راہ کر کے بصورت قمری باغ مذکور مین داخل ہو کے ایک درخت میوہ دار پر بیٹھا چونکہ وہ شب شب چہاردہم تھی ماہ کامل بالائے فلک تابان تھا سیر چاندنی کی قابل دید تھی اور وہ باغ پُر بہار بھی لائق سیر تھا اُسکے گلونکی سیر سے غنچۂ دل مانند گل کے شگفتہ ہوتا تھا ہوائے عطر آگین سے دل کو فرحت و دماغ جان کو راحت حاصل ہوتی تھی جوانان چمن اپنی شادابی و سرسبزی سے مانند سرو کے نخوت و غرور سے اکڑتے تھے درختان میوہ دار کثرت گل و ثمر سے زمین سے جھک لے جاتے تھے ایسے منکسر تھے ہر ایک چمن خوش قطع قابل دید تھا کوئی چمن نسرین و نسترن کا تھا کوئی گل شببو کوئی گل جنیا کا تھا کہین موتیا کسی جا موگرا کہین گل اشرفی کہین جاہی جوہی کہین ہارسنگار کسی جا گیندے کا تختہ تھا کہین چمن لالہ کہین گل خودرو کہین سرو پر قمری کی کوکو کہین سیوتی کی بہار کہین کیتکی کی قطار کہین تختہ گلاب نہایت نادر لب آبجو کہین نرگس نظارہ کنان کہین تختہ لالہ عمان کہین چمن گل داؤدی کہ جسکے دیکھنے سے دیکھنے والون کو یہ گمان ہو کہ یہ اک گھٹا ہی زردی کی وہ تھالون کی جلوہ گری جیسے نگینۂ شجری وہ بادلہ پوش ہر اک شجر وہ تمامی کی تھلیونین ہر اک ثمر وہ شب چاردہ اور وہ جلوۂ بدر ہو سکتا ہی اگر کوئی کہے اُسے شب قدر وہ چاندنی صاف اور وہ صحن باغ کا رُوپ طائران چمن کو گمان چاندنی پر تھا کہ یہی دھوپ بس اُس چمن ماہ کو روز روشن جانکے طائران خوش الحان نغمہ سرا تھے ہر اک درخت پر اپنے آشیانے مین بیٹھے ہوئے مصروف حمد خدا تھے بلبلین چہچہاتی تھین قمریان سرو پر بیٹھی ہوئین غل مچاتی تھین کہین تختہ سورج مکھی کا ایسا تھا کہ جسکے ہر گل پر گمان آفتاب کا تھا سبزۂ افتادہ باغ مذکور پر احتمال خواب کا تھا وہ سبزہ باغ ایسا نرم مانند فرش مخمل سبز کے گسترده تھا کہ جسکے دیکھنے سے روح راحت پائے کیسا ہی بیمار ہو اُسے اُسپر لیٹ کر نیند آجائے وہ بہار طرۂ سنبل وہ قریب گل نغمۂ بلبل ہر خیابان جادۂ نور شب گلشن گویا صبح بلور ہلو ہر گلاب سے نہر جوش سے و سید سم پانی مارتا ہی لہر پانی کی اسطرح باندھتی تھی دل کہ جس سے دیکھنے والے ہوتے تھے بسمل تعریف اُس باغ کی بارہ دری کی اگر رقم ہو قصر ارم کو رشک سے الم ہو شیشہ آلات و فرش نفیس و نرم سے خوب آراستہ اگر حور ارم بھی اُسے دیکھ لیتی تو ہوتی دل وادہ ساحر مذکور سیر باغ و بارہ دری دیکھکر دل مین کہنے لگا یہ باغ ہی کہ باغ جنت ہی اور یہ بارہ دری ہی کہ قصر ارم ہی جسکے دیکھنے سے دل کو راحت ہی چونکہ شب ماہ تھی حکم ملکہ رنگین کاکل کشا سے

بزم عشرت بارہ دری مین نہایت تکلف سے آراستہ تھی ملکہ مذکور مسند زرین پر پہلوے شاہزادہ رستم ثانی مین بیحجابانہ بیٹھی ہوئی
تھی انیسین جلیسین ہمدمین ہمرازین کنیزین وغیرہ حلقے قدر مراتب بزم مذکور مین کچھ بیٹھی تھین کچھ عہدے لیے ہاتھون مین کھڑی
تھین دروازے بارہ دری کے سب کھلے ہوئے تھے روشنی بکثرت تھی جھاڑ کنول صدہا بارہ دری مذکور مین تھے شمعین موی
و کافوری لگنین روشن تھین گلدستے جابجا رکھے ہوئے تھے کشتی شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر بلورین روبروے
ملکہ مسطور رکھی تھی وہ اپنے ہاتھ سے شراب شیشہ سے ساغر مین بھر کے شاہزادہ رستم ثانی کو بار بار دیتی تھی شاہزادہ
موصوف ساغر مے لیکر دمبدم شراب پیتا تھا اور خود جام بلورین شراب مملو کرکے اسے دیتا تھا ملکہ اپنے محبوب کے
ہاتھ سے بخوشی جام مے لیکر شراب پیتی تھی دور جام بزم مین تھا ہر ایک ہمجلیس ملکہ کی بھی شراب پیتی تھی ایک زن خوبرو
واسطے مے پلانے انیسون اور جلیسون ملکہ کے ساقی بنی تھی اہل بزم عشرت خوش و خرم بیٹھے تھے کوئی فکر و اندیشہ کسیکو نہ تھا
عنقائے جادو درخت پر بیٹھا ہوا اہل بزم کو بخوبی دیکھ رہا تھا خصوص بار بار شاہزادہ رستم ثانی کو دیکھتا تھا اور
دل مین کہتا تھا کہ شاہزادہ کیا خوش اقبال ہی کہ ملکہ کے پہلو مین بیٹھا ہوا ہی لوح طلسم صندل گلے مین ڈالے ہوے
دلیرانہ بیٹھا ہی کس عیش و راحت مین ہی شراب ملکہ کے ہاتھ سے پی رہا ہی ملکہ کاکل کشا کیا بے شرم و بیحیا ہی کہ پہلوے
نامحرم مین بیٹھی ہوئی ہی دل لگی ہنسی ہو رہی ہی انیسین جلیسین دمبدم کسی نہ کسی بات پر قہقہہ مارتین ہین ابھی ساحر
مذکور بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور اپنے دلمین یہ باتین کر رہا تھا کہ ناگاہ وہ زن خوبرو جو شراب پلا رہی تھی کشتیان
شراب کی اٹھوا کر لیگئی اُسکے جاتے ہی ایک رقاصہ کہ سازندے اُسکے سب عورتین تھین روبرو ملکہ رنگین کاکل کشا
و طلسم کشا کے آئی سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے رقص کرکے یہ غزل گانے لگی ۔ **غزل**

قریب اغیار ہر دم وہ رہیں ہر وقت دلبر سے
وہ سنگ آستان پاؤن تو پھوڑون سر کو پتھر سے
کیا ہی ہمسری کا قامت دلدار سے دعوے
نہیں ہی نفع مردے کو ذرا پھولونکی چادر سے
لحد مین خاک کے بستر پہ جب تا حشر سونا ہی
پھر امید رہے جو کافر پھرا ملے پیمبر سے

وہ خوش جیتے ہین ہم اُتنے ہی ناخوش ہین مقدر سے
ازل سے ابرو و مژگان کی الفت سے ہوئی ہی گھائل
نہ بگڑے فاختہ گلزار مین کیونکر صنوبر سے
سبب دولت کا ہی یہ آج کل ہوگا سبب غم کا
تنفر عاقبت نقصان حق کو ہی جو بستر سے

اٹھاؤن رنج کیون حاصل نہو آخر مین جب راحت
وہ بارہ کرتے ہین زخمی عبث وہ تیر و خنجر سے
عبث ارباب ظاہر زینت ظاہر پہ مرتے ہین
نہین عشق کہدو اہل زر قارون صفت زر سے
نہین حکم وزیر و شاہ مین جب فرق ای ضیغم

اہل بزم خوش ہو کر ہنسنے لگے عنقائے جادو نے تھوڑی دیر باغ مین شاخ درخت پر
بیٹھکر ملکہ رنگین کاکل کشا و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو بزم عشرت مین دیکھکر حال سے بخوبی آگاہ ہو کر باغ مذکور سے بصورت
قمری اُڑ کر روبروے عجائب جادو گیا اور بصورت اصلی ہو کے یون عرض کرنے لگا کہ ای خداوند نعمت مین حسب الحکم
گیا تھا مین نے بچشم خود دیکھا کہ ملکہ رنگین کاکل کشا پہلوے طلسم کشا مین بیٹھی ہی بزم عشرت آراستہ ہی ایک رقاصہ رقص
و نغمہ کر رہی ہی جملہ اہل بزم بخوشی رقص اُس رقاصہ کا دیکھ رہے ہین گانا سن رہے ہین عیش کر رہے ہین کسی کو کچھ خوف و اندیشہ
نہین ہی دور جام بے دغدغہ گردش ایام ہو رہا ہی عجائب جادو یہ حال سنکے کثرت غیظ و غضب سے کانپنے لگا چہرہ
فرط غصہ سے سرخ ہو گیا کہنے لگا ابلیس خودپسند نے جو کہا تھا وہی درست و بجا تھا مجکو خیال پاک دامنی دختر تھا یہ بیجا تھا
اس گیسو بریدہ نے مجھسے بخوف ہو کے ذرا بھی میرے غضب و قہر سے نہ ڈر کے یہ جسارت کی ہی کہ طلسم کشا میرے اور
میرے برادر ملکہ تمامی ساحران طلسم کے دشمن کو اپنے ساتھ اپنے باغ مین لائی ہی اُسکے پہلو مین بیٹھی ہی یہ بے شرمی و
بیحیائی گوارہ کی ہی نہین معلوم کہ کب سے اس رنگ مین ہی خس و آتش یکجا کب سے ہین کاہیکو اُس گیسو بریدہ نے
اپنے تئین طلسم کشا سے بچایا ہوگا علحدہ اُس سے رہی ہوگی اور طلسم کشا نے کب اُس سے کنارہ کیا ہوگا آگ نے

پھونس کو ضرور جلا یا ہوگا ممکن نہین ہی کہ ایکجا یہ چیزین ہون اور ایک دوسرے کو ضرر نہ پہونچائین یہ کہکے از حد غضبناک ہوا اور اپنے وزرا سے مخاطب ہوکے کہنے لگا مین ابھی جاتا ہون طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ کرکے حتے الامکان کسی تدبیر سے اُس سے لوح لیکے اُسے گرفتار کرتا ہون اپنی دختر بدسیر کو بھی اسیر کرکے لاتا ہون یہ کہکے ارادہ جانیکا کیا وزرانے دست بستہ عرض کیا ہی بادشاہ ذیجاہ اس ادنا کام کے واسطے جانا حضور کا اچھا نہین کسی ساحر کو حکم دیجیے وہ ابھی جاکر سب کو گرفتار کرکے روبرو حضور کے لے آئیگا ہم حضور کو ہرگز نہ جانے دینگے ہمین یہ خوف ہی کہ طلسم کشا صاحب لوح ہی ایسا نہو کہ اسکے ہاتھ سے آپکو کچھ ضرر ہو یہ عرض کرکے قدم عجائب جادو سے لپٹ گئے اُسوقت شاہ مذکور نے اپنے وزرا کو اپنا دست بستہ مانگے اُنکی عرض قبول کرکے اپنے ارادہ سے باز رہکے ابر باران شعلہ افگن سے کہ ساحر نامی و زبردست تھا کہا تو جلد جاکے میری دختر وغیرہ کو گرفتار کرکے میرے پاس لے آ بلکہ طبقہ باغ کا یا محض بارہ دری کو بزور سحر اُٹھاکے یہان لا مین طلسم کشا وغیرہ کو قید کرونگا تجھے اس کار نمایان کرنیکے عوض مین انعام دونگا ساحر مذکور بحکم شاہ مسطور رسیدہ دربار سے اُٹھکر باہر گیا اور چالیس ساحرون کو اپنے لشکر سے انتخاب کرکے اُسنے کچھ کہا تا دیر اُنھین سمجھایا اُنھون نے عرض کیا آپنے جو کچھ فرمایا ہی ہم ایسا ہی کرینگے ہرگز منہ جنگ سے نہ موڑینگے یہ سُنکے ابر باران شعلہ افگن نے اپنی جھولی سے ایک گالا روئی کا نکالا اور ایک شیشہ پُرآب کہ جسمین آب چاہ سامری بھرا تھا اور بحفاظت اُسے رکھا تھا اسمین سے تھوڑا پانی لیکر سحر اُسپر دم کرکے روئی کے گالے پر چھڑکا فی الفور وہ زمین سے بلند ہوگیا اور سوے فلک جاکے بہت وسیع ہوگیا ساحر مذکور جھولی اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھکر تخت سحر پر سوار ہوا سحر پڑھا تخت مذکور بلند ہوکے اُس ابر تیرہ و تاریک مین جاکے نہان ہوا اسیطرح سے وہ چالیس ساحران نابکار بھی مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہوکے جھولیان اسباب سحر کی دوش پر رکھکے بلند ہوکے ابر تیرہ و تاریک مذکور مین جاکے پوشیدہ ہوے ادہر سے تو باشارہ ابر باران شعلہ افگن ابر مذکور سمت باغ ملکہ رنگین کاکل کشا روانہ ہوا لیکن اب حال باغ کا لکھا جاتا ہی کہ اُدھر ایک رقاصہ بزم عشرت مین ملکہ رنگین کاکل کشا سے مخاطب ہوکے حسب اتفاق مذمت دنیا مین یہ غزل نصیحت آمیز و عبرت خیز بصد ناز و انداز گا رہی تھی۔ غزل

خوبکن بغم و درد کہ راحت بجہان نیست	آخر حسرت و حرمان بجہان گذران نیست	در گلشن حیرت ثمر دہر دریغا
سخلے نتوان یافت کہ پامال خزان نیست	با سنگدلان حرف غم عشق مگوئید	کین ورثمین درخور ہر گوش گران نیست
پابند طرب راز بہد لاف محبت	کین کوچہ تماشاگہ راحت طلبان نیست	بیہودہ رضا چند شدی طالب راحت
خوبکن بغم و درد کہ راحت بجہان نیست		

ملکہ رنگین کاکل کشا کہ علم فارسی رکھتی تھی اشعار غزل مندرجہ رقاصہ مذکورہ سُنکے معنی و مطالب بعض اشعار سے خوب آگاہ ہوکے چین بجبین ہوئی اپنے دل مین ناز سے کہتی تھی نہین معلوم رضا کس شخص کا تخلص تھا محض بیہودہ گو تھا کہ اُسنے یہ اشعار کہے ہین وہی غم و درد کی خواختیار کرنے دوسرون کو نصیحت نکرے اُسکے نزدیک راحت دنیا مین نہین ہی اور سوا حسرت و حرمان کے گذارہ اہل دنیا کا نہین ہی اہل دولت کو غم و درد سے کیا تعلق اُنکے واسطے دنیا جاے عیش و راحت ہی ہر دم زندگی اُنکی بعیش و آرام گزرتی ہی دنیا اُنکے واسطے راحت گاہ ہی خصوص میرے واسطے کہ مین شاہزادی ہون باپ میرا عجائب جادو حاکم طلسم رنگین حصار کا ہی خداوند عالم نے مجکو صاحب ملک و مال و دولت و حکومت کیا ہی میری پاپوش کو کیا غرض کہ خوے غم و درد کرون داغ غم کو برا جانون ہمیشہ زندگی میری عیش و عشرت مین گزری اور اسیطرح گزرے گی صورت حسرت و حرمان کو

کبھی خواب مین بھی نہ دیکھو نگی یقیناً مصنف اس غزل کا محتاج و مبتلاے مصیبت تھا جبھی اُسنے مطلع غزل مین مضمون اپنے
حسب حال نظم کیا ہی اور گلشن حسرت مین ثمرہ دنیا کا بیان کرنا اور افسوس کرکے یہ کہنا کہ کوئی درخت ایسا نہین ہی کہ
جو پامال خزان نہو یہ بھی اُسنے اپنی تکلیف و مصیبت مین کہا ہی صاحبان ملک و حکومت کو کیا خوف باغ جہان مین
پامالی خزان کا خصوص مجکو میرے باغ عیش و حکومت و حسن خوبی مین دایم بہار رہیگی کبھی خزان نہ آئیگی اور یہ کہنا
اور نصیحت کرنا اُسکا کہ سنگ دلون سے غم عشق مت کہہ کہ یہ سوز عشق لائق اُنکے گوش کے نہین ہی مین اس شعر کی
نسبت کہتی ہون کہ مجھے عشق تو ہی غم فراق نہین ہی محبوب میرا میرے پہلو مین ہی پس مین سنگ دلون سے
کیون غم عشق کہنے لگی میرا دل شاد ہی رنج و غم سے آزاد ہی اور یہ کہنا اُسکا کہ جو پابند طرب و عیش ہین وہ لاف محبت
یعنے دعواے محبت محبوب کر نہین سکتے ہین اگر کرین تو بیجا ہی کیونکہ یہ کوچۂ محبت تماشا گاہ راحت طلبونکا نہین ہی
یہ بھی قول اُسکا خلاف میری طبع کے ہی باین وجہ کہ مین شاہزادہ رستم ثانی فتاح طلسم صندل پر عاشق ہون
کیسی راحت و عیش و عشرت ہی اُس سے محبت کرتی ہون مجکو کوئی صدمہ نہین ہی اور نہوگا یون ہی حیات میری
بسر ہوگی یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ دعواے محبت راحت طلب لوگون کو سزاوار نہین ہی مصیبت زدہ اور دردمندون
ہی کو دعواے الفت کرنا زیبا ہی اور مقطع مین مصنف غزل کا یہ نظم کرنا کہ اے رضا طالب راحت کبتک ہوگا عادت کر
ساتھ غم و درد کے کہ دنیا مین راحت نہین ہی یہ نظم کرنا بھی شاعر کا اچھا نہین وہ بھی اس اپنے قول پر عمل کرے ہم تو طالب
راحت ہین جانتے ہین کہ دنیا مین ضرور انسان کو ہر طرح کی راحت ملسکتی ہی کیا کہون وہ شخص اس وقت یہان موجود
نہین ہی ورنہ اُس سے کہتی کہ یہ مضمون حسب حال میرے نہین ہی شاہزادہ رستم ثانی محبوب میرا میرے پہلو مین بیٹھا ہی
دل میرا مانند گل کے شگفتہ ہی باغ جہان مین کیسی راحت مجھے مل رہی ہی دور جام شراب ناب ہو رہا ہی رقاصہ رقص
کر رہی ہی بزم عشرت آراستہ ہی مجلسین کنیزین موجود ہین انواع و اقسام کی نعمتین مہیا ہین حکومت کر رہی ہون
اس سے بڑھکے دنیا مین اور کیا راحت ملیگی اسیطرح شاہزادہ رستم ثانی بھی اپنے دل مین خیال کرتا تھا ظلم فلک
و انقلاب روزگار سے غافل تھا مجلسین ملکہ سے اشعار غزل مذکور سنکے معنے و مطلب سمجھ کے ناک بھون چڑھا رہی تھین
مصنف کی غزل مذکور کو بھلا برا کہہ رہی تھین کبھی رقاصہ کو گالیان کوسنے چپکے چپکے دیتی تھین اور کہتی تھین اس رقاصہ
نا لایقہ نے کس مردوے نگوڑے شاعر کی یہ غزل کہی ہوئی گائی ہی کہ عالم خوشی مین صدمہ دیا ہی مضامین اشعار
غزل عاشقانہ نظم کرنا چاہیے نہ ایسے مضامین عبرت و نصیحت آمیز و مذمت دنیا نظم کرنا چاہیے ابھی ملکہ نگین کاکل کشا
اور شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ غزل مندرجۂ بالا سُنکے اپنے اپنے دل مین خیال مسطور کر رہے تھے رقاصہ رقص کر رہی
تھی بزم عشرت آراستہ تھی چودھوین رات کی چاندنی کس خوبی و لطافت سے نکلی تھی ماہتاب و کواکب بالاے
افلاک درخشان تھے حسن و خوبی اپنے اہل جہان کو دکھا رہے تھے ہواے سرد چل رہی تھی خوشبو پھولون کی
آرہی تھی باغ مین گلہاے رنگا رنگ کھلے تھے طائران خوش الحان اُس شب کی چاندنی کو روشنی روز روشن
جانکے چہک رہے تھے بلبلین نغمہ سرا تھین قمریان سرو پر بیٹھی تھین دم عاشقی کا بھر رہی تھین صدا کوئل کی
آرہی تھی پپیہے کی آواز چلی آتی تھی اہل بزم عشرت کس عیش و راحت سے بسر کر رہے تھے زندگی کا لطف اُٹھا
رہے تھے ناگاہ ایک جانب سے ابر سیاہ پیدا ہوکے جلد تر آکے تمام باغ پر محیط ہوا اُس چاندنی و روشنی کا نام
و نشان بھی نہ رہا اندھیرا ایسا ہوا کہ دل ہر ایک کا گھبرانے لگا کلیجہ تاریکی سے مُنھ کو آنے لگا اُسوقت ہر ایک
اہل بزم نے گھبرا کے سوے ابر دیکھا اور کہا یہ ابر سیاہ کسقدر سیاہ ہی کہ پناہ بخدا لوگو ذرا دیکھو تو اس ابر سے بار بار

کیسی برق چمک رہی ہی کہ جس سے دل بیقرار ہی خوف سے روح کو صدمہ پہنچتا ہی آواز رعد کی ایسی مہیب ہی کہ
مین نے ایسی صدا سے رعد کبھی نہین سنی ہی میرا دل دھڑکتا ہی جان نکلی جاتی ہی یہ ابر سیاہ و برق و رعد میرے
حق مین گویا وہ فرشتے ہین جو قبض روح کرتے ہین ملک الموت کے تابعین سے ہین خدا خیر کرے اس بلاے
سیاہ سے خدا سب کو بچائے مجھے تردد ہی اس ابر سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہی کیا کہون کیا کیا خیالات ذہن مین
آتے ہین کوئی عورت اہل بزم سے کہتی تھی آپ سب صاحب کیا خوش قسمت ہین کہ ابر رحمت خدا گھر کے آیا ہی پانی
برسا ہی چاہتا ہی یہ وقت بادہ کشی کا ہی مناسب وقت یہ کہ ۔ بیت اب چلو باغ مین ہو دور شراب گلرنگ
میکشو خوش ہو کہ یہ ابر بہار آیا ہی ۔ جوانی مین بادہ کشی کا لطف ہی خوشا قسمت اُسکی کہ جسکے پہلو مین
یار حسین ہو وہ اُسکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاے اور خود اُسکے ہاتھ سے جام لیکر شراب پیئے زندگی
اس عیش و راحت مین بسر کرے کوئی عورت کسی عورت سے کہنے لگی اری بوا دیکھتی ہو کس غضب کا یہ ابر سیاہ ہی
اسکے آنے سے تاریکی محیط عالم ہو گئی ہی کبھی برق چمک رہی ہی کس طرح ابر سے صدا آتی ہی صاف کہون مجھے یہ اندیشہ ہی
کہ یہ کہین ابر سحر نہو کوئی ساحر زبردست اس ابر سیاہ سحر مین مخفی ہو کے ادہر نہ آیا ہو عجائب جادو کو
ملکہ عالم اور شاہزادہ رستم ثانی کے حال سے اطلاع نہوئی ہو اور اُسنے خشمناک ہو کے کسی ساحر کو واسطے گرفتاری
ہم سب اہل بزم عشرت کے اس ساحر صاحب ابر سیاہ کو بھیجا ہو لہذا ہوشیار ہو جانا چاہیے وہ اُسکی طرف دیکھکر
ہنسکر کہنے لگی اری بوا تم بڑی ڈرپوکنی ہو تم وہ ہو کہ کوئی کتنا ہی دلیر و بہادر مرد ہو یا کوئی عورت کیسی ہی
کڑے دل کی ہو ایسی باتین کرکے اُسے ڈرادو بلکہ بھگا دو ایسی بیوقوف نہ بنو ایسی باتین نہ کیا کرو
کہان تو ابر اصلی حکم خدا سے آیا ہی تم اسے ابر سحر کہتی ہو بھلا عجائب جادو کو یہان کے حال سے کسنے
آگاہ کیا کہ اُسنے کسی ساحر کو براے گرفتاری ہم سب کے روانہ کیا ہی یہ ابر سحر اُسی کا ہی تمھین یقین ہو گیا ہی
بس ایسی بے تکی باتین نہ کیا کرو ذرا عقل کے ناخون لو ہوش و حواس مین آؤ بادہ جوانی سے اسقدر
مست و مدہوش ہو گئے ایسے کلمات زبان پر جاری نہ کیا کرو ایسی باتین نہ کیا کرو اگر ملکہ عالم ہماری یہ تمھاری
باتین سن لین تو بتاؤ کیسی سزا دین اور خوف سے کسقدر ڈر جائین ابھی اُنکے دشمنون کا کیا حال ہو جائے
وہ عورت یہ تقریر اس عورت کی سُنکے غور کرنے لگی ملکہ رنگین کا دل کشادہ جو واسطے کہ پہلوے شاہزادہ مین
بیٹھی ہوئی تھی روشنی بکثرت تھی لیکن اس ابر کے آنے سے گھبرائی اپنی سہیلیون سے کہنے لگی یہ ابر کیسا آیا ہی
کہ اسکے آنے سے خود بخود میرے دل پر ہجوم غم چھا گیا ہی اسکے دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہی اللہ خیر کرے کوئی دشمن
مجھسے دشمنی کرکے مخل اندازِ میری راحت و عیش مین نہو مین انکو یہان لائی ہون یہ طلسم کشاے طلسم صندل
ہین انکے لانیکی خبر میرے والد کو نہوئی ہو کوئی ساحر براے قتل و گرفتاری ابر سیاہ مین مخفی ہو کے نہ آیا ہو لاکھون
دشمن لاکھون ساحر ہین یہ تنہا ہین خدا انکی جان سب ساحرون سے بچاے مجھے الزام کسی طرح کا نہ آئے اگر انکے
ساتھ کوئی دشمنی کریگا گویا اُسنے مجھ سے دشمنی کی خدانخواستہ اگر انکے دشمنون کی جان پر کچھ بنی تو مین بھی زندہ نہ ہونگی
جان اپنی دیدونگی مجلسین عرض کرنے لگین اے ملکۂ عالم آپ کچھ تردد نکرین یہ ابر ابر بہار ہی ابر سحر نہین ہی یہ کہکے
اُن عورتون نے شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا اے شاہزادۂ ذیوقار آپ سُنتے ہین کہ ملکہ ہماری اس ابر سیاہ کو
دیکھکر خوف سے لرزان ہو کے کیا کیا فرما رہی ہین آپ انکو سمجھائین تسلی دین دیکھیے انکا کیا حال ہی گل سا چہرہ
دفعتاً متغیر ہو گیا ہی آثار فکر و تردد چہرہ سے عیان ہین کسقدر مضطرب الحال ہین کہتی کچھ ہین اور نکلتا کچھ ہی

شاہزادہ نے ملکہ کی اور گفتگو آن عورتون کی سُنکے ملکہ رنگین کاکل کشا سے کہا ای ملکہ تم کیون ڈرتی ہو اول تو یہ ابر بہار ہی ابر سحر نہین ہی دوسرے بالفرض والمحال اگر یہ ابر سحر ہی ہی اور کوئی ساحر ہمارے حال سے باخبر ہوکے یہان آیا ہی ارادہ دشمنی کا رکھتا ہی تو کیا اندیشہ ہی وہ میرا کیا بنا سکتا ہی اور تمھین کیا ستا سکتا ہی مین صاحب لوح طلسم ہون مجھسے کوئی ساحر مقابلہ و مجادلہ مین سر بر ہو نہین سکتا اور میری موجودگی مین تمھین کوئی دشمن گرفتار کر نہین سکتا کیا مجال کسی ساحر کی جو یہان آسکے اور مجھے اور تمھین گرفتار کرکے لیجا سکے جب تک مین یہان موجود ہون اور لوح طلسمی میرے پاس ہی اور ساحر ذکی تو کیا حقیقت ہی تمھارے والد تجائب حیا و دادر تمھارے چچا صندلان شاہ بھی تو کچھ بنا نہین سکتے اگر وہ بھی اس بارہ دری مین چلے آئین تو میرے ہاتھ سے انھین اپنی جان بچانا دشوار ہو بس تم کچھ فکر و تردد نہ کرو باطمینان خاطر بیٹھی رہو ملکہ تقریر شاہزادہ موصوف سُنکے خوش ہوکے مطمئن ہوئی چونکہ رقاصہ نے ابر کے آنے سے برق کے چمکنے سے رعد کی آواز سے عورتون کی مختلف تقریر و خیال سے خوفناک ہوکے رقص و نغمہ موقوف کیا تھا خاموش کھڑی تھی سبب ابر سیاہ دیکھ رہی تھی ڈر رہی تھی ملکہ نے اُسکی طرف دیکھکر اشارہ سے کہا کیا سوے فلک دیکھ رہی ہی رقص و نغمہ کر طلسم کشا صاحب لوح طلسم ہین مین بھی اعدا سے مطمئن ہوگئی ہون تو بھی کچھ اندیشہ نکر وہ اشارہ ملکہ سے آگاہ ہوکے پھر مصروف رقص و نغمہ ہوئی اہل بزم اُسکی طرف متوجہ ہوئے رقص اُسکا دیکھنے لگے گانا سننے لگے اہل بزم طرب تو بعد تردد کرنیکے پھر مصروف عیش ہوئے لیکن اب احوال طائران چمن و عندلیبان گلشن کا رقم کیا جاتا ہی کہ قبل آنے ابر سیاہ مذکور کے وہ سب چودھوین رات کی چاندنی کو روشنی صبح صادق جانکے آشیانون سے نکل نکے نغمہ سرا تھے لیکن جب ابر سیاہ مذکور آکے محیط باغ ہوا بعض طائران باغ باہم کہنے لگے خالق وحش و طیر خیر کرے آج کچھ سامنا بد ظاہر ہوتا ہی یہ ابر سیاہ کیسا آیا ہی کہ جسکے دیکھنے سے ہوش و حواس ہمارے پرواز کرتے ہین یہ ابر ہی کہ اک بلائے سیاہ آسمانی ہی اس سے جان اپنی بچانا ضرور رہی دیدہ و دانستہ دانا کو دام بلا مین پھنسنا نچاہیئے یہ کہکے وہ تو اُڑکے ایک سمت دور تک چلے گئے مگر ہزار ہا مرغان خوشنوا بیٹھے رہے اور ابر سیاہ کو دیکھکر ابر بہار تصور کرکے اپنے اپنے آشیانے مین جاکے بخیال بارش باران بیٹھے رہے وہ طائران خوش الحان آپنے آشیانون مین جاکے اندرون باغ مذکور بیٹھے ہی تھے ناگاہ نہایت زور سے بجلی کڑکی ابر شق ہوا اور صداے رعد از حد مہیب ہوئی دیکھنے والے اور سننے والے ڈر گئے سوا ملکہ و طلسم کشا کے سب ڈر کے کانپنے لگے جا بجا ڈر کے چھپنے لگے اسی اثنا مین ابر سیاہ مذکور سے تخت ابر باران شعلہ افگن کا ظاہر ہوکے بلندی سے اُترکے پاس بارہ دری کے دروازون کے آیا ساحر مذکور نے ملکہ اور طلسم کشا کو ایک مسند پر بیٹھا ہوا دیکھکر بزم عشرت پر نظر کرکے بصد غیظ و غضب پکارکر کہنے لگا ای ملکہ رنگین کاکل کشا واہ واہ کیا تمنے اس باغ مین گل کھلایا ہی کہ خوب طلسم کشا کو لیکر آئی ہو سب سے پوشیدہ ہوکے یار کو پہلو مین بٹھا کے بیٹھی ہو کیا عیش و عشرت کر رہی ہو بیحیائی و بیغیرتی و بربادی طلسم رنگین حصار پر کمر باندھی ہی اپنے بزرگون اور جملہ ساحران طلسم کی دشمن جان ہوئی ہو طلسم کشا کی دوست بنی ہو دیکھو تو مین تمسے کسطرح پیش آتا ہون اور تمھارے ہم پہلو اور ہمنفس طلسم کشا کو کیونکر گرفتار کرتا ہون او گیسو بریدہ تو نے بڑا غضب کیا کہ اپنے پدر و عمون سے بیخوف و نڈر ہوکے یہ جسارت کی یہ کہکے گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر آسیر دم کرکے یا سامری کہکر طلسم کشا و ملکہ مذکور پر مارا بہلے

گولے لیے ٹکرا کے جھاڑ اور کنول وغیرہ کو توڑتا بعدہ جانب ملکہ و طلسم کشا گرنے لگا شاہزادہ نے فی الفور
عکس لوح کا اسپر ڈالا وہ گولا مانند موم کے گولے کے ہو کر فرش پر گرا شاہزادہ رستم ثانی نے بوسیلۂ عکس لوح
طلسم سحر ساحر مذکور کو باطل کر کے غضبناک ہو کے مسندی سے اٹھکے تلوار نیام سے کھینچکر ساحر مذکور کی طرف
قدم بڑھا کر کہا او نابکار اگر بارادۂ پیکار و گرفتاری آیا ہی تو مردانہ مقابلہ کر ثابت قدمی اختیار کر ملکہ کو اور
مجھے اگر تجھ سے ہوسکے تو گرفتار کر دیکھون کیونکر گرفتار کرتا ہی ساحر مذکور نے یہ سنکے جواب دیا اے طلسم کشا لوح طلسمی
سے مجبور ہون ورنہ رنگ اپنے سحر کا دکھا دیتا سب کو ایک لمحہ مین قتل یا اسیر کرتا یہ کہکے ایک ناریل جوٹی دار
سحر کر کے مارا ہنوز شاہزادہ کے سر پر پہونچا تھا اور رشق نہوا تھا کہ شاہزادہ نے اسپر عکس لوح کا ڈالا ناریل بھی مانند
فولادی گولے کے بے اثر ہو کے گر پڑا جب ابر باران شعلہ افگن نے دروازۂ بارہ دری پر آ کے پے در پے
دو سحر کیے اور شاہزادہ رستم ثانی نے انکے سحرون کو بعکس لوح باطل کر کے قدم اپنا بسوے ساحر مذکور بقصد بڑھایا
ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ یہ رنگ دیکھکر آمد ساحر مذکور و خیال انجام جنگ سے مضطر و خائف ہو کے شور و غل کر کے بین
جا بجا چھپنے لگین کوئی عورت فریاد و بیداد ساحر مذکور کرنے لگی کوئی عورت اسے کوسنے لگی کوئی واسطے اسکے دفع ہونیکے
اور سب کی جان و عزت بچنے کی دعا کرنے لگی ملکہ رنگین کاکل کشا نے بھی بال اپنے سر کے کھول دیئے ہاتھ اپنے سوے
فلک بلند کیے درگاہ کبریا مین عرض کیا خداوندا مین تازہ مسلمان ہون انجام میرا بخیر کر اس ساحر سے جان میری اور
طلسم کشا کی بچا ملکہ وغیرہ جملہ عورتین تو اپنے اپنے حال مین تھین لیکن شاہزادۂ رستم ثانی جو تلوار علم کر کے
سوے ساحر بڑھا وہ خوف سے پسپا ہو کے نارنج و ترنج گولے فولادی گلدستے ناریل جوٹی دار وغیرہ سحر کر کے
طلسم کشا پر مارنے لگا شاہزادہ بوجہ عکس لوح کے انکے سحرون کو باطل کرنے لگا اور آگے بڑھنے لگا ساحر مذکور
پیچھے ہٹنے لگا یہانتک کہ ساحر مذکور کہ از حد فریب دہندہ و مکار تھا ہٹتے ہٹتے بیرون در باغ گیا شاہزادہ کہ غصہ
مین کچھ خیال ملکہ کا نرہا بارہ دری اور باغ سے واسطے قتل کرنے ساحر مذکور کے بیرون باغ تک گیا ہنوز شاہزادۂ موصوف
باہر باغ کے تعاقب ابر باران شعلہ افگن مین آیا تھا کہ ساحر مذکور نے رفیل سے اپنے ہمراہی ساحرونکو آگاہ کیا
وہ فی الفور بوجہ سمجھا دینے قبل کے ابر سیاہ سے پیدا ہو کے نارنج و ترنج وغیرہ اسباب سحر ہاتھون مین لیکے
پاس ابر باران شعلہ افگن کے آئے اور کہا کیا حکم ہی اسنے کہا تم سب طلسم کشا سے لڑو جنگ مین اسے مصروف کرو
وہ حسب الحکم اسباب سحر پر افسون دم کر کے متواتر و متکاثر نارنج و ترنج طلسم کشا پر مارنے لگے شاہزادہ بوجہ
ہونے لوح کے انکے سحرون سے بچنے لگا اور قریب تر انکے پہونچکے تلوار سے انھین قتل کرنے لگا ابر باران شعلہ افگن
شاہزادۂ موصوف کو مصروف جنگ دیکھکر قابو پا کے نظر شاہزادہ سے غائب ہو کے اندر باغ کے آیا اور ایک گولا
فولادی اپنی جھولی سے نکالکر سحر اسپر دم کر کے چمنستان باغ و درختان باغ پر مارا گولا شق ہو کے اشجار میوہ دار و چمنہاے
باغ پر گرا اسکے گرتے ہی باغ مین آگ لگ گئی ہر ایک درخت مانند شمع کافوری کے جلنے لگا و ہر ایک چمن گل
مانند خس کے آتش سحر سے جلکے خاک ہونے لگا درختان میوہ دار باغ کے مثل سرو آتشباری کے جلنے لگے
مرغان خوش الحان جنکے آشیانے اس باغ مین بالاے اشجار تھے وہ سب بھی آتش سحر سے کباب ہونے لگے
تمام باغ جلنے لگا دھوان اٹھنے لگا وہ دھوان نتھا کہ دود آہ باغ تھا یا دود آہ گرم بلبل تھا کہ باغ و گل کے
جلنے سے اور ایسی خزان آنے اور سب طرح جلنے سے عنادل نے آہ گرم کی تھی وہ دود آہ ہویدا ہوا تھا غرض تمام باغ
آتش سحر ابر باران شعلہ افگن سے جل رہا تھا دھوان اٹھ رہا تھا ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ یہ ظلم و

بربادی باغ دیکھکر فریاد و شور کر رہی تھین شاہزادہ بیرون باغ ساحرون سے لڑ رہا تھا ابر باران شعلہ افگن کے شر و فساد سے غافل تھا ساحرون کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھتا تھا وہ ساحر باقی ماندہ تاب تحمل نہ لاسکے پسپا ہوتے جاتے تھے سحر اُنکا بوجہ لوح کے طلسم کشا پر اثر نکرتا تھا جب آئینہ عکس لوح کا پڑجاتا تھا سحر بھول جاتے تھے شاہزادۂ موصوف بڑھکر اُنکو شمشیر آبدار سے قتل کرنے مین مصروف ہوتا تھا بیرون باغ تو اسطرح لڑائی ہورہی تھی اندر باغ کے ابر باران شعلہ افگن نے اپنے سحر سے تمام باغ کو جلاکے دل اپنا ٹھنڈا کرکے رخ سوے بارہ دری کیا اور خیال کیا کہ فرداً فرداً اگر ایک ایک عورت کو اسیر و گرفتار کرکے روبرو عجائب جادو کے لیجاؤنگا تو دیر ہوگی لہذا وہ تدبیر کرون کہ سب کو ایک مرتبہ اپنے سحر سے مبتلا کرون اسیر کرکے روبرو عجائب جادو کے لیجاؤن ساحر نامی ہون کمال علم سحر دکھاؤن عجائب جادو کو خوش کرون انعام کثیر اُس سے پاؤن بخیال کرکے ایک گولا فولادی ایک ناریل جوٹی دار جلد جھولی سے نکالکر سحر آسیر دم کرکے باسامری کہکے پہلے گولا بارہ دری پر مارا اُسکے مارنے سے اور گولے کے شق ہونے سے دھوان پیدا ہوا تمام بارہ دری دھوین مین پوشیدہ ہوگئی ملکہ زنگین کاکل کشا وغیرہ جسقدر عورتین اُس بارہ دری مین تھین اور جس حال سے تھین اُسی حال مین رہین اور سلاسل سحر مین اسیر و گرفتار ہوگئین بعد اسکے ساحر مذکور نے وہ ناریل جوٹی دار اُٹھاکے سحر آسیر کرکے کارد سے خون اپنی پیشانی کا اُسپر ڈالکے یا سامری و جمشید کہکر ناریل مذکور بارہ دری پر مارا وہ جاکر بارہ دری پر پھٹا شعلے پیدا ہوئے بارہ دری کو جنبش ہوئی دیوارین اُسکی نیوسے جدا ہوکے مع بارہ دری سوے فلک بلند ہونیلگین ابر باران شعلہ افگن اپنے سحر سے آپ نازان ہوکے خوش ہوکے کہنے لگا جب بارہ دری مذکور بہت بلند ہوئی ابر باران شعلہ افگن نے اپنے ابر سحر کو مٹاکے ایک طائر بنکے اوپر بارہ دری مذکور پر گیا اور سحر پڑھکر اشارہ کیا وہ بارہ دری بر دوسے ہوا سوے عجائب جادو چلی شاہزادۂ رستم ثانی کو کچھ اس حال خراب کی خبر ہی نہوئی کیونکہ وہ مصروف جنگ تھا مُنہ اُسکا ساحرون کی طرف تھا پشت بارہ دری کی جانب تھی فریب و مکاری ابر باران شعلہ افگن سے آگاہ نہ تھا جب اُن ساحرون نے دیکھا کہ سردار ہمارا حسب دلخواہ کام کرچکا ملکہ وغیرہ کو اسیر کرچکا بارہ دری کو بزور سحر بلند کرکے لیگیا یکبارگی بے اختیار شاہزادہ اُنکے تعاقب مین چلا جاتے جاتے حسب اتفاق اُس جگہ پہونچا کہ مبہوت جادو و طوفان جادو بجمعیت ساحران اُس در زندان پر بیٹھے ہوے تھے کہ جس زندان مین شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن شہیور و گشتاسپ شاہ و شہریار شاہ و اسفندیار شاہ وغیرہ سرداران لشکر حمزہ ثانی یعنی امیر ثانی و دیگر پہلوانان قوی ہیکل و سرکشان جہان قید تھے مبہوت جادو و طوفان جادو نے غل و شور سنکے متردد ہوکے جو دیکھا معلوم ہوا کہ بیس پچیس ساحر بھاگے آتے ہین اُنکے تعاقب مین طلسم کشا آتا ہے وہ ساحر باواز بلند کہ رہے ہین ای طوفان جادو و مبہوت جادو و محافظان زندان براے سامری و جمشید جلد آؤ ہمین طلسم کشا کے ہاتھ سے بچاؤ لڑنا تو اسنے کیسا ہم اچھی طرح سے بھاگ بھی نہین سکتے ہین جب طلسم کشا ہمپر عکس لوح کا ڈالتا ہی ہمارے سر پر مو سے گویا ایک شعلہ سا نکلتا ہے سحر بھول جاتے ہین ساحران مذکور طلسم کشا کو دیکھکر بتقریر ساحرون کی سنکے کئی سو ساحرون کو ہمراہ لیکے شاہزادہ رستم ثانی پر حملہ آور ہوے اور اسباب سحر اپنی جھولیون سے نکال کے آسیر سحر کرکے طلسم کشا پر ناریخ و ترنج و چھے پیکان کے گلدستے گولے فولادی ناریل جوٹی دار وغیرہ مارنے لگے بارش اسباب سحر آسیر کرنے لگے شاہزادہ بوجہ لوح طلسم

کے اُنکے سحرون سے بچنے لگا سحر اُنکے باطل ہونے لگے وہ بھی مجبور ہوکے خوف سے پیچھے ہٹنے لگے شاہزادہ موصوف
آگے بڑھنے لگا عین جنگ مین شاہزادہ نے لوح طلسم کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ ای فتاح طلسم کسی طرح عکس لوح کا
مبہوت جادو وطوفان جادو پر ڈالدے اور دلیرانہ نعرہ کرکے شمشیر آبدار سے قتل کر جب تک یہ دونو ساحر
قتل نہونگے یہ لڑائی فتح نہوگی اور قیدی اس زندان کے رہا نہونگے جب لڑائی فتح ہو در زندان کو توڑ کر قیدیان
زندان کو رہا کر یہ حکم لوح کا شاہزادہ موصوف ذہن نشین کرکے شیرانہ آگے بڑھا چونکہ مبہوت جادو وطوفان جادو
اپنے سحرون سے قیامت برپا کر رہے تھے اک طوفان اُٹھا رہے تھے سب ساحرون کے آگے بڑھے ہوے لڑ رہے
تھے ماتحت ساحرون کو ترغیب گرفتاری طلسم کشا دے رہے تھے کہتے تھے کہ ای ساحران تہور شعار اب سحر طلسم کشا پر
نہ کرو سحر کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا ہے بوجہ لوح طلسمی کے ہر اک سحر باطل ہوجاتا ہے یکبارگی حملہ کرکے چہار طرف
سے طلسم کشا کو گھیر لو دلیرانہ تلوار اُسکے ہاتھ سے لپٹ کر چھین لو لوح طلسم گلے سے اُتار کر سحر مین مبتلا کرکے قید کرلو
اسوقت اپنی جانون کا کچھ خیال نہ کرو نمک عجائب جادو کا کھایا ہے حق نمک ادا کرو ہم بھی تمھارے شریک ہین تم
بیدل نہو ساحران مذکور نے گفتگو اپنے افسرونکی سُنکے ترسول و زنبور ہاتھون لیکے یکبارگی حملہ کیا مبہوت جادو
وطوفان جادو نے بھی اُنکے ساتھ قصد گرفتاری طلسم کشا کرکے قدم آگے بڑھایا ساحرون نے کچھ خوف جان
نکرکے چارون طرف سے شاہزادہ کو گھیر کر قریب آکے ترسول اور زنبور آلات حرب و ضرب سے لڑنا شروع
کیا اور چاہا کہ لپٹ کر ہاتھ دونون پکڑ لین لوح اُتار لین تلوار ہاتھ سے چھین لین شاہزادہ موصوف نے ہجوم ساحرونکا
دیکھکے اُنکے مطلب دل سے آگاہ ہوکے مبہوت جادو وطوفان جادو کو پہچان کے دونون پر عکس لوح کا ڈالکر
نعرہ کوہ شگاف کرکے دو ساحرون پر تلوار لگائی چونکہ وہ برابر ایک ہی جا تھے تلوار شاہزادے کی اُنکو مانند خیار
وخیار زہ کے کاٹکر زمین پر آئی وہ دونو چار ٹکڑے ہوکے زمین پر گر کے مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگے
تھوڑی دیر مین تڑپکر مرگئے اُنکے مرنے سے تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا برق چمکنے لگی
صدائے رعد آنے لگی ہوائے تند چلنے لگی برف باری وسنگ باری ہونے لگی ساحران ماتحت مبہوت جادو
وطوفان جادو اپنے افسرون کے قتل ہوجانے سے بیدل ہوکے سحر سے بصورت طائران مختلف سبکے
جنگگاہ سے اُڑکے ایک سمت روانہ ہوے میدان جنگ سے بھاگ گئے اور وہ ساحران نابکار جو ہمراہ ابر باران
شعلہ افگن کے آئے تھے اُنمین سے کچھ قتل ہوے باقی ماندہ جان بچا کے بھاگے تاریکی مذکور بھی ایک طرف نکل
گئی بعد تھوڑی دیر کے مبہوت جادو وطوفان جادو کے سحر کے بیرون نے یون باواز بلند کہا افسوس
ہزار افسوس کہ قتل کیا ہمکو طلسم کشا نے نام ہمارا مبہوت جادو وطوفان جادو تھا ہم محافظان زندان
تھے مدعاے دلی بر نہ آیا ذائقہ موت کا چکھا بعد اس آواز آنیکے وہ تاریکی برف باری وسنگ باری دور ہوئی
لاشے اُنکے گردباد مین لپٹکر زمین سے بلند ہوکے سوے عجائب جادو روانہ ہوے یہان تو مبہوت جادو
وطوفان جادو دست طلسم کشا سے قتل ہوکے مرے وہان بحر ذخار سحر کہ جس بحر مین ملکہ رنگین کاکل کشتی
مورپنکھی پر سوار ہوکے آئی تھی اور شاہزادہ کو دیکھکر عاشق ہوکے مورپنکھی پر سوار کرکے کنارہ بحر مذکور سے
اپنے باغ مین لائی تھی دفعتاً خشک ہوگیا نام ونشان پانی کا نرہا صحرائے لق و دق بجاے بحر مذکور ہوگیا راستہ
جو مبہوت جادو وطوفان جادو نے بحکم عجائب جادو اپنے اپنے سحر سے بحر ذخار پیدا کرکے بند کیا تھا
کھل گیا سرشار شاہ وحدید شاہ وخورشید روشن دل ہرکارون سے خبر خشک ہوجانے بحر مذکور کی

سنکے اور خورشید روشن دل نے بزور سحر حال دریافت کرکے خوش ہوکے اُس صحرا سے طرف رنگین حصار کے
مع تمامی سپاہ کے کوچ کیا انکو توراہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ بعد قتل کرنے
بہوت جادو و طوفان جادو کے اور دفع ہونے تاریکی کے شاہزادہ نے موافق حکم لوح فرزندان بر آکے
قفل در زندان توڑکے جملہ محبوسان زندان مندرجہ بالا کو قید سے رہا کیا اہل زندان قید سے رہا ہوکے شاہزادہ رستم
ثانی سے خوش ہوکے گلے ملے اور کہا آپکے سبب سے ہم اس زندان سے نکلے رہائی ہماری ہوئی اب ہم آپکے
ساتھ رہینگے جب تک آپ یہان رہینگے شاہزادہ موصوف یہ سنکے اُنھین ہمراہ اپنے لیکے شادان و فرحان جانب
باغ ملکہ رنگین کاکل کشا روانہ ہوا بعد قطع راہ جب احاطۂ باغ مین پہونچا دیکھا تمام باغ کسی نے اجاڑ دیا ہی
نہ وہ چمن پھولون کے ہین نہ وہ درختان میوہ دار ہین نہ بارہ دری ہی خاک اوڑ رہی ہی سیکڑون طائران
خوش الحان باغ مذکور مین جلے ہوے پڑے ہین سناٹا ہی ہواے گرم چل رہی ہی اور کچھ طائر ایک سمت
سے اوڑکر آئے ہین وہ دیوار باغ پر بیٹھکر باغ کی بربادی پر نظر کرکے اور وہ بہار گل اور وہ شادابی گلہاے
باغ یاد کرکے اور اب اُسی باغ مین عمل خزان کا دیکھکر اپنی زبان مین یہ اشعار عبرت آمیز اہل دنیا سے مخاطب
ہوکے اور بیقرار و مضطر و غمگین ہوکے جاری کر رہے تھے

اشعار عبرت آمیز

تابکی حسرت فرزند و غم شہر و دیار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کے وہان گرم تھے ہر سو بازار
بار آنیکا نہ پاتی تھی خزان ایسی جا
واہ رے تیری تنگ ظرفی باین عز و وقار
گھونسلے چیند کے ہین لاکھون ابابیلونکے
ہین خیابانمین یہ زاغ و زغن کے انبار
انکا کیا ذکر ہی اے اہل بصیرت دیکھو
قدرت حق تھی زبس یہانکے ہر اک گلکی بہار
قید کروادیا افسوس اُسے اکدم مین
طبقہ اوڑ گیا کیا آئی قیامت یکبار

ایکہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا وہان خسرو باعز و وقار
شاخ گل پر تھا جہان زمزمہ سنجونکا ہجوم
کہین مہندی کا ہی عالم کہین لالے کی بہار
جن پریزادونپہ دشوار تھا جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہی نقش و نگار
قصر کو جانیدہ باشندونکو وہان کے دیکھو
جلوہ فرما تھین یہان ملکہ باعز و وقار
تھوڑے ہی دیر مین اس چرخ جفا سیرت نے
صورت سرو جو آزاد تھے ہر لیل و نہار
ایسی آتے نہین دیکھی کسی گلشن مین خزان

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خبر تمکو اگر قصر فریدون کے گزار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردارونمین
ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آجکل وہ ہین ولے خاک سے باہین مزار
چیلین منڈلاتی ہین اوڑتے ہین بگولے ہر سمت
تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
کیسا شاداب تھا یہ باغ کہ سبحان اللہ
نرگس آہ ذرا ملکۂ عالم کا وقار
ہی غضب بارہ دری کا بھی نہین نام و نشان
جیسے یہ پھولا پھلا باغ ہوا ہی فی النار

شاہزادہ رستم ثانی ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ کو اور بارہ دری کو نہ پاکے اور جلے ہوے درختان باغ کو
دیکھکے اور لوح کو نہ دیکھکے اور اشعار عبرت آمیز اُن طائرون سے سنکے نہایت غمگین و ملول ہوا صدمہ فراق ملکہ
مذکورہ مین ہوش و حواس گویا جاتے رہے دیوانہ وار باتین کرنے لگا گریبان و دامن اپنا چاک چاک کرنے لگا
کبھی روکے کہنے لگا مین صدمہ فراق ملکہ مین جانبر نہونگا جلد مر جاؤنگا نہین معلوم ملکہ کو مع بارہ دری کون
لیگیا اور کہان لیگیا اگر معلوم ہو جائے تو ابھی جاکے اُسکو تہ تیغ کرون اُسوقت شہزادہ فیروز و مانند رائی
و سہراب بن لندھور وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا آپ اسقدر ملول و مضطر از خود رفتہ فرط
صدمۂ فراق ملکہ مین نہون ضبط صدمہ و گریہ کرین چندے تامل کرین ہم سب ہمراہ آپکے ہین جہان آپ جائیگا
ہم بھی ہمراہ آپکے چلینگے ذرا یہ حال معلوم ہو جائے کہ ملکہ کو یہان سے کون لیگیا ہی اور کہان لے گیا ہی

ہم ویرانہ اُسے جاکے قتل کرکے ملکہ کو لے آئینگے رستم ثانی نے اُنکے سمجھانے سے ضبط گریہ کیا گُشتاسپ وغیرہ
شاہزادہ کو اُس باغ خزان دیدہ سے سوئے صحرا لیگئے سیر دشت و کوہ خود بھی کرنے لگے اور ترغیب سیر صحرائے
سبزہ زار کی شاہزادہ موصوف کو دلانے لگے باتین ایسی کرنے لگے کہ فی الجملہ غم غلط ہو رستم ثانی خوش ہو ہنوز
سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ وغیرہ باتین کر رہے تھے شاہزادہ
رستم ثانی کو سیر صحرا کی کرا رہے تھے دل اُسکا بہلا رہے تھے ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا سہراب
بن لندھور وغیرہ نے سوئے غبار دیکھکر کہا بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اس طرف سے لشکر کثیر آتا ہی نہین معلوم یہ لشکر
کسکا ہی کوئی دوست آتا ہی یا کوئی دشمن بجمعیت سپاہ کثیر آتا ہی رستم ثانی بھی سوئے غبار دیکھنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے بیخہ ہوائے تند سے دامن غبار صحرا پارہ پارہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھا کہ سرشار شاہ
و جدید شاہ بجمعیت سپاہ آتے ہین اور بہت سے لکہ ہائے سرخ و سیاہ و سفید بھی سوئے فلک عیان ہین
اُنمین برق کی سی چمک رعد کی سی آواز ہی ہنوز ابر کے ٹکڑون کو دیکھکر متحیر تھا دلمین کہتا تھا کہ ان ابر کے ٹکڑون سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ لکہ ہائے ابر سحر ہین شاید خورشید روشن دل مع اپنی سپاہ ساحران کے ہمراہ میرے لشکر کے
آتا ہی یا کوئی ساحر دشمن ہی کہ وہ مجھ سے بارادہ مقابلہ و مجادلہ آتا ہی عجائب جادو کا فرستادہ ہی یا خود عجائب جادو
ہی بجمعیت فوج ساحران نابکار ادھر آتا ہی ابھی یہ باتین دلمین کر رہا تھا کہ وہ سب لکہ ہائے ابر قریب آ گئے
درمیان سے پھٹے کسی ابر سے خورشید روشن دل تخت پر سوار کسی ابر سے اُسکا فرزند کسی ابر سے ساحران
سرداران سپاہ خورشید روشن دل کسی ابر سحر سے فوج ساحران پیدا ہوئی ساحرونکو دیکھا کہ جداگانہ سحر کے
جانورون پر سوار ہین کوئی اژدر آتشین سحر پر کوئی فیل آتشین سحر پر کوئی طاؤس سحر پر کوئی بازو بط سحر پر
سوار ہی جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی اُنکے دوش پر ہین ترسول اور ہنسول ہاتھون مین لیئے ہین
شاہزادہ موصوف ہر ایک کو دیکھکر گو صدمہ فراق ملکہ رنگین کاکل کشا کا تھا مگر خوش ہوا اور ارادہ کیا کہ کچھ
سردارون کو برائے استقبال خورشید روشن دل روانہ کیجیے ہنوز کسی کو برائے استقبال روانہ نہ کیا تھا
کہ وہ سب ساحر و غیر ساحر قریب آئے شاہزادہ رستم ثانی جدید شاہ و سرشار شاہ و خورشید روشن دل سے
ملا اُنھون نے بعد مزاج پرسی حال دریافت کیا شاہزادے نے تمام حال جو گذرا تھا اُنسے کہا اُنھون نے
کہا آپ تامل کرین صدمہ جدائی ملکہ رنگین کاکل کشا کا نکرین وہ پھر انشاء اللہ آپ سے ملینگی یہ زمانہ
فراق مبدل بایام وصال ہو جائیگا شاہزادہ اُنکے سمجھانے سے بامید ملنے ملکہ کے خوش ہو کر گویا
ہوا اسی صحرا مین بارگاہ و خیام برپا و استادہ کیے جائین لشکر ہمارا اسی صحرائے سبزہ زار مین
اُترے بمجرد حکم شاہزادہ بارگاہین و خیام صدہا صحرا مین ملازم برپا و استادہ کرنے لگے جملہ
شاہ و شہریار و سوار ساحران نامی و غیر نامی سواریون سے اُتر اُتر کے داخل بارگاہ و خیام ہونے لگے
لیکن شاہزادہ رستم ثانی سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی وغیرہ اپنے
ہمراہیون کے ساتھ اپنی بارگاہ مین داخل ہوا سرشار شاہ و جدید شاہ و خورشید روشن دل مع
اپنے لشکر کے و دیگر سرداران سپاہ نامی کے اپنی بارگاہ مین آ کے علی قدر مراتب بیٹھے شاہزادہ
اُنسے باتین کرنے لگا خصوص خورشید روشن دل سے مخاطب ہو کے کلام اُنسے کرنے لگا اور پوچھنے لگا اب
لشکر بھی ہمارا یہان آ گیا ہی آپکے یہان تشریف لانے سے دل قوی ہو گیا ہی طلسم رنگین حصار کو کیونکہ

فتح کرون دل چاہتا ہی کہ جلد تر طلسم مذکور کو توڑون عجائب جادو اگر مسلمان ہو تو خیر ورنہ اُسکو قتل کرون
پھر سوے طلسم صندل جاؤن آپکی اعانت و مدد خدا سے اُسکو بھی توڑون تو مدعا حاصل کرون تامل
نکرون بادشاہ خورشید روشن دل نے جواب دیا ای شاہزادہ ذیجاہ آپ مجھ سے بقدر فتح کرنے طلسم
رنگین حصار کے کیا پوچھتے ہین مین نجومی ہون کیا دے سکتا ہون خداوند عالم نے آپکو صاحب
لوح طلسم کیا ہی جو لوح آپکو ہدایت کرے وہی کیجیے خلاف حکم لوح کوئی کام نہ کیجیے انشاءاللہ تعالےٰ جلد تر
فتحیاب ہوجیےگا مین آپکے حسب الطلب آیا تو ہون مگر یہان قیام پذیر ہونگا کیونکہ فی زمانہ کچھ ستارے میرے
طالع کے سخت ہین اور ایسے برے آئے ہین کہ مجھے خوف اپنی جان کا ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ سے
رخصت ہوکے اپنے ملک مین جاؤن اپنے ملک ہی مین رہون ایام نحوست مین اپنے ملک سے کہین نجاؤن
جب تک ستارۂ طالع برائی پر ہین اپنے ملک سے قدم بھی نہ نکالون حفاظت اپنی جان کی کرون اور
وہان سے آپکی نگہداشت بھی کرتا رہون ہان وقت ضرورت شدید آپکی نصرت کو آؤنگا آپکی اعانت
کرنے سے تارک و غافل نہونگا لشکر کو اپنے یہین چھوڑ جاؤنگا فرزند میرا بھی آپکے ساتھ رہیگا جملہ سرداران
سپاہ بھی آپکی خدمت مین رہینگے حکم آپکا بجا لائینگے ہنگام جنگ آپکے دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرتے
رہینگے شاہزادہ رستم ثانی نے یہ تقریر سنکے جواب دیا ای بادشاہ خورشید روشن دل آپ میرے معین
و دوست ہین مین نہین چاہتا کہ میری دوستی مین کسی طرح سے آپکو ضرر پہونچے اگر آپکو اپنے علم سے
ثابت ہوا ہی کہ ستارے برے کرتے ہین خوف جان ہی تو ضرور آپ تشریف لیجائین میری دوستی و نصرت مین
جان اپنی ندین انسان کو لازم ہی کہ حتی الامکان اپنی جان و مال و ملک کی حفاظت کرے جو کام کرے خلاف
عقل نکرے جہالت سے باز آئے جسطرح ہوسکے جان اپنی دشمنون سے بچائے جب موقع و محل ہو اپنے دشمنون
سے مقابلہ و مجادلہ کرے بادشاہ موصوف یہ سنکے بعد زمانہ دوپہر گذرنے کے شاہزادے سے رخصت ہوکے
چند ساحرون کو برائے خدمت ہمراہ لیکے تخت سحر پر بیٹھکے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع راہ جلد تر
اپنے دولتسرا مین پہونچا یہان شاہزادہ مع لشکر گران صحرا مین قیام پذیر رہا اب طلسم کشا تو صحرائے سبزہ زار
مین ہی لیکن اب احوال ساحر نابکار و دغاباز و مکار یعنی ابر باران شعلہ افگن کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار بارہ دری
کو بزور سحر ہوائے سحر سے اڑاتا ہوا ملکہ رنگین کاکل کشا و جملہ عورتون وغیرہ کو اپنے سحر مین گرفتار کیے ہوے خوش
ہوتا ہوا اپنی سحر و مکاری پر ناز کرتا ہوا قطع راہ کرکے اسوقت قریب دربار عجائب جادو کے پہونچا کہ وہ بصد
نخوت و غرور بحشم تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا دربار آراستہ تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے ساحران
نامی عالی قدر مراتب دربار مین بیٹھے تھے وزرا امرا حاضر تھے عجائب جادو اپنے وزرا سے مخاطب ہوکے
کہہ رہا تھا کہ ابر باران شعلہ افگن برائے گرفتاری طلسم کشا و دختر بد دولت گیا تھا بڑی دیر ہوئی ابھی
تک نہین آیا نہین معلوم دست طلسم کشا سے مارا گیا یا اس سے ابھی تک لڑ رہا ہی وزرا
عرض کر رہے تھے ای بادشاہ ذیجاہ ابر باران شعلہ افگن ساحر زبردست و ہوشیار ہی
پاس طلسم کشا کے لوح طلسمی ہی مگر وہ بوجہ اپنی ہوشیاری کے قتل نہوا ہوگا قتل ہوتا تو لاشہ
اُسکا اُسکے سحر کے بسبب یا اُسکے ہمراہی ساحر ضرور اٹھا کے یہان لاتے حضور کچھ تردد نہ کرین
طلسم کشا کا اسیر کرنا کچھ نہین ہی وہ تو بہر گرفتاری طلسم کشا مین ہوگا یا اُس سے لڑ رہا ہوگا

یا اُسے گرفتار کرکے آتا ہوگا اگر حضور کو اُسکے حال سے آگاہ ہونا منظور ہے تو کسی ساحر کو روانہ کرین وہ جاکے اُسکی خبر
لائے وہان کے حال سے حضور کو آگاہ کرے یا کتاب سامری مین دیکھ لین ابھی حال اُسکا معلوم ہوجاے کہ
اُسنے یہان سے جاکر کیا کیا ابتک زندہ ہے یا دست طلسم کشا سے مارا گیا کسی کو اُسنے گرفتار کیا یا لڑ رہا ہے عجائب جادو
نے عنقاے بدطینت و ثقیل جادو و برناے خوک پیشانی و منقفو جادو وانعین اپنے وزرا سے
یہ سُنکے ارادہ کیا تھا کہ جلد کتاب سامری سے حالات نیک و بد ابر باران شعلہ افگن کے دریافت کرلیجیے ہنوز
کتاب سامری اپنے ملازمون سے طلب کی تھی کہ ناگاہ ابر باران شعلہ افگن بصورت قمری دیوار
بارہ دری پر بیٹھا ہوا بارہ دری کو بزور سحر لیے ہوے نظر آیا وزرا نے عرض کیا حضور ملاحظہ فرمائین وہ
بارہ دری پروسے ہوا ادھر آتی ہے ہم پہچانتے ہین یہی بارہ دری ملکہ عالم کے باغ مین تھی ابر باران
شعلہ افگن نے کارنمایان کیا طلسم کشا و ملکہ عالم وغیرہ کو غافل پاکے اپنے سحر سے کسی کو بھاگنے نہ دیا بارہ دری
سے کسی کو نکلنے نہ دیا شاید حالت خواب مین سحر کرکے سب کو گرفتار سحر کرلیا پھر یہ بارہ دری سب کو یہان
لے آیا ہے عجائب جادو نے یہ سُنکے جانب بارہ دری دیکھکر خوش ہوکے کہا واقعی اسنے کارنمایان کیا ہے
سب کو گرفتار کرکے اسطور سے لے آیا ہے مین بھی اسے انعام و خلعت زرتار دونگا ابھی عجائب جادو یہ کہہ رہا
تھا کہ ابر باران شعلہ افگن دیوار بارہ دری سے اُترکر دربار مین آکے زمین پر لوٹ کے اپنا سحر آپ ہی دفع
کرکے بصورت اصلی ہوا پھر بارہ دری مذکور کو روے ہوا سے اُتارکے زمین پر قائم کیا اور دست بستہ
عجائب جادو سے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ و قدردان مین امیدوار انعام ہون کارنمایان کرکے آیا ہون
ملکہ عالم کو مع اُنکی کنیزون اور سہیلیون وغیرہ کے گرفتار سحر کرکے لے آیا ہون حالت موجودگی طلسم کشا مین
مین نے یہ کارنمایان کیا ہے مین نے بخوف جان کے جانے کا خوف نہ کیا طلسم کشا سے دلیرانہ مقابلہ کیا اُس سے لڑتا ہوا
بمکر و فریب بیرون باغ آیا طلسم کشا کو تو اسیر نکرسکا کہ اُسکے گلے مین لوح طلسمی پڑی ہوئی تھی لیکن اپنے ہمراہی ساحرون کو
حکم اُس سے مقابلہ کرنیکا دیکر لڑائی مین اُسے مصروف دا اُلجھا کے غفلت اُسے دیکے جنگاہ سے سوے بارہ دری
جاکے باغ کو مین نے بزور سحر جلا دیا ملکہ وغیرہ پر سحر کرکے اسیر کیا بارہ دری کو بزور سحر اُٹھا کے لے آیا ہون
وہان طلسم کشا سے ساحر لڑرہے ہونگے عجائب جادو یہ سُنکے خوش ہوکے اپنے ملازمون سے کہنے لگا جلد واسطے
ابر باران شعلہ افگن کے خلعت زرتار لاؤ اسنے کارنمایان کیا ہے حالت موجودگی طلسم کشا مین میری دختر
وغیرہ کو لے آیا ہے ملازم کشتی خلعت کی لائے عجائب جادو نے اُسے خلعت و انعام کثیر دیا اُسنے سلام کرکے
خوش ہوکے انعام لیا خلعت پہنا پھر مرغ زرین بنکے اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھا عجائب جادو نے سوے
بارہ دری دیکھکر اپنی دختر کو مبتلاے سحر باحال پریشان پاکے پہلے تو بہت اُسپر غصہ کیا کلمات اُسکی شان مین سخت و
درشت کہے پھر ارادہ کیا کہ سحر اسیر سے دفع کرکے پوشش مین لاکے مارے کوڑون کے کھال اسکی پشت
سے جدا کیجیے یہ ارادہ کرکے ابر باران شعلہ افگن سے کہا کہ تو ملکہ نگین کاکل کشا کو بارہ دری سے نکال کے
ورجملہ عورتون کو اسی حالت مبتلاے سحر مین رکھکر بارہ دری کو یہان سے قریب زندان لیجا کر زمین پر قائم کردے
ور مبہوت جادو و طوفان جادو سے کہدینا کہ جو عورتین انمین قید ہین انکی بھی حفاظت کرنا انکو زندان سے
بغفلت ہوشیاری باہر نکلنے نہ دینا ظلم و بدعت ان مکارون پر بہت کرنا کیونکہ انھون نے ایک مدت تک
ہمارا نمک کھایا ہے اور حال طلسم کشا و ملکہ نگین کاکل کشا ہمسے بیان نہین کیا طلسم کشا سے یہ سب

ملگئین تھین اُسکی دوست تھین ہماری بدخواہ تھین ابر باران جادو نے اسوقت ملکہ رنگین کاکل کشا کو کہ
بوجہ سحر کے بیہوش و گرفتار سلاسل سحر تھی بارہ دری سے نکالا روبروے عجائب جادو و بالاے تخت
حکومت اُسے لٹا دیا جادو راڑھا دی بعدہ عرض کیا اگر حکم ہو تو اس بارہ دری کو مین اپنے مکان کے قریب تر
رکھون ان عورتون کی حفاظت کرون عجائب جادو نے کہا اچھا تو ہی ان عورتون کی حفاظت کر
ابر باران شعلہ افگن بزور سحر بارہ دری کو اُٹھا کر جسطرح لایا تھا اُسی طرح اپنے گھر کیطرف لے گیا وہان
جا کے قریب اپنے گھر کے بارہ دری کو زمین پر بزور سحر قائم کیا پھر اپنے گھر مین گیا اہل و عیال اُسکے اُسکو
خلع دیکھکر پوچھنے لگے آج یہ کیسا خلعت پایا ہی اُسنے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا زوجہ اُسکی برق جادو اور لڑکے
اُسکے یہ سُنکے خوش ہوے شاد ہو گئے ساحر مذکور تھوڑی دیر ٹھہر کر اپنے گھر سے جانب دربار عجائب جادو روانہ
ہوا اُسکو تو راہ مین چھوڑیئے اور اب احوال دربار عجائب جادو کا سُنیئے کہ بعد جانے ابر باران شعلہ افگن
کے عجائب جادو نے سحر اپنی دختر پر سے دفع کر کے ہوش مین اُسے لایا ملکہ رنگین کاکل کشا نے آنکھین کھولکر
جو دیکھا تو اپنے تئین روبرو اپنے پدر کے عین دربار مین پایا سمجھی کہ مین خواب دیکھ رہی ہون یہ خیال کر کے بارادۂ
خواب آنکھین اپنی بند کر لین عجائب جادو نے اپنے ملازمون سے کوڑا طلب کر کے اپنے ہاتھ مین لے کے
نہایت غضبناک ہو کے کہا او نالائق و بیحیا و بے غیرت کیا آنکھین بند کیے لیٹی ہی یہ خیال نکر کہ مین سوتی ہون اور
اپنے باغ کی بارہ دری مین ہون تجکو مین نے گرفتار کرایا ہی اسوقت تو میرے دربار مین ہی آنکھین کھول ہوشیار
ہو کے اُٹھ دیکھ تو تجھے کیسی سزاے سخت دیتا ہون کہ تو بھی یاد کرے اور اس ظلم و بدعت سے تجکو ہلاک کرون
کہ انسان کا تو کیا ذکر ہی ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال زار و خراب پر افسوس کرین او گیسو بریدہ تو نے
میری عزت و حرمت خاک مین ملا دی طلسم کشا سے یاری و آشنائی کی اُسکو اپنے باغ مین ابکر آئی مجھ سے
چھپا کے اُسکو اپنے باغ مین رکھا ساتھ اُسکے عیش کیا طلسم رنگین و طلسم صندل مین مجھے رسوا و ذلیل کیا
جملہ ساحرون کے آگے میری عزت و حرمت باقی نہ رکھی مین تجکو کبھی سر دربار روبرو اہل دربار کے
نہ بلاتا صورت تیری کسی کو نہ دکھاتا چونکہ تو نے مجھے ذلیل و رسوا کیا ہی مین نے بھی تجکو اسیوجہ سے سر دربار
ذلیل کیا ہی اب تجکو زندہ نچھوڑونگا مار ہی ڈالونگا تجھ ایسی دختر بدکارہ کا زندہ رکھنا خوب نہین ہی تو میری
اور اپنے چچا صندلان شاہ و جملہ ساحران ساکنان طلسم صندل کی دشمن جان و ایمان ہی طلسم کشا میرے
دشمن کی دوست ہی یہ کہکر چاہا کہ اُسکے اوپر کوڑا لگاے وزرا وغیرہ نے درمیان مین آکے پایہ تخت عجائب جادو
کو بوسہ دیکے دست بستہ عرض کیا ای بادشاہ فلک بارگاہ اِسقدر غصہ مناسب نہین ہی ملکہ عالم ابھی چندان
عاقلہ نہین ہین سن ابھی انکا کیا ہی تیرہ چودہ برس کی عمر ہی نادان ہین اپنی بیوقوفی سے یہ طلسم کشا کو
اپنے باغ مین لے آئین تھین صرف بظاہر یہ اُسکے سامنے ہوئین ہین اور کوئی فعل انسے سرزد نہین ہوا ہی
اتنی سزا واسطے اِنکے بہت ہی کہ سر دربار اسیر سحر ہو کے آئی ہین اب ایسی کبھی خطا نکرینگی حضور قصور انکا
معاف فرمائین انکے عوض ہم سب کے اوپر کوڑے لگائین تن نازک و نرم انکا بھلا تحمل کوڑون کا کیونکر ہوگا گل سا بدن
نازک کوڑون کی اذیت سے فگار ہو جائیگا یہ ناز پروردہ ہین تاب تحمل نہ لا کے ابھی ہلاک ہو جائینگی خون ناحق
مین انکے حضور مبتلا ہو جائینگے سوا اسکے ذلت و رسوائی اسکی دور دور پہونچے گی اہل اخبار اخبار مین یہ خبر
درج کرینگے کہ بادشاہ طلسم رنگین حصار عجائب جادو نے عالم غیظ و غضب مین اک ادنا خطا پر اپنی دختر نوجوان کو

کوڑے مار کر مار ڈالا جو اخبار مین یہ خبر لکھی ہوئی دیکھے گا حضور کے حق مین کیا کہے گا ابھی ملکۂ عالم شاید عالم خواب
مین ہین یا بوجہ مبتلاے سحر ہوجانے ابر باران شعلہ افگن کے باوجود اتار دینے سحر کے ابتک دردمند ہین
اُٹھا نہین جاتا ہی یا کثرت ندامت و شرم بیہوشی سے دربار چادر سے منھ اپنا چھپائے آنکھین بند کیے لیٹی ہین
ذرا انکو اُٹھنے دیجیے حال جو اُنسے مناسب ہو دریافت کیجیے پہلے کوئی خطاے بزرگ ثابت کرلیجیے بعدہ لائق
انکے کوئی سزا تجویز کیجیے اول تو ہمارے نزدیک حضور انکو سزاے سخت دے چکے سر دربار قید کر کے
انھین بلا چکے کلمات سخت و درشت انکو کہہ چکے کوڑا انکے مارنے کو اپنے ہاتھ مین اُٹھا چکے اب اس سے زیادہ
کیا سزا دیجیےگا عجائب جادو نے وزرا وغیرہ سے کہا تم سب ہٹ جاؤ اس مقدمہ خاص مین دخل نہ دو مین
اس گیسو بریدہ کو زندہ نرکھونگا اسنے میری عزت و حرمت اپنی آبرو کے ساتھ خاک مین ملا دی تمام طلسم مین
رسوا کیا ہماری ہمارے بھائی صاحب صندلان شاہ و نانی صاحبہ ملکہ آتش افروز جادو تک خبر رسوائی
پہونچ چکی ہی انھون نے ابلیس خودپسند کو روانہ کر کے مجھے یون آگاہ کیا ہی کہ تمھاری دختر آوارہ ہوگئی ہی
طلسم کشا ہمارے دشمن جان کو اپنے باغ مین لیگئی ہی چاہتی ہی کہ طلسم صندل ٹوٹ جائے ہم سب دست
طلسم کشا سے قتل ہوجائین پس وہ مجھسے میری دختر کی شکایت کرین اور یہ ایسا فعل زشت کر کے
زندہ رہے مین کب اسکو مانونگا آج ہی اسکو قتل کر ڈالونگا یا مارے کوڑون کے اسے ہلاک کر دونگا
اگر اخبار نویس بقول تمھارے اس خبر کو درج اخبار کرینگے تو کرین دیکھنے والے اخبار کے اہل عزت و
آبرو ہونگے اور خردمند و دانا ہونگے تو مجھے برا نہ کہینگے بلکہ اچھا کہینگے اور یہ کہینگے کہ عجائب جادو نے
خوب کیا کہ اپنی ایسی دختر آوارہ کو ہلاک کیا پس اسکے مار ڈالنے سے بدنامی میری اسقدر نہوگی کم ہوگی
بلکہ کہہ سکتا ہون کہ نہوگی وزرا وغیرہ یہ تقریر عجائب جادو کی سُنکے دم بیان سے تو نہ بیٹھے الا شاہ مذکور کو
عالم غیظ و غضب مین دیکھکر رعب و قہر سے اُسکے خائف ہوکے خاموش رہے جب یہ تقریر ملکہ رنگین کاکل کشا
نے اپنے پدر کی اور اپنے باپ کے وزراؤن اور ملازمون کی سُنی سمجھی کہ مین خواب نہین دیکھتی ہون سوتی نہین
ہون بیدار ہون باپ نے میرے ابر باران شعلہ افگن نابکار کو روانہ کیا تھا وہی اپنے سحر مین مجکو مبتلا کر کے
یہان لایا ہی میرا تو یہ حال ہوا ہی نہین معلوم میرے محبوب شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشا پر کیا گذری ساحر مذکور
نے اسیر کیا ظلم کیا خدا کرے وہ زندہ و سلامت ہو ابر باران شعلہ افگن نے میری طرح اسے اسیر نہ کیا ہو
قاتلون نے اُسے قتل نہ کیا ہو ہاے مین اُسے یہان کیون لائی مین ہی باعث شر و فساد ہوئی وہ تنہا ہی
لاکھون یہان اُسکے دشمن ہین خداوند عالم سب ساحرون اور دشمنون کے شر سے اُسے بچاے اسوقت
کون میرا دوست ایسا ہی کہ اُس سے یہ جاکے میری طرف سے میری زبانی کہے کہ ای شاہزادۂ ذیوقار ملکہ رنگین
کاکل کشا تمھاری عاشق زار گرفتار ہوگئی ہی اُسکو اپنی اسیری کا کچھ خیال و ملال نہین ہی کیونکہ عشاق ہمیشہ
محبت و عشق و فراق محبوب مین آلام و رنج مین رہتے ہین وہ براے صدمہ پیدا ہوے ہین اور غم و الم واسطے
انکے مخصوص ہی انھین راحت و آرام مدام کہان ممکن ہان تمھاری تنہائی و اسیری و قتل کا بہت خیال و ملال ہی
لہذا تم طلسم رنگین حصار سے بخیر و عافیت اپنے لشکر مین چلے جاؤ صاحب دشمنون سے اپنی جان بچاؤ طلسم کشائی
سے باز آؤ لوح طلسم کو توڑ کر خاک مین ملاؤ اپنی لعل سی جان بے بہا کا خیال کرو اپنی عزت پر نظر کرو جان ہی تو جہان ہی
آبرو گئی پھر آبرو نہین حاصل ہوتی ہی تم اکیلے ہو یہان لاکھون دشمن ہین کس کس سے لڑوگے گو بہادر ہو

اگر اتنی قوت دست و بازو مین کہان ہے کہ تیغ آبدار سے لاکھون ساحرون کو قتل کروگے آخر لڑتے لڑتے دست و بازو کہ نازک و نرم ہین تھک جاینگے مجبور ہو جاؤگے لڑتے لڑتے تھک کر گھوڑے سے گر پڑوگے ساحران نابکار گرفتار کرکے روبرو میرے پدر کے لائینگے وہ غصہ در ہین فی الفور تمھین قتل کرائینگے صاحب مین تمھاری خبر قتل و گرفتاری سنکے کیا زندہ رہونگی مین بھی فوراً کسی نہ کسی طرح جان دیدونگی مین عاشق صادق ہون نہ عاشق کاذب پس جب خدانخواستہ تم قتل ہوے اور مین نے بعد تمھارے صدمہ فراق و قتل مین اپنی جان دیدی تو اس سے کیا نفع ہوگا سراسر ضرر ہوگا دشمن خوش ہونگے دوستون کو رنج ہوگا اگر زندہ یہان سے نکلجاؤگے تو امید مجھے رہیگی کہ شاید باپ میرا مجھے قید سے کبھی رحم کھا کے رہا کریگا اور مین رہا ہوکے تم تک پہونچونگی تمھین دیکھونگی دل ناشاد کو شاد کرونگی ہاے مین کیسی بدقسمت ہون کہ عاشق تم پر ہوئی مبتلاے سحر ہوکے گرفتار ہوگئی دل مین حسرتین تمھین دیکھنے کی رہین سے کوئی حسرت کسی دن نہ نکلی مفصل حال اپنے مقدر بد کا تو کیا کہون لیکن مختصر ہے کہ بمصداق این نظم

مجھ عجب اپنی الٹی ہے تقدیر
تم سے محبوب پر دل آیا ہے
ہم کبھی التفات بھی نہ کرین
ہمکو یون دام عشق مین لائے
دل تڑپتا ہے بیقراری ہے
جس پہ ظاہر ہو ماجرا دل کا
کیسی برگشتہ ہوگئی تقدیر
کس سے احوال مین کہون دل کا
کس لیے کی تھی ساری تیاری
آگے سب کے حقیر ہونگے

اختر بد کی دیکھنا تاثیر
سیکڑون تو ہمارے عاشق ہون
بھول کر اُنسے بات بھی نہ کرین
اسکو رنج ہو مجھے گمیر سے
کثرت غم سے اشکباری ہے
چھٹ گیا مجھ سے تسا غیرت حور
کیا کرون ہاے وصل کی تدبیر
کس کو یہ ماجرا سناؤن مین
صحبت عیش و رقص و میخواری

ہمکو جا کر کہان پھنسایا ہے
خود بھی وہ چاہنے کے لائق ہون
آسمان یا یہ رنگ دکھلائے
ہاے ہین داغ دل مین بہتیرے
رازدان ہاے کون ہے ایسا
دل ہی دل مین پڑا ہے اب ناسور
کوئی مونس نہین ہے اب میرا
حیف تمکو کہان سے لاؤن مین
تھی خبر کب اسیر ہوینگے

گر مین قید سے رہا نہوئی اور باپ نے مجکو تا زندگی زندان مین رکھا تو تم میری اسیری کا غم نہ کھانا دیکھو صاحب آنکھون سے آنسو نہ بہانا دل اور کسی جا کسی خوبرو سے لگا لینا میرے خیال مین آہ و زاری کر تا زندگی اپنی بے لطف نہ گذارنا تم مرد ہو اور خود محبوب ہو تمھین رنج و غم سے کیا تعلق مجھ ایسے چاہنے والے تمھین بہت سے ملجاینگے الا مین تمھارے ہاتھ اب نہ آؤنگی تمھاری جدائی کا صدمہ اٹھاؤنگی قید خانہ ہی مین مرجاؤنگی دنیا سے تیرا ارمان جاؤنگی خیر جو میری قسمت مین کاتب قدرت نے لکھا تھا وہ ہوا اور جو آگے اب منظور ہوگا وہ ضرور ہوگا مین مکرر کہتی ہون تمھین سمجھاتی ہون کہ تم میرے خیال مین ملول نہونا خواب و خور ترک نکردینا شب و روز آہ و زاری اور نالہ و بیقراری نکرنا میرے رہا کرنے کی فکر مین کوشش نکرنا سوے زندان مجھ بد مقدر کے رہا کرنیکو نہ آنا دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ نکرنا نگہبانان زندان سے عالم تنہائی مین ہرگز نہ لڑنا مبادا تمھارے دشمن دست اعداے نابکار سے قتل ہوجائین تو بڑا غضب ہوجاے امید ملنے کی بھی منقطع ہوجاے ہماری قسمت مین اسیری تھی انسان مقدر سے مجبور ہے مین اسیری سے نہ گھبراؤنگی کیونکہ طفلی سے بیڑیان پہننے کی عادی ہون پاؤن میرے بیڑیون کا بار اٹھالینگے اور گلا میرا کہ جس مین طوق منت کے پہن چکی ہون بار طوق آہنی کا بھی اٹھالے گا۔ بقول کسی شاعر کے ــ شعر

اسیری بچپنے ہی سے لکھی تھی اپنی قسمت مین
پڑی تھین بیڑیان پاؤن مین اپنے طوق گردن مین
اور یہ بھی مجکو یقین کامل نہین ہو کہ باپ میرا

مجکو قید ہی کریگا یا زندہ رکھے گا کیونکہ بدقسمت ہون اور پدر کو میرے غصہ بہت ہی عجب نہین کہ عالم غیظ وغضب
مین قتل دختر بھی جائز رکھے اور خلاف حکم و طریقہ اہل جہان سے عمل کرے پس جب تم خبر میرے قتل ہونیکی
کسی سے سننا کثرت غم سے از خود رفتہ ہوکے دیوانہ وار گریبان وجیب و دامن نہ پھاڑنا نالہ و فغان نہ کرنا سر کو
در و دیوار سے نہ ٹکرانا صبرا ہو ندی اختیار نکرنا سر پر خاک نہ ڈالنا کثرت سے نہ رونا اپنے تئین ہلاک نکرنا
ضبط و صبر کرنا اگر غصہ آئے تو غصہ کو بھی ضبط کرنا تلوار نیام سے کھینچکر اُس بیخودی و کثرت غم مین میرے
قاتلون کو قتل کرنے کو کہین چلے نہ آنا مقابلہ ومجادلہ میرے پدر سے نکرنا کیونکہ بے فائدہ ہوگا جنگ وجدال
سے مین زندہ نہو جاؤنگی تم سے نہ ملونگی ہان اگر ممکن ہو تو یہ کرنا۔ اشعار

پڑھنا قرآن میری تربت پر
میری الفت نہ تم بھلا دینا
حق تعالے تمھین رکھے آباد

غنچۂ دل مرا کھلا جانا
قبر میری گلے لگا لینا

کبھی آجائے گر طبیعت پر
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا
روح کو میری آکے کرنا شاد

الحاصل ملکہ رنگین کاکل کشا نے اپنے دل مین تقریر مندرجہ بالا
کرکے آنکھین کھولین پھر انکھڑا اپنے پدر و اہل دربار پر نظر کی شرم و حیا سے اور اپنی ذلت بے پردگی
سے صدمہ بیحد کیا جادو ریا دوپٹہ سے منھ کو چھپایا آنسو بہا کر جانب چرخ جفاکار دیکھکر اُس سے مخاطب ہوکے
دل مین اسطرح کہا کہ نظم مولف

بے خطا ذلت سے اسیر کیا
کس خطا کا عوض لیا تو نے
ظلم کرتا ہی کچھ نہین ہی خطر

ای جفاکار وای ستم ایجاد
مجکو دربار مین حقیر کیا
مین نے تو تیری کی نہ تھی تقصیر
مجھ سے بیکس کی تیر آہ سے ڈر

آج تو نے یہ مجھ پہ کی بیداد
دلربا سے چھڑا دیا تو نے
تو نے ناحق کرایا مجکو اسیر
یہ کہکے اپنے پدر کی طرف دیکھا

ہاتھ مین اسکے کوڑا دیکھکر خوف سے کانپی عجائب جادو نے غضبناک ہوکے کہا او نالائق او گیسو بریدہ
اب کہہ تیرا کیا حال کرون تجکو کیونکر ہلاک کرون ملکہ مذکورہ نے خوف و رعب و کثرت غم سے کچھ جواب ندیا
عجائب جادو نے زیادہ برہم ہوکے ارادہ کیا تھا کہ تخت سے اٹھکے جملہ وزرا وغیرہ کو ہٹا کے بازو پکڑکے
کوڑے سے پشت اُسکی فگار کرے کہ ناگاہ محلسرا سے عجائب جادو سے کچھ عورتین کہ جنھون نے
ملکہ رنگین کاکل کشا کو گودیون مین کھلایا تھا روتی پیٹتی ہوئین دربار مین آئین انمین دایہ بھی ملکہ
مذکورہ کی تھی سب نے اپنے سر و زانو کو پیٹ کر بال سر کے نوچ کر آنسو بہا کر فریاد و فغان کرکے عجائب جادو
سے عرض کیا ای بادشاہ فلک بارگاہ اس بچی نے ایسی کیا خطا کی ہی کہ جس خطا کی سزا حضور نے یہ تجویز
کی ہی کہ سر دربار سب کے سامنے بلاکے کوڑے مارنیکا ارادہ کیا ہی بھلا یہ نازک اندام و نازپرور
متحمل کوڑے کھانے کی ہوگی روح اسکی اسکے تن سے نکل نہ جائیگی اپنے ہاتھ کو روکیے ملکہ کو ہمارے حوالے
کیجیے ہم اسے محلسرا مین لیجائین مادر ملکہ رنگین کاکل کشا نے آپ سے کہا ہی کہ صاحب میری پارۂ جگر
نور نظر کو اگر کوڑے مارو گے اور یہان اسکو نہ لے آؤ گے تو مین روتی پیٹتی ہوئی سر دربار چلی آؤنگی
کچھ پردے کا خیال نکرونگی تمھاری ذلت ہوگی مین اپنی بچی کے کوڑے کھانے کے صدمے مین جان اپنی سر دربار
دیدونگی عجائب جادو نے یہ تقریر انکی سُنکے ہاتھ کو روکا وزرا نے جسارت کرکے پھر عرض کیا حضور بہتر
یہی ہی کہ آپ ملکۂ عالم کو محلسرا مین لیجائیے وہان لیجاکر جو مناسب ہو کیجیے ورنہ نیرنگ جادو مادر
ملکہ رنگین کاکل کشا محل سے یہان چلی آئینگی اور ذلت و بدنامی حضور کی ہوگی یہ کیا کم ذلت ہوئی کہ سر دربار

آپ نے عالم غصہ مین اپنی دختر کو بلایا سب نے ملکہ کو دیکھا عجائب جادو سب کے کہنے سے کچھ سوچ کے اپنی زوجہ کے قتل اینکا اندیشہ کر کے کہنے لگا اچھا اسس گیسو بریدہ کو اندر محل کے لیجاؤ مین بھی آتا ہون دایہ ملکہ کی اور دیگر عورتین ملکہ کو اپنے ساتھ بعد حضرت دیرہ وداری پیار کرتی ہوئین سوے محلسرا لیگئین بعد قطع راہ محل مین پہونچین نیرنگ جادو اپنی دختر کو دیکھکے بے اختیار دوڑکر اُس سے لپٹ کے رونے لگی باربار پیار کرنے لگی عورتین محلسرا کی ملکہ رنگین کاکل کشا پر سے بطور تصدق زر وجواہر نثار کرنے لگین کچھ عورتین بلائین لینے لگین صدقے قربان ہونے لگین چونکہ راز عشق ملکہ رنگین کاکل کشا افشا ہوگیا تھا عورتین محلسرا کی خشق مالکہ مذکورہ سے آگاہ ہوچکی تھین اور ظاہرا بھی طریق عشق والفت اعضاے ملکہ مذکورہ سے اسس طرح پائے جاتے تھے کہ بمصداق نظم

دل بغل مین نگار کا خواہان
گوش پیغام یار کے مشتاق
اور زبان تھی سوال کی طالب
زانو کو جستجوے زانوے یار

پاؤن کہتے تھے چل اسی کی راہ
دیدہ دیدِ نگار کے مشتاق
ہاتھ جویان بلائین لینے پر
پہلو کو آرزوے پہلوے یار

سینہ تھا قرب یار کا خواہان
دل یہ کہتا تھا اٹھو بسم اللہ
جان شوق وصال کی طالب
لب کشادہ دعائین دینے پر

اسوجہ سے کچھ عورتین باشارہ ملکہ نیرنگ جادو وملکہ رنگین کاکل کشا کو بصد شفقت وخیر خواہی سمجھانے لگین بقول نظم

دیکھکر اُسکو عشق کا بیمار
لعل سی جان کو نہ کھو اب تو
ابھی اس کام مین ہے تو انجان
تیری پروا اُسے نہووے گی
بات رسوائی کی ہے جان لے تو
جان جاتی ہے گھر بھی لٹتا ہے
اُسکو بھولا کبھی نہ کوئی بتائے
رہ گئی اپنے سر کو وہ دھنکر
ہون مین لاچار بہتے ہین آنسو
لاکھ سمجھاتی ہون مین اُس دلکو
کہکے یہ روئی مثل ابر بہار
بات دل کی نہین کہی جاتی
چھوڑ دے اپنی یہ اسیری تو
مجھکو دنیا کی بادشاہی ہے
دل سے کیا آدمی کو چارہ ہے
پہرون رہتی ہون دم بخود خاموش
عشق نے دانو پر چڑھا مارا
آنکھون سے خون ناب بہتا ہے

سب نے اس طرح سے کیا اظہار
اسس مرض کا تو اپنے چارہ کر
باز آ باز اب بھی کہنا مان
تیرے غم سے وہ دل ملول نہین
صدقے ہم سب ہون کہنا مان لے تو
فعل بد ہے نہین یہ کار صواب
صبح کا بھولا شام کو جو آئے
لگی کرنے وہ بار بار افسوس
دل کے اوپر مرا نہین قابو
کسی صورت نہین سنبھلتا دل
آنسوونکا بندھا غمون سے تار
یہی کہتا ہے میرا یہ دل زار
اُسکے کوچے کی کر فقیری تو
کہتا ہے چھوڑ بد تمیزی تو
بے اجل اسنے مجھکو مارا ہے
جان کیا کیا عذاب دیتی ہے
جیتے جی ہاے دل نے نت مارا
خون تن مین نہین کہین باقی

سمجھ اب بھی تو اے بت خودسرو
اب بھی اس عشق سے کنارہ کر
مفت تو اپنی جان کھو دے گی
ایسی الفت سے کچھ حصول نہین
مدتون کا طلسم چھٹتا ہے
کر بزرگون کے نام کو نہ خراب
اپنی دایہ وغیرہ سے سنکر
کہا افسوس صد ہزار افسوس
دوست سمجھے تھے اپنے جس دلکو
ضد سے ہرگز نہین بہلتا دل
لاکھ لاکھ اسکو مین ہون سمجھاتی
اپنے محبوب پر ہو جان سے نثار
اُسکے کوچے کی جو گدائی ہے
اختیار اُسکی کر کنیزی تو
گئے تاب وتوان وعقل وہوش
دل کی طاقت جواب دیتی ہے
دل جگر ہو کے آب بہتا ہے
حرکت ہاتھ مین نہین باقی

چھپ کر دیکھے یہ جو ہی عشق ازل
تکو اسکی نہین خبر افسوس
جان و دین با عضب سمجھتی ہون
مین بری اک اگر ہوئی تو ہوئی
مین نے گھر کو کیا ابھی سے سلام
مین ہون بیٹھی ادھر وہ دلبر ہو
دین و اسلام سے غرض کب ہی

سینے مین غم سے آب آب ہی دل
بسکہ بڑھتا ہی غم کا ہر دم زور
نیک و بد مین بھی سب سمجھتی ہون
چار دن کی یہ بس جوانی ہی
کیسی عزت بجا بزرگون کا نام
اس سے ہوگا جو کوئی دکھ مجھکو
بندہ حسن ہون یہ مذہب ہی

ہائے کہ ہین غم سے دل جگر افسوس
عشق نے کر دیا مجھے کم زور
حرکت اسقدر نہ ہوئی تو ہوئی
عشق سے لطف زندگانی ہی
یار ہو جام مے ہو دلبر ہو
آنکھین ٹھنڈی ہو کلیجہ سنکو مجھکو
ابھی ملکہ رنگین کاکل کشا اپنی

دایہ نرگس جادو وغیرہ سے یہ کہہ رہی تھی دایہ مذکورہ و دیگر عورتین اُسکی باتین سنکے عشق شاہزادہ رستم ثانی مین اُسے دیوانہ پاکے حیران ہو رہی تھین دل مین اپنے کہہ رہی تھین کہ ملکہ کو عشق طلسم کشا کا صادق ہی اتنی دیر سے سمجھایا کچھ فائدہ نہوا اسکی باتین سنکے ہوش اُڑ گئے جو اسس جاتے رہے یہ لڑکی کسی کے سمجھانے سے نہ سمجھے گی جو کچھ اسکے دل مین آیا ہی وہی کریگی محبت طلسم کشا سے ہاتھ نہ اُٹھائیگی قید ہونا رنج و غم مین مبتلا ہونا گوارا کریگی خیر ہم سمجھا چکے حق نمک سے ادا ہو چکے جیسا یہ کریگی ویسا پائیگی ناگاہ دربار سے عجائب جادو غصہ مین بھرا ہوا محلسرا مین آیا اپنی زوجہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا صاحب مین نے صرف تمھارے صدمے کے خیال سے تمھاری دختر کو ہلاک نہین کیا تمھارے پاس بھیجدیا اب یہ کہو کہ تمنے اُسے سمجھایا عشق طلسم کشا سے منع کیا اُسنے عشق طلسم کشا سے اجتناب کیا اپنی خطا سے توبہ کی اُسنے جواب دیا صاحب مین متحیر و حیران و پریشان خاطر یہان بیٹھی ہون نرگس جادو دایہ تمھاری دختر کی اور وہ عورتین جنھون نے اُسکو گود مین کھلایا ہی اُنسے مین نے اشارہ سے کہہ دیا تھا کہ تم اس لڑکی کو میرے سامنے سے کہین دور لیجا و اُسے سمجھاو وہ سب اُسے لیگئے ہین یقین ہی کہ انھون نے تمھاری دختر کو سمجھایا ہوا اگر دریافت کرنا منظور ہی تو انھین عورتون کو بلا کے اُنسے پوچھو جو کچھ حال ہوگا وہ بیان کرینگی عجائب جادو نے نرگس جادو وغیرہ کو طلب کیا اُنسے پوچھا کہو تم نے ملکہ رنگین کاکل کشا کو سمجھایا وہ عشق طلسم کشا سے باز آئی توبہ اُسنے اپنی خطا پر کی اب تو کبھی ایسی حرکت نہ کریگی اُن عورتون نے چاہا کہ جھوٹ بات بنا کر ملکہ کو قید و سزا سے بچائین عجائب جادو نے اُنکے بشرہ سے دریافت کیا کہ یہ جھوٹ باتین بنایا چاہتی ہین فکر کر رہی ہین کہ اسوقت کیا کہین جو ملکہ رنگین کاکل کشا قید سے محفوظ رہے بس یہ سمجھ کے عجائب جادو نے نہایت غضبناک ہو کے اُن سب سے کہا کہ خبردار جھوٹ نہ بولنا سچ سچ کہنا ورنہ تم سب کو ابھی ہلاک کر دونگا دایہ و عورتین وغیرہ ڈر گئین دست بستہ عرض کرنے لگین حضور ہم نے بہت ملکہ عالم کو سمجھایا وہ ایسی عشق طلسم کشا مین دیوانی ہی کہ کچھ نہین سمجھتی ہی اُسکی الفت سے ہاتھ نہین اُٹھاتی ہی ہمکو ثابت ہوتا ہی کہ وہ اپنے دل کے اختیار مین ہی اُنکی باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جنون ہی نہو ہم امیدوار ہین کہ جو اُن خود رفتہ ہو دیوانہ ہو گیا ہو اُسکا علاج حکما سے رجوع کیا جاے قید و ہلاک کرنے سے اُسے باز رکھا جائے ہم امید کرتے ہین کہ اگر دوائی ٹھنڈائی چند سے ہوگی ملکہ اپنے ہوش و حواس مین آجائینگی دیوانہ پن اُنکا دفع ہو جائیگا عجائب جادو نے اُنکی تقریر سنکے غضبناک ہو کے کہا اگر وہ عشق طلسم کشا مین دیوانی ہو گئی ہی تو اُسکا علاج اس سے بہتر کوئی نہین ہی کہ اُسے قید کرون ہاتھون

ہتکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق ڈالون یہ کہکر اپنی دختر کو طلب کرکے زنجیر و طوق ہتکڑی اور
بیڑی نقرئی و طلائی پہناکے اپنی خوابگاہ کے قریب ایک کمرہ مین اُسے قید کیا دروازے بند کردیئے قفل
لگادیا اور انھین عورتون سے کہا تم اسکی حفاظت کرنا خبردار اسے باہر نکلنے نہ دینا ہر روز آب و طعام دور سے
اُسے دیدینا ذرا بھی اُسکے حال پر رحم نکرنا ورنہ مین تمکو سزائے سخت دونگا یہ کہکے محلسرا سے باہر آیا
دربار مین بالائے تخت بیٹھا ہنوز عجائب جادو محلسرا سے آکے تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ ابر باران شعلہ افگن
آیا عجائب جادو کو سلام کیا اُسنے پوچھا جس کام کے واسطے گیا تھا وہ کام کر آیا ابر باران شعلہ افگن
نے عرض کیا مین تعمیل حکم حضور کر آیا عجائب جادو یہ سُنکے خوش ہوا ساحر مذکور دربار مین اپنی جگہ پر
بیٹھا اسی اثنا مین سوے فلک سے صداے فریاد و فغان کان مین آئی عجائب جادو نے گھبراکر جانب
فلک دیکھا یکایک گرد باد یعنی سحر کے بیرون نے لاشے مبہوت جادو و طوفان جادو کے عین دربار مین
آکے ڈال دیئے اور ایک جانب کو ان روانہ ہوے عجائب جادو نے لاشہ ہاے مذکور دیکھکر متحیر
ہوکے بے اختیار کہا انہین کسنے قتل کیا ابھی اہل دربار سے کسی نے کچھ نہ کہا تھا کہ وہ ساحران نابکار جو
ہمراہ ابر باران شعلہ افگن کے گئے تھے انمین سے جو بھاگے تھے اور وہ ساحر جو ہمراہ مبہوت جادو
و طوفان جادو کے طلسم کشا سے لڑے تھے بدحواس و گریان دربار مین آئے عجائب جادو کو سلام کیا
حاکم طلسم رنگین حصار نے پوچھا تم اسقدر گھبرائے کیون ہو اور سبب تمھارے صدمہ کا کیا ہی انھون نے
عرض کیا حضور ہم تمخوار طلسم کشا سے لڑے ہر چند چاہا کہ اُسکے گلے سے لوح اُتار لین اور گرفتار کرلین
مگر ممکن نہوا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر اُسکے حکم پر عمل کیا مبہوت جادو و طوفان جادو کو قتل کیا قفل
در زندان توڑکر قیدیون کو رہا کرکے سوے باغ ملکہ رنگین کاکل کشا چلا گیا ہم تاب مقابلہ نلاکے چلے
آئے ہین خوف عتاب حضور سے گریان ہین اگر بنظر انصاف سے دیکھیے تو ہم بے قصور ہین طلسم کشا سے ہم
کیا مقابلہ کرسکتے عجائب جادو نے برہم ہوکے کہا اے نمکحرامون جاؤ میرے سامنے سے دور ہو اگر تم شاہزادہ
رستم ثانی کو بوجہ لوح کے اسیر نکرسکے تو بھاگ کیون آئے تمھین اُس سے لڑکر مرجانا تھا دلاوری ظاہر کرنا تھا
حق نمک ہمارا ادا کرنا تھا ساحران مذکور یہ سُنکے روبرو سے عجائب جادو سے چلے گئے شاہ مذکور نے اپنے
ملازمون کو حکم دیا کہ لاشے ان ساحرون کے دربار سے اُٹھالیجاؤ انھین موافق ہمارے مذہب کے جلاؤ
ملازمان مذکور نے تعمیل حکم شاہ مذکور نے فی الفور کی ابھی لاشے ساحران مذکور کے دربار سے ملازم مسطور اُٹھا کر
لیگئے تھے انھین جلا کر آئے تھے عجائب جادو خاموش بیٹھا تھا دریائے فکر مین غوطہ زن تھا تدبیر گرفتاری
طلسم کشا سوچ رہا تھا کوئی تدبیر معقول ذہن مین نہ آتی تھی گاہ یہ خیال کرتا تھا کہ نہین معلوم اب طلسم کشا
قیدیان زندان کو رہا کرکے کہان گیا ہی خبر اُسکی دریافت کرنا چاہیے ساحرون کو براے دریافت طلسم کشا
روانہ کرنا چاہیے ناگاہ چند ساحران نابکار مضطر و بدحواس روبرو عجائب جادو کے آئے بعد سلام دست بستہ
عرض کیا کچھ ہم خادمون کو التماس کرنا ہی اگر حکم ہو تو عرض کرین شاہ مسطور نے کہا خیر تو ہی گھبراے ہوے
کیون آئے ہو جو عرض کرنا ہی عرض کرو انھون نے کہا حضور غضب ہوا کہ مبہوت جادو و طوفان جادو کے
قتل ہونے سے وہ بحر ذخار سحر جو سد راہ تھا خشک ہوگیا راستہ کھُل گیا لشکر مخفی طلسم کشا کا کہ دو لاکھ
غیر ساحر و ساحرون کا ہی ہمراہ فوج بقیاس خورشید روشن دل کے کہ وہ معاون طلسم کشا کا ہی صحرا سے

سبزہ زار مین آکے اُترا ہی ہزار ہا بارگاہین وخیام استادہ ہین اطلاعاً عرض کیا ہی عجائب جادو نے یہ خبر
وحشت اثر سُنکے از حد متردد ہو کے بہت فکر کر کے اپنے ملازمون سے کہا اسوقت چارون عیار بچیان کہان
ہین جلد اُنسے کہو کہ سامنے ماہدولت کے حاضر ہون ملازم فی الفور گئے اور اُنسے کہا تمکو بادشاہ نے یاد
کیا ہی جلد چلو نہین معلوم کیا کار ضروری ہی وہ فی الفور روبروے عجائب جادو کے آئین بعد سلام کرنیکے
دست بستہ عرض کرنے لگین کہ اسوقت بادشاہ فلک جاہ نے ہم نمکخوارون اور کنیزون کو کیون یاد کیا ہی
عجائب جادو نے کہا ہمنے تمکو اسواسطے بلایا ہی کہ تم سے یہ پوچھین کہ کچھ حق نمک ادا کرو گی یا جس کام کو
ہم کہین اُسسے کرو گی مرقع وتصویر ومنجل وچنچل چارون عیار بچیون نے جواب دیا ای بادشاہ فلک بارگاہ
ہمنے نمک حضور کا کھایا ہی جس کام کے واسطے حضور فرمائینگے حتی الامکان اُس کام کا انصرام و انتظام
کرینگے بخوبی انجام دینگے ہم عیارہ ہین پیشہ عیاری ومکاری مین کامل ہین ہمسے عیاری ہوسکتی ہی علاوہ اسکے
امور سلطنت و دیگر کام مین ہمین دخل نہین ہی عجائب جادو نے کہا مین تمسے صرف یہ کہتا ہون کہ تم عیاری کا
ہی کرو دیگر امور سے سروکار نرکھو انھون نے عرض کیا ہم بدل وجان واسطے عیاری کرنے کے موجود ہین
جو حکم ہو بجا لائین عجائب جادو نے کہا تمنے ضرور سُنا ہوگا فی زمانہ طلسم کشا طلسم رنگین حصار مین
آیا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ اس طلسم کو توڑے ساحرون کو ہلاک کرے مجھے بھی قتل کرے مین اُس سے
بوجہ لوح طلسم ہونے کے مقابلہ ومجادلہ کرنے مین تامل کرتا ہون اگر اُسکے پاس لوح طلسم نہوتی تو ایک ادنے
ساحر کو روانہ کر کے اُسے گرفتار کرا لیتا کچھ فکر وتردد نکرتا صرف بوجہ لوح کے ابھی تک مین اُسکے مقابلہ ومجادلہ
کے واسطے نہین گیا ہون وہ بالفعل مع اپنے لشکر کے صحراے سبزہ زار حوالی طلسم رنگین حصار مین
بیرون شہر قیام پذیر ہی اگر تم عیاری کر کے لوح طلسم صندل اُسکے گلے سے اُتار کے لے آؤ اور مجھے دیدو
تو مین تمسے بہت خوش ہو کے انعام کثیر دون انھون نے عرض کیا خداوند نعمت یہ عیاری ہمارے نزدیک
کچھ مشکل نہین ہی اور یہ کار کچھ ایسا امر اہم نہین ہی ہم حضور سے وعدہ کرتے ہین کہ بہت جلد طلسم کشا سے
لوح طلسم اپنی عیاری ومکاری سے لیکر حضور کو لا کے دینگے عجائب جادو نے یہ سُنکے خوش ہو کے
کچھ انعام اُنھین دیدے کے کہا اب تم جاؤ فکر حصول لوح کرو وہ اُسی وقت رخصت ہو کر دربار سے نکل کر
چلی گئین اور اپنے مکانین جا کے ایک جا بیٹھ کے بابت عیاری کرنیکے مشورہ کیا ہر ایک عیارہ نے ایک
عیاری کو پسند کر کے متفق الراے ہو کے واسطے اُس عیاری کرنیکے اسباب ضروری فراہم کر کے حسب دلخواہ
سامان کر کے اپنے گھر سے نکل کر ایک جانب روانہ ہوئین اب ذکر اسکا ترک کر کے احوال طلسم کشا کا لکھا
جاتا ہی کہ جب سے ملکہ رنگین کاکل کشا کو ابر باران شعلہ افگن نے اسیر کیا اور رستم ثانی یعنی طلسم کشا
نے باغ مین آکے ملکہ کو نپایا تھا اُس زمانہ سے فراق ملکہ مین مضطر وبیقرار تھا ایکدم آرام نہ تھا ہر چند
سہراب بن لندھور وشاہزادہ فیروزہ مازندرانی وگشتاسپ وچالاک ثانی وبرق ثانی وغیرہ
سردار وعیار سمجھاتے تھے اور کہتے تھے کہ ای شاہزادہ ذیوقار گو فراق یار سخت دشوار وناگوار ہی لیکن
بالفعل فرقت ملکہ مین اپنا دل بہلائیے بزم عشرت مین بیٹھ کر رقاصان خوش گلو وخوشرو کو طلب
کر کے رقص اُنکا دیکھیے گانا سُنیے رنج وغم نکیجیے زیادہ صدمہ کرنے سے خوف ہلاکت ہی انشاء اللہ دفع
فراق ملکہ کی کوئی تدبیر معقول کیجائیگی شاہزادہ اُنکی تقریر سُنکے جواب دیتا تھا فراق محبوب مین بزم عشرت

مین بیٹھنا رقص و نغمہ ارباب نشاط کا سننا اچھا نہین معلوم ہوتا ہی بغیر ملکہ زنگین کاکل کشا بزم عشرت مجھکو
محفل غم معلوم ہوگی تاوقتیکہ اُسے نہ دیکھونگا اور وہ میرے پہلو مین نہوگی کسی طرح دل کو قرار نہوگا یہ کہکے
آہ سرد بار بار بھرتا تھا رفقا و عیار بارگاہ مین پاس اُسکے بیٹھے رہتے تھے اور سمجھایا کرتے تھے ایک روز
وقت شب بدستور مذکور رفقاے مسطور پاس رستم ثانی کے بارگاہ مین بیٹھے تھے لشکر اُترا تھا شاہزادۂ
موصوف فراق ملکہ مذکور مین بیتاب و بیقرار تھا ناگاہ دربارگاہ پر ایک چوبدار رقعہ ہاتھ مین لیے ہوے
آیا خدام بارگاہ سے کہنے لگا کہ مین یہ رقعہ ایک دوست شاہزادۂ رستم ثانی کا لیکر آیا ہون چاہتا
ہون کہ شاہزادہ موصوف کو اپنے ہاتھ سے دون خدام نے جواب دیا بڑے میان شاید دور سے
آئے ہو ضعف و نقاہت و رہروی بسیار سے ہانپ رہے ہو گرے پڑتے ہو بیٹھ جاؤ ہم اطلاع تمھارے
آنے کی کیئے دیتے ہین چوبدار نحیف و زار یہ سنکے بیٹھ گیا خدام بارگاہ مذکور نے اندر بارگاہ کے جا کے
دست بستہ شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذیوقار اسوقت ایک بڈھا چوبدار
ایک رقعہ لیکر دربارگاہ حضور پر آیا ہی وہ کہتا ہی کہ مین یہ رقعہ اپنے ہاتھ سے شاہزادہ کو دونگا ہر چند
ہمنے اُس سے رقعہ طلب کیا مگر اُسنے نہ دیا اب جو حکم ہو کیا جاے شاہزادہ موصوف نے کہا کہ اُس چوبدار
کو روبرو ہمارے لے آؤ دربانان بارگاہ گئے اور اُسے اندرون بارگاہ اپنے ہمراہ لاے اُسنے
حسب قاعدہ مجراگاہ سے مجرا و سلام کرکے بعد ثنا و دعا کے عرض کیا اے شاہزادۂ ذیوقار ایک رقعہ یہ خاکسار
لیکر آیا ہی امیدوار ہی کہ حضور ہی اُسے پڑھین تاکہ افشاے راز نہو شاہزادہ نے اُس سے رقعہ لیکر جو
دیکھا تو پیچیدہ تھا جب اُسے کھولکر دیکھا مہر ملکہ زنگین کاکل کشا کی پاکے بہت خوش ہوکے عبارت رقعہ پر
نظر کی وہ رقعہ عجب رقعہ تھا کہ اُسکے پڑھنے سے شاہزادہ رستم ثانی خوش ہوتا تھا کیونکہ بعد القاب و آداب
عاشقانہ کے اور اظہار شوق اور شکایت جفاے فلک بے مہر کے ملکہ زنگین کاکل کشا کی طرف سے
اُسمین یہ عبارت تحریر تھی کہ اے شاہزادۂ دیجاہ یہ شیفتہ آپکی پہلے سحرا پر باران شعلہ افگن مین مبتلا ہوئی
پھر وہ ساحر نابکار مجھکو مع بارہ دری کے بزور سحر باغ سے اُٹھا لایا پدر نے مجھکو برہم ہوکے قید کیا اب مین
قید مین ہون مجھکو اپنے قید ہونیکا غم و الم نہین ہی رنج ہر وقت و ہر دم یہ ہی کہ آپ میرے فراق مین بیقرار
ہونگے لہذا مخفی براے دفع رنج و الم بہزار دشواری یہ رقعہ لکھکر بیہر بخش چوبدار کے ہاتھ روانہ کیا ہی یہ ملازم
ہمارا خیرخواہ و دوست ہی اور اسی شخص کے ہمراہ مین عورتین کہ وہ بھی ہماری ملازم و خیرخواہ ہین روانہ
کی ہین اگر آپکو ہمارے پاس آنا ہمین دیکھنا اور ہمین قید سے رہا کرنا منظور ہو تو ہمراہ چوبدار کے اُن
عورتون کے پاس جائیگا جو کچھ وہ کہین اُسپر عمل کیجیئیگا وہ آپکو مجھ تک ضرور لے آئینگی زیادہ کیا لکھا جاے
کہ یہی تھوڑی عبارت خوف دشمنان سے بڑی مشکل سے جلد تر لکھی ہی کیونکہ افشاے راز کا خیال تھا
آپ بھی مضمون رقعہ ہذا سے کسی کو آگاہ نہ کیجیئیگا ورنہ راز افشا ہو جائیگا پدر ہمارا ہمین برہم ہوکے
اذیت رسان ہوگا علاوہ عبارت مندرجۂ بالا کے اور بھی کچھ عبارت اُس رقعہ مین لکھی تھی مگر وہ
پڑھی نہ گئی کیونکہ اکثر جگہ سے حروف مٹ گئے تھے اور وجہ مٹ جانے حروف کی یہ تھی کہ لکھنے مین رقعہ
کے جا بجا آنکھون سے اُسپر اشک گرے تھے شاہزادہ رستم ثانی اُس رقعہ کو آہستہ آہستہ پڑھکر
کسی کو نہ سنا کر نہ کسی کو عبارت اُسکی دکھا کر مضمون رقعہ سے آگاہ ہوکر اشک جا بجا ٹپکے ہوے دیکھکر

کبھی اشک ریزان ہوا گاہ مضمون رہائی ملکہ کے خیال سے خوش ہوا رفقاے شاہزادۂ موصوف
جو اُس جگہ موجود تھے شاہزادے کو گاہ خندان و گاہ گریان دیکھکر پوچھنے لگے یہ رقعہ آپکو کسنے بھیجا ہی
مضمون اسکا ایسا کیا ہی کہ آپ کبھی روتے ہین کبھی مسکراتے ہین شاہزادے نے جواب دیا احوال اس رقعہ کا وقت
مناسب تمسے کہدیا جائیگا بالفعل کہنا اچھا نہین ہی یہ کہکے اُس چوبدار سے پوچھا جو عورتین تیرے ہمراہ آئی ہین وہ کہان
ہین اُس نے عرض کیا حضور یہان سے تھوڑی دور ہین وہ تو یہین حاضر ہوتین لیکن بوجہ اسکے کہ لشکر حضور کا
اُترا ہوا ہی مردمان سپاہ کی کثرت ہی اسیوجہ سے وہ کثرت مردم کا خیال کرکے اور افشاے راز کے سبب سے
یہان نہین آئین گو کہ حضور کو تکلیف ہوگی مگر انجام اس تکلیف کا راحت و آرام ہوگا شاہزادہ رستم ثانی
یہ تقریر اُس چوبدار کی سُنکے اپنی جگہ سے اُٹھا سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و چالاک
ثانی و برق ثانی وغیرہ سردار و عیار بھی اُٹھے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے چلنے پر آمادہ ہوے شاہزادہ
نے سب سے کہا تم سب یہین ٹھہرو میرے ساتھ نہ چلو مین اسی چوبدار کے ساتھ جاتا ہون تھوڑی ہی دیر
مین آتا ہون کچھ اندیشہ نکرو پاس دوستون کے جاتا ہون نہ پاس دشمنون کے جملہ سردار و عیار یہ گفتار
شاہزادہ نامدار کی سُنکے مجبور ہوے ہمراہ چلنے سے باز رہے شاہزادہ سب کو بارگاہ مین چھوڑ کے اور قسم
اپنے سر کی باین عنوان اُنھین دیکے کہ بعد میرے جانیکے تم سب مین سے کوئی شخص بھی میرے پیچھے پیچھے
نہ آئے میرے حال سے باخبر نہو ہمراہ چوبدار مذکور کے بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب پر سوار ہو کے
ایک سمت سوے صحرا براہبری چوبدار روانہ ہوا جب اپنے لشکر سے دور تک نکل گیا دیکھا صحرا مین ایک
چھوٹا سا خیمہ استادہ ہی قناتین گرد اُسکے ہین شاہزادۂ رستم ثانی نے اُس خیمہ کو دیکھکر پوچھا یہ خیمہ
کس کا ہی اس صحراے لق و دق مین کون آیا ہی اُس نے عرض کیا حضور یہ خیمہ اُنھین عورتون کا ہی جو غمخوار
و خیرخواہ ملکہ رنگین کاکل کشا کی ہین مین اُنھین کے پاس حضور کو لایا ہون اُنھین کے بارے مین ملکہ عالم
نے رقعہ مین کچھ آپکو ضرور لکھا ہوگا شاہزادہ تقریر چوبدار نابکار کی سُنکے خاموش رہا جب قریب خیمہ پہونچا
چوبدار نے بڑھکر پکار کر کہا اے اہل خیمہ آگاہ ہو کہ شاہزادہ رستم ثانی میرے ہمراہ تشریف لاے ہین استقبال
کے واسطے تمھارا آنا ضرور ہی یہ تقریر چوبدار مذکور کی سُنکے تینون عورتین خیمہ سے خوش ہو کے سراپا
اپنے اعضا کو چھپا کے بصد شرم و حیا تا در خیمہ آئین اور وہان سے قصد آگے بڑھنے کا کیا کہ شاہزادہ مرکب کو
جولان کر کے در خیمہ پر پہونچا اُن عورتون نے جھک کے سلام کیا اور کہا اے شاہزادۂ ذیوقار ہم غمخوار
و خیرخواہ ملکہ عالم دیر سے حضور کے منتظر تھے شکر ہی خدا کا کہ آپ تشریف لاے اب خیمہ مین تشریف لائیے
کچھ عرض کرنا منظور ہی بعدہ جلد تر یہان سے خدمت ملکہ عالم مین جانا ہی کہ وہ بیچاری منتظر آپکی ہونگی
اور متردد ہونگی کہ ابتک کیا سبب ہوا جو نہین آئین شاہزادہ موصوف اُنکی گفتگو سُنکے گھوڑے سے
اُتر کے لوح طلسمی گلے مین ڈالے ہوے اندر خیمہ کے گیا دیکھا کہ مقام صدر پر ایک مسند معقول بچھی ہی
اور کچھ اسباب ضروری بھی اندرون خیمہ ہی شاہزادہ اُسی مسند پر جا کے بیٹھا وہ تینون عورتین
روبرو مودب بیٹھین چوبدار در خیمہ پر عصا پر تکیہ کیے کھڑا رہا رستم ثانی نے بالاے مسند بیٹھکر بعد
تھوڑی دیر کے اُن عورتون سے مخاطب ہو کے یون پوچھا کہ یہ تو ملکہ کی تحریر سے ثابت ہوا کہ تم خیرخواہ ملکہ
ہو لیکن اب یہ کہو کہ تمنے مجھے کس واسطے بلایا ہی کیا کہتا ہی جلد کہو اور کچھ حال اپنی مالکہ ملکہ رنگین کاکل کشا

کا بھی بیان کرو کہ وہ کیونکر قید ہین اور کس جگہ قید ہین شب و روز زندان مین بسر اُنکی کیونکر ہوتی ہی کبھی کچھ
بیر ابھی تمھارے سامنے وہ ذکر کرتی ہین اُنھون نے عرض کیا حضور عجائب جادو نے اُنھین برہم ہوکے ایک
زندان مین قید کیا ہی وہ قیدخانہ یہان سے بہت دور ہی گرد اُسکے ہزارہا ساحر و ساحرہ واسطے حفاظت و نگہبانی کے
مقرر کیے ہین ملکہ ہماری شب و روز زندان مین رویا کرتی ہین خواب و خور آپکی محبت و عشق مین اُنھون نے ترک
کر دیا ہی بجز آہ و زاری کے اُنھین کوئی شغل نہین ہی وہ چہرۂ پُرنور و گلرنگ اُنکا کثرت رنج و غم سے ایسا متغیر ہوگیا
ہی کہ پہچانا نہین جاتا ہی اور اُنکی صورت دیکھنے سے ہم ایسے خیرخواہون کو بے اختیار رونا آتا ہی ہاے وہ اُنکی نازک
کلائیان کہ جو پھولون کے گجرون سے صدمہ اُٹھاتی تھین اُنکے بار کی متحمل نہوتی تھین کثرت نزاکت سے درد اُنمین
پیدا ہو جاتا تھا اور نیلگون ہو جاتی تھین اُنھین کلائیون مین اب ہتکڑیان ہین اور وہ نازک گلا کہ جس مین
طوق منت کا اک بار گران تھا اب اُسی مین طوق آہنی خاردار ہی وہ بھی ہلکا نہین گرانبار ہی اور وہ پاؤن
نازک ہماری ملکہ کے کہ جو دو قدم باغ مین چلنے سے تھک جاتے تھے اور جنکی ٹھوکر سے خفتگان لحد جان تازہ
پا کے خواب مرگ سے چونک اُٹھتے تھے اور خلخال جسمین اک بار گران معلوم ہوتی تھی اُنھین پاؤن مین اب بھاری
بیڑیان اور زنجیر آہنی ہی یہ شداید زندان مین محض آپکے عشق مین اُنھون اُٹھائے اگر وہ آپسے محبت نہ کرتین
تو کبھی صورت قیدخانہ کی وہ نہ دیکھتین چونکہ ہم بھی حکم والد ملکہ سے محافظ در زندان ہین شب و روز ملکہ کو
گریہ کنان دیکھا کرتے ہین کچھ بس نہین کہ اُنھین قید سے رہا کر دین جسوقت وہ باواز بلند روتی ہین اور
بین دلخراش اپنی مصیبت و ذلت و رسوائی کے کرتی ہین حضور ہم کیا کہین کہ اُسوقت ہم خیرخواہون کا کیا حال
ہوتا ہی کلیجہ مُنھ کو آجاتا ہی دل یہی چاہتا ہی کہ در زندان سے اپنے سرون کو ٹکرا کے مر جائیے جانین اپنی
دیدیجیے کبھی ملکہ عالم عجب درد و بیکسی سے شکایت فلک کجرفتار گردون غدار کرتی ہین کہ جسکے سُننے سے بے اختیار
ہم سب روتے ہین کبھی ملکہ اکثر حضور کو یاد کرکے کہتی ہین کہ خیر ہم تو مبتلاے اسیری ہوے خداوند عالم
ہمارے محبوب شاہزادہ ذیوقار فتاح طلسم صندل کو مع الخیر رکھے ہر بلا و آفت و ہر صدمہ و مصیبت و شر
اعداے نابکار سے مدام بچاے لوح طلسم اُنکے قبضے سے اب نکل نہ جاے کیونکہ بعد خدا و رسول وہی اُنکی
حافظ جان ہی اور رہنما ہی اُسی کی ہدایت سے طلسم صندل و طلسم رنگین حصار ٹوٹیگا اُسی کی ہدایت
سے جملہ ساحران طلسم ہلاک و قتل ہونگے خدا جلد تر وہ دن دکھاے کہ محبوب ہمارا طلسم رنگین حصار
کو بہ ہدایت لوح فتح کرے ہمارے والد کو قتل کرے ہمین اس زندان سے رہا کریگا وہ آپ ہی کہتی ہین
کہ اے رنگین کاکل کشا یہ کیا کہ رہی ہی حواس خمسہ تیرے بجا نہین ہین کثرت آلام سے دیوانی ہوگئی ہی ارے رہا
ہونا تیرا دشوار ہی فلک جفاجو درپئے آزار ہی اگر راحت و آرام و عیش مقدر مین لکھا ہوتا تو اپنے محبوب سے کیون
جدا ہوتی مبتلاے سحر ہوکے روے زندان کبھی نہ دیکھتی اب اپنی رہائی کی امید نرکھ نہ تمناے رہائی کر ہان یہ دعا
خدا سے کر کہ طلسم کشاے ذیوقار تیرا دلبر یکتاے روزگار زندہ و سلامت رہے خواہ طلسم صندل کو توڑے
یا اپنے لشکر مین چلا جاے جہان رہے بخیر و عافیت رہے خدا اُسے ہر اک دشمن کے شر و فساد سے بچاے اُسکو
دنیا مین کوئی رنج و غم نہو آخرت بھی اُسکی بخیر ہو اُسکی زندگی سے مجھے یہ امید ہی کہ کبھی شاید شکل اُسکی کسی صورت
سے دیکھنے مین آجاے کبھی کہتی ہین ہاے اسوقت بس کوئی اپنا ایسا دوست و خیرخواہ نہین ہی کہ میری طرف
سے اُس گل باغ خوبی و سرو گلشن محبوبی سے یہ جا کر کہدے کہ صاحب تمھارے عشق مین ہمنے عجب عجب

صدمے اٹھائے ہین اور اب دیکھیے کب تک مبتلاے قید رنج و محن اس زندان مین رہتی ہون بجز ضبط و شکر
شکوہ و شکایت تمھاری نہین کرتی ہون اکثر تمھارے واسطے دعا کرتی ہون تم میرے قید ہو جانے سے اور
میری جدائی سے رنج و غم نکرنا خواب و خور ترک نکرنا زار زار مانند ابر بہار اشکبار نہونا کثرت رنج و گریہ
سے جان اپنی نہ دینا اے شاہزادہ ذیوقار اب ہم زیادہ تر اُنکے حالات و تقریر دردآمیز کیا بیان کرین کہ
صدمہ بیحد ہوتا ہے بے اختیار آنسو نکل آتے ہین آپ بھی زیادہ سُننے کے متحمل نہونگے اتنے حالات اُنکے سُننے
یہ صدمہ آپکو ہوا ہے کہ آپ بے اختیار رو رہے ہین رومال آنسوؤن سے بھگو رہے ہین ہم بھی اشکبار ہین
اب ضبط گریہ کیجیے ماحصل ہماری تقریر کا سُنیے ہم خیر خواہون نے حال ملکہ عالم کا کثرت رنج و عشق حضور
سے متغیر دیکھا موقع پا کے جملہ نگہبانون سے ڈر کے پوشیدہ طور سے قفل زندان وا کر کے ہنگام شب
پاس ملکہ کے گئے پہلے اُنکو بہت سمجھایا گریہ و زاری سے منع کیا بعدہ اُنسے عرض کیا کہ ہم نمک حلال و خیر خواہ
ہین جو کچھ حکم ہو ہم بجا لائین اُنھون نے ہمکو اپنا خیر خواہ اور دوست صادق جانکے بعد بہت آہ و زاری
کے اسقدر کہا کہ اگر ممکن ہو تو قلم و کاغذ و دوات ہمین لادو ہم ایک رقعہ لکھدین وہ رقعہ تم پیر بخش
جو یدار کو دو اور اُسکو ہمراہ لیکے ہمارے دلربا کے لشکر کی طرف جاؤ اور کسی طرح ہمارے محبوب کو
ہم تک لے آؤ تاکہ ہم اُسے ایک نظر اور دیکھ لین حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے اسوقت زندہ
ہین صبح کو زندہ رہین کہ نرہین یہ آخری حسرت اگر دل سے نکل جاے تو دل خوش ہو جاے اور عجب
نہین کہ دلربا ے موصوف کے یہان آنے سے میری رہائی بھی ہو جاے کیونکہ بفضل خدا سے وہ صاحب
لوح طلسم صندل بھی ہین ہم غمخوارون نے اُنکے حکم کی تعمیل کی یہانتک آئے اب آپکو مناسب و لازم ہے کہ
ملکہ کے پاس چلیئے اور اپنے شربت دیدار سے اُس مریض دردِ ہجران کو صحت دیدیجیے بعدازان اگر ممکن ہو
تو اُسے زندان سے رہا کیجیے شاہزادے نے اُنکی تقریر بخوبی سُنکے ملکہ کے حالات استماع کر کے بہت آہ و بکا
کر کے کثرت غم و الم سے بدحواس ہو گئے لوح طلسم پر نظر کر کے اُن سے پوچھا مین اُن تک کیونکر جاؤن
کیا تدبیر کرون دل میرا اُنکے فراق مین بیتاب و بیقرار ہے اُنسے زیادہ مجھے اُنکے دیکھنے کا اشتیاق ہے خدا
سے چاہتا ہون کہ اُن تک پہونچون اُنھین دیکھون ساحران نگہبانان در زندان کو قتل کرون اُنھین
زندان سے رہا کرون اُن عورتون نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیقدر و ذیوقار اگر آپ ہمارے کہنے پر
عمل کرین تو ہم آپکو اندر زندان کے پاس ملکہ عالم کے پہونچا دین گو ہم عورتین ناقص العقل ہین لیکن
ایک تدبیر ایسی ذہن مین آئی ہے کہ اُس تدبیر کے کرنے سے ہم یقین کرتے ہین کہ آپ ملکہ عالم تک
پہونچ جائیگا اور وہ تدبیر یہ ہے کہ آپ یہ پوشاک مردانہ تو اُتار ڈالین لباس زنانہ کہ ہم اپنے ہمراہ
لیتے آئے ہین اُسے پہن لین اور ہم رنگ و روغن سے گو عیارہ نہین ہین لیکن کچھ شکل آپکی تبدیل
کرین بعدہ ایک ڈولی مین بٹھلا کے سلاسل مین گرفتار کر کے تا در زندان آپکو لے چلین اور نگہبانان
در زندان سے کہین کہ آج یہ عورت کہ ملکہ عالم کی اک ہمجلیس و خیر خواہ تھی عتاب شاہ طلسم رنگین حصار
مین آئی ہے حکم شاہ ہوا ہے کہ اسکو لیجا کر پاس ہماری دختر کے قید کر دو لہذا ہم بحکم شاہ اس خیر خواہ
ملکہ کو گرفتار کر کے لاے ہین اس نے عاجزی بہت کی ہے اور بکمو روپیہ ہمین دیا ہے اسوجہ سے اسے
ڈولی مین بٹھا کر لاے ہین ورنہ کشان کشان لاتے سر بازار تمام مرد و زن اسکو سر سے پاؤن تک

دیکھتے جب ساحران نابکار ہماری یہ گفتار سُنینگے کچھ نہ کہینگے قفل در زندان کھول دینگے ہم آپکو داخل قید خانہ کر دینگے آپ زندان مین جاکر زور کرکے سلاسل کو توڑ ڈالیئے گا ملکہ عالم سے گلے ملیئے گا بعد از ان شمشیر آبدار سے بیرون زندان آکے بہ ہدایت لوح ساحرون کو قتل کیجیے گا جب سب ساحر قتل ہو جاینگے یا بھاگ جائینگے آپ اور ہم سب ملکہ کو سوار کرکے ڈیرہ مدعا پاکے ادھر چلے آئینگے ملکہ بھی حضور کی بارگاہ مین درمیان لشکر کے رہینگی پھر عجائب جادو انھین گرفتار کر سکے گا شاہزادے نے جواب دیا تدبیر تو تمنے اچھی تجویز کی ہی مگر مجھے ایک عذر ہی انھون نے پوچھا وہ عذر کیا ہی ظاہر کیجیے شاہزادے نے فرمایا مین شجاع و بہادر و مرد میدان نبرد ہون کپڑے عورتون کے نہ پہنونگا اور صورت مانند شکل عورتون رنگ و روغن سے بنواکر ڈولی مین سوار ہوکے زندان تک نہ جاؤنگا کیونکہ باعث میری ذلت و بدنامی کا ہی ہان اسی لباس سے مرکب پر سوار ہوکے ابھی تمھارے ساتھ چلنے کو موجود ہون اُنھون نے عرض کیا ای شاہزادۂ عالی منزلت و والا مرتبت جو کچھ آپنے ارشاد کیا گو یہی درست و بجا ہی لیکن وقت ضرورت و ہنگام حصول دُرِ مدعا تبدیل صورت و سواری اختیار کیجیے مصلحت وقت یہی ہی اسمین کچھ فرق آپکی شجاعت و بہادری مین نہ آجائیگا مشہور ہی کہ سپاہی کے چھتیس فن ہین کسی فن و فریب سے دشمن کو مار ڈالنا چاہیے مطلب اپنا نکالنا چاہیے یہ موقع مردانہ لباس و صورت اصلی و سواری مرکب سے چلنے کا نہین ہی عاقل کو لازم ہی کہ جیسا وقت ہو ویسی ہی بات کرے ہر جگہ ایک طور اور ایک ڈھنگ سے جو بات مقصد نہو بقول شیخ سعدی شیرازی کے شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن که جاہا سپر باید انداختن ❖ بس اگر رہائی و ملاقات ملکہ عالم منظور ہی تو جو ہمنے عرض کیا ہی اُسی منظور کیجیے انکار نہ کیجیے ورنہ آپکو اختیار ہی ہم رخصت ہوتے ہین ملکہ عالم سے جاکے کہ دینگے کہ ہمنے لاکھ لاکھ شاہزادہ سے عرض کیا اُنھون نے ہمارے کہنے پر عمل نہ کیا وہ اپنے لشکر مین رہے ہم چلے آئے شاہزادۂ رستم ثانی نے اُنکی تقریر سُنکے اپنے دل مین کہا کہ اگر مین ان عورتون کے کہنے پر عمل نہین کرتا ہون تو جو کچھ انھون نے مجھسے کہا ہی یہی جاکے ملکہ رنگین کاکل کُشا سے کہ دینگی اُسے بہت ملال ہوگا امید اُسکو یہ سُنکے مجھ سے نہ رہے گی بجاے خود یہ ضرور کہے گی کہ ہمنے جس شخص کی محبت مین قید ہوکے سختیان اُٹھائین عاشق ہوکے بدنامی و ذلت گوارہ کی اُسنے ذرا بھی اپنی ذلت ہماری محبت مین گوارہ نہ کی یعنی پوشاک و صورت و سواری اپنی تبدیل نہ کی ہمارے رہا کرنیکی تدبیر نہ کی ہمنے بیکار و بے فائدہ ایسے شخص سے محبت کی اور کیا عجب ہی کہ شعر کسی شاعر کا زبان پر جاری کرے شعر باوفا ہمسہم جسے سمجھتے ہین امتحان مین وہ بے وفا نکلا یہ خیال کرکے اُن عورتون سے کہا ہر چند یہ تبدیل پوشاک و صورت و سواری خلاف طبع ہی لیکن محض خوشنودی ملکہ و رہائی ملکہ کے واسطے بادرجہ مجبوری گوارہ کرتا ہون اور تمھارے کہنے پر عمل کرتا ہون پہلے تم میری صورت تبدیل کر و عورتون کی سی صورت بناؤ بعد ہمین یہ پوشاک اُتار کے لباس زنانہ پہنونگا جو بات ذلت کی کبھی گوارہ نہ کی تھی آج بمصلحت وقت گوارہ کرونگا اُن عورتون نے خوش ہوکے رنگ و روغن نکالکر عنقریب شاہزادے کے آکے رنگ و روغن سے شکل تبدیل کرنی شروع کی ہنوز اچھی طرح صورت تبدیل نہ کی تھی کہ بوے رنگ و روغن بیہوشی آمیز قوت شامہ سے دماغ شاہزادے مین پہونچی فوراً چھینک آئی شاہزادہ موصوف بیہوش ہوکے

مسند پر گرا اُن عورتون نے خوش ہوکے مانند مردون کے نعرہ کیا منم مرقع و تصویر و چنچل عیارۂ
بلاے روزگار او طلسم کشا ہرچند تو بڑا عاقل و ہوشیار مرد میدان نبرد تھا لیکن ہم عیار بچیون
کے دام فریب و مکر مین پھنس گیا دیکھو یون تجکو بیہوش کر لیا کیا نازک بے لاگ عیاری کی ہے کہ
ذرا بھی تجکو ہمپر گمان دشمنی کرنے کا نہوا تو ہمکو عیار بچیان نہ سمجھا یہ نعرہ کرکے جلد تر لوح طلسم صندل
شاہزادے کے گلے سے اُتار کر ایک عیارہ نے اپنے قبضے مین کی پھر اُنھون نے جو بدارہ مذکور کو آواز
دی کہ ای بوا کیچل اب کیون بصورت پیر مرد باہر کھڑی ہو خیمہ مین آؤ ہم کام اپنا کر چکے طلسم کشا کو بیہوش
کرکے لوح طلسم لے چکے اب یہان سے چلنے کا سامان کرو جلد یہان سے نکل چلو مبادا کوئی ساحر یا غیر ساحر
لشکر طلسم کشا کا اودھر آجاے اور ہماری عیاری کرنے سے آگاہ ہوکے ہمین گرفتار کرے تو غضب ہو جاے
ساری محنت و مشقت برباد ہو جاے بدنامی ہو طلسم کشا رہا ہو جاے لوح طلسم بھی چھن جاے
کیچل کہ بصورت جو بدارہ در خیمہ پر کھڑی تھی چہار طرف دیکھ رہی تھی نگہبانی کر رہی تھی یہ خوشخبری سنکے خوش
ہوکے اندر خیمہ کے گئی پھر صورت اپنی تبدیل کرکے بشکل اصلی ہوگئی چارون عیاریان بستارہ طلسم کشا کا
باندھ کے ڈھائی گرہ عیاری کی لگا کے بستارہ مذکور دوش پر اُٹھا کے سب کو ہمراہ لیکے راہ صحرا سے
جلد تر گذر کے راہ لشکر طلسم کشا چھوڑ کے بعجلت راہ طے کرکے دربار عجائب جادو مین گئی شاہ مذکور کو
سلام کیا اُسنے پوچھا کیون ای کیچل تو نے جا کے کیا کیا اُسنے روبرو بستارہ شاہزادہ رستم ثانی کا رکھکر
عرض کیا حضور کے اقبال سے ہم چارون عیار بچیون نے یہان سے جا کے عیاری کرکے طلسم کشا کو
گرفتار کر لیا لوح طلسم صندل بھی لے لی دیکھیے یہ بستارہ طلسم کشا ہی کا ہے ہمنے کار نمایان کیا ہے امیدوار انعام
کثیر کی ہین حضور قدردان ہین یہ کہکے لوح طلسم کو مرقع و تصویر و چنچل سے پوچھا کہ تم مین سے کس کے
پاس ہے چنچل نے کہا میرے قبضہ مین ہے مین ہی نے رستم ثانی کے گلے سے اُتاری تھی یہ کہکے کیچل
کے حوالے کی اُسنے رومال مین لپیٹ کر عجائب جادو کو دی وہ لوح طلسم صندل پا کے بہت
خوش ہوا اور صندوقچہ مین اُسے رکھکے کہنے لگا مین اس لوح کو اپنے پاس سے علیحدہ نرکھونگا
مانند اپنے برادر صندلان شاہ کے عمل نکرونگا یہ کہکے حکم کیا کہ بستارہ طلسم کشا کا کھولو جب کیچل و چنچل
نے کھولا عجائب جادو نے دیکھا کہ رستم ثانی بیہوش ہے بس اُسی عالم بیہوشی مین طوق و سلاسل
مین بخوبی تمام اپنے ملازمون سے گرفتار کرایا پھر بمقام مناسب قید کرنے کا حکم دیا عیار بچیان و
دیگر ملازمون نے حکم کی تعمیل کی جب عجائب جادو طلسم کشا کو قید کرا چکا لوح طلسم اپنے قبضے
مین لا چکا عیار بچیون کو انعام کثیر دے چکا کثرت خوشی و فرط نخوت سے تاج کو سر پر اپنے کج رکھکے
ہنسکے اہل دربار سے کہنے لگا تمنے مثل ما بدولت کے کسی شاہ و شہریار کو خوش اقبال و عاقل نہ دیکھا
نہ سنا ہوگا دیکھو ہمنے کس حسن تدبیر سے طلسم کشا کو گرفتار کرا لیا لوح طلسم صندل اپنے قبضے مین
کی اب مین کل یہان سے اپنے بھائی صندلان شاہ کے پاس جاؤنگا حال گرفتاری طلسم کشا و
حصول لوح اُنسے بیان کرونگا یا بذریعہ کسی ساحر کے اُنھین اس خوشخبری سے آگاہ کرونگا یا ایک
نامہ مین تمام حال گرفتاری طلسم کشا و حصول لوح تحریر کرکے بذریعہ طائر سحر اُنکے پاس روانہ کرونگا
اور کل ہی سے قتل و بربادی و تباہی لشکر طلسم کشا مین کوشش کرونگا لشکر ساحران ہمراہ لیکے جاؤنگا سبکو

گرفتار سحر کرکے قتل یا قید کرونگا کسی پر رحم نکرونگا اہل دربار نے عرض کیا بیشک حضور از حد عاقل و ہوشیار ہین ہمنے کبھی کسی بادشاہ کو مثل حضور کے عاقل نہین دیکھا اور نہ کسی سے سنا حضور کا مثل دنیا مین نہین ہی واقعی کس خوبی سے حضور نے طلسم کشا کو گرفتار کرا کے قید کیا ہی اور لوح طلسم اپنے قبضہ مین کی ہی اب اگر مناسب ہو تو شاہزادہ رستم ثانی کو اپنے برادر کلان صندل شاہ سے مشورہ کرکے قتل کر ڈالیے قید نرکھیے مبادا پھر کسی طور سے قید سے رہا ہو جاے دشمن کو زندہ رکھنا اچھا نہین ہی عجائب جادو نے جواب دیا تم سچ کہتے ہو مین بھی اسی فکر مین ہون پہلے لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ کر لون بعد ازان اپنے بھائی صاحب سے پوچھکر بعد گذرنے چالیس روز کے طلسم کشا کو بھی قتل کرونگا زندہ نرکھونگا ابھی قتل نہ کرونگا آئین طلسم مین فرق نڈالونگا کیونکہ یہی بانیان طلسم نے لکھا ہی کہ پہلے طلسم کشا کو گرفتار کرکے چالیس روز قید رکھکے بیرون شہر و طلسم مین آسے لیجا کے قتل کرنا چاہیے مین انکی تحریر کے موافق عمل کرونگا خلاف انکے عمل کے نکرونگا ورنہ جس جگہ خون طلسم کشا گریگا وہ زمین کبھی آباد نہوگی یہ کہکے حکم دیا کہ آجکی شب بزم عشرت نہایت خوبی و تکلف سے آراستہ کیجاے ارباب نشاط حاضر ہو کے رقص و نغمہ کرین ہمارے روبرو ناچین گائین کیونکہ آج ہمکو از حد خوشی حاصل ہوئی ہی لوح طلسم صندل ہاتھ آئی ہی طلسم کشا کو گرفتار کرکے قید کیا ہی دل بہت خوش ہی لہذا ہم بھی خوشی کرنا ضرور ہی جسوقت عجائب جادو نے یہ حکم دیا ملازمون نے بزم عشرت آراستہ کی ارباب نشاط کو حکم شاہ مذکور سے طلب کیا وہ حاضر ہوے پہلے حکم عجائب جادو سے ساقیان شوخ چشم گلشتیان شراب نام کی مع شیشہ و ساغر بلورین لیکر بزم عشرت مین آئے عجائب جادو و دیگر اہل بزم عشرت کو شراب ناب جام و ساغر بلورین بھر بھر کر دینے لگے شاہ مذکور و دیگر ساحران نابکار مے گلنار خوش ہو کے پینے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو گشتیان شراب کی اٹھا کر بزم مذکور سے لیگئے بعد انکے جانیکے بحکم عجائب جادو ایک رقاصہ خوبرو و خوش گلو نوجوان لباس زیور معقول پہنے ہوے ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آئی بعد سلام کرنے اور درست ہونے سازون کے روبرو عجائب جادو کے کھڑی ہو کے بصد ناز و ادا رقص کرنے لگی سازندے ساز بجانے لگے عجائب جادو وغیرہ عالم نشۂ شراب مین ناچ اسکا دیکھنے لگے ہر ایک خوش ہو کے رقص دیکھنے لگا جب وہ رقاصہ تا دیر گت ناچ چکی بعد مبارکباد گانے کے یہ غزل گانے لگی غزل

باطن سے اب کھلا کہ وہ ظاہر مین دور تھا
مردہ تھا جب سے جانجہان تجھ سے دور تھا

بوسہ دیا نہ تمنے کہ مین نے نہ دل دیا
اس دین لین مین کہو کسکا قصور تھا

توڑا غرور ہی نے جو سر پر غرور تھا
دل اُس صنم کو دیکے مین کیا خاک پھیرتا

اچھا ہوا کہ تیغ نے اسکی کیا شہید
آخر تو ایکدن ہمین مرنا ضرور تھا

کیا ایسے قد راست پہ اسکو غرور تھا
جاگا بہت تھا ہجر مین خوش ہون لحد مین

نازان تھا اسقدر شب معراج پہ آز
انجم جہان مین کون تھا جو اس سے دور تھا

پہلے فراق یار سے جو کا قصور تھا
بدتر سواد قبر سے آنکھونکا نور تھا

اُڑ رہا مین خود ہوا لیے سزاوی حباب کو
اک آئینہ ہمارا سنگ کی چوٹ سے چور تھا

وہ سرو کو جلا کے یہ کہتے ہین باغ مین
سونیکے وقت خانہ خلوت ضرور تھا

اہل بزم عشرت سننے لگے یہان تو رقاصہ رقص کر رہی تھی غزل مندرجہ بالا گا رہی تھی عجائب جادو وغیرہ شاہد غزل سن رہا تھا خوش ہو رہا تھا وہان شاہزادہ رستم ثانی کو ہوش آیا بیہوشی رفع ہوئی آنکھین کھولکر دیکھا تو اپنے تئین

ایک زندان مین گرفتار طوق و زنجیر پایا بدرجۂ کمال حیرت ہوئی دل مین کہنے لگا تو کیونکر گرفتار ہوا کس نے مجھے
قید کیا بعد فکر بسیار کے سونچکر یقین اسکا کیا کہ انھین عورتون نے مجکو بیہوش کرکے لوح طلسم گلے سے اُتار کے
مجھے گرفتار کیا ہی یقیناً وہ عورتین عیارنیچیان تھین عجائب جادو نے انھین واسطے میری گرفتاری کے بھیجا
تھا عجب عیاری انھون نے میرے آگے کی کہ مین اُنکے دام فریب مین آگیا سمجھا کہ جو بدار رقعہ ملکہ رنگین کاکل کشا
کا لیکر آیا ہی ہمراہ اُن عورتون کے ملکہ نے مجھے بلایا ہی ہاے افسوس کیا مین نے دھوکا کھایا حیف
اپنے رفقا و عیاران سے کسی کو ہمراہ نہ لیا اکیلا ہمراہ اُس چوبدار عیار کے سوے صحرا گیا داخل خیمہ ہوکے
عورتون کے دام فریب مین پھنس گیا لوح بھی ہاتھ سے گئی خود بھی گرفتار ہوا اب دیکھیے رہا ہوتا ہون یا نہین
اور لوح طلسم اب پھر دستیاب ہوتی ہی یا نہین ایک مرتبہ تو لوح میرے ہاتھ سے جا چکی تھی بڑی دشواری
سے دستیاب ہوئی تھی اب پھر لوح مین نے اپنے ہاتھ سے بوجہ نادانی و بیوقوفی کے گنوائی ہی دیکھیے
اب لوح کیونکر ملتی ہی اور رہائی میری کیونکر ہوتی ہی نہین معلوم میرے اہل لشکر سے کسی کو میرے گرفتار
ہونے سے آگاہی ہوئی یا نہین افسوس ہزار افسوس مین نے کیا دھوکا کھایا عورتون کی باتون مین آگیا
لوح کو نہ دیکھا یہ سبب بدی مقدر کا تھا اور باعث جفاے فلک کا ورنہ یہ حال میرا نہوتا یہ کہکے بے اختیار
آبدیدہ ہوکر ملکہ رنگین کاکل کشا کو یاد کرکے اُسکی تصویر خیالی سے مخاطب ہوکے کہنے لگا اے ملکہ اگر تم اسیر
ہوئین تو مین بھی اسیر ہوا بعد تمھارے قید ہونیکے مجھے بھی ایکدم راحت نہ ملی نہین معلوم تمکو خبر میری
اسیری کی ہوئی یا نہین ادھر شاہزادۂ موصوف تو زندان مین یہ باتین کرتا تھا اور اپنی بدقسمتی کا شاکی
تھا اُدھر محلسرا مین عجائب جادو کے جو خبر پہونچی کہ آج حکم عجائب جادو سے عیارنچیون نے جاکر
عیاری کرکے طلسم کشا کو بیہوش کرکے لوح طلسم اُسکے گلے سے اُتار کے گرفتار کیا ہی اور عجائب جادو
نے طلسم کشا کو زندان مین قید کیا ہی اُسکے اسیر کرنے اور لوح طلسم صندل کے دستیاب ہونے کی خوشی کی ہی
بزم عشرت آراستہ کی ہی شاہ طلسم رنگین حصار کو بہت خوشی ہی رقص ایک رقاصہ کا دیکھ رہا ہی گانا
سُن رہا ہی جملہ عورتین خوش ہوئین خصوص مادر ملکہ رنگین کاکل کشا شاد ہوئی اپنی ملازم عورتون سے
کہنے لگی خوب ہوا کہ طلسم کشا اسیر ہوا میری دختر اب ہوش و حواس مین آجائیگی جب اُسکے ملنے سے
نا امید ہوگی یہ خبر محلسرا مین پھیلی اور عورتون نے جابجا باہم ذکر طلسم کشا کی اسیری کا کیا ملکہ رنگین
کاکل کشا نے بھی سُنا اُسکو بدرجۂ کمال صدمہ ہوا اسی صدمے مین قصد کیا کہ جان اپنی دیدیجیے سر در و دیوار
سے ٹکرا کے مرجائیے لیکن حکم مادر ملکہ سے عورتون نے اُسے سمجھایا خودکشی سے باز رکھا دربار مین
عجائب جادو نے تمام شب رقص رقاصان خوبرو کا دیکھا گانا اُنکا سُنا جب صبح ہوئی عجائب جادو
نے چاہا کہ بزم عشرت موقوف کیجیے ارباب نشاط کو انعام دیکے رخصت کیجیے وزرا و دیگر اہل دربار نے
عرض کیا اے بادشاہ فلک جاہ حصول لوح طلسم صندل و اسیری طلسم کشا کی ایسی کم خوشی نہین ہی کہ صرف
ایک ہی شب خوشی کیجاے کم سے کم سات روز تک تو جشن اس خوشی کا کرنا چاہیے دشمنون کو بوجہ اس
خوشی کے رنج دینا چاہیے اب ہم اسوقت عرض کرتے ہین کہ یہ امید کس کو تھی کہ لوح طلسم صندل
حضور کو ملجائیگی طلسم کشا اسیر ہوجائیگا یہ محض خداوند کی عنایت و حضور کے اقبال سے ہوا ہی پس
اس خوشی کے جشن مین کمی نہونا چاہیے آئندہ حضور کو اختیار ہی عجائب جادو نے سب کے کہنے سے

کہا اچھا اور چند روز بزم عشرت آراستہ رہے اسی طرح جشن ہوا اہل دربار یہ سنکے خوش ہوئے بزم عشرت
آراستہ رہی یہان تو بزم عشرت آراستہ ہی جشن اسیری طلسم کشا کا ہو رہا ہی مگر اب احوال لشکر طلسم کشا
کا لکھا جاتا ہی کہ جب شاہزادہ رستم ثانی اپنے رفقا حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ سے رخصت ہو کے سب کو
بارگاہ مین چھوڑ کے کسی کو ہمراہ اپنے نہ لیکے یہانتک کہ کسی عیار کو چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و
سیارۂ ثانی سے بھی باوجود کہنے کے ساتھ نہ لیکر اکیلا ہمراہ جوبدار کے گیا تھا ہر ایک اعلے و ادنے اپنی بارگاہ
وخیام مین بے فکر و تردد بیٹھا تھا مگر بعد شب گذرنے اور رستم ثانی کے نہ آنے سے ہر ایک کو تردد ہوا خصوصن
سہراب بن لندھور و فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و حدید شاہ و سرشار شاہ و برق ثانی و چالاک
ثانی وغیرہ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ کیا سبب ہوا جو شاہزادۂ ذیجاہ وعدہ بعد تھوڑی دیر کے آنے کا کر گیا تھا
اور ابھی تک نہین آیا ضرور کوئی وجہ ہوئی پس اب بیٹھے رہنا اور شاہزادے کے آنے کا انتظار کرنا مناسب
نہین ہی ہر طرف جا کے دریافت و تلاش حال شاہزادۂ موصوف کرنا چاہیے یہ فکر و تجویز کر کے ہر ایک نے
مردمان سے ارادہ براے تلاش شاہزادہ رستم ثانی سوے صحرا جانیکا کیا تھا لشکر مین ایک تہلکہ پڑا تھا جملہ
ساحر و غیر ساحر متردد و متفکر تھے ہر ایک جدا جدا خیال کرتا تھا کوئی کہتا تھا جاے تردد و اندیشہ نہین ہی اگر
شاہزادہ شب کو اپنے لشکر مین نہین آیا شاید کسی نازنین نے رقعہ اپنے ملازم جوبدار کے ہاتھ ارسال کر کے
طلسم کشاے موصوف کو بلایا تھا شاہزادہ اُسی کے پاس گیا تھا اُسنے نہ آنے دیا ہوگا اب صبح ہوئی ہی بخیر
آئیگا کوئی کہتا تھا شاہزادہ کسی بلا مین مبتلا ہو گیا ورنہ ابتک ضرور اپنے لشکر مین آتا غرض کہ ہر ایک
اعلیٰ ادنے موافق اپنی عقل و فہم کے خیال کرتا تھا در بارے لشکر مین شاہزادے کے نہ آنے سے ایک
تلاطم تھا ساحر و غیر ساحر ارادہ کر رہے تھے کہ براے جستجوے شاہزادہ چہار طرف جائین ہنوز لشکر سے
کوئی نہ نکلا تھا کہ ناگاہ ایک جانب سے کچھ غبار بلند ہوا سب سوے غبار دیکھنے لگے اکثر مردمان لشکر
سمت غبار دیکھکر خوش ہو کر کہنے لگے یقیناً شاہزادہ رستم ثانی اپنے مرکب کو دوڑاتا ہوا ادھر آتا ہی بعض
لوگ اُس غبار کو دیکھکر کہنے لگے یہ صحرا ہی ہواے تند چل رہی ہی یہ غبار جو اٹھتا ہی گرد باد ہی دیکھو کس طرح مانند
ہوا کے آتا ہی کوئی جانب غبار تند کو زر دیکھ کے کہتا تھا مجھے احتمال ہی کہ اس جانب سے کوئی پیادہ بصد
عجلت آتا ہی ابھی ہر ایک موافق اپنے اپنے فہم کے اُس غبار کو دیکھکر خیال جدا جدا کرتا تھا ناگاہ دست
ہواے تند سے دامن غبار تند کو پارہ پارہ ہوا درمیان غبار سے ایک عیار تیز رفتار پیدا ہوا برق ثانی و
چالاک ثانی و قران ثانی و سیارۂ ثانی وغیرہ نے بغور دیکھکر پہچانا کہ خواجہ عمر ثانی بہزار تیزی رفتار ادھر
آتے ہین یہ دیکھکر خوش ہو کے سب سے کہا خواجہ عمر ثانی ہمارے قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہین ہم تو براے
استقبال جاتے ہین یہ کہکے واسطے استقبال کے روانہ ہوے اُنکے ہمراہ اور بھی کچھ لوگ گئے چالاک ثانی و
برق ثانی وغیرہ نے جا کے سلام و استقبال کیا بعدہ خواجہ کو لشکر مین لاے عمر ثانی نے پوچھا شاہزادہ
رستم ثانی کہان ہی چالاک ثانی نے جواب دیا کل ایک جوبدار ایک رقعہ کسی کا لیکر آیا تھا اُس رقعہ کو شاہزادہ
موصوف پڑھ کے اُسی جوبدار کے ساتھ سوے صحرا گیا تھا وعدہ کر گیا تھا کہ مین تھوڑی دیر مین آتا ہون تمام
شب گذری یہ وقت آیا ابھی تک نہین آیا ہی اُسکے نہ آنے سے طرح طرح کا تردد و خیال ہی لشکر ایک تہلکہ
مین پڑا ہی ہر ایک کا ارادہ یہ ہی کہ واسطے اُسکی جستجو کے جانا چاہیے خواجہ نے یہ سہم ہو کے کہا او نالائق

تو لشکر مین موجود تھا جسوقت شاہزادہ گیا تھا تو بھی اُسکے ہمراہ گیا ہوتا تنہا اُسے نہ جانے دیا ہوتا چالاک ثانی
نے عرض کیا مین اور دیگر اشخاص شاہزادے کے ہمراہ جانے پر موجود تھے شاہزادے نے قسم دیکر
کہا کوئی شخص میرے ساتھ نہ آئے مین مجبور ہو گیا سوا میرے سب قسم دینے سے لاچار ہوے لشکر ہی مین
رہے شاہزادہ مرکب پر سوار ہو کے تنہا ہمراہ جو بدار کے سوے صحرا چلا گیا اُسوقت سے ابھی تک نہین آیا ہی
اس باب مین میری کیا خطا ہی یہ کہکے پوچھا آپ کا یہان آنا کیونکر ہوا کس واسطے آپ یہان تشریف لائے ہین
خواجہ نے جوابدیا بحکم امیر ثانی ادھر آیا ہون امیر ثانی نے محض مجھے اسواسطے روانہ کیا ہی کہ رستم ثانی کو اُسکے
دشمنون سے بچاؤن شکر ہی خداوند عالم کا کہ شہر تہرانیہ سے تو یہان تک آیا لیکن راہ مین بڑا نقصان ہوا علاوہ
تکلیف پیادہ روی کے کئی صندوقچے زر و جواہر کے اثناے راہ مین گر گئے مین لٹ گیا تباہ و برباد ہو گیا
اول تو پہلے ہی مفلس و محتاج تھا اب اور بھی محتاج ہو گیا جواہر کے صندوقچے مہاجنون اور جوہریون سے
لیکر ادھر آیا تھا قصد کیا تھا کہ لشکر شاہزادہ رستم ثانی مین جا کر جواہر بیش بہا جو خریدیگا اُسکے ہاتھ فروخت
کرونگا روپیہ جوہریون کو دیدونگا جو نفع ہوگا وہ مین لونگا افسوس نفع کے خیال مین نقصان ہوا وہ
صندوقچے ضائع و تلف ہو گئے اب جوہریون کو کیا جواب دونگا چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ عیارون
نے منہ پھیر کے مسکرا کے عرض کیا جناب والا ہمیشہ آپکا اسیطرح نقصان ہوا کرتا ہی ہماری سمجھ مین نہین
آتا ہی کہ جواہر کے صندوقچے راہ مین کیونکر گر گئے خطا معاف ہو یہ سب آپکی باتین ہین ایک کوڑی بھی
آپکی راہ مین نگری ہوگی بلکہ راہ مین کچھ نفع ہوا ہوگا مسافرون کو لوٹا ہوگا مال و اسباب اُنکا لے لیا
ہوگا خواجہ نے ہر اک عیار کو گھور کے دیکھا اور کہا اے نالائقون تم مجھے جھوٹا جانتے ہو مجھے رنج ہی کہ تم ہنستے
ہو اگر تم سعادتمند ہوتے تو ایسا نکہتے میرے حال پر رحم کرتے اس لشکر مین آکے جو کچھ روپیہ جمع کیا تھا وہ
مجھے دیتے کچھ آنسو میرے پچھتے دل میرا خوش ہوتا تمکو دعا سے خیر دیتا چالاک ثانی نے کہا ہمنے اس لشکر مین
آکے کسی کو لوٹا نہین کسی کا مال نہین مارا ہی روپیہ کہان سے جمع ہوتا ہم خود پریشان ہین آپ ہمین سعادتمند
نہ جانین دعا نہ دین ہم باز آئے ایسی دعا سے خواجہ نے کہا او ناشدنی تو اسم بامسمے ہی نہایت چالاک و
ہوشیار ہی خیر دیکھا جائیگا اسوقت یہان آکے شاہزادہ رستم ثانی کا حال سنا ہی دل کو تردد ہی تلاش شاہزادہ
کی ضرور ہی یہ کہکے بلا توقف لشکر سے سوے صحرا روانہ ہوے چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ عیار و ساحر
بھی چہار طرف بتلاش شاہزادہ موصوف گئے یہ سب تو بتلاش شاہزادہ رستم ثانی گئے ہین
خواجہ عمر ثانی بھی کچھ سوچ کے سوے صحرا روانہ ہوے ہین لیکن اب حال بزم عشرت عجائب جادو کا
لکھا جاتا ہی کہ اُسی طرح عجائب جادو خوش و خرم بزم عشرت مین بالاے تخت بیٹھا ہوا رقص و نغمہ
رقاصان خوبرو کا دیکھ رہا تھا وقت شب کا تھا جملہ اہل دربار حاضر بزم عشرت تھے حسب فرمائش
عجائب جادو ایک رقاصہ خوش گلو یہ غزل لحن داؤدی گا رہی تھی غزل

آج آئینہ مین کوئی ستمگر ضرور تھا
ہم ان بتون پہ مرتے ہین ناصح تو کیا گنہ
سایہ تھا ساتھ ساتھ مگر وہ کور دور تھا
ہوتے نہ آئے چوک ہوئی ہم سے زاہدو

یہ اتہام ہے کہ مین نشہ مین چور تھا
پیدا کیا تھا حق نے تو مرنا ضرور تھا
بگڑے وہ چھیڑ چھاڑ پہ کیون مجھسے رات کو
کعبہ بتون کے گھر سے کہو کتنی دور تھا

بدلا ہوا کچھ آپ کا رنگ اے حضور تھا
چلو بھر آج پی تھی ذرا سا سرور تھا
وحشت جنون مین داہنے بائین رہا کیا
مین کیا کرون بغل مین دل ناصبور تھا
مین نالہ کش ہوا تو وہ بولے رقیب سے

وہ مر گیا دماغ مین جس کے فتور تھا ظاہر ہوا اثر رخ روشن سے عشق کا	خلوت مین کچھ گناہ کیا ہو تو کیا چھپے مرنیکے بعد شوق کے چہرے پہ نور تھا	کوئی نہ تھا جو گھر مین خدا تو ضرور تھا عجائب جادو کس خوشی سے

سن رہا تھا عالم نشہ شراب مین بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا تعریف اشعار و خوش گلوئی رقاصہ مذکور کر رہا تھا جملہ اہل دربار بھی بیٹھے ہوے تھے وہ بھی غزل مندرجہ بالا سن رہے تھے یکایک سوے فلک ایک تخت بروے ہوا نظر آیا عجائب جادو وغیرہ نے دیکھا کہ اُس تخت پر ایک شخص فرشتہ صورت بیٹھا ہوا ہی لباس ایسا پہنے ہوے ہی کہ بار بار رنگ مانند زمانہ کے بدلتا ہی چہرے سے اُس شخص کے رعب آشکارا ہی ابھی سب اُسکی طرف دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے دل مین کہتے تھے کہ نہین معلوم یہ کون ہی ادھر کیون آتا ہی ایسا شخص کبھی نہین دیکھا ہی ضرور کوئی ذی عزت ذی لیاقت و صاحب کمال ہی یکایک وہ صاحب تخت تخت اپنا بلندی ہوا سے اُتار کے بزم عشرت مین لایا اور بعضون نے یون بیان کیا ہی کہ شخص مذکور بالائے تخت نہین آیا بلکہ عین بزم عشرت مین کہ سب اُس رقاصہ کی طرف متوجہ تھے ایک جانب سے بلندی سے اُڑ کے اور جست کر کے بزم مین آیا جامہ اُسکا رنگ بدلتا ہوا دیکھکر صورت پر اُسکی نظر کر کے رعب سے سب خورد و کلان براے تعظیم کھڑے ہو گئے کچھ لوگ ڈر گئے رقاصہ بھی خوف سے سہم گئی ناچ گانا بھول گئی گھگی بندھ گئی اکثر اہل بزم خوف سے کانپنے لگے سازندے رقاصہ مذکورہ کے ایسے ڈرے کہ سازون کو فرش پر گرا کے خود بھی گر کے بیہوش ہو گئے عجائب جادو بھی گھبرا کے اپنے تخت سے اُٹھا خوفناک ہو کے پوچھنے لگا آپ کون صاحب ہین کہان سے تشریف لائے ہین سبب تشریف آوری کیا ہی شخص مذکور نے جواب دیا مین فرشتہ خداوند تمثال آئینہ رو ہی عجائب جادو کیا تو نے مجھے زیر عرش خداوند نہین دیکھا تھا جب تو وہان گیا تھا اور تو نے خداوند کو سجدہ کیا تھا اسوقت ناشناس ہو کے کیون پوچھتا ہی اور اسقدر کیون ڈرتا ہی مین فرشتہ عذاب نہین ہون بحکم خداوند براے نزول عذاب نہین آیا ہون چونکہ خداوند کو ہر اک امر نیک و بد سے خبر ہوتی ہی اسوجہ سے اک فرمان خداوند نے بدست میرے تجھے بھیجا ہی اور یہ فرمان خاص اپنے ہاتھ سے تجکو بندۂ خاص اپنا جانکے لکھا ہی مہر بھی سرنامہ پر کر دی ہی عزت تیری بڑھائی ہی تجھے اپنا نیک بندہ جانکے فرمان تیرے نام مجھ ایسے فرشتۂ ذیوقار کے ہاتھ بھیجا ہی لہذا تجھے لازم ہی کہ احترام اس فرمان کا کر کے جو کچھ اسمین لکھا ہی اُسپر عمل کر خلاف خداوند نکر ورنہ قہر خداوند تجھپر نازل ہوگا عجائب جادو فرشتۂ مذکور کی گفتگو سنکے خوش ہوا ایسا بالیدہ ہوا کہ اپنے جامے مین سما نہ سکا اور وہ خوف جو پہلے فرشتہ مذکور کے دفعتًا اُڑ کے آنے سے ہوا تھا دل سے دور ہوا حواس بجا ہوے مسکرا کے فرشتہ مسطور سے مخاطب ہو کے کہنے لگا آئیے تشریف لائیے جس جگہ مناسب ہو بیٹھیے میرے نہ پہچاننے کی خطا کو معاف فرمائیے واقعی آپ سچ کہتے ہین جب مین زیر عرش خداوند گیا تھا اور خداوند کو سجدہ کیا تھا اب یاد آیا مین نے آپکو وہان دیکھا تھا بیشک آپ فرشتۂ مقرب درگاہ خداوند ہین کیا عنایت و مہربانی میرے حال پر کی ہی کہ مین شکریہ آپکا ادا کر نہین سکتا آپ اور مجھ ناچیز کے پاس نامہ لیکر آئین اور نامہ بھی کسکا کہ خداوند کا زہے قسمت اور خوشا مقدر میرا کہ خداوند مجکو اپنا بندۂ خاص جانکے اپنے دست قدرت سے نامہ مجھے لکھین اور آپ لائین باعث میرے فخر و افتخار کا ہوا ہی مرتبہ میرا بڑھ گیا ہی جو کچھ فخر کرون بجا ہی فرشتۂ مذکور یہ سنکے عنقریب تخت عجائب جادو ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھ گیا بعد بیٹھنے کے عجائب جادو و جملہ اہل بزم سے کہنے لگا بس

اب بیٹھ جاؤ تعظیم ہماری ہو چکی اب عوض زیادہ تعظیم کرنیکے اور روبرو ہمارے کھڑے رہنے کے ہمیں
نذر دو جسکی جتنی لیاقت ہو حسب حیثیت ہر اک نذر دیکر جو حاجت ہو بیان کرے ہم خداوند سے کہ دینگے
ای خداوند جن لوگون کی حاجتین ہمنے بیان کی ہین اُنکے مطالب دلی جلد بر لائیے کیونکہ وہ سب دل سے آپکی
پرستش کرتے ہین اور سوا اسکے جو کوئی ہمین نذرین زر و جواہر زیادہ دیگا اُسکی ثنا و تعریف بیش خداوند
ہم زیادہ کرینگے یقین ہی کہ ہمارے عرض کرنے سے خداوند ہر اک کے مطالب دلی جلد بر لائینگے عجائب جادو
وجملہ اہل دربار و مرقع و تصویر و کیچل و چنچل عیار بچیون نے گفتگوے فرشتہ مذکور سنکے دست بستہ عرض
کیا جو آپنے فرمایا بسر و چشم منظور ہی باعث ہمارے فخر و بہبودی کا ہی لیکن ہم امیدوار ہین کہ جو تمنا ہو اُسے ہم
بیان کرین اگر آپ اجازت دین فرشتہ مذکور نے پوچھا وہ تمنا کیا ہی بیان کرو سب نے کہا گو آپ
خداوند نہین ہین فرشتہ مقرب درگاہ خداوند ہین لیکن دل یہ چاہتا ہی کہ آپکے آگے سر جھکائین بوسے
دست و پا کے لین خاک آپکے زیر قدم کی اُٹھاکے بجاے سرمہ آنکھون مین لگائین فرشتہ مذکور
نے مسکرا کے جواب دیا معلوم ہوا تم سب خوش اعتقاد ہو اچھا مین سجدہ تو نہ کرو لیکن دست و پا ہمارے
چوم لو یہ سُنکے پہلے عجائب جادو نے بصد ادب اُسکے دست و پا چومے پھر ہر اک نے بصد اعتقاد و رغبت دست
و پاے فرشتہ مذکور پر بوسہ دیا خاک زیر قدم فرشتہ مذکور اُٹھا کے سر و چشم پر لگائی عیار بچیون مذکور
نے بھی مانند اہل بزم عشرت کے دست و پا بوسی کی فرشتہ مذکور نے بنظر رغبت چنچل کو دیکھکر بعض اعضا پر
اُسکے ہاتھ ڈالکر دبا کر کہا بس اب قدم پر جھکی نہ جا سر اُٹھا چنچل کہ نہایت شوخ و خوبرو و عیارہ کاملہ تھی
پہلے تو اپنے سینہ دبنے سے جھجک کر علٰحدہ ہٹ کے دل مین کہنے لگی یہ کیسا فرشتہ ہی کہ میری چھاتیان اپنے ہاتھ سے
ملتا ہی مساس کرتا ہی مانند تماش بینون اور عیاشون کے اسنے حرکت کی ہی ضرور یہ ہی کہ یہ کوئی عیار ہی فرشتہ
خداوند بنکر آیا ہی بعدہ خود ہی دل مین کہنے لگی کہ ای چنچل تو اسوقت کیا خیال کر رہی ہی کیا بد اعتقاد
ہو گئی ہی فرشتہ خداوند کو عیار تصور کرتی ہی ارے بیوقوف کہین عیار ایسی صورت اپنی بنا سکتا ہی
اور ایسا لباس پہنکے بیخوف و خطر اُڑ کے یہان آسکتا ہی جسطرح یہ آیا ہی کیا مجال کسی عیار کی کہ اسطرح
آسکے اور ایسی صورت بنا سکے اور ایسا بیخوف آسکے اُسے ایسا لباس کہان ممکن ہوگا ضرور ہی بلکہ
یقین ہی کہ یہ فرشتہ خداوند ہی میرا سر اُٹھانے مین ہاتھ اسکا میرے سینے سے مس ہو گیا ہی عمداً
ہاتھ اسنے میرے سینے پر نہین ڈالا ہی بھلا یہ فرشتہ بے نفس ہی اسکو خواہش ایسے امر کی کہان یہ خیال
کر کے خاموش رہی جب سب خورد و کلان دست و پا بوسی سے فارغ ہوے ہر ایک نے موافق
اپنی لیاقت و حیثیت کے اشرفی زر و جواہر موافق قاعدہ نذر دینے کا ارادہ کیا عجائب جادو نے
بھی کئی کشتیان زر و جواہر سے مملو واسطے نذر کے منگوائین فرشتہ نے یہ حال دیکھکر کہا کہ تم سب
روپیہ و اشرفی و جواہر ایک کوٹھری مین جمع کرو ہم وہان تنہا جا کے لے لینگے فرداً فرداً تم سب لوگ
مجھے کب تک نذر دوگے سب نے قبول کر کے زر و جواہر ایک کمرے مین جا کے جمع کیا جب سب خورد
و کلان زر و جواہر نذر جمع کر چکے عرض کیا کہ ہم تعمیل حکم کر چکے اب آپ وہان تشریف لیجائین نذر قبول
فرمائین فرشتہ مذکور اُس کمرے مین اُٹھکر گیا اور تمام زر و جواہر نذر کو دیکھکر خوش ہو کے قبول کیا
اور لے لیا بعد قبول کرنے اور لینے زر و جواہر کے پھر اپنی جگہ پر بیٹھا عجائب جادو نے نامہ طلب کیا

اُسنے کہا پہلے اس نامہ پر زر و جواہر کثیر نثار کرنا چاہیے کیونکہ نامہ خداوند ہی عجائب جادو نے یہ سُنکے
بہت سی کشتیان زر و جواہر کی طلب کین پھر نامے پر کشتیان زر و جواہر کی نثار کرنیکا حکم دیا
ہنوز ملازمون نے ایک ہی کشتی زر سُرخ کی نامہ پر نثار کی تھی کہ فرشتے نے کچھ سوچ کے کہا بس اب
ہاتھ کو روکو پہلے ہمنے خیال نہ کیا تھا اب ذہن مین آیا کہ نامۂ خداوند پر جو زر سُرخ و جواہر نثار کیا ہی اوسکا
کیا جائیگا وہ سب زمین پر گریگا مقام ادب ہی اور جاے غور ہی کہ نامۂ خداوند پر سے جو زر و جواہر
نثار ہو وہ خاک پر گرے یہ بے ادبی ہی اور اک قسم کی توہین نامہ ہی بس بہتر یہ ہی کہ تمام کشتیان زر و
جواہر کی ہمارے حوالے کرو ہم خداوند کو جاکے دیدینگے اور کہدینگے کہ تمام کشتیان زر و جواہر کی
عجائب جادو نے واسطے نثار کرنے کے منگوائی تھین موافق رسم و قاعدہ ایک کشتی کا زر سُرخ نامۂ
حضور پر سے نثار کر دیا گیا اور یہ سب کشتیان ہم حضور کے روبرو لے آئے ہین خداوند کشتیان دیکھکر
خوش ہونگے ان کشتیون مین جسقدر زر و جواہر ہی اس سے دو چند عطا کرینگے اور اگر اسوقت نثار کر دیگے
تو چندان خداوند خوش نہونگے اور نہ بعوض اس زر و جواہر کے کچھ عطا کرینگے عجائب جادو تقریر
فرشتۂ مذکور سُنکے خوش ہو کے کہنے لگا آپکی راے خوب ہی یہ کہکے بایملے فرشتۂ مذکور سب کشتیان
زر و جواہر کی اُسی کمرے مین رکھ دی گئین بعد اسکے نامہ لیکر سر و چشم پر رکھکر از حد ادب کرکے
اُسے کھول کے عجائب جادو نے خود پڑھا اسمین بخط جلی لکھا تھا کہ ای بندۂ خاص ہمارے ای عجائب جادو
ہمنے بچشم قدرت دیکھا کہ تو نے شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشا ہمارے اک بندۂ جاہل و منحرف کو قید کیا
ہی اور اپنی دختر کو بھی اسیر کیا ہی لوح طلسم صندل طلسم کشا سے بمکر و فریب لیکر اپنے قبضے مین کی ہی
ہمین یہ سب افعال تیرے نیک معلوم ہوے ہین ہم تجھسے بہت خوش ہوے ہین لیکن بوجہ خوش
ہونیکے ہماری مصلحت مین یہ گذرا ہی کہ اگر طلسم کشا زندان مین قید رہے گا تو ایک روز رہا ہو جائیگا
اور اگر تیرے پاس لوح طلسم صندل رہیگی تو پھر کسی طور سے طلسم کشا لوح لے لیگا طلسم نگین حصار
و طلسم صندل کو توڑے گا ہمارے بندگان خاص کو قتل کریگا چونکہ منظور رہا کہ تو زندہ رہے طلسم نگین حصار
برقرار رہے طلسم صندل بھی نہ ٹوٹے صندلان شاہ بھی نہ قتل ہو ساحران طلسم دست طلسم کشا سے
نہ مارے جائین لہذا یہ فرمان ہمنے بنام تیرے اپنے اک فرشتہ مقرب کے ہاتھ روانہ کیا ہی تجکو لازم ہی کہ
بمجرد اصدار فرمان طلسم کشا اور اپنی دختر اور لوح طلسم صندل کو حوالے فرشتۂ مذکور کے کر دے ہم
طلسم کشا کو صحراے سرگردان مین ڈالدینگے کہ ہمیشہ وہ اسمین رہیگا وہان سے کبھی نکل نہ سکیگا نہ کوئی
اُسکو وہان سے لیجا سکیگا اور لوح کو ہم اپنے سنگ منزلت سے توڑکر سرمہ سا کرکے خاک اُسکی بادِ
فنا مین اُڑا دینگے جب نہوگی اور طلسم کشا صحراے سرگردان سے نکل نہ سکیگا پھر کیونکر طلسم نگین
حصار و طلسم صندل ٹوٹے گا اور تیری دختر کہ عشق مین طلسم کشا کے دیوانہ وار ہی ایسا اُسکے قلب کو پلٹ
دونگا کہ طلسم کشا سے نفرت کریگی کبھی اُسکو یاد نہ کریگی زیادہ کیا لکھا جاے اس تھوڑے لکھے کو بہت جان کیونکہ
تاکیداً تجھے لکھا ہی عجائب جادو یہ عبارت نامہ مذکورہ مین پڑھکر دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا دلمین کہنے لگا کہ
یہ نامہ تو ضرور ہی خداوند کا ہی کیونکہ مُہر خداوند کی سرنامے پر موجود ہی لیکن کبھی خداوند نے اسطور سے کوئی نامہ مجھے
نہین لکھا ہی تھوا دلنے کا اسقدر مرتبہ نہین بڑھایا ہی اکی مرتبہ کیا سبب ہی کہ جو اسقدر میرے حال پر عنایت کی ہی یہ دلمین کہکے بعد

فکر بسیار فرشتۂ مذکور سے مخاطب ہو کے کہنے لگا جو کچھ خداوند نے مجھے لکھا ہی مین اس سے اگاہ ہوا کیا مجال میری کہ حکم خداوند
سے انحراف کرون طلسم کشا اور میری دختر کو تو آپ پیش خداوند آپ لیجائین لیکن لوح طلسم صندل کے باب مین یہ عذر ہی
کہ آپکو نہ دونگا خود لوح کو لیکر خدمت خداوند مین جاؤنگا زیارت بھی جمال خداوندی کی کرونگا دیدار
خداوند سے مشرف ہونگا لوح بھی پیش کرونگا اپنی دختر کو اپنے ہمراہ بھی لے آؤنگا سوا اسکے اور بھی کچھ
خداوند سے عرض کرنا منظور ہی لہذا مقدمہ لوح طلسم صندل آپ مجھ سے کچھ نہ کہئے گا جو مین نے عرض
کیا ہی خداوند سے کہہ دیجئے گا یہ کہکے شاہزادہ رستم ثانی کو زندان سے طلب کیا اور دختر کے بلانے
کے واسطے بلکہ خود اُسے لانے کے واسطے ارادہ اُٹھنے کا کیا فرشتہ مذکور نے بمقدمہ لوح طلسم صندل
بوجہ منع کرنے عجائب جادو کے کچھ تقریر نہ کرکے کہا ای عجائب جادو اپنی دختر کو سر دربار نہ لا کہ یہان
لانا اُسکا اچھا نہین ہی نوجوان دختر کا سب کے سامنے لانا صورت اُسکی سب کو دکھانا خوب نہین ہی
باعث ذلت کا ہی ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ طلسم کشا کو یہان سے اپنی دختر کے پاس لیچلو ہم وہان
جاکے دونون عاشق و معشوق کو وہان سے لیجائینگے عجائب جادو نے کہا بہتر ہی یہ کہکے طلسم کشا کو
لیکر فرشتہ مذکور کے ہمراہ محلسرا مین بعد پردہ کرانیکے گیا اور جس کمرے مین ملکہ رنگین کاکل کشا قید تھی
اُسی کمرے مین طلسم کشا کو بھی داخل کیا اُسوقت عاشق و معشوق ایک دوسرے کو اسیر دیکھ کے بہت
روئے فرشتۂ مذکور نے عجائب جادو سے کہا تم اس کمرے سے نکل جاؤ مین ان دونون کو اُنکے
رونے کی سزا دونگا عجائب جادو کمرے سے باہر آیا فرشتۂ مذکور نے جاکے طلسم کشا و ملکہ رنگین
کاکل کشا کو بنظر قہر و غضب دیکھکر برہم ہوکے کہا ای نالائقون کیا روتے ہو خاموش رہو ابھی کیا روتے
ہو اس سے زیادہ روؤگے تمپر عتاب خداوند آئے گا تم مین سے ایک کہین ہوگا اور ایک کہین ہوگا
ایسی جدائی ہوگی کہ پھر وصل نہوگا یہ کہکے ایک پھول گلاب کا بیہوشی آمیز نکالکے ملکہ رنگین کاکل کشا
و طلسم کشا کو سنگھا کے دونون کو بیہوش کیا اور آہستہ نعرہ کیا سنو عمر ثانی یہ نعرہ کرکے دونون کو
اُٹھا کے نذر زنبیل کیا پھر گلیم اوڑھ کے کمرے سے باہر نکل کر اُس کمرے مین گیا جسمین عجائب جادو
نے کشتیان زر و جواہر کی رکھوا دی تھین وہان جاکے تمام کشتیان اُٹھا کے نذر زنبیل کین اور
سوا اُن کشتیون کے جو اسباب و مال اُس کمرے مین تھا وہ جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کر کے ایک
پرچہ کاغذ کا نکال کے اُسپر یہ عبارت لکھی کہ ای عجائب جادو آگاہ ہو مین فرشتہ نہ تھا بلکہ عمر ثانی عیار
امیر ثانی کا تھا عیاری کر کے تیری دختر و طلسم کشا کو بالفعل قید سے رہا کر کے لے گیا ہون انشاءاللہ
لوح طلسم صندل بھی تجھ سے بمکر و فریب لے لونگا اب مین آیا ہون وہ عیاریان کرونگا کہ تجھکو اور سبکو
حیرت ہوگی تیری ملازم جو عیار بجیان ہین اُنکو بھی کمال حیرت ہوگی اُنھون نے طلسم کشا کو بیہودہ
عیاری کر کے اسیر کیا تھا عیاری اسکو کہتے ہین جو مین نے اُنکے اور تیرے اور سب کے سامنے کی ہی
اور زر مطلب حاصل کیا ہی بعد لکھنے کے اُس پرچۂ قرطاس کو اُسی جگہ ڈال کے خواجہ وہان سے نکل کے
سوے کوہ و دشت روانہ ہوے کسی نے خواجہ کو جاتے نہ دیکھا کیونکہ خوف ساحران سے گلیم اوڑھی
تھی بعد قطع راہ دور و دراز ایک درہ کوہ مین جاکے چہار طرف دیکھ کے زنبیل سے شاہزادہ رستم
ثانی کو نکالکر سفوف دافع بیہوشی سے ہوشیار کیا اور گلیم کو اُتار کر شاہزادہ موصوف سے کہا او طلسم کشا

مین تجکو براے قتل اس درہ کوہ مین بحکم خداوند تمثال آئینہ رو عجائب جادو کی محلسرا سے لیکر آیا ہون پہچان مجکو مین وہی فرشتہ فرستادہ خداوندہ ہون کہ کس طرح تجھے قتل کرون تو نے طلسم رنگین حصار مین آکے ارادہ برباد کرنے طلسم کا کیا تھا ملکہ رنگین کاکل کشا دختر عجائب جادو پر مائل ہوکے اُسے آوارہ کیا ساتھ اُسکے باغ مین خوب عیش کیا ہی اس روز بد سے آگاہی نہ تھی ہی کوئی تیرا معین و مددگار نہین کہ اسوقت میرے ہاتھ سے تجھے بچاے گو مین تجھے واسطے قتل کے یہان لایا ہون لیکن تیری جوانی و حُسن پر مجھے رحم آتا ہی اگر تو خداوندی خداوندی کا اعتقاد کرے اور ملکہ رنگین کاکل کشا کی محبت و الفت سے باز آئے اور اس طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کے توڑنے اور برباد کرنے سے دست بردار ہو اور مجھے موافق اپنی لیاقت اور مرتبہ کے جواہر بیش بہا بکثرت دے تو البتہ مین تجکو قتل نکرون زر و جواہر تجھ سے لیکر جسکو دینا منظور ہی اُسے دیکر تجھے رہا کرکے زندہ چھوڑ دون ابھی یہ ہتکڑیان اور بیڑیان وغیرہ تیرے اعضا سے جدا کردون شاہزادے نے برہم ہوکے جواب دیا او فرشتۂ خبیث ظالم و نابکار کیا بکتا ہی بس خاموش رہ تو مجھے کیا قتل کریگا خداوند عالم مجکو تیرے شر و فساد سے بچائیگا مین تمثال آئینہ رو مردود و مرتد پر لعنت کرتا ہون ہرگز اُسکی خداوندی کا اعتقاد نکرونگا طلسم کشائی سے بھی باز نہ آؤنگا ملکہ رنگین کاکل کشا کی محبت سے دست بردار ہونگا تجھے زر و جواہر کچھ نہ دونگا تو میرے حال پر رحم نکریگا تو فرشتہ ہی کہ تجھے خواہش زر و جواہر کی ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تو کوئی دنیادار و مکار و طماع ہی فرشتۂ مذکور یہ سنے عمر ثانی نے برہم ہوکے جواب دیا تیری قضا ہی آئی ہی تو مجھ سے گفتگوے سخت کرتا ہی میرے کہنے پر عمل نہین کرتا ہی برا کرتا ہی پچتائیگا ابھی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا یہ کہکے جانب شاہزادہ بڑھا چونکہ شاہزادہ رستم ثانی صرف گرفتار سلاسل تھا مبتلاے سحر نہ تھا دست و پا قابو مین تھے اسوجہ سے برہم ہوکے جوش شجاعت مین آکے زور کرکے سلاسل وغیرہ کو اپنے تن سے مانند تار عنکبوت کے جدا کرکے ایک ٹکڑا زنجیر کا ہاتھ مین لیکے گردش دے کے بقصد ہلاک کرنے فرشتۂ مذکور کے آگے بڑھا ادھر فرشتہ مسطور نے اپنے دل مین کہا اگر یہ مجھپر زنجیر مارے گا تو ضرور ہی تو ہلاک ہوجائیگا یہ خیال کرکے پیچھے ہٹ کے کہنے لگا او طلسم کشا ارے کیا ارادہ کیا ہی مجھپر زنجیر سے وار کرتا ہی ذرا اپنے ہوش مین آ ہاتھ کو روک دوست و دشمن کو پہچان منم عمر ثانی بعوض نیکی مجھ سے یہ بدی پیش آتا ہی در پے میری ہلاکت کا ہوتا ہی اپنے بزرگ و محسن پر غصہ کرکے فکر مار ڈالنے کی کرتا ہی اقرار زر و جواہر کے دینے کا نہین کرتا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے جب یہ تقریر سنی خوش ہوکے ہاتھ روکا اور بعد ادب سلام کرکے کہا مجھے معاف فرمائیگا میری خطا عفو کیجیے گا مین نے آپکو نہین پہچانا تھا کیا مجال میری کہ مین اب دیدہ و دانستہ آپکی ہلاکت کا در پے ہون آپ میرے بزرگ و محسن ہین آپ ہی کے سبب سے مین قید سے رہا ہوا ہون یہ کہکے براے معانقہ خواجہ آگے بڑھا خواجہ نے صورت اصلی اپنی دکھا کے کہا اے فرزند اس چنین و چنان سے کیا ہوتا ہی میرا کیا بھلا ہوتا ہی اس سے کچھ مطلب دلی حاصل نہین ہوتا ہی وہ باتین کرو کہ جس سے ہمارا دل خوش ہو شاہزادہ رستم ثانی تقریر خواجہ کی سُنکے سمجھ گیا کہ یہ بڑے طماع ہین جسطرح انکے والد کو مال و دولت دنیا کی ہوا و ہوس تھی اُسی طرح انکو بھی ہی کیونکر انکو طمع زر نہو آخر یہ کس کے فرزند ہین اثر خواجہ عمرو والے کا انمین ہونا ضرور ہی فرزند وہی فرزند ہی کہ اپنے آباؤ

اجداد کے قدم بہ قدم ہوا و رصورت و سیرت مین اگر بعینہ نہو تو کچھ تو ہو اور یہ تو مشہور ہی الولد سِرٌّ لابیہ
یہ سمجھ کے مسکرا کے کہا مین آپکی خدمت عالی مین جواب عرض کرتا ہون بگوش سُنیئے خواجہ نے کہا کہو مین سنتا
ہون رستم ثانی نے کہا مین بعد فتح طلسم صندل زر و جواہر کثیر آپکے نذر کرونگا مال و اسباب طلسم مذکور
سے کچھ آپکی خدمت مین بھی ضرور حاضر کیا جائیگا علاوہ مال و اسباب طلسم کے یون بھی مین آپکو جو میرے
امکان مین ہوگا دونگا آپ باطمینان تمام رہین کچھ اندیشہ و فکر نکرین خواجہ یہ سُنکے خوش ہوے اور مسکرا کر
کہنے لگے ای فرزند تو نہایت سعید و لائق ہی تیرا کیا کہنا مین تجھسے بہت خوش ہوا خداوند عالم تجکو جملہ
بلاہاے ارضی و سماوی و شر دشمنان سے بچاے ہمدا یہ فتحیاب کرے یہ کہکے خواجہ خاموش ہوے
شاہزادہ رستم ثانی نے پوچھا یہ تو فرمایئے کہ اسطرف آپکا آنا کیونکر ہوا اور یہ بھی بتایئے کہ صرف آپ مجھہی
کو عیاری کر کے وہان سے یہان لائے ہین یا ملکہ رنگین کاکل کشا کو بھی لائے ہین خواجہ نے جواب دیا
ای فرزند ملکہ رنگین کاکل کشا بھی میری زنبیل مین ہی اُسے بھی محلسرائے عجائب جادو سے بیہوش
کر کے لے آیا ہون اور وجہ میرے ادھر آنے کی یہ ہوئی ہی کہ ایک تاجر سے حال تمھارا امیر ثانی نے سنا تھا
سُنتے ہی بیتاب ہو کے مجھسے فرمایا کہ تم جانب طلسم صندل جاؤ شاہزادہ رستم ثانی کی مدد کرو شر
دشمنان سے اُسے بچاؤ بس مین حسب الارشاد شہر گہرانیہ سے کہ بالفعل امیر ثانی مع اپنے لشکر کے اُسی
جگہ فروکش ہین روانہ ہوا بعد رہروی بسیار اثنائے راہ مین اکثر جگہ تمکو ڈھونڈتا ہوا لوگون سے حال
تمھارا دریافت کرتا ہوا ادھر آیا تھا جب تمھارے لشکر مین پہونچا ہر اک خرد و کلان اد نے اعلے کو متردد
پا کر سبب تردد پوچھا تھا چالاک چھوکرے نے اور دیگر اشخاص نے بیان کیا تھا کہ ایک چوبدار ایک رقعہ
لیکر آیا تھا شاہزادہ رستم ثانی رقعہ کو پڑھکر ہمراہ چوبدار کے سوے صحرا روانہ ہوا تھا ابھی تک نہین آیا ہی
یہ حال اُنسے سُنکے مین نے بصورت فرشتہ دربار عجائب جادو مین جا کر عیاری کی الحمد للہ کہ تمکو اور ملکہ کو
قیدخانہ سے لے آیا افسوس عجائب جادو نے لوح طلسم صندل نہ دی اُسکے دینے مین تامل کیا ورنہ
وہ بھی اُس سے لے آتا اب ای فرزند یہان سے اپنے لشکر مین چلو کیونکہ وہان سب متردد و متفکر
ہونگے ہرسو تلاش تمھاری کرتے ہونگے اب مین لشکر ہی مین جا کر ملکہ رنگین کاکل کشا کو زنبیل سے
نکالونگا یہان اُسکا نکالنا اچھا نہین ہی یہ کہکے خواجہ سمت لشکرگاہ روانہ ہوے شاہزادہ رستم ثانی بھی
ہمراہ خواجہ چلا راہ مین شاہزادہ تعریف عیاری خواجہ کی کرتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچا سرشار شاہ
و حدید شاہ و سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی وغیرہ شاہزادے کو دیکھکر خوش
ہوے شاہزادہ ہراک سے ملا حدید شاہ وغیرہ کے پوچھنے سے رستم ثانی نے تمام حال اپنے قید ہونیکا
اور خواجہ کے رہا کرنیکا بیان کیا ہراک ادنے اعلے شاہزادے کے آنے سے خوش ہوا خصوص
سرشار شاہ و حدید شاہ نے از حد خوش ہو کے بایمائے اجازت شاہزادہ رستم ثانی اپنے ملازمونکو
حکم آراستگی بزم عشرت کا دیا کیونکہ شاہزادے کے رہا ہو کے آنیکی خوشی بہت تھی ملازمون نے
ایک بارگاہ فلک جاہ مین بصد تکلف بزم عشرت آراستہ کی اُس بزم مین چند اشخاص چیدہ و
منتخب جا کے بیٹھے از انجملہ اشخاص مذکورہ کے شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ
و سہراب بن لندھور و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ یمین و یسار شاہزادہ رستم ثانی علی قدر مراتب

بیٹھے خواجہ عمرو ثانی بھی ملکہ رنگین کاکل کشا کو زنبیل سے نکال کے سفوف دفع بیہوشی سے ہوشیار
کر کے ایک بارگاہ میں عنقریب بزم عشرت داخل کر کے محفل عیش مین قریب سہراب بن لندھور
وغیرہ کے ایک کرسی پر بیٹھے اسوقت پہلے بحکم شاہزادہ موصوف ساقیان گلرخ کشتیان شراب
ناب کی مع شیشہ و جامہائے بلورین لیکر آئے اہل بزم کو شراب پلانے لگے بعد سیکشی و رجالے ساقیان
مذکور کے شاہزادہ رستم ثانی کے کہنے سے خواجہ عمرو ثانی نے نے نوازی شروع کی اور بالحان
داؤدی یہ غزل گانے لگے۔ غزل

کچھ تیر کی نہ تھی شب اول مزار مین
تربت پہ بعد مرگ تو آنا ضرور تھا
افشا یہ راز عشق کیا جسنے کیا کہین
گلشن مین بلبلون کا بھلا کیا قصور تھا
جوبن کے ڈھلتے ہی ہوے کسدرجہ منکسر
افکار تھے بہت خفقان کا وفور تھا
دلسے کبھی جدا نتھا انکو نشے دور تھا
پھیلا ہوا یہ چہرۂ حیدر کا نور تھا
وہ میرا جان دینا تڑپ کر فراق مین
کمبخت وہ ہمارا دل ناصبور تھا
تم مسکرائے وصل کا سائل ہوا جو غیر
کیا کیا نہ اپنے حسن پہ انکو غرور تھا
ہر دم خیال یار نگہ کے حضور تھا
اچھا نہ وہ جو میری عیادت کو آئے تھے
کہنا وہ انکا ہائے کہ مشتاق جور تھا
ہمسر تھے رخ سے پھول کیا ذبح انکو کیون
اب کیا کہین یہ عفو کے قابل قصور تھا
تسلیم ایسے وقت غزل مین نے یہ کہی

اہل بزم عشرت سننے لگے تعریف خواجہ کی کرنے لگے اسوقت
عجب سما بندھا تھا خواجہ ملجن داؤدی اشعار غزل مندرجہ گا رہے تھے ہر شخص بزم مین عالم وجد
مین تھا بادۂ عشرت سے مست ہو کے جھوم رہا تھا لشکر مین قبل آنے شاہزادے کے اداسی تھی اب
داخل ہونے سے شاہزادے کے رونق ہوئی تھی ہر اک ساحر و غیر ساحر خوش تھا ادھر تو خواجہ نے نوازی کر رہے
تھے اودھر بارگاہ مین روبروے ملکہ رنگین کاکل کشا بھی ایک رقاصہ رقص و نغمہ کر رہی تھی تہنیت
دے رہی تھی وہان بھی بزم عشرت بخوبی آراستہ تھی ملکہ مذکور رہائی شاہزادہ و نیز اپنی رہائی
سے از حد خوش تھی عورتین بارگاہ مین تمام بزم عشرت کی منتظر تھین شور شادمانی و غلغلۂ تہنیت
تا بہ فلک جاتا تھا ملکہ مذکور رقاصہ کو بار بار زر و جواہر خوش ہو کے انعام مین دیتی تھی رقاصہ بھی
کمال اپنا دکھا رہی تھی اچھی طرح رقص و نغمہ کر رہی تھی اور یہ غزل بناز و ادا گاتی تھی۔ غزل

بہ لجائے مرا طوق سلاسل تیغ و خنجر سے
ہوئی تر خون سے جو کمٹ پھٹا سر میرا ٹکر سے
مری آہین سُنے یا اشکباری دیکھ لے میری
فلک کی گردشین ہر روز کچھ بڑھتی ہی جاتی ہین
سُنون گا طعن غیرون کے سہونگا ظلم دربان کے
کسی تدبیر سے اُس بت کو ہم لائینگے قابو مین
جب آپس مین بگڑتی ہے تو پھر کچھ بن نہین پڑتی
ذرا تیور بدل کر دیکھو ادھر ترچھی نگاہون سے
اگر ہے سنگ اسود وجہ کعبے مین تو ہوئے دو
گلا کٹ جائے تب شاید جنون اُترے مرے سر سے
یہ سب کچھ ہو گیا باہر نکلے نہ وہ گھر سے
نہ پھیرا دل کبھی گرچہ نہ پھیرا دل کبھی بر سے
ہزارون کھائے جگر پھر نہ باز آیا یہ چکر سے
نہ چھوڑونگا ترا کوچہ نہ اٹھون گا ترے در سے
خوشامد سے عمل سے سحر سے جادو سے منتر سے
مین اُنکے خوف سے چپ ہون وہ ساکت ہین مرے ڈر سے
ہمارا امتحان ہو جائے قاتل تیغ و خنجر سے
ہم اپنے سر کو ٹکراتے ہین اُنکے در کے پتھر سے

تمام عورتین بیٹھی ہوئی سنتی تھین خوش ہوتی تھین خصوص ملکہ رنگین کاکل کشا تو شادمان
ہوتی تھی اسطرح ہر اک عورت خوش تھی کہ کبھی خوش نہوئی تھی اسطرف مردانی بزم

عشرت مین خواجہ گا رہے تھے انسان کا تو کیا ذکر ہی وحش وطیور بھی نے نوازی خواجہ سے وحشت
وپرواز سے باز تھے ہنوز خواجہ گا رہے تھے سمان بندھا تھا کہ خورشید روشن دل ہمراہی چند ساحران
نامی کے ایک بارگاہ طلائی نہایت وسیع و بلند لیکر آیا شاہزادۂ رستم ثانی سے ملا اور بعد تہنیت
دینے اور بارگاہ مذکور دینے کے بزم عشرت مین بیٹھا بعد تماشے کے نوازی خواجہ کے تعریف
عیاری خواجہ کی یون کرنے لگا کہ ای خواجہ مین اپنی جگہ آئینۂ جمشیدی مین دیکھ رہا تھا کیا خوب آپنے
عیاری کی تھی عجب صورت فرشتہ کی بنائی تھی کیا دام مکر و فریب پھیلایا تھا سچ تو یہ ہی کہ آپکا مثل و نظیر
نہین ہی آپ ہمہ صفت موصوف ہین آپکی تعریف مین زبان قاصر ہی مین اسی وجہ سے برائے رہائی
شاہزادہ کے نہین آیا کہ آپ یہان آگئے تھے اور واسطے عیاری کے بزم عشرت عجائب جادو مین
گئے تھے مجھے یقین تھا کہ آپ شاہزادے کو اور دختر عجائب جادو کو رہا کرینگے بس جو مجھے خیال
و یقین تھا وہی ہوا کس خوبی سے آپنے عیاری کرکے گوہر مدعا حاصل کیا افسوس کہ لوح طلسم
عجائب جادو سے نہ ملی اگر آپ یہان نہ آتے تو مین باوجود اسکے کہ مجھپر دن نہایت سخت تھے
ضرور برائے رہائی شاہزادہ و ملکہ آتا خواجہ نے جواب دیا مین اک بندۂ خاکسار پروردگار کا ہون
لائق تعریف نہین ہون آپ یہ تعریف میری محض واسطے میری عزت افزائی کے کرتے ہین خورشید
روشن دل بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے شاہزادۂ رستم ثانی سے مخاطب ہوکے کہنے لگا ای شاہزادہ
ذیوقار ہرچند کہ فی الحال چند دن مجھ پر بہت سخت ہین ستارے کڑے ہین لیکن مین آپکی رہائی سے
ماہر ہوکے بہت خوش ہوکے واسطے تہنیت کے چلا آیا ہون اب زیادہ یہان ٹھہرنا میرا اچھا نہین ہی لہذا
رخصت ہوتا ہون اپنے ملک مین جاتا ہون وہان جاکے وقتاً فوقتاً نگہداشت آپکی کرتا رہونگا
یہ کہکے شاہزادے سے رخصت ہوکے تخت سحر پر سوار ہوکے ہمراہ انھین چند ساحران نامی کے
اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا یہان خواجہ عمرو ثانی پھر نے نوازی مین مصروف ہوے اہل بزم عشرت
بگوش دل گانا سُننے لگے یہان تو خواجہ گا رہے ہین نی بجا رہے ہین اہل بزم بیٹھے ہوے سن رہے
ہین انکو اسی حال بعیش و عشرت مین چھوڑا جاتا ہی اور احوال عجائب جادو کا لکھا جاتا ہی کہ
جب خواجہ محلسرائے عجائب جادو کے اُس کمرے سے جسمین ملکہ زنگین کاکل کشا قید کی گئی تھی شاہزادۂ
رستم ثانی اور دختر عجائب جادو کو عطر بیہوشی زبردستی سنگھا کے بیہوش کرکے زنبیل مین داخل کرکے
گلیم اُوڑھ کے سوے صحرا روانہ ہوے عجائب جادو نے بعد انتظار کرنے فرشتۂ مذکور کے کمرے مین
جاکے جو دیکھا تو کسی کو نپایا بہت حیران ہوکے اپنی زوجہ ملکہ ماہ سبز پوش عرف ملکہ نیرنگ جادو
سے کہا جاے حیرت ہی کہ ابھی فرشتہ فرستادۂ خداوند اس کمرے مین گیا تھا نہ تو وہ ہی نہ طلسم کشا
ہی نہ میری دختر ہی وہ آبدیدہ ہوکے کہنے لگی صاحب یہ کیا غضب ہوا کسکو تم اپنے گھر مین لے آئے
تھے یہی ہی وہ میری بچی کو لے گیا مجھے طلسم کشا کا چندان خیال نہین ہی اسکو اگر لے گیا تو لیگیا مین اب
اپنی بچی کو کہان پاؤنگی اُسکی جدائی مین مرجاؤنگی عجائب جادو چونکہ زوجہ مذکورہ کو بہت چاہتا تھا
اسکے شعلہ حُسن کا پروانہ تھا اُسکے رونے اور بین کرنے سے خود بھی رونے لگا بعد اشکباری کے
اپنی زوجہ سے کہنے لگا ای جان من و ای مونس شب تنہائی کیون روتی ہو اور مجھے رو کر رولاتی ہو

خاموش رہو دختر تمہاری خدمت خداوند مین گئی ہی فرشتہ فرستادۂ خداوند نے مجھسے کہا تھا کہ
مین ملکہ رنگین کاکل کشا و طلسم کشا کو پیش خداوند لیجاؤنگا خداوند طلسم کشا کو بہ غیظ و غضب ہلاک کرینگے
اور ملکہ رنگین کاکل کشا کے قلب کو الفت طلسم کشا سے بیزار و بیکارہ کردینگے اور یہی خداوند نے
بھی مجھے اپنے ہاتھوسے فرمان مین لکھا تھا پس فرشتۂ مسطور لے گیا ہی جاے اندیشہ و تردد نہین ہی
جب تمہاری دختر ہوش و حواس مین آجائیگی طلسم کشا سے نفرت کرنے لگے گی خداوند اسی فرشتہ
کی وساطت سے یہان بھیجدینگے یا مین روبروے خداوند جا کے بعد سجدہ کرنے اور دیکھنے جمال
خداوند کے اپنی دختر کو صحیح و سالم وہان سے لے آؤنگا ملکہ ماہ سبزپوش اپنے شوہر سے یہ سنکے
کو نہ مطمئن ہوئی عجائب جادو محلسرا سے باہر آیا دربار مین گیا اہل دربار براے تعظیم کھڑے
ہوے جب بادشاہ مذکور تخت پر بیٹھا جملہ اہل دربار بھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اسوقت وزرا نے چہرۂ
عجائب جادو پر نظر کرکے آثار حزن و تردد پاکے دست بستہ پوچھا اے بادشاہ فلک بارگاہ کیا
باعث ہی کہ اسوقت چہرۂ حضور پر کچھ آثار فکر و تردد و ملال پائے جاتے ہین عجائب جادو نے
جواب دیا حالانکہ مقام فکر و ملال نہین ہی لیکن پھر بھی مقام حیرت و تردد یہ ہی کہ ابھی مین فرشتۂ
فرستادۂ خداوند کے کہنے سے طلسم کشا کو زندان سے طلب کرکے ساتھ اپنے لیکر ہمراہ فرشتۂ مذکور
کے محلسرا مین گیا تھا فرشتہ اندر اُس کمرے کے جسمین مین نے اپنی دختر کو قید کیا تھا طلسم کشا کو
لیگیا تھا مین باہر اُس کمرے کے تھا وہان سے وہ غائب ہوگیا ہی طلسم کشا کو اور میری دختر کو لیگیا ہی
زوجہ میری ملکہ ماہ سبزپوش اپنی دختر کی جدائی مین گریان ہی تم جانتے ہو کہ جیسی مجھے الفت زوجہ
مذکورہ سے ہی اُسکے رونے سے مجھے بھی صدمہ ہی سواے اسکے جدائی دختر کا بھی ملال ہی اور حیرت
یہ ہی کہ اُس فرشتے کو مین نے جاتے ہوے نہین دیکھا ہی وزرا نے عرض کیا حضور کچھ فکر و ملال
نکرین حکم خداوند سے فرشتہ دونون کو لیگیا ہی آپ اُسے جاتے ہوے کیا دیکھتے کہ فرشتے جسم لطیف
رکھتے ہین اگر وہ چاہین تو اپنے تئین ظاہر کرین اور نہ چاہین تو کوئی اُنھین دیکھ نہین سکتا ہی لیکن اسقدر
جاے تردد ہی کہ وہ آپ سے رخصت ہوکے نہین گیا ہی یہ عرض کرکے وزرا تو خاموش ہوے مگر
دیگر اہل دربار نے دست بستہ کہا اے بادشاہ ہمین بھی تردد ہی کیونکہ کچھ حرکات ایسے فرشتۂ خداوند کے
ایسے سُنے کہ جس سے احتمال ہوتا ہی کہ وہ فرشتۂ خداوند نہ تھا حضور اوراق جمشیدی یا کتاب سامری
مین اس حال کو دریافت کرین چنچل عیارہ نے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ مین بھی یہی کہتی ہون کہ
وہ فرشتہ نہ تھا کوئی عیار مکار تھا کیونکہ جب مین اُسکی قدم بوسی کو جھکی تھی تو اُسنے کیا کہون اے حضور کسطرف
ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور بنظر رغبت مجھے دیکھا تھا اُسکی باتون اور نظر سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ عیار
ہی مین اسوقت کچھ نہ کہہ سکی اب حضور سے عرض کیا ہی تدبیر دریافت حال کی اول تو یہ ہی کہ کتاب سامری
مین دیکھ لیجیے دوسرے اُس کمرے مین دیکھنا چاہیے کہ جسمین کشتیان زر سرخ و جواہرات رکھ دی گئین
تھین اگر وہ کشتیان اُسی طور سے رکھی ہون تو خیر ورنہ جانیے کہ ضرور وہ کوئی عیار مکار تھا کہ
زر و جواہر بھی بکثرت لیگیا اور عیاری کرکے طلسم کشا اور ملکۂ عالم کو یہان سے لیگیا عجائب جادو
اسکی گفتگو سنکے زیادہ تر متردد ہوا چنچل وغیرہ سے کہنے لگا پہلے تو اُن کشتیون کو جاکے دیکھو بعدہ کتاب

خداوند ساحری مین حال اُسکا دریافت کیا جائیگا چنچل و دیگر ساحران نابکار نے جب اُس کمرے مین
جاکے دیکھا زر و جواہر کا نام و نشان بھی نہ پایا وہان سے آکے سب نے عرض کیا اے بادشاہ وہان تو وہ
کشتیان نہین ہین نقش کشتیون کا بھی زمین پر نہین ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جال مارکے کوئی اُن
کشتیون کو لیگیا ہے زمین وہان کی اس امر کی گویا شہادت دیتی ہے عجائب جادو نے یہ سُنکے بہت متردد
ہوکے کتاب ساحری کو کھول کے بادب بوسہ دیکے حال فرشتہ مذکور کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ
فرشتہ نہ تھا بلکہ عمرو ثانی عیار امیر ثانی بصورت فرشتہ تمثال آئینہ رو بنکے آیا تھا عیاری کرکے
طلسم کشا اور ملکہ رنگین کاکل کشا اور زر و جواہر کو لیگیا اب وہ لشکر طلسم کشا مین ہے بزم عشرت
آراستہ ہے طلسم کشا بیٹھا ہوا ہے اور بھی کچھ لوگ مین و عیار اُسکے بیٹھے ہین وہ مے نوازی مین مصروف
ہے اور قریب بارگاہ طلسم کشا ایک بارگاہ اور ہے کہ اُس بارگاہ مین ملکہ رنگین کاکل کشا ہے اُسکے
سامنے اک رقاصہ رقص کررہی ہے عجائب جادو حال مندرجہ کتاب ساحری سے دریافت کرکے
از حد غضبناک ہوا چہرہ غصے سے سُرخ ہوگیا کثرت غیظ و غضب سے آنکھین سُرخ ہوگئین وزرا وغیرہ
نے یہ حال اُسکا دیکھکر پوچھا اے بادشاہ کیا حال دریافت ہوا عجائب جادو نے زانو پر ہاتھ مار
کے کہا غضب ہوا مجھ ایسے بادشاہ عاقل و ہوشیار کو اک عیار نے آکے فریب دیا خبر کہان جاتا ہے
مین بھی بلاے بے درمان ہون صاحب حکومت و اختیار ہون سحر و ساحری مین مثل و نظیر اپنا سوا
اپنی زوجہ کے نہین رکھتا ہون ابھی جاتا ہون اُسکو اور طلسم کشا وغیرہ کو لاتا ہون یہ کہکے تخت سے
اُٹھا وزرا و جملہ ساحران نامی نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم سب بھی ہمراہ حضور چلین تنہا جانا حضور کا
اچھا نہین ہے وہان لشکر طلسم کشا بھی ہے اُسمین بہت سے ساحران نامی ہین خصوص فرزند
خورشید روشن دل کا بھی ہے اگر لڑائی ہوئی تو اچھا نہوگا اکیلے حضور کس کس کے سحر کو رد کرینگے
کس کس کو سحر سے ہلاک کرینگے لہذا ہم نمکخوارونکا ہمراہ حضور کے چلنا لازم ہے آخر ہم نمکخوار واسطے
کس روز کے ہین اول تو خود جانا حضور کا ہم پسند نہین کرتے ہین ہم مین سے جسے حکم ہو وہ مع
لشکر جائے اُس عیار کو اور طلسم کشا وغیرہ کو گرفتار کرکے لے آئے اور اگر یہ منظور طبع عالی نہو تو ہم
سب کو ہمراہ لیجئے لشکر ساحران بھی ساتھ لیجئے اکیلے نہ جائیے عجائب جادو نے جواب دیا مین جانتا
ہون کہ تم سب نمک حلال و خیر خواہ ہو سر فروشی و جان نثاری کو موجود ہو لیکن مین تنہا ہی
جاؤنگا تم مین سے کسی کو ہمراہ نہ لیجاؤنگا مجھے تمھارے ساتھ لے جانیکی اور لشکر ساحران کو ہمراہ
لے جانیکی کیا ضرورت ہے مین کسی ساحر و غیر ساحر سے نہین ڈرتا اگر وہان لشکر طلسم کشا اُترا ہے
تو کیا خوف ہے میرے ایک اشارے سحر مین سب تباہ ہو جائیگا کوئی مجھ سے مجادلہ و مقابلہ نہ کرسکے گا
مرد ہان لشکر طلسم کشا تو سوائے بھاگنے کے کچھ چارہ نہوگا فرزند خورشید روشن دل اور اُسکا
لشکر کیا ہے میرے نزدیک کسی کی کیا حقیقت ہے خورشید روشن دل بھی ہوتا تو مین اُس سے بھی نہ
ڈرتا دلیرانہ اُس سے مقابلہ و مجادلہ کرتا آخر اُسکو بھی اسیر کرلیتا کیا تم سب میرے سحر و صاحب اختیار
ہونے سے بے خبر ہو کیا نہین جانتے ہو کہ اگر مین چاہون تو ایک دم مین اپنے سحر سے طبقے زمین کے
ملادون تمام عالم اگر ایک طرف ہو تو سب کو بھگادون جس طبقۂ زمین پر لشکر عدو ہو اُس طبقے کو

بزور سحر اٹھا کر لے آؤن اک آن مین لاکھون ساحرون کو سحر کر کے مار ڈالون دریائے ذخار کو اپنے سحر سے
خشک کر دون صحرا کو دریا کر دون جسکو چاہون قتل کرون جسکو چاہون اسیر کرون آسمان کو زمین
بنا دون زمین کو آسمان کر دون سبھون نے عرض کیا جو کچھ حضور نے فرمایا درست و بجا ہی آپ
ایسی ہی ساحر زبردست و صاحب اختیار ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ ہین ہم خوب آگاہ ہین مگر دل
یہ چاہتا ہی کہ ہم سب بھی ہمراہ رکاب حضور چلین سحر و جنگ حضور دیکھین ایک مدت سے مشتاق دید
سحر حضور ہین عجائب جادو نے عالم غصہ مین اُن سب سے کہا مین اسوقت تم مین سے کسی کو بھی
ہمراہ اپنے نہ لے جاؤنگا تنہا ہی جاؤنگا ابھی جا کر چلا آؤنگا اگر تمکو میرے سحر و جنگ دیکھنے کا اشتیاق ہی
تو اسی جگہ سے دیکھنا انھون نے عرض کیا اے بادشاہ بھلا یہان سے ہم کیونکر دیکھ سکتے ہین عجائب جادو
نے کہا اچھی طرح دیکھو گے تمھین یہ معلوم ہوگا کہ ہمارے سامنے ہمارے عنقریب بادشاہ ہمارا لشکر
طلسم کشا سے لڑ رہا ہی اور سوا اسکے جو کچھ مین وہان جاکے کرونگا وہ سب تم دیکھ لوگے آئینہ سحر مین
معائنہ کر لوگے یہ کہکے فی الفور اپنے سحر سے آتشی آئینہ کلان بنایا جملہ اہل دربار سے کہا تم اس آئینہ مین
دیکھنا مین جاتا ہون جو کچھ وہان جاکے کرونگا تمکو اس آئینہ مین نظر آئیگا سب اہل دربار مجبور ہوکے
دربار ہی مین بیٹھے رہے عجائب جادو نے سحر پڑھکر سوے فلک پھونکا فی الفور ایک ٹکڑا ابر کا
ظاہر ہوا بعد اسکے بہ تخت سحر پر سوار ہوکے بلند ہوگئے اُس ٹکڑے ابر سحر مین جاکے نہان ہوا وہ ٹکڑا
ابر کا سوے لشکر طلسم کشا روانہ ہوا ادھر دربار مین جملہ اہل دربار سوے آئینہ سحر مذکور دیکھنے لگے
اُدھر عجائب جادو اُس صحرا مین پہونچا جس مین لشکر طلسم کشا کا اُترا تھا خیام و بارگاہین تمام صحرا مین
دُور تک برپا و استادہ تھین لشکر مانند کثرت مور و ملخ کے پڑا تھا ایک بارگاہ فلک فرسا مین بزم
عشرت آراستہ تھی اُس مین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ تھوڑے آدمی چیدہ و منتخب بیٹھے تھے خواجہ
نوازی مین مصروف تھے کسی کو کچھ خیال دین و دنیا کا نہ تھا سب محو تھے عجائب جادو یہ دیکھکر از حد
برہم ہوا دل مین کہنے لگا یہ لوگ کسقدر شادمان ہین کہ بزم عشرت آراستہ کی ہی طلسم کشا کی رہائی کا
جشن کیا ہی میرے قہر و غضب سے بیخبر ہین یہ باتین اپنے دل مین کرکے ابر سحر کو آگے بڑھایا اور
کچھ اشارہ کیا وہ ابر مانند بساط کے طویل و عریض بہت ہوگیا اور بالائے بارگاہ طلسم کشا محیط
ہوا اہل لشکر نے اُس ابر پر نظر کرکے احتمال مختلف کئے کسی نے کہا دیکھنا کیا ابر سیاہ اس طرف سے
اِدھر آیا ہی کسقدر اس ابر مین برق کی چمک اور صداے رعد ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ ابر ابھی
صحرا مین خوب ہی برسے گا کسی ساحر نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ابر بہار نہین ہی بلکہ ابر سحر ہی اکثر سواران لشکر
سرشار شاہ نے اُسے جواب دیا چونکہ تم ساحر ہو تمھین یہ ابر ابر سحر معلوم ہوتا ہی ہمارے نزدیک تو یہ
اک ابر ہی گھر کے آیا ہی خواہ یہان یا اور کہین اس ابر سے پانی برسے گا یا اولے گرینگے جو لوگ لشکر مین
بادہ خوار تھے وہ سوے ابر دیکھکر خوش ہوکے کہنے لگے اِسوقت کیا ابر سیاہ آیا ہی کہ اسکے آنے
سے دل کو خوشی ہوئی ہی لطف بادہ کشی کا اسوقت زیادہ ہی بے خوف و خطر برغبت تمام شراب پینا
چاہیے کیونکہ بقول کسی شاعر کے شعر کی فرشتون کی راہ ابر نے بند جو گنہ کیجیے ثواب ہی آج
یہ کہکے شراب پینے لگے عجائب جادو نے سب کو غافل دیکھکر بلندی پر سے ایسا اک سحر کیا کہ ہوا

تند و سرد چلی جو لوگ پاس شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے تھے وہ کثرت سردی سے کانپنے لگے خواجہ
عمرو ثانی کو دفعتاً بے وقت دیے فصل ایسی سردی محسوس ہوئی کہ کچھ خیال و اندیشہ نہ کیا فوراً اذ کو زبل
میں رکھکر گلیم زنبیل سے نکال کے اوڑھ لی اور کہا خداوندا شر دشمنان سے مجھے بچا تا میں بے شطار
ہون جب سے یہان آیا ہون کسی کو میں نے قتل نہیں کیا ہی نہ کسی کا مال و اسباب بے اجازت لیا ہی
میں تجکو سجدہ کرتا ہون نماز پڑھتا ہون افسوس بری شئے سے جس سے میرے والد ہمیشہ ڈراکئی ڈرتا ہون
ابھی میرا سن و سال ہی کیا ہی نہیں چاہتا ہون کہ اس عمر مین باغ دنیا سے جانب عدم جاؤن سہراب
بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے تقریر خواجہ کی سنکے خوب ہنسکے
جواب دیا ای خواجہ آپ کیا کہتے ہین گلیم کیون اوڑھ لی ہی وجہ کیون ڈرتے ہین ذی نوازی کیون موقوف کی ہی
یہ خوف و اندیشہ نہ کیجیے ڈریئے نہیں گلیم اُتاریئے ذی بجایئے کچھ خوف نہ کیجیے ابر آیا ہی ہوائے تند و سرد چلتی ہی
یہ میدان صحرا کا ہی اسوجہ سے سردی معلوم ہوتی ہی خواجہ نے جواب دیا میں تو اسوقت گلیم نہ اُتارونگا
دانستہ مبتلائے سحر و بلا نہونگا مجھے ثابت ہوتا ہی کہ یہ ابر سحر کسی ساحر کا ہی کوئی ساحر ہماری اور تمھاری
گرفتاری کو آیا ہی ہوشیار رہو جاؤ دشمن سے جان بچاؤ سب نے کہا یہ محض آپ کا خیال خام ہی کوئی
ساحر نہیں آیا ہی یہ ابر سحر نہیں ہی ابر بہار ہی اسوقت آپکا ذی نہ بجانا گانا موقوف کرنا اک قیامت ہی
اس وقت مین تو ضرور نہ گا یئے ہنوز خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا سب شہ وفسا و عجائب جادو سے
غافل و بیخبر تھے کہ ناگاہ ابر سحر سے بارگاہ طلسم کشا و بارگاہ ملکہ رنگین کاکل کشا پر پانی برسنے لگا جسپر
ایک بھی قطرۂ آب سحر پڑا وہ مبتلائے سحر ہوگیا دست و پا بیحس و حرکت ہوگئے زمین نے قدم پکڑ لیے
بلکہ بیہوش ہوکے زمین پر گرنے لگے تھوڑی ہی دیر مین وہ سب بیہوش ہوگئے ملکہ رنگین کاکل کشا
و رقاصہ وغیرہ جسقدر عورتین بارگاہ مین تھین وہ بھی آب سحر سے بھیگ کر بیہوش ہوگئین جب یہ
سب بیہوش ہوچکین اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ زور سے بجلی کڑکی ابر پھٹا تخت عجائب جادو کا
درمیان ابر سے نکلا یہ دیکھکر جملہ ساحر وغیرہ ساحر متردد ہوئے ساحرون نے جلد جلد جھولیان اسباب
سحر کی اٹھائین نارنج و ترنج گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر جھولیون سے نکالا ارادہ سحر پڑھنے اور لڑنے
کا کیا اسیدم عجائب جادو نے نعرہ کیا کہ ای مردمان لشکر طلسم کشا و ای ساحران فوج خورشید روشن دل
کیون تمھاری شامت آئی ہی مجھ سے ارادہ لڑنے کا کرتے ہو میں عجائب جادو بادشاہ طلسم رنگین حصار
ہون نے طلسم کشا و عمر ثانی وغیرہ کو اپنے سحر مین مبتلا کرلیا ہی اب سب کو لیکر جاؤنگا ہر اک کو قتل
کر ڈالونگا یا قید کرونگا تم مجکو کیا روک ٹوک سکوگے تم سبکی کیا حقیقت ہی کہ مجھ سے لڑسکو بیکار مجھ سے
مقابلہ کرکے میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے مین تم سے لڑنا ننگ و عار جانکر تمھارے حال پر رحم کرکے
کہتا ہون کہ میرے سامنے سے دور ہو یہان سے بھاگ جاؤ میرے ہاتھ سے جان اپنی بچاؤ
آمادۂ جنگ نہو تم مجھ سے مقابلہ و مجادلہ نہ کرسکوگے مفت و بیکار اپنی جان دوگے ایک ادنے میرے
سحر مین مبتلا ہوجاؤگے بس بہتر و مناسب یہ ہی کہ بھاگ جاؤ مین تمھین نہ روکونگا تم سے نہ لڑونگا
ہان اگر خورشید روشن دل مددگار طلسم کشا کا ہوتا تو خیر اُس سے مقابلہ کرتا وہ میرے خوف سے
یہان نہیں آیا اگر آتا تو اُسے بھی گرفتار کرتا یہ میرا ملک ہی مین یہان کا حاکم ہون میرے سحر کی پناہ نہیں ہی

یہ نعرہ عجائب جادو کا سنکے جملہ ساحرون نے جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی تو اکیلا ہی ہم ہزارون بلکہ لاکھون
ہین تجھے چہار طرف سے گھیر کے اسقدر نارنج وترنج سحر مارینگے کہ تو گھبرا کے دیوانہ ہو جائیگا کس کس سے
لڑے گا کس کس کا سحر دفع کریگا تجھے جان اپنی بچانی دشوار ہو جائیگی تو ہم سب کو کیا قتل وگرفتار کریگا
اگر تو یہان کا حاکم ہی تو ہو ہم تجھ سے نہین ڈرتے ہین حتی الامکان تجھ سے لڑینگے جان اپنی دینگے
بے لڑے تجھ سے ڈر کے نہ بھاگین گے ہان وقت مجبوری ولاچاری دیکھا جائیگا جو بن پڑے گا وہ
کرینگے ہم نمک حلال ملازم ہین نمکحرام نہین ہین کہ تجھ سے خوفناک ہو کے بے لڑے بھڑے بھاگ جائین
کیا مجال تیری کہ ہماری موجودگی مین تو شاہزادہ رستم ثانی وخواجہ عمرو ثانی وغیرہ کو یہان سے اسیر
کرکے لیجاے او نابکار بڑا تو نامرد وبزدل ودغاباز ومکار ہی کہ غفلت مین ہم سبکی تو پوشیدہ طور سے
یہان آیا اگر مرد ہوتا تو ہوشیار وخبردار کرکے براے جنگ سامنے دلیرون کے آتا بہادرانہ
ہم سب سے مقابلہ کرتا اسوقت ہم جانتے کہ تو بھی بہادر ہی خیر اگر تو نے پوشیدہ طور سے
آکے شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو اپنے سحر سے بیہوش کیا ہی تو کیا اندیشہ ہی ہم تیری سرکوبی کو
موجود ہین تجھے حتی الامکان زندہ یہان سے نہ جانے دینگے یہ کہکے ہر اک ساحر جلد جلد سحر کے جانورون
اور تخت سحر پر سوار ہوا پھر بلند ہو کے عجائب جادو کے قریب جا کے سب نے اسے چہار طرف
سے گھیر کے لڑنا شروع کیا نارنج ترنج گولے فولادی گلدستے ناریل جوتی دار کارد سحر ہار فلفل
ماش کے دانے سرسون وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے عجائب جادو پر مارنے لگے وہ بھی
لڑنے لگا ہر اک کے سحر کو دفع کرکے اپنے ادنے ادنے سحرون سے انھین ہلاک کرنے لگا لاش
پر لاش ساحرون کی گرانے لگا ساحر دست عجائب جادو سے قتل وہلاک ہو کے مثل قطرہ
آب باران کے بلندی فلک سے زمین پر گرنے لگے زمین پر مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپ کر مرنے
لگے انکے مرنے سے تاریکی ہونے لگی ہواے تند چلنے لگی آندھیان آنے لگین برف باری وسنگباری
ہونے لگی پھر انکے سحر کے انکے نام سے باواز بلند خبر مرگ سنانے لگے وہ صحرا گویا اک صحراے
محشر شور وغل سے ہو گیا غیر ساحر نامداران طلسم کئے زمین پر مسلح کھڑے تھے سوے فلک دیکھ رہے
تھے کچھ بس نہ تھا کہ سوے فلک جا کے عجائب جادو کو تلوارون سے قتل کرین شاہ طلسم نگین
حصار بروے ہوا ساحران لشکر طلسم کشا سے مصروف جنگ تھا جسکی طرف اشارہ انگشت اپنے
کردیتا تھا وہ دو ٹکڑے ہو کے اسطرح خاک پر گرتا تھا کہ دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا اسکو کسی نے
تلوار سے قتل کیا ہی اور جسکی طرف کچھ سحر پڑھکر پھونک دیتا تھا وہ مانند آتشبازی کے پتلے کے جلتا تھا ہر
بن مو سے ایک شرارہ نکلتا تھا وہ شرارے جس جس ساحر پر گرتے تھے وہ بھی مانند اسی کے جلتے تھے
اسی طرح بایما و اشارہ ہزارہا ساحرون سے مقابلہ کرتا تھا سب کے سحرون کو رد کرتا تھا ہزارہا ساحرون
کے نرغے مین با حواس تھا ہنس ہنسکر ساحرون سے کہتا تھا تم سب تو کیا ہو اگر تم ایسے دوچار کرور
ساحر ہوتے تو بھی مین سب سے مقابلہ کرکے قتل کرتا راوی ناقل ہی کہ جب عجائب جادو نے
بہت سے ساحرون کو ہلاک کیا ساحران لشکر طلسم کشا وساحران سپاہ خورشید روشن دل تاب
جنگ نہ لا کے سوے کوہ ودشت بھاگے عجائب جادو بلندی سے زمین پر آیا سواران لشکر اسیر

حملہ ور ہوے عجائب جادو نے کچھ اُن بیچارے غیر ساحرون کو بھی ہلاک کیا آخر کار وہ بھی بعد کچھ
لڑنے اور قتل ہونیکے تاب جنگ سحر نہ لاکے بے اختیار ہوے کوہ وصحرا مین وہ بھی بھاگے عجائب جادو
نے کسی کو نہ روکا بلکہ کہا ای نالائقو اگر پہلے ہی اسطرح بھاگ جاتے تو مین تم مین سے اسقدر جوانون کو کبھی
قتل نہ کرتا یہ کہکے سوے بارگاہ طلسم کشا قدم بڑھایا جب اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا طلسم کشا وغیرہ
بیہوش پڑے ہین عجائب جادو نے اُن سب کو دیکھکر خیال کیا کہ انھین مین عمرو ثانی بھی ہوگا چونکہ
شکل وصورت عمرو ثانی سے آگاہ نہ تھا اسی وجہ سے اُسنے خیال مذکور کیا غرض بعد خوش ہونے اور کلمات
نخوت وغرور کہنے کے بارگاہ سے باہر آکے سوے ابر سحر اشارہ کیا وہ فی الفور بلندی سے سوے
پستی آیا اور مانند بساط کے زمین پر بچھ گیا عجائب جادو نے طلسم کشا وغیرہ کو جو اُس بارگاہ مین بیہوش
تھے سب کو بزور سحر اُٹھاکے اُس بساط پر ڈالا بعدہ اپنی دختر کو بھی بارگاہ دیگر سے اُٹھاکے اُسی
بساط مسطور پر ڈالکر ابر سحر کو اشارہ کیا وہ بصورت بساط بلند ہوکر روے ہوا قائم ہوا جب عجائب جادو
سب بیہوشون کو ابر سحر پر ڈال چکا اپنے تخت سحر پر کہ بالاے زمین اُسکے اشارے سے آگیا تھا بیٹھنے
لگا اُسوقت خواجہ عمرو ثانی نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ نابکار شاہزادہ رستم ثانی کو یہان سے
لیے جاتا ہی تمام لشکر کو قتل وتباہ کر چکا ہی نہین معلوم اب شاہزادہ رستم ثانی سے کسطرح پیش آئیگا
بہتر یہ ہی کہ تم بھی ساتھ ہی جاؤ اگر بن پڑے تو کوئی عیاری کر وان سب کو رہا کرو اپنی جان کا کچھ خیال نہ کرو
امیر ثانی اگر سُنینگے کہ عجائب جادو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے لشکر کو قتل و
تباہ کرکے لیگیا عمرو ثانی دیکھا کیا تو وہ بہت ناراض ہونگے یہ خیال کرکے ڈرتے ڈرتے آہستہ گلیم
اُوڑھے ہوے ایک گوشہ تخت سحر مذکور پر قریب عجائب جادو کے بیٹھ گئے عجائب جادو نے
تخت سحر بلند کیا پھر ابر سحر کو کہ بصورت بساط ہوا پر قائم تھا ہمراہ لیکے اپنے اہل دربار کی طرف روانہ ہوا
بعد قطع راہ اپنے محلسرا کے متصل جو ایک قصر تھا اُسمین پہونچا تخت سحر سے اُترا خواجہ بھی ساتھ ہی
اُسکے تخت مذکور سے گلیم اوڑھے ہوے اُترے عجائب جادو نے تخت سحر سے اُترکر ابر سحر کو اشارہ
کیا وہ سوے پستی آیا پھر اُسپر سے طلسم کشا وغیرہ کو بزور سحر اُتار کر اندر اُس قصر کے ڈالدیا بعدہ اپنے
ابر سحر کو دفع کیا اپنا سحر آپ ہی مٹایا بعد اُسکے خوش وخرم اپنی محلسرا مین گیا اور اپنی زوجہ ملکہ
ماہ سبزپوش عرف ملکہ نیرنگ جادو سے کہنے لگا لو صاحب مین تمھاری دختر اور طلسم کشا
وغیرہ کو لشکر طلسم کشا مین جاکر ڈہبر کرکے لے آیا لشکر طلسم کشا کو قتل وتباہ کر دیا مین نے کتاب سامری
مین دیکھا تھا کہ عمرو ثانی میری دختر اور طلسم کشا کو عیاری کرکے لیگیا ہی مین برہم ہوکے گیا سبکو
مع عمرو ثانی کے مبتلاے سحر کرکے لے آیا اب خوش ہو رنج وملال نہ کرو اُسنے یہ خبر سُنکے خوش ہوکے
کہا مین اپنی دختر کو دیکھونگی اُسکے دیکھنے کو دل چاہتا ہی عجائب جادو نے کہا چلو اپنی دختر کو بھی
دیکھو اور طلسم کشا وغیرہ کو بھی دیکھو کہ سب میرے سحر سے بیہوش پڑے ہین وہ ہمراہ اپنے شوہر
کے قریب اُس قصر کے آئی دور سے اپنی دختر کو دیکھکر چشم آبدیدہ اور بہت خوش ہوئی اور طلسم کشا
وغیرہ کو دیکھکر کہنے لگی صاحب ابکی مرتبہ مین اِنکی حفاظت کرونگی اِنکو بند کر دونگی یہ کہکر اندر قصر کے گئی
اپنی دختر سے لپٹ کر رونے لگی اور کہنے لگی ای دختر تو نے طلسم کشا پر عاشق ہوکے ستم کیا ہماری

اور اپنی رسوائی کی ہنوز وہ اپنی دختر سے کہ بیہوش پڑی تھی حالت اضطراب مین کہہ رہی تھی اور
عجائب جادو باہر قصر کے تھا مونچھون پر تاؤ دے رہا تھا اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ ای عجائب
جادو آج تو نے کیا کار نمایان کیا ہی کہ بڑے بڑے ساحرون سے بھی نہوسکتا تھا ایک لشکر گران
دم بھر مین بھگا دیا کہ خواجہ نے اپنی سوراخ بینی بند کرکے سفوف بیہوشی اُڑایا جب سفوف مذکور
تا دماغ زوجہ عجائب جادو پہونچا چھینک آئی فوراً بیہوش ہوئی خواجہ نے جلد گلیم اُتار کے اُسکی
زبان مین سوزن دیکے داخل زنبیل کیا اور معجزہ طلب کرکے بصورت ملکہ ماہ سبزپوش اُسکے لباس اُسکا
پہنکے مسکراتے ہوے باہر قصر کے آئے عجائب جادو سے کہنے لگی انمین جو ساحر ہین اُنکی زبان مین
سوزن دیکے جملہ ساحرون کو اپنا سحر اثیر سے دفع کرکے ہوشیار کرو مین اُنکو اپنے سحر مین مبتلا کرکے
سوا اپنی دختر کے سب کو قتل کردونگی خواجہ نے اسطرح اس تقریر کو ادا کیا کہ عجائب جادو کو کچھ بن نہ
پڑا اپنی زوجہ سمجھ کے کہنا ماننا پڑا جو کچھ اُسنے کہا وہی کیا ہر ایک پر سے سحر اپنا دفع کیا جو ساحر انمین تھے
اُنکی زبان مین سوزن دیدیا اور اختیار اُنکا دیکے اُس قصر سے تنہا اپنے اہل دربار مین گیا تخت پر
جاکے بیٹھا اہل دربار نے بعد اُسکی تعظیم کرنیکے اُسکی از حد تعریف کی اور کہا ای بادشاہ جادو واقعی تیرا
مثل نظیر نہین ہی ہمنے اِس آئینہ سحر مین لڑنا حضور کا دیکھا کس دلاوری و خوبی سے آپ نے لشکر کو
بھگا دیا طلسم کشا وغیرہ کو مبتلاے سحر کیا عجائب جادو سن کی تقریر سنکے خوش ہوا تاج سر پر کج
رکھکے خود اپنی سحر و ساحری پر نازان ہوا اہل دربار سے کہنے لگا آج اگر خورشید روشن دل
ہوتا تو اُسے بھی مبتلاے سحر کرکے گرفتار کر لیتا سبھون نے کہا بیشک آپ ایسا ہی کرتے یہان
تو عجائب جادو اپنے اہل دربار سے ہم سخن تھا اُدھر خواجہ نے کہ بصورت ملکہ ماہ سبزپوش
تھے پہلے سب کو ڈرایا قتل کرنے سے دھمکایا بعدہ اُنکو آمادہ جنگ دیکھکے تل اپنی آنکھ کا دکھا کے
عطر بیہوشی سبھون کو سنگھا کے بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا بعدہ خواجہ گلیم اوڑھ کے اُس
قصر سے سوے سحر روانہ ہوے اثناے راہ مین دلمین کہتے جاتے تھے کہ ان سب کو تو مین نے
رہا کرکے داخل زنبیل کیا ہی مگر اب مردمان لشکر جو بھاگ گئے ہین اُنکو تلاش کرنا چاہیے
اہل لشکر کو جمع کرنا چاہیے غضب کیا تھا عجائب جادو نے کہ غافل پاکے طلسم کشا وغیرہ پر
سحر کیا تھا اگر مین یہان نہوتا تو رہائی طلسم کشا وغیرہ کی نہوتی اُدھر خواجہ تو خوف عجائب جادو
سے دور تک گلیم اوڑھے ہوے گئے بعدہ بصورت اصلی ہوکے جانب لشکر اپنا تلاش مردمان
لشکر جاتے ہین لیکن اُدھر عجائب جادو نے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے خیال کیا کہ زوجہ میری نہایت
غصہ ور ہی طلسم کشا سے از حد دشمنی رکھتی ہی ایسا نہو کہ وہ طلسم کشا کو بعوض اسیری آج ہی
قتل کر ڈالے تو غضب ہو خلاف تحریر بانیان طلسم ہو یہ طلسم خونریزی طلسم کشا سے برباد ہوجائیگا
یہ خیال کرکے گھبرا کے تخت حکومت سے اُٹھا وزرا نے پوچھا خیر تو ہی اسوقت حضور گھبرا کے کہان جاتے
ہین عجائب جادو نے کہا کیا کہون کچھ خود بخود دل اسوقت گھبراتا ہی سوا اسکے مجھے یہ خیال ہوا کہ ملکہ ماہ سبز
پوش حالت غیظ وغضب مین ایسا نہو کہ خیال تحریر بانیان طلسم کا نہ کرین اور طلسم کشا کو قبل
چالیس روز کے قتل کر ڈالین آج تو پہلا ہی روز ہی اُنکے غصے سے کم آگاہ ہوا اُنھون نے عرض کیا

واقعی حضور ملکۂ عالم نہایت مغرور المزاج ہین طلسم کشا سے زیادہ تر آپ سے انکی کاوشش ہی آپ اُسکے حوالے طلسم کشا وغیرہ کو کیون کر آئے اُنسے عجب نہین کہ عالم غصے مین وہ طلسم کشا کو قتل کر ڈالین یا اُنہی دیر مین قتل کر ڈالا ہو جلد تشریف لیجائیے دیکھیے کیا واقعہ ہوا عجائب جادو دربار سے جلد تر پہلے محلسرا مین گیا جب وہان اپنی زوجہ کو نپایا سمجھا کہ ابھی تک وہ اُسی قصر مین ہی یہ سمجھکر اُس قصر مین گیا جب قصر مین آسے اور طلسم کشا وغیرہ کو چھوڑکر دربار مین گیا تھا وہان بھی اپنی زوجہ و دختر وغیرہ کو نہ پایا از حد متردد ہوا چونکہ اپنی زوجہ سے بدرجہ کمال اُنس والفت رکھتا تھا اور اُسکے شمع حُسن کا پروانہ تھا نہ دیکھنے سے اُسکے محزون و مغموم ہوگیا کثرت رنج سے از خود رفتہ ہوکے مانند دیوانون کے در و دیوار قصر سے سر ٹکرانے لگا نالہ و فریاد و بکا کرنے لگا مختلف خیالات کرنے لگا چنانچہ کبھی خیال کرتا تھا کہ زوجہ میرے سوا اپنی دختر کے کہ اُسکو کہین چھوڑ کے طلسم کشا وغیرہ کو لیکر سوے صحرا برائے قتل گئی ہوگی یا کسی درۂ کوہ مین سب کو لیگئی ہوگی وہان جاکر طلسم کشا وغیرہ کو ہلاک کرے گی یا کوئی عیار اُسکو مع طلسم کشا وغیرہ کے یہان آکے لیگیا ہی یہ خیالات کرکے دیوانہ وار دوا شکبار دربار مین گیا اہل دربار نے پوچھا ای بادشاہ خیر تو ہی اُسنے تخت حکومت پر بیٹھکر کہا اسوقت مجھے سخت تردد ہی زوجہ و دختر و طلسم کشا کو جہان مین چھوڑ کے یہان آیا تھا اب وہان کوئی نہین ہی یہ کہکے کتاب سامری طلب کرکے بعد ادب و بقاعدہ اُسے کھول کے حال اپنی زوجہ و دختر و طلسم کشا کا جو اُسمین دریافت کیا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو ثانی عیار امیر ثانی سب کو زنبیل مین ڈالکر لیگیا ہی اب وہ سوے صحرا ابتلاش اہل لشکر بصورت اصلی جانب شرق چلا جاتا ہی یہ احوال کتاب سامری سے دیکھکر کثرت غصے سے کانپنے لگا چہرہ سرخ ہوگیا بے اختیار نالہ و فریاد کرنے لگا اہل دربار نے گھیرا کے پوچھا ای بادشاہ عجائب باعث آپکے نالہ و بکا کا کیا ہی اگر مناسب ہو تو ہم غمخوارون سے کہیے اور برائے رفع رنج و غم کچھ فرمائیے کہ ہم اُس کام کا انصرام کرین عجائب جادو نے ضبط گریہ کرکے جواب دیا مین اپنی زوجہ کے صدمۂ فراق مین نالہ و بکا کرتا ہون ہاے اُس آرام جان کو عمرو ثانی عیار مکار نے بیہوش کرکے سوزن زبان مین دیکے داخل زنبیل کر لیا ہی وہ زنبیل سے اب کاہیکو نکالے گا مجھ سے میری زوجہ خوبرو کیونکر چھٹے گی مین اُسکے صدمۂ فراق سے جلد تر مر جاؤنگا اسقدر صدمہ مجکو جدائی دختر کا نہین ہی جسقدر کہ رنج مفارقت ملکہ ماہ سبز پوش کا ہی تم سب سے میرے دفع غم کی تدبیر بخوبی نہوگی اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور واقعی سچ فرماتے ہین صدمۂ فراق ملکۂ عالم اک سخت صدمہ ہی نہین معلوم عمرو ثانی ملکۂ عالم وغیرہ کو کیونکر لیگیا سنتا ہی کہ وہ زنبیل سے کسی کو اول تو نکالتا ہی نہین اور اگر نکالتا ہی تو ہدایت کرتا ہی اگر وہ مسلمان ہوا تو فبہا ورنہ وہ ظالم مار ڈالتا ہی اگر ملکہ ماہ سبز پوش کو اُس نے زنبیل سے نکال کے مار ڈالا تو غضب ہوگا جلد تر کوئی تدبیر کرنا چاہیے عجائب جادو نے جواب دیا کیا مجال اُس عیار کی جو میری زوجہ کو مار ڈالے مین محض بادشاہ طلسم رنگین حصار و ساحر نہین ہون عیاری و مکاری مین بھی کمال رکھتا ہون ابھی جاتا ہون اُس عیار مکار کو گرفتار کرتا ہون اپنی زوجہ حسینہ کو اُس سے لیتا ہون یہ کہکے کچھ سحر آہستہ پڑھا اہل دربار نے دیکھا کہ دفعتہً بیٹھے بیٹھے

وہ تخت حکومت پر سے غائب ہو گیا عجائب جادو تو بلاے فکر گرفتاری خواجہ عمرو ثانی گیا ہی دیکھیے کیا تدبیر کرتا ہی
کیونکر خواجہ کو گرفتار کرتا ہی اور کس فریب و مکر سے ملکہ ماہ سبز پوش کو زنبیل خواجہ سے نکلواتا ہی احوال
اسکا آئندہ ناظرین با تمکین پر ظاہر ہو گا فی الحال احوال عمرو ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ سوے دشت
بصورت اصلی گلیم اُتارے ہوے چہار طرف دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک درخت
نہایت خوشنما سرو کا ہی وہ لب نہر واقع ہی اُس درخت پر ایک بلبل یا گلدُم بیٹھا ہوا ہی ڈورا اُسکے
پیٹی کا لٹک رہا ہی ایسا ثابت ہوتا ہی کہ کسی کے ہاتھ سے اُڑ کر اس گھنے درخت پر آکے بیٹھا ہی چہک
رہا ہی نغمہ سرا ہی خواجہ اُس درخت و نہر کو دیکھ کے خوش ہوے اور نغمہ سرائی طائر مذکور سے
متحیر ہوے دل مین کہنے لگے کیا شان پروردگار و حسن طیور ہی کیا کیا انسان و حیوان اُس سے
پیدا کیئے ہین کہ جنکو دیکھکر اُسکی قدرت و صناعی ہویدا ہوتی ہی اور کیا کیا طائر خوش الحان اُسنے
پیدا کئے ہین جنکی خوش الحانی سے دل خوش ہوتا ہی ابھی خواجہ اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے اور قریب
اُس درخت سرو کے لب نہر پہونچے تھے کہ ناگاہ اُس طائر نے بزبان فصیح کہا السلام علیک
اے خواجہ عمرو ثانی کیا خوب آپنے عیاری کر کے ملکہ ماہ سبز پوش و طلسم کشا و ملکہ زرنگین کاکل کشا
وغیرہ کو داخل زنبیل کیا ہی شہنشاہ خورشید روشن دل آپکے مداح ہین اور نہایت مشتاق آپکی
ملاقات کے ہین مین اُنکا ادنے ملازم ہون مجھے محض اسواسطے یہان بھیجا ہی کہ خواجہ کو ہمارا سلام
پہونچا کر اُنسے کہو کہ ہمارے پاس تشریف لائیے ہم سے ملاقات کیجیے ہم تو بوجہ اسکے کہ چند ستارے
ہمپر سخت ہین آپکے پاس آ نہین سکتے ہین واسطے حفاظت جان کے گھر سے باہر نہین نکلتے ہین ورنہ
ہم خود آپکے پاس آتے لہذا آپ ہی ہمارے پاس آئیے کچھ باتین راز کی ہین تنہائی مین اُنھین کہنا ہی
سوا اسکے ہم ملاقات کے بھی بہت مشتاق ہین خواجہ نے تقریر اُس طائر کی سُنکے یقین کیا کہ یہ طائر کوئی
ساحر ہی فرستادۂ بادشاہ خورشید روشن دل ہی جو کچھ یہ کہتا ہی سچ ہی یہ یقین کامل کر کے جواب سلام دیکے
کہا مین بادشاہ خورشید روشن دل تک کیونکر جا سکتا ہون کہان وہ کہان مین اُنسے اور مجھ سے
گویا بعد المشرقین ہی وہ بزور سحر اگر چاہین تو ایک لمحہ مین مجھ تک آ سکتے ہین اور مین اسقدر جلد اُن
تک جا نہین سکتا مجبور ہون یہ عذر میرا بجا ہی اسمین مطلق جھوٹ نہین ہی تو یہی عذر میرا یہان سے
جاکے روبرو اپنے بادشاہ کے کرنا اور میری طرف سے بعد سلام کہدینا کہ اگر آپ میری ملاقات کے مشتاق
ہین تو مین بھی آپکی ملاقات کا مشتاق ہون مگر مجبور ہون جلد آپکے پاس آ نہین سکتا بالفعل واسطے
تلاش لشکر فرار شدہ کے جاتا ہون اُنکو اگر میری عیاری سے اطلاع ہوئی ہی تو عجائب جادو
کے آنے سے اور تباہی لشکر سے بھی اطلاع ضرور ہو گی انشاء اللہ بعد تلاش لشکر فرار شدہ ہنگام
فرصت و مہلت اُنکے پاس آؤنگا جو کچھ کہینگے سنونگا یہ کہکے پوچھا تیرا کیا نام ہی اُسنے جواب دیا نام میرا
خوش آہنگ جادو ہی آپکو شہنشاہ نے طلب کیا ہی آپ جانے سے عذر کرتے ہین میرے
نزدیک یہ عذر اچھا نہین ہی شہنشاہ کو ملال ہو گا اگر آپ ارادہ اُن تک جانیکا کرین تو ایک
چشم زدن مین جا سکتے ہین خواجہ نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہی کہ جس تدبیر سے مین اُنکے پاس ایک
چشم زدن مین پہونچ جاؤن اُس طائر یعنی خوش آہنگ جادو نے جواب دیا وہ تدبیر بہت

سہل ہی اِس نہر مین غوطہ لگائیے ایک لمحہ مین شہنشاہ تک پہونچ جائیگا کیا آپ شہنشاہ کو صاحب
اختیار و حکومت نہین جانتے ہین بیشتر اُنھون نے سب سامان آپکے جلد بلانے کا اور آپکی دعوت
وضیافت کا کرلیا ہی جب مجھے اِس طرف روانہ کیا ہی خواجہ نے اُسکی تقریر سُنکے پہلے تو خیال کیا کہ ایک روز
کا زمانہ گذرا ہی بلکہ کامل ایک روز بھی نہین گذرا ہی کہ شاہ خورشید روشن دل برائے تہنیت رہائی شاہزادہ
رستم ثانی یہان آیا تھا مجھسے اور اُس سے ملاقات ہو چکی ہی وہ تعریف میری عیاری و زُنّاری کی کرچکا
ہی اب اِسقدر اشتیاق اُسکا ظاہر کرنا کیا معنے کہین ایسا تو نہو کہ عجائب جادو اِس دھوکے سے مجھے گرفتار
کرے بعدہ یہ خیال کیا کہ خورشید روشن دل دوست ہی اگر اُسنے اشتیاق ملاقات ظاہر کیا ہی تو کچھ جائے
فکر و تردد نہین ہی کیونکہ دوست اپنے دوست کا دمبدم باوجود دیکھنے کے مشتاق ملاقات ہوتا ہی یہ
خیال کرکے لباس اُتارنے کا ارادہ کیا خوش آہنگ جادو نے کہا آپ مع لباس اِس نہر مین غوطہ لگائین
کپڑے آپکے مطلق اِس پانی سے تر نہونگے خواجہ نے اُسکے کہنے سے مع لباس اُس نہر مین غوطہ لگایا سر کا
پانی مین ڈوبنا تھا اور پھر سر اُٹھاکر دیکھتا تھا کہ خواجہ نے اپنے تئین ایک باغ پُر بہار و شاداب مین
پایا تھا اُس باغ کے گلون کی بلبل زبان کر نہین سکتی عاجز و لال ہی اور تعریف وہان کی تیاری و سامان کی
کلک دو زبان ذرا بھی کر نہین سکتا ہی کیونکہ ہر اک چمن اُس باغ کا قابل دید تھا اور ہر ایک گل لائق نظارہ
تھا چہار طرف اُس باغ پُر بہار مین گروہ گروہ جوق جوق نازنینان خوبرو و مہ جبینان خوش گلو بکاریان
رنگ سے بھرے ہوئے کھڑی تھین باہم ہنسی دل لگی کر رہی تھین چہلین آپس مین ہو رہی تھین جانب
در باغ نگران تھین کہتی جاتی تھین کہ ہائین ابھی تک خواجہ عمرو ثانی یہان نہین آئے شہنشاہ نے اُنکے استقبال
وخوشی خاطر کے واسطے ہم ایسی نازنینون کو یہان بھیجا ہی کیا خوش آہنگ جادو نے خواجہ سے ملاقات
ابھی تک نہین کی حکم ہمارے شہنشاہ کا اُن تک نہین پہونچا یا کیا سبب ہوا کہ اتنی دیر ہوئی خواجہ تشریف
نہین لائے ہم بھی اُنکے دیکھنے کے مشتاق ہین ذرا وہ یہان آئین تو رنگ مین نہلا دینگے اگر وہ پوچھین گے
کہ یہ رنگ کیسا ہی تو جواب دینگے کہ اول تو ایک رنگ خوشی کا ہی آپکے تشریف لانیکا دوسرے زمانہ نوروز
کے آنیکا قریب ہی ہم قبل نوروز ہی آج رنگ کھیلنے ہین رنگ طبعی ہی کب ایسی بات سے باز
آتے ہین خواجہ اُس باغ رشک گلشن ارم کو دیکھکر سیر اُسکی کرکے اور تقریر اُن نازنینون کی سُنکے صورتین
نور کی اُنکی دیکھکر لباس رنگارنگ زیور نقری وطلائی مرصع کار پر اُنکے نظر کرکے بہت خوش ہوئے
دل مین کہنے لگے کہ یہ باغ ہی کہ گلشن شداد ہی اور یہ نازنینان خوش جمال ہین کہ حورین ہین تکلف یہ ہی
کہ چہار طرف چار چمن رنگارنگ پھولون کے ہین جس چمن کے پھولونکا جو رنگ ہی یہ نازنینان جو جمال
ویسا ہی لباس پہنے ہین عجب نہین کہ رنگ بھی پچکاریون مین مانند اُنکے لباس کے ہو مہ جبینان پری
پیکر وہ ہین کہ اُنکے دیکھنے سے دل مین بے اختیار شوق وصل پیدا ہوتا ہی خورشید روشن دل نے ایسی
نازنینون کو واسطے میرے استقبال کے روانہ کیا ہی بدرجہ کمال خیال اُسکو میری عزت افزائی کا ہی کیونکر
اُسنے ایسا خیال نہو کہ دوست صادق ہی میرے مرتبے سے آگاہ ہی کہ مین برادر امیر ثانی کا ہون فرزند
خواجہ عمرو والے کا ہون صاحب ہفت معجزہ پیغمبران ہون بعد والد ماجد کے مثل و نظیر اپنا نہین رکھتا
ہون فن عیاری مین اکمل ہون ذی نوازی مین شہرہ آفاق ہون ہنوز خواجہ اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے

کہ اُن نازنینون نے خواجہ کو دیکھکر خوش ہوگے باہم کہا تو خواجہ عمرو ثانی تشریف لائے مراد دیدہ بر آئی یہ کہکر جانب خواجہ ہنستی ہوئین بصد ناز و ادا چلین جب قریب خواجہ پہونچین چاہا کہ رنگ پچکاریون سے خواجہ پر ڈالین خواجہ نے بخیال اسکے کہ کپڑے میرے رنگ مختلف سے رنگین ہوجائینگے دھلوانا پڑینگے وہ دھلوائی لیگا مجھ مفلس کے پاس دو پیسے کہان جو اُسے دونگا یہ خیال کرکے رنگ ڈالنے سے اُنھین منع کیا وہ سب خواجہ کے منع کرنے سے رنگ ڈالنے سے باز رہین خواجہ نے اُنسے پوچھا بادشاہ فیجاہ ہمارے دوست خورشید روشن دل کہان ہین اُنھون نے دست بستہ عرض کیا آپ ہمارے ہمراہ تشریف لیچلین وہ سامنے بارہ دری ہی اُسمین تشریف رکھتے ہین آپکے آنیکے منتظر ہین خوشا قدر و منزلت آپکی کہ شہنشاہ ہمارے آپکی ملاقات کے مشتاق ہین وہ سامان آپکی دعوت و ضیافت کا کیا ہی کہ اگر کسی بادشاہ کو بھی بلاتے تو ایسا سامان نہ کرتے اور تو تکلفات و سامان دعوت ہم کیا بیان کرین لیکن اونے یہ ہی کہ واسطے آپکی نذر کے کئی سو کشتیان کہ جنکے پُر زر کشتی پوش ہین اور اُنمین زر سرخ و جواہر بیش بہا بھرا ہوا ہی واسطے آپکی نذر کے رکھین ہین بارہ دری کو مانند عروس شب اول تکلفات سے آراستہ کرایا ہی ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی لیئے بیٹھے ہین رقاصان خوبرو واسطے رقص و نغمہ کے طلب کیے گئے ہین بارہ دری مذکور مین بزم عشرت وہ آراستہ کی گئی ہی کہ پیر فلک نے بھی کبھی نہ دیکھی ہوگی خواجہ یہ گفتگو اُنکی سنکے خوش ہوے کشتیون کا ذکر سنکے مُنھ مین پانی بھر آیا ہمراہ اُنکے یا تو آہستہ آہستہ جاتے تھے یا جلد جلد قدم اُٹھانے لگے دل مین کہنے لگے آج کا دن نہایت مبارک تھا کہ میرا یہان آنا ہوا اب کئی سو کشتیان زر سرخ و جواہرات سے مملو میرے ہاتھ آئینگی اگر زر اسیقدر ملا کیے تو میری محتاجی و مفلسی دور ہو جائے یہ لباس ہزار ہا پیوند کا تن سے اُتر جائے قرض سے ادا ہو جاؤن میرے اہل و عیال کی بھی بخوبی بسر ہو زنبیل جو زر و جواہر سے خالی ہوگئی ہی بھرنا تو اس کا بالکل مشکل ہی لیکن کچھ کچھ بھر جائے یہ باتین اپنے دل مین کرتے ہوے خوش ہوتے ہوے ان سیکڑون نازنینون کے درمیان مین راہ طی کرتے ہوے صورت ہر اک نازنین کی دیکھتے ہوے قریب بارہ دری پہونچے وہان جاکے دیکھا کہ دروازے بارہ دری کے کھلے ہین بادشاہ خورشید روشن دل تخت جواہر نگار پر لباس نفیس و نادر پہنے ہوے تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہوے بیٹھا ہی امرا وزرا سے پاس اُسکے کوئی نہین ہی اکیلا بیٹھا ہی خواجہ اُسے تنہا بیٹھا دیکھکر سمجھے کہ خوش آہنگ جادو نے جو کہا تھا سچ کہا تھا چونکہ کچھ باتین راز کی مجھ سے کہنا منظور ہین اسیوجہ سے تنہا بیٹھا ہی تخلیہ ہی یہ سمجھکر خواجہ آگے بڑھے دفعتًا دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ اُس باغ کے چمنون کے خودبخود اپنے اپنے درخت کی شاخون سے جدا ہوکے لعل و گوہر آبدار بنکے سر خواجہ پر آکے نثار ہوکے زمین پر گرے خواجہ نے اُن گوہر ہاے آبدار و کلان کو کہ برابر بیضۂ کبوتر و مرغ کے تھے اور لعل خوشرنگ کہ کم سے کم دو دو مثقال کے تھے دیکھکر کثرت حرص و طمع سے بجبلہ جھک کر اُٹھانا چاہا جسوقت اُنکو اُٹھایا دیکھا تو وہی پھول رنگا رنگ تھے خواجہ نے برہم ہوکے اُنھین ہاتھ سے ڈالدیا اُن نازنینون نے قہقہہ مارا خواجہ نے اپنی اس حرکت سے نادم ہوکے اُن حسینون کے قہقہہ مارنے سے جھیپ کے جواب دیا یہ تم عبث خیال کرتی ہو کہ مین نے لالچ سے اُنھین اُٹھایا تھا بلکہ واسطے سونگھنے کے اُٹھایا جب گلون کی بو مجکو بری معلوم ہوئی

مین سے پھینک دیئے اُنھون نے بات بنا کے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین ایسا ہی ہوگا ہم اسوقت
اِسوجہ سے ہنسے تھے کہ یہ پھول لعل وگوہر سحر شہنشاہ سے کس خوبی سے بنکے حضور کے سر پر سے نثار
ہوئے ہین عجب ہمارے شہنشاہ خورشید روشن دل صاحب اختیار ساحر زبردست ہین جو
چاہتے ہین بیٹھے بٹھائے بزور سحر عجائبات دکھاتے ہین اسوقت اُنکی طبع عالی مین یہی آیا کہ آپکے سر پر سے
لعل وگوہر نثار کرین آپکی عزت وحرمت افزائی کرین خواجہ یہ سنکے پاس دیوار بارہ دری کے پہونچے
یکایک نظر خواجہ کی خورشید روشن دل کے چہرے پر پڑی اور اُسنے خواجہ کو دیکھا اِدھر خواجہ نے اُدھر
اُسنے ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا ہنوز خواجہ دروازے مین داخل ہوئے تھے زینون کو طی کر کے
بالائے قصر جاتے تھے کہ دیکھا خورشید روشن دل اپنے تخت سے اُٹھکر برائے استقبال تا زینۂ بام
بارہ دری آیا اور مسکرا کر کہا ای خواجہ آیئے تشریف لایئے مین نے آپکو یہان تک آنیکی تکلیف دی
اپنے سخت ستارون کے سبب سے خود آپکے پاس نہ آسکا اِس میرے تکلیف دینے کو معاف کیجیے گا
یہ کہکے خواجہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر بصد خوشی بارہ دری مین لیجا کے قریب اپنے تخت کے ایک کرسی
جواہر نگار پر بٹھایا اور اُن سب نازنینون کی طرف دیکھکر کہا تم یہان سے جاؤ ہمین کچھ باتین خواجہ
سے تخلیہ مین کرنا منظور ہین نازنینان مذکور بارہ دری سے اُتر کر باغ مین آئین خواجہ نے سر اُٹھا کر
سقف بارہ دری کو دیکھا در و دیوار و فرش پر نظر کی دیکھتے ہی آنکھین کھل گئین مُنھ مین پانی
بھر آیا حیرت سے سکتا سا ہو گیا کیونکہ کرور ہا روپیہ کا شیشہ آلات اشیاے جواہر بیش بہا اُس
بارہ دری مین تھے اور مانند عروس شب اول کے آراستہ تھی خورشید روشن دل نے
خواجہ کو مانند آئینہ کے حیران دیکھکر مسکرا کر کہا ای خواجہ اِس بارہ دری کی آراستگی کو کیا نظر
حیرت سے دیکھتے ہو یہ تو مین نے محض واسطے ایک لمحہ بیٹھنے کے اراستہ کی ہے اِس بارہ دری کی کیا
حقیقت ہے جو اشیا اِس بارہ دری مین پسند طبع ہون حاضر و موجود ہین بے تکلف اُنھین لے لیجیے
اِن سب اشیاء کو اپنا ہی تصور کیجیے خواجہ نے جواب دیا واقعی آپ سچ کہتے ہین خورشید روشن دل
نے یہ سنکر پکار کر کہا ای ساقیان خوبرو جلد کشتیان شراب کی مع ساغر بلورین لیکر آؤ اور ای نازنینان
پری تمثال وہ کئی سو کشتیان زر و جواہر سے مملو جو ہمنے براے نذر خواجہ تمھارے حوالے کی ہین جلد
اُنھین لیکر یہان آؤ اُن سب نے عرض کیا حاضر ہوتے ہین خورشید روشن دل نے کچھ سوچکر خواجہ
سے کہا مجھے منظور ہے کہ جلد پہلے آپ سے کچھ باتین تخلیہ مین کر لون بعد اُسکے ساقی و نازنینان خوبرو
یہان کشتیان لیکر آئین اور رقاصہ بھی آکے آپکے روبرو رقص و نغمہ کرے خواجہ نے کہا بہتر ہے
پہلے باتین ہی کر لیجیے بعدہ اُن سب کو یہان بلایئے یہ سنکے خورشید روشن دل نے پکار کے کہا
خبردار ابھی کوئی نہ آئے بعد تھوڑی دیر کے جب ہم طلب کرین تو یہان آنا چونکہ نازنینان خوبرو کشتیان
جواہرات کے کنیزون کے سرون پر رکھکر قبل منع کرنے خورشید روشن دل کے بارہ دری کے
زینون کو طی کر کے روبرو شاہ مذکور کے جانے والی تھین اب منع کرنے سے شاہ مذکور کے پلٹ کر
جانے لگین خورشید روشن دل نے اُنھین دیکھکر کہا اگر کشتیان لے آئی ہو تو خیر روبرو خواجہ کے
رکھ دو اُنھون نے حکم کی تعمیل کی بعد ازان بارہ دری سے اُتر کر باغ مین گئین خواجہ کشتیون کو

دیکھکر از حد شادمان ہوئے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا یہ سب کشتیان مین نے واسطے آپکے
طلب کی ہین جب یہان سے جائیے گا لے لیجیے گا بالفعل رکھی رہنے دیجیئے مین سوا ان کشتیون کے اور
بھی چند اشیائے جواہر اس بارہ دری کے آپکو دونگا یہ کہکے کہا ای خواجہ مین نے آئینہ سحر مین حال آپکی
عیاری کرنے کا بخوبی دیکھا کس خوبی سے آپنے عیاری کی ہی کہ مین از حد خوش ہوا ملکہ ماہ سبز پوش
زوجہ عجائب جادو ساحرہ زبردست کو عجب خوبی سے بیہوش کیا کیا تعریف آپکی کیجائے سچ تو یہ ہی کہ آپکا
مثل و نظیر نہین ہی اب یہ تو بتائیے کہ ملکہ ماہ سبز پوش کو زنبیل سے نکال کے ہدایت کیجیے گا یا نہین
یا ہمیشہ زنبیل ہی مین رکھیے گا خواجہ نے جواب دیا ابھی عیاری آپنے میری کیا دیکھی ہی ابتو طلسم رنگین
حصار مین آیا ہون میری عیاریان دیکھیے گا آپ محبتانہ اور از راہ قدر دانی میری ایسی ثنا کرتے
ہین ورنہ مین لائق تعریف نہین ہون ایک بندہ گنہگار پروردگار بیوقوف بے ہنر ہون آپ محض
میری عزت افزائی کرتے ہین ملکہ ماہ سبز پوش کے باب مین جو آپ نے فرمایا ہی اسکے مقدمے مین صرف
اسقدر رکھا جاتا ہی کہ مجھے حکم اسی قدر ہی کہ تین روز سے زیادہ کسی ساحر یا ساحرہ کو زنبیل مین قید
نہ رکھے پس مین موافق حکم عمل کرونگا اسے زنبیل سے نکال کے ہدایت کرونگا اگر اسنے میری ہدایت سے
دین اسلام اختیار کیا تو فہو المراد ورنہ اسے خنجر آبدار سے ضرور قتل کرڈالونگا زنبیل مین نہ رکھونگا اسقدر
میرے پاس غلہ اور روپیہ کہان ہی جو اہل زنبیل کو مدام دیا جائے اگر آپ فرمائین تو اس ساحرہ کو
اپنی زنبیل سے نکال کے آپکے روبرو ہدایت کرون خورشید روشن دل نے کہا آپکو اختیار ہی
جو مناسب ہو کیجیے مگر مین یہ کہتا ہون کہ ملکہ ماہ سبز پوش ساحرہ نہایت زبردست ہی مانند
آفات چہاردست کے ہی کہ دادی افراسیاب جادو و مالک طلسم ہوشربا کی تھی اسکا زنبیل مین
رکھنا اچھا نہین ہی کیونکہ عجائب جادو کی زوجہ ہی عجائب جادو اسکا عاشق ہی الفت و محبت اس سے
از حد رکھتا ہی جب تک اسکو یہ معلوم ہوگا کہ زوجہ میری زنبیل مین خواجہ کی ہی آپکے قتل و گرفتاری
کی فکر مین کد و کوشش کریگا شب و روز آپکا درپی آزار رہے گا اور جب اسکو کتاب ساحری
یا اور کسی طور سے ثابت ہو جائیگا کہ اب زوجہ میری خواجہ کی زنبیل مین نہین ہی تو چندان وہ آپکا
دشمن نہوگا لہذا اسوقت میرے سامنے اسے نکالیئے یہان عجائب جادو نہ آئیگا اور اگر آبھی جائیگا
تو مین اس سے سمجھ لونگا مقابلہ و مجادلہ اس سے بخوبی کرونگا کیا مجال اسکی کہ وہ اپنی زوجہ کو میرے
سامنے سے لیجائے اگر اسوقت ملکہ ماہ سبز پوش آپکی رہنمائی کرنے سے مشرف بدین اسلام ہوگئی
تو خیر یا مطیع اسلام ہوئی تو فبہا ورنہ اسے میرے حوالے کیجیے گا مین اسکو ایسی جگہ قید کردونگا کہ
عجائب جادو کبھی رہا نہ کرسکے گا اور یہ مین محض آپکی دوستی و محبت سے کہتا ہون ورنہ آپ کو
اختیار ہی اس تدبیر سے جان آپکی عجائب جادو سے بچ جائیگی خواجہ نے یہ تقریر سنکے ملکہ ماہ
سبز پوش کو زنبیل سے نکالا اور فتیلہ دافع بیہوشی سے اسے ہوشیار کرکے سوزن تو اسکی زبان مین
دیا ہوا تھا ستون بارہ دری سے باندھکر اسے ہدایت کی اس نے اشارہ سے کہا مین ہرگز مطیع
اسلام یا مسلمان نہونگی خواجہ اسکی اشارے کی تقریر سمجھ کے آمادہ اسکے قتل کرنے پر ہوئے
خورشید روشن دل نے گھبرا کے ہاتھ خواجہ کا پکڑ لیا خنجر خواجہ کے ہاتھ سے چھین لیا اور کہا

ای خواجہ اتنی بڑی ساحرہ کو قتل کرتے ہو کیا غضب کرتے ہو عجائب جادو بھلا آپکو زندہ رکھے گا
اگر آپ اسوقت اسے قتل کیجیے گا وہ کسی وقت قابو پا کے ضرور آپ کو مار ڈالے گا مین نہین چاہتا
کہ دشمن آپکے دست عجائب جادو سے قتل ہون لیس مصلحت وقت یہ ہی کہ اسکو میرے حوالے
کر دیجیے مین اسکو اپنی رائے کے موافق ایسی جگہ قید کرونگا کہ عجائب جادو کبھی اسکو رہا نہ کر سکیگا
خواجہ نے کہا آپکو اختیار ہی جو مناسب جانیے کیجیے خورشید روشن دل نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے
سحر پڑھ کر دستک دی اور کہا ای پریزادان طلسم جلد تر وہ حباب طلسمی کہ خوبصورت کاسہ یا
ناندہ کے ہی اور اسمین پانی چاہ سامری کا ہی اور ایک زمانہ دراز سے وہ تمھارے پاس ہی ہمارے
روبرو لیکر آؤ بمجرد اس کہنے کے ایک جانب سے ہواے تند و سرد آئی تھوڑی دیر مین چند پریزاد
ایک تخت پر سوار ایک حباب پر آب لیے ہوے حاضر ہوئین خورشید روشن دل کو تخت سے اُتر کر
سلام کیا اور کہا حضور نے بعد ایک زمانہ دراز کے آج ہمکو کیون طلب کیا ہی کیا کسی کو زندان
طلسمی مین قید کرنا منظور ہی یا آپ چاہ سامری لینا ہی کسی پر سے سحر دفع کرنا ہی یا کسی بیمار و لاغر و کاہل
کو واسطے شفا کے آب مذکور لیکر پلانا منظور ہی خورشید روشن دل نے جوابدیا مین نے تمکو محض اسواسطے
طلب کیا ہی کہ ملکہ ماہ سبز پوش کو یہان سے لیجاؤ اُسکی نگہداشت کرو بعد چند روز کے جو ہمین منظور
ہوگا وہ اسکے بارے مین کرینگے یہ کہکے ملکہ مذکورہ کو اپنے ہاتھ سے اُٹھا کے اُس کاسہ حباب صورت
مین اندر اُس پانی کے ڈالدیا ملکہ ماہ سبز پوش جب اُس حباب مین ڈالدی گئی پریزادان مذکور حباب
مسطور لیکر رخصت ہوکے تخت پر سوار ہوکے چلے گئین خورشید روشن دل نے اُنکی طرف
دیکھکر خواجہ کی آنکھ بچاکے کچھ اشارے سے کہا وہ مسکرا کے جس طرف سے آئی تھین روانہ ہوئین
خواجہ بیٹھے رہے خورشید روشن دل نے بعد جانے اُن پریزادون کے سحر پڑھ کے زمین پر
ہاتھ مارکے خواجہ سے ہنسکر کہا ای خواجہ ذرا اُٹھو تو جاؤ وہ کشتیان زر و جواہر کی اُٹھا کے
نذر زنبیل کرلو خواجہ نے چاہا اُٹھون زمین سے اُٹھا نہ گیا نہایت حیرت ہوئی خورشید روشن دل
سے کہا اسوقت زمین نے مجھے پکڑ لیا ہی مجھ سے اُٹھا نہین جاتا ہی معلوم ایسا ہوتا ہی کہ اپنے
ازراہ مزاح سحر کرکے میرا یہ حال کیا ہی آپکو تو اسطرح مجھ سے ہنسنا لازم نہین ہی خورشید روشن دل
نے جوابدیا او عیار مکار آگاہ و خبردار ہو کہ منم عجائب جادو دیکھ مین نے کس تدبیر و حکمت
سے کہ عیار بھی ایسی مکاری نہ کر سکینگے تجھ ایسے ظالم و عیار بلاے روزگار سے بہ رفق و مدارا
پیش آکے اپنی زوجہ کو تیری زنبیل سے تجھ ہی سے نکلوا کے پریزادون کے حوالے کردیا ہی
دیکھ یون تجھ ایسے عیار سے عیاری کرکے زوجہ کو اپنی مین نے تیری زنبیل قید سے رہا کر لیا
اور تجکو قید کر لیا اب بتا کہ تجکو کسطرح قتل کرون اسوقت ہی کوئی تیرا معین و مددگار کہ تجکو میرے
ہاتھ سے بچائے کہان ہی بہت بڑا تیرا مددگار خورشید روشن دل کہ وہ یہان آکے تیری حمایت
کرے او نابکار عیار غضب کیا تھا تو نے کہ ہمارے رہا کرنے طلسم کشا وغیرہ کے تو نے میری زوجہ کو
بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا تھا مین ہی ایسا ساحر زبردست و مکار تھا کہ تجکو دام مکر مین
مبتلا کرکے باغ سبز دکھا کے ملکہ ماہ سبز پوش کو تیرے قبضے سے نکال لیا یہ کہکے خواجہ کا ہاتھ

پکڑ گئے مکر رمبتلائے سحر کرکے زمین سے اٹھا لے گئے بارہ دری سے اتر کے چھر سنگریزے زمین سے اٹھا کے سحر انپر دم کرکے جانب باغ و بارہ دری مارے خواجہ نے دیکھا کہ تھوڑی دیر مین وہ بارہ دری و باغ و جملہ نازنینان خوبرو کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا جس جگہ کثرت گلہائے رنگا رنگ سے گویا باغ شداد نظر آتا تھا اس جگہ کو خارستان پایا جس طرف نظر اٹھا کے دیکھا صحرا ہی دکھلائی دیا گرد و غبار اڑتا نظر آیا خواجہ یہ حال دیکھکر دام مکر و سحر عجائب جادو مین مبتلا ہو کے دھوکا کھا کے دنگ ہو گئے دل مین کہنے لگے مین تو عیار تھا ہی عجائب جادو بھی عجب مکار و عیار ہی کس عنوان سے اسنے مجھے گرفتار کیا اور ابنی زوجہ کو زنبیل سے نکلوا کے حوالے پریزادون کے کردیا ایسا دھوکا کبھی زندگی مین سنے نہ کھایا تھا کیا بری میری تقدیر ہی جو دوست صورت تھا وہ بباطن دشمن تھا اسکی کیا خبر تھی بمصداق اس شعر کے شعر ؎ وائے تقدیر سمین جو تھا وہ رہزن نکلا دوست سمجھے تھے جسے ہم وہی دشمن نکلا ✦ خیر اب تو دھوکے سے اسکے دام فریب مین پھنس گئے ہو اب کوئی ایسی تدبیر کرو کہ جان اپنی اس مکار و جفاکار کے ہاتھ سے بچاؤ یہ تجویز کرکے عجائب جادو سے کہا ای بادشاہ فلک بارگاہ سچ تو یہ ہی کہ تیرا مثل و نظیر روئے زمین پر نہین ہی جیسا مین نے سنا تھا ویسا ہی تجھے پایا اشتیاق تیری ملازمت کا مجھکو میرے لشکر سے یہان تک لایا رسائی تجھ ایسے بادشاہ تک میری دشوار تھی مین سوچتا کہ ایسی کوئی تدبیر کرون کہ جسکے سبب سے عجائب جادو تک میری رسائی ہو سوچتے سوچتے مین نے عیاری کرکے ملکہ ماہ سبز پوش کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا تھا ارادہ یہ تھا کہ ملکہ موصوفہ و ملکہ رنگین کاکل کشا و طلسم کشا وغیرہ کو حاضر خدمت ہو کے زنبیل سے نکال کے بطور نذر پیش کرونگا اور اس اپنی عیاری کے کمال و ہنر کو ظاہر کرکے امیدوار ملازمت کا ہونگا بدہی مقدر سے جو دل مین آرزو تھی وہ بر نہ آئی تجھ ایسے قدردان بادشاہ کو مین نے نہ پہچانا کیونکہ پہچانتا کہ صورت تبدیل تھی اب تجھ ایسے بادشاہ نے خود اپنی شکل اصلی دکھائی اپنے تئین ظاہر کیا لہذا امیدوار ہون کہ مجھے اپنے ملازمون مین آپ داخل کرین بصدق دل تیری خیرخواہی کرونگا طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا و فرزند خورشید روشن دل و حدید شاہ و سر شار شاہ و شاہزادہ نیر و زرہ مار اندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ وغیرہ کو زنبیل سے نکال کے تیرے حوالے کرونگا جسکو تو کہے گا اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا تمام زندگی تیری ملازمت سے انکار نہ کرونگا اگر تو کہے گا تو امیر ثانی کو بعیاری گرفتار کرکے تیرے حوالے کردونگا عجائب جادو نے تقریر خواجہ کی سنکے بصد قہر و غضب جواب دیا او عیار مکار تو مجھ ایسے ہوشیار سے باتین فریب کی کرتا ہی مجکو دام مکر مین پھانسنا چاہتا ہی مین واقف ہون کہ تجھ ایسے عیار بلائے روزگار کو فریب سے گرفتار کرچکا ہون بھلا تیرے دام مکر مین کب آؤنگا تو ایسی تقریر عبث کرتا ہی کچھ تجکو نفع نہ دیگی اب تو میرے ہاتھ سے ہرگز جانبر نہ ہوگا یہ کہکے کارد آبدار نکال کے کہا اگر تو میری دختر کو زنبیل سے نکال دے اور میرے حوالے کردے تو خیر تجھے قتل نہ کرونگا ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگا خواجہ نے جواب دیا ای بادشاہ اگر تو سحر اپنا مجھ پر سے دفع کردے تو ابھی تیری دختر کو زنبیل سے نکال دون عجائب جادو نے جواب دیا او مکار آگاہ ہو کہ مین نہایت ہوشیار اور تیرے

حال سے خبردار ہون تجھ پر سے اگر سحر دفع کر دونگا تو پھر تو ہاتھ نہ آئیگا خواجہ نے کہا اے بادشاہ بھلا مین تجھ ایسے بادشاہ صاحب اختیار زبردست ساحر کے سامنے سے بھاگ سکتا ہون اگر بھاگونگا تو تجھ سے کہان بھاگ کر جاؤنگا دو قدم بھی بھاگ نہ سکونگا تیرے سحر سے پاؤن میرے زمین پکڑ لیگی عجائب جادو نے کہا مین ہرگز اپنا سحر تجھ پر سے دفع نہ کرونگا مین نے سنا ہے کہ تیرے پاس ایک ایسی گلیم ہے کہ جب تو اُسے اوڑھ لیتا ہے تو نظر سے غائب ہوجاتا ہے پس اگر رہائی اپنی چاہتا ہے تو وہ مین میری دختر کو زنبیل سے نکال دے خواجہ نے کہا اے بادشاہ یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی مجھے گرفتار کرتا ہے تو زنبیل بند ہوجاتی ہے اسی کو بعض بعض لوگ ناواقف کہتے ہین کہ زنبیل غائب ہوجاتی ہے حالانکہ غائب نہین ہوتی ہے مگر بند ہوجاتی ہے کوئی شئی اُس سے نکال نہین سکتا ہون ہاتھ بھی پھر اُس تک پہونچ نہین سکتا ہے عجائب جادو نے کہا او مکار تو جھوٹ کہتا ہے اچھا تو میری دختر وغیرہ کو زنبیل سے نہین نکالتا ہے مین روح تیری تیرے تن سے مانند ملک الموت کے نکالونگا یہ کہکے ارادہ قتل کرنیکا کیا اُسوقت خواجہ نے رجوع قلب سے سوئے فلک دیکھ کے درگاہ خدا مین یہ دعا کی کہ خداوندا مجکو دست عجائب جادو سے بچا یہ نابکار مجھے ابھی قتل کیا چاہتا ہے ہنوز خواجہ دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ زمین شق ہوئی عجائب جادو نے دیکھا کہ ملکہ ماہ سبز پوش عرف نیرنگ جادو برہم و غضبناک گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی عجائب جادو نے اُسے دیکھکر نہایت شادان و فرحان ہوکے پوچھا صاحب خیر تو ہے تم کیونکر یہان تک آئین گھبرائی ہوئی کیون ہو اُسنے کہا مین حباب طلسم سے صحیح و ہوشیار ہوکے مانند مچھلی کے تڑپ کر نکل آئی پریزادون کو رخصت کرکے محض اسواسطے یہان آئی ہون کہ عمرو ثانی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون اچھے وقت پر یہان آئی کہ تمنے اسکو قتل نہین کیا تھا ارادہ قتل کرنیکا تھا عجائب جادو نے کہا مین تو ابتک اسے قتل کرچکا ہوتا خود ہی اسکے قتل کرنے مین دیر کی صرف اس خیال سے کہ اگر اسکو قتل کرونگا دختر تمھاری ملکہ رنگین کاکل کشا زنبیل ہی مین رہجائیگی پھر کبھی تجھ سے نہ ملیگی یہ عیار مکار وہ بلائے بے درمان ہے کہ لاکھ لاکھ مین نے اسکو دھمکایا ڈرایا رہا کردینے کا اس سے اقرار بھی کیا مگر یہ تمھاری دختر اور طلسم کشا وغیرہ کو کسی طرح زنبیل سے نہین نکالتا ہے حیلہ و حوالہ کرتا ہے کہتا ہے کہ جب کوئی مجکو گرفتار کرتا ہے زنبیل بند ہوجاتی ہے پہلے مجکو رہا کردو پھر مین طلسم کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکال کے حوالے کردونگا مجکو اس مکار کے کہنے کا یقین نہین ہے اگر اس پر سے سحر دفع کردونگا تو یہ ابھی گلیم اوڑھ کے نظر سے غائب ہوجائیگا کبھی تمھاری دختر اور طلسم کشا کو مجھے نہ دیگا ملکہ ماہ سبز پوش نے کہا صاحب تم اسکو میرے حوالے کرو مین تو کسی طور سے اپنی دختر کو اس سے لیلونگی پھر اسکو قتل کر ڈالونگی اسنے مجکو بیہوش کرکے اسیر کیا تھا کیا اب مین اسکو زندہ چھوڑ دونگی عجائب جادو نے مسکرا کر کہا صاحب تمکو اختیار ہے جو مناسب جانو اسکے حق مین کرو ملکہ ماہ سبز پوش نے ایک رقعہ ملفوف عجائب جادو کو دیا اور کہا صاحب اس رقعہ کو ابھی نہین کسی وقت دیکھ لینا اس مین کچھ میرا حال تحریر ہے جو راہ مین مجھ پر گذرا ہے بڑی مشکل سے حباب طلسمی سے نکل کر یہانتک آئی ہون یہ کہکے رقعہ مذکور دیکے خواجہ کو لیکر بزور سحر

سنتے ہین مغرق ہوے کہ جہان پنا نا منظور تھا چلی گئی بعد جانے ملکہ مذکورہ کے عجائب جادو نے اُس
رقعہ کو کھول کر پڑھا اسمین لکھا تھا کہ اے عجائب جادو تم خواجہ کو اسیر کرکے بہت نازان اور خوش ہوے
تھے کلمات نخوت و غرور اپنی زبان پر جاری کرتے تھے خود ہی اپنے مکر فریب کی ثنا کرتے تھے بار بار کہتے تھے
کہ اس عیار کو مین نے عجب عیاری سے گرفتار کیا ہی اگر غور و انصاف کرو تو تم نے کیا عیاری کی ہی عیاری
مین نے کی ہی منتم خورشید روشن دل دیکھو تمھاری زوجہ کو مین نے راہ مین حباب طلسمی سے نکالکے
قید کرلیا ہی اور اُن پریزادون کو بھی اسیر کرلیا ہی اب یہان آکے خواجہ کو بھی بے لڑے بھڑے کسی لیگیا
ہون اب اپنے اہل دربار مین جاتا ہون تمھاری زوجہ ملکہ ماہ سبز پوش کو قید کرونگا بعزت و حرمت
زندان مین رکھونگا یہ خیال نہ کرنا کہ اُسے قتل کرڈالونگا یا کسی طرح اُسکی ذلت و بے آبروی گوارہ
کرونگا افسوس کرتا ہون کہ جسوقت تم نے خواجہ کو اسیر کیا تھا مین غافل تھا جب تم خواجہ کو اسیر کرچکے
اُسدم مین حال خواجہ سے آگاہ ہوا ورنہ خواجہ کو کیا اسیر کرسکتے مین براے مدد خواجہ خود آتا یا کسی ساحر
زبردست کو روانہ کرتا یا تمھارے فریب دینے سے خواجہ کو آگاہ کردیتا عجائب جادو یہ عبارت پڑھکر
نہایت ملول و غضبناک ہوا دل مین کہنے لگا ای عجائب جادو تو نے سخت دھوکا کھایا خورشید روشن دل
کارنمایان کرگیا ہاے تیری زوجہ کو مع پریزادون کے اسیر کرکے لیگیا خواجہ کو بھی رہا کرکے قتل کرنے
سے بچاکے ہمراہ اپنے لیگیا تو یہ سمجھا کہ ملکہ ماہ سبز پوش حباب طلسمی سے نکل کے کیونکر آئی گو وہ اس رقعہ
مین لکھتا ہو کہ مین ملکہ ماہ سبز پوش کو قتل نہ کرونگا بعزت و حرمت اسیر کرونگا لیکن مجھے اُسکے اس لکھنے کا
کب اعتبار ہی وہ طلسم کشا کا شاگرد ہی دوست ہی دشمن کا دوست بھی ایک قسم کا دشمن ہی بھلا وہ مجھ سے ایسی
دوستی کریگا یہ سمجھ وہ دھوکا دیتا ہی مین کب اُسکے اس لکھنے کا اعتبار کرونگا جس طرح ہوسکے گا اپنی زوجہ کو
جاکے رہا کرکے لاونگا اگر لڑائی ہوگی لڑونگا جان اپنی دونگا ناموس کی بے عزتی و اسیری گوارہ
نکرونگا او قتل ہونا اسکا اپنی آنکھون سے ہرگز ہرگز نہ دیکھونگا یہ باتین اپنے دل مین کرکے خیال زوجہ
مذکورہ مین آبدیدہ ہوکے دیوانہ وار اُس صحرا سے روانہ ہوکے اپنے دربار مین جاکے تخت پر بیٹھا
وزیرانے اُسکے چہرے پر آثار رنج پاکے پوچھا ای بادشاہ خیر تو ہی اسوقت مزاج کیسا ہی کہان سے آپ
تشریف لاتے ہین باعث اندوہ و ملال کیا ہی عجائب جادو نے آبدیدہ ہوکے تمام حال جو گذرا تھا
بیان کرکے کہا خورشید روشن دل میری زوجہ اور خواجہ کو لے تو گیا ہی مین بھی بلاے بے درمان ہون
کوئی اور نہین عجائب جادو ہون خورشید روشن دل کو مار ہی ڈالونگا اسوقت میرے ہوش
و حواس بجا نہین ہین اسوجہ سے تم سے پوچھتا ہون کہ براے رہائی ملکہ ماہ سبز پوش کیا تدبیر کرون
اُنھون نے عرض کیا حضور ہمارے نزدیک تدبیر یہ ہی کہ بالفعل طائران سحر روانہ کیجیے جب وہ کوئی
خبر دین اسوقت جو مناسب ہو اسپر عمل کیجیے عجائب جادو کو راے اُنکی اچھی معلوم ہوئی اُسیوقت
چند طائران سحر کو براے دریافت خبر سوے دربار خورشید روشن دل روانہ کیا ادھر تو عجائب جادو
نے طائران سحر کو روانہ کیا ادھر خورشید روشن دل بصد خوشی و شادی اپنے اہل دربار مین پہونچا
تخت پر بیٹھکر سحر عجائب جادو و خواجہ عمرو ثانی برسے دفع کیا خواجہ اُسکی دوستی و احسان کا شکر تا دیر
ادا کرکے کرسی پر بیٹھے اور پھر خواجہ نے اہل دربار بادشاہ خورشید روشن دل سے مخاطب ہوکے

کہا آج اگر بادشاہ ذیجاہ تمھارے واسطے میری رہائی و مدد کے نہ جاتے اور مجھے یہان اپنے ہمراہ نہ لاتے تو عجائب جادو یا تو مجھے قتل کرتا یا اسیر کرتا اہل دربار خصوص وزرا نے جواب دیا ای خواجہ سچ تو یہ ہی کہ جب سے ہمارے بادشاہ فلک بارگاہ طلسم کشا کے شریک ہوے ہین ہر وقت و ہر ساعت طلسم کشا اور آپکا خیال رکھتے ہین جان و مال و فوج سے شرکت اختیار کی ہی مانند اِنکے شجاع و بہادر و ہوشیار و دانا کوئی بادشاہ روے زمین پر نہوگا اگر کوئی ہوگا بھی تو جسقدر اوصاف حمیدہ اِنمین ہین اُس مین نہونگے خورشید روشن دل نے تقریر خواجہ اور اپنے وزرا وغیرہ کی سُنکے کہا بس خاموش رہو اسقدر تعریف میری نہ کرو مین ایک فقیر بادشاہ ہون کیا مین نے ایسا کار نمایان کیا ہی جسکی اِسقدر تعریف کی گئی ہی یہ کہکے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کیجائے خواجہ دست عجائب جادو سے جانبر ہوئے ہین اِسکی خوشی کرنا ضرور ہی حسب الحکم ملازمون نے جلد تر بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ کی خورشید روشن دل و خواجہ عمرو ثانی و جملہ اہل دربار و شاہ موصوف الصدر بزم عشرت مین علے قدر مراتب بیٹھے اُسوقت حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ساقیان شوخ چشم و خوبرو کشتیان بادۂ تند و مشکبو کی شیشہ و جامہاے بلورین لیکر حاضر ہوئے شاہ مسطور و خواجہ وغیرہ کو شراب ناب جام بلورین مین بھر بھر کے دینے لگے جملہ اہل بزم عشرت شراب پینے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان گلچہرہ ہین کشتیان بادۂ تند و تیز کی اُٹھا کے لیگئے بعد جانے ساقیون کے حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ نہایت خوش گلو و خوبرو و نوجوان کہ علم موسیقی مین کامل تھی ہمراہ اپنے سازندون کے بہ ناز و ادا محفل عشرت مین حاضر ہوئی بعد سلام کرنے بادشاہ وغیرہ کے کھڑی ہوئی سازندے سازونکو درست کر کے گت بجانے لگے رقاصہ مذکورہ گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے اکثر اہل بزم بجائے خود تعریف اُسکے رقص کی کرنے لگے رقاصہ نے تا دیر رقص کر کے بعد گانے مبارکباد کے یہ غزل شروع کی غزل

دل داغ ہو گئے سینے مین گو شمع نور تھا
ہوئی لگی شرط یاب اثر کتنی دور تھا
سمجھاتی ہجر یار مین کس کس کو چشم تر
آنکھون کی کچھ خطا تھی نہ دلکا قصور تھا
نزدیک اُس سے ہو گئے ہوا سب سے مجکو بُعد
غم ہجر یار مین ہمین تھا یا سرور تھا
ہی قول شمع شرط مروت سے دور تھا
جلنے مین سوز شمع سے پر رشک طور تھا
ٹھہرا نہ آگئے ضبط کے ای آہ بے گناہ
دل بیقرار تھا تو جگر ناصبور تھا
موسیٰ کو غش سے گر ہوا فاقہ تو مین کہون
تھا مین قریب مرگ وہ جب مجھ سے دور تھا
عاشق کی قبر پر اُسے رونا ضرور تھا
ای دل دعائے آہ مین تجھ سے کمی ہوئی
دل تھا قصور وار جو مین بقصور تھا
پابند حکم ضبط تھے یگرین نہ اشک و درد
جو جلکے خاک ہو گیا دشمن وہ طور تھا
روے لبسان شمع ہنسے یا پر رنگ گل

اہل بزم نے اشعار غزل سُنکے تعریف کر کے بجائے خود کہا کیا اچھے اشعار کسی شاعر نے کہے ہین نہین معلوم کس شاعر کی یہ غزل ہی اگر مقطع بھی اِس غزل کا یہ رقاصہ گاتی تو تخلص صاحب غزل سے اطلاع ہوتی رقاصہ مذکورہ غزل مندرجہ تمام کر کے اور غزلین عاشقانہ گانے لگی خورشید روشن دل خوش ہو گئے بار بار اُسے انعام دینے لگا وہ زر و جواہر لینے لگی جب تا دیر رقص و نغمہ کر چکی بزم عشرت سے مالامال ہو کے ہمراہ اپنے سازندونکے چلی گئی بعد اُسکے جانے کے یکے بعد دیگرے کئی ارباب نشاط بزم عشرت مین آئے ناچے گائے اہل بزم اُنکے رقص و نغمہ سے خوش ہوئے چار پہر تک اِسی طرح رقص و نغمہ ارباب نشاط سے

اہل بزم لطف اٹھایا کیئے بعد چار پہر کے کچھ سونچ کے خورشید روشن دل نے کہا کہ اب بزم عشرت آراستہ
دیکھنا خوب نہین ہی سر شام سے اسوقت تک آراستہ رہ چکی اب رقص و نغمۂ رقاصان موقوف
ہو جانا چاہیئے خواجہ نے کہا یہ وقت نماز صبح کا ہی ضرور ہی کہ اب ناچ گانا موقوف ہو خورشید روشن دل
وغیرہ بزم سے اُٹھے خواجہ نے نماز سحر پڑھی جب آفتاب ظاہر ہوا خورشید روشن دل تخت حکومت پر
رونق افروز ہوا جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہوے خواجہ بھی بعد اداے نماز سحر اور پڑھنے تعقیبات
صبح کے دربار مین شاہ موصوف کے جاکے کرسی پر بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے مخاطب
ہوکے کہا اب شاہزادہ رستم ثانی و ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکالیئے عمرو ثانی نے اُسیوقت
ہر ایک کو زنبیل سے نکالا سب کو فتیلۂ دافع بیہوشی سنگھا کے ہوشیار کیا سب نے آنکھین کھولین
اپنے تئین دربار خورشید روشن دل مین پایا نہایت حیرت ہوئی خصوص طلسم کشا و ملکہ رنگین
کاکل کشا و فرزند خورشید روشن دل کو زیادہ تر حیرت ہوئی طلسم کشا نے بادشاہ موصوف سے
ملکر ایک صندلی پر بیٹھکر ملکہ رنگین کاکل کشا کو اندر محلسراے خورشید روشن دل کے بھیجکر پوچھا میرا
یہانتک آنا کیونکر ہوا خورشید روشن دل نے مسکراکر جواب دیا ای شاہزادۂ ذیوقار اسکا احوال
خواجہ سے پوچھو شاہزادہ جانب خواجہ متوجہ ہوا عمرو ثانی نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا شاہزادۂ
موصوف تمام حال سُنکے خورشید روشن دل سے مخاطب ہوکے کہنے لگا عجب کار نمایان آپنے کیا
خواجہ پر اور مجھ پر احسان کیا خورشید روشن دل نے جواب دیا کیا ایسا مین نے کار نمایان کیا ہی
کہ آپ ایسا کہتے ہین یہ کہکے ساقیون کو طلب کیا وہ کشتیان شراب کی لیکر آئے طلسم کشا وغیرہ کو
انھون نے شراب پلائی اور ایک راوی نے یون بھی بیان کیا ہی کہ جب خورشید روشن دل خواجہ
کو اپنے دربار مین لایا اسیوقت خواجہ نے خورشید روشن دل کے کہنے سے بجز ملکہ ماہ سبز پوش
کے طلسم کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکال کے ہوشیار کیا بعد اسکے بزم عشرت آراستہ ہوئی طلسم کشا
و شاہزادۂ فیروزۂ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و فرزند خورشید روشن دل و حمید شاہ و سرشار
شاہ وغیرہ نے بزم مین جاکے رقاصان خوبرو کا رقص دیکھا گانا اُنکا سُنا دوسرے روز دربار
مین جب سب علے قدر مراتب آکے بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا مین حصار اپنے
سحر سے کرون تو آپ ملکہ ماہ سبز پوش کو زنبیل سے نکالیے خواجہ نے منظور کیا خورشید روشن
دل نے محض بخیال عجائب جادو کے اپنے دربار کی تمام زمین کو اپنے سحر سے سنگ لاخ بلکہ فولادی
کر دیا اور گرد اپنے دربار کے تین حصار کیئے اُن حصارون سے یہ صورت پیدا ہوئی کہ چہار طرف
دربار کے تین دیوارین فولادی و آتشین نمایان ہوئین اسی طرح سوے فلک بھی ایسا سحر پڑھکر
خورشید روشن دل نے پھونکا کہ زیر آسمان اک آسمان فولادی سحر کا پیدا ہوا جب اسیطرح
تحت و فوق و چہار سمت سحر سے حصار کر چکا اور ہر سمت ساحرون کو مقرر کر چکا اور وہ سب حفاظت
و نگہبانی کرنے لگے خواجہ نے ملکہ ماہ سبز پوش زوجۂ عجائب جادو کو زنبیل سے باہر
نکالا سب نے دیکھا کہ زبان مین اسکی سوزن دیا ہی منہ اُسکا کھلا ہی خورشید روشن دل نے خواجہ
سے کہا اب اسکو ہوشیار بھی کرو خواجہ نے بیہوشی اُسکی ... کی ہنوز اُسنے اچھی طرح ...

ہوگئے آنکھین نہ کھولین تھین کہ خورشید روشن دل نے کچھ سوچ کر آہستہ ایسا منتر پڑھا کہ گرد ملکہ ماہ
سبز پوش کے ایسی تاریکی پیدا ہوئی کہ گویا ماہ چہار طرف سے گہن مین آگیا بعد ایک لحظہ کے وہ
سیاہی و تاریکی دفع ہوئی ملکہ ماہ سبز پوش اُسی طرح سب کو نظر آئی کسی کو یہ بھی ثابت نہوا کہ
خورشید روشن دل نے کیا کیا غرض بعد دفع ہونے تاریکی مذکور کے خواجہ نے باشارہ خورشید روشن دل
ملکہ ماہ سبز پوش کو عین دربار مین اندر اسی حصار کے ایک ستون سے رسی سے مضبوط باندھا
ملکہ ماہ سبز پوش نے آنکھین کھولین چہار طرف بنظر حیرت دیکھا اُسوقت خواجہ نے اُسے ہدایت کی اُسنے
کچھ اشارے سے بھی نہ کہا خواجہ نے مکرر جب اُسے تا دیر ہدایت کی اُسنے اشارے سے کہا مین ہرگز مسلمان
نہونگی کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری نہ کرونگی نہ مطیع دین اسلام ہونگی خواجہ اور خورشید روشن دل
اُسکی تقریر اشارہ کی سمجھ کے برہم ہوئے خورشید روشن دل نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد دار
استادہ کرو زیر دار اِسے بٹھاؤ اگرچہ یہ عورت ہی لیکن اسوقت ہماری یہی خواہش و مصلحت ہی ملازمون
نے حکم کی تعمیل کی خورشید روشن دل نے اُسکے ہلاک کرانے مین تامل کیا حکم دار پر کھینچنے کا نہ دیا یہان تو
جملہ اہل دربار اندر حصار سحر کے بیٹھے ہوئے ہین ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو زیر دار ہی
خورشید روشن دل کو اُسکے ہلاک کرانے مین کچھ تامل ہی کسی کا انتظار ہی لیکن اب حال اُن طائران سحر کا
لکھا جاتا ہی کہ جنکو عجائب جادو نے واسطے دریافت کرنے خبر کے روانہ کیا تھا جب وہ طائران سحر قریب
دربار خورشید روشن دل کے آئے دیوار ہاے حصار سحر دیکھکر ٹھہر گئے جو ساحر کہ بیرون دیوار حصار سحر
برائے حفاظت معین تھے وہ باہم کہ رہے تھے کہ ای بھائیو خوب ہوشیار و خبردار و نگران رہو بادشاہ
ہمارا اسوقت ملکہ ماہ سبز پوش کو ہلاک کراتا ہی ایسا نہو کہ عجائب جادو اپنی زوجہ کی جانبری و
رہائی کے واسطے یہان آئے اور تم ہین اور تمہین غافل پاکے اندر حصار سحر کے جاکے اپنی زوجہ کو زیر دار
سے اُٹھا کے لیجائے اور اِسکا ہمین یقین ہی کہ وہ ضرور اسوقت یہان آئیگا بادشاہ طلسم رنگین حصار
ہی قیامت برپا کریگا لہذا اسباب اپنی جھولیون سے نکال کے سحر دم کرکے ہاتھون مین ناریل
چوبی دار و نارنج و ترنج وغیرہ لیئے رہو جسوقت عجائب جادو اِدھر آئے فوراً اُسپر مارنا حتی الامکان
اُسے روکنا اندرون دیوار ہاے حصار سحر اُسے جانے نہ دینا وہ طائران سحر یہ تقریر ساحران مذکور
کی سنکے تمام حال سے آگاہ ہوگئے بعد عجلت جانب طلسم رنگین حصار روانہ ہوئے وہان دربار
مین عجائب جادو بالائے تخت حکومت محزون و مغموم تصور مین اپنی زوجہ کے بیٹھا تھا کبھی خیال زوجہ
مین آہ سرد کرتا تھا گاہ اپنے ناموس کی ذلت اور اپنی رسوائی کے خیال مین اشکبار و فریاد
کرتا تھا تمام اہل دربار اُسکے یہ حال اُسکا دیکھ کے اندوہناک تھے سر جھکائے بیٹھے تھے شاہ طلسم
رنگین حصار انتظار طائران سحر کا کرکے ارادہ کر رہا تھا کہ اوراق جمشیدی یا کتاب سامری مین
حال اپنی زوجہ کا دریافت کیجیے ہنوز کتاب سامری و اوراق جمشیدی کو نہ دیکھا تھا کہ ناگاہ طائران
سحر روبرو اُسکے آئے اور بزبان فصیح جو کچھ ساحرون سے سنا تھا بیان کیا عجائب جادو اُنکی تقریر
ملال انگیز سنکے بیتاب و بیقرار ہوگیا غصے سے کانپنے لگا چہرہ کثرت غیظ سے سرخ ہوگیا اپنے اہل دربار
سے اُسی عالم غیظ مین کہنے لگا تمنے سنا جو ان طائران سحر نے مجھے خبر دی ہی کیا مجال خورشید روشن دل کی

کہ میری زندگی مین میری زوجہ حسینہ و خوبرو کو دار پر کھینچ سکے قیامت برپا کرونگا طبقے زمین کے
ہلادونگا خورشید روشن دل کو سر دربار جا کر قتل کرونگا کسی کے روکے سے نہ رکونگا مین کیا کوئی
ایسا ویسا ساحر ہون کہ دیوار حصار سحر کو توڑ نہ سکونگا قسم کھاتا ہون خداوند تمثال آئینہ رو
خداوندان سامری و جمشید کی کہ اگر دریائے آتش درمیان مین حائل ہوگا تو اُسمین اپنے تئین گرادونگا
اور اُسے طی کر کے جس طرح ممکن ہوگا اپنے تئین زیر دیوار پہونچاؤنگا جو مجھ سے لڑے گا اُس سے لڑونگا
قتل کرنے سے اعدا کے منھ نہ موڑونگا دریائے خون بہادونگا طبقہ زمین کا اولٹ دونگا تمامی
اہل دربار اور خورشید روشن دل کو پیوند خاک کردونگا مین عاجز نہین ہون صاحب اختیار ہون
مجھے خورشید روشن دل پر اسوقت کمال غصہ ہی اُسکو بھی یہ لیاقت و جسارت ہوئی کہ وہ میری زوجہ
کو میری زندگی مین دار پر کھینچے کسی نے آج تک کسی عورت کو دار پر کھینچا ہی جو اسنے ایسا قصد کیا ہی
افسوس کچھ پاس و لحاظ اُسنے برادری و ہم مذہب ہونیکا بھی نہ کیا مجھ سے ایسی دشمنی کرنیکا ارادہ کیا
خیر اب وہ ہی اور مین ہون یا وہ نہین یا مین نہین اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور اگر
ہمکو حکم ہو تو ہم سب ابھی جائین جسطرح ممکن ہو ملکہ عالم کو لیکر آئین عجائب جادو نے جواب دیا بھلا تم
سب حصار سحر خورشید روشن دل کو کیا دفع کرسکوگے مین ہی جاتا ہون تھوڑی دیر مین آتا ہون
تم سب اسی جگہ بیٹھے رہو یہ کہکے اشیائے طلسمی اور کچھ اسباب نادر طلسمی جلد تر لیکر سحر پڑھ کے
بیٹھے بیٹھے اپنے تخت پر سے غائب ہوگیا وہان خورشید روشن دل ملکہ ماہ سبز پوش کے ہلاک
کرانے مین تاخیر کر رہا تھا گو خواجہ کہتے تھے کہ جلد اس ساحرہ کو دار پر کھنچوا دیجیئے دیر نہ کیجیئے گا ایسا نہو کہ
عجائب جادو آجائے خورشید روشن دل نے ہنسکر جواب دیا ای خواجہ آپکو میری مصلحت مین
دخل نہین ہی نہین معلوم کیا سمجھ کے مین عمدًا دیر کر رہا ہون حال اس تاخیر کرنے کا آپ پر ظاہر
ہوجائیگا مجھے اپنے علم سے کچھ ایسا معلوم ہوا ہی کہ مجھے اُسکا انتظار ہی اُسے اسوقت ظاہر نہین کرسکتا
ہون خواجہ اُسکی تقریر سُنکے چاہتے تھے کہ کچھ کہین ناگاہ شور و غل بیرون دیوار حصار ساحرون
مین ہوا کہ ہوشیار ہوجاؤ وہ عجائب جادو بصد قہر و غضب آتا ہی ابھی شور و غل ہو رہا تھا
کہ عجائب جادو آپہونچا اُن ساحرون نے ترنج و نارنج وغیرہ سحر کر کے اُسپر مارے کد و کوشش
از حد اُسکے مبتلائے سحر کرنے مین اور روکنے مین کی لیکن وہ کسی ساحر کے سحر مین مبتلا نہوا کسیکے
روکے سے نہ رُکا حملہ ساحرون کو ہٹا کے مانند شیر غضبناک دیوار حصار سحر کے قریب آیا
دیوار آتشین سحر کو دیکھکر کچھ سوچکر سحر پڑھ کر پاؤن زمین پر مار کے غرق زمین ہو کر راہ زیر زمین
طی کر کے اُس جگہ پر پہونچا کہ اوپر اُس زمین کے ملکہ ماہ سبز پوش زیر دار بیٹھی تھی تدبیر اُسکے دار پر
کھینچنے کی ہو رہی تھی عجائب جادو نے راہ زیر زمین سے اندر حصار سحر کے پہونچکر چاہا کہ اپنے سحر سے
زمین کو شق کر کے نکلے مگر ممکن نہوا کیونکہ خورشید روشن دل نے اپنے سحر سے زمین کو سنگ لاخ
و فولادی کر دیا تھا عجائب جادو عاجز ہو کے وہان سے پلٹ کے اُسی جگہ آیا جس جگہ
پاؤن مار کر غرق زمین ہوا تھا پس زمین سے نکلکر خود بخود برہم ہو کے کہنے لگا کہ میرے
روکنے کے واسطے یہ دیوار حصار سحر گرد اپنے دربار کے حائل کی ہی کیا مین اس دیوار حصار کو

توڑکر اپنی زد جہ تک جا نہین سکتا ہون مجبور ہ دلا چار ہ ہون کیا مین ساحر زبردست و حاکم طلسم
رنگین حصار و صاحب اختیار نہین ہون کیا میرے پاس اشیائے نادرہ طلسمی نہین ہین جو اس دیوار
حصار سحر سے خوفناک ہون یہ کہکر ایک گولہ فولادی نکالکر سحر اُسپر پڑھکر دیوار مذکور پر مارا گولہ دیوار
حصار سحر پر پڑا دیوار مذکور کو جنبش تو ہوئی مگر در پیدا نہوا ٹھہر اسکے رہ گئی عجائب جادو نے اُن تحفہ جات
طلسمی سے جو اپنے ساتھ لایا تھا ایک گوہر کلان مانند بیضۂ کبوتر کے نکالا اور خون اپنی پیشانی کا
کاردسے نکال کے اُسپر ڈال کے یا سامری کہکر اُسی دیوار مذکور پر مارا اُس طلسمی گوہر کلان کے
مارنے سے دیوار حصار سحر مذکور مین ایک در پیدا ہوا عجائب جادو اُس در سے گذر کر آگے بڑھا
دیکھا دوسری دیوار حصار سحر ہی وہی گوہر کلان ہاتھ مین لیکر خون اپنی ایک انگشت دست چپ کا
اُسپر گراکر سامری کو پکار کر اُسی دیوار پر مارا چونکہ وہ گوہر سحر سامری تھا بدستور اول اُسنے اس
دیوار حصار سحر مین بھی در پیدا کیا عجائب جادو نے اندر اُس در کے قدم رکھا اُسوقت ایک شیر
خشمناک نعرہ کرکے اُسپر حملہ آور ہوا عجائب جادو نے اُسی دیکھکر ٹھہر کر جلد تر ایک گولا فولادی نکال
کے اُسپر سحر دم کرکے اپنے خون دست راس سے اُسے تر کرکے یا خداوند جمشید کہکے اُسی شیر
سحر پر مارا شیر مذکور گولے کے پڑنے سے آہ و نالہ کرکے مجروح ہوکے گرا تو لیکن اُسنے تڑپکر جست
کرکے عجائب جادو کے پاس پہونچ کے طمانچہ مارنے کا ارادہ کیا عجائب جادو پیچھے ہٹا شیر نے
پنجہ اپنا اُسکی کلائی پر مارا کلائی کو عجائب جادو کی زخمی کرکے زمین پر گرکے تڑپنے لگا پھر ایک
شعلہ اُسکے تن سے ایسا نکلا کہ اُس شعلے سے وہ ہمہ تن جلکے خاک ہوگیا اُسکے خاک ہوتے ہی تاریکی
ہوئی آندھی سیاہ آئی بعدہ آواز آئی افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم یعنے افسوس
مرے ہم اور ساتھ مطلب اپنے کے نہ پہونچے ہم نام ہمارا پیران جادو تھا بعد آنے اس آواز
کے وہ تاریکی دفع ہوئی عجائب جادو اُسی دروازۂ دیوار حصار سحر کی راہ سے گذر کے آگے بڑھا
دیکھا کہ ایک دیوار حصار سحر اور ہی وہ دیوار آتشین تھی دمبدم شعلے اُس سے نکل کے سوے فلک
جاتے تھے حرارت اُس دیوار آتش سحر کی ایسی ہی کہ قریب اُسکے جا یا نہین جاتا ہی یہ حرارت و گرمی
اُسکی مشاہدہ کرکے عجائب جادو نے ایک شیشہ پر آب نکالا اور تھوڑا پانی شیشۂ مذکور سے چلو مین
لیکر سحر اُسپر دم کرکے یا سامری کہکے دیوار مذکور پر چھڑکا اُس آب جادہ سامری کے چھڑکنے سے وہ
گرمی و حرارت و شعلہ فشانی اُس دیوار کی زائل ہوئی دھوان پیدا ہوا اُس دھوین سے ایک اژدر
آتش فشان دہن کھولے ہوے پیدا ہوا عجائب جادو کو نگل جانیکا ارادہ کیا شاہ طلسم رنگین
حصار نے بعد مشکل بزور سحر اُسے مارا اُسکے مرنے سے بھی تاریکی پیدا ہوئی بعدہ آواز آئی حیف
قتل کیا مجکو کہ نام میرا آتشبار جادو تھا عجائب جادو آتشبار جادو کو بھی قتل کرکے اُسی گوہر
سامری سے بدستور مذکور دیوار کو توڑ کے حصار سحر خورشید روشن دل کو مٹا کے دربار خورشید
روشن دل مین گیا جملہ اہل دربار نے اُسے دیکھکر ارادہ لڑنے کا کیا خورشید روشن دل نے اشارے
سے منع کیا اور آہستہ کہا کہ مین نے خود چاہا ہی کہ یہ اس جگہ آئے ورنہ یہ میرے حصار سحر مین آسکتا
تھا آتشبار جادو و پیران جادو کو اسنے قتل کیا مین بیٹھا رہا عمداً اسکو نہ روکا اس مین ایک

مصلحت ہی یہ باشتارہ سب سے کہکے واسطے تعظیم عجائب جادو کے اپنے تخت سے اٹھا اور ہنسکر کہا
ای برادر عجائب جادو آؤ ہمارے پاس بیٹھو ہم تو تمہارے آنیکے منتظر تھے اُس نے اپنی زوجہ کو
زیر دار دیکھکر کہا ای خورشید روشن دل و گیا اسنے کہ مین کیونکر دلیرانہ اندر تمہارے حصار سحر کے
آیا کوئی ساحر تمہارے ملازمون سے مجھے روک نہ سکا جب مین یہان تک آچکا اب مجکو اپنے پاس
بلاتے ہو اور بھائی اپنی زبان سے کہتے ہو پہلے تمنے کچھ خیال برادری نہ کیا میری زوجہ کو اسیر
کیا یہان لا کے اُسے زیر دار بٹھایا تمام اپنے اہل دربار مین ناموس کو میرے بٹھایا زوجہ کو
میری بے پردہ کیا مجھے صدمہ دیا تم سے یہ امر بعید تعجب تھا جو تمنے کیا مجھے یہ امید تم سے ہرگز نہ تھی
گو تم طلسم کشا کے شریک ہوے تھے مگر مین تمکو ایسا اپنا دشمن عزت و آبرو نہ جانتا تھا اب کہو
تمہارے ساتھ کسطرح بیٹھیں آؤن خورشید روشن دل نے جواب دیا ای برادر اسقدر غصہ نہ کرو آؤ
ہمارے پاس بیٹھو زیادہ اپنی بہادری ظاہر نہ کرو مین نے خود تمھین نہ روکا تمہارے آنے کی
خبر مین نے سُنی مگر بیٹھا رہا تم سے آمادہ جنگ نہوا اگر مین چاہتا تو ہرگز تم میرے دربار مین اندر
میرے حصار سحر کے نہ آسکتے مجھے خود ہی منظور رہا کہ تم یہان تک آؤ مین تم سے برادرانہ دوستانہ
کچھ باتین کرون گو مین شریک طلسم کشا کا ہوا ہون مگر مین نے خیال تمہاری برادری کا اور ہم مذہب
ہونیکا کر کے تمہاری عزت و آبرو کا لحاظ کیا ہی ناموس کو تمہارے بے پردہ نہین کیا ہی یہ خیال
تمہارا خام ہی اگر تمھین میرے کہنے کا یقین نہین ہوا ہی تو ابھی یقین ہو جائیگا ذرا غصے کو کم کرو دیکھو
مین تم سے بصلح و آشتی کلام کرتا ہون تم بھی غصے کو فرو کرو سمجھ بوجھکر سخن کرو یہ کہکے ملکہ ماہ سبز پوش
جو زیر دار بیٹھی تھی اُسپر ایک نارنج سحر کر کے مارا فورًا وہ ایک پُتلا ماش کے آٹے کا ہوگئی خورشید
روشن دل نے کہا ای عجائب جادو دیکھا تمنے کیا یہی زوجہ تمہاری ہی اُسنے اپنے غصے کو فرو کر کے
اپنی سخت کلامی سے نادم ہو کے سر جھکایا خورشید روشن دل نے بصد عزت اُسے اپنے برابر
بٹھا کر کہا زوجہ تمہاری میرے محلسرا مین ہی مین نے بصد عزت و حرمت و آبرو اُسے رکھا ہی اور دختر
بھی تمہاری اُسی کے پاس ہی اگر تم کہو تو اب اُنکو یہان بلاؤن اور اسطرح وہ یہان آئین کہ میرے
اہل دربار سے کوئی اُنکو نہ دیکھ سکے عجائب جادو نے کہا کیا مضائقہ ہی اُنھین بُلا کے مجھے دکھا دو
خورشید روشن دل نے زوجۂ عجائب جادو اور ملکہ رنگین کاکل کشا کو اپنی محلسرا سے بُلایا
اور ملکہ ماہ سبز پوش سے کہا کہو ای بھابی ہمنے تمھین اپنی محلسرا مین کس راحت و آرام سے
جگہ دی تھی اُسنے اشارے سے کہا بیشک تمنے مجھے راحت دی دختر کو بھی میری میرے ہی پاس رکھا
سوا نیکی کے کوئی بدی تمنے میرے ساتھ نہین کی مجھے یہ امید تمہاری ذات سے نہ تھی جو ظہور مین
آئی پہلے مین جانتی تھی کہ تم مجھ سے دشمنی کرو گے لیکن تمنے نیکی و دوستی کی ہی عجائب جادو تقریر
باشتارہ زوجہ کی سمجھ کے خورشید روشن دل سے خوش ہوا اُسوقت خورشید روشن دل و خواجہ
عمرو ثانی نے ملکہ ماہ سبز پوش کو اور عجائب جادو کو ہدایت کی ملکہ مذکور نے اشارے سے کہا
سوزن میری زبان سے نکال لو مین مطیع دین اسلام ہونگی خواجہ نے چاہا تھا کہ اُسکی پیشانی
پر نظر کر کے سوزن اُسکی زبان سے نکالین لیکن خورشید روشن دل نے خواجہ کو منع کر کے

عجائب جادو سے کہا اے برادر تم اپنی زوجہ کی زبان سے سوزن نکال لو مین نہین چاہتا کہ خواجہ باشین یا کوئی اور تمہاری زوجہ کے ہاتھ لگائے عجائب جادو نے یہ سنکے زیادہ تر خوش ہوکے سوزن اپنی زوجہ کی زبان سے اپنے ہاتھ سے نکال لیا ملکہ نے بعد نکل جانے سوزن کے تھوڑی دیر زبان کو دہن مین حرکت دیکے خورشید روشن دل سے کہا تمنے مجھ سے نیکی کرکے اور مجھے ہدایت کرکے دوستی سے پیش آکے مجھے اپنا دوست کرلیا اب مین مطیع دین اسلام ہوگئی خورشید روشن دل نے خوش ہوکے اسے اسکے شوہر کے پہلو مین بٹھایا پھر ملکہ رنگین کاکل کشا نے اشارہ کیا کہ اپنے والدین کے قدمون پر گرکے عفو خطا چاہو اُسنے ایسا ہی کیا اور کہا اے مادر و پدر ذیوقار مین نے ابتک سوا الفت و محبت طلسم کشا سے کوئی فعل بد نہین کیا ہے جیسی چاہو مجھ سے قسم لیلو یہ سنکے آبدیدہ ہوئی اسوقت محبت مادری و پدری جوش مین آئی ملکہ ماہ سبز پوش نے سر اسکا اپنے قدم سے اٹھاکے اپنے سینے سے لگایا پھر عجائب جادو نے بھی اسے خوش ہوکے اپنے سینے سے لگایا قریب اپنے بٹھایا بعد اسکے خورشید روشن دل نے اوصاف طلسم کشا بیان کرکے شاہزادہ رستم ثانی سے اشارہ کیا کہ عجائب جادو سے گلے ملجائیے ملکہ ماہ سبز پوش اور عجائب جادو سے کہا میری خوشی اسمین ہے کہ آپ دونون صاحب اس شاہزادۂ ذیوقار سے بھی صاف ہوجائین دل مین کدورت نہ رکھین بلکہ اپنا خورد جانکر بزرگانہ گلے سے لگالین اسکے شریک ہون اسکی شراکت سے بہبودی کو نہین جانین یہ شاہزادہ ضرور ہی طلسم کشا ہے زمانہ طلسم صندل کے ٹوٹنے کا عنقریب ہے جو اسکی اطاعت و شراکت کریگا انجام اسکا اچھا ہوگا اور جو شخص اسکا عدو ہوگا قتل ہوگا عاقل کو لازم ہے کہ بذریعہ عقل ہر امر مین فکر و غور کرکے اپنی بہبودی کا خیال کرے اور اپنے مذہب کو دیکھے کہ اچھا ہے یا برا ہے مین نے چشم غور سے جو دیکھا تو دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہ پایا اسی سبب سے مطیع اسلام ہوگیا ہون لہذا اے برادر عجائب جادو میری طرح تم بھی مطیع دین اسلام ہوکے شراکت طلسم کشا کی کرو اور اپنی فرزندی مین اس شاہزادۂ ذیوقار کو قبول کرو اگر خدا چاہے گا تو بعد فتح طلسم صندل عقد آپکی دختر کا اس نامدار کے ساتھ ہوگا خوشا نصیب اُس شخص کا جسکو ایسا عالی حسب والا نسب شجاع و بہادر داماد ملے آخر تمکو ایک روز اپنی دختر کی شادی کرنا ہوگی کیونکہ ماشاء اللہ اب جوان ہے لائق شادی کے ہے چونکہ شیرین زبانی و نرمی عجب شئے ہے دشمن جانی کو انسان بوجہ شیرین زبانی و نرمی کے دوست بنا لیتا ہے اسی کی وجہ سے قاتل قتل کرنے سے باز رہتا ہے فتنہ و فساد اسی کے سبب سے فرو ہوجاتا ہے کیسی ہی لڑائی ہو صلح ہوجاتی ہے اسی کے اختیار کرنے کی تاکید عاقل و ناصحان نے کی ہے چنانچہ سعدی شیرازی نے بھی اسی مضمون کو تاکیداً مردمان غصہ ور و غضبناک سے گویا مخاطب ہوکے کہا ہے اور مضمون مذکور اپنے اس شعر مین ادا کیا ہے شعر

لطافت کن آنجا کہ بینی ستیز + نہ برد قز نرم را تیغ تیز

عجائب جادو باوجود سیاہ قلب و دشمن ہونے کے نیکی و شیرین زبانی و نرمی و خاطرداری و تعظیم و تکریم کرنے خورشید روشن دل کے ایسا مجبور دشمنی کرنے سے ہوا کہ سرکشی کرنے سکا انجام کار

خیال کرکے اور اپنی زوجہ کو مطیع دین اسلام پاکے خورشید روشن دل سے کہنے لگا ای برادر دینی تمنے مجھسے نیکی کی ہی مجکو بھی لازم ہوا کہ تمھارے کہنے پر عمل کردن اپنے برادر کلان صندلان شاہ کا دشمن ہون طلسم کشا کا دوست ہون اپنی ملت سے کارہ ہوکے مطیع دین اسلام ہون یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھکر سوے شاہزادہ رستم ثانی بڑھا اُدھر سے شاہزادہ اسکی جانب بڑھا آخر دونون خوش ہوکے گلے ملے عجائب جادو نے زمانۂ ماضیہ کی دشمنی کرنے کا عذر کیا اور کہا اب مین آپکا مطیع ہون حتی الامکان دوستی کرونگا شاہزادہ اسکی تقریر سے خوش ہوا بعد معانقہ کے دونون اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا آپ بھی بڑھیے عجائب جادو سے صاف ہوجائیے خواجہ نے کہا بھلا مین اِنسے کیا صاف ہونگا اِنکی دشمنی سے میرا نقصان عظیم ہوا جب اِنھون نے مجھے گرفتار کیا تھا اسوقت میرے پاس کئی صندوقچے زر و جواہر کے تھے اِنکے گرفتار کرنے سے وہ صندوقچے نہین معلوم کہان میری کمر سے کھل کے گر گئے ہین اُس مین لاکھون روپیہ کا جواہرات تھا اگر وہ صندوقچے یہ مجھے لاکر دیدین تو البتہ مین اِنسے صاف ہوجاؤن گلے ملجاؤن خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ تقریر خواجہ کی سُنکے مسکرائے بجاے خود سمجھے کہ خواجہ طماع ہین چاہتے ہین کہ زر و جواہر عجائب جادو سے دستیاب ہو یہ سمجھکر خورشید روشن دل نے سرگوشی مین عجائب جادو سے کہا کہ خواجہ عمرو ثانی مانند اپنے والد کے طماع ہین جو کوئی زر و جواہر انکو دیتا ہی اُس سے یہ بہت خوش ہوتے ہین اسوقت یہ کہنا اِنکا کہ میرے چند صندوقچے جواہرات سے بھرے ہوے بوجہ تمھارے گرفتار کرنیکے گر گئے ہین صاف مدعاے دلی اِنکا یہ ہی کہ مجھے کچھ زر و جواہر دو لہذا اِنکو جو مناسب ہو دیدو یا دینے کا اقرار کرو عجائب جادو نے ہنسکر خواجہ سے کہا ای خواجہ یہ آپ غلط کہتے ہین کہ میرے صندوقچے گر گئے ہین وہ زر و جواہر جو آپ میرے دربار اور گھر سے لے آئے ہین کہان ہی مجھے دیجیے خواجہ نے کہا زنبیل کو دیکھ لو اگر مین لاتا تو اسمین رکھتا مین کیا جانون زر و جواہر تمھارا کون لیگیا مین نے تو تمھارے ساتھ نیکی کی ہی تمھاری زوجہ کو عیاری کرکے اسیر کرکے زندہ رکھا ہی اگر چاہتا تو مار ڈالتا بعوض نیکی مذکورہ تم الزام دیتے ہو عجائب جادو نے کہا ای خواجہ مین مزاحاً کہتا ہون جو کچھ آپنے لیا ہی اُسکا طالب نہین ہون اور اب جو کچھ مجھسے ہوسکے گا مین آپکو دونگا بیشک آپنے یہ مجھسے نیکی کی ہی کہ میری زوجہ کو قتل نہین کیا ہی خواجہ یہ سُنکے خوش ہوے اُسکی تعریف بہت کرکے کہا دیکھو جو اقرار کیا ہی اِسکا خیال رکھنا بھول نہ جانا اُسنے کہا آپ اطمینان رکھین اگر بقول آپکے صندوقچے جواہرات سے بھرے ہوے آپکی کمر سے گر گئے ہین تو مین اُنکے عوض مین زر و جواہر آپکو دونگا یہ کہکے عجائب جادو خاموش ہوا سب اعلےٰ ادنےٰ جو اُسوقت وہان موجود تھے خواجہ کی تقریر سُنکے مسکرائے چونکہ بے جنگ و جدال عجائب جادو اور زوجہ اُسکی مطیع دین اسلام ہوئی خورشید روشن دل کو خوشی از حد ہوئی چاہا کہ اِس بے جوشی ظاہر کیجیے بزم عشرت آراستہ کیجیے آخر یہی کیا اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بزم عشرت بصد تکلف آراستہ کرو ارباب نشاط کو طلب کرو تجویز تیاری و سامان عیش و عشرت کا کرو ملازم کاربند ہوے جلد تر بزم عشرت آراستہ

کی خورشید روشن دل مع عجائب جادو و طلسم کشا و خواجہ وجملہ اپنے اہل دربار کے بزم عشرت
مین بیٹھا ساقیان گلرخ کو طلب کیا وہ کشتیان شراب ناب کی مع ساغر بلورین لاکے باشارہ
بادشاہ کے اہل بزم عشرت کو شراب پلانے لگے ہر ایک جام بادۂ ناب ساقیان شوخ چشم سے
لیکر بعید خوشی پینے لگا دور جام مے گلرنگ کا ہونے لگا جب سب اہل بزم عشرت مے پی چکے اور
کباب وغیرہ گزک سے لطف اٹھا چکے کشتیان شراب کی ہمراہ لیکر بزم عشرت سے چلے گئے
اسکے جانے ساقیان خوبرو کے حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ زہرہ جبین
و خوش گلو بھاری بشواز پہنے ہوے دریاے زیور جواہر کا رین غوطہ مارے ہوے ہمراہ اپنے
سازندون کے بعد ناز و انداز بزم طرب مین حاضر ہوئی انچی نظرون سے جملہ اہل دربار کو دیکھکر
خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و خدیو شاہ و سرشار شاہ و خواجہ عمرو
ثانی کو بناز و ادا اسلام کرکے اپنے سازندون سے مخاطب ہو کے کہنے لگی جلد تر سازون کو درست
کرو انھون نے حسب الحکم اپنے سازون کو درست کرکے بجانا شروع کیا رقاصہ کھڑی ہو کے روبرو
خورشید روشن دل و طلسم کشا و عجائب جادو و خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کے بعد غمزہ و کرشمہ
رقص کرنے لگی اہل بزم بنظر غور عالم نشہ شراب مین رقص اسکا دیکھنے لگے ناچ اس دلربا کا قابل
دید تھا کیونکہ وہ رقاصہ کامل عجب حسن سے رقص کرتی تھی جب اسنے ناچنے مین ہاتھ اپنا اٹھایا
سازندے سرون مین اسکا ساتھ دینا بھول گئے اور اہل بزم کے مانند سبزہ کے پامال کرنے لگی
انعام مین زر و جواہر بار بار لینے لگی جب توڑا اسنے لیا اہل بزم کو مانند مرغ بسمل بسمل کیا ہر ایک نے
مانند فرش کے اسکے پاؤن کے نیچے اپنا دل رکھا تھا ٹھوکر اسکا آفت ہوش تھا گویا طوفان فتنہ
بوستان کا تھا زیادہ تعریف اسکے رقص کی تو محال ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ بمصداق نظم

نظم

نیم بسمل ہوئے اہل محفل سب
سر سے تا پا تک تھی وہ گلابی پوش
دونون عارض تھے غیرت مشعل
ناچ چکی تو جب یہ غزل شروع کی غزل
مانا کہ تمنے انکی مذمت ہی کی نکمہ
دیتے جواب ہی یہ انھین کیا ضرور تھا
واں سے ہر ایک اگر چہ نہ تو تنگ
پہر کیا سب جو انکے دیسے ہی دور تھا

قتل کہ ہوگئی تھی بزم طرب
لیا توڑا تو کر دیا بسمل
کچھ نہ تھی اسکو حاجت مشعل
کہنا ہی عرض حال مجھے کیا ضرور تھا
کیا ذکر غیر میرے ہی آگے ضرور تھا
دین اپنے ہاتھ سے وہ سزا اس امید پر
ماتم مین میرے کیا انھین رونا ضرور تھا
مانا کہ رحم یار کو آتا نہ ای فرد شمع

تھا وہ تماشا اس ہی کا آفت ہوش
بجھ گیا پاؤن سے شمع دل
جب وہ رقاصہ رقص کر چکی تب
ای یار تو تو عالم باقی الصمد رہتا
اچھا وہ حال دل تو ہمارا سنا کیے
جسکی خطا ہو کہتا ہون میرا قصور تھا
دیسے مرے تو دور نہ تھے آپ میرے پاس
پر اپنا حال دل تمھین کہنا ضرور تھا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سنکے لگے تعریف اسکے گانے کی کرنے لگے کیونکہ بمقتضاے نظم

وہ تھا اس گل کا زمزمہ آہنگ
کب اسکے کمال کو پہونچا
ہوگئی چشم ساغر گو ہر بار
ڈبڈبا آئی چشم ساغر بھی

نغمہ سنجان باغ خلد تھے دنگ
یہ سمان بند ہو گیا یہ رنگ جما
بنگئے تار آنسوؤن کے تار

یون تو گرچہ لاکھون ان کی لے
اہل محفل کو ہوگیا سکتا
شیشہ مے کو لگ گئی ہچکی

جب اسنے غزل گاکے تمام کی خورشید روشن دل نے خوش

ہوکے انعام کثیر اسے دلواکے رخصت کرا بعد جانے اُس رقاصہ کے خورشید روشن دل نے خواجہ سے مخاطب ہوکے کہا ہی خواجہ نہایت دل چاہتا ہے کہ اسوقت ڈ بجائیے کوئی غزل گائیے ہم بہت مشتاق ہیں آپکا گانا سُننے کے خواجہ نے بعد انکار کے اصرار کرنے سے خورشید روشن دل کے بتعمیل سے ڈ انکار کر بمقام مناسب بیٹھکر ڈ بجا کے یہ غزل گائی ۔ غزل

نہین امید اُنکی بھی ہمین اپنے مقدر سے
عیادت کو تو آئے پر ہے بیٹھے ہین بستر سے
تمنا ہے گلا ملنے کی قاتل تیرے خنجر سے
نہ جھپکی آنکھ میری حشر کو خورشید محشر سے
ابھی تک آرہی ہی عطر کی بو میرے بستر سے
خدا محفوظ رکھے تجکو ساقی چشم ساغر سے
پکارتا ہی ابتک آئینہ نام سکندر سے
چراغ زندگانی بجھنے والا اب ہی صرصر سے
ہر اک داغ اپنے دل کا بڑھکے ہی خورشید محشر سے
عیان ہی سخت جانی کا مرے حال اُسکے پنجر سے
دل بیتاب آنسو بنکے نکلا دیدۂ تر سے
صدا تکبیر کی آئی ہر اک دیوار و در سے
بھلا غم نامہ لیجائے کہان ممکن کبوتر سے
ہوے ہین استخوان سارے مشابہ تار بستر سے
لب و دندان مین ہے خوبی زیادہ لعل و گوہر سے
خدا ہی جب بچائے تو بچے شیطان کے شر سے

کبھی تو جذب الفت کھینچ لائے یار کو گھر سے
غضب کا ہے اُنھین پرہیز مجھ بیمار و لاغر سے
شہادت کا نہین ہی روز دن ہی عید قربان کا
جو تھا مین دیکھنے والا کسی کے روئے تابان کا
ہوئی مدت تم اکدن ایک دم کو آکے بیٹھے تھے
مثل مشہور ہی جھپکے نہ جو اُس آنکھ سے ڈر ہے
جہان مین عزت صانع سے ہی مصنوع کی عزت
شب فرقت و فور آہ سے موت آنے والی ہی
لحد مین شورش دل سے ہمارے اک قیامت ہی
بنا آرسی کی صورت پڑگئے کثرت سے دندانے
تمھارے سوز فرقت سے نہ پایا چین سینے مین
ہمارے قتل پر قاتل ہوا جسوقت آمادہ
ہمارے سوز دل کا ہی رقم مضمون سراسر
تمھارے درد فرقت مین ہوا ہون زار اسقدر جو
وہ رخسارے گل تر ہین تو آنکھین نرگس شہلا
دلیر انسان کو اسکے مکر سے پرہیز مشکل ہے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے تعریف خواجہ کی کرنے لگے اسوقت خواجہ کے گانے سے یہ حالل ہوا کہ سب سامعین جھومنے لگے بفحوائے نظم

کنج مرقد مین تانسین کی روح
راگنی بھی سر اپنا دھنے لگی
برق ساں اہر ایچ کا تھا انداز
لحن داؤد بسکہ تھا دمساز
ہوگئے مست سب در و دیوار

تڑپی مانند طائر قد بوح
ایسا باندھا تھا بسکہ سرا ڈ نجا
شمع محفل تھا شعلۂ آواز
لب تصویر پر تھی شورش واہ
بول اُٹھے طائران نقش و نگار

بزم سب گوش دل سے سُننے لگے
داد دیتی تھی چیخ پر ٹھہرا
ہی بجا گر کہین اُسے اعجاز
شعلۂ شمع کی زبان پر آہ

راوی نے بیان کیا ہے کہ بعد ڈ بجانے اور گانے خواجہ عمرو ثانی کے سب نے متفق اللفظ ہوکے خواجہ کی ثنا کی خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے زر و جواہر بطور نذر و تحفہ خواجہ کو دیا آٹھ پہر کامل بزم عشرت آراستہ رہی بعدہ جلسۂ عشرت برخاست ہوا عجائب جادو نے خورشید روشن دل سے کہا چونکہ اب مین اور میری زوجہ دونون مطیع اسلام ہوچکے ہین لہذا اب مجھے لازم ہی کہ نیکی و شرکت طلسم کشا مین بخوبی سعی کرون اُس سے دوستی کرون اپنے برادر کلان

سندلان شاہ کا عدو ہون لوح طلسمی یعنی لوح طلسم صندل جو میرے پاس ہی طلسم رنگین حصار
مین جا کر لے آؤن سامان جنگ کرون خورشید روشن دل نے جواب دیا بہتر ہی مین راے
تمہاری پسند کرتا ہون بشرط دوستی یہی ہی عجائب جادو یہ سنکے اپنی زوجہ اور دختر سے
کہنے لگا تم یہین رہو مین طلسم رنگین حصار مین جاتا ہون وہان سے جلد آؤنگا یہ کہکے تخت
سحر پر بیٹھکر سوے طلسم رنگین حصار خوش و خرم روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنی محلسرا مین
پہونچا وزرا وغیرہ کو عجائب جادو کے آنے سے اطلاع ہوئی سب اہل دربار حکم عجائب جادو
سے دربار مین آئے علے قدر مراتب بیٹھے عجائب جادو اپنی محلسرا سے برآمد ہوکے
دربار مین آکے بالاے تخت حکومت بیٹھا اور جملہ اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہنے لگا
اسوقت مین تمسے پوچھتا ہون کہ جس بات کو مین تمسے کہون اُسے قبول کروگے اسوقت مین
بھی ساتھ میرا دوگے حق نمکخواری ادا کروگے حاکم مجھے اپنا جانکے اطاعت و فرمانبرداری کروگے
خلاف میرے حکم کے تو نکروگے جملہ اہل دربار اور جادوان عیار پیشون نے عرض کیا ہم سب نمکخوار
ہین بادشاہ اپنا حضور کو جانتے ہین جو حکم ہوگا بسر و چشم بجا لائینگے خلاف حکم نکرینگے لیکن حضور
بتفصیل فرمائین کس مقدمہ مین حضور ہم سے کچھ فرمائینگے عجائب جادو نے کہا مین ایسے بارے
مین کہونگا کہ جس کام کے اختیار کرنے سے واسطے تمہارے دین و دنیا مین نفع ہوگا اگر میرے کہنے پر
عمل کروگے تو مجکو بھی خوشی حاصل ہوگی مین تمسے بہت خوش ہونگا اور اگر خلاف میرے حکم کے
کروگے تو برہم ہوکے قتل کرونگا وہ بات یہ ہی کہ مین جو یہان سے براے رہائی ملکہ ماہ سبز پوش
بصد غضب گیا تھا جب قریب دربار خورشید روشن دل کے پہونچا اکثر ساحرون نے مجھے روکا آمادہ
جنگ ہوئے مین کچھ ساحرون کو بھگا کے کچھ ساحرون کو ہنگام جنگ قتل کرکے آگے بڑھا خورشید
روشن دل نے جو تین دیوارین حصار سحر کی واسطے میرے روکنے کے پیدا کی تھین اور دو ساحر
زبردست واسطے میرے روکنے کے مقرر کیے تھے دیوارہاے حصار سحر کو اپنے سحر سے مٹا کے ساحران
مذکور کو قتل کرکے دلیرانہ اُس جگہ مین دربار مین پہونچا کہ دار استادہ تھی زیر دار شبیہ ملکہ ماہ سبز پوش
بیٹھی تھی مین نے اسکو وجہ اپنی جانکے غضبناک ہوکے خورشید روشن دل سے شکایت کرکے کہا کہ تمنے
لاکھ میرے روکنے کی تدبیر کی لیکن مین یہان آ پہونچا اب کہو کس طرح تمسے پیش آؤن تمکو قتل کرون
اہل دربار کو تمہارے ہلاک کرون طلسم کشا کو ابھی تہ تیغ کرون اپنی دختر و زوجہ کو یہان سے
لیجاؤن تمام تمہارے ملک کو تباہ و برباد کر دون مین اور کوئی نہین ہون عجائب جادو ہون
صاحب ملک و صاحب اختیار ہون اشیاے نادرات طلسمی میرے پاس ہین کسی سے نہین
ڈرتا ہون جسکو کچھ حوصلہ ہو وہ مجھ سے مقابلہ کرے رنگ میری لڑائی کا دیکھے ابھی دریاے خون
اس دربار مین بہادون نام و نشان ہر اک کا صفحہ ہستی سے مٹادون اعدا سے کسی کو زندہ
نچھوڑون خورشید روشن دل نے میری تقریر سنکے مجھے غصے مین پا کے براے تعظیم مع اپنے
اہل دربار کے اٹھ کے مسکرا کے مجھ سے کہا ای برادر آؤ کیون اسقدر برہم ہو ہمارے پاس بیٹھو
مین نے جواب دیا ای خورشید روشن دل بسا عجب ہی کہ تمنے میری زوجہ کو باوجود برادر دینی ہونیکے

اسیر کیا زیر دار سر دربار بٹھایا میری ذلت اور میرے ناموس کی توہین کی ہی اُسپر اسوقت میری
تعظیم کرکے کلمات صلح و آشتی دوستی اپنی زبان پر جاری کرتے ہوا ور باعث بر ہمی پوچھتے ہوا اُسنے
یہ سُنکے مجھے جواب دیا کہ ای برادر جو تم سمجھے ہو وہ فعل مین نے نہین کیا ہی یعنی تمھاری زوجہ کو سر دربار
زیر دار نہین بٹھایا ہی یہ ایک پُتلا ماش کے آٹے کا ہی صرف اسکو زیر دار اسواسطے بٹھایا تھا کہ تم کو
خبر ہو تم یہان آؤ تم سے کچھ باتین کرون اور یہ دیوار حصار سحر بھی محض لوگون کے دکھانے کے
واسطے تمھارے روکنے کے ہو یدا کی تھین مجھے تمسے لڑنا اور تمھارا روکنا اور تمھاری زوجہ کو قتل
کرنا منظور تھا نہ اب ہی تمھاری زوجہ و دختر میری محلسرا مین ہین براحت و آرام ہمراہ آن پریزادون
کے ہین جنکو مین نے مع حباب سحر کے اور تمھاری زوجہ کے اسیر کیا تھا اگر کچھ شک ہو تو دیکھ لو
حال ابھی ظاہر ہو جائیگا اور اگر مین تم سے آمادہ فساد ہوتا اور روکنا تمھارا منظور ہوتا تو
اس طرح مین یہان بیٹھا رہتا اور تم چلے بھی آتے ہرگز ہرگز اس جگہ نہ آسکتے وہ انتظام کرتا
کہ تمھارا یہان کسی طرح گذر نہوتا اور وہ لڑائی ہوتی کہ چشم پیر فلک نے بھی کبھی نہ دیکھی ہوتی
یہ کہکے اُسنے شبیہ ملکہ ماہ سبز پوش پر سحر کیا مین نے جو دیکھا تو واقعی وہ ایک پُتلا ماش کے
آٹے کا تھا مین یہ حال دیکھکر اور اُسکی تقریر سُنکے دل مین اپنے سمجھا کہ جو کچھ اسنے کہا سچ کہا میرے اور
میرے ناموس کی ذلت نہین کی آمادۂ جنگ و فساد نہین ہوا دوستی و لحاظ اسنے میری عزت کا
کیا ہی اب اس سے اسوقت آمادۂ فساد نہونا چاہیئے یہ سمجھ کر مین اُسکے قریب گیا غصہ کو تو فرو ہو چکا
تھا برابر اُسکے بیٹھا پہلے وہ بخلق و مروت و محبت و خاطر داری پیش آیا بعدہٗ میری اجازت سے
میری زوجہ و دختر کو اپنی محلسرا سے بلوا کے میرے پاس بٹھا دیا مین نے اپنی زوجہ سے جو دریافت
کیا اُسنے کہا خورشید روشن دل مجھسے اور میری دختر سے بہ نیکی پیش آیا اپنی محلسرا مین براحت
و آرام مجھے مقیم کیا تغیر نہین کیا صرف زبان مین سوزن رہنے دیا مین تقریر اپنی زوجہ کی
سُنکے زیادہ تر خوش ہوا اس اثنا مین خورشید روشن دل اور خواجہ عمرو ثانی اور طلسم کشا
نے مجھے ہدایت کی چونکہ مین نے کتب دینیہ و مذاہب مین دیکھا اور پڑھا تھا کہ دین اسلام سے
بہتر کوئی دین نہین ہی اور یہ بھی یقین کامل تھا کہ زمانہ طلسم صندل کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی
شاہزادہ رستم ثانی بیشبہ طلسم کشا ہی جو شریک اسکا ہوگا دونون جہان مین بہبودی
ہوگی پس باین وجہ رہنمائی نام بردگان سے اور خورشید روشن دل کی محبت و مروت و دوستی
کرنے سے مجبور ہوگیا بجز مطیع دین اسلام ہونیکے کچھ چارہ نہوا پہلے زوجہ میری مطیع دین
اسلام ہوئی پھر مین مطیع دین اسلام ہوا بعدہٗ بزم عشرت مین کہ خورشید روشن دل نے
محض میرے اور میری زوجہ کے مطیع دین اسلام ہونیکی خوشی مین آراستہ کی تھی جا کے
بیٹھا رقص ارباب نشاط کا دیکھا گانا سُنا خواجہ عمرو ثانی نے بھی گلوکاری سے مجھے اور
تمام اہل بزم کو خوش کیا بعد ختم جلسہ عشرت مین وہان سے یہان آیا ہون ارادہ ہی
کہ لوح طلسم صندل لیکر وہان جاؤن طلسم کشا کے حوالے کرون تم کہو کیا کہتے ہو مطیع
دین اسلام مانند میرے ہوگے یا نہوگے اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا جب حضور

مطیع دین اسلام ہوے تو ہم بھی مطیع دین اسلام ہونگے بلکہ اسی وقت سے ہوے
عجائب جادو نے تقریر اُنکی سُنکے بہت خوش ہوکے چنچل وغیرہ عیار بچیون کی طرف دیکھا اور
اشارے سے پوچھا کہو تم کیا کہتی ہو چنچل نے جوابدیا مین سوال حضور کے جواب مین صرف اسقدر
کہتی ہون کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِینِ مُلُوکِہِم حضور سمجھ جائین عجائب جادو چنچل کی بھی گفتگو سُنکے خوش
ہوا بعد اسکے ایک منادی کو حکم دیا کہ تمام ہماری عملداری مین جاکر یہ ندا دے کہ شاہ طلسم
رنگین حصار مطیع دین اسلام ہوگیا ہی اب حکم اُسکا یہ ہی کہ رعایا بھی ہماری تمثال آئینہ رو
وغیرہ خداوندون کی پرستش چھوڑکے بالفعل مطیع دین اسلام ہو پھر کلمۂ شہادتین زبان پر
جاری کرکے مسلمان ہونا ہوگا جو کوئی زن و مرد خلاف اِس حکم کے کریگا قتل و اسیر کیا جائیگا
اور جو کوئی تصویرین خداوندون نالائقون کی اپنے گھرون مین یا اپنے گلون مین رکھے گا
وہ بھی ہلاک کیا جائیگا حسب الحکم منادی نے حکم عجائب جادو کی تعمیل کی جملہ ساکنان
طلسم رنگین حصار حکم حاکم سُنکے مطیع دین اسلام ہوے عجائب جادو یہ خبر سُنکے ازحد
شادمان ہوا پھر اپنی فوج ساحران کو کمربندی کا حکم دیا سامان جنگ بخوبی کیا جب تمام
سپاہ کہ قریب لاکھ ساحرون کے تھی حکم شاہ طلسم رنگین حصار سے کمربندی سے فارغ
ہوے عجائب جادو اپنے اہل دربار اور عیار بچیون کو اور تمام سپاہ ندکو ہمراہ لیکر
لوح طلسم صندل کو بھی لیکر جانب ملک بادشاہ خورشید روشن دل بصد جاہ و حشم
روانہ ہوا ہر ایک ساحر سواری سحر پر سوار تھا کوئی فیل آتشین سحر کوئی اژدر آتش فشان
سحر کوئی ساحرہ طاؤس سحر کوئی بط سحر کوئی تخت پر سوار تھی جملہ ساحران خورد و کلان بلند
ہوکے لکہ ہاے ابر سحر مین مخفی ہوکے سوے دربار خورشید روشن دل روانہ ہوے احوال
ان سب کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب احوال دربار خورشید روشن دل کا لکھا جاتا ہی کہ جب
جلسۂ عیش و عشرت برخاست ہوا عجائب جادو اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا ملکہ
ماہ سبزپوش و ملکہ رنگین کاکل کشا و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے خورشید روشن
دل سے کہا اب تامل نہ کیجیے لشکر آراستہ کرکے سوے طلسم صندل چلیئے خورشید روشن دل
نے سب کو جوابدیا ابھی تامل کرو کیونکہ ستارے میرے طالع کے سخت ہین ایام سخت گذر جائین
اور دن اچھے آجائین تو پھر مین یہان سے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے سوے طلسم صندل
مع لشکر روانہ ہون سوا غدر مذکور کے ابھی مجکو برادر عجائب جادو کے بھی آنے کا انتظار ہی
وہ لوح طلسم صندل لینے کو گئے ہین جب تک پاس طلسم کشا کے لوح طلسم صندل نہوگی طلسم
کیونکر فتح ہوگا سب نے کہا آپ سچ کہتے ہین مگر دل ہمارا گھبراتا ہی تا وقتیکہ یہان سے چلنا ہو کوئی
شغل ایسا کرنا ضرور ہی کہ جس سے دل بہلے خورشید روشن دل نے پوچھا باعث تمھاری خوشی
خاطر کا کیا شغل ہی سب نے متفق اللفظ کہا جب سے خواجہ نے نَے بجائی ہی اور غزل بالحان داؤدی
گائی ہی اور ہمنے سُنی ہی اسوقت سے کان ہمارے پھر مشتاق خواجہ کے گانے اور نَے بجانے کے ہین
چاہتے ہین کہ اُسی طرح بزم عشرت آراستہ کرائیے ارباب نشاط کو طلب کیجیے چندے بزم عشرت

آراستہ رہے ہم سب رقص و نغمہ رقاصان خوبرو و ذرّہ نوازی خواجہ عمرو ثانی سے لطف اٹھائین دل خوش کرین جب سخت ستارے آپکے طالع کے گذر جائین ایام نیک آجائین اُسوقت بزم عشرت موقوف کیجائے اور یہان سے سمت طلسم صندل کوچ کیا جائے خورشید روشن دل نے سبکے کہنے سے مجبور ہوکے کہا کہ مین صحبت رقص و نغمہ سے گو بہت کارہ ہون لیکن تم سب کے اشتیاق و اصرار سے لاچار ہون اچھا تمھارے کہنے پر عمل کیا جائیگا یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ اُسی طور سے پھر بزم طرب آراستہ کرو سامان عیش و راحت کرو ارباب نشاط کو ہمارے حکم سے طلب کرو ملازم کاربند ہوے بزم عشرت رشک بزم جمشید آراستہ کی خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی و حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و سہراب بن لندھور و فرزند خورشید روشن دل و خواجہ عمرو ثانی و ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ رنگین کاکل کشا و جملہ اہل دربار خورشید روشن دل علےٰ قدر مراتب بزم عشرت مین بیٹھے عورتین علیحدہ مردون سے مقام محفوظ مین بصد پردہ داری بیٹھین اُسوقت حکم خورشید روشن دل سے ساقیان خوبرو کشتیان بادۂ مشکبو کی لیکر بزم مذکور مین آئے جملہ اشخاص موجودۂ بزم مذکور کو جامہاے بلورین مین مئی ناب مشکبو پلانے لگے ہر اک بصد خوشی شراب ناب پینے لگا جب سب اہل بزم شراب پی چکے اور پیالے مئی کباب گرماگرم و دیگر اشیاے گزک کھا چکے ساقیان گلبدن و حسین کشتیان مُل کی اٹھاکے لیگئے بعد اُنکے جانیکے حکم خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ حسینہ و خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم طرب مین حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازون کے بصد انداز و ناز و ادا و عشوہ و کرشمہ رقص کرنے لگی سازندے ساز بجانے لگے وہ مہ لقا گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھکر خوش ہونے لگے بجاے خود تعریف اُسکی کرنے لگے خواجہ عمرو ثانی اہل بزم کے خوش ہونے سے دل مین اپنے کہنے لگے کہ یہ رقاصہ کیا خاک رقص کرتی ہے کہ جسکے رقص کو دیکھکر یہ لوگ اسقدر شادمان ہو رہے ہین جب وہ غیرت زہرہ رقص کر چکی ایک لمحہ توقف کرکے رنگ بزم دیکھکے یہ غزل گانے لگی سازندے ساز بجانیلگے

غزل

جب تک کہ چشم شوق مین وحدت کا نور تھا / جس بام پر نگاہ پڑی کوہ طور تھا
ای برق حسن یار یہ اچھا ظہور تھا / دیدار کو کلیم تجلی کو طور تھا
واعظ دبی زبان سے کرتا تھا ذکر حور / اتنا لحاظ دختر رز کا ضرور تھا
ہم سے گنہگار جو محروم رہ گئے / ساقی مگر یہ جام شراب طہور تھا
یعقوب اور فرقت یوسف مین اضطراب / دل سے تو تھا قریب جو آنکھون سے دور تھا
صورت تری دکھا کے کہونگا یہ روز حشر / آنکھون کا کچھ گناہ نہ دل کا قصور تھا
ای شور حشر قہر کیا کیون جگا دیا / گو شہ ہزار کا مجھے آغوش حور تھا
اک نیمجان کا کام نہ پورا ہوا امید / قاتل کو تیغ ناز پہ کیا غرور تھا

اہل بزم غزل مندرجہ کے اشعار کو سنکے بجائے خود تعریف ہر اک شعر کی کرنے لگے اور اُس رقاصہ کی خوش گلوئی و کمال علم موسیقی کی تمنا

کرنے لگے خورشید روشن دل وغیرہ اہل بزم زر و جواہر اُسے انعام مین دینے لگے خواجہ عمرو ثانی یہ رنگ دیکھکر دل مین کہنے لگے کہ یہ لوگ کیا بیوقوف ہین نہ تو کچھ سمجھتے ہین نہ جانتے ہین اس رقاصہ کی گوری صورت دیکھکر مائل ہوکے بیہودہ رقص و نغمہ کرنے پر زر و جواہر لیے دے رہے ہین روبرو مجھ ایسے اکمل کے اس رقاصہ جاہلہ کی کیا قدر کر رہے ہین اگر مجھ سے یہ لوگ کہتے تو مین ایسی خوبی سے گھنگرو پاؤن مین باندھکر اہل بزم کو شراب پلاتا کہ دیکھکر ہر اک دنگ ہوجاتا قدم اٹھانے مین جو گھنگرو یہ لوگ کہتے اُتنی ہی آواز دیتے اور بعد شراب پلانے کے ایسی نی بجاتا اور اسیطرح خیال گاتا کہ ہر اک صوفی کو حال آجاتا اہل بزم عشرت کو سکتا ہوجاتا چرندو پرند میرا گانا سُنکے وحشت و پرواز سے باز رہتے سمان بندھجاتا ابھی خواجہ اپنے دلمین یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ شاہزادہ رستم ثانی نے جانب خواجہ دیکھکر عقل سے دریافت کیا کہ اسوقت خواجہ برہم ہین آثار غصہ چہرے سے ہویدا ہین یہ دیکھکے بفہم و فراست دریافت کیا کہ اسیدم اس رقاصہ کی تعریف کرنے سے اور زر و جواہر اسے دینے سے خواجہ کو غصہ آیا ہی باین وجہ کہ اسقدر زر و جواہر رقاصہ نے پاتی ہی مجھے کوئی گانے کو نہین کہتا ہی اگر مین نی بجاتا ہوتا تو مین بھی زر و جواہر پاتا یہ سمجھکر شاہزادے نے خواجہ سے کہا اسوقت دل یہ چاہتا ہی کہ آپ نی بجائیے کوئی غزل گائیے اہل بزم کو خوش کیجیے خواجہ نے جواب دیا رقاصہ تو رقص و نغمہ کر رہی ہی مین نی کیا بجاؤن دل میرا متردد ہی فکر تنگدستی دامن گیر ہی شاہزادے نے زر و جواہر کے دینے کا اقرار کیا عمرو ثانی نے کہا پہلے سب صاحب علے قدر مراتب زر و جواہر جمع کر دین مین دیکھلون کہ وہ کسقدر ہی موافق میری دفع تنگدستی کے ہی یا نہین ہی تمھارے اقرار کرنے سے کیا ہوتا ہی شاہزادہ موصوف یہ سُنکر مُسکرایا اس اثنا مین رقاصہ ماہ کو رہ نے غزل بندر چہ تمام کی اور انعام لیکر بزم سے چلی گئی رستم ثانی نے خورشید روشن دل وغیرہ سے لیکے زر کثیر اور تھوڑا جواہر ایک جگہ جمع کیا خواجہ نے اُس زر و جواہر کو اُٹھا کر نذر زنبیل کرکے نی نکال کے لبون سے ملاکے بجائی اور یہ غزل گانا شروع کی غزل

نہین لڑتا کسی صورت لڑون کیونکر ستمگر سے
نئے گل پھولے اپنی قبر پر پھولون کی چادر سے
سفیدی رخ کی اڑ جائے بیاض صبح محشر سے
جواب نامہ قاتل نے لکھا خون کبوتر سے
تماشا دیکھے چھپکر نگہ پردے کے اندر سے
نسیم آہ مجنون بڑھ گئی تیزی مین صرصر سے
کہ شکوہ باڑھ نے آخر کیا مڑ مڑکے خنجر سے
دکھا صورت اُسے آنچل ہٹا کے روے انور سے

نہایت فکر کی نکلی نہ شکل صلح دلبر سے
رقیبون کو جو گذرا خار اُٹھے اُس گل تر سے
ترا وحشی جو آجائے قیامت مین قیامت ہو
خطا کیا مشت پہ کی تھی مگر ہم پر چھری پھیری
نظارہ چہرۂ جانان کا بیباکانہ مشکل ہی
بنایا سائبان اتنا اُٹھایا پردہ محمل
کیا عاجز یہ وقت ذبح میری سخت جانی نے
بہت ہی تجھ ترسا اوبت کافر خدا شاہد

اہل بزم اشعار غزل سُننے لگے تعریف خواجہ کی کرنے لگے چونکہ خواجہ لحن داؤدی گا رہے تھے انسان کے دلون کا تو کیا ذکر ہی لوہا اور پتھر نرم ہوگئے تھے وحش وطیر حسبت وخیز و پرواز سے باز تھے نی نوازی خواجہ سے مست و مدہوش تھے

سمان بندھا تھا ہر ایک شخص کو سکتا سا تھا ہوش کسی کے بجا نہ تھے ہنوز خواجہ نی بجا رہے تھے
غزل مندرجہ گا رہے تھے اہل بزم کو اک سکتا سا تھا سمان بندھا تھا ناگاہ سوے فلک لکہ ہاے ابر
رنگا رنگ نمایان ہوے اُن مین برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی کسی ابر سے بارش مروارید
ہوتی تھی کسی لکۂ ابر سے پھول برستے تھے کسی ابر کے ٹکڑے سے انگارے آگ کے بجاے قطرۂ
آب گرتے تھے جو لوگ بیرون بزم عشرت تھے اور اپنے ہوش وحواس مین تھے اُنھون نے
دیکھا کہ سوے فلک لکہ ہاے ابر پیدا ہوے ہین یہ دیکھکر اُنکو گمان ہوا کہ شاید صندلان شاہ
مع اپنے لشکر کے آیا ہی یہ گمان کر کے گھبراے جلد جلد سامان جنگ مین مصروف ہوے اسباب
سحر مانند نارنج و ترنج و ناریل چوٹی دار و گلدستے وغیرہ ہاتھون مین لیکر سحر پڑھنے لگے ہنوز
وہ ساحر سحر پڑھ ہی رہے تھے ناگاہ وہ سب لکۂ ابر سحر درمیان سے شق ہوے دیکھنے والون
نے دیکھا کہ ایک تخت سحر پر عجائب جادو ایک صندوقچہ لئے ہوے بیٹھا ہی پس پشت اُسکے ہزارہا
ساحران نامی وغیرہ نامی سحر کی سواریون پر سوار ہین جھولیان اسباب سحر کی اُنکے دوش پر
ہین ہاتھون مین ترسول اور پنسول لئے ہین یہ دیکھکر وہ سب خوش ہوے باہم کہنے لگے
خوب ہوا کہ ہمنے کوئی نارنج و ترنج سحر کر کے اِن لکہ ہاے ابر سحر پر نہین مارا ورنہ آپس مین
لڑائی ہوتی ہزارہا ساحر کام آتے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوتے ابھی ساحران مذکور
باہم یہ تقریر کر رہے تھے کہ عجائب جادو بلندی سے مع تمامی اپنے لشکر کے سوے بستی آیا
لشکر کو بیرون بزم عشرت چھوڑ کے ہمراہ اکثر ساحران نامی کے اندر محفل عیش وعشرت
کے گیا خواجہ کو نی بجاتے دیکھا سب کو عالم وجد مین پایا یہ رنگ بزم دیکھکر پاس خورشید
روشن دل کے بیٹھ گیا ہمراہی اُسکے بھی علے قدر مراتب بزم مین بیٹھے ہر اک نی نوازی
خواجہ سے خوش ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ نے غزل تمام کر کے نی کو داخل زنبیل کیا
شاہزادۂ رستم ثانی وخورشید روشن دل وغیرہ اہل بزم عجائب جادو سے ملے اُسنے
وہ صندوقچہ جس مین لوح طلسمی تھی سب کے روبرو طلسم کشا کو دیا اُسنے صندوقچہ کھول کر
لوح طلسم صندل نکال کر خوش ہوکے بطور ہیکل کے گلے مین ڈالی اور کہا ای عجائب جادو
تمنے لوح طلسم صندل دیکر مجھ پر احسان کیا اُسنے کہا ای شاہزادۂ ذیجاہ یہ آپ کیا کہتے ہین
جب مین آپکا شریک ہوکر مطیع دین اسلام ہوا تو لوح طلسمی اپنے پاس کیا رکھتا یہ تقریر اُسکی
سُنکے جملہ اہل بزم نے کہا اب خالق زمین وآسمان وہ روز مبارک دکھاے کہ طلسم صندل
فتح ہو مراد دلی بر آئے بعد اس تقریر کے ہر اک شخص تعریف نی نوازی خواجہ کی کرنے لگا خواجہ
کلمات انکساری زبان پر جاری کرنے لگے اس اثنا مین حکم خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ
سونلی صورت نوجوان ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوئی بعد سلام کرنیکے
اپنے سازندونسے اشارے سے کہنے لگی جلد سازون کو درست کرو اُنھون نے ساز درست کرکے
بجاے رقاصہ رقص کرنے لگی اہل بزم ناچ اُسکا دیکھنے لگے بعد رقص کرنے کے وہ رقاصہ غزلین
عاشقانہ متواتر گانے لگی سب سننے لگے خواجہ بزم عشرت سے اٹھکر باہر گئے دیکھا کہ لشکر عجائب جادو کا

اُتر رہا ہی فراشون بارگاہ و خیام برپا و استادہ کر رہے ہین ہنوز خواجہ جانب لشکر عجائب جادو دیکھ رہے تھے کہ سامنے سے چالاک ثانی و سیارہ ثانی و قران ثانی و برق ثانی چارون عیار پیدا ہوے اُنھون نے خواجہ کو دیکھکر بصد ادب سلام کیا خواجہ نے خوش ہوکے پوچھا تم کہان سے آتے ہو اُنھون نے جوابدیا کہ جب صحراے حوالی طلسم رنگین حصار مین عجائب جادو آیا تھا اُسنے شاہزادہ رستم ثانی و عیرہ کو ابر سحر برساکے بیہوش کیا تھا اور جملہ مردمان سپاہ ساحر و غیر ساحر کو شکست دی تھی اور وہ سب مردمان لشکر سوے دشت و کوہ بھاگ گئے تھے ہم بھی اُنھین کے ساتھ چلے گئے تھے عجائب جادو کے خوف سے نکل گئے تھے فی زمانہ سُنا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی رہا ہوا ہی اور اِس جگہ ہی اِسی وجہ سے ہم یہان آئے ہین لشکر ساحران و فوج غیر ساحران ابھی تک درہ ہاے کوہ مین پوشیدہ ہی آپ فرمائیے یہان کا کیا رنگ ہی عجائب جادو کی کیا کیفیت ہی خواجہ نے جو حال گذرا تھا مفصل بیان کیا چالاک ثانی وغیرہ حالات سے آگاہ ہوکے خوش ہوے اور کہا شکر ہی خدا کا کہ عجائب جادو وغیرہ مطیع دین اسلام ہوے شاہزادے کو لوح طلسم دستیاب ہوئی خواجہ یہ سُنکے اُنکو اپنے ہمراہ لیکے بزم عشرت مین گئے چالاک ثانی وغیرہ چارون عیارون نے شاہزادہ رستم ثانی کو سلام کیا شاہزادے نے پوچھا تم کہان تھے اُنھون نے جوابدیا ہم درہ کوہ مین تھے وہین آپکا لشکر بھی ہی شاہزادے نے کہا ہمارے اہل لشکر کو تم مین کوئی جاکے یہان لے آئے بمجرد حکم قران ثانی براے طلب سپاہ سوے دشت و درہ کوہ روانہ ہوا بعد قطع راہ مقام قیام سپاہ پر پہونچا جملہ ساحران و غیر ساحران سے کہا چلو تمکو شاہزادہ رستم ثانی نے بلایا ہی وہ سب خوش ہوکے وہان سے روانہ ہوکے خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین آئے طلسم کشا اپنے لشکر کے آنے سے اور مردمان سپاہ خورشید روشن دل کے آنے سے خوش ہوا پھر حکم دیا کہ یہان بالفعل سب قیام پذیر ہون حسب الحکم فراشون نے بارگاہین اور خیام استادہ کئے اہل لشکر فروکش ہوے اہل بزم عشرت مشغول عیش و عشرت رہے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے محفل طرب مین بیٹھے ہوے رقص و نغمہ رقاصان سے لطف اُٹھایا کیے

داستان عاشق ہونا خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کا تیجل وغیرہ عیار بچیون پر اور عیاری کرنا عیار بچیون کا اور قتل ہونا ابلیس خود پسند کا دست خورشید روشن دل سے اور لڑنا خورشید روشن دل کا ملکہ آتش افروز جادو سے اور قتل ہونا مردار خوار جادو کا دست ساحرہ مذکور سے اور خود بھی اُسکا مر جانا حال دیگر ساقی نامہ

ساقی بھر دے ہمارے جام کو پھر
کرتا ہی ذلیل شعورون کو وہ تباہ
سیکڑون اسمین ہوگئے مجنون
اِن غمون پر بھی دل کو داغ دیا

نشہ کا ہو چکا مزہ آخر
ہوے دیوانے اسمین دانشمند
عاقل ذو فنون ہوے مفتون

عشق ایسی بری بلا ہی آہ
سیکڑون اسمین ہوگئے دل بند
ہیہات اسے کسی کا پاس کیا

راویان عاشق خود جاکیان عیار سیرت و جنگجو اس داستان تا در یون بیان کرتے ہین کہ بدستور مرقوم الصدر بزم عشرت آراستہ تھی رقاصان خوبرو و ارباب نشاط خوش گلو یکے بعد دیگرے بزم طرب مین آگے روبرو اہل بزم کے رقص و نغمہ کر رہے

تھے طلسم کشا و عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ بزم مین بیٹھے تھے بادہ کشی و رقص و
نغمہ ارباب نشاط سے شادمان تھے طلسم کشا کو صرف اسقدر تامل تھا کہ ایام سخت خورشید
روشن دل کے گذر جائین کواکب نیک طالع کے آجائین تو یہان سے سوے طلسم صندل
مع لشکر کوچ کرون بہ ہدایت لوح دربند طلسم صندل فتح کرون صندلان شاہ کو مسلمان
یا قتل کرون طلسم صندل کو توڑون مدعا حاصل کرون باوجود اسکے کہ بزم عشرت
آراستہ تھی سامان عیش و راحت مہیا تھا مگر شاہزادہ موصوف نے بخیال لشکر کشی بیتاب
و بیقرار ہو کے خورشید روشن دل سے دریافت کیا کہ اب ایام سخت آپکے باقی ہین یا گذر گئے
اُسنے جوابدیا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ مجکو اپنے علم سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ آج وقت شب لنصف النہار
سے کواکب نحس میرے طالع کے مبدل بہ کواکب سعد ہوجاینگے کل یہان سے مین آپکے
ہمراہ بخوف و خطر مع لشکر جانب طلسم صندل چلونگا طلسم کشا یہ سُنکے خوش ہوا پھر سوے
رقاصہ متوجہ ہو کے رقص اُسکا دیکھنے لگا خواجہ عمرو ثانی بزم عشرت مین بیٹھے تھے ناگاہ دل گھبرایا
بزم سے اُٹھکر بیرون بزم گئے لشکر عجائب جادو مین پہونچے دیکھا کہ ایک خیمہ مین چنچل
عیارہ بچی بصد ناز و ادا بیٹھی ہی چونکہ خواجہ دربار عجائب جادو مین جب بصورت فرشتہ گئے
تھے اس عیارہ پر مائل ہوے تھے اب جو دوبارہ اسکو دیکھا قریب جاکر اظہار عشق کرنے لگے
و گفتگوے سخت بہ ناز و ادا کرنے لگی ادھر تو خواجہ اپنی محبوبہ سے ہم سخن ہین لیکن اب احوال
چالاک ثانی و برق ثانی و سیارۂ ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے عجائب جادو و عیار بچیون کو
اپنے ہمراہ لے کے ملک مین بادشاہ خورشید روشن دل کے آیا ہی چالاک ثانی مرقع عیار بچی
پر شیفتہ ہوا ہی اور برق ثانی تصویر عیارہ پر مائل ہوا ہی سیارۂ ثانی چنچل پر فریفتہ ہوا ہی یہ
تینون عیار ان تینون عیار بچیون پر عاشق ہو کے شب و روز فکر و خیال مین رہتے ہین مگر یہ
عیار بچیان انکے دام مین نہین پھنستی ہین راضی وصل پر نہین ہوتی ہین غرض آمدم بر سر
مطلب خواجہ اپنی معشوقہ چنچل سے تقریر بیانہ کرتے کرتے پاس اُسکے بیٹھ گئے اشتیاق وصل ظاہر
کرنے لگے چونکہ چنچل وغیرہ بظاہر مطیع دین اسلام ہوئین تھین اور بباطن خداوند مثال آئینہ رو
کو اپنا خداوند جانتی تھی عجائب جادو سے بیزار تھین چاہتی تھین کہ کوئی کار نمایان کر کے
لشکر عجائب جادو سے خدمت صندلان شاہ مین جائین تمام حال عجائب جادو کا بیان
کرین پس باین وجہ چنچل نے خواجہ سے کہا کہ ای خواجہ مجھسے ایسی واہیات باتین نہ کرو مجھے
ان باتون سے نفرت ہی کسی اور سے طالب وصل ہو اول تو یقین مجکو تمھارے عاشق ہونے کا
نہین ہی اور بالفرض والمحال تم مجھ پر عاشق بھی ہو تو مجھے تمسے واسطے دو چار روز کے رسم کرنا
منظور نہین ہی کیا میری شامت ہی کہ تمھاری چند روز کی زندگی ہی مین اسوقت تمھاری منت
عاجزی پر نظر کر کے اقرار وصل کرلون یا آج کل مین ہمبستر ہون آبرو اپنی دیدہ و دانستہ چار روز
کے واسطے تمسے نکاح کرون بعد از ان بیوہ ہوجاؤن خواجہ نے جوابدیا ای جان من یہ کیا کہتی ہو
گو کہ کسی کی حیات مستعار کا اعتبار نہین ہی لیکن بالفعل کون مجھے مارے ڈالتا ہی بظاہر تو زندگی میری

بہت ہی ضعیف بھی نہین ہون کہ سمجھون اجل قریب ہی یہ محض تمھارا خیال خام ہی کہ چار دن کی میری
زندگی جانتی ہو نکاح کرنے سے انکار کرتی ہو ہم سمجھے تم ناز کرتی ہو اُسنے جوابدیا ای خواجہ جو مین نے کہا
وہ تم بخوبی نہین سمجھے خواجہ نے پوچھا کیا تمنے کہا مفصل کہو اسنے کہا مین ڈرتی ہون کہ صندلان شاہ
ابھی زندہ ہی طلسم اُسکا باقی ہی وہ بادشاہ صاحب حکومت و اختیار ہی سحر و ساحری مین یگانۂ آفاق ہی
تم شریک و معین طلسم کشا ہو ہمراہ شاہزادۂ رستم ثانی کے ضرور جانب طلسم صندل جاؤگے
وہان جاکے عیاری کروگے صندلان شاہ برہم ہوکے تمھین گرفتار کرکے مار ڈالے گا اسی سبب
سے مین نے کہا کہ واسطے چند روز کے نکاح کرنا تمسے بیکار ہی تم مار ڈالے جاؤگے مین بیوہ ہو جاؤنگی
بس مین دیدہ و دانستہ ایسی بات کیون گوارہ کرون کہ صدمہ بھی ہو اور آبرو بھی جاے لطف
زندگی باقی نہ رہے خواجہ نے ہنسکر جوابدیا صندلان شاہ کی کیا مجال کہ مجکو گرفتار کرکے قتل
کرسکے گو وہ ساحر زبردست ہی مگر مجکو قتل نہ کرسکے گا مین عیار بلاے روزگار ہون فرزند رشید
و جانشین خواجہ عمرو والے ہون مرنا جانتا ہی نہین جسطرح میرے والد بری شئی کو کبھی یاد نہین
کرتے تھے اُسی طرح مین بھی اُس بُری اور تلخ شئی کو کبھی یاد نہین کرتا اور طالب نہین ہوتا جب تک
تین مرتبہ اُس تلخ شئی یعنے مرگ کا طالب خدا سے نہونگا ہرگز نہ مرونگا تین مرتبہ کا طالب ہونا تو کجا
مین کبھی ایک مرتبہ بھی تمناے اجل نہ کرونگا تم عبث ڈرتی ہو اُسنے کہا ای خواجہ صندلان شاہ بلاے
بے درمان ہی تمنے اُسے سحر کرتے نہین دیکھا ہی جو چاہتا ہی اپنے سحر سے عجائب و غرائب دکھاتا
ہی اگر وہ برہم ہوکے سحر پڑھنے مین لب ہلاے تو قیامت برپا کرے مین نے بچشم خود دیکھا ہی کہ وہ
باشارۂ چشم و ابرو ایسے ایسے امور عجائب و غرائب دکھاتا ہی کہ عقل حیران ہوتی ہی ایک روز
صندلان شاہ نے واسطے ایک کار دشوار کے مجھے طلسم رنگین حصار سے بُلایا تھا مین نے
حسب الحکم اُسکے ایک عیاری کی تھی اُسنے خوش ہوکے علاوہ زر و جواہر دینے کے ایک صندوقچہ
مجھے دیا تھا اور کہا تھا ای چنچل یہ وہ صندوقچہ سحر ہی کہ جب تو اسکو کھولکر دیکھے گی ایسے ایسے امور
عجائب و غرائب مشاہدہ کرے گی کہ حیران ہو جائیگی کیسا ہی تجکو رنج و غم ہوگا سیر امور عجائب و غرائب
سے دفع ہو جائیگا غنچۂ دل کیسا ہی بستہ ہوگا مانند گل کے شگفتہ ہو جائیگا کبھی صحراے سبزہ زار کبھی
باغ پر بہار گاہ ویرانہ کبھی بتخانہ کبھی میخانہ و ہجوم رندان مستانہ کبھی شہر آباد گاہ معشوقان
ستم ایجاد کبھی کوئی بے مثل بزم گاہ صف آرائی دو لشکر و رزم کبھی بیابان وحشتناک گاہ
اکثر عشاق مانند قیس گریبان چاک تجھے نظر آئینگے سوا اسکے جسکو تو دیکھنا چاہے گی وہ اِس
صندوقچہ طلسمی مین تجھے نظر آئیگا اور جس کوہ و دشت و دریا وغیرہ کے سیر کی نیت کرکے اِس
صندوقچے کو وا کرے گی وہی تجکو ایک آئینہ مین اس صندوقچے کے دکھائی دیگا وہ صندوقچہ ابتک
میرے پاس ہی اُسکی حفاظت ایسی کرتی ہون جیسے سب اپنی جان کی حفاظت کرتے ہین جب میرا
دل چاہتا ہی صندوقچہ مذکور کو کھولکر جو چاہتی ہون آئینہ مین معائنہ کرتی ہون جب اُسکے ایک
صندوقچہ سحر کی یہ صورت ہی تو وہ خود کیسا ساحر ہوگا اُسکے سحر سے کون جانبر ہوسکے گا تم کہتے ہو
کہ مین عیار بلاے روزگار ہون کیا مجال اُسکی کہ مجھے قتل و گرفتار کرسکے اگر سامنا ہو جاے

تو معلوم ہو جاے یہ کہکے مسکرائی خواجہ نے کہا ای جانمن ذرا وہ صندوقچہ لاؤ ہم بھی دیکھین کہ کیا کیا
اشیاے عجائب و غرائب نظر آتی ہین چنچل فی الفور گوشۂ خیمہ سے اُٹھا کر لے آئی خواجہ کو دیا
اور کلید بھی دی خواجہ نے اُسے کھولا جیسے ہی وا کیا ایسا غبار سفوف بیہوشی اُس مین سے نکلکر
خواجہ کے دماغ تک راہ سوراخہاے بینی سے پہونچا خواجہ کو چھینک آئی چھینک آتے ہی بیہوشی
طاری ہوئی چنچل نے خوش ہو کر کہا اچھا یہ ایک تحفہ براے نذر صندلان شاہ ہاتھ آیا ہے اب
لشکر سے وقت فرصت نکلکر سوے طلسم صندل جاؤنگی اس نگوڑے کو اپنی عیاری و مکاری
پر بہت ناز تھا ابھی کہتا تھا کہ مجھ سے نکاح کر لو میرے ساتھ ہمبستر ہو مین تمپر شیفتہ و فریفتہ ہون جان
جاتی ہے مجھ سے کچھ اسکی عیاری و مکاری نہ چلی میرے دام مین آگیا اور کیونکر دام عیاری مین
نہ آتا کہ مین نے بے لاگ اور عجیب نازک عیاری کی تھی مین جانتی تھی کہ یہ عیار بلاے روزگار ہے
ذراسے شبہ مین آگاہ ہو جائیگا ہوشیار ہو کر دام فریب مین نہ آئیگا اسی وجہ سے مین نے اسکو
شراب نہین پلائی کہ اسکو گمان ہوگا کہ یہ شراب بیہوشی آمیز ہے یہ کہکے اکیلے خیمہ مین کہ سب کی نظر
سے پوشیدہ تھا خواجہ کو چادر عیاری مین باندھا دماغ پر خواجہ کے بتی داروے بیہوشی کی
رکھ دی ابھی چنچل چادر عیاری مین خواجہ کو باندھ چکی تھی پشتارہ خواجہ کا اُٹھا رہی تھی
گوشۂ خیمہ مین رکھنے کا ارادہ کر رہی تھی کہ ناگاہ مرقع خیمے مین آئی اُسنے پوچھا ای بوا یہ پشتارہ
کیسا ہے چنچل نے ہنسکر جواب دیا کہ اس پشتارے مین ایک عیار آفت روزگار ہے خبردار کسی سے
اسکا ذکر نہ کرنا مین نے خواجہ عمرو ثانی کو ایک نازک عیاری کر کے بیہوش کیا ہے ارادہ ہے کہ
ہنگام شب یا جسوقت موقع ملے پشتارہ اسکا اُٹھا کر سوے صندلان شاہ جاؤن یہ تحفہ اسکے
نذر کرون تمام حال عجائب جادو کا بیان کرون مرقع نے متحیر ہو کے جواب دیا بوا مین تو
جانتی تھی کہ تم مطیع دین اسلام ہو گئی ہو عجائب جادو و طلسم کشا و جملہ متوسلان طلسم کشا
کی دوست و خیر خواہ ہو گئی ہو خواجہ کے گرفتار کرنے سے ظاہر ہوا کہ تم صندلان شاہ کی دوست
ہو طلسم کشا وغیرہ کی دشمن ہو اُسنے اُسے یہ جواب دیا کہ ای بوا مین نے بظاہر کہا تھا کہ مطیع دین اسلام
ہون بہ باطن مین تمثال آئینہ رو کی پرستش کنان تھی اسوقت قابو پا کے اسکو بیہوش کیا ہے
چاہتی ہون کہ قبل جانے طلسم کشا کے اس جگہ سے مین صندلان شاہ کے پاس جاؤن
تمام حال سے اُسے آگاہ کرون مرقع نے کہا مین بھی مثل تمھارے اپنے دین اصلی پر ہون مین بھی
تمھارے ساتھ چلونگی اور چالاک ثانی گو کہ مجھ پر مرتا ہے بعیاری گرفتار کرونگی اگر تم خواجہ کو بطور
نذر دوگی تو مین صندلان شاہ کے روبرو جا کر چالاک ثانی کو بطور نذر دونگی چنچل نے کہا
اگر یہ ارادہ ہے تو عجلت کر کے آج ہی چالاک کو اسیر کر اُسنے کہا ابھی چلو مین اُس موے کو اسیر کر لونگی گو وہ
اسم بامسمے ہے مگر مجکو دیکھکر وہ از خود رفتہ ہو جائیگا ساری ہوشیاری و چالاکی اُسکی جاتی رہیگی
دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا میری طرف دوڑے گا آرزوے وصل ظاہر کرے گا چنچل
تقریر مرقع کی سُنکے رنگ و روغن سے بصورت خواجہ عمرو بنی اور مانند لباس عمرو ثانی کے
پوشاک پہنی پھر بیٹھکر آئینہ اُٹھا کے صورت اپنی دیکھنے لگی ہنوز چنچل بصورت خواجہ عمرو ثانی

اور صرقع بصورت اصلی دونون خیمے مین بیٹھی تھین قنات خیمے کی ایک طرف کی ہٹا دی تھی کہ
اگر کوئی عیار اسطرف آئے تو یہان چلا آئے ہم اُسے بعیاری گرفتار کرلین ورنہ خود جاکر
خیمۂ چالاک مین داخل ہوکے یا اپنی تدبیر سے اور کسی جگہ اُسے لیجاکے بیہوش کرین ناگاہ حسب
اتفاق اسطرف سے چالاک ثانی گذرا عمرو ثانی اور اپنی محبوبہ کو خیمے مین بیٹھا ہوا دیکھکر متردد
ہوکے ٹھہر گیا دل مین کہنے لگا آج عمرو ثانی میری معشوقہ کے پاس کیون تشریف رکھتے ہین کیا
کچھ حضرت بھی اسپر مائل ہوے ہین ذرا دریافت کرنا اور رنگ دیکھنا چاہیے یہ باتین دل مین
کرکے قریب خواجہ نقلی کے جاکے بیٹھا اور پوچھا آپ یہان کیون تشریف رکھتے ہین خواجہ مذکور
نے جوابدیا مین اسطرف آیا تھا صرقع اس خیمے مین بیٹھی ہوئی تھی مجھے دیکھکر بُلاکے اپنے پاس بٹھایا
ابھی ذکر تمھارا کررہی تھی پوچھتی تھی کہ اسوقت چالاک کہان ہی مین نے کہا کہ مجھے بخوبی نہین معلوم
کہ وہ کہان ہی یہی باتین ہو رہی تھین کہ تم اِدھر آئے اب تم یہان بیٹھو مین واسطے ایک کار ضروری
کے جاتا ہون یہ کہکے خواجۂ نقلی تو ایک طرف روانہ ہوے چالاک ثانی اپنی محبوبہ سے بیتابئ دل
بیان کرکے طالب وصل ہوا اُسنے برہم ہوکے ایک پھول بصورت و رنگ گلاب نکال کر
کہا او چالاک تو نہین مانتا ہر مرتبہ ایسی ہی بیہودہ باتین مجھسے کرتا ہی یہ کہکے وہ پھول گلاب
کا تاک کر سینۂ چالاک ثانی پر مارا اور کہا سونگھو اسکی بو کو اور دیکھو اسکے رنگ کو یہ مشابہ
میرے عارض سے ہی چالاک ثانی نے یہ سمجھ کر کہ یہ پھول میری محبوبہ نے اپنے دست نازک
سے میری طرف پھینکا ہی اور یہ کہا ہی کہ یہ مشابہ میرے عارض رنگین سے ہی اِس سے بچنا
اور ہٹ جانا مناسب نہین ہی خوشا مقدر میرا کہ آج پھول مجکو عنایت کیا ہی کیا عجب ہی کہ گل
نخل عشق میرا بار ور ہو ثمر وصل یار دستیاب ہو بس گل کو شگفتہ خاطر ہوکے اپنے چہرے
پر رکھنا چاہیے چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا جسوقت وہ پھول سوراخ بینی پر پڑا پاش پاش ہوگیا
کچھ غبار مانند دھوین کے اُس سے پیدا ہوا وہ دھوان یا غبار بذریعہ قوت شامہ و نفس
تا بدماغ پہونچا چالاک کو چھینک آئی بیہوشی نے اثر کیا فی الفور بیہوش ہوکے گرا
صرقع نے ایک گوشۂ خیمہ مین اُسے لیجاکے پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھاکے چادر عیاری مین
باندھا یہان تو صرقع نے چالاک ثانی کو بیہوش کیا اُدھر خواجۂ نقلی نے جاکر تصویر اور
کیچل سے اپنا ارادہ بیان کیا اور کہا مین نے خواجہ ثانی کو بیہوش کیا ہی صرقع نے چالاک
ثانی کو بیہوش کیا ہوگا اب تم دونون کسی عیاری سے برق ثانی دستیارۂ ثانی کو بیہوش
کرکے چادر عیاری مین لپیٹا ہے اُنکے باندھکے سوے صحرا جاکے درۂ کوہ مین ٹھہرنا مین
بھی ہمراہ صرقع کے وہان آؤنگی یا تم میرے ہی ہمراہ چلنا اُنھون نے کہا اچھا ہم تمھارے
ہی ساتھ چلین گے کیچل یہ سُنکے اپنے خیمے مین آئی صورت اپنی جو تبدیل کی تھی بصورت اصلی ہوکے
صرقع سے پوچھنے لگی کہو بعد ہمارے جانے کے تمنے کیا کیا اُسنے کہا لو مین نے بھی مانند تمھارے
اپنے فریفتہ کو گل بیہوشی آمیز مارکے بیہوش کیا ہی دیکھو وہ چادر عیاری مین لپیٹا رہ اُسکا
باندھکر رکھا ہی کیچل یہ سُنکے خوش ہوئی وہان تصویر اور کیچل اپنے خیمے سے نکلکر سوے صحرا باہم

ہنستی ہوئین اور باتین کرتی ہوئین اُسطرف سے چلین کہ جسطرف خیمہ برق ثانی وسیارۂ ثانی کا
تھا حسب اتفاق اُسوقت دونون خیمہ مین بیٹھے ہوے شراب پینے کی فکر مین تھے شیشہ مے اُٹھایا تھا
جام مین شراب اونڈیل کر چاہتے تھے کہ پئین ناگاہ اُنھون نے دیکھا کہ تصویر و کنچل سوے صحرا
جاتی ہین وہ دونون عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ اسوقت یہان شراب پینا اچھا نہین ہی
بادہ کشی ہمراہ محبوب کے مناسب ہی لہذا ہم بھی عقب تصویر و کنچل چلین شیشہ شراب وجام
اُٹھا لین یہ مشورہ کرکے عقب اُنکے روانہ ہوے جلد راہ طی کرکے لشکر سے نکلکر قریب اُنکے پہونچکر
ہر اک نے اپنی اپنی محبوبہ سے مخاطب ہوکے کہا اے جان جہان اسوقت کہان جاتی ہو اُنھون
نے بناز و ادا کلمات سخت و دشنام دیکے کہا جہان ہمارا دل چاہتا ہی ہم جاتے ہین تمھارا کیا بگڑ
جاتا ہی تم ہمارے ساتھ نہ آؤ برق ثانی نے تڑپکر اپنی محبوبہ سے کہا مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا
جہان تم جاؤ گی مین بھی جاؤنگا یہ کہکے اُسکے ساتھ ساتھ چلا اِسی طرح سیارۂ ثانی نے بھی اپنی محبوبہ
سے کہا کہ مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا غرض دونون عاشق ہمراہ دونون معشوقون کے
چلے تھوڑی دور جاکے تصویر و کنچل نے کہا اے لو اب تو ہم تھک گئے ذرا کہین دم لو آگے
نہ جاؤ بس یہین سے سیر صحراے سبزہ زار دیکھو تصویر و کنچل کے کہنے سے ایک جگہ کچھ فرش بچھا کے
بیٹھ گئی کنچل بھی بیٹھی برق ثانی وسیارۂ ثانی بھی قریب اُنکے بیٹھے ہر چند اُنھون نے منع کیا مگر
وہین بیٹھے اور جام بلورین مین شراب بھر کے کہنے لگے دل چاہتا ہی کہ ہمارے ہاتھ سے تم جام لیکر
شراب پیو اور اپنے ہاتھ سے ہمین پلاؤ اُنھون نے جواب دیا ہمین کیا غرض کہ ہم تمھارے ہاتھ
سے شراب پئین اور تمھین اپنے ہاتھ سے پلائین برق ثانی وسیارۂ ثانی نے جب بہت اصرار کیا
اور بعجز کہا اُسوقت اُنھون نے کہا خیر تمھاری خاطر سے تمھین جام شراب دیدینگے مگر ذرا ہوشیاری
سے پینا کہ اُس مین ہم تھوڑا کف مار ڈالدینگے شراب پیتے ہی مرجاؤ گے سیارۂ ثانی و برق
ثانی نے جواب دیا اپنی محبوبہ کے ہاتھ سے زہر کا پینا بھی اچھا ہی ہمین منظور ہی تم ہمین زہر ہی
پلادو یہ سنکے تصویر اور کنچل قہقہہ مار کر ہنسین یہ دونون سمجھے کہ از راہ مزاح ہم سے یہ ایسی تقریر کرتی
ہین بھلا یہ ہمکو کیا سفوف بیہوشی سے بیہوش کرینگی یہ کہکے وہ شیشہ و ساغر اُنکے روبرو رکھ دیا
پہلے تصویر نے جام شراب برق ثانی کو دیا پھر کنچل نے جام شراب سے بھر کے سیارۂ ثانی
کو دیا دونون نے شراب کو دیکھکر بیہوشی آمیز نہ پا کے جام منھ سے ملا کے شراب پی پھر اپنے
ہاتھ سے شراب جام مین بھر کے اُنسے کہا کہ ہمارے ہاتھ سے تم بھی شراب پیو اُنھون نے انکار
کیا آخر بعد اصرار کے ذرا ذرا سی شراب تصویر اور کنچل نے خوب دیکھ بھال کے پی جب دونون
عیارون کو نشۂ شراب کا ہوا برق ثانی اپنی محبوبہ سے سیارۂ ثانی اپنی معشوقہ سے لپٹنے لگا
طالب وصل ہونے لگا یہ دونون کو اپنے پاس سے ہٹانے لگین دشنام دینے لگین
کلمات سخت و درشت کہنے لگین عیاران مذکور عالم نشۂ شراب مین کب اُنکے ہٹانے
سے ہٹتے تھے اور اُنکے سخن ہاے سخت سُنکے کب ناراض ہوتے تھے لپٹ ہی گئے
چونکہ وہ تو عیارہ بچیان اپنے لباس مین عطر بیہوشی آمیز ملے ہوے تھین اور اپنے

سوراخ ہائے بینی کو پنبہ سے بند کئے تھین عیاران مسطور بوئے عطر بند کو سونگھتے ہی بیہوش
ہوگئے مدعائے دلی کچھ بھی دل سے نکال نہ سکے بوس وکنار سے محروم رہے عیار بچیون نے
دونون عیارون کے دماغ پر پٹی سوف بیہوشی کی چڑھا کے چادر عیاری مین انھین
باندھا ڈھائی گرہ عیارون کی مانند ہر اک پشتارے کی لگا کے خوش ہوکے باہم کہا
اب کیا تدبیر کیجائے تصویر نے چنچل سے کہا ہوا بہتر یہی ہی کہ تم چنچل اور مرقع کے پاس
جاؤ انسے کہو کہ پشتارون کو لیکر سوے صحرا چلو تصویر تمھاری منتظر ہی چنچل بصورت
اصلی اُس جگہ سے لشکر مین آئی مرقع اور چنچل سے کہا ہم نے اور تصویر نے برق ثانی
وسیارۂ ثانی کو بیہوش کرلیا ہی اب تم پشتارہ اٹھا کے سوے صحرا آؤ چنچل اور مرقع
یہ خبر سُنکے خوش ہوئین اور اپنے خیمے کی اُس قنات کو خنجر سے چاک کیا جسطرف ویرانہ
تھا کوئی اُس جانب سے راہ نہ چلتا تھا بعد چاک کرنے قنات کے تینون عیار بچیان
پشتارے دونون دوش پر اٹھا کے اُسی طرف سے سوے صحرا روانہ ہوئین اثنائے راہ
مین چند اہل لشکر نے انھین جاتے دیکھکر پوچھا کہان جاتی ہو یہ پشتارے کیسے ہین انھون
نے جواب دیا ہم تمسے کیا کہین یہ اک راز ہی اسکو ظاہر نہ کرینگے کیونکہ یہ حکم ہمکو عجائب جادو
کا ہی کہ اس راز کو کسی سے بیان نہ کرنا اہل لشکر یہ سُنکے خاموش ہو رہے عیار بچیان
جلدتر راہ طی کر کے صحرا مین پہونچین دیکھا تصویر منتظر بیٹھی ہی اور دو پشتارے دونون
عیارون کے پاس اُسکے رکھے ہین یہ دیکھکر چنچل و مرقع خوش ہوئین پھر چارون عیار بچیان
چارون عیارون کے پشتارے اٹھا کے راہ صحرا سے قریب شام سوے طلسم صندل روانہ
ہوئین اور خوف سے خورشید روشن دل و عجائب جادو و طلسم کشا و عیار قران ثانی کے
جلدتر راہ طی کرنے لگین یہ عیار بچیان تو ایک ایک پشتارہ اٹھائے ہوے مانند باد تند کے
سوے طلسم صندل پاس صندلان شاہ کے جاتی ہین جب راہ مین تھک جاتی ہین
تھوڑی دیر قیام کرتی ہین اور اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوتی ہین حال انکا انشاءاللہ
مولف جلد دوم توریج نامہ آئندہ لکھے گا مگر اب احوال بزم عشرت و طلسم کشا و خورشید
روشن دل و قران ثانی کا درج کرتا ہی کہ بدستور مرقوم بزم عشرت آراستہ تھی رقاصان
خوبرو و خوش گلو یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندون کے آکے بزم عشرت مین روبرو
اہل بزم کے رقص و نغمہ کرتے تھے اہل بزم نشۂ شراب ناب مین بصد خوشی بیٹھے ہوے ناچ
دیکھ رہے تھے گانا سن رہے تھے ناگاہ شاہزادہ رستم ثانی نے عین رقص و نغمہ رقاصہ مین خواجہ
کا خیال کر کے قران ثانی سے کہ حاضر بزم تھا پوچھا خواجہ کہان ہین اُسنے عرض کیا تھوڑا زمانہ گذرا
ہی کہ خواجہ یہان سے اُٹھکر باہر گئے تھے شاہزادہ موصوف نے کہا انکو بلا لاؤ مجھے انسے کہنا ہی
قران ثانی بزم سے اٹھکر باہر جا کر چہار طرف جستجو خواجہ کی کرنے لگا لشکر مین بھی تلاش کرنے لگا
ہر چند اُسنے بہت ڈھونڈا مگر خواجہ کو نہ پایا بلکہ چالاک ثانی و برق ثانی و سیارۂ ثانی کو
بھی نہ پایا نہایت متردد و پریشان خاطر ہوا دل مین سوچا کہ خواجہ و چالاک وغیرہ عیار بچیون پر

مائل ہین عجب نہین کہ خیمے مین عیار بچیون کے ہونگے یہ سوچکر خیمہ مرقع و تصویر وغیرہ عیار بچیون
مین گیا وہان بھی کسی کو نہ پایا اب اُسے تردد زیادہ ہوا خیمے سے نکلکر اہل لشکر سے پوچھا متعینین
کچھ معلوم ہی کہ خواجہ ثانی و چالاک ثانی و سیارۂ ثانی و برق ثانی و پنچل و چنچل و مرقع و تصویر
کہان ہین اہل لشکر سے چند شخصون نے کہا ہم اسقدر جانتے ہین کہ مرقع و چنچل و کنچل و پنچل دو پشتارے
لیئے ہوئے سوے صحرا گئی ہین ہم نے اُنسے پوچھا بھی تھا کہ یہ پشتارے کہان لیئے جاتی ہو انھون
نے حال مفصل نہ کہا نہ ہم نے پوچھنے مین اصرار کیا قران ثانی یہ سُنکے سمجھ گیا کہ چارون عیار بچیون
نے خواجہ ثانی و چالاک ثانی وغیرہ کو بعیاری بیہوش کیا ہی اور چادر عیاری مین پشتارے
اُنکے باندھکے راہ صحرا سے کہین لیگئی ہین عجب نہین کہ سوے طلسم صندل گئی ہون حیف کہ
اُنھون نے پیرایہ دوستی مین دشمنی کی یہ سمجھ کے جلد بزم عشرت مین جا کے شاہزادہ رستم ثانی
سے جو کچھ سُنا تھا عرض کیا اور کہا یقین کامل ہی کہ چارون عیار بچیان خواجہ عمرو ثانی و
چالاک ثانی وغیرہ چارون عیارون کو بیہوش کر کے سوے طلسم صندل لیگئی ہین اگر حکم ہو
تو مین جاؤن اُنکا سد راہ ہون یا اُن تک پہونچ کے عیاری کر کے پشتارے عیارون کے اُنسے
لیلون اور اُنھین اسیر کرون شاہزادہ رستم ثانی نے تقریر قران ثانی کی سُنکے متردد و ملول ہو کے
سوے خورشید روشن دل دیکھا اور پوچھا اس بارہ مین آپکی کیا رائے ہی چونکہ ایام سخت خورشید
روشن دل کے گذر چکے تھے اور ستارے بد طالعی کے مبدل بہ کواکب سعد ہو چکے تھے اسوجہ
سے خورشید روشن دل نے کہا اے شاہزادۂ ذیوقار اب بزم عشرت موقوف کیجیئے سامان لشکر کشی
کیجیے سوے طلسم صندل آج ہی یا کل یہان سے روانہ ہو جیئے قران ثانی کو واسطے اسیری عیار بچیون
کے اور عیاری کے روانہ نہ کیجیے کہ کچھ فائدہ نہو گا مین ابھی جاتا ہون عیار بچیون کو اسیر کر کے لاتا ہون
خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو رہا کرتا ہون غضب کیا عیار بچیون نے کہ بے وجہ ایسی دشمنی کی شاہزادہ
رستم ثانی تو تقریر خورشید روشن دل کی سُنکے خاموش رہا مگر عجائب جادو نے کہا اے برادر
تم کیون جاؤ میری ملازم و نمکخوار عیار بچیون نے ساتھ خواجہ عمرو ثانی وغیرہ سے دشمنی کی تھی مین جا کر
اُنکو سزائے سخت دونگا پشتارے عیارون کے اُن سے چھین لونگا اُنکو اسیر کر کے یہان لے آؤنگا
خورشید روشن دل نے جواب دیا اے برادر میری موجودگی مین تم اسقدر زحمت کیون گوارہ کرو خواجہ
کو مین رہا کرونگا اب مین کسی سے نہین ڈرتا ایام سخت میرے گذر گئے ہین بالفعل جاتا ہون تم
ہمراہ طلسم کشا کے آنا یہ کہکے آہستہ آہستہ سحر پڑھا سب نے دیکھا کہ خورشید روشن دل بیٹھے
بیٹھے چشم زدن مین غائب ہو گیا بعد جانے خورشید روشن دل کے بزم عشرت موقوف و برخاست
ہوئی شاہزادے نے جملہ اعلے ادنے کو حکم دیا کہ سامان کوچ کا کرو یہان سے سوے طلسم صندل
چلو جملہ سرداران لشکر کوچ کا سامان کرنے لگے ساحر وغیرہ ساحر تیاری چلنے کی کرنے لگے اسی اثنا مین
سردار خوار جادو کہ جسکا ذکر قبل اسکے کیا گیا ہی آیا شاہزادہ رستم ثانی کو سلام کر کے پوچھنے لگا اے شاہزادہ
ذیوقار کیا ارادہ یہان سے کوچ کرنے کا ہی اور کیا باعث ہی کہ اسوقت چہرے پر آپکے آثار تردد
ہین شاہزادے نے جواب دیا سبب تردد یہ ہی کہ چار عیار بچیان عجائب جادو کی ملازم باوجود انعام

دینے اور قدر دانی و مہربانی کرنے کے نمکحرام ننگے دشمن میری ہوگئے خواجہ عمرو ثانی اور تین اور
عیاروں کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھ کے پشتارے اُنکے اُٹھا کے مجھسے پوشیدہ
ہوکے سوے طلسم صندل گئی ہین خبر اُنکی عیاری کرنے کی اور بجانب طلسم صندل جانے کی
سُنکے بادشاہ خورشید روشن دل اُنکے اسیر کرنے کو اور خواجہ وغیرہ کے رہا کرانے کو بعد غضب
یہان سے تنہا روانہ ہوے ہین اب مین بھی مع تمامی سپاہ یہان سے جانب طلسم صندل
کوچ کرتا ہون ای سردار خوار جادو اول تو تردد مجکو خواجہ وغیرہ عیارون کے مقدمے مین یہ ہی
کہ دیکھیے وہ رہا ہوتے ہین زندہ وسلامت پھر مجھسے ملتے ہین یا نہین عیاربچیان دشمن
ہین کہین ایسا نہو کہ عیاران مذکور کو قتل کرڈالین دوسرے تردد یہ ہی کہ خورشید روشن دل
اکیلے یہان سے سوے طلسم صندل بغیر اسباب سحر وسامان جنگ گئے ہین عیاربچیون
کی طرف سے تو کچھ اندیشہ نہین ہی مگر صندلان شاہ کی جانب سے البتہ اندیشہ ہی اگر وہ
عیاربچیون کی حمایت و مدد کو مع لشکر کثیر آجائیگا تو غضب ہوگا خورشید روشن دل باوجودیکہ
بادشاہ وساحر زبردست صاحب اختیار ہین مگر کس کس سے لڑینگے کس کس کو قتل کرینگے
خداوند عالم اُنکو شر دشمنان سے بچائیے وہ ہمارے دوست صادق اور معین و مددگار
ہین ہم ساحر نہین ہین کہ بزور سحر جلدتر سوے طلسم صندل جائین اپنے تئین خورشید روشن دل
تک پہونچائین ہان ارادہ ہی کہ عجائب جادو و دیگر ساحران نامی کو اُنکی اعانت کیواسطے
روانہ کرون مبادا صندلان شاہ سے اور اُنسے مقابلہ و مجادلہ ہو سردار خوار جادو نے عرض
کیا آپ کچھ تردد نہ کرین کسی ساحر نامی وغیر نامی کو واسطے اعانت بادشاہ خورشید روشن دل
کے روانہ نہ کرین مین ابھی جاتا ہون جلدتر خدمت خورشید روشن دل مین اپنے تئین پہونچاتا
ہون حالانکہ مین اک ادنے ساحر ہون لیکن کیا مجال صندلان شاہ کی کہ میری موجودگی
مین خورشید روشن دل کو زخمی کرسکے یا اُسکو کسی طرح کا ضرر پہونچا سکے گو کہ وہ نابکار بادشاہ
طلسم صندل ہی مگر خورشید روشن دل بھی کچھ اُس سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہی کیونکہ یہ بھی
بادشاہ اپنے ملک کا ہی سحر مین بھی بے عدیل ہی صندلان شاہ اُسے قتل واسیر کسی طرح نہ کرسکیگا
اگرچہ خورشید روشن دل تنہا گیا ہی مین جاتا ہون اگر ضرورت اعانت کرنے کی ہوگی
تو کرونگا ورنہ اعانت نہ کرونگا شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا تم ابھی آئے ہو مین
نہین چاہتا کہ ابھی جاؤ اور کسی ساحر کو یہان سے روانہ کرونگا تم میرے ساتھ چلنا
اُسنے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ مجھے نہ روکیے بے اختیار میرا دل چاہتا کہ سوے طلسم صندل
جاؤن بادشاہ خورشید روشن دل تک اپنے تئین پہونچاؤن دیکھون وہان کیا ہوا شاہزادہ
رستم ثانی نے سردار خوار جادو کے اصرار کرنے سے مجبور ہوکے اجازت جانے کی دی وہ تخت
پر سوار ہوکے بعد عجلت جانب طلسم صندل روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے شاہزادہ بھی ہمراہ
لشکر کثیر ساحران وغیر ساحران کے جانب طلسم صندل روانہ ہوا طلسم کشا کو تو راہ مین
چھوڑا جاتا ہی مگر اب احوال صندلان شاہ بادشاہ طلسم صندل کا لکھا جاتا ہی کہ جب روز

چنچل و پنچل و تصویر و مرقع خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو بیہوش کرکے چادر عیاری
مین باندھ کے بیتارے اُٹھا کے سوے طلسم صندل روانہ ہوئین تھین شاہ طلسم مذکور
حسب دستور بالاے تخت حکومت خوش و خرم بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے
صندلان شاہ اپنے وزرا سے مخاطب ہو کے کہہ رہا تھا کہ مادر دولت نے نانی صاحبہ کے
برہم ہونے سے ابلیس خود پسند کو برادر عجائب جادو کے پاس بھیجا تھا وہ گیا تھا حال
طلسم کشا و عشق ملکہ رنگین کاکل کشا سے اُسے آگاہ کر آیا تھا اب غالبًا برادر عجائب جادو
نے طلسم کشا کو اسیر کیا ہوگا لشکر کو اُسکے قتل کر ڈالا ہوگا لوح طلسمی لے لی ہوگی وزرا عرض
کرتے تھے عجب نہین کہ ایسا ہی ہوا ہو جیسا کہ حضور نے فرمایا ہی لیکن ہم خیر خواہون کو یہ خیال
ہی کہ ابتک عجائب جادو نے کچھ بھی حضور کو امر نیک و بد سے اطلاع نہین دی ہی اسکا کیا
سبب ہی صندلان شاہ کہہ رہا تھا کہ اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی موافق ہمارے کہنے کے
اُنھون نے عمل کیا ہوگا ابھی باہم شاہ و وزرا ہم سخن تھے کہ ابلیس خود پسند آیا صندلان شاہ
کو سلام کیا شاہ طلسم اُسے ساحر معزز اور پہلوان نامی اور مقرب بارگاہ خداوند تمثال آئینہ رو
جانکے نیم قد اپنے تخت سے واسطے اُسکی تعظیم کے اُٹھا شاہ طلسم کے تعظیم کرنے سے جملہ اہل دربار
نے بھی سروقد اُسکی تعظیم کی ہر ایک ساحر اعلے و ادنے اہل دربار سے واسطے اُسکی تعظیم کے اپنی جگہ سے
اُٹھا ابلیس خود پسند قریب تخت صندلان شاہ ایک دنگل پر بیٹھا اُسکے بیٹھنے سے
شاہ طلسم اور جملہ اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے شاہ مذکور نے بعد تھوڑی دیر کے اُس سے
مخاطب ہوکے پوچھا اسوقت کس وجہ سے تمھارا یہان آنا ہوا اُسنے جواب دیا اے صندلان
شاہ کیا کہون اسوقت بیٹھے بیٹھے مجھو دل ایسا گھبرایا کہ مین بے تامل یہان آیا کسی کار ضروری
کو نہین آیا ہون صندلان شاہ نے کہا اچھا کیا کہ یہان آئے ابھی صندلان شاہ ابلیس خود پسند
سے ہم سخن تھا ناگاہ سوے فلک ایک لکہ ابر کا نظر آیا اُس ابر سیاہ مین برق کی چمک
اور رعد کی سی آواز پیدا تھی کبھی اُس لکہ ابر سے بارش شرار پیدا ہوتی تھی کبھی پھول برستے
تھے صندلان شاہ اُس ابر کے ٹکڑے کو دیکھکر ابلیس خود پسند و اہل دربار سے کہنے لگا
دیکھو ہماری نانی صاحبہ تشریف لاتی ہین ابلیس خود پسند و جملہ اہل دربار جانب لکہ ابر مذکور
دیکھنے لگے جب وہ ٹکڑا ابر کا قریب آیا درمیان سے پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک تخت سحر پر کہ وہ
جواہر نگار ہی ملکہ آتش افروز جادو خشم آلود بیٹھی ہی گو چہرہ اُسکا مانند شب تار کے
سیاہ ہی مگر فرط قہر و غضب سے مائل سرخی ہی آنکھین بھی سرخ ہین صندلان شاہ نے
اپنی نانی کے رخ پر نظر کرکے سب سے کہا آج بھی نانی صاحبہ غصہ مین ہین نہین معلوم سبب
غصہ کیا ہی ابھی صندلان شاہ یہ کہہ رہا تھا کہ تخت سحر ساحرۂ مذکورہ کا بلندی سے اُتر کر
عین دربار مین آیا صندلان شاہ واسطے تعظیم کے سروقد اُٹھا جملہ اہل دربار اور ابلیس
خود پسند بھی سب کے ساتھ اُٹھا ہر اک نے بصد ادب اُسے سلام کیا ساحرہ مسطورہ تخت
سحر سے اُتر کر قریب تخت بلکہ متصل تخت صندلان شاہ ایک جواہر نگار چوکی پر بیٹھی بعد اُسکے

بیٹھنے کے صندلان شاہ اور جملہ مردمان اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے شاہ طلسم نے
فی الفور ساقیون کو طلب کیا ساقیان خوبرو حسب الطلب کشتیان شراب ناب کی مع
ساغر و جام بلورین لیکر حاضر ہوئے ایک ساقی اشارۂ صندلان شاہ سے جام بلورین مین شراب
ناب بھر کے بعد سلام کرنیکے جام مذکور روبرو ملکہ آتش افروز کے لیگیا اُسنے عالم غصہ مین
جانب ساقی شوخ چشم دیکھکر اشارے سے کہا جام کو لیجاؤ مین شراب نہ پیونگی ساقی بیچارہ
چاہتا تھا کہ جام کو لے جائے کہ صندلان شاہ نے کہا نانی صاحبہ آج کیا باعث ہے کہ آپ
شراب پینے سے انکار کرتی ہین مین قسم دیتا ہون اپنے سر کی آپ شراب پیجیئے ملکہ آتش افروز
نے بوجہ قسم دینے کے دست ساقی سے جام لیکر شراب پی ساقی نے مکرر جام کو دیا اُسنے وہ بھی
جام لیکر شراب پی اسی طرح کئی جام لیکر شراب پی کر غصے مین بھری بیٹھی رہی جب ساقی ملکہ
آتش افروز جادو کو شراب ناب پلا چکا صندلان شاہ کو اور دیگر اہل بزم کو جام مین
مے تند بھر کے دینے لگا صندلان شاہ وغیرہ بادۂ ناب پینے لگے جب سب شراب پی چکے
ساقیان خوبرو کشتیان شراب کی اُٹھا کے دربار سے چلے گئے بعد جانے ساقیون کے
عالم نشہ مین صندلان شاہ نے اپنی نانی سے پوچھا آج آپ برہم کیون ہین کچھ سبب
برہمی تو بیان کیجیئے مین نے کیا امر خلاف طبع آپکے کیا ہے کہ جسکے سبب سے آپ مجھ سے
ناراض و برہم ہین اُسنے جواب دیا او عیش پسند و غافل امور سلطنت مین کچھ تجکو خبر بھی ہے کہ طلسم
رنگین حصار مین کیا ہوا صندلان شاہ نے کہا نانی جان مجکو تو کچھ بھی وہان کے حال سے
خبر نہین ہے آپ اپنے کہانت کے علم سے وہان کے حال سے اطلاع دیجئے یا کتاب سامری
مین ابھی دیکھے لیتا ہون یہ کہکر کتاب سامری طلب کر کے بادب تمام اُسے کھولنے بہ نیت
ظاہر ہونے حالات طلسم رنگین حصار و کیفیت عجائب جادو و طلسم کشا و عیار بچیون
کے جو کتاب مذکور مین غور سے دیکھا تو یہ دریافت ہوا کہ عجائب جادو مع اپنی زوجہ کے مطیع
دین اسلام ہو کے شریک طلسم کشا ہو گیا ہے لوح طلسمی جو اُسکے ہاتھ آگئی تھی طلسم کشا کو
دیدی ہے چنچل بیچل و مرقع و تصویر عیار بچیان خواجہ عمرو ثانی و چالاک ثانی و برق
ثانی و سیارۂ ثانی کو بیہوش کر کے پشتارے اُنکے لئے ہوئے بہت ڈرتی ہوئین ادھر آتی
ہین سوا اس حال کے اور کچھ حال دریافت نہوا کیونکہ صندلان شاہ نے صرف اسیقدر
حالات کے دریافت کرنے کی نیت سے کتاب سامری کو طلب کیا تھا خورشید روشن دل
و مرد ار خوار جادو کے بارے مین کچھ اظہار حال کی نیت نہ کی تھی الحاصل صندلان شاہ
حالات مندرجہ کتاب سامری اسے دریافت کر کے دنگ ہو گیا پھر اپنی نانی سے کہنے لگا
مجکو کتاب سامری سے ایسا دریافت ہوا ہے یہ کہکے کہنے لگا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب
عیار بچیون کی اعانت کو اور اُنکے یہان لے آنے کو کسی کو بھیجنا ضرور ہے مین تو نہ جاؤنگا کیونکہ
اس ادنے کام کے واسطے جانا میرا مناسب نہین ہے ملکہ آتش افروز جادو نے تمام تقریر
صندلان شاہ کی سنکر کلمات سخت و درشت غصے مین آ کے کہکر شکایت اُسکی غفلت و عیش پسندی کی

کر کے کہا، دجُعُوکرے مین بھی عیار بچیون کے سے آنے کو جا نہین سکتی مجھکو اپنی کہانت کے علم سے
ثابت ہوا ہی کہ چندر وز مجھ پر ایسے سخت ہین کہ جا نکے جانیکا خوف ہی مجھے لازم تو یہی تھا کہ اس زمانہ
مین اپنے قصر سے باہر نہ نکلتی مگر تیری محبت سے مجبور ہوگئے یہان آئی ہون الملیس خود پسند نے
تمام تقریر صندلان شاہ و ملکہ آتش افروز جادو کے سنکے کہا جاتا ہون ابھی عیار بچیون کو لیکر
آتا ہون صندلان شاہ نے کہا آپ کیون یہ تکلیف جانے کی گوارا کیجیے مین اپنے اہل دربار سے
کسی کو روانہ کرتا ہون اُسنے کہا نہین مین ہی خود جاتا ہون یہ کہکے تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ ہوا
بعد قطع راہ اُس صحرا مین پہونچا جس مین عیار بچیان تھک کر پشتارے دوش سے رکھکر بیٹھی تھین
چہار طرف دیکھ رہی تھین خوف سے عجائب جادو کے کانپ رہی تھین چنچل اور تصویر
چنچل اور مرقع سے کہہ رہی تھین بوا تمنے ان عیارون کو بیہوش کرکے پشتارے انکے اُٹھا کے
ہمکو اپنے ساتھ لیکے اِدھر آئی تو ہو دیکھین کیونکر خدمت شاہ طلسم مین پہونچتی ہو اتنی ہی
رہروی سے دیکھو تمھارا اور ہمارا کیا حال ہی پاؤن تھک گئے ہین کانٹے تلوون مین گڑ گئے
ہین رہروی سے عاجز ہین ابھی یہان سے دولتسرائے شاہ طلسم دُور ہی اگر ایسی حالت مین
عجائب جادو یا اور کوئی ساحر فرستادہ عجائب جادو واسطے ہماری گرفتاری کے آجائے
تو کیا ہو تمھین ایسی سرکشی و دشمنی اپنے بادشاہ سے مناسب نہ تھی اگر دشمنی کرنا تھا تو سمجھ
بوجھکر کرتین ہم بھی تمھارے کہنے مین آگئے انجام اس دشمنی کا نہ سوچے اب پچھتاتے ہین کوئی تدبیر
ذہن مین نہین آتی ہی اگر سوے طلسم صندل جاتے ہین تو جایا نہین جاتا ہی طاقت رفتار نہین
جواب دے چکی ہی کانٹے تلوون مین گڑے ہین اگر یہان سے بہزار دشواری و مشکل اُٹھکر
عجائب جادو مین جاتے ہین تو بھی اچھا نہین ہی کیونکہ وہان ان عیارون کے نہونے سے
اور ہم سب کے غائب ہونے سے عجائب جادو وغیرہ آگاہ ہوگئے ہونگے کہ عیار بچیون
نے عیاری کی عیاران لشکر طلسم کشا کو اسیر کرکے لیگئی ہین غرض اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا
کہ کیا کرین کب تک اس صحرا مین ہم بیٹھے رہینگے یہان ہر طرح کا خوف ہی اول تو عجائب جادو
کے آنیکا یقین ہی دوسرے جانوران درندہ و گزندہ سے جان کے جانے کا خطرہ ہی ہائے جان
ہماری دیکھیے کیونکر بچتی ہی چنچل و مرقع اُنکو جواب دیتی تھین ابھی ہوا سو ہوا جو ہونا تھا وہ ہوا
کلمات ہراس زبان پر جاری نہ کرو جسطرح ممکن ہو یہان سے سوے طلسم صندل چلو
اس صحراے ہولناک مین نہ ٹھہرو ابھی کچھ دن ہی اس بیابان سے نکل چلو کہین آبادی مین
جا کے ہم شب بسر کرینگے رات کو یہان قیام نہ کرینگے ہر چند ہم سے اور تمسے اب راہ طی کی نہین جاتی
لیکن دل پر جبر کرکے یہان سے چلو آبادی مین اپنے تئین پہونچا دو کیا عجب ہی کہ آبادی مین پہونچکر
کوئی ساحر ملازم و رعایاے شاہ طلسم صندل ہمین پہچانے اور ہمکو شاہ طلسم تک پہونچا دے
تصویر اور کیچل چنچل اور مرقع کے اس کہنے سے چاہتی تھین کہ اُٹھکر وہان سے جانب دربار
صندلان شاہ روانہ ہون ناگاہ دیکھا کہ الملیس خود پسند تخت سحر پر سوار ہماری ہی جانب
آتا ہی اُسے آتے دیکھکر کیچل و تصویر خوش ہوئین چنچل اور مرقع سے کہنے لگین بوا

خوش ہو کہ مراد دلی بر آئی دیکھو وہ ابلیس خود پسند تخت سحر پر سوار ادھر آتا ہی شاہ بادشاہ طلسم
نے اسکو واسطے ہمارے بلانے کے بھیجا ہی ابھی ہیچل دہر قمع نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ابلیس
خود پسند تخت سحر کو اپنے بلندی سے زمین پر لایا اور عیار بچیون سے کہنے لگا اب تم ہراسان
نہو شاہ طلسم نے حال تمھارے آنے کا کتاب ساحری سے دریافت کر کے چاہا تھا کہ اپنے
ملازمون سے کسی ساحر کو واسطے تمھاری اعانت وطلب کے روانہ کرے مین اُس سے
اصرار کر کے یہان آیا ہون تم بیتاب ہو عیارون کے میرے تخت سحر پر رکھ دو اور خود
بھی بیٹھ جاؤ مین ایکدم مین تمھین بخدمت شاہ طلسم مین لیچلونگا تمنے کار نمایان کیا ہی
حتی الامکان سفارش تمھاری کر کے شاہ مذکور سے تمھین انعام کثیر دلواؤنگا عیار بچیان
تقریر ابلیس خود پسند کی سنکے بہت خوش ہوئین کہنے لگین آپنے ہمپر بہت بڑا احسان کیا کہ
آپ ہمارے لینے کو آئے یہانتک آنے کی تکلیف گوارہ کی یہ کہکے چاہتی تھین کہ بیتاب عیارون
کے تخت سحر پر رکھین اور خود بھی تخت مذکور پر بیٹھکر ہمراہ ابلیس خود پسند کے دربار شاہ
طلسم مین جائین ناگاہ دیکھا کہ خورشید روشن دل غصے مین بھرا ہوا سامنے سے ایک تخت
سحر پر نمایان ہوا عیار بچیان اُسے دیکھتے ہی ڈر گئین خوف سے کانپنے لگین خورشید
روشن دل نے وہین سے نعرہ کیا کہ ای ہیچل اور ای ہیچل اور ای مر قمع و تصویر ہوشیار
ہو جاؤ کہ مین آ پہونچا تمنے از راہ دشمنی خواجہ وغیرہ عیارون کو بیہوش کر کے بیتاب
اُنکو اُٹھا کے یہان تک آ کے ارادہ کیا تھا کہ صندلان شاہ تک جائین اب کہو مین تمھین
کیا سزا دون عیار بچیان یہ سنکے زیادہ تر خائف ہو کے کانپنے اور چیخنے اور رونے لگین
ہر چند ابلیس خود پسند نے خورشید روشن دل کو آتے دیکھکر اپنے دل مین خیال کیا کہ ای
ابلیس خود پسند آج دل تیرا جو بہت گھبرایا تھا اور تو ادھر آیا تھا سبب دل کے گھبرانے کا
پہلے اسکے کچھ معلوم نہوا تھا اب ظاہر ہوا کہ تجکو اجل تیری یہان لائی تھی مگر تو بھی اک ساحر
زبردست ہی اگر خورشید روشن دل آیا ہی تو اُس سے مقابلہ کر تیری پہلوانی و ساحری سے
بھاگنا بعید ہی یہ خیال کر کے دلیرانہ پکارا ای خورشید روشن دل بہتر تیرے حق مین یہی ہی
کہ عیار بچیون سے مزاحم نہو ورنہ تجھے اختیار ہی میری موجودگی مین کیا مجال تیری کہ تو انکو
یہان سے لیجائے یا سزا دے سکے ہنوز ابلیس نابکار یہ کہہ رہا تھا کہ خورشید روشن دل
قریب آیا اور کہا او ابلیس خود پسند اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو یہان سے دور ہو شر و فساد
سے باز آ عیار بچیون کو میرے حوالے کر بیتاب عیارون کے بھی مجھے دیدے اُسنے جوابدیا
مین تو تیرے کہنے پر ہرگز ہرگز عمل نہ کرونگا خواہ زندہ رہون یا نہ رہون یہ کہکے ایک ناریل
جو ٹی دار نکال کر سحر اُسپر دم کر کے کہا ای خورشید روشن دل اب بھی خیر ہی مجھے ان عیار بچیون
کو لیجانے دے میرا سد راہ نہو ورنہ یہ ناریل مارونگا کہ جانبر ہونا تجھے دشوار ہوگا خورشید
روشن دل نے جوابدیا او بکار تامل کیون کرتا ہی دیکھون تو کہ تیرا ناریل سحر کا کیا کرتا ہی
ابلیس خود پسند نے برہم ہو کے تمثال آئینہ رو و ساحری و جمشید کو پکار کے ناریل مذکور کو

خورشید روشن دل پر مارا نار ریل سر پر خورشید روشن دل کے جا کے شق ہوا
صدہا شعلے اُس سے پیدا ہوئے اور دھوان بھی بکثرت نکلا اُن شعلون اور دھوئین
مین خورشید روشن دل اسطرح نہان ہوا جیسے آفتاب ابر مین یا گہن مین پوشیدہ ہوتا ہی
ابلیس خودپسند یہ سحر اپنا کرکے خود بھی خوش ہوا بے اختیار کہنے لگا ای مرقع و تصویر
کیا حیران و متحیر کھڑی ہو دیکھو خورشید روشن دل کو مین نے اپنے سحر مین مبتلا کر لیا ہی
اس سحر سے بچنا خورشید روشن دل کا مشکل ہی عیار بچیان یہ تقریر ابلیس خودپسند کی سُنکے
فی الجملہ خوش ہوئین ہنوز عیار بچیان اور ابلیس مذکور سب شادمان تھے ناگاہ خورشید
روشن دل اُس برج دخان اور شعلہ ہاے آتش سے بصد سرعت و تیزی آفتاب
بنکے نکلا وہ دھوان اور شعلے معدوم ہوگئے ابلیس خودپسند و عیار بچیان یہ حال دیکھکر
متحیر ہوئین خورشید روشن دل برج دود مذکور سے نکلکر سحر سے برق بنکر ابلیس خود
پسند پر آگرا وہ خوف سے بزور سحر غرق زمین ہوا ساتھ ہی اُسکے خورشید روشن دل
بھی بصورت برق زمین مین درآیا جب دونون ساحران مذکور زمین مین نہان ہوے
عیار بچیون نے باہم کہا یہ وقت فرصت غنیمت جاننا چاہیئے بنتارے عیارون کے
اُٹھا کے یہان سے سوے طلسم صندل چلنا چاہیے یہ مشورہ کرکے ارادہ بنتارے اُٹھانے
اور چلنے کا کیا چونکہ قبل ہی اسکے خورشید روشن دل نے اُنپر ایسا سحر کر دیا تھا کہ زمین نے
قدم اُنکے پکڑ لیئے تھے اسوجہ سے وہ اپنے ارادۂ مذکور سے باز رہین اُس جگہ سے حرکت
بھی نہ کر سکین باہم کہنے لگین ہاے ہم مبتلاے سحر خورشید روشن دل ہوگئے زمین نے
ہمارے پاؤن پکڑ لیے اب کیا کرین مجبور رہین ابھی عیار بچیان باہم اپنے حال زار پر
افسوس کر رہی تھین ناگاہ ایک جگہ سے زمین شق ہوئی ابلیس خودپسند نہایت
گھبرایا ہوا پریشان خاطر گرد و غبار مین آلودہ نکلا اور سحر سے پرپرواز پیدا کرکے جرّہ بنکے
سوے فلک اُڑا اسی اثنا مین خورشید روشن دل بھی زمین سے نکلا اور سحر سے
بشکل باز ہوکے تعاقب مین ابلیس جادو کے جانب فلک گیا ابلیس خودپسند
نے جنگ سے عاجز ہوکے چاہا تھا کہ بھاگ کر صندلان شاہ تک جاؤن دشمن قوی سے اپنی
جان بچاؤن لیکن مدعائے دل اُسکا بر نہ آیا باز مذکور سد راہ ہوا ابلیس خودپسند کہ سحر سے
بصورت جرّہ تھا مجبور ہوکے باز پر حملہ ور ہوا باز بھی آمادہ جنگ ہوا پنجہ و منقار سے بروے
ہوا لڑائی ہونے لگی تا دیر جنگ ہوئی آخر کار باز نے جرّہ کو زخمی کیا جرّہ زخمی ہوکے باز
سے اپنے تئین چھڑا کے سوے زمین آ کے سحر سے غرق زمین ہوا باز بھی ہمراہ اُسکے غرق
زمین ہوا بعد تھوڑی دیر کے عیار بچیون نے دیکھا کہ صحرا مین ایک جگہ زمین شق ہوئی خورشید
روشن دل اس صورت سے نکلا کہ ایک ہاتھ مین شمشیر خون چکان اور ایک ہاتھ مین اُسکا سر
آنکھین کثرت غیظ سے مانند خون تازہ کے سرخ عیار بچیان یہ حال دیکھکر اپنی جان کے جانے کا یقین کرکے
چلاّکے رونے لگین اور کہنے لگین ای خورشید روشن دل ہمسے خطا ہوئی ہماری خطا کو معاف

کروا پ ایسی خطا ہمسے سرزد ہوگئی تھی وہ یہ کہتی تھین کہ تن ابلیس خود لپسند بھی تڑپ کر اُسی جگہ سے
نکلا جس جگہ سے خورشید روشن دل زمین سے نکلا تھا بعد نکلنے تن بے سر ابلیس خود پسند
کے عیار بچیون نے دیکھا کہ وہ تن بے سر اُسکا زمین پر مانند مرغ بسمل کے تڑپا آخرکار طائر
روح ابلیس خود پسند کا قفس تن سے نکلکر سوے عدم گیا اُسکے مرنے سے ہواے تند چلی آندھی
سیاہ آئی ابر سیاہ ہویدا ہوا برق چمکنے لگی صداے رعد آنے لگی سنگ باری ہونے لگی
تاریکی محیط عالم ہوئی گو کچھ دن اُسوقت تھا مگر تاریکی سے گویا رات ہوگئی تھوڑی دیر یہی حال
رہا بعدہ وہ تاریکی دور ہوئی ابر دفع ہوا ہواے تند کا چلنا موقوف ہوا ابلیس خود پسند کے
سحر کے پیرون نے اُسکے نام سے اسطرح پکار کر کہا افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا
ابلیس خود پسند تھا بعد اِس آواز دینے کے وہی پیر سحر کے بصورت گردباد ہوکے لاشہ
ابلیس خود پسند سے لپٹ کے زمین سے اُٹھاکے بلند ہوکے سوے دربار صندلان شاہ
روانہ ہوے اِدھر خورشید روشن دل نے ابلیس خود پسند کو شمشیر سحر سے قتل کرکے قریب
عیار بچیون کے آکے جو پشتارے عیاران ندکور الصدر کے رکھے تھے اُنھین دیکھکر اشارہ کیا
فی الفور چارون عیار چادر ہاے عیاری سے جدا ہوے یہ معلوم ہوا کہ کسی نے اُنکو
چادر ہاے عیاری سے نکالا پھر خود بخود پٹیان بیہوشی کی اُنکے دماغون سے جدا ہوئین بعد
اِسکے ہواے سرد چلی خواجہ عمرو ثانی وغیرہ چارون عیارون کی بیہوشی ہواے سرد سے
دفع ہوئی نہ سحر سے ہرایک عیار نے ہوشیار ہوکے آنکھین کھولین اپنے تئین ایک صحراے
وحشت ناک مین پایا سامنے خورشید روشن دل اور عیار بچیون کو دیکھا متحیر ہوکے خواجہ عمرو ثانی نے
خورشید روشن دل سے پوچھا مجکو یہان کون لایا آپ اِس صحرا مین کسواسطے آئے ہین
اور یہ عیار بچیان آبدیدہ و مغموم یہان کیون کھڑی ہین خورشید روشن دل نے مسکراکر
کہا اے خواجہ عمرو ثانی آپکو اور اِن عیارون کو انھین عیار بچیون نے بیہوش کرکے چادر عیاری
مین باندھکے ارادہ کیا تھا کہ صندلان شاہ کے پاس لے جائین مین نے یہان آکے آپکو اور
چالاک ثانی وغیرہ کو رہا کیا ہے ابلیس خود پسند کو شمشیر سحر سے قتل کیا ہے یہ سر اُسکا
موجود ہے اب آپ اور چالاک ثانی اور برق ثانی اور سیارہ ثانی اِن عیار بچیون کو بیہوش
کرکے پشتارے اِنکے اُٹھاکے اپنے لشکر مین جائین مین بھی آؤنگا خواجہ عمرو ثانی بہت سی تعریف و ثنا
خورشید روشن دل کی کرنے لگے بعدہ چنچل اپنی محبوبہ کی طرف دیکھکر اشارے سے کہا
کیون اے جان جہان اپنے عاشق پر تمنے یہ جفا کی تھی یہ باشارہ کہکے حباب بیہوشی مارکر اُسے
بیہوش کیا اسی طرح ہر اک عیار نے اپنی اپنی معشوقہ کو عطر بیہوشی و گل بیہوشی آمیز
و لخلخہ آمیز سنگھاکے بیہوش کیا خورشید روشن دل نے عیار بچیون پر سے سحر اپنا دفع کیا
زمین نے پاؤن اُنکے چھوڑے خواجہ عمرو ثانی وغیرہ نے چادر عیاری مین پشتارہ ہر اک عیارہ
کا باندھا اور ڈھائی گرہ عیاری کی لگاکے اک اک پشتارہ ہر اک عیار نے اُٹھاکے دوش پر
رکھا پھر بموجب کہنے خورشید روشن دل کے خواجہ عمرو ثانی وغیرہ اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے

بعد قطع راہ اثنائے راہ مین اپنے لشکر کو دیکھا طلسم کشا وغیرہ سے ملکر جو حال گذرا تھا بیان کیا سب خوش ہوئے عجائب جادو نے کہا ای خواجہ بالفعل ان عیار بچیون کو آپ اپنی حفاظت و حراست مین رکھیے خواہ انکو بیہوش رکھیئے یا ہوشیار کر کے اسیر کر کے انکی حراست و نگہبانی کیجیے مین کسی روز انکو سزائے سخت دونگا خواجہ یہ سُنکے خاموش رہے اور ہمراہ لشکر کے سوے طلسم صندل چلے چالاک ثانی و برق ثانی و سیارۂ ثانی بھی ہمراہ لشکر غیر ساحران ہوکے رہ نورد ہوئے شاہزادہ رستم ثانی تو ہمراہ اپنے لشکر کے جانب طلسم صندل جاتا ہی دیکھیے کب تک مرحلہ جات طلسم مذکور تک پہونچتا ہی مگر اب حال صندلان شاہ و ملکہ آتش آفروز جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب ابلیس خود پسند دربار صندلان شاہ سے روانہ ہوا تھا شاہ طلسم صندل خوش ہوکے اپنی نانی ملکہ آتش افروز جادو سے کہتا تھا کہ ابلیس خود پسند گیا ہی عیار بچیون کو مع عیارون کے پکڑ لائیگا مین عیار بچیون کو انعام کثیر دونگا اور رکھونگا کہ خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو تو بیہوش کرکے لائی ہو اگر عیاری کرکے طلسم کشا اور خورشید روشن دل اور عجائب جادو اور ملکہ ماہ سبز پوش کو بیہوش کرکے لاؤ اور لوح طلسم صندل بھی مجھے لاکے دیدو مین تمکو اسقدر انعام کثیر دونگا کہ تم بہت خوش ہوگی عجب نہین کہ بہ طمع انعام زر کثیر نامبردگان کو بیہوش کرکے جادر عیاری مین باندھ کے میرے پاس لے آئین نانی جان مین آپ سے کہتا ہون آپکے سر کی قسم کھاتا ہون کہ جسوقت عیار بچیان نامبردگان کو بعیاری بیہوش کرکے لے آئینگی اور لوح طلسم صندل بھی مجھے لاکے دیدینگی پہلے مین لوح کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھر سرمہ سا کرکے خاک اسکی دریا مین ڈالدونگا نہ لوح باقی رہے گی نہ کبھی طلسم صندل کوئی توڑ سکے گا بعد نیست و نابود کرنے لوح طلسم صندل کے طلسم کشا کو فی الفور بیرون طلسم لیجا کر اپنے سامنے جلاد سے قتل کراؤنگا چالیس روز تک ہرگز قید نہ رکھونگا گو آئین طلسم مین فرق پڑے گا اور خلاف تحریر بانیان طلسم کی ہوگا مگر مین ایسا ہی کرونگا بعد قتل کرانے طلسم کشا کے خورشید روشن دل کو یا تو قتل کرونگا یا اسے اسیر کرونگا مدام قید ہی رکھونگا کبھی زندان سے رہا نہ کرونگا کیونکہ اس نے شرکت و اعانت طلسم کشا کی کی ہی اسکے شریک ہو جانے سے طلسم کشا کو حوصلہ و جرأت طلسم کشائی کی ہوئی ہی بعد قتل یا اسیر کرنے خورشید روشن دل کے اسکے ملک پر قبضہ کرونگا اسکے فرزند کو بھی قتل کرونگا اور عجائب جادو اور ملکہ ماہ سبز پوش سے بہت شکایت کرونگا اگر انھون نے عذر کیا اور طالب عفو جرم ہوئے اور میری اطاعت و فرمانبرداری اختیار کی تو خیر انکو چھوڑ دونگا قتل و اسیر نہ کرونگا ورنہ انھین بھی مدام زندان مین رکھونگا اور خواجہ عمرو ثانی اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کو بھی قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا بعد اسکے لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ کرونگا جب ان سب امور سے فراغت حاصل کرونگا بخوف و خطر سلطنت و حکومت کرونگا ملکہ آتش افروز جادو تقریر صندلان شاہ کی سُنکے بغور اسکی طرف دیکھ کے برہم ہوکے جواب دیتی تھی کہ او چھو کرے عیش پسند

وہیو قوف یہ کیا باتین فضول کر رہا ہی قبل از وقوع واقعہ خوش ہو رہا ہی ارے یہ امور
بہت مشکل ہین عیارون کا قتل کرنا لوح کا بہر ہاتھ آنا طلسم کشا و خورشید روشن دل کا قتل
کرنا کیا تو آسان سمجھا ہی میرے نزدیک امر اہم ہی بلکہ ممکن نہین ہی کیونکہ مین نے اپنے علم سے
کہانت کے دریافت کیا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشائے طلسم صندل ہی ضرور
طلسم صندل کو توڑیگا لوح طلسم صندل اُس سے ہدایت کریگی شرکا اور معین و مددگار
اُسکے یوماً فیوماً بڑھتے جائینگے دوست تیرے دشمن تیرے ہوکے شریک طلسم کشا ہونگے درپی
تیرے قتل کے ہونگے یاد رکھو آج سے چالیس روز تجھ پر نہایت سخت ہین مجھے اندیشہ تیری جان جانیکا
ہی اور اپنی جان کا بھی خوف ہی بس اپنی جانکی دشمنون سے حفاظت کر دشمنون کی فکر کیا کرتا ہی اپنی
جان بچانے کی فکر کر عیاربچیون کی اعانت کا بھروسا نہ کر تدبیر کرنے سے غافل نہو مقدر مین
جو تیرے ہی وہ ضرور ہوگا او نادان نافہم کبر و نخوت و عجب و عیش پسندی چھوڑ دے دشمنون
سے بیخوف و خطر نہو یہ خیال نہ کر کہ مین بادشاہ طلسم صندل ہون صاحب ملک و مال ہون
جب اقبال جاتا ہی اور زمانہ ادبار کا آتا ہی دوست دشمن ہوجاتے ہین عزیز قریب قاتل بنجاتے
ہین گھر سے آگ لگ جاتی ہی انواع و اقسام کی خرابیان پیش آتی ہین نمکخوار قدیم نمکحرام ہوجاتے
ہین دشمنی پر کمر باندھتے ہین دیکھو تیرا چھوٹا بھائی عجائب جادو تیرا دشمن جان ہوگیا ہی شریک
طلسم کشا ہوگیا ہی زوجہ بھی اُسکی شریک شاہزادہ رستم ثانی ہوگئی ہی جن لوگون سے تجھے
زیادہ امید تھی انھین سے ناامیدی ظہور مین آئی ہی مین کب تک زندہ رہونگی اور تجھے سمجھایا
کرونگی اب میرا عالم پیری ہی چراغ سحری ہون زندگی کا کیا اعتبار ہی خصوص مجھ ایسی ضعیفہ کی
حیات کا اعتبار نہین ہی قوت اعضا جواب دے چکی ہی حواس خمسہ مین خلل آچکا ہی بینائی
چشم مین کمی ہی چونکہ مجکو تجھ سے محبت از حد ہی اسوجہ سے جب یہان آئی برہم ہوکے ازرہ
شفقت تجھے سمجھاتی ہون اگر میرے کہنے پر عمل کریگا تو حق مین تیرے بہتر ہوگا ورنہ بچتائیگا
دشمنون کے ہاتھ سے مارا جائیگا صندلان شاہ تقریر اپنی نانی کی سنکے جواب دیتا تھا یہ آپ
کیا کہتی ہین آپکی زندگی مین مجھے کون قتل کرسکتا ہی آپ وہ ساحرۂ زبردست ہین کہ مانند آپکے
کوئی ساحر و ساحرہ نہوگی آپ کمر دریا ساحرون سے بہتر ہین اگر برادر عجائب جادو اور زوجہ
اُسکی اور خورشید روشن دل وغیرہ شریک طلسم کشا ہوگئے ہین تو مجھے کیا غم ہی مطلق خوف
و اندیشہ نہین ہی آپ زندہ ہین مجھے آپکا بڑا بھروسا ہی جب آپ چاہیے گا ایک لحظہ مین تمام
میرے دشمنون کو قتل و تباہ کر دیجیئے گا صرف آپکی ذات کے بھروسے پر مین بے فکر ہون
ہر وقت عیش و عشرت سے مجھے کام ہی رنج و غم و فکر کو پاس آپنے نہین آنے دیتا ہون خداوند
آپکو مدام زندہ و سلامت رکھے اگر تمام ملازم میرے اور جملہ ساکنان طلسم صندل شاہزادۂ
رستم ثانی سے ملجائینگے شریک اُسکے ہوجائینگے اور میرے دشمن ہوجائینگے تو بھی مجکو کچھ خوف نہوگا
ملکہ آتش افسروز جادو نے کہا او چھوکرے گو تو سچ کہتا ہی مگر مین اکیلی لاکھون دشمنون کو
تیرے کیونکر دفع کرسکونگی کس کس سے لڑونگی ہر چند کہ مین اپنے زمانہ کی آفات چہار دست

یا ملکہ ماہیان زمرد رنگ ہون اور نادان لاکھون اگر ساحر ہون تو اُنسے مجھے کچھ بھی خوف نہین
ہی سب کو ایک اپنے سحر مین مبتلا کرکے ہلاک کرسکتی ہون لیکن چند شخصون کا البتہ مجھے خیال ہی
اگر اُنسے لڑونگی تو مشکل پڑے گی اول طلسم کشا سے کچھ میرا زور نہ چل سکیگا سحر اُسپر میرا اثر نہ کرسکیگا
کیونکہ وہ صاحب لوح طلسم صندل ہی دوسرے خورشید روشن دل سے اگر مجادلہ مقابلہ کرونگی
تو اُس سے سخت لڑائی ہوگی کیونکہ بادشاہ ہی صاحب اختیار و حکومت ہی گو مجھ کر اہی مگر سحر و ساحری
مین مجھ سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہی تیسرے تیرے برادر عجائب جادو اور اُسکی زوجہ سے
اگر لڑونگی تو سخت لڑائی ہوگی چوتھے مردار خوار جادو سے گر لڑونگی تو جنگ عظیم اُس سے
ہوگی کیونکہ وہ اک ساحر زبردست ہی اُسکے پاس چند تحفہ جات طلسمی ہین پانچوین خواجہ عمرو
ثانی سے مجھے اندیشہ ہی کہ وہ عیار بلائے روزگار ہی بڑے بڑے ساحر و ساحرہ کو وہ عیاری
کرکے بیہوش کرکے داخل زنبیل کرلیتا ہی یا مار ڈالتا ہی حالانکہ اُسکو اور چالاک ثانی و
برق ثانی و سیارۂ ثانی کو عیار بچیون نے بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھ لیا ہی
مگر یہ عیار بیشتر رہا ہو جاتے ہین کوئی نہ کوئی مددگار انکا مدد دینے واسطے آجاتا ہی اور انکو
لڑ بھڑ کے رہا کرکے لیجاتا ہی گو ابلیس خودپسند گیا ہی مگر مجھے بخوبی یقین نہین ہی کہ وہ خواجہ
وغیرہ کو یہان لے آئے ہنوز ملکہ آتش افروز یہ کہہ رہی تھی صندلان شاہ بگوش
دل سن رہا تھا ناگاہ سوے فلک سے آواز نالہ و بکا کان مین آئی صندلان شاہ و
ملکہ آتش افروز جادو نے گھبرا کر سر اُٹھا کے سوے فلک دیکھا اہل دربار بھی متردد
ہوکے سوے چرخ دیکھنے لگے ابھی سب سمت فلک پیر دیکھ رہے تھے یکایک اک گردباد سب کو
نظر آیا اُس گردباد سے لاشہ ابلیس خودپسند کا عین دربار مین گرا صندلان شاہ و ملکہ
آتش افروز جادو و جملہ اہل دربار لاشۂ مذکور دیکھکر تن بے سر ابلیس خودپسند کا خوب
پہچان کے دنگ ہوگئے اور از حد متحیر و متردد ہوے خصوص صندلان شاہ اس قدر
متحیر ہوا کہ بے اختیار افسوس کرکے کہنے لگا ہائے ابلیس خودپسند کو کس نے قتل کیا کون
ایسا ساحر زبردست تھا کہ جس نے اس ایسے ساحر زبردست و پہلوان نامی کو قتل کیا
یہ کہکے بر ہم و ملول ہوا ملکہ آتش افروز جادو بھی لاشۂ مذکور پر نظر کرکے نہایت حیران
ہوکے متردد ہوئی صندلان شاہ سے کہنے لگی کہ تو کتاب سامری سے حال قتل ابلیس
خودپسند دریافت کر یا مین اپنے علم سے دریافت کرون معلوم تو ہو کہ اسکو کس نے قتل
کیا ہی صندلان شاہ نے کتاب سامری مین جو دیکھا معلوم ہوا کہ ابلیس خودپسند کو بادشاہ
خورشید روشن دل نے کارد یا شمشیر سحر سے صحرائے وحشت ناک مین قتل کیا ہی اور
ابتک وہ اُسی صحرا مین موجود ہی غصے مین مانند شیر غضبناک کے صحرا مین ٹہل رہا ہی یہ حال کتاب
سامری سے دریافت کرکے برہم ہوکے ارادہ کیا کہ صحرائے مذکور مین جاکے خورشید
روشن دل سے مقابلہ و مجادلہ کرے ملکہ آتش افروز جادو نے قتل ابلیس خودپسند
سے آگاہ ہوکے صندلان شاہ کے قصد سے باخبر ہوکے کہا اے چھچھورے تو کہان جاتا ہی

اپنے عزم سے باز آ تو میری زندگی اور موجودگی مین ایسے دشمن قوی سے مقابلہ و مجادلہ کو
نہ جا چالیس دن تجھپر بہت سخت ہین خوف مجکو تیری جان کے جانیکا ہی گو یہ دن مجھپر بھی سخت ہین
لیکن مین ابھی جاتی ہون اُس چھوکرے کو اسکے قتل کرنے کی سزا اسے سخت دیتی ہون یہ کہکے
اُٹھنے لگی صندلان شاہ نے کہا نانی جان آپ نہ جائین آپ خود ہی کہتی ہین کہ یہ زمانہ مجھپر
سخت ہی اور یہ دن کڑے ہین باوجود اس علم رکھنے کے آپ جاتی ہین یا تو مجھے اجازت جانے کی
دیجیے یا مین اپنے اہل دربار سے کسی ساحر زبردست کو برائے مجادلہ و مقابلہ خورشید روشن
دل بھیجتا ہون ملکہ آتش افروز جادو نے جواب دیا مین ہرگز تجکو اجازت جانے کی نہ دونگی
اگر اہل دربار سے تو کسی ساحر کو بھیجے گا تو وہ خورشید روشن دل سے کیا مقابلہ و مجادلہ کریگا
وہ بادشاہ اپنے ملک کا ہی میری طرح صاحب حکومت و اختیار بھی ہی ساحر زبردست ہی یہ کہکے
احتیاطاً جھولی اسباب سحر کی لیکر بصد غضب تخت سحر پر سوار ہو کے جانب صحرا روانہ ہوئی بعد
قطع راہ جب اُس بیابان ہولناک مین پہونچی دیکھا خورشید روشن دل غصے مین بھرا ہوا ہی
کثرت غصہ سے چہرہ سرخ سر ابلیس خود پسند قریب اُسکے زمین پر پڑا ہوا ہی زبان پر یہ
کلمات جاری ہین کہ صندلان شاہ یہان خود نہین آیا ابلیس خود پسند کو عیار بچیون کی
حمایت کے لیئے روانہ کیا اگر وہ آتا تو اُسکو بھی ہلاک کرتا یا اپنے سحر مین مبتلا کر کے اسیر کرتا
ملکہ آتش افروز جادو نے کلمات مذکور خورشید روشن دل سے سُنکے از حد برہم ہو کے
نعرہ کیا او چھوکرے خورشید روشن دل ابلیس خود پسند اک ساحر کو قتل کر کے کبر و نخوت
سے یہ کہہ رہا ہی بیہودہ بک رہا ہی ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچی تو کیا صندلان شاہ کو
ہلاک کرتا مین ابھی تجکو قتل کرتی ہون انتقام خون ابلیس خود پسند کا لیتی ہون خورشید
روشن دل نے نعرہ اُسکا سُنکے مڑ کر دیکھا اور برہم ہو کے جواب دیا او بڑھیا کیا بکتی ہی حواس
اپنے درست کر میرے سامنے سے دور ہو تو عورت ہی تجھ سے کیا لڑون صندلان شاہ کو
بھیج کہ وہ مجھ سے مقابلہ و مجادلہ کرے اُسنے غضبناک ہو کے ایک گلدستے پر سحر کر کے
خورشید روشن دل پر مارا وہ سر پر خورشید روشن دل کے آ کے پھٹا دھوان اور
شعلے پیدا ہوئے اُن شعلون نے مجتمع ہو کے صورت برج کی پیدا کی خورشید روشن دل
برج مذکور مین آ گیا ملکہ آتش افروز جادو یہ سمجھ کے خوش ہوئی کہ خورشید روشن دل
میرے سحر مین مبتلا ہو گیا ہی اب اس برج آتشین سحر سے نکلنا اسکا دشوار ہی کیونکہ یہ چھوکرا
آگے میری سحر و ساحری کے ایک طفل مکتب ہی ابھی ساحرۂ مذکورہ یہ خیال اپنے دل مین
کر کے خوش ہو کے تخت سحر سے اُتر کے قریب اُس برج آتشین سحر کے اس غرض سے آئی تھی کہ
خورشید روشن دل کو کہ مبتلائے سحر ہو چکا ہی قتل کرون یا اسیر کر کے پاس صندلان شاہ
کے لیجاؤن ناگاہ خورشید روشن دل اُس برج آتشین سحر سے شرارہ بنکے نکلا اور بلند ہو کے
برق بنکے آتش افروز جادو پر گرا ساحرہ مذکورہ نے جلد سحر پڑھ کے پاؤن اپنے زمین پر
مارے زمین شق ہوئی آتش افروز جادو غرق زمین ہوئی بعد ایک لمحہ کے ایک جگہ زمین سے

نکلکر دیکھنے لگی کہ خورشید روشن دل کہان ہی سوے فلک جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بصورت برق ابر سحر مین ہی ابھی وہ دیکھ رہی تھی کہ خورشید روشن دل دوبارہ بصورت برق غضبناک ہوکے اُسپر گرا اُسنے ایک شیشہ نکالکر پانی اُسمین سے کہ چاہ ساحری کا تھا چلّو مین لیکر سحر اُسپر دم کرکے برق مذکور پر مارا خورشید روشن دل بصورت اصلی ہوکے سامنے اُسکے زمین پر آیا آتش افروز جادو بزور سحر شیر نیستان بنکے حملہ آور ہوئی خورشید روشن دل بھی جلد سحر سے شیر نر بنکے مقابل ہوا پنجہ و دندان تیز سے باہم دونون لڑنے لگے اسد اصلی کے مانند نعرے کرنے لگے تا دیر لڑائی ہوئی دونون مین سے کوئی کسی پر غالب نہوا نہ کوئی زخمی ہوا آخر کار دونون نے یکے بعد دیگرے صورتین بزور سحر تبدیل کین بشکل اصلی ہوے پھر باہم نارنج و ترنج وغیرہ پر سحر کرکے لڑنے لگے دونون نادر و عمدہ سحر کرنے لگے ادھر خورشید روشن دل ساحرۂ مذکورہ کے سحرونکو دفع کرکے مکرر خود سحر سخت کرنے مین کوشش کرنے لگا اُدھر ساحرۂ مذکورہ سحر ہاے خورشید روشن دل کو رد کرکے خود بھی لڑائی لڑنے مین سحر کرنے مین کوشش کرنے لگی چونکہ ان دونون نامورون کی لڑائی قابل دید تھی پیر فلک بچشم غور دیکھ رہا تھا نیرنگی شعبدہ بازی و سحر ہاے مختلف اُنکے دیکھکر حیران تھا اپنی شعبدہ بازی بھی بھول گیا تھا جب دونون ساحران نامی مین کارد سحر سے لڑائی ہوتی تھی ایسا خوفناک ہوتا تھا کہ پیر آفتاب سے اپنے تئین بچاتا تھا بجز پیر فلک کے اور کوئی مخلوقات سے بیابان پر ہول و وحشتناک مین ان دونون کی لڑائی کہ قابل دید تھی نہ دیکھتا تھا وحش و طیر بھی خوف سے بھاگ گئے تھے گاؤ زمین ساحران مذکور کے سحرون سے ڈر کے کانپتی تھی گنبد فلک تھرّاتا تھا قیامت کی لڑائی ہوتی تھی عجب عجب سحر باہم ہوتے تھے اُنکے سحر اور اُنکی لڑائی بتفصیل کیا لکھی جاے خلاصہ یہ کہ اگر کوئی ساحر یا غیر ساحر اُس دشت مین موجود ہوتا اور جنگ مذکوران دونون ساحران نامی کی دیکھتا تو خیال کرتا بلکہ یقین کرتا کہ ملکہ ماہیان زمرد رنگ نانی افراسیاب جادو کی خورشید روشن ضمیر سے لڑ رہی ہی سحر عجیب و غریب کر رہی ہی یا یہ جانتا کہ ملکہ آفات چہار دست بادشاہ طلسم نور افشان سے مصروف جنگ سحر ہی اور شاہ موصوف دلیرانہ اُس سے نبرد آزما ہی سحر ہاے سخت کو اُسکے دفع کرتا ہی اور خود بھی سحر ہاے نادر او جانستان اُسپر کر رہا ہی ایما و اشارے سے سحر کرتا ہی گو اسباب سحر پاس اُسکے نہین ہین لیکن دلیرانہ بخوف و خطر لڑ رہا ہی گاہ برگ اشجار و سنگریزہ وغیرہ کو اُٹھاکے اُسپر سحر دم کرکے اپنے حریف سے لڑتا ہی کبھی سحر پڑھ کے دستک دیتا ہی کوئی ساحر یا کوئی ساحرہ اُسکے ملازمون سے پیدا ہوتی ہی اُس سے اسباب سحر لیتا ہی پھر اُسے رخصت کرکے مصروف جنگ ہوتا ہی بعد ہوشیاری و چالاکی لڑتا ہی گو ساحرۂ مذکورہ سحر کرنے مین یگانہ آفاق ہی مگر اُسکے سحرون سے بچتا ہی اگر اُسپر غالب نہین ہوتا ہی تو مغلوب بھی نہین ہوتا ہی ساحرۂ مذکورہ بھی سحر کرتے کرتے اور اُسکے سحرون سے بچتے بچتے پریشان و حیران ہی آثار حیرانی چہرہ سے اُسکے ہویدا ہین الحاصل بعد جنگ سحر بسیار کے جب کچھ اسباب سحر سے پاس خورشید روشن دل کے نرہا او تھک بھی گیا اور ساحرۂ مذکورہ بھی لڑتے لڑتے عاجز ہوئی بوجہ پیری کے سانس بھول گئی از حد تھک گئی دلمین کہنے لگی کہ مین اس چھوکرے کو ایسا پرکالۂ آفت نہ جانتی تھی صدہا سحر تو باہم ہوچکے اُنسے کچھ مطلب نہ نکلا اب وہ سحر کرنا چاہیے کہ جس سحر پر مجکو دعوے و ناز ہی اگر اُس سحر سے مدعاے دلی بر آیا یعنی یہ چھوکرا بلاے بے درمان ہلاک ہوا تو فہوالمراد ورنہ تو

یہان سے اسوقت ٹل جانا پھر کوئی سحر تیار کرکے اس سے لڑنا یہان تو صحرا ہی کوئی قدر دان دیکھنے والا اور
داد کا دینے والا نہین ہی جب وہ لشکر مقابل ہون لاکھون ساحرونکا مجمع ہو اسوقت اُن سب کے سامنے اسکا قتل
کرنا جب یہ روبرو طلسم کشا کے اور جملہ ساحران نامی کے قتل ہوگا ہر ایک تجھ سے خائف ہوگا پھر کوئی ارادہ سرکشی
نہ کریگا دست بستہ ہر اک عفو تقصیر چاہیگا خصوص طلسم کشا اسکے قتل ہونے سے بیدل ہوجائیگا کیا عجب
کہ خوف جان سے اور کثرت بیدلی سے ایسے وقت مین طلسم کشا طلسم کشائی طلسم صندل سے باز آئے
یہ باتین اپنے دل مین کرکے کارد اصلی جھولی سے نکال کے پیشانی مین چبھو کے خون پیشانی کا چلو مین لیکے وہی
سحر جسپر دعوے و ناز تھا خون مذکور پر دم کرکے خورشید روشن دل کو دھوکا دیکے یا سامری زبان پر جاری
کرکے سراپائے خورشید روشن دل پر ترہو کے ڈال دیا جب خون مذکور تمام تن پر جابجا پڑ گیا اُسوقت تن
خورشید روشن دل کا یہ حال ہوا کہ سر سے پاؤن تک پر آبلہ ہوگیا لاکھون پھپھولے پڑگئے ہر اک چھالے
سے کثرت سوزش سے گویا آگ نکلنے لگی خورشید روشن دل کی جان پر بنی روح فرط اذیت و تکلیف سے
لبون پر آنے لگی سر دست رد سحر مذکور ہو نہ سکا برداشت اُن آبلون کی اذیت کی کر نہ سکا متحمل کسی طرح کھڑے رہنے
کا نہ ہوسکا مجبوری سے لڑکھڑا کر آہ کرکے زمین پر گرا اور مانند ماہی بے آب کے تڑپنے لگا ملکہ آتش افروز جادو
یہ حال اپنے حریف کا دیکھ کے از حد شادمان ہوئی اپنی تعریف آپ ہی کرنے لگی دل مین کہنے لگی ای آتش افروز جادو
سچ کہا ہی کہنے والون نے کہ وقت جنگ مکر و فریب سے بھی خوب کام نکلتا ہی اگر تو اسکو دھوکا نہ دیتی اور یہ غافل
نہوتا تو کبھی یہ حال اسکا نہوتا سحر سے غرق زمین ہوجاتا یا برق بنکے سوے فلک چلا جاتا یا کسی طرح
سے اپنے تئین بچاتا یا رد سحر کرتا یا عاجز ہوکے بھاگ جاتا یا ایسا سحر کرتا کہ خون میرے چلو سے غائب ہوجاتا
یا چلو ہی مین خشک ہوجاتا غرض بہرطور اگر یہ ہوشیار رہے اس سحر کرنے سے ہوتا تو ہرگز مبتلاے سحر نہوتا
یہ باتین اپنے دل مین کرکے تڑپنا اور آہ و نالہ خورشید روشن دل کا بنظر غور باطمینان تمام دیکھا کی کیونکہ
جانتی تھی کہ اب یہان اسکی حمایت و اعانت کو کون آئیگا تعجیل اسکے قتل کرنے مین کیا ضرور ہی پہلے اسکو تڑپتا
دیکھکر دل اپنا خوش کیجیے تا دیر اسکی روح کو ان آبلون کی سوزش سے تکلیف بیحد دیجیے بعدہ کارد سے سر
اسکا تن سے جدا کیجیے ہنوز ملکہ آتش افروز جادو فریب اپنے حریف کے کھڑی تھی اسکے تڑپنے پر نظر
کر رہی تھی خوش ہوکے کہ رہی تھی او خورشید روشن دل دیکھا تونے کہ مین نے حال تیرا کیا کیا اب
کوئی مددگار تیرا یہان آکے تجھے میرے ہاتھ سے نہین بچاتا طلسم کشا لوح طلسمی لیکر یہان نہین آتا امداد
تیرے درد کا نہین کرتا اس وقت تکلیف روحانی و تنہائی و بیکسی مین کوئی تیری اعانت و مدد نہین کرتا ہی
دیکھو میرے ہاتھ مین یہ کارد آبدار ہی اسی سے تیرے سر کو تن سے جدا کرونگی تو شریک و دوست طلسم کشا کا ہوا تھا
دوستی و شرکت کا یہ پھل تجکو ملا ہی کہ مانند مرغ بسمل کے خاک پر تڑپتا ہی آہ و نالہ کرتا ہی اب ایکدم مین ثمر
دوستی طلسم کشا یہ ملیگا کہ اس کارد سے سر تیرا جدا کیا جائیگا خورشید روشن دل اُس اذیت اور
بیچینی اور تڑپنے مین اچھی طرح تقریر ساحرہ مذکورہ کی نہ سن سکتا تھا نہ جواب دے سکتا تھا مبتلاے
سحر تھا اتنے حواس و مہلت کہان تھی کہ رد سحر کرتا ہان اسوقت بوجہ مطیع دین اسلام ہونیکے درگاہ خدا مین
یہ عرض کرتا تھا کہ ای خالق کون و مکان و ای معبود انس و جان گو مین نے ابھی تک کلمہ شہادتین اپنی زبان پر
جاری نہین کیا ہی لیکن مطیع دین اسلام ہوچکا ہون تجھ ہی کو اپنا معبود برحق جانتا ہون تو برآرندہ حاجات عاجزان و

فریادرس غریبان ہی تجھپر روشن ہی کہ جو حال میرا اسوقت ہی سوا تیرے اسوقت کوئی معین و مددگار میرا یہان
نہین ہی دشمن میری آتش افروز جادو میری بالین پر کھڑی ارادہ رکھتی ہی کہ مجھے قتل کرے پس
ایسے وقت ماندگی مین میرے حال زار پر رحم کر واسطہ تجکو اپنے بندگان خاص کا کسی طور سے مجکو میرے
اس دشمن سے بچا قدرت کاملہ اپنی دکھا ہنوز خورشید روشن دل اپنے دل مین دعا کر رہا تھا اور فرط اذیت
سے مانند بسمل کے تڑپ رہا تھا اور مثل سیماب کے بیقرار تھا ملکہ آتش افروز جادو نے کارد ہاتھ مین لیکر ارادہ
سر جدا کرنیکا کیا تھا بلکہ سوے بسمل مذکور قدم اٹھایا تھا ناگاہ ساحرۂ مذکورہ نے دیکھا کہ سامنے سے ایک شیر غضبناک
پیدا ہوا اُس شیر نے بزبان فصیح باواز بلند نعرہ کرکے کہا او آتش افروز جادو و نالائق و نابکار خبردار قصد
قتل خورشید روشن دل نہ کر سوے شاہ مذکور قدم نہ اٹھا ٹھہر جا کہ مین آپہونچا کیا مجال تجھ سفیہ وضعیفہ کی
کہ میرے سامنے بادشاہ خورشید روشن دل کو قتل کرے اگر تو نے ہاتھ بھی بخیال دشمنی لگایا تو ابھی ایک طمانچہ
ایسا مارونگا کہ منہہ تیرا جانب گلشن تن ہستی سے سوے عدم آباد کہیر جائیگا مرغ روح تیرا ابھی تیرے قفس تن سے
نکلکر سوے آشیانہ عدم پرواز کریگا گوشت و استخوان تیرے ابھی کہا جاؤنگا نام و نشان تیرا باقی نرکھونگا
ساحرۂ مذکورۂ بالا نعرۂ شیر و تقریر اسد مسطور سنکے غضبناک ہوکے دل مین اپنے کہنے لگی پہلے اس شیر معین
خورشید روشن دل کو ہلاک کرنا ضرور ہی بعدہ سر اس چھوکرے کا کاٹ لیا جائیگا کیا یہ یہان سے کہین چلا
جائیگا یہ خیال کرکے جانب ضیغم بڑھی اور گولۂ فولادی نکالکر سحر پڑھکر دم کرنے لگی ادھر شیر نے اسپر حملہ کیا
ادھر اسنے وہی گولہ فولادی اُسپر مارا گولا سینۂ شیر کو توڑ کر نکل گیا وہ آہ کرکے زمین پر گرکے تڑپنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے مر گیا ساحرۂ مذکورہ نے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ شیر ایک ماش کے آٹے کا پتلا تھا ساحرۂ
مذکورہ اُسے دیکھکر سمجھی کہ یہ شیر کسی ساحر نے اپنے سحر کے زور سے پیدا کرکے واسطے اعانت خورشید روشن
دل کے بھیجا تھا میرے خوف سے وہ ساحر میرے روبرو نہ آیا اگر آتا تو اُسکو بھی اسیطرح معدوم کرتی یہ
کہتی ہوئی سوئے خورشید روشن دل چلی جب آگے بڑھی دیکھا کہ جس جگہ خورشید روشن دل غلطان تھا
وہان نہین ہی دیکھکر از حد حیران ہوکے اپنے کہانت کے علم سے حال دریافت کرنے لگی بعد فکر بسیار اسکو
علم مذکور سے دریافت ہوا سرداریہ وزیر زادی خورشید روشن دل کی کہ ساحرۂ زبردست اور
کاہنہ کامل ہی خورشید روشن دل کو یہان سے بزور سحر راہ زیر زمین سے لیگئی ہی اور اب دور تک نکل
گئی ہی ہاتھ آنا اسکا دشوار ہی یہ حال اپنے علم سے دریافت کرکے نہایت برہم ہوکے وزیر زادی مذکورہ کو کلمات
سخت و درشت کہنے لگی اور قصد کرنے لگی کہ تعاقب مین اسکے جاؤن اسے ہلاک کردن سر خورشید روشن دل کا
کاٹ لاؤن ہنوز ارادہ جانیکا کیا تھا ناگاہ سوے فلک ایک ابر کا ٹکڑا نمایان ہوا اسمین سے برق کی سی چمک
اور رعد کی سی آواز پیدا تھی جب وہ ٹکڑا ابر کا قریب آیا آتش افروز جادو اُسے دیکھکر سمجھی کہ شاید یہ ابر سحر
اُسی ساحرہ کا ہی پھر وہ ادھر آئی ہی خوب ہوا وہ خود یہان آئی قضا اُسکی یہان لائی مجکو اسکے تعاقب مین
جانا بھی نہ پڑا یہ سمجھ تسمے تخت سحر پر بیٹھ کے سوے فلک بلند ہوکے قریب اُس ابر کے جاکے ایک گولۂ فولادی
پر سحر دم کرکے ابر مذکور پر مارا اور کہا او نالائق تو مجھے دھوکا دیکے خورشید روشن دل کو لیگئی ہی اب تجکو
اُسکے عوض قتل کرونگی غضب کیا تو نے کہ تو میرے شکار کو اس صحرا سے لیگئی مین نے کس مشکل سے اسکو
مبتلاے سحر کیا تھا زمین پر گرایا تھا ارادہ کیا تھا کہ سر کاٹ لون تو نے تمناے دلی بر نہ آنے دی خورشید روشن دل

سے دوستی کی مجھ سے دشمنی کی ابھی یہ کہہ رہی تھی کہ وہ گولا ابر مذکور پر پڑا پڑتے ہی گولے کے اُڑکے ٹکڑے ٹکڑے
ہوگیا اُس ابر سے مردار خوار جادو تخت سحر پر سوار ہویدا ہوا چونکہ اُسنے تمام تقریر اِس ساحرہ کی سُنی تھی
برہم ہوکے جواب دیا او آتش افروز جادو آگاہ ہو کہ میں تو اسطرف براے خبر و اعانت خورشید روشن دل
آیا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ بادشاہ خورشید روشن دل کو کون لیگیا تیری زبانی معلوم ہوا کہ تونے اُس بادشاہ
جلیل کو اپنے سحر میں مبتلا کیا تھا اور ارادہ اُسکے قتل کا کیا تھا شکر ہے اُس خدا کا کہ جسنے اپنی قدرت سے کونین
کو خلق کیا ہے تو اُسے قتل نہ کرسکی وہ جس واسطے اِدھر آیا تھا وہ کام کرکے تجھ سے مقابلہ کرکے مبتلاے سحر ہوکے
زندہ رہا کوئی اُسکو لیگیا تونے میرے ابر سحر کو کیوں مٹایا میں نے کیا کیا تھا او ڈھڈھو تجکو اپنی سحر و ساحری پر
بڑا غرور ہے شرط کہ ابھی تجکو اسی جگہ قتل کروں ناک چوٹی تیری کاٹ لوں جسطرح تونے بادشاہ خورشید
روشن دل کو مبتلاے سحر کیا تھا اُسی طرح تجکو بھی اپنے سحر میں مبتلا کروں زمین پر مانند مچھلی کے تڑپاؤں
کیا تو مجکو نہیں جانتی ہے کہ میں ساحر زبردست ہوں کیا تو میرے نام سے آگاہ نہیں کہ نام میرا مردار خوار جادو
ہے کیا تو نہیں جانتی ہے کہ پاس میرے چند تحفہ جات طلسمی ہیں بزرگوں سے دست بدست مجھ تک پہونچے ہیں
کیا میں رازدار طلسم صندل نہیں ہوں کیا صندلان شاہ اور تونے مجھ سے دشمنی نہیں کی ہے دھوکے سے
قید مجھے نہیں کیا ہے کیا اب میں دوست بادشاہ خورشید روشن دل اور طلسم کشا کا نہیں ہوں آتش افروز
جادو نے جواب دیا او نابکار میں تجھے خوب جانتی ہوں تجھ سے مجھے اندیشہ تھا اسی وجہ سے تجکو دھوکے سے میں نے
قید کرادیا تھا جو مجھے تجھ سے خوف تھا وہی ہوا تو نے طلسم کشا سے ملکر مقام لوح تک اُسے پہونچادیا آبشار
جادو و ناظر جادو کو تو نے قتل کیا لوح طلسمی طلسم کشا کے دلوادینے کا تو ہی باعث ہوا تو وہ دشمن ہے کہ کوئی
دشمن مثل تیرے میرا اور میرے بچے صندلان شاہ کا کم ہوگا اگر میں نے سہواً یا عمداً تیرے ابر سحر کو گولا فولادی مارکر
مٹایا تو اچھا کیا اگر تو بہ سرفساد ہوگا تو ابھی تجکو بھی مبتلاے سحر کرونگی نام و نشان تیرا مانند حرف غلط کے صفحۂ
ہستی سے مٹادونگی تو مجکو بھی جانتا ہے کہ میں کون ہوں ارے میں وہ ہوں کہ یادگار ساحران نامی گذشتگان
ہوں گو رتبہ و مرتبہ میں کم ہوں مگر [illegible] خداوند ساحری اور ساحران اُنکی زوجہ سے کچھ ایسی کم نہیں ہوں
تو اگر برہم ہوگا تو کیا کریگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا او نابکار تو میری ناک چوٹی کیا کاٹیگا تیری بھی یہ مجال
ہے کہ تو میری چوٹی کو ہاتھ لگا سکے مردار خوار جادو نے تقریر ساحرہ مذکورہ کی سُنکے جوابات سخت و درشت
دیئے اُسنے کلمات نامناسب مردار خوار جادو کو کہے اِس باہمی گفتگوے سخت سے انجام کار یہ ہوا کہ
دونوں آمادۂ جنگ ہوے پہلے آتش افروز جادو نے چند بال اپنے سر کے نوچکر سحر اُنپر دم کرکے
جانب مردار خوار جادو کے پھینکے وہ بصورت مار سیاہ ہوکر واسطے ڈسنے کے ساحر مذکور کی طرف چلے
اُسنے فی الفور سحر پڑھکر دستک دی اور پکار کر کہا اے طاؤس زرین بال کہاں ہے جلد آ فوراً ہواے تند
چلی آندھی سیاہ آئی طاؤس مذکور پیدا ہوکے روبرو مردار خوار جادو کے آیا اور بزبان فصیح پکارا
اے مردار خوار جادو بعد ایک مدت مدید اور زمانہ بعید کے تونے مجھے کیوں یاد کیا ہے کیا کام ہے بیان کر
ساحر مذکور نے کہا دیکھو وہ چند مار سیاہ میری جانب آتے ہیں اُنکو مار کے کھالے اور اِس ساحرہ میری دشمن
جان کو نگل جا چونکہ طاؤس کلان اور قوی الجثہ تھا یہ سُنتے ہی ماران سیاہ مذکور کو کھا کر جانب ساحرہ
بڑھا ساحرہ مذکورہ نے یہ دیکھ کر ایک ترنج جھولی سے نکالکر کارد سے خون اپنی انگشت کا بعد سحر دم کرنیکے

اُسپر گرا کر نام سامری زبان پر جاری کرکے وہی ترنج طاؤس پر مارا جب ترنج مذکور سینۂ طاؤس پر پڑا مانند بندوق
کے گولے کے سینہ کو توڑ کر پشت سے گذر گیا طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ وہ مانند طاؤس آتش بازی کے شعلہ فشان ہوکے
جلکے خاک ہوگئے زمین پر گرا وہ کیا گرا خاک اُسکی زمین پر گری ساحرۂ مندرجۂ بالا نے طاؤس مذکور کو جلا کر از راہ
نخوت کہا او مردار خوار جادو دیکھا تو نے کہ میں نے کیونکر اس طاؤس سحر کو تیرے معدوم کیا اسی طرح تجکو بھی معدوم
کیئے دیتی ہوں یہ کہکے ایک گوہر کلان اپنے جوڑے سے نکالکر کہا او مردار خوار جادو خبردار ہوشیار رہو جا یہ
گوہر تیرے گوہر جان کو لے لیگا پہچانتا ہی تو کہ یہ گوہر کیسا ہی اور کیا کیا خاصیتیں رکھتا ہی اُسنے جواب دیا ہاں میں
اس گوہر سے خوب ماہر ہوں خاصیتیں اسکی مجھ پر روشن ہیں جانتا ہوں یہ گوہر طلسمی ہی حریف کے جس
عضو پر پڑتا ہی توڑ کر نکل جاتا ہی اور پھر ہاتھ میں آجاتا ہی مگر میں اس سے نہیں ڈرتا مجھ تک یہ آپ ہی نہ آئیگا
اُسنے جواب دیا یہ تیرا خیال خام ہی ارے یہ وہ گوہر ہی کہ اگر پہلے مجکو یاد آتا تو اسی گوہر سے کام خورشید روشن
دل کا تمام کر دیتی کوئی اور سحر اُسپر نہ کرتی یہ کہکے نام جمشید اپنی زبان پر جاری کرکے سینہ پر ساحر مذکور کے
مارا مردار خوار جادو نے مسکرا کر سنگ طلسمی اپنے پاس سے نکال کر تاک کر اُس گوہر پر مارا گوہر و سنگ
کہ دونوں طلسمی تھے باہم جو لڑے اسنے اسکو اور اُسنے اسکو توڑا دونوں شکستہ ہوکے خاک پر گرے
آتش افروز جادو گوہر طلسمی کے ضائع اور ٹوٹنے سے غضبناک ہوئی اور پکاری او مردار خوار جادو
غضب کیا تو نے کہ ایسے گوہر طلسمی کو تو نے شکستہ کیا میں نہ جانتی تھی کہ اسوقت پاس تیرے سنگ طلسمی
ہی خیر جو نا تھا وہ ہوا مجھ ہی سے نادانی ہوئی کہ میں نے گوہر طلسمی تجھپر مارا اب افسوس کیا کروں صدمہ اسکے
ضائع و برباد ہونیکا عبث ہی لیکن یہ کہے دیتی ہوں کہ جسطرح تو نے اس گوہر کو سنگ طلسمی سے توڑا ہی
اُسی طرح تیرے استخوان کو توڑ دونگی یہ کہکے گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے سینہ پر اپنے
حریف کے مارا ساحر مذکور نے کارد سحر گولے پر لگایا وہ درمیان سے دو ٹکڑے ہوکے بے اثر ہوکے
خاک پر گرا بعد رد کرنے سحر ساحرہ مذکورہ کے مردار خوار جادو نے ایک ناریل جوٹی دار اپنی جھولی
سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے کارد سے خون اپنی پیشانی کا نکالکر اُسپر گرا کر نام سامری زبان پر جاری
کرکے سوے صحرا پھینکا وہ دور جا کر شق ہوا دھوان اور شعلے بکثرت اُس میں سے نکلے مردار خوار
جادو نے ادھر دستک دیکے پکار کر کہا ای سوار سحر سامری جلد آ یہ کہتا تھا کہ اُسی دھوئیں اور شعلوں سے ایک
سوار شمشیر بکف زنگی صورت مرکب ابلق پر سوار نمایان ہوا وہ سوار و مرکب قد میں ایک ہاتھ سے بلند زیادہ
نہ تھا اور مرکب اُس سوار کا بروے ہوا اسطرح چلتا تھا گویا زمین پر قدم رکھکر دوڑتا تھا آتش افروز
جادو نے اُس سوار کو آتے دیکھکر جلد تر خود بھی ایک نارنج سحر کرکے اپنی پیشانی کے خون سے اُسے
رنگین کرکے نام جمشید اپنی زبان پر جاری کرکے ایک طرف صحرا کے پھینکا وہ دور جا کر پھٹا اُس میں سے
بھی دھوان اور شعلے بہت نکلے پھر دھوان مجتمع ہوکے بصورت برج ہو گیا ساحرہ نے دستک دیکے
باواز بلند کہا ای سوار سحر جمشیدی بہت جلد آ دیر نہ لگا بمجرد دستک دینے اور طلب کرنے کے ایک سوار
نیزہ بکف خونتر و اُس برج دخان سے مانند بجلی کے تڑپکر نکلا قد و قامت اس سوار و مرکب کا بھی دو
دو وجب سے زیادہ نہ تھا جب تک سوار سامری قریب آئے یہ سوار روبرو آتش افروز جادو
کے آگیا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ ای ملکہ آتش افروز جادو کیا حکم ہی کیوں مجھے طلب کیا ہی کس کو قتل

کرانا منظور ہی اُسنے کہا بالفعل اِس میرے دشمن مردار خوار جادو کو قتل کر سر اِسکا کاٹ کر میرے حوالے کر
اُسنے کہا میری بھینٹ مجھے دیجیے پھر جو آپنے کہا ہی اُسپر عمل کرونگا ساحرہ نے فی الفور کارد سے
انگلی اپنی زخمی کرکے چند قطرے اُسکے دہن مین ڈالے وہ یہ بھینٹ اپنی لیکر خوش ہوکے سوے
مردار خوار جادو نیزہ بکف چلا اِدھر وہ سوار سحر سامری مردار خوار جادو کے پاس آیا اور
پکارا ای مردار خوار جادو خیر تو ہی اِسوقت مجھے کیون بُلایا ہی اُسنے جواب دیا ای سوار سحر سامری
سبب تیرے طلب کرنیکا یہ ہی کہ تجھسے آتش افروز جادو کو قتل کرانا منظور ہی سوا اِسکے سوار
سحر جمشیدی سے مقابلہ کر دیکھو وہ آتا ہی اُسنے کہا جو حکم مجھسے کیا ہی بجا لاونگا لیکن جو میری بھینٹ
ہی وہ مجھے دو مردار خوار جادو نے کارد سے گوشت اپنی ران کا کچھ کاٹ کر اُسکے دہن مین دیا
وہ برغبت تمام کہا گیا اتنی دیر مین سوار جمشیدی نے نزدیک آکے نیزہ کو اپنے گردش دیکے سنان
نیزے کی سینۂ مردار خوار جادو پر لگانا چاہی مردار خوار جادو اُسکے ارادے سے باخبر ہوکے
خوف جان سے پیچھے ہٹا اور ایک گولا فولادی سحر کرکے اُسپر مارا اُسنے گولے کو اپنے سپر پر روکا گولا
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا سوار کو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا اور بدستور بروے ہوا مرکب بڑھا کر دوبارہ سوار نے
نیزہ سینہ پر مارنے کا قصد کیا مردار خوار جادو نے پھر پیچھے ہٹ کے کئی نارنج اور ترنج اور گولے
سحر کرکے اُسپر مارے اُسنے سب اشیاے سحر اپنے سینہ و سر پر روکے اور پھر قدم کو آگے بڑھایا مردار
خوار جادو نے پھر پیچھے ہٹ کے سوار سحر سامری سے مخاطب ہوکے کہا تو دیکھ رہا ہی کہ یہ سوار
میری ہلاکت کے ارادے سے میری طرف آتا ہی اور تو اُسے نہین روکتا ہی اُسنے کہا مین گوشت
کو چبا رہا تھا لذت پا رہا تھا اِس گوشت لذیذ سے بہت خوش ہوا اب مین اِس سوار نابکار کو روکتا ہون
اِس سے مقابلہ کرتا ہون گوشت کھا چکا ہون خون اِسکا زمین پر ابھی گراتا ہون کیا مجال اِسکی جو یہ
اب آپ تک آسکے یا کچھ ضرر پہونچا سکے یہ کہکے جانب سوار سحر جمشیدی شمشیر بکف بڑھا قریب جاکے اِسنے
اُسپر تلوار لگائی اُسنے اِسکے سینے پر نیزہ مارا اُدھر وہ اِدھر اِسنے زخمی ہوکے آہ کی اُدھر اُسکے زخم تن سے
اِدھر اِسکے سینۂ زخمی سے شعلے نکلے اُدھر وہ اِدھر یہ مانند شمع کافوری کے جلنے لگے بعد ایک لمحہ کے
دونون سوار مع مرکب جلکر معدوم ہوگئے آتش افروز جادو نے جب دیکھا کہ دونون سوار
برابر جلکر خاک ہوگئے دل مین اپنے کہنے لگی کہ ای آتش افروز جادو یہ مردار خوار جادو ساحر
نہایت زبردست ہی تیرے سحر کو رد کر دیتا ہی اور تو اِسکے سحر کو دفع کر دیتی ہی دیر سے اِسی طور سے لڑائی
ہو رہی ہی کب تک اِسی طور سے اِس سے لڑے گی اب کوئی سحر نادر اِسپر ایسا کر کہ جس سے یہ ہلاک
ہو یہ باتین دل مین کرکے ایک گلدستہ کہ جس مین سات رنگ کے پھول تھے اپنی جھولی سے نکالا اُسپر جلد
سحر پڑھ کر پھونکا اور چند قطرے اپنی خون انگشت کے اُسپر ڈالکر نام سامری مرد ود کا اپنی زبان پر
جاری کرکے سوے زمین جاکے بالاے زمین گلدستہ مذکور زور سے مارا وہ آشناے زمین ہوتے
ہی درمیان سے شق ہوا کلیان اور پھول اُسکے متفرق ہوکے زمین پر گرے علاوہ اِسکے غبار
اور دھوان اُس مین سے بہت نکلا بعد ایک لمحہ کے وہ دھوان اور غبار دور ہوا مردار خوار جادو
نے بلندی سے دیکھا کہ سات چمن طولانی سات رنگ کے گلون کے عجب خوبی سے پیدا ہین پھول شگفتہ

ہین بلبلین شاخہائے گل پر بیٹھی ہوئین نغمہ سرا ہین آتش افروز جادو درمیان مین اُن چمنون کے
ایک کرسی زرنگار پر بیٹھی ہی سیر چمنہائے رنگارنگ دیکھ رہی ہی وہ چمن پھولون کے اور بہار اُنکے گلون کی
دیکھکر مردار خوار جادو بھی سے زمین پر آکے علحدہ چمنہائے مذکور کے ٹھہر کر دیکھنے لگا بوے چمنہائے
ہفت رنگ جو اُسکے مشام مین پہونچی بیتاب و بیقرار ہو کے بے اختیار بڑھکر اُن چمنون مین گیا اور چند
گلہائے خوشبودار توڑ کر سونگھنے لگا بو اُنکی سونگھتے ہی مانند مست کے جھوما اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا دیوانہ وار
اشعار پڑھتا ہوا جانب آتش افروز جادو چلا جب قریب اُسکے پہونچا مانند پری کے صاحب حسن و جمال
اُسے دیکھکر اظہار عشق کرنے لگا اُس نے مسکرا کر پوچھا ای مردار خوار جادو تو میرا عاشق صادق ہی یا کاذب ہی
ساحر مذکور نے جواب دیا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین تیرا عاشق صادق ہون جسوقت سے
مین نے تیرے شمع جمال رخ کو دیکھا مانند پروانہ کے فریفتہ ہوگیا ہون اُسنے کہا صداقت تیرے سخن کی کیونکر
ہو مردار خوار جادو نے کہا امتحان عاشقی و جان نثاری کر لو اُسنے مسکرا کر کہا اگر تو میرا عاشق صادق ہی تو کارد
سے خود ہی گلا اپنا کاٹ ڈال ساحر مذکور نے یہ تقریر اُسکی سُنکے کارد اپنی جھولی سے نکالکر اپنے گلے پر رکھکر
چاہتا تھا کہ پھیرے گلا اپنا خود ہی کاٹے ناگاہ اُسکے بازو پر سے جو ایک پُتلا سحر کا بندھا تھا بازو سے
جدا ہو کے چمنون سے علحدہ جا کے زمین پر گر کے بشکل نازنین رنگین لباس ہوا مردار خوار جادو
نے اُسی عالم مین جو اُسکی طرف دیکھا اُسنے اشارے سے کہا ادھر آ مردار خوار جادو اُسکی طرف ہاتھ
اپنا روک کر کارد گردن سے ہٹا کے چلا آتش افروز جادو کہ بصورت پری کرسی جواہرنگار پر جلوہ گر تھی
کچھ سمجھ کے کہنے لگی ای مردار خوار جادو کہان جاتا ہی مین نے کیا کہا تھا تو نے اُسپر عمل نہ کیا اور روبرو میرے
اس خوبرو عورت پر مائل ہو کے میری عاشقی سے کنارہ کیا مردار خوار جادو نے جواب دیا ای ملکہ کیا مجال
میری کہ تیری اطاعت و فرمانبرداری سے سرکشی کرون کہین تیرے پاس سے جاتا نہین ہون ابھی
آتا ہون یہ عورت مجھے بلاتی ہی نہین معلوم کیون طلب کرتی ہی آتش افروز جادو نے کہا اگر
تو میرا عاشق ہی تو اُسکے پاس نہ جا کارد سے ابھی اپنا گلا کاٹ مردار خوار جادو نے منظور کر کے پھر
کارد کو اپنے گلے پر رکھنا چاہا یکایک اُس نازنین رنگین لباس نے بڑھکر کہا ای مردار خوار جادو
خبردار چھری اپنے حلق پر ابھی نہ پھیر میری طرف آ ایک بات سُن جا مردار خوار جادو نے ہاتھ روک کر
قدم اپنا اُسکی طرف بڑھایا آتش افروز جادو پھر مانع جانے کی ہوئی اُدھر وہ اپنے پاس بلاتی تھی
اِدھر یہ اُسطرف جانے کو مانع ہوتی تھی مردار خوار جادو دونون نازنینون کے درمیان کھڑا تھا کچھ
اُسکو بن نہ پڑتا تھا یہ روکتی تھی وہ بلاتی تھی چونکہ مردار خوار جادو ایک ساحر زبردست تھا گو مبتلاے
سحر ہوگیا تھا مگر ایسا ازخود رفتہ نہ تھا بس اُسی عالم مین سمجھا کہ ای مردار خوار جادو تو اس جگہ کیون ٹھہرا ہی
بہاران گلہائے ہفت چمن کی کیون دیکھ رہا ہی یہ زن رنگین لباس ہو جو تجکو نہین بلاتی ہی شاید کوئی تیری
دوست ہی ذرا اسکے پاس جا کے پوچھ تو کہ یہ کیا کہتی ہی یہ سمجھ کے باوجود روکنے اور منع کرنے آتش
افروز جادو کے اُس نازنین رنگین پیرہن و شیشہ بدست کے قریب گیا اور پوچھا ای نازنین تو کیا
کہتی ہی اُسنے اُس شیشہ سے تھوڑا پانی اپنے چلو مین نکالکر مردار خوار جادو کے منھ پر چھینٹا دیا آب نہر کے
منھ پر پڑتے ہی مردار خوار جادو کو بخوبی ہوش آیا سحر برطرف ہوا اُس نازنین نے کہا ای مردار خوار جادو

تو نے مجھے پہچانا یا نہین مردار خوار جادو نے کہا کچھ پہچانا اور کچھ نہین پہچانا چاہتا ہون کہ تو اپنے حال
سے آگاہ کر اُسنے کہا آگاہ ہو کہ نام میرا محافظ جادو ہے مین وہ مُبتلا سحر کا ہون کہ جسکو تو نے اپنے
بازو پر واسطے ایسے ہی روز بد کے باندھا تھا چونکہ تو مبتلاے سحر ملکہ آتش افروز جادو ہوکے دیوانہ وار
ہو گیا تھا کارد سے خود ہی گلا اپنا کاٹے ڈالتا تھا مین نے آب شیشہ دافع سحر کا چھینٹا دے کے تجھے ہوشیار کیا
اب مجھکو اختیار ہی مین جاتی ہون یہ کہکے غرق زمین ہو گئی مردار خوار جادو نے ہوشیار و خبردار ہوکے ایک
ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے خون اپنی پیشانی کا اُسپر ڈالکر نام سامری زبان پر جاری
کرکے ناریل مذکور کو اُن چمنون پر مارا وہ جاکر درمیان چمنون کے پھٹا ہزارہا شعلے اُسمین سے نکلے کچھ شعلے
جانب ملکہ آتش افروز جادو چلے بہت سے شعلون نے اُن چمنون کو مانند خار و خس کے جلا دیا چمنہاے
سحر و گلہاے رنگارنگ سحر کو ساحر مذکور نے اپنے سحر سے مٹا دیا ساحرۂ مذکورہ نے اُن شعلون کو دیکھکر
پیچھے ہٹ کے روئی کا گالا اور ایک شیشہ پُر آب جھولی سے نکالکر چند قطرۂ آب اُس روئی کے گالے پر
ڈالکر سحر پڑھکر اُسپر دم کیا فی الفور وہ گالا روئی کا سوے فلک بلند ہوکے بصورت ابر سیاہ ہوکے
اور طویل و عریض ہوکے برسنے لگا جو قطرہ جس شعلۂ آتش سحر پر پڑا وہ بجھ گیا جب وہ تمام شعلے آب
ابر سحر سے معدوم ہو گئے ساحرہ مذکورہ نے اپنے ابر سحر کو خود ہی مٹا دیا غرض تا دیر اسی طرح باہم
لڑائی ہوئی صدہا سحر ملکہ آتش افروز جادو نے کئے مردار خوار جادو نے اُنسے جان اپنی بچا کے
رد اور دفع کیا اسی طرح آتش افروز جادو نے سیکڑون سحرون کو مردار خوار جادو کے مٹا دیا
تا دیر لڑائی ہوئی دونون مین کوئی غالب اور کوئی مغلوب نہوا آخرکار آتش افروز جادو نے
نہایت عاجز ہوکے جان سے اپنی بیزار ہوکے اپنے دل مین کہا کہ ای آتش افروز جادو اب
آخری وہ سحر کر کہ جس سحر سے یہ تیرا حریف جانبر نہو سکے اگر اس سحر سے بھی یہ ہلاک نہو تو پھر اس سے
تو مقابلہ نہ کرنا بزور سحر غرق زمین ہوکے چلی جانا یہ باتین دل مین کرکے کارد آبدار جھولی سے
نکالکر اپنے حلق پر رکھی اور چاہا کہ تھوڑے سے اپنے حلق کو مجروح کرکے کچھ خون چُلّو مین لے کے سحر اُسپر دم
کرکے مردار خوار جادو کی آنکھ بچا کے اُسپر چھڑک دون جسطرح پہلے فریب خورشید روشن دل کو
مبتلاے سحر کیا ہی اُسی طرح اسکو بھی اپنے سحر مین مبتلا کرون اور جلد کارد سے سر اسکا کاٹ لون
مردار خوار جادو نے کہ ساحران نامی سے تھا ارادہ سحر ساحرہ سے آگاہ ہوکے سحر پڑھکے نظر
آتش افروز جادو کی بچا کے چند مانش کے دانون پر سحر دم کرکے کارد آتش افروز جادو پر وہ
مانش مارے وہ کارد از حد آبدار ہو گئی ساحرہ کو اس حال سے خبر نہوئی جب اُسنے چھری اپنے
حلق پر پھیری چونکہ وہ بزور سحر ساحر مذکور بہت تیز و آبدار ہو گئی تھی نصف گردن تک اسطرح اُتر گئی
جیسے تار صابون کو کاٹ دیتا ہی اور کارد تیز خیار تر مین ذرا سے اشارے مین در آتی ہی آتش افروز
جادو نے ایسی حالت مین نہایت متحیر و متردد ہوکے اپنے ہاتھ کو روکا اور دل مین خیال کیا کہ اب
اسقدر حلق کے کٹ جانے سے جانبر نہونگی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ چھری میرے حلق کو اس قدر
کاٹ گئی مین نے تو آہستہ اپنے حلق پر پھیری تھی اب اپنے حریف کو جلد ہلاک کر کہ تھوڑی دیر مین تو بھی
ہلاک ہو جائیگی یہ خیال کرکے واسطے دھوکا دینے حریف کے اٹھکر اسکے خود بخود زمین پر گری مردار خوار جادو

اُسکے گرنے سے خوش ہوا دل مین سونچا کہ اب یہ ساحرہ نوبت بہ ہلاکت ہی ایسی حالت مین سحر کیا کریگی یہ سمجھکر بیخوف
اُسکے قریب گیا اور بالین سر ہوپنچکر بیٹھ گیا دیکھا حال آتش افروز جادو کا متغیر ہی حلق بریدہ سے خون بہ رہا ہی
آنکھین نیم وا ہین لب پر یہ کلمات جاری ہین کہ افسوس مفت جان گئی تمناے دلی بر نہ آئی یہ کہکے
خاموش ہوئی سانس کو روکا دست و پا کو حرکت دی مردار خوار جادو سمجھا کہ مرگئی یا روح اسکی اسکے
تن سے مفارقت کر رہی ہی یہ جان کے بہت خوش ہوا واسطے کارد نکالنے کے جھولی مین ہاتھ ڈالا ارادہ
کیا کہ اسی حال مین سر اسکا تن سے کاٹ لیجیئے اور طلسم کشا و عجائب جادو داور بادشاہ خورشید
روشن دل کے روبرو لیجائیے وہ اسکے سر کو دیکھکر بہت خوش ہونگے تیری تعریف از حد کرینگے زر و جواہر
کثیر تجھے انعام مین دینگے سوا اسکے تمام عالم مین تو قاتل ملکہ آتش افروز جادو مشہور ہوگا ساحرون
مین نامور ہوگا عزت و آبرو تیری شاہان جہان کرینگے بس تاخیر نکرنا چاہیے مبادا صندلان شاہ
اوراق جمشیدی یا کتاب سامری دیکھکر اسکے اس حال سے آگاہ ہوکے یہان آجاے تو غضب ہوجاے
یہ خیالات کرکے آتش افروز جادو کی طرف منہ موڑ کے جھولی کی طرف نظر کی اور کارد ڈھونڈنے لگا
اتنی دیر مین آتش افروز جادو نے خون اپنے گلے کا لیکر فولادی گولے پر ملکے بخوبی اپنے خون گلو
سے آلودہ کرکے وہ سحر کہ جسپر اسکو ناز تھا دم کرکے آہستہ نام سامری کا لیکر وہی گولا فولادی
مردار خوار جادو کے سینے پر مارا وہ سر اپنا جھکائے ہوے تھا جھولی کی طرف نظر تھی کارد
تلاش کر رہا تھا تدبیر قتل ساحرۂ مذکورہ مین تھا اپنی اجل کے آنے سے بیخبر تھا اور اس مصرع کے
معنی و مطلب سے آگاہی نرکھتا تھا مصرع کلوخ انداز را پاداش سنگ است ✦ ناگاہ وہ گولا اُسکے سینے پر بحالت
غفلت و بیخبری اس طرح پڑا کہ توڑ کر سینے کو پشت سے گذر گیا مردار خوار جادو آہ کرکے زمین پر
لیٹ گیا اور مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگا آتش افروز جادو نے خاک سے اُٹھ کے خوش
ہوکے کہا او مردار خوار جادو دیکھ کس دھوکے اور فریب سے مین نے تجکو مارا اُسنے اُس حالت
کرب و احتضار مین اسکی تقریر سُنکے جواب دیا او مکارہ اگر تو نے بمکر و فریب مجھے ہلاک کیا تو مین نے بھی
ساتھ تیرے فریب کیا تھا تیرے کارد پر سحر کیا تھا اسی وجہ سے گردن تیری آدھی کٹ گئی تھی مین تو
یقینًا جانبر نہونگا لیکن تو بھی نہ بچے گی بعد میرے مرنے کے تو بھی مر جائیگی شکر ہی خداوند عالم کا کہ مین دنیا سے
ساتھ اسلام و ایمان کے جاتا ہون مطیع دین اسلام ہو چکا ہون جو کلمہ اہل اسلام پڑھتے ہین سب مجھے
معلوم ہی اس وقت آخر مین اپنی زبان پر جاری کرونگا دنیا سے ساتھ تیرے سوے عدم جاونگا تنہا
نہ جاؤنگا یہ کہکے زیادہ تڑپنے لگا ملکہ آتش افروز جادو نے تقریر اُسکی سُنکے برہم ہوکے ہرچند ارادہ
کیا کہ چھری سے سر اسکا کاٹ لون وقت آخر مین اپنا دل خوش کرلون لیکن ممکن نہوا کیونکہ نصف گردن
اُسکی کٹی ہوئی تھی لہو بہت نکل چکا تھا باقی ماندہ بہ رہا تھا عالم ضعیفی مین اسقدر خون نکل جانے سے
بدرجہا ضعف بڑھ گیا غش پر غش آتا تھا سر کو گردش تھی دست و پا تھراتے تھے ہنوز ملکہ آتش افروز
جادو کا یہ حال تھا کہ ناگاہ مردار خوار جادو تڑپکر مر گیا اُسکے مرتے ہی ہواے تند و تیز چلی آندھی سیاہ
آئی ابر سیاہ بھی فلک پر آیا سنگ باری و برف باری ہونے لگی تاریکی محیط عالم ہوئی چونکہ مردار خوار
جادو ایک ساحر نامی تھا اسوجہ سے اُسکے مرنے کی علامت تا دیر رہی یعنی تاریکی اور برف باری وغیرہ ہوا کی

ابھی اُسکے سحر کے بیرون نے اُسکے نام سے یون با آواز بلند پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا
گیا آتش افروز جادو ونے دنیا سے سوے عدم میرا ارمان جاتا ہون تمنائے دل دل ہی مین لیئے
جاتا ہون یہ کہکے وہ سحر کے بیر خاموش ہوے اور گرد باد بنکے میت مردار خوار جادو کو زمین سے
اُٹھا کے بلند ہو کے بسوے لشکر طلسم کشا روانہ ہوے اور بعضون نے یہ کہا ہی کہ اہل وعیال مردار
خوار جادو کی طرف روانہ ہوے غرض بہر طور بیر سحر کے لاشہ ساحر مذکور کا اُٹھا کے بطریق مذکور نالان
وگریان ایک سمت روانہ ہوے اس جگہ پر یہ مولف ہیچمدان قول اول کو پسند کرتا ہی کہ بیر سحر کے لاشہ
مردار خوار جادو کا اُٹھا کے سوے طلسم کشا گئے اب اُن بیرون کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی دیکھیے یہ لشکر
طلسم کشا مین کب تک لاشہ مردار خوار جادو کو پہونچاتے ہین مگر اب حال ملکہ آتش افروز جادو
کا لکھا جاتا ہی کہ جب مردار خوار جادو مرگیا اور علامتین اُسکے مرنے کی زائل ہوچکین بیر سحر کے
میت اُسکی گرد باد بنکے اُٹھا کے لیگئے مطلع صاف ہوا آتش افروز جادو نے گو چاہا کہ تخت دود سحر پر
سوار ہو کے اپنے مکان یا صندلان شاہ کے پاس جاؤن وہان پہونچکر اپنے زخم گلو کا چارہ کرون
اور اگر کوئی پوچھے تو حال اپنے لڑنے اور سحر کرنے کا بتفصیل بیان کرون سب کو اپنی جنگ کرنے
سے حیران کرون خصوص صندلان شاہ سے حال جنگ سحر خورشید روشن دل و مردار خوار
جادو و بیان کر کے اُسکو شادان وفرحان کرون لیکن بوجہ زخم کاری گلو وضعف بیحد کے زمین
سے اُٹھا نہ گیا تخت سحر پر جا کے بیٹھنا ممکن نہوا سحر بھی پڑھ کے غرق زمین ہو کر جانا دشوار وگران معلوم
ہوا ہان خاک پر سر رکھ کے صحرا مین لیٹنا مرغوب طبع ہوا ہنوز ملکہ آتش افروز جادو چاہتی تھی کہ تھوڑی
دیر صحرا مین استراحت کرون حواس خمسہ درست ہولین اور ضعف کم ہولے تو یہان سے جاؤن ناگاہ رشتہ
حیات اُسکا خیاط اجل مقراض فنا سے کاٹنے لگا اور جام عمر اُسکا آب زندگی سے مملو ہوا وعدہ برابر آپہونچا
وقت مرگ آگیا آثار غشی وکرب وتغیر حال فی الفور یون ہویدا و آشکار ہوے کہ دفعتا فرط ضعف ونقاہت
سے وہ بروے زمین گری گرتے ہی بیہوش ہوگئی بعد ایک لحظہ کے وہ تابعین ملک الموت جو کفار کی
روحون کو بشدائد تمام قبض کرتے ہین واسطے اُسکی قبض روح کے حکم خدا سے نازل زمین ہوے
اور قبض روح ساحرہ کافرہ مذکورہ مین مصروف ہوے حال اُسوقت کا کیا لکھا جاے وہ
ساحرہ کا زمین صحرا پر تڑپنا مرگ سے امان چاہنا زندگی کی خواہش کرنا ارمان وتمناے دلی
کے نہ نکلنے کا افسوس کرنا خاک صحرا پر تڑپنے کا الم کرنا کسی عزیز ودوست کے پاس نہونے کا
غم کرنا تابعین ملک الموت سے کچھ بس نہ چلنے کا رنج کرنا لاچار ومجبور ہو کر آہ آہ کرنا یہان تو ملکہ
آتش افروز جادو کی قبض روح ہو رہی تھی لیکن اب حال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ
جب سے لاشہ ابلیس خودپسند کا آیا تھا اور ملکہ آتش افروز جادو بقہر وغضب براے
قتل وگرفتاری خورشید روشن دل دربار صندلان شاہ سے روانہ ہوئی تھی اُسوقت
سے صندلان شاہ گاہ شادمان اور گاہ مغموم تھا گاہ اپنے اہل دربار سے کہتا تھا کہ خورشید
روشن دل نے ابلیس خودپسند کو تو ہلاک کیا ہی ہماری نانی صاحبہ بصد غضب وقہر گئی ہین
اوسکو یقینا قتل کرینگی سر اُسکا کاٹ کے ضرور لائینگی خورشید روشن دل بھلا اُنسے کیا مقابلہ

کر سکیگا وہ اُنکے نزدیک اک طفل مکتب ہی اہل دربار دست بستہ عرض کرتے تھے اے بادشاہ فلک جاہ
واقعی حضور سچ کہتے ہین آپکی نانی صاحبہ سحر وساحری مین یکتائے روزگار ہین کوئی ساحر اور ساحرہ مثل
ونظیر اُنکا نہین ہی خورشید روشن دل کی اُنکے آگے کیا حقیقت ہی شاہ طلسم صندل تقریر اپنے
اہل دربار کی سُنکے بہت خوش ہوکے کہتا تھا تم سب راست گو ہو بیشک میری نانی صاحبہ ایسی ہی ساحرۂ
زبردست ہین کیا عجب کہ اُنھون نے یہان سے جاکر خورشید روشن دل سے مقابلہ ومجادلہ کرکے
اُسے قتل کیا ہو اُنکو گئے ہوئے دیر ہوئی ہی اب یقین کامل ہی کہ وہ سر خورشید روشن دل تن سے
جدا کرکے لاتی ہونگی اثنائے راہ مین ہونگی لہذا بزم عشرت آراستہ کرو لاشہ ابلیس خودپسند کا یہان
سے اُٹھا کر لیجاؤ بحضور ہماری ملت کے آگ مین جلا دو مین اُسکے مرجانے کا غم والم کرونگا بعوض صدمہ
واندوہ خورشید روشن دل کے قتل ہونیکا کثرت خوشی سے جشن کرونگا لہذا ارباب نشاط کو
طلب کرو ساقیون سے کہدیا جائے کہ کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ وساغر تیار رکھین بزم عشرت
مین یہان آراستہ نہ کراؤنگا وہ بارگاہ ہماری جو مثل حباب افلاک ہی باہر سے باغ ہمیشہ بہار مین کہ از حد وسیع
ہی برپا کی جائے فرش نفیس فراش بچھائین شیشہ آلات ودیگر اسباب ضروری مثل دنگل وکرسی
ومیز وغیرہ سے آراستہ کیجائے اور یہ سامان آج ہی کیا جائے کیونکہ نانی صاحبہ آتی ہونگی سر خورشید
روشن دل لاتی ہونگی مین جشن قتل خورشید روشن دل کا سات روز تک شب وروز کرونگا
اپنے دل کو خوش کرکے قلوب اعدا کو صدمہ دونگا خصوص طلسم کشا کو یہ جشن کرکے جلاؤنگا اہل دربار
اُسکی تقریر سُنکے عرض کرتے تھے حضور نے جو کچھ فرمایا ہی غلام بجا لائینگے مگر یہ سامان آج طرفۃ العین مین ہم
غلامون سے نہو سکیگا چند روز کی مہلت دیجائے تاکہ حسب دلخواہ حضور کے سامان جشن کیا جائے
صندلان شاہ تقریر اُنکی سُنکے کہتا تھا اچھا مین نے دو روز کی مہلت دی واقعی تم سچ کہتے ہو ایسا سامان
فی البدیہہ کیونکر ہوسکیگا صندلان شاہ بوجہ نہ آنے اور تاخیر ہونے کے گھبرا کے اپنے وزرا سے
کہتا تھا نہین معلوم دل میرا اسوقت کیون گھبراتا ہی ہجوم ابر غم دل پر کیون ہی خود بخود اشک میری
آنکھون سے کیون نکلے آتے ہین بے اختیار دل چاہتا ہی کہ روؤن نالہ وفریاد کرون نہین معلوم اسوقت
میری نانی پر کیا گذرتی ہی ضرور ہی کہ اُنکو کچھ نہ کچھ صدمہ پہونچ رہا ہی یہ تو کہ نہین سکتا ہون کہ خورشید
روشن دل انھین قتل کر رہا ہی کیونکہ اُسکی کیا حقیقت ہی مگر کوئی سبب ضرور ہی نانی صاحبہ میری
کسی بلائے سخت مین یقیناً اسوقت مبتلا ہین عجب نہین کہ ہنگام مقابلہ ومجادلہ خورشید روشن دل
طلسم کشا بھی مع اپنے لشکر کے آگیا ہو نانی جان سے اُسنے مقابلہ کیا ہو وہ بوجہ لوح طلسمی کے اُس سے
عاجز ہوئی ہون یا دست طلسم کشا سے زخمی ہوئی ہون مین ایسی حالت مین یہان نہ ٹھہرونگا
خاص وعام مجھے کیا کہینگے ضرور ہی کہ ہر اک یہی کہے گا نانی شاہ طلسم صندل کی دست طلسم کشا
سے ہنگام مقابلہ ومجادلہ زخمی ہوئی صندلان شاہ اپنے دربار مین تخت حکومت پر بیٹھا رہا افسوس اُسنے
نانی کی مدد نہ کی یہ کہکے تخت حکومت سے اُٹھنے لگا وزرا نے دست بستہ عرض کیا حضور یہ کیا خیالات
فاسد آپ کر رہے ہین کہان جاتے ہین بیٹھیے یہ بیتابی وبیقراری موقوف کیجیے کچھ تردد واندیشہ نہ کیجیے
نانی جان آپکی مع الخیر ہونگی سر خورشید روشن دل لاتی ہونگی چونکہ آپکو اُنسے الفت ومحبت بحد ہی ا

انھین یہان آنے مین کسی قدر تاخیر ہوئی ہی اس وجہ سے یہ حال آپکا ہی ہمین یقین ہی اور آپ بھی یقین
کیجیے کہ وہ زندہ صحیح و سالم ہونگی زخمی نہوئی ہونگی کسی بلا مین مبتلا نہوئی ہونگی بھلا اُنسے کون ساحر
لڑ سکتا ہی طلسم کشائی زمانہ مع اپنے لشکر کے طلسم رنگین حصار مین ہی وہ اسقدر جلد اُس صحرا مین کہ جسمین
خورشید روشن دل نے ابلیس خود پسند کو مارا ہی کیونکر آجائیگا وہ تو ساحر نہین ہی کہ بزور سحر آجاے
اور آپکی نانی جان سے جنگ و جدال کرے اب وہ قریب تخت گاہ حضور اگر آئے تو ایک مدت مدید
مین آئے کیونکہ محض اُسکے لشکر مین ساحر ہی نہین ہین لاکھون غیر ساحر بھی ہین وہ اپنے اہل لشکر کو
چھوڑ کر ہرگز نہ آئیگا جملہ غیر ساحرون کے ساتھ ساتھ آئیگا بس اُسکی طرف سے تو اطمینان رکھیے کہ وہ
آپکی نانی جان کے مقابلے مین نہ آیا ہوگا ہان خورشید روشن دل سے آپکی نانی لڑی ہونگی یا
ابتک لڑ رہی ہونگی سحر جانبین سے چل رہا ہوگا صحرا مین لڑائی ہو رہی ہوگی صحرا نمونہ صحراے محشر
ہوگیا ہوگا ادھر نانی جان آپکی بے مثل ساحرہ ادھر خورشید روشن دل ساحر نامی دونون مین خوب
لڑائی سحر کی ہوتی ہوگی زمین صحرا تھرا رہی ہوگی آسمان اُس طبقے پر کانپ رہا ہوگا جانوران صحرا خوف
سے بھاگ گئے ہونگے قیامت کی لڑائی ہوتی ہوگی یہ ممکن نہین کہ خورشید روشن دل اُنپر غالب
ہوا ہو اُسنے انکو مبتلاے سحر کر لیا ہو یا زخمی کیا ہو یا اسیر کیا ہو یا قتل کیا ہو کیونکہ آگے آپکی نانی جان کے
اُسکی کچھ بھی اصل و حقیقت نہین ہی لہذا آپ عزم جانیکا نہ کیجیے وہ مظفر و منصور ہو کے تشریف
لاتی ہونگی صندلان شاہ نے انکو جواب دیا ہرچند جو تم کہتے ہو سچ ہی مگر مین کیا کہون جو اسوقت
حال میرے دل کا ہی تم لوگ مجھے نہ روکو اسوقت جانے دو وہین جلد جاکے اپنی نانی جان کو
ایک نظر دیکھ آؤن دل کو تسلی و تسکین ہو جائے مین وہان جاکے دیر نہ لگاؤنگا جلد وہان
سے یہان آؤنگا تم سب اسی طرح یہان موجود رہو وزرا وغیرہ نے عرض کیا حضور اسوقت بلکہ چالیس
روز تک گھر سے باہر نکلنا حضور کو نچاہیے نانی جان آپکی آج ہی آپ سے یہ کہہ چکی ہین کہ ای صندلان
شاہ مین نے اپنے علم سے دریافت کیا ہی کہ چالیس دن تجھ پر بہت سخت ہین خوف جان کے جانیکا
ہی کیا آپ انکے اس کہنے کو بھول گئے جو اسوقت بعزم جنگ دشمن قوی یہان سے جاتے ہین آپ
لاکھ فرمائین کہ مین وہان جاکر نہ لڑونگا لیکن ہم نمکخوارون کو کب اسکا یقین ہی ممکن ہی نہین کہ
آپ وہان جاکے نہ لڑین دلیل ہماری صداقت قول کی یہ ہی کہ جب آپ یہان سے اُس صحرا مین جائیے گا
نانی صاحبہ کو اپنی خورشید روشن دل سے مقابلہ کرتے ہوے نہ دیکھ سکیے گا یقیناً انکو ہٹا کے
آپ خورشید روشن دل سے لڑیے گا اور فی زمانہ لڑنا آپکا اعدا سے اچھا نہین ہی ہم جانتے
ہین آگے آپکو اختیار ہی ہم سب نمکخوار حضور ہین از راہ نمک حلالی و خیرخواہی سمجھاتے ہین جانے سے
مانع ہوتے ہین اگر ہم لوگ خیرخواہ نہوتے اور بدخواہ ہوتے تو اسطرح کبھی حضور سے نہ عرض کرتے
جانے سے باز نہ رکھتے صندلان شاہ تقریر اپنے اہل دربار کی سُنکے بجاے خود فکر کرکے دل مین کہنے
لگا بیشک یہ سب لوگ میرے خیرخواہ ہین بدخواہ نہین ہین جو کچھ یہ کہتے ہین سچ ہی جانا یہان سے میرا
اچھا نہین ہی نانی جان میری بخیر ہونگی یون ہی دل میرا گھبراتا ہی وہ ساحرہ زبردست ہین انھین
کسی ساحر سے کیا ضرر پہونچے گا یہ تو یہان یہ خیال کر رہا تھا وہان ملکہ آتش افروز جادو کی

قبض روح ہو رہی تھی جب قبض روح بخوبی ہو چکی یعنی ملکہ آتش افروز جادو مرچکی اسکے مرنے سے
وہ صحرا صحراے بلاخیز ہوگیا ہواے تند چلی آندھی بڑے زور و شور سے سیاہ آئی ایسی ہواے تند
چلی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے اوکھڑ گئے ڈور ڈور ہوا کے زور سے جاگرے ابر سیاہ و تاریک فلک پر
نمودار ہو کر اُس صحرا پر محیط ہوا ابر فدکور مین دمبدم زور و شور سے بجلی چمکنے اور کڑک کڑک کے گرنیلگی
صداے رعد کی ابر سے بار بار آنے لگی سنگ باری و برف باری ہونے لگی زمین اُس صحرا کی تھرانے لگی
پیر فلک بھی یہ ہنگامہ قیامت زا دیکھ کے خوف سے کانپنے لگا وہ صحرا ایسا تیرہ و تاریک ہوگیا کہ رشک
ظلمت چشمۂ آب بقا ہوگیا بڑی دیر تک یہی حال رہا بعد ازان وہ تاریکی و سنگ باری و برف باری و ہواے
تند موقوف ہوئی مطلع صاف ہوا ساحرہ مقتولہ بدست خود کے سحر کے بیرون نے اُسی کے نام سے بصد نالہ و
بکا استطرح پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس خود ہمنے اپنے گلے پر چھری پھیر کر اپنی جان دی نام ہمارا
ملکہ آتش افروز جادو تھا عمر ہماری کچھ ایسی زیادہ نہ تھی ساڑھے تین سو برس کا سن تھا اچھی طرح
باغ دنیا کی سیر بھی ابھی نہ کی تھی کہ یکایک باغبان قضا نے غنچہ حیات کو توڑ کر خاک مین ملا دیا یہ آواز دیکے
وہ سب سحر کے بیر بصورت گرد باد بنکے خاک صحرا سے لاشہ ساحرۂ مذکورہ کا اُٹھا کے بلند ہو کے سوے
دربار صندلان شاہ نالان و گریان روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب دربار صندلان شاہ
اُسوقت پہونچے کہ صندلان شاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار تھے شاہ
طلسم گو اہل دربار کے سمجھانے سے بیٹھا ہوا تھا مگر بیتاب و بیقرار تھا اہل دربار اُسکے دل کو بہلا رہے
تھے ایسی باتین کر رہے تھے کہ دل اُسکا فی الجملہ خوش ہو رنج و بیتابی و بیقراری دفع ہو لیکن وہ کسی کے
سخن سے شگفتہ خاطر نہوتا تھا ہنسی کا تو کیا ذکر ہی ذرا بھی نہ مسکراتا تھا اہل دربار سے کہتا تھا تم لوگ
عبث ایسی باتین کرتے ہو کہ میرے غنچۂ دل کو مانند گل شگفتہ کرو نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ اسوقت دل افسردہ ہے
رونے کو دل چاہتا ہے ہنسی نہین آتی ہے ابھی صندلان شاہ اپنے اہل دربار سے یہ کہہ رہا تھا کہ ناگاہ
آواز نالہ و فغان کان مین آئی صندلان شاہ نے گھبرا کے سوے فلک دیکھا اور اپنے اہل دربار
سے کہا دیکھو تو یہ صداے نالہ و فغان کہان سے آتی ہے کون روتا ہے خداوند تمثال آئینہ رو خیر کرین
مجکو آثار بد معلوم ہوتے ہین خیال بد دل مین آتا ہے کیا کہون اپنی زبان سے جو اسوقت ذہن مین
آیا ہے اہل دربار نے پوچھا حضور کے دل مین اسوقت کیا خیال گذرا ہے ہم سے بھی بیان کیجیے اُسنے کہا
مجھے یہ خیال ہے کہ میری نانی جان کو کسی نے قتل کیا ہے بیر اُنکے سحر کے لاشہ اُنکا بنالہ و فغان یہان
لاتے ہین اہل دربار نے عرض کیا نہین حضور یہ بات عقل و فہم سے دور ہے اور کوئی ظلم رسیدہ
روتا ہوگا ابھی اہل دربار صندلان شاہ سے یہ کہہ رہے تھے کہ ناگاہ وہ گرد باد قریب تر
آیا سحر کے بیرون نے لاشہ ساحرۂ مذکورہ کا عین دربار مین ڈالدیا بعد اسکے وہ سب نالہ و
فغان کرتے ہوے آتش افروز جادو کو یاد کرتے ہوے اُسکی بھینٹ بار بار دینے کا خیال
کرتے ہوے ایک طرف روانہ ہوے صندلان شاہ لاشہ اپنی نانی کا دیکھکر پہلے تو دنگ ہوگیا
سکتا سا ہوگیا اہل دربار بھی دریاے حیرت مین غرق ہوے لیکن بعد حیرت بسیار صندلان شاہ
بیتاب و بیقرار ہو کے بے اختیار رویا اہل دربار بھی گریان ہوے اگرچہ حال گریہ و زاری صندلان شاہ

مفصل تحریر کیا جاے تو بیجا طول ہوگا اور خلاف طبع ناظرین بھی ہوگا لہذا بنظر اختصار اسی قدر
لکھا جاتا ہی کہ صندلان شاہ صدمہ مرگ ملکہ آتش افروز جادو سے روتے روتے قریب
بہلاکت ہوگیا اسوقت وزرا وغیرہ اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور اب اس گریہ وزاری
سے کیا نفع ہوگا جو ہونا تھا وہ تو ہوا انکی حیات تو اتنی ہی تھی اب صبر کیجیے زیادہ گریہ و بکا نہ کیجیے
دیکھیے کثرت نالہ و بکا سے حال حضور کا کیا ہوگیا ہی صندلان شاہ نے ضبط گریہ کر کے انھین جواب دیا
اب لطف میری زندگی کا باقی نرہا یہ بزرگ بھی میری تھین شفقت بزرگانہ بھی کرتی تھین اور کیا کہون
کیا کیا باتین مجھ سے کرتی تھین کبھی کسی بارے مین مجھ سے عذر نہ کرتی تھین مدام میری ترقی و زندگی و
صحت کی درپے و خواستگار رہتی تھین آج ہی مین براے مقابلہ خورشید روشن دل جاتا تھا مجھے
کسی طرح جانے نہ دیا ہر بار یہی کہا کہ تو نہ جا تجھپر چالیس روز بہت سخت ہین خوف جان کے جانیکا ہی
گو مجھپر بھی چند دن از حد سخت ہین لیکن مین جاتی ہون غرض کیا محبت انکو میری تھی کہ مجھے جانے نہ دیا خود
جا کے جان اپنی دیدی انکے بعد مثل انکے کوئی دوست و خیرخواہ و شفیق و بزرگ و حاجت روا
و دلجو باقی نہین رہا اب کسکی حمایت وغیرہ سے مدام عیش و راحت سے بسر کرونگا ہاے انکے مرجانے
سے زندگی میری بے لطف و خراب گذریگی ایسی زندگی سے کیا فائدہ مین بھی جان اپنی دیدون
تو بہتر ہی یہ کہکے کارد تیز اٹھا کے قصد خودکشی کیا وزرا نے جسارت کر کے چھری اسکے ہاتھ سے چھین لی
اور دست بستہ عرض کیا حضور یہ کیا ارادہ کرتے ہین دانا ہو کے نادان بنتے ہین خودکشی سے
کیا فائدہ ہوگا مفت جان حضور کے دشمنون کی جائیگی اعداے حضور یہ خبر سنکے خوش ہونگے دوستون کو
رنج ہوگا براے خداوند خودکشی سے باز آئیے گریہ وزاری موقوف کیجیے صبر کیجیے میت انکی اٹھوائیے
کتاب ساحری سے حال انکے قاتل کا دریافت کیجیے پھر جو مناسب ہو وہ کیجیے صندلان شاہ
انکی قسم دینے سے اور منت و خوشامد کرنے سے اپنے ارادے سے باز رہا گریہ وزاری فی الجملہ موقوف
کی میت اپنی نانی کی موافق اپنی ملت کے نہایت سامان و جلوس و تزک سے اٹھوائی اور بطریق اپنے
مذہب کے ہیزم خشک پر رکھکر جلوائی بعدہ دربار مین آ کے از حد برہم ہو کے اپنے اہل دربار سے
کہا جلد کتاب ساحری لاؤ حال اپنی نانی کے قاتل کا دریافت کرون بلکہ جسوقت سے وہ یہان سے
گئین تھین اسوقت سے اسوقت تک کا حال دریافت کرون کہ جسوقت تک لاشہ انکا یہان آیا تھا
اہل دربار نے حسب الحکم کتاب مذکور پیش کی اسنے بہ نیت مذکور کتاب کھول کے جو دیکھا صاف
اس مین یہی لکھا پایا کہ اے صندلان شاہ آگاہ ہو کہ جب نانی تیری تیرے دربار سے سوے
صحرا گئی پہلے خورشید روشن دل سے لڑی عجب عجب سحر اسپر کئے آخرکار اسکو اپنے سحر مین مبتلا کیا
وہ زمین پر گرا سر دا بہ دختر زادی اسکو راہ زیر زمین سے لیگئی بعد اسکے سردار خوارزجادو آیا
اس سے تا دیر مصروف جنگ رہی وہ بھی اس سے اسطرح لڑا کہ یہ عاجز ہوئی آخرکار اسنے چاہا کہ
خون اپنے گلو کا لیکر ناریل یا ترنج و نارنج وغیرہ کو اس مین تر کر کے سحر کر کے سردار خوارزجادو کی
نظر بچا کے اسکے سینے پر مارون وہ چونکہ ساحر زبردست اور بڈھا نہایت سن رسیدہ تھا بفہم
و فراست اسکے ارادے سے آگاہ ہوگیا جب تیری نانی نے اپنے حلق پر چھری رکھی اسنے بھی اسکی نظر

بجائے اُسکی کارد پر ایسا سحر کیا کہ وہ نہایت آبدار ہوگئی بس ذراسی حرکت دینے مین کارد مذکور
نصف گلو تک پہونچی نانی نے تیری حیران ہوکے ہاتھ اپنا روکا اور مردار خوار جادو کو دھوکا
دیکے غافل اُسے پاکے خون اپنے گلو کا لیکر وہی سحر جو تجویز کیا تھا پڑھکر نارِیل یا ترنج خون آلودہ بردم کر لے
سینے پر مردار خوار جادو کے مارا وہ اسکے اِس سحر سے بوجہ غافل ہونے کے ہلاک ہوا پھر اُسکے سحر کے
لاشہ اُسکا اٹھا کے جانب لشکر طلسم کشا لیگئے تیری نانی بوجہ زخم گلو کے ہلاک ہوگئی پھر دن نے
اُسکے سحر کے لاشہ اُسکا تجہیز تک پہونچا دیا صندلان شاہ تمام حال سے آگاہ ہوگئے اپنے اہل دربار سے
کہنے لگا کہ جلد سامان جنگ کرو سب لشکر ساحران تیار ہو مین آج ہی خورشید روشن دل اور تمام
لشکر طلسم کشا کو جاکر قتل کرونگا سب کو زندہ نچھوڑونگا عوض اپنی نانی کے خون کا لونگا حتی الامکان
طلسم کشا کو بھی کسی طرح لوح لیکر قتل کرونگا یا جان اپنی لڑبھڑکر دیدونگا وزرا نے عرض کیا حضور
کو اسوقت نہایت غصہ ہی اگر حضور غصے کو کم کرین یا فرو کرین تو ہم نمکخوار از راہ خیر خواہی کچھ عرض
شاہ طلسم نے کہا تمھین جو کچھ عرض کرنا منظور ہی عرض کرو اُنھون نے دست بستہ عرض کیا حضور کے
بارے مین نانی صاحبہ نے آپکی ارشاد فرمایا تھا کہ دن تیرے بہت سخت ہین خوف جان سے جانیکا ہی
حضور حکم سامان جنگ کا دیتے ہین لشکر ساحران ہمراہ لیکر براے جنگ طلسم کشا وغیرہ جانے پر آمادہ
ہین ہم خیر خواہون کے نزدیک یہ عزم اچھا نہین ہی مصلحت وقت یہ ہی کہ دو تین باتون سے
کسی بات کو اختیار فرمائیے یا تو ساحران نامی سے کسی ساحر کو ہمراہ لشکر ساحران روانہ کیجیے کہ وہ
طلسم کشا کو روکے لوح طلسم کسی مکر و فریب سے لے آئے خورشید روشن دل وغیرہ سے
مجادلہ کرے یا حضور قلعہ بند ہون اُس زمانے تک کہ جب تک دن سخت ہین اور ستارے حضور کے
طالع کے بیہرے ہین یا ہم خیر خواہون کو حکم ہو کہ ہمراہ اپنے لشکر کثیر لیکر جائین طلسم کشا کو روکین
خورشید روشن دل وغیرہ سے لڑین مرحلہ جات طلسم تک طلسم کشا وغیرہ کو حتی الامکان
نجانے دین صندلان شاہ نے جواب دیا جو کچھ تمنے عرض کیا ہی اِسکے سوا اور بھی کوئی راے
دے سکتے ہو اُنھون نے عرض کیا ہان ایک راے ہم خادمون کی یہ ہی کہ آپ بطور فال
کتاب سامری سے یہ دریافت کرین کہ فی زمانہ طلسم کشا و خورشید روشن دل سے مقابلہ
و مجادلہ کیا جاے ہمارے حق مین بہتر ہی یا نہین جو حکم نیک و بد کتاب مذکور سے آپ کو ہو اُسپر
عمل کیجیے صندلان شاہ نے یہ راے پسند کی اور فی الفور کتاب کو کھول کے اپنے عزم جنگ
کے مقدمہ مین بطور فال کے دیکھا کتاب مذکور سے صاف صاف یہ ظاہر ہوا کہ فی زمانہ طلسم کشا
اور اُسکے لشکر سے خود جاکر لڑنا اچھا نہین ہی صندلان شاہ یہ حال کتاب مسطور سے دریافت
کرکے اپنے عزم سے بمجبوری باز رہا لیکن مرحلہ جات طلسم پر باوجود مقرر و معین ہونے ساحرون
کے اور بھی ساحر اور فوج ساحران روانہ کی اور بخوبی تمام اپنی حفاظت اور طلسم صندل کی
حفاظت کا انتظام کیا یہان تو صندلان شاہ نے موافق حکم کتاب سامری کے حسب دلخواہ
سامان حفاظت جان و مال و طلسم کا کیا ہی مگر اب حال خورشید روشن دل کا لکھا جاتا ہی
کہ جب سمرا بہ وزیرزادی اُسکو صحرا سے لیگئی او مجلسرا سے خورشید روشن دل تک پہونچی

اپنے دل مین بہت خوش ہوئی کہ مع الخیر یہان تک پہونچی زندہ بادشاہ موصوف کو لے آئی چونکہ اسوقت ملکہ آتش افروز جادو مردار خوار جادو سے لڑکے مر چکی تھی سحر اُسکا خورشید روشن دل پر سے اُتر گیا تھا کیونکہ یہ قاعدہ ہی کہ جس ساحر کا سحر جس کسی پر ہوتا ہی بعد مرنے اُس ساحر کے سحر اُسپر سے دفع ہوجاتا ہی بس باوجود دفع ہوجانے سحر کے خورشید روشن دل نے احتیاطاً برائے دفع باقی ماندہ اثر سحر کے شیشہ آب دمیدہ سحر طلب کر کے پانی اُس سے لیکر غسل کیا تھا تن پر سے اُس پانی کی وجہ سے کہ دافع سحر تھا باقی ماندہ جو اثر سحر تھا وہ بھی دفع ہوگیا مطلق اثر سحر باقی نرہا طبیعت مثل سابق درست وبحال ہوئی بعد درستی مزاج خورشید روشن دل نے سمر دایہ وزیرزادی سے خوش ہو کے اُسکی جانبازی و خیر خواہی کی تعریف کر کے کہا کہ تو نے عجب کار نمایان کیا اُسنے عرض کیا مین نے ایسا کیا کار نمایان کیا ہی کہ جس کے سبب سے آپ اِس درجہ میری تعریف کرتے ہین خورشید روشن دل نے اُسکی تقریر سُنکے زر و جواہر اُسے بطور انعام و تحفہ دیا بعد اِسکے وہان سے مع اپنی سپاہ کے سوے لشکر طلسم کشا تخت سحر پر بیٹھکر دم بھر بھی توقف نہ کر کے روانہ ہوا بعد قطع راہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا طلسم کشا مع لشکر کے رہ نورد ہی خورشید روشن دل تخت سحر سے اُتر کر داخل لشکر طلسم کشا ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے اُس جگہ قیام کیا خیام و بارگاہین استادہ و برپا ہوئین ایک بارگاہ وسیع مین شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و سہراب بن لندھور و خورشید روشن دل وغیرہ ساحران نامی و ناموروشاہان و سرداران سپاہ غیر ساحر علے قدر مراتب تخت و کرسی اور دنگل پر بیٹھے اُسوقت شاہزادۂ رستم ثانی نے ساقیون کو طلب کیا وہ حسب الطلب کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و جامہاے بلورین لیکر حاضر ہوے اور باشارۂ شاہزادۂ موصوف ہر اک کو جام پُر از شراب ناب دینے لگے ہر اک شراب پینے لگا جب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان مے مشکبو کی اُٹھا کے لیگئے بعد ایک ساعت کے جب نشہ شراب کا ہوا طلسم کشا نے جانب خورشید روشن دل متوجہ ہو کے پوچھا آپ گئے تھے وہان کی کیفیت بیان کیجیے خورشید روشن دل نے جو کچھ حال گذرا تھا مفصل بیان کیا طلسم کشا و جملہ اہل بارگاہ نے جرأت و ہمت اور لڑائی کی اُسکی ثنا کی اور کہا کہ آپنے بھی غضب کیا کہ اِس طرح بے سامان و بے اسباب سحر بہر جنگ یہان سے گئے خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کو رہا کیا عیار بچیون کو خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کے حوالے کیا ابلیس خود پسند سے لڑکے اُسے قتل کیا بلکہ آتش افروز جادو ایسی ساحرہ بلاے بے درمان سے مقابلہ و مجادلہ کیا کمال کیا جاے شکر ہی کہ اُس ساحرۂ بدبلا سے آپ جانبر ہوے اگر اور کوئی بجاے آپکے ساحر ہوتا تو اُس ساحرہ کے ہاتھ سے کسی طرح جانبر نہوتا کیونکہ وہ اپنے وقت و زمانہ کی آفات چہار دست ہی بعد اِس گفتگو کے عجائب جادو نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا ای خواجہ عیار بچیون کو ہوشیار کرو خواجہ عمرو ثانی و چالاک ثانی وغیرہ عیار بتیار سے عیار بچیون کے لائے اور دارو دفع بیہوشی سے اُنھین ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئین عجائب جادو نے برہم ہو کے اُنسے کہا ای نالائقو کہو یہ کیا حرکت نامعقول کی تھی خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کو بیہوش کر کے کیون لیگئین تھین

دین تقصیر کرنے کی اب انکو کیا سزا دون جو تم کہو وہی سزائے سخت دون انھون نے دست بستہ
عرض کیا ای بادشاہ فیجاہ بیشک ہم سے خطا ہوئی اب ہم بصدق دل مسلمان ہوتے ہین ہماری
خطا کو عفو کر اب ایسی تقصیر تا زندگی نہ کرینگے عجائب جادو نے یہ سُنکے جانب طلسم کشا دیکھا شاہزادہ
فیجاہ نے فرمایا اب یہ عذر روا قرار کرتی ہین خطا انکی عفو کیجائے آئندہ اگر کوئی خطا ایسی ہی انسے
سرزد ہوگی تو سزائے سخت انکو دینا عجائب جادو نے ارشاد شاہزادہ موصوف سے خطا انکی
معاف کی وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین اور بعضون نے یون بھی لکھا ہی کہ بصدق دل
مطیع دین اسلام ہوئین کلمہ شہادتین زبان پر جاری نہین کیا غرض بہر طور مطیع و فرمانبردار ہوئین
اور بارگاہ سے جاکر لشکر مین داخل ہوئین ایک خیمہ مین قیام پذیر ہوئین اسی اثنا مین بیر سحر کے
لاشہ مردار خوار جادو کا لائے اور لشکر طلسم کشا مین ڈالکر ایک سمت نالہ کنان چلے گئے مردمان
لشکر نے شور و غل کیا شاہزادہ رستم ثانی نے سبب شور و غل دریافت کیا چالاک ثانی وغیرہ
عیارون نے جاکر حال دریافت کرکے شاہزادہ موصوف سے کہا اسوقت ایک بونڈلا آیا تھا
اُس مین سے لاشہ مردار خوار جادو کا لشکر مین گرا ہی یہ خبر سُنکے طلسم کشا وغیرہ کو رنج ہوا اور متحیر
ہوکے کہا نہین معلوم اسکو کس نے قتل کیا یہ نہایت زبردست ساحر تھا اور خیر خواہ تھا خورشید
روشن دل نے طلسم کشا سے کہا حال اسکے قاتل کا دریافت ہوسکتا ہی یا لوح طلسم سے
دریافت کر لیجیے یا مین بذریعہ علم اخترشناسی یا کہانت کے علم سے بتائے دیتا ہون یہ کہکے کچھ فکر کرکے
کہانت کے طریقے سے تمام حال دریافت کرکے کہا ای شاہزادہ ذیوقار اسکو آتش افروز جادو نے
ہلاک کیا ہی اور ایسا ثابت ہوتا ہی کہ وہ بھی در پی اسکی ہلاکت کی ہوگئے ہلاک ہوئی ہی شاہزادہ
موصوف مردار خوار جادو کے ہلاک ہونے سے تو رنجیدہ ہوا تھا مگر آتش افروز جادو کے ہلاک
ہوجانے سے از حد خوش ہوا پھر حکم اپنے ملازمون کو دیا کہ لاشہ مردار خوار جادو کا بطریق ہمارے
مذہب کے دفن کیا جائے ہم بھی اُسکے دفن کرنے مین شرکت کرینگے کیونکہ اُسنے بھی ہماری شرکت
کی تھی اور بالفعل ایک ہمارے دشمن قوی سے لڑکے اپنے اپنی جان دی ہی پھر بحکم ملازم کاربند ہوئے
وقت دفن شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ سب شریک ہوئے

داستان جانا شاہزادہ رستم ثانی کا بہدایت لوح طلسم جانب مرحلہ جات طلسم صندل اور فتح کرنا مرحلون کا اور قتل کرنا ساحرون کا ساقی نامہ

ساقیا پھر مجھے ہی شوق شراب
خوب لکھونگا داستان طلسم
خامہ افسون طراز سیراب ہی
در مضمون اسی سے وا سب ہوتے

نشہ مین ہوگا وا طلسم کا باب
مین شہنشاہ ہون معانی کا
نکار اعجاز صد مسیحا ہو

اب کرونگا عجب بیان طلسم
صفحہ لوح ہی طلسم مرا
اس عجائب سے آشنا سب ہون

رہ نوردان مراحل نقرہ پرو محرران وقائع حیرت انگیز و بے نظیر

اس داستان بیمثال کو یون بیان کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ شاہزادہ رستم ثانی نے بعد دفن کرنے
مردار خوار جادو کے شب اُسی صحرا مین بسر کی وقت سحر بعد نماز صبح ارادہ وہان سے کوچ کا کیا
عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ نے کہا ای شاہزادہ فیجاہ صحرا نوردی لغیہ دیکھنے

لوح کے خوب نہیں ہی مناسب یہ ہی کہ لوح کو دیکھیئے لوح طلسم جو ہدایت کرے اُسپر عمل کیجیئے تاکہ
جلد تر دُر مدعا پائیے شاہزادۂ موصوف نے اُنکی رائے پسند کر کے لوح کو دیکھا اُسنے ہدایت کی
کہ ای طلسم کشا اپنے تمام لشکر کو اسی جگہ چھوڑ کے تنہا جانب دست چپ جا سیر دشت و کوہ کر ابعدہ
جو کچھ نظر آئے اُسے دیکھ و دیر نہ کر جلد جا کہ اسطرف جانا تیرا ضرور ہی شاہزادۂ موصوف نے حکم
لوح سے آگاہ ہو کے عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ سے کہا کہ لوح طلسم
مجکو یہان سے جانب دست چپ تنہا جانے کو ہدایت کرتی ہی سب نے کہا جو حکم لوح ہو ضرور اُسپر
عمل کیجیئے شاہزادۂ موصوف اُسی وقت سب سے رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہو کے مسلح ہو کے
لوح طلسم اپنے گلے مین ڈال کے جانب دست چپ روانہ ہوا بعد قطع راہ بسیار ایک صحرائے سبزہ زار
مین پہونچا وہ صحرا پُر فضا ایسا تھا کہ وہان کے سبزۂ شاداب کے دیکھنے سے دل کو فرحت ہوتی تھی ہوا
سرد اُس سبزہ زار کی رشک نفس عیسی تھی تن بیجان مین وہان کی ہوا سے جان آتی تھی غنچۂ دل پژمردہ
کیسا ہی ہو وہان کی سرد ہوا سے مانند گل شگفتہ ہو جاتا تھا سبزہ اُس صحرا مین زمین پر گستردہ نہ تھا
بلکہ فرش مخمل سبز زمین پر بچھا تھا جہان تک نظر پہونچتی تھی فرش سبزہ شاداب ہی زمین پر نظر آتا تھا
نہرین جابجا اُس صحرا مین جاری تھین طائران خوش الحان و آہوان شوخ چشم اُس صحرا مین بکثرت
تھے شاہزادہ رستم ثانی اُس صحرا مین پہونچکر سیر وہان کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور گروہ غزالان شوخ چشم
و طائران رنگارنگ و خوش الحان دیکھکر بے اختیار چاہا کہ انکا شکار کیجیئے پھر خیال کیا کہ پہلے لوح کو
دیکھ لینا چاہیے بعدہ شکار یہان کے چرند و پرند کا کرنا چاہیے مبادا ان جانورون کے شکار کرنے سے
کسی طرح ضرر ہو یہ خیال کر کے لوح کو دیکھا لوح مین لکھا پایا کہ ای طلسم کشا خبردار یہان کے چرند و پرند کا
شکار نہ کرنا انکو جانور اصلی نہ جاننا کسی جانور کو یہان کے آزار نہ دینا کسی سے کچھ سخن بھی نہ کرنا یہ طائر اور
وحشی بزبان فصیح گفتگو کرتے ہین بظاہر جانور ہین بباطن سب ساحر ہین یہ صحرائے سبزہ زار بظاہر پر بہار
و فرحت افزا ہی بباطن خارستان سے بدتر ہی کیونکہ نمود اسکی سحر ہلس خوار جادو سے ہی جلد اُس
صحرا سے نکل جانا چاہیے شاہزادۂ موصوف لوح کو دیکھکر عزم شکار سے باز رہ کر آگے بڑھا بعد قطع
راہ دراز ایک کوہ سربلند نظر آیا راہ اُس کوہ کی مانند کوچۂ کاکل کے تھی زیر کوہ یعنی دامن کوہ مین
تختہ ہائے گل خوش قطع و پر بہار تھے کوئی تختہ لالۂ نعمان کا تھا کہ سیر داغہائے لالۂ نعمان سے داغہا
و لہائے عشاق یاد آتے تھے کوئی تختہ زعفران کا تھا کہ جسکو دیکھکر ہر اک افسردہ دل اور گریبان
چاک کو ہنسی آتی تھی کوئی تختہ گلاب کا تھا ہر اک گل سرخ اُس تختہ کا مانند عارض محبوب کے تھا
کوئی تختہ نرگس شہلا کا تھا ہر اک پھول نرگس کا بعینہ چشم منتظر تھا یا اک دیدۂ حیران تھا یہ چار
چمن دامن کوہ مین دیکھکر شاہزادہ خوش ہوا اُنکی سیر سے دل باغ باغ ہوا اُن چمنون مین ہزار
در ہزار طائران رنگارنگ و خوش الحان تھے ناگاہ وہ طائر اسطرح نغمہ سرا ہوتے تھے کہ صوت
بلبل بھی آگے اُنکے ہیچ تھی گاہ وہ طائران رنگارنگ باہم بزبان فصیح کہتے تھے دیکھو طلسم کشا آگیا
دیکھیے کیا ہوتا ہی افسوس پاس طلسم کشا کے لوح طلسمی ہی اور ہمین حکم ہماری مالکہ کا نہین ہی
ورنہ ابھی اسکو گرفتار کر لیتے شاہزادۂ رستم ثانی نے سیر تختہ ہائے گلہائے مذکور کر کے جانب

کوہ دیکھا بالاے کوہ سے آواز گانے کی اور صدا بجنے سازون کی آئی بے اختیار ارادہ کوہ پر جانیکا
کیا کیونکہ وہ آواز رقاصہ ومطربہ ایسی دلکش تھی کہ تاب ضبط باقی نرہی شاہزادہ موصوف سیر
جہنماے مذکور سے منہ موڑکر کوہ پر چڑھنے لگا راہ پر پیچ اُسکی طی کرنے لگا گو کہ راہ کوہ مذکور سخت گذار
تھی لیکن شوق سیر کوہ راہبر ہو کے بسہولت وجلد لیگیا شاہزادے نے بالاے کوہ جاکر عجب
قدرت حق دیکھی وہ درختان الانواع واقسام وہ ثمر پختہ وخام اُنکے وہ جھرنے جھرنا کوہ سے
پانی کا نکلنا طائران خوش الحان کا چہکنا سوا اِسکے جو غور سے دیکھا تو ایک طرف ایک باغ نظر آیا
اور اُسی باغ کے اندر سے آواز گانے کی آئی شاہزادہ جانب باغ مذکور چلا جب قریب اُسکے
پہونچا دیکھا چار دیواری باغ کی نہایت خوب ہی دل کو مرغوب ہی دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہی کوئی دربان
نہین ہی یہ دیکھکر در باغ پر گیا در باغ سے اندرون باغ جو دیکھا سبز گلہاے رنگا رنگ سے غنچہ دل
شگفتہ ہوا ہوا اُس باغ سے ایسی آئی گویا باغ ارم سے ہواے فرحت افزا آئی بوے گلہاے
خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا وہ باغ پر بہار عجب باغ تھا تعریف مفصل اُسکی تو کیا رقم کیجاے
الا مختصر یہ ہی کہ بمصداق نظم

نظم

وہ گلون کی بہار وشادابی
شوق مین ہو نظر کو بیتابی
اپنی دکھلاتے تھے بہار شجر
باغ مین سب تھے میوہ دار شجر

بعد دیکھنے اشجار میوہ دار و
گلہاے بوقلمون کے شاہزادہ رستم ثانی نے جو ایک طرف باغ مین دیکھا ایک بارہ دری نظر آئی
تھا اُس بارہ دری کی کیا لکھی جاے قلم خوبی تو لکھ نہین سکتا لیکن اسقدر درج کرتا ہی کہ نظم

نظم

تھی وہ بارہ دری زمرد کار
رنگ ہو جس سے چرخ مینا رنگ
سارے مینائے تھے در و دیوار
سبز تھا فرش سبزے کا کیا رنگ

ابھی شاہزادہ موصوف جانب بارہ دری دیکھ رہا تھا ہر چند
اشتیاق سیر باغ وبارہ دری بہت تھا لیکن شاہزادہ اندر باغ کے اس وجہ سے نہ جاتا تھا
کہ نہین معلوم یہ باغ کس کا ہی عورتین اس مین پائی جاتی ہین آواز اُنکی ہنسی اور باتون کی
آتی ہی نامحرم عورتون مین بے اجازت جانا اچھا نہین ہی ناگاہ اُن مین سے کچھ عورتون نے
شاہزادہ رستم ثانی کو در باغ پر دیکھکر اور یکبارگی اُٹھکر یہ کہا کہ نظم

نظم

آیا صد شکر وہ طلسم کشا
مدتون سے تھا انتظار اسکا
اسی کی سیر کے شکار ہوے
اسی کی آرزو مین بیٹھے تھے
حسن ہی باعث بہار اسکا
رشک ماہ فلک ہی یہ خورشید
ابھی کرتے تھے جس کا ہم چرچا
اسی کی جستجو مین بیٹھے تھے
اسکے آنے پہ ہم نثار ہوے
ہو گئی چشم انتظار سفید

یہ کہکے وہ عورتین بصد شوق مسکراتی ہوئین سوے در باغ چلین اُنمین ہر ایک نوجوان وخوبرو
شوخ دیدہ تھی جب وہ چند عورتین در باغ پر پہونچین مسکرا کر کہنے لگین اے شاہزادہ ذیجاہ
آپ در باغ پر کیون کھڑے ہین چلئیے ہماری ملکہ عالم آپکو بلاتی ہین چونکہ وہ مہمان نوازہین عجب
نہین کہ خود آپکے لینے کو تھوڑی دور آئین آپکا استقبال کرین اُنھون نے خبر آپکی تشریف آوری
کی سنی ہی اسی وجہ سے بزم عشرت آراستہ کی ہی دروازہ باغ کا کھلوا دیا ہی وہ منتظر ہی آپکی تھین
کہ آپ تشریف لاے ملکہ ہماری شاہزادی ہین ایک بادشاہ ذیجاہ کی دختر ہین ہمیشہ باغ کے سیر
اِدھر آیا کرتی ہین خصوص آج تو محض خبر آپکے اِدھر آنے کی سُنکے تشریف لائی ہین غائبانہ آپ پر

عاشق ہوئی ہین یہ حال اُنسے نہ کہیئےگا ورنہ وہ ہم کنیزون کو اور ملازمون کو سزاے سخت دینگی
نوکری سے بھی چھڑا دینگی شاہزادہ رستم ثانی گفتگو اُنکی سُنکے اُنکے کہنے کا یقین کرکے جھوٹا اُنھین
نہ جانکے مرکب سے اُترکے بہت خوش ہوکے ہمراہ اُنکے اندر باغ کے گیا دیکھا عجب باغ پُر بہار
و وسیع ہی نہایت سرسبز و شاداب ہی ابھی شاہزادہ مصروف سیر باغ تھا اور ہمراہ اُن عورتون
کے چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک طرف سے باغ کے ایک غول نازنینون کا پیدا ہوا اُنکے درمیان
مین دیکھا ایک نازنین غیرت پری رشک حور حُسن و جمال مین بیمثل و بے نظیر پوشاک رنگین و نادر
زیور طلائی جواہر نگار پہنے ہوے ڈوپٹہ سے مُنہ چھپائے ہوے ہی کثرت شرم و حیا سے ہر اک قدم پر
رُکتی ہی اپنی ہمجلیسون سے آہستہ کہتی ہی بھئی ہمکو شرم آتی ہی قدم آگے نہین بڑھتا ہی شاہزادہ
رستم ثانی اِدھر آتا ہی اب ہمسے آگے ایک قدم بھی اُٹھایا نہین جاتا ہی شرم و حیا سے عجب حال ہی
وہ نامحرم ہی مین اُس سے بات نہ کرونگی صورت اپنی نہ دکھاؤنگی مجھے اُس سے بات کرتے شرم
آئیگی کثرت حیا و شرم سے صورت دکھائی نہ جائیگی تمھین اُس سے بات چیت کرنا شراب
اپنے ہاتھ سے پلانا خاطر و مہمانداری بخوبی کرنا مین ہرگز اُس سے نہ بولونگی شاہزادہ اُسکی تقریر
سُنکے اور چہرۂ زیبا اُسکا دیکھکے بے اختیار اُسپر مائل ہوا نقد دل ایک نظر اُسکو دیکھکے دیدیا
اُسکے عشق و الفت مین کچھ خیال طلسم کشائی کا نرہا مانند پروانہ کے اُس شمع جمال کی طرف
چلا اُن خوبرو کنیزون نے عرض کیا دیکھیئے ای شاہزادہ ذیجاہ ملکہ عالم ہماری واسطے آپ کے
استقبال کے بارہ دری سے یہان تک تشریف لائی ہین خوشا مقدر آپکا کہ آپ پر عاشق بھی
ہوئین اور آپکے استقبال کے لئے یہان تک آئین یہ مرتبہ آپ کا ہی آج تک اور کسی شاہ و
شہریار کو یہ رتبہ و یہ وقار حاصل نہین ہوا سیکڑون شاہان جلیل القدر خوبی اِنکے حُسن و جمال کی
سُنکے عاشق ہوکے ہلاک ہوگئے ہزارون شاہزادگان نامور و خوبرو شہرہ اِنکے حُسن دلفریب کا
سُنکے شیفتہ و فریفتہ اِنپر ہین مشتاق ایک نظر دیکھنے کے ہین بعضے لباس فقیری پہنے ہین اکثر مانند
مجنون کے دیوانے ہین یہ کسی پر نظر توجہ نہین کرتی ہین شاہزادہ رستم ثانی تقریر اُنکی سُنتا ہوا
اپنی خوبی تقدیر پر فخر کرتا ناز کرتا ہوا شادمان ہوتا ہوا آگے بڑھا بعد قطع راہ عنقریب اُس رشک
پری کے پہونچا جملہ کنیزین اور انیسین اور جلیسین اُسکی شاہزادے کے قریب آنے سے خوش
ہوئین بعدہ ہر اک نے سلام کیا پس از سلام شاہزادے کو ہمراہ اپنے لیکر ساتھ ساتھ اپنی ملکہ
مذکورہ کے جانب بارہ دری چلین اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی گمان کرتا تھا کہ مین ہمراہ گروہ
پریزادون کے اک باغ مین پرستان کے مصروف گلگشت گلشن ہون یہ گمان کرکے بجاے خود
خوش ہوتا تھا لوح طلسم صندل کہ زیر قبا بالاے سینہ تھی خیال اُسکے دیکھنے کا ذرا بھی نہ کرتا تھا بار بار
اُس رشک حور کو جسپر مائل ہوا تھا دیکھتا جاتا تھا وہ بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھ لیتی تھی اور
اِسقدر شرم و حیا و ناز و غرور حُسن ظاہر کرتی تھی کہ شاہزادے کو حیرت ہوتی تھی انیسین اور ہمجلیسین
اُسکی شاہزادے سے مخاطب ہوکے مُسکرا مُسکرا کے کہتی جاتی تھین کہ ای شاہزادۂ عالی وقار آپکے تشریف
لانے کا ہمنے اور ہماری اِن ملکہ عالم نے بہت انتظار کیا سوے درباغ دیکھتے دیکھتے گویا آنکھین سفید

ہوگئین کوئی ایسا کسی کو انتظار کراتا ہی جب سے خبر آپکے اِدھر آنے کی سُنی تھی ہم سب اسی باغ مین منتظر آپکے بیٹھے تھے خیر شکر ہی کہ آپ تشریف لائے مراد دلی برآئی شاہزادۂ رستم ثانی اُنکے جواب مین یہ کہتا ہوا چلا مین بھی تمھاری ملکہ کے شوق دیدار اور تمنائے وصل مین یہان تک آیا ہون یہ باتین کرتا ہوا اُس حور اجمال کی طرف دیکھتا ہوا اُس بارہ دری مین پہونچا دیکھا بارہ دری زمرد گون ہی شیشہ آلات و آئینہ جلبی بقد آدم و فرش نفیس وغیرہ اسباب ضروری و تکلف سے بخوبی آراستہ ہی صدر بارہ دری مین ایک مسند جواہر نگار بچھی ہی انیسان ملکہ مذکور نے اُسی مسند پر شاہزادے کو بٹھایا اور ملکہ سے بھی کہا کہ آپ بھی شاہزادے کے برابر بیٹھیے ماہ و مہر ایک جا ہون تو خوب ہی اُسنے پہلوے شاہزادے مین بیٹھنے سے پہلے تو کثرت شرم و حیا سے سب سے انکار کیا آخر کار شاہزادۂ موصوف اور جملہ انیسون اور جلیسون کے کہنے سے مجبور ہو کے کسی قدر شاہزادے سے ہٹ کے کچھ منھ بھی شاہزادے کی طرف سے پھیر کے اُسی مسند پر بیٹھی پھر جملہ انیسین و جلیسین ملکہ مذکورہ کی دست راست و چپ اور کچھ روبرو بھی علی قدر مراتب بیٹھین اُسوقت شاہزادے نے اُس پری جمال و حور را خصال سے مخاطب ہو کے کہا اے ملکہ ہم اِسوقت تمھارے گھر مین آئے ہین پاس خاطر مہمان ضرور ہی کچھ باتین کرو منھ اِدھر کرو گو شرم و حیا مانع بے حجابی ہی لیکن مروت سے بعید ہی کہ ایسی بے اعتنائی اختیار کرو دیکھو ہم راہ دور و دراز سے محض واسطے تمھارے یہان آئے ہین انیسون اور جلیسون نے بھی ملکہ سے کہا واقعی یہ محض آپکی الفت ہی سے یہان تک آئے ہین آپکو انکی خوشی کرنا چاہیے ملکہ نے بعد بہت انکار کے سب کے اصرار کرنے سے بصد حیا و شرم شاہزادے سے کلام کیا باتین باہم راز و نیاز کی ہونے لگین بعد اسکے انیسون نے باشارۂ ملکہ مذکورہ رقاصہ سے کہا تو خاموش کیون ہوئی رقص و نغمہ کیون نہین کرتی ہی ہمراہی عورتین اُسکی یہ سُنکے ساز بجانے لگین وہ مبارکباد گانے لگی اہل بزم سُننے لگے بعد گانے مبارکباد کے رقاصہ مذکورہ نے یہ غزل شروع کی ۔ غزل

نزدیک تھا قریب تھا بندہ نہ دُور تھا ۔۔ طالب تمھاری دید کا حاضر ضرور تھا
مداح میرے شعر کے ساری خدائی تھی ۔۔ سرگرم التفات جو قلب حضور تھا
مرنے کے بعد مردے ہوے ہم سے مستفیض ۔۔ شعلہ ہمارے قلب کا شمع قبور تھا
جگر مین جام مے تھا اگر حسن یار سے ۔۔ شیشہ بھی عشق ساقی مہوش مین چور تھا
کیونکر شعاع الفت حیدر کو دل نہ لے ۔۔ مقبول بارگاہ خدا وند نور تھا
سبقت نبی پاک کو تھی سب سے پیشتر ۔۔ حضرت کا قبل حضرت آدم کے نور تھا
پہلو مین اُسکے مین مرے پہلو مین تھا رقیب ۔۔ جتنا کہ مین قریب تھا اُتنا وہ دُور تھا
بیٹھے بٹھلائے مفت مرا خون ہو گیا ۔۔ منہدی لگانا اُنکو بھلا کیا ضرور تھا
موسیٰ کو اپنا جلوۂ وحدت دکھا دیا ۔۔ سرمہ بنایا طور کو جس نے وہ نور تھا
آواز نالہ تھی کہ صدا صور حشر کی ۔۔ میرا دہن تھا ہجر مین یا رب کہ صور تھا
کاظم کسی حسین کو نہ سمجھا حسین وہ شوخ ۔۔ کیا کیا نہ اپنے حسن پہ اُسکو غرور تھا

اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے گانا سُننے لگے جب اُسنے غزل مندرجہ گا کے تمام کی ملکہ مذکورہ

نے اپنی کنیزون سے کشتی می طلب کی رقاصہ مذکورہ پھر رقص کرنے لگی اور غزل دیگر گانے لگی
ملکہ نے شاہزادے کی طرف متوجہ ہوکے باتون مین لگایا اور اچھی طرح اپنا چہرۂ روشن دکھایا
راوی بیان کرتا ہی کہ ہنوز رقاصہ گا رہی تھی کنیزین کشتی می لیکر نہ آئین تھین ملکہ لبھا رہی تھی باتون
مین بہلا رہی تھی پردۂ دوستی مین ارادہ دشمنی کا رکھتی تھی ناگاہ پاؤن شاہزادۂ موصوف کے
بھاری مانند سنگ کے ہونے لگے اسوقت شاہزادے کو تردد ہوا اُس مہ عذار کی طرف
سے پھر کے لوح کو دیکھا اُس مین یہ عبارت پائی گئی کہ ای طلسم کشا تجکو اس کوہ پر نہ آنا تھا اگر
آیا تھا تو اندر اس باغ کے نہ آنا تھا اگر باغ مین آیا تھا تو اس زمرد گون بارہ دری مین
نہ آنا تھا اگر یہان بھی آیا تھا تو پہلو مین اس خوبرو کے نہ بیٹھنا تھا تجھ سے نہایت نادانی ہوئی کہ
بے دیکھے لوح کے یہ تمام امور کئے اگر ایک ساعت اور تو لوح پر نظر نہ کرتا تو لوح سیاہ ہو جاتی
کچھ احکام سے اُسکے تجھے آگاہی نہوتی اور تو پتھر کا ہو جاتا تاخیر اب بھی تو نے لوح کو دیکھا شر
دشمنی سے اس خوبرو کی اپنے تئین بچا بظاہر یہ نوجوان و خوبصورت ہی بباطن کئی سو برس کی
ضعیفہ ہی اور صورت اسکی بری ہی کہ اگر دن کو کوئی ناشناس اسکو دیکھے تو خوف سے فی الفور
ہلاک ہو جائے بلکہ چڑیل اور خبیثات بھی تاب دید نہ لاسکین فوراً دیکھکر خائف ہوکر بھاگ جائین
یا ہلاک ہو جائین نام اس ساحرہ کا ہنس خوار جادو بڑی ساحرۂ زبردست ہی مالک مرحلہ
اول ہی اُس صحرائے سبزہ زار سے جسے اثنائے راہ مین تو نے دیکھا تھا یہان تک اسکی حکومت
ہی صحرائے مذکور اور کوہ اور دامن کوہ اور یہ باغ و بارہ دری وغیرہ سب اسی کے سحر سے
عیان ہین یہ ساحرہ بد بلا ہی اسکو جلد اس طور سے قتل کر کہ موقع پاکے عکس لوح کا اسپر ڈالکے چوٹی اسکی
پکڑ کے تلوار پر یہ اسم دم کرکے اسکے فرق پر لگانا کہ دو ٹکڑے ہو جائے جب یہ قتل ہو جائے فی الفور تلوار سے یہ اسم
پڑھ کے چوٹی اسکی کاٹ لے کہ آئندہ تیرے بہت کام آئیگی اور اگر خلاف اسکے کریگا تو اچھا نہوگا
لوح بھی بیکار ہو جائیگی تو بھی پتھر کا ہو جائیگا شاہزادۂ رستم ثانی یہ حکم لوح سے پاکے متحیر ہوکے
اپنے دل مین کہنے لگا کہ ای رستم ثانی تمنے سخت دھوکا کھایا تھا الحمد کہ لوح کو دیکھا حال سے اسکے
اطلاع ہوئی یہ باتین اپنے دل مین کرکے اُس ساحرہ کی طرف متوجہ ہوا وہ بھی سمجھ گئی کہ شاید اسنے
لوح کو دیکھکر میرے حال سے خبردار ہوکے ارادہ میرے قتل کا کیا ہی قبل اسکے میرے حال
سے غافل و بیخبر تھا اب آگاہ و ہوشیار ہوا ہی اس سے جان اپنی بچانا چاہیے یہان سے ہٹ جانا
چاہیے یہ سمجھ کے پہلوے شاہزادے سے اُٹھنے اور ہٹنے کا ارادہ کیا شاہزادے نے پوچھا ای
جان جہان وای آرام دل مشتاقان کیا ارادہ ہی کہان جاتی ہو ہمین چھوڑ کے کس طرف جانے کا
ارادہ کیا ہی اُسنے مسکرا کے کہا کہین جاتی نہین ہون ابھی آتی ہون صرف کنیزون کی سزا دینے کو
جاتی ہون ان نالائقون سے کشتی می طلب کی تھی ابھی تک نہین لائین شاہزادے نے جواب دیا
ای ملکہ بیٹھو بھی کنیزین کشتی می لیکر آتی ہونگی ہم تمھارے مہمان ہین تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھو
ہمسے دوستی کرو ہم بھی تمھارے دوست ہین تمپر فریفتہ ہین مشتاق تمھارے دیدار کے ہین اُسنے
جواب دیا عاشق و دوست ہونا مشکل ہی مجھے امید تمسے دوستی کی نہین ہی ضرور تم مجھ سے دشمنی کروگے

شاہزادے نے جواب دیا ای ملکہ یہ کیا کہتی ہو مین اور تم سے دشمنی کرونگا کدھر اسوقت تمھارا خیال ہی بھلا تمنے مجھسے کیا دشمنی کی ہی کہ مین تمسے دشمنی کرونگا تم ایسی پری جمال حور اشکل سے عداوت کرونگا مین تمھارا ممنون احسان ہون کہ تمنے مجھے یہان بلایا پاس اپنے بٹھایا ساحرہ مذکورہ تقریر شاہزادہ دیجاہ کی سنکے خیال کرنے لگی کہ مجکو شک ہوا لوح ابھی تک اسنے نہین دیکھی ہی میرے حال سے بیخبر ہی ورنہ یہ ایسی باتین نہ کرتا اور ابتک حکم لوح پر عمل نہ کرتا یہ خیال کرکے اٹھنے سے باز رہی وہ کیا اُس جگہ سے نہ اٹھی اجل اُسکی دامنگیر ہوئی قضا نے اُس جگہ سے اُسے اٹھنے نہ دیا طلسم کشا نے اُسی غافل پا کے پہلے عکس لوح کا اُسپر ڈالا بعدہ بعجلت تمام ایک ہاتھ سے چوٹی اُسکی پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے تلوار نیام سے کھینچکر وہی اسم پاک جو لوح مین لکھا پایا تھا تلوار پر دم کرکے درمیان مین اُسکی مانگ کے تلوار لگائی بقدرت پروردگار عین فرق پر تلوار پڑی ساحرہ مذکورہ نے آہ کی اور کہا او طلسم کشا غضب کیا تو نے مین کہتی نہ تھی کہ تو مجھسے دشمنی کریگا جو سمجھی تھی وہی تو نے کیا افسوس تیری باتین سنکے مجھے خیال کچھ اور ہوا کہا کیا جانتی تھی کہ تو مجھسے باتین مکر و فریب کی کرتا ہی لوح کو دیکھ چکا ہی حکم لوح سے آگاہ ہو چکا ہی ہنوز وہ یہ باتین کر رہی تھی اور محلبیسین اور انیسین اور کنیزین اُسکی اُٹھکر گرد شاہزادے کے آگئین تھین ہجوم کرکے شور و غل کر کے کہتی تھین کہ ای طلسم کشا ارے کیا غضب کرتا ہی تلوار سے ہماری ملکہ کو کیون قتل کرتا ہی ہاتھ کو روک اپنے ارادے سے باز آ ورنہ ہم تجکو حتی الامکان مار ڈالینگے یہ کہکر کچھ عورتین نارنج و ترنج وغیرہ اسباب نکالکر سحر پڑھنے مین مصروف ہوئین تھین ملکہ مذکورہ نے بھی براے سحر خوانی لبون کو جنبش دی تھی ارادہ کیا تھا کہ ہرچند تلوار سر پر پڑ چکی ہی لیکن سحر کر کے غرق زمین ہوجاؤن مگر تلوار جو سر پر پڑی اک دم مین کاسۂ سر سے گذر کر مانند قطرۂ آب کے گلو مین آئی پھر صراحی گردن سے آگے بڑھکے صندوق سینہ مین پہونچی وہان سے سیر شکم کرتی ہوئی کمر تک پہونچی سیر کمر سے گذر کر سرین کے درمیان سے ہوکے بالائے فرش پہونچی ساحرہ دو ٹکڑے ہوکے فرش پر گری دونون ٹکڑے اُس لاشے کے تڑپنے لگے اتنی دیر مین اُن عورتون نے نارنج و ترنج پر سحر دم کرکے طلسم کشا پر وہی نارنج و ترنج مارے چونکہ لوح طلسم شاہزادے کے گلے مین تھی اس وجہ سے کسی کے سحر نے کچھ بھی اثر نہ کیا یہ حال دیکھکر وہ سب زیادہ شور و غل اور نالہ و بکا کرکے پکارین ای ناصر جادو جلد مع اپنے لشکر کے آ طلسم کشا کو چہار طرف سے گھیر کر قتل کر آگاہ ہو کہ اسنے ملکہ عالم کو قتل کر ڈالا ہی لاشہ اُنکا تڑپ رہا ہی یہی وقت تیرے آنے اور مدد کرنے کا ہی حضرت لان شاہ نے محض واسطے اعانت ملکہ کی تجھے اس مرحلۂ اول طلسم پر مقرر کیا ہی آدھر ناصر جادو تیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے فی الفور تقریر اُن عورتون کی سنکے اُسی بارہ دری کے ایک گوشے سے پیدا ہوا ادھر شاہزادے نے وہ دوسرا اسم متبرک ورد زبان کرکے چوٹی اُس ساحرہ کی تلوار سے کاٹ لی ٹکڑے اُسکے لاشے کے تڑپ رہے تھے ابھی شاہزادہ موصوف چوٹی اُسکی کاٹ چکا تھا کہ ناصر جادو سیاہ رو کمر بستہ جھولی اسباب سحر کی دوش پر رکھے ہوئے ہمراہ تیس ہزار ساحرون کے کہ اُن سب کے پاس بھی جھولیان اسباب سحر سے

پھری تھین بعد غضب قریب آیا او پکارا او طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ ہنس خوار جادو کو
قتل کیا حتے الامکان مین بھی تجکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ایک گولا فولادی نکال کے
سحر اُسپر دم کرکے مارا ساتھ ہی اُسکے تیس ہزار ساحرون نے اسباب سحر پر سحر دم کرکے نارنج
و ترنج و کارد سحر و گلدستے و ناریل چوبی دار وغیرہ مارے گولا ناصر جادو کا سر پر طلسم کشا کے
آکے پھٹا شعلے پیدا ہوے دھوان نکلا مگر کچھ اثر طلسم کشا پر نہ کیا کیونکہ لوح طلسم صندل اُسکے
پاس تھی اسی طرح جملہ سحر ساحرون کے تاثیر پذیر نہوے ہر چند ناصر جادو اور اُسکے ہمراہی
ساحرون نے طلسم کشا کو چار طرف سے گھیر کے بارش اسباب سحر کی اُنپر کرکے
متواتر سحر کرنے شروع کیئے مگر کچھ شاہزادہ موصوف کو کسی کے سحر سے ضرر نہ پہونچا ابھی جملہ
ساحران مذکور طلسم کشا سے لڑ رہے تھے سحر کر رہے تھے جو عورتین اصلی تھین وہ بھی سحر
کر رہی تھین کہ ناگاہ ہنس خوار جادو تڑپ کر مر گئی اُسکے مرنے سے وہ تاریکی پیدا ہوئی
اور وہ آندھی سیاہ آئی کہ بناہ بذات خدا روز روشن مثل شب تار ہوگیا ابر سیاہ فلک پر
آیا بارش سنگ و برف ہونے لگی گاؤ زمین کانپنے لگی تھوڑی دیر یہی ہنگامہ رہا بعدہ وہ
تاریکی و ابر و سنگ باری دفع ہوئی مطلع صاف ہوا اُسوقت شاہزادۂ رستم ثانی نے دیکھا کہ
مین ایک صحراے پُرخار مین کھڑا ہون نہ تو وہ بارہ دری ہی نہ باغ ہی نہ وہ کوہ ہی نہ دامن
کوہ مین وہ چار چمن ہین صرف دو چار کوٹھریان او رنچیان خام و پختہ ایک طرف ہین
ناصر جادو مع اپنے ہمراہی ساحرون کے چار طرف سے گھیرے ہوے ہی اور چند ساحرہ
عورتین بھی ہین وہ ناصر جادو کو آمادۂ جنگ کر رہی ہین بار بار رو رو کر کہتی ہین کہ ای
ناصر جادو کوئی تدبیر ایسی کر کہ طلسم کشا کو قتل کر یا اسیر کرلے وہ اُنکو جواب دیتا ہی مین مجبور ہون
سحر کر رہا ہون کچھ فائدہ نہین ہوتا ہی سحر میرا اور میرے اہل لشکر کا طلسم کشا پر اثر نہین کرتا ہی
ببرکت لوح طلسم طلسم کشا مبتلاے سحر نہین ہوتا ہی انھون نے کہا اگر سحر اثر نہین کرتا ہی تو سحر نہ کر
ترسول اور بنسول اور کارد وغیرہ لیکر طلسم کشا پر حملہ کر اور چار طرف سے محاصرہ کرکے قابو
پاکے لوح طلسم صندل چھین لے پھر اُسے گرفتار کرلے اُسنے موافق اُنکے کہنے کے ارادہ کیا تھا کہ
یکایک ایک گرد باد صحرا سے پیدا ہوا اور لاشہ ہنس خوار جادو کا زمین سے اُٹھا کے سوے
صندل ان شاہ روانہ ہوا یہان ناصر جادو وغیرہ ترسول و بنسول آلات آہنی ہاتھون مین
لیکر طلسم کشا پر یکبارگی حملہ آور ہوے چاہا کہ لوح لیکر گرفتار کرلین اُسوقت شاہزادے نے
تلوار علم کی ساحرون کو تہ تیغ کرنا شروع کیا ہر چند سیکڑون کو قتل کیا مگر ہجوم ساحران کم نہوا
بلکہ بڑھتا گیا کیونکہ جو ساحر قتل ہوتا تھا جتنے قطرے اُسکے خون کے زمین پر گرتے تھے سحر ناصر
جادو سے وہ سب ساحر بنکر شریک جنگ ہوتے تھے شاہزادے نے یہ حال حیرت افزا
دیکھکر لوح کو دیکھا اُسنے ہدایت کی کہ ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ اگر تو اسی طرح ایک زمانہ یورا زا در
مدت مدید تک ان ساحرون سے لڑیگا تو انپر فتحیاب نہوگا یہ کم نہونگے بلکہ بڑھتے جائینگے جب تو
تھک جائیگا غش کھا کے گر پڑیگا یہ سب تجکو گرفتار کرلینگے لوح لے لینگے اگر تجکو جلد تر فتحیاب انپر

ہونا منظور ہو تو یہ اسم متبرک الٰہی اپنی تلوار پر دم کر کے عکس لوح کا ساحرون پر ڈال کے قتل کرا در
جسطرح ہو سکے ناصر جادو کو ہلاک کرنا وقتیکہ ناصر نابکار قتل نہوگا یہ لڑائی سر نہوگی شاہزادے
نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے اپنے مرکب پر سوار ہوکے حکم لوح پر عمل کرنا شروع کیا ساحرون کو
قتل کرنا شروع کیا بعد جنگ بسیار طلسم کشا قریب ناصر جادو و لڑتا ہوا پہونچا وہ سامنے سے
سٹکے جاہتا تھا کہ بھاگے ناگاہ طلسم کشا نے بہدایت لوح اُسپر تلوار لگائی سر اُسکا مانند خیار کے
کٹ کر زمین پر گرا لاشہ اُسکا خاک صحرا پر تڑپنے لگا اُسکے خون کی دھارین جن جن ساحر پر پڑین وہ سب
مانند شمع کافوری کے جلنے لگے اِدھر شاہزادے نے سپاہ ناصر جادو پر سخت حملہ کیا اُسنے وقت
مین وہ سب ساحر بیدل ہوکے بسپا ہونے لگے جب ناصر جادو تڑپکر مر گیا اُسکے مرنے سے
بھی اور دیگر ساحرون کے قتل ہونے سے بھی تاریکی پیدا ہوئی آندھیان آئین ہوئے فلک
بار بار ابر آیا سنگ باری ہوئی بعد مرنے ناصر جادو کے اور رفع ہونے تاریکی کے بونڈلا
گرد کا کہ بیر اُسکے سحر کے تھے لاش اُسکا اُٹھا کے سوے صندلان شاہ روانہ ہوئے ساحرون کے
کے مرنے سے وہ انبوہ بہت کم ہوگیا جو ساحر آئین بزور سحر قطرہ ہاے خون ساحران کشتگان
سے پیدا ہوئے تھے معدوم ہوگئے صرف اصلی ساحر باقی رہے شاہزادۂ موصوف انکو بھی قتل
کرنے لگا اِنکے قتل ہونے سے اور مرنے سے تاریکی تو ہوتی تھی مگر اب اِنکے قطرۂ خون سے ساحر
پیدا نہوتے تھے دمبدم ساحر قتل ہوکر کم ہوتے جاتے تھے اور بسپا ہوتے جاتے تھے یہانتک
کہ جب بہت سے ساحر قتل ہو چکے اور تھوڑے ساحر باقی رہے تاب جنگ و مقابلہ نہ لاکے
سوے دربند دوم بھاگے طلسم کشا فتحیاب ہوا مرحلۂ طلسم اول کہ جسے دربند طلسم کہتے
ہین فتح ہوا اِس لڑائی مین کئی سو ساحر طالب امان ہوے شاہزادے نے انکو مطیع دین
اسلام کر کے امان دی یہان تو شاہزادۂ رستم ثانی فتحیاب ہوا ہنس خوار جادو مالک
دربند اول و ناصر جادو و ہزارہا ساحران نابکار کو قتل کر کے تھوڑے ساحرون کو مطیع
دین اسلام کر کے باقی ساحران کو بھگا کے خوش ہوا وہان خورشید روشن دل و عجائب
جادو نے بذریعہ طائران سحر دریافت کیا کہ شاہزادہ فتحیاب ہوا مالک دربند اول کو
قتل کیا یہ خبر پاکے جملہ لشکر ساحران وغیرہ ساحران کو ہمراہ لیکے سوے شاہزادہ روانہ
ہوئے بعد قطع راہ پاس شاہزادے کے پہونچے تہنیت فتحیابی کی دی اور پوچھا ای شہریار
کیونکر اِس دربند کو فتح کیا شاہزادے نے جو کچھ گذرا تھا اور جو دیکھا تھا بیان کیا سب خوش
ہوئے بعدہ اُسی جگہ اُس روز شاہزادے نے قیام کرنے کا ارادہ کیا فراشون نے
باشارہ شاہزادۂ رستم ثانی بارگاہین اور خیام استادہ کئے لشکر آترا بارگاہ مین طلسم کشا داخل
ہوا ساتھ اُسکے عجائب جادو و خورشید روشن دل و سیرشار شاہ و حیدر پادشاہ
و سہراب بن لندھور و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و جمیع
کل افسران سرداران لشکر داخل ہوئے اور سب علی قدر مراتب کرسیون اور
دنگلون پر بیٹھے خواجہ عمرو ثانی و چالاک ثانی وغیرہ عیار بھی داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمرو ثانی

کرسی پر جلوہ گر ہوے چونکہ شاہزادہ رستم ثانی کو دربند اول کے فتح کرنے کی از حد خوشی تھی اس وجہ سے شاہزادہ رستم ثانی نے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کی جاے ملازمون نے حسب الحکم شاہزادہ ذیوقار بزم عشرت آراستہ کی جب سب بزم مین علی قدر مراتب بیٹھے ساقی حسب الطلب کشتیان شراب کی مع شیشہ و ساغر لا کے جملہ اہل بزم کو شراب پلانے لگے ہر ایک ادنے و اعلے خوش ہو کے شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان مع مشکبو کی اُٹھا کے لیگئے بعد جانے ساقیون کے شاہزادہ رستم ثانی نے رقاصہ کو طلب کیا ایک دیہاتی رقاصہ مع اپنے دیہاتی سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی پہلے سب اہل بزم کو سلام کیا پھر اپنے سازندون سے کہنے لگی جلد ساز درست کرو سازندے ساز درست کرکے بجانے لگے وہ رقاصہ دیہاتی بھونڈی صورت کچی زبان بیہودہ طور سے گت ناچنے لگی اہل بزم اُسکی واہیات صورت دیکھکر اور رقص پر اُسکے نظر کرکے بے اختیار ہنسے رقاصہ سمجھی کہ میرے حسن رقص پر یہ سب خوش ہوے ہین وہ اور مٹک مٹک کر ناچنے لگی سازندے اُسکا دل بڑھانے لگے بار بار کہنے لگے واہ صاحب جان تمھارا کیا کہنا اسوقت کس خوبی سے رقص کر رہی ہو کہ تعریف اس تمھارے رقص کرنے کی ہم سے ہو نہین سکتی وہ اپنے اُستاد کی طرف دیکھکر خوش ہو کے مسکرا کے کہتی تھی اُستاد جی یہ سب تمھاری جوتیون کا صدکا ہی اُستاد بھی اُس بیہودہ رقاصہ کا یہ کلام سنکے خوش ہوتا تھا اہل بزم رقاصہ کی اس گفتگو کو سُنکے بے اختیار ہنسے باہم سرگوشی مین کہنے لگے یہ رقاصہ دیہاتی ہی زبان اسکی کچی ہی صدقہ کو صدکا کہتی ہی بھلا یہ کیا گائیگی اسکے گانے سے طبیعت پریشان ہوگی صورت تو اسکی دیکھکر اس سے نفرت ہو چکی ہی کچھ اہل بزم اُنھین یہ جواب دیتے تھے کہ واقعی جو تم کہتے ہو سچ ہی لیکن یہ بزم عشرت ہی آراستہ واسطے اسی کے کی گئی ہی کہ دل خوش ہو یہ رقاصہ ہنوز ناچ رہی ہی اسکے بیہودہ طور کے ناچنے سے ہم تم کس قدر ہنس رہے ہین جب یہ کچھ گائیگی تو کس قدر ہنسی آئیگی وہ یہ جواب سُنکے خاموش رہے کچھ جواب نہ دے سکے رقاصہ مذکورہ نے بعد رقص کرنے کے یہ غزل شروع کی غزل

ہمارا نامہ دیکھ کر کیسے حال اُس ستمگر سے
توقع اس رسائی کی نہین ہمکو کبوتر سے

پریشان بال زلفون کے ہین بیٹھے ہین مکدر سے
وہ سوتے سوتے اُٹھے ہین ابھی شاید کہ بستر سے

تیرے سلک دُر دندان پہ اپنی جان جانی ہی
ہمین ہی بعد مردن غسل واجب آب کوثر سے

فلک نے جیتے ہی جی بس ڈالین ہڈیان میری
پس مردن خجل ہونگا سگان کوے دلبر سے

تیرے لطف و کرم کو دیکھنے آیا ہون ای مالک
نہین تو کیا غرض مجھ رند کو صحراے محشر سے

ابھی تو ہی نقطہ انجیل وہ آ لئے دیکھئے کیا ہو
پھڑکتے ہو گئے بسمل ہر طرف لوٹن کبوتر سے

بہت سیماب کو اور برق کو ای ہوش دعوی ہی
مقابل تو کسی دن ہون ہمارے قلب مضطر سے

اہل بزم سُننے لگے اور اسکے گانے اور کچی زبان پر بے اختیار ہنسنے اور مسکرانے لگے اکثر اہل بزم اُسکی بظاہر تعریف کرکے اُسے بنانے لگے جب وہ غزل مندرجہ تمام کرکے خاموش ہوئی شاہزادہ رستم ثانی نے اُسکی صورت اور رقص و نغمہ بیہودہ سے اُسکے نفرت کرکے اشارے سے کہا تو جا اور ملازمون سے کہا اسکو موافق اسکی لیاقت

کے دیدو رقاصہ بیرون بزم عشرت گئی ملازمون نے کچھ روپیہ اُسے دیکے رخصت کیا بعد جانے رقاصہ مذکورہ کے عجائب جادو و خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی و دیگر اہل بزم نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا ای خواجہ عمرو ثانی اسوقت رقاصہ نے ناچ اور گا کے طبیعت ہماری پریشان کر دی ہی لہذا ہم چاہتے ہین کہ اسوقت آپ نی بجائیے کچھ گائیے تاکہ لطف بیحد حاصل ہو آج آپکو گانا اور نی بجانا لازم ہی کیونکہ ہم سب کو خوشی حاصل ہوئی ہی خواجہ عمرو ثانی نے جوابدیا ہان آپ صاحبونکو تو ضرور خوشی حاصل ہوئی مگر دل میرا تنگدستی و محتاجی سے محزون ہی جو روپیہ مین نے مہاجنون سے لیکر صرف کیا ہی اُسکی ادائی کی فکر ہی ایسی صورت مین کیا نی بجاؤن کیا گاؤن طبیعت پریشان ہی فرط فکر سے حواس درست نہین ہین اگر فکر مذکور دفع ہو جاے تو البتہ مین نی بجاؤن خوب گاؤن یہ تقریر خواجہ عمرو ثانی کی سُنکے جملہ اہل بزم مسکرائے سمجھے کہ خواجہ عمرو ثانی یہ چاہتے ہین کہ پہلے ہمین زر و جواہر دیدو تو ہم نی بجائین طماع ہونے کے سبب سے محتاجی اپنی ظاہر کر رہے ہین یہ سمجھ کے زر کثیر جمع کر کے خواجہ عمرو ثانی کو دیا گیا خواجہ عمرو ثانی زر مذکور لے کے خوش ہو کے کہنے لگے کہ خیر بالفعل اسی قدر روپیہ مہاجنون کو دیدونگا اگرچہ اصل زر مین اُسکے کچھ کمی نہو گی لیکن سود تو روپیہ کا اُنکو پہونچ جائیگا یہ کہکے زنبیل سے نی نکال کے بجانے لگے اور بالحان داؤدی یہ غزل گانے لگے غزل

ہستی از ظہور حسن کا تیرے ظہور تھا
گلدستۂ جنازہ مرا نخل طور تھا
جو جو حباب مے تھا وہ جام بلور تھا
شانہ تھا اور گیسوے مشکین حور تھا
جب قرب تھا تو نام مرا اُڈور دُور تھا
باقی جہان تک آنکھ مین تارون کے نور تھا
شمع جمال یار کا اک وہ بھی نور تھا
بجلی شرارہ آہ دل ناصبور تھا
عاشق بھی تیرا کیا ارنی گوئی طور تھا
کمبخت دل لگانا تجھے کیا ضرور تھا
رخسار پر جو حضرت آدم کے نور تھا
پرتو فگن جو بام سے وہ برق نور تھا
دیکھی صباحت رخ ساقی شب وصال
دل چاک چاک کب تھا شب ہجر یار مین
گمنام کر دیا تری فرقت مین ای حبیب
رو گئے ہین میرے ساتھ وہان تک شب فراق
ہی روشنی برق یہ ناحق گمان برق
سوز نہان کی تھی یہ ترقی فراق مین
کل کیون سوال دید پہ تھین لن ترانیان
شکوہ کیا جفا کا ہر آجب تو بولے وہ

اہل بزم بگوش دل سُننے لگے اور تعریف نی نوازی خواجہ عمرو ثانی کرنے لگے کچھ اہل بزم نی نوازی خواجہ عمرو ثانی سے وجد مین آگئے رونے لگے بہت سے صاحب سکتہ کی صورت ہوے سمان بندھ گیا انسان کا تو کیا ذکر وحش وطیر صداے نی سُنکے وحشت و پرواز سے باز رہے یہان تو خواجہ عمرو ثانی غزل مندرجہ بالا گا رہے ہین اہل بزم گویا عالم وجد مین ہین سب کو خوشی ہی لیکن اب حال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ شاہ عیش و عشرت پسند اپنے دربار مین بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار یمین و یسار علے قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے شاہ طلسم کو اپنی نانی کے ہلاک ہو جانے کا چندان غم و ہم نہ تھا اہل دربار سے ہنس ہنس کے کہ رہا تھا کہ اب کچھ ہی دن میرے سخت ہین یہ دن

کہیں جلدی گذر جائین تو مین لشکر کثیر ساحرون کا لیکر تم سب کو بھی ہمراہ لیکر بمقابلہ طلسم کشا جاؤن
و دو چار ہی روز مین جملہ معین و مددگاران طلسم کشا کو قتل کر ڈالون لشکر طلسم کشا کو قتل
و تباہ کر دون طلسم کشا سے بمکر و فریب لوح طلسم لیکے اُسے بھی قتل کرون اس اندیشہ و فکر سے
نجات پاؤن اہل دربار اُس سے عرض کر رہے تھے حضور چند ہی روز اور باقی ہین اس زمانے مین
البتہ مقابلہ و مجادلہ کرنے سے حضور کو اک طرح کا خیال ہی بعد ازان پھر دن اچھے آجائینگے خوف جان
باقی نرہیگا طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کو حضور قتل و تباہ کر ڈالینگے کون حضور سے لڑ سکیگا صندلان
شاہ یہ تقریر اپنے اہل دربار کی سنکے مسکرا رہا تھا ناگاہ سوے فلک سے آواز رونے کی آئی
صندلان شاہ اور تمام اہل دربار اُسکے سوے فلک دیکھنے لگے اور دل مین کہنے لگے خیر ہو مگر
خیر معلوم نہین ہوتی ابھی سب جانب فلک دیکھ رہے تھے ناگاہ وہ بونڈلا جسکا ذکر قبل ازین
کیا گیا تھا سامنے آیا اور لاشہ ہنس خوار جادو کا درمیان دربار کے ڈالکر سوے صحرا چلا گیا
صندلان شاہ اور اُسکے جملہ اہل دربار لاشۂ مذکور کو دیکھکر اور بخوبی پہچان کے دنگ ہوگئے
ہر اک کو حیرت سے سکتا سا ہوگیا بعد تھوڑی دیر دیکھنے کے اور حیرت کے صندلان شاہ نے ہاتھ
اپنا اپنے زانو پر مارا اور کہا افسوس ہزار افسوس یہ لاشہ ہنس خوار جادو مالک مرحلۂ اول
طلسم صندل کا ہی اسکو کسنے قتل کیا ہی یہ وہ ساحرۂ زبردست تھا کہ ہر ایک ساحر اس سے
مقابلہ و مجادلہ نہ کر سکتا تھا میری تانی سے کچھ ہی سحر و ساحری مین یہ کم تھا گو مجکو یقین ہی کہ اس کو
طلسم کشا ہی نے بہدایت لوح قتل کیا ہی لیکن احتیاطاً کتاب سامری مین دیکھ لینا ضرور ہی
یہ کہکے کتاب مذکور کو کھول کے حال قتل ہنس خوار جادو کا جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ
شاہزادۂ رستم ثانی طلسم کشا نے اسکو قتل کیا ہی صندلان شاہ نے کتاب کو بند کر کے محزون
ہوکے اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہا ہاے مین اس زمانے مین کیا مجبور و لاچار ہون
کہ صدمے پر صدمے اُٹھا رہا ہون لاشے ساحران نامی کے آرہے ہین اُنھین دیکھ رہا ہون اور
لڑنے طلسم کشا سے جا نہین سکتا ہون کتاب سامری سے جانے کی ممانعت ہی نانی صاحبہ نے
بھی منع کیا تھا دیکھیے ان ایام سخت مین کیا کیا ہوتا ہی مرحلہ جات طلسم اور خود طلسم صندل
لُٹنے سے بچتا ہی یا نہین اہل دربار سے دو چار شخصون نے عرض کیا حضور چندان تردد فکر نہ
ممکن نہین کہ تھوڑے ان ایام سخت حضور مین مرحلہ جات طلسم اور خود طلسم صندل فتح
ہو جاے اگر ایک در بند طلسم کشا نے فتح کیا اور ہنس خوار جادو کو قتل کیا تو اس سے کیا
ہوتا ہی ابھی بہت سے غمخوار حضور زندہ ہین ہم سب سرفروش موجود ہین طلسم صندل باقی ہی
مرحلہ جات طلسم بھی باقی ہین ایسے کلام ہراس و ناامیدی بقاے طلسم کی زبان پر جاری
نہ کرین صندلان شاہ نے انھین جواب دیا تم مرحلہ جات طلسم اور خاص طلسم صندل کے
بارے مین کہتے ہو مجھے اپنی جان سے ناامیدی ہی ہنوز طلسم کشائی کا ذکر تھا کہ دوبارہ
سوے فلک سے صداے گریہ کانون مین آئی صندلان شاہ وغیرہ جانب فلک دیکھنے
لگے ابھی سب دیکھ ہی رہے تھے کہ ایک بونڈلا نظر آیا جب وہ قریب تر آیا اُس سے لاشہ

ناصر جادو کا عین دربار مین گرا وہ بوند لایعنی بہر سحر کے تو سوے صحرا نالان و گریان چلے گئے صندلان شاہ وغیرہ نے لاشہ ناصر جادو کا دیکھا ہنس خوار جادو کا تو صدمہ تھا اسکا بھی صدمہ ہوا بعد صدمہ و فکر بسیار صندلان شاہ نے اپنے وزرا کی رائے سے چند ساحران نامی مع فوج ساحران سوے دربند دوم اسی وقت روانہ کئے اور دونون لاشے ساحران نامی کے اپنے دربار سے اٹھوا کر موافق اپنے مذہب کے جلوا دیئے پھر دربار برخاست کیا اہل دربار دربار سے گئے صندلان شاہ متردد و متفکر داخل محلسرا ہوا یہان تو شاہ طلسم اپنی محلسرا مین داخل ہوا ہی مگر اب احوال لشکر طلسم کشا یعنی شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ بزم عشرت مین خواجہ عمرو ثانی نے نوازی مین مصروف تھے جملہ اہل بزم عشرت بگوش دل سنتے تھے راوی ناقل ہی کہ یہ بزم عشرت تین شب و روز کامل آراستہ رہی خواجہ عمرو ثانی و ارباب نشاط رقص و نغمہ کیا کئے بعد تین روز کے جلسہ عشرت مذکور موقوف کیا گیا خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ ہماری رائے یہ ہی کہ طلسم کشائی مین تامل و تساہل کرنا اچھا نہین ہی لہذا لوح طلسم کو دیکھیے اور حسب ہدایت لوح عمل کیجیے نہین معلوم کیا سبب ہی کہ فی الحال صندلان شاہ وم بخود ہی لشکر لیکر براے مقابلہ نہین آتا ہی ورنہ وہ سد راہ ہوتا جنگ عظیم ہوتی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین ہوتے دربند اول ابتک فتح نہو سکتا بلکہ دربند اول تک جانا بھی ممکن نہوتا شاہ طلسم مع ساحران نامی کے سد راہ ہوتا ہمین اسکے نہ آنے سے طرح طرح کا خیال ہی عجب نہین کہ وہ کسی فکر مین ہوا اور بعد از فکر آکے آپکا اور ہم سب کا سد راہ ہو تو مشکل ہو طلسم کشائی مین دیر و تامل ہو پس ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا میدان حریف سے خالی ہی سد راہ کوئی عدو نہین ہی عجلت کرنا چاہیے سوے دربند دوم ضرور جانا چاہیے شاہزادہ موصوف نے انکی رائے کو پسند کرکے لوح کو دیکھا اسنے ہدایت کی کہ ای طلسم کشا اس جگہ سے جانب دست راست روانہ ہوا اور چوبی ہنس خوار جادو کی ہمراہ لیجا اثناے راہ مین جو کچھ نظر آئے دیکھتا خبردار کسی سے ہم سخن و مزاحم نہوتا ورنہ باعث خرابی کا ہوگا جب دربند دوم پر پہونچنا اسوقت اپنی رائے پر عمل نہ کرنا لوح کو دیکھنا شاہزادۂ موصوف نے عبارت لوح سے آگاہ ہوکے خورشید روشن دل و عجائب جادو سے کہا لوح مجکو حکم کرتی ہی کہ یہان سے جانب دست راست جاؤن لہذا مین آپ صاحبون سے رخصت ہوتا ہون آپ بعد میرے جانے کے یہان سے کوچ کیجیئے گا دربند دوم تک مع تمامی لشکر کے آئیے گا اگر راہ پائیے گا یہ کہکے خواجہ عمرو ثانی و حیدر شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ وغیرہ سے بھی رخصت ہوکے مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوکے چوبی ہنس خوار جادو کی لیکر سوے دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ دشت پر خار ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا اس صحرا مین عجائب و غرائب ایسے ایسے دیکھے کہ ہوش و حواس باختہ ہوے کہین راہ مین النسان خوبرو تا گلو اور گلو سے تا قدم خرس کی صورت کسی جگہ مردمان شیر پیکر کہین پریزادون کا مجمع کہ جنکے

دیکھنے سے زاہد صد سالہ بھی اپنے زہد سے باز آئے عاشق ہوکے طالب وصل ہو کہیں غزالان
پری چہرہ کہیں دیوان فیل پیکر وغیرہ اگر ہر ایک جگہ اور ہر ایک کا احوال بخوبی لکھا جائے تو سراسر
طول ہوگا تحریر حال ور بند و دم مین تامل ہوگا لہذا حالات راہ مذکور مجمل بیان کر کے اور تفصیل
انکی اور تقریر انکی اور سد راہ ہونا انکا اور دفع کرنا انکا بہدایت لوح چھوڑ کے مطلب اصلی
لکھا جاتا ہی کہ جب شاہزادہ جملہ بلاؤن کو دفع کر کے اور انسے جانبر ہو کے آگے بڑھا دیکھا تو ایک
میدان نہایت پاک وصاف وخوش قطع ہی اُس میدان مین فرش سبزۂ نوخیز کا بچھا ہی وہ سبزہ
شاداب ایسا ہی کہ رشک مخمل سبز کاشانی ہی اُسکی شادابی و نرمی و بہار کی کیا ثنا لکھی جائے کہ
قلم و زبان اُسکی ثنا مین عاجز ہی بخوبی اُسکی تعریف کر نہین سکتا ہی لیکن ایسے سبزۂ شاداب و نرم
کی تعریف و توصیف یکقلم موقوف کرنا یہ بھی بعید ہی لہذا بطریق اختصار لکھتا ہی کہ وہ سبزہ شاداب
ایسا تھا کہ اگر برسون کا بیمار جان بلب اُس سبزۂ جان بخش و فرحت افزا کو ایک نظر دیکھے
اور اُس میدان بے نظیر کی ہوا کھائے اور فرش سبزۂ مذکور پر سوے فی الفور صحیح ہو جائے
کوئی مرض باقی نرہے اور اگر عاشق دیوانہ کسی گلرو کا اتفاقاً اُس میدان مین آنکلے اور اُس سبزہ
شاداب پر استراحت کرے عاشقی گلرخان بھول جائے بلکہ جب تک اُس سبزہ زار کی ہوائے
خوشبو اُسکے دماغ مین رہے کوئی رنج و غم دل مین جاگزین نہو کیونکہ وہان کی ہوا گویا عیسی نفس
تھی اور سیر اُس سبزہ زار کی فرحت دل بیمار وغمگین تھی شاہزادہ اُس میدان پر بہار و فرحت
آثار کو دیکھ ہی رہا تھا کہ درمیان مین اُس میدان کے ایک تالاب پختہ آب صاف و شیرین
سے بھرا ہوا نظر آیا ثنا اُس تالاب کی کیا رقم کی جائے کہ دشوار ہی مگر مختصر درج کی جاتی ہی
کہ وہ تالاب پختہ نہایت وسیع و خوش قطع و مربع تھا بنانیوالون نے اُسکے عجب عجب اُس
مین صنعتین کی تھین تمام صناعی اپنی ختم کی تھی سیڑھیان اُسکی ایسی صاف و پاک و خوش قطع
تھین کہ دل کو مرغوب تھین پانی اُس تالاب کا ایسا صاف و لطیف و شیرین و خوشگوار باذائقہ تھا
کہ آب بقا نے غیرت سے بخیال اپنی آبرو ریزی کے اُس سے مقابلہ و ہمسری سے کنارہ
کر کے ظلمات مین رہنا اختیار کیا تھا عجب وہ آب تھا کہ واسطے اپنے دوستون کے
رشک آب بقا تھا اور واسطے عدو کے غیرت سم قاتل تھا ہر موج اُسکی بہر گرفتاری اعدا اک
زنجیر تھی اور برائے محکومی دشمن گویا اک شمشیر تھی اور نیز واسطے اپنے احباب کے فرحت
بخش چادر حور تھی پانی اُس مین اسقدر تھا اور ایسا وہ تالاب عمیق تھا کہ اگر غواص عقل
ارسطو و فلاطون ہزار سال بھی اُس مین غوطے متواتر لگائے تو بھی تھاہ اُسکی نپائے
اگر کوئی دشمن اُس تالاب مین جا کے نہائے فی الفور بحر جہان سے سوے عدم چلے غرق دریائے
فنا ہو جائے تا قیامت اُس تالاب سے نہ نکلے کبھی مر کر بھی نہ اُبھرے اور اگر دوست صلحجو ان
سے کوئی نہائے کسی طرح کی زحمت نہ اُٹھائے بیمار ہو تو صحت پائے کیسا ہی کسلمند ہو چاق
و چست ہو جائے طبیعت کو فرحت ہو پژمردگی دل جائے حباب اُسکے بعینہ دیدۂ مردم تھے

دوست دشمن کو خوب پہچانتے تھے دوستون کو نظر الفت سے دیکھتے تھے اور دشمنون کو شیر غضبناک
کی نظر سے دیکھتے تھے وہ کیا دیکھتے تھے تالاب دیدہ ہاے حباب سے دیکھتا تھا دمبدم حباب بنکے
ظاہر ہوکے ٹوٹتے تھے گویا اشارہ کرتے تھے کہ حیات کا کسی کی کچھ اعتبار نہین ہی کسی کو ثبات بحر عالم
مین ممکن نہین ہی زندگی اِس قلزم دہر مین بہت کم مانند ہماری حیات کے ہی بود و نبود
مین کچھ وقفہ ایسا نہین ہوتا ہی ہمارا ٹوٹنا بے سبب نہین ہی ہم مانند دل عاشق کے ٹوٹتے ہین بہ صدمہ
ہی کہ اب جلد طلسم صندل ٹوٹے گا گو کہ وہ تالاب تھا مگر مانند بحر ذخار کے طوفان خیز تھا مثل
سمندر کے موج زن تھا ہزارہا مچھلیان انواع و اقسام کی چھوٹی اور بڑی اچھل اچھل کے
ظاہر ہوتی تھین اور دیگر جانوران آبی مگر گھڑیال سوس وغیرہ بھی بڑی بڑی پیدا ہوتے تھے
اور تمام جانوران آبی اُس تالاب کے پانی سے منھ نکال کے ہر طرف دیکھ کے اپنے
ساتھیون سے مخاطب ہوکے بزبان فصیح کہتے تھے خبردار ہوشیار رہو عدو کو دیکھتے رہو
آج کچھ دل بہت گھبراتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی شاید بقاے دربند دوم کا روز آخر ہی
طلسم کشا آنے والا ہی اِس دربند کو خاک مین ملانے والا ہی ہم سب کو قتل کرنے والا ہی
یا اور کوئی سبب ہی وہ جانوران آبی اُنکو جواب دیتے تھے واقعی تم سچ کہتے ہو زمانہ شکست
طلسم صندل کا قریب ہی خصوص اِس دربند کا وقت بربادی آگیا ہی موافق لکھنے بانیان
طلسم صندل کے آج وہ روز ہی کہ یہ دربند باقی نرہے گا دیکھیے ہم مین اور تم مین سے
کوئی زندہ بھی رہتا ہی یا نہین آجتک ہم نگہبانون نے خوب نگہبانی کی کسی کو اعدا سے اِس
تالاب پر آنے نہین دیا اور اگر آگیا تو ہمارے دام سحر مین مبتلا ہوگیا اپنی جان سے گیا
آج روز آخری نگہبانی کا ہی بلکہ ہمارے نزدیک زندگانی کا ہی ہمکو شک ہی کہ طلسم کشا شاید آئیگا
دیکھو وہ قریب اِس تالاب کے طلسم کشا آپہونچا ہوشیار ہوجاؤ کنارے پر چل کے جمع ہوجاؤ
وقت کے منتظر رہو وہ جانوران آبی اپنے سردارون کی یہ تقریر سُنکے اور طلسم کشا کو اُبھر
اُبھر کے دیکھکر جان بلب ہوگئے سمجھے کہ اب طلسم کشا سے جانبر ہونا بہت دشوار ہی بلکہ ناممکن ہی
کیونکہ ہمارا سحر اُسپر بسبب لوح کے اثر نہ کرے گا ہم سب مفت ہلاک ہوجائینگے حسرت دلی دل مین
رہ جائیگی یہ کہکے ہمراہ اپنے سردارون کے وہ تمام جانوران آبی یعنی ساحران نابکار سب کے
سب جمع ہوگئے اُسوقت تالاب مین از حد جوش و خروش پیدا ہوا پانی اُچھلنے لگا طوفان سا آیا
آب تالاب سے بلند ہوکے سوے فلک جانے لگا ہواے تند چلنے لگی ابر سیاہ سوے چرخ
بے مہر نمایان ہوکر تالاب مذکور پر محیط ہوا شاہزادہ رستم ثانی تمام تقریر اُن جانوران
آبی کی سُنکے اور جوش و خروش آب و طوفان بیحد دیکھکر نہایت حیران ہوا اُسی عالم
حیرانی مین دیکھا کہ ایک گوشہ تالاب پر ایک تخت سنگ مرمر کا نہایت سفید و صاف و
خوش قطع ہی کٹہرہ گرد اُسکے ہی اور ایک تصویر پتھر کی درمیان تخت مذکور باین طور
عیان ہی کہ سر پر اُسکے تاج ہی گرچہ سنگ مرمر کا ہی مگر رشک اکلیل جمشید ہی بر مین اُسکے لباس
نفیس ہی اگرچہ وہ بھی بباطن سنگ رنگین کا ہی مگر بظاہر پوشاک نادر و نفیس اصلی معلوم

ہوئی ہی اور تیغہ کمر مین ہی چہرہ تصویر مذکور کا مانند شاہ جلیل القدر کے ہی رعب وداب اُس سے
ایسا ظاہر ہی کہ اگر کوئی اُسکے رُخ کو دیکھ لے تو خوف سے زہرہ آب آب ہو جائے آنکھین تصویر
مذکور کی گو بے نظر ہین لیکن کوئی دیکھے تو ایسا معلوم ہو کہ یہ بادشاہ بچشم اصلی و بنظر قہر و
غضب مجھ ہی کو دیکھ رہا ہی طلسم کشا نے تصویر مذکور پر نظر کرکے دلیرانہ کچھ خوف نہ کرکے
جو دیکھا تو داہنے ہاتھ کی جانب اُسکے ایک شاہزادہ بیٹھا ہی اور بائین ہاتھ کی طرف ایک
شاہزادی بیٹھی ہی یہ دونون بھی سنگ مرمر کے تراشے ہوے پتلے ہین کلاہ شاہی و پوشاک نفیس
مردانی و زنانی پہنے ہین جو شاہزادی ہی وہ نیچی نظر کیے بیٹھی ہی اور شاہزادہ جانب
صحرائے سبزہ زار دیکھ رہا ہی اور یمین و یسار تصویر ہاے مندرجۂ بالا کے دو کنیزین دو
گلدستے اپنے ہاتھون مین یون لیے کھڑی ہین گویا ارادہ کر رہی ہین کہ شاہ و شاہزادے کو
وہ گلدستے نذر دین و یا بو سنگھائین وہ کنیزین بھی پتھر کی ہین اور گلدستے بھی سنگ سُرخ
و سفید کے ہین اور سامنے تخت مذکور کے ایک سر بریدہ دیو کا رکھا ہی فقط استخوان اُسکے
ہین پوست و گوشت کا نام و نشان بھی نہین ہی غور و فکر کرنے سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ سر
مذکور بہت بڑے دیو کا ہی اور ایک مدت مدید اور زمانہ بعید سے رکھا ہوا ہی کہ چند استخوان
باقی ہین اور خون و گوشت و پوست کچھ بھی نہین ہی طلسم کشا اُن تصویرون اور سر
مذکور کو دور سے دیکھ کے بہادرانہ دہشت نہ کرکے آگے بڑھا بعدہ دیکھا کہ زیر تخت مذکور
ایک سر شیر کلان کا تازہ کٹا ہوا رکھا ہی خون اُسکی رگ گلو سے بہتا ہی اور مقابل سر شیر
مذکور کے ایک سر آدم زاد ہی وہ بھی تازہ بُریدہ ہی سراسر پُر خون ہی اور قریب اُسکے
ایک سر بندر کا رکھا ہی اور مقابل سر میمون کے ایک سر خرس کا رکھا ہی اور جملہ سرون کو حرکت
ہی مگر کوئی سر کسی سر سے لڑتا نہین ہی شاہزادہ رستم ثانی نے بخیال اِسکے کہ شاید یہ شاہ و شاہزادہ
و شاہزادی جاندار ہین اِسوجہ سے بطریق اہل اسلام بآواز بلند سلام کیا اُن مین سے کسی نے
جواب نہ دیا اب شاہزادۂ موصوف کو یقین کامل ہوا کہ یہ تصویرین پتھر کی ہین جاندار نہین ہین
بعد اِسکے دل مین کہنے لگا کہ اِنکو عبث سلام کیا خیر جو ہوا سو ہوا اب اِنکے قریب تر جانا چاہیے یہ کہکے
آگے بڑھا مچھلیان وغیرہ جانوران آبی تالاب سے نکل کر زمین پر تڑپکر بصورت ساحران ہوکے
سد راہ ہوے اور پکارے او طلسم کشا خبردار آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کر ورنہ پچھتائیگا
شاہزادے نے کہا ای ساحران نابکار کیا بکتے ہو دور ہو مین ضرور اِن تصویرون تک جاؤنگا
جو سر زیر تخت رکھے ہین اُنھین دیکھونگا اُنھون نے کہا کیا مجال تیری کہ وہان تک جا سکے
جب تک ہم زندہ ہین ہرگز تجکو وہان تک جانے نہ دینگے شاہزادۂ موصوف چاہتا تھا کہ
اُنھین کچھ جواب دے ناگاہ ایک جانب سے چند ساحران نامی ہمراہ سپاہ کثیر ساحران
نمایان ہوے اُنھون نے اُن ساحرون سے کہا ہمکو شاہ طلسم نے واسطے مقابلہ و مجادلہ
کے یہان بھیجا ہی تم طلسم کشا سے نہ لڑو ہم سمجھ لینگے وہ ساحر یہ سُنکے زمین پر گر کے
مچھلیان وغیرہ جانوران آبی بطریق اول ہوکے داخل تالاب ہوے ساحران تازہ وارد

نے چہار طرف سے شاہزادے کو گھیر لیا اور قصد جنگ کیا طلسم کشا نے یہ رنگ دیکھکر لوح کو دیکھا لوح نے یون ہدایت کی کہ ای طلسم کشا تو نے نادانی کی کہ قبل اسکے لوح نہ دیکھی اور ان تصویرون اور سرون تک اپنے تئین نہ پہونچایا خیر اب بھی تو نے لوح کو دیکھا تجھے لازم ہی کہ جلد ان ساحرون کو تیغ آبدار پر یہ اسم الٰہی دم کرکے قتل کر اور قریب کٹھرہ کے جاکے چوٹی ہنس خوار جادو کی درمیان سے کاٹ کے کئی ٹکڑے کرکے کچھ بال چوٹی کے اس تاجدار پر ڈالدے اور کچھ بال دیو کے سر پر ڈالدے پھر تماشا دیکھو کہ کیا ہوتا ہی اور باقی ماندہ بال ہنس خوار جادو کی چوٹی کے سر آدمزاد اور سر میمون وخرس پر ڈالدے اور اگر ان سرون پر موے مذکور تو نہ ڈالے گا تو بعد ایک ساعت کے یہ تاجدار اور شاہزادہ وشاہزادی اور جملہ سرا اور یہ کٹھرہ اور تالاب نظر سے نہان ہو جائیگا اور فتح دربند دوم کی ممکن نہوگی بلکہ تو اسیر ہو جائیگا گو لوح تیرے پاس ایسی حالت مین ہوگی مگر سیاہ ہوکے بیکار ہو جائیگی تاوقتیکہ بہزار دقت و دشواری قبل اسیری ایک ساحرہ سے مروارید جادو کے خون سے تر نہوگی اور روشن نہوگی اسوقت تک بیکار رہیگی اور اگر تو اسیر ہوگیا تو اور زیادہ باعث خرابی کا ہوگا لہذا حسب ہدایت مذکور جلد عمل کر کہ تیری مراد دلی بر آئے اور یہان سے آدھر ایکی تو پہونچے کہ جہان تو ایک دفع قید ہوکے جا بھی چکا ہی اور فی الحال بھی جانا تیرا وہان ضرور ہی شاہزادہ رستم ثانی اس حکم لوح سے ہنوز آگاہ ہوا تھا کہ ساحران مذکور نے اسباب سحر یعنی ناریل و ترنج و نارنج و گلدستے و گولے فولادی وغیرہ پر سحر کرکے چہار طرف سے شاہزادے پر نارنج و ترنج وغیرہ مارے چونکہ لوح طلسم صندل پاس تھی ببرکت لوح مذکور کسی ساحر کے سحر نے اثر نہ کیا ساحرون نے مجبور ہوکے اکثر سحر بلی دری کرکے کامیاب نہوکے ترسول اور بنسول وغیرہ آلات آہنی ہاتھون مین لیکر طلسم کشا پر یکبارگی حملہ کیا ادھر شاہزادے نے اپنی تلوار پر وہی اسم الٰہی جو لوح مین لکھا دیکھا تھا دم کرکے ساحرون کو بڑھ ہوکے قتل کرنا شروع کیا لاشے ساحرون کے زمین پر گرکے تڑپنے لگے اکثر زخمی تڑپ تڑپ کے مرنے لگے تاریکی اُنکے مرنے سے ہونے لگی تھوڑی دیر خوب لڑائی ہوئی صدہا ساحر قتل ہوئے ازانجملہ مروارید جادو و میخوار جادو و خونریز جادو و وانگر جادو کہ سرگروہ سپاہ ساحران و نامی ساحر تھے قتل ہوئے اُنکے مرنے سے تاریکی بہت ہوئی ساحران نابکار بے سردار ہوکے جنگ سے عاجز ہوکے بھاگے شاہزادہ موصوف اُنکو بھگاکے مرکب کو بڑھاکے قبل ایک ساعت گذرنے کے متصل اُس کٹھرے کے پہونچا وہ جانوران آبی کہ جملہ ساحر تھے پھر تالاب سے نکلنے لگے اس اثنا مین شاہزادہ رستم ثانی نے چوٹی ہنس خوار جادو کی نکال کے تلوار سے چند ٹکڑے اُسکے کرکے چاہا کہ حسب ہدایت لوح عمل کیجیے ناگاہ وہ شاہزادی کہ پہلوے تاجدار مذکور العمد رزمین بیٹھی تھی گویا ہوئی کہ ای طلسم کشا کیون ہماری خرابی و بربادی و ہلاکت کی فکر کرتا ہی کیا ہمنے تیرا قصور کیا ہی اگر مال دنیوی کی خواہش ہی تو جسقدر زر چاہیے ہو ہم سے لے لے اور ہمین ہلاک و برباد نہ کر

ہمارے ہلاک کرنے سے کیا تجھکو نفع ہوگا یہ کہکے مانند برق تڑپ کے اُس تالاب
کے پانی مین گری پانی مین اول تو پہلے ہی جوش وخروش تھا اب اور زیادہ ہوا اور دھوان
پیدا ہوا تالاب نظر سے نہان ہوا بعد ایک لمحہ کے وہ دھوان دفع ہوا طلسم کشا نے دیکھا
کہ چند کشتیان اُس تالاب مین ہین اُنپر بہت سی عورتین خوبرو و نوجوان لباس نادر و رنگین
پہنے ہوے سوار ہین اور ایک مورپنکھی پر وہ شاہزادی تنہا سوار ہی اور صد ہا کشتیان
مال و اسباب بیش بہا سے بھری ہوئین عقب مورپنکھی کے ہین اور وہ شاہزادی کہتی ہی کہ ای طلسم
کشا لے یہ جملہ کشتیان زر و جواہر سے بھری ہوئی ہین اپنے ساتھ لیجا اور لوح آتارکے اس
مورپنکھی پر آ سیر دیکھ بعدہ جملہ مال و اسباب لیکر جو چاہے کر یہ مال سب طلسم صندل
کا ہی اب طلسم صندل کا توڑنا عبث ہی کیونکہ طلسم مذکور مین قسم مال و اسباب سے اب کچھ
نہین ہی جو کچھ مال و اسباب طلسم مین تھا مین نے تجھے منگوا دیا ہی مین اس مال کی مالک ہون
پدر میرا بادشاہ سابق طلسم ہی شاہزادے نے اُسکے چہرۂ زیبا پر نظر کرکے تقریر اُسکی سنکے
چاہا کہ اُسکے پاس جاکے مورپنکھی پر بیٹھئے لوح گلے سے آتارکے کنارے تالاب کے رکھ
دیجیئے ہنوز لوح کو گلے سے آتارا تھا دفعتاً دل مین کہا کہ لوح کو دیکھ لینا چاہیئے بعدہ
اس ماہرو کے کہنے پر عمل کرنا چاہیئے مبادا باعث اپنی خرابی کا ہو یہ باتین دل مین
کرکے لوح کو دیکھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی کہ ای طلسم کشا تو نے غضب کیا تھا کہ
اس خوبرو کی باتون مین آکے اسکے کہنے پر عمل کرنا چاہا تھا اگر تو اس ماہرو کے پاس جاتا
تو لوح بھی ہاتھ سے جاتی اور تو بھی گرفتار ہو جاتا مال دنیا سے کچھ نہ ملتا یہ تجکو دھوکا
دیتی ہی خبردار اسکے کہنے پر عمل نہ کرنا ورنہ پچتائیگا شاہزادۂ رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ
ہوکے اپنے ارادے سے باز رہا اس نازنین نے باتین لگاوٹ کی کرکے شاہزادے کو
پاس اپنے بلایا لیکن شاہزادہ اُسکے پاس نہ گیا اور بال اُسی ساحرہ کی چوٹی کے
جو دربند مین دستیاب ہوے تھے جلا کہ اُس تاجدار اور سر دیو وغیرہ بر ڈالے یکایک
شاہزادہ گویا ہوا اور کہنے لگا ای طلسم کشا دست خود رانگاہدار ارے بیرحمی و جفا سے
باز آنا حق جفا و ظلم نہ کر ہمنے تیرا کیا گناہ کیا ہی کیون ہمارے نیست و نابود کرنے کی
فکر کرتا ہی اگر قول شاہزادی کا تجھے باور نہین ہی تو مین تجھ سے سچ سچ کہتا ہون کہ مین
تجھے زر و جواہر سے اسقدر دونگا کہ تو دیکھ کے حیران ہوگا یہ تعدی کس لیے ہی اگر
مال کی تمنا ہی تو ابھی جاتا ہون تجھے لاکے دیتا ہون یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھ کے کٹھرے سے
مثل نظر نکل کر تالاب مین کود اُسکے کودتے ہی تالاب مین اُسی طرح اندھیرا ہوا دھوان
اور جوش وخروش بیحد آب تالاب مین پیدا ہوا بعد ایک لمحہ کے جو دیکھا تو وہ شاہزادہ
اک کشتی پر سوار نظر آیا اور عقب اُسکے چند کشتیون پر بہت سے نوجوان خوبرو بیٹھے ہین اور
ہزارہا کشتیان زر و جواہر سے بھری ہوئین دکھائی دین اُس شاہزادے نے طلسم کشا سے
مخاطب ہوکے کہا ای جوان اگر یہ تمام زر و جواہر لے اور لوح طلسم مجھے دیدے اور یہ کشتیان مال

وزیر کی لیجا طلسم کشائی سے باز آ شاہزادہ رستم ثانی سے بہ ہدایت لوح اُٹھکر کہنے پہنچا نہ کیا
اور چاہا کہ وہ چوٹی ہنس خوار جادو کی اُس بادشاہ تاجدار اور سر دیو پر ڈالے ناگاہ
وہ شیر کا سر بآواز بلند پکارا ای ساکنان طلسم آگاہ ہو جاؤ کہ طلسم کشا آگیا ہی بربادی
وخرابی و ہلاکت ہم سب کی چاہتا ہی جلد آؤ دیر نہ لگاؤ اُسکے کہتے ہی اُس تالاب مین
گرتے ہی ہزارہا شیر پیدا ہوے اور چہار طرف سے آگئے انھون نے طلسم کشا کو گھیر لیا
اسی طرح سے سر آدم زاد اور سر میمون اور سر خرس نے بھی پکارا اور وہ تالاب مین گرکے
اور ہزارہا بندر اور خرس اور آدم زاد کہ سواران مسلح تھے تلوارین اور نیزے ہاتھون
لئے ہوے پیدا ہوے اور بفاصلۂ چہل قدم طلسم کشا کے گرد جمع ہوے اور دھمکانا اور
ڈرانا ہر ایک نے شروع کیا کبھی عجز و انکسار کرنا اختیار کیا یہ حال شاہزادہ دیکھکر متشوش
ہوا کثرت اُسوقت کی دیکھکر حیران ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ سب لاکھون ہین مجھے گھیرے ہوے
ہین ایسے کب تک لڑونگا کس کس کو قتل کرونگا یہ لوگ عجز و انکسار کرتے ہین کشتیان
پُر از زر و جواہر کی ہزارہا دیکر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرتے ہین ایسی حالت
مین لوح کو دیکھکر کوئی کام کرنا چاہیے اگر لوح اجازت دے تو سب کا انکو قتل کرونگا یہ
کہکے لوح کو دیکھا اُس مین یہ لکھا پایا کہ ای طلسم کشا اِنکے کہنے کا اعتبار نہ کر یہ سب تیرے
دشمن جان ہین جو کہتے ہین وہ نہ کرینگے لوح سے بہت ہوشیار رہنا ہرگز ان مین سے کسی کی نہ دیتا
زر و جواہر سے بھری ہوئی کشتیان جو نظر آتے ہین یہ نمود بے بود ہین یہ مال طلسمی نہین ہی کثرت
سے انکی خوف و اندیشہ نہ کر جلد چوٹی ہنس خوار جادو کی سر دیو اور بادشاہ تاجدار پر ڈالدے
اب اگر ایک لمحہ بھی تامل کریگا تو بہت پچھتائیگا شاہزادہ موصوف نے بحکم لوح فی الفور وہ
ٹکڑے چوٹی کے کچھ سر پر اُس شاہ تاجدار کے اور کچھ اُس دیو کے سر پر ڈالنا چاہے کلہ دیو کا پکارا
ای بشکر دیوان جلد آؤ اور وہ دونون کنیزین گلدستے لیکر سوے شاہزادہ بڑھین اور کہا
ای شاہزادہ ذیوقار آپ ان گلدستون کو لوح اپنے سے جدا کرکے سونگھیے آپکے حق مین سونگھنا
ان پھولون کا بہت اچھا ہی ہم خیر خواہ ہین ابھی یہ سب جو آپکو چہار طرف سے گھیرے
ہوے ہین آمادۂ جنگ ہین مطیع آپکے ہو جائینگے اور اگر یوان گلون کی سونگھکر پھول
اِنکے اِن سب پر ڈال دیجیے گا تو یہ سب آپس مین لڑکے ہلاک ہو جائینگے شاہزادہ موصوف
تقریر اُن کنیزون کی سُن رہا تھا جب بال ہنس خوار جادو کی چوٹی کے ڈالنا چاہتا تھا ایک
نہ ایک کسی نہ کسی طرح سے روکتا تھا ناگاہ لاکھون دیو دار شمشاد ہاتھون مین لیے ہوے
پیدا ہوے سر دیو اور تصویر شاہ تاجدار پر تاریکی سی ہونے لگی شاہزادہ رستم ثانی نے منھ
اپنا کنیزون کی طرف سے پھیر کر اُنکے کہنے پر عمل نہ کرکے بال ہنس خوار جادو کی چوٹی کے
دو حصہ کرکے سر دیو اور اُس شاہ تاجدار پر ڈال دیئے اُن بالون کا ڈالنا تھا کہ قیامت
برپا ہوئی وہ شور و غل اور فریاد و فغان اُن سب نے کی کہ بیان سے باہر ہی اُسوقت
طلسم کشا نے دیکھا کہ سر دیو کا اپنی جگہ سے اُٹھکر بلند ہوا اور سر شاہ تاجدار سے بطور ٹکڑے کے

سے کے لڑاڈ دھوان اور شعلے دونون سرون سے پیدا ہوے اور جانب اُن تمام مچھلیون کے چلے
جسپر کوئی شعلہ گرا وہ جلنے لگا اور اُس سے شعلے نکل کر اورون کو جلانے لگے اسی طرح وہ سب
جلنے لگے دھوان اور تاریکی محیط ہوئی فریاد و آہ شاہ تاجدار و سردیو سیاہ نے کی بعد تھوڑی
دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی طلسم کشا نے دیکھا کہ وہ کٹھرہ ہے نہ وہ دونون کنیزین گلدستہ
بدست ہین نہ وہ شاہ تاجدار اور سردیو ہے نہ وہ ہجوم ساحران و خرس و میمون ہے نہ وہ
کثرت شیرون کی ہے نہ وہ سیاہ آدم زاد کی ہے نہ وہ تالاب ہے نہ وہ سبزہ زار ہے نہ وہ کشتیان
ہین کوئی اُن مین سے نہین ہے بلکہ میدان دشت پُرخار ہے اور سامنے ایک درہ کوہ ہے شاہزادہ
یہ حال حیرت افزا دیکھکر دنگ ہو گیا دل مین کہنے لگا ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا پھر خود ہی سمجھا کہ یہ
کارخانہ سحر کا تھا بوجہ سحر کے سب کی نمود تھی ابھی دل مین یہ کہہ رہا تھا اکثر لاشے ساحران اصلی
کے زمین پر پڑے تھے اُنکے مرنے سے جو تاریکی ہوئی تھی وہ ہوا ہو چکی تھی ناگاہ اُن ساحرون
کے ہمزادون نے انھین کے نام سے اس طرح بلند آواز سے کبھی مابین ارض و سما کہا قتل کیا
مجھکو کہ نام میرا سنگ لاخ جادو مالک دربند دوم تھا افسوس کہ تصویر سنگ بنکر بھی جان
میری طلسم کشا سے نہ بچی گاہ اُن ہمزادون نے یون کہا کہ قتل کیا مجھکو کہ نام میرا اشرف جادو
فرزند سنگ لاخ جادو مالک دربند دوم طلسم صندل کا تھا کبھی یون پکار کر کہا کہ ہیہات
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا فرتوت جادو تھا مین دختر مالک دربند دوم کی تھی ابھی کچھ ایسا سن
بھی میرا نہ تھا کل ساڑھے سات سو سال کی عمر تھی اسی طرح بہت سے ساحرون کے ہمزادون
نے انھین کے نام سے پکار پکار کر کہا بعد ازان وہی ہمزاد سحر کے گرد باد بنکے لاشہ سنگ لاخ
جادو و لاشہ اشرف جادو و لاشہ فرتوت جادو کو خاک سے اُٹھا کر بلند ہوے کے بعد
نالہ کنان سوے شاہ طلسم روانہ ہوے بجز لاشہ ہاے مذکور کے اور تمام لاشین
ساحران اصلی کی صحرا مین پڑی رہین اور جو خرس و شیر و میمون وغیرہ ہزارہا پتلے سحر کے تھے
وہ شعلہ ہاے سر سنگ لاخ جادو سے جلکر خاک ہو چکے تھے لاشین اُنکی نہ تھین ہنوز طلسم کشا
حیران کھڑا تھا بنظر حیرت دیکھ رہا تھا دل مین شادمان تھا کہ الطاف خدا و بحکم لوح
طلسم سے اس دربند دوم کو فتح کیا ساحرون نے کیا کیا مکر و فریب سے لوح کو لینا
چاہا مگر لے نہ سکے مراد دلی اُنکی بر نہ آئی خود ہی میرے ہاتھ سے ہلاک ہوے ناگاہ ایک
جانب سے گرد و غبار عظیم بلند ہوا اور بہت سے ٹکڑے ابر سیاہ و سفید کے کہ جن مین برق کی
چمک اور رعد کی آواز تھی سوے فلک نمایان ہوے طلسم کشا اُس غبار اور ٹکڑہاے ابر کو
دیکھکر دل مین کہنے لگا یقیناً یہ آثار آمد سپاہ کثیر ہے اور یہ ابر کے ٹکڑے بھی ابر اصلی نہین ہین
ابر سحر ہین ساحر آتے ہین نہین معلوم دوست ہین یا دشمن ہین عجب نہین کہ فرستادہ شاہ
طلسم ہون مجھسے براے جنگ آتے ہون یہ باتین دل مین کرکے مستعد ہو کے اُسی طرف
نگران رہا تھوڑی دیر مین وہ ابر کے ٹکڑے قریب آ گئے درمیان سے منشق ہوے کسی ابر سے
خورشید روشن دل تخت سحر پر سوار مسکراتا ہوا ظاہر ہوا کسی ابر سے عجائب جادو

تخت سحر پر بیٹھا ہنستا ہوا عیان ہوا کسی ابر سے ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ ہنگامہ رنگین کاکل کشا تخت طاؤس
سحر پر سوار ہنستی ہوئین ظاہر ہوئین اسی طرح سے جملہ ساحران اعلے دا و سنے کہ لاکھون تھے
لکہ ہاے ابر سے مختلف سواریون پر سحر کی سوار لکہ ہاے ابر سے پیدا ہوکے سو جب زمین
آئے طلسم کشا اپنے شرکا اور اپنے خیر خواہون اور مطیعون کے آنے سے بہت خوش ہوا
خورشید روشن دل و عجائب جادو و غیرہ جملہ ساحران نامی نے قریب شاہزادے
کے پہونچ کے خوش ہوکے تہنیت فتح دربند دوم کی دی شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا
ہان الطاف خدا اور آپ سب صاحبون کی برکت دعا سے فتح دربند دوم کی نصیب ہوئی
ابکی مرتبہ مجکو نہایت حیرت ہوئی ایسی حیرت دربند اول پر نہوئی تھی جیسی حیرت یہان
دربند دوم پر ہوئی ہے انھون نے پوچھا کیا حیرت ہوئی یہان آکے آپنے کیا دیکھا کیونکر
دربند یہ فتح ہوا طلسم کشا نے تمام حال جو گذرا تھا مفصل اُنسے کہا وہ سب سُنکے خوش ہوے
اور ہمت و جرأت طلسم کشا کی ثنا کرنے لگے اتنی دیر مین حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ
فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و سہراب بن لندھور وغیرہ ہمراہ سپاہ کثیر غیر
ساحران خرم و شادان آئے اُنھون نے بھی شاہزادے کو فتح دربند دوم کی تہنیت دی
شاہزادے نے خورشید روشن دل و عجائب جادو و حدید شاہ وغیرہ سے پوچھا
آپ صاحبون کو کیونکر معلوم ہوا تھا کہ یہان مین نے دربند دوم فتح کیا اُنھون نے جواب دیا
ہمکو جب بذریعہ طائران سحر دریافت ہوا تھا کہ آپ یہان آکے فتحیاب ہوے سوا اسکے
خبر اس فتحیابی کی مشہور ہوئی ہمنے اکثر شخصون سے سُنی اسوجہ سے تاب ضبط عالم خوشی
مین نہ لاکے راہ خوف و خطر کو صاف و پاک پاکے اس طرف آئے شاہزادہ رستم ثانی
اُنکی تقریر سُنکے خوش ہوا اور فراشون کو حکم دیا کہ اسی صحرا مین بمقام مناسب بارگاہین
اور خیام برپا و استادہ کر و حسب الحکم اُنھون نے جلد تر بارگاہین و خیام استادہ کیے
لشکر ساحران و غیر ساحران اُترا شاہزادہ رستم اپنی بارگاہ فلک جاہ مین ہمراہ خورشید
روشن دل و عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ و خواجہ عمرو ثانی وغیرہ اشخاص
نامی و نامور کے داخل ہوا اور ایک دنگل پر صدر بارگاہ مین بیٹھا اور جملہ اشخاص
مذکور علے قدر مراتب تخت و کرسی اور دنگلون پر یمین و یسار و روبرو طلسم کشا
کے بیٹھے اُسوقت شاہزادہ موصوف نے ساقیون کو طلب کیا وہ جلد تر کشتیان شراب
ناب کی مع شیشہ و ساغر لیکر روبرو حاضر ہوے اور بقاعدہ سلام کرکے کھڑے
رہے شاہزادے نے باشارہ اُنسے کہا شراب پلاؤ وہ حسب الحکم شراب شیشون سے
جام و ساغر بلورین مین انڈیل کر اہل بارگاہ کو پلانے لگے دور جام مئے لالہ فام ہونے لگا
جب شاہزادہ رستم ثانی اور تمام اہل بارگاہ شراب بخوبی پی چکے اور بالائے شراب
لطف بیجا اشیاے گزک سے اُٹھا چکے ساقی کشتیان شراب کی اُٹھا کے لیگئے اور پھر
ملازم ظروف چینی و نقرئی مانند قاب و پلیٹ و تشتریان جن مین کباب وغیرہ لیکر آئے

تھے اُٹھا لیگئے جسوقت خورشید روشن دل وعجائب جادو وحد یدشاہ وسرشار شاہ وغیرہ کو نشہ شراب ناب کا ہوا شاہزادہ رستم ثانی سے کہنے لگے کہ اے شاہزادۂ ذوالفقار یہ روز فتح در بند دوم طلسم صندل ہے ہر چند بباطن فرط خوشی سے دل ہمارے شگفتہ ہین لیکن خوشی اس فتحیابی کی بظاہر حسب دلخواہ نہین ہو لہذا اگر مناسب ہو تو اسی بارگاہ مین ارباب نشاط طلب کئے جائین تاکہ وہ رقص و نغمہ کرین خواجہ عمرو ثانی بھی نی بجائین کچھ گائین گو کہ ہم گانا خواجہ عمرو ثانی کا سن چکے ہین مگر پھر دل چاہتا ہو کہ نی نوازی خواجہ عمرو ثانی سے لطف اُٹھائین شاہزادۂ رستم ثانی نے گفتگو سب کی سُنکے کہا کہ اگر آپ صاحبون کی یہی خوشی ہو تو بہتر یہ کہکے ارباب نشاط کو طلب کیا حسب الطلب ایک رقاصہ خوبرو و خوش گلو ماہر علم موسیقی کہ ہمراہ لشکر کے تھی ساتھ اپنے سازندون کے بارگاہ مین روبرو طلسم کشا کے بناز وادا آئی اور سلام کرنے بعد درست ہونے سازون کے امادہ رقص کرنے پر ہوئی سازندے اُسکے سازون کو بجانے لگے وہ بصد اداوگت ناچنے لگی اہل بارگاہ رقص اُسکا دیکھنے لگے اور بجائے خود تعریف اُسکے رقص کی کرنے لگے جب وہ خوب رقص کر چکی اور دلہائے اہل بارگاہ کو ہنگام رقص پاتند سبزہ پامثل حنا پامال کر چکی اور بار بار طلسم کشا وغیرہ سے زر وجواہر انعام مین پاچکی سب کو اپنا قدردان جانکر غزلین عاشقانہ گانے لگی دلہائے اہل بزم کو اپنے رقص و نغمہ سے خوش کرنے لگی جب تادیر رقص و نغمہ کر چکی اہل بزم کو اپنی جانب متوجہ پاکر بصد ناز وادا و کرشمہ وعشوہ یہ غزل گانے لگی۔ غزل ؎

غول کے غول چلے آتے ہین دیوانون کے
حال پوچھے یہ کوئی قلب سے دیوانون کے
جل بجھی شمع بھی جل جانے سے پروانون کے
ڈھیر شیشون کے ہین انبار ہین پیمانون کے
ذکر گلشن نہ کرو سامنے دیوانون کے
در ہرے دل کی طرح کھل گئے میخانون کے
ہوشیار ون کے ہین انداز نہ دیوانون کے

دن پھرے فصل جنون آئے ہی ویرانون کے
موسم گل مین اسیری کی جفا بھی ہو ستم
اسکو کہتے ہین اثر الفت کامل یہ ہر
کیفیت رکھتی ہو میخانون کی ویرانی بھی
چاک ہون دامن گل بھی نہ گریبان کی طرح
ہو گیا رنگ فلک اور کچھ آتے ہی بہار
حال کھلتا نہین کچھ خاطر دل بستہ کا

جب رقاصہ یہ غزل گا چکی طلسم کشا نے خوش ہوکے زر وجواہر اُسے انعام مین دیکر رخصت کیا اور خواجہ عمرو ثانی سے باادب کہا یہ سب حضرات اسوقت بھی آپکی نی نوازی کے مشتاق ہین میری تمنا یہ ہو کہ آپ اسوقت نی بجائین کچھ گائین خواجہ عمرو ثانی نے جواب دیا کیا خاک اسوقت نی بجاؤن اور گاؤن صدمے مین ہون نقصان عظیم ہو گیا ہو شاہزادۂ رستم ثانی و خورشید روشن دل نے متردد ہوکے پوچھا کیا نقصان آپکا ہوا ہو خواجہ عمرو ثانی نے جواب دیا کیا کہون بیان کرنا اپنے نقصان کا بے فائدہ ہو کسی کو میرے کہنے کا یقین نہوگا سوا اسکے کوئی بعوض نقصان مذکور کچھ بھی نہ دیگا عجائب جادو وحدید شاہ وسرشار شاہ وغیرہ نے کہا اے خواجہ عمرو ثانی آخر کیسے تو کیا نقصان

ہوا ہی خواجہ عمرو ثانی نے کہا جسوقت یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے دربند دوم کو فتح کیا اور آپ سب صاحب خوش ہوگئے در بند اول سے اسطرف چلے مین نے وہ کئی صندوقچے اسباب جواہر نگار کے جو جنون سے یہ وعدہ کرکے لیے تھے کہ یہ اسباب تمھارا بیچکر روپیہ اسکا تمھین دیدونگا اپنی کمر مین رکھکر ایک کپڑے سے باندھ لیئے تھے بتعجیل خوشی در رہروی مین وہ کہین کمر سے گر پڑے ہین یہان آکے مجھے انکا خیال آیا ہی اب اگر اُسی ڈھونڈنے یہان سے جاتا ہون تو وہ بھلا کیا ملینگے جن نے وہ صندوقچے لاکھون روپیے کے پائے ہونگے وہ کاہیکو دیگا اسی نقصان کے صدمے مین بیٹھا ہون طلسم کشا و خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ یہ تقریر خواجہ عمرو ثانی کی سُنکے منھ خواجہ عمرو ثانی کی طرف سے پھیر کے مسکرائے اور ایک نے دوسرے سے کہا خواجہ عمرو ثانی طماع ہین چاہتے ہین کہ زر و جواہر ملے تو گاؤن بجاؤن صندوقچے کمر سے کبھی نہ گرے ہونگے اگر صندوقچے ہوتے تو زنبیل مین رکھتے کمر سے نہ باندھتے یہ کہکے زرکثیر و جواہر کئی ہزار روپیے کا جمع کرکے خواجہ عمرو ثانی سے کہا لیجیئے اسقدر زر و جواہر موجود ہی آپ صدمہ نہ کرین خواجہ عمرو ثانی نے وہ تمام زر و جواہر لیکے خوش ہوکے کہا تم سب نے میرے صدمے کو کچھ دور کیا ہی خیر مین بھی تمھارے دلون کو خوش کرتا ہون یہ کہکے زنبیل سے نَے نکالکر کرسی پر بیٹھکر بجانے لگے اور یہ غزل بالحان داؤدی بصد شوق گانے لگے غزل

ہی زانوے یار اور سر ہی
ہو جس مین خصائل بہائم
قابو مین مرے وہ سیمبر ہی
کہتا ہون جب اُنسے مین شب وصل
ساعت ہی جو وہ بھی اک پہر ہی
بیتاب نہو وصال ہوگا

پستان نہین قامت صنم مین
انسان وہ نہین ہی جانور ہی
دل یار کو دے مری طرح سے
قطعہ اب سینے مین مضطرب جگر ہی
کہتا ہی وہ شوخ تھام دل کو
گھبرا نہ ابھی تو رات بھر ہی

اب اپنا دماغ عرش پر ہی
نخل شمشاد بار ور ہی
اکسیر کی اب نہین تمنا
ایسا کسی غیر کا جگر ہی
یارا نہین ضبط کا مجھے اب
تو تو بیتاب کس قدر ہی

جملہ اہل بزم بگوش دل سُننے لگے اور تعریف خواجہ عمرو ثانی کی کرنے لگے راوی بیان کرتا ہی کہ اُس روز بھی خواجہ عمرو ثانی ایسا گائے کہ سمان بندھ گیا جب خواجہ عمرو ثانی اشعار غزل مذکور گا چکے نَے کو ہاتھ سے رکھکر کہنے لگے ای شاہزادہ رستم ثانی مین نے اسوقت تمھارے کہنے سے اور ان سب صاحبون کے اصرار سے نَے بجائی اب اور کسی دن نَے بجاؤنگا اسوقت طبیعت بے لطف ہی شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے کہا بہتر ہی بعد گانے خواجہ عمرو ثانی کے سب بارگاہ مین بخوشی تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے وقت شام ہر ایک شاہ و شہریار و سردار بارگاہ سے اُٹھکر اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین گئے اِدھر شاہزادہ رستم ثانی نماز سے فارغ ہوکے بوجہ خستہ و ماندہ ہونے کے فرش خواب پر استراحت پذیر ہوا شب کو چند ساحرون اور کچھ غیر ساحرون نے طلسم کشا وغیرہ کی حفاظت و نگہبانی کی جب صبح ہوئی بعد ادائے نماز سحر طلسم کشا اپنی بارگاہ مین بیٹھا جمشید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ بارگاہ شاہزادہ موصوف

مین گئے اور حسب قاعدہ علےٰ قدر مراتب بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے خورشید روشن دل و عجائب
جادو و وحید پدرشاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا کہ ہمارے نزدیک
بہتر یہ ہی کہ اسوقت لوح کو دیکھیے اگر لوح ہدایت و حکم دربند سوم پر جانیکا کرے تو تامل نہ کیجیے سوے
دربند سوم جائیے جلد طلسم صندل کو فتح کیجیے شاہزادہ موصوف نے لوح کو دیکھا لوح مین
یہ لکھا پایا کہ ای طلسم کشا تیرا اقبال معین تیرا ہی اگر دربند سوم پر جانیکا ارادہ ہی تو جا مگر
بہت ہوشیار و خبردار رہنا کہ راہ دربند سوم کی اس درۂ کوہ مین سے ہی شاہزادۂ رستم
ثانی لوح کو دیکھکر سب سے رخصت ہوکے مسلح ہوا پھر مرکب پر سوار ہوکے تنہا سوے درۂ کوہ
روانہ ہوا اثناے راہ مین اکثر عجائب و غرائب اشیاء دیکھتا ہوا تا درۂ کوہ پہونچا اور درۂ
کوہ مذکور مین بسم اللہ کہکر قدم رکھا چند قدم آگے بڑھا تھا کہ بوجہ کثرت تاریکی درۂ کوہ سے
از حد گھبرایا کیونکہ وہ درۂ کوہ اسقدر تیرہ و تاریک تھا کہ دن کو مطلق اس مین کچھ دکھائی
نہ دیتا تھا اس درۂ کوہ کی تاریکی سے تیرگی شب ہجران عاشق بھی خجل تھی بلکہ تاریکی
قبر گنہگار و کفار بھی اس سے مقابلہ کیا ہی مین نکر سکتی تھی پردۂ ظلمات کی تاریکی آگے
اسکے اندھیرے کے گویا اک روشنی تھی اور سیاہی دل کافر کی آگے اسکے اک قسم
کی ضیا تھی پس ایسی تاریکی سے گھبراکر شاہزادۂ رستم ثانی رہروی سے باز رہکر جان بلب
ہوکر درۂ کوہ سے پلٹ آیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش حواس درست کرکے اپنے دل مین
کہنے لگا کہ اس درۂ دشوار گذار سے گذرنا بسا مشکل بلکہ ناممکن ہی کیونکہ کچھ بھی دکھائی نہین
دیتا ہی یہ راہ درۂ کوہ ہی کہ راہ ملک عدم ہی دیدہ و دانستہ ایسی راہ پُرخطر و خوف ہلاکت
جان مین قدم رکھنا خلاف عقل ہی کوئی تدبیر ایسی کی جاتی کہ کچھ بھی راہ نظر آتی تو اس
راہ سے مین گذرتا اور منزل مقصد تک پہونچتا یہ باتین تھوڑی دیر کرکے سوچا کہ لوح کو
دیکھنا چاہیے کہ بمقدمہ راہ درۂ کوہ کیا حکم کرتی ہی یہ سوچکر لوح کو دیکھا لوح سے
ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ درۂ کوہ سحر بند ہی لاکھون بلائین اس مین ہین
جانب شاہ طلسم سے مالک و حاکم اس درۂ کوہ کی تاریک جادو ساحرۂ زبردست ہی
اسی کے سحر سے یہ تاریکی ہی اور بہت سی بلائین اس مین ہین چونکہ یہی راہ دربند سوم
تک جانیکی ہی اسی سبب سے یہ راہ سحر بند ہی کیا مجال کسی کی کہ اس راہ سے زندہ و سلامت
بخوف و اندیشہ گذر جائے اگر تجکو اندھیرے کا خیال ہی تو اس اسم اعظم الٰہی کو وردِ زبان کرتا
ہوا لوح کو دست راست مین لیکر تلوار علم کرکے اس درۂ کوہ مین جا چندان خوف و اندیشہ
نہ کر جو کوئی سد راہ ہو یہی اسم اعظم الٰہی تلوار پر دم کرکے اسپر تلوار لگا لڑتا ہوا درۂ کوہ سے
گذر جا اگر تاریک جادو آکے سد راہ ہوا تو اس سے بھی مجادلہ کرا ور لوح کو دیکھکر عمل کر شاہزادۂ
رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ ہوکے حسب ہدایت لوح بسم اللہ کہکر پھر داخل درۂ کوہ
مذکور ہوا لوح سے ایک روشنی مانند لعل شب چراغ کے پیدا ہوئی اور نیز اسم اعظم
الٰہی کے پڑھنے سے اور اسکی برکت سے کچھ روشنی ہوئی کسیقدر راہ معلوم ہونے لگی

طلسم کشا راہ طی کرنے لگا اپنے مرکب کو جلد بڑھانے لگا تاکہ بعجلت اِس درۂ کوہ سے نکل جاؤن
ہرچند ببرکت اسم الٰہی و لوح طلسمی کچھ روشنی ہوئی مگر پھر بھی اندھیرا بہت تھا گھوڑا چلنے سے
رُکتا تھا جا بجا ٹھہر جاتا تھا جو بلائین اُس کوہ مین تھین وہ طلسم کشا کے داخل درۂ کوہ ہونے
سے آگاہ ہوگے نہایت اشکال مہیب دکھاتی تھین سد راہ ہوتی تھین اور ہاتھ واسطے لینے
لوح طلسم کے بڑھاتی تھین شاہزادہ وہی اسم الٰہی تلوار پر دم کرکے شمشیر آبدار سے اُنپر
حملہ کرتا تھا وہ عکس لوح سے مجبور ہوکے ہٹ جاتی تھین اور پھر سد راہ ہوتی تھین شاہزادے
کو دو قدم راہ طی کرنا دشوار تھا کیونکہ ایک تو تاریکی تھی دوسرے وہ بلائین ہر اک
قدم پر باشکال مختلف وہیبت ناک سد راہ ہوتی تھین تیسرے لوح کے لے لینے کو دمبدم
ہاتھ بڑھاتی تھین لیکن عکس لوح سے مجبور ہوکے ہٹ جاتی تھین شاہزادے کو بدرجہ کمال
ہر اک طرح کا تردد تھا خیال لوح کا بھی تھا اپنی جان کا بھی اندیشہ تھا تاریکی سے بھی تردد تھا
اُن بلاؤن سے مقابلہ و مجادلہ کا بھی خیال تھا اُنکے دمبدم ہاتھ جانب لوح بڑھتے تھے
صدہا ہاتھ معلوم ہوتے تھے وہ بلائین مانند پروانون کے شمع لوح مذکور پر نظر کرکے
بدل طالب ہوکے واسطے لے لینے لوح کے ہجوم کرتی تھین کبھی صرف ہاتھ اُنکے کچھ ظاہر
اور کچھ محسوس ہوتے تھے اور کبھی مجسم ہوکے وہ سامنے آتی تھین اور دھمکاتی اور
ڈراتی تھین گاہ عکس لوح سے نظر سے نہان ہو جاتی تھین کچھ سوے پشت اکثر راست و چپ
بہت سی روبرو آتی تھین ہر اک طرح سے اپنا مطلب یعنی لوح کا لے لینا طلسم کشا کو گرفتار
کرنا بصورت عجیب و غریب دکھا دکھا کے ڈرانا چاہتی تھین مگر ببرکت اُس اسم اعظم الٰہی کے
اور لوح کی چمک سے لاچار و مجبور ہو جاتی تھین جب اِسی طور سے شاہزادے نے نصف
راہ طی کی اور اُن بلاؤن کی تمناے دلی بر نہ آئی یعنی لوح طلسم اُنکے ہاتھ نہ آئی مجبور ہوکے
وہ متشکل ہوکے اِس طور سے سامنے آکے سد راہ ہونے لگین کہ کبھی کوئی بصورت شیر
غضبناک سامنے آتی اور نعرہ کرکے حملہ کرتی شاہزادۂ موصوف عکس لوح اُسپر ڈالکر وہی
اسم الٰہی تلوار پر دم کرکے اُسپر وار کرتا وہ بلا متشکل شیر دو ٹکڑے ہوکے گرتی اور شعلے اُسکے تن سے
پیدا ہوتے اُسے جلاکر خاک کرتے کبھی اُن مین سے کوئی بصورت اژدر آتشی سامنے آکے
دہن سے نکال کے دم کھینچتی اور چاہتی کہ طلسم کشا کو نگل جاؤن لیکن برکت لوح سے شاہزادۂ
موصوف اُسکے شر سے باز رہتا اور بہدایت لوح اُسے قتل کرتا شعلے اور دھوان پیدا ہوتا
فریاد و فغان کی صدا آکے تاریکی زیادہ ہو جاتی گاہ گرگ تیز دندان کبھی خرس خانت الانا
کبھی فیل دمان گاہ بصورت خوفناک انسان کبھی بشکل پہلوان سامنے آتی تھین طلسم کشا
اُنسے دلیرانہ مقابلہ کرکے ہلاک کرتا تھا اُنکے ہلاک ہونے سے شور و غل ہوتا تھا ہر ایک بلا
قتل ہوکے دفعتاً جل کے خاکستر ہو جاتی تھی کہان تک احوال اُن بلاؤن کا مفصل تحریر کیا جائے
کہ طول ہو جانیکا خیال ہے خلاصہ یہ کہ جملہ بلاؤن سے جانبر ہوکے سب کو بہدایت لوح اور ببرکت
اُسی اسم اعظم کے ہلاک و دفع کرکے طلسم کشا آگے بڑھا قریب تھا کہ درۂ کوہ مذکور سے

نکل جائے ناگاہ تاریک جادو سامنے سے بصورت مہیب پیدا ہوئی اُسکی صورت
ایسی سیاہ و بدہیئتی کہ اگر اُسکو خبیث و شیاطین و دیگر بلائین دیکھتین تو خوف سے بھاگ
جائین یا خائف ہو کے ہلاک ہو جائین وہ اُسکی شکل مہیب وہ اُسکے دندان دراز وہ
آنکھین اُسکی کوچک و زرد وہ لباس اُسکا متعفن وہ گلے مین اُسکے ماران سیاہ لپٹے ہوے
وہ جھریان اُسکے اعضا سے بدنما بوجہ کبر سنی کے پڑی ہوئی تھین وہ ناریل کا تیل بودار
اُسکے سر کے بالون مین پڑا ہوا وہ جھولی اسباب سحر کی اُسکے دوش پر وہ اُسکا تخت پر
بیٹھنا اور جبین بجبین ہونا وہ اُسکے دہن سے مانند سنڈاس کے بوے بد کا آنا پناہ
بذات خدا طلسم کشا نے اُس تاریکی مین اُس ساحرہ سیاہ فام و تیرہ درون کو جو
دیکھکر گویا بہادری و دلاوری مین یکتا تھا لیکن خائف ہوا مگر کب کرنے لگا اور بار بار
وہی اسم اعظم الہی و دیگر ادعیہ حافظ جان آہستہ پڑھنے لگا ساحرہ مذکورہ نے غضبناک
ہو کے کہا اے طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ یہان تک چلا آیا تمام بلاؤن سے جانبر ہوا
کسی سے نہ ڈرا سب کو ہلاک کیا آخرکار مجکو آنا پڑا تیرے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا ارے کیا
مجال تیری کہ میری زندگی مین تو یہان سے چلا جائے اور میرے ہاتھ سے اپنی جان بچاکر بند
سوم تک گذر کرے مین کوئی ایسی ویسی ساحرہ نہین ہون کہ تیرے سامنے سے بھاگ جاؤنگی
مین تاریک جادو ہون مالک اس درہ کوہ کی ہون سحر و ساحری مین ہزارہا ساحرون
سے بہتر ہون میرے سحر کی پناہ نہین ہے مین سحر و ساحری مین ملکہ ماہیان زہرہ دلوش و ملکہ
آفات چہار دست سے کچھ ہی کم ہون بلکہ اُسکی ہمپایہ ہون کیا مجال کسی جن و انس ساحر و
غیر ساحر کی کہ مجھ سے مقابل ہو اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو لوح طلسم مجھے دیدے اور
یہان سے اپنے لشکر مین چلا جا مین قسم کھاتی ہون کہ تجھے گرفتار نہ کرونگی شاہ طلسم کے
پاس نہ لے جاؤنگی مجھے تیرے حال پر اور جوانی پر رحم آتا ہے کیا تجھپر سحر کرون اور تجھے ہلاک
کرون اگر بجائے تیرے تیری جگہ خورشید روشن دل و عجائب جادو ہوتا تو البتہ سحر
کرتی یا تمام لشکر تیرا اس جگہ موجود ہوتا تو ایک ناریل جو ابھی سحر کرکے مارتی سب کو جلاکر
خاک کر دیتی مین گو رتبے مین شاہ طلسم سے کم ہون کیونکہ اُسکی نمکخوار ہون لیکن سحر مین
کچھ کم نہین ہون طلسم کشا نے تقریر اُسکی سنکے چاہا تو کچھ خائف اُسکی صورت سے ہوکے
جواب نہ دیا پھر جسارت کر کے پکار کر کہا او ساحرہ کیا بکتی ہے ہرگز ہرگز مین تیرے کہنے پر
عمل نہ کرونگا تو میرے حال پر رحم نہ کر جو کچھ تجھسے ہو سکے فکر میری ہلاکت کی کر تجکو دعوی
اگر اپنی سحر و ساحری پر ہے تو سحر کر تیرے سحر سے مین نہین ڈرتا خداوند عالم نے مجھے صاحب
لوح طلسم صندل کیا ہے دیکھ یہ لوح میرے پاس رکھی ہے تیرا اور تیرے شاہ کا اور
تمامی ساحران طلسم صندل کا سحر مجھپر اثر ہی نہ کر سکا تو تو میرے پر رحم کرتی ہے اور مین
تیرے حال پر فی الحال رحم کرکے کہتا ہون کہ عبث تو میری سد راہ ہوتی ہے ارادہ
دشمنی کا رکھتی ہے ابھی میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیگی جان تیری جائیگی تجھے لازم ہے کہ

مجھ سے عداوت نہ کر سد راہ میری نہو مطیع دین اسلام ہوکے میری اطاعت و فرمانبرداری اختیار کر او ساحرۂ نابکار آگاہ ہو کہ زمانہ طلسم صندل کا اب آخر ہی یہ طلسم اب جلد ٹوٹ جائیگا میرے ہاتھ سے باقی نرہیگا تیری تو کیا حقیقت ہی جملہ ساحران طلسم صندال کو قتل کرونگا اور شاہ طلسم کو بھی قتل کر کے قبضہ اُسکے ملک و مال پر کرونگا اور سوائے دوست کے کسی ساحر دشمن کو زندہ نہ چھوڑونگا اُس نے جواب دیا او طلسم کشا مین نمک حرام نہین ہون کہ اپنے مالک سے پھر جاؤن تیری شریک ہو جاؤن اور نہ ایسی نادان و بیوقوف ہون کہ تیرے کہنے سے اپنا دین آبائی چھوڑ کر دین اسلام اختیار کر لون اپنے خداوندون کو چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو سجدہ کرون طلسم صندل خواہ رہے یا نہ رہے مین تیری اطاعت نہ کرونگی یہ کہکے ایک ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کر کے سامری و جمشید کو پکارکے بصد غضب طلسم کشا کو دیکھکر ناریل مذکور مارا وہ ناریل سر طلسم کشا پر آکے شق ہوا دھوان اور شعلے پیدا ہوے تاریکی زیادہ ہوئی ہر چند کہ اثر سحر بوجہ لوح ہیبت اُسکے شاہزادے پر نہوا لیکن تاریکی زیادہ ہونے سے شاہزادہ رستم ثانی نے گھبرا کر فی الفور وہی اسم اعظم الہی ورد زبان کیا اور لوح کو ہاتھ پر اپنے بلند کیا کچھ روشنی ہوئی ساحرہ سحر کرکے نظر سے غائب ہوئی طلسم کشا اُسے دیکھنے لگا ابھی شاہزادۂ موصوف تلاش ساحرہ مذکورہ مین نگران تھا کہ پس پشت آکے ساحرہ نے لوح پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ لوح طلسمی دست شاہزادے سے لے جائے مگر ممکن نہوا طلسم کشا نے تلوار لگائی اور لوح کا عکس ڈالنا چاہا وہ فی الفور نظر سے غائب ہوگیا اور سامنے اُسکے ایک ترنج جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے اور کارد سے خون اپنی پیشانی کا اُسپر گرا اُسکے نام سامری زبان پر جاری کرکے بالائے زمین جانب صحرا وہی ترنج مارا وہ دور جاکر شق ہوا دھوان اور شعلے پیدا ہوے بعد ایک لمحہ کے اُس دھوین سے ایک شیر نر پیدا ہوکے رو برو اُسکے آیا اور بزبان فصیح گویا ہوا اے تاریک جادو کیا حکم ہی جلد کہ کیون مجھے طلب کیا ہی اُس نے کہا اے شیر سحر سامری طلسم کشا پر حملہ کر حتی الامکان کام اُسکا تمام کر اور چنگل اپنا دست طلسم کشا پر مار کر لوح طلسم لے آ شیر مذکور فی الفور طلسم کشا پر حملہ آور ہوا اِدھر شاہزادہ رستم ثانی ہوشیار ہوا جب وہ قریب آیا وہی اسم اعظم الہی تلوار پر دم کرکے عکس لوح کا اسد مذکور پر ڈال کے تلوار اُسپر لگائی وہ بقدرت پروردگار دو ٹکڑے ہوکر گرا گرتے ہی اُسکے ایک شعلہ اُسکے تن سے ایسا پیدا ہوا کہ اُسے جلا کر خاک کیا اسی طرح سے ساحرہ مذکورہ نے کبھی اپنے سحر سے پتلے فولادی پیدا کیئے گاہ سوار سحر پیدا کیا کبھی فیل مست بزور سحر پیدا کیا شاہزادے نے ہر ایک کو قتل کیا سحر اُسکا یعنے تاریک جادو کا باطل کیا تا دیر وہ ساحرہ اسی طرح گرم پیکار رہی اور مانند ملکہ آتش افروز جادو صندلان شاہ کی نانی کے پے در پے سحر کیا آخر کار طلسم کشا سے عاجز ہوکے اور عہدہ برائی دشوار

جانگے بزور سحر پنجہ بنکر برائے حصول لوح جھپٹ کر شاہزادے پر گری اِدھر شاہزادے
نے لوح کا اُسپر عکس ڈالا وہ بصورت اصلی ہوکے سامنے شاہزادے کے گری اُسوقت
طلسم کشا نے چاہا تھا کہ تلوار لگاکر کام اُسکا تمام کرے اور زور اپنے دست و بازو
کا تاریک جادو کو دکھائے ناگاہ وہ ساحرۂ مذکورہ نظر سے غائب ہوگئی شاہزادہ
حیران ہوا بعد حیران ہونے کے غور سے جو دیکھا تو اُسے سامنے اپنے دُور تر
دیکھا شاہزادہ رستم ثانی برہم ہوکر اُسکی طرف چلا اُس نے ایک گلدستہ اپنی جھولی
نکالکر سحر اُسپر کرکے ایک جانب پھینکا وہ دُور جاکر شق ہوا دھوان اور شعلے
بکثرت پیدا ہوئے بعد تھوڑی دیر کے اژدر آتشین اُس مین سے نکل کر روبرو اُسکے
آیا اُس نے اشارہ کیا کہ جا طلسم کشا کو نگل جا اژدر سحر مذکور سوے شاہزدۂ رستم ثانی
چلا اِدھر طلسم کشا نے بہدایت لوح اُسکے اُوپر عکس لوح کا ڈالکر آگے بڑھکر تلوار لگائی
وہ دو نیم ہوکر زمین پر گرا شعلے اُسکے تن مجروح سے پیدا ہوئے پھر ہمہ تن جل گیا ساحرہ
نے عاجز ہوکے پکار کہا ای طلسم کشا دیکھ ہوشیار و خبردار ہو جا ابکی مرتبہ وہ سحر کرونگی کہ
جس سحر پر مجکو ناز ہی یہ کہکے ایک گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے خون اپنی
پیشانی کا اُسپر ڈالکے سامری و جمشید کو پکار کے وہی گولا سوے صحرا مارا وہ دُور جاکر
پھٹا ہزاروں ہزار شعلے اور دُھوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے چند سواران سپر و
شمشیر بکف اُس مین سے نکلے اور تاریک جادو کے پاس آکے بزبان فصیح گویا
ہوئے کہ ای تاریک جادو کیا حکم ہی ہمین کیون بلایا ہی آج تجکو ایسی کیا ضرورت
ہی کس دشمن قوی سے تجھے خوف ہی اُس نے کہا ای سواران سحر سامری و جمشید دیکھو سامنے
طلسم کشا موجود ہی کسی طرح مجھ سے قتل کیا نہین جاتا ہی بوجہ لوح کے ہر اک سحر میرا باطل
ہو جاتا ہی تمھین محض اسواسطے طلب کیا ہی کہ چہار طرف سے اُسکو گھیر کر قتل کرو اُنھون
نے کہا ہم تابع حکم ہین مگر بھینٹ ہماری نہین دی اُس نے کارد سے ہاتھ اپنا فگار کر کے
خون کے قطرے اُنکے حلق مین ٹپکائے جب ہر اک خون چاٹ چکا خوش ہوکے جانب طلسم کشا
چلا اور قریب جاکے چہار طرف سے طلسم کشا کو گھیر کے وار تلوارون کے لگائے شاہزادہ
بے دیکھے لوح کے اُن سے لڑنے لگا جس پر حملہ کرکے تلوار لگائی وہ دو ٹکڑے ہوکر
زمین پر گرا بعد ایک لمحہ کے دو سوار ہوکر شمشیر و سپر بدست شاہزادے پر حملہ آور ہوئے
اسی طرح تا دیر جنگ رہی اگر شاہزادہ دو سوارون کو قتل کرتا تھا تو وہ چار ہو جاتے
تھے اور چار قتل ہوکے سحر تاریک جادو سے آٹھ ہو جاتے تھے وہ سحر ہی اسی قسم
کا تھا آناً فاناً سواران مذکور زیادہ ہوتے جاتے تھے یہان تک کہ وہ قتل ہو کر اور
بڑھ گئے ہزار سوار ہوگئے شاہزادۂ رستم ثانی اُنکو قتل کرتے کرتے عاجز ہوگیا اور اُنسے
لڑتے لڑتے پریشان ہوا مجبور ہوکے اُس نے لوح پر نظر کی اُس مین یہ لکھا ہوا پایا کہ ای
طلسم کشا اگر ان سواران سحر سے تا حیات اپنی لڑے گا اور اِنکو قتل کیے جائیگا یہ کم

نہونگے بڑھتے ہی جائینگے اگر ان سواروں سے جنگ مین عاجز ہو اور تو چاہتا ہو کہ یہ سب سوار نیست و نابود ہو جائین لڑائی فتح ہو اور یہ تاریکی دفع ہو تو ہنگام جنگ یہ اسم متبرک تیر پر دم کرکے پیشانی تاریک جادو پر نظر کر کہ ایک خال ہو اُسی خال پر تاک کر تیر مار اگر تیر تیرا نشانہ مذکور پر پڑیگا تو جو کچھ ہوگا تو دیکھے گا اور اگر تیر نے خطا کی تو خطائے تیر باعث تیری گرفتاری کی ہو جائیگی لہذا خوب سمجھکر تیر لگا شاہزادہ موصوف حکم لوح سے آگاہ ہوکے مصروف جنگ ہوا اُن سواروں کو قتل کرتا ہوا قریب تاریک جادو کے پہونچا وہ سحر خوانی مین مصروف تھی سحر کو اپنے ترقی دے رہی تھی اسی سبب سے سوار قتل ہو ہوکے بڑھتے جاتے تھے شاہزادے نے اُسے غافل پاکے اُسکی خال پیشانی پر روشنی لوح سے نظر کرکے ترکش سے تیر اور دوش سے کمان لیکر عکس لوح کا اُن سواروں پر ڈالا کہ وہ قریب سے ہٹے اِتنی مہلت پاکے وہی اسم تیر پر دم کرکے تیر کو چلۂ کمان مین رکھکر خال پیشانی تاریک جادو کو تاک کر تیر مارا بقدرت پروردگار تیر نشانے پر پڑا اور پیشانی توڑ کر عقب سر سے گذرا ساحرہ اُچھل کر آہ کرکے زمین پر گری اور مانند ماہی بے آب کے تڑپنے لگی بعد تھوڑی دیر کے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئی مرغ روح اُسکے قفس تن سے نکل کے سوے عدم گیا اُسکے مرتے ہی ہوائے تند چلنے لگی آندھی سیاہ آئی ابر سوے فلک نمایان ہوا سنگ باری و برف باری ہونے لگی گو طلسم کشا اُسکے مرنے سے خوش ہوا لیکن تاریکی سے بہت گھبرایا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی درۂ کوہ روشن ہوا سواروں کا کہین نام و نشان بھی نہ پایا نعش اُس ساحرہ کا پڑا ہوا دیکھا اِس اثنا مین ساحرۂ مذکورہ کے سحر کے ببرون نے اُسکے نام سے یون پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجکو کہ نام میرا تاریک جادو تھا مین مالک اِس درۂ کوہ کی تھی یہ کہکے وہ گرد باد بنکر لاشہ اُس ساحرۂ زبردست و نامی کا اُٹھا کر سوے شاہ طلسم روانہ ہوے شاہزادۂ موصوف خدا کا شکر کرکے درۂ کوہ سے نکل کے آگے روانہ ہوا میدان صحراے لق و دق طے کرنے لگا بعد قطع راہ بسیار جو دور سے دیکھا تو ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر آیا دروازہ قلعے کا کھلا دیکھا در قلعہ پر بہت سے ساحران نابکار کو بیٹھے دیکھا اور بالاے قلعہ بھی ساحرون کو پایا شاہزادۂ رستم ثانی راہ طے کرکے قریب در قلعہ کے پہونچا وہ ساحر طلسم کشا کو دیکھکر گھبرا کے اُٹھے اور نارنج و ترنج وغیرہ پر سحر کرکے شاہزادہ رستم ثانی پر وہی نارنج و ترنج لگانے لگے اور گھبراہٹ مین پکارے اے ساکنان قلعہ آگاہ ہو جاؤ کہ طلسم کشا آپہونچا ہمارے روکے سے نہین رُکتا ہی صاحب لوح ہی سحر ہمارا اُسپر تاثیر نہین کرتا ہی ہائے افسوس تاریک جادو شاید قتل ہوگئی درۂ کوہ ویران ہوگیا راستہ کھل گیا اُن ساحرون کے اِس کہنے سے اہل قلعہ آگاہ ہوے طلسم کشا اُن ساحرون کو جو در قلعہ پر تھے اور سد راہ ہوکے سحر کر رہے تھے بحکم لوح شمشیر آبدار سے قتل کرنے لگا تھوڑی دیر مین بہت سے ساحر

قتل ہوئے تھوڑے تاب مقابلہ نہ لا کے گریزان ہو کے اندر قلعے کے گئے اہل قلعہ نے چاہا
کہ دروازہ قلعے کا بند کرین لیکن طلسم کشا پہونچ گیا لڑائی ہوئی ساحرون کو شاہزادے
نے قتل کیا دروازہ بند نہ کرنے دیا بعدہ اندر قلعے کے گیا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا
یہ وہی قلعہ ہے جس قلعے مین ایک مرتبہ قبل اسکے مین اسیر ہو کے آچکا تھا اور سروا بہ قرزادی
مجکو لیگئی تھی ہنوز شاہزادہ موصوف یہ خیال کر رہا تھا سیر قلعہ کی دیکھ رہا تھا برج و
بارہ و فصیل قلعہ پر نظر کر رہا تھا کچھ ساحر خوف طلسم کشا سے بھاگے جاتے تھے کچھ ساحر
وہین مقام مخفی تجویز کر کے چھپ رہے تھے کہ طلسم کشا سے ہم مقابلہ نہین کر سکتے کس طور
سے اپنی اپنی جانین بچائین ناگاہ عقب قلعہ جا کر شاہزادے نے دیکھا کہ ایک حوض بہت
بڑا ہے پانی صاف دبا کف اُس مین بھرا ہوا لہرین مار رہا ہے اور قلعے پر ایک چرخی ہے اُس مین
رسی اور ڈول ہے وہ ڈول درازی رسن سے حوض تک پہونچتا ہے پانی ڈول مین جب بھر جاتا
ہے چرخی پر سے کوئی کھینچتا ہے کھینچنے والا معلوم نہین ہوتا ہے خود بخود چرخی کو گردش ہے وہ پانی
ڈول کا تا چرخ پہونچکر نہین معلوم کہان جاتا ہے کسکے صرف مین آتا ہے جب ڈول خالی ہو جاتا
ہے پھر بذریعہ رسن و چرخی کے حوض تک پہونچتا ہے یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے
غرض بہت جلد جلد ڈول حوض تک آتا ہے اور جاتا ہے پانی حوض کا باوجود اس قدر
آب کشی کے کم نہین ہوتا ہے چرخی مانند چرخ کے گردش مین ہے طلسم کشا نے یہ دیکھ کر
حیران و پریشان ہو کے لوح کو دیکھا اُس نے حکم دیا کہ اے طلسم کشا یہ جو اسم اعظم الٰہی
گوشہ لوح پر درج ہے اسکو سات مرتبہ پڑھ کر اپنی تلوار پر دم کر کے بصد عجلت و بلا توقف
اس رسن پر لگا اور فی الفور اس حوض مین کود پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھ کہ کیا پردۂ
غیب سے ظاہر آشکار ہوا ہے شاہزادۂ رستم ثانی نے حسب ہدایت لوح عمل کیا ناگاہ
ایک دیو پیدا ہوا وہ بھی فوراً حوض مین کودا جب شاہزادۂ رستم ثانی حوض مذکور مین
کودا آنکھین بند ہو گئین شاہزادہ غلطان و پیچان تہ آب تک چلا گیا جب تھاہ پر
پاؤن پہونچا گھبرا کر آنکھین کھول کے دیکھا تو ایک میدان وسیع و پُر خار مین اپنے تئین
شاہزادے نے پایا کیڑے بالکل تمام و کمال خشک دیکھے تری کا نام و نشان بھی نہ تھا
نہ وہ قلعہ نہ وہ حوض نہ وہ رسن نہ وہ ڈول نظر آیا نہایت حیرت ہوئی اسی اثنا مین
دیکھا کہ ایک دیو سیاہ بصورت مہیب بصد قہر و غضب دار شمشاد اُٹھائے ہوئے یہ کہتا
ہوا آتا ہے کہ او طلسم کشا غضب کیا تو نے ارے یہان بھی آیا رسی کو تلوار سے کاٹ ڈالا
سحر چرخ زن جادو کو مٹایا تو نے بہت سر اُٹھایا ہے اب مین آپہونچا میرے ہاتھ سے
زندہ بچکر کہان جائے گا یہ کہتا ہوا قریب آیا اور بقہر و غضب دار شمشاد کو گردش دیکر خبردار
خبردار کہکر دار مذکور کو سر طلسم کشا پر مارا شاہزادے نے ضرب دار شمشاد کو خالی دیکر بعجلت
لوح کو دیکھا لوح نے یہ حکم دیا کہ اے طلسم کشا اس دیو کی پیشانی پر ایک خط سبز ہے یہ اسم
اعظم الٰہی تین مرتبہ تلوار پر دم کر کے اُسی خط سبز پر تلوار لگا اگر تلوار تیری خط مذکور پر

پڑی تو فہو المراد ورنہ لڑائی بڑھ جائیگی جانبری یہان سے اب نہوگی مثل سابق کے رہائی مشکل ہی شاہزادہ رستم ثانی نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے اُسی اسم اعظم الٰہی کو تین مرتبہ پڑھ کے نعرہ کوہ شگاف کرکے جو بعجلت اور گھبراہٹ اُسکے اوپر تلوار لگائی خط سبز مدگور پر نہ پڑی علیحدہ اُسکے تلوار پڑی برکت سے اُس اسم متبرک کے دیو دو نیم تو ہوا لیکن دونون ٹکڑون سے اُسکے فی الفور دو دیو پیدا ہوئے اور دار شمشاد اُٹھا کے دونون طرف سے حملہ آور ہوئے شاہزادہ رستم ثانی اُن سے لڑنے لگا دارون کو اُنکے کبھی روکنے لگا گاہ خالی دینے لگا بعد تھوڑی دیر کے ایک دیو کی کمر پر تلوار لگائی وہ بھی دو ٹکڑے ہوکے خاک پر گر کے تڑپنے لگا اُسکے تڑپنے سے گرد و غبار بلند ہوا بعد ایک دم کے اُسی غبار سے دو دیو دار شمشاد لیئے ہوئے پیدا ہوئے اور بقہر و غضب حملہ ور ہوئے اسی طرح تا دیر لڑائی رہی شاہزادہ رستم ثانی ہنگام جنگ اُن دیوؤن کو قتل کرتا جاتا تھا اور وہ بڑھتے جاتے تھے یہان تک تین سو دیوؤن کی جمعیت ہوئی تھی اور بعضون نے کہا ہی تین ہزار دیو ہو گئے تھے تمام صحراے ہولناک دیوؤن سے بھر گیا اُن سب دیوؤن نے چہار طرف سے گھیر لیا اور ارادہ گرفتار کرنے اور ہلاک کرنے طلسم کشا کا کیا اِدھر شاہزادہ رستم ثانی لڑتے لڑتے تھک گیا قوت مین کمی ہوئی ضعف طاری ہوا مجبور ہوکے پھر لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا بنظر غور دیکھ کہ دیوؤن مین وہ بھی دیو ہی کہ جو پہلے تجھ سے مقابل ہوا تھا اور جسکی پیشانی پر خط سبز تھا جب تو اُسکو بخوبی پہچان لے تو اب یہ اسم اعظم الٰہی تیر پر دم کرکے اُسی تیر کو اُسکے خط سبز پیشانی پر بسم اللہ کہکر لگا یہ دل مین خوب خیال کرلے کہ اگر ایکی مرتبہ بھی خط مدگور پر تیر نہ پڑا تو یقین جان کہ تو گرفتار ہو جائیگا لوح سیاہ ہو جائیگی مطلب دلی تیرا بر نہ آئیگا تو مفت مین قتل کیا جائیگا حکم لوح سے آگاہ ہوکے حسب ہدایت لوح عمل کیا یعنی تیر اُس دیو کی پیشانی پر تاک کے مارا ببرکت اسم اعظم الٰہی و بقدرت پروردگار تیر نشانے پر پڑا پیشانی کو توڑ کے عقب سر سے نکل گیا دیو مدگور نالہ و آہ کرکے بالاے خاک گرا اُسکے چیخنے سے اور نالہ و آہ کرنے سے اور تڑپنے سے پہاڑ تھرّاے گاو زمین کانپی جملہ دیوؤن کے چہرون پر کہ ہم صورت اُسکے تھے تغیر ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ دیو تڑپ کر ہلاک ہوا چونکہ دیو مدگور اک دیو دربند طلسمی تھا طلسم اُسپر بندھا تھا ساحر نہ تھا تاریکی مانند مرگ ساحر کے ہوئی الا اُسکی پیشانی مجروح سے کچھ شعلے ایسے نکلے کہ وہ جملہ دیوؤن پر گرے وہ جلکر خاکستر ہوئے اور بعضون نے یون بھی لکھا ہی کہ دیو مدگور کے مرتے ہی جملہ دیو اپنا پر جلتے شعلے گرے وہ خود بخود معدوم و غائب ہو گئے اور لاشہ اُسکا دو دش ہوئے تُند پر بلند ہوکے سوے شاہ طلسم گیا اور یہ انقلاب ہوا کہ وہ صحرا اپنی حالت پر آ رہا ساحر سے نرہا طلسم کشا نے جو غور سے دیکھا تو ایسا کوہستان و خارستان و دشت ویران و پرخوف پایا کہ دیکھنے سے اُسکے پریشان خاطر ہوا کیونکہ دمبدم ہوا

سے وہان غبار بلند ہوتا تھا آفتاب کی تمازت سے زمین کوہستان و خارستان مانند
تانبا و آہن گرم کے جلتی تھی ہوا مثل لون کے چلتی تھی وحشی و طیر کہین نظر نہ آتے تھے
درخت تو کجا زمین پر گیاہ نہ تھی ہان ہر جا کانٹے خشک بکثرت تھے ابھی شاہزادۂ رستم ثانی
ایسے صحرائے پرہول و وحشت ناک و پرخطر مین حیران و پریشان کھڑا تھا دیو ستارہ پیشانی
کو تیر سے ہلاک کر کے تیسرے دربند طلسم کو فتح کر کے خوش تھا ناگاہ ایک جانب سے
غبار عظیم پیدا ہوا اور بالائے فلک بہت سے لکہ ہائے ابر رنگا رنگ نمودار ہوئے تھوڑی
ہی دیر مین وہ دامن غبار بجنبش ہوائے تند سے پارہ پارہ ہوا حمد پدشاہ و سرشار شاہ
و گشتاسپ شاہ و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور وغیرہ
ہمراہ فوج غیر ساحران دور سے نظر آئے اور وہ لکہ ہائے ابر قریب آ کے دفعتاً
درمیان سے پارہ پارہ ہوئے ساحران نامی وغیر نامی سحر کی سواریون پر سوار لکہ ہائے
ابر سے نمودار ہوئے قریب شاہزادۂ رستم ثانی کے آئے اور یہ سب غیر ساحر جو لکہ ہائے
ابر پر سوار تھے وجہ اسکی یہ ہی کہ خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ نے اپنے
اپنے سحر سے لکہ ہائے ابر تیار کر کے ان سب غیر ساحرون کو خدمت شاہزادۂ رستم
ثانی مین روانہ کیا کہ جلد پہونچ جائین غرض خورشید روشن دل و عجائب جادو
و جملہ ساحران نامی نے فتح دربند سوم کی تہنیت دی شاہزادۂ رستم ثانی نے خوش
ہو کے پوچھا آپ صاحبون کو اس فتحیابی سے اطلاع کیونکر ہوئی اُن مین سے کچھ ساحرون
نے کہا جب آپ اِدھر واسطے فتح کرنے دربند سوم کے آئے تھے ہمنے طائران سحر برائے دریافت
خبر روانہ کیئے تھے اُنھین سے ہمکو خبر ملی کہ آپ فتحیاب ہوئے دربند سوم طلسم صندل
کو فتح کیا راستہ کھل گیا تاریک جادو و دیو ستارہ پیشانی وغیرہ بہت سے دیو اور
ساحر مارے گئے یہ خبر پا کے بصد خوشی ہم سب وہان سے آپ کے پاس آئے شاہزادۂ
موصوف اُنکی تقریر سُنکے اُن سے خوش ہو کے چاہتا تھا کہ کچھ کلام کرے کہ حمد پدشاہ
و سرشار شاہ و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ
شاہ وغیرہ سرداران نامی و شاہان گرامی قدر ہمراہ سپاہ کثیر آ گئے شاہزادۂ موصوف
کے بڑھ کر آنے انھون نے تہنیت دربند سوم کی دی شاہزادۂ رستم ثانی نے اُن سے
اور جملہ ساحران نامی سے مخاطب ہو کے کہا یہ وردگار عالم نے مجکو اپنے فضل و کرم
سے اعدا پر فتحیاب کیا اُسکا شکر کس زبان سے ادا کرون مجھ تنہا کو ہزارہا ساحرون اور
بلاؤن اور دیوون پر غالب کیا یہ کہکے تمام حال دربند سوم کا جو کچھ گذرا تھا بیان کیا
سب سُنکے متحیر ہو کے خوش ہوئے اور تعریف شاہزادہ موصوف کی دلاوری کی
اور کہا ای شاہزادۂ ذیوقار اس صحرا مین تمازت آفتاب بہت ہی یہ صحرا گویا نمونہ صحرائے
محشر ہی یہان سے اور کہین قیام اگر ہوتا تو خوب ہوتا شاہزادۂ رستم ثانی نے بعد فکر کرنیکے
جوابدیا سامنے درہ ہائے کوہ ہین آج کے روز تو اسی جگہ اسی صحرا مین قیام کیا جائیگا

یہ کہکے حکم فراشون کو دیا کہ زیر کوہ اور دریاہاے کوہ مین خیام و بارگاہین استادہ و برپا کرو انھون نے حسب الحکم فی الفور جاکے جلد تر خیام استادہ کیے بارگاہین برپا کین شاہزادۂ رستم ثانی ہمراہ سب کے وہان گیا لشکر آترا شاہزادۂ رستم ثانی بارگاہ مین داخل ہوا ساحران ناجی مانند خورشید روشن دل وعجائب جادو و سرداران سپاہ غیر ساحران مثل حدید شاہ و سرشار شاہ و سہراب بن لندھور و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی وغیرہ بھی داخل بارگاہ فلک جاہ شاہزادہ ذیوقار ہوے اور علےٰ قدر مراتب تخت وکرسی و دنگلون پر بیٹھے خواجہ عمر وثانی و ہر چہار عیار بھی یعنی چالاک ثانی برق ثانی و قران ثانی و سیارۂ ثانی داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمر وثانی بھی کرسی پر بیٹھے ساقیان سیمبر کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر ہاے بلورین بحکم شاہزادہ ذی عزت و باتمکین بارگاہ مذکور مین لاکے باقاعدۂ فدویان سلام کرکے طلسم کشا و خورشید روشن دل و عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزۂ مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ و خواجہ عمر وثانی وغیرہ جملہ اہل بارگاہ کو شراب ناب ساغر ہاے بلورین مین بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک بصد خوشی شراب پینے لگا جب سب میکشی سے فارغ ہوے اور ساقی کشتیان شراب ناب کی اٹھا کے لیگئے اور ہر ایک کو نشہ شراب کا ہوا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا دل مین شوق دید رقص و اشتیاق استماع نغمۂ ارباب نشاط ہوا چنانچہ عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے تاب ضبط نہ لاکے طلسم کشا سے کہا ای شاہزادۂ ذیوقار اول تو آج آپ نے دربند سوم طلسم صندل کو فتح کیا ہی اُسکی خوشی کرنا ضرور رہی دوسرے اسوقت شراب ناب ہم سب نے پی ہی بے اختیار دل ہمارا یہی چاہتا ہی کہ رقص و نغمہ رقاصان خوبرو سے لطف اُٹھائین عالم نشہ شراب مین ناچ گانے سے ارباب نشاط کے دل کو خوش کرین شاہزادۂ رستم ثانی نے اُنکے ایس کہنے سے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ دریافت کرو ہمارے لشکر کے ساتھ کوئی رقاصہ بھی ہی اگر ہو تو اُنسے کہو کہ ہمارے روبرو آکے رقص و نغمہ کرے ملازمان مذکور نے عرض کیا حضور کے لشکر مین کئی رقاصان خوبرو ہین شاہزادۂ رستم ثانی نے فرمایا اچھا اُن سے کہو کہ یکے بعد دیگرے یہان آکے رقص و نغمہ کرین ملازمون نے حکم سے شاہزادہ موصوف کے اُنکو باخبر کیا پہلے اُن مین سے ایک رقاصہ خوبرو و حسینہ ہمراہ اپنے سازندون کے زیور و لباس سے مزین ہوکے بڑے سج دھج کے ساتھ بارگاہ مین روبرو طلسم کشا کے حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازون کے واسطے رقص کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجاے رقاصہ مذکورہ بصد ادا و کرشمہ رقص مین سرگرم ہوئی گت ناچنے لگی اہل بزم عالم نشہ مین ناچ دیکھنے لگے خوش ہونے لگے جب وہ رقاصہ تھوڑی دیر ناچ چکی دل اہل بزم کے پامال کر چکی بعد مبارکباد گانے فتح دربند سوم طلسم صندل کے یہ غزل بصد ناز و ادا خوش گلوی کے ساتھ گانے لگی غزل

تیر نگہ یار کا ابتک یہ اثر ہی

دل کہتا ہی نادان ترا دہیان کدہر ہی

ہر لحظہ اُٹھاتا ہی یہی بستر غم سے

کب تجکو مرے حال پریشان کی خبر ہی

ای منعمو الفت مین نہ مفلس ہمین سمجھو

رکھے ہوے شمشیر یہ بالاے سپر ہی

آنکھوںمین جگہ دیتے ہین ارباب بصیرت

اک عاشق صادق مرادنیا مین ہنر ہی

دل سینے مین زخمی ہی تو مجروح جگر ہی

ہین مظہر اسرار محبت یہی دو نو

میرا شب فرقت مین عصا درد جگر ہی

مارا ہوا ہی کون شب غم کا ازل سے

پاس اپنے ازل سے درم داغ جگر ہی

وہ پوچھتے ہین ہاتھ مرے سینے پہ رکھکر

میرا تن لاغر ہی کہ اک تار نظر ہی

جب عقل یہ کہتی ہی محبت مین ضرر ہی

اک میرا رخ زرد ہی اک دیدۂ تر ہی

کہتا ہی یہ دل گیسوے جانان مین الجھکر

کیون چاک ہمیشہ سے گریبان سحر ہی

خال ہیہ یار نہین ہی تہ ابرو

کیا اب بھی اُسیطرح ترا درد جگر ہی

صد شکر وہ کہتے ہین یہی بزم مین اپنی

ارباب بزم اشعار غزل مندرجۂ ہذا کو بگوش دل سننے لگے اور کہنے لگے اس غزل مین اچھے اچھے شعر ہین اور یہ رقاصہ بھی بخوبی حُسن سے گاتی ہی اور گویا ہر اک شعر کے مضمون کی صورت بتاتی ہی خوب بتاتی ہی علم موسیقی مین یکتاے زمان ہی اسکی ہر تان مین روح تان سین کی قبر مین بیچین ہو جاتی ہی بجہ بورا حسرت کرتا ہی کہ افسوس اسکے زمانے مین مین زندہ نہوا کہ اسکا گانا سنتا حظ نفس اُٹھاتا غرض جب وہ رقاصہ غزل مندرجہ کو تمام وکمال گا چکی عجائب جادو نے اُسی عالم نشہ مین رقاصہ مذکورہ سے فرمائش کی کہ ایک غزل اور ایسی ہی گا جسکے ہر ایک شعر عشق وعاشقی مین بھرے ہون رقاصہ مذکورہ نے حسب فرمائش عجائب جادو غزل مندرجہ بصد عشوہ و ادا و نخرے سر و ان مین عجائب جادو کی طرف دیکھ شروع کی غزل

کیا کرتے ہین ہجر مین ہم کچھ تو بتاتے جاؤ

اس قدر سخت گری دم رخصت نہ کرو

تمہین کہنے کو بنا یا ہی ہمین سننے کو

ہی دم نزع نہ تعجیل کرو جانے مین

کچھ تو میرے دل مایوس کو امید رہے

سنا تو آئے ہو جنازے کے تو جاتے ہو کہان

فاتحہ گر نہین پڑھتے ہو مری تربت پر

طالب دید کا کچھ پاس نہین گر تم کو

چاند سی شکل دکھانی نہین منظور اگر

ای مسیحا تپ الفت سے ہی سرسام مجھے

روح کو تو نہ رہے دید کی حسرت باقی

جان خاطر بھی لیئے جاؤ کہ آنا نہ پڑے

کوئی پہلو ہمین تسکین کا سمجھاتے جاؤ

جاتے ہو گر تو مرا دل نہ دُکھاتے جاؤ

دل مین جو آئے تمہارے وہ سناتے جاؤ

ٹھہرو دم بھر مری میت بھی اُٹھاتے جاؤ

اب کب آؤ گے مجھے یہ تو بتاتے جاؤ

اپنے ہی ہاتھ سے مٹی مین دباتے جاؤ

کوئی ٹھوکر ہی مری جان لگاتے جاؤ

دور ہی سے مری جان شکل دکھاتے جاؤ

اپنی آواز ہی عاشق کو سناتے جاؤ

حلقۂ گیسوے مشکین کا سنگھاتے جاؤ

دم آخر تو مجھے شکل دکھاتے جاؤ

آج ای یار یہ جھگڑا ہی مٹاتے جاؤ

جب رقاصہ مذکور غزل دیگر مندرجۂ بالا بحسن خوبی گا چکی عجائب جادو و خورشید روشن دل وحدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ بہت خوش ہوے طلسم کشا نے بھی خوش ہو کے زر کثیر اُسے انعام مین دیکے رخصت کیا بعد اُسکے جانے کے اور ایک رقاصہ بزم مین ہمراہ اپنے سازندون کے آئی اور بطور رقاصہ اولے مذکورہ کے رقص و نغمہ اپنے

سے قلوب اہل بزم شادمان کرنے لگی غزلیں عاشقانہ گانے لگی اہل بزم سننے لگے جب رقاصہ نے سب کو اپنی جانب متوجہ پا کر اور بعض کو سرمست دیکھکر یہ غزل شروع کی غزل

جو آنکھوں میں رہتے جان زار باقی ہی ❊ ابھی کسی کا ہمیں انتظار باقی ہی
جو رونے والا نہیں ہی کوئی تو کیا پروا ❊ ہمارے رونے کو شمع مزار باقی ہی
غلاف کر لیا خنجر کو کس لیئے صاحب ❊ ابھی تو آپ کا یہ جان نثار باقی ہی
عجب نہیں جو فشار لحد بھی ہو نہ ہمیں ❊ کہ دل میں حسرت بوس و کنار باقی ہی
سحر کو رخ کا تصور تو شب کو گیسو کا ❊ خیال آپ کا لیل و نہار باقی ہی
نہ اپنے ہاتھ سے دی خاکسار کو مٹی ❊ ابھی حضور کے دل میں غبار باقی ہی
خیال یار کو میرا نہیں نہو لیکن ❊ دلوں میں غیروں کے میرا وقار باقی ہی
کیا ہی آپ سے سب لے آپ لطف جانان نے ❊ ہی وصال کا اب تک خمار باقی ہی
کہاں ہم اور کہاں باغ پہچیے کر لیں ❊ کہ چند روز یہ فصل بہار باقی ہی
ستائے دیتا ہی وہ شوخ اور پاؤں سے ❊ کہیں جو میرا نشان مزار باقی ہی
نکل رہا ہی دم آنکھوں سے پیار رک رکے ❊ دم فنا بھی ترا انتظار باقی ہی
خوشی ہی ہم سے بہرحال خاطر محزون ❊ جفا کرو کہ وفا اختیار باقی ہی

یہاں تو اب رقاصہ رقص کر رہی ہی غزلیں عاشقانہ گا رہی ہی طلسم کشا و عجائب جادو و خورشید روشن دل و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ بارگاہ میں بیٹھے ہیں سب خوش و خرم ہیں لشکر مانند مور و ملخ اس صحرا میں پڑا ہی بارگاہیں اور خیام قد و رنگ استادہ ہیں ان سب کو تو اسی صحرا میں چھوڑا جاتا ہی احوال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ شاہ مذکور اپنے دربار میں بالائے تخت حکومت مترود و متفکر بیٹھا تھا جملہ ارباب دربار حاضر دربار تھے علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے تھے اپنے بادشاہ کو مترود دیکھکر خود بھی سر جھکائے ہوئے خاموش تھے ناگاہ سوئے فلک سے ایک گریہ گوش زد ہوئی صندلان شاہ وغیرہ نے گھبرا کے جانب فلک دیکھا اور کہا آثار بد معلوم ہوتے ہیں شاید ہیر سحر کے کسی ساحر نامی کا لاشہ لاتے ہیں بے سبب یہ آواز رونے کی جانب فلک سے نہیں آتی ہی وہ سب اپنے دلوں میں یہ کہہ رہے تھے اور سوئے فلک دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک بونڈلا گرد کا ظاہر ہو کے سر صندلان شاہ پر آیا اور لاشہ تاریک جادو کا قریب تخت شاہ طلسم ڈالکر سوئے صحرا چلا گیا صندلان شاہ و جملہ اہل دربار لاشہ ساحرۂ مذکورہ دیکھکر ملول و غمگین ہوئے چہرے حیرت و غم سے فق اور زرد ہو گئے خصوص صندلان شاہ کو تو حیرت سے سکتہ سا ہو گیا رنگ چہرے کا اڑ گیا صدمے سے اشک آنکھوں میں بھر لایا ہاتھ اپنا اپنے زانو پر مار کر اپنے وزرا کی طرف دیکھکر کہنے لگا ہائے غضب تاریک جادو دایہ میری بھی قتل ہو گئی یہ مجھ سے بہت الفت رکھتی تھی علاوہ دودھ پلانے اور پرورش کرنے کے اپنے محبت سے سحر بھی مجھے سکھائے تھے یہ سحر و ساحری میں

میری نانی ملکہ آتش افروز جادو سے کچھ ہی کم تھی بوجہ اسکے حقوق اور ساحرۂ زبردست ہونے کے مین نے اسکو راہ دربند طلسم سوم مین درمیان درۂ کوہ کے برائے سد راہ دربندند کو مقرر کیا تھا سوا اسکے صدہا بلائین اور شیاطین بھی اُس درہ مین واسطے اسکے کہ اس درۂ کوہ سے کوئی دشمن جانب دربند سوم جانے نپائے معین کیے تھے وہ کیا قتل ہو کے مرگئی گویا میری مادر مرگئی جیسی یہ میری خیرخواہ تھی ویسی ہی میری نانی صاحبہ بھی تھین افسوس ہزار افسوس مین نے اپنی آنکھون سے لاشہ اپنی دایہ کا دیکھا نہین معلوم اسکو کس نے قتل کیا ہو یہ ساحرہ زبردست تھی ایسے ویسے ساحر نے تو اسے قتل نہ کیا ہوگا لیکن کسی ساحر زبردست نے مانند عجائب جادو و یا خورشید روشن دل کے اسے ہلاک کیا ہوگا یا یہ دست طلسم کشا سے قتل ہوئی ہوگی وزرانے بعد افسوس کرنے اور محزون ہونے کے عرض کیا حضور حال قتل اسکا کتاب سامری سے تو دریافت کرین کہ آیا ایسی زبردست ساحرہ کو کس نے قتل کیا ہو شاہ طلسم نے کتاب سامری مین دیکھکر وزرا سے کہا اسکو طلسم کشا نے بہدایت لوح قتل کیا ہو یہ لوح طلسم کے سبب سے طلسم کشا پر غالب نہوئی ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوئی اگر کوئی ساحر اس سے مقابلہ کرتا تو یہ قیامت برپا کرتی یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا یہان سے اُٹھا کر لیجاؤ اور موافق ہمارے دین کے اسے آگ مین جلاؤ حسب الحکم ملازم لاشہ اُسکا اُٹھا کر لے گئے ابھی لاشہ تاریک جادو کا دربار سے ملازم اُٹھا لے گئے تھے کہ یکایک ایک بونڈلا گرد کا اور آیا اُس مین سے لاشہ دیو ستارہ پیشانی کا کہ طلسم بند تھا عین دربار مین گرا صندلان شاہ وغیرہ اُسکے لاشے پر نظر کر کے از حد متحیر ہوے صندلان شاہ افسوس کر کے کہنے لگا کیا زمانہ میرے ادبار کا آیا ہو کہ ساکنان و حاکمان دربندہاے طلسم صندل قتل ہو رہے ہین لاشے اُنکے پے در پے آ رہے ہین مین دیکھ رہا ہون سوا غم و الم کے کچھ تدبیر کر نہین سکتا ہون دن میرے ایسے برے ہین اور ستارے میرے طالع کے ایسے کرتے ہین کہ مین واسطے مقابلہ طلسم کشا کے لشکر لیکر جا نہین سکتا دربند طلسم صندل پے در پے ٹوٹ رہے ہین ساحران نامی قتل ہو رہے ہین کیا کہون کتاب سامری میرے جاتے نگے اور مقابلہ و مجادلہ کرنے کے باب مین مانع ہو ورنہ طلسم کشا وغیرہ کو ہلاک کرتا مجبور رہون اپنے گھر سے نکل نہین سکتا یہ کہکے اپنے ملازمون سے کہا یہ لاشہ دربار سے اُٹھا لیجاؤ اور اسی طرح اسے بھی جلا دو وہ اُسی وقت اُٹھا لے گئے بعد اسکے اور بھی لاشے ساحرون کے آئے وہ بھی دربار سے شاہ طلسم نے اُٹھوا کر جلوا دیئے پھر تا دیر سر بزانو شاہ طلسم بیٹھا رہا اور فکر کیا کیا بعد فکر بسیار اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھکر ملفوف کر کے مہر اپنی کر کے اپنے اہل دربار سے ایک ساحر مسمیٰ شہباز جادو سے اشارہ کیا کہ اس نامے کو صراٰت جادو کے پاس لیجا اور اُسے دے کے یہ کہنا کہ جو کچھ شاہ طلسم نے اس نامے مین تجکو لکھا ہو اگر تو اُسپر عمل کریگی تو شاہ طلسم تجکو اسقدر انعام کثیر دیگا کہ تو بہت خوش ہوگی یہ اُس سے کہکے تو چلا آنا ساحر نے کو نامہ ندکور

لیکر جانب صرأت جادو روانہ ہوا اور دربند چہارم طلسم صندل مین جلد پہونچکر نامہ
مالک دربند چہارم صرأت جادو کو دیا اور جو کچھ شاہ طلسم نے کہا تھا وہ بھی اُس سے
کہا وہ بھی تقریر شہباز جادو کی سُنکے بہت خوش ہوئی نامہ کو سر پر رکھکر آداب و تعظیم
نامے کی کرکے شہباز جادو کو اپنے دربار مین بٹھا کے میر منشی کی طرف مخاطب ہوکے
کہا کے یہ نامہ فیض شمامہ پڑھو اُس نے لفافہ چاک کرکے نامے کو نکال کے باآواز بلند پڑھا
عبارت اُس نامے کی یہ تھی اور شاہ طلسم نے یہ لکھا تھا کہ ای صرأت جادو اگر تو کسی مکر
و فریب سے لوح طلسم طلسم کشا سے لیکر میرے پاس لے آئے اور شاہزادہ رستم ثانی کو
گرفتار کرکے اسکو بھی مجھ تک پہونچاے تو مین تجھ سے بہت خوش ہونگا اس قدر انعام مین
زر و جواہر تجکو دونگا کہ تو مالا مال ہو جائیگی بہت خوش ہوگی اور وہ مرتبہ تیرا کرونگا کہ
ساکنان طلسم صندل تیرے مرتبہ پر نظر کرکے رشک کرینگے طلسم کشا دربند سوم کو
فتح کر چکا ہی یقین ہی کہ امروز و فردا دربند چہارم تک آئیگا تجکو جو سامان واسطے اسکی گرفتاری
کے کرنا منظور ہو کرلے اور جو کچھ تجکو درکار ہو وہ طلب کر صرأت جادو مالک دربند چہارم
طلسم صندل یہ عبارت نامۂ مذکور کی سُنکے شہباز جادو سے مخاطب ہوکے کہنے لگی کہ ای
شہباز جادو تم یہان سے جاکر خدمت شاہ طلسم مین پہونچکر پہلے میری جانب سے
آداب و تسلیمات شاہ طلسم کی خدمت مین عرض کرنا بعدہ یہ کہنا کہ موافق حکم حضور یہ
کنیز لوح طلسم کے لینے اور طلسم کشا کو گرفتار کرنے کی فکر و تدبیر کریگی حتی الامکان
اُسے گرفتار کرکے لوح لے کے حاضر خدمت حضور ہوگی اور یہ بھی کہنا کہ بالفعل کسی شئ
کی ضرورت نہین ہی اگر ضرورت اور حاجت کسی شئ کی ہوگی تو بذریعہ عرضی طلب کریگی
یہ کہکے ساقی کو طلب کیا وہ ساغر بلور و شیشہ مے لایا اور باشارہ کہا کہ شہباز جادو کو شراب
پلا ساقی نے شراب سے بھر کر اُسے جام دیا وہ شراب پی کر اُس سے رخصت ہوکر خدمت
شاہ طلسم مین گیا اور جو کچھ صرأت جادو نے کہا تھا شاہ طلسم سے عرض کیا صندلان
شاہ تمام تقریر سُنکے کہنے لگا مجھے یقین ہی کہ صرأت جادو علاوہ ساحرۂ زبردست ہونیکے
مکر و فریب و شعبدہ و حیلہ سازی مین یگانۂ آفاق ہی ضرور وہ لوح طلسم طلسم کشا سے لیکر
اُسے گرفتار کرلے گی یہ کہکے خاموش ہوا یہان تو شاہ طلسم صرأت جادو کو نامہ روانہ
کرکے عرض اُسکی زبانی شہباز جادو کے سُنکے خوش ہوکے بیٹھا ہی لیکن اب احوال
لشکر طلسم کشا و طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی کہ لشکر طلسم کشا صحرا مین جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا
ہی اُترا تھا شاہزادہ رستم ثانی بارگاہ مین بیٹھا تھا خورشید روشن دل و عجائب جادو
وحید پدر شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروز و مانند رائی و سہراب بن لندھور
و گشتاسپ شاہ وغیرہ بھی یمین و یسار طلسم کشا کے بیٹھے تھے رقاصہ رقص کر رہی تھی
سب عالم شراب مین بیٹھے ہوے رقص و نغمۂ رقاصۂ مذکورہ سے خوش ہو رہے تھے جب
وہ رقاصہ اپنے رقص و نغمہ سے تا دیر قلوب ارباب بزم عشرت شادمان کرچکی ناچ

اور گانا اُس نے تھک کر خستگی آواز سے مجبور ہو کر موقوف کیا طلسم کشا نے اپنے ملازمون سے باشارہ یہ کہا اسے زر انعام حسب لیاقت اسکے دیکر اسے رخصت کرو انھون نے فوراً حکم کی تعمیل کی بعد اُسکے جانے کے اور کئی رقاصان خوبرو نے روبرو طلسم کشا کے آکے ناچ کر غزلین گائین اسوقت خورشید روشن دل نے اُن رقاصان خوبرو سے مخاطب ہوکے کہا ہمارا دل یہ چاہتا ہی کہ تم سب برابر کھڑی ہو کر کوئی غزل شروع کرو اور ہر رقاصہ علٰحدہ علٰحدہ تان لگاے اور آپس مین بحث و مباحثہ تانون مین ہو تا کہ ہم سب کو حظ ملے رقاصان مذکورہ نے یہ تقریر خورشید روشن دل کی سُنکر سب برابر باندھ کر کھڑی ہوئین اور یہ غزل گانے لگین غزل

مرحبا ای دل و دین لے کے مکرنے والے — ہاتھ کانون پہ مرے نام سے دھرنیوالے
یہ تو پوچھین مرے مرقد پہ گذرنے والے — کیا گذرتی ہی تری جان پہ مرنے والے
بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپ کر — او مرے سوگ کے پردے مین سنورنیوالے
داغ دل سے مرے کہتا ہی یہ اُس کا جوبن — دیکھ اس طرح اُبھرتے ہین اُبھرنے والے
خوش نوائی مین رکھا ہمکو اسیر ای صیاد — ہم سے اچھے رہے صدقے مین اُترنیوالے
داغ کہتے ہین جنھین دیکھیے وہ بیٹھے ہین — آپکی جان سے دور آپ پہ مرنے والے

جب رقاصان مذکورہ یہ غزل گا چکین سب اہل بزم بہت مسرور ہوے خصوص خورشید روشن دل ہر ایک رقاصہ کی تان پہ بیخود ہو جاتا تھا عجب سما بندھا تھا ہر ایک اہل بزم مدہوش تھا غرض وہ روز اور نصف شب تک بزم عشرت مین ارباب نشاط نے دلہا سے اہل بزم کو اپنے ناچنے اور گانے سے خوش کیا بعدہ اُنکو زر کثیر انعام مین دیکر رخصت کیا جب وہ رقاصان مہ جبین جا چکین تب سب اہل بزم نے متفق ہو کر شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا کہ اسوقت دل ہمارا بہت چاہتا ہی کہ خواجہ عمرو ثانی نے بجائین اور کچھ گائین شاہزادہ رستم ثانی نے منظور کر کے خواجہ عمرو ثانی سے کہا کہ یہ سب آپکی نے بجانے اور گانے کے بہت مشتاق ہین انکی خوشی کرنا آپکو بھی لازم ہی خواجہ عمرو ثانی نے بسبب اصرار کرنے شاہزادہ رستم ثانی اور سب اہل بزم عشرت کے نے زنبیل سے نکالی اور اُسکے پرزون کو درست کر کے بجانی شروع کی اور یہ غزل بالحان داؤدی گانے لگے غزل

جتنا جی چاہے ستالے ستم ایجاد مجھے — شکل تصویر ہون آتی نہین فریاد مجھے
آکے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے — خاک اوڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے
آج کیون ہچکیان آئین دل ناشاد مجھے — شاید اُس شوخ نے بھولے سے کیا یاد مجھے
ذبح کر باندھ کے منقار نہ صیاد مجھے — دم گھٹا جاتا ہی کر لینے دے فریاد مجھے
کوئی خالی نہ اثر سے ہو مرا اشک سرشک — تا خلف دے مرے اللہ نہ اولاد مجھے
تیغ رکھ رکھ کے گلے پر سے ہٹا لیتا ہی — یہ لگاوٹ تری بھاتی نہین جلاد مجھے
تھا کسی وقت مین مجنون بھی مرا دردشریک — اُسکو دیوانہ کیا عشق نے برباد مجھے

خواجہ عمرو ثانی نے ایسی نے بجائی اور ایسا گائے کہ ہر ایک شخص آپ سے بے آپ ہو گیا

اپنے سروپا کی خبر نہ رہی تب خواجہ عمرو ثانی نے یہ حال دیکھکر نی کو نذر زنبیل کیا اور
شاہزادۂ رستم ثانی سے عرض کیا کہ اب مجکو نیند معلوم ہوتی ہی رات بہت آئی ہی قریب
تین بجنے کے ہین کل پھر انشاء اللہ نی بجاؤنگا شاہزادۂ رستم ثانی نے عذر خواجہ عمرو ثانی کا
قبول کیا اور بہت کچھ زر وجواہر انعام مین دیا سب اہل بزم بھی بہت خوش ہوے
جلسہ عشرت برخاست ہوا ہر ایک شاہ وسردار لشکر بارگاہ سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ وخیمہ
مین گیا بستر خواب پر جاکے راحت پذیر ہوا شاہزادۂ رستم ثانی اپنی بارگاہ مین فرش خواب
پر لیٹا خواجہ عمرو ثانی بھی اٹھکر اپنے خیمے مین گئے چالاک ثانی وغیرہ بھی اپنے خیمے مین گئے
شب کو لشکر مین سے کئی سوار اور ایک سردار نے تمام لشکر کی حفاظت کی جب صبح ہوئی
شاہزادۂ رستم ثانی بعد ادائے نماز صبح اپنی بارگاہ مین دنگل پر بیٹھا سرداران لشکر
و عجائب جادو وخورشید روشن دل وحیدر شاہ وسرشار شاہ وشاہزادہ
فیروزۂ مازندرانی وسہراب بن لندھور وگشتاسپ شاہ وغیرہ بارگاہ مین
پاس شاہزادۂ موصوف کے گئے اور علے قدر مراتب بیٹھے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے
طلسم کشائے عجائب جادو سے مخاطب ہوکے کہا میرا دل چاہتا ہی کہ اسوقت لوح کو
دیکھکر سوئے دربند چہارم جاؤن اس نے کہا ای شاہزادۂ ذیوقار جانا تو آپکا جانب دربند
چہارم ضرور ہی لیکن یہ دربند بہ نسبت ان تین دربندون کے سخت و دشوار گذار ہی
مین خوب جانتا ہون کہ اس دربند کی جو کیفیت ہی اور جو بند وبست وہان کا ہی
ہر اک ساحر کو وہان کے جانتا ہون خصوص صراۃ جادو و مالک دربند چہارم
سے خوب آگاہ ہون وہ ساحرۂ زبردست و فریب دہ از حد ہی مکر و حیلہ مین لاثانی
ہی شیطان سے بھی کید و مکر و فریب مین کچھ بڑھی ہوئی ہی خدا آپ کو اسکے شر و فساد
سے بچائے کیونکہ وہ بلائے بے درمان ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آج جانب
دربند چہارم نہ جائیے کسی روز و وقت و ساعت نیک دیکھ کے جائیے گا ای شاہزادۂ
ذیجاہ مین آپ کو جانے کا مانع نہوتا مگر خود بخود دل میرا آپ کے ادھر جانے سے
دھڑکتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی شاہزادۂ رستم ثانی نے مسکرا کر جواب دیا چونکہ ابھی تمنے
حال مکر و فریب صراۃ جادو و مالک دربند چہارم کا بیان کیا ہی اور مجھ سے تم الفت قلبی
رکھتے ہو میرے خیر خواہ و معاون ہو اس وجہ سے دل تمھارا میرے ادھر جانے سے
دھڑکتا ہی باین خیال کہ مبادا ساحرہ مذکورہ سے کچھ مجھے ضرر پہونچے اگر وہ ساحرہ زبردست
ہی اور بقول تمھارے کیاد و مکارہ ہی تو کیا اندیشہ ہی مین صاحب لوح طلسم ہون مجھسے
وہ کیا شر و فساد کر سکے گی کچھ بھی مجھے وہ ضرر نہ پہونچا سکے گی مین دلاور و بہادر رہون
مجھے روز سعید و وقت و ساعت نیک مین ادھر جانا کچھ ضرور نہین ہی مین آج ہی
جاؤنگا عجائب جادو نے یہ تقریر سنکے جانب خورشید روشن دل دیکھا اسنے بھی
شاہزادۂ رستم ثانی سے کہا کہ آج جانب دربند چہارم نہ جائیے عجائب جادو نے

کچھ سمجھ کے آپ سے کہا ہی اور مین بھی علم کہانت کے ذریعہ سے یہ کہتا ہون کہ مجھے اپنے علم کے
ذریعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جانا اسوقت آپکا اچھا نہین ہی طلسم کشا چونکہ آگ
دست جیسی شعلہ خو آتش مزاج مشہور ہی جواب دہ ہوا کہ مین آج ضرور ہی جاؤنگا
جو منہ سے نکلا ہی وہی کرونگا عجائب جادو و خورشید روشن دل یہ سنکے خاموش
رہے شاہزادہ موصوف مسلح ہوکے اُسی وقت مرکب پر سوار ہوکے ہر اک سے
رخصت ہوا بعدہ اُس نے لوح کو دیکھا لوح طلسم سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا اگر
اسی وقت عزم تیرا جانے کا ہی اور اپنے احباب کے کہنے پر عمل نہین کرتا ہی تو اختیار ہی
راہ دربند چہارم یہان سے سیدھی ہی اور یہ دربند بقول عجائب جادو کے بڑا دشوار
گذار ہی فتح ہونا آج اسکا مشکل ہی ہان بعد چند روز کے آسان ہوگا شاہزادہ رستم ثانی
نے لوح کو دیکھکر دل مین اپنے خیال کیا کہ لوح مین یہی لکھا دیکھا ہی کہ آج فتح ہونا دربند
چہارم کا مشکل ہی پس اچھا مین بدشواری و مشکل اس دربند کو فتح کرونگا یہ خیال کرکے
محض اپنی سخن پروری پہ نظر کرکے شاہزادہ رستم ثانی روانہ ہوا ادھر عجائب جادو و
خورشید روشن دل نے باہم مشورہ کرکے طائران سحر کو اُسیوقت برائے دریافت
خبر طلسم کشا روانہ کیا شاہزادہ رستم ثانی بعد قطع راہ بسیار قریب ایک قلعہ بفلک
کشیدہ کے پہونچا دیکھا نہایت محکم قلعہ ہی چہار دیواری قلعہ کی سنگ سخت کی ہی خندق
پُرآب ہی پل تختہ نہین بجائے پل تختہ کاغذ کا پل ہی اُسپر کئی پتلے مسلح کھڑے ہین دروازہ
قلعے کا بند ہی بالائے قلعہ ہزار در ہزار ساحران نابکار ہین مستعد جنگ و پیکار ہین نہایت
خبردار و ہوشیار ہین اور بجز در قلعہ کے اور کوئی راہ قلعہ مین جانے کی نہین ہی یہ دیکھکر
طلسم کشا نے اپنے دل مین کہا ہرچند کہ یہ قلعہ نہایت مضبوط ہی اور ہزارہا ساحر بالائے
قلعہ ہین لیکن مین بضرب گرز گران در قلعہ کو توڑکر اندر قلعے کے جاؤنگا اگر ساحران نابکار
آمادہ کارزار ہونگے اُن سے لڑونگا تیغ آبدار سے سب کو قتل کرونگا اُنکا سحر مجھپر اثر
نہ کریگا کیونکہ میرے پاس لوح طلسم صندل ہی یہ دل مین کہکر مرکب کو سوے در قلعہ
بڑھایا ناگاہ چند گھسیارے گھانس کے گٹھے سرون پر رکھے ہوے دور سے دکھائی دیئے
اُسوقت طلسم کشا نے بقصد دریافت حال قلعہ گیری لوح کو دیکھا لوح مین نکلا
کہ ای طلسم کشا یہ وہ قلعہ نہین ہی کہ جس کا در بضرب گرز گران ٹوٹ جاے اور تو
داخل قلعہ ہو لہذا اس خیال محال سے درگذر اگر بسہولت داخل قلعہ ہونا منظور رہی
تو توقف کر جب گھسیارے نزدیک تیرے آئین اُنکو بنظر غور دیکھ جس گھسیارے کی
پشت پر سنگ پشت ہو یہ اسم الہی ورد زبان کرکے اُسی گھسیارے کی جلگے
قدم بہ قدم رکھکر سوے در قلعہ جا ایسکے قلعے مین جانے سے اہل قلعہ در قلعہ کھولدینگے
کاغذ کا پل جو دکھائی دیتا ہی بمنزلہ پل پختہ کے ہو جائیگا پتلے کاغذ کے اسکو اور اسکے ساتھ
والون گھسیارون کو نہ روکینگے نام اس گھسیارے کا سنگ پشت جادو ہی یہ ساحر

نہایت زبردست ہی اسی طور و وضع سے یہ رہتا ہی جاے عجب نہین ہی یہ طلسم ہی ہر اک ساحر
کو جدا جدا خدمت سپرد ہی اور جدا جدا اشکال و اوضاع سے رہتے ہین ہمراہی ساحر مذکور
کے بھی ساحر ہین اگر تو اس اسم اعظم الہی کو جو گوشہ لوح پر لکھا ہوا ہی ورد زبان کرتا ہوا
قدم بقدم سنگ پشت جادو کے جائیگا تو ببرکت اسم اعظم الہی موصوف کے کوئی
تجکو نہ دیکھے گا جب دروازہ قلعے کا کھلے گا سب گھسیارون کے ساتھ تو بھی داخل قلعہ ہو جاتا
اور یہی اسم اعظم الہی پڑھتا ہوا جس طرف دل چاہے جانا کوئی تجھے نہ دیکھے گا اور جو کام کرنا
بغیر لوح دیکھے نہ کرنا ورنہ تیرے حق مین اچھا نہو گا اس دربند کو مثل دربند اول و دوم
وسوم نہ سمجھنا اسمین جان کے لالے پڑ جائینگے فتح اسکی بہت دشواری سے ہو گی طلسم کشا
حکم لوح سے آگاہ ہو کے اسم اعظم مذکور کو جو لوح مین لکھا تھا ورد زبان کرنے لگا
بعد تھوڑی دیر کے وہ سب گھسیارے گھاس کے گٹھے سرون پر رکھے ہوے قریب
در قلعہ آئے طلسم کشا نے غور سے دیکھا جس گھسیارے کی پشت پر نشان سنگ
پشت دیکھا اسی کی جاے قدم پر قدم رکھا اور ساتھ سب گھسیارون کے اسی طور
سے شاہزادہ رستم ثانی چلا یہان تک کہ اس کاغذ کے پل پر قدم رکھا اور اسے
طی کر کے متصل در قلعہ پہونچا اس گھسیارے نے در قلعہ پر پہونچکر ہاتھ اپنا در قلعہ پر
رکھا دروازہ قلعے کا خودبخود کھل گیا اور کاغذ کے پتلون نے بزبان فصیح اس سے
بعد ادب سلام کیا اور کہا آج آپ کے ساتھ کوئی شخص غیر تو نہین ہی ہمین تردد ہی
طلسم کشا ادھر آنے والا ہی اس نے جواب دیا اے حافظان در قلعہ طلسمی دیکھو بظاہر تو ہمارے
ساتھ کوئی غیر نہین ہی ہم حسب دستور آج بھی آئے ہین اور قلعے مین جاتے ہین اپنے کار
متعلقہ مین مصروف ہین اگر ہم کسی غیر یا طلسم کشا کو دیکھتے تو بھی اسکو اپنے ہمراہ یہان
تک نہ لاتے اور حتی الامکان اسے قتل و گرفتار کرتے کیا ہمین اطلاع نہین ہی کہ اسطرف
طلسم کشا آنے والا ہی صراحت جادو نے اہل قلعہ کو آمد طلسم کشا سے پہلے ہی آگاہ
کر دیا ہی جملہ ساحر ہوشیار و خبردار ہین سب اسکے آنے کے منتظر ہین سامان جنگ
کر چکے ہین یہ سنکے حافظان در قلعہ نے بغور سب گھسیارون کو دیکھ کے کہا آپ جائیے
وہ گھسیارا ہمراہ سب گھسیارون کے داخل قلعہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی یعنی طلسم کشا
بھی اسکے ساتھ داخل قلعہ ہوا وہ پتلے کاغذ کے بطور قفل کھڑے رہے سنگ پشت جادو
نے جانب در قلعہ دیکھکر سحر پڑھ کر انگشت سے اشارہ کیا در قلعہ خودبخود بند ہو گیا
شاہزادہ رستم ثانی تقریر اُن کاغذ کے پتلون کی اور سنگ پشت جادو کا ہاتھ لگانے
اور اشارہ کرنے سے در قلعہ کا کھلنا اور بند ہو جانا دیکھکر بہت حیران ہوا دل مین سمجھا
کہ سنگ پشت جادو کو در قلعہ کے بند کرنے کی اور [illegible]
اور جلنے اور گھاس [illegible] کی خدمت شاید سپرد ہی [illegible]
کے ہمراہ چلا تھوڑی دور جا کر وہ سب گھسیارے [illegible]

رستم ثانی ایک طرف وہی اسم اعظم الٰہی ورد زبان کرتا ہوا چلا اور ہر چہار طرف دیکھتا
اور سیر کرتا ہوا رہرو طلسم کشائی ہوا قلعے مین داخل ہو گئے دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہی
رعایا دلشاد ہی عمارتین بکثرت پختہ اور بلند ہین ہر در و دیوار پر نقش و نگار بنے ہوے
ہین ہر مکان مانند دُلھن کے آراستہ ہی دل یہ چاہتا ہی کہ اس مکان کی صفائی عمارت و نقش و نگار کو
دیکھا کرے سڑکین ہر طرف پختہ و صاف ہین صفائی سڑک کی کیا تعریف لکھی جاے مختصر یہ ہی
کہ اگر شب تاریک مین سوئی گر پڑے تو کور مادرزاد اُسکو فوراً اُٹھا لے اُسکے ڈھونڈھنے مین
اُسے ذرا بھی دقت نہو کمرے اُس شہر مین جابجا خوشنما بنے ہین عمارتین اکثر مدور مانند گنبد کے ہین
جو بروج ہین وہ رشک بروج آسمان ہین ساکنان شہر ایسے حسین و خوبرو و خوش
قطع ہین کہ غیرت دہ سیارگان ہین یا مانند مہر و ماہ ہین اگر حسینان چین و چگل اُنھین
دیکھین تو اپنے حُسن کو بھول جائین رشک سے جل جائین بمصداق اس شعر کے شعر
دیکھکر اُنکو حسینان جہان یہ بولین ۔ ایسے بے مثل طرحدار نہ دیکھے نہ سُنے ۔ دوکانین دو طرفہ ہر کوچہ
و بازار مین پختہ ہین دوکاندار لباس پاکیزہ و صاف پہنے ہوئے بیٹھے ہین اُن دوکانون پر
انواع و اقسام کا اسباب رکھا ہی کسی طرف جوہری بازار ہی جوہری جواہر بیش بہا و اسباب
طلائی جواہر نگار لئے بیٹھے ہین روپے اشرفیون کے ڈھیر اُنکے روبرو لگے ہین صندوقچے
جواہرات کے الماریون مین چُنے ہوے ہین صندوقچے جواہرات کے دونون طرف پہلوؤن
مین رکھے ہوے ہین رؤسائے شہر جواہرات اُن جوہریون سے خرید کر رہے ہین اور گوٹا
پٹھا تو اسقدر بکتا ہی کہ دوکانین گوٹے والون کی خالی ہو گئی ہین خریدار پھر پھر جاتے ہین گوٹہ والے
کارخاندارون پر تاکید شدید کر رہے ہین کہ روپیہ جس قدر تمکو درکار ہو پیشگی لے لو مگر بہت
جلد لچکہ گوٹا پٹھا وغیرہ کاریگرون سے بنوا کر لے آؤ کسی جانب کوٹھیان اور دوکانین
تاجرون کی کھلی ہوئی ہین اسباب طرح طرح کا اُنکی دوکانون پر اور کوٹھیون مین رکھا اور
بھرا ہی یہ تاجر و دوکاندار بھی لباس نفیس پہنے ہوے بیٹھے ہین خریدارون کا اس قدر ہجوم ہی
کہ تاجرون دوکاندارون کو بسبب اسباب وغیرہ فروخت کرنے کے مہلت کھانے پینے
کی نہین ملتی ہی کسی طرف کنجڑین جوان و حسین و خوبرو نارنگیان و انار مانند پستان
خوشنما کے جھبڑیون مین خوشنمائی سے لگائے ہوئے بیٹھی ہین سوا نارنگی و انار کے من میوہ
فروشون کی دوکانون پر دیگر اشیائے خوب و مرغوب بھی ہین اُنکی دوکانون پر بھی
خریدارون کا ہجوم ہی بہت سے خریدار شریفہ و امرود و نارنگی و انار و سیب و بہی
وغیرہ اور بہت سے سیب ذقن اور نار پستان کے دستیاب کرنے کی فکر مین کھڑے
ہین بنظر حسرت ہم آغوشی اور بہ تمنائے ہم بستری اُنھین دیکھ رہے ہین وہ ناز و غمزہ
و عشوہ و کرشمہ و ادا و غرور حُسن و جمال اپنے سے اُنکی طرف دیکھتی بھی نہین ہین
اگر کسی عاشق جان نثار کی طرف ترچھی نظر سے دیکھ لیتی ہین وہ خوشی سے باغ باغ ہو جاتا ہی خرمی
سے نہال ہو جاتا ہی اپنی خوبی قسمت پر ناز کرتا ہی جامہ کشادہ اُسکا مارے خوشی کے

تنگ ہوا جاتا ہی کلاہ اپنے سر پر کج کرکے اکڑتا ہی جو رقیب اُسکے ہین وہ اُس سے جلتے ہین
آتش حسد سے جلکر کباب ہوے جاتے ہین وہ کنجڑنین خریدارون کے ہاتھ سودا کیا بیچتی ہین
گو یا اُنپر احسان کرتی ہین جسکو کوئی شئی مانند نارنگی یا امرود یا انار یا شریفہ یا ناشپاتی وغیرہ
کے اپنے ہاتھ سے دے دیتی ہین وہ یہ سمجھتا ہی کہ یہ نارنگی کیا ہاتھ آئی گویا پستان
اُسکے ہاتھ آئے ہین یہ سمجھکر خوش ہوتا تھا اور بعوض ایک نارنگی یا ایک امرود و شریفہ
وانار و ناشپاتی وغیرہ کی قیمت کے زر کثیر دیتا تھا کوئی عاشق ایک اشرفی کوئی دلدادہ
پانچ یا دس اشرفیان دیکر کوئی پھل یا کوئی میوہ اُس سے لیتا تھا اور بجاے خود
فخر کرتا تھا کہ آج ہماری محبوبہ کے ہاتھ سے ہمکو ایک انار شیرین ملا اُسکے ہاتھ سے ہمارا
ہاتھ مس ہو گیا گیا دل افسردہ ہمارا خوش ہوا روح کو راحت ملی سوزش داغ جگر
گویا باقی نرہی برسون کی امید آج بر آئی شاہزادہ رستم ثانی دوکانداران مذکور کو
اور کنجڑنون کی دوکانون پر حیا و عشاق کا دیکھتا ہوا اسم اعظم الٰہی پڑھتا ہوا
آگے بڑھا وہان دیکھا کہ یا لین جا بجا ساقنون کی بڑی ہین تخت اُنکے بچھے ہین حقے
مع پیچوان رکھے ہین ٹھیک مین لکڑیان جلتی ہین چرس نشے باز پی رہے ہین چلمین چرس
کی ہاتھون مین ہین نشہ باز کس کس کر دم لگا رہے ہین لو چلمون سے دمبدم نکل رہی
ہی ساقنین بناو سنگھار کیے بیٹھی ہین لباس رنگین و بھاری اور زیور نقرئی و طلائی
پہنے ہین سامنے اُنکے چھوٹی چھوٹی مٹکیان رکھی ہین اور حقے مراد آبادی بہت خوشنما برابر
لگے ہین نیچے اُنکے کلابتون سے بندھے ہوے نہایت نفیس ہین دیکھنے والے تعریف اُسکے بنانیوالے
کی کر رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ دیکھو کیا اچھا کاریگر تھا جس نے یہ حقے عمدہ بنائے
ہین آگے بی ساقن کے ایک صندوقچہ فیض آبادی بہت عمدہ رکھا ہوا ہی اُسمین چرس بھری
ہوئی ہی عشاق اُسکے اُنکو چرس کے نشے مین گھور رہے ہین کوئی دائرہ بجا رہا ہی خیال
گا رہا ہی نشہ باز گوش دل سن رہے ہین تعریف اُس خیال گانے والے کی کر رہے ہین
اشرفیان اور روپیے دے دیکر ایک ایک چلم چرس کی ساقنون سے لیکر دم جبہ س بر
مار رہے ہین دھوان اُٹھ رہا ہی کوئی نشہ باز اشرفی دیکر کہتا ہی کہ بی بی ساقن ایک چلم
سال جہان کی بھروا دو کوئی کہتا ہی کہ یہ پانچ اشرفیان لو اور اپنے پیر و پیر کی چرس کی
چلم ہمین بھروا دو کہ نشہ خوب ہو ساقنین اپنے حسن و غرور مین بیٹھی ہوئی چلمین آدمیون کو
دے رہی ہین وہ آگ اُسپر رکھکر نشہ بازون کو دے رہے ہین کچھ نشہ باز مفلس و نادار
بھی وہان کھڑے ہین بحسرت و یاس دیکھ رہے ہین ساقنون سے مخاطب ہوکے بحسرت
و یاس کہہ رہے ہین **شعر** بی بی ساقن دمون کی خبر رہے ہم ہی محروم دم بغیر رہے
ساقنین اُنکی تقریر سُنکے اُنکو غریب و نادار جانکے اُنھین کچھ جواب نہین دیتی ہین بلکہ کثرت
غرور حسن سے اور بوجہ اُنکی بے زری کے منھ اُنکی طرف سے پھیر لیتی ہین کسی جانب کسی
کوچے مین دو طرفہ دوکانین بزازون کی ہین ہر طرح کا کپڑا سوتی اور ریشمی موٹا مہین

اُنکی دوکانون پر موجود ہی کیجلی کے تھان عمدہ عمدہ گٹھریون مین بندھے رکھے ہین
ایک سمت گٹھریان کمخواب و زربفت کی رکھی ہین ایک جانب طاقے گرنٹ و اطلس و ساسن سیٹ
کے الماریون مین مزین ہین شربتی کے تھان بجد رکھے ہوے ہین کچھ تھان گلبدن و مشروع
کے بنارسی اور اعظم گڈھ کے ہر دوکان پر موجود ہین ساریان بنارسی بیش قیمتی
نہایت عمدہ رکھی ہوئی ہین اور انگریزی کپڑا تو اسقدر ہی کہ ہر دوکان پٹی پڑی ہی
دوکاندار بیٹھے ہوے ہین ہزارہا مردمان شہر ہر قسم کا کپڑا خرید کر رہے ہین دلال
اپنی بولی مین بزازون سے کچھ کہہ رہے ہین خریدار اُنکی تقریر نہین سمجھتے ہین جو کپڑا مثلاً
روپیہ گز کا ہی دلال بزازون سے ڈیڑھ روپیہ یا دو روپیہ گز کا ہاک اور خریدار کو دلوا
رہے ہین خریدار دوکاندارون سے کچھ تکرار نہین کرتے ہین جو قیمت دوکاندار کہتا ہی
وہ فوراً دیدیتے ہین بازار گرماگرم ہی خریدار پر خریدار چلے آتے ہین ہر ایک دوکاندار کی
بکری ہر روز ہزارہا ہزار دو دو ہزار کی ہوتی ہی دلال بھی مالدار ہوگئے ہین کسی کوچے مین
کتب فروشون کی دوکانین ہین صدہا کتابین ہر ایک علم فن کی اُنکی دوکانون مین موجود
ہین اہل علم و طالب علم اُنکی دوکانون پہ بیٹھے ہین کتابین حسب دلخواہ خرید کر رہے ہین
کوئی شخص فسانۂ عجائب خرید کر رہا ہی کوئی طلسم الفت کی قیمت پوچھ رہا ہی کوئی الف لیلے
کی جلدین مانگ رہا ہی کوئی قصۂ حاتم طائی طلب کر رہا ہی کوئی چہار درویش کے دام
دے رہا ہی خریدارون کا دوکانون پر اتنا مجمع ہی کہ کتب فروشون کو بیچنا دشوار ہی کسی
کوچے مین پتنگ فروش اپنی اپنی دوکانین آراستہ کیے ہین اکتاوے دوتاوے کنکوے
رنگ برنگی لٹکے ہوے ہین وہ بیل بوٹے اور تصاویرین اُن مین بنی ہین کہ دیکھنے والون
کو حیرت ہوتی ہی کسی کنکوے مین ہاون بہا کی پریان ناچ رہی ہین کسی مین رستم و سہراب کی
کشتی ہو رہی ہی کسی مین گھوڑدوڑ ہو رہی ہی خریدارون مین بحث ہو رہی ہی کوئی کہتا ہی کہ یہ ہم
لینگے وہ کہتا ہی کہ ہم لینگے خریدار آپس مین گتھ رہے ہین دگنی چوگنی قیمت دیکر پتنگ خرید کر رہے
ہین دوکاندارون کا اُنکی خواہش سے زیادہ فائدہ ہو رہا ہی چرخیان بیشمار ڈور کی
رکھی ہین کسی چرخی پر مسی کا مانجھا چڑھا ہی کسی پر سیندور کا مانجھا ہی کچھ چرخیان خالی بغیر ڈور کی
نقشی و سادی رکھی ہین گولے سادی ڈور کے بھی موجود ہین کچھ گولے منجھے ہی کے ہین کچھ زرد
ہین کچھ سفید ہین طرح طرح کی ڈورین دوتاری سے لگاکے چالیس تاری تک کی موجود ہین
خریدار برابر چلے آتے ہین خرید کرکے لیے جاتے ہین کسی جا پہ کبابیون کی دوکانین لگی ہین
کوئی ماہی توے مین تلیا کے کباب لگا رہا ہی ادرک اور مرچین لال سبز کٹی ہوئی رکھی
ہین کھٹے اور چکوترے اور لیمو کٹے ہوے رکھے ہین کوئی سیخچون مین کباب لگاکے سینک رہا ہی
گرماگرم کباب سکے ہین مصالحہ — جو کوئی خریدار آتا ہی اور کباب خرید کرتا ہی کبابی دونا بنا کے
کباب دونے مین رکھ کے لیمو وغیرہ نچوڑ کے مرچین اور ادرک اوپر سے چھڑک کر خریدار کو دیتا
ہی وہ آدمی پوستہ نکھر کے نہایت خوش ہوتے ہین لال سبز مرچین کٹی ہوئی بھلی معلوم ہوتی ہین دو

دہقانی

ڈھائی گھنٹہ مین سب کباب کبابیون کے بک جاتے ہین کسی مقام پر نان بائیون کی دوکانین ہین
ہر نان بائی خوش سلیقہ ہی شیر مال و کباب نان و نہاری جہان کی نعمت اس آبداری کی جسکی
بو باس سے دل طاقت پائے دماغ جان معطر ہو جائے اگر فرشتے کا اس مقام پر گذر ہوا اور خوشبو
اس طعام لذیذ کی اسکے دماغ مین جائے کیسا ہی سیر ہو ذرا نہ دیر ہو فوراً بھوک لگ آئے
وہ سرخ سرخ پیاز سے نہاری کا بگھار شیرملی چھنکار شیرمال شنگرف کے رنگ کی خستہ بھربھری
ایکبار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہ جائے کسی جا تنبولیون کی دوکان
پر اہل شہر کا مجمع ہی گلوریان خرید کر کے کھا رہے ہین تنبولی سرخروئی سے یہ رمز و کنایہ کرتے ہین
بولی ٹھولی مین چبا چبا کر ہر دم یہ دم بھرتے ہین تا گئے کا منھ کالا ہو یا گرد کر ڈالا عبیر ہی نہ گلال ہی
کتھے چونے سے آدھی مین گھڑا لال ہی چوک مین اسقدر مجمع ہی کہ شانے سے شانہ چھلتا ہی نسیم و
صبا کو رستہ نہین ملتا ہی کسی جا پر خط تراش دوکانون پر بیٹھے ہین تماش بین آکے خط بنواتے ہین
خط تراش ایسا استاد ہی کہ جب خط بناتا ہی بارہ برس کے سن کا گالون سے مزہ آتا ہی چار پہر
اگر ٹھوڑی گھٹی کا پتہ نپائے کاتب قدرت کا لکھا مٹاتا ہی ایسا خط بناتا ہی کہین پر عطر فروشون کی
دوکانین ہین وضعدار جوان دو پیسے مین بیلے چنبیلی کا تیل ریل پیل فتنہ بپا کرنے والا ایسا لیتے
ہین کہ سہاگ کا عطر گرد ہو جاتا ہی جو خوشبو سے دل سرد ہو جاتا ہی کسی کوچے مین افیونیون کی دوکان
پر سفید سفید چینی کی پیالیان خوبصورت رنگین ٹرالیان رکھی ہوئی ہین افیون فیض آبادی لالے
کی وہ رنگین جسنے تریاک مصر کے نشے کرکرے کر دیئے زیادہ پی جانے والے کو جان کے
لالے پڑ گئے ایسے متوالے ہو گئے جھگڑا بادۂ ارغوانی و زعفرانی کا پیدا ہوا تبدیل ذائقے کو
فرنی سنے خوانچے نقرئی ورق جمے پستے کی ہوائی چھڑکی ہوئی مہیا جسنے چسکی پی ایک دم کے بعد
دم حقے کا کھینچا آنکھون مین سرور رہا کسی جگہ حلوائیون کی دوکانین آراستہ ہین طرح طرح
کی مٹھائیان تھالیون مین چنی ہوئی ہین جسنے شیخ کولی کی مٹھائی کھائی جہان کی مٹھائی سے
دل کھٹا ہوا بنارس کا کھجلا بھولا متھرا کے پیڑے کا ٹھٹھا ہوا برفی کی نفاست بو باس ورد زبان
نقرئی ورق کا جوبن کسی اور شہر کا رکابدار اگر دیکھ پائے یا ذائقہ لب پر آئے زندگی تلخ
ہو ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے امرتی مسلسل کا ہر پیچ ذائقے کو پیچ و تاب دیتا ہی یاقوتی مفرح کا مزہ
جب منھ مین رکھا اصل تو یہ ہی کہ عسل مصفے جنت کی نہر کا خط ملا جب حلق سے اترا کھجور سے لذت
ٹپکتی ہی ذائقے مین چور بہتر از انگور ہی نہایت آب و تاب ہم خرما و ہم ثواب کسی جا بالائی والون
کی دوکانین ہین دہی کے کونڈے جمے ہوئے رکھے ہین بالائی اسپر جمی ہوئی ہی بالائی نہایت
عمدہ و نفیس رکابیون مین چاندی کی اتری ہوئی رکھی ہی جس کسی نے بالائی خرید کی بے قند
و شکر شکر کے تو رنگیلے تو رکھکر چھری سے کاٹ کر کھائی بیحد تعریف دوکاندار کی ہر جا سڑکون
پر سقے مشکین کاندھون پر لیے ہوئے کٹورے بجا بجا کر پھر رہے ہین پیاسون کو پانی پلا رہے
ہین شاہزادہ رستم ثانی یہ حال وہان کا دیکھکر دل مین اپنے کہنے لگا کہ یہ شہر بہت آباد
ہی رعایا دل شاد ہی علی الخصوص مرد تماش بین کے واسطے یہ شہر خداداد ہی یہان ہر فن کا استاد ہی یہ

گھبرا کر آگے بڑھا تھوڑی دور جا کر دیکھا کہ ایک جانب بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہے چہار طرف
دیواریں مانندہ قلعے کے بلند ہیں ہوائے سرد اُس میں سے آ رہی ہے شاہزادہ رستم ثانی سمجھا
کہ یہ باغ ہے اس باغ کی سیر بھی ضرور کرنا چاہیئے یہ سوچکر وہی اسم اعظم الٰہی ورد زبان کرتا ہوا
اندر باغ کے گیا باغ اور عمارت مفصل دیکھی قطعۂ دلچسپ پایا تختہ بندی معقول پیڑ خوش قطع
خوبصورت پھول روشیں صاف نہریں شفاف چشمے ہر سمت جاری ہیں تیاری درختوں پر جانوران
خوش آہنگ کا نغمہ سرا برگ و بار و گل سے تمام باغ بھرا شاخوں پر بلبلیں غزلخوان کسی جا
تختہ گلاب کھلا ہوا نسیم بہار اور درخت گلزار سے میدان ختن و تار تار ہے نہ کہیں گرد ہے نہ غبار ہے
درختوں پر فیض ہوا اور ترشح سے سرسبزی اور چمک کا جوبن ہے گل خودرو کا تو وہاں نام و نشان
بھی نہیں ہے گل مہندی کے پھول سرخ و زرد پر افشان عباسی کے پھولوں سے قدرت حق نمایاں نرگس
دیدۂ منتظر کی شکل دکھائی ہے گل شببو سے بھینی بھینی بوباس آتی ہے میوہ دار درخت اک لخت
جھلا بار کے بار سے ٹہنیاں جھکی ہیں درخت سرکشیدہ پھل لطیف و خوشگوار پھول نازک قطعہ دار
چمنوں میں باد بہاری موسم کی تاک میں تاک کا ستون کی روش مجھو منا غنچۂ سربستہ کا
منہ تاک تاک کے نسیم کا چومنا انگور کے خوشوں میں دل آبلہ دار کا تیاز ربفت کی تھیلیاں حریر
نگہبانی کو گوشوں میں باغبانیاں المست کھڑی ہیں ہر تختہ ہرا بھرا روش کی پٹریوں پر چینی کے
ناندوں میں درخت گلدار معنبر و معطر بیلا و چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی کیتکی کیوڑا نسترن
و نسرین کی نرالی آن بان ایک تختہ میں لالہ خوف خزان سے بادل داغدار گرد اسکے نافرمان
کی بہار سرو و شمشاد لب نہر جو فاختہ اور قمری کی اُسیر کو کو حق سرۂ شاخ گل پر بلبل شوریدہ کا
شور چمن میں رقصان مور کہیں خندۂ کبک کی آواز تدرو کی خرام ناز نہروں میں قار بلند
آواز تیز پرواز ایک طرف قرقرے سر سے پانک درخت بار سے لدے سیب و بہی و
ناشپاتی سے زنخ گلعذاروں کی کیفیت نظر آتی ہے سوسن کی اودا ہٹ لب خوبرون کی مسی
کا جوبن دکھاتی ہے داؤدی میں صنعت پروردگار عیاں ہے صد برگ میں ہزار جلوے نہان
ہیں آم کے درختوں میں کیریاں زمرد نگار لگی ہیں مولسری کے درخت سایہ دار باغبانیان
خوبصورت سرگرم کار خواجہ سرا امرد اسکے مددگار حور و غلمان کا عالم پیچے کھرپیاں جواہر نگار
ہاتھوں میں باہم درخت اور روشوں کو دیکھتی بھالتی گل و بار چمن سے چنتی گلا برگ
سڑا بار جھڑا پڑا خار صحن چمن سے نکالتی پھرتی تھیں بیچ میں بارہ دری پر شوکت و پر رفعت
دنشان پرستان کا مکان ہر کمرہ سجا سجایا صناع نادر دست کا بنایا غلام گردش کے آگے
چبوترہ سنگ مرمر کا حوض مصفا پانی سے چھلکتا فرش سب افشان تیجہر کا شامیانہ تمامی کا
تنا ہوا سفید بادلے کی جھالر کلابتون کی ڈوریاں سراسر مغرق بنا ہوا سامان اس تکلف کا
سبحان اللہ فواروں کے خزانے میں بادلہ کتا پڑا ہزارے کا فوارہ چڑھا پانی کے ساتھ بادلے
کی چمک ہوا میں پھولوں کی مہک فوارے نے زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا ستاروں کے
بدلے بادلے کے تاروں کو بچھایا تھا غرض شاہزادۂ رستم ثانی باغ کی سیر سے بہت خوش

ہوا دل سے کہا کہ یہان کی ہوا بہت خوب ہی کچھ دیر یہان استراحت کرنا چاہیے پھر کچھ
سونچکر وہی اسم متبرک ورد زبان کرتا ہوا باغ سے باہر نکلا دل سے کہا کہ پھر چوک کی سیر
کرین بازار اچھی طرح دیکھین کوئی کوچہ دیکھنے سے چھوٹ نہ جائے یہ خیال کرکے پھر چوک
کی سیر مین مشغول ہوا مگر دون پر طوائفان شہر کو بناؤ سنگھار کیے ہوئے بیٹھے دیکھا ہر ایک حسن وخوبی
مین یگانہ تھی کوئی طوائف بدشکل اُس شہر مین نظر نہ آئی غرض چوک مین اُس شہر کے ہر
کوچہ آبادی و رونق مین زیادہ تر اہر شہر کے کوچون سے نظر آیا احوال ہر کوچے کا اور تمام
دوکانداروں کا کہان تک لکھا جائے خلاصہ یہ ہی کہ ہر اک کوچے مین اُس شہر کے اسقدر
آبادی اور ہجوم مردم ہی کہ گذرنا اُس کوچے سے نہایت دشوار ہی شاہزادہ رستم ثانی
سیر چند کوچہ ہائے مذکور کی کرکے آگے بڑھا ایک کوچے مین دیکھا کہ قریب قریب
ایک ایک مسجد ہی مسجدون مین فرش وغیرہ سے رونق ہی خیمے استادہ ہین نمازیون کا
مجمع ہی کسی مسجد مین کوئی عالم عمامۂ کلان سر پر رکھے ہوئے عبا و قبا پہنے ہوئے نمازیونکو
نماز جماعت پڑھا رہا ہی ماموم ہمراہ امام کے رکوع و سجود کر رہے ہین کسی مسجد
مین موذن اذان دے رہا ہی نمازی جمع ہین کسی مسجد مین مردم ہمراہ کسی عالم
کے نماز جماعت پڑھ چکے ہین عالم مذکور بالائے منبر بیٹھا ہوا ہی وعظ و پند سے
اُسکی سامعین مستفیض ہو رہے ہین اور بہت سے دوکاندار اپنی دوکانون پر نماز
مین مشغول ہین کوئی ذکر خدا کر رہا ہی کوئی تسبیح ہاتھ مین لیے ہوئے جلد جلد دانے پر
پر دانہ گرا رہا ہی کوئی بعد نماز ہاتھون کو سوئے فلک اُٹھائے ہوئے باخضوع وخشوع
دعا کر رہا ہی شاہزادہ رستم ثانی یعنی طلسم کشا اُن سب نمازیون کو دیکھکر بہت
خوش ہوا دل مین کہنے لگا اِس شہر مین جملہ مردمان شہر سے اِس محلے کے لوگ
اچھے ہین اہل اسلام و عابد و زاہد خدا پرست ہین انکو سوائے ذکر خدا کے اور کوئی
کام نہین ہی سودا بیچنے مین بھی تسبیح ہاتھ سے نہین چھوٹتی ہی ایسے جوان صالح ہمنے بہت
کم دیکھے ہین انھین لوگون کے باعث سے اِس شہر مین یہ رونق ہی ورنہ یہ رونق اِس
شہر مین کبھی نہوتی اِن سے چلکے ملاقات کرنا چاہیے اور حال اِس طلسم کا اِن سے
دریافت کرنا چاہیے کیونکہ یہ ساحر نہین ہین مرد مسلمان عابد و زاہد شب زندہ دار ہین
یہ کبھی جھوٹ نہ بولینگے صاف صاف مجھسے کہ دینگے یہ باتین دل مین کرکے طلسم کشا
انھین نماز گذارون مین سے ایک نماز گذار کے پاس گیا اور اُسکے قریب پہونچکر
اُس نماز گذار پر سلام کیا جیسے ہی شاہزادہ موصوف بولا اور وہ اسم اعظم الٰہی نہ پڑھا
اُس شخص یعنی اُسی نماز گذار نے دیکھ لیا اور جواب سلام دیکر پوچھا آپ کا اِس شہر
مین کہان سے آنا ہوا آپ تو اِس شہر کے باشندے معلوم نہین ہوتے ہین طریقے سے
ایسا پایا جاتا ہی کہ آپ طلسم کشا ہین شاہزادہ رستم ثانی نے بمصلحت وقت جواب دیا
کہ یہ تمھارا خیال خام ہی مین طلسم کشا نہین ہون ہان تازہ وارد ہون چاہتا ہون

کہ چندے روز اس شہر مین رہون سیر اس شہر کی اچھی طرح سے کرون کیونکہ یہ شہر مجکو
نہایت پسند و مرغوب ہی اُس نے جواب دیا ہمین بلکہ جملہ اہل شہر کو یہان کے حاکم کا یہ
حکم ہی کہ خبردار تازہ وارد شخص کو اپنے گھر مین کوئی نہ رکھے اور جو کوئی شخص اِدھر آجائے
اُسکے آنے کی فوراً خبر کرے اور جو کوئی اِسکے خلاف کرے گا وہ مجرم سرکاری ہوگا
لہذا الحکم حاکم مین آپ کے یہان آنے کی خبر کراؤن آپ ٹھہر جائیے اور اگر چندے روز ارادہ
آپ کا یہان توقف کرنے کا ہی تو اسی محلے مین کسی اور شخص سے واسطے اپنے رہنے
کے کہیے مین اپنے گھر مین نہ رکھونگا یہ کہکر اُس دوکاندار یعنے حلوائی نے اور
دوکاندارون اور مردم بازاری سے بآواز بلند کہا یارو خبردار و ہوشیار
ہوجاؤ یہ شخص جو میرے سامنے کھڑا ہی تازہ وارد ہی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ضرور
یہ طلسم کشا ہی یہ اسے فتح در بندم چہارم آیا ہی مین تو اسوقت مٹھائی بناؤن گا اتنی
مہلت نہین ہی کہ اس شخص تازہ وارد کو گرفتار کرکے یہان کے حاکم کے پاس
لیجاؤن لیکن تم مین سے کوئی شخص اس نو وارد کو اسیر کرکے صرائت جادو
کے پاس لے جائے مگر یہ خوب دل مین سمجھ لے کہ اس کا اسیر کرنا سہل نہین ہی لوح طلسمی
اس کے پاس ضرور ہوگی گو بظاہر ہم مین سے کسی کو نظر نہین آتی ہی لیکن اسکے زیر
لباس نہان ضرور ہوگی سحر کسی شخص کا اسپر کارگر نہوگا ہان اگر ایسا کرو تو بہتر ہی
کہ تیغ و تیر سے اس سے مقابلہ کرو اور یہ زخمی ہوکے گھوڑے سے گرے تو البتہ
حالت زخمداری اور غشی مین گرفتار ہوگا ورنہ اسکا گرفتار ہونا بہت دشوار ہی
یہ سُنکے وہ سب دوکاندار جو عمامہ بر سر اور عبا و قبا در بر تسبیح بدست عبادت الٰہی
کر رہے تھے مستعد پیکار ہوئے اور جملہ مردمان بازاری بھی یکبارگی شور و غل کرکے
جانب شاہزادہ رستم ثانی دوڑے اسوقت اُنکی صورتین اور وضعین تبدیل
ہوگئی تھین شاہزادہ رستم ثانی نے جو اُنکو دیکھا سب کو ساحر پایا اُنکے ہاتھون مین
اور دوش پر اسباب سحر کی جھولیان دیکھین دھوتیان بندھی ہوئی مرزائیان موٹے کپڑے
کی پہنے ہوئے انگوچھے دوش پر ڈالے ہوئے قشقہ سیندور کا پیشانیون پر کھینچے ہوئے بعض
بعض ترسول اور سنبول ہاتھون مین لیئے ہوئے اکثر نارنج و ترنج گولے فولادی اور
گلدستے اور ناریل چوٹی دار ہاتھون مین لیئے ہوئے نظر آئے جب وہ نابکار قریب
شاہزادہ رستم ثانی کے آئے اُس حلوائی سے کہنے لگے تو بھی اس شخص کی گرفتاری مین
ہمارا شریک ہو حیلہ و حوالہ نہ کرو ورنہ ہم سب صرائت جادو سے کہین گے کہ نبات جادو
نے گرفتاری طلسم کشا مین ہماری شرکت نہین کی وہ حلوائی یعنی نبات جادو
یہ تقریر اُن لوگون کی سُنکے بگڑ اُن سے کہنے لگا کہ مین اُن بہادرون مین نہین ہون کہ
منھ چھپا کر گھر مین بیٹھ رہون مین ابھی تمھارے ساتھ اس شخص کے گرفتار کرنے مین کوشش
کرتا ہون گو ضرورت شدیدہ ہی لیکن مٹھائی نہ بناؤنگا یہ کہکے دوکان سے بصورت ساحر

ہوکے اُترا اور اُن ساحران نابکار کا شریک ہوکے جھولی سے نارنج نکال کر سحر اُسپر دم کرکے پہلے اُس نے وہ ترنج سحر کردہ طلسم کشا پر مارا بعدہ اور ساحروں نے بھی نارنج و ترنج اور گولے فولادی اور گلدستے اور کارد سحر وغیرہ جھولیوں سے نکالکر سحر اشیاے مذکور پر دم کرکے نام سامری اور جمشید کا زبانوں پر جاری کرکے طلسم کشا پر مارے وہ سب اسباب سحر سر طلسم کشا پر آکے گویا تصدق ہوکے گرے گو گلدستوں اور گولوں اور نارنج و ترنج وغیرہ سے بعد شق ہونے کے شعلے اور دھوان پیدا ہوا مگر کسی ساحر کے سحر نے کچھ اثر نہ کیا کیونکہ طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی تھی اُسکی برکت سے سحر ہر اک ساحر کا باطل ہوگیا شاہزادہ رستم ثانی نے اُن سب کو آمادۂ پیکار و جنگ دیکھکر تلوار نیام سے کھینچکر اور نعرہ کرکے بصد قہر و غضب اُن نابکاروں پر حملہ کیا اُسوقت مردمان موجودہ نابکار ساحران غدار بھی شور و غل کرنے لگے کسی نے کہا ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا شمشیر بکف اِدھر آتا ہی کسی نے جوابدیا آتا ہی تو آئے ہم ہزاروں ہیں وہ تنہا ہی اگر سحر کرنے سے کچھ فائدہ نہوا تو آہنی ترسولوں اور پنسولوں سے اُس سے لڑینگے گھیر کر اُسکو زخمی کرینگے یہ اکیلا کب تک ہم سے لڑیگا آخر تھککر بیہوش ہوکر مرکب سے گر پڑیگا اُسوقت ہم اُسکو گرفتار کرینگے کسی ساحر نے کسی ساحر سے کہا جلد پڑھ و سحر غرق زمین ہوجا دست طلسم کشا سے جان اپنی بچا میں بھی غرق زمین ہوتا ہوں سحر پڑھتا ہوں کسی نے کہا یارو تم میں سے کوئی جلد جاے طلسم کشا کے آنے کی صرات جادو کو اطلاع دے ہم اِس سے مقابلہ و مجادلہ نہیں کرسکتے ہیں یہ سُنکے اُن ساحروں میں سے ایک ساحر جانب مکان صرات جادو روانہ ہوا کسی نے اُن جملہ ساحروں میں سے پکار کر کہا ای بھایو دیکھو طلسم کشا اب ادھر تیغ بکف واسطے ہمارے اور تمھارے قتل کے آتا ہی لہذا تم سب کو لازم ہی کہ وقت ضرورت سحر بھی کرو جان اپنی بچانے کی تدبیر بھی کرو اور دلیرانہ ترسول و پنسول وغیرہ آلات آہنی و آبدار سے طلسم کشا سے لڑو قدم اپنے میدان جنگ سے حتی الامکان نہ ہٹاؤ جسطرح سے ہوسکے طلسم کشا کو گھیر کر زخمی کرو گھوڑے سے زمین پر گرادو پھر ہجوم کرکے گرفتار کرلو لوح طلسمی اُسکے گلے سے اُتار لو جب تک صرات جادو خبر طلسم کشا کی سُنکے مع سپاہ ساحران یہاں آئے تمھیں کام اُسکا تمام کردو یا اِس کو اسیر کرلو شاہ طلسم تم سے بہت خوش ہوگا زر و جواہر ملک و مال اسقدر دیگا کہ تم سب ایسے مالا مال ہوجاؤگے کہ پھر تمام عمر مال دنیا کی طرف نظر خواہش نہ کروگے علاوہ زر و جواہر کے تم سب کے وہ عہدے بڑھینگے کہ مصاحبان خاص شاہ طلسم کے اُن عہدۂ جلیلہ پر رشک کرینگے جملہ ساحران موجودہ کہ پانچہزار تھے سب کے سب یہ سُنکے آمادہ گرفتاری طلسم کشا ہوے اور ساحر بھی شور و غل سُنکے شہر سے جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے وہ ساحر اِس طرح آتے تھے گویا پی در پی دمبدم فوج ملخ آتی تھی اُس ساحر ترغیب جنگ دہندہ کی راے کو سب ساحر بھی

پسند کرکے آلات حرب و ضرب لیکے جانب طلسم کشا بڑھے شاہزادہ رستم ثانی نے
قریب اُن ساحران نابکار کے آکے تیغ آبدار سے اُنھین قتل کرنا شروع کیا وہ ساحر
بھی ترسول و پنسول سے لڑنے لگے وار کرنے لگے کبھی وقت ضرورت سحر بھی کرنے
لگے مگر شاہزادہ رستم ثانی بڑی بہادری و دلاوری و بیباکی سے اُن سب سے لڑتا
تھا اور ساحرون کے انبوہ سے کچھ اُسے ہراس نہ تھا غرض کہ بخوبی لڑائی ہونے لگی لاش پر
لاش ساحرون کی گرنے لگی لاشے اُنکے تڑپنے لگے زمین اُنکے خون نجس سے رنگین ہونے
لگی بلکہ جوے خون ساحران نابکار سر بازار بہنے لگی اُنمین سے جو ساحر مرتے تھے اُنکے
مرنے کی علامت ظاہر ہوتی تھی تاریکی ہوتی تھی آندھی سیاہ آتی تھی سنگ باری و برف
باری ہوتی تھی بیر اُنکے سحر کے اُنھین کے نام سے پکار کر یون کہتے تھے کہ قتل کیا ہم کو
طلسم کشا نے نام ہمارے شمشاد جادو و نبات جادو و زہیر جادو و ہزبر
جادو و عنقائے جادو و شہنواز جادو و طرار جادو و طناز جادو و ممتاز
جادو و گلزار جادو و دشت خار جادو و کہسار جادو و شہسوار جادو تھے
اسی طرح ہر اک ساحر کے بیر اُسکے مرنیکے بعد اُسکے نام سے صدا دیتے تھے گو جنگ
عظیم ہو رہی تھی ساحر قتل ہو رہے تھے لاشے پر لاشہ طلسم کشا گرا رہا تھا مگر ساحران
نابکار کسی طرح کم نہوتے تھے بلکہ اطراف و جوانب و کوچہ ہائے شہر سے آکے شریک
جنگ ہوتے تھے کثرت اُنکی آناً فاناً بڑھتی جاتی تھی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی
ساحر ایسے بدحواس تھے کہ کچھ اُنھین دکھائی نہ دیتا تھا باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو بھائی
بھائی کو نہین پہچانتا تھا سوائے بھاگنے کے اور کوئی تدبیر جان بچنے کی دکھائی
نہ دیتی تھی طلسم کشا تہ تیغ سب ساحرون کو کر رہا تھا آفت کی ہلچل تھی قیامت کی
جنگ تھی اگر کوئی ساحر اپنے سحر سے اگ برساتا تھا طلسم کشا لوح کے عکس سے
اُس آگ کو سرد کر دیتا تھا کوئی ساحر اپنے سحر سے پتھر برساتا تھا کوئی برف
کے ٹکڑے اپنے سحر سے گراتا تھا کوئی گولے مارتا تھا کوئی نارنج و ترنج مارتا تھا کوئی
گلدستے سحر کے پھینکتا تھا مگر طلسم کشا پر کوئی سحر کسی کا کارگر نہ ہوتا تھا ساحر عاجز
و پریشان ہو کے قصد بھاگنے کا کر رہے تھے بعض ساحر سحر ترک کرکے ترسول و پنسول
پکڑ پکڑ کے شاہزادہ رستم ثانی پر ٹوٹ پڑے وہ سب کو شمشیر آبدار سے چورنگ کرنے
لگا ساحرون کا شکار کھیلنے لگا اگر یہ جنگ عظیم یہ مولف نورج نامہ جلد دوم بتفصیل
تحریر کرے تو کئی صفحہ قرطاس سیاہ کرے اور ناظرین مختصر پسند کے دلون کو خوش
تو کیا بلکہ رنجیدہ کرے لہذا بخیال رنجیدگی ناظرین مختصر پسند ملول تحریر سے دست بردار
ہوتا ہی اور بطرز اختصار حال اس لڑائی کا اس طرح لکھتا ہی کہ جب صدہا
ساحرون کو شاہزادہ رستم ثانی نے بضرب تیغ آبدار قتل کیا اور وہ کوچہ لاشون
سے اُن نابکارون کے بھر دیا اُسوقت اُن تمام ساحرون نے قصد بھاگنے کا کیا تھا

کہ یکایک آسمان پر ابر دکھائی دیا اور اُس ابر سے برق چمکی اور یہ صدا اُس ابر سے پیدا ہوئی
کہ ای ساحران نابکار خبردار قصد بھاگنے کا نہ کرو ہم تمھاری مدد کو آپہونچے یہ کہکر وہ
ساحر ابر سے اُترکر زمین پر آئے اور شاہزادہ رستم ثانی سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ ای
طلسم کشا ان اولنے ساحرون کو قتل کرکے دل مین بہت خوش ہی اب بچکر ہمسے کہان
جائیگا ہم تیرے قتل کرنے کو آپہونچے شاہزادہ رستم ثانی نے جو مڑکر دیکھا دو ساحر کریہ
منظر نظر آئے اُن سیاہ رو ساحرون کو دیکھکر شاہزادہ موصوف نے اپنا ہاتھ روک
لیا اور منتظر اُنکے آنے کے رہے وہ ساحر نابکار اپنے ساحرون مین گئے اُن سے پوچھا کہ ای
ہشیار جادو و تیمار جادو آپ اِدھر کہان تشریف لاے وہ بولے ہم براے سیر بالاے ہوا جاتے
تھے یہان یہ حال دیکھکر چلے آئے اب تم نہ گھبراؤ ہم طلسم کشا کو اسیر کیے لیتے ہین یہ کہکر جانب
شاہزادہ رستم ثانی دونون نابکار بڑھے اور قریب شاہزادے کے پہونچکر نارنج و ترنج
جھولی سے نکالکر شاہزادہ رستم ثانی پر مارے مگر لوح کی برکت سے شاہزادے پر سحر نے
اثر نہ کیا دو چار سحر اُن نابکارون نے کیئے مگر کسی سحر نے کچھ بھی اثر نہ کیا تب انھون نے
جھنجلاکر دستک دی فوراً ایک پتلی گلدستہ ہاتھ مین لیئے ہوے نکلی ہشیار جادو نے وہ گلدستہ
اُس سے لیکر کچھ سحر پڑھکر شاہزادے پر مارا اُس گلدستے سے چند شعلے پیدا ہوے جانب طلسم کشا
بڑھے شاہزادے نے لوح کا عکس ڈالا شعلے اُسکے سرد ہوگئے دونون ساحرون نے جب دیکھا کہ ہمارا
سحر اسپر اثر نہین کرتا ہی فوراً ترسول و پنسول پکڑکر شاہزادے پر ٹوٹ پڑے شاہزادے نے
جوانمردی سے ایک ہاتھ تیغ آبدار کا ایسا مارا کہ دونون نابکارون کے چار ٹکڑے ہوے اُنکے مرنے
سے تاریکی ہوئی پھر اُنکے مرنے کی خبر لیکر روانہ ہوے شاہزادہ پھر قتل ساحرون مین مشغول ہوا
چونکہ شاہزادہ بضرب ترسول و پنسول وغیرہ آلات حرب و ضرب سے زخمی بہت ہوا اور ساحران نابکار
تاب جنگ و ثبات قدمی نہ لاکر بھاگے اور بہت سے بزور سحر غرق ہوگئے اور کچھ بزور سحر طائر بنکر
پر پرواز پیدا کرکے بھاگ گئے طلسم کشا نے لڑائی فتح کرکے شکر خدا کا کیا پھر اپنی زخمداری پر نظر
کرکے خیال کیا کہ اب کسی ایسی جگہ جانا چاہیے کہ جہان دو چار روز براحت و آرام رہون یہ
زخم تن کچھ اچھے ہون اعدا وہان نہون یہ خیال کرکے خود ہی اپنے دل مین کہا ایسی جگہ اِس
شہر مین کہان ملیگی جہان دشمنون سے دل کو راحت ملیگی مین جنکو عابد و خدا پرست و نماز گذار
سمجھا تھا بلکہ جنکو عبادت الٰہی مین مشغول دیکھا تھا وہ سب تو ایسے دشمن جان نکلے اور اُنکا تو
کیا ذکر ہی وہ ایسے زیادہ تر میرے دشمن ہونگے کون مجھسے اِس شہر مین بدوستی پیش آئیگا
مجھے اپنے گھر مین جگہ رہنے کو دیگا افسوس حال میرا بسبب زخمہاے تن کے ابتر ہی گھوڑے پر
بیٹھا نہین جاتا ہی قریب ہی کہ مرکب سے گر پڑون فرط ضعف سے غش آجائے کوئی دوست
ہمراہ بھی نہین ہی کہ ایسے وقت مین مجھسے دوستی کریگا دشمنون سے حالت غشی مین
بچائیگا علاج میرے زخمون کا کریگا مین عجب ساعت بد مین اِدھر آیا تھا کہ یہان آکے اِس
حال کو پہونچا بُرا کیا مین نے کہ عجائب جادو و خورشید رو شمع دل کا کہنا نمانا وہ میرے

خیر وخواہ و دوست ہین ازراہ خیرخواہی اُنھون نے بالفعل اِدھر آنیکو مجھے منع کیا تھا مین نے انکی
راے کے خلاف کیا خیر جیسا کیا ویسی سختی مین مبتلا ہوا یہ باتین دل سے کرکے سونچا کہ لوح کو دیکھا
چاہیے باین نیت کہ اسوقت کہان جاؤن یہ تجویز کرکے جلد لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا
کہ ای طلسم کشا تو آپ ہی مبتلاے سختی و ایذا ہوا کیون تو نے ورد اسم اعظم الٓہی مین کمی کی اور کیون
تو نے اُس حلوائی یعنی نبات جادو سے کلام کیا پہلے ہی تجکو ہدایت کی گئی تھی کہ جب تک اِس اسم
اعظم الٓہی کو تو ورد زبان کریگا اور کسی سے سخن نکریگا اُسوقت تک کوئی تجکو نہ دیکھے گا دشمنون کے شر سے
بچا رہیگا تو نے ہدایت مندرجہ پر عمل نہ کیا خیر جیسا کیا ویسا مبتلاے بلا ہوا اب بھی اُسی اسم اعظم الٓہی کو
ورد زبان کر جان اپنی دشمنون سے بچا ببرکت اُس اسم اعظم الٓہی کے سب کی نظر سے نہان ہو جا اور اگر مقدمہ
راحت و آرام تجکو فکر ہی تو یہان سے جانب جنوب جا اثناے راہ مین ایک طلائی مینار بلند تر
تجھے ملیگا اُس مینار کے دست راست کی طرف ایک کوچہ ہی اُس کوچے مین جا اور دیکھنا جس
مکان کے دروازے پر ایک بزرگ باریش سفید نماز پڑھتا ہو وہان ٹھہر جانا جب وہ نماز پڑھ
چکے اُسپر سلام کرنا اور کہنا کہ مین اختر شمار و عابد شب زندہ دار کے پاس جانا چاہتا ہون راہ دور
سے آیا ہون وہ تجکو اُسکے مکان مین لیجائیگا وہان راحت سے تیری بسر ہوگی اور جب تجھ سے
اُس اختر شمار سے ملاقات ہوگی وہ بھی تجھ سے بخلق و نیکی پیش آئیگا جو کچھ وہ تجھے دے
اُسے لے لینا اور جو وہ کہے اُسپر عمل کرنا کہ تیرے حق مین بہتر ہوگا ورنہ باعث خرابی و گرفتاری کا
ہوگا شاہزادہ رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ ہوکے طوعًا و کرہًا اُس جگہ سے جانب جنوب وہی اسم
اعظم الٓہی پڑھتا ہوا چلا ہر چند کہ مرکب بھی زخمی اور تشنہ تھا مگر آہستہ آہستہ چلا بعد قطع راہ طلسم کشا
قریب اُس مینار طلائی کے پہونچا وہان برد ورا ہا تھا طلسم کشا بہدایت لوح جانب دست راست
جو راہ تھی اُسیطرف چلا ایک کوچہ ملا تھوڑی دور جاکر اُسی کوچے مین شاہزادے نے دیکھا کہ
ایک شخص باریش سفید عمامہ بر سر قبا در بر ایک دروازے پر بالاے فرش جانماز بچھائے ہوئے
برجوع قلب نماز مین مصروف ہی رکوع و سجود کر رہا ہی چہرہ اُسکا نورانی ہی نشان
سجدے کا اُسکی پیشانی نورانی پر ہی شاہزادہ رستم ثانی اُس بزرگ کو محو طاعت باری دیکھکر
اُس جگہ ٹھہر گیا جب وہ بزرگ نماز سے فارغ ہوا شاہزادے نے سلام کیا اُسنے بکشادہ پیشانی
جواب سلام دیا شاہزادے نے اُس سے کہا مین راہ دور و دراز سے یہان تک آیا ہون
چاہتا ہون کہ اختر شمار جو عابد شب زندہ دار ہین اُن سے ملاقات کرون اُس نے
مسکرا کر جواب دیا آپ جنکی ملاقات کے طالب ہین اُنھون نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آج نماز
تم دروازے پر پڑھنا مجھے اپنے علم ستارہ شناسی سے معلوم ہوا ہی کہ شاہزادہ رستم
ثانی کہ طلسم کشاے طلسم صندل ہی واسطے میری ملاقات کے ساحرون سے ہنگام
جنگ زخمی ہوکر میرے مکان پر آئیگا پس جسوقت شاہزادہ موصوف آئے فی الفور اُسے
میرے مکان مین لے آنا دیر نہ لگانا مبادا کوئی ساحر دیکھ لے تو اچھا نہ ہوگا مین اُنکے جناب کے
حکم سے یہان نماز پڑھ رہا تھا آپکے تشریف لانے کا منتظر تھا للہ الحمد و المنہ کہ آپ تشریف لائے اب توقف

نکیجیے جلد اس مکان مین چلیے یہ کہکے فرش و جانماز وہان سے اُٹھا کر شاہزادہ کو اور مرکب شاہزادہ کو ہمراہ اپنے
اُس مکان مین لے گیا دروازہ بخیال شر و فساد دشمنان بند کر لیا شاہزادہ نے اُس مکان کو دیکھا کہ بہت
بڑا مکان پختہ ہی نہایت وسیع ہی اگر دروازے بند کر دیے جائین تو اُس ایک مکان کے کئی قطع مکان
مختصر مختصر ہو جائین چنانچہ ایک مختصر قطعہ مکان مین دیکھا کہ فرش پاکیزہ بچھا ہوا ہی اُسپر بہت سے بزرگ
و جوان عمامہ بر سر عبا و قبا در بر نورانی چہرہ پیشانیون پر نشان سجدہ ہاتھون مین تسبیحین خاک شفا و زیتون
کی لیے بیٹھے ہین کتابین علم نجوم کی اُنکے روبرو دہرین مطالعہ اُنکا کر رہے ہین ہر ایک اُنمین بنظر فکر و غور
عبارت کتاب کو دیکھ رہا ہی حصول معنی و مطالب عبارت کتاب مین فکر کامل کر رہا ہی اور ایسا مصروف و مشغول
و مستغرق دریائے فکر حصول مطالب و معنی عبارت کتاب اختر شناسی مین ہی کہ کچھ اسکو خبر نہین ہی کسی کی
طرف کوئی نہین دیکھتا ہی سب خاموش بیٹھے ہین عبارت کتابون کی نظر کر رہے ہین سر جھکائے ہین اُنکے
رخون سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ شریف ہین شاہزادہ رستم ثانی نے اُن سبکے قریب پہونچکر بآواز بلند اُنپر
سلام کیا اُنھون نے صدائے طلسم کشا سنکے جواب سلام دینا واجب جان کے سر اُٹھا کر شاہزادہ
موصوف کو دیکھا اور جواب سلام کا دیا بعدہ سب واسطے تعظیم کے کھڑے ہوئے شاہزادہ درمیان اُنکے
جائے صدر پر بیٹھا وہ سب بھی بعد ادب بیٹھے اور بعد ایک لمحہ کے مزاج پرسی سے فارغ ہو کے پوچھا آپکا
اسم شریف کیا ہی کہان سے آپ تشریف لائے ہین یہ زخم آپکے جسم پر کیسے ہین شاہزادہ نے اپنا نام
بتا کر تمام حال اپنا اور لڑائی کا خلاصہ طور سے بیان کیا بعدہ پوچھا وہ بزرگ اختر شناس عابد شب زندہ دار
جنکا مین مشتاق ملاقات ہو کے یہان آیا ہون کہان ہین اُنھون نے جواب دیا جنکی ملاقات کے آپ
مشتاق ہین وہ ہمارے اُستاد ہین مین تو اسی مکان کے ایک قطعہ مین مگر عبادت الٰہی و عمل خوانی مین مشغول
ہین بعد تین روز کے وہ عمل خوانی سے فراغت پا کے یہان تشریف لائینگے جبتک وہ جناب یہان تشریف
لائین آپ بسے اور اُنسے ملاقات ہو آپ یہان بہ آرام تشریف رکھین ہم سب واسطے خدمتگذاری کے
موجود ہین یہ کہکر سامان راحت و استراحت شاہزادہ مہیا کیا اور جراحون کو طلب کیا جراح حاضر ہو کے
علاج زخمہائے تن رستم ثانی مین مصروف ہوئے یہان تو علاج شاہزادہ موصوف کے زخمہائے تن کا ہو رہا ہی
شاگردان اختر شناس خدمت طلسم کشا کر رہے ہین غذا ہائے لطیف و خوشگوار شاہزادہ موصوف کو کھلا رہے
ہین لیکن اب حال اُس ساحر کا لکھا جاتا ہی کہ جو برائے خبر رسانی جانب فرآت جادو روانہ ہوا تھا لکھا جاتا
ہی کہ جب ساحر بخدمت فرآت جادو مین پہونچا بعد سلام اُسنے عرض کیا حضور غضب ہوا طلسم کشا اندر قلعہ کے
آگیا ہی قریب دوکان نبات جادو جنگ عظیم ہو رہی ہی ہزار ہا ہم ایسے فرمانبردار حضور کے اُسے گھیرے
ہین سحر تو اُسپر کسیکا اثر نہین کرتا ہی کہ اُسکے پاس لوح طلسم صندل ہی مگر ترسول اور نیسول وغیرہ آلات حرب
و ضرب سے خادمان حضور لڑ رہے ہین طلسم کشا کو زخمی کر رہے ہین قصد کیا ہی کہ اُسکو قتل کرین اور لوح بھی طلسمی
لے لین یا کسی طرح سے اُسے گرفتار کرین طلسم کشا بھی دلیرانہ لڑ رہا ہی تلوار سے نمکخواران حضور زخباہ طلسم
کو قتل کر رہا ہی لاش پر لاش ساحرون کی گرا رہا ہی سر بازار دریا ہے خون بہا رہا ہی ہرچند خادمان حضور کئی
ہزار ہین مگر وہ مجروح ہو کے گھوڑے سے بالائے خاک نہین گرتا ہی مین واسطے خبر دینے کے حاضر
ہوا ہون فرآت جادو کہ اپنے دربار مین بیٹھی تھی اہل دربار اس ساحرہ زبردست کے روبرو بیٹھے تھے

یہ خبر سُن کے دنگ ہو گئی کہنے لگی طلسم کشا قلعہ مین کیونکر داخل ہو گیا اُسکا قلعہ مین آنا ثابت بھی نہوا ہان
اس وقت تیری زبانی معلوم ہوا خیر اگر کسی طور سے قلعہ مین آیا ہی تو دیکھا جائیگا وہ یہان آ کے میرے
ہاتھ سے کہان بچ کے جائیگا یہ کہکے اُسی وقت اپنی جگہ سے اُٹھی اور بہت سے ساحران نامی اور
لشکر ساحران کو ہمراہ لیکر ساتھ اُسی ساحر کے بصد قہر و غضب روانہ ہوئی بعد قطع راہ جب قریب دوکان
نبات جادو کے پہنچی دیکھا کہ صد ہا لاشے ساحرون کے پڑے ہین طلسم کشا نہین ہی شہر مین تہلکہ پڑا ہی
یہ حال دیکھا اکثر ساحران نابکار و اہل بازار سے پوچھنے لگی تمکو کچھ معلوم ہی کہ طلسم کشا یہان سے کہان گیا
اُنھون نے عرض کیا ہمین نہین معلوم کہان گیا مرآت جادو کہنے لگی ہر چند ممکن ہی کہ وہ جہان گیا ہی مین بذریعہ
اوراق جمشیدی دریافت کر سکتی ہون مگر مجھے ایسی کیا ضرورت ہی کہ دریافت کرون وہ ہی تدبیر کیون نکرون
کہ جس سے مدعاے دل بر آئے یہ کہکے اپنے ہمراہی ساحران نامی کے کانون مین کچھ آہستہ کہا اُنھون نے
عرض کیا بہت بہتر ہمین جو حکم دیا ہی ہم یہی کرینگے حضور نے کیا خوب تدبیر گرفتاری طلسم کشا تجویز کی ہی عقلمندی
و کاربر آری مین مثل حضور کا نہین ہی وہ تقریر اُنکی سُنکے کہنے لگی دیکھو جو تدبیر گرفتاری طلسم کشا مین نے تجویز
کی ہی اگر تدبیرین بڑی تو ضرور ہی طلسم کشا کو اسیر کرتی ہون لوح طلسم صندل آس سے لیتی آہون تمسے
جو کچھ کہا ہی تم اُسکے بارے مین کوشش کرو یہ کہکے وہ ساحرہ کئی سو برس کے سن کی اپنے ماتحتون سے
اور اپنے خادمون سے مخاطب ہو کے بولی کہ جلد لاشے ساحرون کے یہان سے اُٹھوا دو اہل بازار سے
کہو دوکانین بدستور کھولین دوکانون پر بیٹھین جو کچھ ہوا وہ ہوا آیندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اب طلسم کشا سے خندان
نہ ڈرین مین فکر اسیری اُسکی کرونگی یہ حکم دے کر وہان سے اپنے دربار کی طرف روانہ ہوئی یہان اُسکے
ملازمون نے اُسکے حکم سے لاشے ساحرون کے بازار سے اُٹھوا کے اہل بازار سے کہا اب خندان
مخالف و ترسان طلسم کشا سے نہو یہ سُنکے دوکاندارون نے مطمئن ہو کے اپنی دوکانون پر بیٹھ کے اپنا
کاروبار کیا پھر اسی طرح اُس بازار مین خریدارون کا ہجوم ہوا دوکاندار اشیاے انواع و اقسام خریدارون کے
ہاتھ بیچنے لگے مرآت جادو نے اپنے مکان مین پہونچکر جو تدبیر اسیری طلسم کشا کی تجویز کی تھی اُسکی
فکر کی ساحرہ نے تو نہین معلوم کیا تدبیر اسیری طلسم کشا تجویز کی ہی اور کس کام مین مصروف ہوئی ہی آیندہ
ناظرین عالی مقام کو ساحرہ مذکورہ کی تدبیر سے آگاہی ہوگی لیکن اب حال شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا جاتا ہی
کہ جب شاہزادہ موصوف دو تین روز تک مکان اختر شناس مین رہا جراحون کے علاج سے زخم
تن رو باصلاح ہوے اور اختر شناس بھی بعد ختم عمل شاہزادہ کے پاس آیا ملاقات کی مزاج پوچھا شاہزادہ
نے بعد حال خیریت مزاج کہنے کے اور اُسکے خلق و مروت کی ثنا کر کے اُس سے کہا میرا اب دل گھبراتا ہی چاہتا ہون
کہ اس مکان سے نکلکر باہر جاؤن شہر کی سیر کرون گو میرے پاس لوح طلسم موجود ہی لیکن وہ اسم اعظم
الٰہی بھول گیا ہون کہ جسکے پڑھنے کی شرکت سے کوئی مجھے نہ دیکھتا تھا اور مین سبکو دیکھتا تھا خیال یہ ہی کہ اب
مجھکو جملہ اہل شہر دیکھین گے سیر شہر کی کرنے نہ دینگے آمادہ جنگ و جدال ہونگے ابھی مجھکو صحت کلی حاصل
نہین ہوئی ہی ایسی حالت مین اُنسے لڑنا پڑیگا اُس بزرگ و خدا شناس نے اول تو یہ جواب دیا کہ اے
شاہزادۂ ذیوقار ابھی چندے یہان تشریف رکھیے گھر سے باہر نجائیے دشمن آپ کے ہزارون ہین
دوسرے اگر براے سیر شہر بہت دل چاہتا ہی تو خیر جائیے مین ایک نقش لکھے دیتا ہون اُسے

۱۰

اپنے بازو پر باندھ لیجیے جنگ مین کسی سے کلام نکیجیے گا کوئی آپ کو نہ دیکھیگا شاہزادہ موصوف اُس نقش کا طالب
ہوا اور پیر وخداشناس موصوف نے نقش لکھ کر دیا طلسم کشا نے اپنے بازو پر باندھ لیا اور لباس پہن کے
مسلح ہو تخت مرکب پر سوار ہو کے براے سیر شہر مکان مذکور سے گیا تا فت شہر مین پہونچکر دیکھا کہ ہزارہا مردم
جوق جوق گروہ گروہ غلبل غلبل اندوہناک ایک طرف چلے جاتے ہین باہم کہتے ہین کہ عجب واقعہ ہوا ہر افسوس
عجب طرح موت آئی ایسا جلد مرنا بھی کسیکا اس عنوان سے کم سنا ہوگا ہاے غضب ہوا ہر چند شاہزادہ
نے آوازین انکی سنین مگر حال مفصل دریافت نہوا کہ کون مرگیا کیونکر مرگیا شاہزادہ انھین کے ساتھ ساتھ جس طرف
وہ سب جاتے تھے چلا بعد تھوڑی دور جانے کے دیکھا کہ ایک ارتھی بالا بے تخت جواہر نگار رکھی ہر اُس
تخت پر ایک شاہزادی نہایت حسین وخوبرو رشک پری سراسر غمگین واندوہناک گیسوے مشکین اپنے
پریشان کیے لباس اپنا جا بجا سے ماتم مین اپنے شوہر کے چاک کیے ہوے اشکبار بصورت سوگوار
وماتم دار سر شوہر مذکور اپنے زانو پر رکھے ہوے گاہ فریاد وبکا کرتی ہر کبھی اپنی زبان پر لفظ ست ست کار
جاری کرتی ہر گو وہ شاہزادی مبتلاے غم شوہر ہر کثرت الم سے رنگ رخ زرد ہر چہرہ متغیر ہر آنکھین فرط
گریہ واشکباری سے بشکل خون ہین گیسوے عنبرین پر خاک ہر لباس پارہ پارہ ہر مگر اُسکے اس بگاڑ پر
بھی بوجہ کثرت حسن وجمال کے ہزار ہزار طرح کے بناؤ نظر ناظرین دیدار مین اُس حور لقا کے پاے
جاتے ہین کچھ لوگ اشکبار وگریان وہ تخت مع ارتھی کے اپنے دوش پر رکھے ہین موافق اپنے مذہب
کے کچھ کلمات جاری کرتے جاتے ہین اُن کلمات مین گاہ سامری وجمشید کا نام آتا ہر کبھی تمثال آئینہ رو کا نام
آتا ہر غرض کلمات اعتقادیہ اپنی زبان پر جاری کرتی ہوئی جاتے ہین جیسے قوم ہنود وقت لیجانے میت کے
رام رام ست وغیرہ کلمات اپنی زبان پر جاری کرتے ہین عقب ارتھی کے ہزارہا خاص وعام مین ہر ایک اشکبار
وغمگین ہر کوئی کسی سے کہتا ہر ایسا بھی سانحہ جانگداز ہوا ہر وہ اُسے جواب دیتا ہر قضا سے بس نہین چلتا موت کو
کوئی ٹال نہین سکتا زندگی جبتک ہوتی ہر انسان جیتا ہر بعدہ مرجاتا ہر خواہ عالم طفلی مین خواہ جوانی مین
خواہ پیری مین اسکی زندگی اتنی ہی تھی اور اس شاہزادی خورشید طلعت کی بھی حیات اتنی ہی ہر کیونکہ اپنے
شوہر شاہزادہ ماہ رخسار کے الم مین اور عشق مین ستی ہوگی دونون جوان آج جلکر خاک ہو جاینگے شاہزادہ نے
تقریر اشخاص مذکور کی سُن کے پھر جانب مجمع خاص وعام دیکھنے لگا بعد صدہا آدمیون کے دیکھا کہ ایک ضعیف
تاجدار نہایت اشکبار ونالان باحال پریشان گریبان چاک سر پر خاک حلقہ وزرا وامرا مین آتا ہر دو شخص
بازو اُسکا پکڑے ہین وہ تاجدار اپنے فرزند نوجوان کے غم مین نالہ وفغان کرتا ہر ارکین دولت اُس سے
عرض کرتے ہین کہ اے بادشاہ اسقدر نالہ وفغان نکیجیے صبر کیجیے جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس کثرت فریاد وفغان
سے کیا فائدہ ہوگا شاہزادہ زندہ نہو جائیگا وہ بادشاہ اُنکو جواب دیتا ہر اے خیر خواہان ماہ دولت کیا کہتے ہو
ہنسہ نہین ہو سکتا فرزند مرگیا بہو بھی ستی ہوگئی دو داغ دلپر ہین شاہزادہ اُس تاجدار کو دیکھکر ایک شخص سے پوچھنے
لگا یہ کون تاجدار ہر نام اسکا کیا ہر اُسنے بغور رستم ثانی کو دیکھکر لوح طلسم صندل کہ گلے مین شاہزادے
کے پڑی تھی اُسکے عکس سے بچکر لوح کو پہچان کے ایک اور شخص سے پہلے کچھ آہستہ کہا پھر شاہزادہ
سے مخاطب ہو کے کہنے لگا یہ بادشاہ اس ملک کا ہر نام اُسکا کیوان شاہ ہر فرزند اسکا مرگیا ہر شاید
تم اس شہر مین تازہ وارد ہو طلسم کشا نے جواب دیا ہان ہین اس ملک مین چند روز سے آیا ہون یہ

یہ کہکے نیچے ایک درخت کے گیا وہ دونون شخص باہم کچھ مشورہ کرکے نظر سے شاہزادہ کے غائب ہوے
ہنوز طلسم کشا زیر درخت کھڑا تھا کہ یکایک دو طائر اُس درخت پر آکے بیٹھے ایک طائر نے دوسری طائر سے
بہ آواز فصیح و بلند کہا کہ ایسا عجب ہی ابھی تک طلسم کشا نیچے اس درخت کے نہین آیا اگر آتا ہمین نظر آتا
ہم اسکے آنے کے سبب سے اپنے الم سے نجات پاتے اُس سے طالب مدد ہوتے یہ کیا بانیان طلسم نے
لکھا تھا کہ آج کی تاریخ طلسم کشا اُس درخت کے نیچے ضرور آئیگا دوسرے طائر نے جواب دیا طلسم کشا
اس درخت کے نیچے ضرور آئے گا بانیان طلسم کی تحریر غلط نجان تھوڑی دیر اُسکے آنے کا انتظار کر دیکھ
آتا ہی ہوگا مین پہلے اُس سے اک راز مفید مطلب اُسکے کہونگا اگر وہ اُسپر عمل کریگا تو بہت جلد در بند
چہارم کو فتح کریگا بعد میں جس صدمہ مین ہون اُسکے بارے مین اُس سے اعانت چاہونگا عجب
ہی کہ وہ بعوض میرے احسان کرنے کے وہ بھی نیکی کرے مجھے اور تجھے قید الم سے آزاد کرے طائر
اولے نے پوچھا وہ راز کیا ہی جو تو اُس سے کہے گا اُسنے کہا وہ راز یہ ہی کہ مین دوستانہ اور از راہ
خیر خواہی طلسم کشا سے کہونگا کہ اے شاہزادہ رستم ثانی اگر آپ یہ چاہتے ہین کہ در بند چہارم طلسم صندل
جلد فتح ہو جائے تو بظاہر اس شاہزادی حور طلعت پر عاشق ہو کے حال اپنا پریشان کر کے عشق
اپنا شاہزادی مذکورہ پر ظاہر کیجیے اور اُسے ہمراہ شاہزادہ کے جلنے نہ دیجیے جس طرح ہو سکے
اُسے زندہ رکھیے اور اپنے ہمراہ مرگھٹ سے لے جائیے پھر شاہزادی خورشید طلعت سے حال
دریافت کر کے فکر فتح در بند چہارم کیجیے طائر اولے نے پوچھا اگر طلسم کشا تیری راے پر عمل نکرے
تو کیا در بند چہارم فتح نکر سکیگا اُسنے جواب دیا ہان فتح نکر سکیگا بغیر شرکت شاہزادی خورشید طلعت
کی اگر لوح طلسم اُسکے پاس ہی تو ہوا کرے یہ در بند اسی قسم کا ہی یہ کہکے وہ طائر اُڑا ساتھ اُسکے دوسرا
طائر اُڑ گیا طلسم کشا نے تمام باتین دونون طائرون کی سُن کے لوح کو نہ دیکھ کے اُنکو یقینی طائر
اور دوست اپنا تصور کر کے دشمن جان خیال نکر کے راے طائرون کی پسند کی اور اُس درخت کے نیچے
سے آگے بڑھ کے ہجوم خاص و عام سے نکل کے قریب اُس ارتھی کے جا کے اُس شاہزادی
سے مخاطب ہو کے کہا کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان یہ ارادہ کیا ہی ستی ہونے کا کیون
قصد کیا ہی بر خلاف حسینان جہان ارادہ جلنے کا کیون کیا ہی معشوقان خود تو عشاق کے دلون کو اپنی
اس بے اعتنائی سے جلاتی ہین اپنے شوہر کے الم مین تجھ ایسی حسین کو آگ مین جلنا مناسب
نہین ہی واسطہ تجھکو اپنے دین و مذہب کا اس ارادہ سے باز آ مجھے اپنا شیفتہ و دیوانہ تصور کر کے حال پر میرے نظر
عنایت کرین میرے شوق وصل مین راہ دور و دراز سے آیا ہون اُس شاہزادی نے تقریر شاہزادہ
رستم ثانی کی سُن کے اور بغور دیکھ کے منہ اپنا پھیر لیا کچھ جواب ندیا شاہزادہ موصوف نے اور توجہ
اُسکے جانے کے عشق اپنا اُسپر ظاہر کرنے کی نظر سے لباس اپنا پارہ پارہ کیا آنسو آنکھون سے
روان کیے خاص و عام نے شاہزادہ کی تقریر سن کے کہا کہ اے جوان کیا تو دیوانہ ہی جو ایسی باتین
کرتا ہی خاموش رہ یا یہان سے چلا جا شاہزادہ موصوف نے کسی کے کہنے پر توجہ نکر کے پند پر
کسی کے عمل نکر کے اظہار عشق کے کلمات متواتر زبان پر جاری کیے جملہ خاص و عام منع کیے
کوئی معترض نہوا جب وہ ارتھی دریا کے کنارے مرگھٹ مین پہونچی جہان کہ ایک انبار لکڑیون کا لگا ہوا تھا

کچھ لوگ وہان بشکل پنڈتون کے بیٹھے ہوے پوتھیان ہاتھون مین لیے تھے شاہزادہ موصوف نے وہان بھی
براے اظہار عشق فریاد و نالہ کرکے لباس اپنا پارہ پارہ کیا تعویذ عطیہ اختر شناس کا خیال نرہا اُس لباس
کے پارہ پارہ کرنے مین حرز مذکور بازو سے کھُل کے کہین گر پڑا ہنوز شاہزادہ اظہار عشق شاہزادی مذکورہ
کررہا تھا کہ اُس تاجدار کے حکم سے کچھ لوگون نے ارتھی شاہزادے کی تخت سے اُتار کر اُس لکڑی کے انبار
پر رکھی اور گرد اُس انبار ہیزم خشک کے گھی اور رال وغیرہ ڈالکر چاہا کہ آگ اُس انبار ہیزم مین لگائین ناگاہ
شاہزادی خورشید طلعت اُس انبار ہیزم پر جانے لگی خاص و عام نے ہر چند روکا اور جلنے سے منع کیا مگر
اُسنے نمانا آخر کار سب اُسکے روکنے سے باز رہے اُسنے انبار ہیزم مذکور پر جاکر بیٹھکے سر اُس
شاہزادہ کا اپنے زانو پر رکھ لیا مردم نے بمجبوری آگ لکڑیون مین لگائی لکڑیان سلگنے لگین دھوان ہونے
لگا اُس وقت شاہزادہ نے بیتابی و بیقراری اپنی بہت ظاہر کی اُس شاہزادی نے کچھ سمجھ کے
رستم ثانی کو دیکھکر کہا اے شخص سچ کہہ تو ہمارا عاشق صادق ہے یا عاشق کاذب اگر عاشق صادق ہے تو مجھے
تیری بیقراری پر اُس وقت رحم آئیگا کہ جب تو یہ لوح رومال مین لپیٹ کر میری طرف پھینکدیگا اور مین لوح کو اپنے
گلے مین ڈال لونگی اور تو اس انبار ہیزم پر شعلہاے آتش سے خوف نکرکے میرے پاس آئیگا اور یہان سے
مجھکو کسی طور سے لیجائیگا شاہزادہ نے بیوقوفی سے خیال کیا کہ یہ نازنین میرا امتحان عشق کرتی ہے خیر جس طرح
ہوسکے امتحان مین کامل اُترنا چاہیے مطلب اپنا نکالنا چاہیے یہ خیال کرکے بغیر دیکھے لوح کے لوح کو گلے
سے اُتار کر رومال مین باندھ کر یہ تصور کرکے کہ مین نازنین سے لوح پھیر لونگا اُسکی طرف پھینکدی اُس نازنین
نے خوش ہوکے مسکراکر رومال مذکور کو لیکے اپنے قبضہ مین کیا اتنی دیر مین شاہزادہ اُس انبار ہیزم پر گیا
آگ بجھانے اور اُس نازنین کو انبار ہیزم سے اُتار لانے کی فکر کرنے لگا ناگاہ باشارہ نازنین مذکورہ
جو لکڑیان زیر قدم طلسم کشا تھین وہ گرگئین طلسم کشا گرکے گویا بیہوش ہوگیا مردم نے یہ شور و غل کیا کہ وہ
طلسم کشا اسیر ہوگیا مرآت جادو نے کس مکر و فریب سے عجب عیاری کرکے لوح لیکر طلسم کشا کو اسیر
کرلیا یہ شور کرکے ہر ایک خوش ہوا کیونکہ وہ مجمع خاص و عام ساحران نابکار کا تھا بزور سحر ہر ایک اپنی
صورت تبدیل کیے تھا لباس نفیس پہنے تھا کوئی تاجدار کوئی وزیر کوئی امیر بنا تھا وہ طائر جو درخت پر
آکے بیٹھے تھے وہ بھی ساحر تھے اُنھون نے باشارہ مرآت جادو طلسم کشا کو فریب دیا تھا غرضکہ جملہ
خاص و عام کہ ساحران نابکار تھے خوش ہوکے باہم گلے ملنے لگے اور کہنے لگے آج عید ہمین اس خوشی کی
ہے کہ طلسم کشا اسیر ہوا ابھی سب ساحر شادمان تھے کہ شاہزادۂ رستم ثانی کو ہوش آیا آنکھین کھولکر جو دیکھا
تو ایک دیر مین قید ہون زنجیر و طوق وغیرہ مین اسیر ہون روبرو ایک ساحرہ از حد ضعیف و ناتوان
بپوست و استخوان نہایت بدصورت ایستادہ ہے گرد و پیش ہزارہا ساحران نابکار خوش و خرم کھڑے ہین ایک
دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین ساحران نامی گرد اُس ساحرۂ ضعیف و ناتوان کے ہین اس طرح تعریف اُسکی
کررہے ہین کہ اے مرآت جادو مالکہ ہماری ہم کیا آپ کی تعریف کرین زبان ہماری آپکی ثنا مین قاصر
ہے کس خوبی سے یہ کار نمایان آپنے کیا ہے قدردانی آپکی شاہ طلسم کریگا جو کچھ آپکو انعام دے خوش ہوکے
دے وہ تھوڑا ہے ساحرہ مذکورہ مانند بلاے جانستان ہنسکر اُنھین جواب دیتی تھی کہ اگر مین اُس تدبیر اور
اس مکر و فریب سے لوح نہ لیتی کبھی طلسم کشا اسیر نہوتا یہ کہکے ایک عرضی لکھوا کر ایک ساحر کو دیکر کہا جلد

سے خدمت شاہ طلسم مین لیجا وہ ساحر عرضی لیکر فی الفور روانہ ہوا اور بعد قطع راہ اُس وقت وہان پہونچا
کہ شاہ طلسم تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار حاضر تھے شاہ طلسم اپنے ارکان سلطنت سے
مخاطب ہوکے کہہ رہا تھا نہین معلوم مرات جادو نے طلسم کشا کے بارے مین کیا کیا وزرا عرض کر رہے
تھے حضور مرات جادو نہایت عاقلہ ہے اُسنے ضرور ہی فکر اسیری طلسم کشا کی ہوگی ابھی وزرا شاہ طلسم سے
یہ عرض کر رہے تھے کہ وہ ساحر مسمی خرم جادو دربار مین پہونچا شاہ طلسم کو سلام کیا شاہ نے پوچھا خیر تو ہے تو کیون
آیا ہے اُسنے عرض کیا عرضی مرات جادو کی لیکر آیا ہون شاہ مذکور نے اُس سے عرضی طلب کی اُسنے عرضی دیدی
شاہ نے عرضی منشی کو دیکر کہا پڑھو اس عرضی کو وہ عرضی لیکر پڑھنے لگا خرم جادو باشارہ شاہ طلسم سے ایک
جگہ موافق اپنی اونی لیاقت کے بیٹھ گیا شاہ طلسم عبارت عرضی مذکور کی بگوش دل سننے لگا مرات جادو نے بعد
القاب کے یہ لکھا تھا کہ اے بادشاہ فلک جاہ مین نے حضور کے اقبال سے بصد کوشش وفکر وفریب طلسم کشا
کو اسیر کر لیا ہے لوح طلسم صندل اُس سے لے لی ہے اب جو کچھ حکم ہو یہ کنیز بجا لائے شاہ طلسم عبارت عرضی
مذکورہ کو سنکے از حد خوش ہوا خرمی سے اپنے تخت پر اچھل پڑا چہرہ پر آثار خوشی ظاہر ہوئے اہل دربار
بھی خوش ہوئے اُس وقت شاہ طلسم نے تعریف مرات جادو کی کرکے بو تیمار جادو سے کہ ساحر نامی و اہل
دربار سے تھا کہا کہ تو جاکر لوح مرات جادو سے لے آ وہ ہنوز جانے نہ پایا تھا کہ شاہ طلسم نے ایک نامہ
بنام مرات جادو لکھوا کر خرم جادو کو دیا اور کہا یہ نامہ میرا مرات جادو کو دیدینا یہ کہکے اُسے خلعت دیا
وہ خلعت پہنکر نامہ لیکر قبل جانے بو تیمار جادو کے روانہ ہوا بعد قطع راہ سامنے مرات جادو کے پہونچا
نامہ اُسے دیا اُسنے نامہ کو آنکھون سے لگا کے بہت تعظیم و تکریم کی مہر شاہ طلسم کی سر نامہ پر دیکھکر
لفافہ چاک کرکے نامہ نکالکر خود پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے مرات جادو تو نے عجب کار نمایان کیا ہے طلسم کشا
کو اسیر کیا ہے ہم تجھسے بہت خوش ہوئے ہین انعام کثیر تیرے دینے کے تجویز کیا ہے تجھے لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے
اس نامہ کے طلسم کشا کو ہماری خدمت مین لیکر در قلعہ طلسمی حاضر ہو اور بو تیمار جادو کو ہم روانہ کرتے ہین اسکو
لوح طلسم دیدینا ہمکو یہ خیال ہے کہ مبادا مددگاران و شرکاے طلسم کشا سے کوئی حال اسیری طلسم کشا سے
اگر آگاہ ہو جاے اور راہ مین تیر اسد رہ ہو تو تجھسے لوح نہ لیجا سکے کیونکہ تیرے پاس لوح نہوگی نہ وہ لیجا سکیگا
یہ عبارت نامہ مذکور پڑھ کے مرات جادو خوش ہوئی اور جانب طلسم کشا دیکھکر کہنے لگی او طلسم کشا اب
تجھکو یہان سے خدمت شاہ طلسم مین لیے جاتی ہون یقین ہے کہ آج ہی شاہ طلسم تجھکو قتل کر ڈالے اگر وہ
تیرے قتل کرنے مین تامل بھی کریگا تو مین اُس سے کہکر تجھے قتل کرا دونگی تجھکو اس روز بد کی خبر نہ تھی تو نے توڑنا
طلسم صندل کا آسان سمجھ لیا تھا اب اس وقت کوئی تیرا معین و مددگار یہان نہین آتا تجھے میری قید سے نہین
چھڑاتا ادھر ساحرہ مذکورہ یہ کلمات شاہزادہ رستم ثانی سے کہہ رہی تھی شاہزادہ مغموم و ملول تھا بوجہ قید
ہونے کے اسکو سر اٹھا نہی سکتا تھا الا زبان قابو مین تھی ساحرہ کو جواب دیتا تھا کہ او ساحرہ مکارہ
کیا بکتی ہے تو مجھے کیا قتل کرائے گی اور شاہ طلسم مجھے کیا قتل کریگا اگر میری زندگی ہے اور
فضل خدا شامل حال ہوگا تو پھر قید سے رہا ہو جاؤنگا تجھے قتل کرونگا طلسم کو توڑونگا شاہ طلسم کو
قتل یا اسیر کرونگا مجھے جہان جانے لیچل اب تو مین قید ہون دھوکے سے اسیر ہو گیا ہون یہان تو
شاہزادہ رستم ثانی ساحرہ سے ہم سخن تھا ادھر مرغان طائران سحر نے جنکو عجائب جادو او خورشید روشن دل

برائے دریافت خبر طلسم کشا روانہ کیا تھا تمام حال اسیری طلسم کشا سے آگاہ ہوکے جلد جا کے عجائب جادو
وخورشید روشن دل سے کہا کہ مرات جادو نے طلسم کشا کو اسیر کرلیا ہے لوح طلسم صندل نے لی ہے اب
وہ ساحرہ طلسم کشا کو پاس شاہ طلسم کے لیجانے پر آمادہ ہے یہ خبر سنکے عجائب جادو وخورشید روشن دل
کو صدمہ ہوا اور کہا ہمنے منع کیا تھا کہ اس وقت برائے فتح دربند چہارم نجائین ساعت بد ہے شاہزادہ رستم
ثانی نے نمانا آخر انجام کہنا نماننے کا یہ ہوا کہ وہان جا کے اسیر ہوگیا یہ کہکے جملہ اہل لشکر سے کہا کہ شاہزادہ
ذیجاہ اسیر ہوگیا ہے تم سب اسی جگہ رہو یا سوئے قلعہ طلسمی صندلان شاہ یہان سے روانہ ہو بالفعل ہم
یہان سے برائے تدبیر رہائی طلسم کشا جاتے ہین یہ کہکے عجائب جادو وخورشید روشن دل بزور سحر
غرق زمین ہو کے جانب قلعہ طلسمی روانہ ہوئے خواجہ عمرو ثانی بھی یہ خبر وحشت اثر سن کے سراسیمہ
ایک طرف موافق اپنے طریقہ کے فال دیکھکر روانہ ہوئے چالاک ثانی وبرق ثانی وسیارہ ثانی
وقران ثانی اور چار عیار بچیان بھی بفکر رہائی طلسم کشا ہر ایک سمت روانہ ہوئین حدید شاہ وسمر شاہ شاہ
وغیرہ سپاہ ساحران وغیر ساحران کو ہمراہ لیکے جانب دربار شاہ طلسم روانہ ہوئے ابھی ان سبکو راہ مین چھوڑا
جاتا ہے اور یہان سے پھر حال مرات جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب نامہ شاہ طلسم کا اسکو پہونچا تو تورج کو جھولی
مین ڈالکر شاہزادہ کو ایک قفس آہنی مین بزور سحر بند کر کے قفس کو اپنے تخت سحر پر رکھ کے اس جگہ سے
بصد خوشی تنہا روانہ ہوئی تھی وہان شاہ طلسم نے بوتیمار جادو کو روانہ کیا مرات جادو تخت سحر پر بیٹھی ہوئی
قفس کو روبرو اپنے رکھے ہوئے شادان وفرحان چلی جاتی ہے ناگاہ بعد قطع راہ ایک دوراہے پر پہونچی
کیونکہ ایک راہ تو قلعہ کی طرف جانے کی تھی اور دوسری راہ شاہ طلسم کے دربار کی طرف جانے کی تھی
ساحرہ مذکورہ نے رخ اپنا سوئے قلعہ طلسمی کیا تھا کہ ناگاہ جانب دربار شاہ طلسم سے ایک آفتاب
پیدا ہوا ساحرہ مذکورہ سمجھی کہ شاید خورشید روشن دل باین صورت برائے رہائی طلسم کشا آتا ہے یہ
سمجھ کے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ناریل جوٹی دار نکالا سحر پڑھ کر اسپر دم کیا اور ارادہ کیا کہ جب یہ آفتاب
یعنے خورشید روشن دل قریب آئیگا یہی ناریل ماردونگی ابھی ساحرہ مذکورہ اپنے دل مین یہ کہہ رہی تھی اور
تخت سحر اسکا ہوا پر قائم تھا کہ وہ آفتاب قریب آیا بس سامنے آتے ہی آسکے ساحرہ نے وہ ناریل اٹھا کے
ارادہ اس آفتاب پر مارنے کا کیا ناگاہ اس آفتاب سے آواز آئی اے مرات جادو ذرا ہاتھ کو روکو دوست
ودشمن کو پہچانو کچھ اندیشہ نکرو مجھکو غیر نہ سمجھو مرات جادو نے ادھر ہاتھ کو روکا ادھر وہ آفتاب درمیان
سے شق ہوا اب جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بوتیمار جادو تخت سحر پر سوار ہے آفتاب سحر سے نکلتا ہے یہ دیکھکر
مرات جادو بصورت آئینہ حیران ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ بوتیمار جادو کو مین ایسا ساحر زبردست
نجانتی تھی کہ آفتاب سحر مین نہان ہو کے ادھر آئیگا خوب ہوا کہ مین نے ناریل نہین مارا اور اسکی آواز
دینے سے مین نے ہاتھ کو روکا ابھی ساحرہ اپنے دل مین یہ کہہ رہی تھی کہ بوتیمار جادو قریب تر آیا بعد سلام
کہا اے مرات جادو واقعی تمنے کیا کار نمایان کیا ہے کس طور سے طلسم کشا کو اسیر کیا ہے یہ کہکے لوح طلسمی
طلب کی مرات جادو نے بوتیمار جادو کو خوب پہچان کے جھولی سے لوح جو رومال مین لپٹی ہوئی
تھی نکال کے ساحر مذکور کے حوالے کی اسنے لوح کو لیکر کہا اے مرآت جادو مین اب راہ صحرا سے
سوئے شاہ طلسم جاؤنگا آبادی سے نجاؤنگا مبادا استماع حال گرفتاری طلسم کشا سے عجائب جادو

وخورشید روشن دل وغیرہ ساحران نامی ذبردست روانہ ہوے ہون اور مجھ سے مقابلہ کرکے لوح
طلسم مجھسے لے لین اُسنے جواب دیا تمھین اختیار ہی مجھے شاہ طلسم نے نامہ مین لکھا تھا کہ لوح طلسم لوتیجار
جادوکو دیدینا اس وجہ سے مین نے تمھین دیدی ہی اب تمکو جو مناسب ہو کرو اُسنے کہا میرے نزدیک بہتر
یہی ہی کہ آبادی کی راہ چھوڑکے راہ صحرا سے جاؤن تم جلدتر خدمت شاہ طلسم مین جاؤ کہ وہ تمھارا انتظار
ہی یہ کہکے لوتیجار جادو سوے صحرا اُسی آفتاب سحر مین نہان ہو کر روانہ ہوا ساحرہ مذکورہ سوے شاہ روانہ
ہوئی اثناے راہ مین شاہزادہ رستم ثانی نے دریان قفس سے دیکھا کہ قلعہ طلسم صندل دور سے نظر آتا ہی
کئی برج اُسکے ٹوٹے ہین اور جابجا سے منہدم ہو گیا ہی کچھ پائدار و سالم ہی یہ حال قلعہ طلسمی دیکھکر دل مین کہا
یقیناً یہی قلعہ طلسم صندل ہی جسقدر مین نے مرحلے اور در و بند فتح کیے ہین اُسی قدر یہ شکست ہوا ہی اور
جسقدر مرحلات و در و بند باقی ہین اُسی قدر قلعہ طلسمی بھی ٹوٹنے سے محفوظ ہی ہاے حسرت طلسم کشائی دل ہی
مین رہی اسیقدر قلعہ طلسم صندل ٹوٹ کر رہگیا مین اسیر ہو گیا دیکھیے اب کسی صورت سے رہا بھی ہوتا ہون
یا نہین شاہزادہ اپنے دل مین یہ باتین کرتا تھا قید سحر و دیگر قید سلاسل مین مبتلا تھا کچھ بس نہ چلتا تھا قفس مین بیٹھا
تھا مرات جادو تخت سحر پر بیٹھی ہوئی چہار طرف دیکھتی ہوئی بصد ہوشیاری و چالاکی سوے قلعہ طلسمی چلی جاتی
تھی اسکو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لوتیجار جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ ساحر نابکار آفتاب
سحر مین نہان راہ صحرا سے چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین پری جمال حور خصال لباس رنگین
دربر زیور نقرئی و طلائی پہنے ہوے ایک تھال برنجی مین کچھ ہار پھول اور ساغر بلورین و شیشہ پر از شراب
رکھے ہوے کچھ ہار پھولون کے خود بھی پہنے ہوے بناؤ سنگار کیے ہوے صداے خلخال پا کی
سناتی ہوئی مانند طاؤس طناز کے خرامان خرامان جاتی ہی اور خود بخود یہ کہتی ہی کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہی مجھے
وہان جانے مین دیر ہوئی ہی دیکھتے ہی نازنین مذکور کو عاشق ہو گیا اور تقریر اُسکی سنکے حیران و متردد
ہوا فی الفور آفتاب سحر سے باہر آکے تخت سحر انبار روبروے نازنین سوے زمین لایا اور سد راہ نازنین
مذکور کا ہوکے پوچھنے لگا کہ اے نازنین مہر تمکین سچ کہو تم گل کس بوستان خاندان کے ہو نام تمھارا کیا ہی
جادہ پیما اس صحراے پر خار و وحشت انگیز مین یہ تھال لیے ہوے کیون جاتی ہو اور کسکے پاس
جاتی ہو یہ شراب اپنے ہاتھ سے کسکو پلاؤ گی یہ پھول ہار کسکو پہناؤ گی کیا کوئی مجھسے بہتر ہی جس کے واسطے
لیے جاتی ہو مین تمپر شیفتہ ہون تمھاری شمشیر ابرو کا گھائل ہون دل مین اشتیاق بوس و کنار رکھتا ہون یہ
صحراے بیابان دیکھنے والا کون ہی سامنے درہ کوہ ہی اس درہ کوہ مین چلو مجھے شراب اپنے ہاتھ سے
پلاؤ میرے ہاتھ سے تم شراب پیو جب نشہ ہو اُس وقت وصل ہو نازنین مذکور نے بناز و ادا جواب دیا
کہ اے ساحر میرا سد راہ نہو اہانت و بیہودہ باتین مجھسے نکر مجھے جانے دے تجھکو میرے نام و خاندان
کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ کہین جاتی ہون کیا بیان کرون کہ یہ ہار پھول اور شراب کسکے واسطے لیے
جاتی ہون اُسنے دریافت کرنے مین اصرار کیا نازنین مذکورہ نے اُسکے اصرار سے مجبوری کہا میرا نام
نسرین گلبدن ہی خاندان عالی سے ہون واسطے ایک جوگی کے یہ شراب لیے جاتی ہون گو کہ مین اُسپر
شیفتہ ہوئی تھی اور وہ بھی مجھے دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر اب اُسے نہین معلوم کونسا سحر مجبور کردیا ہی کہ بغیر
اُسکے مجھے قرار نہین ہی ہر روز اسی طور سے اُسکے پاس جاتی ہون آج دیر ہو گئی ہی وہ منتظر ہوگا تو غیبت

پیر اسد راہ ہی اگر چال اس سد راہ ہونے کا اُس جوگی پر ظاہر ہو جائیگا تو وہ مجھے مار ڈالیگا کیونکہ وہ ساحر زبردست
ہی لوتیمار جادو نے مسکرا کر جواب دیا اے شیرین گلبدن اے جان من یہ کیا کہتی ہو اس حرامزادے جوگی کی میرے
آگے کیا حقیقت ہی وہ نابکار بزور سحر مجھے کیا مار ڈالیگا کیا مین کوئی ایسا ویسا ساحر ہون آگاہ ہو کہ نام میرا لوتیمار
جادو ہی مقرب بارگاہ شاہ طلسم ہون ساحران نامی و زبردست سے ہون ایسا معتمد و معتبر ہون کہ لوح
طلسمی ایسی شئ مرآت جادو مالک دربند چہارم سے لیکر خدمت شاہ طلسم مین جاتا ہون دیکھو اس
رومال مین لوح لپٹی ہی لوح طلسم کشا کے پاس تھی اسی وجہ سے طلسم کشا نے کئی دربند
فتح کیے تھے چوتھے دربند پر مالک دربند چہارم مرآت جادو نے بمکر و فریب یہ لوح طلسم کشا سے لیکے
اسے گرفتار کر لیا ہی اور بحکم شاہ طلسم شاہزادہ رستم ثانی کو جانب قلعہ طلسمی وہ لیکر گئی ہی یقین کامل
ہی کہ آج طلسم کشا قتل ہو جاوے کیونکہ شاہ طلسم کو بہت غصہ ہی پس مجھ ایسے ساحر سے وہ جوگی نامعقول
کیا مقابلہ کریگا اگر مین اُسپر ایک دانہ ماش کا ادنی افسون دم کرکے مارون تو خاک سیاہ ہو جاوے تم
اب اُس سے نڈر ہو نہ اب کبھی اُسکے پاس جانا اب مجھ سے رسم ملاقات جاری کرو میرے ساتھ چلو
عیش و عشرت سے بسر کرو اپنے وصل سے مدام مجھے شادکام کیا کرو یہ کہکے ہاتھ پکڑا اور جانب درہ
کوہ لیچلا نازنین مذکورہ نے لاکھ انکار کیا اور ڈرایا اور حیلہ و حوالہ کیا لیکن ساحر مذکور نے نمانا درہ کوہ
مین لے ہی گیا اور وہان بیٹھکر نازنین مذکورہ کو بھی بعجز و انکسار اپنے پاس بٹھا کر کہنے لگا اے جان من حسرت
دلی یہ ہی کہ اس وقت یہ شراب تو اپنے ہاتھ سے مجھے پلا اور میرے ہاتھ سے تو پی بعدہ اسی درہ
کوہ مین ہم بستر ہو تمناے دلی بر لا نازنین نے جواب دیا اے لوتیمار جادو اس خیال محال سے باز آ
یہ شراب لائق تیرے پینے کے نہین ہی از حد تیز و تند ہی اس مے کا ایک قطرہ بھی تو پی نہین سکتا ہی اگر
پئے گا تو ہلاک ہو جائیگا یا از خود رفتہ ہو جائیگا یہ شراب وہی جوگی پیتا ہی کہ اسکا عادی ہی اور مین تجھسے
وصل پر راضی نہین ہو سکتی کسی طرح وصل میرا تجھے میسر ہو نہین سکتا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہی پیر اُسکے سحر کے
اُسکو آگاہ کر دینگے وہ ابھی یہان آکے تجھکو ہلاک کریگا ہر وقت پیر اُسکے سحر کے میرے ہمراہ رہتے
ہین اور مجھکو بھی وہ قتل کریگا سوا اسکے ایک گوہر کلان اُسنے مجھے دیا ہی وہ گوہر اس وقت بھی میرے
پاس ہی اُس جوگی نے مجھسے کہدیا ہی کہ یہ گوہر وہ گوہر سحر ہی کہ خاصیت اسکی یہ ہی کہ جب تو کسی شخص سے
فعل بد کریگی اُس گوہر سحر پر وہی فعل بد لکھا جائیگا اے لوتیمار جادو ہر روز وہ جوگی مجھسے وہ گوہر طلب
کرکے دیکھ لیتا ہی اور پھر مجھے دیدیتا ہی پس مین نہین چاہتی ہون کہ ایک دم کے مزے و لطف کے لیے
تیری جان جاوے اور میری بھی جان جاوے مین جاتی ہون تو بھی جا لوتیمار جادو نے کثرت الفت مین
جانے نہ دیا اور کہا اے نسرین گلبدن تم کسی طرح کا اندیشہ نکرو اور وہ گوہر کلان مجھے دکھاؤ مین بھی دیکھون
کہ وہ گوہر سحر کیسا ہی نازنین مذکورہ نے وہ گوہر اپنی جانب پہلو سے نکال کے آسکے دیا وہ اسکو اپنے
بکف دست پر رکھکر گردش دینے لگا اور کہنے لگا واقعی یہ موتی بہت بڑا ہی مین نے اتنا بڑا موتی کبھی نہین
دیکھا ہی مانند بیضہ بط کے ہی ضرور ہی کہ اسمین کچھ اثر بھی ہوگا ابھی ساحر مذکور یہ کہہ رہا تھا گوہر مذکور کو دو
چار بار گردش دے چکا تھا موتی ہاتھ کی گرمی سے گرم ہو چکا تھا کہ ناگاہ گوہر مسطور حالت گردش دینے مین
درمیان سے شق ہوا بوے خوش اور دھوان سا اسمین سے نکلا لوتیمار جادو بوے خوش سونگھتے ہی

اور وہ دھوان اسکا اُسکے دماغ تک پہونچتے ہی چھینک مارکر بیہوش گیا وہ نازنین اُسکے بیہوش ہوتے ہی
خوش ہوئے اُٹھی اور پکاری منم خواجہ عمرو ثانی از ساحر نابکار خوب تو میرے دام مکر مین پھنسا یہ کہکے لوح
طلسمی مع رومال بیلے اُسکے پاس سے لیکر اپنے قبضہ مین کی بعدہ اُسکی زبان مین سوزن دیکر قتل کرنا اُسکا
مناسب نجانکر لباس اُسکا اُتار کر ایک لنگوٹی اُسکے باندھ کر رنگ و روغن سے اُسکی صورت بنکر اُسے
نذر زنبیل کیا اور اُس تھالی اور شیشہ و ساغر وغیرہ کو بھی نذر زنبیل کیا بعد اسکے عمرو ثانی درہ کوہ سے نکلکر جانب
قلعہ طلسمی چلا ہنوز تھوڑی دور گیا تھا کہ سامنے دیکھا ایک پہلوان قوی ہیکل تخت سحر پر بیٹھا ہوا چلا آتا ہی اُسنے
بوتیمار جادو نقلی کو دیکھکر تخت سحر زمین پر لاکر کہا ای بوتیمار جادو تمھین شاہ طلسم نے واسطے لانے لوح
طلسم کے بھیجا تھا ابتک یہان ہو جلد چلو یا لوح طلسم ہمکو دو کہ ہم جلد تر لے جائین بوتیمار نقلی نے جواب
دیا مین لوح طلسمی تمکو ہرگز نہ دونگا نہین معلوم تم کون ہو مین خود ہی لیکر جاؤنگا اُسنے متحیر ہوکے کہا ای بوتیمار
جادو کیا تم مجھے نہین پہچانتے ہو نام میرا نہین جانتے ہو مین ہو مان کنشا کیش جادو ہون تم بھی
مقرب درگاہ شاہ ہو مین بھی مقرب شاہ طلسم ہون بوتیمار جادو نے جواب دیا مین نے جو کچھ کہا تھا
تم اُسے نہین سمجھے کیا مین تمھین نہین پہچانتا یا نام سے تمھارے واقف نہین ہون غرض میرے کہنے کی ہی
کہ یہ لوح طلسمی ہی اسے لینے شاید کوئی عیار لشکر طلسم کشا کا تمھاری صورت پر متشکل ہوکے آیا ہو اور مجھسے
لوح طلب کرتا ہو ہومان کنشا کیش جادو نے کہا اگر تمھین یہ تردد ہو اور اسی سبب سے تمنے کہا تو خیر مجھے
لوح طلسم صندل نہ دو لیکن جلد چلو شاہ طلسم نے طلب کیا ہی بوتیمار جادو نے کہ بظاہر بوتیمار جادو اور بباطن
عمرو ثانی تھا جواب وہ ہوا کہ مین کیونکر خدمت شاہ طلسم مین جاتا اور اب جا سکتا ہون کہ لوح طلسم
میرے پاس ہی ایسی حالت مین سحر پڑھ نہین سکتا اور پڑھون بھی تو اثر اپنا نہ دکھائے گا بوجہ لوح کے
ہان تمھارے تخت سحر پر البتہ بیٹھکر جلد جا سکتا ہون ہومان کنشا کیش جادو نے کہا اچھا میرے تخت سحر پر
سوار ہو کر چلو خواجہ عمرو ثانی اُسکے تخت سحر پر سوار ہوکے سوئے قلعہ طلسمی روانہ ہوئے انکو تو راہ مین
چھوڑا جاتا ہی اور اب حال مرآت جادو کا تحریر کیا جاتا ہی کہ یہ ساحرہ بعد قطع راہ در قلعہ طلسمی پر پہونچی شاہزادہ
رستم ثانی نے دیکھا کہ در قلعہ پر صدہا خیام و بارگاہین ایستادہ ہین ہزارہا ساحرون کا مجمع ہی ہر ایک ساحر
اسیری طلسم کشا سے خوش ہی اکثر ساحر باہم گلے مل رہے ہین صدہا ساحر حسب الطلب شاہ طلسم ہر ایک
سمت سے چلے آتے ہین ابھی شاہزادہ موصوف جانب ساحران مذکور دیکھ رہا تھا کہ اُن ساحرون کے نے
مرآت جادو پر نظر کرتے خوش ہوکے یہ شور و غل کیا کہ مرآت جادو طلسم کشا کو اسیر کرکے لے آئی ہی
کیا کار نمایان کیا مرآت جادو تقریر ساحرون کی سُن کے خوش ہوتی ہوئی آگے بڑھی اکثر ساحران نامی سے
پوچھنے لگی کہ شاہ طلسم کس بارگاہ مین ہین اُنھون نے کہا اُس بارگاہ فلک فرسا مین مع جملہ اپنے اہل دربار
و دیگر ساحران نامی و نامور طلسم صندل کے تشریف رکھتے ہین مرآت جادو اُسی بارگاہ کی طرف گئی قریب
بارگاہ پہونچکر شاہ طلسم کو سلام کیا اور وہ قفس کہ جسمین طلسم کشا قید تھا روبرو سے شاہ طلسم رکھ دیا چونکہ اُس
وقت روبرو صندلان شاہ ارباب نشاط رقص و نغمہ کر رہے تھے بزم عشرت نہایت خوشی سے آراستہ تھی
ہزارہا ساحران نامی اور پہلوان کرسیون اور رنگلون پر بیٹھے تھے ناچ اور گانا ارباب نشاط کا دیکھ رہے تھے اور سُن رہے
تھے شاہ طلسم نے مرآت جادو کے آنے ہی ارباب نشاط سے باشارہ کہا کہ بالفعل رقص و نغمہ نکرو تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ حسب الحکم

ٹھہر گئے رقص و نغمہ سے باز رہے اسوقت طلسم کشا نے سب بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی جواب نہ دیا شاہ طلسم نے
سلام مرآت جادو کا باشارہ لیکر از حد خوش ہوکے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ دوبارہ سلام کرکے موافق اپنی قدر کے قریب تخت
شاہ طلسم ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اسوقت صندلان شاہ نے سامنے ساقیوں کو طلب کیا وہ کشتیان بادۂ تند و تیز
کی مع شیشہ و ساغر لائے اور بہ اشارۂ بادشاہ مذکور جملہ اہل بزم کو شراب ساغرہاے بلورین مین بھر بھر کے
دینے لگے خصوص مرآت جادو کو جام مے متواتر دینے لگے وہ ساحرہ اور جملہ اہل بزم اور خود شاہ طلسم
بھی شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان شوخ چشم کشتیان مے ناب کی اٹھاکر بارگاہ سے
لے گئے بعد ازان شاہ طلسم نے مرآت جادو کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے مرآت جادو تو نے
عجب کام کیا طلسم کشا کو اسیر کیا ہم تجھسے خرسند ہوے یہ کہکے اپنے ملازمون سے کہا جلدی کشتی
خلعت کی واسطے مرآت جادو کے لاؤ ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی مرآت جادو خلعت فاخرہ
سے مخلع ہوکے بہت خوش ہوئی شاہ طلسم نے طلسم کشا سے از حد ناراض ہوکے کہا اے طلسم کشا سچ
کہہ اس روز بد کی بھی تجھے خبر تھی گو کہ تو قید ہوکے رہا ہوچکا ہے مگر ابکی مرتبہ مین تجھے قید نکرونگا قتل
کر ڈالونگا تیرے یہان آنے سے طلسم مین تہلکہ پڑگیا کتنی در بند توڑ ڈالے ہین تو نے صدہا ساحرون کو
ہلاک کیا ہے تجھکو بھی ہلاک کرونگا ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو کو بقلب صاف سجدہ کر اور اب میری
اطاعت و فرمان برداری اختیار کر تو البتہ تجھے قتل نکرون شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا اے صندلان
شاہ تو کیا مجھے قتل کریگا اگر میری زندگی باقی ہے تو اب بھی قید سے رہا ہو جاؤنگا طلسم صندل باقی کو
بھی توڑونگا تجھے قتل کرونگا جو ساحر مسلمان نہوگا اسکو بھی تہ تیغ کرونگا مجھکو خداوند عالم و عالمیان کی اعانت
سے امید ہے کہ تمناے مذکور میری بر آئیگی شاہ طلسم یہ تقریر شاہزادہ موصوف کی سن کے بہت برہم ہوا ملازمون
کو حکم کیا کہ اسکو قتل کردیا جلاد کو بلاؤ کہ وہ اسکو یہان سے لے جاے ہنوز جلاد کو ملازمان شاہ طلسم نے
بحکم شاہ طلب کیا تھا وہ آیا نہ تھا کہ ہومان کشا کیش جادو بوتیمار جادو نقلی کے ہمراہ تخت سحر سے اتر کر روبرو
صندلان شاہ کے آیا اور دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ جم جاہ مین حکم حضور سے بوتیمار جادو
کو لے آیا شاہ نے بوتیمار جادو سے لوح طلب کی اسنے ایک لوح بصورت لوح طلسمی اپنے
پہلو کی جانب ہاتھ بڑھاکے رومال مین لپٹی ہوئی نکالی اور موافق قاعدے کے شاہ طلسم کو دی اسنے رومال
کھولکر لوح کو نہ دیکھا کہ یہ لوح اصلی ہے یا نقلی ہے فی الفور لوح مذکور کو رومال ہی مین لپیٹا رہنے دیا اور اسکو
اپنے پاس رکھ لیا پھر بوتیمار و ہومان سے باشارہ کہا بیٹھ جاؤ دونون ساحر بیٹھ گئے بعد انکے
بیٹھنے کے پھر شاہ طلسم نے اپنے ملازمون سے دو کشتیان خلعت زرتار کی طلب کین ملازم فی الفور
لائے پہلے ایک خلعت بوتیمار جادو کو دیا گیا بعدہ دوسرا خلعت ہومان کشا کیش جادو کو دیا گیا دونون
نے خلعت پاکے خوش ہوکے شاہ طلسم کو عطیہ خلعت کا سلام کیا بعدہ دونون ساحران مذکور اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے ابھی ساحران نابکار بیٹھے ہوے تھے بوتیمار جادو یعنے خواجہ عمرو ثانی کو خلعت دیا گیا
تھا ہومان نے بھی خلعت پایا تھا کہ ناگاہ جلاد نابکار زشت خو سیہ دروں سنگ دل بدصورت تیغہ لنگرا
لیے ہوے روبرو صندلان شاہ کے آیا بعد سلام کرنے کے دست بستہ عرض کرنے لگا اے بادشاہ
فلک جاہ کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے کون لائق کشتنی ہے کس اجل رسیدہ کے قتل کرنے کو مجھے طلب کیا ہے

صندلان شاہ نے یہ اشارہ کہا جو شخص اس قفس میں ہے اسے لے جا زیر تیغ جلاد قفس آہنی اُٹھا کر
بیرون بارگاہ لیگیا اور قفس مذکور سے شاہزادۂ رستم ثانی کو نکال کے بوریہ ہلاکت کا رنگ کے چبوترہ پر
بچھا کے نہایت بیرحمی سے شاہزادہ کو بوریۂ مذکور پر بٹھایا پھر گردن پر کوئلہ سے خط دیکر تیغۂ آبدار
دگر انبار نیام سے کھینچکر کہا اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ وقت قتل تیرا قریب آیا ہے جو کچھ کھانا ہو کھا لے پانی
پینا ہو پی لے کوئی دم میں تیرے سر و تن میں جدائی ہو جائیگی حسرت دل کی دل ہی میں رہیگی پھر آب و طعام
میسر ہوگا اور نہ تو سیر و سیراب ہو سکیگا شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا اوجلاد بانی بیداد اس وقت مجھکو
آب و طعام کی طرف رغبت نہیں ہے خون جگر پی چکا ہوں غم کھا چکا ہوں اس وقت دل یہ چاہتا تھا کہ وقت
آخر حمزہ صاحبقران ثانی جنکو امیر ثانی کہتے ہیں اُنھیں دیکھ لوں اور جملہ اپنے عزیز و احباب سے
مل لوں اور ملکہ رنگین کاکل کشا دختر عجائب جاد کو بھی دیکھ لوں اپنی محبوبہ سے مل لوں اور دیگر
اپنے سرداران لشکر سے وداع ہولوں جلاد یہ تقریر سُنکے ہنسا اور پکارا اے طلسم کشا یہ تمنا تیری ہرگز بر آنیگی
شاہزادہ موصوف گفتگوئے جلاد بیرحم سُن کے سوئے فلک سر اُٹھا کے برجوع قلب اپنے معبود سے واسطے
اپنی رہائی کے دعا کرنے لگا آدھر جلاد تیغہ بدست قریب تر شاہزادہ کے کھڑا رہا حکم اول و ثانی و ثالث
کا منتظر رہا اودھر بوتیمار جادو یعنی خواجہ عمرو ثانی نے بیتاب و بیقرار ہو کے اپنی جگہ سے اُٹھ کے
صندلان شاہ سے کہا اے بادشاہ فلک جاہ یہ خیر خواہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہے شاہ مذکور نے کہا کہ کیا کہتا ہے
اُسنے عرض کیا اے بادشاہ قتل کرنا طلسم کشا کا اچھا نہیں ہے خونریزی طلسم کشا خوب نہیں ہے جس جگہ خون
طلسم کشا کا گرے گا وہ زمین اور وہ طبقہ ارض ویران ہو جائیگا بانیان طلسم نے یہی لکھا ہے کہ
طلسم کشا کو بعد چالیس روز کے بیرون شہر طلسم لے جاکے قتل کرنا چاہیے اور جہانتک ممکن ہو اسکو
پند و نصیحت کرکے اپنے مذہب میں لانا چاہیے لہذا پہلے طلسم کشا کو ہدایت کرنا مناسب ہے کہ ہمارے
خداوندوں کو سجدہ کر اگر وہ انکار کرے تو اُسے چالیس روز تک قید رکھنا لازم ہے بعدہ بیرون شہر و
طلسم صحرا میں اُسے قتل کرنا چاہیے صندلان شاہ نے جواب دیا اے بوتیمار جادو ہمنے پہلے ہی طلسم کشا
سے کہا تھا کہ تو ہمارے خداوندوں کو سجدہ کر خصوص خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کر اُسنے انکار کیا تھا
اور بعوض عجز و انکسار کے کلمات سخت بھی کہے تھے ہمنے برہم ہو کے حکم قتل دیا ہے ہر چند جو تو کہتا ہے سچ ہے
کہ خونریزی طلسم کشا اندر شہر و طلسم کے اچھی نہیں ہے لیکن ہم مجبور ہو کے اس فعل کو اختیار کرتے ہیں کیونکہ
طلسم کشا جب قید کیا گیا رہا ہو گیا بوتیمار جادو نے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں اُسے جاکر سمجھاؤں خداوند
تمثال آئینہ رو کی پرستش کرنے پر راضی کروں شاید میرے کہنے سے وہ خداوند تمثال آئینہ رو کو
سجدہ کرے صندلان شاہ نے اُسکی تقریر سُنکے اُسے اجازت دی بوتیمار جادو نقلی بارگاہ سے نکلا
پھر اس جگہ گیا جس جگہ شاہزادہ بوریہ ہلاکت پر بیٹھا تھا خدا سے آہستہ آہستہ گریہ کر رہا تھا اشک آنکھوں میں فرط
غم سے بھرے تھے چہرہ کثرت رنج سے متغیر تھا جلاد سر پہ سایۂ تیغ کیے کھڑا تھا ہزارہا ساحروں کا
ہجوم تھا کوئی کہتا تھا گو طلسم کشا ہماری جان و ایمان کا دشمن ہے مگر اسکے نوجوان قتل ہونے کا صدمہ
ہوتا ہے اکثر ساحر کہتے تھے کہیں جلد طلسم کشا قتل ہو جائے تو زیادہ دل کو خوشی ہو اسکی جانب سے
جو اندیشہ تھا اور ہے ہمارے دلوں سے دور ہو جائے جلاد نے بوتیمار جادو کو دیکھکر پوچھا کیا حکم قتل

طلسم کشا لائے ہو آپنے جواب دیا تو یہان سے ہٹ جاین طلسم کشا سے کچھ باتین کرونگا بحکم شاہ طلسم آیا ہون جلا دینگے ہٹ گیا پھر لوتیمار جادو نے جملہ ساحرون سے کہا تم سب یہان کیدن کھڑے ہو گرد و پیش طلسم کشا سے ہٹ جاؤ خیام مین جاؤ مین طلسم کشا کو ہدایت پرستش خداوند کرونگا یہ سُن کے جملہ ساحر جو وہان کھڑے تھے ہٹ گئے اسوقت لوتیمار جادو نے طلسم کشا سے مخاطب ہو کے عنقریب اُسکے جائے کہا اے طلسم کشا سزا طلسم کشائی کی تو نے پائی اسیر ہو کے یہان آیا اب کوئی دم مین قتل ہوگا سر تن مین جدائی ہو جائیگی ہوس طلسم کشائی کی دل مین رہ گئی اس وقت تیرا لشکر کہان ہی شیر کا تیرے کس جگہ ہین کوئی تجھے آ کے قتل سے نہین بچاتا اس وقت مجبوری و بیکسی مین مدد تیری کوئی نہین کرتا اشک آنکھون مین کیون بھرے ہین کیا جان کے جانے کا غم ہی اگر صدمہ قتل ہونے کا ہی تو میری نصیحت پر عمل کر سرکشی سے باز آ خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کر مین اقرار کرتا ہون کہ پھر تو قتل نہوگا جان تیری بچ جائیگی شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا او ساحر کیا بکتا ہی میرے سامنے سے دور ہو مین تمثال آئینہ رو بہ کہ وہ اک بندہ گناہگار خدا ہے دو جہان ہی مانند شیطان کے مردم کو گمراہ کرتا ہی لعنت کرتا ہون ہرگز اُسکو سجدہ نکرونگا مجھے قتل ہونا اپنا گوارہ ہی اس مردود کو سجدہ کرنا منظور نہین ہی مین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرتا ہون وہ ایسا خالق ہی اگر چاہے تو ابھی اپنی قدرت سے رہا کر دے دشمنون کو دوست کرکے مجھ مغلوب کو اعدا پر غالب کر دے اے ساحر کیا کہون کہ مبتلائے سحر ہون دست و پا قابو مین نہین ہین ورنہ ابھی اس طوق و سلاسل کو بقوت بازو توڑ کر تجھکو ہلاک کرتا لوتیمار جادو نے ہنسکر جواب دیا کہ اسوقت مین بھی تو گفتگو سخت کرتا ہی اگر تجھسے کسی طرح سحر دفع ہو جائے تو کیا کر لیگا یہ طوق و سلاسل ہرگز نہ توڑ سکیگا تجھ مین اتنی قوت بھی نہین ہی نہ ایسی ہمت ہی کہ زر کثیر و جواہر با فراط کسی کو دینے کا اقرار کرے شاید کوئی بطمع زر و جواہر تجھے قتل ہونے سے نجات دے شاہزادہ نے جواب دیا اگر سحر مجھسے دفع ہو جائے تو اپنی قوت دکھا دون سلاسل کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینکدون اور صاحب ہمت وہ ہون کہ اگر اس وقت کوئی مجھسے نیکی کرے تو مال دنیا سے اُسے بہت خوش کر دون لوتیمار جادو نے کہا تو کیا زر و جواہر دیگا تیرے قول کا کیا اعتبار ہان دیگا بھی تو اپنی جان تو دیگا شاہزادہ کو غصہ آیا بنظر قہر و غضب دیکھا لوتیمار جادو نے کہا او طلسم کشا کیون مجھے گھور کر دیکھتا ہی کیون اس قدر مجھ پر غصہ کرتا ہی کسی کو پہچانتا بھی ہی شناخت دوست و دشمن بھی کچھ تجھے ہی ارے مین عمرو ثانی ہون لوح طلسم صندل بصد مکر و فریب عیاری کرکے لیکر آیا ہون یہ سُن کے لوح طلسم صندل جلد تر گلے مین شاہزادہ رستم ثانی کے ڈال دی اُسکی برکت سے سحر مراتب جادو کا دفع ہو گیا دست و پا قابو مین آئے شاہزادہ نے زور کرکے طوق و سلاسل کو کہ آہنی کار اصلی تھا سحر کا نہ تھا مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا اور شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر نعرہ کیا کہ اے ساحران نابکار اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے جملہ ساحر نعرہ طلسم کشا سُن کے از حد حیران ہوئے بخصوص صندلان شاہ بہت ہی حیران ہوا اپنے اہل دربار سے کہنے لگا کہ تم نے سُنا ابھی نعرہ طلسم کشا نے کیا ہی ذرا جا کے دیکھو تو اُسکو کسنے رہا کیا یہ کہکے خود بھی اُٹھا اور سبکو ہمراہ لیکر بیرون بارگاہ گیا وہان دیکھا کہ لوح طلسم صندل گلے مین طلسم کشا کے پڑی ہی تلوار دست طلسم کشا مین علم ہی اکثر ساحران نابکار خوف سے بھاگے جاتے ہین صندلان شاہ نے کہا اے نمکحرام لو

نابدولت غضب ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی رہا ہو گیا لوح طلسم صندل بھی اُسکے پاس پہونچ گئی مجھے سخت حیرت
ہی کہ اسکو کسنے رہا کیا لوح تو میرے پاس ہی اسکے گلے مین کیونکر پہونچ گئی کسنے اسکو دیدی ہی یہ کہکے اُسنے
لوح کو دیکھا اپنے مصنوعی پایکر برہم ہوکر سب سے کہا طلسم کشا کو گھیر کر پھر گرفتار کرو جابہ ساحر بڑھے نارنج
و ترنج گولے فولادی مارنے لگے پُر دری سحر کرنے لگے بہت سے ترسول اور پنسول لیکے حملہ آور ہوئے
مرآت جادو نے رہائی طلسم کشا سے مثل آئینہ کے حیران ہوکے شاہ طلسم سے کہا ای بادشاہ سمجھ مین
کچھ نہین آتا کہ طلسم کشا کیونکر رہا ہوا مین نے بڑی مشکل سے اسے گرفتار کیا تھا لوح طلسم اس سے لے لی تھی
شاہ طلسم نے جواب دیا مین خود حیران ہون کہ طلسم کشا کیونکر رہا ہو گیا خیر اب پھر اسکو کسی تدبیر سے اسیر کرو
وہ یہ سنکے آگے بڑھی نارنج و ترنج سحر کرکے مارنے لگی لڑائی ہونے لگی شاہزادہ رستم ثانی بھی شمشیر آبدار
سے ساحرون کو قتل کرنے لگا لاش پر لاش گرانے لگا ساحرون کے آنے سے تاریکی ہونے لگی ہوا
تند چلنے لگی آوازین قتل ہونے کی آنے لگیں سحر کے بہر دینے لگے خواجہ عمرو ثانی کہ بصورت بوتیمار جادو
تھے ہنگام جنگ گلیم اوڑھے کھڑے تھے جب ساحرون کا زیادہ ہجوم ہوتا تھا گولے اور بان بہوتی آتی
گلیم کو منہ سے ہٹا کر ساحرون پر مارتے تھے اور پھر گلیم اوڑھ لیتے تھے ساحران نابکار خواجہ کے گولون
اور بان کو کسی طرح دفع نہ کر سکتے تھے اُنکے شعلون سے جل جلکر ہلاک ہوتے تھے اکثر لیسا ہوتے
تھے ہنوز لڑائی قریب قلعہ طلسمی ہو رہی تھی طلسم کشا اور خواجہ ساحرون کو قتل کر رہے تھے لاکھون ساحرون
کا مجمع تھا گو کہ ساحران نابکار دست طلسم کشا و خواجہ سے قتل ہو رہے تھے لیکن ہجوم ساحران کم نہوتا
تھا صندلان شاہ حلقہ وزرا و اُمرا مین گھرا ہوا تھا غصہ مین بھرا تھا بار بار خود ارادہ لڑنے کا کرتا تھا
اُمرا و زرا روکتے تھے اور دست بستہ عرض کرتے تھے حضور کیون لڑنے کا ارادہ کرتے ہین تھوڑی دیر
مین طلسم کشا پھر گرفتار ہو جائیگا آخر کہانتک لڑے گا لڑتے لڑتے تلوارین لگاتے لگاتے تھک جائیگا
غش کھا کے زمین پر گر پڑے گا یہان سے نکل کر جا نہ سکیگا سوا اسکے ابھی آپ کے دن بُرے
ہین آپ کو لڑنا طلسم کشا سے بیجا ہے دور سے لڑائی دیکھیے بعوض لڑنے کے اپنی سپاہ کو ترغیب
جنگ و تنبیہ امیدوار انعام کثیر کا کیجیے ساحران نامی وغیر نامی یکبارگی ہجوم کر کے طلسم کشا پر گرینگے
ضروری اسکو گرفتار کر لینگے لوح طلسمی چھین لینگے طلسم کشا تنہا ہے لاکھون ساحرون کو روک نہ سکیگا پیادہ پا
ہے پامال سپاہ کثیر ہو جائیگا شاہ طلسم اپنے ارکان سلطنت و خیر خواہان دولت کے کہنے سے غصہ
کو ضبط کرکے جنگ سے باز رہا ساحران نامی و سرداران سپاہ ساحران و پہلوانان قوی ہیکل کو ترغیب
جنگ دیتا تھا اور بہ آواز بلند کہتا تھا ای نمک خواران نابدولت جس طرح ممکن ہو طلسم کشا کو اسیر کرو
مین انعام کثیر دونگا ساحران نابکار اسکے کہنے سے فکر اسیری طلسم کشا کرتے تھے ترسول و پنسول وغیرہ
آلات حرب و ضرب سے لڑتے تھے کیونکہ بوجہ لوح پاس ہونے کے سحر کسی کا طلسم کشا پر اثر نکرتا
تھا ناگاہ نبردگاہ مین زمین شق ہوئی عجائب جادو و خورشید روشن دل حدود قلعہ طلسمی چھوڑ کر راہ صحرا
سے جنگاہ مذکور مین آکے زمین سے نکلے چونکہ ہمراہ اپنے اسباب سحر لاتے تھے بہ ارادہ جنگ آئے
تھے نعرہ کرکے سپاہ ساحران پر گرے متواتر سحر کرتے ساحرون کو ہلاک کرنے لگے ادنی ساحر سحر ملکہ
عجائب جادو و خورشید روشن دل سے مانند شمع کافوری کے جلنے لگے ساحران نامی بھی دفع سحر

سحر

اُنکے سے عاجز ہونے لگے لشکر صندلان شاہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا یا قیامت برپا ہوگئی اکثر ساحرون
نے یہ شور کیا کہ خورشید روشن دل و عجائب جادو برائے اعانت طلسم کشا آگئے ہین اُنکے سحرون سے
جانبر ہونا دشوار بلکہ امر محال ہے صندلان شاہ عجائب جادو و خورشید روشن دل کے آنے سے ازحد
برہم ہوا لاکھ وزرا و امرا نے سمجھایا کہ حضور نہ لڑین ستارے حضور کے طالع کے کڑے ہین صندلان شاہ
نے حال جنگ و بربادی و تباہی و قتل اپنے لشکر کا دیکھکر تاب ضبط نہ لا کر آگے بڑھ کے پکار کر کہا
کہ اے برادر عجائب جادو کیا حق برادری یہی ہے کہ جو تمنے کیا اور اس وقت ہمارے ساتھ کر رہے ہو اور
اے خورشید روشن دل تجھکو کچھ خیال ہم مذہب ہونے کا نہین ہے شرکت طلسم کشا ایک غیر مذہب کی اختیار
کی ہے یہ کیا دل مین آئی ہے یہ فعل تمھارا عقل کے خلاف ہے خیر جو کچھ کیا وہ کیا اب بھی اعانت طلسم کشا اور
میری عداوت سے باز آؤ طلسم صندل کے مٹانے کی فکر نکرو لگانے اور دوست ہوکے بیگانے اور
دشمن میرے نہو ورنہ مین بھی فکر تمھاری ہلاکت کی کرونگا حتی الامکان زندہ نچھوڑونگا عجائب جادو
و خورشید روشن دل نے جواب دیا اے صندلان شاہ ہمنے شراکت طلسم کشا جو کی تھی کچھ سمجھکے کی تھی
بہبودی اپنی تصور کر لی تھی یہ فعل ہمارا نہین ہے اگر تم اپنی زندگی اور بہتری چاہتے ہو تو اطاعت طلسم کشا کرو
ورنہ ہم تمسے ڈرنے نہین ہین جو تمسے ہو سکے ہمارے حق مین بدی کرو سامنے ہمارے آدمی گویہ اور
یہی میدان ہے آج جسکو خدا فتح دیگا وہ فتحیاب ہوگا صندلان شاہ یہ سُنکے غضبناک زیادہ ہوا معہ ارکان
دولت کو ہمراہ لیکر اور آگے بڑھا عجائب جادو و خورشید روشن دل پر بڑے بڑے سخت سحر کرنے لگا
وہ بھی اُسکے سحرون کو رد کر کے اُسپر سحر کرنے لگے ارکان سلطنت و خیر خواہان دولت صندلان شاہ بھی لڑنے
لگے جنگ عظیم ہونے لگی اگر یہ جنگ عظیم اور حملہ سحر صندلان شاہ و عجائب جادو و خورشید روشن دل
کے اور حال شمشیر زنی طلسم کشا و جنگ خواجہ عمرو ثانی بہ تفصیل تحریر کیجائے تو بہت طول ہوگا چونکہ طول
دینا اس خاکسار مولف کو منظور نہین ہے لہذا بطرز اختصار احوال اس کارزار کا لکھتا ہے کہ لڑائی ہو رہی تھی شمشیر
زنی طلسم کشا و جنگ خواجہ و سحر ہائے عجائب جادو و خورشید روشن دل و صندلان شاہ وغیرہ
ساحران نامی سے قیامت برپا تھی وہ میدان گویا عرصۂ محشر تھا شور و غل مانند تھا ساحران سپاہ صندلان شاہ
ہزارہا قتل ہو رہے تھے اُنکے مرنے سے تاریکی دمبدم ہوتی تھی اور اُنکے نام سے ہر اُنکے سحر کے
پکار رہے تھے اظہار ہلاکت کر رہے تھے جابجا لاشون کے انبار لگے تھے صدہا ساحر بزور سحر پرندے
ہوا سحر کی سواریون پر سوار تھے اور مصروف و شریک جنگ تھے ہزارہا ساحر بالائے خاک جنگ آزما تھے
سحر کر رہے تھے جو طلسم کشا سے لڑتے تھے وہ ترسول اور بلسول وغیرہ آلات حرب و ضرب سے لڑتے
تھے ناگاہ سوئے فلک صدہا لکے ابر مختلف رنگ کے پیدا ہونے اُنمین برق کی سی چمک اور رعد کی سی
آواز تھی اور ایک سمت قلعہ طلسمی کی سرحد سے علیحدہ عیار عظیم بھی اٹھا ہے آفتاب بکثرت غبار سے
نہان ہوا سب جانب فلک و سوئے غبار دیکھنے لگے یکایک وہ ابر کے لکے درمیان سے شق ہوئے
فوج ساحران نامی سحر کی سواریون پر سوار اُنمین سے پیدا ہوئی اور نارنج و ترنج اور ناریل جوڑی اور
اور گچھے بکاون کے اور گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر جھولیون سے نکالکر سحر اُنپر دم کر کے اپنے حریفون
کو بچاپن کے اُسپر مارنے لگے بلکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو نے بھی ایسا سحر کرنا اور لڑنا

شروع کیا کہ صندلان شاہ وغیرہ دیکھکر دنگ ہو گئے اب لڑائی کو زیادہ قوت و ترقی ہو گئی ساحران
نے طلسم کشا اور لشکر خورشید روشن دل و عجائب جادو کا آگیا سپاہ صندلان شاہ بے دل ہو کے
پسپا ہونے لگی ایسی حالت مین سامنا مرآت جادو کا طلسم کشا سے ہوا شاہزادہ نے نعرہ کیا او ساحرہ نابکار
ہوشیار ہو خبردار ہو کہ مین اب تجھکو قتل کرتا ہون وہ یہ سنکے غضبناک ہوتے برق بنکے گری طلسم کشا
نے وہ الفوز طلسم کا ڈالا وہ بصورت اصلی ہو کے روبرو گری طلسم کشا نے بڑھکے ایسی تلوار اسپر
لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو گئی اس ساحرہ کے مرنے سے بہت تاریکی ہوئی جو برج قلعہ طلسمی کے
باقی تھے ٹوٹ گئے کیونکہ چارون دربند مالکان دربند کے قتل ہونے سے قتل ہوے اور برج قلعہ
جو دربندون سے وابستہ تھے شکستہ ہوے بہر سحر کے مرآت جادو کے نام سے پکارے افسوس
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا مرآت جادو تھا اب صرف قلعہ طلسمی جسکو طلسم صندل کہتے ہین کچھ باقی رہگیا
جو باقی رہا وہ بھی گردش مین تھرا رہا تھا تھوڑی دیر کبھی مرآت جادو کے مرنے مین نگذری تھی کہ وہ غبار جو
اٹھا تھا ہوا سے پریشان ہوا لشکر طلسم کشا کہ غیر ساحر من کا تھا پیدا ہوا حدید شاہ و سرشار شاہ و دیگر
سرداران لشکر ظاہر ہوے اور نعرہ طلسم کشا کا سن کے جنگ عظیم ہوتے دیکھکر دور تر مقام جنگ سے
ٹھہرے اور وہین سے لشکر صندلان شاہ پر سب نے حملے کرنے شروع کیے ساحران لشکر صندلان شاہ
اب زیادہ ہلاک ہونے لگے اور بہت گھبرائے بے دل و سراسیمہ کے پیچھے ہٹنے لگے پس پشت سے
تیر جان ستان آنے لگے سامنے سے ساحران حریف نے سحر کرنا شروع کیا ایسی حالت مین درمیان
دشمنون کے گھر گئے ہزارہا ساحر ہلاک ہونے لگے اکثر قابو پا کے بزور سحر پر پرواز پیدا کر کے باز یا
عقاب وغیرہ بنکر بھاگنے لگے لشکر عجائب جادو و خورشید روشن دل و سپاہ حدید شاہ و سرشار شاہ
نے یہ حال دیکھکر اسیر ہو کر آگے بڑھ بڑھ کر انپر حملہ کیا اور ارادہ کیا کہ جملہ دشمنون کو قتل کر ڈالیے
کسیکو بھاگ کر جانے نہ دیجیے چنانچہ عجائب جادو و خورشید روشن دل و طلسم کشا و عنقاے
بدطینت و طفیل جادو وزرا نے عجائب جادو و ملکہ ماہ سبزپوش وغیرہ نے کئی وزیرون کو
صندلان شاہ کے قتل کیا اور بہت سے ساحران نامی کو ہلاک کیا صندلان شاہ یہ رنگ جنگ
دیکھکر غمگین ہوا دل مین کہنے لگا کہ لڑائی بگڑ گئی دشمن غالب ہوے سپاہ میری مغلوب و مقتول ہوئی
ہر جو سپاہ باقی تھی وہ بھی بے دل ہر چہ ساحر بھاگے جاتے ہین بہت سے بھاگنے پر آمادہ ہین تاب
مقابلہ لا نہین سکتے ہین ایسے وقت مین ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ سپاہ باقی ماندہ بھاگنے نپاے اور اعدا
پسپا ہو جائین جان میری بھی دست اعدا سے بچے یہ خیال اپنے دل مین کر کے بہ آواز بلند پکارا کہ ای
نمکخواران بادولت کیون بیدل ہو کے پسپا ہوتے ہو ارادہ بھاگنے کا کرتے ہو کیسے مرد ہو کہ عورتون کا
شعار اختیار کرتے ہو ابھی مین زندہ ہون کیا مین قتل ہو گیا یا گرفتار ہو گیا ہون جو بھاگے جاتے ہو دیکھو
نمک حرامی بیکار نہ باندھو دلیرانہ دشمنون سے لڑو دل مین اب وہ تجویز کرتا ہون کہ دشمنون کو جان بچانا دشوار
ہو گا یہ میدان جنگ لاشہاے اعدا سے بھر جائے گا مین شاہ طلسم ہون صاحب حکومت و اختیار ہون آپکی
بخیال نحوست ایام کے اچھی طرح نہین لڑا تھا اب اپنی جان کا خیال نکر کے لڑتا ہون دیکھو حال اعدا کا کیا کرتا ہون
یہ کہکے سحرہاے سخت کرنے لگا یمین و یسار و پشت و رو کی طرف اعدا پر آفت و بلا نازل کرنے لگا ساحرون

اور غیر ساحرون کو ہلاک و مبتلاے سحر کرنے لگا لاشون سے میدان جنگ بھرنے لگا کبھی برق بن کے گرنے
لگا خرمن اعدا کو جلانے لگا گاہ ابر سحر سے پانی برسانے لگا وہ پانی جس ادنی ساحر و غیر ساحر پر برستا تھا فی الفور
بھو تر ، و ہلاک ہوتا تھا اسی طرح دمبدم سحر تازہ کرتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ صندلان شاہ نے ایسے ایسے
سحر کیے اور جم کر ایسا لڑا کہ ہزار ہا لشکریان طلسم کشا کو کہ اکثر ان مین ساحر و غیر ساحر تھے ہلاک کیا اور لشکر کو ہٹا دیا
صحرا لاشون سے بھر دیا یہ حال دیکھکر باہم مشورہ کر کے طلسم کشا و خورشید روشن دل و عجائب جادو
و ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو و خواجہ عمر و ثانی و دیگر ساحران نامی نے چہار سمت سے صندلان
شاہ کو گھیرا عجائب جادو نے بزور سحر زمین کو سنگ لاخ کیا خورشید روشن دل نے بردے ہوا بند و بست
کیا کہ صندلان شاہ سوے فلک سے کسی طرح جانے نپاے ملکہ ماہ سبز پوش نے پس پشت اُسکی
سے اسپر سحر سخت کیے خواجہ اور طلسم کشا اُسکے روبرو خواہان اُسکے قتل و گرفتاری کے ہوے
دیگر ساحرون نے یمین و یسار اُسکے اوپر سحر کیے اس تدبیر سے صندلان شاہ گھبرا گیا حواس خمسہ بجا نرہے
جس طرف ذرا بھی غافل ہوا اُس طرف سے کسی نہ کسی ساحر کا سحر چل گیا اُسکے دفع کرنے مین شاہ طلسم
مصروف ہوا خود سحر کرنے سے باز رہا ایسی حالت مین طلسم کشا نے سامنے اُسکے پہونچکر لوح کو دیکھا نعرہ
کیا کہ اے صندلان شاہ ہوشیار و خبردار ہو کہ مین آپہونچا صندلان شاہ نے بد ہیبت زرد کنے اور اپنی جان
بچانے کے لاچار و مجبور ہو کے ارادہ کیا کہ بزور سحر غرق زمین ہو کر بھاگ جاؤن دشمنان تو ہی سے جان
بچاؤن خصوص طلسم کشا سے اپنی جان کی حفاظت کرون یہ ارادہ کر کے سحر کر کے زمین پر قدم مارے
زمین کو سنگ پایا سوے آسمان بزور سحر گیا وہان بھی راہ کسی طرف جانے کی نپائی آسمان فولادی سحر کی ٹکر
کہائی سوے یمین چاہا کہ بھاگے ساحران نامی نے روکا جانے نہ دیا جانب یسار رخ کیا عجائب جادو و ملکہ
ماہ سبز پوش سد راہ ہوے آخر کار لاچار ہو کے قصد کیا کہ لڑ بھڑ کر جان دیجیے بھاگنا ممکن نہین ہے دشمن
چہار سمت سے گھیر چکے ہین کسی طرف سے بھاگنے نہین دیتے ہین کس کس سے لڑیے کس کس کے سحر کو دفع
کیجیے خورشید روشن دل و عجائب جادو و ملکہ سبز پوش وغیرہ ساحران نامی و نامور کے سحر ہاے سخت
کیونکر تعجیلات دفع کیجیے گھبراہٹ اور اضطراب مین کیا کیجیے کس کس سے مقابلہ کیجیے بہتر و مناسب یہی ہے کہ لڑ کر
سر میدان مر جائیے نام دنیا مین کر جائیے یہ قصد کر کے جان دینے پر آمادہ ہو کے اپنی نانی ملکہ آتش افروز
جادو و اپنی دایہ تاریک جادو کے الطاف و اشفاق کو یاد کر کے اُنکے ہلاک ہو جانے پر گریان ہو کے
طلسم کشا سے کہا اے طلسم کشا گو تو صاحب لوح طلسم ہے مگر مین بھی وہ صاحب حکومت و اختیار ہون کہ تجھ
ایسے دشمن جان سے جنگ کرنے مین چندان مجبور نہین ہون ہر چند عجائب جادو و خورشید روشن دل
وغیرہ میرے عدو ہین لیکن تجھ سے زیادہ تو میرا دشمن جان ہے تجھی سے مقابلہ کرتا ہون یا جان اپنی دیتا ہون
یا تجھکو کسی طرح گرفتار کرتا ہون طلسم کشا نے جواب دیا اے صندلان شاہ مین تیرے حال پر رحم کر کے
کہتا ہون کہ اگر اس وقت بھی تو مسلمان ہو اور میری اطاعت اختیار کرنے کا وعدہ کرے تو مین تجھکو
ہلاک نکرون شاہ ناکور نے مسلمان ہونے اور اطاعت قبول کرنے سے انکار کر کے چند کلمات
سخت و نامناسب بکے ایسا ایک سحر کیا کہ درمیان اپنے اور طلسم کشا کے ایک دریاے آتش
پیدا ہوا پھر ایک سوار نیزہ بکف صحرا سے پیدا ہو کے مقابل طلسم کشا ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے یہ ہدایت

لوح اُس سوار سحر کو قتل و معدوم کرکے دریاے آتش سحر کو عکس لوح سے نابود کرکے صندلان شاہ پر
حملہ کیا خواجہ عمر وثانی بھی گلیم اوڑھے ہوے شاہزادہ رستم ثانی کے ساتھ ساتھ تھے موقع پاکر دشمنون
سے لڑتے جاتے تھے طلسم کشا پیادہ تھا خواجہ نے کہا اے فرزند لشکر تمھارا آگیا ہے اپنے لشکر کے
کسی سوار کے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑو پیادہ پانہ لڑو ابھی خواجہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ ایک گھوڑا ایک
سوار مقتول کا قریب نظر آیا خواجہ اُس گھوڑے کو گلیم اوڑھے ہوے لے آئے شاہزادہ نے اُس گھوڑے پر
سوار ہو کے پھر حملہ صندلان شاہ کی طرف کیا اُسنے شمشیر خون چکان دست شاہزادہ ذی شان مین دیکھکر
خائف ہو کے پیچھے ہٹ گئے جلد ایک سحر ایسا کیا کہ سمت صحرا سے ایک شیر غضبناک وکلان پیدا ہوا
اور طلسم کشا کا سد راہ ہوا شاہزادہ نے بہدایت لوح اُس شیر کو قتل و معدوم کیا یہ حال دیکھکر صندلان شاہ گھبراکر
اپنے سحر کے زور سے عقاب بنکر سوے فلک گیا خورشید روشن دل کے سحر سے جو ایک آسمان
فولادی محیط تھا پھر اُسی سے ٹکر کھائی لاکھ چاہا کہ اُسکو بعجلت توڑ کر نکل جاے مگر دیگر ساحران نامی نے
اور خود خورشید روشن دل نے ایسے لیسے اسیر سحر سخت کیے کہ وہ اُس آسمان سحر کو توڑ نہ سکا شکست کھا کے
سوے زمین آیا زمین پر بصدمۂ کلوخ کے گرا طلسم کشا نعرہ کرکے قریب اُسکے پہونچا چاہا کہ تلوار لگا کے
کام اسکا تمام کرے صندلان شاہ نے بصورت اصلی ہو کر جلد سحر سے چند سپرین اپنی سر ودو پہلو ون
کی طرف پیدا کین اور ایک سحر ایسا پڑھ کے سوے فلک پھونکا کہ تاریکی پیدا ہوئی طلسم کشا اور خواجہ
دونون اُسی حالت مین قریب تر صندلان شاہ کے پہونچے اُسی تاریکی مین طلسم کشا نے بغیر دیکھے
لوح کے صندلان شاہ پر تلوار لگائی خواجہ نے آگے بڑھ کر تو دے لی گئی حباب بیہوشی مارے تلوار
تو طلسم کشا کی خالی گئی تاریکی کے سبب سے اُسکے سر پر نہ پڑی کیونکہ تلوار پڑجاتی اور وہ قتل ہو جاتا
اور حیات اُسکی باقی تھی لیکن ایک حباب بیہوشی آخر صندلان شاہ کے سوراخ ہاے بینی پر پڑ ہی گیا
اُسکے ٹوٹنے سے اثر اسکا اُسکے دماغ تک پہونچا فی الفور صندلان شاہ کو چھینک آئی اور بیہوش
ہو کے زمین پر گرا خواجہ ساتھ شاہزادے کے تھے اس حال سے صندلان شاہ آگاہ نہ تھا کیونکہ خواجہ
گلیم اوڑھے ہوے تھے اس وجہ سے دھوکا کھا کے بدی مقدر کے سبب حباب بیہوشی آمیز سے بیہوش
ہو گیا خورشید روشن دل نے اُسی وقت اپنے سحر سے اُس تاریکی کو دفع کیا طلسم کشا نے دیکھا
کہ صندلان شاہ بیہوش خاک پر پڑا ہے یہ دیکھتے ہی خوش ہو کے پھر تلوار لگانے کا قصد کیا یکایک
عجائب جادو نے کہا اے شاہزادہ ذیوقار بالفعل صندلان شاہ کو قتل نہ کیجیے گو یہ کافر ہے مگر میرا بڑا بھائی
ہے شاید ہدایت کرنے سے یہ دین اسلام قبول کرلے شاہزادہ نے ہاتھ اپنا روک کے جانب خواجہ
عمر وثانی دیکھا اُسنے کہا میرے نزدیک بھی مناسب ہے کہ ایکبار صندلان شاہ کو اور ہدایت کیجاے
شاید ابکی مرتبہ دین اسلام قبول کرے یہ کہکے باشارہ شاہزادہ رستم ثانی فی الفور اُسکی زبان مین سوزن
دیکر جال ایسا سی مار کر عین کارزار مین کہ لڑائی ہو رہی تھی زمین تھرا رہی تھی لاش پر لاش لشکر یان ہر دو
طرف کی گر رہی تھی قلعہ طلسمی بھی تھرا رہا تھا ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہو رہی تھی کوئی معین و مددگار
صندلان شاہ کا آنے نپایا تھا کہ خواجہ نے اُسکو نذر زنبیل کیا ساحران لشکر صندلان شاہ شاہ طلسم
کے اسیر ہوتے ہی بے دل ہو کے بھاگنے لگے اور ہزار ہا ساحر طلب امان ہوے طلسم کشا نے

اُنسے کہا کہ اگر تم اقرار مسلمان ہونے کا کرو تو البتہ مین تمکو امان دون بہت سے ساحرون نے مسلمان ہونیکا
اقرار کیا تھوڑے ساحران سیہ قلب نے انکار کیا اُنمین سے بہت سے مارے گئے اور کچھ سوے صحرا
وکوہ بھاگ کر نکل گئے جب یہ جنگ عظیم فتح ہوئی طلسم کشا وجملہ دوستان طلسم کشا کو خوشی حاصل ہوئی
خورشید روشن دل وعجائب جادو وجملہ شرکا وخیرخواہ نے کہا اے شہریار ہماری راے یہی ہے کہ
جلدتر داخل قلعہ طلسمی ہوکے باقی طلسم صندل کو توڑیے مبادا تاخیر کرنے مین مدعاے دلی بر نہ آئے
شاہزادہ رستم ثانی نے اُنکی راے کو پسند کیا اور بہ ہدایت لوح طلسم صندل وبشراکت ورولشان کامل
ساکنان طلسم وقطب وابدال ورازداران طلسم صندل مانند زلزلے شاہ طلسم وبزرگ اختر شناس
مذکور جسنے طلسم کشا کو نقش دیا تھا وبشراکت واعانت خورشید روشن دل وعجائب جادو وغیرہ باقی
طلسم صندل کو بھی جلدتر فتح کیا بعد فتح کرنے کے عجائب جادو کو حقدار حکومت شہر صندل کا جان
کے اور عوض نیکی کا بھی خیال کرکے طلسم کشا نے تخت حکومت شہر صندل پر اپنے ہاتھ سے مع ساحران
نامی وغیرنامی کو جمع کرکے بٹھادیا ہر ایک نے علی قدر مراتب نذر دی عجائب جادو نے قبول کرکے
باجازت وباشارہ شاہزادہ ہر ایک کو انعام علی قدر مرتبہ دیا اکثر کے عہدے بڑھائے طلسم کشا
یعنی شاہزادہ رستم ثانی نے بعد تخت نشین کرنے عجائب جادو کی راے سے خورشید روشن دل کے
جملہ مال واسباب طلسم صندل کا نکلوایا شمار اُس مال فراوان واسباب بیش بہا کا ناممکن ہے اور تعداد
زروجواہر ومال واسباب کی بتفصیل تحریر کرنا دشوار ہے الا بطرز اختصار وبطریق مجمل لکھا جاتا ہے کہ کئی سو
چھکڑے بھرے ہوے روپیہ اور اشرفیون اور زروجواہر واسباب بیش قیمت سے تھے قسم اسباب نادر و
نایاب سے خفتان وچار آئینہ وزرہ وتاج لے جواہر نگار کہ جنپر لعل بیش بہا نصب تھے ودیگر اسباب مانند
پوشاک نفیس شاہان ولباس نادر تاجداران وبارگاہ صندلی ودیگر اشیاے نایاب تھین طلسم کشا کے ہاتھ
آئین اور بہت سے قیدیان طلسم کہ جو انسان تھے بصورت حیوان بوجہ ناخن وموے سر بڑھ جانے کے تھے
جا بجا قلعہ طلسمی سے نکلے شاہزادہ رستم ثانی نے اُن سب قیدیون پر مہربانی والطاف بیحد کرکے اپنے ملازمون
سے کہا انکو حمام مین لیجاؤ ناخن وموے سر بڑھے ہوے انکے حجامون سے کٹواکر لباس نفیس انکو پہناکے
ہمارے پاس لے آؤ ملازمان مذکور نے حکم کی تعمیل کی جب سب قیدیان طلسم مذکور حمام مین نہاکے
کپڑے پہن کے خدمت شاہزادہ ذیجاہ مین آئے شاہزادہ اُنکو دیکھکر خوش ہوا پہلے سب نے شاہزادہ
کو سلام کیا تھا اب بھی پاس آکے سلام کیا اور کہا اے شاہزادہ ذیوقار ہم ایک مدت دراز سے اس
طلسم مین قید تھے حضور کے سبب سے قید سے رہا ہوے آپنے بیحد ہمپر احسان کیا ہم شکریہ اس
احسان کا ادا کر نہین سکتے اگر تمامی عمر غلامی کرین تو بھی بار احسان ہمارے سر سے نہ اترے شاہزادہ
موصوف نے تقریر انکی سُن کے عنایات بیحد مبذول کرکے کہا یہ کیا کہتے ہو مین نے ایسا کیا احسان کیا ہے
تمہارے مقدر مین فی الحال رہا ہونا تھا رہا ہوے یہ کہکے ہر ایک کا نام پوچھا اور دریافت کیا تم سب
کہان کے رہنے والے ہو ہر ایک نے اپنا نام ومقام مسکن بتایا بہت سے قیدیون کو زر کثیر دے کے
کہا کہ تم اپنے وطن جاؤ وہ نہایت خوش ہوکے شاہزادہ سے رخصت ہوکے دعائین دیتے ہوے
اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوے بعد جانے قیدیان طلسم صندل کے حسب دستور قدیم شاہزادہ

رستم ثانی نے دسوان حصہ تمام مال و اسباب طلسم صندلی کا خواجہ عمرو ثانی کے حوالے کیا خواجہ
نے خوش ہو کے داخل زنبیل کیا پھر اسباب و مال مذکور سے چالاک ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی
و قران ثانی کو بھی موافق اُنکی لیاقت کے دیا بعدازان حکم جشن دیا ملازمون نے بزم عشرت نہایت
تکلف و خوبی سے آراستہ کی اور یہ بزم عشرت بارگاہ صندلی مین جو طلسم صندل سے نکلی ہے اور بہت
وسیع و نادر روزگار ہے آراستہ کی گئی تخت و کرسیان جواہر نگار و صدہا دنگل نہایت عمدہ ساختہ قاعدہ و طریقہ
احسن کے بچھائے گئے گلدستے زنگارنگ کے جابجا رکھے گئے اور واسطے روشنی کے شیشہ آلات
مانند جھاڑ اور کنول وغیرہ کے بصد خوبی براے زیب و زینت بزم عیش و دیگر اسباب عیش و عشرت
جو ضروری و پرتکلف تھے موجود کیے تفصیل اُن سبکی اگر تحریر کی جاے تو محض طول ہوگا خلاصہ یہ کہ بزم عیش
مانند عروس نو کے آراستہ ہوئی ارباب نشاط حسب الطلب دور دور سے حاضر ہوے کیونکہ یہ جشن
دو سببون سے کیا گیا تھا اول تو خوشی فتح طلسم صندل کی کرنا منظور ہے دوسرے براے خورشید
روشن دل مسرت تخت نشینی عجائب جادو کی ظاہر کرنا تھا الحاصل جب بزم عیش بہزار زیب و زینت
و بصد تکلف آراستہ ہو چکی اور ارباب نشاط حاضر ہو چکے شاہزادہ رستم ثانی و خورشید روشن دل و
عجائب جادو و جملہ اکابر ذیوقار و ذیعزت مانند خواجہ عمرو ثانی و شاہزادہ فیروزہ مانند دانائی و سہراب
بن لندھور و گشتاسپ شاہ اور وزیران عجائب جادو مسمی اعتقاد مطلبیت و مقبل جادو و [illegible]
خوک پیشانی و منقود جادو و مرد آزمہ کامنار پوش و ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ رنگین کاکل کشتا
داخل دربار صندلان شاہ و وزیران صندلان شاہ و ملکہ نوبہار گوہر پوش وغیرہ علی قدر مراتب تخت
اور کرسیون اور دنگلون پر بزم عشرت مین بیٹھے عورتین پردہ مین بمقام محفوظ بعد آرام و راحت بیٹھین
بعد بیٹھنے ارباب بزم عشرت کے بحکم شاہزادہ رستم ثانی ساقیان خوبرو خوش گلو کشتیان بادہ مشکبو کی
مع شیشہ و ساغر بلورین لیکر بزم عشرت مین آئے اور اجازت شاہزادہ موصوف سے حاصل کر کے بادہ
ناب جامہاے بلورین مین بھر بھر کے بصد خوشی و انداز و ناز جملہ ارباب سرفراز و ممتاز کو پلانے لگے ہر ایک
شخص جام مو اُنکے ہاتھ سے لیکر شراب پینے لگا اور اثناے گزک سے لطف بحد اُٹھانے لگا جب
تمام ارباب بزم عشرت بادہ نوشی اور گزک سے لطف اُٹھا چکے ساقی کشتیان مے گلرنگ کی اٹھا
اُٹھا کے بزم عشرت سے چلے گئے بعد جانے ساقیان گلپیرہن و غنچہ دہن کے حکم شاہزادہ رستم
ثانی سے ایک رقاصہ خوبرو نہایت خوش گلو زیور مرصع طلا و نقرہ و لباس نفیس و رنگین پہنے ہوے ہمراہ
اپنے سازندون کے بصد ناز و انداز حاضر بزم عشرت ہوئی اور دزدیدہ نگاہون سے جوانان اہل بزم کو دیکھکر
دل مین کہنے لگی کہ کیا کیا جوانان خوبرو ہین اور کیا یہ بزم عشرت آراستہ کی گئی ہے کہ چشم سپہر فلک نے بھی
کبھی نہ دیکھی ہوگی یہ باتین دل مین کر کے شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و خورشید روشن دل کو
عجب انداز سے سلام کیا کہ شاہزادہ موصوف وغیرہ اُسکی ادا و ناز پر مسکرا لئے اور اُسکے حسن دلفریب پر
نظر کر کے دل مین کہنے لگے کہ پروردگار عالم نے کیا اپنی قدرت کاملہ سے اِسکو حسن و جمال دیا ہے اگر
اسکو رشک پری کہیے تو بجا ہے ہنوز شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نظارہ اُسکے حسن دلفریب کا کر رہے تھے
اور وصف صنعت صناع عالم و عالمیان و تعریف و حمد خالق الانس و جان کر رہے تھے کہ اُس رقاصہ

خوبرو نے اپنے سازندون سے مخاطب ہو کے باشارہ کہا جلد سازون کو درست کرو انھون نے فی الفور سازون کو درست کیا اُس رقاصہ نے ارادۂ رقص کیا سازندے ساز بجانے لگے رقاصو ند کورہ بناز و ادا رو برو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کے رقص کرنے لگی گت ناچنے لگی اہل بزم ناچ اُسکا بنظر غور دیکھنے لگے اور بجاے خود اُسکے ناچنے کی ثنا کرنے لگے کیونکہ وہ رقاصہ خوش جمال ایسا رقص عدیم المثال کر تی تھی کہ اگر زہرہ و مشتری بھی بالاے فلک سے رقص اُسکا دیکھتین تو خجل ہوتین تعریف اُسکے رقص وحسن کی مختصر یہ ہے کہ نظم

کیا دم رقص ٹھاٹھ تھا بانکا
کچھ نہ تھی اُسکو حاجت مشعل
وہ گماں بائین کی وہ طبلے کی تھاپ
گردش چشم تھر اُسکے ساتھ
کبھی سارا بدن وہ مسکانا
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
مثل طاؤس مست ایسی تنی
بن گیا گرد ماہ کے ہالہ
ناز سے سر پہ جبکہ اُٹھ گیا ہاتھ
دو ہلال ایک جا نظر آئے
جتو نین وہ حلال کرتی تھین
صاف تیغ قضا کا ڈورا تھا
جب چمک کر لیا کوئی توڑا
جاے سبزہ دلون کو روند گئی

طرز طاؤس بوستان کا تھا
نور کا دہ ہر ایک سازندہ
اور وہ سارنگیون کے سُر کا ملاپ
کچھ نئے ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی دامن سنبھالتی جانا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک
چوٹی ایڑی سے لگ گئی اُسکی
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
اہل محفل کو تھا سرہی کا ہاتھ
جنبش ابرو کی اک قیامت کی
ٹھوکرین پامال کرتی تھین
دیکھو اعجاز اُسکی ٹھوکر کا
شعلہ جوالہ نے بھی جی چھوڑا

دونون عارض تھے غیرت مشعل
سحر کار ایک ایک نوازندہ
عجب انداز سے اُٹھاے ہاتھ
دل کو ہر بار پیسے ڈالتی تھی
کبھی غمزے نے مسکرا دینا
اُبھرے سینے کی بھی وہ تھرسک
حلقۂ دست جب ہوا بالا
ماہتابان پہ چھا گیا بادل
ہاتھ دونون جو تاکر آئے
وہ پھڑک نتھنون کی بھی آفت تھی
ڈورا گردن کا قتل کرتا تھا
مُردے ہوتے تھے فور اہی زندہ
برق آسا نظر مین کوند گئی

جب اِس طور سے وہ رقاصۂ کامل فن ناچ چکی اور اہل بزم عشرت کو اپنے ناچ سے بہت شادمان کر چکی ٹھہر کے یہ غزل گانے لگی غزل بسبب مقام ہذا شروع کی

شب وصلت نہ وہ گر یہ دغل جاتا تو کیا ہوتا
عبث اے دوستون ماتم مین میرے آج روتے ہو
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مری مرقد کی جانب سے
نباتا اُس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق
مری میت پہ گر میرے دل پامال کی صورت
شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
سوال وصل پر اتنو نہین کی مار نے لیکن
گرایا کیون مری آنکھون سے اے دل اس طرح تونے
دیا بوسہ نہ کیون تمنے متاع حسن عارض کا
ہمر بزم اپنے عاشق سے نکین کیون گریبان تمنے
شب وصلت مین مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے

ہمارے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا
سوے ملک عدم بالفرض کل جاتا تو کیا ہوتا
اگر تنہا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا
کف افسوس اگر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا
کہا او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا
دلا گر اُسکے منہ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
جو طفل اشک دامن پر مچل جاتا تو کیا ہوتا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
دل بغیر آتش حسرت سے جل جاتا تو کیا ہوتا
بتاؤ وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا

پہونچ جاتے رواق شاہدین پر اپنے ہم بھی | یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

اہل بزم باگوش دل اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے اور خوش ہو کے بجاے خود اسکی خوش گلوئی وکمال علم موسیقی کی ثنا کرنے لگے کوئی شخص اس بزم عیش مین ایسا نہ تھا کہ جو محو حیرت نہو اور خوش و خرم نہو کیونکہ عجب اس وقت سما بندھا تھا ہر ایک مانند تصویر خاموش ومتحیر تھا اسکے گانے اور بتانے سے بشکل آئینہ حیران تھا تعریف اسکے گانے کی مفصل تو کیا رقم کی جاسے کہ قلم دفتر رقم عاجز ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ بمصداق این نظم

لو سیے چرخ لاکھ دون کی سے
اہل محفل کو ہو گیا سکتا
شیشہ مے کو لگ گئی ہچکی
شعلۂ شمع کی زبان پہ آہ

سنکے اس گل کا زمزمہ آہنگ
یہ کب اسکے کمال کو پہونچے
ہو گئی چشم ساز گوہر بار
ڈبڈبا آئی چشم ساغر بھی

نغمہ سنجان باغ خلد تھے دنگ
یہ سما بندھ گیا یہ رنگ جما
بن گئے تار آنسوؤن کے تار
لب تصویر پر تھی شورش واہ

رقاصہ مذکورہ تا دیر ناچ گانے بخوبی اہل محفل کو خوش کر کے انعام کثیر لے کے بہ اشارہ شاہزادہ رستم ثانی بزم عشرت سے چلی گئی بعد اسکے جانے کے ایک اور رقاصہ کہ ناچنے اور گانے مین شہرۂ آفاق تھی حسب الطلب شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے سازندون کے جلسۂ عشرت مین روبروے اہل بزم حاضر ہوئی چونکہ یہ رقاصہ بھی حسن وجمال مین بیعدیل وبیمثال تھی اور نوجوان بھی تھی اہل بزم اسکے چہرۂ زیبا پر نظر کرنے لگے اور اسکے ادا وانداز وخرام ناز پر نگاہ کر کے محو حیرت ہوئے جوانان اہل بزم اسیر بابل ہوئے رقاصہ خوبرو نے نیچی نظرون سے ہر ایک کو دیکھ کے بقاعدہ شاہزادہ رستم ثانی وعجائب جادو وخورشید روشن ذل کو سلام کیا بعد درست ہونے سازون کے وہ بہ لقا بصد عشوہ وادا آمادہ ناچنے پر ہوئی سازندون نے ساز بجاے رقاصہ رقص کرنے لگی اس عنوان سے گت ناچنے لگی کہ جملہ اہل بزم کو ٹھوکرون سے دمبدم پامال کرنے لگی علاوہ اہل بزم کے ساکنان فلک وخلد رقص اسکا دیکھکر حیران تھے اور یہ کہتے تھے کہ بمصداق نظم

دیکھکر اسکے پاؤن کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہے
ناچنے والون کا ہوا توڑا
پر وہ چیتون کہان سے لائے پری
ناچی اس طرح گت وہ ماہ لقا

ساکن خلد کہتے تھے باہم
واہ وا کیا ہے تھے ساکن عرش
مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا
حور کو ایسی وہ مسک بھاے
وجد کرنے لگا تدرو ادا

بزم انسان مین حور رقصان ہے
بوسے لیتا تھا پاؤن کے لب بت
ناچ اس گل کا لا کھ اڑاے پری
دامن صبر دل مسک جاے

بعد رقص کرنے کے وہ رقاصہ پری جمال کہ علم موسیقی مین ذی کمال تھی یہ غزل گانے لگی غزل

پڑی ہے گرد داماں قبا پر
فدا ہے دل مرا خاک شفا پر
مگر یہ کہتی تھی بیکس کی دعا پر
نظر نیچی ہے یون صبح شب وصل
نظر کرنے نہین آپ بقا پر
نگین سایۂ دیوار جانان

نہین ہے شیخ کو تکیہ خدا پر
مہوس خاک تیری کیمیا پر
وہ اک ہم ہین کہ ناخوش ہو وفا پر
حیا خود ہے فدا انکی حیا پر
تپ غم سے ہین زار و زرد ایسے
نظر کرتے نہین ظل ہما پر

سلا آئی جیسے خاک فنا پر
بھرو سا اسکو رہتا ہے عصا پر
زمین سے جاتی تھی عرش علا پر
وہ اک ہم ہین کہ راضی ہین جفا پر
ہم ایسے لٹ نکام آپ خنجر
ہمین ہے فوق کاوش کا بیا پر
بلا یہ عوج آخر لاغری سے

اُٹھی میت مری دوش ہوا پر	نہو مٹی بھی ہمرہ برباد میری	اگر ہون خاک ہمین خاک شفا پر

اہل بزم بگوش دل اشعار غزل مندرجۂ بالا سننے لگے اور تعریف اشعار و خوش گلو ئی رقاصہ کی کرنے لگے شاہزادہ رستم ثانی بھی ثناخوان ہوکر زر و جواہر اُسے انعام مین دینے لگا جب اُس زہرہ خصال نے غزل مرقومۂ بالا کو تمام و کمال گا کے فراغت حاصل کی شاہزادہ موصوف نے زر کثیر انعام مین اُسے دیکر رخصت کیا بعد اسکے جانے کے یکے بعد دیگرے ارباب نشاط نے بزم طرب مذکور مین آ کے رقص و نغمہ کیا سات دان تک شب و روز بزم عشرت آراستہ رہی ہر ایک اہل بزم نے بصد خوشی رقص و نغمۂ ارباب نشاط دیکھا اور سُنا اور بادہ خواری و غذاے لذیذہ خوش گوار سے لطف بحد اُٹھایا سوا اہل بزم کے جملہ ساکنان شہر صندل کو خوشی تھی ہر ایک شخص اپنے اپنے گھر مین شادمان تھا کسی کو کچھ رنج نہ تھا سبنے علی قدر مراتب بحکم شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو سامان عیش مہیا کیا تھا خوشی فتح طلسم صندل و تخت نشینی عجائب جادو و حصول دولت دین اسلام کی کی تھی ہر طرف شور تہنیت تھا ہر کوچہ و بازار مین سامان عیش و سیر در بھار ادی نازل ہر کہ ساتوین روز کہ اختتام جشن کا تھا خورشید روشن دل و عجائب جادو و شاہزادۂ رستم ثانی وغیرہ نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا ہمارا بہت دل چاہتا ہے کہ آپ بھی کچھ گائیے نے بجائیے خواجہ نے پہلے تو انکار کیا لیکن اصرار کرنے سے اکثر اشخاص کے مجبور ہوکے کہا مین پریشان خاطر کیا گاؤن دل کو یہ تردد ہے کہ یہان سے جب اپنے لشکر مین جاؤنگا تو جن مہاجنون سے مین نے روپیہ قرض لیکر صرف کیا ہے وہ اپنے روپیہ کے طالب ہونگے میرے پاس اسقدر زر کثیر کہان ہے کہ اُن سب کو آنکا زر اصل و سود دونگا شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و خورشید روشن دل و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور وغیرہ گفتگوے خواجہ سُن کے منہ پھیر کر مسکرائے چونکہ سیرت حرص و ہواے خواجہ سے خوب باہر ہر دل مین کہنے لگے کہ بغیر حصول زر سرخ و سفید کے خواجہ نے نوازی نکرینگے لہذا کچھ انکو دینا چاہیے یہ باتین دل مین کر کے زر کثیر جمع کر کے خواجہ کو دیا اور کہا لیجیے یہ زر کثیر مہاجنون کو دیجیے گا قرض ادا کیجیے گا خواجہ نے وہ روپیہ لیکر داخل زنبیل کر کے بہت خوش ہو کے کہا آپ صاحبون کی خوشی سے مین نے یہ روپیہ لے تو لیا ہے مگر اس قلیل روپیہ سے کچھ مطلب نہ نکلیگا کل قرضہ تمام مہاجنون کا ادا نہو سکیگا کیونکہ روپیہ اُنکا میرے ذمہ لاتعداد ہے جو کچھ مین نے یہان آ کے زر و جواہر پایا ہے وہ سود اُن مہاجنون کے روپیہ کا ہے یہان سے جاتے ہی تمام زر و جواہر انھین کو دیدونگا زر اصل کی ادائی تو کجا ہان سود کی کچھ تھوڑی ادائی ہوجائیگی گو پریشان خاطری مین نے بجانا اور کچھ گانا بے لطف ہے لیکن بپاس خاطر تم سبھون کے کچھ گاتا ہون خیر آج کا گانا میرا تا زندگی تم سبھون کو یاد رہیگا یہ کہکے زنبیل سے نے نکال کے حسب دلخواہ اُسے درست کر کے لبون سے ملا کے بجانے لگے اور یہ غزل لحن داؤدی مین گانے لگے غزل

تو امید وصال یار دامن گیر ہوتی ہے	جنون مین ہمسے دیوانونکی جب تدبیر ہوتی ہے	کبھی اُٹھنے کی اس کوچہ سے گر تدبیر ہوتی ہے
نگہ سحر ایار کو اب وصل کا پیغام دیتے ہین	دل رنجور تیرے درد کی تدبیر ہوتی ہے	گلے مین طوق ہے پاؤن مین زنجیر ہوتی ہے
وہ دیوانے ہین جنکو الفت زنجیر ہوتی ہے	جنونمین غیر کی جانب مین گیا آدن بات ہے	رخ جانانکے عاشق مین ہمین کیا زلف سے مطلب
		کہ وحشت خاص صحرا نیکے دامنگیر ہوتی ہے

اُٹھا کر بزم سے مجھکو وہ شوخ فتنہ گر بولا
شب وصل اُنسے بے پردہ عجب تقریر ہوتی ہی
کرو نہیں خستہ دل نالے نکیونکر ہجر جاناں مین
ابھی گویا مصور سے تری تصویر ہوتی ہی

جو ہو عاشق ہمارا اُسکی یہ تعزیر ہوتی ہی
مرے نالون نے دل آہن سنگ دل کا نرم تھا کیونکر
سُنا ہی بیکسون کی آہ مین تاثیر ہوتی ہی
ہنر آل محمد پاک ہین ہر عیب عصیان سے

سوال بوسہ کرتا ہون کبھی گہ خواہش صحبت
کہ اُن کی کسی تھہر ہین کب تاثیر ہوتی ہی
دہن معدوم ہی وہ بھی کسی صورت جو نہجاے
مرے دعوے یہ شاہد آیت تطہیر ہوتی ہی

جملہ اہل بزم اعلے ادنے سُننے لگے اس وقت عجب سمان بندھا تھا اور خوب رنگ جما تھا اہل تحمل کو سکتا تھا جو صوفی اُس بزم عشرت مین بیٹھے تھے وہ اکثر اشعار غزل مندرجۂ بالا کو سُن کے کچھ سمجھ کے بے اختیار لفظ حق حق بکہ کر زبان پر جاری کر کے عالم وجد مین تھے آنسو آنکھون سے روان تھے وہ تو السان تھے انکا کیا ذکر ہی ہر ایک چشم ساز بعد سوز و گداز خواجہ کا گانا سُن کے گوہر بار تھی وہ تار ساز کے نہ تھے گویا آنسوون کے تار تھے شیشۂ مے کو ہچکی لگی تھی چشم ساغر ڈبڈبائے ہوئے تھی وحش و طیر بھی نغمۂ خواجہ سُن کے مست و ازخود رفتہ تھے مفصل تعریف تو خواجہ کے گانے کی کیا لکھی جاے لیکن مختصر یہ ہی حسب مقام ہذا

نظم

بول اُٹھے طائران نقش و نگار
نیم بسمل تھے اہل محفل سب

ہو گئے مست سب در و دیوار
قتل گہ بن گئی تھی بزم طرب

جب خواجہ عمرو ثانی یہ غزل مرقومۂ بالا تمام و کمال گا چکے نے کو ہاتھ سے بالاے فرش رکھ کے جملہ اہل بزم کو چہار طرف دیکھنے لگے جسکو دیکھا اُسکو عالم وجد مین پایا کسی کے ہوش و حواس بجا نہ دیکھے سب کو مست و مدہوش دیکھا تا دیر خواجہ بیٹھے ہوے دیکھا کیے بعد تھوڑی دیر کے حواس اہل بزم کے درست ہوے وہ مستی و مدہوشی اور وہ حالت سکتے کی سی دفع ہوئی اُس وقت ہر ایک نے ازحد خواجہ کی نے نوازی اور گانے کی تعریف کر کے کہا اے خواجہ غضب کیا کہ آپنے ہاتھ سے نے رکھ دی ہم گستاخانہ کہتے ہین معاف فرمائیگا ابھی تھوڑی دیر تو اور نے بجائیے اور چند غزلین عاشقانہ گائیے قلوب ہمارے مشتاق ہین کہ آپ اسی طور سے پھر کچھ گائیے خواجہ نے تقریر سُن کے مجبوراً انکے اصرار بیحد سے ہو کے نے بجانا شروع کی اور کئی غزلین متواتر گائین جب خواجہ نے دیکھا کہ حال اہل بزم کا کثرت خوشی و حظ استماع نے سے متغیر ہی قریب ہی کہ فرط خوشی و کثرت ذوق مستی سے ہلاک ہوجائین یہ حال مشاہدہ کر کے نے کو داخل زنبیل کیا بعد تھوڑی دیر کے جب حواس درست ہوے نشۂ بادۂ استماع غنا کا کہ ہوش ربا تھا کم ہوا اکثر اشخاص نے بہت تعریف خواجہ کی کر کے کہا اے خواجہ آپ خاموش کیون ہوے نے بجانا کیون موقوف کیا دل چاہتا ہی کہ آپ نے بجاے جائیے اور اشعار غزل ہاے عاشقانہ گاے جائیے آپکی نے نوازی و نغمہ خوشی سے دل کو کسی طرح سیری نہین ہوتی ہی تا اب یہی چاہتا ہی کہ اسی طرح آپ گانے جائیے گوش ہمارے مشتاق صدا ے نے ہین گانا سننے کے مشتاق ہین گو سُن چکے ہین لیکن سیری حاصل نہین ہوئی ہی یہ بزم عیش و عشرت اور زمانہ مسرت افزا غنیمت ہی خداوند عالم نے یہ دن دکھایا کہ طلسم صندل فتح ہوا اُسکے فتح ہوتے اور عجائب جادو کے تخت نشین ہونے کے سبب سے یہ جشن ہوا ہی پیر فلک سفلہ درپے آزار ہی خصوص ہم اہل اسلام سے اسکو نہایت کاوش ہی خوشی ہماری اسکو منظور نہین ہی طرح طرح کے صدمات مبتلا کرتا ہی کبھی خوش ہم لوگون کو دیکھ نہین سکتا ہی سنگ جفا سے شیشۂ دل کو توڑتا ہی گاہ سنگ تفرقہ درمیان ہم احباب کے ڈالتا ہی ایک کو دوسرے سے

جدا کردیتا ہی کبھی انواع واقسام کے حوادثات مین مبتلا کرتا ہی پس یہ جشن غنیمت ہی کچھ ہم لوگ اپنے دلون کو خوش
کرلین آج تو لطف زندگی اُٹھالین بعد مدت البتہ یہ موقع ملا ہی نہین معلوم ظالم فلک سے کل کیا امور پیش آئین ہم
کہان ہون اور آپ کہان ہون یقین ہی کہ آپ اب اپنے لشکر مین یہان سے جائینگا وہان سے پھر کبھی ادھر
کاہیکو آئیگا یہان آپ کے آنے کا کیا کام ہی خواجہ نے جواب دیا اب مین ہرگز نے نہ بجاؤنگا دیرتک گا چکا
ہون اب کچھ بھی نہ گاؤنگا تمھاری خاطر سے مین نے اتنی دیرتک نے بجائی ہی اور چند غزلین گائین ہین کبھی
اتنی دیرتک نہین گایا زیادہ اس بارے مین مجھسے نکہو مجھے ملال ہوتا ہی کیونکہ تم اس طرح کہتے ہو جیسے کوئی
کسی ڈھوم ڈھاری سے گانے کو کہتا ہی مین ڈھوم ڈھاری نہین ہون شکر ہی خدا کا کہ اہل عزت سے ہون
اور امیر ثانی ہون شاہزادہ ولایت اول ہون پیشۂ عیاری سے کچھ میری شرافت مین کمی نہین ہوئی ہی
نافہم پیشہ ورون کو ذلیل وحقیر جانتے ہین اور اُنکو زمرۂ شرفا سے نہین جانتے ہین عقلا برعکس جہلا خیال
کرتے ہین مجھکو جاہلون کے کچھ کہنے سے غرض نہین ہی خردمندون سے مطلب ہی اور خوشنودی معبود درکار
ہی کیونکہ حصول زر بوجہ حلال کرتا ہون شب وروز اطاعت خدا مین بسر کرتا ہون غرض للہ الحمد والمنۃ پیش خدا
اور اُن بندگان خدا کے آگے ذی عزت وحرمت ہون کہ جو عاقل ہین یہ کہکے خواجہ خاموش ہورہے
عجائب جادو وخورشید روشن دل وسہراب بن لندھور وشہزادہ فیروزہ مازندرانی گشتاسب شاہ وغیرہ
نے چہرۂ خواجہ پر آثار برہمی پاکے کہا ای خواجہ آپکے ذی عزت ولیاقت ہونے مین کسیکو کیا کلام ہی
جہلا اور کفار جو چاہین آپ کی نسبت کہین ہمتو آپ کو خاصان خدا سے جانتے ہین اور اہل کمال شمار
کرتے ہین آپ کچھ ہمسے رنجیدہ نہون ہمنے محض اصرار نی نوازی کا اس واسطے کیا تھا کہ قلوب ہمارے
شائق اور گوش ہمارے مشتاق آپ کے نی ونغمہ کے تھے اگر آپ کو ملال ہوتا ہی توخیر اب کچھ نہ گائیے
اور اس وقت کی ہماری اس گستاخی کو عفو کیجیے خواجہ نے جواب دیا مین تم صاحبون سے ناراض
نہین ہون تمنے میری ایسی کونسی خطاے بزرگ کی ہی کہ جسے مین عفو کرون شاہزادہ رستم ثانی نے
تمام وکمال تقریر سبکی سُن کے خواجہ کو زروجواہر اُس وقت بھی دیا اور حکم کیا کہ اب جشن موقوف ہو
کیونکہ ساتوان روز بھی جشن کا تمام ہوچکا بمجرد حکم جشن موقوف ہوا اہل بزم عشرت سے بہت سے اشخاص
شاہزادہ رستم ثانی وعجائب جادو سے رخصت ہوے خصوص خورشید روشن دل اور اُسکا فرزند
اور جملہ اُسکے ملازم اعلی وادنی ودیگر اشخاص غیر ملازم خورشید روشن دل بھی مانند اُس بزرگ اخترشناس
کے کہ جسکا قبل اسکے ذکر کیا گیا ہی رخصت ہوے اور اپنے مواطن ومواکن کی طرف روانہ ہوے اسطرح
ارباب نشاط زر کثیر انعام مین لیکر رخصت ہوے بعد جانے اشخاص مذکورہ کے ایک روز سر دربار عجائب
جادو وشاہزادہ رستم ثانی نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا مین طلسم صندل کے فتح کرنے کی خوشی مین صندل
شاہ دیو تمار جادو کو بھول گیا اُنھین ہدایت نہین کی ابتک وہ دونون نابکار زنبیل مین ہین اس وقت اُنکو
زنبیل سے نکالیے اور ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیجیے آپ بھی اُنکو ہدایت کیجیے اور مین بھی اُنکو
ہدایت کرون شاید اُنکی مرتبہ کے ہدایت کرنے سے وہ راہ راست پر آئین دین اسلام اختیار کرین اگر
مسلمان ہوجائین تو فہو المراد صندلان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھا دیا جاے عجائب جادو کو اس تخت
حکومت سے اتارا جاے ورنہ صندلان شاہ کو آج ہی قتل کیا جاے اور عجائب جادو کو یہان کی

حکومت حوالے کی جاوے اور یہ تخت سلطنت تاحیات اُسکے بلکہ اُسکے اولاد کو بھی دیا جاوے خواجہ عمرو
ثانی نے بمجرد کہنے شاہزادہ موصوف کے صندلان شاہ کو اور بوتیمار جادو کو زنبیل سے نکالا اور ستون
بارگاہ سے دونون کو مضبوط باندھا چونکہ دونون ساحران مذکور کی زبانون مین سوزن تھا بخوف ہوکے
فتیلہ رافع بیہوشی سے ساحران مذکور کو خواجہ نے ہوشیار کیا اُنھون نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ دربار
آراستہ ہی صدہا بلکہ ہزارہا اہل دربار دربار مین علی قدر مراتب بیٹھے ہین عجائب جادو تخت حکومت پر
بیٹھا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے متصل تخت حکومت ایک ڈنگل پر شیرانہ بیٹھا ہی خواجہ عمرو ثانی کوڑا ہاتھ مین
لیے سامنے موجود ہین پھر اپنے حال پر اُنھون نے نظر کی کہ دست و پا ہمارے ستون سے محکم بندھے ہین
زبان مین سوزن ہی یہ حال مشاہدہ کرکے دونون ساحران مذکور نے خیال کیا کہ اس وقت ہم خواب
پریشان دیکھ رہے ہین کہان ہم اور اسیری ہمین کون قید کرسکتا ہی اور ستون بارگاہ سے باندھ سکتا ہی یہ
خیال کرکے آنکھین بند کرلین خواجہ عمرو ثانی نے کہا ای صندلان شاہ وای بوتیمار جادو آگاہ ہو کہ تمکو
مین نے اسیر کیا تھا اور بیہوش کیا تھا زنبیل مین ڈال لیا تھا اس وقت تمکو زنبیل سے نکالا ہی ستون
بارگاہ سے باندھا ہی دو فتیلہ دافع بیہوشی سے تمھین ہوشیار کیا ہی تم یہ خیال نکرو کہ ہم سورہے ہین خواب
پریشان دیکھ رہے ہین اس وقت تم ہوشیار و بیدار ہو جو کچھ ابھی تمنے آنکھین کھولکر دیکھا ہی وہ عین بیداری
مین دیکھا ہی نہ خواب مین لہذا آنکھین کھولو خواب کا خیال نکرو کبر و نخوت سے باز آؤ اپنے تئین ساحران
زبردست تصور کرکے یہ خیال نکرو کہ ہمکو کون شخص اسیر کریگا تم تو کیا ہو بڑے بڑے شاہان روے
زمین کے ایک طور سے بسر نہین کرتے ہین کبھی وہ حکمران ہوے ہین گاہ وہ قتل و اسیر ہوے ہین کبھی
وہ دست ظلم اعدا سے صحرا صحرا گریزان ہوتے ہین بعوض عیش و راحت کے ایذا و تکلیف انواع و اقسام
کی اُٹھاتی ہی سدا دن کسی کے یکسان نہین گذرے ہین صندلان شاہ و بوتیمار جادو نے یہ تقریر خواجہ
کی سُنکے پھر آنکھین کھولین اور یقین کیا کہ ہم اسیر ہوگئے ہین خواجہ نے ہمین ستون بارگاہ سے باندھا ہی
یہ باتین اپنے دل مین کرکے دونون ساحران نابکار محزون و مغموم ہوے اشک آنکھون مین بھر لائے
پھر غصہ مین آسمجھا کہ کوئی سحر زبان پر جاری کرین قید سے رہا ہون و دشمنون کو ہلاک کرین مگر سوزن زبان
مین پاکے اپنے ارادہ سے مجبور ہوے اور شرم و حیا سے سر جھکا کے سبکے سامنے بندھے ہوے
کھڑے رہے اور رویا کیے ایسی حالت مین خواجہ نے کہا ای صندلان شاہ وای بوتیمار جادو آگاہ ہو
کہ شاہزادہ جوان تخت رستم ثانی نے بعنایت الہی و بہ ہدایت لوح طلسم صندل کو فتح کرلیا مال و اسباب
طلسم کا اپنے قبضہ مین کیا نیہ یان طلسم کو رہا کیا شہر کو اہل اسلام سے آباد کیا کافرون کو قتل کیا سوا تم
دونون کے اب کوئی بیدین باقی اس شہر مین نہین رہا ہی اگر تمکو اپنی اسیری و قتل ہوجانے کا خیال ہی
اور رنج قید ہونے کا ہی تو ممکن ہی کہ رنج مذکور تمھارا مبدل بہ مسرت ہوجاے صورت رہائی یہ ہی
کہ اپنے دین سے تارک ہو خداوند تال آئینہ رو و سامری و جمشید وغیرہ جملہ اپنے خداوندون پر لعنت
کرو کہ وہ سب مردود ہین مانند شیطان کے گمراہ خود بھی ہین اور تمکو بھی اُنھون نے گمراہ کیا ہی ایسے
گمراہ کنندہ پر لعنت کرو سجدہ اُنکو نکرو اپنے معبود حقیقی کو پہچانو تم نادان نہین ہو دانا و عاقل ہو خیال
کرو کہ جسنے یہ آسمان و زمین اور شجر و حجر و بحر و بر و انسان و حیوان و ما فیہا کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی

وہی لائق سجدہ ہی ہم اہل اسلام اُسی کو سجدہ کرتے ہین تم بھی اُسی کو سجدہ کرو کلمہ پڑھو مسلمان ہو عقاید دین
درست کرو اگر خلاف اسکے کروگے رہا ہونا تو کجا اِسی وقت قتل ہوگے ہمنے تمکو ہدایت کی ہی لازم ہی کہ
مسلمان ہونے سے انکار نکرو اگر کوئی عذر ہو اُسے بہ اشارہ بیان کردیہ کہکے خواجہ خاموش ہوے صندلان شاہ
و بوتیمار جادو نے تقریر خواجہ کی سُن کے ازحد برہم ہوکے دونون نے باشارہ جواب دیا ای خواجہ ہمنے
عبث ہمکو ہدایت کی ہم ہرگز تمھارے خدا کو سجدہ نکرینگے کلمہ زبان پر جاری نکرینگے مسلمان نہونگے ہم
خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کرتے ہین اُسی کو سجدہ کیا ہی اور اُسی کو تازندگی سجدہ کرینگے خواجہ
عمر وثانی نے اُنکے اشارہ چشم و ابرو کی تقریر سمجھ کے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا مین تو اُنکو ہدایت کرچکا
یہ دونون نابکار مسلمان ہونے سے انکار کرتے ہین اب تم اُنکو ہدایت کردیا نکرو تمھین اختیار ہی شاہزادہ
موصوف نے گفتگوے خواجہ سُن کے ہرچند صندلان شاہ و بوتیمار جادو کو تادیر ہدایت کی اور عجائب
جادو نے بھی اپنے برادر کلان صندلان شاہ سے کہا ای برادر گو مین چھوٹا تمسے ہون مگر تمکو سمجھاتا ہون
کہ دین اسلام دین حق ہی سوا اس دین کے کوئی دین خوب نہین ہی لہذا خداوند تمثال آئینہ رو کی
پرستش سے اجتناب کرو میری طرح تم بھی مسلمان ہوجاو یہ تخت و تاج تمھارا موجود ہی یہان کی حکمرانی تمھین
مبارک ہو لیکن صندلان شاہ و بوتیمار جادو نے مسلمان ہونا قبول نکیا اشارے سے جواب دیا کہ ہم
مسلمان ہرگز نہونگے قتل ہوجانا ہمین قبول ہی اس ذلت کی زندگی سے کہ مسلمان ہون خداے نادیدہ کو
سجدہ کرین کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرین جب شاہزادہ رستم ثانی کو بہت غصہ آیا فی الفور ملازمون کو حکم
کیا کہ جلاد کو بلاؤ اُس سے کہو کہ اسی جگہ بوتیمار جادو اور صندلان شاہ کو قتل کرین کہ باعث عبرت ساکنان شہر
صندل ہو حسب الحکم ملازمون نے جلاد کو طلب کیا وہ تیغہ بکف حاضر ہوا بعد سلام کرنے کے ہرچند
کہ ملازمون سے سُن چکا تھا احتیاطاً پھر شاہزادہ رستم ثانی سے دست بستہ پوچھنے لگا کیا حکم ہی خادم کو
کیون طلب کیا ہی کون شخص لائق کشتنی ہی کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہی کون اجل رسیدہ ہی مین قوی بازو ہون
سنگدل ازحد ہون رحم مطلق میرے دل مین نہین ہی قتل کرنا میرا کام ہی زندہ کرنا پروردگار کا کام ہی
ذرا سمجھ بوجھ کر کسی کے قتل کرنے کا حکم دیجیے گا شاہزادہ رستم ثانی نے باشارہ کہا صندلان شاہ
و بوتیمار جادو کو سر دربار قتل کر ہمارے سامنے سر ان دونون کے تن سے جدا کر جلاد مذکور یہ سُن کے
جانب صندلان شاہ و بوتیمار جادو چلا اس جگہ بعض داستان گویان خوش تقریر نے یون بھی بیان کیا ہی کہ بعد فتح
طلسم صندل عین جشن مین کہ سات روز تک جشن خوشی فتح طلسم کا کیا گیا تھا حکم شاہزادہ رستم ثانی سے
عمر وثانی نے صندلان شاہ کو اور بوتیمار جادو کو زنبیل سے نکالا اور شاہزادہ نے اُنکو ہدایت کی اور
اُنھون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا غرض بہر طور شاہزادہ کو غصہ آیا اور جلاد کو طلب کیا جیسا کہ قبل اسکے
اس کتب مین لکھا ہی جب جلاد مذکورہ پاس ساحران مذکور کے پہونچا اور دو حکم قتل کرنے کی شاہزادہ
نے اُسے دیئے ہنوز تیسرا حکم ندیا تھا جلاد منتظر تیسرے حکم کا تھا تیغہ بکف کھڑا ہوا تھا صندلان شاہ
و بوتیمار جادو سے کہہ رہا تھا کہ ای اجل رسیدگان کوئی دم مین تمھارے سر گردن سے جدا ہوجائیگا لہذا جو
حسرت دل مین ہو اُسے نکال لو جو کچھ کھانا ہو کھالو پیاسے ہو تو پانی پی لو جسے دیکھنا منظور ہو اُسے
دیکھ لو توقف نکرو اگر دیر کروگے اور تیز حکم تمھارے قتل کرنے کا آنے لگا تو پھر پچھتاؤگے حسرت دل

نکال لسکو گے مین مہلت بھر ندونگا جلد قتل کرونگا صندلان شاہ و بوتیمار جادو تقریر جلاد کی بغور سُن رہے
تھے جواب کچھ دینے نپارے تھے قتل ہونے کے غم سے مغموم تھے اجل پیش نظر تھی جلاد تیغہ بکف سر پر
موجود تھا اشک آنکھون سے روان تھے ناگاہ سوے فلک ایک ٹکڑا ابر سیاہ کا پیدا ہوا اُس ابر مین
از حد برق چمکتی تھی اور نہایت آواز رعد کی تھی وہ بعجلت تمام آیا اور جس جگہ عجائب جادو بالاے تخت حکومت
بیٹھا ہوا تھا وہین وہ ابر آکر ہوا پر قائم ہوا بعد ایک لمحہ کے اُسی ابر سے بہلے ایسی ایک برق ظاہر ہوئی کہ
عجائب جادو و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کی آنکھین جھپک گئین بعدہ دو پنجے اُسی ابر سے پیدا ہو کے مثل
برق کے گرے ایک پنجہ نے صندلان شاہ کو اُٹھا لیا دوسرے نے بوتیمار جادو کو اُٹھا لیا خواجہ
نے ہر چند محکم ان دونون ساحرون کو ستون سے محکم باندھا تھا مگر اُن پنجون کے گرنے سے وہ ستون
سے کھل گئے خواجہ یا حفیظ و یا حافظ حقیقی زور سے کہہ کے بیٹھ گئے اور جلدی سے گلیم زنبیل سے
نکال کے اوڑھ لی خواجہ نے نواسے تیئن اس طرح بچا یا جیسا کہ لکھا گیا لیکن جلاد مذکور کہ تیغہ بکف
منتظر تیسرے حکم کا کھڑا تھا تیغہ چمکا رہا تھا اپنے زور بازو پر ناز کر رہا تھا دفعتہً پنجۂ اجل مین گرفتار
ہو گیا یعنی وہ دو پنجے جو مانند برق اُس ابر سیاہ سے نکل کے گرے تھے اُنھون نے جلاد کو ہلاک کر کے
صندلان شاہ و بوتیمار جادو کو اُٹھا لیا جیسا کہ لکھا گیا بعد اُٹھانے ساحران مذکور کے وہ پنجے باہم
ہوے اور یہ آواز آئی کہ اے رستم ثانی آگاہ ہو کہ ہم اپنے بادشاہ و خداوند کے حکم سے صندلان شاہ
و بوتیمار جادو کو لیے جاتے ہین تجھکو داغ اُنکے زندہ رہنے کا دیے جاتے ہین اور اسی وقت انکو سوے
طلسم آبگینہ پاس اپنے خداوند کے لیے جاتے ہین ہر چند تو دلاور و بہادر ہے اور اپنے وقت کا رستم ہے مگر تو
جانب طلسم آبگینہ جا نہین سکتا اگر متصل اُسکے کسی طرح سے جائیگا تو بہت پچھتائیگا ہمارے مالک
و خداوند کے قہر و غضب مین مبتلا ہو گا ایک دم مین خاک سیاہ جل کے ہو جائیگا یا اسیر ہوگا کوئی تجھکو رہا نکر
سکیگا بس واسطے قتل کرنے صندلان شاہ و بوتیمار جادو کے اور بربادی طلسم آبگینہ کے ارادہ
نکرنا اگر جسارت کر کے حد طلسم آبگینہ تک تو جائیگا تو بہت پچھتائیگا ان دونون کا تو ہاتھ آنا کجا تو اپنی
جان گنوائیگا یا قید ہوگا ہم اس وقت تجھکو قتل کرتے اور عجائب جادو اور جملہ اہل دربار کو ہلاک
کرتے کسی کا نام و نشان باقی نرکھتے مگر مجبور ہین کہ ہمارے مالک و خداوند کا ہمین حکم تم سبھون کے
قتل کرنے کا نہین ہے صرف جلاد کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اُسے ہمنے ہلاک کیا اور تمسے ہمنے
دشمنی نکی اگر ہمارے خداوند رحم دل نہوتے اور مانع تمھاری قتل کے نہوتے تو ابھی تم سبکو ہم ہلاک
کرتے یہ کہکے وہ پنجے اُس ابر سیاہ کے جا کر نہان ہوے ابر طرف طلسم آبگینہ کے بصد ہیبت روانہ ہوا
اودھر شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و خواجہ عمرو ثانی و جملہ اہل دربار کو اُن پنجون کے گرنے سے اور
صندلان اور بوتیمار جادو کے لے جانے سے اور اُنکی تقریر سے بدرجہ کمال حیرت ہوئی اور کسی کا
کچھ بس نچلا کہ ہاتھ سے اُن پنجون کے صندلان شاہ و بوتیمار جادو کو جاکے چھین لے سب اشخاص
بیٹھے ہی رہے کچھ بھی اُن پنجون سے زبردستی اور زور آزمائی کر نہ سکے انھین زور بازو اپنا دکھا نہ سکے
وہ سب ساحران مذکور کو اُٹھا لے گئے یہ ہاتھ مل کے رہگئے کیونکہ سر دست جملہ اہل دربار و عجائب جادو
مسلمان ہوے تھے سحر سب لوگ بھول گئے تھے کیونکر اُنکو روک سکتے اور صندلان شاہ اور بوتیمار جادو

کوئے جانے نہ دیتے غیر ساحر ہوکے ساحرون سے کہ بشکل پنجہ گرے تھے کیا مجادلہ و مقابلہ کر سکتے تھے
غرض آمدم بر سر مطلب جب وہ پنجے ساحران مذکور کو اُٹھانے گئے اور سب کو نہایت حیرت ہوچکی اُسوقت
خواجہ نے گلیم اُتار کر شاہزادہ رستم ثانی سے کہا اے شاہزادۂ ذیوقار کچھ رنج نکر صندلان شاہ و بوتیمار
جادو کے قتل نہونے کا بابا خوش ہو کہ وہ چلے گئے پنجے اُنکو لے گئے تیری جان بچی ایک بلا آئی تھی خدا نے
اُسے دفع کی اگر صندلان شاہ اور بوتیمار جادو قتل ہوجاتے تو کیا ہوتا اور اب وہ زندہ رہے تو کیا غم ہے
طلسم صندل فتح ہوچکا ہے مال و اسباب قبضہ مین آچکا ہے مدعائے دلی بر آچکا ہے شاہزادہ رستم ثانی نے جواب
دیا مجھکو رنج کچھ بھی نہین ہے صرف اسقدر خیال ہے کہ ایک دشمن جان لینے صندلان شاہ دوسرا بوتیمار جادو دشمن آبرو
یہ دونون زندہ بچکر نکل گئے شاید قابو پا کے کسی وقت دشمنی کرین خواجہ نے جواب دیا اے فرزند قبل از
وقوع واقعہ یہ خیال تیرا بیکار ہے جب وہ وقت آئیگا دیکھا جائیگا پیش از مرگ واویلا کرنا کام خردمندون کا
نہین ہے یہ کہکے خواجہ ایسی باتین کرنے لگے کہ سب ہنسنے لگے خصوص شاہزادہ عالیجاہ رستم ثانی
و عجائب جادو مسکرائے خیال صندلان شاہ و بوتیمار جادو کا دل سے دور ہوا جب وہ دن گذرا
دوسرے روز خواجہ نے رستم ثانی سے کہا اب مین اپنے لشکر مین جاؤنگا مجھے رخصت کرو امیر ثانی
کو تردد ہوگا شاہزادہ رستم ثانی نے ٹھہرانا اُنکا مناسب نجانکر کہا اچھا آپ تشریف لیجائین اب یہان
آپکے تشریف رکھنے کی کوئی ضرورت بھی نہین ہے مین ایک عرضی لکھتا ہون وہ عرضی آپ لیتے جائیے امیر
ثانی کو دیدیجیے گا اور جو کچھ مین زبانی کہونگا وہ بھی کہدیجیے گا یہ کہکے میرمنشی کو طلب کرکے بعد القاب عرضی
اس مضمون کی امیر ثانی کو لکھوائی کہ یہ خاکسار ذرۂ بمقدار قدم میمنت شیم حضور سے جدا ہوکے یہان آیا
عنایت الٰہی اور برکت دعاے حضور سے اس کمترین نے طلسم صندل کو فتح کیا مردمان شہر کو مسلمان
کیا و بیرونبتکدے منہدم کرائے مساجد جا بجا بنوائین سکہ بنام بادشاہ جمجاہ سکندر حشم فریدون خدم ظل اللہ
جہان پناہ خسرو عالی مقام حارث بن سعد بادشاہ لشکر اسلام دام اقبالہ و اجلالہ کا اس شہر مین جاری کرایا
خاص و عام اس شہر کے قدمبوسی جناب کے ازحد مشتاق ہین یہ دعا خدا سے شب و روز کرتے
ہین کہ کوئی سبب ایسا ہو کہ ہم سب شرف قدمبوسی امیر ثانی ذیوقار بعنایت پروردگار حاصل کرین
کیا خوب ہوتا کہ اس طرف آپ تشریف لاتے یہان کی سیر کرتے تمناے اہل شہر آپکی زیارت
و قدمبوسی سے بر آتی اور مین بھی زیارت مصحف رخ پرنور جناب سے مشرف ہوتا چونکہ شوق قدمبوسی جناب
بحد ہے ارادہ ہے کہ بعد چند روز کے یہان سے روانہ ہون جلد تر خدمت عالی مین پہونچون یہ حقیر فی الفور بعد فتح
طلسم صندل یہان سے سوے لشکر جناب کوچ کرتا لیکن عجائب جادو وغیرہ کے کہنے سے مجبور ہے چند
روز قیام کیا ہے بعد چند روز کے انشاء اللہ تعالیٰ یہان سے کوچ کریگا تمام مال و اسباب اور
سواران صندلی پوش کہ یہ سب طلسم صندل سے دستیاب ہوئے ہین ہمراہ لیکر خدمت عالی مین آئیگا
بالفعل جناب عموی صاحب نامدار یعنی خواجہ عمرو ثانی ذیوقار یہان سے روانہ ہوتے ہین آپ کی
خدمت عالی منزلت مین آتے ہین یہ خاکسار بدست آنجناب چند در چند تحائف و ہدایا نادر و بیعدیل فرنگیہ
مانند بارگاہ صندلی و زرہ و خود و شمشیر و سپر و تاج ہاے مکلل بجواہر وغیرہ خدمت عالی مین ارسال کرتا ہے
ان ہدایا و تحف مین سے کچھ بادشاہ اسلام کو دیجیے اور کچھ آپ قبول فرمائیگا اور میری جانب سے

بصد ادب بادشاہ موصوف کی خدمت مین تسلیم کہدیجیے گا اور فرمایئے گا کہ رستم ثانی نے عرض کیا ہے کہ اگر
خدا نے چاہا تو مین جلد تر حاضر ہوتا ہون شرف جوتنے پایۂ تخت شاہی کا حاصل کرتا ہون اور میری طرف سے
شاہزادہ بدیع الملک کو بہت بہت بندگی کہدیجیے گا اور میرے والد ذیوقار ایرج نامدار کی خدمت والا
مین بھی بہت بہت آداب و تسلیم کہدیجیے گا جب سے مین نے اپنے برادر ذیقدر و ذیوقار یعنے شہریار کے
تشریف لانے کا احوال خواجہ سے سنا ہے دل بہت شادمان ہے اُنسے ملنے کا بھی مجھکو از حد اشتیاق ہے
اُنھین بھی میری طرف سے تسلیم پہونچے اور جملہ احباب و عزیزان قریب و بعید کو بھی درجہ بدرجہ میری طرف سے
سلام و بندگی پہونچے جب میر منشی عرضی اس مضمون کی لکھ چکا سر نامہ عرضی لکھا گیا بعدہ سر نامہ عرضی پر شاہزادہ رستم
ثانی نے اپنی مُہر کی پھر وہ عرضی لفافہ مین بند کر کے خواجہ کے حوالے کی اور بہت سے تحائف نادر زمانہ
کہ اسمین بعض بعض کا ذکر کیا ہے خواجہ عمرو ثانی کو دیکر کہا کہ ان تحف و ہدایہ کو لے جایئے خدمت امیر ثانی
مین پہونچایئے گا مین نے اس عرضی مین تمام حال تحف و ہدایہ کا درج کر دیا ہے سوا اسکے اور جو کچھ لکھنا منظور تھا
لکھدیا ہے آپ زبانی بھی جناب امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام و شاہزادۂ بدیع الملک و شاہزادۂ ایرج
ذیوقار کی خدمت مین میری جانب سے آداب و تسلیم کہدیجیے گا اور جو کچھ بیان کا حال آپنے دیکھا ہے
بیان کیجیے گا اور کہدیجیے گا کہ رستم ثانی اگر خدا نے چاہا تو جلد حاضر ہوگا خواجہ عمرو ثانی تمام تقریر شاہزادۂ رستم
ثانی کی سُنکے برہم ہو کے کہنے لگے کہ ای رستم ثانی کیا تینے مجھکو خائن تصور کیا ہے معتبر نہین سمجھا ہے
کہ اس عرضی مین تمام حال ان تحف و ہدایہ کا لکھدیا ہے اگر اس عرضی مین سب ہدایہ و تحف بہ تفصیل تحریر نکرتے
تو کیا مین کچھ ہدایا و تحائف انھین سے لے اور امیر کو جاکر ندیتا شاہزادۂ رستم ثانی نے جواب دیا مین نے
اس خیال سے کہ آپ کچھ تحف اِن ہدایا مین سے نہ لین اس عرضی مین حال اُنکا درج نہین کیا ہے
بلکہ واسطے طول عبارت عرضی کے لکھوا دیا ہے آپ برہم نہون جو خیال آپنے کیا ہے اسے اپنے دل سے
دور کرین شاہزادہ رستم ثانی نے زبان سے اس طرح مطمئن کیا مگر خواجہ سمجھ گئے واقعی مین اسی وجہ سے
سے تمام حال تحف و ہدایہ کا عرضی مین لکھوایا ہے کہ یہ جناب طماع و حریص ہین مبادا ارادہ مین کچھ اسمین تغلب و تصرف
نکرین خواجہ نے جواب دیا او چھوکرے تیری باتین مین خوب سمجھتا ہون تو لاوے بلے درزبان ہے
ہم ایسے اپنے بزرگون سے ایسی باتین کرتا ہے ہمکو معتبر نہین جانتا ہے شاہزادۂ رستم ثانی نے جب
دیکھا کہ خواجہ برہم ہین غصہ مین بھرے ہین برلیے دفع ملال خواجہ یہ تدبیر کی کہ ایک کشتی پر از زرد
جواہر اور ایک کشتی مین ایک خلعت فاخرہ اپنے ملازمون اور خیرخواہون سے طلب کرکے خواجہ کو دیا
اور دست بستہ عرض کیا اس ہدیہ مختصر کو اس وقت قبول کیجیے خواجہ نے دونون کشتیون سے کشتی پوش
اُٹھا کے جو دیکھا دیکھتے خوش ہوئے غصہ دور ہوا آثار خوشی و خندہ چہرے سے ظاہر ہوئے بے تامل کہنے لگے
ای فرزند دلیر کیا کہنا تیری ہمت و شجاعت مشہور ہے تو اپنے ہم چشمون مین بے مثل و بے نظیر ہے میرے برہم ہونے کا
ملال نکرنا مین یونہین برہم ہوا تھا یہ باتین میری ظاہر کی تھین دل سے مین تیرا دوست و خیرخواہ و مداح ہون
خصوصاً عجائب جادو ہمیشہ اس تخت حکومت پر حکمران رہے عجائب جادو نے یہ سُن کے اپنے ملازمین
سے اشارہ کیا دو کشتیان لے آئے روبرو خواجہ کے رکھ دین خواجہ نے اُنکو دیکھا کہ زرد جواہر و
خلعت فاخرہ ہے مگر جو دو کشتیان شاہزادۂ رستم ثانی نے منگوا کر مجھے دین تھین ویسی یہ کشتیان نہین ہین زرد

جواہر اور خلعت مین کچھ کچھ کمی ہی خواجہ نے کشتیان دیکھکر کچھ اور عجائب جادو کی تعریف کی بعدہ چارون کشتیان
اُٹھاکر زنبیل کے پاس لے جاکر کہا لیجئے دادا جان ان چارون کشتیون کو انکو بہت حفاظت سے رکھیے گا
امین سے کچھ تلف نہونے پاوے یہ چیزین بخشیں آپ سے لونگا یہ کہکے نذر زنبیل کین پھر شاہزادہ رستم
ثانی اور عجائب جادو اور ملکہ زنگاین کاکل کشا اور اسکی مادر ملکہ ماہ سبز پوش زوجۂ عجائب جادو وغیرہ
سے رخصت ہوئے ہر ایک نے ہنگام رخصت علے قدر اپنے رتبہ کے خواجہ کو دیا خواجہ
نے لینے سے انکار نکیا جو کچھ جسنے دیا لے لیا اور اُسکی تعریف کی بعد تعریف کرنے کے جو جو کچھ جسنے دیا
تھا سب نذر زنبیل کیا اور عرضی مذکور اور ہدایا و تحف مسطور لیکر چلے اس وقت شاہزادہ رستم ثانی نے
ملکہ نوبہار گوہر پوش معشوقہ بدیع الملک کو طلب کر کے خواجہ کے سپرد کیا اور کہا آپ انکو ساتھ اپنے
لے جاوے بدیع الملک کو جاکر انکو اُنکے حوالے کر دیجیے گا خواجہ نے اس وقت چند سیب اپنی
زنبیل سے نکالے اور ملکہ نوبہار گوہر پوش سے مخاطب ہوکے کہا اے ملکہ دیکھو یہ سب کیا اچھے ہین یہ سیب
عیوب سے بری ہین نہایت خوش ذائقہ ہین غور سے دیکھو کیسے خوبصورت ہین کیونکہ یہ خوبصورت دیکھے
مین نہون کہ پرستان کے ہین جب مین کوہ قاف کی طرف گیا تھا باغستان پرستان مین سے مین نے یہ سیب توڑے
تھے اور زنبیل مین رکھ لیے تھے اس وقت دل چاہا کہ ایک دو سیب تمہین کھلاؤن انکا مزہ تمہین چکھاؤن
گو یہ سیب وہ سیب ہین کہ سوائے پرستان کے یہان کسی بادشاہ ہفت کشور کو بھی میسر نہین ہین اور کوئی
قیمت انکی دے نہین سکتا ہی اور نہ مین تم سے انکی قیمت اس وقت طلب نہین کرتا ہون لشکر مین جاکر
دے دینا یہ کہکر انمین سے ایک سیب دیا ملکہ مذکورہ نے خواجہ کے اصرار کرنے سے کھایا کھاتے ہی
سر کو گردش ہوئی بیہوشی نے تاثیر کی چھینک آئی فی الفور بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسے نذر زنبیل کیا اس
جگہ بعض داستان گویان خوش تقریر نے یون بھی لکھا ہی کہ بیہوش نہین کیا ملکہ کو اپنے ہمراہ لیا غرض بہرطور
خواجہ ملکہ مذکورہ کو ہمراہ لیکر چلے شاہزادہ نے تھوڑے آدمی خواجہ کے ہمراہ کیے خواجہ نے کہا ان
لوگون کو میرے ہمراہ نکرو مین تنہا جاؤنگا چالاک و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی نے کہا
ہم بھی آپکے ساتھ ہی چلتے ہین یہ کہکے شاہزادہ رستم ثانی سے طالب رخصت ہوئے شاہزادہ نے
اُنسے کہا تم ہمارے ساتھ بعد چند روز کے یہان سے سوئے لشکر اسلام چلنا عیاران مذکور مجبور
ہوئے خواجہ اُنھین چھوڑ کے تنہا روانہ ہوئے جملہ اسباب و تحائف مذکورۂ بالا کو زنبیل مین ٹھکر
رہ نورد ہوئے حال انکا بمقام مناسب لکھا جائے گا یہان دل شاہزادہ رستم ثانی کا بعد جانے خواجہ کے
گھبرایا ہر چند دل کو سیر و تماشون مین بہلانا چاہا مگر نہ بہلا آخرکار ایک روز شاہزادہ نے عجائب جادو
سے کہا دل ہمارا بہت گھبراتا ہی یا تو ہمکو رخصت کرو کہ ہم بھی جانب لشکر اسلام جائین یا کسی ایسے
صحرائے سبزہ زار مین ہمکو لے چلو کہ جسمین وحش و طیر بکثرت ہون تاکہ اُنکے شکار کرنے سے دل ہمارا بہلے
عجائب جادو نے عرض کیا مین ابھی آپ کو آپکے لشکر مین جانے نہ دونگا ہان آپ شکار کرنے کے واسطے
چلیے مین سامان شکار کھیلنے کا کرتا ہون یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد سامان شکار کھیلنے کا
کرو انھون نے حسب الحکم دو روز مین سامان کیا تیسرے روز شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ عجائب جادو
و سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندانی و گشتاسپ شاہ شاہ وغیرہ چند اشخاص خاص کے تھوڑے

سواروں کو اور کچھ بھیجا اور قراول وغیرہ کو ہمراہ لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر ایک سمت روانہ ہوا ادھر تو شاہزادہ سوے صحراے سبزہ زار براے شکار روانہ ہوا اُدھر وہ ساحران نابکار جو میدان کارزار سے ہنگام جنگ عظیم بروقت اسیر ہونے صندلان شاہ کے مقام درقلعہ طلسمی سے بھاگ گئے تھے بعد قطع راہ دور و دراز نالہ کنان و اشک ریزان اُس شہر میں پہونچے کہ جس شہر میں تمثال آئینہ رو تھا اور خداوندوں کے سحر کے زور سے افلاک و عرش کہ وہ شب نمود بے بود تھے تیار کرکے بالاے عرش بیٹھا تھا جب ساحران مذکور نالہ کنان قریب خداوند مذکور پہونچے شور و غل جو ہوا تمثال آئینہ رو گھبرایا اپنے بندگان مقرب سے باشارہ پوچھنے لگا کہ یہ شور و غل کیسا ہے کیا کوئی بندہ ہمارا ہمسے فریاد کرتا ہے کیسی بندے نے کو ہمارے کسی ظالم نے ستایا ہے ہرچند ہم جانتے ہین مگر تم دریافت کرکے ہمسے بیان کرو اُنھون نے بعد دریافت کرنے کے عرض کیا اے خداوند تھوڑے ساحر ساکنان طلسم صندل نالان اشک ریزان آئے ہین اُمیدوار ہین کہ جمال خداوند کو دیکھین سجدہ کرین جس درد و مصیبت مین مبتلا ہوے ہین اُسے بیان کرین اپنی مراد کو پہونچین خداوند ملالیق و مردود نے یہ سُن کے مسکرا کے کہا یہ تقدیر ہے ہمنے تو دو سال قبل اس زمانہ کے کی تھی کہ چند در چند ساحران آفت رسیدہ طلسم صندل کی طرف سے ہمارے زیر عرش فریاد کنان آئینگے ہمسے فریاد کرینگے اور ہم رحم کھا کے اُنکی فریاد کو پہونچینگے اُن بندگان مقرب نے عرض کیا خداوند نے بہت بجا ارشاد کیا یہ کہکے وہ خاموش ہوے اودھر اُس خداوند شیطان خصال نے دریچہ قدرت سے سر اپنا باہر نکالا اور ایسا ایک سحر پڑھا کہ برق چمکی وہ ساحران نابکار جلوۂ خداوندی جان کے کچھ چہرۂ خداوند مردود پر نظر کرکے جلد واسطے سجدے کے خاک پر جھکے پھر حکم خداوند سے سر اپنا خاک سے اُٹھا کے سب نے دست بستہ رو کے عرض کیا کہ اے خداوند جو حال کہ طلسم صندل مین گذرا ہے وہ ہم کیا بیان کرین کیونکہ آپ خداوند ہین خود ہی جانتے ہین یہ کہکے وہ خاموش ہوے خداوند نابکار نے بہ آواز بلند کہا گو ہم جانتے ہین مگر تم اپنی زبان سے بیان کرو کہ اس وقت مصلحت ہماری یہی ہے اُنھون نے یہ سُن کے عرض کیا اے خداوند شاہزادہ رستم ثانی نے دلیرانہ لوح طلسم صندل بعد خرابی و مشکل حاصل کرکے مرحلات طلسم صندل کو توڑ کے درقلعہ طلسمی پر آیا صندلان شاہ سے اور اُس سے جنگ عظیم ہوئی انجام کار عین جنگ مین شاہ طلسم اسیر ہو گیا خواجہ عمرو ثانی نے اُسے زنبیل مین داخل کر لیا لشکر شاہ طلسم بعد گرفتاری شاہ مذکور کے بیدل ہو کے پسپا ہوا بلکہ میدان جنگ سے بھاگا ہنگام گریز بہت سے مردم قتل ہوے کچھ امان طلب ہوے ہم دشمنوں کے ہاتھ سے جانبر ہو کے برلے فریاد یہان آئے ہین جو حکم ہو بجا لائین تمثال آئینہ رو نے برہم ہو کے حکم دیا کہ اے نالائقو تم یہان بھاگ کر آئے ہو جلد دور ہو جو ہماری مصلحت مین ہو گا وہ ہو گا ساحران مذکور یہ سُن کے اپنے مواکن کی طرف تو نگئے مگر ایک سمت روانہ ہوے

داستان نامہ روانہ کرنا تمثال آئینہ رو کا جمہور تاجدار کو اور روانہ ہونا اُسکا مع سپاہ و پہلوانان نامی و مہتر اسرار باد یا عیار بلاے روزگار کے سمت طلسم صندل اثناے راہ مین شکار کھیلنا رستم ثانی سے گفتگوے سخت کرنا پھر متواتر طبل جنگ بجوا کر لڑنا مہتر اسرار باد و عیاران لشکر اسلام کا پھرتی عیاریان کرنا آخرکار شکست کھا کر سوے جمہوریہ بھاگنا رستم ثانی کا اُسکے تعاقب مین جانا مع حالات دیگر۔ ساقی نامہ

جامی ز شراب ناب دادن
یعنی گزک و شراب دادن
یک ساغر می بکیف نہادن
کشتی حیا در آب دادن
سیف تو ہمین بہ نذر خواہد

زان پس رتقی کباب دادن
صدرہ ز ہمین کرم نمودن
ز شستی مرا صواب دادن
در ہر حرفی رسانیدن آبی
یک قصۂ لاجواب دادن

کار تو ہمین ست ساقی من
ساغر ز می گلاب دادن
بحر دل من بجوش کردن
در ہر سخنی ست تاب دادن

زینت افزایان معشوقہ افسانۂ کہن وردولق و زیب دہندگان دلبر قصہ دیرینہ بوجہ احسن اس داستان نادر کو یون لکھتے ہین کہ جب شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے ہمراہیون کے بصد خوشی و خرمی جابجا کوچ اور مقام کرتا ہوا اثنائے راہ مین آبادی و کوہ و دشت کی سیر کرتا ہوا ایک روز اس صحرائے سبزہ زار مین پہونچا کہ جس صحرا مین شکار کھیلنے کا ارادہ کر کے اتنی صعوبت رہروی اختیار کی تھی پہونچا دیکھا عجب صحرائے سبزہ زار ہی کوسون تک فرش سبزہ شاداب کا بحکم خالق بحر و بر بچھا ہی وہ سبزہ شاداب الیسا مرغوب چشم و قلب ہی کہ فرش مخمل سبز سے کہین بہتر اور اچھا ہی دیکھنے سے اسکے آنکھون مین جنگی دل کو فرحت روح کو راحت حاصل ہوتی ہی طبیعت بے اختیار اسپر استراحت کرنے پر مائل ہوتی ہی وہ سبزہ سبزہ خطان دہر سے بہتر ہی دیدار اس سبزہ کی آنکھون کو بصد رغبت مد نظر ہی روح تن مین اسکی سیر سے آرام پاتی ہی دیکھنے سے بے اختیار آنکھون مین نیند آتی ہی غنچۂ دل پژمردہ مانند گل شگفتہ ہوتا ہی دیکھنا اسکا دل دردمند سے آرام و صدمات کھوتا ہی صحرائے سبزہ زار لباس سبز مانند خضر کے پہنے ہی انگشت جادہ سے مردمان راہ رو کو راہ بتاتا ہی اور مریضون اور مردہ دلون کو مثل مسیحا کے ایک دم مین سیر اپنی دکھا کے شفا دیتا ہی اور گویا جلاتا ہی ممکن نہین ہی کہ برسون کا بیمار اس صحرا کے سبزہ زار کی سیر کرے اور صحت نپاوے اور نہین ہو سکتا کہ کوئی افسردہ دل اس صحرا کی سیر کرے اور دل اسکا شگفتہ نہو جاوے ہوا اس صحرا کی ایسی سرد و معتدل و مسیحا نفس ہی کہ اگر مردون کے بھی اجسام تک پہونچے تو تعجب نہین کہ بقدرت خدا زندہ ہو جائین صحرائے عدم سے گلشن ہستی مین آئین وہ جابجا صحرا مین نہرین کہ جنکو دیکھکر تسنیم و سلسبیل بھی غیرت سے آب آب ہون عجب نہین کہ روانی انکی دیکھکر بحر ذخار بھی رشک سے مائل حجاب ہو پانی انکا نہایت صاف و پاک و سرد و شیرین و خوشگوار جان بخش تشنہ گان اور قلب بیتاب و بیقرار خوشا آب نہرہائے مذکور کہ آب بقا سے آبرو و خاصیت دنیا بھر مین بہتر عجیب پانی سرد و شیرین کہ بحر جہان مین مثل اسکا کمتر نہین نہین اگر وہ پانی حلق بیمار سے اتر جاے خاصیت تبرید کی پیدا کرے تب شدید اتر جاے مریض آب و ہوا سے فی الفور صحت پاوے اگر کوئی مذبوح اس آب روان کو پی لے طبیعت اسکی روان ہو جاے اور اگر آب بقا اسکو دیکھ لے تو چادر سے منہ اپنا چھپاے درخت اس صحرائے سبزہ زار کی رشک اشجار بوستان نظر آئے سب نہایت خوبی سے پھولے پھلے پاے سایہ ان درختون کا رشک سایہ ہما تھا دل راحت طلب انکے سایۂ آرام رسان پر نہایت ہی فدا تھا وہ برگ سبز و شاداب انکے وہ اصول و فروع ان درختون کے کہ دراصل ان سے قدرت خدا کا ظہور تھا جو درخت تھا رتبۂ تجلی مین گویا رشک درختان وادی ایمن و کوہ طور تھا ہر ایک درخت خلعت برگہاے سبز خضر سے سبز پوش کی مثال تھا اور ہر شجر عطیہ خلعت سرکار باغبان جہان سے خوش اور نہال تھا قدرت پروردگار صحرائے سبزہ زار مین دیکھکر وجد مین آکے جھومتا تھا بے ثمر ان درختون کو دیکھکر کہتے تھے کہ یہ درخت ہوا سے ہلتے ہین اثمار ان درختان صحرائے سبزہ زار کے اشجار بوستان و میوہ دار

نخل سے کہین رنگ و بو و ذائقہ مین بہتر تھے سیب و انار و دیگر اثمار درختان باغ ارم سے خوبی و مزہ مین گوے سبقت لے گئے تھے کوئی شجر مثل سر و سرکش نہ تھا بسبب بار ور ہونے کے اور بوجہ فروتنی و تواضع کے جھکا ہوا تھا اہل بصیرت اُنھین دیکھکر کہتے تھے ای بیصبر ذرا چشم غور سے دیکھو یہ درخت سبز ہوکر بار بار سجدہ شکر پروردگار کرتے ہین جھک کر خاک پر سجدہ کرتے ہین خدا نے بھی اُنکو گل و ثمر سے پھولا پھلایا ہی ای غافلون تم تارک اطاعت خدا ہو نماز نہین پڑھتے ہو رکوع و سجود نہین کرتے ہو بُرا کرتے ہو ڈرو کہین تیشۂ غضب دوگا سے نخل حیات تمھارا قطع نہو جاے یہ کہکے قدرت خدا مشاہدہ کرکے متواتر حق حق زبان پر جاری کرتے تھے جہلا اُنکی باتون پر ہنستے تھے اور کہتے تھے یہ دیوانے ہین اس صحرا کی ہوا کھاکے بھی جنون اُنکا دفع نہین ہوا ہمارے نزدیک تو یہ سب درخت ہوا کے سبب سے جنبان ہین اُنھین درختون پر جانوران خوش الحان بیٹھے ہوے حمد خدا کرتے تھے اپنی زبان مین ذکر الٰہی مین مصروف تھے کبھی کسی درخت پر سے اُڑکر دوسرے درخت پر جاتے تھے گاہ وہان سے اُڑکر بتلاش آب و دانہ پرواز کرتے تھے غرض طائران رنگا رنگ گروہ گروہ اُس صحرا مین تھے اسی طرح جانوران وحشی چوپاے مانند غزالان شوخ چشم و چالاک از حد نظر آتے تھے غول کے غول ہر سمت دکھائی دیتے تھے اور مردم کو دیکھکر خوف جان سے بھاگتے تھے پس یہ سیر و خوبی صحراے سبزہ زار مذکور دیکھکر شاہزادہ رستم ثانی از حد خوش ہوا عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا یہ عجب صحراے پر بہار ہی کانٹا بھی یہان کا رشک گل بوستان ہی مین نے ایسا صحراے پر بہار کبھی نہین دیکھا تھا دیکھو کیا کیا گل خود رو اس صحرا مین نظر آتے ہین کہ جنکی صورت و رنگ کو دیکھکر یہی جی چاہتا ہی کہ انکو دیکھا کیجیے کیا قدرت پروردگار ہی کیا کیا اُسکی صنعت ہی عجب عجب چیزین اُسنے خلق کی ہین، کیا مجال کسی کی کہ مانند ان گلون اور ان درختون اور اُنکے ثمرونکے کوئی کسی تدبیر سے بنا سکے اور کیا قدرت کسی فراش کی کہ ایسا فرش سبز زمین پر بچھا سکے جل جلالہ وعز شانہ سبنے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین بجز خداوند عالم کے کون ایسا ہی کہ اپنی قدرت سے ایسی مخلوقات کو پیدا کر سکے شاہزادہ موصوف نے اُنکی تقریر سُنکے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد بمقام مناسب بارگاہ و خیام ایستادہ کرو فراشون نے حسب الحکم بارگاہ و خیام برپا و ایستادہ کیے فرش بچھایا اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی نے ارادہ کیا تھا کہ مرکب سے اُتر کر واسطے تھوڑی دیر کے داخل بارگاہ ہوجیے کسل راہ دفع کیجیے بعدہ شکار وحش و طیر کا کیجیے کہ ناگاہ ہزارہا غزالان شوخ و چالاک ایک سمت نظر آئے شاہزادہ اُنھین دیکھکر بہت خوش ہوا اور عزم مذکور سے باز رہکر سب سے کہا میرے ہمراہ آؤ ان غزالون کا شکار کرو دیکھین کون کون تم مین سے زیادہ ہرنون کا شکار کرتا ہی یہ کہکے ترکش سے تیر نکالکر اور دوش سے کمان لیکر چلہ کمان مین تیر کو جوڑکر مرکب کو طرف اُن غزالون کے بڑھایا عجائب جادو و حدید شاہ و سہراب بن لندھور وغیرہ نے بھی تیرون کو چلہ کمان مین جوڑا اور مرکبون کو بڑھایا جب سب ہمراہی شاہزادے کے اُن ہرنون کے سامنے پہونچے تاک تاک کر اُنھین تیر لگانے لگے شاہزادہ رستم ثانی بھی متواتر تیر لگانے لگا ہرنون کا شکار کرنے لگا ہرن تیر کھا کھاکے زخمی ہوکے بھاگنے لگے ہر ایک اپنے شکار تیر خوردہ کا تعاقب کرنے لگا گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالنے لگا راوی ناقل ہی کہ زمانہ دوپہر مین شاہزادہ رستم ثانی اور اُسکے ہمراہیون نے بہت سے ہرن شکار کیے اور اُنھین ذبح کیا اور ہزارہا طائران حلال کو تیرون سے گرایا اُنکو بھی بہ تکبیر پہونچایا بعد

اسقدر جانور شکار کرنے کے شاہزادہ موصوف نے فرمایا بس اب زیادہ شکار وحش وطیور کا کرنا اچھا
نہین یہ کہکے ہمراہ سب کے اپنی بارگاہ مین آیا اشخاص خاص پاس آ بیٹھے مردم عوام بھی خیام مین گئے
اور بحکم شاہزادہ موصوف اُن وحش وطیور کو جنکو شکار کیا تھا پاک وصاف کرنے لگے اور کباب
اُنکے تیار کرنے لگے شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے بادۂ گلگون پینے لگا اور کباب وحش و
طیور کے کھانے لگا بالاے مرغزار سے لطف اُٹھانے لگا اسی طرح دوسرے روز بھی وحش و
طیور کا شکار کیا گیا اور بعد میخواری کباب چرند وپرند حلال کے کھائے چونکہ شاہزادہ موصوف کو یہ صحراے
سبزہ زار فرحت افزا وحش وطیور سے بھرا ہوا نہایت اچھا معلوم ہوا عجائب جادو و دیگر اپنے رفقا
وسرداران سپاہ سے کہا کہ ہم اس صحراے سبزہ زار مین چندے قیام کرینگے علاوہ سیر کرنے کے شکار
وحش وطیور کا کرینگے سبنے عرض کیا بہت ہی بہتر و مناسب ہی یہ واقعی یہ سبزہ زار قابل سیر ولایق شکار وحش وطیور
ہی ہمارا دل تو یہی چاہتا ہی کہ اسی صحرا مین ہمراہ آپ کے شب و روز شکار کھیلین اور سیر صحرا مین بسر کرین
یہان سے کہین نجائین کیونکہ یہ صحرا عجیب جاے راحت و آرام قلب وجان ہی شاہزادہ اُنکی تقریر سُنکے
خوش ہوا غرض کہ قیام شاہزادہ عالی مرتبت نے براے چندے اُسی صحرا مین کیا اب یہ مولف ہیچمدان
شاہزادہ رستم ثانی کو اس صحرا مین مصروف سیر وشکار رکھتا ہی اور یہان سے کچھ حال تمثال آئینہ رو نابکار
مردود کا کہ جو اپنے تئین خداوند کہلاتا ہی تحریر کرتا ہی ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ جب وہ ساحران نابکار جو ہنگام
جنگ میدان نبرد سے بھاگ کر براے خبر و فریاد رسی روبرو تمثال آئینہ رو کے گئے اور تمام حال بیان
کیا اور خداوند نابکار و مردود نے بعوض دادرسی اُنپر غصہ کیا اور وہ سوے صحرا چلے گئے بعد اُنکے جانے کے
خداوند شیطان خصال مذکورۂ بالا نے حال بربادی طلسم صندل زبانی ساحران مذکور کے سُنکے شاہزادہ رستم
ثانی پر از حد غضبناک ہو کے ایک نامہ جمہور ناجدار حاکم شہر جمہوریہ کو اس مضمون کا لکھوایا کہ اے جمہور
بندہ خوش اعتقاد وخاص ہمارے آگاہ ہو کہ فی زمانہ شاہزادۂ رستم ثانی ایک مسلمان نے کہ ہماری خداوندی
سے وہ منحرف ہی ہمکو اپنا خداوند نہین جانتا ہی از حد سرکشی کی ہی اور ہمکو ناخوش کیا ہی ابھی تک ہمنے اُسپر اپنا
قہر وغضب نازل نہین کیا ہی رحم ہی کیا ہی باین خیال کہ یہ بندہ جاہل شاید اب بھی راہ راست پر آئے اور
ہمین اپنا خداوند جانے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ کبھی راہ راست پر نہ آئیگا چونکہ ہم خداوند ہین ہمین رحم
کرنا چاہیے اپنے ہاتھ سے ایسے بندۂ نافرمان وجاہل کو غارت وتباہ کر دینا نچاہیے کہ خلاف رحم دلی اور
ہماری خداوندی کے ہی لہذا ہماری مصلحت یہ ہی کہ ہم خود تو اُسے سزاے سخت ندین لیکن تیرے ہاتھ سے
اُسے سزاے سخت دلاین عزت وحرمت تیری دنیا مین بڑھائین لہذا تجکو لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے اس
نامہ کے بخوبی سامان جنگ کر کے عنقاے شیر صولت وقہور ہزبر پرست کہ بندہ خاص ہمارے سے ہین
اور ہمنے انکی رگ رگ دل مین کوٹ کوٹ کے زور بھرا ہی از حد شجاع وبہادر انھین پیدا کیا ہی انھین ہمراہ
لینا اور مہتر اسرار بادنما کو بھی کہ عیار تیرا ہی اور نہایت مکار و ہوشیار ہی اُسے بھی ہمراہ لینا اور تمامی
اپنی سپاہ کو اپنے ساتھ لیکر سوے طلسم صندل کہ اب وہ ٹوٹ چکا ہی روانہ ہونا جب وہان پہونچنا اپنے
افسران سپاہ خصوص عنقاے شیر صولت وقہور ہزبر پرست سے کہنا کہ رستم ثانی کو قتل کر کے
سر اُسکا اور سر تمام اُسکے رفیقون کے اور سرداران لشکر کے کاٹ کر نیزہ و سر علم کر کے خاص و عام کو

دیکھائین تاکہ سب عبرت کرین اور کوئی پھر ہمارے خداوند سے منحرف ہو کر ارادہ سرکشی کا نکرے سوا اسکے
ای جمہور لشکر طلسم کشا کا یعنی رستم ثانی کا وقت مقابلہ و جنگ تباہ و برباد کر دینا کسی کو لشکر مسلمان سے زندہ
نچھوڑنا عجائب جادو برادر صندلان شاہ کو بھی قتل کرنا کہ وہ ہمسے منحرف ہو گیا ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہی
تخت حکومت پر بجائے صندلان شاہ کے بیٹھا ہی اور جو مال و اسباب شاہزادہ رستم ثانی نے بعد
توڑنے طلسم صندل کے طلسم مذکور سے نکالکر اپنے قبضہ مین کیا ہی آسے ہمراہ اپنے لیتے آنا روبرو ہمارے
حاضر ہوکے جملہ سرکشان قوی بازو کے اور جملہ مال و اسباب بادولت کے نذر کرنا اگر تونے ایسا کیا تو ہم
تجھسے بہت خوش ہونگے طرہ پیغمبری کا تجھکو عنایت کرینگے عمر بھی تیری بڑھا دینگے زور و قوت بھی تیرا زیادہ
کر دینگے اور بہت سی سپاہ تیرے ساتھ کر کے تجھکو سوے کہرانیہ روانہ کرینگے کیونکہ معلوم ہوا ہی کہ امیر ثانی
نے دو ملک ہمارے آباد کیے ہوے فتح کر لیے ہین اور وہان کے حاکمون کو انھون نے اپنا مطیع کیا ہی
تو سر انکا اور انکے بادشاہ لشکر کا اور تمام سر انکے سرداران سپاہ کے شمشیر آبدار سے قلم کر کے بادولت
کی خدمت مین ارسال کرنا زیادہ کیا لکھا جاے جب منشی خداوند مذکور نے تمام مہ اسی مضمون کا لکھکر تیار
کیا سرنامہ لکھا اور نامہ کو لفافہ مین بند کیا بعد مہر خداوند کی سرنامہ پر کی گئی اور حکم خداوند نابکار و مردود
سے ایک ساحر نابکار مسمی صرصر جادو نامہ لیکر بصد عجلت مانند ہواے تند کے جانب شہر جمہوریہ
تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ ہوا ادھر لاجورد شاہ و صلصال اور فرزند اسکا اور بختگان
ہمراہ تھوڑی سپاہ کے جو کہرانیہ سے بھاگے تھے بعد بہت راہ طی کرنے کے اور سختیان راہ کی
اٹھانے کے شہر جمہوریہ مین پہونچے جمہور شاہ کو جب انکے آنے کی اطلاع ہوئی چند امرا
وزرا کو واسطے انکے استقبال کے روانہ کیا وہ گئے اور استقبال کر کے انکو دربار جمہور شاہ
مین لائے شاہ مذکور نے تخت سے اتر کر چند قدم آگے بڑھ کر انکا استقبال کیا بعد برابر درجہ
کے سلام کرنے کے برابر اپنے تخت کے صلصال و لاجورد شاہ کو بٹھایا وزراے جمہور شاہ نے
باہم آہستہ بلکہ باشارہ کہا ہمارے بادشاہ فلک جاہ کو لازم نہ تھا کہ لاجورد شاہ اور صلصال
کہ ایک انمین دعواے خداوندی کرتا ہی ہمارے خداوند کا ثانی بنتا ہی اور دوسرا کہ ایک بادشاہ
ترکستان کا ہی بدمذہب انکی ایسی عزت و حرمت و تعظیم و تکریم کرین اور تخت سے اتر کر انکا استقبال
کرین برابر اپنے تخت کے بٹھائین جمہور شاہ نے انکی طرف دیکھکر باشارہ تقریر انکی سمجھ کے
خود ہی انکو سناتے در پردہ یون کہا اور انکو جواب دیا کہ جو لوگ صاحبان عزت سے ہین اگرچہ وہ مبتلاے
بلاے عسرت و غربت ہون انکی عزت و توقیر مین کمی نہین ہوتی ہی خواہ وہ کسی مذہب کے ہون خوش
خلق ہونا انسان کو لازم ہی بدخلق و بے مروت ہونا اچھا نہین ہی غرور و تکبر اپنی ثروت و حکومت پر کرنا
بھی خوب نہین ہی وزراے جمہور شاہ گفتگو اپنے شاہ کی سن کے دل مین کہنے لگے کہ ہمارا بادشاہ
کسقدر عاقل ہی کہ ہمارے شاہ کی گفتگو سے آگاہ ہوکے یہ جواب ہمین دے کے ہمکو قائل کیا واقع
جواسنے کہا سچ کہا ہی ابھی وزراے شاہ مذکور اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ جمہور شاہ نے سر اٹھا کے
ایک جانب دیکھا فرزند صلصال اور بختگان نے موافق قاعدہ سلام کیا جمہور شاہ نے بذریعہ
عقل ان دونون کو دیکھکر مراتب سے انکے آگاہ ہوکے ایک سمت اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق

اشارہ بیٹھے ادھر صلصال شاہ اور لاجور دشاہ اہل دربار جمہور شاہ پر نظر کرنے لگے اور باہم باشارہ
کہنے لگے کہ دربار مین اس شاہ کے کیا کیا چیدہ و منتخب اشخاص ہین سوا امرا و زرا و ندما و حکما و منجمان
کے سرداران سپاہ بہت ہین اور کیا کیا جوان ہین کہ لائق دید ہین تمام دربار بہادرون سے بھرا ہوا ہی اکثر
ساحران نابکار بھی کہ نہایت زبردست ہین بات جانتے ہین گویہ ساحر نہون صورت ساحرون کی سی ہی ایسا
دربار ہمنے کسی بادشاہ کا اس عنوان سے آراستہ نہین دیکھا علاوہ دربار بادشاہ لشکر اسلام کے ایسے
سردار بہادر نامدار کسی شاہ کے دربار مین نہین دیکھے صدہا جوان اس دربار مین ایسے ہین کہ رشک
سہراب و گیو ہین چہرون سے آثار شجاعت و جوانمردی صاف ہویدا ہی خصوص ان سب جوانون مین یہ
دو جوان کہ جو یمین و یسار تخت کے بیٹھے ہین نہایت ہی جری و بہادر معلوم ہوتے ہین عجب نہین کہ یہ دونون
جوان اپنے وقت کے رشک رستم پیلتن اور غیرت اسفندیار روئین تن ہون کیونکہ یہ دیو صورت
شیر صولت فیل پیکر عفریت قامت ہین جب یہ صورت و قامت ہی تو قوت بھی انمین بکثرت ہوگی الغرض لاجورد
شاہ صلصال سے بہ اشارہ یہ کہہ رہا تھا اور وہ بہ ایما یہ جواب دے رہا تھا کہ واقعی یہ دربار عجب نامیون
اور بہادرون سے بھرا ہی کیا کیا جوان دلاور اس دربار مین بیٹھے ہین خصوص یہ دونون جوان تو سب جوانون
سے افضل و بہتر ہین نہین معلوم نام انکے کیا ہین یہ سردار ایسے ہین کہ اگر سرداران لشکر امیر سے لڑین
تو بہت جلد انکو ہنگام جنگ تہ تیغ کرین ہائے ایسے سردار لشکر ہمکو میسر نہوے کہ اپنے دشمنون اہل اسلام
کو انکے ہاتھ سے قتل و اسیر کراتے دل کو شاد کرتے یون اعدا کے ہاتھ سے شکست کھاکر در بدر
پریشان خاطر نہ پھرتے لاجورد شاہ نے آہ کی اسی اثنا مین جمہور شاہ نے حکم کیا کہ جلد ساقیان خوبرو
گلشتان مو مشکبو کی لیکر آئین حسب الحکم ساقیان گلپیرہن و غنچہ دہن گلشتان شیشہ ہائے پر از شراب
مشکبو و ساغر بلورین لیکر دربار مین آئے بعد سلام کرنے کے باشارہ جمہور شاہ لاجورد شاہ و صلصال
وغیرہ کو ساغر بلورین مین شراب بھر بھر کے دینے لگے اور وہ شراب پینے لگے دور جام مے ہونے لگے
ہر ایک دربار مین جام پر جام لیکر شراب پینے لگا جب شراب ناب خوب پی چکے ساقیان شوخ چشم گلشتان
شراب کی اٹھاکر دربار سے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کو نشہ شراب کا
ہوا دماغ بادۂ تند و ناب سے گرم ہوا اسی عالم نشہ شراب مین لاجورد شاہ بیٹھے بیٹھے بے اختیار پکارا منم
خداوند لاجورد شاہ ای بندگان من بیائید و مرا سجدہ کنید جمہور شاہ تقریر لاجورد شاہ سن کے منہ پھیر کے
مسکرایا پھر لاجورد شاہ و صلصال سے مخاطب ہوکے کہا آپ حضرات خلاصہ اپنے حالات سے مجھے آگاہ
کرین بیان آنے کا کیونکر اتفاق ہوا ہی کس ارادہ سے آپ دونون صاحب تشریف لائے ہین کچھ کچھ تو مین
آپ کے حالات سے آگاہ ہو چکا ہون کچھ آپ بیان کیجیے صلصال و لاجورد شاہ نے جواب دیا ہم کیا
اپنے حالات مفصل بیان کرین کہ بیان کرنے کو انکے ایک زمانہ دراز چاہیے اگر ہمارے مصائب کوئی
منشی زود نویس تحریر کرے تو ایک دفتر ہو جاوے اور مصائب ہمارے تمام و کمال تحریر نکر سکے فلک کے
ہاتھون سے اور اپنی کجرولی سے ہم اس حال خراب کو ہو چکے ہین وہ ذلتین اٹھائی ہین کہ شاید کسی شخص نے
دنیا مین نہ اٹھائی ہون اور وہ صدمہ دل پر سہے ہین کہ اگر کوہ پر بھی یہ صدمے پڑتے تو ٹکڑے ٹکڑے
ہو جاتا ہائے وہ ممالک زر ریز کہ جو بے خلل سکنے ہمارے قبضہ و تصرف سے نکل گئے اعدا کے قبضہ مین

رہو گئے وہ لشکر و جاہ و حشم و طبل و علم وہ تخت و تاج ہمارا باقی نرہا محتاج و تباہ ہو کر در بدر پھر رہے ہین
کہین اچھی طرح پناہ نہین ملتی ہی اعدا تعاقب سے ہمارے باز نہین آتے ہین ملک و مال تو لے چکے اب
جان کے خواہان ہین افسوس ہزار افسوس کیا انقلاب جہان ہی ایک زمانہ مین وہ ہماری عزت و آبرو
تھی کہ لاکھون آدمی سجدہ کرتے تھے سیکڑون دست بستہ روبرو کھڑے رہتے تھے ہمارے اشارہ سے
شاہان جہان بعجز ہماری اطاعت و کارہائے نمایان کرتے تھے نعلینون کو ہمارے بہتر تاج جواہر نگار سے
جانکر اپنے سرون پر ارادہ رکھنے کا کرتے تھے اب وہ زمانہ ہی کہ ہم وہی ہین مگر وہ حکومت و جاہ و حشم نہین ہی
در بدر صحرا بصحرا شہر بشہر دست اعدا سے مارے مارے پھرتے ہین جہان جاتے ہین پناہ دست اعدا سے
بخوبی نہین پاتے ہین اب یہان آتے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی آپ ہمسے ہمارے حالات دریافت کیجیے نہ ہم انکو
مفصل بیان کر سکتے ہین نہ آپ انھین سن سکتے ہین ہان ہمارے مصائب کا خلاصہ حال یہ سامنے جو شخص بیٹھا ہی
نام اسکا بختگان ہی سب حالات سے ہمارے آگاہ ہی دریافت کر لیجیے اور جو مناسب ہو ہمارے حق مین
کیجیے یا پناہ دیجیے یا پناہ دینے سے انکار کیجیے کہ ہم یہان سے اور کسی سمت روانہ ہون کیونکہ امیر
ثانی وغیرہ دشمن جان و ایمان سے ہمکو از حد خوف ہی وہ تعاقب مین ہمارے آتے ہونگے انکی جانب
سے ہمکو نہایت خوف و خطر ہی دل کو نہایت اندیشہ ہی بالکل اطمینان نہین ہی سینہ مین قلب بیتاب و مضطر
ہی قتل و اسیری کا خیال ہی جمہور شاہ تمام و کمال تقریر لاجورد شاہ و صلصال کی سن کے اور انکو آبدیدہ
دیکھکے محزون و حیران ہو کے کہنے لگا کہ مجھے نہایت تعجب ہی کہ آپ صاحبون کا یہ حال ہوا اہل اسلام
سے کچھ بس نچلا یہ کہکے لاجورد شاہ سے مخاطب ہو کے کہا آپ کیسے خداوند ہین کہ اتنی بھی قدرت
نہین رکھتے ہین کہ اپنے دشمنون کو تباہ و غارت کر دین دیکھئے ایک ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو
ہین کہ انکے قہر و غضب سے خاص و عام کانپتے ہین لاجورد شاہ نے سر جھکا کے کہا مین رحم دل ہون
حالات میری رحم دلی کے بختگان وزیر شیطان بارگاہ سے میرے دریافت کیجیے مین خداوند جابر نہین
ہون جمہور شاہ نے مسکرا کے بختگان کی طرف دیکھا اور اشارہ سے کہا بیان کر اسنے اپنی جگہ سے
اٹھکے دستار اپنی سنبھال کے دست بستہ یون عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ حالات مصائب
و حالات رحم دلی خداوند لاجورد شاہ کے لاتعد و لاتحصے ہین مین نے بھی فی الحال مفصل انکو بیان نہین
کیا ہی کسی وقت کچھ کچھ عرض کرونگا ایک مدت مین تمام حالات سے باخبر کرونگا اس وقت خلاصہ حال
ہمارے خداوند لاجورد شاہ و شہنشاہ صلصال کا سنیے اور اس تھوڑے سے حال کو بہت جانیے
یہ کہکے خلاصہ حال لاجورد شاہ و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کا بیان کیا بعد بیان کرنے
کے کہا کہ فی الحال ہمارے خداوند اور شہنشاہ صلصال نہایت غمگین و حزین ہین گھرا اپنا سے پریشان
حال و خستہ خراب یہانتک آئے ہین اگر آپ کے امکان مین ہو تو انکے دفع الم و غم کی تدبیر کیجیے واسطے
انکے سامان راحت و آرام مہیا کیجیے انکو پناہ بھی دیجیے دل انکا خوش کیجیے مہمان نوازی کیجیے
یہ آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سن کے یہان آئے ہین ایک مدت سے انھون نے
شب و روز راحت سے بسر نہین کیا ہی کسی دن اور کسی شب عیش و عشرت سے بسر نہین کی ہی رقص و نغمہ
ارباب نشاط بھی نہ دیکھا ہی نہ سنا ہی نہ راحت سے کوئی گھڑی گذاری ہی جمہور شاہ نے تقریر بختگان

بختگان

کی سنکے جواب دیا ہمنے تیری زبانی خلاصہ حال تیرے خداوند کا اور شہنشاہ صلصال کا سنا صدمہ ہوا
واقعی بڑے بڑے مصائب اُٹھائے خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب دونون صاحب یہان آئے ہین بالفعل
یہان تشریف رکھین مین حتی الامکان واسطے اُنکے سامان عیش و راحت کا کرتا ہون اُنکے دلون کو خوش
کرتا ہون بعدہ ایک عریضہ خدمت مین اپنے خداوند کے اُنکے حالات اُسمین درج کرکے روانہ کرونگا
جو حکم خداوند دینگے اُسپر عمل کرونگا اگر خداوند یہ حکم دینگے کہ لاجوردشاہ اور صلصال اگر سجدہ ما بدولت
کو کرین تو اُنکی حمایت کر اُنکے دشمنون کو قتل کرین حسب الحکم اُنکے اعدا کو تہ شمشیر کرونگا اور اگر بجواب
عریضہ مذکور خداوند یہ تحریر کرینگے کہ لاجوردشاہ ہمسے ہمسری کرتا ہی دعواے خداوندی کرتا ہی اسکو ہمارے
قلمرو سے نکال دو تو مین اُنکو اپنی عملداری مین رہنے نہ دونگا خلاف حکم خداوند ہرگز نکرونگا یہ سنکے اشارہ
بیٹھنے کا کیا بختگان اپنی جگہ پر سلام کرکے بیٹھ گیا دل مین کہنے لگا واہ ری تقدیر بد یہان آکے اطمینان
کچھ بھی نہوا دیکھیے اسکا خداوند اسکی عرضی کے جواب مین کیا لکھتا ہی محل تردد ہی ای بختگان کون کسکے سبب
اپنے تئین مبتلاے آفت و بلا کریگا پناہ دیکر امیر ثانی اور اُنکے سرداران سپاہ سے مجادلہ و مقاتلہ
کریگا ابھی بختگان یہ باتین اپنے دل مین کر رہا تھا اور لاجوردشاہ اور صلصال خاموش بیٹھے تھے
کہ ناگاہ جمہورشاہ نے اپنے ملازمون سے مخاطب ہو کے کہا جلد سامان عیش و عشرت کرو ارباب
نشاط کو طلب کرو اسی جگہ ہمارے دربار مین اُنھین بلاؤ اور کہو رقص و نغمہ کرین لاجوردشاہ اور صلصال
کے روبرو اپنا کمال ظاہر کرین قلوب اُنکے خوش کرین سوا اسکے سامان دعوت و ضیافت واسطے
اُنکے اچھی طرح کیا جاے چندے اُنکے دل کو خوش کیا جائے بعدہ مین عرضی خداوند کی خدمت مین روانہ
کرکے حکم خداوند سے آگاہ ہو کے اُنکے باب مین خواہ نیکی یا بدی کرونگا یعنے اُنکو پناہ دونگا یا اپنی
عملداری سے باہر کرونگا یہ کہکے شاہ مذکور خاموش ہوا اور وزرا وغیرہ نے حسب الحکم شاہ مذکور
ارباب نشاط کو طلب کیا عین دربار مین سامان بزم عشرت بخوبی کیا جب ارباب نشاط حاضر ہوے
اُنمین سے ایک رقاصہ خوبرو خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے دربار مین بصد ادا و ناز حاضر
ہوئی جمہورشاہ وغیرہ کو سلام کرکے بعد درستی سازون کے آمادہ رقص کرنے پر ہوئی سازندون نے
ساز بجائے وہ گت ناچنے لگی جمیع اہل دربار رقص اُسکا دیکھنے لگے جمہورشاہ و صلصال بن دال
بن دیو بن شمامہ جادو و لاجوردشاہ و پسر صلصال و بختگان بھی رقص اُس رقاصہ کا دیکھنے لگے بجاے
خود اُسکے ناچنے کی ثنا کرنے لگے کیونکہ وہ رقاصہ اس طرح ناچتی تھی کہ ہنگام رقص اہل بزم کے
دلون کو مانند سبزہ کے پامال کرتی تھی اور اپنی تیغ ادا سے اہل دربار کو قتل و زخمی کرتی تھی دیکھنے والے
اُسکے رقص کی اُسکی صورت زیبا کو بغور دیکھ رہے تھے مائل اسیر ہو کے نقد دل اُسے دے رہے
تھے کوئی جوان اُسکے شوق وصال مین بیتاب تھا کوئی بہادر آہ سرد کرتا تھا کوئی کسی جوان سے بہ اشارہ
کہتا تھا یہ نازنین کیا خوب رقص کر رہی ہی ہمنے کسی رقاصہ کو اس خوبی سے ناچتے نہین دیکھا ہی یہ تو دل کو
اپنی ٹھوکرون سے ہنگام رقص پامال کر رہی ہی عجب کافرہ ہی اس سن و سال مین کہ ابھی اسکا آغاز شباب ہی
ایسا ناچتی ہی آیندہ کیا غضب کریگی دیکھنا قتال عالم ہوگی صورت پر اپنے ایک عالم کو فریفتہ کریگی ہمنے تو
اپنا دل اُسے دیدیا تم کہو کس رنگ مین ہو وہ بایما اُسے جواب دیتا تھا تم سچ کہتے ہو یہ رقاصہ خوب ہی

رقص کرتی ہی جو تمھارا حال ہی وہی حال ہمارا بھی ہی ہمنے بھی دل اُسکو دے دیا ہی عاشق اُسکے ہو گئے ہین اب دیکھاین کہ یہ کس طرح گاتی ہی بظاہر خوب گائیگی کیونکہ جب اس طرح ناچتی ہی تو اچھی طرح گائیگی آواز بھی اچھی ہوگی ہنوز اہل دربار کا یہ حال تھا کہ اُس رقاصہ نے تا دیر رقص کرکے اہل بزم کو اپنا دیوانہ کرکے ٹھہر کے اپنے اُستاد کی طرف دیکھ کے اُسکی رائے سے یہ غزل شروع کی

غزل

ہمارا نامہ دیگر کچھ کہین حال اُس ستمگر سے
لکا کرتا ہی اب تک آئینہ نام سکندر سے
لحد مین سوزش دل سے ہمارے اک قیامت ہے
عیان ہی سخت جانی کا مرے حال اُسکے خنجر سے
اثر ہی آسمان تک اپنی آتشبار آہون کا
رفو ہو چاک دل تیر نگاہ چشم دلبر سے
یہ دل مین ہی نہو تکلیف کچھ بازو سے قاتل کو
ملا آرام تربت مین سوا آغوش مادر سے
فلک نے جیتے جی ہی بس ڈالین ہڈیان میری
نہین ہو کیا غرض مجھ رند کو صحرائے محشر سے

توقع اس ستائی کی نہین ہرگز کبوتر سے
شب فرقت دفور آہ سے موج ہوائی تھی
ہر اک داغ اپنے دل کا بڑھ کے ہی خورشید محشر سے
گذرتی ہی ہمیشہ صورت پرکار گردش مین
شرر ہی آہ سوزان کی چمکتے جو اختر سے
مآل کار کو سوچا نچھ ہنگام خود بینی
گلا کاٹو ہمین ہی شوق شہادت آپ خنجر سے
تری سلیک رندان یہ اپنی جان جاتی ہی
لبِ دریا ن حجل ہونگا سگان تو ترے لب سے
بہت سیماب کو اور برق کو ہی ہوش غوی ہے

جہان مین عزت صانع سے ہی مصنوع کی عزت
چراغ زندگانی بجھنے والا اب ہی صرصر سے
بنا آری کی صورت یہ بڑے کثرت سے مرانے
زمین و آسمان چکر مین ہین میرے مقدر سے
یہ زخمی ہو گیا ہی نشتر مژگان جانان سے
مجھے حیرت ہی شکل آئینہ عقل سکندر سے
دبائے دست و پا کسکو فشار قبر کہتے ہین
ہمین ہی بعد مردن غسل واجب آب کوثر سے
ترے لطف و کرم کو دیکھنے آیا ہون اے ترک
مقابل تو کسی ن ہون ہمارے قلب مضطر سے

جملہ شاہ و اہل دربار بگوش دل سننے لگے اُسکی خوش آوازی و اشعار غزل و خوبی و کمال علم موسیقی کی بہت تعریف کرنے لگے خصوص جمہور شاہ و لاجورد شاہ و صلصال اپنے اپنے دل مین اُس رقاصہ کے رقص و نغمہ کی سب ثنا زیادہ کرنے لگے رقاصہ جملہ خاص و عام کو اپنی طرف متوجہ دیکھکر ہر اک شعر کو بتا بتا کے صورت مضمون شعر بن کے گانے لگی جمہور شاہ وغیرہ کو خوش کرنے لگی بار بار زر و جواہر ہر اشعار مین لینے لگی جب اُسنے تمام و کمال غزل مندرجہ گا کے دیکھا کہ اہل بزم کو میرے گانے سے اک وجد ہی اور اب قوت اور غزل گانے کی نہین ہی آواز اسقدر گانے سے خستہ ہو گئی ہی بہتر یہ ہی کہ اب کوئی اور غزل وغیرہ نگاؤن اپنے رنگ کو اب اپنی خستگی آواز سے نہ مٹاؤن یہ خیال کرکے اُسنے جمہور شاہ سے حال اپنی خستگی آواز کا ظاہر کرکے اجازت رخصت ہونے کی چاہی شاہ مذکور نے اُسے زر کثیر دیکر رخصت کیا بعد اُسکے جانے کے حکم جمہور شاہ سے ایک رقاصہ سبزہ رنگ نوجوان نہایت شوخ و دلربائی مین یگانہ آفاق ناچنے اور گانے مین بہت طاق زیور و لباس نفیس سے آراستہ ناز و ادا کرتی ہوئی ہمراہ اپنے سازندون کے روبرو جمہور شاہ کے حاضر ہوئی اور بصد ناز و ادا سلام کرکے اہل دربار پر نظر کرکے بعد درست ہونے سازون کے ناچنے پر آمادہ ہوئی سازندون نے اُسکے سازون کو بجایا وہ گت ناچنے لگی لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ دیکھنے اور خوش ہونے لگے تا دیر رقاصہ مذکورہ رقص کرکے جملہ اشخاص کو اپنے رقص سے خوش کرکے یہ غزل نہایت نزاکت کے ساتھ گانا شروع کی

غزل

دل اُسکا توڑ نا تھین اک ضرور تھا
پردہ اُٹھا تو مانع دیدار نور تھا
غیرون نے یہ کہا مجھے اچھا کیا کہ

جو خود ازل سے نشہ الفت مین چور تھا
قاتل کا رعب داب تھا یہ روز حشر بھی
تمکو زبان سے کیا اسے کہنا ضرور تھا

دیکھا کبھی نہ حضرت موسیٰ نے بھی اُسے
ہر شنیدیشت خوف سے استادہ دور تھا
اُنکے منفاے تن نے کیا راز آشکار

جو اُنکے دل مین تھا وہ ہمارے حضور تھا
وہ بیوفا اگر نہین آیا تھا میرے گھر
کہدونگا صاف حشر مین مین بیقصور تھا
اب کیا ہوا شباب تمھارا بتاؤ تو
تھا بتکدہ بعید نہ کعبہ بھی دور تھا
گردیدہ سب بتون کے پیدا ہوئے یہان
صاحب زوال حسن کا باعث غرور تھا
مضطر خوشی نہ آئی تھی فرقت مین اپنے پاس

عاشق کی زندگی مین نہین آئے تھے اگر
اے مرگ ہجر مین تجھے آنا ضرور تھا
مین کیا جمال پاک نبی کی ثنا کرون
وہ حسن اب کہ عرش ہے کہ جس پر غرور تھا
محفل سے کیون نکال دیا اسنے کیا کہین
آدم سے خلق پہلے محمد کا نور تھا
گر جیتے جی نہ آئے تو اسکا گلا نہین
رنج و غم و الم کا جو دل پر وفور تھا

بعد فنا تو لاش پر آنا ضرور تھا
جو کچھ کیا ہے اس دل ناشاد نے کیا
صل علی ملک نے کہا ایسا نور تھا
کچھ تو سمجھ کے آئے ہین وہ زیر تمھارے گو
دیکھا تھا آنکھ پھیر کے بس اتنا قصور تھا
انصاف کہدیا نہ برا مانیےگا آپ
تمکو ہماری لاش پہ آنا ضرور تھا

لاجورد شاہ و صلصال صلصال و جمہور شاہ و جملہ اہل دربار سننے لگے اور ذکر خدا و رسول سے ناخوش ہونے لگے جب اُسنے غزل مندرجہ بالا تمام کی جمہور شاہ نے اشارہ سے کہا بس اب کچھ نہ گا یہ اشارہ کرکے اپنے ملازمون سے کہا کچھ اسکو دیکر کہو کہ ہمارے سامنے سے جاے ملازمان مذکور نے حکم کی تعمیل کی بعد اس رقاصہ کے جانے کے اور ایک رقاصہ خوبرو ہمراہ اپنے سازندون کے دربار مین حاضر ہوکے بعد رقص کرنے کے گانے لگی جمہور شاہ وغیرہ جسقدر اشخاص وہان موجود تھے سب رقص اُسکا دیکھ کے گانا اُسکا سننے لگے اور خوش ہونے لگے ہنوز سب گانا اُس رقاصہ کا سُن رہے تھے کہ سوے فلک ایک لکہ ابر کا ظاہر ہوا اُس ابر سیاہ کے ٹکڑے مین برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی جب وہ ابر مقابل دربار مذکور آیا درمیان سے شق ہوا سبنے دیکھا کہ ایک تخت ابر سے ظاہر ہوا اُسپر ایک شخص سیاہ رو قوی ہیکل ساحر وضع بیٹھا ہے کبر و نخوت و غرور اُسکے چہرہ سے ظاہر ہے ابھی سب مردم سوے ابر و تخت مذکور دیکھ رہے تھے رقاصہ گا رہی تھی کوئی شخص اُسکی طرف متوجہ نہ تھا کہ یکایک وہ صاحب تخت اپنے تخت کو بلندی سے سوے پستی لایا عین دربار مین آیا تخت سے اُتر کر روبرو جمہور شاہ کے آکے بقاعدہ سلام کیا جمہور شاہ نے اُسے پہچان کر سلام لیکر خوش ہوکے ایک کرسی زرین بر قریب اپنے تخت کے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اشارہ کرسی پر بیٹھا اور لاجورد شاہ اور صلصال صلصال و لشکر صلصال و بختگان پر نظر کرکے دل مین کہنے لگا کہ یہ لوگ کون ہین جو بیٹھے ہین جب یہان آیا کبھی اُنکو نہین پایا آج یہ لوگ نئے نظر آتے ہین نہین معلوم کہان سے آئے ہین کون ہین بظاہر معزز معلوم ہوتے ہین ابھی صرصر جادو اپنے دل مین یہ باتین کر رہا تھا کہ جمہور شاہ نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی مے مع ساغر بلورین لیکر دربار مین آیا اور باشارہ جمہور شاہ ساغر بلورین شراب سے بھر کر روبرو اُسکے لیگیا اُسنے ساغر لیکر شراب پی ساقی نے پھر جام شراب بھر کے اُسے دیا اُسنے وہ بھی جام لیکر شراب پی اسی طرح پانچ چار جام مے لیکر اُسنے شراب پیکر ساقی سے کہا بس اب شراب نہ پیونگا ساقی نے ہاتھ روکا اُس وقت اشارہ جمہور شاہ سے ساقی مذکور جملہ اہل دربار کو شراب پلانے لگا جب سبکو شراب پلا چکا دربار سے کشتی مے اُٹھا کر چلا گیا بعد اُسکے جانے کے تشتریون مین کچھ ملازم کباب وغیرہ گزک لائے صرصر جادو وغیرہ نے اُس گزک سے بالاے مے لطف جدا اُٹھایا پھر سب اُس رقاصہ مذکورہ کی طرف مخاطب ہوکے گانا اُسکا

سننے لگے صرصر جادو بھی گانا اُس رقاصہ کا سننے لگا اور خوش ہونے لگا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے
گرم ہوا بے اختیار پکارا نہم نامہ دار خداوند تمثال آئینہ رو جمہور شاہ نے اُس سے نامہ طلب کیا
اُسنے کہا مجھے نامہ دینے مین کوئی عذر نہین ہی الا اسقدر عذر ہی کہ موافق طریقے کے اور ساتھ عزت و آبرو
کے نامہ مجھسے لیجیے کشتیان زر و جواہر کی واسطے نثار کرنے کے منگوائیے اور واسطے تعظیم نامہ کے تخت سے
اُٹھیے چند قدم بڑھ کے نامہ لیجیے سر پر اور آنکھون پر رکھیے زر و جواہر اسپر نثار کیجیے بعدہ مضمون نامہ سے
آگاہ ہوجیے یہ نامہ اور کسی شاہ و شہریار کا نہین ہی خداوند کا نامہ ہی زہے قسمت آپکی کہ خداوند نے آپ کو
نامہ لکھا ہی اور میرے ہاتھ بھیجا ہی جمہور شاہ نے تقریر اُسکی سُن کے کہا ای صرصر جادو تم سچ کہتے ہو مجھے
عالم نشۂ شراب مین غلطی ہوئی اس میری تقصیر کو روبرو خداوند کے ظاہر نکرنا یہ کہکر کشتیان زر و جواہر کی طلب
کین جب ملازم کشتیان لائے شاہ مذکور نے واسطے تعظیم نامہ کے تخت سے اُٹھکر چند قدم آگے بڑھ کر
نامہ دست صرصر جادو سے لیکر سر و چشم پر اپنے رکھ کر زر و جواہر اُسپر نثار کرکے تخت پر بیٹھ کے لفافہ کو
نامہ سے دور کرکے نامہ نکال کے خود بہ آواز بلند پڑھا جب تمام و کمال پڑھ چکا اور مضمون نامہ سے بخوبی
آگاہ ہوچکا عرضی لکھوانا مناسب نجانکر صرصر جادو سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ای صرصر جادو جو کچھ
خداوند نے اس نامہ مین مجھکو لکھا ہی مین حسب الحکم جلد تر کاربند ہونگا تم میری طرف سے موافق قاعدہ
خدمت خداوند مین جاکر عرض کر دینا کہ آپکا بندۂ خاص جمہور شاہ جلد تر سوے طلسم صندل جائیگا اور
جو کچھ حکم ہوا ہی بجا لائیگا یہ کہکے کشتی مین ایک خلعت زرتار اپنے ملازمون سے طلب کیا وہ فوراً
لائے شاہ مذکور نے صرصر جادو کو دیا وہ خلعت لیکر خوش ہوکے تخت سحر پر سوار ہوکے اُسی ابر
سحر مین غائب ہوکے جسطرح آیا تھا اُسی طور سے سوے خداوند نابکار روانہ ہوا اور جاکر تمثال آئینہ رو
سے بذریعہ مہربان درگاہ خداوندی عرض کیا کہ یہ فدوی بندۂ درگاہ نامہ جمہور شاہ کو دے آیا اُسنے کمال
نامہ کی تعظیم کی اور دست بستہ عرض کیا ہی کہ یہ عبد ذلیل جلد تر حسب الحکم کاربند ہوگا تمثال آئینہ رو یہ سنکے
خوش ہوا اور جمہور شاہ نے اپنے وزرا اور سرداران سپاہ کو حکم تیاری جنگ و سامان جدال دیا وزرا
و سرداران لشکر سامان جنگ مہیا کرنے مین مصروف ہوے بعد تین روز کے کل سامان جنگ فراہم ہوا
جمہور شاہ نے بعد مہیا ہونے سامان جنگ کے لاجورد شاہ و صلصال سے مخاطب ہوکر کہا آپنے
دیکھا کہ میرے پاس نامہ خداوند کا آیا اب مین حسب الحکم خداوند جانب طلسم صندل مع لشکر جاتا ہون
اگر دل چاہے آپکا یہین تشریف رکھیے یا خدمت خداوند مین جائیے نخجگان نے پوچھا آپ کی کیا
راے ہی جمہور نے جواب دیا میرے نزدیک تو بہتر یہی ہی کہ تو آنکو ساتھ لیکر خدمت خداوند تمثال
آئینہ رو مین جا وہان انکو آنکے دشمنون سے کچھ خوف نہوگا کوئی دشمن انکا وہانتک جا نہ سکیگا اور اگر
کوئی عدو اُنکا وہانتک جائیگا تو ہمارے خداوند اپنے قہر و غضب سے اُسے ہلاک کرینگے یہان سے
مین جاتا ہون یہان انکا اب رہنا اچھا نہین ہی یا تو میرے ساتھ چلین یا خدمت خداوند مین جائین
جو منظور ہو وہ کرین نخجگان نے یہ سنکے سوے لاجورد شاہ دیکھا اور پوچھا ای خداوند فرمائیے
کیا تقدیر یہ کیجیے گا خداوند تمثال آئینہ رو اپنے بڑے بھائی سے ملاقات کیجیے گا یا جمہور شاہ کے
ساتھ سوے طلسم صندل چلیے گا گرفتاری و جنگ شاہزادہ رستم ثانی دیکھیے گا شہر صندل کی سیر

کیجیے گا ہنگام جنگ خونریزی بہادرون کی ملاحظہ کیجیے گا میرے نزدیک تو بہتر یہی ہر کہ آپ جمہور شاہ
کی رائے اول بر عمل کیجیے جانب خداوند تمثال آئینہ رو چلیے اُسسے ملاقات کیجیے چھوٹے بڑے
دو خداوند ایک جا ہون ہم بھی دیکھین کہ دو خداوندون مین کون خداوند کس خداوند پر غالب آتا ہی کون کس کو
مٹا دیتا ہی یا باہم اتفاق ہوجاتا ہی درجہ برابری کا ہوتا ہی اور دو خداوندون کی رائے متفق ہو کے کیا ہوتا ہی
صورت بہبودی کی ہوتی ہی یا بُرائی کی دیکھین کہ اب مغلوب ہو کے اُنکو سجدہ کرتے ہین یا آپ اُنپر غالب
ہوتے ہین اور وہ آپ کو سجدہ کرتے ہین یا دونون خداوندی مین برابر رہتے ہین اور دونون کے باتفاق
تقدیر کرنے سے کیا نتیجہ ظہور مین آتا ہی لاجورد شاہ نے بختگان کی تقریر سنکے برہم ہو کے جواب دیا
او نامعقول کیا بکتا ہی خاموش رہ مین بڑا خداوند ہون مجھکو چھوٹا خداوند بناتا ہی سب مجھکو سجدہ کرتے ہین مین
اُسے کیا سجدہ کرونگا وہ ایک شخص سرکش ہی بجاے خود خداوند بن بیٹھا ہی مین واقعی خداوند ہون کیا تو
میرے مرتبہ سے آگاہ نہین ہی جو ایسی تقریر کرتا ہی ہم ابھی سوے تمثال آئینہ رو ہرگز نجائینگے جلیل القدر
ہو کے ذلت گوارہ نکرینگے ہان وقت ضرورت دیکھا جائیگا اگر وہان جانا ہوگا جو مناسب ہوگا کیا جائے گا
ہم اپنے آگے کسی خداوند کا چراغ نہ جلنے دینگے بالفعل سوے طلسم صندل چلینگے شہر صندل کو
دیکھینگے وہان کی سیر کرینگے اُسکو تباہ و برباد کر کے پھر جو مصلحت ہوگی وہ کرینگے ہمین شہر صندل
مین جانا ضرور ہی صندلان شاہ اور ابلیس خود لپسند سے ہمنے وعدہ کیا تھا کہ ضرور آئینگے اب اگر
اُسسے ملاقات ہوگی تو فہو المراد ورنہ شہر ہی کو دیکھ لینگے علاوہ اسکے ہمکو ہمیشہ ایسی لڑائی دیکھنے کا
شوق ہی خونریزی مردم اچھی معلوم ہوتی ہی خصوص اہل اسلام کا قتل ہونا خون اُنکا زمین پر بہنا بہت
پسند طبع ہی ایسی باتون سے ما بدولت نہایت شادمان ہوتے ہین یہ سنکے خاموش ہوا بختگان نے
خفا ہونے سے لاجورد شاہ کے خاموشی اختیار کی جمہور شاہ نے پہلے تو تقریر لاجورد شاہ کی سنکے
چاہا کہ اسکو سزاے سخت دیجیے خداوند تمثال کے باب مین یہ واہیات باتین کرتا ہی اسکو قتل کیجیے سر
اسکا کاٹکر خدمت خداوند مین روانہ کر دیجیے مگر پھر غصہ کو ضبط کر کے خیال کیا کہ یہ مہمان ہی مہمان پر ظلم
و جفا کرنا خوب نہین ہی سوا اسکے شاید اسکا قتل کرنا ہمارے خداوند کو ناگوار ہو تو بڑی خرابی ہو عتاب
خداوند مین مبتلا ہونا ہو پس مصلحت وقت یہی ہی کہ غصہ کو ضبط کرنا چاہیے یہ اپنے منہ سے بکتا ہی ظاہرا
معلوم ہوتا ہی کہ دیوانہ ہی دماغ مین اسکے خلل بھی ہی اسکو کیون قتل کرون خداوند ہمارے خود ہی اگر چاہینگے
تو اسپر اپنا قہر و غضب نازل کرینگے یہ خیال کر کے قتل کرنے سے باز رہا اور اُسی وقت نو لاکھ سوار
آزمودہ کار کی جمعیت سے مع اپنے دونون سالار قہور ہنر پرسیرت و عنقاے شیر صولت کہ پہلوانان زبردست
و عدیم النظیر تھے اور مہتر اسرار باد پا اپنے عیار کے جمہوریہ سے کوچ کیا لاجورد شاہ و صلصال و بختگان
و لیتر صلصال بھی ہمراہ ہوے فوج لاجورد شاہ کی بھی اور ساہ صلصال کے بھی ہمراہ ہوے جمہور
شاہ نو لاکھ خاص اپنے سوارون کی جمعیت سے ہمراہی لاجورد شاہ و صلصال سوے شہر صندل
روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز کے ایک روز قریب شہر صندل و طلسم صندل کے اُسی
صحراے سبزہ زار مین کہ کئی منزل تک ہی اور شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے شکار کھیل رہا ہی
فروکش ہوا صحراے سبزہ زار کو دیکھکر اور کثرت وحش و طیور دیکھکر خوش ہوا چونکہ جمہور شاہ قوی

وجوان دلاور شکار دوست ہی اپنے رفقا سے کہنے لگا یہ صحرائے سبزہ زار مجھے نہایت پسند ہی چاہتا
ہون کہ چند روز اسی صحرا مین قیام کرون کوچ موقوف کرون چند روز وحش وطیر کا شکار کرون بعد چند روز
کے یہان سے کوچ کرکے شہر صندل مین جاکے قیام کرونگا ہرکارون سے معلوم ہو چکا ہی کہ یہان
سے شہر صندل اور طلسم صندل چندان دور نہین ہی رفقا نے اُسکے عرض کیا بہت بہتر ہی یہ صحرائے سبزہ زار
قابل سیر و شکار ہی جمہور شاہ نے اُس روز تو بوجہ خستگی راہ اور بوجہ زمانہ شام ہونے کے شکار
وحش وطیور کا نہین کیا لیکن دوسرے روز وقت سحر مسلح ہوکے اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکے رفقا وغیرہ
کو ہمراہ لیکے شکار کھیلنے لگا وحش وطیور کو تیرون سے شکار کرنے لگا ملازم اُسکے وحش وطیور کے کباب
تیار کرنے لگے اس اثنا مین چند ہرن اُسے دور سے نظر آئے انھین دیکھتے ہی خوش ہوا جب وہ زد پر
تیر کے آئے ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہوکے جمہور شاہ نے ایک ہرن کے پٹھے پہ تیر مارا ہرن
زخمی ہوا تیر کارگر ہوا غزال مذکور مجروح ہوکے جانب شاہزادہ رستم ثانی لنگڑاتا ہوا بھاگا جمہور شاہ
نے پیچھے اُسکے گھوڑا دوڑایا رفقا بھی اُسکے ساتھ چلے اثنائے راہ مین رفقائے مذکور پیچھے رہگئے
جمہور شاہ تنہا تعاقب آہوئے مذکور مین آگے بڑھ آیا غزال مذکور بھاگتے بھاگتے حسب اتفاق خاص
اُس جگہ آیا جس جگہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے شکار کھیل رہا تھا دیکھتے ہی اُس آہوئے تیر خوردہ
کو خوش ہوا اور بڑھ کے ایک تیر اس طرح تاک کر اُسکے سینہ پر مارا کہ اُسکے دل وجگر مین در آیا گویا وہ
تیر اُسکے حق مین تیر قضا ہوا فی الفور وہ تیر کھاکر زمین پر گرا ملازمان شاہزادہ موصوف نے حکم شاہزادہ سے
اُسے ذبح کیا ہنوز وہ آہوئے مذبوح خاک پر تڑپ رہا تھا کہ جمہور شاہ گھوڑے کو دوڑاتا ہوا
تلاش آہو مین آیا دیکھا کہ وہی آہو ذبح کیا ہوا پڑا ہی تڑپ رہا ہی شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ مردمان خاص و
عام قریب اُس آہو کے کھڑے ہین باہم خوش ہوکے کہہ رہے ہین کہ یہ آہوئے تیر خوردہ خوب آیا
کہ جسے شکار کیا نہین معلوم کسنے اُسکے پٹھے پر تیر مارا تھا ہنوز یہ باتین کر رہے تھے خوشی سے خندہ زن
تھے کہ جمہور شاہ نے غضبناک ہوکے سہراب بن لندھور سے مخاطب ہوکے پوچھا ای جوان
سچ کہہ اس آہو کو کس نے شکار کیا ہی یہ تو میرا شکار تھا مین نے تیر اسکو مارا تھا ابھی تک تیر میرا اُسکے پٹھے
آہو کے لگا ہی اگر مجھکو معلوم ہو جائے تو جسنے اس آہو کو شکار کیا ہی مین اُسکو مثل اُسکے قتل کرون
سر اُسکا شمشیر آبدار سے جدا کرون خون اُسکا مانند خون اُس آہوئے مذبوح کے خاک پر گراؤن ہرگز اُسکو
زندہ نچھوڑون اُسنے میرے شکار کو شکار کیا ہی مین اُسکے سر و تن مین بضرب تیغ آبدار جدائی کرون
غضب کیا اُسنے کہ مجھ ایسے بہادر کے شکار کو شکار کیا میرے خوف سے نڈر سہراب بن
لندھور نے بڑھ کے نعرہ کیا اور کہا ای جوان کیا بیہودہ بکتا ہی بس خاموش رہ زیادہ گوئی اچھی نہین
ہی ایسا نہو کہ بعوض سخت کلامی تیری زبان قطع کیجائے اور تو بھی مانند اس آہوئے مذبوح وبسمل کے
خاک وخون مین تڑپے اُسنے برہم ہوکے جواب دیا وہ کون ایسا قوی بازو ہی کہ جسکو مین نہین دیکھتا مین
وہ ہون کہ فیل دمان کو پشہ اور شیر ژیان کو مانند مور جانتا ہون خداوند نے میرے ساعد و بازو مین وہ
قوت دیدی ہی کہ کوہ کو ہنگام زور گاہ سمجھتا ہون بڑے بڑے بہادران جہان مجھسے ڈرتے ہین
دلاوران عالم میرے نام سے لرزتے ہین سرکشان دہر میرے خوف سے کوہ وصحرا مین گریزان

ہو گئے پنہان ہوئے ہین صدہا بلکہ ہزارہا بہادران عالم کو کہ جو اپنے تئین یکتائے روزگار جانتے تھے
مین نے اُنھین قتل کیا ہی ہزارہا نامی پہلوانون کو اسیر و زیر کیا ہی انسان کی تو کیا حقیقت ہی دیو بھی مجھسے مقابلہ کر
نہین سکتا اگر ہنگام جنگ نعرہ کرون تو زہرۂ اسد آب ہو جائے اور اگر فیل مست کو للکارون تو خوف
سے دہل کے مرجائے زیادہ ثنا اپنی کیا کرون کہ خوب نہین ہی میرے سرداران سپاہ ایسے ایسے بہادر
و دلاور ہین کہ جنکا ربع مسکون مین مثل و نظیر نہین ہی ایک ایک سردار میرے لشکر کا یکتائے روزگار ہی
یکتائی مین مشہور ہی ہر ایک لشکر گران کو ہنگام جنگ بھگا دیتا ہی پس مجھ ایسے بہادر دشاہ ذیوقار و
خداوند سپاہ کثیر سے کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہی جسکو دعوئے مقابلہ ہو وہ آئے یہی گو ہی یہی میدان ہی
حال میری بہادری و شجاعت کا اُسپر ظاہر ہو جائے شاہزادہ رستم ثانی سے تقریر اُسکی سنکے از حد
برہم ہوئے گھوڑے کو بڑھا کے شیرانہ نعرہ کیا کہ او بدزبان زیادہ گو کیا بیہودہ بکتا ہی تیری زیادہ گوئی خود
شاہد ہی کہ تو بزدل ہی کوئی بہادر اپنے مُنہ سے اپنی اسقدر ثنا کرتا ہی جیسی ثنا تو کرتا ہی او مغرور آگاہ ہو کہ
مین نے اس آہو کو شکار کیا ہی اگر کچھ اپنی قوت بازو پر بھروسا ہو تو اس آہو کو یہان سے لے جا
اُدھر تو ہی ادھر مین ہون بیچ مین آہو پڑا ہی جو زبردست ہو وہ لے جائے اگر تو نے اس آہو پر
تیر لگایا تو کیا یہ آہو تیرا ہو گیا تو ایسا کم قوت و بزدل تھا کہ ایک وحشی کو شکار کر سکا بھلا تو بہادرون
سے کیا لڑے گا قوت تیری ہمپر ظاہر ہو گئی ہی جس طرح دل چاہے ہمسے سمجھ لے ہم موجود ہین اگر
لڑنا منظور ہی تو مقابلہ کر اور اگر ازراہ عاجزی و انکساری اس آہو کو لینا منظور ہی تو لیجا بلکہ جسقدر آہو
اور طیور ہمنے آج شکار کیے ہین سب موجود ہین تو ہمارے حالات قہر و رحم سے اور ہماری قوت
اور زور سے اور نام و نسب و حسب سے آگاہ نہین ہی ہم واسطے اپنے دشمن کے گویا ملک الموت
ہین اور واسطے اپنے دوست اور عاجزی کنندہ کے جان و مال سے حاضر ہین جمہور شاہ نے غصہ کو
ضبط کر کے پوچھا ای جوان تندخو سچ کہہ تو کون ہی نام تیرا کیا ہی تیری جسارت و اس گفتگو سے مجھے
حیرت ہی کہ ایسے کلمات آج تک سوا اس وقت کے کسی نے مجھسے نہین کیے تھے ظاہرا تو بہادر معلوم
ہوتا ہی پس چاہتا ہون کہ بغیر آگاہی نام سے تو میرے ہاتھ سے قتل نہو شاہزادہ رستم ثانی نے جواب
دیا ای جوان بدزبان آگاہ ہو کہ نام میرا رستم ثانی ہی فرزند شاہزادۂ ذیوقار ایرج نامدار کا ہون لشکر امیر
ثانی سے اس جانب آنکلا تھا یہان آکے بعنایت الٰہی مین نے طلسم صندل کو توڑا مرحلات طلسم
فتح کیے شہر والون کو مسلمان کیا ہزارہا کافرون اور ساحرون کو تہ تیغ کیا مال و اسباب طلسم صندل کا اپنے
قبضہ و تصرف مین لایا چند روز سے اس صحرا مین مقیم ہون شکار کھیل رہا ہون بعد شکار کھیلنے کے تمام
مال و اسباب طلسم صندل کا لیکر ہمراہ اپنے لشکر فراوان کے سوئے لشکر اہل اسلام خدمت
بادشاہ لشکر و امیر ثانی عالی مقام مین جاؤنگا اگر تجھے سر جنگ ہوگا تو عزم جانے کا موقوف کرونگا
جبتک تجھکو قتل نکر لونگا یہان سے کہین نجاؤنگا مین نے اپنے خیال سے تجھے آگاہ کیا اب تو بھی
اپنے نام سے باخبر کر جمہور شاہ نے کہا ای رستم ثانی تمھاری تقریر سے ثابت ہوا کہ تمھین فتاح طلسم
صندل ہو مین تمھارے واسطے بحکم خداوند تمثال آئینہ رو جمہوریہ سے آیا ہون کیا اچھی ساعت
سے مین اس طرف روانہ ہوا تھا کہ اثنائے راہ مین تمسے سامنا ہوا امید کرتا ہون کہ اپنی مراد کو پہنچونگا

حاکم خداوند بجا لاؤنگا تمھین گرفتار کرکے تمام مال و اسباب طلسم صندل کا لیکر خدمت خداوند مین جاؤنگا
یا تمھارا سر لیکے نیزہ پر علم کرکے یہان سے بفتح و فیروزی روانہ ہونگا نام میرا جمہور شاہ ہی شہر جمہوریہ
کا جانب خداوند سے حاکم ہون نو لاکھ سوار اور بہت سے سرداران نامی اپنے ساتھ لایا ہون لشکر میرا
یہان سے چند فرسخ پر آترا ہی مین عاجزی و انکساری تجھسے نکرونگا کبھی مین نے کسی سے عاجزی نہین کی ہی
واسطے ایک آہو کے تجھسے کیا عاجزی کرون اور اس وقت محض واسطے اس آہو کے تجھسے کیا
لڑون کہ مناسب وقت نہین ہی خیر دیکھا جائیگا مین تو اس آہو کو جس طرح ممکن ہوتا زبردستی یہان سے
لیجاتا مگر یہ آہو اب میرے کام کا نہین ہی تم سب مسلمان ہو تمنے اسکو ذبح کیا ہی ہاتھ اپنا اسمین لگایا
ہی یہ نجس و ناپاک ہو گیا ہی گوشت اسکا اب مین کھا نہین سکتا نہ کسی اپنے ہم مذہب کو کھلا سکتا ہون
بس بیکار شی کا لیجانا اور اسکے واسطے لڑنا عقل کے خلاف ہی ہان بعد اسکے اگر تونے میرے
کہنے پر عمل نکیا تو ضرور لڑونگا ابھی مجھا ہو حجت تمام کرنا ضرور ہی یہ کہکے بنظر غیظ و غضب رستم ثانی و
سہراب بن لندھور وغیرہ رفقاے شاہزادہ موصوف کو دیکھکر آہوے مذکور سے دست بردار
ہوکے وہین اسے چھوڑ کے اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا یہان بعد جانے جمہور شاہ کے
رفقاے شاہزادہ رستم ثانی نے خوب خندہ زن ہوکے باہم کہا کہ جمہور نابکار یقین ہی کہ ہم شیران
صحراے وغا سے ڈر گیا آہو سے دست بردار ہوکے بہانہ کرکے جان اپنی بچاکے چلا گیا ہم ظاہر
ہوگیا کہ نامرد و بزدل ہی اگر بہادر ہوتا تو جب ایسے کلمات سخت درمیان مین آگئے تھے واسطے اس آہو کے
اپنی جان دیدیتا یا آہو کو یہان سے لیجاتا فرق اپنی جرأت مین نہ لاتا ذلیل ہو کے یہان سے نہ جاتا
شاہزادہ رستم ثانی نے تقریر اپنے رفقا کی سنکے مسکرا کے کہا واقعی تم سچ کہتے ہو کہ یہ نابکار
تو واہی بہادر نہین ہی بظاہر قوی الجثہ ہی دل اسکا کچھ بھی نہین ہی دیکھا چاہیے اب اپنے لشکر مین جاکے
کیا کرتا ہی یہان سے غصہ مین بھرا ہوا تو گیا ہی عجب نہین کہ برسر پرخاش ہو ہم تو متمنی اس امر کے ہین
کہ ترقی دین اسلام کی ہو کفار ہدایت یا خوف قتل سے بصدق دل مسلمان ہون سیاہ قلب نابود ہون
ہم اہل اسلام کی شمشیر آبدار سے قتل ہون لڑائی ہو خونریزی خوب ہو تا دار چلے یہ صحراے سبزہ زار
خون کفار سے گلنار ہو یہ کہکے ہمراہ اپنے رفقا کے آگے بڑھ گئے مصروف شکار وحش و طیور ہوا ابتک
تو شاہزادہ موصوف شکار کھیل رہا ہی اسکو تو شکار کھیلنے مین مصروف رکھیے اور اب احوال جمہور شاہ
کا سنیے کہ یہ نابکار جب اپنے لشکر مین پہونچا مرکب سے اترکر بارگاہ مین گیا تخت پر بیٹھا اور تمام اپنے
سرداران سپاہ کو طلب کرکے اُنسے کہنے لگا کہ مین جس آہو کے تعاقب مین گیا تھا اس آہو کو رستم
ثانی فتاح طلسم صندل نے شکار کیا تھا خاک پر ذبح کیا ہوا پڑا تھا مین نے وہان جاکر غضبناک
ہوکے پوچھا اس آہو کو کسنے شکار کیا ہی رستم ثانی اور اسکے رفقا نے نہایت عاجزی سے کہا
ہمنے نادانستہ اس آہو کو شکار کیا ہی ہم پہچانتے تھے کہ اس آہو پر آپنے تیر لگایا ہی اگر یہ جانتے
تو کبھی ہم اسکو شکار نکرتے اب یہ آہو موجود ہی لیجائیے ہماری اس گستاخی کو معاف فرمائیے مین اُنکی عاجزی
کرنے سے برسر جنگ نہوا آہوے مذکور انھین کو دیکے چلا آیا مگر اب مین تم سب سے اس
باب مین مشورہ طلب ہون کہ ایسے شخص شیرین زبان و عاجزی کنندہ سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ کرون

آیا تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے عین شکارگاہ مین کہ وہ مع اپنے تھوڑے رفقا کے موجود ہی شکار کھیل رہا ہی حملہ آور ہوون یا اُسکو ایک نامہ لکھون اپنے خداوند کی پرستش و اطاعت کے واسطے اُس سے تاکید کرون ان دونون امور مین جو امر بہتر ہو بیان کرو سرداران سپاہ نے عرض کیا ای بادشاہ فلک بارگاہ ہماری تو یہ راے ہی کہ پہلے رستم ثانی کو ایک نامہ لکھوا کر روانہ کیجیے مضمون اُسکا یہ ہو کہ ای رستم ثانی اگر اپنی زندگی اور بہبودی چاہتے ہو تو دیکھتے ہی اس نامہ کے جو زرو جواہر تمنے طلسم صندل سے نکال کے اپنے قبضہ مین کیا ہی بجنسہ اُسے ہمارے پاس لے آؤ اور پرستش ہمارے خداوند کی کرو ہم اقرار کرتے ہین کہ جرم تمھارا یعنے توڑنا طلسم صندل کا اور قتل کرنا ہزارہا ساحرون کا اور تباہ کرنا شہر کا خداوند سے عفو کرا دینگے مرتبہ و رتبہ تمھارا زیادہ کرا دینگے مقرب بارگاہ خداوند کر دونگے اور اگر خلاف اسکے کروگے یعنی سرکشی اختیار کروگے تو پچھتاؤگے ہمارے ہاتھ سے سر میدان جنگ مارے جاؤگے جواب سے اس نامہ کے جلد آگاہ کرو جو مناسب ہو جواب دو یا اطاعت اختیار کرو یا آمادہ جنگ ہو سامان جنگ کرو جمہور شاہ نے تقریر اُنکی سن کے کہا مین تمھاری راے کو پسند کرتا ہون نامہ لکھنا ضرور ہی یہ کہکے خاموش ہوا ابھی جمہور شاہ نے میر منشی سے نامہ تحریر نکرایا تھا کہ بختیارک جو ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال کے آکے بارگاہ مین جمہور شاہ کے بیٹھا تھا اور تمام گفتگو بیٹھا ہوا سن رہا تھا بے اختیار مسکرایا جمہور شاہ نے اُسکی طرف دیکھ کے پوچھا ای بختیارک اس وقت تم بے محل کیون مسکرائے بیان کرو اُسنے کہا ای بادشاہ مین اس وقت اس وجہ سے مسکرایا کہ تمام باتین مین نے آپ کی دلاوری کی سنین یعنی جانا آپکا تعاقب آہوئے مین اور شہزادہ رستم ثانی اور اُسکے رفقا سے بخوف و خطر گفتگو کرنا اور اُنکا آپ کے خوف سے کلمات عاجزی زبان پر لانا آپکا اُنپر رحم کھا کے چلے آنا اور اب ارادہ نامہ لکھنے کا کرنا ایسا مضمون سخت نامہ مین لکھوانا یہ آپ ہی کے شایان ہی اور لائق مدح و ثنا کے ہی باعث میری خوشی کا ہوا ہی واقعی آپ بڑے بہادر ہین مین نے آپکے مثل کوئی دلاور نہین دیکھا آجتک نہین ضرور آپ سے رستم ثانی اور اُسکے رفقا ڈر گئے ہونگے اور عجز و عاجزی اُنھون نے کی ہوگی اور اب جو آپ نامہ لکھنے پر آمادہ ہین یہ بھی مناسب ہی راے آپکی سرداران سپاہ کی خوب ہی مضمون نامہ اُنھون نے کیا اچھا بتایا ہی مجھے امید ہی کہ اگر آپ ایسے مضمون کا نامہ شاہزادہ رستم ثانی کو ارسال کیجیے گا تو وہ ضرور ڈر جائیگا اطاعت آپکی اختیار کریگا لاجورد شاہ نے باشارہ کہا او شوخ طبع کیون ایسی باتین کرتا ہی خاموش رہ جو کچھ ہوگا سیر دیکھین گے تو بھی سیر دیکھنا بختگان ایجاے لاجورد شاہ سے خاموش ہوا جمہور شاہ گفتگوے پیچیدہ بختگان کی نہ سمجھا بلکہ یہ سمجھا کہ یہ میری تعریف کرتا ہی یہ سمجھ کے خوش ہوکے میر منشی کو طلب کیا اور جو مضمون کہ اُسکے سرداران سپاہ نے بتایا تھا بعینہ وہی مضمون نامہ مین لکھوایا جب نامہ اور سر نامہ سب منشی نے لکھا جمہور شاہ نے سر نامہ پر مہر اپنی کرکے اپنے سرداران سپاہ کی طرف دیکھکر کہا ای بہادرو تم مین کون ایسا دلاور ہی کہ یہ نامہ میرا لیکر رستم ثانی کے پاس لیجاے اور جواب اسکا اُس سے لیکر آئے اور وقت گفتگو اُس سے دلیرانہ کلام کرے دیکر خوف سے تقریر نکرے یہ کہکے خاموش ہوا اُس وقت سب کے پہلے عنقاے شیر صولت کہ نہایت زبردست پہلوان

ہی اور قوت مین بھی صدہا پہلوانون سے زیادہ ہی اور بہادر بھی ہی اپنے دنگل سے اٹھا اور دست بستہ
عرض کرنے لگا کہ ای بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ انجم سپاہ یہ نمکخوار نامہ لیکر جائیگا جواب نامہ لیکر آئیگا
حسب الاشاد وقت گفتگو سخت کلام بھی کریگا اور اگر ممکن ہوا تو سر رستم ثانی تیغ آبدار سے کاٹکر ہمراہ
اپنے لائیگا جمہور شاہ نے تقریر اسکی سن کے بہت خوش ہوئے کہا مین بھی یہی چاہتا تھا کہ یہ نامہ پیر
تو ہی لیکر جاے یہ کہکے اسے نامہ دیا اسنے نامہ کو دو بلغے مین رکھکر باہر بارگاہ سے آکے چالیس
ہزار سواران آزمودہ کار اور کئی سرداران نامی کو ہمراہ لیکر مرکب دورکابہ پر سوار ہوکر رخ جانب بارگاہ شاہزادہ
رستم ثانی کیا نہایت کبر ونخوت سے چلا اثناے راہ مین اپنے دل مین کہتا تھا کہ ای عنقاے شیر صولت
اگر مین پڑے تو روبرو رستم ثانی جاکر تلوار نیام سے نکال کے نعرہ کرکے شاہزادہ پر حملہ آور ہونا
کسی سے خوف نکرنا جو مانع جنگ ہو اسے تہ تیغ کرنا سر رستم ثانی کا تن سے جدا کرنا رفقا کو بھی اسکے
قتل کرنا اس کار نمایان کرنے سے جمہور شاہ تجھسے بہت خوش ہوگا انعام کثیر دیگا سوا اسکے تجھسے
خداوند خوش ہونگے زندگی دراز درباز و بھی بڑھا دینگے عجب نہین کہ انعام مین طرہ پیغمبری تجھکو عطا کرین
یا کسی ملک کا بادشاہ کردین غرضکہ ایسی ہی باتین اپنے دل مین کرتا ہوا راہ طی کرتا ہوا قریب غروب آفتاب
اس وقت قریب بارگاہ فلک جاہ شاہزادہ رستم ثانی کے پہونچا کہ شاہزادہ موصوف شکار وحش وطیور کا
کرکے اپنی بارگاہ مین آیا تھا مانند شیر نر کے اپنے دنگل پر بیٹھا تھا عجائب جادو وجدید شاہ وشہریار
شاہ وسہراب بن لندھور وشاہزادہ فیروزہ مار فداے وگشتاسپ شاہ وغیرہ علے قدر مراتب یمین ویسار
بیٹھے تھے پردے بارگاہ کے اٹھے ہوے تھے چالاک ثانی وبرق ثانی وقران ثانی وسیارہ
ثانی واکثر خدام دربارگاہ پر موجود تھے ساقیان خوبرو شاہزادہ موصوف اور اسکے رفقا کو جامہاے
بلورین مین شراب ناب پلا رہے تھے قابون مین کباب وحش وطیور کے بھرے ہوے روبرو
ہر ایک کے رکھے تھے ہر ایک بعد شراب پینے کے وہی کباب بصد خوشی کھاتا تھا گزک
معقول سے لطف زندگی اٹھاتا تھا یہ بارگاہ آسمان جاہ کو دیکھتے ہی مانے مرکب سے اتر کر لشکر
کو اپنے ٹھہرا کر سوے بارگاہ مذکور چلا ادھر شاہزادہ رستم ثانی نے اسے آتے دیکھکر ارادہ کیا تھا
کہ واسطے اس بہادر کے استقبال کے دو چار سرداروں کو روانہ کیجیے کہ وہ جلد تر راہ طی کرکے بارگاہ
مین آیا اور شاہزادہ کو سلام کیا رستم ثانی نے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اشارہ کے ایک
دنگل پر بیٹھ گیا اور بنظر غور جملہ اہل بارگاہ کو دیکھنے لگا اور شاہزادہ رستم ثانی کو بھی غور سے دیکھنے لگا
دل مین کہنے لگا یہ شاہزادہ رستم ثانی عجب شاہزادہ ہی حسن وجوانی مین لاجواب ہی چہرہ سے اسکے
آثار شجاعت ظاہر ہوتے ہین رفقا بھی اسکے بہادر معلوم ہوتے ہین مین جانتا تھا کہ یہ اہل اسلام ایسے
قوی نہونگے یہان آکے معلوم ہوا کہ جنکے چہرون سے آثار شجاعت ظاہر ہین وہ ضرور بباطن قوی و
بہادر ہونگے ابھی عنقاے شیر صولت اپنے دل مین یہ باتین کررہا تھا نظر غور سے ہر ایک کو
دیکھ رہا تھا کہ اشارہ رستم ثانی سے ساقی نے جام شراب اسے دیا اسنے جام ساقی سے لیکر شراب
پی پھر ساقی نے ساغر شراب سے مملو کرکے اسے دیا اس دیو خصال نے وہ بھی جام لیکر شراب پی
اسی طرح چند جام شراب تند وتیز کے اسنے پیے جب نشہ شراب کا زیادہ ہوا پکارا منم نامہ دار جمہور شاہ

شاہزادہ رستم ثانی نے نامہ اُس سے طلب کیا اُسنے نامہ نکالکر دیا شاہزادہ نے نامہ پڑھوا کر سنا نہایت
غصہ آیا چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سُرخ ہوگیا آنکھیں جوش قہر سے سُرخ ہوگئیں رفقا بھی رستم ثانی
کے عبارت نامہ مذکور سُن کے برہم ہوئے ہر ایک کے چہرہ پر آثار برہمی ظاہر ہوئے خصوص شاہزادہ
رستم ثانی کے چہرہ پر تو وہ آثار غیظ و غضب ہویدا ہوئے کہ عنقاے شیر صولت متردد ہوا دل مین کہنے
لگا دیکھیے کیا ہوتا ہے شاہزادہ کو بدرجہ کمال غصہ ہے رفقاے شاہزادہ بھی برہم نظر آتے ہین ایسا نہو
کہ نامہ پھاڑ ڈالا جاے اور مجھسے سخنہاے سخت یہ شاہزادہ کرے اور مجھے غصہ آئے تو برا ہوگا اسی
بارگاہ مین تلوار چلیگی یہ فرش بارگاہ کا خون دلبران سے رنگین ہوگا کیونکہ مین کلمات سخت سُن نہ سکونگا تحمل
کلمات درشت سُننے کا نکر سکونگا ہنوز عنقاے شیر صولت اپنے دل مین یہ باتین کر رہا تھا کہ شاہزادہ
رستم ثانی نے بجبر اپنے غصہ کو ضبط کر کے حکم دیا کہ اس نامہ کی پشت پر جواب نامہ ہماری طرف سے لکھ دیا
جاے کہ ہمین اطاعت و پرستش تمثال آئینہ رو کی ہرگز منظور نہین ہے ہم خدا پرست ہین سواے پرستش
خداوند عالم کسی کو سجدہ نہین کرتے ہین اور بجز خالق کون و مکان کسی کے آگے سر نہین جھکاتے ہین اے
جمہور شاہ ہمسے اطاعت و پرستش خداوند ہرگز نہوگی کہ وہ ایک شیطان سیرت ہے تو مجھکو اُسکی پرستش
کے واسطے کیا کہتا ہے تو بھی اُس بے دین و بد آئین کی پرستش نکر راہ راست پر آ اپنے معبود حقیقی
کو پہچان کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کر بصدق دل مسلمان ہو ظلمت کفر سے نکل جلوۂ نور ایمان دیکھ ہم اہل اسلام
ہین ہماری طرح تو بھی موجود ہو جا ہمارے ساتھ لشکر امیر ثانی مین چل بارگاہ سلیمانی مین درمیان بہادران
عالم کے دنگل پر بیٹھ اگر یہ منظور نہو تو خیر جو تیرے دل مین آئے ہمارے حق مین کر ہم لڑنے کو موجود
ہین یہ عبارت لکھوا کر نامہ مذکور عنقاے شیر صولت کے حوالے کیا اور ایک خلعت فاخرہ طلب
کر کے اُسے دیا عنقاے شیر صولت نے خلعت پا کے اپنے دل مین کہا یہ اہل اسلام کسقدر دشمن
دوست ہین کہ مجھ ایسے بدخواہ کو اُنھون نے خلعت دیا ہے اور مجھسے نہایت درجہ بخلق پیش آئے ہین بھلا
مین ایسی صورت مین انسے کیا بدی کرون اور اگر بدی کرون بھی تو کچھ فائدہ نہوگا مراد دلی بر آئیگی یعنے
سر اس شاہزادۂ ذیجاہ کا ہاتھ نہ آئیگا جنگ عظیم ہوگی فوج میری کام آئیگی مین بھی ان بہادرون کے
ہاتھ سے زخمی ہونگا یا مارا جاؤنگا یہ لوگ بڑے شجاع معلوم ہوتے ہین ایک ایک انمین اپنے
وقت کا رستم بیلتن و اسفندیار روئین تن ہے انسے لڑنا کچھ آسان نہین ہے انھین قتل کرنا دشوار ہے
اگر ہنگام جنگ انکے ہاتھ سے جان نکلیفی کی بچ جاے تو غنیمت جانیے پس اے عنقا تو انسے عزم
جنگ نکر ورنہ معدوم ہوجائیگا یہ خیال کرتے شاہزادہ رستم ثانی سے رخصت ہوکے مرکب پر سوار
ہوکے ہمراہ اپنی سپاہ کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے لشکر مین ہو نچا مرکب سے
اُتر کر بارگاہ مین جا کے جمہور شاہ کو وہ نامہ دیا اور تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا جمہور شاہ نے جواب
نامہ سے آگاہ ہوکے غصہ مین آکے اپنے ملازمونکو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے ہنگام سحر یہ اہل اسلام
ہین اور مین ہون دیکھنا میدان جنگ مین جا کے بعد صف آرائی لشکر کیسا اہل اسلام کو یون قتل کرونگا
کہ انکے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا کو رحم آئیگا اور مجھکو ذرا بھی رحم نہ آئیگا یہ لوگ لائق قتل
ہین علاوہ سرکش ہونے کے ہمارے خداوند کو برا کہتے ہین ہم خونریزی انکی واجب جانتے ہین

یہ کہکے خاموش ہوا ملازمان مذکور نے حسب الحکم طبل جنگی لشکر ہزیمت اثر مین بجایا صداے طبل رزمی
بلند ہوئی تمام مردمان سپاہ صداے طبل و نمائش کے باخبر ہوے اور باہم کہنے لگے کہ صبح کو لڑائی
ہوگی میدان جنگ مین جانا ہوگا اہل اسلام سے سامنا ہوگا دیکھیں کل کون کون قتیل و زخمی ہوتا ہی
کون کون جانبر ہوتا ہی اہل اسلام شمشیرزنی و دلاوری مین مشہور آفاق ہین سُنا ہی کہ اُنکی تلوار کی پناہ
نہین ہی علاوہ شمشیرزنی کے جملہ فنون سپہ گری سے آگاہ ہین فن کُشتی سے بھی ماہر ہین لڑنے اور
مرنے سے یہ لوگ نہین ڈرتے ہین خداوندا ان لوگون کے ہاتھ سے ہماری جان و عزت بچاے خیر
جان جاے تو جاے مگر عزت بچ جاے ایسا نہو کہ یہ لوگ ہنگام جنگ حلقہاے کمند مین ہمین اسیر کرلین اور
پکڑ کرلے جائین قید کرین ہم سپاہی ہین اسیر ہونا ہمارے واسطے بُرا ہی قید ہونا ہمارے حق مین باعث
آبروریزی کا ہی سواران لشکر کفار تو اسی قسم کی باہم تقریر کر رہے تھے طبل جنگ بج رہا تھا برق ثانی
و سیارہ ثانی بصورت مبدل لشکر کفار مین موجود تھے تقریر سواران سپاہ کی سُن رہے تھے کیونکہ یہ
ہمراہ لشکر عنقاے شیرصولت براے دریافت خبر شکارگاہ سے لشکر جمہور شاہ کی طرف روانہ
ہوے ہین جب اُنھون نے دیکھا کہ یہان طبل جنگ بجا ہی باہم کہا اب یہان ٹھہرنا بیکار ہی یہان سے
چلنا چاہیے خبر طبل جنگ بجنے کی شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچانا چاہیے یہ کہکے لشکر کفار سے
نکل کے جلد راہ طی کرکے خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین آئے اور دست بستہ یون عرض کیا کہ اے
شاہزادہ ذوالوقار عدوشکار ہم ساتھ لشکر عنقاے شیرصولت نامہ دار جمہور شاہ کی بصورت مبدل
سپاہ جمہور شاہ مین گئے تھے حال وہان کا یہ ہی کہ جمہور شاہ نابکار نے جواب نامہ سے برہم ہوکے
اپنے لشکر مین بصد غیظ و غضب طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ مصمم اُسکا یہ ہی کہ وقت سحر ہمراہ فوج کثیر کے
میدان کارزار مین آئے اور خادمان حضور سے برسرجنگ ہو یہان حضور بہ تن چند براے شکار تشریف
لائے ہین تمام لشکر حضور کا شہر صندل مین فروکش ہی اگر مناسب ہو تو لشکر ظفر اثر کو یہان طلب کیا جائے
شاہزادہ رستم ثانی نے یہ خبر سُن کے برق ثانی سے فرمایا جلد اسی وقت ہمارے لشکر مین جا اور
تمام سرداران سپاہ اور جملہ سوارون کو اور سب پیادون کو ہمراہ اپنے لیکے جلد یہان آ ایسا نہو
کہ لشکر کے آنے مین تاخیر ہو آج کی شب لشکر کا یہان آجانا ضرور ہی برق ثانی یہ سُنتے ہی بارگاہ سے
نکل کے برق آسا تڑپ کے سوے لشکر بصد تعجیل چلا بعد قطع راہ لشکر مین پہونچا سرداران لشکر سے
کہا تمکو مع تمامی لشکر شاہزادہ رستم ثانی نے طلب کیا ہی جلد چلو اُنمین سے جملہ سوارون اور پیادون کو
حکم کمربندی کا دیا اور کہا اے جوانو جلد چلو ہمارے مالک و آقا نے تمکو طلب کیا ہی لشکریون نے اپنے
سردارون سے پوچھا خیر تو ہی اسقدر جلد آپ کو اور ہمین ہمارے مالک و آقا نے کیون طلب کیا ہی
اُنھون نے اُنکو جواب دیا ہمین اسکی وجہ معلوم نہین ہی برق ثانی ہمین تمھین بُلانے کو آیا ہی اُس سے
دریافت کرو لشکریون نے عیار مذکور سے پوچھا کہ باعث طلب سپاہ کیا ہی برق ثانی نے کہا جمہور
شاہ بحکم تمثال آئینہ رو لشکر کثیر لیکر آیا ہی طبل جنگ اُسنے بجوایا ہی صبح کو وہ نابکار میدان کارزار مین
بجمعیت فوج آکے اُترے گا اِس وجہ شاہزادہ رستم ثانی نے تم سب کو طلب کیا ہی حالانکہ وہ شیر بیشۂ دلاوری
ایسا بہادر ہی کہ تنہا لاکھون ہزارون سے مقابلہ و مجادلہ کر سکتا ہی مگر احتیاطاً تمکو بھی طلب کیا ہی اُن

سب نے یہ خبر سُن کے خوش ہو کے کہا الحمد للہ جمہور شاہ بقصد جنگ اودھر آیا طبل جنگ اُسنے بجوایا
دل ہمارا خوش ہوا کیونکہ ہم خدا سے دعا کرتے تھے کہ پھر کسی کافر سے لڑائی ہو ہم سب کفار سے لڑین
اعدا کو قتل کرین خود بھی اُنکے ہاتھ سے ہلاک ہون نمک آقا سے ادا ہون اب امید دلی برآئی ہم سب
ابھی تمھارے ساتھ چلتے ہین یہ کہکے جماعہ سوار اور پیادہ نے جلد مسلح ہوے پھر سب سوار اور پیدل بصد تجمات
ہمراہ برق ثانی کے تمام سامان جنگ لیکر رہ نورد ہوے اور بہت جلد قطع راہ کر کے وقت نیم شب
خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین پہونچے سرداران لشکر نے روبروے شاہزادہ جاکر بصد ادب سلام کیا شاہزادہ
نے جواب سلام دیکر کہا تم سب یہان آ گئے دل خوش ہوا اب اپنے خیام مین جاؤ وہ اپنے خیام مین آئے
اودھر حکم شاہزادہ سے چالاک ثانی نے لشکر مین نقارہ جنگی بجوایا صدا نقارہ ہاے طلسم کی کہ طلسم صندل
سے دستیاب ہوئے تھے ایسی بلند ہوئی کہ تا گنبد فلک پہونچی پیر فلک اُنکی صداے مہیب سے دہل گیا زمین
تھرائی جوانان لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے کوئی دلاور اپنی شمشیر پر صیقل کرنے لگا کوئی
قدر انداز اپنے تیر و کمان کی درستی مین مصروف ہوا نیزہ دار اپنے نیزون کی درستی کرنے لگے اسی طرح
جملہ سوار و پیادہ اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی مین مصروف ہوے راوی ناقل ہی کہ لشکریان
مذکور اُس شب کو درستی آلات حرب و ضرب بھی کرتے جاتے تھے اور باہم یہ تقریر بھی کرتے تھے
کہ اے برادران دینی نصف شب گذر گئی ہی آدھی رات سے کم رات باقی ہی صبح کو لڑائی ہوگی کفار سے
سامنا ہوگا خدا سے دعا کرو کہ جنگگاہ مین ہم سب ثابت قدم رہین زخم شمشیر و تیر و تبر و خنجر نیزہ قلب و جگر پر کھائین
لہو مین نہائین دنیا سے سوے عدم جائین مگر قدم جنگگاہ سے نہ ہٹائین پروردگار ایسی ہمت دے
کہ اعداے دین سے بخوف و خطر لڑین شیرانہ اُنپر حملہ کرین پاؤن پیچھے نہ ہٹائین جہانتک ممکن ہو
آگے ہی بڑھتے جائین اکثر سواران شجاعت شعار باہم یہ کہتے تھے کہ اے بھائیو یہ شب جو کچھ باقی
ہی اُسے غنیمت جانو آؤ معانقہ و مصافحہ کرو تم ہماری خطا و گناہ کو جو ہمسے عمداً یا سہواً ہوا ہو وے ہمین عفو
کرو اور ہم تمھاری خطائین معاف کرین زندگی کا اعتبار نہین ہی گناہون سے بھی توبہ کرو جلدی دعاے
توبہ پڑھ لو کارخیر مین عجلت کرو صبح کو نہین معلوم کیا ہو ہم مین سے نہین معلوم کون زندہ رہے کون
قتل ہو سامنا دشمنون سے ہی خدا آبرو رکھے سامنے سے دشمنون کے نہ بھاگین سامنے
بہادرون کے وقت بھاگنے کے ذلیل ہون قتل ہو جانا بھاگ کر زندہ رہنے سے بہتر ہی پیادے
باہم کہتے تھے کہ یارو وقت سحر کافرون سے لڑائی ہوگی یہ یقین نہین ہی کہ زندہ رہینگے نہ یہ باور ہی
کہ ضرور ہی قتل ہو جائینگے احتیاط مقتضی اسکے ہی کہ کفن پہن لین اگر زندہ رہے تو فہو المراد ورنہ
بعد قتل وہی کفن بر مین رہیگا اگر قبر مقدر مین ہوگی تو ملیگی ورنہ اسی صحرا مین لاشے زمین پر پڑے ہونگے
درندے اور گزندے اس صحرا کے گوشت و استخوان کھائینگے اودھر تو جوانان لشکر اسلام بشوق جنگ مین
تیاری لڑنے کی کر رہے ہین آپس مین گلے مل رہے ہین باہم تقریر کر رہے ہین نقارہ جنگی بج رہا ہی
اودھر لشکر کفار مین جیسے طبل جنگ بجایا گیا ہی یہ حال ہی کہ جو کفار شجاعت شعار ہین وہ تو تیاری
جنگ مین مصروف ہین اور جو نامرد و بزدل ہین اُنکا یہ احوال ہی کہ خیال جنگ سے کانپ کانپ کے
باہم کہہ رہے ہین کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی اہل اسلام سے سامنا ہی یہ لوگ بڑے بہادر ہین اُنکے

ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہی ہم چار پیچ کے واسطے ہرگز جان اپنی نہ دینگے ذلت و رسوائی گوارہ کرینگے لشکر سے
نکل جائینگے ہمنے نوکری اسواسطے نہین کی ہی کہ اپنی جان دیدین اہل و عیال سے چھوٹ جائین دنیا
سے سوے عدم جائین یہ کہکے غول کے غول تاریکی شب مین لشکر سے نکل کے اپنے گھرون کی طرف
چلے جاتے ہین سواران شجاعت شعار رہے جاتے ہین بزدل بھاگے جاتے ہین راوی بیان کرتا ہی
کہ جب وہ شب بسر ہوئی پہلے اس طرف سے شاہزادہ رستم ثانی بعد ادائے نماز سحر مسلح ہو کے
مرکب پر سوار ہوگئے بارہ لاکھ سوار پیادہ کی جمعیت سے سوے لشکر کفار روانہ ہوا ادھر سے جمہور شاہ
بھی ہمراہ اپنی سپاہ کے لاجورد شاہ و صلصال کے ساتھ بصد غرور و نخوت آیا اثناے راہ مین
دونون لشکرون کا سامنا ہوا ادھر جمہور شاہ ٹھہرا ادھر رستم ثانی نے باگ اپنے گھوڑے کی
روکی دونون طرف پہلے بارگاہین اور خیام ایستادہ ہوے پھر دونون لشکرون سے بحکم شاہ و شاہزادہ
بیلدار و بیلچہ بردار نکلے انھون نے جلد میدان کارزار کی درستی کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کے دور
کیا پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے لشکرون سے نکل کے میدان کارزار مین پانی چھڑکا گرد و
غبار کو دفع کیا بعد اسکے بیلدار اور بیلچہ بردار اور سقے میدان نبرد سے ہٹ گئے دونون لشکر
صف آرا ہوے میمنہ میسرہ قلب ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا پھر لشکر اسلام سے نقباے
خوش تقریر اور سپاہ کفار سے کڑکیت نکلے درمیان دونون لشکرون کے آکے ٹھہرے نقباے خوش آواز
و خوش تقریر جوان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے اس طرح انکو آمادہ جنگ کرنے لگے کہ اے دلاوران یکتاے روزگار
واے بہادران نامی و نامداران آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد بڑے بہادر تھے انھون نے اپنی زندگی مین عجب
عجب کارہاے نمایان کیے تم انکے فرزند ہو انشاء اللہ انکے شجاع و بہادر ہو تم بھی آج کے روز کار نمایان
کرنا حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی کیا معلوم کون آج زندہ رہے کسکی اجل آئے کیونکہ سامنا کفار سے
ہی جنگ عظیم ہوگی تلوار چلے گی اس میدان مین از حد کشت و خون ہوگا یہ صحراے سبزہ زار خون کشتگان
سے رنگین ہوگا لہذا قدم جنگگاہ سے نہ ہٹانا سر میدان جنگ سامنے سے بہادرون کے نہ بھاگنا اپنے
اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا جہانتک ممکن ہو قدم اپنا آگے ہی بڑھانا پیچھے نہ ہٹانا
عزت و آبرو بڑھی ہوئی اپنی نہ گھٹانا دیکھو ایک دن مرنا ضرور ہی ہمیشہ کوئی شخص زندہ رہا ہی اور نہ رہیگا
خیال کرو اس وقت تمھارے آبا و اجداد کہان ہین اور وہ بادشاہان صاحب جاہ و حشم اور خداوند طبل و علم
کہان ہین کہ جو اپنی سلطنت پر مغرور تھے ہاے اجل سے مجبور ہو کے دنیا سے سوے عدم گئے
مالک دولت و مال چھوڑ کے خالی ہاتھ وہیر سے جانب عدم چلے گئے سواے اعمال نیک و بد کے کچھ اپنے ساتھ
نہ لے گئے بعد مرگ گوشہ ہاے قبور مین ساکن ہوے ہزار ہا من مٹی انپر ڈال دی گئی گوشت انکا
زمین کے کیڑے کھا گئے بلکہ ہڈیان بھی انکی باقی نرہین نشان انکی قبرون کا بھی باقی نرہا اس طرح
پیوند خاک ہوے کہ اب انکی قبور کا نام و نشان بھی نرہا وہ تو باقی نرہے مگر انکی نیکیان اور برائیان
آج تک کتابون مین درج کی ہوئی مردم دیکھتے ہین جو عادل و شجاع بادشاہ گذرے ہین انکو نیکی
یاد کرتے ہین اور جو ظالم و جفاکار و بزدل گذرے ہین انکی برائیان زبان پر لاتے ہین بس مانند ان گذشتگان
کے ہم تم بھی ایک دن دنیا سے سوے عدم جائینگے کوئی بجز خداوند عالم کے باقی نرہیگا سب کو فنا ہی

فقط خداے دوجہان کو بقا ہی لازم ہی کہ وہ کار نیک اور وہ بہادری آج کرو کہ تمکو بھی اہل جہان بہ نیکی یاد
کرین تمہاری بہادری کی تعریف کرین یارو ایسا وقت حصول عزت و آبرو کا کم آئیگا اس روز کو غنیمت جانو
آج ہی حصول عزت سر میدان کرو یہ خیال نکرو کہ آج پر کیا موقوف ہی پھر کبھی بہادری کرینگے جوہر شمشیر دکھائینگے
کیا معلوم پھر زندہ رہو یا نہ ہو تم عاقل ہو تقاضاے عقل یہ ہی کہ کار نیک و خوب مین جلدی کی جاے
آج کا کام کل پر اٹھا نہ رکھا جاے ہماری راے یہی ہی کہ آج ہی تمام ہیدا کرلو ان کافرون سے دلیرانہ
لڑو انکو جنگاہ سے بھگا دو انبار انکے لاشون کے زمین پر لگا دو زخمی اور قتل ہونے سے نڈر رہو حق
نمک آقا ادا کرو تم سب نمک حلال ہو طریق نمک حلالی دکھاؤ سامنے اپنے مالک و آقا کے بہادری
کرو اعداے دین کو قتل کرو دلیرانہ کفار سے مقابلہ کرو اپنے مالک و آقا کو خوش کرو اے یارو نصیحت
پر ہماری یہ عمل کرو ہم دوستانہ تمکو نصیحت کرتے ہین تمہاری ترقی عزت و آبرو چاہتے ہین تمکو بھی لازم
ہی کہ وقت شمشیر زنی لڑائی مین کمی نکرنا حتی الامکان قدم اپنا آگے ہی بڑھانا جنگاہ سے پسپا نہونا
خیال بھی دل مین بھاگنے کا نہ لانا غور کرو کہ اگر قضا دامنگیر ہوگی تو بھاگنے سے بچ نجاؤگے ضرور قتل ہوگے
اور اگر زندگی تمہاری باقی ہی تو بڑھ کے لڑنے سے قتل نہوجاوگے ہمنے ازراہ خیرخواہی تمکو نصیحت کی
ہی آگے تمکو اختیار ہی خواہ اپنی عزت چاہو خواہ اپنی ذلت چاہو یہ کہکے لقیبا خاموش ہوے کرطکیت اپنے
لشکر کے سوارون سے مخاطب ہوکے بہ آواز یون کہنے لگے کہ اے دلیران نامدار و اے بہادران تہور
شعار آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک عبرت سرا ہی اور مقام گذرگاہ ہی چار دن کی زندگی مین عاقل کو افعال نیک
کرنا لازم ہی اعداے خونخوار و دشمنان جان و ایمان سے لڑنا اور انھین قتل کرنا ہی ایک فعل ہی تم خوب
جانتے ہو کہ یہ سب اہل اسلام عدوے جان و ایمان ہین تمہارے اور تمہارے بادشاہ کے بدخواہ
ہین تمنے اپنے بادشاہ کا ایک مدت سے نمک کھایا ہی آج کے روز کے واسطے جمہور شاہ نے
تمکو اپنا ملازم کیا ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ ان دشمنون سے اپنے مالک و آقا کو بچاؤ عوض اسکے ان
مسلمانون سے لڑو انکو قتل کرو دلیرانہ نعرے کرو تن پر زخم کھاؤ خون مین نہاؤ سر میدان بہادرون
کے آگے خصوص اپنے بادشاہ کے سامنے سرخ رو ہو بڑھ بڑھ کر تلوارین ان مسلمانون پر لگاؤ خون
انکا زمین پر بہاؤ بہادری سب کو اپنی دکھاؤ دیکھو ہنگام جنگ قدم پیچھے نہ ہٹنے پاے دل مین خیال
بھاگنے کا کبھی نہ آنے پاے تم بہادر ہو فرزند لاورون کے ہو شجاعت دکھاؤ یارو میدان جنگ
واسطے سپاہی کے گویا محک امتحان ہی جس طرح سونا چاندی کسوٹی پر کسنے سے کھوٹا کھرا معلوم ہوتا
ہی اسطرح سپاہی کی بہادری اور بزدلی میدان جنگ مین بروقت مقابلہ حریف ظاہر ہوجاتی ہی تمکو مناسب ہی
کہ یہ جنگاہ ہی اور سامنا حریفون کا ہی امتحان تمہارا لیا جاتا ہی امتحان مین پورے اترنا یعنی ہنگام مقابلہ
و مجادلہ حریفان جانستان بہادری کرنا بڑھ بڑھ کے نیزہ و شمشیر لگانا شیرانہ نعرے کرنا اعدا کو ضرب
نیزہ و تیر و شمشیر سے ہلاک کرنا لاشون کو دشمنون کے پامال سم اسپان کرنا خوف و خطر مطلق نکرنا
اگر زندگی تمہاری ہی تو کوئی دشمن تمکو قتل نکر سکیگا اور اگر اجل ہی تمہاری آئی ہی تو اگر بھاگنے تو بھی ضرور
ان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوجاوگے جان بھی جائیگی اور ذلت بھی ہوگی بادشاہ تمہارا تمسے ناخوش
ہوگا بلکہ سب بہادر تمسے بیزار ہونگے اور کہینگے خوب ہوا ایسے نامرد و بزدل قتل ہوے کہ جو ہنگام

مقابلہ حریف جنگاہ سے بھاگے مالک و آقا کا اپنے ساتھ نہ دے سکے جان کا خیال کر کے پسپا ہو کے
بھاگنے پر آمادہ ہوئے بلکہ بھاگنے کے سوا بادشاہ اور جملہ بہادرون کے خداوند تمثال آئینہ رو
تم سے ناخوش ہونگے تمھارے بھاگنے سے ز حد تمسے بیزار ہونگے اپنے قہر و غضب سے ان مسلمانون کو
تمپر مسلط کر دینگے یہ گھیر کے تمکو قتل کر ڈالینگے بعد قتل خداوند موصوف تمکو نار دوزخ مین ڈال دینگے
ہمیشہ جلا کرو گے پس اے جوانون وہ کام کیون کرو کہ دنیا و آخرت مین بہبودی نہو دنیا مین ذلت
و رسوائی ہو آخرت مین بھی مبتلائے عذاب ہو جان بھی جائے آبرو بھی تلف ہو اور کچھ فائدہ نہو عاقل
کو لازم ہی کہ وہ فعل نکرے جسمین ضرر ہو وہی کام کرے جسمین نفع ہو تم سب نادان نہین ہو دانا ہو بجائے خود
سمجھ لو کہ بھاگنے مین کیا کیا ضرر ہین اور دلیرانہ لڑنے اور جان دینے مین کیا کیا فوائد دنیا و آخرت مین ہمنے
اتنی دیر تک تمکو ہدایت امور نیک کی نصیحت کی ہی اگر ہمارے پند و نصائح پر عمل کرو گے تو دنیا و آخرت
مین واسطے تمھارے بہتر ہوگا اور اگر خلاف ہمارے کہنے کے عمل کرو گے تو حق مین تمھارے اچھا
نہوگا یہ کہکے کرڑ کیت بھی چپ ہوے اُس وقت جوانان ہر دو سپاہ کا یہ حال ہوا کہ تقریر نقبا اور باتین پند
آمیز کرڑ کیتون کی سُن کے لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوئے یہ حال دیکھ کے اُدھر جمہور شاہ نے ادھر
شاہزادۂ رستم ثانی کے اشارہ سے علمداران لشکر نے علمون کو جلوہ دیا اور باجے جنگی بجائے گئے دلاوران
ہر دو سپاہ اول تو نقبا اور کرڑ کیتون ہی کی تقریر سُن کے آمادۂ جنگ ہوئے تھے اب آواز جنگی باجون کی
سُن کے مست بادۂ شجاعت ہو کے جھومنے لگے قبضہ شمشیر کو بار بار دیکھنے لگے اکثر دلاورون نے
باہم کہا کہ اگر زرہ پہن کے اور جوشن و چار آئینہ و بکتر کی حفاظت کے بھروسے سے لڑے تو
کیا لڑے مرد وہ ہی جو بغیر زرہ وغیرہ لباس حفاظت جسم و جان کے دلیرانہ اعدا سے لڑے باریک
کپڑون پر مانند شمع ہی اور تن زیب کے انگرکھون پر جو تلوارین کھائے وہ بہادر ہی اور جو زخم سینہ و سر پر
کھائے اور مثل گل کے خندان ہو وہ دلاور ہی اور جو ہنگام جنگ وار اعدا کی سپر پہ نروکے اور سر و
سینہ پہ روکے اور منہ جنگ سے نہ موڑے وہ دلیر ہی یہ کہکے زرہ و جوشن و خود و بکتر و چار آئینہ
و سپر وغیرہ کو اپنے تن سے جدا کیا اور تلوارین کھینچ کے نیامون کو توڑ ڈالا بعض بعض نے اُنسے
کہا یہ تمنے کیا جہالت و نادانی کے ہنگام مجادلہ و مقاتلہ زرہ وغیرہ کو اپنے تن سے کیون دور کیا اُنھون
نے اُنکو جواب دیا اگر ہم تمھارے نزدیک نادان جاہل ہین تو اچھا بیوقوف و جاہل ہی سہی ہم تو اپنے
حریفون سے یونہین لڑینگے ہمین تو منظور ہی کہ بہادری اپنی جوانان ہر دو سپاہ کو دکھا کے سیکڑون کو
قتل کر کے خود بھی قتل ہو جائین مانند رستم و زال و گیو و بیژن و فرامرز وغیرہ بہادرون کے نام کر کے
دنیا سے جائین آخر ایک روز مرنا ہی آج ہی ان کافرون سے مقابلہ و مجادلہ کر کے کیون نہ مر جائین
کہ بقول نقبا کے بہبودی کونین حاصل ہو جائے اکثر دلیران لشکر اسلام نے ارادہ کیا کہ صفوف لشکر سے
نکل کے میدان جنگ مین جائین اور مبارز طلب کرین اُدھر کفار نے بھی قصد کیا کہ یکبارگی صف
لشکر سے نکل کے اہل اسلام پر حملہ آور ہون دلاوری اپنی دکھائین لاکھون حریفون پہ تیغ گھوڑے سے
اٹھائین نامی جوانون کو چن چن کے قتل کرین خصوص رستم ثانی و سہراب بن لندھور و شاہزادۂ فیروزہ
مازندرانی وغیرہ کو قتل کرین تیغ آبدار سے سر انکے کاٹ لائین اپنے بادشاہ کو نذر دین خلعت و انعام

پائین علاوہ اسکے اپنے خداوند کو خوش کرین راوی ناقل ہی کہ ابھی بہادران مذکور سے کوئی دلیر دونون
لشکرون سے نکل کے برائے نبرد ہیچ مین میدان جنگ کے نہ آیا تھا کہ ناگاہ ایک سردار لشکر کفار کا
مسمی خونریز کبود چشم مرکب کو بڑھا کر صف لشکر سے نکلا اور جمہور شاہ سے طالب اذن جنگ ہوا اُسنے
کہا اے خونریز تیرا جانا مناسب نہین ہی مین اور کسی زبردست سردار کو برائے مجادلہ دلیران لشکر اسلام
بھیجونگا اُسنے عرض کیا حضور مجھے اجازت دین اقبال حضور سے دلیران نامی سے لڑونگا اگر رستم ثانی بھی
مجھسے لڑنے کو آئیگا تو اُس سے بھی لڑونگا حتی الامکان اُسے بھی قتل کرونگا جوہر شمشیر دکھاؤنگا
برسون مین نے نمک حضور کھایا ہی آج حق نمک ادا کرونگا حضور کچھ اندیشہ نکرین مین ایسا کم قوت نہین
ہون کہ دلیران اہل اسلام سے لڑ نہ سکون جمہور شاہ نے اُسکی تقریر سُن کے خوش ہوکے اجازت
دی وہ دلیرانہ میدان جنگ مین آیا اور درمیان ہر دو سپاہ کے ٹھہر کے یون بآواز بلند لکارا کہ اے فرقہ خداپرستان
تم سب مین جسکو آرزوے مرگ زیادہ ہو وہ صف لشکر سے نکل کے میرے سامنے آئے مجھسے مقاتلہ
ومجادلہ کرے یہ کہکے خاموش ہوا اُدھر شاہزادہ رستم ثانی نے تقریر اُس کافر کی سُنکے جانب سپہر اپنے لشکر کی
جانب دیکھا فی الفور سرشار شاہ صف لشکر سے نکل کے شاہزادہ موصوف سے اجازت جنگ چاہی
شاہزادہ رستم نے فرمایا اے سرشار شاہ جاؤ اُس کافر سے لڑو تمھین حافظ حقیقی کے سپرد کیا شاہ
مسطور اجازت لیکر شیرانہ روبرو اُس بداندیش کے گیا اور مرکب کو روک کر کہا او بیدین مین تجھسے
لڑنے کو آیا ہون حوصلا اپنے دل کا نکال نیزہ یا تلوار کا وار کر اُسنے بغور دیکھ کے پوچھا اے جوان تیرا
کیا نام ہی بہت جلد تو لشکر سے نکل کے میرے سامنے آیا ہی ثابت ہوتا ہی کہ اجل تیری تجھکو سامنے میرے
کھینچ کر لائی ہی اس بہادر نے جواب دیا او بدزبان کیا بیہودہ بکتا ہی تو کیا مجھے قتل کریگا مین بعنایت الٰہی
تجھی کو قتل کرونگا نام میرا سرشار شاہ ہی جلد کیونکر نہ آتا کہ اجل تیری قریب ہی مجھے تو ملک الموت تصور
کر تیری قبض روح کرونگا تن ناپاک تیرا خاک و خون مین بھر دونگا تو اپنے نام نحس سے آگاہ کر اُسنے کہا
خاص و عام مجھکو خونریز کبود چشم کہتے ہین مین وہ بہادر ہون کہ ہنگام جنگ فیل کو پشہ اور شیر کو روباہ
جانتا ہون بارہا پہلوانان نامی سے لڑا ہون سیکڑون بہادرون کو قتل کر چکا ہون تیری کیا حقیقت
ہی ابھی تجھکو قتل کرونگا میری روح تو کیا قبض کریگا مجھے خاک و خون مین کیا بھریگا خود ہی ایکدم
مین عدم کو جائیگا پس پہلے تو مجھپر وار کرلے تمنائے جنگ نکال لے آخر کو میرے ہاتھ سے قتل
ہو جائیگا حوصلہ وار کرنے کا تو دل مین نرہیگا سرشار شاہ نے پہلے خود وار کرنے سے انکار کیا
اُسنے سبب پوچھا اس دلیر نے ظاہر کیا کہ اے جوان آگاہ ہو ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہی کہ پہلے اپنے حریف پر
نیزہ و تیر و شمشیر لگاتے ہین جب حریف وار اپنا کر لیتا ہی اور خداوند عالم اُسکی ضرب سے بچاتا ہی تو پھر
ہم لوگ وار کرتے ہین مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی کہ تو اس وقت میرے ہاتھ سے قتل ہو جائے گا
اس دار فنا سے سوے سفر جائیگا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ جنگ سے باز آ کلمہ پڑھ کر مسلمان
ہو جا میرے ساتھ خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین چل وہ رتبہ ذیقدر تیرا بڑھائیگا اپنے سرداران لشکر مین محسوب
کریگا خونریز نابکار یہ سُنکے برہم ہوا غصہ سے پہلے آنکھین سرخ ہوگئین چہرہ بھی کثرت غیظ سے سرخ
ہوا بے تامل پکارا او اجل رسیدہ ہوشیار ہو جا کہ سیر کرلے آئینہ تیغ مین تجھکو چہرۂ قضا نظر آئیگا

یہ کہکے تیغہ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچکر مرکب کو بقاعدہ فن سپہگری بڑھا کے سر پر سرشار شاہ کے وار
کیا ادھر اس بہادر نے تیغ اسکا اپنی سپر فراخ دامن پر اس طور سے روکا کہ پٹ پڑا کافر مذکور اس
دیندار کے مسکرانے سے خجل ہوکے کہنے لگا اتفاق سے تیغہ میرا پٹ پڑا ہی ہنسنا عبث ہی اب
تو مجپر وار کر مین تیرے وار کو روک کے ابکی مرتبہ اس طرح تیغہ لگاؤنگا کہ تجکو دو نیم کر دونگا سرشار
شاہ نے تقریر اسکی سُن کے شمشیر آبدار نیام سے نکالکر نعرہ کرکے اُسکے سر پر غرور پر لگائی اسنے بفن
سپہگری بالاے سپر روکی پھر خود تیغہ آبدار خبردار خبردار کہکے کمر پر لگایا ادھر اس جوانمرد نے اُسے خالی
دیکر تلوار اُسکی کمر پر لگائی اُسنے تلوار کو آتے دیکھکر مرکب شوخ پیچھے ہٹایا وار خالی دیا اسی طور سے
تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخرکار سرشار شاہ نے بضرب شمشیر آبدار اُس نابکار کے دو ٹکڑے کیے
لاشہ اُسکا گھوڑے سے زمین پر گرا خاک پر تڑپنے لگا سرشار شاہ نے پکار کر کہا او جمہور شاہ
خونریز کا تو خاک پر خون گرا بلکہ وہ خود بھی دو نیم ہو کے خاک پر پڑا اب کسی اور دلاور کو واسطے میرے
مقابلہ کے روانہ کر شاہ مذکور نے اپنے میسرہ لشکر کی طرف دیکھکر ایک سردار سیاہ مسمی خونخوار کج
کلاہ سے کہا ای بہادر دیکھا تو نے کہ تیرے برادر یعنی خونریز کبود چشم کو سرشار شاہ نے قتل کیا
کیا تو انتقام اپنے برادر کے خون کا اس مسلمان سے جا کر نہ لیگا اُسنے فی الفور صف لشکر سے
گھوڑے کو نکال کے عرض کیا ای بادشاہ مین تو یہی قصد کر رہا تھا کہ لشکر سے نکل کے جاؤن اور سر اپنے
برادر کے قاتل کا تیغ سے کاٹ کے لے آؤن اسی اثنا مین حضور نے مجھے فرمایا اب جاتا ہون اور حضور
کے اقبال عدو مال سے سر اس سفاک کا لاتا ہون جمہور شاہ نے کہا جلد جا وہ مرکب کو جولان کر کے
سامنے سرشار شاہ کے آیا بعد جنگ بیشمار آخرکار مانند اپنے برادر کے ہاتھ سے سرشار شاہ کے
بضرب شمشیر مارا گیا اسکے قتل ہوتے ہی جمہور شاہ کو ملال ہوا عنقاے شیر صولت نے فی الفور
صف لشکر سے نکل کے عرض کیا کہ ای بادشاہ ذیجاہ مجھے اب اجازت کارزار دیجاے مین ابھی جا کے
قتل کرونگا سر قاتل خونریز و خونخوار کا لاؤنگا جمہور شاہ نے اجازت دی اب یہ سردار زبردست کبندے
پر سوار ہو کے مانند فیل مست کے روبرو سرشار شاہ کے آیا اور بعد گفتگوے بسیار کے نیزہ سرتیز
سے زخمی کیا بعد زخمی کرنے کے چاہا کہ تیغ آبدار سے سرشار شاہ کو کاٹے یہ حال دیکھکر ایک سردار لشکر
سرشار شاہ مسمی فرخ قوی بازو نے بصد عجلت لشکر سے نکل کے اجازت حرب شاہزادہ رستم ثانی سے
لے کے سامنے عنقاے شیر صولت کے گیا اور نعرہ کیا او نابکار دست خود را نگہدار ارے
میری زندگی مین سرشار شاہ کے سر کاٹنے کا ارادہ کرتا ہے یہ کہکے تیر سے اُس بددین کے سرشار شاہ
کو بچا کے جانب لشکر اسلام روانہ کر کے اُس کافر سے آمادہ جنگ ہوا اُسنے غضبناک ہو کے کہا
او خود پرست غضب کیا تو نے کہ میرے حریف کو تو نے میرے ہاتھ سے بچایا سر اسکا مجھے کاٹنے
نہ دیا خیر اُسکے عوض تجھے ہلاک کرتا ہون یہ کہکے نیزہ اُٹھا کے گردش دے کے سینہ پر فرخ کے
لگایا ادھر اس بہادر نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر بصد مکر روکا اُس وقت دیکھنے والون
نے دیکھا کہ دو سنانون فولادی کے باہم لڑنے اور رگڑ کھانے سے چنگاریان پیدا ہوتین گویا
دو اژدر دہان کے دہن سے شعلے نکلے ابھی جوانان ہر دو لشکر یہ لڑائی دیکھ رہے تھے

اور تعریف فوج کی کر رہے تھے کہ اتنے بڑے نامی و زبردست پہلوان و سردار کے نیزہ کو کس خوبی سے
اسنے رد کیا ہے کہ یکایک فرخ نے اسپر نیزہ کا وار کیا اسنے بسہولیت روک کرانا چاہا برہم ہوکے خبردار
خبردار نکر سکنے اس طرح نیزہ سینہ فرخ پر لگایا کہ پشت سے اسکے گذر گیا روکے ترک نسکا عنقاے
شیر صولت نے یون زخمی کرکے نیزہ نکال دیے کے پشت فرس سے اٹھاکے اس طرح خاک پر
پٹکا کہ فرخ قوی بازو ہلاک ہوگیا بعد ہلاک کرنے اس دیندار کے عنقاے شیر صولت نے حریف
اپنا طلب کیا راوی ناقل ہے کہ چار سرداران لشکر سرشار شاہ یکے بعد دیگرے اسکے سامنے گئے اسنے
سبکو مانند فرخ قوی بازو کے نیزہ سے ہلاک کیا بعد ہلاک کرنے سرداران مندرجہ بالا کے عنقاے شیر صولت
نے پھر مبارز اپنا طلب کیا ابکی مرتبہ حدید شاہ اسکے مقابلہ کے واسطے گیا بعد جنگ بسیار اس نابکار کو
بھی بدین مذکور مانند سرشار شاہ کے زخمی کیا اور قصد کیا کہ سر کاٹ لیجیے رستم ثانی نے حال
دیکھتے چاہا تھا کہ آگے بڑھ کے عنقاے شیر صولت کے ہاتھ سے حدید شاہ کو بچائیے اور
خود اس سے لڑیے کہ ناگاہ گشتاسپ شاہ صف لشکر سے نکلا اور اجازت لیکے جلد تر رو برو عنقاے
شیر صولت کے گیا اور اسکے عزم سے اسے باز رکھا حدید شاہ کو جانب لشکر روانہ کرکے خود اس سے
ہم نبرد ہوا بعد جنگ بسیار یہ بہادر بھی اسکے ہاتھ سے ایسا زخمی ہوا کہ تمام جسم اسکا مثل لالہ داغدار کے
ہوگیا بدن مین اسکے زخمی زخم نظر آتے تھے زخموں سے بہت درد مند تھا عنقاے شیر صولت نے ارادہ کیا تھا
کہ بڑھ کر سر حریف مذکور کو تیغ سے جدا کرے ناگاہ رستم ثانی کو تاب ضبط باقی نرہی بے اختیار مرکب کو اپنے
جولان کرکے قریب اس جفاجو کے جاکے یہ نعرہ کیا کہ او بیدین کیا کرتا ہے مین آپہونچا وہ نعرہ اس
شیر بیشہ صاحبقرانی کا سنکے رکا شاہزادہ رستم ثانی نے گشتاسپ شاہ کو اپنے لشکر مین بھیجکر رخ اپنا
سوے عنقاے شیر صولت کیا اور کہا اے جوان مجھسے مقابلہ کر اسنے کہا اے رستم ثانی مجھے تمہاری
جوانی پر رحم آتا ہے تم مجھسے نہ لڑو بہتر یہ ہے کہ تمام مال و اسباب جو تمنے طلسم صندل سے نکال کے اپنے
قبضہ مین کیا ہے میرے حوالے کرو اور میرے ہمراہ خدمت خداوند اتمثال آئینہ رو مین چلو اونکو
سجدہ کرو خداوند مرتبہ تمہارا بڑھا دینگے خطا تمہاری عفو کر دینگے کیا فائدہ اس سے کہ مجھسے لڑو
اور میرے ہاتھ سے قتل ہو ابھی تمنے دیکھا کہ جو تمہارے لشکر سے میرے سامنے آیا اسے
مین نے زخمی و ہلاک کیا اگر تم میرے کہنے پر عمل نکروگے تو پچھتاؤ گے میرے ہاتھ سے مارے
جاؤگے شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا اے عنقاے شیر صولت جنکو تمنے زخمی و قتل کیا اب
انکا ذکر کرنا عبث ہے مین تمہارے کہنے پر ہرگز عمل نکرونگا اے شیطان خصال مردود بارگاہ خدا کو
ہرگز سجدہ نکرونگا اے بہادر لایق سجدہ وہ معبود برحق ہے جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و مافیہا
کو پیدا کیا ہے تمکو چاہیے کہ اسی خالق کون و مکان کو سجدہ کرو راہ راست پر آؤ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ
دولت دین حاصل کرو مین تمکو محض اس واسطے سمجھاتا ہون کہ تمہاری جوانی پر رحم آتا ہے کہ تم ایسا جوان
قوی بازو و قوی ہیکل میرے ہاتھ سے قتل نہو عنقاے شیر صولت نے نفرت سے شاہزادہ موصوف کی سنکے
برہم ہوکے نیزہ اٹھایا اور گردش دے کے خبردار خبردار کہکے گھوڑے کو بڑھا کے سینہ پر وار کیا شاہزادہ
نے اسکے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا بطریق مذکور جنگاوران پیدا ہوین نیزہ بازان ہر دو لشکر نے

بے اختیار تعریف کی کہ عجب حسن سے نیزے پر نیزہ روکا ہی مگر اس ضرب سے بچنا محال تھا مگر واہ کیا اچھی طرح
وار کو روکا ابھی نیزہ بازان ہر دو لشکر ثنا کر رہے تھے کہ رستم ثانی نے نیزہ اُسکے پہلو پر لگایا اُسنے بھی
چالاکی سے نیزہ کو نیزہ پر روکا اسی طرح تیس چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی کوئی دونون دلاورن
مین زخمی نہوا آخر کار شاہزادہ موصوف نے ایک نعرہ نادر باندھ کر سنان نیزہ کی اُسکے چوب نیزہ سے نکالدی
سب نے دیکھا کہ وہ سنان مانند تیر شہاب چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام نے شور احسنت و مرحبا
بلند کیا کفار کو حیرت ہوئی بلکہ ملال ہوا عنقاے شیر صولت نے خجل ہو کے سر جھکا لیا عرق انفعال
مین ہمہ تن نہا گیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کے گویا ہوا کہ اے شاہزادۂ رستم ثانی سنان نیزہ جو نکل گئی تو یہ
باعث بوسیدگی چوب نیزہ کا تھا میری کمی قوت اور قصور فن نیزہ کا سبب نہ تھا نیزہ بازی کوئی فن
عمدہ نہین ہی بلکہ یہ ایک فن ایسا نازک ہی کہ ذراسی بات مین عزت و آبرو مین نقصان ہوتا ہی جیسا کہ ابھی مجھپر
واقعہ گذرا مین نے غور کر کے جو دیکھا تو بجز جنگ شمشیر کوئی لڑائی اچھی نہین ہی تلوار سے یون
کا جھگڑا ایک دم مین فیصلہ ہو جاتا ہی تیغہ وہ منصف ہی کہ درمیان مین دو خصمون دشمنون کے بڑے
انصاف معقول کر دیتا ہی یہ کہکے تیغہ آبدار نیام سے کھینچکر گینڈے کو آگے بڑھا کر خبردار کہکے
سر پر شاہزادہ موصوف کے وار کیا اور شاہزادہ نے دوتن سے سپر لیکر ضرب تیغہ تیز و گرانبار کو سپر پر
روکا پھر شمشیر علم کر کے اُسکے سر پر تیغہ غرور پر تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی سے تلوار سپر پہ روکی اسی طرح
تادیر لڑائی ہوئی جوانان ہر دو جانب یہ جنگ بنظر غور دیکھا کیے اور باہم کہا کیے کہ یہ دو دلاور کیا خوب
لڑ رہے ہین اگر رستم بلتن اور اسفندیار روئین تن بھی لڑے ہونگے تو اسی طرح لڑے ہونگے
نہین نہین یہ اُنسے بھی لڑائی مین گوے سبقت لے گئے ہین ہنوز جوانان ہر دو لشکر تعریف کر رہے
تھے لڑائی ہو رہی تھی تلوار قابل دید چل رہی تھی گینڈے اور مرکب کی گردش سے غبار دمبدم اُٹھ رہا تھا
ناگاہ عنقاے شیر صولت نے غضبناک ہو کے کہا اے رستم ثانی اگر ابکی مرتبہ تم میرے تیغہ کو سپر پر
روک لو تو مین جانون کہ بڑے بہادر ہو شاہزادہ نے فرمایا اچھا تیغہ لگاؤ مین اعانت الٰہی سے روکونگا
اُسنے بقوت تمام تر تیغہ سر پر مارا شاہزادہ نے تیغہ کی باڑھ پر نظر کی جب تیغہ قریب سر آیا بائین ہاتھ مین جسمین
سپر ہی تلوار بھی لیکر دست راست اپنا اُسکے بند دست پر نہایت چالاکی سے ڈالدیا اور زور کر کے چاہا
کہ تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیجیے اُسنے بھی زور کرنا شروع کیا اس زور آزمائی سے گینڈے اور مرکب عجب
حال ہوا دونون حیوان بیزبان تاب زور آزمائی نہ لاکر پسینے مین تر ہو کر زبانین دہن سے نکالکر ہانپنے لگے اور
بے اختیار زمین پر تڑپنے لگے اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ رستم ثانی نے زور کر کے کلائی
اُسکی درد مند کر کے تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اُسنے غضبناک ہو کے بارادۂ کشتی ہاتھ اپنا کمر شاہزادہ
مین ڈالکر قصد کیا کہ پشت فرس سے اُٹھا کر خاک پر ٹپک دیجیے شاہزادہ موصوف نے اُسکے عزم سے
آگاہ ہو کے خود بھی اُسکے کمر بند آہنی مین ہاتھ ڈالدیا اور زور کرنا شروع کیا اب تو گینڈا اور مرکب شاہزادہ
کا قبل سے زیادہ ہانپنے لگے اور مجبور ہو کے زمین پر بیٹھنے لگے اُس وقت دونون لشکرون سے شاطرون
نے نکل کے قریب آ کے کہا اے جوانون اگر ارادہ تمہارا کشتی لڑنے کا ہی تو گینڈے اور مرکب سے اُتر کر
کشتی لڑو دیکھو یہ حیوان تمہاری زور آزمائی سے ہلاک ہوے جاتے ہین یہ تقریر اُنکی سن کے بطیب خاطر

دونون بہادر گینڈے اور مرکب سے اُتر کے دامن عبا وقبا کے لپیٹ اور گروانگلے باہم لپٹ کے
کُشتی لڑنے لگے داؤن پیچ توڑ جوڑ بخوبی کرنے لگے دیکھنے والے باہم کہنے لگے یہ دو دلاور اس طرح
کُشتی لڑ رہے ہین گویا دو شیر یا دو فیل مست باہم لڑتے ہین انکی کُشتی ایسی نہین کہ تھوڑی دیر مین ختم
ہوجاوے دیکھیے یہ کُشتی کے دن اور کیونکر کُشتی لڑتے ہین دونون جوان بیعدیل و بے نظیر ہین دیکھیے ان مین
کون غالب ہوتا ہی اور کون مغلوب ہوتا ہی جمہور شاہ اور عجائب جادو نے بھی باہمی اپنے دل مین
خیال کر کے بارگاہین اور خیام ایستادہ کرنے کا حکم دیا فراشون نے بارگاہین اور خیام قریب اکھاڑے کے
برپا کین جب فرش اور تخت وکرسی اور دنگل سے زیب و زینت بارگاہ کی ہو گئی پردے بارگاہ کے اٹھوا کے
جمہور شاہ اور لاجور دشاہ اور صلصال اور جملہ سرداران سپاہ علی قدر مراتب بیٹھے ادھر عجائب جادو
اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور وغیرہ علے قدر لیاقت و مرتبت تخت وکرسی اور دنگل پر
بیٹھے سواران ہر دو لشکر گھوڑون سے اتر کر زین پوش بچھا بچھا کے مسلح بیٹھے پیادے بھی تمام و کمال فرش
سبزہ پر بیٹھ گئے پھر جملہ خاص و عام بنظر غور کُشتی دیکھنے لگے یہ کُشتی دوپہر تک بخوبی ہوئی وقت شام شاہزادہ
رستم ثانی نے اسے زیر کیا اور بوجہ اسکے کہ عنقائے شیر صولت ایک سردار زبردست تھا خاک پر
بزور رکھ کے ٹپک کر ہلاک کرنا مناسب نجانکر شاہزادہ رستم ثانی نے برق ثانی و چالاک ثانی کے
حوالے کیا اور کہا اس جوان کو لیجا کر ایک خیمہ مین اسیر کرو کسی روز اسکو ہدایت کرینگے اگر یہ مسلمان ہو گیا
تو فہو المراد ورنہ ہم اسکو قتل کرینگے عیاران مذکور حسب الحکم اسے زنجیر و طوق مین گرفتار کر کے اپنے لشکر مین
لے چلے اس وقت جمہور شاہ کو بدرجہ کمال غصہ آیا اپنے تمام سرداران سپاہ اور سواران جنگی سے
کہا اے بہادرو تم دیکھتے ہو کہ عنقائے شیر صولت گرفتار ہو کے جاتا ہی کیسے بہادر ہو کہ رستم ثانی کو
قتل نہین کرتے ہو اور عنقائے شیر صولت کو رہا کر کے میرے پاس نہین لاتے ہو مین تمسے اقرار
کرتا ہون کہ اگر سر شاہزادہ رستم کا تن سے جدا کر کے میرے پاس لاؤگے اور عنقائے شیر صولت کو
حملہ کر کے عیارون کے ہاتھ سے چھوڑا کے میرے پاس لے آوگے تو مین تمکو بہت انعام دونگا
سپر زر وجواہر سے بھر دونگا عہدے تمہارے بڑھاؤنگا یہ تقریر جمہور شاہ کی سُن کے جملہ کفار
بطمع زر وجواہر اُٹھے گھوڑون پر سوار ہوئے ہنوز جملہ اہل اسلام خوش ہو رہے تھے تعریف شجاعت
شاہزادہ رستم ثانی کی کر رہے تھے شور تحسین و آفرین بلند تھا ناگاہ سواران لشکر کفار سے شاہزادہ
رستم ثانی پر حملہ آور ہوئے ادھر عجائب جادو اور شاہزادہ فیروزہ تیغ زن اور سہراب بن لندھور جملہ
سوارون اور بہادرون کو ہمراہ لیکر ادھر سے بڑھے جب دو دریائے لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی
تلوار چلنے لگی کافر و دیندار قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی جابجا انبار لاشون کے ہونے لگے
دریائے خون کافر و دیندار صحرائے سبزہ زار مین بہنے لگا پیر فلک اس جنگ عظیم کو بنظر عبرت دیکھنے
لگا جوانون کی خونریزی پر شادمان ہونے لگا زمین کثرت بار سپاہ و فرط کشتگان سے تھرانے لگی غبار
عظیم گھوڑون کی گشت سے بلند ہونے لگا تاریکی شب و کثرت غبار سے زمانہ تیرہ و تار ہونے لگا باوجود
کثرت روشنی مشعل وغیرہ کے اچھی طرح کچھ کسیکو نظر نہ آتا تھا گھبراہٹ اور تاریکی کے سبب سے پدر اپنے فرزند
کو اپنا حریف جانکے قتل کرنے لگا دوست اپنے دوست کو عزیز اپنے عزیز کو فرزند اپنے پدر کو سامنے

اپنے آتے دیکھکر حریف اپنا خیال کرکے ہلاک کرنے لگا شاہزادہ رستم ثانی نے ایک سمت
سہراب جن لندھور ایک طرف شاہزادہ فیروز زرہ مازندرانی ایک جانب بہزار نعرہ کرکے کفار کو تہ تیغ کرنے
لگے انبار لاشون کے لگانے لگے گرد اور مجمع کفار کو درہم وبرہم کرنے نائے نفیا اور کرنا کیفیت اپنی تقریر
سے اس وقت دل جوانون کے بڑھانے لگے لیکن اس شور گیر ودار مین کون انکی سنتا تھا ہنوز جنگ
عظیم ہو رہی تھی کہ لاجورد شاہ اور صلصال نے بھی قصد کیا کہ ہم بھی ہمراہ اپنے سپاہ کو لیکر اہل اسلام پر
حملہ ور ہون حتی الامکان مسلمانون کو قتل کرین خصوص رستم ثانی کو ہلاک کرین عنقائے شیر صولت
کو قید سے رہا کرین بختگان اُنکے عزم سے باخبر ہوکے کہنے لگا اے خداوند واے شہنشاہ صلصال
اپنے ارادہ سے باز رہیے دور سے سیر لڑائی کی دیکھیے دل اپنے خوش کیجیے جب موقع بھاگنے
کا ہو بھاگ گئے اہل اسلام پر اس وقت حملہ کرنا اپنے لڑنا محض بیکار ہے کیونکہ عنقائے شیر صولت
آپکی کد وکوشش سے قید سے رہا ہوگا اور نہ سر شاہزادہ رستم ثانی کا آپکے ہاتھ آئیگا آپ حضرات
کیا اُس بہادر کو قتل کرینگے خود ہی اسکے بد بروجاگے یا اور کسی مسلمان کے ہاتھ سے قتل وزخمی ہونگے
لاجورد شاہ اور صلصال نے برہم ہوکے جواب دیا اے نا معقول کبھی تو کلمہ نیک ومبارک اپنی
زبان پر جاری نہین کرتا ہے جب تقریر کرتا ہے بُری ہی کرتا ہے کیسا ہمارا خیر خواہ ہے کہ مانند بدخواہون کے تقریر کرتا ہے
بختگان نے کہا مین جو کچھ کہتا ہون سچ کہتا ہون عاقل ودانا ہون صد ہا لڑائیان دیکھ چکا ہون دیکھ
لیجیے گا جو کچھ مین نے کہا ہے وہی ہوگا لاجورد شاہ وصلصال نے جواب دیا تو جھوٹا ہے تیری بات کا
کیا اعتبار ہے ہم تو اہل اسلام پر حملہ آور ہونگے کینہ اپنے دل سے نکالینگے انکو قتل کرینگے یہ کہہ کے
لاجورد شاہ اور صلصال نے بھی اپنے جوانان سپاہ کو حکم دیا کہ اہل اسلام پر حملہ آور ہو خنجر وشمشیر وغیرہ
آلات حرب وضرب سے انکو قتل کرو عنقائے شیر صولت کو قید سے رہا کرو سر شاہزادہ رستم ثانی کا
تیغ سے جدا کرو ہم تمکو انعام کثیر دینگے جوانان سپاہ مذکور حسب الحکم اہل اسلام پر حملہ آور ہوئے اب لڑائی
کو اور طول ہوا راوی ناقل ہے کہ تمام شب جنگ مغلوبہ ہوئی لاکھون جوان لشکر جانبین کے قتل ہوئے
وقت طلوع آفتاب کفار شکست کھاکے پسپا ہوئے جمہور شاہ اور لاجورد شاہ اور صلصال مجبور
ہوکے تمنائے دلی سے محروم ہوکے طبل بازگشت بجواکے رنجیدہ وملول مع سپاہ شکست خوردہ
اپنی فرودگاہ سپاہ پر گئے ادھر اہل اسلام نے فتحیاب ہوکے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی کے شادان و
خندان اپنی قیامگاہ لشکر کی طرف آئے شاہزادہ رستم ثانی بعد قطع راہ اپنی بارگاہ مین داخل ہوا امرائے
نامی بھی داخل بارگاہ شاہزادہ ہوئے کرسیون اور دنگلون پر بعد دور کرنے سلاح جنگ کے علی قدر
مراتب بصد ادب سامنے شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے بیرون بارگاہ صحرائے سبزہ زار مین لشکر اترا جوانون نے
سلاح جنگ تنون سے دور کیے خیمہ مین داخل ہوکے استراحت پذیر ہوئے شاہزادہ رستم ثانی ہنوز
اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ برق ثانی اور چالاک ثانی روبرو آئے شاہزادہ نے انسے پوچھا عنقائے
شیر صولت کہان ہے انھون نے عرض کیا ہمنے حسب الحکم اسکو ایک خیمہ مین اسیر کیا ہے گرد خیمہ مذکور
سوارون کا پہرا ہے فران ثانی اور سیارہ ثانی در خیمہ پر بیٹھے ہین حفاظت کر رہے ہین شاہزادہ موصوف
یہ سنکے مطمئن ہوا اور مسکراکر عجائب جادو سے کہنے لگا شکر ہے خداوند عالم کا کہ آج مین کفار پر غالب آیا

کفار مغلوب ہوئے یہ فرما کے اپنے ملازمون سے کہا ہمارے لشکر کے جسقدر سوار اور پیادے قتل ہوئے
ہین اُنکو دفن کرو اور جو لوگ زخمی ہوئے ہین اُنکا علاج کرو جراحون کو طلب کرو ملازمون نے حکم کی تعمیل کی
وقت دفن کشتگان شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ڈھائی لاکھ سوار و پیادے کام آئے دو لاکھ کفار قتل ہوئے
اور پچاس ہزار اہل اسلام کام آئے یہ خبر اُن ملازمون نے شاہزادہ موصوف کو پہونچائی رستم ثانی اپنی
سپاہ کے کم جوانون کے قتل ہونے سے شادمان ہوا اُسی خوشی مین ساقیون کو طلب کیا ساقی کشتیان شراب
کی لیکر حاضر ہوئے اور جام بلورین مین مئے ناب شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو پلانے لگے یہان تو شاہزادہ
موصوف بادہ کشی مین مصروف ہے لیکن اب حال جمہور شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ یہ جو طبل بازگشت بجوا کے اپنی
فرودگاہ سپاہ پر پہونچا اور داخل بارگاہ ہو کر تخت پر بیٹھا لاجور شاہ و نجتگان و صلصال و سرداران
سپاہ بھی اُسکی بارگاہ مین آئے اور علی قدر مراتب بیٹھے جمہور شاہ نے آبدیدہ ہو کے لاجور شاہ
وغیرہ سے کہا آج مجکو صدمہ عظیم ہے کیونکہ دو سردار میرے سپاہ کے مارے گئے عنقائے شیر صولت کہ
جو سردار میمنہ سپاہ کا تھا اور جسکی قوت و بہادری پر مجھکو ناز تھا اسیر ہو گیا لشکر کو میرے ہنگام جنگ
مغلوبہ شکست ہوئی جوانان سپاہ بہت سے قتل ہوئے صحرا لاشون سے بھر گیا ایسا صدمہ مجھے ہوا کہ گیا
کہون جمہور نے کہ یہ سردار میمنہ سپاہ کا ہے عرض کیا اے شاہ اگر عنقائے شیر صولت اسیر ہو گیا اور فوج کی شکست ہوئی تو اسکا کسقدر
صدمہ ہوگا پھر رنج و الم بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوا آج کے روز میرے نام پر طبل جنگ بجوایا جائے صبح کو مین رستم ثانی
سے مقابلہ و مجادلہ کر کے سر اُسکا تیغ آبدار سے جدا کر کے لے آؤن اور فوج لیکر اُسکے لشکر پر ایسا حملہ
کرون کہ اس صحرا سے اُسکے لشکر کو بھگا دون ہزارہا مسلمانون کو قتل کرون عنقائے شیر صولت کو قید
سے رہا کر کے لے آؤن سوا اُسکے تمام مال و اسباب جو شاہزادہ رستم ثانی نے طلسم صندل سے
نکال کے اپنے قبضہ مین کیا ہے اُسکو بھی بجنسہ حاضر کرون جمہور شاہ نے تقریر اپنے سپہ سالار کی سُن کے
خوش ہو کے اُسی وقت اُسکے نام پر طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند
ہوئی برق ثانی و چالاک ثانی لشکر کفار مین گئے اور خبر دریافت کر کے خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین
آئے عرض کیا اے شاہزادۂ عالی مرتبت و والا ہمت اس وقت جمہور شاہ بیدین نے اپنے سپہ سالار
جمہور رہبر بے بصیرت کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے کہ ہنگام سحر بجمعیت سپاہ کثیر
عرصہ نبرد مین آ کے خدام حضور سے مقاتلہ و مجادلہ کرے سوا اس خبر وحشت اثر کے خیریت ہے شاہزادہ
نے فرمایا کہہ دو کہ ہمارے لشکر مین بعنایت الٰہی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے ہمکو اپنے معبود کی عنایت
پر بھروسہ ہے جسنے آج ہمکو کفار پر غالب کیا ہے وہی کل بھی ہماری مدد کریگا کفار پر ہمکو فتحیاب کرے گا
برق ثانی و چالاک ثانی نے حسب الحکم بیرون بارگاہ جا کے لشکر مین نقارہ جنگی بجوایا جوانان
ہر دو لشکر صدائے طبل و نقارہ سُنکے باخبر ہوئے کہ صبح کو پھر لڑائی ہوگی اس آگاہی سے دونون لشکر
کے جوانون نے جنگ کی تیاری شروع کی ہر ایک جوان اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگا
اہل اسلام تیاری لڑائی کی کرتے جاتے تھے اور باہم خوش ہو کے کہتے تھے انشاء اللہ تعالی کل بھی
کفار پر فتحیاب ہونگے کافرون کو تہ تیغ کرینگے اُدھر کفار بدلی سے تیاری جنگ کی کرتے جاتے تھے
اور باہم یہ تقریر کرتے تھے دیکھئے کل وقت سحر کیا ہوتا ہے آج تو ہم سب ہنگام جنگ اہل اسلام سے

مغلوب ہو چکے ہین شکست کھا کے پسپا ہو چکے ہین طبل بازگشت بجنے سے ہم سب کی جانین بچ گیئی
ہین اگر طبل بازگشت نہ بجایا جاتا تو اہل اسلام ہرگز جنگ سے ہاتھ نروکتے ہم سبکو یقیناً تہ تیغ کرتے
کسی کو زندہ نچھوڑتے ہم سب کہانتک پسپا ہو کے بھاگتے جانین اپنی بچاتے کل بھی آخرین اہل اسلام
سے سامنا ہی دیکھین انجام جنگ کیا ہوتا ہی الحاصل اہل اسلام کو امید فتح اور شوق جنگ مین ادہر
کفار کو بیدلی و تردد و فکر مین اور ناامیدی فتح مین سحر ہوئی لشکر اہل اسلام مین ہر اک نے بعد وضو
نماز سحر پڑھی اُدھر کفار نے موافق اپنے مذہب کے اپنے خداوند کی پرستش کی اودھر اہل اسلام نے
واسطے حصول فتح و نصرت اپنے معبود حقیقی سے دعا کی اُدھر کفار نے اپنے خداوند مردود نابکار سے
بہر ظفر اعانت چاہی بعد دعا پہلے جملہ اہل اسلام مسلح ہو کے مرکبون پر سوار ہو کے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم
ثانی کے اُسی صحرا مین رہ نورد ہوے جانب نبردگاہ چلے بعد قطع راہ اُس جگہ سے جہان دو لاکھ لاشین
کافرون کی پڑی تھین علیحدہ صحرا مین زمین صاف و پاک پر توقف کنان ہوے اُدھر سے جمہور شاہ
بجمعیت سپاہ بمقابلہ لشکر اسلام آیا ہمراہ اُسکے لاجورد شاہ اور صلصال اور بخنگان بھی آیا بعد درستی
میدان کارزار اور آراستگی صفوف لشکر جانبین دونون لشکرون سے نقبا اور کڑکیت نکلے اُنھون نے
جوانان ہر دو سپاہ کو اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کیا جب وہ جوانان لشکر کو آمادہ کارزار کر کے میدان
مصاف سے ہٹ گئے دونون لشکرون مین جنگی باجے بجائے گئے علمدارون نے علمون کو جلوہ
دیا جوانان سپاہ ہر دو طرف نے قصد صفوف لشکر سے نکلنے اور ارادہ لڑنے کا کیا ہنوز اُنمین سے کوئی
دلیر صفوف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ قمہور ہزبر سیرت نے صف لشکر سے نکل کے جمہور شاہ سے اجازت
جنگ کی لیکے مرکب دورکابہ پر سوار ہو کے گینڈے کی سواری سے کارہ ہو کے بصد غرور میدان کارزار
مین آیا بیچ مین دونون لشکرون کے ٹھہر کر جوانان اہل اسلام کو بنظر غیظ و غضب دیکھ کے فنون نیزہ
بازی و دیگر فنون سپہگری دکھا کے عرق مین تر ہو کے نیزہ زمین پر گاڑ کے بہ آواز بلند پکارا کہ ای شاہزادہ
رستم ثانی کسی کو واسطے میرے مقابلہ و مجادلہ کے بھیجو یہ کہکے خاموش ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے اپنے لشکر
کے دستہ مین کی طرف دیکھا فی الفور سہراب بن لندھور صف لشکر سے نکل کے روبرو آیا اجازت جنگ لیکے
دلیرانہ سامنے قمہور ہزبر سیرت کے گیا مرکب کو روک کر کہنے لگا ای جوان مین واسطے تیرے
مقابلہ کے آیا ہون اب کیا تامل ہی مقابلہ و مجادلہ کر فنون جنگ دکھا اُسنے پوچھا نام تیرا کیا ہی اس بہادر
نے جواب دیا نام میرا سہراب ہی فرزند لندھور ثانی جانشین امیر بانوقیر کا ہون قمہور نے کہا مجھے تیری
جوانی پر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے مارا نجائے لہذا تو مجھسے مقابلہ نکر جان عزیز اپنی
نہ گنوا اشتراکت اہل اسلام سے دست بردار ہو میری ہمراہی اختیار کر میرے خداوند کو سجدہ کر مرتبہ تیرا
زیادہ ہوگا اور اگر یہ منظور نہو تو اپنے لشکر مین جا رستم ثانی سے کہہ کہ ای شاہزادۂ نخوت شعار آمادہ
کارزار نہو اطاعت جمہور شاہ و پرستش خداوند تمثال آئینہ رو اختیار کر سہراب بن لندھور نے جواب
دیا ای قمہور کیا واہیات کلمات اپنی زبان پر جاری کرتے ہو خاموش رہو جو تمنے کہا ہی کچھ بھی نہوگا
یہ میدان جنگ ہی تقریر سے کیا فائدہ فنون جنگ دکھاؤ مجھپر وار کرو مین اور شاہزادہ رستم ثانی بھلا تمھارے
کہنے پر کیا عمل کرینگے تمھارا بادشاہ کافر ہی خداوند تمھارا شیطان سیرت ہی اُسپر ہم سب اہل اسلام

لعنت کرتے ہین تمکو مناسب یہی ہی کہ تمثال آئینہ رونابکار پر لعنت کرد راہ راست پر آؤ اپنے معبود حقیقی
کو پہچانو خالق کون ومکان کو سجدہ کرو اطاعت وفرمانبرداری شاہزادہ رستم ثانی کی اختیار کرو کہ باعث بہبودی
کونین ہو قمہور ہنر بر سیرت نے یہ سُنکے برہم ہوکے مرکب اپنا بڑہا ے زور آزمائی بعد غضب بڑھایا بائین
ہاتھ مین سپر کو محکم پکڑا اُدھر سہراب بن لندھور بھی ہوشیار ہوا جب آن دونون بہادرون مین زور
آزمائی و نگاور زنی ہوئی سپر سے سپر لڑی زور ہوا سب نے دیکھا کہ تین قدم مرکب قمہور کا پسپا
ہوا اور قریب دو قدم گھوڑا سہراب بن لندھور کا پیچھے ہٹا اس زور آزمائی سے قمہور اپنے گھوڑے
کے بہت پیچھے ہٹ جانے سے برہم ہوا مرکب کو مہمیز کرکے آگے بڑھا کے کہنے لگا مین اپنی جگہ سے
نہین ہٹا میری قوت مین کمی نہین ہی گھوڑا میرا زیادہ پیچھے ہٹ گیا بوجہ اسکے کہ آج کل کم قوت ہی کچھ علیل
ہی سہراب نے مسکرا کر جواب دیا ای بہادر اگر مرکب تمھارا پیچھے ہٹا ہی تو اب تم پیچھے نہ ہٹنا یہ سُن کے
قمہور نے نیزہ زمین سے اکھاڑ کے گردش دیکے مرکب کو کاوے پر ڈال کر خبردار خبردار کہکے سینہ پر مارا
ادھر اُس بہادر نے اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا چنگاریان دو سنانون کے لڑنے سے پیدا
ہوئین بعد نیزہ روکنے کے خود بھی نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی چالاکی سے روکا تھوڑی دیر اسی طرح لڑائی
ہوئی آخرکار سہراب نے ایک بندنا در نیزہ کا باندھ کر سنان نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دی وہ مثل
تیر شہاب چمکتی ہوئی دور جاکر گری قمہور نے غضبناک ہوکے ڈانڈ نیزہ کی سپر پر سہراب کے لگائی
اس جری نے اُسکے نیزہ کی ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر یون روکا کہ ڈانڈ قمہور کی کئی جگہ سے
شکستہ ہوئی سپہ سالار جمہور شاہ نے برہم و خجل ہوکے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے خاک پر ڈال کے
تیغہ آبدار و گرانبار نیام سے کھینچکر مرکب کو بڑھا کر کہا ای سہراب بن لندھور ہوشیار و خبردار ہوجاؤ یہ
تیغہ ہی کہ جسنے پہلوانون کو راہ عدم دکھائی ہی یہ کہکے بقوت تمامتر سر پر مارا اُدھر سہراب بن لندھور نے
سپر اُٹھائی چاہا کہ تیغہ کو بالاے سپر روکون ناگاہ حسب اتفاق پاؤن مرکب کا ایک خانہ موش مین جا رہا گھوڑا
گرنے لگا جبتک یہ بہادر گھوڑے کو سنبھالے اور اپنے ہاتھ کو سیدھا کرے وار کو سپر پر روکے تیغہ
سر پر پڑہی گیا تا دو ابرو خود کو کاٹکر اُتر گیا سہراب نے ایسی حالت مین دلیرانہ و استادانہ وار تیغہ تو سر سے نکل گیا
مگر خون کی چادر سے سراپا نہا گیا ضعف سے گھوڑے پر غش آنے لگا قمہور نے زخمی کرکے بہت خوش
ہوکے چاہا کہ تیغہ آبدار سے سر سہراب کاٹ کر نیزہ پر علم کیجیے کہ اُدھر شاہزادہ رستم ثانی نے مڑکر سوے
میمنہ لشکر دیکھا اس دیکھنے سے یہ اشارہ کیا کہ ہی کوئی ایسا بہادر کہ جلد جاکے سہراب بن لندھور کو شر قمہور
سے بچاکے لشکر مین بھیجدے اور خود اُس سے مقابلہ کرے شاہزادہ فیروزہ مازندرانی نے مطلب شاہزادہ
سے آگاہ ہوکے فی الفور مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور بعد عجلت رخصت ہوکے قریب قمہور کے
جاکے سہراب کو اُسکی تیر سے بچاکے اپنے لشکر مین روانہ کرکے خود اُس سے مقابلہ کیا اس جا پر بطریق اختصار
لکھا جاتا ہی کہ سپہ سالار جمہور شاہ نے اس شاہزادہ کو بھی مانند سہراب بن لندھور کے بعد جنگ عظیم کے
زخمی کیا اور چاہا کہ سر کاٹے شاہزادہ رستم ثانی نے تاب ضبط نہ لاکر فی الفور مرکب کو جولان کرکے قریب قمہور
ہنر بر سیرت کے پہونچکر نعرہ کیا ایجوان ہوشیار ہوجا کہ مین آپہونچا قمہور نے نعرہ کوہ شگاف شاہزادہ موصوف
سے دل کے ہاتھ انبارد کا قتل کرنے سے شاہزادہ مجروح کے بازآیا شاہزادہ رستم ثانی نے شاہزادہ

فیروزہ بازندرانی کو دست قمہور سے بچا کے اپنے لشکر مین بھیج دیا قمہور نے غضبناک ہو کے کہا
اے شاہزادہ رستم ثانی تمنے آکے میرے حریف کو میرے ہاتھ سے بچایا مجھے سر اُسکا کاٹنے نہ دیا
خیر اب اُسکے عوض تمھارے سر کو تن سے جدا کرونگا اگر تمکو اپنی زندگی منظور ہے تو میرے خداوند کو
سجدہ کرو اطاعت میرے بادشاہ کی اختیار کرو عنقاے شیر صولت کو قید سے رہا کر کے لے آو
تمام مال و اسباب جو طلسم صندل سے تمنے پایا ہے وہ بھی روبرو جمہور شاہ کے پیش کرو یہان سے خدمت
خداوند تمثال آئینہ رو مین چلو جمال خداوند دیکھو سجدہ کرو سرکشی سے باز آو اس خونریزی مردمان سے
اجتناب کرو شاہزادہ رستم ثانی کو ہر چند تقریر اُسکی سُن کے بہت غصہ آیا لیکن کچھ غصہ کو ضبط کر کے
کہا اے جوان یہ کیا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کیے ہین ہرگز اس تقریر کو پسند نہین کرتا کبھی خداوند تمثال
نابکار کو سجدہ نکرونگا اطاعت سوا خدا کے کسی کی اختیار نکرونگا اُسنے کہا اے شاہزادہ انجام اس
سرکشی کا بُرا ہے میرے کہنے پر عمل کرو شاہزادہ نے جواب دیا اے قمہور تم عاقل و دانا ہو کے ایسی تقریر
کرتے ہو مجھسے اطاعت جمہور شاہ نہو سکیگی اور پرستش خداوند تمثال آئینہ رو کی بھی نہوگی مین اس
خدا کی پرستش کرتا ہون جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و مافیہا کو خلق کیا ہے تمکو بھی لازم ہے کہ اُسی
معبود حقیقی کو سجدہ کرو راہ راست پر آو ظلمت کفر سے نکلو گلشن دین اسلام کی سیر کرو آمادہ جنگ نہو
مجھے تمھاری جوانی پر رحم آتا ہے کہ تم ایسا جوان زبردست میرے ہاتھ سے قتل نہو قمہور نے تمام تقریرین کے
برہم ہو کے اپنے خادم سے نیزہ طلب کر کے نیزہ سر تیز ہاتھ مین لیکے اُسے اچھی طرح دیکھ بھال کے
زمین پر گاڑ کے گھوڑا اپنا بڑا کے زور آزمائی لبعد قہر و غضب بڑھایا ادھر شاہزادہ موصوف بھی ہوشیار
ہوا جب لگاورزنی و زور آزمائی باہم ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ پانچ قدم گھوڑا قمہور ہنر پرسیرت کا
پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب شاہزادہ کا پسپا ہوا سپہ سالار جمہور شاہ تسلے اپنے گھوڑے کے اسقدر پیچھے ہٹنے
سے نہایت خجل و غضبناک ہو کے مرکب کو آگے بڑھاتے بعد گفتگوے سخت کے نیزہ زمین سے اُکھاڑ
کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو گردش دے کے سینہ شاہزادہ پر وار کیا ادھر شاہزادہ نے
اُسکی نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا دو سنانہاے فولادی و آبدار کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان
پیدا ہوئین نیزہ بازان ہر دو سپاہ نے بے اختیار بآواز بلند یہ تعریف کی کہ کہا اچھی طرح شاہزادہ رستم ثانی
نے نیزہ کو نیزہ پر روکا ہے ابھی نیزہ بازو ہر دو سپاہ کے تعریف کنان تھے کہ شاہزادہ رستم ثانی نے
اُسی پہلو پر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخرکار قمہور
نے عاجز ہو کے کہا اے شاہزادہ رستم ثانی ابکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا وہ بند نیزہ کا باندھونگا کہ جسکا
کھلنا ممکن نہوگا اور ابکی دفعہ وہ نیزہ لگاؤنگا کہ تمھارا جانبر ہونا دشوار ہوگا شاہزادہ موصوف نے جواب
دیا مین ہوشیار ہون تم اپنے کام مین مصروف ہو اُسنے حسب دلخواہ نیزہ کا وار کیا رستم ثانی نے اُسکی سنان
نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر یون روکا کہ وہ گھبرایا اور وہ بند نیزہ کا باندھا کہ جو اُس سے کھل نہ سکا بعد بہت
تدبیر و زور کے مجبور رہا شاہزادہ موصوف نے سنان نیزہ کو اُسکے ہاتھ سے نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے
دور جا کر گری اہل اسلام نے شور احسنت و مرحبا بلند کیا کفار کو صدمہ ہوا خصوص قمہور کو ملال ہوا خجالت سے
سر کو جھکا لیا عرق انفعال مین کیا ہمہ تن تر ہوا گویا ایک نیزہ آب خجالت مین غرق ہو گیا بعد خجالت بسیار دو جنگ

گرز شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر حملہ آور ہوا ادھر شاہزادہ رستم ثانی نے بھی تلوار علم کی لڑائی ہونے لگی جوانان ہر دو
سپاہ یہ جنگ کہ لائق دیدنی دیکھنے لگے اہل اسلام واسطے نصرت شاہزادہ رستم ثانی کے دعا خداوند کریم
سے کرنے لگے اودھر کفار اپنے خداوند نابکار سے طالب مدد برائے قمہور ہوئے ابھی دونون لشکرون
کے سوار و پیادے وغیرہ لڑائی دیکھ رہے تھے کہ قمہور نے سر رستم ثانی پر تیغہ گرانبار و آبدار مارا
شاہزادہ موصوف نے بائین ہاتھ مین تلوار لیکر باڑھ پر تیغہ دشمن کے نظر کی جب وہ قریب سر کے آیا
دست راست اپنا پالائی سے بڑھا کے پنجہ حریف مذکور پر ڈال دیا اور اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈال کے
زور کرکے چاہا کہ تیغہ ہاتھ سے چھین لیجیے قمہور ارادہ حریف سے ماہر ہوکے زور کرنے لگا تاکہ تیغہ
حریف ہاتھ سے میرے چھین نہ لے ہرچند قمہور نے زور کیا مگر کچھ بس نہ چلا شاہزادہ موصوف نے
تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین ہی لیا اہل اسلام نے خوش ہوکے بآواز بلند شاہزادہ رستم ثانی کے قوت
بازو کی ثنا کی کفار کو صدمہ جانکاہ ہوا خصوص جمہور شاہ کو تیغہ اپنے سپہ سالار کے ہاتھ سے چھین
جانے کا بہت رنج ہوا قمہور کو بھی بدرجہ کمال ملال ہوا بعد صدمہ بسیار غضبناک ہوکے آمادہ کشتی ہوا
گھوڑے کو بڑھا کے ہاتھ اپنا کمربند فولادی شاہزادہ رستم ثانی مین ڈال دیا زور کرکے چاہا کہ پشت فرس
سے اُٹھا کے خاک پر پٹک دیجیے شاہزادہ نے بھی اُسکی کمر زنجیرہ مین ہاتھ اپنا ڈال دیا زور کرنا شروع
کیا اُس وقت ان دونون بہادرون کے زور کرنے سے مرکبون کا انکے غیر حال ہوا زبانین دہن سے
نکال دین پسینے مین تر ہو گئے تحمل زور آزمائی جوانان مذکور کا نہ لا کے زمین پر تڑپنے لگے اُسوقت
شاطرون نے دونون لشکرون سے نکل کے قریب آکے کہا اے بہادرو اگر تمہارا ارادہ کشتی لڑنے کا
ہے تو مرکبون سے اُترکے کشتی لڑو دیکھو تمہاری زور آزمائی سے تمہارے مرکبون کا کیا حال ہے جان
بلب ہین زبانین دہن سے نکالے ہین ہانپ رہے ہین زمین پر بیٹھے جاتے ہین یہ تقریر شاطرون کی
سُن کے قمہور اور رستم ثانی فی الفور مرکبون سے کود پڑے اور دامن عبا و قبا گردانکر سلاح جنگ تن
سے دور کرکے باہم لپٹ کے کشتی لڑنے لگے اگر احوال مفصل اس کشتی کا لکھا جاوے تو نہایت طول
ہوگا خلاصہ یہ کہ جسطرح شاہزادہ رستم ثانی نے عنقائے شیر صولت کو کشتی مین زیر کیا اُسی طرح قمہور کو بھی
زیر کیا فرق اتنا ہوا کہ اُسکو دو پہر کی مدت مین زیر کیا اِسکو چار پہر کے زمانہ مین زیر کرکے چاہا تاکہ چرخ دیکر سر سے
بلند کرکے زمین پر پٹکیے کہ ہلاک ہوجاے ناگاہ جمہور شاہ بیتاب و بیقرار ہوکے تاب ضبط نہ لا کے
اپنے تمام فوج کے سوارون کو ہمراہ لیکے بلکہ لاجورد شاہ اور صلصال اور اُسکے سپاہ کو بھی ساتھ
لے کے شاہزادہ رستم ثانی پر حملہ آور ہوا قصد کیا کہ شاہزادہ موصوف کو قتل کرکے اپنے سپہ سالار قمہور
ہزبر سیرت کو بچا لیجیے اہل اسلام یہ حال کفار کا مشاہدہ کرکے متردد ہوئے عجائب جادو تمام
فوج کو ہمراہ لیکے آگے بڑھا شاہزادہ رستم ثانی نے جمہور شاہ کو بہ سپاہ گران آتے دیکھکر قمہور کو کہ
جوان خوبرو و پہلوان زبردست تھا اِس طرح خاک پر جا کر پٹکا کہ ہلاک ہوجاے پھر بعجلت گرفتار سلاسل کرکے
برق ثانی و چالاک ثانی وغیرہ عیارون کو اُسے حوالے کیا وہ اُسکو کشان کشان جانب فرودگاہ سپاہ
لے چلے اسی اثنا مین جمہور شاہ شاہزادہ رستم ثانی کے قریب پہونچا مردان سپاہ سے گویا ہوا اے بہادرو
تم سب لاکھون ہو یہ بہادر ابھی تنہا ہے لشکر اسکا اِس تک آنے نپاے کہ اسکو قتل کر ڈالو مین تم سب کا

انعام کثیر دونگا جوانان لشکر نے یہ سُنکے نیزے ہاتھون مین سنبھالے تلوارین نیامون سے کھینچکر شاہزادہ
پر حملہ کیا رستم ثانی اپنے مرکب پر سوار ہوکے شیرانہ اُنسے لڑنے لگا کافرون کو قتل کرنے لگا انبار لاشون
کے لگانے لگا اس اثنا مین عجائب جادو تمام لشکر لیکر پہونچا جس وقت دو دریا سے لشکر مل گئے بڑے
زور و شور سے جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار چلنے لگی لاش پر لاش سوارون اور پیادون کی گرنے لگی
خونریزی مردم لاتعد ولاتحصے ہونے لگی صحرا سے سبزہ زار خون دلیران نامدار سے سُرخ ہونے لگا بلکہ
صحرا مین جوے خون کشتگان جابجا جاری ہونے لگی دلاور مانند رعد نعرے کرنے لگے برق شمشیر صحرا سے
سبزہ زار مین منزلون تک چمکنے لگی اگر مفصل حال اس جنگ مغلوبہ کا یہ مولف ہیچمدان اس جگہ لکھے تو محض
طول ہوگا لہذا بخیال ناظرین اختصار پسند خلاصہ حال اس جنگ کا لکھا جاتا ہی کہ بعد چند پہر تلوار چلنے کے
اور لاکھون جوانون کے قتل و زخمی ہونے کے فوج جمہور شاہ کو شکست ہوئی ہر دو آن سپاہ بھاگنے لگے
اہل اسلام بڑھ بڑھ کے اُنھین گھیر گھیر کے قتل کرنے لگے یہ حال خراب جمہور شاہ دیکھ کے مغموم و
ملول ہوکے بمجبوری و لاچاری خود بھی میدان جنگ سے ساتھ لاجورد شاہ و صلصال کے بھاگا
اپنی فرودگاہ سپاہ پر بھاگ کر آیا اہل اسلام نے زیادہ تعاقب کفار کا نکیا اُسی کو غنیمت جانا کہ لشکر کفار
کو میدان جنگ سے بھگا دیا لاکھون کافرون کو قتل کیا خدا نے آبرو رکھی پس جملہ اہل اسلام مظفر و منصور
ہوکے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی خوش و خرم اپنی فرودگاہ سپاہ پر آئے مرکبون سے اُترے سلاح جنگ
تنون سے دور کیے داخل خیام ہوے شاہزادہ رستم ثانی بھی اپنے مرکب سے اُترکر فی الفور بارگاہ مین
مین داخل ہوا جو سرداران سپاہ صحیح و سالم تھے زخمی نہوے تھے مانند عجائب جادو وہ بھی بارگاہ مین شاہزادہ
کے آئے اور علی قدر مراتب بیٹھے شہزادہ نے سلاح جنگ تن سے دور کرکے دنگل پر بیٹھ کے خوش ہوکے عجائب
جادو سے کہا شکر ہی کہ خداوند عالم نے آج بھی ہمکو کفار پر فتحیاب کیا یہ کہہ کے حال سہراب بن لندھور
اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و قمہور بہزبر سیرت کا اپنے ملازمون اور عیارون سے پوچھا اُنھون نے
عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار سہراب بن لندھور اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی کا علاج ہو رہا ہی زخم
سر پر بعد ٹانکے لگانے کے پھاے مرہم کے رکھے گئے ہین پٹیان باندھی گئین ہین گو ضعف انکو
بدرجہ کمال ہی لیکن امید ذات خداے قادر سے یہ ہی کہ اُنکو صحت ہوگی سوا اُنکے جسقدر کل اور آج
جوانان نامی و غیر نامی زخمی ہوے ہین سبکا علاج جراح کر رہے ہین قمہور بہزبر سیرت پاس عنقاے
شیر صولت کے خیمہ مین قید ہی سواران لشکر گرد خیمہ مذکور اُنکی نگہبانی کو بیٹھے ہین یہ سُن کے شاہزادہ
نے فرمایا جاؤ ہمارے لشکر کے جو لوگ آج کے دن قتل ہوے ہین اُنکو غسل و کفن دے کے
نماز میت پڑھ کے قبور مین دفن کرو لاشہ مسلمان کا باقی نرہنے پاے تلاش کرکے لاشے ہمارے لشکر کے
جوانان مقتول کے دفن کرو کفار کے لاشہ ہاے نجس کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ ملازمان مذکور حسب الحکم گئے اور جوانان مقتول
کو موافق حکم شریعت دفن کرنے لگے اُدھر تو شاہزادہ رستم ثانی اپنی بارگاہ مین ہی زخمیون کا علاج ہو رہا ہی لاشے جوانان
لشکر اسلام کے جو قتل ہوے ہین دفن کیے جاتے ہین قمہور بہزبر سیرت و عنقاے شیر صولت سپاہیان
جمہور شاہ قید مین ابھی شاہزادہ نے اُنکو طلب کرکے ہدایت نہین کی ہی لیکن اب حال جمہور شاہ کا درج
کیا جاتا ہی کہ یہ نابکار جو میدان کارزار سے بھاگ کر اپنے قیامگاہ لشکر پر گیا داخل بارگاہ ہوکے سب کو چلا لن

دربار تھے طلب کرکے اپنی بارگاہ مین بٹھا کے اُنسے مخاطب ہوکے آبدیدہ ہوکے کہنے لگا کہ آج کل سے
زیادہ مجھے ذلت ہوئی اور صدمہ کل سے زیادہ آج ہوا مہوور ہنر بر سیرت زیر ہوکے اسیر ہوا مردمان
سپاہ بہت کام آئے خداوند سے ہرچند اعانت چاہی مگر کسی مصلحت سے ہمارے خداوند نے ہماری مدد
نکی ابھی جمہور شاہ یہ کہہ رہا تھا کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ لاجورد شاہ اور صلصال اور فرزند صلصال
اور بختگان کہ بھاگ کر میدان جنگ سے آئے تھے بارگاہ جمہور شاہ مین آئے اور علی قدر مراتب
بیٹھے اس وقت جمہور شاہ نے لاجورد شاہ سے مخاطب ہوکے کہا آپ اپنے تئین خداوند کہلاتے ہین
کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ ملال میرا مبدل بخوشی ہوجائے مین بھی دیکھون کہ آپ کیسے خداوند ہین کچھ قدرت
رکھتے ہین یا نہین لاجورد شاہ نے جواب دیا تم ہمسے منحرف ہوے ہین اپنا خداوند نہین جانتے ہو جسکو
اپنا خداوند جانتے ہو اُسی سے طالب بہبودی ہو ہم تمھارے واسطے کیا تدبیر نیک کرین یہان ہمارے
شیطان درگاہ بختگان سے کہو وہ جو کچھ بتائے وہ کرو جمہور شاہ طرف بختگان کے متوجہ ہوکر اُس سے
پوچھنے لگا کہ اے بختگان ایسے وقت بد مین کیا کرون کہ رنج میرا مبدل بخوشی ہو اُسنے کہا ہو سکتا ہی
کہ مدعائے دلی آپ کا بر آئے رنج دفع ہو خوشی حاصل ہو بشرطیکہ کارروائی کوئی معقول کیجیے جمہور
شاہ نے پوچھا وہ کارروائی کیا ہی بختگان نے کہا مہتر اسرار بادپا اپنے عیار کو بلائیے اُسے طمع دنیجیے
زر کثیر دیجیے مگر وہ جاکر بصد ہوشیاری عیاری کرکے آپکے دونون سپہ سالارون کو اور شاہزادہ رستم ثانی
کو بیہوش کرکے یہان لے آئے تو رستم کو قتل کر ڈالیے اور اپنے سپہ سالارون کو ہمراہ لیکر وقت شب باقی ماندہ
سپاہ کو ساتھ لیکر لشکر اہل اسلام پر گریے حالت خواب و غفلت مین اہل اسلام کو قتل کیجیے کسی کو نہ زندہ
نہ چھوڑیے پھر فتحیاب ہوکے مال و اسباب طلسم صندل کا لیکر سمت شہر تمتالیہ چلیے خدمت مین اپنے خداوند
کے جائیے اُنسے سرخرو ہوجیے جمہور شاہ کو رائے بختگان کی بہت پسند آئی فی الفور مہتر اسرار بادپا
کو طلب کیا جب وہ آیا اُس سے کہا تجھسے ہو سکتا ہی کہ میرے دونون سپہ سالارون کو قید سے چھڑا کے
لے آئے اور رستم ثانی کو بیہوش کرکے میرے پاس لے آئے اُسنے کہا ہرچند یہ کام بہت مشکل ہی مگر
کوشش اس امر مین کرونگا جمہور شاہ نے کہا اگر تو حسب دلخواہ میرے عیاری کریگا اور مدعائے مذکور میرا
تیری کارروائی سے بر آئیگا مین تجھے اسقدر انعام کثیر دونگا کہ تو خوش ہوجائیگا عیار مذکور نے یہ سُنکے عرض کیا
کہ آج کی شب ضرور لشکر اسلام مین جاکے عیاری کرونگا یہ کہکے بارگاہ سے باہر گیا اور وہ دن تدبیر و سامان
عیاری کرنے مین بسر کیا جب زمانہ شب کا آیا مہتر اسرار نے جمہور شاہ سے عرض کیا اے بادشاہ مین تو
واسطے عیاری کے لشکر اہل اسلام مین جاتا ہون لیکن آپ مجھسے غافل نہ رہیے گا اگر لشکر اسلام مین جاکر
زغۂ اعدا مین گھر جاؤن تو میری مدد کو آئیگا دشمنون سے میری جان بچائیگا جمہور شاہ نے اقرار کیا کہ تو جا مین
بوقت ضرورت تیری مدد کو آؤنگا مہتر اسرار نے یہ سُنکے وقت نصف شب بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے
سیاہ کپڑے پہن کے چند اپنے شاگردون کو ہمراہ لیکے سوے لشکر اسلام روانہ ہوا جب قریب لشکر مذکور پہونچا
ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہوکے دیکھا کہ مردمان لشکر اسلام کچھ خیام مین اور بہت سے بیرون خیام غافل سو رہے
ہین چو مہتابین اور رن مہتابین بکثرت روشن ہین ایک سردار کئی سو سوار کے ساتھ لشکر پر مامور ہی سوار ہوا صدا
ہوشیار باش و خبردار باش دے رہے ہین بخوبی نگہبانی کر رہے ہین یہ رنگ دیکھ کے اپنے دل مین کہنے لگا کہ

بڑی ہوشیاری سے نگہبانی پر سوار کر رہے ہین دیکھیے میرا مطلب دلی حاصل ہوتا ہی یا نہین ابھی یہ عیار اپنے دل مین کہہ رہا
تھا کہ وہ سرداران ہمراہ اپنے سوارون کے ایک سمت لشکر کے گیا قریب بارگاہ شاہزادہ رستم ثانی کے جا کے
ٹھہرا عیار مذکور نے موقع پا کے جھاڑی سے نکل کے شاگردون کو ساتھ لے کے سوے لشکر اسلام قدم
بڑھایا بارگاہ شاہزادہ رستم ثانی مین خوف سے نگیا کہ وہان دو سردار ہمراہ سوارون کے موجود تھے لیکن اُس خیمہ
کی طرف گیا جس مین عنقا سے شیر صولت و قہور رہزن سیرت قید تھے اور ان کو بصورت مبدل لشکر مین
آتے دیکھ گیا تھا بصد ہوشیاری ڈرتا ہوا اُسی خیمہ کی پشت کی طرف پہونچا وہان جا کے دیکھا سب سوار
محافظ سرداران مذکور غافل سو رہے ہین کوئی عیار بھی نہین ہی یہ دیکھکر عیار مذکور بہت خوش ہوا جلد آگے
بڑھ کے خنجر سے قنات چاک کر کے اندر خیمہ کے پہونچا دیکھا کہ سرداران مذکور سو رہے ہین بیدار کرنا
انکا نامناسب جانا کر سفوف بیہوشی سے اُنھین بیہوش کر کے قیدا انکی اُنکے تن سے دور کر کے چادر عیاری
مین باندھ کے اور پشتارہ اُٹھا کے باہر خیمہ کے آیا اور اپنے ایک شاگرد مسمی مواج تیزرو سے کہا کہ
ایک پشتارہ تو اپنے دوش پر اُٹھا اور ایک پشتارہ ایک عیار مسمی نہنگ گرگ رفتار کو دیکر کہا کہ تو بحفاظت
اس پشتارہ کو اپنے لشکر کی طرف لیجا جب وہ دونون جانے لگے چند عیار اُنکے ساتھ کر دیے وہ سب تو اُدھر
روانہ ہوے لیکن آپ جانب بارگاہ رستم ثانی برائے عیاری ڈرتا ہوا چلا اسکو راہ مین چھوڑ دیے اور اب
حال مواج تیزرو و نہنگ گرگ رفتار وغیرہ کا سنیے کہ یہ سب خوشی خوشی چلے جاتے تھے اثنائے راہ مین
اُنھون نے دیکھا کہ مہتر اسرار بادپا کھڑا ہی اور ہمراہ اُسکے ایک شاگرد اُسکا منصور برق سیرت ہی مواج
تیزرو نے جا کر پوچھا اُستاد آپ کیا ہمسے پیشتر یہان آئے دیکھیے ابھی تک تو ہم پشتارہ بحفاظت
لائے ہین اب کچھ اندیشہ نہین ہی لشکر اسلام سے نکل آئے ہین آپ ہمارے سامنے جانب بارگاہ رستم
ثانی گئے تھے کیا وہان قابو عیاری کرنے کا نہین پایا اُستاد مذکور نے جواب دیا ہان وہان مردم ہوشیار
تھے عیار بھی موجود تھے ہم جلد وہان سے واسطے تمھاری مدد کے چلے آئے اب تم یہان پشتارے
رکھ دو اور خدمت مین جمہور شاہ کے جاؤ تمام حال عیاری کا بیان کرو تم اُسکے دل کو خوش کرو اور یہ پرچہ
کاغذ کا خود پڑھ کر اُسے جا کر دیدو مگر ابھی نہ پڑھو یہان اندھیرا ہی روشنی مین جا کر پڑھ لینا عیاران مذکور رقعہ
قرطاس لیکر جانب بارگاہ جمہور شاہ روانہ ہوے ادھر مہتر اسرار بادپا و منصور برق سیرت
کہ برق ثانی اور سیارہ ثانی تھے پشتارے اُٹھا کے اپنے لشکر کی طرف آئے اور چالاک ثانی اور
قران ثانی سے تمام حال کہا اُنھون نے خوش ہو کے مہتر اسرار بادپا کے گرفتار کرنے کی تدبیر کی کہ
مواج تیزرو و نہنگ گرگ رفتار کی صورت بنکر بانہاے عیاری سے تمام و کمال آراستہ و پیراستہ
ہو کے ارادہ جانے کا جانب بارگاہ رستم ثانی کا کیا چند ساعت کے بعد جب قریب بارگاہ کے پہونچا
تو کیا دیکھتا ہی کہ مہتر اسرار بادپا بفکر عیاری کھڑا ہی کبھی ڈر کے ہٹتا ہی کبھی بڑھتا ہی عیاران مذکورہ
نے اُسے دیکھا قریب اُسکے جا کر دور سے کہا ہم پشتارے رکھ کے چلے آئے ہین آپ کس فکر مین ہین اُسنے
کہا دیکھو عیاری کرتا ہون یہ کہکے آگے بڑھا مواج تیزرو یعنی چالاک نے پیچھے سے آ کے اوپر حلقہ ہاے
کمند مارے نہنگ نے نیمچہ کمر سے کھینچکر نعرہ کیا او دزد مکار ہوشیار باش منم قران ثانی او نابکار تو واسطے
عیاری کے یہان آیا ہی مہتر اسرار بادپا حلقہ ہاے کمند سے بچکر علحدہ ہوا اور خود نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا

وہ سردار جو تلایہ پر تھا اس واقعہ سے کچھ آگاہ ہو کے آگے بڑھا اور پکارا اہو قران ثانی مین آتا ہون اسکے آواز دینے سے اہل لشکر جو سوتے تھے ہوشیار ہوے شور و غل ہوا آدھر شاگردون نے مہتر اسرار کے وہ کاغذ پڑھا آسمین لکھا تھا منم برق ثانی و سیارۂ ثانی دیکھو یون عیاری کرکے لٹتا ہے سے لیتے ہین اور اب یہان سے جا کر تمھارے استاد کو گرفتار کرتے ہین وہ عبارت مذکور پڑھ کر خدمت جمہور شاہ مین پہونچے تمام حال بیان کیا اس اثنا مین شور و غل جو ہوا جمہور شاہ سمجھ گیا کہ میرا عیار مبتلاے بلا ہو گیا جلد سے اسکی مدد کرنا چاہیے پس فی الفور تمام اپنی سپاہ کو لیکر لشکر اسلام کی طرف چلا جب قریب آیا بے اختیار اہل اسلام پر گرا مسلمانون کو قتل کرنے لگا اہل اسلام جو ہوشیار تھے وہ مرکبون پر مسلح سوار ہو کر لڑ رہے تھے اور جو سوتے تھے وہ بیدار ہو کے مسلح ہو کے مرکبون پر سوار ہو کے لڑنے لگے رستم ثانی بھی بیدار ہو کے مسلح ہو کے مرکب پر سوار ہو کر شریک جنگ ہوا پھر خوب تلوار چلی آخر کار جمہور شاہ شکست فاش کھا کر ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال و فرزند صلصال و بختگان کی بجمعیت سپاہ باقی ماندہ بھاگا اثنا راہ مین بوجہ تاریکی شب کے لاجورد شاہ و صلصال جدا ہو کے ایک سمت نکل گیا لاجورد شاہ و صلصال بعد قطع راہ خداوند تمثال آئینہ رو کے پاس پہونچے یہان مہتر اسرار گرفتار ہوا قمہور سبز بر سیرت و عنقاے شیر صولت ہدایت کرنے سے مسلمان ہوے بعد چند روز کے مہتر اسرار بادپا بھی دائرۂ دین اسلام مین آیا اور جو سردار اور غیر سردار زخمی تھے وہ اچھے بھی ہوے عجائب جادو وغیرہ نے شاہزادہ سے کہا ہماری راے یہ ہی کہ اب آپ شہر تمثالیہ کی طرف روانہ ہو جیے اسی طرف جمہور شاہ بھی بھاگ کر گیا ہو گا اگر خداوند مذکور کو آپنے مسلمان کیا تو کار نمایان کیا شاہزادہ نے انکی راے کو پسند کر کے اسی روز مع اپنی تمام سپاہ کے وہان سے سوے تمثالیہ کوچ کیا عجائب جادو کو ہمراہ نلیا تن تنہا روانہ ہوا

داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان زینت بارگاہ سلیمانی یعنی جناب حمزۂ ثانی

راوی خوش بیان یون بیان کرتا ہی کہ بارگاہ فلک جاہ ایستادہ ہی سرداران نامی و پہلوانان گرامی گرد و پیش دنگلون کرسیون پر متمکن ہین کہران شاہ حاضر ہی امیر کہران شاہ سے مخاطب ہین اور حال در بند آخر کا پوچھ رہے ہین کہران شاہ بیان کر رہا ہی کہ اب حضور کو ملک اردوبانیہ لینگا اردوبان شاہ وہان کا بادشاہ ہی فوج کثیر رکھتا ہی مگر نہایت مرد معقول ہی عجب نہین ہی کہ وہ آپ سے نہ لڑے امیر یہ سنکر بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی کل ہم طرف شہر اردوبانیہ کے کوچ کرینگے یہ فرما کر دربار برخاست کیا حکمنامہ تمام لشکر مین پہونچ گیا کوچ کی تیاری ہونے لگی خیمے خرگاہ مین بارگاہین آکھڑ اکھڑ کر بار ہوئین کچھ سامان شب بسر کرنے کو رہنے دیا گیا جس وقت سفیدۂ سحری نمودار ہوا قریب تھا کہ لشکر کوچ کرے کہ ناگاہ سامنے سے جوڑی ہرکارون کی گردین آلودہ پسینہ مین غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثناے شاہی بجا لا کے عرض کی کہ اردوبان شاہ مالک شہر اردوبانیہ نہایت بے سر و سامانی سے چلا آتا ہی کہران شاہ بھی بے سر و سامانی کی لفظ پر متعجب ہوا لیکن سابق کی دوستی کا خیال کر کے اور اس اشتیاق مین کہ کیا دقت اسپر پڑا ہی جو اس طرح آتا ہی امیر با توقیر سے اجازت لیکر براے استقبال اردوبان شاہ روانہ ہوا اور بعد کچھ دیر کے اپنے ہمراہ لیکر پھرا جس وقت سامنے سے نمودار ہوا امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ کہران شاہ آپس سے باتین کرتا چلا آتا ہی جس سے باہمی ارتباط ظاہر ہوتا ہی امیر نے چند سرداران کو براے استقبال روانہ فرمایا وہ گئے اور کہران شاہ و اردوبان شاہ

کو استقبال کرکے اپنے ہمراہ لے آئے امیر نے دنگل بیٹھنے کو عنایت فرمایا اردوبان شاہ سلام کرکے بیٹھ
گیا اور باخلاق صاحبقرانی حال و سبب آنے کا پوچھا اردوبان شاہ نے عرض کیا کہ حضور جس وقت مین نے
سنا کہ شہر کہرانیہ پر آپ کا قبضہ ہو گیا اور اب اردوبانیہ کی طرف بڑھنے کا قصد ہے کیونکہ یہی راستہ ملک تمثالیہ
کا ہے اور مجھے حکم سرحاکم تمثال آئینہ رو کا پہنچا کہ خبردار اس طرف بڑھنے کو جگہ نہ دینا آسنے اپنے قلعہ کو
نہایت مستحکم کیا اور بڑے انتظام سے منتظر وقت ہو کر بیٹھا میرے دل مین جسقدر عداوتین آپکی گہر کیے ہوئے
ہین اسقدر ہین کہ جس سے زیادہ ہو ہی نہین سکتین مگر یہ سب حالت دن بھر رہی جب مین شب کو سویا تو مین نے
عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہین اور وہ فرماتے ہین کہ ارے اردوبان شاہ تیرے
نصیب جاگے کہ اس طرف قدم اس شخص کا آنیوالا ہے جو پروردگار کے بندگان خاص مین شامل ہے لہذا تو
اس سے مجادلہ نکرنا بلکہ اطاعت اختیار کرکے ساتھ دینا ورنہ ابدالآباد تک دوزخ مین جلا کریگا یہ فرما کر
مجھے سیر دوزخ و بہشت کی کرائی مین جسوقت خواب سے بیدار ہوا تو مین دل سے اطاعت آپ کی اختیار کرلی
اور مطیع دین اسلام ہو کر حاضر خدمت ہوا ہون کہ مجھے آئین مذہب اسلام تعلیم فرمائیے اور راہ راست بتلائیے
امیر ثانی یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور زبان مبارک سے کلمہ تلقین فرمایا اردوبان شاہ از سر صدق مسلمان
ہوا امیر نے غسل دلوا کر خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا صاحبقران ثانی نے اس مسرت مین سفر کو سردست
معطل کردیا اور جشن فرمایا بعد فراغت جشن اردوبان شاہ نے عرض کی کہ اب دعوت غلام کی قبول فرمائیے چونکہ
ارادہ حضور کا شہر تمثالیہ پر لشکرکشی کرنے کا ہے لہذا راستہ میرے ہی شہر سے آسانی کے ساتھ طے ہو جاتا ہے اور
ہر طرح کی آسایش کے سامان مہیا رہتے ہین پس اگر اس خادم تازہ کو سرفراز فرمائین تو بعید از ذرہ پروری
نہوگا۔ امیر ثانی نے درخواست اردوبان شاہ کی منظور کرلی اور دوسرے روز چند سرداران نامی کو
ہمراہ لیکر مع اردوبان شاہ طرف شہر اردوبانیہ کے روانہ ہوئے بعد اسکے اور سردار بھی یکے بعد دیگرے
آنے لگے لیکن چونکہ امیر کا کل لشکر شہر اردوبانیہ مین نہ آسکتا تھا لہذا لشکر کا پڑاؤ گرد شہر رہا اور خود صاحبقران
ثانی مع سرداران نامی دگرامی داخل قلعہ رہے اردوبان شاہ نے بڑی دھوم سے دعوت کی شہر آئینہ بند
ہوا مقامات عمدہ کی سیر کرائی تحفجات اپنے ملک کے دکھائے بتکدے منہدم کروا کر مسجدون کی بنا
ڈالی جب ان کامون سے فراغت حاصل ہوئی امیر نے رخصت طلب کی اردوبان شاہ نے عرض کی
کہ میرا جی چاہتا ہے ایک شب کا جشن حضور اور یہان کرین بعد اسکے پیش خیمہ طرف شہر تمثالیہ کے روانہ
ہوا امیر نے قبول کیا واقعی آج کا جشن جشن جمشیدی سے بھی بہت بڑھا ہوا تھا تمام شہر مین چراغان کی بہار تھی
ہر گلی کوچہ رشک کہکشان اور زمین غیرت آسمان ہو رہی تھی جس بارگاہ مین سامان رقص و سرود مہیا تھا اور
خاص صحبت قرار پائی تھی عجب آراستگی تھی کہ شیشہ آلات کی سجاوٹ سے مثل عروس شب اول کے معلوم
ہوتی تھی اور طعام لذیذ و خوشگوار حاضر کیا گیا جب کھانے پینے سے فراغت ہوئی رقاصان حور جمال ناہید
خصال حاضر ہوئین اور ساز چھیڑنے لگے اس پریجمال نے یہ غزل شروع کی غزل طالب ہو جسکا ناز و ادا خواستگار ہو

اک دل ہے کس طرف مرے پروردگار ہو
انکی تسلیون سے بھی جب بیقرار ہو
مین دل کے بس مین دل ہے انھین اختیار ہے

قاتل کا بعد دفن بھی ظلم آشکار ہو
دل کا علاج کیا مرے پروردگار ہو
روکے ہین اضطراب عاشق کے دونون ہاتھ

ہر عضو کا جو میرے جدا اک مزار ہو
مجبور کوئی یون بھی الٰہی کردگار ہو
دلکو سنبھالے تو جگر بیقرار ہو

عاشق کے سوز دل کو جہنم مین ڈال دو
جو دفعہ دفعہ ہوتا ہی کاش ایکبار ہو
رہنے کی اب خوشی ہی نجانیکا مجھکو غم
اب وعدہ یون کرو کہ مجھے اعتبار ہو
اب تک نہین اسیری وحشت سے ہم رہا
قاتل فریب دیجے کو جب سوگوار ہو
وقت سکون تسلی دل کا تھا کام کیا
آنکھین وہ بند کرے جسے ناگوار ہو
دکھلادی کوئی درد جگر ایسی شی نہین
یون درد کو چھپاے کہ خود آشکار ہو
زانو پہ رکھکے سر وہ سنگھاتے ہین زلف تو
روز فراق ہو کہ شب انتظار ہو

انصاف حشر مین مرے پروردگار ہو
تسکین دل سے ہاتھ انھون نے اٹھا لیا
کس کام کا وہ دل ہی جو بے اختیار ہو
رہتا ہی دل ہی دل مین انکھا خیال زلف
کیون شکل گردباد نہ اپنا غبار ہو
فرقت مین دے فریب نہ او ماہ چاندنی
شاید یہ مدعا تھا کہ پھر بیقرار ہو
ہان فرق شان عاشق و معشوق ہے ضرور
مین تو کہون جب آپ کو کچھ اعتبار ہو
کہتی ہی حشر مین مری رسوائیون کی شرم
شامت ہی اسکی اب جو کوئی ہوشیار ہو

ہو ختم سلسلہ تو کہین اُنکے ظلم کا
امید کیا رہی جو یہ اب بیقرار ہو
کب تیغ نے میرے سر کے قسم کا کیا لحاظ
سودا یہ وہ نہین ہی جو سر پر سوار ہو
کہتے ہین ہمارے خون کا دعوے کرین عزیز
یہ رات وہ نہین کہ سحر آشکار ہو
وہ دیکھتے ہین غور سے عاشق کا اپنے حال
مجنون پیادہ پا ہے لیلی سوار ہو
رہ جائے آن گو کہ نتیجہ ہی ایک ہی
ایسی جگہ سے اٹھ کہ نہ جسجا قرار ہو
یکسان ہی نا امید نگاہون کو آرزو

یہ غزل وہ نازنین سے کچھ ایسے گداز سے گائی کہ عاشق مزاجون کے دل بھر آئے بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہر ایک اپنی اپنی گذشتہ مصیبتون کو یاد کرنے لگا سیکڑون معشوقان خیالی سامنے آکر ہویدائیان دکھانے لگے اُسی ہنگام مین چوبدار نے آکر عرض کی کہ کہین سے اس جلسہ کی خبر سنکر ایک کلاونت بچہ آیا ہی اور امید دار باریابی ہی اردوبان شاہ نے کہا بلالو چوبدار گیا اور کلاونت بچے کو ہمراہ لیکر حاضر ہوا دیکھا تو ایک شخص عجیب صورت ہی لباس کا انداز بھی دنیا بھر سے الگ سر پر ایک مور کے پرون کی بنی ہوئی ٹوپی پہنے جوڑی نی کی ہاتھ مین سامنے آتے ہی سلام کیا اشارہ پاکر بیٹھ گیا پہلا طائفہ برخاست ہوا اردوبان شاہ نے کہا مکان کس ملک مین ہی تسنانز نے یہ شعر پڑھا شعر ہی شہر نہ کچھ ختم نہ صحرا ہی موقوف ❊ ہم خانہ بدوشون کا ہی گھر پاؤن کے تلے ❊ اردوبان شاہ نے کہا مین سمجھا کہ تمھین مذاق شعر و سخن بھی ہی مگر آخر پیدا کہان ہوے پلے کہان باپ کا تمھارے کیا نام تھا عرض کی کہ حضور باپ نے صغر سنی مین انتقال کیا دو برس کا تھا کہ مان بھی مرگئی مین بغیرت زندگی کا تھا بچ گیا لوگون سے سنا ہی کہ اُس شخص کے باپ کا وسماز نی نواز تھا اب سوا کوہ و صحرا کے اور کوئی جاے سکونت نہین ہان لوگون سے سُنا ہی کہ مین ملک باختر مین پیدا ہوا تھا اردوبان شاہ نے کہا اچھا کچھ ہنر دکھاؤ خوشا نصیب تمھارے کہ ایسے وقت مین تمھارا آنا یہان ہوا ثانی سبحان کی زیارت تمھین نصیب ہوئی تسنانز نے سلام کرکے بعد جوڑی نی کی درست کرکے بجانا شروع کی امیر کے کان کھڑے ہوے بدیع الملک سے فرمایا کہ یہ آواز اور یہ ترکیبین تو سُنی ہوئی معلوم ہوتی ہین بدیع الملک نے عرض کی کہ حضور بجا فرماتے ہین ایسا ہی مجھے بھی خیال ہی لیکن ان ہنر گوشیون پر تسنانز کی نظر جو پڑی جوڑی نی کی ہاتھ سے رکھکر عرض کی کہ حضور نے کیا فرمایا کیا میری نی نوازی پسند نہین آئی امیر ثانی نے ارشاد کیا کہ نہین تم اپنے فن مین بیشک کامل ہو مگر مجھے مشتبہ ہوتا ہی کہ اس انداز کا گانا مین سُن چکا ہون تسنانز ہنسا اور عرض کی کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ ترکیبین ایسی ہین کہ مشہور ہو چکی ہین اب سنیے یہ رنگ نہ سُنا ہوگا یہ کہکر اب جو بجانا شروع کیا تو مست و بیخود کر دیا اور عرض کی کہ حضور نے ایسا بھی سنا تھا امیر نے فرمایا بیشک ایسا گانا آجتک نہ سنا تھا اسکے بعد تسنانز نے ایک غزل

تورج کی غزل

ضبط کا حکم جو دیتے ہین نصیحت والے
زہر بھی کھاتے ہین تنگ آ کے اذیت والے

مرکے بھی پائے نہ اس کوچہ مین مرقد کی جگہ
بال کھولے ہوئے پلٹے ہین عیادت والے

ایک چپ ہیری وہ دیتی ہی جواب معقول
بات کرتے ہین کہین ناز و نزاکت والے

ارزو جنکی محبت کا ہوا انجام بخیر
کیون چلین تن کے جوانی ہین جو صورت والے

تھام لیتے ہین جگر درد محبت والے
دلفریبی کی صد آفرین ہو شنا دیکھ ادب

کیون نہ پھر شرم سے گر جائین تجابت والے
خواب مین آتے ہین اُنھین کیون نہ شنا دیتا ہی

آپ ہو جاتے ہین خاموش نصیحت والے
چشم لوشی کی نگاہ پھیر ہی جواب رہی پھر

وہی تقدیر سے اچھے وہی قسمت والے
شکر کھاتے ہین بہت کچھ ہی دولت والے

دے نہ آزار کہ عاجز ہین محبت والے
ذکر اللہ کا بھولین نہ عبادت والے

تہرے بیمار پہ یہ رات نہین کٹنے کی
چونک پڑتے ہین جو بیساختہ غفلت والے

بت بنائے ہوئے ہو انکو یہ کیسے غرور
چار آنکھین نہین کرتے ہین ندامت والے

جس وقت یہ غزل تمام ہوئی سفیدہ سحر ہی آشکار تھا شہناز کو بہت کچھ انعام و اکرام عطا ہوا ہر سردار نے اپنی حسب حیثیت عنایت فرمایا شہناز کو مالامال کر دیا صاحبقران اُٹھ کھڑے ہوے صحبت جشن برخاست ہوئی وضو کر کے نماز سحری ادا کی امیر وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ شہناز نے نواز پھر سامنے سے نمودار ہوا امیر نے اُسے دیکھکر ایک آہ سرد کھینچی شہناز نے کہا کہ کیون حضور یہ آہ سرد کھینچنے کا کیا سبب امیر نے اشک آنکھون مین بھر کر فرمایا کہ اسوقت مجھے اپنا یار وفادار عمرو ثانی یاد آگیا وہ بھی علم موسیقی مین کمال رکھتا ہی نہین معلوم کیا گذر رہی ہی اور وہ کہان ہی شہناز نے عرض کی کہ حضور کیا مجھسے اچھا وہ گاتے ہین امیر نے فرمایا کہ اگر وہ ہوتا تو معلوم ہوتا یون کہنا ایک فضول سی بات ہی اگر تم سنتے تو خود ہی کہدیتے شہناز نے پوچھا کتنا زمانہ انسے جدائی کو ہوا امیر نے فرمایا تھوڑا عرصہ گذرا ہی عرض کی کہ اب اگر حضور عمرو کو دیکھین تو پہچان لینگے امیر نے فرمایا یہ تم کیسی باتین کرتے ہو میرا بچپنے کا دوست ساتھ کا کھیلا ہوا ہی کیون نہ پہچان لونگا بس یہ سننا تھا کہ شہناز بے اختیار ہو کر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ ای شہریار تو نے اپنے غلام کو کہان پہچانا مین عمرو ہی تو ہون امیر نے متعجب ہو کر سر اُٹھا لیا اور کہا کہ کیون او دزد ابن دزد تو اپنی طبع مین ہرگز مجھے ذلیل کرتا ہی جسوقت اردوبان شاہ سنیگا کہ یہ بھائی حمزہ کا ہی جو رات بھر گا نوت بنکر گایا اور سب سے انعام لیا عمرو نے کہا کہ واہ ای عرب تیری محبت دیکھ لی ابھی عمرو کے لیے رو رہا تھا ابھی دفعتاً یون آنکھین پھیر لین سچ کہا ہی کہ قدر نعمت بعد زوال کاش مین اپنے کو چھپائے ہون اتنا تو بہت کچھ کما لیتا اور تجھے بھی میری قدر ہوتی ہی ای عرب تو اپنے لالچ کو نہین کہتا روپیہ مجھے ملا اور تو جل گیا کہ عمرو نے اسقدر روپیہ وصول کر لیا آخر ہم نے محنت نہین کی تمھین لالچ آتا ہی تم بھی سیکھ لو مجھ سے کیا کرو امیر نے فرمایا وہ دو ہو عمرو دو بیان سے عمرو نے بیعت کر کے الگ ہوا پھر قدمون کی طرف بڑھا اور لجاجت کر کے امیر کو راضی کر لیا صاحبقران عمرو کو لیے ہوے بارگاہ مین تشریف لائے دربار جمع ہوا سرفرازان دست راست و چپ اپنی دست پیشگاہ از جے بیٹھے تھے اس طرف لندھور ثانی شاہزادہ بدیع الزمان نامور نور الدہر بن بدیع الزمان بدیع الملک بن نور الدہر شہنشاہ گوہر کلاہ داراب بن داراب سیمین فرہ فراموز عادمغربی داراب کشور کشا تورج یزدان پرست اسد بن کرب لاور الکروشق رد وغیرہ یہ سب سرداران بافرین بیٹھے ہین اسطرف مالک ثانی شہریار تاجدار کیخسرو لاور امیر نوجوان ہاشم تیغ زن تہمور جہانسوز شہزادہ تہمور دلاور خورشید وغیرہ سب بیٹھے ہین لیکن ذرنگ شاہزادہ رستم ثانی کا خالی ہی امیر ثانی نے عمرو سے فرمایا کہ کیا خبر ہی میرے فرزند دلبند شاہزادہ رستم ثانی کی

ہوئی تو اسطرف آنے کا ارادہ ہے اور یہ عرضی بھیجی ہے امیر نہایت خوش ہوئے لفافہ چاک کر کے پڑھا تو بعد ہزاران
اشتیاق قدمبوسی کے ایک خوشخبری اور بھی تحریر تھی وہ یہ کہ ملکہ نوبہار گوہر پوش معشوقہ بدیع الملک
کو لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون یہ سنتے ہی بدیع الملک کے چہرہ پر سرخی آگئی اور بیساختہ جوش محبت مین
زبان سے نکل گیا کہ اسمین شک نہین یہ لوگ ایک ذرا سی جہالت سے بری ہوتے تو انکا مثل نتھا یہ ہماہی
انھین کا کام ہے کہ تنہا جا کر اتنے بڑے طلسم کو فتح کیا حق یون ہے کہ ہماری سپہگری کی رونق بھی رستم ثانی سے
ہے نہ وہ ہر مقامات پر طعنہ ویار غیرت دلاتے نہ تجھسے ایسے کام ہوتے جنسے ہماری ناموری ہوئی سب سردار
تعریفین رستم ثانی کی کر رہے تھے اور ایرج نوجوان تو قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے اسی اثنا مین امیر
نے عدیل بن عادی سے فرمایا کہ کل پیش خیمہ ہمارا طرف شہر تمثالیہ کے روانہ ہو عدیل بن عادی تو حکم
پاکر انتظام سفر پر آمادہ ہوے لیکن یہ سنتے ہی عمرو کی روح نکل گئی اور عرض کی کہ حمزہ تو کیا میرے
آنے کا راستہ ہی دیکھ رہا تھا بتا ارے مین نے سنا ہے کہ تمثال آئینہ رو بلاے بے درمان ہے خدا کے
لیے اس ارادہ سے باز آ اور جو کچھ مجھپر گذر چکی ہے کیا تجھے اسکی خبر نہین ایسا نہو وہان جا کر پھر مبتلاے بلا ہون
ارے دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہے مجھپر تو گذر چکی ہے اسقدر ملک تو نے بزور تسخیر کیے لیکن
تیرا پیٹ ابھی نہین بھرا دو دین تو تم باپ بیٹون نے کین اور بدنام ہم لوگ رہے وہان آپکا اسم اعظم وغیرہ
کچھ نہ چلیگا ادنے ادنے ساحرون نے تو جب چاہا اسم اعظم بند کر دیا نہ کہ وہ شخص جو اس وقت خداوندی کر رہا
ہو اسکے آگے کیا مشکل ہے امیر نے فرمایا او ذرد مکار اپنے ساتھ دوسرون کو بھی بودا بناتا ہے اگر تجھے میرا
ساتھ دینا ہے تو رہ ورنہ چلا جا مین تیرے بھروسے پر صاحبقرانی کرنے نہین چلا ہون عمرو خاموش ہو رہا دوسرے
روز عدیل بن عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی و دیگر بارگاہون کا اپنے ہمراہ لیکر طرف شہر تمثالیہ کے جانے لگے
بعد عدیل کے اور سردار بھی یکے بعد دیگرے روانہ ہوے لیکن جس وقت نوبت امیر با توقیر کی ہوئی فرمایا
عمرو کو تلاش کرو کہان ہے دیکھا تو سامنے سے لوٹا ڈوری کاندھے پر رکھے چادر سے کمر باندھے دو چار
دہی کے ماتھے پر ٹیکے لگے ہوے امام ضامن کا پیسا بازو پر بندھا ہوا اس شان سے عمرو چلا آتا ہے امیر نے
فرمایا کہ ارے کیا واقعی تو چلا جائیگا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین تو تجھسے منع کیا کیا نا پر تو نے نہ مانا آنکھون
سے دیکھکر تو مکھی نہین نگلی جاتی مجھپر ایک مرتبہ تو مصیبت پڑ چکی ہے اب اپنے ہاتھون گرفتار بلا ہونا منظور
نہین تجھے اتنک طمع دامنگیر ہے تو جا مین ہرگز نجاؤنگا امیر نے دیکھا کہ در اصل تیور بد معلوم ہوتے ہین امیر نے
ایک عرضی تحریر کر کے دی کہ یہ والد ماجد کو دے دینا عمرو نے کہا ضرور دیدونگا اور بلکہ زبانی بھی کہدونگا
کہ مین منع کیا کیا لیکن تیرا بیٹا اپنے پاؤن سے گور مین گیا مین مجبور ہون یہ کہکر عمرو نے رخصت کا سلام
کیا امیر نے فرمایا آؤ بھی گلے تو مل لو عمرو نے عرض کیا کہ گلے ملنے سے کیا فائدہ اور رنج زیادہ ہوگا
اور حمزہ اب مجھے تیرے قریب آنے خوف معلوم ہوتا ہے ستارے اسقدر بد آ گئے ہین کہ تجھے سیدھی کی
اُلٹی سوجھ رہی ہے ایسا نہو تیرا اثر مجھپر بھی پڑ جاے یہ کہکر عمرو روانہ ہو گیا امیر منھ دیکھکر رہ گئے ہر سردار یہی
کہتا ہے کہ ہمین امید نہ تھی کہ عمرو ایسے وقت مین ساتھ چھوڑ دیگا صاحبقران ثانی کو کمال صدمہ ہوا مگر چارہ کیا
تھا خضران بن عمرو کو عہدہ عمرو کا عنایت ہوا اور امیر بھی کوچ کر کے طرف شہر تمثالیہ کے روانہ ہوے
اب انھین بھی راہ مین چھوڑ دیجیے لیکن یہان سے چند کلمے شہر تمثالیہ کے بیان ہوتے ہین کہ تمثال آئینہ رو

گنبد جہان نمان پر بیٹھا ہی دریچہ وا ہی تمام شہر تمثالیہ کی سیر کر رہا ہی زیر فیطول کردرہا کا لشکر پڑا ہوا ہی نقابدار
سفید پوش مشرقی و نقابدار سیہ پوش مغربی سامنے حاضر ہین منہ پر اُسکے لسنتی نقاب پڑی ہوئی
ہی لاجورد شاہ اور خان اعظم صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو اور خلخال بن صلصال
اور دیگر سرداران لاجورد شاہ اور دلاوران شہر تمثالیہ حاضر ہین جنکا ذکر وقت پر ہوگا کہ دفعۃً نخیل کتابدار
نے عرض کی کہ یا خداوند آپکا بندہ خاص الخاص جسپر بہت کچھ بھروسا تھا یعنے اردبان شاہ آپ سے برگشتہ
ہو گیا خدا پرستون کی دعوت کی اور اُنکو راہ دیدی قریب ہی کہ لشکر حمزہ کا داخل شہر تمثالیہ ہو یہ سنتے ہی
تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ اردبان شاہ مجھسے برگشتہ نہوا ہوگا اُسنے بمصلحت ایسا کیا ہوگا کیونکہ
اُسکے یہان اتنا لشکر تھا کہ وہ مجھسے ہم نبرد ہوتا لہذا راستہ دیدیا خیر سمجھا جائیگا اور لشکر حمزہ اگر آتا ہی تو آیندو حمزہ یہان آکر
اطاعت میری قبول کریگا اور مجھے سجدہ کریگا اور سب تو یہ سُنکر خاموش ہو رہے صلصال و خلخال کے ہاتھ
پاؤن مین رعشہ پڑ گیا لاجورد شاہ کا چہرہ فق ہو گیا لیکن نقابداران سیہ پوش و سفید پوش کہنے لگے کہ یا
خداوند جیسے دونون بھائی ہمارے ہاتھ سے اِن خدا پرستون کے مارے گئے کمر ہماری ٹوٹ گئی تمثال
آئینہ رو نے کہا کہ نہ گھبراؤ جس دن بیابان حشر مین سبکا فیصلہ کیا جائیگا اُسی دن تمہاری بھی داد ملجائیگی خداوند
اپنے بندگان خاص کو پھر زندہ کریگا اور تمسے ملائے گا یہان تو یہ انتظار ہی کہ دیکھین لشکر اسلام کس شوکت و شان
سے آتا ہی اُدھر جوانان خدا شناس حق اساس طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے آتے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی
کہ کل داخلہ لشکر اسلام کا سرحد شہر تمثالیہ پر ہو جائیگا تمثال آئینہ رو نے جاکر گنبد شمالیہ پر قیام کیا کہ اِسی رُخ سے
لشکر صاحبقران ثانی کا گذرنے والا تھا صلصال و خلخال و لاجورد شاہ و نخیل کتابدار وغیرہ اُسکے
ہمراہ ہین شب وہین بسر کی جسوقت سفیدۂ سحری نمودار ہوا جھونکے نسیم بہار کے چلے طائر اپنے اپنے آشیانون
سے نکلکر شاخ درخت پر چہکنے لگے ہر سمت سے آواز یا خداوند تمثال آئینہ رو کی بلند ہوئی اُس ملعون نے
دریچہ گنبد وا کیا اور نقاب چہرہ سے اُلٹی جسقدر سردار اور فوج اُسکے ساتھ تھی آتے ہی سب نے سجدہ کیا
اُسنے پھر نقاب چہرہ پر ڈال لی اب سبکی نگاہین بیابان کی جانب لڑی ہوئی ہین کہ دیکھین لشکر اسلام کس
شان و شوکت کے ساتھ آتا ہی کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست کہ گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر
گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا دامن گرد شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمایان ہوا کہ پھر ہرے پھر ہر علم کے تعریف الٰہی اور
نعت رسالت پناہی تحریر تھی بعد گذرجانے انکے دیکھا کہ چالیس ہزار عادی زیج مین اٹالہ بارگاہون کا بار
کیے ہوے ہر چہار سمت سے گھیرے ہوے اور ایک شخص قوی الجثہ طویل القامت کر گدن پر سوار برچھا
ہاتھ مین تو نڈ بڑی سی نکلی ہوئی نہایت شہ زور سے نمودار ہوا پوچھا تمثال آئینہ رو نے کہ یہ کون
شخص ہی لاجورد شاہ نے بیان کیا کہ یہ عدیل بن عادی داروغۂ بارگاہ سلیمانی و حشامی ہی پیش خیمہ امیر ثانی
کا آگیا عدیل بن عادی نے جائے مناسب صدر تجویز کرنے بارگاہ برپا کرانا شروع کی لیکن ساتھ ہی دوسری
گرد بلند ہوئی سب نگران ہوے کہ اب کون آتا ہی دیکھا تو گرد یہ آئی اور یہ آئی قریب پہونچکر دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کئی لاکھ سوار کا لشکر نمودار ہوا لیکن آگے آگے اُنکے ایک جوان فرکب پر
سوار بھورے بھورے بال سن قریب پچاس برس کے چالیس ہزار سوار عقب مین بوقین ہاتھ مین

لیے گھوڑے اُڑاتے چلے آتے ہین اور ایک نوجوان لشکر کثیر پشت پر لیے ہوے انتظام کرتا ہوا آہستہ آہستہ چلا آتا ہی تمثال آئینہ رو نے حال دریافت کیا صاصال نے کہا کہ یہ بھائی ہر داروغہ بارگاہ کا اور بہنوئی ہر امیر ثانی کا اسکی زور و طاقت کی انتہا ہی نہین ہر ثانی صاحبقران ہر لیکن کرب دلاور نے جانب دست راست خیمہ اپنا برپا کیا کہ پھر گرد اُڑی اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے کئی سو علم نشانہ کئی لاکھ سوار کا نمودار ہوا کہ پھریرے علمون کے سبز تھے جس وقت یہ سب گذر گئے اور فوج ظفر موج بھی گذر گئی تو جلوس سواری گذرنا شروع ہوا خاص بردار برچھے بردار وغیرہ جب سب گذر گئے اور سقے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھاتے ہوے نکل گئے اُس وقت ایک پہلوان تہمتن مرکب پری پیکر پر سوار لباس سبز زیب جسم کیے ہوے نمودار ہوا صاصال نے بیان کیا کہ یہ بھائی حمزہ ثانی کا شرغنہ ملک باختر ہی اسی تنہا نے ملک سنجان کو فتح کیا اور خداوند لقا کی بہو ملکہ گوہر ناب کو چھین کر قبضہ مین کیا اُسکے بعد ملک سابل مین روز خون مار مار کر کئی کرور فوج کو تباہ و برباد کر دیا تمثال آئینہ رو نے کہا کہ کیسا لشکر زہرو شاہ باختری نے جمع کیا تھا جسے ایک متنفس نے تباہ کر دیا صاصال نے دل مین تو کہا کہ ایسا لشکر تھا کہ تمھارے خواب مین بھی کبھی نظر نہ آیا ہوگا مگر بظاہر خوشامد تمثال آئینہ رو کی کی غرضکہ بدیع الزمان بھی مع فوج ظفر موج برابر لشکر کرب دلاور کے خیمہ زن ہوے مگر آمد فوج بدیع الزمان مین شام ہوگئی جب دوسری صبح ہوئی اور شفق نے چرخ نیلی کو لباس سُرخ پہنایا مہر درخشان علم زرین ہاتھ مین لیے ہوے میدان سپہر مین آیا فوج انجم گریزان ہوئی دیکھا کہ پھر ایک گرد اُڑی یہ معلوم ہوا کہ سُرخ آندھی آگئی تمام بیابان دشت خبار معلوم ہونے لگا جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے نو سو علم نشانہ نو لاکھ سوار کا پیدا ہوا اسکے پھریرون پر بھی نعت آلہی اور تعریف رسالت پناہی مرقوم تھی پھریرے علمون کے سُرخ تھے وردیان سوارون کی گلنار باجے بجتے ہوے فرنگستانی فوج قواعد سے قدم اُٹھاتی ہوئی نمودار ہوئی جب یہ سب گذر گئے اور جلوس سواری بھی گذر گیا تو دیکھا کہ جوان کوہی بیس برس کی عمر مرکب پری پیکر پہ شیخ بیٹھا ہوا چہرہ سے بانگپنا ٹپکتا ہوا تیوریان چڑھی ہوئی ہین خود ترچھا رکھا ہوا برچھا ہاتھ مین صاصال نے بیان کیا کہ یہ پوتا رستم تہمتن علمشاہ صف شکن کا ایسا زبردست و بہادر ہر کہ ذلنگل اپنے دادا کا اسنے لیا ہر بیٹا ہر ایرج نوجوان کا لیکن لشکر شہریار کا جانب دست چپ خیمہ زن ہوا اُسکے بعد اور گرد عظیم بلند ہوئی جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا نمودار ہوا یہ علم بھی کُسُرخ تھے اور ویسی ہی شان فوج کی بھی تھی جسوقت جلوس سواری گذر گیا تو ایک اور جوان رعنا نمودار ہوا اسکا حال پوچھا صاصال نے بیان کیا کہ یہ بیٹا ہر بادشاہ لشکر اسلام کا نام اسکا کیخسرو نامدار ہر اسنے جگہ اُس شخص کی پائی ہر جسکا لقب لعل خفتان خونریز خاوری تھا جسنے سابل مین تنہا شبخون مار کر لشکر لقا کو پراگندہ کر دیا تھا اور اور نور چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز کو باغ شبستان سے نکال لے گیا اور کوچک باختر مین اپنے چچا بدیع الزمان کے ساتھ گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش کا ناطقہ بند کر دیا غرضکہ لشکر کیخسرو کا بھی متصل لشکر شہریار آکر قایم ہوا بعد اسکے لیس بن قاسم اور حبیش بن قاسم وغیرہ دو لاکھ کی جمعیت سے آکر پہونچے اُسکے بعد پھر شام ہوگئی جب تیسری صبح ہوئی اور تمثال آئینہ رو مع لاجوہ دو شاہ

وصلصال وغیرہ آکر گنبد پر بیٹھا نگاہیں انتظار لشکر میں جانب شمال اٹھیں دیکھا کہ تتق گرد عظیم بلند ہوا
آتے آتے ہوا نے تارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پندرہ سو علم نشانہ
پندرہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھریرے علموں کے سبز تھے بعد جلوس سواری گذرجانے کے سواری
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی نمایان ہوئی کشیدہ ابروون کا
لشکر اپنی ہیبت وجلالت دکھاتا ہوا آکر لشکر بدیع الزمان سے ملحق ہوا صلصال نے کیفیت نور الدہر
کی بھی بیان کی کہ یہ نواسا ہے پیغمبر یعنی گنجاب کا پوتا ہے امیر اول کا بیٹا ہے بدیع الزمان کا دوپہر تک لشکر
نور الدہر کا آیا کیا بعد اسکے دوسری گرد اڑی اور دل گرد سے گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا نمودار
ہوا اور سواری شاہزادہ ایرج نوجوان کی عجب عظم وشان سے دکھائی دی صلصال نے کہا یہ پوتا ہے امیر
اول کا پوتا ہے علم شاہ رومی کا بیٹا ہے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا نواسا ہے خداوند لقا کا بطن سے
ملکہ گیتی افروز کے غرضکہ لشکر ایرج آکر لشکر گنجینہ ونامدار سے ملحق ہوا اس لشکر کی آمد میں پھر شام ہوگئی جب چوتھی
صبح ہوئی پھر گرد اڑی جس وقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل سمندر کے موجیں
مارتا ہوا دکھائی دیا پندرہ لاکھ سوار کی جمعیت یہاں بھی تھی لیکن جس وقت جلوس سواری گذرچکا تو ایک
جوان کم سن اور ایک جوان کوئی بیس برس کی عمر کا نظر آیا صلصال نے بیان کیا کہ یہ جوان رعنا
عالم شباب میں پوری عظمت رکھتا ہے فرزند ہے نور الدہر بن بدیع الزمان کا زینت بارگاہ سلیمانی ہے اب گویا
صاحبقرانی اسی کی ہے امیر ثانی تو برائے نام صرف ایک ہی جگہ بیٹھے رہتے ہیں اور یہ دوسرا نوجوان فرزند
ہے اسکا نام اسکا شہنشاہ گوہر کلاہ بن بدیع الملک ہے لشکر بدیع الملک جانب دست راست
متصل لشکر نور الدہر خیمہ زن ہوا ساتھ ہی دوسری گرد اڑی اور شاہزادہ بہارستان مغرب یعنی فرامرز
عاد معمر علی بڑی شان وشوکت کے ساتھ آکر پہونچا اور لشکر بدیع الملک کے متصل خیمہ زن ہوا
پھر گرد اڑی اور اسد غازی مع اکبر برق رو اور غضنفر بن اسد وغیرہ مع اپنے تمام فرزندوں کے پہونچکر
جانب دست راست اترا پھر شام ہوگئی چوتھے روز پھر گرد اڑی اور شاہزادہ ظرطوس بہادر یعنی جمہور
جہانسوز تیر زن لشکر کثیر سے پہونچا اور لشکر دست چپ سے ملحق ہوا پھر گرد اڑی اور تورج یزدان
پرست تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آکر پہونچا اور لشکر دست راست سے ملحق ہوا پھر گرد اڑی اور خورشید
جو حالت کفر میں ستارہ پرست کے لقب سے موسوم تھا فرزند امیر اول چار لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچکر
بمقابل لشکر تورج خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور قہور دیو پرور سات لاکھ سوار سے پہونچکر جانب دست راست
اترا اور خیمہ برپا کیا پھر گرد اڑی اور داراب کشورکشا پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا بمقابل لشکر قہور خیمہ زن ہوا
آج پھر شام ہوگئی الحاصل اسیطرح ۹ روز تک برابر لشکر امیر ثانی آتا رہا بیسوین روز صبح کو تتق گرد عظیم بلند
ہوا جسوقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو تمام صحرا کجلی بن نظر آنے لگا گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا نمودار ہوا
جسوقت گیارہ سو فیل نکل گئے تو فوج فیلان نمودار ہوئی جھولین کارچوبی ہندوستان کی بنی ہوئی ہودون
پر سیفین چڑھی ہوئی ہاتھی جھومتے ہوئے سامنے گذرے کہ جنکو دیکھکر زہرہ ان کافرون کا آب
ہوگیا تمثال آئینہ رونے پوچھا کہ یہ کون ہے صلصال نے بیان کیا کہ یہ سالار دست راست لندھور
ثانی کا لشکر ہے آنے مین لندھور ثانی بھی پشت فیل پر سوار گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ

خواصی مین رکھا ہوا نمودار ہوے لشکر لندھور ثانی کا جانب دست راست سب سے بالادست سمجھا وہ بھی تک یہ لشکر بھی آیا کیا بعد اسکے پھر گرد اڑی لیکن جسوقت ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا تو تمام صحرا نیستان معلوم ہونے لگا اور مالک ثانی اسی ہزار نیزہ بازون سے نمودار ہوے اگرچہ مالک کی فوج بھی بہت بڑی ہی لیکن مشہور یہی ہی اسی ہزار نیزہ باز ہین غرضکہ مالک کی آمد مین تمام ہوگئی صلصال کی زبانی تمثال آئینہ رو کو حال مالک ثانی کا بھی معلوم ہوا کہ یہ سپہ سالار دست چپ ہے اب ایسوین تیغ زن ہر ایک کی نگاہین لڑی ہوئی ہین آمد امیر ثانی کی دھوم مچی ہوئی ہے تمثال آئینہ رو بھی گنبد پر بیٹھا ہے اسکو بھی نہایت اشتیاق ہے کہ دیکھا جاے جسکا لشکر اس عظم و شان کے ساتھ آیا ہے وہ کیسی شوکت سے آئیگا اور جسنے ایسے ایسے بہادرون کو زیر کر کے محکوم کیا ہے وہ کیسا شخص ہوگا سب اسی اشتیاق مین تھے کہ یکایک از برزۂ بیابان گردے برخاست عظیم مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پا گرد در زمین چسپیدہ لیکن گرد آندھی کی طرح چلی آتی ہے کہ یہ آئی اور یہ آئی یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اکیس سو علمہاے زرین نشانہ اکیس لاکھ سوار کا نمودار ہوا اور ایک نوجوان لشکر کا انتظام کرتا ہوا جس وقت بیس لاکھ زرین پوش گذرنے لگے تمام بیابان عجیب لطف دیرہا تھا وردیون کی چمک ستارہ ہاے آسمان پر چشمک کرتی تھی لیکن اس لشکر کی آمد مین وقت تمام ہو گیا اب تھوڑا سا وقت باقی ہے کہ لشکر آکر صدر مین قائم ہوتا جاتا ہے اور جلوس سواری گذرنا شروع ہوا اسے یہ دیکھتے ہی تمام سرداران نامی و گرامی یعنے پانچہزار پانچ سو چپن تلوریے بڑے استقبال بڑھے اتنے مین سواری صاحبقران ثانی کی نمودار ہوئی کہ سر بر علم اژدہا پیکر ساتھ آفگن پھریرا اسکا کھلا ہوا ادھر نقارہ سلیمانی مین سے علیحدہ آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی مانند ادھر علم کے پھریرے سے آواز یا صاحبقران چلی آتی ہے امیر ثانی مرکب سہ چشمی پر سوار ہین ایک نوجوان ساتھ ساتھ اور چند سردار ہمراہ مقبول بن مقبل زنانی سواریون کے انتظام مین مصروف چالیس ہزار تیر انداز محافظ ناموس کا گھیرے ہوے ادھر بادشاہ اسلام حارث بن سعد تخت شاہی پر جلوہ افروز غرضکہ کہانتک بیان کیا جاے کہ سواری امیر ثانی کی با جاہ و جلالت صاحبقرانی صحراے شہر تمثالیہ مین آکر پہونچی امیر با توقیر مع بادشاہ اسلام و جملہ سرداران عالی مقام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سلامی کی توپین چھوٹین چونکہ زحمت سفر اٹھائے ہوئے تھے تھوڑی دیر دربار کیا بعد اسکے اپنی اپنی آرام گاہون مین جاکر سور ہے لیکن تمثال آئینہ رو کو مارے خوف کے تمام رات نیند نہ آئی کروٹین لیتے گذری ادھر صورت امیر ثانی کی دیکھکر زہرہ صلصال و خلخال کا آب ہوگیا ادھر لاجورد شاہ کا قابو نتھا کہ کہان بھاگ جاؤن یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن جس وقت رات گذر کر صبح ہوئی کفار مین شور ناقوس بلند ہوا لشکر اسلام سے اذان کی آواز آئی ہر شخص اپنے اپنے دین و آئین کے موافق عبادت الٰہی مین مصروف ہوا امیر کشور گیر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سب سردار یکے بعد دیگرے حاضر ہو ہو کر مجراگاہ پر سے مجرا کر کے اپنی اپنی جاے معین پر بیٹھنے لگے سات بجتے بجتے تمام دربار جوانان اسلام سے مملو ہو گیا امیر نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ظل اللہ رسم نامہ داری ادا کر کے ان کفار سے حجت ختم کر لینا ضرور ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا جیسی راے عالی مین آئے حسب الارشاد فیض بنیاد دبیر نے نامہ لکھکر تیار کیا بعد نظر ثانی کے صاحبقران نے کچھ ترمیم کر کے پھیر دیا مقبول بن مقبل نے چوکی مخملی لاکر رکھی اور پیام کلاہ عفر یت سپہر

شمشیر نامہ یہ سب چیزین رکھکر جو کی وسط بارگاہ مین رکھ دی اُس وقت صاحبقران ثانی نے آواز دی کہ ایہا الناس
مین چاہتا ہون کہ تم مین کوئی بہادر یہ نامہ لیکر جاے اور جواب باصواب اس گبر نابکار سے لاے اسیقدر کہکر
خاموش ہوے کچھ جواب کسی نے نہ دیا سبنے گردنین جھکالین ہر ایک کو یہ تردد تھا کہ حمزۂ ثانی سے ہوشیار آدمی
کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ سجدہ کر لیا ہماری کیا حقیقت ہی کیونکہ ہم عیاری جانین نہ مکر و فریب ہمارا پیشہ
نہ سحر و ساحری جانتے ہین نہین معلوم وہان جا کر کیا گذرے سب سے زیادہ نامے کی حرمت برباد ہونیکا
خوف ہی جب امیر ثانی نے دیکھا کہ کسی نے کچھ جواب نہین دیا پھر پکار کر فرمایا کہ ایہا الناس کیا نہین سنا بیٹے
اور نہین دیکھتے ہو کہ یہ نامہ بادشاہ اسلام کا رکھا ہوا ہی اسکے لیے ایلچی کی ضرورت ہی کیونکہ خط بغیر قاصد کے کسیکو
کیونکر پہونچ سکتا ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی دلاور جاے اور جواب نامہ کا لیکر جلد آیے اور
شرائط نامہ کے اس مردود سے ادا کرائے یہ سنکر پھر سب نے گردن نیچی کی نیچی ہی رکھی جیسے سنا ہی نہین کیونکہ
یہی خیال تھا کہ اگر گئے بھی اور حرمت نامہ صاحبقران کی کھو کر آئے تو کیا منہہ دکھائینگے لہذا اس جانے سے
نہ جانا بہتر ہی بعد تھوڑی دیر سکوت فرمانے کے امیر ثانی کو غصہ آگیا چہرہ سُرخ ہو گیا اور دل مین تہیہ کر لیا کہ اگر
ایلچی کوئی نہ گیا تو مین آپ نامہ لیکر جاؤنگا مگر پھر آواز دی کہ ای حامیان دین اسلام آگاہ ہو کہ یہ آواز آخر ہی
جسنے نامہ داری کر کے سعادت کونین حصول کرنا ہو کر لے ورنہ بعد اسکے یہ کسی ایسے شخص کے ہاتھ جائیگا کہ جو
اس وقت تک مخاطب نہین ہی اس رمز کو جسنے سب سے پہلے سمجھا وہ شاہزادہ دارا بے بن داراب
سیمین زرہ تھے یہ نوجوان ذکل پر سے کود پڑا اور دست ادب بستہ عرض کی کہ اس خدمت کو یہ خادم بجا لائے گا
امیر کو اس جرأت پر دارا کی جسقدر خوشی ہوئی اُسیقدر دل پر صدمہ بھی گذرا کیونکہ مرے ہوے فرزند کی یہی
نشانی ہی آبدیدہ ہو کر خاموش ہو رہے کیونکہ صاحبقران کو دو خیال پیدا ہوے کہ ایک تو میرے روکنے سے
یہ فرزند اب نہ رکیگا اسلیے کہ اپنی جگہ سے اُٹھ چکا ہی دوسرے یہ گمان ہوا کہ اگر مین اپنے پوتے کو روکونگا تو لوگ
طعنہ زن ہونگے کہ امیر کو اپنون کا زیادہ خیال ہی لیکن دارا بے بن داراب سیمین زرہ نے آتے ہی جام کا بہ
عفریت کو چکھا بیڑا اُٹھا کر کھا لیا سبز شمشیر زیب کمر کر کے نامہ سر سے باندھا اور امیر با توقیر سے رخصت ہو کر
بارگاہ سے نکلے یہ روز تیاری اور سامان مین گذرا دوسرے دن بڑے ہی عظم و شان سے طرف قسطول
تمثالیہ کے روانہ ہوے لیکن جسوقت یہ خبر تمثال آئینہ رو کو پہونچی کہ پوتا حمزۂ ثانی کا رسم ایلچی گری ادا کرنیکو
آتا ہی اسنے صلصال سے پوچھا کہ انکے یہان کا کیا طریقہ ہی صلصال نے بیان کیا کہ بہتر ہو اگر ایلچی راہ سے
واپس کر دیا جاے یا قتل ہو جاے کیونکہ اگر ایلچی یہانتک پہونچ گیا تو خداوند سے بغیر اُٹھا بیٹھی کروا ے
نہ مانیگا تمثال آئینہ رو نے کہا کہ یہ کیا صلصال نے جواب دیا ان لوگون کا قاعدہ ہی یہ ہی ایلچ گری
برائے نام ہوتی ہی دراصل آبرو ریزی کرنے آتے ہین لندھور نے ملک سابل مین ایلچ گری کی تھی لقا سے
وہ قصاص لیا کہ ساری خداوندی الچگری ہی مین بھلا دی خداوند کو پچھاڑ دیا تو بد پر چڑھ بیٹھا کاٹا ریت مین بھونکا
دیتا تھا ویسا ہی کچھ یہان بھی ہوتا ہی تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ کیا تم ایسی ہی کچی خداوندی ہماری بھی سمجھے
ہو یہ خیال دل سے دور رکھو تم دیکھ لینا کہ ایلچی خود مجھے سجدہ کر کے مطیع ہو جاویگا اور لقا بد ارسہ پوش سفید
پوش کو حکم دیا کہ منع کر دو ہمارے لشکر مین کہ کوئی ایلچی کو نہ روکے ورنہ خداوند بہت ناراض ہونگے یہ سنتے ہی لقا بدان
سیہ پوش و سفید پوش تو اُس طرف روانہ ہوے اور یہان تمثال آئینہ رو نے دربار کو ترتیب دیا آپ تخت

خداوندی پر بیٹھا صلصال کو وزیر قدرت اور لاجورد شاہ کو نائب قدرت بنکر بیٹھنے کا حکم دیا لیکن دونون نے
انکار کیا کہ اگر یہ مین جان بچ جاے تو بڑی بات قدرت کے شریک ہوکر بیٹھنے کو غضب مین کون ڈالے لیکن
تمثال آئینہ رو نے اپنے سرداران فوج کو طلب کیا سب حاضر ہوے کچھ سردار دست راست کی طرف کچھ دست
چپ کی جانب بیٹھے آپ نقاب چہرے پر ڈالے ہوے تخت پر بیٹھا دہنی جانب گوشہ تخت پر لاجورد شاہ
بائین جانب صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو ہی اور وزرا امرا اپنے اپنے عہدے کے موافق
بیٹھے ہین تحجیل کتابدار پشت پر کھڑا ہوا مگس رانی کر رہا ہی یہان تو اس طرح دربار آراستہ ہی سرداران دست
راست مین سب سے بالا دست ملک قہقر پیل زور اپنے دنگل شوکت پر بیٹھا ہوا اشل ہاتھی کے جھوم
رہا ہی بعد اسکے ترفیل کوہ پیکر قہرم زرہ پوش اخلاق آہن کلاہ الکی روئین تن وغیرہ یہ سب سرداران نہایت
زبردست بیٹھے ہین بائین جانب سب سے بالا دست قاشان گراز دندان مانند ایک کوہ کے اپنے دنگل پر
معلوم ہوتا ہی اسکے بعد زنجیل زحل پیشانی ارقم جوشن پوش اشفاق کج کلاہ ملکی روئین تن وغیرہ یہ سب اپنی
اپنی جگہ اکڑ رہے ہین اور بل کر رہے ہین آنکھین سب کی لگی ہوئی ہین کہ دیکھا چاہیے ایلچی کیسی شوکت
سے ساتھ آتا ہی کہ یکایک سامنے سے تتق گرد بلند ہوا اور قریب پہونچتے ہی دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد
سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوا اسپ زرین پوش تھے آگے آگے انکے اک
جوان زرین زرہ پہنے ہوے خود سر پر کج رکھا ہوا چہرے سے شان شاہی و شہریاری نمودار دکھائی دیا
صلصال نے کہا کہ یا خداوند یہ بیٹھا ہی داراب سیمین زرہ کا پوتا ہی حمزہ ثانی کا وہان نقابدارون نے
لشکر کو دو راستہ کرکے پہلے سے راہ دے رکھی تھی دارلے بن داراب سیمین زرہ مرکب کو اڑاتے
ہوے لشکر کی راہ طے کرنے لگے لیکن قہقر پیل زور نے جو چہرہ دارا سے بن داراب کا دیکھا کہ یہ کمسنی
اور یہ جرات دل سے غلام ہوگیا اور کہا کہ یا خداوند اگر یہ بندہ تیرا راہ پر آجاے تو مجھے دیدا تا کہ مین اسکو
اپنے لشکر کا سپہ سالار یا بادشاہ بناؤنگا تمثال آئینہ رو نے کہا جب وہ اطاعت اختیار کریگا اس وقت
دیکھا جائیگا اگر اسنے خداوند کو اپنے پہچانا اور یہ تمنا بیان کی کہ مین ہر وقت کے مقرب کا امیدوار ہون
تو مین کبھی تجھے ندونگا قہقر تو خاموش ہوگیا اور سردار کہنے لگے کہ خداوند کو ایسا ہی جاول ہونا چاہیے
لیکن صلصال و لاجورد شاہ نے دل مین کہا کہ تم خیالی پلاؤ پکایا کرو وہ یہان آتے ہی دیکھو کسکو
خود لقمہ کر جاتا ہی لیکن قہقر پیل زور نے عرض کی کہ یا خداوند اگر مناسب ہو تو اسکا استقبال کرنا چاہیے
کیونکہ خیال تو فرمایئے کہ کتنے بڑے شخص کا پوتا ہی تمثال کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تیرا جی چاہے تو جا اور
تو کسی کو مین نہ بھیجونگا خداوند کی شان کے خلاف ہی کہ اپنے ایک بندے کے ایلچی کا استقبال کرائے
یون جسکا جی چاہے چلا جائے مین منع بھی نہین کرتا نہ خود سے بھیجتا ہون بعضون نے کہا کہ خداوند بجا فرماتے ہین
پھر ہمین کیا ضرورت ہی جو استقبال کو جائین لیکن قہقر پیلتن اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کی کہ یا خداوند اگر کوئی
گناہ نہو تو مجھے اجازت ملے کہ مین جاکر ایلچی کی تکریم کرون مجھے یہی مناسب وقت معلوم ہوتا ہی تمثال نے
کہا جا تجھکو اختیار ہی قہقر پیل زور سلام کرکے چلا چندروز سے اسکو سجدہ معاف ہوگیا ہی بظاہر تو یہ بڑا
مطیع ہی تمثال آئینہ رو کا لیکن بہ باطن اسکے دل مین شک پڑ چکا تھا کہ یہ کیسا خداوند ہی کہ ہماری طرح کھاتا ہی
پیتا ہی باتین کرتا ہی لڑکے جنواتا ہی پھر ہم مین اور اسمین سوا چند اختیارات کے اور کیا فرق ہی اسکے دل نے

نہ مانا اور قیطول سے پیچھے اُتر کر برائے استقبال ایلچی روانہ ہوا اس سے زیادہ تر کدا اسی بات کی تھی کہ اگر
خداوندی اسکی باطل ہی تو یہ ضرور خدا پرستون کے ہاتھ سے برباد ہوگا کیونکہ اُنھون نے ہزارون خداوندیان
برباد کردی ہین اس وقت مین اہل اسلام کی نگاہون مین سُبک ٹھہرونگا اور امیر ثانی فرمائین گے کہ تمثال آئینہ رو
کی خداوندی مین سب بے تہذیب و نالایق بھرے ہوے تھے کسیکو اتنا سلیقہ نہ تھا کہ ایلچی کی تعظیم تو کرتا یہ سوچ کر
آگے بڑھا ہی تھا کہ سامنے سے دارا بن داراب کو آتے دیکھا لیکن جسوقت دارا بن داراب
لشکر کے نیچے ہو کر گذرنے لگے تو عقب مین لشکر نے بھی چلنے کا قصد کیا ساتھ ہی سالار طلایہ فقفور گر گدن
سوار نے بڑھ کر ان لوگون کو روکا کہ تم کہان جاتے ہو دارا بن داراب نے پلٹ کر آواز دی کہ او
گبر یہ لوگ تیرے روکے نہین رکنے والے ہین جب ہم منع کرینگے تو رکینگے تو ہٹ جا فقفور یہ سُنکر نہایت برہم
ہوا اور پکارا کہ تو ایلچی ہو کر ہملوگون سے گستاخی کرتا ہی ایسا نہو کہ تجھے خداوند تک پہونچنا بھی نصیب نہو دارا
کو غصہ آیا اور پکار کر آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی دیکھون تو کہ تو کیسا ہی فقفور نے جھپٹ کر تیغہ مارا ادھر
قہقر پیل زور نے جو یہ معرکہ دیکھا دوڑ پڑا اور آواز دی کہ او فقفور کیا کرتا ہی ایلچی پر ہاتھ اُٹھاتا ہی کیا خداوند
کو بدنام کریگا لیکن وہان دارا بن داراب نے وار فقفور کا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا تلوار
یا تو سر پر چلی تھی یا زمین مین دکھائی دی مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے نقابدار جو قریب کھڑے تماشا
دیکھ رہے تھے تھرا گئے قہقر جب قریب پہونچا تو لاش فقفور کی مع مرکب زمین پر پھڑکتی تھی دانتون مین اُنگلی
دبائی اور زور و جرات پر دارا بن داراب کے آفرین کہی دارا نے کہا کہ کیا تمھارا ابھی کچھ قصد
ہی قہقر نے عرض کی کہ مین یون نہین لڑتا جب وقت آئیگا تو باہر بھی نہین ہون ضرور مقابلہ کرونگا مگر اسوقت نہین
دارا نے کہا پھر کس واسطے آتے ہو قہقر نے عرض کی کہ صرف برائے استقبال دارا کا غصہ کم ہوا قہقر بھی
جوان حسین و زبردست ہی اور اسکے خلق پر دارا کی طبیعت بھی مائل ہوئی فرمایا کہ میرے ذہن مین یہ بات نہین
آتی کہ میرے ساتھ کے سوار کس غرض سے روکے جاتے ہین کیا ان لوگون سے اہل لشکر کو خوف ہی قہقر ہنسا
اور کہا کہ چالیس ہزار کا خوف کرو رہا کی فوج پر کیونکر غالب ہوسکتا ہی یہ اُسکی حماقت تھی جو اُسنے روکا
آخر لسبنرا پہونچا وہان بالاے قیطول آپ کو تنہا جانا پڑیگا دارا ہنسے اور کہا کہ مین حمایت کے واسطے
ان لوگون کو ساتھ نہین لایا ہون بلکہ یہ لوگ محض آرایشی ہین لیکن یہ معلوم ہو گیا کہ خداوند تمھارا ڈرپوک ہی ورنہ
تنہا نہ بلاتا اگرچہ وہ روک ٹوک نہ بھی کرتا جب بھی ہم خود ہی ان لوگون کو ساتھ نہ لیجاتے خیر بہتر ہوا کہ اب
مفصل معلوم ہوگیا الحاصل قہقر پیل زور دارا بن داراب کو ہمراہ لیے ہوے زیر قیطول پہونچا
اجازت تو پہلے ہی ہو چکی تھی شاہزادہ دارا بن داراب نخچیر کرتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا کہ ایک گبر
ناہنجار تخت پر بیٹھا ہی اور دہنے بائین برابر کرسیان دنگل بچھے ہوے ہین سرداران زبردست جلوہ افگن
ہین دارا بن داراب نے بہو بختی ہی سلام کیا اور آواز دی کہ سلام ہی میرا اُس شخص پر جو خداوند کریم
کو برحق جانے اور محمد مصطفی ؐ کے رسالت کو مانے کسی نے کچھ جواب نہ دیا تمثال آئینہ رو ہنسا پکارا ای بندہ
گم کردہ راہ تو نے ابھی اپنے خداوند کو نہین پہچانا جو خداے نادیدہ کی تعریف کرتا ہی بیان کر کہ کس واسطے آیا ہی دارا
بن داراب نے جواب دیا کہ مین بیٹھونگا تو بیان کرونگا یہ کہکر ادھر اُدھر دیکھا تو ایک دنگل خالی تھا ساتھ ہی
یہ خیال ہوا کہ یہ اسی جوان کا دنگل ہوگا جو میرے ہمراہ ہی لہذا اسکے مقام پر بیٹھنا مناسب نہین خلاف مروت

جمیعت ہی لیکن اسی دنگل کے مقابل جانب دست چپ ایک پہلوان زبردست بیٹھا ہوا تھا اُس سے ارشاد فرمایا
کہ ذرا تو اپنے دنگل سے علیحدہ ہوجا کہ مین رسوم نامہ داری ادا کر کے چلا جاؤن اُسنے آواز دی کہ اے شخص تیری نگاہون
مین مین سب سے زیادہ حقیر معلوم ہوا دارا نے بڑھ کر ہاتھ اُسکا پکڑ کر پھر کہا کہ یہ کوئی حقارت کی بات نہین ہی مین تیرا مہمان
ہون دو باتین کر کے ابھی چلا جاؤنگا اُسنے گھونسا مارا دارا نے کلائی پکڑ کر جو جھٹکا مارا ہراق سے آواز آئی منکا ڈھلک گیا
وہ سردار چرخ کھا کر زمین پر گرا اور منہ سے خون آ گلنے لگا یہانتک کہ دمبھر مین پھڑک کر تمام ہوگیا یہ زور دیکھکر
تمام اہل دربار تھرا اُٹھے ہاتھون مین رعشہ پڑ گیا تمثال آئینہ رو نے دل مین کہا کہ اللہ رے زور ایک ایک سردار اُسکا
ہی تو حقیقت مین حمزہ نہین معلوم کیسا زبردست ہوگا پھر کیونکر لوگ اُسکی اطاعت نہ قبول کرتے لیکن اُسنے تحمل کیا اور
کہا کہ او ایلچی تو بڑی زیادتی کرتا ہی مین بسبب اسکے کہ تو مہمان ہی دخل نہین دیتا ہون لا نامہ مجھے دے دارا نے جواب
دیا کہ پہلے تو اپنے گریبان مین منہ ڈال تو دعوے خداوندی کا کرتا ہی اور اتنا بڑا بے تہذیب ہی کہ یہ بھی خیال نہ آیا
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کا نامہ دار آئے گا تو بیٹھے گا کہان جواب دیا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا بس زیادہ گستاخی
مت کر نامہ مجھے دے دارا نے جواب دیا کہ پہلے شرطین نامہ کی ادا کر کہا وہ شرطین کیا ہین کہا دس کشتیان زر وجواہر کی
نامہ پر سے نثار کر اور سات کشتیان مجھ سے اور دس قدم نامہ کا استقبال کر اور سات قدم میرا یہ سنتے ہی تمثال کو نہایت
غصہ آیا اور برہم ہو کر جواب دیا کہ او بندۂ بے ادب تو جاہ وجلال قدرت سے ابھی آگاہ نہین ہی جو اپنے خداوند سے
اپنی تعظیم اور کاغذ کا استقبال چاہتا ہی ادھر دیکھ دانا اور آگاہ ہو کہ منم خداوند تمثال آئینہ رو پہچان اپنے خداوند
خاص کو مجھے مثل زمرد شاہ باختری وغیرہ کے خیال نکرنا یہ کہتے ہی اُس بیحیا نے چہرے سے نقاب دور کی
اور روے نحس دکھائی دیا داراب بن داراب تو غصہ کر کے اُٹھا تھا کہ اُس ملعون کو لعنت پہنچاؤن لیکن نظر
چہرے پڑتی ہی بس ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا تمثال آئینہ رو نے نامہ لیکر پڑھا بعد تعریف
الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھا کہ اے تمثال آئینہ رو بادشاہی بھی خدائی سے کم نہین لہذا تو اپنی خود پرستی
سے باز آ اور ابدالآباد تک کیواسطے جہنم مین اپنا گھر نہ بنا اور دونون ذریعے یعنی صلصال اور لاجورد شاہ تیرے یہان
بھاگ کر چھپے ہین اُنکو میرے سپرد کر نامہ پڑھ کر یہ ملعون بہت ہنسا اور جواب تحریر کر کے نقابدار سیہ پوش
کو دیا اور کہا کہ تو جا کر حمزہ کو دے آ اور کہدینا کہ تو نے سنے تیرے اپنے خداوند کو پہچان لیا اب اُسکی بزرگی تجھسے
زیادہ ہی کیونکہ پہلے وہ ایمان لایا ہی مگر خیر اب بھی تو اُسکی تابعی کریگا تو انجام بخیر ہوگا ورنہ یہ عظمت وشان جو مین نے
تجھکو عنایت کی ہی دو پہر مین فنا کر دونگا نقابدار سیہ پوش تو نامہ کا جواب لیکر اُس طرف روانہ ہوا یہان جیسے ہی
داراب بن داراب کو ہوش آیا اُس ملعون کو دارا نے سجدہ کیا اور کہا واقعی مین گمراہ تھا مگر اب راہ پر آگیا
تمثال آئینہ رو نے کہا کہ اے بندۂ خاص الخاص اپنے ساتھ والون کو بھی سمجھا کر اپنا ہم مذہب بنا کیونکہ وہ سب
ابھی تک گمراہ ہین دارا نے یہ سنکر اُس وقت زیر قیطول آکر اپنے ساتھ والون سے کہا کہ مین آجتک گمراہ تھا
خداے نادیدہ کو سجدہ کرتا تھا لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا کہ اصل خداوند تمثال آئینہ رو ہی اور سب باتین ہین
لہذا تم سب بھی اطاعت خداوند کی اختیار کرو اور دین خدا پرستی سے ہاتھ اُٹھاؤ یہ سنکر سبکے سب دارا کا منہ
تکنے لگے کہ یہ آپ کیا فرما رہے ہین یکایک وہی آفت اُن سب پر بھی نازل ہوئی اور تمثال آئینہ رو نے دریچہ سے
سر نکالا اور آواز دی کہ اے بندگان گم کردہ تمہارا سردار سچ کہتا ہی پہچانو اپنے خداوند کو اور ترک کرو اپنے دین قدیم کو یہ
کہتے ہی اس ملعون نے چہرے سے نقاب اُٹھا دی اور کہا کہ ادھر دیکھو بس دیکھنا تھا کہ سبکے سب نے سجدہ کیا اور

اطاعت اختیار کی تمثال آئینہ رو نے دارا بے بن داراب کو طرف بیابان حشر کے روانہ کیا ۔ ✦✦

لیکن اب چند کلمہ داستان تحریر عنوان زینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزۂ صاحبقران ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد روانہ ہونے دارا بے بن داراب کے امیر منتظر جواب بیٹھے ہین سردارون کا مجمع ہے کہ یکایک ہرکارون
نے خبر پہونچائی کہ نقابدار سیاہ پوش جانب تمثال آئینہ رو سے آتا ہے فرمایا آنے دو جس وقت نقابدار داخل
بارگاہ ہوا بطور کفار کے سلام کیا کسی نے جواب تو ندیا لیکن مہمان سمجھکر امیر ثانی نے دنگل پر بیٹھنے کو اشارہ
فرمایا ساقی نے دو ایک جام دیے جسوقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ منہم نامہ دار امیر نے فرمایا کہ لا
نامہ مجھے دے نقابدار نے نامہ پیش کیا جسوقت امیر نے نامہ پڑھا اور حال مرتد ہوجانے دارا بے بن داراب
کا معلوم ہوا غصہ سے آگ ہو گئے اور فرمایا خیر کچھ پروا نہین خدا سے مانر گ است جا اُو اے نقابدار کہدینا
اپنے خداوند مردود سے کہ اب تو ہمین نے تیری خداوندی کی قلعی کھولی اور یہ جو تو نے ہمین مارا بجوا طبل جنگ
کل سمجھا جائیگا نقابدار اُس طرف روانہ ہوا یہان ہر سردار کو حیرت ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے جو جاتا ہے مرتد ہوجاتا ہے سب
حالت پر دارا کی افسوس کر رہے تھے ناگاہ لیلی شب نے اپنی زلف دراز کو بکھرایا اور صورت سوگوارون
کی نہائی شفق شام نے میدان خونین کا رنگ دکھایا مہتاب جہانتاب سپر سیمین سنبھالے ہوے چرخ نیلی پر نمودار
ہوا لشکر کفار مین سنکھ بجنے لگے فوج اسلام مین آواز اذان بلند ہوئی ہر شخص اپنے اپنے طریقہ کے
موافق طاعت الٰہی مین مصروف ہوا کہ یکایک آواز طبل جنگ کان مین آئی امیر کشور گیر نے بھی بجنابت رب قدیر
کوس حربی بجنے کو حکم فرمایا یہان نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا تیاری حرب و پیکار ہونے لگی جوانان
آزمودہ کار سلاح سجوگ درست کرنے لگے کوئی تلوار پر صیقل کرتا تھا کوئی خنجر کو زہر آلود کر رہا تھا کوئی تیرون کو
سیدھا کر رہا تھا کہ نشانہ پر ٹھیک بیٹھین خطا نکرین کوئی سنان نیزہ کی آب بڑھا رہا تھا طلایہ کا گشت پھر رہا تھا ہر طرف
آواز بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند تھی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخانہ شب سے
صبح برآمد ہوئی اہل اسلام نماز دون سے فراغ حاصل کرکے عازم میدان کارزار ہوے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے
تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا اُدھر بادشاہ لشکر لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ سالار لشکر صلصال بن دال بن فیو
بن قسمانہ جادو میمنہ پر نقابدار سیہ پوش میسرہ پر نقابدار سفید پوش ادھر داہنی جانب لندھور ثانی بائین جانب
مالک ثانی حارث بن سعد بادشاہ لشکر امیر بمرتبۂ افسری صاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر
کھڑے ہوے ناگاہ تبر دار نکلے جھاڑی جھنڈی کاٹکر ہٹادی پستی و بلندی بعد تیز دستی ہوئی سقون نے آبپاشی
کرکے گرد کو بٹھایا نقیبان بلند آواز ہر صف کے قریب قریب آئے نقابت کرکے نکل گئے کہ اے
بہادرو یہی روز نام و ننگ ہے عرصہ حیات تنگ ہے مرنا ہر طرح برحق ہے جیسے آج ویسے کل اگر خیال کرو شعر
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ✿ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ✿ جسوقت نقیب نقابت کرکے
ہٹ گئے بہادرون کی رگون مین خون نے جوش مارا تلوارین نیامون سے اُگلی پڑتی تھین بعضون کے
قدم صفون سے آگے بڑھ آتے تھے افسرون نے ان سبکو دبا دیا تھا ناگاہ لشکر کفار سے ہاروت تبر زن نے
مرکب اپنا نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی لاجورد شاہ نے آستین مرحمت پشت پر
جھاڑی اور کہا جا تجھے سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ رو کے ہاروت بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا

ملکر یا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ لگائے جسوقت یہ پسینے مین غرق ہوگیا زمین پر نیزے کو گاڑدیا دم کو
آراستہ کرکے آوازدی کہ باش اے گروہ خداپرستان جسکو تمناے مرگ وآرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے
کو یہ تیر میرا نخل حیات کو ہر شخص کے قطع کرتا ہے یہ سنتا تھا کہ شاہزادہ جمہور جہان سوز نے مرکب اپنا پرے سے
نکالا سامنے تخت شاہی کے آکے اجازت حرب مانگی بادشاہ نے فرمایا جاؤ حوالے خدا کے کیا جمہور
مرکب چمکاکر میدان مین آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی جمہور نے چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے ہاروت
کے ہوائی کیا ہاروت نے غصہ مین آکر تیر کا وار کیا جمہور نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ مارا تیغ کمر پر پڑا ہاروت
کے دو ٹکڑے ہوے تمام فوج کفار تھرا گئی جمہور مظفر و منصور میدان سے پھرا لیکن یہ حال دیکھکر بھائی ہاروت
کا ماروت میدان مین آیا اسکو گرز پر ناز تھا آتے ہی مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے شاہزادہ بہارستان مغرب
یعنی فرامرز عاد مغربی نے نکلکر مقابلہ کیا ماروت نے گرز کو سر پر چرخ دیکر فرامرز پر وار کیا فرامرز نے وار
اسکا سپر عمود پر روک کر جو گرز مارا تو ماروت کو مع مرکب پیوند خاک کردیا غرضکہ آج کی میدان داری مین بارہ
سردار لشکر کفار کے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا اہل اسلام نہایت شاد و خرسند نقارۂ شادمانی
بجاتے ہوے میدان سے پھرے کفار نہایت محزون و غمگین اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نے مع سرداران
اسلام و بادشاہ عالی مقام لباس رزم اُتارا پوشاک بزم پہنی آکر بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہوے وہان
لاجوردشاہ روتا پیٹتا سامنے تمثال آئینہ رو کے پہونچا تمام سرگذشت بیان کی تمثال آئینہ رو نے حکم دیا
کہ خبر لاشین ان سرکشون کی دریاے رحمت مین پھینک دو بروز حشر سمجھا جائیگا ہم پھر انکو زندہ کرلینگے کیون
انھون نے غرور کیا جو انکی یہ حالت ہوئی مگر ہم حکم دیتے ہین کہ کل کے روز روئین تن مقابلہ کرین اور
بجے طبل قہاری یہ سنتے ہی نقارے پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی پھر تیاری جنگ ہونے لگی ہرکارے
لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت مین جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے
کے عرض کی کہ گروہ کفار مین طبل بجا ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ کل روئین تنون سے سامنا کرنا ہوگا امیر نے فرمایا کہ
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا یہانتک
کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شبکا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی امیر کشور گیر مع فوج و لشکر نماز سحری سے
فراغ حاصل کرکے میدان کارزار مین تشریف لاے لیکن بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب و نہیب دیکر
نکل گئے تھے کہ لشکر کفار مین سے ایک گبر بتبر بڑے قد کا کرگدن سیاہ پر سوار مرکب کو چمکاکہ سامنے تخت
لاجوردشاہ کے آیا اجازت حرب مانگی لاجوردشاہ نے کہا اے غضب خداوند ملک محروس روئین تن جا تجھین
خداوند کے ید قدرت کے سپرد کیا ان مسلمانون کو غارت و تاراج کر وہ محروس روئین تن سلام رخصت کرکے
میدان مین آیا نیزہ زمین پر گاڑکر نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خداپرستان آگاہ ہو ہوشیار ہوجاؤ ہر کہ داند داند و ہر کہ
نداند بشناسد کہ منم قہر خداوند تمثال آئینہ رو یعنی ملک محروس روئین تن جسکو تمناے مرگ وآرزوے
قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سنتا تھا کہ عدیل بن عادی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آکے اجازت حرب مانگی بادشاہ انکے توند کی طرف دیکھکر کچھ مسکرائے اور فرمایا کہ لڑنے
والے بہت ہین آپکے جانے کی کیا ضرورت ہے آپ تو داروغہ بارگاہ ہین لڑنے بھڑنے کا آپکے وہی وقت ہے
جب کوئی حریف بارگاہ چھیننے کو آئے عدیل نے عرض کی کہ جانباز اسی روز کے واسطے ہوتے ہین اب اگر

مین واپس جاؤنگا اور مقابلہ نکرونگا تو لوگ مجھپر ہنسینگے لہذا اب اجازت عنایت ہو بادشاہ اسلام نے بمجبوری اجازت
حرب وپیکار عنایت فرمائی عدیل بن عاد نبی سلام کرکے اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آئے اول
تگاور جنگی بعد اُسکے نیزہ بازی ہوئی عدیل نے نیزہ ہاتھ سے محروس کے ہوائی کیا محروس غصہ سے لال
ہوگیا اور پکارا کہ واقع مین تم خداپرستون سے نیزہ بازی کرنا تو بالکل ہی بیکار ہے نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہتے ہی تلوار نیام سے کھینچ لی اور
سر عدیل پر وار کیا عدیل نے وار اسکا سپر پر روکا لیکن تلوار اسکی نہایت عمدہ تھی اور محروس جوان بھی زبردست
ہے تلوار نے سپر کو مانند قرص نیمر کے دو کیا اور خود کو بھی مثل کاسہ حباب کے کاٹا چار انگل زخم پیشانی پر آیا عدیل نے
سر نیچے کھینچا مگر تو ند کو نہ سمیٹ سکے تیغ لنگر دار تھا سر سے نکل کر جو تو ند پر گرتا ہے یہ معلوم ہوا کہ شہیدی تربز مین
ٹانکے لگ گئے بھنڈارا کھل گیا یہ دیکھتے ہی بھائی انکے دوڑ پڑے اور عدیل کو میدان سے پھیر لائے محروس
نے نعرہ کیا کہ ہے کوئی بہادر جو نکلے یہ سنتے ہی کرب غازی جھپٹ پڑے اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان
کارزار کا رخ کیا محروس کرب کو آتے دیکھکر بعزم تگاور زنی جھپٹا مگر چونکہ کرگدن و اسپ مین تگاور نہین چلسکتی
لہذا کرب نے خالی دیا اور پھر باگون کو موڑ موڑ کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار نوبت
شمشیرزنی کی آئی آخرکار کرب دلاور بھی ہاتھ سے محروس کے زخمی ہوے اسیطرح شام تک سترہ جوانان اسلام
محروس نے زخمی کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے آج کفار نہایت شاد اور
اہل اسلام غمگین واپس آئے دوسرے دن جب صبح ہوئی اور دونون لشکر میدان قتال مین آکر صف آرا
ہوے نقیب نیب وغیرہ چلے گئے تھے کہ پھر محروس میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ یکایک لشکر اسلام مین
علمہاے سبز جلوہ گر ہوے اور شاہزادہ انجم گروہ نے مرکب گلگون باختری کی باگ لی سامنے تخت
بادشاہ اسلام کے آئے مرکب سے اترکر مجرا کیا اجازت جنگ چاہی فرمایا جاؤ سپرد پروردگار کیا بدیع الزمان
بار دگر مرکب پر سوار ہوے او قصد میدان کارزار کا کیا تیغ زنی ہونے لگی لڑتے لڑتے حسب اتفاق گھوڑے
نے بدیع الزمان کے ٹھوکر لی خود سر سے نیچے گرا تیغہ محروس کا سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو اتر گیا بدیع الزمان
نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا محروس نے
نعرہ کیا کہ زدم وبست کردم لوگ دوڑ پڑے اور بدیع الزمان کو پھیر لائے بعد بدیع الزمان کے
شاہزادہ نورالدہر نے مقابلہ کیا لیکن یہ بھی زخمی ہوے اب برابر ہو گیا دست راستیون کی صف سے جتنے
نامی تھے سب زخمی ہوے شام کو محروس طبل شادمانی بجاتا ہوا میدان سے بڑھ گیا اہل اسلام نہایت محزون
وغمگین واپس ہوے زخمیون کا علاج ہونے لگا لیکن محروس نے جاتے ہی پھر طبل بجوا دیا تیاری جنگ
ہونے لگی جسوقت صبح کو دونون لشکر معرکہ آراستہ ہوے محروس میدان مین آیا اور پکارا کہ باش اے گروہ
خداپرستان دیکھا تمنے کہ دو روز مین کیا حال کیا مین نے جتنے زوردار تھے سبکو زخمی کیا لشکر حمزہ کا ایک بازو تھا
جو زبردست تھا اُسکو توڑ دیا بہتر و مناسب یہ ہے کہ اب بھی تم لوگ سرکشی سے باز آؤ اور اطاعت خداوند تمثال آئینہ رو
کی منظور کرو ورنہ یقین جانو کہ اس سے بدتر حال کروں گا یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الملک نے مرکب اپنا
صف سے نکالا اور سامنے تخت شاہی کے آکر آستان عبودیت کو بوسہ دیا اور اجازت حرب مانگی بادشاہ نے
فرمایا کہ حافظ حقیقی نگہبان ہے جاؤ بدیع الملک سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھے اور رخ میدان کارزار کا کیا

محروس

محروس نے کہا او اجل رسیدہ تو کیا کریگا جو میرے مقابلے کو آیا ہی جا پھر جا کیونکہ مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی
بدیع الملک نے جواب دیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہی لاضرب بہادری کی یہ میدان جنگ ہی نہ کہ صحبت
وعظ و پند یہ سنتے ہی محروس کو غیظ آگیا اور وہی تیغہ جس سے دو روز تک برابر صبح سے تا شام اہل اسلام کا
خون بہایا ہی نیام سے کھینچ لیا اور سر بدیع الملک پر وار کیا بدیع الملک نے مرکب کو اشارہ کیا اور آسے
تلوار کو خیال مین کر کے دھار بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور مڑور کر ہاتھ تلوار چھین کر پھینک دی اور بند کمر پکڑ کر
زور کیا محروس نے بھی ہاتھ گریبان مین ڈال دیا زور کشمکش کے ہونے لگے یہانتک کہ گھوڑے لنگر دن
کی تاب نہ لا سکے آخر بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کیا اور مصروف تلاش ہوے جھڑ اکل کشتی کا بندھا
افسران فوج آگے بڑھ آئے قریب سے تماشاے جنگ و جدال دیکھنے لگے یہانتک کہ تمام دن کشتی رہی محروس
بھی صرف رویین تن نہین ہی بلکہ شہزور بھی ہی جب بدیع الملک اسے نیچے پکڑ لاتے ہین ہاتھ چیر کر صاف نکل
جاتا ہی اور جب محروس بدیع الملک کو پکڑ لاتا ہی یہ بھی نکل جاتے ہین پکھنے دائو نے داد مردی و مردانگی دی ہے
ہین کہانتک گذارش کیا جاے کہ قریب شام بدیع الملک نے لنگر محروس کا توڑا سر پر چرخ دیکر زمین پر
مارا کود کر چھاتی پر آواز دی کہ باش او گبر نا ہنجار اب کیا کہتا ہی شناخت پروردگار عالم مین محروس ہنسا اور کہا کہ او
بیوقوف اس سے کیا ہوتا ہی کہ تو نے زور مین مجھے پست کیا خداوند تمثال آئینہ رو نے موت تو میری بنائی
نہین ہی تلوار مجھپر اثر نہین کرتی خنجر میرے جسم کو کاٹ نہین سکتا پھر تو میرا کیا کریگا بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ بدیع الملک
کو غصہ آگیا اور سر گردن سے کھینچ کر پھینک دیا لاشہ محروس کا پھڑک کر رہگیا کفار مین ایک خروش بلند ہوا کہ
غضب کیا اس خدا پرست نے ارے مار لو جانے نپاے اسنے قہر خداوند کو ڈھایا محروس ایسے شخص کو
مار ڈالا یہ سننا تھا کہ کئی کرور کی فوج یورش کر کے چلی اور بدیع الملک کو گھیر لیا شاہزادہ نے جلدی سے
مرکب پر بیٹھکر لڑنا شروع کیا جسے ہاتھ مارا مع راکب و مرکب اسکے چار ٹکڑے کیے کسی چوررنگ ہوائی
کاٹا کسی سر تن سے صاف قلم کر دیا جب ہاتھ کی صفائی اور برش شمشیر صاعقہ مانند کے دیکھی
بادشاہ اسلام نے بھی فوج کو حکم دیا سرداران دست راست و دست چپ دوڑ پڑے عقب سے اور سر فوج
آپڑی تلوار چلنے لگی اتنے اتنے بڑے دو لشکر دن مین جنگ مغلوبہ کا ہونا ایک قیامت کبرا تھی ہر طرف
تلوارون کی بجلیان چمک رہی تھین بارش خون ہو رہی تھی ڈھالون کی سیاہ گھٹا چھائی ہوئی تھی تیرون کی بوچھار
تھی کمانین کڑک رہی تھین سر دریاے خون مین مانند حبابون کے تیر رہے تھے جہان بازو زرہ پوشون کے
کٹکر گرے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہی دام بلا مین پھنسکر پھڑک رہی ہی اس غضب کی تلوار چلی کہ آن واحد مین کشتون
کے پشتے لاشون کے انبار ہو گئے صلصال نے دیکھا کہ اہل اسلام لشکر کو پامال کر کے آج ہی خاتمہ کر دینگے
لاجورد شاہ سے کہا کہ جلد طبل امان بجوا دیجیے لاجورد شاہ نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر علیحدہ
ہوے امیر ثانی بدیع الملک پر سے زر نثار کرتے ہوے میدان سے پھرے زخمیون کا علاج ہونے لگا
لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنی کہ نیکا یک جوڑی ہرکارون کی گردین آلودہ پسینے مین غرق نمودار ہوئی اور بعد دعاء
ثناے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ خبر لیں دشمن تن بھائی محروس کا ابھی شہر خروسیہ سے آیا ہی اور حال قتل اپنے
بھائی کا سنکر نہایت برہم ہی اور طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے فرمایا کچھ پروا نہین ہی ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی
و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا طرف

اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی دونون لشکر معرکہ آرا ہے میدان قتال ہوے جس وقت صفین آراستہ ہوئین نقیب
نہیب بکر نکل گئے خرلیس مرکب کو جھکا کر سامنے تخت لاجوردشاہ کے آیا اجازت جنگ مانگی کہا جاؤ تمھین سپرد کیا خداوند
تمثال کے خرلیس میدان مین آیا بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ کہان ہے وہ شخص جسنے کل میرے بھائی کو مارا یہ سنتے ہی
بدیع الملک نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آئے اول نیزہ بازی ہوئی
بدیع الملک نے نیزہ ہاتھ سے خرلیس کے ہوائی کیا بس زمانہ نگاہون مین تیرہ و تار ہوگیا اور کھینچکر تیغہ آبدار کا جو ہاتھ
مارا چاہا بدیع الملک نے بھی چاہا کہ بند دست پر ہاتھ ڈالدے رنج گہان پانون گھوڑے کا موش خانہ مین جا رہا تیغہ سر پر
بیٹھا خرلیس نے جھٹکا مارا تا دو ابرو اتر گیا داستانہ مارا تیغہ جھٹا کر سر سے نکالا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی
غش طاری ہوا چاہا خرلیس سمجھا کہ سر بدیع الملک کا کاٹ دون کہ شاہزادہ کیخسرو دوڑ پڑے بدیع الملک کو
ہٹا کر مقابلہ کیا لیکن ہاتھ سے خرلیس کے زخمی ہوے بعد کیخسرو کے ایرج نوجوان میدان مین آئے یہ بھی زخمی
ہوے شام تک چند سردار زخمی ہوے جب رات ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے کفار
نہایت شاد و بشاش اہل اسلام غمگین و پریشان کہ تا کے آزار کیا جاسے کہ تین دن کے میدان داری مین
خرلیس نے بھی بائین صف خالی کر دی دست چپ مین جتنے نامی تھے سوا شہریار نامدار کے سب زخمی ہوے
لیکن چوتھے روز خرلیس نعرے کر رہا تھا اور بڑا ہیبت تھا کوئی مقابلے کو اسکے نہ نکلتا تھا کہ یکایک لشکر شہریار
کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہریار نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت مانگی بادشاہ
اسلام نے آیتین برکت پڑھ کر پشت پر پھونکی اور فرمایا کہ نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کرنا جاؤ پروردگار عالم نگہبان ہے
شہریار سلام کرکے بارو گیر مرکب پر سوار ہوکر سامنے خرلیس کے آیا بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی ہوئی شہریار نے
چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے خرلیس کے ہوائی کیا خرلیس نے تلوار ماری شہریار نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ
کیا لیکن تلوار جو پڑی سپر مانند حرف چنبر کے دو ٹکڑے کیے شہریار نے سر نیچے کو کھینچا تلوار سر مرکب پر بیٹھی گردن
مرکب شہریار کی قلم ہوئی شہریار نے جو دیکھا کہ مرکب تیرا مارا گیا گھوڑے پشت سے کود پڑا مرکب تو مرکب الشیانی ہو کر
تمام ہوگیا یکایک شہریار نے سر جھپٹ مین کمر گردن خرلیس کے ہاتھ ڈالدیا دونون پانون مضبوط تھامکر جو جھٹکا مارا سر سے بلند
کر لیا اور اٹھا کر ایک نشیب کی طرف پھینکا اس زور پر شہریار کے کفار مین ایک شور بلند ہوا اہل اسلام آواز مرحبا
دینے لگے خرلیس نے دیکھا کہ اب جان بچتے نہین معلوم ہوتی کمر گردن سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر شہریار پر دوڑا
شہریار نے کر گدن خرلیس پر کھینچ مارا خرلیس نے خالی دیا اور قریب شہریار کے ہو کر وار کیا شہریار نے جھکی
دی کہ تلوار پٹ پڑی بند دست پر ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ شہریار نے لنگ خرلیس
کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور کود کر چھاتی پر بیٹھے کہ تلقین دین اسلام کی خرلیس نے مثل طوطے کے کلمہ پڑھا
اور مسلمان ہوا سب نہایت خوش ہوے کفار غمگین میدان سے پھرے بادشاہ اسلام شہریار سے زر نثار کرتے
ہوے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے خرلیس کے مسلمان ہوجانے سے سبکو اطمینان ہوگیا تھا قید نہ کیا بلکہ شہریار نے
اپنے خیمے کے برابر اسکا خیمہ بھی برپا کیا لیکن طیفور شیر دل عیار شہریار کو اطمینان نہوا شہریار سے کہا مجھے یقین
نہین کہ خرلیس مسلمان ہوا ہے کیونکہ اسکے چہرہ پر سیاہی کفر ہنوز باقی ہے شہریار نے کہا یہ اثر تجھ مین تیرے دادا
کا ہے اسے بھی تو نہین وحشت ہوا کرتی تھی شہریار کے غصہ سے طیفور آگاہ تھا اسوقت تو خاموش ہو رہا لیکن جسوقت
نصف شب ہوئی اور شہریار آرام گاہ مین گیا نفیر خواب بلند ہوئی طیفور نے آکر شہریار کو بیہوش کیا اور ایک دوسرے

خیمہ مین بہر بٹھا دیا اور بجائے شہریار ایک کافر کو کہ یہ لشکر کفار سے گرفتار کر لایا تھا شہریار کی صورت بنا کر پلنگ پر
لٹا دیا اور آپ ایک گوشہ مین چھپ رہا جب زلف لیلائے شب کمر تک پہونچی دیکھا طیقور نے کہ ایک شخص
سیاہ پوش نگاہین بچاتا ہوا داخل خیمہ شہریار ہوا تلوار برہنہ ہاتھ مین کھینچی ہوئی تھی قریب پلنگ کے پہونچتے ہی
اک ہاتھ ایسا مارا کہ شہریار نقلی کا سر علیحدہ ہو گیا اور یہ سیہ پوش نکلکر بھاگا طیقور نے اس خیمہ مین جہان یہ شہریار کو لیگیا تھا
آکر ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کرکے لاش دکھائی بس یہ دیکھتے ہی شہریار اسی وقت مرکب پر بیٹھکر طرف
بارگاہ لاجوردشاہ کے روانہ ہوا قریب زیر قبطول پہونچے یہ وقت وہ تھا کہ تمثال آئینہ رو در تخت سے سر
نکالتا تھا کہ تمام خلقت اسکو سجدہ کرتی ہی کہ یکایک خرلیس خرم و شادمان پہونچا آواز دی کہ یا خداوند مین اپنے
دشمن کو ہلاک کرکے آیا ہون اس اثنا مین شہریار بلائے بیدرمان کی طرح سر پر پہونچا خرلیس نے پلٹ کر
تلوار ماری اور کہا مجھے تو مین قتل کر آیا تھا کیا خداوند نے پھر تجھ مین روح پھونک دی شہریار نے کہا بچایا
مجھکو تیرے شر سے پروردگار عالم نے اور بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو ہکا مارا سر زمین
سے بلند کرکے زمین پر مارا اور چیر کر پھینک دیا اس وقت تمام لشکر کے سامنے شہریار نے اس جرات
و بہادری سے خرلیس کو مارا کہ سب تھرا گئے بعد ہلاک کرنے خرلیس رو یئن تن کے شہریار ذیوقار نے
اپنے دل مین کہا کہ جیسا شتاب تو آیا ہون تمثال آئینہ رو نابکار کو بھی قتل کرون یہ وہ نابکار ہی کہ جسنے اپنی
صورت بخش دیکھ کر آئینہ ۔۔۔ داراب کے ۔۔۔ سخر کر لیا دیکھتے ہی اس نالائق کی صورت کو اس
موحدہ بہادر نے اسکو سجدہ کیا پس ایسے مردود کو ضرور قتل کرنا چاہیے اور انتقام داراب بن داراب
کے سجدہ کرانے کا لیجیے یہ باتین اپنے دل مین کرکے قدم اٹھا در بند نسیم بہار کی طرف بڑھایا یہ در بند نسیم بہار
ایک باغ تر بہار کا نام ہی جو مانند گلشن شداد کے ہی اور اسی باغ سے راستہ قبطول پر جانے کا ہی القصہ جب شاہزادہ
شہریار راہ طی کرکے قریب در باغ پہونچا نہ طاق دم خوار کہ ایک سردار زبردست بلائے محافظت حاکم تمثال
آئینہ رو کے در باغ پر لاکھ سوارون کی جماعت سے ذو کش تھا دیکھتے تھے شاہزادہ شہریار کو اپنے مردمان
سپاہ سے کہنے لگا ہوشیار ہو جاؤ کہ شہریار اس طرف آتا ہی سواران سپاہ جلد مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوے
نہ طاق آدم خوار بھی فوراً مسلح ہوکے گینڈے پر سوار ہوکے جملہ سوارون کو ساتھ لیکے آگے بڑھا اور نعرہ کیا کہ ای
شہریار خبردار ادھر آنیکا ارادہ نکر اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہان سے چلا جا ورنہ تو بیتا نہ بچیگا میرے ہاتھ سے مارا
جائیگا اول تو مین وہ بہادر ہون کہ میرا ثانی کوئی قوت مین نہوگا دوسرے میرے ہمراہ ایک لاکھ سوار ایسے ہونگے
کہ ہر ایک تو کیلا ہی کیا لڑیگا ضرور مارا جائیگا شاہزادہ موصوف نے جواب دیا او بیدین تو مجھے عبث ڈراتا ہی
مین بہر در بند نسیم بہار سے قبطول پر جاؤنگا تیرے خداوند نابکار کو تہ تیغ کرونگا اگر تو سد راہ ہوگا تو تجھکو بھی
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری کیا حقیقت ہی مین نے جو تجھسے زیادہ شجاع تھے انکو قتل کیا ہی اور
ہر تیرے ہمراہ لاکھ سوار کیا ہین مین ایسے نہین ڈرتا جس وقت میری برق شمشیر چمک کر گرتی خرمن حیات ان
سب کا باقی نرہیگا نہ طاق آدم خوار نے یہ سنکے برہم ہوکے تیغہ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچکر حملہ سوارون کو
ہمراہ لیکر شاہزادہ پر حملہ کیا ادھر شاہزادہ نے بھی تلوار علم کی جب کفار نے چہار طرف سے گھیر کر تیر و تبر و خنجر و شمشیر
لگاتے شہریار بھی انسے لڑنے لگا کفار کو شمشیر آبدار سے قتل کرنے لگا لاشین پر لاشین گرانے لگا یہان تو
شہریار مصروف کارزار ہی لیکن اب حال لندھور جانشین حمزہ صاحبقران و داراب و اژدر کا لکھا جاتا ہی

کہ یہ دونون بہادر واسطے شکار کے صحرا مین گئے تھے وحش وطیور کا شکار کر رہے تھے ناگاہ عین شکار گاہ مین
ایک شخص سے یہ خبر سُنی کہ شاہزادہ شہریار تنہا برائے قتل تمثال آئینہ رو جانب قیطول گیا ہی وہان نہ طاق
آدم خوار ہے کہ ایک لاکھ سوار اُسکے ساتھ مین لڑ رہا ہی سواران نابکار چہار جانب سے اُسے گھیرے ہین ارادہ
قتل کرنے کا رکھتے ہین بس یہ خبر وحشت اثر سُنکے شکارگاہ سے بصد عجلت اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکے جانب قور بند
نسیم بہار چلے بعد قطع راہ قریب دربند مذکور پہونچے دیکھا لڑائی ہو رہی ہی تلوار چل رہی ہی شہریار متواتر نعرے
کر رہا ہی کفار کو قتل کر رہا ہی ہر چند سواران نابکار کو قتل کرتا ہی مگر ہجوم کافران چندان کم نہین ہوتا ہی یہ جنگ عظیم
دیکھ کے دونون بہادرون نے یکے بعد دیگرے نعرے کیے بعدہ لندھور جانب دست راست اور مالک
بطرف دست چپ لشکر کفار پر حملہ آور ہوے سواران نابکار کو بضرب شمشیر و نیزہ قتل و ہلاک کرنے لگے شہریار
نعرہ لندھور و مالک کا سُنکے خوش ہوا نہ طاق اور اُسکے ماتحت جملہ سوار پریشان خاطر ہو کے دل مین کہنے
لگے بُرا ہوا کہ شہریار کی مدد کو یہ دو بہادر آئے ہم شہریار ہی کو قتل نکر سکتے تھے اُسکے ہاتھ سے عاجز تھے
اب لندھور و مالک بھی آ گئے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ باتین دل مین کر کے دلیرانہ مصروف جنگ ہوے
لندھور و مالک سے بھی لڑنے لگے لندھور و مالک سواران بیدین کو پے درپے قتل کرنے لگے انبار لاشون کے
لگانے لگے ادھر تو یہ دونون بہادر علٰحدہ علٰحدہ لڑ رہے تھے اور شہریار اُنسے لڑ رہا تھا کہ ناگاہ نہ طاق
آدم خوار لڑتا ہوا سامنے شہریار کے آیا اور نعرہ کر کے تیغہ آبدار سر پر شاہزادہ موصوف کے مارا شاہزادہ عالی
وقار نے تیغہ اُسکا سپر پر روک کے نعرہ کر کے شمشیر آبدار اُسکے سر پر غرور پر اسطرح لگائی کہ خود کو کاٹکر تا کمر
اُتر آئی بیدین مذکور دو ٹکڑے ہو کے خاک پر گرا اُسکے قتل ہونے سے اُس سمت جو سوار تھے وہ پسپا ہوے
شہریار آگے بڑھا سواران بیدین کو قتل کر کے بمشکل تمام در باغ پر پہونچ کے اندر باغ کے گیا سواران
نابکار روک نہ سکے یہ درانہ آگے بڑھا لندھور و مالک سواران مذکور سے لڑ رہے تھے کہ صلصال بن
دال بن دیو بن شمامہ جادو کہ ہمراہ لاجورد شاہ کے بھاگ کر یہان آیا ہی اور قبل اسکے آنا اُن نابکار
کا لکھا گیا ہی ہمراہ اپنی سپاہ کے لاجورد شاہ کو بھی مع فوج ساتھ لیکے خداوند تمثال آئینہ رو کی خیر خواہی
و مددگاری لازم جان کے خبر شہریار کے آنے کی سُنکے جلدتر آ کے دربند نسیم بہار پر پہونچ کے سواران کفار
کا شریک ہو کے لندھور اور مالک سے لڑنے لگا اول تو پہلے ہی لڑائی ہو رہی تھی اب لاجورد شاہ اور
صلصال کے بجمعیت آنے سے زیادہ لڑائی ہونے لگی یہان تو جملہ کفاران مذکور لندھور اور مالک کا سر کاٹنا
چاہتے ہین تبر و نیزہ و شمشیر لگا رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال شاہزادہ شہریار کا
درج کیا جاتا ہی کہ جب یہ بہادر اندر باغ مذکور کے پہونچا تمثال آئینہ رو گھبرایا افسران سپاہ و پہلوانان زبردست
جو اُسکی خدمت مین حاضر تھے اور مقرب بارگاہ اُسکے تھے اُنسے کہنے لگا کہ اے بندگان خاص مین آگاہ ہو کہ
ایک بندہ جاہل و سرکش میرا اسقدر مجھسے منحرف ہو گیا ہی کہ اندر نسیم بہار کے آ گیا ہی ارادہ اسکا یہ ہی تیغ بکف بالاے
قیطول آ کے مجھے ایذا دے چونکہ مین خداوند حلیم المزاج ہون اُسکو اپنے ہاتھ سے اپنے ایک بندۂ جاہل کو غارت
و ہلاک و تباہ و برباد کرنے مین تامل کرتا ہون لہذا تم لوگ فرداً فرداً جا کے اُسے روکو اگر باغ سے چلا جاے
تو خیر ورنہ سر اُسکا تیغ سے کاٹ لو یہ سُنکے اول سب سے خضران دیو بند کہ ایک سردار نہایت زبردست ہی
قیطول پر سے اُتر کر گنبدے پر سوار ہو کے سامنے شہریار کے آیا اور نعرہ کیا اے شہریار ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچا

غضب کیا تو نے کہ اس جگہ آیا غضب خداوند سے نہ ڈرا یہ کہکے تیغ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچکر سر پر شاہزادہ
موصوف کے لگایا شہریار نے چاہا تھا کہ ضرب تیغ مذکور سپر پر رد کیجئے ابھی سپر اٹھائی تھی کہ یکایک گھوڑے
نے سکندری کھائی جبتک شاہزادہ گھوڑے کو سنبھالے اور بائیں ہاتھ کو واسطے ضرب تیغ رد کرنے کے سیدھا
کرے کہ دفعتاً تیغ سر پر پڑہی گیا اور خود کو کاٹ کرتا دو ابرو آتر آیا اُس وقت شاہزادہ شجاعت شعار نے
بکمال جرأت وہمت واستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گیا لیکن خون زخم سر سے اسقدر بہا کہ سراپا تر ہو گیا ضعف سے
مرکب پر غش آنے لگا آنکھیں بند ہونے لگیں مانند بادہ خواروں کے زخم کاری کھا کے جھومنے لگا خضران نابکار
نے چاہا کہ سر شاہزادہ موصوف کا تیغ سے جدا کرے اور خداوند کے پاس لے جاوے یکایک شہریار نے
آنکھیں کھولیں حریف کو آمادہ قتل دیکھ کے غصہ آیا اُسی حالت زخمداری میں تلوار اُسکے سر پر لگائی اُسنے
پشت فرس سے ہٹ کے سر اپنا بچایا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی وہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرنے لگا ساتھ
اُسکے خضران نابکار بھی گھبرا کے زمین پر گرنے لگا اسی حالت میں شہریار نے مرکب اپنا بڑھا کے اس طرح ایسی
تلوار لگائی کہ وہ بھی دو ٹکڑے ہوا اب راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کے زمین پر گرے شہریار اُسکو قتل
کر کے خوش ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ اگر اس نابکار نے مجھے زخمی کیا تو مینے بھی اُسکو قتل کیا اب خواہ میں زندہ
رہوں یا نہ رہوں دشمن سے عوض بخوبی لے لیا ہنوز شاہزادہ موصوف اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا اور زخم
سر سے لہو بہہ رہا تھا و میدم ضعف بڑھتا جاتا تھا گھوڑے پر بیٹھنا دشوار تھا کہ یکایک خرلیس یک چشم
دفیل گردن نے خضران کو دو ہمرکالہ دیکھ کے بصد غضب مرکب پر سوار ہو کے قریب شہریار کے آ کے یہ نعرہ
کیا کہ او خدا پرست کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت رفتی یہ نعرہ کر کے تیغ علم کرکے چاہا کہ سر تن سے
جدا کرے ناگاہ شہریار نے پھر آنکھیں کھولیں حریف کو قریب اپنے دیکھا پھر غصہ آیا تلوار کے قبضہ کو محکم ہاتھ میں
لیا اور کہا او نابکار گو میں زخمی ہوں مگر تجھسے لڑونگا کیا مجال تیری کہ تو سر میرا کاٹ لے خرلیس یک چشم
نے غضبناک ہو کے تیغ کا وار کیا شاہزادہ نے خالی دیا پھر اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی اپنے تئیں بچایا یہاں تو
شہریار بحالت زخمداری میں خرلیس نابکار سے لڑ رہا ہے لیکن اب حال دیگر لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ خضران
بن عمرو نے کسی سے حال شہریار کا سُن کے لشکر اسلام میں جا کے پہلے خدمت بدیع الملک میں گیا اور
عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذیوقار آپکو معلوم ہو کہ شب گذشتہ خرلیس رو ئین تن نے بطریقہ دشمنی کا کیا تھا کہ اپنے
دانست میں شہریار کو قتل کر کے جانب قیطول روانہ ہوا تھا شہریار اُسکی دشمنی سے آگاہ ہو کے اب
اُسکے تعاقب میں گیا ہے میں نے سُنا ہے کہ در بند نسیم بہار میں پہونچا ہے وہاں کفار سے لڑ رہا ہے کافروں کا ہجوم ہے
وہ تنہا ہے لہذا اُسکی مدد کے واسطے آپکا جانا ضرور ہے بدیع الملک یہ خبر سُنکے مرکب پر سوار ہو کے تنہا جانب
در بند نسیم بہار روانہ ہوا بعد قطع راہ در باغ پر پہونچ کے نعرہ کر کے کفار پر گرا صدہا کافروں کو قتل کر کے
اندر باغ کے گیا حسب اتفاق اُس وقت پہونچا کہ خرلیس یک چشم دفیل گردن شہریار کو حالت زخمداری
میں قتل کیا چاہتا تھا کہ بدیع الملک نے نعرہ کیا کہ او کافر خبردار ہو میں آپہونچا یہ کہکے آگے بڑھ کے
شہریار کو ہٹا کے خود کافر مذکور سے سامنا کیا اُسنے برہم ہو کے کہا ای خدا پرست غضب کیا تو نے کہ میرے
حریف مجروح کو میرے ہاتھ سے بچایا اندر اس باغ کے چلا آیا خیر کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت
کر دی یہ کہکے تیغ آبدار سر شاہزادہ بدیع الملک کے لگایا ادھر شاہزادہ موصوف نے وار اُسکا سپر پر رد کر کے

ایسی شمشیر اسکے کمر پر لگائی کہ وہ نابکار دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا بدیع الملک اُسے قتل کرکے خوش ہوا
ہنوز شاہزادہ بدیع الملک نے خرلیس ملعون کو قتل کیا تھا کہ شہریار بوجہ زخم کاری اور کثرت ضعف سے
گھوڑے سے زمین پر گرا بدیع الملک کو رنج ہوا فی الفور بالین پر اسکے آیا مزاج پوچھا شہزادہ کیا کہ زمین
سے اُٹھایئے یکایک قیماس تیغزن کہ ایک سردار و پہلوان زبردست ہی بالائے قیطول سے اُتر کر
گینڈے پر سوار ہو کے اندر باغ مذکور کے آیا اور نعرہ کیا ای خدا پرستان واہی بے ادبان تم ایسے مقام متبرک
بہشت خداوند مین چلے آئے غضب کیا نکل جاؤ یہان سے ورنہ پچھتاؤ گے میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے
تمکو کچھ خوف قہر خداوند سے نہین ہی بدیع الملک نے دلیرانہ جواب دیا او بے دین کیا بیہودہ بکتا ہی اب تو ہم
اس باغ مین آئے ہین تجھکو قتل کرکے قیطول پر جا پہنچینگے تیرے خداوند نابکار کو قتل کرینگے تیرا خداوند نابکار
کیا ہی کہ جس سے ہم ڈرین ہم وہ بہادر ہین کہ سوا اپنے معبود کے کسی سے نہین ڈرتے ہین قیماس تیغزن نے
یہ کلمات زشت اُن کے برہم ہو کے تیغہ بدیع الملک کے سر پر لگایا اس بہادر نے سپر اُٹھائی چاہا کہ تیغہ
حریف کو سپر پر روکے چونکہ تقدیر مین زخمی ہونا تھا دفعتاً پاؤں مرکب کا ایک موش خانہ مین جا رہا گھوڑا گر گیا
ہاتھ بدیع الملک کا کج ہوا جبتک شاہزادہ گھوڑے کو سنبھالے اور دست چپ کو جسمین سپر تھی بمقابل اپنے
سر کے سیدھا کرے تیغہ حریف مذکور کا سر پر پڑ ہی گیا خود کاٹ کے تا دو ابرو اُتر آیا بدیع الملک نے
سنبھل کے واشانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن زخم سے خون مانند آب پرنالہ کے بہنے لگا سراپا خون مین
نہا گیا قیماس زخمی کرکے خوش ہوا ہنوز کافر مذکور زخمی کرکے خوش ہوا تھا کہ بدیع الملک نے اُسے
زخمداری مین جسارت کرکے یون شمشیر اُسکے سر پر لگائی کہ خود کو اُسکی کاٹ کر تلوار سر مین درآئی پھر مانند
قطرہ آب کے صراحی گردن مین آئی وہان سے صندوق سینہ کو دیکھ بھال کے خم شکم پر شراب سے
گذر کر کمر کو کاٹ کر پشت سے گینڈے کے گذر کر زمین پر آئی اور ایک وجب زمین مین درآئی قیماس تیغزن مع گینڈے کے
چار ٹکڑے ہو کے خاک پر گرا گاو زمین تھرا گئی کیونکہ یہ ملعون نہایت جسیم تھا مانند کوہ کے تھا شاہزادہ بدیع الملک
ہر چند حریف مذکور کو قتل کرکے شادمان ہوا لیکن زخم کاری سے اور بکثرت خون نکل جانے سے ضعیف و ناتوان
ہو کے آنکھین بند کرنے لگا مرکب پر جھومنے لگا جب یہ بہادر آنکھین کھولتا شہریار سے مخاطب ہو کے کہتا
کہ ای برادر ہم تمھاری اسوقت کیا خبر لین دیکھو ہم بھی زخمی ہوئے ہین قریب ہی کہ مرکب سے تمھارے پاس
گرین اب ضعف سے مرکب پر بیٹھا نہین جاتا ہی شہریار بیہوش تھا اس بہادر کو کیا جواب دیتا بدیع الملک
یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ ناگاہ قیطول پر سے عنقائے فیل سر کہ یہ بھی نہایت ہی زبردست و قوی ہیکل سردار
ہی اُترا اور گینڈے پر سوار ہو کے گرز گران سر ہاتھ مین لیکے نعرہ کرکے قریب شاہزادہ موصوف کے آیا
ہنوز اس نابکار نے گرز بالائے سر بدیع الملک نہین مارا تھا کہ اس لڑائی کی خبر ہرکارون سے امیر ثانی
سُن کے فی الفور جملہ سرداران موجودہ اور تمامی اپنی سپاہ کو ہمراہ لیکے اپنے لشکرگاہ سے جانب دربند نسیم بہار
روانہ ہوئے یہان عنقائے فیل سر نے چاہا تھا کہ گرز گران سر کو گردش دے کے سر بدیع الملک پر لگا دے
پیوند خاک کیجیے پھر سر بدیع الملک اور فرق شہریار کو تیغ سے کاٹ لیجیے کہ ناگاہ لندھور بن سعدان
فرمانروای ہندوستان کفار کو تہ تیغ کرکے راہ باغ کے اندر دربند نسیم بہار کے گیا وہان جاکے دیکھا کہ
عنقائے فیل سر بدیع الملک پر گرز لگایا چاہتا ہی یہ حال دیکھکر نعرہ کیا او نابکار کیا کرتا ہی دست خود را

نگہدار کہ ماہم رسیدیم عنقاے فیل سر نعرہ لندھور سے دہل کر تھا پھر للکارا او لندھور مجھے ثابت ہوتا ہے کہ یہان
تجھکو تیری قضا لیکر آئی ہے اسوقت میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا لندھور نے جواب دیا او نابکار اگر میری زندگی باقی
ہے تو کچھ اندیشہ نہین تو مجھکو ہرگز ہلاک نکرسکیگا انشاء اللہ مین ہی تجھکو قتل کرونگا عنقاے فیل سر نے مانند
فیل مست کے جھوم کے اور چنگھاڑ کے چند کلمات سخت زبان پر جاری کر کے گرز گرانبار سر پر لندھور کے
مارا ادھر اس بہادر نے ضرب اُسکی بالاے گرز روک کے خود بھی اُسپر بقوت تمامتر گرز مارا وہ ملعون ضرب
گرز روک نہ سکا ہاتھ جو اُسکا کج ہوا گرز لندھور کا اُسکے سر پر غوریہ اس طرح پڑا کہ وہ اور گنبدڑا اُسکا دونون
باہم ملکر گوشت کا لوتھڑا ہوکے خاک پر گرے بدیع الملک نے تعریف ضرب مذکور کی لندھور نے کہا
یہ نابکار کیا تھا اگر ضرب گرز میری سر کوہ پر پڑتی تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ابھی لندھور یہ کہہ رہا تھا
کہ بدیع الملک اپنے مرکب سے بوجہ ضعف و زخم کاری کے خاک پر گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا لندھور
کو صدمہ ہوا دل مین کہنے لگا کیا کرون کیونکر بدیع الملک و شہریار کو خاک سے اُٹھاؤن ہوش مین لاؤن
انکا علاج کرون یہان اس وقت اعدا کا سامنا ہے مرہم موجود نہین ہے رشتہ و سوزن بھی پاس نہین ہے کہ زخم
سر کے ٹانکے لگاؤن ابھی لندھور اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے لقیاے خرس پیشانی کہ پہلوان
زبردست تھا پیدا ہوا قریب آکے اُسنے کہا او لندھور غضب کیا تونے کہ وزنید لسیم بہار مین اپنا قدم
نحس رکھا عنقاے فیل سر کو ہلاک کیا ہوشیار ہوجاؤ کہ اب مین آیا ہون بچا میرے ہاتھ سے تو جانبر نہوگا مین
وہ شجاع و بہادر ہون کہ مثل اپنا نہین رکھتا ہون ہنگام جنگ قہر خداوند ہون لندھور نے دلیرانہ جواب دیا
او کافر بدزبان کیا بیہودہ بکتا ہے خاموش رہ تو مجھکو کیا قتل کریگا اگر چاہا میرے معبود نے تو ابھی مین تجھکو
مانند عنقاے نابکار کے ہلاک کرتا ہون اسقدر گھبراتا کیون ہے پاس عنقاے فیل سر کے تجھے بھی پہنچے دیتا
ہون وہ دوزخ مین تیرا منتظر ہوگا تو اُس سے جاکے ملنا لقیاے خرس پیشانی نے تقریر اس بہادر کی سنکے
نہایت برہم ہوکے تیغہ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچ کے خبردار خبردار نکر کے اُسکے سر پر مارا ادھر لندھور نے
سپر اُٹھائی ناگاہ مرکب لندھور نے کہ اُس وقت مرکب پر سوار تھا سکندری کھائی ہاتھ کج ہوا تیغہ سر پر
پڑ گیا خود کا ٹکڑا چار انگل سے کچھ زیادہ سر مین در آیا لندھور نے سنبھل کے اسی حالت مین دستانہ
مارا تیغہ تو اُسکا سر سے نکل گیا مگر خون زخم سر سے ہمہ تن یہ بہادر نہا گیا لقیاے خرس پیشانی زخمی کر کے
خوش ہوکے ہنسا پھر بڑھ کے چاہا کہ سر کاٹ لیجیے تامل کیجیے کافر مذکور واسطے سر کاٹنے کے بڑھا ہی تھا
کہ لندھور نے اسی عالم زخمداری مین اُسپر تلوار لگائی اُسنے اپنے تئین تو پیچھے ہٹا کے بچایا لیکن مرکب
یا گنبدڑا اُسکا مارا گیا اُسنے زمین پر کود کر ارادہ کیا کہ نیزہ سے اب اُس دلاور کو ہلاک کیجیے ہنوز نیزہ اُٹھایا تھا
کہ مالک اژدر در باغ پر کفار کو قتل کر کے راہ باغ کے اندر باغ کے آیا اور لندھور کو زخمی دیکھکر اور لقیاے
خرس پیشانی کو آمادہ اُسکے قتل کرنے پر پاکے نعرہ کیا کہ او نابکار کیا کرتا ہے میرے سامنے لندھور کو قتل
کیا چاہتا ہے او نامرد کیا مجروح سے لڑتا ہے اگر کچھ دعواے بہادری ہے تو مجھسے مقابلہ کر اُسنے جواب دیا او خدا پرست
آگاہ ہو کہ مین تو لندھور ہی کو قتل کرتا پھر تجھسے لڑتا مگر تونے ایک کلمہ ایسا کہا ہے کہ اب مجھکو لازم ہوا پہلے تجھسے
لڑون خیر اب تجھکو قتل کرون تو بعد تیرے لندھور کو ہلاک کرون یہ کہکے نیزہ سینہ مالک اژدر پر لگایا چونکہ
مالک اژدر وہ بہادر ہے کہ صاحب نیزہ دوسرا ہے نیزہ بازی مین مشہور آفاق ہے اُسکے نیزہ لگانے سے مسکرایا

بعد مسکرانے کے اپنے نیزہ پر اُسکے نیزہ کو بسہولیت روکا پھر نیزہ سے اُسکو ہلاک کیا اور ارادہ قیطول پر
جانے کا کیا بلکہ چند قدم جانب قیطول بڑھا ہنوز مالک اژدر سمت قیطول جاتا تھا لندھور بسبب زخم کاری
کے مرکب پر جھوم رہا تھا کہ سامنے سے بہرام شیر سوار پیدا ہوا اُسنے مالک کو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ او
خدا پرست بے ادب کہاں آیا ہی مقام ادب ہی خداوند بالاے قیطول ہین تو سمت خداوند نیزہ باشت جاتا ہی خبردار
آگے قدم نہ بڑھا مین آپہونچا تجھے سزاے سخت دونگا سر تیرا تیغ سے کاٹونگا یہ نعرہ کرکے قریب مالک کے
تیغہ کا وار کیا مالک نے سپر دوش سے لیکر چاہا کہ ضرب تیغہ بھی سپر پہ رد کیئے چونکہ ستارہ طالع ان ایام دردن
کا بد ہی مقدر مین بالفعل زخمی ہونا اور قید ہونا ہی اسی سبب سے سرداران لشکر اہل اسلام پہلوانان زبردست
کفار کے ہاتھ سے زخمی ہوے جیساکہ لکھا گیا ہی مانند انکے مالک بھی اس طرح زخمی ہوا کہ وقت سپر اٹھانے
کے گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ کج ہوا جبتک گھوڑے کو سنبھالے اور ہاتھ سیدھا کرے تیغہ حریف کا سر پر
پڑہی گیا اور خود وغیرہ کو کاٹ کرتا دو ابرو اتر آیا بہادر مذکور نے اُسی حالت مین بصد دلاوری داستانہ مارا تیغہ
تو سر سے نکل گیا مگر زخم سر سے بکثرت خون جاری ہوا جو زخم مین لگی اور طبیعت بے لطف ہوئی ضعف سے
طاقت گھوڑے پر بیٹھنے کی نہی غش سا آنے لگا ابھی مالک کا یہ حال تھا کہ لندھور اپنے مرکب سے
بالاے خاک گرا مالک اژدر پشت فرس پر ابھی بیٹھا تھا حال ابتر تھا کہ بہرام شیر شکار واسطے سر کاٹنے
مالک اژدر کے بڑھا اس اثنا مین صاحبقران اعظم یعنی برادر امیر ثانی کہ صلب سے صاحبقران اول کے
ہین اور بطن سے ملکہ آسمان پری کے ہین اور نہایت شجاع و بہادر ہین اور حال انکا مولف نے بمقام مناسب
دفاتر مین لکھا ہی لشکر سے آگے بڑھ کے دربند نسیم بہار پر آئے اور جو کفار سد راہ تھے اُنکو قتل کرکے
اور ہٹا کے اندر باغ کے در آئے باغ مین جاتے ہی دیکھا کہ شہریار اور بدیع الملک اور لندھور زخمی
پڑے ہین مالک بھی زخمی ہی بہرام شیر سوار اُسے قتل کیا چاہتا ہی یہ حال دیکھکر غیظ آیا نعرہ کیا او نابکار خبردار
مالک اژدر پر تلوار نہ لگانا مین آپہونچا مجھسے مقابلہ کر اُسنے کہا او خداپرست اگر تو آیا ہی تو خیر آمین تجھکو
قتل کرکے اس اپنے حریف کو قتل کرونگا یہ کہکے وہی تیغہ خونچکان سر صاحبقران اعظم پر لگایا اس شجاعت
شعار نے باڑھ پر اُسکے تیغہ کی نظر کرکے تامل کیا جب تیغ قریب سر کے آیا چالاکی سے اُسکے بند دست پر
ہاتھ ڈال دیا پھر اُسکے ہاتھ کو مروڑ کے تیغہ چھین لے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ اللہ اکبر کرکے
پشت فرس سے اٹھا کے گردش دیکے سر سے بلند کرکے پوچھا او نابکار حالا ورشناختن معبود حقیقی چہ میگوئی
اُسنے جواب دیا ہزار جانین میری ہون تو خداوند تمثال آئینہ رو پر فدا کرون مین سوا خداوند کے
تمھارے خدا کو سجدہ نکرونگا صاحبقران اعظم نے یہ سنکے غضبناک ہوکے اس طرح بزور اُسکو خاک پر
پٹکا کہ وہ پیوند خاک ہو گیا استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے روح جانب سقر پرواز کر گئی صاحبقران اعظم
اُسکو قتل و ہلاک کرکے شکر خدا کا کرکے آگے بڑھے کہ سامنے سے ایک سوار نہایت زبردست مسمے
مبہوت دیو بند گینڈے پر سوار پیدا ہوا اُسنے اُسکے بعد گفتگوے بسیار صاحبقران اعظم سے مقابلہ
کیا وقت جنگ صاحبقران اعظم اُسی طور سے اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے جسطور سے لندھور اور
مالک وغیرہ زخمی ہوے ہین بعد انکے زخمی ہونے کے داخلہ بدیع الزمان کا دربند نسیم بہار مین بطریق
مذکور ہوا بعد جنگ بدیع الزمان نے مبہوت دیو بند کو قتل کیا پھر قیطول پر سے بہرام شکر خوار نامی

ایک سردار بہ دست آیا اُسنے بدیع الزمان کو زخمی کیا کہانتک یہ جنگ عظیم مفصل تحریر کی جاے کہ طول
کا خیال ہی خلاصہ اس جنگ کا یہ ہی کہ سوا سو سرداران نامی و نامور لشکر اسلام کے یکے بعد دیگرے اندر دربند
نسیم بہار کے گئے اور بہت سے سرداران لشکر کفار کو قتل کر کے زخمی ہوکے گھوڑون سے گر کے
بیہوش ہوے اندر باغ مذکور کے اگر سوا سو سرداران لشکر اسلام زخمی ہوے تو کئی سو سرداران لشکر تمثال
آئینہ رو قتل ہوے جب اس لڑائی کو اسقدر طول ہوا اور امیر ثانی بعد قطع راہ معیت سپاہ دربند نسیم بہار
پر پہونچے اور لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال اور انکی سپاہ و دیگر سواران کفار سے لڑنے لگے
بیدین و نابکارون کو قتل کرنے لگے لاش پہ لاش میدان جنگ مین گرنے لگی ڈھیر سرون کے انبار لاشون
کے ہونے لگے جوے خون کافران بہنے لگی لاجورد شاہ و صلصال و خلخال بختگان کی راہ سے
پیچھے ہٹنے لگے ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے جوانان اہل اسلام دلیرانہ بڑھنے لگے حتی کہ دربند نسیم بہار
تک اہل اسلام لڑتے ہوتے پہونچے اُس وقت جوانان لشکر اسلام نے چاہا تھا کہ یکبارگی اندر باغ مذکور
کے جائین پھر قیطول پر پہونچ کے تمثال آئینہ رو کو قتل کرین کہ ناگاہ ایک جانب سے آندھی سیاہ
ایسی آئی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا تاریکی محیط عالم ہوئی آفتاب عالمتاب نے اُس تاریکی مین ڈر کے منھ اپنا
چادر ابر سے چھپایا ہواے تند ایسی چلی کہ انسان و حیوان حرکت مین آئے بلکہ بعض بعض جگہ بادتند
کے جھوکون سے مردم و وحشی اُڑ اُڑ گئے بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ گئے بلکہ کوہ کثرت بادتند
سے حرکت مین آئے غبار از حد بلند ہوا اور روز روشن رشک شب دیجور ہوگیا وہ اندھیرا اُس سیاہ آندھی کا
ایسا تھا کہ شاید تاریکی قبر کافران سے زیادہ تھا اور پردۂ ظلمات کے اندھیرے سے بڑھا ہوا تھا یا
سیاہی دل کافران سے سوا تھا جوانان عشاق کو وہ تاریکی بدتر از سیاہی شب فرقت معلوم ہونے لگی گو
اُس آندھی اور اندھیرے مین اکثر اہل اسلام نے واسطے دفع ہونے آندھی کے بہ آواز بلند اذان
کہی اور کفار نے اپنے خداوند کو پکارا اُس سے اعانت چاہی مگر وہ آندھی دفع نہوئی بلکہ کچھ بھی کمی نہوئی
اُس وقت خضران بن عمرو نے کہ رکاب مرکب امیر ثانی کی پکڑے ہوے تھا امیر ثانی سے عرض کیا کہ ای
امیر با توقیر مجھکو یہ آندھی اصلی معلوم نہین ہوتی کبھی مین نے اپنی زندگی مین ایسی آندھی آتے نہین دیکھی
ہی نہ کسی بزرگ سے سُنی ہی یقیناً یہ کسی ساحر کی آمد ہی یا کسی ساحر زبردست کا سحر ہی لہذا آپ واسطے
دفع ہونے اس تاریکی سحر کے اسم اعظم پڑھیے امیر ثانی نے عیار مذکور کے عرض کرنے سے کچھ سنگریزون
اور خاک پر اسم اعظم الٰہی دم کر کے ذرہ خاک اور سنگریزے سوے فلک پھینکے فی الفور ببرکت و تاثیر اسم
اعظم الٰہی وہ تاریکی دفع ہوئی ہواے تند موقوف ہوئی روشنی ہوئی امیر ثانی وغیرہ جملہ اہل اسلام نے
کہ لشکر ہمارا علحدہ ہی اور سپاہ لاجورد شاہ و صلصال و سواران سپاہ تمثال آئینہ رو جو دربند نسیم بہار پر
معین تھے اور لڑ رہے تھے علحدہ ہین درمیان ایک دیوار سر بفلک کشیدہ ہی دروازہ باغ یعنی دربند
نسیم بہار کا ایسا بند ہوگیا ہی کہ کھولنا اُسکا ممکن نہین ہی بلکہ کوئی اُسکے پاس جا نہین سکتا ہی خضران بن عمرو
نے یہ کیفیات دیکھ کے امیر ثانی سے عرض کیا ای امیر با توقیر جو مین نے عرض کیا تھا وہ خلاف نہ تھا آپکے
اسم پڑھنے سے تاریکی دفع ہوگئی یہ دیوار پہلے حائل نہ تھی اب نظر آتی ہی یقیناً یہ دیوار بھی سحر سے نمایان ہوئی
ہی اس دیوار پر بھی چند سنگریزے اسم اعظم دم کر کے لگائیے امیر ثانی نے اُسکے کہنے پر عمل کیا دیوار

مذکور دفعتاً نظر سے معدوم ہو گئی اب جو وہان لشکر اسلام نے دیکھا تو سیاہ کفار نظر آئی اُس وقت امیر
ثانی تمام اپنے لشکر کو لیکر سوے کفار مذکور بڑھے لاجورد شاہ وصلصال وخلخال ونجنگان ودیگر کفار
نے تاب جنگ نہ لاکر نہایت خائف وترسان ہو کے یہ تدبیر اپنی جان بچانے کی کی کہ یکبارگی بہ آواز بلند امان
طلب ہوے انکے امان طلب ہونے سے موافق قاعدہ لشکر اسلام امیر ثانی عالی مقام نے اپنے مرکب کو
روکا اور جملہ اہل اسلام نے اپنے ہمراہیون سے فرمایا کہ اب قدم تم آگے نہ بڑھانا یہ لوگ طالب امان
ہوے ہین ہمنے انکو اِس وقت امان دی ہی یہ ارشاد امیر ثانی سُن کے سب جوانان لشکر اسلام رُک گئے کوئی آگے
نہ بڑھا یہان کا تو یہ حال تھا جو درج کیا گیا مگر اب حال دیگر لکھا جاتا ہی کہ سبب آنے آندھی سیاہ کے یہ ہوا
تھا کہ ہاروت جادو جو معتقد وخیرخواہ ومعاون تمثال آئینہ رو کا ہی اور داروغہ بیابان حشر کا تمثال
آئینہ رو کی طرف سے ہی وقت جنگ مذکور آیا تھا اُسنے اپنے سحر سے اہل اسلام کو کفار سے علیحدہ
کر دیا تھا اور درباغ کو اپنے سحر سے محکم بند کر دیا تھا اور درمیان مین اہل اسلام وکفار کے ایک دیوار
سر بفلک کشیدہ حائل کر دی تھی جسکا حال لکھا گیا جب ساحر مذکور بزور سحر امور مذکور کر چکا در بند نسیم بہار مین گیا
سواسو سرداران نامی ونامور لشکر اسلام کے جو وہان زخمی بیہوش پڑے تھے انکو بزور سحر ابر سحر یا تخت سحر
پر ڈالکر سوے فلک بلند ہوا بعد اسکے ایک پرچہ قرطاس وقلم ودوات نکالی اور بعد القاب خداوند تمثال
آئینہ رو کے یہ عبارت درج کی کہ ای خداوند آپ کو معلوم ہو کہ حال اِس جنگ عظیم کا جبکہ مجھے معلوم ہوا مین اپنے
مسکن سے بصد عجلت یہان آیا ہو آپ کے معتقدون کو اور لاجورد شاہ وصلصال کو بزور سحر اہل اسلام سے
علیحدہ کر دیا درباغ کو اپنے سحر سے بند کیا لاشے اہل اسلام کے بزور اُٹھا کے سوے بیابان حشر جاتا ہون
وہان پہونچکر ان سب زخمیون کو قید کرونگا اطلاعاً عرض کیا گیا اب آپ کچھ تردد وفکر کسی طرح کا نکیجیے گا باطمینان
تمام قیطول پر تشریف رکھیے گا اہل اسلام کی طرف سے خاص اسوقت کچھ اندیشہ نکیجیے گا مین نے
بخوبی بند دست اپنے سحر سے کر دیا ہی اور یہ جملہ امور مین نے عجالتاً نہین کیے ہین اگر جلدی یہ امور
نکرتا تو اچھا نہوتا اہل اسلام قیطول تک آجاتے آپ تو ایذا پہونچاتے تلوار یا تیر لگاتے خیر اس وقت
تو جلدی مین یہ امور کیے گئے ہین آئندہ اہل اسلام کے قتل کے لیے کوئی تدبیر معقول کیجائیگی زیادہ
کیا عرض کیا جاے یہ عبارت پرچہ قرطاس پر جب لکھ چکا سحر پڑھا فوراً ایک پنجہ سحر کا پیدا ہوا اُس پنجہ سحر کو
ساحر مذکور نے وہی پرچہ دیا اور کہا ای پنجہ سحر سر دست یہ کام کر کہ اِس عرضی کو میری خداوند تمثال آئینہ رو
تک پہونچادے پنجہ مذکور عرضی مسطور لیکر ادھر روانہ ہوا ادھر ہاروت جادو سوے بیابان حشر کہ جسے
قیدخانہ کہتے ہین روانہ ہوا چونکہ قیطول سے دریچہ مین تمثال آئینہ رو ازحد متردد ومتفکر بیٹھا تھا اہل اسلام سے
خوف جان کا تھا چہرۂ منحوس اُسکا متغیر تھا کہ پنجہ سحر ہاروت جادو نے قیطول پر جا کے عرضی مذکور آغوش تمثال
آئینہ رو مین ڈال دی اور خود ایک سمت جا کے غائب ہوا تمثال آئینہ رو نابکار نے اسی عرضی کو اُٹھا کر پڑھا
ہاروت جادو سے بہت خوش ہوا وہ تردد جو تھا دفع ہوا اور اپنے کشتگان کے باب مین اپنے معتقدون سے
کہا کہ ان سب کو ہمارے دریاے رحمت مین ڈال دو آب کے دیوالی اور جمگھٹ کے روز ہم انسبکو
زندہ کرینگے معتقد اُسکے حسب الحکم اُسکے کاربند ہوے ادھر امیر ثانی بعد امان طلب کرنے لاجورد شاہ
وغیرہ کے در بند نسیم بہار سے اپنی فرودگاہ سپاہ پر آئے بعدہ داخل ہونے امیر کے بادشاہ لشکر اسلام

بھی بارگاہ مین داخل ہوے رونق افزاے تخت حکومت ہوے سرداران لشکر موجود تھے وہ یمین و
یسار بارگاہ مین بیٹھے اُس وقت امیر ثانی نے بایماے بادشاہ لشکر اسلام اپنے ملازمون کو حکم دیا
کہ آج در بند تسنیم بہار پر جسقدر مردمان سپاہ ہمارے لشکر کے قتل ہوے ہین اُنکو وہان سے اُٹھا کے
بمقام مناسب موافق شریعت ابراہیمی دفن کرو اور شمار اُنکا کرو ہم بھی اُنکے دفن کرنے مین شریک
ہونگے ملازم مذکور حسب الحکم امیر ثانی دفن و کفن نماز و غسل کشتگان مین سرگرم ہوے جب سبکو دفن
کر چکے امیر ثانی ہر ایک کی قبر پر روے سورۂ فاتحہ قبرون پر پڑھا ثواب اُسکا اُنکی روحون کو بخشا اور کہا
اے بہادرون تم تو اس دار فنا سے سوے عدم روانہ ہوے شدائد جان کندنی و قبر کی ایذاے فشار سے
نجات حاصل کر چکے ہم ابھی زندہ ہین ہمکو جو تکلیفین تم پر گذر گئین ہین اپنے اوپر اُٹھانی ہین تم جنان مین
داخل ہو کر ہماری فرقت مین نہ گھبرانا جلد تر ہم بھی تمسے آکے ملینگے کیونکہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے
کیا معلوم کب اجل آئے اسکا یقین نہین ہے کہ سو پچاس برس تک ابھی زندہ رہینگے ہنوز امیر ثانی یہ فرما
رہے تھے اور ہر ایک قبر پر رو رہے تھے آنسو بہا رہے تھے اکثر قبور سے لپٹ لپٹ کے نالہ
کر رہے تھے کہ ملازمون نے بڑھ کے دست بستہ عرض کیا حضور اب گریہ و زاری موقوف کرین ان جانبازون
کے واسطے اسقدر نہ رویئے صبر کرین کہ صابرون کا بڑا مرتبہ ہے امیر ثانی اُن لوگون کے سمجھانے سے قبور
سے اُٹھے اور قطع راہ کر کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے پھر حکم دیا کہ آج جو لوگ ہمارے لشکر مین زخمی ہوے
ہین اُنکا علاج کیا جاے حسب الحکم جراح علاج اُنکا کرنے لگے۔۔ یہان تو امیر ثانی بارگاہ سلیمانی مین
بیٹھے ہین علاج زخمیون کا ہو رہا ہے مگر اب حال ہاروت جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ نابکار بیابان حشر مین
پہونچا ابر سحر یا تخت سحر اپنے سے زخمیون کو اُتار کر دیکھا سبکو مجروح بہت پایا کے جراحون کو طلب کر کے کہا
گو یہ اہل اسلام اور ہمارے دشمن جان ہین لیکن یہ حال اُنکا ہمسے دیکھا نہین جاتا ہے لہذا اُنکے زخمون مین
ٹانکے لگاؤ اور پٹیان مرہم کی اُنکے زخمون پر چڑھاؤ جسوقت یہ اچھے ہونگے اُنکے باب مین جو حکم
خداوند کرینگے وہ کیا جائیگا جراحون نے اُسکے کہنے پر عمل کیا جب سب بہادرون کے زخم سیئے گئے اور
پھاہے پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھا دی گئین ہاروت جادو نے سبکو میدان حشر مین کہ مراد بیابان حشر
سے قیدخانہ ہے ڈال دیا حال ان بہادرون کا بمقام مناسب لکھا جائیگا مگر اب حال تمثال آئینہ رو کا لکھا
جاتا ہے کہ جب یہ نابکار اپنی فوج کے کشتون کو دریاے رحمت مین ڈال چکا اہل اسلام کی سرکشی پہ برہم ہو کے
اپنے مقربان بارگاہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا آج کی شب ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجواؤ
تا کجا اب ہمکو بھی ان بندگان جاہل پر غصہ آیا ہے اُنکو غارت و معدوم کر دینگے یہ سُنکے مقربان بارگاہ مذکور نے
لشکر مین طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر
تھے وہ صداے طبل جنگی لشکر کفار مین سُن کے جلد تر بارگاہ سلیمانی مین گئے اور موافق قاعدہ بادشاہ لشکر
اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو مجرا و سلام کر کے ثنا و دعا زبان پر جاری کر کے یون عرض کرنے لگے کہ اے
بادشاہ دین پناہ و اے امیر ذیجاہ اس وقت تمثال آئینہ رو نے برہم ہو کے اپنے لشکر مین طبل جنگ
بجوایا ہے ارادہ اُسکا بہ بدی پیش آنے کا ہے عجب نہین کہ وقت صبح لشکر اُسکا میدان کارزار مین آئے امیر ثانی
نے بایماے بادشاہ لشکر اسلام فرمایا کہدو کہ نقارہ نواز ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی چوب نقارہ زنی

پر لگائیں صبح کو جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا ہرکارون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے نقارہ جنگی پر
چوب لگائی غرض ادھر اور اُدھر نقارہ و طبل جنگی بجایا گیا جوانان ہر دو سپاہ آگاہ ہوئے کہ صبح کو میدان جنگ
مین لڑائی ہوگی پس حال جنگ سے باخبر ہو کے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے کفار
کچھ سمجھ کے نہایت شاد و خرم تھے کبھی آلات حرب و ضرب کی درستی کرتے تھے گاہ آلات حرب و ضرب
کی درستی سے دست بردار ہو کے باہم کہتے تھے ہمین درستی آلات حرب و ضرب سے کیا غرض ہر طرف
میدان جنگ مین جانا ہی اور چلے آنا ہی ہمسے کوئی نہ لڑے گا نہ ہم کسی سے لڑینگے فقط میدان جنگ مین
جا کے سیر لڑائی کی بلکہ تباہی لشکر اسلام کی دیکھین گے کبھی کفار دف وغیرہ حالت نشہ مین خوش ہو کے
بجاتے تھے اور جو ذہن مین آتا تھا گاتے تھے کسی کافر کو کچھ اندیشہ نہ تھا ذرا بھی طبل جنگ بجنے اور میدان
جنگ مین صبح کو جانے کا خیال و ملال نہ تھا جو نامرد و بزدل تھے وہ بھی طبل جنگ بجنے سے بہت خوش تھے
باہم کہتے تھے کہ جلدی یہ رات کہین بسر ہو صبح کو ہم میدان جنگ مین جائین وہ سیر جنگ دیکھین کہ کبھی کسی نے
شاید نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسی کوئی سیر کبھی دیکھیگا ایسی لڑائی اور تباہی و بربادی اہل اسلام کی ہوگی کہ جو کو
دیکھین گے انھین حیرت ہوگی اہل اسلام کو تردد تھا درستی آلات حرب و ضرب کرتے جاتے تھے اور باہم
کہتے جاتے تھے دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی سامنا کفار سے ہوگا نہین معلوم کیا باعث ہی کہ خود بخود دل پر ہجوم
ملال ہی جب ذکر جنگ ان کفار کا کرتے ہین دل دھڑکتا ہی خدا خیر کرے آثار اس جنگ آیندہ کے
بظاہر اچھے معلوم نہین ہوتے ہین ہم کسی لڑائی مین ایسے ہراسان اور پریشان خاطر نہین ہوئے ہین جیسے
آج کی شب ہوئے ہین سواران لشکر اسلام و پیادے تو باہم ایسی ہی تقریر کرتے تھے اور ایک دوسرے سے
اٹھ اٹھ کے آبدیدہ ہو کے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا یہ شب غنیمت ہی جو باتین کرنا ہو کر لو جو راز دلی کہنا ہو
کہہ لو جو نصیحت و وصیت کرنا ہو کر لو خطا و قصور ہمارا عفو کرو زندگی کا اعتبار نہین ہی خدا معلوم کل کیا ہو
میدان جنگ سے زندہ فرودگاہ سپاہ پر پھر کے آئین یا نہ آئین جنگاہ مین قتل ہو جائین لازم ہی کہ ہم تم
اس وقت غسل سنت کر کے دعائے توبہ پڑھ لین پھر بجائے لباس کفن پہن لین باین خیال کہ مبادا غسل
و کفن میسر ہو یا نہو لیکن امیر ثانی نے جو ہرکارون کی زبانی یہ سنا تھا کہ صبح کو تمثال آئینہ رو لشکر اپنا ہمراہ
دو نقابدارون سیاہ و سفید کے میدان کارزار مین بھیجیگا اور وہ دونون بلائے بیدرمان ہین اس شب سے
امیر ثانی کو بھی تردد تھا دل مین کہتے تھے خدا خیر کرے خبر تو سننے مین آئی ہی دیکھیے نقابدارون سے کیا فعل
ظہور مین آتا ہی غرض اسی تردد و تفکر مین اہل اسلام نے وہ شب بسر کی جب صبح ہوئی امیر ثانی و جملہ اہل اسلام
نے نماز سحر پڑھی بعد نماز دعا خدا سے کی پھر سب مسلح ہو کے مرکبون پر سوار ہوئے پیادون نے کمرین
باندھین بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوئے امیر ثانی و جملہ سرداران سپاہ موجودہ نے بعد آداب
سلام کیا شاہ موصوف نے سلام ہر ایک کا لیکر رخ سوے میدان نبرد کیا سواری بادشاہ موصوف کی جانب
میدان مصاف چلی امیر ثانی وغیرہ سردار و غیر سردار ہمراہ رکاب ہوئے لشکر مانند بحر ذخار کے طرف عرصہ کارزار
روانہ ہوا اس وقت لشکر کا ہمراہ بادشاہ موصوف کے آہستہ آہستہ جانا صحرا مین سبزہ کا لہلہانا ستارون کا
نہان ہونا آفتاب کا برآمد ہونا قابل دید تھا گو اہل اسلام سوے میدان نبرد چلے جاتے تھے لیکن متردد تھے
جب بادشاہ موصوف میدان کارزار مین پہونچے سواری رکی جملہ خاص و عام بھی ٹھہرے امیر ثانی انتظار کفار فیج

کے آنے کا کرنے لگے ہنوز تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اُس طرف سے سیاہی لشکر کفار کے عیان ہوئے
آمد آمد فوج کفار ظاہر ہوئی جب سپاہ کفار قریب آئی جملہ اہل اسلام نے دیکھا کہ آگے آگے لشکر کے دو
نقابدار ہین ایک نقابدار سیاہ پوش ہی اور دوسرا نقابدار سفید پوش ہی پیچھے اُنکے ساٹھ لاکھ کا لشکر ہی علم ہا
لشکر سیاہ مین علامت ونشان سپاہ کافران کی ہی ہنوز جملہ مسلمان دیکھ رہے تھے کہ نقابداران مذکور بمقابلہ
لشکر اسلام آکے ٹھہرے بعد درستی میدان جنگ وصف آرائی ہر دو لشکر اُس وقت بایمائے نقابداران
مذکور دبادشاہ لشکر اہل اسلام سے نقبا اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کے بیچ مین دونون لشکرون
کے آئے پہلے نقبا نے جوانان سپاہ اہل اسلام سے مخاطب ہو کے کہا اے جوانان تہور شعار وای دلیران نامدار
آگاہ ہو کہ آج کے دن تمھاری ہمت وبہادری کا اس میدان کارزار مین امتحان ہوگا تمکو ان کافرون سے لڑنا ہوگا
دیکھو وقت جنگ قدم پیچھے ہٹنے نپائے آبرو بڑھ کے گھٹنے نپائے تم بہادر و شریف ہو آبا و اجداد
بھی تمھارے جری وبہادر تھے ذرا اپنی عزت و آبرو کا خیال کرنا بزدلی سے باز رہنا خوف جان سے
کہین نہ بھاگنا سر میدان جنگ عزت اپنی اور اپنے بزرگون کی نہ گنوا دینا یہ دنیا سے دور وزہ ہی حیات
بھی اہل دنیا کی چند روزہ ہی کچھ ہماری اور تمھاری زندگی کا اعتبار نہین ہی یہ حیات وہ ایک حباب ہی
کہ جسکو قیام وثبات ایک مدت تک یقینی نہین ہی بس ایسی زندگی بے ثبات مین وہ کار نمایان کرو کہ بعد مرگ
جس سے نام تمھارا اور تمھارے بزرگون کا دنیا مین باقی رہے چرچا تمھاری شجاعت کا زبان زد خلق رہے
یہ کہکے نقبا خاموش ہوئے کڑکیتون نے اپنے لشکر کے جوانون کی طرف دیکھ کے اُنسے مخاطب ہو کے
بآواز بلند کہا اے دلاوران بےنظیر واے بہادران قلعہ گیر دیکھو آج سامنا ان اہل اسلام سے ہی یہ لوگ وہ ہین
کہ ہمارے اور تمھارے دشمن جان ہین بلکہ تمھارے خداوند کے دشمن ہین قتل کرنا انکا ہمارے نزدیک
واجب ہی لہذا وقت جنگ جنگگاہ سے نہ بھاگنا منھ لڑائی سے نہ پھیرنا بڑھ بڑھ کے ان لوگون کو قتل کرنا میدان
جنگ نام پیدا کرنا ہر چند کہ تمھارے لڑنے کی ضرورت نہوگی صرف یہ نقابدار ہی اہل اسلام سے لڑینگے
تمسے احتیاطاً یہ کہا گیا ہی کہ شاید جنگ مغلوبہ ہو تو بہادری کرنا دلیرانہ لشکر اسلام سے لڑنا بزدلی ونامردی سے
عزت وآبرو اپنی نکھونا یہ کہکے کڑکیت اپنی جگہ سے ہٹ گئے نقبائے خوش تقریر بھی جنگگاہ سے سرک گئے
جوانان ہر دو لشکر نقبا اور کڑکیتون کے آمادہ جنگ کرنے سے شوق جنگ مین بیتاب تھے صفوف لشکر سے
برائے جنگ نکلا ہی چاہتے تھے کہ ناگاہ نقابدار سیاہ پوش سیاہ نقاب منھ پر ڈالے سب کے پہلے صف لشکر سے
نکلا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ یہ نقابدار سیہ پوش اور نقابدار سفید پوش وہ نقابدار ہین کہ جنکی آنکھون کو
لقبائے جادو ومالکان طلسم آبگینہ نے بہزار فکر وتردد خاص اپنے سحر ودیگر ساحران نامی کے سحر
کی شرکت وتدبیر وراے حکمائے حاذق سے برائے ہلاکت دشمنان سحر بند وفسون ساز ایسا کیا ہی کہ پناہ
بذات الہی اور جو نقابین اُنکے رخون پر پڑی ہین وہ بھی سحر بند ہین آنکھون مین اُنکے یہ اثر ہی کہ جسکو نقاب اٹھا کے
دیکھ لیتے ہین اور جو انھین اُنکے کہنے سے چہرہ اُنکا دیکھ لیتا ہی ادہر آنکھ سے آنکھ چار کرتا ہی فی الفور اُسے
ایسی گرمی معلوم ہوتی ہی کہ پسینہ اُسکے تن سے بحد جاری ہوتا ہی یہانتک کہ گوشت تمامی تن کا بہت جلد سینہ
سیاہ یا سفید ہو کے بہجاتا ہی استخوان باقی رہجاتے ہین نظر نقابداران کو زہر مین عجب طرح کی سمیت ہی کہ سیاہ
سانپ سے بھی بڑھی ہوئی ہی کیونکہ سانپ انسان کے یا حیوان کے جب کاٹتا ہی تو زہر تن مین چھٹک جاتا ہی

اور باعث ہلاکت انسان وحیوان ہوتا ہے یہ نقابدار فقط ایک نظر حریف کو دکھا دیتا ہے اپنے رخ کو دکھا کر
آنکھ سے حریف کے آنکھ ملا کر ہلاک کر دیتے ہیں کوئی تدبیر جانبری کی ہو نہیں سکتی ہے انکی آنکھ کیا ہے گویا چہرہ
اجل ہے جو شخص انکی آنکھوں سے اپنی آنکھیں لڑاتا ہے یا نظر بھر کے انکی آنکھوں اور رخوں پہ نظر کرتا ہے
وہ گویا رخ قضا مشاہدہ کرتا ہے فی زمانہ بمثال آئینہ رو نے اہل اسلام سے عاجز ہو کے برائے بربادی و ہلاکت
اہل اسلام نقابدار جادوگر کو نامہ لکھ کے انکو طلب کیا ہے القصہ نقابدار مذکور صف لشکر سے نکل کے بیچ میں
دونوں لشکروں کے آیا مرکب کو روک کے بہ آواز بلند پکارا اے امیر ثانی کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے
کے بھیجو امیر ثانی نے تقریر نقابدار کی سنکے مڑ کر اپنے لشکر کی طرف دیکھا فی الفور بہرام گردین خاقان چین نے صف
لشکر سے نکل کے روبرو امیر ثانی کے جا کے اجازت جنگ چاہی امیر با توقیر نے فرمایا آپ اس نقابدار
بلائے بد رسان کے سامنے نجائیے اس سے مقابلہ و مجادلہ نکیجیے آپ ہمارے والد ماجد کے رفقا سے
ہیں ہم آپ کو بجائے امیر تصور کرتے ہیں پس لشکر میں جا بیٹھیے اور کوئی بہادر فوج سے نکل کے اس
اس نقابدار سے مقابلہ کریگا خاقان موصوف نے کہا اب تو میں صف لشکر سے نکل آیا اگر اس نقابدار سے
لڑنے کو نجاؤنگا تو باعث میری بیعزتی و کم ہمتی کا ہوگا آپ کچھ تردد نکریں اگر میری زندگی باقی ہے تو ابھی
اس نقابدار کو قتل کر کے واپس آتا ہوں امیر علی نے یہ سنکے مجبور ہو کے اجازت دی خاقان موصوف
مرکب پر سوار ہو کے اپنے احباب و اعزہ سے ملکے دلیرانہ گھوڑے کو جولان کر کے سامنے نقابدار مذکور
کے گئے مرکب کو روک کے طالب ضرب ہوئے نقابدار مذکور نے بغیر رجز پڑھنے اور نام اپنا ظاہر کرنے اور نام
حریف دریافت کرنے کے نیزہ اٹھا کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو گردش دے کے خبردار
کہکے نیزہ سینہ بہرام گردین خاقان چین پہ لگایا اس بہادر نے اگرچہ بوجہ پیری کے دست و پا میں قوت نہ تھی
مگر نیزہ حریف کو نہایت چالاکی سے اپنے نیزہ پر رد کیا پھر اسکے سینہ پہ کینہ پر نیزہ کا وار کیا اس نے بھی پھرتی
سے وار رد کیا اسیطرح تھوڑی دیر باہم لڑائی ہوئی آخرکار خاقان نے ایک بند نادر نیزہ کا باندھ کے
سنان نیزہ کی اسکے چوب نیزہ سے نکال دی وہ چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام خوش ہوئے کفار کو
اس سنان نیزہ کے نکل جانے کا ذرا بھی رنج نہوا خصوص نقابدار سیاہ پوش کو مطلق ملال نہوا ندامت
و شرمندگی ذرا بھی نہوئی بلکہ بعوض خجالت و غصہ کے مسکرا کے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا کے پکار کر کہا اے
پیر زمین گیر میرے چہرہ پر نظر کر میری آنکھ سے آنکھ ملا پہچان مجھکو کہ میں کون ہوں خاقان موصوف نے
کہ پیمانہ اجل انکا لبریز ہوگیا تھا بے تامل اسکے چہرہ پر نظر کی اسکی آنکھوں سے آنکھیں ملائیں دیکھتے ہی
اسکو حال متغیر ہوا آگ دل و جگر بلکہ تمامی اعضائے تن میں گویا لگ گئی گرمی اسقدر معلوم ہونے لگی کہ مرغ روح
قفس تن میں بیتاب ہونے لگا بہادر موصوف بے اختیار نالہ و آہ کرنے لگا گوشت سینہ سیاہ ہو کر بکثرت تن سے
بہنے لگا اور نقابدار سیاہ پوش نے حریف کو صورت اپنی دکھا کے نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی ادھر امیر ثانی
نے حال زار خاقان پر نظر کر کے چند سرداروں اور کچھ ملازموں سے کہا جلد جا کر خاقان کو میدان جنگ سے
لے آؤ حسب الحکم سردار وغیرہ گئے خاقان کو جنگاہ سے لشکر میں لائے بمشکل مرکب سے اتار کر بارگاہ
میں لیجا کر مسہری پر لٹایا حکما نے بحکم امیر ثانی جا کر ہر چند برائے صحت تدبیر کی چند در چند علاج کیے لیکن خاقان
چین کو کچھ نفع نہوا دمبدم حال متغیر ہوتا گیا یہانتک تغیر حال ہوا کہ قبل ایک ساعت کے انتقال کیا

اس ذبیحاہ کے مرنے سے جملہ خاص و عام لشکر اسلام کو صدمہ و ملال ہوا ہر ایک آبدیدہ ہوا امیر ثانی نے بعد صدمہ
بسیار کے اکثر اشخاص کو حکم تجہیز و تکفین کا دیا اہلی بھی مردان لشکر خاقان چین پر گریہ کنان تھے اور سامان اسکے
دفن و کفن کا کر رہے تھے کہ ناگاہ نقابدار سیاہ پوش مذکور نے بہ آواز بلند امیر ثانی سے کہا کہ اے امیر ثانی
کبتک بہرام بن کرد خاقان چین کو روئیگا اسکے مرنے کا صدمہ کیجئے گا یہ جنگگاہ ہے جائے گریہ و بکا نہیں ہے میں دیر
سے منتظر اپنے حریف کے آنے کا ہوں لہذا اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجئے امیر
ثانی نے ضبط گریہ کر کے مڑ کر اپنے لشکر کی طرف دیکھا فی الفور بہرام شتر خوار نے صف لشکر سے نکلکر امیر
ثانی سے کہا کہ بعہدۂ سپہ سالاری زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے اجازت جنگ طلب کی امیر نے اجازت
دی نامبردہ گھوڑے پر سوار ہو کے مرکب کو جولان کر کے سامنے نقابدار سیاہ پوش کے گیا اسنے
دوسرا نیزہ اپنے خادم سے طلب کر کے بہرام شتر خوار کے سینہ پر مارا اس دلاور نے اسکی سنان نیزہ کو
اپنی سنان نیزہ پر روک کر خود اسکے پہلو پر نیزہ مارا اسنے بھی نیزے کو نیزے پر روکا اسی طرح چند طعن
نیزہ کی رد و بدل ہوئی انجام کار بہرام شتر خوار نے سنان نیزہ اسکی اسکے نیزہ سے نکال دی نقابدار
نے ڈانڈ نیزہ اس بہادر کے سر پر لگائی اسنے اس طرح ڈانڈ کو ڈانڈ پر روکا کہ ڈانڈ نیزہ نقابدار
کی ٹوٹ گئی جس وقت ڈانڈ ٹوٹ گئی نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا کر حریف سے اپنے
مخاطب ہو کر کہا اے جوان برمن نگر بمن شاید کہ بشناسی مرا بہرام شتر خوار نے بے توقف اسکے کہنے
اسکے چہرہ و چشم پر نظر کی نقابدار نے تو نقاب اپنے چہرہ پر ڈالی لیکن بہرام شتر خوار کا وہی حال ہوا جو حال
بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا تھا حکم امیر سے اس بہادر کو بھی میدان جنگ سے فرودگاہ سپاہ پر لائے ہر چند
اسکا بھی علاج کیا گیا مگر کچھ فائدہ نہوا تھوڑی دیر میں مر گیا بعد اسکے مرنے کے حسب الطلب حریف بہرام
شتر خوار واسطے مقابلہ کے گیا بعد مجادلہ صورت نقابدار کے دیکھکر اسکا بھی وہی حال ہوا جو حال بہرام
شتر خوار کا ہوا تھا بعد اس جری کے دیوانہ ہر دم بیرد واسطے مقابلہ و مجادلہ کے گیا نقابدار نے
بعد جنگ نیزہ اس دیوانہ کو بھی صورت اپنی دکھا کے وہی حال کیا جو حال تین دلاوران لشکر اسلام کا کر چکا
تھا بعد اسکے تفتیح دیوانہ برائے مقابلہ و مجادلہ نقابدار مذکور گیا بعد لڑائی کے صورت اپنی نقابدار نے
دکھا کے آنکھ سے آنکھ ملا کے وہی حال اسکا کیا جو شہر دم بر دعی کا کیا تھا مردان لشکر اسلام اس بہادر
کو بھی جنگگاہ سے جا کر لے آئے اسنے بھی مانند ان سب کے رحلت کی بعد اس مرحوم کے دیوانہ سلطان
سر برہنہ صف لشکر سے نکلکر اجازت امیر سے لیکر واسطے مقابلہ نقابدار کے گیا نقابدار نے بعد جنگ
نیزہ کے صورت دکھا کے آنکھ سے آنکھ ملا کے وہی حال اسکا بھی کیا جو چند بہادران لشکر اسلام کا کیا تھا
غرض یہ جنگ عظیم اسی طور سے تا شام ہوئی نقابدار سیاہ پوش ایک سو سرداران لشکر و رفقائے حمزہ
صاحبقران اول کو بطریق مذکورۂ بالا اپنی صورت دکھا کے آنکھ سے آنکھ ملا کے ہلاک کر کے طبل بازگشت
بجوا کے جنگگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر گیا امیر ثانی بصد صدمۂ ملال و غم و الم میدان کارزار سے قیام گاہ سپاہ پر آئے
سرداران ہلاک شدہ جو دفن نہیں ہوئے تھے انکے : دفن کرنے میں شریک ہوئے ہر ایک کی قبر پر
سورۂ فاتحہ پڑھا اور لپٹ کے ہر ایک کی قبر سے جا کے کہا اے رہروان منزل عدم ہم بھی تمہارے بعد
آنے میں جبتک حکم خدا ہے دنیا میں ہیں جب اس طرح بگریہ و زاری قبروں سے لپٹ لپٹ کے امیر ثانی

نے گفتگو کی سرداران سپاہ موجودہ نے عرض کی ای امیر ثانی صبر کیجیے جو منظور خدا تھا وہ ہوا ان بہادرون
کی اسی طرح اجل آئی تھی کہانتک انکے واسطے رو دیجیے گا اب بارگاہ مین چلیے آپکے رونے سے بادشاہ
بادشاہ لشکر اسلام وجملہ اہل اسلام کو صدمہ ہی امیر اُنکے سمجھانے سے قبرون سے اُٹھے اور داخل بارگاہ
ہوے دربار مین بادشاہ لشکر اسلام کے غمگین بیٹھے اُدھر نقابدار سیاہ پوش نے بخوشی و خورمی اپنی
بارگاہ مین داخل ہوکے ہمراہ نقابدار سفید پوش و لاجوردشاہ و صلصال و خلخال و بختگان شے
شراب پی کے لاجوردشاہ سے مخاطب ہوکے کہا دیکھا آپنے کہ آج مین نے سو دلاوران لشکر اسلام
کو کیونکر ہلاک کیا اپنی تلوار کو اُنکے خون مین تر بھی نکیا خون اُنکا اپنی گردن پر بھی نلیا حالانکہ بہادرون کو
خیال کسی کے قتل کرنے کا خصوص حریف کے قتل کرنے کا اور اُسکی خونریزی کا نہین ہوتا ہی مگر مین نے اسکا
خیال کیا لاجوردشاہ نے اُسکی تعریف بہت کی بختگان نے کہا اگر چند روز آپ اسی طرح اہل اسلام سے
لڑیے تو مجھے اُمید ہی کہ آپ خاتمہ لشکر امیر ثانی کا کر دینگے ورنہ اگر اہل اسلام کے خدا نے اہل اسلام
کی گریہ وزاری پر رحم کیا اور دعا اُنکی مستجاب کی تو خلاف اسکے ہوگا نقابدار نے جواب دیا ای بختگان
یہ کیا کہتے ہو ہمین ضرور لشکر اسلام کا خاتمہ کر دینگے وہ بھلا ہمارا اور ہمارے لشکر کا کیا خاتمہ کرینگے ہمین
کوئی قتل جنگاہ مین کر نہین سکتا ہی نہ ہمارے برادر نقابدار سفید پوش کو کوئی ہلاک کر سکتا ہی ہان ایک وجہ سے
البتہ ہم دونون بھائیون کو ضرر پہونچ سکتا ہی وہ وجہ کسی کو معلوم نہین ہی بختگان نے جواب دیا مین نے
اکثر دیکھا ہی کہ جب اہل اسلام مبتلا کشی رنج و بلا مین ہوے ہین غیب سے اُنکی مدد ہوئی ہی ابھی آپنے خود ہی
کہا ہی کہ ایک سبب سے البتہ ہم دونون بھائیون کو ضرر پہونچ سکتا ہی ایسا نہو کہ اُسی سبب سے اہل اسلام
آپکو آزار پہونچائین کسی طرح آپ کی ضرر پہونچانے والی بات سے آگاہ ہوجائین نقابدار مذکور نے ہنسکر جواب
دیا آگاہ ہونا اُس امر ضرر رساںندہ سے ممکن ہی نہین یہ باتین کرکے عالم نشہ شراب مین نقابدار سیاہ پوش
نے چاہا کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجواؤن نقابدار نے اُسکے ارادہ سے ماہر ہوکے کہا آج اب اہل اسلام
سے لڑ چکے ہین کل مین اُنسے لڑونگا میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے نقابدار سیاہ پوش نے کہا بہتر
ہی یہ کہکے بنام نقابدار سفید پوش اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل رزمی لشکر کفار مین
بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے وہ خبر نواخت طبل رزمی لیکر بارگاہ سلیمانی
مین گئے بعد بجالانے تسلیم کے دست بستہ عرض کیا کہ ای امیر ثانی اس وقت نقابدار سفید پوش نے اپنے
نام پر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ صبح کو مع فوج جنگاہ مین آئے اور خدام حضور سے
مقاتلہ و مجادلہ کرے امیر ثانی نے یہ خبر سُنکے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جاے
جو منظور خدا تھا وہ تو آج ہوا اور جو مصلحت خدا کل ہوگی اُسکا ظہور کل ہوگا مین ہر حال مین راضی برضاے الٰہی
ہون وہ جو چاہے میرے حق مین کرے چاہے مجھے کفار پر فتحیاب کرے چاہے کفار کو مجھپر غالب کرے
ہرکارون نے یہ سُنکے بارگاہ سلیمانی کے باہر آکے نقارخانہ سلیمانی مین جاکے نقارہ نوازون کو حکم امیر
سے آگاہ کیا اُنھون نے حسب الحکم چوب اُٹھاکے نقارہ جنگی پر لگائی جب صداے طبل و نقارہ دونون
لشکرون سے بلند ہوئی جوانان ہردو سپاہ آگاہ ہوے کہ صبح کو پھر لڑائی ہوگی کفار تو اس سبب سے
شادمان ہوے کہ جسطرح آج اہل اسلام دست نقابدار سیاہ سے ہلاک ہوے ہین کل ہاتھ سے

نقابدار سفید پوش کے ہلاک ہونگے کہین اہل اسلام کو رنج ہوا ایک نے دوسرے سے کہا اے برادر
آج پھر نقارہ جنگی بجایا گیا ہے کل صبح کو پھر نقابدارون سے سامنا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے خداوند عالم ان نقابدارون
کے شر و فساد سے ہم سبکو بچاوے اور انہین جلدی ان نحسون سازون کو کہ بلاے بے درمان ہین دنیا سے
اٹھاوے تمنے دیکھا کہ یہ نابکار عجب طور سے لڑتے ہین نقاب اٹھا کے صورت منحوس اپنی دکھا کے
اپنے حریف کا کام تمام کر دیتے ہین نہین معلوم انکی صورت و چشم پر فن مین کس سبب سے یہ اثر ہے جو کوئی بہادر
و دلاور ہم اہل اسلام سے انکے مقابلہ کو گیا زندہ نرہا یانی زہر آلودہ ہو کے بہ گیا دیکھیے کل نقابدار سفید
پوش کیا رنگ دکھاتا ہے یقین تو یہی ہے کہ وہ بھی مانند نقابدار سیاہ پوش کے ہوگا شخص دیگر اس سے کہتا تھا
اے برادر واقع مین یہ نقابدار بلاے عظیم و بے درمان ہین اچھا اگر انھین کے ہاتھ سے ہم سبکی قضا ہے تو کیا
چارہ ہم خوف جان سے نہ بھاگین گے انکے ہاتھ سے مرجانا قبول کرینگے ایسے وقت بد مین ساتھ اپنے
مالک و آقا کا نچھوڑینگے نمک حرامی پر کمر نہ باندھین گے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کی اطاعت
و رفاقت و ہمراہی سے منھ نموڑینگے غرض ایسی ہی باتین کر کے جملہ اہل اسلام مصروف درستی آلات حرب
و ضرب ہوے وہ شب بسر ہوئی حسب دستور دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بعد درستی میدان جنگ
وصف آرائی ہر دو لشکر نقیبا اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کے بیچ مین میدان جنگ کے آئے
پہلے نقیبا نے اپنے لشکر کے جوانان اہل اسلام کو یون آمادہ جنگ کیا کہ اے بہادران نامدار و اے دلیران
تہور شعار آگاہ ہو کہ یہ دنیا جاے عبرت سرا ہے اور ایک مقام گذرگاہ ہے ہمیشہ یہان نہ کوئی رہا ہے نہ رہیگا
خیال کرو کہ وہ شاہان صاحب ملک و مالک تخت و تاج کہان ہین کہ جنکے حکم سے کوئی سرکشی نکر سکتا تھا اور وہ
پہلوان قوی بازو اب کہان ہین کہ جنکے خوف سے شاہان روے زمین ڈرتے تھے مانند رستم پیلتن
و سہراب بن رستم وغیرہ کے اور کہان ہین وہ شمشیر زن کہ جو فنون جنگ مین کامل تھے ہاے گذشت ان
گذشتگان کا کیڑے قبر کے کھا گئے اور مٹی مین لحد کے خاک انکی ملگئی انکی قبرون کے نشان
بھی انکے باقی نرہے صرف نام انکا باقی رہگیا جس بادشاہ یا جس پہلوان نے دنیا مین نیکی و کار نمایان
کیا ہے اہل دنیا اسکو بہ نیکی یاد کرتے ہین اور جن بادشاہون یا پہلوانون نے ظلم و بدعت کی ہے لوگ انکو
بہ بدی یاد کرتے ہین انکو جانے دو ابھی کل کا ذکر ہے کہ جو سرداران لشکر نامی و گرامی رفقاے صاحبقران
اول سے تھے وہ آج کہان ہین صورتین انکی پیش نظر ہین وہ قبر مین خاک پر سوتے ہین تمہارے سامنے
وہ اس دنیاے دنی سے بجز کفن کے کیا لے گئے لیکن افسوس ہاے افسوس خالی ہاتھ دنیا مین آئے تھے
خالی ہاتھ چلے گئے سوا نیکی و بدی کے کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے گئے نیکیان انکی ظاہر ہین بدیون سے ہم
انکے آگاہ ہین پس مانند گذشتگان مذکور کے ایک روز ہم بھی اس دار فنا سے سوے عدم ضرور جائینگے
پس لازم ہوا کہ اس دنیا مین تخم نیکی ایسا بوجاو کہ بعد مرنے کے اس شجر نیکی سے ثمر نیک حاصل ہو تخم
یہ بوؤ کہ آج ان کفار کو دلیرانہ قتل کرو بہادری اپنی سر میدان جملہ جوانان لشکر کو دکھاؤ نعرہ کر کے اعدا پر
حملہ شیرانہ کرو تیغ آبدار سے انکو قتل کرو دیکھو قدم معرکہ جنگ سے پیچھے ہٹنے نپاوے آبرو تمہاری گھٹ
جائیگی بھاگنے سے نقصان عزت و آبرو ہوگا سوا اسکے بھاگنے مین ضرور خیال جان کے جانے کا متصور
ہے اگر عاقل ہو تو یہ سمجھ جاؤ کہ جان بچانے کے واسطے بھاگنا باعث جان جانے کا بارہا ہو جاتا ہے اعدا دلیر ہو کے

تعاقب کرکے قتل کرڈالتے ہین عزت و آبرو بھی جاتی ہر اہل جہان بھی بھاگنے والون کو بزدل و نامرد کہتے
ہین نقبایہ کہکے خاموش ہوے کرڑکیت اپنے جوانان سپاہ کی طرف دیکھکر پکارے اے بہادرون
آگاہ ہو کہ یہ اہل اسلام لائق قتل ہین دشمن جان و ایمان ہین انکے آبا و اجداد نے تمھارے آبا و اجداد کو
قتل کیا ہر آج تم عوض و انتقام اپنے جد و ابا کا انسے نے لو دیکھو ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا فی زمانہ اہل
اسلام مجبور ہین ان نقابداران ذیقدر و ذیوقار شجاع و بہادر سے لڑنے مین لاچار ہین تم بھی جوہر شمشیر
دکھاؤ اگر جنگ مغلوبہ ہو تو بہادرانہ بڑھ بڑھ کر انکو قتل کرو نام و نشان انکا صفحۂ روزگار سے مٹادو
خداوند تمسے بہت خوش ہونگے یہ کہکے خاموش ہوے پھر کرڑکیت اور نقبا درمیان سے دونون لشکر دو
کے ہٹ گئے اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ اہل اسلام تقریر نقبا کی سُنکے مرنے اور جان دینے پر
آمادہ ہوکے چاہتے تھے کہ صفوف لشکر سے نکلین کفار پر خلاف قاعدۂ لشکر اسلام حملہ کرین ناگاہ جانب لشکر
کفار سے نقابدار سفید پوش مرکب کو جولان کرکے بیچ مین میدان کارزار کے آیا گھوڑے روک کر پکارا
اے امیر ثانی واسطے میرے مقابلہ و مجادلہ کے کسی شخص کو روانہ کر و امیر ثانی نے اپنے لشکر کی طرف مڑکے
دیکھا فی الفور نہنگ بچہ دریائی صف لشکر سے نکل کے روبرو امیر ثانی کے آیا اذن جنگ کا طالب
ہوا امیر موصوف نے اُسکو اجازت دی بہادر مذکور دلیرانہ مرکب کو جولان کرکے سامنے نقابدار مذکور کے
گیا اُسنے بعد گفتگوے بسیار نیزہ کو گردش دے کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے وار نیزہ کا سینہ پر
کیا ادھر نہنگ بچہ دریائی نے اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا پھر خود اُسکی سینۂ پر کینہ پر نیزہ لگایا اُسنے
بھی نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا تھوڑی دیر باہم اسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار نہنگ بچہ دریائی نے ایک
بند نادر باندھ کر سنان نیزہ نقابدار سفید کے ہاتھ سے نکال دی اہل اسلام گونہ خوش ہوے کفار کو مطلق
ملال نہوا خصوص نقابدار کو ذرا بھی صدمہ نہوا سنان نیزہ کی نکلتے ہی ڈانڈ بھی ہاتھ سے خاک پر ڈالکے
نقاب سفید اپنے چہرہ سے اُٹھاکے نہنگ بچہ دریائی سے کہا اے جوان دیکھ میری صورت کو اور ملا
میری آنکھ سے آنکھ اپنی تاکہ تو مجھے پہچانے اور جانے کہ مین کون ہون چونکہ قضا اس بہادر کی آئی
تھی بے تامل اُسکے کہنے پر عمل کیا نقابدار مذکور نے تو نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی مگر یہ بہادر آہ کرکے
پکارا یارو دل و جگر جلا جاتا ہر ایسی گرمی معلوم ہوتی ہر کہ روح جسم سے نکلی جاتی ہر میرے ہر بن مو سے گویا
ایک شعلہ نکلتا ہر ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ پسینہ سفید تن سے نکلنے لگا گوشت تمام جسم کا پسینہ ہوکے بہنے لگا ادھر
امیر ثانی کے اشارہ سے کچھ سوار گئے اور اس بہادر کو اسی حالت مین جنگاہ سے لشکر مین لائے بمشکل
گھوڑے سے اُتارا مسہری پر لٹایا آب سرد سے نہلایا اور دیگر تدبیرین کین مگر کچھ کسی تدبیر سے تشفی نہوئی
انجام کار یہ ہوا کہ نہنگ بچہ دریائی مانند مچھلی کے تڑپ کر مر گیا کفار کو اُدھر خوشی ہوئی ادھر اہل اسلام
کو صدمہ بیحد ہوا بعد رحلت کرنے اس نامور کے نقابدار سفید پوش نے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے متوتر
سرداران لشکر زمانہ صاحبقران اوّل کے واسطے اسکے مقابلہ و مجادلہ کے جانے لگے اور مانند نہنگ بچہ
دریائی کے انجام کار انکا ہونے لگا تا شام سو سرداران کو اس نقابدار نے بھی ہلاک کیا وقت شام
بعد خوشی طبل بازگشت بجوا کے اپنی سپاہ کو ہمراہ نقابدار سیاہ پوش و لاجوردشاہ و صلصال کے لیکر
اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا ادھر امیر ثانی رنجیدہ و ملول مع لشکر ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام

اپنی قیام گاہ سپاہ پر آئے سرداران ہلاک شدہ کو دفن کرایا بلکہ خود اُنکو دفن کیا اور ہر ایک کی قبر پر فاتحہ
پڑھ کے روئے اگر یہ مؤلف تورج نامہ جلد دوم اس داستان کو مفصل تحریر کرے اور نام بنام ہر ایک
سردار کی لڑائی تحریر کرے تو از حد طول ہوگا کئی جزون مین یہ جنگ عظیم لکھی جائیگی پس بخیال طول باختصار
وخلاصہ یون درج کرتا ہی کہ سات روز برابر نقابداران مذکور نے طبل جنگ بجوایا کبھی نقابدار سیہ پوش نے
مقابلہ کیا گاہ نقابدار سفید پوش نے مقابلہ کیا اور اس سات روز کی مدت مین سات سو رفقا و سرداران
حمزہ صاحبقران اول کو ہلاک کیا امیر ثانی ہر روز غم سرداران مین رویا کیے اور جملہ لشکریان اہل اسلام
بھی اشکبار ہوے ساتوین روز جب نقابداران مذکور میدان جنگ سے طبل بازگشت بجوا کے فرودگاہ
سپاہ پر مع اپنی سپاہ کے داخل بارگاہ ہوے ادھر امیر ثانی میدان جنگ سے با اشک فشانی نہایت رنجیدہ
وغمگین اپنے قیام گاہ لشکر کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل بارگاہ
سلیمانی ہوے بادشاہ تخت پر جلوہ فرما ہوے امیر ثانی بعد دفن کرنے سرداران ہلاک شدہ کے اپنے دنگل پر
بیٹھے سرداران لشکر موجودہ بھی حسب قدر و مراتب اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے مگر نہایت سب محزون و مغموم ناگاہ
خضران بن عمرو بارگاہ سلیمانی مین آیا اور سلام کر کے اپنی کرسی پر بوجہ اسکے کہ بالفعل جانشین
عمرو ثانی ہی بیٹھا اُس وقت امیر ثانی نے اکثر سرداران لشکر سے جو قریب بیٹھے ہوے تھے فرمایا افسوس
ایک ہونے سے خواجہ عمرو ثانی کے ہم عجب رنج و غم مین مبتلا ہو گئے ہین سرداران لشکر ہر روز ایک سو ہلاک
ہوتے ہین آج ساتوان روز ہی اس جنگ کو سات سو سرداران نامی وگرامی ہلاک ہو چکے ہین اگر عمرو ثانی
لشکر مین موجود ہوتا تو ضرور کوئی عیاری ایسی کرتا کہ ان نقابداران سیاہ پوش و سفید پوش کو قتل یا اسیر کرتا
ہمکو قید صدمہ و غم سے رہا کرتا ہنوز سرداران مذکور نے کچھ جواب ندیا تھا کہ رضوان نے عرض کیا اے
امیر ثانی اگر خواجہ عمرو ثانی یہان تشریف نہین رکھتے ہین تو یہ فرزند اُنکا موجود ہی آپ زیادہ صدمہ و ملال نکرین
جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب اگر خدا نے چاہا تو آج دونون نقابدارون کا خاتمہ کردونگا دنیا سے انکو سوے
عدم روانہ کردونگا امیر ثانی نے فرمایا کہ جو تو نے کہا ہی اگر ایسا ہی کیا تو انعام کثیر دونگا خضران یہ سُن کے
بارگاہ سلیمانی سے برائے تدبیر و فکر عیاری کے باہر گیا یہان کا تو حال تحریر کیا گیا اب حال لشکر کفار
و تمثال آئینہ رو کا لکھا جاتا ہی کہ جب دونون نقابدار مع چند اشخاص کے اپنی بارگاہ مین بیٹھے اس وقت
دونون کفارون نے باہم یہ گفتگو کی کہ جبسے ہم یہان آئے ہین اور جو کچھ ہمنے یہان آکے کیا ہی گو خداوند
تمثال آئینہ رو کو ضرور ہمارے کارنمایان سے آگاہی ہوتی ہوگی مگر خود بھی انھین اپنے کارنمایان سے
آگاہ کرنا چاہیے یہ مشورہ باہم کر کے ایک عریضہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے خداوند ہمنے سات روز کی
مدت مین سات سو سرداران لشکر اسلام کو ہلاک کیا ہی جملہ اہل اسلام کو صدمہ دیا ہی سب سرداران لشکر
اہل اسلام نالہ و بکا کر رہے ہین لشکر اسلام مین شور نالہ و فغان بلند ہی آج کی شب پھر ہم طبل جنگ بجوائے
ہین چند روز کے بعد ہم لشکر اسلام کا اسی طور سے خاتمہ کردینگے اور طلسم آبگینہ کی طرف اپنے مالک
حاکم نقباے جادو کی خدمت مین پہنچینگے باوجود آپ خداوند ہین لیکن اہل اسلام کو تباہ و برباد نکر سکے
ہمین نے یہان آکے اہل اسلام کو عاجز و ہلاک کیا جب عریضہ اس مضمون کا لکھا گیا ملفوف کر کے سر عریضہ
پر دونون نقابدارون نے اپنی مہر کر کے ایک شخص کے ہاتھ وہی عریضہ خدمت تمثال آئینہ رو مین روانہ کیا اسنے

جاکر عریضہ مذکور بتمثال آئینہ رو تک بھجوایا خداوند نابکار عبارت عریضہ پڑھ کر بہت خوش ہوا پھر اس عریضہ
کے جواب مین یہ عبارت لکھوائی کہ اے نقابداران سیاہ وسفید پوش ہمنے یہی تقدیر کی تھی کہ تمھارے ہاتھ سے
خاتمہ اہل اسلام کا کرین قبل تمھارے عریضہ آنے کے ہمکو تمھارے اس کار نمایان کرنے سے آگاہی ہوئی
ہے ہم تمسے بہت خوش ہین جہان تک ممکن ہو جلد تمامی لشکر اسلام کا خاتمہ کردو بعد لکھوانے کے اسی شخص
کے ہاتھ جواب عریضہ روانہ کیا شخص مذکور پاس نقابدارون کے آیا جواب عریضہ انھین دیا وہ پڑھ کر خوش
خوش ہوے پھر اسی عالم خوشی مین حکم کیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم ملازمون
نے طبل جنگ بجایا جب صداے طبل رزمی لشکر کفار مین بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو واسطے
خبر رسانی کے مقرر تھے جلد تر خبر طبل جنگ بجنے کی لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے مجرا گاہ سے مجرا کرکے دست بستہ
یون عرض کرنے لگے کہ اے امیر با توقیر کشور گیر اس وقت پھر نقابداران سیاہ وسفید پوش نے اپنے لشکر
مین طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ ان نابکارون کا یہ ہے کہ ہنگام صبح بجمعیت سپاہ میدان کارزار مین آئین آتش
جنگ وجدال کو روشن کرین امیر نے یہ خبر سنکے اک آہ سرد کی باین خیال کہ دیکھیے صبح کو سرداران لشکر
سے کس کس کی ہاتھ سے نقابدارون کی اجل آئیگی بعد آہ سرد کرنے کے بدل مغموم ومحزون فرمایا کہدو کہ
ہمارے لشکر مین بھی نقارہ نواز نقارہ جنگی مانند کوس رحلت کے بجائین ہرکارے یہ سنکے آبدیدہ ہو کر
بارگاہ سلیمانی سے باہر آکے نقارخانہ سلیمانی مین گئے اور حکم امیر سے انھین آگاہ کیا انھون نے بھی آبدیدہ
ہوکے بسم اللہ کہکر نقارہ جنگی پر چوب لگائی جس وقت دونون لشکرون مین طبل جنگی ونقارہ رزمی بجائے گئے
نقارہ نواز از حد شادمان ہوے لیکن اہل اسلام بے اختیار روئے اور باہم کہنے لگے اے بھائیو یہ نقارہ
جنگی نہین بجا ہے ہمارے نزدیک کوس رحلت بجا ہے خبر مرگ سنائی گئی ہے دیکھیے صبح کو کون کون بہادر دست
نقابداران سیاہ وسفید پوش سے ہلاک ہوتا ہے اب تو یہ دل چاہتا ہے کہ بعوض درستی آلات حرب وضرب کے بے اختیار
روئین خدا سے واسطے ہلاکت ان نقابدارون کے دعا کرین غسل کرکے باہم گلے مل کے رخصت ہوکے
دعاے توبہ پڑھ کے کفن پہن لین کیونکہ اجل عنقریب ہے یقین ہے کہ دست نقابداران سے جانبر نہونگے ہان اگر
خدا نے فضل وکرم اپنا کیا اور نقابدار کسی تدبیر سے قتل وہلاک ہوے تو البتہ زندہ رہینگے یہ کہکے ہر ایک غسل
کرنے اور دعاے توبہ پڑھنے اور اعزہ واحبا سے رخصت ووداع ہونے اور بگریہ وزاری خدا سے دعا
کرنے مین مصروف ومشغول ہوا لشکر اہل اسلام مین تو عجب گریہ وزاری سے اک قیامت کا سامان
ہے کفار نالہ وفغان سواران لشکر اسلام کی سنکے خوش ہو رہے ہین خصوص نقابداران سیاہ وسفید پوش
خبر گریہ وزاری لشکریان اہل اسلام سنکے خندان ہین لاجورد شاہ وصلصال ہنس ہنس کے کہرہے ہین
ابھی یہ مسلمان کیا روئے ہین اس سے زیادہ روئینگے انکے رونے سے انکو کچھ فائدہ نہوگا اگر انکو اپنی
جان کے جانے کا خیال وملال ہے تو خداوند بتمثال آئینہ رو کو سجدہ کرین ہمارے ہاتھ سے جانبر ہون
بختگان نے جواب دیا یہ اہل اسلام اب بہت آپ کے ہاتھ سے مغموم ہوکے فریاد وفغان کرتے ہین
انکا اس طرح رونا اچھا نہین مجھے انجام اسکا بد معلوم ہوتا ہے عجب نہین کہ یہ رونا انکو ہنسائے نقابدارون نے
پوچھا اے بختگان یہ تمنے کیا کہا اسنے جواب دیا جو مین نے کہا وہ کہا آپ صاف صاف مجھسے نہ پوچھیے
مین نے بہت سی ایسی لڑائیان دیکھین ہین بنتے بگڑتے اکثر امور کو بھی دیکھا ہے ان اہل اسلام کے عادات

وافعال سے بھی خوب آگاہ ہون اُنکے خدا کی مہربانی اُنپر اُسی وقت زیادہ تر اُنپر ہوتی ہی جب یہ لوگ بہت صدمہ والم مین مبتلا ہوتے ہین یہ کہکر خاموش ہوا جب نقابداران مذکور تقریر بختیارک کی اچھی طرح نہ سمجھے کہنے لگے ملک جی تمھاری باتین عجب پیچیدہ ہین ذرا صاف صاف تقریر کرو اُسنے جواب دیا بس خلاصہ میری تقریر کا یہ ہی کہ آج کی شب بیدار رہئیے ذرا بھی نہ سوئیے کہ جاگنا آپکا آپکے حق مین اچھا ہی اور سونا بہت بُرا ہی آگے آپ کو اختیار ہی نقابداروں نے پوچھا یہ تمنے کس وجہ سے کہا ہی کہ بیداری اچھی ہی اور خواب بُرا ہی ملک جی نے جواب دیا اسکو مجھسے دریافت نکیجیے مین ہرگز سبب اسکا بیان نکرونگا نقابداران نے کہا بیشغل جاگنا مشکل ہی کیا تدبیر کیجاے کہ نیند نہ آئے بختیارک نے کہا تدبیر جاگنے کی یہ ہی کہ ارباب نشاط کو طلب کیجیے رقص اُنکا دیکھیے گانا اُنکا سنیے نقابداروں نے موافق اُسکی راے کے اُسی وقت ارباب نشاط کو طلب کیا فی الفور ایک رقاصہ کہ لشکر کفار مین تھی مع اپنے سازندوں کے بارگاہ نقابداران سیاہ وسفید پوش مین گئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازوں کے روبرو نقابداروں کے رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے جب وہ نازنین رقص کرچکی یہ غزل گانے لگی

لڑائی کے نظر آتے ہین سامان اُنکے تیور سے
جو چُپ چپ آج کچھ گم صُم بنے بیٹھے ہین تیور سے

جو وہ پھینکینگے کبھی سبزہ ترے چاہ زنخدان کا
چھپا لینگے خضر شرما کے منھ پانی کی چادر سے

اگر وہ گلبدن گلشن مین پھر سیر جا نکلے
عروسان چمن منھ ڈھانپ لین پھولون کی چادر سے

پتا ملنا دل لاغر کا یون تو نہین ممکن ہے
گھنگھرو لا کے کھینچئے سینہ کو میرے نوک خنجر سے

فرشتے ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھبرائے ہوئے ہر سو
نکل بھاگے ہین دیوانے ترے صحراے محشر سے

خدا کو چھوڑ کر عشق بتان ہی نہین نادانی
بگاڑون کیسے بندون کی خاطر بندہ پرور سے

ابھی تو ہی فقط ہلچل وہ آئین دیکھیے کیا ہو
پھڑکتے ہونگے بسمل ہر طرف لوٹن کبوتر سے

جناب خضر بھی اللہ اکبر کتنے مرشد تھے
کہان کا آب حیوان دل لگی کی تھی سکندر سے

مبارک مژدہ فصل بہاری ہو تجھین یوسف
صدا گانے کی پھر آنے لگی کانون مین گھر گھر سے

اہل بزم گانا اُسکا سننے لگے نقابداران سیاہ پوش وسفید پوش خوش ہوکے اُسکے رقص ونغمہ کی ثنا کرنے لگے یہان تو یہ رقاصہ گارہی دونون نقابدار وغیرہ گانا اُسکا سن رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال خضران بن عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ جو بارگاہ سلیمانی سے نکل کے تاریکی شب مین اک طرف روانہ ہوا تھا جاتے جاتے صحرا مین اک شجر سایہ دار کے تلے پہونچا ہوا اُس درخت کی ہوا خوش معلوم ہوئی بے اختیار بیٹھ گیا اور یہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ اے خضران تو نے بے سمجھے امیر ثانی سے یہ کہدیا کہ آج کی شب دونون نقابداروں کا خاتمہ کردونگا زندہ نکھونگا لیکن یہ نہ سمجھا کہ اُنکے سامنے کیونکر جائیگا اور اُنکے پاس سے زندہ بچکر کیونکر آئیگا کیونکہ جب وہ تجھے دیکھ لینگے تو فوراً تو مرجائیگا ہاے اے خضران کیا تو نے نادانی کی عبث امیر ثانی سے وعدہ عیاری کرنے کا کیا اب کیا تدبیر کرون کیونکر مطلب حاصل کرون یہ باتین اپنے دل مین کرکے دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا تا دیر ایسی عیاری کی فکر کرتا رہا کہ جس سے مطلب دلی حاصل ہو ہرچند بہت فکر کی مگر کوئی عیاری مرغوب طبع ذہن مین نہ آئی کہ جس سے جان بھی بچے اور مقصد دل بھی بر آئے راوی ناقل ہی

کہ عیار مذکور فکر عیاری کرتے کرتے زیر شجر لیٹ کر ہوائے سرد سے راحت پا کے سو گیا عالم خواب مین
دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ لباس نفیس و پاکیزہ پہنے ہوے قریب آئے اور بہ مہربانی و عنایت پوچھا
اے خضران بن عمرو کیون فکر و تردد کرتا ہے اور کیون اشکبار ہوتا ہے خضران نے عالم خواب مین جواب دیا
اے بزرگ ذیوقار کیونکر اس فکر مین غمگین نہون کہ کچھ مجھسے بن نہین پڑتا ہے اگر بارگاہ نقابداران سیاہ و سفید مین
براے عیاری جاتا ہون تو جب وہ مجھے دیکھین گے حال میرا ابتر ہو جائیگا ہمہ تن پسینہ ہو کے بجاؤ نگا
روح تن سے نکل جائیگی اگر نہین جاتا ہون تو امیر ثانی سے شرمندہ ہونگا وہ کہین گے کہ جو تو نے کہا
تھا وہ نکیا بزرگ موصوف نے جواب دیا اے خضران آگاہ ہو کہ نالہ و فغان مردمان لشکر اہل اسلام
اور اُنکی دعا سے اور تیرے زار زار رونے سے پروردگار عالم کو رحم آیا ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ مین تجھے
حالات نقابداران سے آگاہ کرون اور دیگر باتین بھی بتاؤن پس گوش ہوش سُن کہ یہ نقابدار سیاہ و سفید پوش
بلاے عظیم ہین ہر چند انکی آنکھین اور نظر انکی بری ہے لیکن ہر وقت نہین ہے جس وقت یہ کسی سے مقابلہ و
مقاتلہ کرتے ہین اُس وقت چہرہ و چشم و نظر کی اور تاثیر ہوتی ہے اور جب یہ دونون کسی اپنے حریف سے
نہین لڑتے ہین اُس وقت اور طرح کا شکل و چشم و نظر مین اثر ہوتا ہے اور باعث اسکا انکی نقابین ہین اگر نقابین
انکی اُنکے مُنھ پر پڑی رہین تو جو اثر قبل بیان کیا ہے وہی ہوتا ہے اور اگر نقابین اُنکے رخون سے کسی تدبیر سے
لے لی جائین تو یہ اثر اُنکے چہرہ و چشم و نظر مین پیدا ہو جاے کہ ایک نقابدار جب دوسرے نقابدار کو دیکھیگا اور
دوسرا نقابدار نقابدار اول کو دیکھیگا دونون مانند سرداران ہلاک شدہ لشکر اسلام کے ہلاک ہو جائینگے نظر
سحر آگین ان دونون کی دونون پر اثر کریگی غرض جبتک نقابین اُنکے رخون پر رہینگی یہ ہلاک نہونگے پس تو جا کر عیاری
کر اور نقابین نقابدار سیاہ پوش و سفید پوش کی لے آ پھر تماشا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے یہ فرما کر وہ بزرگ نظر سے غائب
ہوے خضران بن عمرو خواب سے بیدار ہوا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اُس بزرگ کو نپایا فی الفور زیر شجر سے
اُٹھا جو اُس بزرگ نے فرمایا تھا وہ بخوبی یاد تھا خضران بن عمرو شادمان ہو کے وہان سے جانب
بارگاہ نقابداران مذکور روانہ ہوا اثناے راہ مین دل مین کہتا تھا کہ خداوند عالم نے اپنا فضل و کرم کیا ایک
بندہ برگزیدہ اپنے کو بھیجکر عالم خواب مین حالات سے مجھے آگاہ کرا دیا یہ باتین کرتا ہوا بصورت مبدل لشکر کفار
مین گیا اُس وقت وہی نازنین رقاصہ رقص کر رہی تھی اور غزل گا رہی تھی کہ یکایک نقابداران سیاہ و سفید پوش
نے ساقی گلرخ کو طلب کیا حسب الطلب ساقی گشتی مے لیکر لشکر سے سوے بارگاہ مذکور چلا راہ مین خضران
بن عمرو نے کہ وہان گرد و پیش کوئی نہ تھا قریب اُسکے جا کے حباب بیہوشی اُسے مار کے بیہوش کیا پھر
لباس اُسکا اُتار کر لنگوٹی اُسکے باندھ کر پٹی بیہوشی کی دماغ پر اُسکے رکھ کے خس و خاشاک مین اُسے دبا دیا
اور رنگ و روغن سے اُسکی صورت بنکر پوشاک اُسکی پہنکر گشتی مے اُٹھا کر اندر بارگاہ مذکور کے گیا پہلے نقابداران
وغیرہ کو سلام کیا پھر پیمانے نقابداران مذکور شیشہ مے اُٹھا کر سفوف بیہوشی سبکی نظر سے بچا کر شراب مین ملا کر
مئے گلرنگ جام بلورین مین اُنڈیل کر ساغر ساتھ بطرز ساقیون کے ہاتھون پر رکھ کر روبرو نقابدار سیاہ پوش
کے لیگیا اُسنے ساغر لیکر دہن سے لگا کر شراب پی پھر ساقی مذکور نے دوسرا ساغر شراب سے بھر کر
نقابدار سفید پوش کو دیا اُسنے بھی شراب پی بعد اسکے لاجوردشاہ و صلصال و خلخال و بختگان کو
جام مے دیا سب نے شراب پی مگر بختگان نے کچھ خضران کو پہچانا خضران نے اشارہ سے کہا ملک جی

بہتر تمہارے حق مین یہی ہی کہ جام لیکر شراب پی لو اور کچھ منھ سے نکہو اگر میرے حال سے یہان کسی کو آگاہ
کروگے تو قسم ہی اپنے والد ماجد کے سر کی مین تمھین مار ڈالونگا بختگان تقریر خضران بن عمرو کہ بایماے
چشم و ابروے کہی تھی سمجھ گئے خوف جان سے کچھ نہ بولا اشارہ سے کہنے لگا مین آپ کو مانند اپنے مالک
و جان بخش خواجہ عمرو ثانی کے جانتا ہون آپکا حکم بجا لاتا ہون یہ شراب بیہوشی آمیز ہی مین جانتا ہون مگر آپ خفا
ہون جس طرح آپ فرمائین گے یہ فرمانبردار عمل کریگا یہ کہکے شراب پی گیا جب سب اہل بزم شراب پی چکے
یہانتک کہ ساقی مذکور نے تھوڑی تھوڑی شراب اُس رقاصہ اور اُسکے سازندون کو بھی پلائی جب سبکو
نشہ شراب کا ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی گرمی معلوم ہوئی اُس وقت نقابدار سیاہ پوش نے نقابدار
سفید پوش سے کہا اے برادر اسقدر بدرجہ کمال گرمی معلوم ہوتی ہی سر کو گردش ہی اسکا کیا سبب ہی اُسنے
کہا میرا بھی یہی حال ہی ساقی نے عرض کیا حضور کچھ تردد نکرین جو شراب آپنے اس وقت پی ہی از حد تیز و تند
ہی ضرور اُسنے گرمی پیدا کی ہوگی ذرا اُٹھ کے ٹہلیے ہوا کھائیے نقابدار سیاہ پوش اُٹھا اُٹھتے ہی قدم لڑکھڑائے
سر کو زیادہ گردش ہوئی بے اختیار لڑکھڑا کے فرش پر گرا اُسکے گرتے ہی نقابدار سفید پوش و لاجوردشاہ
وصلصال وغیرہ متردد ہو کے اُسکے اُٹھانے کو اُٹھے یہ سب بھی مع بختگان فرش پر گر کے بیہوش ہوے
پھر ارباب نشاط بھی بیہوش ہوے جب سب بیہوش ہو گئے خضران بن عمرو نے جلد دونون نقابدارون
کی نقابین اُنکے رخون سے منھ اپنا پھیر کے لیکر سب کے جھٹ پٹ کپڑے اُتار کر پرانی لنگوٹیان
اور لنگیان اُنکے باندھ کر سراچہ بارگاہ کا خنجر سے چاک کر کے بارگاہ سے نکل کے اپنے لشکر کی طرف
روانہ ہوا یہان سب بیہوش پڑے تھے کہ ایک سردار لشکر کفار کا بارگاہ مین آیا اُسنے حال سبکا عجیب و غریب
دیکھ کے ہر ایک کو بیہوش پا کے متردد ہوکے باہر بارگاہ کے جا کے اکثر لوگون سے کہا آج نہین معلوم
کیا ہوا ہی نقابدار وغیرہ سب بارگاہ مین لنگیان لنگوٹیان باندھے ہوے بیہوش پڑے ہین اُنھون نے
کہا یقیناً کوئی عیار لشکر اسلام کا آیا ہوگا اُسنے عیاری کی ہوگی جلد اُنکو چل کے ہوشیار کرین یہ کہکے وہ سب
اندر بارگاہ کے آئے پھر چند تدبیرین ایسی کین کہ سب کو ہوش آیا نقابدار سیاہ پوش نے اپنی برہنگی پر
نظر کر کے اپنے برادر نقابدار سفید پوش کو دیکھا اُسنے بنظر حیرت نقابدار سیاہ پوش کو دیکھا دونون کا
باہم برہنہ ہونا تھا کہ غضب ہوا اُسکی نظر نے اسپر اُسکی نظر سحر آگین نے اسپر اپنا اثر کیا فی الفور دونون
نے آہ کی پھر نالہ بلند کیا اور کہا ہاے موت آئی کون ہمارے حال سے آگاہ ہو گیا کسنے نقابین ہمارے
رخون سے اُتار لین کسنے ہمکو ننگا کر دیا کس دشمن جانی نے ہماری ہلاکت چاہی حیف کیا جلد ہماری قضا
آئی ہماری نقابون کی تاثیر سے کون آگاہ ہو گیا کسنے ہمارا یہ حال کیا اے لاجوردشاہ و اے صلصال کچھ
تمکو معلوم ہی کہ ہماری نقابین کون لے گیا اُنھون نے کہا ہمین نہین معلوم ہم بھی مانند آپ کے بیہوش تھے
بختگان نے کہا مر شہزادے کا یہ کام ہی وہی تشریف لائے تھے ابھی بختگان یہ کہہ رہا تھا کہ دونون
نقابدارون کو بیحد گرمی معلوم ہوئی گوشت اُنکے تن کا پسینہ ہو ہو کے بہنے لگا لشکر مین خبر ہوئی تہلکہ پڑ گیا
جملہ کفار کو حیرت ہوئی خوشی اُن کفار کی مبدل بغم و الم ہوئی تھوڑی دیر مین دونون نقابدار نالہ و فریاد کر کے
ہلاک ہوے لاجوردشاہ و صلصال و خلخال و بختگان نے پوشاک و لباس دیگر طلب کر کے پہنا
اور پھر اُس بارگاہ سے اُٹھ کے اپنی بارگاہ مین گئے وہ شب کفار نے بعوض خوشی و شادمانی و درستی

آلات حرب و ضرب بگے رونے اور نالہ و فغان کرنے مین بسر کی صبح کو کسیکو جرأت نہوئی کہ میدان جنگ مین آئے
اور مقابلہ و مجادلہ امیر ثانی و لشکریان امیر سے کرتے وقت سحر یہ خبر ہلاکت نقابدارون کی تمثال آئینہ رو کو
پہونچی اسکو نہایت حیرت ہوئی بعد حیرت بسیار و صدمہ بیحد حکم دیا کہ بالفعل طبل جنگ بجایا نہ جاوے بہ حکم
دیگر محض استخوان دونون نقابدارون کے مع ایک رقعہ کہ جسمین حال ہلاکت نقابداران مذکور کا درج تھا بذریعہ
چند ساحرون اور کچھ سوارون کے سوے طلسم آبگینہ پاس نقبا سے جادو حاکم طلسم مذکور کے روانہ
کیے ادھر خضران بن عمرو وقت سحر اپنے لشکر مین آیا تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا کہ اس اثنا مین چند
ہرکارے نہایت خرم و خندان خدمت امیر ثانی مین آئے اور دست بستہ عرض کیا مبارک ہو کہ نقابدار سیاہ پوش
و سفید پوش بوجہ عیارے کرنے خضران بن عمرو کے ابھی ہلاک ہوئے ہین استخوان انکے تمثال آئینہ رو
نے جانب طلسم آبگینہ روانہ کیے ہین مردمان لشکر کفار کو صدمہ بیحد ہے خصوص تمثال آئینہ رو کو بدرجہ کمال
ملال ہے یہ فدوی خوب دریافت کرکے آئے ہین تمثال آئینہ رو نے یہ حکم دیا ہے کہ بالفعل لڑائی موقوف رہے
جملہ مردمان لشکر اہل اسلام اس خبر خوش کے سننے سے نہایت شادمان ہوے اکثر نے خاک پر سجدہ شکر
کیا کسی نے کسی سے کہا دیکھو دعا ہماری کیا جلد خداوند عالم نے قبول کی خبر مرگ دشمنان سننے مین آئی حضور
امیر ثانی ہرکارون سے حال ہلاکت نقابداران مذکورین کے بہت خوش ہوے خدا کی حمد و ثنا کی پھر سجدۂ شکر
کیا بعد اسکے تعریف عیاری خضران بن عمرو کی بہت کی بعد تعریف زر و جواہر کثیر خضران بن عمرو کو انعام مین
دیا اور جنگاہ مین جانے کا قصد ملتوی کیا اس وقت چند سرداران لشکر امیر ثانی سے عرض کیا کہ نقابدارون کی
ہلاکت کی خوشی بہت ہے دل چاہتا ہے کہ اس خوشی کا جشن ہو امیر ثانی نے فرمایا ابھی چند روز مین سات سو سرداران
لشکر ہلاک ہوے غم انکا تازہ ہے خوشی انفعال دشمنان کی ایسی صورت مین مناسب نہین ہے سوا اسکے ہلاکت
دشمنان کی خوشی مین جشن کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہے وہ ہلاک ہوے ہمکو بھی ایک دن مرنا ہے دنیا سے سوے
عدم جانا ہے اگر اسکا یقین ہوتا کہ ہم سب تا قیامت زندہ رہینگے تو البتہ ان نقابدارون کے مرجانے سے
خوش ہوکے جشن کرتے سرداران مذکور نے بجواب امیر ثانی عرض کیا مرجاتا تو ایک دن ہر ایک کا ضرور
ہے مگر قاعدہ اہل جہان کا یہی ہے کہ بزمانہ صدمہ و الم مین غم کرتے ہین اور بوقت شادمانی خوشی کرتے ہین پس
فی الحال ایسے دشمنان جان عیاری خضران بن عمرو سے ہلاک ہوے ہین خدا نے ہم سب پر فضل و کرم
اپنا کیا ہے اس خوشی مین جشن کرنا ضرور ہے جب امیر ثانی نے انکی تقریر سنی اور دیکھا کہ یہ سب اصرار
کرنے مین مجبور ہوکے کہا اچھا خوشی تمھاری جشن کرو مگر آج ہی کی شب یہ فرماکے حکم ملازمون کو دیا کہ سامان
جشن مہیا کرو ملازمون نے حکم کی تعمیل کی ایک بارگاہ نہایت بلند ایستادہ کی گئی فرش و کرسی و تخت و نگل سے
اور دیگر اشیاے زیب و زینت سے اسے آراستہ کیا ارباب نشاط کو طلب کیا وقت شام بادشاہ لشکر
اسلام و امیر ثانی و جملہ سرداران موجودہ اس بارگاہ مین جاکے علی قدر مراتب بیٹھے بعد ساعتی حسب الحکم امیر ثانی
ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ مین روبروے امیر ثانی کے حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے اور درست
ہونے سازندون کے وہ رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم رقص اسکا دیکھنے لگے بعد رقص کرنے کے
رقاصہ مذکور یہ غزل گانے لگی غزل

مطربہ نا آنکو یاد آیا وہ فوراً رو دیے	سب تو خوش ہوتے ہین آئینہ مقابل دیکھکر نقش پروانہ حضور شمع محفل دیکھکر	آپکو کیون غیظ آتا ہے مرا دل دیکھکر تشنۂ جام شہادت ایکدن سے ہون مین

کیون نہ دل لہرے آب تیغ قاتل دیکھکر
شوق ایسا قتل کا ہی سر جھکاتے آتا ہون
کیجیئے مری کی مذمت رنگ محفل دیکھکر
حال غیر دل کی زبانی سُنکے ہنستے ہین ابھی
عید ہوتی ہی ہلال تیغ قاتل دیکھکر

اپنی زلف اُلجھی ہوئی سُلجھاؤ کنگھی سے مگر
ان حسینونمین کوئی اچھا سا قاتل دیکھکر
حسن وہ دلکش ہی انکا رخ سے گر اُلٹین نقاب
پھر وہ رو دینگے مری بیتابیِ دل دیکھکر

اک ذرا عشاق کے دیکھتے ہوئے دل دیکھکر
سب مین رند لاؤبالی انجمن مین شیخ جی
تھام لین دل اپنے اپنے اہل محفل دیکھکر
فرط شادی سے گلے ملتے ہین باہم جان نثار

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ بگوش دل سننے لگے تعریف اُسکے گانے کی اور ثنا اشعار کی کرنے لگے یہان تو بزم عیش مین رقاصہ گا رہی ہی سب بیٹھے ہوئے سُن رہے ہین لاجور و شاہ وصلصال دجملہ کفار و تمثال آئینہ رو کو ملال ہی قتل ہوجانے کا کفار کو خیال ہی کیونکہ جب نقابداران سیاہ وسفید کو عیار نے عیاری کرکے ہلاک کیا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہی تمثال آئینہ رو مانند آئینہ کے ہلاکت نقابداران مذکور سے حیران ہی حال ان کفار و دینداران کا آیندہ بخدمت ناظرین عرض کیا جائیگا

داستان جانا خواجہ عمرو ثانی کا واسطے رہائی درویش ذیکمال و ریاضت گزین مسمے رضوان بوریہ نشین کے اور عیاری کرنا۔ ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقیے باکرم
کہ مے حسین ہووے بھری نور کی
عنایت سے تیری جو مسرور ہون
کہ خوش ہووے جس سے دل دوستان

ہی مشہور عالم مین تیرا کرم
نیا شیشہ لا قلب مسرور کا
ترے لطف سے نشہ مین چور ہون
نئے طرز سے آج تحریر ہو

صراحی بنا گردن حور کی
پیالہ بنا چشم مخمور کا
سناؤن پھر آگے کوئی داستان
فصاحت سے معمور تقریر ہو

بیت۔ گہر سنجان دریا ئے معانی ✽ چنین آرد متاع نکتہ دانی ✽ قبل اسکے اس ہیچمدان خاکپائے داستان گویان و مترجمان نے لکھا ہی کہ خواجہ عمرو ثانی امیر ثانی سے رخصت ہوکر سوئے خانۂ کعبہ چلے تھے ارادہ دل مین یہ تھا کہ بیت اللہ مین جاکر حمزۂ صاحبقران اول اور اپنے والد ماجد خواجہ عمرو سے ملونگا یہان کے حالات اُنسے کہونگا شکایت نافہمی اور کہنا نماننے امیر ثانی کی حمزۂ صاحبقران اول سے کرونگا چنانچہ عمرو ثانی کہ بعد عمرو کے عیاری مین لاثانی ہی لشکر اہل اسلام سے نکل کے چلا جاتا تھا ہر روز راہ دشت وصحرا طے کرتا تھا ایک روز وقت شام صحرا مین پہنچے ایک درخت سایہ دار کے پہونچا دیکھا سامنے ایک کوہ ہی درخت انواع واقسام کے اُس کوہ پر نظر آتے ہین پانی اُس کوہ سے جاری ہی صحرا کو دیکھا کہ نہایت لق و دق ہی جہانتک نظر کام کرتی ہی بجز صحرا کے اور کچھ نظر نہین آتا ہی درندے اور گزندے اُس صحرائے مہیب و وحشت افزا مین بہت ہین شیرون کے نعرہ کی آواز آتی ہی ہر جانب سے سانپ اور دیگر گزندون اور درندون کی صدا آتی ہی خواجہ عمرو ثانی نے اُس صحرا و کوہ کو دیکھکر ہنوز خیال کیا تھا کہ آج کی شب اسی درخت پر چڑھ کر بسر کرنا چاہیے آگے یہان سے اس تاریکی شب مین نجانا چاہیے کیونکہ درندون اور گزندون سے خوف جان ہی ناگاہ سامنے سے ایک فقیر پیدا ہوا خواجہ نے اُسے اپنے سمت آتے دیکھکر دل مین کہا شکر ہی خدا کا کہ تنہائی میری مبدل بہ ہم نشینی درویش ہوئی آج کی شب اسی درویش سے ہم سخن ہونگا اسکی جھولی مین ٹکڑے روٹیون کے ضرور ہونگے وہی لیکر کھاؤنگا نان خشک پر قناعت کرونگا زنبیل سے کوئی شے کھانے کی قسم طعام سے نکالونگا اگر یہ فقیر مجھے اپنی جھولی سے قسم طعام سے کچھ نہ دیگا تو بیہوش اُسکو کرکے جو کچھ اسکے

پاس ہی سب چھین لونگا ابھی خواجہ اپنے دل مین یہ تجویز کر رہے تھے کہ وہ فقیر قریب تر آیا خواجہ کو دیکھکر
سلام کیا عمرو ثانی نے جواب سلام دیکر پوچھا تم کہان سے آتے ہو کہان جاؤ گے اُسنے کہا بابا یہ فقیر
عدم سے آیا ہی اور عدم کے جانے کی فکر مین پھر رہا ہی ماہ دو ماہ بلکہ دو چار روز بھی قیام کہین نہین کرتا ہی حیات
چند روزہ سیاحی مین بسر کر رہا ہی ہر روزہ راہ شہر و دشت طی کرتا ہی ایک روز منزل عدم تک ضرور پہونچ
جائیگا خواجہ نے جوابدیا اے درویش جو کچھ اظہار کیا سچ ہی لیکن صاف صاف کہو کس شہر سے ادھر آتے ہو کہان جاؤ گے اُسنے
کہا فی الحال شہر تمثالیہ سے آتا ہون خواجہ نے پوچھا اُس شہر کا کچھ حال بیان کرو اُسنے کہا بابا آج کل اُس شہر مین ایک
تہلکہ پڑا ہوا ہی لڑائی ہو رہی ہی کفار جانب تمثال آئینہ رو سے اہل اسلام سے لڑ رہے ہین جانب کفار
دو نقابدار سیاہ و سفید پوش ایسے بلا کے ہین کہ جب وہ ہمراہ لشکر کے میدان جنگ مین جاتے ہین اور مبارز
طلب کرتے ہین لشکر امیر ثانی سے جو پہلوان یا سردار سپاہ اُنکے سامنے آتا ہی پہلے تو باہم نیزہ سے
لڑائی ہوتی ہی پھر نقابدار نقاب اپنے رُخ سے اُٹھا کے اپنے حریف کو صورت اپنی دکھاتا ہی اُسکی
آنکھ سے آنکھ اپنی ملاتا ہی پھر نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لیتا ہی حریف مذکور کو گرمی معلوم ہوتی ہی یہانتک
پسینہ آتا ہی کہ تمام گوشت تن کا پسینہ ہو کے بہ جاتا ہی ہڈیان تک بھی باقی نہین رہتی ہین اس صورت مین
حریف نقابدار جلد ہلاک ہو جاتا ہی دنیا سے سوے عدم جاتا ہی اہل اسلام غمگین ہوتے ہین کفار
خوش ہوتے ہین میرے سامنے چھ روز مین چھ سو سرداران لشکر اسلام دست نقابداران سے
ہلاک ہو چکے تھے اور سوا سو سرداران نامی و گرامی لشکر امیر ثانی کے دربند طلسم بہار مین جاکے زخمی
ہو کے اسیر ہو چکے تھے لاکھون سوار و پیادے لشکر جانبین کے کام آچکے تھے کفار بہت خوش تھے
خصوص تمثال آئینہ رو جو اپنے تئین خداوند کہلواتا ہی شادمان تھا اور امیر ثانی وغیرہ جملہ مردمان لشکر
اسلام حزین و غمگین تھے صدائے نالہ و فریاد و فغان لشکر اسلام مین بلند تھی مین یہ خونریزی دیکھنے کی تاب نہ لایا دونون
لشکرون اور شہر کی سیر کر کے وہان سے ادھر آیا خواجہ یہ حال پر ملال سُنکے نہایت ملول و حزین ہوے
کچھ خیال اکل و شرب اُس رنج و ملال مین نکیا ٹکڑے روٹیون کے فقیر سے نہ لیے نہ اُسے لوٹا نہ بیہوش
کیا فقیر مذکور تو خواجہ سے رخصت ہو کر سوے کوہ گیا خواجہ اُسی درخت کے نیچے بیٹھ گئے خیال
امیر ثانی و ہلاکت و اسیری سرداران لشکر مین رونے لگے مُنہ آب اشک سے بھگونے لگے دل مین
کہنے لگے کہ اے خواجہ شرط محبت و دوستی و ملازمت و نمک حلالی سے بہ بعید ہی کہ تم ایسے وقت مین رفاقت
امیر ثانی سے دست بردار ہو کے سوے خانہ کعبہ جاؤ تمھاری بے اعتنائی و بے مروتی و ترک رفاقت
سے اہل جہان آگاہ ہو کے کیا کہینگے خصوص حمزہ صاحبقران اول و حمزہ صاحبقران ثانی کیا فرمائینگے
تمھارے والد نے حمزہ صاحبقران اول کے ساتھ طفلی سے تا پیری کیا کیا رفاقت کے امور کیے
ہین کہ تا قیامت اہل جہان کو یاد رہینگے تم اُنھین کے فرزند ہو تمکو بھی لازم ہی کہ ترک رفاقت امیر ثانی سے
باز آؤ سوے خانہ کعبہ نجاؤ یہان سے پھر اپنے لشکر مین چلو یا اسی جگہ سے کوئی فکر و تدبیر ایسی کرو کہ در
مقصد ہاتھ آئے یعنے تمثال آئینہ رو مارا جاے خداوندی اسکی باقی نرہے شہر تمثالیہ اہل اسلام سے
آباد ہو کفار کا نام و نشان باقی نرہے یہ باتین کر کے خود ہی یہ خیال کیا کہ اے عمرو ثانی نزدیک خداوند عالم
و عالمیان کی قدرت کے تو یہ امر بہت سہل ہی کہ تمثال آئینہ رو تیری فکر و تدبیر سے ہلاک ہو مگر محض توانہی

عیاری و مکاری کے ذریعہ سے کیا اُسکو قتل کر سکیگا خداوندی اُسکی کیا بگاڑ سکیگا اس وقت وہ صاحب حکومت ہی
لاکھون بیدین اُسے سجدہ کرتے ہین یعنی اُسکے تابع حاکم ہین چند شہر کا فرمانروا ہی بھلا اُسپر تو اکیلا ایک
مشت استخوان کیا غالب آئیگا اگر جرأت کرکے سامنے اُسکے جائیگا عیوض قتل کرنیکے اُسکے چہرہ کو دیکھ
کے فوراً اُسے سجدہ کریگا دین اسلام سے نکل جائیگا حالانکہ دین اسلام سے نکلجانا ہین بعد سجدہ کرنے کے
کلام ہی کیونکہ مسحور بسحر ہوتے یا تاثیر نقوش و عمل سے اگر کوئی کسی کو سجدہ کرے تو وہ لایق اعتبار نہین ہی
ایسے سجدہ کرنے سے اُسکے اسلام مین خلل نہین آتا ہی ہان اپنے ہوش و حواس مین ہوکے دیدہ و دانستہ
اگر کوئی ایسا فعل کرے تو البتہ دین اسلام سے خارج ہوجائیگا خواجہ باتین کرکے اور خیالات مندرجہ
کرکے بے اختیار یاد امیر ثانی و صدمۂ ہلاکت و اسیری سرداران لشکر اسلام مین زار زار روئے اور ایسا
گریہ کیا کہ کبھی اس طرح بیقرار ہوکے نروئے تھے اُسی حالت گریہ و زاری و نالہ و بیقراری مین
سوے فلک سر اُٹھاکے دل کو رجوع بہ پروردگار عالم کرکے اس مناجات کو ورد زبان کیا مناجات لمؤلفہ

الہی تو ہر اک کا ہی کار ساز　　تری ذات بیشک ہی بندہ نواز　　تو ہی بیکسون کا ہی مشکل کشا
تو ہی بس ہر اک کا ہی حاجت روا　　اگرچہ مین ہون عاصی و پُر خطا　　مگر رحم کر مجھپہ اب ای خدا
مرے دل کی امید بر لا شتاب　　کہ دل ہی مرا سوز غم سے کباب

خواجہ مناجات مندرجہ زبان پر
جاری کرتے ہوے جاتے تھے اور بعد بیقراری روئے جاتے تھے اُسی گریہ و زاری مین خواب راحت
نو کجا غش آگیا عالم غفلت مین دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش مقطع وضع کے ایک تخت نور پر سوار جانب فلک
سے بالین سر تشریف فرما ہوئے چہرہ اُنکا نورانی لباس پاکیزہ و سفید در بر ہی عطر مجموعہ سے
بسا ہوا عمامہ برسر ہی ریش سفید موافق شرع ہی آنجناب نے متبسم ہوکے فرمایا ہی قلعہ گیر بے جنگ صاحب
قنطورہ زنگ دوندہ بیمثال عیار ذی کمال سر برندہ ساحران و ریش تراشندہ کافران غرق دریاے
فکر و حیرانی خواجہ عمرو ثانی کیون اسقدر غمگین ہی خوش ہو کہ خداوند کریم نے تیری دعا مستجاب کی حال زار پر
تیرے رحم کیا گریہ و زاری سے تیرے دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا تھوڑے زمانہ مین گوہر مدعا
تیرا تیرے ہاتھ آئیگا جو مراد ہی وہ پائیگا لیکن حصول در مقصد دلی مین کوشش و فکر کرنا تجھے ضرور ہی
بغیر فکر و کوشش بلیغ فتحیاب ہونا اور ہلاک کرنا تمثال آئینہ رو کا مشکل ہی کیونکہ چند چیزین اُسکے پاس
ایسی ہین کہ وہ باعث اُسکے فروغ اور اُسکی حفاظت کی ہین تا وقتیکہ جس شخص سے وہ اشیا اُسکو
دستیاب ہوئی ہین وہی اُنکو نہ مٹائیگا تمثال آئینہ رو مارا نجائیگا حالانکہ خداوند عالم قادر و توانا ہی ہر شی پر
اُسے قدرت ہی جو چاہے کرے جسکو چاہے بنائے جسکو چاہے بگاڑے گو خداوند عالم اسپر بھی قادر
ہی کہ ایک چشم زدن مین تمثال آئینہ رو کو تیرے ہاتھ سے یا اور کسی طور سے یون قتل و ہلاک
کرادے کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوجائے مگر حکمت و مشیت الٰہی یہی ہی کہ تو کوشش و فکر کرکے مراد دلی
حاصل کر المدعا تجھکو معلوم ہو کہ ایک درویش صاحب کمال کہ نام اُسکا رضوان بوریہ نشین ہی تمثال
آئینہ رو نے ایک زمانہ مین وعدہ اُسسے زر و جواہر کثیر دینے کا کرکے کہا تھا کہ کچھ نقش وغیرہ مجھے
ایسے دو کہ خلائق مجھے دیکھتے ہی سجدہ کرے اور جو میری صورت پر نظر کرے وہ از خود رفتہ ہوجائے
بلکہ اُسکو غش آجائے تاب نظارہ جمالی نہ لاسکے فقیر مذکور نے بطمع زر و جواہر کثیر شیطان کے

بہکانے سے راضی ہوکے اقرار کیا تھا اور اپنے عمل و ریاضت کشی سے بصد دشواری و مشکل ایک تختی اور
چند نقوش تیار کرکے اُس نابکار کو دیئے تھے اُنکو تمثال آئینہ رو نے لیکر اپنے پاس رکھے چنانچہ وہی نقوش
اور تختی ابتک اُسکے سر و پیشانی پر آویزان ہین اُنھین کی تاثیر سے ہر ایک پیر و شیطان اس نابکار کو
سجدہ کرتا ہی اور اُنھین نقشون کی وجہ سے اور آئینہ مقابل کے عکس وغیرہ کے باعث سے چہرہ اُسکا
ضو افگن ہی اور باعث تسخیر قلوب مردم ہی غرض جب تمثال آئینہ رو درویش مسطور سے نقوش وغیرہ پاچکا
اور حسب وعدہ زر و جواہر اُسے دیچکا دل مین سوچا کہ اس درویش کامل نے جب مجھکو ایسے نقوش اور
تختی دی ہی کہ جسکی وجہ سے مین نے اپنے تئین خداوند مشہور کیا ہی اور مردم نے مجھے سجدہ کیا ہی وہ قادر
اس امر پر بھی ضرور ہوگا کہ وقت دشمنی مجھسے یہ نقوش اور تختی لے لی یا اپنے عمل سے تاثیر اِن نقوش کی
زائل کردی یا کسی میرے دشمن جان کا شریک ہوکے باعث میری تخریب کا ہو پس حفظ ما تقدم ضرور
ہی کسی دوست پر اُسکا یقین نچاہیے کرنا کہ یہ ہمیشہ دوست رہیگا کبھی دشمنی نکریگا یہ سوچ کے اُسکو
بمکر و حیلہ گرفتار کیا اور ایک صحرا مین اُسے قید کیا بعد قید کرنے کے تین دربند درمیان راہ کے
قائم کیے بہت سے ساحرون کو محافظ اُسکا کیا تاکہ کوئی شخص اُس تک پہونچنے نپاے اور اُسے قید
سے رہا نکرنے پائے پس وہ درویش اُس زمانہ سے ابتک اُسی صحرا بے پر خطر مین کہ ایک حجرہ وسیع
ہی درمیان اُسکے قید ہی گرد اُس حجرہ کے صدہا ساحران نابکار بیٹھے ہین نگہبانی کرتے ہین تمثال آئینہ رو
نے نو و اسطے اپنی بہبودی کے یہ تدبیر کی کہ جو بیان کی گئی لیکن وہ اس بات سے بیخبر رہا کہ جب
خدا چاہیگا درویش رہا ہوجائیگا دربند ٹوٹ جائینگے خداوندی جاتی رہیگی بلکہ جان بھی جائیگی خداوند عالم
کسی اپنے بندہ کے ذریعہ سے درویش مذکور کو قید سے رہا کرادیگا وہ قید سے چھوٹ کے شریک
اپنے محسن کا ہوکے باعث تخریب ہوگا اہی خواجہ وہ وقت اب آیا ہی منظور خدا یہ ہی کہ تمھارے
ہاتھ سے اور تمھاری کوشش سے دربند مذکور ٹوٹین اور وہ درویش قید سے رہا ہو تمھارا بھی اس سے
مطلب دلی بر آئے یعنی وہ شریک تمھارا ہوکے تمثال آئینہ رو کی خداوندی کو اور خود اُسکو مٹائے پس
تم وقت سحر بیابان سے داہنی جانب روانہ ہونا بعد قطع راہ تمھین ایک دریاے ذخار نہایت مہیب و پر خطر
ملیگا جب اُس دریا کے کنارے بیٹھوگے اور نی بجاؤگے ایک دوست تمھارا ظاہر ہوگا اُسکی وجہ سے راہ
بھی طی ہوگی اور دربند اول بھی فتح ہوگا بالفعل تمکو اسقدر حال دربند اول کا بتا یا گیا ہی آیندہ وقت ضرورت
کچھ اور بھی بتا جائیگا یہ فرما کے وہ بزرگ نظر سے نہان ہوے عمرو ثانی خواب سے بیدار ہوا آنکھین
کھولکر دیکھا وقت صبح کا ہی پھر بالین بسر دیکھا اُس بزرگ کو نو پایا لیکن جو کچھ اُنھون نے ارشاد کیا تھا
وہ یاد تھا الغرض عمرو ثانی وقت شب خواب دیکھکر صبح کو بیدار ہوکے بہت خوش ہوا دل مین کہنے لگا
کہ فضل خدا شامل حال ہوا بشارت ہوئی اب موافق ارشاد اُس بزرگ کے عمل کرنا چاہیے یہ باتین دل مین
کرکے اُٹھا اور بسم اللہ کہکر جانب دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ بسیار قریب شام کہ دو ساعت دن باقی تھا
کنارے ایک دریاے ذخار کے پہونچا حال مفصل تو اُس دریا کا کیا لکھا جائے الامختصر یہ ہی کہ بمضمون ابیات

پاٹ دریا کا حد سے افزون تھا	بادبان جہاز گردون تھا	اوج مین کم نہ تھا وہ جیحون سے
لب بلب تھا محیط گردون سے	دیکھ کر آب ہمعنان فلک	ڈر کے کہتے تھے ساکنان فلک

گرہی آب کی ہر طغیانی
برج آبی بنا تھا بسج حباب
کہکشان فلک بسان نہنگ
سر طائر کو جیسے کر تی تھی

زرد ہ قی جیسے رخ ہو نہ طوفانی
آتی تھی نہ سیونکی صافت صدا
ہر بھنور نہ غیرت دہان نہنگ

آسمان سے ہم اوج تھا زلبن آب
باتین سنتے تھے سالکین دریا
بحسری موج جب اُبھرتی تھی

عمر وثانی دریا کی روانی اور زور و شور اور پاٹ اُسکا دیکھکر خائف ہوا کیونکہ عمر وثانی دریاے مذکور کو دیکھکر نہ ڈرتا کہ وہ دریا ہی خطرناک تھا سوا اسکے الولد سِرٌ لابیہ مشہور ہی عمر و بھی دریا سے ڈرا کیا یہ فرزند اُسکا ہی یہ بھی مانند اپنی پدر کے دریاے مذکور سے خائف ہوکر دل مین کہنے لگا عجب یہ دریا ہی کہ جسمین نہ کوئی کشتی ہی نہ جہاز ہی پاٹ اسکا ایسا ہی کہ دوسرا کنارہ نظر نہین آتا ہی عبور اس دریا سے کیونکر کرونگا ہنوز یہ کہرہا تھا کہ ارشاد اُس بزرگ کا یاد آیا فی الفور صورت اپنی رنگ و روغن سے ایک نہایت خوبصورت کلاونت بچے کی بنکر عنقریب ساحل دریا ایک درخت سایہ دار کے نیچے فرش مکلل کا بچھاکے اُسی فرش پر بیٹھ گئے زنبیل سے نرکال کے دہن سے نے کو ملا کے بجانے لگا اور لحن داؤدی مین یہ غزل گانے لگا غزل

سر جھکا یا آرزوے دلکو حاصل دیکھکر
ہوگیا بیچین دل مقتل کو جانے ہی مرا
جیسے مجنون خوش ہوا لیلی کا محمل دیکھکر
دست حسرت ملنے سے ممتا نہ کیا حاصل آہ

مرغ دل کو ہی شکار ناوک مژگان کیا
بڑھ گیا شوق شہادت تیغ قاتل دیکھکر
شمع جلتی ہی تو پروانہ بھی ہوجاتا ہی خلق
شمشیر سے دلکو سمجھا نا تھا مائل دیکھکر

بڑھ گیا شوق شہادت تیغ قاتل دیکھکر
دام گیسو مین کسے پھانسا ہی غافل دیکھکر
دیکھکر اُسکی سواری یون ہوا مین شادمان
گل بھی مائل ہوتا ہی بلبل کو مائل دیکھکر

چرند و پرند و جانوران دریائی گانا عمر وثانی کا سنکے مست و مدہوش ہوکے قریب آ کے جمع ہوے اُس وقت وہ ہواے سرد کا چلنا وہ کنارہ دریا سبزہ شاداب کا فرش وہ لب دریا کی کیفیت وہ صحرا کا سنسان وہ لحن داؤدی عمر وثانی کا گانا وہ سما کا بندھنا وہ وحش و طیور و جانوران دریائی کا مست و مدہوش ہوکے قریب عمر وثانی کے جمع ہونا قابل دید تھا ابھی عمر وثانی نے بجا رہا تھا غزل مندرجہ بالا لحن داؤدی گا رہا تھا کہ ناگاہ اُسی دریا مین دور سے ایک کشتی مانند ہلال شب اول کے عمر و کو نظر آئی جب وہ نزدیک آئی عمر وثانی نے دیکھا کہ ایک کشتی نہایت خوشنما ہی اُسپر ہمگیرہ زربفتی مختصر ایستادہ ہی زیر ہمگیر فرش معقول بچھا ہی کرسیان و تپائیان عمدہ عمدہ بچھی ہوئی ہین اُنپر گدے پڑے ہین اُن کرسیون پر نوجوان نوجوان عورتین خوبرو بیٹھی ہین آگے اُنکے ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے بیٹھی ہوئی یہ غزل گا رہی ہی اور اُنھین نازنینون کو بتا بتا کے رجھا رہی ہی غزل

سر سوداے گیسوے بتان جاتا نہین سر سے
تمہارے سوز فرقت سے نہا یا مین شب بن نے
ہماری قتل پر قاتل ہوا جس وقت آ ناوہ
ہمارے سوز دل کا ہی رقم مضمون سرنامہ
تمہارے رنج فرقت مین ہوا ہون زار اس درجہ
تپ ہجران نے اس درجہ کیا ہی ناتوان مجھکو
گدا ہون یا تونگر جتنے ہین سب تجھسے سائل ہین
برہمن نے دعا بتخانے مین مانگی تو مین بولا

ارادہ ہی کہ رگڑ دون خوب پیشانی کو پتھر سے
دل بیتاب آنسو بنکے نکلا دیدۂ تر سے
صدا تکبیر کی آئی ہر اک دیوار اور در سے
بھلا غم نامہ لیجاوے کہان ممکن کبوتر سے
ہوے ہین استخوان سارے مشابہ تار بستر سے
کہ اُٹھ سکتا نہین مین درد کے ہمراہ بستر سے
ترا سائل بنا تو ہی کہان جاوے ترے در سے
خداوندا مرادین کس طرح ملتی ہین پتھر سے

گوارہ ہو رہے دلدار اک ساعت نہ تھی ہمکو　　مگر اے اشرفی مجبور ہین اپنے مقدر سے

نازنینان خوبرو سُن رہی ہین اشعار غزل سُن سُنکے مطالب ہر شعر کا سمجھ سمجھ کے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس رہی ہین ایک دو عورتین تھاپیون سے کشتی کو کھیتی ہوئی لاتی ہین جو عورتین کرسیون پر بیٹھی ہین اُنمین چار عورتین تو چوبی کرسیون پر ہین دلبسار بیٹھی ہین حُسن و خوبی مین مانند کوکب ہین اور درمیان مین جو کرسی جواہر نگار ہے اُسپر ایک شاہزادی نہایت خوبصورت بڑی سیرت حور جمال رشک ماہ کمال بصد ناز بیٹھی ہے حلیہ اُسکا یہ ہے — سراپا

الفت کا الف وہ قد ہے گویا
قمری رہے اُسکا ابد سرد
جنجال ہے پیچ زلف یا جال
جالا مگس نظر کا ہے زلف
دل اٹکتے ہین وہ مانگ ہے فرد
خط نصف النہار کہیے
زلف ابر سیاہ ہے نور رخ بدر
یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام
یہ چشمۂ خضر ہے وہ ظلمات
یہ من ہے وہ افعی سیہ کار
یہ تاریکی ہے وہ اُجالا
یہ خانۂ حق وہ کافرستان
ماتھا سر لوح صفا ہے
یہ غرق ہے اور وہ نیر شرق
ابرو کہیے کہ طاق کعبہ
ہے جفت تو ابروے دگر جفت
پلکین ہین وہ پیوست آنکھین با دام
کہیے اُسے نشتر رگ جان
نیرنگ کہ شب کا اسم کہیے
شوخی غصہ حیا غضب قہر
نظرون مین مئے حیا بھری ہے
دشت بیمار مین عصا ہے
ترکش سے نکل پڑا ہے یہ تیر
نسبیہ یہ بمدہ ہاتھ آئی
آنکھین دونون کٹوریان ہین

قامت مداح عاشقان ہے
پاے برکت کی مد ہے گویا
شمشاد قدم پکڑ کے رہجائے
یا ماہی دل کو ہے مہاجال
زلف ابجد لوح حسن کلام
دیکھیے تو ہو رنگ کہکشان زرد
کلک دو زبان صفت بہم کر
یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
یہ دل ہے تو وہ سیاہیے دل
یہ وصل کے دن وہ ہجر کی رات
یہ آگ وہ آگ کا دھوان ہے
یہ سنبل باغ ہے وہ لالا
یہ کعبہ وہ جامہ کعبہ کا ہے
پیشانی نسخہ وفا ہے
ثابت ہوا جب کیا نظارہ
محراب در رواق کعبہ
گر دیدۂ مست نحر ل ہے
یا ماہی چشم کے لیے دام
آنکھین ہم چشم ہاے ہوز
جادو افسون طلسم کہیے
پیدا چتون سے سحر و اعجاز
تیلی ہے کہ شیشہ مین پری ہے
کہتے ہین یہ تار نظر باز
یا میان سے نکلی نوک شمشیر
ٹیکا چشم و سیاہ ابرو
تار نظر اُسکی ڈوریان ہین

یا آمد حشر کا نشان ہے
تعظیم کو اُٹھے سرو قد سرو
خجالت سے زمین مین گڑ کے رہجائے
ڈورا ہے چشم تر کا ہے زلف
جوڑا نہین فوج کا ہند حالام
بحر ظلمت کی دھار کہیے
وصف رخ و زلف ساتھ ضم کر
یہ ظلمت کفر ہے وہ اسلام
یہ گل ہے تو وہ چراغ محفل
یہ کافر زشت خو وہ دیندار
یہ دھوپ وہ سایہ بیگمان ہے
تفسیر جو یہ تو وہ ہے قرآن
یہ قہر وہ رحمت خدا ہے
کوندا رخسار مین جبین برق
یہ شب کا وہ صبح کا ہے تارا
اس طاق کا ہے نہین مگر جفت
ابرو محراب دار دل ہے
نوک خنجر ہے نوک مژگان
تل واو کا دائرہ ہے مرکز
آنکھون مین بھرا ہے شربت زہر
غمزہ عشوہ جھپک ادا ناز
دنبالۂ چشم سرمہ سا ہے
پر کھولے پری نے بہر پرواز
کی خامہ نے طبع آزمائی
کانٹا ہے کہ حُسن کی ترازو
تل ہے کہیے وزن ماشۂ نور

ماشاء اللہ چشم بد دور
کیا ناک ہیں ہر وہ خوشنما کیل
مینائے گلو کی قیف ہر کان
بالا مہتاب کا ہے ہالا
صدقے کریں شاہد حسن پھول
کیونکر کہوں نہ کہ لالۂ باغ
یا جلوۂ حق میں شرک باطل
برج مہر شرف وہن ہے
یاقوت ابھی ہیرے کی کنی کھائے
دندانے ہیں سین کے وہ دندان
منھ کی کھائی جہاں چلی عقل
فوارۂ نور ہے وہ گردن
نور حق کا نشان کہیے
بازو نازک کلائیاں نرم
نسترن و گل سمن نہ پہونچی
کف مہر ہے انگلیاں کرن ہیں
گنجینۂ الفت و وفا ہے
ابھری ابھری وہ چھاتیاں ہیں
محرم انگور کی پٹاری
دو لعل ہیں یا کہ واژگون درج
زنبور کنول کے پھول پر ہے
ہر بیٹ کہ نور کا ہے تختہ
عنقائے کمر کے باندھیے پر
ہیں ناف و کمر جو دونوں باہم
یا تار خیال کا ہے پھندا
عقدہ ہے یہ رشتۂ نظر کا
گویا پشت و پناہ خوبی
اب تاب رقم نہیں ہے ہمکو
راز مخفی کا کھولتا کیا
برج قمر و ستارہ کہیے
ساق سیمیں ہیں شمع کافور

حسن و خوبی کی ناک ہے ناک
مشاطہ نے حسن کو دیا کیل
دو کان کی گوشۂ مہ نو
بجلی سی چمک دمک ہیں بالا
ہیں گال کہ وہ گلاب کے پھول
آئینہ و مہتاب آئینہ ہے داغ
باب صفت دہن جو کھولوں
موتی دندان صدف دہن ہے
قند و شکر و نبات ہے بات
منھ کھولیں صفت میں کیا سخندان
یوسف گرے جس میں ہے یہ چاہ
برق سر طور ہے وہ گردن
بل زلف سے جبکہ کھائے شانہ
شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
رنگین وہ ہتھیلیاں وہ پنجہ
برگ نخل ریاض تن ہیں
گر دیکھ لیا کسی نے سینا
ہیں سیب کہ ناشپاتیاں ہیں
روشن ہیں گلاس یا کنول ہیں
یا قلعۂ رنگ و حسن کے برج
بیٹھا ہر قلعہ پر عسس ہے
شفاف بلور کا ہے تختہ
ذی عقل مصوروں کے نزدیک
مضمون کے پیچ میں پھنسے ہم
بس غور طلب یہی جگہ ہے
سکتا ہے یہ مصرعۂ کمر کا
ہیں کوہ سرین وہ پیکر حسن
آتی ہیں پھر پریاں قسم کو
کافی ہے وصف یہ سخن ہے
شکل صدف دوبارہ کہیے
زانو آئینہ کے حلب ہیں

اک شعلۂ تابناک ہے ناک
کان گہر لطیف ہے کان
لو جس سے لگائے شمع کی لو
محو سرگوشی ہیں کرن پھول
نخل چمن شباب کے پھول
چشم مردم کا تل وہ ہے تل
پہلے کوثر میں منھ کو دھولوں
لعل لب سرخ اگر نظر آئے
مجموعۂ معجزات ہے بات
ہے چاہ ذقن میں بادلی عقل
ملتی نہیں غوطہ خور کو تھاہ
شانوں کو خدا کی شان کہیے
کب شانے کا بار اٹھائے شانہ
اس پہونچی کو نسترن نہ پہونچے
مٹھی ہے جس دل شکنجہ
سینہ آئینۂ صفا ہے
مشکل ہوا زخم دل کا سینا
پستان ہیں جو میوۂ بہاری
پھولے دریا میں کیا کنول ہیں
بھٹنی پستان پہ جلوہ گر ہے
یا شہد کے شیشہ پر مگس ہے
صید مضمون ہوا اس جگہ پر
ہے تار نظر سے بھی وہ باریک
یہ بال وہ بال کا ہے پھندا
سب کہتے ہیں بال میں گرہ ہے
ہے پشت وہ تکیہ گاہ خوبی
یا بالش شاہ کشور حسن
ہے موقع شرم بولتا کیا
نقش قدم آہوئے ختن ہے
رانیں برق تجلی طور
تا لنش میں بلور ہیں لشب ہیں

ایڑی نازک ہے اُس قمر کی
ایڑی چوٹی پہ اپنے وارے
مہر و مہ آسمان ہین تلوے
حورین آنکھون سے ملوین سہلائین
اعجاز ہے گردش قدم مین
ٹھوکرین اعجاز کا ئہ قسم

کچھ اصل نہین گل و ثمر کی
برگ گل نسترن کف پا
آئینہ قدسیان ہین تلوے
سایہ ہے کہ سایۂ پری ہے
ٹھوکر مردے جلائے دم مین

رخسار بتان پہ لات مارے
شفاف و منور و مصفا
پائے نازک جو دیکھنے پائین
ہمراز وجود دلبری ہے
عیسیٰ کے حواس و ہوش ہین گم

اُس نازنین موصوفہ کو عمرو ثانی نے دیکھکر بے اختیار آہ کی نظر سے نظر ملتے ہی تیر مژگان نازنین کے سینے کے پار ہوا مبتلائے عشق ہوا نقد دل جنس حسن دیکھتی ہے رونمائی مین دیدیا شوق وصل مین دل بیتاب مانند سیماب کے تڑپا اُس مہ پارہ نے بھی عمرو ثانی کو بنظر غور دیکھکر مائل و فریفتہ ہوکے آہستہ آہستہ آہ کی کیونکہ وہ نازنین دیکھکر شیفتہ ہوتی صورت دلربا بھی خواجہ نے ایسی بنائی تھی کہ کھنچوائے نظم

موئے سر رشک دود شعلہ طور
جوش پر تھا بہار حسن شباب
گل گلزار کامرانی تھا

صفت شعلہ تھا سراپا نور
گل رخ تھا شگفتہ و شاداب
خوبرو نوجوان کمال حسین

تھی جبین آفتاب صبح بلور
شمع قامت مین تھی تجلی طور
شجر باغ نوجوانی تھا
چاند چہرہ تھا آفتاب جبین

الغرض نازنین مذکورہ نے عمرو ثانی پر نظر کرکے عاشق ہوکے اپنی ایک وزیرزادی سے کہا ذرا اس کلاونت بچے سے پوچھو کہ تو کہان رہتا ہے نام تیرا کیا ہے دیکھو صورت اسکی کیا اچھی ہے گانا بھی خوب ہے ہم اسکا گانا سُنکے اس رقاصۂ کار رقص دیکھین گے ہمکو اسکا نے بجانا اور گانا پسند آیا ہے ہنوز ملکہ اپنی وزیرزادی سے یہ باتین کر رہی تھی کہ کشتی کنارے پر آئی اُس وزیرزادی نے حسب الحکم اپنے شاہزادی کے مسکرا کر پوچھا اے شخص کہہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے نام تیرا کیا ہے مجھے کئی احتمال ہین یا تو آسیب ہے کہ اس صورت پر بنکر اس صحرائے ہول خیز مین کنارے دریا کے زیر شجر بیٹھا ہے نے بجاتا ہے اور گاتا ہے تاکہ کوئی نے سُنکے قریب آئے اور تو اُسے ضرر پہونچائے یا تو جن ہے بااین صورت و لباس یہان بیٹھا ہے یا کوئی اس درخت پر بلا ہے عمرو ثانی نے ہنسکر جواب دیا مثل مشہور ہے جو کوئی جیسا ہوتا ہے وہ دوسرے کو بھی ویسا ہی جانتا ہے مجھے معلوم ہوا کہ تم دریائی چڑیل ہو اس ٹھنڈے وقت مین دریا کی سیر کو بااین صورت آئی ہو اگر بشر ہوتین تو مجھکو بھی انسان جانتین یہ تو مین نے تمھارے اُس کلمہ کا جواب دیا کہ تم نے مجھے آسیب جانا تھا اب سچ سچ کہتا ہون کہ آدم زاد ہون نام میرا کلاونت ویران ہے ہمیشہ صحرا مین رہا کرتا ہون طبع ویران پسند ہے مردم سے اور اہل شہر سے نفرت ہے اسی سبب سے خاص و عام جو مجھے جانتے ہین کلاونت ویران کہتے ہین صحرا نوردی سے تھک کے اس وقت یہان بیٹھ گیا ہون نے بجا رہا ہون دل اپنا بہلا رہا ہون تم اپنا مطلب ظاہر کرو میرے نام دریافت کرنے سے کیا مقصد ہے اُسنے قہقہہ مارکر کہا واہ کیا اچھا تمھارا نام ہے اور کیا سیرت ہے الو کی صورت و سیرت ہے ویران نام ہے ویرانے مین رہتے ہو عمرو نے جواب دیا تمھاری بھونڈی شکل سے میری صورت اچھی ہے تم مجھے اُلو کہتی ہو بڑی بیوقوف ہو ملکہ یہ تمام تقریر عمرو ثانی کی سن کے منہ پھیر کر ہنسی دل مین خوش ہوئی کہ یہ جوان شوخ طبع ہے بعد ہنسی کے خواجہ کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے شخص ہمارے پاس آ کشتی پر سوار ہوکر ہمارے ساتھ چل

ہمین گانا تیرا لپسند آیا ہی تجھے اپنے باغ مین لیجا کے تیرا گانا سنکے تجھے انعام کثیر دینگے عمرو نے جوابدیا اے ملکہ معلوم ہوا کہ تم قدردان مردم اہل کمال ہو پہلے اپنے نام نامی سے آگاہ کرو پھر تمھارے ساتھ جانے یا نجانے کے بارے مین کہونگا ملکہ مذکورہ نے کہا اے کلانوت ویران آگاہ ہو کہ نام ہمارا نازپرور ہی خاص و عام ہمکو ملکہ نازپرور کہتے ہین ہم دختر ہین ارغوان شاہ دریاباری کی پدر ہمارا جانب خداوند تمثال آئینہ رو سے شہر ارغوانیہ کا بادشاہ ہی یہ دریا ہمارے والد ہی کی عملداری مین ہی سرحد حکومت والد کی ہی اگر تم میرے ساتھ چل کے گانا اپنا سناؤ گے تو بہت انعام پاؤ گے عمرو ثانی نے تقریر اسکی سنکے عقل سے دریافت کیا کہ ملکہ نازپرور بھی تجھپر شیفتہ ہو گئی ہی اسکی گفتگو و نظر سے ظاہر ہوتا ہی لہذا ایسی صورت مین بظاہر تم اسکے جانے سے انکار کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ انکار کرنے سے کیا ہوتا ہی یہ نازنین مصر ہوتی ہی یا برہم ہو کے چلی جاتی ہی یہ تجویز کر کے کہا اے ملکہ مین اس صحرا سے سوے شہر نجاؤنگا بیشتر مردم سے مجھے صدمہ پہونچا ہی اس وجہ سے مسکن اپنا صحرا اختیار کیا ہی احتمال ہی کہ اگر ہمراہ تمھارے جاؤنگا تو مردم سے کوئی نکوئی ضرر ضرور پہونچیگا تمسے میرے باب مین کچھ لوگ ایسا کہین گے کہ تم میری دشمن ہو جاؤگی مجھے قید یا قتل کروگی ملکہ نے جوابدیا اے کلانوت ویران یہ کیا خیالات کرتے ہو کیا مجال کسی کی کہ تمھین ضرر پہونچا سکے اگر کوئی تمھارے مقدمہ مین کچھ کہیگا تو مین باور نکرونگی خواجہ یہ تقریر ملکہ کی سنکے کشتی پر سوار ہوے کملی اپنی کشتی پر ایک جگہ بچھا کے بیٹھے ملکہ نے کہا اے کلانوت ویران عجب تم آدم بیزار ہو دور ہمسے کیون بیٹھے ہو یا لاؤ فرش قریب ہمارے آکے بیٹھو عمرو ثانی نے جواب دیا اے ملکہ عالم مین ایک ادنے شخص ہون موافق اپنی لیاقت کے کملی پر بیٹھا ہون فقیرون اور محتاجون کو فرش نفیس و بزم سے کیا غرض چار دن کی زندگی ہی ہر طور بسر ہو جائیگی شاہون کی زندگی عیش و عشرت مین غربا کی حیات تکلیف و مصیبت مین کٹ جائیگی انجام کار شاہ و گدا دونون دنیا سے سوے عدم جائینگے قبر مین ایک روز سوئینگے وہان کہان فرش نفیس ہوگا بجز فرش زمین کے اور کچھ نہوگا زندگی مین فرق گدا و شاہ مین ہی بعد مرگ کچھ بھی فرق نرہیگا ملکہ یہ باتین سنکے کہنے لگی ہماری خوشی یہی ہی کہ ہمارے قریب آکے بیٹھو پیشتر از مرگ خیال موت نکرو یہ تو سچ ہی کہ ایک روز مرنا ضرور ہی خاک مین ملنا ضرور ہی مگر فی الحال راحت ممکن و میسر ہی کیون تکلیف اٹھاؤ یہ کہکے اپنے پاس فرش پر بٹھایا پھر حکم کیا کشتی یہان سے ہمارے باغ کی طرف لیجاؤ اب ہم سیر دریا کی نکرینگے وہ دونون عورتین تھا ہیون سے کشتی کو کھیتی ہوئی لے چلین بعد قطع راہ جب کشتی کنارے پر پہونچی ملکہ مذکور مع اپنے ہمراہیون کے کشتی سے اترکر کلانوت ویران کو ساتھ لیکر اپنے باغ مین گئی یہ باغ ملکہ کا بیرون شہر ارغوانیہ کنارے دریا پر واقع ہی نہایت سرسبز و شاداب ہی عمرو ثانی نے باغ مین جا کے چہار سمت باغ کو دیکھا دل مین کہا واقعی کیا اچھا باغ ہی اگر اسکو گلشن ارم کہیے تو بجا ہی خواجہ ایسی تعریف اس باغ کی کیونکر نکرتے کہ دراصل وہ باغ پر بہار ایسا تھا کہ مصداق نظم

مثل باغ ارم تھا بس وہ باغ	دیکھے رضوان تو کھائے سینہ پہ داغ	اسمین انواع قسم کے تھے درخت
ایستادہ تھے سرو ہوکے کرخت	تاک انگورون کی تھی ایسی خوب	جسکے سایہ مین عشق ہو مرغوب
باغ وہ گلشن تجلی تھا	ہر چمن معدن تجلے تھا	یون شگفتہ تھا موتیہ کا چمن
جسطرح سے گھر میان عدن	نہرین اس طرح کی بنائی تھین	دلمین آنکھون مین جو سمائی تھین

بیکلی دل کو ہر زمان ہووے — تاب نظارہ کی کہان ہووے
شوخیٔ چشم گلرخان کا جواب — دے رہی تھی ہر ایک چشم حباب

ابھی عمرو ثانی سیر باغ کی دیکھتا جاتا تھا کہ ملکہ مذکور قطع راہ کر کے بارہ دری مین اُس باغ کے پہونچی بالاے مسند زرین بیٹھی انیسین جلیسین اور وزیرزادی اُسکی علی قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھین کلانوت ویران بھی ملکہ کے کہنے سے ایک جگہ موافق اپنی لیاقت کے بیٹھا بارہ دری کی زیب و زینت کو دیکھنے لگا عجب وہ بارہ دری تھی کہ جسکی مختصر ثنا یہ ہی

نظم

همسر قصر در بہشت تھی
در فردوس سے بھی خوشتر در
بیضہ بیضہ تھا بیضۂ خورشید
آئینہ ایک ایک برق نسب
موج آئینہ موج شعلۂ طور
آئینے سنگ کوہ طور کے تھے
مہوش ماہ پارہ برق نظیر
تھا مرقع تمام حور نژاد
آئینہ سان ہون دیکھ کر اسے دنگ
وہ منبت تمام بیل کار
دنگ ہون آنکھین چھت سے لگجائین
پردے زربفت کے بہت بھاری

ساق سیمین حور سب تھے ستون
رشک آغوش حور عین ہر در
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
رشک رخسار شاہدان حلب
بیش قیمت تھے اسقدر وہ سب
جھاڑ سب ایک دل نور کے تھے
رنگ تصویر رنگ روے بہار
رشک از رنگ مانی و بہزاد
وہ منقش تمام سقف و جدار
لاجوردی وہ ہر در و دیوار
دیکھکر وہ بہار گلکاری
شیر ماہی کی وہ چقین ساری

کاخ گردون سے بھی وہ اعلیٰ تھی
غیرت شمع طور سب تھے ستون
شمسہ شمسہ تھا شمسۂ خورشید
صبح جنت بھی جس سے نور لے وام
خانۂ آئینہ تھا مظہر نور
جنکا بیعانہ تھا خراج حلب
وہ پری چہرہ ایک اک تصویر
رشک گاگونۂ گل رخسار
چہرہ پرداز روم و چین و فرنگ
وہ بہار طلسم نقش و نگار
سقف نقاش چین اگر دیکھین
عقل نقاش فکر ہو عاری

ابھی کلانوت ویران زیب و زینت بارہ دری کو دیکھ رہا تھا کہ فرش پر جو میر فرش چہار جانب یاقوت کے رکھے تھے نظر آئے جو میر فرش قریب تر رکھا تھا اُسے کلانوت ویران نے سبکی نظر بچا کے جلدی سے اُٹھا کے داخل زنبیل کیا اس اثنا مین چند کنیزون نے جو عہدے لیے ہوے ہاتھون مین روبرو ملکہ کے کھڑی تھین میر فرش کو بالاے فرش نہ دیکھکر باہم کہا آج تین میر فرش تو دکھائی دیتے ہین چوتھا میر فرش نظر نہین آتا ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اسی کلانوت بچے نے چرایا ہی کیونکہ بمقام میر فرش یہ کلانوت بچہ بیٹھا ہی جب کنیزون نے چپکے چپکے باہم یہ تقریر کی ملکہ نے پوچھا ای قنجنو آج چپکے چپکے کیا باتین کر رہی ہو مجھسے تو کہو کیا ہوا ہی اُنھون نے عرض کیا حضور چوتھا میر فرش معلوم نہین ہوتا ہی جس جگہ یہ کلانوت بچہ بیٹھا ہی میر فرش اسی جگہ پر رکھا تھا ہنوز ملکہ نے کچھ نکہا تھا کہ عمرو ثانی جو بصورت مبدل کلانوت بچہ کی شکل بنا ہوا بیٹھا تھا ملکہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا ای ملکہ عالم دیکھیے مین اسی وجہ سے آپ کے ساتھ نہ آتا تھا سُنا آپنے کہ یہ کنیزین کیا کہتی ہین چور میر فرش کا مجھے کہتی ہین اگر مین آپکے ساتھ یہان نہ آتا تو چور میر فرش کا کیون بنتا یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھکر کہا ای ملکہ پاس میرے میر فرش کہان ہی اتنا بڑا میر فرش اگر مین لیتا تو آخر کہان چھپاتا کمر مین باندھ نہ سکتا دس بارہ سیر سے وزن مین یہ میر فرش کم نہونگے اتنا وزنی میر فرش مین اُٹھا کر کہان رکھتا اگر چرُاتا تو میرے پاس ہوتا یہ میر فرش کھانے کی کوئی چیز نہین ہی کہ مین کھا گیا یہ کہکے تمل اور لباس اپنا جھاڑنے لگا چونکہ ملکہ مذکور عمرو ثانی کی نقلی صورت اور کاٹھے پر عاشق ہوتی ہی کنیزون پر خفا ہوئی اور کلانوت بچہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگی

تم وہان سے چلے آؤ ہمارے قریب بیٹھو ان نالائقون کے کہنے کا کچھ خیال نکرو مجھے یقین انکے کہنے کا نہین ہے خود انھون نے میر فرش چرا یا ہوگا یہ کہکے کلانوت ویران کو قریب اپنے بٹھا کے کنیزون سے پوچھا سچ کہو میر فرش کیا ہوا اگر سچ کہوگی تو سزا سے سخت پاؤگی سبھون نے کہا حضور ہم حال سے میر فرش کے آگاہ نہین ہین کلانوت نے کہا ای ملکہ انھون نے میر فرش ضرور چرا یا ہے بتاتی نہین ہین انکی لپشت پر چند کوڑے اگر لگائے جائین تو ابھی یہ بتا دین ملکہ نے کوڑا طلب کر کے ایک اپنی ہمجلیس کو دیا اور کہا ان نالائقون کو مارو اُسنے چند کنیزون کو چند کوڑے مارے اور پوچھا کہو میر فرش کیا ہوا سبھون نے کوڑے کھا کے اشکبار ہو کے کہا ہمین میر فرش سے آگاہی نہین ہے تم حکم ملکۂ عالم سے جسقدر دل چاہے کوڑے اور لگاؤ ہم حاضر ہین جو کہا ہے وہی کہے جائینگے جب ملکہ ناز پرور نے دیکھا کہ اتنے کوڑے کھا کے بھی کنیزون نے حال میر فرش کا نہ بتایا اُس ہمجلیس سے کہا اب ان لائقون کو کوڑے نہ مارو اگر میر فرش گم ہو گیا تو اُسے دور کرو کسی نے لیا ہوگا اب ملکہ نے کلانوت بچہ سے مخاطب ہوکے کہا کہ اب تم نی بجاکر کچھ گاؤ عمرو ثانی نی نکالکر بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا

مکان سے نہ کچھ ہمکو لامکاں سے غرض
زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض

ہر ایک فصل مین مانند مہر ایک نئی ہے
امیر ہے مجھے شیرینی زبان سے غرض

جہان حضور ہین ہمکو ہے وہان سے غرض
تمہاری ذات سے مطلب ہے دین و دنیا سے

بہار سے ہے نہ مطلب نہ کچھ خزان سے غرض

تمہارے جلوے کے مشتاق ہین جہان ہین ہم
نہ کچھ یہان سے غرض ہے نہ کچھ وہان سے غرض

کسے ہے فکر مضامین تازہ کی فرصت

اہل بزم سننے لگے خصوص ملکہ ناز پرور بگوش دل سننے لگی نہایت خوش ہو کے تعریف کرنے لگی ملکہ اسی عالم خوشی مین چاہتی تھی کہ اسکو اپنے پہلو مین بٹھا لیجیے یا دوڑ کر اس سے لپٹ جایئے ابھی ملکہ و دیگر عورتین بیٹھین ہوئین اشعار غرض مندرجہ بالا سن رہی تھین خوش ہو کے تعریف کر رہی تھین کہ عمرو ثانی نے غزل مذکور تمام کر کے نی ہاتھ سے رکھ کے انگڑائی لیکے جمائی لی ملکہ نے پوچھا ای کلانوت کیون مزاج کیسا ہے انگڑائی اور جمائی کیون لی کیا کچھ نشہ پیتے ہو یہ وقت خمار ہے کلانوت مذکور نے کہا ای ملکۂ عالم مین بادہ کش ہون اسوقت شراب کا نشہ اُتر گیا ہے کیا کہون جو اعضا شکنی اور بیچینی ہے نی بجائی نہین جاتی ہے مطلق گایا بھی نہین جاتا ہے حال اچھا نہین ہے ملکہ نے یہ سن کے اپنے کنیزون سے کہا جلد کشتی شراب کی لاؤ شراب ناب ہمکو بھی پلاؤ اور کلانوت ویران کو بھی پلاؤ حسب الحکم کنیزین گئین جلد کشتی مے لیکر آئین ایک کنیز نے ارادہ شراب پلانے کا کیا کلانوت ویران نے ملکہ سے کہا ای ملکۂ عالم سوا علم موسیقی کے مجھکو ساقی گری مین بھی کمال حاصل ہے کہیے سر پر جام پر از شراب رکھکر گھنگھرو پاؤن مین باندھ کر رقص کرون پھر سر سے شراب آپ کو پلاؤن کیا مجال کہ ایک قطرہ مے بھی ہنگام رقص فرش پر گرے کبھی رقص کرنے مین پاؤن کے گھنگھرو سب بولین کہیے فقط ایک پاؤن کے بولین کہیے کچھ ایک پاؤن کے بولین کچھ نہ بولین کہیے ایک گھنگھرو دونون پاؤن کا بولے اور کوئی گھنگرو نہ بولے کہیے کف دست پر ساغر مے رکھکر رقص کرون اور شراب نہ چھلکے غرض جسطرح کہیے شراب پلاؤن کمال اپنا دکھاؤن گھنگھرو پاؤن مین اپنے باندھ کر شیشہ و ساغر اٹھا کر شراب مین چالاکی سے بیہوشی آمیز کر کے ساغر مین وہی شراب بھر کے ساغر سر پر رکھ کے رقص کرنے لگا گھنگرو پاؤن کے حسب دلخواہ بجانے لگا ملکہ رقص اُسکا دیکھنے لگی گھنگھرون پر نظر کرنے لگی دیکھنے سے ظاہر ہونے لگا کہ گاہ ایک پاؤن کے گھنگرو بولتے ہین کبھی آدھے آدھے دونون پاؤن کے بولتے ہین کبھی کوئی گھنگرو حالت رقص مین نہین بولتا ہے غرض یہ کمال دیکھکر سبنے بہت تعریف کی خصوص ملکہ ناز پرور نے

ازحد تعریف کی جب عمرو ثانی کمال اپنا دکھا چکا قریب ملکہ کے گیا سر جھکایا ملکہ نے جام مے لیکر جو دیکھا تو شراب اُسمین
لبالب بھری تھی یہ دیکھکر نہایت حیرت ہوئی بعد حیرت بسیار بہت صفت و ثنا عمرو ثانی کی کر کے جام کو دہن سے
ملا کے چاہتی تھی کہ شراب پیئے ناگاہ اُسی بارہ دری مین جو تصویرین دیوارون پر لگی تھین اُنمین سے دو تصویرون
مین ایک تڑاقا ہوا ملکہ اور عمرو ثانی وغیرہ سب اُن تصویرون کی طرف دیکھنے لگے ابھی سب نے اُنکی جانب
دیکھا تھا عمرو نے کچھ سمجھ کے خوف سے ارادہ گلیم اوڑھنے کا کیا تھا کہ اُن تصویرون مین سے ایک تصویر
نے دوسری تصویر سے کہا بُوا تم جانتی ہو کہ یہ کلانوت بچہ جو ابھی گاتا تھا اور جسنے ابھی رقص کر کے جام مے کو
دیا ہی کون ہی اُسنے جواب دیا اِی بہن مین خوب جانتی ہون یہ وہ موا موڈی کاٹا ہی کہ جو قاتل ساحران و کافران
ہی اسکا نام عمرو ثانی ہی یہ فرزند خواجہ عمرو کا ہی عیار بلاے روزگار ہی شراب بیہوشی آمیز اُسنے ملکہ کو دی ہی
ارادہ اُسکا یہ ہی کہ عیاری کر کے ملکہ کو بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لون اِس بارہ دری مین جو اسباب ہی
وہ لوٹ لون پھر داخل شہر ہو کر ارغوان شاہ کو بعیاری گرفتار کرون یا قتل کرون یہ وربند فتح کرون
اُسنے کہا ہان بُوا تم سچ کہتی ہو مین بھی اسیقدر جانتی ہون یہ کہکے اُس تصویر نے بہ آواز بلند کہا اِی ملکہ
نازپرور خبردار ہوشیار یہ عیار عمرو ثانی ہی اسکو کلانوت و بران نہ جانو جو شراب اُسنے تمکو جام مین بھر کے
دی ہی اُسمین بیہوشی آمیز ہی اگر شراب پی لوگی بیہوش ہو جاؤگی یہ عیار تمکو اپنی زنبیل مین ڈال لیگا یا بارہ دری
کو لوٹ لیگا تمھاری صورت بنکر تمھارے باپ کو پکڑ لیگا پھر اُنکو قتل کرڈالے گا یہ کہکے خاموش ہوئی
دوسری تصویر نے فی الفور پکار کر کہا اِی طاؤس شعلہ زن کہان ہو جلد آؤ عمرو ثانی یہان آگیا ارغوان شاہ
نے جس شخص کی گرفتاری کے واسطے ہمین اور تمھین یہان مقرر کیا ہی وہ شخص یہان موجود ہی عیاری کر رہا ہی جلد
آکے گرفتار کرلو ملکہ وغیرہ نے گفتگو دونون تصویرون کی سُنکے حیران و پریشان خاطر ہوے عمرو نے پہلے
بھی ارادہ کیا اب بھی قصد کیا کہ زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لون جان اپنی بچاؤن گرفتاری سے باز رہون
ہنوز خواجہ نے گلیم زنبیل سے نکالی نہ تھی کہ بارہ دری ایک جگہ دفعتاً شق ہوئی ایک ساحر سیہ فام
نہایت مہیب شکل اسباب سحر کے جھولی دوش پر رکھے ہوئے بجمعیت تھوڑے ساحرون کے پیدا ہوا
اُسنے آتے ہی خواجہ پر چند دانے ماش کے سحر دم کر کے مارے دست و پا خواجہ کے بیکار ہوے طاؤس
شعلہ زن خواجہ کو گرفتار کر کے جسوقت لیچلا خواجہ نے فریاد کی اِی ملکہ مین انھین خیالات سے تمھارے
ہمراہ نہ آتا تھا یہان جو آیا پہلے تہمت چوری کی کنیزون نے لگائی پھر اِن تصویرون نے مجھے عیار مکار بنایا پھر
اِس ساحر نے آکے مجھے گرفتار کیا اب یہ گرفتار کیے لیے جاتا ہی کیون ملکہ اپنے مہمان سے ایسی ہی بدی
کرتے ہین اور جسکو اپنے گھر لاتے ہین اُس سے ایسا ہی سلوک کرتے ہین یہ شرط مروت و دوستی نہین ہی کیا
بیٹھی ہو اُٹھکر مجھے اِس ظالم کے ساتھ سے چھڑاؤ مین اب ایک لمحہ بھی یہان نہ ٹھہرونگا کشتی پر سوار
کر کے مجھے اُسی صحرا مین پہونچا دو وہ صحراے پُرخار مجھے اس باغ پربہار سے بہتر ہی ملکہ یہ سُنکے محبت خواجہ
مین جلد تر مسند زرین سے اُٹھی اور طاؤس شعلہ زن سے کہنے لگی اِی طاؤس اس کلانوت بچہ کو
یہان سے نہ لیجا اُسنے کہا اِی ملکہ عالم آپ اس عیار مکار کے بارے مین کچھ نکہین مین ہرگز اِسے آپ کے
حوالے نکرونگا ابھی اسکو ارغوان شاہ دریاباری آپ کے والد کے پاس لیجاؤنگا دیکھیے آپ مجھپر
سحر نکیجیے گا سحر آپکا مجھپر اثر نکریگا ابھی آپ طفل مکتب ہین اگر مین ایک دانہ سرسون کا سحر پڑھکر

آپ پر بار دونگا تو آپ ابھی دیوانی ہو جائین بلکہ ہلاک ہو جائیے گا اطلاعاً مین نے عرض کیا آگے آپکو اختیار
ہی مجھے رد کیجیے اس عیار کو لیے جانے نہ دیجیے ملکہ ناز پرور نے بدرجہا سحر مین اُس سے اپنے تئین کم
پا کے کچھ سوچ کے طاؤس شعلہ زن سے لڑنا مناسب نجانا غصہ کو ضبط کیا طاؤس جادو
عمرو ثانی کو مبتلائے سحر مکرر کر کے تخت سحر پر ڈالکر آپ سے تخت پر سوار ہو کے سوئے ارغوان شاہ دریاباری
روانہ ہوا بعد قطع راہ اُس وقت پہونچا تھے کہ شاہ مذکور دربار مین بالائے تخت بیٹھا ہوا تھا اُمرا وزرا و سرداران
سپاہ و ساحران نابکار یمین و یسار علی قدر مراتب دربار مین بیٹھے ہوئے تھے دربار خوب آراستہ تھا شاہ
مذکور معلم کتابدار سے کہرہا تھا تو نے حکم لگایا تھا کہ آج کے روز فتاح ہر سہ دربند یہان قید ہو کے آئیگا
تیرا حکم سچا نہوا ابھی تک فتاح ہر سہ دربند ابھین آیا وہ عرض کر رہا تھا کہ ابھی تو کچھ دن باقی ہی جب آفتاب نہان
ہو جائیگا اُس وقت آپ میرے قول کو جھوٹا جانیے گا ابھی معلم کتابدار یہ کہرہا تھا کہ سامنے سے ایک لکہ ابر کا
عیان ہوا اُس ابر کے ٹکڑے مین برق کی چمک رعد کی سی آواز تھی جملہ اہل دربار و ارغوان شاہ
دریاباری جانب ابر سیاہ مذکور دیکھنے لگے معلم کتابدار نے عرض کیا ای بادشاہ عالی جاہ جو مین نے عرض کیا تھا
اُسکا ظہور ہوا فتاح ہر سہ دربند گرفتار ہو کے آتا ہی طاؤس جادو لاتا ہی ابھی معلم مذکور یہ کہرہا تھا کہ وہ لکہ
ابر کا قریب تر آ کے درمیان سے شق ہوا دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت سحر پر سوار ہی تخت
اُسکا بلندی سے اُترتا ہوا سوئے پستی آتا ہی ہنوز سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ طاؤس شعلہ زن
جادو تخت سحر سے اُتر کر عمرو ثانی کو لیکر دربار مین آیا ارغوان شاہ کو سلام کیا پھر عرض کیا کہ فدوی کو حضور
نے جس کام کے واسطے ملکہ ناز پرور کے باغ مین زیر زمین مقرر کیا تھا آج وہ کام بخوبی تمام کر کے آیا فتاح
ہر سہ دربند کو گرفتار کر کے لے آیا ملاحظہ ہو یہ وہی شخص ہی اسی کا نام عمرو ثانی ہی یہ عیار نہایت مکار ہی چونکہ
خواجہ اُس وقت اپنے ہوش و حواس مین تھے صرف سحر سے دست و پا قابو مین نہ تھے اس وجہ سے جملہ
اہل دربار و ارغوان شاہ کو دیکھکر شاہ مذکور کو سلام کیا بعدہ کہا ای بادشاہ فلک جاہ سامری و جمشید
و خداوند تمثال آئینہ رو وغیرہ جملہ خداوند تجھپر مدام مہربان رہین یہ تخت و تاج و حکومت ہمیشہ تمکو حاصل رہے
یہ ساحر جو کہتا ہی سراسر جھوٹ ہی مین عمرو ثانی عیار نہین ہون مین تو ایک کلانوت بچہ ہون صحرا مین چلا جاتا
تھا یہ ساحر مجھے اپنے سحر مین گرفتار کر کے لے آیا ہی امیدوار ہون کہ مجھے قید سے رہائی ملے مجھکو میرے
بزرگون نے گانا سکھایا ہی کچھ بُرا اچھا گاتا ہون اگر حکم ہوگا تو بعد رہائی کے روبرو تیرے کچھ گاؤنگا
کمال اپنا دکھاؤنگا معلم کتابدار و طاؤس جادو نے عرض کیا ای بادشاہ یہ عیار نہایت مکار ہی ہرگز اسکی
تقریر باور نکی جاے ہرگز رہا نکیا جاے ارغوان شاہ نے کہا تم سچ کہتے ہو یہ دشمن سخت ہی یہ کہکے
طاؤس جادو سے کہا آج کی شب تو اسکو زندان مین رکھ صبح کو مین اسے خدمت خداوند مین روانہ
کرونگا یا جو حکم خداوند کا ہوگا اُسپر عمل کرونگا طاؤس شعلہ زن جادو خواجہ کو تخت سحر پر ڈالکر خود بھی
تخت سحر پر سوار ہو کے سمت زندان روانہ ہوا بعد قطع راہ در قید خانہ پر پہونچا خواجہ کو اندر زندان کے
بند کیا ساحران نگہبانان زندان سے کہا مین تو جاتا ہون شب بھر تم سب اُس عیار کی نہایت حفاظت کرنا
غافل نہونا مبادا کوئی معین و مددگار اسکا بہانے سے اسکو لیجائے ہنگام سحر مین آؤنگا اُسکے بارے مین جو حکم
بادشاہ ہوگا وہ کرونگا عجب نہین کہ بادشاہ حکم خداوند سے سر اسکا کاٹ کے تن بیسر اسکا دریا مین یا آگ مین

ڈال دے ساحران محافظ زندان مذکور نے کہا اے طاؤس جادو آپ کچھ اندیشہ نکیجیے ہم خوب حفاظت کرینگے کیا مجال کسی کی کہ جو یہان سے اسکو لیجائے اور یہ خود تو کسی طرح سے قید خانہ سے نکلکر جا نہین سکتا کہ آپ کے سحر مین مبتلا ہے دست و پا قابو مین نہین ہین طاؤس جادو تقریر انکی سنکے ایک سمت چلا گیا تو بعد جانے طاؤس جادو کے خواجہ نے بہت سی باتین ساحران محافظ زندان سے مکر و فریب آمیز کین مگر کوئی ساحر خواجہ کے دام مکر مین نہ آیا یہان تو خواجہ عمر و ثانی مجبور و لاچار ہوکے زندان مین بیٹھے ہین رو کر درگاہ خدا مین واسطے اپنی رہائی کے مناجات کر رہے ہین ساحران نابکار گرد زندان کے ہوشیار و خبردار بیٹھے ہین ان سبکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال ملکہ ناز پرور کا لکھا جاتا ہے کہ بعد گرفتار ہونے عمر و ثانی کے اور لیجانے طاؤس جادو کے ملکہ ناز پرور کو رنج ہوا اپنی ہمجلیسون سے کہنے لگی افسوس کلاونت ویران کو طاؤس جادو یہان سے لیگیا مین بمصلحت وقت اُسے روک نہ سکی بیچارہ کلاونت ویران مفت مین گرفتار ہوا مین عبث زبردستی اُسے یہان لائی وہ میرے ساتھ آنے سے انکار کرتا تھا جوان خوبصورت تھا گانا اچھا تھا ساقی گری خوب کرتا تھا مجھے اُسکا گانا بہت پسند تھا اب وہ زندہ کاہیکو رہیگا باپ میرا طاؤس جادو کے کہنے سے اُسے قتل کریگا مجھے اُس کلاونت بچہ سے اور تو کوئی غرض نہین ہے الا اسقدر ضرور خیال ہے کہ اُسکو مین اپنے ساتھ یہان لائی تھی وہ مہمان تھا گانا بھی خوب تھا اسکے گانے سے دل میرا خوش ہوتا تھا اگر وہ مارڈالا گیا تو یاد رکھو مین بھی اپنی جان دیدونگی ہمجلیسون نے دست بستہ عرض کی حضور آپ یہ کیا کہتی ہین ایک ادنے شخص کے واسطے جان دینا اچھا نہین ہے آپکی ضرور بدنامی ہوگی دشمن حضور کے ہرگز جان دینے پر آمادہ نہون اسکے گرفتار ہوجانے کا رنج مطلق نکرین بلکہ خوش ہون کہ دشمن آپکے والد اور خداوند تمثال آئینہ رو کا گرفتار ہوا اُسکے ہاتھ سے جان حضور کی بھی بچی ضرور وہ عیار مکار عمر و ثانی تھا دلیل ہمارے صداقت قول کی یہ ہے کہ اول تو اُسنے یہان آتے ہی میر فرش یاقوت کا چرایا دوسرے ان دونون تصویرون نے سحر کی رو سے بہانا طاؤس جادو کو بلا یا بیسر سے اگر وہ عیار نہوتا تو کبھی طاؤس جادو اُسے گرفتار کرکے نہ لیجاتا آپ ابھی نادان ہین گو زمانہ شباب کا ہے وہ کلاونت نہ تھا صورت اپنی تبدیل کرکے صحرا مین بیٹھا تھا دھوکے سے حضور اُسے یہان لے آئین تھین ہم سب نے بھی اُسے نہ پہچانا تھا کیونکہ کبھی اُسکی صورت و سیرت و حالات سے آگاہی نہ تھی چونکہ ملکہ ناز پرور عمر و ثانی کی نقلی صورت اور نے بجانے اور گانے پر عاشق ہوئی تھی تقریر اپنی ہمجلیسون کی سن کے برہم ہوکے کہنے لگی تم کیا جانو کہ وہ عیار ہی تھا کلاونت ویران نہ تھا ایک بیچارہ کو تہمت دزدی کی لگائی ہو وہ چور عیار مکار نہ تھا ان نالائق تصویرون کے کہنے کا کیا اعتبار ہے مجھے یہی حیرت ہے کہ یہ تصویرین گویا کیونکر ہوئین اُنکو خاموش ہونا چاہیے تھا کہ تصویرین اور تصویر کبھی گویا نہین ہوتی ہے خصوص عکسی یا خیالی ہان جو تصویرین جاندار ہوتی ہین مانند تصویر مردم زندہ و تصویر وحش و طیور زندہ وہ البتہ اپنی اپنی زبان مین بولتی ہین جیسے اس وقت ہم تمسے بات کررہے ہین ہمجلیسون نے عرض کیا حضور جو تصویرین سحر کی ہوتی ہین وہ بھی کلام کرتی ہین انہین شک نہین ہے ہمین بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس عیار کے یہان داخل ہونے کا آپکے والد کو شاید اندیشہ تھا بلکہ یقین اسکے آنیکا تھا اسی سبب سے یہ دو تصویرین سحر کی حضور کی بارہ دری مین درمیان صدہا تصویرون کو لگادی تھین اور زیر زمین طاؤس جادو کو مقرر کیا تھا کہ جب عمر و ثانی عیار اس باغ پر بہار مین آئے یہ تصویرین اُسے

پہچان لین پھر طاؤس جادو کو طلب کرین وہ زیر زمین سے باہر آکے عیار مذکور کو گرفتار کرے ملکہ نے جواب دیا تم سب دیوانی ہو نہین معلوم کیا بکتی ہو میری سمجھ مین گفتگو ے مہمل تمھاری نہین آتی ہی اب تمسے بات کون کرے یہ کہکے خاموش ہوگئے فرط عشق و الفت کہ کلانوت ویران مین رونے لگے اُسکی جدائی سے اشکبار ہونے لگے ہنوز ملکہ ناز پرور رو رہی تھی کنیزین اور ہم جلیسین خاموش بیٹھی ہین باہم اشارہ سے کہتی تھین ملکہ کے رونے سے اور باتون سے صاف ہوتا ہی کہ یہ اسپر عاشق ہین جدائی اُسکی انکو ناگوار ہوتی ہی ابھی زنان مذکور باہم واشارہ سخنان مسطور کر رہی تھین ملکہ ناز پرور فراق و اسیری کلانوت ویران مین بقرار و اشکبار تھی کہ ناگاہ قمقام جادو کو کا ملکہ ناز پرور کا آیا ملکہ کو غمگین و اشک ریزان دیکھکر بیتاب ہوگئے پوچھنے لگا کیون اے ملکہ خیر تو ہی باعث رنج و ملال کیا ہی ملکہ ناز پرور نے تمام حال کلانوت ویران کے لانے کا اور اُسکے گانے کا اور پھر طاؤس شعلہ زن کے لیجانے کا بیان کرکے کہا مجھکو اُسکے گرفتار ہوجانے کا نہایت صدمہ ہی سبب میرے رونے کا یہی ہی کون ایسا ہی جو اُسکو رہا کرکے میرے پاس لے آئے میرے دل کو خوش کرے اُسنے کہا اے ملکہ صرف اسیواسطے اسقدر روتی ہو مین نے تو سمجھا تھا کوئی واقعہ سخت گذرا ہی تو اب خوش و خرم ہو گریہ و زاری موقوف کرو مین ابھی جاتا ہون اگر ممکن ہوا تو کلانوت ویران کو رہا کرکے لاتا ہون یہ کہکے اوراق جمشیدی نکال کے بہ نیت دریافت حال کلانوت ویران کے اُنھین دیکھا اوراق سے مذکور سے ظاہر ہوا کہ وہ اسوقت درمیان صحراے غبار انگیز کے جو زندان ہی اُسمین قید ہی قمقام جادو حال سے کلانوت ویران کے بذریعۂ اوراق جمشیدی آگاہ ہوکے اسباب سحر سے جھولی بھر کے دوش پر رکھ کے تخت سحر پر سوار ہوکے سوے میدان صحراے غبار انگیز مانند شمشیر آبدار کے تیز تر روانہ ہوا بعد قطع راہ قریب زندان کے پہونچا بلندی سے دیکھا صدہا ساحران نابکار گرد زندان کے ہوشیار و خبردار بیٹھے ہوے محافظت و نگہبانی اسیران مین مصروف ہین جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی اُنکے دوش پر ہین ہاتھون مین ناریل چوبی دار گوسفند و فولادی نارنج و ترنج وغیرہ لیے ہین باہم بآواز بلند کہ رہے ہین اے برادران بہت ہوشیار و خبردار رہو کیسی ہی نیند آئے ہوشیار رہو ایسا نہو کہ تمھاری غفلت سے عمرو ثانی کو کوئی زندان سے لیجائے قمقام جادو گفتگو انکی سُن کے دل مین اپنے کہنے لگا کہ اگر ان ساحرون کے سامنے جاتا ہون اور اُنسے لڑتا ہون تو کچھ فائدہ نہوگا مراد دلی بر نہ آئیگی لہذا ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ در مدعا بے جنگ و جدال دستیاب ہو یہ بات اپنے دل مین کر کے ابر سحر پیدا کرکے اُسی ابر سے اُنپر پانی برسایا جس ساحر پر ایک قطرہ بھی پڑا وہ مبتلاے سحر ہوکے بیہوش ہوا جب سب ساحر بیہوش ہوگئے قمقام بلندی سے در زندان پر آیا اور بزور سحر قفل در زندان توڑ کے اندر زندان کے گیا کلانوت ویران کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا رو رہا ہی قمقام جادو نے کہا اے کلانوت ویران کیون صدمہ اسیری کرتا ہی مین واسطے تیری رہائی کے آیا ہون تجھے پاس ملکہ ناز پرور کے لیے چلتا ہون یہ کہکے کلانوت مذکور کو زندان سے باہر لاکے جلد تخت سحر پر ڈالکر خود بھی تخت سحر پر سوار ہوکے سوے باغ ملکہ موصوفہ روانہ ہوا ادھر ملکہ ناز پرور بہت متردد بیٹھی تھی کبھی دل مین کہتی تھی دیکھئے انجام اس محبت کا کیا ہوتا ہی جان میری بچتی ہی یا نہین کلانوت ویران مجھسے آکے ملتا ہی یا نہین گاہ کہتی ہی کہ میرا کوکا قمقام جادو واسطے رہائی کلانوت ویران کے گیا ہی دیکھیے اسکو رہا کرکے آتا ہی یا جان ہارا جاتا ہی ابھی ملکہ مذکورہ یہ خیالات کر رہی تھی گاہ روتی تھی گاہ امید رہائی محبوب

مسکرا دیتی تھی کہ یکایک قمقام جادو آیا کلا نوت ویران کو تخت سحر سے اتار کر روبرو ملکہ ناز پرور کے لاکر
کہا اے ملکہ لو مین اسکو دے آیا اتنو خوش ہوئی اسنے خوش ہو کر کہا اے بھائی تمنے مجھپر بڑا احسان کیا جبتک زندہ رہونگی
یہ احسان تمھارا نہ بھولونگی تم یہ خیال نکرنا کہ اس کلا نوت بچہ سے مجھے الفت ہے مین فقط اس وجہ سے روتی تھی کہ اسکو مین
لائی تھی یہ مہمان میرا تھا گانا اسکا مجھے پسند آیا تھا میرے ہی روبرو سے میری ہی بارہ دری سے طاؤس جادو
اسکو لے گیا تھا چاہتی تھی کہ یہ بیچارہ کسی طرح رہا ہو جاے قمقام جادو نے کہا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اگر طاؤس
جادو لیگیا تھا تو مین اسے لے آیا کہا ایسا کار نمایان مین نے کیا ہے کہ جسکے کرنے سے تم ایسے کلمات احسانمند
ہونے کے جاری کرتی ہو اور یہ عبث مجھسے کہتی ہو کہ مجھے اس سے اور کسی طرح کی الفت نہین ہے مین خوب جانتا ہون
کہ تمھاری طبیعت مانند آوارہ عورتون کے نہین ہے یہ کہکے سحر طاؤس جادو کا کلا نوت ویران پر سے دفع
کیا دست و پا عمرو ثانی کے قابو مین آئے خواجہ نے قمقام جادو کی تعریف کی اور ملکہ ناز پرور کی یہ ثنا کی کہ
آپکی محبت و عنایت سے مین رہا ہوا قمقام جادو نے آپ کے کہنے سے مجھے رہا کیا انکا اور آپکا مجھپر احسان ہوا
اب مجھے رخصت کیجیے ایسا ہو کہ پھر کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤن ابھی تو ان تصویرون اور طاؤس جادو اور ان کنیزون
نے مجھے عمرو ثانی عیار اور دزد کہا ہے بخطا قید ہو چکا ہون دیکھیے انجام یہان آنے کا آئندہ کیا ہوتا ہے اب مین
یہان ایک دم نہ رہونگا تقدیر میری بد ہے بیشتر مردم سے مجھکو رنج پہونچتا ہے قبل اسکے بھی مین کہہ چکا ہون کہ مردم
سے مجھے نفرت ہے اسی وجہ سے صحرا نشینی اختیار کی ہے ملکہ ناز پرور چونکہ عاشق ہو چکی ہے خواجہ کی اس تقریر کرنے
سے بیتاب ہو کے کہنے لگی اے کلا نوت ویران کوئی تمکو کچھ کہے مین تو تمھین کچھ نہین کہتی ہون جو ہونا تھا
وہ ہو چکا اب کیون ڈرتے ہو ابھی یہان سے کیون جاتے ہو چندے یہان رہو قمقام جادو نے بھی کہا اے
کلا نوت ویران ملکہ جو کہتی ہے اسپر عمل کر خلاف انکے خوشی کے کوئی امر نکرو چونکہ عمرو ثانی بظاہر ایسی باتین
کرتا تھا باطن کب چاہتا تھا کہ اس باغ سے اس صحرا مین کنارہ دریا جاؤن لہذا ملکہ اور قمقام جادو کے کہنے
سے کہا اچھا جو آپ صاحبون کی خوشی بالفعل یہان سے نجاؤنگا قمقام جادو تو تھوڑی دیر بیٹھکر اپنے گھر گیا
اور ملکہ نے کہا اے کلا نوت ویران تھوڑی رات باقی ہے ابر فلک پر عیان ہے برق چمک رہی ہے ہوا سرد چل
رہی ہے دل چاہتا ہے کہ اس وقت کچھ گاؤ کلا نوت ویران نے بعد انکار کرنے کے اصرار کرنے سے ملکہ کے
زنبیل سے نکالکر وہین سے ملا کر بجانے لگے اور ایک غزل عاشقانہ بھیرین مین گانے لگے ملکہ سننے لگی خوش
ہونے لگی یہان خواجہ عمرو ثانی بشکل مذکورہ بالا بیٹھے ہوے گا رہے ہین وقت صبح کاذب کا ہے دمبدم روشنی سحر زیادہ
ہوتی جاتی ہے صبح صادق نمود ہوتی جاتی ہے لیکن اب حال طاؤس شعلہ زن کا لکھا جاتا ہے کہ ساحر مذکور اول وقت
سحر اپنے مسکن سے جانب زندان روانہ ہوا جب در زندان پر پہونچا دیکھا تمام ساحر بیہوش پڑے ہین در زندان
وا ہے طاؤس متردد و پریشان خاطر ہو کے اندر زندان کے گیا وہان کلا نوت ویران کو جو نپایا اور متردد ہوا
دل مین کہنے لگا اے طاؤس کوئی موذی عمرو ثانی کو یہان سے لیگیا اسکو تلاش کرنا چاہیے اور عمرو ثانی کو
پھر گرفتار کرنا چاہیے اگر تونے خواجہ کو اسیر بار دیگر نکیا تو ارغوان شاہ تجھسے بہت ناراض ہوگا عجب نہین کہ تجھے
[illegible] باتین دل مین کر کے زندان سے باہر آیا اور تھوڑا آٹا جھولی سے نکالکر آب چاہ سامری سے
[illegible] پتلا بنایا اسپر تا دیر سحر پڑھ پڑھ کر دم کیا کہ اسنے جماہی لیکر بزبان فصیح کہا اے طاؤس
جادو [illegible] مجھے [illegible] طاؤس جادو نے [illegible] اپنی [illegible] کر کے تھوڑا خون

لیکے اُسکے مُنھ مین ڈالا اُسنے خون ہکر پوچھا ای طاؤس جادو اب جو پوچھنا ہو پوچھ طاؤس جادو نے کہا ای تپلی سحر سامری
کی یہ بتا کہ عمرو کو اِس زندان سے کون لیگیا ہی اُسنے کہا قمقام جادو کو کا ملکہ نازپرور جادو کا یہانسے عمرو ثانی کو لیگیا
ہی اور اسوقت عمرو ثانی کلانوت کی صورت بنا ہوا روبرو ملکہ نازپرور جادو کے بیٹھا ہوا نی بجا رہا ہی یہ کہکر تپلہ خاموش
ہوا اور فی الفور جلکر خاک ہوگیا طاؤس جادو نے تمام حال سے آگاہ ہو کے جملہ ساحران نگہبانان اہل زندان پر سے
سحر کو دفع کیا سبکو ہوش آیا طاؤس جادو نے پوچھا عمرو ثانی کہان ہی قفل درِ زندان کیون کھلا ہوا ہی تم بیہوش کیون پڑے
تھے سبھون نے کہا ہمین نہین معلوم کیا ہوا ہمتو سورہے تھے طاؤس نے کہا تم مبتلاے سحر قمقام جادو تھے اسوجہ
سے بیہوش تھے مین نے ابھی تمپر سے سحر دفع کیا ہی دیکھو زندان مین عمرو ثانی نہین ہی قمقام جادو یہان آکے
اُسے لیگیا ہی درِ زندان ابتک کھلا ہی سب نے یہ سُنکے شرم سے سر جھکایا طاؤس نے بے تامل وہانسے بصد غضب
تخت سحر پر سوار ہو کے راہ طی کر کے اندر باغ کے آیا دور سے پکارا ای ملکہ نازپرور تمنے اچھا نہ کیا کہ قمقام جادو
کو روانہ کر کے اِس عیار بلاے روزگار کو رہا کرا کے اپنے پاس بلا لیا کیسی تم بے شرم و بیحیا ہو کہ اپنے اور اپنے پدر کے دشمن
کو اپنے پاس بٹھاتی ہو اِسکا انجام برا معلوم ہوتا ہی تمھین باعث بربادی ملک و مال ہوگی در حقیقت دل تمھاری ذات سے فتح
ہو جائیگا خیر جو ہوگا وہ ہوگا اب مین آپہونچا یا تم اُٹھکر مجھے روکو یا اپنے کو کا نالائق کو بلاؤ کہ وہ مجھ سے مقابلہ
ومجادلہ کرے عمرو ثانی کو نہ لیجانے دے یہ کہکر آگے بڑھا ادھر خواجہ نے زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لی
ملکہ نازپرور نے اس گھبراہٹ مین کلانوت دیران سے بیخبر ہو کے پوچھا او طاؤس شعلہ زن تو ادنے ملازم
ہو کر مجکو ایسے کلمات واہیات خلاف میری شان کے کہتا ہی دیکھ تو سہی کہ مین اپنے والد سے تیرے بارے
مین کیا کہتی ہون اگر تجکو قتل نہ کراؤن تو اپنا نام نازپرور نہ رکھون او نابکار مجکو عورت جان کے دھمکاتا ہی
ذرا سامنے تو آ یہ کہکر چند بال اپنے گیسوے مشکین کے توڑکر سحر اُنپر دم کرنے لگی اتنی دیر مین طاؤس جادو
بھی آگیا کنیزین اور ہمجلیسین ملکہ کی بھی لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوئین اور کوسنے گالیان طاؤس جادو
کو دینے لگین نارنج و ترنج پر سحر دم کر کے طاؤس شعلہ زن پر مارنے لگین طاؤس جادو کہ ساحر زبردست ہی
ہر ایک کے سحر کو یون دفع کرنے لگا کہ جب کسی ساحرہ کا ترنج یا نارنج قریب آیا بنظر تند اُسے دیکھا اور کچھ پڑھکر اُسکی
طرف پھونکا وہ جلکر گر پڑا یا انگشت سے اشارہ کیا دو ٹکڑے ہو گیا غرض طاؤس جادو سحر ہر ایک ساحرہ کا اسیطور
سے دفع و باطل کر رہا تھا کہ ملکہ نازپرور نے وہ موے مشکین اپنے گیسو کے بخوبی سحر کر کے سوے طاؤس
جادو پھینکے وہ بصورت مار سیاہ ہو گئے اُسکی طرف چلے طاؤس جادو نے بزور سحر طاؤس بنکر اُن سانپون
کو نگل کر پھر بصورت اصلی ہو کر کہا ای ملکہ مین تمپر کیا سحر کرون تمھارے باپ کا مجھے خیال ہی ورنہ ایک ادنے
سحر کر کے ابھی تجکو ہلاک کرتا یا اسیر کرتا یہ کہکر عمرو ثانی کو ڈھونڈھنے لگا اور اُن تصویرون سے یہ پوچھنے
لگا کہ ای تصویر سحر سامری و ای تصویر سحر جمشیدی بتاؤ مجکو کہ یہانسے عمرو ثانی کہان گیا اُنھون نے جواب دیا
ابھی تو یہان بیٹھا تھا دفعۃً غائب ہو گیا ہی طاؤس نے کہا وہ یہان بیٹھا رہا اور تم لوگ دیکھا کین
تصویرون نے جواب دیا ہم جس کام کیواسطے مقرر ہین وہ کرتے ہین بغیر تمھارے ہم کس سے کہتے کہ عمرو ثانی
کو گرفتار کرو اب تم یہان آئے ہو اگر عمرو ثانی ہمین دکھائی دیگا تو ہم کہدینگے کہ یہی عمرو ہی اِسکو گرفتار
کر لو ابھی طاؤس جادو تصویرون سے ہمکلام تھا ملکہ نازپرور جادو متواتر جلد جلد سحر طاؤس پر
کر رہی تھین وہ صرف اُسکے سحرون کو دفع کر رہا تھا خود سحر نہ کرتا تھا اسیطرح کنیزون اور ہمجلیسون ملا...

سحر زن کو بھی دفع کرتا تھا گھبرایا ہوا تھا کنیزین وغیرہ عورتین بڑھ بڑھکر سحر کرتی تھین گاہ اُسکے خوف سے
بارہ دری کے گوشون مین نہان ہوتی تھین ناگاہ قمقام جادو آگیا وہ یہ جنگ دیکھکر برہم ہو کے پکارا کہ او
طاؤس جادو کیا غضب کرتا ہی بلکہ نازپرور جادو سے لڑتا ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی قہر ارغوان شاہ سے
نہین ڈرتا ہی کیسا مرد ہی کہ عورتون سے لڑتا ہی ادھر آ مجھ سے مقابلہ کر یہ کہکر ایک گولا فولادی نکالکر سحر اُسپر
دم کر کے طاؤس پر مارا طاؤس نے کارد سحر نکالکر طرف گولے کے پھینکی کارد مذکور گولے پر پڑی گولا
دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا بعد دو کرنے فولادی گولے کے طاؤس جادو نے بھی اُسپر ناریل چوٹی
دار سحر کر کے مارا وہ جا کر اُسکے سر پر پھٹا دھوان اور شعلے پیدا ہوے تھوڑی دیر مین وہ دھوان اور شعلے
برطرف ہوے دیکھنے والون نے دیکھا کہ درمیان ایک برج آہنی کے قمقام قید ہی ابھی سب دیکھ رہے
تھے اور لڑ رہے تھے کہ قمقام جادو بزور اپنے سحر کے اُس برج کو توڑ کر نکلا اور سوے فلک وہانسے برق
بنکر چلا طاؤس جادو تلاش خواجہ مین بارہ دری سے نکلکر باغ مین آیا تھا کہ قمقام بصورت برق اُسپر
گرا شانہ طاؤس کا زخمی ہوا اگر طاؤس جادو ساحر زبردست نہوتا اور اپنے تئین نہ بچاتا تو برق مذکور
سے جانبر نہوتا دو ٹکڑے ہوتا جب طاؤس زخمی ہوا نہایت برہم ہو کے کہنے لگا اگر اے قمقام تو مرد ہی تو
سامنے آ مجھ سے مقابلہ کر قمقام بصورت اصلی سامنے آیا طاؤس جادو نے گولا فولادی جھولی سے نکالکر
سحر اُسپر دم کر کے خون اپنے انگشت کا اُسپر گرا کر سامری کو پکار کر سینہ پر حریف مذکور کے مارا ہرچند قمقام جادو نے
دفع کرنا اُسکا چاہا مگر ممکن نہوا سینہ پر جو پڑا پشت سے گذر گیا ساحر مذکور خاک پر گر کے تڑپ کے مر گیا اسکے مرنے سے
کچھ تاریکی ہوئی کچھ ہواے تند چلی غبار بلند ہوا بعد ایک لمحہ کے آواز اُسکے سحر کے بیرون نے یہ دی کہ افسوس قتل کیا مجکو کہ نام
میرا قمقام جادو تھا یہ کہکر بیر سحر کے چلے گئے طاؤس جادو قمقام کو قتل کر کے پھر بارہ دری مین آیا ملکہ وغیرہ عورتون نے
پھر اُس سے اُسیطرح لڑنا شروع کیا ابھی سب عورتین لڑ رہی تھین کہ ایک طرف سے ایک کنیز وضع عورت ایک نارنج ہاتھ مین
لیے ہوے پیدا ہوئی اُنھین دو تصویرون نے باواز بلند کہا اے طاؤس جادو آگاہ ہو کہ یہ عورت جو
آئی ہی یہی عمرو ثانی ہی رنگ و روغن و لباس سے کنیز کی صورت بنا کے آیا ہی طاؤس جادو اُسطرف
متوجہ ہوا عمرو ثانی گلیم اوڑھکر ایک گوشہ مین گیا پھر جلد تر اور قطع کی عورت بنکر گلیم اُتار کر یہ کہتا ہوا اُس
گوشہ سے باہر نکلا کہ اے طاؤس جادو دیکھو وہ سانولی عورت جو بھاگی جاتی ہی یہی عمرو ثانی ہی اب
طاؤس اُس عورت کیطرف چلا تصویرون نے پکار کے کہا اے طاؤس جادو کہان جاتے ہو دیکھو یہ سامنے
تمھارے عمرو ثانی کھڑا ہی یہ تمکو بہکاتا ہی طاؤس نارنج سحر ہاتھ مین لیے ہوے اُسکے سمت چلا عمرو ثانی پھر
گلیم اوڑھکر گوشہ مین چلا گیا اور ابکی مرتبہ ایک نوجوان گورے رنگ کی عورت بنکر یہ کہتا ہوا سامنے آیا کہ اے
طاؤس جادو دیکھو وہ عورت نوجوان بنا ہوا عمرو ثانی کھڑا ہی مین نے تمکو بتا دیا ہی جاؤ اُسکو گرفتار کر کے
خوب مارو اب اِس احسان کے عوض مین مجھپر سحر نہ کرنا طاؤس نے جانا یہ عورت سچ کہتی ہی جاتے ہی اُسپر
سحر کیا اور پکڑ کر دو چار طمانچے مار کر کہا او عمرو ثانی تو نے اِسوقت مجھے اِدھر اُدھر دوڑا دوڑا کے دیوانہ
کر دیا تھا اب تو مین نے تجھے گرفتار کیا کہ کیا سزا دون ابھی سحر سے تجھے ہلاک کرون یا رضوان شاہ کی خدمت
مین سر تیرا کاٹکر لیجاؤن یا زندہ گرفتار کر کے تجھے ارغوان شاہ کے پاس کشان کشان لیجاؤن اُس عورت نے
کثرت خوف سے اشکبار ہو کے بصد عاجزی کہا اے طاؤس جادو مین عمرو ثانی نہین ہون نام میرا [illegible]

مین کنیز ملکہ نازپرور کی ہون مجھے قتل نہ کرنا ابھی وہ عورت یہ کہتی ہی تھی کہ طاؤس جادو گھبرایا ہوا متردد تھا
کہ عمرو ثانی کا پتہ نہین ملتا ہو اُس عورت نے کہا تھا یہ عمرو ثانی ہے یہ کہتی ہے کہ مین عمرو ثانی نہین
ہون مین کسکی باتکا اعتبار کرون ناگاہ اُن دونون تصویرون نے پکار کے کہا ای طاؤس جادو یہ عورت
سچ کہتی ہو اسے چھوڑ دو عمرو ثانی وہی تھا جسنے تمسے کہا تھا کہ یہ عورت عمرو ثانی ہو طاؤس جادو نے
اُس عورت کو چھوڑ دیا بلکہ اُسپر سے اپنا سحر بھی اُتار لیا غرض اسیطرح عمرو ثانی نے تا دیر طاؤس جادو
کو دھوکے دیے اور ہر طرف بارہ دری مین دوڑایا بعد ازان عمرو ثانی نے خیال کیا کہ دل لگی ہو چکی اب
عیاری ایسی کرو کہ جس سے مطلب نکلے اور طاؤس جادو کو ہلاک و قتل نہ کرو آیندہ جب چاہنا اِسنے قتل
کر ڈالنا اِسکا قتل کرنا کچھ دشوار نہین ہو یہ باتین اپنے دل مین کر کے پھر ایک عورت کی صورت بنکے سامنے
طاؤس جادو کے آکے کہا ای طاؤس جادو دیکھو وہ عورت جو بارہ دری سے اُترکر بھاگتی ہوئی
باغ مین جاتی ہو یہی عمرو ثانی ہو جلد جا کے اُسے گرفتار کرو مجھے چھوٹا نہ جانو طاؤس اُسکے کہنے سے بارہ دری
سے اُترکر باغ مین گیا دیکھا تمام انیسین اور کنیزین ملکہ نازپرور کی ہمراہ ملکہ کے نہین ہین ملکہ کو کہین چھوڑ کے
باغ مین درختون کی آڑ مین چھپی ہین اُنمین وہ عورت بھی ہے طاؤس للکار کر اُسی عورت مشتبہ کیطرف
بڑھا اِدھر خواجہ نے بارہ دری مین کسیکو نہ دیکھکر اُنھین دونون تصویرون پر جال الیاسی مار مار کر تمام مال و اسباب
اور شیشہ آلات لاکھون بلکہ کرورون روپیہ کا نذر زنبیل کیا فرش تک نہ چھوڑا ہان نشان فرش زمین پر چھوڑ
دیا بعدہ خواجہ بارہ دری مین ہر طرف دیکھنے لگے باین خیال کہ کوئی شئے باقی تو نہین ہو ابھی دیکھ ہی رہے
تھے کہ سامنے سے ملکہ نازپرور گھبرائی ہوئی بدحواس پیدا ہوئی دیکھتے ہی خواجہ کو کہ عورت بنے ہوے تھے پوچھنے لگی کہ
ای گل چہرہ تجھے معلوم ہو کہ طاؤس شعلہ زن یہانسے کہان گیا ہو کیا کلانوت دیران کو عمرو ثانی جان کر
پھر گرفتار کر کے لیگیا ہو اُسنے عرض کیا ای ملکہ آپ کہان تشریف رکھتی تھین طاؤس جادو نے کلانوت
دیران کو گرفتار کر لیا اپنے سحر سے تمام مال و اسباب اِس بارہ دری کا جلا کر خاک کر دیا بلکہ خاک بھی اب
مال و اسباب کی معلوم نہین ہوتی ہو دیکھیے طاؤس اِدھر گیا ہو یہ کہکے ہاتھ اپنا ہلا یا جو حباب بیہوشی کھائیون
مین دیے تھے وہ ملکہ کے سوراخ بینی پر پڑے اور ٹوٹے اُسکے دو چار قطرے ملکہ کے سانس لینے مین دماغ
تک پہونچے اور بوے بیہوشی بھی دماغ تک پہونچی فی الفور ملکہ کو چھینک آئی بیہوش ہو کے زمین پر گری
عمرو ثانی نے جلد تر اُسکو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور متجوہ زنبیل سے طلب کر کے بصورت ملکہ نازپرور ہو کے
ویسا ہی لباس ملکہ کا زنبیل سے نکال کے اور بارہ دری کے زینے سے اُترکر باغ مین گیا دیکھا کہ طاؤس جادو
ایک کنیز کی طرف چلا جاتا ہو وہ بھاگی جاتی ہو یہ دیکھکر پکار کر کہا ای طاؤس جادو اِدھر آؤ ہمین کچھ تمسے کہنا
ہو طاؤس پلٹ کر آیا ملکہ نے کہا ای طاؤس واقعی تم سچ کہتے تھے کہ وہ کلانوت دیران عمرو ثانی ہو دیکھو
تمام مال و اسباب بارہ دری کا کس حکمت و تدبیر سے لیگیا کچھ بھی نہ چھوڑ گیا اب تم ہمارے والد کے پاس
جاؤ اُنسے جو یہان گذرا ہو بیان کرو بلکہ مجکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو مین آپ اپنے والد سے جو مناسب جانونگی
کہونگی تم کچھ بھی نہ کہنا اُسنے عرض کیا ای ملکہ مین تابع فرمان ہون اگر آپ مجھ سے آمادۂ شر و فساد ہوتین
تو مین بھی آپکو کلمات نامناسب نہ کہتا اب عذر کرتا ہون میری خطا عفو کیجیے شکایت میری اپنے والد سے
جا کر نہ کیجیے گا مین بھی اُنسے کچھ عرض نہ کرونگا جو مناسب آپکو ہوگا وہی اُنسے کہیے گا ملکہ نے کہا تمنے تیری خطا

عفو کی طاؤس جادو نے خوش ہو کے اپنے تخت سحر پر ملکہ کو بٹھا کے خود مؤدب روبرو ملکہ کے بیٹھا تخت
سحر کو بلند کیا کنیزون اور ہم جلیسون کو باغ ہی مین چھوڑا جب تخت سحر بلند ہوا اشارہ تخت مذکور کو جانب
دربار ارغوان شاہ کیا تخت اسیطرف روانہ ہوا بالفعل خواجہ ہمراہ طاؤس جادو کے جانب ارغوان
شاہ جاتے ہین حال انکا آئندہ اگر خدا نے چاہا تو لکھا جائیگا

داستان حسب الحکم تمثال آئینہ رو عیاری کرنا اسود تیز پا عیار کا اور جنگ ہونا کفار واہل اسلام کا قتل ہونا اور آنا شاہزادہ رستم ثانی کا

راوی خوش مقال اس داستان عدیم المثال کو یون بیان کرتا ہے کہ جب نقابداران سفید و سیاہ پوش بعیاری
عمرو ثانی ہلاک ہوچکے اور لاکھون کفار دست اہل اسلام سے قتل ہوچکے لشکر کفار کو شکست ہوچکی ہر ایک کافر
نقابداران سفید و سیاہ پوش کے ہلاک ہونے سے صدمہ و رنج کرچکا خصوصاً لاجورد شاہ و صلصال
و خلخال و بختگان غم نقابداران مذکور مین محزون ہوچکے اور دست عمرو ثانی سے شراب بیہوشی آمیز پیکے
بیہوش ہوکے کپڑے اپنے تنکے اتروا کے ذلیل ہوچکے اور تمثال آئینہ رو حال عیاری عمرو ثانی سے
آگاہ بھی ہوچکا اسدم تمثال آئینہ رو نے اپنے عیار اسود تیز پا کو طلب کرکے اس سے کہا ای اسود تو ہر چند ایک
زمانہ دراز سے ہماری پرستش کرتا ہے ہمارے الطاف و عنایات سے سرفراز ہے ہماری سرکار سے رزق
پاتا ہے لیکن آجتک تو نے کوئی عیاری ایسی نہین کی کہ جس سے ہم تجھ سے بہت خوش ہوتے دیکھ خواجہ
عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی کو کہ وہ کیسی کیسی عیاری کرتا ہے ابھی اسنے نقابداران سفید و سیاہ پوش کو کسطرح
ہلاک کیا ہے اپنے مالک و آقا کو خوش کیا ہے ہمین صدمہ دیا ہے اور بعضے داستان گویان خوش بیان نے
یون بھی ظاہر کیا ہے کہ تمثال آئینہ رو نے ایک عبارت مندرجہ بالا لکھوا کے اسود تیز پا کو مع نامہ مذکور
روانہ کیا غرض بہر طور اسود تیز پا نے خواہ بذریعہ عرضی خواہ روبرو جا کے عرض کیا کہ ای خداوند جو حکم ہو
بجالاؤن جسکو حکم ہو گرفتار کرکے لے آؤن عیاری ایسی کرون کہ جو سنے میری تعریف کرے بلکہ مجکو استاد
عیاران جہان جانے مین وہ عیار نادرہ کامل ہون کہ ہمتا میرا کوئی نہین ہے آپ نے کسی عیار کو یہ عقل
و فہم دی نہین ہے جو مجھے دی ہے عمرو ثانی میرے آگے ایک طفل مکتب ہے وہ ابھی عیاری کرنا کیا جانے
عبث تعریف آپ نے اسقدر کی ہے اس سے تو میرے ہزارہا شاگرد بہتر ہین آپ نے کب حکم کیا خیر اب
جو حکم ہو اسے بجالاؤن تمثال آئینہ رو نے کہا ای اسود گو ہم اتنی بلکہ اس سے زیادہ قدرت رکھتے
ہین کہ عمرو ثانی کو گرفتار کرلین لیکن چاہتے ہین ہم کہ تو بعیاری و مکاری اسے گرفتار کرکے اسکے لشکر سے
لے آ اسنے ہمکو صدمہ دیا ہے نقابدارون کو ہلاک کیا ہے ہم اس سے ناخوش ہین چاہتے ہین کہ وہ قتل ہوجائے
پس تو اسے بعیاری گرفتار کرکے لاجورد شاہ و صلصال کے پاس لیجا کر ہماری طرف سے کہنا
کہ خداوند کا حکم ہے اسے قتل کراؤ اسود نے کہا ای خداوند ایسا ہی ہوگا یہ تو کوئی بڑی مشکل نہین ہے اگر
اپنے کسی شاگرد سے کہون تو وہ جا کر عمرو ثانی کو بیہوش کرکے پشتارہ اسکا اٹھا کے لے آئے
سوا اسکے اور جس سردار یا عیار کے واسطے کہون اسے بھی ابھی جا کے لے آئے دیر نہ لگائے تمثال
آئینہ رو نے خوش ہو کے کہا آجکی شب ضرور عمرو ثانی کو بیہوش کرکے لے آنا کیونکہ خواجہ عمرو ثانی
نے بڑا اسر اٹھایا ہے اور ہمارے بدولت کو بڑے بڑے صدمۂ جانکاہ دیے ہین پس تو کسیطور سے گرفتار کرلا

اور جہانتک ممکن ہو عیارون کو قتل کرنا ہمکو اہل اسلام کے عیارون سے نفرت کلی ہی چاہتے ہین سبکو
غارت و ہلاک کر ڈالین اسود و تیز پایہ سُن کے وعدہ عمرو ثانی کے بے آنیکا کرکے اپنے خیمہ مین آیا
جب وہ دن گذر کر وقت نصف شب کا ہوا اپنے لشکر سے یعنی لشکر لاجورد شاہ و سیاہ تمثال آئینہ رو
سے نکلکر جانب لشکر اہل اسلام تنہا روانہ ہوا یہ عیار نابکار تو بڑے عیاری جاتا ہی دیکھیے کیا عیاری کرتا ہی
لیکن اب حال لشکر اسلام و عیاران لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے عمرو ثانی نے نقابداران مندرجہ
بالا کو ہلاک کیا ہی اہل اسلام تو شادمان ہین چاہتے ہین کہ لشکر تمثال آئینہ رو مین طبل جنگ بجایا جاے
تا کہ یہان بھی نقارہ جنگی بجے لڑائی ہو لیکن تمثال آئینہ رو طبل جنگ نہین بجواتا ہی اس وجہ سے لشکریان
اہل اسلام مصروف جشن ہین شب و روز عیش و عشرت کرتے ہین لڑائی موقوف ہی لشکر پڑا ہوا ہی جملہ
عیاران لشکر اسلام بھی خوش ہین اب ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ قاعدہ عیاران لشکر اسلام کا یہ ہی
کہ بیشتر خیمہ اپنا اپنے لشکر سے آگے ایستادہ کرتے ہین تمام شب بیدار رہتے ہین نگہبانی اپنے فرمان
لشکر کی کرتے ہین لشکر حریف کی طرف سے ہنگام شب کسی کو آنے نہین دیتے ہین اگر کوئی آتا ہی
تو اُسے روک لیتے ہین یا اسیر کرتے ہین غرض حسب قاعدہ مذکور عمرو ثانی نے اپنے لشکر سے کچھ آگے بڑھکے
ایک خیمہ ایستادہ کرایا تھا اور اسکو کوتوالی چبوترہ قرار دیا تھا بیشتر ہمراہ اکثر عیارون کے دن کو یا شب کو اسی
خیمہ مین بیٹھتا تھا ایک شب کا ذکر ہی کہ عمرو ثانی حسب قاعدہ اپنے خیمہ مین پچاس ساٹھ عیارون کے ساتھ
بیٹھا تھا بادہ خواری مین مصروف تھا عیار خوش و خرم بیٹھے ہوے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص ایک ہانڈی
مین شہد لیے ہوے بیچتا ہوا جاتا ہی بار بار کہتا ہی کیا شہد خالص سارنگ مکھی کا ہی سستا بیچتا ہون جسکو
لینا ہو لے لے ایسا شہد خالص ارزان پھر دستیاب نہوگا عیاران لشکر اسلام کہ نشہ شراب مین مست
بیٹھے تھے عمرو ثانی نے اُنسے کہا اس شہد فروش کو بلاؤ شہد اُس سے لیلو قیمت کچھ بھی ندو اس وقت عالم
نشہ شراب مین بجاے گزک کے کھاؤ مین بھی کھاؤنگا کیونکہ دل میرا بھی شہد کے کھانے کو بہت چاہتا
ہی عیاران مذکور نے اُسے طلب کیا جب وہ آیا شہد کی ہانڈی اس سے لے کے کہا دور ہو او نابکار اس
قیمت اسکی تجھے نہ ملیگی اُس نے بفریاد و بکا کہا حضور مین غریب آدمی ہون آپ پھر ایسی بدعت نکیجیے
زبردستی شہد مجھسے چھین نہ لیجیے غریب آزاری اچھی نہین ہی مفت شہد نہ لیجیے قیمت اسکی ضرور دیجیے
مین بمحنت و مشقت اس شہد کو دور سے لایا ہون بایں غرض کہ اسکو بیچکر دام اسکے لے کے صرف اہل
و عیال کرونگا خود بھی اپنے صرف مین لاؤنگا عمرو ثانی نے جواب دیا او نالائق قیمت اسکی یہ کیا کم ہی کہ
ہمنے تجھکو زندہ چھوڑ دیا گرفتار نکیا حال پر تیرے رحم کیا کیونکہ تو ہمارے لشکر کی طرف اس شب تیرہ و
تار مین کہ نصف شب کا زمانہ ہی آیا ہی ایسے وقت مین آنا تیرا محل تردد ہی خیر اب تو جو منہ سے کہا وہ کہا
کہ چلا جا ورنہ ابھی تجھے گرفتار کرتے ہم اُسنے کہا اچھا قصور ہوا مجھپر ظلم کیجیے شہد چھین کر قیمت نہ دیجیے مین جاتا ہون
یہ کہکے وہ شہد فروش تھوڑی دور وہان سے جا کے جھاڑی جھنڈون کی آڑ مین غائب ہوا یہان عمرو ثانی اور
جملہ عیاران لشکر اسلام نے کہ جو اس وقت عمرو ثانی کے پاس بیٹھے تھے بے تردد وہ شہد کھایا عالم نشہ
شراب مین کچھ اندیشہ نکیا بعد کھانے شہد مذکور کے بیہوشی نے اثر کیا ہر اک عیار کو گرمی معلوم ہونے لگی
جو واسطے ہوا کھانے کے اُٹھا وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا جو عیار اسکے اُٹھانے کو اُٹھا وہ بھی زمین پر گر کے

بیہوش ہوا غرض اسی طرح سے تھوڑی دیر مین عمرو ثانی اور جملہ عیاران مذکور بیہوش ہوے شہد فروش مذکور
کہ اسود تیز پا عیار تھا جھاڑی جھنڈیون سے نکلکر چند شاگردون کو کہ انھین جھاڑیون مین نہان تھے
ہمراہ لیکر خیمہ عمرو ثانی مین آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین آپے ہی اور دیکھتے ہی عیار مذکور نے آہستہ
نعرہ کیا کہ منم اسود تیز پا عیار خداوند تمثال آئینہ رو اور عمرو ثانی اسی نادانی پر تجھکو دعوے عیاری کا ہی
ایک ادنی سی میری عیاری سے تو آگاہ نہوا شہد بیہوشی آمیز سے فکر و تردد دکھا لیا کچھ خیال نکیا او چھوکرے
شہد کے کھانے کا رنگ دیکھا کہ کیا ہوا اور مزہ شہد کا چکھا کہ کیسا شیرین تھا اب یہ شہد شیرین تو نے
کھایا ہی اسکے کھانے سے جان شیرین تیری جائیگی تلخی مرگ کا ذائقہ زبان پر آئیگا زیر تیغ قاتل بٹھایا جائیگا
قتل کیا جائیگا شہد کا کھا لینے مفت چھین لینے کا نتیجہ دیکھا ہی اور اب آئندہ دیکھے گا مین تو سنتا تھا کہ تو
عیار کامل ہی مگر در اصل محض نادان و ناواقف کوچۂ عیاری سے ہی کہ اونے میرے دام مکر مین گرفتار ہو گیا
یہ کہکے اور جسقدر عیار بیہوش پڑے تھے انکو بھی دیکھا اور کہا ای نالائقو تم بھی مانند عمرو ثانی کے احمق تھے
کوچۂ عیاری سے ناآشنا تھے یہ نہ سمجھے کہ آدھی رات کے وقت شہد فروش کا آنا کیا اور آیا ہی تو کچھ اسمین
لم ہی اس شہد کو دیکھ بھال کے کھائین شہد فروش کے حالات سے آگاہ ہون گرفتار کرکے کیفیت ادھر
آنے کی دریافت کرین چھوڑ دین یہ کہکے پہلے عمرو ثانی کو چادر عیاری مین باندھا ڈھائی گرہ عیاری کی لگائی
پشتارہ اٹھا کے دوش پر رکھا پھر اپنے شاگردون سے کہا ان عیارون کو تم سب چادر عیاری مین
باندھو پشتارے انکے اٹھا کے اپنے لشکر مین پاس لاجور دشاہ کے لاؤ مین جاتا ہون انھون نے
کہا استاد یہ پچاس ساٹھ عیار ہین انکا یہان سے لیجانا دشوار ہی ہم دس شاگرد اس وقت یہان موجود
ہین دس عیارون کو چادر عیاری مین باندھ کر ایک ساتھ لے چلین لیکن پھر یہان ہمارا آنا اچھا نہین ہی لشکر
اسلام قریب تر پڑا ہی دیکھیئے وہ ایک سردار کئی ہزار سوارون کے ہمراہ حفاظت لشکر کی کر رہا ہی
اگر اس سردار یا اسکے ہمراہی سوارون مین سے کسی نے ہمکو دیکھ لیا تو اچھا نہوگا ہمکو یہ لوگ
گرفتار کر لینگے پس ہماری راے یہ ہی کہ ان عیارون کو یہان سے نہ لیجائین ابھی انکے سامنے خنجر
اور تیغے سے انھین یہان قتل کرین مطلب تو ہماری یہی ہی کہ یہ عیار قتل ہون پس جیسے وہان قتل ہوے
ویسے یہان قتل ہوے اسود تیز پا نے کہا مین تمھاری راے کو پسند کرتا ہون تم ابھی ان سبکو
قتل کرو انھون نے تیغے اور خنجر کمر سے کھینچکر عیارون کو قتل کرنا شروع کیا اکثر عیارون کو قتل کیا خون
انکا خاک پر گرایا جب وہ نابکار عیاران لشکر اسلام کو قتل کر چکے اسود تیز پا پشتارہ عمرو ثانی کا لیکر
شاگردون کو ہمراہ لیکر خیمہ مذکور سے نکلکر سوے لشکر لاجور دشاہ اس تیرگی شب مین روانہ ہوا کسی اہل اسلام
نے اسے نہ دیکھا بعد قطع راہ عیار مذکور پشتارہ بدوش نہایت شادمان لشکر لاجور دشاہ مین پہونچا اس وقت
لاجور دشاہ اپنی بارگاہ مین مع صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو و دلخال و تخنگان کے
بیٹھا ہوا تھا عالم نشہ شراب مین یہ تقریر کر رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی نقابداران سیاہ و سفید کو تو عمرو ثانی
نے عیاری کرکے ہلاک کیا اب کس دلاور کو تمثال آئینہ رو واسطے اپنی اعانت کے طلب کرتا ہی
کون حسب الطلب اسکے یہان آکے اہل اسلام سے لڑتا ہی کئی روز گذرے ہین کہ طبل جنگی نہین
بجا ہی دونون لشکر مقابلہ مین پڑے ہین لڑائی موقوف ہی ہمارا دل گھبراتا ہی صلصال در جواب اسکے کہتا تھا

تمثال آئینہ رو غافل نہوگا کیونکہ وہ بڑا عاقل وہوشیار ہی کسی پہلوان یا سردار کو کسی ملک سے
اسنے واسطے اپنی مدد کے نامہ روانہ کرکے ضرور بالضرور طلب کیا ہوگا عجب نہین کہ بعد اسکے آنے
کے اس مقام پر بھی بہت جلد طبل جنگ بجایا جاے لڑائی ہو بختگان دونون کی گفتگو سُن کے اپنے
دل مین کہتا تھا بیشک کوئی نہ کوئی فکر تمثال آئینہ رو ضرور ضرور کرے گا بالفعل نقابداران سیاہ
پوش وسفید پوش کے ہلاک ہوجانے سے بالکل گھبرا گیا ہی اور تمام اہل اسلام سے بھی ڈر گیا ہی ابھی
یہ سب کفار باہم یہ گفتگو کر رہے تھے کہ اسود تیز پا پشتارہ بدوش نذر بارگاہ کے آیا لاجوردشاہ
وغیرہ کو سلام کرکے پشتارہ روبرو رکھ کے عرض کیا کہ مین بحکم خداوند تمثال آئینہ رو عمرو ثانی
کو بیہوش کرکے بجاے ساٹھ عیارون کو قتل کرکے پشتارہ عمرو ثانی کا لیکر آیا ہون حکم خداوند کا ہی
کہ یہ عیار مکار بہت جلد قتل کیا جاے اگر اسکے قتل مین کچھ بھی تاخیر واقع ہوئی تو مجھسے برا کوئی نہوگا ہمسے خداوند
نے یہ فرمایا تھا کہ لاجوردشاہ سے ہماری طرف سے کہنا کہ بہت جلد اس عیار نالائق کو تہ تیغ کرنا گرفتار ہرگز
ہرگز نکرنا لہذا آپ موافق حکم خداوند عالم کے اسکو قتل کرائیے واصل جہنم کیجیے یا جو آپکو مناسب
والنسب معلوم ہو وہ کیجیے جو میرا کام کرنے کا تھا اُسے مین کرچکا اور جو خداوند نے فرمایا تھا اُسکو مین
آپکے گوش گذار کر چکا لاجوردشاہ نے یہ تقریر عیار مذکور کی بگوش ہوش سُن کے نہایت خوش
ہوکے صلصال وبختگان کی طرف دیکھکر پوچھا کیا رائے ہی ان دونون نے کہا کہ ابھی اسکو قتل
کرائیے تمثال آئینہ رو نے جو کہا ہی اُسی پر عمل کیجیے اس تاریکی شب مین کہ آدھی رات کا زمانہ ہی
عالم تیرہ وتاریک ہی اور لشکر بھی امیر ثانی کا غافل ہی جملہ اہل اسلام بیخبر سو رہے ہین خراٹے اڑا رہے
ہین ایسے عمدہ موقع مین اس عیار کا قتل ہونا بہت سہل ہی صبح کو قتل کرنا اسکا اک امر دشوار ہوگا جنگ
عظیم ہوگی اہل اسلام اس عیار نابکار کو ہرگز ہرگز قتل ہونے نہ دینگے لاجوردشاہ نے یہ سنتے ہی
فوراً جلاد کو طلب کیا جلاد نابکار تیغہ بکف آیا بعد سلام کرنے کے مودب ہاتھ باندھ کے بہ آواز ملایم عرض کیا
کہ حضور اقدس نے اس ذرۂ بیمقدار کو اس وقت کیون یاد کیا ہی یہ فرمانبردار سرکار و نمکخوار قدیم حاضر حضور ہی
جو کچھ حکم جناب والا ہو بجا لاؤن لاجوردشاہ نے اس جلاد تیغہ بکف سے کہا کہ ہمنے تجھکو اس وقت
اس واسطے بلایا ہی کہ عمرو ثانی عیار امیر ثانی کو اسی وقت نہایت پھُرتی سے قتل کرو اُسنے عرض کیا
اس تابعدار کو کیا عذر ہی میرا تو کام یہی ہی اسی واسطے تو مین ملازم ہون جسے حکم ہو اُسے ابھی قتل کردون ذرا
بھی تامل ورحم نکرون لاجوردشاہ نے یہ سُن کے اسود تیز پا سے کہا یہ پشتارہ یہان سے اُٹھا کر
ساتھ اسکے جا عمرو ثانی کو بعد ہوشیار کرنے کے اسکے حوالے کر ہمارے جملہ سرداران سپاہ وغیرہ کو خواب
غفلت سے بیدار کرکے اُنسے ہماری جانب سے کہدے مع جملہ لشکریان ہوشیار و مسلح ہوہوکے اسود
تیز پا یہ سنکے پشتارہ اُٹھا کے ساتھ اُس قاتل کے بارگاہ سے نکل کے ایک طرف گیا جس جگہ قتل
عمرو ثانی منظور تھا وہان پہونچکے پشتارے سے عمرو ثانی کو نکالکر طوق وزنجیر وغیرہ مین بخوبی گرفتار کرکے
فتیلہ دفع بیہوشی سنگھا کے عمرو ثانی کو ہوشیار کیا پھر قاتل کے حوالے کیا قاتل نے پشتارہ رنگ کا
بنایا اُسپر بوریہ ہلاکت کا بچھا کے عمرو ثانی کو اُسپر بٹھا کے گردن پر کوئلہ کا خط دیا پھر تیغہ علم کرکے
سر پر کھڑا ہوا منتظر حکم قتل ہوا عمرو ثانی نے ہوشیار ہوکے اپنے تئین گرفتار پایا اسود تیز پا

عیار اور قاتل کو دیکھا دل مین کہا اے عمرو ثانی یہ خواب ہی یا بیداری کہان تم اپنے خیمہ مین ہمراہ عیارون کے بیٹھے تھے کہان یہ سامان تمھارے قتل و گرفتاری کا ہی یہ کہکے آنکھیں ملنے لگا اسود تیز پا نے کہا اے عمرو ثانی کیا آنکھیں مل رہے ہو خواب کا خیال کر رہے ہو یہ عین بیداری ہی مین عیاری کر کے تمھین بیہوش کر کے لایا ہون ہوشیار رہو کہ اب تم قتل ہوا چاہتے ہو کیون تم نے ہانڈی بھرا ہوا شہد خوب کھایا کچھ اندیشہ نکیا اسی بیوقوفی و نادانی پر تم کو دعوے عیاری تھا کہ ادنے سی میری عیاری مین تم دھوکھا کھا گئے عمرو ثانی یہ تقریر اسکی سن کے سمجھا کہ اے عمرو ثانی یہ خواب نہین ہی تو بیدار ہی افسوس عالم نشۂ شراب مین تو نے اس نابکار سے شہد چھین کے کھا لیا کچھ خیال نکیا نادانی کی انجام نادانی و غفلت کا یہ ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی جان بچتی ہی یا نہین یہ باتین اپنے دل مین کر کے رو بقبلہ ہوکے دونون ہاتھ کہ ہتھکڑی مین تھے کچھ سوے فلک اٹھا کے آبدیدہ ہوکے واسطے اپنی رہائی اور جان بچنے کے خداوند عالم سے اس طرح دعا کرنے لگا مناجات

تجھی سے ہی قائم یہ ارض وسما
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا
کہ تجھ سے وہ تیسر کے بچ گیا
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا
لکھی جسکے ہی شان مین ہل اتی
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا
زمانے کا ہی تو مجیب الدعا
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا
روا کر مرے مدعا کو شتاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا
اسی فکر مین ہو رہا ہون ملول
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا

رہے ہیں ترے محتاج سب انبیا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
تری ابر رحمت کا تھا معجزا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
مرے کبریا اے مرے کبریا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
مگر ہی یہ مجھکو تعجب بڑا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا
بحق حسن اور بحق رسول
درین عاجزی چون نخوانم ترا

ترا نام ہی خالق و کبریا
توقع ہی سب کو تری ذات کا
یہ سلمان پہ تیرا ترحم ہوا
کہ یوسف کنوئین مین بھی زندہ رہا
مین دیتا اسی کا ہون اب واسطا
سوا تیرے اب مین کہون کس سے جا
صحیفون سے مجکو یہ ثابت ہوا
نہ بر آیا اب تک مرا مدعا
خدایا بہت مین ہوا ہون خراب
دعائے کند من کنم مستجاب
جو مطلب ہی میرا وہ اب ہو حصول
دعا مجھ گنہگار کی کر قبول

بعد ختم کرنے مناجات کے چند شعر اور شعبدہ بازی فلک کے پڑھنے لگا

عدم مین تھے ہم ان کعبے مین دیر مین ٹھہرین
لٹے ہین راہ محبت مین کاروان کیا کیا

ہوئے ہین خاک کے پیوند مہربان کیا کیا
پھرے تلاش مین تیرے کہان کہان کیا کیا
سوا افلاک کے شکایت کرین کس سے کرین

ستم سے پیر فلک کے مٹے جوان کیا کیا
رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور
ہوئے ترے بہار ہمارے مہربان کیا کیا

ادھر تو عمرو ثانی مناجات ختم کر کے اشعار شعبدہ بازی فلک کے پڑھ رہا تھا ادھر لاجور دشاہ دو حکم واسطے قتل عمرو ثانی کے قاتل کو دے چکا تھا اسود تیز پا نے جملہ کفار کو حکم لاجور دشاہ سے آگاہ کیا تھا سب کفار بیدار و مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوے ادھر دہ سردار لشکر جو حفاظت لشکر کی کر رہا تھا گرد لشکر کے پھرنے پھرتے سب اتفاق خیمہ عمرو ثانی تک آیا پکار کے پوچھا اے خواجہ سوتے ہو یا جاگتے ہو جب کچھ آواز نہ آئی سردار مذکور متردد ہوا دل مین کہنے لگا کیا سبب ہی کہ خواجہ نے جواب نہین دیا خیمہ مین سناٹا ہی اندر خیمہ کے گیا دیکھا انشم عیار قتل کیے ہوے پڑے ہین عمرو ثانی زندہ خیمہ مین نہین ہی نہ لاش اسکا ہی یہ حال دیکھکر سردار مذکور متعجب ہوا دل مین کہنے لگا یہ واقعہ عجب ہوا

نہین معلوم اِن عیارون کو کسنے قتل کیا ہی خضران بن عمرو پر کیا واقعہ گذرا ہی کہ وہ یہان نہین
ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے خیمہ سے نکل کے لشکر مین آگے اکثر سرداران سپاہ کو بیدار کرکے
حال مذکور بیان کیا پھر کچھ عیارون سے کہا جلد لشکر حریف مین جاکر دریافت کرو کہ یہان آکے
کسنے عیارون کو قتل کیا ہی اور خضران بن عمرو کہان ہی اُسپر کیا واقعہ گذرا ہی عیاران مذکور
فی الفور بصورت مبدل جانب لشکر کفار روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر کفار مین پہونچے وہان
دیکھا کہ خضران بن عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا ہی جلاد تیغہ بکف آمادۂ قتل کرنے پر کھڑا ہوا ہی لاکھون
کفار مسلح مرکبون پر سوار ہین باہم خوش ہوکے کہ رہے ہین آج اسود تیز پا عیار خداوند نے
کیا کار نمایان کیا ہی خضران بن عمرو کو عیاری کرکے بیہوش کرکے لے آیا ہی اُتنسٹھ عیارونکو قتل کرآیا ہی
عیاران لشکر اسلام نے اُن کافرون سے حال مذکور سُنکے چاہا کہ خضران بن عمرو کو بچائین
قاتل و دیگر کفار کو قتل کرین مگر خیال کیا کہ ہم چند عیار ہین یہان لاکھون کفار ہین اِتنے لڑنا خوب
نہین ہی پہلے یہانسے چل کے امیر ثانی کو اِس حال سے اطلاع دینا چاہیے یہ تجویز کرکے جلدتر
لشکر کفار سے نکل کے اپنے لشکر مین آئے یہان شور و غل سے امیر ثانی بیدار ہو چلے تھے
حال قتل عیاران مسطور سن چلے تھے افسوس کر رہے تھے گاد برہم ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ
کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ عیارون کو فلان شخص نے قتل کیا ہی تو مین بھی اِن عیارون کے
خون کا اُس سے انتقام حتی الامکان لون اور اُسکے معاونون کو بھی قتل کرون ابھی امیر ثانی
یہ فرما رہے تھے سرداران لشکر عرض کر رہے تھے حضور یہ کام انھین کفار سے کسی کا فر کا ہی
عیاران لشکر واسطے دریافت کرنے اِس حال کے گئے ہین ناگاہ عیاران مذکور نے خدمت
امیر ثانی مین حاضر ہوکے تمام حال جو دیکھا تھا اور سنا تھا عرض کیا امیر ثانی کو غصہ آیا حکم
اہل لشکر کو کمر بندی کا دیا اور فرمایا کہ اگر اِن کافرون نے خضران بن عمرو کو قتل کرڈالا تو عہد
کرتا ہون کہ اِن کافرون مین سے کسی کافر کو تو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو قتل کرونگا یہ فرما کے
خود بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرنے لگے ابھی امیر ثانی وغیرہ مسلح ہو رہے تھے کہ یہ عیاران
لشکر اہل اسلام بصورت مبدل براے رہائی خضران بن عمرو اپنے لشکر سے جانب لشکر
کفار روانہ ہوے بعد طی کرنے راہ کے سپاہ کفار مین پہونچکر اُس جگہ گئے جس جگہ خضران
بن عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا تھا مناجات بدرگاہ کبریا کر رہا تھا قاتل تیغہ علم کیے کھڑا تھا خضران
بن عمرو سے کہ رہا تھا کہ اے عیار بلاے روزگار سوے فلک کیا دیکھ رہا ہی اپنے خدا سے عبث
دعا کر رہا ہی جانبر ہونا تیرا ممکن نہین اب کوئی دم مین تیرا حکم منجانب خداوند تمثال آئینہ رو دادر
لاجور دشاہ کہ وہ بھی دعواے خداوندی کرتا ہی تیرے قتل کرنے کے واسطے مجھے دیگا مین
اِسی تیغۂ آبدار سے تجھے قتل کرونگا سر و تن مین جدائی کرونگا واسطے نذر خداوند کے سر تیرا
روانہ کرونگا بس ایسے وقت مین جو کھانا ہو کھالے پیاسا ہو تو پانی پی لے کہ دنیا سے تشنہ و
گرسنہ سوے عدم نہ جانا ہو خضران اُسکے جواب مین کہ رہا تھا اے جلاد کیا کھاؤن کہ غم سے سیر
ہون اور پانی کیا پیون کہ خون جگر اپنا پی چکا ہون خواہش آب و غذا نہین ہی ہان یہ آرزو ہی کہ ایک نظر

ع
واقع ہونا رہائی خضران
بن عمرو اور خضران
بن عمرو کا ایلچی
بن عمرو کا ... ان
مخفی ... ... ن
... ...
۱۲۱۲

امیر ثانی کو کہ وہ میرے آقا و مالک ہین دیکھ لون جو کچھ اُنسے عرض کرنا ہو کرلون اور اپنے
احباب و اعزا سے وداع ہولون قاتل کہہ رہا تھا ای خضران جو تمنائے دل تو نے ظاہر کی ہو
ہرگز بر نہ آئیگی ابھی جلاد نابکار خضران بن عمرو سے یہ کہہ رہا تھا کہ لاجورد شاہ نے تیسرا حکم
واسطے قتل کرنے خضران کے دیا جلاد نے حکم پاکر ارادہ قتل کرنے کا کیا تھا تیغہ لگانے کا
قصد کیا تھا کہ ایک طرف سے ایک سنگ خراشیدہ و تراشیدہ آکے اس طرح جلاد کے سر پر پڑا
کہ سر اُسکا شق ہوا تیورا کے زمین پہ گرا کفار نے شور و غل کیا کہ جلاد کو کسی نے سنگ گران مارکر
ہلاک کیا شاید عیاران لشکر اسلام یہان آ گئے ہین یہ کام اُنھین کا ہو جب یہ شور و غل لاجورد شاہ
نے سُنا پوچھا یہ شور و غل کیسا ہو اُسکے ملازمون نے اُس سے عرض کیا اسوقت جلاد کو کسینے پتھر
مارکر ہلاک کیا ہو سب اسی وجہ سے شور و غل کر رہے ہین لاجورد شاہ نے یہ سُنکے برہم ہوکے
کہا جلد دوسرے جلاد کو بلاؤ کہ وہ جاکے خضران کو قتل کرے ملازمان مذکور واسطے طلب جلاد
کے گئے بختگان نے عرض کیا آپ بیکار قتل خضران مین کد و کوشش کرتے ہین وہ اب قتل نہوگا
عیاران لشکر اسلام یہان آگئے ہین وہ ہرگز خضران کو قتل نہونے دینگے سوا اسکے اب امیر
ثانی وغیرہ جمعیت سپاہ کثیر آتے ہونگے ہوشیار ہو جائیے اپنی جان بچانے کی فکر کیجیے خضران
کے ہلاک کرانے سے باز آئیے ہم نے بارہا ایسے واقعات دیکھے ہین جو مین کہتا ہون سچ
ہی جانیے گا آیندہ آپ کو اختیار رہی لاجورد شاہ نے جواب دیا او بزدل و بیہودہ گو کیا
واہیات کلمات زبان پر جاری کرتا ہو اپنے ساتھ دوسرون کو بھی بزدل بنانا چاہتا ہو اسوقت
ہم ہرگز تیرے کہنے پہ عمل نہ کرینگے ابھی لاجورد شاہ یہ کہہ رہا تھا کہ جلاد آیا بعد سلام کرنے
کے پوچھنے لگا حضور مجھے کیون یاد کیا ہو لاجورد شاہ نے کہا او نابکار تو ہمکو فقط حضور کہتا
ہو خداوند نہین کہتا ہو کیا تو ہمسے منحرف ہو ہماری پرستش نہین کرتا ہو جلاد نے یہ سُنکے سر جھکایا
کچھ جواب نہ دے سکا اُسوقت صلصال بن دال نے جلاد سے کہا کیا سر جھکائے کھڑا ہو جلد جاکر
خضران بن عمرو کو قتل کر جلاد نے لاجورد شاہ کیطرف دیکھا اُسنے بھی اشارہ سے کہا
جلد جا خضران کے قتل کرنے مین دیر نہ کر جلاد مذکور یہ حکم پاکر قریب خضران کے گیا ہنوز
جلاد خضران کو قتل کرنے نہ پایا تھا کہ امیر ثانی نے اپنے سرداران سپاہ سے فرمایا تم سب
مین کون ایسا بہادر ہو کہ پہلے یہانسے جاکر خضران بن عمرو کو قید سے رہا کرے بمجرد اس کہنے
کے سلطان گوہر کلاہ دو لاکھ سوارون کی جمعیت سے جانب لشکر کفار بصد عجلت روانہ ہوا
جب قریب سپاہ کفار پہونچا نعرہ کیا ای کافران نابکار غضب کیا تمنے کہ عیاران لشکر اہل اسلام
کو قتل کیا بمکر و دغا خضران کو اسیر کیا خبردار خضران کو قتل نکرنا یہ نعرہ سُنکے کفار انبوہ انبوہ
واسطے روکنے سلطان گوہر کلاہ کے بڑھے لاجورد شاہ و صلصال کو بھی اس شاہزادہ
ذیقدر کے آنے کی اطلاع ہوئی فی الفور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پہ سوار ہوکے اپنی اپنی سپاہ
اور سپاہ تمثال آئینہ رو کو کہ جملہ بارہ لاکھ سے کم نہ تھی ہمراہ لیکر آگے بڑھے ہنوز یہ دونون
نابکار راہ ہی مین تھے کہ سلطان گوہر کلاہ نے اُن کافرون کو جو سدراہ ہوئے تھے بعد جنگ

و خونریزی پسپا کرکے راہ پاکے آگے بڑھکے نعرۂ شیرانہ کرکے خضران بن عمرو تک جاکے ارادہ
جلاد کے ہلاک کرنے کا کیا وہ خوف سے تیغ زمین پر پھینک کر بھاگا سلطان گوہر کلاہ
نے بڑھکر ایسی شمشیر آبدار اُسپر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل کرنے جلاد مذکور
کے شاہزادۂ موصوف نے خضران بن عمرو کو قید سے رہا کیا خضران رہا ہوکے اپنے
لشکر کی طرف شکر خدا کا کرتا ہوا روانہ ہوا ابھی لڑائی ہورہی تھی خضران بن عمرو رہا ہوا تھا
کفار پسپا ہوکر قتل ہورہے تھے اہل اسلام کو بھی قتل کر رہے تھے کہ لاجورد شاہ اور
صلصال و خلخال بارہ لاکھ سپاہ کی جمعیت سے جنگاہ مین پہونچے شریک جنگ ہوے اب
کفار کو قوت حاصل ہوئی جمکر لڑنے لگے تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کافر و دیندار
قتل ہونے لگے ہرچند تاریکی شب مین یہ جنگ واقع ہوئی تھی لیکن دونون سپاہون مین اسقدر
سامان روشنی کا کیا گیا تھا کہ وہ شب تاریک کثرت روشنی سے بہ از روز روشن ہوگئی تھی اُس
روشنی مین لڑائی ہونے لگی سلطان گوہر کلاہ دلیرانہ نعرے شیرانہ کرکے بڑھ بڑھ کے کافرون
کو قتل کرنے لگا اسی اثنا مین نصیر ابن طوس کہ منجانب تمثال آئینہ رو حاکم ایک جزیرے
کا تھا حسب الطلب تمثال آئینہ رو ایک لاکھ سواران آزمودہ کار سے آیا اور لاجورد
شاہ سے ملکر پوچھنے لگا یہ کون سردار لشکر اہل اسلام کا لڑ رہا ہی اُسنے کہا حالانکہ کچھ مین بھی جانتا
ہون مگر بختگان سے پوچھو یہ خوب ہر ایک سردار لشکر اہل اسلام سے آگاہ ہی اُسنے پوچھا
بختگان کہان ہی لاجورد شاہ نے جانب بختگان اشارہ کیا نصیر ابن طوس نے پوچھا
ای بختگان بتا یہ کون سردار ہی اسکا کیا نام ہی مین دیکھتا ہون کہ تھوڑی فوج سے اس لشکر کثیر
سے دلیرانہ لڑ رہا ہی اُسنے جواب دیا نام اس شاہزادے کا سلطان گوہر کلاہ ہی یہ فرزند
شاہزادۂ بدیع الملک کا ہی بڑا بہادر ہی اسکی تلوار کی پناہ نہین ہی اس بہادر سے وہ شخص
مقاتلہ و مجادلہ کرے جسکو سوے عدم جانا منظور ہو نصیر یہ سُنکے برہم ہوکے کہنے لگا ای بختگان
یہ تو کیا کہتا ہی مین وہ بہادر ہون کہ اگر چاہون تو سر اسکا ابھی تیغ سے کاٹ لاؤن مجھ سے بڑھکے
کوئی بہادر نہین ہی بختگان نے جواب دیا کہنے اور کرنے مین بڑا فرق ہوتا ہی زیادہ کیا
کہون نصیر یہ سُنکے زیادہ برہم ہوا کہنے لگا ابھی جاتا ہون سلطان گوہر کلاہ سے لڑتا ہون
تیغ سے سر اسکا کاٹ کے لاتا ہون جرأت اپنی دکھاتا ہون یہ کہکے مرکب دورکا بہ اپنا آگے
بڑھایا اور تلوار علم کرکے سپاہ کو ساتھ لیکے شریک جنگ ہوکے لڑتا ہوا سامنے شاہزادۂ
سلطان گوہر کلاہ کے پہونچکے نعرہ کیا کہ ای سلطان گوہر کلاہ ہوشیار ہوجاؤ کہ مین آپہونچا مین
کیا آیا گویا تمھاری موت کا پیام آیا تمنے چار روپیہ کے پیادون کو لڑائی مین قتل کیا ہوگا کبھی
مجھ ایسے بہادر سے سامنا نہوا ہوگا مین شجاع ہون کہ ہنگام جنگ فیل کو پشہ جانتا ہون قوی بازو
ایسا ہون کہ شیر کو روباہ سمجھتا ہون تم مجھ ایسے بہادر سے کیا لڑوگے ایک ضرب تیغ بھی نروک
سکوگے بہتر یہ ہی کہ جنگ وجدال سے باز آؤ خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرو میری اطاعت
اختیار کرو مین تمکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کردونگا سلطان گوہر کلاہ نے جواب دیا او کافر اسقدر

جھوٹ بولتا ہی کبھی کہ تیرے اس قول کا یقین نہوگا تو مجھے کیا قتل کریگا اور مجھے دام تزویر
مین کیا گرفتار کریگا مین وہ نہین ہون کہ تیرے کہنے پر عمل کرون تیرے خدا و ند شیطان خصال
کو سجدہ کرون مین اُس خدا کو سجدہ کرتا ہون کہ جو خالق کون و مکان ہی اگر تو اپنی بہبودی چہان
چاہتا ہی تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جا ورنہ انجام تیرا بد ہوگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا نصیر ابن
طوس نے یہ سُنکے برہم ہوکے خبردار خبردار کہکر کے تیغ آبدار و گرانبار مرکب کو بڑھا کے سر
شاہزادہ موصوف پر مارا ادھر شاہزادے نے ضرب تیغ تیز اپنے سپر پر روکی پھر خود اُسکی کمر پر
تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی سے روکی اسی طرح تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخر کار سلطان گوہر کلاہ
نے کافر ندکور کو بضرب شمشیر آبدار مع مرکب چار ٹکڑے کیا کفار نصیر کے قتل ہونے سے دنگ
ہوگئے اہل اسلام خوش ہوے عیاران لشکر اسلام نے یہ جنگ دیکھکر خدمت امیر ثانی
مین جا کے دست بستہ عرض کیا کہ ای امیر با توقیر سلطان گوہر کلاہ نے جانب لشکر کفار جا کے
عجب کار نمایان کیا ہی اول خضران بن عمرو کو قید سے رہا کیا قاتل کو ہلاک کیا سیکڑون
بلکہ ہزارون کافرون کو تہ تیغ کیا نصیر ابن طوس کہ ایک بہادران عالم سے تھا اُسے بھی اسطرح
قتل کیا کہ جملہ کفار کو حیرت ہوئی مگر ای امیر ثانی کثرت کفار کی ہی سلطان گوہر کلاہ کل دو
لاکھ سوارون سے لڑ رہا ہی شجاعت اپنی شاہزادہ موصوف دکھا رہا ہی ایسے وقت مین واسطے
اُسکی اعانت کے کسی سردار کو روانہ کرنا مناسب ہی امیر ثانی نے یہ خبر سُنکے خوش ہوکے
فرمایا ہمتو انتظار تشریف آوری بادشاہ لشکر اسلام کر رہے ہین ابھی شاہ موصوف بارگاہ سے
برآمد نہین ہوے ہین سوا اسکے اکثر سردار اور لاکھون سوار خواب سے بیدار ہوکے مسلح ہو
رہے ہین بایں وجہ ہم اعانت سلطان گوہر کلاہ سے قاصر ہین ہان کسی سردار زبردست
کو ابھی روانہ کرتے ہین یہ فرما کے جانب لندھور ثانی دیکھکر ارشاد کیا کہ تمھارا جانا مناسب
ہی جلد جا کے شریک جنگ ہو سلطان گوہر کلاہ کی مدد کرو لندھور ثانی اُسوقت جلدی
مین مرکب دورکابہ پر سوار ہوکے اپنے لشکر کے تین لاکھ سوارون کو کہ مسلح ہو چکے تھے ہمراہ
لیکے سمت میدان کارزار روانہ ہوا اس بہادر کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی احوال اِس
بہادر کا بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا

لیکن اب احوال جنگ مغلوبہ کا لکھا جاتا ہی

کہ جب سلطان گوہر کلاہ نصیر بن طوس کو قتل کر چکا جانب سواران نابکار متوجہ ہوا تیغ خونچکان
سے خونریزی اُنکی کرنے لگا ابھی شاہزادہ موصوف مصروف جنگ تھا کہ عنقاے بن طرطوس
حاکم جزیرہ تما کا حسب الطلب تمثال آئینہ رو کے دو لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے آیا
اور شریک جنگ ہوا اسکے آنے سے اور حملہ آور ہونے سے سواران لشکر سلطان گوہر کلاہ
بیدل ہوے کفار خوش ہوے پھر بڑھ بڑھ کے لڑنے لگے خصوصاً عنقاے بن طرطوس
کہ نہایت زبردست و قوی بازو ہی اہل اسلام کو قتل کرنے لگا اور آگے بڑھنے لگا یہانتک آگے بڑھا
کہ جس طرف سلطان گوہر کلاہ لڑ رہا تھا گیا جاتے ہی نعرہ کرکے تیغ آبدار سر پر شاہزادے

کے لگایا سلطان گوہر کلاہ نے وار اُسکا سپر پر روک کے شمشیر تیز اُسکے پہلو پر لگائی اُسنے وار خالی دے کے پھر تیغہ سر پر لگایا شاہزادۂ موصوف نے پھر اُسکی ضرب تیغ آبدار کو سپر پر روکا غرض تا دیر یونہیں باہم لڑائی ہوئی انجام کار سلطان گوہر کلاہ نے نعرۂ اللہ اکبر کر کے شمشیر برق نظیر اسطرح اُسکی کمر پر لگائی کہ وہ نابکار مرکب سے دو ٹکڑے ہو کے بالائے خاک گرا اگا و زمین بار سے اُسکے لاشہ کے تھرا گئی اکثر اہل اسلام اِس بدانجام کی قتل ہونے سے شادمان ہو کر تعریف و ثنائے شاہزادۂ موصوف کرنے لگے کفار کو صدمہ ہوا خصوصاً لاجورد شاہ و صلصال کو رنج زیادہ ہوا کیونکہ ایسا زبردست سردار مارا گیا عین صدمہ و رنج و جنگ مغلوبہ مین ایک بلندی پر جا کے پکارا کہ اے بندگان من تم سب تو بہ نسبت اِن میرے بندگان جاہل و منحرف یعنے اہل اسلام سے زیادہ تر ہو مگر عجب ہے کہ اہل اسلام کو جنگاہ سے بھگا نہین دیتے ہو یا اِن سب کو گھیر کے قتل نہین کرتے ہو خصوصاً سلطان گوہر کلاہ کو تہ تیغ نہین کرتے ہو کیسے مرد ہو لازم ہے کہ دلیرانہ بڑھ کے سر سلطان گوہر کلاہ تیغ سے کاٹ لو متردد و خائف نہو ہمنے اِسوقت یہی تقدیر کی ہے کہ تم سب اِن اہل اسلام پر اِسوقت فتحیاب ہو گے یہ کلام لاجورد شاہ اُسکے پرستش کنندہ سُنکے بے تامل یکبارگی آگے بڑھے اُنکے ساتھ سپاہ صلصال و تمثال آئینہ رو بھی آگے بڑھی جملہ کفار نے بڑھ کے سخت حملہ کیا اِس حملہ مین اہل اسلام بہت زخمی ہوئے اکثر قتل ہوئے باقی ماندہ پسپا ہونے لگے سلطان گوہر کلاہ یہ رنگ جنگ دیکھ کے متردد ہوا اپنے لشکر کے جوانون سے بآواز بلند کہنے لگا اے بہادرو ثبات قدمی اختیار کرو جنگاہ سے پانوٗن پیچھے نہ ہٹاؤ سر میدان مصاف ذلت گوارہ نہ کرو یہ تقریر شاہزادہ کی سُنکے اکثر جوانان لشکر نے ثبات قدمی اختیار کی جم کر کفار سے لڑنے لگے خود بھی اُنکے ہاتھ سے قتل و زخمی ہونے لگے ایسے وقت سخت مین لندھور ثانی نے لاکھ سوارون کی جمعیت سے راہ طے کر کے جلد پہونچکر جنگ مین شراکت کی سلطان گوہر کلاہ و جملہ مردمان سپاہ شاہزادۂ موصوف جو کثرت کفار سے پسپا ہو رہے تھے خوش ہوئے لندھور ثانی نے بڑھ کے تیغہ علم کر کے نعرہ کیا کہ اے کافران بیحیا آگاہ ہو کہ مین آپہونچا حتے الامکان آج کی شب تم سب کو قتل کر ڈالونگا کسیکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ نعرہ کر کے قتل کرنے لگا کفار تاب مقابلہ و مجادلہ لندھور ثانی نہ لا کے یا تو بڑھتے تھے یا پسپا ہونے لگے سیکڑون تہ تیغ تیز لندھور سے قتل ہو کے مانند مرغ بسمل زمین پر لوٹنے لگے لاجورد شاہ یہ طور جنگ دیکھکر نعرۂ لندھور ثانی سُنکے گھبرایا بے اختیار کہنے لگا حالا چہ تدبیر کنم جنگجویان نے جواب دیا بہتر یہی ہے کہ تقدیر گریز کیجیے یا طبل بازگشت بجوائیے قبل اِسکے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اب تو عمل کیجیے جان اپنی بچائیے ابھی تو وہی سردار لشکر اہل اسلام کے اِدھر آئے ہین تھوڑی دیر مین دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہے سلسلہ سردارون کے آنے کا بندھے گا ہر ایک سردار کے ساتھ سپاہ کثیر ہوگی خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی کے ساتھ تو سپاہ مانند مور و ملخ کے ہوگی یہ فوج آپکی اور سپاہ صلصال و تمثال آئینہ رو کی بھلا جملہ سردارون اور امیر ثانی کو کیا روک سکین گے یا اُنسے لڑ سکین گے میرے نزدیک تو سب قتل ہو جائین گے بلکہ پامال سم اسپان سواران لشکر اسلام ہو جائیگی ہان آپکی بھی منت جائیگی

ساری خداوندی تشریف لیجائیگی سر و تن مین آپ کے جدائی ہو جائیگی لاجور دشاہ نے
گفتگوے بختگان سُنکے ارادہ کیا تھا کہ طبل بازگشت بجوائیے ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند
ہوا گھوڑون کی ٹاپون کی صدا کان مین آئی گھبرا کے اُسی طرف دیکھنے لگا ہنوز لاجور دشاہ دیکھ
رہا تھا کہ یکایک تجیل چرخ زن کہ فرمانرواے کوہستان وغیرہ کا تھا ڈیڑھ لاکھ سواران جنگی
کی جمعیت سے حسب الطلب تمثال آئینہ رو کے آیا لاجور دشاہ و صلصال سے ملکر پوچھنے لگا
اسوقت یہ جنگ عظیم کس سے ہو رہی تھی لاجور دشاہ نے جواب دیا اہل اسلام سے لڑائی ہو رہی
ہے تھوڑی دیر ہوئی سلطان گوہر کلاہ فرزند بدیع الملک نے نصیر ابن طوس و عنقاے
بن طرطوس کو قتل کیا ہے سوا اُنکے ہزارہا مردم سیاہ کو قتل و زخمی کر چکا ہے کسی طرح قتل نہین ہوتا ہے نہ پسپا
ہوتا ہے اب اُسکی مدد کے واسطے لندھور ثانی ایک نامی و گرامی سردار تین لاکھ سوارون کی جمعیت
سے آگیا ہے ہماری فوج پسپا ہو رہی ہے دیکھیے انجام اِس جنگ کا کیا ہوتا ہے اُسنے جواب دیا آپ کچھ اندیشہ
نہ کیجیے اب مین یہان آگیا ہون ابھی لندھور ثانی اور سلطان گوہر کلاہ کو قتل کر کے سر اُنکے
تیغ سے جدا کر کے لاتا ہون مگر خطا معاف ہو کیسے آپ خداوند ہین کہ عاجز ہین کچھ قدرت نہین
دکھاتے ہین اگر آپ مین قدرت نہین ہے تو پھر دعواے خداوندی کیون کیا ہے لاجور دشاہ
نے چین بجبین ہو کے جواب دیا ہم خداوند رحیم المزاج ہین اپنے بندگان جاہل کی جفائین اُٹھاتے
ہین اور قہر و غضب سے اُنھین تباہ و برباد نہین کرتے ہین تجیل چرخ زن نے جواب دیا یہ
جواب آپکا عجز و مجبوری ظاہر کرتا ہے یہ جو آپ نے کہا ہے خیر مجھے اِس سے کیا غرض ہے کہ آپ
خداوند ہین یا نہین ہین مین تو خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتا ہون سوا اُنکے کسی کی پرستش
نہین کرتا یہ کہکے مرکب کو اپنے جولان کر کے فوج اپنی اپنے ہمراہ لے کے آگے بڑھا پھر تیغ آبدار
نیام سے کھینچکر شریک جنگ ہو کے اہل اسلام کو قتل کرنے لگا مردم سپاہ بھی اُسکی اہل اسلام
سے لڑنے لگے راوی ناقل ہے کہ تجیل چرخ زن لڑتا ہوا سواران لشکر اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا
نعرے پر نعرے کرتا ہوا سامنے لندھور ثانی کے پہونچا دیکھا کہ وہ بہادر شیرانہ دشمنون کو ہلاک
کر رہا ہے یہ دیکھکر غضبناک ہو کے نعرہ کر کے کہا او منحرف خداوند تمثال آئینہ رو ہوشیار ہو جا کہ
مین آپہونچا کیا ان ناتوان سوارون کے قتل کرنے سے فائدہ ہے اور کیا ان بہادرون کے ہلاک
کرنے سے باعث نامورِی ہے اگر مرد ہے تو مجھ سے مقابلہ و مجادلہ کر میری ضرب شمشیر کو روک تو
جانون کہ بہادر ہے مین وہ شجاع ہون کہ ثانی اپنا شجاعت مین نہین رکھتا ہنگام جنگ شیر کور و بادہ
فیل کو پشہ جانتا ہون ہزارہا پہلوانون اور بہادرون کو مین نے تہ تیغ کیا ہے لندھور ثانی نے
تقریر اُس نابکار مردود کی سُنکے برہم ہو کے جواب دیا او کافر اگر تجکو دعواے بہادری ہے تو آدار
کہ شجاعت اپنی دکھا تیری تو کیا حقیقت ہے اگر دیو اور جن بھی مجھ سے مقابلہ کرے تو بھی اُس سے
انکار لڑنے سے نہ کرون مجکو تیری تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تو بہادر نہین ہے یاوہ گو ہے اجل
تیری تجکو کشان کشان یہانتک لائی ہے مگر مجکو یہ افسوس ہے کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے قتل
ہو جائیگا مجھے تیرا نام بھی نہین معلوم کہ تو کون ہے اُسنے جواب دیا نام میرا تجیل چرخ زن ہے حاکم پنجاب

خداوند کوہستان وغیرہ کا ہون بیشتر شیران صحرا کو لوٹک لوٹک کے ہلاک کرتا ہون تو مجھے کیا قتل کریگا
یہ کہکے غضبناک ہوکے گرز گرانبار اُٹھاکے موافق قاعدۂ دلاوران سر لند حور ثانی پہ مارا
ادہر اس بہادر نے اُس ضرب گرز کو مسکرا کے اپنے گرز پر روکا پھر کہا او نابکار اب میری ضرب
گرز کو روک یہ کہکے بصد غضب ضرب گرز اُسکے سر پر غرور پر لگائی ہرچند اُسنے چاہا کہ اپنے گرز پر
ضرب گرز حریف کو روکون مگر ممکن نہوا کیونکہ وقت روکنے ضرب گرز کے ہاتھ اُسکا کج ہوگیا ضرب
بخوبی رک نسکی گرز لند حور ثانی سر پر جو اُسکے پڑا کاسۂ سر چور چور ہوگیا گینڈا یا مرکب بھی اُسکا
مرگیا فی الفور زمین پر گرکے ہلاک ہوا اُسکے مرنے سے سرداران سپاہ اُسکے اور جملہ لشکر بیدل
ہوکے پسپا ہونے لگے کسی کو یہ جرأت نہوئی کہ بڑھکے لند حور ثانی سے مقاتلہ و مجادلہ کرے
لند حور ثانی یہ حال دشمنان مذکور کا دیکھکر نعرۂ کوہ شگاف کرکے آگے بڑھا کفار کو گاہ ضرب
گرز گاہ تیغ آبدار سے قتل کرنے لگا کفار تاب تحمل جنگ و ثبات قدمی نہ لاسکے دمبدم لند حور
ثانی کے سامنے سے پسپا ہونے لگے ایسی حالت مین لاجورد شاہ کو بذریعۂ ہرکارون کے
خبر قتل تخییل چرخ زن پہونچی یہ خبر سنتے ہی بختگان وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا دیکھا تمنے
کہ ہمنے تقدیر کرکے تخییل چرخ زن نابکار کو دست لند حور ثانی سے قتل کرادیا یہ ملعون ہمسے
بے ادبانہ کلام کرتا تھا ہمکو اپنا خداوند نہ جانتا تھا نہایت مغرور و متکبر تھا بختگان نے عرض کیا
ای خداوند اس وقت تو یہ تقدیر آپ نے اچھی نہ کی میرے نزدیک بُری کی لازم تو یہ تھا کہ دست
تخییل سے لند حور ثانی کو قتل کرایا ہوتا امیر ثانی کو مغموم کیا ہوتا سوا اُسکے جملہ لشکریان امیر
ثانی کو صدمۂ جانکاہ دیا ہوتا عجب نہ تھا کہ اگر لند حور ثانی ہلاک ہوجاتا تو یہ لڑائی فتح ہوجاتی
اہل اسلام شکست کھاتے لاجورد شاہ نے جواب دیا تجھے ہماری مصلحت مین کیا دخل ہی جو کچھ
ہمنے کیا وہ خوب کیا بختگان یہ سُنکے برہم ہوکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ لاجورد شاہ بیہودہ ہی
قدرت اِسمین کچھ بھی نہین ہی دعواے خداوندی عبث کرتا ہی اب بھی دعواے خداوندی سے باز
نہین آتا ہی گو ذلیل و خوار بارہا ہوچکا ہی اہل اسلام کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہوکے بھاگتے
بھاگتے یہانتک آیا ہی بختگان تو اپنے دل مین ایسی ہی باتین کررہا تھا لڑائی ہورہی تھی جنگ
مغلوبہ ہورہی تھی اہل اسلام دلیرانہ بڑھتے جاتے تھے کفار پسپا ہورہے تھے کہ یکایک
خونخوار بیلگردان ایک سردار نہایت بہادر حسب الطلب تمثال آئینہ رو کے ایک لاکھ
سوارون کی جمعیت سے اپنے ملک سے آیا جب نبردگاہ مین پہونچا لاجورد شاہ اُسکے آنے
سے باخبر ہوا کچھ لوگ واسطے اُسکے استقبال کے بھیجے وہ سب اُسکو روبرو لاجورد شاہ کے لائے اُسنے سلام کیا
پھر پوچھا یہ لڑائی کس سے ہورہی ہی بڑی خونریزی ہورہی ہی لاجورد شاہ نے تمام حال لڑائی کا بیان
کیا اُسنے کہا مین یہان نہ تھا ورنہ اسقدر طول اس لڑائی کو کبھی نہوتا چیدہ چیدہ سرداران لشکر اہل اسلام کو
قتل کرکے مردان لشکر اِسلام کو شکست فاش دیتا بختگان نے کہا اب بھی جاتیے بڑھکر دلیرانہ اہل اسلام
کو قتل کیجیے لشکر کو شکست دیجیے اسمنے بہادری کیے یہی ہین کہ جو منھ سے کہا ہی وہی اب کیجیے وہ یہ کلمات سنکے تاب
ضبط نہ لاسکے اپنی فوج کو اپنے ساتھ لیکے تیغ علم کرکے آگے بڑھکے لشکر اِسلام پر گرا چونکہ تازہ دم تھا اہل

اسلام سے لڑکر اُنھین قتل کرنے لگے فوج بھی اُسکی کہ آزمودہ کار تھی اہل اسلام سے خوب لڑنے
لگی اِس نابکار کے آنے سے اور شریک جنگ ہونے سے یا تو اہل اسلام بڑھ بڑھ کے
لڑ رہے تھے یا ارادہ پیچھے ہٹنے کا کرنے لگے خصوصاً سواران لشکر کا یہ حال دیکھکر لندھور ثانی
وسلطان گوہر کلاہ متردد ہوے ہنوز یہ دونون بہادر متفکر تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی سواران
ہر دو سپاہ قتل ہو رہے تھے خونخوار بیلگردان بڑھتا ہوا چلا آتا تھا کہ لشکر اسلام سے مالک
ثانی امیر ثانی سے اجازت لیکر مع اپنی تھوڑی فوج کے کہ جو اُسوقت مسلح ہو چکی تھی سے جنگاہ
روانہ ہوے بعد قطع راہ جنگاہ مین پہونچکر شریک جنگ ہوے خود اور ہمراہی کفار سے لڑنے لگے اِس
بہادر کے آنے سے سواران لشکر اسلام کو قوت حاصل ہوئی جم کر لڑنے لگے عین جنگ مین
خونخوار بیلگردان دلیرانہ لڑتا ہوا نیزے سے اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا سامنے مالک ثانی
کے آیا اور نعرہ کرکے نیزے کا وار کیا مالک ثانی نے اُسکی سنان نیزے کو اپنے نیزے کی
سنان پر روک کے خود بھی اُسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ مارا اُسنے بھی چالاکی سے اپنے تئین بچایا بعد
چند طعنہاے نیزے کے مالک ثانی نے نیزے سے اُسے پشت فرس سے اُٹھاکے خاک
پر اسطرح ٹپکا کہ وہ گویا پیوند خاک ہو گیا جب خونخوار بیلگردان اسطرح دست مالک سے ہلاک ہوا سرداران
سپاہ خونخوار بیلگردان اپنے سردار کے قتل ہونے سے برہم ہوکے آگے بڑھکر مالک ثانی پر حملہ آور
ہوے سخت لڑائی ہوئی آخر کار مردمان لشکر خونخوار تاب جنگ نہ لاکر پسپا ہونے لگے ایکطرف سے مالک دوسری
جانب سے لندھور ثانی تیسری جانب سے سلطان گوہر کلاہ مع سپاہ بڑھے جملہ کفار پیچھے
ہٹنے لگے لاجور دشاہ و صلصال متردد ہوے عین تردد و فکر مین لاجوت بیلگردان
جمشید ابن طوفان حریص برق انداز حریق بن ساریق یکے بعد دیگرے بجمعیت فوج کثیر
آآکے شریک جنگ ہوے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ یہ چارون کفار کہ جنکے اسما لکھے گئے
ہین جزائر و ممالک کے جانب تمثال آئینہ روسے حاکم ہین حسب الطلب تمثال آئینہ رو
کے آئے ہین الحاصل جب لاجوت بیلگردان و جمشید ابن طوفان و حریص برق انداز
و حریق بن ساریق دو دو ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آکے شریک جنگ
ہوے کفار خوش ہوے خصوصاً لاجور دشاہ و صلصال نہایت شادمان ہوے اب جنگ
مغلوبہ بہ نسبت قبل زیادہ تر ہونے لگے لاش پر لاش مردمان ہر دو سپاہ کی گرنے لگی یہی کفار
ایسی دلاوری سے بڑھ بڑھ کے لڑے کہ سواران لشکر اسلام بہت قتل و زخمی ہوے بعدہ
لندھور ثانی و مالک ثانی و سلطان گوہر کلاہ کے آگے بڑھنے سے اور دلیرانہ لڑنے
سے کفار بھی بہت قتل ہوے ہزارہا زخمی ہوے ہر چند اِسوقت مین کفار آگے بڑھ نہ سکے لیکن
بوجہ کثرت کے پیچھے نہ ہٹے بہ نیزہ و تیر و شمشیر و گرز مصروف جنگ رہے راوی ناقل ہے کہ ابھی یہ جنگ
مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار خوب چل رہی تھی کمانین کڑک رہی تھین بارش باران تیر علے الاتصال
ہو رہی تھی جوے خون کشتگان میدان مصاف مین ہر سو رواں تھین لاشے تڑپ رہے تھے
زخمی گھوڑون سے زمین پر گرکے کراہ رہے تھے دلاوران ہر دو لشکر رعدآسا نعرہ ہاے

کوہ شگاف کر رہے تھے کافر و دیندار لڑ رہے تھے سواران لشکر جانبین قتل ہو رہے تھے شور رستگیر
و بزن بلند تھا کہ یکایک ایک جانب سے اسقدر غبار بلند ہوا و ر سوے فلک زمین
سے گیا کہ اُس شب کو جملہ کافر و دیندار کو اُس غبار کے دیکھنے سے یقین کامل ہوا کہ آندھی نہایت سیاہ
زور و شور سے آتی ہے بس کافر و دیندار متردد ہوے کہ اگر یہ آندھی اسوقت مین جنگ مغلوبہ مین آئیگی
تو اچھا نہوگا روشنی ہوا سے نہ رہیگی تاریکی ہو جائیگی اندھیرے مین شناخت دوست و دشمن کی نہو سکیگی
سوا اِسکے کثرت ہواے تند سے اِس میدان جنگ مین ٹھہرنا دشوار ہوگا لڑنا محال ہوگا ابھی سب یہ
خیال کر رہے تھے کہ وہ غبار جو بلند ہوا تھا قریب آنے لگا تھوڑی دیر مین ہوا سے دامن گرد پارہ
پارہ ہوا دیکھنے والون نے دیکھا کہ بہت سے نشان سرخ رنگ فیلان سربلند پر پیدا ہوے بعد از ان
اَبر سیاہ کثیر معلوم ہوئی لاکھون سوار اور پیادے مسلح و مکمل نظر آنے لگے کفار سمجھے کہ ہماری جانب
کوئی شاہ یا سردار زبردست بجمعیت فوج کثیر آتا ہے یہ سمجھ کے کفار بہت ناخوش ہوے خصوصًا
لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و بخنگان ازحد شادمان ہوے اور فورًا ہرکارون کو براے
دریافت خبر روانہ کیا اِدھر جو اہل اسلام مصروف جنگ کفار رہے تھے اُنھون نے خیال کیا
کہ ایسے وقت مین کوئی ہماری مدد کے واسطے آتا ہے یہ خیال کر کے اکثر خوش ہوے اکثر سوار
اپنے دل مین کہنے لگے کہ دیکھیے یہ کون آتا ہے بظاہر تو کوئی ہم اہل اسلام سے ایسا صاحب فوج و
سپاہ ہمارے لشکر سے جدا نہین ہوا ہے کہ ہم اُسکے آنے کا خیال کرین غرضکہ تمامی کافر و دیندار
جداگانہ خیالات کر رہے تھے کہ اُدھر ہرکارے لشکر کفار کے قریب اُس فوج ظفر موج کے پہونچے جب
اُنھون نے سوارون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر گران کسی کافر کا نہین ہے وہ یہ خبر دریافت کر کے
پلٹے اور اپنے لشکر مین آ کے جو کچھ دریافت ہوا تھا لاجورد شاہ و صلصال سے آ کر بیان کیا لاجورد شاہ
و صلصال کو سخت تردد ہوا بخنگان نے کہا اے خداوند عبث اسقدر آپکو تردد ہے جو آتا ہے
اُسے آنے دیجے کچھ اندیشہ نہ کیجیے واسطے اپنے اور تمامی اپنے جانب کے لشکریون کی حفاظت
جان کے طبل بازگشت بجوا دیجیے جب صداے طبل بازگشت بلند ہوگی اہل اسلام ہرگز اِسوقت
نہ لڑینگے جو کوئی یہ فوج کثیر ہمراہ لیے آتا ہے وہ بھی اِسوقت نہ لڑیگا لاجورد شاہ نے جوابدیا
طبل بازگشت کا ایسے وقت مین بجوانا گویا عاجزی لڑنے سے ظاہر کرنا ہے اور مجبوری مجادلہ و مقاتلہ سے
ثابت کرنا ہے پس مین تو یہ ننگ ہرگز گوارا نہ کرونگا چاہے کچھ بھی نہو خواہ جان رہے یا نہ رہے
بخنگان نے کہا دیکھیے پچھتائیے گا اگر یہ صاحب فوج آ کے ایکبارگی آپ کے لشکر پر گر پڑیگا
تو خدا معاف ہو آپ کو بھاگتے راستہ نہ ملے گا آپ کے ساتھ سب کی جانین جائینگی لاجورد شاہ
نے جواب دیا اچھا آج مجھے نہین منظور ہے بخنگان تو خاموش ہوا مگر اُس صاحب لشکر کثیر نے
دور سے یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر ہرکارون کو واسطے خبر لانے کے روانہ کیا اُنھون نے جنگاہ مین
آ کے سوارون سے تمام حال دریافت کر کے جلد جا کر اپنے لشکر مین پہونچ کے سردار لشکر سے
جو کچھ سنا تھا بیان کیا وہ یہ خبر سنکے نہایت برہم ہوا پھر حملہ اپنے ہمراہیون سے کہا مین لشکر کفار
پر اِسوقت حملہ آور ہونگا حتے الامکان کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑونگا سب نے عرض کیا بہتر ہے ہم سب

بھی لڑنے اور جان دینے پر آمادہ ہین اُس سردار نے یہ سُنکے باشتیاق جنگ مرکب کو جولان کیا
جملہ ہمراہی اُسکے ہمراہ اُسکے بصد عجلت چلے جب وہ سردار قریب لشکر کفار آیا نعرہ کیا منم شاہزادۂ
رستم ثانی ای کفاران نابکار کی گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت روی یہ نعرہ کرکے مع اپنی
تمامی سپاہ کے کفار پر گرا تیغ آبدار سے بیدینون کو قتل کرنے لگا سرداران لشکر بھی اُسکے مانند حدید
شاہ وسرشار شاہ وغیرہ کفار کو تہ تیغ کرنے لگے شاہزادۂ فیروزہ بانو زندرانی اور گستاشپ
شاہ وسہراب بن ولند صور وغیرہ بھی تیغ ونیزہ وتیر سے بیدینون کو قتل کرنے لگے جملہ سوار اور لشکری
بھی اُس شاہزادۂ تہور شعار کے اعدا کو خاک وخون مین ملانے لگے جنگ عظیم ہونے لگی لاش پر لاش
ہر طرف کافرون کی گرنے لگی دریاے خون کافران میدان جنگ مین ہر سو رواں ہونے لگا برق
شمشیر میدان مین چمکنے لگی دلاور مانند رعد کے نعرے کرنے لگے بوچھاڑ تیرون کی بکثرت ہونے
لگی دریاے خون کشتگان مین سر مقتولان مثل حبابون کے نظر آنے لگے اور تن کافران مانند
کشتی ہاے کو حباب کے بہتے ہوے دکھائی دینے لگے اُسی بارش باران تیر مین ہزارہا قصر تن
پر دو دو دمبدم زمین پر گرنے لگے اہل اسلام آناً فاناً آگے بڑھنے لگے کفار پیچھے ہٹنے لگے اکثر
کفار ز خوف جان سے ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے ایسی جنگ عظیم سے تدبیر جانبرنی کی کرنے لگے
یہان کا تو یہ حال ہے جو لکھا گیا مگر اب حال عیاران لشکر اہل اسلام کا لکھا جاتا ہے کہ جسوقت یہ جنگ
مغلوبہ ہو رہی تھی شاہزادۂ رستم ثانی مانند شیر غضبناک کے اعدا کو ہلاک کر رہا تھا چند عیار اپنے
لشکر سے واسطے خبر دریافت کرنے کے جنگاہ مین آئے میدان مصاف مین آکے عجب لڑائی
دیکھی کہ کبھی ایسی جنگ نہ دیکھی تھی اور کبھی شاہزادۂ رستم ثانی کو اسطور سے لڑتے نہ دیکھا تھا
پس تمام رنگ جنگ دیکھکر اور خوب خبر دریافت کرکے لشکر سے نکل کے جلد تر خدمت امیر ثانی
مین اُسوقت گئے کہ بادشاہ لشکر اسلام اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہوے تھے امیر ثانی
و دیگر سرداران لشکر نے بادب تمام سلام کیا تھا بادشاہ اپنے مرکب پر سوار ہو رہے تھے اور
جو سردار خواب سے بیدار ہوکے مسلح ہو چکے تھے وہ جوق جوق گروہ گروہ اپنے اپنے مالک
و آقا کے پس پشت کھڑے تھے امیدوار اسکے تھے کہ ہمارے آقا ومالک سوے جنگاہ جلد سے
چلین تو ہم بھی اُنکے ہمراہ رکاب چلکے اعدا کو تہ تیغ کرین ناگاہ اُنھین ہرکارون نے امیر ثانی
سے دست بستہ عرض کیا حضور مبارک ہو کہ اسوقت شاہزادۂ رستم ثانی فوج بیحد سے اور
نہایت حزم وحشم سے تشریف لائے ہین کنارہ سے اس طرح لڑ رہے ہین کہ ہمسے ثنا اُنکے لڑنے
کی مطلق ہو نہین سکتی ہے کفار کو اسقدر قتل کیا ہے کہ جنگاہ مین ذرا بھی خالی جگہ نہین ہے لاشے کفار کے
زمین پر پڑے ہین جو کفار زندہ ہین اُنکو اہل اسلام چہار طرف سے گھیرے ہوے ہین راہ بھاگنے
کی بیدینون کو نہین ملتی ہے لاجورد شاہ وصلصال نہایت پریشان خاطر ہین کیونکہ اُنکو صورت
اپنی اجل کی نظر آرہی ہے ہر چند ارادہ بھاگنے کا کرتے ہین مگر بھاگ نہین سکتے ہین بار بار کہتے ہین کہ
دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ رات کیونکر گذرتی ہے صبح دیکھنی نصیب ہوتی ہے یا نہین ہاے ہم کیا جانتے تھے
کہ اس جنگ کا یہ انجام ہوگا جنگان اُنکی تقریر سُنکے کہتا تھا مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ طبل بازگشت

بجوا دیجیے آپ نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اب بھی طبل بازگشت بجوا دیجیے جان اپنی ان
اہل اسلام سے بچائیے وہ دونون اُسے جواب دیتے تھے کہ ہم تو طبل بازگشت اسوقت تیرے
کہنے سے بجوادین مگر خداوند تمثال آئینہ رو کے خلاف ہوگا سوا اسکے واسطے ہمارے بھی ایک
طرح کی ذلت و باعث بدنامی کا ہو علاوہ اسکے اگر تمثال آئینہ رو اور اپنی ذلت کا بھی کچھ خیال
نہ کرکے طبل بازگشت بجوایا جائے تو کچھ فائدہ نہوگا کیونکہ اِس شور وغل مین کون صدائے طبل بازگشت
سنے گا امیر ثانی خبر رستم ثانی کے آنے کی باین جاہ و حشم سُنکے بہت خوش ہوے فرمایا کہ ہمین
اُسکے دیکھنے کا نہایت اشتیاق تھا جب سے وہ لشکر سے گیا تھا بیشتر ہمین اُسکا خیال رہتا تھا خواجہ
عمرو ثانی سے کچھ حال اُسکا سُنا تھا شکر ہو خدا کا کہ مع الخیر و بجذم و حشم طلسم صندل کو توڑکے یہان
آیا بدرجہ کمال دل شاد ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی یہ خبر سُنکے خوش ہوکے امیر ثانی و شہزادۂ
ایرج نوجوان سے فرمایا کہ للہ الحمد کہ شاہزادۂ رستم ثانی بخیر و عافیت بجمعیت لشکر کثیر یہان
آیا ایرج نے عرض کیا ای ظل اللہ واقعی رستم ثانی کے آنے کی بہت خوشی ہوئی ہو دل چاہتا
ہو کہ جلد یہان سے چل کے اُسے دیکھون اپنے پارۂ جگر کو دوڑکے سینے سے لگا لُون بادشاہ
لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام نے فرمایا بہتر ہو جلد چلو شریک جنگ بھی ہو اور رستم ثانی
کو بھی دیکھو یہ فرماکے بادشاہ لشکر اسلام درست ہوکے مرکب پر بیٹھے پھر گھوڑا اپنا سوے
نبردگاہ بڑھایا امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر جو اُسوقت مسلح ہو چکے تھے وہ سب بھی مرکبون پر
سوار ہوکے ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف چلے اثنائے راہ مین امیر ثانی اپنے دل مین کہتے
تھے کہ مین رستم ثانی کو دیکھتے ہی اپنے سینہ سے لگا لونگا الطاف و عنایت اُسپر بہت کرونگا
بادشاہ موصوف دل مین اپنے کہتے تھے کہ جسوقت مین شاہزادۂ رستم ثانی کو دیکھونگا اور وہ
باادب مجھے سلام کریگا اور سر اپنا میرے قدم پر رکھے گا مین بعد مہربانی سر اُسکا اپنے سینہ
سے لگا لُونگا نہایت شفقت اُسپر کرونگا شاہزادۂ ایرج نوجوان یہ خیال کرتا تھا کہ بعد ایک
زمانہ کے فرزند دلبند میرا آیا ہو مین اُسکی دید سے اپنی آنکھون کو روشن کرونگا سینہ سے اُسے لگا لونگا
بار بار اُسے الفت پدری سے پیار کرونگا حالات دریافت کرونگا اسی طرح شاہزادۂ قاسم
بھی اپنے پوتے کی دید مین بیقرار تھا دل مین کہتا تھا کہ فضل خدا سے مراد دلی برآئی رستم ثانی
بعد ایک عرصے کے یہان آیا ہو اُسکے دیکھنے سے نور آنکھون مین زیادہ آئیگا غنچۂ دل پژمردہ میرا
ہوائے مسرت سے شاداب و شگفتہ ہو جائیگا جسوقت اُسے اپنے سینہ سے لگاؤنگا روح کو راحت
قلب کو آرام حاصل ہوگا شہریار برادر رستم ثانی شوق دید برادر مین نہایت بیقرار تھا دمبدم
اُسکے دل مین یہی آتا تھا کہ لشکر سے بڑھ کے جلد سوے جنگاہ جاکے اپنے بھائی کو دیکھون
گلے سے ملون حالات پوچھون لیکن رعب و داب بادشاہ لشکر و امیر ثانی عالی مقام سے
بمجبوری آگے نہ بڑھ سکتا تھا کیونکہ خلاف داب تھا علاوہ ان سب صاحبون کے جملہ سرداران
لشکر جو وست چپی تھے اُنکا عجب حال تھا اشتیاق قدمبوسی مین بیقرار تھے کوئی دست چپی کسی
دست چپی سے کہتا تھا خدا نے یہ دن دکھایا کہ ہمارا مالک و آقا بجذم و حشم بجمعیت سپاہ کثیر یہان آیا

کیا دل خوش ہوا اگر ہمکو سلطنت ہفت اقلیم کی بھی ملجاتی تو اِس طرح دل ہمارا شاد مان نہوتا
جس طرح اِسوقت شاہزادۂ رستم ثانی کے آنے سے دل خوش ہوا ہی وہ اُسکو جواب دیتا
تھا واقعی تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی قول ہی ہمکو بھی از حد خوشی حاصل ہوئی ہی کہین جلد یہ راہ
طی ہو میدان نبرد مین پہونچین اپنے آقا و مالک کو دیکھین تسلیم کرین شان وشوکت پر اُسکی نظر
کرین خدا کا شکر کرین کہ بعد ایک مدت کے زیارت چہرۂ پر نور آقا میسر ہوئی کوئی دست چپی
سردار کسی سردار دست چپی سے مسکرا مسکرا کے آہستہ آہستہ یون کہتا ہوا جاتا تھا کہ جب سے
ہمارے آقا و مالک لشکر سے سوے طلسم صندل گئے تھے لشکر مین ہمین رہنا ناگوار تھا
ہر وقت دل مین یہی آتا تھا کہ لشکر سے جدا ہو کے اپنے آقا کی تلاش مین چلیے جہان اُنکا کسی سے
نشان ملے وہین چلیے وجہ اِس ارادہ کرنے کی یہ تھی کہ جب ہم بارگاہ آقا کو اور دنگل کو اپنے
مالک کے خالی دیکھتے تھے صدمہ ہوتا تھا گو لشکر مین جملہ سردار نظر آتے تھے مگر صرف اُنھین
کے نہونے سے لشکر مین رونق نہ تھی زینت بارگاہ سلیمانی کی ذرا بھی نہ تھی ہان اب زیب و
زینت لشکر و بارگاہ سلیمانی کی ہوگی شاہزادۂ رستم ثانی تشریف لاتے ہین وہ دست چپی
اُس سے کہتا تھا جو کچھ تمنے کہا بیشک سچ ہی سر مو مین فرق نہین ہی اِسوقت جسقدر ہم تم اور تمام
سرداران دست چپی خوش ہین اُسقدر سرداران دست راست کو ہمارے آقا کے باین خدم
وحشم آنے سے ملال ہوگا دل سب کا آتش رشک سے جل گیا ہوگا بظاہر چاہے وہ کچھ نہین
بباطن ضرور اُنکو رنج و صدمہ ہوگا اور یہ صدمہ کرنا اُنکا محض بیفائدہ ہی اور آتش رشک سے
جلنا بے سود ہی کیونکہ خداوند عالم و عالمیان جسکو چاہے اپنے فضل و کرم سے سربلند و ممتاز
کرے جسکو چاہے عزت و لیاقت و شجاعت و ہمت دے جسکو چاہے کچھ بھی نہ دے ہمارے
آقا کو خداوند کریم نے کیا کچھ نہین دیا ہی شجاعت دی ہی تو ایسی ہی دی ہی کہ ہمسرون مین کوئی اُنکا
ہمتا نہین ہی بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ سوا امیر ثانی کے اب کوئی سردار لشکر قوت و شجاعت و ہمت
و رعب و داب و لیاقت مین اُنسے بڑھ کے نہین ہی اگر کوئی معترض یہ کہے کہ شاہزادۂ رستم
ثانی کو جملہ سرداران لشکر اسلام سے رتبہ مین بڑھا دیا خصوصاً اُسکو اُسکے جد و آبا سے بھی
شجاعت مین وقت ثنا بڑھا دیا تو ہم اُس معترض کو یہ جواب دینگے کہ فرزند اپنے جد و آبا سے
واقعی نہین بڑھ سکتا ہی مگر وہ فرزند کہ جسپر خداوند عالم مہربان ہو ضرور اپنے جد و آبا سے مراتب
عالیہ مین بڑھ جاتا ہی سوا اِس جواب کے ایک جواب یہ بھی ہی کہ اب شاہزادۂ قاسم اور
شاہزادۂ ایرج ضعیف و ناتوان ہوے وہ قوت و شجاعت جو قبل اِسکے اُنمین تھی اب نہین
ہی بس اب شجاعت قوت مین مقابلہ وہ شاہزادۂ رستم ثانی سے کر نہین سکتے ہین ہان بزرگی
و خوردی دوسری بات ہی وہ اُسے جواب دیتا تھا تقریر تمھاری مدلل ہی جو کچھ تمنے کہا سچ کہا بیشک
شاہزادۂ رستم ثانی مثل اپنا نہین رکھتا ہی جو کچھ ہم اُسکی ثنا کرین وہ کم ہی اِسی طور سے اُسوقت
جتنے دست چپی ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام چلے جاتے تھے باہم چپکے چپکے باتین کرتے
جاتے تھے اور بدرجۂ کمال شادمان تھے اُسدم جانا بادشاہ موصوف کا ہمراہ اکثر سرداران

لشکر و سواران سپاہ کے قابل دید تھا کیونکہ اُسوقت جوانون کا خواب سے بیدار ہوکے اُٹھنا
اور مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوکے بخندہ پیشانی ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف جانب نبردگاہ
جانا وہ اُنکے تنون پر زیور جنگی کی پھبن وہ شوق جنگ اُنکے چہرون سے ظاہر ہونا وہ گروہ گروہ
اُنکا بصد ادب سمت میدان نبرد ہمراہ بادشاہ موصوف جانا سوا اسکے وہ اُسوقت ہواے
سرد کا چلنا ستارون کا دمبدم نہان ہونا سفیدۂ صبح کا آناً فاناً آسمان پر زیادہ ہونا تاریکی شب کا
گھٹنا نور سحر کا دمبدم بڑھنا اہل نصرت کو وجد مین لاتا تھا شان و قدرت الٰہی ظاہر ہوتی تھی القصہ
بادشاہ لشکر اسلام بعد قطع راہ ہمراہ اپنے ہمراہیون کے قریب جنگاہ اُسوقت پہونچے کہ زمانہ
صبح صادق کا تھا کفار اول تو پہلے ہی سے بیدل و آمادۂ گریز تھے اب جو بادشاہ لشکر اسلام
و امیر ثانی عالی مقام کو بجمعیت سرداران نامی و نامور و سپاہ کثیر اپنی طرف آتے دیکھا
بہت پریشان خاطر ہوے دل مین کہنے لگے کہ اب ہرگز ہم زندہ نرہینگے یہ سب اہل اسلام
ہمکو قتل کر ڈالینگے کسی کو بھاگنے بھی نہ دینگے یہ خیال کرکے اپنی موت کا یقین کرکے اپنے
اہل و عیال کو یاد کرکے آبدیدہ ہوے پھر بے اختیار ارادہ بھاگنے کا کیا اُسوقت لاجورد
شاہ و صلصال بن طوفان و حریق بن ساریق وغیرہ کے غیرت دلانے سے اور
کڑکیتون کے آمادۂ جنگ کرنے سے سواران لشکر بھاگنے سے باز رہے مجبوری بیدلی سے
اہل اسلام سے لڑنے لگے ہنوز امیر ثانی راہ ہی مین تھے شریک جنگ نہوے تھے دور
سے سلطان گوہر کلاہ و لندھور ثانی و مالک ثانی کو لڑتے ہوے دیکھ رہے تھے
شاہزادہ رستم ثانی کو اُس لاکھون سوارون کے انبوہ مین ہر چند دیکھ رہے مین مگر وہ بہادر ایسا
دریاے لشکر حریف مین غوطہ زن تھا کہ نظر نہ آتا تھا ہان نعرہ اُسکا سنائی دیتا تھا ناگاہ ایک
جانب سے ایک آندھی سیاہ ایسی پیدا ہوئی کہ جسکے دیکھنے سے سواران لشکر کو خوف ہوا کوئی
کسی سے کہنے لگا ذرا دیکھو تو یہ آندھی کیسی سیاہ آتی ہی اور کتنی جلد آئی ہی وہ اُس سے کہنے لگا
یہ آندھی سیاہ ہی یا کوئی بلاے آسمانی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی اس آندھی سے جان بچتی ہی یا نہین
ابھی سواران ہر دو لشکر جانب فلک اُس آندھی کو دیکھ رہے تھے اور مصروف جنگ تھے
ناگاہ وہ آندھی بصد عجلت آکے میدان نبرد مین محیط ہوئی مفصل حال اُس سیاہ آندھی کا قلم کیا
لکھے کہ خوف سے سینہ شق ہی الا کچھ حال بنظر اختصار تحریر کرتا ہی کہ وہ آندھی سیاہ ایسی تھی کہ اُسکی
تاریکی سے ظلمت کی حقیقت نہ تھی اگر ظلمت پردۂ ظلمات اُس آندھی سیاہ کے روبرو آتی
تو سیاہی اُسکی سامنے اُس آندھی کی سیاہی کے سفیدی و روشنی معلوم ہوتی تھی اگر سیاہی دل کفار کی
مجتمع ہوکے اُس آندھی کی سیاہی کے مقابل ہوتی تو بھی مقابلہ کر نسکتی غرضکہ تاریکی قبر کافران
و سیاہی شب فرقت جانان سے بھی وہ تاریکی بہت زیادہ تھی ہوا تند ایسی چلتی تھی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ اُکھڑ کے مانند خس و خاشاک کے کوسون بلکہ منزلون اُڑ اُڑ کے
جاتے تھے سواران ہر دو لشکر نے اُس آندھی کے آنے سے اور کثرت تاریکی سے لڑنا موقوف
کرکے اپنے مرکبون سے لپٹنا شروع کیا تھا گھوڑے بھی کثرت باد تند سے زمین سے اونچے

ہو جاتے تھے سوار اُنکو بزور زمین پر قائم کیتے تھے اکثر سواروں کو خوف تھا کہین ایسا نہو ہم مع مرکب اس ہوائے تند سے اُڑ جائین جان سے جائین اسوجہ سے کفار اپنے خداوندو کو پکارتے تھے اُنسے طلب مدد کرتے تھے اور کہتے تھے اے خداوندو اس باد کو جلد دفع کرو خصوصاً وہ کفار جو لاجوردشاہ اور تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتے تھے وہ بہت ہی پریشان خاطر تھے باربار اپنے خداوندسے براے دفع تاریکی مذکور التجا کرتے تھے اہل اسلام اپنے معبود حقیقی سے دفع تاریکی و آندھی کیواسطے دعا کرتے تھے اُس تاریکی مین کچھ کسی کو دکھائی نہ دیتا تھا راوی ناقل ہے کہ تھوڑی دیر تک وہ آندھی اُسی طور سے رہی اور وہ تاریکی بھی اُسی طرح سے رہی مطلق کمی نہوئی ہرچند اہل اسلام نے باواز بلند براے دفع تاریکی اور آندھی کے اذان کہی لیکن وہ آندھی برطرف نہوئی اُسوقت خضران بن عمرو بہزار جستجو پاس امیر ثانی کے آیا اور عرض کیا اے امیر ثانی مجکو عقل کے ذریعہ سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہ تاریکی اور آندھی اصلی منجانب الٰہی نہین ہے کسی ساحر نابکار کا سحر ہے لہذا واسطے اسکے دفع کرنے کے اسم اعظم الٰہی پڑھیے امیر ثانی نے تقریر خضران بن عمرو کی سُنکے فی الفور مرکب سے اُترکر کچھ خاک اور سنگریزے اُٹھا کر اسم اعظم الٰہی اُسپر دم کرکے سوے فلک وہ سنگریزے پھینکے بقدرت پروردگار اور ببرکت اسم اعظم وہ ہواے تیز وہ تاریکی دفع ہوئی روشنی ہوئی ایک نے دوسرے شخص کو دیکھا مگر اہل اسلام نے بعد روشنی ہونے کے یہ امر عجیب و واقعۂ غریب دیکھا کہ ہم سب علیحدہ ہین کفار ہمسے دور رہے ہین اور شاہزادۂ رستم ثانی اور اُسکے سرداران سپاہ مانند سرشار شاہ وحدید شاہ وغیرہ اور شاہزادۂ فیروز ماژندرانی اور لندھور یعنے سہراب اور گشتاشب شاہ نہین ہین اور بعضون نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ لندھور اور مالک ثانی اور سلطان گوہر کلاہ بھی نہ تھے ہرچند امیر ثانی کے حکم سے ملازمون نے لاشون مین نامبردگان کو ڈھونڈھا مگر رستم ثانی وغیرہ کو لاشون مین بھی نہ پایا اُسوقت امیر ثانی اور جملہ خاص و عام اہل لشکر کو رنج و تردد ہوا ہر شخص موافق اپنی فہم کے تقریر کرنے لگا لیکن خضران بن عمرو نے امیر ثانی سے عرض کیا حضور کچھ غم و الم نکرین شاہزادۂ رستم ثانی وغیرہ سرداران نامی و گرامی عنایت الٰہی سے زندہ ہین عقلاً کہتا ہون کہ جانب تمثال آئینہ رو سے کوئی ساحر زبردست بزور اپنے سحر کے اُٹھا کر لیگیا ہے امیر ثانی نے جواب دیا شاید ایسا ہی ہوا ہو یا اور کوئی واقعہ ہوا ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے اور کسی بات کا بابت گم ہونے ان سردارون کے یقین نہین آتا ہے یہ فرما کے اور آبدیدہ ہوکے ارشاد فرمایا کہ افسوس شاہزادۂ رستم ثانی بعد ایک زمانہ کے یہان بجذم و حشم آیا ہم اُسے اچھی طرح دیکھنے اور اُس سے ہم سخن ہونے بھی نہ پائے اسی طرح قاسم اور ایرج اور شہریار وغیرہ مغموم و حزین ہوکے کلمات زبان پر لانے لگے اور آبدیدہ ہونے لگے یہان تو جملہ لشکریان اہل اسلام کو صدمہ ہے اور گم ہوجانے بہادران مندرجۂ بالا کا تردد ہے جداگانہ ہر ایک کو خیال ہے لیکن قول خضران کا سب سے بہتر ہے کیونکہ جو اُسنے کہا تھا وہی ہوا تھا یعنے جسوقت رستم ثانی دلیرانہ و شیرانہ کفار سے لڑرہا

تھا اور لندھور ثانی اور مالک ثانی اور سلطان گوہر کلاہ وغیرہ لڑ رہے تھے اور کفار دمبدم
پسپا ہو رہے تھے لاکھون قتل ہو چکے تھے اور قتل ہو رہے تھے لاجورد شاہ وصلصال ہراسان
وپریشان خاطر تھے اِسوقت ہاروت جادو مالک بیابان حشر کہ جسکا ذکر قبل اسکے کیا گیا
ہی اتفاق سے اِدھر آتا تھا یہ جنگ منظور دیکھکر بے اختیار برہم ہو کے اپنے سحر سے ابر سیاہ
وہوائے تند وتاریکی پیدا کرکے اُسی تاریکی مین جز و رستم ولندھور ودیگران مذکور الصدر کو لشکر اسلام
سے لیگیا تھا اور جاتے وقت ایک پرچۂ قرطاس پر یہ عبارت لکھکر کنارہ لاجورد شاہ مین ڈال
دیا تھا کہ اے لاجورد شاہ آپکو معلوم ہو کہ مین رستم ثانی اور لندھور ثانی اور مالک ثانی
اور سلطان گوہر کلاہ وغیرہ کو مبتلائے سحر کرکے لیے جاتا ہون پہلے خدمت خداوند مین جاؤنگا
بعد ازان بیابان حشر مین جاکر ان سب کو بھی جہان اور سرداران لشکر اسلام قید ہین اسیر
کرونگا اب آپ نہ لڑیے گا طبل بازگشت بجوا دیجے گا اول تو اب طبل بازگشت کے بجانے
کی ضرورت چندان نہین ہی کیونکہ مین نے اپنے سحر سے اہل اسلام کو بندگان خداوندی سے علیحدہ
کر دیا ہی لاجورد شاہ نے جب پرچۂ قرطاس مذکور کو اُٹھا کر پڑھا خوش ہو کر شنگاکان وغیرہ
سے کہنے لگا ہمنے آخر کو تقدیر معقول کی رستم ثانی وغیرہ کو اسیر کرا دیا اہل اسلام بیکار محزون و
غمگین ہین اِس اُنکے رنج وغم سے کیا فائدہ ہوگا ہمکو جو تقدیر کرنا تھا کر چکے سرکشی کی تھوڑی سی سزا
دے چکے اب ہم حکم دیتے ہین کہ طبل بازگشت پر چوب لگائی جائے اِسوقت لشکر امیر ثانی
سے مقابلہ نہ کرینگے آیندہ دیکھا جائیگا امیر ثانی نے ہمکو بہت پریشان کیا ہی اِسوقت ہمنے بھی
کچھ اُنھین صدمہ دیا ہی اگر وہ اب بھی ہمسے منحرف ہوون ہین اپنا خداوند جانین تو اُنکے حق
مین اور تمام اُنکے مردمان لشکر کے حق مین بہتر ہوگا ورنہ ہم پہلے جیسی ایسی ہی تقدیرین کرکے
تمام اُنکے لشکر کو قید اور قتل کرا دینگے سب نے اُسکی تقریر سُنکے جواب دیا خوب کیا آپ نے
کہ رستم ثانی وغیرہ کو قید کرا دیا مگر ہمنے نہین دیکھا کہ آپ نے کسوقت تقدیر کی اور کیونکر کی
لاجورد شاہ نے جواب دیا کہ کیا کوئی محنت ہمین تقدیر کرنے کی کرنی پڑتی ہی جو دل مین ہمارے
آجاتا ہی وہی گویا تقدیر ہو جاتی ہی اُسے کون دیکھ سکتا ہی یہ سُنکے اُن نابکارون نے طبل بازگشت
بجوا دیا پھر جملہ کفار جنگاہ سے ہمراہ لاجورد شاہ وصلصال کے فرودگاہ سپاہ پر گئے اور
امیر ثانی بعد بجنے طبل بازگشت کے مغموم وحزین اپنے قیامگاہ لشکر پر آئے ہاروت جادو
جنگاہ سے خدمت مین اپنے خداوند تمتال آئینہ رو کے گیا اور تمام حال لڑائی کا بیان کرکے
کہنے لگا اے خداوند اگر مین سحر کرکے اِن اہل اسلام کو اسیر نہ کر لیتا اور تمام لشکریان اہل اسلام کو
جو اُسوقت لڑ رہے تھے آپ کے بندون سے علیحدہ نہ کر دیتا تو آج ہی خاتمہ ہو جاتا اہل اسلام
آپ کے بندون کو قتل کرکے قیطول پر چلے آتے آپکے ہلاک کرنے کے درپے ہوتے یہ سُنکر
تمتال آئینہ رو نے اُس سے بہت خوش ہو کے جواب دیا اے بندۂ خاص مین نے یہی تقدیر
کی تھی جو امر تجھ سے ظہور مین آیا بھلا یہ اہل اسلام ہمین کیا ہلاک کرتے خود ہی یہان آکے یا ہمارے
قہر وغضب سے ہلاک ہوتے یا ہمین سجدہ کرتے خیر بالفعل ہمنے بھی یہی تقدیر کی ہی آئندہ ان

منحرف بندون کے حق مین اور کوئی تدبیر و تقدیر کیجائیگی تو اُنکو لیجاکر بیابان حشر مین کہ جو زندان ہی قید کرکے ہاروت جادو حسب الحکم اپنے خداوند کے اُسی وقت جانب بیابان مشہر گیا اور شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو بھی اُسی قید خانہ مین قید کیا جسمین قبل ازین سرداران لشکر اسلام کو اسیر کیا ہی اب ہاروت بیابان حشر مین ہی تمثال آئینہ رو خوش ہی لاجور د شاہ دو اعیان بھی شادمان ہین لشکر کفار فرد و گاہ سیاہ پر فروکش ہی امیر ثانی اپنی قیامگاہ سپاہ پر ہین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ سرداران اسیر شدہ کے خیال و الم مین مغموم ہین لاجورد شاہ نے طبل جنگ بجانا موقوف کیا ہی دیکھیے کب طبل جنگ بجتا ہی آیندہ جو واقعہ ہوگا درج کیا جائیگا

داستان لیجانا طاؤس شعلہ زن کا ملکہ نازپرور نقلی کو روبروے پدر ملکہ نازپرور و عیاری عمرو ثانی وغیرہ ۔ ساقی نامہ

بیا ساقی ای دلبر جان من | فدایت زمن دین و ایمان من
که ظاهر کنم پرتو انجام عشق | بگویم بتو داستان عجیب
بده جام می جلد ای سیمبر | مباش از من باده کش بیخبر
بنوشان مرا جرعه از جام عشق | که آن خوش بود قصہ ہائے عجب

ہر ہفت سازان شاہد سخن و آراستہ کنندگان معشوقہ این داستان کہن اِس طرح زینت اِس عروس داستان کی ساتھ نثر و نظم کی کرتے ہین کہ جب طاؤس شعلہ زن جادو ملکہ نازپرور کو ہمراہ اپنے لیکے باغ سے روانہ ہوکے بعد قطع راہ ارغوان شاہ دعویٰ باری کے دربار مین پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہی ارا کین سلطنت مدبران مملکت وغیرہ وزرا ہین علی قدر مراتب حاضر ہین اپنے اپنے عہدے کے موافق بیٹھے ہین دربار خوب آراستہ ہی ارغوان شاہ نشۂ بادۂ نخوت سے مست بالاے تخت بیٹھا ہی یہ دیکھکر پہلے ساحر مذکور نے تخت سے اُترکر باادب تمام شاہ مذکور کو سلام کیا بعدہ ملکہ نازپرور نے بصد شرم و حجاب تخت سے اُترکر ارغوان شاہ کو عجب شرم و انفعال سے سر جھکا کے سلام کیا ارغوان شاہ نے ساحر و ملکہ مذکور کا سلام لے کے متردد ہوکے پوچھا ای طاؤس شعلہ زن جادو خیر تو ہی اسوقت ہمراہ میری دختر کے کیون آیا ہی بیان کر اُسنے دست بستہ عرض کیا اگر خلاف طبع بادشاہ نہو تو سر دربار جو عرض کرنا ہی کرون ورنہ تخلیہ مین عرض کرون شاہ مذکور نے جواب دیا تخلیہ کی ضرورت نہین سر دربار جو کچھ کہنا ہی کہہ ہان میری دختر کو سر دربار تو لے آیا یہ اچھا نہ کیا باعث میری توہین کا ہوا خیر اب آپ کا سر دربار ٹھہرنا اچھا نہین ہی اور نامحرمون مین بیٹھنا خوب نہین ہی اِس سے کہو کہ محلسرا مین جائے یہ کہکے خاموش ہوا نازپرور نقلی سوے اہل دربار و ارغوان شاہ دیکھ رہی تھی نقاب مُنھ پر پڑی تھی چادر سے سراپا اپنا چھپائے تھی کہ طاؤس شعلہ زن نے کہا ای ملکہ آپکے والد نہین چاہتے ہین کہ تم یہان توقف کرو لہذا اب محلسرا مین حسب الحکم اپنے پدر کے جاؤ مین تمام حال جو گذرا ہی کہدونگا ملکہ نے جواب دیا مین ابھی محلسرا مین نہ جاؤنگی کچھ مین ابھی کہونگی سوا اِسکے اکیلی سوے محلسرا نہ جاؤنگی خلاف میری شان کے ہی طاؤس جادو تو یہ سنکے خاموش رہا لیکن شاہ مذکور نے جواب دیا ای نازپرور جلد محلسرا مین جاہین وہان اگر جو کچھ تو کہیگی سنونگا یہان تیرا ٹھہرنا خوب نہین ہی اگر تنہا جانے مین

کام ہی تو مین ابھی ملازم عورتون کو اور کنیزون کو تا در محلسرا طلب کرتا ہون یہ کہکے بذریعہ اپنے
ملازمون کے کنیزون وغیرہ عورتون ملازم کو براے استقبال ملکہ تا در محلسرا طلب کیا عورتین خبر آمد
ملکہ سُنکے قریب دربار تک شوق خدمت گذاری مین چلی آئین پھر ملکہ مذکورہ کو ہمراہ اپنے لیکر محلسرا مین
گئین یہان دربار مین ارغوان شاہ نے طاؤس شعلہ زن کو اشارہ بیٹھنے کا کیا ساحر
مذکور موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ بیٹھا شاہ نے بعد مکشی اُس سے پوچھا کیا تجھے عرض کرنا
ہی جلد عرض کر اُسنے دست بستہ یون عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک جاہ ایک زمانہ سے حضور نے مجکو باغ و
بارہ دری مین واسطے گرفتاری عمرو ثانی کے مقرر کیا تھا اور دو تصویرین سحر سامری و
جمشید کی بارہ دری مین درمیان صدہا تصویرون کے رکھین تھین ایک مدت تک مین
اپنی جگہہ پر رہا کوئی کھٹکا نہین ہوا عمرو ثانی باغ مین نہین آیا تصویرہاے مذکور نے مجکو طلب
نہین کیا کل وقت شب گذر عمرو ثانی کا باغ مین ہوا سحر کی تصویرون نے مجھے طلب کیا مین
فی الفور زمین سے نکلا دیکھا کہ عمرو ثانی ساغر بدست ہی ملکہ نازپرور بالاے مسند بیٹھی ہی
ہم جلیسین اور انیسین بھی بیٹھی ہین کنیزین عمدے ہاتھون مین لیے استادہ ہین ملکہ نازپرور
دست عمرو ثانی سے جام ہولے کر شراب پیا چاہتی ہی یہ حال مین نے دیکھا موافق کہنے
تصویرہاے سحر سامری و جمشید کے جلد سحر پڑھ کے عمرو ثانی کو گرفتار کیا یعنے مبتلاے
سحر کیا اس میرے فعل سے ملکہ کو کمال صدمہ ہوا اور کہا تو نے اِس غریب کو کیون مبتلاے
سحر کیا یعنے تیری کیا خطا کی تھی مین نے جواب دیا اے ملکہ اگر مین اسکو گرفتار نہ کرتا تو یہ آپ کو
گرفتار کرتا وہی یہ شراب بیہوشی آمیز آپ کو پلاتا آپ بیہوش ہو جاتین یہ شخص بڑا عیار اور مکار
ہی نام اِسکا عمرو ثانی ہی کاہنون نے لکھ دیا ہی کہ عمرو ثانی ضرور ایک روز اِس باغ مین
آئیگا اور رضوان بو رہ نشینین کو مرحلات لوڑکے رہا کر لیگا اور وہ رہا ہو کے باعث ہلاکت
خداوند تمثال آئینہ رو ہوگا بس اِسیوجہ سے بحکم تمثال آئینہ رو آپ کے والد نے مجھے یہان
مقرر کیا ہی آج خوبی مقدر سے مین نے اِسکو گرفتار کیا ہی ملکہ نے کہا یہ تو کلاونت ویران
ہی عمرو ثانی نہین ہی اِسکو گرفتار نہ کر مین نے نہ مانا آخر مین نے عمرو ثانی کو گرفتار کر کے
لیجا کے قید کیا شب کو تمقام جادو کو ملکہ نازپرور کا عمرو ثانی کو زندان سے رہا کر کے
ملکہ نازپرور کے پاس لیگیا مین درزندان پر موجود نہ تھا جب صبح کو مین در زندان پر گیا خواجہ
عمرو ثانی کو زندان مین نہ دیکھا بہت متردد ہوا بعد تردد و فکر بسیار بزور سحر ایک پتلہ سے
مین نے حال عمرو ثانی دریافت کیا اُسنے کہا اِسوقت عمرو ثانی ملکہ نازپرور کے باغ مین
بیٹھا ہوا گار ہا ہی یہ حال پتلہ سے سُنکے مین بصد غضب باغ مین گیا بعد جنگ عظیم تمقام جادو
کو قتل کر کے انیسون اور جلیسون کے سحر کو دفع کر کے مین نے موافق کہنے اُن دونون تصویرون
کے عمرو ثانی کو گرفتار کرنا چاہا مگر وہ ایسا چالاک و مکار تھا کہ جداگانہ صورتین بدل کر میرے
سامنے آیا اور اُسنے مجھے بہکایا چند بار اور عورتون کو دکھا کر کہا یہ عمرو ثانی ہی مین اُسطرف
اُسکے گرفتار کرنے کو گیا وہ غائب ہو گیا پھر اور طرح کی صورت بدل کے میرے سامنے آیا

اور بطور قبل مجھے بہکایا جب اُن تصویرون نے مجھ سے کہا کہ یہی عمرو ثانی ہی جو تجھ سے ہم سخن ہو رہا ہی میں نے ارادہ سحر کرنے کا کیا وہ دفعتاً نظر سے غائب ہو گیا امر بادشاہ کہانتک اِس قصہ کو بیان کرون الحاصل ملکہ تو داخل محل کر دی گئی اور طاؤس آتش زن بادشاہ سے رخصت ہو کر چلا گیا لیکن جب وقت شب کا ہوا ارغوان شاہ دریا باری داخل محل ہوا پاس اپنی دختر نیک اختر ملکہ ماہ ناز پرور کے آیا ملکہ تعظیم بجا لائی اور عرض کی کہ اے پدر بزرگوار ارشاد تو فرمائیے کہ کچھ پتا اُس ساربان بچہ کا بھی لگا یا نہیں ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ کہیں اُسکا پتہ نہیں ہر چند کہ ساحر ہر چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین ہیرہ ان سے خبر منگائی لیکن جسے شبہ مین قتل کر ڈالتے ہین وہ عمرو نہین ہوتا اور اے فرزند تمنے بہت بُرا کیا جو تم اُسکو اس سرحد مین لے آئین ورنہ اگر وہ سر پھوڑ پھوڑ کر مر جاتا تو قیامت تک یہان نہ آسکتا اور اب اُسکے آنے سے کھٹکا پیدا ہو گیا ہو کہ مبادا بس اتنا کہکر ارغوان شاہ خاموش ہوا تھا کہ ملکہ ماہ ناز پرور نے کہا کہ ہان مبادا کہکر آپ خاموش کیون ہوئے ہین ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ اے فرزند اسمین ایک راز خداوندی ہو اُسے مین بیان نہین کر سکتا ہون ملکہ نے اشک آنکھون مین بھر کر کہا کہ واہ وہ ایسی کونسی بات ہو جسکا مجھسے بھی پردا ہو اگر اُسکے ظاہر ہونے مین کسی قسم کا اندیشہ ہو تو کیا ہم دشمن ہین جو ہر ایک سے بیان کرتے پھرینگے ہر چند ملکہ نے اصرار کیا لیکن ارغوان شاہ دریا باری نے کچھ نہ بیان کیا ملکہ کبیدہ خاطر ہو کے اُسی وقت اُٹھی اور اپنی خوابگاہ مین آکر دوپٹہ تان کر لیٹ رہی وہان خاصہ کا وقت آیا اور ارغوان شاہ دریا باری نے طلب کیا دایہ آئی دیکھا کہ ملکہ دوپٹہ تانے پڑی ہوئی ہو پانون آہستہ سے دبا کر جگانا چاہا ملکہ تو دراصل جاگ ہی رہی تھی جھڑک دیا کہ دور ہو یہان سے مجھے مت ستا دایہ نے عرض کی کہ وہان آپکے ابا جان بلاتے ہین دسترخوان بچھا ہوا ہو عالیجاہ ہاتھ روکے ہوئے بیٹھے ہین تم جانتی ہو کہ بھلا وہ کبھی بغیر تمھارے کھانا کھاتے ہین ملکہ نے کہا کبھی کی بات کبھی کے ساتھ ابکی کہو اُسنے کہا آخر ہوا کیا مجھ سے تو بیان کرو کس بات پر خفا ہو گئی ہو یون کوئی علم غیب تو پڑھا نہین ہو بیان کرو تو معلوم ہو جسکا ایسا چاہنے والا باپ ہو وہ اُس سے دل ہی دل مین آزردہ ہو کر بیٹھ رہے یہ بھی کوئی عقل کی بات ہو اب ماشاء اللہ تم جوان ہوئین شادی بیاہ کے قابل ہوئین ابھی بیاہ ہو گیا ہوتا تو ایک بچہ کی مان ہو گئی ہوتین سلامتی سے چودھوان سال ہو اب کوئی ایسی ناسمجھ نہین ہو اور وہ تو بات دوسری ہو کہ ہمارے سامنے بوڑھی بھی ہو جاؤگی تو وہی ہو ملکہ نے کہا دایہ مین تمسے کیا کہون ارے دنیا کا لہو سفید ہو گیا ہو شام کو آپ ہی باوا جان صاحب کچھ بیان کرنے کو تھے آپ ہی کہتے کہتے خاموش ہو گئے پھر مین نے بیغیرتی لا دکر پوچھا بھی تو کچھ بیان نہ کیا اور راز خداوندی کہکر ٹالدیا بھلا سنو تو سہی جب ہم دشمن ٹھہرے تو ہمارا کیا کام ہو ہمارے ساتھ کھانے پینے سے سبھی بالون مین خوف ہو مین نہ جاؤنگی یہ کہکر رونا شروع کیا دایہ سمجھا رہی ہو بلائین لے رہی ہو لیکن ملکہ کی یہ حالت ہو تار رونے کا نہین ٹوٹتا بلکہ ترقی ہوتی چلی جاتی ہو ہچکیان بندھی

ہین آخر کو دایہ عاجز ہو کر چلی آئی اور سب کیفیت ارغوان شاہ سے بیان کی ارغوان شاہ
نے سر پکڑ لیا اور کہا کہ یہ اس چھوکری نے بڑے ضیل مچائے نہ کہتے بنتی ہی نہ نہ کہتے بنتی ہے
اس راز کے افشا ہو جانے مین بھی جان و آبرو و ملک و مال دین و ایمان سب کا کھٹکا لگا ہوا
ہی اور چھپانے مین عمر بھر کی کمائی ہاتھ سے جاتی ہی چھوکری نہ سمجھتی ہی نہ بوجھتی ہی مثل مشہور رہی
کہ تریاہٹ یا بالک ہٹ چار و ناچار اپنے مقام سے اُٹھا اور خوابگاہ مین ملکہ ماہ ناز پرور
کے آیا ہر چند کہ ملکہ کو آمد اپنے باپ کی محسوس ہوئی لیکن برائے تعظیم تک نہ اُٹھی جسوقت
ارغوان شاہ دریا باری قریب مسہری کے پہونچا اور آواز دی ملکہ گھبرا کر اُٹھی سلام کیا
ارغوان شاہ نے کہا کہ بابا تم اتنی سی بات پر ہمسے روٹھ گئین تم نادان ہو ایسی باتین
پوچھتی ہو جنکے مُنھ سے نکالنے مین ہر طرح کا خوف ہی اور تمکو اگر معلوم ہو بھی گیا تو کوئی نتیجہ نہین
مگر خیر تمھاری خاطر ہر طرح منظور رہی مگر خبردار خبردار یہ حال کسی کے سامنے بیان نہ کرنا ملکہ نے
کہا کہ اگر آپ مجھ کو بے اعتباری سمجھتے ہین تو نہ بیان کیجیے اب مین پوچھتی بھی نہین اور ہان
سچ ہی اگر ایسا نہ سمجھتے تو مجھ سے پوشیدہ کیون کرتے بابا جان یہ آپکی خطا نہین ہی دنیا کا لہو
سفید ہو گیا ہی یہ کہکر پھر رونے لگی ارغوان شاہ نے رومال سے آنسو پوچھے بہت کچھ
سمجھایا اپنے سر کی قسم دی جب رونا ملکہ کا موقوف ہوا لیکن جواب دیا کہ جبتک بیان نہ
کر لیجیے گا مین کھانا نہ کھاؤنگی ارغوان شاہ نے جو لوگ وہان موجود تھے اُن سب کو
ہٹا دیا جب تخلیہ کامل ہو گیا اُسوقت کہا کہ بابا راز اسمین یہ ہی کہ عمرو بتلاش خضران صحرانشین
آیا ہی خضران صحرانشین وہ درویش کامل ہی جسکی ادنی کرامت کا نمونہ خداوندی ہی خداوند
تمثال آئینہ روکی کہ ایک زمانے مین بہت سے مکر و فریب دیکر تمثال نے ایک تختی
اور روغن خضران سے تیار کروایا وہ تختی اُسکے زیر تاج رہتی ہی اور روغن مُنھ پر مل لینے سے یہ اثر
پیدا ہو گیا ہی کہ بجبروا اُسکی صورت نحس دیکھنے سے ہر شخص اپنے پروردگار حقیقی کو بھول کر از خود
رفتہ و شیفتہ تمثال آئینہ رو کا ہو جاتا ہی جسوقت یہ تختی اور روغن تیار ہو گیا تو تمثال آئینہ رو
کو خیال گذرا کہ مبادا یہ کوئی اور خداوند بنا دے جب اُسے ایسی ایسی کراتین آتی ہین تو مجھ ایسے
جتنے خداوند چاہے بنا دے یہی خیال کرکے تمثال آئینہ رو نے عالم خواب کے وقت
اُسے گرفتار سحر کرکے گنبد ناپدید مین قید کر دیا ہی اور ایک شاگرد بھی اُسکا مطیع ہو گیا ہے
کیونکہ وہ اس قابل نہ تھا کہ سحر تمثال آئینہ رو کو رد کر سکے یا اُستاد کو اپنے چھڑا سکے اب
عمرو اُسی کی تلاش مین یہان آیا ہی ملکہ نے کہا تو کیا وہ گنبد ناپدید ہمارے ہی ملک کی سرحد
مین ہی ارغوان شاہ نے کہا ہان اشارون مین بات کرو معمہ تو ایسا نہو کوئی سنتا ہو ملکہ نے
کہا خلاف ادب ہی کیا عرض کرون آپ تو کسقدر گھبرائے ہوئے ہین جیسے کسی چور کو کھٹکا ہو
ہی ارغوان شاہ نے کہا بات ہی کھٹکے کی ہی ملکہ نے کہا اگر کوئی پہونچنا چاہے خضران
کے پاس تو کیونکر پہونچ سکتا ہی ارغوان شاہ نے کہا کہ اتنا تو مین جانتا ہون کہ میرے
شہر سے شمال کی طرف بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک کوہ ہی کہ اُسے کوہ تاریک کہتے

ہین سبب اُسکا یہ ہو کہ وہان دن رات ایک حالت پہ تاریکی رہتی ہو اور راستہ گنبد ناپدید
کا درہ کوہ مین سے ہو مالک اُس درے کا مردارخوار جادو ہو کہ دہائیون برس سے
بھوکا بیٹھا ہو جو کوئی وہان تک پہونچے گا مردارخوار اُسکو کھا لیگا کیونکہ زندے مردے
کا اُسے کچھ پرہیز نہین ہو اُسکے آگے کچھ غول ملین گے وہ اُسکو کھالین گے اگر اُنسے بھی
بچگیا تو کچھ ہرن کچھ شیر کچھ چیتے کچھ پاڑھے وغیرہ صحرا مین دوڑتے نظر آئین گے وہ سب
دراصل انسان ہین جانور نہین ہین بادشاہ اُنکا مروارید کوہی ہو اُسکو ذوالخمار سیاہ تیشن جادو
نے مع فوج بزور سحر بہائم بنادیا ہو کہ وہ سب صحرا مین دوڑتے پھرتے ہین اگر کوئی شخص
ذوالخمار ہلکش جادو کو مارے اور مروارید کوہی کو اُسکے پنجے سے چھڑالے تو بیشک پتا
گنبد ناپدید کا مل سکتا ہو کیونکہ وہ بھی اس راز سے آگاہ ہو اور اس سے زیادہ قسم ہو
روح خداوند سامری کی کہ مین بھی نہین جانتا یہ سنکر ملکہ بولی کہ اتنے بڑے انتظامات اور
اُسپر ایک موے عمرو کا خوف ایسا غالب ہو کہ وہ بھی چھپایا جاتا ہو اچھا کیا کون مجھے تو
پہلے سے نہین معلوم نہین تو مین سب پتا عمرو کو بتا دیتی اور اب لجائے تو اب بتا دون وہان
جائیگا سب ساحر اُسکے پنجے کے کھالین گے ارغوان شاہ کانپ گیا اور کہا بس اسی
مارے تو مین تمسے بیان نہین کرتا تھا آخر وہی بچنے کی باتین کرتی ہو خبردار کسی کے
سامنے منھ سے نکالنا تم یہ سمجھو کہ عمرو ساحر نہین ہو عمرو وہ چیز ہو کہ جسنے سیکڑون خداوندیان
برباد کردین ساحرون کی بستیان ویران کردین بڑے بڑے جادوگر جنکو خداوندی کے
دعوی تھے آن واحد مین پیوند خاک ہوگئے کوئی سحر عمرو پر نہ چل سکا اگر اُسنے سن لیا تو وہ
ضرور کوہ کا راستہ لیگا اور وہانسے ساحرون کو مارتا پیٹتا گنبد ناپدید تک پہونچکر خضران کو
چھڑا لیگا بس اگر خضران چھوٹ گیا تو اُسی روز خداوند تمثال آئینہ رو کی سلطنت برباد
ہو جائیگی ملکہ یہ سنکر اور سب باتین پوچھکر خاموش ہو رہی الحاصل ارغوان شاہ دریا باری
ملکہ کو ہمراہ لیکر دسترخوان پر آیا کھانا کھایا کچھ دیر باتین رہین ارغوان شاہ پھر سمجھایا کیا
کہ دیکھو بیٹا یہ وہ زمانہ ہو جسکی خبر نجومیون نے دی تھی کہ عمرو تاتی آئیگا اور خضران کو چھڑا
لیجائیگا اب ایک ہی آدھ روز اور باقی ہو اگر یہ زمانہ خیروعافیت سے ٹل گیا تو خضران
خود اُس گنبد مین ہلاک ہو جائیگا پھر کوئی خوف نہین ہو اور اگر عمرو وہانتک پہونچگیا اور
خضران کو چھڑا لیا تو خداوندی تمثال آئینہ رو کی برباد ہو جائیگی دیکھو خبردار کسی کے سامنے
اس بات کو منھ سے نہ نکالنا کیونکہ عمرو ہزارون صورتین ایسی بدل لیتا ہو کہ کوئی دیکھے تو نہ
پہچان سکے دشمن اپنی تاک مین ہو مبادا آتم کہ رہی ہو اور وہ کہین کسی کی صورت بنا ہوا پوشیدہ
طور سے سنتا ہو اور جبتک وہ سنے گا نہین اُسوقت تک وہان جا نہین سکتا دل مین تو عمرو
نے کہا کہ او حرامزادے کہان جاتا ہو میرے ہاتھ سے بظاہر گردن نیچی کرکے سراسر اطاعت
کے پہلو دکھا دیے اور وہانسے رخصت ہو کر اپنی آرامگاہ کا رخ کیا اور آتے ہی تخلیہ کر لیا جو جو
انیسین جلیسین مصاحبین پیش خدمتین وغیرہ بیٹھی تھین سب کو رخصت کر دیا اور کہا کہ مجھے نیند آئی ہو

تم لوگ بھی جاؤ کاہے کو تکلیف اُٹھاؤ وہ سب بھی خوشی خوشی دعائین دیتی ہوئی چلین کہ ایسی بی بی کو خدا ہزارون برس زندہ رکھے جسکو اپنی کنیزون تک کی تکلیف کا خیال ہو ایک آدھ نے کہا بھی کہ بی بی آپ تنہا رہی جاتی ہین ملکہ نے کہا ہان آج میرا تنہائی کو جی چاہتا ہو زیادہ شور وغل سے میرا جی گھبراتا ہو غرضکہ جب بالکل تخلیہ ہو گیا اُسوقت خواجہ عمرو ثانی نے جو بصورت ملکہ ماہ نازپرور بنا ہوا تھا اور ماہ نازپرور کو اسنے زنبیل مین ڈال لیا تھا تخلیہ مین ملکہ اعلی کو زنبیل سے نکالا ملکہ اُسوقت بیہوش تھی اور ایک رقعہ اِس مضمون کا لکھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تم اِس مقام پر اپنے کو دیکھکر حیرت وتحیر مین نہ آنا یہ کام تھا۔۔۔ے عاشق صادق کا ہو اور اگر تمھارا باپ تمسے کچھ پوچھے کہ مین نے کوئی راز تمسے بیان کیا تھا تو کہنا جی ہان مجھے یاد ہو مگر آپ ہی کے ارشاد کے موافق زبان پر لانا مناسب نہین جانتی ہون اور اب ہم فکر مین رہائی لشکر اسلام اور بربادی تمثال آئینہ رو کی طرف گنبد ناپدید سے جاتے ہین انشاء اللہ بہت جلد پھر تمسے آکر ملاقات کرینگے نامہ اِس مضمون کا لکھکر اُس مقام نکلکر روانہ ہوے یہان جسوقت ملکہ کو ہوش آیا چارون طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتی تھی کہ یہ مین ہون کہان ہر بار یہ خیال کرکے کہ شاید خواب ہو آنکھین بند کر لیتی تھی کہان وہ باغ اور کہان یہ محل شاہی مین آرامگاہ اور پھر وہان کوئی نہین ایکبار نظر اُسکی اِس رقعہ پر پڑی جو اُسکی محرم مین عمرو ثانی نے رکھدیا تھا رقعہ محرم سے نکالکر دیکھا مضمون سے آگاہی ہوئی دل مین بہت خوش ہوئی ساتھ ہی حیا نے دامن پکڑا یہ خیال گذرا کہ ای ماہ نازپرور خدا جانے اِس چوٹٹے نے کیا کیا دست اندازیان کی ہونگی پسینے مین غرق ہو گئی اِدھر اُدھر دزدیدہ نگاہون سے دیکھنے لگی کہ اِسوقت یہان کوئی چھپا ہوا میری یہ حالت تو نہین دیکھ رہا ہو اور عمرو ثانی کی بیجا دست اندازیون اور گستاخیون کی تصویر اِسکی نگاہون کے نیچے پھرنے لگی اب دھڑنو یہ منتظر وقت بیٹھی کہ احوال اسکا پھر تحریر کیا جائیگا

لیکن اب چند کلمے داستان شوکت بیان جانشین خواجہ عمرو نامدار پیک طرار ریش تراشندہ کافران دسر برندہ جادوگران کے بیان ہوتے ہین

کہ شب کے وقت جب یہ خوابگاہ سے ملکہ ماہ نازپرور کے نکلے چورون کی طرح نگاہون سے بچتے ہوے صحن مین پہونچے کہ اُسطرف ایک کہاری لنگا پھڑکاتی ہوئی چلی آتی تھی عمرو ثانی نے حباب بیہوشی مارا کہ وہ تو اُسی جگہ ڈھیر ہو گئی عمرو نے اُسکو اُٹھا کر کونے مین ڈالدیا اور تمام گہنا پاتا اُسکا اُتار کر داخل زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر چلے دربانون نے جو دیکھا کہ ابھی تو کہاری اندر گئی تھی ابھی پھر آئی بارہ بج چکے ہین پھاٹک بند کر لینے کا وقت ہو انھون نے کہا بی نصیبن تمھارے مارے تو ناک مین دم ہو جو وقت نوکری کے برخاست کا ہو اُسکے بعد سے تمھاری نوکری بجانا پڑتی ہو آخر ہم بھی آدمی ہین یا نہین جب دوپہر بھی نہ سوئینگے تو نوکری کیسکے برتے پر کرینگے ابھی سویرے سے پھر اُٹھنا ہو نصیبن نے کہا حرامزادہ ابھی جاکے ملکہ سے کہدونگی لو اور سُنو سرکاری کام کو ہم نہ جائین یہ نوکر ہین اور ہم جیسے کوئی لونڈی غلام ہین دربانون

نے کہا کہ ہمین حکم ہی کہ بارہ بجے کو اڑا بند کر لیا کرو چاہے کوئی آئے یا جائے پھر نہ کھولنا آخر اسوقت
سرکاری کیا کام ہی کسی اپنے کام کو رفع کرنے جاتی ہوگی بس یہ سُننا تھا کہ نصیبن بہت بگڑی اور کہا
اچھا صبح ہونے تو دو سمجھا جائیگا یہ کہکر ایک پھلانگ مین پھاٹک کے باہر تھی وہانسے گلیون کوچون
کو طے کرتی ہوئی آگے روانہ ہوگئی یہان دربانون نے جھلا کر پھاٹک بند کر لیا کہ اب اگر آئیگی
بھی تو ہم نہ کھولین گے اِسپر تو مستی سوار ہی خدا جانے کہان کہان ہنڈاتی پھرتی ہی یہ تو میان بک
جھک کر بیٹھ رہے لیکن وہان عمرو ثانی صورتین تبدیل کرتے ہوے پاے شاطری مارتے ہوے
چلے جاتے ہین جاتے جاتے سرحد شہر سے باہر نکلے صبح ہوگئی تھی عجب وقت تھا نسیم بہار کے
جھونکے روح کو فرحت بخش رہے تھے مرغان سحر کی زمزمہ سنجی کانون کو عجب دل آویزی دکھا رہی
تھی سامنے ایک صحراے سبز و خرم تھا کوڑیالا کوسون تک پھولا ہوا تھا زمین سفید نظر آتی تھی کسی جگہ
سبزۂ خوابیدہ نے فرش مخمل بچھا کر آرام گاہ تیار کی تھی درخت جھوم رہے تھے ایک جانب ایک
چشمہ لہرین مار رہا تھا عمرو ثانی قریب اُس چشمہ کے آئے وضو کیا فریضۂ سحری بجا لا کر دعا کی
کہ اے رب کارساز و اے مالک بے نیاز تو اہل اسلام پر رحم کر اور اپنا فضل شامل حال کر کہ تیرے
اِس کافر مرتد یعنے تمثال آئینہ رو کے سب محفوظ رہین بعد دعا کے سجدۂ شکر بجا لائے اور اُنگلیون
کا استخارہ مثل اپنے باپ کے دیکھکر ایک جانب کو روانہ ہوے وہ بیابان اور تنہائی ہر مقام پر
درندون اور گزندون کا خوف لیکن عمرو پروردگار پر تکیہ کر کے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب
دوپہر کے اُس بیابان مین آوارۂ سرگردان رہے یکایک ایک جانب کچھ سیاہی سی محسوس ہوئی
عمرو اُسی جانب چل نکلا جسوقت قریب پہونچا دیکھا کہ ایک کوہ بزرگ ہی سر بفلک کشیدہ جسوقت
اور قریب پہونچا دیکھا کہ ایک مرغابی برابر فیل کے قُلۂ کوہ پر بیٹھی ہی عمرو اُسی جگہ ٹھٹکا اور سوچنا
شروع کیا کہ اتنی بڑی مرغابی یہ ایک خلاف قیاس چیز ہی اسمین کچھ نہ کچھ اسرار ضرور ہی ایسا نہو کہ
ارغوان شاہ دریا باری نے یہ راز پوشیدہ رکھا ہو اور کوئی افتاد پڑے تو یہان سوا پروردگار
کے اور کون ہی بھلا امیر تک کون اِسکی خبر کریگا اول تو یہ کہ اُنھین گمان ہوگا کہ عمرو خانۂ کعبہ مین ہی
ماسوا اِسکے بالفرض امیر کو اطلاع بھی ہو تو آپ مصیبت مین گرفتار اور فرض کیا کہ وہ چھڑا نے
آئے بھی تو وہی مثل ہی کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود یہ اِسی فکر مین کھڑے
تھے کہ کیا کرون کیا نہ کرون کہ دیکھا سامنے سے ایک گھسیارہ گٹھا گھانس کا سر پر رکھے نہین
معلوم کہانکا مارا دہیاڑا چلا آتا ہی عمرو نے گھسیارے کو دیکھتے ہی آواز دی کہ اِدھر آنا جب وہ قریب
آیا عمرو نے کہا تو کتنے روز کی مزدوری کرتا ہی اُسنے کہا میان جب دن بھر گھانس چھیلتا ہون
تو دو مین آنے کی بیچ لیتا ہون اُسی سے پیٹ پالتا ہون عمرو نے کہا کہ اگر ہم اِس سے زیادہ
روز دین تو تو نوکری کریگا اُسنے کہا اِس سے بہتر کیا بات ہی مگر کام کیا لیجیے گا عمرو ثانی نے کہا
کہ وہ سامنے جو کوہ پر مرغابی بیٹھی ہوئی ہی اِسے کھانا پہونچانا ہوگا گھسیارے نے کہا بس اتنی سی
بات ہی عمرو نے کہا کہ ہان اُسنے کہا مجھے منظور ہی عمرو نے ایک اشرفی نکالکر دی اور کچھ روٹیان
اُسکے ہاتھ مین دیکر ایک شیشی روغن کی نکالی پہلے تو تمام جسم پر اُسکے ملا بعد اُسکے ایک پھول دیا

کہ تو اُسے سونگھتا ہوا چلا جانا اور جسوقت یہ لقمہ لینے کو مرغابی تیری جانب بڑھے تو اِس پھول کو
پھینک دینا اور خوف نہ کرنا یہ روٹیان مرغابی کے منھ مین دیدینا مین اسے روز اسی طرح کھلایا
کرتا ہون وہ گھسیارا بیچارہ اجل رسیدہ جسنے کبھی اشرفی کی شکل بھی نہ دیکھی تھی گھانس دن بھر چھیلتا
تھا تو دو آنے کی شکل نظر آتی تھی روپیہ تک کبھی ہاتھ مین اُسکے نہ آیا تھا اشرفی دیکھتے ہی الو ہو گیا
منھ مین پانی بھر آیا یہ نہ سمجھا کہ یہ پیتل کی اشرفی نقد جان کا نقصان کرائیگی وہانسے روٹیان لیے
ہوے سیدھا اجل کے منھ مین چلنے کو جانب کوہ روانہ ہوا جسوقت قریب کوہ کے پہونچا مرغابی
نے منقار سیدھی کی گھسیارا جلدی جلدی کوہ پر چڑھنے لگا اِدھر مرغابی چیختی اور غل مچاتی ہوئی
گھسیارے کیطرف دوڑی گھسیارا سمجھا کہ اپنی عادت کے موافق کھانا مانگتی ہے یہ نہ معلوم تھا
کہ وہ تجھی کو لقمہ کرنے کی غرض سے آتی ہے غرضکہ جیسے ہی مرغابی قریب پہونچی اِسنے منقار کشادہ
کی گھسیارے نے جلدی سے ہاتھ آگے بڑھاکر روٹیان اُسکے منھ مین دینے کا قصد کیا مرغابی
نے جو منقار ماری تو گھسیارا تک پیٹ مین اُتار گئی عمرو دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا تھرا گیا کہ
غضب ہی ہوا اچھا اگر تو گیا ہوتا تو یہ تجھے بھی اسی طرح نوش جان کر جاتی لیکن وہان مرغابی گھسیارے
کو کھاکر اُڑی چشمہ پر آکر پانی پیا بس پانی کا پینا تھا کہ پھر گھبرا کر اُڑی اُڑنے کے ساتھ ہی بیہوشی
نے طمانچہ مارا اور ہوا سے چرخ کھاتی ہوئی زمین پر آئی عمرو نے گھسیارے کے جسم مین بیہوشی
ملدی تھی اور روٹیان بھی بیہوشی آمیز تھین اور وہ پھول رفع بیہوشی کا تھا جو گھسیارے کو چلتے وقت
دیا تھا اور پھینکدینے کی نصیحت کردی تھی جیسا کہ گھسیارے سے ظہور مین آیا اُسی کا اثر یہ تھا کہ مرغابی
بیہوش ہوئی بس عمرو ثانی دوڑکر قریب آئے پہلے تو قصد کیا کہ اِسے ذبح کیجیے پھر خیال ہوا
کہ یہ ضرور کوئی ساحر یا ساحرہ ہے جسوقت روح اِسکی جسم نجس سے نکلے گی تو پھر بہت شور و غل مچائیگی
اور لوگ ہوشیار ہو جائینگے اِس سے مناسب نہین معلوم ہوتا کہ ذبح کیجیے یہ خیال کرکے
عمرو نے ایک گڑھا نہایت عمیق کھودا اور مرغابی کو اُسی گڑھے مین زندہ توپ دیا بعد اُسکے
اور آگے روانہ ہوے جسوقت درہ کوہ کے قریب پہونچے دیکھا درہ نہایت تنگ و تاریک
ہے پہلے تو عمرو کو خوف معلوم ہوا لیکن پروردگار عالم پر بھروسا کرکے بسم اللہ کہکر درے مین قدم
رکھا لیکن کچھ اور بڑھجانے کے بعد دیکھا کہ اب بالکل کچھ نظر نہین آتا ہے یہ درہ بھی دوسرا پردہ
ظلمات معلوم ہوتا ہے بس فوراً زنبیل سے ایک لعل شب چراغ نکالا اور ہتھیلی پر رکھکر اُسی کی روشنی
مین آگے بڑھنے لگے جاتے جاتے دیکھا کہ اندر ایک صحراے وسیع معلوم ہوتا ہے اور قریب ایک
درخت برگد کا بہت بڑا سایہ کیے ہوے ہے غور سے جو دیکھا تو ایک انسان دیو صورت ابلیس
سیرت تمام جسم پر اُسکے بال جلد اور بالون مین بسبب سیاہی کے سرمو فرق نہ معلوم ہوتا تھا دو دانت
بڑے بڑے باہر نکلے ہوے نیچے اُس درخت کے بیٹھا دکھائی دیا عمرو اُسے دیکھکر جھجکا لیکن
اُسکی نظر جو عمرو پر پڑی پکارا اے شخص تو آج ہزارون برس کے بعد یہان کیونکر نکل آیا ارے
بھوک کے میرے دم پر بنی ہے کیا کرون کہ اِس جگہ سے اُٹھنے کا مجھے حکم نہین فقط اتنی ہی اجازت
ہے کہ جو تیری حد مین آجائے اُسے تو کھالینا تو اِس طرف کسکی شامت ہے جو آئیگا آج نہین معلوم تجکو

شیطان نے کیونکر اس غرض سے بھکا کر ادھر بھیجا ہی آ میرے منھ مین کود پڑ عمرو دل مین تو یہ
سُنکر بہت ہی پریشان ہوا لیکن بظاہر جی کڑا کرکے کہا کہ مجکو خداوند سامری نے اسی لیے بھیجا
ہی کہ مین تجھے سیر کرون خداوند کا حکم ہوا کہ ہمارا بندہ خاص الخاص یعنے مردار خوار جادو
بہت زمانے سے ہماری اطاعت کا پابند ہی تو جا اور اُسکو سیر کر کہ اسکے بعد کبھی کھانے کی
حاجت نہوگی لے یہ مین تیرے واسطے بہشت کے اونٹ ذبح کرکے اُنکا گوشت لایا ہون یہ فرماکر
زنبیل سے پارچہ بڑے بڑے نکالکر سامنے مردار خوار جادو کے پھینکنا شروع کیے وہ
برسون کا بھوکا تھا جلد جلدی کھانے لگا تعریف کرتا جاتا تھا کہ کس مزے کا گوشت ہی واقعی
مین نے ایسا گوشت کبھی نکھایا تھا عمرو نے کہا بھلا ایسا گوشت کہین نصیب ہوتا ہی یہ خاص اہل بہشت
کی خوراک ہی تم ایسے ہی بندۂ مقبول ہو جو مجھے حکم ہوا کہ جا کر ہمارے بندے کو بہشت کی نعمت
سے سیر کرو اور ایک صفت اسکی ابھی تمھین نہین معلوم ہی تھوڑی ہی دیر مین تمپر ظاہر ہو جائیگی اتنے
مردار خوار جادو نے کہا وہ کیا صفت ہی عمرو نے بیان کیا کہ جسنے یہ نعمت کھائی اُسکو
نعمت دنیا کی پھر خواہش نہین رہتی ہی گویا دنیا مین یہ آخری غذا اسکے ہوتے ہی اسکے بعد نہ بھوک
لگے نہ پیاس مردار خوار نے کہا یہ تو اور عمدہ بات ہی یہ غذا خداوند نے ہمین ایسون کے
واسطے پیدا کی ہی جو عمدی ہون اپنی جگہ سے ہل نہ سکتے ہون جس طرح دنیا مین آب حیات مشہور
ہی اسی طرح اسکو تخم حیات کہنا چاہیے عمرو نے کہا ہان ایسا ہی ہی اب مردار خوار نے
پیاس کی شکایت کی عمرو نے اسکو پانی بھی پلایا بس پانی کا پینا تھا کہ نہایت گرمی معلوم ہوئی
عمرو نے ایک پنکھیا زنبیل سے نکالکر جھلنا شروع کیا کیونکہ مردار خوار اپنی جگہ سے اُٹھ
نہین سکتا تھا بس ہوا لگتے ہی غفلت طاری ہوئی اور مردار خوار بیہوش ہو گیا بس عمرو نے
فوراً خنجر مارا لیکن کچھ اثر نہوا معلوم ہوا کہ یہ آہنی بدن بھی ہی بس خواجہ ابن خواجہ نے ہتوڑا
حضرت داؤد علیہ السلام کا نکالا اور سر پر مردار خوار کے مارا کہ ایک سر کے ہزار سر ہو گئے
دماغ تھنون کے رستے بہ گیا لاشہ مردار خوار کا زمین پر پھڑکنے لگا آندھی چلی خاک اُڑی درخت
برگد جڑ سے اُکھڑ کر گر پڑا اور ایک شور و غوغا ہوا کہ مارا جوان گشتی یعنے نام من مردار خوار جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ہنوز علامات برطرف نہونے پائے تھے کہ ہر
چہار طرف سے صدہا غول نظر آئے کہ سر و پا برہنہ دوڑے چلے آتے ہین عمرو نے اُنکو دیکھکر
کچھ پارچے گوشت کے اور زنبیل سے نکالکر پھینک دیے اور آپ گلیم اوڑھ لی لیکن وہ غول
جو روتے پیٹتے آئے افسر کو اپنے دیکھا کہ مرا پڑا ہی ادھر اُدھر دیکھا کسی کو نہ پایا سب نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہی کہ کھانا زیادہ کھا گئے چکر آیا سر درخت پر پڑا اسی سے سر بھی پھٹا اور درخت
بھی جڑ سے اُکھڑ کر گر پڑا چلو جی خوب ہوا اب ہم آزاد ہو گئے جسے پائین گے کھا جائین گے
یہ حرامزادہ اپنی جگہ بیٹھا رہتا تھا اور ہم جو شکار کرتے تھے حصہ ٹہا دینا پڑتا تھا ایسے کافر کا مرجانا
بہتر ہوا دیکھو یہ عمدہ گوشت جو اب بھی بچا پڑا ہی نہین معلوم کہانسے اسکے ہاتھ لگ گیا تھا ہملوگون
کی صلاح بھی نہ لی اور اکیلے اکیلے کھانے کو بیٹھ گیا اُسی کا یہ نتیجہ ہوا خیر اپ جی اپ زندہ جہان زندہ

آپ مردہ جہان مردہ یہ کہکر اُن سب نے بھی بچے ہوے پارچون کا حصہ بانٹ کر لیا تعریفین کرتا
جاتے تھے اور کھاتے جاتے تھے جسوقت بیہوشی نے گرمی کی سب کے سب ناچنے کودنے اُچھلنے
لگے آخر کار جسکو ہوا کا تھپیڑا لگا چھینک آئی سر نیچے ٹانگین اوپر یہ اِدھر گرا وہ اُدھر گرا جو جس کو
سنبھالنے دوڑا وہ وہین ڈھیر ہوا آن واحد مین سب کے سب بیہوش ہوے عمرو نے ظاہر
ہو کر سب کے سر کاٹے لاشین اُن کافرون کی وہین چھوڑین اور آگے کو روانہ ہوے عمرو
جاننے کو تو چلے جاتے ہین لیکن اب ہر قدم پر نہایت ہوشیار چارون طرف دیکھتے ہوے کہ کسی
اور بلا کا سامنا نہو جائے اِسی طرح افتان وخیزان کچھ دور پہونچے تھے کہ کسی عورت کے رونے
کی آواز کان مین آئی عمرو نے گھبرا کر چارون طرف دیکھنا شروع کیا تو دیکھا ایک زن سفید پوش
ایک جاہ پر بیٹھی ہوئی ہے عمرو اُس طرف بڑھنے لگا جاتے جاتے جب قریب پہونچا چہرے کیطرف
غور کیا تو آثار حزن وملال نمایان تھے اور بشرہ نہایت روشن تھا عمرو نے دل مین کہا کہ یہ
ساحرہ تو نہین معلوم ہوتی مگر پھر ہولناک مقام پر کہان سے آئی لیکن اُس عورت کی نظر جو خواجہ
پر پڑی پکارنے لگی اے شخص اگر تو عمرو ثانی ہے تو ہرگز آپ کو مجھ سے پوشیدہ نہ کرنا کیونکہ مین نے
رات کو خواب دیکھا کہ کل ایک شخص آئیگا کہ نام اُسکا یہ اور صورت اُسکی ایسی ہوگی وہ تیری بھی
مصیبتون کو آسان کریگا اور مجھ سے آپ کسی طرح کا خوف نہ کیجیے مین قسم کھاتی ہون اپنے دین
ومذہب کی کہ مین کوئی ساحرہ یا دشمن آپکی نہین ہون عمرو نے کہا اے (بی بی) جان بھی میری
نام پر سے جناب سلیمان علے نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے نثار ہے جنکا تو نام لے رہی ہے ہان
مین ہی عمرو ثانی ہون مطلب اپنا بیان کر عمرو نے دیکھا کہ صورت بہت اچھی ہے لیکن سن
کوئی بیس برس کا معلوم ہوتا ہے پوری عورت ہے دل مین یہ خیال کرکے کہ کسی کا ناموس نہو گردن
نیچی کر لی اور کچھ دور بیٹھ گئے اِس حرکت پر یہ عورت خواجہ سے اور بھی خوش ہوئی کہ حقیقت
مین یہ عجب باخدا مرد ہے کہ مثل عورتون کے عورتون سے حجاب کرتا ہے اور ماجرا اپنا دہرانا شروع
کیا کہ وہ عورت زوجہ ہے ملک مروارید گوہر بار کی کہ جو ایک زمانہ مین اسی کوہ کا بادشاہ
کہلاتا تھا افسوس کہ گردش زمانہ سے وہ وقت آگیا کہ ملک خضران صحرانشین اپنی غفلت
شعاری کے سبب اسیر پنجۂ تقدیر ہوگئے تمثال آئینہ رو کی خداوندی ظہور مین آئی خداپرست
قتل کیے جانے لگے چونکہ میرا شوہر بہت بڑا رازدار تھا خضران صحرانشین کا اِس بنا پر
تمثال آئینہ رو کی جانب سے ذوالخمار سلکش آیا اور اُسنے بزور سحر میرے شوہر کو مع ارالین
دولت واعیان مملکت سب کو بہائم کی شکلون مین کر دیا ہے کہ وہ سب صحرا مین مارے مارے
پھرتے ہین لیکن مجکو اُس سیہ رو نے اِسی حالت پر رہنے دیا ہے دوسرے تیسرے روز میرے
پاس آتا ہے کچھ پھل صحرائی لیتا آتا ہے مین وہی کھا کر اپنی بسر کرتی ہون اور کوئی شے اُسکے ہاتھ کی نہین
لیتی ہون کیونکہ وہ کافر ہے مین مسلمان ہون غرضکہ جب وہ یہان آتا ہے مجھ سے سائل وصل ہوتا ہے
مین اُس سے انکار کرتی ہون وہ اِسی وادی پرہول وہیبت مین مجھے تنہا چھوڑ کر چلا جاتا ہے
حافظ حقیقی میری نگہبانی کرتا ہے اُسی نے ابتک جان وآبرو دونون کو بچایا ہے عمرو نے کہا کہ

افسوس تمپر بہت ظلم ہوا خدا تمہارے حال پر رحم کرے اگر تم بھوکی ہو تو مین کھانے کو دون
یہ کہکر جیب سے دو روٹیان نکالین پانی دیا اُس زن پارسا نے کھائی کر عمرو کو بہت سی دعائین
دین لیکن عمرو نے بمصلحت آخری جام اسے بھی بیہوشی آمیز دیدیا تھا کہ سوا اسکے تدبیر ملیکش
جادو کے مارنے کی نہ تھی یہ بیچاری تھوڑی دیر مین بیہوش ہو گئی عمرو نے اسکو تو اُٹھا کر زنبیل
مین ڈال لیا اور آپ اُسکی صورت بنکر بیٹھ رہا اتنے مین شام ہو گئی عمرو نے نماز پڑھی پروردگار
کو یاد کیا اور اُسی ہئیت پر کنوئین کی شب بسر کردی صبح کے وقت دیکھا کہ آندھی چلی ایک لکہ ابر
سیاہ نمودار ہوا جسوقت وہ لکہ ابر کا قریب آکر اُترا اُسمین سے ایک ساحر کریہ منظر سیاہ فام
جھوٹی کھاروے کی لنگی ہوئی نمودار ہوا اور پکارا اے جان من دیکھو اب بھی وصل میرا قبول
کرو ورنہ بہت پچتاؤ گی ہاے یہ بیابان لق و دق اور تم ایسی نازنین اسمین یون تنہا بیٹھی رہے
جسدن کوئی درندہ نکلے گا تمھین کھا لیگا یا گزندہ کاٹ لیگا تو یہان سوتی کی سوتی رہجاؤ گی اور
اگر وصل میرا قبول کرو تو یہ سب بلائین آن واحد مین دفع ہوئی ہین اور کبھی تم تنہا نہین رہ سکتین
ہر وقت مین تمہارے ساتھ رہونگا کیون جوانی کو اپنی مفت برباد کرتی ہو اپنے حال زار
پر رحم کرو اگر تمھین یہ انکار ہے کہ میرا شوہر ہے تو کہو ابھی جاکر اُسے مار ڈالون نازنین نے سر
جھکا لیا اور کہا اے ذوالخمار ملیکش جادو دراصل تو مین تمھین کسی طرح قبول نہ کرتی مگر اب چار
ونا چار منظور کرنا پڑا کیونکہ مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا مگر مین چاہتی ہون کہ پہلے تم ایک نظر میرے
عزیز و اقارب اور میرے شوہر کو ایک نظر مجھے دکھا دو پھر تمھین اختیار ہے اُسوقت مین جیسا
مناسب جانونگی ویسا تم سے کہونگی پھر تم اُسے زندہ رکھنا یا قتل کرنا جیسا مناسب وقت ہوگا سمجھا
جائیگا ذوالخمار ملیکش ان باتون سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اسی لکہ ابر پر بیٹھ لو مین تمھین
اُس صحرا مین لیچلون جہان وہ سب قید ہین نازنین نے کہا اچھا جیسا چاہتی ہون ابر کو زور سے
نہ لیچلنا کیونکہ مجھ مین فاقے کرتے کرتے طاقت نہین رہی ہے یہ سنکر ذوالخمار ملیکش پہلے تو
برہم ہوا کہ یہ جھپا کیسا لیکن نازنین نے کہا کہ مین نے اپنے شوہر کے سوا آجتک کسی غیر مرد سے
سوا بھیا کے میان کہکر بات نہین کی اُسی عادت کے موافق اِسوقت بھی میرے منہ سے
یہ کلمہ نکل گیا مجھے معاف کرنا ذوالخمار کا دل اسکی باتون پر ملگیا اور یہ ملعون سوچا کہ درحقیقت
جسپر ایسے ایسے ظلم ہون کہان ہوش اُسکے ٹھکانے رہ سکتے ہین غرضکہ نازنین کو لکہ ابر پر بٹھایا
اور آپ بھی یہ ملعون سوار ہوا اور ایک اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ لکہ ابر سیاہ اُڑکر بلند ہونے
لگا نازنین نے جو دراصل عمرو تھا نہایت واویلا مچانا شروع کی کہ مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے
ذوالخمار ملیکش نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین غرضکہ وہ لکہ ابر بلند ہونے کے بعد ایک جانب
نہایت تیزی کے ساتھ روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحرا کے پر فضا مین پہونچا ذوالخمار ملیکش
نے کچھ اسم سحر دم کرکے نیچے کو اشارہ کیا لکہ ابر نیچے اُترنے لگا یہانتک کہ آن واحد مین
زمین پر پہونچگیا ذوالخمار ملیکش جادو نے پہلے ایک گنڈلا کھینچا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا
بعد اسکے نعرہ سحر بجائی دیکھا کہ چہار جانب سے جانوران صحرائی آنا شروع ہوئے اور آکر چہار جانب

سے گھیر لیا اسمین بہت سے ہرن تھے کچھ گائین کچھ بھینسین سب کے آخر مین ایک شیر ڈکارتا ہوا نمودار ہوا اسکو دیکھکر نازنین بہت ڈری اور ذوالخمار میکش سے کہا کہ خدا کے واسطے اسکو جلدی بھگا دے ایسا نہو یہ مجھے تیرے پہلو مین بیٹھے دیکھکر کھا لے ذوالخمار نے کہا گھبراتی کیون ہو ہمنے یہ حصار کسلیے کھینچ دیا ہو کیا مجال ہو جو کوئی یہانتک آسکے اور واقعی مین وہی کیفیت ہوئی کہ شیر اس نازنین کو اپنی بی بی سمجھکر غصہ کرکے چلا تھا گنڈلے کے قریب آنے سے یہ معلوم ہوا کہ کسی نے اسے پیچھے ڈھکیل دیا اب نازنین کو اطمینان ہوا شیر کے جانب مخاطب ہوکر کہا کہ بھیا اب تو کیونکر مجھپر خفا کرتا ہو میرے تیرے کیا واسطہ رہا تو جانور صحرائی ہو گیا مین انسان کے لباس مین ہون لہذا تو مجھ سے دست بردار ہو اب مین ذوالخمار میکش جادوگر کا ساتھ دونگی بس میرے تیرے ساتھ کا وقت گذر گیا یہ کلمات سنکر شیر کو نہایت غصہ آیا اور پیچ و تاب کھا کر چلا اور جانور بھی چارون طرف سے جو عزیز اسکے تھے کہ کوئی بھائی کوئی بیٹا کوئی بھتیجا تھا غیرت و انگیز ہوئی قصد کیا کہ حملہ کرکے ان دونون کا کام تمام کر دین لیکن حصار سحر سے مجبور ہو گئے آگے نہ بڑھ سکے راستہ نہ سوجھا باہر ہی سر ٹپکا کیے ذوالخمار میکش نے کہا کہ اب تم ان سب سے تو بیخوف رہو اب اطمینان کے ساتھ کچھ کھاؤ پیو کیونکہ برسون سے تمنے کچھ کھایا پیا نہوگا نازنین یہ سنکر رونے لگی اور کہا کہ تمھین اس ظلم کو اپنے دیکھو ذوالخمار میکش نے کہا اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ بغیر ایسی ایسی تکلیفین دینے کے تم مجھ سے راضی ہو جاؤگی تو مین ضرور بالضرور تمھاری راحت رسانی کرتا اور اب مین تمسے بہت شرمندہ و پشیمان ہون غرضکہ بعد گفتگوے بسیار ذوالخمار میکش نے کچھ بوتلین شراب کی جھولی سے نکالکر باہر رکھین کچھ پھل صحرائی درختون کے اور کچھ کھانا حاضر کیا اور نازنین سے کہا کہ کھاؤ نازنین نے وہی پھل دو تین کھا لیے اور دل مین شکر خدا بجا لائی لیکن ذوالخمار میکش نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو اب تک تمھین اس شراب و کباب سے اجتناب ہو اور تم مجھے کافر سمجھتی ہو نازنین نے کہا یہ بات نہین ہو بلکہ برسون سے تو مین عادی ہو رہی ہون انھین پھلون پر اوقات بسر کرنے کی اب جو مین شراب و کباب کا استعمال کرونگی تو یقین ہو کہ مر جاؤنگی اور نہین تو بیمار پڑ جانے مین تو کوئی شک نہین ہو نازنین نے یہ ایسی بات کہی کہ ذوالخمار میکش دل مین قائل ہوکر خاموش ہو رہا اب نازنین نے ایک ہاتھ مین جام لیا دوسرے ہاتھ سے صراحی اٹھائی اور ساغر پیش کیا ذوالخمار میکش نے خوشی خوشی وہ جام بے اندیشہ انجام منھ سے لگا لیا نازنین نے چالاکی کے ساتھ ساڑھے تین ماشہ بیہوشی آمیز کر دی تھی ساتھ ہی دوسرا جام بھی لبریز کرکے دیا وہ بھی میکش جادو پی گیا یہانتک کہ تین چار جام پیتے ہی اسکی کیفیت بدلی آنکھون کے ڈورے سرخ ہو گئے اور ہاتھ نازنین کیطرف پھیلانے عاشقانہ اشعار پڑھنے لگا وہان وہ جانور صحرائی یہ رنگ دیکھکر جل رہے تھے بس نہین تھا کہ ان دونون کو مار ڈالین یا اپنی جان دیدین لپک لپک کر قریب حصار کے آتے تھے اور اندھے ہوکر پیچھے سرک جاتے تھے لیکن جیسے ہی زیادہ بیتابی کے ساتھ ذوالخمار میکش جادو نازنین کیطرف

بڑھا نازنین پیچھے سرکی ذوالخمار اور آگے بڑھا نازنین اُٹھکر بھاگی یہ ساحر پیچھے دوڑا کہ واہ
ای جان جہان تڑپاتی ہو وقت یہ دکھا دیتی ہو اُٹھنا تھا کہ تھپڑ ایسا لگا بیہوشی نے طمانچہ مارا
چھینک مار کر بیہوش ہوا سر تلے ٹانگیں اوپر نازنین نے نعرہ کیا کہ باش اوفرساق سنم عمرو ثانی
کی لذا ایم کہ از دست من زندہ و سلامت رومی اور جھپٹ کر خنجر مارا کہ جگر کو اسکے چاک کر ڈالا ابو
ذوالخمار میکش کا سارا نشہ ہرن ہو گیا پھڑکنے لگا پھر خاک اُڑانے لگے آوازیں آنے لگیں
کہ مارا جوان کشتی لیئے نام من ذوالخمار میکش جادو بودیت تیشم و جان دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم جب علامات سحر برطرف ہوئے دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام زشت روکی زمین
پر پڑی ہوئی ہے وہ جانوران صحرائی مثل انسانوں کے سکتے مین کھڑے ہین ایک دوسرے کو نہایت
تعجب سے دیکھ رہا ہے بلکہ باہم پوچھ رہے ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بھئی تم تو اپنی اصلی
ہیئت پر نظر آرہے ہو لیکن ہماری صورت کیا ہے ہم بھی آدمی ہوے یا نہین وہ شیر جو ہہک
ہہک کر آتا تھا دیکھا ایک جوان خوشرو کیطرح استادہ ہے چہرے سے شان شاہی و شہریاری
نمودار ہے ادھر عمرو نے سلام کر کے اپنی صورت اصلی دکھائی وہ جوان یعنے ملک مروارید
گوہر بار کوہی عمرو سے ملاقی ہوا اور نہایت شکریہ ادا کیا کہ آپ نے وہ احسان کیا ہے
کہ تا زندگی سر نہین اُٹھ سکتا نہ یہ ملعون مارا جاتا نہ ہم قید سے چھوٹتے غضب کیا تھا اس کافر نے
کہ آدمی سے حیوان بنا دیا تھا لیکن برائے خدا یہ تو فرمائیے کہ زوجہ اُس شخص کی کہان ہے عمرو
نے کہا نہ گھبراؤ اور بہت تعریف کی کہ عورت تمھاری نہایت پارسا ہے ایسی پاکدامن عورتین
کمین ہوتی ہین یہ کہکر سارا واقعہ بیان کیا اور زنبیل سے نکالکر اُسکی زوجہ کو اُسکے سپرد کیا
وہ زن پارسا بھی اپنے شوہر کو دیکھکر پہلے تو حیرت کے عالم مین کھڑی رہی بعد اُسکے عمرو کا
شکریہ ادا کیا خواجہ کو نہایت غصہ آیا اور فرمانے لگے کہ عجب دستور یہان کا مین دیکھتا ہون
کہ جو ہے زبانی شکریہ بہت کچھ ادا کرتا ہے آپکی تعریفون کو لیکر اوڑھین بچھائین کیا کرین ہمنے اچھا
نہین کیا بلکہ بہت برا کیا جو ذوالخمار کو مار کر آپ لوگون کو چھڑایا مروارید کچھ مسکرایا کیونکہ
افسانہ گویون سے اکثر اُسنے تعریف عمرو کے طامع ہونے کی سنی تھی مطلب سمجھ گئے عرض کیا
کہ خواجہ آپ نے جان و آبرو دونون چیزین بچائین اِسکا عوض کوئی دنیا مین نہین کر سکتا سوا
اِسکے کہ یہ جان آپ پر نثار کر دین جسے آپ نے بچایا ہے عمرو نے کہا تمھاری جان تمھین مبارک
رہے نازنین نے کہا مین کنیز ہون اور یہ سب بندہ بے دام ہین عمرو نے کہا کیا خوب بندۂ بے دام
کی ایک ہی کہی سب کو کھانا کھلانے کی فکر ہوئی مین باز آیا اگر ایسی باتین کروگے تو مین بھاگ
جاؤنگا مروارید نے کہا خواجہ سلامت آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہم کیسی سخت بلا مین مبتلا تھے آپہی
نے ہمین بچایا اب جسوقت اپنے تخت سلطنت پر قابض ہونگا مال و دولت زر و جواہر سب کچھ
حاضر کرونگا بلکہ ساری سلطنت حاضر ہے عمرو نے کہا تمھاری سلطنت تمھین مبارک رہے مجھے
تمسے ایک بات بھی دریافت کرنا ہے مروارید گوہر بار نے کہا ارشاد فرمایئے کہا انشاء اللہ
کہونگا ابھی تم ذرا راحت سے تو بیٹھ لو غرضکہ مروارید شاہ کوہی سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے

اپنے تختگاہ مین آیا رعایا خوش ہوئی توپین سلامی کی چھوٹین مرواریدشاہ کوہی نے غسل کیا لباس نوزیب جسم کرکے تاج مرصع سر پر رکھا تخت حکومت پر متمکن ہوا اور سامان جشن مہیا کیا جسوقت نیر اعظم یعنے آفتاب تابان مسافت دن بھر کی اُٹھائے ہوے تمام دشت آسمان کی خاک اڑاتے ہوے افتان وخیزان خوابگاہ مغرب مین جاکر مقیم ہوا اور نیر کوچک یعنے ماہ درخشان مع انجم تابان باعلم کہکشان وفوج فراوان تخت نیلی فلک پر جلوہ افروز ہوا تمام کوہ پر چراغان کیا گیا اور درختون مین قندیلین آویزان ہوئین قریب قریب کے نخل تاسی سے منڈھے گئے اندرون شہر سڑک پر دورستہ ٹٹربندی تھی ایک بارگاہ آسمان جاہ استادہ تھی اسمین مرواریدشاہ کوہ ہر بار مسند عزت پر جلوہ افروز تھا پہلو مین شاہ عیاران عیار بیباک طرار قوت صاحبقرانی یعنے عمر وقانی جلوہ افروز تھے ساقیان سیمین ساق صراحی جواہر نگار و جام مرصع کار ہاتھون مین لیے ہوے حاضر تھے آواز ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند تھی بام چل رہا تھا ؎ جب شعر بہار آئی ہی بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ ؎ رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ ؎ کسی کی زبان پر یہ شعر تھا شعر ترک مے کرتے ہی گھنگھور گھٹائین آئین ؎ لیجے پھر سر تو بہ پہ بلائین آئین ؎ کوئی زاہد خشک جو اتفاق سے صحبت کا یہ رنگ دیکھکر اُٹھ گیا تھا تو رندان بادہ نوش ہنس ہنس کر آپسمین کہ رہے تھے شعر ساقیا حضرت واعظ کی تواضع بھی ضرور ؎ وہ نہ پیتے نہی مُنھ سے لگا دینا تھا ؎ غرضکہ تادیر محفل کا عجب رنگ رہا کسی کو غم دنیا ومافیہا نہ تھا بعد اُسکے طوائف حاضر ہوئین صحبت رقص وسرود گرم ہوئی ایک نازنین پری جمال وحور اخصال نے یہ غزل بلحن داؤدی گانا شروع کی غزل

اِس ادا نے میرے بانکے کی کیا بسمل مجھے
کھینچکر تلوار کہتا ہے کہ دیدو دل مجھے

دوستی مین ہوگا آگے بڑھ کے کیا حاصل مجھے
مین تو اُسکو یاد رکھون بھولجائے دل مجھے

لے چلے ہین کوے الفت مین جناب دل مجھے
راستہ بتلاتے ہین یہ مرشد کامل مجھے

ظلم سے بڑھکر ہی مجکو تیری غفلت کا گلہ
ہاے اپنے تو نہین سمجھا کسی قابل مجھے

صورت تصویر بے حس کر دیا ہی ضعف نے
اب کوئی پہلو بتا اے اضطراب دل مجھے

اپنے سر کی جب قسم دین وہ تو کیونکر کھاؤن زہر
بڑھ کے مشکل سے ہی اب آسانی مشکل مجھے

شان اُسکی دوست بنکر وہ وفا دشمن کہے
جی پر اب کھیلے تو بس پھر جاننا قاتل مجھے

کیا ہی اُس قتال عالم کو ضرورت تیغ کی
ہاے جسکی سادگی نے کر دیا بسمل مجھے

جوش طوفان خود ہی رہبر ناتوان کا مثل کاہ
موجین پہونچانے کو آئین تا لب ساحل مجھے

یون ملا قاتل نے دل میرا کہ چلائی حنا
او ستمگر خون ناحق مین نہ کر شامل مجھے

بے بسی مین آدمی مرغ قفس سے کم نہین
ضبط پر ابستہ کرے پھڑکا ے شوق دل مجھے

حال پروانے کا کیا ہوتا ہی قرب شمع سے
جلنے والا ہون سمجھ لے گرمی محفل مجھے

یہ طریق پردہ داری راز خود کرتا ہی فاش
رو گئے ہو تم جو ٹالون سے سر محفل مجھے

اشک حسرت ہون سفر میرا عدم کا ہی سفر
قبر کی منزل بنے گی پہلے ہی منزل مجھے

شوق تنہائی مین اپنے سایے سے لڑتا ہون روز
ایک دن اُسنے کہا تھا تو اکیلا مل مجھے

مین جفا کو جان لون تمکو وفا کی قدر ہو   لیلے میرا دل ذرا تو دیدے اپنا دل مجھے
حال دل وہ پوچھتے ہین چپ ہو نہین اس سوچ مین   راز کہنے کو تو کہدون پر نہو مشکل مجھے
تا در جانان پہونچ لون پھر کہونگا ضعف سے   تیرا احسان اب نہ رکھ اُٹھنے کے بھی قابل مجھے
ضعف نے باندھین ہین مشکین خود گلا کیونکر کٹے   کیا برے وقت آزماتا ہی میرا قاتل مجھے
آرزو نادان قاتل نے نہ مارا بڑھ کے ہاتھ   یہ نہ سمجھا دیکھتا ہی کیون سید ابسمل مجھے

جسوقت وہ نازنین ماہ جبین نے یہ غزل گائی سننے والے محو سننے لگے عمرو کو ماہ ناز پرور یاد آئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے گوہر شاہ کوہی نے خواجہ کی طرف دیکھا چہرۂ زرد دل کے درد کا پتا دے رہا تھا اور اشک روان حال گریان کی خبر دے رہے تھے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اگر نظر توجہ میرے شہر مین کسی طرف ہوئی ہو تو ابھی پکڑ وا بلواؤن عمرو رونا بھول گیا بے اختیار ہنسی آگئی اور کہا اے گوہر شاہ یہ امر نہین ہی مین جسکے واسطے روتا ہون اُسکا ملنا امکان سے باہر نہین بلکہ اپنے قبضے ہی مین سمجھنا چاہیے لیکن یہ فلک کی تفرقہ پردازی ہی کہ وہ کہین ہی اور مین کہین ہون اگر اسوقت مین عشق و عاشقی کو دیکھتا تو خدا کو کیا مُنھ دکھاتا کہ تمام لشکر اسلام آفت مین پھنسا ہوا ہی بیٹے پوتے امیر کے اور سرداران نامی وگرامی جسنے صورت نحس تمثال آئینہ رو کی دیکھ لی ہی وہ مرتد ہو گیا ہی سب گرفتار بلا ہین مجھے خواب ہوا تھا کہ اُس طرف جاؤ اور خضران صحرا نشین کو چھڑاؤ تو تمثال آئینہ رو کا علاج معقول ہو لہذا اسی فکر مین مین یہانتک پہونچا تمکو ہاتھ سے ذو الخمار میکش کے نجات دی اب تم کوئی تدبیر بتاؤ کہ مین کیونکر گنبد ناپدید تک پہونچون پھر خضران کو چھڑا لینا تو میرا کام ہی گوہر بار نے کہا خواجہ سلامت ایک شاگرد خضران کا ہی کہ نام اُسکا قمقام صحرا نشین ہی وہ بھی اپنے اُستاد سے خلاف ہو کر تمثال آئینہ رو کا شریک ہو گیا ہی اُسکے پاس ایک غالیچہ ہی اگر کسی تدبیر سے آپ غالیچہ اُس سے لین اور اُس غالیچہ پر بیٹھکر اڑین تو وہ آپ کو گنبد تک پہونچا دیگا باقی نہین اُس سے لڑ سکتا ہون نہ چھین سکتا ہون وہ بغیر عیاری کے غالیچہ ملنا دشوار ہی عمرو نے کہا کہ تم کسی طرح مجھے قمقام تک پہونچا دو پھر مین سمجھ لونگا عمرو نے کہا مین پہونچا تو دون لیکن کس بہانے سے اور کیا کہکر عمرو نے کہا آپ ایک رقعہ اِس مضمون کا لکھ دیجیے کہ یہ گویا فلان ملک سے اِدھر نکل آیا تھا اور علم موسیقی مین نہایت کمال رکھتا ہی لہذا مین آپکی خدمت مین بھی روانہ کرتا ہون یہ سن رکھنے کے لوگ ہین مروارید شاہ نے کہا کہ کیا آپ علم موسیقی خوب جانتے ہین عمرو نے کہا کہ ہان کچھ تھوڑا بہت گا تا تو کیا ہون رو لیتا ہون مروارید شاہ نے کہا کہ اگرچہ گستاخی ہی مگر معاف فرمائیے گا اُس کا فکر تو اپنا گانا سنائین اور ہمین محروم رکھین عمرو نے کہا کہ نہین مین تمھین بھی سنانے کو موجود ہون مگر یہ سمجھ لو کہ مین جسوقت جسکا کام کرتا ہون ویسا ہی ہو بھی جاتا ہون اگر مثل گویون کے کچھ انعام ملتا جائیگا تو میرا دل لگے گا اور خوب گاؤنگا اور نہین تو خیر تمھاری خوشی کر دونگا مروارید شاہ نے کہا کہ بھلا ہم مین سے کوئی آپکے دینے کے قابل ہی ہان جو کچھ ہو سکے گا نذر کرینگے عمرو نے کہا کہ آپ لوگ تکلف آمیز باتین کرتے

ہین اور ہین تو ایک صاف گو آدمی ہون مجھے جنبین چنبان نہین آتی الحاصل خواجہ عمرو نے جوڑی
ہفت پیوندی کی نکالی یہ وہی جوڑی ہر جسے خواجہ عمرو اول یعنے باپ اِنکے بجایا کرتے تھے
قفلیان درست کرکے عمرو نے بجانا شروع کیا در و دیوار سے آوازین آنے لگین تمام بارگاہ
کو سرون سے بھردیا جس راگنی کو بجایا تصویر سامنے کھڑی کردی کبھی رُلادیا کبھی ہنسادیا گویا
ساری محفل قابو مین تھی جسوقت عمرو خاموش ہوے بارگاہ مین سناٹا پڑگیا ہر شخص بیٹھا جھوم
رہا تھا بعد کچھ دیر کے خواجہ عمرو ثانی یہ غزل بلحن داؤدی اِس طرح گانے لگے غزل

فریب او بت تری باتو نسے کھاکے
اُسی نے مارا اُتار اہی رُلاکے
یہ شیوے بھی نرالے ہین جفاکے
وہ کمسن طوق منت کے بڑھاکے
پھنساکر دل تری زلفون نے مارا
چلے جانا وہ اُنکا منھ پھراکے
چراغ صبحگاہی ہو میری زیست
کوئی کچھ کہ رہا ہو ہاتھ اُٹھاکے
کسی بیمار غم کی لیجئے جان
ہنسانے کا نہین ہرگز رُلاکے
اُٹھا ای آرزو جب درد دلین

خدا سے پھر گئے بندے خدا کے
جفائین تمنے کین بدلے وفا کے
بگڑ جاتے ہین وہ تہمت لگاکے
علاج سوز دل کو بھیجدینا
نہ سمجھے تھے یہ لٹکے ہین قضا کے
وہ بت زنار پہناتا ہی ہمکو
نفس فرقت مین جھونکے ہین ہوا کے
وہ میری چھیڑ اشارونمین سر بزم
کھلے بالون سر بالین وہ آکے
تڑپتا ہو کوئی تھامے کلیجا
تو ہم رہ رہگئے پہلو دباکے

لیا تھا دل کو جسنے مسکرا کے
ہم اب پچتا رہے ہین دل لگاکے
کسی کو آج پہناے گا بیڑی
حنا تم ہاتھ سے اپنے چھڑاکے
وہ میری منتین دم بھر ٹھہر جاؤ
ستم ہو واسطے دیکر خدا کے
مرے حق مین جو کچھ ہوسو لے یارب
وہ رہجانا تراتیوری چڑھاکے
رُلاتا ہو ہنساکر چرخ اکثر
ارے او جانیو الے منھ پھراکے

غرضکہ عمرو ثانی ایسا گایا کہ
گویے تک کان پکڑتے تھے کہ ہمنے ایسا کسی کلانوت بچہ کو بھی نہین سُنا جیسا یہ عطائی ہر اِسی
ہنگامے مین پوپھٹی آثار سحر نمایان ہوے چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہوگئے شمعین جھلملا جھلملا
کر ٹھنڈھی ہوگئین آسمان پر سفیدۂ سحری نمودار ہوا تیرگی شب دفع ہونے لگی مرغان باغ کے چہکنے
کی صدائین آنے لگین وہ صحبت برخاست ہوئی ہر ایک خدا پرست نے وضو کیا نماز سحری بجا
لایا جب نماز سے فرصت ہوئی رات بھر کے جاگے ہوے تھے آرام کیا قریب سہ پہر کے سوکر
اُٹھے ہاتھ منھ دھویا کھانا کھایا عمرو نے مروارید گوہر بار سے کہا کہ اب مجھے رخصت کرو
مروارید شاہ نے کہا کہ آپ نے بہت زحمت اُٹھائی ہی ابھی دو چار روز اور قیام کیجیے کہ تھکن
دور ہو عمرو ثانی نے کہا کہ اب اپنی راحت کو دیکھون یا امیر ثانی کے آرام کا خیال کرون اور
ای مروارید شاہ انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو جب اِن آفتون سے نجات ہوگی تو مین
تمھاری ملاقات امیر سے کراؤنگا خلق صاحبقرانی مشہور خلائق ہی تم نہایت خوش ہوگے اور
انشاء اللہ بعد فتح جنگ تمکو جشن صاحبقرانی مین شریک کرکے اپنا گانا سناؤنگا دیکھنا زینت اُس
بارگاہ کی جہان اِسوقت پانچ ہزار پانسو چھپن تلور لیے بیٹھے ہین جنمین سے ہر ایک رستم وقت
و افراسیاب زمان ہو بس اب رقعہ لکھنے مین عرصہ نہ کرو اور بنام قمقام صحرا نشین جلد یہ رقعہ
لکھدو مروارید شاہ کوہی نے قلم دوات طلب کیا اور ایک رقعہ شوقیہ بنام قمقام صحرا نشین

اِس مضمون کا تحریر کیا کہ اے برادر بجان برابر یہ کلاونت نہایت اعلیٰ درجہ کا علم موسیقی کا جاننے والا ہے حسب اتفاق اِس طرف بھی نکل آیا مین نے سُنا واقعی مین آجتک ایسا گانا نہ سُنا تھا لہذا اِسکو مین تمھارے پاس روانہ کرتا ہون اگر سنو گے تو بہت خوش ہوگے ایسا گویا تمنے بھی کبھی نہ سنا ہوگا جسوقت نامہ تمام ہوا عمرو ثانی نے رقعہ اپنے پاس رکھا اور رخصت طلب کی مرواریدشاہ نے بہت کچھ دیکر خواجہ کو رخصت کیا عمرو ثانی رقعہ لیے ہوے کوہ تاریک سے اُترکر جانب صحراے قمقامیہ روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل جسوقت صحراے قمقامیہ مین گذر ہوا دیکھا کہ صحراے پر بہار ہے انواع و اقسام کے درخت لگے ہوے ہین طائران مختلف اللون زمزمہ کر رہے ہین وسط صحرا مین ایک بنگلہ نہایت عظم و شان کا معلوم ہوتا ہے اُسکی چوٹی پر ایک طائر ہفت رنگ بٹیھا ہوا ہے جیسے ہی عمرو قریب اُس بنگلے کے پہونچا طائر اُڑ گیا لیکن عمرو نے اُس طائر کو اُڑتے ہوے نہ دیکھا تھا جسوقت دروازہ پر پہونچا دربان سے کہا کہ اطلاع کردو کہ فرستادۂ ملک مروارید کوہی حاضر ہے دربان نے جاکر عرض کی قمقام صحرانشین نے کہا بلالو جب عمرو سامنے پہونچا دیکھا کہ ایک مرد معقول مرگ چھالا بچھائے بیٹھا کچھ پڑھ رہا ہے عمرو کو دیکھتے ہی اُسنے پڑھنا موقوف کیا عمرو نے سلام کیا دعا دی کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین قمقام کچھ مسکرایا اور پوچھا کہ آپ کون ہین کہانسے آنا ہوا اور یہانتک آنے کی کیا وجہ ہوئی عمرو نے کہا یہ کچھ نہ پوچھیے کہ کہانسے اور کیونکر آنا ہوا تباہی کا مارا افلاک کا ستایا ہون قوم کا گویا ہون میرے بزرگ اِس علم کو خوب جانتے تھے غرض تھوڑا بہت پیٹ پال لینے بھر کا مین نے بھی حاصل کر لیا ہے اُسی سے لوگون کو رجھا کر آپ ایسے امیرون سے کچھ نہ کچھ لے مرتا ہون اُسمین بسر اوقات ہوتی ہے ایک زمانے مین ملک سبائل نہایت آباد تھا لقا کی خداوندی تھی میرے بزرگ وہین رہتے تھے خدا برا کرے اِن خدا پرستون کا کہ جب اِنکا قدم نامبارک وہان پہونچا خاک اُڑنے لگی خداوند کو ایسا ستایا کہ وہ عاجز ہوکر آسمان پر چلے گئے وہ تو اچھے رہے بندون پر تباہی آئی کچھ تو مارے گئے کتنون نے تبدیل مذہب کر لیا کتنے ہم ایسے تباہ ہوگئے جب اِس طرح بسر ہوتی تھی کہ ہم لوگ نہ جانتے تھے کہ خشکی کا چٹر کیسا ہوتا ہے اب اِس گت کو پہونچے کہ ملک ملک صحرا صحرا کی خاک چھانتے پھرتے ہین اب اگر ہمسے پوچھیے تو دہقانی بھی وہ باتین نہ جانتے ہونگے جو ہمین معلوم ہین اُنھون نے کبھی وہ درخت خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے جنکے پھل کھا کر ہمنے برسون زندگی گذاری ہے اُسی تباہی مین اِس غلام کا اِس طرف نکل آنا ہوا پہلے مروارید شاہ نے میری قدر و منزلت میری لیاقت سے زیادہ کی اور بہت کچھ دیا کیا اچھا رئیس ہے ایسے ہی امیرون کی بدولت ہم ایسے غریب پرورش پاتے ہین کہ پہلے خود بہت کچھ دیا اب ایک رقعہ حضور کے نام لکھکر یہان مجکو روانہ کیا ہے کہ یہانسے بھی کچھ مجکو دلجائے قمقام نے کہا وہ رقعہ کہان ہے عمرو نے رقعہ نکالکر پیش کیا قمقام نے رقعہ پڑھا ہنوز رقعہ ہاتھ ہی مین تھا کہ ایک طائر ہفت رنگ جسے عمرو نے بنگلے پر بیٹھا دیکھا تھا زفلیتا ہوا آیا اور ایک دوسرا رقعہ ہاتھ مین ملک قمقام صحرانشین کے دیا عمرو اُس طائر کو دیکھکر جھجکا کہ خدا خیر کرے لیکن یہ کارخانہ سحر

کا تو نہین ہی ایسا نہو اس طائر نے میری پوری پوری خبر دی ہو اور قمقام ہوشیار ہو جائے تو پھر کچھ نہ بنے گی
انھون نے گلیم اوڑھنے کا قصد کیا تھا کہ قمقام نے ہنسکر کہا اے خواجہ عمرو ثانی آپ خوف نہ کرین
مین دشمن نہین بلکہ دوست ہون مین تو اسی وقت کا منتظر تھا کہ کسی طرح آپ تشریف لائین اُستاد نے
یہی زمانہ آپکے تشریف آوری کا مجھ سے بتا یا تھا اور مجکو آپ تمثال آئینہ رو کا دوست نہ
سمجھین مین نے اُستاد خضران صحرانشین ہی کی صلاح سے اپنا ظاہر بدل دیا تھا بھلا یہ کوئی عقل کی
بات تھی کہ مین اپنے محسن کو چھوڑ کر اُسکے دشمن کا شریک ہوتا مگر مجبوری یہ تھی کہ بغیر اسکے چارہ نہ تھا
مین مسلمان ہون کافر نہین ہون کیا آپ کو وہ حدیث نہین یاد ہی کہ کل امر مرہون باوقاتھا لہذا
وہ وقت آگیا یہ باتین سُنکر عمرو کو سکتا ہو گیا کہ یہ کیا معاملہ ہی ایسا نہو یہ دغا کرے پھر بشرہ پر جو قمقام
کے خیال کیا تو روشن پایا دل سے کہا کہ نہین ایسا تو معلوم نہین ہوتا کہ یہ دغا کرے اور اگر بالفرض
دغا کریگا بھی تو یہ اسکا ایمان آواز دی کہ اے قمقام اگر تم یہ باتین سچے دل سے کرتے ہو تو فہو المراد اور
اگر تمھارے دل مین دغا ہی ہوگی تو دوسرا کلام الٰہی مین بھی تمھین سنائے دیتا ہون کہ لاتتحرک ذرۃ الا
باذن اللہ جس پروردگار عالم نے ہزار بلاؤن سے بچا کر یہانتک پہونچایا اور ہر وقت سخت مین
کام آیا وہی اب بھی بچانے والا ہی یہ کہکر پاس قمقام صحرانشین کے بیٹھ گئے قمقام نے
جرأت عمرو ثانی پر آفرین کہی اور کہا کہ ابھی کچھ ساعتون مین وقفہ ہی اگر آپ اسوقت تشریف
لیجائیے گا تو مبادا کوئی اُفتاد پڑے لہذا شب کو آپ یہین استراحت فرمائیے مین آپکی نگہبانی
کرونگا جسوقت صبح ہوگی تو غالیچہ حاضر کرونگا آپ اُسپر سوار ہو کر جائیے گا اور اُستاد خضران
صحرانشین کو چھڑائیے گا عمرو نے دعوت اُسکی قبول کی آج شب بھر عمرو ثانی قمقام کے
مہمان رہے جب صبح ہوئی نماز سحری سے فراغت حاصل کی قمقام سے کہا کہ اب دیر مناسب
نہین ہی قمقام نے اُسی وقت غالیچہ صندوق سے نکالا اور سامنے عمرو ثانی کے لا کر رکھا
عمرو نے غور سے دیکھا تو حاشیہ پر دو اسم لکھے ہوئے ہین قمقام سے پوچھا کہ یہ کیا اسرار ہی
قمقام نے عرض کی کہ خواجہ یہ اسم جو داہنی جانب لکھا ہوا ہی جسکے اوپر بسم اللہ تحریر ہی جسوقت
آپ غالیچہ پر بیٹھکر اسے تین مرتبہ پڑھیے گا تو یہ اپنی جگہ سے بلند ہوگا اور جس طرف کا اشارہ
کیجیے گا اُدھر روانہ ہوگا اور یہ غالیچہ مانند بساط کے ہو جائیگا اور جس مقام پر گنبد ناپدید ہے
وہان پہونچکر قائم ہو جائے گا بس جب آپ یہ دوسرا اسم پڑھیے گا اُسوقت گنبد ظاہر ہو جائیگا اور
دریچہ گنبد کا کھلا ہوا نظر آئیگا بلکہ وہ درویش کامل یعنے خضران صحرانشین آپکو ایک بستر پر لیٹا ہوا
دکھائی دیگا اسکے بعد جو آپ سے بن پڑے وہ کیجیے گا عمرو نے کہا بہتر اور جلدی سے غالیچہ
بچھا کر اُسپر بیٹھ گئے اور کہا کہ لے اب ہم تو رخصت ہوتے ہین اگر بن پڑا تو انشاء تمھارے
اُستاد کو چھڑا کر لاتے ہین اور وہ اسم پڑھنا شروع کیا جیسے ہی تین مرتبہ پڑھکر اُس اسم کو تمام
کیا غالیچہ اپنے مقام سے اُڑا اور مانند بساط سلیمان کے ایک جانب سن سن روانہ ہوا عمرو کو اُسوقت
عجب لطف حاصل ہو رہا تھا کہ تمام دنیا زیر نگاہ تھی علاوہ اسکے منزل مقصود پر پہونچنے کی
خوشی سب سے بڑھی ہوئی تھی کہ اب بہت جلد خضران صحرانشین کو چھڑائینگے لشکر اسلام کو

شہر تمثال آئینہ رو سے بچائین گے الحاصل ایک مقام پر پہونچکر وہ غالیچہ جسپر عمرو سوار تھے
قائم ہوا جس سے یہ ظاہر تھا کہ مقام گنبد کا یہی ہو لیکن گنبد نظر نہ آتا تھا ساتھ ہی عمرو ثانی کو
خیال ہوا کہ جلد وہ اسم پڑھتا تاکہ گنبد دکھائی دے فوراً اسم ثانی جو حاشیہ پر تحریر تھا پڑھنا شروع
کیا جیسے ہی وہ اسم تمام ہوا تمام پردے جو آنکھون پر نظر بندی کے پڑے ہوے تھے دفعةً
اُٹھ گئے اور ایک گنبد کلان نظر آیا کہ دریچہ اُسکا بھی پہلے بند تھا مگر اب خود بخود کھل گیا دیکھا عمرو
نے کہ ایک مرد پیر با درچادر سفید کی ناتوان و لاغر پلنگ پر پڑا ہوا ہو فقط نفس کا شمار یہ بتا
رہا ہو کہ ابھی زندہ ہو ورنہ اُسمین اور مردے مین کوئی فرق نہین معلوم ہوتا ایکبار اُس پیر مرد
نے آنکھ کھولی اور طرف عمرو ثانی کے دیکھا عمرو ثانی نے کہا السلام علیک اے درویش
کامل یعنے خضران صحرا نشین ہوشیار ہو جاؤ کہ تمھاری رہائی کا وقت قریب آگیا ہو بڑے
افسوس کی بات ہو کہ تم ایسا مرد با خدا اور ایسے کافر مرتد کو اس طرح کی شہ بتا دے کہ وہ تمام
زمانے مین کفر کو پھیلائے ہوے ہو اور دعوئ خداوندی کا کر رہا ہو اور علاوہ اسکے آپ نے
بھی کوئی ہوشیاری نہ کی کہ اس طرح گرفتار پڑے ہوے ہو کہ کچھ کر نہین سکتے ہو یہ اُسی کیئے کے
اعمال تم بھگت رہے ہو جسکی بدولت لشکر امیر بلکہ سرداران و فرزندان صاحبقران ہاتھ
سے تمثال آئینہ رو کے دروازہ دوزخ تک پہونچ گئے لاکھون نے سجدہ کیا اور کافر ہو گئے
خضران صحرا نشین یہ سُنکر رونے لگا کہا اے خواجہ سلامت خدا تمکو یہانتک لایا بیشک جو کچھ تمنے
کہا سب بجا ہو بلکہ مین اس سے زیادہ عذاب کا مستحق تھا یہ تو اُس رحیم و غفار نے کچھ بھی معاف
نہین کیا اب ان باتون کو تو خیر جانے دیجیے جنکی پشیمانی تا عمر رہیگی اسکی سزا آپ پھر مجھے دے
لیجیے گا براے خدا جلد مجھے اس قید سے رہا کیجیے کہ اُس ملعون کی کوئی فکر کیجائے عمرو نے کہا
دریچہ کھلا ہوا ہو نکل آؤ مین تو سامنے کھڑا ہون جو کوئی تمھارے قریب آنے کا قصد کرے گا
حقۂ آتشبازی مار کر زندہ پھونک دونگا درویش ہنسنے لگا اور کہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین مین یہانسے
قدم تو اُٹھا نہین سکتا جبتک اس گنبد کے اندر ہون بیکار ہون یہ خاص سحر ہو تمثال آئینہ رو کا جسنے
عالم خواب و غفلت مین مجھپر اثر کیا اور مین گرفتار بلا ہو گیا یہ بھی عنایت پروردگار سے ہی تھا کہ
نہ وہ مجھے قتل کر سکا نہ میرے جسم کو کوئی صدمہ پہونچا سکا عمرو نے کہا یہ سب صحیح ہو لیکن تم ایسے کامل
کے لیے اتنی ہی گرفتاری کیا کم ہو جسنے مردے سے بدتر کر دیا درویش نے عرض کی کہ اسکا سبب
مین عرض نہین کر سکتا بس اتنی مثال یہی ہو کہ امیر کا اسم اعظم کیونکر بند ہو جاتا ہو وہی حالت بلا تشبیہ
میری بھی سمجھ لیجیے اور اب باتون مین دیر نہ کیجیے جلد غالیچہ سمیت کھڑکی کے اندر آجائیے اور مجکو
اُٹھا کر اسی غالیچہ پر ڈالکر باہر نکل چلیے کہ سوا اسکے میری رہائی کی دوسری صورت نہین ہو
اور یون اگر یہ دریچہ ہزار برس بھی کھلا رہے تو مین نہین نکل سکتا نہ کوئی دوسرا مجھے نکال سکتا ہو
پھر گنبد سے باہر نکلکر ابھی اس گنبد کو آپ کے سامنے دیکھیے گا کسطرح مٹا دیتا ہون یہ سُنکر عمرو
نے غالیچہ کو اشارہ کیا غالیچہ مثل مرکب حرکت کر کے برابر پلنگ کے پہونچگیا عمرو نے دونون
ہاتھون سے بسم اللہ کہکر درویش کو اُٹھایا اور غالیچہ پر ڈال لیا اور جسطرح داخل ہوے تھے اُسیطرح

واپس آئے درویش کو زمین پر لاکر بٹھایا اور پوچھا کہ کچھ بھوک پیاس تو نہین ہو خضر ان نے
کہا کہ بھوک بھی ہو مگر اِس صحرا مین ممکن کیا ہو سکتا ہو اور اگر ممکن بھی ہو تو مین بغیر نہائے کچھ کھا نہین
سکتا اور پانی بھی یہان کہین نہین ملیگا عمرو ثانی نے کہا کہ یہین سب کچھ مہیا ہو جائیگا درویش نے
حیرت سے عمرو کی جانب دیکھا عمرو کو اسکے حیرت کرنے پر غصہ آیا اور زنبیل مین ہاتھ ڈال کر
چار راوٹیان اور خیمہ نکالکر رکھا اور کچھ لوگ نکالنا شروع کیے کہ سب کے سب کاغذی ٹوپیان
پہنے ہوے تھے اُنھون نے وہ راوٹیان اِستادہ کرنا شروع کین آن واحد مین خیمہ اور راوٹیان
کھڑی ہو گئین اب عمرو نے اُسکا سامان مثل شیشہ آلات وغیرہ اور ظروف ضروری کے نکالے اور
اُنھین آدمیون نے سب کو قرینے سے سجا اِسکے بعد عمرو نے جال مارکر اُن سب آدمیون کو تو پکڑکر داخل
زنبیل کر لیا اور اب کچھ حمامی نکالے کہ کیسے اور کنگھی اور کسوت وغیرہ سب سامان حمام کا لیے
ہوے تھے اُن سب کو ایک راوٹی کے اندر بھیجدیا اور درویش سے کہا کہ لے نہائیے اب تو
خضر ان صحرا نشین کے ہوش اُڑے کہ اللہ اکبر عمرو بڑے پایہ کا شخص ہو ہم اِسے ایسا
نہ جانتے تھے یہ اتنا بڑا سامان ایک چھوٹی سی تھیلی مین سے نکل آیا کیا خداوند کریم نے اِسے
صاحب معجزات وکرامات کر دیا ہو عمرو نے کہا آپ متحیر ہون اگر کہیے تو ایک بارگاہ اِسیوقت
اِتنی بڑی برپا کر دون کہ تمام صحرا مملو ہو جائے اور جگہ باقی نہ رہے غرضکہ بعد تعجب بسیار کے
درویش داخل حمام ہوا اُن حمامیون نے خوب مل مل کر نہلایا عمرو زنبیل سے پانی کے گھڑے
نکالکر دیتا جاتا تھا اور وہ حمامی درویش کو نہلاتے جاتے تھے جب غسل سے فراغت ہوئی
تو خاص تراش حاضر ہو گیا اُسنے خط بنایا ناخون بھی تراشے کہ برسون مین مثل ریچھ کے بال اور
ناخن بڑھ گئے تھے جب اِن سب کامون سے فراغت ہوئی عمرو نے حمامیون کو بھی پکڑ پکڑ کر
داخل زنبیل کر لیا اور درویش کو ہمراہ لیے ہوے دوسری راوٹی مین چلے گئے وہان دیکھا
تو پیشتر سے کھانا ہر قسم کا چنا ہوا ہو درویش نے دل مین کہا کہ واقعی مین عمرو بہت بڑا شخص
ہو اِسکا مثل ونظیر نہین ہو اِسی مقام پر سب چیزین مہیا کر دین جسکو یہ سامان بہم ہو جائین اُسکے آگے
بادشاہی کی بھی حقیقت نہین ہو کیونکہ اِس محل پر بادشاہ کی حکومت بھی کس کام آسکتی ہے
جب کھانے سے بھی فرصت ہو گئی تو عمرو درویش کو تیسری راوٹی کی طرف لیگیا دیکھا درویش
نے کہ سجادہ بچھا ہو آفتابہ وضو کے واسطے تیار ہو درویش نے جلدی سے وضو کرکے دو رکعت نماز شکر
پڑھی توبہ واستغفار کیا بعد اِسکے عمرو درویش کو لیے ہوے چوتھی راوٹی مین گیا اُسے خالی
جھنکا دیا اور دونون مسکراتے ہوے پلٹے درویش نے کہا واہ خواجہ تمھارا مثل وجواب
نہین ہو اِس جنگل مین منگل یہ خداوند کریم وقدیر نے تمھارے ہی واسطے یہ بات عطا فرمائی ہو
جب چارون راوٹیون سے ہو لیے کہ یہ چوتھی راوٹی پائخانہ کی تھی مطلب عمرو کا یہ تھا کہ اگر ضرورت
ہو تو ہر قسم کا سامان راحت مہیا ہو غرضکہ اب عمرو درویش کو خیمہ مین لایا دیکھا درویش نے کہ ایک
مسند جواہر نگار صدر مین بچھی ہو اُسپر ایک چھوٹا شامیانہ کھچا ہوا ہو شیشہ آلات جواہر نگار نصب ہو
کل سامان شاہانہ موجود ہین درویش نے عمرو کی بہت تعریف کی اور کہا کہ مین آپکی اِس دعوت

کا ممنون ہوا انشا، اللہ جب خدا چاہے گا تو مین بھی نان و نمک حاضر کرونگا لیکن ابھی مجبوری
ہو یہ کہکر کہا کہ اب اِس سب سامان کو آپ جس مقام سے آیا ہو وہین پہونچوا دیجیے اور مین
اِس گنبد کو مٹاؤن تو یہان سے چلنے کی تیاری کرنا چاہیے کیونکہ وہان ایسا نہو کہ امیر با توقیر بھی گرفتار
بلا ہو جائین یہ کہکر درویش کچھ دور صحرا مین چلا گیا اور تھوڑی سی زمین کھودی اُسمین سے ایک
صندوقچہ اور ایک آئینہ نکالا اور پاس عمرو کے آکر صندوقچہ نذر دیا عمرو نے کہا کہ اسمین کیا ہو
درویش نے کہا یہی کچھ کنکر پتھر جو کچھ مجھے نصیب تھا آپ کے واسطے جمع کر رکھا تھا وہی حاضر
کیا ع گر قبول افتد زہے عز و شرف عمرو نے کہا بھئی تمھاری عنایت سر آنکھون پر بھلا مین انکار
کر سکتا ہون تم ابھی مجھے جانتے نہین ہو مین تو آزاد اور بے تکلف دوست ہون جو شی جسکی پسند
آگئی وہ مانگ لی لیلی بشر طلبیہ اُسکو سمجھ لیا کہ دیدیگا ورنہ خدا کی عنایت سے مین خود بھی محتاج
نہین ہون ہان ایک لت پڑ گئی ہو مجھے بھی شوق ہو گیا ہو کہ جو مال اچھا دیکھا اُسے اپنے قبضہ
مین کیا غرضکہ عمرو نے صندوقچہ درویش سے لیکر کھولا دیکھا کہ جواہر بیش بہا سے مملو ہو جابجا جگ
کر رہا ہو آنکھون کو چکاچوند ہوتی ہو عمرو نے جلدی سے بند کرکے داخل زنبیل کر لیا اب
درویش نے غلاف آئینہ پر سے اُتارا اور عمرو سے کہا کہ آئیے تماشا دیکھیے کہ کیونکر
گنبد ناپدید اسم با مسمے ہوتا ہو عمرو ہمراہ درویش کے قریب گنبد آیا درویش نے کچھ پڑھکر
عکس آئینہ کا گنبد پر ڈالا کہ تڑاقے کی صدا آئی تمام صحرا تھرا گیا اور سارا گنبد دھوان ہو کر نیست
و نابود ہو گیا عمرو نے درویش کی نہایت تعریف کی اور پوچھا کہ اب کہان چلین درویش نے
کہا اب وہان چلیے جہان سے آپ اِس غالیچہ پر بیٹھکر آئے ہین عمرو نے کہا کہ بہتر غرضکہ پھر دونون
آدمی غالیچے پر بیٹھے اور اسم پڑھکر ہاتھ سے اِشارہ کیا غالیچہ بدستور سابق اپنی جگہ سے بلند
ہوا اور طرف صحراے قمقامیہ کے روانہ ہوا وہان قمقام صحرانشین اپنے بنگلے سے نکلا ہوا
منتظر بیٹھا تھا آنکھین آسمان کی جانب لڑی ہوئین تھین کہ دیکھیے خواجہ سلامت اُستاد کو لیکر
کب آتے ہین کہ یکایک جانب شمال سے ایک لکۂ ابر پیدا ہوا اور اُسپر دو آدمی نظر آئے
قمقام براے تعظیم کھڑا ہو گیا بلکہ خوشی کے مارے اُچھلنے اور کودنے لگا کہ اُستاد آ گئے اور
یہ لکۂ ابر وہی غالیچہ تھا غرضکہ غالیچہ بروے زمین اُترا قمقام صحرانشین اُستاد کے گرد پھرا
قدمبوسی کی خضران نے کہا اے قمقام تو نے حق دوستی و شاگردی ادا کیا جو اِسوقت تک
اِس غالیچہ کو اُس دشمن کی نظر سے بچاے رکھا جسکے بدولت آج رہائی نصیب ہوئی ورنہ اگر
خواجہ عمرو یہانتک آتے بھی تو بظاہر چھوٹنے کی کوئی تدبیر نہ تھی اور یون تو پروردگار عالم کی قدرت
خلاف قیاس ہوا کرتی ہو غرضکہ ایک روز قمقام کی دعوت مین صرف ہوا اب بصلاح خواجہ
عمرو ثانی خضران صحرانشین و قمقام و درویش یہ تینون آدمی طرف کوہ تاریک کے روانہ
ہوے وہان ہرکارون نے خبر ملک مرواریدشاہ گوہربار کوہی کو پہونچائی کہ خواجہ عمرو ثانی
نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ خضران صحرانشین کو چھڑایا اور قمقام و درویش کو بھی اپنا
مطیع بنایا اب تینون آدمی اِسی طرف آتے ہین یہ خبر سنکر مروارید شاہ بہت خوش ہوا اور مع امراو

وزرا برائے استقبال خواجہ عمرو ثانی روانہ ہوا راہ مین ملاقات ہوئی مرو ارید عمرو ثانی
پر سے زر نثار کرتا ہوا اپنے ملک مین لایا سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا یہ تینون آدمی ہمراہ
مروارید شاہ کے آکر بارگاہ مین بیٹھے باتین اِدھر اُدھر کی ہونے لگین اتنے مین خضران
صحرانشین نے کچھ دیر سکوت کیا ہر شخص خضران کے سکوت کی طرف متوجہ تھا کہ کیا امر ہے
اتنے بڑے دور اندیش شخص کا سکوت خالی از علت ہو نہین سکتا جسقدر ہر شخص کو خضران کی
رہائی کی خوشی ہوئی وہ سب عالم محویت سے مبدل ہوگئی بعد کچھ دیر کے خضران نے زانوے تفکر
سے سر اُٹھایا اور کہا اے خواجہ عمرو ثانی افسوس ہے کہ مجھے بڑی تمنا تھی قدمبوسی امیر ثانی کی
مگر میرے مقدر مین نہ تھا کہ وہ شہریار عالیوقار میری نماز جنازہ پڑھاتے اب وقت میری زندگی
کا قریب ختم ہے یقین ہے کہ کل نماز ظہر کیوقت تک مین اور زندہ رہون لہذا مین چند وصیتین کرتا ہون
اُنھین سب صاحب ذرا غور سے سُنکر یاد رکھین اور اُسپر عمل کرین اول تو یہ کہ مین توبہ کرتا ہون
اپنے اُن اعمال زشت سے جنکا ظہور مجھے لایعقل ہونے کے درجہ تک پہونچائے دیتا ہے یعنے
تمثال آئینہ رو ایسے کافر مرتد کو مین نے ایسے اسماے بزرگ کیون دیدیے جنکا یہ نتیجہ ہوا
کہ اُسنے ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کرکے اپنا مطیع قرار دیا آپ صاحب میری توبہ کے شاہد
رہیے گا دوسرے یہ کہ جب مین مرجاؤن تو مجکو اِسی ملک مروارید مین دفن کرا دیجے گا
تیسرے یہ کہ قمقام درویش یہ شاگرد میرا ہے اِسے مین اپنا سجادہ نشین کرتا ہون چوتھی یہ وصیت
آخر اے خواجہ عمرو ثانی آپ سے ہے کہ امیر با توقیر سے میری جانب سے عرض کیجیے گا کہ میری
مغفرت کی دعا کرین اور اگر شاید کبھی اِس کوہ کی جانب نکل آنا ہو تو قبر پر مجھ گنہگار کی فاتحہ پڑھ
دین کہ مجھپر سے عذاب برزخ کم ہو اور اے خواجہ عمرو ثانی اگر انسان ہزار برس جیے تو انجام
یہی ہے اگر کرور برس جیے تو یہی نتیجہ ہوتا ہے افسوس کہ انسان اپنے انجام پر مطلق نظر نہین کرتا اور
حیات مستعار پر بھروسا کرکے اِسی تھوڑی زندگی کو راحت سے بسر کرنے کے لیے تمام زمانے
کی برائیان لیتا ہے ہزارون کے گلے کٹ جاتے ہین سیکڑون کے خون ناحق ہو جاتے ہین کتنون
پر ظلم ہو جاتے ہین آہ یہ نہین سمجھتے کہ یہ تھوڑی زندگی اگر راحت ہوگی تو بسر ہو جائیگی اور تکلیف
ہوگی تو گذر جائیگی اور وقت گذر جانے کے بعد نہ راحت کی لذت باقی رہتی ہے نہ مصیبت کی تکلیف
نظر آتی ہے مگر انسان چند روزہ راحت کی فکر مین ابدالاباد کے عیش سے دست بردار ہو جاتا ہے شعر
پانون تھم اتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے :. کاسۂ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے
بس اے خواجہ فلان فلان مقام پر میرا مال اِسقدر گڑا ہوا ہے اُسمین آپ ایک تو یہ کام کیجیے گا کہ جو
کچھ میری تجہیز و تکفین مین صرف ہو وہ صرف کیجیے گا اور ایک مقبرہ تیار کروا دیجیے گا باقی جو کچھ
بچے وہ آپ کا حق ہے خواہ غربا و مساکین کو تقسیم کر دیجیے گا یا جس کام مین چاہیے صرف کیجیے گا
آپ اُسکے مالک ہین اور تمثال آئینہ رو کی بس یہی حقیقت ہے کہ جبتک وہ تختی اُسکے پاس ہے اُسوقت
تک جو شخص اُسکی صورت دیکھے گا اپنے پروردگار حقیقی کو ایسا بھولیگا کہ تا زندگی ہوش مین نہین آئیگا
یہ آپ سن رکھیے کہ جو لوگ برگشتہ ہو چکے ہین وہ اگر تمثال مار بھی ڈالا جائیگا تو ہوش مین نہ آئینگے

اُنکا علاج یہ ہے کہ فلان مقام پر جو ایک درخت ہے اُسکی جڑ مین ایک صندوقچہ آہنی گڑا ہوا ہے اُسمین
ایک کاسۂ چہل کلید ہے جب اُسکا پانی اُن بہکے ہوے لوگون پر چھڑکا جائے اور پلایا جائے
تو ہوش مین آئینگے ورنہ ممکن نہین اور یہ تعویذ جسکے بازو پر بندھا ہوگا تمثال آئینہ رو ہزار
تقاضا مین اُلٹ اُلٹ کر اپنے شکل مجسّم دکھائے لیکن کوئی اثر نہوگا اور یہ غالیچہ سلیمانی جس مقام
پر تم کہو گے وہان تمکو پہونچا دیگا بس یہ سامان قتل تمثال کے واسطے کافی ہے جسوقت خضران کی
وصیتین تمام ہوئین خوشی اِن سب کی مبدل بہ غم ہوگئی سب رونے لگے مروارید شاہ کی آخری
دعوت خضران نے قبول کی سب نے کھانا ساتھ کھایا شب عجب عبرت کے ساتھ بسر کی
جب صبح کے آثار نمایان ہوے عمرو نے مع خضران صحرا نشین وقمقام درویش ومروارید
شاہ نے نماز صبح پڑھی خضران نے اپنے دفن کی جگہ تجویز کرکے قبر کھدنے کا حکم دے دیا
قبر کھدنے لگی اِدھر خواجہ عمرو بتلاش مال ومتاع خضران روانہ ہوے اول اُسی درخت
پاس پہونچے جہان صندوقچہ کاسۂ چہل کلید کا دفن تھا اُسے نکالکر قبضے مین کیا وہانسے اُس دفینہ
پر پہونچے جہان خضران صحرا نشین کی کمائی جمع تھی اُسے کھود کر اپنے قبضے مین کرکے قریب
نماز ظہر کے واپس آئے تو یہان قبر بھی خضران کی تیار پائی اب یہ نماز پھر سب نے ساتھ پڑھی
اور سب تو نماز سے فراغت کرکے اُٹھ کھڑے ہوے لیکن خضران وظیفہ مین مصروف رہے
بعد کچھ دیر کے اُسی سجادے پر لیٹ رہے اور روح جسم سے مفارقت کر گئی یہ بھی نہ معلوم ہوا
کہ کب اور کیونکر مر گئے لیکن بسبب اِسکے کہ سب کو معلوم تھا کہ یہ آج مر جائینگے اِس بنا پر
جیسے ہی حرکت لبون کی جو وظیفہ خوانی کے سبب تھی موقوف ہوئی ہر ایک کو یقین ہو گیا کہ درویش
نے انتقال کیا سب رونے لگے سامان تو پیشتر ہی سے ہو چکا تھا جلدی سے غسل با نماز جنازہ
پڑھی اور خضران کو دفن کر دیا سیوم تک خواجہ عمرو وہین رہے روز سوم قمقام کو سجادہ نشین
کیا اور ملک مروارید سے کہا کہ اب مین تو واسطے علاج تمثال آئینہ رو کے جاتا ہون کیونکہ
لشکر امیر گرفتار بلا ہو رہا ہے لیکن تم میرا کام بجا لانا وہ یہ کہ مقبرہ خضران کا بنوا دینا اور ایک
نقشہ کھینچکر دیا کہ اِس صورت کا بنے مروارید نے اِس خدمت کو بسر وچشم قبول کیا لیکن چلتے
وقت خواجہ کو بہت کچھ نذر دیا اور کہا کہ دربند ارغوانیہ سے بہت ہوشیاری کے ساتھ
گذر ہوے گا کیونکہ ساحر اِس راز سے بھی باخبر ہو گئے ہونگے کہ طلسم کوہ تاریک ٹوٹا اور
خضران صحرا نشین چھوٹا عمرو آتا ہوگا ضروری آپکی گرفتاری کے سامان ہو گئے ہونگے
عمرو نے کہا خدا اے مانہ زنگ است کیا پروا ہے جس خدا نے اُنکے مکروفریب سے بچاکر
یہانتک پہونچا دیا تھا وہین پھر پہونچا دیگا یہ کہکر عمرو ثانی سب سے رخصت ہوے اور جانب
صحرا بارادۂ دربند ارغوانیہ روانہ ہوے راہ مین پہونچکر خیال ہوا کہ اے عمرو اگر تبرکات
کے ذریعے سے کوئی کام کیا تو یہ کچھ لطف نہین اور یون صاف نکل جانا ممکن نہین کیونکہ بعد ویران
ہونے کوہ تاریک اور شکستہ ہونے مرحلون کے ضرور ساحر تیرے عقب مین چلے ہونگے
یہ خیال کرکے صورت اپنی ایک پریزاد کی بنائی اور ایک نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے اتھ

مین لیا اور جانب درۂ تاریک کہ جس طرف سے داخل کوہ ہوئے تھے روانہ ہوئے کہ اب
اُنکا حال بروقت تحریر ہوگا

لیکن اب یہانسے چند کلمے داستان شہر ارغوانیہ کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد جانے خواجہ عمرو ثانی کے جب صبح ہوئی اور ملکہ ماہ ناز پرور بیدار ہوئی اور شیشے پر اپنے رقعہ دیکھا حال سے خواجہ عمرو کے ایک گونہ اطمینان ہونے کے ساتھ ہی یہ خیال اسکے دل کو بےچین کرنے لگا کہ دیکھیے ساحرون کے ہاتھ سے عمرو کی جان کیونکر بچتی ہے یہ اسی تردد مین بیٹھی تھی کہ یکایک ایک کہاری دوڑی ہوئی آئی اور کہا مین واری مبارک ہو آپ جسکی منگیتر ہین مالک خونخوار اژدر گیر جادو بادشاہ طلسم فصل بہاری آنے والے ہین یہ سُنتے ہی ملکہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا لیکن ضبط کیا وہان مالک ارغوان شاہ دریا باری مع ارکین دولت برائے استقبال روانہ ہوا اور خونخوار اژدر گیر جادو کو استقبال کرکے لایا تمام شہر آئینہ بند ہوا نہایت خوشی ہوئی دونون بادشاہ ایک ہی مسند پر جلوہ افروز ہوئے خونخوار اژدر گیر جادو نے کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ آپ کے ملک مین کوئی عیار لشکر اسلام کا نکل آیا ہے اور وہ ابھی تک گرفتار نہین ہوا ہے آپ نہایت تردد مین ہین نام اُسکا عمرو ثانی ہے ارغوان شاہ نے کہا کہ ہان اے فرزند یہ بلا عجیب عنوان سے نازل ہوئی تم جانتے ہو کہ عیاران اسلام ساحر نہین ہین اور یہانتک بغیر میرے حکم کے ساحر بھی نہین آسکتا تھا کیا حقیقت تھی عمرو کی کہ جو وہ یہانتک پہونچ سکتا مگر یہ امر میری دختر بلند اختر کی نادانی سے ہوا یہ سیر دریا مین مصروف تھی اور وہان وہ عیار مکار کنارے دریا کے کلاونت بنا ہوا گا رہا تھا یہ اُسے گویا سمجھکر لے آئی اپنے باغ مین جگہ دی گانا اُسکا سُنا مین نے قبل سے طاؤس آتش زن جادو کو تصویرین سحر کی بنا کر دی تھین کہ جب عمرو یہان آئیگا تو وہ تجھے خبر دیگی تو اُسے گرفتار کرلینا اور طاؤس کو پوشیدہ طور سے محافظ معین کردیا تھا کہ وہ زیر زمین رہتا تھا جسوقت یہ سانحہ گذرا طاؤس نے عمرو کو گرفتار کیا ملکہ ماہ ناز پرور نے پھر اُسے چھڑوا لیا اُسکے بعد سے ہر چند تلاش کیا لیکن اُسکا پتہ نہ لگا ملکہ کو مین نے مثل قیدیون کے گھر مین رکھا ہے کہین نکلنے نہین دیتا ہون اب بڑا خوف یہ ہے کہ عمرو کوہ تاریک تک پہونچ گیا اور اُسنے خضران صحرا نشین کو قید سے چھڑا لیا تو ہم سب کی موت آجائیگی اور خداوندی تمثال آئینہ رو کی برباد ہوجائیگی اب یہ سُنکر خونخوار اژدر گیر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مناسب وقت بھی معلوم ہوتا ہے کہ مین ملکہ کو اپنے طلسم مین لیجا کر رکھون کیونکہ حالت اس ملک کی مخدوش ہو رہی ہے اور اب آپ میری امانت میرے سپرد کر دیجیے یہ سُنکر ارغوان شاہ دریا باری نے سکوت اختیار کیا تھا کہ دفعۃً نظر اسکی اُس گلدستہ منقش پر پڑی جو ہر وقت سامنے تخت کے رکھا رہتا تھا یکایک اُسمین آگ لگ گئی اُدھر پھول اُسکا مانند چراغ سحری کے بھڑک کر گل ہوگیا بس ارغوان شاہ نے سر پیٹ لیا اور کہا بڑا غضب ہوا مردار خوار جادو مارا گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دزد مکار کوہ تاریک مین داخل ہوگیا یہ گلدستہ حیات مردار خوار کا تھا دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے

یہ ہنوز سر زانوے تفکر پر رکھے ہوئے بیٹھا تھا کہ ایکبار طاؤس آتش زن آیا ارغوان شاہ نے
کہا کہ معلوم ہوتا ہی عمرو کوہ تاریک تک پہونچ گیا اور سردار خوار جادو مارا گیا لہذا تو جا
اور کوہ تاریک کی خبر لا کہ آگے مرحلہ ذوالخمار جادو کا ہی وہان کیا انجام ہوا اور جتنے الامکان
گرفتاری عمرو مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھنا مجھے بڑا تردد ہی کہ یہ کیونکر وہانتک پہونچ گیا اور
کسطرح اُسنے مردار خوار جادو کو مارا کیونکہ وہ روئین تن بھی تھا طاؤس آتش زن تو اُس
طرف روانہ ہوا یہان ارغوان شاہ داخل محل ہوا اور ملکہ کی مان سے کہا کہ صاحب حالت
یہان کی متوحش ہو رہی ہی لہذا جسکی امانت ہی اُسکے سپرد کر دو یہ لڑکی کا مقدمہ ہی اُسنے بھی کہا کہ ہان
مناسب یہی معلوم ہوتا ہی غرضکہ اُسی وقت سامان عروسی ہونے لگا جسوقت عورتین ملکہ
ماہ ناز پرور کے پاس آئین اور اُسکو دولھن بنانے لگین ملکہ نے پوچھا کہ یہ کیا ہی آجتو میری
سالگرہ کا دن نہین ہی لوگون نے کہا کہ شوہر تمھارا آیا ہی آج تم بیاہ دیجاؤ گے مبارک ہو کہ اِس
دن کے لیے تو منتین مانین تھین یہ سنتے ہی ملکہ کو نوبت غش کی طاری ہوئی روتے روتے
آنکھین سوجالین کانون مین تو عمرو کی بانسری کی صدا نے گھر کر لیا تھا وہ دوسرے کا نام سُنکر
کیونکر خوش ہوتی اُسنے بہت فیل مچائے کہ مین اپنے مان باپ کی جدائی کبھی پسند نہین کرتی
پھر مجھے کیون نکالے دیتے ہین کیا خدانخواستہ مین نے کوئی بدچلنی کی مین ہرگز نہ جاؤنگی
اور اپنی جان دیدونگی ہرچند ملکہ نے اپنی حالت غیر کی لیکن ارغوان شاہ دریا باری نے
اور ملکہ کی مان نے بہت کچھ سمجھایا کہ ہم پھر تمھین بلالین گے آجکل یہان کا رنگ بگڑا ہوا ہی اور
وہ طلسم نہایت مستحکم ہی اسوجہ سے تمھین بھیجے دیتے ہین کہ تم حفاظت سے رہوگی غرضکہ ملکہ کو بہت
سمجھا بجھا کر ہمراہ نوبخوار افروز درگیر کے روانہ کیا ملکہ روتی پیٹتی اُس طرف روانہ ہوئی ایک اُدھ
سہیلی ملکہ کے ساتھ ہی وہ دلجوئی کرتی جاتی ہی ملکہ کہتی ہی کہ مین اپنی جان دیدونگی اگر اُس بدکردار
مونڈی کاٹے نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو یہی ہیرے کی انگوٹھی جو میرے ہاتھ مین ہی اسے چبا
لونگی ساتھ والیان سمجھاتی ہین کہ کیا مجال ہی کہین کوئی بات دنیا مین بے رضامندی بھی ہوتی ہی
غرضکہ بعد طے مراحل و قطع منازل یہ تو داخل طلسم ہوتے ہین کہ احوال اِن سبھون کا بمقام
مناسب تحریر کیا جائیگا

لیکن اب پھر حال خواجہ عمرو ثانی اور طاؤس آتش زن کا بیان ہوتا ہی

کہ طاؤس آتش زن جو ارغوان شاہ دریا باری سے رخصت ہوا قریب کوہ تاریک
کے پہونچکر قیام پذیر ہوا وہین ایک بنگلہ سحر کا تیار کرکے رہنا اختیار کیا اور ایک پتلہ سحر کا
مقرر کیا کہ اگر کوئی درے سے آئے جائے تو ہمین اطلاع کرنا یہ انتظام کرکے منتظر وقت بیٹھا
کہ عمرو اِسی راستے سے آئیگا ایک روز صبح کا وقت ہی ٹھنڈھی ٹھنڈھی ہوا چل رہی ہی کرن
آفتاب کی درختون پہ پڑ پڑ کر عجب لطف دے رہی ہی کہ ہر نخل طلائی معلوم ہوتا ہی چوپاے
مصروف چرا ہین جانوران صحرائی اُدھر سے اِدھر اُڑتے پھرتے ہین کہ یکایک درے
کی طرف سے ایک برق سی چمکی کہ آنکھین طاؤس کی جھپک گئین اور دیکھا کہ ایکسا پہ پڑا اد

آفت ہوش بلاے جان چودہ پندرہ برس کا سن زیور مرصع کار سے آراستہ و پیراستہ چھم چھم کرتی چلی آتی ہی طاؤس اُس پریزاد کو دیکھتے ہی ازخود رفتہ ہوگیا اور آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان یہ کوہ بلاخیز کہان اور تم کہان کدہر سے آنا ہوا کہان جانے کا قصد ہی یہ کہتا ہوا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا دوڑا پریزاد دیکھتے ہی اِس ساحر کے جھجکی ساتھ ہی اُسکے طاؤس کو یہ خیال ہوا کہ کہین اُڑکر چلی نہ جائے کچھ اسم سحر پڑھکر جو دو ہتھڑ مارا زمین نے پاؤن پکڑ لیے پریزاد چارون طرف مایوسی کی نگاہون سے دیکھنے لگی طاؤس نے کہا ای جان جان و آرام دل نہ گھبراؤ مین تمھارا دشمن نہین ہون پریزاد نے کہا کہ واہ رے تیری عاشقی کہ مجھے گرفتار بلا کیا زمین نے میرے پاؤن پکڑ لیے ہاے مین یہ کس بلا مین پھنس گئی کہان تو مین پرستان سے خداوند کے دیدار کی مشتاق ہوکر یہان آئی سُنا کہ خداوند ملک تمثالیہ مین ہی مین نے مرواریدشاہ سے نامہ سعی کا لکھوایا ہر چند کہ مین پری ہون مجکو اختیار تھا کہ چاہے اُڑکر جاتی مگر بسبب ادب خداوند کے پیدل چلنا اختیار کیا یہ نہ معلوم تھا کہ مین ایسی آفت مین پھنس جاؤنگی ورنہ یون کاہے کو آتی بلا سے ثواب پیادہ پائی کا نہ ملتا طاؤس قریب پہونچتے ہی منتین کرنے لگا کہ مین نہ جانتا تھا کہ تم دیدار جمال خداوندی کے اشتیاق مین جاتی ہو ورنہ ہرگز نہ روکتا مگر خیر اب میرے رونے کی شرم کرو خطا میری معاف کرو دیکھو خداوند سے میری شکایت نہ کرنا ایسا نہو کہ مین عتاب خداوندی مین مبتلا ہو جاؤن آجکی شب استراحت کرو دعوت کو اِس غریب کی قبول کرو تم خداوند کی خاص بندی ہو مین تمکو سہل راہ بتادونگا اور ملک ارغوان شاہ دریابار سے بھی تمھاری سعی کرونگا کہ اُسی رستے سے تمکو جانا ہوگا پریزاد نے کہا بس زیادہ باتین نہ بناؤ تم میری سعی کیا کروگے میرے پاس نامہ ملک مرواریدکا موجود ہی اُسمین سب کچھ لکھا ہوا ہی خداوند تک سے سعی کی ہی بس اب بہتر و مناسب یہی ہی کہ مجھے اِس قید سے نجات دو زمین میرے پاؤن چھوڑ دے مین یونہین چلی جاؤنگی مجھے نہ تمھاری دعوت کھانے کی ضرورت ہی نہ راہ تبلانے کی فکر ہی مین جسکی راہ پر گھر سے چلی وہ منزل مقصود تک پہونچا دیگا طاؤس نے جب منت و سماجت کی اور پاؤن پریزاد کے چھوے اور رو رو کر بڑھا پاؤن پر گر پڑا کہ اِتنی عرض اِس غلام کی قبول ہو پریزاد نے سر جھکا لیا کہ خیر جو تمھاری خوشی مگر دیکھو مجھ سے الگ رہو کہین میرے جسم مین ہاتھ نہ لگا دینا اول تو مین اور جنس اور تم غیر جنس علاوہ اِسکے میرا کورا بنڈا ہی اگرچہ نکاح میرا ہو چکا ہی مگر ابھی مین شوہر کے گھر مین نہین گئی ہون جو جو پریزاد یہ باتین کرتی تھی طاؤس کا دل پسا جاتا تھا کبھی تو دل مین خوف کرتا تھا کہ یہ خداوند کی خاص بندی ہی اِس سے بولنا اور اِسکو ستانا اچھا نہین ہی اگر یہ ناراض ہوگئی تو خداوند سے فریاد کریگی اور اگر اِسے یونہین نکلجانے دیتا ہون تو بغیر اِسکا وصل ہوے زندگی ناممکن ہی یہ باتین دل سے کرتا ہوا اپنے خیمۂ سحر کیطرف لیے ہوے چلا آتا ہی جسوقت دونون خیمہ مین داخل ہوے پریزاد بہت گھبرائی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی طاؤس نے پوچھا کہ تم کیا گھبرا گھبرا کر دیکھتی ہو پریزاد نے کہا کہ خیمہ تنہا ہی نہ کوئی آدمی نہ آدمزاد مین تو غیر مرد کے ساتھ تنہائی مین نہ بیٹھونگی اور بھاگنے کا قصہ کیا طاؤس منتین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ای

پریزاد مین غلام ہون تونے جب خداوند کا عشق ظاہر کیا تو مجال ہو کسی کی جو تیری طرف نگاہ بد
سے دیکھے آنکھین نہ کور ہو جائینگی غرضکہ طاؤس نے ایسی باتین کین کہ پریزاد آکر بیٹھی طاؤس
نے سامان ضیافت مہیا کیا پریزاد نے کھانا کھایا شراب سے انکار کیا کہ مین شراب نہین پیتی
ہون طاؤس نے تبرک سمجھکر پریزاد کے آگے کھانا کھایا شراب پی پریزاد نے کہا کہ کبھی تمنے
پرستان کے سیب تو کاہیکو کھائے ہونگے طاؤس نے کہا بھلا مجھے کہان نصیب پریزاد نے
ایک سیب نکالکر دیا طاؤس نے آنکھون سے لگایا اور قاشین تراش کر کھائین بس کھاتے ہی
گرمی معلوم ہوئی طاؤس نے کہا یہ عجب بات ہو کہ سیب سے تفریح ہوتی ہو یہان معاملہ بالعکس
ہو کہ سیب کھاتے ہی مجھے گرمی معلوم ہونے لگی پریزاد نے کہا پرستان کا میوہ قوی بہت ہوتا
ہو تم اسکے عادی نہین ہو اسی سبب سے گرمی معلوم ہوئی ذرا اُٹھو ادھر اُدھر ٹہلو ہوا کھاؤ
طاؤس آتش زن اپنی جگہ سے اُٹھا بس اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین اوج پر
دھم سے گرا بس گرنا تھا کہ پریزاد نے نعرہ کیا باش او قرمساق منم عمرو بن امیہ ضمری
اور تمام کپڑے طاؤس کے اُتارکر آپ پہنے اور طاؤس کو اپنی شکل بنایا اور آپ طاؤس
کی شکل بنکر خیمہ سے نکلا جس وقت طاؤس آتش زن پریزاد کو لیکر خیمہ مین آیا تھا تو دو ایک
ملازمون کو اپنے جو اسکے ہمراہ رہا کرتے تھے پوشیدہ طور سے ڈیرے کی حفاظت کے واسطے
چھوڑ دیا تھا حسب اتفاق ادھر تو عمرو خیمہ سے نکلے اُدھر سے وہ لوگ آتے دکھائی دیے
پوچھا کہ تم سب کیون چلے آئے اُنھون نے کہا کہ ایک شخص کو ہم وہین چھوڑ آئے ہین ہم کچھ
کھانے پینے کی غرض سے چلے آئے ہین عمرو نے جو بصورت طاؤس بنا ہوا تھا ان سب
سے کہا کہ بڑا غضب ہوا ہوتا وہ پریزاد نہ تھی عمرو تھا مین نے اُسکو گرفتار کیا اب تم سب چلے
آؤ جو کھٹکا تھا وہ مٹ گیا وہ ایک جو تمھارے ساتھ والا وہان ہے اُسے بھی بلالو سب نے
بڑی تعریف کی کہ آپ کا سحر و ساحری مین مثل نہین ہو بھلا کسکی تاب تھی جو ایسے مکار کو گرفتار
کرتا یہ پریزاد کیونکر بنگیا کیا عمرو بھی سحر جانتا ہو طاؤس نقلی نے کہا کہ عمرو ساحر نہین ہو عیار رہی
کیا تم جانتے نہین کہ عیار جسکی شکل چاہتے ہین بنجاتے ہین غرضکہ طاؤس نقلی نے سب کو ساتھ
لیا اور قید عمرو ثانی کی ہمراہ لیکر طرف شہر ارغوانیہ کے روانہ ہوا وہان ارغوان شاہ دربار ہی
متردد و متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ طاؤس آتش زن جادو مع قید عمرو ثانی کے پہونچا اور عمرو ثانی کو سامنے
ارغوان شاہ دربار ہی کے ڈالدیا لیکن اب طاؤس آتش زن اصلی کو جو بصورت عمرو ثانی
بنا ہوا تھا ہوش آیا تو عجب رنگ دیکھا کہ ایک دوسرا طاؤس سامنے ارغوان شاہ کے بیٹھا ہوا ہو اور
تو گرفتار بلا ہو دلین سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ پری نہ تھی بلکہ عمرو تھا چاہا پکارے ممکن نہوا کیونکہ عمرو نے پہلے
سے گیند عیاری کا ٹھونس دیا تھا طاؤس حیرت سے ایک ایک کے منھ کو تکتا تھا اور رہجاتا تھا بار بار ساحر
اُٹھتے تھے اور اپنے دلکی بھڑاس نکالنے کو کوئی گھونسے مارتا تھا کوئی منھ پر تھوک دیتا تھا اور مجبور و معذور ہر ایک
کو دیکھکے رہجاتا تھا جب اشارہ کرتا تھا کہ مین عمرو نہین ہون کسیکی سمجھ مین نہ آتا تھا ارغوان شاہ نہایت
خوش تھا طاؤس آتش زن کیواسطے سات پارچہ کا خلعت منگایا گیا اور طاؤس کو عطا ہوا طاؤس

سنے کہا کہ اے بادشاہ یہ مین نے کیسا کام کیا ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ تونے وہ
کام کیا کہ خداوند پر احسان کیا بلکہ اسکی تمام رعایا پر احسان کیا طاؤس نے کہا بس یہی میرا مطلب
بھی تھا خداوند تک تو جب پہونچین گے جب پہونچین گے اب آپ اپنی شہر کی رعایا سے جان کا
خراج حسب حیثیت لے کر مجھے عنایت کیجیے یا مجھے اجازت دیجیے کہ مین خود وصول کر لون ملک
ارغوان شاہ دریا باری اِس خوشی مین ایسا مبہوت ہو رہا تھا کہ اِسنے کہا تمھین اختیار ہے
تم آپ وصول کر لو طاؤس نے کہا کہ پھر عام حکمنامہ تحریر فرما دیجیے اور کوئی تعداد نہ معین فرمائیے گا
مین حسب حیثیت وصول کر لونگا ارغوان شاہ دریا باری نے اُسیوقت ایک حکمنامہ لکھکر حوالے
کیا اور عمرو کو زندانخانے بھیجدیا اور حکم دیا کہ چارجی چارج دے کہ آج کے تیسرے روز دشمن
خداوند قتل ہوگا جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے اِدھر تو چارجی چارج دینے لگا تمام شہر مین جابجا
جابجا خوشیون کے جلسے ہونے لگے دن عید رات شب برات نظر آتی تھی ہر ایک شخص کی زبان
پر یہی کلمہ جاری تھا کہ کیا قدرت کی خداوند نے کہ یہ دزد مکار گرفتار ہو گیا ورنہ وہ لوگ جو بڑے
بڑے خداوند کہلاتے تھے اُنکے بنائے کچھ نہ بنی یعنی ساحر مشتمش سا شخص جو خداوند ساحران
کہلاتا تھا اسی شخص کے باپ نے اُسے دریا مین گھسکر گرفتار کیا اور کتے کی موت مارا اور نہ
کہ ایک طاؤس آتش زن اُسے گرفتار کر لے یہ محض شان خداوندی ہے اسکے سوا اور کیا
کہنا چاہیے اِدھر تو تمام شہر مین یہ چرچے ہین اُدھر طاؤس آتش زن نے ایک سرے
سے روپیہ تحصیلنا شروع کیا امیر غریب فقیر کسی کو نہ چھوڑا اور حیثیت سے زیادہ لیا دن بھر کی تحصیل
مین کئی لاکھ روپیہ داخل زنبیل ہوا دوسرے روز ہلڑ ہو گیا کہ طاؤس تمام شہر کو لوٹے لیتا ہے
ارغوان شاہ ایک کی سماعت نہین کرتا جو فریادی آتا ہے اُسے یہی جواب دیتا ہے کہ اگر جیتے
رہوگے تو بہت کچھ پیدا کر لوگے اور اگر مر گئے ہوتے تو کون پیدا کرتا یہ مال و زر جو تمھارے
پاس باقی ہے یہ بھی لُٹ جاتا جب نقد جان کا نقصان ہو جاتا تو اِس مال و زر کی کیا حقیقت ہے
تم سب پہ بلکہ خداوند تک پر طاؤس کا احسان ہے مین اِس درمیان مین ہرگز دخل نہ دونگا دوسرے
روز بھی عمرو نے یہ کیفیت کر دی کہ جسکے پاس کچھ نہ تھا مکان تک نیلام کروا لیے فقیرون تک
سے لیا کہ تمنے بہت کچھ مانگ کر جمع کیا ہے لاؤ کوڑیان پیسے سوکھے ٹکڑے تک لیے آج
شام کو پھر ارغوان شاہ کو یہ پرچہ لگا بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا کہ یہ طاؤس اِسقدر طماع کیون
ہو گیا پہلے تو اِسکی یہ حالت نہ تھی آج شب کو جو دربار ہوا اور فریادی زیادہ آئے بادشاہ نے
طاؤس کو بلوا بھیجا طاؤس آتش زن نے کہلا بھیجا کہ مجھے فرصت نہین ہے مین نے تو پہلے ہی
آپ سے کہدیا تھا کہ اپنی تحصیل کے زمانے تک دربار مین آنے سے معاف رکھا جاؤن یہ سنکر
ارغوان شاہ نے وزیر کیطرف دیکھا اور کہا کہ واقعی مین یہ شرط تو پہلے ہی ہو چکی ہے اُسنے کہدیا
تھا کہ تین روز نہ آؤنگا اُدھر تمام شہر فریاد کر رہا ہے کہ طاؤس لوٹے لیتا ہے یہ کمبخت اِسقدر
مال کیا کریگا وزیر نے عرض کی کہ آپ ایک مقدار معین فرما کر لکھ بھیجیے کہ اِسقدر امیرون سے
اور اِسقدر متوسط لوگون سے اور اتنا غریبون سے لیا کرو اِس سے زیادہ ہرگز نہ لینا کیا رعایا کو تباہ

کرد وگے ارغوان شاہ کو یہ راے پسند آئی اور ایک مقدار معین کرکے پاس طاؤس
کے کہلا بھیجا کہ اگر تم نہین آتے ہو تو اِسی فرد کے موافق تحصیلو خبردار اِس سے زیادہ کسی سے نہ لینا
اور جس سے جو کچھ لینا رقم لکھکر اُسکے نیچے دستخط کروالینا کہ سند رہے طاؤس نے اُسی پرچہ کو اپنے
پاس رکھ لیا کہ جسپر مہر شاہی بھی بنی ہوئی تھی اور ایک ویسا ہی پرچہ تیار کرکے پانچ کی جگہ پچاس
ایک کی جگہ دس سو کی جگہ ہزار ہزار کی جگہ لاکھ اِسطور سے ہر رقم کو دس گنا بیس گنا کرکرکے تحصیلنا شروع
کیا جو نہین دیتا تھا اُسے مہر شاہی اور حکم نامہ دکھا دیتا تھا سب نے مارے خوف کے دیا کہ ایسا
نہو بادشاہ کے خلاف گذرے اور اب کچھ کہہ بھی نہین سکتے کیونکہ پروانۂ شاہی مع تفصیل موجود ہی
الحاصل تین روز مین طاؤس آتش زن نے تمام شہر ارغوانیہ کو لوٹ لیا امیر وزیر غریب
فقیر ہر قسم کے لوگون سے حسب حیثیت لے لیا بلکہ جو اُنپر بار گذرتا تھا اُتنا اُٹھا لیا جب چوتھا
روز ہوا میدان خونی تیار ہوا اور آج کے دن حکم ہوا ہی کہ سب اپنے اپنے مکانون مین چراغان
کرین اور سامان عیش و طرب مہیا رکھین کیونکہ بڑی خوشی کا روز ہی گھر گھر جشن کی تیاری ہے
یہان میدان خونی آراستہ کیا گیا ہی ریت کا چبوترہ بنا ہی دارین اِستادہ ہوئی ہین جلاد پوشاک
خونی پہنے ہوے بیٹھے ہین لوگ جوق جوق گروہ گروہ چلے آتے ہین شہر والون کا تو ذکر ہی کیا
ہی بیرون جات سے دیہاتی اور قصباتی کاندھون پر لٹھ رکھے ہوے دھوتیان بندھی ہوئین
مرزیان پہنے ہوے چادرہ گاڑھے کا بغل مین دابا ہو پاؤن مین جمرودا جوتا جسمین ڈیڑھ سیر
کڑوا تیل دیا ہوا چلنے مین چار چار اُنگل خاک اُسپر جم گئی ہی چرمر کرتے چلے آتے ہین غرضکہ
دن بھر لوگ آیا کیے قیدی کو بھی ایک جانب لاکر بٹھا دیا ہی کہ تیرے قتل کے یہ سامان ہو رہے
ہین وہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کے حسرت سے چارون طرف دیکھتا ہی اور رہجاتا ہی چاہتا ہی کچھ
زبان سے کہے زبان یارا نہین دیتی ہی گلے پر گیند عیاری چڑھا ہی وہان یہ کیفیت ہی کہ میلا جما
ہوا ہی ہر راستے پر دو رستہ دوکاندار دوکانین لگائے ہوے بیٹھے ہین جابجا چرخ پوجے گڑے
ہوے ہین لوگ جھول رہے ہین تمام نشیب و فراز و گردش زمانہ نظر آرہی ہی کہین ساقنون کی دوکان
پر مجمع لگا ہوا ہی دھوئین اُڑ رہے ہین جن لوگون کو نشہ ہو گیا ہی اپنے رنگ مین ملارین گا رہے
ہین ڈھولک پٹ رہی ہی پنجرے جانوران خوش الحان کے لٹکے ہوے ہین چہکنے کی صدائین
بلند ہین کسی مقام پر نٹنیان ناچ رہی ہین تو ایک ہجوم لگا ہوا ہی شہر بھر کے گنڈے اور بدمعاش
وہان جمع ہین آوازے کسے جا رہے ہین چشمکین ہو رہی ہین کہین تلوار چل رہی ہی کہین چاقو کھنچ گئے ایک
ہلڑ ہی شرابیون کی دوکانین تو علی العموم کھلی ہوئی ہین کتنے پی کے چلے گئے ہین کتنے پی پی کر
ڈھیر ہو گئے ہین کوئی موری مین گر پڑا ہی کوئی کیچڑ مین لوٹ رہا ہی جو ساتھ والا کوئی ہوشیار ہی وہ
سنبھال رہا ہی تیجنے نوح ہو ہو کر کہتے ہین کہ عجب طرح کا کم ظرف ہی کہ ایک ہی کجی مین یہ حال ہو گیا ہی کو
دیکھو کہ دو دو بوتلین چڑھائے ہوے ہین مگر کوئی یہ تک نہین کہہ سکتا کہ یہ شرابی ہی یہ کہتے جاتے
ہین اور پاؤن لڑکھڑا رہے ہین ایک عجب رنگ ہی کسی جگہ نٹ سپہ گری کے آن بان دکھائے جا
رہے ہین پٹا بانک باناگتکی وغیرہ سب کثرتین ہو رہی ہین کہین تنبولنون کے تخت برابر سے

لگے ہوئے ہین شہر کے خوشرو نوجوانون سے نگاہین لڑ رہی ہین تماش بینون کی نگاہین پڑ رہی
ہین ہر طرف کٹورا کھنک رہا ہی بالائے ہوا برائے حفاظت ساحر شامیانہ ابر کھینچے ہوئے کھڑے
ہین برقین چمک رہی ہین یہ انتظام احتیاطاً کیا گیا ہی کہ اکثر موقعون پر نیچے لیجاتے ہین تو شاید
کوئی چھڑانے والا آجائے تو اُسے بھی گرفتار کر لین قیدی کو بھی لیجا نہ سکے غرضکہ اب ساعت
قتل آگئی قیدی کو چبوترے پر بٹھایا جلاد تیغ بکف سر پر آکر کھڑا ہوا حکم طلب کیا اُسوقت میلے
کی گہما گہمی موقوف ہو سوا انگ تک برابر سے تخت لگائے ہوئے تماشائے قتل دیکھنے کی غرض
سے کھڑے ہین یہان ارغوان شاہ دربار ہی تخت پر بیٹھا ہو آج اُسنے تاج مکلف زیب
سر کیا ہی یہ روز ان کافرون کو عید سے زیادہ ہوگیا ہی بلکہ حکم ہوا تھا کہ جو سیر قتل دیکھنے آئے وہ
ایک کلاہ بیش قیمتی حسب حیثیت پہن کر آئے اور یہ صلاح طاؤس آتش زن کی ہوئی تھی بادشاہ
اِس طرح خاطرین کر رہا ہو آنکھین بچھا رہا ہو طاؤس نے جو غرض اسمین رکھی تھی وہ تو یہی ہے
بظاہر یہ کہدیا تھا کہ آج روز سرفرازی ہی لہذا کلاہ عزت سر پر رکھنا چاہیے ہر ایک نے تعمیل
ارشاد کی تھی غرضکہ طاؤس آتش زن پاس بادشاہ کے بیٹھا ہو امرا وزرا سب جمع ہین جلاد
نے پہلا حکم پاکر خط گردن پر کھینچ دیا ہو دوسرا حکم مانگا یہانتک کہ تیسرا حکم پاتے ہی تول کر جو
ہاتھ مارا سر تن سے اُڑ گیا بس سر کا کٹنا تھا کہ ایک قیامت برپا ہوئی تمام زمین کو زلزلہ آیا
آندھی چلی خاک اُڑی ہیر شور مچانے لگے کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من طاؤس آتش زن
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہ حالت دیکھکر ارغوان شاہ نے
کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا یہ عمرو قتل ہوا یا طاؤس مارا گیا طاؤس نقلی جو پہلو مین بیٹھا تھا
نعرہ کرکے اُٹھا باش ای گروہ کفار خبردار ہوشیار باشید کہ منم عمرو ثانی دیکھو عیاری اسکا نام
ہو کہ تیرے ملازم خاص کو تجھی سے قتل کروایا اُلٹا انعام لیا تمام شہر کو لوٹ کھایا اور دیکھیو پھر
لوٹتے ہین ارغوان شاہ نے چاہا کہ کچھ سحر کرے کہ عمرو نے جست کی اور تاج اسکا جیت
مار کر چھین لیا اور نظرون سے غائب ہوگیا کوئی کہتا تھا عمرو اِدھر گیا کوئی کہتا تھا اُدھر آیا
جو اِسی بلڑ مین آپ نے صورت اپنی بدل کے ایک جانب کھڑے ہوگئے جال الیاسی جو
مار اسب کے سر سے ٹوپیان لے گئے یہانتک جست کی وہان سے جست کی یہان
ہر جست مین گلیم اوڑھ لیتے ہین صورت اپنی تبدیل کر ڈالتے ہین کوئی پہچان نہین سکتا دھوکے
مین لوگ قتل ہو رہے ہین قیامت کبری برپا ہی ایکبار جو نظر کی تو تمام خلق برہنہ سر نظر آرہی ہے
سب کی ٹوپیان جال مار کر اُتار لیگئے پھر ایک گوشے سے آواز دی کہ تم لوگ بڑے بے حمیت
ہے کہ اتنا بڑا رفیق تمھارا مارا گیا اور تمنے کچھ اسکا غم نہ کیا اسی سے مین نے تم سب کو سر برہنہ
کرکے ماتم داران کی صورت بنا دی تاکہ روح طاؤس جادو کی تمسے ناراض نہو یہ کہنے
ہی پھر غائب اب میلے کی دوکانین پھر لوٹنا شروع کر دین ان تنبولن کی تھالیان غائب ہوگئین اُس
خوانچہ والے کا خوانچہ مٹھائی سمیت آنکھون کے آگے سے پوشیدہ ہوگیا حقہ والا کھڑا سر پیٹ رہا ہو کہ ارے ابھی کسی نے
میرے ہاتھ سے حقہ لیا مین نے گاہک سمجھکر دے دیا تھا وہ تو یہین کا یہین غائب ہوگیا اور

رنڈیون کے زیور اُتر گئے بوچے بوچے کان لیے بیٹھی ہین میلے مین آنے کی اچھی گوشمالی ہوئی
آج سے کان ہوگئے کہ اب ایسی خطا نہو گی انتہا یہ ہو کہ وہ گھوڑے تک جو کوتل کھڑے تھے
پتا نہین لگتا کہ کیا ہوے آپ تو میلے کو لوٹ لاٹ کے چلدیے لیکن یہان ارغوان شاہ
دریا بارہی نہایت حیران وپریشان تنگے سرگردن جھکائے میدان سے پھرکر داخل بارگاہ
ہوا جو لوگ شہدے تھے سر بازار ہنستے تھے کہ واہ ری سلطنت اندھی نگری چوپٹ راج اسی کا
نام ہو کہ اتنی تمیز نہوئی کہ یہ ہمارا ملازم قتل ہوتا ہو دشمن بغل مین اور دوست زیر تیغ واہ کیا اُلٹی
گنگا بہی ہو یہی علامتین ادبار کی ہین کہ بادشاہ کی عقل پر زوال آگیا جہان جہان سامان رقص غنا
ہوا تھا طائفے میلے سے مقرر کر لیے گئے تھے وہ عوض مجرا کرنے کے طاؤس کا پرسادے
دیکر چلے گئے جہان جہان فرش شادی وسرور بچھا تھا صف ماتم ہو گیا لوگ پھر عمرو کی تلاش مین
روانہ ہوے ہین یہان ارغوان شاہ پریشان بیٹھا ہو ایک ساحر کو تمام کیفیت تحریر کر کے پاس
خونخوار اژدر گیر کے طرف طلسم فصل بہار کے روانہ کر دیا کہ عمرو نے یہان آکر آفت برپا
کی طاؤس مارا گیا تمام شہر کو لوٹ لیگیا کوہ تاریک مین اندھیر برپا ہو گیا مرد ارخوار جادو
ماری گئی آگے حال نہین معلوم کہ کیا ہوا نامہ بر نامہ لیکر طرف طلسم فصل بہار کے روانہ ہوا
یہان ارغوان شاہ خیمہ سے باہر ٹہل رہا ہو کہ یکایک آسمان پر ہزار در ہزار برقین چمکتی ہوئین
نمودار ہوئین رعد کی گڑگڑاہٹ ابر کی سیاہی یہ سب سامان ایسے تھے جیسے آمد فوج ساحران
ظاہر ہوتی تھی ارغوان شاہ دریا بارہی دیکھنے لگا کہ یکایک وہ ابر نیچے اُترنا شروع
ہوا قریب پہونچتے ہی ابر شق ہوا اور ایک ساحر تخت جواہر نگار پر تاج برسر چار قب شاہنشاہی
دربر جھولی سحر کی لگی ہوئی ہاتھ پر ایک مینا بیٹھی ہوئی نمودار ہوا اور تخت بالاے ہوا سے نیچے
اُترا اُس ساحر نے نعرہ کیا کہ منم خداوند سرخیل بن جمشید یہ دیکھتے ہی ارغوان شاہ سجدے
کو جانب زمین جھکا عقب مین سرخیل جادو کے چالیس ہزار ساحران بدکردار بلاے بد
آفت کے پرکالے جھولیان بھر لیان کاندھون پر ڈالے ہاتھون پر قشقے کھینچے ہوے گلون
مین زنار پڑے ہوے ڈیرو بجتے ہوے ترسول پنج سول بلند سنکھ پھونکتا ہوا علم لشکر کے
پھریرون پر تصویر سامری وجمشید بنی ہوئی سب کے سب زمین پر اُترے ارغوان
شاہ دریا بارہی نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ کس ارادے سے اِس طرف تشریف لانا
ہوا کیا میرے دن پھرے کہ خداوند نے اپنے ایک بندۂ ذلیل کو سرفراز فرمایا سرخیل نے
کہا کہ اے ارغوان شاہ تو نے ایسی اطاعت تمثال آئینہ رو کی اختیار کی کہ خداوندان قدیم کو
اپنے کہ جنھون نے تمثال آئینہ رو ایسے سیکڑون بنا بنا کر بگاڑ ڈالے ایسا چھوڑ دیا کہ کبھی یاد
بھی نہین کرتے ہو یہی سبب ہو کہ انواع اقسام کی بلاؤن مین مبتلا رہا کیے ہو ارغوان شاہ
نے عرض کی کہ یا خداوند جس خداوند کو نہین مانتے ہین یا اُسکی اطاعت مین کمی کرتے ہین وہی جان
مارنے کو موجود ہو جاتا ہو اگر ہم تمثال آئینہ رو کی اطاعت مین کمی کرتے ہین تو ہمین سزا
پہونچاتا ہو ہم کیا اُس سے مقابلہ کرتے اور لڑتے اور اگر ایسا کرتے بھی تو مارے جاتے

اُسکا کیا بنا سکتے تھے اب آپ تشریف لائے ہین آپکی اطاعت کرینگے لیکن آپ ہی باہم فیصلہ
کر لیجیے تا کہ ہمین معلوم ہو جائے کہ کون خداوند زبردست ہو کہ ہم اُسی کی اطاعت کرین سرخیل نے
کہا مین اِسی غرض سے نکلا ہون کہ دین سامری و جمشید کو کہ جو جہان مین رائج ہو رائج کرون
مگر دوسرے خداوندون کی شرکت جو ہو گئی ہو اُس سے خالص کرون اور جن بندون نے
کمالات سیکھ کر دعوی خداوندی کے کر لیے ہین اُنکو سزائے معقول دون جو قائل ہو جائین
اُنکو نائب قدرت مقرر کرون ورنہ قتل کرون یہ سنکر ارغوان شاہ نے عرض کیا کہ نہایت
مناسب ہو یہ کہکر سرخیل کو ایوان شاہی مین لایا تخت پر جگہ دی سامان دعوت و ضیافت
مہیا کیا جب ایکروز گذر گیا تو دوسرے دن سرخیل جادو تخت پر بیٹھا ہو اور ارغوان
شاہ مثل غلامون کے ہاتھ باندھے سامنے اِستادہ ہو کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایک
کاغذ صحرا مین اُڑتا ہوا ہمارے ہاتھ لگا ہو وہ دست عمرو ثانی کا لکھا ہوا ہو دستخط بھی بنا ہوا
ہو وہ حاضر ہو بانی عمرو کا کہین پتا نہین لگتا ارغوان شاہ نے وہ کاغذ لیا اور پڑھنے لگا
سرخیل نے کہا آواز بلند پڑھو تا کہ مین بھی سنون ارغوان شاہ نے باواز بلند پڑھنا شروع
کیا اُسمین لکھا تھا کہ اے ارغوان شاہ دریا باری خبردار ہو ہوشیار باش کہ منم عمرو ثانی
مین تجھے آگاہ کرتا ہون کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہو تو لعنت کر بتون پر قبول کر دین اِسلام
کو ورنہ یہ یاد رہے کہ تجھکو اور تیرے خداوند بھڑوے کو بھی اتنی پاپوشین لگاونگا کہ منھ سجا
دونگا دیکھ ایک روز مین مین نے تیرے تمام شہر کو لوٹا تیرے رفیق کو تیرے ہاتھ سے قتل کروایا
اور تیرے بنائے کچھ نہ بنی اور اگر تجھکو کچھ سہارا تمثال آئینہ رو کا ہو تو وہ بھی اب چراغ
سحری ہو رہا ہو اور اُسکی خداوندی بھی تمام ہونے کو ہو مین نے خضران درویش کو
چھڑایا اور قتل تمثال کا اسباب مجھے مہیا ہو چکا اب جانا اور مار ڈالنا ہو اور کچھ زیادہ
وقت نہین ہو مگر واہ کیا اچھی خداوندی ہو یہ کہ اُسکی خداوندی بھی نئی خداوندی ہے
جسنے اُسے بنا دیا تھا اُسی نے بگاڑ کا سامان بھی دیدیا ہو یہ مضمون پڑھتے ہی تو ارغوان
شاہ مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگا لیکن سرخیل بہت ہنسا اور کہا کہ قلعی کھل گئی
ساری خداوندی معلوم ہو گئی ارغوان شاہ نے عرض کی کہ آپ تو خداوندزادے ہین
اور اِس عیار مکار کی آجتک کوئی فکر نہ کی جب تک اِسکا باپ امیر اول کے ساتھ رہا اُسنے
ہزارون خداوندیان بگاڑ دین صد ہا ساحر مار ڈالے جبسے اُسنے گوشہ نشینی اختیار کی اور
اِسنے خروج کیا اِسنے بھی وہی حالت کر رکھی ہو بلکہ یہ اُس سے زیادہ مکار ہو کیونکہ سنا ہو
مین نے کہ پہلی ملاقات مین جبکہ چہرے پر اِسکے نقاب پڑی ہوئی تھی اور عمرو کو حال سے
اِسکے آگاہی نہ تھی اِسنے مصافحہ کر کے انگوٹھیان اُتار لی تھین یہ چور کا چور ہو سرخیل نے
کہا کہ اگر ہم ایسے بندون کو نہ پیدا کرتے تو سر اِن سرکشون کا کون کچلتا کہ جنکو خداوندی کے
دعوے ہو رہے ہین مگر خیر جو تم اُس سے ڈرتے ہو تو مین اُسے سردست گرفتار کیے لیتا
ہون یا اپنے پاس قید رکھونگا یا تمہاری سرحد کے باہر بھجوا دونگا تا کہ تمہین اذیت نہ دے

اور ابھی اُسکا مارڈالنا مناسب نہین ہی کیونکہ خداوند طول حیات کا اُس سے وعدہ کر چکے
ہین اور خداوند سے وعدہ خلافی کبھی نہوگی دیکھو وہ ابھی گرفتار ہوکر آتا ہی ارغوان شاہ
نے کہا اُسکا تو کہین پتا ہی نہین لگتا وہ گرفتار کیونکر ہوگا سرخیل کو غصہ آگیا اور پکارا کہ خداوند
سے چھپ کر وہ کہان جاسکتا ہی اِسی بے اعتقادیون نے تم لوگون کو برباد کر رکھا ہی دیکھو یہین
بیٹھے بیٹھے عمرو آیا جاتا ہی یہ کہتے ہی اُس مینا کیطرف جو ہاتھ پر اِسکے بیٹھی ہوئی تھی دیکھا اور پیار کی
دیکر پوچھا کہ بتا عمرو کہان ہی یہ سُنتے ہی مینا نے چار طرف گردن پھیرا پھیرا کر دیکھا اور چہکار
کر مثل انسانون کے گویا ہوئی کہ یا خداوند عمرو اِسوقت صحراے شمالیہ مین ہی اور گھسیارا
بنا کھڑا ہی کسی کی گٹھری چرائی ہی کسی کی گھانس کم کرکے دوسرے مین ملادی ہی کسی کا بندھا
بندھایا گٹھا غائب کردیا ہی وہ ایک دوسرے کو گالیان دے رہے ہین آپسمین لڑ رہے
ہین کہ تو نے ہماری گٹھری لی ہی وہ کہتا ہی تو نے میری گھانس چرا کر اپنے یہان ملائی ہی
گھسیارون مین جوتا چل رہا ہی یہ سُنکر سرخیل بہت ہنسا تمام اہل دربار اور ارغوان شاہ
وغیرہ کچھ تو کرامت خداوند سرخیل پر وجد کر رہے تھے کچھ عمرو کا حال سُنکر اور بھی مسکرانے
لگے سرخیل نے کہا دیکھو کیا شوخ بندہ یہ ہمنے پیدا کیا ہی سب کہ رہے ہین کہ معاذ اللہ نقل
کفر کفر نباشد ٭ خدا کی باتین خدا ہی جانے الحاصل سرخیل نے قصد کسی ساحر کے بھیجنے کا
کیا ساتھ ہی اُسکے یہ خیال ہوا کہ مبادا کوئی افتاد پڑے تو یہ دھوکھا جائیگا لہذا سحر کو
بھیجنا چاہیے بس ایک صندوقچہ نکالا کہ یہی اِسکے عمر بھر کا ریاض تھا اِسکے سحر کا جواب
دینے والا عالم مین دوسرا نظر نہ آتا تھا بس کلید سحر لگا کر اُسے کھولا تو چار خانے نظر آئے
سرخیل نے ایک خانے کا ڈھکنا اُٹھایا اور ایک پتلی کوئی ڈھائی تولے کی طلائی خانہ
مین سے نکالی اور کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ اُسنے پر پرواز پیدا کیے اور سر پر سرخیل کے ساتھ چکر
لگا کر بالا سے ہوا قائم ہوئی اور ہاتھ باندھکر کہا کہ کیا ارشاد ہوتا ہی سرخیل نے کہا کہ
عمرو اِسوقت کہان ہی اور کیا کر رہا ہی پتلی مثل برق کے چمکی اور آواز دی کہ یا خداوند وہ
موذی کاٹا ایک جھوپڑیا مین بیٹھا سالن گرم کر رہا ہی آگ پھونک رہا ہی سرخیل نے کہا
کہ اللہ رے اِسکے اطمینان اور پتلی سے کہا کہ جا اُٹھا لا عمرو کو پتلی بہت خوب بہت خوب
کہتی ہوئی وہانسے اُڑی اور جانب صحراے شمالیہ روانہ ہوئی یہان خواجہ عمرو ثانی
جب گھسیارون کو لڑوا چکے کھرپیان و جالیان اُنکی چرا چکے تو خیال ہوا کہ ای عمرو ملک بیگانہ
عالم عالم تیرا دشمن اگر تو یونہین پھرا کریگا تو یقینی پھر گرفتار ہو جائیگا اور تبرکات کسوقت کے
لیے ہوئے ہین یہ خیال کرکے اُسی وقت زنبیل سے منڈھی حضرت داود علیہ السلام کی
نکالی اور وہین بر پا کی اُسمین بیٹھکر یہ خیال کیا کہ تو بہت دنون سے بھوکھا ہی کہین کچھ بیٹھکر کھالے
یہ سوچ سانچ کر کچھ سوکھے ٹکڑے نکالے پانی مین توڑ توڑ کر ڈال رہے ہین کچھ باسی سالن
جو نان بائی کی دوکان پر سے چرایا تھا زنبیل مین امانت رکھا ہوا تھا اُسے مجبور ہوکر نکال
لیا ہی کہ سڑ جائیگا اِس سے سوارت کر لینا بہتر ہی یہ سوچکر کچھ کوئلے نکالکر وہ بھی رکھ دیا ہی وہ انگ

گرم ہو رہا ہے یہ بالکل سرخیل جادو سے بیخبر بیٹھے ہوے ہین کہ یکایک کڑے سے بجلی کڑکی اور ایک
بالشت بھرکی پتلی طلائی جسکے پر زمرد کے آنکھین یاقوت کی چمک رہی ہین سامنے سے چلائی کہ
کیون موذی کاٹے تو اس جھجریا مین چھپ کر بیٹھا ہے چل تجھے خداوند نے یاد کیا ہے عمرو نے
اُسکی طرف غور سے دیکھا اور کہا کہ اتنے سے قد پر یہ زبان درازی دور ہو قطامہ نہین تو ٹانگین
چیر کر پھینک دونگا وہ خداوند تیرا کون ہے جسنے مجھے بلایا ہے مین اُسکے باپ کا نوکر نہین ہون جو چلون
یا تیری دھمکیون مین آجاؤن جا کہدینا اسی طرح پتلی گالون پر طمانچے مارنے لگی کہ ہے ہے خداوند
کی شان مین بے ادبی کرتا ہے موا بڑا ڈھیٹ ہے اور چلائی کہ اگر یون نہ چلے گا تو تجھے باندھ کر
لیجاؤنگی تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون میرا نام تصویر قدرت ہے اور خداوند ہمارا ایسا
ویسا خداوند نہین ہے تو نے سُنا ہوگا نام سامری و جمشید کا ہمارا مالک و خداوند بیٹا ہے
خداوند جمشید کا سرخیل جادو نام ہے عمرو کو اسکی باتون پر کچھ تو ہنسی آتی ہے اور باتین اسکی
اچھی بھی معلوم ہوتی ہین کہ بالشت بھرکی طلائی پتلی کیا باتین بنا رہی ہے کیا چمک رہی ہے لیکن سمجھ لیا
ہے دل مین کہ یہ اصلی نہین ہے بلکہ سحر کا کارخانہ ہے ورنہ مین اسے ایک پنجرے مین بند کرکے پالتا
اور ایسی گالیان دینا سکھاتا اور اسکو حمزہ پاس لیجاکر باتین سنواتا الحاصل عمرو نے ایسا سخت
سُست کہا کہ پتلے کو غصہ آیا اور تاؤ کرکے اپنے مقام سے مثل بجلی کے تڑپی اور چلی کہ گھس کر
منڈھی مین پکڑون اسکو بس جیسے ہی چاہا کہ داخل ہو منڈھی مین عمرو نے ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ دیکھیے گا اسکو جانے نہ پائے یہ بڑی گستاخیان کر رہی تھی پتلی حسرتلے ٹانگین اوپر لٹک کر رہگئی
عمرو نے اُسے پکڑا تو مردہ صد سالہ تھی نہ بات کرتی تھی نہ سانس لیتی تھی دیکھا کہ سونے کی
پتلی کوئی ڈھائی تولے کی ہوگی یاقوت کی آنکھین چمک رہی ہین اب کبھی تو یہ قصد کرتے
ہین کہ اسے کچل ڈالنا چاہیے اور کبھی کہتے ہین کہ بھئی یون ہی اچھی ہے اسے یون ہی رہنے دو
لیکن حال وہان کا سنیے کہ بعد روانہ ہونے پتلی کے جب معمول سے زیادہ عرصہ ہوا تب
ارغوان شاہ نے کہا یا خداوند عمرو لالچی بڑا ہے اور پتلی سونے کی ہے ایسا نہو کہ اُسنے
پکڑ لیا ہو اُسکو یہ سنکر سرخیل جادو بہت ہنسا اور کہا بیوقوف سونے کی پتلی تو ہے مگر عمرو اُسے
پکڑیگا کیونکر اگر قلعۂ آہن بھی ہو تو اُسکو روک نہین سکتا پتلی دیوار کو توڑ کر نکل آئیگی اور عمرو ایسے
دس ہونگے تو اُنکو باندھ لائیگی دیکھو مین اُسکی بہن کو روانہ کرتا ہون یہ کہتے ہی صندوقچہ کا دوسرا
خانہ کھولا اور ایک اور پتلی ویسی ہی نکالی اور ایک ڈوری ریشم کی اُسکے ہاتھ مین دی اور کہا
کہ جا عمرو کو باندھ لا اور اپنی بہن کو بھی پکڑ لانا اور کہنا کہ ہوا مزا کوہی یہان آکر مر رہی اور خداوند
کے کام مین عرصہ لگا دیا پتلی بہت خوب بہت خوب کہتی ہوئی روانہ ہوئی اُسوقت سامنے
منڈھی کے پہونچی کہ عمرو نے دونون آنکھین اُسکی چھوڑ کر یاقوت نکال لیے تھے اور پر
زمرد کے اُکھڑ چکے تھے سو یا بھی کسکر دیکھ لیا تھا اب بیٹھے ہوے جواہر کو پرکھ رہے
تھے اور خدا کا شکر کر رہے تھے کہ خیر صبح صبح دو چار لاکھ کی پہنچی تو ہوئی آج کسی اچھے کا منھ
دیکھا تھا یہ حال دیکھتے ہی پتلی نے چیخ ماری اور پکاری کہ او موے ہاے یہ تو نے میری بہن

کا کیا حال کیا ارے کیا تو غضب خداوند سے آگاہ نہین ہے اور ریشم کی ڈوری دکھا کر کہا کہ دیکھ
اسی رسی سے تجکو باندھکر لیجاؤنگی ہاے تو نے میری بہن کو مار ڈالا خیر خداوند تجھ سے سمجھ لینگے
اور اب مین کسی انعام کے بدلے خداوند سے اپنی بہن کو زندہ کرواؤنگی ایک مرتبہ اسکی
آمد دیکھکر عمرو ثانی چونک پڑے اور آواز دی کہ ہائین تیلیون کا ڈربہ کھل گیا ارے مردار
تو کہان سے آئی تم سب کتنی ہو تیلی نے آواز دی کہ ہم سب چار بہنین تھے مگر اب تین ہی رہگئین
ایک کو تو نے مار ڈالا ہم سب اُسے یاد کرکے تجھے کو سا کرینگے موے تو نے بڑا غضب کیا
عمرو نے اُسکو دکھا کر تیلی کو تھوڑی سی کچل ڈالا بس یہ دیکھنا تھا کہ بابا ہب کرا اور بیتاب ہو کر تیلی
چلی جیسے ہی منڈھی مین گھسنے کا قصد کیا سر تلے ٹانگین اوپر لٹک کر رہگئی عمرو نے جلدی سے
اسکو بھی پکڑ کے پر نوچ ڈالے آنکھین نکال لین سونا کچل ڈالا کانٹا بانٹ نکالکر تولنے لگے وہان
جب دوسری تیلی کو بھی آنے مین دیر ہوئی تو سرخیل کو نہایت غصہ آیا اور تیسرا خانہ کھولکر
تیسری تیلی کو بھی تاکید کرکے روانہ کیا یہ اُسوقت پہونچی کہ عمرو کانٹے مین تول کر سونے کو
پرکھ رہے تھے کسوٹی پر کس رہے تھے کہ کیسا ہے کھرا ہے یا کھوٹا دیکھا بہت ہی عمدہ کندن
ہے تیلی یہ حال دیکھکر چلائی کہ او موے تیرا ستیاناس جائے ارے تو نے میری دونون بہنون
کو مار ڈالا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون عمرو نے کہا تو بھی آ تیرا بھی یہی حال ہوگا یہ سننا تھا
کہ تیلی تڑپ کر جو چلتی ہے جیسے ہی منڈھی مین چلی اُلٹی ہو کر لٹک گئی عمرو نے اُسکو بھی قبضہ
مین کیا شکر خدا بجالائے کہ صبح صبح ابھی کھانا بھی نہین کھا چکے تھے کہ تو نے اتنے کی مزدوری
کرادی لیکن وہان سرخیل نے غصہ مین آکر چوتھی تیلی کو بھی روانہ کیا اور کہدیا کہ رسن مین ایک
طرف تو اپنی تینون بہنون کو اور دوسری جانب اُس دزد مکار یعنی عمرو عیار کو باندھکر لے
آ تیلی اُسیوقت چمک کر اُڑی اور مانند تیر شہاب کے روانہ ہوئی اور سامنے منڈھی کے
پہونچتے ہی ایک چیخ ماری کہ دل عمرو کا ہل گیا زمین جا بجا سے شق ہوگئی عمرو یا تو سونے کو
دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے یا اُچھل پڑے اور آواز دی کہ او مردار اتنے سے قد پر یہ آواز
خدا تیرا حلق تھکائے تیلی نے کہا کہ بتا موے کہ میری تینون بہنین کہان ہین عمرو نے وہ کچلی
ہوئی تیلی اُٹھا کر دکھادی تیلی نے کہا ہاے تو نے اِنکا یہ حال کیا جب ہی یہ بیٹھ رہین اور
مجھ تک نہ آسکین دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہتے ہی اب جو تڑپتی ہے زن سے منڈھی
کے اندر لیکن دیکھا تو اُلٹی لٹکی ہوئی ہے عمرو نے ہتھوڑی سے اِسکا بھی سر کچلا پر نوچے
آنکھین نکالین اب اِن چارون کو تو داخل زنبیل کیا اور آپ کھانا کھانے مین مصروف
ہوئے وہان سرخیل کو بہت خلجان ہوا اور اِسنے کہا کہ مین خود جاتا ہون بغیر میرے جائے کام
نہ چلیگا یہ کہتے ہی زمین پر غلطک ماری اور پر پرواز پیدا کرکے چلا یعنا ہاتھ پر بیٹھی ہوئی اُسوقت
پہونچا کہ عمرو کھانا کھا چکے تھے ہاتھ منھ دھوکر رومال سے منھ پونچھ رہے تھے کہ سرخیل نے
نعرہ کیا باش اے دزد مکار منم خداوند سرخیل جادو کی گذاریم کہ از دست من زندہ وسلامت
روی ارے غضب کیا تو نے کہ میرے سحر کو گرفتار کیا اب مین تجھے گرفتار کرونگا کہان جائیگا

بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہتے ہی غصہ کرکے کچھ اسم سحر پڑھکر مینا پر دم کیا اور کہا اُٹھالا پنجہ مین
اسکو یہ سنتے ہی مینا ہاتھ پر سے اُڑی اور عمرو کی طرف چلی ہنوز منڈھی کے اندر بھی نہ آنے
پائی تھی کہ خواجہ نے جال الیاسی مارا اور مینا کو پکڑ لیا ہر چند وہ چیخا کی آپ نے کچھ سماعت
نہ کی اور جال مینا سمیت داخل زنبیل کر لیا سرخیل جادو کو نہایت غصہ آیا پانچ سحر اسکے
خالی جا چکے ہین اب جھنجھلا کر یہ آپ چلا ادھر عمرو نے ڈانٹا کہ آ تو سہی دیکھ تیری بھی یہی حالت
کرونگا عمرو نے اور تاؤ دلا کر اسکی عقل کو کھو دیا ورنہ شاید یہ خیال کرکے رک جاتا کہ جب
تیرے سحر خالی گئے تو تو کیا کر سکتا ہو بس جیسے ہی جھپٹ کر چلا عمرو نے آواز دی کہ پیچھے گا
اسکو ساتھ ہی آواز کے دیکھا تو سر نیچے ٹانگین اوپر لٹک کر رہ گیا عمرو نے اسکو بھی گرفتار
کیا اور کہا کیا کہتا ہو مذہب کے بارے مین سرخیل جادو نے انکار کیا اسلام سے
عمرو نے ہر چند سمجھایا مگر قلب اسکا سیاہ تھا یہ ملعون کب مانتا تھا عمرو نے گنبد عیاری کا لٹکا
اور منھ مین کمانی چڑھا کر گنبد حلق مین ٹھونس دیا کہ کوئی بات نہ کرسکے اور رنگ و روغن
عیاری لگا کر صورت اسکی اپنی بنائی اور آپ سرخیل کی شکل بنکر بیٹھے ایک پہاڑی مینا ہاتھ
پر بٹھالی اور منڈھی کو حکم کیا کہ بالاے ہوا طرف شہر ارغوانیہ کے اُڑ کر چلے فوراً منڈھی
اُڑ کر روانہ ہوئی وہان کا حال سنیے کہ ساحر منتظر بیٹھے ہین کہ خداوندزادہ ہمارا عمرو کو گرفتار
کرکے لاتا ہوگا کہ یکایک بالاے ہوا سے ایک لکہ ابر کا معلوم ہوا جسوقت قریب پہونچا
تو دیکھا کہ ایک منڈھی اُڑتی چلی آتی ہو اور سرخیل جادو منڈھی مین بیٹھا ہو عمرو مقید آگے
رکھا ہوا ہو لوگ خوشی مین سنکھ پھونکنے لگے ناقوس بجانے لگے آوازین یا سامری یا جمشید
کی بلند ہوئین ارغوان شاہ کے چہرے پر سرخی آئی آثار مسرت نمودار ہوے اُچھل پڑا
کہ یہ کام آپ ہی کا تھا ورنہ یہ مکار کسی کے دام مین نہ آتا بعضون نے شک دلا دیا تھا
کہ کہین طاؤس کا ایسا معاملہ نہو کہ عمرو سرخیل بنکر سرخیل ہی کو قتل کروا ڈالے تو بڑا غضب
ہو لیکن ارغوان شاہ نے اُن لوگون پر تنبیہ کی اور کہا کہ توبہ کرو بھلا کسکی مجال ہو کہ خداوندزادے
کو گرفتار کرے اور بہ فرض محال اگر ایسا ہو بھی تو کہین خداوند کو بندے قتل کر سکتے ہین اور
اگر ایسی ہی خداوندی ہو کہ خداوند بندے کے ہاتھ سے قتل ہو جائے تو ہم ایسے خداوند
سے باز آئے اور بدیہی بات تو یہ ہو کہ عمرو ساحر نہین پھر بالاے ہوا اُڑ کر کس طرح آسکتا
تھا غرضکہ سب کو اطمینان ہوا کہ واقعی مین خیال ہمارا غلطی پر تھا یہ سرخیل اصلی ہو نقلی نہین ہو
الحاصل سرخیل نے منڈھی کو زمین پر اُتارا اور میدان خونی کی تیاری کا حکم دیا اور کہا کہ اس
مینا نے جو کچھ کام کیا ہو وہ کیا ہو ورنہ یہ دزد کسی طرح گرفتار نہوتا چارون پتلیان تو خدا جانے
بھاگ کر کہانسے کہان چلی گئین ہر مرتبہ یہ صورتین بدل لیتا ہو وہ دھوکے مین اسے چھوڑ کر اور کسیطرف
چلی گئی تھین آخر کار مین نے غصہ مین چارون کو جلا دیا ہین پھر تیار کر لونگا غرضکہ ارغوان
شاہ نہایت شاد و بشاش ہو پھر ڈھنڈھورا پیٹ دیا گیا ہو قتل عمرو کا سامان ہو لوگ جمع ہو رہے
ہین آپسمین چرچے ہوتے جاتے ہین کہ بھئی ایک دفعہ تو اتنا بڑا دھوکا ہو چکا ہو ابکی دیکھیے کیا

ہوتا ہی بعض کہتے ہین کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کے پیتا ہی بھلا کہین ہر مرتبہ ایسا ہو سکتا ہی دوسرے یہ بھی کوئی طاؤس جادو ہی یہ خداوندزادہ ہی بھلا کب دھوکے مین آنیوالا ہی بعض بگڑے دلون نے کہدیا کہ اگر ابکی بھی ویسا ہی دھوکا ہوا تو ہم مذہب اسلام کو برحق سمجھین گے وہ بھی کوئی خداوند ہی جو بندے کے ہاتھ سے قتل ہو جائے یہان تو یہ چرچے ہین اور قریب قریب تمام شہر کے یک دل ہو گیا ہی کہ اگر خداوندزادہ قتل ہوا تو ہم مسلمان ہو جائین گے وہان سرخیل نقلی نے بیتا بادشاہ کے ہاتھ ایک لاکھ روپیہ کو بیچی اور کہا کہ یہ تمھارے کام آئیگی ہین تو اور بھی بنا سکتا ہون اور قیمت تمسے صرف اسوجہ سے لی کہ مصلحت خداوندی ہین نہ گذرا کہ یہ شی تمکو مفت دے دیجائے کیونکہ تم محتاج نہین ہو ایسی مصلحت خداوندی تحریبون پر ہوا کرتی ہی ایسی کچھ باتین بنانا شروع کین ہین کہ سب کو یقین ہی کہ یہ سرخیل جادو ہی الغرض جب دوسرا دن ہوا اور میدان خونی کی تیاری ہوئی لوگ جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے اگر اُسکا سامان پورے طور سے بیان کیا جائے تو داستان کو طول ہوتا ہی بس اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ جیسا سامان ایک میدان خونی کا ہم لکھ چکے ہین جب عمرو طاؤس آتش زن کی صورت بنکر آئے تھے اور طاؤس اصلی کو اپنی شکل بنا کر قتل کروایا تھا اُس سے کچھ زیادہ تیاری اِس میدان کی ہوئی ہی جب تمام عالم جمع ہو چکا تخت ارغوان شاہ کا صدر مین قائم ہوا ارغوان شاہ دریا باری تو مؤدب سامنے بیٹھا ہی اور سرخیل جادو کا حکم جاری ہی کیونکہ اول تو یہ لوگ اپنا خداوند زادہ و خداوند سمجھتے ہین دوم یہ کہ سرخیل نے اتنا بڑا کام کیا ہی وہان عمرو نقلی زیر تیغ بٹھایا گیا ہی جلاد حکم پوچھ رہا ہی جیسے ہی تیسرا حکم پہونچا جلاد نے ہاتھ مارا اگر سرخیل کا سرتن پر سے اُڑکر دھڑ سے زمین پر گرا لاشہ تڑپنے لگا بس اِسکا قتل ہونا تھا کہ خون نجس سے اِسکے شعلے نکل نکل کر ہر چہار جانب فوج پر اِسکے گرنے لگے ساحر جلنے لگے ہر چند سحر پڑھکر دو سحر کرتے تھے مگر کچھ نہوتا تھا سب حیرت مین تھے کہ یہ معرکہ کیا ہی سرخیل نقلی کہ رہے تھے کہ آج ہمین معلوم ہوا عمرو بڑا ساحر زبردست تھا جسنے مرنے کے بعد بھی اِتنون کو مارا اور کسی سے روسحر نہین ہو سکتا اسوقت تک بیرون نے شور نہین کیا تھا جبتک یہ ملعون تڑپتا رہا ایک قیامت کبری برپا رہی آخر ہاتھ پانؤن مار کر سرد ہو گیا بس اِسکا مرنا تھا کہ زمین کو زلزلہ ہوا آسمان سے آتشباری ہوئی سیکڑون جل گئے کتنے ہی سرد ہوگئے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرخیل جادو بن جمشید جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اِس آواز کے آتے ہی سرخیل نقلی نے نعرہ کیا منم جانشین مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیباک طرار خنجر گذار یعنے عمرو بن عمرو بن امیہ نامدار اے کافران بدکردار دیکھا تمنے کہ جسے تم خداوند سمجھتے تھے کیا حال کیا مین نے اُسکا یہ کہتے ہی تاج ارغوان شاہ کا لیا اور لوٹ مین لگا دیا تمام میلے کو آج پھر لوٹ لیا سرخیل کے لشکر کے ساحر جو بعد مرنے اپنے سردار کے اُسی کے خون سے جل جلکر خاک ہو چکے تھے اُنکا تو سوا ہے عمرو کے وارث ہی کون تھا اور جو لوگ زندہ تھے اُنہین بھی بھگدڑ مچی تھی جانون کو غنیمت جان کر بچا رہے تھے مال و زر چھوڑ چھوڑ کر

بھاگے جاتے تھے عمرو نے آج بھی خوب لوٹ مچائی اور چلتے ہوے یہان بعد غدر موقوف
ہونے کے ارغوان شاہ دریا بار ہی کا اعتقاد برگشتہ ہوا اور طبیعت دین اسلام کی طرف
مائل ہوتی خیال گذرا کہ ایک عیار لشکر اسلام کا اور خداوند زادے کو مار ڈالے یہ کیسا خداوند زادہ
تھا کہ بندے کے ہاتھ سے قتل ہو گیا لعنت ہو ایسے خداوند مسخرے پر شب کو اپنے بستر خواب
پر آرام کیا جسوقت صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے دربار مین آیا اُسی وقت
حکم کیا کہ اشتہار جاری کرو ہماری طرف سے کہ ہمنے دین خدا پرستی کو اختیار کیا اور پوتے دوسے
خداوندون پر لعنت کی جسے اِس دین برحق کو اختیار کرنا ہو وہ رہے ورنہ ہمارا ملک خالی کر دے
اور دوسرا اشتہار اِس مضمون کا جابجا چسپان کیا جائے کہ امیر رائج دین برحق امیر شناسندۂ رب
مطلق امیر مہر سپہر عیاری بیٹے توبہ کی اپنے افعال سے اور لعنت کی تمثال آئینہ رد و بد لهذا اگر آپکو
یہ ثواب بیحساب لینا ہو تو ظاہر ہو کہ بیخوف تشریف لائیے یہ سنتے ہی اشتہار تحریر ہونے لگے
اور تمام شہر مین جابجا گذرگاہ عام پر چسپان کر دیے گئے دوسرے ہی روز ارغوان شاہ
دربار مین بیٹھا ہی تھا کہ ایک شخص تو سامنے سے نمودار ہوا اور سلام وعلیک کی ارغوان شاہ
نے صورت بیچانی تخت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا جواب سلام دیا اور عرض کیا کہ بیشک دین آپ کا برحق
ہے لیکن جو آپ کے دین مین آئے وہ کیا کرے عمرو نے کلمہ طیبہ تلقین کیا ارغوان شاہ اُسیوقت
کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور ارکین دولت ومشیران مملکت بھی مسلمان ہوے تمام شہر
مین مسجدون کی بنا پڑی مندر کھدوا ڈالے گئے ہر طرف شور اللہ اکبر بلند ہوا دل ہر ایک کا فرکا
دردمند ہوا جنکے قلب سیاہ تھے وہ ملک کو چھوڑ کر نکل گئے باقی سب نے دین اسلام قبول
کیا تمام شہر ارغوانیہ اسلام آباد ہوا لیکن دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ ارغوان شاہ کو
بوقت شب خواب ہوا اور سیر بہشت ودوزخ کی دکھائی گئی اور کسی بزرگ نے ترغیب دین اسلام
کی دلوائی یہ سبب اسکے اسلام لانے کا ہوا بہرکیف جب تمام شہر اسلام آباد ہو چکا عمرو کو بہت
کچھ نذرین گذرین دعوت وضیافت ہوئی جشن ہوا اسی جشن مین اِنکو خیال ملکہ ماہ ناز پرور کا ہوا
روح بیچین ہو گئی ابھی تک عمرو کو یہ معلوم نہ تھا کہ ماہ ناز پرور کو اُسکے شوہر کے گھر بھیجدیا اُسوقت
کے جلسہ مین ملکہ کا خیال عمرو کو بیچین کر رہا تھا اور دل پر آثار غم والم طاری تھے چہرے کا رنگ
متغیر ہوتا جاتا تھا اور ارغوان شاہ کے چہرے پر بھی ایک کلفت تھی بحالی نہ تھی عمرو نے سبب
دریافت کیا ارغوان شاہ نے گردن جھکالی جب عمرو نے اصرار کیا تو ارغوان شاہ
نے عرض کی کہ مجھسے وہ حماقت ہوئی ہے کہ جسکی پشیمانی تمام عمر رہیگی عمرو نے کہا کہ آخر کچھ بیان تو
کرو اُسنے کہا کہ بعد آپ کے تشریف لیجانے کے خونخوار اژدر گیر جادو مالک طلسم فصل بہار
اِس طرف نکل آیا اور اُسنے درخواست کی ملکہ ماہ ناز پرور کی چونکہ وہ وقت اُسوقت تک
کہ مین عالم کفر مین تھا میرے لیے نازک ضرور تھا بنا بر اِسکے مناسب وقت سمجھکر ملکہ کو اُسکے
ہمراہ کر دیا کیونکہ پیشتر سے وہ اُسکی منگیتر بھی تھی اب پشیمانی ہے کہ یہ مین نے کیا کیا کہ اپنی دختر کو ایک
کافر مرتد کے حوالے کر دیا بس یہ سننا تھا کہ عمرو کے دل پر ایک تیر لگا اور کہا امیر ارغوان شاہ

بڑا غضب کیا تو نے بس اب مجھے ایک پل یہان ٹھہرنا میرے لیے حرام ہے مین ضرور جاؤنگا طرف طلسم بہار کے اور مار کر خونخوار کو لاؤنگا ملکہ کو یا اپنی جان ہی دونگا اور اے ارغوان شاہ بس اتنا کام اور تجھ سے لینا چاہتا ہون کہ کسی راہ تبلانے والے کو میرے ہمراہ کر تاکہ مین سرحد طلسم تک جلد اور باسانی پہونچ جاؤن پھر مین سمجھ لونگا یہ سنکر ارغوان شاہ نے اُسی وقت ایک ساحر کو ہمراہ کیا چونکہ بعض ساحرون نے مطیع اسلام ہونا قبول کیا اور ابھی سحر سے توبہ نہین کی تھی اسی سبب سے اس ساحر نے لوٹ پوٹ کر صورت اپنی ایک مرکب بران کی بنائی اور عمرو کو پشت پر سوار کر کے طرف طلسم فصل بہار کے روانہ ہوا اب دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے لیکن اب چند کلمے داستان کعفت نشان ملکہ ناز پرور کے بیان ہوتے ہین کہ کس مشکل سے مجبور رہی یہ شہر ارغوانیہ سے آئی یہان تک پہونچتے پہونچتے اپنی وہ حالت کر دی کہ جیسے کوئی چھ مہینے کا بیمار ہوتا ہے چہرہ زرد دل مین درد ہاتھ پانؤن لاغر بال پریشان آنکھین مثل نرگس حیران اگرچہ اسکے رہنے کو بہت بڑا محل ملا تھا لیکن بے محل تھا وہ مکان قبر کو اس محل سے زیادہ پسند کرتے تھے باغ کا ہر گل خار حسرت دیتا تھا آنکھون مین کھٹکتا تھا سبزے کو دیکھکر عوض تفریح کے انقباض ہوتا تھا نرگس کو دیکھکر آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوتے تھے سنبل کے پیچ کھائے ہوئے گیسوؤن پر جو نظر پڑتی تھی اور دل اُلجھتا تھا طبیعت پریشان ہوتی تھی سرو و شمشاد سولی کی شکل نظر آتے تھے نغمۂ طائران چمن شور زاغ و زغن سے زیادہ کانون کو ناگوار گذرتا تھا ہر وقت بستر بیماری پر پڑی رہتی تھی دن پر دن طاقت طاق ہوتی چلی جاتی تھی خونخوار اژدر گیر ایسی حالت مین رسم ہمدردی کچھ نہ ادا کرتا جب حالت دیکھتا تھا روتا ہوا پلٹ جاتا تھا چند ہی دن مین وہ صورت ہو گئی کہ پہچانی نہ جاتی تھی کبھی یہ غزل ورد زبان ہوتی تھی

غزل

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
خاک پر دیدۂ تصویر عشق پیچان ہی رہا
بندھ سکا ہے نہ مضمون اُس فتنگر کا
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا
مدتون دل اور پیکان دونون سینے مین رہے
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا
مجھمین اُسمین ربط ہے گویا بر رنگ بوئے گل
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا
مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
چشمہ حیوان مین تشنگ زنخدان ہی رہا
پانؤن کب نکلے رکاب حلقۂ زنجیر سے
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا
جلوہ اے قاتل اگر تیرا نہین حیرت فزا
شب بسمل تا سحر سر در گریبان ہی رہا
جسکو دیکھا اُسے اور اُسکو نہ دیکھا جون نگاہ
ہائے دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا
دین ایمان ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اے قیس سا
سبزۂ تربت مرا وقف خزان ہی رہا
پستہ قندی ہے کام شیرین لعل لب
ہاتھ اپنا فکر مین بر زنخدان ہی رہا
کب لباس تیری بیت پیچیدہ بے خش میسر
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا
حلقۂ گیسو مین دیکھی کیسے رخسار کی تاب
آخرش دل ہو گیا خون کے پیکان ہی رہا
آگے زلفین لمبی تھین اور اب آنکھین ہین
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

ایسی ایسی عاشقانہ غزلین چپکے چپکے گاتی تھی اور اشک بہاتی تھی انیسین جلیسین سمجھاتی تھین کہ ملکہ یہ آپ نے اپنی کیا حالت کی ہے خدا کے لیے ذرا اپنے کو سنبھالیے اگر آپکو خونخوار سے بچنا منظور ہے تو اُس سے کہانتک بچ سکیگا سوا اسکے کہ دشمنون کی جان جائیگی پھر اس جان دینے سے فائدہ جان ہے تو جہان ہے آپ نہین سمجھتے ہین کہ ذات ان مردون کی بیوفا ہوتی ہے کہ بھلا کسکے ہوئے ہین آپ جسکے غم مین

اپنی یہ حالت بنا رہی ہین وہ نہین معلوم کس رنگ مین ہوگا کونسی صحبت ہوگی ایسا ہر دل عزیز شخص
سبھی اُسکے خواہشمند رہتے ہین پھر اُسے بھی آپکی پروا کیون رہنے لگی ملکہ کہتی تھی ہمین اِس سے
کیا کام وہ کہین ہون بموجب شعر تو جہان چاہے رہے خوش رہے آباد رہے + ہمکو بھی بھول
نہ جانا یہ ذرا یاد رہے + محبت تو ہمکو ہی اُسنے ہو تو ہماری خوش نصیبی نہو تو ہمین شکایت نہین
کیا اُسنے یہ کہدیا تھا کہ تم مجھ سے محبت کرو اول تو وہ ایسے مقام سخت پر گیا ہی کہ اُسکا زندہ آنا
ممکن نہین ہی اگر پروردگار عالم نے اُسے بچایا تو وہ ضرور مجھ تک پہونچیگا مگر ہاے بڑی
خرابی کی بات تو یہ ہی کہ جب وہ سنیگا کہ ملکہ بیاہ گئی تو یہ کیا اُسے خبر کہ بخوشی یا بجبر اور دوسرے اِن
مسلمانون مین یہ بات بھی ہی کہ زن شوہر دار کیطرف آنکھ اُٹھا کر نگاہ بد سے نہین دیکھتے مجھے
زیادہ کھٹکا اِسی بات کا ہی کہ ایسا نہو وہ شہر ارغوانیہ مین پلٹ کر آیا ہو اور میرا حال سُنکر
واپس گیا ہو ہاے یہ اُلجھن مجھے دیوانہ کیے دیتی ہی خداوندا کیا ہوتا ہی ایسی ایسی باتین رہ رہ کہتی تھین
اور روز ایک وقت خونخوار اژدر گیر جادو مزاج پرسی کیواسطے آیا کرتا تھا آنا وقت ملکہ پر نہایت
تعب مین گذرتا تھا اِسی طرح چند روز گذرنے کے بعد ایک روز ملکہ نے انیسون جلیسون سے کہا
کہ تم سب کو اِس وقت مصیبت کا گواہ کرتی ہون کہ یہان کوئی غسل و کفن دینے والا نہین ہی افسوس
مسلمان کی میت بھی کفار کے ہاتھ پڑیگی مثل مشہور ہی کہ مردہ بدست زندہ وہ اپنے طور پر گاڑ توپ
دینگے مگر مجکو اب سوا خودکشی کے دوسرا پہلو اپنی عصمت کے بچاؤ کا نظر نہین آتا تم سب گواہ
رہنا کہ مین مسلمان ہو چکی تھی تاکہ عاقبت میری مثل دنیا کے برباد نہو یہ کہتے ہی زار زار مثل
ابر نو بہار کے رونے لگی گالون کی رنگت جوش گریہ کے سبب سے سرخ ہو گئی تھی اُسپر آنسوؤن
کے قطرے شفق مین ستارون کا جوبن دکھا رہے تھے سہیلیون نے کہا ملکہ آپ اپنے کو سنبھالین یہ کیسی
باتین فرما رہی ہین کیا خودکشی گناہ نہین ہی ملکہ نے کہا کہ اُس گناہ مین آبرو تو بچتی ہی اُنھون نے
جواب دیا کہ آبرو خدا بچاتا ہی تو بچتی ہی ورنہ ممکن نہین آپ نے جس مذہب کو اختیار کیا ہی اُسکے موافق
خدا سے دعا کیجیے اگر خدا اُن لوگون کا برحق ہی اور طاقت و قدرت رکھتا ہی تو آپ کو اِس بلا سے
نجات دیگا ورنہ ایسے مذہب کی پابندی بیکار ہی جب خدا ہماری وقت مصیبت مین نہ کام آیا اور
ایمان و آبرو مین فرق آیا تو بیکار ہی ملکہ کو یہ راے پسند آئی کچھ سوچی اور کہا کہ اچھا بالاخانے پر جو
وہ حجرہ بنا ہوا ہی اُسے خوب صاف کر رکھو آج شب کو ہم اپنے خدا سے دعا کرینگے حسب الحکم حجرہ
صاف کر دیا گیا ملکہ شام کو حجرے مین داخل ہوئی اور وضو کرکے دو رکعت نماز جیسی کچھ آتی تھی
پڑھی کیونکہ یہ صحبت مین عمرو کے مسلمان ہو چکی تھی اور تھوڑے بہت طریقے بھی آ گئے تھے الحاصل
بعد فراغت ہونے نماز کے اِسنے درگاہ احدیت مین دعا کرنا شروع کی کہ اے رب پاک ذات
اپنی اِس تازہ کنیز کو اِس دام بلا سے نجات دے کیونکہ اِسوقت مین اِس قید سے باآبرو نجات
پانا عقل بشری سے دور ہی ہر شخص مجبور ہی اگر کوئی صورت میری رہائی کی نکل آئے تو یہ تیری
قدرت نمائی سمجھی جائیگی اور میرا عقیدہ اور پختہ ہوتا جائیگا یہ دعا کر لی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی
خدا کو اِسکی بیکسی و عاجزی پر رحم آ گیا ملکہ اُسی سجادے پر سو گئی عالم رویا مین دیکھا اُسنے کہ تمام حجرہ

نورانی ہوگیا ہی خوشبوے عود و عنبر چلی آتی ہی اور ایک بزرگ باچہرہ تابان وریش سفید عصا ہاتھ
مین تاج مرصع برسر چارقب شاہنشاہی دربر تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین ای کنیز خدا تو پریشان
نہو کہ آجکے چالیسوین روز تو چھوٹ جائیگی اوس تجھے عمرو ثانی خود آکر رہا کریجائیگا اور شکر خدا کر کہ تو
مذہب باطل کو چھوڑ کر دین حق سے مشرف ہوئی اور تیرا تمام شہر اور تیرا باپ بھی مسلمان ہوجائیگا
نہ گھبرا اور نہ پریشان ہو کہ اتنا ہی زمانہ تجکو اور باستقلال بسر کرنا چاہیے یہ کہتے ہی حضرت نظرون سے
غائب ہوگئے ملکہ عالم سکوت مین رہگئی جسوقت آنکھ اسکی کھلی تو تمام حجرہ خوشبو سے بسا ہوا تھا اب
اسنے دو رکعت نماز شکر پڑھی اور فریضۂ سحری کو ادا کیا اسکے بعد خواب اپنا انھین رازدارون
سے بیان کیا جنکا مشورہ پہلے سے شریک ہوچکا تھا سب نے کہا کہ بس اب آپ پریشان نہون
بیشک یہ مذہب برحق ہے اور پہلے تو ہم آپکی خاطر اور محبت سے مسلمان بنگئے تھے مگر اب
ہمین بھی تصدیق ہوگئی اور اسوقت اور زیادہ ہوجائیگی جبکہ ظہور خواب کا ہوگا اب آپ نہائین
دھوئین اپنے کو پریشان نہ کرین ملکہ ماہ ناز پرور نے کہا کہ جب صورت میری بحال ہوگی
اور لباس وحیثیت درست ہوگی تو خونخوار سے جان بچنا دشوار ہوگی مین عجب مصیبت مین ہون
کہ خوشی کے وقت بھی ہنس نہین سکتی ان سب نے جواب دیا کہ بی بی آپ کیا فرماتی ہین اگر عورت
راضی نہو تو مرد کیا کرسکتا ہی چاہے بادشاہ کیون نہو اور عورت چماری کیون نہو نہ کہ آپ تو خود
بھی بادشاہزادی ہین دوسرے ٹالنے کے ہزار بہانے ہین اگر ہملوگ چاہین تو زندگی بھر امیدوار
بنائے رکھین اور کچھ نہو ملکہ کچھ مسکرائی اور خاموش ہورہی القصہ اب ملکہ نہائی دھوئی کپڑے
بدلے زیور پہنا بن سنور کر بیٹھی یہ خبر خونخوار اژدر گیر کو ہوئی کہ آج ملکہ نے غسل صحت کیا ہی بس سننا
تھا کہ خوشی خوشی اسیوقت چلا یہان محلدار نے پیشتر سے آکر اطلاع کی کہ قربان جاؤن جہان پناہ
تشریف لاتے ہین ملکہ نے کہا آنے دو اور سہیلیون کی طرف دیکھا ایک نے آنکھ سے اشارہ کیا
کہ اسی حجرے مین چلی جائیے ملکہ اس فقرے کو سمجھکر مسکراتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی یہان خونخوار
اژدر گیر جادو داخل محل ہوا گھبرا گھبرا کر ادہر ادھر دیکھتا ہوا ایک ایک سے پوچھنے لگا کہ ملکہ کہان
ہین انھون نے جواب دیا کہ ملکہ بالاخانے کے تنہائی حجرے مین تنہا ہین خونخوار نے کہا تنہا ہونیکا
کیا سبب مردار وتم کسواسطے ہو انھون نے کہا کہ ہم کیا کرین ہمین ممانعت ہی کہ خبردار اس حجرے
مین کوئی نہ آئے خواہ مین ہون یا نہون خونخوار نے کہا آخر وہان ہی کون سب نے کہا کہ یہ کوئی کیا
جانے جائیے آپ خود دیکھ آئیے یہ سنتے ہی خونخوار بالاخانے پر گیا ملکہ نے جیسے ہی پاؤن
کی چاپ پائی لیٹی ہوئی زمین پر بیٹھکر کچھ بدبد کرنے لگی خونخوار جیسے ہی سامنے پہونچا اور ملکہ
نے جھپک دیکھی ہاتھ کے اشارے سے اندر آنے کو منع کیا خونخوار واپس آیا اور اب منتظر
ہوکر بیٹھا بہت دیر کے بعد ملکہ نیچے اتری اور خونخوار پر بہت خفا ہوئی کہ تم کیا سمجھکر وہان گئے
تجھے معلوم ہوتا ہی کہ شاید تم میری طرف سے بدگمان ہوے بس اگر مین ایسی ہون تو ابھی میرے میکے
بھیجدو مین ہرگز یہان نہ رہونگی مین اب تمھارے کام کی نہین ہون لو اور سنو ایسے ہی مرد وے حق
ناحق عورتون کو بدنام کرتے ہین تمسے خدا بچائے خونخوار نے کہا کہ نہین یہ بات نہین تھی بلکہ مین نے

سُنا کہ طبیعت تمہاری اچھی ہی اسوجہ سے مین بھی دیکھنے چلا آیا تھا کہ بسبب شوق کے تاب نہوئی اور
انتظار نہوسکا ملکہ نے کہا اے لو کیون نہو تم ایسے ہی تو میرے چاہنے والے ہو خیر اب ان باتون کو
تو رہنے دیجیے کیا کہون بس اب یہی خوب بات ہی کہ آپ اسوقت تشریف لیجائیے کیا فائدہ جو ملال
بڑھے ادھر ایک آدھ کنیز نے خونخوار سے اشارہ کیا کہ ہان مناسب وقت یہی معلوم ہوتا
ہی اسوقت ملکہ کو غصہ ہی خیر پھر ہم سمجھ لین گے آج کا دن تو یون ٹلا خونخوار مُنھ کی کھا کر چلا گیا
یہان پھر ہنسی قہقہے ہونے لگے ملکہ کی یہ کیفیت کہ کبھی خوش کبھی غمگین جب دوسرا روز ہوا اور خونخوار
جادو پھر آیا ملکہ کی وہی تیوریان بدلی ہوئین تھین آتے ہی کہا کہ آپ کیون یہان تشریف لاتے ہین
سرفراز فرماتے ہین آپ اپنی مہربانی کو رہنے دیجیے کبھی کبھی آنے مین تو آپکی یہ کیفیت ہی آگے بڑھکر
کیا ہونا ہی زندگی بھر کسطرح نباہ ہوگا خونخوار ہاتھ جوڑنے لگا کہ ملکہ مجھہ سے قصور ہوا معاف کرو
آئندہ ایسی خطا نہوگی مین ہرگز کسی اور خیال سے نہین گیا تھا الحاصل بمصلحت ظاہری صفائی بھی ہو گئی
اب خونخوار نے سوال وصل کیا ملکہ نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا بعد اسکے ایک کنیز کی طرف دیکھکر
کہا کہ کیون مردار تو نے ابتک بیان نہ کر دیا کہ ہم کس سبب سے بیمار پڑے کیونکر اچھے ہوئے اُسنے
کہا کہ بیوی ہان قصور تو ہوا ملکہ نے کہا ہی کیا تھا جو وہ کہتی سب جنگ زرگری تھی الحاصل خونخوار
نے کہا کہ اچھا آپ خود بیان نہ کر دیجیے ملکہ نے کہا کہ جسوقت تم میرے ملک مین گئے ہو تو مین بھی
آئی مین نے باپ سے چھپ کر ایک عمل شروع کیا تھا ہنوز وہ ناتمام تھا کہ وہانسے یہان آنا ہوا
جگہ بدلی ناغہ ہوئی یہ اُسی کا سبب تھا کہ مین بیمار تھی اور دن بدن حالت میری سقیم ہوتی جاتی تھی
جب مجھے خیال آیا کہ کہین اس سبب سے نہو تو مین نے چلہ شروع کیا اب بفضل خدا اچھی ہون مگر
چلے تک بیکار رہون بعد چلے کے دیکھا جائیگا خونخوار یہ سُنکر چپ ہوا کچھ تو یہ خیال ہوا کہ یہ انتظار کا
زمانہ کیونکر گذریگا کچھ یہ دھیان کہ خیر امید تو ہوئی الحاصل ملکہ نے ممانعت کر دی کہ اب اس چلے کے
زمانہ تک میرے یہان کم آیا کرو اب ادھر تو یہ دن گذار رہی ہی اور دل مین دعا کر رہی ہی کہ پروردگار
اب جلد وہ وقت آئے کہ وہ بلبل باغ محبوبی پھر اپنا نغمہ سُنائے

لیکن اب چند کلمے داستان محبت نشان خواجہ عمرو ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ ہمراہ توسن جادو کے چلے ہین واضح رائے ناظرین رہے کہ اثناء جلسہ مین حال ملکہ کا عمرو
کو معلوم ہوا تھا کہ کوئی پہر رات رہے سے یہ چلے تھے صبح کو توسن نے ایک صحراے پر بہار
مین لاکر اُتارا کہ اُس صحرا مین جنوب کی طرف ایک سیاہی سی معلوم ہوتی تھی اُسی طرف اشارہ
کیا کہ وہ سرحد ہی طلسم فصل بہار کی یہ کہکر وہ تو چلا گیا لیکن خواجہ عمرو ثانی تلاش آب مین روانہ
ہوے جاتے جاتے قریب ایک چشمے کے پہونچے وضو کیا نماز پڑھ چکے ہین اور اس فکر مین بیٹھے
ہین کہ اے پروردگار کیونکر مین اس طلسم کے اندر پہونچون اور خونخوار کو مارکر ملکہ کو چھڑاؤن کبھی یہ
خیال ہوتا ہی کہ اے عمرو عورت کی ذات بیوفا اور ناقص العقل ہوتی ہی کیا اعتبار اُسکا مثلاً تمنے تو
اتنی بڑی جانفشانی کی اور اگر مارے گئے تو کچھ بھی نہین اور بالفرض پہونچے اور دشمن پر فتحیاب بھی
ہوے اور ملکہ کو اپنے سے برخلاف پایا دشمن کا مطیع دیکھا اول تو وہ دشمن ہوئی دوسرے پھر تمھارے

کس کام کی ہمنے ماناکہ وہ بڑی پاک طینت سہی مگر لوگون کا سمجھانا بجھانا طبیعت پھیر دینے کو ایسے شخص کی
بہت ہوتا ہی جو مجبور بھی ہو اور پھر ہماری امید بھی اُسکو نہین ہی وہ کس آسرے پر بیٹھی ہوگی کہ بموجب
مصرعہ این خیال است و محال ست و جنون ✤ اور ای عمرو اگر اسکے خلاف نکلا اور اُسنے اپنی
عصمت کو بچایا ہو اور آخر مین عاجز آکر جان دیدی ہو تو کیا ہو گا بہر کیف چلنا ہی مناسب معلوم
ہوتا ہی اب جو ہو اگر وہ پاک نکلی تو سبحان اللہ ھو المراد اور اگر اسکے خلاف بھی ہوا تو کافر کشی کے ثواب
کو کیون ہاتھ سے کھوئے یہ خیال کرکے کمر ہمت کو چست باندھا اور ارادہ طلسم فصل بہار کا دلین
مصمم کرکے چلنے ہی کو تھے کہ پر طائر کی آواز گوش زد ہوئی اور ایک پرند عجیب الخلقت زمین پر اُترا
اور غلطک مارکر بصورت انسان ہو گیا عمرو نے کہا یار تم بڑی صفت کے آدمی ہو کہ ابھی تو جانور تھے
اور ابھی آدمی بنگئے وہ ہنسنے لگا اور اُسنے کہا کہ شاید تمسے کسی ساحر سے ملاقات نہین ہی عمرو نے کہا
ہان بھائی نام تو سنتا ہون کہ دنیا مین ساحر بھی ہوتے ہین مگر آجتک دیکھا نہ تھا تو کیا تم ساحر ہو
اُسنے کہا کہ ہان مین ساحر ہون نام میرا عنقائے جادو ہی پیامبر ہون خداوند تمثال آئینہ رو
کا عمرو نے کہا کہ کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ خونخوار اژدر گیر مالک طلسم فصل بہار کے پاس عمرو
نے پوچھا کیا کام ہی اُسنے کہا خداوند پر خدا پرستون نے چڑھائی کی تھی خداوند نے ایسی قدرت نمائی
کی کہ وہ سب اسیر پنجۂ تقدیر ہوے اب خالی حمزہ باقی ہی اُسے خداوند نے اِس سے گرفتار نہین
کیا ہی کہ سُنا ہی وہ بڑا مشہور شخص ہی اُسنے ہزارون خداوندیان برباد کر دی ہین تو خداوند کی یہ مرضی
ہوئی کہ جب مین اپنے تمام بندون کو جمع کرلون تو اُنکے سامنے حمزہ کو گرفتار کرون کہ دیکھنے والون
کو قدرت میری معلوم ہو کہ مین ساحر نہین ہون دیکھون حمزہ کا اسم اعظم زبردست ہی یا میری
قدرت زبردست ہی عمرو نے کہا ہان اِن مسلمانون پر تباہی آئی شکر ہزار شکر انھون نے بڑا
سر اُٹھایا تھا اور ہان ایک بات اور میری سمجھ مین نہین آتی کبھی آنکھ سے تو دیکھا نہین کانون سے
البتہ سُنا کیے ہین اِسی سے طبیعت مین شک پڑتا ہی وہ یہ کہ طلسم مین کوئی جا بھی نہین سکتا ہی اور پہونچ
بھی جاتا ہی تو پھر آ نہین سکتا وہ ہنسا اور کہا ای شخص تو نے دنیا ابھی نہین دیکھی یہ بیشک سچ ہی کہ
طلسم مین کوئی نہین جا سکتا مگر مین تو فرستادۂ خداوند ہون بھلا مجھے کون روک سکتا ہی یہ بات عام
بندون کے واسطے ہی ہمارے لیے نہین ہی عمرو نے کہا آخر کوئی کرامات کوئی تبرک تمھارے
پاس ہی جسکی وجہ سے تمھین راہ ملجاتی ہی اُسنے کہا کہ یہ انگوٹھی جو مین پہنے ہوے ہون یہ عطائے
خداوندی ہی اِسی کی برکت سے مجھپر سحر کسی دوسرے کا اثر نہین کر سکتا بلکہ اگر کوئی سحر کرے اور
مین اُسکے سحر کو رد کرکے باطل کرنا چاہون تو ممکن ہی جب عکس اِسکے نگینے کا پڑیگا تو سحر باطل ہو جائیگا
عمرو نے کہا کہ یہ تو بڑی صفت ہی اچھا خیر جہان جاتے ہو خدا مبارک کرے لیکن چونکہ تم فرستادۂ
خداوند ہو بڑے متبرک شخص ہو لہذا تمھاری دعوت کرنا بڑا ثواب ہی لیکن مین مرد فقیر بیابان گرد
ہون مجھے معاف کرنا جو کچھ مجھے میسر ہی اُسے قبول کرنا یہ کہکر بہت ہی عمدہ مرمرے کے ستو نکالے
اور کٹھری مین اُسی چشمے سے پانی لیکر گھولے اور عنقائے جادو کے آگے رکھدیے اب تو
عنقائے جادو نے ستو بہت تعریف کرکے کھائے پانی پیا اب غلطک مارکر پھر وہی طائر

عجیب بنکر اُڑنے ہی کو تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگیں اوپر دھم سے گرا عمرو نے نکال خنجر
ذبح کر ڈالا بس اِسکا مرنا تھا کہ آتشبازی برفباری ہوئی بڑی دیر تک تلاطم برپا رہا آخر کچھ نہ بن پڑی
بیر خاک اُڑا کر چلے گئے آخر میں آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عنقا ساحر جادو بود اب جو دیکھا تو
مرتے ہی پھر اپنی اصلی ہیئت پر آگیا ہو عمرو نے انگشتری اُتار لی اور صورت اپنی عنقا کی بنائی
لفافہ خط کا کمر میں رکھا اُسے وہیں کسی گڈھے میں ٹانگ کھینچ کر ڈالدیا اور آپ طرف اُسی سیاہی کے
روانہ ہوے جو شمال کیطرف نظر آرہی ہو جسوقت قریب پہونچے دیکھا کہ ایک ابر چھایا ہوا ہو
ہوا سرد چل رہی ہو بوندیان ہلکی ہلکی پڑ رہی ہین عمرو بے پس و پیش زیر ابر ہو کر چلے اب عمرو
جون جون آگے بڑھتا جاتا ہو راستہ ملتا جاتا ہو تھوڑی ہی دیر مین ایک دروازے پر پہونچا دیکھا کہ
پھاٹک بہت بڑا ہو عمرو نے غل مچایا کہ دروازہ کھولدو اندر سے آواز آئی کہ دروازہ کھل
نہین سکتا ہمارے مالک کا حکم نہین ہو عمرو نے کہا کہ تمھارے مالک کی شامتین آگئی ہین
فرستادۂ خداوند سے اس طرح کی گفتگو ایک آدمی نے جا کر اطلاع کی کہ کوئی شخص فرستادۂ خداوند
آیا ہو نامہ لایا ہو وہ کہتا ہو کہ پھاٹک کھولدو خونخوار جادو نے کہا کہ اُس سے نامہ لے آؤ
یہین سے جواب لیجاوے پھاٹک کھولنا مناسب نہین مجھے شک ہوتا ہو کیونکہ قاعدۂ نجوم سے
اب بہار اس طلسم کی خزان معلوم ہوتی ہو وہ لوگ واپس آئے ایک شخص نے آواز دی کہ آپ
نامہ ہمین عنایت کیجیے ہم پہونچا کر جواب لادین کہا کہ پھر نامہ لوگے کیونکر اُسنے دروازے
کی کنجی کھولکر ہاتھ باہر نکالا سونے کا کڑا بہت وزنی اُسکے ہاتھ مین پڑا ہوا تھا آپ نے خنجر
مار کر ہاتھ کاٹ لیا اور دھکا دے کر اندر پھاٹک کے گھس گئے دربانون نے چار طرف
سے ہجوم کیا آپ نے حقہاے آتشبازی مارنا شروع کیے دھوان ہوا کتنون کو مار کتنون کو
بیہوش چھوڑا آگے بڑھے اب جو دیکھا تو چار چمن لگے ہوے ہین کہ چمن بہشت معلوم ہوتے
ہین قدرت خدا نظر آرہی ہے ایک چمن لالہ زار کا ہے اور اُسمین کچھ طائران سرخ رنگ
چہچہہ زن ہین دوسرا چمن سبزہ زار کا ہو اُسمین طوطیان شیرین بیان محو نغمہ سرائی ہین تیسرا
چمن سنبلستان ہے وہان طائران سیاہ مثل بلبلون کے چہک رہے ہین چوتھا چمن نرگستان کا ہو
اِس چمن مین جانوران ابلق رنگ عجیب الخلقت نظر آتے ہین کہ آوازین اُنکی نہایت دلفریب
ہین بس عمرو کا قریب چمنستان کے پہونچنا تھا کہ وسط چمن مین ایک بنگلہ تھا اُسمین خونخوار
جادو بیٹھا تھا اور بنگلہ پہ بھی ایک طائر چہار رنگ بیٹھا تھا کہ وہ افسر تھا ان طائرون کا اور سامنے
خونخوار کے ایک گلدستہ رکھا تھا کہ سبز شاخین سرخ برگ زرد پھول سیاہ پھل اُسمین لگے ہوے
تھے خونخوار جادو نے وہ گلدستہ عمرو پر کھینچ مارا اور اُسمین سے شعلے بھڑک کر چلے عمرو
نے انگشتری کا عکس ڈالا اور وہ شعلے پلٹے اور ایک ایک شعلہ چارون چمنون پر گرا کہ سب جل کر
خاکستر ہوگئے خونخوار جادو بھاگا اور وہ جانور اُڑ کر چلا تھا عمرو نے انگشتر کا عکس ڈالا اور سب
طائر شور مچانے لگے کہ عمرو آیا عمرو آیا بس عکس انگشتر کے پڑتے ہی اُس طائر کے پرون سے
شرارے نکلے اور سب طائرون کو جلا کر خاک کیا وہ طائر چہار رنگ بھی جلکر خاک ہوگیا لیکن اب

خونخوار جادو فوج لیکر طرف عمرو کے چلا عمرو نے یہ بلا جو آتے دیکھی گلیم اوڑھکر غائب ہو گئے وہ لوگ ہرچند ڈھونڈھا کیے مگر کہین عمرو کا پتا نہ پایا لیکن کھٹکا لگا ہوا ہی یہان داخل شہر ہوا واضح رائے ناظرین ہو کہ بعد مرحلہ طلسمی کے شکستہ ہو جانے کے معلوم ہوا کہ یہ ایک مختصر سا شہر ہی اور بستی ہی عمرو مختلف شکلون مین کوچہ و بازار مین پھرا کرتا تھا کسی طرح پتہ لگے حسب اتفاق فقیر کی صورت بنے ہوئے ایک کنوئین کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک بہشتی زربفت کی لنگی باندھے ہوئے پانی بھر رہا ہی عمرو نے خیال کیا کہ ہو نہو یہ بادشاہی بہشتی ہو اُس سے کہا کہ بابا بھلا ہو تھوڑا سا پانی پلا دے بہشتی نے پانی پلایا اور کہا کیا کہین شاہ صاحب آپ کا کسال کسدن کے کام آئیگا شاہ صاحب نے کہا کیون بابا کیا ہی بہشتی نے بیان کیا کہ ہمارے مالک جب سے دولھن بیاہ کر لائے ہین پہلے تو وہ بیمار رہی اب اچھی ہو تو بہانے بازیان کرتی ہی اور ٹالتی ہی کوئی ایسا تعویذ دیجیے کہ وہ رضامند ہو جائے فقیر نے کہا ہم تو بابا ایسے ویسے تعویذ لکھتے نہین مگر خیر تو نے ہمارا دل ٹھنڈھا کیا ہی پانی پلایا ہی اسکا عوض کچھ کرنا ضرور چاہیے یہ کہکر قلم دوات نکالی لوبان نکالا آگ سلگائی بہشتی کو برابر بٹھا لیا اور آپ تعویذ لکھنے لگے اور کہا کہ تو لوبان سلگاتا جا اُسنے کہا کہ بہت خوب غرض لوبان سلگاتے سلگاتے دھوان جو لگتا ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور بہشتی چھینک مارکر بیہوش ہوا عمرو نے نعرہ کیا اور ادھر اُدھر دیکھکر بہشتی کو تو ٹانگ پکڑکر کنوئین مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر وہی زربفتی لنگی لپیٹ کر طرف قصر ملکہ کے روانہ ہوے کیونکہ عمرو نے ایک آدھ روز پھر کر خوب ہر گلی کوچہ کو دیکھ بھال لیا تھا اور مکان کا پتہ لگا لیا تھا الغرض مشک اُٹھائے ہوے دروازے پر پہونچے اور دروازے سے داخل محل ہوے پانی بھرنے لگے مُنھ پر اندھیری پڑی ہوئی تھی آوازین کان مین آ آ کر دیکھے ہوے آدمیون کی شناخت کروا رہی تھین کوئی نازنین کہ رہی تھی کہ افسوس یہی چالیسوان دن ہی اور ابتک وہ ظالم نہ آیا ہاے کیا خواب میرا غلط ہوگا افسوس ابتک تو مین نے جان و آبرو دونون کو بچایا اب جان بچتی نہین معلوم ہوتی آبرو تو اپنے ہاتھ ہی جب جان پر کھیل جائین گے پر وہ رہجائیگا سہیلیان سمجھا رہی ہین کہ اے ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائین خدا چاہے گا تو خواب آپکا سچا ہوگا ابھی تو تمام دن پڑا ہوا ہی ملکہ نے کہا کہ ہان کچھ ہاڑ تو مین بنتی ہون کہ طلسم فصل بہار پر خزان آئی چار دن چمن جل گئے خونخوار جادو بھاگ کر بچا عمرو کا داخلہ طلسم مین ہو گیا ہو مگر مجھے ڈر یہ ہی کہ ایسا نہو کہین وہ گرفتار ہو جائے ایک اور نے کہا ملکہ وہ ایسا شخص نہین ہی کہ کوئی اُسے گرفتار کر سکے ہان خدا ساعت بد نہ لائے ملکہ نے کہا کہ اِس بہشتی سے پوچھو کہ تو نے تو نہین سُنا کہ عمرو گرفتار ہو گیا بہشتی نے جواب دیا کہ عمرو گرفتار ہو کر قتل بھی ہو گیا اور مین جاکر تم لوگون کی سب باتین بادشاہ سے بیان کرونگا اسی سے تم راضی نہوتی تھین معلوم ہوا کہ عمرو پر عاشق ہو خیر سمجھا جائیگا اُسکا تو خاتمہ ہو ہی چکا مگر اب تمھاری سزا باقی ہی سچ کہا ہی کہ عورت کی ذات بڑی بیوفا ہوتی ہی ملکہ نے کہا کہ ارے مار لو اسکو جانے نہ پائے ورنہ راز فاش ہوگا رسوائی و بدنامی کے علاوہ اب عصمت بچانا بھی دشوار ہو جائیگی جلد پھاٹک بند کرکے مار و ہوے کو یہ سننا تھا کہ حبشنین دوڑین پھاٹک بند کر لیا عورتون نے جلی ہوئی لکڑیون

کے سوختے اُٹھا لیے اور بہشتی کیطرف چلین اب عمرو نے دیکھا کہ مفت مین پٹا جاہتے ہو وہین سے اندھیری اُلٹ کر جو قلعہ کرتے ہین تو ہیئت اصلی نظر آئی اور آواز دی کہ منم عمرو کیا کرتے ہو تم لوگ اب ملکہ نے دیکھتے ہی تمام عورتون کو منع کیا کہ خبردار ایسے نہ مار دینا یہ تو وہی شخص ہے جسکی ہم باتین کر رہے تھے اور ہمکو انتظار تھا عورتین ہٹ گئین ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوے اندر بارہ دری کے آئی مسند پر بٹھایا کہا غضب کیا تمنے یہ کیا حرکت تھی کہ ایک تو بہشتی بنکر آئے دوسرے زبان سے بدتمیزی کے کلمات نکالے عمرو نے کہا کہ ملکہ مجھے امید نہ تھی کہ ابتک تم میری آس پر اپنی عصمت بچائے بیٹھی ہو گی مگر شکر ہے خدا کا کہ جیسا تمھین سمجھا تھا تم ویسی ہی نکلین ملکہ نے اُسیوقت سامان ضیافت مہیا کیا عاشق و معشوق نے ساتھ ملکر کھانا کھایا پہلے تمکو سے شکایات کے دفتر کھلتے رہے بعد اُسکے عمرو نے اپنی سرگذشت جانا طرف کوہ تاریک کے اور مارنا مردارخوار جادو وغیرہ کو پہونچنا خضران صحرانشین تک ملنا تبرکات کا پھر واپس آنا اور پری بنکر مارنا طاؤس کو پھر قتل کرنا سرخیل بن جمشید کا مسلمان ہونا ارغوان شاہ کا بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئی الحمد للہ کہ باپ بھی اُس شخص کا مسلمان ہو گیا پھر ملکہ نے حال اپنا دوہرایا الحاصل ان سب باتون کے بعد ملکہ نے کہا کہ اب یہانسے نکل چلنے کی کیا صورت ہے عمرو نے کہا یہ تو بہت سہل ہے کہ مین تمھین زنبیل مین ڈال لون مگر یہ واہیات بات ہے چھوڑنا اس کافر کا اچھا نہین دوسرے بدنامی ہے کہ عمرو فلان کی عورت کو بھگا لیگیا لہذا تم اُسکو بلا بھیجو کہ آج چلہ میرا ختم ہو گیا لہذا تم مع اپنے عزیزون کے دولھا بنکر آؤ اور آج یہین شب باش ہو ملکہ نے کہا کہ بہتر بس اُسی وقت ایک رقعہ شوقیہ بنام خونخوار ارژدرگیر لکھکر روانہ کیا کہ چونکہ آج چلہ میرا ختم ہو گیا اور زمانہ نازک ہے لہذا تمکو اختیار ہے کہ آج دولھا بنکر مع اپنے عزیزون کے آؤ مجھے منظور ہے جسوقت یہ رقعہ خونخوار جادو کو پہونچا بہت خوش ہوا اور کنیز کو خلعت دیا اور کہا ہماری طرف سے کہدینا کہ ہم آج شام کو آٹھ بجے آئینگے الحاصل تیاری ہونے لگی شام کو چراغان کی روشنی سے زمین رشک آسمان ہو رہی تھی ہر گلی کوچہ مین ٹٹر بندی تھی اور مکان عروس تو مثل عروس شب اول کے سجا ہوا تھا جب شام ہوئی تو عمرو محلدار کی صورت بنکر اندر باہر دوڑنے لگے اتنے مین برات آکر اُتری براتی باہر بیٹھے تو مین سلامی کی چھوٹین دولھا اندر داخل محل ہوا محلدار دولھا کو سنبھالے ہوے لیے چلی آتی ہے دولھا کو لاکر قریب دولھن کے مسند پر بٹھالا اور دولھن بھی اصل ملکہ کو نہین بنایا ہے بلکہ ایک کنیز کو ملکہ کی صورت بناکر بٹھادیا ہے ملکہ خود ایک گوشے سے کھڑی یہ سب تماشہ دیکھ رہی ہے اور ہنس رہی ہے الحاصل اب کھانا نکل نکل کر براتیون کے واسطے جانے لگا کیونکہ ملکہ نے قبل سے یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ آج کھانا سب یہین کھائین غرضکہ جب سب کھانا کھا چکے تو یہان رسم شروع ہوئی اور وہان براتی فرش پر لیٹ لیٹ کر رہے ہیں یہان محلدار نے ترنج خوشبودار سینے پر دولھا کے مارا یہ علامت عقد ہو جانے کی تھی لیکن ترنج بیٹھتے ہی بو لقۂ بیہوشی اثر تا ہے خونخوار کو چکر آیا محلدار نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ باش اے قرمساق ہوشیار ہو کہ منم عمرو دیکھ کسی کی معشوقہ کو لے بھاگنے کا نتیجہ ہوتا ہے خونخوار پڑا ہنستا ہے کہ سنبھلے بھلا بیہوشی اُسے کب سنبھلنے دیتی ہے جیسے ہی اُٹھا

لڑکھڑا کر دھم سے گرا گرتے ہی عمرو نے خنجر مار کر سر کاٹ ڈالا لاشہ اسکا پھڑکنے لگا زمین کو زلزلہ
ہوا ابر فنباری آتشباری ہونے لگی اور عمرو چھپتا کر باہر آیا دیکھا کر باقی سب خواب مرگ مین ہین
باطنیان تمام سب کو خنجر سے ذبح کر ڈالا کیونکہ بیہوشی آمیز کھانا اُنکو بھی بھیجا تھا کہانتک گذارش
کیا جائے کہ تا دیر قیامت کبری برپا رہی آتشباری و بر فنباری ہوا کی لاشے ساحرون کے
زمین پر تڑپ رہے تھے اور سر خاک اُڑاتے پھرتے تھے آوازین آرہی تھین کشتی مرا
نام من فلان جادو بود سب کے آخر مین آواز آئی کہ ماراجوان کشتی یعنے نام من خونخوار اژدر گیر جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو عمرو نے سر کٹے ہوے
ان سب کے مع سر خونخوار اژدر گیر لیجا کر اہل فوج کے آگے ڈالدیئے اور کہا اگر تمھین
سیدھی طرح اطاعت میری کرنا منظور ہو تو ویسی کہو اور اگر نہ منظور ہو تو ویسی کہو مین ہر طرح موجود
ہون بھلا کسکی مجال تھی جو مقابلے پر آمادہ ہوتا سب نے اطاعت قبول کی عمرو نے تخت حکومت
پر بیٹھا تاج سر پر رکھا اُسی وقت جو پہلا حکم جاری ہوا وہ مندرون کے انہدام اور مسجدون کی
بنا کا تھا آن واحد مین تمام شہر سے مندر نیست و نابود ہو گئے مسجدین بنگئین تعلیم دین اسلام
ہونے لگی سکہ بنام شاہ اسلام جاری ہوا دو چار ہی روز مین ہر طرف سے آواز اذان آتی تھی
اب عمرو نے خونخوار کے چھوٹے بھائی کو کہ سن اُسکا کوئی سات برس کا تھا اور اصل
سلطنت یہ اُسی کے باپ کی ہی خونخوار جادو کو کا اسکا تھا مگر بزور سحر حاکم بن بیٹھا تھا اُسے
قید کر لیا تھا جسوقت خونخوار مارا گیا اور یہ راز فاش ہوا عمرو نے اُسے بھی قید سے رہا کر کے
ترغیب دین اسلام کی دی اُسنے قبول کیا عمرو نے نام پوچھا اُسنے نام اپنا برجیس جادو بتلایا
عمرو نے اُسے اس تخت کا مالک کیا اور تاج شاہی اپنے ہاتھ سے سر پر رکھکے برجیس شاہ
نام مشہور کرا کے خراج معین کیا اور آپ مع ملکہ ماہ نازنیہ و ہمراہ طرف شہر ارغوانیہ کے روانہ
ہوے قبل اسکے عمرو ہمراہ توسن جادو کے آئے تھے اور اب محافہ ملکہ کا ساتھ ہی اور عمرو
پیدل جاتے ہین تیسرے روز قریب شہر ارغوانیہ کے پہونچے لیکن عمرو نے احتیاطاً صورت
اپنی تبدیل کر ڈالی تھی عمرو صحرا مین اُترے ہوے ہین شام ہو چکی ہی قصد ہی کہ صبح کو داخل شہر
ہونگے اور اس بات کی حیرت ہی کہ ابتک کوئی پیشوائی کو بھی نہ آیا بڑے تعجب کی بات ہی
کہ ارغوان شاہ اسقدر غفلت شعاری کرے بلکہ عمرو نے ملکہ سے بھی اِس بات کو بیان
کیا ملکہ نے کہا کہ آجکل زمانہ نازک ہو رہا ہی ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ باباجان اسقدر غفلت میرے
ساتھ کرتے کیونکہ وہ مجھ سے بے انتہا اُنس رکھتے ہین عمرو نے کہا کہ شاید یہ سمجھے ہون کہ عمرو
وہان جا کر مار ڈالا گیا ہوگا اسی سے باطمینان بیٹھے ہین ہنوز یہی باتین تھین کہ دیکھا سامنے سے
کچھ لوگ بھاگے چلے آتے ہین عمرو نے آگے بڑھکر اُنسے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی قریب جانے سے
معلوم ہوا کہ کوئی اسباب خانہ داری لیے ہوے ہی کوئی گٹھری بغل مین دبائے کوئی الغچی سر پر رکھے
ہی کسی کے بغل مین بچہ ہی اسباب سر پر ہی اس شان سے چلے آتے ہین عمرو نے پوچھا تو اُنھون نے
بیان کیا کہ آج تین روز سے تمام شہر ارغوانیہ کو آکر ایک ابر سیاہ نے گھیر لیا ہی اور اس ابر

سے پانی کے بدلے خنجر نیزے تیر و تفنگ چھریان کٹاریان برستی ہین اور لوگ ہلاک ہو رہے
ہین خدا بھلا کرے عمرو عیار کا کہ اُسکی بدولت ہم اِس بلا مین پھنسے ہین سب نے دین اسلام
اختیار کر کے سحر سے توبہ کر لی وہ دو چار آدمی جنھون نے سحر سے توبہ نہین کی تھی وہ سحر بھولے
ہوے ہین اور ہر چہار طرف سے وہ ابر گھیرے ہوے ہی کیا کرین کیا نہ کرین مجبور ہو کر
شہر سے کنارہ کشی اختیار کر کے بچون کو لیکر نکل بھاگے کہ جان ہی تو جہان ہی کسی جھوپڑے مین بسر
کر لینگے صحرا اس شہر سے بہتر ہے عمرو نے اُن سب سے کہا کہ آؤ تم ہمارے ساتھ چلو اور سبکو
لیے ہوے قریب خیمہ ملکہ کے آئے اور سب کو وہین بٹھا کر آپ داخل خیمہ ہوے اور تمام
ماجرا ملکہ سے بیان کیا اور کہا کہ اب تم یہین صبر کرو یہ لوگ تمھاری حفاظت کرینگے مین جا کر شہر
کی خبر لیتا ہون کہ یہ کیا معاملہ ہی ملکہ ہر چند رو کا کی مگر عمرو نے نہ مانا اور کہا کہ تمھارے باپ
پر یہ وقت سخت پڑا ہی اور اب وہ میرے بھی بزرگ ہو چکے مجھپر مدد اُنکی واجب ہی علاوہ اِسکے
ہزار ہا مسلمانون کا خون ہو رہا ہی یہ کہکر عمرو رخصت ہوے ملکہ کو روتے ہوے چھوڑا اور
ایک جانب روانہ ہوے اور چلتے وقت کہتے گئے تھے کہ اور جو لوگ شہر سے بھاگے ہوے
آئین اُنھین یہین ٹھہرا لینا الغرض عمرو جاتے جاتے قریب شہر پہونچے اور گلیم اوڑھکر داخل
شہر ہوے کہ مبادا کچھ معاملہ سحر کا ہو تو اُس سے محفوظ رہون اور تمام شہر مین پھرنا شروع کیا
جسوقت گوشۂ مغرب کی طرف پہونچے تو دیکھا کہ بستی سے الگ ایک مکان بہت بلند بنا ہوا ہی
اُسمین سے دھوان نکل رہا ہی اور وہی دھوان بلند ہو ہو کر ابر بنتا ہی اور پھیل پھیل کر تمام شہر کو گھیر لیتا
ہی عمرو نے ہر چہار طرف پھرنا شروع کیا مگر کسی طرف سے راستہ نہ پایا اُسوقت خواجہ کو نہایت
تشویش ہوئی اور زیر درخت بیٹھ رہے کہ جسوقت کوئی اِس مکان سے نکلے گا تو دیکھا جائے گا
کوئی دو پہر دن گذرا ہوگا کہ دروازہ کھلا اور ایک شخص سیاہ فام دراز قد جوگیون کی سی وضع دست پناہ
ہاتھ مین گھر سے نکلا اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا صحرا مین چلا اور لکڑیان توڑنے لگا عمرو سمجھ گیا کہ معلوم
ہوتا ہی لکڑی ہو چکی ہی بس اُسی وقت راہ مین کمند بچھائی اور خاک سے پوشیدہ کر دیا اور اوپر
سے کچھ بیہوشی چھڑک کر دو چار لکڑیان درخت سے توڑ کر وہین ڈالدین اور سر کمند کا پکڑ کر
تنہ درخت کے پیچھے کھڑے ہو رہے جسوقت وہ جوگی لکڑیان توڑ کر پلٹا اور یہانتک پہونچا
دیکھا اُسنے کہ کچھ لکڑیان اور پڑی ہین دل مین کہا کہ یہ بھی اُٹھا لو بس جیسے ہی جھکتا ہی عمرو نے
کمند کو جھٹکا دیا اُدھر تو حلقے کمند کے دست و پا مین اُلجھے اِدھر بیہوشی اُڑی وہ جوگی جھوم کر
وہین رہگیا عمرو نے پہلے ہی قتل کرنے کا قصد کیا پھر خیال ہوا کہ مبادا کوئی آفت اور اِس
مکان کے اندر ہووے یہ سوچکر اُسے تو گڈھا کھود کر وہین زندہ توپ دیا کہ مر گیا تو پیر اِسکے شور
کرینگے اور آپ اُسکی صورت بنکر مکان مین داخل ہوے دیکھا کہ ایک جوگی بڈھا بیٹھا ہوا آگ جلائی
روشن کیے ہوے کچھ اسم سحر پڑھ پڑھکر لکڑیان سلگا رہا ہی عمرو نے قریب پہونچکر لکڑیان رکھ
دین اُسنے اِشارے سے کہا کہ لکڑیان توڑ توڑ کر آگ مین ڈالے جاؤ عمرو نے لکڑیان
آگ مین ڈالنا شروع کین اور ساتھ ہی لکڑیون کے ایک آدھ سرکاری سوختہ بھی ڈال دیا

اور اپنی ناک پر فتیلہ دفع بیہوشی چڑھا لیا اب جو دھوان پیچیدہ ہوکر چلتا ہی جوگی کو چکر آیا اور چیخ مارکر
دھم سے گرا عمرو نے خنجر سے ذبح کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ تمام مکان دھوان ہوکر اُڑ گیا
ایک قیامت برپا ہوئی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مرجان جادو بود اب جو
دیکھا عمرو نے تو آسمان پر نہین ابر معلوم ہوتا ہی نہ دھوئین کا پتہ ہی مطلع صاف ہی اور مکان
کے عوض دو چار سر کنڈے گڑے ہوے ہین اُنپر نیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا ہی اور
لاش ایک چھر گدھ کی پڑی ہوئی ہی عمرو نے سر کاٹ کر ہاتھ مین لیا اور طرف قصر شاہی کے
روانہ ہوے وہان ارغوان شاہ تین روز سے مصیبت مین مبتلا تھا توسن جادو سے کہ رہا تھا کہ
کہ اسوقت مین اگر خواجہ عمرو ہوتے تو مجھپر سے یہ بلا فوراً دفع کر دیتے وہ خود نہین معلوم کس
آفت مین پھنسے ہوے ہین یقینی یہ سحر ہی مرجان جادو کا کہ وہ ایک مدت سے میرا دشمن تھا اور
قابو نہین پاتا تھا اب اُسے موقع ملا اور اُسنے دھوکے مین اسیر بلا کر لیا یہ سحر اُسکا سات روز
کا ہی ساتوین روز یہ ابر شعلے بنکر گریگا اور تمام شہر جلکر خاک ہو جائیگا ہنوز یہی باتین تھین کہ ایک
ہوائے تند چلی اور وہ ابر دھوان بنکر منتشر ہو گیا مطلع صاف نکل آیا سب نے سجدۂ شکر ادا کیے
ہر ایک کہتا تھا کہ خدا نے اس بلا سے نجات دی تھوڑا عرصہ گذرا ہوگا کہ ایک غل ہوا کہ خواجہ
عمرو ثانی آتے ہین بادشاہ بیساختہ کہ اُٹھا کہ یہ اُنھین کا کام ہی کہ جو یہ بلا ہمپر سے دفع ہوئی اتنے
مین عمرو داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ سر مرجان جادو کا ہاتھ مین ہی ارغوان شاہ نے کہا
کسوقت پر آپ پہونچے ہین نہین تو یہان لشکر کا خاتمہ ہی ہو چکا تھا ہم مین سے کوئی نہ بچتا عمرو نے کہا
کہ اس سے اور آپ سے کیا عداوت تھی ارغوان شاہ نے کہا کہ یہ مختلف البطن بھائی
میرا تھا جسوقت مین مہر ناز پرور مادر ماہ ناز پرور کو بیاہ کر لایا تو یہ اُسکو دیکھتے ہی عاشق
ہو گیا پہلے یون طالب وصل ہوا جب اُسنے مجھ سے کہدیا تو مین نے اپنے شہر سے نکلوا دیا صحرا
درصحرا پھرا کرتا تھا علم ساحری کے حاصل کرنے مین اُسنے بڑی کوشش کی کئی حملے مجھپر کیے مگر خدا میرا مجھے
بچاتا رہا اسوقت مین سب قوتین میری ٹوٹ چکی ہین آپ بھی یہان نہ تھے یہ موقع پاکر آ پڑا اور
غفلت مین اسنے حصار کھینچ دیا کہ ہم سب سحر بھول گئے مگر خیر پروردگار نے آپ کو بروقت
پہونچا یا نہین تو یہان خاتمہ ہی ہو چکا تھا ہان طلسم فصل بہار کی کیا خبر ہی عمرو نے کہا کہ بقوت
پروردگار عالم مار امین نے خونخوار جادو کو اور طلسم فصل بہار پر خزان آگئی بلکہ مین ملکہ کو
اپنے ہمراہ لیے ہوے آتا تھا قریب نالے کے پہونچا تھا کہ لوگ شہر کو چھوڑ چھاڑ کر بھاگے
ہوے چلے جاتے تھے مین پہلے تو یہ متحیر تھا کہ ابتک کوئی لینے نہ آیا پھر مجھے خیال گذرا کہ یہ
کیا معاملہ ہی جسوقت اُن لوگون سے دریافت کیا تو اسی مصیبت گذشتہ کی خبر ملی مین نے اُن
سب کو تو ملکہ کے خیمے کے گرد برائے حفاظت چھوڑا اور آپ داخل شہر ہوا جسوقت اُس
مکان کے قریب پہونچا جو شہر سے کسیقدر فاصلے پر تھا تو دھوان اُس سے بلند دیکھا الحاصل مرجان
کو مارا اب چاہیے کہ ملکہ وہان منتظر ہونگی ارغوان شاہ بیٹی کے آنے کی خبر سنکر نہایت خوش ہوا
اور امرا و وزرا کو برائے استقبال روانہ کیا وہان ملکہ منتظر بیٹھی تھی دعائین مانگ رہی تھی ناگاہ سر

کے کھولدیئے نے اور سب عورتین آمین آمین کر رہی تھین کہ سامنے سے گرد اُڑی اور امرا و وزرا تخت ارغوانیہ براے استقبال پہونچے باادب تسلیمین کین اور ملکہ کو لیکر داخل شہر ارغوانیہ ہوے ملکہ بھی محل مین داخل ہوئی وہ لڑکیان جو ملکہ کے ساتھ کی کھیلی ہوئین تھین دوڑین قدمون سے لپٹین مہر ناز پرور نے ملکہ کی بلائین لین تمام عورتین محل کی صدقے قربان گئین ارغوان شاہ نے بیٹی کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور مہر ناز پرور سے کہا کہ میرے نزدیک ملکہ کا عقد خواجہ عمرو کے ساتھ کر دینا چاہیے کہ ہمارے واسطے باعث افتخار ہی علاوہ اسکے اُنکے احسانات کا کوئی تو عوض ایسا ہو کہ جس سے وہ بھی خوش ہون مہر ناز پرور نے پسند کیا اور کہا بہت مناسب ہی غرضکہ ارغوان شاہ باہر آیا اور عمرو سے کہا کہ مین ایک شئی آپکی نذر کرتا ہون سہ گر قبول افتد زہے عز و شرف + عمرو نے کہا واہ کیا نیکی اور پوچھ پوچھ ارغوان شاہ نے گردن نیچی کر کے کہا کہ مین چاہتا ہون آپ ماہ ناز پرور کو اپنی کنیزی مین قبول فرمائین عمرو نے کہا مجھے بخوشی منظور ہی مگر مین یہ چاہتا ہون کہ ابھی اس عقد کو ملتوی رکھو کیونکہ مین سخت انتشار مین ہون کہ لشکر اسلام بلا مین پھنسا ہوا ہی جسوقت امیر ثانی ملک تمثالیہ کو فتح کر لین گے اُسوقت اُنکے سامنے یہ عقد ہو تو بہتر ہی ارغوان شاہ نے کہا نہین جہان آپ نے ایک عرض قبول کی وہان دوسری التجا بھی منظور کیجیے کہ زمانہ برا ہی جب یہ آپکی نامزد ہو جائیگی پھر کوئی خوف نہین ہی عمرو نے بھی کچھ سوچکر منظور کیا اُسیوقت سامان ہونے لگا آدھے لوگ ادھر آدھے لوگ اُدھر ہو گئے سامان شادی ہونے لگا آج مانجھا کل سانچق رسمون مہدی ترسون برات جلدی جلدی سب رسمین پوری کر دی گئین واجب ادا کر دیا آج عمرو کو اور ملکہ کو خلوت خاص میسر ہوئی ہی اور مہینون کی تمنائین مدتون کی آرزوئین جو زندانخانہ دل مین قید تھین رہا ہوئی ہین اسی شب ملکہ حاملہ ہوئی ہی اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ ذکر اسکا لعل نامہ مین آئیگا الغرض بعد تین چار روز کے عمرو نے سامان سفر درست کیا اور ملکہ سے کہا کہ اب تم اپنے مان باپ پاس رہو ہم انشاء اللہ بعد فتح ملک تمثالیہ یا تمکو تمہارے باپ سمیت وہین بلالین گے اور داخل ناموس کرینگے یا خود یہان آئینگے ملکہ رونے لگی اور یہ شعر پڑھکر چپ ہو رہی کہ سچ کسی نے کہا ہی شعر مسافر سے کوئی بھی کرتا ہی میت + مثل ہی یہ جوگی ہوے کسکے میت + افسوس کیا فلک کی تفرقہ پردازی ہی الحاصل عمرو رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا انکو تو اُس طرف جانے دیجیے کہ احوال انکا پھر تحریر کیا جائیگا اور چند کلمے داستان خواجہ نسیم ظلماتی اور شہر فریبہ کے سماعت فرمائیے

داستان آنا خواجہ نسیم ظلماتی تاجر کا شہر فریبہ سے اور بیان کرنا اُسکا وہانکی حالت اور روانہ کرنا امیر ثانی کا البرق رو کو اور قتل ہونا اُسکا پھر جانا امیر ثانی کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ کہ اب میکشون سے ہی موقوف جنگ
کرون درج اک قصۂ انتخاب پلادے اگر بادۂ لاجواب

محرران اخبار حیرت آثار و کاتبان واقعہ عجائب روزگار اس داستان کو اس طرح لکھتے ہین کہ جب امیر ثانی جنگاہ سے برج حیرانی فرودگاہ سپاہ پر آکے داخل

بارگاہ سلیمانی ہوے دربار دُربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین اپنے دنگل پر بیٹھے سرداران سپاہ موجودہ سے فرمانے لگے کہ آج بھی صدمہ سخت دلپر اُٹھایا رستم ثانی وغیرہ کو میدان جنگ مین نہ پایا نہین معلوم کون اُنکو لیگیا سرداروں نے عرض کیا واقعی جاے حیرت ہو کہ شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ تاریکی مین آندھی سیاہ کی غائب ہوگئے کچھ حال ابتک اُنکا معلوم نہوا گو ایسے بہادرون کے گم ہو جانے کا اور اُنکی مفارقت کا صدمہ جانکاہ ہو مگر چندان رنج وغم نہ کیجیے حق تعالی چاہے گا تو پھر وہ سب بہادر آپسے ملین گے ابھی سرداران لشکر امیر ثانی سے یہ عرض کر رہے تھے امیر ثانی اشکبار تھے بادشاہ لشکر اسلام بھی محزون تھے ناگاہ عدیل بن عمادی نے روبرو آکے عرض کیا کہ ای امیر باتوقیر اسوقت خواجہ نسیم ظلماتی کہ تاجر ہو اور اکثر حضور کی خدمت مین حاضر ہوا ہو دربارگاہ پر آیا ہو امیدوار باریابی ہو امیر ثانی نے باشارۂ بادشاہ لشکر اسلام ارشاد کیا کہ اگر خواجہ نسیم ظلماتی آیا ہو تو اُسے ہمارے روبرو لاؤ وہ مرد معقول ہو عدیل نے یہ سنکے دربارگاہ پر جاکے خواجہ مذکور سے کہا چلو امیر ثانی تمکو بلاتے ہین وہ ہمراہ عدیل بن عادی کے روبرو بادشاہ موصوف و امیر ثانی کے گیا موافق قاعدہ آداب وتسلیم بجالایا امیر ثانی و بادشاہ ذیجاہ نے سلام اُسکا لیکے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ بیٹھا بعد ایک لمحہ کے غور کر کے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بارگاہ سلیمانی مین بہت سے دنگل خالی ہین غاشیے اُنپر پڑے ہین صاحبان قوت و زور اُنپر بیٹھے ہوے نہین ہین امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام و سرداران باقی ماندہ جو دربار مین بیٹھے ہین سب محزون و غمگین ہین ہر ایک سردار صدمے و اداب بادشاہ سے سر جھکائے بیٹھا ہو یہ حال دیکھکر متردد ہو کر پوچھا ای امیر عالی جاہ فلک بارگاہ باعث آپ کے محزون ہونیکا کیا ہو اور اسقدر دنگل خالی کیون ہین صاحب ان دنگلون کے کہان ہین اگر مناسب ہو تو بیان کیجیے امیر ثانی نے آہ سرد کر کے کہا ای خواجہ نسیم ظلماتی آگاہ ہو کہ فی زمانہ ہم یہان برسے مقابلہ و مجادلہ تمثال آئینہ رو کے آئے ہین لڑائیان ہو چکی ہین ہزارہا بندگان خدا قتل ہو چکے ہین مالک و صاحب ان دنگلون کے یہین لڑائیون مین ہنگام جنگ غائب ہو گئے ہین فی الحال شاہزادہ رستم ثانی اور مالک ثانی اور لندھور ثانی اور سلطان گوہر کلاہ وغیرہ لڑائی مین غائب ہو گئے ہین نہین معلوم کون عدو اُنکو لیگیا ہو یہ بھی نہین معلوم کہان لیگیا ہو قید اُنکو کیا ہو یا قتل کیا ہو یہی سبب ہم سب کے محزون و غمگین ہونے کا ہو آجکل کفار جو ہمسے لڑتے ہین شادمان ہین ہمکو صدمہ ہے تمثال آئینہ رو نہین معلوم کس فکر مین ہو طبل جنگ نہین بجواتا ہو لاجوربد شاہ و صلصال بھی خوش ہین یہ بھی آمادۂ جنگ نہین ہوتے ہین طبل جنگ نہین بجواتے ہین ہم نہایت متردد و پریشان خاطر و غمگین ہین ایسے حال مین تم یہان آئے ہو مال و اسباب تمسے کیا خریدین یہ کہکے کہا ای خواجہ نسیم اسوقت طبیعت ہماری بہلاؤ جو کچھ تمنے اپنے سفر مین عجائب و غرائب دیکھے ہون اُنھین بیان کرو اُسنے عرض کیا ای امیر ثانی مین ابکی مرتبہ راہ دریا سے شہر فریبنہ مین مال و اسباب بہت سا لیکر براے تجارت گیا تھا جب اُس شہر مین پہونچا اہل شہر سے معلوم ہوا کہ نام یہان کے بادشاہ کا فریب دانا ہو اور وزیر اعظم بادشاہ مذکور کا مسمی بہ شمس ہو ابھی یہ خاکسار اہل شہر سے

نام شاہ و وزیر کے دریافت کر رہا تھا کہ فریب دانا نے میرے آنے سے باخبر ہو کے اپنے
وزیر اعظم شمس کو بھیجا وہ بخدم وحشم آ کے مجکو ہمراہ اپنے ایک مکان وسیع مین لیگیا اور بخاطر و مدارات
پیش آیا شب کو یہ کمترین اُس مکان وسیع مین بصد راحت رہا صبح کو فریب دانا نے مجکو اپنے
دربار مین طلب کیا وزیر شمس مجکو روبرو بادشاہ مذکور کے لیگیا مین نے دربار مین جا کے پہلے اہل
دربار کو دیکھا آراستگی دربار پر نظر کی واقعی دربار کو خوب آراستہ پایا بادشاہ کو بالاے تخت دیکھکر
مین نے سلام کیا اُسنے سلام لیکر ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ کیا مین حسب الحکم شاہ مذکور بیٹھ گیا
بعد تھوڑی دیر کے کئی سو کشتیان جو ہمراہ اپنے لیگیا تھا روبرو بادشاہ کے پیش کین اُسنے
تمام جواہرات و مال و اسباب جو اُن کشتیون مین تھا دیکھکر پسند کر کے کہا یہ سب مال و اسباب
ہمنے پسند کیا ہو فرد موافق قیمت مال و اسباب کے دیجائیگی یہ سُنکے مین خوش ہوا شاہ نے
وہ کشتیان کوٹھے مین داخل کرائین مین تھوڑی دیر تک دربار مین بیٹھکر شاہ سے رخصت ہو کر
اُسی مکان مین آیا جسمین فرودگش تھا بعد کئی روز کے یوم پنجشنبہ دیکھا مین نے کہ خاص و عام گروہ
گروہ لباس نفیس و صاف پہنے ہوے ایک جانب چلے جاتے ہین سواری بادشاہ کی بھی
بخدم وحشم اُسی سمت جاتی ہی غرضکہ جملہ اعلے ادنی اُس شہر کے گروہ گروہ اُسی طرف بصد شوق
شادان و خندان چلے جاتے ہین مین نے متحیر و متعجب ہو کے ایک شخص سے پوچھا کہ آج کیا
کوئی عید ہی یا کوئی میلہ ہی یا کوئی جلسہ ہی کہ جملہ خاص و عام اُس جانب چلے جاتے ہین اُسنے
مجھ سے کہا شاید تم اِس شہر مین تازہ وارد ہو یہان کی حالت سے آگاہ نہین ہو یہان کے لوگ
مذاہب مختلف رکھتے ہین لوگ ہمیشہ ہر ایک مذہب کے آدمی گروہ گروہ واسطے پرستش اور
زیارت اور طلب حاجت کے واسطے سوے قبرستان مجمع الزوار جاتے ہین اور جو گروہ جسن
قبر کی پرستش کرتا ہے وہ اُسی کی قبر پر جاتا ہے بعد پرستش حاجت اپنی طلب کرتا ہی صبح سے
تا شام قبرستان مذکور مین مجمع خاص و عام رہتا ہی وقت شب تمام مردم قبرستان سے اپنے
مکانون مین آتے ہین بہت سے آدمیون کی مرادین آتی ہین اکثر کی حاجتین برنہین آتی ہین
اِس شہر مین ساٹھ مذہب کے لوگ رہتے ہین اُسی قبرستان مین بھی علحدہ علحدہ ساٹھ ہی قبرین
ہین اگر تمہارا دل چاہے تو اُسی قبرستان مین جا کے اپنی آنکھون سے جو ہمنے کہا ہی دیکھ لو مگر کوئی
کلمہ خلاف طبع کسی گروہ کے اپنی زبان پہ جاری نہ کرنا کیونکہ بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تم مذہب اسلام
رکھتے ہو یہ کہکے وہ شخص خاموش ہوا مین نے اُس سے تمام حال سُنکے کہا نہایت اشتیاق ہی کہ اُس
قبرستان کی سیر کرون تمہارے ساتھ چلون اُسنے کہا کیا مضائقہ ہو ای امیر بالتوقیر یہ نزدیکی اُسی وقت
اُس شخص کے ساتھ جانب قبرستان مجمع الزوار روانہ ہوا بعد قطع راہ جب قریب تر اُس گورستان
کے پہونچا دیکھا قبرستان مین بڑی تیاری ہی نہایت تکلف سے قبرستان کو آراستہ کیا ہی وہ قبرستان
کیا ہی گویا ایک باغ پر بہار ہی ہزارہا طرح کے گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین مولسری کے درخت
بہ نسبت اشجار میوہ دار کے زیادہ ہین چونکہ وہ قبرستان نہایت وسیع ہی بہت سے جا بجا انواع و
اقسام کے پہولون کے چمن گرد اُن قبور کے ہین ہر ایک قبر پر علاوہ چادر گل کے انواع و اقسام سے

پارچہ نفیس وگران قیمت کی چادرین پڑی ہین اور بالاے قبور زمگیرہ رنگارنگ بصد تکلف استادہ ہین کسی قبر پر اگر سوز رکھے ہین نہین اگر سوزان ہر دھوان اُٹھ رہا ہر خوشبو اُسکی تمام قبرستان مین پھیلی ہر کہین لوبان سلگتا ہر اسی طرح ہر ایک قبر کی جداگانہ بہار ہی ہر اور جداگانہ مجمر مین کسی خوشبودار شی کا بخور ہو رہا ہر شامیانے اُن قبور کے جداگانہ ہین کوئی طلائی کوئی نقرئی کوئی مسی کوئی آہنی کوئی چوبی وغیرہ ہر اور ہر ایک قبر پر سامان روشنی کا بھی ہر جھاڑ کنول وغیرہ رنگارنگ ہین تھیان موم و کافوری اُنمین ہین زیر زمگیرہ ہر ایک قبر پر مردم کا جماوڑ ہر کوئی شخص کسی قبر کو سجدہ کر کے کہتا ہر کہ میری حاجت یہ ہر کہ اسی سال مین فرزند نرینہ پیدا ہو نسل میری اُس سے بڑھے کوئی طلب رزق کے واسطے قریب کسی قبر کے گڑ یان ہر کوئی نوجوان واسطے وصل اپنی محبوبہ کے کسی قبر سے لپٹ کے دعا کرتا ہر کوئی عورت کسی قبر سے شکم اپنا مس کر کے کہتی ہر میری آرزو یہ ہر کہ اسی سال مین میرے یہان لڑکا خوبصورت پیدا ہو کر زندہ رہے عمر اُسکی دراز ہو کوئی عورت کسی قبر کو بادب چوم کے رو کر کہتی ہر ای پیر وبزرگ ہمارے آپ خوب آگاہ ہین کہ شوہر میرا مجھے منہ نہین لگاتا ہے اپنے وصل سے ترساتا ہر زندگی بے لطف رنج مین بسر ہوتی ہر آپ اُسکے دل کو میری طرف متوجہ کر دیجیے مجھے وہ پیار کرنے لگے عاشق میرا ہو جائے سوا میرے کسی عورت سے بات نہ کرے غرضکہ اسی طرح ہر ایک مرد اور عورت اپنی اپنی حاجت اور مراد ہر ایک قبر سے جس صاحب قبر کو مانتے ہین طلب کر رہے ہین ہزارہا آدمی قبرستان مین بعد گرد پھرنے اور نذر دینے اور سجدہ کرنے اور مراد مانگنے کے قبرستان سے نکل کے آتے ہین اور صدہا جاتے ہین باہر اُس قبرستان کے میدان لق ودق مین کثرت مردم بحد ہر ہر قسم کے دوکاندار موجود ہین دوکانین لگائے بیٹھے ہین خریدارون کا ہجوم ہر لاکھون روپیہ کا مال واسباب واشیاے خوردنی دلخواہ پسند نئی بک رہے ہین ایک میلہ بہت بڑا ہے کوسون آدمی ہی آدمی نظر آتے ہین بعد دیکھنے اس سیر کے مین بھی داخل قبرستان ہوا تا دیر قبرستان مین رہا ہر ایک قبر کے قریب گیا ماننے والون اُن قبر کے حالت دیکھی اور گفتگو سُنی از حد حیرت ہوئی پھر مین اُس شخص کے ہمراہ وہان سے اپنی قیامگاہ پر آیا بعد کئی روز کے حسب الطلب دربار بادشاہ مین گیا قیمت اسباب مال وجواہرات کی شاہ مذکور نے عنایت کی بعدہ مجھ سے پوچھا کہ قبل ہمارے ملک کے تو نے اور بھی کوئی ملک آباد دیکھا ہر اور جو عجائب وغرائب تو نے ہمارے ملک مین دیکھے ہین ایسے اور بھی کہین دیکھے ہین مین نے عرض کیا فدوی نے تمام زندگی اپنی تجارت وسیاحی مین بسر کی ہر ہزارہا ملک وجزائر مین اتفاق جانے کا ہوا ہر برخلاف آبادی کے حضور کے ملک مین قبرستان مجمع الانوار مین قبور کی پرستش کرتے مردم کو جسطرح دیکھا ہر اسطرح کہین نہین دیکھا اور جسقدر مذاہب کے آدمی حضور کے ملک مین نظر آئے کہین نہین دیکھے یہ کیفیت فدوی نے کہین بھی دیکھی نہین ہر عجب مذہب بد کے مردم حضور کے ملک مین ہین کہ قبور کی پرستش کرتے ہین حضور کے باب مین کچھ عرض نہین کرتا ہون شاہ نے جواب دیا ہم متلاشی ایسے عالم کے ہین کہ جو بدلائل قوی ہمکو قائل کر کے ہدایت دین حق کی کرے راہ راست ہمین دکھائے اُسوقت

مع اپنے ساکنان شہر فریبیہ کے پرستش قبور کی ترک کرین یہ سُنکے رخصت ہوکے روانہ ہوا بعد قطع راہ
دور و دراز یہان آیا اگر حضور وہان جائین اور وہانکے بادشاہ وغیرہ کو ہدایت کرین تو یقین ہی کہ سب راہ
راست پر آئین امیر ثانی نے جوابدیا ہم واسطے ہدایت کے وہان ضرور جائینگے مگر یہان تمثال آئینہ روسے
مقابلہ ومجادلہ ہی مجبوری سے جانہین سکتے ہین ابھی امیر ثانی یہ کہ رہے تھے کہ یکایک اکبر برق رو پسر
اسد غازی نے اپنے دنگل سے اُٹھکے دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اگر حکم ہو تو یہ فدوی شہر فریبیہ
مین جاکے فریب دانا وہان کے بادشاہ کو ہدایت کرکے مسلمان کرے امیر ثانی نے اُسکو اِس
کار خیر کے کرنے پر آمادہ دیکھکر مانع ہونا مناسب نہجانکر اجازت جانے کی دی وہ بہادر سب سے رخصت
ہوکر ہمراہ چند آدمیون کے جانب شہر فریبیہ روانہ ہوا بعد جانے پسر اسد غازی کے خواجہ نسیم طلماتی
بھی امیر ثانی سے رخصت ہوکے ایک جانب گیا اکبر برق رو بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز قریب
شہر فریبیہ پہونچا ہرکارون نے خدمت مین فریب دانا کے جاکے عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ
ایک نوجوان خوبصورت مسلمان ہمراہ چند اشخاص کے راہ دور و دراز سے ادھر آتا ہی ہمخوارون کو معلوم
ہوا ہی کہ وہ واسطے ہدایت کرنے کے یہان آتا ہی شاہ مذکور نے یہ خبر سُنکے اپنے وزیر اعظم مسمی شمس کو اُسیوقت
واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کیا وزیر ہمراہ بہت سے امرا کے گیا اور دروازہ شہر سے اکبر برق رو
کو بصد تعظیم وشوق دربار بادشاہ مین لایا بہادر موصوف نے آکے دیکھا کہ دربار خوب آراستہ ہی صدہا
امرا حکما مانند پہلوان وسرداران لشکر علی قدر مراتب دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی
یہ دیکھکر باواز بلند جملہ اہل دربار پر سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر بادشاہ نے نیم قد تخت سے اُٹھکر
تعظیم کرکے قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر اکبر برق روکو بٹھایا اور اُسکے ہمراہیون کو بھی دربار مین بیٹھنے
کی اجازت دی وہ بھی علی قدر مراتب بیٹھے اُسوقت شاہ مذکور نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی شراب کی مع شیشہ
وساغر لایا شیشہ سے شراب جام بلورین مین بھر کے موافق اشارہ بادشاہ روبروے اکبر برق رو کے لیگیا جام
دینے لگا اکبر برق رو نے کہا مین ابھی شراب نہ پیونگا تاوقتیکہ یہان کے تمام آدمیونکو مسلمان نہ کرلونگا ساقی
یہ سُنکے بادشاہ کیطرف دیکھنے لگا شاہ نے کہا اگر یہ جوان شراب سے انکار کرتا ہی تو نہ پلا ہمکو اِسکی خوشی خاطر
منظور ہی اب ہمکو اور ہمارے اہل دربار کو شراب پلا ساقی کار بند ہوا جب سبکو شراب پلا چکا کشتی اُٹھا
کے دربار سے چلا گیا بعد جانے ساقی مذکور کے وقت برخاست دربار اپنے وزیر اعظم شمس سے کہا
اِس جوان کو ہمراہ اپنے لیجا ہمارے مکانات سے ایک مکان مین اُسکو لیجاکے دعوت وضیافت
اُسکی کر خاطرداری ومہمان نوازی سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کر وزیر نے حسب ارشاد بادشاہ عمل کیا
بعد کئی روز کے ایک روز اپنے دربار مین اپنے تمامی شہر کے علما واکابرین کو طلب کیا بعد اُنکے آنے کے
اکبر برق رو کو بلاکر قریب اپنے تخت کے بٹھاکر کہا ہمنے سُنا ہی کہ تم واسطے ہماری ہدایت کے یہان آئے
ہو ہم بھی چاہتے ہین کہ آج اِس منبر پر جاکر وعظ وپند سے راہ دین حق دکھاؤ اور ہمارے علما اور ہمسے بحث
کرکے اپنی تقریر دلپذیر سے ہمین قائل کرو اگر ہم اور علماے دین ہمارے قائل ہوجائینگے دین تمہارا
اختیار کرینگے ورنہ اپنے ہی دین پر ثابت قدم رہین گے اکبر برق رو نے جوابدیا ہمین وعظ وپند ورہنمائی
مین کوئی عذر نہین ہی ہم محض اِسیواسطے یہان آئے ہین شاہ نے یہ سُنکے کہا اچھا اِس منبر پر جاؤ اور ہم سبکو

بدلائل و براہین راہ دین حق دکھاؤ اکبر برق رو فی الفور بالائے منبر گیا وعظ و پند و رہنمائی و بحث سے شاہ
مذکور وغیرہ کو قائل کر کے کلمہ پڑھا کے مسلمان کیا پھر منبر پر سے اُتر کے دنگل پر بیٹھا بادشاہ بہت خوش
ہو کر اکبر برق رو سے کہنے لگا قبل اسکے مین گمراہ تھا آج تمھاری رہنمائی سے راہ راست پر آیا تمنے بڑا
احسان کیا اب عقائد دین اور مسائل شرعیہ بھی تعلیم کرو اکبر برق رو نے موافق ضرورت مسائل دین تعلیم
کیے اور کہا کہ ابتک شریعت ابراہیمی پر ہم ثابت قدم ہین اور آپکو بھی ہدایت کرتے ہین کہ بعد قائل ہونے
وحدانیت خدا کے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا نبی جانیے لیکن اب شریعت ابراہیمی موقوف وختم
ہونیوالی ہی پیغمبر آخر الزمان پیدا ہونیوالے ہین کتب سماوی و اکثر صحف سے ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر آخر الزمان
افضل انبیا ہون گے اور جامع معجزات ہونگے معجزۂ شق القمر بھی وہی جناب دکھائینگے نام اُنکا محمد ہوگا رسالت
و نبوت اوپر اُنکے ختم ہوگی لہذا جب وہ جناب پیدا ہوکے ہدایت دین حق کرین تو اُنکی نبوت و رسالت
پر شک ہرگز نہ کرنا اپنا نبی اور رسول خدا اُنکو جاننا اسی طرح اور بھی کچھ باتین ہدایت آمیز کہین بادشاہ نے بصد
شوق مصافحہ کیا ہاتھ اکبر برق رو کے چومکر اپنی آنکھون سے لگائے پھر سب نے بعد مصافحہ دست بوسی
اکبر برق رو کے رتبہ اپنا بڑھایا اُسی روز فریب دانا نے منادی کو حکم دیا کہ ہمارے شہر کے ہر کوچہ و
بازار مین جا کے خاص و عام کو اِس ہمارے حکم سے اطلاع دی کہ اب سب قبور پرستی چھوڑکر کلمہ پڑھکر
مسلمان ہون جو کوئی مسلمان نہوگا وہ قتل کیا جائیگا منادی نے تعمیل حکم بادشاہ کی ہر ایک مرد و زن
نے کلمہ پڑھا سب خاص و عام مسلمان ہوے حکم بادشاہ سے مساجد بنولنے لگے جب تمام مرد و زن
مسلمان ہو چکے اور چند روز گذر چکے اکبر برق رو نے فریب دانا سے کہا اب مین اپنے لشکر مین جاؤنگا
لہذا مجکو رخصت کیجیے شاہ نے جواب دیا ابھی مین آپکو رخصت نہ کرونگا ہان بعد دو چار روز کے جو
منظور ہو کیا جائیگا یا تو آپکو رخصت کرونگا یا رخصت نہ کرونگا اکبر برق رو یہ سُنکے خاموش رہا شاہ مذکور
نے روز دیگر تخلیہ مین جملہ اکابرین شہر کو بلا کے اُنسے کہا کہ اکبر برق رو جسنے ہمکو مسلمان کیا اور ہمکو راہ
دین حق دکھائی ہی جانیوالا ہی مجھ سے رخصت طلب ہی مین نے تمکو محض اِسواسطے طلب کیا ہی کہ درباب
اکبر برق رو مشورہ کرون اور تمسے پوچھون کہ آیا ایسے شخص کو جسنے ہم سب کو مسلمان کیا ہی اپنے پاس
سے جدا کرین یا نہ جدا کرین سب نے بعد فکر و غور کے عرض کیا ای بادشاہ ایسے شخص جنتی کو رخصت
کرنا اچھا نہین ہی ہمارے نزدیک وہ برکت کا باعث ہی اور اہل بہشت سے ہی اور متبرک ہی
گوشت و پوست ایسے برگزیدۂ باری کا لائق اِسکے ہی کہ ترک جان کے ہم سب کھا جائین تاکہ وہ جزو تن
ہو جائے اور اُسکے جزو تن ہونے سے ہم سب پر آتش دوزخ حرام ہو جائے یقینی جنتی ہو جائین
اگر ای بادشاہ ہماری رائے پر عمل کرنا منظور ہو تو اکبر برق رو کو بیہوش کر کے گرفتار کر کے قتل کرا
بعد ازان گوشت اُسکا ذرا ذرا سا تمامی شہر کے مرد و زن پر تقسیم کرا تا کہ سب گوشت اُسکا کھا کے یقینی
جنتی ہو جائین بعد مرگ سیدھے بہشت مین جائین بادشاہ مذکور نے اُنکی تقریر سُنکے نادانی و
جہالت سے اُنکی رائے کو بہت پسند کیا اور کہا تم لوگ سچ کہتے ہو یہ شخص اہل بہشت سے ہی جو گوشت
اِسکا کھائیگا وہ بھی اہل جنت سے ضرور ہو جائیگا یہ کہکے سبکو رخصت کیا اور اکبر برق رو کو طلب کر کے
آج ہمارا دل چاہتا ہی کہ طعام ہمارے ساتھ تناول کرو دعوت قبول کرو اکبر برق رو نے قبول کیا

دعوت سے انکار نہ کیا نہ کچھ اندیشہ کیا چونکہ زمانۂ اجل قریب آ گیا تھا کچھ بھی اِس بارے مین فکر نہ کی
کہ بعد اِتنے دنون کے آج بادشاہ اپنے ساتھ مجھے کھانا کھانیکو کیون کہتا ہی اِسکا کیا سبب ہے
غرضکہ بہادر مذکور نے نزدیکی اجل کے سبب سے نادان ہو کے اقرار کیا کہ مین آپ ہی کے ساتھ آج
کھانا کھاؤنگا دعوت قبول کی بادشاہ نے بعد تھوڑی دیر کے وقت شام خاصہ طلب کیا جب طعام لذیذ
وخوش ذائقہ ظروف مین دسترخوان پر رکھا گیا اور اکبر برق رو بھی دسترخوان پر بیٹھا شاہ نے وہ طعام
جو بیہوشی آمیز تھا روبرو اُسکے رکھا وہ طعام بیہوشی آمیز کھا کے بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہوا اُسوقت
حکم بادشاہ سے ملازمون نے طوق وزنجیر مین اُسے گرفتار کیا تاکہ یہ جوان قوی بازو حالت گرفتاری
مین مجبور ہو کے قتل ہو جائے بعد گرفتار ہونے اکبر برق رو کے وقت سحر شاہ نے جلاد کو طلب کر کے
کہا کہ اکبر برق رو کو لیجا کر قتل کر وہ نابکار بہادر مذکور کو کشان کشان لیچلا اُسوقت خبر قتل اکبر برق رو سے
تمامی مرد و زن شہر کے جمع ہوئے بادشاہ بھی بمقام قتل گیا وہ لوگ جو ساتھ اکبر برق رو کے آئے تھے
وہ بھی نالان وگریان ساتھ ساتھ اکبر برق رو کے چلے اور روکر اکبر برق رو سے کہنے لگے کہ ہم چند
آدمی بادشاہ اور اُسکے لشکر گران سے کیا لڑ سکتے ہین آپکو رہا کیونکر کر سکتے ہین مجبور ہین کچھ ہمارا بس
نہین چلتا ہی اکبر برق رو نے اُنھین روکر جواب دیا یا رو تم میری اعانت وحمایت نہ کرو واقعی تمہاری
اعانت سے کیا ہوگا تم مجبور ہو نہ کر سکو گے ضرور قتل ہو جاؤ گے مین چاہتا ہون کہ تم سب بعد میرے قتل
ہونے کے خدمت امیر ثانی مین جاکے میرے حال سے اُنھین آگاہ کرنا اور میرے بزرگون
اور دوستون کو میری جانب سے تسلیم وسلام کہدینا اور یہ بھی ضرور کہنا کہ اکبر برق رو عجب بیکسی سے
قتل ہوا آپ سب صاحبون کی حسرت دیدار دل مین لیکر دنیا سے گیا آپ حضرات کچھ رنج وملال نہ کیجیے گا
بعوض صدمہ والم گاہ گاہ ہدیۂ ثواب سورۂ فاتحہ سے میری روح کو شادمان کیا کیجیے گا اور اگر کبھی اِسطرف
آنیکا اتفاق ہو تو میری قبر پر ضرور آئیگا بالین قبر بیٹھکر سورۂ فاتحہ پڑھکر ثواب اُسکا مجھے بخشیے گا کیونکہ
مین عاصی ہون طالب ثواب وحسنات ہون افسوس کیا مقدر نے بدی کی کہ فریب دانا کے ساتھ مین نے
نیکی کی ہدایت کر کے اُسے مسلمان کیا اُسنے بعوض نیکی بدی کی یہ امید دشمنی اُس سے نہ تھی اور میرے والد
ماجد کو جا کے امر صبر کرنا اُنسے میری جانب سے کہنا کہ اِس خادم وفدوی کے الم مین زیادہ نالہ وبکا نہ کیجیے گا
الحاصل اکبر برق رو ایسی ہی تقریر اپنے ہمراہیان مذکور سے کرتا ہوا جانب قتلگاہ جاتا تھا ہمراہیان مذکور
اُسکی تقریر کو سُنکے بے اختیار روتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ جو کچھ آپنے کہا ہی ہم حرف بحرف امیر
ثانی اور آپ کے والد وغیرہ سے جاکے کہدینگے اور ایک راوی نے یون بھی بیان کیا ہی
کہ فریب دانا نے طعام بیہوشی اکبر برق رو اور اُسکے ہمراہیون کو کھلا کے سبکو بیہوش کیا تھا اور واسطے
قتل کے بھیجا تھا لیکن کچھ خیال کر کے فقط اکبر برق رو کو قتل کیواسطے حکم دیا تھا اور اُسکے ہمراہیون کو طوق
وزنجیر مین گرفتار کیا تھا اور وقت قتل اکبر برق رو ہمراہی اُسکے سامنے تھے غرض جلاد اکبر برق رو کو بمقام
قتل لیگیا اور جب تین حکم بادشاہ کے واسطے قتل کرنیکے آچکے اُسوقت اُسنے موافق قاعدہ جلادون کے قتل
کیا بادشاہ شہر اور تمامی رعایا قتل بہادر مذکور سے خوش ہوئے کسیکو ملال نہ ہوا جب اکبر برق رو قتل ہو چکا
بادشاہ نے گوشت اپنے محسن کا خود بھی کھایا اور تمامی مرد و زن کو قدر سے قدر سے دیا ہڈیان ایک جگہ

دفن کرادین قبر پختہ بنوادی گنبد بھی بالاے قبر بنوادیا اور معمول اپنا بروز پنجشنبہ فاتحہ خوانی کا کیا بعدہ
ہمراہیان اکبر برق رو کو قید سے رہا کیا وہ نالان وگریان جانب لشکر امیر ثانی روانہ ہوے بعد
قطع راہ لشکر امیر ثانی مین آئے امیر ثانی اور اسد غازی اور تمامی سرداران لشکر سے جو کچھ اکبر برق رو نے
وقت قتل کہا تھا بیان کیا سب کو از حد صدمہ ہوا ہر ایک شخص گریان ہوا خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام و
امیر ثانی و اسد غازی کو صدمہ بہت ہوا راوی ناقل ہی کہ جسوقت ہمراہیان اکبر برق رو نے بارگاہ
سلیمانی مین آکے رو رو کے تمام حال قتل ہونے اکبر برق رو کا بیان کیا جملہ اہل بارگاہ کو غم والم ہوا
اور اسی عالم الم مین ہر ایک سردار قبضہ تلوار کا پکڑ کے کثرت غیظ سے اپنے دنگل سے باین خیال اٹھنے
لگا کہ اگر امیر ثانی ہمکو اجازت جانے کی دین تو ہم جاکے شاہ شہر فریبیہ کو اور اسکے تمامی رعایا کو تہ تیغ
کرین خصوصاً اسد غازی کا عجب حال تھا کبھی تو غم فرزند نوجوان مین ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا
کرتا تھا سرداران لشکر سمجھا کے منع کرتے تھے گاہ تلوار پکڑ کے اپنے دنگل سے ارادہ اٹھنے کا کرتا
تھا اور امیر ثانی سے رو کر کہتا تھا اے امیر با توقیر فرزند میرا فریب دانا بادشاہ شہر فریبیہ کے حکم
سے قتل ہوا ہی مجھے زندہ رہنا بعد اسکے ناگوار ہی امیدوار ہون کہ اجازت جانے کی دیجیے تاکہ وہان جا
شاہ مذکور وغیرہ کو قتل کرون انتقام خون ناحق اپنے فرزند کا لون بادشاہ مذکور سے لڑ کر مر جاؤن قبر
میری بھی میرے پسر کے برابر بنے امیر ثانی نے فرمایا اے اسد غازی صبر کرو جو ہونیوالا تھا وہ
ہوا جانا تمہارا وہان اچھا نہین ہی مین تمھین اجازت جانے کی نہ دونگا بلکہ کسی سردار لشکر کو اس طرف
جانے نہ دونگا خود ہی جاؤنگا یہ سنکے اسد غازی وغیرہ جملہ سرداران سپاہ جو اسوقت بارگاہ
مین بیٹھے تھے تقریر امیر ثانی کو سنکے مجبور ہوکے اپنے عزم سے باز رہے امیر ثانی اسیوقت
اجازت بادشاہ لشکر اسلام سے لیکر مرکب پر سوار ہوکے صرف خضران بن عمرو کو ہمراہ لیکے
جانب شہر فریبیہ روانہ ہوے بعد قطع راہ جب در شہر فریبیہ پر پہونچے کثرت غیظ سے نعرہ کر کے
تلوار علم کی بادشاہ شہر کو خبر امیر ثانی کے آنے کی معلوم ہوئی فی الفور ہمراہ اپنے ارکان سلطنت کے
واسطے استقبال کے آیا اور باادب تمام امیر ثانی کو سلام کر کے دست بستہ کہنے لگا اے امیر ثانی
آپنے تلوار کیون علم کی ہی مجھ سے کیا خطا ہوئی اگر بے قصور قتل کرنے کا قصد ہی تو یہ سر حاضر ہی
بسم اللہ تلوار لگائیے مجھے قتل کیجیے امیر ثانی نے اسکی اس تقریر سے ہاتھ کو روک کر کہا کہ اے
فریب دانا تمنے یہ کیا مکر و فریب کیا کہ اکبر برق رو ایسے اپنے محسن کو بمکر طعام بیہوشی آمیز کھلا کے
بیہوش کر کے بیجا قتل کیا ہم عوض اسکے خون ناحق کا لینے کو آئے ہین نہین جواب صاف ہمارے سوال
کا دو اسنے عرض کیا اے امیر ثانی مین نے اکبر برق رو کو از راہ دشمنی قتل نہین کیا ہی بلکہ واسطے اپنی
بخشش کے قتل کیا ہی اور گوشت اسکا کھایا ہی تاکہ گوشت ایسے شخص متبرک و اہل جنت کا میرے جزو
تن ہو جائے اور مین بھی اہل جنت سے ہو جاؤن مجھے منظور نہوا اور اہل شہر کو بھی یہ ناگوار ہوا کہ جو شخص
ہدایت کرکے مسلمان کرے وہ ہمارے شہر سے چلا جائے ایک برکت شہر فریبیہ سے چلی جائے اسی
وجہ سے قتل کر کے گوشت اس متبرک کا کھاتا اور استخوان اسکے دفن کر کے قبر بنوادی ہی فاتحہ خوانی
کیا کرتا ہون ہمیشہ کو واسطے زیارت تربت اکبر برق رو کے ضرور جاتا ہون اب مین کافر نہین ہون

اہل اسلام سے ہون اور تمامی رعایا میری سب مسلمان ہی جو امر واقعی و صحیح تھا مین نے عرض کیا ہی اب
آپ کو اختیار ہی میرے حق مین جو چاہے کیجیے امیر ثانی نے جواب دیا تمنے نہایت نادانی و بیوقوفی
کی اہل جنت ہونے کے خیال سے اکبر برق رو کو قتل کر کے گوشت اُسکا کھایا سخت نادانی اور جہالت
کی کوئی بیوقوف بھی ایسی حرکت نامعقول اور ایسا گناہ کبیرہ نہین کرتا ہی افسوس مجبور ہون کہ تم اب
اہل اسلام ہو اور جہالت سے تمسے یہ فعل سرزد ہوا ہی اگر تم کافر ہوتے اور ازراہ دشمنی اکبر برق رو
کو قتل کرتے تو ابھی ہم تمکو تہ تیغ کرتے شہر کو تمھارے تباہ و برباد کرتے کسی کو اہل شہر سے زندہ
نہ رکھتے یہ کہکے یاد اکبر برق رو مین آبدیدہ ہوے پھر پوچھا قبر اُسکی کہان ہی اُسنے عرض کیا مین نے
قریب اپنے قصر کے قبر اُس محسن کی بنوائی ہی اب ایک باغ گرد قبر ہی چلیے دیکھیے سورۂ فاتحہ
قبر پر پڑھیے یہ کہکے امیر ثانی کو اپنے ہمراہ لیکے چلا بعد قطع راہ اُس باغ نو تعمیر مین پہونچا امیر ثانی
نے دیکھا کہ باغ پر بہار ہی ہر طرف چمن گلہاے رنگا رنگ کے ہین درختان میوہ دار بھی اکثر
ہین درمیان چمن ہاے رنگارنگ کے مقبرہ ہی اندر مقبرہ کے قبر اکبر برق رو کی ہی امیر ثانی
قبر کو دیکھتے ہی بے اختیار روئے پھر بیٹھکر سورۂ فاتحہ قبر پر پڑھا فریب دانا نے بھی اور اُسکے
ارکان دولت نے بھی سورۂ فاتحہ بالاے قبر پڑھا بعد فاتحہ خوانی اور گریہ و بکا کے شاہ مذکور امیر ثانی کو بصد
تعظیم و تکریم اپنے دربار مین لایا اور عرض کیا آپ تخت پر بیٹھین امیر ثانی نے قبول نہ کرکے جواب دیا
یہ تخت و تاج تمھارا تمکو مبارک ہو ہم متمنی و حریص تخت و تاج و حکومت نہین ہین فقط ترقی
و فروغ دین اسلام کے واسطے کد و کوشش کرتے ہین یہ کہکے اُسے تخت پر بٹھا کے ایک
دنگل پر کہ متصل تخت تھا بیٹھے بعد بیٹھنے کے اہل دربار کو بغور دیکھا سب کو بظاہر اچھا پایا ابھی
امیر ثانی اہل دربار کو دیکھ رہے تھے اور خضران بن عمرو ثانی بھی کہ دربار مین موجود تھا
اہل دربار کو دیکھ رہا تھا یکایک فریب دانا نے ساقیان گل رخسار کو طلب کیا وہ حسب الطلب
کشتیان شراب ناب کی مع شیشۂ و جامہاے بلورین لے کر حاضر دربار ہوے اور بعد سلام اشارہ
شاہ مذکور سے قصد شراب پلانے کا کرنے لگے اُسوقت ایک ساقی خوبرو جام شراب سے
بھر کے روبرو امیر ثانی کے لے گیا امیر ثانی نے فریب دانا سے مخاطب ہو کے فرمایا ہمکو
صدمۂ اکبر برق رو کے قتل ہونے کا ہی شراب نہ پین گے کیونکہ بادہ کشی وقت خوشی ہوتی ہی
نہ ہنگام ملال ہم اسوقت خون جگر اپنا پی رہے ہین اور پی چکے ہین حاجت بادہ خواری نہین ہی
فریب دانا نے عرض کیا واقعی آپ کو صدمہ بیحد ہوا ہی مجھ سے نادانی و جہالت مین بڑی
خطا سرزد ہوئی ہی نہایت نادم و منفعل ہون خود مقر ہون کہ مین نے اکبر برق رو کو ناحق
قتل کیا مجھے اکابر شہر کے کہنے پر عمل نہ کرنا تھا اُنکی راے سے اپنے ایسے محسن کو جسنے راہ
دین حق دکھائی جہالت و نادانی سے قتل نہ کرتا تھا امید وار ہون کہ میری خطا معاف فرمایئے
امیر ثانی نے جواب دیا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کبھی ایسی خطا نہ کرنا کسی اپنے محسن کو قتل
نہ کرنا مبتلاے خون ناحق نہو تا اُسنے عرض کیا کیا مجال جو اب ایسی تقصیر کرون یہ کہکے ساقیون
سے کہا کشتیان شراب کی اُٹھا کے لیجاؤ ہم بھی شراب نہ پین گے ساقیان غنچہ دہن کشتیان

شراب کی دربار سے لیے گئے فریب دانا امیر ثانی کی ثنا کرتا رہا اہل دربار خصوصاً وزیر
اعظم مسمی بہ شمس شاہ مذکور سے یہ عرض کرتا رہا کہ واقعی ای بادشاہ امیر ثانی لائق مدح و ثنا
ہین جو کچھ آپکی تعریف کیجائے وہ کم ہو امیر ثانی نے یہ تقریر سُنکے ارشاد کیا کیے کہ مین ایک بندۂ
گنہگار و حقیر رب جلیل کا ہون لائق مدح و ثنا نہین بعد کئی ساعت کے فریب دانا نے
باشارہ اپنے وزیر اعظم سے کچھ کہا اُسنے بایما عرض کیا فدوی حکم کی تعمیل کریگا اِس اشارہ و
ایماے شاہ و وزیر کو امیر ثانی اور خضران بن عمرو ثانی نے نہ دیکھا وزیر مذکور بعد ایک
لمحے کے دربار سے چلا گیا اور بعد ساعت کے دربار مین آیا فریب دانا سے باشارہ عرض کیا
فدوی تعمیل حکم حضور کر آیا شاہ مذکور نے اُسکے اشارہ کی تقریر سے آگاہ ہو کے باواز بلند
شمس سے کہا اے وزیر خوش تدبیر سامان دعوت و ضیافت امیر ثانی کا کر اُسنے عرض کیا بہت
بہتر یہ کہکے دربار برخاست کیا شمس امیر ثانی کو ہمراہ اپنے ایک قصر عالی شان شاہی مین
کہ نہایت فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ تھا لے گیا ہمراہ امیر ثانی کے خضران
بن عمرو بھی تھا جب امیر ثانی اور خضران بن عمرو اُس قصر عالی شان مین پہونچے شمس
مذکور نے کہ سامان دعوت امیر ثانی کیا تھا غذاہاے لطیف و خوش ذائقہ بکاول سے
طلب کر کے دسترخوان بچھوا کے ظروف پر از طعام رنگا رنگ دسترخوان پر رکھوا کے
دست بستہ عرض کیا امیدوار ہون کہ کچھ تناول کیجیے امیر ثانی نے فرمایا ہم صدمۂ اکبر برق رو
مین ہین عیش و راحت سے اور طعام لذیذ کھانے سے فی الحال کارہ ہین اُسنے عرض کیا کچھ تو
تناول کیجیے اُسکے کہنے سے امیر ثانی نے چند لقمہ اُس غذا کے کھائے جو اُسوقت دسترخوان
پر سب غذائین لذیذ و خوش ذائقہ نہ تھے بعد تناول غذاے مذکور کے امیر ثانی نے شراب
بھی نہ پی شمس نے اُس قصر مین چہار طرف ہارگلہاے خوشبو کے اپنے ملازمان و نمکخواران
شاہ سے ساتھ طریقے کے آویزان کرائے سقف و درو دیوار کو ہارون سے گل پوش
کرا دیا قصر کو خوشبو نہایت کرا دیا خوب بسا دیا پھر امیر ثانی سے عرض کیا آپ آرام فرمائین
مسہری پر تشریف لیجائین یہ شب براحت و آرام بسر کرین مین جاتا ہون یہ کہکے امیر ثانی سے
رخصت ہو کے چلا گیا امیر ثانی اور خضران بن عمرو اُسی قصر مین رہے چونکہ شمس مذکور
نے روئی اپنی سوراخہاے بینی مین رکھ کے اور تمام اُسکے ملازمون اور نمکخوارون فریب دانا
نے بھی پنبہ بینی مین رکھ کے عطر بیہوشی آمیز اُن ہار پھولون پر بکثرت لگا دیا تھا بعد جانے اُن
سب کے امیر ثانی اور خضران بن عمرو بوے عطر بیہوشی آمیز سے تھوڑی ہی دیر مین بیہوش
ہوے صبح کو وزیر شمس نے سوراخہاے بینی مین رکھ کے اپنے ملازمون سے امیر ثانی و
خضران بن عمرو ثانی کو طوق و زنجیر مین گرفتار کرایا پھر بصد خوشی ہوشیار کرا کے روبروے
فریب دانا دربار مین لایا شاہ مذکور امیر ثانی کو اسیر دیکھکر خوش ہوا اور جلاد کو طلب
کر کے حکم دیا کہ امیر ثانی اور خضران بن عمرو ثانی کو لیجا کر قتل کر سر انکے کاٹ کر میرے
روبرو لے آ جلاد نے آگے بڑھکر چاہا کہ بازو امیر ثانی کا پکڑے اور کشتان کشتان لیجائے

اُسوقت امیر ثانی اور خضران بن عمر و ثانی نے فریب دانا سے کہا ای محسن کُش
کیا عوض نیکی تیرے نزدیک بدی ہی جو تو نے حکم ہمارے قتل کا دیا ہی ہمنے تیرے ساتھ
کیا دشمنی کی ہی کہ تو ہمسے عوض اُس عداوت کا لیتا ہی او ظالم قہر و غضب خدا سے ڈر
اِس ظلم و بدعت سے باز آ ہمین قتل نہ کر اُسنے جواب دیا ای امیر ثانی تمھارا قتل کرانا ہی
میرے نزدیک مناسب ہی ہر چند تمنے کوئی خطا اور کسی طرح کی کوئی دشمنی نہین کی ہو لیکن مین
تمسے خائف ہون اکبر برق رو کو قتل کر کے تمکو صدمہ دے چکا ہون یہ صدمہ تمھارے دل
سے تا زندگی دور نہو گا جب تم مجھے دیکھوگے یا میرا خیال کروگے کہ اِسنے ہمارے لشکر
کے ایک سردار اکبر برق رو کو ناحق قتل کرایا ہی گوشت اُسکا کھایا ہی اِس سے بھی بدشمنی
پیش آنا چاہیے اور جب مین تمھین دیکھونگا یا تمھارا خیال کرونگا یہ اندیشہ ضرور رہیگا کہ ایک
روز امیر ثانی مجھ سے عوض خون اکبر برق رو کا یقینی لین گے اور مجھے بھی ضرور قتل
کرین گے لہذا ای امیر ثانی تمھارا قتل کرنا ہی میرے نزدیک بہتر و لازم ہی اور دشمنی
تمسے کر کے امید نیکی کی تمسے رکھنا خلاف عقل ہی تمنے وہ حکایت شاید نہین سنی جو عوض
دوستی دشمنی پر دال ہی امیر ثانی نے پوچھا وہ حکایت کیا ہی بیان کر اُسنے کہا ای امیر
ثانی کسی زمانہ مین ایک سازندہ مجیرہ بجانے والا اُستاد اور کامل اپنے فن مین مشہور رہتا
اور ایک فرزند اُسکا نوجوان تھا وہ بھی مجیرہ خوب بجاتا تھا ایک روز حسب اتفاق وہ
سازندہ جو اُستاد اپنے فن مین مشہور رہتا قریب اپنے مکان کے ایک باغ پر بہار مین
بیٹھا ہوا تنہا مجیرہ بجا رہا تھا ناگاہ گوشۂ باغ سے ایک مار سیاہ کیفیہ دار صدا مجیرے
کی سُنکے نہایت بیتاب ہو کے اپنے مسکن سے نکل کے قریب اُس سازندہ کے آیا
اور آواز مجیرے کی سُنکے کہ بہتر از بین تھی بگوش سُننے لگا سازندہ اُس مار سیاہ کو دیکھکر
مشتاق صدائے ساز جان کے بیخوف ہو کے ساز نوازی مین زیادہ کوشش کرنے لگا
مار سیاہ صدائے ساز سن سُن کے اور نہایت خوش ہو ہو کے عالم وجد مین جھومنے لگا
اور گویا مانند صوفی کے حال لانے لگا سازندۂ مذکور نے تا دیر ساز بجا کے ساز نوازی
موقوف کی اُسوقت وہ مار سیاہ جلد اپنے مسکن مین گیا اور ایک اشرفی اپنے مُنہ مین دبا کے
مسکن سے اپنے نکل کے سامنے اُس سازندے کے آ کے اشرفی روبرو اُس سازندہ
کے رکھ کے اپنے مسکن کی طرف چلا گیا سازندے نے خوش ہو کے وہ اشرفی اُٹھا کر
اپنی جیب مین رکھ لی اور کہا علم موسیقی مین بھی عجب اثر ہی کہ انسان تو اشرف المخلوقات
اور صاحب فہم و ادراک ہی حیوان یعنی سانپ تک اِس علم موسیقی کو دوست رکھتے
ہین دل سے گانا سننا پسند کرتے ہین اور بے اختیار ہو کے عالم وجد مین جھومتے ہین اور
انسان تو اِس علم کی قدر کرتے ہی ہین لیکن حیوان بھی قدر کرتے ہین جس طرح کہ قدردانی
اِس مار سیاہ نے اِس علم کی کی ہی اور ایک اشرفی تھوڑی دیر گانا سُنکے دی ہی یہ باتین
کر کے باغ سے نکل کے اپنے گھر مین آیا اور اُس اشرفی کو اپنے صرف مین لایا دوسرے

روز اُسی وقت اُسی باغ مین گیا اور مجیرہ اُسی طور سے بجانے لگا وہ سانپ آواز ساز مذکور
کی سنکے بصد شوق اپنے مسکن سے نکل کے سامنے اُس سازندے کے آکے بیٹھا گانا
سُننے لگا اور خوش ہو کے وجد مین آکے زمین پر لوٹنے لگا جب وہ سازندہ ساز بجا چکا
اور ساز مین کئی غزلین گا چکا پھر ساز کو ہاتھ سے رکھکر قصد جانے کا کرنے لگا وہ سانپ
حسب قاعدہ روز اول اپنے مسکن سے ایک اشرفی لایا اور اُس اشرفی کو سازندے
کے آگے رکھکر چلا گیا سازندے نے خوش ہو کے اشرفی اُٹھالی اور اپنے گھر آیا چونکہ
لالچ بہت ہی بڑی بلا ہوتا ہے سازندہ حسب دستور روز اُس باغ مین جانے لگا کئی سال
تک اِسی طرح سازندہ مذکور باغ مسطور مین جایا کیا اور مارسیاہ مذکور بعد گانا سُننے کے
ایک اشرفی اُسے دیا کیا قضا سے کار ایک روز اُس سازندے کو اپنی برادری مین جانا
ضرور تھا کیونکہ اِسکی برادری مین کسی شخص کی شادی تھی اِسوجہ سے اِسنے اپنے فرزند
سے کہا کہ اے نور نظر مین تو حسب المطلب شادی مین جاتا ہون تو ضرور اُس باغ مین جانا
اور مجیرہ زیر درخت تمر ہندی بیٹھکر بجانا ایک مارسیاہ آئیگا وہ سامنے تیرے بیٹھے گا اور
گانا سُننے لگے گا تو اُس سے خوف نہ کرنا جب تو ساز بجا چکے گا وہ سانپ اپنے مسکن سے
ایک اشرفی لا کر تجھے دیگا تو اُس اشرفی کو لے لیجیو اور اپنے صرف مین لائیو مجکو وہ سانپ
کئی سال سے ہر روز ایک اشرفی دیتا ہے فرزند مذکور نے کہا اچھا مین جاؤنگا تم شادی
مین جاؤ سازندہ مسطور یہ تقریر اپنے فرزند کی سُنکے اپنی برادری مین یا کسی اہل زر کی
شادی مین گیا یہان اُس لڑکے نے اُس باغ مین جا کے املی کے درخت کے نیچے
بیٹھکر مجیرہ بجایا وہ سانپ حسب دستور اپنے مسکن سے نکل کے زیر درخت تمر ہندی آیا دیکھا
کہ ایک نوجوان ساز بجا رہا ہے وہ بڈھا جو روز ساز بجاتا تھا نہین ہے یہ دیکھکر مارسیاہ اپنے
دل مین کہنے لگا مجھے جوان ضعیف سے کیا غرض مطلب گانا سُننے سے ہے اور ایک اشرفی دینے
سے ہے یہ دل مین کہ کے گانا سُننے لگا اور عالم وجد مین زمین پر لوٹنے لگا جب وہ نوجوان ساز
بجا چکا سانپ اپنے مسکن مین گیا اور ایک اشرفی اپنے مُنھ مین دبا کے لایا اور سامنے اُس
نوجوان سازندے کے رکھکر ارادہ اپنے مسکن مین جانے کا کیا اُسوقت سازندۂ مذکور
نے اپنے دلمین خیال کیا کہ باپ میرا چونکہ بڈھا ہو گیا ہے عقل بھی اِسکی ضعیف ہو گئی ہے کئی سال سے
یہ سانپ ایک اشرفی روز دیا کرتا ہے یہ دل مین خیال نہ کیا کہ یہ اشرفی کہانسے لاتا ہے یقینی زیر زمین
کوئی خزانہ ہوگا اُسی خزانہ سے یہ اشرفی لاتا ہے شاید اُسکا مالک محافظ ہے پس ہر روز ایک اشرفی
لینے سے کیا فائدہ کوئی کام مانند شادی یا تعمیر مکان کے ایک اشرفی سے نہین نکلتا ہے یکبارگی
کل خزانہ لینا چاہیے اور اِس سانپ کو مارنا چاہیے مین مثل اُنکے خارج از عقل و فہم نہین
ہون نوجوان ہون عقل بھی میری جوان ہے مین آج ہی اِس سانپ کو مار کر اِسکے مسکن سے خزانہ
نکالکر مکان مین اپنے لیجاؤنگا حسب دلخواہ عیش و راحت کرونگا بس یہ خیال بیہودہ کرکے
اُسنے لکڑی موٹی سی لیکر اُس سانپ پر ماری وہ اُسکی دم پر پڑی مارسیاہ نے برہم ہو کے جھپٹ کے

اُس نوجوان سازندے کی پنڈلی مین کاٹا بعد کاٹنے اپنے دشمن کے اپنے مسکن مین چلا گیا دُم کے
ٹوٹ جانیکا اور ضرب چوب کا صدمہ اُٹھایا اِدھر یہ نوجوان سازندہ مارسیاہ مذکور کے کاٹنے مین
اثر زہر سے زمین گرا چونکہ وہ باغ ویران تھا مالک باغ فکر شادابی و درستی باغ نکرتا تھا اِسوجہ
سے کوئی آدمی بھی اُس باغ مین برائے نگہبانی نہ تھا خبر جوان مذکور کی کون لیتا تھوڑی دیر مین
کثرت سم مارسیاہ سے وہ جوان حریص زر تڑپ کے مر گیا گوشت اُسکا پانی ہو کے بہنے لگا کسی کو
اِسکے حال سے خبر بھی نہوئی جب وہ جوان کئی پہر گھر مین اپنے نہ آیا اُسکے عزیزون کو تردد ہوا
واسطے تلاش کے گھر سے نکلے جا بجا اُسے ڈھونڈنے لگے تلاش کنان اُس باغ مین بھی گئے
دیکھا کہ وہ جوان زیر شجر پڑا ہی گوشت اُسکا فرط زہر مارسیاہ سے پانی ہو کر بہ رہا ہی کھوپڑی
شق ہو گئی ہی ہمہ تن نیلگون ہو گیا ہی یہ حال اُسکا دیکھکر سب رونے لگے اور کہنے لگے مقرر اِسکو
کسی مارسیاہ نے کاٹا ہی اب اِسکا زندہ ہونا محال ہی بلکہ ناممکن ہی کیونکہ اُستخوان باقی رہ گئے
ہین گوشت بہت سا پانی ہو کے بہ گیا ہی یہ باتین کرتے کچھ لوگ تو وہین کھڑے رہ گئے کچھ عزیز اُس
نوجوان کے جلد اُسکے باپ کے پاس گئے اور تمام حال اُسکے فرزند کا اُس سے کہا وہ روتا
پیٹتا وہان سے باغ مین آیا دیکھا عجب حال فرزند کا ہی سر شق ہی تمام تن نیلگون ہی گوشت تن
کثرت زہر مارسیاہ سے مانند آب کے بہ رہا ہی مرا ہوا پڑا ہی یہ حال دیکھکر بے اختیار بہت
رویا پھر دل مین خیال کیا یقیناً میرے فرزند کو اُسی مارسیاہ نے کاٹا ہی جو مجھے ہر روز ایک
اشرفی دیا کرتا ہی سُنا ہی کہ جو سانپ جس کسی کو کاٹے اگر کوئی شخص منتر کے زور سے اُسی سانپ
کو بلائے اور وہ سانپ زہر چوس لے تو وہ شخص زندہ ہو جاتا ہی بس اِسوقت کسی منتر
جاننے والے کی کچھ ضرورت نہین ہی خود ہی ساز بجانا چاہیے وہ مارسیاہ میری آواز ساز کا
عاشق ہی صدائے ساز سُنتے ہی ضرور آئیگا پہلے مین اُس سے شکایت کرونگا پھر کہونگا میرے
فرزند کو اگر کاٹا ہی تو اب زہر چوس لے تاکہ یہ زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھے یقین ہی کہ میرے اِس کہنے
سے وہ مارسیاہ میرے کہنے پر عمل کریگا لڑکا میرا زندہ ہو جائیگا یہ خیال کر کے اُسی صدمہ و
غم مین ساز اپنے فرزند کا اُٹھا کے بجانے لگا وہ مارسیاہ صدائے ساز سُنتے ہی اپنے مسکن سے
نکل کر بشکل سانپ اُس سازندے کے آیا اُسنے اُسے دیکھتے ہی رو کر کہا اے مارسیاہ
یہ تو معلوم ہو کہ میرے فرزند نے کیا خطا کی تھی کہ تو نے کاٹ کر ہلاک کیا اب بہتر و مناسب
یہ ہی کہ میرے فرزند کی صحت و سلامتی کی فکر کر یعنی جس جگہ تو نے کاٹا ہی اُسی جگہ منہ رکھ کے تمام
زہر چلو س لے وہ سانپ تمام تقریر سازندۂ مذکور کی سُنکے اپنے مسکن مین گیا اور ایک
اشرفی حسب معمول لا کے اُس سازندے کے روبرو رکھ کے خدا سے یون دعا کرنے لگا کہ
اے خالق انسان و حیوان تو ہر اک شئے پر قادر ہی چاہتا ہون کہ اپنی قدرت کاملہ سے مجھے
گویائی ایسی عطا کر کہ اِس سازندے سے اُسی کی زبان مین کلام کرون اِسکے سوالات کا
جواب دون چونکہ وہ زمانہ اور وقت سچا تھا حق تعالے کو قدرت نمائی اپنی منظور ہوئی دعا
اُس مارسیاہ کی فی الفور قبول ہوئی گویائی اُسے عطا ہوئی سانپ نے بزبان فصیح اُس سازندے

سے کہا ای شیخ آگاہ ہو کہ آج یہ فرزند تیرا یہان آکے ساز بجانے لگا مین صدائے ساز سُنکے
اپنے مسکن سے اسی شجر کے نیچے آیا دیکھا کہ یہ نوجوان ساز بجا رہا ہی پہلے مین نے تمھین دیکھکر
مسکن مین اپنے جانیکا ارادہ کیا بعدہ آواز ساز کی جو مرغوب زیادہ ہوئی سُننے لگا جب
پسر تیرا ساز بجا چکا حسب معمول مین نے ایک اشرفی اُسے لا کے دی پھر اپنے مسکن مین
جانے کا ارادہ کیا تمھارے فرزند نے مجھے ایک لکڑی زور سے ایسی ماری کہ جسکے ضرب
سے دیکھو دُم میری ٹوٹ گئی مین نے برہم ہوکے اُسکے پاؤن مین کاٹا یہ میرے زہر سے مرگیا
اب یہ میرے زہر چوسنے سے ہرگز جانبر نہوگا کیونکہ گوشت اسکا بوجہ میرے زہر کے بہ گیا ہی
فقط ہڈیان رہ گئی ہین ہان اگر فی الفور تم یہان آتے اور مجھ سے کہتے تو البتہ مین زہر
چوس لیتا یہ اچھا ہو جاتا رونا تمھارا اور شکایت تمھاری بیکار و عبث ہی اسنے مجھ سے دشمنی
کی مین نے اسکے ساتھ عداوت کی جاؤ اسکو یہان سے اُٹھا کے دفن کرو اور اب تم یہان
کبھی ساز بجانے نہ آنا مین ہرگز تمھارے ساز کی صدا نہ سنونگا نہ اشرفی دونگا اگر تم اب یہان
آؤ گے تو اچھا نہوگا میرے اور تمھارے محبت نہو گی بلکہ ایک نہ ایک روز دشمنی ہو گی کیونکہ جب
تم مجکو دیکھو گی یہ فرزند تمکو یاد آئیگا خیال کرو گے کہ اسی مار سیاہ نے میرے فرزند کو کاٹا
تھا اسکو بھی کسی طور سے مارنا چاہیے عوض اپنے فرزند کے ہلاک کرنیکا اس سے لینا
چاہیے یہ خیال کرکے ضرور تم مجکو کسی طور سے مار ڈالوگے اور مین تمکو جب دیکھونگا تم سے
خائف ہونگا یہ خیال ضرور کرونگا کہ اسکے فرزند کو مین نے کاٹا ہی یہ بھی دشمن جان میرے
ہین ان سے بھاگنا چاہیے غرض باہم میرے اور تمھارے عداوت قلبی رہے گی کبھی صفائی
نہو گی تمھارے دل سے عداوت نہ جائیگی مجھے تم سے اطمینان نہوگا خوف دشمنی کا ہوگا
یہ کہکے مار سیاہ اپنے مسکن مین چلا گیا ساز نہ سے نے تائل ہوکے فرزند کو اپنے کلمات
سخت کہکے استخوان اُسکے اُٹھا کے قبرستان مین لیجا کے دفن کیے بس ای امیر ثانی اگر مین تمکو
اسوقت قابو پاکے قتل نہ کرون اور چھوڑ دون اول تو تم اسی وقت مجکو قتل کرو گے
اگر بخیالی تنہائی اسوقت قتل نہ کرو گے تو جب قابو پاؤ گے اور جب اکبر ابرق رو کو یاد کرو گے
مجھے بقول اُسی مار سیاہ کے مار ڈالو گے عوض خون اکبر برق رو کا مجھ سے لو گے اور مین مثل
اُسی مار سیاہ کے تم سے مدام ڈرونگا لہذا تمھارا قتل کرانا ہی میرے حق مین بہتر ہی اور
مصلحت وقت یہی ہی کہ تمھین قتل کراؤن کیونکہ تم اسوقت میرے قابو مین ہو تمھارے
قتل کرانے سے خوف و اندیشہ میرے دل سے دفع ہو جائیگا امیر ثانی تقریر اُسکی سُنکے مجبور
ہوکے خاموش رہے سمجھے کہ یہ ظالم رحم نہ کریگا ضرور قتل کریگا ہر چند مین قبل ازین انتقام
خون اکبر برق رو اس سے نہ لیتا مگر اس نابکار نے خوف جان سے مجھے بمکر و فریب گرفتار کرکے
ارادہ قتل کرانے کا کیا ہی خیر جو خواہش تقدیر افسوس کہان سے کہان تو ضیا لیکر آئی حسرتین
دل ہی مین رہین تمثال آئینہ رو و لاجور و شاہ وغیرہ کفار کو مسلمان یا نہ تیغ نہ کیا وقت
قتل اپنے عزیزون اور دوستون کو نہ دیکھا لشکر مین اپنے اجل نہ آئی ابھی امیر ثانی اپنے

دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ فریب دانا نے جلاد سے کہا جلد لیجا کر امیر ثانی اور خضران
کو تہ تیغ کر وہ نابکار بحکم بادشاہ ستمگار امیر ثانی و خضران بن عمرو ثانی کو کشان کشان
اُس جگہ لے گیا کہ جہان اُنکو قتل کرنا منظور تھا اِدھر فریب دانا نے منادی کو حکم
دیا کہ تو جلد جا کر تمامی شہر و قریہ کے خاص و عام کو قتل ہونے امیر ثانی و خضران
سے آگاہ کر وہ حسب الحکم گیا تعمیل حکم کی کی خاص و عام کو قتل امیر ثانی و خضران
سے جو اطلاع ہوئی جوق جوق گروہ گروہ ہر اک کوچہ و بازار سے بصد اشتیاق سیر
و دید قتل امیر ثانی آنے لگا اور جہان امیر ثانی کو جلاد برائے قتل لے گیا تھا وہان
جمع ہونے لگے باہم خوش ہونے لگے اور کہنے لگے آج گوشت ان دونون مسلمانون کا
بھی کھائینگے ہم لوگون کو اہل اسلام سے عداوت قلبی ہی بظاہر مسلمان ہوے ہین
بباطن اپنے مذہب و طریقۂ قدیم پر ہین بادشاہ ہمارا اور وزیر شمس وغیرہ جملہ کبار
و صغار شہر بدستور اپنے مذہب پر ہین اگر بظاہر کلمہ نہ پڑھتے ایمر برق رو کو قتل کرکے
گوشت اُسکا کیونکر کھاتے اور اب امیر ثانی و خضران کیونکر گرفتار ہوکے قتل کئے جاتے
وہ لوگ باہم یہ باتین کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے امیر ثانی و خضران سنتے تھے
ابھی مردمان شہر جمع ہو رہے تھے اور گفتگوے مندرجہ باہم کر رہے تھے کہ جلاد نے ریت
کا چبوترہ بنایا اُسپر بوریہ ہلاکت کا بچھایا امیر ثانی و خضران کو اُس بوریہ پر بٹھا کے گردن
پر کوئلہ کا خط دیا اور کہا اے امیر ثانی و اے خضران تھوڑی دیر مین تم دونون کے سر و
گردن مین جدائی ہو جائیگی حسرتین دل کی دل ہی مین رہ جائینگی لہذا جو گرسنہ ہو تو جس طعام
پر رغبت ہو کھا لو اگر پیاسے ہو تو پانی پی لو جو کچھ کہنا ہو کہو یا کسی کو دیکھنا ہو یہان دیکھ لو
پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا رشتۂ حیات قطع ہو جائیگا امیر ثانی و خضران بن عمرو ثانی
نے اُسکو جواب دیا او جلاد اِسوقت آب و طعام کی خواہش نہین ہی غم سے سیر ہین خون جگر
پی رہے ہین تجھ سے وصیت کرتے ہین کہ خبر ہمارے قتل ہونے کی ہمارے لشکر مین جا کے بادشاہ
لشکر اسلام وغیرہ سے کر دینا مرکب ہمارا اور سلاح جنگ اور یہ باے عیاری کے ہمراہ اپنے
لیجانا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیدینا اور تمام حال ہمارے قتل ہونیکا مفصل کہنا
اِسوقت دل چاہتا ہی کہ اپنے اعزہ و احبا کو دیکھین اُن سے کچھ باتین کرین جلاد نے
ہنسکر جواب دیا سوا آب و طعام اور کوئی حسرت تمھاری نہ نکلے گی جو تم نے مجھسے کہا ہی ہرگز مین
تمھاری وصیت پر عمل نہ کرونگا ہنوز جلاد نابکار یہ کہہ رہا تھا کہ حکم قتل فریب دانا نے
دیا جلاد نے قتل کرنے مین تامل کیا بعد تھوڑی دیر کے دوسرا حکم شاہ مذکور نے واسطے
قتل کرنے کے دیا پھر جلاد نے تامل کیا قتل نہ کیا تیغ علم کئے سر پر کھڑا رہا ایسے وقت مشکل
مین امیر ثانی و خضران نے خدا سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دفعتاً جانب صحرا
سے غبار بلند ہوا سب جانب غبار دیکھنے لگے جلاد بھی دیکھنے لگا اُسی وقت فریب دانا نے
تیسرا حکم واسطے قتل کرنے امیر ثانی و خضران کے دیا جلاد نے ارادہ قتل کرنیکا کیا ناگاہ

بنجۂ ہواسے دامن غبار پارہ پارہ ہوا ایک نقابدار گوہرپوش چالیس ہزار سوار ون کی
جمعیت سے پیدا ہوا اور وہی سے اُس نقابدار نے نعرہ کیا اور کہا ای جلاد خبردار خبردار امیر
ثانی اور خضران کو قتل نہ کرنا جلاد نعرۂ نقابدار سے گھبرایا فریب دانا نے بجمعیت سپاہ
کثیر آکے جلاد سے کہا جلد ان دونون کا کام تمام کر مددگار امیر ثانی کا آپہونچا جلاد نے
قصد قتل کیا ناگاہ نقابدار گوہرپوش نے ایک تیر ایسا مارا کہ جلاد کے سینہ پر کینہ پر پڑا
اور پشت سے گذر گیا وہ فی الفور زمین پر گر کے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگا آمادہ قتل امیر
ثانی و خضران پر تھا خود ہی ہلاک ہوا فریب دانا نے یہ حال دیکھکر سرد ہوکے جلد
دوسرے جلاد کو طلب کیا جب تک جلاد دیگر آئے امیر ثانی نے جوش شجاعت مین آکے
نعرۂ نقابدار گوہرپوش کا سنکے زور کرکے ہتکڑیان اور بیڑیان اور طوق آہنی کو اپنے
تن سے مانند تار عنکبوت کے توڑ کر جدا کیا اور تیغہ جلاد مقتول کا اُٹھا کے حضران کی
ہتکڑیون کو کاٹا سلاسل کو اُسکے تن سے جدا کیا اس اثنا مین نقابدار گوہرپوش بھی
قریب آگیا امیر ثانی نے تیغہ پکڑ کر نعرہ کرکے فریب دانا پر حملہ کیا خضران بن عمرو
ثانی بھی قید سے رہا ہوکے نیچہ ایک سوار سے چھین کے اُسے تیر مار کے ہلاک کرکے ہمراہ
امیر ثانی کے کفار پر حملہ آور ہوا اس اثنا مین نقابدار گوہرپوش بھی آپہونچا فریب
دانا یہ رنگ دیکھکر مع اپنی سپاہ کے آگے بڑھا اور اپنے مردمان سپاہ سے کہا امیر ثانی اور
خضران کو جلد قتل کرو اور اس نقابدار گوہرپوش کو بھی تہ تیغ کرو کفار بہ تیغ و سپر و نیزہ
و گرز لڑنے لگے نقابدار بھی شریک جنگ ہوا لڑائی ہونے لگی امیر ثانی اور نقابدار کفار
کو تہ تیغ کرنے لگے کفار قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی تین ساعت خوب لڑائی
ہوئی بعد ازان کفار بیدل ہوکے بھاگنے لگے نقابدار گوہرپوش نے بڑھکر فریب دانا
کو تہ تیغ کیا سر اُسکا شمشیر آبدار سے جدا کیا امیر ثانی نے وزیر اعظم مسمے بہ شمس کو بعد
جنگ قتل کیا کفار شاہ و وزیر کے قتل ہو جانے سے بے اختیار بھاگے امیر ثانی اور
نقابدار گوہرپوش نے برہم ہوکے اُنکا تعاقب کیا کسی کو بھاگنے نہ دیا سب کو گھیر کو قتل
کیا پھر اہل شہر کو قتل کرنا شروع کیا کہ وہ سب کافر تھے بظاہر مسلمان تھے جب وہ امان طلب
ہوے اور بصدق دل مسلمان ہوے امیر ثانی نے اُنکو امان دی اور فرزند فریب دانا کو
کہ نام اُسکا فہیم تھا مسلمان کرکے تخت نشین کیا پھر نقابدار گوہرپوش سے مخاطب ہوکے
پوچھا ای نقابدار تمہارا کیا نام ہی تم نے ہماری اعانت کی ہر وقت بد مین مدد کی ہی چاہتے
ہین ہم کہ تمہارے نام سے آگاہ ہون تم سے بھی نیکی کرین اُس نے جواب دیا ای امیر ثانی بہادر ون
کے نام دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہین نام اپنا نہ بتاؤنگا اگر مجھ سے نیکی کرنا منظور رہی تو بلنے
صاحبقرانی کے ابھی میرے حوالے کر دیجیے اب مین صاحبقرانی کرونگا زمانہ بہت ہوا کہ
آپ صاحبقرانی کر رہے ہین اگر آپ بخوشی بالنے صاحبقرانی کے نہ دیجیے گا تو بزور شمشیر
ایک روز آپ سے لے لونگا اُسی روز نام بھی اپنا بتاؤنگا امیر ثانی نے فرمایا اگر تمکو اپنی

قوت بازو ہر ناز ہی تو بزور شمشیر مجھسے پانے صاحبقرانی کے لے لینا نقابدار یہ سنکے ہمراہ اپنی
سپاہ کے یہ کہتے جانب صحرا چلا گیا کہ ای امیر ثانی اسوقت تو مین جاتا ہون ایک نہ ایک روز
آنکے آپ سے پانے صاحبقرانی کے بزور شمشیر ضرور لے لونگا کیونکہ مین صاحبقران ہون
مجھے پانے صاحبقرانی کے چاہیئے ہین امیر ثانی اسکی تقریر سنکے مسکرائے وہ تو سوے صحرا گیا امیر
ثانی فہیم پسر فریب داتا سے رخصت ہوکے خضران بن عمرو ثانی کو ہمراہ لیکر مرکب اپنا اور
سلاح جنگ طلب کرکے سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہوکے اپنے لشکر کی طرف
روانہ ہوے بعد تھوڑی سی راہ طی کرنیکے ایک صحرا مین پہونچے ہنوز اُس صحرا سے آگے نہ بڑھے تھے کہ دفعتاً مانند
برق کے ایک پنجہ جانب فلک سے گرا امیر ثانی کو پشت فرس سے اُٹھا کر لے گیا سوے فلک جاکر
غائب ہوا خضران بن عمرو ثانی متحیر ہوکے محزون و مغموم ہوا بعدہ مجبور و ناچار ہوکے کچھ نشان
امیر ثانی کا نہ پاکے اشک ریزان مرکب امیر ثانی کا لیکر وہان سے چلا بعد قطع راہ اپنے لشکر
مین آیا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بقاعدہ سلام کیا پھر تمام حال فریب داتا کے مکر و فریب
کا اور حال لڑائی کا اور احوال نقابدار گوہر پوش کا اور تباہی شہر فریبیہ کا اور حال
پنجے کے گرنیکا اور امیر ثانی کو لیجانیکا مفصل بیان کیا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو حال
امیر ثانی سنکے صدمہ ہوا فرمایا افسوس ایسے وقت مین امیر ثانی کو پنجہ اُٹھا کے لے گیا کہ
جس زمانے مین تمثال آئینہ رو سے مقابلہ و مجادلہ ہی سردار نامی لشکر مین نہین ہین یہ
فرماکے افسردہ خاطر ہوے سرداران لشکر موجودہ بھی حالات امیر ثانی سنکے غمگین و محزون
ہوے جملہ صغار و کبار کو صدمہ و الم ہوا وہ خوشی و شادمانی جو دلون مین تھی سبکے
دلون سے امیر ثانی کے حالات سنکے دور ہوئی لشکر مین فقط امیر ثانی کے نہونے سے سناٹا سا
ہوگیا اکثر سواران لشکر باہم کہنے لگے امیر ثانی کے دم سے بڑی قوت تھی گو سرداران نامی
لشکر مین نہ تھے امیر ثانی تو تھے فقط انھین کی وجہ سے دل کو ہر طرح تقویت تھی اب دیکھیے کیا
ہوتا ہی تمثال آئینہ رو وغیرہ دشمن قوی ہین فی زمانہ لڑتے ہین یا نہین غالباً تو ایسے
زمانے مین طبل جنگ بجوائینگے قتل و بربادی و تباہی لشکر اہل اسلام چاہینگے بعض
بعض سوارون نے انکو جواب دیا ای برادران یہ کیا کلمات بیدلی و یاس و خوف دشمن اپنی
زبان پر جاری کرتے ہو نظر اعانت خدا پر رکھو اگر امیر ثانی کو پنجہ اُٹھا کے لے گیا ہی اور وہ
واسطے ہم سب کی اعانت کے نہین ہین تو خدا تو ہی غرض اسی طرح لشکر اہل اسلام مین صغار
و کبار کو تردد و فکر ہی ہر اک خیالات جداگانہ کرتا ہی سب کو صدمہ ہی سپاہ اہل اسلام کا
تو یہ حال ہی جو لکھا گیا مگر اب احوال تمثال آئینہ رو و لاجور دشاہ کا لکھا جاتا ہی
کہ جب سے شاہزادہ رستم ثانی دلشد ہور ثانی و مالک ثانی و سلطان گوہر کلاہ و سہراب بن
لندھور و شاہزادہ فیروزہ تیغزن و حیدر شاہ و سرشار شاہ کو جنگ مغلوبہ
مین ہاروت جادو نے بزور سحر اسیر کرکے قید کیا ہی اندلاجوردشاہ نے طبل
آسائش بجوایا ہی تاہنوز طبل جنگ نہین بجوایا ہی تمثال آئینہ رو نے ایک نامہ

قرناے فوق بن کرناے کوک اثر درخشیم کو کہ نہایت زبردست و نامی سردار ہی لکھا ہی اسکے آنیکا منتظر رہا ابھی وہ سردار نابکار نہ آیا تھا کہ ہرکارون نے لشکر کفار کے حال امیر ثانی سے آگاہ ہوکے تمثال آئینہ رو ولاجورد شاہ کے پاس جاکے عرض کیا کہ ای خداوند فی زمانہ امیر ثانی جانب شہر فریبیہ گئے تھے وہان جاکے فریب دانا وہان کے بادشاہ کو بعد گرفتاری و رہائی قتل کرکے اس طرف کے عازم ہوے تھے کہ اثنائے راہ مین ایک پنجہ انھین اٹھاکے لیگیا خضیران بن عمر و ثانی مرکب امیر ثانی کا لایا ہی لشکر اسلام مین ہر اک محزون و غمگین ہی ادھر تمثال آئینہ رو نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے مسکراکے کہا تم ہم سے یہ خبر کیا بیان کرتے ہو ہمارے فعل کی ہمین کو خبر دیتے ہو ہمین نے امیر ثانی پر اپنا قہر و غضب نازل کیا ہی ایک فرشتۂ عذاب کو حکم دیا ہی کہ اسے اٹھاکے ہمارے بنائے ہوئے جہنم مین ڈالدے اور ہمیشہ اسی جہنم مین رکھے کبھی نار شعلہ ور سے باہر نہ نکالے پس وہ پنجہ وہی ملک عتاب تھا جو امیر ثانی کو اٹھالے گیا ہی یہ تقریر معقول ہمین نے کی ہی ہرکارے تو یہ سنکے چلے آئے مگر وہ لوگ مقرب بارگاہ تمثال آئینہ رو تھے اور سامنے اسکے موجود تھے انھون نے عرض کیا بیشک آپ خداوند ہین آپ ہی نے امیر ثانی کو بذریعہ فرشتہ عذاب داخل نار دوزخ کیا ہی تمثال آئینہ رو تقریر اپنے مقربان درگاہ کی سن رہا ہی نقاب منہ پر ڈالے تخت پر بالاے فیلول بیٹھا ہوا ہی ریش دراز پر خوش ہوکے ہاتھ پھیر رہا ہی گاہ اپنی مونچھون کو درست کرتا ہی اور کلمات کبر و نخوت زبان پر جاری کرتا ہی ادھر لاجورد شاہ حال امیر ثانی سے باخبر ہوکے اپنے دربار مین اپنے ہوا خواہون سے مخاطب ہوکے کہنے لگا منم خداوند لاجورد شاہ سنا تمنے کہ مین نے چپکے چپکے کیا تقدیر چسپتہ کی کہ امیر ثانی کو کیونکر لشکر سے جدا کرکے مبتلائے بلا کیا بخشگان وغیرہ کہنے لگے اگر ایسی ہی تقدیرین ہوا کر دیجیے تو خوب ہو کوئی لشکر امیر ثانی سے زندہ باقی نہ رہے لاجورد شاہ نے جواب دیا اب ایسا ہی کیا جائیگا

داستان آنا قرناے فوق بن کرناے کوک اثر درخشیم کا اور لڑنا اسکا لشکر امیر ثانی سے و حال جنگ امیر ثانی و ذکر نقابدار گوہر پوش — ساقی نامہ

اے ساقی مہربان کدھر ہی
مشتاق ہون دختر عنب کا
دے جام شراب ناب دو چار
خاطر کا کھلے کنول وہ دے پھول
نظرون مین ہون نور کے مضامین
طوطی کبک دری نظر آئے
جربہ آنکھون کے شیشے پر آئے
استادہ فصل گل کی آمد
گلدستۂ گل مہک رہے ہین

رندون کی بھی کچھ تجھے خبر ہی
سستی ہی خمار کا اثر ہی
دور ساغر کا باندھ دے تار
گرمی ہو جام تنگ دے دے
سوجھین مجھے دور کے مضامین
صورت دکھلائے خوش بیانی
مثل تصویر عکس اتر آئے
آراستگی ہی کیون چمن مین
درختان چمن جھک رہے ہین

آ جلد کہ منتظر ہون کب کا
اعضا شکنی ہی درد سر ہی
حاصل ہو خوشی کا پھل وہ دے پھول
معشوقۂ سبزہ رنگ دیار سے
جوشی ہو ہری ہری نظر آئے
دل پر کھینچے نقشہ معانی
ہر کس مخمور دل کی آمد
پیراستگی ہی انجمن مین
گیسو نکرنہ رخ زمین کو ہو ناز

سبزے کی روش ہی سبزہ آغاز
شبنم کرتی ہی آب پاشی
مشکیزۂ ابر دوش پر ہی
بلبل کی زبان پہ ہی ترانہ
جو غنچہ ہی مسکرا رہا ہی
سنبل بھی خوشی سے ذکر مین ہی
نہر آئینہ دکھا رہی ہی
شمشاد عصا لیئے کھڑا ہی
ذیجاہون کے داخلے کی ہی دھوم

مطلق نہین صحن مین خس و پر
گل ہی محو گلاب پاشی
ہر پھول سنگار کر رہا ہی
بدلی کا کھنچا ہی شامیانہ
بھیگین ہین مسین کہ تزئین ہی
کنگھی چوٹی کی فکر مین ہی
سنہدی ہی کھڑی قطار باندھے
خم نشپت ادب سے کیئے کھڑا ہی

جاروب کش چمن ہی صرصر
سقاے سپہر جوش پر ہی
ہر نخل نکھار کر رہا ہی
جو پھول ہی کھلکھلا رہا ہی
سبزہ خط عارض حسین ہی
مسی سوسن لگا رہی ہی
صف ہی لب جوئبار باندھے
دل کو ہوا عقل سے یہ معلوم

کاتبان واقعات بے نظیر و محرران حالات دلپذیر اس داستان بے عدیل و نظیر کو یون لکھتے ہین کہ تمثال آئینہ رو کہ بعد لکھنے نامے کے اور ارسال کرنے نامے کے منتظر اپنے پرستش کنندہ و تابع فرمان قرنائے قوق سردار زبردست کا تھا ایک روز بالائے قیطول بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون سے خبر آمد قرنائے قوق سنکے بندۂ خاص و معزز اپنا جانکے اپنے مقربان درگاہ کو واسطے اسکے استقبال کے روانہ کیا وہ کافران نابکار حسب الحکم تمثال آئینہ رو براے استقبال قرنائے قوق روانہ ہوے بعد قطع راہ دراز استقبال اسکا کر کے بصد عزت و حرمت ہمراہ اپنے جانب تمثال آئینہ رو لیچلے اثنائے راہ مین اُن مقربان بارگاہ تمثال آئینہ رو سے قرنائے قوق نے پوچھا کہ خداوند میری نسبت کچھ فرماتے تھے اُنھون نے جواب دیا بیشتر خداوند آپکو یاد کر کے فرماتے تھے کہ ہمارا بندۂ خاص و معزز قرنائے قوق ہی ہم نے اُسکے ہر رگ و پے مین قوت و طاقت بیحد گویا کوٹ کوٹ کر بھر دی ہی شجاعت و بہادری و دلاوری مین اسکو سرفراز کیا ہی شجاعان جہان سے اُسے ممتاز کیا ہی کیا مجال کسی کی جو اُسے قتل یا زیر کر سکے یا اسیر فتحیاب ہو ہمنے اپنی قدرت سے اُسے روئین تن کیا ہی تاکہ کوئی حربہ کسی حریف کا اُسکے تن پر کارگر نہو وہ جس کسی سے لڑے اُسے قتل و زخمی کرے خود قتل و زخمی کسی کے ہاتھ سے نہو سوا اسکے اور بھی آپکی خوش اعتقادی کی ثنا خداوند کرتے تھے آج ہمکو واسطے آپکی استقبال کے روانہ کیا ہی خوشا قسمت آپکی کہ یہ مرتبہ و عزت و قوت خداوند نے آپکو عطا کی ہی اور ہمین آپکے استقبال کے لیئے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ ہمارے بندۂ خاص قرنائے قوق کو بعزت و حرمت ہمارے روبرو لاؤ ہم اسکے منتظر آنے کے ہین قرنائے قوق یہ تقریر اُنکی سنکے بہت خوش ہوا دل مین کہنے لگا خداوند تعریف میری بہت کرتے ہین اپنا بندۂ خاص جانتے ہین یہ سمجھ کے خوشی سے ایسا پھول گیا کہ اپنے جامے مین نہ سماسکا بعد خوشی بسیار کے باتین کرتا ہوا آہستہ آہستہ قریب لشکرگاہ لاجوردشاہ آیا لاجوردشاہ نے بھی چند سردارون کو واسطے اُسکی استقبال کے روانہ کیا قرنائے قوق پہلے ہمراہ سرداران لشکر لاجوردشاہ کے بارگاہ لاجوردشاہ مین آیا بعد نخوت و غرور بکراہت صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کو اور

لاجورد شاہ کو سلام کیا پھر برابر صلصال کے ایک ذنگل پر بیٹھا لاجورد شاہ نے ساقیان
گلرخ کو طلب کیا بختگان نے خود دیکھا کہ یہ سردار عجب زبردست آیا ہی غور سے سراپا پر نظر کرنے
لگا دل مین کہنے لگا سر اس سردار کا ہی کہ سر کوہ یا خم شراب یا سر فیل مست یا سر دیو ہی کبر و
غرور سے بھرا ہوا ہی لوح پیشانی ہی کہ سنگ سیاہ کی بہت بڑی اک چٹان ہی سیاہی بخت و تاریکی کفر
اُس سے عیان ہی بال ایسے سر پر ہین کہ جنکو دیکھکر دل کو پریشانی ہو دیو کو دیکھنے سے اُنکے زندگی اپنی
وبال ہو آنکھین ایسی کہ مانند دو مشعلون روشن سکے ہین قہر و غضب سے مثل خون کبوتر کے سرخ ہین
پُر قہر و مہیب و بدنما ایسی ہین کہ اگر دن کو خبیثات تمامی عالم ایک نظر اُنکو دیکھین خوف سے دفعتاً
ہلاک ہو جائین یا کثرت خطر سے بھاگ جائین یا گر پڑین غش آجائے بینی وہ دراز کہ اگر آبنوس
کا لٹھا اُسے کہیئے تو ہو سکتا ہی اور اگر خرطوم فیل سے مثال دیجیے تو بجا ہی ابروے کشیدہ و دراز
اُسکے مانند ارّہ پشت نہنگ کے ہین عارض سیاہ و بدنما و خوفناک اُسکے ایسے ہین کہ اگر آفتاب
ایک نظر اُنکو دیکھ لے اُنکی سیاہی سے روشنی اُسکی کم ہو جائے ابر مین پناہ مانگ کے نہان ہو
دہن وہ دراز کہ الحفیظ لب سیاہ و دبیز مانند گردہ فیل دندان دراز بشکل دندان پیل مست
دہن سے اکثر باہر نکلے ہوئے ریش دراز و بدنما تا بسینہ گوش باطل نیوش مانند گوش فیل
دراز گردن وہ گردن کہ قرابہ شراب یا خم شراب ہی سینہ ایسا چوڑا ہی کہ اگر اُسکو باب قلعۂ خیبر یا در
حسد و کینہ یا صندوق بغض اہل اسلام کہین بجا ہی شانے دو قبۂ کوہ یا در برج بلند ساعد
وہ قوی کہ جنکے سبب سے پشت کفر قوی اور دین اسلام کو خوف ضعف مرفق ایسی پُر قوت
کہ پنجۂ شیر کبھی اُسکے زور کے برابر نہ ہو پنجا پنجہ دراز ایسا کہ مثل ید طولےٰ پنجۂ شیر سے قوت مین زیادہ
اگر شیر و عفریت اُس سے ہم پنجہ ہون تو کم قوتی سے پنجہ اُنکا اُتر جائے قوت اُنکی اُنکے دیکھنے سے
آشکار سر دست بربادی و زوال دین اسلام پہ تیار ناخن وہ دراز و تیز کہ ناخن شیر نر اُنکے
شرمائے غیرت سے کٹ جائے شکم کلان ایسا کہ خم پُر شراب بھی آگے اُسکے خورد تر کئی من غلہ اور
گوشت وغیرہ اگر اُس مین بھرا جائے تو بھی نہ معلوم ہو گرسنگی صاحب شکم نجائے اگر کتنی ہی
غذا کھا جائے کمر وہ کمر کہ جسکے پشت و پناہ ہونے سے پشت کافران و پشت کفر قوی ہی پاون
وہ ستون محکم کہ مانند کوہ کے اپنی جگہ سے نہ سرکین اور جن سے پامالی سبزۂ باغ دین اسلام
کا خوف و خطر ایسی راہ کفر چلنے پر مشتاق کہ الحذر قد ایسا بلند کہ کوہ بلند سامنے اُسکی درازی
کے پست عوج بن عنق کے قد سے بھی کچھ بڑھا ہوا آواز اُسکی وہ مہیب و بلند کہ آہستہ آواز سے
جگر کوہ تھرا جائے پردہ گوشہائے فیل و شیر پھٹ جائین رعد دہل جائے رنگ رخ وہ سیاہ
کہ تاریکی پردۂ ظلمات بھی آگے اُسکے روشنی پائی جائے اور اگر کفر کی سیاہی مجسم ہو کے روبرو
اُسکے آئے تو بھی اُسکے چہرۂ تاریک تر سے سیاہی مین گھٹ کے منفعل ہوا اور اگر اندھیرا شب
فرقت کا اکھٹا ہو کے واسطے مقابلے کے آئے تو بھی اُسکے چہرۂ سیاہ سے خجل ہوا اور اگر تاریکی قبور
کافران و نحاسیان تمامی دنیا مجتمع ہو کے سامنے اُس سیاہ رو کے واسطے مقابلے کے آئے
تو ہنگام مقابلہ شرمندہ ہو جائے بعد نظر کرنے سراپائے سردار مذکور کے بختگان اپنے دل مین

کہنے لگا ہان یہ سردار نہایت زبردست آیا ہی عجب نہین کہ فی الحال عدم موجودگی امیر ثانی
مین خاتمہ لشکر اہل اسلام کا اسی کے ہاتھ سے ہو جائے مردمان لشکر اہل اسلام کو قتل کرے
کسی کو زندہ نہ چھوڑے اسکے قد و قامت چہرۂ غضبناک و قوت اعضا سے بظاہر ثابت ہوتا ہی
کہ یہ از حد شجاع و قوی ہی مین نے بہت سے سرداران نامی دیکھے ہین اور لڑائیان اُنکی مشاہدہ
کی ہین مانند اسکے کسی سردار کو قوی الجثہ نہین دیکھا ہی از حد جسیم ہی اسکے بوجھ سے عجب نہین
کہ گاؤ زمین نالان ہو یہ باتین اپنے دل مین کرکے خوش ہوا یکایک ساقیان خوبرو حسب الطلب
لاجوردشاہ کشتیان شراب ناب کی مع جامہاے بلورین لیکر روبرو آلئے بعد بجا لانے
تسلیم کے اشارۂ لاجوردشاہ سے شراب ناب جام بلورین مین بھر کے ایک ساقی روبرو
قرناے قوق کے لے گیا اُسنے جام ساقی کے ہاتھ سے لیکے دہن سے ملا کے شراب پی پھر
اُسی ساقی نے دوسرا جام شراب سے مملو کرکے اُسے دیا اُسنے وہ جام بھی لیکر شراب پی لی اسطرح
بہت جام اُس بدانجام نے لیکر شراب پی کئی خم شراب کے بادہ کشی مین خالی کر دیئے اہل بزم
دیکھکر حیران ہوے صلصال بھی اپنے دل مین کہنے لگا یہ انسان ہی یا کوئی بلاے عظیم ہی
لاجوردشاہ بھی بنظر حیرت اُسے دیکھنے لگا جب وہ شراب پی چکا اور جملہ اہل بزم ایک
ایک دو دو جام ساقی گلفام سے لیکر شراب پی چکے اور ساقیان خوبرو کشتیان شراب
مل کی اُٹھا کے لے گئے اور تمام اہل بزم کو نشہ شراب کا ہوا خصوص قرناے قوق کو نشہ شراب
بہت ہوا اُسی نشے مین لاجوردشاہ نے اُس سے پوچھا گو ہم خداوند ہونے کے سبب سے
سب کچھ جانتے ہین کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہین ہی مگر واسطے آگاہ ہو جانے اہل
بزم کے تم سے پوچھتے ہین بتاؤ تمھارا نام کیا ہی کس ارادے سے آئے ہو اُسنے جواب دیا مین حسب الطلب
خداوند تمثال آئینہ رو آیا ہون نام میرا مشہور جہان ہی جملہ کبار و صغار جانتے ہین قرناے
قوق مجکو کہتے ہین لیکن عجب ہی کہ سامنے ہمارے خداوند کے آپ بھی دعواے خداوندی
کرتے ہین آپکو مناسب نہین ہی خیر مجھے زیادہ اس باب مین بحث کرنا مقصود نہین ہی اگر آپ
خداوند ہین یا نہین ہین مجھے کیا مین تو اپنے خداوند کی پرستش کرتا ہون نہین معلوم خداوند
نے مجھے کیون طلب کیا ہی کیا کار ضروری ہی آپ اپنے نام نامی سے بھی آگاہ کیجیئے اور یہ
بتائیے کہ یہ لشکر سامنے کس کا پڑا ہی کیا آج کل کسی دشمن سے مقابلہ و مجادلہ ہی لاجوردشاہ
نے جواب دیا ہم خداوند اصلی ہین لاکھون بندے ہمارے پرستش کرتے ہین سب ہمکو لاجورد
شاہ کہتے ہین تم بھی ہمارے ایک بندہ قوی باز و ہو خواہ ہمکو سجدہ کرو یا نہ کرو اور یہ جو تمنے
پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ لشکر کثیر امیر ثانی کا ہی جو ہماری خداوندی اور تمھارے
خداوند کی خداوندی کے قائل نہین ہین جہالت و شجاعت کے سبب سے منحرف ہین خداے
نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین اپنے تئین اہل اسلام کہتے ہین بڑے سرکش و جاہل یہ لوگ ہین
کسی طرح راہ راست پر نہین آتے ہین اپنے خداوند سے لڑتے ہین ذرا بھی نہین ڈرتے ہین
اُنکے حالات سے بختگان خوب آگاہ ہی یہ کہکے بختگان کی طرف اشارہ کرکے قرناے قوق

سے کہا کہ اسی شخص کا نام بختگان ہی کسی وقت اِس سے پوچھنا یہ تمام حال ان اہل اسلام
کا ابتدا سے اب تک مفصل بیان کریگا اور تمام لڑائیاں اور راندازانکے اور سرکشی انکی اور
رحم دلی ہماری تم سے بیان کرے گا فی زمانہ یہ لوگ ہمارے تعاقب مین یہان تک آئے ہین
تمھارے خداوند سے بخوف وخطر لڑتے ہین ہزارہا بندون کو قتل کرتے ہین شجاعت مین
بے مثال ہین فنون جنگ سے خوب آگاہ ہین ہنگام جنگ میدان مصاف سے بھاگنا ننگ
جانتے ہین حتی الامکان پسپا ہوتے ہی نہین ہان دھوکے سے یا امیر ثانی جو صاحب اسم
اعظم ہین انکے اسم اعظم نہ پڑھنے اور مہونے سے سحر مین ساحرون کے گرفتار ہوکے مجبور ولاچار
ہوجاتے ہین ایسی صورت مین اسیر وقتل کرنا انکا ممکن ہوتا ہی چندروز کا زمانہ گذرا ہی کہ
ہاروت جادو ومالک بیابان حشر نے بہت سے سرداران نامی وگرامی لشکر امیر
ثانی کے ہنگام جنگ بزور سحر اسیر کئے ہین بہت سے تو دربند نیم بہار مین جو زخمی ہوے
ہین انکو مبتلاے سحر کرکے بیابان حشر مین لیجاکے قید کیا ہی اور تھوڑے سردارون کو
یہین آکے وقت جنگ مغلوبہ سحر کے زور سے اسیر اسنے کیا ہی تمھارے خداوند نے اِس
کارگذاری سے وتدبیر سے خوش ہوکے اسکی تعریف کی ہی کئی روز سے طبل جنگ نہین
بجا ہی دونون لشکر پڑے ہین آج کل امیر ثانی اپنے لشکر مین نہین ہین اک بچہ انکو اٹھا
لے گیا ہی ہمنے واسطے انکے یہی تقدیر کی تھی کہ بچہ انھین اٹھا لیجائے وہ لشکر مین اپنے
نہ آنے پائین اگر اِس زمانے مین طبل جنگ بجوایا جائے اور کوئی بہادر ان اہل اسلام سے
لڑے تو عجب نہین کہ فتحیاب ہو کیونکہ امیر ثانی لشکر مین نہین ہین اور جو سرداران نامی
تھے وہ بھی نہین ہین صرف بادشاہ لشکر اہل اسلام اور چھوٹے چھوٹے اور اوسط درجہ
کے سردار ہین ہرچند کہ یہ سردار بھی شجاعت وجوانمردی مین مشہور آفاق ہین مگر ماسند اُن
اسیر شدہ کے نہین ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سرداران اسیر شدہ اور امیر ثانی کا
صدمہ ہی علاوہ انکے تمامی مردمان سپاہ کو رنج ہی یقین کامل ہی کہ تمکو تمھارے خداوند
نے واسطے انھین اہل اسلام کے قتل واسیری کے لیئے طلب کیا ہی تم اپنے مقابلہ کرسکوگے انھون
نے اپنے فہم وفراست وشجاعت سے نقابداران وئین تن وسحر بند کو ہلاک کیا ہی یہ ایسے
بندہ شجاع ہین کہ مثل ونظیر انکا شجاعت مین نہین ہی اسی وجہ سے ہم انکو غارت وتباہ
نہین کرتے ہین ایسے بہادر بندے پھر پیدا کرنا اور انکو نابود کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہی
انکے حال پر رحم آجاتا ہی دن کو یہ لوگ سرکشی کرتے ہین رات کو ہماری پرستش کرتے ہین دل
کو ہماری طرف رجوع کرتے ہین تو یہ کرتے ہین ہمین رحم آتا ہی قرناے فوق تمام تقریر سنکے
کہنے لگا اب تو مین آیا ہون دیکھا جائیگا اگر خداوند ہمارے حکم دینگے تو اِن سب کو قتل
کیا جائیگا یا اِس جگہ سے بھگا دیا جائیگا کوئی انمین سے باقی نرہے گا مجھ سے یہ لوگ کیا لڑ
سکینگے کیا انکی حقیقت ہی کہ یہ مجھ سے لڑسکین مین وہ بہادر ہون کہ تنہا لشکر کو بھگا دیتا
ہون بڑے بڑے نامی پہلوانان جہان کی یہ مجال نہین کہ مجھ سے لڑسکین ہنگام جنگ ایک

ضرب کو میری روک سکین گرز میرا ستر ہ سیر من کا ہی اگر سر کوہ پر مار دون تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے نیزہ میرا وہ نیزہ ہی کہ سینۂ کوہ مین در آتا ہی تلوار میری سنگ خارا کو کاٹتی ہی مجھ پر کسی انسان و جن و عفریت کا حربہ کارگر ہوتا ہی نہین کیونکہ خداوند نے میرے بجکو روئین تن پیدا کیا ہی یہ لشکر میرے آگے کیا ہی اگر چاہون تو ایک روز مین اس لشکر کا خاتمہ کر دون خیام و بارگاہ کو چھین لون اگر ارادہ کر دون سب کو گھیر کر قتل کر ڈالون یا اسیر کر لون میری سپاہ بھی بہت ہی تعداد جمعیت فوج کی دس لاکھ ہی ہر ایک سردار میری سپاہ کا مانند رستم پیلتن و زال و سام و سہراب و گیو ہی ہر ایک سوار میرے لشکر کا فنون جنگ سے آگاہ ہی کوئی میرے لشکر مین بزدل نہین ہی سب بہادر ہین لڑے بھڑے ہوئے آزمودہ کار ہین باوجود ایسے مردان سپاہ کے مجھے ہنگام جنگ اپنے لشکر کی اعانت کی ضرورت نہین ہی مین تنہا ہی لشکر حریف پر حملہ کرتا ہون اکیلا ہی حریف سے لڑتا ہون اسوقت خدمت خداوند مین جاتا ہون اگر حکم خداوند ہوگا تو ان اہل اسلام کو نیست و نابود کر دونگا بختگان تقریر قرناے قوق اسکے کہنے لگا آپ بجا فرماتے ہین مجھے یقین ہی کہ جو کچھ آپنے کہا ہی ایسا ہی کیجیے گا اک زمانۂ دراز سے کسی سردار زبردست نے ان سب کو نیست و نابود ابتک نہین کیا تھا آپ البتہ انکو راہ عدم دکھا دیجیے گا قرناے قوق نے چین بجبین ہو کے پوچھا کیا مین جھوٹ کہتا ہون بختگان نے جواب دیا یہ تو مین نہین کہتا کہ آپ جھوٹ کہتے ہین مین یہ کہتا ہون کہ یہ سب مسلمان بڑے بہادر ہین آج تک کسی کے ہاتھ سے تمام و کمال قتل نہین ہوے ہین آپ انکو ضرور قتل کر ڈالیے گا جو آپ نے کہا ہی وہی کیجیے گا قرناے قوق نے لاجوردشاہ سے کہا یہ پستہ قد تنگ پیشانی حرامزادے کی نشانی ایسی تقریر کرتا ہی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ از راہ طعن و تشنیع مجھ سے ایسے کلمات کہتا ہی کاذب مجکو جانتا ہی دل چاہتا ہی کہ اسکو کچھ سزا دون دو انگلیون سے اسے اٹھا کر دور تر پھینک دون کچھ قوت اپنی اسے دکھا دون لاجوردشاہ نے کہا اسکی باتون کا کچھ خیال نہ کرو یہ مسخرہ ہی جو دل چاہتا ہی وہ کہتا ہی تم تو ایک سردار ہو یہ ہم ایسے خداوند کو کلمات سخت بارہا کہتا ہی ایسے دیوانے مسخرے کو سزا دینا اور اسکی بات کا برا ماننا خلاف عقل ہی قرناے قوق یہ سنکے غصے کو ضبط کر کے فی الفور اٹھا بہمراہ اپنے سرداران سپاہ کے بارگاہ لاجوردشاہ سے نکل کے گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ مقربان بارگاہ خداوند تمثال آئینہ رو کے جانب قیطول روانہ ہوا بعد قطع راہ قریب قیطول پہونچا مقربان درگاہ تمثال آئینہ رو نے جلد جا کر بقاعدہ خداوند مذکور کو اطلاع حاضر ہونے قرناے قوق مذکور الصدر کی کرائی اور باستدعاے سردار مذکور یہ بھی عرض کرایا کہ قرناے قوق امیدوار باریابی و دید جمال خداوندی کا ہی تمثال آئینہ رو نے خبر آمد سردار مذکور سنکے بہت خوش ہو کے بالاے قیطول طلب کیا جب وہ بصد شوق و بہزار ادب بالاے قیطول جا کے روبروے تمثال آئینہ رو پہونچکے بعد تسلیم بجا لانے کے سجدہ کنان ہوا خداوند پکار نے شادمان ہو کے کہا اے بندہ

خاص من سر خود را از سجدہ بردار کہ من از تو خوشنود شدم و عمر تو دراز کردم قرناسے قوق نے یہ سنتے ہی خوش ہوکے سر سجدے سے اٹھایا تمثال آئینہ رو نے نقاب اپنے چہرۂ نخبس سے اٹھاکے رخ پر ضو و سحر آگین اپنا اسے دکھایا دیکھتے ہی بوجہ چمک اور کثرت ضیائے سحر بند چہرۂ بد نما کے غش آیا تمثال آئینہ رو نے نقاب چہرے پر ڈال کے کہا یہ بندۂ خاص میرا اشتیاق میرے جمال دیکھنے کا اتنا دیکھتے ہی میرا چہرۂ پر نور تاب ضبط و تحمل نہ لا سکا غش کر گیا اچھی طرح نظارہ میرے چہرے کا نہ کر سکا گر کے بیہوش ہو گیا اسکو ہوشیار کرنا لازم ہی مقربان بارگاہ نے حسب الحکم خداوندکو رقریب آکے اسے ہوشیار کیا وہ ہوش مین آکے بحکم اپنے خداوند کے روبروے خداوندکو ربصد ادب بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے دست بستہ عرض کیا ای خداوند اس اپنے بندۂ کمترین کو کیون طلب کیا ہی جو حکم ہو یہ بندۂ خوش اعتقاد بجا لائے تمثال آئینہ رو نے جواب دیا ای بندۂ خاص من مین نے محض اس مصلحت سے تجکو طلب کیا ہی کہ تیرے ہاتھ سے ہم اپنے بندگان جاہل و منحرف کو کہ یہ اہل اسلام ہین قتل کرائین سب کو نیست و نابود کرائین قدرت اپنی دکھائین تیری عزت و حرمت بڑھائین نامور دنیا مین کرین سب بندون کو تیری ناموری و عزت افزائی پر رشک ہو یہی تقدیر مین نے کی ہی کہ ان سب اہل اسلام کو تیرے ہی ہاتھ سے قتل و زخمی کراؤن خود اپنے دست زبردست سے انھین ہلاک نہ کرون کیونکہ انکو خود ہلاک کرتے شرم آتی ہی رحم دلی نہین چاہتی ہی کہ جنکو خود پیدا کرون انھین خود ہی غضبناک ہوکے نابود کرون یہ بندگان جاہل و سرکش مجھ سے ایسے منحرف ہین کہ مجھے اپنا خداوند ہی نہین جانتے ہین مجھے کلمات بیہودہ کہتے ہین خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین میری ایذا رسانی پر کمر باندھے ہین میرے قہر و غضب سے نہین ڈرتے ہین مجھ سے لڑتے ہین انھون نے مجھے بھی کیا لاجورد شاہ کہ خداوند نقلی و وضعی ہی سمجھا ہی مین خداوند اصلی ہون قدرت رکھتا ہون مانند لاجورد شاہ کے بے قدرت نہین ہون کہ ڈر کے شہر بشہر بھاگون سلاطین جہان سے طالب امان کا ہون مین ایسا صاحب اختیار ہون کہ اگر شرم و رحم نہ کرون تو ایک دم مین ان سب کو راہ عدم دکھا دون سرکشی و منحرف ہونے کی خود ہی انکو سزائے سخت دون چونکہ بشان خداوندی و رحم سے اپنے یہ امر بعید ہی اسوجہ سے مین نے یہ تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے ان سب کا خاتمہ کراؤن قرناسے قوق نے عرض کیا ای خداوند آپ کے خداوند ہونے مین اور قدرت رکھنے مین کچھ شک نہین ہی آپ جو چاہین کرین اگر آپنے یہ تقدیر کی ہی کہ میرے ہاتھ سے یہ سب اہل اسلام نیست و نابود ہو جائین تو مجھے کیا عذر ہی بندہ فرمان بردار جو حکم ہو ابھی بسر و چشم بجا لاؤن گا ان مسلمانون کو سزائے سرکشی خوب دونگا امیدوار اسکا ہون کہ بالائے قیطول سے آپ اپنے اس بندۂ ناچیز کی لڑائی دیکھین میری جنگ ملاحظہ فرمائین مین روز جنگ ان سرکشون کو خاک و خون مین ملا دونگا کسی کو میدان مین ثابت قدم نرکھونگا یہ بندے آپکے سخت جاہل و سرکش ہین کہ آپ سے لڑتے ہین آپکی

ایذا رسانی پر کمر باندھے ہین دیدہ و دانستہ آپ ایسے خداوند کو سجدہ نہین کرتے ہین حسب الحکم انکو قتل وتباہ کرونگا تعمیل حکم خداوند سے عزت وحرمت زیادہ حاصل ہوگی باعث ناموری کا بھی ہوگا یہ کہکے قرناے قوق نے عرض کیا اے خداوند مین نے سنا ہے کہ ہاروت جادو آپکے بندۂ مطیع نے سرداران نامی لشکر امیر ثانی کو بزور سحر گرفتار کرکے قید کیا ہے کیا یہ فعل اُس نے اجازت حاصل کرکے کیا ہے یا آپکی بے اجازت کیا ہے اگر حکم سے آپکے اُسنے ایسا کیا ہے تو خیر ورنہ اُسنے بہت بُرا کیا سحر کے زور سے بہادرون کو اسیر کیا مرد وہ ہے کہ جو مردانہ بتیغ تیز ونیزہ وگرز لڑے شجاع ودلیر کبھی ایسا نہین کرتے ہین جیسا کہ ہاروت جادو نے کیا تمثال آئینہ رو نے جواب دیا اے بندۂ خاص من میری اجازت سے اُسنے فعل مذکور نہین کیا ہے خود ہی از راہ خیر خواہی وبہبودی ہماری سپاہ کے کیا ہے کیونکہ سرداران اسیر شدہ میری فوج کو ہنگام جنگ مغلوب وقتل کیئے ڈالتے تھے قرناے قوق نے یہ سُنکے عرض کیا ہاروت جادو نے بہادران لشکر اہل اسلام کو بزور سحر اسیر کرکے کچھ بھی عزت حاصل نہ کی بلکہ مجھ ایسے بہادرون کے نزدیک اُسنے نامردی وبزدلی کی یہ فعل خوب نہ کیا واسطے اپنے ذلت چاہی خیر جو کچھ اُسنے کیا وہ کیا آئندہ ہاروت جادو وجوانان جنگ ازما کو جنگگاہ مین بزور سحر اسیر نہ کرے مین اگر بغیر سحر اہل اسلام کو قتل وزخمی وبرباد وتباہ نہ کرون تو وہ بزور سحر اہل اسلام کو اسیر کرے تمثال آئینہ رو نے کہا اب ہاروت جادو سے کہدیا جائیگا کہ لڑائی مین دخل نہ دیجیو اہل اسلام پر سحر نہ کیجیو قرناے قوق نے یہ سُنکے تمثال آئینہ رو سے پوچھا اے خداوند کیا لاجورد شاہ بھی خداوند ہے سُنا ہے کہ وہ دعوای خداوندی کرتا ہے تمثال آئینہ رو نے مسکراکے جواب دیا اے بندۂ خوش اعتقاد من وہ اک نالائق ہے خداوند نہین ہے اُس مین کسی طرح کی قدرت نہین ہے مجھ سے ہمسری کرتا ہے اپنے تئین خداوند کہلاتا ہے اصل مین یہ اک بندہ میرا جاہل وپُر غرور ہے بوجہ حکومت وثروت کے مجھ سے منحرف ہوکے اِس نے دعوی خداوندی کا کیا تھا ہمنے تقدیر کرکے ایسا اُسے دست اہل اسلام سے برباد وتباہ کرایا کہ وہ عاجز ومجبور ہوکے خوف اہل اسلام سے بھاگتا ہوا یہان تک آیا ہے مجھ سے طالب پناہ ہوا ہے میری پرستش کرنیکا اقرار کرتا ہے مین تجھ سے کہے دیتا ہون یاد رکھنا کہ اگر لاجورد شاہ وصلصال وخلخال وبختگان نے مجھے بصدق دل سجدہ کیا تو خیر ورنہ بعد فراغ جنگ اِن اہل اسلام کے اِن سب کو سزاے سخت دونگا یا اپنے قلم وسے نکلوا دونگا بالفعل اشخاص مذکور سے کچھ تعرض نہین کرتا ہون خصوص لاجورد شاہ سے کہ وہ دعوی میری ہمسری کا کرتا ہے یہ کہکے کہا اے بندۂ خاص من اب ہمارے لشکر مین مع اپنی سپاہ کے شامل ہوکے قیام پذیر ہو اور وقت مناسب طبل جنگ بجوا اہل اسلام سے مجادلہ ومقابلہ کر ہم لڑائی تیری قیطول پر سے دیکھینگے لاجورد شاہ وصلصال سے کچھ غرض ومطلب نرکھنا اگر وہ ہنگام مقابلہ ومقاتلہ اہل اسلام ہمراہ سپاہ جنگگاہ مین آئین تو مزاحم نہونا اُنکے کہنے پر عمل نہ کرنا جو تیرے دل مین آئے وہ کرنا یا ہیسے ہر اک

کام کی اجازت حاصل کرکے کرنا لاجور وشاہ سے بظاہر میل رکھنا بات اُس سے نہ کرنا بدل
اُس سے نہ ملنا کہ وہ ہمسے منحرف ہی قرناسے قوق تقریر اپنے خداوند کی سُنکے قیطول سے
اُتر کر سوے جنگاہ روانہ ہوا اس جگہ بعض بعض داستان گویان شیرین بیان کا یہ بھی قول
ہی کہ قرناسے قوق جب دس لاکھ سوارون کی جمعیت سے زیر قیطول آیا تمثال آئینہ رو
نے خوش ہوکے اُسکی استدعا سے نقاب چہرے سے اُٹھا کے دریچے مین بیٹھ کے چہرہ اپنا اُسے
دکھایا وہ جمال تمثال آئینہ رو دیکھتے ہی تاب نہ لایا زمین پر گر کے بیہوش ہوا جب اُسکو
ہوش آیا تمثال آئینہ رو نے اُسکے حال پر از حد عنایت و مہربانی کرکے کہا ای بندہ
خاص من تو میرا بندۂ خوش اعتقاد ہی ہمنے تیری عمر بڑھادی اور تجھے جلاد و قاتل اہل اسلام
قرار دیا اپنی مصلحت سے یہ تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے خاتمہ ان سب اہل اسلام کا کرائین
تیری عزت بڑھائین جا شریک ہمارے لشکر کا ہوکے طبل جنگ بجوا ان سب اہل اسلام کو کہ
نہایت سرکش اور ہمسے منحرف ہین قتل کرکے خیام انکے اور بارگاہین انکی انکو بھگا کے چھین
لائیو قرناسے قوق نے عرض کیا ای خداوند یہ بندہ آپکا آپکے حکم کی تعمیل کریگا یہ عرض کرکے
لشکرگاہ برہمراہ اپنی سپاہ کے آیا لاجور وشاہ کی بارگاہ سے کچھ دور اپنی بارگاہ برپا کراکے
خیام برائے لشکریان استادہ کراکے فروکش ہوا بعد ایک روز کے قریب شام اپنے
لشکر مین طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو برائے
خبررسانی متعین تھے اُنمین سے چند ہرکارے تمام خبر دریافت کرکے جلد تر اُسوقت بارگاہ
سلیمانی مین متردد و متفکر و پریشان خاطر آئے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت پر جلوہ گر
تھے سرداران لشکر موجود تھے وہ بصد ادب اپنے دنگلون پر خاموش سر جھکائے ہوئے بیٹھے
تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام نعمان بن منظر شاہ دارائے بن داراب سیمتن زرہ
فرخ بخت سلطان وغیرہ سے مخاطب ہوکے یہ کہہ رہے کہ ابتک کچھ حال امیر ثانی کا
معلوم نہین ہوا نہ خبر کہان اُٹھا کے اُنھین لے گیا نہین معلوم وہ بچہ کوئی ساحر تھا کہ
بچہ بزور سحر نگے گرا تھا یا کوئی جن و عفریت سے تھا نہین معلوم وہ از راہ عداوت لیگیا ہی
یا کوئی دوست ہی کہ بضرورت اُنکو لے گیا ہی بہرطور جائے فکر و اندیشہ ہی اُنکے نہونے سے بارگاہ
سلیمانی مین سناٹا سا ہی حق تعالے اپنے لطف و کرم سے اُنکو ہر بلا و آفت سے اور شر
دشمنان سے بچائے جلد اُنکو یہان لائے کیونکہ لشکر مقابلہ لشکر تمثال آئینہ رو و سپاہ
لاجور وشاہ و صلصال بن دال بن دبوہ بن شمامہ جادو بڑا ہی لشکر ہی خدا کا کہ عدم موجودگی
امیر ثانی مین لشکر کفار مین طبل جنگ نہین بجایا گیا ہی فی الحال ہرکارون سے سنا گیا ہی
کہ ایک سردار نہایت زبردست و قوی ہیکل حسب الطلب تمثال آئینہ رو آیا ہی خداوند
عالم اُسکے شر و فساد سے بچائے سرداران نامبردہ دست بستہ عرض کر رہے ہین کہ واقعی امیر
ثانی کے یہان تشریف نرکھنے سے رونق لشکر نہین ہی ہرچند دل کو تردد ہی بچہ اُنکو اُٹھا لیگیا ہی
مگر امید خدا سے ہی کہ وہ مع الخیر جلد تشریف لائینگے سردار زبردست جو حسب الطلب تمثال آئینہ رو

آیا ہی دراقوق بہت نامی و زبردست سردار ہی اپنے زمانے کا گویا عوج بن عنق ہی قد و قامت
و قوت مین ہمسر اُسکا ہی ایسا عظیم الجثہ ہمنے کسی سردار کو نہ دیکھا ہی نہ سُنا ہی حق تعالیٰ اُسکے
شر سے بچائیگا آیا ہی تو کیا اندیشہ ہی ہنوز سرداران موصوف بادشاہ سے عرض کر رہے
تھے کہ ناگاہ ہرکارون نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بقاعدہ مجرا و سلام کیا اور ثنا و
دعا کے بعد یون عرض کیا کہ ای بادشاہ دین پناہ قرناے فوق نابکار نے اسوقت
اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ ہنگام سحر میدان نبرد مین بجمعیت سپاہ آکے
معرکہ آرا ہو خدام حضور پرنور سے مقابلہ و مجادلہ کرے یہ کافر بظاہر از حد قوی ہی اگر کسی سے
بھی سخن کرتا ہی تو آواز سے اُسکی سامعین کو صدمہ پہونچتا ہی پردہ ہاے گوش پھٹے جاتے
ہین قد و قامت مین بہت دراز ہی دست و بازو قوی ہین صورت نہایت مہیب ہی انسان
کا ہیکو ہی گویا اک دیو سیاہ ہی بلکہ دیو سیاہ سے بھی قوت و بدروئی و قامت مین بڑھا ہوا ہی
دن کو صورت اُسکی دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہی اک بلاے عظیم ہی خداوند عالم اُسکے شر
سے جملہ اہل اسلام کو خصوص حضور لامع النور کو بچائے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے
خبر نواخت طبل رزمی سُنکے انھین ہرکارون سے فرمایا کہ اگر قرناے فوق نابکار نے
طبل رزمی بجوایا ہی تو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجواؤ نقارچیون سے جاکے کہو
کہ چوب نقارۂ جنگی پر لگائین جو منظور خدا ہوگا اُسکا ظہور ہوگا اگر یہ سردار نہایت زبردست
ہی تو کیا اندیشہ ہی بقول مصرعہ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست ہرکارون نے ہمراہ خضران
بن عمرو ثانی کے نقارخانۂ سلیمانی مین جاکے نقارچیون کو حکم بادشاہ موصوف سے آگاہ
کیا اُنھون نے خضران کو چند اشرفیان نذر دیکے عرض کیا کہ ہم موافق قاعدۂ قدیم یہ نذر
دیتے ہین آپکو بجاے عمرو ثانی کے جانتے ہین گو وہ اس زمانے مین لشکر مین نہین ہین
مگر آپ تو اُنکے قائم مقام ہین پس یہ نذر قبول کیجیے خواہ خود یہ اشرفیان اپنے صرف مین لایئے
یا اپنے والد ماجد کو دیدیجیے گا آپکو اختیار ہی خضران نے نذر مذکور قبول کرکے کہا عدم موجودگی
مین یہ اشرفیان نذر کی انھین نہ دیجائینگی نقارچیون نے یہ سُنکے عرض کیا آپکو اختیار حاصل ہی
یہ کہکے چوب اُٹھاکے نقارۂ جنگی پر لگائی آواز نقارۂ رزمی کی ایسی بلند ہوئی کہ تا قصر فلک
پہونچی فرشتون نے سُنی چرخ پیر صداے نقارہ سے دہل گیا گاو زمین تھرّائی وحوش و
طیور خوف سے اپنے مسکنون سے نکل کر بھاگے شیران صحرا پر خوف طاری ہوا کچھار سے
نکل کے سوے صحرا بے اختیار رُخ کیا مردمان لشکر اہل اسلام نے صداے نقارۂ سلیمانی
و جنگی سُنکے و آواز سُنتا گوش زد کرکے باہم کہا آج نقارۂ جنگی یہان کیون بجا ہی صبح کو میدان جنگ
مین جانا ہوگا دیکھیے کیا ہوتا ہی قرناے فوق سے مقابلہ ہی سنا ہی کہ وہ کافر از حد زبردست
ہی قوت و طاقت مین دیو سے سوا ہی دعوی اُسنے کیا ہی کہ مین جملہ مردمان لشکر اہل اسلام کو
قتل و زخمی کرونگا لشکر پر حملہ کرکے مردمان سپاہ کو تہ شمشیر کرونگا دیکھیے ہنگام صبح کیا ہوتا ہی
مہیاے مرگ و قضا ہو جانا چاہیے زندگی کا اعتبار نہ کرنا چاہیے عجب نہین کہ جو قرناے فوق

نابکار کہتا ہے وہی کرے کیونکہ بظاہر سردار نہایت قوی بازو ہے ہم مرنے اور قتل ہونے سے
نہین ڈرتے ہین اچھا اگر قضا ہماری اُسی کے ہاتھ سے ہے تو کیا چارہ راضی برضاے الٰہی
ہین خوف جان سے ہرگز نہ بھاگینگے لڑ بھڑ کے جانین اپنی دیدینگے حق نمک اپنے آقا و مالک
کا ادا کرکے دنیا سے جائینگے نمکحرامی و بیوفائی اپنے آقا سے کبھی نہ کرینگے قتل ہوجانا گوارہ کرینگے
بھاگنا اختیار نہ کرینگے ذلت و رسوائی اپنی اور اپنے جد و آبا کی قبول نہ کرینگے آخر ایک روز
مرنا ضرور ہے کل ہی صبح کو جنگگاہ مین قرناسے قوق نابکار سے لڑکے مرجائینگے دنیا سے باعزت و آبرو
سوے عدم ہو جائینگے یہ شب غنیمت ہے اس شب مین جو امور ضروری ہین وہ کرلینا چاہیے مبادا
کل زندہ رہین یا نہ رہین یہ باتین باہم کرکے کوئی نوجوان کسی عزیز و دوست سے وداع
ہونے لگا کوئی کسی سے اپنے عفو خطا کا طالب ہوا کسی نے دعاے توبہ پڑھی پھر خدا سے عفو
عصیان کا امیدوار ہوا کسی نے اپنا قرضہ ادا کیا کسی نے احباب و اعزہ سے کہا کل روز
جنگ ہے نہین معلوم ہم لڑائی مین قتل ہون یا زندہ رہین لہذا ہم یہ چند وصیتین کرتے
ہین انپر عمل کرنا اول تو یہ وصیت ہے کہ جب ہم قتل ہوجائین اور لڑائی موقوف ہو تو میت
ہماری اُٹھا کے تم اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دیکے دفن کرنا دوسرے جب تک زندہ
رہنا ہمارے واسطے کار خیر کرنا صحیفۂ ابراہیمی پڑھنا ثواب اُسکا ہمین بخشنا ہمارے واسطے
آمرزش خدا سے طلب کرنا تیسرے دس ہزار روپیہ یہ موجود ہے اسے اپنے پاس رکھو بعد
ہمارے قتل کے اس روپیے کو ہمارے اہل و عیال کو جاکے دیدینا اور ہمارے قتل
کی خبر انھین دیکے امر بصبر کرنا ہمارے فرزندون اور زوجہ سے کہنا کہ زیادہ گریہ و بکا
نہ کرین عوض آہ و زاری ہمارے واسطے یہ دعا کرین کہ خداوند کریم ہمارے جملہ گناہان
کبیرہ و صغیرہ کو عفو کردے کیونکہ اس تھوڑی عمر مین ہمسے بہت سے گناہ ہوئے ہین چوتھے
کہدینا کہ کبھی کبھی ہماری قبر پر آنا ثواب سورہ فاتحہ سے محروم نرکھنا اور یہ وصیت
ہمارے بڑے فرزند سے کرنا کہ وہ سب لڑکون مین ہمارے نیک و لئیق ہے پانچوین یہ سلاح
جنگ اور یہ مرکب ہمارا اور یہ اسباب ہمارا خواہ تم لینا خواہ ہمارے اہل و عیال کے
سپرد کردینا وہ اُسکی تقریر سُنکے روکے اُس سے کہنے لگے یہ کیا کلمات زبان پر جاری کرتے ہو
حق تعالے تمکو زندہ و سلامت رکھے یقین اپنے قتل ہوجانے کا عبث کرتے ہو کیونکر معلوم
ہوا کہ ضروری قتل ہوجاؤگے اور یہ کیونکر ثابت ہوا کہ ہم سب زندہ رہینگے کہ تمھاری
وصیتون پر عمل کرینگے کیا معلوم کل کیا ہوگا ہم مین سے کون زندہ رہیگا کون کون قتل
ہوگا پس وصیتین جو تمنے کی ہین بشرط اپنی حیات کے ہم البتہ انپر عمل کرینگے ورنہ مجبور
ہین ہم بھی تو ہمراہ تمھارے میدان جنگ مین جائینگے کفار سے لڑینگے خصوص قرناسے
قوق سے ارادہ لڑنے کا ہے اگر لڑائی مین قتل نہوئے تو فہو المراد ورنہ تم ہمارے
واسطے بشرط حیات کار خیر کرنا واسطے ہماری مغفرت کے دعا خدا سے کرنا کوئی جوان عاقل
و انجام بین صداے نقارۂ جنگی سُنکے اپنے قتل ہوجانیکے خیال سے بعد غسل کرینگے اور دعا

توبہ پڑھنے کے احباب سے ملکے اپنی خطائین عفو کرا کے کفن پہننے لگا کوئی سوار کسی سوار سے
کہنے لگا کل لڑائی سخت ہوگی قرناے قوق جوان زبردست ہی دعوی یہ بادی دیتا ہی تا وقتل ہم سب اہل اسلام کا کرچکا ہی مناسب ہی کہ آج کی شب خدا سے دعاے فتح و ظفر بھی
کرین اور آلات حرب وضرب کی بھی ایسی درستی کرین کہ کبھی نہ کی ہو کیونکہ ہنگام جنگ تلوار اور
نیزہ و تیر خطا نہ کرین سینہ و سر دشمن کی ضرور خرابی چاہین تلوار سر اعدا پر جب مارین تو خود وغیرہ سے
نہ رکے سر و سینہ و شکم و کمر سے گذر کر انتہت فرس پر ٹھہرے نیزہ جب سینہ حریف پر لگائین پشت
دشمن سے گذر جائے تیر جب تاک کر کسی دشمن پر لگائین وہ جانبر نہو ایسا اسکے جگر پر پڑے کہ
زندگی سے ناامید ہو غرض اسی طرح لشکر مین ہر اک سوار و پیادہ اپنے دوستون اور عزیزون
سے تقریر کرنے لگا اور درستی سلاح جنگ مین مصروف ہوا کوئی تلوار اپنی نیام سے نکال کر
صیقل اسیر کرنے لگا کوئی تیرانداز کمان کو دیکھنے بھالنے لگا تیرون کو درست کرکے ترکش
مین بھرنے لگا ہر شخص لشکر مین درستی آلات جنگ مین مشغول ہوا لشکر مین تو مردمان سپاہ تیاری
جنگ مین مصروف ہوے مگر بعد بجنے نقارہ جنگی کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار
برخاست کیا بارگاہ سلیمانی سے اٹھ کے اپنی بارگاہ مین تشریف لیگئے سرداران سپاہ بھی
بعد جانے بادشاہ موصوف کے اپنے خیام و بارگاہ مین جاکے مصروف درستی آلات
حرب وضرب ہوئے تمام شب دعاے فتح و نصرت و درستی آلات حرب وضرب مین ہر اک
نے بسر کرنا چاہی یہان تو جملہ اہل اسلام درستی آلات حرب وضرب مین اور دعا و استغفار
مین مصروف ہین لیکن اب حال مردمان لشکر کفار کا لکھا جاتا ہی کہ جب طبل جنگ بجا جو سوار
اور پیادے بہادر و جری تھے وہ تو بصد شوق خیال جنگ مغلوبہ سے درستی اپنے آلات
حرب وضرب کی کرنے لگے اور جو نامرد تھے وہ ارادہ لشکر سے نکل کے بھاگنے کا کرنے لگے
بعد موقع پانے کے اکثر بزدل لشکر سے نکل کے اپنے موا کن کی طرف روانہ ہوئے جب
وہ شب بسر ہوئی اس طرف سے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اہل اسلام جملہ سرداران موجودہ
و تمامی سوار و پیادے بعد ادائے نماز سحر سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے سوار مرکبون پر
سوار ہو کے بصد ادب سوے جنگاہ روانہ ہوئے اسوقت جملہ اہل لشکر کا ہمراہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کے جانب نبردگاہ جانا قابل دید تھا جب سواری بادشاہ کی جنگاہ پر پہنچی
سب ٹھہرے بادشاہ موصوف انتظار قرناے قوق کے آنیکا کرنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے قرناے قوق نابکار بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے گینڈے پر سوار ہو کے دس لاکھ
سواران آزمودہ کار کہ انمین سے تھوڑے نامرد رات ہی کو بھاگ گئے تھے اپنے ہمراہ
لیکے بصد نخوت و غرور میدان کارزار مین سامنے لشکر اہل اسلام کے آیا اور گینڈے کو
روک کے کھڑا ہوا لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال و نجتگان بھی میدان نبرد مین
آئے لاجورد شاہ اور صلصال اپنی اپنی سپاہ مین ٹھہرے مگر عنقریب سپاہ قرناے
قوق ہاین خیال کہ سیر لڑائی کی دیکھین اور وقت جنگ مغلوبہ شریک جنگ ہون اہل اسلام

کو قتل کرین اور جب غلبہ اہل اسلام کا ہو تو پسپا ہو کے بھاگ جائین جانین اپنی دست اہل
اسلام سے بچائین اِدھر تو سب کفار و اہل اسلام میدان جنگ مین آئے اُدھر تمثال آئینہ رو
بالائے قیطول دریچہ وا کرکے بیٹھا جانب جنگاہ دیکھنے لگا باین خیال کہ دیکھون فرنائے قوق
اہل اسلام سے کیونکر لڑتا ہی لڑائی کیسی ہوتی ہی الحاصل جب تمثال آئینہ رو دریچہ مذکور
مین بیٹھ چکا اور دونون لشکر جنگاہ پر آچکے اسوقت دونون لشکرون سے باشارۂ مالک
و حاکمان لشکر بیلدارون اور بیلچہ بردارون نے نکل کے درمیان مین دونون فوجون کے
آکے درستی میدان کارزار کی خوب کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کے دور کیا پست و بلند زمین
کو ہموار کیا سقّون نے نکل کے لشکرون سے میدان کارزار مین خوب چھڑکاؤ کیا گرد و غبار کو
دفع کیا جب اسطرح درستی میدان مصاف کی ہو چکی بیلدار اور سقّے وغیرہ جنگاہ سے
ہٹ گئے اِدھر اہل اسلام اُدھر کفار صف آرائی مین مصروف ہوئے میمنہ و میسرہ و قلب
ہر اک لشکر کا جوانان صف شکن سے حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا کچھ کچھ سپاہ دونون جانب
کمین گاہ پر بھیجی گئی جب اسطرح درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر ہو چکی
لشکر کفار سے کر کیت اور سپاہ اہل اسلام سے نقیبان خوش آواز بایمائے مالکان ہر دو
لشکر نکل کے درمیان مین دونون لشکرون کے گئے پہلے نقیبان خوش تقریر نے اپنے
لشکر کے جوانون سے مخاطب ہو کے بآواز بلند کہا کہ ای دلاوران ہمیتال و ای بہادران
خوشخصال آگاہ ہو کہ حیات کا کچھ اعتبار نہین ہی اجل کا آنا ضرور ہی ہر شی کے واسطے فنا ہی
فقط خدا کو بقا ہی نہ کوئی سدا رہا ہی نہ رہیگا خیال تو کرو کہ وہ شاہان اولالعزم اب کہان ہین
جنکے روبرو کوئی رعب و خوف سے بخوف ہو کے نجا سکتا تھا کلام بھی نہ کر سکتا تھا اور وہ بہادران
نامی و نامور اب کہان ہین کہ جن سے کوئی مقابلہ و مجادلہ کر نہ سکتا تھا اور اگر کوئی اجل رسیدہ
اُن سے لڑتا تھا تو جانبر نہوتا تھا سوا اُنکے اپنے جد و آبا کو یاد کرو کہ وہ اب کہان ہین ہائے
وہ سب اجل سے مجبور ہو کے اِس گلشن دنیا سے ملک و مال و اہل و عیال کو چھوڑ کے خالی
ہاتھ سوئے عدم گئے بجز اعمال نیک و بد و کفن کچھ ساتھ اپنے نہ لے گئے فی الحال وہ سب زیر
زمین ہین قبور مین ایسے سو رہے ہین کہ بیدار ہی نہین ہوتے ہین لاکھ کوئی بگریہ و زاری
اُنکو پکارے وہ جواب ہی نہین دیتے ہین ہزار ہا من مٹی کے نیچے دبے پڑے ہین زندگی
مین جو کسی دشمن سے نہ دبے تھے وہ خاک سے دب گئے ہین حیات مین گرد و غبار سے
بھاگتے تھے قریب آنے نہ دیتے تھے حشرات الارض کی گزند سے بچے رہتے تھے خوگر عیش و
راحت تھے اب وہی مقابر مین مٹی مین آلودہ عجب لاچاری و مجبوری سے پڑے ہین اتنی بھی
قدرت نہین رکھتے ہین کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کفن پر سے گرد و غبار کو دفع کرین ایک کروٹ
سے دوسرے کروٹ لین جو کیڑے گوشت اُنکا کھا رہے ہین اُنھین دفع کرین خود ہی خاک
ہین خاک کو اپنے اوپر سے کہان ہٹائین پس جو حال اُنکا ہی وہی حال ایک روز جو زندہ
ہین اُنکا بھی ہوگا یعنے جو زندہ ہین وہ بھی مرینگے زیر زمین جائینگے ساکن قبور تا قیامت

ہونگے قبور مین بوجہ اپنے اپنے اعمال راحت یا تکلیف اٹھائینگے جو کوئی خوش اعمال ہوگا وہ اپنی
قبر مین راحت سے سوئیگا اور جو بد اعمال ہوگا وہ اپنی تربت مین راحت سے ہرگز بسر نکریگا
خدا کے حکم سے فرشتے اُس پر عذاب کرینگے لہذا ای جوانان تہور شعار ذرا خواب غفلت سے
بیدار و ہوشیار ہو اعمال خیر کرو افعال بد سے اجتناب کرو تاکہ بعد مرگ قبر مین راحت سے سوو اعمال
خیر سے ایک یہ بھی عمل نیک ہی کہ اپنے مالک و آقا سے بہ نیکی پیش آنا دشمنون سے اُسکو
بچانا خود اُسکی طرف سے اُسکے اعدا سے بہ تیغ و تیر وغیرہ لڑنا اعدائے آقا کو قتل کرنا یا اُنکے
ہاتھ سے زخمی و قتل ہونا نمک حلالی کرنا وفاداری پر کمر باندھنا نمکحرامی و بیوفائی سے اجتناب کرنا
چونکہ آج قرناسے فوق عازم جنگ و جدال ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ مطلق خوف قتل و مرگ
نہ کرنا کفار سے دلیرانہ لڑنا شیرانہ اعدا پر حملے کرنا تمھارے آبا و اجداد بہادر تھے تم بھی دلاوری
کرنا بڑھ بڑھ کر اعدا سے لڑنا پیچھے قدم نہ ہٹانا سینے پر ضرب شمشیر و نیزہ و تیر روکنا بہادرون
کو اپنی شجاعت سر میدان جنگ دکھانا بڑھ بڑھ کے لڑنے سے بے اجل قتل نہو جاؤگے اور اگر
قضا آئی ہی تو بھاگنے سے بچ نہ جاؤگے اجل زنجیر پا ہوجائیگی بھاگ نہ سکوگے کسی دشمن کے
ہاتھ سے ہنگام فرار ضرور مارے جاؤگے بھاگنے سے کچھ فائدہ نہوگا بلکہ عزت و آبرو کا ضرر
ہوگا جملہ بہادران عالم کی نظر سے گر جاؤگے سب بہادر بزدل و نامرد کہینگے قیامت تک
تمھارے بھاگنے سے تمکو اہل جہان بودا اور رہیز کہا کرینگے تمھارا آقا و مالک جسکا تم نمک
کھاتے ہو وہ بھی ایسی صورت مین تم سے ناخوش ہوگا بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ بیوفائی آقا سے
خدا بھی ناخوش ہوگا ہمنے تمکو دوستانہ سمجھایا ہی راہ نیک و بد دکھائی ہی اب تمکو اختیار ہی جو راہ
چاہو اختیار کرو چاہو خوشنودی آقا و رضامندی خدا اختیار کرو خواہ برعکس اسکے کرو یہ
کہکے نقیب خاموش ہوئے گڑکیتون نے اپنے لشکر کے سوارون اور سردارون سے مخاطب
ہوکے یون بآواز بلند کہا کہ ای جوانان نامی و نامدار و ای دلاوران تہور شعار آگاہ ہو کہ
دنیا اک سرا ہی اس سرا مین کسی کو ہمیشہ قیام نہین ہی اہل دنیا اور خود دنیا کو ایک روز
فنا ہی جب شاہان صاحب تخت و تاج و سپاہ گران باوجود کثرت زر کے صاحب اختیار
و حکومت تھے زندہ نہ رہ سکے اور دفع اجل کی تدبیر نہ کرسکے تو ہم اور تم کیا ہین ضرور
ایک روز دنیا سے جائینگے اجل سے پناہ نپائینگے دفع اجل کی کوئی تدبیر نہ کرسکینگے پس
جب مرنا ضرور ہی تو لازم ہوا کہ اپنے مذہب کے موافق اعمال نیک کرین اپنے ہم مذہبون سے بہ نیکی
پیش آئین اعدائے دین یعنی اہل اسلام سے بہ دشمنی پیش آئین یہ لوگ وہ ہین کہ تمھارے
عدوے جان و ایمان ہین بلکہ تمھارے خداوند کے دشمن ہین چاہتے ہین کہ خداوند کو ہلاک
کرین خداوند کی خداوندی مٹادین ایسے دشمنون سے دشمنی کرنا باعث خوشنودی خداوند ہی
اور تمھارے خوش اعتقادی قوت مذہبی کا باعث ہی لہذا آج کے دن مطلق ان اہل اسلام پر
رحم نہ کرنا دیکھو وہ سامنے خداوند بالائے قبطول دریچے مین بیٹھے ہین ادھر بنظر غور رحم
سب کو دیکھ رہے ہین سامنے خداوند کے دلیرانہ ان اہل اسلام کو بہ تیغ و نیزہ و تیر و

تبر و گرز و خنجر قتل کرنا وقت جنگ مغلوبہ بڑھ بڑھ کے نعرۂ شیرانہ کر کے ان منحرفان خداوند کو
قتل کرنا خوف جان سے پیچھے قدم نہ ہٹانا خلاف بہادری عمل نہ کرنا اپنے خداوند کو
اپنے سے ناراض نہ کرنا ساتھ اپنے آقائے قدرشناس کے یعنے قرناسے قوق بہادر بے مثل
کے بہ نیکی پیش آنا ہمراہ آقائے موصوف کے اہل اسلام سے لڑنا نمک حلالی کرنا نمکحرامی پر کمر
نہ باندھنا ہمارے کہنے پر عمل کرنا ورنہ پچتاؤگے بسپا ہوکے اگر بھاگوگے اہل اسلام کے
ہاتھ سے مارے جاؤگے آقا تمھارا تم سے ناخوش ہوگا خداوند تمثال آئینہ رو بھی تم سے ناراض
ہوینگے یہ کہکے کرکیت خاموش ہوئے پھر نقیب اور کرکیت درمیان سے دونون لشکرون
کے چلے گئے ادھر اہل اسلام اُدھر کفار نقیبون اور کرکیتون کی تقریر سنکے ایسے آمادہ جنگ
ہوئے کہ تلوارین نیام سے کھینچکر نیام توڑ ڈالی اور کہا کہ اگر بعد فتح کرنے اس جنگ کے زندہ
رہے تو یہ تلوارین نیام مین رکھینگے ورنہ دشمنون سے لڑ بھڑ کر مرجائینگے اسوقت جوانان ہر دو
سپاہ کو عجب جوش شجاعت تھا صفوف لشکر مین حال اُنکا قابل دید تھا ہر دم ہر اک سوار و سردار
لشکر یہ چاہتا تھا کہ صف لشکر سے مرکب کو نکال کر اعدا پر حملہ کیجئے دلیرانہ لڑیئے دلاوری اپنی دکھایئے
علاوہ سوارون اور سرداران سپاہ کے علمداران لشکر کو بھی کمال درجہ جوش شجاعت
تھا علمون کو جلوہ دیکے ارادہ کرتے تھے کہ آگے بڑھین ہنوز دونون لشکرون سے کوئی دلاور
برائے جنگ نکلا نہ تھا تمثال آئینہ رو قیطول سے اور لاجوردشاہ قریب سے دیکھ رہا تھا
کہ ناگاہ قرناسے قوق نے بصد کبر و نخوت گینڈے کو اپنے صف لشکر سے نکالا لاجوردشاہ
نے بختگان وصلصال سے مخاطب ہوکے کہا قرناسے قوق واسطے جنگ کے لشکر سے نکلا ہی
اگر یہ غرور نہ کریگا تو ہم تقدیر کر کے اسکو اہل اسلام پر غالب کرینگے گو یہ ہم سے منحرف ہی ہمین
سجدہ نہین کرتا ہی بختگان نے عرض کیا ای خداوند آپ کچھ بھی تقدیر نہ کیجئے کا صرف سیر دیکھیے گا
مجھے آپکی تقدیر کرنے سے خوف معلوم ہوتا ہی جب آپ سیدھی تقدیر کرتے ہین وہ الٹی ہو جاتی
ہی بختگان تو لاجوردشاہ سے یہ عرض کر رہا تھا قرناسے قوق مانند دیو سیاہ یا بلائے
بے درمان یا فیل دمان بصد غرور بیچ مین دونون لشکرون کے آیا گینڈے کو روک کر جانب
اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھنے لگا اہل اسلام نے بھی اُس نابکار کو غور سے دیکھکر باہم کہا کہ
یہ نابکار انسان ہی یا اک دیو سیاہ ہی خداوند عالم اسکے شر سے ہم سب کو بچائے بظاہر
ایسا زبردست سردار لشکر کفار مین کبھی نظر سے نہین گذرا ہی ابھی اہل اسلام اپنے دل مین
یہی تقریر جو لکھی گئی کر رہے تھے کہ قرناسے قوق نے وہ ارابہ جسپر گرز اُسکا سترہ من یا سترہ سو
من کا رکھا تھا طلب کیا جب ملازم اُسکے ارابۂ مذکور بہزار محنت و زور آوری پاس اُسکے
لا کے لشکر مین چلے گئے اُسوقت قرناسے قوق نے اپنے گینڈے کو بطور مرکب کے
کاوے پر ڈالا اور فنون جنگ خصوص فن نیزہ بازی تا دیر سب کو دکھا کے خوب
گرم کے پسینے مین سراپا تر ہوکے گینڈے کو روک کے ذرا دم راست کر کے اہل اسلام
کی طرف بصد قہر و غضب دیکھ کے بآواز بلند یون کہا کہ ای اہل اسلام تمنے بوجہ جہالت

جہالت کے خداوند سے منحرف ہوکے کمر سرکشی وآزار رسانی خداوندپر باندھی ہی نہایت نادانی کی ہی دیکھو پچھتاؤ گے قہر خداوندی نازل ہوگا میرے ہاتھ سے تم سب مارے جاؤگے بہتر و مناسب یہ ہی کہ جانین اپنی میرے ہاتھ سے بچاؤ خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کرو سرکشی چھوڑ دو اگر یہ منظور نہین ہی تو جو تم سب مین جان سے بیزار ہو وہ صف لشکر سے نکل کے میرے سامنے آئے مجھ سے مقابلہ ومقاتلہ کرے یہ کہکے خاموش ہوا اُسکی آواز مہیب و بلند سے پردہ ہائے گوش کو صدمہ پہونچتا شاید بوجہ ایسی آواز کے نام اسکا قرناے قوق رکھا گیا ہی کیونکہ کرنائی صدا سے بھی گونہ پردہ گوش کو صدمہ پہونچتا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے تقریر سردار نابکار مذکور کی سنکے تمثال آئینہ رو و پرویرا و رآسپر بھی لعنت کرکے برہم ہوکے اپنے دست راست کی طرف دیکھا فی الفور رستم خوبن کرب مرکب کو چھیڑ کر صف لشکر سے نکل کے سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جاکے مرکب سے اُترکے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو یہ کمترین اس کافر سے لڑنے کو جائے شاہ موصوف نے اجازت جانے کی دی رستم خواجازت جنگ لے کے خوش ہوکے تسلیم بجالا کے مرکب پر سوار ہوکے دلیرانہ گھوڑے کو جولان کرکے سامنے قرناے قوق کے گیا قرناے قوق نے بنظر حقارت دیکھکر کہا اے جوان نادان نام تیرا کیا ہی تو سودائی و دیوانہ ہی کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے کو آیا ہی تجھے اپنی جان کا کچھ خوف نہین ہی مین وہ ہون کہ دیوؤن کی حقیقت نہین جانتا ہنگام جنگ شیران نر کو روباہ جانتا ہون فیلان مست کو پشہ خیال کرتا ہون میدان جنگ مین جس جگہ پاؤن رکھتا ہون کیا مجال کسی حریف کی کہ قدم میرا وہان سے سرکادے مین گویا ایک کوہ گران ہون ہنگام جنگ حریف اپنی جگہ سے نہین سرکتا اور اگر بضرورت سرکتا ہون تو آگے بڑھتا ہون پیچھے نہین ہٹتا ہون جب تلوار کھینچکر نعرہ کرکے بڑھتا ہون ہزارہا دشمنون کو قتل کرکے لشکر کو بھگا دیتا ہون مجھ پر حربہ کسی قسم کا کارگر نہین ہوتا ہی کیونکہ روئین تن ہون مین اعدا کو قتل کرتا ہون دشمن مجھے قتل کر نہین سکتے ہین مین نے ہزارون بلکہ لاکھون بہادرون کو تہ تیغ کیا ہی شجاعت و قوت و بہادری مین بیعدیل ہون بھلا تو مجھ سے کیا لڑسکے گا ایک وار بھی میرا روک نہ سکے گا مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی لیکن میرے سامنے سے چلا جا اپنے بادشاہ لشکر سے جاکے کہہ کہ قرناے قوق کے مقابلے کو کسی زبردست سردار کو بھیجو رستم خو نے برہم ہوکے جوابدیا او نابکار تو نے اپنی بڑی تعریف کی اپنے ہی منھ سے اپنی ہی ثنا کی اور ثنا بھی ایسی کی کہ جو ذہن مین نہین آتی سراسر خلاف معلوم ہوتی ہی بس تیری ہی تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا کہ تو جھوٹا ہی دعوے تیرے سب لغو ہین مین تجھ سے نہین ڈرتا دیوانہ تو ہوگا مین دیوانہ نہین ہون ہان ہنگام جنگ حریف سے ایسا لڑتا ہون کہ وہ خوف جان سے دیوانہ ہوجاتا ہی تو میرے حال پر رحم نہ کر مجھ سے مقابلہ کر اگر خدا نے چاہا تو ابھی تجکو قتل کرونگا اگرچہ تو روئین تن ہی تلوار بھی میری خاراشگاف ہی اوبیدین مجھے خود تیرے اوپر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان میرے

ہاتھ سے مارا جائیگا اگر تو دین اسلام کو اختیار کرے تو مین تجھے قتل نہ کرون قرناے قوق تقریر
اس بہادر کی سنکے نہایت برہم ہوا عالم غصہ مین نیزہ اُٹھا کے گینڈے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ
سینۂ رستم خو پر لگایا اِدھر اس بہادر نے اسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر
روکا دونون فولادی سنانون کے باہم لڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین جو لوگ کہ
دیکھ رہے تھے اُنھون نے بے اختیار تعریف کی ثنا رستم خو کی ہمت کی کہ اس جوان نے کیا
خوب نیزے کو روکا ہی فن نیزہ بازی مین کامل معلوم ہوتا ہی ابھی کفار تعریف کر رہے
تھے اہل اسلام بھی ثنا کر رہے تھے کہ رستم خو نے خود بھی اُسپر نیزہ لگایا اُسنے بھی نیزہ
نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوا کی لیکن قرناے قوق نے ہنگام ضرب
نیزۂ حریف نیزے کو اپنے پہلو مین رکھکر سینہ اپنا آگے بڑھا دیا نیزہ سینے پر پڑا کارگر
نہوا آخر کار بعد جنگ بسیار رستم خو نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالدیا سنان نیزہ خوب
نیزہ سے نکل کے دور جا گری کفار کو حیرت ہوئی بدرجہ کمال ملال ہوا اہل
اسلام نے خوش ہوکے شور بالفاظ احسنت و آفرین و مرحبا بلند کیا قرناے قوق
کو سخت صدمہ ہوا شرما کے سر جھکا لیا غیرت سے پسینہ آ گیا تمثال آئینہ رو نے یہ
حال قیطول پر سے دیکھا اُسی بھی حیرت ہوئی لاجور دشاہ نے بختگان سے کہا دیکھو
ہمنے تقدیر کرکے سنان نیزہ قرناے قوق کے ہاتھ سے نکلوا دی یہ نالائق ہم سے
منحرف تھا ہمین خدا وند اپنا نجانتا تھا نہایت مغرور و متکبر تھا ہمنے سر میدان جنگ
اسکو ذلیل کیا ابھی تو ذلیل ہی کیا ہی آئندہ دیکھنا کہ ہم کیا کرتے ہین اگر یہ ہماری
طرف متوجہ ہوا تو خیر ہم بھی اسکے ساتھ نیکی کرینگے بختگان نے جواب دیا ای خداوند
کیا یہ آپنے تقدیر کی کوئی تقدیر معقول کی ہوئی ایسی تقدیر سے کیا ہوتا ہی لاجوردشاہ
نے کہا خیر دیکھا جائیگا ابھی لاجوردشاہ بختگان سے ہم سخن تھا کہ یکایک قرناے قوق
نے بعد انفعال سر اُٹھا کے تیغہ نہایت گران وبران کمر سے کھینچکر نہایت غضبناک
ہوکے گینڈے کو بڑھا کے خبردار خبردار کہکے ضرب تیغۂ تیز سر رستم خو پر لگائی اِدھر اس
بہادر نے واسطے روکنے ضرب مذکور کے سپر اُٹھائی تیغۂ مذکور سپر کو کاٹ کے خود سے
گذر کے چار انگل سر رستم خو مین در آیا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ رستم خو نے دستانہ مارا
تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن رستم خو خون زخم سر سے ہمہ تن نہا گیا کفار خوش ہوئے اُدھر
تمثال آئینہ رو بھی شادمان ہوا اِدھر لاجوردشاہ نے بختگان سے کہا دیکھو قرناے
قوق کے ہاتھ سے ہمنے رستم خو کو زخمی کرا دیا اِسنے بدل ہماری پرستش کا خیال کیا ہمنے بھی
تقدیر معقول کردی بختگان نے یہ سنکے اپنے دل مین کہا کیا بیہودہ و کاذب ہی کبھی کچھ کہتا
ہی کبھی کچھ کہتا ہی جیسا رنگ دیکھتا ہی ویسی بات کرتا ہی تقدیر نیک و بد کچھ بھی کر نہین سکتا ہی
خود ہی گردش تقدیر سے پریشان و سرگردان ہوکے یہان تک آیا ہی ابھی بختگان دل
مین اپنے یہ کہہ رہا تھا کفار خوش ہو رہے تھے کہ قرناے قوق نے چاہا بڑھ کے سر حریف

تیغۂ آبدار سے جدا کیجیے ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے مڑکر جانب دست راست دیکھا
فی الفور ہاشم تیغزن صف لشکر سے نکل کے جلد تر اجازت لیکے مرکب کو جولان کر کے
قریب جاکر نعرہ کنان ہوا کہ او نابکار دست خوردہ نگہہ ار کیا زخمی کے سر کو کاٹنا چاہتا ہی کیسا
نامرد و بزدل ہی اسی بزدلی پر اپنے تئین بہادر جانتا ہی اگر بہادر ہی تو مجھ سے مقابلہ کر
قرنائے قوق نعرہ ہاشم تیغزن سُنکے ایسا خائف ہوا کہ رستم خو کے سر کو کاٹ نہ سکا ہاشم
نے رستم خو کو جانب لشکر روانہ کر کے قرنائے قوق سے مقابلہ کیا کافر مذکور نے تیغۂ آبدار
سے ہاشم تیغزن کو بھی مانند رستم خو کے زخمی کیا بادشاہ لشکر اسلام نے پھر مڑکر دیکھا آصف
انجم طلعت نے لشکر سے نکل کے بعد حصول اجازت جلد جاکے ہاشم تیغزن کو قرنائے
قوق کے شر سے بچا کے اپنے لشکر کی طرف روانہ کر کے خود اُس بیدین سے مقابلہ کیا
اُسنے برہم ہو کے کہا او جوان خوبرو تو نے بھی غضب کیا کہ میرے حریف کو میرے ہاتھ
سے بچا یا خیر حریفان مجروح کے عوض تجھے قتل کرونگا یہ کہکے خبردار خبردار مکرر کہکے گینڈے
کو بڑھا کے وار تیغہ کا سر پر کیا ادھر آصف انجم طلعت نے سپر اُٹھائی ناگاہ گھوڑے
نے سکندری کھائی تیغہ سپر کو کاٹ کر خود سے گذر کر چار انگل سر مین در آیا آصف انجم طلعت
نے اُسی حالت مین دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر خون زخم سر سے ہمہ تن تر ہو گیا
اُسی عالم زخمداری مین تلوار قرنائے قوق پر لگائی اُسنے بجائے سپر سر اپنا آگے بڑھا دیا
تلوار سر پر پڑی مگر بے سود کارگر نہوئی بلکہ خط بھی سر پر نہ پڑا تلوار اُچٹ گئی قرنائے قوق
نے ہنسکر کہا ای جوان مجروح تلوار پھر لگا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے آصف انجم طلعت
تلوار کیا لگاتا زخم سر سے حال اُسکا عجب تھا کثرت سے خون جو بہا تھا ضعف بدرجہ کمال تھا
آنکھین بند تھین غش آتا تھا ایسی صورت مین پھر قرنائے قوق نے چاہا کہ اپنے
گینڈے کو بڑھا کے تیغۂ آبدار سے سر آصف انجم طلعت کا کاٹ لیجیئے ہنوز گینڈے کو بارادۂ
مذکور بڑھایا ہی تھا او رکفار خوش ہو رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام نے پلٹ کر
دیکھا فوراً داراب بن داراب سیمین زرہ نے صف لشکر سے نکل کے اجازت حاصل کر کے
گھوڑے کو دوڑا کے قریب قرنائے قوق کے جاکے نعرہ کیا او بیدین کیا قصد ہی کیا
میرے سامنے سر آصف انجم طلعت کا جدا کریگا او نابکار کیا مجال تیری کہ میرے سامنے
تو اس بہادر کے سر کو کاٹ سکے قرنائے قوق نعرۂ دلاور موصوف سے گھبرا کے اپنے
ارادے سے باز رہ کے برہم ہو کے کہنے لگا تم سب اہل اسلام کیسے نامنصف ہو اور کیسے
طریق جنگ سے ناواقف ہو کہ میرے حریف کا مجھے سر نہین کاٹنے دیتے ہو جب مین ارادہ سر
کاٹنے کا کرتا ہون اک نہ اک جوان آکے حریف مجروح کو بچا کے لیجاتا ہی ابکی مرتبہ تو آیا ہی دارا
بن داراب نے جواب دیا او بیوقوف ہم لوگ ایسے بہادر ہین کہ حریف کی آرزوے دل
پوری ہونے نہین دیتے ہین ایسے زبردست ہین کہ سر اپنے اہل لشکر کا کاٹنے نہین دیتے
ہین تو ایسا نامرد و بزدل ہی کہ ہم دلاورون سے ڈر جاتا ہی سر اپنے حریف مجروح کا کاٹ

نہین سکتا ہی اگر بہادری کا دعوی ہی تو سر اپ اس جری کا تیغ سے جدا کر دیکھون تو کیونکر سر
کاٹ لیتا ہی یہ کہکے آصف انجم طلعت کو اپنے لشکر کی طرف روانہ کرکے اُس سے نبرد آزما
ہوا بعد جنگ بسیار قرنائے قوق نے وہی تیغہ خونچکان سردارائے بن داراب
سیمین زرہ پر لگایا ادھر اِس بہادر نے سر اُٹھایا ناگاہ پاؤن مرکب کا ہوش ٹھانے
مین جاتا رہا گھوڑا گرنے لگا جب تک دارائے بن داراب مرکب سنبھالے اور اپنے
ہاتھ کو سیدھا کرے تیغہ حریف کا سر پر پڑ ہی گیا خود کو کاٹ کے تا بہ جبین اُتر آیا ہنوز
پیشانی سے آگے نہ بڑھا تھا کہ دارائے بن داراب نے دستانہ مارا بقدرت خدا اور
بزور قوت بازوے دارائے بن داراب تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر بوجہ زخم کاری اور
خون جاری ہونے کے دلاور کو غش آنے لگا کفار خوش ہونے لگے لاجورد شاہ بار بار
کہنے لگا مین تقدیر معقول کر چکا ہون اب قرنائے قوق جملہ اہل اسلام کو زخمی کریگا
بختگان اُس سے عرض کرنے لگا اے خداوند اب تقدیر پلٹ نہ دیجیئے گا لاجورد شاہ
نے جواب دیا ہمین اختیار ہے جب یہ ہم سے منحرف ہوگا تقدیر پلٹ دینگے ہنوز لاجورد
شاہ اور بختگان مین تقریر ہو رہی تھی کفار شادمان تھے اہل اسلام کو بیدردی صدمہ ہو
رہا تھا تمثال آئینہ رو فیلسوف پر سے لڑائی قرنائے قوق کی دیکھ رہا تھا خوش ہو ہوکے
اپنے مقربان بارگاہ سے کہہ رہا تھا کہ اسی طرح ہم تمام اہل اسلام کو زخمی و ہلاک دست
قرنائے قوق سے کرا دینگے مقربان بارگاہ اُس سے عرض کرتے تھے بہت مناسب ہی ناگاہ
قرنائے قوق واسطے قتل دارائے بن داراب کے بڑھا ادھر اشارہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام سے فرخ بخت سلطان مغربی مرکب کو جولان کرکے جلد گیا دارائے بن داراب
کو دست قرنائے قوق سے بچاکے جانب لشکر روانہ کرکے خود اُس سے مقابلہ کیا بعد جنگ
بسیار قرنائے قوق نے اِس شاہ ذیوقار کو بھی بطریق دارائے بن داراب سیمین زرہ
زخمی کیا اسی طرح سلطان بخت مغربی و نعمان بن منظر شاہ یمنی و مقبول بن
مقبل و سلیمان ثانی و کیخسرو و ابراہیم بن مالک و معروف بن اسعد و فرہاد خان
یکضربی و ارشیون پریزاد و سکندر فرخ لقا و شیر افگن و معظم خان بن بہرام
وغیرہ سو سواران لشکر اہل اسلام کو صبح سے تا شام زخمی کیا اگرچہ مولف توریج نامہ جلد دوم
جنگ جملہ بہادران مذکور کی مفصل تحریر کرتا تو بہت طول ہوتا پس بوجہ طول کے اختصار
اختیار کیا الحاصل جب قرنائے قوق سو سرداران لشکر اسلام کو زخمی کر چکا
وقت شام جنگ سے دست بردار ہو کے باآواز بلند بادشاہ لشکر اسلام سے
کہنے لگا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام آج تو مین نے تمھارے لشکر کے سو سرداروں کو
زخمی کیا ہی اور اب شام بھی ہو گئی ہی اِس وجہ سے جنگگاہ سے جاتا ہون تمھین لازم ہی
کہ خداوند تمثال آئینہ رو کی طرف توجہ کرو سرکشی سے باز آؤ اگر میرے کہنے پر عمل
کروگے تو حق مین تمھارے بہتر ہوگا یہ کہکے ہمراہ اپنی سپاہ کے جنگگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر

آیا گینڈے سے اُترکر خوش و خرم داخل بارگاہ ہوا لاجوردشاہ اور صلصال بھی اُسیوقت میدان کارزار سے آکے اپنی اپنی بارگاہ مین داخل ہوے سواران لشکر کفار بھی مرکبون سے اُترکر داخل خیام ہوئے اِدھر بادشاہ لشکر اسلام سرداران سپاہ کے زخمی ہونے سے اندوہگین وافسردہ خاطر ہمراہ جملہ مردمان لشکر اسلام کے اپنی فرودگاہ سپاہ پر آئے تخت سے اُترکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سرداران سپاہ موجودہ بھی ہمراہ بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین گئے بادشاہ موصوف بالاے تخت جلوہ گر ہوے سرداران سپاہ ڈنگلون پر بیٹھے شاہ موصوف نے حال سرداران مجروح کا دریافت کرکے حکم اُنکے علاج کا دیا جراح علاج اُنکا کرنے لگے اُدھر قرناے قوق اپنی بارگاہ مین جاکے سلاح جنگ تن سے جدا کرکے بارگاہ مین بیٹھا پھر اپنے ملازمون سے کہنے لگا لاجوردشاہ و صلصال و بخت‌نگان سے جاکر کہو کہ اگر خلاف طبع نہو تو یہان تشریف لائیے تھوڑی دیر بیٹھیے لطف بادہ کشی اُٹھائیے ملازمون نے جاکے لاجوردشاہ و صلصال سے جاکر جو کچھ قرناے قوق نے کہا تھا عرض کیا لاجوردشاہ و صلصال و بخت‌نگان و خلخال اُسکی بارگاہ مین گئے بمقام صدر لاجوردشاہ و صلصال بیٹھے خلخال و بخت‌نگان بھی ایک جگہ بیٹھے بعد ایک لمحہ کے صلصال نے تعریف شجاعت و بہادری قرناے قوق کی کی اُسنے کہا یہ کیا بہادری مین نے کی ہے جسکی تعریف آپنے کی ہان اگر جنگ مغلوبہ ہوتی یا کوئی سردار زبردست سے مانند امیر ثانی کے مین لڑتا اور اُنھین قتل و زخمی کرتا تو البتہ تعریف آپ میری کرتے آج تو مین نے کل سو سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا ہے ایکی مرتبہ طبل جنگ بجوا کے دیکھیے گا کہ کیا کرتا ہون بخت‌نگان وغیرہ نے اُسکے سخن کو سُنکے کہا آپنے سرداران لشکر اسلام کو زخمی تو کیا ہے صدمہ اہل اسلام کو دیا ہے مگر ہوشیار رہیے گا عیاران لشکر اسلام ضرور آئینگے عیاری کرکے آپ کو مار ڈالینگے قرناے قوق نے ہنسکر کہا عیارون کی کیا مجال جو میری بارگاہ مین قدم رکھ سکین بخت‌نگان نے کہا آپ یہ نہ فرمائیے عیار بلاے بے درمان ہین اُنکو کوئی روک نہین سکتا ہے وہ اِس طور سے آئینگے کہ آپ اُنکو پہچان نہ سکینگے اگر زندگی اپنی منظور ہے تو شب کو جاگیے ارباب نشاط کو طلب کیجئے رقص و نغمہ اُنکا دیکھیے اور سُنیے قرناے قوق نے جواب دیا مین عیارون سے نہین ڈرتا ہون اُنکے خوف سے شب بھر بیدار نہ رہونگا ہان مجکو شوق رقص و نغمے کا ہے ارباب نشاط کو طلب کرکے ناچ گانا اُنکا دیکھکر اور سُنکے خوش ہونگا یہ کہکے ارباب نشاط کو طلب کیا فی الفور ایک رقاصہ کہ لشکر مین قرناے قوق کے تھی ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ مین روبرو قرناے قوق کے حاضر ہوئی بعد سلام کرنے اور درست ہونے سازون کے واسطے رقص کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ رقص بناز و ادا کرنے لگی قرناے قوق و لاجوردشاہ وغیرہ ناچ دیکھنے لگے جب وہ رقص کرچکی یہ غزل گانے لگی غزل

کیون ہوا مجھ سے تو خفا ای شوخ	کونسی کی خطا بتا ای شوخ	رقص کرچکی یہ غزل گانے لگی غزل

آرزوئے وصال پوری کر
ہنس کے بجلی پہ اب گرا ای شوخ
نہ سنا گر سوال وصلت کا
غیر کا تو ہی آشنا ای شوخ
نیم بسمل نہ چھوڑ عاشق کو
میں پریشان بہت پھرا ای شوخ
میرے دل کی لگی بجھا ای شوخ
یاد کر دل میں وعدۂ وصلت
ایک بوسہ ہی کر عطا ای شوخ
باغ کو تو نے کر دیا پامال
مجھ پہ تلوار پھر لگا ای شوخ
شب فرقت میں ہجر تڑپتا ہی
مجکو رلوا کے کر دیا طوفان
کیوں فراموش کر دیا ای شوخ
مجکو اپنا میں کسطرح جانوں
پس گئی تجھ پہ خود حنا ای شوخ
تیری زلفوں کا ہو کے سودائی
پاس اپنے اُسے بلا ای شوخ

اہل بزم سننے لگے خوش ہوکے تعریف رقاصہ کے رقص و نغمہ کی کرنے لگے ہنوز رقاصہ رقص کر رہی تھی کہ ساقیان سیمین و نازک کشتیان شراب گلنار کی مع جامہاے بلورین لیکر حاضر بزم ہوے قرناسے قوق کو سلام کرکے اُس سیمین کے اشارے سے جامہاے بلورین میں اہل بزم کو شراب ناب پلانے لگے قرناسے قوق و لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و نجتگان وغیرہ شراب شیراز پینے لگے جب سب حسب دلخواہ شراب پی چکے اور رقاصہ غزل مندرجۂ بالا گاکر تمام کر چکی دونوں بزم سے چلے گئے بعد جانے ساقیان سیمین و رقاصۂ مذکورہ کے اور ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندوں کے حسب الطلب حاضر ہوکے ناچنے گانے لگی قرناسے قوق وغیرہ عالم نشۂ شراب میں گانا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے خوش ہونے لگے ہنوز قرناسے قوق بیٹھا ہوا ناچ رقاصہ کا دیکھ رہا تھا کہ تمثال آئینہ رو نے اُسے طلب کیا قرناسے قوق حسب الطلب بزم سے اُٹھکر ہمراہ اُسی مقرب بارگاہ تمثال آئینہ رو کے جو اُسے بلانے کو آیا تھا جانب قیطول چلا بعد قطع راہ روبروے تمثال آئینہ رو گیا سجدہ کیا اُس نے خوش ہو کے کہا ای بندۂ مطیع و قوی میرے سر اپنا سجدے سے اُٹھا قرناسے قوق نے سر سجدے سے اُٹھایا تمثال آئینہ رو نے کہا ای بندۂ برگزیدہ میری راے یہ ہی کہ ایک نامہ اس مضمون کا بادشاہ لشکر اسلام کو ہم روانہ کریں کہ اگر اب بھی تم ہماری طرف توجہ کرو ہماری پرستش اختیار کرو تو ہم اپنے بندۂ خاص قرناسے قوق سے تم سب کو قتل و زخمی نہ کرائیں اس باب میں تیری کیا راے ہی اُس نے عرض کیا جو مصلحت خداوند کی میری راے کیا بہتر تو ہی کہ یہ سب اہل اسلام سرکشی سے اجتناب کرکے آپکی پرستش کریں یہ جنگ و جدال خونریزی مردم موقوف ہو ضرور خداوند نامہ روانہ کریں تمثال آئینہ رو نے اس سے راے لیکر رخصت کرکے نامے میں یہ عبارت بعد القاب لکھوائی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام و ای بندۂ سرکش سرکشی سے باز آ ہماری طرف متوجہ ہو ہمارے قہر و غضب سے ڈر مبتلاے بلا مانند امیر ثانی کے مت ہو نکلتے ہی اس نامے کے مع اپنے تمامی سرداران سپاہ کے ہمارے روبرو آکے عفو تقصیر چاہ کہ ہمیں سجدہ کر ہم تجھ سے خوش ہو نگے خطائیں تیری عفو کر دینگے عنایت و مہربانی بیحد تجھ پر کرینگے اپنے بندگان خاص میں تجھے بھی محسوب کرینگے اور اگر خلاف ہمارے حکم کے کریگا تو جسطرح ہمنے امیر ثانی پر غضب

اپنا نازل کیا ہی پنجہ اُسے اٹھالے گیا ہی اُسی طور سے تجھ پر اور تیرے کل مردمان سپاہ پر قہر و عذاب
نازل کرینگے تین روز کی مہلت تجھے دیجاتی ہی اِس تین روز کی مدت مین جو مناسب ہو
سمجھکر عمل کر بہتر تو یہی ہوگا کہ ہماری طرف توجہ کر جنگ سے باز آ جب نامہ اِس مضمون کا
لکھوا چکا ایک اپنے مقرب بارگاہ کے ہاتھ روانہ کیا اور بعضے راوی نے یون لکھا ہی
کہ بدست قرنائے قوق ارسال کیا غرض بہر طور کوئی نامہ لیکر دربار گاہ سلیمانی تک
جب پہونچا پادشاہ لشکر اسلام کو اُسکے آنے کی خبر ہوئی بارگاہ خاص شاہی مین تشریف مع
اپنے سردارون کے لیجا کر اُسے طلب کیا ایک راوی نے یون بھی لکھا ہی کہ بارگاہ سلیمانی
مین طلب کیا غرض بہر طور نامہ بر نے روبروے شاہ موصوف جاکے سلام کیا بعد بیٹھنے
کے نامہ مذکور دیا شاہ نے اُس نامے کو پڑھوا کر سنا بدرجہ کمال غصہ آیا فرمایا کہ پشت نامہ
پر یہ جواب لکھ دیا جائے کہ ای تمثال آئینہ رو عبث ہمکو قتل و گرفتاری سے ڈراتا ہی ہم ہرگز
تجھ شیطان سیرت کی طرف توجہ نہ کرینگے نہی تجکو سجدہ کرینگے قتل ہو جانا گوارا کرینگے ہم
اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرتے ہین وہی لائق سجدہ ہی تو گمراہ ہی اور گمراہ کنندہ ہی ہم تجکو
ہدایت کرتے ہین کہ گمراہی سے باز آ اگر اپنی بہتری و زندگی چاہتا ہی تو مسلمان ہو ورنہ پچتائیگا
ساری خداوندی تیری مٹ جائیگی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا شاہ موصوف یہ فرماکے خاموش
ہوے ملازمون نے حکم بادشاہ موصوف کی تعمیل کی یعنی جو عبارت بادشاہ موصوف نے
ارشاد کی وہ جواب نامہ مین پشت نامہ پر لکھدی پھر نامہ حوالہ نامہ بر کیا قرنائے قوق
یا شخص دیگر وہی نامہ لیکر جانب تمثال آئینہ رو روانہ ہوا اب اِس نامہ بر کو اثنائے راہ
مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے احوال امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ وہ پنجہ جو امیر ثانی کو مرکب
پر سے اٹھا کر سوے فلک بلند ہوا تھا بعد قطع راہ پرستان مین گیا اور روبروے آسمان
پری جاکے بصورت اصلی ہوکے یعنی دیو ہوکے عرض کیا ای ملکہ عالم ای حاکم پردہ قاف
آپکے حکم سے یہ فدوی امیر ثانی کو اٹھا لایا ہی دیکھیے یہ موجود ہین از موج ہوا سے انکو
غش آگیا ہی ملکہ آسمان پری نے اُس سے خوش ہوکے کہا جلد امیر ثانی کو ہوشیار کر
اُس نے اور دیگر پریزادون نے کچھ تدبیرین ایسی کین کہ امیر ثانی کو ہوش آیا آنکھین کھولین
دیکھا کہ دربار آراستہ ہی ہزارہا پریزاد موجود ہین ملکہ آسمان پری بالاے تخت جلوہ گر
ہین یہ دیکھکر فی الفور اٹھکے بادب ملکہ آسمان پری کو بزرگ اپنا جانکے سلام کیا اور کہا
آپنے مجھے کیون یہان دیو کے ذریعہ سے طلب کیا یہ دیو مجھے کیون پنجہ بنکر اٹھا لایا مین سوے
لشکر جاتا تھا فی زمانہ لشکر میرا مقابلہ لشکر تمثال آئینہ رو پڑا ہی لڑائیان اُس سے ہو رہی
ہین ملکہ آسمان پری نے بعد سلام لینے اور قریب اپنے بٹھانے کے اور بہت عنایت
و مہربانی کرنے کے کہا ای برخوردار خوش کردار اول تو میرا دل چاہتا تھا کہ تمکو دیکھون
دوسرے فی زمانہ ایک دیو نہایت زبردست مسمیٰ سربرین قہقہہ ہم سے آمادہ شر و فساد ہوا
ہی کئی لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے ہم سے لڑنے آیا ہی کئی لڑائیان لڑ چکا ہی بہت سے پریزادون

کو قتل کر چکا ہی قریشہ ثانی کو زخمی کر چکا ہی چونکہ پریزاد ملازم ہمارے اُس دیو توہی سے قوت
مین کم ہین مقابلہ اُس سے کر نہین سکتے ہین اس وجہ سے ہمنے تمکو طلب کیا اس دیو کو روانہ
کرکے تمھین یہان بلایا یہ میرے حکم سے تمکو اُٹھا لایا ہی چاہتی ہون کہ تم سرہ بن قہقہہ سے
مقابلہ کرکے اُسے قتل کرو تاکہ ہمارے دل کو خوشی و راحت ہو دیو مذکور کے شر و فساد کا
تردد دل سے دفع ہو ماشاء اللہ تم مانند اپنے والد کے شجاع و بہادر ہو اور اب مثل اپنے پدر
کے صاحبقران ہو بجز تمھارے کوئی انسان و پریزاد اُس دیو سے سر بر نہوگا امیر ثانی نے تمام
تقریر ملکہ آسمان پری کی سُنکے کہا جو آپنے فرمایا ہی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا مین بقوت الہی اور
بمدد خدا سرہ بن قہقہہ کو قتل و ہلاک کرونگا آپ کچھ تردد نہ کرین طبل و نقارہ جنگی بجوائین
ملکہ آسمان پری سنکے خوش ہوکے کہا ابھی تو تم یہان آئے ہو چندے یہان کی سیر کرو
باغستان پرستان مین جاؤ سیر سے لطف اُٹھاؤ بزم عشرت مین رقص و نغمہ پریزادان دیکھو
اور سنو بعد ازان سرہ بن قہقہہ سے لڑنا ابھی کیا ضرور ہی کہ اُس سے لڑو یہ کہکے حکم آراستگی
بزم عشرت کا دیا پریزادون نے حکم کی تعمیل کی پھر پریزادان خوبرو و خوش گلو روبرو
امیر ثانی کے رقص و نغمہ کرنے لگین اُنکے ناچنے اور گانے کی کیا ثنا کی جائے زبان اس وصف
کی عاجز ہی تعریف اُنکے ناچنے گانے کی کر نہین سکتی ہی امیر ثانی ناچ اُنکا دیکھنے لگے گانا
اُنکا سُننے لگے ہر روز بعیش و عشرت بسر کرنے لگے ملکہ آسمان پری دعوت و ضیافت
کرنے لگی امیر ثانی اغذیہ لذیذ و خوشگوار اور میوہ خوش ذائقہ پرستان کھانے لگے لطف
زندگی اُٹھانے لگے بادہ گلگون پرستان کی پینے لگے آرام و راحت سے شب و روز بسر
کرنے لگے باغستان پرستان کی سیر کرنے لگے غنچۂ دل کو شگفتہ کرنے لگے پرستان کے باغون
کی بھلا کیا تعریف لکھی جائے یہان کے باغون کی اُن باغون سے کیا مثال دیجائے یہان
پھول وہان کے کانٹے سے کہین بدتر وہان کا کانٹا یہان کے پھول سے از حد بہتر وہان
کے گلہائے رنگا رنگ کے سامنے یہان کے پھولون کی کیا حقیقت اگر یہان کے پھول وہان کے
گلون کو دیکھ لین غیرت سے مرجھا جائین اپنی شادابی و شگفتگی و رنگ و بوے خوش پر نازان
نہون بلکہ فرط خار انفعال سے سر نہ اُٹھائین اپنے تئین وہان کے سخت کانٹے سے بھی بدتر
جانین اور یہان کے درختان میوہ دار وہان کے اشجار پر اثمار کو ایک نظر دیکھ لین غیرت
سے خشک ہو جائین اپنے غرور سرکشی کا پھل پائین اگر یہان کے طائران خوش الحان خصوص
بلبل ہزار داستان وہان کے کسی ادنےٰ طائر پر نغمہ کی صدا سُنتے تو اپنی خوش الحانی پر غرور
نہ کرے بلکہ غیرت سے چہکنا چھوڑ دے اپنی خوش الحانی کے آگے اُسکی صدا کی کچھ بھی حقیقت
نجانے آواز اُسکی سُنکے غیرت سے دم بخود ہو جاے مہر خاموشی دہن پر ثبت ہو جائے تمام
نغمہ سرائی بھول جائے ہزار جان سے اُسپر قربان ہو امیر ثانی ایسے باغہاے پرستان کی سیر کرتے
تھے نہرون کی روانی دیکھتے تھے ایک روز وقت سحر بزم عشرت مین بیٹھے پریزادان نوجوان
عدیم المثال کا نغمہ سُنتے تھے ناچ اُنکا دیکھ رہے تھے لطف زندگی اُٹھا رہے تھے ناگاہ قریشہ

ثانی آئی امیر ثانی اُسے دیکھکر خوش ہوے مگر زخمی اُسے دیکھکر ملال بھی ہوا ہنوز وہ بیٹھی تھی
امیر ثانی اُس سے ہم سخن تھے پریزاد گا رہے تھے رقص کر رہے تھے یکایک سریرین قہقہہ کو خبر امیر
ثانی کے آنے کی معلوم ہوئی وہ نابکار کئی لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے آیا اور قریب امیر ثانی
کے آکے پکارا او آدم زاد مین نے اپنے لشکر کے ایک دیو سے سنا ہی کہ تجکو آسمان پری نے واسطے
اپنی اعانت و مدد کے پردۂ دنیا سے بلایا ہی اور تو نے دعوی کیا ہی کہ مین سریرین قہقہہ سے
لڑونگا پس اگر دعوائی شجاعت و جوانمردی ہی تو مجھ سے لڑ مجھے حیرت ہی کہ تو انسان ضعیف البنیان
ہی مجھ ایسے دیو قوی سے کیا لڑیگا ایک ضرب دار شمشاد بھی نہ روک سکیگا بہتر یہ ہی کہ اپنے
ارادے سے باز آ جان اپنی مجھ سے لڑکے نہ دے آ میرے منھ مین چلا آ مین آہستہ سے تجھے کھالون
تیرا گوشت لذیذ ہوگا سنا ہی کہ گوشت آدم زاد کا لذیذ و نمکین ہوتا ہی بعد تیرے کھا لینے کے
آسمان پری کو ہلاک کرونگا آج کسی پریزاد کو زندہ نہ چھوڑونگا قلعۂ بلور لے لونگا امیر ثانی
نے تقریر اُس دیو بدخصال کی سنکے غضبناک ہوکے بزم عشرت سے اُٹھکر ایسا نعرہ کیا کہ وہ دیو
کانپ گیا بلکہ تمام دیو اُسکے لشکر کے خوف سے تھرا گئے ملکہ آسمان پری نے گھبراکے دیو
کے آنے سے پریشان خاطر ہوکے فی الفور اپنے لشکر کو طلب کیا لشکر پریزاد مسلح ہوکے آیا
امیر ثانی نے بعد نعرۂ کوہ شگاف کرنے کے اُس دیو سے کہا او نابکار کیا بیہودہ کلمات تونے
زبان پر جاری کیئے او مغرور دیکھ تو کس طرح تجھے ہلاک کرتا ہون اور تیرے لشکر کو
کیونکر تباہ و قتل کرتا ہون یہ کہکے اُسکی طرف بڑھے دیو خوف سے پیچھے ہٹکے میدان وسیع مین
آیا جب امیر ثانی اُسکے قریب پہونچے وہ غضبناک ہوکے دار شمشاد کو کہ وہ نہایت
گران اور دراز تھی اور حربہ سخت تھا متحمل اُسکے روکنے کا کوئی نہ تھا نہ اُسکی ضرب سے کوئی
جانبر ہوتا تھا گردش دیکے اور نعرہ کرکے سر امیر ثانی پر لگائی امیر ثانی نے ضرب اُسکی
خالی دی اور کہا او نابکار مین عمداً بالفعل تیرے ہلاک کرنے سے دست بردار ہوکے
تجھے اجازت دیتا ہون کہ پھر مجھ پر ضرب دار شمشاد لگا اُس نے بصد قوت پھر ضرب
دار شمشاد سر امیر ثانی پر لگائی امیر ثانی نے پھر ضرب اُسکی خالی دی دار شمشاد بطریق ضرب
اول زمین پر پڑی اُسکی گرانی سے زمین شق ہوگئی گاؤ زمین تھرا گئی دیو خود منھ کے بل
زمین پر گرنے لگا امیر ثانی نے کہا او نابکار کیسا قوی ہی کہ وقت وار کرنے کے گرا پڑتا ہی
وار تیرا خالی جاتا ہی کیون اس قدر گھبراتا ہی سنبھل کر وار کر جو حوصلہ اپنے دل کا نکال
لے دیو نے موافق کہنے امیر ثانی کے کئی وار کیئے امیر ثانی نے خالی دیئے آخر سریرین
قہقہہ برہم ہوکے پسینے مین تر ہوکے تھک کے کہنے لگا او آدم زاد یہ کس طرح مجھ سے
لڑتا ہی جب مین دار شمشاد تجھ پر لگاتا ہون تو خالی دیتا ہی ایک جگہ کھڑا نہین رہتا ہی
کہ دار شمشاد میری تیرے سر پر پڑے اِدھر اُدھر [illegible] بھاگتا ہی چوٹ کیون بچاتا ہی اگر مرد
ہی تو میری ضرب کو دلیرانہ روک وار کو خالی نہ دے امیر ثانی نے اُس سے کہا او
نابکار اگر تجکو یہ منظور ہی کہ مین وار کو خالی نہ دون ضرب تیری رد نہ کرون تو تجکو تیری

خوشی خاطر سے کیا غرض مجھے تو یہ منظور رہی کہ تجھے تھکا کے ہلاک کرون مین تو نہین بھاگتا
دیکھو تیرے سامنے موجود ہون ہان وقت ضرب جانب دست راست یا چپ ہٹجاتا ہون
وار تیرا خالی جاتا ہی تجکو غصہ آتا ہی او نابکار تو نادان ہی اس طور سے کیون وار کرتا ہی
کہ وار تیرا خالی جاتا ہی سر یر بن قہقہہ تقریر امیر تانی کی سنکے دل مین اپنے قائل ہوکے
پکارا اے آدم زاد ابکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا کیونکہ اس مرتبہ ایسی ضرب لگاؤنگا کہ تو
جانبر نہو گا پیوند خاک ہوجائیگا آسمان پری کے دل کو صدمہ ہوگا استخوان تیرے تو کجا
خاک تک تیری اُسے نہ ملے گی ہوائے تند سے اُڑ جائیگی یہ کہکے برہم ہوکے نہایت زور سے
دارشمشاد کو گردش دیکے ضرب اسکی امیر تانی پر لگائی امیر تانی نے عمداً پھر وار کو خالی دیا
باوجود اختیار روک لینے کے ضرب مذکور کو نہ روکا دارشمشاد بطریق مذکور پھر زمین
پر پڑی سب نے جانا کہ ایک کوہ گران بالائے زمین گرا غبار از حد بلند ہوا زمین کانپ
گئی بلکہ شق ہوگئی بہت بڑا غار ہوگیا دیو مذکور وار کے خالی جانے سے مُنھ کے بھل زمین پر
گرنے لگا ہرچند دیوؤن نے عرض کیا دیکھیے سنبھل جائیے زمین پر نہ گریئے یہ کہکے
خاموش ہوئے سریر بن قہقہہ اُنکے کہنے سے سنبھل کر قہقہہ مار کر از حد خوش ہوکے
دارشمشاد کو خاک سے نہ اُٹھاکے باواز بلند ومہیب پکارا کہ ای ملکہ آسمان پری آؤ
اس آدم زاد کی خبر لو دیکھو کہ استخوان بھی اسکے تمھین ملتے ہین یا نہین مین نے ابکی ایسی ضرب
لگائی کہ پیوند خاک کردیا اب اور کسی آدم زاد کو پردۂ دنیا سے واسطے اپنی مدد کے بُلاؤ
کام اسکا تو تمام ہوگیا خاک مین خاک اسکی ملگئی کچھ خاک ہوا مین اُڑ گئی اسکے مرنے کے
سبب سے زیادہ ملال نہ کرکے مجھ سے خود لڑو یا کسی پریزاد کو واسطے میرے مقابلے کے
روانہ کرو یا اپنے لشکر کے کسی دیو کو واسطے جنگ کے سامنے میرے بھیجو اگر کسی جن یا دیو
کے بھیجنے مین تامل کروگی تو مین جمعیت اپنی سپاہ کے یکبارگی حملہ کرونگا قلعۂ بلور لے لونگا
تمھین گھیر کے گرفتار کرونگا تمھارے لشکر کو قتل کرونگا تمنے میرے کہنے پر عمل نہین
کیا میرے دل کو جلایا کلمات بیہودہ کہے ہین مین بھی تمھین زندہ نہ چھوڑونگا ہنوز دیو
مذکور لاف وگزاف سے باز نہ آیا تھا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہا تھا ملکہ آسمان
پری اسکی تقریر سنکے متردد تھی دل کو صدمہ تھا چاہتی تھی کہ گریان و نالان آگے بڑھ کے
امیر تانی کو دیکھے استخوان اُنکے تلاش کرے ناگاہ وہ غبار دفع ہوا امیر تانی نے غبار
کے دفع ہونے سے خوش ہوکے سریر بن قہقہہ کی تقریر کا یہ جواب دیا او نابکار کس کو
تو نے ہلاک کیا کہ اس قدر خوش ہو رہا ہی کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہا ہی
مین بفضل خدا صحیح وسالم ہون یہ کہکے دارشمشاد پر اُسی دیو کے ہاتھ ڈالا دیو نے جانا
کہ مین اپنا حربہ اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑون دشمن کو نہ دون یہ سمجھ کے زور کرنے لگا
اِدھر امیر تانی زور کرنے لگے دیو اور جن زور آزمائی امیر تانی و سریر بن قہقہہ کی
دیکھنے لگے دل مین کہنے لگے کیا کہین کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی یہ آدم زاد عجب قوت رکھتا ہی

کہ ایسے دیو زبردست و قوی سے زور کر رہا ہی ایسا زور کہان سے لایا ہی کس نے اسکو دیا ہی
ابھی دیو اور جن یہ باتین اپنے دل مین کر رہے تھے نظر حیرت سے دیکھ رہے تھے سر پر بن
قہقہہ بھی اپنے دل مین کہتا تھا کہ یہ آدم زاد عجب پر قوت ہی میری دار شمشاد کو مجھ سے
چھینے لیتا ہی کسی طرح اپنے ہاتھ سے نہین چھوڑتا ہی ناگاہ امیر تانی نے بزور بازو اُس
دیو سے دار شمشاد کو چھین کے دُور تر اُسے اُٹھا کے پھینکدیا سر پر بن قہقہہ کو بدرجہ کمال
غصہ آیا ملکہ آسمان پری خوش ہوئی جملہ ملازم دیو اور جن اُسکے بھی شادیان ہوئے سب نے
خوش ہو کے باواز بلند تعریف امیر تانی کے زور و قوت کی کی سر پر بن قہقہہ کو اور
بھی غصہ آیا اُسی عالم غصہ مین تاب ضبط نہ لا کے جھپٹ کے کمر سے امیر تانی کی لپٹ گیا اور
چاہا کہ زمین سے اُٹھا کے زمین پر پٹکدیجیے یا کھا جائیے اِدھر امیر تانی نے لنگر اپنا زمین
پر قائم کیا قدم اپنے مانند کوہ گران کے زمین پر رکھے پھر ہاتھ اپنا بھی دیو کی کمر مین ڈالا
دیو نے ہرچند بقوت تمامتر زور کیا مگر زمین سے امیر تانی کو اُٹھا نہ سکا نہ زمین پر گرا سکا
مجبور ہو کے گشتی لڑنے لگا امیر تانی بھی دامن اپنی قبا کے گردان کے گشتی اُس سے
لڑنے لگا دیکھنے والے دیکھنے لگے یہ گشتی اگر بتفصیل لکھی جائے تو عبث طول ہوگا ناظرین
اختصار پسند کو ایسا طول ناگوار ہوگا اِس غرض سے مناسب ہوا کہ خلاصہ حال گشتی
درج کیا جائے الغرض دوسری صبح سے قریب شام امیر تانی سے لڑا آخر کار تھک گیا
امیر تانی نے اُسے زیر کر کے زمین سے اُسے اُٹھا کے چرخ دیکے پوچھا حالا در نشناختن
پروردگار چہ میگوئی دیو بے دین نے مذہب اسلام قبول نہ کیا امیر تانی نے اُسے
خاک پر پٹک کے سینے پر اُسکے سوار ہو کے ایک ہاتھ سے ایک شاخ اُسکے سر کی پکڑ کے اور
اور دوسرے ہاتھ سے دوسری شاخ پر اُسکی ہاتھ ڈال کے ایسا زور کیا کہ دیو
سر پر بن قہقہہ کثرت صدمہ سے چیخنے لگا امیر تانی نے مطلق اُسپر رحم نہ کیا شاخین اُسکے
سر کی توڑ کر جان سے اُسے ہلاک کیا یہ حال دیکھکر تمام دیو اُسکے لشکر کے غضبناک ہو کے
امیر تانی پر حملہ آور ہوے اِدھر امیر تانی بھی اپنے مرکب پر سوار ہوے کیونکہ امیر تانی
کے کہنے سے آسمان پری نے دیو کو روانہ کر کے گھوڑا امیر تانی کا منگوا دیا تھا بعد
سوار ہونے کے تلوار نیام سے کھینچکر دیوؤن پر حملہ کیا پھر نعرہ کر کے اُنھین قتل کرنا شروع
کیا اِدھر ملکہ آسمان پری نے اپنے تمام لشکر کو اشارہ کیا کہ اِن دیوون پر حملہ کرو امیر
تانی کو اِنکے شر سے بچاؤ دشمنون کو قتل کرو دیو اور جن حسب الحکم بڑھے دار شمشاد و میل
فولادی وغیرہ جو حربے دیو اور جن کے ہین اُٹھا اُٹھا کے لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی
لاشن پر لاشن گرنے لگی خونریزی دیو و جن ہونے لگی وہ دیو اور جنون کا لڑنا وہ
غریو اُنکا پناہ بذات خدا وہ دار شمشاد و میل فولادی وغیرہ حربہ ہاے گران سے باہم دگر
لڑنا الحفیظ والامان یہ مولف ہیچمدان اِس جنگ عظیم کو بھی بخیال طول مختصر لکھتا ہی
خلاصہ اِس جنگ کا یہ ہی کہ امیر تانی نے بضرب شمشیر آبدار ہزارون دیوؤن کو قتل

و زخمی کیا دیو لشکر سرپر بن قہقہہ کے تاب جنگ و ثبات قدمی نہ لا کے پسپا ہوکے لاشہ سرپر
بن قہقہہ کا اُٹھا کے بے اختیار ایک جانب بھاگے امیر ثانی و ملکہ آسمان پری نے مع
اپنی فوج کے اُنکا تعاقب کیا بہت سے دیو قتل کیے جب باقی ماندہ دُور بھاگ گئے امیر
ثانی اور ملکہ آسمان پری مع فوج ظفر موج کے خوش و خرم فتحیاب ہوکے دونون پھرے
ملکہ موصوفہ امیر ثانی پر زر و جواہر نثار کرتی ہوئی اپنے قصر مین آئی چونکہ سرپر بن قہقہہ کے
ہلاک ہونے اور فتحیاب ہونے کی خوشی از حد تھی اس وجہ سے اپنے خدام و ملازمون کو حکم دیا
کہ بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ کیجائے حسب الحکم خدام نے بزم عشرت ایک باغ مین
نہایت خوبی سے آراستہ کی اُس بزم عیش کی ثنا کیا لکھی جائے جو ملکہ آسمان پری کے حکم سے
نہایت تکلف سے آراستہ کی گئی مثال اُس بزم عشرت سے محفل عیش شاہان دنیا سے دینا
خوب نہین ہی شاہان دنیا کو مال و اسباب و اشیائے نادر پرستان و پردۂ قاف کہان ممکن
وہ بارگاہ وسیع و بلند عدیم المثال کا برپا ہونا وہ فرش نفیس و نادر روزگار کا بچھنا
وہ کرسی و تخت اور دنگل اور میز وغیرہ نقرئی و طلائی و جواہر نگار کا ساتھ طریقۂ احسن
کے بچھانا گلدستہ ہاے رنگارنگ پرستان گا جابجا ساتھ خوبی کے رکھنا جھاڑ کنول مردنگ
و فانوس بیش بہا مین شمعہاے مومی و کافوری کا روشن کرنا پریزادون کا انبوہ لباس فاخرہ
پہنکے آنا بزم مذکور مین علےٰ قدر مراتب بصد خوشی بیٹھنا خصوص ملکہ آسمان پری و فریشتہ ثانی
کا بخدم و حشم آنا اور بمقام صدر تخت و کرسی جواہر نگار پر بیٹھنا امیر ثانی کا بھی بصد خوشی دنگل
بیعدیل و نظیر پر بیٹھنا نازنینان پریزاد کا گروہ گروہ آنا بزم مسطور مین خوش ہوکے بیٹھنا
نازنینان پریزاد کا یکے بعد دیگرے روبرو امیر ثانی و ملکہ آسمان پری و فریشتۂ ثانی وغیرہ
کے رقص و نغمۂ دلفریب کرنا اہل بزم کا خوش ہوکے سُننا کثرت خوشی سے مُسکرانا وہ باغ
پرستان کے گلون کی بہار وہ شب ماہ وہ روشنی جھاڑ اور کنول وغیرہ کی وہ پریزادون کا
ٹھاٹھ وہ بناؤ سنگار اُنکا وہ مُسکرانا اُنکا قیامت وہ ہنس دینا اُنکا غضب وہ برق دندان
نمان ستم اگر عشاق اُنکے اُنکو بزم مین دیکھتے یا بنی آدم عاشق طبع اُس بزم مین ہوتے تو تبسم
و خندۂ دندان نما کی برق سے خرمن حیات کو اپنی گنواتے چونکہ وہ بزم عشرت سب
خورد و کلان پاک دامن کی تھی کوئی کسی کو نظر بد سے نہ دیکھتا تھا وہ بزم عیش ایسی
حسن دلربائے حسینان و نازنینان پریزاد سے مملو تھی کہ نور آگین تھی ماہ شب چہاردہ
اپنے حُسن رُخ کی آگے اُن پریزادان خوبرو کے چہرہ ہاے نورانی کے کچھ بھی حقیقت و اصل
نہ جانتا تھا اُنکے حُسن دلفریب کو دیکھکر شرمندہ و خجل ہوکے بار بار پردۂ ابر مین چھپ
جاتا تھا سیر فلک گاہ چشمۂ قمر سے کبھی چشمان کواکب کی روشنی کے ذریعہ سے بنظر حیرت
بزم مذکور کو دیکھتا تھا نوجوان نوجوان حسینون کو دیکھکر رشک کرتا تھا سامان عیش و راحت
و خوشی مشاہدہ کرکے آتش البغض سے جلتا تھا سامان دعوت و ضیافت امیر ثانی پر
حسد کرتا تھا جب ایک پریزاد نے اپنی زبان مین یہ غزل بصد خوش الحانی گائی غزل

خاک جلکر نہ کبھی خانۂ اغیار ہوا
تر بتر آنسوؤن سے دامن کہسار ہوا
اک درم بھی نہ دیا راہ خدا مین قارون نے
رشتۂ سبحہ مجھے رشتۂ زنار ہوا
ای ہنر خاک نہ کچھ فیض کسی کو پہونچا

کچھ نہ ظاہر اثر آہ شرربار ہوا
اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبون سے علاج
گو کہ اکسیر سے تو خاک مین زردار ہوا
دشت مین کون رہا فیض سے میرے محروم
مثل غنچہ جو کوئی خلق مین زردار ہوا

دشت گردی مین جو رویا کبھی مین مثل سحاب
عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا
عشق مین بھی نہوئی یاد الٰہی موقوف
سرخ خون کفِ پا سے سر ہر خار ہوا

سب سننے لگے خصوص امیر ثانی
ہر ایک اشعار غزل سُنکے خوش ہونے لگے ملکہ آسمان پری و قریشہ ثانی بھی شادمان ہوئے لگین
پریزاد مذکور کو انعام مین زر و جواہر دینے لگین راوی بیان کرتا ہی کہ سات روز برابر صبح
و شام بزم عشرت مذکور آراستہ رہی نازنینان پریزاد بصد ادا و ناز و کرشمہ رقص و نغمہ
کیا کین اہل بزم اُنکے ناچ گانے سے خوش ہوا کیئے لطف زندگی اُنکے رقص و نغمہ خوش سے
شادمان ہوگے اُٹھایا کیئے بعد سات روز کے وہ جشن ملکہ آسمان پری کے حکم سے موقوف
ہوا امیر ثانی نے ملکہ موصوف سے بادب کہا اب مجکو رخصت کیجیئے دو وجہ سے زیادہ
یہان مقام میرا خوب نہین ہی اول تو حال میرا میرے اہل لشکر زبانی خضران بن عمرو
ثانی کے سُنکے متردد و محزون ہونگے ہر اک کو یہ رنج ہوگا کہ افسوس پنجہ امیر ثانی کو اُٹھا لیگیا
نہین معلوم کہان لیکر گیا امیر ثانی کو اُس پنجے نے مار ڈالا یا قید کیا کیا عجب ہی وہ سب یہی
کہتے ہون کہ نہین معلوم وہ پنجہ جو امیر ثانی کو اُٹھا کے لے گیا ہی کوئی ساحر تھا یا کوئی دیو تھا
یا جن تھا دوست تھا یا کہ دشمن تھا یہ باہم کہتے ہونگے اور غمگین ہونگے عجب نہین کہ حکم بادشاہ لشکر
اسلام سے اکثر سرکار سے چہار طرف واسطے میری تلاش کے روانہ ہوئے ہون کوہ کوہ
صحرا صحرا میری جستجو کرتے ہون کسی کو کیا معلوم کہ آپنے مجکو ایک دیو کے ذریعہ سے کہ پنجہ بنکر گرا تھا
مجھے یہان بُلوایا دوسرے یہ کہ لشکر میرا بمقابلہ لشکر تمثال آئینہ رو پڑا ہی لاجور دشاہ و صلصال
بن دال بن دیو بن شیمامہ جادو و بختگان و خلخال نابکار بھی کہ یہ سبب میرے اور میرے
جملہ مردمان سپاہ کے دشمن جان ہین وہین موجود ہین آمادۂ شر و فساد کفار ہین بلکہ میری
وہان موجودگی مین لڑائیان ہوئین بھی ہین بہت کشت و خون گبر و مسلمان کا ہوا تھا بہت سے
سرداران نامی میرے لشکر کے عین جنگ مین بلی دری غائب بھی ہوئے ہین نہین معلوم اُنکین
کون لے گیا تھا اب تک وہ سرداران نامی و نامور نہین معلوم داخل لشکر ہوئے یا نہین
خدا معلوم اُنپر کیا گذری مجکو اُن سب کے گم ہو جانیکا سخت رنج و ملال ہی ہر چند یہان آکے
بزم عشرت مین رقص و نغمہ نازنینان پریزاد کا سُنا اور دیکھا اور انواع و اقسام کے
عیش و راحت موجود و مہیا ہوئے لیکن میرا غنچۂ دل افسردہ بخوبی شگفتہ نہوا جب سے مین
یہان آیا ہون ہر وقت مجھے اُن سرداروں کا تصور رہتا ہی اور دشمنان مذکور کا خیال
رہتا ہی اُنکے شر و فساد کے خیالات سے دل کو تردد رہتا ہی کفاران مذکور میرے اور میرے
اُن سرداران لشکر کے وہان موجودگی مین چندان خائف و ترسان نہ تھے شر و فساد کرنے سے
باز نہ آتے تھے جنگ و جدال کرتے تھے مگر مجکو اپنی لڑائی پر باندھے تھے اب تو اور بھی دلیر ہوے

ہونگے بخوف و خطر لڑے ہونگے کیونکہ جب اُنکو معلوم ہوا ہوگا کہ فی زمانہ امیر ثانی اپنے لشکر
مین نہین ہین بنجہ اُنکو اُٹھالے گیا ہی اور سرداران نامی بھی لشکر مین نہین ہین تو ضروری
اُنھون نے بربادی و تباہی لشکر اسلام کا ارادہ کیا ہوگا لڑے ہونگے میرے لشکریون
کو قتل و زخمی کیا ہوگا بس مجکو انھین وجوہ سے سخت تردد ہی چاہتا ہون کہ اب یہان سے
اپنے لشکر مین جاؤن حالات سے وہان کے آگاہ ہون لہذا مجھے اجازت جانے کی دیجیے
بذریعہ چند دیو مجکو میرے لشکر مین بمقام شہر تمثالیہ پہونچا دیجیے گو مین یہان بیٹھا ہون
مگر دل میرا وہین ہی ملکہ آسمان پری نے جواب دیا ابھی تو تمھین یہان آئے چند روز ہوئے ہین
اِسقدر پریشان خاطر کیون ہو چلے جانا مین جلد تر دیوؤن کے ساتھ تمکو تمھارے لشکر
کیجانب روانہ کرونگی دیو بآرام و راحت جلد تمکو تمھارے لشکر مین پہونچا دینگے کچھ اندیشہ
کفار کے شر و فساد سے نہ کرو ہان الطاف و عنایت خدا سے خیریت ہوگی اگر تم وہان
نہین ہو اور کچھ سرداران نامی لشکر مین نہین ہین تو اور تو سب موجود ہین دشمنون سے
اپنے لڑینگے اُنھین قتل کرینگے مین ابھی تمکو جانے نہ دونگی بعد ایک مدت کے مین نے تمھین
دیکھا ہی اور بضرورت تمھین بُلایا ہی چندے یہان رہو پرستان کی سیر کرو باغستان
پرستان مین جاؤ دل اپنا بہلاؤ مین چند دیوؤن کو تمھارے لشکر مین روانہ کر کے
وہان کی خبر منگواتی ہون جو کچھ حال وہان کا ہوگا معلوم ہو جائیگا امیر ثانی نے
بصد ادب کہا گو آپ بجا فرماتی ہین از راہ شفقت و الفت مجھے جانے نہین دیتی ہین
مین آپکی اِن عنایتون کا کیا شکریہ ادا کرون زبان میری ادائے شکر مین قاصر ہی لیکن میرا
یہان توقف کرنا اچھا نہین ہی باعث بربادی و تباہی میرے لشکر کا ہی اگر مجکو وجوہ مذکور
کا خیال نہوتا تو ہرگز بعجلت آپکی خدمت عالی سے نہ جاتا دو چار مہینے آپکی خدمت مین رہتا
مکرر طالب رخصت نہوتا یہان چندے بعیش و عشرت بسر کرتا کیا عرض کرون بوجوہ
مذکور سے مجبور ہو کے رخصت طلب ہون بخوشی میرا کب دل چاہتا ہی کہ آپ سے جدا ہون
لاچاری سے جاتا ہون فی الحال کوئی کام میرا یہان رہنے سے نہین نکلتا ہی اور نہ نکلے گا
کیونکہ سرمہر بن قہقہہ کو ہلاک کر چکا ہون لشکر اُسکا قتل و تباہ ہو چکا ہی آپکو اب کسی دشمن
سے بھی اندیشہ نہین ہی بخوف و خطر براحت و آرام شب و روز بسر کیجیے مین انشا اللہ
بعد قتل یا مسلمان کرنے تمثال آئینہ رو والا جوہر دنشاہ و صلصال و تختگان وغیرہ
کے یہان آؤنگا دیوؤن کو روانہ کیجیے کا وہ مجھے لے آئینگے مین یہان آکے بھر باطمینان
خاطر جب تک آپ کہئیے گا مین رہونگا شرف قدمبوسی حاصل کیا کرونگا بالفعل وجوہ
مذکور سے زیادہ یہان رہ نہین سکتا ہون امیدوار ہون کہ آپ مجھے اجازت بخوشی جانے
کی دیدین ملکہ آسمان پری نے کہا ہرچند ہمارا دل نہین چاہتا ہی کہ تمکو اپنے پاس سے جدا
کرین لیکن تمنے وجوہ ایسے بیان کیئے ہین اور اصرار اسقدر جانے پر کرتے ہو کہ مین تمھین
روک نہین سکتی لاچاری سے تمھین اجازت جانے کی دیتی ہون ہم سے اقرار کرو کہ

اب کب آؤ گے ہم کب دیوؤن کو واسطے تمھارے لے آنیکے روانہ کرین امیر ثانی نے بعد
ادب کہا مین پہلے ہی عرض کر چکا ہون کہ بعد فراغ جنگ انشا اللہ حسب الطلب آؤنگا حاضر
ہونے مین کوئی عذر نہ کرونگا ملکہ آسمان پری نے یہ سُنکے اجازت جانے کی دیکے چار دیوؤن کو
طلب کر کے تخت منگوایا جب وہ تخت لائے ملکہ آسمان پری نے اُن دیوؤن سے کہا تم
امیر ثانی کو شہر تمثالیہ مین جہان انکا لشکر پڑا ہی بآرام و راحت انکو پہونچا دو رسید اِنکے
پہونچنے کی ضرور لیتے آنا اثناے راہ مین ذرا بھی انھین تکلیف نہ دینا مثل میرے انکی خدمت
کرنا انکے حکم کو ہمارا حکم جاننا اگر خلاف اسکے کروگے تو ایسی سزاے سخت تمکو دونگی کہ تم بھی
یاد کروگے دیوؤن نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہماری کہ ہم خلاف حکم حضور کرین
بآرام و راحت انھین انکے لشکر مین پہونچا دینگے رسید انکے پہونچنے کی لاکے حضور کو دے
دینگے ملکہ آسمان پری نے کہا ہان ایسا ہی کرنا خبردار خلاف اسکے نہ کرنا دیو یہ سُنکے
تخت مذکور روبرو امیر ثانی کے لائے امیر ثانی ملکہ آسمان پری کو سلام کر کے قرشیہ ثانی
وغیرہ سے ملکے وداع ہو کے تخت پر بیٹھے ملکہ آسمان پری نے کچھ تحف پرستان اور میوہ
تر و خشک دیا اور آبدیدہ ہو کے کہا جاؤ خدا حافظ و ناصر امیر ثانی بھی شفقت و الفت و صدمہ
جدائی ملکہ آسمان پری پر نظر کر کے آبدیدہ ہوئے دیو تخت اُٹھا کے اپنے کاندھون
پر رکھکر سوے فلک اُڑ کر بلند ہو کر شہر تمثالیہ کی طرف چلے اب امیر ثانی تو اپنے لشکر کی
طرف جاتے ہین دیکھیئے کب پہونچتے ہین بالفعل انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال
اُس نامہ بر کا لکھا جاتا ہی جو نامۂ تمثال آئینہ رو لیکر بارگاہ سلیمانی مین روبروے
بادشاہ لشکر اسلام آیا تھا اور جواب نامۂ مذکور لیکر روانہ ہوا تھا وہ بعد قطع راہ
روبروے تمثال آئینہ رو گیا جو کچھ بارگاہ سلیمانی مین جا کے دیکھا تھا اور سُنا تھا عرض
کر کے جواب نامہ پیش کیا تمثال آئینہ رو جواب نامہ سے آگاہ ہو کے از حد برہم ہو کے
کہنے لگا یہ بندے از حد سرکش ہین مین ہر چند چاہتا ہون کہ راہ راست پر آئین مگر کسیطرح
نہین آتے ہین خیر اب انکو سزاے سخت دینا ضرور ہوا یہ کہکے حکم دیا اِسی وقت ہمارے
لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے بنام قرناے توق میرے بندۂ خاص کے ملازمون اور
معتقدون نے تعمیل اُسکے حکم کی جب صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر
اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے خبر نواخت طبل و نقارۂ جنگی لیکر بصد عجلت
بارگاہ سلیمانی مین اُسوقت گئے کہ بادشاہ لشکر اسلام و جملہ سرداران موجودہ
دربار بادشاہ موصوف مین بیٹھے تھے وقت شب کا تھا ایک پاس شب بھی نہ گذری تھی
بادشاہ موصوف سرداران سپاہ موجودہ سے مخاطب ہو کے فرما رہے تھے کہ نامہ
تمثال آئینہ رو کا آیا تھا جواب سخت لکھا گیا تھا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ ابھی تک
تمثال آئینہ رو نے طبل جنگ نہین بجوایا ہی سرداران سپاہ عرض کر رہے تھے کہ ای بادشاہ
دین پناہ تمثال آئینہ رو جواب نامہ سے آگاہ ہو کے رعب و خوف حضور سے ڈر گیا

ہوگا یا کوئی اور سبب ہوگا کہ اُسنے طبل جنگ نہین بجوایا ہی ابھی سرداران لشکر بادشاہ موصوف
سے بصد ادب دست بستہ عرض کر رہے تھے کہ ہرکارون نے حسب دستور مجراگاہ پر سے
بصد ادب فدویانہ مجرا کرکے ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام بخوبی تمام کرکے دست بستہ
یون عرض کیا کہ ای بادشاہ ذیوقار و نامدار اسوقت تمثال آئینہ رونے بنام قرناے قوق
طبل جنگ نہایت برہم ہوکے بجوایا ہی ارادہ قرناے قوق نابکار کا یہ ہی کہ وقت سحر
میدان کارزار مین آئیے خدام حضور سے برسر جنگ ہوجئے اس خبر وحشت اثر کو سنکے عرض
حضور کیا باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے حکم دیا جاؤ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ
جنگی بجواؤ جو کچھ ہونے والا ہی ہوگا حال تقدیر سے انسان بیخبر ہی ہرکارے حسب الحکم
بادشاہ موصوف ہمراہ خضران بن عمرو ثانی کے گئے نقارخانہ سلیمانی مین پہونچے نقارچیون
سے حکم بادشاہ بیان کیا اُنھون نے چند اشرفیان خضران کو بطور نذر دیکر چوب اُٹھا کر نقارہ
جنگی پر لگائی آواز نقارۂ جنگی سلیمانی کی بلند ہوئی جملہ لشکریان اہل اسلام صداے نقارۂ رزمی
سنکے آگاہ ہوے کہ یقینی صبح کو پھر میدان جنگ مین جانا ہوگا قرناے قوق سے لڑائی ہوگی
یہ سمجھ کے نہایت متردد ہوکے ہر اک سوار و پیادہ جدا جدا تقریر کرنے لگا کوئی سوار کسی سے
کہنے لگا اسوقت یہ نقارۂ جنگی کیا بجا ہی گویا صداے کوس رحلت ہمنے سنی ہی ہم تو آمادۂ مرگ
ہوگئے ہین راضی برضاے الٰہی ہین اس شب کو شب آخر حیات جانتے ہین کل صبح کو اپنا دنیا سے
سوے عدم کوچ ہوگا خداوند عالم ہمکو جنگاہ سے جانب عدم سرخرو طلب کرے یعنی ہم لڑبھڑ
کر دنیا سے سوے عدم جائین جنگاہ سے پیچھے پاؤن نہ ہٹائین میدان جنگ سے نہ بھاگین
ہاتھ سے کفار کے وقت بھاگنے کے نہ قتل ہون ہم سپاہی ہین ایک مدت سے سوارون
مین بملازمت کی ہی تلوار باندھی ہی نمک اپنے آقا و مالک کا کھایا ہی بہت سی لڑائیان لڑے
ہین ابتک میدان جنگ سے نہین بھاگے ہین کل بھی خدا ثابت قدم رکھے میدان جنگ سے
پاؤن ہمارا پیچھے نہ ہٹے یہ سر ہمارا تن سے جدا ہو جائے کچھ غم نہین مگر پاؤن عرصۂ مصاف سے
پیچھے نہ ہٹے عزت و جوانمردی مین فرق نہ آئے بلا سے جان جائے وہ اُس سوار سے
کہنے لگا ای برادر یہ ہمین کیونکر ثابت ہوا کہ یہ شب آخر حیات ہی وقت سحر ضرور ہی قتل
ہوجنگے سوار مذکور نے جواب دیا ای برادر کچھ خود بخود دل کو ہمارے قتل ہوجانیکی خبر ہی قرناے
قوق وہ سردار زبردست ہی کہ جسکے ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہی کوئی پیادہ کسی سوار سے کہنے لگا
آج آواز نقارۂ جنگی کیا مہیب ہی کہ پناہ بخدا اللہ خیر کرے نوبت قتل اہل اسلام نہ آئے پروردگار
عالم ہاتھ سے کفار کے بچائے سوار مذکور اُس سے کہنے لگا مرنے اور قتل ہونے سے کیا اندیشہ
جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا پیدا ہر اک واسطے مرنے کے ہوا ہی کوئی ہمیشہ بجز خدا کے نہ رہے گا
سب کو ایک روز فنا ہی پس قرناے قوق کے ہاتھ اجل آئے یا اور کسی حیلے سے موت
آئے تو آئے کیا چارہ قضا سے گریز ممکن نہین جنگ حریف سے ڈرنا اور ایسے کلمات زبان پر
جاری کرنا کہ جنھین سنکے اشخاص دیگر بھی بیدل ہون تمکو تو نہ چاہیئے کیونکہ تم کو ہم

اکثر لڑائیان لڑے ہو کوئی سوار کسی سوار سے گلے ملکے کہنے لگا کہ اے برادر ہم تم سے یہ وصیت کرتے ہین ذرا غور سے بگوش دل سنو یاد رکھو صبح کو جب ہم دست کفار سے قتل ہو جائین تو ہمین اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دے کے دفن کر دینا گھوڑا ہمارا اور سلاح جنگ لے لینا لاشہ ہمارا تا دیر میدان جنگ مین پڑا نہ رہنے دینا پامال سم اسپان نہو نے دینا وہ اُس سے کہنے لگا اے برادر یہ کیا کہتے ہو خدا وہ ساعت بد نہ دکھائے کہ ہم تمکو اپنے ہاتھ سے دفن کرین اللہ ہمکو قبل تمھارے دنیا سے اُٹھائے لاشہ تمھارا ہمین نہ دکھائے تُمنے یہ وصیت کرکے ہمین رولا دیا ہم اقرار نہین کرتے ہین کہ اس تمھاری وصیت پر عمل کرینگے کیونکہ ہمکو اپنے زندہ رہنے کا کب یقین ہی غرض کہ اسی طرح جملہ لشکریان اہل اسلام یاس و حسرت کے کلام کرنے لگے قرناے قوق سے لڑنے سے اور اُسکے شر و فساد سے تردد کرنے لگے بہت دلاورون نے غسل کرکے دعاے توبہ پڑھکے کفن پہن لیئے اکثر دلاور اپنے احباب و اعزہ سے گلے ملکر وصیتین کرنے لگے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا ہر اک کی زبان پر یہی جاری ہوا کہ خدا خیر کرے کل قرناے قوق کے سامنے جاتا ہی مقابلہ کرنا ہی دیکھیئے کیا ہوتا ہی جان بچتی ہی یا نہین یہ کافر نہایت زبردست ہی کوئی حربہ اسپر کارگر نہین ہوتا ہی رویئن تن ہی سوا اسکے نہایت قوی ہی سو سرداران لشکر کو زخمی کر چکا ہی راوی بیان کرتا ہی کہ جب نقارۂ جنگی بجایا گیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا سرداران لشکر بارگاہ سلیمانی سے اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکے دُرستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوے سوار و پیادہ بھی باوجود بیدل ہونے کے یقین اپنے قتل ہو جانیکا کرکے سامان جنگ کرنے لگے آلات حرب و ضرب کی دُرستی کرنے لگے اُدھر قرناے قوق اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا اپنے سرداران سپاہ سے یون ہم سخن ہوا کہ صبح کو مین ہون اور یہ اہل اسلام ہین دیکھنا کیسا لڑتا ہون کیونکر مسلمانون کو قتل کرتا ہون تو سہی کہ انکو شکست نہ دون میدان جنگ سے بھگا نہ دون میدان جنگ کو لاشون سے بھر نہ دون بیقرار ہون کہین صبح تو ہو میدان جنگ مین جاؤن تو جس عنوان سے اُس روز مین لڑا تھا اُس طریقے سے کل نہ لڑونگا اور ہی طرز سے لڑونگا جو سوچا ہون وہی کرونگا یہ کہکے ساقیان شوخ چشم کو طلب کرکے اُنکے ہاتھ سے جام پُر از مے لیکر پے در پے شراب پینے لگا اہل بزم بھی اُسکے شراب پینے لگے بعد میکشی عالم نشۂ شراب مین زیادہ تر کلمات بیہودہ زبان پر جاری کرنے لگا لاجورد شاہ و صلصال و بجشگان وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا آپ صاحبون نے اکثر لڑائیان دیکھی ہونگی بہت سے سردارون کو لڑتے دیکھا ہوگا کل وقت سحر میری لڑائی بھی دیکھیئے گا ایسا اہل اسلام سے لڑونگا کہ کوئی بھی آن سے یون نہ لڑا ہوگا لاجورد شاہ و صلصال و بجشگان تقریر اُسکی سُنکے اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ عالم نشۂ شراب مین بکتا ہی جو کہتا ہی کیا کریگا گو کہ سردار زبردست ہی مگر جو دعوے کرتا ہی کر نہ سکیگا کیونکہ یہ اہل اسلام وہ بہادر و دلاور ہین کہ مشہور جہان ہین بھلا ایسے دلاورون کو یہ کیا تہ تیغ کریگا ممکن نہین کہ جملہ لشکر اسلام کو قتل کرے ہان ہنگام جنگ کچھ اہل اسلام کو قتل و زخمی کریگا بہادر ہی دلاوری اپنی دکھائیگا آخر کار

ایکنہ ایک روز دست اہل اسلام سے مارا جائیگا اور بظاہر اُس سے یون کہنے لگے تم بیشک جو کہتے ہو وہی کروگے کیونکہ شجاع و بہادر ہو خاتمہ لشکر اسلام کا کردوگے کسی کو ان اہل اسلام سے زندہ نہ چھوڑوگے کل ہی سب کا خاتمہ کردوگے قرنائے قوق یہ سُنکے خوش ہونے لگا اور کہنے لگا آپ حضرات نے میری تعریف واقعی کی ہی خداوند تمثال آئینہ رو نے مجھے ایسی ہی شجاعت و قوت دی ہی مثل و نظیر میرا دنیا مین کوئی نہین ہی انسان کی تو کیا حقیقت ہی مین دیو اور جن سے لڑسکتا ہون انھین قتل کرسکتا ہون بذریعہ اخبار آپ صاحبون نے کیفیت میری جنگ و جدال کی معلوم کی ہوگی مین وہ بہادر ہون کہ ہنگام جنگ شیر کو روباہ جانتا ہون اور فیل مست کو پشہ تصور کرتا ہون کوہ کو کاہ خیال کرتا ہون صفوف لشکر دشمن کو قطار چونٹیون کی جانتا ہون تنہا لشکر گران سے بارہا لڑچکا ہون لاکھون دشمنون کو قتل و زخمی کرچکا ہون لشکرون کو میدان جنگ سے بھگا چکا ہون بڑے بڑے نامی و نامور بہادرون کو قتل و زخمی کرچکا ہون سرکشان دہر و پہلوانان نامی میرے خوف سے تھراتے ہین میرا نام سُنتے ہی ڈر جاتے ہین اکثر بہادر میرے خوف سے دشت و کوہ مین مسکن گزین ہین شاہان اولوالعزم مجھ سے ڈرتے ہین بلکہ میرے مطیع ہین اگرچہ خراج نہین دیتے ہین کیا کہون اس زمانے مین رستم پیلتن اور اسفندیار روئین تن نہین ہین اگر وہ ہوتے تو اُن سے ضرور لڑتا ہنگام جنگ دونون نامبردہ کو ہلاک کرتا جسطرح وہ مجھ سے لڑتے مین اُن سے لڑتا رستم پیلتن اگر کشتی لڑتا تو مین بھی اُس سے کشتی لڑتا تھوڑی دیر مین اُسے زیر کرکے سینے پر اُسکے سوار ہوتا خنجر اُسکے گلو پر رکھتا ارادہ اُسکے ہلاک کرنیکا کرتا اگر وہ میری اطاعت اختیار کرتا تو اُسے قتل نہ کرتا چھوڑ دیتا اور اگر میری اطاعت سے انکار کرتا تو سر اُسکا دہڑ سے علحدہ کرتا اسی طرح اسفندیار روئین تن و سہراب و گیو و برزو و فرامرز وغیرہ جوانان جنگی کو قتل کرتا افسوس اس زمانے مین کوئی ایسا بہادر نہین ہی کہ جس سے مین لڑون اور مجھے لطف جنگ اُس سے حاصل ہو مانند میرے بہادر و شجاع ہو مثل میری قوت کے وہ بھی طاقت دار ہو مانند میرے وہ بھی فنون جنگ سے ماہر ہو دنیا ایسے شخص سے خالی ہی بجز میرے کوئی قاف سے قاف تک بیمثل و شجاع و بہادر نہین ہی مین نے سُنا تھا کہ امیر تازی کو اپنی شجاعت و بہادری پر ناز ہی فی زمانہ وہ بھی اپنے لشکر مین نہین ہین مبتلائے غضب خداوند ہو گئے ہین کوئی پنجہ انھین اُٹھالے گیا ہی اگر وہ اپنے لشکر مین ہوتے تو اُن سے ضرور لڑتا اور ایک لمحہ مین اُنھین زیر کرکے اسیر کرکے واسطے پرستش خداوند اور اپنی اطاعت کے اُن سے کہتا اگر وہ منظور کرتے تو فہو المراد ورنہ اس طور سے اُنھین قتل کرتا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا اُنکے حال خراب پر نظر کرکے افسوس کرتے مجکو ذرا بھی رحم نہ آتا لاجورد شاہ و صلصال و بختگان و خلخال تقریر اس نابکار کی سُنکے دل مین کہنے لگے نہایت یاوہ گو ہی بڑا دروغ گو ہی خلاف عقل گفتگو کرتا ہی از حد کلمات کبر و نخوت و تعلی زبان پر جاری کرتا ہی ہنوز لاجورد شاہ و بختگان

وغیرہ حسب الطلب بارگاہ قرناسے قوق مین بیٹھے ہوئے تھے شراب پی رہے تھے خیالات مذکور
کر رہے تھے جملہ کافران نابکار درستی آلات حرب وضرب مین مشغول تھے ادھر کفار ادھر اہل اسلام
درستی سامان جنگ کر رہے تھے کفار خوش تھے اہل اسلام کو بہت تردد تھا اکثر اہل اسلام دعائین
کر رہے تھے یہ گبر اور اہل اسلام انتظار صبح مین تھے ناگاہ سفیدۂ سحر فلک پر عیان ہوا روے ماہ پر اوداسی ظاہر
ہوئی روشنی کم ہوئی ستارے بھی دریاے فلک مین ڈوب کے نہان ہونے لگے جو عیان تھے وہ مانند
چراغ سحری کے جھلملانے لگے خوف آمد شاہ خاور سے چھپنے لگے شاہ انجم بھی گریزان ہو کے چھپنے کی
فکر کرنے لگا نسیم سحر چلنے لگی طائران خوش الحان بولنے لگے موذن اذان سے بہرہ ور ہونے لگے
کفار موافق اپنے مذہب کے گھنٹا اور ناقوس بجانے لگے تاثیر نسیم سحر سے غنچے باغون مین گل ہونے لگے
گل خودرو بھی دشت وصحرا مین شگفتہ ہونے لگے اہل اسلام نے آثار سحر فلک پر پاکے وضو کر کے
بہ رجوع قلب نماز سحر پڑھی سجدہ اپنے معبود حقیقی کو کیا حمد خدا مین زبان کو متحرک کیا فریضۂ سحری
ادا کیا دعاے ترقی دین وایمان کی گناہون پر نظر کر کے ہاتھ سوے فلک اٹھا کے درگاہ خدا مین
آبدیدہ ہو کے عرض کیا کہ ای غفار الذنوب ہم گنہگار ہین توبہ اپنے گناہون سے کرتے ہین تو اپنے کرم
رحمت سے ہمارے گناہون سے درگذر توبہ ہماری قبول کر مقاصد دینی و دنیوی بھی ہمارے بر لا
بعد اداے نماز جملہ اہل اسلام نے اپنے تن پر سلاح جنگ آراستہ کیے اس اثنا مین بادشاہ لشکر
اسلام اپنی بارگاہ فلک جاہ سے مانند آفتاب عالمتاب برآمد ہوے سب نے خصوص سرداران
لشکر نے بصد ادب مجرا و تسلیم بجا لاکے شرف دید جمال بادشاہ دین پناہ بخوبی حاصل کیا بادشاہ
موصوف نے سلام سب کا لیکر اشارہ جانب جنگگاہ چلنے کا کیا سب فی الفور مرکبون پر سوار
ہو کے یمین و یسار بادشاہ کے ہوے سواری بادشاہ جانب نبردگاہ چلی جملہ خاص وعام
اہل لشکر ہمراہ رکاب ہوے اسوقت وہ نسیم سحر کا چلنا وہ صحرا کی فضا وہ سبزۂ شاداب
کی لہک وہ سواری بادشاہ کا جانا وہ لاکھون سوارون اور پیادون کا مانند مور وملخ کی جمعیت
کے باادب تمام ہمراہ سواری بادشاہ موصوف جانا قابل دید تھا جب سواری بادشاہ موصوف
کی میدان کارزار مین پہونچی سواری کے رکتے ہی سب ٹھہر گئے بادشاہ جہان پناہ انتظار آمد
لشکر کفار کرنے لگے تھوڑی ہی دیر نہ گذری تھی کہ اسطرف سے آثار آمد لشکر کفار ظاہر ہوے گرد
وغبار عظیم نمایان ہوا بعد تھوڑی دیر کے قرناسے قوق ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال و
خلخال و نجتگان واپنے سرداران نامی کے بجمعیت سپاہ کثیر میدان دار وگیر مین گینڈے
پر سوار ہو کے بصد کبر وغرور آیا سامنے لشکر اسلام کو دیکھکر لاجورد شاہ وغیرہ سے ہنسکر
کہنے لگا شاید یہ اہل اسلام متمنی اپنے قتل وہلاکت کے بہت ہین کہ قبل میرے آنیکے میدان
کارزار مین آگئے ہین کوئی ان سے کہدے کہ گھبراؤ نہین امید تمھاری برآئیگی تم مین سے
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو تہ تیغ کرونگا یہ کہکے خاموش ہوا لاجورد شاہ نے کچھ
جواب نہ دیا جب دونون لشکر میدان مصاف مین آچکے حسب قاعدہ و دستور پہلے درستی
میدان کارزار کی ہوئی پھر دونون لشکر عظیم کی حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی جب میمنہ ومیسرہ

قلب وجناح وکمین گاہ ہر اک سپاہ کا آراستہ ہوا بعد ازان دونون لشکرون سے نقیب
اور کڑکیت نکل کر میدان کارزار مین درمیان دونون کے آئے پہلے نقیب نے جوانان
لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہوکے یون باواز بلند کہا کہ ای دلاورو آگاہ ہو کہ یہ سرائے فانی
لائق الفت ومحبت نہین ہی خاصان خدا نے بیشتر دنیا سے کراہت کی ہی عبادت الٰہی اختیار
کی ہی دنیا چند روزہ ہی اسکو بقا نہین ہی اہل دنیا بھی فانی ہین کسی کو ثبات نہین ہی اپنی
حیات کا کسی کو اعتبار نہین ہی خاصان خدا نے موافق اپنے قدر ومراتب کے اطاعت خدا
کی ہی اور عبادت پروردگار شب وروز کی ہی تم موافق اپنی لیاقت کے اس دنیا مین کار خیر
کرو عاقبت کو اپنی درست کرو دنیا مین ایسے کام کر جاؤ کہ بعد تمہارے تمکو اہل جہان بہ نیکی یاد
کرین جو جو دلاور و بہادر ہون وہ تمھاری دلاوری وجوانمردی کی ثنا کرین شجاعت کا تمھاری
ہر اک جلسہ ومحفل مین ذکر کرین اہل اخبار اپنے اخبار مین حال تمھاری بہادری کا لکھین ہم
جانتے ہین کہ تم سب بہادر ودلاور ہو تمہارے جد وآبا بھی نہایت شجاع تھے آج کے روز
کہ سامنا کفار نابکار سے ہی ضرور دلیرانہ اعدا سے لڑوگے میدان جنگ سے نہ ہٹوگے
شجاعت اپنی بہادران ہر دو سپاہ کو دکھاؤگے بڑھ بڑھ کر لڑوگے شیرانہ نعرے
کروگے پیچھے قدم نہ ہٹاؤگے بڑھ کے تلوارین سر وسینہ پر کھاؤگے جرأت دکھاؤگے
حق نمک آقا کا خیال رکھوگے بھاگنے سے مرجانے کو بہتر جانوگے پار وثبات قدمی خوب
ہی بھاگنا سامنے سے حریفون کے بہت برا ہی باعث ذلت وبدنامی ہی دیکھو قدم پیچھے
نہ ہٹانا اپنی عزت وآبرو کو بڑھاکے نہ گھٹانا قتل ہو جانا گوارہ کرنا یہ کہکے نقیب خاموش
ہوے کڑکیتون نے لشکر کے جوانون سے مخاطب ہوکے باواز بلند کہا ای دلاوران
ذی وقار وای بہادران نامدار آگاہ ہو کہ یہ سب اہل اسلام قابل قتل ہین کیونکہ ہمارے
اور تمھارے خداوند سے منحرف ہین خداوند کو برا کہتے ہین شان مین خداوند کی کلمات بیہودہ ونا
مناسب اپنی زبان پر جاری کرتے ہین نہایت یہ لوگ سرکش ہین خداوند کو ستاتے ہین ایذا رسانی
پر کمر باندھے ہوے ہین خداوندان سے نہایت آزردہ ہین کہتے ہین کہ ہم انکو غارت وبرباد کرینگے
کسی کو ہاتھ سے دست قرناے قوق اپنے بندۂ خاص کے زندہ نہ رکھینگے سب کو قتل کرائینگے لہذا
تم بھی ان لوگون سے بیزاری اختیار کرکے ہنگام جنگ مغلوبہ مطلق رحم انپر نہ کرنا بڑھ بڑھکر
تہ تیغ کرنا خون ریزی انکی باعث ثواب عظیم جاننا جہانتک ممکن ہو کسی مسلمان کو انمین سے
زندہ نہ چھوڑنا اگر کوئی مسلمان زخمی ہوکے زمین پر گرے اسے بھی نیم جان نہ چھوڑنا گھوڑے
اسپر دوڑا دینا تاکہ مرجائے گوشت اسکا ریزہ ریزہ ہو جائے اس فعل سے تمھین ثواب بہت
ملیگا خداوند تم سے خوش ہونگے عمر ودولت تمھاری جسقدر ہی اس سے کئی حصے بڑھا دینگے
دیکھو جوانمردی کرنا جان کے خوف سے نہ بھاگنا خداوند کو ناخوش نہ کرنا ورنہ خداوند تمکو
اپنے قہر وغضب مین مبتلا کرینگے آگے تمکو اختیار ہی سامنے خداوند بالائے قیطول دریچے مین
آج پھر تشریف رکھتے ہین دیکھو وہ سامنے بیٹھے ہوئے اسی طرف دیکھ رہے ہین نقاب

منھ پہ پڑی ہی اسی سبب سے ہم اُنکو دیکھ رہے ہین اگر نقاب منھ پر نہ ہوتی تو کبھی نہ دیکھ سکتے تاب نور
غش آجاتا پس خداوند کے سامنے ایسے افعال نیک کرتا کہ خداوند دیکھکر خوش ہون افعال نیک
سے مراد یہان یہ ہی کہ دلیرانہ اہل اسلام سے لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا اہل اسلام پر رحم نہ کرنا اسی طرح
بہت سے ہین تم خود عاقل ہو جانتے ہو تمھین سمجھانا ایسا ہی جیسے لقمان کو حکمت کا سکھانا اسوقت
جو تم سے یہ کہا گیا اور ہدایت لڑنے کی کی گئی یہ احتیاطاً کی گئی ہی کہ ہم اسی کام پر معین ہین یہ کہکے
کرنگیت درمیان سے دونون لشکرون کے چلے گئے نقیب بھی درمیان سے دونون سپاہ
کے ہٹ گئے دلاوران ہر دو سپاہ اول تو پہلے ہی سے آمادۂ جنگ و جدال تھے نقیب اور
کرنگیتون کے آمادہ جنگ کرنے سے اور اُنکی تقریر سُننے سے اور بھی زندگی سے بیزار ہوے لڑنے
اور مرنے پر تیار ہوے تیغزنون نے قبضون پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے کماندارون نے
دوش سے کمان لی ترکش سے تیر نکالے تیراندازی پر لیس ہوے علمدارون نے علمون کو جلوہ
دیا باجے جنگی لشکرون مین بجے اُن باجون کی آواز سُنکے دلاور مست ہوگئے کچھ ہوش سوا لڑنے کے
نرہا ہنوز یہ حال جوانان ہر دو لشکر کا تھا کوئی صف لشکر سے باہر نہ نکلا تھا ناگاہ قرناسے
قوق گینڈے کو بڑھا کے اپنے لشکر سے نکلا بصد کبر و غرور مانند فیل مست کے جھومتا ہوا
درمیان دونون لشکرون کے آیا گینڈے کو روک کے فنون جنگ سب کو دکھا کے نیزہ اُٹھا
کے گینڈے کو روک کے باواز بلند کہنے لگا کہ ای گروہ اہل اسلام تمکو بہت ہدایت کی گئی تمنے ہدایت
قبول نہ کی سرکشی سے باز نہ آئے خیر تمنے اپنے حق مین اچھا نہ کیا اپنی قضا کے خود طالب ہوے
تم مین کون ایسا جان سے عاجز ہی کہ ایکدم زندہ رہنا اختیار نہ کرے اور مجھ سے آ کے لڑے
مین اُسے راہ عدم بتا دون وہ جلد سوے عدم چلا جائے ذرا بھی دیر نہ لگائے یہ کہکے خاموش
ہوا اِدھر بادشاہ لشکر اسلام نے مڑکے دیکھا فی الفور غضنفر نامی ایک سردار نامی صف
لشکر سے نکل کر مرکب سے اُترکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام گیا اور دست بستہ طالب
اجازت جنگ ہوا بادشاہ موصوف نے اجازت حرب دیکر فرمایا ای غضنفر گو کہ تم شیر بیشہ
جرأت و شجاعت ہو لیکن حریف تمھارا قرناسے قوق ازحد زبردست ہی بہت ہوشیار رہی
سے مقابلہ و مجادلہ کرنا اُسنے عرض کیا خداوند عالم حافظ حقیقی ہی حریف سے مجھے بچائیگا
بعد خداوند عالم کے حضور کا اقبال میرا معین و مددگار ہوگا حتی الامکان حریف سے بچونگا
اور اُسے قتل کرونگا سر تن سے جدا کرکے براے نذر حضور لاؤنگا بادشاہ موصوف گفتگو
غضنفر سے کہ نہایت شیرین زبان تھا بہت خوش ہوے پھر اشارے سے کہا بسم اللہ
جاؤ حریف منتظر ہی غضنفر سلام کرکے جلد مرکب پر سوار ہوکے شیرانہ روبرو اُسکے گیا اور طالب
ضرب ہوا اُسنے پوچھا ای جوان تیرا نام کیا ہی تجھے کچھ اندیشہ اپنی جان کا نہوا مجھ سے لڑنے کے
واسطے چلا آیا غضنفر نے جواب دیا او قرناسے قوق آگاہ ہو کہ میرا نام غضنفر ہی شیر بیشہ
جرأت ہون شجاعت سے میری خاص و عام واقف ہین مین ہنگام جنگ شیرون کو روباہ
جانتا ہون بہت سے بہادر تو نے تہ تیغ کیے ہین تیری کیا حقیقت ہی مین تجھ ایسے بزدل سے

کیا ڈرتا اپنی جان کا کیا اندیشہ کرتا مین اسواسطے آیا ہون کہ تجھ سے مقابلہ کرکے سر تیرا شمشیر
آبدار سے کاٹ کے نیزے پر بلند کرکے واسطے نذر اپنے بادشاہ لشکر کے لیجاؤن دلاوری
میرے وقت جنگ تجھپر ظاہر ہوجائیگی او کافر بس دیر نہ کر نیزہ تیرے ہاتھ مین ہی مجھپر
لگا فن نیزہ بازی دکھا جنگ آغاز کر یہ میدان نبرد ہی یہان لڑنا چاہیے بزم نہین ہی کہ باہم
تا دیر گفتگو کرنا چاہیئے قرناے فوق نے یہ سُنکے نہایت برہم ہو کے خبردار خبردار کہکے
گینڈے کو بڑھا کے فن نیزہ بازی دکھلا کے وار نیزے کا سینے پر کیا ادھر اس بہادر نے
اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دونون سنانون کے ٹکرانے اور رگڑنے سے
شعلے پیدا ہوے دیکھنے والون نے تعریف کی بعد روکنے ضرب نیزہ کے غضنفر نے خود بھی
نیزے کا وار کیا اُسنے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی انجام کار
اس بہادر نے ایک بند نادر باندھ کر سنان نیزہ حریف کی نکالدی وہ مانند تیر شہاب چمکتی ہوئی
دور جاکے گری اہل اسلام نے خوش ہو کے بآواز بلند تعریف کی کفار کو صدمہ ہوا خصوصاً قرناے
فوق کو بہت صدمہ ہوا خجالت سے سر جھکا لیا دل مین کہا یہ اہل اسلام فن نیزہ بازی
سے خوب ماہر ہین اب کبھی اِنسے نیزے سے نہ لڑونگا سر میدان ذلت گوارہ نہ کرونگا
یہ کہکے سر اُٹھا کے نہایت برہم ہو کے قبضۂ تیغۂ گران پر ہاتھ ڈال کے تیغۂ تیز وگران کو نیام سے
کھینچا اور غضنفر سے مخاطب ہو کے کہا اے جوان نیزہ میرا بوسیدہ تھا اسوجہ سے سنان نکل
گئی میری قوت مین کمی نہین ہی اگر تو نے میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دی ہی تو مین بھی
تیرے تن سے تیری روح نکالے دیتا ہون ہوشیار ہو جا وار اس تیغۂ آبدار وگرانبار کا کرتا
ہون یہ کہکے ضرب تیغۂ گران سر پر لگائی ادھر اس بہادر نے سپر اُٹھائی اتفاق سے اُسیوقت
پاؤن گھوڑے کا ایک موش خانے مین جاتا رہا گھوڑا گرنے لگا جب تک غضنفر مرکب
کو سنبھالے ہاتھ کو اپنے جس مین سپر تھی سیدھا کرے سپر بالاے سر لائے تیغہ سر پر پڑ ہی گیا
اور تا جبین خود وغیرہ کو کاٹ کر اُتر آیا غضنفر نے اُسی حالت مین دستانہ مارا تیغہ تو سر
سے نکل گیا لیکن زخم سر سے خون اسقدر نکلا کہ سراپا نہا گیا ضعف سے غش آنے
لگا باگ مرکب کی ہاتھ سے چھوٹنے لگی اُسوقت قرناے فوق نے گینڈے کو بڑھا کے چاہا
کہ سر حریف تن سے جدا کیجیئے ناگاہ اشارۂ بادشاہ لشکر اسلام سے کیخسرو واسطے مدد
غضنفر کی گیا اور قرناے فوق کے شر سے اُسے بچانے لگا قرناے فوق نے
اپنے سرداران لشکر کی طرف دیکھکر اشارے سے کہا تم مع سپاہ بڑھکر یہ جوان جواب
آیا ہی اِسے گھیر کے قتل یا اسیر کرو مین غضنفر کو تہ تیغ کرون سرداران نابکار اُسکے اشارے
سے بجمعیت سپاہ کثیر بڑھے کیخسرو کو چہار طرف سے گھیر کر نیزہ و تیر و شمشیر لگانے لگے
وہ بھی شیرانہ و دلیرانہ اُن سے لڑنے لگا بادشاہ لشکر اسلام نے جب دیکھا کہ ان
کافرون نے بجمعیت سپاہ کثیر کیخسرو کو گھیرا ہی ارادہ قتل کیخسرو وغضنفر کا کیا ہی
تاب تحمل نہ لا کر اپنے لشکر کے سردارون سے اشارہ بڑھنے کا کیا بمجرد اشارہ جملہ سرداران

سیاہ مع لشکر آگے بڑھے جب دو دریاے لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا
سیاہ سپر ون کی اُٹھی بہادران ہر دو لشکر مانند رعد کے آواز بلند نعرے کرنے لگے بارش
تیر ہونے لگی قصر ہاے تن اُس بارش باران تیر مین برابر گرنے لگے دریاے خون کا فرو اہل
اسلام میدان کارزار مین جاری ہوا لاشے پر لاشہ گرنے لگا جا بجا ڈھیر سرون کے انبار
لاشون کے ہونے لگے دلاور بڑھ بڑھ کر لڑنے لگے جنگ مغلوبہ خوب ہونے لگی دلاوران
ہر دو سپاہ قتل و زخمی ہونے لگے گھوڑے سواران مقتول کے اپنے سوارون سے جدا ہوکے
عرصۂ جنگ مین دوڑنے لگے سوا اُن مرکبون کے اہل لشکر کے مرکبون کی دوڑ دھوپ سے
ایسا غبار بلند ہوا کہ میدان کارزار نظر سے گویا نہان ہوگیا اُس تاریکی غبار مین دوست اپنے
دوست کو اپنا حریف جانکے قتل کرنے لگے عزیز اپنے عزیز کو اپنا دشمن خیال کرکے ہلاک کرنے لگے
فرزند کو پدر پدر کو فرزند قتل و زخمی کرنے لگا ایسے وقت مین لاجور دشاہ اور صلصال کو
بھی شوق جنگ ہوا باہم کہا اگر اِسوقت اہل اسلام پر اِس پہلو کی طرف سے حملہ کیا جائے
تو خوب ہو ضرور پاؤن اہل اسلام کے اُکھڑ جائینگے ہزارہا مسلمان قتل بھی ہونگے یہ مشورہ
کرکے بختگان سے پوچھا کہ ہماری یہ راے ہے تو کیا کہتا ہے اُسنے عرض کیا راے آپکی اچھی ہے
مین پسند کرتا ہون تامل نہ کیجیے بجمعیت سپاہ اِس جانب سے حملہ کیجیے اہل اسلام غافل ہین
اِس پہلو کی جانب سے شاید بیخوف ہین مجھے یقین ہے کہ اگر اِسی جانب سے اہل اسلام
پر حملہ کیا جائیگا تو ضرور فتح حاصل ہوگی لشکر اسلام کو شکست ہوگی ہزارہا اہل اسلام
کام آئینگے درمیان سے دونون لشکرون کے نکل کر کہان جائینگے لاجور دشاہ و صلصال
بختگان سے راے لیکر بجمعیت فوج کثیر اُسی پہلو کی طرف سے اہل اسلام پر عالم غفلت مین
حملہ آور ہوے اہل اسلام فوج قرناے قوق سے لڑ رہے تھے اُنکو قتل کر رہے تھے خود
بھی زخمی ہو رہے تھے کثرت غبار سے گھبرائے ہوے تھے اپنی پشت و پہلو کی جانب سے غافل
تھے یہ خیال نہ تھا کہ لاجور دشاہ و صلصال پشت و پہلو کی جانب سے حملہ آور ہونگے
بمکر و فریب لڑینگے عوض کسی زمانے کی ایذا رسانی کا لینگے دیرینہ عداوت کو ظاہر کرینگے
یہی غفلت حق مین اُنکے مضر ہوئی یعنی باعث قتل و شکست ہونیکا ہوئی کہ جب لاجور دشاہ
و صلصال نے پہلو و پشت کی جانب سے حملہ کیا اہل اسلام کو تردد ہوا یقین اپنے قتل کا
ہوا درمیان مین دونون لشکرون کے آگئے لاجور دشاہ و صلصال ہمراہ اپنی سپاہ کے
اُنھین قتل کرنے لگے کچھ اہل اسلام نے رخ اُنکی طرف کیا کچھ اہل اسلام قرناے قوق
سے لڑا کیے قرناے قوق نے اِس لڑائی مین ہزارہا اہل اسلام کو قتل و زخمی کیا راوی
ناقل ہے کہ جب اہل اسلام بہت مضطر ہوے یکبارگی لاجور دشاہ و صلصال پر حملہ آور
ہوے بعد جنگ عظیم لاجور دشاہ و صلصال کو ہٹا کے شکست دیکے ہزارہا کافرون کو
قتل کرکے متوجہ جانب قرناے قوق ہوے تا دیر اُس نابکار سے اور اُسکی سپاہ سے
لڑا کیے شجاعت و جوانمردی دکھایا کیے ثبات قدمی اختیار کیا کیے پسپا نہوے تمثال آئینہ رو

سے قیطول پر سے یہ جنگ دیکھکر نہایت برہم ہوکے چند سرداروں کو جمعیت دس لاکھ سواروں کے
روانہ کیا وہ جلد آکے شریک قرناسے قوق ہوے اور اہل اسلام کو تازہ دم آکے قتل کرنے
لگے اب اہل اسلام پسپا ہونے لگے یہانتک پسپا ہوے کہ میدان جنگ کے قریب جو
ایک پہاڑی تھی اُسپر براے حفاظت جان چڑھ گئے قرناسے قوق نے پہلے تو اُس پہاڑی پر
جانیکا ارادہ کیا جب اہل اسلام نے بارش تیر سے ہزاروں کافروں کو ہلاک کیا اور مردمان
سپاہ کفار کو پہاڑی پر نہ آنے دیا قرناسے قوق نے قریب شام اپنے دل مین کہا کہ آج بارگاہ
وخیام اہل اسلام کے لوٹ لینا چاہیے اور انکو اسی پہاڑی پر رہنے دینا چاہیے یہ اس پہاڑی
سے کہان جائینگے آج صبح سے اسوقت تک لڑتے لڑتے تھک گیا ہون کل اس پہاڑی پر حملہ
کرکے جملہ اہل اسلام باقی ماندہ کو قتل کرونگا یہ خیال کرکے اپنے افسران فوج سے کہا
بارگاہ سلیمانی وتمامی خیام وبارگاہ وجملہ مال واسباب اہل اسلام پر قبضہ کرو جب تک
تم مال واسباب کو غارت کرو مین اہل اسلام سے لڑتا ہون افسران سپاہ نے تو اُسکے حکم
کی تعمیل کی لیکن یہ نابکار مصروف جنگ رہا ارادہ پہاڑی پر جانیکا کرتا رہا اُسوقت اہل
اسلام نے دعا کی تیر دعاے اہل اسلام اسطرح ہدف مراد پر پہونچا کہ قرناسے قوق مع
اپنی تمامی سپاہ کے اُس پہاڑی کے گرد سے ہٹکے قسیم بن قہقہہ یک چشمی اپنے ایک سردار
سپاہ کو چالیس ہزار سوار دیکر بارگاہ سلیمانی وغیرہ اسباب ومال اہل اسلام کیے لانے پر
مقرر کرکے جانب قیطول روانہ ہوا اہل اسلام خوش ہوے سجدہ شکر خدا کیا ادھر قسیم بن
قہقہہ یک چشمی بارگاہ سلیمانی وجملہ خیام وبارگاہ ومال واسباب اٹالون پر بار کراکے
نہایت شاد وخرم آہستہ آہستہ سوے قیطول چلا اُسوقت اہل اسلام نے پہاڑی
سے اُترنے کا ارادہ کیا تھا بادشاہ لشکر اسلام کے حکم سے قصد کیا تھا کہ قسیم بن
قہقہہ یک چشمی سے لڑ بھڑ کر بارگاہ سلیمانی وغیرہ مال واسباب کو چھین لین ہنوز پہاڑی
سے نہ اُترے تھے فقط ارادہ اُترنے کا کیا تھا ناگاہ جانب صحرا سے غبار بلند ہوا اہل اسلام
اور قسیم بن قہقہہ یک چشمی وغیرہ تمامی کفار جانب غبار دیکھنے لگے اہل اسلام سمجھے کہ
لشکر کفار آتا ہی کفار نے خیال کیا کہ یا تو آندھی اس طرف سے آتی ہی یا کوئی معین ومددگار
ان مسلمانون کا آتا ہی لہذا جلد راہ طی کرکے زیر قیطول پہونچ جانا چاہیے یہ تجویز کرکے
سب کفار ساتھ قسیم بن قہقہہ یک چشمی سردار اپنے کے جلد تر جانب قیطول چلے ہنوز
تھوڑی دور گئے تھے کہ غبار ہوا سے دفع ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ ایک نقابدار
گوہر پوش چالیس ہزار سواروں کی جمعیت سے آتا ہی اُسکے جلد آنے سے ثابت ہوتا ہی
کہ نہایت برہم ہی بادشاہ لشکر اسلام بھی اُس نقابدار کو دیکھنے لگے کفار بھی نقابدار
کو دیکھکر حیران ہوے فکر وتردد کرنے لگے باہم کہنے لگے یہ نقابدار گوہر پوش نہین معلوم
کون ہی نہایت جلد آتا ہی کفار یہ کہہ رہے تھے کہ نقابدار نے کو رسنے دور سے یہ نعرہ کیا
کہ اے کافران بیحیا کہان جاتے ہو کہ مین آپہونچا مین نے تمھارے شر وفساد کی خبر سنی

تھی الحمد للہ کہ وقت پر آیا تمکو یہان پایا بارگاہ سلیمانی و اسباب صاحبقرانی کو تم لیجانے نہ پاؤگے بہتر یہ ہی کہ تمام مال و اسباب میرے حوالے کرد و ورنہ پچتاؤگے قسیم بن قہقہہ یک چشمی کہ سردار زبردست ہی نعرہ نقابدار کا سنکے برہم ہوکے پکارا او نقابدار کیا بیہودہ بکتا ہی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو اس خیال محال سے باز آجس طرف سے آیا ہی پلٹ جا ارادہ مجھ سے لڑنے کا نہ کرمین ہرگز یہ اسباب و مال تجھے نہ دونگا خدمت خداوندمین لیجاؤنگا نقابدار موصوف یہ سُنکے برہم ہوا جلد قریب اُسکے آکے سد راہ ہوا قسیم بن قہقہہ یک چشمی نے بڑھ کے نیزہ مارا نقابدار نے چالاکی سے نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین کے اُسکی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈال کے نعرۂ اللہ اکبر کرکے پشت فرس سے اُسے اُٹھالیا فوج اُسکی واسطے بچانے کے بڑھی ادھر سے سواران لشکر نقابدار بڑھے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی سواران لشکر نقابدار کفار کو قتل کرنے لگے نقابدار نے قسیم بن قہقہہ یک چشمی کو اپنے سر سے بلند کرکے گردش دیکے پوچھا او گبر کیا کہتا ہی اطاعت میری اختیار کریگا اُسنے انکار کیا نقابدار نے اُسے اس طرح خاک پر پٹکا کہ وہ پیوند خاک ہوگیا بعدہ لشکر کفار پر حملہ کیا بیدینون کو قتل کرنا شروع کیا اہل اسلام نے اُس پہاڑی پر سے دیکھا کہ یہ نقابدار اسطرح لشکر کفار پر حملہ کرتا ہی کہ جیسے شیر گرسنہ گلۂ گوسفند پر حملہ کرتا ہی اہل اسلام دیکھ رہے تھے اور تعریف شجاعت نقابدار کی کر رہے تھے کہ نقابدار نے بہت سے کفار تہ تیغ کیے تھوڑے کا فرتاب جنگ نہ لاکے بے اختیار بھاگے نقابدار نے اُنکا تعاقب نہ کرکے بارگاہ سلیمانی و دیگر اسباب صاحبقرانی کو لیکر قریب پہاڑی کے آکے کہا ای بادشاہ لشکر اسلام اس مال و اسباب کو لیجیے یہ میری امانت ہی اپنے پاس رکھیے وقت پر مجھے دیدیجیے گا مین اسکا مالک و مختار ہون اب یہ تمام مال و اسباب میرا ہی چونکہ فی زمانہ امیر ثانی لشکر مین نہین ہین مین اس اسباب کو اپنے ہمراہ نہین لیے جاتا ہون اُنکی موجودگی مین کسی روز آکے لیجاؤنگا مکرر کہتا ہون کہ یہ اسباب میرا ہی مین نے کفار سے بزور شمشیر و بقوت بازو چھینا ہی اسکو اپنے قبضے مین رکھیےگا کسی کو نہ دیجیےگا بادشاہ لشکر اسلام نے پوچھا ای نقابدار گوہر پوش تم نے اسطرف آکے کار نمایان کیا ہی اپنے نام سے آگاہ کرو نقابدار نے جواب دیا مین ابھی اپنے نام سے آگاہ نہ کرونگا آپ اس اسباب کو منگوا لیجیے یا پہاڑی سے اُترکر اس اسباب پر قبضہ کیجیے بادشاہ موصوف نے پہاڑی سے مع سپاہ اُترکر اُس اسباب پر قبضہ کیا نقابدار گوہر پوش اسباب مذکور سپرد کرکے سوئے صحرا روانہ ہوا تھوڑی دیر مین نظر سے غائب ہوا اہل اسلام نے تمام اسباب پاکے شکر خدا کا کیا اُدھر وہ کفار جو بھاگے تھے قریب قرناسے قوق کے پہونچے قرنابن کوک عقرب چشم با فتح و فیروزی خوش خورم چلا آتا ہی کہ یکایک کچھ لوگ سامنے سے بھاگے ہوئے آئے اسطرح کہ سانسین پھولی ہوئین ہانپتے ہوئے پسینے مین عرق خاک مین آلودہ سپرین پشت پر لیے ہوئے سب علامات لشکر ہزیمت یافتہ کے پائے جاتے ہین قرنابن کوک عقرب چشم نے غور سے جو دیکھا تو اسی کے لشکر کے لوگ تھے قرناسے قوق نے گھبرا کر پوچھا کہ خیر تو ہی اسطرح بدحواس تم لوگ کیون بھاگے چلے آتے ہو اُنھون نے بیان کیا کہ ہم لوگ بارگاہین لیے

ہوئے چلے آتے تھے کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اوڑی اور ایک نقابدار گوہر پوش پیدا ہوا ہمارے
سردار کو تو کا مقابلہ ہوا افسر ہمارا مارا گیا نقابدار نے بارگاہین چھین لین اور کوہ پر چلا گیا
لشکر اسلام کے سپرد کر دیا یہ سننا تھا کہ قرناسے قوق کو نہایت طیش آیا اور اسیوقت باگ
گھوڑے کی پھیری لیکن یہ حال جسوقت بختگان نے سُنا صلواۃ پڑھی اور کہا کہ اُنکے مددگار
ایسے ایسے بہادر بہت سے پڑے ہین اُنکا کوئی کیا کرسکتا ہو اور اُنکی شکست تو فتح کی نشانی ہو
ادھر کوئی آفت اُنپر پڑی اور بظاہر یہ بے دست نظر آئے کوئی نہ کوئی آسمان سے پیدا ہو جاتا ہو
زمین سے نکل آتا ہو یہ بات تمثال آئینہ رو کے خلاف گذری اور اُسی وقت حکم دیا
صلصال کو کل لشکر جائے اور کوہ کا محاصرہ کرکے کل سب کو قتل کر ڈالو اُسکے بعد پرسون
بیابان حشر مین قیدیون کا انصاف بھی ہو جائیگا لاجور د شاہ کو سالار لشکر کرکے طرف کوہ
کے روانہ کیا اب قیطول پر سوا تمثال آئینہ رو کے اور زبر قیطول بجز رعایا کے کوئی نظر نہین
آیا کئی کرور کی جمعیت جانب کوہ چلی ہو لیکن سب کے آگے آگے قرناہن سوکک عقرب
چشم جاتا ہو جسوقت قریب کوہ پہونچا حکم دیا کہ محاصرہ کرلو ایک لاکھ سوار کی جمعیت اسکے
ساتھ بھی ہو سب نے کوہ کا محاصرہ کر لیا ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور آواز دی کہ یاغین
اے گروہ خدا پرستان خبردار رہو ہوشیار ہو جاؤ کہ مین وہی شخص ہون جو ابھی سب کو زخمی
کرکے بارگاہین چھین لے گیا تھا مگر نہین معلوم کہ یہ نقابدار گوہر پوش اجل رسیدہ کہان سے
آیا تھا جو میرے سردار کو قتل کرکے بارگاہین چھین لے گیا بھیجو اُسکو کہ میرا مقابلہ کرے ورنہ
مین خود آتا ہون لوگون نے جوابدیا کہ نقابدار بہادر تو چلا گیا جسوقت وہ ہوگا اُسوقت
تو یہ کلام کرنا دیکھ لینا کہ تیرے گلے پھاڑ کے رکھ دیگا تو اُس شیر بیشہ شجاعت کا نام اس بے ادبی
سے لیتا ہو قرناسے قوق نے یہ سُنکر جواب دیا کہ خیر آج کی شب مین تمھین اور مہلت
دیتا ہون کہ اپنے نشیب و فراز کو خوب سمجھ لو یا تو کل صبح تک سجدہ کرو خداوند تمثال آئینہ رو
کو ورنہ خداوند تمھارے حق مین تقدیر موت کرچکا ہو کل سب کو قتل کر ڈالونگا کیونکہ ملک الموت
قدرت مین ہون اور اتنی مہلت اسوجہ سے اور بھی دیجاتی ہو کہ شاید وہ نقابدار کل
پھر تمھاری مدد کے واسطے آئے تو اُسے قتل کر دون اپنے سردار لشکر کا بدلا لون لوگون نے
کوہ پر سے جوابدیا کہ کیا جھک مارتا ہو تیرا جی چاہے ابھی آجا ہے کل آنا جسوقت تو آئے گا
ہم تیرا سامنا کرنے کو موجود ہین اور نشیب و فراز کو تو دیکھ کہ ہم اب بھی تجھ سے بلند مرتبہ ہین کہ کوہ
پر ہین اور تو ہم سے پست ہو اسی طرح انشاء اللہ تیرے حوصلون کو بھی پست کر دینگے قرناسے
قوق تو میدان جنگ سے واپس ہو کر داخل بارگاہ ہوا اسکے بعد لشکر تمثال آئینہ رو
آ آ کر اترنے لگا ہنوز رسد لگی ہوئی ہو تانتا بندھا ہوا ہو غول کے غول غٹ کے غٹ
پرے کے پرے قشون کے قشون دستے کے دستے شام تک آیا کیے شب کو یہ حالت تھی کہ صحرا ہول خیز
غولون کا جنگل معلوم ہوتا تھا ہر چہار جانب بخشا خے اور مشعلون کی روشنی سے اک آگ لگی ہوئی
تھی لشکر برابر چلا آتا تھا اور خیمہ زن ہو رہا تھا یہان تک کہ لاجورد شاہ بڑے سامان سے

ساتھ اسکے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بھی اگر اترا خیمہ برپا ہوا لاجورد شاہ
تخت پر آکر بیٹھا گرد سرداروں کا ہجوم ہوا قرنا بن کوکب عقرب چشم سب سے بالا دست
بیٹھا ہوا تکبر و نخوت سے مست و بیخود ہو رہا تھا یکایک جام بادۂ ناب گردش مین آیا قرنلے
قوق نے دو چار جام پیے جسوقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
کل اسکو صاف کر کے قصہ ان مسلمانون کا پاک کردون اسی وقت حکم کے موافق نقارہ زری
پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی وہان بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہین زخم سر پر پٹی چڑھی
ہوئی ہی تاج کا بار شاق گذر رہا ہی چہرہ اداس طبیعت متفکر کبھی اُن سردارون کا خیال
آتا ہی جو قید ہین کبھی امیر کشور گیر کے واسطے دل گھبراتا ہی کہ نہین معلوم کس حالت مین ہین
اور کہان ہین چند سردار جو باقی رہ گئے تھے اُس مین سے اکثر زخمی ہین جو دو ایک باقی
بھی ہین وہ قرناے قوق کے ہم نبرد نہین ہین اُدھر لشکر کفار کا ہجوم ہی اگرچہ رات ہوگئی ہی
مگر لوگ چلے ہی آتے ہین آج کل فوج کو تمثال آئینہ رو نے حکم دیا ہی کہ اسی اثنا مین آواز
طبل بلند ہوکر فلک کوہ تک پہونچی اور بادشاہ اسلام کے گوش زد ہوئی فرمایا
خیر ہرچہ بادا باد — شعر — سر نمے پیچم ز شمشیر حبیب ✢ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب
جو مرضی پروردگار تقدیر مین یہی تھا کہ اسطرح کی موت ہو کہ غسل و کفن دینے والا بھی کوئی
نظر نہین آتا کفار کے ہاتھ سے دیکھیے مرنے کے بعد بھی کیا کیا ایذائین پہونچتی ہین انھین کیا
پڑی ہی کہ وہ کسی مسلمان سے غسل و کفن دلوا کر دفن کرینگے مثل مشہور ہی کہ مردہ بدست
زندہ وہ مسلمان کے نام کے دشمن ہین کسی کو باقی ہی کیون رکھنے لگے خیر کچھ پروا نہین
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت نقار خانہ سلیمانی
نوازش مین آیا بادشاہ اہل اسلام امیر با توقیر کو یاد کر کے بہت روے لیکن سردارون
نے عرض کی کہ ظل اللہ پریشان نہون ہم جان نثار تو موجود ہین جب تک دم مین دم باقی ہی
کیا تاب و طاقت ہی اُس مردود قرنلے قوق کی کہ یہان تک پہونچ بھی سکے ہم گھاٹیون کا انتظام
کرتے ہین جب کفار یورش کرینگے پتھرون پر رکھ لینگے انھین راستہ ہی ملنا مشکل ہی بھلا یہان تک
آنیکا کیا ذکر ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ مین مرنے سے نہین ڈرتا ہون مجھے خیال
ناموس کا ہی کہ انکے بعد ہمارے کیا گذرے گی خیر تم سے جو کچھ ہوسکے وہ کرو تم میرے بدلے
ناموس کی حفاظت کرنا سب نے عرض کی کہ ہم جانین لڑائینگے غرض اب دربار تورج خاست
ہوا بادشاہ اسلام یعنے حارث بن سعد داخل خوابگاہ ہوے یہان غازیان اسلام نے
گھاٹیون کا بند و بست کیا ہر ہر گھاٹی پر ایک ایک سردار معین ہوا سامان جنگ ہونے لگا
اسطرف ادھر اسطرف برابر دونون جانب تا لایہ گا گشت پھر رہا تھا آواز بیدار باشیں و
ہوشیار باشیں بلند تھی لوگ اسلحہ جنگ درست کر رہے تھے کوئی بیٹھا ہوا تیرون کو آگ
دکھا دکھا کر سیدھا کر رہا تھا کہ نشانہ خطا نہ کرے کوئی تیزی کی سنان کو آبدار کر کے زہر مین بجھا
رہا تھا کسی نے تلوار پر صیقل کرنا شروع کی تھی کہ اسطرح چمکے کہ دشمن کی نگاہ نہ قائم رہ سکے پلک

ٹھیک جائے تلوار اپنا کام کرے کوئی نشۂ شجاعت سے جھوم رہا تھا تلوار کے قبضے کو چوم رہا تھا
اشتیاق جنگ میں دل بیتاب تھا کہ کیونکر صبح ہو اور جنگ آغاز ہو کہ جرأت و بہادری کے جوہر کھلیں
کہ کس کی آنکھ جھپک گئی کس کے تیور بگڑ گئے کون زخم کھا کر جھجکا کس کے قدم پیچھے ہٹ گئے کس نے زخمی
ہونے کے بعد بڑے بڑے پہلوانوں کو مار کر بھگا دیا یہ سب کچھ تھا مگر ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے
کہ بھائیو جنگ دو سردار دکیا معلوم کسکی فتح ہو کس کو شکست ہو کون زندہ بچے کون مارا جائے
لہذا اگر تم بچ جاؤ تو وطن جا کر ہمارے دوستوں کو سلام کہہ دینا اہل و عیال سب خدا کے سپرد
ہیں جسنے پیدا کیا ہی وہی رزق کا دینے والا بھی ہی ہر طرح انسان کو ایک دن مرنا ہی جیسے آج
ویسے کل پھر اپنے مالک کے نمک سے ادا ہونے کی فکر نہ کریں زندگی بھر عیش کیا ہی راحت اٹھائی
ہی اب ایک وقت آپڑا ہی تو کیا سر فروشی نہ کریں جسنے نوکری کی ہی اس امر کی ہی سر تو پہلے ہی بک
چکا ہی باقی رہے تو مالک کا ہی قلم ہو جائے تو حق سے ادا ہو گئے لیکن جو بزدلے تھے انکی یہ کیفیت
تھی کہ رات بھر میں دس دس بارہ بارہ مرتبہ لوٹا لیے ہوئے بیت الخلا جاتے تھے مگر پیٹ خالی ہوتا
تھا ہول و ہیبت کے سبب سیکڑوں دست آگئے ہاتھ پاؤں میں سنسنی دل بیٹھا ہوا ہمت
پست یہ سوچ کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی جاہے موت کسی کی ہو لڑنے کا ارادہ ہی نہیں مگر اپنے
ہی قضا کے سامان نظر آتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہی کہ فقط انھیں پھانسی دیجائیگی اگر موقع پاتے تو
یقین تھا کہ بھاگ جاتے جو باہم ایک طبیعت کے دو بھی باہم ہو گئے ہیں تو یہی چرچا ہی کہ میاں آپ
زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جب ہمیں نہیں تو پھر بھی نہیں کیا کہیں موقع ہو تو اسی وقت
چلے چلیں مگر بلا یہ کہ گشت والے روکینگے جانے کا ہیکو دینگے خیر صبح کو سمجھا جائیگا جسوقت جنگ
مغلوبہ شروع ہو گھوڑوں کی باگیں صحرا کیطرف اٹھا دینا ہی جرچے یہی باتیں شب بھر رہیں کفار زیر کوہ
مسلمان کوہ پر گویا تمام زمانیکا نشیب و فراز ایک جگہ جمع ہو گیا تھا اسی ہنگام میں وہ وقت
آیا کہ شاہ خاور بعد کروفر جانب مشرق آسمان سے فوج شعاع ہمراہ لیے ہوئے علم نصرت
اٹھائے ہوئے شمشیر خط شعاع برہنہ کیے ہوئے نمودار ہوا اور مہتاب جہانتاب کے چہرے
کی رنگت فق ہوئی علم نور سرنگون ہوا فوج انجم شکست خوردہ گوشۂ مغرب میں جا کر پوشیدہ
ہو رہا مرغان باغ آشیانوں سے نکل نکل کر شاخہائے درخت پر نغمہ سرائی کرنے لگے باد صبا نے
سبزۂ خوابیدہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی نخل جھوم رہے تھے ڈالیاں وجد کے عالم میں جھک کر زمین
سے ملجاتی تھیں اور جب بلند ہوتی تھیں تو آسمان سے باتیں کرنے لگتی تھیں وقت نماز سحر کا تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی عابد مصروف نماز ہی قیام و رکوع و سجود کی حالتیں پیدا تھیں کوہ پر ہر طرف
کوڑیالے کی بہار سے تمام پہاڑ سنگ مرمر کا معلوم ہوتا تھا دشت میں سبزۂ نوخیز نے فرش
زمردی بچھا دیا تھا کچھ عجیب وقت اور طرفہ سماں تھا لشکر اسلام میں غازیان دیندار مصروف
عبادت پروردگار تھے ہر طرف شور اللہ اکبر بلند تھا کسی نے نماز ابھی شروع کی تھی کوئی
ختم کر کے سجدۂ شکر میں جا چکا تھا کوئی وظیفہ پڑھ رہا تھا جو سو گئے تھے دیر کر آنکھ
کھلی تھی وہ جلد جلد وضو کر رہے تھے اور بار بار آسمان کی جانب دیکھتے جاتے تھے کہ کہیں وقت

تو نہین نکل گیا اُدھر لشکر کفار مین سنکھ پھُنک رہا تھا پوشیدہ سو خداوندون کے نام پکارے جا رہے
تھے کوئی سامری کوئی جمشید کوئی فرعون کوئی لقا کوئی زبرجد شاہ کوئی نمرود کوئی ہامان
کوئی شداد کوئی شمشمش کوئی تمثال آئینہ رو وغیرہ کو کہ آج روز امداد ہی اہل اسلام
سے سامنا ہی اور مذہب کی لڑائی ہی تو ہماری مدد کرنا کچھ لوگ تیتک میتک لوتک لوٹا
جھوتک جھوٹا دم جیشہ کے نام لے رہے تھے ہر ایک محو تھا یہان تک کہ آفتاب بلند ہو آیا
سب نے عبادت سے فرصت کرکے آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کیے مردان جنگی سنور سنور
کر عروس اجل کی مشتاق ہین گویا دولھا بن بنکر عازم میدان مصاف ہوئے تھوڑی ہی دیر مین
تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا صحرائے محشر معلوم ہوتا تھا ہر چہار جانب کوہ ڈھالون کی گھٹا
چھائی ہوئی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی گھوڑون کے سمون پر آواز رعد کا دھوکا ہوتا تھا بیچ
مین تخت لاجورد شاہ وضلصال بمرتبہ سپہ سالاری وغلغال علمدار لشکر اور تمام سردار
اپنے اپنے لشکر کو قاعدے سے بڑھاتے ہوئے جانب کوہ چلے اور قرناہن کوک
عقرب چشم کرگدن سیاہ پر سوار تیغہ ہاتھ مین سپر دوش پر اس شان وشوکت کے ساتھ
چلا اسقدر کثرت فوج تھی کہ کوہ بیچ مین اُسکے اسطرح معلوم ہوتا تھا کہ جیسے دریا مین
ناؤ یہان چند جوانان دل شکستہ کسی کا بھائی قید کسی کا بیٹا کسی کا بھتیجا کوئی خود مجروح
ہونے سے معذور کوئی بظاہر اچھا مگر دل مین زخم عجب طرح کی حالت تھی مگر دلون کو قوی
کیئے ہوئے بادشاہ اسلام کے تخت کو بیچ مین مانند قلب کے لیئے ہوئے اور صدمات تیر ونیزہ
وتفنگ سے بچائے ہوئے اپنے اپنے سینون کو سپر کیئے ہوئے گھاٹیون سے ہوشیار پروردگار
عالم پر تکیہ کہ اگر انہون سے سامنا ہی تو کیا ہی لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔ یہ کفار ہمارا کیا
کر سکتے ہین اور اگر قضا ہی تو اسکی بھی کچھ حاجت نہین ایک ٹھوکر جان لینے کو کافی ہو سکتی ہی
یکایک قرنائے توق نے زیر کوہ سے نعرہ کیا کہ یاتش ای گروہ خدا پرستان خبردار وہوشیار
باشید کہ منم قرناہن کوک عقرب چشم جسے تمنا سے مرگ وآرزوے قضا ہو وہ آئے
اور جسے اپنی جان پیاری ہو وہ دور رہے کہ کوئی مر کر پھر زندہ نہین ہوتا بموجب ۔ شعر
غنیمت شمر صحبت دوستان ۔ کہ گل پنج روزیست در بوستان ۔ مین پھر آگاہ کرتا ہون کہ ایسا
خداوند کہ خود تمہارے عزیز واقارب اُسکے مطیع وفرمانبردار ہو گئے سجدے کیے اپنا دین ناقص
سمجھکر ترک کیا اُسکی اطاعت تم بھی اختیار کرو ورنہ مجھے ملک الموت اپنا سمجھے رہو مین وہ شخص
ہون کہ جسے خداوند تمثال آئینہ رو نے تمہاری قبض روح کے واسطے روانہ کیا ہی اور ہم لوگ
ہمیشہ خداوندون کی بارگاہون مین باریاب رہے ہین باپ اُس شخص کا زمانۂ خداوند باختر
یعنی زمرد شاہ باختری مین افسر فوج دست چپ تھا افسوس کہ جب قاسم اُسکی دختر کو
نکال لیگیا تو اُسنے غیرت مین گلا کاٹ کر خود جان دیدی ورنہ اگر مقابلہ پڑتا تو لشکر حمزۂ اول
اسی طرح تباہ وبرباد ہوتا جس طرح مین نے تمہاری حالت کی ہی اور کب کا تم سب کا خاتمہ
ہو گیا ہوتا یہ نوبت بھی نہوتی کہ تم لوگون سے مجھے سامنا کرنا پڑتا جب ہی پیوند زمین ہو گئے

ہوتے مگر بموجب مثل - اگر پدر نتواند پسر تمام کند - بے خبر دار و ہوشیار ہو جاؤ اور سمجھ بوجھ لو اپنے
انجام کو اسی واسطے مین نے تمھین ایک شب کی مہلت دی تھی اور اب بھی کچھ دیر سوچ سمجھ لو یہ
سنکر جوانان دیندار و غاریان تہور شعار نے قبضون پر ہاتھ رکھ رکھ کر جواب دیا کہ تو کیا
جھک مارتا ہی اور کیا تو کو کہتا تا ہمارے اپنے باپ کی غیرت اپنے منہ سے بیان
کرتا ہی کہ یون جان دیدی جب اسنے دیکھا کہ بیٹا قابو ہی کیا چل سکتا ہی مین ان لوگون سے
جیتنے نہ پاونگا تو خودکشی اختیار کی ورنہ لڑتا ضرور خود جان دینا عاجزی کی دلیل ہی خیر وہ
تو جو کچھ ہوا وہ ہوا تو ایسا بے غیرت ہی کہ باپ کے واقعہ سے خود آگاہ کرنے آیا ہوا اور اپنی
بیحیائی پر پشیمانی مطلق نہین کیا اسکی بیٹی تیری بہن نہتی بس یہ طعنہ سنتے ہی قرناسے قوق
غرق عرق ہوگیا اور کچھ جواب نہ دیا تلوار نیام سے کھینچ لی گردہ سپر کا پشت سے لیا اور ایک
راہ تجویز کرکے چلا سا تو اسکے ایک لاکھ جوان اسکی فوج کے پیچھے میدان بھی سرداروں نے میدان
جنگ پر غور کرکے یہ بات تجویز کی کہ تیرون پر رکھو ہر ہتھیار بہا شب کمانین کھینچ گئین تیرون کا
مینھ برسنے لگا سڑاکے چلنے لگے لوگ نشانہ ہونے لگے اسکا بازو چھد گیا اسکا شانہ نشانہ ہوا
اسکی گردن چھدی اسکے سینے کو توڑا خوب بارش تیر ہو رہی ہی مگر کفار بھی چلے ہی آتے ہین اور قرناسے
قوق کی تو یہ کیفیت ہی کہ گردہ سپر کا ہاتھ مین لئے ہوئے گردن کو بچا رہا ہی اور تلوار سے تیرون
کو قلم کرتا چلا آتا ہی یہان سے تیر پر تیر چل رہا ہی کئی کئی آدمی ایک اس مردود کو نشانہ کئے
ہوئے ہین مگر یہ تیرون کو قلم کرتا ہوا چلا ہی آتا ہی اب کچھ لوگ اسکی فوج کے زیادہ جو
مارے گئے ہین تو ہر ایک آگے بڑھنے مین پس و پیش کرنے لگا ہی بعضے سہم سہم کر وہین رہ گئے ہین
کتنے گوشہ امان ڈھونڈھتے پھرتے ہین لیکن جو بعضے بچے ہین وہ اب بھی چلے ہی آتے ہین کوئی
یہان گر گیا کوئی وہان کچھ پروا نہین اگر باپ مارا گیا تو بیٹے نے پھر کر بھی نہ دیکھا بیٹا مارا گیا تو
باپ نے یہ بھی نہ جانا کہ یہ کوئی اپنا تھا یا بیگانہ بھائی کو بھائی کا خیال نہین اسی ہنگام مین قرنا
بن کوک عقرب چشم قریب پہلی گھاٹی کے پہونچ گیا اور آواز دی کہ آ پہونچا مین
چھوڑ دو راہ اس گھاٹی پر طور سرکن رفیق و ندیم حمزہ صاحبقران اول مامور تھا جواب دیا
کہ یہی گوہی یہی میدان جو تجکو بنانا ہو بنالے کیون یاوہ گوئی کرتا ہی مین بھی بارگاہ لقا مین تھا
اور تیرے باپ سے مجھ سے بہت دوستی تھی مگر جب مین نے اس دین کو برحق پایا تو دین زمرد
پرستی کو ترک کیا قرناسے قوق نے کہا تو تیرا قتل سب کے پہلے مجھپر واجب ہی اور جھپٹ کر
تیغہ مارا طور سرکن نے سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغہ تھا لنگر دار اب جو پڑتا ہی سپر کو
مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کئے خود کو کاٹا جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اتر گیا طور سرکن نے دستانہ
مارا تیغہ تو جھنتا کر سر سے نکلا مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی غش طاری ہونے لگا
لیکن اسی حالت مین اس ملعون نے ایک ہاتھ اور رکھکر کا مارا کہ طور سرکن کے دو ٹکڑے ہوئے
لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا اور لوگ ٹوٹ پڑے لاشہ اٹھایا ہر چند چاہا کہ قرناسے قوق کو روکین
ممکن نہوا یہ ملعون اور آگے بڑھا دوسری گھاٹی کی طرف بعجلت چلا جاتا ہی لوگ سد راہ ہین مگر

یہ کس کو مانتا ہی وہان بادشاہ اسلام نے نور سرگین کا بڑا صدمہ کیا کہ یہ نشانی تھے رفقاے
امیر کی دوسرے یہ پسر تھے امیر ایدل کے نانا تھے گھوڑ دوڑ پر دور کے یہان قرنا ابن
کوک عقرب چشم قریب دوسری گھاٹی کے پہونچ گیا ہی اس گھاٹی پر عین الزمان
و نور الزمان دونون فرزند بدیع الزمان کے ہین جیسے ہی قرناے توق نے بڑھنے
کا قصد کیا عین الزمان نے آواز دی کہ کہان جاتا ہی ادھر آ کہ حریف تیرا مین موجود ہون
قرناے توق نے جھپٹ کر وہی تیغہ خون آلود مارا عین الزمان نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی
پناہ کیا بھلا یہ تیغہ سپر سے کب رک سکتا ہی سپر کو کاٹ کر خود کو دو کر کے سر پر بیٹھا جب تک
دستانہ ماریں ماریں اس ملعون نے جھٹکا جو مارا تیغہ تا جگرگاہ اتر گیا نور الزمان جھپٹ کر
سامنے آیا اسنے پلٹ کر وہی تیغہ مارا یہ بھی زخمی ہوے دوسری گھاٹی بھی فتح ہو گئی راہ ملی
قرناے توق اور آگے بڑھا لوگ لاشہ عین الزمان کا اور نور الزمان کو زخمی لیکر
روانہ ہوے بادشاہ اسلام نے یہ رنگ دیکھکر مرکب طلب کیا لباس شاہی بدلکر پوشاک
رزم زیب جسم کرنے لگے کہ ابتر تیسری گھاٹی سے تمام کفار کو دہ برآ جا پہنچے اس ملعون یعنی
قرناے توق کو اتنا بڑا صدمہ اسکی بہن کا دیا گیا ناموس کی ہمراہی ہر نہین معلوم کیا قیامت
برپا ہوا اس سے مرجانا بہتر ہی کہ ہمارے بعد ہماری عزت کا خدا نگہبان ہی لوگ کس مایوسی کے
ساتھ بادشاہ اسلام کا مرکب لیکر آئے ہین مگر حکم سے مجبور ہین چارہ کیا ہی عبرت کا مقام ہی کہ جسکی
بارگاہ مین پانچہزار پانچسو پچپن تلوار بیٹھا ہو وہ اس وقت مجبور ہو کر خود آمادۂ مرگ ہوجاے
قضا ہو تاج سر سے اتار کر خود زیب سر کیا ہی چار قب شاہنشاہی دور کر کے چار آئینے اور جوشن
پہنے ہین دستانے ہاتھون پر چڑھائے ہین صرف تیغ و سپر ہاتھ مین لی ہی مرکب پر سوار ہوتے ہین
بادشاہ اسلام اس وقت ایک سپاہی کی حیثیت مین نظر آرہا ہی ناموس مین ایک کہرام ہی بیبیان
بال سر کے کھولے ہوے خالق سے اپنی حفظ و آبرو کی دعا کر رہی ہین وہان قرنا ابن
کوک عقرب چشم صفون کو توڑتا ہوا لوگون کو قتل کرتا ہوا برابر چلا جاتا ہی کہین رکتا نہین
اب اسکے عقب مین راہ پا کر فوج بھی آتی جاتی ہی دہان فوجون مین بھی تلوار شروع ہو گئی ہی
لاشے جا بجا پڑے ہوے ہین کوئی پھڑک رہا ہی کوئی سرد ہو گیا ہی سر لوٹتے پھرتے ہین وہ
سپاہی جنکی گردن کبھی خم نہوئی تھی انکی یہ حالت ہی کہ زمین پر پڑے ہوے ہین گھوڑے لاشین
کچلتے ہوے چلے جاتے ہین بمصداق اس شعر کے ۔ شعر ۔ پاؤن ٹھہراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے
کاسۂ سر انکے پلکھ ٹھوکرین کھاتے ہوئے ۔ یہان قرنا بن توق کوک عقرب چشم تیسری گھاٹی پر پہونچ گیا
اس مقام پر بھی دو شاہزادے یادگار شاہنشاہ خاور سپاہ یعنی ملک قاسم لعل خفتان
خونریز خاور کی تلوارین برہنہ کیے ہوے موجود تھے کہ لیس بن قاسم نے آواز دی او مردود
کدھر آتا ہی کیا ارادہ رکھتا ہی بس آگے بڑھنے کا قصد نکر بھلا یہ کسکی سنتا ہی بڑھتا چلا ہی آتا ہی
اتنا راہ مین سامنا ہوا لیس بن قاسم نے تلوار قرناے توق کی رد کر کے جو ہاتھ مارا
تلوار چار انگل سپر مین در آئی قرناے توق نے بلک دی تلوار ٹوٹ گئی قرناے توق

سے تیغہ مارا لیس بن قاسم نے سپر اُٹھائی لیکن اس ملعون نے عجب طرح کی حرکت کی کہ سر بنا کر
جو کمر کا وار کیا دو ٹکڑے ہوئے لیس بن قاسم نے شہادت پائی قیس بن قاسم جھپٹ بڑے
اسنے وہی تیغہ خون آلودہ جو مارا انکا بھی نشانہ نشانہ ہوا لوگ انکو لیکر علحدہ ہوئے اور قرناسے قوق
نے پوچھا کہ خیمہ ناموس کدھر ہی اسیوقت چلکر بہن کو اپنی قتل کرونگا اور اسکے ساتھ اور بھی عورتون
کو قتل کرونگا جب یہ داغ مٹے گا یہ رنگ ملعون کا دیکھتے ہی بادشاہ اسلام نے مرکب اپنا بڑھایا
اور سامنے آکر آواز دی کہ باش اوبیحیا کدھر جاتا ہی قرناسے قوق نے کہا اور بہتر ہوا کہ تو خود
اپنے پاؤن سے دہان گورمین چلا آیا کہ بعد تیرے خاتمہ ہی فوج کے پاؤن خود ہی اُٹھ جائینگے یہ سُنتے ہی
بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ وار کر اپنا قرناسے قوق نے کہا کہ پہلے تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ نہو
کہ دل کی دل ہی مین رہجائے بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ تو نہین جانتا کہ آئین ہمارے
یہان کا پیش دستی نہین ہی قرناسے قوق نے جھنجلا کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا بادشاہ اسلام نے
وار قرناسے قوق کا پشت شمشیر سے رد کرکے اپنا وار کیا اسنے بھی رد کیا تین چار ضربون
کی نوبت آئی تھی کہ قضائے کار اتفاقات روزگار تلوار بادشاہ اسلام کی ٹوٹ گئی اور
قرناسے قوق نے وار کیا پھر اسکا تیغہ سپر سے تھوڑی رکتا ہی ہرچند بادشاہ اسلام نے اپنے
کو بچایا مگر ممکن نہوا سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوئے اور جا بہ انگل کا زخم سر مین بھی
آیا دستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا اگر چہ اور خون کی جو سر سے باہر آتی ہی غش طاری ہوا
لوگ بادشاہ کو غول مین لیکر علحدہ ہوئے اسوقت ضرور لشکر کے پاؤن اُٹھ جاتے مگر ہر چہار
جانب سے تو گھرے ہوئے ہین جائین کدھر سے اور اب قرناسے قوق نے خیمہ ناموس
کا رخ کیا لوگ جانین لڑائے ہوئے ہین مگر یہ نہین رکتا برابر قتل کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہی قریب
خیمہ ناموس صاحبقرانی کے پہونچ چکا ہی عورتون مین تلاطم مچ گیا ہی بلکہ زبیدہ شیر گیر و
گرویہ بانو وغیرہ نے جو عورتین زبردست ہین اور فن سپہ گری سے خوب ماہر ہین آلات
حرب و ضرب تن پر آراستہ کئے ہین دروازہ بارگاہ پر نقابین چہرون پر ڈالے خاموش کھڑی
ہین کہ ادھر اسنے قدم آگے بڑھانیکا قصد کیا اور پاؤن قلم کر دیئے اور وہ عورتین جو نازک
اندام ہین بال سرون کے کھولے ہوئے اپنے اپنے وارثون کو یاد کر کرکے رو رہی ہین لب پر
یہی دعا ہی کہ بارالہا تو عزت کا ہماری نگہبان ہی ہمین گناہ خودکشی سے بچانا جام زہر سب نے
آگے بھرے رکھے ہین انتظار اس امر کا ہی کہ مبادا یہ ملعون سب کو زخمی و قتل کرکے یہانتک
آگیا تو اپنی اپنی عزتین جانون کو کھو کر بچائینگے بادشاہ کے زخمی ہونے سے اور بھی ہراس طاری
ہی کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
و پلے گرد در زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہی بختگان تو پہلے ہی سے صلواۃ پڑھنے
لگا کہ یہ زور و شور کے ساتھ آمد انھین منچلون کی ہی گرد کو دیکھو یہ معلوم ہوتا ہی کہ اندھی چلی
آتی ہی لاچور وشاہ نے اس کے کان لیے اور کہا کہ ملعون مثل اپنے باپ کے تجکو بھی
قارورے مین گوہر بے بہا نظر آتے ہین اگر انھین کی کمک آئی ہوگی تو کیا ہوگا وہان بادشاہ

لشکر تک کا خاتمہ ہو چکا ہی جو آئیگا دل شکستہ آئیگا بختگان نے کہا اگر خیریت چاہتے
ہو تو بھاگنے کا سامان درست کر رکھو جسقدر لشکر اسلام تباہ ہوتا جاتا ہی اُسی قدر جلد ساعت
گریز آتی جاتی ہی لاجورد شاہ نے کہا کیون فال بد زبان سے نکالتا ہی چپکا بیٹھا ہوا تماشا دیکھے جا
کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس ہزار
سوار نقابدار پیدا ہوئے کہ سب کے سب گھوڑون پر کوڑے توڑتے چلے آتے ہین اور آگے آگے ایک
نقابدار گوہر پوش اس تیزی سے گھوڑا پھینکتا ہوا چلا آتا ہی کہ ستر اسی قدم سب سے آگے ہی
لیکن میدان مین پہونچتے ہی نقابدار نے عجب رنگ دیکھا کہ کوہ بیچ مین مثل حباب کے معلوم ہوتا ہی
ہر چہار جانب سے کفار کا ہجوم ہی بلکہ کافر کوہ پر چڑھ گئے ہین تلوار چل رہی ہی آواز بگیر و بزن بلند
ہی اور قرناے بن سوک عقرب چشم کرگدن سیاہ مست پر سوار نعرے کرتا ہوا طرف خیمۂ ناموس
کے بے ادبانہ چلا جاتا ہی نقابدار نے اول تو وہین سے نعرہ کیا کہ ہان اے فرمساق کہان جاتا ہی خبردار
و ہوشیار باشید کہ منم نقابدار گوہر پوش کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت روی اُدھر
تو قرناے قوق نے پھر کر دیکھا کہ یہ کون سی بلا آگئی اِدھر نقابدار نے اُس بحر آہن مین گھوڑا
ڈالدیا اور دہار آب تیغ کا کاٹنا شروع کیا ساتھ ہی نقابدار کے چالیس ہزار سوارون نے ملکر
ایک ہی جانب سے جو یورش کیا فوج کفار مثل کائی کے پھٹنے لگی یہ نقابدار آفت روزگار تلوارون
سے خون برساتے ہوئے چلے جاتے ہین جو سامنے آیا ایک ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے جو بھاگ کر
چلا اُسے چھوڑ دیا اور آگے بڑھ گئے یہان تو مطلب یہ ہی کہ کسی طرح کوہ تک پہونچ جائین پھر دیکھا
جائیگا ورنہ برابر لاشون کے انبار کشتون کے پشتے بند ہو گئے ہین اور نقابدار کی تو یہ حالت
ہی کہ مثل تیر شہاب کے جاتا ہی یہ ڈوبا اور وہ نکلا وہان قرناے قوق نے بھی گینڈا روک لیا
ہی تلوار تولے ہوئے منتظر کھڑا ہی دیکھ رہا ہی کہ نقابدار فوج کا ستھراؤ کرتا چلا آتا ہی یہان تک کہ
تھوڑی ہی عرصے مین اتنے بڑے لشکر کو طی کر کے زیر کوہ پہونچ گیا کہتی سے خون ٹپک رہا ہی لوگ اب خود راستہ
دیئے دیتے ہین کہ کون اس سے سامنا کرے جان بچی لاکھون پائے جو بڑے بڑے عہدون پر ہین
وہ جانین اُنکا کام جانے ہمین کیا ضرورت ہی کہ ایسے سے لڑکر جان دین جس سے امید بر ہونیکی
نہین اُدھر نقابدار نے کوہ پر پہونچکر قرناے قوق کا سامنا کیا اور ہمراہیان نقابدار نے خیمۂ ناموس
کو گھیر لیا لڑنا شروع کیا اِدھر اِن نقابدارون کے آجانے سے اہل اسلام بھی تازہ دم ہو گئے ہین
سنبھل سنبھل کر لڑ رہے ہین وہان ناموس امیر سجدۂ شکر ادا کرنے لگے اور نقابدار کے حق مین
دعاے خیر کرنے لگے یہان نقابدار اور قرناے قوق سے سامنا ہوا قرناے قوق
نے آواز دی کہ او اجل رسیدہ تیرے ہاتھ سے مین بہت تنگ آیا ہون ایک مرتبہ تو
میری محنت خاک مین ملا چکا اب پھر آیا ہی کس مشقت سے مین نے بارگاہین چھینی تھین
تو نے میرے سردار کو بھی مارا اور پھر بارگاہین چھین کر لے گیا مجھے بھی تیری تلاش تھی خیر اب کہان جائیگا بچکر
میرے ہاتھ سے اور تجھے قتل کرنے کے بعد پھر دیکھون کہ مجھے کون روکتا ہی لا ضرب بہادری کی نقابدار
نے نعرہ کیا کہ ملعون کیا جھک مارتا ہی کہین اہل اسلام پیش دستی کرتے ہین قرناے قوق نے جھنجلا کر

ہاتھ تیغۂ آبدار کا مار نقابدار نے گردہ سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا گھوڑے کو داہنی جانب دبا کر چاہتے
تھے کہ قبضے پر ہاتھ ڈالدین کہ قضائے کار اتفاقات روزگار پاؤن گھوڑے کا ایک سوار کے
کٹے ہوئے سر پر پڑا اور گھوڑے نے سکندری کھائی تیغ خود پر بیٹھا بس یہ ملعون جھٹکا جو مارتا ہی
تا دوابرو اُتر گیا نقابدار نے دستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا چادر خون کی سر سے باہر آئی
مگر واہ ری جرأت نقابدار کی کہ اُسی عالم زخمداری مین پلٹ کر جو ہاتھ تیغہ کا مارا اگر قرناے قوق خالی
نہ دے اور پیچھے سرک کر بیٹھے پر گردن کے نہ جا رہے تو تیغ نقابدار کا کمر پر بیٹھے مگر طویلے کی بلا بندر
کے سر آپڑی گردن گینڈے کی قلم ہوئی قرناے قوق نہایت چالاکی کے ساتھ گردن سے کودا
یہان نقابدار پر غش طاری ہونے لگا لوگون نے نقابدار سے کہا کہ اب راز فاش ہوا چاہتا ہی
لہذا نکل چلیے نقابدار نے کہا کہ اس حالت مین ناموس کو چھوڑ کر کیونکر جاؤن لوگ مجکو کیا کہینگے
اچھے بھلے تو سب ہی لڑتے ہین یہی تو سخت وقت ہی کہنے کو تو نقابدار نے یہ کہہ دیا مگر غش طاری ہوا
سنبھلنے کی طاقت نہ رہی باہین گھوڑے کی گردن مین ڈالدین لوگ نقابدار کے حلقے مین
اپنے سردار کو لئے ہوئے ایک جانب سے لشکر کفار کو دباتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے
یہان پھر وہی قیامت برپا ہوئی کہ قرناے قوق دوسرے گینڈے پر سوار ہو کر خیمۂ ناموس
کی طرف چلا وہان بادشاہ اسلام نے زخم سر باندھا بار دگر مرکب پر سوار ہوے اور بمقابلہ
قرناے قوق چلے اُدھر یہ سُنکر کہ بادشاہ حالت زخمداری مین پھر مقابلے کو چلے ہین مخدرات
عصمت اپنے سر پیٹنے لگین پروردگار عالم کی جناب مین عرض کرنے لگین کہ ای کس بیکسان
وای والی غریبان ای دادرس ای فریادرس اس وقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی جان و آبرو کا
بچانے والا نظر نہین آتا وہان بادشاہ اسلام قریب قرناے قوق کے پہونچ چکے ہین اُدھر
بختگان نے پھر لاجورد شاہ سے کہا کہ بھاگنے کا سامان مہیا رکھو مسلمانون کے
مصیبت کی انتہا ہو چکی بس اب اُنکی فتح اور تمھاری شکست کا وقت قریب ہی نہایت ہوشیار رہو
لاجورد شاہ نے کہا تو کیا جھک مارا کرتا ہی اب کیا مردے اٹھ کر مدد کو آئینگے بختگان خاموش ہو رہا
کہ ہمین کیا ہی کہ یکایک جانب بیابان سے تتق گرد حقیقت بلند ہوا اسطرح کہ جیسے یکہ سوار آتا ہی بس ایک
بگولا گرد کا تھا کہ زمین سے پیچیدہ چلا آتا تھا کہ یکایک قریب پہونچتے ہی وہ گرد شق ہوئی اور دل گرد
سے نعرۂ شیرانہ ہوا کہ نعرۂ امیر ثانی سے منم امیر عرب زینت جہان بانی + فروغ نیر اقبال حمزۂ ثانی
باش ای گروہ کفار بدکردار خبردار و ہوشیار باشید کہ مین آپہونچا بڑا ظلم کیا ہی تم لوگون نے لیکن
اب جو نظر پڑتی ہی تو بادشاہ اسلام زخمی سر سے پٹی باندھے ہوے قرناے قوق کے مقابلے
کو چلے جاتے ہین وہین سے امیر ثانی نے دوسرا نعرہ کیا کہ باش او قرمساق کہان بے ادبی
کرنے جاتا ہی بادشاہ سے خبردار و ہوشیار رہو جا کہ مین آپہونچا نعرۂ امیر ثانی کی آواز جس وقت
کان مین اُن پردہ نشینون کے پہونچی جنکو ابھی دعا مانگنے سے فرصت نہین ملی تھی جان سے زیادہ
آبرو کا خیال تھا جلد ہی سے سجدۂ شکر مین گئین اور دعا کی کہ خداوندا اگر تو نے امیر ثانی کو برلے
مدد بھیجدیا ہی تو بچانا بھی ایسا نہو کہ مثل نقابدار گوہر پوش اور بادشاہ اسلام کے یہ بھی زخمی ہو جائین

توپھر کوئی چارہ نہ ہوسکیگا وہان امیر کشور گیر نے تلوار کھینچی اور کفار کو قتل کرتے ہوے کوہ کی
طرف متوجہ ہوے اسوقت مرکب امیر ثانی کا سب مرکبون سے بلند اور عجیب طرح کا مرکب
معلوم ہوتا ہی کہ تمام جسم پر مختلف رنگ کے گل بنے ہوے ہین اور آنکھین چار ہین جسوقت
سبحہ کرتا ہی گھوڑے خوف کرکے بھاگنے لگتے ہین اور سب گھوڑا اپنا دیکھکر خاموش ہو رہے کہ مرکب
نئے قسم کا ہی لیکن بختگان کی نگاہ اُسی جانب لڑی ہوئی ہی غور سے دیکھ رہا ہی
جسوقت نعرہ امیر ثانی کا ہوا تھا تو لاجورد شاہ کو ایک ٹھوکا دیا تھا کہ اب تو بھاگو گے یا نہین
دیکھو وہ آپہونچے لیکن آپ ایسے کچھ محو ہو رہے ہین کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا اور امیر ثانی اسطرح فوج کو
دباتے ہوے چلے جاتے ہین جیسے دریا مین شیر جاتا ہی جلدی ہی کہ کسی طرح کوہ تک پہونچ جاؤن
لشکر ہواے شمشیر آبدار سے ابر کی طرح پھٹ پھٹ کر علٰحدہ ہوتا جاتا ہی شمشیر بختگان مانند برق
کے ہر جانب کوند رہی ہی بختگان ایک بار گھبرا کر کہنے لگا کہ للہ بھاگو نہین تو مجھے اجازت دو یہ
مرکب امیر ثانی کا خدا جانے کون بلا ہی لاجورد شاہ نے کہا کچھ کہا تو یہی کہا کہ امیر ثانی ہزارون
کو قتل کرتے چلے جاتے ہین مگر لاشہ ایک بھی زمین پر نظر نہین آتا اسے جانے دیجیے بلکہ وہ لاشے جو
جو بستر کے پڑے ہوے تھے وہ بھی غائب ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا معاملہ ہی کیا زمین نگلے
جاتی ہی لاجورد شاہ وغیرہ نے اب جو خیال کیا تو واقع مین جہان لاشہ گرا گرتے ہی معلوم ہوا زمین
تک پہونچتے ہی پھر پتا نہ چلا کہ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اصلیت اسکی یہ ہی کہ جسوقت امیر
ثانی کوہ قاف سے چلے تو ایک دیو کی گردن پر سوار تھے قریب ملک تمثالیہ کے پہونچتے ہی اب
جو دیکھا کہ تلوار چل رہی ہی قیامت کبرٰے برپا ہی اتنی فرصت نہ پائی کہ گھوڑا منگاتے دیو سے
کہا کہ جلد بصورت مرکب بنجا دیو حسب ایماے صاحبقران ثانی مرکب بنا امیر ثانی اسپہ سوار
ہوے اور اجازت دیدی کہ لاشون سے پیٹ اپنا بھرلے خبردار کسی زندہ کو نہ کھانا یہی وجہ ہی
کہ جو قتل ہوتا ہی لاش اسکی دیو کے پیٹ مین چلی جاتی ہی اور اسی سبب سے یہ مرکب بھی عجیب بالکل
معلوم ہوتا ہی الحاصل امیر ثانی لڑتے بھڑتے قریب پہونچے بادشاہ کو علٰحدہ کیا اور کہا کہ آپ تخت پر
جلوہ افروز ہون ورنہ لشکر بیدل ہو کر تباہ ہو جائیگا قدم اکھڑ جائینگے تو کچھ بنائے نہ بنے گی اور فرمایا
قرناین کوک عقرب چشم سے کہ یہ کون سی مردانگی ہی کہ تو فوج لیے سردار سے لڑ رہا ہی
قرناسے قوق نے کہا کہ مین آئین سپہگری کو اپنی جنگ مین نہین مانتا ہون اور جب خداوند نے
مجکو ملک الموت سپاہ کا قرار دیا تو پھر ان باتون پر نظر کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہی یہ سنتے ہی تیغہ
مارا صاحبقران ثانی نے وار بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ قرناسے قوق گردن کے بل
بر آرہا بکے چلنے لگے امیر ثانی نے بایان ہاتھ دراز کرکے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جھٹکا مارا کہ قرناسے
قوق ہاتھ پر بلند ہوا ایسے اسے لیے ہوے زمین پر کودے زور ہونے لگے اسوقت صاحبقران
ثانی کو غصہ ہی بال ریش کے کھڑے ہو گئے ہین زرد ہو رہے ہین تھوڑی ہی دیر مین سر سے بلند
کرکے زمین پر مارا کہ چار دن شانے چت گرا آواز دی کہ کیا کہتا ہی [illegible]
قرناسے قوق پکارا کہ ہزار جانین ہون تو فدا [illegible]

مار ڈالیگا کل خداوند اس سے زیادہ قوت عطا کر کے مجھے پیدا کریگا اُسوقت مین تیرا کلہ مہرا توڑونگا دیکھا امیر ثانی نے کہ قلب اسکا سیاہ ہی یہ راہ پر آتے نہین معلوم ہوتا اسی ایک پاؤن اسکا زیر قدم دبایا اور دوسرا پاؤن ہاتھ مین پکڑ کے جوز ور کیا چیر کر پھینک دیا گروہ اہل اسلام مین تکبیر کے نعرے بلند ہوے بختگان نو چیخنے لگا کہ سبحان اللہ کیا پوچھتا ہی اس زور کا ماشاءاللہ چشم بد دور اور لاجورد شاہ سے کہا کہ بھاگنے کی فکر رکھو اُسنے کہا کیا جھک مارتا ہی ایک قرنائے قوق کے مرنے سے کیا ہوتا ہی فوجین ہین کہ سمندر کی موجین لاکھون قتل ہوتے ہین مگر کمی نظر نہین آتی چلے ہی آتے ہین امیر ثانی لڑ رہے ہین قیامت کی تلوار چل رہی ہی سردار کے آجانے سے فوج کو بھی قوت حاصل ہوگئی ہی تیغ صاعقہ بار چل رہی ہی کہ بجلیان چمک چمک کر گر رہی ہین سر کٹ کٹ کر گر رہے ہین نہرین خون کی جاری ہوگئی ہین لاشین تیرتی نظر آتی ہین اب کوئی پہر بھر دن باقی رہ گیا ہی صلصال اور لاجورد شاہ لشکر کو ترغیب دے رہے ہین کہ ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا مار لو مسلمانون کو ایک امیر ثانی کیا کرینگے پانچ ہزار پانسو پچپن تلوریئے جوز ور صاحبقرانی تھے وہ تو قید ہین جو دو ایک باقی ہین وہ زخمی ہین کیا کر سکتے ہین امیر ثانی کہان تک لڑینگے آخر تھک کر بیٹھ رہینگے یا مارے جاینگے ادھر مسلمانون مین شور ہی کہ ہان وقت جانبازی یہی ہی آج حق نمک سے ادا ہوجاؤ آج کا مرنا آبرو کی موت ہی زندگی بھر نمک کھایا ہی اسکے ادا کرنے کی فکر کرو جام شہادت پیو اگر مرگئے تو شہید زندہ بچے تو غازی کہلاؤگے ہان روز نام و ننگ یہی ہی امیر ثانی کی لڑتے لڑتے یہ کیفیت ہوئی ہی کہ تلوار کا قبضہ گڑ بیٹھا ہی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی تمام لباس افشان ہو رہا ہی ہاتھ گرمی جنگ مین چلا جاتا ہی کہ یکایک اک ابر سیاہ نمودار ہوا کہ برقون کی چمک آنکھین جھپکانے لگی اور سیاہی نے اُسکی دن کو رات کر دیا اور آن واحد مین وہ ابر پھیل کر تمام کوہ پر چھا گیا ہوائے تند چلی خیمون کی طنابین ٹوٹنے لگین درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے اب جو خیال کیا تو ہر چہار جانب برقین گر رہی ہین امیر ثانی مطمئن تھے کہ جو بلا ہی دونون کے واسطے تو ہی کوئی ہماری تخصیص تھوڑی ہی مگر یہ نہ معلوم تھا کہ یہ بلا خاص ہی عام نہین ہی وہ بجلیان دراصل بجلیان نہ تھین بلکہ پنجے تھے کہ جو گرے وہ ایک ایک سردار کو اُٹھالے گئے اُسے گرمی جنگ مین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو سے سامنا ہوا صلصال نے تلوار ماری امیر نے بند دست پکڑ کر مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے سن سے اُٹھا لیا یہ حال دیکھکر خلخال بن صلصال قریب آیا اور اسنے تیغہ مارا امیر ثانی نے صلصال کو سامنے کر دیا اسنے ہاتھ روکا بس دوسرے ہاتھ سے اسکی کمر زنجیر کا بند پکڑ کر دوسرے ہاتھ پر اسے بلند کر لیا یہ رنگ دیکھکر کفار نے طبل امان بجوا دیا ادھر خضران بن عمرو ثانی نے آواز دی کہ یا صاحبقران ثانی یہ ابر آثار سحر معلوم ہوتا ہی جلد اسم اعظم پڑھیے صاحبقران ثانی اُدھر متوجہ ہوے ادھر ان دونون کی کمر زنجیر کے بند ٹوٹے اور کود کر بھاگے وہان صاحبقران ثانی نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اب جو دیکھا ابر پھٹنے لگا دم بھر مین مطلع صاف ہوگیا نہ گرج تھی نہ کڑک تھی نہ ابر تھا مگر غور سے جو دیکھتے ہین تو جو چند سردار زخمی باقی تھے انکا بھی پتا نہین بادشاہ اسلام کا تخت خالی نظر آتا ہی بالائے آسمان سے آواز آئی کہ منم

ہاویل جادو وزیر تاوہ خداوند تمثال آئینہ رو ای حمزۂ ثانی اب تو اسم اعظم پڑھو پڑھو کے اپنے
اوپر دم کئے جا مین اپنا کام کر چلا کہ بادشاہ کو بھی مین نے اسیر کیا کل سب قتل ہو جاینگے سبکا حشر
بیابان حشر مین ہو جائیگا اب تیرا مارنا ہی کیا تو بے موت مرجائیگا جب تیرے بھائی بھتیجے بیٹے پوتے
سب قتل ہو جاینگے تو مارے صدمے کے مرجائیگا نہین تو توبہ کرکے خداوند کو سجدہ کریگا یہ سنکر
امیر کشور گیر نے جواب دیا کہ او ہاویل جادو کیا جھک مارتا ہی حمزہ کی زندگی مین کون ان سبکو
قتل کر سکتا ہی انشاء اللہ کل بیابان حشر مین گھس کر قیامت برپا کر دونگا دیکھتا کیا حال کرتا
ہون ہاویل جادو تو اسطرف روانہ ہوا فوج کفار بحکم تمثال آئینہ رو میدان سے واپس
ہو کر زیر قیطول پہونچ گئی صلصال و خلخال گرد جھاڑتے ہوے لاجور دشاہ کے ساتھ ہوے
یہان امیر ثانی نہایت محزون و غمگین پلٹ کر بارگاہ مین آئے شام تک لاشین بھی نہ
اٹھ سکین تمام کوہ خون سے لالہ گون ہو کر کوہ یاقوت معلوم ہوتا تھا عجب اوداسی لشکر
اسلام پر برس رہی تھی وہ لٹا ہوا لشکر امیر ثانی کے سہارے پڑا تھا ورنہ سب تباہ
ہو جاتے یہ خبر ناموس صاحبقران مین پہونچی کہ کل سردار مع بادشاہ قید ہوگئے اب
فقط امیر ثانی باقی ہین خدا انکو بچائے ورنہ کل سب کے قتل کا سامان ہی عورتون نے رونا
پیٹنا شروع کیا صاحبقران ثانی کسی سمجھائین کیا کرین عورتون کی دلجوئی کرین یا سردارون
کے چھڑانے کی فکر کرین یا اتنے بڑے لشکر کا بندوبست کرین عہدہ دار سب قید ہوگئے اب
خود ہی بادشاہ لشکر ہین خود ہی دار وغۂ بارگاہ ہین ہر کام اپنے ہی ہاتھ ہی یا رسد تقسیم کرائین
عجب سخت وقت صاحبقران ثانی پر آپڑا ہی کہ کچھ بنائے نہین بنتی ہی یہان تو یہ حالت ہی اور
وہان تمثال آئینہ رو بالائے قیطول بیٹھا ہی خبرین دمبدم کی پہونچ رہی ہین جب کل لشکر
زیر قیطول آگیا اور ہاویل جادو نے آکر عرض کی کہ اب سوا حمزۂ ثانی کے اور کوئی باقی
نہین ہی کیونکہ حمزۂ ثانی باطل السحر ہی مین آج شب کو اسکی بھی فکر کرونگا لیکن ابھی کچھ نہین
سکتا ہون کیونکہ حفاظت قیدیون کی بھی واجب ہی ورنہ ان لوگون کے مددگار زمین و آسمان
سے پیدا ہو جاتے ہین تمثال آئینہ رو نے حکم دیا کہ جارجی جارج دے کہ کل اہل اسلام قتل
ہونگے جسے تماشا دیکھنا ہو یا حمایت کرکے چھڑانا ہو وہ بیابان محشر مین آئے اور تماشا ہماری
قدرت کا دیکھے یہ وہ لوگ ہین کہ جہان آگئے خداوندیان بگاڑ دین جارجی نے حسب الحکم جارج
دیا اور اسی وقت دم بھی نہ لینے دیا کل لشکر کو طرف بیابان محشر کے روانہ کیا اور تیاری
قتل ہونے لگی آج ہی سے میدان خونی کا بندوبست شروع ہو گیا اور ہاویل جادو
نے قندیل جادو سے حکم دیا لہ تو جا اور اسم اعظم امیر ثانی کو بند کر لا قندیل جادو دختر ہاویل
جادو طرف کوہ کے روانہ ہوئی اب وہ وقت ہی کہ شام ہو چکی ہی بلکہ کچھ تھوڑی سی رات بھی
آگئی ہی اور رات بھی اندھیری ایسی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا امیر ثانی بارگاہ سلیمانی مین تشریف
فرما ہین کل دنگل اور تخت خالی نظر آرہے ہین عیارون مین عمرو ثانی کی جگہ نقط خضران بن
عمرو ثانی بیٹھا ہوا ہی امیر ثانی عمرو ثانی کو یاد کرکے رو رہے ہین اور خضران سے فرما رہے ہین

کہ اگر وہ دوست قدیم اسوقت ہوتا تو یہ نوبت نہوتی باقی ساحرون کا علاج اُسی کے پاس ہی
خضران عرض کر رہا ہی کہ آج شب بیرحضور بارگاہ سے باہر نکلنے کا قصد نہ فرمائین جادوگر
آپکی فکر مین ضرور آئے ہونگے امیر ثانی مسکرانے لگے اور فرمایا ای خضران حافظ حقیقی نگہبان
ہی بارگاہ سے کب تک نہ نکلون یہ کہان ممکن ہی کہ مین چھپا بیٹھا رہون حوائج ضروری کو کیا کیا جائے
خضران نے عرض کی تو اسم اعظم پڑھتے ہوے نکلیئے گا امیر ثانی نے اس رائے کو پسند کیا
وہان قندیل جادو نے آکر اک گوشہ تجویزا اور رچوکہ دیا ایک بچہ خوک کو جھٹکا کرکے رکھا خون خوک
سے نہائی اور ایک طائر ماش کے آٹے کا بنا رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھ پڑھ کر دانے رائی و سرسون کے
مارنا شروع کیے کہ یکایک اُس مرغ نے غلطک ماری اور پر و بال پیدا کیے اور چمکارا قندیل
جادو نے ایک شیشہ اپنے ہاتھ مین لیا اور طائر کو کاندھے پر بٹھا لیا اور پر پرواز پیدا کرکے
اوڑی اور دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آکر قندیل جادو بالائے ہوا قائم ہوئی کہ جسوقت
امیر ثانی بارگاہ کے باہر آئینگے تو مین اپنا کام کرونگی وہان حسب اتفاق صاحبقران ثانی کو
پیشاب معلوم ہوا اور چلے خضران نے کہا یا امیر ثانی اسم اعظم پڑھتے ہوے جائیے امیر ثانی
اسم اعظم پڑھتے ہوے نکلے قندیل جادو نے دیکھا کہ امیر ثانی بہت ہوشیار ہین یون کام
نہ چلیگا زمین پر اُتری اور غلطک مار کر صورت اپنی عمرو ثانی کی بنائی اور سامنے ہنستی ہوئی آئی
امیر ثانی کو سلام کیا امیر ثانی دوڑ کر لپٹ گئے کہ بھائی کہان تھے ہمپر یہ مصیبت گذر گئی ان
ان بلاؤن پھنسے ہوے ہین اور تم ابتک نہ آئے اسوقت مین آئے ہو عمرو ثانی نے کہا
کہ بھلا مین تجھے کب چھوڑ کر جا سکتا تھا ایسے وقت مصیبت مین مصلحت ٹلجانے کی تھی کہ مین ایک
مرتبہ کیسی بلائے عظیم مین پھنسکر تیرا دشمن ہو گیا تھا مبادا پھر کوئی افتاد پڑتی تو تیری مصیبت
میری ذات سے اور بڑھ جاتی مین کفار کو تدبیرین بتاتا امیر ثانی نے فرمایا آخر اب بھی کوئی
تدبیر سوچے ہو کہ ان سردارون کی نجات کیونکر ہو کل تو سب قتل ہو جانے والے ہین
عمرو نقلی نے کچھ دیر سکوت کیا اور کہا ہان ایک تدبیر ہی میرے ساتھ علیحدہ صحرا مین نکل چلو
تو مین بتادون امیر ثانی عمرو ثانی کے ہمراہ ہوے خضران بھی ساتھ ہی مگر حیرت سے
عمرو نقلی کی جانب دیکھ رہا ہی مگر ہیلون کہ زیادہ پریشانی مین عقل نہین ٹھکانے رہتی ہی
کچھ شبہ سا ہوتا ہی پھر خاموش ہو جاتا ہی یہان تک کہ عمرو نقلی امیر ثانی کو لیکر کوہ کے نیچے
اُتر ایک درخت کے نیچے لے گیا اور کہا کہ اسی درخت کے نیچے سے سرنگ لگی ہوئی ہی زندانخانے
تک اسمے اکیلے گر داخل ہو تو زندانخانے ہی مین نکلوگے اسیوقت چلکر سب کو رہا کرلاؤ امیر ثانی نے کہا کہ تدبیر تو اچھی ہی اور
درخت کی طرف بڑھے ہی تھے کہ عمرو نقلی نے کہا کہ وہ سب تو اسیر سحر ہین چھڑاؤگے کیونکر اسم اعظم بھی یاد ہی امیر ثانی
فرمایا ہان اور پڑھنا شروع کیا جیسے ہی امیر ثانی نے اسم اعظم ختم کیا درخت سے اکر طائر اوڑ کر آیا اور سات چکر سر صاحبقران
ثانی لگا کر پھر درخت پر جا بیٹھا عمرو نقلی نے چمکارا وہ طائر ہاتھ پر آبیٹھا امیر ثانی نے فرمایا یہ جانور تو تمنے خوب سدھایا ہی عمرو نقلی
نے کہا یہ تو جانور ہی مین دم بھر مین آدمی کو سدھا لیتا ہون یہ کہکر جانور کو شیشہ مین بند کیا امیر ثانی نے فرمایا
یہ تو نے کیا کیا عمرو نقلی نے کہا سیدھے ہوتے تو دوست دشمن کو نہ پہچانتے اور یہان تک میرے

ساتھ چلے آتے امیر ثانی نے فرمایا مجھے نہین معلوم تھا کہ اب تو دشمن ہو کر آیا ہی اور اگر تو دشمن بھی ہو گا تو میرا کیا کرلے گا عمرو نقلی نے آواز دی کہ کر لیتا یہ ہی کہ تمہین کسی کام کا نرکھا جسوقت جسکا جی چاہے پکڑ لیجائے امیر ثانی نے فرمایا کیا جھک مارتا ہی زیادہ گستاخی اچھی نہین ہوتی اُسوقت دیکھا تو عمرو نقلی کے دفعتاً پر نکل آئے اور نعرہ کیا کہ او نادان اسی مُنھ پر دعوی صاحبقرانی دیکھیو ان بدی بدا اسم اعظم بند کر لیجاتے ہین سوچ تو سہی کچھ یاد بھی ہی سنہم ملکہ قندیل جادو دختر ہاویل جادو واب جو خیال کرتے ہین صاحبقران ثانی تو کچھ یاد نہین امیر ثانی نہایت پریشان ہوے تیر چلۂ کمان مین پیوستہ کرکے چاہا کہ مارے قندیل جادو وسحر کرکے وہین نظرون سے غائب ہو گئی اور کہتی گئی کہ حکم خداوند نہین ہی کہ حمزۂ ثانی کو گرفتار کرو فقط اسم اعظم بند کرنے کو فرمایا تھا کہ تو بیکار رہو جائے ورنہ ابھی چاہتی قتل کر ڈالتی چاہتی قید کر لیجاتی منظور ہی کہ تو مارے رنج کے اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹلے یہ سُنکر امیر ثانی کو انتہا کا ملال ہوا خضران بن عمرو ثانی نے بھی گردن نیچی کرلی امیر ثانی حیران وپریشان واپس ہوے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے اسوقت کے اس تازہ صدمے نے اور دل امیر ثانی کا توڑ دیا ہی خنجر کھینچکر لئی بار چاہا کہ جان دیدین خضران نے ہاتھ پکڑ لیا لیکن مہتر شاپور شیر دل بھی بعد گرفتاری بدیع الملک صحرا نورد ہو گیا تھا ہر وقت اسی فکر مین تھا کہ کسی طرح ہاویل جادو کو مار ڈالن اور سب کو چھڑا دون کوئی قابو نہ چلتا تھا آج شب کو شب آخر سُنکر نہایت کوشش کر رہا ہی لیکن ہاویل جادو نے وہ بندوبست کیا ہی کہ ایک گنبد بالائے ہوا قائم کرکے اسمین خود آپ بیٹھا ہی اور زندانخانہ سحر مین سب سردار قید ہین زمین اور دیوارین اس نے بزور سحر آہنی کر دی ہین کسی طرح کا قابو نہین ہی لیکن سامنے گنبد کے اک نخل ہی کہ اُسپر بہت سے جگنو آشیانہ کیئے ہوے ہین تمام پتے نخل کے چراغان کا سمان دکھا رہے ہین وہ درخت سر و چراغان معلوم ہوتا ہی قریب اُسی کے اک جھاڑی ہی شاپور شیر بنا ہوا اُسی جھاڑی مین بیٹھا ہی کہ کوئی قابو پاؤن اور اپنا کام کرون حسب اتفاق قندیل جادو اڑتی ہوئی آئی داخل گنبد ہوئی شیشہ سامنے ہاویل جادو کے رکھ دیا ہاویل جادو نے دختر کو گلے سے لگا لیا پیار کیا اور کہا کہ سامنے جو نخل معلوم ہوتا ہی اسکے نیچے دفن کر کے آکہ مین بھی تیری طبیعت کو خوش کردون جیسے تو نے میرے دل کو شاد کیا ہی قندیل جادو گنبد سے نکلکر زیر نخل آئی اور تھوڑی سی زمین کھود کر شیشے کو دفن کیا اور دفن کرکے پتھر رکھ دیا اور پھر واپس گئی شاپور جو شیر بنا ہوا جھاڑی مین بیٹھا تھا اُسکا دل کھٹکا کہ اسمین کچھ بھید ضرور ہی مگر قریب درخت کے جا بھی نہین سکتا کہ سامنے گنبد کا دروازہ کھلا ہوا ہی اور ہاویل جادو بیٹھا ہوا ہی شاپور شیر دل کو یہ انتظار ہی کہ ہاویل جادو کی نگاہ چوکے تو مین دیکھون کہ یہ کیا شئی ہی کچھ مال ہی اسباب ہی کیا ہی لیکن وہان قندیل جادو شیشہ دفن کرکے جو ہاویل جادو کے پاس پہونچی ہاویل جادو نے پہلو مین بٹھا لیا جام شراب لبریز کرکے دیا اور کہا کہ آج سے زیادہ خوشی کونسی شب ہو گی کہ کل

دشمن اپنے قبضے مین ایسے بے بس ہین کہ قتل ہو جائینگے لہذا ہمکو کوئی نہ کوئی خوشی سنانا چاہیے قندیل جادو نے کہا کہ آپکو برسون کے بعد کبھی کبھی خیال اس بات کا ہوتا ہی ہاویل جادو نے کہا زیادتی کسی شے کی اچھی نہین ہوتی ہے یہ کہکر دوسرا جام بھر کر دیا کئی جام قندیل جادو کو پلائے پھر قندیل جادو نے کئی ساغر بھر کر ہاویل جادو کو پلائے باتین مزے مزے کی ہوتی جاتی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ عاشق و معشوق مین تخلیہ ہوا چاہتا ہی ان کفار مین عجب عجب طرح کی بدکرداریان رائج تھین کہ سب عورتین حلال کرلی تھین پہلے ہاویل جادو نے اسکی شادی کردی تھی جب یہ جوان ہوئی اور زوجہ ہاویل جادو کی مرگئی تو اسنے اپنے داماد کو قتل کر کے بیٹی پر تصرف شروع کردیا دیکھا شاہپور شیردل نے کہ باہم اختلاط شروع ہوگیا ہی شاہپور لاحول پڑھنے لگا یہان تک کہ دیکھا دونون کو خوب نشہ ہوا اور وہ دونون جامے سے باہر ہوگئے اسطرف کی صورت ہی شاہپور شیردل اپنے مقام سے اٹھا اور یہ خیال کر کے کہ ہیئت بدلنے مین عرصہ ہوگا وہی شیر کی صورت بنے پنجون سے زمین کھود دی اور شیشہ نکالا ابھی تک اسکی سمجھ مین نہین آیا کہ اس شیشے مین کیا ہی وہان ہاویل جادو و قندیل جادو مصروف عیش ہین دونون پر شیطان سوار ہی شاہپور شیردل کو خیال پیدا ہوا کہ اسمین کچھ مال ضرور ہوگا جب تو اس حفاظت سے رکھا ہی شیشہ منھ مین دبا یا اور جانب صحرا روانہ ہوا وہان خضران بن عمرو ثانی بھی فکر مین چل چکا تھا کہ بن پڑے تو مار دون قندیل جادو کو اور لاؤن شیشۂ اسم اعظم کو ادھر سے یہ آتا ہی اور اسطرف سے شاہپور شیر بنا ہوا بھاگا چلا جاتا ہی دیکھا خضران بن عمرو ثانی نے کہ شیر کے منھ مین کوئی شے دبی ہوئی ہی اور اسی طرف چلا آتا ہی خیال پیدا ہوا کہ مبادا حملہ کر بیٹھے منجنیق مین پتھر رکھ کے کھینچا چاہتا تھا کہ سر پر شیر کے مارے شاہپور شیردل نے خضران بن عمرو کو پہچان لیا کیونکہ یہ ہیئت اصلی پر ہی گھبرا کر پکارا کہ ارے خضران کیا کرتا ہی ایسے مین ہون یہ شیر صحرائی نہین ہی خضران بن عمرو ثانی نے ہاتھ روکا مگر اتنی بات کہنے مین شیشہ منھ سے نکل پڑا وہین اک پتھر پڑا تھا گرتا جو ہی چین سے گر کے ٹوٹ گیا شاہپور تو آہ کر کے رہ گیا لیکن خضران بن عمرو اور شاہپور شیردل کی سنگر قریب آیا کہ یہ معاملہ کیا ہی دیکھا کہ اک شیشہ ٹوٹا پڑا ہی شاہپور شیردل نے بھی کھال اتاری اور ہیئت اصلی پر آئے خضران بن عمرو نے کہا کیون چچا یہ شیشہ کیسا تھا شاہپور شیردل نے کہا ای فرزند کچھ عجب معاملہ گذرا اور ساری کیفیت قندیل جادو کی ساتھ ہاویل جادو کے بیان کی خضران بن عمرو ثانی لاحول پڑھنے لگا اور کہا کہ ایک مبارکباد مین آپکو دیتا ہون کہ اس شیشے مین اسم اعظم صاحبقران ثانی بند تھا یہ نیکنامی آپکے مقدر کی تھی جو بے فکر کے حاصل ہوگئی اب آپ زیادہ پریشان بھی نہون کیونکہ جب اسم اعظم امیر ثانی کا کھل گیا تو امیر ثانی خود آکر سب سردارون کو رہا کر لیجائینگے اب چلیئے اور امیر ثانی کو خوشخبری دیجیے شاہپور شیردل کو بھی انتہا کی خوشی ہوئی اور ہمراہ خضران بن عمرو ثانی

کے خدمت صاحبقران ثانی مین روانہ ہوے یہان امیر یا تو قیر صاحب جہار شمشیر زینت
بارگاہ سلیمانی یعنی جناب حمزۂ ثانی تخت خسروانی پر بیٹھے تھے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی کہ یکایک سامنے
سے خضران بن عمرو ثانی و شاپور شیردل نمودار ہوے امیر ثانی کو شاپور شیردل نے
سلام کیا صاحبقران ثانی نے فرمایا ای شاپور شیردل اسوقت مین اور یہ غفلت تم کہان
تھے شاپور شیردل نے عرض کی کہ حضور غلام اس فکر مین تھا کہ کسی طرح قیدیون کو رہا کردن مگر اس
وقت تک کوئی قابو نہ پایا کیونکہ در و دیوار و سقف و زمین زندان خانے کی سب آہنی ہین اور آہن
بھی آہن سحر ہی بعد اُسکے تمام ماجرا گذشتہ بیان کیا خضران بن عمرو ثانی نے عرض کی کہ حضور
یہ بھی اتفاقی وقت تھا کہ چچا صاحب وہان دوسری فکر مین بیٹھے ہوے تھے شیشہ اسم اعظم رکھے
ہوے دیکھکر کسی دوسرے شبہ سے شیشہ لیکر بھاگے وہ صحرا مین پتھر پر گر کر ٹوٹ گیا آپ خیال تو
فرمائین اسم اعظم یاد ہی امیر ثانی نے جو غور فرمایا تو اسم اعظم حرف بحرف یاد تھا کہا ای شاپور
شیردل بڑا کام کیا تمنے اگر انشاء اللہ کل کے معرکہ مین خدا نے فتح دی اور قیدی چھوٹ گئے تو
تجھے مالامال کردونگا اور اگر قضا آگئی ہی اور مدت عمر کی تمام ہو چکی ہی تو مجبوری ہی اب امیر
ثانی تو خوش و خرم بیٹھے ہوے ہین شاپور شیردل اور خضران بن عمرو ثانی سامنے حاضر
ہین اسوقت بھی مصاحب ہین یہی عیار یہی سردار جو کچھ سمجھیے صاحبقران ثانی پر ایسی سخت
رات بھی کوئی نہ گذری ہوگی خضران بن عمرو بار بار یاد دلاتا جاتا ہی کہ چپکے چپکے اسم اعظم
پڑھے جائیے ایسا نہو پھر کوئی افتاد پڑے اگرچہ وہ ملعونہ قندیل جادو خود بے خبر ہی کہ کیا
ہوگیا تاہم احتیاط مقدم ہی شاید گرفتاری کی غرض سے پھر آجائے سبب اسکا یہ ہی
کہ بسبب شدت گرمی کے امیر ثانی بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے ہین اور کوہ پر بیٹھے ہوے
ہین کوئی تین بج چکے ہین اب ماہتاب طلوع ہو چلا ہی بلند درختون کی چوٹیون پر سے چاندنی
اتر رہی ہی جانوران صحرائی صبح کے دھوکے مین چہکارنے لگے ہین ہوا سرد چل رہی ہی کوہ پر
تو بسبب بلند ہونے کے چاندنی ہی چاندنی نظر آتی ہی اور کوڑیالا جو پھولا ہوا ہی تو یہ معلوم ہوتا
ہی کہ اک فرش سفید بچھا ہوا ہی لالہ کوہی اُس چاندنی مین داغ بدل کھڑا ہوا ہی وہ ساری بہار
چشم صاحبقران ثانی مین خزان سے بدتر معلوم ہوتی ہی جسکا خیال آجاتا ہی دل خون ہوجاتا ہی
کبھی فرماتے ہین کہ افسوس دارا بن داراب ایک نشانی مرے ہوے فرزند کی تھے
وہ بھی قید مین گرفتار ہی اور کل قتل ہوجائیگا رستم ثانی یا تو طلسم مین تھا یا موت اُسے بھی
بروقت یہان کھینچ لائی کاش چندے اور نہ آتا کبھی بدیع الملک کا ذکر کرتے تھے کہ کاش
مین قتل ہوجاتا اور وہ زندہ رہتا کہ رونق صاحبقرانی و زور صاحبقرانی تھا آنکھون سے
برابر آنسو جاری ہین عجب حال ہی کبھی ناموس کا خیال ہوتا ہی کہ انپر بعد ہمارے کیا گذریگی
خود آمادۂ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے ہوے ہین اب صبح قریب ہوتی جاتی ہی شاپور
شیردل سے فرما رہے ہین کہ ای شاپور شیردل شاید مین مارا جاؤن اور کوئی خبر لینے والا
نہو تو تم ان دست و پاشکستہ عورتون کو جسطرح بنے خانہ کعبہ تک پہونچا دینا اور جناب والد

ماجد مدظلہ کے سپرد کرکے عرض کردینا کہ سب فرزند آپکے راہ خدا مین کام آئے بعد آپکے تشریف
لیجانے کے بڑی بڑی مصیبتون کا سامنا ہوا سب خدا نے آسان کین مگر سرزمین تمثالیہ پر
موت نے مہلت نہ دی شاپور شیر دل عرض کررہا ہی کہ حضور یہ کیا ارشاد فرماتے
ہین خدا وہ وقت نہ لائے کہ آپ تو دنیا مین نہون اور ہم زندہ رہین خاک ہی ایسے جینے پر
اول تو خدا پر بھروسا رکھنا چاہیئے وہ مسبب الاسباب ہی ہم اُس سے زیادہ تھوڑی جانتے
ہین آپکے والد ماجد پر کیسی کیسی مصیبتین پڑین مگر سب خدا نے آسان کردین بعد تکلیف کے راحت
ضرور ہوتی ہی خدا کو یاد کیجیئے وہ سب اسیر سحر ہین آپ صاحب اسم اعظم ہین کیا تاب وطاقت ہے
کسیکی جو قتل کرسکے امیر ثانی فرماتے ہین کہ ہان اُسی پر توکل کیئے بیٹھے ہین اگر حیات باقی ہی اور
پروردگار کو عزت رکھنا منظور ہی تو وہ کوئی نہ کوئی صورت نکال ہی دیگا ورنہ مثل اس شعر کے شعر
ہرچہ باد اما کشتی درآب انداختیم - امیر ثانی تو صبح کے منتظر یہان بیٹھے ہین لیکن اب حال سُنیئے
قندیل جادو کا کہ جب یہ ہاویل جادو سے منھ کالا کرواچکی تو ہاویل جادو نے کہا کہ
اب تو جا کر خداوند سے عرض کر کہ مین اسم اعظم صاحبقران ثانی بند کرآئی اب کیا حکم ہوتا ہی
حمزۂ ثانی کو بھی قید کرلاؤن یا قتل کراؤن یا رہنے دون جیسا حکم ہو ویسا عمل مین لاؤن
اور اب اُنکا مارلینا کوئی بڑی بات نہین ہی جیسے مجھکو ماڑ ڈالا جب اسم اعظم بند ہوگیا تو
امیر ثانی بھی مثل دیگران ہین کیا کرسکتے ہین قندیل جادو یہ سُنتے ہی فوراً پر پروا زپیدا کرکے
اوڑی اور قریب گنبد جہان نما کے پہونچی اور آواز دی کہ یا خداوند لونڈی حاضر ہی
تمثال آئینہ رو نے آج ہی کی شب سے جشن شروع کردیا ہی لیکن ابھی جشن خاص ہی عام نہین
ہی اُسے یقین ہی کہ کل کُل خدا پرست قتل ہوجائینگے یہ عجب طرح کا جشن ہی کہ بالائے قیطول
چند نازنین آفت ہوش گیارہ گیارہ بارہ بارہ برس کے سن کہ ابھی اچھی طرح جوان بھی نہین
ہوئی ہین برابر سے براجمائے بیٹھی ہین ساز چھڑ رہا ہی شغل رقص وغنا ہی جب طبیعت اسکی زیادہ
بیچین ہوتی ہی خلوت برابر بنی ہوئی ہی اُسمین چلا جاتا ہی وہان اک زن خوشجمال لیکن کرائے کا
حُسن ہی کہ بزور سحر تمثال آئینہ رو نے اُسکو حسین بنالیا ہی پلنگ پر لیٹی ہی یہ رازدار ہی تمثال
آئینہ رو کی خداوندی کی اور دایۂ بھی ہی کہ یہ دوسری عورت کی طرف ملتفت نہین ہوسکتا
کہ اُسنے کہدیا ہی کہ مین راز تیرا افاش کردونگی پہلے تو تمثال آئینہ رو نے بمصلحت دباؤ کھایا تھا
کہ موقع پاکر اسے قتل کرڈالونگا مگر اب کچھ اُسنے اِسکو ایسا اپنے قبضے مین کرلیا ہی کہ وہ خود
مانوس ہوگیا ہی اسوقت تمثال آئینہ رو مصروف بزم رقص وسرود تھا قندیل جادو
کی آواز جو سُنی اندر بُلالیا کہا اسوقت تو کہان آئی ہی قندیل جادو نے عرض کیا کہ مین نے
اسم اعظم حمزۂ ثانی بند کرلیا اب کیا حکم ہوتا ہی مجھے آیا گرفتار کرلاؤن یا وہین قتل کرڈالون
تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ اب وہ خود اپنا گلا کاٹ کر جان دیدیگا بے موت مرجائیگا تم
یہین بیٹھو بڑا کام کیا تمنے حسب اتفاق معشوقہ تمثال آئینہ رو کی دردسر سے پریشان
ہوکر اپنے رہنے کے خاص مکان مین چلی گئی خلوت بھی خالی تھی اور اسوقت قندیل جادو

بر اک عالم نظر آ رہا ہے اسنے بھی کسی ضرورت سے اپنے کو بزور سحر آراستہ کیا اور خدا جانے ایسے کیا کیا خیال آ رہے ہین جسکا حال انشاء اللہ بر وقت معلوم ہوگا تمثال آئینہ رو کی طبیعت اسکی جانب مائل ہوئی اور کہا تجھسے اک ضروری بات کہتا ہے اس بہانے سے تخلیہ مین لے گیا اور اپنا کام کر کے کہا کہ اب تو جا اور میدان خونی کا بند و بست کر کیونکہ صبح قریب ہے قندیل جادو رخصت ہو کر چلی راہ مین اسے پس و پیش ہے کہ وقت کم ہے کام زیادہ کیا کرون کیا نہ کرون آخر دل سے لنے نہ مانا اور اول طرف کوہ کے روانہ ہوئی اب یہ صورت ایک پری کی بنی ہوئی ہے پرواز کرتی چلی جاتی ہے جب اڑتی ہوئی بالائے کوہ پہونچی دیکھا کہ امیر ثانی ؑ کوہ پر تشریف فرما ہین اور دو عیار سامنے حاضر ہین چند خدمتگار کھڑے ہین اور کوئی نہیں ہے یہ نیچے اتری اور سامنے پہونچکر اک ادا کے ساتھ کھڑی ہوئی امیر ثانی اسے دیکھکر حیران ہوے کہ اسوقت یہ پری کہان سے آگئی خیال آیا کہ شاید ملکہ آسمان پری نے کسی کو بھیجا ہو ساتھ ہی اسکے امیر ثانی نے اس خیال کو غلط ٹھہرایا کہ وہان سے ہمیشہ دیو آیا کئے ہین پری کبھی نہیں آئی پھر یہ کہان سے آئی ہے اور کیا معاملہ ہے یہ سوچ کر اسکی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ تو کون ہے اور کہان سے آئی ہے اسنے جواب دیا کہ تمھاری عاشق ہون اور پرستان سے چلی آتی ہون جب سے تمھین قاف مین دیکھا تھا بے چین تھی تم ایسے جلد وہان سے چلے آئے کہ مجھے خبر بھی نہوئی آخرکار خاک پھانکتی ہوئی یہان تک اکیلی سرگردان و پریشان تمھارے عشق مین پہونچی ہان باپ بھائی بہن سب کو چھوڑ دوسرے وہان اُن لوگون کے خوف سے تم سے نہ مل سکی بموجب شعر یاری تجھسے کیا کی پیدا ہر اک سے یارا نہ چھوٹا - احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا بیگانہ چھوٹا اسطرح کے عاشقانہ شعر پڑھنے لگی امیر ثانی حیرت سے صورت اسکی دیکھ رہے ہین کہ سن تو تیرہ برس سے زیادہ نہیں معلوم ہوتا اور یہ بیباکی اور بیحیائی کہ دو عیار بیٹھے ہین خدمتگار کھڑے ہین اور یہ عورت ہو کر عشق اپنا جتا رہی ہے فرمایا کہ اسوقت مین اپنی مصیبت مین مبتلا ہون مجھے عشق و عاشقی کی فرصت کہان اچھا آئی ہو تو قیام کرو اگر خداوند کریم کل کی آفت سے نجات دیگا تو دیکھا جائیگا اسنے کہا کہ اچھا میرے ساتھ ذرا علحدہ چلیئے یا ان لوگون کو یہان سے ہٹا دیجیئے تو ایک بات ضروری کہنا ہے وہ عرض کرون امیر ثانی نے سب سے کہا کہ ذرا ہٹ جاؤ سُنون کہ یہ کیا کہتی ہے خدمتگار فوراً ہٹ گئے لیکن شاہ پور شیردل و خضران بن عمرو ثانی کو کچھ شبہ پیدا ہوا پاس آکر چپکے سے کان مین امیر ثانی کے کہا کہ کوئی ساحرہ نہو ہوشیار رہیے گا امیر ثانی نے چپکے چپکے باطل السحر پڑھنا شروع کیا لیکن جسوقت تنہائی ہوئی تو یہ پری اور قریب آئی حسن اسکا برابر فریب دے رہا تھا مگر امیر ثانی اسوقت اُس تردد مین ہین کہ کچھ ہوش نہیں ہے فرمایا کہ کیا کہتی ہے اسنے بڑھتے ہی بانہین گلے مین ڈالدین اور کہا کہ مین اتنی دور سے آئی ہون تھوڑی دیر کا تخلیہ چاہتی ہون نمبر جو مصیبت ہے اُسکا حال مجھے معلوم ہی اصل یہ ہے کہ مین قندیل جادو ہون جسنے اسم اعظم بند کر کے تمھین بیکار کر دیا ہے بہتر یہ ہے کہ وصل میرا قبول کرو ورنہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے اور اگر کہنا میرا کروگے تو مین خداوند

تمثال آئینہ روسے سعی کرکے تمھارے دو چار بھائی بندون کو بچا دونگی بس یہ سنّا تھا کہ امیر ثانی
نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور فرمایا کہ کب چھوڑتا ہون تجکو تو پری بنکر فریب دینے آئی ہی اسوقت
اگر در اصل حور جنت بھی آئے تو چڑیل سے بدتر ہی مجھے دنیا اندھیر ہو رہی ہی نہ کہ تجھ ایسی
قحبہ کو کب چھوڑتا ہون قندیل جادو ہنسی اور کہا کہ بے قابو ہو چکے ہو مگر اپنی ٹن سے
باز نہین آتے وہی مثل ہی کہ رسّی جل گئی او ربل نہ جلا یہ کہکر امیر ثانی کے بند کمر پر ہاتھ
ڈالا اور قصد کیا کہ لے اڑون مگر ہرچند سحر پڑھتی ہی کوئی اثر ظاہر نہین ہوتا سبب یہ
تھا کہ امیر ثانی چپکے چپکے باطل السحر پڑھے جاتے تھے آخر عاجز آکر قندیل جادو نے قصد کیا
کہ جان بچا کر بھاگ جاؤن امیر ثانی کب ہاتھ چھوڑتے ہین بس یون ہی داہنے ہاتھ سے
تو ہاتھ قندیل جادو کا پکڑے ہوے تھے بائین ہاتھ سے اب جو تھپڑ مارا سر دھڑ سے
اڑ گیا قندیل جادو کی شمع حیات لہرا کر گل ہو گئی بس مرنا تھا اسکا کہ آندھی چلی
خاک اڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین قندیل جادو بود حیف
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو لاش اک ساحر سیاہ فام
کریہ منظر کی پڑی ہوئی ہی دو دانت بڑے بڑے باہر نکلے ہوے ہین سن کوئی پونے تین سو
برس کا معلوم ہوتا ہی اتنے مین شاپور شیردل و خضران ابن عمرو بھی آگیے یہ حال دیکھکر
بہت خوش ہوے خضران نے عرض کی کہ ای شہریار خدا نے بڑی خیر کی نہین تو اس مکارہ
نے غضب کا فریب کیا تھا غرضکہ اب وقت نماز صبح کا آچکا تھا امیر ثانی نے وضو کے لیئے
پانی طلب کیا ور فریضۂ سحری ادا کرنے لگے جسوقت نماز و وظائف سے فراغ حاصل ہوا مرکب
طلب کیا اور خود داخل ناموس ہوے سب سے اسطرح رخصت ہوے جیسے کوئی مرنے کو
جاتا ہی اب امیر ثانی باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوے خضران بن عمرو ثانی ہمراہ رکاب سعادت
انتساب ہی جب اور لوگون نے ہمراہ چلنے کا قصد کیا صاحبقران ثانی نے قسم کھائی کہ واللہ
مین اُسے قتل کرونگا جو میرے ساتھ چلنے کا ارادہ کریگا مجھے تنہا جانے دو بس تمھاری
خیر خواہی اسی قدر بہت ہی کہ تا واپس آنے میرے یا میری لاش کے ناموس کی حفاظت
کرو اگر مین زندہ پھرا تو کچھ پروا نہین اور اگر مارا گیا تو ان سب کو خانۂ کعبہ پاس والد
ماجد کے پہونچا دینا یہ فرماکر تنہا جانب بیابان محشر روانہ ہوے دل مین یہ تہیّہ کیا کہ
ای امیر ثانی ان لوگون کے قتل کروانے سے کیا فائدہ اپنی بلا اپنے ہی سر لینا چاہیئے
وہان کارخانہ سحر و ساحری کا ہی یہ بیچارے جاکر کیا کرلینگے اور اگر تجھ سے یہ کام بن آیا
تو ہفت کشور مین دھوم ہو جائیگی کہ حمزۂ ثانی نے تنہا اتنی بڑی جنگ کو فتح کیا جس مین
پانچہزار پانچسو پچپن تلوریئے زیردار بیٹھے ہوے تھے وہ عجب وقت اور عجیب سمان تھا کہ
صاحبقران ثانی نگاہ یاس سے ہرچہار جانب دیکھتے جاتے تھے اُس صبح کی بہار کو دنیا کی
بہار آخر تصور کر رہے تھے جان اپنے دوستون عزیزون مین لگی ہوئی تھی ہر غنچہ و گل
کی طرف دیکھکر فرماتے تھے کہ مجھے تیری شگفتگی سے کچھ بھی فرحت نہین ہی مجھ ایسے پژمردہ دل

کو اپنا باغ تمنا خزان ہوتا نظر آرہا ہی کبھی لالہ کی جانب دیکھکر ارشاد کرتے تھے کہ کیا تو میرے
پیارون کے غم مین ابھی سے داغ بردل ہی نرگس کے پھول مانند چشم گریان کے قطرات
شبنم سے پر آب معلوم ہوتے تھے سنبل پر کسی سوگوار کا دھوکا ہوتا تھا ہر نخل نخل ماتم
اور ہر گل داغ جگر معلوم ہوتا تھا نسیم سحری کے جھونکے نفس والپسین کی طرح آتے جاتے
تھے اب انھین تو راہ مین چھوڑیئے دیکھیئے کہ کسوقت پہونچتے ہین لیکن اب حال بیان
کیا جاتا ہی تمثال آئینہ رو کا کہ جسوقت صبح ہوئی ستارے ڈوبنے لگے سفیدہ پھیل گیا
شفق کی سرخی نے خونی اطلس فرش زرنگاری سپہر پر بچھائی جس سے غم و شادی دونون سامان
نظر آرہے تھے بموجب شعر — شادی و غم کی دو رنگی ہی نمایان باغ مین + گل تو ہنستے ہین مگر بلبل ہی نالان باغ مین
شاہ خاور تاج بر سر نیزہ ہاے خطوط شعاع لیے ہوے میدان آسمان پر بصد کر و فر نمایان ہوا تیرگی
شب کو مانند سپر کے پنجۂ نورانی کی قوت سے چیر کر پھینک دیا فوج انجم شکست کھاکر نگاہون
سے روپوش ہوگئی یہان اُس مردود درگاہ ازلی راندۂ بارگاہ ایزدی بوم خرابہ سحر و
جادو یعنی تمثال آئینہ رو نے فوج تو ایک روز پیشتر ہی روانہ کردی تھی اب خود بھی
اک بساط پر بیٹھا اور وہ بساط بزور سحر اوڑ کر چلا آج اسنے وہ سامان کیا ہی کہ کبھی
نہ کیا تھا لباس سرخ پہنے ہوے نقاب زرین چہرے پر ڈالے ہوے تاج مرصع بر سر چار گلدستے
چہار جانب جواہر کے رکھے ہوے شمشیر برہنہ ہاتھ مین ایک ابر سرخ رنگ سر پر سایہ فگن
اُسمین سے برقین چمکتی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اک ٹکڑا شفق کا آسمان سے علحدہ ہو کر
ہوا پر جا رہا ہی یہ سب رنگ خونی سامان قتل مسلمانان کا تھا اب حال بیابان محشر کا
سُنیئے کہ ہاویل جادو نے بموجب حکم تمثال آئینہ رو پانچہزار پانچسو پچپن دارین استادہ
کی ہین اور ہر دار کے نیچے ایک ایک سردار کو بٹھایا ہی اور ایک ایک جلاد شمشیر برہنہ ہاتھ
مین لیئے سر پر کھڑا ہی فقط انتظار ہی تمثال آئینہ رو کا اور گرداگرد تمام دارون کے اول
فوج ساحرون کی اُسکے بعد کل لشکر ہی یہ سب انتظام اس لیئے ہی کہ مبادا کوئی رہا کرا لیجانے
والا نہ آجاے اُسوقت سرداران لشکر اسلام ایک دوسرے کو بنظر حسرت و عبرت دیکھ رہے
تھے درحقیقت اگر غور سے دیکھیئے تو انمین کون کون ہی کہ جنمین سے ہر ایک صاحبقران ثانی ہی
ایک ایک نے تنہا صدہا ملک فتح کیے جنکی تلوار کی دہاک سے روح بہرام گور مین لرزتی ہی کوئی
بدیع الملک کوئی رستم ثانی کوئی نورالدہر کوئی ایرج کہین قہور دیوبر و رکہین داراب
کشور کشا کہین توریج یزدان پرست کہین خورشید تاجدار کسی طرف لندھور ثانی کہین
مالک ثانی کہین شہریار عالی وقار کہین کرب نامدار کسی طرف فرامرز عاد منبری کسی طرف
جمہور جہانسوز تبرزن کسی سمت شہنشاہ گوہر کلاہ کسی جانب دارا سے بن داراب
سیمین زرہ کہین کیخسرو نامداران سب کے علاوہ اسوقت بادشاہ اسلام بھی اُسی
حالت مین ہین جو ان سردارون کی کیفیت ہی مثل دیگران زیر دار تہ تیغ بیٹھے ہین بادشاہ
و رعایا مین کوئی فرق نہین معلوم ہوتا عبرت کا مقام ہی کہ ابھی دو چار روز ادھر تک

انکی تلوار سے خون ٹپکتا تھا آتے ہی لشکر تمثال آئینہ رو کو درہم و برہم کردیا تھا کیسے
کیسے پہلوانان نامی و گردن کشان گرامی کو سر میدان جبر کر پھینکدیا آج کیسے مجبور زیردار
بیٹھے ہین ایک دوسرے کی جانب دیکھکر سر جھکا لیتا ہی مگر چہرون پر کوئی علامت خوف
و ہراس نہین بلکہ جناب باری مین عرض کر رہے ہین کہ پروردگارا شکر ہی تیرا کہ زندگی مین
ساتھ رہا مرنے پر بھی ساتھ رہیگا واقع یہی کہ مرگ انبوہ جشن دارد مگر خیال انجام ہی تو اتنا
ہی کہ بعد مرگ کوئی غسل و کفن کا دینے والا بھی نظر نہین آتا ایک صاحبقران ثانی
باقی ہین خدا انھین کو ساتھ عافیت کے زندہ و سالم رکھے اگر آسرا ہی تو انھین کا ہی کہ شاید
قابو پاکر لاشے دفن کرادین فاتحہ پڑھ دیا کرین ورنہ اور تو کوئی امید نہین معلوم
ہوتی بگڑ جائے حیرت ہی کہ صاحبقران ثانی اسوقت تک تشریف نہین لائے کیا وقت
آخر یہ تمنا بھی دل کی دل ہی مین رہیگی اور دیدار سے بھی محروم رہینگے خیر ہمین یہ بھی
قبول مگر حافظ حقیقی اُس شہریار عالی وقار کو سلامت باکرامت رکھے ورنہ ناموس کی
کون سرپرستی کریگا یہی ذکر تھا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک لکۂ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا
اور مانند شعلۂ جوالہ زمین کی طرف متوجہ ہوا کفار مین اک خروش بلند ہوا سب کے سب
برائے سجدہ جھکے کہ خداوند آپہونچا لیکن وہ شعلہ زمین سے چالیس گز بلند بالائے ہوا قائم ہوا
تو دیکھا کہ اک گبرنا ہنجار چہرے پر نقاب ڈالے ہوے تاج مرصع بر سر تخت پر بیٹھا ہی چار گلدستے
چارون طرف رکھے ہوے ہین سر پر اک چھوٹا سا شامیانہ کھنچا ہوا ہی ہنوز یہ اچھی طرح
قائم نہین ہونے پایا تھا کہ ساتھ ہی دوسرا سناٹا ہوا اور سامنے سے اک غالیچہ اوڑتا ہوا متصل
تخت کے دکھائی دیا اور دیکھا کہ طرف تخت تمثال آئینہ رو کے آتا ہی ساتھ ہی بیابان سے
گرد اوڑی سب اُدھر متوجہ ہوے دیکھا کہ بگولے مین سے امیر ثانی تنہا مرکب پر سوار و شمشیر
سپر ہاتھ مین تیغۂ آبدار دہین سے برہنہ کیئے ہوے نمودار ہوے اور ایک جانب آکر
قائم ہوے یہان کفار مصروف سجدہ تھے صاحبقران ثانی کو گوارہ نہوا کہ غفلت مین
اُنپر تلوار کھینچین لیکن وہان وہ غالیچہ اوڑتا ہوا متصل تخت تمثال آئینہ رو کے پہونچا دیکھا
کہ اک شخص مہیب سیاہ رنگ کچھ عجب طرح کا چہرہ بال سر کے بڑے بڑے شانون پر دو سر اور نمودار ہین
کہ اُنکے دہن کھلے ہوے ہین اور مانند اژدر دہن سے شعلے باہر نکل رہے ہین تمثال آئینہ رو
نے نعرہ کیا کہ اوبے ادب تو کون ہی کہ نہین پہچانتا اور خداوند کے مُنہ پر چڑھا آتا ہی اُسنے جوابدیا
کہ ہستم فرستادہ خداوندان قدیم یعنی مہیل رعدآواز تمثال آئینہ رو نے جوابدیا کہ پھر کسلیئے
آیا ہی مہیل رعدآواز نے جوابدیا کہ تیری تنبیہ کو آیا ہون کہ تو مسلمانون کو نہ قتل کر کیونکہ
یہ ہمارے پیارے بندے ہین تو نہین دیکھتا کہ ہمنے انکو کیسے کیسے عروج دیئے کیسی صورتین کیسی
طاقتین عنایت کی ہین اگرچہ یہ گمراہ ہین تو ہون ہمین انکی حرکتین اچھی معلوم ہوتی ہین تو کون انکا
قتل کرنے والا تمثال آئینہ رو نے جوابدیا کہ اب اُن خداوندون کا زمانہ باقی نہین ہی کہ انکا حکم
چل سکے یہ زمانہ ہمارا ہی ہمارا جو جی چاہیگا وہ کرینگے میری خداوندی سا کچھ کی نہین ہی کہ مین اپنے

فعل مین دوسرے کی رائے شریک کرو ن جاؤ کہہ دو اُن پولنے دوسو خداوندون سے کہ اب
ایسی گستاخی کبھی نہ کرین ورنہ جتنے مظہر ہین سب گھُد واکے پھینک دونگا تم نہین جانتے ہو
کہ اب وقت میرا ہی تم بھی مثل اور مخلوق تھے ہوکے رہ گئے ہو یہ سُنکر مہیل رعد آواز بھی
للکارا کہ فرساق تو پولنے دوسو خداوندون کو کمزور رہتا کر آپ شہزور بنا ہی اور کہتا ہی کہ انکا
زمانہ گذر گیا مین ایک ادنےٰ بندہ ہون مگر چاہون تو ساری خداوندی تیری خاک مین ملادون
بس یہ سُننا تھا کہ تمثال آئینہ رو کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ نہین دیکھا تو نے میری قدرت
کو دیکھو یہ کہکے چہرۂ نحس کی نقاب دور کی بس نقاب اُٹھنا تھی کہ امیر ثانی نے تو پہلے ہی سے
مُنھ ادھر سے پھیر لیا تھا کیونکہ سب کیفیت سُن چکے تھے لیکن اور جتنے تھے مع صلصال و خلخال
و تختگان و نجختگان و لاجور دشاہ اور کل سرداران لشکر سجدے مین گئے اور کہا کہ بیشک تو
خداوند برحق ہی اور اب سب امیر ثانی سے پھر گئے صاحبقران ثانی کو دفعتاً بُرا بھلا کہنے لگے
امیر ثانی حیرت سے اُن لوگون کو دیکھتے ہین اور رہجاتے ہین لیکن مہیل رعد آواز پر کوئی
اثر نہوا اور پکار کر کہا کہ ایسی ایسی قدرتین مین گھڑی بھر مین خود سیکڑون بنا دیتا ہون یہ کہتے ہی
جیب سے اک شیشہ نکالکر دکھایا تمثال آئینہ رو اُسکو دیکھتے ہی آئینہ وار حیرت مین آکر
برائے سجدہ جُھکا مہیل رعد آواز نے ہاتھ پکڑکے تخت پر سے کھینچ لیا اور اپنے غالیچے پر
بٹھا لیا اِسکے سجدہ کرنے سے لوگون کو حیرت ہوگئی کہ یہ کیا آفت ہوئی کہ خداوند خود سجدہ
کرنے لگے وہان عمرو ثانی نے منع کیا کہ کیا کرتا ہی سجدہ جسکے واسطے ہی اُسی کے واسطے ہی مین تو خود
اک بندۂ ذلیل ہون مگر مین نے تجکو دکھا دیا کہ ایک ادنےٰ تحفہ ہمارے خداوند کے بندون کے
پاس بھی ایسا ہی کہ خداوندون کی خداوندی مٹا دیتا ہی بس بنے ہوئے
خداوندا ور اصلی خداوند مین اتنا ہی فرق ہی ادھر ہاویل جادو سے پکار کر کہا کہ یہان آؤ
ہاویل جادو بہت گھبرایا کہ یہ کون شخص ہی صورت دیکھکر ڈر معلوم ہوتا ہی اور ابھی یہ بھی
دیکھ چکا ہی کہ تمثال آئینہ رو نے سجدہ کیا ہاویل جادو قریب آیا مہیل رعد آواز
نے اُسے بھی اپنے پاس بٹھا لیا اب یہ رنگ جو نجختگان نے دیکھا لاجور دشاہ و صلصال سے
کہا جو کچھ مال لوٹنا ہو لوٹ لو ورنہ سب نذر خداپرستان تو ہو ہی چکا ہی اسمین شک نہین،
کہ یہ وہی مرشد ہین تھوڑی ہی دیر کے یہ خداوند صاحب مہمان نظر آتے ہین ورنہ انمین
کچھ بھی نہین لاجور دشاہ بھلے تو اسپر بہت خفا ہوا بعد اُسکے کہا کہ اچھا سواریان تیار رہین
جو کچھ مال و اسباب تمثال آئینہ رو کا تھا اُسمین سے بہت کچھ نجختگان نے اونٹون پر بار کرا لیا
لیکن یہان دیکھنے والے اسی حیرت مین ہین امیر ثانی بھی متعجب ہین کہ یہ کون بلائے آسمانی
آئی یہ تین سر کا آدمی یہ ہیئت یون ہوا پر اُڑتے ہوئے نظر آنا سب کو تعجب تھا اور تمثال
آئینہ رو کا تو دم نکلا ہوا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی سر میدان حشر اتنی بڑی ذلت ہوئی کہ خداوند
نے خود سجدہ کیا اور ایسے شخص کو جو اپنے کو بندۂ ناچیز بتلا رہا ہی مہیل رعد آواز نے کہا کہ مجھے
ہر سہ دار کے قریب لیچلو اور سب کا پتا و نشان بتاؤ تاکہ مین خطائین ان سب کی پولنے دو سو

خداوندون کے سامنے عرض کرون اور سب خداوندون مین بحث ہو کر جو رائے قرار پائے
اُس سے مین تمھین اطلاع دون تم اُسپر کاربند ہونا اگر قتل کا حکم ملے قتل کر ڈالنا اگر قید کا حکم
ہو قید رکھنا اگر رہائی کا حکم ہو رہا کر دینا خبردار تامل نہو تمثال آئینہ رو کہتا ہے کہ مین نے
آپکو پہچان لیا لیکن اب آپ مجھے ذلیل نہ کرین کہا نہین نہین تم گھبراؤ نہین مین تمھارے واسطے
عہدۂ نیابت اُن خداوندون سے لیتا آؤنگا اس اس طرح کی باتین ہونے کے بعد اب غالیچہ اپنی
جگہ سے متحرک ہوا اور مہیل رعد آواز نے جسطرف کا اشارہ کیا اُسی جانب روانہ ہوا اول
سب سے غالیچہ قریب اُس دار کے آیا جہان بادشاہ اسلام ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین
بیڑیان گلے مین طوق کمر مین زنجیر اس حالت سے مسلسل بیٹھے ہوے تھے مہیل رعد آواز نے یہ
حال دیکھکر تمثال آئینہ رو پر بہت غصہ کیا اور کہا کہ یہ تُنے انکو قید کیون کیا اور قید کیا
تو اسطرح کہ کوئی اختیار نہ رکھا چھوڑ دو انکو یہ بیچارے اک مٹی کے بوسے کی طرح تخت پر
بیٹھے رہتے ہین ان سے کیا خطا سرزد ہوئی تمثال آئینہ رو نے کہا کہ میرے ملک پر لشکر لیکر
چڑھ آئے تھے مہیل رعد آواز نے کہا انمین انکی کوئی خطا نہین یہ سب باتین حمزۂ ثانی
کی ہین اسکو چھوڑ کر اسکے عوض اُسے قید کرو اور بادشاہ اسلام کی طرف دیکھکر کہا کہ اگر تم
کوئی شئی ہماری نذر کرو تو پھر ہم تمھین چھوڑ دین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہے
اگر پروردگار عالم کو ہماری حیات منظور ہے تو وہ ہمین بچائیگا ورنہ مرجانا قبول ہے اور یہ
رہائی نہین منظور ہے اسکے بعد قریب ہر ایک سردار کے اسیطرح گئے اور اُنکی حالت دریافت
کرنے کے بعد کسی سے کچھ کہا کسی سے کچھ کہا بعد سب کے امیر ثانی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ کیون
اے حمزۂ ثانی تو نے ہمیشہ سب خداوندون کو بُرا کہا اور آزار پہونچائے آخر اُن سب نے
پردۂ دنیا پر رہنا گوارہ نہ کیا اور نگاہون سے پوشیدہ ہوگئے مگر انھین اب بھی تیرا اسقدر
خیال ہے کہ مجھے برائے سعی بھیجا اور کہا کہ منع کرو تمثال آئینہ رو کو یہ ہمارے پیارے
بندے ہین خبردار انکو قتل نہ کرنا اور یہ نوبت تیری نہوتی اگر تو غرور نہ کرتا لیکن بہتر و لازم
یہ ہے کہ خیر آج تک جو کچھ تو نے کیا وہ بہتر کیا اب اپنے گناہون سے توبہ کر تو خداوندون کا
ارادہ ہے کہ تجھے نائب اپنا قرار دین اور تیرے سپرد تمام دنیا کا انتظام کر دین ورنہ بہت
ذلیل و خوار ہوگا جنھون نے تجھے عزت عطا کی وہ آبرو لے بھی سکتے ہین امیر ثانی نے فرمایا
کہ کیا بیہودہ بکتا ہے تو کیا ہے اور تیرے خداوند مسخرے کیا ہین افسوس کہ اسوقت میرا دوست
صادق یار موافق نہوا ورنہ یہ ساری قلعی تیری کھل جاتی اور حقیقت تیری دریافت ہوجاتی
کہ تو کون ہے وہ ایسا شخص تھا جسنے سیکڑون خداوندون کی قلعی کھولدی ہزارہا ساحرون
کو جنھین دعوی خداوندی تھا مار کر خاک مین ملا دیا مگر نہین معلوم اُسے کیا جنون ہوا کہ
وہ مجھے ایسی حالت مین چھوڑ کر چلا گیا شاید اُسے ان حالتون کی خبر نہ تھی ورنہ وہ ایسا کبھی
نہ کرتا اور تو کیون تامل کرتا ہے حکم قتل کیون نہین دیتا دیکھو ابھی کیا ہوتا ہے شاید دو اک
قتل ہوجائین تو ہوجائین ورنہ یہ تمام میدان لاشون سے پاٹ کروا دی بہت بتا دونگا

اور ابھی سب کو چھڑا لیجاؤنگا یا قضا آگئی ہو تو خود بھی مارا جاؤنگا مہیل رعد آوازنے کہا کہ اگر دوست
تمہارا عمرو ثانی ایں مصیبت سے تمہین رہا کرتا تو اُسے کیا دیتے مین نے سُنا ہی کہ وہ طماع بہت ہی امیر
ثانی نے فرمایا کہ وہ میری جان و مال کا مالک تھا جو کچھ وہ چاہتا لے لیتا مین تو سب مالک اُسی کو
و بدبتا مگر وہ کمبخت تو ایسا ہی کہ جو کچھ ملا اُسکو سوا زنبیل مین رکھ چھوڑنے کے صرف کرنا جانتا ہی
نہین اس سبب سے مین بھی اُسکو کبھی اسقدر نہین دیتا کہ خلق خدا پریشان ہوا اور زنبیل بھری
رہے مہیل رعد آوازنے کہا کہ اگر وہ کہتا نصف ملک مین لونگا امیر ثانی نے فرمایا کہ بیشک
مین دیدیتا بس یہ سنتے ہی مہیل رعد آوازنے آواز دی کہ باش ای گروہ کفار وای مسلمانان تہور
شعار آگاہ اور ہوشیار ہو ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم گوہر تاج عیاری و نکہت بستان
خنجر گذاری طرۂ دستار طراری مالک اقلیم ہشیاری خنجر گذار و باد رفتار یعنی عمرو بن عمرو بن امیہ
نامدار بس یہ سُنتا تھا کہ کافرون کے ہوش اوڑے اہل اسلام متعجب ہوے صاحبقران ثانی غور
سے دیکھنے لگے تمثال آئینہ رو نے اُٹھکر بھاگنے کا قصد کیا دیکھا تو جوڑ تڑ غالیچے مین لپیٹے ہوے ہین
اُدھر ہاویل جادو نے سحر کرنے کا قصد کیا دیکھا تو سحر فراموش ہی کچھ یاد ہی نہین بس عمرو ثانی
نے جلدی سے دونون کی مشکین کمند آصفاے باصفا سے کسین اور امیر ثانی کو آواز دی کہ حمزہ
ثانی کیا دیکھتا ہی دارے مارے اِن کافرون کو اور رہا کر سردارون کو صاحبقران ثانی نعرہ
کرکے چلے تلوار کھینچی اُدھر سردارون نے قیدین توڑنا شروع کین جلادون کو ابھی حکم ملنے
نہین پایا تھا کہ وہ کسی کو قتل کرسکتے یہان آن واحد مین عجب انقلاب پیش آگیا اب کسے قتل کرین
اپنی ہی جان بچتی نظر نہین آتی اس حیرت و عبرت مین تلوارین چھوٹ پڑین وہان جس سردار
نے قید توڑی دار پکڑلی اور فوج پر حملہ کیا اِدھر صاحبقران ثانی نے قتل کرنا شروع کیا
ساحرون نے سحر شروع کیا خضران بن عمرو ثانی نے کہا یا امیر ثانی اسم اعظم پڑھیئے صاحبقران
ثانی نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا سحر رد ہوا ساحر تہ تیغ ہوے ترنج و نارنج گچھا پیکانون کا
گچھا سوئیون کا گولا فولادی سب حربے بیکار ہوگئے اہل اسلام نے قتل کرنا شروع کیا کل
چالیس ہزار ساحر تھے آن واحد مین تسکار ہوگئے اب لشکر سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحرون
کے مرنے سے جو آندھی چلی خاک اوڑی تاریکی پھیلی ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا جوانان اسلام اپنی
آزمودہ کاری سے جگہ پکڑکر کھڑے ہو رہے لیکن کفار آپس مین لڑنے لگے باپ بیٹے کو قتل کیے
ڈالتا تھا بھائی بھائی کو نہ پہچانتا تھا اپنا بیگانہ کچھ نہ سوجھتا تھا اندھیر برپا تھا ہر طرف آواز بگیر و بزن
بلند تھی کوندا برق شمشیر کا چمک رہا تھا بارش سرون کی ہو رہی تھی سیلاب خون جاری ہوا تھا
کشتی عمر طوفانی نظر آتی تھی وہان ہرکارون نے یہ خبر لشکر مین کر دی کہ سردار قید سے چھوٹے
صاحبقران ثانی سے تلوار چل رہی ہی اور جوانان اسلام بے سروسامانی سے لڑ رہے ہین کہ نہ
مرکب ہین نہ خود نہ زرہ نہ بکتر نہ چار آئینہ نہ تلوار نہ سپر عمرو ثانی نے عیاری کرکے تمثال
آئینہ رو کو گرفتار کر لیا خیمہ مین ناموس کے ایک خوشی ہوئی سجدے شکر کے ادا ہونے لگے
فوج اسلام کوہ سے اُتر کر چلی عیارون نے اپنے اپنے سردارون کا اسلحہ لیا گھوڑے لیے

اور مانند پیک مہلک کے اسی گرمی جنگ مین پہونچا دیئے اتنے مین لشکر اسلام بھی آپڑا قیامت کا رن پڑا
غضب کی تلوار چل رہی تھی کا لنہ سر اُس میدان مین مثل ڈھیلاون کے لڑھکتے پھرتے تھے دوسری
روایت یہ ہی کہ سرداران نے کفار کے مرکب پچھیسے سوار کو قتل کیا گھوڑا اپنے قبضے مین ہوا شمشیر
وسپر بھی اسی طرح لی لیکن یہ رنگ بختگان نے جو دیکھا آواز بلند اون کہنے لگا اور کہا واہ رشید
کیا کتا ہی اگر آپ دعوی خداوندی کا کرین تو بہت بجا و درست ہی اور صلصال ولاجورد شاہ
وغیرہ سے کہا کہ بھاگو اسی وقت کو ہمنے کہا تھا اور اسی لیئے پیشتر سے بند وبست کر لیا تھا ورنہ
اسوقت بری بختی یہان کا تو خاتمہ ہوا اب کوئی اور گھر دیکھنا چاہیئے یہ سب تو ایک طرف سے راہی
ہوئے یہان غازیان دیندار نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے مگر کفار کی کیفیت ہی
کہ کسی طرح کم نہین ہوتے ہر چند کہ فوج بے سردار کیا ایسا تو نہ تھا لیکن تو یہ کہ وہ اس جنگ کو
مذہبی جنگ تصور کیئے ہوئے جانین لڑا رہے ہین کہہ رہے ہین کہ خداوند کو گرفتار کر لیا ہی جہانبراو
جانین لڑاؤ اگر اسوقت کمی کروگے تو بخشش بندگی خداوند ناراض ہوجاینگے دوسرے
یہ لوگ کچھ اسطرح گھر گئے ہین کہ نکلنے کی راہ نہین ملتی کوئی چارہ نہین ہی تلوار چل رہی ہی خون برس
رہا ہی زمین خون سے لالہ گون ہو گئی ہی کسی طرف تیر چل رہے ہین کہین نیزون کی جنگ ہی
برچھیان بلند ہین اتنا صحرا نیستان معلوم ہوتا ہی پھریرے علمون کے خون سے رنگین ہو گئے ہین
قبضے تلوارون کے ہاتھون مین گڑ بیٹھے ہین کھیتون سے خون ٹپک رہا ہی غازیان اسلام کفار
کو گھیرے ہوئے قتل کر رہے ہین ہر طرف شور ہی کہ ان مرلو جانے نپائین ان ملعون نے بڑے
بڑے ظلم کیئے ہین اب یہ کیفیت ہی کہ شام قریب ہو گیا ہی مثل کاجل کے دیدۂ عالم مین پھیلتی جاتی
ہی ماہتاب رن مہتاب روشن کر رہا ہی چراغان کواکب نے سطح ارض کو یہ تو عکس ہو ہو کر نورانی کر رہا ہی
لیکن یہان وہی کیفیت ہی کہ تلوار چل رہی ہی خون برس رہا ہی دونون طرف رن مہتابین روشن
ہو گئی ہین اہل اسلام نے یہ انتظام کیا ہی کہ بادشاہ اسلام کو حلقے مین لیکر ایک طرف سے مارتے ہوئے
نکل گئے اور تخت وتاج منگوا کر بادشاہ کو تخت پر سوار کیا اور رجھم کرانے لگے عین گرمی جنگ مین جالوت
کج گردن سے اور لندھور ثانی سے سامنا ہوا جالوت کج گردن نے جو بدست ماری لندھور
نے جوب سرگرز پر روک کر جو عمود گران سنگ کا وار کیا اسنے بھی جو بدست کو چہرے کی پناہ کیا
لیکن یہ سترہ سومن کی ضرب کب رکتی ہی دونون ہاتھ تھرائے ہو سمیع گرز سر پر گری سر گردن مین
گردن سینے مین سینہ شکم مین شکم کمر مین کمر شکم کر گردن مین کر گدن زمین مین اک خون کا تھلتھلا بنکر رہ گیا
ادھر مالک ثانی سے اور نقیہ نیزہ باز سے سامنا ہوا دو چار طعنین چلی ہونگی کہ مالک ثانی
نے ایسا نیزہ مارا کہ توڑ کر سینہ نقیہ نیزہ باز کو نکل گیا مالک ثانی نے نیزے پر بلند کر کے
زمین پر مارا کہ استخوان پارہ پارہ ہو گئے ادھر بدیع الملک سے اور طویل بلند بالا سے
مقابلہ ہوا طویل بلند بالا نے تیغہ مارا بدیع الملک نے وار رد کر کے جو ہاتھ مارا سر مع سینہ
دمرکب چار ٹکڑے ہوئے رستم ثانی سے اور مبہوت تیغزن سے سامنا ہوا مبہوت تیغزن
نے وار کیا رستم ثانی نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اُچھالدیا گرتے ہوئے جو زنگ

ہوائی کاتا کرب دلاور سے اور محراب زنگی سے مقابلہ ہوا محراب زنگی نے ارہ بشت
نہنگ مارا کرب نے ارہ قلم کرکے جو ہاتھ ڈال کمر پر مارا دو ٹکڑے ہوئے فولاد مشت
زن سے اور شہریار سے سامنا ہوا اسکا یہی حربہ ہو کہ ہاتھون پر اسکے فولادی پنجے
چڑھے ہوئے ہین جسنے اپنے گھونسا مار دیا پھڑک کر رہ گیا اپنے شہریار پر بھی ہاتھ اٹھایا شہریار
نامدار نے کلائی پکڑی اور اک گھونسا مارا کہ پھڑک کر مرگیا بدیع الزمان سے اور غراب کوہ پیکر
سے مقابلہ ہوا غراب کوہ پیکر نے تلوار ماری بدیع الزمان نے وار اسکا رد کرکے جو
ہاتھ جنیو کا مارا اسکا بھی کام تمام ہوا ببر بربری سے اور کیخسرو نامدار سے مقابلہ ہوا ببر
بربری نے تلوار ماری کیخسرو نے وار اسکا سپر سے رد کرکے جو تلوار ماری مع راکب و
مرکب چار ٹکڑے ہوئے طیران آدم خوار سے اور نور الدہر سے مقابلہ ہوا طیران آدم خوار
نے ارہ بشت نہنگ مارا نور الدہر نے ارے کو قلم کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا طیران آدم
خوار کے دو ٹکڑے ہوئے مربوط زنگی سے اور ایرج نوجوان سے سامنا ہوا مربوط زنگی
نے ساطور مارا ایرج نے ساطور چھین کر پھینک دیا اور مربوط زنگی کو جو زنگ ہوائی کیا
الحاق سپہر گردان سے اور فرامرز عاد مغربی سے مقابلہ ہوا فرامرز عاد مغربی
نے تلوار الحاق سپہر گردان کی چھین کر پھینک دی اور زین سے اٹھا کر زمین پر مارا
اور پامال کر دیا ملحوق سپہر گردان سے اور جمہور سے مقابلہ ہوا ملحوق سپہر گردان
نے تلوار ماری جمہور نے وار اسکا پشت تبر پر روک کر جو ہاتھ مارا نخل حیات ملحوق
سپہر گردان کو قلم کیا قمہور دیو پیکر سے اور نہال روئین تن سے مقابلہ ہوا
کئی وار چلے قمہور دیو پیکر زخمی ہوئے مگر نہال روئین تن کے جسم پر کچھ اثر نہوا
اسوقت قمہور دیو پیکر نے عقب مین آکر بند دست پکڑ لیا اور زین سے اٹھا کر
زمین پر مارا دھڑ سے سر کھینچکر پھینک دیا داراب کشور کشا سے اور سیلاب اژدر گیر
سے مقابلہ ہوا سیلاب اژدر گیر نے تلوار حوالے کی داراب نے وار اسکا پشت شمشیر سے
رد کرکے جو تلوار ماری سیلاب اژدر گیر کے دو ٹکڑے ہوئے مرد ودکوہی سے اور شہنشاہ
گوہر کلاہ سے تلوار چلی شہنشاہ گوہر کلاہ نے مرد ودکوہی کے وار کو رد کرکے
ایک ضرب شمشیر مین وارد دار البوار کر دیا محیط فیل گردن تنگ پیشانی عقرب چشم
سے اور امیر ثانی سے مقابلہ ہوا محیط فیل گردن تنگ پیشانی عقرب چشم نے
ساریق ماری امیر ثانی نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ دونون گولے ساریق کے علیحدہ جا پڑے محیط
فیل گردن تنگ پیشانی عقرب چشم نے خالی زنجیر کھینچ ماری امیر ثانی نے زنجیر بھی رد
کرکے ایک ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا ایسا مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے آدھر
ہاشم تیغ زن نے علم لشکر سرنگون کر دیا اب وقت صبح کا قریب آگیا ہو لیکن کفار کی یہ حالت
ہو کہ قتل ہو رہے ہین مگر امان نہین مانگتے بسبب کثرت کے اگر لوگ قتل بھی ہوتے ہین تو پروا
نہین ہوتے انھین بھی خیال ہو کہ مسلمان ہمکو قتل کرتے کرتے بھاگ جائینگے مگر یہ غازیان

دیندار اگر سر بھی قلم ہو تو قدم پیچھے ہٹانے والے نہیں ہیں اتنے میں خواجہ عمرو ثانی نے جو بصورت مہیل رعد آواز بنکر آئے ہیں اور تمثال آئینہ رو اور ہاویل جادو کو گرفتار کر کے زنبیل میں ڈال لیا ہے اگر امیر ثانی سے عرض کی کہ اگر منظور رہی کہ یہ جنگ جلد سر ہو جائے تو اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے کہ تمثال آئینہ رو کو دار پر کھینچکر تیر باران کر دامیر ثانی نے حکم دیا کہ بہتر عمرو ثانی نے اک بلند دار استادہ کی اور تمثال آئینہ رو کو بالائے دار کھینچ دیا اور ہاویل جادو کو زیر دار بٹھا کر قتل کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ علامات سحر ظاہر ہوئیں آندھی چلی خاک اوڑی آتشباری و برف باری کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہاویل جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد اسکے تمثال آئینہ رو پر تیر چلنے لگے کفار یہ حال دیکھکر نہایت مضطر و بیتاب ہو کر چلے تھے کہ کس طرح اپنے خداوند کو چھڑالیں مگر اہل اسلام نے سب کو تیروں پر رکھ لیا قدم آگے نہ بڑھنے دیئے جو آگے بڑھا اجل کا شکار ہوا یہاں بالائے دار تمثال آئینہ رو مردود جہنم واصل ہوا ایک روای یہ بیان کرتا ہے کہ عمرو ثانی نے جب ان دونوں کو غایب پر لا یا تھا اسیوقت قتل کر ڈالا تھا اور ربانی کا لنسہ جہل کلید کا سب سرداروں پر چھڑک دیا تھا ورنہ یہ سب ہوش میں آتے پھر کیفیت اب دل کفار کے شکستہ ہوے اور چہار جانب جس سے جدھر بن پڑی وہ بھاگ نکلا جو گھرے ہوے تھے انھوں نے چادر ہلانا شروع کی امیر ثانی نے حکم دیا کہ اب خبردار کسی کو قتل نہ کرو دوسرا جھنڈا علامت صلح کا بلند ہوا جو جہاں تھا وہیں تھم گیا تلوار رک گئی ہر طرف امن ہوا امیر باتو قیر مظفر و منصور مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی واپس ہوے طبل شادمانی بجتا ہوا داخل شہر تمثالیہ ہوے اور کرب دلاور کو بارگاہیں لینے کے واسطے اور داراسے بن داراب و بدیع الملک و رستم ثانی کو ناموس کے لینے کے لئے روانہ کیا اور آپ داخل شہر تمثالیہ ہوے عمرو ثانی سب سے پہلے طرف قیطول کے چلا دیکھا تو وہاں نہ قیطول ہے نہ کچھ ہے دو چار سر کنڈے گڑے ہوے ہیں انپر نیلا زرد و زنگاری سوت لپٹا ہوا ہے اب جس طرف گلستان ارم تھا وہاں پہونچے یہاں البتہ وہ نازنینیں جو حوران جنت سے تعبیر کی جاتی تھیں درحقیقت نہایت حسین و کمسن لڑکیاں تھیں عمرو ثانی نے انکا زر و زیور خوب لوٹا اور رجال مار مار کر پکڑنے لگا کہ انکو بیچ لینے میں بھی بہت کچھ ملجائیگا لیکن کسی نے یہ خبر امیر ثانی سے کر دی وجہ اسکی یہ تھی کہ اک نازنین پر برق ثانی عاشق ہوا تھا اُسے بھی آپنے داخل زنبیل کر لیا ہر چند اُسنے منت سماجت کی آپنے نہ مانا اور اُس سے روپیہ طلب کیا برق ثانی نے امیر ثانی سے اس امر کی اطلاع کی صاحبقران ثانی نے قران ثانی اور بختیار شیردل کو روانہ کیا اور کہا کہ کہ دینا اُس دزد مکار سے کہ مال جس قدر چاہے لوٹ لینا مگر خبردار کسی آدمی پر قبضہ کرنے کا قصد نہ کرنا سب کو بحفاظت رکھوا ور کچھ سرداروں کو برائے حفاظت روانہ کیا یہاں بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہیں نذریں گذر رہی ہیں امراء شہر حاضر ہو رہے ہیں مال غنیمت غازیوں کا حق کر دیا گیا ہے اسی وقت سے سکہ بادشاہ اسلام کے نام کا جاری ہو گیا بتکدے منہدم کر دیئے گئے مسجدوں کی بنا ڈالدی گئی شام تک میں یہ سب بندوبست ہوا قریب

شام کرب ولا و بارگاہ سلیمانی وحشامی وغیرہ لیئے ہوئے آئے سب بارگاہین قرینے سے استادہ
ہوئین لیکن وہان رستم ثانی و بدیع الملک و دارا سے ابن داراب سیمین زرہ جو کوہ
پر پہونچے تو جو عورتین بزرگ تھین وہ بلاگردان ہوئین صدقے جانے اُترنے لگے خیر و عافیت
سب کی معلوم ہوگئی مگر ہر عورت اپنے اپنے وارث کے واسطے بیتاب تھی جابجا نذرین نیازین
ہو رہی ہین ہرچند کہ ان شاہزادون نے بہت تاکید کی کہ صاحبقران ثانی نے طلب
فرمایا ہی مگر عورتون سے کس کا بس چلتا ہی کسی نے کھڑے پہیر کا دونا مانا تھا کسی نے بی تُرت
پھرت کی بڑیا مانی تھی بھلا وہ منتین مرادین ادا کیئے بغیر اپنی جگہ سے کب ہلتی ہین الحاصل صبح
کو ناموس صاحبقرانی کو یہ تینون شاہزادے اپنے ہمراہ لیکر شہر تمثالیہ مین پہونچے ہر بی بی اپنے
اپنے وارث سے ملی کسی نے اپنے فرزند کو گلے سے لگایا بلاگردان ہوئی کوئی اپنے بھائی سے
لپٹی ہوئی تھی شادی مرگ کا عالم تھا اس دن کی امید کسے تھی کہ پھر زندگی مین دیدار نصیب
ہوگا مارے خوشی کے کسی کو ہوش نہین ہی عوض شادیانون کے ہرطرف رونے کی دھوم ہی
بمصداق اس شعر دلچسپ کے شعر خوشی کے جوش مین بھی رنج کے پہلو نکلتے ہین + زیادہ جب ہنسی آجاتی ہی آنسو نکلتے ہین +
تین روز تک عجب ہنگامہ برپا رہا وہ زنان باعصمت وحیا جنکو اپنے اپنے شوہرون کے آنے کی
خوشی ہوئی ہی اپنے دلی ولولونکو دبائے ہوئے دور سے کنکھیون سے دیکھ رہی ہین حیا بات کرنیکو
مانع ہی بموجب اس شعر کے شعر ادھر دیکھ لینا اُدھر دیکھ لینا + کنکھیون سے اُسکو مگر دیکھ لینا +
کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہی + اُدھر جانے والے ادھر دیکھ لینا + مگر ہر ایک نے اپنے کو سنوارا
ہی آراستہ کیا ہی تیسرے روز امیر ثانی نے اُن لڑکیون کو طلب کیا جنکو عمرو ثانی نے پکڑ پکڑ کے
زنبیل مین ڈال لیا تھا عمرو ثانی نے سب کو زنبیل سے نکالا مگر اس شرط پر کہ انکا عقد جسکے
ساتھ کیا جائے وہ بعوض محافظت جتنے پر مہر باندھے اُسیقدر روپیہ مجکو بھی دے سب نے
بمجبوری منظور کیا کیونکہ اگر منظور نہ کرتے تو کسی کو تعداد نہ معلوم تھی دو چار کو نکال کر
کہہ دیتا کہ بس اتنی ہی تھین اور سب موقع اور محل سے بک بکا جاتین ہان وہ عورتین
جو باقی رہ گئی تھین اور سردارون نے جا کر انکو اپنی حفاظت مین لے لیا تھا وہ
موجود تھین الحاصل امیر ثانی نے چالیس روز کا جشن قرار دیا اور پہلے جشن مین
اُن لڑکیون کے عقد کے واسطے نوجوان سرداران لشکر سے ڈھائی ہزار چھانٹے اور شب کو سب کا
عقد کر دیا گیا یہ سب حاملہ ہوئین ایسے لڑکے پیدا ہوتے ہین کہ جنکا ذکر لعل نامہ وغیرہ
مین آتا ہی لیکن کچھ حال جشن کا لکھا جاتا ہی کہ یہ بہت بڑا جشن کیا ہی امیر ثانی نے تمام طوائفان شہر
کو طلب کیا ہی آج کا جلسہ عام ہی اجازت ہی کہ جسکا جی چاہے آکر تماشا دیکھے شام کے ہوتے ہی اُدھر
تو آسمان پر چراغان کواکب کی روشنی پھیلی مشعل ماہ روشنی بخش عالم ہوئی ناہید فلک
چنگ ہاتھون مین لیے ہوئے داخل بزم انجم ہوئی اور رقاصی شروع کی قاضی فلک عقد
پڑھنے کے لیے آموجود ہوا کشتی ثریا نقلون سے پُر کر کے رکھ دی گئی کہکشان کی مانگ ستارون
سے بھری گئی ادہر مانند عروس آراستہ کی گئی یہان بارگاہ حشامی و بارگاہ سلیمانی مین جہاڑ

کنول ہر رنگ فانوس حباب بے ہانڈیان کل شیشہ آلات روشن ہوا تمام شہر کے ہر راستے مین بڑا ظر بندی ہوئی بلکہ حکم عام دیدیا گیا کہ ہر شخص حسب لیاقت و حیثیت اپنے اپنے گھر کو سجا اور دروازون کو آراستہ کرے دوکاندار دن نے بھی بڑی تیاری کی تھی کوئی مقام ایسا نہ تھا جو خانہ شادی نہ معلوم ہوتا ہو بلکہ یون کہیے کہ جو حالت ہندوستان مین دیوالی کے روز ہوتی ہی ادر امرا کے مکانون کی تیاری کا تو کیا مذکور ہی کہ سب ہی سامان بہم تھے فرش نہایت تکلف کے بچھے ہوے مسندین زر نگار لگی ہوئین طائفے حاضر غربا تک نے اپنی اپنی ہمتون کو حد اعتدال سے بڑھا دیا تھا جسے کچھ نہین نصیب تھا اُسکے دروازے پر بھی ایک مٹی کا چراغ ہی سہی کہین دیولی ہی روشن تھی اگر بڑے طائفون کے بلانے کی حیثیت نہ تھی تو نٹنیان ہی ناچ رہی تھین کہین یہ بھی ممکن نہ تھا تو آپ دس پانچ بے فکرے ڈھولک لیکر بیٹھ گئے تھے اور گارہے تھے کچھ عجب سمان تھا اور بارگاہ شاہی کی تیاری تو بیان سے باہر تھی اک دوسرا آسمان زمین پر نصب معلوم ہوتا تھا بارگاہ سلیمانی مین کل عروسین جمع تھین اور بارگاہ شاہی مین سب دولھا بھلا کیا پوچھنا اُس جشن کا اور اُس جلسے کا جسمین ڈھائی ہزار دولھا ہون رستم ثانی کی معشوقہ ملکہ صنم یادلہ پوش جسکو طلسم صندل سے لائے تھے ابھی تک عقد نہین ہوا تھا یہ عقد بھی آج ہی ہی الحاصل آٹھ بجے رات واول تو سب نے کھانا کھایا لیکن یہ دعوت ایرج نوجوان نے کل لشکر کی ہی ایک تو اپنے فرزند کے ملنے کی خوشی دوسرے اُسکی شادی کی مسرت اب سب کے سب داخل بارگاہ شاہی ہوے اور صحبت رقص شروع ہوئی نازنینان حورجمال پری تمثال مصروف رقص و غنا ہوئین اک ماہ پارہ نے یہ غزل بعد ادا شروع کی

غزل

بنا اب بے بلا سے اضطراب دل کہ جی آیا
نہ گھبرانا ہم آئے وہ پیام بیکسی آیا
سگے تھے وہ ایسے دے کر تسلی مین ابھی آیا
کوئی اتنا نہ ہمسے پوچھنے کو سب چلے جی آیا
کہ کیون کچھ آپ مین کوئی ترے جانے سے بھی آیا
خبر کو میری کب اُس بےخبر کا آدمی آیا
پشیمان ہوگے پھر تم ذکر پھر دیکھو وہی آیا
ہر اسرمایۂ عیش و نشاط و زندگی آیا
اُدھر گھبرا کے جا نکلا اِدھر مضطر کبھی آیا
نہ تھا جب تک نہ تھا جب کچھ خیال آیا ابھی آیا
خبر دیتی ہی بیتابی مرے دل مین کوئی آیا
کوئی دم بیٹھتا بھی ہی کبھی جب آدمی آیا
تڑپتے چھوڑ جانا بس چلا اُنکو یہی آیا

یہ کیون ہی جان بچین آج گھبرا اپنا جی آیا
زہے بیکس نوازی تیری اے تنہائیِ فرقت
دل بیتاب کو کیا کہکے سمجھائے کوئی کب تک
کہو کیا حال ہی کیسے ہو جیتے ہو کہ مرتے ہو
کسی کا ہائے وہ پیغام برسے پوچھنا اپنے
نہین کچھ ہوش یون گذرا ہوا ہون آدمیت سے
جفا بھی ساتھ عاشق کی وفا کے یاد آیگی
غم دلدار جب آتا ہی دل خوش ہو کے کہتا ہی
سنبھالا درد نے فرقت مین دل کو بھی جگر کو بھی
جہان عاشق ز خود رفتہ ہوا پھر کب سنبھلتا ہی
اُٹھا درد جگر کس کے بٹھانے کو خدا جانے
جو آنکلے ہو ٹھہرو دیکھ لو میری تڑپ کو تو
تسلی کچھ نہ تسکین آکے دینا بیقرارون کو

بعد اسکے اور طائفہ بدلا گیا کچھ اسنے گایا پھر اور طائفہ بدلا گیا کسی نے ایک غزل سے زیادہ نہین گانے کا موقع پایا اسیر

بھی صبح قریب آگئی اور بہت سے طائفے باقی رہ گئے قریب صبح کے سب نے لباس نوشاہی زیب جسم کیا اور پہلے محفل مین آئے بعد اُسکے جلوس کے ساتھ تمام دولہا آگے پیچھے ہاتھیون پر بیٹھے ہوے اور سب کے آگے ہاتھی شاہزادہ رستم ثانی کا اس سامان سے شہر کی گشت لگا کر پھر واپس آئے کیونکہ دولہا وہین دلھن وہین اب پھر سے محفل جمع ہوئی اور مجرے ہونے لگے ایرج نوجوان کی یہ کیفیت ہی کہ خزانون کے منھ کھول دیے ہین جو گاکر اٹھا اُسے مالا مال کر دیا واقع مین عجب لطف تھا کہ جہان ایک صحبت مین ڈھائی ہزار دولہا بیٹھے ہون اور صدر مین شاہزادہ رستم ثانی سبب اسکا یہ تھا کہ اور سردار انکے ہمپایہ نہ تھے انکے مدمقابل شاہزادہ بدیع الملک ٹھہرے انھون نے کسی کے ساتھ عقد منظور نہین کیا کیونکہ اُنکا دل ملکہ نوبہار گوہر پوش مین لگا ہوا ہی جسکا ذکر طلسم صندل کے بیان مین آچکا ہی الغرض سب کا عقد انھین بزرگون نے پڑھا ورنہ اتنے قاضی کہان سے آتے اور دو چار قاضی کہانتک عقد پڑھتے اور ہونا عقد کا ایک ہی روز پر موقوف تھا سب سے پہلے عقد شاہزادہ رستم ثانی کا امیر ثانی نے ملکہ صنم بادلہ پوش کے ساتھ پڑھا بعد اسکے اور سردارون کے عقد پڑھے گئے جب اس سے فرصت ہو چکی تو ہر ایک اپنی اپنی عروس کو لیکر اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوا یہ شب باسائش گذاری اب دوسرے روز پھر سامان جشن درست ہو رہا ہی کہ دفعتاً وقت صبح کچھ لوگ روتے پیٹتے ہوے آئے اور انھون نے بیان کیا کہ شب کو بستر خواب سے شاہزادہ رستم ثانی غائب ہو گئے یہ سُنتے ہی ایرج نوجوان نے گریبان چاک کیا امیر ثانی کو نہایت تردد ہوا کہ یہ کونسی آفت آئی عیارون پر تاکید فرمائی کہ اگر کل صبح تک اسکا پتا نہ لگا تو بہت بری طرح پیش آؤنگا عیار ہر چہار جانب روانہ ہوے تلاش ہونے لگے دوسرے روز صبح کو ملازمان بدیع الملک روتے پیٹتے آئے اور بیان کیا کہ شاہزادہ بدیع الملک بستر پر سے غائب ہو گئے شاپور شیر دل نے عرض کی کہ یا امیر ثانی یہ کام کسی ساحر کا معلوم ہوتا ہی عیار کا نہین ہی ورنہ پتہ ضرور ملتا ہوتا اب صاحبقران ثانی کو اور زیادہ تردد ہوا اور نور الدہر نے اپنا گریبان چاک کیا تیسری صبح کو خبر پہونچی کہ ایرج نوجوان کا بھی پتا نہین چوتھی صبح کو نور الدہر کے غائب ہو جانے کا حال معلوم ہوا یہانتک کہ ہر روز ایک سردار غائب ہوتا تھا بعد آٹھ روز گذر جانے کے دو دو سردار غائب ہونے لگے یہانتک کہ بیس یا تیس روز مین چالیس پچاس سرداران نامی غائب ہو گئے امیر ثانی عیارون پر تاکید کر رہے ہین عیار روز جاتے ہین اور چہار جانب صحرا اور کوہ مین ہر جگہ تلاش کرتے ہین مگر پتا نہین چلتا آخرکار چار عیارون نے یہ مشورہ کیا کہ رہنا لشکر مین مناسب نہین معلوم ہوتا ورنہ پتا لگنا مشکل ہو جائیگا یہ سوچ کر قران ثانی و شبرنگ ابن عمرو و شاپور شیر دل اور برق ثانی یہ چار عیار جانب صحرا روانہ ہوے اور صحرا مین رہنا اختیار کیا ہر چہار جانب تلاش کرتے ہین شب کو اک درخت پر مچان باندھ لیا ہی اُسی پر بسر کرتے ہین اسکو بھی کئی روز

گذر گئے اب یہ رائے قرار پائی کہ دن کو چوپائے بنکر گشت لگایا کرین اب یہ کیفیت ہوئی کہ
قران ثانی نے اپنے جسم پر کھال کرگدن سیاہ کی چڑھائی اور برق ثانی آہو بنا اور
شبرنگ بن عمرو نے ہیئت اپنی اک تیندوے کی بنائی شاپور شیردل نے ببر کی
کھال پہنی اور ہر ایک جھاڑی جھنڈی کو دیکھنا شروع کیا حسب اتفاق یہ سب علیحدہ علیحدہ
پھر رہے ہین کہ اک جھاڑی مین سے اک آدمی نے سر نکالکر ادھر اُدھر دیکھا اور آواز دی
کہ کوئی نہین ہی یہ کہکر وہ تو غائب ہوگیا لیکن ایک اور ساحر سیاہ فام جوگیون کی سی ہیئت
بنائے ہوئے دونون شانون پر دو پر نکلکر چشمے پر آیا نہایا جب شام کا وقت ہوا غلط لک
مارکر ہیئت اپنی اک عقاب کی بنائی اور اڑکر چلا گیا یہ رنگ چارون عیار مختلف مقامات
سے دیکھ رہے تھے اب یہ منتظر بیٹھے تھے کہ دیکھیے آج کس کو گرفتار کرکے لاتا ہی اور قیدیون کو رکھتا
کہان ہی اب رات ہوگئی شب ماہ ہی تارے چھٹکے ہوئے ہین جسوقت آدھی رات گذری
بالائے آسمان اک لکہ ابر خفیف نمودار ہوا جسوقت زمین پر آیا دیکھا کہ وہی عقاب اک
شخص کو پنجے مین دبائے ہوئے آیا اور زمین پر اُترکر ہیئت اصلی پیدا کی اور جسکو گرفتار
کرکے لایا تھا اُس سے کہا کہ کیون تیرا ہی نام تہور دیو پرور ہی اُسنے کہا ہان مین ہی ہون
کہا چل تجھے تیرے عزیزون پاس پہونچادون اب جس روز حمزہ ثانی کو گرفتار کرکے لاؤنگا
اُس روز تم سب کو قتل کرونگا یہ کہتے ہی تہور دیو پرور کو اپنے ساتھ لیے ہوئے جو اک تختہ سنبل
سامنے لگا ہوا تھا اُس مین داخل ہوکر غائب ہوگیا صبح کو عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ کیا
کرنا چاہیے برق ثانی کی یہ صلاح ٹھہری کہ مین ہرن بنکر بھاگونگا اور شاپور شیردل
سے کہا کہ آپ شیر بنکر میرا تعاقب کیجیے گا مین اسی تختہ سنبل مین پوشیدہ ہوجاؤنگا آپ پلٹ جائیے گا
پھر وہان پہونچکر دیکھا جائیگا سب نے اس رائے کو پسند کیا اور صبح کے وقت برق ثانی آہو بنکر
بھاگا اور شاپور شیردل نے شیر بنکر اسکا پیچھا کیا جاتے جاتے جسوقت برق ثانی قریب
تختہ سنبل کے پہونچا کچھ کوے اڑے اور انھون نے آواز دی کہ عیاران اسلام جانور بنے
ہوئے آئے ہین اس آواز کے ساتھ ہی دو پنجے گرے اور دونون کو لے گئے یہ حال دیکھکر قران
ثانی اور شبرنگ بن عمرو نے کہا کہ اب یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ جسوقت یہ ساحر نہانے کو چشمے پر
جائے اسوقت کوئی عیاری کرنا چاہیے شبرنگ بن عمرو نے کہا کہ وہ جو نکلکر آواز دیتا ہی
پہلے اسکی خبر لینا مناسب ہی قران ثانی نے کہا کہ مین چشمے پر جاتا ہون تم جھاڑی پاس رہو
اب ساتھ ساتھ رہنا ٹھیک نہین ہی ورنہ ہم تم دونون گرفتار ہوجائینگے شبرنگ بن عمرو نے
یہ رائے پسند کی اور بصورت گرگ بنکر جھاڑی کے پاس بیٹھ رہا اور قران ثانی نے صورت
اپنی اک جوگی کی بنائی اور کچھ دیر پہلے سے جاکر کنارے چشمے کے بیٹھ رہے لیکن حال مہتر شاپور
شیردل و برق ثانی کا سنیے کہ جسوقت انکی آنکھ کھلی تو اپنے کو اک صحرا مین دیکھا کہ ہزارہا
نخل ارژنگ کے لگے ہوئے ہین اور ہر ایک سردار ایک ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہی نہ ہاتھون
مین ہتکڑیان ہین نہ پاؤن مین بیڑیان ہین ایک جانب اک بنگلہ بنا ہوا ہی اُس مین چار ساحر

بیٹھے ہوے ہین اور باہم باتین کر رہے ہین اپنے کو بھی ایک ایک درخت کے نیچے دیکھا اُٹھکر چلنے کا
ارادہ کیا تو دیکھا کہ زمین پاؤن پکڑے ہوے ہی مجبور ہوکر بیٹھ رہے جب دوسرا دن ہوا اور شام
کا وقت قریب پہونچا تو آن ساحرون مین باتین ہونے لگین کہ اب کس کو لانا چاہیے ایک نے کہا کہ
بادشاہ اسلام اور امیر ثانی کو لے آؤ کہ فرصت ہو جائے یہ سب بے موت مرجائینگے نہین تو
آتشباری برف باری کرکے کام آنکا تمام کردینگے ورنہ یہ سمجھ لو کہ سب گرفتار ہو گئے اور حمزہ ثانی
نہ گرفتار ہوا جب بھی کھٹکا لگا ہوا ہی کیونکہ حمزۂ ثانی مالک باطل السحر ہی اگر یہانتک کسی صورت
سے آگیا تو یہ طلسمی کارخانہ بگڑ جائیگا اور اسی وقت سب چھوٹ جائینگے ہرچند کہ ہمنے اسکے
اخفا کی کوشش بہت کچھ کی ہی مگر شاید نکلتے وقت کوئی عیار پوشیدہ ہو جیسے یہ دونون شیرو
آہو بنکر آئے تھے غرض کہ یہی راے ٹھہری کہ آج بادشاہ اسلام اور امیر ثانی کو لانا چاہیئے یہ
صلاح کرکے دو ساحر اُٹھے اور ایک جانب ایک دوسری جانب دوسرا روانہ ہوے یہان یہ
دونون عیار مضطرب ہین دل مین کہتے ہین کہ بُرے پھنسے عیاری نہ بن پڑی بھید کھل گیا لیکن
وہان شبرنگ بن عمرو گرگ بنا ہوا بیٹھا ہی تھا جیسے ہی حسب عادت اس ساحر نے جھاڑی
مین سے سر نکالکر اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کیا گرگ کھڑے ہوکر خاک اوڑانے لگا اسنے آواز دی کہ کوئی
نہین ہی جائیے مگر اک جانور ہی اُسے مین دیکھے لیتا ہون یہ کہکر کچھ رائی سرسون کے دانے ہاتھ مین
لیکر پڑھنے لگا گرگ نے اک بقہ گرد کا منھ پر کھینچ مارا بس گرد دماغ تک سرایت کر گئی اور یہ چھینک
مارکر گرا شبرنگ بن عمرو نے جلدی سے خنجر مار دیا بس اسکا مرنا تھا کہ تمام جھاڑی مین آگ
لگ گئی اور آندھی چلی خاک اوڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من صریر جادو
بود بس اسکے مرتے ہی صفیر جادو کو خبر ہو گئی لیکن گرگ بھاگا جوگی نے نکلکر گرگ کو بھاگتے
دیکھکر گبر کی آواز دی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے بس آواز دی کہ اب تو بھی صحرا مین اسی طرح بیٹھا رہ
یا تو کوئی درندہ آکر تجھ سے سمجھ لے گا یا تو بھوکون کے مارے مرجائیگا بعد اسکے نہانے کی غرض سے
طرف چشمے کے روانہ ہوا حسب اتفاق اِدھر عمرو ثانی کا گذر ہوا گرگ کو دیکھکر کچھ آپ جھجکے تھے
کہ گرگ نے آواز دی کہ یہان آئیے مین آدمی ہون عمرو ثانی آواز شبرنگ کی پہچان کر
قریب آئے اور کہا کہ یہی مسکن آن ساحرون کا ہی جو گرفتار کر لاتے ہین سردارون کو شبرنگ
نے کہا کہ ہان ایک کو مین نے مارا ہی اور ایک چشمے کی جانب گیا ہی وہان بھائی قران ثانی ہین
دیکھیئے اگر عیاری بن پڑی تو اسے بھی مارا ورنہ جو کچھ ہو عمرو ثانی نے کہا کہ اچھا تو مین جاتا ہون
میرا یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا یہ کہکر ایک جانب روانہ ہوے اور اک گوشے مین
گھات سے کھڑے ہو رہے یہان جیسے ہی یہ جوگی چشمے پر پہونچا دیکھا کہ اک اور بھی ہمجنس نہا رہا ہی
اسنے بطور کفار سلام کرکے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے جواب دیا کہ میرا نام عفریت جادو ہی تمھارا نام
کیا ہی اسنے کہا کہ مجکو صفیر جادو کہتے ہین عفریت جادو نے کہا کہ تمھارے ہاتھ پاؤن
تو بہت تیار ہین کچھ کشتی وغیرہ کا بھی شوق ہی صفیر جادو ہنسا اور کہا کہ ہان ہم چار
بھائی تھے جس مین ایک آج مارا گیا خدا برا کرے عیاران اسلام کا کہ انھون نے اُسکو مارا

اب دو اور ہین اور مین ہون سب کو کشتی کا شوق ہی لیکن مین سب سے زبردست ہون اور اکیلا ان سب کو
زور دلاتا ہون اور تمام حالات اپنے گرفتاری سرداران اسلام کے بیان کیے عفریت
جادو اٹھکر گلے ملا اور کہا کہ کیا دل ٹھنڈا کیا ہی تمنے مین بھی انھین سب کا ستایا ہوا ہون
تمھارے نو باپ ہاویل جادو کو فقط مارا میر تو تمام گھر انھون نے تاراج کر دیا شمشمش
جادو کو جو خداوند ساحران اور میرے ماموں ہوتے تھے انکو مارا اب مین نے ایک جگہ کا
قیام ترک کر دیا اور صحرا بصحرا پھرا کرتا ہون لیکن اب جی یہ چاہتا ہی کہ ہم تم ایک جگہ رہکر
ان خدا پرستون کا کام تمام کرین جوگی نے کہا کہ بہتر ہی اور نہانے مین مشغول ہوا البتہ جیسے
ہی صفیر جادو نے غوطہ لگا کر ابھرنے کا ارادہ کیا عفریت جادو نے نعرہ کیا کہ منم قران
ثانی اور ابھرتے وقت بغدہ مارا کہ سر کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا تھا کہ پانی مین تلاطم ہوا
بیرون نے خاک اڑا کر شور کیا کہ کشتی مرا نام من صفیر جادو بود قران ثانی کو معلوم تھا
کہ اسکے مرتے ہی دونون بھائی اسکے ضرور آئینگے بھاگا لیکن وہان اسکے مرتے ہی سنبلستان
مین آگ لگ گئی اور صحرا کو جسقدر بند کر دیا تھا سب معلوم ہونے لگا شبرنگ بن عمرو
کے پاؤن زمین نے چھوڑے یہ دونون بھاگے لیکن حریر جادو و محریر جادو نے دیکھا
کہ دونون بھائی مارے گئے اور دونون عیار بھاگے ہوے چلے جاتے ہین یہ دونون اٹھکر
دوڑے اور قریب پہونچتے ہی گیرکی آواز دیکر دونون کو پکڑ لیا اور لا کر اسی طرح قید کیا اب
باہم یہ مشورہ ہوا کہ انتظار کرنا اچھا نہین جسکو پاؤ قتل کر ڈالو بہتر یہ ہی کہ ان سب کو مار کر طرف
لشکر اسلام کے چلو اور خلاصہ مقابلہ کرو یہ ارادہ کر کے ایک تلوار کھینچکر شاپور شیر دل کے
سر پر آیا چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے شاپور شیر دل نے بانگ کر دعا کی بس اک پتھر آکر کلائی پر پڑا
کہ ہاتھ سے خنجر گر پڑا انگٹھہ ٹوٹ گیا اور یہ جھونک کھا کر آگے شاپور شیر دل کے گرا بس اسکا
گرنا تھا کہ شاپور شیر دل نے جلدی سے وہی خنجر اسکی گردن مین مار دیا حریر جادو بھڑکنے لگا
محریر جادو جسکی قید مین سب تھے اپنے دیکھا کہ یہ تو آفت آسمانی معلوم ہوتی ہی اپنے پر پرواز
پیدا کرکے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ اک پتھر اسکے سر پر پڑا یہ تیورا کر زمین پر گرا گرنا تھا کہ بھوت
نکل گئے عمرو ثانی نے نعرہ کیا اور آ کر اسے بھی ذبح کر ڈالا یہ دونون بھڑکنے لگے ارنڈون
مین آگ لگ گئی سب سردار قید سے چھوٹے چارون ساحر مارے گئے جب یہ دونون
بھی بھڑکتے بھڑکتے سرد ہو گئے آوازین پیدا ہوئین کہ حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم کشتی مرا نام من حریر جادو و محریر جادو بود عمرو ثانی سب عیارون اور سردارون
کو ہمراہ لیکر جانب لشکر روانہ ہوے یہان امیر ثانی منتظر تھے اور فرما رہے تھے کہ جب سے
عیار گئے ہین آج کئی روز ہوے کہ کسی کا پتا نہین خدا جانے انپر کیا گذری شب ہوئی کوئی
دس بجے ہونگے کہ عمرو ثانی مع سب سردارون اور عیارون کے سر جادوگرون کے لیے
ہوے پہونچے صاحبقران ثانی نے سب کو گلے سے لگایا عمرو ثانی کو اور ان چارون عیارون
کو بہت کچھ انعام و اکرام مرحمت فرما کر پھر جشن کا حکم دیا اور تیاری ہونے لگی تیسرے روز سے

پھر جشن شروع ہوا یہانتک کہ چالیس روز تک برابر جشن رہا آخر روز بہت بڑا جشن ہوا اور اسی جشن مین امیر ثانی نے عمرو ثانی سے فرمایا کہ آج تمھارا گانا سننے کو جی چاہتا ہی عمرو ثانی حسب ارشاد گانے کو بیٹھے جوڑی ہفت پیوندی اپنی زنبیل سے نکالکر بجانا شروع کی ایسی ایسی چیزین بجائین کہ سب جھومنے لگے گویون نے کان پکڑے کہ ہمنے ایسے عطائی نہین دیکھے کہ ہم لوگون پر بھی فوق رکھتے ہین ہر در و دیوار سے سُر کی آواز آتی تھی بعد اسکے امیر ثانی کی فرمائش سے عمرو ثانی نے گانا شروع کیا اور نی ہاتھ سے رکھکر تھن داو دی یہ غزل بذوق و شوق شروع کی ہ شعر دلپا

کلیجہ دل مین بیٹھا گیا کوئی بے درد ملتا ہی
نکل کر دیکھو لے کیونکر ہمارا دم نکلتا ہی

اکیلے کا کہین دو سرکشون سے زور چلتا ہی
دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہی

خفا ہو کر ترے پھر بیٹھنے پر دم نکلتا ہی
ہمارا گردش تقدیر ہی سے کام چلتا ہی

طریق دلبری پردہ نشینون کا الگ پایا
فقط اک ہاتھ دل لینے کو پردے سے نکلتا ہی

عدو آسائش عشاق کا ہی رشک ہی اسکا
کلیجہ ہو اگر ٹھنڈا تو دل کمبخت جلتا ہی

کسی حسرت بھرے دل کو مقرر آج مل ڈالا
کہ منھ سے کچھ نہین کہتا وہ چپکا ہاتھ ملتا ہی

ادا سے سامنے انکو دم آخر ہی آنا تھا
قضا کا وقت جب آتا ہی کب ٹالے سے ٹلتا ہی

کہے وہ ور یا کمبخت ہم کہائین خوش قسمت
بدلجاتے ہین یون پہلو مقدر جب بدلتا ہی

مین سہلاتا ہون تلوے دل کو وہ پامال کرتے ہین
کسی کا ہاتھ ملتا ہی کسی کا پاؤن چلتا ہی

وہ ہمکو بیٹھکے پہلو مین بھی کب چین دیتے ہین
پھڑکتا ہی کلیجہ ہر ادا پر دم نکلتا ہی

مبادا آفت ہی کر بیٹھے تو افطالم غضب ہوگا
بہت چپ رہ چکے ہم اب تو کچھ منھ سے نکلتا ہی

وہ دل بیتاب کر دے جسکو شوخی ان نگاہون کی
کہین روکے سے رکتا ہی سنبھالے سے سنبھلتا ہی

جلال اچھا وہ دل مین چٹکیان لیتا ہی لینے دو
ہمارا غم غلط ہوتا ہی اُس کا جی بہلتا ہی

اسکے بعد یہ حالت تھی کہ ہر شخص کی آنکھ سے آنسو جاری تھے اور کوئی اپنے ہوش مین نہ تھا الغرض صبح کو جشن تمام ہوا جلسہ برخاست ہوا نمازین صبح کی پڑھ پڑھ کر سو رہے دوسرے روز صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ سامان سفر درست کرو اور یہان کا بادشاہ ارغوان شاہ دریا بار کو کیا اور عیارون کو براے دریافت حال روانہ کیا کہ لاجورد شاہ و صلصال بھاگ کر کسطرف گیے ہین اسی جگہ دفتر توریج نامہ تمام ہوتا ہی واضح راے ناظرین با تمکین ہو کہ قبل لکھے جانے اس جلد کے چونکہ ارادہ ہوا تھا کہ دوسری جلد بھی تحریر کیجائیگی بنا بر اُسکے جلد اول کا جوڑ لعل نامہ سے ملا دیا گیا تھا مگر ازبسکہ آپنے قدر دانی فرمائی اور دوسری جلد بھی طلب کی لہذا حسب الحکم ہم نے اس جلد کو بھی ختم کیا اب ناظرین اُس جوڑ کو جو توریج نامہ جلد اول مین تحریر ہی اسی کا جوڑ سمجھین کہ بعد جشن امیر ثانی کو خبر معلوم ہوئی کہ لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ بھاگ کر طرف سبائل کے گئے ہین اور زمرد ثانی نے خروج کیا ہی سبائل پر لشکر کشی کی ہی اور جدائل خان ہندی نواسا لندھور کا ساتھ ہی لہذا پہلے یہان سے لندھور روانہ ہوے ہین اور بعد تشریف لیجانے لندھور بن سعدان گروہ کے پیش خیمہ

بہرتانی کا روانہ ہوتا ہی اور خود بھی مع سرداران لشکر اسلام طرف سبائل کے روانہ ہوتے ہین اور حال نقابدار گوہر پوش کا طلسم آبگینہ سلیمانی مین معلوم ہوگا جو بعد
نعل نامے کے ہی اگر ناظرین بانمکین قدردانی فرماینگے تو ہم اس طلسم کو بھی جو مثل دفتر کے ہی
اسیوجہ سے دوسرا نام اسکا آفتاب شجاعت رکھ دیا ہی تحریر کرینگے لڑائیان اُسکی اور طلسم
قابل دید ہین ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
بن صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الملک بن نورالدہر بن بدیع الزمان بن امیر
حمزۂ عالیشان طلسم آبگینہ پر پہونچے ہین اور ایک دربند اُسکا فتح کرگئے ملکہ ناوک فگن مالک
دربند سے کہ نام اُس دربند کا صنم کدۂ آذری تھا عقد کیا ملکہ براے فاتحہ اپنے باپ کی قبر پر لائی وہان
سے بدیع الملک کو ایک لوح اور اسم اعظم حاصل ہوا اور ایک وصیت نامہ ملا جس مین
لکھا ہوا تھا کہ ای بدیع الملک آگاہ ہو کہ بعد فتح کرنے صنم کدۂ آذری کے آگے بڑھنے کا
قصد نہ کرنا کیونکہ فتاح اسکا وہ لڑکا ہوگا جو ملکہ کے بطن سے پیدا ہوگا وہی میرے خون کا بدلا
لے گا نام اُسکا رفیع البخت رکھنا چاہیے بدیع الملک اِن اشیاء کے ملنے سے بہت
خوش ہوے اور ہمراہ ملکہ ناوک فگن کے واپس آئے اور آگے بڑھنے کا قصد نہ کیا
انشاء اللہ یہ دفتر جس وقت ناظرین ملاحظہ فرماینگے لطف لوٹ اٹھائینگے اور اِس دفتر مین شاہزادہ
بدیع الملک کی صاحبقرانی ہی والسلام ۔ دفتر نوربج نامہ جلد دوم بھی بفضل خدا اسنے حسب قدردانی ناظرین
بانمکین تمام ہوا

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ اِس زمان میمنت اقتران مین کتاب نوربج نامہ جلد دوم کہ داستانہاے رنگین او ربیانہاے
دلچسپ وخاطرنشین سے آراستہ وپیراستہ ہی جسمین فصاحت وبلاغت کا دریا بہادیا ہی اور تناسب الفاظ وعبارتہاے
دلپسند وفرحت بخش نے دلون پر اپنے حسن قبول کا رنگ جما دیا ہی حسب الایماے قدرشناس علم وہنر عزت افزاے
اہل جوہر رئیس بانمکین امیر باکرم جناب بابو پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ از تالیفات قصہ خوان بذلہ سنج
شیرین بیان داستان گوی شیوا زبان شیخ تصدق حسین صاحب بتصحیح وترتیب مولوی
محمد اسمعیل صاحب کارپرداز قدیم مطبع بماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ع بار اول مطبع منشی نولکشور صاحب
سی آئی ای مرحوم مقام لکھنؤ مین زیور طبع سے آراستہ ہوکر روشنی بخش چشم نظارگیان ونقل محفل نازکخیالان
دلنوازافزاے دیدۂ منتظران ہوئی فقط

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری عمرو عیار۔	عہ ر پ
سیرت محمدیہ۔	[illegible]
تاج کامیابی۔	۷ر پ
سوانح عمری شیطان۔	عہ ر پ
الف لیلہ ہزار داستان بطرز ناول۔	عہ ۱۲ر پ
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت	۸ر پ
[illegible] والون کی سیر۔	۱۲ر پ
[illegible] افسانہ [illegible] چھاپہ ٹیپ۔	۱۴ر پ
[illegible] اردو [illegible] چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے۔	۱۱ر پ
ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر ہر چہار دفتر مسلسل [illegible] مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید [illegible]	[illegible]
بوستان خیال مصنفہ محمد تقی خان - انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندۂ گجرات۔ یہ باکمال عہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے۔ آخر انھون نے چند جزو ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ ترقی اردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہو گیا تو اتنی بڑی کتاب کا اردو مین شائع ہونا	

نام کتاب	قیمت
مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع ہین سکار رہا ہے جو حضرت کشیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے انکا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
۱-جلد مہدی نامہ۔	للعہ پ
۲-جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ۔	للعہ پ
۳-جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	سے ۱۴ر پ
۴-جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ۔	لعہ پ
۵-جلد مطلع الانوار۔	سے ر پ
۶-جلد خزینۃ الاسرار۔	صہ پ
۷-جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہ پ
۸-جلد مشرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہ پ
۹-جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معز الدین نامہ۔	سے ر پ
الف لیلہ باتصویر- دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اسکا ترجمہ اردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ و مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد- کاغذ سفید وحنائی۔	عہ ر پ
فسانۂ عجائب جلی قلم- باتصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ۔	۹ر پ
ایضاً- کاغذ حنائی گندہ۔	۷ر پ
الف لیلہ باتصویر- کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب مطبوعہ ۱۹۱۶ء	
۱- کاغذ سفید چکنا۔	۱۵ر پ
۲- کاغذ رسمی سفید۔	۱۴ر پ

نام کتاب	قیمت
قصہ سند باد جہازی - ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	۲ ر پ
کامروپ کا جادو - سادہ کاغذ سفید	۲ ر پ
جادو تسخیر - قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علی خان صاحب -	عہ ر پ ۱۲ ر
فسانۂ عجائب متوسط قلم - از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم -	۶ ر
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا -	۳ ر
سروش سخن باتصویر - بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی -	۵ ر ۲ آنہ
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۴ ر ۲ آنہ
طلسم حیرت - افسانہ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون -	۵ ر
باغ و بہار - معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر -	۲ ر
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۳ ر ۲ آنہ
لطائف الظرفا - مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمین ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ تڑاق پڑاق لطیفے ہیں -	۲ ر پ
تفریح الطلبا - مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمین نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہین اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہین ہے	۲ ر پ
طلسم فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم -	۹ ر
آرائش محفل - قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش -	۶ ر ۲ آنہ
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۵ ر
مقتول جفا - معروف بہ فسانۂ غم آمود - از حافظ امیر الدین -	۱ ر ۲ آنہ
نوطرز مرصع - از محمد عوض -	۱ ر ۲ آنہ
بستان حکمت - اردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان -	عہ

نام کتاب	قیمت
سیراب باغ - از میر محمد علی قلق مرحوم مغفور -	۱۲ ر [illegible]
فسانۂ دلپذیر - مصنفۂ منشی احمد علیخان شائق دلچسپ فصیح بلیغ طرز مرصع رزم بزم دونون عمدہ -	۱۰ ر
فسانۂ جمیل - مترجمۂ منشی حامد حسین -	۱۲ ر
قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیر	۹ ر ۲
فسانۂ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر	[illegible]
فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب	
قصۂ زاہد شمسی - مصنفۂ شیخ برہان الدین احمد -	۱ ر ۲ آنہ
سنگاسن بتیسی - قصہ مشہور -	۳ ر ۱ آنہ
ناٹک نل دمنتی - مولفۂ منشی بنایک پرشاد -	۲ ر ۲ آنہ
قصۂ موتی و شعلہ - ذخیرۂ پند خردمندانہ -	۹ پائی
بیتال پچیسی باتصویر - قصۂ مشہور -	۳ ر
گل بکاولی - از منشی نہال چند -	۲ ر
طوطا کہانی باتصویر - از سید حیدر بخش تخلص حیدری	۲ ر ۲ آنہ
پریم کہانی - مصنفۂ منشی شیو دیال سنگھ صاحب وکیل مرحوم مطبوعہ غیر	۲ ر [illegible]
فسانۂ پر فضا - مصنفۂ منشی ٹھاکر پرشاد صاحب -	۲ ر
قصۂ گل و صنوبر - از منشی پیم چند -	۱ ر ۲ آنہ
ایک روسی زمیندار کا قصہ - مترجمۂ مسٹر ہنری فانتوم صاحب کاغذ سفید چکنا -	۵ ر
نورتن - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور -	۵ ر ۲ آنہ
قصۂ اگر گل - قصۂ مشہور -	۲ ر
سیر معقول - فسانۂ نادر از سید غلام حیدر خان بہادر	۹ ر ۲ آنہ
قصۂ گوپی چند بھرتھری	۹ پائی
لطائف ہندی - چٹکلے اور لطیفے از لالہ دیبی پرشاد -	۲ ر
قصۂ سورج حصۂ اول - از منشی چرنجی لال -	۶ پائی
قصۂ چہار گلزار - از منشی ہرگوپال -	۴ ر
ریاض تحقیق نادر - اردو شرح سکندرنامہ بری از مولوی عبدالمجید صاحب متوطن پیلی بھیت -	عہ ۱۲

